مکمل
گیارہ
جلدیں

وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

تفہیم البخاری پبلیکیشنز

فیصل آباد

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (حشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

تفہیم البخاری پبلیکیشنز

فیصل آباد

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (الحشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی
فیصل آباد

ناشر:
صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی
P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Marfat.com

Copyright ©
All Rights reservd
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act and should be a punishable.

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرہ، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔ اور خلاف ورزی کرنیوالے کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لیگل ایڈوائزر رانا علی عباس خاں (ایڈووکیٹ) چیمبر نمبر 119 ضلع کچہری فیصل آباد

TAFHEEM-UL-BUKHARI PUBLICATIONS
P-41, Santpura Faisalabad. Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

تفہیم البخاری پبلیکیشنز P-41 سنت پورہ فیصل آباد
Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

marfat.com
Marfat.com

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (الحشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

جلد اول

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر:

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی

P-41 سنت پورہ فیصل آباد

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفہیم البخاری

جلد اوّل

تعداد ..... گیارہ سو (1100)

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد

کتابت: حکیم محمود الحسن خاں اسلام پورہ، منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

طباعت: علی پرنٹنگ پریس دربار ہسپتال روڈ لاہور

ہدیہ روپے

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَحَ بِمَعَارِفِ السُّنَّةِ النَّبَوِیَّةِ صُدُوْرَ اَوْلِیَائِهٖ وَرَوَّحَ بِسَمَاعِ اَحَادِیْثِهَا الطَّیِّبَةِ اَرْوَاحَ اَهْلِ وِدَادِهٖ وَاَصْفِیَائِهٖ فَسَرَّ سِرُّ سَرَائِرِهِمْ فِیْ رِیَاضِ رَوْضَةِ قُدْسِهٖ وَسَنَائِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَلَّغَنَا رِسَالَةَ رَبِّهٖ وَاَسْرَارَ کَلَامِهِ الَّذِیْ اُوْتِیَ جَوَامِعَ الْکَلِمِ فَتَفَرَّدَ بِعَظِیْمِ الْاٰیِهٖ وَنُصِرَ بِالرُّعْبِ فِیْ نُحُوْرِ اَعْدَائِهٖ وَاُیِّدَ بِرُوْحِ الْقُدْسِ وَخُلَّصِ اَحِبَّائِهٖ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَخُلَفَائِهٖ وَعَلٰی مُحَدِّثِیْ کَلَامِهٖ وَفُقَهَائِهٖ۔

اَمَّا بَعْدُ! قرآن کریم کے بعد حدیث شریف تمام علوم سے اَفضل اور اَجلّ ہے۔ قیامت کے روز علماء سے علم کی تبلیغ سے متعلق پوچھا جائے گا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً نفلی نماز اور روزہ سے علم حدیث میں شغل افضل عمل ہے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ اٰیَةٌ مُحْکَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِیْضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا سِوٰی ذَالِكَ فَهُوَ فَضْلٌ ان تینوں کی معرفت ہی علمِ شریعت ہے کیونکہ کتاب اللہ کی معرفت سُنتِ نبویہ کی حفاظت وصیانت اور ان دونوں اِجماعِ امت سے مستنبط مستقیم احکام پر ہی قصرِ شریعت کی اساس استوار ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے علوم کو اساس شریعت میں دخل نہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر درود افضل عمل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر زیادہ درود پڑھنے والا قیامت کے روز میرے بہت قریب ہوگا۔ اور اس امت مرحومہ میں محدثین سے زیادہ درود شریف کوئی نہیں پڑھتا۔

الحاصل علمی اور عملی زندگی کا بہترین مقصد علمِ حدیث میں شغل اور اس کی ترویج ہے۔ یہی وہ باعث ہے جس نے بندۂ پُرتقصیر کو صحیح بخاری کے ترجمہ اور وضاحت پر مامور کیا۔ اپنے قصورِ علم کا معترف ہوتے ہوئے

marfat.com
Marfat.com

حضراتِ ناظرین کرام سے التماس ہے کہ جہاں بھی کوئی لغزش اور خطاء دیکھیں تو اس میں اصلاحی جانب اختیار کرتے ہوئے مطلع کرکے عند اللہ ماجور ہوں۔ بندہ مسکین نے یہ التزام کیا ہے کہ حدیث اگرچہ متکرر ہی ہو کا باحاورہ ترجمہ اور مقتضیٰ حال کے مطابق وضاحت کرتے ہوئے تطویل سے احتراز کیا ہے۔ جبکہ اہم مقامات میں مناسب تفصیل ذکر کی ہے اور حدیث، ترجمہ اور وضاحت کا ایک ساتھ نمبر ذکر کیا ہے اور وضاحت میں شروح بخاری میں سے عمدۃ القاری، فتح الباری، ارشاد الساری اور الکواکب الدراری سے اقتباس کے ساتھ ساتھ دیگر شروح احادیث سے بھی اقتباس کیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض اساتذہ کرام سے ماخوذ فوائد کے علاوہ کچھ زوائد بھی ذکر کئے ہیں جن سے نفسِ حدیث کی تفہیم ہوجاتی ہے اور اس بات کا خیال کیا گیا ہے کہ تفہیم میں بقدرِ ضرورت ائمہ کرام کے مسالک کی وضاحت کرکے حنفی مذہب کے مطابق جامع تشریح کی جائے تاکہ حنفی مسلک کے مطابق حدیث سمجھنے میں اشکال نہ رہے۔ اس لئے اس کو تفہیم البخاری سے موسوم کیا ہے۔ خداوندِ قدوس کے حضور دعا ہے کہ اپنے حبیب کریم علیہ التحیہ والتسلیم کے صدقہ اسے قبول فرمائے اور میرے لئے زادِ آخرت کرے۔

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ هُوَ حَسْبِيَ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَىٰ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن بردزبہ ہیں۔ مغیرہ مجوسی تھے اور بخارا کے حاکم یمانی جُعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ کا والد اسماعیل نیک خو اور صالح انسان تھا اور والدہ مجابۃ الدعاء تھی۔ کمسنی میں بخاری کی بینائی جاتی رہی جس کا ان کی والدہ کو سخت صدمہ تھا اور وہ اس صدمہ میں روتی رہتی تھیں۔ رحمت لایزال کے فیضان سے ان کی آرزو پوری ہوئی اور سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو خواب میں زیارت سے مشرف کرنے کے بعد فرمایا کہ اے خاتون نیک صفات تو اپنے بیٹے کی بینائی کی واپسی کی بکثرت دعا کرتی رہی جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بصارت بحال کردی ہے۔ جب صبح ہوئی تو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں صحیح سالم اور بصارت درست تھی۔

امام بخاری ۱۹۴ ہجری کو بخارا میں متولد ہوئے ان کو کمسنی میں جبکہ ان کی عمر دس برس تھی حدیث یاد کرنے کا شوق پیدا ہوگیا۔ اسی اثناء میں ان کے والد حج کرنے حجاز مقدس گئے اور ان کو اپنے ساتھ کرلیا۔ وہ تو حج کرکے واپس آگئے مگر امام بخاری طلب علم کے لئے مکہ مکرمہ میں ہی ٹھہر گئے۔ اس وقت ان کی عمر اٹھارہ برس ہوچکی تھی۔ انھوں نے علم حدیث کی طلب میں بلادِ اسلام میں گھومنا شروع کیا اور مشائخ حدیث اور ائمہ کرام سے وافر علم حاصل کیا۔ چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ میں نے ایک ہزار اسّی (۱۰۸۰)

marfat.com
Marfat.com

محدثین سے احادیث نبویہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا پڑھیں۔ سب یہ کہتے تھے ایمان، قول اور عمل ہے اور ایمان کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔

تمام محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کے بعد صحیح بخاری تمام کتب سے اصح کتاب ہے۔ ایک لاکھ یا اس سے کم و بیش لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

محدثین کے تاثرات

حضرات علماء کرام کے نزدیک وہ انتہائی درجہ کے معظم و محترم تھے حتیٰ کہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ جب اُن کے پاس جاتے تو سلام کے بعد یہ خواہش کرتے کہ ان کے پاؤں کو بوسہ دیں اور حدیث کے طبیب، اُستاذ الاستاذین اور سید المحدثین کے القاب سے ان کو یاد کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے بخاری کی مثل کوئی شخص نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس امت کی زینت پیدا کیا ہے۔ حافظ ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بخاری اس امت میں بہت بڑے فقیہہ تھے۔ محمد بن بشار رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علمائے مکہ مکرمہ کہتے تھے کہ امام بخاری ہمارے امام و فقیہہ اور خراسان کے فقیہہ ہیں۔ ابن مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اُنھوں نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا ہے۔

ابن خزیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سقف سماء کے تحت حدیث کا عالم اور حافظ ان سے بڑا کوئی نہیں۔ بعض علماء نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ زمین پر چلتی پھرتی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

امام بخاری کی معیشت

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد کے ترکہ سے کثیر مال پایا مگر اسے صدقہ کر دیا۔ بسا اوقات کھانا کھائے بغیر دن گزر جاتا وہ کبھی دو یا تین نوالے کھاتے اور ہر تیسری رات قرآن ختم کرتے تھے۔ وہ غایتِ کمال میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے۔

بخاری کی کتابت

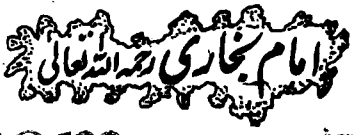

نے کہا میں نے صحیح بخاری میں تقریباً ۶ ہزار حدیث ذکر کی ہے۔ اور ہر حدیث کے لکھنے سے پہلے میں غسل کر کے دو رکعتیں

marfat.com
Marfat.com

نماز پڑھتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امام بخاری نے مکہ مکرمہ "شَرَّفَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی" میں صحیح بخاری تالیف کی وہ آبِ زمزم سے غسل کرتے اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ (صلی اللہ علی صاحبہا) میں بخاری تالیف کی اور روضۂ مبارکہ میں تراجم ابواب لکھتے اور ہر ترجمہ لکھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سولہ برس میں صحیح بخاری کی تالیف کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا امتحان

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کئی دفعہ بغداد گئے۔ وہاں کے رہنے والے لوگ علم حدیث میں ان کی مہارت و حذاقت کے معترف ہوگئے۔ ایک دفعہ اُنھوں نے ایک سو احادیث میں قلب اسانید اور قلب متون سے امام کا امتحان لیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فوراً سب کو درست کر دیا اور وہ امام کے علم و فضل کے معترف ہوگئے

بخارا کی طرف واپسی

جب بغداد میں خلقِ قرآن کا مسئلہ پیدا ہُوا اور اس فتنہ نے بڑے بڑے اعاظم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تو آپ نے بغداد سے بخارا کی راہ اختیار۔ اہلِ بخارا نے آپ کی بڑی قدر کی اور ان کی تشریف آوری کا خیر مقدم کیا۔ آپ کچھ عرصہ بخارا کی مسجد میں تدریس حدیث کرتے رہے۔ اس وقت بخارا کا حاکم خالد بن محمد ذہلی تھا اُس نے امام کو پیغام بھیجا اور گذارش کی کہ وہ صحیح لے کر ان کے مکان پر تشریف لائیں اور وہاں ان کو حدیث پڑھائیں۔ مگر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ علم کو لوگوں کے دروازوں پر لے جاکر میں اسے ذلیل نہیں کروں گا۔ اس پر امیر بخارا برہم ہُوا اور یہ واقعہ دونوں کے مابین منافرت و وحشت کا باعث بنا اور اُس نے امام کو بخارا سے نکل جانے کا حکم دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بد دعاء کی ابھی ایک ماہ گزرنے نہ پایا تھا کہ دار الخلافہ سے پروانہ آیا کہ خالد کو گدھی پر سوار کر کے بخارا کے گلی کوچوں میں پھرایا جائے اور اس کو معزول کرنے کے بعد قید کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ وہ قید ہی میں مر گیا۔

سمرقند کی طرف روانگی

امام بخاری رضی اللہ عنہ نے جب بخارا کو الوداع کہا تو سمرقند کے لوگوں نے آپ کو سمرقند آنے کو کہا

marfat.com
Marfat.com

تو آپ نے سمرقند کے لئے رختِ سفر باندھا۔ جب سمرقند سے دو میل دُور خرتنگ کے مقام پر پہنچے تو آپ کو یہ خبر ملی کہ آپ کے سمرقند آنے کے باعث اہلِ سمرقند میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ بعض ان کو چاہتے ہیں اور بعض اُن کو ناپسند کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت تک وہیں اقامت کر لی جب تک کہ صورتِ حال کی وضاحت نہ ہو جائے۔ ایک رات آپ کبیدہ خاطر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کی جبکہ رات کو نماز سے فارغ ہوئے کہ اے اللہ زمین کشادہ ہونے کے باوجود میرے لئے تنگ ہو گئی ہے اب مجھے قبض کر کے اپنے پاس بلا لے اور اسی ماہ ۲۵۶ ہجری میں ۶۲ برس کی عمر میں عازمِ سفرِ آخرت ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْنَ "

یہ کہنا درست نہیں کہ حدیث کی روشنی میں اس بات کی وضاحت ملتی ہے کہ موت کی خواہش کرنے سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

کیونکہ حدیث شریف میں دنیاوی تکالیف سے تنگ آ کر موت کی خواہش کرنے سے روکا گیا ہے اور دین میں خلل کے خطرہ کے پیشِ نظر موت کی خواہش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ کی قبر

امام بخاری رضی اللہ عنہ کو جب دفن کیا گیا تو ان کی قبر کی مٹی سے کستوری سے بھی زیادہ خوشبو مہکنے لگی اور قبر کے محاذی آسمان کی طرف لمبی سفید جھلک ظاہر ہوئی اور لوگ برکت کے لئے ان کی قبر سے مٹی اُٹھا کر لے جاتے حتیٰ کہ قبر کا حفرہ ظاہر ہو گیا۔

اور زبردست حفاظت کے باوجود لوگ نہ رُکے تو قبر پہ لکڑی کا جنگلا نصب کر دیا گیا۔

پھر لوگ اردگرد کی مٹی اور کنکریاں وغیرہ اُٹھا کر لے جاتے تھے "

کئی روز تک ان کی قبر سے خوشبو مہکتی رہی حتیٰ کہ قرب و جوار کے بلاد میں یہ خبر مشہور ہو گئی۔

سچ ہے کہ ایسے معظم اور پاکیزہ حضرات سے اس قسم کی کرامات کا ظہور بعید نہیں ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ "

marfat.com

Marfat.com

علم حدیث کی تعریف، موضوع اور غرض

تعریف علم حدیث وہ علم ہے جس سے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اقوال و افعال اور احوال معلوم ہوں۔

موضوع علم حدیث کا موضوع جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ کریمہ بحیثیت رسُول اللہ ہے۔

غرض علمِ حدیث کی غرض و غائت دارین کی سعادت میں کامیابی حاصل کرنا۔

صحیح بُخاری کی احادیث

صحیح بخاری کی مستند احادیث کی تعداد ۷۲۷۵ ہے اس میں تقریباً نصف احادیث مکرر ہیں اگر ان سے تجرید کر لی جائے تو بدونِ تکرار اس کی احادیث تقریباً چار ہزار ہیں۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ نے جن مشائخ سے احادیث اخذ کیں ان کی تعداد ۲۸۹ ہے اور جن سے روایات کرنے میں وہ مُتفرد ہیں ان کی تعداد اس سے کم ہے۔

اصطلاحاتِ حدیث

حضرات محدّثین کرام رضی اللہ عنہم نے جہاں تحصیلِ حدیث میں ہمم عظیمہ صرف کیں وہاں ترویجِ روائت میں بڑی احتیاط کو پیشِ نظر رکھا اور متن حدیث تک اسانید میں مذکور رُوات کے احوال کی پُوری تحقیق کے بعد روائت کی صحت وسقم کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ اسناد سے حدیث کی صورتِ منتجہ واضح ہوتی ہے کیونکہ اسناد نہ ہوتا تو جو کوئی جو چاہتا کہتا۔ صرف اسناد کی صحیح تحقیق و توثیق حدیث کا معیار ہے جبکہ احوالِ رجال سے اوصافِ حدیث کی وضاحت ہوتی ہے۔ اس طرح حدیث مختلف اقسام میں منقسم ہو جاتی ہے۔ اس لئے ضروری امر ہے کہ حدیث کے اقسام تفصیلاً ذکر کئے جائیں۔

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اقوال و افعال کے اعتبار سے حدیث قولی اور فعلی کہلاتی ہے۔ اور آپ کے سامنے کوئی فعل کیا جائے اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس سے منع نہ فرمائیں تو اس کو حدیث تقریری کہتے

marfat.com
Marfat.com

ہیں۔ اور شہرت و عدمِ شہرت کے اعتبار سے حدیث متواتر اور احاد کہلاتی ہے۔

متواتر وہ حدیث ہے جس کی روائت اتنے لوگ کریں کہ عادۃً ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا محال ہو اور ابتداء سے انتہا تک مذکور کثرت میں کمی واقع نہ ہو اور ان کی خبر سے سامع کو بداہۃً علم حاصل ہو جائے جیسے ارشادِ نبوی ہے: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ کو دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث متواتر ہے۔

مشہور وہ حدیث ہے جس کو ابتداء میں چند لوگ روائت کریں جو متواتر کے راویوں سے کم ہوں پھر راوی زیادہ ہو جائیں حتی کہ ان کی کثرت متواتر کی حد تک پہنچ جائے اور یہ کثرت آخر تک باقی رہے جیسے حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کی سند کی ابتداء احاد پہ مشتمل ہے اور یحییٰ بن سعید سے اس کی شہرت ہوئی اور ان سے دو سو افراد نے روائت کی جن میں اکثر ائمہ کرام ہیں یہ علم نظری کی مفید ہے۔

صحیح وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو اور اس کے راوی عادل، ضابط اور ثقہ ہوں اور شذوذ و علت سے خالی ہو۔ یہ حدیث صحیح لذاتہ ہے اور اگر اس سے راوی کم درجہ کے ہوں تو صحیح بغیرہٖ ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس کی سند متصل ہو اور ثقہ راوی اوثق کی مخالفت نہ کرے اور اگر صحیح کی دونوں قسموں کے راوی صفتِ ضبط میں کم درجہ کے ہوں تو وہ حدیث حسن لذاتہ ہے اور اگر حدیث کے راوی حسن لذاتہ سے کم درجہ کے ہوں جبکہ وہ کئی سندوں سے مروی ہو تو حسن لغیرہٖ ہے۔ صحیح اور حسن میں یہ فرق ہے کہ صحیح کے تمام شرائط حسن کی تعریف میں معتبر ہیں۔ لیکن صحیح میں عدالت ظاہر اور اتقان کامل ہونا چاہیئے اور حسن میں یہ شرط نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس حدیث کے اسناد میں کوئی راوی ایسا نہ ہو جو متہم بالکذب ہو اور نہ ہی وہ حدیث شاذ ہو اور کئی سندوں سے مروی ہو وہ حدیث حسن ہوتی ہے۔

جب یہ کہا جائے کہ اس حدیث کا اسناد حسن یا صحیح ہے تو وہ حدیث درجہ میں حسن صحیح یا حسن سے کم ہوتی ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ حدیث کا اسناد متصل ہونے اور راویوں کے ثقہ اور ضابط ہونے کے باعث صحیح اور حسن ہو مگر اس کا متن شذوذ و معلول ہونے کی وجہ سے صحیح نہ ہو اور جو حدیث حسن و صحیح ہو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک اسناد کے اعتبار سے صحیح اور دوسرے اسناد کے لحاظ سے حسن ہے۔

ضعیف وہ حدیث ہے جو حسن کے درجہ سے کم ہو اور اس میں صحیح یا حسن کی صفت نہ ہو اور ضعف میں اس کے درجات متفاوت ہوتے ہیں۔

مسند وہ حدیث ہے جس کی سند آخر تک متصل ہو اس کا استعمال مرفوع میں اکثر ہے

marfat.com
Marfat.com

مرفوع | وہ حدیث ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو وہ متصل ہو یا منقطع غیر پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا یا صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قول یا فعل کی خبر دے۔

موقوف | وہ حدیث ہے جو صرف صحابی پر مقصور ہو وہ اس کا قول ہو یا فعل ہو اس کو اثر بھی کہتے ہیں۔ اگر صحابی یوں کہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اس طرح کیا کرتے تھے تو اس حدیث کو مرفوع کہا جائے گا اگرچہ اس کے الفاظ موقوف ہیں۔

متصل | وہ حدیث ہے جو مرفوع یا موقوف ہو اس کی سند متصل (مسلسل ہو)، اس کو موصول بھی کہتے ہیں۔

مرسل | وہ ہے جسے مطلقاً تابعی یا تابعی کبیر مرفوع کرے۔ یہ امام ابوحنیفہ، مالک اور احمد بن حنبل کے نزدیک معتبر ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ اس سے استدلال نہیں کرتے، ان کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔ البتہ اگر کسی اور مسند طریق سے اس کی تقویت ہو جائے تو یہ شافعی کے نزدیک بھی حجت ہے۔ اسی لئے وہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی مراسیل سے استدلال کرتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے وجوہ سے مسانید پائی جاتی ہیں ــــ کم سن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مراسیل جو انھوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنیں وہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی حجت ہیں

مقطوع | وہ ہے جو تابعی کا قول یا فعل ہو جبکہ وہ اس پر موقوف ہو

منقطع | وہ حدیث ہے جس کی سند سے صحابی سے پہلے ایک یا دو اکثر راوی مختلف مقامات سے ساقط ہوں اور ساقط ہونے والے ایک راوی سے زائد نہ ہوں،،

مُعضل | وہ ہے جس کی سند سے صحابی سے پہلے مسلسل دو یا زیادہ راوی ساقط ہوں جیسے امام مالک کہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ اس کو منقطع بھی کہا جاتا ہے فقہاء اسے مرسل کہتے ہیں،،

مُعَنعَن | وہ ہے جس کی سند میں فلاں عن فلاں کہا جائے اور سماع یا تحدیث یا اخبار کی تصریح نہ کی جائے۔ جمہور کے نزدیک اس کے راویوں کی آپس میں ملاقات کا ثبوت شرط ہے اگرچہ ایک ہی مرتبہ ہو اور مُعَنعِن تدلیس نہ کرے۔ علی بن مدینی اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس شرط کا انکار کیا ہے،، اور دعویٰ کیا ہے کہ یہ مخترع قول ہے اور صرف امکانِ ملاقات پر اکتفاء کی،،

مُؤنّن | وہ ہے کہ راوی کہے کہ ہمیں فلاں نے خبر دی کہ فلاں نے یہ کہا،،

معلق | وہ ہے جس کی سند ابتداء سے محذوف ہو،،

marfat.com
Marfat.com

مُدلّس وہ ہے جس کی سند میں راوی اپنے شیخ کا نام ساقط کر دے اور شیخ کا شیخ یا اس سے مافوق کو ذکر کرے اور یہ نہ کہے کہ مجھے فلاں نے خبر دی بلکہ عن فلاں ذکر کرے یا کہے کہ فلاں نے کہا جس سے یہ وہم ہو کہ اُس نے فلاں سے سُنا ہے اور اخبرنا وغیرہ ذکر نہ کرے۔

مُدرج وہ کلام ہے جو حدیث کے بعد متصل ذکر کیا جائے جس سے یہ وہم ہو کہ یہ حدیث میں شامل ہے یا جس کے دو متن دو سندوں سے مروی ہوں اور راوی ایک سند سے اس کی روائت کرے یا ایک جماعت سے کوئی حدیث سُنے جو اس کے اسناد یا متن میں اختلاف کرتے ہیں اور وہ اس بالاتفاق ذکر کرے،، اور یہ کبھی متنِ حدیث کے اوّل میں ہوتا ہے۔ جیسے ابوہریرہ کی حدیث ہے۔

"اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَاِنَّ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

اس میں "اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ" ابوہریرہ کا قول ہے اور باقی حدیث ہے یا متنِ حدیث کے آخر میں ہوتا ہے جیسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے "اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الخ اس حدیث کی سند میں ابوخیثمہ زُہیر بن معاویہ حسن بن حُر سے راوی ہیں۔ اُنھوں نے اس کے آخر میں ابن مسعود کا کلام داخل کر دیا ہے اور وہ یہ ہے۔ فَاِذَا قُلْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلٰوتَكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَقُوْمَ فَقُمْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ"

غریب وہ ہے جس کی روائت کرنے میں راوی منفرد ہو۔

عزیز جس کی روائت کرنے میں دو یا تین راوی منفرد ہوں۔

مُعَلَّل وہ حدیث ہے جو بظاہر عِلّت سے سالم ہوتی ہے کیونکہ وہ صحت کی شرطوں کی جامع ہوتی ہے۔ لیکن اس میں خفی علّت ہوتی ہے جس پر حدیث کے ماہر علماء ہی مطلع ہوتے ہیں"

فرد جس میں ایک راوی ثقہ یا غیر ثقہ راویوں میں سے ہر ایک سے روائت کرنے میں منفرد ہو"، اگر کوئی دوسرا راوی اس کے موافق پایا جائے تو اس حدیث کو متابع کہتے ہیں۔

شاذ جس میں ثقہ راوی حدیث میں زیادتی یا نقصان میں ثقہ راویوں کی مخالفت کرے اس لئے گمان یہ کیا جاتا ہے کہ اس کو وہم ہو گیا ہے،، اس میں کچھ تفصیل بھی ہے وہ یہ کہ اگر منفرد راوی اپنے سے زیادہ حافظ اور زیادہ ضابط کی مخالفت کرے تو یہ شاذ مردود ہے اگر مخالفت نہ کرے بلکہ ایسی شئی کی روائت کرے جسے اس کے غیر نے روائت نہیں کیا حالانکہ وہ عادل ہے تو یہ حدیث صحیح ہے یا ضابط تو نہیں مگر درجۂ ضابط سے بعید بھی نہیں تو یہ حدیث حسن ہے اور اگر درجۂ ضابط سے بعید ہے تو شاذ منکر ہے" اور شذوذ کبھی سند میں اور کبھی متن میں ہوتا ہے،،

منکر وہ حدیث ہے جس کا راوی منفرد ہو اور اس کا متن اس راوی کے بغیر کسی اور راوی سے منقول و معروف نہ ہو اور نہ ہی اس کا متابع اور شاہد ہو اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو شاذ میں مذکور ہے"

marfat.com
Marfat.com

مضطرب وہ حدیث ہے جو مختلف طریقوں سے مروی ہو جو اختلاف میں مساوی ہوں۔ جیسے ایک راوی کبھی ایک طریق سے روائت کرے اور کبھی اس کے دوسرے مخالف طریق سے روایت کرے۔ اگر راوی کے حفظ اور اس کے مروی عنہ سے صحبت زیادہ ہونے کے باعث ایک روائت راجح ہو جائے تو اضطراب ختم ہو جاتا ہے اور راجح پر حکم مبنی ہوتا ہے۔ اضطراب سے حدیث ضعیف ہو جاتی ہے کیونکہ اضطراب عدم ضبط کی دلیل ہے،، اضطراب کبھی سند میں اور کبھی متنِ حدیث میں ہوتا ہے۔ دونوں صورتوں میں اضطراب ایک راوی سے ہوگا یا زیادہ سے ہوگا۔

موضوع یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت ہے اس کو مختلق موضوع بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا علم ہوتے ہوئے اس کی روائت کرنی حرام ہے۔ البتہ اس کی وضاحت کر دینے میں حرج نہیں،، اور اس پر عمل کرنا مطلق حرام ہے۔

مقلوب وہ حدیث ہے جس کا متن ایک راوی سے مشہور ہو اور اس کو اسی طبقہ کے کسی اور راوی سے بدل دیا جائے۔ مثلاً سالم نے ایک حدیث کی روائت کی اور اس کی جگہ نافع کو ذکر کر دیا جائے یا کسی حدیث کا اسناد دوسری حدیث کے ساتھ اور اس کا متن دُوسرے متن کے اسناد کے ساتھ لگا دیا جائے،،

منقلب وہ حدیث ہے جس کے بعض الفاظ راوی سے منقلب ہو جائیں اور اس کا معنیٰ متغیر ہو جائے۔

مصحف وہ ہے جس میں حروف کے نقطوں یا ان کے حرکات وسکنات کے باعث تغیر پیدا ہو جائے جیسے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: رُمِیَ أُبَیٌّ یَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلَی اَکْحَلِہٖ،، یعنی غزوۂ احزاب میں ابی کے بازو پر تیر لگا۔ غندر نے غلطی کی اور "ابی" کو اضافت سے ذکر کیا جس کا معنیٰ یہ ہے کہ غزوہ احزاب میں میرے باپ کے بازو پر تیر لگا،، حالانکہ حضرت جابر کے والد اس سے پہلے غزوۂ احد میں شہید ہو چکے تھے اور غزوہ احزاب میں ابی بن کعب کے بازو پر تیر لگا تھا،،

مختلف وہ ہے کہ دو حدیثیں معنیٰ میں بظاہر متضاد ہوں ان کا جامع محمل ذکر کیا جائے جس سے تضاد جاتا رہے۔" جیسے ایک حدیث میں ہے "لَاعَدْوٰی وَلَاطِیَرَۃَ،، اور دوسری میں ہے: فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَکَ مِنَ الْاَسَدِ،، ان کا جامع محمل یہ ہے کہ طبعی طور پر امراض میں عدویٰ نہیں ہے۔ یعنی ایک مریض سے دوسرے کو مرض نہیں لگتا مگر اللہ تعالیٰ نے مریض اور تندرست کی مخالطت کو عدویٰ کا سبب بنا دیا ہے اور کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا۔

---

marfat.com
Marfat.com

حدیث کی روائت کے الفاظ

شیخ اپنے شاگرد کو زبانی یا حدیث کی کتاب سے دیکھ کر حدیث پڑھائے یا لکھائے تو اس صورت میں شیخ کا کلام مسموع ہوتا ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ حدیث کی اعلیٰ قسم ہے۔ اس صورت میں سامع روائت کرتے وقت یہ کہہ سکتا ہے کہ شیخ نے مجھے خبر دی یا میں نے فلاں سے سُنا یا اُس نے کہا یا ہم سے ذکر کیا۔ محدثین کی اصطلاح میں اس کے یہ الفاظ ہیں: حَدَّثَنَا، اَخْبَرَنَا، اَنْبَانَا، سَمِعْتُ فُلَانًا، قَالَ لَنَا۔ ذَکَرَ لَنَا

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حَدَّثَنَا کا اطلاق صرف اس حدیث میں جائز ہے جو شیخ سے بالمشافہ سُنی ہو اور جو حدیث شیخ کے سامنے پڑھی جائے وہاں اخبرنا کا اطلاق ہوتا ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ بعض علماء کی اصطلاح میں اَنبَأنا کا اطلاق اجازتِ حدیث میں ہوتا ہے۔ اس کا درجہ اَخبَرَنا سے کم ہے،،

خطیب بغدادی نے کہا مذکور عبارات میں سے "سَمِعْتُ" کا مقام ارفع ہے۔ اس کے بعد حَدَّثَنِیْ" اس کے بعد "اَخبَرَنِیْ" اس کے بعد "اَنْبَانِیْ" کا درجہ ہے۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محدثین کی ایک جماعت نے کہا کہ حَدَّثَنَا" کا اطلاق صرف بالمشافہ حدیث میں ہوتا ہے اور اَخبَرَنا" کا اطلاق کبھی تو بالمشافہ حدیث میں کبھی کتابتِ حدیث اور کبھی تبلیغِ حدیث میں ہوتا رہتا ہے"

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہم نے کتاب وسنّت میں حدیث اور خبر میں کوئی فرق نہیں دیکھا چنانچہ قرآن کریم میں ہے: یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا، اور حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَخْبَرَنِیْ تَمِیْمُ الدَّارِیُّ" مجھے تمیم داری نے خبر دی"

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو حدیث شیخ کے سامنے پڑھی جائے وہاں حَدَّثَنَا اور اَخْبَرَنَا" کا اطلاق جائز ہے۔

امام سُفیان بن عُیینہ، امام مالک اور امام بخاری رضی اللہ عنہم کا مذہب یہی ہے۔ علماءِ حجاز مقدس اور علماءِ کوفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک بھی یہی ہے۔

امام احمد بن حنبل اور امام نسائی اس پر حَدَّثَنَا اور اَخْبَرَنَا" کا اطلاق نہیں کرتے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا کہ امام بخاری کا میلان اس طرف ہے کہ ان عبارات میں فرق نہیں اس لئے اُنھوں نے مخالف کا مذہب ذکر نہیں کیا اور ان میں اتحاد کا مذہب نقل کیا ہے۔

---

marfat.com
Marfat.com

تطبیقِ حدیث

اگر دو حدیثیں بظاہر متضاد نظر آئیں تو ان میں موافقت کی راہ تلاش کی جائے گی یا ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دی جائے گی۔ اس کی تکمیل صرف وہی ائمہ کرام کر سکتے ہیں جنہیں حدیث و فقہ میں مہارت حاصل ہو۔ اگر متضاد حدیثوں میں کسی صورت اتفاق ممکن ہو تو وہی صورت متعین ہو جاتی ہے۔ اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل کرنا ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسی صورت ممکن نہ ہو تو اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ ان میں سے ایک حدیث ناسخ اور دوسری منسوخ ہے تو ناسخ پر عمل کیا جائے گا۔ ورنہ راجح حدیث معمول بہ ہوگی اور راویوں کے صفات کے پیشِ نظر ترجیح دی جاتی ہے۔

نسخ یہ ہے کہ شارع علیہ السلام کوئی حکم فرماتے ہیں پھر اس حکم کے رفع کے بعد میں دوسرا حکم فرماتے ہیں۔ اس میں شارع علیہ السلام کی صراحت ہونی چاہیئے جیسے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریحاً فرمایا ہم تمہیں زیارتِ قبور سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اب ان کی زیارت کر سکتے ہو۔ یا صحابی کے قول سے دریافت کیا جاتا ہے۔ جیسے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری امر یہ تھا کہ جس شے کو آگ نے مس کیا ہو اس کے استعمال سے وضو نہیں جاتا ــ بعض نسخ تاریخ سے معلوم کئے جاتے ہیں اور مؤخر مقدم کا ناسخ قرار پاتا ہے اور بعض دلالتِ اجماع سے معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے حدیث شریف میں ہے کہ شرابی اگر چوتھی بار شراب پیئے تو اسے قتل کر دو ــ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شرابی کو قتل نہ کیا جائے گا۔ اگرچہ اجماع کو حدیث کا ناسخ نہیں کہہ سکتے مگر وہ ناسخ پہ دلالت کر سکتا ہے۔

حضرات عشرہ مبشرہ کی عمریں اور تواریخ وفات "رضی اللہ عنہم"

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲۔ ربیع الاوّل شریف گیارہ ہجری میں چاشت کے وقت پیر کے روز ۶۳ برس کی عمر شریف میں اکمالِ دینِ اسلام کر کے انتقال فرمایا۔ جبکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۱۳ ہجری کو جمادی الاوّل میں اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۲۳۔ ہجری کو ذوالحجہ میں تریسٹھ برس کی عمروں میں وفات پائی سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ۳۵ ہجری میں ۸۲ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ جبکہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ۴۰ ہجری ماہ رمضان المبارک میں ۶۳ برس کی عمر میں وفات فرمائی۔ حضرات طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما ۳۶ ہجری جمادی الاولیٰ میں پنسٹھ چونسٹھ برس کی عمروں میں فوت ہوئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۵۵ ہجری میں اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ ۵۱ ہجری میں فوت ہوئے جبکہ اُن کی عمریں ۷۳، ۷۴ برس تھیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ۳۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۷۵ سال تھی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ۱۸ ہجری میں فوت ہوئے جبکہ ان کی عمر ۵۸ سال تھی۔ یہ وہ حضرات

marfat.com
Marfat.com

ہیں جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی خوشخبری دی ہے اور وہ عشرہ مبشرہ کے نام سے معروف ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم

تفضیل صحابہ "رضی اللہ تعالیٰ عنہم"

اہل سنت وجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں اور جمہور اہلسنت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل کہتے ہیں۔ ابو منصور بغدادی نے کہا ہمارے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ چاروں خلفاء راشدین سب سے افضل ہیں۔ پھر عشرہ مبشرہ پھر اصحاب بدر، پھر اصحاب اُحد پھر وہ صحابہ کرام جنہوں نے بیعت رضوان کی، جن صحابہ کرام نے دونوں قبلوں کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھی ان کو سابقون اولون کہتے ہیں۔ امام شعبی نے کہا وہ اصحاب بیعت رضوان ہیں اور محمد بن کعب اور عطاء کا یہ خیال ہے کہ اصحاب بدر سابقون اولون کے مصداق ہیں۔ واللہ اعلم!

ائمہ کرام وحفاظ حدیث رضی اللہ عنہم کی تواریخ وفات

- امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ "نعمان بن ثابت" ہیں اُنھوں نے ۱۵۰ ہجری میں ستر برس کی عمر میں بغداد شریف میں وفات پائی۔
- امام سُفیان ثوری رضی اللہ عنہ ۹۷ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۶۱ ہجری میں بصرہ میں فوت ہوئے۔
- امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ ۹۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ ہجری میں مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔
- امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ ۱۵۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۰۴ ہجری کو رجب کے آخر میں مصر میں فوت ہوئے۔
- امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ ۱۶۴ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ ہجری میں ماہ ربیع الاوّل میں وفات پائی۔
- امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ "ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل" ۱۹۴ ہجری میں ۱۳ شوال بروز جمعہ پیدا ہوئے اور ۲۵۶ ہجری میں عید الفطر کی رات فوت ہوئے۔
- امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۵۵ برس کی عمر میں ۲۶۱ ہجری میں ۲۵ رجب کو نیشاپور میں وفات پائی۔
- امام ابوداؤد سجستانی ۲۷۵ ہجری میں ماہ شوال میں بصرہ میں فوت ہوئے۔
- امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۷۹ ہجری میں ۱۳ رجب کو ترمذ میں فوت ہوئے۔
- امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ ۳۰۲ ہجری میں فوت ہوئے۔
- حافظ ابوالحسن دارقطنی ۳۰۶ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ۳۸۵ ہجری بغداد ہی میں فوت ہوئے۔
- حافظ ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری ۳۲۱ ہجری ماہ ربیع الاوّل میں پیدا ہوئے اور ۴۰۵ ہجری میں ماہ صفر المظفر میں فوت ہوئے۔
- حافظ ابومحمد عبدالغنی بن سعید ۳۱۲ ہجری میں مصر میں پیدا ہوئے اور ۴۰۹ ہجری ماہ صفر میں اصفہان میں فوت ہوئے

marfat.com
Marfat.com

- حافظ ابوعمر بن عبدالبر ۳۶۸ ہجری ماہ ربیع الآخر میں پیدا ہوئے اور ۴۶۲ ہجری میں شاطبہ میں فوت ہوئے
- حافظ ابوبکر بیہقی ۳۸۴ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۴۵۸ ہجری میں جمادی الاولیٰ میں نیشاپور میں فوت ہوئے
- حافظ ابوبکر خطیب بغدادی ۳۹۲ ہجری جمادی الاولیٰ میں پیدا ہوئے اور ۴۶۳ ہجری ذوالحجہ میں بغداد میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہم۔

مُبہمات

بُخاری کی بعض روایات میں مُبہمات مذکور ہیں ان کی کئی قسمیں ہیں :

اوّل یہ کہ روائت میں نام ذکر کئے بغیر کسی مرد یا عورت کو ذکر کیا جاتا ہے جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ اِنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْحَجُّ کُلَّ عَامٍ یعنی ایک مرد نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے؟ سوال کرنے والا یہ شخص حضرت اَقرع بن حابِسؓ تھے اسی طرح ایک عورت نے غُسل حیض کے متعلق دریافت کیا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خُذِی فِرْصَۃً ،، سوال کرنے والی یہ عورت " اسماء بنت یزید بن سکن ،، تھی۔ مسلم کی روائت کے مطابق یہ عورت " اسماء بنت شکل تھی۔

دوسری قسم یہ ہے کہ ابن یا بنت کو مُبہم ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے اُمّ عطیہؓ کی حدیث ہے کہ عورتوں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو غسل دیا مگر صاحبزادی کے نام کی تصریح نہیں اور وہ سیّدہ زینب بنتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں " رضی اللہ عنہا " اسی طرح زکوٰۃ کی فراہمی کے لئے ابن لتبیہ ،، کو بھیجا اور ان کا نام عبداللہ بن ابی کتب ہے ،، ایسے ہی ابن مکتوم ،، بعض روایات میں مُبہم مذکور ہے اور ان کا نام عبداللہ یا عمرو ہے اور ان کی والدہ کا نام عَاتِکَہ ،،

تیسری قسم ،، یہ ہے کہ عمّ یا عمّہ کو نام کے بغیر ذکر کیا جاتا ہے ،، جیسے رافع بن خدیج عَنْ عَمَّہٖ یعنی رافع بن خدیج نے اپنے چچا سے روائت کی اور ان کے چچا کا نام " ظہیر بن رافع " ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد عمرو جب اُحُد کی لڑائی میں شہید ہوگئے تو جابر کی پھوپھی بہت روئی تھی اور ان کا نام فاطمہ بنت عمرو ہے۔ بعض نے ان کا نام " ہند " ذکر کیا ہے ،، ایسے ہی زیادہؓ زیاد بن علاقہ " اپنے چچا سے روائت کرتے ہیں اور ان کا نام قطبہ بن مالک ہے ،،

چوتھی قسم ،، یہ ہے کہ " زوج یا زوجہ " کو مُبہم ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے " زَوْجُ سُبَیْعَۃَ ،، اور ان کا نام سعد بن خولہ ہے۔ اسی طرح " زَوْجُ بَرْوَعِ بِنْتِ وَاشِقٍ ،، ذکر کیا جاتا ہے۔ اور ان کا نام ہلال بن مُرّہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

صحابی کی تعریف

محدثین کے نزدیک " صحابی ،، ہر وہ مسلمان ہے جس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو۔ حضرت سعید بن مُسیّب نے کہا کہ صحابی وہ ہے جس نے ایک یا دو سال سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کی ہو اور آپ کی معیت میں ایک یا دو جنگیں لڑی ہوں مگر یہ ضعیف ہے کیونکہ اس کا مقتضی یہ ہے کہ حضرت جریر بجلی رضی اللہ عنہ اور اسی طرح کے اور صحابی کو صحابی نہ کہا جائے حالانکہ ان کے صحابی ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْکَامِلِیْنَ الْوَاصِلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ ! امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری کو خطبہ کے بغیر شروع کیا حالانکہ مصنفین اپنی تصانیف کی ابتداء میں خطبہ ذکر کرتے ہیں جس سے مصنف کا مقصود واضح ہوتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُبْدَءُ فِیْہِ بِحَمْدِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ ، ہر کام جو اللہ کی حمد کے بغیر شروع کیا جائے اس میں برکت نہیں ہوتی اور فرمایا : کُلُّ خُطْبَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا شَھَادَۃٌ فَھِیَ کَالْیَدِ الْجَذْمَاءِ جس خطبہ میں توحید و رسالت کا ذکر نہ ہو وہ خطبہ شل ہاتھ جیسا ہوتا ہے۔ اور امام کے اس طرح خطبہ ذکر نہ کرنے میں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین کے سیاق تصنیف کی مخالفت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خطبہ سے غرض یہ ہوتی ہے کہ کتاب کا افتتاح اس طرح ہو کہ اس سے مقصود پر دلالت ہو اور یہ امام کے سیاق تصنیف میں پایا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے بَدْءُ الْوَحْیِ سے بخاری شروع کی ہے اور اس کے بعد حدیث ذکر کی ہے جو اُن کے مقصود پر دلالت کرتی ہے کہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور میں نے ایسے طریقہ سے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ماثورہ احادیث کو جمع کرنے کا قصد کیا ہے جس سے میرے مقصد کی خوبی ظاہر ہوگی کیونکہ ہر انسان کی نیت معمول بہ ہوتی ہے اس لئے امام نے تصریح کی جگہ تلویح کو دی تاکہ اس میں توضیح کا اخفاء نہ رہے اور سوال میں دونوں حدیثیں جو ابوداؤد میں ابوہریرہ سے مروی ہیں امام کی شرط کے مطابق نہیں اور دونوں میں کلام ہے۔ وہ اگرچہ استدلال کی صلاحیت رکھتی ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان کا منطوق اور مکتوب متعین ممکن ہو۔ ممکن ہے کہ امام نے حمد وثنا اور صلوٰۃ وسلام اور توحید و رسالت کی شہادت زبان سے کہہ لی ہو اور بِسْمِ اللّٰہِ پر اقتصار کرکے انہیں لکھنے کی ضرورت محسوس نہ کی ہو۔ کیونکہ مذکور امور ثلاثہ سے مقصد اللہ تعالیٰ کے

marfat.com
Marfat.com

کے صفاتِ کمالیہ کا اظہار ہے جو بخاری کے سیاق میں پایا جاتا ہے اور قرآن کریم کا اوّل نزول اس کی تائید کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ ،، نازل فرمایا لہٰذا اسے اساسِ مقصد اختیار کرتے ہوئے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پر اقتصار کیا۔ نیز سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ملوک وسلاطین کی طرف خطوط لکھے اور ان میں صرف بِسْمِ اللّٰہ،، پر اقتصار کیا اور حمد وثنا کو ذکر نہ کیا چنانچہ آپ نے ہرقل کو خط لکھا اس میں بسم اللہ کے بعد قرآن کی ایک آیت ذکر کی۔ اسی طرح صلح حدیبیہ میں صلحنامہ حمد وثنا کے ذکر کے بغیر لکھا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حمد وثنا اور توحید ورسالت کی شہادت کا لکھنا ضروری نہیں ،، اور تمام سلف صالحین کا بھی اس پر اتفاق نہیں جو سائل نے ذکر کیا ہے بلکہ بخاری کے شیوخ اور ان کے ہم عصر علماء محدثین ایسے امام مالک نے مؤطا میں، عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں، امام احمد نے اپنے مسند میں اور ابوداؤد نے سنن میں اسی طرح دیگر اکثر علماء نے اپنی تصانیف کی ابتداء میں صرف بسم اللہ پر اقتصار کیا اور اس سے زیادہ کچھ نہ لکھا، البتہ بعض علماء جن کی تعداد قلیل ہے۔ اُنھوں نے اپنی تصانیف میں خطبات ذکر کئے ہیں بعض افاضل نے بسملہ اور حمدلہ کی احادیث کا معنی یہ ذکر کیا ہے کہ مثلاً تصنیف کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کے صفاتِ کمالیہ کا اظہار نہ کیا جائے تو برکت نہیں ہوتی اور بسم اللہ ذکر کرنے سے یہ مقصد حاصل ہوجاتا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بصری علماء باء کا متعلق محذوف اسم بیان کرتے ہیں جو اس سے مقدم ہے۔ دراصل عبارت یہ ہے۔ ابتدائی کائن اور مستقر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جبکہ کئی علماء اس کا متعلق فعل مقدم کہتے ہیں۔ ان کے قول کے مطابق دراصل عبارت اس طرح ہے اَبْدَءُ بِسْمِ اللّٰهِ الرحمٰن الرحیم بعض علماء متعلق اسم مؤخر ذکر کرتے ہیں یعنی بِسْمِ اللّٰہ ابتدائی۔ اللہ کے نام سے میرے کلام کی ابتداء ہے۔ علامہ زمخشری فعل مؤخر کہتے ہیں یعنی بسم اللہ اَقْرَءُ اَوْ اَتْلُوْ۔ کیونکہ جس کی تلاوت کی جائے وہ مقروّ ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر فاعل فعل کے مطابق متعلق مقدر کرے گا۔ چنانچہ اگر مسافر سفر کرنے لگے تو کہے گا بسم اللہ ارتحل علیٰ ہذا القیاس یہ اَبْدَءُ مقدر کرنے سے زیادہ اچھا ہے کیونکہ اس تقدیر پر مشروع سے مطابقت نہیں اور اگر ابتدائی مقدر کریں تو اس میں اضمار و حذف زیادہ ہے۔ محذوف کو متاخر اور معمول کو مقدم اس لئے کرتے ہیں کہ اس میں ایک تو اختصاص پایا جاتا ہے اور دوسرے اللہ کے نام کی تعظیم زیادہ ہے اور وجود کے بھی موافق ہے۔ کیونکہ اللہ کا وجود قراءت سے مقدم ہے ہے۔ لہٰذا اس کا نام بھی مقدم ہونا چاہیئے کیونکہ جب تک اللہ کے نام سے فعل شروع نہ کیا جائے تو شرعًا اس فعل کا اعتبار نہیں ہوتا چنانچہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُبْدَءُ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَبْتَرُ ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم کی آیت اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ ،، میں اِقْرَءْ کو کیوں مقدم ذکر کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے۔ ہر فعل کی اہمیت ملحوظ ہوتی ہے۔ اس آیت میں قراءت اہم ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ

اس لئے فعل کو متعلق سے مقدم ذکر کیا ہے لیکن بسم اللہ میں یہ صورت نہیں کیونکہ وہاں ابتداء اہم ہے۔ (بیضاوی) بعض علماء نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ابتدائی یا ابدء مختار ہے کیونکہ یہ مقام میں پورا اُترتا ہے۔ اور عام کو مقدر کرنا اولیٰ ہے کیونکہ بسم اللہ سے غرض مقصود یہ ہے کہ ابتداء کو مقدر کریں اور اس سے غرض یہ ہے کہ یہ ہر فعل ابتداء میں ہو جیسے حدیث میں ہے۔ كُلُّ أَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَءُ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ أَبْتَرُ، نیز بسم اللہ ابتداء کے لئے ہی مشروع ہے۔ جب اس کی ابتداء کے ساتھ خصوصیت ہے تو ابتداء کا فعل ہی مقدر کرنا چاہیئے (قسطلانی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب کَيْفَ كَانَ بدء الوحی إِلٰى رَسُوْل صلی اللہ علیہ وسلم

جناب رَسُوْل اللہ صلی اللہ عَلَيْہِ وَسَلَّم کی طرف وحی کی ابتداء کیسے ہوئی یا اس کا ظہور کیسے ہوا"

قاضی عیاض نے کہا "بدء" میں دال ساکن ہے اس کا معنیٰ ابتداء ہے۔ اور اگر یہ ہمزہ کے بغیر ہو تو دال مضموم اور واؤ مشدد ہو تو اس کا معنی ظہور ہے۔ بعض روایات میں "کیف کان ابتداء الوحی" ہے یہ روایت پہلے معنی کو ترجیح دیتی ہے۔ امام بخاری نے کئی مواضع میں اسے استعمال کیا ہے۔ چنانچہ بدء الحیض، بدء الاذان، بدء الخلق اسی روایت کے مطابق ہیں کثیر مشائخ نے یہی ذکر کیا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

لغت میں "وحی" کا معنی خفیۃً خبردار کرنا ہے۔ کتابت، مکتوب، بعث، الہام، امر، ایماء، اشارہ اور وقفہ وقفہ کے بعد آواز دینے پر بھی وحی کا اطلاق ہوتا ہے۔ شریعت میں وحی کا اطلاق مُوحیٰ پر ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ کا کلام ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو۔

وقولُ اللہ جَلَّ ذِکرُہٗ "اِنَّا اَوحَینَا اِلَیکَ کَمَا اَوحَینَا اِلٰی نُوحٍ والنَّبِیّٖنَ مِن بَعدِہٖ"

قول مرفوع ہے یا مجرور اگر مرفوع ہو تو باب کے حذف کی تقدیر پر اس کا جملہ پر عطف ہے کیونکہ وہ محل رفع میں ہے۔ اسی طرح اگر باب کو منوّن پڑھا جائے تو قول مرفوع ہے اور اگر مجرور پڑھا جائے تو اس کا "کیف" پر عطف ہوگا اور باب منوّن نہ ہوگا یعنی باب بمعنی قول اللہ تعالیٰ یا الاحتجاج والاستدلال بقول اللہ کذا لیکن یہ تقدیر صحیح نہیں کہ یہ کہا جائے کیفیت قول اللہ تعالیٰ، کیونکہ اللہ کا کلام غیر مکیف ہے۔ اس کی کوئی کیفیت نہیں۔ (قاضی عیاض)

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا کیونکہ صحیح بخاری سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخبار میں منحصر ہے۔ اس لئے اسے بدء الوحی کے باب سے شروع کیا کیونکہ اس میں شان رسالت اور وحی کی ابتداء کا ذکر ہے اور آئت کریمہ کو تبرکاً ذکر کیا ہے۔ اور اس کی عنوان سے مناسبت بھی ہے کیونکہ آئت کریمہ کا مدلول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے نبیوں سے کلام کا طریقہ وحی ہے۔

اس آئت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر آپ نبی ہیں تو آپ آسمان سے ایک ہی بار کتاب لائیں جیسے موسیٰ علیہ السلام ایک ہی بار تورات لائے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت نازل فرمائی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں خبردار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں جیسے پہلے نبیوں کی طرف وحی کی گئی اسی طرح آپ کی طرف وحی کی گئی ہے۔ اور آپ کا حکم بھی وہی ہے جو دوسرے نبیوں کا حکم تھا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آئت کریمہ میں نوح علیہ السلام کو خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔ حالانکہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے نبی ہیں۔ اس کا سبب کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے صاحب شرع ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ نوح علیہ السلام پہلے نبی ہیں جن کی اُمت کو عذاب دیا گیا ہے۔ اس لئے انہیں خصوصاً ذکر کیا تاکہ اس امت مرحومہ کو ان کی امت کا حال دیکھ کر عبرت ہو مگر یہ دونوں جواب کمزور ہیں کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی اولاد کی طرف مبعوث ہوئے تھے آپ نے ان کو احکام شرع بیان کئے لہٰذا آپ پہلے نبی صاحب شریعت ہیں پھر آپ کے بعد نبوت کا پوچھ حضرت شیث پر ڈالا اور وہ نبی و رسول تھے۔ ان کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام کو قابیل کی اولاد کی طرف مبعوث کیا پھر انہیں آسمانوں میں اُٹھا لیا۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام پہلے صاحب شرع نبی ہیں۔

دوسرا جواب بھی کمزور ہے کیونکہ حضرت شیث علیہ السلام پہلے نبی ہیں جن کی قوم کو عذاب دیا گیا۔ فربری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا کہ حضرت شیث علیہ السلام اپنے بھائی قابیل سے جنگ کرنے گئے اور اپنے والد آدم کی

marfat.com
Marfat.com

وصیت کے مطابق قابیل کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور وہ قید ہی میں کفر کی حالت میں مر گیا۔ لہٰذا شافعی جواب یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام دوسرے باپ ہیں اور تمام دُنیا والے آپ کی اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے نوح کی اولاد کو باقی رکھا۔ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے جبکہ چوتھے بیٹے کنعان آپ کے حقیقی بیٹے نہیں تھے۔ بلکہ آپ کی بیوی کے پہلے خاوند سے بیٹا تھا اور کفر کے باعث طوفان میں ہلاک ہوا۔ لہٰذا تمام لوگ سام، حام اور یافث کی اولاد ہیں۔ کیونکہ اصحابِ سفینہ کے بغیر تمام لوگ طوفان میں ہلاک ہو گئے تھے اور اس نوح علیہ السلام اور ان کی بیوی اور تین بیٹے سام، حام، یافث اور ان کی بیویاں کُل آٹھ افراد زندہ رہے تھے۔ محمد بن اسحاق نے ان کے سوا دس ذکر کئے جبکہ مقاتل نے بہتر (۷۲) ذکر کئے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسّی (۸۰) انسان ذکر کئے ہیں، لیکن مقصد یہ ہے کہ آٹھ انسان زندہ رہے تھے اور باقی کشتی سے باہر آنے کے بعد سب مر گئے تھے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کا انتقال ہوا اور آپ کے تینوں بیٹے باقی رہے ان تینوں سے ساری مخلوق پیدا ہوئی ہے لہٰذا طوفان کے بعد تمام نبیوں اور رسُولوں سے پہلے نبی ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام آدم، شیث اور ادریس کے سوا آپ کے بعد ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو خصوصاً ذکر فرمایا اور دوسرے انبیاء کثیر تعداد میں تھے اس لئے ان کا نوح پر عطف کیا۔

امام بخاری کی عادت ہے کہ انھوں نے جو حدیث ذکر کرنا ہوتی ہے اس کے مناسب قرآن کی آیت یا اس کی تفسیر یا حدیث یا بعض صحابہ یا تابعین کے اثر مقام کے مطابق ذکر کر دیتے ہیں، نیز ان کی عادت ہے کہ ابواب کے تراجم میں قرآن کی کثیر آیات ذکر کرتے ہیں۔ بسا اوقات تو انہیں پر اقتصار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ کوئی دوسری شئی ذکر نہیں کرتے تو صحیح کی ابتداء میں اس آیت کریمہ کے ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ نبیوں کی طرف وحی کرنا اللہ کی سُنّت ہے۔ (عینی)

وحی کے معنیٰ : لُغت میں وحی کا معنیٰ خفیۃً خبردار کرنا ہے۔ جوہری نے کہا کتاب، اشارہ، کتابت، رسالت، الہام، کلام خفی اور غیر سے گفتگو پر بروحی کا اطلاق ہوتا ہے۔ شریعت میں وحی کا معنی اللہ کا کلام ہے جو کسی نبی پر نازل ہو۔

وحی کے اقسام : نبیوں پر وحی تین طرح ہوتی ہے۔ وہ قدیم کلام سُنتے ہیں۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر سُنا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ اسریٰ میں سُنا یا فرشتہ کے واسطہ سے وحی ہو یا اُن کے دل میں القاء ہو جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ، یعنی جبرائیل علیہ السلام نے میرے دل میں کچھ ڈالا۔ انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی اور کی طرف وحی کا معنیٰ صرف الہام ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو وحی کی۔

وحی کی صُورتیں : وحی کی صورتیں سات ہیں: نیند، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی کی ابتداء نیند میں اچھے خواب تھے۔ گھنٹی کی آواز جیسا کلام۔ دل میں کلام پڑ جائے۔ فرشتہ انسانی شکل میں آئے۔ فرشتہ اپنی صحیح صورت میں ظاہر جیسے سیدنا جبرائیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ پر ظاہر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ پردہ میں کلام کریں اور ساتویں صورت یہ ہے کہ سیدنا اسرافیل علیہ السلام وحی کریں، چنانچہ انقطاع وحی کے زمانہ میں وہ تین برس تک وحی لاتے رہے پھر وحی جبرائیل کے سپرد ہوئی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخبار ذکر کرنے تھے۔ اس لئے وحی کی کیفیت کو پہلے ذکر کیا حتیٰ کہ خطبہ سے بھی پہلے ذکر نہ کیا اور "انما الاعمال بالنیات" کی حدیث پر اکتفا کی گویا کہ انھوں نے کہا میں نے اس طرح کتاب کی ابتداء کی اور وحی کی ابتداء باطنہ کی کیفیت کے ساتھ کی اب ظاہر کی ابتداء سے میرا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے نیک اعمال کا ثواب اور ان پر اجر نیات پر موقوف ہے واللہ اعلم

Marfat.com

۱۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلْقَمَةَ ابْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِلَى امْرَاَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ

۱ — ترجمہ : عبداللہ بن زُبیر حمیدی نے کہا ہمیں سفیان بن عیینہ نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہمیں یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے محمد بن ابراہیم تیمی نے خبر دی کہ اُنھوں نے علقمہ بن وقاص لیثی کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو منبر شریف پر یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ اعمال نیات کے ساتھ ہیں ہر شخص کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیّت کرے لہٰذا جس کی ہجرت دُنیا کے لئے ہے جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا اس کی ہجرت عورت کے لئے ہے جس سے وہ نکاح کی خواہش رکھتا ہے تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی جس کے لئے اس نے ہجرت کی "

۱ — شرح : حمیدی ابوبکر عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ ہیں وہ حمید بن اسامہ کی طرف منسوب ہیں جو قبیلہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی جو ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا قبیلہ ہے کی شاخ ہے۔ وہ ام المؤمنین خدیجہ کے ساتھ اسد میں اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ قصی میں ملتے ہیں۔ وہ امام کبیر مصنّف ہیں اور سفیان بن عیینہ سے طلبِ علم میں امام شافعی کے ساتھی ہیں۔ علم فقہ سفیان سے حاصل کیا اور اُن کے ساتھ ہی مصر چلے گئے اور ان کی وفات کے بعد واپس مکہ مکرمہ آگئے حتیٰ کہ دو سو انیس ۲۱۹ ہجری میں مکہ مکرمہ میں فوت ہُوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس قول " قَدِّمُوْا قُرَيْشًا " کہ قریش کو مقدم کرو پر عمل کرتے ہُوئے صحیح بخاری کو حمیدی سے روائت کرنے سے شروع کیا کیونکہ وہ بہت بڑے فقیہہ قریشی ہیں۔ انہی سے اُنھوں نے علم حاصل کیا نیز حمید مکی ہیں جیسے ان کے شیخ سفیان مکی ہیں اس لئے مناسب یہی خیال کیا کہ بدء الوحی کے اوّل ترجمہ میں انہیں ذکر کریں کیونکہ وحی کی ابتداء مکہ میں ہُوئی تھی۔ اسی لئے دوسری حدیث امام مالک سے روائت

marfat.com
Marfat.com

کی کیونکہ وہ مدینہ منورہ کے عالم ہیں اور نزولِ وحی میں مدینہ منورہ کا مرتبہ، مکہ مکرمہ کے بعد ہے امام مالک اور سفیان دونوں ساتھی ہیں امام شافعی نے فرمایا اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا۔ کبھی ان کا اشتباہ حمیدی سے ہو جاتا ہے جو ان کے بعد ہوئے ہیں اور صاحب الجمع بین الصحیحین ہیں وہ علامہ ابو عبداللہ محمد بن ابی نصر فتوح بن عبداللہ بن فتوح بن حمید اندلسی ہیں ـــــ امام کبیر صاحب تصانیف ہیں۔

سفیان بن عُیَیْنَہ،، بن ابو عمرو ہلالی ہیں آپ کی جائے پیدائش کوفہ ہے۔ متعدد شیوخ سے علم حاصل کرنے میں امام مالک کے ساتھی ہیں ان کی وفات کے بعد بیس برس بقیدِ حیات رہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ انھوں نے ستر تابعیوں سے علم حاصل کیا ہے۔ ۱۰۷ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۹۸ ہجری کے رجب میں فوت ہوئے۔

یحییٰ بن سعید کے دادا کا نام قیس بن عمرو ہے وہ صحابی ہیں اور یحییٰ تابعی ہیں ان کے شیخ محمد بن ابراہیم ابن حارث تیمی ہیں اور محمد کے شیخ علقمہ بن وقاص لیثی ہیں جو کبار تابعین کرام سے ہیں۔ اس حدیث کے اسناد میں مسلسل تین تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے معرفت میں ذکر کیا کہ علقمہ صحابی ہیں اگر یہ ثابت ہو جائے تو اس اسناد میں دو صحابی اور دو تابعی ہیں۔ محدثین کرام حدیث کے اسانید میں کبھی حَدَّثَنَا کبھی اَخْبَرَنَا کبھی سَمِعْتُ اور کبھی عَنْعَنَہ ذکر کیا کرتے ہیں۔ اس حدیث کے اسناد میں تمام صیغے مذکور ہیں۔

امام بخاری پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ انھوں نے بدء الوحی کے ترجمہ میں اعمال کی حدیث ذکر کی ہے حالانکہ اسے اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس کے جواب میں ابن رشید نے کہا۔ امام نے یہ حدیث اس لئے یہاں ذکر کی ہے کہ ان کی اس کتاب کی تالیف میں نیت خالص ہے اور انھوں نے اس کی تالیف میں دنیاوی امور کو پیش نظر نہیں رکھا۔ علماء کرام نے اس حدیث کی مناسبت میں بہت تکلفات کئے ہیں جو بھی کسی کے خیال میں آیا بیان کیا۔ چنانچہ بعض علماء نے کہا کہ امام نے اس حدیث کو خطبۃ الکتاب کا مقام دیا ہے کیونکہ اس میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں منبر شریف پر اس حدیث کو ذکر کیا لہذا اگر اس حدیث میں منبر کے خطبہ کی صلاحیت ہے تو یقیناً یہ کتاب کا خطبہ بھی ہو سکتی ہے۔ امام مہلب نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے اس حدیث کے ساتھ لوگوں کو مخاطب فرمایا لہذا اس کا بدء الوحی میں ذکر مناسب ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے کے حالات اس کے لئے مقدمہ کی طرح ہیں۔ کیونکہ ہجرت سے مشرکوں سے جنگ کرنے کی ابتداء ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی عاقبت فتوحات عظیمہ اور نصرت مستقیمہ فرمائی،، یہ وجہ تو بہت اچھی ہے لیکن مدینہ منورہ میں تشریف لا کر سب سے پہلے اس حدیث کے ساتھ خطاب کہیں منقول نہیں۔ البتہ باب ترک الحیل میں یہ الفاظ ہیں سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ الخ اس میں یہ اشارہ تو ملتا ہے کہ یہ خطبہ کی حالت میں فرمایا لیکن یہ واضح نہیں کہ مدینہ منورہ تشریف لاتے ہی یہ فرمایا (حالانکہ ترمذی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف

marfat.com
Marfat.com

لائے تو سب سے پہلے آپ سے میں نے یہ کلمات سُنے یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاَفْشُوا السَّلَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ) شائد مذکور قائل نے مہاجر ام قیس سے سند لی ہو، چنانچہ ابن دقیق العید نے کہا کہ منقول ہے کہ ایک شخص نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اس لئے کی کہ ام قیس سے نکاح کرے اور ہجرت کی عظمت اور فضیلت اس کے پیش نظر نہ تھی۔ اسی لئے حدیث میں عورت سے نکاح کا ذکر ہے۔ لیکن یہ اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو یہ سمجھ نہیں آتا کہ ہجرت نبویہ میں صرف اسی حدیث کو پہلے ذکر کرنے میں کیا استلزام ہے مہاجر ام قیس کا واقعہ طبرانی نے اعمش کے طریقہ سے ذکر کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت مسماۃ ام قیس کو منگنی کا پیغام بھیجا تو اُس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ اس سے نکاح نہ کرے گی حتیٰ کہ وہ ہجرت کرے چنانچہ اُس نے ہجرت کی اور اس سے نکاح کر لیا اسی لئے ہم اسے مہاجر ام قیس کہا کرتے تھے۔ طبرانی کا یہ اسناد بخاری کی شرط پہ ہے لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ حدیث اسی لئے بیان فرمائی تھی۔ اگر امام نے اس کو خطبہ کے قائم مقام کیا ہوتا تو اسے ترجمہ سے پہلے ذکر کرتے جیسے اسماعیلی نے کیا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا تبویب کا تعلق آیت اور حدیث دونوں سے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی طرف وحی بھیجا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی کہ اعمال کا دار و مدار نیات پر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نبیوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اخلاص سے عبادت کریں۔ ابو عبد المالک بونی نے ذکر کیا کہ حدیث کی ترجمہ سے مناسبت اس طرح ہے کہ وحی کی ابتداء نیت کے ساتھ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید پہ پیدا کیا اور آپ کے دل میں بتوں سے بغض کرنا ڈالا اور نبوت کے اولین اسباب ایسے اچھے خواب آپ کو عطا کئے۔ جب آپ نے یہ دیکھا تو غارِ حراء میں تشریف لے گئے اور اس کے لئے نیت خالص فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے آپکا یہ عمل قبول کیا اور آپ کو نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔ ابن منیر نے کہا: سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نبوت کا مقدمہ غارِ حراء میں تنہائی کی حالت میں اللہ کی طرف ہجرت کرنا ہے۔ اس لئے ہجرت کی حدیث کے ساتھ افتتاح مناسب تھا۔ اس حدیث کی عظیم قدر و منزلت حضرات ائمہ کرام سے متواتر منقول ہے۔ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منقول اخبار میں اس حدیث سے زیادہ جامع اور مفید کوئی حدیث نہیں۔ حضرات محدثین کرام عبد الرحمٰن بن مہدی امام شافعی، احمد بن حنبل، علی بن مدینی، ابو داؤد، ترمذی، دار قطنی اور حمزہ کنانی نے بالاتفاق ذکر کیا کہ یہ حدیث اسلام کی تہائی ہے۔ ان میں سے بعض نے چوتھائی اسلام کہا ہے۔ امام بیہقی نے اس حدیث کے ثلث الاسلام ہونے کی یہ وجہ ذکر کی ہے کہ انسان کا کسب دل، زبان اور ہاتھ پاؤں سے وقوع پذیر ہوتا ہے اور نیت ان تینوں میں سے راجح ہے کیونکہ یہ کبھی مستقل عبادت ہوتی ہے اور اس کے علاوہ دوسرے اس کے محتاج ہیں اسی لئے وارد ہے "نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ" مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ نیز اس حدیث کے صحیح ہونے میں سب کا اتفاق ہے اور متعدد روایات اس کی تائید کرتی ہیں۔ چنانچہ مسلم میں ام المؤمنین عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ لوگ اپنی نیتوں پہ اُٹھائے جائیں گے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا

marfat.com
Marfat.com

لیکن جہاد اور نیت" ابو موسیٰ اشعری سے روائت ہے کہ جس نے اس نیت سے جہاد کیا کہ اللہ کا دین بلند ہو وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے"، ابن مسعود کی حدیث ہے کہ جنگ کی صفوں میں بہت ایسے مقتول ہیں جن کی نیت کو اللہ ہی جانتا ہے۔ نسائی میں حدیث ہے کہ جس نے جہاد کیا حالانکہ اس کی نیت دنیاوی سامان کا حصول ہے تو اسے وہی حاصل ہوگا جو اس نے نیت کی۔ الحاصل اقسام عبادات، معاملات اور عادات بے شمار ہیں اور تمام میں نیت کو دخل ہے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا کہ شیخ قطب الدین رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث کثیر طرق سے منقول ہونے کے باوجود مفرد اور غریب ہے۔ متواتر نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں تواتر کی شرط مفقود ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے حضرت عمر فاروق نے ہی نقل کیا ہے اور عمر فاروق سے علقمہ ہی نے اور علقمہ سے محمد بن ابراہیم نے اور محمد سے صرف یحییٰ بن سعید نے نقل کیا پھر عام لوگوں نے اس کی روائت کی لہٰذا یہ آخر کے اعتبار سے مشہور اور اوّل سند کے اعتبار سے غریب اور مفرد ہے اور اس کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔

"امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں یہ حدیث کیوں اختیار کی؟"

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا، اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ انسان جو بھی عمل کرے اس کی نیت میں اخلاص ہونا چاہیے گویا کہ امام نے اشارۃً بتایا کہ اس کتاب کی تالیف میں صرف اللہ کی رضا قصد کی ہے۔ چنانچہ ان کا مقصد پورا ہوا کہ شرق و غرب میں صحیح بخاری مقبول ہے۔ حافظ ابن مہدی نے کہا جو کوئی تصنیف کرنا چاہے اسے پہلے یہ حدیث ذکر کرنا چاہیے۔ اگر میں نے تصنیف کی تو ہر باب سے پہلے یہ حدیث ذکر کروں گا۔

اگر کوئی انسان چار احادیث پر عمل پیرا ہو تو یہی اسے کافی ہے۔ ایک یہ حدیث کہ اعمال نیات کے ساتھ ہیں دوم حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے۔ سوم انسان کے اسلام کی خوبصورتی یہ ہے کہ جو مقصد کی بات نہ ہو اسے ترک کر دے۔ چہارم یہ کہ "مومن کامل مومن نہیں ہوتا حتیٰ کہ جو اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہو وہی اپنے مومن بھائی کے لئے پسند کرے۔ طاہر بن مفوز نے کہا: ؎

عُمْدَةُ الدِّيْنِ عِنْدَنَا كَلِمَاتٌ ۔۔۔ أَرْبَعٌ مِنْ كَلَامِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ

اِتَّقِ الشُّبُهَاتِ وَازْهَدْ وَدَعْ مَا ۔۔۔ لَيْسَ يَعْنِيكَ وَاعْمَلْ بِنِيَّةِ

ہمارے نزدیک عمدہ دین سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار ارشادات ہیں۔ مشتبہ سے بچو تھوڑی شئی پر اکتفاء کرو، بے مقصد کام چھوڑ دو اور نیت سے کام کرو!"

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری کو حدیث الاعمال سے شروع کیا اور حدیث التسبیح سے ختم کیا کیونکہ اس سے مجالس خوشبودار ہوتی ہیں اور جالسین مجلس سے جو کوتاہی وغیرہ ہو جائے اس سے اس کا

marfat.com
Marfat.com

کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث کا مورد اگرچہ خاص ہے جیسے اُوپر ذکر ہو چکا ہے کہ یہ حدیث مہاجر ام قیس کے بارے میں وارد ہُوئی لیکن اس کے الفاظ عام ہیں اور وہی معتبر ہیں لہٰذا یہ ہجرت کے تمام اقسام کو شامل ہے۔ بعض علماء نے کہا ہجرت کے پانچ اقسام ہیں :

اول : حبشہ کی طرف ہجرت۔ دوم : مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف۔

سوم : قبائل کا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنا۔

چہارم : جو مکہ والوں سے مسلمان ہو اس کا مکہ سے ہجرت کرنا۔

پنجم : جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہو اُسے ترک کر دینا۔

ان پانچوں کے ساتھ تین اور ہیں : اوّل یہ کہ حبشہ کی طرف دوسری بار ہجرت کرنا کیونکہ حضرات صحابہ کرام نے حبشہ کی طرف دو بار ہجرت کی تھی۔

دوم جو کوئی کفرستان میں مقیم ہو اور اظہارِ دین پر قادر نہ ہو تو اس پر بلادِ اسلام کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے۔ سوم آخر زمانہ میں شام کی طرف ہجرت کرنا جبکہ فتنوں کا عام ظہور ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بخاری، مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہے ؛ لیکن جہاد اور نیّت باقی ہے۔ اس طرح کی کثیر احادیث صحیحین میں مذکور ہیں جن سے یہ ظاہر ہے کہ ہجرت ختم ہو چکی ہے

اور ابو داؤد اور نسائی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ توبہ کا دروازہ بند ہونے تک ہجرت ختم نہ ہوگی اور توبہ کا دروازہ بند نہ ہوگا حتی کہ سُورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ اور امام نے ابن سعدی کی مرفوع حدیث ذکر کی کہ جب تک دشمنانِ اسلام سے جنگ ہوتی رہے گی ہجرت ختم نہ ہوگی۔ اور امام احمد رحمہ اللہ سے ایک مرفوع روائت یہ ہے کہ جب تک جہاد ہوتا رہے گا ہجرت ختم نہ ہوگی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ابتداءِ اسلام میں ہجرت فرض تھی پھر جب مکہ فتح ہُوا تو اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔ اور اس کا استحباب باقی رہا۔ لہٰذا جو ہجرت ختم ہو چکی ہے وہ فرض ہجرت ہے اور جو باقی ہے وہ مستحب ہجرت ہے۔

ابن اثیر نے کہا دراصل دو ہجرتیں ہیں ایک وہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے جبکہ کوئی شخص سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتا اور اپنا مال و متاع اور بیوی بچے چھوڑ آتا تھا اور ان کی کچھ پرواہ نہ کرتا تھا جب مکہ فتح ہُوا تو یہ ہجرت ختم ہوگئی۔ دوسری ہجرت وہ ہے جو اعراب میں سے بعض لوگ ہجرت کرتے اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کرتے اور ان سے وہ فعل نہ ہُوا جو اصحابِ ہجرت نے کیا تھا۔ وہ ہجرت باقی ہے ختم نہیں ہوگی حتی کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔

marfat.com
Marfat.com

ایک اور حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہجرت باقیہ سے مراد گناہوں سے ہجرت کرنا ہے چنانچہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت کی دو خصلتیں ہیں ایک یہ کہ تم گناہ ترک کر دو اور دوم یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرو اور جب تک توبہ قبول ہوتی رہے گی ہجرت ختم نہ ہوگی۔ اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک توبہ قبول ہوتی رہے گی جب سورج مغرب سے طلوع کرے گا تو اللہ تعالیٰ دلوں پر مہریں لگا دے گا اور جو کچھ اس سے پہلے دلوں میں تھا وہ مختوم ہوگا اور عمل کی ضرورت نہ ہوگی یعنی مُہر اگر نیک اعمال پر لگی ہے تو اس کے نیک اعمال شمار ہوتے رہیں گے ورنہ بداعمال شمار ہوتے رہیں گے۔ الحاصل ہجرت مفروضہ منقطع ہو چکی ہے اور غیر مفروضہ باقی ہے۔ لہٰذا احادیث میں تضاد نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث سے ائمہ ثلاثہ نے استدلال کیا کہ وضوء اور غسل وغیرہ میں نیت فرض ہے۔ کیونکہ حدیث میں تقدیر عبارت یہ ہے "صِحَّةُ الْاَعْمَالِ بِالنِّیَّاتِ"، کہ اعمال کی صحت نیات پر مبنی ہے۔ لہٰذا نیت کے بغیر عمل صحیح نہ ہوگا۔ چونکہ الاعمال میں الف ولام استغراقی ہے لہٰذا اس میں تمام اعمال شامل ہیں اور روزہ، حج، زکوٰۃ، نماز اور وضوء سب میں نیت فرض ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر عبارت یہ ذکر کی ہے کہ "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ تُحْسَبُ اِذَا کَانَتْ بِنِیَّتِہٖ وَلَا تُحْسَبُ اِذَا کَانَتْ بِلَا نِیَّتٍ"، لہٰذا طہارت اور دیگر عبادات نیت کے بغیر صحیح نہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "انما الاعمال بالنیات" سے مراد عین اعمال نہیں کیونکہ وہ تو نیت کے بغیر بھی محسوس ومشاہد ہیں۔ اس کا صرف اور صرف معنیٰ یہ ہے کہ دین کے بارے میں اعمال کے احکام کی صحت نیت سے ہے اور افعال کی صحت اور عدم صحت میں نیت فارق ہے کیونکہ لفظ "اِنَّمَا"، کے دو رکن ہیں ایک ایجاب اور دوسرا نفی۔ یہ ایک کو ثابت کرتا ہے اور اس کے ماسوا کی نفی کرتا ہے۔ اس کا مدلول یہ ہے کہ جب عبادت میں نیت ہو تو صحیح ہوں گے اور اگر نیت نہ ہو تو صحیح نہ ہوں گے اور عموم کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اعمال دینیہ اقوال، افعال، فرض، نفل قلیل وکثیر نیت کے بغیر صحیح نہیں۔ علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ یہ حدیث متروک الظاہر ہے کیونکہ ذواتِ اعمال کی نفی نہیں ہو سکتی بلکہ اعمال کے احکام کی نفی مراد ہے اور وہ صحت وفضیلت ہے اور حدیث کو صحت کی نفی پر محمول کرنا زیادہ اچھا ہے کیونکہ صراحۃً لفظ ذات کی نفی کرتا ہے اور بالتبع جملہ صفات کی نفی کرتا ہے۔ اور ظاہر دلیل سے ذات کی نفی تو نہیں ہوتی لہٰذا صفات کی نفی ہوگی اور وہ صحت وغیرہ ہے۔

امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد، زفر، سفیان ثوری، اوزاعی، حسن بن حی ایک روایت کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہم نے فرمایا وضوء میں نیت فرض نہیں۔ اسی طرح غسل وغیرہ ہیں۔ اوزاعی اور حسن بن علی تو تیمم میں بھی نیت فرض نہیں کہتے ہیں۔ عطاء اور مجاہد نے کہا رمضان کے روزوں میں بھی نیت فرض نہیں۔ بشرطیکہ مسافر یا مریض نہ ہو۔ انہوں نے کہا حدیث میں تقدیر عبارت یہ ہے ثواب الاعمال بالنیات"، کیونکہ کثیر

marfat.com
Marfat.com

اعمال نیت کے بغیر پائے جاتے ہیں اور شرعاً معتبر ہیں۔ کیونکہ ثواب کے اضمار میں سب کا اتفاق ہے اور صحت کا اضمار متفق علیہ نہیں لہٰذا متفق علیہ پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔ نیز انتفاءِ صحت سے ثواب منتفی ہو جاتا ہے لیکن لیکن انتفاءِ ثواب سے صحت کی نفی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس میں اضمار قلیل ہے تو یہی اولیٰ ہے۔ نیز اگر صحت کو مقدر کہا جائے تو لازم آئے گا کہ خبرِ واحد سے کتاب اللہ منسوخ ہو جائے اور یہ ممنوع ہے۔ کیونکہ وضوء کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ، منہ اور پاؤں کا دھونا اور سر کا مسح کرنا فرض ہے اور اس میں نیت مذکور نہیں۔ لہٰذا اگر خبرِ واحد سے نیت فرض کہیں تو نص قطعی کا مطلق حکم مرتفع ہوگا۔ یہی نسخ ہے۔ نیز لِكُلِّ امْرِءٍ مَانَوٰى کی ثواب پر دلالت ہے۔ کیونکہ جو انسان کے لئے ہے وہ تو اجر و ثواب ہے۔ عمل تو انسان پر ہے۔ اس کے لئے نہیں لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔ علاوہ ازیں حدیث مذکور عام ہے اور اس سے بعض افعال مخصوص ہیں چنانچہ قرض ادا کرنا امانت واپس کرنا۔ اذان، تلاوت، اذکار و اوراد، راستہ بتانا اور اس سے کانٹے وغیرہ دُور کرنا تمام عبادات ہیں اور بالاتفاق نیت کے بغیر صحیح ہیں لہٰذا وضوء اور غسل میں بھی نیت معتبر نہیں۔ اور علماء سلف وخلف میں سے کسی نے ان اعمال میں نیت کو شرط قرار نہیں دیا اگرچہ ان اعمال کے وقت نیت ہوتی ہے۔ مگر نیت شرط نہیں اور دعویٰ بھی یہی ہے کہ ان اعمال میں نیت شرط نہیں۔ مثلاً قرض ادا کرنے والا جب بریٔ الذمہ ہونے کا قصد کرے گا تو قرض ادا کرنے سے وہ بریٔ الذمہ ہو جائے گا اور اسے ثواب حاصل ہوگا اس میں نزاع نہیں اور جب ذمہ کی برأت کے قصد کے بغیر قرض ادا کرے تو جب وہ بریٔ الذمہ ہو جائے گا لیکن ثواب نہ ہوگا۔

الحاصل حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ثَوَابُ الْاَعْمَالِ بِالنِّيَّةِ، کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے جس کسی نے ہجرت اس نیت سے کی کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ جس نے دُنیا یا عورت سے نکاح کرنے کی نیت سے ہجرت کی تو اسے وہ کچھ ملے گا اور آخرت میں کچھ ثواب حاصل نہ ہوگا

یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ عمل شروع کرتے وقت نیت کا اعتبار ہے۔ اگر عبادت کی نیت کی اُ بعد میں کوئی ایسی چیز مل گئی جو اخلاص کے مغایر ہو تو علامہ طبری رحمہ اللہ نے جمہور سلف علماء سے نقل کیا کہ اعتبار ابتداء کا ہے۔ اگر عمل کی ابتداء خالص اللہ کے لئے ہو تو بعد میں عارض ہونے والی شئی مضر نہیں۔ مثلاً خالصاً کوئی فعل شروع کیا۔ پھر اس میں فخر و عُجب وغیرہ مل گیا تو اخلاص میں کمی نہ ہوگی۔ اور اسے ثواب بدستور حاصل ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ایک ہی شئی شرط اور وہی جزاء ہے حالانکہ شرط و جزاء متغایر ہوتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جزاء عین شرط نہیں بلکہ جزاء محذوف ہے۔ اور حدیث میں مذکور جزاء کے قائم مقام ہے۔ اور وہ پہلی صورت میں "وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ" اور دوسری صورت میں "فَهِيَ حَظُّهٗ وَلَا نَصِيْبَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ" ہے۔ پہلی تعظیم کے لئے دوسری تحقیر کے لئے ہے لہٰذا شرط و جزا میں اتحاد نہیں۔ ملخص۔ واللہ و رسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ رض وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا

۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبھی تو میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے۔ حالانکہ وہ بہت سخت ہوتی ہے اور فرشتہ مجھ سے جدا ہوتا ہے یا اس کی شدت جاتی رہتی ہے۔ حالانکہ اس نے جو کچھ کہا ہوتا ہے میں نے یاد کر لیا ہوتا ہے۔ اور کبھی میرے سامنے مرد کی صورت اختیار کرتا ہے اور میرے ساتھ کلام کرتا ہے تو جو وہ کہتا ہے میں یاد کرتا جاتا ہوں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے آپ کو دیکھا کہ شدت کی سردی کے روز آپ پر وحی نازل ہوتا۔ وہ آپ سے جدا ہوتا تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہا کرتا تھا۔

۲ — شرح : یہ بدء الوحی کی احادیث میں سے دوسری حدیث ہے۔ دراصل یہ باب وحی کے بیان اور اس کی کیفیت کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اس لئے اس میں وہ احادیث مذکور ہوں گی جو وحی سے متعلق ہوں۔ لیکن انما الاعمال بالنیات کی حدیث کو اس باب میں پہلے اس لئے ذکر کیا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ مصنف نے صحیح بخاری کی تصنیف محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کی ہے۔ اور اس میں وہ مخلص ہیں کیونکہ اعمال کا دارومدار نیات پر ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث ہجرت پر مشتمل ہے اور ہجرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نبوت کا مقدمہ اور اس کی ابتداء ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا غارِ حراء میں خلوت اور تنہائی کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے کے لئے اللہ کی طرف ہجرت کرنا اس کے فیضان اور نزولِ وحی کی ابتداء تھی۔ اس مناسبت سے ہجرت کی حدیث کو بدء الوحی کے باب میں ذکر کیا ہے۔

اسماء رجال: اس حدیث کے چھ راوی ہیں۔ اوّل عبداللہ بن یوسف تنیسی وہ تنیس میں آئے تھے دراصل وہ دمشق کے رہنے والے تھے یحییٰ بن معین نے ذکر کیا وہ مؤطا کے ثقہ راویوں سے ہیں اور دوسو اٹھارہ ہجری کو مصر میں فوت ہوئے۔ امام بخاری نے کہا میں نے دوسو سترہ ہجری کو مصر میں ان سے ملاقات کی اور انہی سے مؤطا امام مالک کی سماعت کی۔ صحاح ستہ میں ان کے سوا عبداللہ بن یوسف نام کا کوئی راوی نہیں ہے۔ اس حدیث کے دوسرے راوی امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ آپ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر ہیں۔ آپ مدینہ منورہ کے امام ہیں۔ آپ نے نوسو شیوخ سے حدیث سُنی جن میں سے تین سو تابعی اور چھ سو تبع تابعی ہیں۔ یہ وہ شیوخ ہیں جن سے روائت کرنے میں آپ مطمئن تھے۔ طبقاتِ فقہاء میں ام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ذکر کیا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھتے اور اُن کے قول کو لیتے تھے۔ یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے بھی آپ سے سماعت کی ہے۔

واقدی نے کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے بال بہت سفید تھے، قد درمیانہ تھا۔ آپ کا سر مبارک بہت بڑا تھا آپ بالوں کو رنگ نہیں کرتے تھے اور بہترین عدنی لباس پہنتے تھے اور پرانے کپڑوں سے نفرت کرتے تھے۔ آپ اِن علماء سے ہیں جنہیں اللہ کی راہ میں مصائب برداشت کرنے پڑے آپ نے ایک فتوی دیا تھا جو بادشاہ کی مرضی کے خلاف تھا اس کی پاداش میں آپ کو ستر کوڑے مارے گئے۔ چودہ صفر ۱۷۹ ہجری میں وفات پائی اور عبداللہ بن محمد بن ابراہیم نے جو اس روز مدینہ منورہ کے حاکم تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اولاد سے تھے۔ آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپ ۹۴ ہجری کے ربیع الاوّل میں پیدا ہوئے۔ اسی سال لیث بن سعد بھی پیدا ہوئے تھے۔ امام مالک اور مالک بن انس کوفی کے سوا مالک بن انس کے نام کا کوئی راوی نہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ چھ مذاہب میں سے ایک امام صاحبِ مذہب ہیں۔

دوسرے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں آپ نے ستر سال کی عمر میں ایک سو پچاس ہجری کو بغداد میں انتقال فرمایا تیسرے امام شافعی رضی اللہ عنہ آپ نے ۵۴ سال کی عمر میں دوسو چار ہجری کو مصر میں وفات پائی چوتھے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ آپ نے اسّی سال کی عمر میں دوسو اکتالیس ہجری کو بغداد میں وفات پائی۔ پانچویں سفیان ثوری چونسٹھ برس کی عمر میں آپ نے ایک سو اکسٹھ ہجری کو بصرہ میں وفات پائی۔ چھٹے داؤد بن علی اصبحانی ظاہری آپ نے اٹھاسی سال کی عمر میں دوسو نوّے ہجری کو بغداد میں وفات پائی۔ آپ فرقہ ظاہریہ کے امام ہیں جو ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ اس حدیث کے تیسرے راوی ہشام بن عروہ بن زبیر ہیں آپ تابعی مدنی ہیں۔ آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے۔ اکسٹھ ہجری میں

marfat.com
Marfat.com

آپ پیدا ہوئے جبکہ اسی سال امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔ اور ایک سو پینتالیس ہجری کو بغداد میں فوت ہوئے۔ ہشام بن عروہ نام کا اور کوئی راوی نہیں۔ چوتھے راوی ابو عبداللہ عروہ بن زبیر ہشام کے والد ہیں۔ آپ مدنی تابعی ہیں۔ آپ کی جلالت، امامت اور کثرتِ علم و فضل و براعت میں ساری امت کا اتفاق ہے۔ آپ فقہاء سبعہ سے ہیں۔ فقہاء سبعہ یہ ہیں: عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، عبیداللہ بن عبداللہ ابن عتبہ بن مسعود، قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق، سلیمان بن یسار خارجہ بن زید بن ثابت اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام،، آپ کی والدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق ہیں۔ آپ کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خالو، ابوبکر نانا جان، زبیر والد، اسماء والدہ اور ام المؤمنین عائشہ آپ کی خالہ ہیں۔ آپ بیس ہجری میں پیدا ہوئے اور ۹۴ ہجری میں انتقال فرمایا۔ عروہ بن زبیر کے نام کا راوی آپ کے سوا اور کوئی نہیں اور نہ ہی صحابہ میں عروہ بن زبیر نام کا کوئی صحابی ہے۔ رضی اللہ عنہم،،

اس حدیث کی پانچویں راویہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما ہیں۔ آپ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ہجرت سے دو سال پہلے شوال میں نکاح کیا۔ جبکہ آپ کی عمر چھ برس تھی بعض روایات میں تین برس پہلے اور بعض میں ڈیڑھ برس پہلے مذکور ہے۔

آپ فقہاء صحابہ میں سے ہیں۔ آپ نے چھپن برس کی عمر میں رمضان شریف میں وفات پائی اور آپ کے حکم کے مطابق رات کو بقیع میں مدفون ہوئیں اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ان کی فضیلت کا بیان باب المناقب میں ذکر ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز!

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں امہات المؤمنین ہیں۔ قرآن کریم میں وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ،، نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں اور ان کے بھائی مومنوں کے ماموں اور بہنیں مومنوں کی خالائیں اور ان کی بیٹیاں مومنوں کی بہنیں ہونے میں اہل علم کی مختلف آرائیں ہیں۔ صحیح تر یہ ہے کہ ممنوع ہے کیونکہ اس میں کوئی روائت نہیں۔ اسی طرح امہات المؤمنین کے آباء اور امہات کو مومنوں کے دادے اور دادیاں نہیں کہا جائے گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے باپ ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصریح کی ہے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صلبی بیٹا زندہ نہیں رہا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" تم میں سے کسی مرد کے "صلبی" باپ نہیں ہیں۔

اس حدیث کے چھٹے راوی حارث بن ہشام بن مغیرہ ہیں۔ آپ ابوجہل لعین کے حقیقی بھائی ہیں اور خالد بن ولید کے چچازاد بھائی ہیں۔ بدر کی جنگ میں کافروں کی طرف سے آئے اور شکست خوردہ بھاگ گئے اور فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی جنگ میں انہیں ایک سو اونٹ دیا آپ پندرہ ہجری کو جنگِ یرموک میں شہید ہوگئے۔ آپ اپنی قوم کے سردار تھے۔ آپکی اولاد میں تیس ۳۰ افراد ہیں (عینی)

marfat.com
Marfat.com

اس حدیث کی تقریر یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے۔ تو آپ نے اس کے دو طریقے بیان فرمائے۔ ایک یہ کہ میرے پاس وحی آتی ہے اور اس کی آواز گھنٹی کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے اور یہ میرے لئے بہت سخت ہوتی ہے اور فرشتہ جب چلا جاتا ہے تو میں نے جو کچھ اُس نے کہا ہوتا ہے یاد کر لیا ہوتا ہے۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ فرشتہ میرے سامنے مرد کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہ میرے ساتھ کلام کرتا ہے تو میں اسے یاد کئے جاتا ہوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت سردی میں نزولِ وحی کے وقت دیکھا کہ وحی کی شدت کے باعث آپ کی جبین پاک سے پسینے کے قطرات ٹپکتے تھے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ گھنٹی کی آواز مذموم ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے تو فرشتے کی آواز اس کے مشابہ کیسے ہو سکتی ہے۔ حالانکہ فرشتے اس سے نفرت کرتے ہیں اور جس قافلہ میں گھنٹی کی آواز ہو اس کے ساتھ فرشتے نہیں چلتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں فرشتے کی آواز کو گھنٹی کی آواز سے تشبیہ دی ہے۔ اور تشبیہ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ مشبّہ مشبّہ بہ کے تمام صفات میں مساوی ہو۔ بلکہ کسی ایک صفت میں مشارکت کافی ہے اور یہاں جنس مراد ہے اس لئے وہ شئ ذکر کی جس کے سماع سے سامعین کو انس ہوتا کہ ان کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

الحاصل گھنٹی کی آواز کی دو جہتیں ہیں۔ ایک جہت قوت ہے اور دوسری جہتِ طنین ہے۔ قوت کے اعتبار سے وحی کو گھنٹی سے تشبیہ دی ہے یعنی وحی کی آواز بہت قوی ہوتی ہے اور طنین کے اعتبار سے اس کی آواز مکروہ ہے اس سے منع کیا گیا اور اسی سے فرشتے دُور بھاگتے ہیں۔

امام فضل اللہ تورپشتی نے کہا جب جنابِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کی کیفیت سے متعلق سوال عرض کیا گیا حالانکہ یہ ان مشکل مسائل سے ہے جن کے وجوہ سے شدت کے نقاب اُٹھائے نہیں گئے اس لئے ظاہر حال میں اس کی مثال ایسی آواز بیان فرمائی جو سُنی تو جاتی ہے مگر اس سے کچھ سمجھ نہیں آتا۔ اس مثال میں اس بات کی وضاحت کر دی کہ وحی ہیبتِ جلال اور عظمتِ کبریاء میں قلب پر وارد ہوتی ہے تو اس وقت خطاب کی ہیبت سے قلب سخت مرعوب ہو کر نہایت مہیب ہو جاتا ہے اور اس میں کلام وارد ہونے کے باوجود قولِ ثقیل سے وہ شئ پائی جاتی ہے جس کا اسے علم نہیں ہوتا۔ جب یہ ہیبت اس سے جاتی رہتی ہے تو جو کلام ہیبت کی حالت میں دل میں ڈالا گیا تھا اسے ایسے پاتا ہے جیسے سُنا ہے۔ اسی لئے حدیث میں فرمایا وہ مجھ جُدا ہوتا ہے حالانکہ میں نے وہ یاد کر لیا ہوتا ہے۔ وحی کی یہ قسم فرشتوں کی طرف وحی کے مشابہ ہے۔ کیونکہ اس حالت میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ ملکیہ میں متکیّف ہوتے ہیں تو جب حالت جبلّتیہ کی طرف عود کرتے ہیں تو سب کچھ آپ کو یاد ہوتا ہے اسی لئے بصیغۂ ماضی فرمایا "وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَاقَالَ" یعنی جو فرشتہ نے کہا ہوتا ہے میں نے وہ یاد کر لیا ہوتا ہے۔ الحاصل وحی کی کیفیت کا علم ان امور میں سے ہے جنہیں عقل ادراک نہیں کر سکتی اور فرشتوں کا اللہ تعالیٰ سے کلام کا سماع کرنا حرف یا آواز کے بغیر

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سامع میں علم ضروری خلق کر دیتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا کلام بشر کے کلام جیسا نہیں ایسے ہی اس کا سماع جو اپنے بندے کے لئے پیدا کرتا ہے آواز کے سماع جیسا نہیں۔ وحی کی یہ قسم بہت سخت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت طباع بشریہ سے اوضاع ملکیہ کی طرف انتقال ہوتا ہے اور جیسے فرشتوں کی طرف وحی ہوتی ہے نبی کی طرف بھی اس طرح وحی ہوتی ہے۔

وحی کی دوسری قسم یہ ہے کہ فرشتہ بشری صورت اختیار کرتا ہے۔ تو اس وقت وحی کرتے وقت وہ یاد ہو جاتی ہے۔ اسی لئے حدیث میں لفظ مضارع ذکر فرمایا۔ لیکن وحی ان دونوں صورتوں میں منحصر نہیں اس کے اور بھی کئی طریقے ہیں۔ البتہ عموماً یہ دو صورتیں ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کا وجود ہے اور اس میں ملاحدہ اور فلاسفہ کا رد ہے جو ان کا انکار کرتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام مشکل مسائل کے حل کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے تھے اور آپ ان کی ہر طریقہ تسلی فرما دیتے تھے۔ بعض لوگ استفسار کرتے اور بعض یاد کرتے تھے۔ نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ فرشتے مختلف اوضاع اور اشکال اختیار کر سکتے ہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سوال میں وحی کے آنے کی کیفیت پوچھی گئی ہے اور جواب میں وحی کے حامل کی کیفیت ذکر کی گئی ہے پس سوال ہے اگر تسلیم بھی کر لیں تو حامل وحی کی کیفیت سے اتیان وحی کی کیفیت بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ البتہ جواب میں حامل وحی کی کیفیت کا اضافہ کر دیا ہے تاکہ سائل دوبارہ حامل کی کیفیت پوچھنے کی تکلیف نہ کرے۔

احادیث میں ثابت ہے کہ فرشتہ دحیہ کلبی کی صورت میں دربار رسالت میں حاضر ہوتا تھا۔ کیونکہ دحیہ کلبی بہت خوبصورت تھے۔ اسی لئے وہ عورتوں کے فتنہ کے ڈر سے منہ ڈھانپ رکھتے تھے۔ تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تھے۔ حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ اس کے معترف تھے۔ حدیث شریف میں وحی کی دو حالتیں ذکر کی ہیں اور تیسری کو یہاں ذکر نہیں کیا اور وہ اچھے خواب ہیں کیونکہ سائل کا مقصد مخصوص حالت اور غیر معروف مخفی حالت وحی دریافت کرنا تھا۔ نیز نیند کی حالت میں بھی وحی ان دو حالتوں میں نازل ہوتی تھی اور یہی دو حالتیں نزول وحی کے لئے مستمر تھیں۔ اچھے خواب صرف ابتداء نبوت میں آتے تھے جیسا کہ حدیث ۳ سے واضح ہے۔ حدیث ۳۰۰۳ کی شرح دیکھیں۔

حلّ لغات

أَحْيَانًا ،، حِیْن کی جمع ہے۔ اس کا معنی وقت ہے قلیل ہو یا کثیر حدیث میں مطلق وقت مراد ہے

صَلْصَلَةٌ ،، لوہے کے لوہے پر گرنے کی آواز۔ جَرَسٌ ،، گھنٹی۔ فَيُفْصَمُ ،، منقطع ہو۔ يَتَمَثَّلُ ،، صورت اختیار کرتا ہے۔ لِيَتَفَصَّدُ ،، فصد سے ہے۔ دراصل فصد کا معنی خون بہانے کے لئے رگ کھولنا ہے۔ پسینہ کی کثرت کے باعث مبالغہ کے لئے آپ کی پیشانی کو عرق مفصود سے تشبیہ دی ،،

marfat.com
Marfat.com

۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ

۳ — ترجمہ : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء اچھے خوابوں سے ہوئی آپ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ صبح کی روشنی کی طرح واضح ہو جاتا۔ پھر آپ کو تنہا رہنا پسند ہوا اور غارِ حرا میں تنہا رہنے لگے اور گھر کی طرف لوٹنے سے پہلے اس میں متعدد راتیں عبادت کرتے اور خلوت و عبادت کے لئے خرچہ لے جاتے۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹتے اور عبادت کرنے کے لئے طعام لے جاتے۔ حتی کہ آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے جبکہ آپ غارِ حرا میں تھے اور کہا پڑھیئے۔ آپ نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ اُس نے مجھے پکڑا اور زور سے اس قدر دبایا کہ اپنی پوری طاقت صرف کر دی۔ پھر مجھے کہا پڑھیئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ اس نے مجھے پکڑا اور دوبارہ زور سے پوری طاقت سے دبایا۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھئے [illegible] پکڑا اور تیسری بار مجھے پوری طاقت سے دبایا۔

Marfat.com

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى ابْنَ عَمِّ خَدِيْجَةَ وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِيْلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهٗ خَدِيْجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ يَا ابْنَ اَخِيْ مَاذَا تَرٰى فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ

اور کہا اپنے ربّ کے نام سے پڑھئے جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو بستہ خون سے پیدا کیا۔ پڑھئے آپکا رب اکرم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کو لے کر لوٹے جبکہ آپ کا قلب شریف خائف و مضطرب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے کپڑوں میں لپیٹ لو۔ انھوں نے آپ کو کپڑوں میں لپیٹ دیا حتیٰ کہ آپ سے خوف و گھبراہٹ جاتی رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا فرشتے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا اللہ کی قسم مجھے اپنے نفس کا ڈر ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اللہ کی قسم آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا۔ بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں (اقربا پر احسان کرتے ہیں) بوجھ اٹھاتے ہیں (ضعیف لوگوں کی مدد کرتے ہیں) اپنے غیر کو مال معدوم دیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور نوائب حق پر مدد کرتے ہیں۔ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ کے پاس لے گئیں وہ ام المؤمنین خدیجہ کے چچا کے بیٹے تھے۔ انھوں نے جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر لیا

marfat.com
Marfat.com

مَا رَأَى فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللّٰهُ عَلٰى
مُوسٰى يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا يَا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ
فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ
قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ
نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ قَالَ ابْنُ
شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ
قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي
إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي
بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ
فَقُلْتُ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ

تھا وہ عبرانی لکھا کرتے تھے اور انجیل سے عبرانی میں جو اللہ تعالیٰ چاہتا لکھا کرتے تھے۔ وہ معمر تھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ انہیں ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے سے کچھ سنو۔ ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے آپ کیا دیکھتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا سارا واقعہ بیان فرمایا۔ ورقہ نے کہا یہ وہ راز دان ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا کاش کہ میں ایام نبوت میں نوجوان ہوتا ہے اور جب آپ کو آپ کی قوم مکہ سے نکالے گی کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ لوگ ایسا کریں گے؟ اور مجھے مکہ سے نکالیں گے؟ ورقہ نے کہا جی ہاں! جو خیر آپ لائے ہیں اس جیسی خیر کوئی نہیں لاتا مگر اس کے ساتھ دشمنی کی جاتی ہے۔ اگر مجھے آپ کو اخراج کے زمانہ نے پایا یا آپ کی نبوت کے انتشار کے زمانہ نے پایا تو میں آپ کی زبردست مدد کروں گا! اس کے بعد ورقہ نہ ٹھہرے اور جلد فوت ہو گئے اور وحی رک گئی۔ ابن شہاب نے کہا اور مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بیان دیا کہ جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا جبکہ وہ وحی کے رک جانے کی خبر دے رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیان میں فرمایا کہ اس اثنا میں میں چل رہا تھا کہ اچانک میرے پاس

marfat.com
Marfat.com

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ وَأَبُو صَالِحٍ وَتَابَعَهُ هِلَالُ بْنُ رَدَّادٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ بَوَادِرُهُ

آسمان سے آواز آئی۔ میں نے نظر اُٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں اس سے مرعوب ہو کر واپس لوٹا اور کہا مجھے کپڑوں میں لپیٹ لو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اے کپڑا اوڑھنے والے محبوب اُٹھئے اور کافروں کو ڈراؤ، اپنے رب کی تعظیم کرو اور کپڑے صاف کرو۔ اور بتوں سے دُور رہو۔ اور بکثرت وحی کا نزول ہونے لگا۔ اس کی متابعت عبداللہ بن یوسف اور ابو صالح نے کی ہے۔ اور ہلال بن ردّاد نے زُہری سے اس کی متابعت کی اور یونس و معمر نے "بَوَادِرُهُ" ذکر کیا ہے۔ اور وہ کندھے اور گردن کے درمیان گوشت کا ٹکڑا ہے جو گھبراہٹ کے وقت حرکت کرتا ہے۔

۳ — شرح : یہ تیسری حدیث ہے۔ اس کے چھ راوی ہیں۔ اوّل یحییٰ بن عبداللہ ابن بُکیر قرشی مخزومی مصری ہیں۔ امام نے ان کے دادے کی طرف انہیں منسوب کیا۔ آپ ایک سو پچپن ہجری میں پیدا ہُوئے اور دو سو اکتیس[۲۳۱] ہجری میں فوت ہُوئے۔ آپ مصر کے بہت بڑے محدّث حافظ ہیں اور مؤطا امام مالک کے راوی ہیں۔ دوسرے لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن فہمی ہیں آپ مصر کے بہت بڑے عالم ہیں۔ موضع قَلْقَشَنْدَہ جو قاہر سے تین فرسخ دُور ہے میں ۹۳ ہجری میں پیدا ہُوئے اور ۱۷۵ ہجری کو ماہِ شعبان میں فوت ہُوئے آپ کی قبر قرافہ مصر میں ہے اور ہر عام و خاص آپ کی قبر کی زیارت کرتا ہے۔ آپ بہت بڑے امام ہیں۔ آپ کی بزرگی اور ضبطِ حدیث پر امّت کا اتفاق ہے۔ آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے پیروکار تھے۔ صحاح ستّہ میں آپ کے نام کا کوئی راوی نہیں۔ تیسرے راوی ابوخالد عقیل ہیں اُن کا ۱۴۱ ہجری کو مصر میں ناگہانی موت واقع ہونے سے انتقال ہوگیا ان کے سوا صحاح میں عُقَیل نام کا کوئی اور شخص نہیں۔ چوتھے راوی امام ابوبکر محمد بن مسلم بن عُبَیداللہ ہیں آپ مدنی ہیں شام میں مقیم رہے۔ آپ چھوٹے طبقہ کے تابعی ہیں۔ آپ نے حضرت عبداللہ کو دیکھا ہے اور اُن سے روایت کی ہے۔ آپ کی وفات ۷۲ سال کی عمر میں ۱۲۴ ہجری کو شام میں ہُوئی آپ نے وصیت کی تھی کہ انہیں شعب وبدا گاؤں کے راستہ میں دفن کیا جائے۔ پانچواں راوی عروہ بن زُبیر اور چھٹے اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے۔ کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس واقعہ کو نہیں پایا۔ لیکن ظاہر ہے

marfat.com
Marfat.com

کہ ام المؤمنین نے یہ واقعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کیونکہ آپ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فرشتے نے مجھے پکڑا اور زور سے دبایا لہذا ام المؤمنین کا کلام "اَوَّلُ مَا بُدِیَ" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف کی حکایت ہے۔ لہذا یہ حدیث مرسل نہیں۔ "قول مِنَ الْوَحْیِ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ" یعنی وحی کے اقسام سے اچھے خواب ہیں۔ اور اچھے خواب بھی صحت میں وحی جیسے ہیں کیونکہ ان میں شیطان کو دخل نہیں اور سچے خواب وہ ہیں جن میں جھوٹ نہ ہو اس کے بعد "فِی النَّوْمِ" کو وضاحت اور بیان کے لئے ذکر کیا۔ علامہ بیہقی نے ذکر کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھ ماہ تک سچے خواب آتے رہے۔ لہذا نبوت کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی۔ جو صبح کی روشنی کی طرح واضح ہو جاتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر فرشتہ اچانک پیغام نبوت لے کر آجاتا تو بشری قوت اس کی متحمل نہ ہو سکتی تھی اس لئے مقدمات نبوت سے ابتداء ہوئی سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا رہنا پسند ہوا اس لئے غار حرا میں تنہا رہنے لگے۔ کیونکہ تنہائی میں دل فارغ ہونے اور مخلوق سے منقطع ہونے کے باعث وحی کے اخذ کرنے پر متمکن ہوتا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تنہائی افضل شئی ہے۔ کیونکہ اس میں دل دنیاوی مشاغل سے خالی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے فیضان حاصل کرنے کے لئے فارغ ہوتا ہے اور اس سے حکمت کے چشمے نکلنے لگتے ہیں لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تنہائی پسند کرنا قرب الٰہی کے لئے تھا۔ نبوت حاصل کرنے کے لئے نہ تھا کیونکہ نبوت کسبی نہیں اور نہ ہی یہ ریاضت سے حاصل ہوتی ہے۔ غار حرا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جایا کرتے تھے۔ مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف جائیں تو تین میل جبل حرا میں غار ہے جسے غار حرا کہا جاتا ہے۔ وہاں آپ چند راتیں عبادت کرتے رہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کی پیروی کرتے رہے۔ ایک مہینہ آپ غار حرا میں رہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا رمضان کا مہینہ وہاں رہے۔ فیضان الٰہی کے حصول کے لئے یہ مدت منصوص ہے قرآن کریم میں ہے۔ "وَاَتْمَمْنٰھَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّہٖٓ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً" حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تیس دن کوہ طور پر رہے۔ چونکہ انھوں نے مسواک کر لی تھی اس لئے انہیں دس دن اور وہاں رہنا پڑا دراصل مدت ایک ماہ تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "لَیَالِیَ ذَاتِ عَدَدٍ" سے مراد تیس راتیں ہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ کی عبادت کے لئے غار حرا کی خصوصیت کا کیا سبب ہے اور کوئی جگہ منتخب کیوں نہیں فرمائی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غار حرا کو دوسرے مقامات پر فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ وہاں سے کعبہ معظمہ نظر آتا ہے اور کعبہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔ غار حرا میں عبادت کیسی تھی؟ اس کی کیفیت کی تصریح نہیں ملتی۔ البتہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا محض تنہائی اختیار کرنے پر عبادت کا اطلاق کیا ہے کیونکہ لوگوں سے علیحدہ رہنا خصوصاً ان لوگوں سے کنارہ کشی کرنا جو باطل عقائد رکھتے ہیں عبادت ہے۔ بعض علماء اس عبادت کو اللہ تعالیٰ کے عجائب میں غور و خوض اور تفکر پر محمول کرتے ہیں۔ سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں معتکف تھے کہ سترہ رمضان کو آپ پر وحی نازل ہوئی جبکہ آپ کی عمر شریف چالیس برس تھی۔ آپ پر

marfat.com
Marfat.com

وحی حضرت جبرائیل علیہ السلام لائے اور آپ کو بار بار دبا کر کہتے رہے کہ پڑھیے لیکن آپ جواب میں یہی فرماتے ہیں پڑھنے والا نہیں۔ جب فرشتے نے یہ کہا کہ اپنے رب کے نام سے پڑھئے تو آپ نے پڑھا۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ صحیح کے الفاظ یہ ہیں کہ فرشتہ نے آپ کو دبانے میں پوری ہمت اور قوت صرف کر دی۔ حتیٰ کہ جبرائیل میں باقی طاقت نہ رہی تو انسان کا بدن ملکی قوت کی انتہا کو کیسے برداشت کر سکتا ہے۔ حالانکہ جبرائیل علیہ السلام کی منجملہ طاقت یہ ہے کہ انھوں نے کوہ طور کو ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ قوم لوط کی زمین کو اٹھا کر آسمانوں پر لے گئے اور نمرود کے مقابلہ میں ابراہیم علیہ السلام کی مدد کو جب آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا اگر نمرود کہے کہ وہ سورج مشرق سے لاتا ہے تو ابراہیم مغرب سے لائے تو تم اپنے ہاتھ سے فلک میں تصرف کرو (مشرق کو مغرب میں لے جاؤ)۔

حالانکہ دنیا میں ان تینوں اجسام سے بڑھ کر کوئی عظیم مخلوق نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ ،، ہم نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر امانت پیش کی ،، اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ان تینوں سے بڑھ کر کوئی مخلوق نہیں تو اتنی قوت والے شخص کے سخت سے سخت دباؤ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے برداشت کر لیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کو زور سے دبایا تھا اس وقت وہ اپنی حقیقی صورت میں نہیں تھے جس صورت میں وہ سدرۃ المنتہیٰ پر ظاہر ہوئے تھے کہ ان کے چھ سو پر تھے اور تمام افق سماء کو روکے ہوئے تھے چونکہ جبرائیل غارِ حرا میں بشری حالت میں آئے تھے۔ اور اسی حالت میں آپ کو دبایا تھا اس لئے ملکی قوت کو بشری بدن کا برداشت کرنا اس اعتبار سے ممکن ہے بعید نہیں (کرمانی و قسطلانی) اس واقعہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر رعب طاری ہو جانا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمانا کہ مجھے کپڑوں میں لپیٹ لو کسی خوف کے باعث نہ تھا بلکہ اس لئے تھا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے قول ثقیل نازل فرمایا ہے جسے آپ کفار و مشرکین کے پاس لے جائیں گے وہ اس کی تکذیب کریں گے صرف ان کی تکذیب کے خوف سے آپ پر گھبراہٹ طاری تھی۔ نیز اچانک عادت کے مخالف کسی امر کے آجانے سے بشری طبع گھبراتی ہے اور اس حالت میں کچھ سوچا نہیں جاتا کیونکہ فطرت طباعِ بشریہ کو زائل نہیں کرتی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فرشتے نے تین بار کیوں دبایا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی بار اس لئے دبایا تھا کہ آپ دنیاوی امور کو نظر انداز کریں۔

دوسری بار اس لئے کہ جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے اس کے لئے فارغ البال ہو کر متوجہ ہوں

تیسری بار آپ کے ساتھ انس پیدا کرنے کے لئے دبایا تھا۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ آپ دنیاوی امور کو نظر انداز کر کے کلیۃً اس کی طرف متوجہ ہوں جو آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ شیخ عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پہلی بار اس لئے دبایا کہ جبرائیل علیہ السلام آپ کو ابدی رضا کے لئے وسیلہ بنانا چاہتے تھے۔ دوسری بار اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت حاصل کریں۔ تیسری بار اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہوں اور قرآن کریم کی اس آیت کریمہ ،، نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ،، سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ

marfat.com

Marfat.com

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا۔ تمہیں میری رحمت سے کیا ملا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا جب یہ آئت نازل ہوئی تو مجھے اپنی حسنِ عاقبت کا یقین ہوگیا ہے جو پہلے نہ تھا۔ یہ آپ کی رحمت کا صدقہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام ہر طور کے اعتبار سے جبرائیل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ سے قوی تر ہیں

ورقہ بن نوفل نے نصرانی ہوتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے ذکر کیا کہ ان کی نبوّت میں یہود و نصاریٰ کا اتفاق ہے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوّت کے بعض یہودی منکر تھے یا اس لئے کہ نصاریٰ بھی تورات کے احکام تسلیم کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی سورۃ "اِقرأ" سب سے پہلے نازل ہوئی جمہور علماء یہی کہتے ہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی گھبراہٹ کے وقت کہا کہ آپ صلۂ رحمی کرتے ہیں لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں اور ضعیف لوگوں کی مدد کرتے ہیں، غریب پروری کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور نوائب حق پہ مدد کرتے ہیں۔ ان باتوں کا گھبراہٹ سے کیا تعلق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ افعال پہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا ہے اور یہ آپ کی جبلّت میں داخل ہیں اور افعالِ خیر جس کی جبلّت ہو اُسے کوئی ضرر نہیں پہنچتی اس لئے آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان افعال کا حامل ہمیشہ مقبول ہوتا ہے۔ اگرچہ جبّروی طور پہ کوئی مخالف ہو۔ لہٰذا آپ کی تبلیغ مکمل ہو کر رہے گی۔ اور اللہ آپ کا ناصر ہوگا!

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ورقہ بن نوفل کا بھتیجہ اس لئے ذکر کیا کہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کا تیسرا باپ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چوتھے باپ کا بھائی ہے۔ یا بطورِ احترام ذکر کیا ہے۔ ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نفیل جاہلیت کے طور و طریق اور ان کے مذہب سے متنفر تھے اور وہ دینِ حق کی تلاش میں شام وغیرہ مختلف اقالیم میں سرگردان تھے اور ورقہ نے نصرانیت کو پسند کیا کیونکہ وہ ایسے لوگوں سے ملے تھے جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں تبدیلی نہیں کی تھی۔ مشہور یہ ہے کہ تورات عبرانی ہے اور انجیل سریانی ہے، لیکن سفیان نے ذکر کیا کہ آسمان سے ہر کتاب عربی میں نازل ہوئی تھی اور انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قوم پر عبرانی یا سریانی وغیرہ میں ترجمہ کر کے پیش کرتے تھے

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ورقہ بن نوفل نے کہا کاش کہ میں آپ کے اظہارِ نبوّت کے زمانہ میں طاقتور اور نوجوان ہوتا تو آپ کی مدد کرتا، حالانکہ جوانی کا واپس آنا محال ہے اور محال کی خواہش جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جب نیک فعل ہو تو اس کی خواہش کرنا جائز ہے یا ورقہ کا مقصد یہ تھا کہ آپ جو بیان کر رہے ہیں صحیح ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں اس طرح کا کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی نازل ہوا تھا یا حسرت کے طور پر کیا تھا۔

ورقہ بن نوفل کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت کا اقرار کر لیا تھا لیکن وہ دعوتِ اسلام سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔ لہٰذا ورقہ کا حال بحیرا راہب کے حال جیسا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ورقہ اظہارِ نبوت کے تھوڑا عرصہ بعد مکہ میں فوت ہوئے تھے اور مکہ ہی میں مدفون ہوئے۔ چنانچہ اسی حدیث میں ہے کہ تھوڑی دیر بعد ورقہ فوت ہو گئے۔

واقدی کا کہنا کہ جذام و لخم کے قبائل کے لوگوں نے انہیں قتل کر دیا تھا صحیح نہیں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب بلال مسلمان ہوئے اور مشرک لوگ انہیں عذاب دیتے تھے تو ورقہ اس کے پاس سے گزرا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ورقہ دعوتِ اسلام تک زندہ رہے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تاریخی واقعہ ہے اور صحیح کی روایت کے معارض نہیں ہو سکتا یا راوی نے اتنی بات پر ہی اکتفا کی ہے اور ورقہ کے بعد والے احوال اُس نے نہیں دیکھے ہوں گے۔

قولہ تَابَعَہٗ الخ ضمیر منصوب کا مرجع یحیی بن بکیر ہے یعنی عبداللہ بن یوسف اور ابو صالح نے لیث بن سعد سے روایت کرنے میں یحیی بن بکیر کی متابعت کی ہے یعنی لیث سے تین شخصوں یحیی، عبداللہ اور صالح نے روایت کی ہے۔ قولہ تَابَعَہٗ ھلال آہ یعنی محمد بن مسلم زہری سے روایت کرنے میں ہلال بن رواد نے عقیل بن خالد کی متابعت کی ہے صحیح بخاری میں یہ پہلا مقام ہے۔ جہاں متابعت ذکر کی گئی ہے۔

متابعت کی دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی متابعت دوسری سے قوی تر ہے کیونکہ پہلی متابعت تامہ ہے اور دوسری ناقصہ ہے۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب دو راویوں میں سے ایک راوی شروع اسناد سے آخر اسناد تک دوسرے کا ساتھی رہے تو متابعت تامہ ہے اور شروع اسناد میں ساتھی نہ ہو بلکہ اس کے کسی درجہ میں ساتھی ہو تو متابعت ناقصہ ہے۔ دونوں قسموں کا مُتَابَعْ علیہ مذکور ہوگا یا نہیں اس طرح متابعت کی چار قسمیں ہیں: متابعت تامہ ہو اور متابع علیہ مذکور یا محذوف ہو۔ متابعت ناقصہ ہو اور متابع علیہ مذکور یا محذوف ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلی متابعت میں متابع علیہ لیث کو ذکر نہیں کیا اور دوسری میں متابع علیہ زہری کو ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے چاروں قسموں میں سے ہر ایک کو ذکر کیا ہے۔

حلِّ لغات

یَتَحَنَّثُ ،، عبادت کرتے تھے۔ اَنْ یَنْزِعَ ،، شوق کرتے اور واپس لوٹتے۔ یَتَزَوَّدُ ،، عبادت کرنے کے لئے کھانا لیتے۔ غَطَّ ،، زور سے دبایا۔ اَلْجُھْدُ ،، جہد کا معنی مشقت اور طاقت ہے۔ مَعْدُوْم ،، جو کسی سے نہ ملے۔ نَوَائِبُ الحق ،، حق کے حوادث۔ نَامُوْسٌ ،، رازداں۔ جَذَعًا ،، طاقتور مُؤَزَّرًا ،، مضبوط تر۔ لَمْ یَنْشَبْ ،، نہ ٹھہرے۔ فَتَرَ ،، رُک گئی (تقریباً تین سال) زَمِّلُوْنِیْ ،، مجھے لپیٹ لو۔ رَجُز ،، بُت۔ بَوَادِر ،، بادرہ کی جمع ہے۔ کندھے اور گردن کے درمیان والا گوشت کا ٹکڑا جو گھبراہٹ کے وقت حرکت کرتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ
قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ جُبَيْرٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ
لِتَعْجَلَ بِهٖ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ
شِدَّةً وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا وَقَالَ
سَعِيدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَرِّكُهُمَا
فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ
بِهٖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْآنَهٗ قَالَ جَمْعَهٗ لَكَ فِي صَدْرِكَ وَتَقْرَأَهٗ
فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهٗ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهٗ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا
أَنْ تَقْرَأَهٗ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ
اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَأَهٗ

۴ — ترجمہ: سعید بن جبیر نے ابن عباس سے اس آیت کریمہ "لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ" کی تفسیر میں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی تنزیل پر شدت محسوس کرتے تھے اور لوگوں کی طرح ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے۔ ابن عباس نے کہا میں ہونٹوں کو حرکت دیتا ہوں جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہونٹ ہلاتے تھے۔ سعید نے کہا میں ہونٹ ہلاتا ہوں جیسے میں نے ابن عباس کو ہونٹ ہلاتے دیکھا تھا اور دونوں ہونٹ ہلائے اس پر متصل بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ ابن عباس نے کہا اس کو آپ کے سینہ میں محفوظ رکھنا ہمارے ذمہ ہے۔ اور آپ اسے خود بخود پڑھنے لگیں گے۔ تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت آپ پڑھنے پڑھنے کی اتباع کرو۔ ابن عباس نے کہا اسے کان لگا کر سنیں پھر بے شک اس کی

marfat.com
Marfat.com

باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔ پھر ہمارے ذمہ ہے کہ آپ اسے پڑھیں۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو آپ خاموش رہتے جب وہ چلے جاتے تو جیسے انھوں نے پڑھا ہوتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پڑھتے تھے۔

۴ —

شرح : اس حدیث کے پانچ راوی ہیں۔ اوّل موسیٰ بن اسماعیل آپ کی کنیت ابوسلمہ ہے۔ آپ کو مِنقَرِیْ بصری تبوذکی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ مِنقَرِ بن عُبَید بن مقاعس کی طرف منسوب ہیں اور تبوذ کی تبوذک کی طرف نسبت ہے۔ انہیں تبوذک کی طرف اس لئے منسوب کیا جاتا ہے کہ آپ تبوذک والوں میں سے کسی کے گھر ٹھہرے تھے۔ ابوحاتم نے کہا انھوں نے تبوذک میں مکان خریدا تھا۔ ابن ناصر نے کہا وہ مُردوں کے جنگرا اور قلب وغیرہ فروخت کیا کرتے تھے۔ ۲۲۳ ہجری کے رجب میں بصرہ میں فوت ہوئے۔

دوسرے راوی ابوعوانہ ہیں۔ ان کا نام وضاح بن عبداللہ یشکری ہے انہیں کندی واسطی بھی کہا جاتا ہے انھوں نے حسن بصری ابن سیرین کو دیکھا ہے اور محمد بن منکدر سے ایک حدیث کی روایت کی ہے۔ عفان نے کہا ابوعوانہ ثقہ راوی ہے۔ ۱۷۶ ہجری میں فوت ہوئے۔

تیسرے راوی موسیٰ بن ابی عائشہ ہیں ان کی کنیت ابوالحسن ہے اور کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ انہیں ہمدانی بھی کہا جاتا ہے۔ سفیان ثوری ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔

چوتھے راوی سعید بن جُبیر ہیں۔ آپ کوفی اسدی والبی ہیں۔ ولاء کے اعتبار سے بنی والب کی طرف منسوب ہیں ان کی بندگی، رفعت علمی پر سب کا اتفاق ہے۔ آپ بہت بڑے عابد تھے۔ حجاج بن یوسف نے انہیں ۹۵ ہجری کو شعبان میں ظلماً قتل کیا تھا حجاج کے چوکیدار خلف بن خلیفہ نے بیان کیا کہ جب سعید بن جُبیر کا سر زمین پر گرا تو اس سے لا الہ الا اللہ کی آواز سنائی دیتی تھی اور فصیح زبان سے تین بار کلمہ پڑھا۔ ان کو قتل کرنے کے بعد حجاج چند دن زندہ رہا، لیکن ان کو قتل کرنے کے بعد کسی کو قتل نہ کیا۔ آپ بہت بڑے تابعی ہیں۔ آپ نے ایک مرغ رکھا ہوا تھا۔ رات کو اس کی آواز پر بیدار ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز صبح تک مرغ نے آواز نہ نکالی اور سعید رات کی نماز نہ پڑھ سکے جس سے انہیں بہت صدمہ ہوا تو کہا اللہ تعالیٰ اس کی آواز ہی ختم کر دے اس کے بعد اس مرغ کی آواز نہیں سنی گئی۔

پانچویں راوی حضرت ابن عباس ہیں رضی اللہ عنہما۔ آپ کو اس امت کا حبر کہا جاتا ہے اور کثرت علم کے سبب آپ کو بحر کہا جاتا ہے۔ یعنی آپ اس امت کے بہت بڑے عالم اور علم کے سمندر ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالعباس ہے۔ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ کی والدہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی ہمشیرہ ام فضل ہے۔ آپ کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ابن عباس کو قرآن میں سمجھ دے۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں ابن عباس قرآن کریم کے ترجمان ہیں۔ حضرت عمر فاروق

marfat.com
Marfat.com

رضی اللہ عنہ ان کی جلالتِ علمی کے باعث ان کا بہت احترام کیا کرتے تھے اور اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے آپ عبادلہ اربعہ میں سے ہیں اور وہ عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمرو ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے ذکر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت احادیث کی روائت کرنے والے چھ صحابہ ہیں اور وہ ابوہریرہ، ابن عمر، عائشہ، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک اور عبداللہ بن عباس ہیں رضی اللہ عنہم۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ میں اپنا لعاب شریف ڈال کر ان کی تحنیک کی۔ آپ ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر تیرہ ۱۳ برس تھی۔ ۶۸ ہجری کو طائف میں فوت ہوئے اور محمد بن حنفیہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی تھی۔ آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ احادیث روائت کی ہیں جن میں سے بخاری نے ۲۱۵ حدیثیں روائت کی ہیں۔ عطاء نے کہا میں چودھویں رات کا چاند دیکھتا تو ابن عباس کے چہرے کا حسن یاد آجاتا تھا۔ آپ آخر عمر میں بینائی سے محروم ہوگئے تھے۔ اسی طرح ان کے والد حضرت عباس اور دادے عبدالمطلب بہت خوبصورت تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بہت رویا کرتے تھے حتیٰ کہ آنسوؤں سے آپ کے رخساروں پر نہری نشان پڑ گئے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی سوانح حصہ پنجم کے مناقب میں دیکھیں"

حدیث کی تقریر یہ ہے کہ سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ عظیم شدت محسوس کرتے تھے۔ کیونکہ وحی کی دونوں قسمیں شدید ہیں لیکن ایک قسم دوسری سے زیادہ شدید ہے۔ جیسا کہ حدیث ۲ میں مذکور ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزولِ وحی کے وقت اپنے ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے تاکہ اسے یاد کرتے جائیں۔ آپ بکثرت اس طرح کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں کی حرکت کی وضاحت کی یا سنت ادا کی اسی طرح سعید بن جبیر نے بھی یہ کہتے ہوئے کیا کہ ابن عباس نے ایسا کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ آپ ساتھ ساتھ نہ پڑھیں بلکہ منزّل وحی کی خاموشی سے سماعت فرمائیں۔ ہم اسے آپ کے سینہ میں محفوظ کریں گے جب وحی پوری ہو جائے تو پڑھیں"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال دیکھا یا سنا تھا کہ آپ نزولِ وحی کے وقت ہونٹ ہلایا کرتے تھے۔ لیکن غالب یہی ہے کہ انہوں نے آپ کو ہونٹ ہلاتے دیکھا نہیں تھا کیونکہ یہ بعثت کا ابتدائی حال ہے اس وقت ابن عباس پیدا ہی نہیں ہوئے تھے یا بہت چھوٹے تھے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر صرف تیرہ برس تھی۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ میں ہونٹوں کو حرکت دیتا ہوں جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونٹ ہلایا کرتے تھے اور یہ نہیں کہا کہ میں نے آپ کو ہونٹ ہلاتے دیکھا جیسے سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس کو ہونٹوں کو حرکت دیتے دیکھا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ "سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زبان کو حرکت

marfat.com
Marfat.com

۵ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ نَحْوَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ

دیتے تھے ہونٹ نہیں ہلاتے تھے ۔ لہٰذا آئمت اور حدیث میں مطابقت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ زبان کی حرکت اور ہونٹوں کی حرکت ایک دوسرے کو لازم ہے یا معنی یہ ہے کہ آپ منہ کو حرکت دیتے تھے جو زبان پر مشتمل ہے لہٰذا دونوں پر حرکت کا اطلاق درست ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معلّم کو چاہیے کہ متعلم کے سامنے فعل ظاہر کرے اور اسے فعل کی صورت دکھائے جیسے ابن عباس یا سعید بن جُبیر رضی اللہ عنہما نے فعل کی صورت ظاہر کی ۔ کیونکہ اس طرح بیان کی مزید وضاحت ہوتی ہے ۔ ابن عباس نے آخر میں کہا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے بعد جب جبرائیل علیہ السلام آتے تو وحی کا استماع فرماتے جب وہ چلے جاتے تو جو اس نے پڑھا ہوتا تھا وہ آپ پڑھتے تھے ۔ استماع اور سماع میں فرق یہ ہے کہ استماع میں قصد شرط ہے اور سماع میں شرط نہیں ۔ قولہ ،، ثُمَّ عَلَيْنَا بَيَانُهٗ ،، یعنی ہم اس کے مشکلات کی وضاحت کر دیں گے ۔ چونکہ ثُمَّ ،، تراخی پر دلالت کرتا ہے اس لئے علماء نے اس سے استدلال کیا کہ بیان خطاب سے مؤخر ہوتا ہے ۔ اس حدیث کی مناسبت باب کے ساتھ ظاہر ہے کیونکہ اس میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ابتداء وحی یا ظہورِ وحی کے حال کا بیان ہے ۔

۵ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے ۔ اور آپ بہت زیادہ سخی رمضان مبارک میں ہوتے تھے ۔ جبکہ آپ سے جبرائیل علیہ السلام ملاقات کرتے تھے اور وہ رمضان مبارک میں ہر رات آپ سے ملاقات کرتے تھے ۔ اور

marfat.com
Marfat.com

اور آپ کے ساتھ رمضان مبارک میں قرآن کریم کا دَور کیا کرتے تھے یقیناً جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت میں کھلی تیز ہوا سے عمومِ نفع میں زیادہ سخی تھے۔

۵ — شرح : اس حدیث میں آٹھ راوی ہیں : (۱) عبدان یہ عبداللہ بن عثمان ابن جبلہ بن ابی رؤاد میمون ہیں۔ مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے کسی راوی کے ذریعہ ان سے روائت کی ہے۔ ۷۶ برس کی عمر میں دو سو بائیس ۲۲۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ عبدان ایک جماعت کا لقب ہے یہ ان میں سے بڑے ہیں۔ ابن طاہر نے کہا انہیں عبدان اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن اور نام عبداللہ ہے اس طرح ان کی کنیت اور نام دونوں جمع ہو کر عبدان ہوئے یعنی دو عبد۔ ایک ابو عبدالرحمٰن کا عبد دُوسرے عبداللہ کا عبد۔ دونوں کا تثنیہ عبدان ہے۔ یہی وجہ صحیح تر ہے۔

ع ۲ — عبداللہ ،، آپ ابن مبارک بن واضح حنظلی تمیمی ہیں۔ آپ حدیث کے امام ہیں آپ کی جلالت امامت، تقوی، سخاوت اور عبادت میں سب کا اتفاق ہے۔ آپ ثقہ راوی ہیں اور حجت ہیں۔ طبقات کے اعتبار سے تبع تابعی ہیں۔ آپ کے والد ترکی ایک ہمدانی کے مملوک تھے جبکہ آپ کی والدہ خوارزمیہ ہیں آپ ایک سو تیرہ ۱۱۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۸۱ ہجری کو رمضان میں فوت ہوئے ایک غزوہ سے واپسی میں عراق کے مقام ہیٹ میں جو فرات کے کنارے ہے آپ کا انتقال ہوا۔ اس نام کا کوئی راوی صحاح میں نہیں ہے۔

ع ۳ — یونس بن یزید قرشی، معاویہ بن ابی سفیان ایلی کے مولیٰ ہیں۔ آپ نے زہری سے حدیث کی سماعت کی ہے اور لیث نے اُن سے روائت کی ہے جب زُہری شام میں جاتے تو آپ کے پاس ٹھہرا کرتے تھے اور جب مدینہ منورہ کا سفر کرتے تو یونس ان کے ہمراہ ہوتے تھے۔ آپ ۱۵۹ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع ۴ — زہری ،، آپ امام ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن حارث ابن زہرہ بن کلاب زہری مدنی ہیں اور شام میں سکونت پذیر رہے۔ آپ مشہور تابعی ہیں اٹھارہ سے زیادہ صحابہ سے آپ نے سماعت کی ہے۔ لیث نے کہا میں نے زہری سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔ عمرو بن دینار نے کہا آپ حدیث میں بہت مضبوط تھے۔ ان کے نزدیک درہم و دینار کی قدر گوبر کے برابر نہ تھی۔ امام بخاری نے تاریخ میں ذکر کیا کہ آپ نے انہی دنوں میں قرآن حفظ کیا۔ علماء ان کی جلالت و امامت، حفظ و اتقان اور ضبط و عرفان میں متفق ہیں۔ آپ شام میں ۱۲۴ ہجری میں سترہ رمضان میں بہتّر برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

ع ۵ — بشر بن محمد سختیانی مروزی ہیں۔ آپ ۲۲۴ ہجری میں فوت ہوئے ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ علامہ عینی نے کہا بشر بن محمد مرجئہ میں سے ہیں۔

ع ۶ — معمر بن راشد بصری ہیں۔ یمن میں رہائش پذیر رہے۔ آپ نے زہری سے سماعت کی ہے۔ آپ تابعی نہیں لیکن چار تابعیوں نے آپ سے روائت کی ہے اور وہ عمرو بن دینار، اسحاق سبیعی، ہشام بن عروہ اور یحییٰ بن ابی کثیر ہیں۔ یہ چاروں آپ کے شیوخ ہیں اور اُنھوں نے آپ سے روائت بھی کی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اس طرح اکابر کی اصاغر سے روائت میں یہ بھی داخل ہیں۔ ۱۵۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۷ عبیداللہ بن عبداللہ بن مسعود ہذلی مدنی ہیں۔ آپ مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ میں سے ہیں اور وہ عبیداللہ، عروہ، قاسم، سعید، ابوبکر، سلیمان اور خارجہ ہیں۔ زہری نے کہا میں جس عالم کے پاس بیٹھا اس کے پاس وہی علم پایا جو میں جانتا تھا لیکن عبیداللہ کے پاس میں نے عجیب علوم پائے۔ آپ کے تلامذہ میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفۃ المسلمین ہیں آپ کی بینائی جاتی رہی تھی۔ آپ ۹۴ یا ۹۵ یا ۹۸ یا ۹۹ ہجری میں فوت ہوئے

ع۸ آٹھویں راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ حدیث ع۴ کے تحت ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

حدیث کی تقریر یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سخی تھے۔ خصوصاً جب حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان مبارک میں آپ کے پاس آتے تو آپ بہت سخاوت کیا کرتے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کی ہر شب میں آپ سے قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموم نفع میں کھلی ہوا سے زیادہ سخی تھے۔

سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ کریمہ تمام ذوات سے اشرف اور آپ کا مزاج تمام مزاجوں سے بہتر ہے اس لئے ضروری ہے کہ آپ کے افعال بھی تمام افعال سے اچھے ہوں اور آپ کا خلق بھی سب اخلاق سے اعلیٰ اور ارفع ہو۔ لہٰذا آپ کا سب لوگوں سے زیادہ سخی ہونا لازمی امر ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو باقیات صالحات عطاء فرمائے ہیں اس لئے آپ دنیا کی فانی اشیاء سے مستغنی تھے۔ اور رمضان مبارک میں زیادہ سخاوت اس لئے کرتے تھے کہ رمضان خیرات کا موسم ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ رمضان میں اپنے بندوں پہ بہت مہربانیاں فرماتا ہے جو رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں نہیں کرتا اس لئے اللہ تعالیٰ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ بھی رمضان میں بہت سخاوت کرتے تھے۔ قولہ اَجْوَدُ بِالْخَیْرِ آہ لفظِ خیر لوگوں کی حاجات کے اعتبار سے سخاوت کے تمام انواع کو شامل ہے اور ہر ایک کی حاجت کے اعتبار سے ان پہ سخاوت کرتے تھے۔ ہر انسان کی بیماری زائل کرتے اور پیاس بجھاتے تھے۔ اس حدیث شریف میں چار جملے مرتب ہیں۔ پہلا جملہ "کَانَ اَجْوَدَ النَّاسِ" ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ دوسرا جملہ "وَکَانَ اَجْوَدُ مَا یَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ" آہ ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ رمضان مبارک کے سوا دوسرے اوقات کی نسبت آپ رمضان میں زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ تیسرا جملہ "فَلَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الخ" ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ عموم نفع اور اس میں تیزی کرنے میں کھلی ہوا کی طرح آپ کی سخاوت تھی۔ عموم نفع اور اس کا لوگوں تک پہنچنے کی تیزی کو کھلی ہوا سے تشبیہ دی جو کسی روک کے بغیر ہر طرف تیزی سے پھیل جاتی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت مردہ دلوں کو زندہ کرتی ہے۔ جبکہ کھلی ہوا مردہ زمین کو زندہ کرتی ہے۔

چوتھے جملہ "وَکَانَ یَلْقَاہُ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ" کی دوسرے جملوں سے مناسبت یہ ہے کہ رمضان مبارک کے علاوہ دوسرے ایام میں آپ کی سخاوت سے رمضان مبارک میں سخاوت کی فضیلت دو اعتبار سے ہے ایک

marfat.com
Marfat.com

۶ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سُفْيٰنَ بْنَ حَرْبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ هِرَقْلَ اَرْسَلَ اِلَيْهِ فِيْ رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوْا تُجَّارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَادَّ فِيْهَا اَبَا سُفْيٰنَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ فَاَتَوْهُ وَهُمْ بِاِيْلِيَاءَ فَدَعَاهُمْ فِيْ مَجْلِسِهٖ وَحَوْلَهٗ عُظَمَاءُ الرُّوْمِ ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ اَيُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا بِهٰذَا

آپ کا رمضان میں سخاوت کرنا دُوسرے جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کرنا اور ان سے قرآن کا دور کرنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حدیث بیان کرنے کا مقصد آپ کی سخاوت کے اقسام میں ایک دوسرے پر فضیلت بیان کرنا ہے اس لئے اُنھوں نے وہ سبب ذکر کیا جو سخاوت کا موجب ہے اور وہ رمضان میں اور جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کے وقت سخاوت کرنا ہے۔ کیونکہ رمضان مبارک برکت والا مہینہ ہے۔ اس میں روزے اور لیلۃ القدر ہے۔ یہ دونوں اعلیٰ عبادتیں ہیں اس لئے لازمی طور پر اس میں صدقات کا ثواب کئی گنا زیادہ ہوگا۔ اسی لئے زہری نے کہا رمضان میں ایک بار تسبیح کہنے کا ثواب غیر رمضان میں ستر بار تسبیح کہنے سے زیادہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ ایک لاکھ گنہگاروں کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے اور جبرائیل علیہ السلام کی ملاقات سے مقامات میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں بہت فوائد مذکور ہیں وہ یہ کہ سخاوت ہمہ اوقات کرنی چاہیئے اور رمضان مبارک میں زیادہ سخاوت کرنی چاہیئے۔ نیک لوگوں کی مجالس میں بیٹھنا چاہیئے اور ان کی زیارت کرنا چاہیئے۔ رمضان مبارک میں قرآن پاک کی تلاوت بکثرت کرنا چاہیئے۔ اور قرآن پاک اور کتب دینیہ کا تکرار اور دُور کرنا چاہیئے اور قرآن کی تلاوت دیگر اَوْراد واَذْکار سے اَفضل ہے۔

لغات : فَيُدَارِسُهٗ ،، باری باری قرآن پڑھتے۔ اَلرِّيْحُ الْمُرْسَلَة ،، کھلی ہوا۔

۶ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان دیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ ابوسفیان

marfat.com
Marfat.com

الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ قَالَ اَبُوْسُفْیٰنَ فَقُلْتُ اَنَا اَقْرَبُهُمْ نَسَبًا
فَقَالَ اَدْنُوْهُ مِنِّیْ وَقَرِّبُوْا اَصْحَابَهٗ فَاجْعَلُوْهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهٖ
ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهُمْ اِنِّیْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا
الرَّجُلِ فَاِنْ كَذَبَنِیْ فَكَذِّبُوْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْلَا الْحَیَاءُ مِنْ اَنْ یَّاْثُرُوْا عَلَیَّ
كَذِبًا لَكَذَبْتُ عَنْهُ ثُمَّ كَانَ اَوَّلُ مَا سَاَلَنِیْ عَنْهُ اَنْ قَالَ كَیْفَ نَسَبُهٗ
فِیْكُمْ قُلْتُ هُوَ فِیْنَا ذُوْ نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ اَحَدٌ
قَطُّ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَاَشْرَافُ
النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ اَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ اَیَزِیْدُوْنَ اَمْ
یَنْقُصُوْنَ قُلْتُ بَلْ یَزِیْدُوْنَ قَالَ فَهَلْ یَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ سَخْطَةً لِّدِیْنِهٖ

بن حرب انہیں خبر دی کہ ہرقل نے اس کی طرف قاصد بھیجا جبکہ وہ قریش کے قافلہ میں تھا اور وہ شام میں تاجر بن کر آئے تھے یہ اس وقت کا ذکر ہے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان اور کفار قریش سے صلح کر رکھی تھی (صلح حدیبیہ) وہ سب اس کے پاس آئے اور وہ ایلیا (بیت المقدس) میں تھے۔ ہرقل نے انہیں اپنے دربار میں طلب کیا اس میں روم کے عظماء موجود تھے پھر انہیں بلایا اور اپنے ترجمان کو طلب کیا اور کہا تم میں سے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ وہ نبی ہے، کے نسب میں زیادہ قریب کون ہے؟ ابوسفیان نے کہا ان سب میں سے نسب میں ان سے زیادہ قریب میں ہوں۔ ہرقل نے کہا اسے میرے قریب کر دو اور اس کے ساتھیوں کو بھی قریب کر دو اور انہیں ابوسفیان کے پس پشت کرو پھر اپنے ترجمان سے کہا ان سے کہو میں ابوسفیان سے اس شخص کے متعلق پوچھنے والا ہوں اگر یہ میرے سامنے جھوٹ بولے تو تم اسے جھٹلا دو (ابوسفیان نے کہا) اللہ کی قسم اگر اس بات کا حیا نہ ہوتا کہ یہ لوگ میرا جھوٹ نقل کریں گے تو میں آپ کی نسبت جھوٹ بول دیتا پھر اس نے آپ کی نسبت جو سب سے پہلے پوچھا وہ یہ تھا کہ تم میں ان کا نسب کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ ہم میں عالی نسب ہیں اس نے کہا کیا اس سے پہلے کسی نے ایسی بات بھی کہی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا کیا ان کے آباء و اجداد میں سے کوئی بادشاہ تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا رئیس لوگ اس کی تابعداری کرتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ
قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ
فِيْ مُدَّةٍ لَا نَدْرِيْ مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيْهَا قَالَ وَلَمْ تُمْكِنِّيْ كَلِمَةٌ اُدْخِلُ فِيْهَا
شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ
قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ قُلْتُ اَلْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ سِجَالٌ يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ
قَالَ مَاذَا يَأْمُرُكُمْ قُلْتُ يَقُوْلُ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ
شَيْئًا وَاتْرُكُوْا مَا يَقُوْلُ اٰبَاؤُكُمْ وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ
وَالصِّلَةِ فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ قُلْ لَهٗ سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهٖ فَذَكَرْتَ اَنَّهٗ فِيْكُمْ
ذُوْ نَسَبٍ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ نَسَبِ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ اَحَدٌ

یا کمزور لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں؟ میں نے کہا صرف کمزور لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں۔ اُس نے کہا کیا وہ زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہوتے ہیں؟ میں نے کہا زیادہ ہوتے ہیں۔ اُس نے کہا کیا ان میں سے کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے ناراض ہو کر پھر جاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا کیا جو کچھ اُس نے کہا ہے یہ کہنے سے پہلے تم اس کو جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ میں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا کیا وہ غدر کرتا ہے؟ میں نے کہا اور اُن سے ایسی مدت میں ہیں معلوم نہیں وہ اس مدت میں کیا کریں۔ ابوسفیان نے کہا اس کلمہ کے سوا کسی کلمہ نے مجھے قادر نہ کیا کہ میں اس میں کوئی شئی داخل کروں۔ ہرقل نے کہا کیا تم نے اس سے لڑائی کی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! اُس نے کہا تمہاری لڑائی ان سے کیسی رہی؟ میں نے کہا ہمارے اور ان کے درمیان لڑائی ڈول کی مثل رہی ہے۔ کبھی وہ ہم سے اور کبھی ہم اُن سے لیتے ہیں ہرقل نے کہا وہ تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا وہ کہتے ہیں ایک اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور جو تمہارے باپ دادے کہتے ہیں وہ ترک کر دو۔ نماز، سچ بولنے، پاکدامنی، صلہ رحمی کا حکم کرتے ہیں۔ ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا ابوسفیان سے کہو: میں نے تم سے ان کا نسب پوچھا تم نے کہا وہ تم میں عالی نسب ہیں اللہ کے رسول ایسے ہی ہوتے ہیں جو اپنی قوم میں مبعوث ہوتے ہیں۔ (وہ اپنی قوم میں افضل اور عالی نسب

marfat.com
Marfat.com

مِنكُم هٰذَا الْقَوْلَ فَذَكَرْتَ اَنْ لَا قُلْتُ لَوْكَانَ اَحَدٌ قَالَ هٰذَا
الْقَوْلَ قَبْلَهٗ لَقُلْتُ رَجُلٌ يَأْتَسِيْ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهٗ وَسَأَلْتُكَ هَلْ
كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مِنْ مَلِكٍ فَذَكَرْتَ اَنْ لَا فَقُلْتُ فَلَوْكَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ
مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ اَبِيْهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ
بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ فَذَكَرْتَ اَنْ لَا فَقَدْ اَعْرِفُ اَنَّهٗ لَمْ
يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَأَلْتُكَ اَشْرَافُ
النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ اَمْ ضُعَفَآؤُهُمْ فَذَكَرْتَ اَنَّ ضُعَفَآءَهُمْ اتَّبَعُوْهُ وَهُمْ
اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ فَذَكَرْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ
وَكَذٰلِكَ اَمْرُ الْاِيْمَانِ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ اَيَرْتَدُّ اَحَدٌ سَخْطَةً لِدِيْنِهٖ
بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ فَذَكَرْتَ اَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ

ہوتے ہیں) میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی اور نے یہ بات کہی ہے؟ تم نے کہا: نہیں میں نے خیال کیا کہ اگر ان سے پہلے کسی اور نے یہ بات کہی ہوتی تو میں جانتا کہ یہ شخص اس بات کی اقتداء کرتا ہے جو اس سے پہلے کہی گئی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا اس کے آباء و اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟

تم نے کہا نہیں میں نے خیال کیا کہ اگر اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں خیال کرتا کہ وہ اپنے باپ کا ملک طلب کرتا ہے۔

میں نے تم سے پوچھا کیا جو کچھ اُس نے کہا ہے (اعلان نبوت) یہ کہنے سے پہلے تم اس کو جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ تم نے کہا نہیں۔ یقیناً میں جانتا ہوں کہ جو شخص لوگوں پر جھوٹ کہنا چھوڑ دے وہ اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ میں نے تم سے پوچھا کہ رئیس لوگ اس کی تابعداری کرتے ہیں یا کمزور لوگ؟ تم نے کہا کمزور لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ (کمزور) رسُولوں کے تابعدار ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کیا وہ زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں؟ تم نے کہا وہ بڑھتے جاتے ہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے حتیٰ کہ مکمل ہو جائے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان کے

marfat.com
Marfat.com

بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَذَكَرْتَ أَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ
لَا تَغْدِرُ وَسَأَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ
وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلٰوةِ
وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ فَإِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ
هَاتَيْنِ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ فَلَوْ أَنِّيْ
أَعْلَمُ أَنِّيْ أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ
عَنْ قَدَمَيْهِ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ
بَعَثَ بِهٖ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ إِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهُ عَظِيْمُ بُصْرٰى
إِلٰى هِرَقْلَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ

دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اُن کے دین سے ناراض ہوکر پھر جاتا ہے؟ تم نے کہا نہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے جبکہ اس کی وضاحت دلوں میں مل جائے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا وہ غدر (عہد شکنی) کرتے ہیں؟ تم نے کہا نہیں۔ رسُول ایسے ہی ہُوا کرتے ہیں وہ غدر نہیں کرتے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ وہ تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تم نے کہا وہ کہتے ہیں اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور وہ تمہیں بتوں کی پُوجا سے روکتے ہیں اور نماز، صدق، پاکدامنی کا حکم کرتے ہیں جو کچھ تم کہتے ہو اگر یہ حق اور درست ہے تو وہ عنقریب میرے اِن دونوں قدموں کی جگہ کے مالک ہوجائیں گے۔ میں یقیناً جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں۔ مگر میرا یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم سے ہوں گے۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں اُن تک پہنچ سکوں گا۔ تو اُن کی ملاقات کی مشقت اُٹھاتا اور اگر میں اُن کے پاس ہوتا تو اُن کے قدم دھوتا۔ پھر ہرقل نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبرک خط جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کے ذریعے بُصریٰ کے بادشاہ کو بھیجا تھا۔ اور اُس نے ہرقل تک پہنچا دیا تھا طلب کیا اور اسے پڑھا تو اس میں یہ عبارت تھی۔

marfat.com
Marfat.com

بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ
مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْيَرِيْسِيِّيْنَ وَيَآ اَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا
اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا
وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا
بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ قَالَ اَبُوْسُفْيٰنَ فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ وَفَرَغَ مِنْ قِرَآءَةِ الْكِتٰبِ
كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ فَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ وَاُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِاَصْحَابِيْ
حِيْنَ اُخْرِجْنَا لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِيْ كَبْشَةَ اِنَّهٗ يَخَافُهٗ مَلِكُ بَنِي الْاَصْفَرِ
فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا اَنَّهٗ سَيَظْهَرُ حَتّٰى اَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْاِسْلَامَ وَكَانَ ابْنُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

"اللہ کے عبد اور اس کے رسول کی طرف سے یہ خط روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف ہے۔ ہدائت کی اتباع کرنے والے پر سلام ہو۔ اس کے بعد جان لو میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ مسلمان ہو جاؤ سلامتی میں رہو گے۔ اللہ تمہیں دوگنا ثواب دے گا۔ اور اگر تم اسلام سے پھرو گے تو تمہاری ساری رعایا کا گناہ تم پر ہوگا۔! اے کتابیو! ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم اور تم میں یکساں ہے۔ یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی۔ اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے سوا اللہ کے۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں!"

ابوسفیان نے کہا جو کچھ ہرقل نے کہنا تھا جب کہہ لیا اور پاکیزہ گرامی نامہ

marfat.com
Marfat.com

النَّاطُوْرِ صَاحِبِ اِيْلِيَآءَ وَهِرَقْلَ سُقُفًّا عَلٰى نَصَارَى الشَّامِ يُحَدِّثُ
اَنَّ هِرَقْلَ حِيْنَ قَدِمَ اِيْلِيَآءَ اَصْبَحَ يَوْمًا خَبِيْثَ النَّفْسِ فَقَالَ بَعْضُ
بَطَارِقَتِهٖ قَدِ اسْتَنْكَرْنَا هَيْئَاتَكَ قَالَ ابْنُ النَّاطُوْرِ وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّآءً
يَنْظُرُ فِي النُّجُوْمِ فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ سَاَلُوْهُ اِنِّيْ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ حِيْنَ
نَظَرْتُ فِي النُّجُوْمِ مَلِكَ الْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ فَمَنْ يَخْتَتِنُ مِنْ هٰذِهِ
الْاُمَّةِ قَالُوْا لَيْسَ يَخْتَتِنُ اِلَّا الْيَهُوْدُ فَلَا يُهِمَّنَّكَ شَاْنُهُمْ وَاكْتُبْ اِلٰى
مَدَآئِنِ مُلْكِكَ فَلْيَقْتُلُوْا مَنْ فِيْهِمْ مِنَ الْيَهُوْدِ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى اَمْرِهِمْ
اُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ اَرْسَلَ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پڑھنے سے فارغ ہُوا تو اس کے پاس شور وغل زیادہ ہوگیا اور آوازیں بُلند ہونے لگیں اور ہمیں باہر نکال دیا گیا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جبکہ ہمیں باہر نکال دیا گیا خدا کی قسم ابوکبشہ کے بیٹے کا کام عظیم تر ہوگیا ہے کہ اس سے بنو اصفر کا بادشاہ (رومی) خائف ہے۔ میں ہمیشہ یہ یقین کرتا رہا کہ وہ عنقریب غالب ہو جائے گا حتی کہ اللہ نے میرے اُوپر اسلام کی مہربانی کی۔ ابن ناطور جو ایلیا کا حاکم اور ہرقل کا ساتھی تھا وہ شام کے نصاریٰ کا بہت بڑا عالم تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ہرقل جب ایلیا آیا تو ایک روز صبح کو غمناک اور سخت پریشان بیدار ہُوا تو اس کے خاص آدمی نے کہا ہم نے آپ کی حالت متغیر دیکھی ہے۔ ابن ناطور نے کہا ہرقل نجومی تھا ستاروں کا علم رکھتا تھا جب اُنھوں نے پوچھا تو کہا میں نے آج رات جب ستاروں کو دیکھا تو معلوم ہُوا کہ ختنہ کرنے والا بادشاہ غالب ہوگیا ہے۔ اس زمانہ میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ اُنھوں نے کہا صرف یہودی ہی ختنہ کرتے ہیں۔ ان سے آپ کو غمناک نہیں ہونا چاہیئے (یہودی تو کمزور اور حقیر لوگ ہیں)

اپنی سلطنت کے تمام علاقوں میں خطوط لکھو کہ جس قدر ان شہروں میں یہودی ہیں سب کو قتل کر دیں۔ اسی اثناء میں ہرقل کے پاس ایک شخص آیا جسے غسّان کے بادشاہ نے بھیجا تھا۔ وہ اسے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبردار کر رہا تھا۔ جب اس سے ہرقل نے اطلاع پائی۔ تو کہا اس مخبر کو لے جاؤ اور دیکھو کہ اس کا ختنہ ہے یا نہیں۔ لوگوں نے اسے دیکھا اور اسے بتایا کہ یہ شخص ختنہ کئے ہُوئے ہے۔ اس سے ہرقل نے عربوں کا حال پوچھا تو اُس نے کہا وہ سب ختنہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے کہا یہ ملک

marfat.com
Marfat.com

فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهٗ هِرَقْلُ قَالَ اذْهَبُوْا فَانْظُرُوْا اَمُخْتَتِنٌ هُوَ اَمْ لَا فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ فَحَدَّثُوْهُ اَنَّهٗ مُخْتَتِنٌ وَسَاَلَهٗ عَنِ الْعَرَبِ فَقَالَ هُمْ يَخْتَتِنُوْنَ فَقَالَ هِرَقْلُ هٰذَا مَلِكُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ اِلٰى صَاحِبٍ لَّهٗ بِرُوْمِيَةَ وَكَانَ نَظِيْرَهٗ فِى الْعِلْمِ وَسَارَ هِرَقْلُ اِلٰى حِمْصَ فَلَمْ يَرُمْ حِمْصَ حَتّٰى اَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِهٖ يُوَافِقُ رَاْىَ هِرَقْلَ عَلٰى خُرُوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهٗ نَبِىٌّ فَاَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَآءِ الرُّوْمِ فِىْ دَسْكَرَةٍ لَّهٗ بِحِمْصَ ثُمَّ اَمَرَ بِاَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الرُّوْمِ هَلْ لَكُمْ فِى الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ وَاَنْ يَّثْبُتَ مُلْكُكُمْ فَتُبَايِعُوْا هٰذَا النَّبِىَّ فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ اِلَى الْاَبْوَابِ فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَلَمَّا رَاٰى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ اَيِسَ مِنَ الْاِيْمَانِ قَالَ رُدُّوْهُمْ عَلَىَّ وَقَالَ اِنِّىْ قُلْتُ مَقَالَتِىْ اٰنِفًا اَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَاَيْتُ فَسَجَدُوْا لَهٗ وَرَضُوْا عَنْهُ فَكَانَ ذٰلِكَ اٰخِرَ شَاْنِ هِرَقْلَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ وَيُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ

اس امت کا ہے وہ ظاہر ہو چکا ہے۔ پھر ہرقل نے رومیہ میں اپنے ایک ساتھی کو خط لکھا وہ بھی علم میں اس جیسا تھا اور خود ہرقل حمص چلا گیا۔ وہ حمص میں ٹھہرا رہا حتی کہ اس کے ساتھی کا خط آیا جس میں اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر ہرقل سے اتفاق کیا تھا اور کہا کہ وہ نبی ہیں۔ ہرقل نے روم کے دانشوروں اور رؤساء کو حمص میں اپنے شاہی محل میں آنے کی اجازت دی اور دروازے بند کرنے کا حکم دیا جب سارے دروازے بند کر دیئے گئے تو وہ گھر سے باہر نکلا اور لوگوں کے پاس گیا اور کہا اے رومیو! کیا تمہاری فلاح و ہدایت اور ملک کے استحکام میں رغبت ہے تو اس نبی سے بیعت کر لو یہ سن کر وہ جنگلی گدھوں کی طرح دروازوں

marfat.com
Marfat.com

کی طرف بھاگے اور ان کو بند پایا ہرقل نے جب ان کی اسلام سے نفرت دیکھی اور اُن کے ایمان سے ناامید ہُوا تو کہا انہیں میرے پاس واپس لاؤ اور کہا ابھی ابھی جو میں نے کہا تھا۔ اس سے تمہارا امتحان لینا چاہتا تھا کہ تم اپنے دین میں کس قدر مضبوط ہو اور وہ میں نے دیکھ لیا ہے۔ سب نے ہرقل کو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہوگئے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہرقل کی یہ آخری حالت تھی۔ صالح بن کیسان، یونس اور معمر نے اس حدیث کو زُہری سے روایت کیا ہے۔

۶ شرح : اس حدیث کے چھ راوی ہیں : ع۱ ابوالیمان حکم بن نافع حمصی بہرانی ہیں۔ وہ بہراء کی ایک خاتون مسماۃ ام سلمہ کے آزاد کردہ غلام ہیں بہت لوگوں نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔ وہ ایک سو اڑتیس (۱۳۸) ہجری میں پیدا ہُوئے اور دو سو اکیس یا بائیس ہجری میں فوت ہُوئے۔ صحاح ستہ میں ان کے سوا اس نام کا کوئی راوی نہیں۔ ایک اور حکم بن نافع ہے جو قلزم کے قاضی تھے ان سے طبرانی نے روایت کی ہے۔

ع۲ شعیب بن ابی حمزہ قرشی اموی ہیں۔ وہ ثقہ حافظ مضبوط راوی ہیں۔ ایک سو باسٹھ یا ترسٹھ ہجری میں فوت ہُوئے۔ ان کی عمر ستر برس سے زائد تھی۔ صحاح ستہ میں شعیب بن ابی حمزہ کے نام کا اور کوئی راوی نہیں۔ ع۳ زُہری، ع۴ عبید اللہ بن عبد اللہ اور ع۵ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا ذکر ہو چکا ہے۔

ع۶ ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی قرشی اموی مکی ہیں۔ ان کی کنیت ابوحنظلہ بھی ذکر کی جاتی ہے۔ وہ سالِ فیل سے دس سال پہلے پیدا ہُوئے اور فتح مکہ میں مسلمان ہُوئے۔ طائف اور حنین کی جنگوں میں شریک ہُوئے۔ حنین کی جنگ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غنیمت کے اموال سے ایک سو اونٹ چالیس اوقیہ چاندی عطا کی تھی ان کی ایک آنکھ طائف کی جنگ میں ضائع ہو چکی تھی اور دوسری آنکھ جنگِ یرموک میں جاتی رہی تھی وہ مدینہ منوّرہ آئے اور وہیں اکتیس ہجری میں فوت ہو گئے جبکہ ان کی عمر اٹھاسی ۸۸ برس تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انہی کے بیٹے ہیں۔ ابوسفیان نام کے بہت راوی ہیں لیکن ابوسفیان بن حرب صرف یہی ہیں۔ اس نام کا اور کوئی راوی نہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث میں "ہرقل" روم کے بادشاہ کا ذکر ہے۔ اس لئے اس حدیث کو ہرقلی حدیث بھی کہتے ہیں "ہرقل" کی ہاء مکسور راء مفتوح اور قاف ساکن ہے۔ مشہور یہی ہے۔ بعض ہاء پر کسرہ راء کو ساکن اور قاف کو مکسور پڑھتے ہیں۔ اس میں منع صرف کے دو سبب عجمہ اور علم پائے جاتے ہیں اس لئے اسے غیر منصرف پڑھتے ہیں۔ اُس نے اکتیس ۳۱ سال بادشاہی کی اسی دوران جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس کا لقب قیصر تھا جیسے فارس کے بادشاہ کو کسریٰ، ترک کے بادشاہ کو خاقان حبشہ کا نجاشی، قبط کا فرعون مصر کا عزیز، حمیر کا تبع ہندوستان کا دہمی، چین کا فغفور، زنج کا غانہ، یونان کا بطلیموس، یہود کا قیطون، بربر کا جالوت، صابئہ کا نمرود، یمن کا تبع، فرغانہ کا اخشد، عرب کا نعمان، افریقیہ کا جرجیر کہلاتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ

marfat.com
Marfat.com

نے اور بھی بہت ذکر کئے ہیں۔

● حدیث کی تقریر یہ ہے کہ ہرقل نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تحقیق کے متعلق ابوسفیان سے گیارہ سوال کئے کیونکہ اُس نے پہلی کتب میں یہ نبی و رسُول کی علامات دیکھی تھیں اور ہرقل کے کلام میں جن کو دُہرایا گیا وہ نو ہیں اُس نے دو کو نہیں دوہرایا۔ اور وہ "سَئَلْتُكَ عَنِ الْقِتَالِ اور سَئَلْتُكَ كَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ" ہیں کیونکہ ان دونوں کو نبوت و رسالت کی علامت ہونے میں ابتداءً کچھ دخل نہیں یہ عاقبت کے اعتبار سے نبوت کی علامت ہیں جیسا کہ دُوسرے مقام میں اس کی تصریح کی ہے

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس خط میں ہرقل کو عظیم روم لکھا ہے۔ مَلکِ روم نہیں لکھا کیونکہ وہ دینِ اسلام کے احکام کے مطابق بادشاہی سے معزول تھا۔ کیونکہ ہر بادشاہ کو سلطنت و حکومت صرف جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ ہرقل نے اپنی ریاست قائم رکھنے کے لئے اسلام قبول نہ کیا تھا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہُوا تھا۔

ہرقل نے پہلا سوال نسب کی اقربیت سے سوال کیا کیونکہ جس کا نسب قریب ہو وہ اس کے ظاہر و باطن پر دوسروں کی نسبت زیادہ آگاہ ہوتا ہے۔ نیز جس کا نسب بعید ہو وہ نسب میں قدح کر سکتا ہے۔ ابوسفیان کا نسب سرورِ کون و مکان کے زیادہ قریب ہے کیونکہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد مناف میں ملتے ہیں جو حضور علیہ السّلام کے چوتھے باپ ہیں اور ابوسفیان کے بھی چوتھے باپ ہیں۔ ہرقل نے ابوسفیان کے ساتھیوں کو اس کے قریب اس لئے کیا اگر وہ جھوٹ بولے تو وہ اس کی کذب بیانی بتانے میں حیا نہ کریں۔ ابوسفیان نے ہرقل کے ایک سوال کے جواب میں کہا کبھی ہم ان کے آدمی قتل کرتے ہیں کبھی وہ ہمارے آدمی قتل کرتے ہیں۔ اس سے جنگِ بدر اور جنگِ اُحد کی طرف اشارہ تھا کہ بدر میں ستر کافر قتل ہُوئے جبکہ جنگِ اُحد میں ستر مسلمان شہید ہُوئے تھے "سَجَال" کا معنی باری ہے۔ یعنی کبھی غلبہ میں ان کی باری ہوتی ہے کبھی ہماری باری۔ جیسے ڈول سے باری باری لوگ پانی پیتے ہیں۔

ہرقل نے جب ابوسفیان سے مذکورہ سوالات کے جواب پوچھے تو کہا جو کچھ تو نے کہا ہے اگر صحیح ہے تو یقیناً وہ نبی ہیں کیونکہ یہ علامات نبی میں پائی جاتی ہیں۔ میں ان کے ظہور کو پہلے ہی جانتا تھا لیکن یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم سے ہیں محمد بن اسحاق کی مرسل روائت میں ہے کہ ہرقل نے ابوسفیان سے کہا تیری ہلاکت ہو۔ بخدا! میں نے جان لیا ہے کہ وہ نبی و رسُول ہیں لیکن میں رومیوں سے ڈرتا ہوں۔ اگر یہ خوف نہ ہوتا تو میں آپ کی اتباع کر لیتا۔ عبداللہ بن شداد نے ابوسفیان سے روائت کی کہ ہرقل نے کہا اگر میں جانتا ہوتا کہ آخر الزمان وہی نبی ہیں تو میں ضرور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا حتیٰ کہ آپ کے سَر مبارک کو بوسہ دیتا اور آپ کے قدم شریف دھوتا۔ اس روائت میں یہ اضافہ ہے کہ ابوسفیان نے کہا میں نے ہرقل کا چہرہ دیکھا کہ جب اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب شریف پڑھا تو اس کے دبدبہ سے اس کی پیشانی سے پسینہ کے قطرات ٹپک رہے تھے

marfat.com
Marfat.com

اور پاؤں کانپ رہے تھے (قسطلانی)

ہرقل نے ابو سفیان سے مذکور گفتگو کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ کھولا جو آپ نے دحیہ کلبی کو دیکر عظیم بصری کے پاس بھیجا تھا۔ اور اس نے وہ ہرقل تک پہنچایا تھا۔ واقدی نے ذکر کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب شریف ہرقل کو چھ ہجری میں پہنچا تھا۔ ہرقل کے ترجمان نے اسے پڑھا تو اس کی ابتداء "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سے تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خط اگرچہ کافر کو لکھا جائے اس کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا مستحب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو خط لکھا تھا تو انہوں نے بسم اللہ سے پہلے اپنا نام لکھا تھا؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: وَاِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور شان یہ ہے کہ میں اللہ مہربان رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں) اس کا جواب یہ ہے کہ اُس خط کی ابتداء بھی بسملہ سے تھی اور اس پر مہر لگانے کے بعد اُنھوں نے اپنا نام بطور عنوان لکھا تھا کیونکہ مذکور عنوان پڑھنے کے بعد بلقیس نے پہچانا تھا کہ یہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اسی لئے اُس نے کہا یہ سلیمان کی طرف سے ہے۔ پھر خط کا مضمون بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا۔ مدائنی نے ذکر کیا کہ جب ترجمان نے پڑھا کہ یہ خط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے تو ہرقل کا بھائی سُن کر غصہ سے بھر گیا اور والا نامہ کو کھینچنا چاہا تو ہرقل نے کہا یہ کیا کر رہے ہو اُس نے کہا انہوں نے اپنے نام سے خط شروع کیا ہے اور تجھے صاحب روم لکھا ہے ہرقل نے کہا تیری فکر کمزور ہے۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں والا نامہ پڑھنے سے پہلے اسے پھینک دوں اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اگر وہ اللہ کے رسول ہیں تو ان کا اپنے نام سے شروع کرنا صحیح ہے اور یہ درست ہے کہ میں صاحب روم ہوں اُنھوں نے سچ کہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میرا اور اُن کا مالک ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسم گرامی کے بعد اَمَّا بَعْدُ لکھا ابن حجر نے ذکر کیا کہ سب سے پہلے اَمَّا بَعْدُ کس نے لکھا؟ اس میں کئی اقوال ہیں۔ کہا گیا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے لکھا بعض نے کہا یعرب بن قحطان نے لکھا بعض نے کہا کعب بن لوئی نے لکھا بعض نے قس بن ساعدہ کا ذکر کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ سحبان نے لکھا تھا دارقطنی کی غرائب مالک میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سب سے پہلے اَمَّا بَعْدُ لکھا۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ قحطان حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے تو یہ صحیح ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پہلے لکھا ہے اور اگر یہ کہیں کہ قحطان ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں تو یعرب نے سب سے پہلے لکھا ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے والا نامہ میں فرمایا: "اَسْلِمْ تَسْلَمْ یُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَیْنِ الخ مسلمان ہو جاؤ سلامتی میں رہو گے اللہ تمہیں دوگنا ثواب دے گا۔ اور اگر تم اسلام سے پھرو گے تو تمہاری ساری رعایا کا گناہ تم پر ہوگا۔ کیونکہ ایمان سلامتی کا سبب ہے۔ اور ہرقل پہلی کتاب پر ایمان رکھتا تھا پھر اگر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا تو اس کو دو نبیوں پر ایمان لانے کے سبب دوگنا ثواب حاصل ہوتا۔ چونکہ عوام اپنے بادشاہوں کے دین کے مطابق چلتے ہیں اس لئے اگر وہ دین مستقیم سے پھریں تو لوگ ان کے تابع ہوں گے اس لئے

marfat.com
Marfat.com

فرمایا اگر تو پھر گیا تو ان کے ایمان نہ لانے کا سبب تم ہو گے اس لئے ان کا گناہ بھی تم پر ہو گا اور خود بھی بطریق اولیٰ گنہگار ہو گے والا نامہ کے آخر میں فرمایا اگر تم توحید پہ ایمان نہ لاؤ تو حجت تم پہ قائم ہو چکی ہے۔ لہٰذا تم یہ اعتراف کرو اور اس بات کے گواہ بن جاؤ کہ ہم مسلمان ہیں اور تم توحید کے منکر ہو۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے خطِ مبارک کی تعظیم

علامہ ابن حجر اور علامہ عینی رحمہما اللہ تعالیٰ نے شرح بخاری میں سہیلی سے نقل کیا کہ ہرقل نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوالنامہ کی تعظیم کے لئے اسے سونے کی ڈبیہ میں رکھا تھا پھر وہ ہمیشہ اس کے وارث بنتے رہے حتیٰ کہ فرنج کے بادشاہ جس نے طیطلہ پر غلبہ حاصل کر لیا تھا کے پاس پہنچا پھر اس کی اولاد کے پاس رہا۔ ہمارے ایک ساتھی نے ذکر کیا کہ مسلمانوں کے قائد عبد الملک بن سعد اس بادشاہ سے ملے تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ باہر نکالا جب اسے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس کو بوسہ دینے کی اجازت طلب کی جس کا اس نے انکار کر دیا۔ صاحبِ فتح نے کہا قاضی نور الدین بن صائغ دمشقی نے خبر دی انھوں نے کہا ہم سے سیف الدین فلیح منصوری نے بیان کیا کہ مجھے بادشاہ منصور قلاون نے مغرب کے بادشاہ کے پاس ہدیہ دے کر بھیجا تو مغرب کے بادشاہ نے مجھے فرنج کے بادشاہ کے پاس کسی شفاعت کے لئے بھیجا جسے اس نے قبول کر لیا اور مجھے اپنے پاس اقامت کے لئے کہا تو میں نے انکار کر دیا۔ اس نے مجھے کہا میں تمہیں گراں قدر تحفہ پیش کرتا ہوں پھر ایک صندوق نکالا جسے سونے سے جڑاؤ کیا ہوا تھا پھر اس سے سونے کی ڈبیہ نکالی اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ نکالا جبکہ اس کے اکثر حروف مدھم پڑ گئے تھے اور وہ ریشمی رومال میں لپٹا ہوا تھا اس نے کہا یہ تمہارے نبی علیہ السلام کا خط ہے جو انھوں نے میرے دادا قیصر کو بھیجا تھا اب تک یہ ہماری وراثت میں آ رہا ہے۔ تاکہ ہمارا ملک ہمارے لئے ہمیشہ کے لئے رہے۔ ہمارے بڑوں نے ہمیں وصیت کی تھی کہ جب تک یہ خط ہمارے پاس رہے گا ہمارا ملک ہمیشہ ہمارے لئے قائم رہے گا۔ ہم اسے پوری حفاظت سے رکھتے ہیں اور اس کو نصاریٰ سے چھپا کر رکھتے ہیں۔ تاکہ ہمارے ملک کے لئے دوام رہے۔ فتح الباری میں ہے کہ عمیر بن اسحاق نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر کو خطوط لکھے کسریٰ نے جب خط پڑھا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور قیصر نے جب پڑھا تو اس کو لپیٹ کر اونچی جگہ رکھ دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں نے میرے خط کے ٹکڑے

marfat.com
Marfat.com

کیئے ہیں وہ خود ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور جنہوں نے خط کا احترام کیا ہے ان کا ملک باقی رہے گا۔ اس کی تائید اس روائت سے ہوتی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کسریٰ کا جواب آیا تو آپ نے فرمایا اس کا ملک تباہ و برباد ہو جائے گا اور جب ہرقل کا جواب آیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کا ملک قائم رکھے گا۔

اہلِ سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ ہرقل وہی ہے جس کے ساتھ مسلمانوں نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں جنگ کی تھی یا اس کا بیٹا ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ وہی ہرقل ہے اور بعض نے کہا کہ یہ اس کا بیٹا ہے علامہ عینی اور مؤرخین نے کہا کہ جس ہرقل کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا تھا وہ مر چکا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مورق قیصر بادشاہ ہُوا تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں تھا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا ہرقل قیصر بادشاہ ہُوا۔ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں تھا۔ اس پر مسلمانوں نے فتح حاصل کی تھی اور وہ بھاگ کر قسطنطنیہ چلا گیا تھا ان کے چالیس بادشاہ ہُوئے ہیں اور اُنھوں نے پانچ سو سات برس حکومت کی ہے سبحان اللہ! ایک کافر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والا نامہ کا احترام کرتا ہے اور سینکڑوں برس اس کا ملک قائم رہتا ہے۔ اگر مسلمان شریعت مطہرہ کا احترام کریں قرآن کریم کی عظمت کو اپنے دلوں میں جگہ دیں تو وہ محرومیت کا قطعاً شکار نہ ہوں۔

ابوسفیان نے کہا جب ہرقل سوال و جواب کے بعد والا نامہ پڑھ کر فارغ ہُوا تو اس کی مجلس میں شور برپا ہو گیا اور ہمیں باہر نکال دیا گیا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ابن ابی کبشہ کی شان بہت بلند ہو گئی ہے کہ رومیوں کا بادشاہ آپ سے خائف ہے۔

"ابن ابی کبشہ کی تحقیق"

اس سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں کیونکہ یہ آپ کے رضاعی باپ حرث بن عبدالعزیٰ کی کنیت ہے۔ ابن بکیر نے کہا حرث مسلمان ہو گیا تھا اس کی بیٹی کبشہ تھی اس لئے ان کی کنیت ابوکبشہ تھی۔

دوسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ابوکبشہ حلیمہ کا والد تھا جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں ہے۔ تیسری وجہ یہ ذکر کی جاتی ہے کہ یہ آپ کے نانے وہب کے دادے کی طرف نسبت ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ بنت وہب ہیں اور وہب کے دادا کی والدہ قیلہ بنت ابی کبشہ ہیں۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ یہ آپ کے دادا عبدالمطلب کے اخیافی دادے کی طرف نسبت ہے۔

پانچویں وجہ یہ ہے کہ ابوکبشہ قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص وَجزبن غالب تھا۔ وہ قریش کی بت پرستی کے سخت مخالف تھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عربوں کی بت پرستی کے خلاف تھے اس لئے انھوں نے مخالفت میں اشتراک کے باعث اس کی طرف نسبت کی یعنی ہماری مخالفت میں آپ ابوکبشہ ہیں۔

ابوسفیان نے جب رومیوں کے بادشاہ کا یہ حال دیکھا تو کہنے لگے کہ ایک دن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

یقیناً غالب ہو کر رہیں گے حتیٰ کہ فتح مکہ میں اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں ایمان ڈال دیا۔

وَكَانَ ابْنُ نَاطُوْرٍ صَاحِبُ اِيْلِيَاءَ

اس میں واؤ عاطفہ ہے اور اس کا ماقبل پر عطف ہے اور یہ زُہری کی سند میں داخل ہے۔ اصل عبارت یوں ہے۔ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ الخ ثُمَّ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ ابْنُ نَاطُوْرٍ يُحَدِّثُ الخ اور سارا واقعہ بیان کیا۔ لہٰذا یہ ابن ناطور سے موصول ہے معلق نہیں جیسا کہ بعض نے وہم کر لیا ہے اور ابن ناطور کا واقعہ مذکور اسناد کے ساتھ ابوسفیان سے مروی نہیں اس کی زہری نے روائت کی ہے۔

ناطور کا معنیٰ ہے باغ کا محافظ اور کھیتوں کی دیکھ بھال کرنے والا۔ ہرقل مجرور ایلیاء پر معطوف ہے یعنی ابن ناطور ایلیاء اور ہرقل کا صاحب تھا اور صاحب کی نسبت جب ہرقل کی طرف ہو تو اس کا حقیقی معنیٰ مراد ہے اور اگر ایلیا کی طرف تو اس کا مجازی معنیٰ حاکم مراد ہے اور یہ عموم مجاز کے اعتبار سے جائز ہے۔ کیونکہ حقیقت اور مجاز دونوں عموم مجاز کے فرد ہوتے ہیں۔ سُقُفًّا، سین اور قاف مضموم اور فاء مشدد حال ہونے کے باعث منصوب ہے یا مرفوع ہے اور مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے: وَكَانَ ابْنُ نَاطُوْرٍ صَاحِبُ اِيْلِيَاءَ وَصَاحِبُ هِرَقْلَ سُقُفًّا عَلَى النَّصَارٰى يُحَدِّثُ كَذَا ،، یعنی ابن ناطور جو ایلیاء (بیت المقدس) کا حاکم اور ہرقل کا ساتھی تھا۔ وہ شام کے نصاریٰ کا بہت بڑا عالم تھا۔ بیان کرتا ہے کہ ہرقل جب بیت المقدس میں آیا تو ایک دن صبح کو بہت غمناک ہُوا الخ بَطَارِقَة ،، بِطریق کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ ہے بادشاہوں کا خاص آدمی حزّاء، کا معنیٰ ہے کاہن یعنی ہرقل کے خاص آدمی نے کہا ہم آپ کو پریشان متغیر الحال دیکھ رہے ہیں اس کا کیا سبب ہے۔

ابن ناطور نے کہا ہرقل کاہن تھا، نجوم کا علم رکھتا تھا۔ جب ہرقل کے خاص آدمی نے اس کی پریشانی کا سبب دریافت کرنا چاہا تو اُس نے کہا میں نے آج رات دیکھا ہے کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب آگیا ہے اور سارا ملک اس کے زیر تصرف آگیا ہے الخ۔ پھر تحقیق کے بعد اسے معلوم ہُوا کہ عرب ختنہ کرتے ہیں تو اُس نے کہا اس اُمّت کا بادشاہ غالب آگیا ہے۔ پھر ہرقل نے رومیہ میں اپنے ساتھی کو خط لکھا جبکہ وہ ہرقل جیسا علم رکھتا تھا اور خود حمص چلا گیا اور وہ وہیں تھا کہ اس کے ساتھی کا جواب آیا کہ وہ ہرقل کی رائے سے اتفاق کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں ــــ ہرقل نے روم کے بڑے بڑے رؤساء اور اَساطِینِ مُلک کو حمص کے دسکرہ میں جمع کیا۔ (دسکرہ وہ محل ہے جس کے اردگرد خادموں کے مکان ہوتے ہیں اور وہ اُن کے درمیان ہوتا ہے) پھر اس کے دروازے بند کر کے مقفل کر دیئے۔ پھر اپنے گھر سے نکل کر ان کے پاس آیا اور اُن سے کہا اے رومیو! کیا تمہیں کامیابی مطلوب ہے اور تم چاہتے ہو کہ تمہارا ملک ہمیشہ تمہارے پاس رہے تو اس نبی "صلی اللہ علیہ وسلم" کی پیروی کر لو کیونکہ اُس نے پہلی کتابوں میں دیکھا تھا کہ کفر پر جمے رہنا ملک کے زوال کا سبب ہے اور تورات میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا میں تیرے جیسا نبی جن لوگوں کی طرف بھیجوں گا اور وہ انہیں میرا کلام پہنچائے گا

marfat.com
Marfat.com

اگر وہ میرا کلام قبول نہیں کریں گے تو میں انہیں ہلاک کر دوں گا (ملخص)
یہ سن کر وہ لوگ گدھوں کی طرح باہر کو دوڑے اور دروازوں کو مقفل پایا الخ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ابوسفیان کا ہرقل کے ساتھ گفتگو کا واقعہ صلح حدیبیہ کے بعد ہوا اور باب کا عنوان بدء الوحی کی کیفیت ہے تو اس حدیث کی عنوان سے مناسبت کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ساری حدیث سے وحی کے ابتداء کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ سوال و جواب سے ابتداء نبوت کا حال ظاہر ہو جاتا ہے۔
اس حدیث کی صالح بن کیسان، یونس اور معمر نے زہری سے روائت کی یہ متابعت ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ راویوں کی کثرت سے حدیث میں تقویت ہو جاتی ہے کیونکہ ان تینوں راویوں نے زہری سے روائت کرنے میں شعیب کی متابعت کی ہے۔ چونکہ اس متابعت میں متابع علیہ زہری مذکور ہے۔ لہٰذا یہ متابعت مقیدہ ہے۔ اگر متابع علیہ زہری مذکور نہ ہوتا تو متابعت مطلقہ ہوتی۔ حدیث ۳ کی شرح میں متابعت کے اقسام ذکر کر چکے ہیں۔
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جسے اعلام کی دعوت دینی ہو اس کے ساتھ ملاطفت کرنی چاہیئے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ،، اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو عظیم روم فرمایا کیونکہ لوگ اس کی تعظیم کرتے تھے اور اسے "ملک روم" نہیں فرمایا کیونکہ وہ بحکم دین اسلام حکومت سے معزول تھا کیونکہ جس کسی کو سلطنت نصیب ہوتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملتی ہے (کرمانی) ـــ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے دینی اور دنیاوی امور سرانجام دینے اور ان کے معاملات کے اہتمام کے لئے خاندانی سربراہ ہونا چاہیئے جو حسب و نسب اور شرافت و فضیلت کے اعتبار سے اعلیٰ کردار کا حامل ہو اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ،، اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَیْشٍ ،، اور خلفاء سب قریشی تھے کیونکہ خاندانی اشخاص اپنی حسب و نسب کو داغدار نہیں ہونے دیتے اور وہ ایسے امور کرنے میں احتیاط کرتے ہیں جن سے ان کا حسب متاثر ہو۔
نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تحریر میں فصیح و بلیغ اور مختصر جامع الفاظ ذکر کرنے مستحب ہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: اَسْلِمْ تَسْلَمْ ،، میں نہایت اختصار ہے اور فصاحت و بلاغت کے مراتب قصوی کا حامل ہے۔ نیز کفار و مشرکین کے علاقہ میں سفر کرنا جائز ہے۔ اور جو شخص ضلالت کا سبب ہو اور ہدایت سے منع کرے وہ گنہگار ہے۔ جھوٹ کو ہر ملت میں عیب دیکھا گیا ہے۔ اسی لئے ابوسفیان نے اس وقت کافر ہونے کے باوجود جھوٹ سے اجتناب کیا۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول، اعلیٰ اور معزز خاندان میں پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ جس کا نسب اعلیٰ ہو وہ ارذل امور کا قصد نہیں کرے گا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور علامات نبوت اہل کتاب کو قطعی طور پر معلوم تھیں۔ ان میں سے جن لوگوں نے آپ کی تصدیق نہیں کی وہ محض حسد و بغض کے سبب تھا اور دنیاوی مناصب فوت ہونے کے ڈر سے آپ پر ایمان نہیں لائے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث کی صالح بن کیسان، یونس اور معمر نے زہری سے روائت کرنے میں شعیب کی متابعت اور موافقت کی ہے۔ محدثین اسے متابعت کہتے ہیں۔ اس سے حدیث کی تقویت اور تاکید ہوتی ہے۔ جبکہ راویوں کی کثرت ترجیح کا باعث ہوتی ہے۔ اس متابعت میں زہری متابع علیہ ہیں اور متابع علیہ جب مذکور ہو تو اسے متابعت مقیدہ کہتے ہیں۔ اور اگر متابع علیہ مذکور نہ ہو تو اسے مطلقہ کہتے ہیں۔ ہم شروع میں ذکر کر چکے ہیں۔ متابعت کے چار اقسام ہیں۔

اگر ایک راوی دوسرے راوی کا شروع اسناد سے آخر تک ساتھی ہو تو اسے متابعت تامہ کہتے ہیں اگر اول اسناد میں ساتھی نہ ہو بلکہ بعد میں موافقت کی ہو تو اسے متابعت ناقصہ کہتے ہیں۔ پھر ان دونوں میں سے ہر ایک کی دو، دو قسمیں ہیں۔ کبھی ان میں متابع علیہ مذکور ہوگا اور کبھی مذکور نہ ہوگا۔ اس طرح مطابقت کے چار اقسام ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت میں احتمال ہے کہ امام اس اسناد کے ساتھ بھی تینوں سے روائت کریں گویا کہ امام نے کہا ہمیں ابوالیمان بن نافع نے خبر دی انھوں نے کہا مجھ سے ان تینوں نے زہری سے بیان کیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان تینوں سے کسی اور طریق سے بیان کریں۔

صالح بن کیسان کی کنیت ابو محمد یا ابو الحارث ہے آپ غفاری یا دوسی ہیں۔ آپ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے لڑکے کے اُستاذ تھے۔ ان کے متعلق امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا گیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور ان کی تحسین کی حاکم نیساپوری نے کہا صالح کی عمر ایک سو تریسٹھ برس ہوئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے ملاقات کی پھر اس کے بعد زہری کی شاگردی اختیار کی اور ان سے علم پڑھا نوّے سال کی عمر میں علم پڑھنا شروع کیا۔

یونس، آپ ابن یزید قرشی ہیں اور زہری بہت بڑے امام آپ کا نام ابوبکر محمد بن مسلم ہے اور وہ محمد بن شہاب کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کا مفصل ذکر گزر چکا ہے۔ صلی اللہ علی سید المرسلین وامام المتقین!

مُفردات

رَکْب، راکب کی جمع ہے اس کا معنیٰ ہے۔ دس یا اس سے زیادہ اُونٹوں والے۔ قریش، قرش سے ہے۔ قرش طاقتور سمندری جانور ہے جو سمندر کے تمام جانوروں سے قوی تر ہوتا ہے۔ معاویہ بن عباس نے کہا قریش کا یہ نام سمندری جانور کے نام پر ہے جو دوسروں کو کھا جاتا ہے اسے کوئی نہیں کھا سکتا۔ وہ دوسرے جانوروں پر غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔ اور تصغیر تعظیم کے لئے ہے قرآن کریم میں اسے منصرف پڑھا گیا ہے۔

شام، نبیوں کی اقلیم ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ تشریف لے گئے اور دوسری بار پچیس برس کی عمر میں ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت

marfat.com
Marfat.com

کِتَابُ الْاِیْمَانِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

لے کر تشریف لے گئے اور دوبار اظہار نبوت کے بعد تشریف لے گئے۔ ایک بار معراج کی رات میں اور دوسری بار غزوۂ تبوک میں۔ **مادّ**، باب مفاعلہ سے ماضی کا صیغہ مدت سے ہے اور وہ مدت صلح حدیبیہ کی تھی۔ **اِیْلِیا**، بیت المقدس کا نام ہے۔ **ترجمان**، جو ایک زبان کی دوسری زبان سے تعبیر کرے۔ **یَاثِرُوْا** نقل کریں گے۔ **سِجَال**، سجل کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے۔ بڑا ڈول۔ یعنی کبھی ہماری باری ہوتی ہے کبھی ان کی باری۔ **عَفَا فٌ**، حرام سے رکنا۔ **یَاتَسِیُ**، پیروی کرتا ہے۔ **بَشَاشَۃٌ**، کسی کے آنے پر خوش ہونا۔ یہاں وضاحت مراد ہے۔

الیَرِیسِیّین، یریس کی جمع ہے۔ یاء کو ہمزہ سے بھی بدلا جاتا ہے اور اریسین پڑھا جاتا ہے۔ اس کا معنی ہے کاشتکار یا پیروکار، **الصخب**، شوروغوغا۔ **سفقا**، پادری۔ **دَسکَرَۃٌ**، اندرونی مکان۔ **فَحَاصُوْا**، بھاگے۔ **اَنِفًا**، قریب۔ **اَخْتَبِرُ**، میں امتحان لیتا ہوں۔ **مَعْشَر**، جماعت۔

کِتَابُ الْاِیْمَانِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لُغت میں ایمان کا معنی تصدیق ہے۔ اور ایمان لغوی اور شرعی واحد ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ایمان لُغوی کا متعلق مطلق ہے اور ایمان شرعی کا متعلق شارع علیہ السلام کے لائے ہوئے احکام ہیں اور ایمان معنی

marfat.com
Marfat.com

لغوی سے شرعی معنی کی طرف منقول نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ایمان کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ اور اس کے فرشتوں کی اور اس کی کتابوں، رسولوں اور قیامت کے دن کی تصدیق کرو اور تقدیر اچھی ہو یا بری، کی تصدیق کرو ،، اس حدیث میں ایمان لغوی کی ایمان شرعی سے تفسیر کی گئی ہے۔ معلوم ہوا ایمان لغوی اور شرعی ایک ہی شئی ہے نقل کا قول صحیح نہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراب کو ایمان کی تفسیر کئے بغیر اللہ تعالیٰ اور رسولوں پہ ایمان لانے کی دعوت دی۔ اور انھوں نے کسی استفسار کے بغیر اسے قبول کیا حالانکہ وہ منقولاتِ شرعیہ سے ناواقف تھے۔ معلوم ہوا کہ ایمان لغوی اور شرعی ایک ہی شئی ہیں اور ایمانِ شرعی ایمان لغوی سے منقول نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا جانتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وہ نبی کو ایسا جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ کفار میں تصدیق پائی گئی تھی اس کے باوجود شریعت نے ان کے ایمان کا فیصلہ نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ صرف تصدیق ایمان نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تصدیق کا معنی تسلیم ہے اور کافروں کو تسلیم حاصل نہیں تھی بلکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا ایسا جانتے تھے۔ جیسے سوفسطائی وجودِ عالم کو جانتا ہے۔ کیونکہ علم کے لئے اتنی قدر ضروری ہے۔ کوئی عقلمند اس سے خالی نہیں اور یہ سوفسطائی بھی جانتے ہیں لیکن وہ اِذْعَانِ اَمر تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ جیسے ابوجہل نے کہا تھا کہ محمد سچے نبی ہیں اچھے اخلاق اپناتے ہیں لیکن وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا تھا۔

الحاصل تصدیق کا معنی گرویدن ہے اور یہ معنی کفار کو حاصل نہ تھا۔ اگر کسی کافر کو یہ معنی حاصل ہو بھی جائے تو اس کو اس لئے کافر کہیں گے کہ اس پر کفر کی علامت پائی جاتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی کافر تسلیم بھی کرے۔ بایں ہمہ وہ اپنے اختیار سے جنیو (وہ دھاگہ جو کافر بدن پر اپنی بغل میں سے گزار کر باندھ لیتے ہیں) باندھے یا کسی بت کو سجدہ کرے تو اسے کافر ہی کہیں گے۔ کیونکہ جنیو پہننا یا بُت کو سجدہ کرنا تکذیب کی علامت ہے۔ پس ایمان شرعی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دینی احکام اللہ کی طرف سے لائے ہیں اور کسی نظر و فکر کے بغیر عام لوگ انہیں جانتے ہوں کہ آپ یہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں ان کی اجمالاً تصدیق کرنا ہے۔ یہی اجمالی تصدیق ایمان کے لئے کافی ہے۔ جبکہ تفصیل کا علم نہ ہو۔

جمہور علماء جن میں سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں، کا مذہب یہ ہے کہ ایمان تصدیق بالقلب ہے اور اجراءِ احکام کے لئے زبان سے اقرار کرنا شرط ہے۔ کیونکہ تصدیق قلبی باطنی امر ہے اس کے لئے علامت کا ہونا ضروری ہے لہٰذا جو کوئی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار نہ کرے وہ عند اللہ مومن ہے اور دنیاوی احکام میں مومن نہیں بشرطیکہ اس پر تکذیب و انکار کی علامت نہ ہو ورنہ عند اللہ بھی کافر ہوگا اور جو زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق نہ کرے وہ منافق ہے اور جو زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق نہ کرے وہ لوگوں کے نزدیک مومن ہے اور عند اللہ کافر ہے۔ اور نصوص شرعیہ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ

marfat.com

Marfat.com

ایمان صرف تصدیق قلبی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا : اُولٰٓئِكَ كَتَبَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ ، قَالَتِ الْاَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا ، وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ ، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں فرمایا کرتے تھے يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ ، اِن آیات و روایات میں ایمان کی نسبت دل کی طرف ہے۔ معلوم ہوا کہ ایمان تصدیق قلبی ہے۔ بے شمار آیات اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

ایمان میں اختلافِ اقوال

مسئلہ ایمان میں علماء کے دس مذاہب ہیں : **پہلا مذہب** : شیخ ابوالحسن اشعری اور ابو المنصور ماتریدی کہتے ہیں کہ ایمان صرف تصدیق بالقلب ہے اور زبانی اقرار کرنا اجراءِ احکام کے لئے شرط ہے جمہور محققین کا بھی یہی مذہب ہے۔

دوسرا مذہب جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ ایمان تصدیق قلبی اور زبانی اقرار ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔

تیسرا مذہب خوارج کی طرف منسوب ہے کہ ایمان تصدیق قلبی اور زبانی اقرار کرنا اور مامورات پر عمل کرنا اور منہیات کو ترک کرنا ہے جبکہ ترکِ عمل کفر ہے حتیٰ کہ صغیرہ گناہ کرنا اور مستحب کو ترک کرنا کفر ہے۔

چوتھا مذہب قاضی عبدالجبار اور ابوالہذیل معتزلیوں کی طرف منسوب ہے۔ وہ بھی خوارج کی طرح کہتے ہیں لیکن ان کے مذہب میں ترکِ عمل کے سبب ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور کفر میں داخل نہیں ہوتا ہے شارح شرح مقاصد نے ان دونوں مذہبوں کو بعید از عقل سمجھا ہے اُنھوں نے کہا مستحب کو ترک کرنے کے باعث ایمان سے خارج ہو جانا کسی ذی عقل کا مذہب نہیں۔

پانچواں مذہب ابوالجبائی اور اس کا بیٹا ابوہاشم کہتے ہیں کہ ایمان تصدیق، اقرار اور واجبات پر عمل کرنا اور محرمات کو بایں معنی ترک کرنا کہ ترک واجب اور فعلِ حرام کے سبب ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور کفر میں داخل نہیں ہوتا۔

چھٹا مذہب امام مالک، شافعی، احمد اور اکثر پہلے علماء کہتے ہیں کہ ایمان تصدیق، اقرار اور عمل بایں معنی کہ ترکِ عمل کے سبب ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔

ساتواں مذہب جہم بن صفوان کہتا ہے کہ ایمان معرفت ہے اور معرفت تصدیق کا اقل درجہ ہے یا اس سے عام ہے کیونکہ یہ کبھی تکذیب اور انکار کے ساتھ بھی پائی جاتی ہے۔

آٹھواں مذہب کرامیہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف اقرار باللسان ہے۔

نانواں مذہب اقاشی نے کہا کہ ایمان اقرار ہے اور معرفت اس کی شرط بایں معنی ہے کہ شرط ایمان

marfat.com
Marfat.com

سے خارج ہے جیسے وضوء نماز کے لئے شرط ہے لیکن یہ حقیقت صلوٰۃ سے خارج ہے۔

دسواں مذہب قطان اشعری نے کہا کہ ایمان اقرار ہے لیکن تصدیق اس کی شرط ہے جو کسب سے حاصل ہوتی ہے۔

جمہور محدثین کہتے ہیں کہ ایمان یہ ہے کہ دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے اور اعضاء کے ساتھ عمل کرے۔ ان محدثین سے یہ بھی روائت کی جاتی ہے کہ تصدیق عمل ہے کیونکہ عمل دل وزبان اور اعضاء کے فعل کو شامل ہے۔ چونکہ اعمال طاعات ہیں اور وہ بنفسِ خود کم وبیش ہوتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ان حضرات کے مذہب میں ایمان زیادہ اور کم ہوتا رہتا ہے۔

"ایمان کے کم وبیش ہونے میں احناف کا مسلک"

احناف کے مذہب میں ایمان صرف قلبی تصدیق ہے۔ اور اعمال اس میں داخل نہیں ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ اس آئت کریمہ میں اعمال کا ایمان پر عطف ہے اور عطف مغایرت کو چاہتا ہے۔ لہٰذا اعمال حقیقتِ ایمان میں داخل نہیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اعمال کی صحت کے لئے ایمان شرط ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا کُفْرَانَ لِسَعْیِہٖ ،، یعنی مومن کا عمل باطل نہیں بلکہ اسے جزاء دی جائے گی اور یہ مسلم امر ہے کہ مشروط شرط میں داخل نہیں ہوتا ورنہ لازم آئے گا کہ ذات اپنے لئے خود شرط ہو کیونکہ مذکورہ آئت کریمہ میں عمل صالح مشروط ہے اور ایمان جو تصدیق اقرار اور عمل کا مجموعہ شرط ہے۔ لہٰذا عمل ہی مشروط اور وہی شرط ہوا پس ثابت ہوا کہ اعمال ایمان کی حقیقت میں داخل نہیں ہیں۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ جو لوگ بعض اعمال ترک کر دیں قرآن میں انہیں مومن کہا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا ،، اس آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے باہم لڑائی جھگڑا کرنے والوں کو مومن فرمایا ہے۔ اگر عمل ایمان کا رکن ہوتا تو اس کا تارک مومن نہ ہوتا۔

ان دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقتِ ایمان میں اعمال داخل نہیں۔ اس تقریر کے بعد ہم کہتے ہیں کہ ایمان کی حقیقت زیادتی اور نقصان کو قبول نہیں کرتی۔ اس مسئلہ میں چار مذاہب ہیں:

پہلا: کثیر علماء ایسے عمر فاروق، علی المرتضیٰ، معاذ بن جبل، عبداللہ بن مسعود، ابو درداء، عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ، حذیفہ اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہم نے کہا ایمان زیادتی اور نقصان کے قابل ہے۔

چنانچہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان زیادہ اور کم ہوتا رہتا ہے۔ جوزقانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ لیکن امام مجدالدین لغوی نے کہا اس مسئلہ میں کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

دُوسرا مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، ابوالمنصور ماتریدی امام الحرمین اور اہلسنت وجماعت متکلمین کہتے ہیں کہ ایمان زیادہ اور کم نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایمان تصدیق یقینی ہے جو تفاوت کے قابل نہیں کیونکہ اذعان تفاوت کو قبول نہیں کرتا۔

تیسرا مذہب قاضی عضد الدین کہتے ہیں کہ ایمان تصدیق ہونے کے باوجود زیادہ اور کم ہوتا ہے۔ کیونکہ تصدیق کے لئے ظن کافی ہے۔ اور اگر تصدیق کو یقین تسلیم بھی کرلیں تو ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یقین تفاوت کو قبول نہیں کرتا۔ یہ مذہب جمہور کے خلاف ہے۔

چوتھا مذہب: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایمان زیادہ ہوتا ہے کم نہیں ہوتا۔ کیونکہ کوئی شخص اجمالاً ایمان لاتا ہے پھر تفصیل سے اس کی تصدیق زیادہ ہوتی ہے۔

پانچواں مذہب یہ ہے کہ ایمان کے زیادہ یا کم ہونے میں توقف ہے اور یہ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایمان تصدیق قلبی ہے جو اذعان اور جزم کی حد کو پہنچتی ہے اور یہ قدر زیادتی اور نقصان کو قبول نہیں کرتی۔ کیونکہ ظن زیادہ یا کم ہوتا ہے۔ یقین زیادہ کم نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص نیک اعمال کرے یا گناہوں کا مرتکب ہو اس کی تصدیق باقی رہتی ہے اس میں کچھ تغیر و تبدل نہیں ہوتا اور وہ نیک اعمال سے زیادہ نہیں ہوتی اور گناہوں سے کم نہیں ہوتی۔

"امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے"

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ پر بخاری میں مذکور آیات سے استدلال کیا ہے۔ احناف ان کے جواب میں کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمالاً ایمان لاتے کہ جو کچھ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام لائے ہیں وہ اُن کی تصدیق کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد اور فرض نازل ہوتے تو وہ ان پر ایمان لاتے۔ اس طرح ہر خاص فرض کی وہ علیحدہ علیحدہ تصدیق کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ سب سے پہلے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں توحید کی تعلیم دی جب لوگ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے لگے اور توحید پر ایمان لائے تو نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت نازل ہوئی۔ پھر جہاد فرض ہوا پھر حج کی فرضیت نازل ہوئی۔ اس طرح وہ ہر فرض خاص پر ایمان لاتے تو ان کے پہلے ایمان کے ساتھ ان کا ایمان زیادہ ہوتا تھا اور یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مختص تھا۔ اس کے بعد اس طرح ایمان کا زیادہ ہونا متصور نہیں ہوتا کیونکہ دین پورا ہو چکا ہے اور وحی کی آمد ختم ہو چکی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آج کے دن ہم نے تمہارا دین پورا کر دیا ہے یہ آیت کریمہ حلال و حرام کے بعد نازل ہوئی تھی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ مذکور آیات میں زیادتی سے مراد نفس تصدیق میں زیادتی نہیں بلکہ ایمان پر قائم رہنا اور اس پر دوام و استمرار کرنا اور کسی وقت اس سے غافل نہ ہونا بھی زیادتی ہے۔ کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

کیونکہ استمرار تجددِ امثال کو واجب کرتا ہے۔ اس طرح ہر وقت میں تصدیق کے کثیر اعداد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ جواب امام الحرمین نے ذکر کیا ہے۔ وہ مذہبًا شافعی ہونے کے باوجود ایمان کے زیادہ یا کم ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ انھوں نے کہا اس جواب سے بہت بڑا اشکال حل ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر ایمان زیادتی اور نقصان کا قابل نہ ہو اور نفس تصدیق ایمان ہو تو یہ تصدیق نبیوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ تو لازم آئے گا کہ ایمان میں نبی اور غیر نبی مساوی ہو جائیں وھو کما تری ،، اشکال کے حل کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام غفلت سے معصوم ہوتے ہیں اور ان کی تصدیق مستمر اور دائمی ہوتی ہے۔ اور ان کے سوا دوسرے لوگوں کی تصدیق گاہے بگاہے ہوتی ہے۔ لہٰذا نبیوں کا ایمان غیر نبیوں سے زیادہ ہے۔ بایں ہمہ ایمان بنفسہٖ تفاوت کا قابل نہیں ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ دو شخصوں میں سے ایک شخص ایک درہم کا مالک ہے اور دوسرا ایک ہزار درہم کا مالک ہے۔ حالانکہ نفسِ درہم میں وہ دونوں مساوی ہیں۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ ان آیات میں ایمان کے ثمرات مراد ہیں اور وہ یہ کہ مومن کا قلب صاف ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں نورانیت آجاتی ہے اور ایمان کے ثمرات نیک عمل کرنے سے زیادہ ہوتے ہیں اور گناہوں کے ارتکاب سے ناقص ہوتے ہیں۔ الحاصل بخاری میں مذکور آیات مؤوّلہ ہیں۔ ان سے مراد نفسِ ایمان میں زیادتی نہیں بلکہ اس کے ثمرات میں زیادتی ہے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ ان آیات میں ایمان سے مراد کمالِ ایمان ہے جس میں اعمال داخل ہیں نفسِ تصدیق مراد نہیں اور کمالِ ایمان بالاتفاق زیادتی اور نقصان کا قابل ہے۔ لیکن ہمارا کلام نفسِ ایمان میں ہے اسی لئے امام رازی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ایمان کے زیادہ یا کم ہونے میں نزاعِ لفظی ہے۔ یعنی نفسِ تصدیق اس کی قابل نہیں۔ یہ شافعی بھی تسلیم کرتے ہیں اور کامل ایمان اس کا قابل ہے۔ اسے احناف بھی تسلیم کرتے ہیں۔

الحاصل ایمان کے زیادہ یا کم ہونے میں نزاع لفظی ہے۔ کیونکہ یہ ایمان کی تفسیر پر موقوف ہے کہ اگر ایمان کی تفسیر صرف تصدیق قلبی سے کی جائے تو تفاوت کا قابل نہیں کیونکہ تصدیق یقین ہے اور تفاوت ظن میں ہوتا ہے۔ اگر ایمان کی تفسیر میں اعمال کو داخل کریں تو تفاوت کا قابل ہوگا کما قلنا انفًا۔

البتہ ایمان قوت وضعف کو قبول کرتا ہے۔ کیونکہ ایمان تصدیق ہے اور تصدیق کیف ہے اور کیف تقسیم کو قبول نہیں کرتا چونکہ ایمان قوت وضعف کا قابل ہے اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان دوسرے تمام لوگوں سے قوی تر ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے کم وبیش ہونے میں وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ سے بھی استدلال کیا ہے۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احیاء موتی کی تصدیق حاصل تھی کیونکہ وہ نبی مرسل تھے اور نبی سے کفر محال ہے۔ لہٰذا وہ نفس تصدیق کے طالب نہ تھے وہ احیاء موتی کی تصدیق کی زیادتی کے طالب تھے۔ معلوم ہوا کہ ایمان زیادتی کا قابل ہے اور جو زیادتی کا قابل ہو وہ نقصان کا بھی قابل ہوتا ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اس دلیل کا جواب یوں ذکر کیا کہ ایمان محض یقین ہے جس پر نہ زیادتی نہیں ہو سکتی اور اس سے کمی کفر ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ میں نے تمہیں خلیل بنایا ہے۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ میں خلیل کی دعاء سے مردے زندہ کر دیتا ہوں اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے خیال کیا کہ انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ خلیل آپ ہیں یا کوئی اور تاکہ ان کا دل انتظار میں نہ رہے اور اطمینان حاصل ہو جائے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ پوچھنا بطور ادب و احترام تھا اور ان کا مقصود یہ تھا کہ اے میرے پروردگار مجھے مردہ زندہ کرنے پر قادر کر تاکہ اس خواہش میں میرا دل مطمئن ہو جائے

تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور ان کو الزام دینے کے لئے یہ سوال عرض کیا کہ عیاناً ان پر حجت قائم کریں تاکہ آپ کا دل مطمئن ہو جائے اور وہ اس کا جواب دے سکیں۔ غایۃ الامر یہ ہے کہ ایمان کامل زیادتی اور نقصان کا قابل ہے نفسِ ایمان اس کا قابل نہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بابُ الاِیمان

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر ہے

اسلام کا لغوی معنی تابعداری اور یقین ہے۔ اور شریعت میں اس کا معنی اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے رسول کی نبوت و رسالت کا اقرار کرنا، واجبات پر عمل کرنا اور محرمات سے اجتناب کرنا ہے۔ کیونکہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے متعلق سوال عرض کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرے اس کا کسی کو شریک نہ بنائے نماز ادا کرے، زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھے۔ اسلام کا اطلاق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے دینِ اسلام، اور قرآن کریم میں ہے "اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ"

marfat.com
Marfat.com

وَهُوَ قَوْلٌ وَّفِعْلٌ وَّيَزِيْدُ وَيَنْقُصُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى وَّيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى

اللہ کو پسند دین اسلام ہے۔ علماء محققین کہتے ہیں کہ اسلام اور ایمان دونوں متغایر ہیں کیونکہ اصل ایمان تصدیق ہے اور اصل اسلام انقیاد و استسلام ہے۔ حق یہ ہے کہ ان میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ کیونکہ مومن کے احوال بدلتے رہتے ہیں بعض حالات میں ایمان اسلام کے بغیر پایا جاتا ہے۔ جیسے کوئی بچہ پہاڑ کی چوٹی میں ہو اور لوگوں سے اس کا میل جول نہ ہو تو وہ اپنی عقل سے اللہ کو جانے گا اس کے وجود اور صفات اور توحید کی تصدیق کرے گا حالانکہ اس تک کسی نبی کا پیغام نہیں پہنچا یہ شخص مومن ہے مسلمان نہیں اسی طرح جب کافر نے اعتقادیات کا جزم کر لیا لیکن زبانی اقرار اور عمل سے پہلے فوت ہو گیا وہ مومن ہے مسلمان نہیں اور بعض حالات میں وہ زبان سے اقرار کرتا ہے لیکن دل سے تصدیق نہیں کرتا جیسے منافق ہیں یہ دونوں افتراقی مادے ہیں اور اجتماعی مادہ جس میں دونوں پائے جاتے ہیں وہ یہ کہ دل سے تصدیق کرے، زبان سے اقرار کرے اور عمل بھی کرے۔ یہ شخص مومن اور مسلمان ہے۔

کیا ایمان مخلوق ہے؟

بعض علماء نے ایمان کو مخلوق کہا ہے لیکن امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایمان غیر مخلوق ہے فقیہہ ابواللیث سمرقندی نے کہا کہ ایمان اقرار اور ہدایت ہے۔ اقرار عبد کا فعل ہے اور وہ مخلوق ہے اور ہدایت اللہ کا فعل ہے اور وہ غیر مخلوق ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے احسن کہا ہے۔

وَهُوَ قَوْلٌ وَفِعْلٌ وَيَزِيْدُ وَيَنْقُصُ

بخاری نے کہا: وَهُوَ قَوْلٌ وَفِعْلٌ وَيَزِيْدُ وَيَنْقُصُ ،، یہاں دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ ایمان قول اور عمل ہے۔ دوسری یہ کہ ایمان زیادہ اور ناقص ہوتا ہے۔ قول سے مراد توحید و رسالت کا اقرار ہے اور عمل سے مراد عام ہے جو قلب اور اعضاء کے عمل کو شامل ہے اور اس میں اعتقاد اور عبادات داخل ہیں اور بعض علماء اعمال کو ایمان کی تعریف میں داخل کرتے ہیں اور بعض داخل نہیں کرتے ہیں اس لئے ایمان کی تفسیر میں مختلف اقوال مذکور ہیں جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے زیادہ ہونے میں متعدد آیات ذکر کی ہیں اور ناقص ہونے کی دلیل ذکر نہیں۔ لیکن جو زیادتی کا قابل ہو وہ نقصان کا بھی قابل ہوتا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بخاری نے کہا ہے۔ ایمان قول اور فعل ہے حالانکہ ایمان تصدیق قلبی بھی ہے اسے کیوں نہیں

marfat.com
Marfat.com

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ وَيَزْدَادُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وقولہٗ عَزَّوَجَلَّ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وقولہٗ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا وَالْحُبُّ فِى اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِى اللّٰهِ مِنَ الْاِيْمَانِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ اِنَّ لِلْاِيْمَانِ فَرَائِضَ وَشَرَائِعَ وَحُدُوْدًا

ذکر کیا اس کا جواب یہ ہے کہ تصدیق قلبی کے ایمان ہونے میں کسی کا جھگڑا نہیں ہے۔ جھگڑا تو صرف یہ ہے کہ زبانی اقرار اور عمل اعضاء اور عمل قلب کو شامل ہے۔ لیکن اس تقدیر پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اگر فعل عام ہے تو عمل لسان کو بھی شامل ہے تو چاہیئے یہ تھا کہ قول بھی ذکر نہ کرتے۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قلبی تصدیق ایمان کی پہلی منزل ہے جس سے انسان مؤمن کہلاتا ہے لیکن اس قدر سے انسان کمال ایمان تک نہیں پہنچتا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عمل سے ایمان کامل ہوتا ہے اور اس کو مذکور الباب کی اساس مقرر کیا ہے چنانچہ انھوں نے کہا در باب امور الایمان، الجہاد من الایمان الخ اس میں مرجئہ کا رد ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان قول بلا عمل ہے (کرمانی)

چونکہ بخاری کے نزدیک ایمان اور اسلام متحد ہیں اس لئے ھو قول وفعل" میں ضمیر کا مرجع ایک شئ ہو سکتا ہے۔ اگر قول وفعل کو ایمان و اسلام میں داخل کیا جائے تو ایمان کا زیادہ اور ناقص ہونا ظاہر ہے اور اگر ایمان صرف تصدیق قلبی ہو تو قوت وضعف اور اجمال وتفصیل کے اعتبار سے زیادہ اور ناقص ہوگا یا مومن بہ کے متعدد ہونے سے ایمان زیادہ ہوگا اس کی تفصیل گزر چکی ہے کہ قوت وضعف کیف ہیں اور زیادہ اور ناقص کم ہوتا ہے اس طرح اجمال کے بعد تفصیل پر زیادہ ہونے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ الحاصل ایمان کے زیادہ اور ناقص ہونے میں لفظی نزاع ہے اور اس باب میں مذکور آیات کا محمل کمال ایمان ہے۔ نفس ایمان نہیں۔

اَلْحُبُّ فِى اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِى اللّٰهِ مِنَ الْاِيْمَانِ"

امام نے یہ ایمان کے زیادہ اور ناقص ہونے پر دلیل ذکر کی ہے اسی طرح مذکور آیات بھی ذکر کی ہیں لیکن اس کی کمال ایمان پر دلالت ہے۔ چنانچہ ابوداؤد نے اپنے اسناد سے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی

marfat.com
Marfat.com

وَسُنَنًا فَمَنِ اسْتَكْمَلَهَا اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ وَمَنْ لَمْ يَسْتَكْمِلْهَا لَمْ يَسْتَكْمِلِ الْإِيْمَانَ فَإِنْ أَعِشْ فَسَأُبَيِّنُهَا لَكُمْ حَتّٰى تَعْمَلُوْا بِهَا وَإِنْ أَمُتْ فَمَا أَنَا عَلٰى صُحْبَتِكُمْ بِحَرِيْصٍ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ وَقَالَ مُعَاذٌ اِجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلْيَقِيْنُ الْإِيْمَانُ كُلُّهُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيْقَةَ التَّقْوٰى حَتّٰى يَدَعَ مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّصَيَّنَاكَ يَا مُحَمَّدُ وَإِيَّاهُ دِيْنًا وَّاحِدًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا سَبِيْلًا وَّسُنَّةً وَدُعَاؤُكُمْ إِيْمَانَكُمْ

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ افضل ایمان ہے۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔ اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ سے ایمان بہت زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور ابوداؤد نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے لئے محبت کرے اور اللہ کے لئے بغض کرے اور اللہ کے لئے دے اور اللہ کے لئے منع کرے اس کا ایمان کامل ہے۔ معلوم ہوا کہ مذکور اثر کمال ایمان پر دلالت کرتا ہے اور علماء احناف بھی یہی کہتے ہیں کہ اعمال سے ایمان کامل ہوتا ہے۔ امام بخاری نے ذکر کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے عدی بن عدی کو خط لکھا:

اَنَّ لِلْإِيْمَانِ فَرَائِضَ وَشَرَائِعَ وَحُدُوْدًا وَّسُنَنًا الخ

کہ ایمان کے فرائض، عقائد دینیہ، منہیات اور مندوبات ہیں۔ جس نے انہیں کامل کیا اُس نے ایمان مکمل کر لیا اور جس نے ان کو کامل نہ کیا اُس نے ایمان مکمل نہ کیا۔ اگر میں زندہ رہا تو ان کی ایسی وضاحت کروں گا کہ تم ان پر عمل کرنے لگو گے اگر میں فوت ہو گیا تو میں تمہاری صحبت پر حریص نہیں ہوں۔

اس اثر میں فرائض وہ امور ہیں جو ہم پر فرض ہیں جیسے نماز اور زکوٰۃ وغیرہ اور شرائط وہ امور ہیں جو ہمارے لئے مشروع ہیں جیسے نماز میں قبلہ کی طرف متوجہ ہونا۔ نماز کے صفات، ماہِ رمضان کے ایام کی تعداد

marfat.com
Marfat.com

قاذف کو کوڑے مارنے کی تعداد اور طلاق وغیرہ کی تعداد اور "سنن" وہ افضل اعمال ہیں جن کا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں حکم دیا ہے۔ پس جو کوئی فرائض، سُنن ادا کرے اور امور شرعیہ کو جانے وہ کامل مومن ہے۔ آخر میں عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کہا میں عنقریب ان کی وضاحت کروں گا جسے تم میں سے ہر ایک سمجھ لے گا اور وضاحت کی حاجت کے وقت سے تاخیر اگرچہ جائز نہیں لیکن جب اس کا مقصد معلوم ہو تو تاخیر جائز ہے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ لوگ اس وضاحت کے مقاصد جانتے ہیں، لیکن آپ نے ان کو نصیحت کرنے اور مقصود پہ خبردار کرنے میں مبالغہ کیا اور لوگوں کو اجمالی طور پہ ایمان کے اقسام سے روشناس کیا کہ جب وہ اس کی وضاحت کے لئے فارغ ہوں گے تو اسے مفصّل ذکر کریں گے اور اس وقت وہ اس سے اہم امر میں مشغول تھے (عینی) اس حکائت سے غرض یہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل تھے کہ ایمان قول و فعل ہے اور زیادہ اور ناقص ہوتا ہے کیونکہ اُنھوں نے کہا جس نے عقائد دینیہ، منہیاتِ ممنوعہ اور مستحبات کو کامل کیا اُس نے ایمان کامل کیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ

وفات ۲۵۔ رجب ۱۰۱ھ مطابق ۱۷۔ جنوری ۷۲۰ء

آپ کا نسب یہ ہے: عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابوالعاصی بن امیہ بن عبدالشمس اموی ہیں آپ عادل امام خلفاءِ راشدین میں سے ہیں اور حضرت عبداللہ بن جعفر اور انس بن مالک سے حدیث کی سماعت کی۔ حضرت انس نے ان کی خلافت سے قبل ان کی اقتداء میں نماز پڑھی اور کہا میں نے اس جوان کے علاوہ کوئی شخص نہیں دیکھا جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ نماز پڑھتا ہو۔ ننانوے ۹۹ ہجری میں آپ خلیفہ مقرر ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت دو سال پانچ ماہ خلافت کی اور اس مختصر مدت میں ساری زمین عدل و انصاف سے بھر دی۔ آپ کی جلالت و فضیلت، وفورِ علم، زہد و تقویٰ اور مسلمانوں پہ شفقت اور مہربانی کرنے میں ساری اُمّت کا اتفاق ہے۔ سفیان ثوری نے کہا خلفاء پانچ ہیں:

(۱) ابوبکر صدیق (۲) عمر فاروق (۳) عثمان غنی (۴) علی المرتضیٰ (۵) اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم

جب آپ مسندِ خلافت پہ فائز ہوئے تو پہاڑوں کی چوٹیوں پہ بکریوں کے چرواہوں نے کہا یہ نیک خلیفہ کون ہے جو لوگوں کے امور کا اہتمام کرتا ہے۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ تمہیں کس نے کہا ہے کہ یہ نیک خلیفہ ہے تو انھوں نے کہا لوگوں کے امور کا اہتمام کرنے والا خلیفہ اس طرح نیک ہو تو بھیڑیے ہماری بکریوں سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرتے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری بکریوں کو بھیڑیوں سے قطعاً خطرہ اور ڈر نہیں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال بعد ایک ایسا شخص ظاہر کرتا ہے جو اس امت کے دینی امور کی صحت کرتا ہے ہم نے پہلی صدی میں جب اس پر نگاہ اُٹھائی تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو پایا۔ دراصل دین کی تصحیح ہر اس شخص کو شامل ہے جو دین کی خدمت سرانجام دے اور صدی گزرنے کے وقت زندہ ہو اور وفورِ علم کے باعث مرجع خلائق ہو اگرچہ ایک وقت میں ایسے متعدد علماء ہوں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ پہلی صدی گزرنے کے وقت بقیدِ حیات تھے اور وفورِ علم، زہد و تقویٰ اور عدل و انصاف میں مرجع خلائق تھے۔ بنو امیہ کے امرآء نے اپنے دَور میں جو تجاوزات کئے تھے وہ سب ختم کر دیئے حتیٰ کہ فدک جس پر بنو امیہ نے قبضہ جما رکھا تھا وہ بنو ہاشم کو واپس کر دیا ابوداؤد میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ جب جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی لختِ جگر سیّدہ شہزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو باغ فدک دینے سے انکار کر دیا تھا تو بنو امیہ کو اس پر کیسے استحقاق ہو سکتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اَشَجّ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ کسی جانور نے آپ کے چہرہ پر لات مار کر زخمی کر دیا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میری اولاد میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا چہرہ زخمی ہوگا وہ ساری زمین عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی والدہ ماجدہ اُمِّ عاصم بنت عاصم بن عمر فاروق ہیں رضی اللہ عنہم۔ آپ مصر میں پیدا ہوئے اور حمص کے قصبہ دیر سمعان میں ۲۵۔ رجب ایک سو ایک ہجری میں وفات پائی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی وصیّت

آپ نے وصیت کی تھی کہ جو ان کے پاس جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بال اور ناخن شریف ہیں وہ ان کے ساتھ قبر میں دفن کئے جائیں اور جب میں فوت ہو جاؤں تو یہ میرے کفن میں رکھ دینا۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ یوسف بن مالک نے کہا ہم عمر بن عبدالعزیز کی قبر شریف پر مٹی ڈال رہے تھے۔ اچانک آسمان سے ہمارے اُوپر ایک کاغذ گرا جس پر یہ لکھا ہُوا تھا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عمر بن عبدالعزیز دوزخ سے اللہ کی امان میں ہیں۔

عدی بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ بہت بڑے فاضل ابو وفرہ کندی جزری ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں۔ بعض علماء انہیں صحابی کہتے ہیں کیونکہ اُنھوں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مرسل احادیث روائت کی ہیں۔ اس سے

marfat.com

Marfat.com

بعض لوگوں نے سمجھ لیا کہ آپ صحابی ہیں۔ آپ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی طرف سے جزیرہ اور موصل کے حاکم تھے۔ عمر بن عبدالعزیز کا انہیں حاکم مقرر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صحابی نہیں تھے۔ کیونکہ آپ عمر بن عبدالعزیز کے بعد فوت ہوئے حالانکہ ان کی خلافت کے عہد میں کوئی صحابی باقی نہ رہا تھا۔

امام بخاری نے کہا عدی اہل جزیرہ کے سردار ہیں اور امام احمد بن حنبل نے کہا عدی جیسا کوئی شخص نہیں جس سے مسائل پوچھے جائیں۔ انھوں نے ۱۲۳ ہجری میں وفات پائی

وَقَالَ مُعَاذٌ اِجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا بیٹھئے ہم کچھ وقت ایمان زیادہ کریں اس سے امام بخاری نے استدلال کیا کہ ایمان زیادتی کا قابل ہے کیونکہ معاذ رضی اللہ عنہ مومن تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے کہا کہ ہم لائیں (ایمان) اس کا یہی معنیٰ ہے کہ ایمان زیادہ کریں۔ یہ حضرت معاذ بن جبل نے اسود بن ہلال سے کہا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایمان کامل ایمان پر محمول ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا "وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ"

"مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آئے"

یعنی وحی کے ساتھ مشاہدہ کے انضمام سے بصیرت اور سکون میں اضافہ ہو۔ کیونکہ جو طمانیت عین الیقین میں ہے۔ علم الیقین میں نہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ تصدیق یقینی زیادتی کی قابل ہے۔

احناف کی طرف سے اس کا جواب گزر چکا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

ابراہیم کا معنی "اب رحیم" ہے۔ آپ تارخ کے بیٹے ہیں اور آزر آپ کا چچا ہے۔ قرآن میں آذر کو باپ کہا ہے کیونکہ قرآن کی اصطلاح میں چچا پر باپ کا اطلاق ہوتا رہتا ہے۔ آپ عراق کے ایک خطہ کوثا میں پیدا ہوئے۔ آپ کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ اور عراق سے شام کی طرف ہجرت کر گئے ۱۷۵ برس آپ کی عمر تھی۔ بیت المقدس میں آپ نے وفات پائی۔ حبرون گاؤں میں آپ کی قبر شریف ہے۔ اسے بلدۂ خلیل کہتے ہیں۔

---

marfat.com

Marfat.com

حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات ربیع الاوّل ۱۸ھ مطابق مارچ ۶۳۹ء

آپ ابوعبدالرحمٰن مُعاذ بن جبل انصاری خزرجی مدنی ہیں اٹھارہ برس کی عمر میں مشرف باسلام ہُوئے ستّر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے۔ تمام جنگوں میں شریک رہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو عبداللہ بن مسعود کا بھائی بنایا تھا۔ آپ نے ایک سو پچھتر (۱۷۵) احادیث روائت کی ہیں جن میں سے امام بخاری نے پانچ حدیثیں صحیح میں ذکر کی ہیں۔ سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا بخدا! اے مُعاذ، مجھے تیرے ساتھ محبت ہے۔ حضرت انس نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے عہدِ مبارک میں قرآن کو چار اشخاص اُبیّ بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید انصاری نے جمع کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا حلال وحرام کو معاذ خوب جانتے ہیں اور یہ اچھے مرد ہیں۔ آپ کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے یمن میں قاضی بنا کر بھیجا کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے تین مفتی مہاجر اور تین انصار تھے۔ مہاجر مفتی عمر فاروق، عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ تھے اور انصار سے اُبیّ بن کعب، مُعاذ بن جبل اور زید بن ثابت تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم"، آپ طاعونِ عمواس میں ۳۳ برس کی عمر میں شام میں فوت ہُوئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اَلْیَقِیْنُ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ"

اس اثر سے امام نے ایمان کے زیادہ ہونے پر استدلال کیا کیونکہ لفظ "کُلّ" سے اس شئی کی تاکید کی جاتی ہے جس کے اجزاء ہوں اور حسّی یا حکمی طور پر ان کا افتراق ہو سکے۔ معلوم ہُوا کہ ایمان کل اور بعض ہوتا ہے۔ لہٰذا زیادتی اور نقصان کو قبول کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

آپ ابن مسعود بن غافل ھذلی ہیں آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ وہ کہتے تھے کہ میں چھٹا مسلمان ہوں۔ جبکہ رُوئے زمین پر ہمارے سوا کوئی مسلمان نہ تھا۔ آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آ گئے۔ آپ تمام جنگوں میں شریک ہوتے رہے ہیں اُنھوں نے جنگ بدر میں ابوجہل کا سر کاٹا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے آپ کو جنت کی

marfat.com
Marfat.com

خوشخبری دی آپ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑا بردار تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑا ہونے کا ارادہ کرتے تو وہ آپ کو جوڑا پہنایا کرتے تھے اور جب اُتار کر بیٹھ جاتے تو عبداللہ بن مسعود اسے پکڑ کر اپنی بغل میں چھپا لیتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود نے آٹھ سو اڑتالیس (۸۴۸) احادیث روائت کی ہیں امام بخاری نے ان میں سے صرف پچاسی احادیث ذکر کی ہیں۔ آپ عمر کے آخری حصہ میں کوفہ چلے گئے تھے۔ اور ۳۲۔ ہجری میں وہیں فوت ہوگئے۔ بعض مورخین نے کہا کہ مدینہ منورہ واپس آگئے اور یہیں ان کا انتقال ہُوا اور بقیع میں مدفون ہُوئے۔ حضرت عثمان غنی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔ کہا گیا ہے کہ حضرت زبیر نے پڑھی تھی حضرت عمار بن یاسر کا بھی نام لیا جاتا ہے کہ اُنھوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ آپ کوفہ میں قاضی رہے ہیں اور کوفہ میں حضرت عمر فاروق کے خازن بھی رہے ہیں۔ نیز حضرت عثمان کی خلافت کے ابتدائی دَور میں بھی آپ کوفہ کے بیت المال کے محافظ تھے۔

لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِیْقَۃَ التَّقْوٰی الخ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کوئی بھی تقویٰ (ایمان) کی حقیقت کو نہیں پہنچتا حتی کہ جو سینہ میں مخدوش معلوم ہو اسے ترک کر دے۔ تقویٰ کی حقیقت ایمان ہے کیونکہ تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ نفس کو شرک، بُرے اعمال سے بچائے اور نیک اعمال پر ہمیشگی کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مؤمن ایمان کی حقیقت کو پہنچے ہیں اور بعض نہیں پہنچے۔ لہٰذا ایمان میں زیادتی اور نقصان جائز ہے۔

"مفردات"، یَدَعُ، چھوڑ دے۔ حَاكَ، مخدوش۔ امام نووی نے کہا جو دل میں واقع ہو اور اس سے شرحِ صدر نہ ہو اور اس میں گناہ کا خوف کرے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

وفات محرم ۷۴ھ مطابق مئی ۹۶۳ء

آپ عبداللہ بن عمر بن خطاب قرشی عدوی مکی ہیں۔ بلوغ سے پہلے اپنے والد کے ساتھ مسلمان ہُوئے آپ نے سرکار سے سولہ سو تیس (۱۶۳۰) احادیث روائت کی ہیں۔ ان میں سے امام بخاری نے ۲۵۱ حدیثیں ذکر کی ہیں جن چھ صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت روایات کی ہیں۔ ان میں سے ایک آپ ہیں۔ امام بخاری نے کہا صحیح سند یہ ہے کہ امام مالک نافع اور وہ ابن عمر سے روائت کریں۔ آپ متبع سنت

marfat.com
Marfat.com

اور متبع آثار مصطفیٰ تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔ بعض اوقات ایک مجلس میں تیس ہزار درہم خیرات کر دیتے تھے۔ آپ دُنیا اور اس کی زیب و زینت سے بے نیاز تھے اور نہ ہی ملکی ریاست کے خواہاں تھے۔ آپ کے حق میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ نیک مرد ہے۔ یہ نیک ہونے پر بہت بڑی گواہی ہے۔ زُہری نے کہا عبداللہ بن عمر کی رائے کے برابر کوئی رائے نہیں کیونکہ وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساٹھ سال بقیدِ حیات رہے۔ ان پر صحابہ کی کوئی شئی مخفی نہ تھی اور صحابہ کرام کی باہم لڑائیوں اور جھگڑوں سے علیحدہ رہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ دنیا کی کسی شئی کا مجھے غم نہیں ہُوا جو مجھے حاصل نہ ہُوئی ہو مگر ایک بات کا بہت غم ہے کہ میں نے فیئہ باغیہ کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں جنگ نہیں کی۔ آپ ۷۴ ہجری میں حج کے بعد عبداللہ بن زبیر کے شہید ہو جانے کے تین یا چھ ماہ بعد فوت ہُوئے اور محصب بافخ میں مدفون ہُوئے اور حجاج نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی کیونکہ اس وقت وہاں وہی حاکم اسلام تھا۔ آپکے سوانح باب المناقب میں پُوری تفصیل سے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا الخ

مجاہد نے اس آئت کی تفسیر میں کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھے اور نوح کو ایک دین کی وصیت کی،، مجاہد کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی زیادتی اور نقصان پر کتاب وسنت کی دلالت واضح ہے۔ امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس آئت سے استدلال کیا کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں لہٰذا ایمان کا زیادہ اور ناقص ہونا ظاہر ہے اور اس کے لئے یہ آئت بہت بڑی دلیل ہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ

آپ مجاہد بن جبر مکی مخزومی ہیں۔ آپ مشہور امام اور بہت بڑے مفسرِ قرآن ہیں۔ آپ تابعی ہیں اور علماء نے آپ کی جلالت پر اتفاق کیا ہے۔ علم تفسیر و حدیث اور فقہ کے آپ امام ہیں۔ اُنھوں نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر تیس بار قرآن پیش کیا۔ آپ سجدہ کی حالت میں مکہ مکرمہ میں ایک سو ایک ہجری میں فوت ہُوئے

شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آئت کی تفسیر سبیل اور سنت سے کی ہے یعنی منہاج کی تفسیر طریق واضح سے کی اور شرعہ کی تفسیر سنت سے کی یہ لف نشر غیر مرتب ہے۔ زہری نے کہا منہج

marfat.com
Marfat.com

۷ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْيٰنَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

واضح راہ ہے ایسے ہی منہاج اور شرعہ شریعت ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی آئت کا مقتضی یہ ہے کہ تمام نبیوں کی شریعت ایک ہے اور دوسری آئت کا مقتضی یہ ہے کہ ہر نبی کی شریعت علیحدہ، طریقہ علیحدہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی آئت میں اصول دین کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس میں تمام نبی متحد ہیں اور دوسری آئت میں احکام کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی ہر نبی کے احکام و فروع علیحدہ علیحدہ ہیں لہٰذا ان دونوں آئتوں میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ اختلاف محل کے وقت تعارض ثابت نہیں ہوتا۔

دُعَاؤُكُمْ اِيْمَانُكُمْ

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آئت "قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ دعاء سے مراد ایمان ہے۔ یعنی ان دونوں آئتوں میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو تفسیر کی ہے وہ ایمان کے زیادہ اور ناقص ہونے پر دلالت کرتی ہے یا یوں کہئے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دعاء کو ایمان کہا ہے اور دعاء عمل ہے اور عمل کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ لہٰذا ایمان بھی زیادہ اور کم ہوتا ہے۔ ہم ابتداءِ کلام میں ذکر کر چکے ہیں کہ ایمان لغوی نفس تصدیق اور یقین ہے۔ اس میں زیادتی کمی نہیں ہوتی۔ البتہ قوت و ضعف متصور ہے۔ اور ایمان شرعی کمالِ ایمان ہے۔ اس میں زیادتی اور نقصان ہوتا رہتا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۷ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر ہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دینا، نماز پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

۷ — شرح: بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پانچ اشیاء میں سے کوئی ایک ترک کرنے سے انسان مسلمان نہیں رہتا۔ لیکن اجماع اور

marfat.com
Marfat.com

علماء کا اتفاق اس بات پر ہے کہ نماز یا روزہ یا ان پانچ میں سے کوئی شئی ترک کرنے سے کافر نہیں ہوتا اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس کسی نے قصداً نماز ترک کر دی اس نے کفر کیا: یا ارشاد فرمایا: اسلام اور کفر کے درمیان فاصل نماز ہے۔ یعنی نماز کا تارک کافر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مختص ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں ہر مسلمان نماز پڑھتا تھا اور منافقین نماز پڑھنے میں سستی کرتے تھے۔ اور جو کوئی قصداً نماز نہ پڑھتا تھا اسے کافر کہا جاتا تھا۔ یا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ نماز کی تصدیق کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ یا معنیٰ یہ ہے کہ نماز نہ پڑھنے کو جائز سمجھتا ہو یا کفران نعمت مراد ہے یا حدیث زجر و وعید پر محمول ہے۔ اسلام میں یہ پانچ عبادتیں اہم ہیں۔ ان میں سے ایک قولی عبادت ہے اور وہ کلمۂ شہادت ہے اور روزہ اور نماز بدنی عبادتیں ہیں اور زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور حج مالی اور بدنی سے مرکب عبادت ہے۔ کلمۂ شہادت کے بغیر انسان مومن نہیں ہوتا اس لئے اسے سب سے پہلے ذکر کیا اس کے بعد نماز کو ذکر کیا کیونکہ یہ دین کا ستون ہے اس کے بعد زکوٰۃ ذکر کی کیونکہ یہ نماز کا ساتھی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا میں اس سے جنگ کروں گا،، یعنی نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت میں کوئی فرق نہیں۔ اس کے بعد حج کا ذکر کیا کیونکہ اس میں سختی تغلیظات وارد ہیں کہ جو کوئی حج فرض ہونے کے بعد قصداً حج نہ کرے اس کی شہادت قبول نہیں۔ ان کے بعد لازمی طور پر روزہ کا ذکر ہونا چاہئے تھا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کلمۂ شہادت سے اسلام ثابت ہو جاتا ہے اس کے بعد باقی چار کی کیا ضرورت تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انہیں بطور تعظیم ذکر کیا ہے کیونکہ یہ اسلام کے شعائر ہیں۔ ان کے قائم کرنے سے اسلام کامل ہوتا ہے اور ان کے ترک سے قلادۂ اطاعت گلے سے اتر جاتا ہے اور عظمت اسلام میں اختلال واقع ہوتا ہے۔ کذا قال النووی،، اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر ذکر کی ہے اور یہی پانچ اشیاء اسلام ہیں حالانکہ مبنیٰ اور مبنیٰ علیہ مغائر ہوتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مغایرت پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اسلام مجموعہ ہے اور مبنی علیہ ہر ایک رکن ہے اور مجموعہ ہر ایک کے مغایر ہوتا ہے (کرمانی) علامہ قسطلانی نے کہا کہ بعض علماء نے کہا کہ علیٰ بمعنی من ہے یعنی ان پانچ امور سے اسلام بنا ہے اس قدر سے جواب پورا ہو جاتا ہے اور کرمانی کے جواب کی حاجت نہیں رہتی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے کہا کلمۂ شہادت کے بعد باقی چار امور شہادت پر مبنی ہیں۔ کیونکہ کلمۂ شہادت کے بغیر کسی شئی کا اعتبار نہیں تو ایک شئی میں مبنیٰ مبنیٰ علیہ سے کیسے منضم ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک شئی کے دوسری شئی پر مبنی ہونے سے دو اشیاء پر ایک اور دوسری شئی مبنی ہوتی ہے۔ لیکن پھر وہی سوال ہوگا کہ مبنیٰ ہمیشہ مبنیٰ علیہ کا غیر ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مجموعہ من حیث الانفراد غیر ہے اور من حیث المجموع عین ہے۔ لہٰذا تغایر اعتباری کافی ہے۔ اس سوال کا جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ ہم یہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ مذکور چار اشیاء کلمۂ شہادت پر مبنی ہیں بلکہ ان کی صحت شہادت پر موقوف ہے اور یہ پانچ پر اسلام کی بنیاد کے معنی کا غیر ہے اس

marfat.com
Marfat.com

حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ ہے کہ ایمان زیادہ اور ناقص ہوتا ہے۔ کیونکہ اسلام اور ایمان واحد ہیں اور ان پانچ امور میں کمی سے ایمان میں کمی واقع ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث کے چار راوی ہیں: ۱ عُبَیدُ اللہ بن موسیٰ بن باذام کوفی ثقہ ہیں۔ آپ قرآن کے بہت بڑے عالم تھے۔ دوسو تیرہ ہجری یا چودہ ہجری کو اسکندریہ میں فوت ہوئے۔ ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر کیا کہ عبیداللہ بن موسیٰ منکر احادیث کی سماعت اور روایت کرتے تھے۔ اس لئے بہت سے علماء انہیں ضعیف کہتے ہیں لیکن امام نووی رحمہ اللہ نے کہا بخاری مسلم اور دیگر کتبِ حدیث میں کثیر مبتدعہ کی احادیث سے استدلال کیا گیا ہے مگر ان روایات سے استدلال نہیں کیا جن میں وہ بدعت کو رواج دیتے ہوں۔ سلف وخلف ان کی روایات کو قبول کرتے ہیں اور ان سے استدلال کرتے ہیں اور کسی انکار کے بغیر اُن سے روایات سُنتے سُناتے ہیں۔

۲ حنظلہ بن ابی سفیان بن عبدالرحمٰن بن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح جمحی مکی قرشی ہیں۔ وہ ثقہ اور حجت ہیں۔ عطاء اور دیگر تابعین سے روائت کرتے ہیں۔ ایک سو اکاون ہجری میں فوت ہوئے۔ بہت سے محدثین نے ان سے احادیث کی روائت کی ہے۔

۳ عکرمہ بن خالد بن عاص بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی مکی ثقہ ہیں آپ جلیل القدر عالم ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر اور ابن عباس سے سماعت کی ہے۔ عطاء کے بعد ایک سو چودہ یا پندرہ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کا دادا عاصی ابوجہل کا بھائی تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے جنگ بدر میں قتل کیا تھا جبکہ وہ کافر تھا۔ ایک روائت کے مطابق وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ماموں تھا۔ صحابہ کرام میں صرف تین عکرمہ ہیں۔ عکرمہ بن ابوجہل، عکرمہ بن عامر عبدری عکرمہ بن عبید خولانی۔ بخاری مسلم میں یہ عکرمہ مخزومی اور عکرمہ بن عبدالرحمٰن اور عکرمہ مولیٰ ابن عباس مذکور ہیں۔ ۴ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما و قدمہ"

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ مالک عن نافع عن ابن عمر تمام اسانید سے صحیح تر سند ہے۔ اس اسناد کو سونے کی زنجیری کہا جاتا ہے۔ امام ابوالمنصور تمیمی نے کہا صحیح تر اسناد شافعی عن مالک عن نافع عن ابن عمر ہے۔ دیگر علماء کہتے ہیں احمد بن حنبل عن شافعی عن مالک عن نافع عن ابن عمر صحیح تر اسناد ہے۔

بخاری میں حَدَّثَنَا، اَخْبَرَنَا زیادہ مذکور ہیں۔ یہ دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ اگر ان میں فرق کریں تو صرف یہ کہ حَدَّثَنَا میں شیخ قرأت کرتا ہے اور اَخْبَرَنَا میں شاگرد شیخ کے سامنے قرأت کرتا ہے۔ تیسرے "عَنْ" سے بھی روائت ہے اسے عَنْعَنَہ کہتے ہیں۔ اس میں عمومیت ہے کہ شیخ قرأت کرے یا شاگرد قرأت کرے۔ البتہ عَنْعَنَہ کی روائت میں امام بخاری کے مذہب میں سماعت شرط ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ امام بخاری نے یہ حدیث اس باب میں ذکر کی تاکہ معلوم ہوجائے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اُمُوْرِ الْاِیْمَانِ

وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ اِلٰی قَوْلِہٖ الْمُتَّقُوْنَ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاٰیَۃَ

۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِیُّ قَالَ ثَنَا اَبُوْ عَامِرِ الْعَقَدِیُّ قَالَ ثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَۃً وَالْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ

کہ اسلام کا اطلاق افعال پر کیا جاتا ہے اور کبھی ایمان اور اسلام ہم معنیٰ ہوتے ہیں

باب — ایمان کے امور

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : کہ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف کرلو۔ نیک وہ شخص ہے جو اللہ پر ایمان لائے الخ مومن کامیاب ہیں۔

۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ ایمان کی شاخیں ساٹھ سے کچھ اُوپر ہیں اور حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔

۸ — شرح : امور سے مراد وہ امور ہیں جو ایمان ہیں۔ کیونکہ بخاری کے نزدیک اعمال ہی ایمان ہیں اور امور کی ایمان کی طرف اضافت بیانیہ ہے "یعنی الامور التی ھی الایمان" یا اضافت لامیہ ہے۔ یعنی الامور التی للایمان فی تحقیق حقیقتہ وتکمیل ذاتہ" یعنی ایمان کے امور جو اس کی حقیقت کی تحقیق اور ذات کی تکمیل کے بارے میں ہیں۔ امام نے عنوان کے لئے

marfat.com
Marfat.com

آئت کریمہ کو بطور استشہاد ذکر کیا ہے ۔یعنی اس کریمہ نے متقی لوگوں کو ان صفات والوں میں منحصر کیا ہے۔ اور ان صفات والے ہی متقی اور پرہیزگار ہیں اور وہ شرک وکفر سے بچنے والے کامل مومن ہیں ۔اور دوسری آئت قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایمان فلاح ونجات کا سبب ہے جس میں یہ اعمال مذکورہ پائے جائیں ۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایمان کی پہلی منزل تصدیق ہے اور اس کا کمال ان امور سے ہوتا ہے جو آئت کریمہ میں مذکور ہیں ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد استکمالِ ایمان ہے اس لئے ابواب کی ترتیب میں اس طرح ذکر کیا باب امور الایمان ، باب الجہاد من الایمان ، باب الصلوٰۃ من الایمان الخ یعنی ان اعمال سے ایمان کامل ہوتا ہے ۔ اس سے وہ مرجئہ کا رد کرنا چاہتے ہیں جن کے مذہب میں ایمان صرف قول ہے اور عمل کی کوئی ضرورت نہیں اور وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان کا مذہب کتاب وسنت کے خلاف ہے۔ مازری نے کہا لوگوں کا نافرمان شخص کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے جو توحید ورسالت کا اقرار کرتا ہے۔

ع۱ مرجئہ کہتے ہیں ایماندار شخص کو نافرمانی ضرر نہیں دیتی ۔

ع۲ خوارج کہتے ہیں وہ ایمان سے باہر ہو جاتا ہے

ع۳ معتزلہ کہتے ہیں کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ مومن ہے اور نہ کافر وہ کفر وایمان کے درمیان منزلہ ثابت کرتے ہیں لیکن وہ فاسق ہے ہمیشہ دوزخ میں رہے گا ۔

ع۴ اشعری کہتے ہیں وہ مومن ہے وہ بہرحال جنت میں داخل ہوگا اگرچہ دوزخ میں عذاب دیئے جانے کے بعد داخل ہو وہ مخلد فی النار نہیں ہے ۔

مسلم کی روائت میں ستر شاخیں اور ترمذی اور ابوداؤد کی روائت میں ستر سے کچھ زائد شاخیں مذکور ہیں مگر یہ منافات نہیں کیونکہ عدد کی تخصیص زائد کی نفی نہیں کرتی اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس عدد سے تکثیر مراد ہو جیسے قرآن کریم میں ہے اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً الخ آئت میں ستر کی تخصیص نہیں بلکہ کثرت مراد ہے ان ستر میں حیاء کو اس لئے خاص کیا ہے کہ یہ ایمان کی باقی شاخوں کی طرف پہنچاتا ہے کیونکہ حیادار انسان دنیا کی رسوائی سے ڈرتا ہے اور دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی ہے ۔ اس لئے وہ گناہوں سے رک جاتا ہے اور طاعت میں عمل کے لئے کوشاں ہوتا ہے ۔ ان شاخوں کا معلوم کرنا ہم پر واجب نہیں ۔ ہم ان کے اجمالاً مکلف ہیں جیسے فرشتوں پر ایمان لانا ہم پر اجمالاً فرض ہے ۔ ان کی تفصیل میں جانا ہمارا فرض نہیں ۔ ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی شاخوں سے اعلیٰ اور ادنیٰ کو ذکر کیا ہے کہ اعلیٰ توحید اور ادنیٰ مسلمانوں کو ضرر پہنچانا ہے ۔ اس حدیث میں ایمان شرعی کا اطلاق اعمال پر کیا ہے اور اعمال کم وبیش ہوتے رہتے ہیں ۔ لہٰذا ایمان بھی زیادہ یا ناقص ہوگا ! علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شعب ایمان میں کچھ تفصیل ذکر کی ہے جسے ہم نقل کرتے ہیں ۔ چنانچہ انھوں نے ذکر کیا ہے :

marfat.com
Marfat.com

ایمان کی شاخیں

اصل ایمان تصدیق قلبی اور زبانی اقرار ہے۔ لیکن کامل ایمان تصدیق، اقرار اور عمل ہیں۔ یہ تین قسمیں ہیں: ان میں سے پہلی قسم اعتقادیات ہیں۔ ان کی تیس شاخیں ہیں:

ع۱ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کی توحید پر ایمان لانا کہ اس کی مثل کوئی شئ نہیں
ع۲ اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو حادث اعتقاد کرنا ع۳ اس کے فرشتوں پر ایمان لانا
ع۴ اس کی کتابوں پر ایمان لانا ع۵ اس کے رسولوں پر ایمان لانا
ع۶ اچھی بُری تقدیر پر ایمان لانا ع۷ قیامت پر ایمان لانا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ قبر میں سوال اور عذاب ہوگا مرنے کے بعد اُٹھنا ہے اور قیامت میں حساب ہوگا۔ میزانِ عدل قائم ہوگی اور پلصراط سے گزرنا ہوگا ع۸ اللہ تعالیٰ کے جنت کے وعدہ پر وثوق کرنا اور اس میں ہمیشگی کا یقین کرنا۔
ع۹ دوزخ کی وعید اور اس کے عذاب کا یقین کرنا اور وہ فنا نہ ہوگی۔ ع۱۰ اللہ سے محبت کرنا
ع۱۱ اگر کسی اور سے محبت کرے تو اللہ کے لئے اگر بغض کرے تو اللہ کے لئے اس میں مہاجرین وانصار اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی محبت بھی داخل ہے۔
ع۱۲ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا آپ پر درود و پاک پڑھنا اور آپ کی سنت کی اتباع کرنا۔
ع۱۳ اخلاص کرنا اور ریاکاری اور منافقت ترک کرنا ع۱۴ گناہوں سے توبہ کرنا اور اپنے آپ پر ندامت کرنا ع۱۵ خوف ع۱۶ امید ع۱۷ ناامید نہونا ع۱۸ شکر کرنا ع۱۹ عہد کی ایفاء کرنا۔
ع۲۰ صبر کرنا ع۲۱ تواضع اور انکساری کرنا اور بڑوں کی تعظیم و توقیر کرنا ع۲۲ چھوٹوں پر رحمت اور شفقت کرنا ع۲۳ قضاء سے راضی رہنا ع۲۴ اللہ کی ذات پر توکل اور بھروسہ کرنا۔
ع۲۵ فخر و غرور ترک کرنا اور اپنی ذات کی مدح وثنا نہ کرنا اور نہ ہی اپنے آپ کو گناہوں سے پاک و صاف جاننا ع۲۶ حسد نہ کرنا ع۲۷ کسی سے دشمنی نہ کرنا ع۲۸ غصہ ترک کرنا ع۲۹ خیانت نہ کرنا اور کسی کے متعلق بدگمانی اور مکر و فریب نہ کرنا ع۳۰ دُنیا کی محبت ترک کرنا ایسے ہی مال و دولت اور جاہ و منزلت کی محبت ترک کرنا۔

یہ تیس خصلتیں ہیں اگر اعمالِ قلب کے خصال سے کوئی شئ مذکور اشیاء میں سے بظاہر خارج ہو تو بغور تامل سے معلوم ہوگا کہ وہ ان ہی میں داخل ہے۔ یہ وہ امور ہیں جن کا مآل عملِ قلب ہے۔

دُوسری قسم ،، کا مآل زبان کے اعمال ہیں اور وہ سات شاخیں:

ع۱ کلمۂ شہادت کہنا ع۲ قرآن مجید کی تلاوت کرنا ع۳ علم سیکھنا ع۴ لوگوں کو

marfat.com
Marfat.com

علم پڑھانا ع۵ دعاء کرنا ع۶ ذکر کرنا اس میں استغفار بھی داخل ہے ع۷ لغو امور سے بچنا

تیسری قسم ،، کا تعلق اعمال بدن سے ہے اس کی چالیس شاخیں ہیں اور تین حصوں میں منقسم ہیں ۔ پہلا حصہ جس کا عینی اور واقعی اشیاء سے تعلق ہے وہ سولہ شاخیں ہیں :

ع۱ پاکیزگی اس میں بدن، کپڑے اور مکان صاف ستھرے رکھنا بھی داخل ہیں بدن کی طہارت میں وضوء، جنابت اور حیض ونفاس سے غسل کرنا داخل ہیں ۔

ع۲ نماز قائم کرنا اس میں فرض ونفل اور قضاء بھی داخل ہیں ۔

ع۳ زکوٰۃ ادا کرنا اس میں صدقہ، خیرات اور صدقہ فطر بھی داخل ہیں ۔ نیز اس میں جود وسخا، طعام کھلانا اور مہمان کا اکرام بھی داخل ہے ع۴ فرض اور نفل روزے رکھنا ع۵ حج وعمرہ کرنا ع۶ اعتکاف کرنا اور لیلۃ القدر کی تلاش کرنا ع۷ دین کی حفاظت کے لئے بُرے امور سے فرار کرنا اور مشرکوں کے علاقہ سے ہجرت کرنا ع۸ نذر پوری کرنا ع۹ قسموں کا قصد کرنا ع۱۰ کفارہ ادا کرنا ع۱۱ نماز میں یا نماز سے باہر ستر پوشی کرنا ع۱۲ قربانی دینا اور اگر نذر مانی ہو تو اسے اہتمام سے پورا کرنا ع۱۳ جنازوں کا اہتمام کرنا ع۱۴ قرض ادا کرنا ع۱۵ معاملات میں سچائی برتنا اور ریاء سے بچنا ع۱۶ حق گواہی دینا

دوسری قسم وہ ہے جو اتباع کے ساتھ مختص ہے وہ سولہ شاخیں ہیں :

ع۱ نکاح کرکے بُرے کاموں سے بچنا ع۲ بچوں کے حقوق پُورے کرنا اور خادموں سے اچھا معاملہ کرنا ع۳ والدین سے نیکی کرنا اور ان کی نافرمانی نہ کرنا ع۴ اولاد کی تربیت کرنا ع۵ رشتہ داروں سے اچھے تعلقات پیدا کرنا ع۶ بڑوں کی اطاعت کرنا ۔

تیسری قسم جو عام لوگوں سے متعلق ہے اس کی اٹھارہ شاخیں ہیں :

ع۱ عدل وانصاف سے حکومت کرنا ع۲ جماعت کے ساتھ رہنا ع۳ اولی الامر کی اتباع کرنا ع۴ لوگوں کی اصلاح کرنا اور خوارج اور باغیوں سے جنگ کرنا ع۵ نیکی پہ مدد کرنا ع۶ اچھی باتوں کا حکم کرنا اور بُری باتوں سے منع کرنا ۔ ع۷ حدود قائم کرنا ع۸ جہاد کرنا اور اس کے لئے ہر قت تیار رہنا ع۹ امانت ادا کرنا اور خمس ادا کرنا ع۱۰ قرضہ پُورا ادا کرنا ع۱۱ ہمسایہ کا احترام کرنا ۔

ع۱۲ معاملہ اچھا کرنا اور مال حلال کسب کرنا ع۱۳ مال کو اس کے حقوق میں خرچ کرنا فضول خرچی نہ کرنا ع۱۴ سلام کا جواب دینا ع۱۵ چھینک کا جواب دینا (جبکہ چھینک لینے والا الحمد للہ کہے ورنہ نہیں) ع۱۶ لوگوں کو ضرر نہ دینا ع۱۷ لہو ولعب سے بچنا ع۱۸ راستہ سے کانٹے وغیرہ دُور پھینکنا یہ تمام ستر شاخیں ہیں جن کی طرف غالباً حدیث میں اشارہ کیا ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے : اَلْحَیَاءُ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ نیز حدیث میں ہے اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ حیاء خیر لاتا ہے اور حیاء مکمل خیر ہے ۔ حالانکہ بعض اوقات حیادار شخص حق سے حیاء کرتے ہوئے اسے ترک کر دیتا ہے

marfat.com
Marfat.com

اور بھلائی کا حکم کرنا اور بُری شئی سے روکنا چھوڑ دیتا ہے تو یہ ایمان کا حصّہ کیسے ہُوا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حیاء کی حقیقت خُلق ہے جو بُرے کاموں سے بچنے پہ اُبھارتا ہے اور صاحبِ حق کے حق میں تقصیر کو منع کرتا ہے اور سوال میں مذکور حیاء حقیقت میں حیاء ہی نہیں بلکہ وہ عجز اور کمزوری ہے اسے مجازًا حیاء کہتے ہیں۔

بہتر حیاء یہ ہے کہ اللہ سے حیاء کرے وہ یہ کہ جن امور سے اللہ نے منع کیا ان سے اجتناب کرے۔ یہ معرفت اور مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے اور اس حدیث: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ " سے مراد یہی حیا ہے۔

ترمذی میں ہے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے حیاء کرو لوگوں نے کہا ہم اللہ سے حیاء کرتے ہیں الحمد للہ! فرمایا: یہ حیاء نہیں ہے۔ لیکن اللہ سے حیاء ہے کہ سَر کی حفاظت کرو اور جو کچھ اس میں ہے اور پیٹ کی حفاظت کرو جو کچھ اس میں ہے اور موت اور بوسیدگی کو یاد کرو جس نے یہ کیا اُس نے حیاء کا حق ادا کیا۔

اسماء رجال

اس حدیث کے چھ راوی ہیں: پہلا ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن جعفر بن یمان بن اخنس ابن عُنَیس جُعفی بخاری مُسندی ہے۔ وہ عبداللہ بن سعید بن جعفر بن یمان کے چچا کا بیٹا ہے اور یمان بخاری کے ایک دادے کا مَوْلیٰ ہے وہ دوسو انتیس (۲۲۹) ہجری میں فوت ہُوئے صحاح ستہ میں صرف بخاری نے ان سے روائت کی ہے۔

دوسرے ابوعامر عبدالملک بن عامر بن مَلِک بن قیس عقدی بصری ہیں۔ حفاظِ حدیث نے اس کی جلالت اور علمی استحکام پہ اتفاق کیا ہے وہ دوسو چار یا پانچ ہجری میں فوت ہُوئے۔

تیسرے راوی ابومحمد سلیمان بن بلال قرشی تیمی مدنی ہیں۔ اُنھوں نے عبداللہ بن دینار اور تابعین کی جماعت سے سماعت کی ہے اور ان سے عبداللہ بن مبارک نے سماعت کی ہے۔ محمد بن سعد نے کہا وہ بہت خوبصورت، بارُعب عقلمند تھے۔ وہ مفتی تھے اور مدینہ منورہ کی آمدنی کے منتظم تھے۔ وہ ایک سو بہتر ہجری میں فوت ہُوئے۔ صحاح ستہ میں اس نام کا اور کوئی راوی نہیں۔

چوتھے راوی ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن دینار قرشی مدنی ہیں۔ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ہیں۔ وہ ایک سو ستائیس ہجری میں فوت ہُوئے۔

پانچویں راوی ابوصالح ذکوان سمان زیّات مدنی ہیں۔ وہ تیل اور گھی کوفہ میں لاتے تھے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا وہ ثقہ اور سب لوگوں سے اَجَلّ اور اَوْثق ہیں۔ ایک سو ایک ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

چھٹے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں ان کے نام میں مختلف اقوال ہیں۔ اکثر علماء کے نزدیک ان کا نام عبدالرحمٰن بن صخر دوسی تیمی ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کسی شخص کے نام میں جاہلیت اور اسلام میں اختلاف نہیں ہوا جس قدر ان کے نام میں اختلاف ہے۔ ابوہریرہ خود کہتے ہیں کہ جاہلیت میں ان کا نام عبدالشمس تھا اور اسلام میں عبدالرحمٰن نام رکھا گیا۔ اُن کی والدہ کا نام میمونہ ہے۔ کہا گیا ہے کہ اُمیہ ہے۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء سے مُسلمان ہُوئیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں یتیم جوان ہُوا۔ جب ہجرت کی تو مسکین تھا اور بُسرہ بنت غزوان کا خادم تھا اللہ تعالیٰ نے میرا اس سے نکاح کر دیا۔ اللہ کا شکر ہے جس نے دین کو مضبوط کیا اور ابوہریرہ کو امام بنایا۔ حالانکہ میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری ایک چھوٹی سی بلی تھی جس کے ساتھ میں کھیلا کرتا تھا۔ اس لئے میری کنیت بلی کے نام پر رکھ دی یعنی (ابوہریرہ) کہا گیا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ کو دیکھا جبکہ اس کی آستین میں بلی تھی تو آپ نے فرمایا "یا ابا ہریرہ" آپ مدینہ منورہ اس سال آئے جب خیبر فتح ہُوا تھا۔ آپ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں حاضر ہُوئے۔ پھر آپ کی خدمت میں رہنا شروع کر دیا اور ہمیشہ خدمت گار رہے وہ اصحابِ صفہ کے ممبر تھے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت علم حاصل کیا۔ سب علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ابوہریرہ نے تمام صحابہ کرام سے زیادہ روایات کی ہیں۔ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ ہزار تین سو چونسٹھ حدیثیں روائت کی ہیں۔ ان میں سے امام بخاری نے چار سو اٹھارہ حدیثیں ذکر کی ہیں۔ وہ ہمیشہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ ایک دن اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں آپ سے بہت حدیثیں سُنتا ہُوں مجھے بھُول جانے کا ڈر ہے تو آپ نے فرمایا اپنی چادر بچھا دو! میں نے چادر بچھا دی تو آپ نے اپنے دستِ اقدس سے اس میں تین لپ ڈالے پھر فرمایا اسے سینہ سے ملا لو پھر اس کے بعد میں کبھی نہیں بھولا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا حُلیہ

آپ کا رنگ گندمی تھا سر کے بالوں کے دو گیسو تھے۔ مونچھیں منڈوا رکھی تھیں۔ نہایت ہی خوش طبع تھے۔ مروان نے انہیں مدینہ منورہ کا حاکم بنایا تو وہ گدھے پر سواری کرتے جس پر پالان باندھا ہوتا تھا۔ جب کسی شخص سے راستہ میں ملاقات ہوتی تو فرماتے راستہ سے علیحدہ ہو جاؤ امیر آیا ہے۔ ذوالحلیفہ میں اقامت کی وہاں ان کا مکان تھا جو اپنے غلاموں پر صدقہ کر دیا تھا۔ وہ ستاون ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہُوئے اور بقیع میں دفن ہُوئے۔ امام شافعی نے کہا ابوہریرہ اپنے زمانہ کے لوگوں میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

٩ — اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی السَّفَرِ وَاِسْمٰعِیْلَ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَی اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ ثَنَا دَاوٗدُ بْنُ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ دَاوٗدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

باب — مُسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مُسلمان محفوظ ہوں

٩ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جس سے اللہ نے منع کیا ہے اسے چھوڑ دے ۔ بخاری نے کہا کہ ابو معاویہ نے کہا کہ داؤد نے عامر سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے ہوئے سُنا اور عبدالاعلیٰ نے داؤد سے اُنھوں نے عامر سے اُنھوں نے عبداللہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔

٩ — شرح : یہ حدیث سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع کلمات سے ہے۔ اگر کوئی یہ

marfat.com
Marfat.com

سوال پوچھے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی ان صفات سے موصوف ہوگا وہ کامل مسلمان ہوگا۔ حالانکہ واقع میں ایسا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ باقی صفات جو اسلام کے رُکن ہیں کی رعائت کرنے کے بعد لوگوں کو اذیت نہ دے تو وہ کامل مسلمان ہے۔ یا وہ مسلمانوں سے افضل ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس طرح کیوں نہیں کہا : اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ قَوْلِهٖ وَيَدِهٖ ، تو اس کا جواب یہ ہے کہ زبان سے تعبیر اس لئے کی ہے کہ اس میں وہ شخص داخل ہو جائے جو کسی سے استہزاء کے طور پر زبان درازی کرتا ہے۔ اور زبان کو ہاتھ پر اس لئے مقدم کیا کہ ہاتھ سے زبان کی اذیت زیادہ ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ؎

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامُ ٭ نیزوں کے زخم مٹ سکتے ہیں
وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ ٭ زبان کا زخم نہیں مٹتا

حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جس شخص سے لوگ سلامتی میں نہ ہوں وہ کامل مسلمان نہیں۔ کیونکہ مطلق جنس کا اطلاق کامل فرد پر ہوتا ہے اور حدود قائم کرنا، تعزیرات جاری کرنا اور تادیبات وغیرہ اذیت نہیں۔ یہ درحقیقت اصلاح کے لئے ہیں تاکہ آئندہ لوگ حفاظت میں رہیں۔ اس طرح مہاجر سے مراد کامل مہاجر ہے جو ممنوع اشیاء ترک کر دے کمال کی نفی کرنے کے لئے اصل شئی کی نفی محققین کے کلام میں معروف ہے چنانچہ لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ ،، کہ مسجد کے ہمسایہ کی نماز مسجد کے سوا نہیں ہوتی صرف مسجد ہی میں ہوتی ہے۔ اس سے مراد بھی کامل نماز ہے۔ جیسے لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ،، یعنی نماز سورہ فاتحہ پڑھنے کے بغیر کامل نہیں ،، مہاجرین کو یہ خطاب اس لئے کیا گیا کہ وہ صرف نقلِ مکانی پر ہی توکل نہ کر بیٹھیں بلکہ منہیات سے بھی بچیں ،، یا ہجرت منقطع ہو جانے کے بعد ان لوگوں سے خطاب ہے جنہوں نے ہجرت کو نہیں پایا تاکہ وہ خوش ہو جائیں (کرمانی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو کوئی بھی اذیت نہیں پہنچانی چاہیے اس کا پس منظر یہ ہے کہ اچھے اخلاق کا مظہر بننا چاہیے۔ جیسے امام حسن بصری نے ابرار کی تفسیر کرتے ہوئے کہا وہ کسی کو اذیت نہیں دیتے اور نہ ہی شرارت سے خوش ہوتے ہیں۔ اس میں مُرجئہ کا بھی رد ہے۔ جن کا مذہب یہ ہے کہ معاصی سے اسلام ناقص نہیں ہوتا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فعل تو ہاتھ کے بغیر بھی ہو سکتا ہے ہاتھ کو کیوں خاص کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غالب افعال ہاتھ ہی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ہاتھ سے پکڑتے ہیں، ہاتھ سے قطع کرتے ہیں، ملاتے ہیں، منع کرتے ہیں، عطاء کرتے ہیں۔

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الخ یہ دو تعلیقیں ہیں۔ پہلی تعلیق سے مراد یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرو سے شعبی کا سماع ثابت ہے۔ شائد شعبی کو یہ روایت عبداللہ بن عمرو سے پہنچی ہوگی پھر انہوں نے ملاقات کر کے

marfat.com
Marfat.com

اس کی سماعت کی ۔ دوسری تعلیق سے مراد یہ ہے کہ عبدالاعلیٰ کی روائت میں جو عبداللہ مبہم ہے وہ عبداللہ ابن عمرو ہے جو ابو معاویہ کی روائت میں ہے ۔

محدثین کے نزدیک معلق حدیث وہ ہوتی ہے جس کے اسناد کی ابتداء میں ایک یا زیادہ راوی ذکر نہ کئے جائیں ۔ بخاری میں عموماً تعلیقات دیکھنے میں آئیں گی ۔ علامہ قطب الدین نے شرح میں ذکر کیا کہ یہ بخاری کی تعلیق ہے کیونکہ امام بخاری نے ابو معاویہ اور عبدالاعلیٰ سے ملاقات نہیں کی ۔"

اسماءِ رجال

اس حدیث کے چھ راوی ہیں : ۱ ابوالحسن آدم بن ایاس دراصل خراسان کے ہیں اور بغداد میں جوان ہوئے انہوں نے کوفہ ، بصرہ ، حجاز ، مصر اور شام کے سفر کئے اور عسقلان کو وطن بنایا اور دو سو بیس (۲۲۰) ہجری میں وہیں فوت ہوئے ۔ ابو حاتم نے کہا وہ ثقہ عابد اور اللہ کے اخیار بندوں میں سے ہیں ان کی عمر اٹھاسی یا ننانوے برس تھی ۔ کتبِ حدیث میں ان کے سوا اس نام کا کوئی راوی نہیں ۔

۲ شعبہ بن حجاج بن ورد ہیں ۔ ان کی امامت اور جلالت پر سب علماء کا اتفاق ہے ۔ سفیان ثوری نے کہا شعبہ حدیث میں امیر المؤمنین ہیں ۔ احمد نے کہا وہ حدیث میں تنہا ہی امت تھے ۔ ایک سو ساٹھ ہجری کے اوّل میں بصرہ میں فوت ہوئے ان کی زبان میں لُکنت تھی ۔ صحاح ستہ میں شعبہ بن حجاج کے علاوہ اور کوئی شعبہ نہیں ۔ نسائی میں شعبہ بن دینار کوفی صدوق ہے ۔

۳ عبداللہ بن ابی السفر ہمدانی کوفی ہیں وہ مروان بن محمد کی خلافت میں فوت ہوئے ۔

۴ اسماعیل بن ابی خالد احمسی وہ ایک سو پینتالیس ہجری میں فوت ہوئے ۔

۵ شعبی ابو عمرو عامر بن شراحیل کوفی تابعی جلیل ثقہ ہیں ۔ انھوں نے اکثر صحابہ سے روائت کی ہے جن میں سے ابن عمر سعد اور سعید ہیں اُن سے مروی ہے کہ میں نے پانچ سو صحابہ کو پایا وہ کوفہ کے قاضی بھی رہے ہیں ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھٹے سال پیدا ہوئے ایک سو تین یا چار یا پانچ یا چھ ہجری میں تقریباً اٹھاسی برس کی عمر میں فوت ہوئے وہ بہت خوش طبع تھے ۔

۶ عبداللہ بن عمرو بن عاص بن وائل بن ہشام بن سُعید قرشی سہمی ہیں ۔ آپ بہت بڑے زاہد ، عابد ، صحابی بن صحابی ہیں ۔ آپ اپنے والد سے پہلے مسلمان ہوئے آپ بہت بڑے عالم تھے اور عبادت میں بہت کوشش کرتے تھے اور ابو ہریرہ سے زیادہ احادیث جانتے تھے کیونکہ ابو ہریرہ لکھتے نہیں تھے اور آپ لکھ لیتے تھے ۔ ابو ہریرہ نے بھی اس کا اعتراف کیا تھا ۔ آپ بہتّر ۷۲ برس کی عمر میں تقریباً ۶۷ ہجری کے ذوالحجہ میں فوت ہوئے ۔ صحابہ میں عبداللہ بن عمرو تقریباً اٹھارویں ہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ

۱۰ــــ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدِ الْاُمَوِیُّ الْقُرَشِیُّ قَالَ ثَنَا اَبِیْ قَالَ ثَنَا اَبُوْبُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ

بخاری کی تعلیق میں ابو معاویہ محمد بن خازم کوفی ہے وہ مرجئی تھے اور ۱۹۵ ہجری کے صفر میں فوت ہوئے۔ ع۲ داؤد بن ابی ہند بنو قشیر کے مولیٰ اہل سرخس سے ہیں۔ ۱۳۹ ہجری میں مکہ کے راستہ میں فوت ہوئے ع۳ عبدالاعلی بن عبدالاعلی سامی ہیں ابو سامہ بن لوی قرشی بصری کی طرف منسوب ہیں۔ ۱۸۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ امام بخاری نے ان سے معلق حدیث روائت کی ہے کیونکہ وہ بخاری کی ولادت کے پانچ سال پہلے فوت ہو گئے تھے۔ جیسے ابو معاویہ سے معلق روائت کی ہے کیونکہ بخاری نے ان کا زمانہ نہیں پایا کیونکہ وہ ۱۹۴ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ جبکہ ایک سال پہلے ابو معاویہ فوت ہو گئے تھے۔

اس لئے امام بخاری نے ان دونوں میں لفظ حَدَّثَنَا یا اَخْبَرَنَا ذکر نہیں کیا بلکہ دونوں میں لفظ "قَالَ" ذکر کیا ہے اور یہ جائز ہے کیونکہ اس سے استشہاد اور متابعت مقصود ہوتی ہے استدلال مقصود نہیں ہوتا۔ نیز دونوں میں فرق ظاہر کرنے کے لئے ابو معاویہ کے طریق میں "سمعت عبداللہ" کہا اور عبدالاعلی کے طریق میں "عن عبداللہ" کہا۔ اور یہ بات مخفی نہیں کہ پہلا طریق دوسرے سے اولیٰ ہے۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ دونوں تعلیقات میں عامر شعبی مذکور ہے۔ جیسے دونوں میں عبداللہ بن عمرو مذکور ہے (کرمانی)

باب ــــ کونسا اسلام افضل ہے

۱۰ــــ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا اسلام افضل ہے۔ آپ نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے

marfat.com
Marfat.com

مسلمان محفوظ رہے۔

۱۰ — شرح : بظاہر جواب سوال کے مطابق نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کی خصلت سے سوال عرض کیا تھا۔ آپ نے جواب میں اسلام کی خصلت والا شخص بیان فرمایا کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔ لیکن درحقیقت جواب میں معنی کے اعتبار سے اضافہ ہے۔ کیونکہ جواب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی افضلیت اس خصلت کے اعتبار سے ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے کہ لوگوں نے آپ سے سوال عرض کیا وہ کیا خرچ کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان سے فرما دیجئے جو بھی تم خرچ کرو والدین پر خرچ کرو ، حالانکہ لوگوں کا سوال مال خرچ کرنے کے متعلق تھا اور جواب میں مال خرچ کرنے کا مصرف بیان فرمایا ہے۔ نیز ممکن ہے کہ سوال میں ان کی مراد ہی یہ ہو کہ کون سے مسلمان افضل ہیں۔ چنانچہ بعض روایات میں اس کی تصریح موجود ہے۔ یعنی اَیُّ المسلمین خیر ، لہٰذا سوال و جواب میں مطابقت واضح ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگوں کو اذیت نہ پہنچے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لفظ ای متعدد امور پر داخل ہوتا ہے اور اسلام متعدد نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مضاف محذوف ہے یعنی اَیُّ خِصَالِ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ ، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ " اَفْضَلُ " اسم تفضیل ہے۔ اس کا استعمال الف ولام ، مِن اور اضافت تینوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہاں تینوں میں سے کچھ بھی نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں " من " محذوف ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے " افضل من سائر الخصال " ، اور ایسے مواقع میں عموماً " من " حذف کیا جاتا ہے۔ افضل کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک ثواب زیادہ ہے۔

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ۱ — سعید بن یحییٰ بن سعید بغدادی قرشی ہیں۔ سعید کی کنیت ابوعثمان اور یحییٰ کی کنیت ابوایوب ہے۔ سعید بخاری ، مسلم ، ترمذی ، ابوداؤد اور نسائی کے شیخ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انھوں نے اپنے والد اور دوسرے لوگوں سے روایت کی ہے ان کی وفات دو ہوا نچاس (۲۴۹) ہجری میں ہوئی۔

۲ — اَبی ، ابوایوب یحییٰ سعید کے والد ہیں۔ یہ یحییٰ بن سعید قطان نہیں اور نہ ہی یحییٰ بن سعید ہیں جن کا ذکر اعمال کی حدیث میں گزرا ہے۔ کیونکہ وہ انصاری مدنی تابعی ہیں ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ وہ ایک سو چھیالیس ہجری میں فوت ہوئے تھے اور یہ قرشی ، عبشمی ، اموی کوفی ہیں۔ بغداد میں سکونت پذیر تھے۔ البتہ وہ یحییٰ اس یحیی کے شیوخ میں سے ہیں۔ اس یحییٰ کی وفات ۱۹۴ ہجری میں ہوئی تھی۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ مِنَ الْاِسْلَامِ

۱۱ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

ع ۳ ابوبردہ بُرَید بن عبداللہ بن ابی بردہ بن ابوموسیٰ اشعری کوفی ہیں اُنھوں نے اپنے باپ عبداللہ اور دادے بردہ اور ان کے دادہ ابوبردہ نے اپنے والد ابوموسیٰ اشعری سے روائت کی ہے۔

ع ۴ ابوبردہ کا نام عامر یا حارث ہے۔ وہ ابوموسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں۔ اُنھوں نے حضرت علی اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی ہے۔ ان کی جلالت، توثیق اور علم و فضل پر علماء متفق ہیں وہ کوفہ کے قاضی بھی رہے ہیں۔ ایک سو چار یا تین ہجری میں فوت ہوئے۔

ع ۵ ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری یمنی کبار صحابہ کرام میں سے ہیں۔ آپ بہت بڑے فاضل اور فقیہہ تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عدن اور یمن کے ساحل پر حاکم مقرر کیا تھا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ اور بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ وہ امیر معاویہ کے پاس دمشق گئے تھے۔ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سو ساٹھ احادیث روائت کی ہیں۔ بخاری نے اُن میں سے چون (۵۴) احادیث ذکر کی ہیں۔ وہ قرآن کریم خوش آواز سے پڑھتے۔ انہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی مزامیر میں سے حصّہ ملا تھا۔ مکہ میں فوت ہوئے تھے۔ کہا گیا ہے کہ پینتالیس ۴۵ یا چوالیس ہجری کو کوفہ میں فوت ہوئے۔ حضرت ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ جو اہل سنت و جماعت کے امام ہیں انہیں کی نسل سے ہیں۔

باب طعام کھلانا اسلام کا حصّہ ہے

۱۱ــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ کونسا اسلام افضل ہے۔ آپ نے فرمایا: کھانا کھلاؤ اور جسے پہچانو

marfat.com
Marfat.com

یا نہ پہچانو سلام کہو!

شرح : افضل اور خیر دونوں اسم تفضیل ہیں۔ ان میں فرق یہ ہے کہ افضل کا معنی کثرتِ ثواب ہے اور یہ قلت کے مقابلہ میں ہے اور خیر کا معنیٰ نفع ہے۔ یہ شر کے مقابلہ میں ہے۔ لہٰذا پہلا مقدار ہے۔ دوسرا کیفیت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے باب کا عنوان ہے۔ "ای الاسلام افضل"، اور اس باب کا عنوان ہے "اطعام الطعام من الاسلام"، اس طرح کیوں نہیں کہا۔ "ای الاسلام خیر"، جیسے پہلے باب میں کہا ہے "ای الاسلام افضل"، اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں بابوں کا مقام مختلف ہے۔ کیونکہ پہلے باب میں افضلیت فاعل کے اعتبار سے ہے اور اس باب میں خیریت فعل کے اعتبار سے ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ جواب علامہ کرمانی کے جواب سے اچھا ہے۔ کرمانی نے یہ جواب دیا ہے کہ یہاں یہ جواب دینا کہ طعام کھلانا بہتر اسلام ہے۔ اس میں یہ صراحت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اطعامِ طعام کو اسلام فرمایا ہے اور پہلے باب میں یہ صراحت نہیں کہ مسلمانوں کی سلامتی اسلام ہے۔ لیکن اس سے عینی کا جواب اچھا اس لئے ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامتی میں رہیں، جب وہ مسلمانوں سے افضل ہے۔ تو لازمی طور پر سلامتی اسلام ہے۔ علاوہ ازیں کنایہ تصریح سے ابلغ ہوتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ حدیث میں دو جملے ہیں ایک طعام کھلانا دوسرا ہر جاننے پہچاننے والے کو سلام کہنا۔ تو باب کا عنوان پہلے جملہ کے مطابق ذکر کرنے کی کیا وجہ ہے؟

یوں کیوں نہیں کہا: "اِقْرَاءُ السَّلَامِ مِنَ الْاِسْلَامِ"، اس کا جواب یہ ہے کہ سلام کسی حال میں مختلف نہیں ہوتا اور طعام کھلانے کے احوال مختلف ہیں۔ اس کا کم از کم درجہ استحباب کا ہے اور اعلیٰ درجہ فرض ہے اور استحباب و فرض کے درمیان کئی درجے ہیں۔ اس لئے یہ عنوان کے زیادہ مناسب تھا۔

نیز پہلے جملہ کے مطابق باب کا عنوان قائم کرنا اولیٰ ہے۔ علاوہ ازیں پہلے جملہ میں مصدر ہے کیونکہ "تطعم الطعام"، بتقدیر اَنْ مصدر ہے۔ اور صریح مصدر کے مطابق عنوان قائم کرنا بہتر ہے۔ یہ دونوں ترجیحیں دوسرے جملہ میں نہیں"، اس حدیث میں کھانا کھلانے کی ترغیب دلائی ہے اور یہ جود و سخا اور مکارمِ اخلاق کی علامت ہے۔ اس میں غریبوں کا نفع اور بھوک کا سدباب ہے جس سے سرورِ کائنات نے پناہ چاہی ہے۔ نیز اس حدیث میں سلام کا اظہار ہے جس سے مسلمانوں میں باہم محبت بڑھتی ہے۔ اور اسلام میں کسی کی تخصیص نہ کرنا اسلام کا مقتضی ہے کیونکہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اس میں برابر ہیں۔ لیکن کافروں سے یہ رعایت نہیں برتی جائے گی لہٰذا کافر کو پہلے سلام کہنا ممنوع ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاریٰ کو پہلے سلام نہ کہو جب ان میں سے کوئی راستہ میں مل جائے تو اس کے لئے راہ خالی نہ کرو بلکہ اسے تنگ راستہ میں چلنے پر مجبور کرو اور حدیث میں ہر جاننے پہچاننے والے کو سلام کہنا شروع اسلام

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ مِنَ الْاِیْمَانِ اَنْ یُّحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

میں تھا پھر اس سے منع کر دیا اور صرف مسلمانوں کو ہی سلام کہنے کی اجازت دی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماءِ رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ع۱ ابوالحسن عمرو بن خالد بن فَرُّوخ حرانی ہیں۔ ان کی سکونت مصر میں تھی اور ۲۲۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ لیث بن سعد اور عبید اللہ بن عمرو وغیرہ سے روائت کی ہے۔ ابوحاتم نے انہیں صدوق (بہت سچا) جبکہ احمد بن عبداللہ نے ثقہ کہا۔ صحاح میں صرف بخاری نے ان سے روائت کی ہے۔

ع۲ لیث بن سعد فہمی مصری ہیں۔ ان کے اچھے حالات مشہور ہیں۔ ان کی جلالت پر جلیل اماموں شافعی اور ابن بکیر کی گواہی کافی ہے کہ لیث امام مالک سے زیادہ فقیہہ تھے۔ حالانکہ یہ دونوں امام، امام مالک کے شاگرد ہیں اور وہ امام مالک کے بُلند مقام کو بھی جانتے ہیں۔ احمد نے کہا ان کی حدیث صحیح تر ہے ــــ ایک سو پچھتر (۱۷۵) ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۳ ابورجاء یزید بن ابی حبیب سُوَید مصری ہیں وہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ ابو یونس نے کہا وہ مصریوں کے مفتی تھے۔ اُنھوں نے سب سے پہلے مصر میں علم کی تشہیر کی اور حلال و حرام میں کلام کی وضاحت کی وہ ایک سَو اٹھائیس ہجری میں فوت ہوئے جبکہ ان کی ولادت تیرہ ہجری میں ہوئی۔

ع۴ ابوالخیر مرثد مصری ہیں اُنھوں نے حضرت عمرو بن عاص، سعید بن زید اور ابوایوب انصاری اور دیگر صحابہ سے روائت کی اور نوّے ہجری میں فوت ہوگئے۔

ع۵ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما و قد مرّ (عینی وغیرہ)

باب ــ ایمان یہ ہے کہ اپنے بھائی کے لئے وہی شئ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے"

اس باب کا عنوان ایمان کا حصّہ ہے۔ اس سے پہلے باب میں کھانا کھلانے کا ذکر تھا۔ وہ غالباً

marfat.com
Marfat.com

۱۲ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

کھانا اسی کو کھلایا جاتا ہے جس سے محبت ہو اس باب میں ایمان کا ایک حصہ یہ ہے کہ اپنے بھائی سے محبت کرے۔ اور مِنَ الایمان،، کو مقدم کیا اور تقدیم حصر کی مقتضی ہے۔ گویا کہ محبت مذکورہ صرف ایمان ہے اس میں اس محبت کی تعظیم ہے اور لوگوں کو اس پر آمادہ کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ بخاری کو چاہیئے تھا کہ آنے والے باب کا عنوان بھی ومن الایمان حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم،، بیان کرتے لیکن ایسا نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے اہتمام اور اس سے لذت حاصل کرنے کے لئے اسے پہلے ذکر کیا۔ نیز آپ کی محبت عین ایمان ہے۔ آپ کی ذاتِ ستودہ صفات ہی سے ہمیں ایمان کا پتہ چلا ہے اس لئے آپ کی محبت کو پہلے ذکر کیا۔

۱۲ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایماندار نہ ہوگا حتی کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

۱۲ــ شرح : امام نے اس باب میں ایمان کو مقدم کیا ہے۔ حالانکہ دوسرے ابواب میں ایمان کو مؤخر ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ذکر کیا حبّ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مِن الایمان مثلاً،، اس سے امام نے حصر کا ارادہ کیا ہے۔ گویا کہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خالص ایمان ہے یا ایمان کا اہتمام مطلوب ہے۔ یعنی کمالِ ایمان مذکور محبت سے ہوتا ہے۔ اس میں مبالغہ مقصود ہے ورنہ دوسرے ارکان بھی ضروری ہیں گویا کہ ایمان میں محبت عظیم رکن ہے۔ جیسے "لا صلوٰۃ الا بطہورٍ،، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس محبت سے انسان کامل مومن ہو جاتا ہے اگرچہ دوسرے رکن ادا نہ کرے دراصل محبت اس شئی کی طرف میلان ہے جو محبّ کے موافق ہو یہ میلان کبھی استلذاذِ حواس سے ہوتا ہے جیسے خوبصورت شئی سے محبت کرنا اور کبھی عقل کے استلذاذ سے ہوتا ہے۔ جیسے کسی کے علم وفضل اور کمال سے محبت کرنا اور کبھی کسی پر احسان کرنے اور اس سے تکلیف کا ازالہ کرنے سے ہوتا ہے۔ اس میلان سے اختیاری میلان مراد ہے یہی دائرۂ تکلیف میں داخل ہے۔ طبعی اور قسری میلان مراد نہیں۔ حدیث میں اس طرف توجہ

marfat.com
Marfat.com

نہیں دلائی کہ اپنے بھائی کے لئے وہی مبغوض جانے جو اپنی ذات کے لئے مبغوض جانتا ہے۔ چونکہ کسی شئی سے محبت کرنا اس کے خلاف سے بغض کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو ذکر کرنے کی ضرورت محسوس نہ فرمائی۔ یہ بھی احتمال ہے کہ لفظ "اَخِیہِ" ذمی کو بھی شامل ہو کہ مثلاً اس کے لئے اسلام کی محبت کرے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون شخص ہے جو مجھ سے یہ کلمات لے اور ان پر عمل کرے اور ان لوگوں کو بتائے جو ان پر عمل کریں۔ ابوہریرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ، میں حاضر ہوں آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ اشیاء ذکر کیں۔ فرمایا حرام اشیاء سے بچو، سب لوگوں سے زیادہ عابد ہو جاؤ گے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارا مقسوم کر دیا ہے۔ اس سے خوش رہو سب لوگوں سے زیادہ غنی ہو جاؤ گے۔ اپنے ہمسایہ سے احسان کرو کامل مومن ہو جاؤ گے لوگوں کے لئے وہ شئی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو کامل مسلمان ہو جاؤ گے۔

اسماء رجال

اس حدیث کے چھ راوی ہیں : ۱ مسدد بن مُسَرْہَد بن مُسَرْبَل بن مُرْعُبَل بن اَرْنَدَل بن سَرْنَدَل بن غَرْنَدَل بن ماسک بن مستورد اسدی ہیں۔ اہل بصرہ میں ثقہ لوگوں میں سے ہیں حماد بن زید، سفیان بن عُیَینہ اور یحیٰی قطان سے سماعت کی ہے۔ احمد اور یحیٰی بن معین نے انہیں صدوق (بہت سچا) کہا ہے۔ ۲۲۸ ہجری کو رمضان میں فوت ہوئے۔

۲ یحیٰی بن سعید بن فَرُّوخ تیمی ہیں۔ ان کی کُنیت ابوسعید ہے۔ وہ امام اور حجت ہیں ان کی جلالت و توثیق پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ حدیث میں راسخ القدم ہیں۔ اُنھوں نے امام مالک اور شعبہ سے سماعت کی ہے۔ یحیٰی بن معین نے کہا اُنھوں نے بیس سال ہر روز قرآن مجید ختم کیا اور چالیس برس زوال سے پہلے مسجد میں آتے رہے۔ اسحاق شہیدی نے کہا میں نے یحیٰی بن سعید قطان کو دیکھا کہ وہ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد کے منارہ سے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے اور ان کے سامنے علی بن مدینی، شاذکونی، عمرو بن علی، امام احمد بن حنبل یحیٰی بن معین اور دیگر علماء حدیث کے متعلق آپ سے سوالات کرتے جبکہ وہ مغرب کی نماز تک اپنے پاؤں پہ کھڑے رہتے تھے وہ کسی کو بیٹھنے کے لئے نہ کہتے تھے اور نہ ہی وہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے بیٹھتے تھے۔ آپ ایک سو بیس ۱۲۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ایک سو اٹھانوے ہجری میں فوت ہوئے۔

۳ شعبہ بن حجاج واسطی بصری ہیں آپ حدیث میں امیر المومنین ہیں ان کا حال ذکر ہو چکا ہے۔

۴ قتادہ بن دِعَامَہ بن قتادہ بن عزیز سدوسی بصری تابعی ہیں۔ انس بن مالک، عبداللہ بن سرجس اور ابوطفیل عامر ایسے صحابہ سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ ان کی جلالت، حفظ، توثیق اور فضیلت پر علماء

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حُبِّ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاِيْمَانِ

۱۳ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ ثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ

کا اتفاق ہے وہ نابینا پیدا ہوئے تھے۔ زمخشری نے کشاف میں ذکر کیا کہ یہی شخص مادرزاد نابینا پیدا ہوئے ہیں جو صاحبِ تفسیر تھے وہ واسط میں ایک سو سترہ یا اٹھارہ ہجری میں فوت ہوئے۔ صحاح ستہ میں اس نام جیسا اور کوئی راوی نہیں۔

ع۵ حسین بن ذکوان معلّم بصری ہیں اُنھوں نے عطاء بن ابی رباح، قتادہ اور دیگر محدثین سے سماعت کی ہے۔ ابوحاتم نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

ع۶ انس بن مالک بن نضر بن ضمضم انصاری ہیں۔ آپ کی کنیت ابوحمزہ ہے۔ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اور دس برس آپ کی خدمت کی۔ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۲۲۸۶ احادیث کی روائت کی ہے ان میں سے شیخان نے ۱۶۸ حدیثیں ذکر کی ہیں اور ۸۲ حدیثوں میں منفرد ہیں جبکہ امام مسلم ۹۱ احادیث میں منفرد ہیں۔ ان کی اولاد بہت ہوئی۔ اُنھوں نے کہا میں نے اپنی صلبی اولاد میں سے ۹۸ افراد کو اپنے ہاتھ سے دفن کیا ہے۔ ان کا ایک باغ تھا جو سال میں دو بار پھل دیتا تھا اس میں ایک پودا ریحان تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی ان کا اپنا بیان ہے کہ میں بہت عرصہ بقیدِ حیات رہا حتی کہ میں زندگی سے تنگ پڑ گیا ان کی عمر ایک سو سال سے زیادہ تھی۔ وہ بصرہ میں تمام صحابہ کے بعد ..... ۹۳ ہجری کو حجاج کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ محمد بن سیرین نے انہیں غسل دیا اور بصرہ سے ڈیڑھ فرسخ دُور اپنے محل میں دفن ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

باب ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان ہے

۱۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۱۴ — حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے والد اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

۱۴ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

۱۳ - ۱۴ — شرح : الرسول" پر الف لام عہد کے لئے ہے اور معہود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ الف لام جنسی اور استغراقی نہیں۔ لہذا اس سے جنسِ رسول مراد نہیں اور نہ ہی سب رسول مراد ہیں۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " حتیٰ اکونَ احبَّ الیہ الخ یعنی میں اسے سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ اگرچہ تمام رسولوں سے محبت واجب ہے۔ "أَحَبَّ" اسم تفضیل بمعنی مفعول ہے۔ یہ خلافِ قیاس ہے کیونکہ اسم تفضیل ہمیشہ بمعنی فاعل آتا ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ اس حدیث میں نفس کو ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ " اس کا جواب یہ ہے کہ ولد اور والد کو ذکر کرنے کی خصوصیت یہ ہے کہ غالباً یہ دونوں انسان کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں اور بسا اوقات اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہوتے ہیں اور ولد اور والد کو بطورِ مثال ذکر کیا ہے۔ والد میں مائیں اور باپ اور ولد میں ساری اولاد عورتیں مرد سب داخل ہیں اور جو عزیز نہیں وہ بطریقِ اولیٰ داخل ہیں یعنی جب تک ساری کائنات سے زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہ ہو انسان مومن نہیں ہو سکتا۔ آپ کی محبت ہی ایمان ہے " اَلْاِیْمَانُ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهٗ " اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت یہ ہے کہ افعال میں آپ کی پیروی کرے اور مخالفت نہ کرے یہ واجباتِ اسلام سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ " ان سے

marfat.com
Marfat.com

کہہ دیں اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں، قبیلے اور مال جو تم نے کمائے ہیں، تجارت جس میں خسارے کا خوف کرتے ہو اور مکانات جن سے خوش ہو اللہ، اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد سے تمہیں زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو حتی کہ اللہ کا عذاب آجائے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سب سے مقدم ہے۔ ابن بطال نے کہا محبت کے تین اقسام ہیں:

ع۱ محبتِ اجلال و عظمت جیسے والدین کی محبت ع۲ محبتِ شفقت و رحمت جیسے اولاد کی محبت ع۳ محبتِ استحسان و استلذاذ جیسے عام لوگوں کی محبت۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد محبت کے تینوں اقسام کو جامع ہیں۔ جس شخص کا ایمان کامل ہو وہ یقین کرے گا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق والدین، اولاد اور تمام لوگوں کے حقوق سے زیادہ ہے کیونکہ آپ نے ہمیں دوزخ سے نجات دلائی ہے اور گمراہی سے ہدائت کی طرف ظلمت سے نور کی طرف نکالا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم"

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت یہ ہے کہ آپ کی سنت کی اتباع کرے اور آپ کی شریعت سے مدافعت کرے اور اپنا مال و دولت اور اپنی جان اور مال آپ پر قربان کردے۔ اسی طرح ایمان کی حقیقت مکمل ہوتی ہے اور جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کو سب سے بلند نہ جانے اور آپ کی قدر ماں، باپ، اولاد اور ہر محسن و مہربان سے زیادہ نہ جانے ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ جس کسی کا یہ اعتقاد نہیں وہ مومن نہیں۔

اس مقام میں یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ یہاں محبت سے مراد ایمانی محبت ہے۔ وہ محبوب کی اتباع ہے۔ طبعی محبت مراد نہیں اسی لئے ابوطالب کو مومن نہیں کہا جاتا۔ حالانکہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی مگر وہ محبت محض عصبیت تک محدود تھی اور طبعی محبت تھی جس کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔

محبت کسی شئ کی طرف میلان ہے جو محبت کے موافق ہو یہ میلان کبھی حواس کے استلذاذ سے ہوتا ہے جیسے خوبصورت شکل سے محبت ہوتی ہے کبھی عقل کے استلذاذ سے میلان ہوتا ہے جیسے کسی کے فضل و بزرگی اور جمال و کمال سے محبت ہوتی ہے اور کبھی کسی کا اس پر احسان کرنے اور اس سے تکلیف دور کرنے سے ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ تینوں اقسام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمالِ ظاہری و باطنی اور کمالِ انواعِ فضائل اور ساری مخلوق کو صراط مستقیم کی ہدائت کرکے ان پر احسان کے جامع تھے۔ لہٰذا آپ کے ساتھ محبت سب سے زیادہ ہونا ضروری ہے۔ (قسطلانی، کرمانی، عینی، فتح الباری)

اسماء رجال

اس حدیث ع۱۳ کے پانچ راوی ہیں: ان میں سے ابوالیمان حکم بن نافع، شعیب ع۲ بن ابی حمزہ حمصی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم

marfat.com
Marfat.com

کے متعلق بیان ہو چکا ہے ع ۳ ابو الزناد عبداللہ بن ذکوان مدنی قرشی ہیں۔ وہ اس کنیت سے سخت ناراض ہوتے تھے۔ لیکن ان کی مشہور کنیت یہی ہے۔ ابو عبدالرحمٰن بھی ان کی کنیت ہے۔ ان کی امامت اور جلالت پر علماء کا اتفاق ہے۔ انہیں حدیث میں امیر المومنین کہا جاتا ہے۔ ابو حاتم نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر کے ساتھ ایک جنازہ کو حاضر ہوئے وہ اس وقت مکسن تھے۔ عمر بن عبدالعزیز نے انہیں خراج عراق پر امیر مقرر کیا تھا۔ لیث بن سعد نے کہا میں نے ابو الزناد کو دیکھا جبکہ ان کے پیچھے پیچھے تین سو طالب علم و فقہ چلتے تھے۔ واقدی نے کہا ابو الزناد ایک سو تیس ۱۳۰ ہجری میں غسل کرتے ہوئے اچانک فوت ہو گئے تھے جبکہ ان کی عمر ۶۶ برس تھی۔ بخاری نے کہا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ صحیح تر سند ہے

ع ۴ اعرج، ابو داؤد، عبدالرحمٰن بن ہرمز تابعی، مدنی، قرشی ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے مولیٰ ہیں۔ ان کی توثیق پر علماء متفق ہیں۔ وہ ایک سو ستر ہجری میں اسکندریہ میں فوت ہوئے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہاں ایک بات جاننا ضروری ہے وہ یہ کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے بلا واسطہ کوئی روائت نہیں کی۔ البتہ عبداللہ بن یزید بن ہرمز سے امام مالک نے روائت کی ہے اور انہیں سے فقاہت حاصل کی ہے جبکہ وہ مدینہ منورہ کے عالم تھے انہوں نے بہت کم روایات ذکر کی ہیں اور ایک سو اڑتالیس ہجری میں فوت ہو گئے۔

الحاصل امام مالک رضی اللہ عنہ جہاں ابن ہرمز سے حکائت کریں وہاں ان کی عبداللہ بن ہرمز فقیہہ مراد ہوتی ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن ہرمز ابو الزناد محدث کے صاحب ہیں ان سے امام مالک ابو الزناد کے واسطہ سے روائت کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن ہرمز کی وفات ۱۱۷ ہجری میں ہوئی جبکہ عبداللہ بن ہرمز کی وفات ۱۴۸ ہجری میں ہوئی۔

اور حدیث ع ۱۴ کے سات راوی ہیں: ع ۱ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن کثیر بن زید بن افلح دورقی عبدی ہیں۔ وہ ثقہ حافظ اور متقن تھے۔ انھوں نے لیث کو دیکھا ہے اور سفیان بن عیینہ، قطان اور یحییٰ بن ابی کثیر سے سماعت کی ہے۔ ابو زرعہ اور ابو حاتم نے ان سے روائت کی ہے۔ ۲۵۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع ۲ اسماعیل بن علیہ، علیہ ان کی والدہ ہے اور والد ابراہیم بن سہل بن مقسم بصری اسدی ہے۔ شعبہ نے انہیں سید المحدثین کہا ہے۔ ان کی جلالت اور توثیق پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ بغداد میں ہارون کی خلافت کے آخری وقت میں بصرہ اور مظالم کے صدقات کے متولی تھے اور ۱۹۴ ہجری میں بغداد ہی میں فوت ہوئے اور عبداللہ بن مالک کے قبرستان میں دفن ہوئے ان کے بیٹے ابراہیم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کی والدہ علیہ کے پاس بصرہ کے فقہاء جاتے تھے وہ ان سے مسائل میں گفتگو کرتی تھیں۔

ع ۳ عبدالعزیز بنانی تابعی ہیں ان کی توثیق پر اہل علم کا اتفاق ہے۔ ابن قتیبہ نے کہا وہ اور ان کا باپ دونوں مملوک تھے۔ ایاس بن معاویہ نے تنہا عبدالعزیز کی گواہی کو جائز رکھا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حَلَاوَةِ الْاِيْمَانِ

۱۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَ اَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ

ع۴ آدم بن ابی ایاس ان کا تذکرہ ہوچکا ہے ۔ ع۵ شعبہ بن حجاج یہ حدیث میں امیرالمؤمنین وقدمہ ، ع۶ انس بن مالک وقدمہ "

باب — ایمان کی چاشنی

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے باب میں یہ ذکر کیا تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان ہے اور انسان کامل مومن جبھی ہوتا ہے کہ ساری مخلوق سے بڑھ کر آپ سے محبت کرے اس باب میں ایمان کی چاشنی کا ذکر ہے کیونکہ یہ ایمان کا ثمرہ ہے ۔

۱۵ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشیاء جن میں پائی جائیں ۔ وہ ایمان کی حلاوت پائے گا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے ماسوا اُسے زیادہ محبوب ہوں ۔ جس کسی سے محبت کرے صرف اللہ ہی کے لئے محبت کرے اور کفر کی طرف لوٹنا ایسا ہی بُرا جانے جیسے دوزخ میں پڑنے کو بُرا جانتا ہو ۔

۱۵ — شرح : اس حدیث میں ان تین امور کو کمال ایمان کا عنوان بنایا جس سے یہ لذت پیدا ہوتی ہے ۔ کیونکہ انسان کو یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ حقیقی منعم صرف اللہ ہی ہے اور اس کی عنایت کے بغیر اور کوئی کچھ نہیں دے سکتا ۔ اس کے ماسوا سب واسطے

marfat.com
Marfat.com

ہیں نہ تو وہ بالذات ضرر دے سکتے ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اصلاحِ حال میں مہربان ساعی ہیں لہٰذا پوری طرح آپ کی طرف متوجہ ہو اور آپ سے بایں طور محبت کرے کہ آپ اس کے اور اللہ کے درمیان عظیم واسطہ ہیں اور اس کے وعدہ اور وعید کا ایسا یقین کرے کہ گویا وہ سامنے موجود ہیں اور یہ خیال کرے کہ ذکر کی مجالس جنت کے باغات ہیں۔ یتیم کا مال کھانا آگ پھانکنا اور کفر کی طرف لوٹنا اپنے آپ کو دوزخ میں ڈالنا ہے۔ جب تک انسان کا یہ اعتقاد مستحکم نہیں ہوگا اسے کمالِ ایمان حاصل نہ ہوگا اور نہ اس کی چاشنی سے مستفید ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ان کے ماسوا سے زیادہ محبت کرنے کا حکم فرمایا ہے اور دونوں کے لئے تثنیہ کی ضمیر ذکر کی ہے حالانکہ خطیب کی حدیث میں اس سے منع فرمایا تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک ہی ضمیر اس لئے استعمال کی ہے کہ ایمان میں دونوں محبتیں معتبر ہیں ہر ایک معتبر نہیں کیونکہ صرف ایک سے محبت کرے اور دوسرے سے محبت نہ کرے تو اس کا کچھ فائدہ نہیں اور خطیب کی حدیث میں دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ضمیر استعمال کرنے کا اس لئے حکم دیا کہ دونوں (اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم) میں سے ہر ایک کی نافرمانی انسان کی گمراہی کا سبب ہے۔ اور ہر ایک کی عصیان استلزام غوایت میں مستقل ہے۔ کیونکہ دونوں معطوفوں سے ہر ایک کا حکم مستقل ہوتا ہے اور اگر دونوں کے لئے ایک ہی ضمیر ذکر کی جاتی تو لازم آتا کہ جب تک دونوں کی نافرمانی نہ ہو انسان گمراہ نہیں ہوتا، اور یہ غلط ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایمان کھانے پینے والی شئی نہیں اور چاشنی کھانے پینے والی اشیاء میں ہوتی ہے تو ایمان کی چاشنی کا کیا معنی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایمان کو شہد وغیرہ سے تشبیہ دی کیونکہ دونوں میں میلانِ قلب پایا جاتا ہے۔ اس لئے مُشَبَّہ یعنی ایمان کے لئے مُشَبَّہ بہ یعنی شہد وغیرہ کی خصوصیت یعنی چاشنی کی نسبت کی اسے استعارہ مکنیہ کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار رہنا چاہیئے یہی اللہ کے امور کی تعظیم ہے۔ اور مخلوق کے ساتھ محبت صرف اللہ کے لئے ہونی چاہیئے اس میں یہ اشارہ ہے کہ لوگوں پر شفقت اور رذیل اُمور سے اِجتناب کرنا چاہیئے۔ رذیل امور کفر وغیرہ اور دیگر معاصی ہیں جو نقص کے موجب ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث اصولِ اسلام میں سے عظیم اصل ہے۔ ایمان کی چاشنی کا معنی یہ ہے کہ طاعت کو لذیذ جانے اور دین میں مشقت برداشت کرے اور اسے دُنیا کی سہولتوں پر ترجیح دے۔ الحاصل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا معنی یہ ہے کہ ان کی تابعداری کرے۔"

ترکیب

"ثَلَاثٌ" مرفوع مبتداء ہے۔ چونکہ نکرہ مبتداء نہیں ہوسکتا۔ اس لئے "ثَلَاثٌ" کے مُبتداء ہونے کی وجہیں بیان کی جاتی ہیں۔ پہلی یہ کہ اس پر تنوین عوض کی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بابُ علامةُ الایمان حُبُّ الانصار

۱۶ ـــ حَدَّثَنَا ابوالولید قَالَ ثَنَا شُعبةُ قال اخبرنی عبداللہ ابن عبداللہ بن جَبر قَالَ سمعتُ اَنَسَ بن مالك عن النبی صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیة الایمان حُبُّ الانصار وایة النفاق بُغضُ الانصار

اصل میں "ثلاثُ خصالٍ" تھا اس طرح نکرہ میں تخصیص آگئی اور معرفہ کے قریب ہوگیا۔ دُوسری وجہ یہ ہے کہ ثلاث صفت ہے اس کا موصوف ہے۔ اصل میں خصالٌ ثلاثٌ" تھا۔ دراصل موصوف مبتداء ہے۔ جب اس کو حذف کیا گیا تو صفت کو اس کی جگہ رکھ دیا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ثلاث موصوف ہے اور اس کے بعد جملہ شرطیہ اس کی صفت ہے۔ اس تقدیر پہ اس کی خبر "اَنْ یَکُوْنَ" ہے اور اَنْ مصدریہ ہے اور تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ کونُ اللہِ ورَسُوْلِہٖ اَحبَّ اِلَیہِ مِمَّا سِوَاھُمَا۔ پہلی دونوں وجہوں کے مطابق خبر جملہ شرطیہ ہے کیونکہ مَنْ موصول متضمن شرط ہے اور کُنَّ فِیہِ موصول کا صلہ ہے اور "وَجَدَ" اس کی خبر ہے۔

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں: ۱ـــ محمد بن مثنیٰ بن عُبَید بن قیس بن دینار ان کی کنیت ابوموسیٰ ہے وہ عنزی بصری ہیں۔ خطیب نے انہیں ثقہ اور ثبت کہا ہے۔ ان کی حدیث سے علماء استدلال کرتے ہیں بغداد میں آکر حدیث کی تعلیم دی پھر بصرہ چلے گئے اور ۲۵۲ ہجری میں وہیں فوت ہوگئے۔

محمد بن مثنیٰ اور محمد بن بشار بندار اس سال پیدا ہوئے جس سال حماد بن سلمہ کی وفات ہوئی تھی اور حماد بن سلمہ ۱۶۷ ہجری میں فوت ہوئے۔

۲ـــ عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی بصری ہیں۔ امام محمد بن ادریس شافعی، امام احمد بن حنبل یحییٰ ابن معین اور ابن مدینی نے ان سے روایت کی اور یحییٰ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ وہ ایک سو آٹھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ایک سو چورانوے (۱۹۴) ہجری میں فوت ہوئے۔

۳ـــ ایوب بن ابی تمیمہ بصری سختیانی ہیں۔ امام مالک، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم نے ان سے روایت کی ہے۔ نسائی نے انہیں ثقہ اور ثبت کہا ہے۔ بخاری کی روایت کے مطابق ۱۳۱ ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے ان کی عمر ۶۳ برس تھی۔

۴ـــ ابوقلابہ عبداللہ بن زید بن عمرو جرمی بصری ہیں۔ ثابت بن قیس انصاری اور انس بن مالک انصاری اور دیگر صحابہ سے سماعت کی ان کی توثیق پہ علماء کا اتفاق ہے۔ ایک سو چار (۱۰۴) ہجری کو شام

marfat.com
Marfat.com

میں فوت ہوئے۔ ع۵ انس بن مالک کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب ۔ ایمان کی علامت انصار سے محبت ہے!

۱۶ ۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا ایمان کی نشانی انصار سے محبت ہے۔ اور منافقت کی نشانی انصار سے بغض ہے۔

۱۶ ۔ شرح : انصار وہ لوگ ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تھی اور اعلانِ توحید کے وقت اُنھوں نے سب سے پہلے بیعت کی تھی۔ اسی لئے ان سے محبت ایمان کی علامت ہے۔ انصار جمع قلت ہے جس کا اطلاق دس تک ہوتا ہے۔ حالانکہ انصار ہزار ہا کی تعداد تھے لیکن قلت و کثرت کا یہ فرق صرف نکرہ میں ہے اگر جمع قلت پر الف، لام تعریف داخل ہو تو وہ جمع کثرت ہو جاتی ہے۔ اور فرق اُٹھ جاتا ہے۔ نفاق کا معنی ایمان کو ظاہر کرنا اور کفر کو چھپانا ہے اور بغض محبت کی ضد ہے۔ اور انصار سے بغض کرنا منافقت کی علامت اس وقت ہے جبکہ ان سے بغض اس لئے ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار تھے۔ کیونکہ ایسا شخص یقیناً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نہیں کرے گا۔ اس کے سوا ان سے بغض کرنا ایمان کے ناقص ہونے کی دلیل ہے۔ منافقت نہیں، اگر یہ کہا جائے کہ مطابقت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ایمان کا مقابلہ کفر سے ہو کہ کفر کی علامت بغض انصار ہے اس طرح کیوں نہیں فرمایا :

اس کا جواب یہ ہے کہ بحث ان لوگوں میں ہے جن کا ظاہر ایمان اور باطن کفر تھا اور یہاں ظاہری مومن کو حقیقی مومن سے امتیاز دینا مقصود ہے اور اگر یہ کہا جاتا کہ کفر کی علامت انصار سے بغض ہے تو یہ مقصود فوت ہو جاتا۔ کیونکہ منافق بظاہر کافر نہیں ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کیا ظاہر حدیث کا یہ مقتضی ہے کہ جو کوئی انصار سے محبت نہ کرے گا وہ مومن نہ ہوگا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا یہ مقتضی ہرگز نہیں کیونکہ عدمِ علامت کو یہ لازم نہیں کہ جس کی وہ علامت ہے وہ معدوم ہو جائے یا مرادِ کمالِ ایمان ہے۔ یعنی اگر یہ علامت نہ پائی جائے تو ایمان کامل نہ ہوگا۔ امام بخاریؒ کا مقصد بھی یہی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جو کوئی دل سے تصدیق کرے اور انصار سے بغض بھی کرے کیا وہ منافق ہوگا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر انصار سے بغض اس اعتبار سے کرے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار تھے تو یقیناً منافق ہے لیکن جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سے تصدیق کرے گا اس کا انصار سے بغض کرنا محال ہے کیونکہ حضور کی تصدیق اور انصار سے بغض دونوں جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس حدیث میں "آیۃُ المؤمنِ حُبُّ الأنصارِ" مبتداء خبر ہیں اور دونوں معرفہ ہیں۔ جب مبتداء خبر دونوں معرفہ ہوں تو جانبین سے حصر ہوتا ہے۔ لہٰذا حدیث کا معنی یہ ہوگا۔ ایمان کی علامت

marfat.com
Marfat.com

صرف حبِ انصار ہے اور انصار سے محبت صرف علامتِ ایمان ہے اور یہ حصر مبالغہ کے لئے ہے۔ اس میں انصار کی تعظیم ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے۔ مومن کی نشانی حبِ انصار ہے اور انصار کی محبت ایمان کی نشانی ہے۔ اور انصار سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے تو لازمی طور پر ان سے بغض کرنا نفاق کی علامت ہوگا، لیکن اس کی تصریح اور تاکید کے لئے فرمایا نفاق کی علامت بغضِ انصار ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جو کوئی انصار کا مرتبہ جانتا ہو اور اسے معلوم ہو کہ اِن حضرات نے دینِ اسلام کی بہت مدد کی ہے اور اسلام کا اظہار کرنا، مسلمانوں کو پناہ دینا اور ان کی مالی اور جانی مدد کرنا اور دینِ اسلام کے اہم امور کا اہتمام کرنا اور ان کا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کا ان سے محبت کرنا اور اسلام کی مدد کے لئے کافروں سے دشمنی لینا۔ ان خصلتوں کی وجہ سے ان کے ساتھ محبت کرنا یقیناً ایمان کی دلیل ہے اور ان سے بغض نفاق کی دلیل ہے۔

علامہ قسطلانی نے کہا کہ ابن منیر نے کہا یہ امر مخفی نہیں کہ کسی شئ کی علامت اس کی حقیقت میں داخل نہیں ہوتی۔ حالانکہ امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ اعمال مسمّٰی ایمان میں داخل ہیں تو حدیث کی مناسبت کیسے ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال کا ایمان میں داخل ہونے سے مستفاد یہ ہے کہ محض تصدیقِ قلب نہیں حتی کہ اس پر کوئی علامت قائم کی جائے اور وہ انصار سے محبت ایسے اعمال ہیں۔

اسماء رجال

اس حدیث کے چار راوی ہیں : ع۱ ابوالولید ہشام بن عبدالملک طیالسی بصری ہیں انھوں نے امام مالک، شعبہ، حماد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ سے سماعت کی ہے۔ امام احمد بن حنبل نے انہیں مُتقِن کہا ہے۔ ابوزرعہ نے ان سے روائت کی ہے اور کہا ولید نصف الاسلام ہے۔ وہ اپنے زمانہ میں امام اور لوگوں میں جلیل القدر فاضل تھے۔

احمد بن عبداللہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ وہ ۱۳۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۲۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ امام بخاری اور ابوداؤد نے ان سے روائت کی ہے۔

ع۲ شعبہ بن حجاج کا ذکر گزر چکا ہے۔

ع۳ عبداللہ بن عبداللہ بن جَبر انصاری مدنی ہیں۔ مدینہ منورہ والے انہیں جابہ کہتے ہیں۔ جبکہ اہل عراق انہیں جَبر کہتے ہیں۔ امام مالک اور شعبہ نے ان سے روائت کی ہے۔ بخاری مسلم ترمذی اور نسائی نے بھی ان سے روائت کی ہے۔

ع۴ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی ہیں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

باب ۱۷ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَنَا اَبُوْاِدْرِيْسَ عَائِذُ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ اَحَدُ النُّقَبَآءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ بَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ

باب

۱۷ — ترجمہ : ابوادریس عائذ اللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ عبادہ بن صامت جو بدر میں موجود تھے اور وہ لیلۃ العقبہ کے نقباء میں سے ہیں، نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ کے گرد صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی کہ اس شرط پر میری بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے نہ چوری کروگے نہ زنا کروگے نہ اپنی اولاد کو قتل کروگے نہ کسی پر بہتان باندھو گے جو تم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے بنایا ہو (قصداً) اور نہ ہی اچھی شئی میں نافرمانی کروگے تم میں سے جس نے اس عہد کو پورا کیا اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے ان میں سے کوئی شئی کی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے پردہ میں رکھا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ اگر چاہے تو معاف کرے اور اگر چاہے تو عذاب دے عبادہ بن صامت نے کہا ہم نے اس شرط پر آپ کی بیعت کی۔

marfat.com
Marfat.com

۱۷ شرح : اس باب کا عنوان مذکور نہیں ہے۔ کیونکہ اس باب کی حدیث پہلے باب کے عنوان کے متعلق ہے۔ کیونکہ جب پہلے باب میں انصار کا ذکر کیا تو اس باب میں انہیں انصار لقب دینے کا سبب ذکر کیا کیونکہ اس کی ابتداء لیلۃ العقبہ میں ہوئی تھی۔ جبکہ انھوں نے موسم حج کے وقت عقبۂ منیٰ کے پاس سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کی تھی۔ نیز اس سے پہلے تمام باب امورِ دین میں ہیں اور ان امور میں سے انصار کی محبت ہے اور نقباء سب انصار تھے اور ان کی بیعت کا دین کی بلندی میں عظیم کارنامہ ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ انصار کے بعد ان کو ذکر کیا جاتا۔ چونکہ اس باب کا کوئی خاص عنوان نہیں تھا اور اس کا ماقبل سے تعلق تھا اس لئے دونوں کے درمیان لفظ باب ذکر کیا اور مصنف ایسا کرتے رہتے ہیں۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ

اس حدیث کے راوی حضرت عبادہ بن صامت ہیں "رضی اللہ عنہ"، اور وہ بارہ نُقباء میں سے ہیں جنہوں نے دُور دراز جاکر تبلیغ کی تھی۔

بیعت العقبہ کا واقعہ "

ابتداءِ اسلام میں جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہر موسم میں لوگوں کے پاس جاتے اور مختلف قبائل میں جاکر دینِ اسلام کی تبلیغ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ عقبہ کے پاس تشریف فرما تھے کہ قبیلہ خزرج کے چند لوگوں سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا اگر تم کچھ دیر ٹھہرو تو میں تم سے کوئی بات کروں؛ چنانچہ وہ آپ کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے انہیں دعوتِ اسلام دی اور ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی چونکہ ان لوگوں نے یہودیوں سے یہ سُنا ہوا تھا کہ آخر الزمان نبی کا ظہور قریب آگیا ہے۔ تو انھوں نے ایک دوسرے سے کہا بخدا! یہ وہی نبی ہیں جو یہودی کہتے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ تم سے پہلے یہودی ان پر ایمان لائیں اور ہم سے سبقت لے جائیں؛ چنانچہ انھوں نے آپ کی بات تسلیم کرلی اور مسلمان ہوگئے۔ جب وہ اپنے گھروں کو واپس گئے اور انھوں نے اپنی قوم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو ان میں آپ کی بہت شہرت ہوگئی اور آئندہ سال بارہ اشخاص موسم حج میں آئے ان میں سے ایک عبادہ بن صامت بھی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ وہ عقبہ وادی میں آپ سے ملے اور آپ کی بیعت کی۔ یہ پہلی بیعۃ العقبیٰ ہے۔ پھر ان امور پر بیعت کی جو حدیث میں مذکور ہیں۔ اور جن پر عورتوں نے بیعت کی تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ الخ پھر وہ بیعت کرکے واپس چلے گئے۔ پھر ان میں سے حج کے موسم میں ستر آدمی آئے تو ان سے

marfat.com
Marfat.com

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وسط ایام تشریق کا وعدہ فرمایا۔ کعب بن مالک نے کہا جب وہ رات آئی جس کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔ تو ہم شروع رات میں سو گئے جب لوگ گہری نیند سو رہے تو ہم اپنے بستروں سے اُٹھے حتی کہ وادی عقبی میں اکٹھے ہو گئے۔ پھر ہمارے پاس جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تشریف لائے۔ اور کوئی دُوسرا آدمی آپ کے ساتھ نہ تھا۔

حضرت عباس نے کہا اے قبیلہ خزرج والو! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ہیں تم یہ جانتے ہی ہو اور آپ اپنی قوم میں بلند و بالا ہیں۔ آپ تمہاری طرف زیادہ رغبت کرتے ہیں۔ جو تم نے آپ سے وعدہ کیا ہے اگر تم وہ پُورا کرنے والے ہو تو وہ تمہارے ذمہ ہے ورنہ آپ کو اپنی قوم میں ہی رہنے دو۔ پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کلام کیا اور لوگوں کو دعوت اسلام دی اور انہیں اسلام کی طرف رغبت دلائی اور قرآن پاک کی تلاوت کی۔ یہ سُن کر ہم نے آپ کی دعوت قبول کر لی۔ اور آپ کی بیعت کرنے کے لئے عرض کیا یارسُول اللہ آپ دستِ اقدس بڑھائیں ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی قوم میں سے بارہ نقیب نکالو! ہم نے ہر گروہ سے ایک ایک نقیب نکالا اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بنی عوف کے نقیب تھے اور سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی اس کا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے۔

ایک تیسری بیعت اور ہے جو بہت مشہور ہے وہ بیعتِ رضوان ہے جو حُدیبیہ میں درخت کے نیچے لی گئی تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہُوئے تھے۔ یہ بیعتِ رضوان ہے جو ہجرت کے بعد واقع ہُوئی اور پہلی دونوں ہجرت پہلے ہُوئی تھیں اور تیسری بیعتِ رضوان میں بھی حضرت عبادہ شریک ہُوئے تھے۔ اس طرح انہیں تینوں بیعتوں کا شرف حاصل ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عینی)

"نُقَبَاء" سے مراد نقباءِ انصار ہیں جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و امداد کے لئے لیلۃ العقبہ میں آئے اور آپ عقبہ میں بیعت کی وہ بارہ اشخاص تھے جن کے نام یہ ہیں۔ (عینی و کرمانی)

بارہ ۱۲ نقیبوں کے نام

ع۱ اسعد بن زرارہ ع۲ عوف بن حارث ع۳ معاذ یہ دونوں عفراء کے بیٹے ہیں۔
ع۴ ذکوان بن عبد قیس ابن سعد نے طبقات میں انہیں مہاجری انصاری کہا ہے ع۵ رافع بن مالک
ع۶ عبادہ بن صامت ع۷ عباس بن عبادہ بن نضلہ ع۸ یزید بن ثعلبہ ع۹ عُقبہ بن عامر
ع۱۰ قطبہ بن عامر یہ دس نقباء قبیلہ خزرج سے ہیں اور قبیلہ اَوس سے اَبُوالھیثم بن تیہان ع۱۲ عُوَیم بن ساعدہ
ہیں رضی اللہ عنہم۔ اس حدیث کے آخری حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر گنہگار کو عذاب دینا واجب نہیں۔ لہٰذا نیک لوگوں کو ثواب دینا بھی اللہ پر واجب نہیں۔ اور فَھُوَ اِلَی اللہِ " کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کا ثواب و عقاب

marfat.com
Marfat.com

اللہ کے حوالے ہے چاہے تو ثواب دے اور چاہے تو عذاب دے۔ معلوم ہوا کہ بڑے بڑے گنہگار اگر توبہ کے بغیر مر جائیں تو اوّل مرتبہ میں، انہیں جنت میں داخل کرنا یا عذاب دینا پھر جنت میں داخل کرنا اللہ کے حوالے ہے۔ اس حدیث میں معتزلہ کے مذہب کی تردید پائی جاتی ہے جو کہتے ہیں کہ صاحب کبیرہ جب توبہ کے بغیر مر جائے تو اللہ اسے معاف نہیں کرے گا اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ نیز اس حدیث میں خوارج کی بھی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو جنتی یا دوزخی نہیں کہہ سکتے ہاں جس کے حق میں نص وارد ہو اس کے مطابق کلام کر سکتے ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

اس حدیث میں چند اہم امور ہیں ع۱ اللہ تعالیٰ کی توحید اسلام کی بنیاد ہے۔

ع۲ چوری میں حقوق العباد کا ضیاع ہے جو ادا کئے بغیر معاف نہ ہوں گے۔ اولاد کے قتل میں نسل کا ضیاع ہے جو سنگین جرم ہے یہ قتل بھی ہے اور اس میں قطع رحمی بھی ہے۔ جاہلیت میں اکثر لوگ فقر و غربت کے ڈر سے اولاد کو قتل کر دیتے تھے۔ بہتان میں تہمت، جھوٹ، غیبت، چغلخوری، طوق عار و فضیحت اور لوگوں کی رسوائی داخل ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور ہر امیر کی اچھی چیزوں میں اتباع اسلام میں اہم ہیں اس لئے انہیں بیعت میں شرط قرار دیا گیا۔ یہ بیعت نبوت کی ابتداء میں ہوئی تھی اور دوسرے افعال ابھی مشروع نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے انہیں ترک کر دیا گیا ہے۔

اس حدیث میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مذکور امور کے سبب دنیا میں عذاب دیا جائے تو آخرت کا عذاب ساقط ہو جاتا ہے۔ لیکن عموم حدیث میں شرک مخصوص ہے کیونکہ دنیا میں قتل وغیرہ پر عذاب کی وجہ سے شرک کرنے والے سے آخرت کا عذاب ساقط نہ ہوگا جبکہ اس کا خاتمہ شرک پر ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ" یا اس حدیث کا مصداق صرف مومن لوگ ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حدود سے کفارہ ہو جاتا ہے۔ مگر بعض علماء اس مسئلہ میں توقف کرتے ہیں۔ کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ حدود کفارہ ہیں یا نہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں: ع۱ ابوالیمان حکم بن نافع حمصی، شعیب[۲] بن ابی حمزہ قرشی، محمد[۳] بن زہری ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ ع۴ ابوادریس عائذ اللہ بن عبداللہ بن عمر خولانی دمشقی ہیں۔ وہ حنین کی جنگ میں پیدا ہوئے تھے۔ ابن میمونہ نے کہا عبدالملک نے انہیں دمشق کا قاضی مقرر کیا تھا۔ وہ شام کے عابدوں اور قاریوں سے شمار ہوتے ہیں۔ اسّی[۸۰] ہجری میں فوت ہو گئے۔ ع۵ عبادہ بن صامت بن قیس انصاری

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ مِنَ الدِّيْنِ الْفِرَارُ مِنَ الْفِتَنِ

۱۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ اَنْ یَّكُوْنَ خَیْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ یَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ

خزرجی ہیں۔ وہ عقبیٰ اولیٰ، ثانیہ، بدر، اُحد، بیعتِ رضوان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام جنگوں میں حاضر رہے۔ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۸ احادیث روایت کی ہیں۔ آپ کا قد لمبا جسم بھاری تھا اور خوبصورت فاضل تھے۔ ۳۴ ہجری میں فوت ہُوئے۔

استیعاب میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کا قاضی مقرر کیا تھا وہ حمص میں مقیم رہے پھر فلسطین چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہُوا اور بیت المقدس میں دفن ہُوئے وہاں ان کی قبر مشہور ہے بعض کہتے ہیں کہ رملہ میں فوت ہُوئے احادیث کے راویوں میں بارہ عبادہ ہیں لیکن صحابہ میں عبادہ بن صامت صرف یہی ہیں۔ رضی اللہ عنہ،،

نُقباء،، نقیب کی جمع ہے اس کا معنیٰ قوم کا عریف اور کفیل ہے یعنی ممبر،، اور حدیث میں نُقَہَاء سے مراد انصار ہیں۔ جنہوں نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لیلۃ العقبہ میں بیعت کی تھی۔

باب — فتنوں سے بھاگنا دین ہے،،

۱۸ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی! جن کو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور صاف میدانوں میں لے جائے گا۔ اپنے دین کی حفاظت کے لئے فتنوں سے دُور بھاگے گا

marfat.com
Marfat.com

۱۸— شرح : دین، ایمان اور اسلام ایک ہی شئی ہیں۔ اس لئے امام نے بین الایمان نہیں کہا۔ طیبی نے کہا یہ محدثین کی اصطلاح ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کو مسلمانوں کا بہترین مال اس لئے فرمایا کہ ان میں اضافہ بہت ہوتا ہے اور اس میں حرام کی ملاوٹ جیسے سود وغیرہ اور مکروہ شبہات نہیں ہوتے۔ ان میں سکینت اور برکت ہے۔ اسی لئے انبیاء کرام انہیں چرایا کرتے تھے۔ چنانچہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا رَعَا الْغَنَمَ"، ان میں مشقت بھی کم ہوتی ہے اور آسانی سے انہیں تابع کر لیتے ہیں پھر ان میں نفع بھی بہت ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں اور صاف میدانوں میں لے جائے گا۔ کیونکہ ایسے مقامات میں لوگوں کی باتوں سے جو کدورتیں جنم لیتی ہیں ان سے سلامتی ہوتی ہے۔ لیکن اس سے مقصد صرف یہ ہو کہ میدانوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں میں صرف اپنے دین کی حفاظت کے لئے جاتا ہے۔ دنیاوی اغراض کے لئے نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات لوگ یہ مقصد بنا لیتے ہیں کہ وہاں چارہ زیادہ ملے گا لوگوں کا اس میں طمع بھی کم ہوگا چونکہ بکریوں میں آسانی، نفع اور دین کی حفاظت ہے۔ اس لئے یہ انسان کا بہترین مال ہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ اس حدیث کا مقتضی یہ ہے کہ انسان کا عزلت اور تنہائی اختیار کرنا بہتر ہے حالانکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محلہ کے لوگوں سے مل جل کر رہنا چاہیئے تاکہ نماز باجماعت پڑھی جائے اور عوام الناس سے اختلاط رکھا جائے تاکہ جمعہ اور عید پڑھ سکیں اور دور دراز کے لوگوں سے اختلاط ہو تاکہ عرفات میں وقوف ہو۔ بہرحال شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کے ساتھ اجتماع کی ترغیب دلائی ہے۔ اسی لئے فقہا کہتے ہیں کہ نقیط کو دیہات سے قصبات کی طرف اسی طرح قصبات سے شہروں کی طرف منتقل کرنا جائز ہے اس کا عکس جائز نہیں اور یہ بھی ضروری امر ہے کہ انسان اپنی طبع کے اعتبار سے عوام سے میل جول کا محتاج ہے اور کمال انسانیت لوگوں کے ساتھ اختلاط سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ امور اس وقت مستحسن ہیں جبکہ فتنوں کا ڈر نہ ہو اور نہ ہی معاصی میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو اور نیک لوگوں کے پاس بیٹھنے سے اصلاح دین ہو۔ اور پہاڑوں کی چوٹیوں اور صاف میدانوں میں چلے جانا لوگوں سے علیحدہ رہنا اس وقت بہتر ہے جبکہ حالات استوار نہ ہوں اور خطرات ہی خطرات منڈلا رہے ہوں تو لوگوں سے علیحدہ رہنے میں ہی سلامتی ہے۔ بہرحال فتنوں کے زمانہ میں عزلت اچھی چیز ہے، لیکن اگر انسان فتنہ کے ازالہ پر قادر رہے تو اسے اس کے ازالہ میں کوشش کرنی چاہیئے اور حالات اور امکانی امور کے پیش نظر کبھی خطرات کا زائل کرنا ضروری ہوتا ہے اور کبھی نہیں بھی ہوتا اور جب فتنوں کا دور نہ ہو تو تنہائی اختیار کرنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ اکثر علماء اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک لوگوں سے اختلاط افضل ہے کیونکہ اس میں فوائد بہت ہیں۔ شعائر اسلام ادا ہوتے ہیں مسلمانوں کا اجتماع سے دبدبہ زیادہ ہوتا ہے۔ بیماروں کی عیادت کر سکتے ہیں۔ جنازوں کا اہتمام ہو سکتا ہے۔ افشاء اسلام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہوتی ہے اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے

marfat.com
Marfat.com

کی مدد ہوتی ہے۔ محتاج کی مدد ہوتی ہے۔ یہ ایسے امور ہیں جو عزلت اور تنہائی میں نہیں کر سکتے ہیں۔
بعض علماء تنہائی کو افضل کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں دین و ایمان کی سلامتی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ عبادات کے طریقے جانتا ہو اور جن امور میں مکلف ہے انہیں اچھی طرح سے ادا کر سکتا ہو اور مختار یہی ہے کہ جب معاصی میں واقع نہ ہونے کا غالب گمان ہو تو لوگوں سے اختلاط رکھے۔
علامہ کرمانی نے کہا ہمارے زمانہ میں عزلت ہی افضل ہے کیونکہ محافل و مجالس کا معاصی سے خالی رہنا نادر ہے یا حسرۃً علی العباد یہ ہیں امام کرمانی جو آپ سے کئی صدیوں پہلے ہو چکے ہیں۔ اس پندرھویں صدی کے دور میں ان لوگوں کا کیا گمان ہوگا! وَاللّٰہُ یَعْصِمُنَا بِفَضْلِہِ الْعَظِیْمِ "

اسماءِ رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں: ۱ ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب قَعْنَبِیٌ مدنی ہیں ان کی سکونت بصرہ میں تھی۔ تمام علماء کا ان کی جلالت اور وفورِ علم و عمل پر اتفاق ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص امام مالک کے پاس آکر کہنے لگا کہ قَعْنَبِی تشریف لائے ہیں تو امام مالک نے فرمایا ہمارے ساتھ زمین پر بسنے والے لوگوں سے بہتر شخص کے پاس چلو۔ قعنبی سے عرض کیا گیا کہ آپ اب احادیث بیان کرتے ہیں، حالانکہ آپ حدیثیں بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور تمام علماء کو پکارا جاتا ہے۔ وہ سب کھڑے ہو گئے میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا پھر مجھے آواز دی گئی کہ میں بیٹھ جاؤں میں نے عرض کیا یا اللہ کیا میں ان کے ساتھ نہیں ہوں۔ فرمایا کیوں نہیں لیکن انھوں نے علم نشر کیا ہے اور تم نے چھپا رکھا ہے۔ اس لئے میں نے احادیث بیان کرنا شروع کر دی ہیں۔ عمرو بن علی نے کہا قعنبی مستجاب الدعوات تھے وہ مکہ مکرمہ میں ۲۲۱ ہجری میں فوت ہوئے۔
۲ مالک رضی اللہ عنہ، آپ امام المسلمین ہیں اور مدینہ منورہ کے بہت بڑے عالم اور امام ہیں آپ کے کمالات غیر متناہی ہیں۔
۳ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صَعْصَعَۃ عمرو بن زید بن عوف انصاری مازنی مدنی ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ ۱۳۹ ہجری میں فوت ہوئے۔
۴ عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری ہیں۔ ابن حبان اور نسائی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ان کا دادا اُحُد کی جنگ میں حاضر ہوا تھا اور یمامہ کی جنگ میں شہید ہو گیا تھا۔ ان کا والد عمرو جاہلیت میں مر گیا تھا اسے بردع میں زید نے قتل کیا پھر بردع مسلمان ہو کر اُحُد کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔
۵ ابو سعید سعید بن مالک بن سنان بن عبید خزرجی انصاری خدری ہیں۔ خدرہ کی طرف اس لئے منسوب

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ وَاَنَّ الْمَعْرِفَةَ فِعْلُ الْقَلْبِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ

ہیں کہ وہ ان کا دادا یا دادی تھی۔ اور خدرہ انصار کا چھوٹا سا قبیلہ ہے۔ ان کے والد جنگِ اُحد میں حاضر ہوئے جبکہ وہ کمسن تھے اس کے بعد وہ بارہ غزوات میں حاضر ہوتے رہے۔ اُنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار ایک سو ستر احادیث کی روائت کی ہے۔ ان میں سے بخاری نے ۶۲ ذکر کی ہیں وہ مدینہ منورہ میں ۶۴ یا ۷۴ ہجری میں فوت ہوئے اور بقیع میں دفن ہوئے۔ حنظلہ بن ابی سفیان نے ان کے اشیاخ سے روائت کی کہ احداثِ صحابہ میں ان سے زیادہ اور عالم کوئی نہیں تھا۔

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: "میں اللہ تعالیٰ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں" اور معرفت دل کا فعل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لیکن تمہارے دلوں کے کسب کے سبب اللہ تمہارا مواخذہ کرے گا ——"

شرح الباب: اس باب سے پہلے باب میں یہ ذکر تھا کہ فتنوں سے دُور بھاگنا دین ہے اور جس قدر انسان قوی ہوگا اتنا ہی وہ فتنوں سے دُور بھاگے گا تاکہ دین کو محفوظ رکھ سکے اور فتنوں کے ڈر سے لوگوں سے علیحدہ رہے۔ اور جس قدر دین میں قوی ہوگا اتنی ہی اسے اللہ کی معرفت قوی ہوگی اور اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ تمام لوگوں سے زیادہ اللہ کی معرفت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ لہٰذا آپ کا دین سب سے قوی تر ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ کتاب الایمان ہے۔ اس باب کے عنوان کو ایمان سے کیا تعلق ہے، حدیث کو تو اس سے کچھ تعلق نہیں اور نہ ہی اس پہ دلالت ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ، کی یہاں کیا مناسبت ہے۔ اس کا ایمان سے کچھ تعلق نہیں اور نہ ہی اس کا باب سے تعلق ہے۔ لہٰذا مقام کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی

marfat.com
Marfat.com

ذات کا علم ایمان ہے۔ اس طرح یہ کتاب الایمان میں داخل ہے۔ اور اس میں کرامیہ کا رد ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف زبانی اقرار ہے۔ ان کے خیال میں منافق ظاہر میں مومن ہے اور باطن میں کافر ہے۔ لہٰذا اس کا حکم دنیا میں مومنوں کا حکم ہے اور آخرت میں کافروں کا حکم ہے۔ امام بخاری نے ان کے رد کی طرف اشارہ کیا کہ ایمان فعلِ قلب ہے اور مذکور حدیث اس کی دلیل ہے۔

دوسری صورت کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ خیال ہوا کہ ان کے اعمال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال سے زیادہ ہو جائیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ ہرگز نہیں کر سکتے ہو۔ کیونکہ میں تم سب سے زیادہ عالم ہوں اور علم فعلِ قلب ہے۔ لہٰذا میرے اعمال تمہارے اعمال سے زیادہ ہیں۔ اس طرح معرفت جو فعلِ قلب ہے کا ماقبل سے تعلق ظاہر ہے۔ اور تیسری وجہ کی تحقیق یہ ہے کہ امام بخاری نے آئت کریمہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ صرف زبانی ایمان کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ عقیدہ بھی ہونا ضروری ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ اعتقاد فعل قلب ہے۔ لہٰذا وہ "اَنَّ الْمَعْرِفَةَ فِعْلُ الْقَلْبِ" سے اس کا تعلق ظاہر ہے۔ آئت کریمہ کا ورود اگرچہ قسم کے بارے میں ہے۔ لیکن اس کا دارومدار بھی فعل قلب پر ہے۔ لہٰذا یہ ہمارے استدلال کے لئے مضر نہیں۔ اس عنوان سے امام بخاری نے دو امور کی وضاحت کی ہے۔ ایک کرامیہ کی تردید جو اوپر بیان ہو چکی ہے اور دوسرے یہ کہ ایمان کم و بیش ہوتا ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ میں تم سب سے زیادہ عالم ہوں۔ اس کی اس بات پر واضح دلالت ہے کہ اللہ کی معرفت میں لوگ متفاوت ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ عالم ہیں۔ لہٰذا ایمان زیادتی اور نقصان کا قابل ہے۔

علم اور معرفت میں فرق یہ ہے کہ معرفت میں جزئیات کا ادراک ہوتا ہے جبکہ علم میں کلیات کا ادراک ہوتا ہے۔ نیز معرفت میں بسیط کا ادراک ہوتا ہے اور علم میں مرکبات کا۔ (عمدۃ القاری)

اس مقام میں ایک ضروری قابلِ غور بات یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال تمام لوگوں کے اعمال سے زیادہ ہیں کیونکہ آپ ساری کائنات سے زیادہ عالم ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ نبی امتی سے علم میں ممتاز ہوتے ہیں۔ رہا عمل اس میں امتی نبی کے مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی اس آئت کے صراحۃً خلاف ہے۔ کیونکہ امتی کے اعمال کو نبی کے اعمال سے کچھ مناسبت ہی نہیں چہ جائیکہ نبی کے مساوی ہوں۔ واللہ الہادی۔

اس آئت کریمہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ قلوب کے افعال جب مستقر ہوں تو ان پر مواخذہ ہوگا۔ جیسا کہ جمہور علماء کہتے ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت سے وہ امور درگزر کر دیئے ہیں جو ان کے دلوں میں پیدا ہوں جبکہ وہ ان سے کلام نہ کریں یا ان پر عمل نہ کریں۔ غیر مستقر افعال پر محمول ہے کیونکہ جو شئی دل میں مستقر نہ ہو وہ آئے اور جائے اس میں انسان مکلف نہیں۔ لہٰذا مؤاخذہ بھی نہ ہوگا اگر کوئی شئی دل میں آئے اور دل میں جم جائے تو مؤاخذہ ہوگا معلوم ہوا کہ مستقر اور غیر مستقر کے احکام

marfat.com
Marfat.com

۱۹ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَرَهُمْ اَمَرَهُمْ مِنَ الْاَعْمَالِ بِمَا يُطِيْقُوْنَ قَالُوْا اِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَغْضَبُ حَتّٰى يُعْرَفَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنَّ اَتْقَاكُمْ وَاَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ اَنَا

جُداگانہ ہیں۔ اس سے معلوم ہُوا کہ کیمرہ سے فوٹو کو آئینہ کی تصویر پر قیاس نہیں کرسکتے کیونکہ آئینہ میں تصویر غیر مستقر ہوتی ہے وہ تصویر کے حکم سے خارج ہے اور کیمرہ کا فوٹو مستقر ہے۔ لہٰذا وہ تصویر ہے اور حرام ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مصوّرین پر لعنت فرمائی ہے اور فقہاء کرام نے مصوّر لہ کو بھی اس لعنت میں داخل کیا ہے کیونکہ وہ مصوّر کا معاون اور ممدّ ہے اور اس کے فوٹو لینے کا سبب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر تو نے ضرور تصویر کھینچ کر فروخت کرنی ہے تو غیر ذی روح کی تصویریں بنا کر اپنا کاروبار جاری رکھو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۹ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ جب رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لوگوں کو حکم دیتے تو ایسے اعمال کا حکم دیتے جن کی وہ طاقت رکھتے ہوں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تو آپ کی مثل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم غصّہ سے بھر گئے حتّٰی کہ غصّہ کا اثر آپ کے چہرۂ انور پر ظاہر ہونے لگا۔ پھر فرمایا میں تم سب سے زیادہ پرہیزگار اور اللہ کو جاننے والا ہوں

۱۹ ــــ شرح : یعنی جب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم لوگوں کو حکم فرماتے تو ایسے اعمال کا حکم فرماتے جن کو وہ کرسکیں۔ حدیث سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ وہ حکم فرماتے جس پر عمل کرنے کی طاقت ہو لیکن سیاقِ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ مراد وہ فعل ہے جس پر دوام اور ہمیشگی کرسکیں۔ لہٰذا بہتر عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ قلیل ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ ہم آپ جیسے نہیں ہیں اور ہمارا حال آپ کے حال سا نہیں۔ آپ مغفور ہیں آپ کو عمل کی حاجت نہیں۔ بایں ہمہ آپ اعمال میں دوام و استمداد کرتے ہیں تو ہمارا حال کیسا ہوگا ہم تو بہت گناہگار ہیں۔ اس لئے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی تردید کرتے ہُوئے فرمایا میں عمل کرنے کے زیادہ لائق ہوں کیونکہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے

marfat.com
Marfat.com

ڈرتا ہوں اور جانتا ہوں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوت عملیہ اور علمیہ میں کمال حاصل ہے (قسطلانی) اور حکمت کے تمام اقسام میں آپ اکمل ہیں۔ اگرچہ اس کلام کے مخاطب حضرات صحابہ کرام ہیں؛ لیکن مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سوا ساری مخلوق سے زیادہ عالم اور پرہیزگار ہیں اور صحابہ کرام کی طرف اضافت محض توضیح کے لئے ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر کبیرہ اور صغیرہ سے معصوم ہیں تو آپ کا وہ کونسا گناہ ہے جو بخش دیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ گناہ سے مراد ترکِ اَوْلیٰ اور ترکِ افضل ہے اور انبیاء علیہم السلام کی عظیم مرتبت اور بلند قدر کی نسبت ترکِ افضل بھی گناہ ہے یا امت کے گناہ مراد ہیں۔ علماء معانی نے کہا جب فعل متعدی یا شبہ فعل کا معمول محذوف ہو تو وہاں عموم و استغراق مراد ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اللہ کے حضور ہر ایک سے افضل، اکرم اور اکمل ہیں کیونکہ کمالِ انسان حکمت عملیہ اور علمیہ میں منحصر ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں درجہ عُلیٰ اور مرتبہ قُصویٰ کو پہنچے ہوئے ہیں لہٰذا آپ ساری کائنات سے افضل، اکرم اور اکمل ہیں کیونکہ آپ کا یہ خطاب: "اَنَا اَتْقَاکُمْ وَاَعْلَمُکُمْ"، سب کے لئے ہے (عینی)

اس صراحت اور استدلال سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سوا ساری مخلوق فرشتے ہوں یا جن و انسان یا شیطان لعین ہو، سے اکمل اور زیادہ عالم ہیں اور شیطان اور ملک الموت کو اگرچہ زمین و آسمان کا محیط علم ہے۔ لیکن یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بحرِ بے کنار سے ایک ادنیٰ قطرہ کی مانند ہے

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اعمالِ صالحہ کے سبب بلند درجات پر فائز ہوتا ہے اور اس کے گناہ ختم ہو جاتے ہیں۔ اور عبادت پر دوام و استمرار ہونا چاہیئے۔ اور انسان کو صلاحیت پر اعتماد کر کے عمل میں کوشش ترک نہیں کرنی چاہیئے اور ضرورت کے وقت انسان کو اپنی فضیلت سے خبردار کرنا جائز ہے لیکن اس کا کتمان اور چھپانا بہتر ہے۔ کیونکہ اس کی اشاعت سے زوال کا خوف ہے اور شریعت کے کسی حکم کے ردّ کرنے پر غیظ و غضب میں آنا جائز ہے۔

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں ع۱ ابو عبداللہ محمد بن سلام بن فرج سُلمی ہیں۔ انھوں نے سُفیان ابن عیینہ اور عبداللہ بن مُبارک اور دیگر علماء سے سماعت کی ہے۔ ان کی مجلس میں جن حاضر ہُوا کرتے تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ ان کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ ان کی تصنیفاتِ علمیہ بہت ہیں۔ ایک روز شیخ کی مجلس میں ان کا قلم ٹوٹ گیا تو آواز دی کہ ایک دینار سے قلم خرید کیا جائے تو ان کے پاس قلموں کے انبار لگ گئے۔ آپ ۲۲۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کے والد کے نام "سلام" میں لام مخفف ہے یہی درست ہے۔

ع۲ ابو محمد عَبْدَہ بن سلیمان بن حاجب کلابی کوفی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ان کا نام عبدالرحمٰن ہے اور عَبْدَہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ كَرِهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ مِنَ الْاِيْمَانِ

۲۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَكْرَهُ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ

لقب ہے۔ امام احمد نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ان کی وفات ۱۸۸ ہجری میں کوفہ میں جمادی الاخری یا رجب میں ہوئی

ع۳ ہشام بن عروہ ع۴ عروہ بن زبیر بن عوام

ع۵ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں باب الوحی میں سب کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب — جو کوئی کفر کی طرف لوٹنا مکروہ سمجھے جیسے آگ میں پھینکا جانا مکروہ جانتا ہے ایمان سے ہے"

۲۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تین چیزیں جس کسی میں ہوں وہ ایمان کی شیرینی پائے گا اسے اللہ اور[۱] اس کا رسول ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں جس[۲] کسی سے محبت کرے صرف اللہ ہی کے لئے اس سے محبت کرے اور[۳] جو کفر کی طرف لوٹنا مکروہ جانے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کفر سے نجات دی جیسے دوزخ میں گرنا مکروہ جانتا ہے۔

۲۰ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جب اس حدیث سے فارغ ہوئے جس میں صحابہ کرام

marfat.com

Marfat.com

رضی اللہ عنہم نے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عبادت کرنے کی اجازت چاہی تھی کیونکہ وہ طاعت کرنے میں لذت و سرور پاتے تھے۔ تو امام نے یہ حدیث بیان کی جس میں تین خصلتوں کا ذکر ہے کہ جس میں وہ پائی جائیں وہ ایمان کی چاشنی پائے گا۔ اور طاعت میں لذت و سرور کے سبب دین میں مشقت برداشت کرے گا اور اسے دنیا کے فانی سامان پر ترجیح دے گا رہا یہ کہ یہ چاشنی محسوس ہے یا معنی ہے۔ دونوں اس طرف گئے ہیں ہیں۔ پہلی کی تائید میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جب انہیں عذاب دیا جاتا تھا اور انہیں کفر پہ مجبور کیا جاتا تھا تو وہ اَحَدٌ اَحَدٌ کہتے تھے۔ انھوں نے عذاب کے کڑوے پن کو ایمان کی چاشنی سے ملایا اور جب ان کا انتقال ہونے لگا تو اُن کے گھر والے کہتے تھے واکربا ،، ہائے مصیبت تو وہ اطربا کہتے تھے اے میری خوشی کل اپنے محبوب سے ملوں گا۔

بلال نے موت کی کراہت کو اللہ کے حبیب کی ملاقات کی چاشنی سے ملایا۔ اور یہ ایمان کی حلاوت اور چاشنی ہے جو قلب خواہش نفسانی اور غفلت کے امراض سے سالم ہو وہ ایمان کا مزہ چکھے گا اور اس سے خوش ہوگا جیسے شہد کی چاشنی منہ سے چکھتے رہیں اور اس سے لذت و سرور پاتے ہیں (قسطلانی)

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۱۵ میں بعینہ یہی الفاظ ہیں تو تکرار کا فائدہ کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے دونوں میں فرق ہے وہاں تینوں جگہ لفظ مضارع اور لفظ مرء ہے اور یہاں ماضی کے صیغہ سے ذکر کیا ہے اور مرء کی جگہ لفظ عبد ہے اور وہاں لفظ یُقْذَفُ ہے یہاں یُلْقٰی ہے۔ اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں ،، بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ وہاں یہ الفاظ نہیں لہذا دونوں حدیثوں کے الفاظ مختلف ہیں نیز وہاں بخاری نے ،، محمد بن مثنیٰ ،، سے روایت کی ہے اور یہاں سلیمان بن حرب سے روایت کی ،، علاوہ ازیں یہ حدیث وہاں اس لئے ذکر کی ہے کہ ایمان کی حلاوت ہے اور یہاں یہ بیان کیا کہ کفر کی طرف لوٹنے کو مکروہ جاننا ایمان ہے۔ لہذا دونوں میں بہت فرق ہے اور یہ بعینہ پہلے مذکور نہیں۔

اسماءِ رجال

اس حدیث کے چار راوی ہیں : ۱ ابو ایوب سلیمان بن حرب بن بجیل ازدی واشحی بصری ہیں۔ واشح ازد کی شاخ ہے۔ وہ مکہ مکرمہ میں آئے تو مامون خلیفہ نے انہیں قاضی مقرر کر دیا پھر معزول کر دیا تو آپ بصرہ چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے یحییٰ بن معین قطان، امام احمد بن حنبل اور ابن راہویہ ایسے مشائخ نے ان سے سماعت کی ہے۔ سلیمان بن حرب کی جلالت پہ لوگ متفق ہیں۔

ابو حاتم نے کہا سلیمان امام الائمہ ہیں وہ تدلیس نہیں کرتے تھے۔ رواۃ اور فقہ میں کلام کرتے ہیں میں بغداد میں ان کی مجلس میں حاضر ہوا جس میں تقریباً ایک ہزار آدمی تھے۔ جبکہ ان کی مجلس مامون کے پاس تھی اور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَفَاضُلِ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِي الْاَعْمَالِ

۲۲ ـ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهْرِ الْحَيَا اَوِ الْحَيَاةِ شَكَّ مَالِكٌ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَ اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً قَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرٌو الْحَيَاةَ وَقَالَ خَرْدَلٍ مِنْ خَيْرٍ

ماموں اپنے محل میں ہوتا تھا اور اُس نے محل کا دروازہ کھول رکھا تھا۔ امام بخاری نے کہا ۱۴۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۲۴ میں فوت ہوئے۔ خطیب نے کہا یحییٰ قطان اور ابو خلیفہ نے ان سے حدیث ذکر کی ہے اور دونوں کی وفات میں ۱۰۷ سال کا فرق ہے۔ قطان ۱۹۸ ہجری میں فوت ہوئے جبکہ ابو خلیفہ ۳۰۵ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ شعبہ ع۳ قتادہ ع۴ انس کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب ـ اعمال میں مومنوں کا، ایک دوسرے سے افضل ہونا

۲۱ ـ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہے۔ اسے دوزخ سے نکالو فرشتے انہیں دوزخ سے

marfat.com
Marfat.com

نکالیں گے۔ حالانکہ وہ سیاہ ہو چکے ہوں گے پھر انہیں نہرِ حیا یا نہرِ حیات میں ڈالا جائے گا (مالک نے شک کیا ہے) وہ اس طرح تر و تازہ ہو جائیں گے جیسے دانہ سیلاب کے کنارے پر جمع شدہ خس و خاشاک میں اُگتا ہے۔ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ وہ پیچ و تاب کھاتا ہُوا زرد رنگ میں نکلتا ہے۔ وُہیب نے کہا ہمیں عمرو نے خبر دی کہ لفظ حیات ہے۔ اور اُنھوں نے ایمان کی جگہ لفظ خیر کہا ہے۔

۲۱ — شرح : یعنی جس کے دل میں تھوڑا سا ایمان ہوگا وہ بھی جنت میں داخل ہوگا! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گنہگار مومن دوزخ میں داخل ہوں گے پھر وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور جنّت میں داخل ہوں گے۔ یہ اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے۔ اس میں مُرجئہ کا ردّ ہے۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ ایمان کے ہوتے ہُوئے معصیت کچھ ضرر نہیں دیتی لہٰذا گناہ گار دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ نیز اس میں معتزلہ کا بھی ردّ ہے۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ گنہگار ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ تردید کی تقریر واضح ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہے۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یعنی اللہ کے فضل و کرم سے اوّلاً داخل ہو جائے گا یا دوزخ میں سزا بھگتنے کے بعد داخل ہوگا۔ معلوم ہُوا کہ گنہگار دوزخ میں داخل بھی ہوں گے اور پھر نکالے بھی جائیں گے۔

حدیث میں ہے کہ اہلِ نار دوزخ سے نکلیں گے جیسے دانہ سیلاب کے خس و خاشاک میں سے نکلتا ہے کیونکہ سیلاب مٹی وغیرہ کو اُٹھائے ہوتا ہے جب سیلاب جاتا رہتا ہے تو مٹی اور خس و خاشاک ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔ جب اس میں اتفاقاً کوئی دانہ پڑا ہو تو وہ دھوپ کی گرمی سے بہت جلد اُگ پڑتا ہے وہ زرد رنگ کا پیچ و تاب کھاتا ہُوا نکلتا ہے۔ اسی طرح اہلِ نار جلے ہُوئے دوزخ سے نکالے جائیں گے پھر انہیں آبِ حیات کی نہر میں ڈالا جائے گا تو وہ اس دانے کی طرح بہت جلد صحیح ہو جائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔

حدیث میں ہے مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِیْمَانٍ ،، یعنی اصل توحید سے رائی کے دانہ کے برابر عمل ہوگا کیونکہ ایمان کا عمل پر اطلاق ہوتا رہتا ہے اور حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ کو بطور مثال ذکر کیا ہے۔ یعنی تھوڑا عمل ہو اور کبھی سمجھانے کے لئے مشکل معقول کو محسوس کی صورت میں ظاہر کر کے تشبیہ دی جاتی ہے تاکہ وہ معلوم ہو جائے اس کی تحقیق یہ ہے کہ انسان کا عمل عرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عمل کی مقدار جسم میں کی جائے گی پھر اس کا وزن کیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں تصریح ہے کہ اس کے دل میں دانہ کے وزن کے برابر خیر ہو۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا۔ یا قیامت میں اعمال جواہر کی صورت میں ہوں گے اور میزان کے دائیں پلّہ میں سفید جواہر چمکنے والے رکھے جائیں گے اور بائیں پلّہ میں سیاہ جواہر منحوس رکھے جائیں گے

۔حدیث کے اِن الفاظ : اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ الخ سے امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ جو شخص ایمان لایا اور ابھی زبان سے اقرار نہیں کیا کہ فوت ہو گیا تو وہ شخص دوزخ سے نجات پائے گا لیکن جو شخص تصدیق قلبی کے بعد زبان سے اقرار پر قادر ہُوا؛

marfat.com
Marfat.com

لیکن اس نے اقرار نہ کیا حتیٰ کہ مرگیا تو اس کا اقرار کو ترک کرنا ایسا ہے جیسے نماز ترک کر دی لہٰذا وہ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا؛ لیکن اس کے خلاف کا بھی احتمال ہے۔ امام غزالی کے علاوہ دُوسرے علماء دُوسری صورت کو ترجیح دیتے ہیں۔ لہٰذا "فی قلبہٖ" میں تاویل کرنا ہوگی۔ وہ یہ کہ تصدیق کے ساتھ اگر قادر ہو تو زبانی اقرار بھی کرے۔ ان دونوں احتمالات کا منشأ یہ ہے کہ زبانی اقرار ایمان میں داخل ہے یا نہیں۔ علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ تصدیق قلبی کے ساتھ زبانی اقرار بھی ضروری ہے۔ امام شمس الدین اور فخر الاسلام کا یہی مختار ہے اور جمہور محققین کہتے ہیں ایمان صرف تصدیق قلبی ہے اور زبانی اقرار دُنیاوی احکام کے اجراء کی شرط ہے۔ شیخ ابوالمنصور ماتریدی کا یہی مختار ہے۔ نصوص بھی اس کی تائید کرتے ہیں (قسطلانی)

قولہ فَیُلْقَوْنَ فِیْ نَهَرِ الْحَیَا اَوِ الْحَیَاةِ "، نہر حیات وہ ہے جس میں کوئی ڈالا جائے تو زندہ ہوجاتا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے شک سے بیان کیا ہے۔ حیا کا معنیٰ بارش ہے۔ معنیٰ یہ ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ ٹہلتا ہُوا خوشی بخوشی اس پانی سے نکلے گا جیسے پودا سیلاب کے کنارے زرد نکلتا ہے اور دائیں بائیں مائل ہوتا ہے۔ وُھَیب نے الحیاہ شک کے بغیر ذکر کیا ہے اور ایمان کا بدل خَیر ذکر کیا ہے انہوں نے لفظ میں امام مالک کی مخالفت کی ہے (قسطلانی)

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں: ع۱ اسماعیل بن عبداللہ بن عبداللہ بن ابی اویس بن عامر اصبحی، امام مالک رضی اللہ عنہ کے بھانجہ ہیں۔ اُنھوں نے یہ روائت اپنے ماموں سے ذکر کی ہے۔ وہ ۲۲۷ ہجری میں فوت ہُوئے۔

یحییٰ بن معین نے کہا وہ اور ان کے والد دونوں ضعیف ہیں اور حدیث کی چوری کرتے ہیں۔ امام نسائی نے بھی انہیں ضعیف کہا ہے۔

ع۲ مالک بن انس ع۳ عمرو بن یحییٰ بن عمارہ انصاری مازنی مدنی ہیں۔ ابوحاتم اور نسائی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ۱۴۰ ہجری میں فوت ہُوئے۔ عمارہ بدری ہیں۔ غزوہ خندق میں حاضر ہُوئے تھے اور اس کے بعد بھی غزوات میں حاضر ہوتے رہے۔

ع۴ ابویحییٰ بن عثمان بن ابی الحسن انصاری مدنی ہیں۔ اُنھوں نے عبداللہ بن زید اور ابوسعید سے سماعت کی ہے۔

ع۵ ابوسعید سعد بن مالک خدری ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔

marfat.com

Marfat.com

۲۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ

۲۲ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ایک وقت میں سو رہا تھا۔ میں نے نیند میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں اور ان پر قمیصیں ہیں بعض کی قمیصیں ان کے پاؤں تک پہنچتی ہیں اور بعض کی اس سے کم (پستانوں سے اوپر تک) اور عمر بن خطاب "رضی اللہ عنہ" میرے سامنے پیش کئے گئے ان پر قمیص تھی جسے وہ کھینچ رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی تعبیر کیا فرمائی ہے فرمایا دین۔

۲۲ — شرح : دین انسان کے لئے قمیص کی طرح ہے جیسے قمیص انسان کو گرمی اور سردی سے محفوظ کرتی ہے ایسے ہی دین انسان کو دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے اور ہر بری شئ سے جو انسان کی عزت و ناموس کو پامال کرے محجوب رکھتا ہے جیسے قمیص انسان کی شرمگاہ کو لوگوں کی نگاہوں سے پردہ میں رکھتی ہے۔ اسی اعتبار سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دین سے تاویل کی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں چند فائدے ہیں۔

ع۱ اعمال ایمان ہیں اور ایمان اور دین شئ واحد ہیں اور مومن ایک دوسرے سے افضل ہوتے ہیں۔

ع۲ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت ہے۔ خواب کی تعبیر عالم دین سے کرانی چاہیئے۔

ع۳ عالم دین اپنے عالم ساتھی کی تعریف و ثنا کر سکتا ہے جبکہ وہ مدح و ثنا سے غرور میں نہ پڑ جائے اس کی حمد و ثنا کا مقصد صرف یہ ہو کہ لوگ اس کا مرتبہ معلوم کر کے اس کی اقتداء کریں اور اس کے علم سے مستفید اور اخلاق سے متخلق ہوں۔ معبرین کا کہنا ہے کہ خواب میں قمیص دین ہے اور اس کو کھینچنا اس کے اچھے آثار اور وفات کے بعد اچھے طور و اطوار کی بقاء پر دلالت ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے

marfat.com
Marfat.com

کہ اس حدیث سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ابوبکر صدیق پر فضیلت لازم آتی ہے۔ کیونکہ افضل سے مراد کثرتِ ثواب ہے۔ اور اعمال ثواب کے علامات ہیں لہٰذا جس کا دین زیادہ ہوگا اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا اور یہ اجماع کا خلاف ہے۔ کیونکہ مقام نبوت کے بعد صدیق کا مقام ہے۔ رضی اللہ عنہ

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لزوم غیر لازم ہے کیونکہ احادیث متواتر المعنی سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت ثابت ہے اور حضرت عمر فاروق کی افضلیت خبرِ واحد سے ثابت ہے اور یہ متواتر المعنی حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر امت کا اجماع ہے اور یہ دلیلِ قطعی ہے اور حضرت عمر فاروق کی فضیلت پر دلالت کرنے والی حدیث خبرِ واحد ہے اور وہ دلیل ظنی ہے اور ظنی قطع کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا عمر فاروق کی ابوبکر صدیق پر فضیلت ثابت نہیں (کرمانی)

اس حدیث میں بلیغ تشبیہ ہے وہ یہ کہ دین کو قمیص سے تشبیہ دی اور وجہِ شبہ ستر ہے اس کا اُوپر بیان گزرا ہے۔ قولہ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ، دراصل بَیْنَ تھا اس میں الف زیادہ کیا گیا ہے۔ یعنی بَیْنَنَا نَحْنُ نَوْقِظُہٗ اَتَانَا یعنی بَیْنَ اَوْقَاتِ رَقْدَتِنَا اِیَّاہُ ہمارے انتظار کے وقت ہمارے پاس آئے۔ اسماء ظروف جملوں کی طرف مضاف ہوتے رہتے ہیں جیسے اٰتِیْکَ زَمَنَ الْحَجَّاجِ اَمِیْرٌ، ایسے بَیْنَا مضاف ہے اور اَنَا قَائِمٌ جملہ مضاف الیہ ہے۔

اسماء رجال

اس حدیث کے چھ راوی ہیں ۱ محمد بن عبید اللہ بن محمد بن زید بن ابی زید قرشی اموی ہیں یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ہیں۔ ان کی کنیت ابو ثابت ہے۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ ابو حاتم نے انہیں صدوق کہا ہے۔ ۲ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف ہیں۔ امام احمد، یحییٰ قطان، ابو حاتم اور ابو زرعہ نے انہیں ثقہ کہا۔ ابو زرعہ نے کہا یہ بہت احادیث بیان کرتے ہیں کبھی ان سے غلطی بھی ہو جاتی ہے وہ بغداد میں آئے اور وہیں اقامت کر لی اور ہارون رشید کے بیت المال کے حاکم مقرر ہوئے اور ان کے والد حضرت سعد مدینہ منورہ کے قاضی تھے۔ ابراہیم ایک سو دس ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۸۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

۳ صالح بن کیسان ان کی کنیت ابو محمد ہے وہ غفاری مدنی تابعی ہیں۔ انھوں نے نوّے سال کی عمر میں علم پڑھنا شروع کیا۔ ایک سو ساٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے وہ زہری کے شاگرد ہیں۔

۴ ابن شہاب زہری ۵ ابو امامہ اسعد بن سہل بن حُنَیف ہیں ان کی والدہ ام حبیبہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ ہیں۔ ابو امامہ نے اپنی لڑکیوں کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وصیت عرض کی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبیبہ کا نکاح سہل بن حُنَیف سے کر دیا اور اسعد پیدا ہوئے ان کا نام بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا تھا اور ان کے نانا کے نام سے انہیں موسوم کیا اور ان کے ؎

؎ لئے برکت کی دعا کی۔ وہ ایک سو بیس ہجری میں فوت ہوئے نوّے برس سے کچھ زیادہ تھی۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحَيَاءِ مِنَ الْاِيْمَانِ

۲۳ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ بْنُ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ

ع۶ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ان کا نام سعد بن مالک ہے۔

باب ــ حیا ایمان ہے

۲۳ــ ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری مرد کے پاس سے گزرے جبکہ اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑو بے شک حیا ایمان ہے۔

۲۳ــ شرح : حیاء ایمان اس لئے ہے کہ یہ عمل ہے اور عمل پہ ایمان کا اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ یعنی صلوٰتکم ،، صلوٰۃ پر ایمان کا اطلاق کیا اور صلوٰۃ عمل ہے۔ انصاری اپنے حقیقی یا اسلامی بھائی کو حیاء کے بارے میں وعظ کر رہا تھا اور اسے حیاء سے منع کر رہا تھا۔ اس وعظ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے روکا کہ اسے حیاء سے منع نہ کرو۔ حیا ایمان ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ،، فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ ،، ایسا مؤکد کلام وہاں کرتے ہیں جہاں مخاطب شک یا انکار کرے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخاطب نہ تو شک کرتا تھا اور نہ ہی انکار کرتا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شخص اپنے بھائی کو حیاء سے منع کرتا تھا اگر حیاء کے ایمان ہونے کا معترف ہوتا تو حیاء

marfat.com
Marfat.com

سے منع نہ کرتا گویا کہ وہ منکر تھا یا اس کو منکر سمجھا گیا کیونکہ جب مخاطب پر انکار کی علامت ہو تو اسے منکر قرار دے کر کلام کیا جاتا ہے جیسے منکروں سے کلام کیا جاتا ہے اور اس کے حسب انکار تاکیدات ذکر کی جاتی ہیں۔ یا اگر انکار یا صورتِ انکار نہ بھی ہو واقعہ اور مقام کے اہتمام کے لئے بھی تاکید لائی جاتی ہے۔

علامہ تیمی نے کہا حیاء کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی متوقع خوف و ہراس کی وجہ سے کسی شئی کو ترک کر دیا جائے،، قرآن کریم میں ہے یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ،، یعنی تمہاری عورتوں کو چھوڑ دیتے تھے اور انہیں قتل نہیں کرتے تھے اور حیاء ایمان اس لئے ہے کہ انسان حیاء کی وجہ سے مناہی شرع سے رک جاتا ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے گزرا ہے کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے تو دوبارہ کیوں ذکر کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں اسے امور الایمان کے بیان میں بالتبع ذکر کیا ہے اور یہاں قصداً ذکر کیا ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر حیاء ایمان کا حصہ ہے تو اس کے انتفاء سے بعض ایمان منتفی ہو جانا چاہیئے اور جب بعض ایمان منتفی ہو جائے تو ایمان کی حقیقت منتفی ہو گئی لہٰذا جب کوئی حیاء نہ کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایمان سے کامل ایمان مراد ہے لہٰذا حیاء کے انتفاء سے کمالِ ایمان کا انتفا ہو گا۔ اصل ایمان منتفی نہ ہو گا؛ البتہ اگر یہ کہا جائے کہ اعمال حقیقتِ ایمان میں داخل ہیں تو بات مشکل ہو گی۔ (کرمانی، عمدۃ القاری)

اسماءِ رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں ع۱ عبداللہ بن یوسف تنیسی وہ دمشق میں مقیم ہو گئے تھے ع۲ امام مالک بن انس ع۳ محمد بن مسلم بن شہاب زہری ع۴ سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم قرشی عدوی جلیل القدر تابعی ہیں۔ ایک قول کے مطابق مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ سے ہیں۔

ابن مسیب نے کہا سالم اپنے والد عبداللہ کے بہت مشابہ تھے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا سالم بن عبداللہ کے زمانہ میں زہد و تقویٰ میں پہلے گزرے ہوئے صالحین سے وہ بہت مشابہ تھے۔ دو درہم سے کپڑا خرید کر پہنا کرتے تھے۔ ابن راہویہ نے کہا تمام اسانید سے صحیح تر سند یہ ہے کہ زہری عن سالم عن ابیہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم حضرت عبداللہ کو سالم سے بہت محبت تھی اور انہیں بوسہ دیا کرتے تھے اور کہتے کیا تم شیخ کا شیخ کو بوسہ دینے پر تعجب نہیں کرتے ہو؟ ۱۰۶ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور ہشام ابن عبدالملک نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ عبداللہ، عاصم، حمزہ، بلال، واقد، زید آپ کے بھائی ہیں ان کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر نے سالم کو وصیت کی تھی ع۵ عبداللہ بن عمر میں رضی اللہ عنہما،، قد مر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ

۲۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْمُسْنَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْرَوْحِ الْحَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ ابْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَآءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ

باب — اگر وہ تائب ہو جائیں، نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ خالی کردو

شرح الباب : اس باب سے غرض امورِ ایمان کا باب ہے اور اعمال ایمان ہیں یہ آئت کریمہ اور حدیث شریف اس کی دلیل ہے۔ امام بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس آئت کریمہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ نماز کے تارک اور زکوٰۃ منع کرنے والے کی راہ خالی نہیں کی جائے گی۔ اس سے امام بخاری کا مقصد مُرجئہ کا ردّ ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے اعمال کی ضرورت نہیں اور اس آئت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کی گرفت ہے اور اعمال ایمان ہیں۔

۲۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں۔ حتی کہ وہ گواہی دیں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ یہ کریں گے تو مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کرلیں گے مگر اس کے حق سے نہیں بچ سکیں گے اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۲۴— شرح : یعنی جو شخص ایمان لے آئے اس کا خون محفوظ ہے۔ اس لئے اس حدیث کو کتاب الایمان میں ذکر کیا اگرچہ احتمال ہے کہ نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا منجملہ ایمان ہے۔ نماز اور زکوٰۃ کو منع کرنے والوں سے جنگ کرنی چاہیئے۔ اس حدیث میں جن لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ مشرک ہیں جبکہ اُن سے عہد نہ ہوا ہو اور نہ ہی ان سے صلح ہوئی ہو اس سے اہلِ کتاب مُراد نہیں کیونکہ وہ جزیہ ادا کرنے کے باعث حکم قتال سے خارج ہیں یا عام لوگ مراد ہیں مشرک ہوں یا یہود و نصاریٰ ہوں۔ ان سے جنگ کی جائے حتیٰ کہ وہ اسلام قبول کریں یا جزیہ قبول کریں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حتیٰ یُسْلِمُوْا اَوْ یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ ،، اور حدیث میں اصل مقصد کو ذکر کیا ہے اور وہ اسلام ہے الحاصل جب لوگ اسلام قبول کرلیں تو حق اسلام کے سوا کسی اور وجہ سے انہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ہی اُن کے اموال پر قبضہ کیا جائے گا اور ان کے دلوں کی باتیں اللہ کے سپرد ہیں۔ ہم صرف ظاہر حال پر فیصلہ کرسکتے ہیں۔

نماز نہ پڑھنے والے کے متعلق اہلِ علم کا حکم

اس حدیث سے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ جو قصداً نماز ترک کرے اگرچہ نماز کے وجوب کا قائل ہو اسے قتل کر دیا جائے۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ جو حکم دیا گیا ہے وہ قتال ہے قتل نہیں اور قتال و قتل میں فرق ہے اور وہ یہ کہ قتال مفاعلہ ہے اور بابِ مفاعلہ جانبین سے فعل کو چاہتا ہے اور قتل ایسا نہیں لہٰذا قتال کی اباحت کو قتل کی اباحت لازم نہیں۔

پھر اصحاب شافعی میں سے بعض کہتے ہیں کہ بے نماز کو تین دن کی مہلت دی جائے اگر نماز نہ پڑھے تو قتل کر دیا جائے اور وہ بطور حد مقتول ہوگا اسے تلوار سے قتل کیا جائے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے اکثر نے یہ روایت کی ہے کہ جو کوئی قصداً نماز ترک کرے وہ کافر اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے۔ بعض شافعی بھی یہی کہتے ہیں اور وہ مرتد کے حکم میں ہے نہ اسے غسل دیا جائے نہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور اس کی بیوی کو اس سے جُدا کر دیا جائے (عینی)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور مزنی نے کہا تارکِ صلوٰۃ کو قید کیا جائے حتیٰ کہ وہ تائب ہو جائے اور اسے قتل نہ کیا جائے۔ تعجب ہے کہ جو بے نماز کو قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں وہ زکوٰۃ کے مانع کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیتے لہٰذا ان پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ جب مذکور حدیث دونوں کو شامل ہے۔ ان میں

marfat.com
Marfat.com

فرق کیوں کیا ہے؟ ان حضرات کا مانع زکوٰۃ کے بارے میں یہ مذہب ہے کہ جو کوئی زکوٰۃ ادا نہ کرے اس سے جبراً زکوٰۃ وصول کی جائے اور نہ دینے پر اسے تعزیر لگائی جائے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تارک صلوٰۃ اور تارک زکوٰۃ کا ایک ہی حکم ہے۔ اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے جنگ کی تھی۔ یعنی ان سے مقاتلہ کیا جائے گا انہیں قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ جو زکوٰۃ منع کرے اس سے جبراً زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔ نماز میں ایسا نہیں۔ البتہ جب مانعین زکوٰۃ جنگ کرنے پر تلے ہوں تو ان سے جنگ کی جائے گی۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے جنگ کی تھی اور یہ کہیں منقول نہیں کہ آپ نے انہیں روک کر قتل کیا ہو۔ اگر رمضان کے روزے ترک کرے تو اسے قید کیا جائے اور دن میں اس سے کھانا پینا روک دیا جائے۔ کیونکہ بظاہر وہ روزے کا معتقد ہے جیسا کہ کتب شافعیہ میں مذکور ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب کوئی توحید و رسالت کی شہادت دے اور نماز قائم کرے زکوٰۃ ادا کرے تو حدیث کے مقتضی کے مطابق اس سے جنگ ترک کر دی جائے گی اگرچہ دوسرے ضروریاتِ دین کا انکار کرے حالانکہ ایسا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جب رسالت کا اقرار کرے گا تو اس میں تمام ضروریات دین کا بھی اقرار شامل ہے علاوہ ازیں دوسری حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یُؤْمِنُوْا بِیْ وَبِمَا جِئْتُ بِہٖ کہ مجھ پر ایمان لائیں اور جو میں لے کر آیا ہوں اس پر لائیں۔ معلوم ہوا کہ رسالت کی شہادت تمام ضروریاتِ دین کو متضمن ہے۔ البتہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جب حدیث تمام ضروریاتِ دین کو شامل ہے۔ تو نماز اور زکوٰۃ کو خصوصیت سے کیوں ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں عبادات بدنیہ اور مالیہ ہیں اور دوسروں کا یہ معیار اور عنوان ہیں۔ اسی لئے نماز کو دین کا ستون فرمایا اور زکوٰۃ کو اسلام کامل ذکر کیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب لوگ توحید و رسالت کی شہادت دیں تو ان کے خون محفوظ ہو جاتے ہیں اگرچہ نماز نہ قائم کریں اور نہ زکوٰۃ ادا کریں کیونکہ یہ ضروری بات ہے کہ جب توحید و رسالت کی گواہ دی جائے تو قتال نہیں کیا جاتا اور یہ انتظار نہیں کیا جاتا کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں یا نہیں اور ظاہر بھی یہی ہے کہ "اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ" پر اکتفاء کی جائے۔ کیونکہ نماز کی اقامت اور اداء زکوٰۃ اسلام کا حصہ ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں کو تعظیم کے لئے ذکر کیا ہے اور یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ بھی شہادت کا حکم رکھتے ہیں۔

اسماءِ رجال

اس حدیث کے چھ راوی ہیں: ۱ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ جعفر بن یمان مُسْنَدِی ہیں۔
۲ ابوروح حرمی بن عمارہ ہیں۔ ترمذی کے سوا دوسرے محدثین نے ان سے روایت کی ہے۔ یحییٰ بن معین

marfat.com
Marfat.com

نے انہیں صدوق کہا ہے۔ امام بخاری کے مطابق تو وہ ۲۰۱ ہجری میں فوت ہوئے: حَرَمِیٌّ ان کا نام ہے۔ حرم کی طرف منسوب نہیں وہ بصری ہیں۔

ع۳ شعبہ بن حجاج ع۴ واقد بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ ابن معین نے واقد کو ثقہ کہا ہے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ان سے روایت کی ہے۔

حدیث ع۲ کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی نے ذکر کیا کہ یہ حدیث غریب ہے اور واقد سے روایت کرنے میں شعبہ منفرد ہیں، لیکن غریب ہونے کے باوجود شیخان نے اسے صحیح کہا ہے۔

بعض علماء نے اس کی صحت کو بعید سمجھا ہے کیونکہ اگر یہ حدیث عبداللہ بن عمر کے نزدیک صحیح ہوتی تو وہ اپنے والد عمر فاروق کو مانعین زکوٰۃ کے قتال کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق سے مناظرہ نہ کرنے دیتے۔ اگر اس حدیث کو صحابہ کرام جانتے تو ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق کو اس حدیث سے استدلال نہ کرنے دیتے وہ یہ کہ "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہیں" اور اس صریح نص سے قیاس کی طرف انتقال نہ کرتے وہ یہ کہ "جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے جنگ کروں گا؛ کیونکہ اللہ کی کتاب میں یہ دونوں ایک دوسرے کے قرین اور ساتھی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مذکور حدیث حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس ہونے کو یہ لازم نہیں کہ اس وقت ان کے ذہن میں حاضر ہو۔ اگر حاضر فی الذہن بھی ہو تو ہو سکتا ہے کہ مناظرہ کے وقت حاضر فی الذہن نہ ہو۔

ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس کے بعد شیخین سے یہ حدیث ذکر کی ہو۔ اور حضرت ابوبکر صدیق نے مانعین زکوٰۃ کے بارے میں محض قیاس سے استدلال نہیں کیا تھا بلکہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے یہ اخذ کیا تھا: اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زکوٰۃ اسلام کا حق ہے۔ لہٰذا یہ قتال کی واضح وجہ ہے۔

نیز حضرت عبداللہ بن عمر اس روایت میں منفرد نہیں۔ بلکہ ابوہریرہ نے بھی صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی زیادتی ذکر کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی بعض احادیث مخفی رہتی تھیں اور ان پر بعض صحابہ مطلع ہوتے تھے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ حدیث فلاں صحابی پر کیسے مخفی رہی۔

ع۵ ابوہ ہے اور وہ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر ہیں۔ ابوحاتم اور ابوزرعہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ع۶ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما،

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ هُوَ الْعَمَلُ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَ قَالَ عِدَّةٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ عَنْ قَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَقَالَ تَعَالٰی لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ

باب جس نے کہا ایمان عمل ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : یہ جنت ہے جس کے تم عملوں کے سبب وارث بنائے گئے ہو۔ علماء کی ایک جماعت نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ،، کی تفسیر میں فرمایا : اے میرے محبوب تیرے رب کی قسم ہم اُن سب سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ،، کے متعلق پوچھیں گے اس طرح عمل کرنے والوں کو عمل کرنے چاہئیں۔

شرح : جب امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرجئہ کا رد کرتے ہوئے کہا کہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں، تو اب اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں کہ ایمان عمل ہے کیونکہ مُرجئہ کا مذہب ہے کہ ایمان عمل نہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہیں جنت کا وارث بنایا ہے۔ یعنی تمہیں اس کا حقدار بنایا ہے یا معنی یہ ہے کہ جنت کا کچھ حصہ کافر کے لئے بھی تھا لیکن اس کے کفر نے اسے وہاں جانے سے منع کر دیا تو وہ مومنوں کی طرف منتقل ہوگئی۔ گویا کہ مومن کافر مورث کا وارث ہُوا۔ علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عمل کی جزاء کو میراث سے تشبیہ دی کیونکہ عمل کرنے والا اس کا خلیفہ بنتا ہے اور جنت مذکور سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے : اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ،، اور بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ،، میں مَا مصدریہ ہے۔ یعنی بِعَمَلِكُمْ یا موصولہ ہے۔ یعنی بِالَّذِیْ كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور با مُلابَسَت کے لئے ہے

marfat.com
Marfat.com

۲۵ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ وَمُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَا حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ فَقَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ

یعنی تم اپنے اعمال کے ثواب کے سبب جنت کے وارث ہو یا باء مقابلہ کے لئے ہے۔ جو عوض پہ داخل ہوتی ہے جیسے اِشْتَرَيْتُ بِاَلْفٍ ، یعنی میں نے ہزار کے عوض خریدا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف میں ہے "کوئی بھی اپنے عمل کے سبب جنت میں داخل نہ ہوگا اور یہ مذکور آیت کریمہ کے بظاہر خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ میں جو عمل ثابت ہے وہ عمل مقبول ہے جس کے سبب جنت میں داخل ہوگا۔ اور حدیث میں جس عمل کی نفی کی گئی ہے۔ وہ عمل غیر مقبول ہے اور قبول اللہ کی رحمت ہے تو خلاصہ کلام یہ ہوا کہ جنت میں داخلہ اللہ کی رحمت سے ملے گا جو عمل مقبول ہے۔ قولہ قَالَ عِدَّةٌ الخ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ ہم اُن سے اعمالِ تکلیفیہ کے متعلق پوچھیں گے۔ اور اس کو لفظِ توحید سے خاص کرنا تخصیص بلا دلیل ہے جو ناقابلِ قبول ہے۔ یعنی کسی دلیل خارجی کے بغیر تخصیص کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ سوال میں کلام عام ہے۔ توحید کے متعلق ہو یا غیر توحید کے متعلق ہو اور توحید کے دعویٰ کی تخصیص دلیل خارجی کی محتاج ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں ہے : فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ یعنی اس دن کسی انسان اور جن سے اس کے گناہ کے متعلق نہ پوچھا جائے گا۔ بظاہر ان دونوں آیات میں تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قیامت میں مختلف احوال ہوں گے اور طویل زمانے ہوں گے۔ ایک وقت میں سوال کیا جائے گا اور دُوسرے وقت میں نہیں پوچھا جائے گا اور یہ سوال استخبار نہیں بلکہ سؤالِ توبیخ ہے۔

قولہ لِمِثْلِ هٰذَا الخ یعنی عظیم کامیابی کے حصول کے لئے مومن ایمان لائیں دنیاوی حظوظ جو جلدی منقطع ہونے والے ہیں کے پیشِ نظر ایمان نہ لائیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان عمل ہے جو امام بخاری کا مقصد ہے لیکن لفظ عام ہے اور بلا دلیل تخصیص کا دعویٰ مقبول نہیں۔ البتہ ایمان پر عمل کا اطلاق اس اعتبار سے درست ہے کہ ایمان قلب کا عمل ہے، لیکن اس کو یہ لازم نہیں کہ عمل نفسِ ایمان ہے اور ان ابواب سے امام بخاری کا مقصد عمل کو ایمان کا جزء ثابت کرنا ہے تاکہ ان لوگوں پر ردّ بلیغ ہو جو کہتے ہیں کہ ایمان کی

marfat.com
Marfat.com

ماہیت میں عمل داخل نہیں لہٰذا مصنف کا مقصد پورا نہ ہوگا اور اگر اس کی مراد یہ ہے کہ عمل کا اطلاق ایمان پر جائز ہے تو اس میں نزاع ہی نہیں کیونکہ ایمان عمل قلب ہے جو تصدیق ہے۔

۲۵ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پھر عرض کیا گیا کونسا عمل افضل ہے ؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ ، عرض کیا پھر کونسا ؟ فرمایا : حج مبرور ،،

۲۵ــــ شرح : یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بنیادی عمل ہے۔ جس کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں۔ جہاد یعنی کفار سے جنگ کرنا اللہ تعالیٰ کا دین بلند کرنے کے لئے ہے۔ یہ دوسرے اعمال سے اس لئے افضل ہے کہ اس میں اللہ کی راہ میں جانیں قربان ہوتی ہیں۔ اس کے بعد حج افضل ہے کیونکہ یہ مالی اور بدنی عبادتوں سے مرکب ہے۔ حج مبرور کی علامت یہ ہے کہ حاجی کا حال پہلے حال سے بہتر ہو جائے اور اس میں کچھ ریاء کاری اور سمعہ نہ ہو اور نہ ہی اس کے بعد معصیت ہو۔ اس حدیث میں ایمان کے بعد جہاد کو افضل فرمایا اور عبداللہ بن مسعود کی حدیث میں ایمان کے بعد نماز کو ذکر کیا۔ ابوذر کی حدیث میں حج کا ذکر نہیں ایک اور حدیث میں یہ مذکور ہے کہ جس کے ہاتھ اور پاؤں سے لوگ سلامتی میں رہیں۔ ایک دوسری حدیث میں طعام کھلانے کو افضل ذکر فرمایا؛ حالانکہ ان تمام روایات میں سوال ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ کونسا ایمان افضل ہے ؟ اور جوابات مختلف ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ سائلین کے احوال کے اعتبار سے جوابات مختلف ذکر فرمائے ہیں کیونکہ ہر سائل کا حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہوتا تھا۔ اس اعتبار سے آپ نے جواب ذکر فرمایا۔ نیز کہا جاتا ہے کہ سب سے بہتر یہ شئی ہے اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ بعض حالات میں یہ بہتر ہے۔ تمام احوال میں تمام وجوہ کے اعتبار سے بہتر نہیں ہوتا اس کی مثال یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہو اس سے مطلقاً سب لوگوں سے بہتر مراد نہیں۔

اسماء رجال

اس حدیث کے چھ راوی ہیں ۱ــ احمد بن یونس وہ احمد بن عبداللہ بن یونس بن عبداللہ ابن قیس یربوعی تمیمی ہیں ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ اور احمد بن یونس کے نام سے مشہور ہیں اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔ انھوں نے امام مالک ابن ابی ذئب اور لیث سے سماعت کی ہے۔ ابوحاتم نے انہیں ثقہ متقن کہا ہے۔ احمد نے انہیں شیخ الاسلام کہا ہے وہ دوسو ستائیس (۲۲۷) ہجری کے ربیع الآخر میں فوت ہوئے جبکہ

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ اِذَا لَمْ يَكُنِ الْاِسْلَامُ عَلَى الْحَقِيْقَةِ

وَكَانَ عَلَى الْاِسْتِسْلَامِ اَوِ الْخَوْفِ مِنَ الْقَتْلِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا فَاِذَا كَانَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ فَهُوَ عَلٰى قَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ الْاٰيَةَ

ان کی عمر ۹۴ برس تھی۔ ع۲ موسیٰ بن اسماعیل ع۳ ابراہیم بن سعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی اولاد سے ہیں ع۴ محمد بن مسلم بن شہاب زہری ع۵ سعید بن مسیب بن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عایذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ قرشی مخزومی مدنی ہیں۔ انہیں امام التابعین اور فقیہہ الفقہاء کہا جاتا ہے۔ ان کا باپ اور دادا دونوں صحابی تھے۔ دونوں فتح مکہ میں مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے عمر فاروق، عثمان، علی، سعد بن ابی وقاص اور ابوہریرہ سے سماعت کی ہے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں اور ان کی حدیثوں کو بہت جانتے ہیں۔ ابن مدینی نے کہا وہ تابعین میں سب سے زیادہ وسیع علم رکھتے تھے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تہذیب الاسماء میں ذکر کیا کہ سعید بن مسیب کا تابعین میں افضل ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ علوم شرع میں افضل ہیں؛ ورنہ صحیح مسلم میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمام تابعین سے بہتر ایک شخص ہے جسے اویس کہا جاتا ہے اس کو برص ہے اسے کہو کہ تمہارے لئے استغفار کرے۔ احمد بن عبداللہ نے کہا وہ مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے فقیہہ ہیں۔ جابر بن اسود مدینہ منورہ کا حاکم تھا انھوں نے سعید سے کہا کہ عبداللہ بن زبیر کی بیعت کرے انھوں نے انکار کیا تو انہیں ساٹھ کوڑے مارے اور مدینہ منورہ میں انہیں پھرایا گیا۔ کہا گیا کہ ہشام بن ولید نے بھی انہیں کوڑے مارے تھے جبکہ وہ ولید کی بیعت کرنے سے رک گئے تھے۔ اس نے انہیں قید کر رکھا تھا۔ وہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں مدینہ منورہ میں ۹۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ اس سال کو فقہاء کا سال کہتے ہیں کیونکہ اس سال بہت فقہاء فوت ہوئے تھے ع۶ ابوہریرہ عبدالرحمٰن بن صخر رضی اللہ عنہ،،

باب جس وقت اسلام حقیقت پر مبنی نہ ہو

اور صرف ظاہری تابعداری اور قتل سے خوف کی وجہ سے ہو تو اس کا کچھ اعتبار نہیں!

marfat.com

Marfat.com

۲۶ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطٰی رَھْطًا وَ سَعْدٌ جَالِسٌ فَتَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا ھُوَ اَعْجَبُھُمْ اِلَیَّ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَالَکَ

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اعراب (دیہاتی لوگوں) نے کہا ہم ایمان لے آئے فرما دیجئے تم ایمان نہیں لائے لیکن یہ کہو کہ ہم مسلمان ہوگئے اور اگر اسلام حقیقت پر مبنی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق ہے کہ اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے۔"

شرح الباب : یعنی جب اسلام حقیقت شرعیہ پر مبنی ہو اور ظاہر تابعداری ہو یا قتل کے ڈر سے مسلمان ہوا ہو تو وہ اسے آخرت میں نفع نہ دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الخ یہ آیت کریمہ بنی اسلم کے چند لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو قحط سالی کے دور میں مدینہ منورہ آئے اور کلمہ توحید اور رسالت کی شہادت دی جبکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے ہم بہت سامان اور بچے لے کر آپ کے پاس آئے ہیں۔ ہم نے آپ سے قتال نہیں کیا جیسے بنو فلاں نے آپ سے قتال کیا تھا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ان پر صدقہ اور احسان کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ انہیں فرما دیجئے تم نے حقیقت میں اظہار شہادت نہیں کیا تم نے ظاہری انقیاد کا اظہار کیا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لے آئے ہیں تم یہ کہو کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں۔ اس آیت میں کرامیہ اور مرجئہ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ ایمان صرف زبانی اقرار ہے۔ اور بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو مومن نہیں فرمایا ؛ حالانکہ وہ زبانی شہادتیں کا اقرار کرتے تھے اور جب اسلام حقیقت شرعیہ پر مبنی ہو جو ایمان کے مرادف ہے تو وہ انسان کو نفع دیتا ہے۔ اس میں فرمایا اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے۔

قولہ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ الخ اس آیت کریمہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مذہب پر استدلال کرتے ہیں کہ ایمان اور اسلام مترادف ہیں کہ اگر ایمان اسلام کا غیر ہو تو مقبول نہ ہوگا لہٰذا اس کا عین ہونا ثابت ہوگیا : کیونکہ ایمان دین ہے اور دین اسلام ہے ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ" تو نتیجہ یہ نکلا

marfat.com
Marfat.com

عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ اَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِیْ فَقُلْتُ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ اَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِیْ وَعَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا سَعْدُ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَغَيْرُهٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِی النَّارِ رَوَاهُ يُوْنُسُ وَصَالِحٌ وَمَعْمَرٌ وَّابْنُ اَخِی الزُّهْرِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ

کہ ایمان اسلام ہے۔

۲۶ — ترجمہ : عامر بن سعد رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روائت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت میں مال تقسیم کیا جبکہ حضرت سعد وہاں بیٹھے ہوئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو چھوڑ دیا وہ مجھے ان سب سے زیادہ اچھا معلوم ہوتا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ آپ نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا ہے اللہ کی قسم! میں اسے مومن گمان کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یا مسلم! میں تھوڑی دیر خاموش رہا پھر جو کچھ میں اس شخص کے متعلق جانتا تھا اس نے مجھے مجبور کیا اور میں پھر اسی بات کی طرف لوٹا اور عرض کیا کیا وجہ ہے کہ آپ نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا ہے بخدا! میں اسے مومن سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یا مسلم۔ پھر میں جو کچھ اس شخص سے جانتا تھا اس نے مجھے مجبور کیا اور میں پھر اس بات کی طرف لوٹا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی اعادہ کیا اور فرمایا: اے سعد! میں کسی شخص کو مال عطا فرماتا ہوں حالانکہ اس کا غیر مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے کہیں اوندھے منہ آگ میں ڈال دے گا۔ اس کی یونس، صالح، معمر اور زہری کے بھتیجے نے زہری سے روائت کی!

۲۶ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے جواب میں "اَوْ مُسْلِمًا" فرمایا اس میں تنبیہ فرمائی کہ ایمان باطنی امر ہے اسے اللہ ہی جانتا ہے۔ تم ظاہر کے اعتبار سے اسے مسلمان کہو جو تم جانتے ہو۔ دراصل فلاں شخص مومن تھا۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَغَيْرُهٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ"، حدیث کا معنی یہ ہے کہ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کمزور ایمان والے کو مال دیتا ہوں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں اسے مال نہ دوں تو وہ ایسا اعتقاد کرے گا جس کے سبب وہ کافر ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے اوندھے منہ دوزخ میں پھینکے گا گویا کہ سرورِ کونین

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤلفۃ القلوب کی طرف اشارہ فرمایا یا ایسے شخص کی طرف اشارہ کیا کہ جب اسے نہ دیا جائے تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخل کی طرف منسوب کرنے لگتا ہے مگر جس کا ایمان قوی اور مضبوط ہوتا ہے وہ مجھے زیادہ محبوب ہے میں اسے اس کے ایمان کے حوالہ کرتا ہوں مجھے اس کا دین سے منحرف ہو جانے کا یا اس کا بدگمانی کرنے کا ڈر نہیں۔ اور دنیا میں جو اسے حاصل نہ ہو اس میں اسے کوئی ضرر نہیں پہنچتی۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکموں وغیرہ کے پاس سفارش کرنی جائز ہے اور امام کو چاہیئے کہ مال مسلمانوں کے اہم مسائل میں خرچ کرے۔ نیز معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے محض زبانی اقرار مفید نہیں جب تک کہ قلب تصدیق نہ کرے۔ وہ شخص جسے آپ نے چھوڑا تھا وہ جُعَیل بن سراقہ ضمری مہاجری تھا اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قسم کھانا اور حرف "اِنّ اور لام" سے تاکید کرنا اور بار بار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا اور اس کی طرف علم کی نسبت بار بار کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت سعد کو اعتقاد جازم تھا کہ وہ مومن ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جُعَیل کے متعلق سعد کی بات قبول اس لئے نہیں کی تھی کہ اس کا کلام بطور شہادت نہ تھا۔ وہ صرف جُعَیل کی مدح تھی اور اس بناء پر وہ ان کے لئے عطیہ طلب کر رہے تھے۔ اسی لئے لفظ میں آپ نے مناقشہ فرمایا ہاں حدیث میں بعض الفاظ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سعد کا قول قبول فرما لیا تھا اور وہ ثُمَّ قَالَ یَاسَعد الخ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو عطاء کرنے اور حضرت جُعَیل کو محروم رکھنے کی حکمت بیان فرمائی کہ جُعَیل ایمان میں مضبوط ہیں اگر انہیں نہ دیا جائے تو ان سے بدگمانی کا تصور ناممکن ہے لیکن مذکور شخص کو اگر نہ دیا جائے تو وہ مرتد ہو جائے گا یا حضور کو بخیل کہنے لگے گا جو صریح کفر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ظن قوی ہو تو اس پر قسم کھانا جائز ہے اور کسی کے لئے جنتی ہونے کی تعیین صرف نبی کریم علیہ السلام ہی کر سکتے ہیں اس سے قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ ایمان و اسلام مترادف نہیں لیکن مومن مسلمان ہی ہوتا ہے اور مسلمان کبھی مومن نہیں ہوتا۔ اس حدیث کے اسناد میں تحدیث، اخبار اور عَنْعَنَہ ہیں۔ اس میں تین راوی مدنی ہیں اور تین تابعی ہیں جو ایک دوسرے سے روائت کرتے ہیں اور اکابر نے اصاغر سے روائت کی ہے۔

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں: ۱ ابوالیمان حکم بن نافع حمصی ۲ شعیب بن ابی حمزہ اموی ۳ محمد بن مسلم زہری ان تینوں کا ذکر ہو چکا ہے ۴ عامر بن سعد بن ابی وقاص قرشی زہری نے اپنے والد سعد، عثمان، جابر بن سمرہ اور صحابہ کی جماعت سے سماعت کی ہے وہ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں ایک سو تین یا چار ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے ۵ ابواسحاق سعد بن ابی وقاص اُن کے والد کا نام

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِفْشَاءُ السَّلَامِ مِنَ الْاِسْلَامِ

وَقَالَ عَمَّارٌ ثَلٰثٌ مَنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ جَمَعَ الْاِیْمَانَ اِلْاِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ وَالْاِنْفَاقُ مِنَ الْاِقْتَارِ

۲۷ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ اَبِی الْخَیْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

مالک بن وہیب ہے۔ آپ ان دس صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی گئی تھی اور وہ چھ افراد پر مشتمل شوریٰ کے ممبر تھے جنہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ کے انتخاب کے لئے مقرر کیا تھا آپ قدیم الاسلام ہیں چودہ برس کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ بدر اور دیگر مشاہد و غزوات میں حاضر رہے آپ مستجاب الدعاء تھے۔ سب سے پہلے آپ نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور سب سے پہلے اللہ کی راہ میں مشرکوں کا خون بہایا انہیں فارس اسلام کہا جاتا ہے۔ آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ انھوں نے عمر فاروق کے زمانہ میں کسریٰ کے بلاد فتح کئے۔ انہیں عمر فاروق نے عراق کا حاکم مقرر کیا انھوں نے کوفہ کی بنیاد رکھی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو فتنوں سے بالکل علیحدہ ہوگئے اور ستاون ۵۷ ہجری میں مدینہ منورہ سے دس میل دور عقیق میں اپنے محل میں فوت ہوئے جبکہ ان کی عمر تقریباً ۷۵ برس تھی۔ انھیں لوگوں کی گردنوں پر اٹھا کر مدینہ منورہ لے جایا گیا۔ مروان بن حکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جبکہ وہ اس وقت مدینہ منورہ کا حاکم تھا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ عشرہ مبشرہ میں سے سب سے آخر میں آپ ہی فوت ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے ماموں جان ہیں۔ کوئی شخص اپنا ماموں ایسا دکھا سکتا ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب بن عبد مناف ہیں اور حضرت سعد بن مالک بن وہیب وہب کے بھائی ہیں اور وہب اور وہیب دونوں عبد مناف کے بیٹے ہیں۔ حضرات صحابہ کرام میں سو سے زائد حضرات کے نام سعد ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

باب — سلام کا اظہار اسلام کا حصّہ ہے

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا تین خصلتیں ہیں جس نے ان کو جمع کیا اُس نے ایمان کی خصلتیں جمع کیں۔ عدل[۱] کرنا، لوگوں کو سلام[۲] کہنا اور تنگدستی[۳] کے باوجود خرچ کرنا "

۲۷ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ کونسا اسلام بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا طعام کھلانا اور جسے پہچانو یا نہ پہچانو اسے سلام کہنا۔

۲۷ — شرح : اس حدیث کے باب کی پہلے باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ پہلے باب میں یہ مذکور ہے کہ دین اسلام ہے اور اسلام اپنی خصلتوں سے مکمل ہوتا ہے اور اس کی خصلتوں میں سے سب کو سلام کہنا ہے۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس حدیث میں مکارمِ اخلاق کی ترغیب دلائی ہے۔ تنگدستی کے باوجود خرچ کرنا انتہائی کرم وسخا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مدح فرمائی ہے؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : " یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ "، انسان اپنے عیال پر خرچ کرے یا مہمانوں کو کھلائے بلکہ ہر شئ جسے خرچ کرنا اللہ کی طاعت ہے سب پر حدیث مشتمل ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ جامع کلمات ہیں کیونکہ ایمان کے خصائل مالی ہیں یا بدنی ہیں انفاق سے مالی خصائل کی طرف اشارہ کیا جس میں الوہیت پر وثوق اور دُنیا میں زُہد وتقویٰ پایا جاتا ہے۔ اور بدنی خصائل اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم کے لئے ہیں تو انصاف ہے۔ اگر مخلوق کی شفقت کے لئے ہیں تو بذلِ سلام ہے۔ یہ مکارم اخلاق، تواضع، عدمِ احتقاد کو متضمن ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک دوسرے سے محبت پیدا ہوتی ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غریب آدمی کو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے سے امیر کی نسبت زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : " بَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ " یعنی سب لوگوں کو سلام کہنا اللہ کے ماسوا کو عالم کہتے ہیں۔ اس میں کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ بھی داخل ہیں لیکن سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد : یہود ونصاریٰ کو پہلے سلام نہ کہو، سے یہ لوگ خارج ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا انہیں سلام نہیں کہا جائے گا قولہ " وَالْاِنْفَاقُ مِنَ الْاِقْتَارِ "، اقتار کا معنی محتاجی ہے۔ اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اس جملہ کا معنی یہ ہے عدم سے خرچ کرنا۔ کیونکہ محتاجی عدم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کلمہ " مِن "، " فی " کے معنی میں ہے جیسے :

marfat.com
Marfat.com

إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ "، میں مِنْ فِیْ کے معنی میں ہے تو حدیث کے اس جملہ کا معنی یہ ہوگا فقر کی حالت میں خرچ کرنا۔ یہ کرم وسخا کی انتہاء ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ کلمہ مِنْ ، عِنْدَ ، کے معنی میں ہو۔ جیسے قرآن کریم میں ہے لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا "، یعنی فقر کے وقت خرچ کرنا نیز ہو سکتا ہے کہ مِنْ غائت کے معنی میں ہو۔ جیسے کہا جاتا ہے : أَخَذْتُهُ مِنْ زَيْدٍ "، یعنی افتقار اس کے انفاق کی غائت ہے (عینی) حدیث ۱۱ کی شرح میں اس حدیث کی تفصیل گزری ہے۔ معمولی تغایر کے باعث دوبارہ ذکر کر دیا ہے۔ حدیث ۱۱ میں یہ استدلال ہے کہ اسلام طعام کھلانا ہے۔ لہٰذا تکرار نہ ہوا جبکہ ایک راوی ایک استدلال کرتا ہے اور دوسرے نے اور استدلال کر لیا۔ اس میں کچھ حرج نہیں

اَسْمَاءِ رِجال

" حضرت عمار بن یاسر " وہ ابو الیقظان عمار بن یاسر بن عامر بن مالک مخزومی عنسی یمنی پھر شامی ہیں۔ عنسی۔ اسود عنسی کذاب کا قبیلہ ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ یاسر ان کا بیٹا اور ان کے والد قمار بازی میں رہن ہو گئے تھے۔ اسی لئے جیتنے والے کے وہ غلام بن گئے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت بخشی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا ؛ چنانچہ عمار، ان کی والدہ سمیہ اور والد یاسر تینوں مسلمان ہو گئے اس لئے انہیں مکہ مکرمہ میں سخت عذاب دیا جاتا تھا۔ ان کو عذاب دینے کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس سے گزرتے تو فرماتے اے آل یاسر صبر کرو جنت تمہارا وعدہ ہے۔ سُمَیَّہ کو تو ابو جہل لعین نے قتل کر دیا تھا۔ یہ اسلام میں پہلی شہیدہ ہیں اور حضرت عمار زبانی اُن کی بات کہہ دیتے لیکن دل میں پُورے مطمئن تھے۔ اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ "
وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے پھر وہاں سے مدینہ منورہ آ گئے۔ اُنھوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور تمام غزوات میں جاتے رہے۔ عمار پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام میں مسجد قباء بنائی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں یمامہ کی جنگ میں حاضر رہے اور ایک پتھر پر چڑھ کر مسلمانوں کو بلند آواز سے پکارتے تھے مسلمانو! تم جنت سے بھاگتے ہو میری طرف آؤ، میں عمار بن یاسر ہوں وہ سخت جوانمردی سے جنگ کر رہے تھے۔ اسی حالت میں ان کا کان کٹ گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عمار بن یاسر پاؤں کے تک ایمان سے بھرا ہوا ہے اور انہیں خوشبو کے نام سے مرحبا فرماتے تھے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عمار کی راہ اختیار کرو۔ وہ جنگ صفین میں بھی حاضر ہوئے اور حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدافعت کرتے تھے۔ اس وقت صحابہ کرام ان کی پیروی کرتے تھے۔ جدھر وہ مائل ہوتے ادھر صحابہ مائل ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عمار عادل جماعت کا ساتھی ہے۔ جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمار

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيْرِ وَكُفْرٍ دُوْنَ كُفْرٍ

فِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۸ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُ النَّارَ فَاِذَا اَكْثَرُ اَهْلِهَا النِّسَآءُ يَكْفُرْنَ قِيْلَ اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ

تجھے باغی لوگ قتل کریں گے ؛ چنانچہ جنگ صفین میں شہید ہوگئے اور ان کی وصیت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی لباس میں دفن کیا اور غسل نہ دیا۔ وہ ۳۷ ہجری کو ۹۳ برس کی عمر میں شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ "

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں۔ ان میں سے قتیبہ کے سوا سب کا ذکر ہوچکا ہے۔ حضرت قتیبہ رضی اللہ عنہ، ابو رجاء قتیبہ بن سعید بن جمیل بغلانی بغلان کی طرف منسوب ہیں۔ بلغان بلخ کے علاقہ میں ایک بستی ہے۔ ان کا دادا حجاج بن یوسف کا مولیٰ تھا۔ ابن عدی نے ان کا اصل نام یحییٰ ذکر کیا ہے اور قتیبہ ان کا لقب ہے جو زیادہ مشہور ہے۔ صحاح ستہ کے مصنفین نے ان سے روایات ذکر کی ہیں وہ بہت مالدار تھے جیسے بہت احادیث جانتے تھے۔ دو سو چالیس ہجری میں فوت ہوئے۔ عنور علی محمد بن سمار نے کہا میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں بلخ میں جمعہ کے روز ۲۴ رجب کو ایک سو اڑتالیس ہجری میں اشراق کے وقت پیدا ہوا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

باب ـــ شوہر کا کفر کرنا اور کفر کا دوسرے کفر سے کم ہونا

اس میں ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی"

۲۸ ـــ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

نے فرمایا مجھے دوزخ دکھائی گئی۔ تو اس کے رہنے والوں میں زیادہ تر عورتیں تھیں کیونکہ وہ کفر کرتی ہیں۔ عرض کیا گیا کیا وہ اللہ کا کفر کرتی ہیں؟ فرمایا شوہر کا کفر کرتی ہیں اور احسان کا انکار کرتی ہیں۔ اگر تو کسی عورت پر عمر بھر احسان کرتا رہے۔ پھر وہ تجھ سے کوئی بات ناموافق دیکھے تو کہے گی میں نے تجھ سے کبھی اچھی بات نہیں دیکھی۔

شرح : عَشِیر کا معنی ہے شوہر۔ سیاقِ حدیث کی اسی پہ دلالت ہے۔ کہا گیا ہے عَشِیر بمعنی معاشِر ہے اور معاشرۃ مخالطت ہے (میل جول) کُفران کفر سے ہے اس کا معنی ستر (پردہ) ہے۔ اسی لئے ایمان کی ضد کو کفر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ حق (توحید) کو چھپاتا ہے۔ نعمت کے انکار پر بھی کفر کا اطلاق ہوتا ہے؛ لیکن اکثر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ ایمان کے مقابلہ کفر بولا جاتا ہے اور نعمت کے انکار کو کفران کہا جاتا ہے۔ جیسے طاعت پر ایمان کا اطلاق ہوتا ہے۔ ایسے ہی معاصی کو کفر کہا جاتا ہے اور جہاں مطلقاً کفر مذکور ہو اس سے مراد ملّت اسلامیہ سے خروج ہوتا ہے۔ (قسطلانی) کفر کے چار اقسام ہیں: انکار، جحود، عناد اور نفاق، اور جو کوئی ان چار اقسام میں کسی قسم کے ساتھ اللہ سے ملے اللہ اسے کبھی نہیں بخشے گا۔ کفر بمعنی انکار یہ ہے۔ دل اور زبان سے انکار کرے اور توحید کو قطعاً نہ پہچانے جیسے ابوجہل کا کفر تھا۔ اس نے توحید کا انکار اور اس کی معرفت سے سر پھیرا۔ دوسری قسم یہ کہ دل سے پہچانے اور زبانی انکار کرے جیسے ابلیس، بلعام اور امیہ بن ابی صلت کا کفر ہے۔

تیسری قسم یہ کہ دل سے پہچانے اور زبان سے اقرار بھی کرے؛ لیکن ایمان قبول کرنے سے انکار کرے یعنی اس کے دل میں توحید کی معرفت بھی ہے اور اس کا زبانی اقرار بھی کرتا ہے لیکن اس کا اذعان نہیں کرتا جیسے ابوطالب کا کفر تھا۔

چوتھی قسم یہ ہے کہ زبانی اقرار کرے اور دل سے انکار کرے جیسے منافقوں کا کفر ہے۔ ازہری نے کہا کفر برأت کے معنی میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شیطان سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَکْتُمُوْنِیْ مِنْ قَبْلُ، یعنی تمہارے شرک سے بری الذمہ ہوں۔ اور باب میں جو کفر مذکور ہے وہ یہ کہ کوئی شخص وحدانیت کا اقرار کرتا۔ نبوت و رسالت کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اس کا دل میں اعتقاد رکھتا ہے؛ لیکن بایں ہمہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہے، چوری کرتا ہے، زنا کا مرتکب ہوتا ہے، ناحق قتل کرتا ہے، زمین میں فساد کرتا ہے اس پر کفران کا اطلاق ہوتا ہے جو مذکور چار اقسام کے علاوہ ہے۔ اسے کفرانِ حقوق اور کفرانِ نعمت کہا جاتا ہے۔ باب میں کفر سے مراد یہ کفر ہے۔

اس باب کی پہلے ابواب سے مناسبت اس طرح ہے کہ پہلے ابواب میں امورِ ایمان کا ذکر ہے اور کفر اس کی ضد ہے اور ایمان اور کفر میں تقابل تضاد ہے۔ اس تضاد کے اعتبار سے دونوں میں مناسبت ہے (عینی)

حدیث میں یَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ، کے بعد یکفرن الاحسان، ذکر کیا اور کفران العشیر درحقیقت کفران الاحسان ہی ہے لہٰذا دوسرا جملہ پہلے جملہ کا بیان ہے۔ عموماً عورتوں کی عادت ہے کہ وہ شوہر کے انعامات کو تھوڑی سی ناراضگی پر ایک ٹھوکر سے جھٹلا دیتی ہیں یہ کفرانِ نعمت ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ کے

marfat.com

Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کے بیوی پر حق کو اللہ تعالیٰ کے حق سے ملایا۔ پس جب کوئی عورت اپنے شوہر کے حق کا انکار کرتی ہے؛ حالانکہ اس پر شوہر کا حق اس نہایت کو پہنچا ہوا ہے کہ وہ اللہ کے حق سے ملا ہوا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورت اللہ کے حق میں تہاؤن اور سستی کرتی ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شوہر کی نعمت کا انکار اللہ کی نعمت کا انکار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کے ہاتھ پر نعمت رکھی ہے۔ اسی لئے شوہر کی نافرمانی کفر بمعنی کفران نعمت ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں سے ایمان ناقص ہوتا ہے لیکن گناہ ایسے کفر تک نہیں پہنچاتے جس کے سبب وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ گناہ کبیرہ ہے کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بہت لعنت کرتی ہو اور صغیرہ جب بکثرت ہونے لگے تو وہ کبیرہ ہو جاتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کو لعنت کرنا اسے قتل کرنے کی طرح ہے،،

اور تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ لعنت کرنا حرام ہے۔ اور کسی کو معین کر کے لعنت کرنا اگرچہ وہ مسلمان یا کافر یا جانور ہو جائز نہیں البتہ اگر شرعی نص سے معلوم ہو جائے کہ کفر پر مرا ہے یا کفر پر مرے گا جیسے ابوجہل اور ابلیس علیہما لعنۃ اللہ تو اس پر لعنت کرنا جائز ہے اور اگر وصف پر لعنت کی جائے تو جائز ہے۔ جیسے لعنت اللہ علی الکاذبین یا سود خور پر لعنت تو یہ دراصل وصف پر لعنت ہے ذات پر نہیں۔

لعنت کا لغوی معنی راندھنا اور شریعت میں اللہ کی رحمت سے دور کرنا ہے۔

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں: ۱ عبداللہ بن مسلمہ قعنبی مدنی۔

۲ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ ان دونوں کا ذکر ہو چکا ہے۔

۳ ابو اسامہ زید بن اسلم قرشی عدوی یہ عمر فاروق کے مولیٰ ہیں۔ ابن سعد نے انہیں ثقہ کثیر الحدیث کہا ہے۔ ۱۳۳ ہجری میں فوت ہوئے

۴ عطاء بن یسار قاضی مدنی ہلالی ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ ہیں۔ ابن سعد نے کہا یہ ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔ یحییٰ بن معین اور ابوزرعہ نے انھیں ثقہ کہا ہے۔ ایک سو تین یا چار ہجری میں فوت ہوئے۔

۵ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمَعَاصِي مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَا يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكَابِهَا اِلَّا بِالشِّرْكِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ط وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَسَمَّاهُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ

باب معاصی جاہلیت کا شعار ہے۔ شرک کے سوا ان کا مرتکب کفر کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مرد ہے۔ تجھ میں جاہلیت پائی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : بے شک اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو نہیں بخشے گا اور اس کے سوا جسے چاہے گا بخشے گا "

اگر مومنوں کی دو جماعتیں جھگڑ پڑیں
تو اُن میں صُلح کرا دو ۔۔۔"

جھگڑنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے مومن کہا "

marfat.com
Marfat.com

۲۹ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْاَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ لَقِيْتُ اَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّيْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهٗ بِاُمِّهٖ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَعَيَّرْتَهٗ بِاُمِّهٖ اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ

شرح : اس باب کی پہلے باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ پہلے باب میں کفران العشیر کا ذکر تھا اور وہ گناہ ہے۔ اس باب کا معنی بھی یہی ہے۔ مَعَاصِی ،، مَعْصِیَۃ کی جمع ہے ، یہ مصدر میمی ہے۔ شریعت مطہرہ میں ترکِ واجب یا فعلِ حرام سے شارع علیہ السلام کی مخالفت کرنا۔ صغائر اور کبائر سب پہ اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ جاہلیت ،، اسلام سے پہلے فترت کا زمانہ ہے اس کو جاہلیت اس لئے کہتے ہیں کہ اس دور میں بہت جہالت تھی۔ صغائر اور کبائر کے مرتکب کو کافر نہیں کہا جاتا۔ اہلسنت وجماعت کا مسلک یہی ہے۔ البتہ خارجی کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں اور معتزلہ اسے کفر و ایمان کے درمیان مقام دیتے ہیں اور وہ فاسق کو مُخَلَّدٌ فی النار کہتے ہیں کہ وہ نہ کافر اور نہ مومن ہے۔ البتہ اگر کوئی شرک کرے تو اسے کافر کہا جائے گا اور اگر کوئی معاصی کا ارتکاب ،، اکتساب ،، نہیں کرتا بلکہ ان کا اعتقاد کر لیتا ہے جیسے شراب کو حلال اعتقاد کرے تو بھی کافر ہوگا کیونکہ ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے اور شراب کی حرمت ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ اہل سنت حضرت ابوذر کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ معاصی کا مرتکب کافر نہیں کیونکہ اس سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تم مرد ہو تم میں جاہلیت پائی جاتی ہے۔ حالانکہ جاہلیت صغائر اور کبائر شامل ہے کیونکہ حضرت ابوذر نے اپنے غلام کو شرمندگی دلائی تھی اور کہا تھا کالی عورت کا بیٹا اور یہ معصیت اگر معصیت کا مرتکب کافر ہوتا تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم ابوذر سے اس کی وضاحت کر دیتے اور صرف انکار محدود نہ رکھتے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ الخ کہ کافر کی مغفرت نہیں اس سے کم کتنا

marfat.com
Marfat.com

بھی گنہگار ہو اللہ اسے بخشے گا۔ معلوم ہُوا کہ کبائر کا ارتکاب کرنے والا کافر نہیں۔ اور وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔ باب کے عنوان میں ایک حدیث اور ایک آئت کریمہ سے امام نے ثابت کیا کہ کبائر کا ارتکاب کرنے والا مسلمان ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۹— ترجمہ: حضرت معرور رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں ربذہ میں ابوذر سے ملا۔ ان پر چادر تھی اور ان کے غلام پر بھی اس جیسی چادر تھی میں نے اُن سے اس کا سبب پوچھا تو اُنھوں نے کہا میں نے ایک شخص کو ماں کی گالی دی تھی تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر تو نے اسے ماں کی گالی دی ہے۔ تو ایسا شخص ہے کہ تجھ میں جاہلیت کا اثر پایا جاتا ہے۔ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضہ میں دے رکھا ہے۔ جس کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو وہ جو آپ کھائے اپنے غلام کو بھی کھلائے اور جو خود پہنے اسے بھی پہنائے اور ان کو زیادہ مشقت کا کام نہ دو جو ان پر گراں بار ہو اور اگر ایسی مشقت ان کو دو تو ان کی مدد کرو۔

۲۹— شرح: اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت واضح ہے۔ ابن بطال نے کہا امام بخاری کی اس حدیث سے غرض خوارج کا ردّ ہے وہ کہتے ہیں گناہ گار مومن ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ ردّ کی تصویر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کفر کے بغیر جسے چاہے اللہ بخشے گا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جس شخص کو گالی دی تھی وہ حضرت بلال موذن تھے۔ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکائت عرض کی تو آپ نے فرمایا: اے ابوذر تجھ میں جاہلیت کی خصلت ہے اور انہیں زجر اور توبیخ کی اور فرمایا تو نے بلال کو گالی دی ہے اور اس کی کالی ماں کے سبب اسے شرمندگی دلائی ہے۔ ابوذر نے عرض کیا جی ہاں ایسا مجھ سے ہُوا ہے۔ فرمایا میرا خیال ہے کہ تجھ میں جاہلیت کا کچھ اثر باقی ہے۔ یہ سُن کر ابوذر نے اپنا رخسار زمین سے ملا دیا پھر کہا میں اپنا رخسارہ زمین سے نہیں اُٹھاؤں گا حتیٰ کہ میرے رخسارے کو حضرت بلال اپنے پاؤں سے روندیں ابن ملقن نے کہا بلال نے ابوذر کے رخسارہ پر اپنا قدم رکھا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارے بھائی ہیں۔ آپ نے ابوذر کو اس لئے توبیخ کی کہ آئندہ ایسا نہ کرے۔ معلوم ہُوا کہ کبیرہ کا ارتکاب باعث خلود فی النار نہیں، کیونکہ ابوذر صحابی مومن تھے آپ نے صرف اسی پر اکتفاء فرمائی اور کچھ نہ فرمایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو ایک دوسرے پر فضیلت صرف تقویٰ اور پرہیزگاری میں ہے۔ اونچی نسب والے کو اس کا نسب کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ جبکہ اس میں تقویٰ نہ ہو اور کمزور نسب والے کو تقویٰ فائدہ دے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ" تم میں عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اللہ سے ڈرے۔ نیز معلوم ہُوا کہ غلام پر بھائی کا اطلاق جائز ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خادموں اور نوکروں کو زیادہ مشقت نہیں دینی چاہیئے اگر دی جائے تو ان کی مدد کرنی چاہیئے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۰ ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ثَنَا اَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِاَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِيْ اَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ اَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ اِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ۱ــ ابوایوب سلیمان بن حرب ازدی بصری۔
۲ــ شعبہ بن حجاج امیرالمؤمنین فی الحدیث ان دونوں کا ذکر ہو چکا ہے ۳ــ واصل بن حیان اسدی کوفی ہیں۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ کہا اور ابوحاتم نے صالح اور صدوق کہا ہے۔ ۱۲۷ ہجری میں فوت ہوئے ۴ــ معرور بن سوید اسدی کوفی ہیں۔ حضرت عمر فاروق، ابن مسعود اور ابوذر سے سماعت کی اور دراصل اَحْدَب اور اعمش نے ان سے روایت کی انھوں نے کہا میں نے معرور کو دیکھا جبکہ ان کی عمر ایک سو بیس برس تھی۔ حالانکہ ان کے سر اور داڑھی کے بال سیاہ تھے۔ یحییٰ بن معین اور ابوحاتم نے انہیں ثقہ کہا ہے۔
۵ــ ابوذر بُریر بن جندب بن مُجنادہ بن سفیان بن عُبید بن وقیعہ بن حرام بن غفار غفاری جید سردار ہیں۔ آپ قدیم الاسلام ہیں۔ کہا کرتے تھے کہ میں چوتھا مسلمان ہوں، مکہ میں مسلمان ہوئے پھر اپنے وطن کو چلے گئے۔ وہاں کچھ عرصہ رہے حتی کہ بدر، احد اور خندق کی جنگیں لڑی گئیں تو مدینہ منورہ واپس آ گئے اور فوت ہونے تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے۔ بہت بڑے زاہد اور متواضع تھے۔ حدیث میں ان کے زہد اور تواضع کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تواضع سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ان کا مذہب تھا کہ ضرورت سے زائد مال کا ذخیرہ کرنا حرام ہے۔ ۳۲ ہجری کو ربذہ میں فوت ہوئے اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی (لغات)
"ربذہ" مدینہ منورہ سے عراق کی طرف تین مرحلے پر واقع ہے۔ "حُلّہ" چادر اور تہبند کو کہتے ہیں۔ "خول" خائل کی جمع ہے۔ اس کا معنی خادم، غلام" ہے۔

۳۰ ــ ترجمہ : اَحْنَف بن قیس سے روایت ہے کہ میں اس شخص (علی المرتضیٰ) کی مدد کو نکلا تو مجھے ابوبکرہ ملے اور کہا کہاں کا ارادہ ہے۔ میں نے کہا اس شخص (علی المرتضیٰ) کی مدد کو جا رہا

marfat.com
Marfat.com

ہوں اُنھوں نے کہا واپس چلے جاؤ، میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ کہتے ہُوئے سُنا ہے کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ملاقات کریں (لڑائی کریں) تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! قاتل تو دوزخی ہُوا مقتول دوزخ میں کیوں ہوگا؟ آپ نے فرمایا وہ اپنے حریف کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔

۳۰ — شرح : اس باب کی پہلے باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ پہلے باب میں یہ مذکور ہے کہ معصیت کا ارتکاب کرنے سے کافر نہیں ہوتا اور وہ مومن ہوتا ہے۔ اس باب میں بھی یہی کچھ مذکور ہے کہ باغیوں کو اللہ تعالیٰ نے مومن کہا ہے اور ان سے وصفِ ایمان سلب نہیں ہوتی۔ اس میں خوارج اور معتزلہ دونوں کا رد ہے۔ اس آئت کریمہ کے نزول کا سبب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ عبداللہ بن اُبی بن سلول کے پاس تشریف لے جائیں تو بہتر ہوگا۔ شائد وہ ایمان لے آئے۔ آپ گدھے پر سوار ہو کر اس کے پاس تشریف لے گئے اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ چل رہے تھے۔ جبکہ وہ زمین بھور تھی جب آپ وہاں پہنچے تو اس نے کہا ہم سے دُور رہو بخدا! آپ کے گدھے کی بُو سے ہمیں اذیت پہنچی ہے ایک انصاری نے کہا بخدا! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے گدھے کی خوشبو تجھ سے بہت اچھی ہے۔ یہ سُن کر عبداللہ بن ابی کی پارٹی سے ایک آدمی غصّہ سے بھر گیا اس طرح دونوں گروہوں کے ساتھی سب غصّہ سے بھر گئے اور ایک دوسرے کو کھجور کی چھڑیوں، مکّوں اور جوتوں سے مارنا شروع کیا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں گروہوں کو خاموش کر دیا اس طرح جھگڑا ختم ہُوا تو اس جھگڑے میں لڑنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے مومن کہا معلوم ہُوا کہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا ایمان سے باہر نہیں ہوتا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اِقْتَتَلُوْا جمع ہے اور بَیْنَھُمَا تثنیہ ہے اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اِقْتَتَلُوْا میں معنی کا لحاظ کیا ہے اور بَیْنَھُمَا تثنیہ ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اِقْتَتَلُوْا، میں معنی کا لحاظ کیا ہے۔ اور وہ دو گروہ ہیں۔ طائفہ کا اطلاق واحد، اثنان، ثلاثہ اور اربعہ پر ہوتا ہے اور یہ اطلاق قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اس آئت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ باغیوں سے قتال جائز ہے۔

اس حدیث میں "ھٰذا الرجل" سے مراد حضرت علی المرتضیٰ ہیں یا عثمانِ غنی ہیں رضی اللہ عنہما۔ قولہ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قتال اجتہاد سے تھا جیسے جمل اور صفین کی جنگوں میں ہُوا اور ان کا اجتہاد واجب الاتباع تھا تو ان میں قاتل و مقتول سب جنتی ہیں تو اس حدیث کا محمل کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا محمل وہ قتال ہے جو اجتہادی نہ ہو اور نہ ہی اس میں دینی اصلاح مطلوب ہو اور اگر جنگ اجتہادی ہو اور اس میں اصلاح کا گمان ہو تو قاتل و مقتول دونوں کو ثواب ملتا ہے البتہ جو اجتہاد میں خطاء کرے اسے ایک ثواب اور مُصیب کو "ڈبل ثواب" حاصل ہوتا ہے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں قتال اجتہادی تھا۔ لہٰذا یہ حدیث عام نہیں اور حضرت ابوبکرہ کا احنف کو قتال میں شریک ہونے

marfat.com
Marfat.com

سے منع کرنا بھی اجتہادی تھا اس پر انہیں ثواب ملے گا۔ اور حدیث میں مذکور قاتل و مقتول آگ میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ قاتل و مقتول ہیں جو خاندانی عصبیت کے باعث لڑتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ "فی النار" کے لفظ سے معتزلہ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کیونکہ ان کا مذہب ہے کہ عاصی پر عذاب واجب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ قتال کے باعث وہ آگ کے مستحق ہو جاتے ہیں، لیکن کبھی اللہ تعالیٰ معاف بھی کر دیتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ یعنی کفر کے سوا جسے چاہے بخشے جیسے قرآن کریم میں ہے فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ "، اس کا معنی یہ ہے کہ گناہ گار کی سزا جہنم ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اسے سزا دے معاف بھی کر سکتا ہے۔

اس مقام میں ایک مسئلہ سمجھنا ضروری ہے کہ معصیت کا ارتکاب کرنے سے گناہ ہوتا ہے اور نیکی کا صرف قصد کرنے پر ثواب ملتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ مقتول محض قصد اور حرص کرنے سے دوزخ میں جاتا ہے۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے دلوں کے خیالات درگزر کر دیئے ہیں جب تک کہ وہ بات نہ کریں یا اس پر عمل نہ کریں اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ گناہ کا قصد کرے تو اسے مت لکھو اس کا جواب یہ ہے کہ جب گناہ کا عزم کرے اور وہ ذہن میں مستقر ہو جائے اور اس پر مضبوط ہو جائے تو وہ اس کا کسب بن جاتا ہے۔ اس پر مواخذہ ہے اور حدیث کے الفاظ کہ مقتول قاتل کے قتل پر حریص تھا اسی قبیلہ سے ہے۔ اس لئے اسے زجر فرمائی ہے۔ عزم اور ہم میں فرق یہ ہے کہ اگر کسی گناہ کا عزم کرے تو وہ گناہ لکھا جاتا ہے۔ جب اس پر عمل کرے تو دوسری معصیت لکھی جاتی ہے۔

اسماء رجال

اس حدیث کے سات راوی ہیں : ع۱ عبدالرحمٰن بن مبارک ان کی کنیت ابوبکر یا ابو محمد ہے۔ ابو حاتم نے انہیں صدوق کہا ہے۔ وہ ۲۲۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۲ حماد بن زید بن ارقم ازدی بصری ہیں ان کی کنیت ابو اسماعیل ہے۔ سفیان ثوری اور سفیان ابن عیینہ عبداللہ بن مبارک یحییٰ قطان اور وکیع نے ان سے روائت کی ہے۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا لوگوں کے زمانہ میں ان کے چار امام ہیں : سفیان ثوری کوفہ میں، مالک بن انس حجاز میں، اوزاعی شام میں اور حماد بن زید بصرہ میں لوگوں کے امام تھے۔ میں نے حماد بن زید سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا۔ نہ سفیان اور نہ ہی امام مالک۔ ابن سعد نے کہا حماد بن زید ثقہ، حجت اور کثیر الحدیث ہیں۔ ۹۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ ہجری میں فوت ہوئے ان کی عمر ۸۱ برس تھی۔

marfat.com
Marfat.com

ع ۳ ابو ایوب سختیانی ۔ ان کا حال گذر چکا ہے ۔

ع ۴ یونس بن عبید ہیں ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ وہ تابعی بصری ہیں، ان کے علم و فضل کے متعلق علماء کے اقوال مشہور ہیں۔ محمد بن عبد اللہ انصاری نے کہا میں نے علی بن عبد اللہ بن عباس کے دو بیٹوں سلیمان اور عبد اللہ کو دیکھا کہ وہ اپنی گردنوں پر ان کا جنازہ اٹھائے ہوئے تھے ۔ ان کے لئے یہ بہت بڑا شرف ہے۔ ۱۳۹ ہجری میں فوت ہوئے ۔

ع ۵ ابو سعید حسن بن ابی الحسن انصاری ہیں ان کی والدہ ماجدہ خیرہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ ہیں۔ حسن مدینہ منورہ میں عمر فاروق کے عہد خلافت کے آخری دنوں میں پیدا ہوئے ۔ ان کی والدہ کبھی کبھار غائب ہو جاتیں تو حسن رونا شروع کر دیتے اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کی والدہ کے آنے تک ان کے منہ میں اپنا پستان مبارک ڈال کر انہیں چپ کراتیں اُن کا پستان مبارک دودھ سے بھر جاتا جسے وہ پیتے تھے ۔ اس دودھ کی برکت سے وہ فصاحت و حکمت کا چشمہ تھے ۔ وہ وادی القریٰ میں نوجوان ہوئے ۔ محمد بن سعد نے کہا کہ حسن عالم فقیہہ ثقہ عابد کثیر الحدیث فصیح تھے آپ بصرہ سے مکہ مکرمہ آئے تو اُنھوں نے آپ کو تخت پر بٹھایا اور لوگ جمع ہو گئے تو اُنھوں نے حدیث بیان کرنا شروع کی لوگوں نے کہا ان جیسا ہم نے کوئی محدّث نہیں دیکھا ۔ ان کی جلالت، عظمتِ قدر علم و فضل، زُہد و تقویٰ، فصاحت و دیانت پر ساری امت نے اتفاق کیا ہے ۔ ایک سو دس ہجری میں فوت ہوئے ع ۶ ابو بحر احنف بن قیس تمیمی بصری تابعی ہیں ۔ کہا جاتا ہے کہ اُن کا نام ضحاک تھا۔ بعض نے ان کا نام صخر ذکر کیا ہے اور اَحنف ان کا لقب ہے ۔ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور اسی زمانہ میں اسلام قبول کیا ؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے اُنھوں نے ہی مرو الروذ فتح کیا تھا۔ جبکہ دونوں امام حسن اور ابن سیرین ان کے لشکر میں تھے ۔ جب پیدا ہوئے تو ان کے دونوں سرین جڑے ہوئے تھے اُن کو چیر کر جُدا جُدا کیا گیا وہ اعور تھے ۔ حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ، حضرت عباس اور دیگر صحابہ سے سماعت کی ہے ۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر کی عمارت میں ۶۷ ہجری کو کوفہ میں فوت ہوئے ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ع ۷ ابو بکرہ نُفیع بن حارث بن کلدہ بن عمرو بن علاج بن ابی سلمہ ہیں ۔ کہا گیا ہے کہ ان کا نام نُفیع بن مسروح مولیٰ حارث بن کلدہ ہے ۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طبیب تھے اور ان کا شمار فضلاء صحابہ میں ہوتا ہے ۔ بہت عابد تھے ۔ باون ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے ۔

اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۳۲ احادیث روایت کی ہیں ۔

(عینی، کرمانی، عسقلانی)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ ظُلْمٌ دُوْنَ ظُلْمٍ

۳۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

باب — بعض ظلم بعض ظلم سے کم و بیش ہوتے ہیں

پہلے باب میں یہ ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے باغیوں کو مومن کہا اور اُن سے ایمان کی نفی نہیں کی حالانکہ وہ گنہگار ہیں اور معصیت سے انسان ایمان سے باہر نہیں ہوتا اور یہ واضح امر ہے کہ معصیت ظلم ہے اور ظلم بذاتِ خود کم و بیش ہوتا ہے۔ اور اس باب میں ظلم کے انواع کی طرف اشارہ ہے۔ ابن بطال نے کہا اس باب سے مقصود یہ ہے کہ کامل ایمان عمل سے ہوتا ہے۔ اور گناہوں سے ایمان ناقص ہوتا ہے۔ ان سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ ان کے کم و بیش ہونے کے سبب اس میں لوگ مختلف ہیں (عینی)

۳۱ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ "جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہ ملایا" نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے عرض کیا ہم میں کون ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "بے شک شرک عظیم ظلم ہے" نازل فرمائی۔

۳۱ — شرح: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ظلم کو عموم پر محمول کیا کیونکہ "بِظُلْمٍ" نکرہ نفی کے بعد واقع ہے جو مفیدِ عموم ہے، لیکن یہ عموم ظاہری ہے۔ اگر اس پر

marfat.com
Marfat.com

لفظ "من" داخل ہو تو عموم حتمی ہو جاتا ہے۔ جیسے مَاجَاءَنِی مِنْ رَجُلٍ" اور "مِنْ" کے بغیر عموم سمجھا جاتا ہے۔ جیسے حضرات صحابہ کرام نے اس آیت سے سمجھا تھا۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا ظاہر مراد نہیں بلکہ یہ وہ عام ہے جس سے خاص مراد لیا گیا ہے۔ اور ظلم کا اعلیٰ نوع مراد ہے جو شرک ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا کہ امن والا اور ہدائت یافتہ وہ شخص ہے کہ جس نے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا۔ انہی کے لئے امن ہے اور وہی ہدائت یافتہ ہیں اور جنہوں نے ملایا اُن سے یہ دونوں منتفی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیت میں ظلم کا اعلیٰ نوع شرک مراد ہے۔ لہٰذا تمہیں متفکر نہیں ہونا چاہیئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معاصی شرک نہیں اور جو شخص اللہ کا شریک نہ بنائے اسے امن ہے اور وہ ہدائت یافتہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عاصی کو کبھی عذاب دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اسے اس امن اور ابتداء سے کیا ملا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ہمیشگی کی آگ سے بچ گیا اور جنت کی راہ کی ہدائت پائے گا معلوم ہوا کہ ظلم کے درجات مختلف ہیں۔ ان سے ایمان کم و بیش ہوتا ہے۔ یہی امام بخاری کا مقصد ہے۔

اسماء رجال

اس حدیث کے آٹھ راوی ہیں : ع۱ ابوالولید ہشام بن عبدالملک طیالسی باہلی بصری۔

ع۲ شعبہ بن حجاج ان دونوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ ع۳ بشر بن خالد عسکری ہیں۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ان سے روائت کی اور انہیں ثقہ کہا ہے۔ ۲۵۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۴ محمد بن جعفر ہذلی ہیں انھوں نے سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور شعبہ سے سماعت کی ہے۔ شعبہ ان کی والدہ کے شوہر تھے۔ پچاس سال صائم رہے۔ ابوحاتم نے انہیں صدوق کہا ان کا لقب غندر ہے۔ جب وہ بصرہ میں آئے تھے تو ابن جریج نے انہیں یہ لقب دیا تھا۔ ۱۹۳ ہجری میں فوت ہوئے ابن سعد نے کہا ۲۰۴ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۵ ابومحمد سلیمان بن مہران اعمش اسدی، کاہلی کوفی تابعی ہیں۔ یہی سلیمان اعمش ہے جن سے دوسرے طریق سے بخاری اور مسلم نے روائت کی ہے۔ ۶۱ ہجری کو عاشوراء کے روز پیدا ہوئے جس روز حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تھے اور ایک سو اسی ۱۸۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ انھوں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔ یحییٰ قطان نے کہا اعمش محافظین کی صف اوّل میں شمار ہوتے ہیں وہ اسلام کی علامت تھے وکیع نے کہا ستر سال اعمش سے کبھی تکبیرہ اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ شعبہ جب انہیں ذکر کرتے تو وہ ان کی سچائی کی وجہ سے انہیں مصحف کہتے تھے انہیں سید المحدثین کہا جاتا ہے۔ ان میں تشیع اور قدلیس پائی جاتی تھی۔ اس حدیث میں انھوں نے ابراہیم نخعی سے عنعنہ روائت کی ہے۔ حالانکہ عنعنہ کرنے والا جب مدلس ہو تو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ

۳۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ اَبُو الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرٍ اَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

اس کی حدیث سماع پر مبنی نہیں ہوتی جب تک کہ وہ حدثنا یا اخبرنا نہ کہے یا جو بھی لفظ سماعت پر دلالت کرے کہے تو اس کی روائت سماعت پر مبنی ہوگی ورنہ نہیں۔ لیکن ابن صلاح وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ بخاری مسلم میں جو بھی حدیث مُدَلِّسِیْن سے مذکور ہو جیسے سفیان بن عیینہ سفیان ثوری، اعمش اور قتادہ تو وہ بخاری کے نزدیک سماع پر محمول ہوتی ہے۔ ۱۴۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ عیسیٰ بن یونس نے کہا وہ محتاج اور غریب ہونے کے باوجود بادشاہوں کو بہت حقیر سمجھتے تھے۔

ع۶ ابراہیم ابوعمران بن یزید بن قیس بن اسود بن عمرو بن ربیعہ بن ذہل بن سعد بن مالک بن نخع نخعی کوفی تابعی ہیں۔ اٹھارہ برس کی عمر میں انھوں نے علم پڑھانا شروع کیا۔ جب ابراہیم نخعی فوت ہوئے تو شعبی نے کہا انھوں نے اپنے سے بڑا کوئی فقیہہ اور عالم نہیں چھوڑا۔ لوگوں نے حسن بصری اور ابن سیرین بھی ان سے بڑے نہیں کہا وہ بھی نہیں اور نہ ہی اہل کوفہ، بصرہ اور حجاز میں ان جیسا کوئی عالم اور فقیہہ ہے۔ ایک روائت کے مطابق شام میں بھی ان سا کوئی عالم نہیں۔ وہ حجاج کے خوف سے چھپ گئے تھے اور اسی حال میں فوت ہوگئے وہ ۹۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کے جنازہ میں صرف سات افراد تھے۔ حجاج کے ڈر سے لوگ جنازہ میں شرکت نہ کر سکے تھے۔

ع۷ علقمہ بن قیس بن عبداللہ نخعی کوفی ابراہیم نخعی کی والدہ کے چچا ہیں۔ ان کی کنیت ابوشبل ہے۔ ان کی اولاد نہ تھی۔ ان کے عظمتِ مقام، رفعتِ قدر، اور کمالِ منزلت پر علماء کا اتفاق ہے۔ ابراہیم نخعی نے کہا علقمہ عبداللہ بن مسعود کے مشابہ تھے۔ ۶۲ ہجری یا ستر ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۸ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کتاب الایمان کی ابتداء میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے وہ کوفی ہذلی کبیر صحابی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے اور دو ہجرتیں کیں تمام غزوات میں حاضر ہوتے رہے۔

marfat.com
Marfat.com

باب ۔ منافق کی علامات

۳۲ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ منافق کی تین علامات ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

۳۲ ـــ شرح : منافق وہ ہے جو باطن کا خلاف ظاہر کرے اور شریعت کی اصطلاح میں منافق وہ ہے جو اسلام کو ظاہر کرے اور کفر کو پوشیدہ رکھے۔ اسے منافق اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ کفر کو چھپاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ حالانکہ آیۃ مفرد ہے اس لئے چاہیئے تھا کہ یوں کہا جاتا "اٰیَاتُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ"، اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں دو صورتیں ہیں۔ یا تو یہ کہا جائے کہ ان میں سے ہر ایک منافق کی علامت ہے حتی کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی میں پائی جائے تو وہ منافق ہوگا یا یہ کہا جائے کہ تینوں مل کر ایک علامت بنتی ہیں۔ تو اس وقت جس میں یہ تینوں پائی جائیں گی وہ منافق ہوگا اور پہلی صورت میں آیۃ سے مراد جنس آیت مراد ہے۔ الحاصل منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جھوٹ بولنا، وعدہ کا خلاف کرنا اور اسے پورا نہ کرنا اور امانت میں خیانت کرنا۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا یہ حدیث مشکل ہے؛ کیونکہ یہ تینوں خصلتیں کبھی مسلمان میں بھی پائی جاتی ہیں جو دل سے تصدیق کرتا ہے اور زبانی اقرار بھی کرتا ہے؛ حالانکہ علماء کا اتفاق ہے کہ اسے نہ تو کافر کہا جائے گا اور نہ ہی منافق کہا جائے گا جس کی جگہ دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہے۔ امام نووی نے کہا یہ کچھ اشکال نہیں کیونکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ تینوں خصلتیں نفاق ہیں جس میں یہ پائی جائیں۔ وہ منافقوں کے مشابہ ہے اور اس میں منافقوں کی عادات پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ جس میں یہ خصلتیں پائی جائیں وہ باطن میں جو کچھ ہے اسے چھپائے گا اور اس کا نفاق اسی سے خاص ہوگا جس میں یہ علامتیں ہوں گی اور وہ اسلام میں منافق نہیں جو کفر کو چھپاتا ہے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں مذکور کلمہ "اذا" فعل کا تکرار چاہتا ہے یعنی اس کی یہ تینوں خصلتیں عادت بن چکی ہوں۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا اس سے مراد وہ منافق ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں تھے۔ وہ ایمان میں جھوٹ بولتے تھے۔ دین کی مدد کا وعدہ کرکے خلاف کرتے تھے اور جب انہیں امین بنایا جاتا تھا تو امانت میں خیانت کرتے تھے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نفاق کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو ایمان ظاہر کریں اور کفر چھپائیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہی منافق تھے۔ دوسرے وہ ہیں جو خفیہ طور پر امور دین کی حفاظت ترک کردیں اور علانیہ ان کی رعایت نہ کریں۔ یہ بھی منافق شمار ہوتے ہیں جیسے حدیث شریف میں ہے مسلمان کو گالی گلوچ کرنا فسق ہے اور اس سے جھگڑا کرنا کفر ہے" کفر کفر سے کم اور

marfat.com
Marfat.com

۳۳ ۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ

فسق فسق سے کم ہے۔ اسی طرح نفاق نفاق سے کم ہے یعنی مسلمان میں یہ تینوں خصلتیں پائی جائیں تو اس کا نفاق حقیقی نفاق سے کم ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس اشکال کے اندفاع کی پانچ صورتیں ہیں کیونکہ منافق پر الف، لام یا تو جنسی ہے تو اس صورت میں منافقوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یا مراد یہ ہے کہ جس کی عادت یہ امور ہوں یا اس سے مراد انداز و تخویف ہے یا الف، لام عہد خارجی ہے اور اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے منافقوں کی طرف اشارہ ہے یا خاص معین شخص مراد ہے۔

چھٹی صورت یہ ہے کہ نفاق کی دو قسمیں ہیں نفاق عملی اور نفاق اعتقادی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جن لوگوں میں یہ خصلتیں پائی جاتی تھیں وہ حقیقی ایمانی منافق تھے۔ اور اس زمانہ میں جن میں یہ امور پائے جائیں وہ عملی منافق ہیں۔ ساتویں صورت یہ ہے ایک نفاق شرعی ہے جو کفر چھپائے اور اسلام ظاہر کرے۔ دوسرے عرفی وہ ہے جس کا ظاہر باطن کے خلاف ہو یہاں یہی مراد ہے (کرمانی)

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں ؛ ۱ ۔ ابو ربیع سلیمان بن داؤد زہرانی عتکی ہیں یہ بغداد میں رہتے تھے یحییٰ بن معین، ابوحاتم اور ابوزرعہ نے کہا یہ ثقہ ہیں۔ ۲۳۴ ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے۔

۲ ۔ اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر انصاری ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا یہ ثقہ اور قلیل الخطا صدوق ہیں ابوزرعہ، احمد اور ابن سعد نے بھی انہیں ثقہ کہا ہے۔ ابن سعد نے کہا یہ مدینہ منورہ میں رہتے تھے پھر بغداد شریف چلے گئے اور وہیں ایک سو اسی ہجری میں فوت ہوئے لوگوں نے ان سے پانچ سو احادیث سنی ہیں۔

۳ ۔ ابوسہیل نافع بن مالک بن ابی عامر۔ نافع انس، ربیع اور اویس جو امام مالک کے چچے ہیں کے بھائی ہیں احمد اور ابوحاتم نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

۴ ۔ ابوانس مالک بن ابی عامر ہیں۔ وہ امام مالک کے دادا ہیں اور حضرت انس ربیع، نافع اور اویس کے والد ہیں ۱۱۲ ہجری میں فوت ہوئے جبکہ ان کی عمر ۷۲ یا ستر سال تھی۔ وہ چالیس ہجری میں پیدا ہوئے تھے

۵ ۔ ابوہریرہ کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ

۳۳ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں جس میں وہ ہوں وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے۔ اس میں منافقت کی خصلت پائی جائے گی۔ حتیٰ کہ اسے چھوڑ دے۔ جب[1] اسے امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ جب[2] بات کرے تو جھوٹ بولے۔ جب[3] عہد کرے تو غدر کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ کرے۔ شعبہ نے اس کی اعمش سے روایت کرنے میں متابعت کی ہے۔

۳۴ — شرح : یعنی منافق کی چار علامتیں ہیں، جس میں وہ پائی جائیں وہ خالص منافق ہوگا یعنی منافقت کی سات وجوہ میں سے جو پہلی حدیث میں مذکور ہیں وہ کسی ایک کے اعتبار سے منافق ہوگا اور لفظ "خالص" سے چھٹی اور ساتویں وجہ کی تائید ہوتی ہے۔ یعنی وہ منافق عملی ہے ایمانی نہیں یا منافق عرفی ہے شرعی نہیں کیونکہ ان دونوں وجہوں کے اعتبار سے خلود کفر کو مستلزم نہیں جس کے سبب انسان ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور نفاق میں خالص ہونے کا معنی یہ ہے کہ جس میں خصال منافقت پائی گئیں جو حدیث میں مذکور ہیں تو اس میں ظاہر کی باطن سے پوری مخالفت ہوگی۔ اگر یہ سوال ہو کہ پہلی حدیث میں تین خصلتیں ذکر کی ہیں اور اس میں چار بیان کی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک شئ کی کئی علامتیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے سبب شئ کی وصف واضح ہوتی ہے اور یہ علامت کبھی ایک شئ ہوتی ہے کبھی کئی اشیاء ہوتی ہیں۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں کیونکہ کبھی ایک شئ کی کئی علامتیں ہوتی ہیں ان میں سے کبھی بعض کو ذکر کیا جاتا ہے کبھی اکثر کو یا تمام کو ذکر کر دیا جاتا ہے۔ اچھا جواب یہ ہے کہ ایک عدد دوسرے عدد کی نفی نہیں کرتا (کرمانی)

ان دونوں حدیثوں سے پانچ خصلتیں حاصل ہوتی ہیں۔ تین پہلی حدیث میں مذکور ہیں اور عہد میں غدر کرنا اور لڑائی جھگڑے میں گالی گلوچ کرنا۔ یہ پانچوں علامات اوصاف اور لوازم میں متغایر ہیں۔ ان پانچ میں حصر کی وجہ یہ ہے کہ باطن کے خلاف کا اظہار مالیات میں ہوگا جبکہ اسے امین بنایا جائے یا غیر مالیات میں ہوگا اور یہ

marfat.com
Marfat.com

کدورت کی حالت میں ہوگا جبکہ وہ جھگڑا کرے یا صفائی کی حالت میں ہوگا اس کی تاکید یا تو قسم سے ہوگی جبکہ عہد کرے یا مستقبل میں نظر کے اعتبار سے ہوگی جبکہ وعدہ کرے گا حال کے اعتبار سے ہوگی جبکہ بات کرے لیکن دراصل ان پانچوں کا مرجع و مآل تین ہی ہیں، کیونکہ عہد میں غدر کرنا امانت میں خیانت کے تحت داخل ہے اور خصومت میں فجور اور گالی گلوچ جھوٹ میں داخل ہے (قسطلانی)

اسماء رجال

اس حدیث کے چھ راوی ہیں : ۱ قَبِیْصَہ بن عُقبہ بن محمد بن سُفیان بن عُقبہ سوائی کوفی ہیں۔ ان کی کنیت ابوعامر ہے۔ ان کی توثیق میں اختلاف ہے کیونکہ اُنھوں نے سُفیان ثوری سے بچپن میں سماعت حدیث کی تھی۔ اس لئے وہ پُورا ضبط نہیں کر سکے تھے۔ احمد نے انہیں ثقہ کہا ہے اور کہا اس میں کچھ حرج نہیں لیکن غلطی بہت کرتے ہیں۔ اس کے خلاف ابوحاتم نے کہا میں نے محدثین میں سے قَبِیْصَہ اور ابونعیم کے سوا کسی محدث کو نہیں دیکھا کہ وہ حدیث ایک ہی لفظ پہ ذکر کرے اور اس میں کوئی تغیّر نہ کرے۔ وہ ۲۱۳ یا ۲۱۵ ہجری کے محرم میں فوت ہوئے۔

۲ سفیان بن سعید بن مسروق بن حبیب بن رافع بن عبداللہ بن موہبہ بن ابی عبداللہ بن منقذ بن نصر بن حارث بن ثعلبہ بن ملکان بن ثور بن عبد مناۃ ثوری ہیں۔ آپ کبیر امام ہیں۔ ان کی جلالتِ قدر، کثرتِ علوم، دین میں صلابت و توثیق اور ان کے امانت دار ہونے میں سب کا اتفاق ہے۔ آپ تبع تابعین ہیں۔ ابن عاصم نے کہا سفیان ثوری حدیث میں امیر المؤمنین ہیں۔ آپ ۹۷ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۶۰ ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے جبکہ بصرہ کے حاکم سے چھپے ہوئے تھے۔ آپ کو عشاء کے وقت دفن کیا گیا۔ آپ روایت میں تدلیس کرتے ہیں یعنی اپنے شیخ کو چھوڑ کر شیخ کے شیخ سے روایت کرتے ہیں۔

۳ سلیمان اعمش رضی اللہ عنہ ۴ عبداللہ بن مُرّہ ہمدانی کوفی تابعی ہیں۔ یحیی بن معین اور ابوزرعہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ سَو ہجری کو عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں فوت ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵ ابوعائشہ مسروق بن اَجْدَع بن مالک بن اُمیہ بن عبداللہ ہمدانی کوفی ہیں اُنھوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی اور حضرت عمر فاروق، عبداللہ بن مسعود ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے سماعت کی۔ ان کی جلالت، توثیق اور امامت پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ وہ معدیکرب کے بھانجہ ہیں ۶۲ یا ۶۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

۶ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ۔ اس حدیث میں شعبہ نے اعمش سے روائت کرنے میں سفیان ثوری کی متابعت کی ہے۔ کرمانی نے کہا یہ متابعت مقیدہ ہے مطلقہ نہیں۔ جبکہ اس

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مِنَ الْإِيمَانِ

۳۴ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

روائت اعمش سے کیا ہے۔ نیز یہ متابعت ناقصہ ہے تامہ نہیں۔ کیونکہ وسطِ اسناد میں متابعت کو ذکر کیا ہے اوّل میں نہیں کیا۔

باب — لیلۃ القدر میں رات کو نماز پڑھنا ایمان کی علامت ہے

۳۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایماندار ہوکر طلبِ ثواب کے لئے لیلۃ القدر کو رات جاگے اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۳۴ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الایمان میں ذکر کیا کہ سلام کا اظہار اسلام کا حصّہ ہے۔ اس کے بعد پانچ ابواب بالتبع ذکر کئے جو اس کے مناسب تھے ان کے ضمن میں نفاق کی علامتیں ذکر کیں۔ اب ایمان کی علامتیں ذکر کرنا شروع کیں کہ لیلۃ القدر کی رات کو نماز پڑھنا ایمان کی علامت ہے اور جو طلبِ ثواب کے لئے جاگے اس کے پہلے گناہ بخش دیتے جاتے ہیں جس سے حقوق العباد کا تعلق نہ ہو، کیونکہ وہ صاحبِ حق کی مرضی کے بغیر ساقط نہیں ہوتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال ایمان ہیں، کیونکہ قیامِ رمضان کو ایمان کہا ہے۔ اور اعمال میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ لہٰذا ایمان بھی زائد ناقص ہوگا۔

اس حدیث میں یہ جملہ "مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ الخ" فعل مضارع شرط ہے۔ اور "غُفِرَ لَهُ" اس کا جواب ہے اور یہ جائز ہے جیسے قرآن کریم میں ہے: إِنْ نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً

marfat.com
Marfat.com

فَظَلَّتْ الایۃ فَظَلَّتْ شرط کے جواب کے تابع ہے اور وہ جواب ہی ہوتا ہے۔ اس باب میں شرط مضارع ذکر کی ہے اور قیام رمضان اور اس کے صیام دونوں بابوں میں جو اس کے بعد آرہے ہیں۔ شرط ماضی ذکر کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ رمضان مبارک کا قیام اور اس کے روزوں کا وقوع محقق اور یقینی ہے۔ اس لئے شرط ماضی ذکر کی جو تحقق وقوع پر دلالت کرتی ہے اور قیام لیلۃ القدر یقینی نہیں اس لئے شرط مستقبل ذکر کی۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اسے لیلۃ القدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس رات میں تقدیریں، رزق اور اس سال میں لوگوں کی زندگی کے ایام لکھے جاتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اس رات کی قدر و منزلت اور شرف کے باعث اسے لیلۃ القدر کہا گیا ہے یا اس لئے کہ جو لوگ نیک اعمال کریں وہ صاحب قدر ہوتے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کے وقت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا یہ رات سارے سال میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ ایک سال ایک رات میں ہوتی ہے تو دوسرے سال کسی اور رات میں ہوتی ہے۔ اسی لئے احادیث میں اس کے مختلف مواقع مذکور ہیں۔ امام مالک اور احمد اور ان کے علاوہ فقہا نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ رات رمضان مبارک کے آخری عشرہ میں منتقل ہوتی ہے۔ کہا گیا ہے بلکہ سارے رمضان میں منتقل ہوتی ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ رات منتقل نہیں ہوتی اور تمام سالوں میں معین رات ہے۔ ان سے جدا نہیں ہوتی۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ سارے سال میں ہے۔ بعض نے کہا یہ درمیانی عشروں میں ہے بعض نے کہا سارے رمضان میں ہے۔ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ بعض نے کہا رمضان کے اواخر میں ہے۔ بعض نے کہا عشرہ کی وتر راتوں میں ہے۔ بعض نے کہا شفع راتوں میں بعض نے کہا ۲۳ ویں یا ۲۷ ویں رات میں ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ بہر حال اس میں صحابہ کرام اور دیگر ائمہ کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا یہ اٹھالی گئی ہے لیکن یہ غلط ہے کیونکہ حدیث کے آخر میں ہے۔ عنقریب یہ تمہارے لئے بہتر ہوگی اسے طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ اس کے رفع سے مراد یہ ہے کہ اس کی تعیین اٹھالی گئی ہے تاکہ لوگ اس کی تلاش کے لئے عبادت میں کوشش کریں اور علامہ زمخشری نے کشاف میں ذکر کیا کہ اس کے اخفاء کی وجہ یہ ہے کہ جو کوئی اسے تلاش کرنا چاہے وہ راتوں بھر بیدار رہے اور عبادت میں مشغول رہے۔

شیخ عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس رات کے متعلق پوچھا گیا اور کہا گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم نہیں تو وہ غصہ سے بھر گئے اور کہا اگر میں مر جاؤں اور میری لاش پھول جائے جیسے مرے ہوئے گدھے کی لاش پھول جاتی ہے اور ٹانگیں اوپر اٹھ جائیں، میری اس حالت میں لیلۃ القدر آجائے تو مجھے اس کا علم ہوتا ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کیسے مخفی رہ سکتی ہے۔ دراصل یہ سارا سال منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے آپ نے اس کو معین نہیں فرمایا تاکہ لوگ عبادت میں کوشش کریں اور توکل نہ کر بیٹھیں جو کوئی سارا سال جاگے اور راتوں بھر عبادت کرتا رہے وہ اسے پالے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلْجِهَادُ مِنَ الْاِيْمَانِ

۳۵ ـــ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْزُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ انْتَدَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا اِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ اَنْ اَرْجِعَهٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ اَوْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوَدِدْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ

اسماءِ رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں ۔ حدیث ع ۱۳ میں اسی ترتیب سے مذکور ہیں۔ اعرج عبدالرحمٰن بن ہرمز مدنی قرشی ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اسانید سے ابوزناد عن اعرج صحیح تر اسناد ہے (عینی، قسطلانی)

باب ـــ جہاد ایمان کی علامت ہے

۳۵ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے اور اس کو جہاد کے لئے صرف مجھ پر ایمان لانے اور میرے رسولوں کی تصدیق ہی نے نکالا ہو یہ ذمہ لیا ہے کہ اسے ثواب یا غنیمت کے ساتھ واپس کرے جو اس نے حاصل کیا یا قتل ہونے کی صورت اسے جنت میں داخل کرے اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو میں کسی چھوٹے لشکر سے پیچھے بیٹھ نہ رہتا ؛ البتہ میں اس امر سے محبت کرتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں

marfat.com
Marfat.com

پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کر دیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کر دیا جاؤں۔

۳۵ — شرح : اس باب کی باب قیام لیلۃ القدر سے مناسبت اس طرح ہے کہ لیلۃ القدر میں قیام، مجاہدہ کرنے، مشقت برداشت کرنے اور اہل و عیال سے اختلاط ترک کرنے سے جہاد کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اس کے سوا اسے مجاہد ہی نہیں کہا جاتا۔ نیز جیسے لیلۃ القدر میں قیام کرنے والا اس رات کو پانے کی کوشش کرتا ہے اور اس سے فیض یاب ہوتا ہے ورنہ عظیم ثواب ہی پاتا ہے۔ ایسے ہی مجاہد شہداء کا درجہ اور ان کا مرتبہ پانے کی کوشش کرتا ہے، ورنہ مالِ غنیمت اور ثواب لے کر واپس آتا ہے۔ ان دونوں وجہوں کے سبب لیلۃ القدر کے بعد باب الجہاد من الایمان ذکر کیا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ تمام مومن جنت میں داخل ہوں گے۔ حدیث میں مجاہد کی کیا تخصیص ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ موت کے بعد جنت میں مقربین لوگوں کے ساتھ حساب و عذاب اور گناہوں کے مواخذہ کے بغیر داخل ہوگا اور شہادت سے اس کے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کی راہ میں قتل قرض کے سوا ہر شئ کا کفارہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ غازی کو ثواب یا غنیمت دیکر واپس کرے گا اور اگر شہید ہو گیا تو اسے جنت میں داخل کرے گا۔ حدیث میں لفظ "اَوْ" احد الامرین کو چاہتا ہے۔ حالانکہ غازی کو ثواب اور غنیمت دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ "اَوْ" واؤ کے معنیٰ میں ہے یعنی اسے دونوں عطاء فرمائے گا؛ البتہ یہ سوال ہوگا کہ حدیث میں ہے کہ مجاہد کو صرف مجھ پر ایمان لانے یا میرے رسول کی تصدیق نے جہاد کے لئے نکالا ہو، حالانکہ ایمان کے لئے دونوں کا اجتماع ضروری ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے۔ اس میں دونوں جزء جمع ہو جاتے ہیں بلکہ یہاں ان کا اجتماع ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رسول کی تصدیق کو مستلزم ہے۔ ایسے ہی رسول کی تصدیق اللہ پر ایمان کو مستلزم ہے۔

حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جو شخص جہاد کے لئے نکلے اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے کہ وہ ہر حال میں خیر پائے گا اگر وہ شہید ہو گیا تو جنت میں داخل ہوگا یا صرف ثواب لے کر واپس آئے گا یا ثواب اور غنیمت دونوں حاصل کرے گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت و مودت کرنا مودت ترغیب ہے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جہاد کرنے اور اس میں شہید ہونے کی ترغیب دلائی ہے۔

حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص جہاد کے لئے نکلتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور اس کے رسولوں کی تصدیق بھی کرتا ہے تو اس کا جہاد کے لئے خروج ایمان ہے اور مؤلف کا بھی یہی مقصد ہے کہ جہاد ایمان ہے۔ "وانتدب" اللہ نے ذمہ لیا ہے۔

اسماء رجال | اس حدیث کے پانچ راوی ہیں ۱ حرمی بن حفص بن عمر عتکی قعملی بصری ہیں۔ ۲۲۳ ہجری میں فوت ہوئے ۲ ابو بشر عبدالواحد بن زیاد

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَطَوُّعِ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنَ الْإِيمَانِ

۳۶ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

عبدی بصری ہیں اور ثقفی مشہور ہیں۔ یحییٰ اور ابوزرعہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ابن سعد نے کہا وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں۔ ۱۷۷ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۳ عمارہ بن قعقاع بن شبرمہ کوفی ہیں۔ ثوری اور اعمش نے ان سے روائت کی ہے۔ یحییٰ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ابوحاتم نے کہا وہ صالح الحدیث ہیں۔

ع۴ ابوزرعہ ان کے نام میں مختلف اقوال ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ ان کا نام ہرم ہے کہا گیا ہے کہ عبدالرحمٰن ہے عمرو بھی ذکر کیا گیا ہے۔ بعض نے کہا ان کا نام عبیداللہ بن عمرو ہے۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ع۵ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب ماہِ رمضان کی نفلی عبادت ایمان کا حصّہ ہے

۳۶ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایماندار ہو کر طلبِ ثواب کے لئے رمضان مبارک میں عبادت کرے تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

۳۶ شرح : یعنی جو شخص رمضان مبارک کی راتوں میں نوافل یا تراویح اس حال میں پڑھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دل سے تصدیق کرتے ہوئے خالص نیت سے اللہ کی رضا کا طالب ہے تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ حدیث کا ظاہر سیاق تو یہی ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

صغائر و کبائر سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں؛ لیکن علماء نے انہیں صغائر سے خاص کیا ہے۔ کیونکہ اس کی مثل دُوسری احادیث میں یہ قید ہے کہ وہ کبائر گناہوں سے بچتا ہو؛ کیونکہ وہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث قیام رمضان میں ہے۔ دُوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی رمضان کے روزے رکھے اس کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

تیسری حدیث میں ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

چوتھی حدیث میں ہے رمضان کے روزوں سے رمضان سے رمضان تک سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ عمرہ کرنے سے دوسرے عمرہ تک سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح اور بھی احادیث مذکور ہیں تو جب ایک حدیث کے مضمون کے مطابق گناہوں کا کفارہ ہو گیا اور وہ بخش دیئے گئے تو دُوسری احادیث کس کا کفارہ ہوں گی۔ ان سے کون سے گناہ معاف ہوں گے؛ کیونکہ جب صغائر پائے ہی نہ گئے یا کبائر توبہ سے معاف ہو گئے یا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے گناہ کرنے کی توفیق ہی نہ دی تو گناہوں کا وجود ہی نہ رہا تو ان احادیث کے مطابق کس کا کفارہ ہو گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان خصال میں سے ہر ایک صغائر کے کفارہ کی صلاحیت رکھتی ہے کہ اگر گناہ ہوں تو ان سے اُن کا کفارہ ہو جائے گا اور اگر یہ امور اور خصال کرنے والے کے گناہ نہیں ہیں وہ مکلف نہیں یا اسے گناہ کرنے کی توفیق ہی نہیں دی گئی یا اُس نے توبہ کر لی ہو جس سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں یا گناہوں کے بعد نیکیاں کر لی ہوں جس سے گناہ ختم ہو جاتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ" تو ان خصال کرنے والے کے درجات بلند ہوں گے۔ اور اس کی نیکیاں ہی نیکیاں ثبت ہوں گی۔ بعض علماء نے کہا کہ ان امور کرنے والے کے اگر کبائر ہیں تو ان میں تخفیف کر دی جائے گی۔ "وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ" (قسطلانی، زرقانی)

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں: ع۱ اسماعیل بن اویس اصبحی مدنی ہیں وہ اپنے شیخ امام مالک رضی اللہ عنہ کے بھانجہ ہیں۔ ع۲ مالک بن انس رضی اللہ عنہ ع۳ محمد بن مسلم بن شہاب، زہری جلیل القدر تابعی ہیں ع۴ حمید بن عوف عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ انہیں ابو عبد الرحمٰن اور ابو عثمان کہا جاتا ہے وہ قرشی زہری مدنی ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اخیافی ہمشیرہ ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف پہلے ہجرت کی۔ ان کا نام ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہے وہ حضرت عثمان کی والدہ کی جانب سے ہمشیرہ ہیں۔ ابو زرعہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ وہ کثیر الحدیث تھے۔ ۹۵ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے جبکہ ان کی عمر ۷۳ برس تھی۔ ع۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صَوْمِ رَمَضَانَ احْتِسَابًا مِنَ الْاِيْمَانِ

۳۷ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔

باب — طلبِ ثواب کے لئے رمضان کے روزے ایمان کی علامت ہیں

۳۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایماندار ہو کر اور طلبِ ثواب کے لئے رمضان کے روزے رکھے اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۳۷ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے قیام لیلۃ القدر اور قیام رمضان کے درمیان باب الجہاد کو ذکر کیا۔ اس ترتیب میں مناسبت یہ ہے کہ ان ابواب میں مذکور تمام امور ایمان ہیں اور یہ ایمان کی علامات ہونے میں مشترک ہیں اور بابوں کی مناسبت کا خیال نہیں کیا گیا (کرمانی)

رمضان کے روزوں سے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے بشرطیکہ کوئی بھی روزہ بلاعذر نہ چھوڑے اور اگر عذر شرعی کے باعث روزے نہ رکھ سکا ہو مگر اس کی نیت یہ تھی کہ اگر عذر نہ ہوتا تو وہ ضرور روزے رکھتا وہ شخص بھی اس عنایت میں داخل ہے ایمان کے بعد احتساب کو ذکر کیا حالانکہ ایماندار شخص ضرور ثواب کا طالب ہوتا ہے مگر یہ ضروری نہیں کیونکہ ایماندار کبھی ریاکاری کے لئے بھی عمل کرتا ہے حالانکہ اس عمل کا کچھ ثواب نہیں۔ معلوم ہوا کہ ایمان و احتساب میں ملازمہ نہیں ہے۔

اسماء رجال اس حدیث کے پانچ راوی ہیں ع۱ محمد بن سلام بیکندی حدیث ۱۹ میں ذکر ہو چکا ہے۔ ع۲ محمد بن فضیل بن غزوان بن جریر ضبی کوفی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلدِّیْنُ یُسْرٌ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَی اللّٰہِ الْحَنِیْفِیَّۃُ السَّمْحَۃُ

۳۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَہَّرٍ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدِ الْغِفَارِیِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ وَلَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَہٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغَدْوَۃِ وَالرَّوْحَۃِ وَشَیْءٍ مِّنَ الدُّلْجَۃِ

ہیں۔ ابوزرعہ نے انہیں صدوق کہا ہے۔ ۱۵۹ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۳ یحییٰ بن سعید انصاری مدینہ منورہ کے قاضی تھے۔ حدیث ع۱ میں ذکر ہو چکا ہے۔

ع۴ ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ قرشی، مدنی، تابعی، جلیل امام اور مدینہ منورہ میں فقہا سبعہ میں سے ہیں۔ ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ ع۵ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

باب — دین آسان ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: اللہ تعالیٰ کو محبوب ترین دین ابراھیمی آسان دین ہے

۳۸ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین آسان ہے۔ جو کوئی دین میں سختی کرے گا یہ اس پر ضرور غالب آجائے گا۔ تم میانہ روی اختیار کرو اور عبادت میں قریب رہو اور خوش رہو اور صبح و شام اور رات کے کچھ حصہ میں عبادت سے استعانت کرو۔

marfat.com
Marfat.com

۳۸۔ شرح : حنیف کا معنی باطل سے حق کی طرف مائل ہونے والا۔ سمحہ کا معنی سہلہ ہے یعنی آسان۔ اور ملت سمحہ وہ ہے جس میں کچھ حرج نہ ہو اور نہ ہی اس میں لوگوں پر تنگی وغیرہ ہو اور ملتِ اسلام ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں لام عہد خارجی ہو اور ملت حنفیہ سے ملت ابراہیمیہ مراد ہو۔ عربوں کے نزدیک حنیف وہ ہے جو ملتِ ابراہیم پر ہو۔ پھر جو ختنہ کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اسے بھی حنیف کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس لئے حنیف کہا جاتا ہے کہ وہ بتوں کی پوجا سے الگ تھلگ تھے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ مجھے ملت ابراہیمیہ پر بھیجا گیا ہے جن کا مبنیٰ سہولت اور مسالحت پر ہے جو بنی اسرائیل کے ادیان، ان کے احبار اور رُہبان کی سخت باتوں کے خلاف ہے اور اَحَبُّ کا معنیٰ محبوب ہے۔ قولہ لَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنَ اِلَّا غَلَبَہٗ ،، کا معنی یہ ہے کہ دین آسان ہے۔ جو کوئی دین کی گہرائیوں میں جائے گا اور آسانی کو ترک کر دے گا۔ دین اس پر غلبہ کرے گا اور وہ اس کی گہرائیوں میں جانے سے عاجز ہو جائے گا اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دے گا۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ دین اعمال کا نام ہے کیونکہ عُسر اور یُسر سے اعمال ہی موصوف ہوتے ہیں اور دین، ایمان اور اسلام شئی واحد ہیں۔ حدیث سے مراد آسان عمل کرنے اور ان اعمال پر اقتصار کرنے کی ترغیب دلانا ہے۔ جن کو عمل کرنے والا آسانی سے کر سکے اور ان پر دوام و استمرار کر سکے اور جو کوئی دین کی گہرائی میں جانے کی کوشش کرتا ہے۔ دین اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ شخص مغلوب ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسی لئے دین میں آسانی اختیار کرنی چاہیئے اور میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے اس کی انتہا کو پہنچنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ قَارِبُوْا کا معنی یہ ہے کہ عبادت میں میانہ روی اختیار کرو اور اس کی گہرائی میں نہ جاؤ۔ اگر تم عبادت کی انتہاء کو پہنچنے کی کوشش کرو گے تو نہ پہنچ سکو گے اور وَ اَبْشِرُوْا ،، کا معنیٰ یہ ہے کہ تمہیں عمل پر ثواب حاصل ہونے کی خوشخبری ہو۔ قولہ وَاسْتَعِیْنُوْا الخ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ عبادت کے لئے فرصت کے اوقات کو غنیمت سمجھو کہ عبادت کے دوام کی تمہیں طاقت نہیں اور اس میں میانہ روی سے استعانت کرو جیسے مسافر جب رات دن سفر کرتا رہے تو عاجز ہو جاتا ہے اور اپنا مقصد کھو بیٹھتا ہے اور جب شروع دین میں سفر کرے پھر آرام کرے پھر آخر دن میں سفر کرے اور کچھ آخر رات میں سفر کرے تو مشقت کے بغیر اس کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے یہ اوقات مسافر کے سفر کے لئے بہترین اوقات ہیں اسی طرح عبادت ایسے اوقات میں کرے کہ اس کا دل عبادت کے لئے فارغ ہو اور اسے کچھ ملال نہ ہو۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ عبادت میں میانہ روی اختیار کرو اور ساری راتیں اور سارے دن عبادت میں مشغول نہ رہو بلکہ دن اور رات کے کچھ حصوں میں عبادت کرو اور باقی اوقات میں آرام کرو تاکہ کثرتِ عبادت سے تھک نہ جاؤ۔ پھر بالکل ہی عبادت ترک کر دو۔ (کرمانی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل میں رفق کرنا چاہیئے؛ کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس قدر عمل کرو کہ تم وہ کر سکو!

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ مِنَ الْاِیْمَانِ

وَقَوْلُ اللّٰہِ تعالیٰ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ یَعْنِیْ صَلَاتَکُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ ۳۹ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا زُھَیْرٌ قَالَ نَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ نَزَلَ عَلٰی اَجْدَادِہٖ اَوْ قَالَ اَخْوَالِہٖ مِنَ الْاَنْصَارِ وَاَنَّہٗ صَلّٰی قِبَلَ بَیْتِ

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ۱ـ عبد السلام بن مُطَہَّر بن حسام بن مصک ازدی بصری ہیں ان کی کنیت ابوظفر ہے۔ ۲۲۴ ہجری میں فوت ہوئے ۲ـ عمر بن علی بن عطاء بن مُقدّم مقدمی بصری ہیں۔ ان کی کنیت ابوحفص ہے ۔ ابن سعد نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ وہ حدیث میں تدلیس کرتے تھے ۔امام بخاری نے کہا ان کے بیٹے عاصم نے کہا وہ ایک سو نوے ہجری میں فوت ہوئے ۔

۳ـ مَعْن بن محمد بن معن بن نضلہ غفاری حجازی ہیں۔ ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔

۴ـ سعید بن ابی سعید ان کے والد کا نام کیسان مقبری مدنی ہے ۔ ابوزرعہ نے انہیں ثقہ کہا ہے ابن سعد نے کہا وہ ثقہ کثیر الحدیث ہیں، لیکن وہ بہت بوڑھے ہوگئے تھے اور وفات سے چار سال پہلے خلط ملط کرنے لگے تھے ۔ بیروت میں درسِ حدیث دیتے رہے ۔ ۱۲۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

۵ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب ـــ نماز ایمان کا حصّہ ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اللہ تمہارا ایمان ضائع نہیں کرے گا یعنی جو نماز بیت المقدس کی طرف پڑھی گئی ہے "

۳۹ ـــ ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُعْجِبُهُ اَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ وَاَنَّهُ صَلّٰى اَوَّلَ صَلٰوةٍ صَلَّاهَا صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ صَلّٰى مَعَهُ فَمَرَّ عَلٰى اَهْلِ مَسْجِدٍ وَّهُمْ رَاكِعُوْنَ فَقَالَ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَتِ الْيَهُوْدُ قَدْ اَعْجَبَهُمْ اِذْ كَانَ يُصَلِّيْ قِبَلَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَاَهْلُ الْكِتَابِ فَلَمَّا وَلّٰى وَجْهَهُ قِبَلَ الْبَيْتِ اَنْكَرُوْا ذٰلِكَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ فِيْ حَدِيْثِهٖ هٰذَا اَنَّهُ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ اَنْ تُحَوَّلَ رِجَالٌ وَقُتِلُوْا فَلَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ فِيْهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ

جب پہلے (ہجرت کرکے) مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے انصار میں سے اپنے اجداد یا ماموؤں کے ہاں قیام فرمایا اور بیت المقدس کی طرف سولہ یا سترہ ماہ نماز پڑھی۔ آپ کو یہ پسند تھا کہ آپ کا قبلہ کعبہ کی طرف ہو اور سب سے پہلی نماز جو آپ نے کعبہ کی طرف پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور آپ کے ساتھ کچھ لوگوں نے نماز پڑھی۔ جنہوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی ان میں سے ایک شخص نکلا اور ایک مسجد کے نمازیوں پر گزرا جو رکوع میں تھے اور کہا اللہ کی قسم میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ کی طرف نماز پڑھی ہے تو وہ لوگ اسی حالت میں کعبہ کی طرف پھر گئے۔ جب آپ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے تو یہود اور اہل کتاب بہت خوش تھے اور جب آپ نے منہ کعبہ کی طرف پھیر لیا تو انہیں یہ بُرا معلوم ہوا۔ زُہیر نے کہا ہمیں ابو اسحاق نے خبر دی کہ اُنھوں نے اپنی حدیث میں کہا کہ تحویل قبلہ سے پہلے کچھ لوگ فوت ہو گئے یا وہ شہید ہو گئے تھے۔ ہم نے نہ جانا کہ ان کے حق میں کیا کہیں تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ اللہ تمہارا ایمان ضائع نہیں کرے گا۔

۳۹ — شرح : یعنی مکہ مکرمہ میں بیت الحرام کے پاس تم نے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے جو نمازیں پڑھی ہیں اللہ انہیں ضائع نہیں کرے گا حضرت ابن عباس

marfat.com
Marfat.com

رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ کرام نے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے لیکن کعبہ مکرمہ کی طرف پشت نہیں فرماتے تھے بلکہ کعبہ مکرمہ کو اپنے اور بیت المقدس کے درمیان کرتے تھے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاوّل کو پیر کے روز ضحوہ کبریٰ کے وقت مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور پیر کے روز ہی آپ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تھی۔ غارِ ثور میں تین دن قیام فرمایا اور بارہ دن سفر میں رہے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک پہنچنے میں کل پندرہ روز سفر کیا اور مدینہ منورہ میں پہلے اپنے ماموؤں کے پاس اقامت فرمائی۔ ابن سعد نے کہا کہ آپ نے بنی عمر کے پاس قباء میں چودہ روز اقامت فرمائی پھر آپ جمعہ کے روز وہاں سے نکلے اور بنی سالم بن عوف کے پاس بطن وادی کی مسجد میں نمازِ جمعہ پڑھی۔ یہ مدینہ منورہ میں پہلی نمازِ جمعہ تھی جو آپ نے پڑھی۔ پھر راستہ میں لوگ اقامت کے لئے عرض کرتے تھے لیکن آپ یہی فرماتے کہ جہاں اونٹنی بیٹھے گی۔ وہاں ہی اقامت ہوگی کیونکہ یہ اللہ کے حکم سے چل رہی ہے حتیٰ کہ بنی عدی بن نجار جو آپ کے ماموں ہیں سے گذر گئی (حضرت عبد المطلب کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو اس قبیلہ میں سے تھیں اس لئے بنو نجار آپ کے ماموں ہیں) اور بنی مالک بن نجار کے پاس پہنچی اور مسجد کے دروازہ کے پاس بیٹھ گئی اس وقت وہ جگہ بکریوں کے ٹھہرنے کی جگہ تھی؛ لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر بیٹھے رہے حتیٰ کہ وہ اٹھ کر کچھ دور گئی جبکہ آپ نے اس کی مہار چھوڑ رکھی تھی۔ پھر اس نے پیچھے کی طرف دیکھا تو پہلی جگہ پر آکر پھر بیٹھ گئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور ابو ایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ اس سے کجاوہ اتار کر اپنے گھر لے گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں ٹھہرے رہے حتیٰ کہ آپ نے مسجد نبوی اور مکانات بنائے پھر ابو ایوب کے گھر سے ان میں تشریف لے گئے جبکہ آپ نے ابو ایوب کے گھر سات ماہ قیام فرمایا تھا اور دونوں صاحبزادیاں سیدہ فاطمہ، ام کلثوم اور ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہن کو اپنے مکانات میں لانے کے لئے اپنے موالی زید اور ابو رافع کو بھیجا اور وہ انہیں لے کر وہاں آگئے۔ معلوم ہوا کہ آپ اپنے ماموؤں بنی نجار کے پاس نہیں ٹھہرے تھے وہاں سے اونٹنی گزر گئی تھی۔ آپ بنی مالک کے پاس ٹھہرے تھے جو عدی کے بھائی تھے اور ان کو مجازاً ماموں کہا گیا ہے؛ کیونکہ ان کے مکانات آپ کے ماموؤں کے مکانات قریب تھے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ اس روایت میں سولہ یا سترہ ماہ شک سے ذکر کیا ہے؛ کیونکہ آپ یقیناً ربیع الاوّل میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور دوسرے سال نصف رجب کو تحویلِ قبلہ ہوئی تھی۔ جمہور علماء یہی کہتے ہیں۔ حاکم نے صحیح سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کی ہے۔ ابن جبان نے سترہ ماہ تین دن ذکر کئے ہیں؛ کیونکہ آپ بارہ ربیع الاوّل کو تشریف لائے تھے۔ اس طرح تین دن اوپر ہو جاتے ہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر سب سے پہلے عصر کی نماز پڑھی تھی۔ امام بخاری

marfat.com
Marfat.com

نے کتاب الصلوٰۃ میں براء بن عازب سے روائت کی کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر وہ انصار کے پاس سے گزرا جبکہ وہ عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے تھے۔ جب اُن سے ذکر کیا کہ قبلہ تبدیل ہوگیا ہے تو وہ کعبہ کی طرف پھر گئے۔ پہلی حدیث میں پہلی نماز عصر کی نماز ذکر کی اور دوسری نماز کو مطلقاً ذکر کیا جبکہ دوسری حدیث میں پہلی نماز کو مطلقاً ذکر کیا اور دوسری کو عصر سے مقید کیا۔ اور کتاب خبر الواحد" میں دونوں نمازوں کو عصر سے مقید کیا۔ ترمذی نے بھی دونوں جگہ عصر کی نماز کا ذکر کیا ہے۔

بخاری، نسائی اور مسلم میں بھی کتاب الصلوٰۃ میں ابن عمر سے روائت کی کہ انہوں نے کہا ایک وقت لوگ قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ کوئی شخص آیا جبکہ ان کے چہرے شام کی طرف تھے اس نے تحویل قبلہ کی خبر دی تو وہ نماز میں کعبہ کی طرف پھر گئے۔

مسلم میں بھی حضرت انس سے ابن عمر کی روائت جیسی ہے کہ صبح کی نماز تھی۔ بنی سلمہ سے ایک شخص وہاں سے گزرا اور فجر کی نماز میں رکوع کی حالت میں تھے۔ عصر کی صبح کی روایات میں جمع اور اتفاق کا یہ طریقہ ہے کہ اس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی تھی پھر وہ شخص انصار کے پاس سے عصر کی نماز کے وقت گزرا یہ براء کی روائت کے مطابق جمع ہے اور حضرت انس اور ابن عمر کی روائت کے مطابق کہ وہ صبح کی نماز تھی۔ وہ دوسرے روز اہل قباء کی نماز ہے۔ اس طرح ان احادیث میں اتفاق ظاہر ہے۔ وہ شخص جن کے پاس سے گزرا تھا، وہ اہل قبا نہیں تھے بلکہ مدینہ منورہ میں مسجد والوں کے پاس سے گزرا تھا جبکہ وہ عصر کی نماز میں تھے اور اہل قبا کے پاس صبح کی نماز کے وقت آیا تھا۔ جیسا کہ روایات میں تصریحاً موجود ہے۔ قولہ فَمَرَّ عَلٰی اَھْلِ مَسْجِدٍ آہ یہ لوگ اہل قباء نہیں بلکہ وہ بنی سلمہ کی مسجد والے ہیں جسے ذو قبلتین کہا جاتا ہے۔ ان کے پاس سے وہ شخص گزرا جبکہ وہ عصر کی نماز میں تھے اور اہل قباء کے پاس صبح کو آیا تھا۔ جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا ہے

تحویل قبلہ سے پہلے کئی لوگ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوکر نمازیں پڑھتے رہے اور وہ فوت ہوگئے یا شہید ہوگئے تھے ان کی نمازیں مقبول ہیں؛ کیونکہ وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوکر نمازیں اللہ کے حکم سے پڑھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ضائع نہیں کیا اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ ظہر کی کچھ نماز پڑھنے کے بعد سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے تھے؛ کیونکہ یہ صحیح روایات کے خلاف ہے۔ تحویل قبلہ ظہر اور عصر کے درمیان ہوئی تھی اور آپ نے سب سے پہلی نماز جو کعبہ کی طرف متوجہ ہوکر پڑھی وہ عصر کی نماز تھی۔ اس حدیث شریف میں اعمال کا ایمان پر اطلاق ہے اور اعمال کے تفاوت سے کمالِ ایمان میں تفاوت لازمی امر ہے۔ یہ مرجئہ پر ردّ بلیغ کی حیثیت رکھتی ہے؛ کیونکہ وہ اعمال کو ایمان نہیں کہتے ہیں (عینی، قسطلانی)

علامہ قسطلانی نے کہا اس حدیث سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کے حضور عظیم فضیلت اور عظمت و کرامت معلوم ہوتی ہے کہ جو آپ چاہتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کر دیا۔ قرآن کریم میں ہے: وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی "نیز حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

سے فرماتا ہے : مِنْ لَدُنِ الْعَرْشِ اِلٰی تَحْتِ الْاَرْضِیْنَ کُلُّھُمْ یُطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاءَکَ یَا مُحَمَّدُ ،، یعنی اے محمد" صلی اللہ علیہ وسلم زمینوں کے تلے سے لے کر عرش تک جتنی مخلوق ہے وہ میری رضا کی طالب ہے اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت فضیلت ہے۔ علامہ بوصیری قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں۔

؎ فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٍ ،،

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کی کوئی حد نہیں جو کوئی بیان کرنے والا اپنے منہ سے اظہار کرے صلی اللہ علیہ وسلم

اسماء رجال

اس حدیث کے چار راوی ہیں ع۱ ابوالحسن عمرو بن خالد بن فروخ بن سعید بن عبدالرحمٰن بن واقد بن لیث بن واقد بن عبد حنظلی جزری حرانی ہیں۔ ابوحاتم نے انہیں صدوق کہا ہے۔ عجلی نے کہا وہ مصری ثقہ ہیں ۲۲۹ ہجری کو مصر میں فوت ہوئے۔ بخاری کے شیوخ میں صرف یہی شیخ ہیں جن کا نام عمرو بن خالد ہے بلکہ صحاح ستہ کے رواۃ میں ان کے سوا کوئی عمرو بن خالد نہیں۔ البتہ ابن ماجہ نے عمرو بن خالد واسطی سے روائت کی ہے اور وہ متروک ہے اور عمرو بن خالد کوفی منکر حدیث ہے۔

ع۲ زُھَیر بن معاویہ بن خُدَیج جُعْفی کوفی ہیں۔ وہ جزیرہ میں رہتے تھے۔ ایک سو بہتر یا تہتر ہجری میں فوت ہوئے اور وفات سے ڈیڑھ برس پہلے مفلوج ہو گئے تھے۔ علماء نے ان کی جلالت، حسن الفاظ اور اتقان پر اتفاق کیا ہے اور ابوزرعہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے ان سے روائت کی ہے۔

ع۳ ابواسحاق عمرو بن عبداللہ بن علی ہمدانی سَبِیعی کوفی تابعی ہیں بہت بڑے عالم محدث ہیں ان کی جلالت اور توثیق پر اتفاق ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اختتام سے دو سال قبل پیدا ہوئے۔ انھوں نے حضرت علی، اسامہ اور مغیرہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے، لیکن سماع کا ثبوت نہیں؛ البتہ عبداللہ بن عمر، ابن عباس، ابن زبیر، امیر معاویہ اور کثیر صحابہ سے سماعت کی ہے۔ ایک سو ستائیس یا اٹھائیس یا انتیس میں فوت ہوئے۔

ع۴ ابوعمارہ براء بن عازب بن حارث انصاری اوسی حارثی مدنی ہیں۔ کوفہ میں آئے اور مصعب بن زبیر کے عہد میں کوفہ میں ہی فوت ہوئے۔ ابوعمرو شیبانی نے کہا براء نے ۲۴ ہجری میں رَی کو صلح یا غلبہ سے فتح کیا۔ ابوموسیٰ کے ساتھ غزوہ تُستَر میں موجود تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے ان کے والد عازب صحابی تھے۔ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا اس کے سوا صحابہ میں کوئی عازب نہیں اور نہ ہی ان کے بیٹے کے سوا کوئی براء بن عازب ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ

قَالَ مَالِكٌ اَخْبَرَنِیْ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ اَنَّ عَطَآءَ ابْنَ یَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا اَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ اِسْلَامُهٗ یُکَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ کُلَّ سَیِّئَةٍ کَانَ زَلَفَهَا وَ کَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّیِّئَةُ بِمِثْلِهَا اِلَّا اَنْ یَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا

باب ــــ اِنسان کا حسنِ اسلام

عطاء بن یسار نے بیان کیا کہ ابوسعید خدری نے انہیں خبر دی کہ انھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ جب انسان مسلمان ہو جائے اور اس کا اسلام اچھا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر بدی جو اُس نے کسب کی ہو معاف کر دیتا ہے اور اس کے بعد حساب شروع ہوگا۔ ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیاں سات سو گنے تک ہوگا اور برائی کا بدلہ اس کی مثل دیا جاتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگزر کر دے "

شرح : پہلے باب میں تھا کہ نماز ایمان ہے۔ اس باب میں انسان کا حسن اسلام مذکور ہے۔ دونوں میں مناسبت اس طرح ہے کہ نماز کے بغیر حسنِ اسلام نہیں ہوسکتا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مُصنّف نے امام مالک رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا لہٰذا یہ تعلیق جازم الفاظ میں ہے۔ یہ صحیح ہے اس میں کوئی قدح نہیں۔ ابن حزم ظاہری نے کہا اس کی صحت میں قدح ہے۔ کیونکہ یہ منقطع ہے لیکن یہ درست نہیں ؛ کیونکہ یہ حدیث دوسری جہتوں کے اعتبار سے موصول ہے مصنف

marfat.com
Marfat.com

نے شہرت کے سبب اسے ذکر نہیں کیا اور یہ امر مسلم ہے کہ بخاری کی شرط اور عادت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی حدیث کا جزم کرتے ہیں جو ثابت ہو؛ لہذا یہ تعلیق ثابت صحیح ہے۔ اگر سوال پوچھا جائے کیا اسے منقطع کہہ سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسے منقطع کہہ سکتے ہیں؛ کیونکہ محدثین کی اصطلاح میں منقطع وہ ہے جس کا اسناد کسی وجہ سے متصل نہ ہو، یہ منقطع ضرور ہے، لیکن صحیح ہونے میں اس کا حکم متصل کا حکم ہے جیسا کہ بخاری کی شرط سے معلوم ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کیا یہ حدیث مُعضَل ہو سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس حدیث کے اسناد میں سے دو راوی یا زیادہ ساقط ہوں وہ مُعضَل ہوتی ہے یہاں ہو سکتا ہے کہ بخاری اور امام مالک کے درمیان دو راوی ساقط ہوں یا ایک ساقط ہو لہذا اس میں اعضال کا احتمال ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کیا یہ مرسل ہو سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دار و مدار اصطلاح پر ہے محدثین کے نزدیک یہ مُرسَل ہے کیونکہ ان کے نزدیک مرسل منقطع کے معنی میں ہے، لیکن اکثر علماء اصول کہتے ہیں کہ مرسل حدیث وہ ہے کہ تابعی کہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لہذا یہ حدیث مرسل نہیں ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب انسان اسلام قبول کرے اور اس میں شکوک و شبہات سے بری ہو تو جو گناہ اُس نے پہلے کئے ہیں وہ سب معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَلْاِسْلَامُ یَجُبُّ مَاقَبْلَهٗ"، یعنی اسلام پہلے گناہ مٹا دیتا ہے پھر اس کے بعد بدلہ ہوتا ہے۔ یعنی جو بھی عمل وہ کرے گا۔ اگر وہ اچھا ہے تو دس سے لے کر سات گنا اور اس سے بھی زیادہ اسے ثواب ملے گا؛ چنانچہ کتاب الرقاق میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس سے سات گنا اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاللّٰهُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ"، اللہ جس کے لئے اس سے بھی زیادہ نیکیاں بڑھا دیتا ہے۔ اگر بُرا ہوگا تو اس کی مثل پر زیادہ نہ ہوگا۔ ہاں اگر اللہ معاف کر دے تو اتنا بھی بدلہ نہ ہوگا۔ اس حدیث میں اہلسنت وجماعت کے مذہب کی تائید ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے۔ اگر چاہے تو درگزر کر دے اگر چاہے تو مؤاخذہ کرے اور معتزلہ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ کبائر کے مرتکب اگر توبہ کے بغیر مر جائیں تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ حدیث کے پہلے حصہ میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ ایمان زیادتی اور نقصان کو قبول نہیں کرتا کہ حسن کے درجات متفاوت ہوتے ہیں لہذا ایمان زیادہ اور ناقص ہوگا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حسن ایمان کی صفت ہے اگر صفت زیادتی اور نقصان کو قبول کرے تو اس کو یہ لازم نہیں کہ ذات بھی اسے قبول کر لیتی ہے کیونکہ من حیث الذات اسے قبول نہیں کرتی اس کی تحقیق کتاب الایمان میں ہو چکی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو موصول ذکر نہیں کیا؛ لیکن ابوذر ہروی، نسائی نے سنن میں

marfat.com
Marfat.com

۴۰ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُکُمْ اِسْلَامَهٗ فَکُلُّ حَسَنَةٍ یَعْمَلُهَا تُکْتَبُ لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَکُلُّ سَیِّئَةٍ یَعْمَلُهَا تُکْتَبُ لَهٗ بِمِثْلِهَا

حسن بن سفیان نے مسند میں اور اسماعیلی نے اسے موصول ذکر کیا ہے۔

علامہ قسطلانی نے کہا۔ کہا گیا ہے کہ مؤلف نے اس لئے حدیث کو مختصر ذکر کیا کہ شریعت کا اصول ہے کہ کافر کو کفر و شرک کی حالت میں نیکی کرنے پر ثواب حاصل نہیں ہوتا؛ کیونکہ متقرب (عبادت کرنے والا ہے) کی شرط ہے کہ وہ جس کا تقرب چاہتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو پہچانے اور کافر میں یہ وصف نہیں۔ اس لئے اسے ثواب نہ ملے گا؛ لیکن امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کی ہے۔ اُنھوں نے کہا محققین کہتے ہیں کہ کافر جب اچھے عمل کرے اور اچھے عمل کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضاء مقصود ہو جیسے صلہ رحمی کرے۔ غلام آزاد کرے پھر وہ مسلمان ہو جائے اور اسلام پر اس کی وفات ہو تو ان اعمال کا ثواب اس کے لئے لکھا جاتا ہے۔ بخاری مسلم میں حکیم بن حزام کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا اَسْلَفْتَ مِنْ خَیْرٍ ،، لیکن قاضی عیاض نے کہا کہ حکیم بن حزام کی حدیث کا معنی یہ ہے کہ کفر کی حالت میں نیک اعمال کی برکت سے اسے اللہ نے اسلام کی ہدایت دی اور جس سے شروع امر میں نیکی ظاہر ہو وہ اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ اس کی عاقبت اچھی ہوگی۔ اس تاویل سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر اگر کفر کی حالت میں نیک عمل کرے تو اس کی برکت سے اسے ایمان نصیب ہو سکتا ہے؛ لیکن اس کا ثواب نہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا دُعَاءُ الْکَافِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ ،، مازری نے کہا کہ قواعد اور اصول کے مطابق کافر کی کوئی عبادت صحیح نہیں؛ لہٰذا بحالتِ کفر اس کو طاعت پر ثواب نہ ملے گا اور حکیم بن حزام کی حدیث کی تاویل یہ ہے کہ تو نے اچھی عادت بنائی ہے تجھے اس کے باعث اسلام میں نفع حاصل ہوگا کہ نیک اعمال کرنے میں مدد ہوگی۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ تو نے اچھی ثنا کسب کی ہے۔ وہ تیرے لئے اسلام میں باقی رہے گی تیسری تاویل یہ ہے کہ اسلام کی حالت میں جو نیکیاں کرے گا ان میں اضافہ ہوگا اور ثواب زیادہ ہوگا کیونکہ اُس نے پہلے اچھے عمل کئے ہیں۔ حدیث میں ہے جب کافر اچھا عمل کرے تو اس کے سبب اس سے تخفیف ہو جاتی ہے اور بعید نہیں کہ اس کا ثواب بھی زیادہ ہو جائے۔ چوتھی تاویل جو قاضی عیاض نے کی ہے وہ اُوپر مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اسماء رجال

اس حدیث کے چار راوی ہیں : ان کا ذکر ہو چکا ہے ۔

---

۴۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنا اسلام اچھا کرے تو ہر نیکی جو وہ کسب کرے گا اس کے لئے دس مثلوں سے لے کر سات سو گنا تک لکھی جائے گی اور جس بدی کا وہ کسب کرے گا وہ اس کے لئے اس کی مثل لکھی جائے گی ۔

۴۰ — شرح : حسنِ اسلام یہ ہے کہ اعتقاد و اخلاص سے مسلمان ہو اور ظاہر و باطن میں اسلام میں داخل ہو ۔ یہ خطاب اگرچہ اس وقت کے حاضرین کو ہے، لیکن اس کا حکم عام قیامت تک آنے والے مردوں اور عورتوں کو شامل ہے ۔ اس خطاب میں غلام بھی داخل ہیں

اسماءِ رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں ع۱ اسحاق بن منصور بن بَہرام ان کی کنیت ابو یعقوب کوسج مَرو کے رہنے والے ہیں ۔ نیشاپور میں سکونت اختیار کر لی تھی ۔ عراق، شام اور حجاز میں بھی گئے آپ حدیث کے امام ہیں امام نسائی نے انہیں ثقہ کہا ۔ نیشاپور میں ۲۵۱ ہجری کو فوت ہوئے ۔

ع۲ عبدالرزاق بن ھمام بن نافع یمنی صنعانی ہیں ۔ یحییٰ بن معین نے انہیں قوی نہیں کہا عباس بن عبدالعظیم نے ان کی نسبت کذب کی طرف کی ہے اُنھوں نے کہا اس سے واقدی زیادہ سچا ہے ۔ لوگ ان کے پاس جا کر حدیثیں لکھتے تھے اور ان کی حدیث میں کچھ حرج نہ دیکھا، لیکن وہ انہیں شیعہ کہتے تھے ۔ اہلِ بیتِ اطہار کے فضائل میں اُنھوں نے احادیث روائت کی ہیں لیکن ثقہ راویوں نے ان کی موافقت نہیں کی ۔ بخاری نے تاریخ کبیر میں ذکر کیا کہ عبدالرزاق اپنی کتاب سے جو حدیث بیان کریں ۔ وہ صحیح ہے دو سو گیارہ ہجری میں فوت ہوئے ۔

ع۳ مُعمر بن راشد بصری ، ان کی کنیت ابو عروہ ہے ان کی کنیت ابو عروہ ہے ان کا ذکر ہو چکا ہے ۔

ع۴ ھمام بن مُنبّہ بن کامل بن سیج یمانی صنعانی ہیں ان کی کنیت ابو عقبہ ہے ۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے ۔ ۱۳۱ ہجری کو صنعاء میں فوت ہوئے ۔

ع۵ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَدْوَمُہٗ

۴۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ ھِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَآئِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْھَا وَعِنْدَھَا امْرَاَۃٌ قَالَ مَنْ ھٰذِہٖ قَالَتْ فُلَانَۃُ تُذْکَرُ مِنْ صَلَاتِھَا قَالَ مَہْ عَلَیْکُمْ بِمَا تُطِیْقُوْنَ فَاللّٰہِ لَا یَمَلُّ اللّٰہُ حَتّٰی تَمَلُّوْا وَکَانَ اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَیْہِ مَا دَاوَمَ عَلَیْہِ صَاحِبُہٗ

باب — اللہ تعالیٰ کو محبوب عمل وہ ہے جس پر دوام ہو

۴۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے جبکہ ان کے پاس کوئی عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ ام المؤمنین نے کہا یہ فلاں عورت ہے اور ان کی کثرتِ نماز کا حال بیان کرنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو! تم اپنے پر وہ لازم کرو جس کی تمہیں طاقت ہے۔ بخدا! اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا حتی کہ تم ہی تھک جاؤ اور اللہ کو محبوب عمل وہ ہے جس کا کرنے والا اس پر دوام کرے۔

۴۱ — شرح : لفظ دین کئی معانی میں مشترک ہے۔ عبادت، جزاء، طاعت، حساب، سلطان، ملت، تقویٰ، غلبہ، حال، عبودیت، طریقہ اور اسلام پر دین کا اطلاق ہوتا ہے اور یہاں دین سے مراد طاعت ہے۔ اس کے لئے دین کی اصل وضع ہے۔ باب کا معنی یہ ہے کہ طاعت پر دوام اللہ کو محبوب ہے۔ اس باب کی پہلے باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ پہلے باب میں انسان کا حسنِ اسلام مذکور ہے۔ اور حسنِ اسلام جب ہی ہوگا کہ مامورات کو بجا لائے اور نواہی سے رکا رہے اور اللہ کی مخلوق پر شفقت کرے۔ اس باب میں مداومت اور ہمیشگی مطلوب ہے۔ جب انسان اس پر ہمیشگی کرے گا تو اللہ کی محبت

marfat.com
Marfat.com

زیادہ ہوگی ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نیک عمل پر مواظبت کرنے والے سے محبت کرتا ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے دربارِ رسالت میں عرض کیا کہ لوگوں میں اس عورت کی عبادت کی کثرت مشہور ہے اور وہ عورت حولاء بنت تویت تھی۔ ام المؤمنین نے اس عورت کے سامنے اس کی تعریف اس لئے کی کہ مدح سے اس کے فتنہ میں پڑنے کا خوف نہیں تھا، لیکن حسن بن سفیان کی مسند میں ہے کہ اس عورت کے چلے جانے کے بعد مائی صاحبہ نے اس کی مدح فرمائی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زجر فرمائی کہ اعمال اس حد تک کرو کہ ہمیشہ کر سکو۔ اور تنگ نہ ہو کیونکہ بسا اوقات انسان کثرتِ عمل کرنے سے تنگ پڑ جاتا ہے اور بالکل چھوڑ جاتا ہے۔

اس لئے فرمایا عمل ہمیشہ کرو اگرچہ قلیل عمل ہو۔ ملال کا معنی کسی چیز کو گراں بار سمجھتے ہوئے ترک کر دینا اور اس میں حرص و محبت کے بعد اس سے کراہت کرنا۔ ملال کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ اور یہاں بطورِ مشاکلت اطلاق ہوا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے: تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ "

علماء محققین نے کہا اللہ تعالیٰ پر ملال کا اطلاق مجازاً ہے ؛ کیونکہ جو کوئی ملال میں آکر عمل ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب بھی قطع کر دیتا ہے۔ اس کی تعبیر ملول سے فرمائی ہے۔

قولہ احب الدین الیہ الخ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب عمل وہ ہے جسے ہمیشہ کرے اگرچہ قلیل ہو، کیونکہ قلیل عمل پر ہمیشگی سے طاعت میں استمرار رہتا ہے۔ اور اگر کثیر شاق کرے تو کچھ دیر بعد انسان تنگ پڑ جاتا ہے۔ اور قلیل عمل جو ہمیشہ ہو وہ کثیر منقطع پر بڑھ جاتا ہے اور کئی گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ پر بہت شفقت اور مہربانی ہے کہ انہیں ایسے عمل کی ترغیب دی جس سے وہ آسانی میں رہیں اور اس کا ثواب بھی زیادہ ہو اور امت کثرتِ عمل کی مشقت سے تنگ نہ پڑے۔

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ع۱ ابو موسیٰ محمد بن مثنیٰ بصری ہیں ان کا ذکر حلاوتِ ایمان کی حدیث ع۱۵ میں ہو چکا ہے۔

ع۲ یحییٰ بن سعید کا ذکر باب من الایمان ان یحب لاخیہ کی حدیث ع۱۲ میں ہو چکا ہے۔ ع۳ ہشام بن عروہ

ع۴ عروہ بن زبیر بن عوام حدیث ع۲ میں گزرا ہے۔

ع۵ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ زِيَادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَزِدْنَاهُمْ هُدًى وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَقَالَ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ فَاِذَا تَرَكَ شَيْئًا مِنَ الْكَمَالِ فَهُوَ نَاقِصٌ

۴۲ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ بُرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ وَيُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَبَانٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِيْمَانٍ مَكَانَ خَيْرٍ

باب ـ ایمان کا زیادہ اور ناقص ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : ہم نے ان کو ہدائت زیادہ کی۔ مومنوں کا ایمان زیادہ ہوتا ہے اور فرمایا آج کے دن ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا جب کمال سے کچھ ترک کیا تو ناقص رہ جاتا ہے۔

۴۲ ـ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا دوزخ سے وہ لوگ نکلیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا اور اُن کے دل میں جو کے برابر خیر ہو اور وہ لوگ دوزخ سے نکلیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ، کہا اور ان کے دل میں گندم کے برابر خیر ہے اور دوزخ سے وہ لوگ نکلیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا اور اور ان کے دل میں ذرہ بھر خیر ہے۔ بخاری نے کہا، ابان نے کہا ہمیں قتادہ نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہمیں انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی اور اُنھوں نے خیر کی جگہ ایمان ذکر کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۳ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ سَمِعَ جَعْفَرَ بْنَ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ

۴۲ شرح : پہلی دو آیات کا ذکر گزر چکا ہے۔ تیسری آئت کریمہ کا مدلول یہ ہے کہ کمالِ ایمان تمام شریعت سے ہے لہٰذا اس کے کمال کا تصور اس کے نقصان کے تصور کو چاہتا ہے۔ اس سے مراد توحید ہرگز نہیں ؛ کیونکہ وہ نزولِ آئت سے پہلے موجود ہے۔ لہٰذا اس سے اعمال مراد ہیں جو شخص ان کی محافظت کرے اس کا ایمان اس شخص کے ایمان سے زیادہ کامل ہے جس نے ان میں تقصیر کی مگر یہ آئت کریمہ ایمان کی زیادتی اور نقصان پر دلالت نہیں کرتی ؛ کیونکہ اس سے مراد یہ ہے میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کے احکام مکمل کر دیئے ہیں کیونکہ یہ آئت کریمہ اس روز نازل ہوئی جس روز فرائض اور سُنن کامل ہوئے اور دین مستقر ہوگیا اور یہ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس آئت کے نزول تک ایمان ناقص تھا حتیٰ کہ اس روز اسے مکمل کیا۔ اس آئت سے مراد صرف اس روز احکام کا اکمال ہے کیونکہ احکام آہستہ آہستہ نازل ہوتے تھے۔ جب احکام کامل ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلا لیا۔

حدیث شریف میں ایمان کو جسم کے ساتھ تشبیہ دے کر اس کی طرف جسم کے لوازم کی نسبت کی ہے اور وہ وزن وغیرہ ہیں دوزخ سے خروج کے لئے اگرچہ تصدیق قلبی کافی ہے ؛ کیونکہ مومن ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا۔ اور لا الٰہ الا اللہ صرف اجرائے احکام کے لئے ہے مگر بخاری کا مسلک یہ ہے کہ محض تصدیق قلبی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ قول اور عمل بھی ضروری ہے۔ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی ضروری ہے یہ صرف اختصار کے لئے ذکر کیا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ میں نے " قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ " پڑھا یعنی ساری سورت پڑھی۔

امام رازی رحمہ اللہ نے کہا اگر ایمان سے مراد صرف تصدیق قلبی ہے تو وہ زیادتی نقصان کے قابل نہیں اگر اس سے اعمال مراد ہیں۔ تو ایمان زیادتی اور نقصان کا قابل ہے۔ تصدیق قلبی اصل ہے اور لا الہ الا اللہ دنیا میں اجرائے احکام کے لئے ہے لوگ تفصیلی تصدیق میں متفاوت ہیں مطلق تصدیق میں متفاوت نہیں۔ قوت اور ضعف میں تفاوت مطلق تصدیق میں پایا جاتا ہے یہی احناف کا مسلک ہے۔ اس کی تفصیل کتاب الایمان میں تفصیلاً مذکور ہے۔

اسماء رجال

اس حدیث کے چار راوی ہیں : ۱ — مسلم بن ابو عمرو ابراہیم قصاب بصری ازدی فراہیدی ہیں۔ وہ شہام مشہور ہیں۔ ابن اثیر نے کہا فراہید قبیلہ ازد کی شاخ ہے۔ اسی قبیلہ سے خلیل بن احمد مشہور نحوی ہے۔ ۲۲۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ مامون کہا ہے۔ اور ابو حاتم نے ثقہ صدوق کہا ہے۔ احمد بن عبداللہ

marfat.com
Marfat.com

الْخَطَّابِ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُوْدِ قَالَ لَهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اٰيَةٌ فِيْ كِتَابِكُمْ تَقْرَءُوْنَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا قَالَ اَيُّ اٰيَةٍ قَالَ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا قَالَ عُمَرُ قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ

نے کہا وہ ثقہ ہیں۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ اُنھوں نے ستر عورتوں سے سماعت کی ہے۔

ع۲ ہشام بن ابی عبداللہ سنبر ربعی بصری دستوائی ہیں۔ ان کی کنیت ابوبکر ہے۔ ابوداؤد نے انہیں حدیث میں امیر المؤمنین کہا ہے۔ محمد بن سعد نے کہا وہ ثقہ حدیث میں راسخ اور حجت ہیں لیکن ان کا خیال اہلِ قدر سا تھا؛ لیکن اس کی تبلیغ نہیں کرتے تھے۔ ۱۵۴ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۳ قتادہ بن دعامہ ع۴ انس بن مالک رضی اللہ عنہما۔

۴۳ — ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اُن سے کہا اے امیر المؤمنین تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر ہم یہودیوں پر وہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ آپ نے کہا وہ کونسی آیت ہے۔ یہودی نے کہا : اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا : ہم اس دن کو اور اس مقام کو پہچانتے ہیں جس میں یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ آپ اس روز عرفہ میں تشریف فرما تھے اور جمعہ کا دن تھا۔

۴۳ — شرح : یہود سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا علم ہے ان کو یہود اس لئے کہتے ہیں کہ یہ "ھادوا" سے مشتق ہے۔ اور "ھادوا" کا معنی "مالوا" ہے یعنی ان لوگوں نے بچھڑے کی عبادت یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین سے اعراض کیا تھا یا خیر سے شر کی طرف یا شر سے خیر کی طرف لوٹ گئے تھے؛ کیونکہ وہ اپنے مذاہب سے بکثرت انتقال کرتے رہتے تھے یا تو رات پڑھتے وقت وہ حرکت کرتے تھے۔ بعض علماء نے کہا وہ حضرت یہود ابنِ یعقوب علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں۔ قولہ مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ، اختصاص کے طور پر منصوب ہے۔

یعنی اگر یہ آیت کریمہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کی تعظیم کرتے اور اس دن ہر سال عید

marfat.com
Marfat.com

مناتے ؛ کیونکہ اس دن میں کمالِ دین جیسی بڑی نعمت کا نزول ہے۔ جو قابل صد تعظیم ہے۔ عید کا معنی لوٹنے والی خوشی اور سرور ہے اس لئے عید کا دن کہا جاتا ہے۔ گویا کہ معنیٰ یہ ہُوا کہ ہم اس دن خوشی مناتے اور ہمیں سرور ہوتا کیونکہ نعمتِ اسلام بہت بڑی نعمت ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے یہودی جو تُو نے کہا درست ہے۔ واقعی اللہ کی نعمت کے نزول کے روز خوشی منانی چاہیئے مگر خداوند قدوس نے یہ آیت کریمہ جمعہ کے روز عرفہ میں نازل فرمائی اور یہ ہماری عید کا دن ہے جبکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ دن عید اور خوشی منانے کا مستحق ہے اور ہم نے اس دن اور مقام کی اہمیت کو ترک نہیں کیا۔ الحاصل یہودی کا کلام اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جواب سے واضح ہوتا ہے کہ جس دِن اللہ تعالیٰ کی نعمت کا نزول اور ظہور ہو اس دن کو عید منانا مستحسن ہے۔ اسی لئے سیدنا عمر فاروق نے یہودی کے کلام کی تائید کی۔ اس دُنیا میں اہلِ اسلام کے لئے سب سے بڑی نعمت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دُنیا میں تشریف لانا ہے اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعمت فرمایا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ وَ اَحَلُّوْا قَوْمَھُمْ دَارَ الْبَوَارِ " اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بخاری کی حدیث ۳۷۲۷ باب قتل اَبِیْ جہل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کی نعمت کو تبدیل کیا وہ کفارِ قریش تھے اور عمرو بن دینار نے کہا وہ قریش ہیں اور جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں۔ لہٰذا جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے وہ دِن اللہ تعالیٰ کی نعمت کے نزول کا دِن ہے اور اس دن میں عید منانا بقول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مستحسن ہے۔ اہلِ اسلام اس کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہیں جو مستحسن طریقہ ہے۔ پھر اس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ اور دُنیا میں آپ کی آمد کی خوشی میں جلسے جلوس بھی مستحسن ہیں۔ اسی لئے جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابھی مدینہ منورہ سے باہر ہی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی میں عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں اور لڑکے اور خدام گلی کوچوں اور راستوں میں پھر رہے تھے۔ اور پکار پکار کر یا محمد یا رسُول اللہ، یا محمد یا رسُول اللہ کہہ رہے تھے۔ اس روایت کو امام مسلم نے باب الھجرت میں ذکر کیا ہے معلوم ہُوا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ کے دن کو عید میلاد منانا اور اس روز خوشی کرنا جلوس نکالنا اور آپ کی سیرت طیبہ بیان کرنا شریعت میں مستحسن عمل ہے۔

علامہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسائی کی حدیث " لَا تَتَّخِذُنَا عِیْدًا کے تحت ما ذکرنی یوم عرفہ میں ذکر کیا کہ مراد یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ جمعہ کے روز نازل ہُوئی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اس روز دو عیدیں جمع کر دیں۔ ایک جمعہ کی عید اور دوسری عرفہ کی عید ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ عید میلاد میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم کا اظہار ہے اس لئے یہ امر مستحسن ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا الخ یعنی جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا اس کو اس کے اجراء کا اجر اور اس پر عمل کرنے والوں کا اجر ملے گا اور اس پر عمل

marfat.com
Marfat.com

کرنے والوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ہر بدعت ضلالت نہیں بلکہ محدثاتِ باطلہ اور بدعات مذمومہ ضلالت ہیں اور اس حدیث نے ارشاد نبوی کل بدعۃ ضلالۃ کو بدعات مذمومہ کے ساتھ مخصوص کر دیا۔

امام حافظ ابو محمد المعروف ابو شامہ نے اپنی کتاب اَلْبَاعِثُ عَلٰی اِنْکَارِ الْبِدَعِ وَالْحَوَادِثِ میں بدعت کی حسنہ اور سیئہ کی طرف تقسیم کے بعد ذکر کیا کہ ہمارے اس زمانہ میں بہترین بدعت (نئی ایجاد) ہر سال سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عید میلاد ہے کہ اس روز لوگ خوشی اور سرور کا اظہار کرتے ہیں اور فقراء اور مساکین میں صدقات و خیرات تقسیم کرتے ہیں۔ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم کا اظہار ہوتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں آپ کی عظمت اور جلالت مستقر ہوتی ہے اور ہر بدعت کو ایجاب کلی کے طور پر ضلالت کہنا بہت بڑی جرأت ہے۔ حالانکہ تراویح کی نماز باجماعت کو امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ سے تعبیر کیا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز تراویح باجماعت ثابت نہیں اور امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی پہلی اذان کا اجراء کیا۔ حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جمعہ مبارکہ کی صرف ایک اذان تھی اس کے علاوہ کسی مرفوع یا موقوف حدیث سے محفل میلاد کے انعقاد کی ممانعت ثابت نہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اَلْاِنْتِهَاءُ عَمَّا نُهِیَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کے باب میں ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک میں تم سے کچھ بیان نہ کروں تم مجھ سے کچھ نہ پوچھو اور جس کی تمہیں خبر دوں اس پر عمل میں پابندی کرو اور لبس الفراء کے باب میں ذکر کیا حلال وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جس کو اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ نہ تو واجب ہے اور نہ ہی حرام اور اس کا کرنا مباح ہے اور قرآن و سنت میں کہیں بھی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل کے انعقاد پر ممانعت مذکور نہیں بلکہ باقتضاء نص آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت کا تذکرہ کرو!

لہٰذا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی محافل قائم کر کے آپ کا تذکرہ کرنا مستحب امر ہے اور باعث برکت ہے۔ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

اسماء رجال

اس حدیث کے سات راوی ہیں: ۱۔ ابو علی حسن بن صباح بن محمد بن بزار واسطی بغداد شریف میں سکونت پذیر تھے۔ نیک لوگوں میں سے تھے۔ احمد بن حنبل نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ہر روز خیرات کیا کرتے تھے۔ دو سو ساٹھ ہجری کو بغداد میں فوت ہوئے جبکہ امام بخاری ۲۵۶ ہجری میں فوت ہوئے تھے۔

۲۔ جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حریث مخزومی ان کی کنیت ابو عون ہے۔ یحییٰ بن معین نے انہیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الزَّكٰوةِ مِنَ الْاِسْلَامِ

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝

۴۴ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَمِّهٖ اَبِيْ سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ثقہ کہا ہے۔ ۲۰۷ ہجری کو کوفہ میں فوت ہوئے ع ۳ ابو العمیس عتبہ بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ ہذلی مسعودی کوفی ہیں۔ ایک سو بیس ہجری میں فوت ہوئے۔

ع ۴ ابو عمرو قیس بن مسلم جدلی کوفی ہیں وہ بہت عابد تھے۔ ایک سو بیس ہجری میں فوت ہوئے۔

ع ۵ طارق بن شہاب بن عبد شمس بن سلمہ بن ہلال بن عوف صحابی ہیں۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور جاہلیت کا زمانہ بھی پایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں تقریباً ۴۲ جنگوں میں شریک ہوئے۔ ان میں بعض بڑی اور بعض چھوٹی لڑائیاں تھیں۔ کوفہ میں سکونت پذیر تھے۔ ۱۲۳ ہجری میں فوت ہوئے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مگر آپ سے کچھ روایت نہیں کی۔

ع ۶ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ

باب زکوٰۃ اسلام ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا ہے کہ اللہ کی بندگی

marfat.com
Marfat.com

وَسَلَّمَ وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَ ذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ

کریں۔ اس کے لئے دین خالص کریں جبکہ حق کی طرف مائل ہوں۔ نمازیں قائم کریں، زکوٰۃ دیں یہ سیدھا دین ہے!

۴۴ — ترجمہ : حضرت طلحہ بن عُبَید اللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نجد کے رہنے والا بکھرے بالوں والا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس کی گنگناہٹ کی آواز سُنی جاتی تھی مگر اس کا کلام نہ سمجھا جاتا تھا حتیٰ کہ وہ قریب آیا اور اسلام کے متعلق پوچھنے لگا۔ آپ نے فرمایا ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں اُس نے پوچھا مگر یہ کہ نفلی نماز پڑھ لیا کرو! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور رمضان کے روزے! اُس نے کہا اس کے علاوہ کوئی شئی میرے ذمہ ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفلی روزے رکھے۔ راوی نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوٰۃ کا ذکر کیا اُس نے کہا کیا اس کے سوا میرے اُوپر کوئی فرض ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفلی صدقہ دینا چاہے۔ راوی نے کہا وہ شخص واپس ہُوا اور یہ کہہ رہا تھا۔ اللہ کی قسم میں اس پر زیادہ نہ کروں گا اور نہ ہی اس سے کمی کروں گا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اُس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہے۔

۴۴ — شرح : پہلے باب میں ایمان کا زیادہ اور ناقص ہونا مذکور ہے اور یہ معلوم ہے کہ اعمال سے ایمان زیادہ ہوتا ہے اور اُن کے ترک سے ناقص ہوتا ہے اور اس باب میں یہ مذکور ہے کہ اگر زکوٰۃ ادا کرے تو اسلام کامل ہوگا اور جب اسے ترک کر دے تو ناقص ہوگا۔ اس اعتبار سے دونوں بابوں میں مناسبت ہے۔ باب کے عنوان سے آئت کا تعلق معنوی ہے، کیونکہ آئت کریمہ میں یہ مذکور ہے کہ زکوٰۃ دین ہے اور دین اسلام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ ،، اس آئت کریمہ میں تین اشیاء مذکور ہیں۔

دین میں اخلاص جو تمام عبادات کا اصل ہے۔ دوسرے نماز قائم کرنا جو دین کا ستون ہے۔ تیسرے ہمیشہ زکوٰۃ ادا کرنا جو نماز کے ساتھ متصل ہے۔ یہ تمام اشیاء دین مستقیم ہیں۔ حدیث میں مذکور

marfat.com
Marfat.com

شخص جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ وہ ضمام بن ثعلبہ نجدی تھا یا کوئی اور ہوگا۔ دَوِیُّ الصَّوْتِ کا معنی گنگناہٹ ہے جس سے کچھ سمجھ نہ آئے۔ اُس نے قریب آکر اسلام کے ارکان اور احکام سے پوچھا، کیونکہ وہ توحید و تصدیق کا قائل تھا اسی لئے اُس نے ارکانِ اسلام سے سوال کیا تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سوال کے عین مطابق ہے، کیونکہ بخاری نے کتاب الصیام میں ذکر کیا ہے کہ اُس نے کہا اَخْبِرْنِیْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ ،، کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کس قدر نمازیں فرض کی ہیں اور پانچ نمازیں عین اسلام تو نہیں لہٰذا یہاں عبارت محذوف ہے۔ وہ یہ کہ ،، اِقَامَۃُ خَمْسِ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ ،، کہ ایک دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنا۔ اس حدیث میں احناف کے مذہب کی تائید ہے کیونکہ وتر کو واجب کہتے ہیں اور بعض شافعیہ کے خلاف ہے جو عیدین کی نماز کو فرض کفایہ کہتے ہیں۔ قولہ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ ،، میں استثناء متصل ہے یعنی نفل پڑھے، کیونکہ نفل شروع کرکے فاسد کرنے سے واجب ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح نفلی روزہ بھی فاسد کرنے سے واجب ہوجاتا ہے۔ اس میں احناف کے مذہب کی تائید ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اپنے اعمال باطل نہ کرو،، لہٰذا روزہ یا نماز شروع کرنے سے اس کا پورا کرنا ضروری ہوجاتا ہے اور جو نماز یا روزہ ادا کرچکا ہو اس کی صیانت و حفاظت کے لئے تکمیل ضروری ہے اس لئے احناف کہتے ہیں نفلی نماز یا روزہ شروع کرنے سے واجب الادا ہوجاتے ہیں۔ شافعیہ کہتے ہیں یہ استثناء منقطع ہے لہٰذا نفل شروع کرنے سے واجب نہیں ہوتے لیکن ان کا پورا کرنا مستحب ہے۔

احناف کے مذہب کی دلیل یہ ہے کہ ترمذی میں ام المؤمنین سے روائت ہے کہ میں نے اور حفصہ نے نفلی روزہ رکھا۔ ہمارے پاس کچھ ہدیہ آیا جس کے کھانے کو دل چاہا تو ہم نے وہ کھالیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا اس کا بدل روزہ رکھو ایک روائت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے قضاء کرنے کا حکم فرمایا۔ معلوم ہوا کہ نفلی عبادت شروع کرکے فاسد کرنے سے واجب ہوجاتی ہے۔ اسی طرح دارقطنی نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں نوافل شروع کرکے فاسد کرنے سے واجب نہیں ہوتے، البتہ ان کی قضاء مستحب ہے۔ اُنھوں نے نسائی کی حدیث سے استدلال کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نفلی روزہ کی نیت کرتے پھر افطار کر دیتے اور صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ جمعہ کے روز روزہ افطار کر دے حالانکہ اُنھوں نے جمعہ کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ نفل میں شروع ہونے سے اس کا پورا کرنا ضروری نہیں اور نماز کو اس پر قیاس کرتے ہیں۔ احناف اس کا جواب دیتے ہیں کہ نسائی کی روائت اس پر دلالت نہیں کرتی کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے افطار کے بعد قضاء نہیں کی تھی۔ آپ کا روزہ افطار کرنا کبھی عذر کے سبب ہوتا تھا اور صحیح بخاری میں جویریہ کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ انہیں ضیافت کی وجہ سے افطار کا حکم فرمایا تھا اور وہ عذر تھا۔ اور عذر کے باعث نفلی روزہ افطار کرنا جائز ہے۔

marfat.com
Marfat.com

احناف کہتے ہیں۔ مسند احمد میں ام المؤمنین عائشہ کی حدیث ہے کہ اُنھوں نے فرمایا میں نے اور حفصہ بنت عمر فاروق نے روزہ رکھا تو ایک بکری ہمیں بطور نذرانہ ملی تو ہم نے ذبح کر کے اس کا گوشت کھا لیا جب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو ہم نے آپ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا اس کی جگہ روزہ قضاء کرو امر وجوب کے لئے ہوتا ہے ؛ بلکہ ایک روایت میں کہ آپ نے قضاء کا حکم فرمایا۔ اس حدیث سے حنفیہ نے استدلال کیا کہ عبادت شروع کرنے سے لازم ہو جاتی ہے۔ ضمام بن ثعلبہ نے بعد میں کہا میں اس سے کچھ کم اور زیادہ نہ کروں گا۔ یعنی میں نے آپ کا کلام قبول کر لیا ہے۔ اب اس پر کوئی سوال نہیں کروں گا اور نہ ہی اس کے قبول کرنے میں کمی کروں گا یا اس کا معنی یہ ہے کہ جو کچھ میں نے سُنا ہے۔ اس کی تبلیغ میں کچھ اضافہ یا کمی نہیں کروں گا ؛ کیونکہ وہ اپنی قوم کا وفد بن کر آیا تھا یا معنی یہ ہے کہ میں نمازوں کی رکعات میں زیادتی اور کمی نہیں کروں گا۔ لہٰذا ظہر کی نماز پانچ رکعتیں اور مغرب کی چار نہیں پڑھوں گا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص اگر سچ کہتا ہے تو نجات پا جائے گا ؛ لیکن اشکال یہ ہے کہ محض مذکور امور کی اساس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے نجات پانے کا حکم صادر فرمایا حالانکہ شریعت مطہرہ میں تمام واجبات، منہیات اور مستحباب اس کے لئے ذکر نہیں فرمائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری نے کتاب الصیام میں یہی حدیث ذکر کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے تمام احکام ذکر فرمائے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ احکام کم نہ کرنے میں تو نجات واضح ہے۔ زیادہ نہ کرنے میں نجات کیسے صحیح ہے۔ اس کا جواب امام نووی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ آپ نے اس کے لئے فلاح و نجات ثابت کر دی ؛ کیونکہ جو اس کے ذمہ ہے وہ ادا کرے گا اور یہ غیر مفہوم ہے کہ جب وہ اس پر زائد کرے گا تو نجات نہ پائے گا ؛ کیونکہ جب واجب ادا کرنے میں نجات ہے تو واجب کے ساتھ مستحبات بجا لانے میں بطریق اولیٰ نجات ہوگی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حصُولِ علم کے لئے سفر کرنا اور کسی کے قسم طلب کرنے کے بغیر قسم کھانا جائز ہے۔ اسی طرح ضرورت کے بغیر قسم کھانا جائز ہے۔ (قسطلانی)

قولہ اَفْلَحَ بِاَبِیْہِ وَاَبِیْہِ یہ قسم نہیں عربوں کی عادت کے مطابق یہ کلمہ آپ کی زبان شریف پر جاری ہُوا اور نہی کی حدیث کہ اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ وہ حقیقۃً قسم پر محمول ہے۔ یا یہ نہی سے پہلے زمانہ پر محمول ہے (کرمانی)

اسماءِ رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں اور وہ سب مدنی ہیں : ع۱ اسماعیل بن عبد اللہ اصبحی مدنی امام مالک رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں ع۲ مالک بن انس مدینہ منورہ کے جلیل القدر امام ہیں۔

ع۳ حضرت امام مالک کے چچا ابو سہیل نافع بن مالک بن ابی عامر مدنی۔

ع۴ ابو سہیل کے والد بن ابی عامر، ان تمام کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

ع۵ ابو محمد طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب قرشی مدنی تیمی ہیں۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ مِنَ الْاِیْمَانِ

۴۵ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِیٍّ الْمَنْجُوْفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهٗ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتویں باپ میں ملتے ہیں۔ ان کی والدہ نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی آپ غزوۂ بدر کے سوا تمام غزوات میں حاضر ہوتے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب غزوۂ احد کو ذکر کرتے تو فرماتے یہ سارا دن طلحہ کا ہے؛ کیونکہ وہ اُحد کے روز آپ کے ساتھ رہے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں ایک ہاتھ بھی شل ہوگیا تھا۔ جنگ اُحد میں مالک بن زہیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیر مارا جسے طلحہ نے اپنے ہاتھ سے روکا تھا۔ جب طلحہ کی انگلی پر تیر لگا تو کہا ہائے۔ یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بسم اللہ کہتے تو جنت میں داخل ہوتے حالانکہ لوگ انہیں دیکھ رہے ہوتے۔ اس روز انہیں پچہتر زخم آئے اور دو انگلیاں شل ہوگئیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلحۃ الخیر اور طلحۃ الجواد فرمایا جمل کی جنگ میں شہید ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ مروان نے پیچھے سے انہیں تیر مارا تھا۔ دس جمادی الاولیٰ ۳۶ ہجری کا یہ واقع ہے۔ آپ کی عمر چونسٹھ برس تھی۔ بصرہ میں آپ کی قبر ہے۔ ابن قتیبہ نے ذکر کیا کہ انہیں قرہ کے پل کے پاس دفن کیا گیا پھر ان کی صاحبزادی نے تیس برس بعد انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ پانی کی تری کا شکوی کر رہے ہیں تو اس کے کہنے کے مطابق انہیں قبر سے نکالا گیا؛ حالانکہ وہ بالکل تازہ تھے اور انہیں بصرہ میں دفن کیا گیا ان کی قبر مشہور ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عینی)

باب ـ جنازہ کے ساتھ چلنا اسلام ہے

۴۵ ـ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایمانداری اور طلبِ ثواب کے لئے مسلمان کے جنازہ کے ساتھ چلے اور اس کے ساتھ رہے حتی کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے دفن سے فراغت ہوجائے

marfat.com
Marfat.com

حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهَا وَیَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ کُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطٍ تَابَعَهٗ عُثْمَانُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

تو وہ ثواب کے دو قیراط لے کر واپس آئے گا ہر قیراط اُحد پہاڑ کی مثل ہے اور جو شخص اس کی نماز جنازہ پڑھے پھر دفن کرنے سے پہلے لوٹ آئے وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔ عثمان مؤذن نے اس کی متابعت کی اُس نے کہا ہمیں عوف نے محمد سے اُنھوں نے ابوہریرہ سے بیان کیا اور اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مانند۔

۴۵ — شرح: اس باب کی پہلے باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں ایک حیات کی حالت دوسری ممات کی حالت پہلے باب میں دین کے ارکان کا ذکر ہے جن کی اقامت کا ثواب اموات کے واسطہ کے بغیر حاصل ہوتا ہے اور اس باب میں ثواب کا ذکر ہے جو اموات کے واسطہ سے زندوں سے مل کر حاصل ہوتا ہے یعنی جو شخص نماز جنازہ پڑھے اور دفن میں حاضر رہے اسے دو قیراط ثواب ملے گا اور جو شخص صرف نماز جنازہ پڑھے اور دفن میں شریک نہ ہو اسے صرف ایک قیراط ثواب ملے گا اور قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے۔ اس حدیث میں لفظ اتباع سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے۔ اگر دفن میں شریک ہو اور نماز نہ پڑھے یا نماز پڑھے اور اکیلا قبر پر چلا جائے حتیٰ کہ جب جنازہ آئے تو دفن میں شریک ہو تو اسے دوہرا قیراط نہیں ملے گا دوہرا قیراط صرف اسے حاصل ہے جو نماز پڑھ کر میت کے ساتھ چلے حتیٰ کہ دفن میں شریک ہو۔ "جنائز" جنازہ کی جمع ہے جیم کو مکسور و مفتوح دونوں طرح پڑھنا جائز ہے کسرہ زیادہ فصیح ہے۔ یہ جَنَزٌ سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ستر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جنازہ فتح سے میت کو کہتے ہیں اور کسرہ سے جس شئی پر میت رکھی ہو۔ بعض اس کے برعکس کہتے ہیں۔

اس حدیث میں عثمان مؤذن نے عوف سے روایت کرنے میں روح کی متابعت کی یہ عثمان امام بخاری کا شیخ ہے۔

اسماء رجال

اس حدیث کے چھ راوی ہیں: ۱۔ احمد بن عبداللہ بن علی بن سُوَید بن منجوف بصری سدوسی ہیں ان کی کنیت ابوبکر ہے۔ ۲۵۲ ہجری میں فوت ہوئے ۲۔ رَوح بن عبادہ بن علاء بصری قیسی قیس بن ثعلبہ سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ خَوْفِ الْمُؤْمِنِ اَنْ يُحْبَطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ مَا عَرَضْتُ قَوْلِيْ عَلٰى عَمَلِيْ اِلَّا خَشِيْتُ اَنْ اَكُوْنَ مُكَذِّبًا وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَدْرَكْتُ ثَلٰثِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَخَافُ النِّفَاقَ عَلٰى نَفْسِهٖ مَا مِنْهُمْ اَحَدٌ يَقُوْلُ اِنَّهٗ عَلٰى اِيْمَانِ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَيُذْكَرُ عَنِ الْحَسَنِ مَا خَافَهُ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا اَمِنَهٗ اِلَّا مُنَافِقٌ وَمَا يُحْذَرُ مِنَ الْاِصْرَارِ عَلَى التَّقَاتُلِ وَالْعِصْيَانِ مِنْ غَيْرِ تَوْبَةٍ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

ہیں۔ ابن مدینی نے کہا بعض محدثین ہمیشہ حدیث میں مشغول رہے۔ اور اس کی طلب میں رہے اور محدث بنے۔ ان میں سے رَوح ہیں ۲۰۵ ہجری میں فوت ہوئے آپ ثقہ ہیں۔ یحییٰ بن معین نے انہیں صدوق کہا ہے۔

ع۳ عوف بن ابی جمیلہ بَنْدُوْیہ ہیں۔ یہ اعرابی نہیں لیکن اعرابی مشہور ہیں ان کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے انہیں عوفُ الصدیق کہا جاتا ہے۔ ان کی کنیت ابوسہل ہے۔ ۵۹ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۴۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کی نسبت تشیع کی طرف کی جاتی ہے۔ ع۴ حسن بصری ہیں۔

ع۵ محمد بن سیرین ہیں۔ ان کی کنیت ابوبکر ہے جلیل القدر تابعی ہیں۔ سیرین حضرت انس کا آزاد کردہ غلام ہے۔ عین تمر سے قید کئے گئے تھے۔ جب مطلقاً ذکر کیا جائے تو مراد یہی محمد بن سیرین ہوتے ہیں۔ ہشام بن حسان نے کہا انھوں نے تیس ۳۰ صحابہ کو دیکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اختتام خلافت سے دو سال پہلے پیدا ہوئے اور حسن بصری کے ایک سو روز بعد ایک سو دس ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۶ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقدمرّ!

باب مومن کا ڈرنا کہ اس کا عمل ضائع نہ ہو جائے اور وہ نہ جانے

ابراہیم تیمی نے کہا میں نے اپنا قول اپنے عمل پر پیش کیا مگر مجھے ڈر ہوا

marfat.com
Marfat.com

کہ مجھے جھٹلا دیا جائے گا۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ کو پایا وہ تمام اپنے نفوس پر نفاق کا ڈر پاتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی یہ نہ کہتا تھا کہ اس کا ایمان جبرائیل اور میکائیل کے ایمان سا ہے۔ حسن بصری سے منقول ہے کہ نفاق سے مومن ہی ڈرتا ہے اور منافق اس سے بے خوف ہوتا ہے۔ اور ان امور کا باب جن سے ڈرایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ بلا توبہ نفاق اور گناہ پر ڈٹے رہنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ گناہ پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔

شرح الترجمہ: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ گناہوں سے نیکیوں کا باطل ہو جانا تو معتزلوں کا عقیدہ ہے۔ امام بخاری کے کلام کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ احباط یعنی نیکیوں کے باطل ہونے سے مُراد یہ ہے کہ کفر یا عدمِ اخلاص سے باطل ہو جائیں۔ لیکن امام نووی نے کہا کہ "حَبِطَہ" سے مراد ایمان کا نقصان اور بعض عبادات کا ابطال ہے۔ کفر مراد نہیں کیونکہ انسان اس عقیدہ سے کافر ہوتا ہے جسے وہ کفر سمجھ کر کرے۔

علامہ کرمانی نے کہا یہ مسئلہ متنازع فیہ ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ انسان کلمۂ کفر کہنے سے کافر ہو جاتا ہے یا کوئی ایسا فعل کرے جو موجبِ کفر ہو۔ اگرچہ وہ اسے کفر نہ جانتا ہو۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ امام نووی نے ذکر کیا کہ اس باب سے امام بخاری مُرجئہ کا رد کرتے ہیں کیونکہ مرجئہ کہتے ہیں کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لے اسے گناہوں پر عذاب نہ ہوگا اور گناہوں سے اس کا عمل باطل نہیں ہوتا اور گناہگار اور نیک کا ایمان برابر ہے۔

امام بخاری نے ان کے مذہب کی تردید کے لئے تابعین کے اقوال نقل کئے جو اُنھوں نے صحابہ کرام سے نقل کئے ہیں اور اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں اور وہ مجتہد ہونے کے باوجود خوف کرتے تھے کہ وہ اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ قاضی عیاض نے کہا مُرجئہ خوارج اور معتزلہ کی ضد ہیں خوارج کا عقیدہ ہے کہ گناہوں سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ معتزلہ اسے فاسق کہتے ہیں اور دونوں کے نزدیک اصحابِ کبائر مخلد فی النار ہیں اور مرجئہ کہتے ہیں ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا۔ ان میں سے غالی تو یہ کہتے ہیں۔ صرف قلبی تصدیق کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی شئ ضرر نہیں دیتی۔ اور بعض مرجئہ قدریہ سے موافقت کرتے ہیں اور بعض صرف ارجاء کا قول کرتے ہیں۔ قدر کا قول نہیں کرتے اور بعض کہتے ہیں کہ تصدیق قلبی اور اقرار زبانی کافی ہے۔ ان کے پانچ فرقے ہیں جو ایک دُوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ مرجئہ وہ ہیں جو کہتے ہیں ایمان کے ہوتے ہوئے معصیت ضرر نہیں پہنچاتی جیسے کفر کے ہوتے ہوئے طاعت نفع نہیں دیتی۔ ابراہیم تیمی نے کہا جب بھی میں نے اپنا قول اپنے عمل پر پیش کیا تو مجھے خوف لاحق ہوا کہ جس نے میرا عمل میرے قول کے خلاف دیکھا وہ میری تکذیب کر دے گا اور کہے گا اگر تم سچے ہوتے تو اپنے قول کا خلاف نہ کرتے وہ یہ اس لئے کہتے تھے کہ وہ لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے۔ یعنی وہ غائبِ عمل کو نہیں پہنچے حالانکہ جو لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور عمل کہنے

marfat.com
Marfat.com

تقصیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی مذمت فرمائی ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ،، یہ بُری بات ہے کہ تم وہ کہو جو کرتے نہیں ہو،، اس لئے انہیں ڈر ہُوا کہ کہیں ان کی تکذیب نہ کی جائے اور وہ مکذبین کے مشابہ ہو جائیں۔

قَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ الخ کرمانی نے کہا ابن ابی ملیکہ نے کہا میں نے تیس صحابہ کرام کو پایا ہے۔ وہ سب اپنی ذوات پر خاتمہ کے وقت حصولِ نفاق کا خوف کرتے تھے۔ اور ان میں سے کوئی بھی نفاق کے عدمِ عروض کا یقین نہیں کرتا تھا جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ایمان کا جزم و یقین کرتا ہے کہ اسے نفاق لاحق نہیں ہو سکتا ہے۔ علامہ عینی نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام اس بات سے ڈرتے تھے کہ اُن کا ایمان نفاق سے مل جائے، لیکن بایں ہمہ وہ یہ نہیں کہتا تھا کہ اس کا ایمان جبرائیل کے ایمان سا ہے؛ کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام معصوم ہیں۔ انہیں نفاق کا خوف لاحق نہیں ہو سکتا۔ اور یہ لوگ معصوم نہیں لہٰذا یہ خوف کر سکتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے توحید و رسالت کی گواہی دی وہ مومن ہے جیسے جبرائیل علیہ السلام کا ایمان ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابو سعید نقاش نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔

قولہ يُذْكَرُ عَنِ الْحَسَنِ الخ یعنی حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نفاق سے مومن ہی ڈرتا ہے۔ اور اس سے منافق ہی بے خوف ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے جو اپنے رب سے ڈرے اسے دو جنتیں ملیں گی اور اللہ کی خفیہ تدبیر سے خسارے میں پڑنے والے بے خوف ہوتے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "خَافَهُ" اور "أَمِنَهُ" میں ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ذکر کیا ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے بھی اس کی اتباع کی ہے؛ لیکن امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی اثر کے سیاق سے پتہ چلتا ہے کہ ضمیر کا مرجع نفاق ہے چنانچہ فریابی نے سلیمان بن معلّٰی سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے حسن کو اس مسجد میں قسم کھا کر کہتے ہُوئے سُنا کہ مومن ہی نفاق سے ڈرتا ہے اور منافق اس سے بے خوف ہوتا ہے۔ احمد کے یہ الفاظ ہیں۔ وَاللّٰهِ مَا مَضَى مُؤْمِنٌ وَلَا بَقِيَ إِلَّا وَهُوَ يَخَافُ النِّفَاقَ وَلَا أَمِنَهُ إِلَّا مُنَافِقٌ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے يُذْكَرُ،، سے حسن کا اثر ذکر کیا ہے جو ضعف پر دلالت کرتا ہے حالانکہ یہ اثر صحیح ہے؛ کیونکہ امام کی عادت ہے کہ متن میں انتقاد کرنا ہو یا اس کو بالمعنی ذکر کرنے میں کچھ تغیر ہو جائے تو يُذْكَرُ سے ذکر کرتے ہیں جو تمریض کا صیغہ ہے۔ یہ نہیں کہ روایت ضعیف ہوتی ہے۔ قولہ وَمَا يُحَذَّرُ الخ اس سے بخاری کا مقصد مُرجئہ کا رد کرنا ہے؛ کیونکہ وہ کہتے ہیں ایمان ہوتے ہُوئے گناہوں سے کچھ ڈر نہیں۔ مذکور آیت کریمہ اس مذہب کا رد کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن استغفار کے بغیر گناہوں پر قائم نہیں رہتے۔ ترمذی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرے وہ گناہ پر مُصر نہیں ہوتا۔ اگرچہ ایک دن میں ستر بار گناہ کرے استغفار کرے۔ قولہ وَمَا يُحَذَّرُ الخ کا عطف "وخوف المؤمن" پر ہے۔ یعنی مومن کا عمل کے ضائع ہونے

marfat.com
Marfat.com

۴۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا وَائِلٍ عَنِ الْمُرْجِئَةِ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ کُفْرٌ

حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یُخْبِرُ بِلَیْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰی رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ اِنِّیْ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَکُمْ بِلَیْلَةِ الْقَدْرِ وَاِنَّهٗ تَلَاحٰی فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ خَیْرًا لَّکُمْ اِلْتَمِسُوْهَا فِی السَّبْعِ وَالتِّسْعِ وَالْخَمْسِ

ڈرنا اور نفاق پر اصرار سے تحذیر کا خوف ،، اور درمیان میں ابراہیم ، ابن ابی ملیکہ اور حسن بصری کے آثار جملے معترضہ ہیں جو معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان واقع ہیں ؛ کیونکہ باب کے دو عنوان ہیں۔ پہلا عنوان عمل کے بطلان کا خوف ہے اور دوسرا نفاق پر اصرار سے تحذیر ہے۔ اس میں تین آثار ایک قرآن کریم کی آئت اور دو مرفوع احادیث ذکر کی ہیں چونکہ تینوں آثار پہلے عنوان کے مطابق تھے۔ اس لئے انہیں اس کے بعد ذکر کیا اور آئت کریمہ اور ایک حدیث کا تعلق دوسرے عنوان سے تھا اس لئے انہیں اس کے بعد ذکر کیا اور دوسری حدیث جو عبادہ سے مروی ہے۔ اس کا تعلق بھی پہلے عنوان سے ہے۔ اس لئے دونوں حدیثوں میں لف نشر غیر مرتب ہے (عینی و قسطلانی)

۴۶ — ترجمہ : زُبید نے کہا میں نے ابو وائل سے مرجئہ سے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا اور جھگڑا کرنا کفر ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ سے عبادہ بن صامت نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کی خبر دینے باہر تشریف لائے اتفاقاً دو مسلمان جھگڑنے لگے تو آپ نے فرمایا میں لیلۃ القدر کا وقت بتانے باہر تشریف لایا تھا۔ مگر فلاں اور

marfat.com
Marfat.com

فلاں آپس میں جھگڑ رہے تھے اس لئے اسے اُٹھا لیا گیا شائد اس کی تعیین کا اُٹھا لینا تمہارے لئے بہتر ہو اب تم ۲۷، ۲۹ اور ۲۵ تواریخ میں اسے تلاش کرو

۴۶ — شرح : مرجئہ ایک فرقہ ہے جو عمل کو مؤخر کرتے ہیں۔ اِرجاء کا معنی تاخیر ہے یا اس لئے انہیں مرجئہ کہتے ہیں کہ وہ رجاء کا انتظار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے معصیت ضرر نہیں دیتی جیسے کفر کے ساتھ طاعت بے سود ہے۔ سباب کا معنی گالی اور قتال کا معنی جھگڑا ہے یعنی مسلمانوں سے مخاصمت کرنی کفر ہے۔ ابن بطال نے کہا کفر سے مراد ملت اسلامیہ سے خروج نہیں بلکہ مسلمانوں کے حقوق کا کفران اور انکار ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھائی بھائی فرمایا ہے اور انہیں آپس میں صلح صفائی سے رہنے کا حکم دیا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلق سے منع فرمایا ہے اور بیان فرمایا کہ جو کوئی مسلمانوں سے مخاصمت کرتا ہے۔ وہ اپنے بھائی کے حق کا انکار کرتا ہے یا یہ مراد ہے کہ اس کی نحوست کی وجہ سے اس کا مآل کفر ہے یا یہ کفار کے افعال جیسا فعل ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس سے مراد کفر باللہ ہے یعنی جو کوئی مسلمانوں سے مخاصمت کو جائز سمجھتا ہے وہ یقیناً ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔ اور اگر تاویل سے ایسا کرتا ہے تو اسے کفر تو درکنار فاسق بھی نہیں کہا جائے گا جیسے امام حق کے خلاف کسی تاویل سے کوئی بغاوت کرے تو کفر نہیں۔ اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مُرجئہ کبائر کے مرتکب کو فاسق نہیں کہتے۔ لہٰذا وہ مسلم کو گالی گلوچ کرنے کو فسق نہیں کہتے اور نہ ہی اُن سے قتال کو کفر کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سباب و قتال دونوں اس بات میں برابر ہیں کہ ان کا مرتکب فاسق ہے کافر نہیں تو سباب میں فسوق اور قتال میں کفر کیوں ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قتال سباب سے سخت تر ہے۔ یا وہ کافروں کے اخلاق کے زیادہ مشابہ ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کفر کی تاویل کی ہے اور فسوق کی تاویل نہیں کی۔ اسے اپنے حال پر کیوں چھوڑ رکھا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جھگڑے سے مومن کافر نہیں ہوتا۔ اسی طرح اور کسی کبیرہ کا ارتکاب کرنے سے کافر نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ تاویل ضروری تھی۔

حدیث کے دوسرے حصّہ کا معنی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لائے تاکہ صحابہ کرام کو لیلۃ القدر کے وقت کی خبر دیں؛ لیکن اتفاقاً عبداللہ بن ابی حَدْرَدْ اور کعب بن مالک میں کچھ لین دین میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ جبکہ حضرت کعب بن مالک نے عبداللہ بن حدرد سے قرض لینا تھا اور اس کے مطالبہ میں ان کی آواز بلند ہوگئیں تو آپ نے فرمایا میں یہ بتانے آیا تھا کہ لیلۃ القدر فلانی رات ہے مگر ان کے جھگڑے کے سبب اُٹھا لی گئی ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا بیان یا علم اُٹھا لیا گیا ہے؛ ورنہ وہ قیامت تک باقی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا لیلۃ القدر ہی اُٹھا لی گئی ہے؛ لیکن یہ غلط ہے؛ کیونکہ حدیث کے آخر میں

marfat.com
Marfat.com

آپ نے فرمایا: اسے تلاش کرو۔ اگر اس کا وجود ہی اُٹھ گیا ہو تو تلاش کسے کرنا تھا۔ لیلۃ القدر کی تعیین اُٹھانے میں حکمت یہ تھی کہ اس کی تلاش میں لوگ بکثرت عبادت کریں۔ ممکن ہے کہ عمل کا لیلۃ القدر سے اتفاق ہو جائے۔ یہ سارا سال منتقل ہوتی رہتی ہے۔ عموماً رمضان مبارک میں خصوصاً ۲۷۔ ۲۹ اور ۲۵ تواریخ میں ہوتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جھگڑا مذموم اور بسا اوقات خیر و برکت اُٹھ جانے کا باعث بن جاتا ہے اور لوگوں کو شعور تک نہیں ہوتا۔ لہٰذا باب کے پہلے عنوان سے اس کی مناسبت واضح ہے۔

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی: ع۱ قتیبہ بن سعید حدیث ع۲۷ میں بیان ہو چکا ہے۔
ع۲ اسماعیل بن جعفر انصاری مدنی حدیث ع۳۲ میں بیان ہو چکا ہے۔ ع۳ حُمَید بن ابی حُمَید خزاعی بصری وہ حمید طویل مشہور ہیں۔ ۱۴۳۔ ہجری میں فوت ہوئے۔ اصمعی نے کہا میں نے حُمَید کو دیکھا ہے وہ لمبے نہیں تھے؛ البتہ ان کا ہمسایہ حُمید چھوٹے قد کا تھا اس لئے دونوں میں امتیاز کے لئے انہیں حمید طویل کہا جاتا تھا۔
ع۴ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ع۵ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ حدیث ع۱۷ میں گزرا ہے۔ اس حدیث سے پہلے حدیث کے راوی بھی پانچ ہیں۔ ع۱ محمد بن عرعرۃ ان کی کنیت ابو ابراہیم ہے کہا جاتا ہے کہ وہ ابو عبداللہ سامی ہیں۔ سامہ بن لؤی بن غالب قرشی بصری کی طرف منسوب ہیں۔ ۲۱۳۔ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ زُبَید ابو عبدالرحمٰن بن حارث بن عبدالکریم یامی یام کی طرف منسوب ہیں۔ یام ایک قبیلہ کا بڑا بزرگ ہے وہ بہت عبادت کرتے تھے۔ ۱۲۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۳ ابو وائل شقیق بن سلمہ تابعی مخضرمی اسدی کوفی ہیں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا۔ اعلان نبوت سے پہلے پیدا ہوئے تھے اور ایک سو ہجری میں فوت ہوئے۔ ابو سعید بن صالح نے کہا ابو وائل جنائز کے روز ایک سو پچاس برس کے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيْلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ وَالْاِحْسَانِ وَعِلْمِ السَّاعَةِ وَبَيَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ ثُمَّ قَالَ جَآءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ دِيْنًا وَ مَا بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ مِنَ الْاِيْمَانِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ

۴۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ

باب حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان، اسلام، احسان اور قیامت کے متعلق سوال پوچھنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمانا

پھر فرمایا جبرائیل علیہ السلام تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ آپ نے مذکور تمام امور کو دین فرمایا اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد عبدالقیس کے لئے ایمان کے امور بیان فرمائے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین طلب کرے تو وہ ہرگز قبول نہ ہوگا!

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کے سوال کی سب باتوں کو دین فرمایا اس کے ساتھ ساتھ وفد عبدالقیس کے لئے بیان فرمایا کہ ایمان ہی اسلام ہے؛ کیونکہ ان کے واقعہ میں ایمان کی وہی تفسیر فرمائی جو یہاں اسلام کی تفسیر فرمائی اور ساتھ ہی آیت کریمہ ذکر کی جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ اسلام دین ہے۔ معلوم ہوا کہ ایمان، اسلام اور دین ایک ہی شئی ہیں۔ یہی بخاری کا مقصد ہے۔ واللہ اعلم!

۴۷ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر، اس کے

marfat.com
Marfat.com

أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ مَا الْإِيمَانُ قَالَ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَبِلِقَائِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ قَالَ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ وَتُقِيمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤَدِّيَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْإِبِلِ الْبُهْمُ فِي الْبُنْيَانِ فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ تَلَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ الْآيَةَ ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَالَ رُدُّوهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ جَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ مِنَ الْإِيمَانِ

فرشتوں پر اللہ تعالیٰ کی ملاقات پر اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان رکھے۔ اس نے کہا اسلام کیا چیز ہے؟ فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ شریک نہ رکھے۔ نماز پڑھے، زکوٰۃ مفروضہ ادا کرے اور رمضان مبارک کے روزے رکھے۔ اس نے کہا احسان کیا شئی ہے فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو اچھی طرح عبادت کر کیونکہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ سائل نے کہا قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا جس سے قیامت کے متعلق پوچھا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا ابھی میں تجھے اس کی علامتیں بتاتا ہوں۔ جب لونڈی اپنے مالک کو جنے جب کالے اونٹ چرانے والے محلات میں فخر سے رہنے لگیں۔ پانچ اشیاء ہیں جن کو حقیقتہً اور بالذات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیانیت تلاوت فرمائی "بے شک اللہ کے پاس ہی قیامت کا علم ہے (ساری آیت کی تلاوت فرمائی) اس کے بعد وہ

marfat.com
Marfat.com

وہ شخص چلا گیا تو تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا اس شخص کو واپس لاؤ مگر صحابہ نے کوئی شئی نہ دیکھی۔ آپ نے فرمایا یہ جبرائیل تھے لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔ امام بخاری نے کہا آپ نے تمام امور کو ایمان کا حصہ فرمایا۔

۴۷ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدنا جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں آئے اور ایمان، اسلام، احسان اور قیامت سے متعلق سوالات کئے۔ آپ نے جواب دینے کے بعد فرمایا یہ سائل جبریل تھے جو تم کو دین سکھانے آئے تھے اور مذکور تمام امور کو کامل ایمان کا حصہ فرمایا۔ اس حدیث میں کتابوں کا ذکر نہیں کیونکہ جب رسولوں پہ ایمان ہوگا تو ان پہ منزل کتابوں پہ بھی ایمان ہوگا۔ فرشتے رسولوں سے پہلی مخلوق ہے اس لئے ان کو رسولوں سے پہلے ذکر کیا دراصل رسول فرشتوں سے افضل ہیں۔ اس وقت حج فرض نہ تھا اس لئے اس کو ذکر نہیں کیا۔

ایمان کے امور ذکر کرنے کے بعد شرک ذکر کیا۔ کیونکہ مشرک سرسری طور پہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ بتوں کی عبادت بھی کرتے تھے۔ مومن ہمیشہ مومن ہوتا ہے اور مسلمان کبھی مومن ہوتا ہے اور کبھی مومن نہیں ہوتا لہٰذا جو مومن ہوگا مسلمان ضرور ہوگا مگر اس کا برعکس نہیں ہوسکتا اس لئے ایمان کے بعد اسلام کا ذکر کیا ہے کہ ایمان تصدیق باطنی ہے اور اسلام انقیاد ظاہری ہے۔ اسلام کی تفسیر میں مذکور اشیاء کو ایمان شامل ہے، کیونکہ یہ اشیاء تصدیق باطنی کے ثمرات ہیں اور تصدیق باطنی اصلِ ایمان ہے۔ اسی لئے وفد کی حدیث میں ایمان کی تفسیر میں وہ اشیاء ذکر کیں جو یہاں اسلام کی تفسیر میں ذکر کی ہیں اور اسلام بھی اصلِ ایمان (تصدیق باطنی) اور اعمال کو شامل ہے، کیونکہ یہ تمام انقیاد ظاہری ہیں۔ لہٰذا یہ واضح ہوگیا کہ ایمان و اسلام جمع اور جدا ہوتے رہتے ہیں۔ احسان کی تفسیر میں خلوص عبادت اور انتہائی مراقبہ ذکر کیا یہ جامع کلمہ ہے۔ رہا قیامت کا علم اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کریمہ سے نفی نہیں فرمائی بلکہ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، فرما کر افشاءِ راز کی حفاظت فرمائی اور حاضرین پہ اس کا اخفاء فرمایا۔ اسی لئے قرآن کریم میں جہاں بھی قیامت کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے علم کو اللہ کی طرف مفوض کرنے کا حکم دیا، چنانچہ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا، اور اس طرح کی دیگر آیات اس پہ دلالت کرتی ہیں۔ کتاب و سنت میں کہیں بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے علم کی نفی نہیں اور مذکور آیت کریمہ وہ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ میں اگرچہ حصر ہے مگر یہ علم بالذات پہ محمول ہے جیسے وہ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَثَوَابِ میں حصر ذاتی ہے۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو ثواب عطاء نہیں کرتا ورنہ لازم آئے گا کہ اچھا ثواب بھی کسی کو نہ دے، چونکہ قیامت کا علم اسرار سے تھا اس لئے فرمایا میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا ہوں اور سائل کے کہنے پہ قیامت کی نشانیاں ذکر فرما دیں تاکہ حاضرین کو معلوم ہوجائے کہ قیامت کے قیام سے سوال نہ کیا جائے صرف اس پہ ایمان رکھا جائے اور اس کی بتائی ہوئی علامات پہ ہی اکتفاء کیا جائے، چنانچہ عینی شرح بخاری میں ہے کہ قرطبی نے کہا کہ سوال سے مقصود سامعین کو قیامت کے وقت سے متعلق سوال سے روکنا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

نیز کرمانی میں ہے کہ اگر یہ پوچھا جائے کہ اَعْلَمُ اسم تفضیل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے علم میں دونوں شریک ہیں؛ کیونکہ نفی زیادتی کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ یعنی قیامت کا وقت میں اور تم دونوں جانتے ہیں میں تم سے زیادہ نہیں جانتا ہوں۔ حالانکہ مقصود یہ نہیں۔ مقصود تو یہ ہے کہ نفی علم میں دونوں مساوی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہم لازم کو تسلیم کرتے ہیں کہ قیامت کے قیام کے علم میں دونوں مساوی ہیں کہ قیامت آئے گی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی نفی کی ہے کہ اس کے متعلق سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ مسلم امر ہے کہ جس سے سوال کیا جائے وہ سائل سے زیادہ جانتا ہے۔ اور دوسرے سوالوں کا جواب لینا مقصود تھا اس لئے ان کو بیان فرمایا باقی چار اشیاء جن کا آئت کریمہ میں ذکر ہے حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ان کا علم بھی مخلوق کے لئے ثابت ہے۔ چنانچہ بخاری میں ہے اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو کہتا ہے اے پروردگار عالم رحم میں نطفہ واقع ہو گیا اور ہر چالیس روز بعد اس کی حالتیں بیان کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس میں بچہ پیدا کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ نر ہے یا مادہ نیک بخت ہے یا بدبخت اس کی روزی کیا ہے اس کی موت کب واقع ہوگی۔ یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کے اطلاع کرنے سے بچے کی ماں کے پیٹ میں لکھ دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مغیبات پر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو اطلاع کرتا رہتا ہے۔

اس حدیث شریف میں آئت کریمہ میں مذکور پانچ امور میں سے مَا فِی الْاَرْحَامِ اور موت کے وقوع پر فرشتہ کو اطلاع حاصل ہے۔ نیز سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ان کی بیوی خارجہ کے پیٹ میں لڑکی ہے وہ تین بہنیں ان کی فلاں وراثت کو تقسیم کرلیں (مؤطا امام مالک بیہقی شریف صفحہ ۱۷۰، جلد ۶)

مسلم شریف میں ہے کہ ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل ایک شخص کو جھنڈا دوں گا وہ خیبر فتح کرے گا۔ جنگ بدر میں چھڑی شریف سے نشان لگا کر فرمایا کہ ان نشانات پر فلاں فلاں گر کر مریں گے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ آپ اس بیماری میں وفات فرمائیں گے اور آپ سے تھوڑی دیر بعد وہ بھی آپ سے آملیں گی۔ معلوم ہوا کہ آئت کریمہ میں حصر ذاتی ہے یعنی ان امور کو بالذات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس سے کاہنوں، نجومیوں اور جنوں پر قابو پانے والوں کا رد کرنا مقصود ہے جن کے بارے میں عرب کے جاہل لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ لوگ غیب جانتے ہیں اور وہ اپنے فیصلے ان سے کرواتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فاسد اعتقاد زائل کرنے کے لئے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی (الابریز صفحہ ۱۶۶) ورنہ ان پانچ امور کی کیا تخصیص بالذات غیب کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ کے اطلاع کرنے سے اس کے رسول اور رسول کے تابع ولی بھی جانتے ہیں۔ (قسطلانی صفحہ ۲۲۲ جلد ۷)

ملا علی قاری نے مرقات ج ۱ صفحہ ۶۲ میں ذکر کیا کہ غیب کے مبادی اور لواحق ہیں۔ مبادی پر کوئی بھی مطلع نہیں اور لواحق پر اللہ تعالیٰ اپنے احباء اور اولیاء جن کا دل ریاضت کر کے صاف ہو جاتا ہے

marfat.com
Marfat.com

کو مطلع کرتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت ذکر فرمائیں کہ لونڈیاں بکثرت ہوں گی۔ اونٹوں کے چرواہے بلند محل بنوائیں گے اور تکبر و غرور کرنے لگیں گے اگر اسی کو دیکھ لیا جائے تو آئت کا معنی واضح ہو جاتا ہے، کیونکہ آئت کریمہ میں کل کے علم میں بھی حصر ہے حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے حالات بیان فرما دیئے ہیں۔ واللہ علیم خبیر اللہ جانتا اور خبردار کرتا ہے۔

الابریز شریف میں شیخ عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اُنھوں نے کہا "کَیْفَ یَخْفٰی اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالْوَاحِدُ مِنْ اَھْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِہِ الشَّرِیْفَۃِ لَا یُمْکِنُہُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَتِہٖ ھٰذِہِ الْخَمْسِ"، یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ان پانچ امور کا علم کیسے مخفی رہ سکتا ہے حالانکہ آپ کی اُمت کے اہل تصرف میں سے کوئی بھی اُن کو جانے بغیر تصرف نہیں کر سکتا۔ اسی حدیث کے تحت علامہ قسطلانی (ص ۱۴۰ جلد ۷) ذکر کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ، "لٰکِنْ اِذَا اَمَرَ بِہٖ عَلِمَۃُ الْمَلَائِکَۃُ الْمُوَکَّلُوْنَ بِہٖ وَمَنْ شَاءَ مِنْ خَلْقِہٖ"، یعنی جب اللہ تعالیٰ اس کا حکم کرے تو اس پہ مامور فرشتے اور اس کی مخلوق جس کو وہ چاہے نزولِ مطر کو جان لیتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بدء الخلق ص ۴۵۲ پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی اُنھوں نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور اثناء خطبہ میں مخلوق کی ابتداء سے لے کر اہل جنت کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک ان کے تمام منازل بیان فرما دیئے۔ یہ حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفورِ علم پر دلالت کرتی ہے اور تھوڑے وقت میں قیامت تک کے حالات بیان فرما دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جیسے ایک پاؤں رکاب میں رکھ کر قرآن شروع کر کے دوسرا قدم دوسری رکاب میں رکھنے تک سارا قرآن کریم ختم کر لینا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے۔

اس حدیث کے تحت علامہ طیبی نے کہا کہ آپ نے مخلوقات کے سارے احوال کی خبر دی اور علامہ عینی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کائنات میں تمام امور مقدرہ کی خبر دی جو قیامت تک آنے والے ہیں۔ ان روایات سے "قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ"، کا مفہوم واضح ہو گیا کہ مطلق غیب اللہ کی اطلاع کے بغیر اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی لئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس آئت کریمہ کو اپنے اس دعویٰ کی دلیل میں ذکر کیا جبکہ آپ نے فرمایا جو شخص یہ کہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کی بات جانتے ہیں اس نے عظیم بہتان لگایا۔ اگر ام المؤمنین کے قول کو ذاتی علم پر محمول نہ کیا جائے تو مذکور روائت سے یہ روائت متضاد ہو گی اور جب اسے علم ذاتی کی نفی پہ محمول کیا جائے تو دلیل میں مذکور آئت کریمہ میں بھی ذاتی علم کی نفی ہو گی ورنہ تقریب تام نہ ہو گی اور دلیل دعویٰ کے مطابق نہ ہو گی! واللہ اعلم!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے ابوسفیان نے خبر دی کہ ہرقل نے اُن سے کہا کہ میں نے تم سے پوچھا کہ کیا وہ زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہوتے ہیں۔ تم نے کہا وہ بڑھتے جاتے ہیں۔ ایمان کا یہی

marfat.com
Marfat.com

قَوْلُهُ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ "

اس جملہ کی ترکیب میں اشکال یہ ہے کہ بظاہر معلوم یہ ہوتا ہے کہ " فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ " میں فَاِنَّهٗ يَرَاكَ " شرط کی جزاء ہے۔ حالانکہ یہ جملہ جزاء کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ شرط جزاء کا سبب ہوتی ہے تو اس تقدیر پر معنی یہ ہوگا کہ اگر تو اللہ کو نہیں دیکھتا تو اللہ تجھے دیکھتا ہے۔ یعنی تیرا اللہ کو نہ دیکھنا اللہ کا تجھے دیکھنے کا سبب ہے۔ حالانکہ اللہ ہر حال میں دیکھتا ہے کوئی اسے دیکھے یا نہ دیکھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ " فانہ یراک " شرط جزاء نہیں۔ دراصل جزاء محذوف ہے۔ وہ یہ کہ " فَاَحْسِنِ الْعِبَادَةَ " یعنی اگر تو اللہ کو نہیں دیکھتا تو عبادت میں اخلاص کر اور غافل نہ ہو؛ کیونکہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ " اِنْ اَكْرَمْتَنِیْ فَقَدْ اَكْرَمْتُكَ اَمْسِ " اس جملہ میں جزاء محذوف ہے۔ وہ یہ کہ " فَاعْتَدَّ بِاِكْرَامِیْ فَقَدْ اَكْرَمْتُكَ اَمْسِ " حدیث کے اس جملہ کا معنی یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت ایسے کر جیسے اللہ کو دیکھنے والا اس کی عبادت کرتا ہے۔ اور اللہ اسے دیکھتا ہے کیونکہ اللہ کو دیکھنے والا شخص جب تک عبادت کرے گا اس میں خضوع و خشوع، اخلاص، حفظِ قلب و جوارح اور آدابِ عبادت کی رعائت میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔ اس حدیث کی اتنی قدر دین کا عظیم اصل اور قواعد مسلمین کا اہم قاعدہ ہے۔ یہ حضرات سالکین کا مقصود، عارفین کا خزانہ اور صالحین کی عادت ہے۔ یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے ہیں۔ اہل تحقیق نے صالحین کی مجلس میں بیٹھنے کی تلقین کی ہے تاکہ ان کے احترام کے باعث اور ان سے حیاء کرتے ہوئے نقائص سے دور رہے تو جس شخص کے علانیہ اور خفیہ حالات کو اللہ دیکھتا ہو اور اس کے اخلاصِ عبادت پر ہمیشہ مطلع ہو اس کا کتنا بلند مقام ہوگا۔ (فتح الباری)

یہ حدیث مقام مشاہدہ اور مقام مراقبہ دونوں کو شامل ہے۔ اس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ انسان کے عبادت کرنے میں تین مقامات ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ ایسے طریقہ سے عبادت کرے کہ اس کے ساتھ شرائط اور ارکان کو پورا کرنے کے باعث اس سے وظیفہ تکلیف ساقط ہو جائے۔ دوسرا یہ کہ اسی طرح عبادت کرتے ہوئے بحارِ مکاشفہ میں غرق ہو جائے۔ حتّٰی کہ وہ اللہ کو دیکھ رہا ہو یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے؛ چنانچہ آپ نے فرمایا: نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے؛ کیونکہ طاعت کے باعث لذت کے ہونے، عبادت سے قلب کو راحت پہنچنے اور انوارِ کشف کے غلبہ سے غیر کی طرف متوجہ ہونے کے تمام راستوں کے بند ہو جانے سے آنکھ کو سرور حاصل ہوتا ہے۔ یہ محبوب کے دل کے خلاء بھرنے اور حال کے مشغول ہونے کا ثمرہ ہے۔ تیسرا یہ کہ انسان ایسے حال میں عبادت کرے کہ اس پر یہ حال غالب ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے یہ مقامِ مراقبہ ہے۔ اور " فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ " مقام مکاشفہ سے مقام مراقبہ کی طرف نزول ہے۔ یعنی اگر تو ایسی عبادت نہیں کر سکتا؛ حالانکہ تو ان لوگوں میں سے ہے جنہیں معنوی رؤیت حاصل ہے تو ایسے حال میں عبادت کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ یہ تینوں مقامات احسان ہیں لیکن جو احسان عبادت کے صحیح ہونے کی شرط ہے۔ وہ پہلا مقام ہے؛ کیونکہ دوسرے دونوں مقامات خواص کی شان ہے اور دوسروں کے لئے بہت مشکل ہے (قسطلانی) اہل تصوف نے کہا حدیث کے اس جملہ میں محو و فنا کے

marfat.com
Marfat.com

باب ـــ ۴۸ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسُفْيٰنُ بْنُ حَرْبٍ اَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهٗ سَاَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ سُخْطَةً لِدِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهٗ الْقُلُوْبَ لَا يَسْخَطُهٗ اَحَدٌ

مقام کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اگر تو کوئی شئی نہ رہے گا اور اپنے آپ کو فنا کر دے گا گویا کہ تو موجود ہی نہیں تو اس وقت اللہ کو دیکھے گا اس پر بعض نے اعتراض کیا کہ اس تقدیر پر "فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ"، شرط اور "تَرَاهُ"، جزاء ہے۔ جزاء مرفوع نہیں ہونی چاہیئے تھی؛ کیونکہ مضارع جزاء ہو تو مجزوم ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جزاء جملہ ہے اور وہ "فَاَنْتَ تَرَاهُ"، اور جملہ میں جزم تقدیری ہوتی ہے جیسے قرآن کریم میں "كُنْ فَيَكُوْنُ"، ہے "فَيَكُوْنُ" کُنْ کا جواب ہے جو مجزوم ہونا چاہیئے تھا لیکن جواب جملہ ہے اور وہ "فَهُوَ يَكُوْنُ"، ہے اور جملہ میں جزم تقدیری ہوتی ہے؛ البتہ کہس کی روائت ہے "فَاِنَّكَ اِنْ لَّا تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ"، اہل تصوف کے نظریہ کے خلاف ہے؛ کیونکہ اس روائت کے مطابق نفی رؤیت کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ کون اور وجود کی طرف نہیں متوجہ نہیں۔

اسماءِ رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں: ۱ـ مسدد بن مسرہد حدیث ۱۲ کے تحت دیکھیں ۲ـ اسماعیل بن ابراہیم بن سہم بن مقسم ابوالبشر ہیں وہ ابن علیہ مشہور ہیں۔ حدیث ۱۴ کے تحت ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ ۳ـ ابوحیان یحیی بن حیان کوفی تیمی ہیں۔ احمد بن عبداللہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ۱۴۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ ۴ـ ابوزرعہ ہرم بن عمرو بن جریر بجلی ہیں۔ حدیث ۳۵ کے تحت ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ ۵ـ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

باب ـــ ۴۸ ـــ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے ابوسفیان نے بیان کیا کہ ہرقل نے ان سے کہا کہ میں نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ

۴۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

تم سے پوچھا ہے کہ کیا وہ زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہوتے ہیں، تم نے کہا وہ بڑھتے جاتے ہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے حتیٰ کہ وہ مکمل ہو جاتے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص ان کے دین سے ناراض ہو کر پھر جاتا ہے؟ تم نے کہا نہیں ایمان کا یہی ہے جب اس کی وضاحت دلوں میں مل جائے اسے کوئی ناراض نہیں کر سکتا۔

۴۸ — شرح : اس حدیث سے امام کا مقصد یہ ہے کہ ہرقل نے ایمان اور دین میں فرق نہیں کیا کبھی اسے دین کہا اور کبھی ایمان کہا۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے قبول کیا اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا بلکہ انھوں نے اسے مستحسن جانا ہے۔ لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ ہرقل کافر تھا اس کے کلام سے استدلال کیسے درست ہے۔ اس سے قطع نظر ہرقل کے ایمان میں اختلاف ہے۔ نیز وہ اہل کتاب سے ہے۔ ان کی شریعت میں ایمان دین ہے اور پہلی امتوں کے احکام ہمارے لئے حجت ہیں بشرطیکہ ان پر سکوت ہو اور ان کی تردید نہ کی گئی ہو۔ اس حدیث کی تفصیل حدیث ع۶ کی شرح میں دیکھیں"

اسماء رجال

اس حدیث کے چھ راوی ہیں ع۱ ابراہیم بن حمزہ بن محمد بن مصعب بن عبداللہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم وہ قرشی اسدی مدنی ہیں۔ ابن سعد نے انہیں صدوق اور ثقہ کہا ہے وہ ۲۳۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۲ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم وہ قرشی مدنی ہیں۔ ان کا ذکر ہو چکا ہے ع۳ صالح بن کیسان غفاری مدنی ہیں وقد مر ع۴ محمد بن مسلم بن شہاب زہری ہیں ع۵ عُبَیْد اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہیں وہ مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے ہیں ع۶ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔ ان سب کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب — دین کو محفوظ رکھنے والے کی فضیلت

۴۹ — ترجمہ : عامر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نعمان بن بشیر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حلال واضح ہے اور

marfat.com
Marfat.com

حرام بھی واضح ہے۔ اِن دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے پس جو مشتبہات سے بچا اُس نے اپنا دین اور عزت بچالی اور جو کوئی مشبہات میں واقع ہوگیا وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو چراگاہ کے اردگرد جانور چراتا ہے۔ قریب ہے کہ وہ ان کو اس میں واقع کردے خبردار! ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے خبردار! اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں اس کے محارم (جن کو اس نے حرام کیا ہے) ہیں خبردار! جسم میں ایک خون کا لوتھڑا ہے۔ جب وہ درست رہے تو سارا جسم درست رہتا ہے۔ اگر وہ خراب ہوجائے تو سارا جسم خراب ہوجاتا ہے اور وہ صرف دل ہے۔

۴۹ — شرح : تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس حدیث کا عظیم مقام ہے اور یہ اُن احادیث میں سے ہے جن پر اسلام کا دارومدار ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا اس حدیث میں ایک تہائی اسلام ہے اور اس حدیث اور حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ اور اور حدیث مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ اسلام کا مدار ہیں۔ ابوداؤد سجستانی نے کہا چار احادیث اسلام کا مدار ہیں۔ تین یہ اور چوتھی حدیث لَا یَکُوْنُ مُؤْمِنًا اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ،، اس حدیث کے عظیم مقام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کھانے، پینے، پہننے اور نکاح وغیرہ کی صلاحیت بیان فرمائی ہے کہ وہ حلال اور حلال کی معرفت کی راہ نمائی فرماتی ہے اور فرمایا کہ شبہات کو ترک کردینا چاہیئے کہ اس سے دین اور عزت محفوظ رہتی ہے۔ اور مشتبہ امور مقامات سے ڈرایا اور چراگاہ کی مثال دے کر اس کی وضاحت کی پھر تمام سے اہم کو ذکر کیا کہ وہ قلب ہے (کرمانی)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ اشیاء کے تین اقسام ہیں۔ ایک قسم حلال واضح ہے جس کے حلال ہونے میں خفاء نہ ہو جیسے روٹی اور پھل اور چلنا پھرنا کلام کرنا۔ دوسری قسم حرام واضح ہے۔ جیسے شراب، مردار، خون، زنا اور جھوٹ وغیرہ۔ تیسری قسم مشتبہ امور ہیں۔ یعنی جن کا حلال اور حرام ہونا واضح نہ ہو۔ اسی لئے انہیں لوگ نہیں جانتے ہیں۔ اور علماء نص یا قیاس و استصحاب سے ان کا حکم معلوم کرلیتے ہیں۔ جب کسی چیز کے حلال و حرام ہونے میں اشتباہ اور تردد ہو اور کوئی نص یا اجماع نہ ہو تو مجتہد اس میں کوشش کرکے کسی شرعی دلیل سے اسے حرام یا حلال سے لاحق کرے گا۔ اس وقت وہ حلال ہوگی یا حرام ہوگی کبھی دلیل میں کوئی احتمال ہوتا ہے تو اس کو ترک کردینا چاہیئے تقویٰ یہی ہے اور جب تک مجتہد کسی نتیجہ پر نہ پہنچے تو اس میں اشتباہ رہتا ہے۔ پھر اس کو حرام کہا جائے یا حلال کہا جائے یا اس میں توقف کیا جائے اس میں مذاہب ہیں۔ ظاہر یہی ہے کہ ورودِ شرع سے قبل اشیاء کے حکم میں مشہور اختلاف ہے اور اس میں چار مذہب ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کے حلال و حرام اور مباح وغیرہ ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ اہلِ حق کے مذہب میں شرع کے بغیر حکم ثابت نہیں۔ صحیح تر یہی مذہب ہے۔ دوم یہ کہ اسے حلال یا مباح کہا جائے۔ سوم یہ کہ وہ ممنوع ہے چہارم توقف ہے اور تقویٰ یہی ہے کہ اسے ترک کیا جائے۔ علامہ خطابی نے کہا مشتبہ وہ ہے جو من وجہ حلال اور من وجہ حرام ہو۔ اگر مشتبہ کی کوئی

marfat.com
Marfat.com

شخص عادت بنالے اور اس سے احتراز نہ کرے تو حرام میں واقع ہونے لگے گا اور شبہات میں بکثرت واقع ہونا دل کو سیاہ کر دیتا ہے، کیونکہ تقویٰ اور نورِ علم کے فقدان کا مقتضی یہی ہے اور دل سیاہ ہو جانے کے بعد حرام میں واقع ہو جاتا ہے جس کا اسے شعور نہیں ہوتا۔ لہٰذا تقویٰ یہی ہے کہ شبہات سے دُور رہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَالَا یُرِیْبُکَ ،، حدیث میں اس کی وضاحت مثال سے بیان فرمائی کہ ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے جس سے وہ لوگوں کو منع کرتے ہیں کہ وہ اس میں داخل نہ ہوں اور جو کوئی اس میں داخل ہوگا وہ عقوبت کا مستحق ہوگا اور جو اس سے احتیاط کرے وہ اس کے قریب نہ جائے گا تاکہ کہیں اس میں داخل نہ ہو جائے اسی طرح محارم یعنی معاصی اللہ کی چراگاہ ہیں جو شخص ان میں سے کسی کا مرتکب ہوگا وہ عقوبت کا مستحق ہوگا اور جو کوئی اس کے قریب جائے گا اور شبہات میں داخل ہوگا تو عنقریب ان میں واقع ہو جائے گا۔ لہٰذا عوام کو شبہات سے بچنا چاہیئے اور چونکہ مشتبہ تمام لوگوں پر مشتبہ نہیں ہوتے بلکہ علماء انہیں جانتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلائل پیدا کئے ہیں جن کے سبب وہ انہیں جانتے ہیں۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشتبہات کو اکثر لوگ یعنی عوام نہیں جانتے ہیں،، اور قلب کو اس لئے ذکر کیا کہ یہ اعضاء کا بادشاہ ہے اور تمام اعضاء صلاح و فساد میں اس کے تابع ہیں۔

اسماء رجال

اس حدیث کے چار راوی ہیں: ع۱ ابونُعیم فضل بن دُکین ان کا لقب اور نام عمرو بن حماد بن زُبیر قرشی تیمی طلحی ملائی ہیں۔ وہ ملاء بیچا کرتے تھے اس لئے انہیں ملائی کہا جاتا ہے اور آل طلحہ بن عبید اللہ کے مولیٰ ہیں اس لئے وہ طلحی ہیں۔ بے شمار شیوخ سے انھوں نے حدیث کی سماعت کی ہے۔ ابن منجویہ نے کہا وہ دو سو اٹھارہ یا انیس ہجری کو کوفہ میں فوت ہوئے۔ وہ اپنے زمانہ میں عظیم متقی تھے

ع۲ زکریا بن ابی زائدہ خالد بن میمون ہمدانی کوفی ہیں۔ ۱۴۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ نسائی نے انہیں ثقہ کہا ہے ع۳ عامر شعبی ع۴ نعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس انصاری خزرجی ہیں۔ ان کی والدہ عَمرہ بنتِ رواحہ ہے جو عبداللہ بن رواحہ کی ہمشیرہ ہے۔ وہ ہجرت کے چودہ ماہ بعد پیدا ہوئے تھے۔ وہ انصار میں پہلے نومولود ہیں جو ہجرت کے بعد پیدا ہوئے۔ اکثر علماء کہتے ہیں وہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم ہجرت کے دوسرے سال پیدا ہوئے۔ عبداللہ بن زُبیر نے کہا وہ مجھ سے عمر میں بڑے تھے۔ واسط کے روز دمشق اور حمص کے درمیان شہید ہوئے وہ زُبیری تھے۔ ابن زبیر کی طرف سے حمص کے حاکم تھے۔ جب حمص والوں نے سرکشی کی تو وہاں سے بھاگ نکلے اور خالد بن علی کلاعی نے ان کا تعاقب کر کے قتل کر دیا۔ مفضل بن غسان غلائی نے کہا وہ تریسٹھ ہجری میں شہید ہوئے۔ وہ صحابی بن صحابی بن صحابیہ تھے۔ ان کے سوا صحابہ میں اس نام کا کوئی صحابی نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الْمُشْتَبِهَاتِ اِسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يُّوَاقِعَهٗ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا اِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ

بَابُ اَدَاءِ الْخُمُسِ مِنَ الْاِيْمَانِ

۵۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ اَقْعُدُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَيُجْلِسُنِيْ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَقَالَ

باب — غنیمت کے مال سے پانچواں حصّہ ادا کرنا ایمان کی نشانی ہے

۵۰ — ترجمہ : ابوجمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ وہ مجھے اپنی کرسی پہ بٹھایا کرتے تھے اور کہا تم میرے پاس رہو حتی کہ میں تیرے لئے اپنے مال سے کچھ حصّہ مقرر کرتا ہوں۔ میں نے ان کے پاس دو ماہ اقامت کی پھر کہا جب وفد عبدالقیس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا تو فرمایا یہ کون لوگ یا کونسا وفد ہے اُنھوں نے کہا قبیلۂ ربیعہ کے لوگ ہیں۔ فرمایا اس قوم یا وفد کے لئے مرحبا یہ لوگ رسوائی اور ندامت کے بغیر آئے اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم حرام کے مہینوں (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم) کے سوا آپ کے پاس نہیں آسکتے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر سے یہ قبیلہ ہے ہمیں فیصلہ کن حکم فرمائیں جس کی ہم پچھلوں کو خبر دیں اور اس پر عمل کر کے ہم جنّت میں داخل ہوں۔ اُنھوں نے پینے کی چیزوں کے متعلق پوچھا۔ آپ نے ان کو چار اشیاء کا حکم دیا اور چار سے منع کیا۔ ان کو

marfat.com
Marfat.com

أَقِمْ عِنْدِي حَتَّى أَجْعَلَ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي فَأَقَمْتُ مَعَهُ شَهْرَيْنِ ثُمَّ
قَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ
الْقَوْمُ أَوْ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا
وَلَا نَدَامَى فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ
بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِهِ مَنْ
وَرَاءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ
عَنْ أَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ وَحْدَهُ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللهِ
وَحْدَهُ قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُولُ اللهِ وَإِقَامُ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءُ الزَّكٰوةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوا
مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ
وَالْمُزَفَّتِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوهُنَّ وَأَخْبِرُوا بِهِنَّ مَنْ وَرَاءَكُمْ

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کا حکم دیا اور فرمایا ایمان باللہ کو جانتے ہو۔ اُنھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسُول زیادہ ہی جانتے ہیں۔ فرمایا اس امر کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسُول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا اور غنیمت کے مال سے پانچواں حصّہ ادا کرنا۔ ان کو چار امور حنتم، دُبّاء، نقیر اور مزفت سے منع فرمایا۔ بسا اوقات مُقیّر فرمایا اور فرمایا ان باتوں کو یاد کرلو اور ان کی اپنے پچھلوں کو خبر دو!

۵۰ — شرح: قبیلہ عبدالقیس ربیعہ کی اولاد سے ہے۔ اس لئے اُنھوں نے آپ کے جواب میں ربیعہ کہا یعنی آپ نے ان سے فرمایا تم نے اسلام سے انکار نہ کیا اور نہ ہی تم لڑے نہ قید ہوئے اس لئے تمہیں رسوا اور نادم نہ ہونا پڑا۔ عرب کے کفار ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کا احترام کیا کرتے تھے اور ان مہینوں میں لڑائی نہ کرتے تھے۔ اس لئے وفد عبدالقیس

marfat.com
Marfat.com

نے کہا کہ ہم حرم کے مہینوں کے سوا آپ کے پاس نہیں آ سکتے۔

اس حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چار اشیاء کا حکم فرمایا حالانکہ جواب میں پانچ مذکور ہیں اور دراصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید و رسالت کی شہادت کو چار امور سے شمار نہیں فرمایا کیونکہ وہ لوگ اس کو جانتے تھے۔ آپ نے ایمان کے وہ چار ستون ذکر کئے جو ان کے علم میں نہ تھے (کرمانی)

علامہ بیضاوی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ پانچ امور ایمان کی تفسیر ہیں اور ایمان جو چار امور میں سے ہے کو ذکر کیا اور باقی تین امور کو راوی بھول گیا یا اس نے اختصار کیا۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ مذکور چار امور ہی ہیں اور خمس کو بالتبع اس لئے ذکر کیا ہے کہ وہ لوگ کفار مضر سے برسرپیکار رہتے تھے۔ کیونکہ بخاری نے ادائے خمس کو باب کا عنوان رکھا ہے اور اسے ایمان کا حصہ کہا ہے لہٰذا خمس کا بالتبع ذکر کرنا غیر مفہوم ہے۔ حج کو ذکر اس لئے نہ کیا کہ وفد عبدالقیس ۸ھ میں فتح مکہ سے پہلے آیا تھا اور حج فتح مکہ کے بعد ۹ھ میں فرض ہوا تھا۔ حنتم سبز یا سرخ مٹکا ہے۔ دباء خشک کدو کا برتن۔ نقیر جو کھجور کے تنے کو درمیان سے کرید کر برتن بنایا جائے۔ مزفت جس برتن پر تارکول کا پلستر کیا جائے اسے مقیر بھی کہا جاتا ہے۔ ابتداء اسلام میں ان برتنوں میں لوگ شراب استعمال کرتے تھے۔ جب شراب حرام ہوئی تو آپ نے ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے روک دیا؛ کیونکہ ان برتنوں میں شراب کے اثر سے اسکار بہت جلد آتا تھا اور کبھی یوں بھی اتفاق ہو جاتا کہ جس شخص کو اسکار کا علم نہ ہوتا وہ مسکر نبیذ پی لیتا اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں نبیذ بنانے سے روک دیا بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کرتا تھا۔ اب ہر برتن میں نبیذ بنا سکتے ہو مگر مسکر کو مت پیئو۔ واللہ اعلم!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے۔ متاخرین نے بھی اسے جائز کہا ہے اور عالم کو چاہیئے کہ وہ لوگوں کو علم کی رغبت دلائے۔ حدیث میں مذکور وفد کا قصہ کچھ اس طرح ہے کہ منقذ بن حبان مدینہ منورہ تجارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو منقذ احتراماً کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے منقذ تمہاری قوم کا حال کیسا ہے۔ پھر اس قبیلہ کے بڑے بڑے سرداروں کے نام لے کر ان کا حال دریافت کیا تو منقذ وہیں مسلمان ہو گیا اور سورۂ فاتحہ اور اقراء باسم ربک، پڑھ کر واپس چلا گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھ کر اسے دیا کہ عبدالقیس کے سرداروں کو پہنچا دے وہ والا نامہ لے کر تو چلا گیا لیکن کئی روز تک اسے پوشیدہ رکھا۔

ایک دن اس کی بیوی بنت منذر بن عائذ نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا اور اپنے والد منذر سے ذکر کیا۔ اور کہا کہ جب سے میرا شوہر مدینہ منورہ سے آیا ہے۔ ہاتھ پاؤں اور منہ دھو کر قبلہ کی طرف متوجہ کر کبھی تو اپنی پشت ٹیڑھی کر لیتا ہے اور کبھی پیشانی زمین پر رکھ لیتا ہے؛ چنانچہ ان دونوں نے اس کا تجربہ کیا اور منذر کے دل

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الْاَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَالْحِسْبَةِ
وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى فَدَخَلَ فِيهِ الْاِيْمَانُ وَالْوُضُوءُ وَالصَّلٰوةُ وَالزَّكٰوةُ وَالْحَجُّ وَالصَّوْمُ وَالْاَحْكَامُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ

میں اسلام کا شوق پیدا ہوگیا۔ پھر منذر نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ ہاتھ میں لیا اور اپنی قوم کے پاس جاکر ان کے سامنے پڑھا تو ان کے دل بھی اسلام سے متاثر ہوئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا مصمم ارادہ کرلیا؛ چنانچہ چودہ افراد کا قافلہ تیار ہُوا اور منذر عصری ان کا قائد تھا جب وہ مدینہ منورہ کے قریب گئے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مجلس میں بیٹھنے والے صحابہ کرام سے فرمایا: قبیلہ عبدالقیس کا وفد آرہا ہے جو مشرق میں رہنے والوں سے بہتر ہیں ان میں اشج یعنی مُنذِر ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُنذِر کا نام اشج رکھا؛ کیونکہ ان کے چہرہ میں زخم کا نشان تھا۔

اسماء رجال

اس حدیث کے چار راوی ہیں ع۱ ابوالحسن علی بن جعد بن عُبَید جوہری ہاشمی ہیں اُنھوں نے سُفیان ثوری اور امام مالک سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ یحییٰ ابن معین نے انہیں ربانی اور ثقہ کہا ہے جب ان سے کہا گیا کہ علی بن جعد تو جہمی ہیں تو اُنھوں نے کہا وہ صدوق اور ثقہ ہیں ان کا بیٹا حسن جہمی تھا جو بغداد کا قاضی تھا۔ وہ ساٹھ برس ایک دن روزہ سے ہوتے اور ایک دن افطار کرتے رہے۔ ۱۲۶ ہجری میں پیدا ہُوئے اور دوسَو تیس (۲۳۰) ہجری میں فوت ہُوئے اور بغداد میں باب کے مقبرہ میں دفن ہُوئے

ع۲ شعبہ بن حجاج ع۳ ابوجمرہ نصر بن عمران بن عصام ضبعی بصری ہیں۔ وہ نیشاپور میں مقیم تھے پھر وہاں سے مَرو چلے گئے پھر سَرخس واپس ہوگئے اور ۱۲۸ ہجری میں وہیں فوت ہُوئے۔ ان کے ثقہ ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔ ابن قتیبہ نے کہا وہ بصرہ میں فوت ہُوئے ان کے والد عمران جلیل القدر اور بصرہ کے قاضی تھے۔ ان کے صحابی اور غیر صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

بخاری و مسلم میں ان کے سوا کوئی راوی ابوجمرہ نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی ابوجمرہ روایت کرتے ہیں۔

ع۴ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر ہوچکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

عَلٰی شَاکِلَتِہٖ عَلٰی نِیَّتِہٖ نَفَقَۃُ الرَّجُلِ عَلٰی اَھْلِہٖ یَحْتَسِبُھَا صَدَقَۃٌ وَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ جِھَادٌ وَّنِیَّۃٌ

۵۱ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ وَلِکُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِ امْرَأَۃٍ یَتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ

باب ۔ اس کے بیان میں کہ اعمال کا ثواب نیّت اور اخلاص سے ہے

اور ہر انسان کے لئے وہی ہے جو وہ نیّت کرے۔ اس میں ایمان وضوء، نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور سارے معاملات داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہہ دیجئے ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے یعنی اپنی نیّت پر مرد کا اپنی بیوی پر خرچ کرنا جبکہ اسے ثواب شمار کرے صدقہ ہے اور فرمایا: لیکن جہاد اور نیّت!

شرح — امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں ایمان صرف زبانی اقرار کا نام ہے۔ تصدیق قلبی کوئی ضروری نہیں اسی لئے

marfat.com
Marfat.com

۵۲ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهِيَ لَهُ صَدَقَةٌ

فرمایا اس میں ایمان داخل ہے کیونکہ بخاری کے نزدیک ایمان عمل ہے۔ بخاری کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک نیت کے بغیر طلاق درست نہیں۔ اسی طرح دوسرے احکام بھی بدونِ نیت صحیح نہیں چنانچہ اگر قصد کئے بغیر کسی کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ میں نے بیچا، رہن کیا یا نکاح کیا تو بخاری کے نزدیک ان سے کچھ بھی درست نہ ہوگا اور اگر کوئی کسی کا نقصان قصد و ارادہ کے بغیر کر دے تو ضمان اس لئے واجب ہے کہ احکام بظاہر اسباب کے ساتھ مرتبط ہوتے ہیں جیسے کوئی بچہ کسی کا نقصان کر دے تو اس کے مال سے ضمان واجب ہے (کرمانی)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک نیت شرط نہیں۔ ان کے نزدیک صرف عبادات مقصودہ میں نیت شرط ہے اور اعمال کا ثواب نیت سے ملتا ہے مگر ان کی صحت کے لئے نیت کرنا ضروری نہیں۔ واللہ اعلم!

۵۱ ـــ ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا حکم نیت سے ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو وہ نیت کرے جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف مقبول ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا عورت کے لئے ہے جس سے وہ نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کی ہجرت اسی طرف ہوگی جس طرف اس نے ہجرت کا ارادہ کیا۔

۵۱ ـــ شرح : اس حدیث سے بخاری کی ابتداء ہے۔ اس باب میں حدیث کو ذکر کرنے سے مقصد مرجئہ کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ ایمان صرف زبانی اقرار کا نام ہے۔ عقد قلب کوئی ضروری نہیں۔ اس لئے فرمایا کہ ایمان کے لئے نیت اور دل سے اعتقاد ضروری ہے۔ یہ حدیث اول سے آخر تک صحیح اور ثابت ہے اور مقام کے مقتضی کے مطابق بحسب ضرورت کبھی اس کا کچھ حصہ ذکر کر دیتے ہیں جیسے ابتداء میں مقصود صرف یہ تھا کہ اعمال صرف نیت سے ہی صحیح ہوتے ہیں تو وہاں اس قدر حدیث روایت کی اس سے متعلق کچھ حدیث ۱ کے ترجمہ کے تحت مذکور ہے۔ واللہ اعلم!

۵۲ ـــ ترجمہ : ابومسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا جب

marfat.com
Marfat.com

کوئی شخص اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے جبکہ اسے ثواب سمجھے تو وہ اس کا صدقہ ہے۔

۵۲ — شرح : یعنی ثواب سمجھ کر اہل وعیال پر جو بھی خرچ کرے وہ صدقہ ہے؛ لیکن یہ حقیقۃً صدقہ نہیں۔ یہ مجازاً صدقہ ہے حتی کہ ہاشمیہ بیوی پر یہ صدقہ جائز ہے۔ حالانکہ ہاشمیوں کے لئے صدقہ حرام ہے، لیکن زوجات ہاشمیہ اور غیر ہاشمیہ پر خرچ کرنے پر اجماع قائم ہے۔ امام نووی رحمہ نے کہا اس حدیث میں اس بات کی ترغیب ہے کہ تمام اعمال ظاہرہ اور باطنہ میں نیت کو حاضر کرنا اور ان میں اخلاص ہونا چاہیئے۔

اس حدیث سے امام بخاری نے فرقہ مرجئہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ ایمان زبانی اقرار ہے اعتقاد قلبی نہیں اور یحتسبھا "، میں اس بات کی دلیل پائی جاتی ہے کہ اہل وعیال پر خرچ کرنا اگرچہ اچھا کام ہے؛ لیکن یہ طاعت اس وقت شمار ہوگا جبکہ اس میں اللہ کی خوشنودی مقصود ہو ایسے ہی اپنی ذات، مہمان اور جانوروں پر خرچ کرنے میں جب اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود ہو تو یہ طاعت ہوں گے ورنہ نہیں (کرمانی)

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ع۱ حجاج بن منہال ابو محمد انماطی سلمی ہیں۔ ان کی توثیق پہ علماء کا اتفاق ہے۔ وہ نیک مرد دلال تھے۔ ہر دینار سے ایک حبہ لیتے تھے۔ ان کے پاس چھ ساتھیوں کے ساتھ ایک مال دار محدث خراسانی آئے تو اُن کے لئے قالین خریدے۔ اس نے انہیں تیس دینار دیئے اُنہوں نے کہا یہ دینار کیسے ہیں۔ محدث نے کہا یہ آپ کی دلالی ہے اسے لے لیں اُنہوں نے کہا تمہارے دینار میرے نزدیک اس مٹی سے ذلیل تر ہیں۔ مجھے ہر دینار کے عوض ایک حبہ دیں اور صرف ایک دینار اور کچھ کسور لیں علماء ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ ۲۱۷ ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے۔ بخاری، مسلم اور ابو داؤد نے ان سے روائت کی ہے۔ ع۲ شعبہ بن حجاج ع۳ عدی بن ثابت انصاری کوفی احمد نے انہیں ثقہ اور ابو حاتم نے صدوق کہا ہے۔ وہ کوفہ میں مسجد شیعہ میں امام اور قاضی تھے۔ ۱۱۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۴ عبداللہ بن یزید بن حصین بن عمرو بن حارث بن خطمہ ہیں۔ خطمہ کا اصل نام عبداللہ ہے انہیں خطمہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے ناک پر چوٹ لگائی تھی۔ ع۵ ابو مسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ انصاری خزرجی بدری ہیں۔ ستر اشخاص کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور یہ ان سے کمسن تھے۔ جمہور علماء نے کہا ان کی سکونت بدر میں تھی غزوہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔ بخاری نے انہیں غزوہ بدر میں حاضر ہونے والوں میں شمار کیا ہے۔ اُنھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب صفین کی جنگ لڑنے گئے تھے تو انہیں کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ وہ ۴۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ ایک روائت میں ۴۱ ہجری میں ان کی وفات ہوئی

marfat.com
Marfat.com

۵۳ ـ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فَمِ امْرَأَتِكَ

۵۳ ـ ترجمہ : سعد بن ابی وقاص نے اپنے بیٹے سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہرگز اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرے گا جبکہ تو اس کی رضامندی چاہتا ہو۔ مگر تجھے اس پر ثواب ملے گا حتیٰ کہ جو اپنی بیوی کے منہ میں کرے (اس پر بھی تجھے ثواب حاصل ہوگا)

۵۳ ـ شرح : اس حدیث میں صرف سعد بن وقاص ہی مراد نہیں بلکہ ہر مخاطب مراد ہے جو انفاق کر سکتا ہو جیسے وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا،، میں ہر وہ مخاطب مراد ہے۔ جس سے رویت متصور ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد سعد ہی ہوں تو دوسرے لوگ ان پر قیاس کئے جائیں۔ اس حدیث میں عظیم اصول کا بیان ہے وہ یہ کہ جس فعل میں اللہ کی رضاء مطلوب ہو اس میں بہت ثواب ہوگا اگرچہ اس کے ضمن میں نفسانی خواہش ہی پائی جائے اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیوی کے منہ میں لقمہ دینے کی مثال بیان فرمائی، حالانکہ عموماً اس میں حظِ نفس، شہوت اور میلانِ قلب ہوتا ہے۔ جب مقامِ شہوت میں حسنِ نیت پر ثواب حاصل ہے اور یہ اللہ کی اطاعت اور نیک عمل ہے جبکہ اس میں اللہ کی رضا مطلوب ہو تو جس عمل میں حظوظِ نفسانیہ نہ ہوں اس میں اللہ کی رضا مراد ہو تو بطریقِ اولیٰ اجرِ عظیم حاصل ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عورت کو خصوصیت کے ساتھ کیوں ذکر کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عورت کا نفع منفق کی طرف لوٹتا ہے، کیونکہ وہ اس کے بدن کی خوبصورتی اور اس کے لباس میں اثر انداز ہے اور بیوی انسان کے لئے دنیا میں لذیذ ترین شئی ہے اور غالباً لوگ عورت پر حصولِ شہوت کے پیشِ نظر خرچ کرتے ہیں اور قضاءِ حاجت کے لئے بیوی پر خرچ کرنے میں لذت حاصل کرتے ہیں اور ماں باپ پر خرچ کرنے میں یہ صورت نہیں، کیونکہ بعض اوقات ان پر خرچ کرنے میں تکلف کا فرما ہوتا ہے۔ اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بیوی کے منہ میں لقمہ کرنے میں اللہ کی رضاء مراد ہو تو اس کو اجر حاصل ہوتا ہے حالانکہ اس کے لئے نفسانی داعیہ بھی ہے اور جہاں نفسانی داعیہ نہ ہو اور خرچ کرنے میں تکلف کی مشقت بھی ہو تو اس میں ثواب بطریقِ اولیٰ ہوگا! (کرمانی، عینی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

۵۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

اسماءِ رجال

ابوالیمان حکم بن نافع حمصی بہرانی اور شعیب بن ابی حمزہ قرشی حمصی دونوں کا حدیث ۶ میں ذکر ہو چکا ہے اور محمد بن مسلم زُہری کا بھی ذکر ہو چکا ہے۔ عامر بن سعد بن ابی وقاص مدنی ہیں اپنے والد سعد سے روایت کرتے ہیں اور سعد عشرہ مبشرہ میں سے مستجاب الدعاء فارسِ اسلام ہیں۔ حدیث ۲۶ کے تحت دونوں کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب — سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد: دین نصیحت ہے اللہ کے لئے اس کے رسُول کے لئے مسلمانوں کے حاکموں کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جب وہ اللہ اور اس کے رسُول کے مخلص ہوں"

marfat.com
Marfat.com

۵۴ — ترجمہ : جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز قائم کرنے ، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے لئے اخلاص کرنے پر بیعت کی۔

۵۴ — شرح : باب میں مذکور حدیث کو مصنف نے معلق ذکر کیا ہے۔ جبکہ مسلم نے تمیم داری سے رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : دین نصیحت (اخلاص) ہے ہم نے عرض کیا کس لئے ؟ تو آپ نے فرمایا اللہ کے لئے ، اس کی کتاب کے لئے ، اس کے رسُول کے لئے ، مسلمانوں کے اماموں کے لئے اور عوام الناس کے لئے ہے۔ صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمیم داری کی کوئی حدیث نہیں اور نہ ہی اس حدیث کے سوا صحیح مسلم میں کوئی حدیث ہے۔ یہ حدیث افراد مسلم سے ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "نصیحہ" جامع کلمہ ہے۔ اس کا معنیٰ ہے منصوح لہ کے لئے اس کا حق محفوظ کرنا ، یہ کلمہ مختصر ہے۔ نَصِیحَت ، نَصَحَ الرَّجُلُ ثَوْبَہٗ ، سے ماخوذ ہے۔ جبکہ وہ سوئی سے اپنا کپڑا سیئے۔ یعنی وہ اپنے بھائی کی پراگندگی کو جمع کرتا ہے جیسے سُوئی کپڑے کو ملاتی ہے۔ اسی لفظ سے توبہ نصوح ہے۔ گویا کہ گناہ دین کو بکھیرتا ہے اور اس کے ٹکڑے کرتا ہے اور توبہ اسے جمع کرتی ہے اکٹھا کرتی ہے۔ مازری نے کہا "نصیحۃ" نَصَحْتُ الْعَسَلَ ، سے مشتق ہے۔ جبکہ تو اسے موم سے علیحدہ کرے۔ محکم میں نَصَح غش کی نقیض ہے۔ جامع میں نصح کا معنیٰ محبت میں سعی کرنا اور مشورہ میں کوشش کرنا ہے۔ کتاب ابن طریف میں ہے۔ نَصَحَ الْقَلْبُ جبکہ وہ غش سے خالی ہو۔ ابو زید نے کہا : نَصَحْتُہٗ اِلٰی صَدَّقْتُہٗ ، (عینی)

یہ حدیث عظیم الشان ہے اور اس پر اسلام کا مدار ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ دین کا ستون اور اس کا قوام نصیحت ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے حج عرفہ ہے یعنی عرفہ حج کا ستون اور عظیم رُکن ہے۔ اللہ کے لئے نصیحت کا معنیٰ یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے کسی کو اس کا شریک نہ بنائے اس کی صفات میں الحاد نہ کرے اور صفات جلال و کمال سے اس کی وصف بیان کرے اور نقائص سے اسے منزّہ اور پاک وصاف جانے اس کی طاعت میں کمر بستہ رہے۔ اس کی نافرمانی سے اجتناب کرے اس کے نافرمانوں سے محبت کرے اور نافرمانوں سے نفرت کرے اس کی نعمتوں کا اعتراف کرتے ہوئے شکر ادا کرے اور تمام امور میں اخلاص کرے۔ اللہ کی طرف نصیحہ کی نسبت انسان کے اعتبار سے ہے کہ وہ اپنے آپ میں اخلاص پیدا کرے ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے اخلاص سے مستغنی ہے۔ اللہ کی کتاب کے لئے نصیحت" کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کا یہ ایمان ہو کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اللہ نے اسے نازل فرمایا ہے۔ مخلوق کا کلام اس کے مشابہ نہیں ہے اور نہ اس کی مثل لانے پر کوئی قادر ہے اس کی تعظیم کرے پابندی سے اس کی تلاوت کرے اور تلاوت کے وقت حروف کے مخارج کا خیال رکھے۔ اس کے مندرجات کی تصدیق کرے ، اس کے محکمات پر عمل کرے اور مشابہات کو تسلیم کرے اور ان میں بحث وتمحیص نہ کرے۔ اس کے ناسخ و منسوخ میں بحث کرے اور اس کے عموم و خصوص کا خیال رکھے۔ اس کی تبلیغ کرے اور لوگوں کو

marfat.com
Marfat.com

اس کی طرف آنے کی دعوت دے اللہ کے رسُول کے لئے نصیحت "، کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کی تصدیق کرے اور جو اللہ کی طرف سے ضروری احکام لائے ہیں ان پر ایمان لائے۔ اس کے اَوامر اور نواہی میں اس کی تابعداری کرے۔ اس کی حیات و ممات میں مدد کرے اس کے حقوق کی تعظیم کرے سنت کو زندہ کرے اور اس کی تعلیم و تعلّم میں اچھی کوشش کرے۔ رسُول کے اَخلاق سے مُتخلّق ہو اور اس کے آداب سے مُتأدّب ہو۔ یعنی اپنے اندر نبی کے اخلاق پیدا کرے اور آداب سیکھے۔ اور رسُول کے اہلبیت اور اس کے صحابہ سے محبت کرے۔ "مسلمانوں کے اماموں کے لئے نصیحت "، کا معنیٰ یہ ہے کہ حق پر ان کی مدد کرے اور اس میں ان کی اطاعت کرے، نرم لہجہ میں ان کو نصیحت کرے اور اس کے خلاف علمِ بغاوت بُلند نہ کرے ان کی اقتداء میں نماز پڑھے، ان کے ساتھ مل کر جہاد کرے، انہیں اپنے مال کا صدقہ ادا کرے، کیونکہ مشہور یہ ہے کہ ائمہ سے مراد اصحابِ حکومت ہیں۔ جیسے خلفاء اور امراء اور ملک ہیں۔ ائمہ سے مراد علماء دین بھی لئے جاتے ہیں ان کے لئے نصیحت کا معنیٰ یہ ہے کہ ان کی روایات کو قبول کرے، احکام میں ان کی تقلید کرے ان کے ساتھ حسن ظن رکھے۔ عَوامُ النّاس کے لئے اخلاص "، کا معنیٰ یہ ہے کہ ان کو دُنیا اور آخرت کے مصالح کی راہنمائی کرے انہیں اذیت نہ پہنچائے جن مسائل سے وہ ناواقف ہیں ان کی انہیں تعلیم دے نیکی اور تقویٰ پہ ان کی اعانت کرے ان کے عُیُوب پہ پردہ ڈالے اور ان پہ شفقت و مہربانی کرے اور جو اچھی چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے ان کے لئے بھی پسند کرے۔ اصمعی نے کہا "ناصح "، کا معنی خالص ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث کی آئت کریمہ کے ساتھ تاکید کی اور وہ یہ ہے کہ "کمزور لوگوں، بیماروں اور ان لوگوں پہ جو خرچ کرنے کے لئے مال نہیں پاتے ہیں حرج نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اخلاص کریں۔

حدیث ۵۴ کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے لئے اخلاص اور بھلائی کرنے میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ روزہ اور حج کو ذکر نہیں کیا کیونکہ نماز اور زکوٰۃ دین کے اہم رکن ہیں اور عبادات بدنیہ اور مالیہ پہ مشتمل ہیں۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث میں نصیحت کو دین و اسلام کہا اور دین کا اطلاق جیسے قول پہ ہوتا ہے عمل پہ بھی ہوتا ہے اور یہ فرض کفایہ ہے۔ بعض لوگ اسے قائم کریں اور دین سیکھیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے۔ جب ناصح کو یہ معلوم ہو کہ اس کی نصیحت کو قبول کیا جائے گا اور اس کے حکم کی اطاعت کی جائے گی اور اسے اس میں تکلیف اور مکروہ شئی کا سامنا نہ کرنا پڑے گا تو اس پہ بقدرِ طاعت یہ ضروری ہے اگر وہ کسی اذیت سے خوف کرے تو اس کے لئے وسعت ہے اور وہ اپنی پسند کے مطابق کرے (کرمانی)

اسماءِ رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں: ۱ مسدد ۲ یحییٰ بن سعید قطان کا ذکر حدیث ۱۲ کے تحت ہو چکا ہے ۳ اسماعیل بن ابی خالد بجلی کوفی تابعی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ حدیث ۹ کے تحت ان کا ذکر ہو چکا ہے ۴ قیس بن ابی حازم

marfat.com
Marfat.com

۵۵ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيْرَبْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَوْمَ مَاتَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَيْكُمْ بِاتِّقَاءِ اللّٰهِ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَالْوَقَارِ وَالسَّكِيْنَةِ حَتّٰى يَاْتِيَكُمْ اَمِيْرٌ فَاِنَّمَا يَاْتِيْكُمُ الْاٰنَ ثُمَّ قَالَ اِسْتَعْفُوْا لِاَمِيْرِكُمْ فَاِنَّهٗ كَانَ يُحِبُّ الْعَفْوَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اُبَايِعُكَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَشَرَطَ عَلَيَّ وَالنُّصْحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فَبَايَعْتُهٗ عَلٰى هٰذَا وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ اِنِّيْ لَنَاصِحٌ لَكُمْ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَنَزَلَ

ابو عبداللہ حمسی کوفی بجلی جلیل القدر تابعی ہیں۔ اُنھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لئے مدینہ منورہ کا سفر شروع کیا ابھی راستہ ہی میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔ اُنھوں نے عشرہ مبشرہ سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ ۷۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ بعض نے ۷۷ اور ۷۸ ہجری میں ان کی وفات ذکر کی ہے ان کے والد ابو حازم صحابی ہیں۔

ع۵ ابو عبداللہ جریر بن عبداللہ بجلی بجیلہ کی طرف منسوب ہیں اور بجیلہ صعب بن سعدہ کی بیٹی ہے یہ قبیلہ اس کی طرف منسوب ہے وہ کوفہ میں تشریف لائے پھر وہاں سے قرقیسیا چلے گئے اور ۵۱ ہجری میں وہیں فوت ہو گئے۔ بعض نے ان کی کنیت ابو عمرو ذکر کی ہے۔ جس سال جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہُوا اس سال وہ مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے حسن و جمال کے باعث انہیں اس اُمّت کا یوسف کہا کرتے تھے (کرمانی)

۵۵ — ترجمہ : زیاد بن علاقہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے جریر بن عبداللہ سے سُنا جس روز مغیرہ بن شعبہ فوت ہوئے تو وہ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور کہا تم پر لازم ہے کہ اللہ سے ڈرو! جو تنہا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور وقار و سکون کو لازم پکڑو، حتی کہ تمہارے پاس امیر آجائے اور وہ ابھی آتا ہے پھر کہا اپنے امیر کے لئے مغفرت کی دعاء کرو؛ کیونکہ وہ عفو کو محبوب رکھتا ہے۔ پھر کہا

marfat.com
Marfat.com

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میں آپ سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔ آپ نے میرے اوپر یہ شرط عائد کی کہ ہر مسلمان کے ساتھ اخلاص کروں میں نے اس شرط پر آپ سے بیعت کر لی مجھے اس مسجد کے رب کی قسم میں تمہارا مخلص ہوں پھر استغفار کی اور منبر سے اُتر آئے۔

۵۵ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ مسلمان بھائی کے لئے نصیحت اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی فرع ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پچاس ہجری میں فوت ہوئے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد امارت میں کوفہ کے حاکم تھے۔ اُنھوں نے وفات کے وقت حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا تو اُنھوں نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی وصف جمیل کی اور بہترین صفت و ثنا کی کہ اللہ تعالیٰ صفات کمالیہ سے موصوف ہے اور صفات نقص سے مبرا اور پاک و صاف ہے۔ پھر لوگوں کو فوت ہونے والے امیر کے بعد کا بدل آنے تک سکون و وقار سے رہنے کی تلقین کی کہ وہ ابھی آتا ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کے فوت ہونے کے بعد زیادہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ یا مراد یہ ہے کہ حقیقتہً ابھی آتا ہے اور اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا اور امیر حضرت جریر بنفسہٖ ہیں؛ کیونکہ مغیرہ بن شعبہ نے وفات کے وقت حضرت جریر کو کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ ابتداءِ تقریر میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی تلقین اس لئے کہ غالباً امیر کی وفات سے اضطراب و فتنہ جنم لیتا ہے۔ خصوصاً کوفہ والوں میں یہ بعید نہ تھا کیونکہ وہ اس وقت کوفہ کے حاکموں کے مخالف تھے۔ لفظِ حتیٰ ،، سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امیر کے آنے تک اللہ سے ڈرو اور سکون و وقار سے رہو۔ اس کے بعد کے حال سے سکوت ہے لیکن یہ مراد نہیں بلکہ امیر کے آنے کے بعد بطریقِ اولیٰ یہ لوگوں پر لازم ہے۔ پھر حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فوت ہونے والے امیر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے لئے لوگوں سے درخواست کی کہ وہ ان کے لئے عفو کی دعاء کریں؛ کیونکہ وہ لوگوں کے گناہوں سے عفو کو پسند کرتے تھے کیونکہ کسی شخص سے وہی معاملہ ہوتا ہے جو وہ لوگوں سے معاملہ کیا کرتا ہے۔ جیسے مشہور ہے ،، کما تدین تدان ،، جیسا کرے گا ویسا بھرے گا ،، پھر اس کے بعد لوگوں سے خطاب کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں تو آپ نے مجھے ہر مسلمان کے ساتھ اخلاص سے پیش آنے کی تلقین فرمائی تو میں نے اس پر آپ سے بیعت کر لی۔ لہٰذا میں اس مسجد کے رب کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تمہارا مخلص ہوں۔ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اسے پورا کیا تھا اور ان کا مذکور کلام اغراضِ فاسدہ سے خالی تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے ہوئے منبر سے اُتر آئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیعت سنت ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمت پر

marfat.com
Marfat.com

كِتَابُ الْعِلْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ وَقَوْلِهٖ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا

بہت شفقت ہے کہ انہیں لوگوں سے اخلاص کی تلقین فرمائی۔

اسماء رجال

اس حدیث کے چار راوی ہیں: ع۱ ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی بصری ہیں۔ ان کا معروف لقب عارم ہے۔ یہ لقب ردّی ہے اچھا نہیں؛ کیونکہ عارم کا معنی شریر ہے اور وہ اس کی مثال سے بہت دُور ہے لیکن ان کا یہ لقب رہا اور وہ اسی لقب سے مشہور ہیں۔ ابوحاتم نے کہا جب تمہیں عارم کوئی حدیث بیان کرے تو اسی پر مہر ثبت کردو۔ عبدالرحمٰن نے ذکر کیا کہ آخر عمر میں ابونعمان کی عقل زائل ہوگئی تھی اور ان کا کلام خلط ملط ہوگیا تھا اس لئے ان کے اختلاط سے پہلے جس نے ان سے روایت کی وہ صحیح ہے۔ اور اُنہوں نے ۲۱۴ ہجری کو اختلاط سے پہلے ان سے روایات لکھی ہیں وہ ۲۲۴ ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے۔

ع۲ ابوعوانہ ان کا نام وضاح یشکری ہے۔ حدیث ع۴ کے تحت ان کا ذکر ہوچکا ہے۔

ع۳ زیاد بن علاقہ بن مالک ثعلبی کوفی ہیں۔ یحیی بن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ۱۲۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۴ جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ع۵۴ کے تحت ذکر ہوچکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَهُوَ مُشْتَغِلٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَاَتَمَّ الْحَدِيْثَ ثُمَّ اَجَابَ السَّائِلَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"کتاب العلم"

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے "کتاب بدء الوحی" کو ذکر کیا؛ کیونکہ ایمان اور اصول دین کی معرفت اس پر موقوف ہے۔ نیز یہ پہلی خیر ہے جو آسمان سے اس اُمت پر نازل ہوئی۔ پھر کتاب الایمان ذکر کی؛ کیونکہ مکلف پر سب سے پہلا وجوب ایمان ہے اور یہ علی الاطلاق تمام امور سے افضل اور اشرف ہے۔ اور ہر خیر کا مبداء اور ہر چھوٹے بڑے کمال کا منشاء ہے۔ پھر کتاب العلم کو ذکر کیا؛ کیونکہ اس کے بعد جتنی بھی کتب ذکر کی جائیں گی ان کا دار و مدار علم پر ہے۔ اس لئے سب سے پہلے کتاب العلم کو ذکر کیا، علم کی تعریف میں اہل علم میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا علم کی تعریف ہی نہیں۔ چنانچہ امام الحرمین اور امام غزالی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا علم کی تعریف مشکل ہے۔ اس کی تعریف تقسیم اور مثال سے کی جاتی ہے۔ امام فخر الدین رازی نے کہا کہ علم اجلی بدیہات سے ہے۔ اس لئے اس کی تعریف نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر علم بدیہی نہ ہو تو نظری ہوگا اور نظری ہونے کی صورت میں اس کی تعریف غیر علم سے کریں گے کیونکہ اگر علم سے کریں تو دُور لازم آئے گا؛ کیونکہ معرِف معرَّف سے مقدم ہوتا ہے اور شئ کا اپنی ذات سے مقدم ہونا دُور ہے۔ اگر غیر علم سے کریں تو اس کی معرفت بھی علم سے ہوگی پھر دَور لازم آئے گا اور دَور محال ہے کسی شئ کا اپنے نفس پر مقدم ہونا محال ہے۔ بعض علماء نے کہا علم کی تعریف کی جاتی ہے۔ اور صحیح تر تعریف یہ ہے کہ علم انسان کی صفت ہے جو تمیز کو واجب کرتی ہے وہ اُمور معنویہ میں نقیض کا احتمال نہیں رکھتی۔ اس سے ظن وغیرہ نکل جاتے ہیں اور امور معنویہ کی قید سے ادراکِ حواس خارج ہوجاتا ہے کیونکہ حواس امور کا ادراک کرتا ہے

marfat.com
Marfat.com

باب علم کی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجات بلند کرتا ہے۔ جو تم سے ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا (علماء) اور اللہ تمہارے عملوں سے باخبر ہے اور اللہ کا ارشاد : اے اللہ میرا علم زیادہ کر ،،

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام بخاری نے علم کی فضیلت میں ان دو آیات پر اکتفاء کی۔ کیونکہ قرآن کریم بہت بڑی دلیل ہے۔ پہلی آیت : یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ الخ یعنی اللہ تعالیٰ تم میں سے علماء کے درجات بلند کرتا ہے، کیونکہ انھوں نے علم و عمل کو جمع کیا ہے اور علم کے مقتضی کے مطابق وہ عمل کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا علماء کے درجات مومنوں سے سات درجے اُوپر ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کی راہ ہے۔ دوسری آیت "رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ،، ہے یہ دو آیات ہیں جن پر مصنف نے اکتفاء کی ہے۔ نیز امام کو ان کی شرط کے مطابق کوئی حدیث نہیں ملی جو اس کے مناسب تھی۔ کرمانی رحمہ اللہ نے بعض شامیوں سے نقل کیا کہ امام بخاری نے پہلے ابواب بنائے اور ان میں تراجم ذکر کئے پھر ان کے مناسب احادیث تدریجاً ذکر کردیں، لیکن بعض ابواب میں حدیث ذکر کرنے کا اتفاق نہ ہُوا، کیونکہ ان کی شرط کے مطابق کوئی مناسب حدیث نہ ملی تھی یا کسی اور وجہ سے ذکر نہیں کی تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ بخاری کے نزدیک اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔

امام قسطلانی نے کہا اگر علم کی فضیلت میں صرف یہی آیت " شَہِدَ اللّٰہُ ،، الایۃ تو علم کے شرف و عظمت میں یہی کافی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے ابتداء کی پھر فرشتوں کو ذکر کیا پھر اہلِ علم کو تیسرے درجہ میں ذکر کیا یہ بہت بڑا شرف ہے۔ اور علماء نبیوں کے وارث ہیں۔ جب نبوّت سے اُوپر کوئی مرتبہ نہیں تو اس مرتبہ کے شرفِ وراثت کے اُوپر کوئی شرف نہیں۔ علم کی غائت عمل ہے، کیونکہ یہ اس کا ثمرہ، آخرت کی زاد اور عمر کا نچوڑ ہے جو اس میں کامیاب ہوگیا وہ نیک بخت ہُوا اور جو ناکام رہا خسارہ میں پڑ گیا، لہٰذا علم عمل سے افضل ہے، کیونکہ اس کا شرف معلوم کے شرف کے باعث ہے اور عمل علم کے بغیر باطل ہے۔ اور معلومات کے انقسام کے سبب علم منقسم ہوتا ہے اور معلومات بے شمار ہیں۔ بعض ان میں سے ظاہر ہیں اس سے مراد علم شرعی ہے جو دین کے معاملہ میں مکلف کے لئے ضروری ہے وہ تفسیر، فقہ اور حدیث ہے۔ شیخ عزّالدین بن عبدالسلام نے علم نحو اور کتاب و سنت کے غرائب کا حفظ بھی ان میں شمار کیا ہے۔ اور اصولِ فقہ کی تدوین بدعتِ واجبہ ہے

marfat.com
Marfat.com

۵۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ ثَنَا فُلَيْحٌ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ ثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ

ان میں سے علمِ باطن ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم علم معاملہ ہے۔ یہ علماءِ آخرت کے فتوی کے مطابق فرضِ عین ہے اِس سے اعراض کرنے والا آخرت میں مالک الملوک کے غضب سے ہلاک ہوجاتا ہے جیسے اعمالِ ظاہرہ سے اعراض کرنے والا فقہاءِ دُنیا کے فتوی کے مطابق بادشاہوں کی تلوار سے ہلاک ہوجاتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ قلب کو صاف کرنے میں مصروف رہے۔ اور جن اخلاقِ ذمیمہ کی شریعتِ مطہرہ میں مذمت ہوئی ہے۔ ان سے اجتناب کرکے نفس کو مہذب بنائے۔ اور ریاء کاری، غرور، خیانت اور علو، ثنا، فخر اور طمع کی محبت سے بچتا رہے تاکہ اخلاقِ حمیدہ محمدیہ اخلاص، شکر، صبر، زہد، تقویٰ اور قناعت سے موصوف ہو۔ تاکہ اس میں ان کے استحکام سے بسببِ علم عمل کی صلاحیت پیدا ہو پس عمل کے بغیر علم وسیلہ ہے جس کی کوئی غائت نہیں اور اور اس کا عکس جہالت ہے اور تقویٰ کے بغیر علم وعمل کو مضبوط کرنا محض تکلف ہے جس کا کچھ ثواب نہیں لہٰذا ضروری بات زہد و استقامت ہے تاکہ علم وعمل سے نفع حاصل کرے۔

علم باطن کی دوسری قسم مکاشفہ کا علم ہے اور وہ نور ہے جو قلب کی صفائی کے بعد اس میں ظاہر ہوتا ہے اس سے معانی مجملہ ظاہر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے اسماء، صفات، کتابوں اور رسولوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور پوشیدہ اسرار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ ہم نے امام قسطلانی کی طویل تقریر اس لئے ذکر کی ہے کہ اس دور میں اہلِ علم عمل میں بہت غافل ہیں اور علم کے مقتضیٰ کے مطابق اس کے انوار سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں علم وعمل اور زہد و تقویٰ کی توفیق دے۔

باب جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی جبکہ وہ اپنی گفتگو میں مشغول ہو وہ اپنی گفتگو پوری کرے پھر سائل کو جواب دے

۵۶ — ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس شریف میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہمکلام تھے کہ اچانک ایک اعرابی آیا اور کہا قیامت کب قائم ہوگی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو میں مصروف رہے۔ صحابہ کرام میں سے

marfat.com
Marfat.com

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ فَمَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ سَمِعَ مَا قَالَ فَكَرِهَ مَا قَالَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ لَمْ يَسْمَعْ حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ أَيْنَ أُرَاهُ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ فَقَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

بعض نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سُنی ہے اور اسے پسند نہیں کیا اور بعض نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کلام سُنا ہی نہیں حتی کہ جب آپ نے گفتگو مکمل کر لی تو فرمایا وہ کہاں ہے (راوی نے کہا میرا گمان ہے) کہ آپ نے فرمایا قیامت کے وقت سے سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! میں حاضر ہوں یا رسُول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امانت ضائع کی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرو۔ اُس نے کہا امانت کا ضیاع کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا جس وقت امور نا اہلوں کے حوالے کئے جانے لگیں گے تو قیامت کا انتظار کرو،،

۵۶ — شرح : بَيْنَمَا ،، اصل میں بَيْنَ تھا۔ اس پر مَا زیادہ کیا گیا ہے۔ یہ ظرف ہے۔ اس کا معنی ہے ،، اچانک،، قولہ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ ،، یہ امانت کی اضاعت سے سوال کا جواب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سائل نے امانت کی اضاعت کی کیفیت سے سوال کیا ہے اور جواب میں زمانہ کا ذکر ہے۔ کیفیت کا ذکر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام جواب کو متضمن ہے۔ کیونکہ اس کو یہ لازم ہے کہ امانت کی اضاعت کی کیفیت یہ ہوگی کہ امور کو نا اہلوں کے حوالے کیا جائے گا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکام کو اپنے بندوں پر امین بنایا ہے اور ان پر ان کے ساتھ اخلاص کرنا فرض کیا ہے۔ لہٰذا انہیں چاہیئے دین و امانت کے اہل کو امور کا متولی مقرر کریں اور ان کو حاکم مقرر کریں جو لوگوں کے امور خوش اسلوبی سے سرانجام دیں اور جب وہ دیندار لوگوں کو حاکم نہ بنائیں تو امانت کو ضائع کر دیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کی ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ خیانت کرنے والوں کو امین بنایا جائے گا۔ یہ اس وقت ہوگا جب جہالت کا غلبہ ہوگا اور اہلِ حق اس کا اہتمام کرنے میں کمزور ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں ،، امر،، سے مراد جنس امور ہیں جن کا تعلق دین سے ہے۔ جیسے خلافت، قضاء افتاء اور تدریس وغیرہ۔ یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ،، اس دور میں مذکور امور یقیناً نا اہلوں کے حوالے ہیں۔ خدا جانے

marfat.com
Marfat.com

کب قیامت قائم ہوتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دین کے متعلق امور سے سوال کے جواب میں تاخیر جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مذکور سوال ان امور سے متعلق نہیں کہ جن کو معلوم کرنا ضروری ہے بلکہ یہ اس سے متعلق ہے جس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ اگر تسلیم بھی کرلیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کام میں مشغول تھے جو اس سے اہم تھا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے انتظار کے لئے تاخیر فرمائی تھی۔ یا آپ نے یہ ارادہ فرمایا تھا کہ اپنا کلام پورا کرلیں تاکہ سننے والوں پر کلام خلط ملط نہ ہو۔ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوائد کی تعلیم دی ہے وہ یہ کہ قاضی، مدرس اور مفتی پر لازم ہے کہ جو کام پہلے کرنا ضروری ہو اور وہ اہم ہو تو اسے پہلے کرلیں پھر غیر ضروری امور سرانجام دیں اور طالب علم کو یہ ادب ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ جب عالم گفتگو میں مشغول ہو تو وہ سوال نہ کرے تاکہ لوگوں سے جاری گفتگو منقطع نہ ہو۔

اسماء رجال

اس حدیث کے آٹھ راوی ہیں: ۱ محمد بن سنان ابوبکر باہلی بصری ہیں۔ یحیی بن معین نے انہیں ثقہ اور مامون کہا ہے۔ ۲۲۲۔ ہجری میں فوت ہوئے۔

۲ فُلَیح بن سُلیمان بن ابی مغیرہ خزاعی مدنی ہیں۔ ان کا نام عبدالملک ہے اور فلیح لقب ہے اور ان کا لقب ہی مشہور ہے۔ ابو حاتم نے کہا وہ قوی نہیں ہیں۔ نسائی نے بھی اسی طرح کہا ہے اور یحیی بن معین نے انہیں ضعیف کہا ہے۔ بخاری نے ان پر اعتماد کیا ہے۔ وہ ۱۶۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

۳ ابراہیم بن منذر بن عبداللہ بن منذر بن مغیرہ بن عبداللہ بن خالد قرشی حزامی مدنی ہیں۔ ابوحاتم رازی نے کہا ابراہیم امام احمد بن حنبل کے پاس آئے اور مجلس میں حاضر ہونے کے لئے اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت نہ دی وہ کچھ دیر بیٹھے اور باہر جاتے وقت سلام کہا تو امام نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا اس کی وجہ بیان کی کہ اس نے قرآن کریم میں خلط ملط کیا ہے۔ ابن منصور نے کہا میں نے یحیی بن معین حزامی کے متعلق پوچھا تو انھوں نے اسے ثقہ کہا تھا۔ ۲۳۶۔ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے ۴ محمد بن فلیح مذکور ہیں۔ ۱۹۷ ہجری میں فوت ہوئے ۵ ابوفلیح بن سنان کا ابھی ذکر گزرا ہے۔ ۶ ہلال بن علی وہ ہلال بن میمونہ بن ابی اسامہ فہری قرشی مدنی مشہور ہیں۔ ہشام بن عبدالملک کی خلافت کے آخری سال میں فوت ہوئے۔ ۷ عطاء بن یسار ہیں حدیث ۲۸ کے تحت ذکر ہو چکا ہے۔ وہ قدری تھے ۹۴۔ ہجری میں فوت ہوئے ۸ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث ۸ کے تحت ان کا ذکر ہو چکا ہے (ح) کی تشریح یہ ہے کہ جب کسی حدیث کے دو اسناد یا اس سے زیادہ ہوں۔ تو ایک اسناد سے دوسرے اسناد کی طرف انتقال کے وقت "ح" لکھ دیتے ہیں یہ تحوّل سے ماخوذ ہے یعنی ایک سے دوسرے کی طرف پھرنا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ

۵۷۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَاَدْرَكَنَا وَقَدْ اَرْهَقَنَا الصَّلٰوةُ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰی اَرْجُلِنَا فَنَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا

باب ۔ جس نے علم کے ساتھ آواز بلند کی

۵۷ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں جو ہم نے آپ کے ساتھ کیا ہم سے پیچھے رہ گئے ۔ پھر آپ نے ہمیں آلیا جبکہ ہم سے نماز مؤخر ہو چکی تھی ۔ اور ہم وضوء کر رہے تھے اور اپنے پاؤں کو ہلکا سا دھو رہے تھے جیسے ہم ان پر مسح کرتے ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے دو تین مرتبہ پکارا اور فرمایا ایڑیوں کے لئے جہنم میں ہلاکت ہے ۔

۵۷ ـــ شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عصر کی نماز فاضل وقت میں ترک کر دی ، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں ۔ آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گے تاکہ اس کی مقبولیت و فضیلت زیادہ ہو مگر جب وقت تنگ ہو گیا اور سورج غروب ہونے والا تھا تو انھوں نے نماز کے فوت ہونے کا خطرہ محسوس کیا اور جلدی جلدی وضو کرنے لگے اور وضوء کو عجلت کی وجہ سے کامل طور پر نہ کر سکے وہ اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور ان کے ناقص وضوء کو پسند نہ کرتے ہوئے فرمایا ایڑیوں کے لئے جہنم میں ہلاکت ہو ۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ وضوء میں پاؤں کا دھونا فرض ہے ، کیونکہ پاؤں کا معمولی سا حصہ خشک رہ جانے پر سخت تعزیر فرمائی ۔ پاؤں کا معمولی سا حصہ خشک رہ جانے پر سخت تعزیر فرمائی ۔ اگر پاؤں پر مسح کافی ہوتا تو ایڑی کا غسل ترک کرنے پر اس قدر وعید نہ ہوتی ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ الْمُحَدِّثِ حَدَّثَنَا وَاَخْبَرَنَا وَاَنْبَاَنَا

وَقَالَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا وَاَخْبَرَنَا وَاَنْبَاَنَا

فائدہ : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علمی مناظرہ میں آواز بلند کرنا جائز ہے۔ ابن عیینہ نے ذکر کیا ہے کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گزرا جبکہ وہ اپنے تلامذہ کے ہمراہ تھے اور علمی گفتگو میں وہ آوازیں بلند کر رہے تھے (کرمانی)

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ع۱ ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی بصری ہیں جو عارم مشہور ہیں۔ یہ ان کا ردی لقب ہے ؛ کیونکہ عارم شریر اور مفسد کو کہا جاتا ہے اور یہ ان کی شان سے بعید ہے۔ امام کرمانی نے کہا ہوسکتا ہے کہ یہ لقب اچھا ہو۔ کیونکہ محاورہ ہے "عَرَمْتُ الْعَظْمَ"، یعنی میں نے اسے پہچانا لہٰذا عارم کا معنی عریق ہے یعنی دین اور علم کی گہرائیوں تک پہنچنے والا حدیث ع۵۵ کے تحت ان کا ذکر ہوچکا ہے۔ ع۲ ابوعوانہ وضاح بن عبداللہ یشکری یزید بن عطاء واسطی کے مولی ہیں۔ وہ جرجان کے قیدیوں میں آئے تھے۔ ان کے آزاد ہونے کا سبب یہ تھا کہ ان کے مالک نے انہیں آزاد ہونے اور حدیث لکھنے میں اختیار دیا تو انھوں نے آزادی پر کتابتِ حدیث کو ترجیح دی۔ حدیث ع۴ کے تحت ان کا ذکر ہوچکا ہے۔ ۱۷۶ - ہجری میں فوت ہوئے۔ احمد بن محمد بن ابان نے کہا میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عطاء بن یزید نے ابوعوانہ کو خریدا تاکہ وہ ان کے والد کے ساتھ رہے۔ یزید احادیث تلاش کیا کرتا تھا اور ابوعوانہ اس کی کتابیں اٹھاتا تھا ابوعوانہ کا ایک واعظ دوست تھا جس سے وہ بہت محبت کرتے تھے اس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ میں ابوعوانہ کے اخلاص کا بدل کیسے دوں اس کے بعد جس مجلس میں بیٹھتے تو حاضرین مجلس سے کہتے تم اللہ تعالیٰ سے عطاء بزار کے لئے دعاء کرتا ہوں کہ انہوں نے ابوعوانہ کو آزاد کیا"

ع۳ ابوبشر جعفر بن ایاس یشکری ہیں وہ ابن ابی وحشیہ واسطی مشہور ہیں۔ احمد، یحییٰ اور ابوحاتم نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ۱۲۴ - ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۴ یوسف بن ماہک بن بہزاد مکی ہیں۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ۱۱۳ - ہجری میں فوت ہوئے وہ ثقہ تابعین میں سے ہیں ع۵ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ۔

باب — محدث کا کہنا حَدَّثَنَا، اَخْبَرَنَا وَاَنْبَاَنَا

ترجمۃ الباب

حمیدی نے کہا سفیان بن عیینہ کے نزدیک حَدَّثَنَا، اَخْبَرَنَا، وَاَنْبَاَنَا اور سَمِعْتُ ایک ہی شئ ہے عبداللہ بن مسعود نے کہا وہ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہ

marfat.com
Marfat.com

وَسَمِعْتُ وَاحِدًا وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ وَقَالَ شَقِيْقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ وَقَالَ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهٖ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق ۔ شقیق نے عبداللہ سے روائت کی "سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم کلمتہً، حذیفہ نے کہا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثیں"، ابوعالیہ نے ابن عباس سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی جبکہ آپ اپنے رب سے روائت فرماتے ہیں۔ انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی جبکہ آپ اپنے رب سے فرماتے ہیں۔ انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی جسے آپ اپنے رب عزوجل سے روائت فرماتے ہیں۔ ابوہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی جو تمہارے رب عزوجل سے روائت کرتے ہیں۔

شرح : محدّث لغوی وہ ہے جو لوگوں کو خبریں سُنائے اور اصطلاحی محدّث وہ ہے جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روائت کرے یہاں محدّث سے مراد لغوی ہے۔ اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ مُحدّث کا قول "حَدَّثَنَا، اَخْبَرَنَا، اور اَنْبَأَنَا میں فرق ہے یا نہیں۔ امام بخاری کے شیخ حُمیدی نے کہا ابن عُیَیْنہ کے نزدیک یہ تینوں اور سَمِعْتُ" ایک ہی ہیں اور ابن مسعود، شقیق اور حذیفہ سے تین تعلیقات ذکر کرکے بتایا کہ صحابی کبھی حَدَّثَنَا کہے گا کبھی سَمِعْتُ کہے گا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حَدَّثَنَا اور سَمِعْتُ میں فرق نہیں ابوعالیہ، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے اور تین تعلیقات ذکر کرکے بتایا کہ عَنْعَنَہ حدیث میں (جو حدیث عَنْ سے ذکر کی جائے) ملاقات ثابت ہونے کی تقدیر پہ ان کا حکم وصل ہے۔ نیز یہ بھی بتایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روائت اللہ تعالیٰ سے ہی ہوتی ہے۔ صحابی اس کی صراحت کرے یا نہ کرے، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی حدیث دوسری جگہ مذکور ہے مگر اس میں "عَنْ رَبِّهٖ" مذکور نہیں۔ امام مسلم کے نزدیک حَدَّثَنَا کا اطلاق اس وقت جائز ہوتا ہے جبکہ وہ شیخ سے لفظ سُنے۔ اور اَخْبَرَنَا اس وقت جائز ہوتا ہے جبکہ شیخ پہ قرأت کرے۔ امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اکثر محدّثین کا

marfat.com
Marfat.com

۵۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کا بھی یہی مذہب ہے اور یہی مشہور ہے اور حدّثنا کا درجہ اخبرنا سے بلند ہے۔ بعض متاخرین کی اصطلاح ہے کہ "اَنْبَأنا" کا اطلاق شیخ کی اجازت پر ہوتا ہے۔ یہ اَخْبَرَنا کے قریب ہے۔ اور "سَمِعْتُ" اسی وقت کہا جائے گا جبکہ شیخ سے الفاظ سُنے اس کا مرتبہ حَدَّثَنا سے نیچے ہے۔ خطیب بغدادی نے کہا ان تمام سے اعلیٰ "سَمِعْتُ" ہے۔ اس کے بعد حَدَّثَنِیْ، اس کے بعد "اَخْبَرَنِیْ"، اس کے بعد "اَنْبَانِیْ" ابن بطال نے کہا ایک جماعت نے کہا ہے کہ حَدَّثَنَا بالمشافہ روائت میں کہا جاتا ہے اور "اَخْبَرَنا" کبھی مشافہۃً کبھی کتابۃً روائت میں ذکر کیا جاتا ہے

امام طحاوی نے کہا کتاب وسنت میں ہم نے حدیث اور خبر میں کوئی فرق نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا، اور حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَخْبَرَنِیْ تَمِیْمُ الدَّارِیُّ، امام نووی نے کہا ایک جماعت نے کہا کہ جو حدیث شیخ کے سامنے پڑھی جائے وہاں حَدَّثَنَا اور اَخْبَرَنَا کہنا جائز ہے۔ ابن عیینہ امام مالک، امام بخاری، حجاز اور کوفہ کے اجل محدثین کا یہی مذہب ہے۔ امام بخاری کا میلان اسی طرف ہے جو ہم نے اُوپر ذکر کیا ہے (کرمانی)

اسماء رجال

ع۱ حمیدی اور ابن عیینہ[ع۲] حدیث ع۱ کے تحت مذکور ہیں۔ عبداللہ بن مسعود کا بھی شروع کتاب میں ذکر ہو چکا ہے۔ شقیق کا حدیث ع۴۶ کے تحت ذکر گزرا ہے وہاں ان کی کنیت ابووائل ذکر کی ہے نام ذکر نہیں کیا ع۵ انس ع۶ ابن عباس ع۷ ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کا ذکر ہو چکا ہے ع۸ ابوعالیہ رفیع بن مہران ریاحی ہیں انہیں بنی ریاح کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا۔ اُنھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو سال بعد مسلمان ہوئے اور نوّے (۹۰) ہجری میں فوت ہوئے (کرمانی)

۵۸ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور وہ مسلمان کی مثل ہے۔ بتاؤ وہ کونسا درخت ہے؟ لوگ جنگل کے درختوں میں مشغول ہو گئے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا میرے دل میں یہ واقع ہُوا کہ وہ کھجور ہی ہوگی مگر میں حیا کرتا رہا۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسُول اللہ! آپ ہی فرمادیں

marfat.com
Marfat.com

إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَإِنَّهَا مِثْلُ الْمُسْلِمِ فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ قَالَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي قَالَ عَبْدُ اللهِ وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوا حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ

وہ کونسا درخت ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔

۵۸ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجور کا درخت مسلم کی مثل ہے۔ علماء نے اس کی مشابہت کا سبب بیان کیا کہ اس درخت کا نفع زیادہ سایہ دائمی اور اس کا پھل عمدہ اور ہمیشہ رہتا ہے، کیونکہ جس وقت اس کا پھل ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت سے لے کر خشک ہونے تک اُسے کھایا جاتا ہے۔ اور اس سے کثیر منافع لئے جاتے ہیں، اس کی لکڑ، پتوں اور شاخوں سے کافی نفع لیا جاتا ہے۔ ستون، چھڑیاں، رسیاں، برتن وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ یہ درخت اونٹوں کے لئے چارہ بھی ہیں اور ان کی خوبصورتی اور تروتازگی سب منافع ہیں۔ جیسے مومن کثرتِ طاعت اور مکارمِ اخلاق کے باعث خیر ہی خیر ہے۔ وہ نماز، روزے، قرآءتِ قرآن، وظائف، اوراد، صدقات، اور تمام افعالِ خیر ہمیشہ کرتا ہے۔ ان میں مومن ہمیشہ رہتے ہیں جیسے کھجور کے پتے دائمی ہیں بعض علماء نے کہا کہ یہ درخت سیدنا آدم علیہ السلام کے جسم شریف سے بچی ہوئی مٹی سے پیدا ہوا ہے اور یہ لوگوں کی پھوپھی کی مانند ہے۔ بعض علماء نے مسلمان سے مشابہت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جب اس کا سر کاٹ دیا جائے تو یہ مرجاتا ہے۔ دوسرے درختوں کا یہ حال نہیں وہ نیچے سے پھوٹ پڑتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ درخت پھل نہیں دیتا جب تک اس میں مذکور کھجور کا برادہ نہ ڈالا جائے یا اس کے تنے کی بُومنی کی بُو جیسی ہے یا یہ مزاجِ عشق رکھتا ہے جیسے انسان عاشق ہوتا ہے۔ اچھی وجہ پہلی ہے کیونکہ باقی وجوہ مشابہت مسلمان سے خاص نہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُستاد کو طالب علموں کے افہام کا امتحان لینے کے لئے اُن سے مسائل دریافت کرنا مستحب ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہیبت اور ان کی توقیر کے باعث بیان نہ کرسکے، کیونکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حَدِّثُونِي"، اور صحابہ نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! حَدِّثْنَا، واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال

اس حدیث کے چار راوی ہیں : ع۱ ابورجاء قتیبہ بن سعید بلخی ۲۴۰ ہجری میں فوت ہوئے حدیث ع۲۷ کے اسماء میں دیکھیں۔ ع۳ عبداللہ بن دینار قرشی عدوی مدنی حضرت عبداللہ بن عمر کا مولیٰ ہیں رضی اللہ عنہما، ۱۲۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ حدیث ع۸ کے تحت دیکھیں ع۴ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن

marfat.com
Marfat.com

بَابُ طَرْحِ الْاِمَامِ الْمَسْأَلَةَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ

۵۹ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَاِنَّهَا مِثْلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ قَالَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا حَدِّثْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هِيَ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ

ہے آپ زیادہ احادیث روایات کرنے والے چھ صحابہ میں سے ہیں۔ آپ بہت نیک تھے ۷۳ ہجری کو حج کرنے کے بعد مکہ میں فوت ہوگئے جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب — امام کا اپنے ساتھیوں سے کوئی مسئلہ بیان کرنا تاکہ ان کے علم کا امتحان لے،

۵۹ — ترجمہ : حدیث کا ترجمہ ص ۲۲۹ پر مطالعہ فرمائیں۔ صرف قدرے توضیح عرض کی جاتی ہے۔ واللہ الموفق!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو دوبارہ اس لئے ذکر کیا ہے کہ جس ترجمہ کے لئے انھوں نے باب ذکر کیا تھا۔ اس ترجمہ کے استفادہ کے لئے اس حدیث کا اعادہ کیا۔ چونکہ یہ حدیث مختلف مقامات میں بیان فرمائی تھی۔ اس لئے اس کے اسناد کے رُوات مختلف ذکر کئے ہیں؛ چنانچہ قتیبہ سے روایت تحدیث کا معنی بیان کرنے کے مقام میں تھی اور خالد بن مخلد سے روایت علم کے امتحان کے مقام میں تھی اس لئے بخاری

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْقِرَآءَةِ وَالْعَرْضِ عَلَى الْمُحَدِّثِ

وَرَأَى الْحَسَنُ وَالثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ الْقِرَاءَةَ جَائِزَةً وَاحْتَجَّ بَعْضُهُمْ فِي الْقِرَآءَةِ عَلَى الْعَالِمِ بِحَدِيْثِ ضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ نُصَلِّيَ الصَّلٰوةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهٰذِهٖ قِرَاءَةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَ ضِمَامٌ قَوْمَهٗ بِذٰلِكَ فَاَجَازُوْهُ وَاحْتَجَّ مَالِكٌ بِالصَّكِّ يُقْرَأُ عَلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُوْنَ اَشْهَدَنَا فُلَانٌ وَيُقْرَأُ عَلَى الْمُقِرِّ فَيَقُوْلُ الْقَارِئُ اَقْرَأَنِيْ فُلَانٌ

نے ہر مقام میں اپنا وہ شیخ ذکر کیا جس نے اس مقصد کے لئے یہ روایت کی تھی۔ واللہ اعلم!

اسماءِ رجال

اس حدیث کے چار راوی ہیں ان میں سے عبداللہ بن دینار اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم کا ذکر ہو چکا ہے۔ ع۱ خالد بن مخلد ہیں ان کی کنیت ابوالہیثم قطوانی ہے۔ قطوان کوفہ کے قریب ایک گاؤں ہے۔ ۱۱۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ امام بخاری نے ان سے روایت کی پھر ابن کرامہ سے روایت کی کہا گیا ہے کہ وہ شیعہ تھے۔ امام احمد بن حنبل اور ابوحاتم نے کہا ان سے منکر احادیث منقول ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا وہ ٹھیک ہیں۔ ابوحاتم نے کہا ان کی حدیث قبول ہے۔ ابن عدی نے کہا وہ کوفہ کے بہت بڑے محدث ہیں اور میرے نزدیک ٹھیک ہیں۔ ۲۱۳ ہجری محرم میں فوت ہوئے۔ ع۲ سلیمان بن بلال ہیں ان کی کنیت ابومحمد ہے وہ قرشی مدنی عبداللہ بن ابی عتیق محمد بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم کے مولیٰ ہیں۔ وہ بہت خوبصورت تھے۔ مفتی اور بہت عقلمند تھے مدینہ منورہ کی آمدنی کے نگران تھے۔ ہارون رشید کے عہدِ امارت میں ۱۷۲ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب — محدّث کے سامنے پڑھنا اور قراءت پیش کرنا

ترجمۃ الباب

حسن بصری، سفیان ثوری اور امام مالک رضی اللہ عنہم نے قرأت کو جائز کہا۔ اور بعض نے ضمام بن ثعلبہ کی حدیث سے عالم کے سامنے پڑھنے

marfat.com
Marfat.com

۶۱ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِيُّ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ عَلَى الْعَالِمِ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ إِذَا قُرِأَ عَلَى الْمُحَدِّثِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَقُوْلَ حَدَّثَنِيْ قَالَ وَسَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ يَقُوْلُ عَنْ مَالِكٍ وَسُفْيٰنَ الْقِرَاءَةُ عَلَى الْعَالِمِ وَقِرَاءَتُهُ سَوَاءٌ

کے لئے حجت بنایا۔ جبکہ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم نمازیں پڑھیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! حسن بصری اور ثوری نے کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قراءت ہے۔ ضمام بن ثعلبہ نے اپنی قوم کو اس کی خبر دی تو اُنھوں نے ان امور کو تسلیم کیا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے چک سے استدلال کیا کہ جو تحریر لوگوں کے سامنے پڑھی جائے اور وہ کہیں کہ ہمیں فلاں نے گواہ بنایا یعنی وہ اس کی تصدیق کریں پھر یہ اُن کے سامنے پڑھی جائے اس طرح مُقْرِئ (محدّث) کے سامنے حدیث پڑھی جائے۔ اور وہ کہے کہ یہ مجھے فلاں نے پڑھائی ہے (اس کی تصدیق کرے)

شرح عرض کا قراءت پر عطف تفسیری ہے۔ کیوں یہاں عرض سے مراد قراءۃ کو پیش کرنا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ عرضِ کتاب اس کے بعد مذکور ہے۔ ضمام ثعلبہ کو بنو سعد نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا اُس نے اسلام سے متعلق چند سوالات کئے پھر وہ اپنی قوم کو بتائے اور وہ سُن کر مسلمان ہوگئے اس لئے اُن کی اجازت کو حجت کہا ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد اجازت دی تھی۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس روز ان میں بعض مسلمان بھی ہوں گے۔ اسے ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ صرف قرأت مقصود پہ دلالت نہیں کرتی بلکہ شیخ پر قرأت اور جوازِ نقل دونوں کے اعتبار سے مقصود پہ دلالت ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ضمام بن ثعلبہ بنو سعد بن بکر کا سردار تھا انہیں بنو سعد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اُس نے اسلام کے متعلق سوالات پوچھے اور اپنی قوم کو بتائے تو وہ مسلمان ہوگئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے ضمام بن ثعلبہ سے افضل وافد کوئی نہیں دیکھا۔

ترجمہ ۶۰ــ حسن بصری سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ عالم کے سامنے قرأت میں کوئی حرج نہیں۔ محمد بن یوسف فربری نے بیان کیا کہ بخاری نے عبید اللہ بن نوسی سے روایت کی کہ سفیان ثوری نے کہا جب محدّث کے سامنے پڑھا جائے تو اس میں حرج

marfat.com
Marfat.com

۶۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ فَاَنَاخَهٗ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ اَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْنَا هٰذَا

نہیں کہ یہ کہے مجھے مُحدِّث نے خبر دی راوی نے کہا میں نے ابو عاصم سے سنا وہ امام مالک اور سفیان ثوری سے روائت کرتے تھے کہ مُحدِّث کے سامنے پڑھنا یا مُحدِّث کا خود پڑھنا برابر ہے۔

اسماءِ رجال

ع۱ محمد بن سلام بخاری بیکندی ہیں۔ حدیث ع۱۹ * ع۲ محمد بن حسن بن عمران مزنی واسط کے قاضی تھے۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ۱۸۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ اُنھوں نے عوف بن ابی جمیلہ اعرابی کے طریق سے حسن بصری سے روائت کی ہے ع۳ عوف بن ابی جمیلہ بصری اعرابی مشہور ہیں، لیکن وہ اعرابی نہ تھے۔ انہیں عوف صدیق کہا جاتا تھا ان کی کنیت ابو سہل ہے۔ ۱۴۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ حدیث ع۴۵ کے تحت دیکھیں۔

ع۴ حسن بصری ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابو عاصم، ضحاک بن مَخْلَد شیبانی بصری نبیل مشہور ہیں۔ بخاری نے کہا ابو عاصم نے کہا جب سے میں نے سُنا کہ غیبت حرام ہے میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔ وہ ۲۱۲ ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے ان کا نبیل لقب ہے؛ کیونکہ ان کی ناک بہت بڑی تھی یا اس لئے کہ وہ حضرت زُفر کی خدمت میں رہتے تھے۔ ایک روز نبیل دروازہ پر آئے تو خادم نے امام زفر سے کہا ابو عاصم دروازہ پر کھڑے ہیں تو اُنھوں نے کہا کونسا عاصم؟ تو اُس نے کہا یہ نبیل ہے۔ کہا گیا ہے کہ ان کا لقب مہدی تھا۔

---

۶۱ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار آیا اور اونٹ کو مسجد میں بٹھایا پھر اس کا گھٹنا باندھا اور صحابہ سے کہا تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے؟ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ان میں بیٹھے تھے، ہم نے کہا یہ صاف گورے رنگ والے جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اس شخص نے آپ سے کہا اے عبد المطلب کے بیٹے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سُن

marfat.com
Marfat.com

اَلرَّجُلُ الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ
لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُجِبْتُكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ اِنِّيْ سَائِلُكَ
فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْاَلَةِ فَلَا تَجِدْ عَلَيَّ فِيْ نَفْسِكَ فَقَالَ سَلْ عَمَّا
بَدَا لَكَ فَقَالَ اَسْاَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ آللّٰهُ اَرْسَلَكَ اِلَى النَّاسِ
كُلِّهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تُصَلِّيَ
الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ اَنْشُدُكَ
بِاللّٰهِ آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ
اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَاْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ اَغْنِيَائِنَا
فَتَقْسِمَهَا عَلَى فُقَرَائِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ
الرَّجُلُ اٰمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ وَاَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَّرَائِيْ مِنْ قَوْمِيْ وَاَنَا ضِمَامُ
ابْنُ ثَعْلَبَةَ اَخُوْ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ رَوَاهُ مُوْسٰى وَعَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ
سُلَيْمٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

رہا ہوں۔ اُس نے آپ سے کہا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنے والا ہوں اور سختی سے پوچھوں گا۔ آپ دل میں مجھ پر ناراض نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا جو تیرا دل چاہے پوچھ۔ اُس نے کہا میں آپ کو آپ کے رب اور آپ سے پہلے لوگوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا اللہ نے آپ کو سارے لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں! اُس نے کہا میں آپ کو آپ کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھیں آپ نے فرمایا ہاں! اُس نے کہا میں آپ کو آپ کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو حکم کیا ہے کہ ہم سال میں ایک ماہ کے روزے رکھیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! اُس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے غنیوں سے زکوٰۃ لیں اور ہمارے فقراء میں تقسیم کر دیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اس شخص نے کہا جو شریعت آپ لائے ہیں اُس پر میں ایمان لایا اور میں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قاصد ہوں جنہوں نے مجھے بھیجا ہے اور میں ضمام بن ثعلبہ

marfat.com
Marfat.com

بنی سعد بن بکر کا بھائی ہوں۔ اس حدیث کو موسیٰ اور علی بن عبد الحمید نے سلیمان سے اُنھوں نے ثابت سے اُنھوں نے انس سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی۔

۶۱ شرح : مسجد کے دروازہ کے پاس صاف زمین تھی۔ اس میں اس شخص نے اونٹ باندھا تھا مسجد کے اندر نہ باندھا تھا۔ دوسری روائت میں اس کی تصریح بھی آئی ہے۔ ایسے ہی حبشی اس صاف زمین میں گتکا بازی کرتے تھے۔ مسجد کے اندر نہ کھیلتے تھے۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم چونے کی طرح سفید نہ تھے۔ آپ کا رنگ سفید سُرخی مائل تھا۔ یہ شخص آپ کی مجلس شریف میں حاضر ہونے سے پہلے آپ کے معجزہ کو جانتا تھا اور آپ کی نبوت سے واقف تھا۔ اسی لئے اُس نے سارے لوگوں کی طرف رسالت عامہ سے سوال کیا تھا اور اسلام کے دوسرے احکام پوچھے تھے۔ اس وقت حج فرض نہ ہُوا تھا یا وہ اہلِ استطاعت سے نہ تھا اس لئے اسے ذکر نہ کیا۔ اگرچہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص مسلمان ہوکر آیا تھا وہ صرف مشافہۃً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مزید یقین حاصل کرنا چاہتا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں اسناد حدیث کی تقویت کے لئے ذکر کیا ہے۔

شیخ ابن صلاح نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگ مقلد مومن ہیں کیونکہ ان کا محض جزمی اعتقاد ہی کافی ہے جس میں کوئی تردّد نہ ہو۔ کیونکہ ضمام نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محض رسالت و نبوت پر اعتماد کرتے ہوئے مذکور سوالات عرض کئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تقریر فرمائی اور یہ نہ فرمایا کہ تم پر میرے معجزات میں نظر کرنے اور ادلّہ قطعیہ کے ساتھ استدلال کرنے کے بعد نبوّت کی معرفت واجب ہے ابن بطال نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خبر واحد کا قبول کرنا جائز ہے، کیونکہ ضمام کی قوم نے اسے یہ نہیں کہا تھا کہ تم نے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے ہم اسے قبول نہیں کرتے حتیٰ کہ کسی اور طریق سے اسے بیان کرو۔ ابن اسحاق سے ابو عبیدہ نے کہا کہ ضمام آپ کی خدمت میں نو ہجری کو حاضر ہُوا تھا۔

اسماء رجال

ابو محمد عبد اللہ بن یوسف تنیسی دمشق کے رہنے والے ہیں تنیس میں اقامت اختیار کر لی تھی حدیث ع۲ کے تحت دیکھیں

ع۲ لیث بن سعد بن عبد الرحمٰن مصری فہمی ہیں ان کے اہلِ بیت کہتے تھے کہ ہم اصفہان کے رہنے والے فارسی ہیں۔ حدیث ع۳ کے تحت دیکھیں۔ ع۳ سعید مقبری حدیث ع۳۸ کے تحت دیکھیں ع۴ شریک ابو عبد اللہ قرشی مدنی ہیں وہ مشہور محدّث ہیں ثقہ علماء نے اُن سے روائت کی ہے۔ ۱۴۰ ہجری کو بغداد میں فوت ہُوئے۔ بخاری نے اس کی تائید میں دوسرا اسناد ذکر کیا جس کے اسماء رجال یہ ہیں۔

ع۱ موسیٰ بن اسماعیل ابو سلمہ منقری تبوذکی بصری ہیں۔ حدیث ع۴ کے تحت دیکھیں۔

ع۲ علی بن عبد الحمید بن مصعب ازدی مکی ہیں ان کی کنیت ابو الحسن ہے۔ ۲۲۲۔ ہجری میں فوت ہُوئے اس حدیث میں بخاری نے انہیں بطور استشہاد ذکر کیا ہے۔ ع۳ سلیمان بن مغیرہ قیسی بصری ہیں۔ ان کی

marfat.com
Marfat.com

۶۳ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ ثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ الْمُغِیْرَۃِ قَالَ ثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نُھِیْنَا فِی الْقُرْاٰنِ اَنْ نَسْاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ یُعْجِبُنَا اَنْ یَجِیْءَ الرَّجُلُ مِنْ اَھْلِ الْبَادِیَۃِ الْعَاقِلُ فَیَسْاَلَہٗ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْبَادِیَۃِ فَقَالَ اَتَانَا رَسُوْلُکَ فَاَخْبَرَنَا اَنَّکَ تَزْعَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَرْسَلَکَ قَالَ صَدَقَ فَقَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَآءَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالْجِبَالَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ فَمَنْ جَعَلَ فِیْھَا الْمَنَافِعَ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ قَالَ فَبِالَّذِیْ خَلَقَ السَّمَآءَ وَخَلَقَ الْاَرْضَ وَنَصَبَ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِیْھَا الْمَنَافِعَ آللّٰہُ اَرْسَلَکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ زَعَمَ رَسُوْلُکَ اَنَّ عَلَیْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَزَکٰوۃً فِیْ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ بِالَّذِیْ اَرْسَلَکَ آللّٰہُ اَمَرَکَ بِھٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُکَ اَنَّ عَلَیْنَا صَوْمَ شَھْرٍ فِیْ سَنَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِیْ اَرْسَلَکَ آللّٰہُ اَمَرَکَ بِھٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُکَ اَنَّ عَلَیْنَا حَجَّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِیْ اَرْسَلَکَ آللّٰہُ اَمَرَکَ بِھٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا اَزِیْدُ عَلَیْھِنَّ شَیْئًا وَّلَا اَنْقُصُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ صَدَقَ لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّۃَ

۶۳ — ترجمہ: موسیٰ بن اسماعیل نے کہا ہم سے سلیمان بن مغیرہ نے کہا ان سے ثابت نے ذریعہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا ہمیں قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے سے منع کیا گیا تھا ہمیں یہ پسند تھا کہ کوئی عقلمند شخص دیہاتی آئے اور وہ آپ سے سوال کرے جبکہ ہم سن رہے ہوں؛ چنانچہ ایک دیہاتی شخص آیا اور کہنے لگا ہمارے پاس آپ کا قاصد آیا اس نے ہمیں خبر دی کہ آپ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو

marfat.com
Marfat.com

رسُول بھیجا ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس نے سچ کہا ہے ۔ اُس نے کہا آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے ؟ فرمایا اللہ عزّوجلّ نے ،، اُس نے کہا زمین اور پہاڑوں کو کس نے پیدا کیا فرمایا اللہ عزّوجلّ نے ،، اُس نے کہا ان میں نفع کی چیزیں کس نے پیدا کیں ؟ فرمایا اللہ عزّوجلّ نے ،، اُس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آسمان، زمین اور پہاڑ پیدا کئے اور ان میں نفع کی چیزیں پیدا کیں ۔ کیا اللہ نے آپ کو رسُول بھیجا ہے ؟ فرمایا ہاں ! اُس نے کہا آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں اور ہمارے اموال کی زکوٰۃ واجب ہے ۔ فرمایا اُس نے سچ کہا ہے ۔ اُس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسُول بھیجا کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے ۔ فرمایا ہاں اُس نے کہا آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ ہم پر سال میں ایک ماہ کے روزے فرض ہیں ۔ فرمایا سچ کہا اُس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسُول بھیجا کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے ؟ فرمایا ہاں ! اُس نے کہا آپ کے قاصد نے کہا ہے ۔ ہم میں سے جو کوئی بیت اللہ شریف جانے کی طاقت رکھتا ہو اس پر حج فرض ہے فرمایا اُس نے سچ کہا ہے اُس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسُول بھیجا کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے ؟ فرمایا ہاں ! اُس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں ان پر کچھ زیادہ یا کم نہ کروں گا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچ کہتا ہے تو جنّت میں داخل ہوگا !

۶۳ــــ شرح : علامہ ابن حجر نے کہا یہ موسیٰ بن اسماعیل تبوکی ہیں جو بخاری کے استاذ ہیں ان کی کنیت ابوسلمہ ہے ۔ صنعانی نے کہا یہ حدیث بخاری کے تمام نسخوں میں موجود نہیں صرف اس نسخہ میں ہے جو بخاری کے شاگرد فربری پر پڑھا گیا ہے ۔ میں نے جو نسخے دیکھے ہیں کسی میں یہ حدیث نہیں (فتح) ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو اس اسناد کے ساتھ موصول ذکر کیا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو معلّق ذکر کیا اور موصول ذکر نہ کیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ احتمال تھا کہ بخاری اپنے شیخ موسیٰ سے بالواسطہ روایت کرتے ہوں لہٰذا یہ تعلیق ہی ہوگی ۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ پہلی حدیث کی تقویت کرتی ہے ۔ بعض نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ سلیمان بن مغیرہ جو موسیٰ بن اسماعیل کے استاذ ہیں اور وہ بخاری کے بھی اُستاذ ہیں ان کی حدیث کو بخاری حجّت خیال نہیں کرتے اس لئے اس کو معلّق ذکر کیا ہے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مسترد کرتے ہوئے کہا بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک حدیث ذکر کی ہے جو وہ ابن ابی ایاس کے ذریعہ سلیمان بن مغیرہ سے وہ حمید بن ہلال سے وہ ابوصالح سمان سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے روز دیکھا کہ وہ ایک شئ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے تھے جسے وہ سترہ بنائے ہوئے تھے ۔ احمد اور ابن سعد نے انہیں ثقہ اور ثبت کہا ہے ۔ شعبہ نے انہیں اہل بصرہ کا سردار کہا ہے ۔ ابوداؤد طیالسی نے انہیں خیارالناس میں ذکر کیا ہے ۔ حسن بصری ، ابن سیرین اور ثابت بُنانی سے سماعت کی ہے ۔ سفیان ثوری اور شعبہ نے ان سے روایت کی ہے ۔ ۱۶۵ ہجری میں فوت ہوئے (یعنی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْمُنَاوَلَةِ وَكِتَابِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْعِلْمِ إِلَى الْبُلْدَانِ

وَقَالَ أَنَسٌ نَسَخَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى الْآفَاقِ وَرَأَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمَالِكٌ ذٰلِكَ جَائِزًا وَاحْتَجَّ بَعْضُ أَهْلِ الْحِجَازِ فِي الْمُنَاوَلَةِ بِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَتَبَ لِأَمِيرِ السَّرِيَّةِ كِتَابًا وَقَالَ لَا تَقْرَأْهُ حَتَّى تَبْلُغَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ قَرَأَهُ عَلَى النَّاسِ وَأَخْبَرَهُمْ بِأَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب مُناولہ اور اہل علم کا شہروں کے رہنے والوں کی طرف علم لکھ کر بھیجنے کا ذکر

ترجمۃ الباب حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عثمان غنی نے قرآن کریم لکھے اور وہ مختلف شہروں میں بھیجے۔ عبداللہ بن عمر، یحییٰ بن سعید اور امام مالک نے اسے جائز فرمایا اور اہل حجاز نے مُناولہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے استدلال کیا جبکہ آپ نے امیرِ لشکر کو کتاب لکھ دی اور فرمایا اس کو فلاں فلاں مکان پر جاکر پڑھنا جب وہ اس مکان میں پہنچا تو لوگوں کو پڑھ کر سُنایا اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے خبردار کیا۔

شرح : مناولہ یہ ہے کہ شیخ کتاب میں لکھی ہوئی احادیث طالب علم کے حوالہ کردے اور کہے یہ میں نے فلاں سے سُنی ہیں یا یہ میری تصنیف ہے۔ میں تجھے اجازت

marfat.com
Marfat.com

۶۲۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاھِیْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِکِتَابِہٖ رَجُلًا وَّاَمَرَہٗ اَنْ یَّدْفَعَہٗ اِلٰی عَظِیْمِ الْبَحْرَیْنِ فَدَفَعَہٗ عَظِیْمُ الْبَحْرَیْنِ اِلٰی کِسْرٰی فَلَمَّا قَرَأَ مَزَّقَہٗ فَحَسِبْتُ اَنَّ ابْنَ الْمُسَیَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّمَزَّقُوْا کُلَّ مُمَزَّقٍ

دیتا ہوں کہ میری طرف سے اس کی روائت کرو۔ امام مالک، زہری اور یحییٰ بن سعید انصاری کے نزدیک یہ محلِ سماع کی حالت ہے۔ اس میں حدثنا اور اخبرنا کہنا صحیح ہے۔ یہ مناولہ مقرون بالاجازت ہے۔ مناولہ کی دوسری قسم یہ ہے کہ شیخ حدیث کی کتاب طالب علم کو دے کر کہتا ہے کہ میرا اصلِ سماع ہے اور اسے یہ نہیں کہتا کہ میں تجھے اس کی روائت کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ یہ مناولہ اجازت سے خالی ہوتا ہے۔ صحیح یہ ہے اس کی روائت کرنا طالب علم کے لئے جائز نہیں۔ امام بخاری کی مراد پہلی قسم ہے۔ اسی طرح مکاتبہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک مقرون بالاجازت اور وہ یہ ہے کہ شیخ اپنی کتاب سے طالب علم کو چند احادیث لکھ دے اور اسے ان کی روائت کی اجازت دے۔ دوسری قسم وہ ہے جس میں روائت کی اجازت نہ ہو مگر اس میں صحیح یہ ہے کہ اس کی روائت جائز ہے۔ امام بخاری کے نزدیک مناولہ اور مکاتبہ جن میں روائت کی اجازت ہو دونوں برابر ہیں۔ محققین کا یہی مسلک ہے کہ دونوں میں روائت کرنے کے لئے اجازت شرط ہے۔

۶۲ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خط دے کر ایک شخص کو بھیجا اور اس کو فرمایا کہ یہ خط بحرین کے حاکم کو دیدے اس کے بعد بحرین کے حاکم نے وہ خط کسریٰ تک پہنچا دیا جب کسریٰ نے خط پڑھا تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ابن شہاب نے کہا میرا گمان ہے کہ ابن مسیب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بددعا کی کہ وہ تباہ و برباد ہو جائے۔

۶۲ ــــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے "ملک البحرین" اس لئے نہ لکھا کہ کفار کے لئے کوئی ملک اور سلطنت نہیں سارا ملک صرف رسول اللہ ﷺ کا ہے جس کو آپ مالک بنائیں (کرمانی) کسریٰ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کے ٹکڑے کئے تو رسول اللہ ﷺ کی

marfat.com
Marfat.com

بد دُعاء سے ہُوا یہ کہ کسریٰ کے بیٹے شیرویہ نے اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ پھر باپ کے قتل کے بعد وہ صرف چھ ماہ زندہ رہنے کے بعد مرگیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسریٰ پرویز کو جب موت کا یقین ہُوا تو اُس نے اپنا دواخانہ کھولا اور ایک زہر کی بوتل پر یہ لیبل چسپاں کر دیا کہ یہ دوا جماع کے لئے مفید ہے۔ اس کا بیٹا شیرویہ جماع کا بڑا حریص تھا۔ اُس نے اپنے باپ کو قتل کر کے اس کا دواخانہ کھولا اور زہر کی بوتل کا لیبل دیکھ کر اسے پی گیا اور اسی سے اس کی موت واقع ہوئی اس کے بعد ان کا تمام دبدبہ خاک آلود ہوگیا اور ان پر نحوست غالب آگئی حتی کہ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ان کا کلیتہً خاتمہ ہوگیا۔

اسماء رجال

ع۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اُنھوں نے دس سال آپ کی خدمت کی۔ ان کا ذکر ہوچکا ہے۔ ع۲ حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہیں رضی اللہ عنہ آپ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھے باپ میں ملتے ہیں۔ آپ نے ابتداء اسلام میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس لئے آپ قدیم الاسلام ہیں آپ نے دو ہجرتیں کی ہیں ایک مکہ سے، دوسری حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں رقیہ اور ام کلثوم سے یکے بعد دیگرے نکاح کیا۔ پہلے رقیہ سے نکاح کیا ان کے انتقال کے بعد ام کلثوم سے نکاح کیا اس لئے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دس صحابہ کرام میں جنت کی خوشخبری دی اس لئے آپ کا عشرہ مبشرہ میں شمار ہوتا ہے۔ آپ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۴۶ حدیثیں روائت کی ہیں۔ ان میں سے گیارہ احادیث امام بخاری نے ذکر کی ہیں آپ کو نوّے سال کی عمر شریف میں ۳۵ ہجری کے ذوالحجہ کی اٹھارہ تاریخ کو شہید کر دیا گیا۔ بارہ سال آپ نے امورِ خلافت سرانجام دیئے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ حضرت حذیفہ نے آپ کے پاس آکر کہا یا امیر المؤمنین قرآن کریم کو اختلاف سے محفوظ کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں اختلاف پیدا ہو جائے جیسے یہود و نصاریٰ نے تورات و انجیل میں اختلاف کر دیا تھا۔ اس لئے آپ نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس مصحف بھیجیں ہم اسے کئی مصاحف میں لکھنا چاہتے ہیں پھر وہ آپ کو واپس کر دیں گے۔ ام المؤمنین نے آپ کو مصحف بھیج دیا تو آپ نے حضرت زید بن ثابت انصاری، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاصی اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اسے مَصَاحِفْ میں لکھیں پھر مصحف ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیا اور ملک کے ہر کنارے میں ایک ایک قرآن کا نسخہ بھیج دیا۔ ع۳ عبداللہ بن عمر بن عاص ابن عمر بن خطاب عدوی قرشی ہیں ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ ۱۷۱ ہجری میں فوت ہوئے ع۴ یحییٰ بن سعید انصاری ہیں ان کا ذکر ہوچکا ہے۔

ع۵ حضرت امام مالک صاحبِ مذہب رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

۶۳ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا اَوْ اَرَادَ اَنْ يَكْتُبَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُوْنَ كِتَابًا اِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِهٖ فِيْ يَدِهٖ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ مَنْ قَالَ نَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَسٌ

ع۱ اسماعیل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اسماعیل بن ابی اویس اصبحی مدنی مشہور ہیں۔ حدیث ع۳۶+۲۱ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے ع۲ ابراہیم بن سعد مدنی ہیں ان کی کنیت ابو اسحاق ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ حدیث ع۲۲ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے ع۳ صالح بن کیسان غفاری مدنی ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ حدیث ع۶ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ ع۴ محمد بن مسلم بن شہاب زہری حدیث ع۳ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے ع۵ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت بڑے امام ہیں۔ فقہاء سبعہ میں ان کا شمار ہوتا ہے وہ نابینا تھے۔ حدیث ع۵ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۳ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھانا یا لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ عجم کے بادشاہ مُہر کے بغیر خط نہیں پڑھتے تو آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اس میں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ کندہ تھا گویا کہ میں آپ کے دستِ اقدس میں اس کی سفیدی اب دیکھ رہا ہوں۔ شعبہ نے قتادہ سے کہا یہ کس نے کہا تھا کہ اس میں مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ کندہ تھا۔ قتادہ نے کہا یہ انس نے کہا تھا۔

۶۳ ـــ شرح : یعنی رومی یا عجمی بادشاہ مُہر کے بغیر خط اس لئے نہ پڑھتے تھے کہ کہیں اس کے اَسرار منکشف نہ ہو جائیں اور وہ اس پہ سختی سے پابند تھے کہ جو احوال ان پر پیش ہوں۔ ان پر ان کے سوا کوئی دوسرا مطلع نہ ہو۔ حدیث شریف سے خطوط پہ مہر کا جواز اور چاندی کی انگوٹھی پہننے کا جواز ثابت ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ اُمّی تھے مگر بادشاہوں کی طرف خطوط آپ خود لکھتے تھے یہ آپ کا معجزہ تھا۔ بادشاہ کی طرف خط لکھنے میں باب کے ساتھ مناسبت ظاہر ہے۔ واللہ اعلم!

اسماءِ رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں ع۱ محمد بن مقاتل مروزی وہیں ۲۲۶ ہجری میں فوت ہو گئے ع۲ عبد اللہ بن مبارک بن واضح حنظلی ہیں ان کی کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے۔ حدیث ع

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ وَمَنْ رَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا

۶۴ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ فَوَقَفَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں ان کا ذکر ہو چکا ہے ع۳ شعبہ ان کا کئی بار ذکر ہو چکا ہے ع۴ قتادہ بن دعامہ سدوسی بصری ہیں ان کی کنیت ابوالخطاب ہے وہ مادرزاد نابینا تھے۔ ابن مسیب نے انہیں کہا میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مثل کوئی انسان پیدا نہیں کیا حدیث ع۱۲ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب — جو شخص اس جگہ بیٹھے جہاں مجلس علم ختم ہو اور جو مجلس علم میں خالی جگہ دیکھے وہ وہاں بیٹھ جائے"

اس باب کی کتاب العلم سے مناسبت اس طرح ہے کہ حلقہ سے مراد علم کا حلقہ ہے۔ ابن بطال نے کہا جو کوئی علم کی مجلس میں بیٹھے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے اور فرشتے اس پہ اپنے پر پھیلاتے ہیں اور جو کوئی مجلس علم کا قصد کرے اور لوگوں سے حیاء کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے حیا کرتا ہے اور اس کو عذاب نہیں دیتا اور علم میں مذموم حیاء وہ ہے جو ترک علم کی ترغیب دے اور جو کوئی اس سے اعراض کرے اللہ تعالیٰ اس سے اعراض کرتا ہے یعنی اسے عذاب دیتا ہے۔

۶۴ — ترجمہ : ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور لوگ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک تین شخص آئے دو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گئے اور ایک چلا گیا۔ ابو واقد نے کہا وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰی فُرْجَةً فِی الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِیْهَا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَةِ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاٰوٰی اِلَی اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْیٰی اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ

کے پاس کھڑے رہے پھر ان میں سے ایک نے حلقہ میں خالی جگہ دیکھی تو وہ اس میں بیٹھ گیا اور دُوسرا سب سے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا واپس چلا گیا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا میں تمہیں تین شخصوں کا حال نہ بتاؤں ؟ ان میں سے ایک نے اللہ کی طرف رجوع کیا تو اللہ نے اسے جگہ دے دی۔ دُوسرے نے حیاء کیا اللہ نے بھی اس سے حیاء کیا۔ اور تیسرے نے اعراض کیا تو اللہ نے بھی اس سے اعراض کر لیا۔

۶۴ — شرح : پہلے اقبال سے مراد مجلس کی طرف آنا ہے اور دُوسرے اقبال سے مراد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں مشغول تھے فارغ ہوئے تو ان تینوں شخصوں کا حال بیان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ پر حیاء اور اعراض کا اطلاق ظاہر کے لحاظ سے نہیں بلکہ اِن سے مراد اِن کی غائت اور لوازم ہیں اور وہ عدم عتاب اور غضبِ خدا ہیں ؛ کیونکہ یہاں حقیقی اور مجازی معانی میں لزوم ہے اور حقیقی معنی مراد لینے سے عقل مانع ہے ؛ کیونکہ عقلاً ان امور کا صدور اللہ تعالیٰ سے متصور نہیں ہوسکتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عذر کے بغیر علم کی مجلس سے اُٹھ جانا مذموم ہے اور عالم پر ضروری ہے کہ طالب علم کو بیٹھنے کی جگہ دے اور مجلس میں آنے والے کو چاہیئے کہ جہاں اسے جگہ ملے وہاں ہی بیٹھ جائے۔

اسماءِ رجال

ع۱ اسماعیل بن اویس اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا ذکر ہوچکا ہے۔ تیسرے راوی اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ زید بن سہیل بن اسود بن حرام انصاری بخاری ہیں۔ حضرت انس کے اخیافی بھائی کے بیٹے ہیں۔ مدینہ منورہ میں اپنے دادا کے مکان میں رہتے تھے۔ تابعی ہیں ان کی توثیق میں علماء کا اتفاق ہے ان کے بھائی عبداللہ ، یعقوب ، اسماعیل اور عمر ہیں۔ یہ ان میں زیادہ مشہور ہیں۔ ۱۳۲ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۲ ابو مُرّہ یزید عقیل بن ابی طالب کے آزاد کردہ ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ام ہانی کے مولیٰ ہیں لیکن عقیل کی خدمت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ

۶۵ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَاَمْسَكَ اِنْسَانٌ بِخِطَامِهٖ اَوْ بِزِمَامِهٖ قَالَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ سِوٰى اِسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَيُّ شَهْرٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ

میں رہا کرتے تھے۔ اس لئے ان کی طرف منسوب ہیں۔ یہ بہت بڑے محدث ہیں۔

ع۵ عقیل بن ابی طالب ہیں۔ عمر میں حضرت علی سے بیس سال بڑے تھے۔ جنگ بدر میں مشرکوں کے ساتھ مجبوراً شریک ہوئے اسی روز قید ہوگئے اور حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہوگئے۔ رضی اللہ عنہ۔ آپ قریش کے حالات ان کے انساب اور مناقب کو بہت جانتے تھے۔ حضرت علی کو چھوڑ کر حضرت امیر معاویہ سے مل گئے تھے اور انہی کی امارت میں نابینا ہوکر فوت ہوگئے ع۶ ابو واقد لیثی حارث مدنی ہیں۔ جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ ایک سال مکہ مکرمہ کے قریب رہے اور ۶۸ ہجری میں فوت ہوگئے۔ مہاجرین کے مقابر میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بسا اوقات مُبَلَّغ سامع سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے

۶۵ــ ترجمہ : ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر

marfat.com
Marfat.com

هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَاِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰی اَنْ یُّبَلِّغَ مَنْ هُوَ اَوْعٰی لَهٗ مِنْهُ

کیا جبکہ آپ اپنے اونٹ پر بیٹھے تھے اور ایک شخص اس کی مہار پکڑے ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا آج کونسا دن ہے؟ ہم خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کا کوئی نام ذکر فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا آج نحر نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں آج نحر ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے ہم سب خاموش رہے حتیٰ کہ ہمارا گمان تھا کہ آپ اس کا کوئی اور نام لیں گے آپ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں یہ ذی الحجہ ہے آپ نے فرمایا تمہارے خون، مال اور عزتیں آپس میں حرام ہیں جس طرح اس دن کی حرمت اس مہینہ میں اور اس شہر میں ہے چاہیئے کہ حاضر غائب کو پہنچا دے؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ حاضر ایسے شخص کو پہنچائے جو اس سے زیادہ حافظ ہو۔

۶۵ شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں نحر کے روز منیٰ میں یہ خطبہ فرمایا وعظ و نصیحت کی غرض سے جانور کی پشت پر بیٹھنا جائز ہے بلا فائدہ اور بدون حاجت ممنوع ہے سامع سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے والا ہے؛ کیونکہ اصل مقصد یہی ہے۔ لوگ اس دن کی حرمت اس ماہ کی حرمت اور اس شہر کی حرمت پر یقین رکھتے تھے اس لئے ان سے پہلے سوال کیا تاکہ جس کی تقریر کرنا مقصود تھا اس کی تاکید ہو جائے کہ جس طرح ان مذکور کا تم احترام کرتے ہو اسی طرح اپنے خون مال اور عزتوں کا احترام کرو اور بے جا قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ نہ کرو اور نہ ہی لوگوں کی عزت و ناموس کو تباہ کرو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حامل حدیث سے حدیث لینا جائز ہے۔ اگرچہ وہ اس کے معنی سے ناواقف ہو اسے حدیث کی تبلیغ میں ثواب ملے گا اور علماء کی جماعت میں اس کا شمار ہوگا (کرمانی) واللہ اعلم!

امام قسطلانی نے کہا زرکشی، برمادی، عینی اور حافظ ابن حجر نے کہا کہ سفک دماء (خونریزی) اخذ اموال لوٹ کھسوٹ اور "ثلب اعراض" آبروریزی۔ تینوں میں سے ہر ایک کے مناسب علیحدہ کلمہ مقدر ہے۔ کیونکہ دماء، اموال اور اعراض کے ذوات حرام نہیں لیکن ان حضرات کے اطلاق میں بحث ہے؛ کیونکہ تین اشیاء اس وقت حرام ہیں جبکہ بلا وجہ ہوں۔ لہٰذا ایسا کلمہ مقدر کیا جانا چاہیئے جو تینوں کے مناسب ہو اور وہ لفظ "انتہاک" ہے۔ اس کا معنی ہے کسی چیز کو بغیر حق پکڑ لینا" لہٰذا حدیث کی عبارت یہ ہے "اِنْتِهَاكُ دِمَائِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَاَعْرَاضِكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ" اور ہر ایک کے ساتھ مناسب لفظ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ حدیث میں دماء، اموال اور اعراض کو حرمت میں یوم، شہر اور بلد سے تشبیہ دی ہے؛ کیونکہ عربوں کے نزدیک ان میں حرمت بہت مشہور تھی اور ان دنوں، مہینوں اور اس شہر کا وہ بہت احترام کرتے تھے اور یہ تشبیہ ان کے نزدیک ثابت اور مستحکم کے اعتبار سے ہے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کو حضرت ابراہیم علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

پر درود شریف سے تشبیہ دی گئی ہے ؛ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام عربوں میں بہت مشہور تھے ؛ ورنہ مشبّہ بہ کا مشبّہ سے اعلیٰ ہونا ضروری ہے۔

حکیم کا کلام حکمت سے خالی نہیں ہوتا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اپنے سے پہلے لوگوں سے زیادہ سمجھدار ہوں گے مگر ایسے لوگ کم ہوں گے کیونکہ لفظ "رُبَّ" تقلیل کو چاہتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حامل حدیث اگرچہ حدیث کے معنی سے جاہل ہو اس سے حدیث لے لینی چاہیئے اور اس شخص کو حدیث کی تبلیغ کا ثواب ہوگا اور اس کا شمار علماء میں ہوگا اور عالم دین پر واجب ہے کہ حرام شئی کی حرمت کو واضح طور پر بیان کرے جس قدر ممکن ہو اس کو سخت الفاظ سے بیان کرے جیسے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے تشبیہات میں حرمت کو بیان کیا تھا اور ضرورت کے وقت جانور پر بیٹھنا جائز ہے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اونٹ پر خطبہ اس لئے دیا تھا کہ ہر ایک آپ کا کلام سُن سکے اور کسی انسان نے اس کی نکیل کو اس لئے روکا ہُوا تھا کہ وہ اچھلنے نہ پائے۔

اسماءِ رجال

اس حدیث کے چھ راوی ہیں ع۱ مسدد حدیث ع۱۲ کے تحت دیکھیں ع۲ بشر بن مُفضّل ابن لاحق بصری ہیں۔ ان کی کنیت ابو اسماعیل ہے۔ آپ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔ ہر روز چار سو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مُرجّحین سے ہیں اس لئے انہیں عثمانی کہا جاتا تھا۔ ۱۸۶ ہجری میں فوت ہُوئے ع۳ ابن عون وہ عبداللہ بن عون بن ارطبان بصری تابعی ہیں۔ ابو الاحوص نے کہا ابن عون اپنے زمانہ میں سیّد القراء تھے۔ خارجہ نے کہا میں چوبیس سال ابن عون کے ساتھ رہا مجھے معلوم نہیں کہ فرشتوں نے ان کا کوئی گناہ لکھا ہو۔ ہشام نے کہا وہ اپنے زمانہ میں سب لوگوں سے زیادہ سچے تھے۔ ۱۰۵ ہجری میں فوت ہُوئے۔ ع۴ ابوبکر محمد بن سیرین انصاری بصری تابعی ہیں اُنھوں نے تیس صحابہ کو پایا ہے۔ وہ وہ بالمعنی حدیث کی نقل کو جائز نہ سمجھتے تھے۔ حدیث ع۴۵ کے تحت ان کا ذکر ہو چکا ہے

ع۵ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ ہیں۔ اُن کی کنیت ابو بکر ہے وہ بصرہ میں اسلام میں اوّل مولود ہیں۔ ۹۶ ہجری میں فوت ہُوئے ع۶ ان کے والد ابوبکرہ بن حارث بن کلدہ ثقفی صحابی ہیں۔ انہیں ابوبکرہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ طائف کے قلعہ سے اُونٹ لے کر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے تھے۔ آپ نے انہیں آزاد کر دیا۔ ۵۱ ہجری کو بصرہ میں فوت ہُوئے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْعِلْمِ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ

لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ وَاَنَّ الْعُلَمَآءَ هُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ وَرَّثُوا الْعِلْمَ مَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ بِهٖ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَ قَالَ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا وَقَالَ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ وَقَالَ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ وَقَالَ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ وَقَالَ اَبُوْذَرٍّ لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلٰى هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ ظَنَنْتُ

باب علم، قول اور عمل پر مقدم ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ جانو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے علم سے ابتداء فرمائی۔ علماء نبیوں کے وارث ہیں اور نبیوں نے علم ترکہ چھوڑا ہے جو علم حاصل کرے اور جو شخص کوئی راہ چلے جبکہ وہ علم کا طالب ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اُس سے ڈرتے ہیں اور فرمایا ان کو صرف علماء ہی جانتے ہیں اُنھوں نے کہا اگر ہم سُنتے اور عقل رکھتے تو ہم دوزخ کے ساتھی نہ ہوتے اور فرمایا۔ کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ

marfat.com
Marfat.com

إِنِّيْ أُنْفِذُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ تُجِيزُوا عَلَيَّ لَأُنْفِذَنَّهَا وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُوْنُوْا رَبَّانِيِّيْنَ حُكَمَاءَ عُلَمَاءَ فُقَهَاءَ وَيُقَالُ الرَّبَّانِيُّ الَّذِيْ يُرَبِّي النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهٖ

کرے اس کو دین کی سمجھ عطاء کرتا ہے۔ علم سیکھنے سے ہی آتا ہے۔ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم تلوار اس پر رکھ دو اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔ پھر مجھے گمان ہو کہ اس حال میں وہ بات گردن کٹنے سے پہلے میں پوری کرلوں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو تو میں اسے ضرور لوگوں تک پہنچاؤں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم رُبانی ہو جاؤ یعنی دانا اور عالم دین بن جاؤ۔ کہا جاتا ہے کہ عالم ربانی وہ ہے جو بڑے علوم سے چھوٹے علوم لوگوں کو سکھاتا ہو۔

شرح یعنی پہلے کسی شے کو جاننا چاہیے۔ پھر اس میں کلام کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے معلوم ہوا کہ قول اور عمل پر علم کو تقدم ذاتی حاصل ہے۔ آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے علم کا ذکر کیا اور فرمایا فَاعْلَمْ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ " اور پھر قول اور عمل کا ذکر کیا اور فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ "، اس آئت سے معلوم ہوا کہ توحید کا جاننا ضروری ہے۔ اس میں کسی کی تقلید جائز نہیں اکثر متکلمین کا یہی مذہب ہے کہ اصول دین میں تقلید صحیح نہیں۔ علماء نبیوں کے وارث ہیں جو ان سے میراث النبوت اخذ کرتے ہیں اس لئے ان کو اس میں حظِ وافر حاصل کرنا چاہیئے۔ علم حاصل کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کی راہ آسان فرما دیتا ہے اور اسے نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے جو اس کو جنت میں پہنچاتے ہیں۔ علماء ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں؛ کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو وہ ڈرتا بھی زیادہ ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ أَنَا "، قیامت میں دوزخی کہیں گے اگر ہم علماء ہوتے تو آج دوزخی نہ ہوتے اس لئے عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی اللہ تعالیٰ بہتری چاہے اسے دین میں سمجھ عطاء فرما دیتا ہے۔ اور وہ تفصیلی دلائل سے حاصل شدہ احکام شرعیہ عملیہ کو سمجھنے لگتا ہے۔ شریعت میں اسی علم کا اعتبار ہے جو نبیوں اور اُن کے وارثوں سے تعلیم و تعلم سے حاصل ہو معلوم ہوا کہ علم کا اطلاق صرف علم شریعت پر کیا جاتا ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے کلام کا حاصل

marfat.com
Marfat.com

یہ ہے کہ اگر ان کی گردن پر تلوار رکھ دی جائے تو جو وہ تبلیغ کرنا چاہتے ہیں گردن کٹنے سے پہلے وہ پوری کرلیں گے اور جب یہ حالت نہ ہو تو ان کو تبلیغ سے کون روک سکتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں حکمت سے مراد فقاہت دینی یا اشیاء خارجیہ نفس الامریہ کی معرفت ہے یا دونوں مراد ہیں۔ بعض کہتے ہیں ربانی عالم وہ ہے جو کلیاتِ علم سے پہلے جزئیات، اصول سے پہلے فروع اور مقاصد سے پہلے مقدمات کے ساتھ لوگوں کی تربیت کرے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ امام بخاری کا کلام ہے۔ اس باب سے مقصود علم کی فضیلت بیان کرنا ہے۔ اور یہ مذکور آیت، حدیث اور صحابہ کے اجماع سکوتی سے حاصل ہے۔ لہٰذا اس پر زیادتی کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم!

علم وہی معتبر ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام اور اُن کے وارث علماء سے حاصل کیا جائے اس سے واضح ہوتا ہے کہ علم کا اطلاق شریعت کے علم پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ اسی لئے اگر کسی نے وصیت کی کہ اس کا مال علماء پر صرف کیا جائے تو علماء حدیث، تفسیر اور فقہ پر ہی مال خرچ کیا جائے گا۔

مُفردات

صَمصَامَۃ،، سخت تلوار۔ ربانیین،، اللہ والے رب کی طرف منسوب ہے۔ دراصل رِبیّوُن تھا۔ الف اور نون کو تاکید اور نسبت میں مبالغہ کے لئے زائد کیا گیا ہے۔ علماء کو ربانیین اس لئے کہا کہ وہ رب تعالیٰ کی طرف منسوب ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں وہ مخلص ہیں۔ یا وہ علم کی تربیت کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ قائم رہتے ہیں۔ اس لئے رب کی طرف منسوب ہیں۔ چنانچہ جو کوئی کسی شئ کی اصلاح کے لئے قائم ہو۔ اسے کہتے ہیں وہ اس کی تربیت کرتا ہے۔

فقہاء فقیہ کی جمع ہے۔ فقہ کا لغوی معنی فہم ہے۔ اور اصطلاحی معنی احکامِ شرعیہ عملیہ کا علم ہے مذکور تمام باب کا ترجمہ ہے؛ لیکن اس کے مناسب حدیث نہیں ملی جو بخاری کی شرط کے مطابق ہو۔ اگرچہ شرح سُنت میں ابو درداء سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جو کوئی علم کی راہ اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اور علماء نبیوں کے وارث ہیں اور انبیاء درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے وہ صرف علم کا وارث بناتے ہیں۔ لہٰذا جو کوئی علم حاصل کرنا چاہے وہ پورا علم حاصل کرے، لیکن اس حدیث کو ... صرف عاصم بن رجاء نے روائت کیا ہے۔

نیز باب میں علم کی فضیلت کا بیان ہوگیا تھا لہٰذا یہی کافی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ كَيْ لَا يَنْفِرُوْا

۶۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْاَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وعظ و نصیحت اور علم میں لوگوں کی رعائت فرماتے تھے تاکہ وہ تنگ نہ پڑ جائیں"

۶۶ — ترجمہ : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نصیحت کرنے میں دونوں سے کسی ایک دن میں اہتمام فرماتے تھے ؛ کیونکہ آپ ہماری تنگ دلی کو اچھا نہ جانتے تھے"

۶۶ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حال میں صحابہ کو تبلیغ فرمایا کرتے تھے جس میں وہ اطمینان سے سن سکیں اور ایسی نوبت نہ آنے دیتے تھے کہ ہم سنتے سنتے اُکتا جائیں" صفحہ ۶۹ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ و نصیحت کے لئے دن مقرر کر رکھے تھے۔ کیونکہ ہر روز وعظ سے طبع انسانی اور اقتضاءِ بشری بُعد اختیار کر لیتی ہے۔ اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ کے لئے جمعرات کا دن مقرر کیا ہوا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تقریب کے لئے تاریخ کا تعین مستحب امر ہے ؛ چنانچہ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے سوموار اور جمعرات کو روزہ کے لئے معین کیا ہوا تھا اور فرماتے تھے کہ ان دو دنوں میں اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں گویا کہ اللہ تعالیٰ بھی دن کی تعیین کو پسند کرتا ہے لہٰذا کسی بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے قرأت قرآن اور صدقات کرنے کا دن مقرر کر لیا جائے۔ جیسے گیارھواں دن یا کوئی اور دن مقرر کر کے سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی روح کو ایصالِ ثواب کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ایسے ہی اعراس وغیرہ کے لئے دن مقرر کر کے وعظ و نصیحت کرنا اور

marfat.com
Marfat.com

۶۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوالتَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا

اصحابِ مزارات کو ایصال ثواب کرنا صحیح اور درست ہے۔ ایصالِ ثواب شریعت مطہرہ میں مستحب امر ہے آگے جاکر اس پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

کرمانی نے کہا کہ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے وعظ میں اوقات کی رعائت فرماتے تھے۔ اور کوئی ایک دن وعظ کے لئے معین فرماتے تھے۔ ہر روز ایسا نہ فرماتے تھے تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں۔

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ع۱ محمد بن یوسف بن واقد فریابی ہیں ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ نسائی اور ابوحاتم نے انہیں ثقہ کہا ہے بخاری نے کہا وہ اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے۔ ۲۱۲ ہجری کے ربیع الاوّل میں فوت ہوئے۔

ع۲ سفیان ثوری محمد بن یوسف فریابی، سفیان بن عیینہ اور سفیان ثوری دونوں سے روایت کرتے ہیں لیکن جب مروی عنہ سفیان مطلق ذکر کیا جائے تو سفیان ثوری مراد ہوتے ہیں (عینی) سلیمان بن مہران اعمش حدیث ع۳۱ دیکھیں ع۴ ابو وائل شقیق بن سلمہ کوفی ہیں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کرسکے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر تلامذہ میں سے ہیں، حدیث ع۴۶ دیکھیں۔

ع۵ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ،،

۶۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر آسانی کرو تنگی نہ کرو اور ان کو خوشخبری دو نفرت نہ دلاؤ۔

۶۷ — شرح : یہ حدیث شریف جوامع الکلم سے ہے؛ کیونکہ یہ دُنیا و آخرت کی خیرات پر مشتمل ہے؛ کیونکہ دنیا دارِ اعمال اور آخرت دارِ جزاء ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تسہیل کا حکم فرمایا جس کا دُنیا سے تعلق ہے اور خوشخبری اور اچھی اخبار کا حکم فرمایا جس کا آخرت سے تعلق ہے۔ یہ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ فَدَاهُ اٰبَاءُنَا وَاُمَّهَاتُنَا ،،

حدیث شریف میں شئ اور اس کی ضد کو جمع کیا ہے؛ کیونکہ ان کو کبھی مختلف اوقات میں کیا جاتا ہے اگر صرف یَسِّرُوْا پر اقتصار کرتے تو اس شخص پر صادق آسکتا تھا جو ایک دو دفعہ یا کئی دفعہ آسانی کرے اور دیگر اکثر بحالات میں تنگی کرے کی نفی فرمادی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت اور عظیم فضل کی لوگوں کو خوشخبری دلانی چاہیئے اور تخویف ذکر کرکے جس میں تبشیر نہ ہو لوگوں کو نفرت نہ دلانی چاہیئے تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ

حالات میں تنگی کرے جب وہ لا تقنطوا ہو زبان قرآن

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ جَعَلَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ اَيَّامًا مَّعْلُوْمَةً

۶۸ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یُذَکِّرُ النَّاسَ فِیْ کُلِّ خَمِیْسٍ فَقَالَ لَهٗ

کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائیں۔ الحاصل لوگوں کو وعظ کرنے کے حال میں دونوں جہتوں کا خیال رکھنا چاہیئے اس میں ان لوگوں کی تالیف کا حکم ہے جو نئے نئے مسلمان ہوں اور ان پر تشدید نہیں کرنی چاہیئے تاکہ وہ نفرت نہ کر جائیں اسی طرح جو لوگ گناہوں سے تائب ہوں ان کے ساتھ دونوں جہتوں کا خیال رکھنا چاہیئے تاکہ وہ تدریجاً طاعات میں مشغول ہوں اسی لئے امورِ اسلام لوگوں کو نیک اعمال کا عادی بنانے کے لئے تدریج پر مبنی ہیں (کرمانی) واللہ اعلم

یہ حدیث دُنیا اور آخرت کی بہتری پر مشتمل ہے، کیونکہ دنیا دار العمل ہے جبکہ آخرت دار الجزاء ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور میں دُنیا کا تعلق ہے ان میں تسہیل اور آسانی کا حکم دیا کہ اعمال تدریجاً کئے جائیں تاکہ اگر ایک ہی دفعہ کرنے کا حکم دیا جائے تو وہ نہ کر سکیں گے اور جن امور کا آخرت سے تعلق ہے ان میں اچھا وعدہ ذکر فرمایا اور خوشخبری دی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں (عینی)

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں ع۱ محمد بن بشار بن عثمان عبدی بصری ہیں ان کی کنیت ابوبکر اور لقب بندار ہے وہ اسی لقب سے مشہور ہیں؛ کیونکہ وہ حدیث میں بندار ہیں اُنھوں نے اپنے شہر کی سب حدیثیں جمع کی تھیں۔ ۲۵۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۲ یحییٰ بن سعید قطان احول تمیمی بصری ہیں ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی ان کے سامنے کھڑے رہتے تھے۔ اور پاؤں پر کھڑے کھڑے آپ سے حدیث کے متعلق سوالات پوچھا کرتے تھے۔ آپ کی ہیبت اور اکرام کے باعث بیٹھتے نہیں تھے۔ حدیث ع۱۲ دیکھیں، ع۳ شعبہ بن حجاج واسطی بصری ان کی کنیت ابوبسطام ہے۔ وہ حدیث میں امیر المومنین ہیں حدیث ع۹ دیکھیں۔ ع۴ ابو التیاح یزید بن حمید ضبعی بصری ہیں۔ ۱۲۸ ہجری میں فوت ہوئے ع۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ (کرمانی)

باب — جس نے اہل علم کے لئے دن مقرر کئے

۶۸ — ترجمہ: حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

رَجُلٌ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذٰلِكَ اِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّيْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا

لوگوں کو ہر جمعرات کو وعظ کیا کرتے تھے اُن سے ایک شخص نے کہا اے ابا عبدالرحمٰن میری خواہش یہ ہے کہ آپ ہم کو ہر روز وعظ کیا کریں۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ بات سُن لو کہ ہر روز جو شئ مجھے وعظ کرنے سے منع کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم کو تنگی میں ڈالوں میں تم کو وعظ کے لئے تمہاری فرصت کا وقت تلاش کرتا ہوں جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری فرصت کا وقت تلاش فرماتے تھے تاکہ ہم تنگ نہ پڑ جائیں۔

۶۸ــــ شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی تقریب کے لئے دن مقرر کرنا مستحسن و مستحب ہے۔ اگر اس حدیث کی رُو سے ایصالِ ثواب یا محفل میلاد اور بزرگانِ دین کے اعراس کے لئے دن مقرر کر لئے جائیں تو مستحب ہے کیونکہ مجالسِ خیر کے لئے دن مقرر کرنے میں لوگوں کو سہولت ہوتی ہے۔ اس سے متعلق کچھ ص۔۔۔ میں گزر چکا ہے۔ ترمذی اور ابوداؤد میں ہے کہ جس شے سے اللہ اور اللہ کے رسُول نے منع نہ فرمایا ہو وہ معفو اور مباح ہے۔ حدیث شریف میں کسی تقریب کے لئے تاریخ کی تعیین کی ممانعت نہیں آئی۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے اور آپ کی سُنت کی محافظت کیا کرتے تھے اور آپ کی مخالفت سے بچتے تھے کیونکہ اجرِ عظیم آپ کی موافقت میں ہے اور آپ کی مخالفت میں عذابِ الیم ہے۔ واللہ و رسُولہ اعلم!

اسماءِ رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں ع۱ عثمان بن محمد بن ابراہیم بن ابی شیبہ بن عثمان بن خواستی عبسی کوفی ہیں۔ اُنہوں نے بہت کتابیں لکھی ہیں۔ مسند اور تفسیر تصنیف کیں۔ یحییٰ بن معین اور احمد بن عبداللہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے ان کی مدح و ثناء کی ہے۔ ۲۷۔ محرم الحرام کو ۲۳۹۔ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ جریر بن عبدالحمید ضبی رازی ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ مولد کے لحاظ سے رازی اور نشو و نما کے اعتبار سے کوفی ہیں۔ ۱۸۷۔ ہجری کو ری میں فوت ہوئے۔ ع۳ منصور بن معتمر کوفی ہیں ان کی کنیت ابوعتاب ہے۔ وہ رات بھر روتے رہتے تھے جب صبح ہوتی تو آنکھوں میں سرمہ لگا کر تیل وغیرہ استعمال کر کے ہونٹ صاف کر لیتے تھے۔ زیادہ رونے کے باعث ان کی آنکھیں کمزور پڑ گئی تھیں۔ کوفہ کے حاکم یوسف بن عمر نے انہیں قاضی مقرر کرنا چاہا تو اُنہوں نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

۶۹ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيْبًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْاُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ "

انکار کر دیا یوسف نے انہیں قید کرنے کا ارادہ کیا تو دو شخص ایک جھگڑے میں فیصلہ کرانے آگئے۔ وہ دونوں آپ کے سامنے بیٹھے رہے، لیکن آپ نے ان سے کچھ نہ پوچھا اور نہ ہی اُن سے کلام کیا۔ کسی نے یوسف سے کہا اگر تم ان کا قیمہ کر دو گے جب بھی وہ قضاء قبول نہیں کریں گے۔ یہ سُن کر یُوسف نے انہیں رہا کر دیا۔ ۱۳۱ ہجری کو سوڈان گئے اور تھوڑی دیر بعد فوت ہو گئے۔ ع ۴ ابو وائل شقیق حدیث ع ۴۶ دیکھیں۔ ع ۵ حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہ

باب ـــ جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین میں سمجھ عطاء کر دیتا ہے "

۶۹ ـــ ترجمہ : حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں نے امیر معاویہ کو خطبہ دیتے ہوئے سُنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے اس کو دین کی سمجھ عطاء کر دیتا ہے اور میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے اور یہ اُمت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پہ قائم رہے گی۔ ان کی مخالفت کرنے والا ان کو ضرر نہ دے سکے گا۔ حتیٰ کہ قیامت آجائے۔

۶۹ ـــ شرح : پہلے باب میں دین کے احکام کی وعظ کرنے والے کا ذکر تھا اور وہ

marfat.com
Marfat.com

دین کی سمجھ رکھنے والا ہوتا ہے۔ اس باب میں اس فقیہہ کی مدح بیان فرمائی ہے جسے اللہ نے دین کی سمجھ عطاء کی ہوتی ہے اس کی عطاء تو اللہ کرتا ہے مگر تقسیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے (بخاری)

ربیعہ اسلمی کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مانگو تو اُس نے کہا میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں۔ اس کی شرح میں بعض محدثین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے خزانے اور جنت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقتدار میں دیئے ہیں۔ جسے چاہیں جتنا چاہیں جو چاہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے عطاء کریں۔ بخاری شریف ص۱۷۶ میں ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطاء کی گئی ہیں اور بخاری ص۴۳۹ میں مذکور ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قاسم اور اللہ تعالیٰ کا وزیر خزانہ ہوں اور وہ عطاء کرتا ہے۔ نیز ص۴۳۹ ب پر مذکور ہے کہ ابوہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو نہ دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں میں تو صرف قاسم ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میں لوگوں میں مال و دولت اور علم و فضل تقسیم کرتا ہوں۔ نیز بخاری کے اسی صفحہ پر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے قاسم بنایا ہے تم میں مال و دولت تقسیم کرتا ہوں۔ اہل معانی کا قاعدہ ہے کہ جس فعل متعدی کا مفعول ذکر نہ کیا جائے اس سے عموم مراد ہوتا ہے۔ حدیث شریف کے یہ الفاظ ہیں: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ، نہ تو قاسم کا مفعول بہ مذکور ہے اور نہ ہی یعطی کا مفعول کہیں مذکور ہے تو اس قاعدہ کے مطابق معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی عطاء کرتا ہے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حکم سے تقسیم فرماتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے یَقْضِیْ اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ مَا یَشَآءُ، اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کی زبان پر جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔ بخاری کے "فَاِنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ" کے باب میں اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں وَاللّٰہُ الْمُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ،

یعنی اللہ ہی معطی اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ سیدی اعلیٰحضرت عظیم البرکت فرید العصر مولانا احمد رضا خان رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا ترجمہ یوں فرمایا:

؎ رب ہے معطی یہ ہیں قاسم دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں ٭ جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجماع حجت ہے، کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حق امت سے باہر نہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فقہ کو تمام علوم پر فضیلت حاصل ہے اور اس میں مغیبات کی خبریں بھی ہیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اس کا وقوع بھی ثابت ہے؛ چنانچہ آپ کے زمانہ شریف سے لے کر علماء کی جماعت قائم ہے اور اللہ کے فضل سے قیامت تک ہمیشہ رہے گی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث پر مشتمل باب کا ترجمہ ذکر کیا ہے۔ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کا عالم بنا دیتا ہے اور اسے فقیہہ کر دیتا ہے۔ "فقہ کا متعارف معنیٰ جو احکام شرعیہ عملیہ سے مختص ہے مراد نہیں بلکہ شریعت، طریقت اور حقیقت کے احکام مراد ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ فقیہہ

marfat.com
Marfat.com

وہ شخص ہے جس کے دل کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ اپنے رب کو دیکھنے لگے (مرقات) پس حدیث شریف کا معنی واضح ہوگیا کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ کرے اسے شریعت وطریقت اور حقیقت کے احکام کا علم عطاء کر دیتا ہے۔ اور اس کے قلب کی آنکھیں کھول دیتا ہے اور وہ دل کی آنکھوں سے اپنے رب کو دیکھتا ہے۔ امام الفقہاء ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے دل کی آنکھوں سے ۹۹ بار اللہ تعالیٰ کو دیکھا مگر یہ قدر محدود تھی۔ فقیہہ کے قلب کی ہر نظر اللہ کی طرف ہوتی ہے وہ دنیا میں زاہد آخرت کی طرف راغب دینی احکام میں بصیر اور اللہ کی عبادت میں ہمہ تن مشغول رہتا ہے۔ ایسے ہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تھے۔ لغت میں فقہ کا معنیٰ فہم ہے اور عرف میں ان احکام شرعیہ فرعیہ کا علم ہے جو ادلہ تفصیلیہ سے مستنبط ہیں۔ یہاں لغوی معنی مقام کے مناسب ہے تاکہ علوم دینیہ کے ہر علم کے فہم کو شامل ہوجائے۔ امام حسن بصری نے کہا فقیہہ وہ ہے جو دنیا میں زاہد آخرت میں راغب دینی امور میں صاحب بصیرت اور اپنے رب کی عبادت میں مداومت کرے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ "یعنی میں ہر ایک کے حال کے مطابق تقسیم کرتا ہوں۔ کلمہ "اِنَّمَا" حصر کے لئے ہے۔ لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ میں صرف قاسم ہوں" اب کوئی سوال پوچھ سکتا ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک صفت ہے اور وہ لوگوں میں تقسیم کرنا ہے، حالانکہ آپ کی اور بھی کئی صفات ہیں۔ آپ رسول بشیر مبشر نذیر ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حصر سامع کے اعتقاد کے اعتبار سے ہے۔ اور یہ کلام ایسے مقام میں فرمایا جبکہ سامع کا یہ اعتقاد تھا کہ آپ معطی ہیں قاسم نہیں ہیں تو قصر قلب ہوگا یعنی میں قاسم ہوں معطی نہیں ہوں اور اگر سامع کا یہ اعتقاد تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معطی اور قاسم دونوں ہیں۔ تو قصر افراد ہوگا یعنی دونوں وصفوں میں شریک نہیں مجھ میں ان میں سے ایک پائی جاتی ہے اور وہ یہ کہ میں قاسم ہوں (کرمانی)

اسماءِ رجال

اس حدیث کے چھ راوی ہیں: ۱ سعید بن عفیر وہ سعید بن کثیر بن عفیر بن مسلم بن یزید بن حبیب بصری ہیں۔ ابوحاتم نے انہیں صدوق کہا ہے۔ مقدمی نے کہا سعید بن عفیر لوگوں کے انساب اور گزرے ہوئے واقعات، تواریخ اور مناقب خوب جانتے تھے۔ وہ ادیب، فصیح حاضر جواب تھے۔ ۲۲۹ ہجری میں فوت ہوئے" ۲ عبداللہ بن وہب بن مسلم مصری ہیں۔ ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ ان کو خط لکھتے تو خط کے عنوان میں انہیں فقیہہ لکھتے تھے ان کے سوا اور کسی کو اس طرح نہیں لکھتے تھے۔ انھوں نے نذر مانی تھی کہ اگر میں کسی کی غیبت کروں تو روزہ رکھوں گا جو مجھے مشقت میں ڈالے ان کے پاس قیامت کے ہولناک واقعات کا ذکر کیا گیا تو وہ غش سے گر پڑے پھر کسی سے کلام نہیں کیا حتیٰ کہ چند روز کے بعد ۱۹۹ ہجری کو مصر میں فوت ہوگئے ۳ یونس بن یزید ایلی قرشی حدیث ۵ دیکھیں۔ ۴ ابن شہاب زہری ۵ حمید بن عبدالرحمٰن حدیث ۳۶۔ ۶ حضرت امیر معاویہ ابن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں شام کے حاکم مقرر ہوئے اور فوت ہونے تک چالیس برس شام کے حاکم رہے۔ آخر عمر میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْفَهْمِ فِی الْعِلْمِ

۷۰ ۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ ثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ قَالَ لِی ابْنُ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاھِدٍ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَلَمْ اَسْمَعْہُ یُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا حَدِیْثًا وَّاحِدًا قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاُتِیَ بِجُمَّارٍ فَقَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَۃً مَثَلُھَا کَمَثَلِ الْمُسْلِمِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَقُوْلَ ھِیَ النَّخْلَۃُ فَاِذَا اَنَا اَصْغَرُ الْقَوْمِ فَسَکَتُّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھِیَ النَّخْلَۃُ

لقوہ ہوگیا تھا وہ کہا کرتے تھے کاش کہ میں ایک معمولی قریشی ہوتا اور حکومت سے کسی قسم کا میرا تعلق نہ ہوتا اُن کے پاس جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ازار، چادر، قمیص، بال شریف اور ناخن مبارک تھے انہوں نے انتقال کے وقت وصیت کی کہ مجھے آپ کی قمیص میں کفن دیا جائے اور آپ کی چادر میں لپیٹیں اور آپ کے بٹن لگائے جائیں اور میری ناک کے دونوں سوراخوں اور مواضع سجود میں آپ کے بال، ناخن رکھے جائیں پھر مجھے ارحم الراحمین کے حوالے کردیں۔

باب — علم میں سمجھ

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جوہری نے ذکر کیا ہے کہ فَھِمْتُ الشَّیْءَ ، ای عَلِمْتُہٗ، لہٰذا فہم اور علم کا معنی واحد ہے تو اَلْفَھْمُ فِی الْعِلْمِ ، کیسے صحیح ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علم معلوم کے معنی میں ہے گویا کہ عبارت اس طرح ہے "ادارک المعلومات" (کرمانی)

۷۰ — ترجمہ : سفیان نے کہا مجھے ابن ابی نجیح نے مجاہد سے خبر دی کہ اُنھوں نے کہا میں عبداللہ بن عمر کا مدینہ منورہ تک ساتھی رہا۔ میں نے ان کو ایک حدیث کے سوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے نہیں سُنا۔ اُنھوں نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ کھجور کی چوٹی لائی گئی تو آپ نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ہے کہ اس کی مثال مسلمان کی طرح

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں کہوں وہ درخت کھجور ہے۔ میں سب لوگوں سے کمسن تھا اس لئے میں خاموش رہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔

۷۰ ــــ شرح : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ کے احترام کے باعث خاموش رہے تھے ؛ کیونکہ بڑوں کی موجودگی میں چھوٹوں کا کلام کرنا سوءِ ادب میں شمار ہوتا ہے۔

ابن بطال نے کہا علم میں تفہّم سمجھ ہے اور سمجھ کے بغیر علم کی تکمیل نہیں ہوتی اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا وربخدا ہمارے پاس صرف اللہ کی کتاب یا فہم جو مومن کو عطاء کیا گیا ہے۔ اُنھوں نے کتاب اللہ کو یاد کرنے کے بعد فہم کو ثانوی درجہ دیا ؛ کیونکہ فہم سے کتاب اللہ کے معانی اور احکام واضح ہوتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے علم کی نفی فرمائی جس میں فہم نہیں ؛ چنانچہ فرمایا : رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَا فِقْهَ لَهٗ ،،

امام مالک نے فرمایا زیادہ روایات بیان کرنا علم نہیں۔ علم نُور ہے جو اللہ تعالیٰ دلوں میں ظاہر کرتا ہے۔ اس کے ساتھ معانی سمجھے جاتے ہیں لہٰذا جو کوئی فہم چاہتا ہے وہ دل پر نگاہ رکھے اور ذہن کو فارغ رکھے اور کلام میں گہری نگاہ کرے اور اس کے ماقبل سے اتصال و انفصال میں تدبّر کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دل میں صحیح معنی کے الہام کی دُعاء کرے اور یہ اسی شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جو عربوں کا کلام جانتا ہو اور ان کے محاورات کے اغراض و مقاصد کی واقفیت رکھتا ہو۔ اور روشن دماغ ہو جیسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے کہ اُنھوں نے بساطِ کلام اور نفسِ قصّہ سے سمجھ لیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ع۱ علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح ہیں۔ ان کی کنیت ابوالحسن ہے اور وہ ابن مدینی مشہور ہیں۔ دراصل مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں وہ علم حدیث کے امام ہیں۔ سُفیان بن عُیینہ انہیں جَنَّتُ الوَادِی کہتے تھے۔ ابن مدینی جب سفیان کی مجلس سے اُٹھتے تو سفیان بھی کھڑے ہو جاتے تھے۔ اَعْیَن نے کہا میں نے علی بن مدینی کو لیٹے ہوئے دیکھا جبکہ امام احمد بن حنبل ان کے دائیں اور یحییٰ بن معین ان کے بائیں ہوتے تھے اور وہ انہیں احادیث لکھواتے تھے۔ ابن اثیر نے کہا معرفتِ حدیث میں ابن مدینی اللہ کی آیات سے آیت ہیں وہ ۲۳۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۲ سُفیان بن عُیینہ ہلالی کوفی ہیں حدیث ۱ کے تحت ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ع۳ یسار بن نجیح ثقفی مکی ہیں وہ قدری تھے۔ ۱۳۲ ہجری میں فوت ہوئے ع۴ مجاہد بن جبر ان کی کنیت ابوالحجاج ہے۔ انہوں نے کہا میں نے ابن عباس پر تیس بار قرآن پڑھا اور جب میں سوار ہوتا تھا تو ابن عمر میرے رکاب پکڑتے اور میرے کپڑے درست کرتے تھے۔ کتاب الایمان کی ابتداء میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ ع۵ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِغْتِبَاطِ فِی الْعِلْمِ وَالْحِکْمَۃِ

وَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ تَفَقَّھُوْا قَبْلَ اَنْ تُسَوَّدُوْا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَبَعْدَ اَنْ تُسَوَّدُوْا وَقَدْ تَعَلَّمَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ کِبَرِ سِنِّھِمْ

باب — علم اور حکمت میں رشک کرنا

حضرت عمر فاروق امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا سردار بننے سے پہلے فقاہت حاصل کرو۔ ابو عبد اللہ بخاری نے کہا اور سردار بننے کے بعد بھی فقاہت حاصل کرو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بڑی عمروں میں علم حاصل کیا۔

شرح : ان دو بابوں میں مناسبت اس طرح ہے کہ پہلے باب میں فہم فی العلم اور اس میں اغتباط فی العلم مذکور ہے۔ جب انسان کا علم میں فہم زیادہ ہو جائے تو اس میں رشک کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس کا فہم زیادہ اور قوی ہو جائے اس کی نظر اس سے قوی تر فہم میں زیادہ ہو جاتی ہے اور وہ خواہش کرتا ہے کہ وہ بھی اس طرح ہو جائے یہی غبطہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کلام کا معنی یہ ہے کہ چھوٹی عمر میں علم حاصل کرو، کیونکہ جب عمر زیادہ ہو جائے تو چھوٹے لوگوں سے علم حاصل کرنے میں شرم محسوس ہونے لگتی ہے اور رئیس کو فخر و غرور طالبعلموں کی مجلس میں بیٹھنے سے منع کرتا ہے۔ تو علم حاصل نہیں کر سکتا اور جاہل رہ جاتا ہے۔ قولہ "تَسَوَّدُوْا" سیادت سے ہیں یعنی قوم کا سردار بننے سے پہلے علم حاصل کرو۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ سوادِ اللحیہ سے ہے تو معنی یہ ہے کہ داڑھی سیاہ ہونے سے پہلے علم حاصل کرو یہ حکم نوجوانوں کو ہے اور چالیس سال سے بڑوں کو حکم دیا کہ سیاہ داڑھی کے سفید ہونے سے پہلے علم حاصل کرو۔ مگر یہ معنی تکلف سے خالی نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ یہ اضافہ کیا کہ سردار ہونے کے بعد بھی حاصل کرو تاکہ مفہوم مخالف کی نفی ہو جائے کیونکہ اس سے یہ خطرہ پیدا ہو سکتا تھا کہ سیادت حصولِ علم سے مانع ہے اور قَدْ تَعَلَّمَ الخ پہلے کلام کی تاکید ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۷۱ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ عَلٰى غَيْرِ مَا حَدَّثَنَاهُ الزُّهْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا

۷۱ ـــ ترجمہ : اسماعیل بن ابی خالد نے کہا میں نے قیس بن ابی حازم سے سُنا اُنھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن مسعود کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتوں کے سوا کسی شئی میں حسد (رشک) جائز نہیں ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر لوگوں کو مسلط کر دے۔ دُوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ علم و حکمت دے اور وہ اس کے ساتھ فیصلہ کرے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے۔

شرح : حسد سے مراد رشک ہے یہ مسبّب کا سبب پر اطلاق ہے۔ فضائل قرآن ۷۱ ـــ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے کہ اُنھوں نے کہا کاش مجھے وہ دیا جائے جو فلاں شخص کو دیا گیا ہے تو میں بھی عمل کروں جیسے وہ عمل کرتا ہے۔ ابوہریرہ نے فلاں سے سلب کی خواہش نہیں کی تھی بلکہ اس کی مثل ہونے کی خواہش کی تھی۔ حسد کا اصل معنی مراد نہیں کیونکہ حسد کا حقیقی معنی محسود منہ سے نعمت کے زوال کی خواہش کرنا اور حاسد کی طرف نعمت کا منتقل ہو جانا ہے۔ یہ ہرگز مباح نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں سے اللہ کی نعمت کے زوال کی خواہش کرنا جس میں وہ اللہ کا حق ادا کرتے ہیں مباح نہیں (کرمانی باختصار)

اسماءِ رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ۱ حُمَیْدی ابوبکر عبداللہ بن زُبیر بن عیسیٰ مکی قرشی ہیں۔ وہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں انہیں سے علم حاصل کیا اور انہیں کے ساتھ مصر چلے گئے جب امام شافعی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو مکہ مکرمہ واپس آگئے وہ سفیان بن عیینہ کے ممتاز شاگرد تھے حدیث ۱ کے تحت ان کا ذکر ہو چکا ہے ۲ سفیان بن عیینہ ۳ ابوعبداللہ اسماعیل بن ابی خالد کوفی تابعی ہیں انہیں میزان کہا جاتا ہے وہ ثقہ ان تھے۔ حدیث ۹ کے تحت دیکھیں۔ ۴ قیس بن ابی حازم ان کی کنیت ابوعبداللہ اور نام عوف بن حارث ہے :

؎ ۵۵ کے تحت دیکھیں ۵ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَاذُكِرَ فِي ذِهَابِ مُوسٰى فِي الْبَحْرِ اِلَى الْخَضِرِ
وَقَوْلُهٗ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ الْاٰيَةَ

باب — حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سمندر کے کنارے حضرت خضر علیہ السلام کی طرف جانے میں جو مذکور ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : کیا میں تمہارے ساتھ رہوں، اِس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہُوئی "

اس باب کی پہلے باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ پہلے باب میں علم میں رشک کا ذکر تھا اور اس میں طلبِ علم کے لئے مشقت اُٹھانے کی ترغیب ہے اور جس شئی میں رشک کیا جائے اس کے حصول میں مشقت اُٹھانی پڑتی ہے۔ نیز رشک کرنے والے کا حال یہ ہے کہ وہ رشک کرتا ہے اگرچہ اعلیٰ فضائل پر فائز ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بن عمران بن یصر بن قاست بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ حضرت عمران کی عمر ستر برس تھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام کا تولد ہُوا تھا۔ ان کی عمر ایک سو پینتیس[۱۳۷] برس تھی جبکہ موسیٰ علیہ السلام کی ساری عمر ایک سو بیس برس تھی۔ فربری نے آپ کی عمر شریف ایک سو ساٹھ سال بیان کی ہے اور طوفانِ نوح کے ایک ہزار چھ سو بیس برس بعد آپ کا انتقال ہُوا تھا اور جب بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے نکلے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر اسّی برس تھی چالیس سال تیہہ کے میدان میں رہے اور جب ریان بن ولید فوت ہُوا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کا وزیر اعظم مقرر کیا تھا۔ اور آپ کے دستِ اقدس پر نورِ ایمان سے مُشرّف ہُوا تھا۔ اس کے بعد قابوس بن مصعب مصر کا بادشاہ ہُوا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے ایمان کی دعوت دی اُس نے انکار کر دیا اور وہ جابر بادشاہ تھا پھر حضرت یوسف علیہ السلام انتقال فرما گئے اور جابر طویل عرصہ حکمرانی کرنے کے بعد ہلاک ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی ولید بن مصعب ابن ریان بن ارا شہ بن شروان بن عمرو بن فاران بن عملاق بن لاوذ بن سام بن نوح علیہ السلام مصر کا بادشاہ بنا اور وہ قابوس سے زیادہ سرکش تھا۔ اُس نے بھی لمبا زمانہ بادشاہی کی حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کا زمانہ آ گیا جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو رسُول بھیجا تھا۔ اس سے بڑھ کر کوئی فرعون سرکش نہیں

marfat.com
Marfat.com

ہُوا۔ اور نہ ہی اس کی عمر جیسی کسی کی عمر ہُوئی ہے وہ چار سو سال زندہ رہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام عربی لفظ نہیں۔ یہ موشی سے معرّب ہے۔ آپ کا یہ نام آسیہ بنت مزاحم نے تجویز کیا تھا جو فرعون کی بیوی تھی۔ جبکہ انہیں صندوق میں پایا اور اس کے خال کے اعتبار سے یہ نام تجویز کیا، کیونکہ آپ پانی اور درختوں میں پائے گئے تھے اور قبط کی لغت میں مو کا معنی پانی اور شیٰ کا معنی درخت ہیں۔ اس کا معرّب موسیٰ ہُوا۔

لَا أَبْرَحُ حَتّٰى أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ "

"میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملتے ہیں"

مجمع البحرین سے مراد بحرِ فارس اور بحرِ روم کے ملنے کا مقام ہے جو مشرق کی جانب ہے۔ بعض نے طنجہ اور بعض نے افریقیہ کہا ہے۔ سہیلی نے کہا بحرِ اردن اور بحرِ قلزم ہیں۔ کہا گیا ہے کہ بحرِ مغرب اور بحرِ زقاق ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام کون ہیں؟ کیا وہ نبی ہیں؟

حضرت خضر علیہ السلام کا نام بَلیا ابن ملکان بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے انہیں خضر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ سفید زمین پر بیٹھتے جب اُٹھ کر جاتے تو ان کے پیچھے وہ زمین سرسبز ہو جاتی تھی۔ مجاہد نے کہا جب وہ نماز پڑھتے تھے تو ان کا اردگرد سرسبز ہو جاتا تھا۔ ان کی کنیت ابوالعباس ہے۔ وہ آفریدوں کے زمانہ میں تھے اور ذوالقرنین کے وزیر تھے اُنھوں نے آبِ حیات پیا تھا۔ امام قسطلانی نے ذکر کیا کہ صحیح یہ ہے کہ خضر نبی ہیں ان کی لمبی عمر ہے۔ لوگوں کی نظروں سے غائب ہیں اور قیامت تک باقی ہیں کیونکہ اُنھوں نے آبِ حیات پیا تھا۔ جمہور علماء یہی کہتے ہیں اسی پر صوفیہ کا اتفاق ہے اور کثیر صالحین اس پر متفق ہیں۔ ثعلبی نے کہا وہ تمام اقوال کے مطابق نبی ہیں۔ ابن جوزی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ أَمْرِيْ "یعنی خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا میں نے جو کچھ کیا ہے۔ اپنی مرضی سے نہیں کیا یعنی میں نے یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔ معلوم ہُوا کہ وہ نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں وحی بھیجتا ہے۔ نیز وہ مخصوص علم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ عالم ہیں، حالانکہ ولی نبی سے زیادہ عالم نہیں ہو سکتا ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ اُنھوں نے بچے کو قتل کر دیا تھا، حالانکہ اس طرح قتل وحی کے بغیر نہیں ہو سکتا، کیونکہ

marfat.com

Marfat.com

محض ولی کے دل میں خیال آجانے سے قتل پہ اقدام جائز نہیں ؛ کیونکہ ولی کا دلی خیال واجب العصمت نہیں۔

کیا خضر علیہ السلام زندہ ہیں ؟

جمہور علماء نے کہا کہ حضرت خضر علیہ السلام قیامت تک باقی ہیں ؛ کیونکہ اُنھوں نے آبِ حیات پیا تھا۔ نیز حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد جب آدم علیہ السلام کی قبر کھل گئی تھی تو اُنھوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دفن کیا تھا تو حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے لئے لمبی زندگی کی دُعا فرمائی تھی وہ آخر زمانہ میں فوت ہوں گے جبکہ قرآن کریم اُٹھا لیا جائے گا۔ صحیح مسلم میں دجال کی حدیث میں ہے کہ دجال ایک شخص کو قتل کرے گا پھر اسے زندہ کرے گا۔ ابراہیم بن سفیان جو مسلم کی کتاب کے راوی ہیں، نے کہا کہ وہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ امام بخاری، ابراہیم حربی، ابن منادی اور ابن جوزی وغیرہ نے ان کی بقا کا انکار کیا ہے، لیکن ان کا انکار شاذ ہے۔ جمہور کے خلاف ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ خضر علَم ہے اور علم پہ الف لام داخل نہیں ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خضر پہ الف لام اس لئے آیا ہے کہ یہ فرد کی تاویل سے نکرہ کے حکم میں ہوگیا۔ لہٰذا جس طرح نکرہ پہ الف لام داخل ہوتا ہے۔ اس پہ بھی الف لام آیا ہے۔ نیز جب علم میں وصفی معنی ملحوظ ہو تو اس پر الف لام آجاتا ہے جیسے العباس اور الحسن پر الف لام آتا ہے۔ (عینی، قسطلانی، کرمانی) اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خشکی پہ چلتے تھے۔ سمندر میں صرف حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے تھے۔ جبکہ دونوں کی ملاقات ہوچکی تھی۔ حالانکہ باب کا عنوان یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کی تلاش میں سمندر میں چلے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانے کا مقصد پورے واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ خضر علیہ السلام کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے تو سارے سفر پہ سمندر کے سفر کا اطلاق کیا گیا کُل کا بعض پہ اطلاق ہے۔ ابوالعالیہ نے کہا موسیٰ اور خضر علیہما السلام کی ملاقات سمندر کے ایک جزیرہ میں ہوئی تھی اور سمندر کے جزیرہ تک پہنچنے کے لئے سمندر پہ سوار ہونا ضروری امر ہے۔ اُنھوں نے ربیع بن انس کے طریق سے ذکر کیا کہ مچھلی کے راستہ میں سے پانی خشک ہوگیا تھا۔ اور وہ ایک کھلی سرنگ بن گئی تھی تو مچھلی کے پیچھے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس میں داخل ہوئے حتیٰ کہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی اس سے واضح ہوتا ہے کہ خضر علیہ السلام کو ملنے کے لئے موسیٰ علیہ السلام سمندر میں چلے تھے۔ یہ دونوں اثر اگرچہ موقوف ہیں لیکن ان کے راوی ثقہ ہیں (قسطلانی)

باب کے عنوان میں مذکور آئت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ علم سب سے اشرف ہے اور اس کی طلب میں سمندر کے سفر کا خطرہ برداشت کرنا جائز ہے ؛ چنانچہ اس کی طلب میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سمندر کا سفر کرتے رہے ہیں ؛ البتہ طلبِ دُنیا کے لئے سمندری سفر کرنا علماء کی ایک جماعت کے نزدیک مکروہ ہے نیز اس آئت کریمہ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ تحصیلِ علوم کے لئے علماء کی اتباع کرنی چاہیئے جبکہ علوم صرف

marfat.com

Marfat.com

۷۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُزَيْرِ الزُّهْرِيُّ قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ يَعْنِي ابْنَ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ

انہی سے حاصل ہو سکتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس ابتلاء میں اس لئے ڈالا کہ انھوں نے ایک خطاب میں فرمایا تھا کہ میں سب سے بڑا عالم ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف علم کی نسبت نہ کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہمارا بندہ خضر تم سے زیادہ عالم ہے ۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خضر سے وہ علم طلب کرنا چاہا جو وہ جانتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس پر اطلاع نہ تھی ۔ اگر ایک نبی دوسرے نبی سے علم حاصل کرے تو نبی کی شان میں فرق نہیں پڑتا ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۷۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے حُر بن قیس فزاری نے صاحب موسیٰ علیہ السلام میں جھگڑا کیا ۔ ابن عباس نے کہا وہ خضر علیہ السلام ہیں اُن کے پاس سے اُبی بن کعب گزرے تو انہیں ابن عباس نے بلا کر کہا میں نے اور میرے اس ساتھی نے صاحب موسیٰ جن سے ملاقات کا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تھا میں جھگڑا کیا ہے کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کا ذکر کرتے سُنا ہے ؟ اُبی بن کعب نے کہا جی ہاں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ایک وقت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ایک جلسہ میں وعظ فرما

marfat.com
Marfat.com

تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰی لَا فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی مُوْسٰی بَلٰی عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَاَلَ مُوْسٰی السَّبِیْلَ اِلَیْهِ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ اٰیَةً وَقِیْلَ لَهٗ اِذَا فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَاِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ یَتْبَعُ اَثَرَ الْحُوْتِ فِی الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوْسٰی فَتٰهُ اَرَاَیْتَ اِذْ اَوَیْنَآ اِلَی الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَاْنِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ كِتَابِهٖ

رہے تھے کہ ایک شخص نے اُن کے قریب آکر کہا کیا آپ کسی کو اپنے سے زیادہ عالم سمجھتے ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں! اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی کہ کیوں نہیں ہمارا ایک بندہ خضر ہے (جو تم سے زیادہ عالم ہے) موسیٰ نے خضر کی ملاقات کے لئے راہ پوچھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ملاقات کی علامت مچھلی کر دی اور اُن سے کہا گیا جب تم مچھلی کو گم پاؤ تو واپس لوٹ آؤ (واپسی میں) تم عنقریب انہیں پالوگے۔ وہ مچھلی کے نشان کی تلاش میں سمندر کے ساحل پر چلنے لگے تو موسیٰ کے ساتھی نے اُن سے کہا کیا آپ نے دیکھا جب ہم پتھر کے پاس بیٹھے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا تھا اور مجھے شیطان ہی نے بھلایا تھا کہ میں اسے یاد کروں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہی تو ہم چاہتے تھے تو وہ دونوں پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے تو اُنھوں نے خضر کو پالیا اور ان کا وہی قصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن) میں ذکر کیا ہے۔

۷۲ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس قصہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دو جھگڑے ہیں۔ ایک آپ کے اور حر بن قیس کے درمیان جھگڑا ہے کہ کیا صاحبِ موسیٰ خضر ہیں یا کوئی اور شخص ہے اور دُوسرا جھگڑا ان کے اور نوف بکالی کے درمیان موسیٰ کے بارے میں ہُوا کہ وہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام ہیں یا موسیٰ بن ہیشا ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ اُن کا تعاقب کرتے ہُوئے کہا کہ دُوسرا جھگڑا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نہیں بلکہ سعید بن جُبیر اور بکالی کے درمیان ہے۔ جیسا کہ کتاب التفسیر میں آئے گا اور سعید بن جبیر کا سیاقِ حدیث عبید اللہ بن عبد اللہ کے سیاق سے اتم ہے۔ عنقریب انشاء اللہ اس کا ذکر ہوگا ،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جن حضرات سے علم حاصل کرتے تھے ان کا بہت اکرام کیا کرتے تھے اس لئے ان الفاظ " فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ " میں عبارت مقدر ہے وہ یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ابی بن کعب کی طرف آگے

marfat.com
Marfat.com

بڑھے اور ان سے دریافت کیا۔

مسلم کی روائت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کو ان پر اللہ کے انعامات اور مصائب یاد دلا رہے تھے کہ اُنھوں نے فرمایا اس زمین میں کسی شخص کو میں اپنے سے بہتر اور زیادہ عالم نہیں سمجھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کی کہ اس زمین میں میرا ایک بندہ ہے وہ تم سے زیادہ عالم ہے۔

قاضی عیاض نے کہا: کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس ارشاد: "اَنَا اَعْلَمُ" میں بہت بڑا عالم ہوں" سے ان کی مراد یہ تھی کہ میں وظائفِ نبوّت، امورِ شریعت اور سیاستِ امر زیادہ جانتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ہمارا بندہ خضر تم سے زیادہ عالم ہے اس سے مراد یہ ہے کہ خضر علیہ السلام مخصوص علوم غیبیہ میں زیادہ عالم ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام عمومی طور پر ان علوم میں زیادہ عالم ہیں جن سے اُن کا ناواقف ہونا ممکن نہیں اور حضرت خضر علیہ السلام مخصوص علوم غیبیہ اور حوادثِ قدر جنہیں انبیاء کرام علیہم السلام اسی قدر جانتے ہیں جو انہیں بتایا گیا ہے۔ میں زیادہ عالم ہیں اسی لئے حضرت خضر علیہ السلام نے کہا آپ کو اللہ نے وہ علوم عطا کئے ہیں جنہیں میں نہیں جانتا ہوں اور مجھے وہ علم عطا کئے ہیں۔ جنہیں آپ نہیں جانتے ہیں۔

فَجَعَلَ اللّٰهُ الْحُوْتَ آيَةً

یعنی اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو خضر علیہ السلام کی جگہ اور ان سے ملاقات کی علامت قرار دیا تھا، کیونکہ جب موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں خضر کو کہاں تلاش کروں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا سمندر کے ساحل پر پتھر کے پاس وہ ملیں گے عرض کیا اے میرے پروردگار وہ پتھر کیسے تلاش کروں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک مچھلی ٹوکرے میں رکھ لیں۔ اور اپنے ساتھی سے کہا جب یہ گم ہو جائے تو مجھے بتانا وہ چلتے رہے اور اس کے گم ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ ایک مقام میں موسیٰ علیہ السلام سو گئے اور مچھلی ٹوکرے سے نکل کر سمندر میں چلی گئی۔ حضرت یوشع علیہ السلام جو موسیٰ علیہ السلام کے رفیقِ سفر تھے نے روٹی اور مچھلی ٹوکرے میں رکھی تھی جب ایک رات ایک چشمہ جسے آبِ حیات کہا جاتا ہے، کے کنارے آرام کرنے بیٹھے اور مچھلی کو آبِ حیات کی ٹھنڈک پہنچی تو وہ زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی۔ کہا گیا ہے کہ یوشع بن نون نے اس چشمہ سے وضو کیا تھا اور پانی کا چھینٹا مچھلی پر پڑا تو وہ زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال

اس حدیث کے راوی ہیں: ۱ محمد بن عُزَیز بن ولید بن عبدالرحمٰن ابن عوف قرشی زہری مدنی ہیں وہ عُزَیزی مشہور ہیں اور نزیل سمرقند ہیں۔

۲ یعقوب بن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف قرشی مدنی زُہری ہیں۔ ان کی سکونت بغداد میں تھی۔ ۲۰۸ ہجری میں فوت ہوئے ۳ اَبُی وہ ابواسحاق ابراہیم بن سعد ہیں بغداد میں بیت المال کے متولی تھے اور وہیں فوت ہوئے اور وہ امام شافعی کے شیخ ہیں حدیث ۲۲ کے تحت دیکھیں۔ ۴ صالح بن

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ

۷۳ — حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ

کیسان مدنی تابعی ہیں۔ ایک سو ساٹھ اور چند سال بقیدِ حیات رہے۔ نوّے ۹۰ برس کی عمر میں پڑھنا شروع کیا۔ حدیث ۶ کے تحت دیکھیں۔ ع۵ ابوبکر محمد بن مسلم زُہری قرشی مدنی ہیں وہ شام میں سکونت پذیر تھے۔ ع۶ عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہذلی حدیث ع۶ کے تحت دیکھیں۔ ع۷ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔ ع۸ حرّ بن قیس بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری ہیں۔ جب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم تبوک سے واپس تشریف لائے تھے تو وہ اس وفد میں تھے جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ع۹ ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ ابن مُنذِر انصاری خزرجی نجاری ہیں وہ نحیف البدن ان کی داڑھی اور سر کے بال سفید تھے۔ عقبہ ثانیہ، بدر اور دیگر جنگوں میں حاضر ہوتے رہے۔ وہ کاتب وحی تھے اور قرآن کے ان حافظوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہدِ مبارک میں قرآن حفظ کیا تھا اور ان فقہاء سے ہیں جو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں مفتی تھے وہ بہت بڑے قاری تھے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں فرمایا تھا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تیرے سامنے قرآن پڑھوں۔ کوئی صحابی اِس منقبت میں اُن کا شریک نہیں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں سیّد الانصار فرمایا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیّد المسلمین کہا۔ ۳۱۹ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے (کرمانی)

باب — نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد

اے اللہ اسے قرآن کا علم عطا فرما

۷۳ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے سینے سے لگا کر فرمایا اے اللہ اس کو قرآن کا علم سکھا دے۔

۷۳ — شرح : کتاب سے مراد قرآن کریم ہے کیونکہ عرفِ شرع میں کتاب کا اطلاق اسی پر

marfat.com

Marfat.com

ہے۔ ہر نبی کی دُعا قبول ہوتی ہے اور اُن کے سوا دُوسروں کی دُعاء کی اجابت اللہ کی مشیئت پر ہوتی ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دُعا یقیناً قبول ہے اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما رئیس المفسرین اور حبرُ اُمت ہیں۔ انہیں ترجمان القرآن بھی کہا جاتا ہے۔ فضائل صحابہ میں حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْحِکْمَۃَ اور کتاب الوضوء میں اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ۔ ان میں تضاد نہیں کیونکہ حکمت اور فقاہت فی الدین دونوں کتاب وسنت ہیں لہٰذا تینوں حدیثوں کا معنیٰ واحد ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ حکمت سے مراد کتاب ہے اور یُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ میں حکمت سے مراد سنّت ہے۔

تفسیر اتقان (ص ۱۲۶ جلد ۲) میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر میرے اونٹ کی رسی جس سے میں اس کا گھٹنا باندھتا ہوں گم ہو جائے تو میں قرآن کریم سے معلوم کر لیتا ہوں کہ رسّی کہاں پڑی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سینہ سے لگا کر فیضان پہنچانا جائز ہے۔ جیسا کہ اہل اللہ اور اصحاب سلوک کا طریقہ ہے۔ تفسیر اتقان کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں ہر شئے رسّیوں تک کا علم ہے اور جسے اللہ تعالیٰ قرآن میں فہم نصیب کرے وہ اسے معلوم کر لیتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب ابن عباس اپنے اونٹ کی رسّی قرآن کریم میں دریافت کر سکتے ہیں تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین رضی اللہ عنہا کا مفقود ہار جو اُونٹ تلے مل گیا تھا بھی جانتے تھے مگر تیمم کی آیت کے نزول کے باعث آپ کو اس سے نسیان واقع ہوا تھا

اسماءِ رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں: ۱ابو معمر عبداللہ بن عمرو بن حجاج بصری ہیں اور ابو معمر مشہور ہیں ثقہ راوی ہیں لیکن قدری ہیں ۲۲۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ ۲عبدالوارث بن سعید بن ذکوان عنبری بصری ہیں اور تنوری مشہور ہیں۔ بخاری نے کہا ان کے بیٹے عبدالصمد نے کہا۔ میں اپنے والد کو قدر میں کلام کرتے کبھی نہیں سُنا ان پر قدری ہونے کا الزام جھوٹ ہے۔ ۱۸۰ ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے۔ ۳ابو المنازل خالد بن مہران حذّاء بصری تابعی ہیں انہوں نے بہت احادیث روایت کی ہیں۔ حذّاء کا معنیٰ موچی ہے لیکن اُنھوں نے جوتی بنانے کا کام کبھی نہیں کیا اور نہ ہی وہ جوتیاں بیچا کرتے تھے، لیکن اُنھوں نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا تو اس کے پاس موچیوں میں رہنے لگے اس لئے ان کی طرف منسوب ہیں۔ ابن سعد نے کہا وہ موچی نہیں لیکن ان کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ وہ جوتی نہیں بناتے تھے لیکن موچیوں سے کہا کرتے تھے اس طرح جوتی بناؤ۔ اس لئے ان کا لقب حذّاء ہے۔ بصرہ میں دارِ عشور پر حاکم مقرر تھے۔ ابو جعفر منصور کی خلافت میں ۱۴۱ ہجری میں فوت ہوئے۔

۴عکرمہ مفسّر قرشی ہیں ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس کے مولیٰ ہیں وہ اہل مغرب میں بربر قوم سے ہیں۔ وہ بصرہ کے قاضی عنبری کے غلام تھے اُنھوں نے اسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ہبہ کر دیا تھا جبکہ وہ بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے تشریف لائے تھے۔ جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ اس وقت عکرمہ غلام تھے۔ ان کے صاحبزادے علی بن عبداللہ نے انہیں خالد بن یزید

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَتٰى يَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِيْرِ

۷۴ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ اَتَانٍ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِمِنًى اِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ

ابن معاویہ کے ہاتھ چار ہزار دینار سے فروخت کر دیا۔ وہ علی بن عبداللہ کے پاس آئے اور کہا آپ نے اپنے والد کا غلام فروخت کر دیا ہے۔ یہ آپ کے لئے اچھا نہ تھا۔ علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بیع کو مسترد کر کے انہیں آزاد کر دیا۔ حارث بن عبداللہ نے کہا میں علی بن عبداللہ کے پاس گیا جبکہ عکرمہ کو بیت الخلاء کے دروازہ کے پاس رسیوں سے باندھا ہوا تھا۔ میں نے کہا تم اپنے غلام سے یہ سلوک کرتے ہو۔ علی نے کہا۔ یہ میرے والد کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتا ہے۔ محمد بن سعد نے کہا عکرمہ علم کا سمندر تھے۔ لیکن لوگوں نے ان کے بارے کلام کیا ہے کیونکہ وہ خوارج کا طریقہ رکھتا تھا۔ یحییٰ بن معین نے کہا جب کسی کو عکرمہ کے متعلق گفتگو کرتا دیکھو تو اسے متہم کرو۔ امام بخاری نے کہا ہر محدث عکرمہ کی حدیث سے حجت پکڑتا ہے۔ سعید بن جبیر سے کہا گیا کیا تم سے کوئی شخص زیادہ عالم ہے انھوں نے کہا عکرمہ مجھ سے بڑا عالم ہے۔ وہ ۱۰۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ (کرمانی)

باب چھوٹے بچے کا سماع کب صحیح ہے؟

۷۴ — ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا میں گدھی پر سوار ہو کر آیا، حالانکہ میں اس روز بلوغ کے قریب تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں سترہ کے بغیر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں بعض صفوں کے آگے سے گزر گیا اور گدھی کو چھوڑ دیا وہ چرنے لگی میں صف میں داخل ہو گیا تو اس کا مجھ پر کسی نے اعتراض نہ کیا۔

marfat.com
Marfat.com

۷۵ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ عَقَلْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجْهِي وَأَنَا ابْنُ خَمْسِ سِنِينَ مِنْ دَلْوٍ

۷۴ ـــ شرح : اس حدیث شریف سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ بچہ نابالغ عاقل حدیث کی روائت کرسکتا ہے ؛کیونکہ ابن عباس کی اس حدیث کو امت نے قبول کیا ہے حالانکہ وہ اس وقت نابالغ تھے ۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر صرف دس برس تھی ۔ بعض علماء تیرہ برس بتاتے ہیں اور بعض نے پندرہ برس کا قول کیا ہے ۔ بہرحال اس حدیث کی سماعت کے وقت وہ نابالغ تھے معلوم ہوا کہ بچہ جب بچپن میں حدیث سُنے اور بلوغ کے بعد اس کو روائت کرے تو اس کا سماع صحیح ہے ۔ سماع سے مراد خود سماع ہو یا اس کے قائم مقام ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عباس کے مرور (گزرنے) کی تقریر فرمانا ہے ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے آگے سے گدھی کا گزرنا نماز قطع نہیں کرتا اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ بچہ جب بچپن میں کوئی واقعہ جانے تو بالغ ہونے کے بعد اس کی شہادت دے سکتا ہے ۔

جس حدیث میں یہ ہے کہ عورت ، کتا اور گدھا نمازی کے آگے سے گزر جائیں تو نماز قطع کر دیتے ہیں وہ منسوخ ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں ۔ اور کئی بار ان کا تذکرہ ہو چکا ہے ۔

---

۷۵ ـــ ترجمہ : محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہچانا کہ آپ نے ڈول سے پانی لے کر میرے چہرے پر کلی فرمائی تھی جبکہ میں پانچ برس کا تھا ۔

۷۵ ـــ شرح : محمود بن ربیع بن سراقہ خزرجی انصاری پانچ برس کے تھے جبکہ اُن پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی ڈالی تھی اور بلوغ کے بعد اُنھوں نے اس کی تحدیث کی پانچ سال کا نابالغ بچہ جو بنظرِ ایمان بیداری میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اس پر صحابی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْخُرُوْجِ فِی طَلَبِ الْعِلْمِ وَرَحَلَ

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ فِیْ حَدِيْثٍ وَّاحِدٍ

۷۶ — حَدَّثَنَا اَبُوالْقَاسِمِ خَالِدُ بْنُ خَلِیٍّ قَاضِیْ حِمْصَ قَالَ ثَنَا

کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں سے اس طرح کی خوش طبعی جائز ہے۔ یہ محمود بن ربیع حضرت عبادہ بن رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں۔ ۹۹۔ برس کی عمر میں بیت المقدس میں فوت ہوئے تھے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ع۱ محمد بن یوسف بخاری بیکندی ہیں ان کی کنیت ابو احمد ہے۔ حدیث ۶۶ کے تحت ان کا تذکرہ ہوچکا ہے۔

ع۲ ابومُسہر عبدالاعلی بن مُسہر غسانی دمشقی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ دمشق کے کسی محلہ میں ان سے عظیم قدر و منزلت والا عالم نہیں دیکھا گیا جب وہ مسجد کی طرف جاتے تھے تو لوگ صفیں باندھ کر کھڑے ہوکر سلام عرض کرتے اور ان کی دست بوسی کرتے تھے۔ مامون انہیں بغداد لے گیا اور انہیں کہا کہ وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا قول کریں ورنہ قتل کر دیا جائے گا اُنھوں نے خلقِ قرآن کا قول کرنے سے انکار کر دیا اور اپنا سر تلوار کے لئے جُھکا دیا جب اُنھوں نے یہ دیکھا تو انہیں قید خانہ میں بند کر دیا۔ وہ بغداد ہی میں ۲۱۸۔ ہجری میں فوت ہوئے اور باب التین میں مدفون ہوئے۔ یحییٰ بن معین نے کہا میں جب سے بابِ انبار سے نکلا ہوں واپس آنے تک میں نے ابومُسہر جیسا کوئی مُحدّث نہیں دیکھا ع۳ محمد بن حرب وہ ابرش تھے یعنی ان پر چھوٹے چھوٹے داغ ان کے رنگ سے مختلف تھے۔ وہ حولانی حمصی ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے دمشق کے قاضی تھے۔ ۱۹۴۔ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۴ زُبَیْدی ان کی کنیت ابوالہذیل اور نام محمد بن ولید بن عامر ہے۔ زبیدی شامی ہیں۔ اُنھوں نے کہا میں زُہری کے ساتھ اضافہ میں دس برس رہا محمد بن عوف نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ۱۴۸۔ ہجری کو شام میں فوت ہوئے

ع۵ محمود بن ربیع بن سراقہ خزرجی انصاری ہیں ان کی کنیت ابونعیم ہے کہا گیا ہے کہ ابومحمد ہے۔ عبادہ بن صامت کے داماد ہیں۔ بیت المقدس میں آئے اور ۹۹۔ ہجری میں فوت ہوگئے جبکہ وہ نوجوان تھے۔ وہ بہت بڑے مفتی تھے۔

باب — علم کی طلب میں سفر کرنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ایک حدیث کی طلب میں ایک ماہ کی مسافت طے کرکے عبداللہ بن انیس کے پاس پہنچے

۷۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے اور حر بن قیس بن حصن فزاری

marfat.com
Marfat.com

مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ الْاَوْزَاعِیُّ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ تَمَارٰی هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَیْسِ بْنِ حِصْنِ الْفَزَارِیُّ فِیْ صَاحِبِ مُوْسٰی فَمَرَّ بِهِمَا اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ اِنِّیْ تَمَارَیْتُ اَنَا وَصَاحِبِیْ هٰذَا فِیْ صَاحِبِ مُوْسٰی الَّذِیْ سَاَلَ السَّبِیْلَ اِلٰی لُقِیِّهٖ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ شَاْنَهٗ فَقَالَ اُبَیٌّ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ شَاْنَهٗ یَقُوْلُ بَیْنَمَا مُوْسٰی فِیْ مَلَاٍ مِنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰی لَا فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی مُوْسٰی بَلٰی عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَاَلَ السَّبِیْلَ اِلٰی لُقِیِّهٖ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ

نے صاحبِ موسیٰ (حضرت خضر علیہ السلام) میں جھگڑا کیا ان کے قریب سے ابی بن کعب کا گزر ہُوا تو ابن عباس نے ان کو بُلایا اور کہا میں نے اور میرے اس ساتھی نے صاحبِ موسیٰ علیہ السلام جن کی ملاقات کا موسیٰ نے اللہ سے سوال کیا تھا میں جھگڑا کیا ہے۔ کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا ذکر کرتے سُنا ہے؟ اُبی بن کعب نے کہا ہاں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا ذکر کرتے سُنا ہے کہ ایک وقت موسیٰ (علیہ السلام) بنی اسرائیل کے مجمع میں وعظ کر رہے تھے۔ اچانک ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کیا آپ کسی کو جانتے ہیں کہ وہ آپ سے زیادہ عالم ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں! اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کیوں نہیں ہمارا بندہ خضر تم سے زیادہ عالم ہے موسیٰ علیہ السلام نے ان کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مچھلی کو نشان بنایا اور ان سے کہا گیا کہ جب مچھلی کو گم پاؤ تو واپس لوٹ آؤ (واپسی میں) تم عنقریب ان کو پالو گے۔ موسیٰ علیہ السلام سمندر کے کنارے مچھلی کا نشان تلاش کر رہے تھے کہ ان کے ساتھی یوشع نے اُن سے کہا مجھے خبر دیں جبکہ ہم پتھر کے پاس بیٹھے تھے تو میں مچھلی بھُول گیا تھا۔ اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کو یاد کروں۔ موسیٰ نے کہا یہی ہم چاہتے تھے تو وہ دونوں پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے تو اُنھوں نے خضر علیہ السلام کو پالیا اور ان کا وہی قصہ ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

۷۷ شرح: اس حدیث سے متعلق کچھ ہم صـ۷۳ میں ذکر کر چکے ہیں۔ اس خطبہ میں سیدنا موسیٰ

marfat.com
Marfat.com

آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوسَى يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتَى مُوسَى لِمُوسَى أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ قَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ

علیہ السلام نے معارفِ الٰہیہ، وظائفِ نبوت، امورِ شریعت اور اسرار و رموز کے وہ خطبات بیان کئے جن کی سماعت سے اَبحارِ علم اور انہارِ معرفت میں غائص شخص حیرت کے عالم میں برجستہ بولا کہ اے اللہ کے پیغمبر کیا آپ سے بھی کوئی بڑا عالم ہوگا۔ چونکہ نبی اپنے زمانہ میں لوگوں سے اعلم ہوتا ہے اس لئے فرمایا مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں؛ لیکن نبی کی شان کے زیادہ مناسب یہ تھا کہ آپ یہ فرماتے اللہ اعلم ہے اس لئے لفظی مواخذہ کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارا بندہ تم سے زیادہ عالم ہے اور وہ خضر ہے۔ تحقیق یہی ہے کہ خضر نبی ہیں نظروں سے غائب ہیں اور آخری زمانہ میں جبکہ قرآن کریم اُٹھا لیا جائے گا وہ فوت ہوں گے انہی کو دجال قتل کرکے زندہ کرے گا وہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔ سکندر ذوالقرنین کے وہ ساتھی رہے ہیں۔ ان کو خضر اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ صاف زمین پر بیٹھتے تھے تو وہ سرسبز ہوجاتی تھی ان کا نام "بلیا" اور کنیت ابوالعباس ہے۔

حدیث شریف میں "يَتَّبِعُ أَثَرَهُ" کا معنیٰ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مچھلی کے فقدان کی انتظار کرتے رہے"۔ کیونکہ اس کا فقدان وجدانِ خضر کی علامت تھی۔ باقی تفصیل آخر کتاب العلم میں مذکور ہوگی۔ انشاء اللہ!

اسماءِ رجال

ع۱ عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہما حدیث ع۴ کے تحت دیکھیں"

ع۲ عبداللہ بن اُنیس بن سعد جُہنی ہیں۔ انصار کے حلیف تھے۔ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُحد اور دیگر غزوات میں حاضر ہوتے رہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ امارت میں ۵۴ ہجری کو شام میں فوت ہوئے اُنھوں نے ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال عرض کیا تھا ع۳ ابوالقاسم خالد بن خَلِی حمص کے قاضی تھے ع۴ محمد بن حرب حدیث ۵ کے تحت دیکھیں۔ ع۵ اوزاعی عبدالرحمٰن بن عمرو بن یُحمد دمشقی ہیں۔ اہلِ شام اور اہلِ مغرب امام مالک کے مذہب کی طرف انتقال سے پہلے ان کے مذہب پر تھے۔ دمشق میں باب الفرادیس کے باہر سکونت پذیر تھے۔ تبع تابعی ہیں۔ اوزاع قبیلہ حمیر کی شاخ ہے کہا گیا ہے۔ باب الفرادیس کے پاس ایک

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ

۷۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا وَأَصَابَ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرٰى

گاؤں ہے۔ اس کی طرف منسوب ہیں ان کا نام عبدالعزیز ہے، لیکن اپنا نام عبدالرحمٰن خود رکھا تھا۔ علماء نے ان کی امامت، جلالت، بلند مرتبہ اور کمال فضیلت پر اتفاق کیا ہے اُنھوں نے ۸۰ ہزار فتاوی جاری کئے۔ عبدالحمید نے کہا میں نے دمشق کے قریب ساحل کے امیر سے سُنا جبکہ ہم نے اوزاعی کو وہاں دفن کیا ہم قبر کے پاس ہی تھے وہ کہتا تھا اے ابا عمرو اللہ تجھ پر رحم کرے جس نے مجھے حاکم مقرر کیا ہے اس سے زیادہ میں آپ سے ڈرتا تھا سفیان ثوری سے روایت ہے کہ انہیں اوزاعی کے آنے کی خبر پہنچی تو وہ باہر نکلے حتی کہ ذی طوی میں ان کی ملاقات کی۔ اور اونٹ کو قطار سے علیحدہ کرکے امام اوزاعی کو اپنے کندھوں پر رکھ لیا اور جب کسی مجمع سے گزرتے تو کہتے شیخ کے لئے راہ خالی کردو۔ ابواسحاق نے طبقات میں ذکر کیا کہ اوزاعی نے تیرہ برس کی عمر میں فتوے جاری کرنے شروع کر دیئے تھے۔ ان کی پیدائش ۸۸۔ ہجری کو بعلبک میں ہوئی اور ۱۵۷۔ ہجری کو ابوجعفر کی خلافت کے آخری ایام میں وفات پائی وہ حمام میں داخل ہوئے تو حمامی اس کا دروازہ بند کرکے کسی ضروری کام کرنے چلا گیا پھر واپس آکر دروازہ کھولا تو آپ کو دائیں کروٹ قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے فوت شدہ پایا رضی اللہ عنہ انا للہ وانا الیہ راجعون! ع۶ زہری ان کا تذکرہ کئی بار ہو چکا ہے ع۷ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب علم حاصل کرنے اور سکھانے کی فضیلت

۷۷ ـــ ترجمہ: ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

إِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ بِمَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهٖ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِسْحٰقُ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ وَكَانَ مِنْهَا طَائِفَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ قَاعٌ يَعْلُوْهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِيْ مِنَ الْأَرْضِ

اللہ تعالیٰ نے جس ہدائت اور علم کو دے کر مجھے بھیجا اس کی مثال موسلا دھار بارش جیسی ہے جو زمین پر برسی۔ اس میں سے بعض زمین عمدہ تھی جس نے پانی جذب کر لیا اور گھاس اور سبزی خوب اُگائی اور اس سے بعض سخت زمین تھی جس نے پانی کو روک لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے لوگوں کو نفع دیا لوگوں نے وہ پانی پیا اور پلایا اور کھیتی باڑی کی اور اس سے بعض ایسی زمین پر یہ بارش ہوئی جو محض صاف چٹیل ہے وہ نہ تو پانی روکتی ہے اور نہ ہی گھاس اُگاتی ہے۔ پس یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے اللہ کے دین میں فقاہت اور سمجھ حاصل کی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے دے کر مبعوث کیا اس سے اس کو نفع دیا اس نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا اور اس شخص کی مثال جس نے اس طرف سر تک نہ اُٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی ہدائت جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے کو قبول نہ کیا۔ امام بخاری نے کہا کہ اسحاق نے قَبِلَتْ کی بجائے قَبِلَتْ کہا ہے۔ قَاعٌ قِيْعَانٌ کا مفرد ہے۔ یہ وہ زمین ہے جس میں پانی نہ ٹھہرے، قرآن کریم میں "قَاعًا صَفْصَفًا" مذکور ہے اور صَفْصَفٌ صاف زمین ہے۔

۷۷ — شرح : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی مثال ذکر فرمائی، کیونکہ اس میں اور علم میں مشابہت ہے بارش خشک زمین کو تر و تازگی دیتی ہے اور علم مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ اس تمثیل کا معنیٰ یہ ہے کہ زمین کی تین اقسام ہیں اسی طرح لوگوں کی بھی تین قسمیں ہیں۔

زمین کی پہلی قسم (عمدہ زمین) کو بارش سے نفع ہوتا ہے وہ مردہ ہونے کے بعد زندہ ہو جاتی ہے اور گھاس وغیرہ اُگاتی ہے جس سے لوگ، جانور اور چوپائے وغیرہ نفع حاصل کرتے ہیں لوگوں کی پہلی قسم یہ ہے کہ ان کو ہدائت اور علم پہنچتا ہے وہ اسے محفوظ کرتے ہیں ان کے دل زندہ ہو جاتے ہیں وہ خود اس پر عمل کرتے ہیں اس سے نفع اُٹھاتے ہیں اور دوسروں کو نفع دیتے ہیں

زمین کی دوسری قسم : جو خود نفع نہیں اُٹھاتی، لیکن اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے وہ یہ کہ وہ پانی روکتی ہے جس سے لوگ اور جانور نفع حاصل کرتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

اسی طرح لوگوں کی دوسری قسم وہ لوگ ہیں جن کے دل سلیم ہیں۔ وہ احادیث حفظ کر لیتے ہیں مگر ان کے ذہن روشن نہیں نہ تو ان کو علم میں رسوخ حاصل ہے جس کے باعث وہ احکام اور معانی کا استنباط کر سکیں۔ اور نہ وہ عمل کی کوشش کرتے ہیں وہ صرف علم حفظ کر لیتے ہیں ان سے اہل علم نفع لیتے ہیں۔ ان سے علم حاصل کرتے ہیں اور ان سے مستفید ہوتے ہیں۔

زمین کی تیسری قسم : سیم اور تھور زمین ہے جو کوئی شئے نہیں اُگاتی وہ نہ تو پانی سے منقطع ہوتی ہے اور نہ ہی پانی روکتی ہے، جس سے دوسرے منتفع ہوں۔ ایسے ہی لوگوں کی بھی تیسری قسم ہے نہ تو ان کے دل سلیم اور حافظ ہیں اور نہ ہی ان کے افہام حافظ ہیں وہ جب علم کا سماع کریں تو نہ خود اس سے منتفع ہوتے ہیں اور نہ ہی علم کو حفظ کرتے ہیں تاکہ ان سے دوسرے نفع حاصل کریں۔ الحاصل پہلی مثال اس کی ہے جو نفع حاصل کرے اور دوسروں کو نفع دے جیسے مجتہد علماء کرام دوسری مثال اس کی ہے جو خود نفع حاصل نہ کرے اور دوسروں کو نفع دے جیسے علماء ناقلین اور تیسری مثال اس کی ہے جس میں یہ دونوں وصف نہ پائے جائیں جیسے کسی کو نہ علم حاصل ہو اور نہ ہی وہ علم نقل کر سکتا ہو مگر حدیث کے الفاظ کی دلالت لوگوں کی تین اقسام پر نہیں۔

علامہ مظہری نے شرح المصابیح میں کہا کہ زمین کی تقسیم میں تین اقسام ذکر کئے اور قبول علم کے اعتبار سے لوگوں کی دو قسمیں ذکر کیں ایک فقیہہ لوگ جو غیر کو نفع دیں دوسرے جو علم کی طرف توجہ تک نہ کریں اس طرح اس لئے ذکر کیا ہے کہ زمین کی پہلی اور دوسری قسم نفع حاصل کرنے کے اعتبار سے ایک قسم جیسی ہیں اور دوسری قسم وہ ہے جس سے قطعاً نفع حاصل نہ ہو ایسے ہی لوگ بھی دو قسم پر ہیں جو علم کے قابل ہوں اور جو قطعاً علم قبول نہ کریں اس لئے حدیث میں لوگوں کی دو قسمیں بیان کی ہیں ایک وہ لوگ جن سے نفع حاصل ہو دوسرے وہ لوگ جن سے نفع حاصل نہ ہو مگر دراصل لوگوں کی تین قسمیں ہیں جن کی تفصیل اُوپر گزر چکی ہے۔ واللہ اعلم!

امام بخاری نے کہا قال اسحاق ،، اس سے مقصد یہ ہے کہ اسحاق نے حماد سے لفظ طائفہ ذکر کیا ہے جبکہ محمد بن علاء نے حماد سے لفظ نقیہ ذکر کیا ہے۔

اسماءِ رجال : اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ۱۔ محمد بن علاء بن کریب ہمدانی کوفی ابو کریب مشہور ہیں۔ ۲۴۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ ۲۔ حماد بن اسامہ ابن یزید کوفی قرشی ہیں۔ کثیر الحدیث واسع الروایہ صحیح الکتاب اور ضابط الحدیث ہیں۔ اُنھوں نے کہا میں نے اپنی دو انگلیوں سے ایک لاکھ حدیث لکھی ہے۔ ۲۰۱ ہجری کو کوفہ میں فوت ہوئے۔ ۳۔ بُرید بن عبداللہ بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ اشعری کوفی ہیں۔ ۵۔ ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری ہیں اُنھوں نے یمن سے مکہ کی طرف اور مکہ سے حبشہ کی طرف پھر حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ اس حدیث کے تمام راوی کوفی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رَفْعِ الْعِلْمِ وَظُهُوْرِ الْجَهْلِ

وَقَالَ رَبِيْعَةُ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ شَيْءٌ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ يُضَيِّعَ نَفْسَهٗ

۷۸ — حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِيْ التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيُثْبَتَ الْجَهْلُ وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا

۷۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ اَحَدٌ

باب — علم کا اُٹھ جانا اور جہالت کا ظاہر ہونا

ربیعہ نے کہا کسی کو یہ جائز نہیں کہ اس کے پاس کچھ علم ہو تو وہ لوگوں کو فائدہ نہ دے اور خیر کے سکھانے میں کوشش نہ کرے

۷۸ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اُٹھ جائے گا اور جہالت ثابت ہو جائے گی شراب پیا جائے گا اور زنا عام ہو جائے گا۔

۷۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں ایسی شئی کی خبر دیتا ہوں جس کی میرے بعد تمہیں کوئی خبر نہ دے گا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم کم ہو جائے گا جہالت اور زناء کی کثرت

marfat.com
Marfat.com

بَعْدِیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ یَقِلَّ الْعِلْمُ وَیَظْہَرَ الْجَہْلُ وَیَظْہَرَ الزِّنَاءُ وَتَکْثُرَ النِّسَاءُ وَیَقِلَّ الرِّجَالُ حَتّٰی یَکُوْنَ لِخَمْسِیْنَ اِمْرَأَۃً اَلْقَیِّمُ الْوَاحِدُ

ہوگی عورتیں زیادہ اور مرد کم ہوجائیں گے حتی کہ پچاس عورتوں کا ایک نگہبان ہوگا ..

۷۸ — ۷۹ — شرح : یہ تعلیق صحیح ہے اس میں کچھ ضعف نہیں کیونکہ امام بخاری نے اسے جزم کے صیغہ سے ذکر کیا ہے۔ ابن بطال رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ربیعہ کے کلام کا معنی یہ ہے کہ جس میں قبول علم اور فہم ہے اس پر یہ فریضہ لازم ہے کہ علم طلب کرے جو دوسروں پر لازم نہیں۔ اسے چاہیئے کہ حصول علم میں کوشش کرے اور اس کی طلب کو ضائع نہ کرے حتی کہ علم نہ اٹھ جائے اور جہالت ظاہر نہ ہو۔ علم کے اٹھنے کا معنی یہ نہیں کہ وہ بالکل علماء کے دلوں سے مٹ جائے گا بلکہ معنی یہ ہے کہ علم کے حامل علماء فوت ہوجائیں گے۔ علم کے اٹھ جانے کو یہ لازم ہے کہ جہالت کی کثرت ہوجائے گی اور جہالت کی کثرت ہوجانے کو لازم ہے کہ شراب عام پیا جائے گا اور شرب خمر کو زنا لازم ہے۔ یعنی شراب کی کثرت کے باعث زناء عام ہوجائے گا۔ اور یہ تمام دین سے لاپرواہی کا نتیجہ ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے گے قلت علم کو لازم یہ ہے کہ کچھ علم باقی رہے گا اور رفع کا معنی ہے کہ بالکل ختم ہوجائے گا۔ اس تضاد کا رفع کیسے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی قلت کا اطلاق شئی کے عدم پر ہوتا ہے یا یہ دو زمانوں میں ہوگا شروع میں قلیل ہوگا۔ آخر زمانہ میں ختم ہوجائے گا اسی لئے وہاں فرمایا جہالت ثابت ہوجائے گی اور یہاں فرمایا جہالت عام ہوجائے گی۔ لڑائیوں اور فتنوں کے زیادہ ہونے سے مرد قتل ہوتے جائیں گے اور عورتوں کی کثرت ہوجائے گی چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ قلت علم عموم جہالت اور کثرت زناء کے وقت عورتوں کی کثرت ہوگی حتی کہ پچاس عورتوں کا ایک مرد نگہبان ہوگا۔ جن امور کی رعایت ہر دین میں ضروری رہی ہے اور ان کے اہتمام سے معاش و معاد کی اصلاح اور دنیا و آخرت کے احوال کا نظم ہوتا ہے۔ وہ دین، عقل، نفس، نسب اور مال ہے۔ اگر ان پانچوں میں اختلال واقع ہو تو دنیا کے امور درہم برہم ہوکر رہ جاتے ہیں۔ علم کے اٹھ جانے سے دین کی حفاظت نہیں رہتی۔ شرب خمر سے عقل مختل ہوجاتی ہے اور مال کی بھی بربادی ہوتی ہے۔ مردوں کی قلت سے فتنے جنم لیتے ہیں اور کثرت زناء سے نسب محفوظ نہیں رہتا اور مال کی تباہی ہوتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان پانچ امور کا اختلال قیامت کی علامت کس طرح ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ مہمل تو چھوڑے نہیں جاتے اور اس زمانہ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ لہٰذا دنیا کا خراب ہونا اور قیامت کا قریب ہونا ضروری امر ہے۔ علامہ قرطبی نے کہا یہ حدیث علامات نبوت سے ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ

۸۰ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اَنِّيْ لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِيْ اَظْفَارِيْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ

نے جن امور کی خبر دی ہے کہ وہ رونما ہوں گے تو حسب ارشاد ایسا ہی ہوا۔ خصوصاً اس زمانہ میں تو بہت فتور ہے (کرمانی عینی)

اسماءِ رجال

ربیعہ ابوعثمان بن فروخ بن ابی عبدالرحمٰن قرشی مدنی تابعی فقیہہ ہیں۔ وہ گفتگو بہت کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ خاموش انسان تو سونے والا اور گونگا ہوتا ہے۔ یحییٰ بن سعید نے کہا میں ان سے بڑا عقلمند کسی کو نہیں دیکھا اور وہ مدینہ منورہ کے مشکل مسائل حل کرتے تھے اور افتاء میں رئیس تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ ربیعہ کے فوت ہو جانے سے فقہ کی حلاوت ختم ہو گئی۔ ابوالعباس کے زمانہ میں ۱۳۷ ہجری کو مدینہ منورہ یا انبار میں فوت ہوئے۔ ع۲ عمران بن میسرہ بصری ہیں ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔ ۲۲۳ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ عبدالوارث بن سعید بن ذکوان تمیمی بصری ہیں۔ حدیث ع۷۳ کے تحت دیکھیں۔ ع۴ ابوالتیاح حدیث ع۶۷ کے تحت دیکھیں حدیث ع۷۹ کے تمام راویوں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب علم کی فضیلت

۸۰ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میرے سامنے دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے وہ پیا حتی کہ میں دیکھ رہا تھا کہ تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دیا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپ نے اس کی تاویل و تعبیر کیا فرمائی ؟ فرمایا : علم !

۸۰ شرح : علم اور دودھ کثرت نفع میں شریک ہیں۔ دودھ انسان کی غذاء ہے اور

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْفُتْيَا وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى ظَهْرِ الدَّآبَّةِ اَوْ غَيْرِهَا

۸۱ ـ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْاَلُوْنَهٗ فَجَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ قَالَ اِرْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَیْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ

بدن کی صلاح و قوت کا سبب ہے اور علم دنیا و آخرت میں صلاح کا سبب ہے اور وہ روح کی غذا ہے اس لئے علم کی دودھ سے تعبیر کی ہے۔ اس حدیث شریف میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بڑی منقبت ہے چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا خواب قطعی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو حقیقت پر محمول کرنے میں کوئی خوف نہیں کیونکہ یہ امر ممکن ہے اور ہر ممکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت ہے۔ واللہ علیٰ کل شئ قدیر واللہ اعلم!

اسماء رجال : اس حدیث کے چھ راوی ہیں : سعید بن عفیر، لیث بن سعد مصری، عقیل بن خالد، ابن شہاب چاروں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

ع۵ حمزہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم قرشی عدوی مدنی تابعی ہیں ان کی کنیت ابو عمارہ ہے۔

ع۶ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔

باب ـ فتویٰ دینا جبکہ مفتی جانور وغیرہ پر سوار ہو

۸۱ ـ ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ أَجَابَ الْفُتْيَا بِإِشَارَةِ الْيَدِ وَالرَّأْسِ

۸۲ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ ثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِي حَجَّتِهِ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ فَارْمِ وَلَا حَرَجَ وَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ فَاذْبَحْ وَلَا حَرَجَ

حجۃ الوداع کے موقعہ پر منیٰ میں تشریف فرما تھے جبکہ لوگ آپ سے مسائل دریافت کر رہے تھے۔ ایک شخص آیا اور کہا میں نے عدم شعور کی وجہ سے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈھوالیا فرمایا قربانی کر کوئی حرج نہیں پھر دوسرا شخص آیا اور کہا مجھے معلوم نہ تھا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی ہے۔ فرمایا کنکریاں مار لو کوئی حرج نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شے جو اپنے مقام سے پہلے یا پیچھے کی گئی کے متعلق نہ پوچھا گیا مگر آپ نے فرمایا کرو کوئی حرج نہیں

شرح ۸۱ — : ان چار امور کی ترتیب میں آئمہ دین نے اختلاف کیا ہے۔ امام شافعی اور امام احمد نے کہا ان افعال میں ترتیب مسنون ہے اس کے ترک ہو جانے سے نہ تو گناہ اور نہ ہی فدیہ وغیرہ ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے کہا ان چاروں افعال میں ترتیب واجب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جو کوئی حج میں عمل یا فعل اپنے محل سے مقدم و مؤخر کرے وہ اس کے عوض دم دے یعنی جانور ذبح کرے اور باب میں مذکور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عدم علم کی وجہ سے تقدیم و تاخیر میں گناہ نہیں فدیہ کی نفی کہیں بھی مذکور نہیں حجۃ الوداع میں لوگ دور دراز سے بکثرت آئے تھے اور افعال حج معلوم نہ ہونے کے باعث لوگوں نے افعال میں تقدیم و تاخیر کر دی تھی اس لئے آپ نے فرمایا اگر تم نے ایسا کر لیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ یعنی عدم علم کی وجہ سے تم پر گناہ نہیں اور فدیہ کی نفی نہیں فرمائی۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ۱ — اسماعیل بن ابی اویس اصبحی مدنی امام مالک کے بھانجے ہیں۔ حدیث ۲۱ کے تحت دیکھیں۔ ۲ — امام مالک ۳ — ابن شہاب کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ۴ — عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ قرشی تیمی ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے مشہور تابعی ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔ ایک سو بجری کو حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد خلافت میں فوت ہوئے ۵ — عبد اللہ بن عمرو بن عاصی بن وائل قرشی سہمی زاہد عابد صحابی بن صحابی ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا عبد اللہ بن عمرو کے سوا مجھ سے زیادہ احادیث کوئی نہیں روائت کرتا کیونکہ وہ لکھ لیتے تھا میں لکھتا نہیں تھا۔ حدیث ۲

marfat.com
Marfat.com

۸۳- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَ يَظْهَرُ الْجَهْلُ وَالْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْهَرْجُ فَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهِ فَحَرَّفَهَا كَأَنَّهُ يُرِيدُ الْقَتْلَ

باب جس نے ہاتھ اور سر کے اشارے سے سوال کا جواب دیا

۸۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حج میں سوال عرض کیا گیا۔ سائل نے کہا میں نے رمی کرنے سے پہلے ذبح کر لیا ہے۔ آپ نے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا کچھ حرج نہیں سائل نے کہا میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر کا حلق کر لیا ہے۔ آپ نے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا کچھ حرج نہیں۔

۸۳ — ترجمہ : سالم نے کہا میں نے ابوہریرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا علم اٹھا لیا جائے اور جہالت اور فتنوں کا دور دورہ ہوگا قتل زیادہ ہو جائیں گے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہرج کیا ہے آپ نے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا اور اس سے گویا کہ آپ کی مراد قتل تھی،،

۸۲ — ۸۳ — شرح : حج کے اعمال کی ترتیب میں اہلِ علم میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ نے کہا ان اعمال میں ترتیب سنت ہے۔ اس کے ترک میں کوئی شئ واجب نہیں نہ فدیہ واجب ہے اور نہ ہی گناہ لازم ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کے کہا ان اعمال میں ترتیب واجب ہے اس کے ترک سے دم واجب ہے۔ قاضی عیاض نے کہا علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حاجی کے لئے مسنون طریقہ یہ ہے کہ نحر کے روز جمرہ عقبہ کی رمی کرے پھر بیت اللہ کا طواف کرے۔ دیگر علماء نے کہا اگر ترتیب میں مخالفت کی اور بعض اعمال کو بعض پر مقدم و مؤخر کر لیا تو اس میں گناہ نہیں اور نہ ہی فدیہ واجب ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کا مقتضی ہے۔ یہ عطاء، طاؤس اور مجاہد کا مذہب ہے۔ امام شافعی کا مشہور قول بھی یہی ہے احناف کے مذہب کی دلیل یہ

marfat.com
Marfat.com

۸۴- حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ ثَنَا وُھَیْبٌ قَالَ ثَنَا ھِشَامٌ عَنْ فَاطِمَۃَ عَنْ اَسْمَآءَ قَالَتِ اَتَیْتُ عَائِشَۃَ وَھِیَ تُصَلِّیْ فَقُلْتُ مَا شَاْنُ

یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جس نے حج اور عمرہ میں اعمال آگے پیچھے کر لئے۔ وہ جانور ذبح کرے اور اس حدیث کی تاویل یہ ہے کہ جو کچھ تم نے کیا ہے تم پر گناہ نہیں کیونکہ تم نے اعمال میں تقدیم و تاخیر ناواقفی سے کی ہے قصداً نہیں کیا ہے۔ آپ نے ان سے حرج ساقط کیا اور نسیان اور عدم علم کے باعث انہیں معذور جانا اس کی دلیل یہ ہے کہ سائل نے کہا میں نے یہ کیا ہے مگر مجھے معلوم نہ تھا۔ معلوم ہوا کہ حجۃ الوداع میں لوگوں نے اعمال حج میں مسائل سے ناواقف ہونے کے باعث تقدیم و تاخیر کی تھی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ کچھ حرج نہیں لوگوں کا حج کے احکام سے جاہل ہونے کے سبب فرمایا تھا، کیونکہ ایسا کرنے والے لوگ اعرابی تھے انہیں حج کے اعمال کا علم نہ تھا۔ اس لئے آپ نے فرمایا حرج نہیں یعنی تم سے لاعلمی کے باعث اعمال میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے اس میں گناہ نہیں لیکن فدیہ کی نفی نہیں فرمائی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول اس کی تاکید کرتا ہے جبکہ وہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ اگر حدیث کا معنی ان کے نزدیک یہ نہ ہوتا جو ہم نے ذکر کیا ہے تو وہ اس کے خلاف ہرگز قول نہ کہتے۔ (کرمانی)

اسماءِ رجال : حدیث ۸۲ کے تمام راویوں کا تذکرہ ہو چکا ہے اور حدیث ۸۳ کا پہلا راوی مکی بن ابراہیم بلخی تمیمی ہیں۔ ان کی کنیت ابوالسکن ہے۔ وہ جب حج کرنے جاتے تو جاتے آتے وقت بغداد آتے اور لوگوں کو احادیث بیان کرتے انہوں نے کہا میں نے ساٹھ حج کئے ہیں اور ساٹھ عورتوں سے نکاح کیا ہے۔ دس سال بیت اللہ کا مجاور رہا ہوں۔ سترہ ۱۷ تابعیوں سے احادیث لکھی ہیں۔ اگر میں جانتا کہ لوگ میرے محتاج ہیں تو میں تابعیوں کے سوا کسی سے حدیث نہ لکھتا (کرمانی)

مکی بن ابراہیم بن بشر امام بخاری کے بڑے بڑے شیوخ میں سے ہیں۔ امام احمد اور ابن سعد نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ایک سو چھبیس ہجری میں پیدا ہوئے اور دو سو چودہ ہجری کو بلخ میں فوت ہوئے۔ اس حدیث کے دوسرے راوی حنظلہ ہیں حدیث ۷ کے تحت ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ تیسرے راوی سالم بن عبداللہ بن عمر فاروق ہیں رضی اللہ عنہم حدیث ۲۳ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے اور چوتھے راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

---

۸۴ — ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جبکہ وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (سورج گرہن) لوگ کھڑے تھے۔ ام المؤمنین نے کہا سبحان اللہ! میں نے کہا کیا کوئی نشانی ہے۔ انہوں نے اپنے سر کے ساتھ اشارہ کیا کہ ہاں! میں نماز کے لئے کھڑی ہوئی حتی کہ مجھ کو

marfat.com
Marfat.com

النَّاسُ فَاَشَارَتْ اِلَى السَّمَآءِ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ قُلْتُ
اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَىْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى عَلَانِىَ الْغَشْىُ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ
عَلٰى رَاْسِىَ الْمَآءَ فَحَمِدَ اللّٰهَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا
مِنْ شَىْءٍ لَمْ اَكُنْ اُرِيْتُهُ اِلَّا رَاَيْتُهُ فِىْ مَقَامِىْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ
فَاُوْحِىَ اِلَىَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِىْ قُبُوْرِكُمْ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبَ لَا اَدْرِىْ اَىَّ
ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَآءُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ يُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا
الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِىْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ هُوَ
مُحَمَّدٌ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَاهُ وَاتَّبَعْنَاهُ
هُوَ مُحَمَّدٌ ثَلٰثًا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهٖ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ

غشی آنے لگی۔ میں نے اپنے سر پہ پانی ڈالنا شروع کیا۔ نماز کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا میں نے اپنے اس مقام میں ہر وہ شئے دیکھی جو مجھے دکھلائی نہ گئی تھی حتیٰ کہ میں نے جنت و دوزخ کو دیکھا میرے پاس وحی آئی ہے کہ تم قبروں میں مسیح دجال کے فتنہ کی مثل آزمائے جاؤ گے۔ میں نہیں جانتی کہ اسماء نے کونسا لفظ کہا مثل یا قریب کا لفظ کہا۔ میت سے کہا جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے۔ مومن یا موقن میں نہیں جانتی کہ اسماء نے کونسا لفظ کہا کہے گا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس معجزات اور ہدایت لے کر آئے تھے اس کو ہم نے قبول کیا اور آپ کی تابعداری کی۔ یہ محمد ہیں۔ تین بار ایسا کہے گا۔ پھر اُسے کہا جائے گا۔ آرام سے سو جا ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ تو ان پر یقین رکھتا ہے" بہرحال منافق یا مرتاب (آپ کی نبوت میں شک کرنے والا) میں نہیں جانتی کہ اسماء نے کونسا لفظ کہا کہے گا میں نہیں جانتا لوگوں کو میں نے کہتے ہوئے سنا میں نے وہی کہا ہے۔

۸۴ — شرح : اسماء بنت ابی بکر سے فاطمہ بنت منذر بن زبیر روایت کرتی ہیں ان سے ان کے شوہر ہشام روایت کرتے ہیں۔ وہ ہشام سے تیرہ سال بڑی تھیں۔ اسماء نے ام المومنین سے کہا کہ لوگ گھبرائے ہوئے بے قرار کیوں کھڑے ہیں؟ ام المومنین نے اشارہ سے کہا

marfat.com
Marfat.com

أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِیْ أَیَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ

کہ سورج کو گرہن لگا ہے۔ وہ صلوٰۃ کسوف پڑھ رہے ہیں۔ اسماء بھی اس نماز میں شریک ہوئیں۔ اور طول قیام سے وہ بیہوش ہونے کے قریب ہوگئیں۔ اس لئے اُنھوں نے سر پہ پانی ڈالا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف کے بعد فرمایا۔ میں نے یہاں ہر شئے کو دیکھا ہے حتّٰی کہ جنّت و دوزخ کو بھی دیکھا یعنی سر کی آنکھ سے دیکھا۔ علماء نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اور جنّت و دوزخ کے درمیان تمام حجاب اُٹھا دیئے جیسے مکّہ مکرمہ میں مسجد اقصیٰ تک سارے حجاب اُٹھا دیئے تھے اور آپ لوگوں سے مسجد کی وصف بیان فرما رہے تھے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ رؤیت علمی ہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بذریعہ وحی تفصیلاً مطلع فرما دے (کرمانی)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس مقام میں اللہ تعالیٰ کو بھی دیکھا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً آپ نے اللہ تعالیٰ کی ذات بھی اس مقام میں دیکھی تھی۔ کیونکہ شئے کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر بھی ہوتا ہے۔ عقل اسے چاہتی ہے اور اس کی مخالفت نہیں کرتی عرف بھی اللہ تعالیٰ کو شئے سے نکالنے کی مقتضی نہیں (کرمانی، عینی) جس ذات ستودہ صفات پہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی مخفی نہ رہی ہو تو دوسری کونسی شئے آپ پر مخفی رہ سکتی ہے۔ معلوم ہُوا کہ سیّد کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دُنیا اور مافیہا کی کوئی شئی نہیں ہے۔ قبر میں امتحان مسیح دجال کے فتنہ کی مثل سختی اور خوف میں ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ مومنوں کو ثابت قدم رکھتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ جنت و دوزخ دونوں مخلوق اور موجود ہیں۔ عذاب قبر ثابت ہے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت میں شک کرنے والا کافر ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ منکر و نکیر کا سوال حق ہے۔ واللہ اعلم! (کرمانی)

اسماء رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں ع۱ موسیٰ بن اسماعیل تبوکی ع۲ وہب بالی دونوں کا ذکر ہو چکا ہے ع۳ ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام قرشی اسدی مدنی ہیں۔ ان کی کنیت ابو المنذر بغداد میں فوت ہُوئے اور خیزران کے قبرستان میں دفن ہُوئے۔ حدیث ع۲ کے تحت دیکھیں۔ ع۴ فاطمہ بنت مُنذر بن زبیر بن عوام مذکور ہشام بن عروہ کی بیوی ہیں۔ وہ اپنے شوہر سے تیرہ ۱۳ برس بڑی تھیں وہ اپنے نانا سے روائت کرتی ہیں ع۵ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا ہیں وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی ہیں۔ انہیں ذات النطاقین کہا جاتا ہے؛ کیونکہ جب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا تو اس نے ایک دسترخوان باندھا اور دوسرے سے مشکیزہ کا منہ باندھا۔ بعض نے کہا کہ آدھا نطاق اپنے لئے رکھ لیا۔ وہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى اَنْ يَحْفَظُوا الْاِيْمَانَ وَالْعِلْمَ وَيُخْبِرُوا مَنْ وَّرَآءَ هُمْ

وَقَالَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْجِعُوْا اِلٰى اَهْلِيْكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ

مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئیں اور مکہ ہی میں ان سے حضرت زبیر نے نکاح کیا پھر انہیں مدینہ منورہ میں طلاق دے دی کہا گیا ہے ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک روز دروازہ پر کھڑے تھے۔ جب حضرت زبیر آئے اور گھر میں داخل ہونے لگے تو عبداللہ نے انہیں روک لیا۔ زبیر نے اس کا سبب دریافت کیا تو انھوں نے کہا میں تمہیں اندر نہیں جانے دوں گا حتی کہ میری والدہ کو طلاق دو اور طلاق لینے پہ اصرار کیا۔ زبیر نے اس کا سبب دریافت کیا تو عبداللہ نے کہا میرے جیسے انسان کی والدہ سے جماع نہیں کیا جاتا اس لئے حضرت زبیر نے انہیں طلاق دے دی۔ کہا گیا ہے کہ حضرت زبیر نے اسماء کو زدوکوب کیا تو انھوں نے اپنے بیٹے سے شکوہ کیا وہ آئے اور جب عبداللہ کو دیکھا تو کہا اگر تو میرے پاس آئے تو تیری ماں کو طلاق ہے۔ عبداللہ نے کہا آپ میری والدہ کو قسم کا نشانہ بناتے ہیں؟ اور وہ زبیر کے پاس چلے گئے تو ان کی والدہ کو طلاق ہوگئی اور حضرت عبداللہ کے شہید ہونے تک وہ اپنے بیٹے کے پاس رہیں۔ ۷۳ ہجری کو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئیں ان کی عمر تقریباً ایک سو برس تھی۔ انھوں نے کوئی شئی ذخیرہ نہیں کی تھی وہ اور ان کا بیٹا، شوہر اور والد چاروں صحابی تھے رضی اللہ عنہم وہ خوابوں کی تعبیر کیا کرتی تھیں اور اپنے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تعبیر کا علم حاصل کیا تھا (کرمانی)

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبدالقیس کے وفد کو ایمان اور علم کی حفاظت کرنے اور پچھلے لوگوں کو احکام کی خبر دینے کی ترغیب دلانا

marfat.com
Marfat.com

۸۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ اُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ الْوَفْدُ اَوْ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا رَبِيْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى قَالُوْا اِنَّا نَاْتِيْكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيْدَةٍ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَیُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ وَلَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ نَاْتِيَكَ اِلَّا فِیْ شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نُخْبِرُ بِهٖ مَنْ وَرَآءَنَا نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبدالقیس کے وفد کو ایمان وعلم کی حفاظت کرنے اور پچھلے لوگوں کو احکام کی خبر دینے کی ترغیب دلانا۔ مالک بن حویرث نے کہا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ اور لوگوں کو علم سکھاؤ!

۸۵ — ترجمہ: مذکور حدیث کی تفصیل مع ترجمہ اور توضیح حدیث ۵۰ میں دیکھیں۔ ابن بطال نے کہا شروع اسلام میں جو شخص علم سیکھتا تھا اس پہ نہ جاننے والے لوگوں کو تبلیغ کرنی فرض تھی مگر اب وہ تبلیغ فرض عین نہیں رہی؛ البتہ فرض کفایہ ضرور ہے؛ کیونکہ اسلام مشرق ومغرب میں پھیل گیا ہے۔ شروع اسلام میں جو شخص علم سیکھتا تھا۔ اس پہ نہ جاننے والے لوگوں کو تبلیغ کرنی فرض تھی لیکن اب تبلیغ فرض عین نہیں رہی البتہ اب فرض کفایہ ضرور ہے کیونکہ اسلام مشرق ومغرب میں پھیل گیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَتُعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ قَالَ شُعْبَةُ وَرُبَّمَا قَالَ النَّقِيرُ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرُ قَالَ احْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوهُ مَنْ وَرَاءَكُمْ

بَابُ الرِّحْلَةِ فِي الْمَسْأَلَةِ النَّازِلَةِ

۸۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَنَا عَمْرُو بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِي إِهَابِ بْنِ عَزِيزٍ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِي تَزَوَّجَ بِهَا

عبدالقیس عرب قبیلہ کا نام ہے جو بحرِ فارس کے قریب رہتا تھا اور وہ ربیعہ کی اولاد سے ہے۔ اس لئے اسے ربیعہ بھی کہا جاتا ہے۔ "نُدَامَیٰ" ندمان یا نادم کی جمع ہے۔ اس کے بعد دو خزایا، کو تحسینِ کلام کے لئے ذکر کیا ہے۔ جیسے حدیث میں ہے "لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ" حالانکہ قیاس یہ ہے کہ "مَا تَلَوْتَ" پڑھیں۔ "شُقَّة" لمبا سفر، "حَيّ" قبیلہ۔ "حَنْتَم" سبز مٹکا۔ "مُزَفَّت" تارکول شدہ برتن۔ "نَقِير" وہ برتن ہے جو لکڑی کو کرید کر بنایا جائے۔ علامہ کرمانی

اسماءِ رجال : اس حدیث کے چار راوی ہیں : ۱ محمد بن بشار بن عثمان بصری ہیں ان کی کنیت ابوبکر اور لقب بُندار ہے۔ حدیث ۶۷ کے تحت دیکھیں ۲ غُنْدَر محمد بن جعفر ہذلی بصری ہیں۔ حدیث ۲۱ کے تحت دیکھیں ۳ ابوجمرہ نصر بن عمران بصری ہیں حدیث ۵۰ کے تحت دیکھیں۔

باب — درپیش مسئلہ کے جواب کے حصول کے لئے سفر کرنا

۸۶ — ترجمہ : عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ابواہاب بن عزیز

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِي وَلَا أَخْبَرْتِنِي فَرَكِبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ

کی بیٹی سے نکاح کیا تو ان کے پاس ایک عورت آئی اور کہا میں نے عقبہ بن حارث اور جس عورت سے انھوں نے نکاح کیا ہے کو دودھ پلایا ہے۔ عقبہ نے اسے کہا میں نہیں جانتا کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ ہی تو نے مجھے خبر دی ہے۔ اس کے بعد عقبہ سوار ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مدینہ منورہ گئے اور آپ سے سوال عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے (اس سے نکاح کریگا) یہ کہا گیا ہے تو عقبہ نے منکوحہ کو جدا کر دیا اور اس عورت نے اس کے سوا کسی اور شخص سے نکاح کر لیا۔

۸۶ — شرح : اس سے پہلے باب اور اس باب میں فرق یہ ہے کہ اس باب میں مخصوص پیش مسئلہ کے جواب کے لئے سفر کرنا مقصود ہے اور اس سے پہلے باب میں طلبِ علم کے لئے سفر کرنا ہے۔ اور وہ عام ہے لہٰذا دونوں بابوں میں فرق واضح ہے۔ حدیث میں مذکور عورت کا نام غُنیّہ اس کی کنیت ام یحیی ہے۔ ابو اہاب کا نام غیر معروف ہے۔

اس حدیث پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عمل ہے کہ رضاعت میں ایک عورت کی گواہی مقبول ہے اور قسم کے ساتھ تنہا مرضعہ کی گواہی سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو عورتوں کی گواہی سے رضاعت ثابت ہوتی ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک چار عورتوں کی گواہی سے رضاعت ثابت ہوتی۔ علماء احناف نے کہا جس نصابِ شہادت سے اموال ثابت ہوتے ہیں اسی سے رضاعت ثابت ہوتی ہے اور وہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ہے۔ صرف عورتوں کی شہادت ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ نکاح میں ثبوتِ حرمت کے لئے ملکیت ضروری ہے اور ملکیت صرف عورتوں کی شہادت سے زائل نہیں ہوتی لہٰذا حرمت بھی ثابت نہ ہوگی۔ تیمی نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ عورتوں کے بارے میں احتیاط بہت ضروری ہے اور ایک عورت کا قول شہادت نہیں جس کے ساتھ حکم ثابت ہو اور حدیث کے الفاظ "کَیْفَ وَ قَدْ قِیْلَ" یعنی تم اس عورت سے مجامعت کیسے کر سکتے ہو حالانکہ یہ کہا گیا ہے کہ وہ تمہاری رضاعی بہن ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ رضاعت کے ثبوت کی تقدیر پر تو نکاح ہی نہ ہوا تو ظاہر ہے کہ مفارقت ضروری ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "فَارِقْهَا" کا کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے صوری مفارقت مراد ہے جو احتیاط پر مبنی ہے یا اس جیسی حالت میں طلاق مراد ہے تاکہ دوسرے شخص کے لئے اس عورت سے نکاح کا جواز واضح ہو جائے (عینی)۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّنَاوُبِ فِي الْعِلْمِ

۸۷ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح قَالَ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِّي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى

اسماءِ رجال

اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ۱ محمد بن مقاتل حدیث ۶۴ کے تحت ۲ عبداللہ بن مبارک حدیث ۵ کے تحت دیکھیں ۔ ۳ عمر بن سعید ابن ابی حسین قرشی نوفلی مکی ہیں عبداللہ بن احمد نے کہا میں نے اپنے والد سے ان کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا وہ ان راویوں سے افضل ہیں جنہوں نے ان سے حدیث لکھی ہے ۔ ۴ عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ قرشی مکی ہیں وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قاضی تھے انھوں نے تیس صحابہ کرام کو دیکھا ہے حدیث ۴۶ باب کے تحت دیکھیں ۔ ۵ عقبہ بن حارث بن عامر قرشی مکی ہیں ان کی کنیت ابوسروعہ ہے ۔ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے ۔ صاحب استیعاب نے کہا ابن ابی ملیکہ نے عقبہ سے حدیث کی سماعت نہیں کی ۔ ان دونوں کے درمیان عبید بن ابی مریم ہے جو عقبہ بن حارث سے روایت کرتے ہیں ، لیکن انھوں نے کہا ہے کہ میں نے یہ حدیث عقبہ سے سنی ہے ، لیکن مجھے عبیداللہ کی حدیث زیادہ یاد ہے ۔ اس سے صراحۃ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا عقبہ سے سماع ثابت ہے ۔ ابوالاہاب کی بیٹی کی کنیت ام یحییٰ اور اس کا نام نامعلوم ہے (کرمانی)

باب ـ حصولِ علم کے لئے باری مقرر کرنا

۸۷ ـ ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں اور میرا انصاری ہمسایہ بنی امیہ بن زید میں رہتے تھے اور وہ عوالی مدینہ میں ایک گاؤں ہے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باری باری آیا کرتے تھے ۔

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ يَوْمًا وَاَنْزِلُ يَوْمًا فَاِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهٗ بِخَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَنَزَلَ صَاحِبِيَ الْاَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهٖ فَضَرَبَ بَابِيْ ضَرْبًا شَدِيْدًا فَقَالَ اَثَمَّ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَاِذَا هِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ اَطَلَّقَكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا اَدْرِيْ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَاَنَا قَائِمٌ اَطَلَّقْتَ نِسَآءَكَ قَالَ لَا فَقُلْتُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

ایک دن وہ آتے اور ایک دن میں آتا جب میں حاضر ہوتا تو اس دن کی وحی اور دیگر حالات اس کو پہنچا دیتا اور جب وہ حاضری دیتا تو وہ بھی اسی طرح کرتا۔ ایک دن میرا ساتھی انصاری اپنی باری کے روز آیا اور میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور کہا کیا یہاں وہ ہے؟ میں گھبرایا اور باہر اس کے پاس آیا۔ اُس نے کہا بہت بڑا حادثہ ہُوا (سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی) عمر فاروق نے کہا میں حفصہ کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے کہا کیا تم کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ نے طلاق دے دی ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں تو میں نے کہا: اللہ اکبر ،،

۸۷ — شرح: انصاری نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی علیحدگی کو طلاق گمان کرکے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے گمان کے اعتبار سے طلاق کی خبر دی۔ اسی لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق سے متعلق دریافت کیا اور دیکھا کہ آپ کے ساتھی انصاری نے غلط سمجھا ہے تو اس پر تعجب کرتے ہُوئے کہا: اللہ اکبر، کیونکہ اس قسم کا مقام تعجب پر دلالت کرتا ہے

عوالی المدینۃ ،، مدینہ منوّرہ سے مشرق کی جانب بلند جگہ کو عوالی کہتے ہیں۔ یہ مدینہ منوّرہ سے تین یا چار میل دُور ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دُوسرے کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی خبر دیا کرتے تھے اور وہ ایسی حدیث کو مسند کہتے تھے۔ نیز باپ اپنی بیٹیوں کے گھروں میں ان کے شوہروں کی اجازت کے بغیر داخل ہو سکتے ہیں اور طالب علم اپنے اُستاد سے کھڑے ہوکر سوال کرے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْغَضَبِ فِي الْمَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِيمِ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ

۸۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا أَكَادُ أُدْرِكُ الصَّلٰوةَ مِمَّا يُطَوِّلُ بِنَا فُلَانٌ فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مُنَفِّرُونَ فَمَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ

اور ضرورت کے لئے دروازہ کھٹکھٹانا جائز ہے اور علم کے حصول میں حرص کرنا مستحسن ہے۔ واللہ اعلم!

اسماءِ رجال : ابوالیمان اور شعیب کا حدیث ۶ کے تحت ذکر ہو چکا ہے۔ عبداللہ ابن وہب کا ذکر حدیث ۷۹ کے تحت ہو چکا ہے، جبکہ یونس کا ذکر حدیث ۳ کے تحت ہے اور عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ثور قرشی نوفلی تابعی، عبداللہ بن عباس اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم ابتداء بخاری میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب — واعظ یا معلّم جب مکروہ شئی دیکھے، تو وعظ و تعلیم میں غصّہ کا اظہار کرنا

۸۸ — ترجمہ : ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! فلاں شخص کے نماز کو لمبا کرنے کے باعث میں نماز باجماعت نہیں پا سکتا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ میں اس دن سے زیادہ غصہ فرماتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

۸۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَامِرِ الْعَقَدِیُّ قَالَ ثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ الْمَدِیْنِیُّ عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ یَزِیْدَ مَوْلَی الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَهٗ رَجُلٌ عَنِ اللُّقْطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ وِکَآءَهَا اَوْ قَالَ وِعَآءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا فَاِنْ جَآءَ رَبُّهَا فَاَدِّهَا اِلَیْهِ قَالَ فَضَآلَّةُ الْاِبِلِ فَغَضِبَ حَتّٰی احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ اَوْ قَالَ احْمَرَّ وَجْهُهٗ فَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَآؤُهَا وَحِذَآؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَرْعَی الشَّجَرَ فَذَرْهَا حَتّٰی یَلْقَاهَا رَبُّهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ اَوْ لِاَخِیْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ

اے لوگو! تم لوگوں کو متنفر کرتے ہو پس جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو اس میں تخفیف کرے، کیونکہ مقتدیوں میں مریض بھی ہیں کمزور بھی ہیں اور حاجت مند بھی ہیں۔

۸۸ — **شرح** : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدیوں کی مرضی کے خلاف نماز لمبی کرنے سے منع فرمایا۔ ابن البطال نے کہا قول الرجل لا اکاد کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص ضعیف یا مریض تھا اور جب امام قیام لمبا کرتا تو وہ کمزوری کے باعث رکوع و سجود امام کے ساتھ نہ کر سکتا تھا اور پوری نماز امام کے ساتھ ادا نہ کر سکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے غصہ کا اظہار فرمایا کہ آپ معذور مقتدیوں کی وجہ سے نماز کو لمبا کرنا اچھا نہ جانتے تھے اور رفق و آسانی کی تعلیم فرماتے تھے تطویل الصلوٰۃ سے منع کرنا اس لئے نہ تھا کہ تطویل حرام ہے کیونکہ آپ خود نماز میں لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے جبکہ آپ کے مقتدی جلیل القدر صحابہ تھے جن کا اہم مقصد طلب علم اور نماز تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب امام کی عادت تطویل کثیر ہو تو نماز باجماعت سے تاخر جائز ہے۔ واللہ اعلم

اسماءِ رجال : محمد بن کثیر ابو عبداللہ عبدی بصری ہیں۔ ۲۲۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۲ سفیان ثوری کوفی ہیں ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے وہ اپنے زمانہ میں حدیث کے امیر المؤمنین تھے حدیث ع۳۲ کے تحت دیکھیں۔ ع۳ ابو عبداللہ اسماعیل بن خالد بجلی کوفی احمسی تابعی ہیں۔ انہیں میزان

marfat.com
Marfat.com

کہا جاتا ہے۔ حدیث ع۹ کے تحت دیکھیں۔ ع۴ قیس بن ابی حازم احمسی کوفی بجلی مخضرمی ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ حدیث ع۵۴ کے تحت دیکھیں۔

۸۹ ترجمہ : زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے لقطہ (گری ہوئی چیز) سے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کا بندھن یا اس کا برتن یا تھیلی پہچان لو پھر اس کی سال بھر تشہیر کرتے رہو اس کے بعد اس سے نفع اٹھا لو پھر اگر اس کا مالک آجائے تو وہ لقطہ اسے دیدو اس شخص نے کہا گم شدہ اونٹ کا کیا حکم ہے۔ آپ غضبناک ہوگئے حتیٰ کہ آپ کے دونوں رخسارے سُرخ ہوگئے یا کہا کہ آپ کا چہرہ انور سُرخ ہوگیا اور فرمایا تجھے اونٹ سے کیا مطلب۔ اس کے ساتھ اس کی مشک اور جوتی ہے وہ پانی پر جاتا ہے اور درخت چرتا ہے اس کو چھوڑ دو حتیٰ کہ اس کا مالک اس کو مل جائے اس شخص نے کہا گمشدہ بکری کا کیا حکم ہے ؟ آپ نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی ہے۔

۸۹ شرح : فقہاء کی اصطلاح میں لُقطہ وہ شئی ہے جو کسی سے گر جائے یا غفلت سے رہ جائے اور کوئی دوسرا شخص اسے پکڑ لے اگر وہ چیز دس درہم سے زیادہ ہے تو اس کی اتنی تشہیر کرے کہ اس کا غالب ظن یہ ہو جائے کہ اب اس کو کوئی تلاش نہ کرتا ہوگا۔ حدیث شریف میں اس کی مدت ایک سال بیان فرمائی ہے۔ اس مدتِ تشہیر کے بعد جب مالک کا پتہ نہ چل سکے تو اس کو اُٹھانے والا اگر غریب ہے تو خود اپنے مصرف میں لے آئے اگر مالدار ہے تو اس کا فقراء پر صدقہ کردے مگر دونوں صورتوں میں صدقہ کرنے والے کے بعد اگر مالک آجائے تو اس کی ضمان ادا کرنا ضروری ہے، اونٹ کے متعلق پوچھنے پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب کا اظہار اس لئے فرمایا کہ اونٹ کے ضائع ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا، کیونکہ وہ خود چرتا ہے بھیڑیئے وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے حتیٰ کہ مالک اسے تلاش کر لیتا ہے اس لئے اسے لقطہ کہنا بے جا تھا۔ بخلاف بکری کے اس کے ضائع ہونے کا قوی امکان ہوتا ہے اس لئے فرمایا اگر تو اُسے پکڑے تو وہ تیری ہے یا اور کوئی تیرا بھائی پکڑ لے گا وہ اگر مالک ہوگا تو فبہا ورنہ اس کی تشہیر کرے گا اور اگر اسے نہ پکڑو گے تو اس کو بھیڑیا کھا جائے گا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تشہیر کی مدت کے بعد اگر مالک کا پتہ نہ چلے تو اسے فقیروں میں صدقہ کردے اور وہ خود اسے اپنے استعمال میں نہیں لا سکتا جبکہ وہ غنی ہو اگر یہ کہا جائے کہ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کو ایک تھیلی ملی جس میں ایک سو دینار تھے تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کی تشہیر کرو اور اس کی نشانیاں محفوظ کر لو اگر اس کا مالک نہ آئے تو اسے اپنے مصرف میں لے آؤ حالانکہ وہ مالدار تھے اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انتفاع کی اجازت دی تھی۔ احناف کے نزدیک امام علی سبیل القرض اس طرح کر سکتا ہے یہ بھی احتمال ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہوں گے کہ یہ تھیلی حربی کافر کے مال کی ہے اور حربی کا مال مطلقاً مباح ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے

marfat.com
Marfat.com

۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا اُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِيْ عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ

غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا جائز ہے۔ حالانکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے؛ تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں فیصلہ فرمائیں تو وہ بھی حق ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے منہ سے حق ہی ظاہر ہوگا لہٰذا یہ آپ کی خصوصیت ہے امت کے لئے جائز نہیں کہ وہ غصہ کی حالت میں فیصلہ کریں کیونکہ لوگوں سے اس حالت میں ناانصافی ہوسکتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ناانصافی کسی حالت میں ممکن نہیں۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرہ کی نہر کا غصہ کی حالت میں حضرت زبیر بن عوام کے لئے فیصلہ فرمادیا تھا جبکہ ایک انصاری نے ناموزوں بات کہی تھی۔ اس باب میں جملہ احادیث کا یہی جواب ہے۔ واللہ اعلم

اسماءِ رجال

: ع۱ عبداللہ بن محمد جعفی بخاری مسندی ہیں ان کی کنیت ابوجعفر ہے۔ ع۲ ابوعامر عبدالملک عقدی بصری ع۳ سلیمان بن بلال مدنی ہیں ان کی کنیت ابومحمد یا ابوایوب ہے۔ جوہری نے کہا جب انہیں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کریں تو وہ مدنی ہیں اگر مدینۃ المنصور کی طرف نسبت کریں تو مَدِیْنی ہیں۔ اور مدائن کسریٰ کی طرف منسوب ہوں تو مدائنی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مدینی وہ ہیں جو مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مقیم رہیں اور اس سے مفارقت نہ کریں اور جو مدینہ منورہ کا رہنے والا اس کو چھوڑ کر چلا جائے تو وہ مدنی ہے۔ ان تینوں کا ذکر حدیث ع۸ کے تحت ہوچکا ہے۔ ع۴ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن حدیث ع۷۸ میں دیکھیں ع۵ یزید مولی المنبعث کی توثیق پر سب کا اتفاق ہے۔ ع۶ زید بن خالد جہنی ان کی کنیت ابوطلحہ یا ابوعبدالرحمٰن یا ابوزرعہ ہے۔ یہ مختلف اقوال ہیں۔ فتح مکہ میں جہینہ کے غازیوں کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا وہ کوفہ میں آئے اور وہیں فوت ہوگئے بعض ان کی وفات مصر میں اور بعض نے مدینہ منورہ میں ذکر کی ہے۔ ۷۲۔ ہجری میں فوت ہوئے بعض ۷۵ بعض نے ۷۸۔ ہجری ذکر کی ہے

مُفردات

: لقطہ ،، فقہاء کے نزدیک جو کسی سے گر کر یا غفلت سے ضائع ہوجائے وِکاء ،، جس کے ساتھ ہمیانی باندھی جاتی ہے۔ عفاص ،، چمڑے کی تھیلی جس میں خرچہ رکھا جاتا ہے۔ وِعَاءٌ ،، برتن۔ سِقَاء ،، مشکیزہ۔ اس کی جمع قلت اَسْقِیَہ اور جمع کثرت اَسَاقِیْ آتی ہے۔ حَذَاء ،، پاؤں۔ ذِئب ،، بھیڑیا۔

۹۰۔ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ چند اشیاء سے متعلق پوچھا گیا جنہیں آپ نے اچھا نہ سمجھا جب آپ پر

marfat.com
Marfat.com

رَجُلٌ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلٰی شَیْبَةَ فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ مَا فِیْ وَجْهِهٖ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

سوالات کی کثرت ہوگئی۔ تو آپ غصہ سے بھر گئے اور فرمایا جو کچھ چاہو پوچھو۔ ایک شخص نے کہا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر دوسرا کھڑا ہوگیا اور کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ سالم ہے جو شیبہ کا آزاد کردہ ہے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ انور میں غضب کے آثار دیکھے تو عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ عرض کرتے ہیں۔

۹۰ — شرح: سدی نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت میرے سامنے مٹی کی صورتوں میں پیش کی گئی جیسے حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی۔ اور مجھے بتایا گیا کہ کون شخص مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرے ساتھ کفر کرے گا۔ جب یہ خبر منافقوں کو پہنچی تو انھوں نے ہنسی اور مذاق کے طور پر کہا محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کہتے ہیں کہ وہ مومنوں اور کافروں کو جانتے ہیں جو ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں۔ حالانکہ ہم آپ کے ساتھ رہتے ہیں ہمیں تو پہچانتے نہیں ہیں۔ جب یہ بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے۔ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے مجھ سے پوچھو میں تمہیں بتاؤں گا۔ عبداللہ بن حذافہ سہمی نے کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا ہم اللہ کے رب ہونے سے اسلام کے دین ہونے سے اور قرآن کے امام ہونے اور آپ کے نبی ہونے سے ہم راضی ہیں۔ آپ ہمیں معاف فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سے معاف فرمائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایسی باتیں کرنے سے رکتے نہیں ہو پھر آپ منبر شریف سے اتر آئے صلی اللہ علیہ وسلم (خازن۔ بیضاوی)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کی حالت میں ایسے دو اہم فیصلے کئے جن کی مثال حیطۂ امکان سے باہر ہے۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ نسب کی پاکیزگی نطفہ کی تحقیق پر مبنی ہے۔ اگر نطفہ ناجائز ہو تو نسب میں نزاہت نہیں ہوتی مذکور حدیث میں دونوں شخصوں کے سوال کے جواب میں آپ نے ان کے حقیقی آباء کے نام بتائے جو غامض امر ہے۔ پھر اس میں بِاِذْنِ الْاَرْحَامِ کے علم پر دلالت واضح ہے۔ ان شخصوں کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ میں لفظ مَا "سے عموم سمجھا جاتا تھا۔ اگر بالفرض اس حالت میں کوئی شخص قیامت سے متعلق پوچھ لیتا تو یقیناً آپ اس کی تسلی فرماتے؛ ورنہ دعویٰ کے عموم میں نقص آتا معلوم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ بَرَكَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الْاِمَامِ اَوِ الْمُحَدِّثِ

۹۲ــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَقَامَ

ہُوا کہ جو چاہو پوچھو جبھی فرمایا کہ آپ کو ہر شئے کا علم تھا جو خداوند قدوس نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ اس لئے ظہر سے شام تک ایک خطبہ میں قیامت تک ہونے والی ہر شے ذکر فرمادی جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور ابتدائے آفرینش سے لے کر کائنات میں ہونے والے تمام امور بیان فرما دیئے حتیٰ کہ جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک ہر شئی بیان فرمادی (بخاری ص۴۵۳ کتاب بدء الخلق) علامہ کرمانی نے اس حدیث کی شرح میں ذکر کیا کہ الغرض سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مبدء، معاش اور معاد سب کی خبر دی۔ علامہ طیبی نے کہا کہ حدیث کا مدلول یہ ہے کہ آپ نے مخلوقات کے جمیع احوال کی خبر دی نیز علامہ کرمانی نے باب کی حدیث میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سَلُوْنِيْ عَمَّا شِئْتُمْ اس امر پر محمول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ فرمانے کا حکم فرمایا تھا کہ کیونکہ مغیبات اللہ تعالیٰ کے اعلام کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتے ہیں۔

مذکور حدیث میں جس شخص نے سوال کیا اس کے نسب میں لوگ طعن کیا کرتے تھے؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب اس سے کوئی شخص جھگڑا کرتا تو اسے اس کے باپ کے غیر کی طرف نسبت کرتا تھا۔ اس لئے اس نے موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے نسب کی صفائی کرالی۔

حدیث شریف میں عمیق نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج شریف جانتے تھے انھوں نے پورے ادب و احترام کے ساتھ آپ سے التجا کر کے آپ کا غصہ فرو کیا اس کے بعد والی حدیث میں ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دوزانو بیٹھ کر کہنے لگے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ کرتے ہیں۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد (سلونی عما شئتم) سے ظاہر ہے کہ آپ کو ہر شئی کا علم ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ وقتی طور پر آپ کو مکاشفہ ہوا تھا پھر جاتا رہا۔ کیونکہ مکاشفہ کے زائل ہو جانے کا معنی یہ ہے کہ آپ کو نسیان ہو گیا؛ حالانکہ یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان ہمیشہ اور دائم باقی نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں اگر ساری کائنات کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شرک ہو تو وقتی طور پر کیسے شرک جائز ہو سکتا ہے جبکہ شرک کرنا چشم زدن کے وقت میں بھی حرام ہے۔

اسماء رجال : اس حدیث کے پانچ راوی ہیں اور وہ بعینہٖ حدیث ۸۷ کے اسناد میں مذکور ہیں وہاں سب کا

marfat.com
Marfat.com

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِیْ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰی رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا ثَلٰثًا فَسَكَتَ

باب — امام یا محدّث کے سامنے جو شخص دوزانو بیٹھا

۹۱ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور خطبہ دیا تو عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر عرض کی میرا باپ کون ہے ؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر بکثرت فرمایا " سَلُوْنِیْ "، پوچھو پوچھو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوزانو بیٹھ کر عرض کی۔ ہم اللہ کے ربّ ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوئے تین بار ایسا کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوئے

۹۱ — شرح : حدیث شریف کی عبارت سے ظاہر ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرماتے تھے۔ پوچھو کیا پوچھتے ہو اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو آپ کے مزاج شریف کو جانتے تھے یہ کہہ کر آپ کا غضب ٹھنڈا کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت۔ اپنے نبی کی سنت سے راضی ہوئے ہم کوئی سوال نہیں کریں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ متعلّم کو معلم کے سامنے باادب اور نہایت ہی احترام سے دوزانو بیٹھنا چاہیئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو امت کے انساب کا علم ہے۔ واللہ اعلم!

عبداللہ بن حذافہ بن قیس قرشی سہمی مہاجرین اوّلین میں سے ہیں جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی۔ کہا گیا ہے جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عبداللہ کو خط دے کر کسریٰ کے پاس بھیجا تھا اور کسریٰ نے آپ کے خط کو پھاڑ دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! کسریٰ کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے ؛ چنانچہ اس کے بیٹے شیرویہ نے اسے قتل کر دیا اور سلطنت کا تخت اُلٹ گیا۔ عبداللہ بہت خوش طبع تھے۔ ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا تنگ کھول دیا حتی کہ قریب تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے گر پڑیں۔ ابن وہب نے کہا میں نے لیث بن سعد سے کہا اُنھوں نے اس طرح آپ کو ہنسانے کے لئے کیا تھا ؟ کہا جی ہاں! جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَعَادَ الْحَدِيْثَ ثَلٰثًا لِيُفْهَمَ

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا

۹۳ — حَدَّثَنَا عَبْدَةُ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

انہیں رومیوں نے قید کر لیا اور انہیں کفر کی طرف ردّ کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا لیا اور ان سے نجات دی وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مصر میں فوت ہوئے۔ ان کے نسب میں طعن کیا جاتا تھا جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا کہ وہ انساب میں طعن کیا کرتے تھے۔ مسلم میں ہے عبداللہ کو ان کے والد کے غیر کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ جب اس کی والدہ نے یہ سُنا جو اُس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا تھا تو کہنے لگی میں نے تجھ سے بڑا کوئی نافرمان بیٹا نہیں دیکھا کیا تو یہ یقین کر سکتا ہے کہ تیری ماں نے بدکاری کی ہوگی جو جاہلیت کی عورتیں کیا کرتی تھیں تو سب کے سامنے ماں کو رُسوا کرنا چاہتا تھا۔ عبداللہ نے کہا بخدا! اگر آپ مجھے کالے غلام کے ساتھ لاحق کر دیتے تو میں اس سے لاحق ہو جاتا (کرمانی)

باب — جس نے کلام تین بار کہا تاکہ وہ اس سے اچھی طرح سمجھا جائے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! جھوٹی گواہی مت دو یہ بار بار فرماتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کہ میں نے حکم تمہیں پہنچا دیا ہے!

۹۲ — ۹۳ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام کہتے تو تین بار سلام فرماتے اور جب کوئی کلام فرماتے تو تین بار دہراتے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ثَنَا ثُمَامَةُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلٰثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلٰثًا

۹۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَاَدْرَكَنَا وَقَدْ اَرْهَقَتْنَا الصَّلٰوةُ صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى اَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کلام کرتے تو اس کو تین بار دُہراتے حتی کہ وہ آپ سے اچھی طرح سمجھا جاتا اور جب لوگوں کے پاس آتے اور ان کو سلام فرماتے تو تین بار سلام فرماتے۔

۹۳ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم تین بار کلام اس لئے فرماتے تھے کہ بعض اوقات آپ کی مجلس شریف میں ایسے اشخاص ہوتے جو آپ کے کلام شریف کو ضبط نہ کرسکتے تھے۔ آپ کلام کو دہراتے تاکہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں، کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بیان و تبلیغ پر مامور فرمایا ہے اور تین بار سلام کہنے کا یہ معنی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے تو سلام فرماتے یہ سلام استیذان ہے پھر جب داخل ہوتے تو سلام فرماتے یہ سلام تحیہ ہے اور مجلس سے رخصت ہوتے تو سلام فرماتے یہ سلام وداع ہے۔ یہ تینوں سلام مسنون ہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیان و اَعْذار کے وقوع کی غائت تین مرتبہ ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : حدیث: ۹۲/۹۳ عُبَدَۃ بن عبداللہ بن عبدہ صفار خزاعی بصری ان کی کنیت ابوسہل ہے ۲۵۸ ہجری کو اہواز میں فوت ہوئے۔ ع۲ عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید بن ذکوان تنوری بصری عنبری ان کی کنیت ابوسہل ہے۔ ۲۰۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۳ عبداللہ بن مثنّٰی بن عبداللہ بن انس بن مالک رضی اللہ عنہم وہ اپنے چچا ثمامہ سے روائت کرتے ہیں۔ وہ بصری کے قاضی تھے۔ ع۴ ثمامہ بن عبداللہ بن انس بن مالک انصاری بصری ہیں۔ امام احمد اور نسائی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ابن معین نے ان کے ضعف کی طرف

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَعْلِيمِ الرَّجُلِ أُمَّتَهُ وَأَهْلَهُ

۹۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَنَا الْمُحَارِبِيُّ نَا صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ عَامِرٌ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ

کی طرف اشارہ کیا ہے۔ صحاح ستہ میں ان کے سوا اور کوئی ثمامہ بن عبداللہ نہیں۔ ویسے ثمامہ نام کے سولہ راوی ہیں۔ (عینی)

۹۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں جو ہم نے آپ کے ساتھ سفر کیا تھا۔ ہم سے پیچھے رہ گئے۔ پھر آپ نے ہم کو آلیا جبکہ ہم نے عصر کی نماز مؤخر کردی تھی اور ہم وضوء کر رہے تھے۔ ہم اپنے پاؤں کو ہلکا سا دھو رہے تھے (جیسے ہم ان پر مسح کرتے ہیں آپ نے بلند آواز سے دو یا تین مرتبہ پکارا اور فرمایا ایڑیوں کے لئے جہنم میں ہلاکت ہے۔

۹۴ — شرح : پانی کی قلت کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہلکا سا وضو فرما رہے تھے گویا کہ وہ پاؤں پر مسح کر رہے تھے۔ وضوء میں پاؤں کا دھونا فرض ہے، کیونکہ جنہوں نے متعدد مقامات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کی وصف بیان کی ہے وہ سب پاؤں کے دھونے میں متفق ہیں اور قرآن کریم میں "وَامْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ" میں "أَرْجُلَكُمْ" پر جر کی قرأت کے متعارض نصب کی قرأت ہے اس لئے اس میں تاویل کرنا لازم ہوا اور وہ یہ ہے کہ بِرُؤُسِكُمْ کے قرب کی وجہ سے أَرْجُلَكُمْ پر کسرہ پڑھا گیا ہے۔ لہٰذا وضوء میں پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ اگر تھوڑا سا بھی پاؤں خشک رہ جائے تو وضوء نہ ہوگا اور یہ حدیث اسی آیت کی تفسیر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زائد وقت میں نماز اس لئے نہ پڑھی تھی کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی فضیلت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اور جب وقت تنگ ہوگیا اور نماز کے وقت ہونے کا خطرہ محسوس کیا تو عجلت سے وضوء کرنے لگے اور وضوء میں عدم اسباغ کے باعث ان کی ایڑیاں خشک رہیں اور وہ دور سے چمکتی تھیں۔ اس لئے آپ نے زجر کے طور پر دو یا تین مرتبہ فرمایا ایڑیوں کے لئے جہنم میں ہلاکت ہے۔ اس حدیث سے متعلق (باب مَنْ رَفَعَ صوته بالعلم) میں حدیث ۵۹ کی تفہیم کا مطالعہ کریں۔

حدیث ۹۴ کے تمام راویوں کا ذکر ہو چکا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَا اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ يَطَاُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ عَامِرٌ اَعْطَيْنَاكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ يُرْكَبُ فِيْمَا دُوْنَهَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ ۱

باب کسی شخص کا اپنی لونڈی اور گھر والوں کو دینی علم سکھانا

۹۵ ترجمہ : ابوبردہ نے اپنے باپ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں کو دوہرا ثواب حاصل ہوگا۔ ایک شخص اہل کتاب سے جو اپنے نبی پر ایمان لایا پھر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا۔ دوسرا غلام جب اللہ اور اپنے مالکوں کا حق ادا کرے۔ تیسرا وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو وہ اس سے جماع کرتا ہو اور اسے اچھے آداب سکھائے اور اچھی تعلیم دے پھر اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کر لے تو اس کے لئے دوہرا ثواب ہے۔ پھر عامر نے کہا ہم نے یہ حدیث تم کو کسی عوض کے بغیر دی ہے، حالانکہ اس سے کم کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کیا جاتا ہے۔

۹۵ شرح : اہل کتاب کا لفظ مفہوم کے اعتبار سے اگرچہ تورات و انجیل سے عام ہے لیکن عرف شرع میں لفظ کتاب ان دونوں کے ساتھ ہی خاص ہے۔ لہٰذا حدیث میں اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانہ میں یہود و نصاریٰ کے سوا اور کوئی اہل کتاب تھا ہی نہیں اور مراد یہ ہے کہ جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت طیبہ یا بلوغ دعوت و معجزہ سے پہلے نصرانی یا یہودی تھا اور یہ مسلم امر ہے کہ نصرانیت، یہودیت کی ناسخ نہ تھی تحقیق بھی یہی ہے (کرمانی) لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ دوہرا ثواب صرف نصاریٰ کو ہوگا جو ہمارے نبی علیہ السلام پر ایمان لائے، کیونکہ منسوخ دین پر عمل کرنے پر ثواب نہ ہوگا لہٰذا یہودیوں کو دوہرا ثواب نہ ہوگا جبکہ وہ ہمارے نبی علیہ السلام پر ایمان لائیں پس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام پر ایمان لایا پھر سرور کائنات

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اس کو دوہرا ثواب ہوگا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اہل کتاب سے خاص ہے۔ ہمارے زمانہ میں اگر کوئی عیسائی یا یہودی مسلمان ہو جائے تو اس کو دوہرا ثواب نہ ملے گا؛ کیونکہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ان کے نبی نہ تھے بلکہ ان کے نبی صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ صحیح حدیث میں اُمَنَ بِنَبِیِّہٖ کی جگہ بعیسیٰ مروی ہے جس سے یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ اہل کتاب سے مراد نصرانی ہیں مگر عیسیٰ کے ذکر سے موسیٰ کی نفی نہیں ہوتی جبکہ نسائی کی روایت میں تورات و انجیل دونوں کا ذکر ہے۔ الحاصل، الکتاب میں الف، لام عہد کے لئے ہے اور معہود تورات و انجیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِہٖ ھُمْ بِہٖ یُؤْمِنُوْنَ الیٰ قولہ اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ ،، یہ دونوں کو شامل ہے۔ دوسرا دوہرا ثواب حاصل کرنے والا شخص وہ غلام ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اپنے مالک کی خدمت بھی کرے مگر یہ نبوت کے زمانہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ نبوت کے زمانہ کے بعد مستقبل میں بھی ایسے عبد کو دوہرا ثواب حاصل ہوگا۔

اسی طرح اپنی لونڈی کو ادب سکھانے اور تعلیم دینے کے بعد آزاد کر کے اس کے ساتھ نکاح کرنے میں دوہرا ثواب مستقبل میں بھی ہوگا!

تادیب تعلیم میں داخل نہیں ہے؛ کیونکہ تادیب کا تعلق اخلاق و مروءات سے ہے اور تعلیم کا تعلق شرعیات سے ہے یعنی تادیب عرفی اور دنیوی ہے اور تعلیم شرعی اور دینی ہے۔

حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً علم کا اطلاق علمِ دین پر ہوتا ہے اسی لئے علم دین میں ماہر کو عالم کہا جاتا ہے۔

علم دین کے سوا باقی تمام علوم و فنون کی حیثیت رکھتے ہیں اسی لئے منطق و فلسفہ میں ماہر کو منطقی اور فلسفی کہا جاتا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

اسماء رجال

ع۱ محمد بن سلام حدیث ع۱۹ کے تحت دیکھیں۔

ع۲ صالح بن مُسلم بن حیّان ہمدانی کوفی ان کی کنیت ابو حسن ہے۔ یہ صالح بن حیان قرشی نہیں۔ حیّان حَیّ سے منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ اگر اسے حَیّ سے اخذ کیا جائے تو غیر منصرف ہے۔ دوسرا سبب الف و نون زائدتان ہے۔ اگر حَیْن سے لیا جائے تو منصرف ہے جس کا معنی ہلاکت ہے۔

ع۳ عامر شعبی حدیث ع۹ کے تحت دیکھیں۔

ع۴ ابو بردہ ان کا نام عامر اشعری ہے وہ کوفہ کے قاضی تھے۔ ان کے والد حضرت ابو موسیٰ اشعری صحابی ہیں۔ حدیث ع۱۰ کے تحت دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عِظَةِ الْاِمَامِ النِّسَآءَ وَتَعْلِيمِهِنَّ

۹۶ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءَ بْنَ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَشْهَدُ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْقَالَ عَطَآءٌ اَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَشْهَدُ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْقَالَ عَطَآءٌ اَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَظَنَّ اَنَّهٗ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِی الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ وَبِلَالٌ يَاْخُذُ فِیْ طَرَفِ ثَوْبِهٖ وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَطَآءٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَشْهَدُ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب — امام کا عورتوں کو وعظ کرنا اور انھیں علم سکھانا

۹۶ — ترجمہ : عطاء نے کہا میں نے ابن عباس کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہ ہوں یا عطاء نے کہا میں ابن عباس پر گواہ ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے باہر تشریف لائے جبکہ آپ کے ساتھ حضرت بلال تھے۔ آپ نے خیال فرمایا کہ عورتوں کو آپ کی آواز نہیں پہنچی تو آپ نے عورتوں کو وعظ کیا اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ عورتیں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں بلال کو دے رہی تھیں اور وہ پکڑ کر اپنی جھولی میں ڈال رہے تھے۔ اسماعیل نے ایوب سے انھوں نے عطاء سے روایت کی اور عطاء نے ابن عباس سے روایت کی کہ ابن عباس نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہ ہوں۔

۹۶ — شرح : صدقہ وہ مال ہے جو آخرت کے ثواب کے لئے خرچ کیا جائے۔ یہ فرض اور نفل

marfat.com
Marfat.com

دونوں کو شامل ہے، لیکن حدیث میں صدقہ نفلی مراد ہے اور اس پر الف لام عہد کے لئے ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ آپ نے انہیں دیکھا تھا کہ وہ اکثر دوزخ میں ہیں اور صحیح حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتو صدقہ کرو میں نے تمہیں دوزخ میں بکثرت دیکھا ہے۔ صدقہ کرنا بہترین نیکی ہے۔ اور یہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقہ حرام ہے لیکن آپ نے دیگر صدقات کی طرح وجوہِ خیر میں خرچ کرنے کے لئے طلب کیا تھا اپنی ذات کے لئے نہیں طلب کیا تھا۔

امام بخاری نے اسماعیل کی روایت مذکور حدیث کی متابعت اور استشہاد کے لئے ذکر کی ہے۔ امام بخاری نے اسماعیل کو نہیں پایا، کیونکہ یہ اسماعیل بن علی ۱۹۴ ہجری کو فوت ہوئے تھے اور اس سال امام بخاری پیدا ہوئے تھے۔ لہٰذا یہ بخاری کی تعلیق ہے۔ اور اگر "حدثنا وقال" کا عطف "حدثنا شعبۃ" پر ہو تو معنی یہ ہوگا کہ بخاری نے کہا مجھے سلیمان نے خبر دی انھوں نے کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا تو یہ تعلیق نہ رہے گی

علامہ کرمانی نے ذکر کیا کہ ابن بطال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم وقت پر واجب ہے کہ وہ رعیت کے امور کی حفاظت کرے اور انہیں مسائل کی تعلیم دے اور گاہے بگاہے وعظ کرتا رہے۔ اس میں مرد اور عورتیں مساوی ہیں اور صدقہ دوزخ سے نجات دلاتا ہے۔ محی السنہ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر خیرات کر سکتی ہے اور جس حدیث میں جناب سرورِ کائنات کا ارشاد ہے کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ نہیں کر سکتی اس کا محمل وہ عورت ہے جو سمجھ دار نہ ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کو وعظ کرنا اور انہیں آخرت کے مسائل سے واقف کرنا اسلام کے احکام بتانا اور انہیں صدقہ کرنے کی ترغیب دلانا مستحب ہے بشرطیکہ اس میں فساد جنم نہ لے اور واعظ کی عصمت داغدار نہ ہو یا عورتوں کا فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ (بعض عورتیں واعظ کی آواز پر فریفتہ ہو کر رسوائی کی آغوش میں چلی جاتی ہیں اور خاندان کے لئے ننگ و عار کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا جو شخص آواز سے اشعار پڑھ کر اونٹوں کو چلا رہا تھا کہ تو تلوں کا خیال کرنا جبکہ اونٹوں پر عورتیں بھی سوار تھیں اور انہیں پتلوں سے تشبیہ دی کیونکہ وہ جلد اثر قبول کر لیتی ہیں جیسے تھوڑی سی ٹھوکر سے بوتل ٹوٹ جاتی ہے۔ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت یافتہ عورتوں سے یہ متصور نہ تھا، لیکن آپ کی تعلیم قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہے۔ اسی طرح واعظ کا بھی مفتوں ہونا بعید نہیں) عورتیں جب وعظ سننے آئیں تو مردوں سے اختلاط نہ کریں اور ایک طرف رہیں۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے نفلی صدقہ ایجاب و قبول کا محتاج نہیں اور عورتیں عیدین اور جمعہ میں باہر نکل سکتی ہیں بشرطیکہ زینت اور حسن و جمال کا اظہار نہ کریں۔

مفردات : قُرْط "کان کی بالی، اس کی جمع اَقْراط، قُرُوط، قِرْطہ اور قِراط ہے۔ خاتم "انگوٹھی"

marfat.com
Marfat.com

اسماءِ رجال : اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ع۱ سلیمان بن حرب حدیث ع۲۰ دوسرے شعبہ بن حجاج حدیث ع۹ ۔ تیسرے، ایوب سختیانی حدیث ع۱۵ کے تحت دیکھیں ۔ ع۴ عطاء بن ابی رباح قرشی بصری مکی ہیں ۔ ان کے بال کالے شکن دار تھے آخر میں نابینا ہوگئے تھے ۔ بہت بڑے فقیہہ تابعی ہیں ۔ اسماعیل بن اُمیہ نے کہا عطاء خاموش رہتے تھے جب کلام کرتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تائید الٰہی سے کلام کرتے ہیں ۔ ستر حج کئے ایک سَو سال بقیدِ حیات رہے ۔ ان کا مذہب یہ تھا کہ جب جمعہ کے روز عید کا دن آجائے تو عید کی نماز واجب ہے اس کے بعد جمعہ اور ظہر واجب نہیں اور عصر تک کوئی نماز واجب نہیں ۔ احناف کا یہ مذہب نہیں ۔ ۱۱۵ ہجری میں فوت ہوئے ۔

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

حضرت بلال بن رباح حبشی قرشی تیمی ہیں ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے ۔ ابوعبدالرحمٰن اور ابوعبدالکریم بھی ذکر کی جاتی ہے ۔ وہ قدیم الاسلام ہیں ۔ اُنھوں نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا اور انہیں بہت اذیتیں پہنچائی گئیں ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر ہمارے پاس مال ہوتا تو ہم بلال کو خرید کر لیتے ۔ ابوبکر صدیق نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں بلال خرید کر دیں تو عباس رضی اللہ عنہ نے بلال کی مالکہ سے فرمایا اپنا غلام میرے ہاتھ فروخت کردو کہیں ایسا نہ ہو کہ تو اس کی قیمت سے محروم ہوجائے ۔ اُس نے کہا تم اسے کیا کروگے یہ تو خبیث ہے ۔ حضرت عباس نے اسے خرید کر ابوبکر صدیق کے پاس بھیج دیا ۔ اور ابوبکر نے اسے آزاد کر دیا بعض علماء نے کہا جب بلال کو اس حال میں خریدا کہ وہ پتھروں کے نیچے دبے ہوئے تھے ۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو وہ شام کی طرف جانے لگے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پاس رہو ۔ بلال نے کہا اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لئے آزاد کیا ہے تو مجھے روک رکھیں اور اگر اللہ کے لئے آزاد کیا ہے تو مجھے جانے دیں میں اللہ کی طرف جاتا ہوں ۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا جاؤ تو وہ شام کی طرف چلے گئے وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام جنگوں میں شریک رہے ۔ جب مُسلمان ہوئے تو امیہ بن خلف نے انہیں سخت سے سخت عذاب دینا شروع کیا ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس پر قادر کیا اور جنگِ بدر میں اسے قتل کر دیا ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چند ابیات کہے ان میں سے ایک یہ ہے ؎

هَنِيئًا زَادَكَ الرَّحْمٰنُ فَضْلًا ۞ فَقَدْ أَدْرَكْتَ ثَارَكَ يَا بِلَالُ

اے بلال اللہ تیری فضیلت کو بڑھائے تو نے اپنا انتقام لے لیا ہے "

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف ایک بار آذان کہی جبکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام آئے تھے اور آپ کی فرمائش پہ بلال نے اذان کہی تھی اور ایک بار جبکہ وہ مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحِرْصِ عَلَى الْحَدِيْثِ

۹۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَنْ لَا يَسْاَلَنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَحَدٌ اَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَاَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ

روضۂ اطہر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے آئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں اذان کہنے کے لئے کہا تو اذان دی اور رونے کے باعث اذان پوری نہ کر سکے تھے۔ اُنھوں نے چوبیس احادیث روایت کی ہیں۔ امام بخاری نے سند کے بغیر دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔ بیس ہجری کو دمشق یا حلب میں فوت ہوئے ان کے فضائل بہت ہیں رضی اللہ عنہ۔

باب — حدیث سُننے پر حرص کرنا

۹۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ قیامت کے روز آپ کی شفاعت سے سعادت مند کون شخص ہوگا ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے ابوہریرہ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ اس حدیث سے متعلق تجھ سے پہلے مجھ سے کوئی سوال نہ کرے گا ؛ کیونکہ میں حدیث سُننے پر تیری حرص دیکھ چکا ہوں۔ قیامت کے روز میری شفاعت سے سعادت مند وہ شخص ہوگا جس نے صدق دل کے ساتھ یا صدقِ نفس کے ساتھ (یہ راوی کا شک ہے) لا الٰہ الا اللہ کہا ہو !

۹۷ — شرح : یعنی جو شخص خلوصِ قلب سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے مستفیض ہوگا لہٰذا منافق کی شفاعت نہ ہوگی اور محض

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى اَبِىْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ اُنْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبْهُ فَاِنِّىْ خِفْتُ دُرُوْسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَآءِ وَلَا يُقْبَلُ اِلَّا حَدِيْثُ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيُفْشُوا الْعِلْمَ وَلْيَجْلِسُوْا حَتّٰى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ فَاِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتّٰى يَكُوْنَ سِرًّا

لا الہ الا اللہ کہنا نجات کے لئے کافی نہیں بلکہ پورا کلمہ توحید مراد ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ میں نے الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ پڑھی یعنی ساری سورت پڑھی۔ اہل سنت وجماعت کا یہ مذہب ہے کہ گنہگاروں اور اصحاب کبائر کی شفاعت ہوگی۔ معتزلہ کہتے ہیں گنہگاروں اور عذاب کے مستحق لوگوں کی شفاعت نہ ہوگی۔ اس حدیث سے ان کا بلیغ ردّ ہوتا ہے کرمانی نے قاضی عیاض سے نقل کیا کہ شفاعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختص ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ قیامت کے ڈر سے آرام دلائیں گے۔ دوسری قسم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے اور وہ یہ کہ آپ بعض لوگوں کو حساب کے بغیر جنت میں داخل کرنے کی شفاعت فرمائیں گے تیسری شفاعت ایسے لوگوں کی ہوگی جو دوزخ کے مستحق قرار پا جائیں گے ان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے اور جس کی شفاعت اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ شفاعت کرے گا۔ چوتھی شفاعت ان لوگوں کی ہوگی جو دوزخ میں چلے جائیں گے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ اور مومنوں کی شفاعت سے ان کو دوزخ سے نکالا جائے گا جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ پانچویں شفاعت جنت میں جنتیوں کے درجات بلند کرنے کے لئے ہوگی۔ اس شفاعت کو پہلی قسم کو معتزلہ بھی مانتے ہیں۔ شفاعت کی پہلی قسم شفاعت عظمیٰ ہے اور مقام محمود سے یہی شفاعت مراد ہے۔ تیسری اور پانچویں شفاعت مراد لینا بھی جائز ہے مگر شفاعت صرف اہل اخلاص کی ہوگی۔

حدیث کا معنی جدید ہے عام لوگوں کے نزدیک حدیث کلام کو کہتے ہیں۔ شریعت مطہرہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا جائے وہ حدیث ہے اس میں قرآن کریم کے مقابلہ کا لحاظ کیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ کا کلام قدیم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام جدید ہے۔ جوہری نے کہا حدیث قدیم کی ضد ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ۱ عبدالعزیز بن عبداللہ بن یحیی ہمدانی اویسی قرشی عامری مدنی ہیں ان کی کنیت ابوالقاسم ہے فقیہ ہیں۔ ۲ سلیمان بن بلال تیمی قرشی

marfat.com
Marfat.com

۹۸ ــ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ بِذٰلِكَ يَعْنِي حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلٰى قَوْلِهِ ذِهَابَ الْعُلَمَاءِ

بربری مدنی ہیں حدیث ع۸ کے تحت دیکھیں۔ ع۲ عمرو بن ابی عمرو مدنی ہیں ان کی کنیت ابوعثمان ہے۔ ابوجعفر منصور کی ابتداءِ خلافت میں فوت ہوئے۔ ع۴ سعید بن ابی سعید مقبری مدنی ہیں حدیث ع۳۸ کے تحت دیکھیں

باب ــ علمِ دین کیسے اُٹھے گا؟

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن حزم کو خط لکھا کہ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث دیکھو اسے لکھ لو کیونکہ مجھے علم کے مٹ جانے اور علماء کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہی قبول کی جائے۔ علم کی خوب اشاعت کریں اور علمی مجالس قائم کریں حتیٰ کہ جو نہیں جانتا اسے علم سکھایا جائے؛ کیونکہ علم ضائع نہ ہوگا حتیٰ کہ اس کو چھپایا جائیگا۔

۹۸ ــ ترجمہ: علاء بن عبدالجبار نے عمر بن عبدالعزیز کی حدیث ذہاب العلماء تک روایت کی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز کے عہدِ خلافت میں ابوبکر بن حزم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے حاکم تھے۔ آپ نے ان کو احادیث نبویہ جمع کرنے کا حکم دیا تھا تاکہ علماء کے فوت ہو جانے اور علم کی اشاعت نہ ہونے سے علم کے مٹنے کا خطرہ نہ رہے کیونکہ جب علم سینوں میں بند رکھا جائے اور اس کی اشاعت و کتابت نہ ہو تو ظاہر ہے کہ علم ختم ہو جائے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم دین کو علم کی اشاعت کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے۔ واللہ اعلم!

۹۹ ــ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم دین یکدم نہ اُٹھائے گا؛ لیکن علماء کے فوت کرنے سے علم دین کو اُٹھائے گا حتیٰ کہ جب کوئی عالم دین باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے اور اُن سے مسائل پوچھے جائیں گے وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے۔ وہ خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ فربری (بخاری کے شیخ) نے کہا ہمیں عباس

marfat.com
Marfat.com

۹۹ — حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا قَالَ الْفِرَبْرِيُّ نَا عَبَّاسٌ قَالَ ثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهٗ

نے خبر دی اُنھوں نے کہا۔ ہم سے قتیبہ نے حدیث بیان کی اُنھوں نے کہا ہم سے جریر نے ہشام سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۹۹ — شرح : ابن بطال نے کہا اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر علم کا احسان کرکے اور ان کو علم عطا کرکے نہیں چھینے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات اس سے پاک وصاف ہے کہ اپنے بندوں کو علم عطا کرے جو اس کی معرفت اور اس پر اور اس کے رسُول پر ایمان لانے کا باعث ہو۔ پھر وہ ان سے چھین لے بلکہ علم کا ضیاع اس کے تعلّم کے ضیاع کے باعث ہوگا جبکہ علماء کا کوئی وارث باقی نہ رہے گا ——— مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا کے باب میں مذکور حدیث ۷۱ اور اس حدیث میں تضاد نہیں کیونکہ اگر اِتیان امر کی تفسیر قیامت سے نہ کی جائے تو یہ حدیث تخصیص پر محمول ہوگی۔ واللہ اعلم!

اسماءِ رجال

: ع۱ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ راشد اموی ہیں۔ ابتداء کتاب الایمان میں دیکھیں ع۲ ابوبکر بن محمد بن عمرو ابن حزم انصاری ان کی کنیت ابومحمد ہے وہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں قاضی اور امیر رہے۔ ایک سو بیس ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ حدیث ع۹۸ ۱۔ علاء بن عبدالرحمٰن بصری ہیں ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔ مکہ مکرمہ میں سکونت رکھتے تھے۔ ۱۱۲۔ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۲ عبدالعزیز بن مسلم خراسانی قتیبی ہیں بصرہ میں سکونت رکھتے تھے۔ یحییٰ بن اسحاق نے کہا وہ ابدال میں سے تھے۔ ۱۶۷۔ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۳ عبداللہ بن دینار عدوی قرشی مدنی ہیں۔ حدیث ع۸ کے تحت دیکھیں

حدیث ع۹۹ کے پانچ راوی ہیں : ع۱ اسماعیل بن اویس حدیث ع۲۱ کے اسماء میں دیکھیں ع۲ امام مالک مشہور ہیں۔ ع۳،۴ ہشام اور عروہ حدیث ع۲ کے اسماء میں دیکھیں۔ ع۵ عبداللہ بن عمرو بن عاص حدیث ع۹ کے اسماء میں دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَآءِ يَوْمٌ عَلٰى حِدَةٍ فِي الْعِلْمِ

۱۰۰ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْاَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النِّسَآءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيْهِ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ فَكَانَ فِيْمَا قَالَ لَهُنَّ مَا مِنْكُنَّ اِمْرَاَةٌ تُقَدِّمُ ثَلٰثَةً مِنْ وَلَدِهَا اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَيْنِ

باب — کیا عورتوں کو علم سکھانے کے لئے علیحدہ دن مقرر کیا جائے؟

۱۰۰ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عورتوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ کے حضور مرد ہم پر غالب آگئے ہیں۔ آپ اپنی طرف سے ہمارے لئے کوئی دن مقرر کر دیں پس آپ نے ان سے ایک مقررہ دن کا وعدہ فرما لیا جس میں آپ عورتوں کے پاس تشریف لے جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وعظ فرمایا اور شریعت کے احکام بتائے اور جو کچھ ان کو وعظ کیا اس میں آپ نے فرمایا۔ جس عورت نے اپنے تین بچے آگے بھیجے ہیں۔ وہ اس کے لئے دوزخ سے حجاب (پردہ) بن جائیں گے۔ ایک عورت نے کہا جس کے دو بچے فوت ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا اور دو بچے۔

۱۰۰ — شرح : یعنی عورتوں نے عرض کیا کہ مرد ہر روز آپ کی مجلس شریف میں بیٹھتے ہیں علم سیکھتے ہیں اور امورِ دین آپ سے سیکھتے ہیں۔ ہم عورتیں کمزور ہیں مردوں سے مزاحمت نہیں کر سکتی ہیں۔ آپ ہمارے لئے کوئی دن مقرر فرما دیں۔ جس میں ہم آپ سے علم سیکھیں اور امورِ دین سنیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو وعظ کرنے کے لئے دن مقرر فرمایا۔

marfat.com
Marfat.com

۱۰۱ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِیِّ عَنْ ذَکْوَانَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذَا وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ ثَلٰثَةٌ لَمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ

معلوم ہوا کہ عورتیں دینی مسائل سیکھنے کے لئے مردوں سے کلام کرسکتی ہیں اور جس عورت کا کوئی نابالغ بچہ فوت ہوجائے اور وہ اس پر صبر کرلے تو وہ اس کے لئے دوزخ سے حجاب بن جاتا ہے یعنی بچہ اپنی ماں کی شفاعت کریگا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ دینی امور کے لئے دن مقرر کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

اسمائے رجال

: اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ۱ آدم بن ابی ایاس حدیث ۹ کے اسماء میں دیکھیں۔ ۲ شعبہ بن حجاج حدیث ۹ کے اسماء میں دیکھیں۔ ۳ عبدالرحمٰن بن عبداللہ اصبہانی کوفی ہیں۔ دراصل اصبہان کے رہنے والے ہیں جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اصبہان کو فتح کیا تو وہاں سے باہر نکل گئے۔ اصبہان عراق عجم میں ایک شہر ہے اس میں بہت محدث ہوئے ہیں۔ ۴ ابوصالح ذکوان حدیث ۸ کے تحت دیکھیں۔ ۵ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حدیث ۱۸ کے اسماء میں دیکھیں۔

---

۱۰۱ - ۱۰۲ —

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی روایت کی اور عبدالرحمٰن ابن اصبہانی نے کہا میں نے ابوحازم کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کے تین بچے فوت ہوجائیں جو سنِ بلوغ تک نہ پہنچے ہوں۔

شرح : یعنی راوی نے اس حدیث میں " ثَلٰثَةٌ " کے لفظ کے بعد " لَمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ " ذکر کیا ہے اور حنث کا معنیٰ گناہ ہے۔ یعنی وہ عقل اور تکلیف کی عمر تک نہیں پہنچے اور مکلف ہونے سے پہلے فوت ہوگئے اور ان کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوا، حدیث شریف میں اگرچہ عورت کا ذکر ہے مگر مردوں کا بھی یہی حکم ہے جبکہ وہ صبر کریں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اسناد کو علو درجہ کی وجہ سے پہلے ذکر کیا ہے؛ کیونکہ اس میں شعبہ اور بخاری کے درمیان صرف ایک راوی ہے اور وہ آدم ہے بخلاف دوسرے اسناد کے اس میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَفْهَمْهُ فَرَاجَعَهُ حَتّٰى يَعْرِفَهُ

۱۰۲ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَا تَسْمَعُ شَيْئًا لَا تَعْرِفُهُ اِلَّا رَاجَعَتْ فِيْهِ حَتّٰى تَعْرِفَهُ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ اَوَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا قَالَتْ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكْ

ان کے درمیان دو شخص ہیں اور وہ محمد بن بشار اور غندر ہیں رضی اللہ عنہم ،، امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلی حدیث میں ابن الاصبہانی ذکر کرنے اور اس حدیث میں عبدالرحمٰن بن الاصبہانی ذکر کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے کیونکہ انھوں نے جو الفاظ اپنے شیوخ سے سنے تھے اسی طرح ان کو ذکر کیا تاکہ ان کے الفاظ محفوظ رہیں ،،

اسماء رجال : اس حدیث کے چھ راوی ہیں : ع۱ محمد بن بشار ان کا لقب بندار ہے۔ حدیث ع۶۷ کے تحت دیکھیں ع۲ محمد بن جعفر غندر بصری ہیں۔ حدیث ع۳۱ کے تحت دیکھیں ع۳ شعبہ بن حجاج حدیث ع۹ کے تحت دیکھیں ۔ ع۴ عبدالرحمٰن بن اصبہانی ع۵ ذکوان ع۶ ابوسعید خدری سب گذر چکے ہیں۔ ابوحازم سلیمان عزہ کا مولیٰ ہیں۔ اشجعی تابعی کوفی ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ولائت میں فوت ہوئے اور پانچ سال ابوہریرہ کی مجلس میں بیٹھتے رہے۔

باب جس نے کوئی مسئلہ سنا اور سمجھ میں نہ آیا تو اسے دوبارہ پوچھے حتّٰی کہ اسے اچھی طرح سمجھ لے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لِيُبَلِّغِ الْعِلْمَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۰۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

۱۰۲ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کوئی بھی مسئلہ سنتیں اور وہ سمجھ میں نہ آتا تو اس کو دوبارہ پوچھتیں حتیٰ کہ اچھی طرح سمجھ لیتیں۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں جس شخص سے حساب لیا گیا اسے عذاب دیا جائے گا۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کیا اللہ تعالیٰ فرماتا نہیں ہے "عنقریب آسان حساب لیا جائے گا"، ام المؤمنین نے کہا آپ نے فرمایا اس سے مراد صرف پیش کرنا ہے لیکن جس شخص سے حساب تفصیلاً لیا جائے گا وہ ہلاک ہوگا!

۱۰۲ شرح : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے معارضہ کا سبب یہ ہے کہ حدیث شریف ان سب لوگوں کو شامل ہے جن سے حساب لیا جائے گا اور آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کو عذاب نہ دیا جائے گا اور وہ اصحاب یمین ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ میں حساب سے مراد محض ابراز و اظہار ہے یعنی حساب کے لئے اس طرح پیش کرنا کہ اس کے گناہ ذکر کئے جائیں پھر ان سے درگزر کر دیا جائے اور حدیث شریف میں حساب سے مراد یہ ہے کہ اس کے گناہوں کو تفصیلاً ذکر کیا جائے اور درگزر نہ کیا جائے ایسا شخص یقیناً ہلاک ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا مسائل میں خوب تحقیق فرمایا کرتی تھیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حدیث کا قرآن کے ساتھ مقابلہ کرنا جائز ہے اور قیامت میں لوگ حساب میں متفاوت ہوں گے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : اس حدیث کے چار راوی ہیں : ۱ سعید بن حکم بن محمد بن ابی مریم حافظ جمحی ہیں۔ ۲۲۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابو حاتم اور یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے ۲ نافع بن عمر بن عبداللہ قرشی جمحی مکی ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا وہ صحیح الحدیث ہیں۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ ابو حاتم نے کہا وہ ثقہ ہیں اور ان کی حدیث کو حجت کہا جاتا ہے۔ ۱۶۹ ہجری کو مکہ میں فوت ہوئے ۳ عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ تیمی مکی ہیں ان کی کنیت ابو بکر ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قاضی اور مؤذن تھے۔ ۱۱۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابو ملیکہ کا نام زہیر ہے۔ ۴ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث ۱ کے تحت دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدٌ هُوَ ابْنُ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ اَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ وَهُوَ یَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلٰی مَکَّةَ اِئْذَنْ لِیْ اَیُّهَا الْاَمِیْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ یَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ وَاَبْصَرَتْهُ عَیْنَایَ حِیْنَ تَکَلَّمَ بِهٖ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَکَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ یُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا یَحِلُّ لِاِمْرِئٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا یَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِیْهَا فَقُوْلُوْا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ یَاْذَنْ لَکُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِیْ فِیْهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْیَوْمَ کَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِیْلَ لِاَبِیْ شُرَیْحٍ مَا قَالَ عَمْرٌو قَالَ اَنَا اَعْلَمُ مِنْكَ یَا اَبَا شُرَیْحٍ لَا یُعِیْذُ عَاصِیًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ

باب مجلسِ علم میں حاضر شخص غائب کو علم پہنچا دے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا۔

۱۰۳ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت کی۔ ابوشریح سے روایت ہے کہ انھوں نے عمرو بن سعید جبکہ وہ لشکر مکہ مکرمہ بھیج رہا تھا سے کہا اے امیر مجھے اجازت دیجئے میں آپ کو ایک بات سے خبردار کروں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلے روز فتح مکہ کے وقت خطبہ دیا تھا میرے کانوں نے اسے سنا۔ میرے دل نے اسے یاد کیا اور میری آنکھوں نے آپ کو دیکھا جبکہ آپ نے خطبہ فرمایا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی پھر فرمایا مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے لوگوں نے اس کو حرام نہیں کیا (مکہ مکرمہ میں قتل وغارت کو) کسی شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں خونریزی کرے اور اس کے درخت کاٹے اور اگر کوئی شخص اس میں رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے قتال اور جنگ کرنے سے رخصت ثابت کرے تو اسے کہہ دو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دے دی تھی تم کو اس کی اجازت نہیں دی اور میرے لئے صرف دن کی ایک گھڑی میں لڑائی کی اجازت تھی۔ پھر آج اس کی حرمت ایسے ہی ہوگئی ہے جیسے کل تھی۔ چاہیئے حاضر شخص غائب کو یہ خبر پہنچا دے۔ پھر ابو شریح سے کہا گیا آپ کو عمرو نے کیا جواب دیا تھا۔ ابو شریح نے کہا اس نے یہ کہا تھا اے ابو شریح میں تم سے یہ زیادہ جانتا ہوں مگر مکہ مکرمہ گنہگار کو نہ قتل کرکے بھاگ کر آنے والے کو اور نہ ہی فساد اور جنائت کرکے آنے والے کو پناہ دیتا ہے۔

۱۰۳ — شرح : حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ یزید اور عبدالملک کی نسبت خلافت کے زیادہ مستحق تھے کیونکہ یزید اور عبدالملک سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی گئی تھی۔ ارشادِ نبوی کے مطابق جس کی بیعت پہلے کی جائے وہی خلیفہ ہوتا ہے اگر اس کے مقابلہ میں کوئی دوسرا سر اٹھائے تو اس کی گردن اڑا دینے کا حکم ہے۔ امام مالک اور دیگر علماءِ اہلِ سنت سب کا اس پر اتفاق ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب یزید تخت نشین ہوا تو حضرت عبداللہ بن زبیر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ یزید نے مدینہ منورہ کے حاکم عمرو بن سعید کو حکم دیا کہ وہ مکہ مکرمہ پر چڑھائی کرے اس صورتِ حال سے نپٹنے کے لئے عمرو بن سعید نے عبداللہ بن زبیر کا مقابلہ کرنے کے لئے مکہ پر چڑھائی کی۔

اس وقت حضرت ابو شریح نے عمرو بن سعید سے کہا کہ مکہ مکرمہ میں قتال حرام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے تو اس کے جواب میں عمرو بن سعید نے کہا کہ حرمِ مکہ گنہگار کو، قتل کرکے بھاگ کر آنے والے کو اور نہ ہی فساد اور جنائت کرنے والے کو پناہ دیتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کَلِمَۃٌ حَقٌّ اُرِیْدَ بِھَا بَاطِلٌ یعنی عمر بن سعید کا یہ کہنا تو درست ہے مگر اس کی مراد غلط تھی؛ کیونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس کا مصداق ہرگز نہیں تھے۔ بلکہ وہ خلافت کے زیادہ لائق تھے۔ عمرو بن سعید کو اشدق بھی کہا جاتا تھا وہ صحابی نہیں اور نہ ہی تابعی تھا۔ اس کے والد کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ عبدالملک کے خلاف اس نے خروج کیا مگر اس نے اس کو امن دے کر دھوکہ سے قتل کر دیا تھا۔ ابو شریح خویلد بن عمر خزاعی ہے وہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے وَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ۔ حدیث کا یہ حصہ باب کے مناسب ہے۔ یعنی ابو شریح نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا اس وقت میں حاضر تھا تو غائب تھا میں نے تجھے آپ کا ارشاد پہنچا دیا ہے۔ آگے جو جانتے ہو کرو!

اسماء رجال : ع۱ عبداللہ بن یوسف تنیسی۔ ع۲ لیث بن سعد فہمی مصری بغداد میں آئے۔ منصور نے انہیں مصر کا محکمہ قضا پیش کیا، لیکن انھوں نے انکار کر دیا اور معذرت چاہی۔ حدیث ع۲ کے تحت دیکھیں۔ ع۳ سعید بن ابی سعید مقبری حدیث ع۳۸ کے تحت دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

۱۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ ذَكَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاَحْسِبُهُ قَالَ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ وَكَانَ مُحَمَّدٌ يَقُوْلُ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ ذٰلِكَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ

ع۴ ابو شریح خویلد بن عمرو خزاعی عدوی کعبی فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے۔ فتح مکہ کے دن بنی کعب کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ ۶۸ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

۱۰۴ ترجمہ : ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اور کہا کہ آپ نے فرمایا تمہارے خون اور تمہارے مال محمد بن سیرین نے کہا میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے اس دن کی اس مہینہ میں حرمت ہے۔ خبردار رقم سے حاضر شخص غائب کو یہ حدیث پہنچا دے محمد بن سیرین کہا کرتے تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ایسا ہی ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تبلیغ امت تک پہنچ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد دو مرتبہ فرمایا۔

۱۰۴ شرح : اس حدیث میں قتل کی حرمت، غصب کی حرمت اور غیبت کی حرمت کا بیان ہے۔ کلام میں تکرار سے تاکید مقصود ہے۔

ابن بطال نے کہا اللہ تعالیٰ نے جب نبیوں سے یہ وعدہ لیا کہ وہ اپنی امتوں کو تبلیغ کریں گے اور علماء کو نبیوں کا وارث بنایا تو علماء پر بھی تبلیغ واجب ہوئی۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تبلیغ فرض عین تھی۔ مگر اس زمانہ میں جبکہ دین کی تشہیر عام ہو چکی ہے۔ عام لوگوں تک دین پہنچ چکا ہے۔ اب اس کی تبلیغ فرض کفایہ ہے۔

حدیث ع۶۵ کی شرح دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۰۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي مَنْصُوْرٌ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ

۱۰۷ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ اِنِّيْ لَا اَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اُفَارِقْهُ وَلٰكِنْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

باب جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا اس کا گناہ

۱۰۶ — ترجمہ : ربیع بن حراش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اوپر جھوٹ نہ بولو، کیونکہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ دوزخ میں داخل ہوگا!

۱۰۶ — شرح : یعنی جو شخص میری طرف جھوٹی بات کی نسبت کرے گا اس کی جزاء یہ ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ دراصل ایسے کاذب کی جزاء تو یہ ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ اس جھوٹ پر سزا دینا چاہے تو دے گا اور وہ معاف بھی کر سکتا ہے۔ دوزخ میں اس کا داخل ہونا حتمی نہیں۔ اسی طرح اصحاب کبائر کے لئے وعیدات کا یہی حکم ہے پھر اگر اُسے جزاء دی جائے اور دوزخ میں داخل کر دیا جائے تو ہمیشہ اس میں نہ رہے گا؛ بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل وکرم سے دوزخ سے باہر

marfat.com
Marfat.com

۱۰۷ — حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ اَنَسٌ اِنَّهٗ لَيَمْنَعُنِيْ اَنْ اُحَدِّثَكُمْ حَدِيْثًا كَثِيْرًا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

۱۰۸ — حَدَّثَنَا اَلْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ هُوَ ابْنُ الْاَكْوَعِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

نکالے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور کافر کی بخشش نہیں اس کے علاوہ اصحابِ کبائر کو جسے چاہے معاف کر دے

اسماءِ رجال

: اس حدیث کے پانچ راوی ہیں: ع۱ علی بن جعد جوہری بغدادی حدیث ۵۰ کے اسماء میں دیکھیں ع۲ شعبہ بن حجاج کئی بار گزرا ہے ع۳ منصور بن معتمر حدیث ۶۸ کے تحت دیکھیں ع۴ ربعی بن حراش بن حجش عبسی کوفی ہیں۔ زاہد پرہیزگار اور بہت بڑے عابد تھے۔ سو ہجری میں فوت ہوئے انھوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اُن کے دو بیٹے حجاج بن یوسف کے نافرمان تھے کسی نے حجاج سے کہا کہ اُن کے باپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا انہیں بُلا کر پوچھیں کہ وہ کہاں ہیں؟ چنانچہ ربعی بن حراش آئے اور جب ان سے پوچھا گیا تو کہا وہ دونوں گھر میں ہیں۔ حجاج نے کہا میں نے دونوں کو معاف کر دیا؛ کیونکہ آپ نے سچ بولا ہے۔ اُنھوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی نہیں ہنسیں گے حتیٰ کہ انہیں یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد ان کا مقام جنت ہے یا دوزخ ہے چنانچہ وہ فوت ہونے کے بعد ہنسے تھے۔ ان کے دو بھائی مسعود اور ربیع تھے۔ مسعود نے بھی فوت ہونے کے بعد کلام کیا تھا؛ کیونکہ اُنھوں نے بھی قسم کھائی تھی کہ جب تک انہیں جنتی ہونے کا علم نہ ہوگا وہ نہیں ہنسیں گے جب وہ فوت ہوئے تو انہیں غسل دینے والے نے کہا جب تک ہم غسل دیتے رہے وہ مسکراتے رہے حتیٰ کہ جب ہم غسل سے فارغ ہو گئے تو ان کی مسکراہٹ بھی ختم ہو گئی۔ ابن مدینی نے کہا مسعود سے صرف یہی مروی ہے کہ اُنھوں نے فوت ہونے کے بعد کلام کیا تھا۔ پانچویں راوی حضرت علی بن ابی طالب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ہیں۔

باب المناقب میں پوری تفصیل سے ان کا ذکر ہوگا جبکہ تنویر الابصار میں بھی تفصیلاً ان کا ذکر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۱۰۷ — ترجمہ : عامر بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ سے روائت کی کہ میں نے زبیر سے کہا میں نے آپکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا جیسے فلاں اور فلاں حدیث بیان کرتے ہیں۔ زبیر نے کہا خبردار! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوا لیکن میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے۔

۱۰۸ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے یہ شئی منع کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قصداً میرے اوپر جھوٹ بولا وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے۔

۱۰۷ - ۱۰۸ — شرح : یعنی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضر اور سفر کے اکثر اوقات میں آپ سے جدا نہیں ہوا، لیکن میں نے آپ سے یہ سنا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے وہ دوزخی ہے۔ حضرت زبیر کو یہ خوف نہ تھا کہ وہ رسول اللہ کی حدیث میں قصداً جھوٹ بولیں گے، لیکن ان کو یہ ڈر تھا کہ ممکن ہے وہ حدیث بیان کرنے میں خطا کر جائیں تو ان کی زبان سے غلطی سے جھوٹ نکل جائے جبکہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یقین نہ ہو مگر جب کوئی دوسرا اس طرح جھوٹی روائت کر دے تو جب تک وہ اسے جائز نہ سمجھے گا اس کو کافر نہیں کہہ سکتے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روائت کا مقصد یہ ہے کہ کثرت حدیث اگرچہ سچی ہو "عادۃً" اکثر میں جھوٹ منہ سے نکل جاتا ہے؛ کیونکہ زیادہ باتیں کرنے والا سالم نہیں رہتا جو شخص چراگاہ کے نزدیک جانور چرائے ہوسکتا ہے کہ وہ اس میں واقع ہو جائے۔ واللہ اعلم!

اسماءِ رجال

: اس حدیث کے چھ راوی ہیں : ع۱ ابوالولید ہشام بن عبدالملک طیالسی بصری شیخ الاسلام ہیں حدیث ع۱۶ کے تحت دیکھیں۔ ع۲ شعبہ ع۳ جامع بن شداد اسدی کوفی ان کی کنیت ابوصخرہ ہے۔ ۱۱۸ - ہجری میں فوت ہوئے ع۴ عامر بن عبداللہ بن زبیر بن عوام اسدی قرشی ہیں ۱۲۴ - ہجری میں فوت ہوئے ع۵ عبداللہ بن زبیر بن عوام ان کی کنیت ابوبکر ہے۔ کہا گیا ہے کہ ابوالخبیب ہے۔ وہ صحابی بن صحابی امیر المؤمنین ہیں۔ مدینہ منورہ میں آپ پیدا ہوئے آپ اسلام میں پہلے مولود ہیں آپ کو اسماء بنت ابی بکر صدیق نے قباء میں جنم دیا۔ آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے انہیں آغوشِ رحمت میں لے کر کھجور کو اپنے دہن مبارک میں چبا کر ان کے منہ میں لعاب ڈالا جو سب سے پہلے ان کے پیٹ میں گیا پھر ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی وہ کوسیج تھے ان کی داڑھی نہیں تھا دن کو روزے رکھتے اور رات بھر نماز میں رہتے تھے۔ صلہ رحمی بہت کرتے تھے انہوں نے قسم کھائی تھی کہ ہر سال تین راتیں اس طرح گزاریں گے کہ ایک رات نماز میں قیام دوسری رات رکوع اور تیسری رات سجود میں صبح تک رہیں گے وہ عظیم المجاہد انسان تھے۔ افریقہ پر حملہ آور ہوئے تو ان کے پاس افریقیوں کا بادشاہ ایک لاکھ بیس ہزار افراد پر مشتمل لشکر لے کر مقابلہ کے لئے آیا جبکہ مسلمان

marfat.com
Marfat.com

صرف بیس ہزار تھے۔ حضرت عبداللہ بن زُبیر نے ان کے بادشاہ کو دیکھا کہ وہ اپنے لشکر سے باہر نکلا ہے تو اُنھوں نے چند صحابہ کو ساتھ لے کر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور خداوند قدّوس نے ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح دی۔
جب یزید بن معاویہ مرگیا تو چونسٹھ ہجری میں حضرت عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی گئی اور وہ خلیفہ مقرر ہُوئے اور حجاز یمن، عراق اور خراسان والوں نے ان کی اطاعت قبول کی، لیکن اہلِ شام نے اطاعت قبول نہ کی۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر نے کعبہ کی عمارت کی تجدید کی اور اسے از سرِ نو تعمیر کر کے اس کے دو دروازے بنائے اور لوگوں کے ساتھ آٹھ حج کئے اور بدستور خلیفہ رہے حتیٰ کہ حجاج بن یوسف نے ان کو بہتر ہجری کو مکہ مکرمہ میں محصُور کر دیا اور خود حجاج نے حج کے فرائض سرانجام دیئے اور حضرت عبداللہ بن زبیر محصُور رہے حتیٰ کہ انہیں ایک پتھر لگا جس سے ان کی موت واقع ہُوئی ان کی لاش کو مصلوب کیا گیا اور اُن کا سَر خراسان بھیج دیا گیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ قرشی اور ان دس صحابہ میں سے ہیں جنہیں ایک محفل میں جنت کی خوشخبری دی گئی تھی وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس شوریٰ کے ممبر بھی تھے۔ ان کی والدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ ان دونوں ماں اور بیٹے نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ جبکہ زبیر کی عمر صرف سولہ ۱۶ برس تھی تو ان کے چچا نے انہیں سخت عذاب دیا اور شدید دھوئیں میں انہیں محبوس کر دیا تاکہ وہ اسلام سے منحرف ہو جائیں، لیکن اُنھوں نے عذاب کو ترکِ اسلام پر ترجیح دی۔ پھر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام جنگوں میں شریک رہے۔ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۳۸۔ حدیثیں روائت کی ہیں۔ جن میں سے امام بخاری نے نو احادیث ذکر کی ہیں۔ اُنھوں نے اسلام میں سب سے پہلے کافروں کی سرکوبی کے لئے تلوار اُٹھائی اور اُحد کی لڑائی میں آپ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ ان کا رنگ سفید جسم کی ضخامت معتدل اور رخساروں کا گوشت ہلکا تھا۔
اُنھوں نے جنگِ جمل میں لڑنا ترک کر دیا تھا اور واپس لوٹ آئے تھے اور ان کے پیچھے باغیوں کی جماعت نے ان کا تعاقب کر کے بصرہ کے قریب وادی السباع میں انہیں قتل کر دیا اور وہیں مدفون ہُوئے۔ پھر ان کی میت کو بصرہ لے جایا گیا۔ وہاں ان کا مزار شریف مشہور ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
ان حضرات کے مناقب کی تفصیل باب المناقب میں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ۱۰۸ کے اسماءِ رجال

: چار ہیں : ع۱ ابومعمر عبداللہ بن عمرو بن حجاج منقری بصری ع۲ عبدالوارث بن سعید ابن ذکوان تیمی قریشی بصری حدیث ع۳، کے اسماء میں دونوں کا ذکر ہو چکا ہے ع۳ عبدالعزیز بن صہیب بصری بُنانی ہیں وہ نابینا تھے۔ حدیث ع۱۴ میں گزر چکے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۱۱۰ — حَدَّثَنَا مُوسَىٰ قَالَ اَبُوعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَکْنَوْا بِکُنْیَتِیْ وَمَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

۱۰۹ — ترجمہ : حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہ فرمائی ہو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

۱۱۰ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا میرا نام رکھ لو اور میری کنیت نہ رکھو اور جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے یقیناً مجھ ہی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا اور جو شخص قصداً مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

۱۰۹ — ۱۱۰ — شرح : ان روایات کے الفاظ مختلف ہیں اور معنیٰ میں سب شریک ہیں۔ ایسی حدیث کو متواتر المعنی کہا جاتا ہے۔ یعنی تمام روایات کے الفاظ سے جو قدر مشترک حاصل ہے وہ متواتر ہے۔ اس حدیث میں امام بخاری اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین راوی ہیں اور وہ مکی بن ابراہیم یزید بن ابی عبید اور سلمہ بن اکوع ہیں رضی اللہ عنہم "

ایسی حدیث کو ثلاثی کہا جاتا ہے۔ امام بخاری کی ثلاثیات سے یہ پہلی ثلاثی حدیث ہے۔

امام محی السنۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کے بعد سب سے بڑا جھوٹ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ احادیث بیان کرنے کو مکروہ جانا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ حدیث کے الفاظ میں زیادتی، کمی اور غلطی ہو جائے حتیٰ کہ بعض تابعی حدیث کو مرفوع کرنے سے ڈرتے تھے اور اسے صحابہ پر موقوف رہنے دیتے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ صحابہ پر جھوٹ بولنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے سے آسان ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روائت کا مقصد یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا حرام ہے۔ اگرچہ آپ کو خواب میں دیکھ کر آپ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب

marfat.com
Marfat.com

میں دیکھنا بیداری میں دیکھنے کی مانند ہے لہٰذا دونوں حالتوں میں آپ پر جھوٹ بولنا دوزخ میں جگہ بنانا ہے۔ ایک شخص نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو بقیع میں آواز دیتے ہوئے کہا یَا اَبَا الْقَاسِمِ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اُس نے کہا میں نے فلاں کو بُلایا ہے۔ آپ کا ارادہ نہیں کیا اس لئے فرمایا میرا نام رکھ سکتے ہو مگر میری کنیت مت رکھو پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا؛ کیونکہ اب التباس نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر آپ کے بعد میرا بچہ پیدا ہو تو میں اس کا نام محمد اور اپنی کنیت ابوالقاسم رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں رکھ سکتے ہو۔ (عینی، کرمانی)

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حدیث کے مطابق خواب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کا معنی یہ نہیں کہ اُس نے میرا جسم اور میرا بدن شریف دیکھا بلکہ اُس نے ایک مثال دیکھی اور وہ مثال ایسا آلہ بن گئی جس کے ساتھ وہ معنی ادا ہوسکتا ہو جو میری ذات میں ہے بلکہ بیداری میں آپ کا بدن شریف بھی اس ذات کا آلہ ہے اور حق بات یہ ہے کہ خواب میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مقدسہ کی حقیقت جو محلِ نبوت ہے کی مثال دیکھی جاتی ہے اور دیکھنے والا جو شکل دیکھتا ہے وہ نہ تو رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور نہ ہی آپ کا شخص ہے بلکہ وہ اس کی مثال ہے یہی تحقیق ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض علماء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ خصوصیت رکھی ہے کہ لوگوں کا آپ کو دیکھنا صحیح ہے اور سچ ہے اور شیطان کو آپ کی شکل اختیار کرنے سے روک دیا ہے تاکہ نیند میں اس کی زبان پر جھوٹ نہ بولا جائے جیسے بیداری میں شیطان آپ کی صورت اختیار نہیں کرسکتا خواب میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والے کو صحابی نہیں کہا جاتا؛ کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبریں دیتے تھے اور یہ صرف دُنیا میں تھا قبر شریف میں نہیں اس لئے مسلمان دنیا میں آپ کو بیداری کی حالت میں دیکھے تو وہ صحابی ہے۔ خواب میں جو آپ سے کلام سُنے وہ حجت نہ ہوگا؛ کیونکہ خواب میں ضبط نہیں ہوسکتا اور ضبط ہی حدیث کے حجت ہونے میں شرط ہے۔ آپ کے سوا دُوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی بھی شیطان صُورت اختیار نہیں کرسکتا اور نہ ہی فرشتوں کی صورت بن سکتا ہے (کرمانی)

اسماء رجال

: مکی بن ابراہیم حدیث ع۸۳ کے اسماء میں دیکھیں ع۲

یزید بن ابی عُبَید اسلمی ابوخالد سلمہ بن اکوع کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ۱۴۷ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ سلمہ بن اکوع ہیں۔ اکوع کا نام سنان بن عبد اللہ ہے وہ اسلمی مدنی ہیں اکوع کا معنی پہنچا ہے جو انگوٹھے کے قریب ہے۔ سلمہ کی کنیت ابومسلم یا ابوایاس یا ابوعامر بھی ذکر کی جاتی ہے وہ بیعتِ رضوان میں حاضر تھے اور اس روز تین بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ پہلی بار ابتداء میں پھر درمیان میں پھر آخر میں بیعت کی۔ وہ بہت بڑے بہادر اور سخت تیر انداز تھے۔ دوڑنے میں اس کا ثانی کوئی نہ تھا۔ دوڑنے میں گھوڑوں پر سبقت لے جاتے تھے۔ ان سے بھیڑیئے نے کلام کیا تھا۔ اس کا واقعہ اس طرح ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كِتَابَةِ الْعِلْمِ

۱۱۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ قَالَ لَا اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ اَوْ فَهْمٌ اُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ اَوْ مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ قُلْتُ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْاَسِيْرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع نے کہا میں نے ایک بھیڑیا دیکھا وہ ایک ہرنی کو اُٹھائے بھاگا جا رہا ہے۔ میں نے اس کا تعاقب کیا اور ہرنی کو اس کے منہ سے چھڑا دیا۔ بھیڑیے نے کہا میرا اور تیرا حال کیسا ہے؟ اللہ نے مجھے رزق دیا اور تو نے مجھ سے چھین لیا وہ تیرا مال تو نہ تھا جو تو نے مجھے اس سے محروم کر دیا ہے۔ سلمہ نے کہا میں نے کہا اے اللہ کے بندو! یہ عجیب بھیڑیا ہے جو باتیں کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا اس سے عجیب تر اور تعجب خیز یہ بات ہے کہ ان کھجوروں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اللہ کی عبادت کی طرف بُلاتے ہیں اور تم بتوں کی پُوجا کرتے ہو۔ سلمہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا وہ ۷۴ ہجری کو اسّی برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

موسیٰ بن اسماعیل منقری بصری تبوکی ابوعوانہ حدیث ۴ کے تحت دیکھیں۔ ابوحَصِین عثمان ابن عاصم اسدی، کوفی، تابعی، حافظ، عثمانی ہیں وہ بہت بڑے محدث ثقہ اور سنّت کے پابند تھے۔ ۱۲۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابوصالح ذکوان سمان مدنی ہیں حدیث ۸ کے تحت دیکھیں۔

بابُ کتابُ العلم (علم کو لکھنا)

۱۱۱ — ترجمہ: ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے؟ اُنھوں نے کہا نہیں مگر اللہ کی کتاب یا وہ فہم جو کسی مسلمان شخص کو عطا ہو

marfat.com
Marfat.com

یا جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ ابو جحیفہ نے کہا میں نے کہا اس صحیفہ میں کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا دیت قیدی کی رہائی اور کافر کے بدلہ مسلمان کو قتل نہ کیا جائے

۱۱۱ شرح : یہ صحیفہ ان کی تلوار کی مٹھی کے ساتھ باندھا ہوا تھا تاکہ یہ معلوم ہو کہ دین کے مصالح صرف تلوار سے پورے نہیں ہو سکتے بلکہ کبھی قتل سے کبھی دیت سے اور کبھی معاف کر دینے سے سرانجام دیئے جائیں گے۔ جحیفہ نے کہا اس صحیفہ میں کیا ہے؟ تو فرمایا عقل یعنی دیت کے احکام، قیدیوں کو چھڑانا اور یہ کہ حربی کافر کے عوض مسلمان کو قتل نہ کیا جائے اور ان کے سوا ہمارے پاس کوئی شئی شئی نہیں ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ فرمایا کہ عالم دین اپنے فہم سے قرآن سے مسائل کا استخراج کرے جو مفسرین سے منقول نہ ہوں بشرطیکہ اصول شریعت کے موافق ہوں۔ واللہ اعلم!

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ابو جُحَیفہ نے اس لئے پوچھا کہ اصحابِ تشیع کا گمان ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بیت اطہار خصوصاً حضرت علی کو اسرارِ وحی سے مخصوص فرمایا جو کسی اور کو نہیں بتائے۔ اس لئے حضرت نے فرمایا ہمارے پاس صرف اللہ کی کتاب ہے یا وہ مفہوم جو کلام کی روش سے سمجھ آجائے اور معانی باطنہ سے اس کا ادراک کیا جاتا ہے جیسے قیاس کے وجوہ وغیرہ اور لوگ اس میں متفاوت ہیں یا جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ اور وہ دیت کے احکام اور اس کی مقادیر وغیرہ ہیں۔

اسماء رجال : اس حدیث کے چھ راوی ہیں ع۱ محمد بن سلام بیکندی مقدسی حدیث ع۱۹ کے تحت دیکھیں ع۲ وکیع بن جرّاح تبع تابعی ہیں۔ دراصل وہ نیشاپور یا سمرقند یا اصبہان کے ہیں، لیکن سکونت پذیر کوفہ میں تھے۔ حماد بن زید نے کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ وکیع کو سفیان پر ترجیح حاصل ہے۔ امام احمد بن حنبل نے کہا میں نے وکیع سے بڑا علم حدیث کا عالم اور حافظ کسی کو نہیں دیکھا اور وہ یحییٰ بن سعید سے مجھے زیادہ محبوب ہیں جب اُن سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا وکیع حفص بن غیاث کے دوست تھے جب انہیں قاضی مقرر کیا گیا تو وکیع ان سے علیحدہ ہو گئے اور یحییٰ معاذ بن معاذ کے دوست تھے جب انہیں بغداد میں قاضی مقرر کیا گیا تو یحییٰ نے انہیں نہ چھوڑا اور بدستور اُن کے ساتھ رہے۔ یحیی بن معین نے کہا میں نے کسی کو وکیع سے افضل نہیں دیکھا وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر فتوی دیا کرتے تھے اور آپ سے کثیر علوم کی سماعت کی۔ ۱۹۷ ہجری میں حج سے واپسی پر عاشوراء کے روز فوت ہوئے۔ ع۳ سفیان سے مراد ثوری یا ابن عیینہ ہیں کیونکہ وکیع نے دونوں سے روایت کی ہے اور وہ دونوں مطرف سے روایت کرتے ہیں اسناد میں اس قسم کے التباس میں کچھ حرج نہیں؛ کیونکہ دونوں امام حافظ ضابط اور عادل مشہور ہیں اور بخاری کی شرط کے مطابق ہیں ع۴ مُطَرِّف کوفی ہیں ان کی کنیت ابو بکر ہے۔ اُنھوں نے کہا میں ایک بار بھی جھوٹ نہیں بولوں گا اگرچہ ساری دُنیا میری ملک میں کر دی جائے۔ ۱۴۲ ہجری میں فوت ہوئے ع۵ شَعْبی ان کا نام عامر اور کنیت ابو عمرو ہے وہ بہت بڑے جلیل القدر تابعی ہیں۔ حدیث ع۹ کے تحت دیکھیں ع۶ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ ان کا نام

marfat.com
Marfat.com

۱۱۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا مِنْ بَنِيْ لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيْلٍ مِّنْهُمْ قَتَلُوْهُ فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَخَطَبَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ اَوِ الْفِيْلَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاجْعَلُوْهُ عَلَى الشَّكِّ كَذَا قَالَ اَبُوْنُعَيْمٍ اَلْقَتْلَ اَوِ الْفِيْلَ وَغَيْرُهٗ يَقُوْلُ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اَلَا وَاِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ اَلَا وَاِنَّهَا حَلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ اَلَا وَاِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهٖ حَرَامٌ لَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ فَمَنْ

وہب بن عبداللہ سوائی ہے۔ وہ صحابی کوفی ہیں اُنہوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پینتالیس احادیث روایت کی ہیں جن میں سے بخاری نے چار ذکر کی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کا بہت اکرام کرتے تھے اور انہیں وہب الخیر اور وہب اللہ سے موسوم کرتے تھے۔ ان سے بہت محبت اور ان پر پُورا اعتماد کرتے تھے اور کوفہ کے بیت المال پر انہیں مقرر کیا تھا۔ جب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال ہُوا اس وقت وہ نابالغ تھے۔ ۷۲ ہجری کو کوفہ میں فوت ہُوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ

۱۱۲ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ خزاعہ نے بنی لیث کے ایک شخص کو فتح مکہ کے سال خزاعہ کے ایک مقتول جس کو بنی لیث نے قتل کیا تھا کے عوض قتل کر دیا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس کی خبر ملی تو آپ نے اپنی سواری پر سوار ہو کر خطبہ دیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے قتل یا فیل کو روک دیا۔ امام بخاری نے کہا اس کو شک پر محمول کرو ایسے ہی ابونعیم نے قتل یا فیل کہا ہے مگر ان کے غیر فیل کہتے ہیں اور ان پر اللہ کے رسُول اور مومنوں کو مسلط کیا۔ سُن لو مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہُوا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا۔ خبردار وہ میرے لئے دن میں ایک گھڑی حلال ہُوا اور وہ اس وقت برابر حرام ہے اس کے کانٹے نہ کاٹے جائیں اور نہ ہی اس کے درخت اکھیڑے جائیں۔ اس کی گری ہُوئی چیز نہ اُٹھائی جائے مگر جو اس کی مشہوری کرے اور اسے مالک تک پہنچائے اور جو شخص قتل کیا جائے (اس کے ولی کو) اختیار ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُعْقَلَ وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِأَبِي فُلَانٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ إِلَّا الْإِذْخِرَ

وہ دو امور میں سے بہتر کو اختیار کرے یا اس کی دیت لے یا قصاص لے ایک شخص اہلِ یمن سے آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ! مجھے یہ لکھ دیجئے آپ نے فرمایا ابو فلاں کو یہ لکھ دو۔ قریش سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! مگر اذخر (گھاس کی اجازت فرمادیں) کیونکہ ہم اس کو اپنے گھروں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر مگر اذخر۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "یقاد" قاف سے پڑھا جاتا ہے۔ ابو عبد اللہ سے کہا گیا کہ اس کے لئے کیا لکھا کہا یہ خطبہ لکھا۔

۱۱۲ شرح : یعنی اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں قتل و غارت حرام فرمائی۔ راوی نے شک کیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کا لفظ فرمایا یا فیل کا جس کے سواروں پر اللہ تعالیٰ نے پرندے ابابیل بھیجے تھے۔ اصحابِ فیل جب مکہ مکرمہ کے قریب بطن وادی پہنچے جو بیت اللہ کو خراب کرنے آئے تھے تو ابابیلوں نے ان کو پتھروں سے ہلاک کر دیا تھا۔ امام بخاری نے کہا اس میں شک ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظِ قتل فرمایا یا فیل۔ اسی طرح ابو نعیم نے شک کیا ہے مگر ابو نعیم کے علاوہ دوسروں نے لفظِ فیل شک کے بغیر کہا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے ہاتھی روکے اور اس میں قتال کسی کے لئے حلال نہیں نہ ماضی میں حلال ہوا نہ اب کلام کرتے وقت اور نہ ہی مستقبل میں حلال ہوگا۔ شرح السنہ میں ہے کہ موذی درخت خاردار کانٹے میں کوئی حرج نہیں ایسے ہی خشک درخت کا کاٹنا ممنوع نہیں جیسے مردہ شکار پکڑنا ممنوع نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک حرم اور حل کا لفظ برابر ہے کہ اس کی گمشدگی سال بھر مشہوری کرے اگر اس مدت میں اس کا مالک نہ آئے تو اگر وہ فقیر ہے تو خود خرچ کرے ورنہ صدقہ کر دے مگر دونوں صورتوں میں خرچ یا صدقہ کرنے کے بعد مالک آجائے تو اس کی ضمان ادا کرنی واجب ہے۔

حدیث شریف میں ابو فلاں سے مراد ابو شاہ ہے اور "رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ" سے مراد حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں دوسری احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کا لکھنا جائز ہے۔ شعبی نے کہا جب کوئی شے سنو تو اسے لکھ لو اگرچہ دیوار پر لکھنا پڑے۔ جن احادیث میں لکھنا ممنوع مذکور ہے وہ

marfat.com
Marfat.com

۱۱۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ ثَنَا عَمْرٌو قَالَ اَخْبَرَنِيْ وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ عَنْ اَخِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ مَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ اَكْثَرَ حَدِيْثًا عَنْهُ مِنِّيْ اِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَاِنَّهٗ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا اَكْتُبُ تَابَعَهٗ مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

وہ نہی تنزیہ پر محمول ہیں یا وہ منسوخ ہیں۔ گھاس کے استثنا کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ احکام شرع کی تحریم و تحلیل میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مختار ہیں۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال

ابو نُعیم فضل بن دُکین یہ ان کا لقب ہے اور نام عمرو ہے وہ فقیہہ فاضل دیندار صاحب امانت اور حدیث میں مُتقن اور اس کے حافظ ہونے کے باوجود بہت خوش طبع اور مزاح تھے حدیث ع۴۹ کے اسماء میں دیکھیں ع۲ شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی بصری تمیمی ہیں۔ ان کی کنیت ابو معاویہ ہے۔ مہدی کی خلافت میں ۱۶۴ ہجری کو بغداد میں فوت ہوئے اور خیزران کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ امام ابوحنیفہ اور علی بن جعد نے اُن سے احادیث بیان کی ہیں ع۳ یحییٰ بن ابی کثیر یمانی بصری ہیں ان کی کُنیت ابونصر ہے۔ ۱۳۲ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ ابوسلمہ عبداللہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف ہیں اُن کا چہرہ دینار کی طرح تھا۔ حدیث ع۳ کے اسماء میں دیکھیں۔

---

۱۱۳ — ترجمہ : وہب بن مُنبہ نے اپنے بھائی ہمام بن مُنبہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں عبداللہ بن عمرو کے سوا کوئی مجھ سے زیادہ احادیث روایت نہیں کرتا کیونکہ عبداللہ بن عمرو حدیثیں لکھ لیتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ معمر نے ہمام سے اُنھوں نے ابوہریرہ سے اس کی متابعت کی ہے۔

۱۱۳ — شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث کا لکھنا جائز ہے اور صحابی کا قول اور فعل حجت ہوتا ہے اس کے علاوہ کتابت حدیث پر استدلال سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبداللہ بن عمرو کی کتابت کی تقریر سے ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں حدیث کی کتابت کی جاتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض زبانی یاد کر لیتے تھے اور بعض لکھ لیتے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن عمرو کو حدیث لکھنے کی اجازت تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام جاہلیت

marfat.com
Marfat.com

۱۱۴ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ قَالَ ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللهِ حَسْبُنَا فَاخْتَلَفُوا وَكَثُرَ اللَّغَطُ قَالَ قُومُوا عَنِّي وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كِتَابِهِ

میں عبد شمس اور اسلام میں عبد الرحمٰن تھا ان کی والدہ میمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے مسلمان ہوئی۔ ۷ھ ہجری میں جبکہ خیبر فتح ہوا وہ مدینہ منورہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہے تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ ان سے روایات سب صحابہ کی روایات سے زیادہ ہیں چنانچہ ۵۳۶۴ احادیث انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیں۔ جن میں سے امام بخاری نے ۴۱۸ احادیث ذکر کی ہیں۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسیان کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا چادر بچھا دو اور اس میں ہوا سے ہاتھ پھیر کر کچھ ڈالا میں نے اسے سینہ سے ملا لیا پھر کبھی نہ بھولا وہ مروان بن حکم کی طرف سے مدینہ منورہ کے گورنر رہے ہیں ۵۹ھ ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور بقیع میں مدفون ہیں۔ حدیث شریف میں جو مذکور ہے کہ عبد اللہ بن عمرو ان سے زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں وہ نسیان کا علاج ہونے سے پہلے تھا۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : علی بن عبد اللہ بن مدینی بہت بڑے امام ہیں حدیث ۱ کے اسماء میں دیکھیں۔ ۲ سفیان بن عیینہ ۱ کے اسماء میں دیکھیں۔ ۳ عمرو بن دینار مکی جمحی تابعی ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ بہت بڑے امام صاحب مذہب ہیں۔ ۱۲۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ ۴ وہب بن منبہ کامل صنعانی تابعی، جلیل بہت کتابوں کی معرفت کی مہارت میں مشہور ہیں۔ انھوں نے کہا میں نے اللہ کی کتابوں میں سے ۹۲ کتابیں پڑھی ہیں۔ ۱۱۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ یہ ان فارسیوں میں سے ہیں جنہیں کسریٰ نے یمن میں بھیجا تھا۔ ۵ ہمام بن منبہ یہ وہب کے بھائی ہیں یہ بھی تابعی ہیں اور وہب سے عمر میں بڑے تھے۔ ۱۳۱ ہجری میں فوت ہوئے حدیث ۴۰ کے تحت دیکھیں۔ عبد اللہ بن عمرو کا تذکرہ حدیث ۹ کے اسماء میں گزرا ہے۔

۱۱۳ کے اسماء رجال : علی بن عبد اللہ بن مدینی بہت بڑے امام ہیں۔ حدیث ۱ کے اسماء میں دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

۱۱۴ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری زیادہ ہوگئی تو آپ نے فرمایا میرے پاس کتابت کی چیزیں لاؤ، میں تمہارے لئے تحریر کردوں اس کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے۔ حضرت عمر فاروق نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے وہ ہمیں کافی ہے اس پر اہل مجلس میں اختلاف ہوا اور مختلف آوازیں زیادہ ہوئیں تو آپ نے فرمایا: یہاں سے اٹھ جاؤ، میرے پاس جھگڑا مناسب نہیں حضرت ابن عباس یہ کہتے ہوئے باہر آئے۔ مصیبت ہے بہت بڑی مصیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تحریر کے درمیان کیا حائل ہوگیا۔

۱۱۴ — شرح : یہ جاننا ضروری ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تندرستی اور بیماری کی حالت میں جھوٹ اور احکام شرعیہ سے کسی شئی کے ردّ و بدل میں معصوم ہیں اور اسی طرح مامور بہ کے بیان کے ترک اور اللہ تعالیٰ نے جو آپ پر تبلیغ فرض فرمائی ہے۔ اس کے ترک سے بھی معصوم ہیں اور اجسام کے عارض ہونے والے امراض جن میں کوئی نقص نہ ہو سے معصوم نہیں۔ حدیث شریف میں حضرت عمر فاروق کے قول "حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ" میں ان لوگوں کا ردّ ہے جنہوں نے جھگڑا کیا تھا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا ردّ نہیں ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر کا ارادہ فرمایا جبکہ اس میں کوئی مصلحت دیکھی یا اس بارے میں وحی آئی پھر اس کے ترک میں مصلحت دیکھی یا اس طرح کی وحی آئی اور ارادہ منسوخ کر دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "قُوْمُوْا عَنِّیْ" سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا حکم واجب نہ تھا؛ ورنہ لوگوں کے اختلاف کرنے سے اسے ترک نہ کرتے؛ ورنہ آپ کی مخالفت پر تبلیغ کا ترک لازم آئے گا اور یہ محال ہے۔ اہل تشیع کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تحریر کرنا تھی جس میں عمر فاروق حائل واقع ہوئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے خلافت تحریر کرنا تھی تو اس کے لئے کوئی قرینہ ہونا چاہیئے۔ دلیل کے بغیر دعویٰ بے کار ہوتا ہے۔ اہل سنت یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کے لئے خلافت لکھنا تھی؛ چنانچہ تفسیر صافی ص۱۶۷ ج ۲ میں قمی کا بیان ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ بنت عمر سے فرمایا میں تجھے ایک خفیہ بات کہتا ہوں اگر تو نے کسی سے ذکر کیا تو تم پر اللہ کی لعنت اور سب فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہوگی! ام المؤمنین حفصہ نے کہا وہ کیا بات ہے فرمایا میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے پھر ان کے بعد تیرا باپ عمر خلیفہ ہوگا۔ ام المؤمنین نے کہا آپ کو یہ کیسے معلوم ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے علیم خبیر نے خبر دی ہے۔ باقر مجلسی نے بھی حیات القلوب میں اسے ذکر کیا ہے نیز احقاق الحق کے ص۱۶ پر یہی ذکر کیا کہ ابوبکر اور عمر دونوں عادل اور منصف ہیں وہ حق پر رہے اور حق پر فوت ہوئے ان دونوں پر اللہ کی رحمت ہو۔ نیز بخاری ص۱۰۷۲ "باب الاستخلاف" میں ہے۔ ایک عورت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے کوئی مسئلہ پوچھا آپ نے ارشاد فرمایا پھر آنا۔ اس نے کہا حضور اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں" اس کی مراد یہ تھی کہ آپ وفات فرما چکے ہوں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر ہوں گے ان سے دریافت کر لینا۔ بخاری کے اسی باب میں ہے میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو پیغام بھیجوں اور ان کے لئے خلافت

marfat.com
Marfat.com

لکھ دوں ۔ اس حدیث کی رُو سے کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت بھی انہی کے لئے خلافت تحریر کرنا تھی اس کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ قطعاً یقین نہ تھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے خلافت تحریر کریں گے بخاری ص۹۲۷ "باب المعانقہ" میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب اسی مرض میں وفات فرما جائیں گے ؛ کیونکہ میں بنی عبدالمطلب کے چہروں سے ان کی موت پہچان لیتا ہوں تم میرے ساتھ چلو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں کہ آپ کے بعد آپ کا خلیفہ کون ہوگا ؛ اگر خلافت ہماری ہو تو ہمیں اس کا پتہ چل جائے گا اگر کوئی اور خلیفہ ہو تو ہم اسے کہہ دیں گے اس بارے میں ہم آپ سے مشورہ کریں تاکہ آپ ہمیں وصیت فرما دیں ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم اگر ہم نے آپ سے خلافت کا سوال کیا اور آپ نے ہمارے لئے خلافت کا انکار کر دیا تو لوگ ہمیں کبھی خلافت نہ دیں گے ۔ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کے متعلق کبھی نہ پوچھوں گا ۔

معلوم ہُوا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے لئے خلافت کی وصیت نہ فرمائی تھی اور نہ ہی حضرت علی کو یہ معلوم تھا ؛ ورنہ وہ حضرت عباس کے کہنے پر ضرور فیصلہ کرا لیتے نیز مرض کے ایام میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا ان ایام میں اور کسی کو مصلّٰی پہ کھڑا ہونے کی اجازت نہ دی ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب نماز پڑھانے کے لئے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قرأت قرأت کی آواز سُن کر فرمایا "لا ، لا" یعنی نہیں نہیں ۔

جس روز قرطاس کا واقعہ ہُوا تھا وہ جمعرات کا دن تھا اس کے چار روز بعد ہی آپ نے وفات فرمائی اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت لکھنی تھی تو ان ایام میں لکھی جاسکتی تھی ۔ بایں ہمہ کیا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کیسے حائل ہوسکتے ہیں ؟ جبکہ وہ آپ کے حضور اُونچی سانس بھی نہ لیتے تھے یہ تقریر اس تقدیر پر ہے جبکہ یہ خیال کیا جائے کہ آپ نے خلافت لکھنی تھی ممکن ہے کہ کوئی امور لکھنے کا ارادہ ہو جن کا لکھنا ضروری نہ تھا اس لئے چار روز گزر جانے کے بعد بھی کچھ نہ لکھا ۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حالت میں ابن عباس ان کے ساتھ تھے جبکہ وہ یہ بات کرتے ہُوئے باہر آئے تھے ۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اس حدیث شریف کو روایت کرتے وقت اُنھوں نے یہ الفاظ کہے تھے یعنی جس جگہ انہوں نے یہ حدیث بیان کی اس مکان سے یہ الفاظ کہتے ہُوئے باہر آئے اور فتنوں کے وقوع کے باعث اُنھوں نے تحدیث حدیث کے وقت اس تکلّف کا اظہار کیا ۔ (حدالمرض عینی ، نسائی)

اسماء رجال

یحییٰ بن سلیمان بن یحییٰ بن سعید جُعْفی کوفی ہیں اُن کی کنیت ابوسعید ہے ۔ مصر میں سکونت پذیر تھے ۲۱۲ھ ہجری میں وہیں فوت ہُوئے ۔ ابن وہب عبداللہ کا تذکرہ حدیث ۷۹ کے اسماء میں گزرا ہے اور یونس بن یزید ابن شہاب ، عبیداللہ بن عبداللہ کا کتاب الوحی میں تذکرہ ہوچکا ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْعِلْمِ وَالْعِظَةِ بِاللَّيْلِ

۱۱۴ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ح وَعَمْرٌو وَيَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ امْرَأَةٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتَنِ وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ اَيْقِظُوا صَوَاحِبَ الْحُجَرِ فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْاٰخِرَةِ

باب — رات کے وقت علم اور وعظ کرنا

۱۱۵ — ترجمہ : ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا : سبحان اللہ! اس رات کس قدر فتنے نازل ہوئے اور کس قدر خزانے کھلے، حجرہ والیوں کو بیدار کرو (عبادت کے لئے) بہت سی عورتیں جو دنیا میں نفیس کپڑے پہننے والی ہیں وہ آخرت میں ننگی ہوں گی۔

۱۱۵ — شرح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے بعد فتنے ہوں گے اور صحابہ کے لئے خزانے کھلیں گے اور بیدار ہونے کے بعد اس کی حقیقی تعبیر فرمائی یا بیداری میں نیند سے پہلے یا بعد آپ کو وحی ہوئی یہ حدیث معجزہ ہے کیونکہ آپ کے بعد فتنے واقع ہوئے جیسا کہ مشہور ہے اور خزانے بھی کھلے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فارس و روم اور دیگر بلاد پر قابض ہوئے "صواحب الحجر" سے مراد ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی بیبیوں کو خبردار کیا جاوے اور وہ بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں "رُبَّ كَاسِيَاتٍ" سے وہ عورتیں مراد ہیں جو باریک لباس پہنتی ہیں جس سے ان کے جسم کا رنگ نظر آئے ایسی عورتوں کو آخرت میں اس کے باعث عذاب ہوگا یا وہ عورتیں مراد ہیں جو نفیس ترین قیمتی لباس پہنتی ہیں اور وہ آخرت میں نیکیوں سے خالی ہیں ان کو فرمایا کہ بقدر ضرورت لباس پہنیں اور باقی صدقہ کریں اور دنیا میں اسراف ترک کر دیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو چاہیئے کہ رات کی عبادت کے لئے گھر والوں کو بیدار کرے

marfat.com
Marfat.com

اور بیدار ہونے کے بعد ذکر کرنا مستحب ہے اور تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا مستحب ہے۔

بعض محدثین نے اس جملہ کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کرنے کے موجب کا بیان ہے یعنی ان کو غافل نہ ہونا چاہیئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں لہٰذا اس کا معنی یہ ہوگا کہ زوجیت مشرفہ کی چادر پہننے والی بہت عورتیں ہیں مگر جب ان کے عمل اچھے نہ ہوں گے تو یہ ان کو نفع نہ دے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ ، یعنی ان کی آپس میں نسبیں نہ رہیں گی۔

غلام رسول پرتقصیر (مؤلف تفہیم البخاری) عرض کرتا ہے کہ یہ مفہوم عام عورتوں میں لیا جا سکتا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری نسب کے بغیر باقی تمام نسبیں منقطع ہو جائیں گی اسی لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تھا کہ آپ کی نسبت منقطع نہ ہو لہٰذا فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ کے تحت ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد لینا صحیح نہیں۔ خیال کریں بعض ازواج وہ ہیں جن کو آپ نے جنت میں بہترین مکانات کی خوش خبری دی۔ بعض کا نکاح آسمانوں میں ہوا، بعض کا خطبہ (منگنی) بذریعہ جبرائیل علیہ السلام ہوئی پھر آیت تطہیر بھی ان کے حق میں نازل ہوئی۔ رضی اللہ عنہن ،،

اس کے علاوہ وہ فراش مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ یہ ترجیحات ہوتے ہوئے اس جملہ سے ازواج نبی کیسے مراد ہو سکتی ہیں؟

قولہ أَلَيْلَةَ ، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ عنقریب آپ کے فتنے ہوں گے اور صحابہ کے لئے سب خزانے کھل جائیں گے اور بیدار ہونے کے بعد آپ نے تعبیر بیان فرمائی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے؛ کیونکہ آپ کی خبر کے مطابق فتنوں کا وقوع ہوا اور خزانے کھل گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فارس و روم پر مسلط ہوئے۔

اسماء رجال

: ع۱ صدقہ بن فضل مروزی ان کی کنیت ابو الفضل ہے۔ ۲۲۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۲ ہند بنت حارث فارسیہ کہا گیا ہے کہ وہ قرشیہ ہے۔ وہ معبد بن مقداد کی بیوی ہیں ع۳ ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ ام المؤمنین مخزومیہ ہیں اور اسم گرامی ہند بنت اُمیہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے بعد آپ کو شرف زوجیت بخشا آپ بہت جمیلہ تھیں اور دو ہجرتیں کیں۔ ۵۹ ہجری میں انتقال فرما گئیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات میں سے سب سے آخر میں آپ ہی کا وصال ہوا۔

ع۴ : عمرو بن دینار مکی ہیں۔

ع۵ : یحیی بن سعید انصاری سب کا ذکر ہو چکا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ السَّمَرِ بِالْعِلْمِ

۱۱۶ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ وَأَبِي بَكْرِ ابْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ

باب — رات سونے سے پہلے علم کی باتیں

۱۱۶ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کے آخر میں ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو کھڑے ہو کر فرمایا تم اپنی اس رات کی خبر دو یقیناً اس رات سے سو سال کے آخر تک جو شخص اب زمین پر ہے ان میں سے کوئی باقی زندہ نہ رہے گا۔

۱۱۶ — شرح : یعنی جو شخص اس رات زمین کی پشت پر ہے وہ اس وقت سے لے کر سو سال کے بعد زندہ نہ رہے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ قرن اور صدی ختم ہو جائے گی یہ مراد نہیں کہ سو سال میں سب لوگ مر جائیں گے۔ کیونکہ اس میں اس رات کی قید ہے اور جو لوگ اس رات کے بعد پیدا ہوں گے وہ اس حکم میں داخل نہیں ہیں۔ زمین کی پشت سے مراد یہ ہے جو زمین پر رہتے ہیں لہٰذا خضر علیہ السلام پر یہ صادق نہیں ؛ کیونکہ وہ زمین پر نہیں سمندر پر ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں ہیں۔ ابلیس لعین فضا میں ہے یا آگ میں ہے لہٰذا یہ حدیث ان کی موت پر دلالت نہیں کرتی۔ ابن بطال نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بتایا کہ ان کی عمریں بہت چھوٹی ہیں ان کو عبادت میں کوشش کرنی چاہیئے علاوہ ازیں اس میں خطاب اس امت کو ہے۔ مذکر راوی سے سوال ہی نہیں ہو سکتا یہ بھی ممکن ہے کہ مدینہ منورہ کے لوگوں سے خطاب ہو۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : سعید بن عُفیر مصری حدیث ۷۹ کے تحت ذکر ہو چکا ہے ۲ لیث بن سعد فہمی مصری حدیث ۳ کے تحت دیکھیں ۳ عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر ان کا

marfat.com
Marfat.com

۱۱۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِيْ لَيْلَتِهَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ ثُمَّ جَآءَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ قَالَ نَامَ الْغُلَيِّمُ اَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ اَوْ خَطِيْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ

کنیت ابوالولید ہے وہ مصری ہیں اور لیث بن سعد کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ۱۲۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ ۲ سالم بن عبداللہ حدیث ۲۳ کے اسماء میں دیکھیں۔ ۵ ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ کا نام عبداللہ بن حذیفہ ہے۔ ان کی کنیت مشہور ہے۔ وہ تابعی قرشی عدوی ہیں۔

۱۱۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ایک رات میمونہ بنت حارث جو میری خالہ ہیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں، کے گھر میں سویا۔ اس رات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی پھر اپنے گھر تشریف لے آئے اور چار رکعت نماز پڑھ کر سو گئے پھر بیدار ہوئے اور فرمایا چھوٹا بچہ سو گیا ہے یا اس کے مشابہ کوئی کلام فرمایا پھر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں اٹھا اور آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا اور پانچ رکعت نماز اس کے بعد دو رکعت پڑھیں اور پھر سو گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی پھر فجر کی نماز کے لئے آپ مسجد میں تشریف لے گئے۔

۱۱۷ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سوئے اور وضوء کئے بغیر بار بار نماز پڑھی یہ آپ کی خصوصیت ہے کہ چت سونے سے آپ کا وضو نہ جاتا تھا کیونکہ آپ کی آنکھیں سوتی اور دل بیدار رہتا تھا۔ یہی حال ہر نبی کا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلان کئے بغیر نوافل باجماعت جائز ہیں اور نماز میں عمل قلیل جائز ہے اور محارم کے گھر بچے سو سکتے ہیں اگرچہ ان کے شوہر ان کے پاس ہوں۔ بچہ کی نماز صحیح ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا "اَلْغُلَيِّمُ" فرمانا اور ان کو نماز

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حِفْظِ الْعِلْمِ

۱۱۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ

میں دائیں طرف کرنا۔ رات میں علم کی باتیں ہیں کیونکہ غالباً اقارب جب گھر میں جمع ہوں تو ان میں محبت و پیار کی باتیں ہوتی ہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اسماء رجال

: ع۱ آدم بن ابی ایاس تمیمی خراسانی ہیں حدیث ع۹ کے تحت دیکھیں۔
ع۲ حکم بن عُتیبہ بن منہال۔ ان کی کنیت ابو محمد یا ابو عبداللہ ہے۔ کوفی فقیہہ عابد، قانت اور سنت کے پابند ہیں۔ وہ بہت بڑے فقیہہ تھے۔ کہا گیا ہے کہ اگر تمام علماء منیٰ کی مسجد میں جمع ہوں۔ تو وہ سب ان کا عیال ہیں جب وہ مدینہ منورہ آتے تو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ستون ان کے لئے خالی کر دیتے وہ اس کے پاس نماز پڑھتے ایک سو دس یا چودہ یا پندرہ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ سعید بن جُبیر والبی کوفی ہیں انہیں حجاج نے قتل کر دیا تھا حدیث ع۴ کے تحت دیکھیں۔

اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا

آپ سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ یا سات ہجری میں نکاح کیا ان سے ۴۶۔ احادیث منقول ہیں جن میں سے امام بخاری نے آٹھ نقل کی ہیں اکاون ہجری کو مقام سرف میں اُنھوں نے وفات پائی اسی مقام پر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ ۶۶ ہجری میں فوت ہوئیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی تھی۔ ان کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاتون سے نکاح نہیں کیا۔ وہ لُبابہ بنت حارث ھلالیہ جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں کی ہمشیرہ ہیں ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد وہ سب سے پہلے مسلمان ہوئیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی زیارت کرنے جایا کرتے تھے وہ لبابہ کُبریٰ ہیں ان کی بہن لبابہ صغریٰ خالد کی والدہ ہے رضی اللہ عنہن۔

باب علم یاد کرنا

۱۱۸ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ

marfat.com
Marfat.com

اَكْثَرَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَلَوْلَا اٰيَتَانِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيْثًا ثُمَّ يَتْلُوْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى اِلٰى قَوْلِهِ الرَّحِيْمُ اِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِيْ اَمْوَالِهِمْ وَاِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِهٖ وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُوْنَ وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُوْنَ

ابوہریرہ نے بہت حدیثیں روایت کی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا پھر پڑھا اِنَّ الَّذِيْنَ الاٰیۃ بے شک ہمارے مہاجر بھائیوں کو بازاروں میں تجارت مشغول رکھتی تھی اور انصاری بھائیوں کو اپنے اموال میں کاروبار مشغول رکھتا تھا (کھیتی باڑی میں مصروف رہتے تھے) اور ابوہریرہ پیٹ بھر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا اور ایسے اوقات میں حاضر رہتا جن میں لوگ حاضر نہ ہوتے تھے اور وہ باتیں یاد کرلیتا تھا جو لوگ یاد نہ کرتے تھے۔

۱۱۸ شرح : یعنی اگر اللہ تعالیٰ علم چھپانے والوں کی مذمت نہ کرتا تو میں ایک حدیث بھی تم سے بیان نہ کرتا، لیکن علم کا چھپانا حرام ہے اس لئے احادیث کا اظہار اور ان کی تبلیغ ضروری ہے اسی لئے میں نے بکثرت احادیث روایت کی ہیں کیونکہ مہاجرین و انصار تجارت اور کھیتی باڑی میں مصروف رہتے تھے اور میں صرف قوت پر قناعت کرکے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں موجود رہتا تھا اور احادیث یاد کرتا رہتا تھا جبکہ وہ لوگ ایسا نہ کرسکتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیثیں زیادہ بیان کرنا، تجارت کرنا، کاروبار کرنا اور پیٹ بھرنے پر ہی اکتفا کرنا مستحب ہے اور کبھی اشخاص کے اختلاف سے یہ مستحب اور واجب ہوجاتے ہیں۔ واللہ اعلم!

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کیا بظاہر یہ حدیث پہلی حدیث کے معارض نہیں؟ کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو کے سوا کوئی صحابی مجھ سے زیادہ روایات نہیں کرتا اس کا جواب یہ ہے کہ معارضہ ہرگز نہیں، کیونکہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس احادیث زیادہ تھیں، لیکن انھوں نے زیادہ احادیث روایت نہیں کیں اور ابوہریرہ نے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔ لہٰذا دونوں کا محمل علیحدہ ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو عام مہاجرین میں داخل ہیں اور ابوہریرہ کا کہنا ہے کہ مہاجرین تجارت میں مصروف رہتے تھے اس لئے

marfat.com
Marfat.com

۱۱۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْمُصْعَبٍ اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَسْمَعُ مِنْكَ حَدِیْثًا كَثِیْرًا اَنْسَاهُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَآءَكَ فَبَسَطْتُهٗ فَغَرَفَ بِیَدَیْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّ فَضَمَمْتُهٗ فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا بَعْدُ

۱۲۰ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَیْكٍ بِهٰذَا وَقَالَ فَغَرَفَ بِیَدَیْهِ فِیْهِ

مجھے ان سے احادیث زیادہ یاد ہیں - اس کا جواب یہ ہے - حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ احادیث لکھ لیتے تھے اس لئے ضبط کے لحاظ سے انہیں زیادہ احادیث یاد تھیں اور ابوہریرہ کو مطلق سماع کے اعتبار سے اکثریت حاصل ہے - ابن بطال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم حفظ کرنا چاہیئے اور اس کی ہمیشہ جستجو کرنی چاہیئے - اس حدیث میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بہت فضیلت ہے - نیز دُنیا کے حصول میں کمی کرنا افضل ہے - اور علم کو طلبِ دُنیا پر ترجیح دینی چاہیئے - یہ بھی معلوم ہُوا کہ ضرورت کے وقت اپنی ذات کی فضیلت بیان کرنا جائز ہے - واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال

: عبدالعزیز بن عبداللہ بن یحییٰ اُویسی عامری قرشی مدنی ہیں ان کی کنیت ابوالقاسم ہے - ع۲ مالک مشہور امام ہیں ع۳ ابن شہاب محمد بن مسلم زہری ہیں - ع۴ اعرج ابوداؤد عبدالرحمٰن بن ہرمز قرشی ہیں - علماء نے کہا راوی کا ذکر اس کے لقب اور اس وصف سے بھی جائز ہے جسے وہ مکروہ جانتا ہو جبکہ اس کی ثنا مقصود ہو اور نقص کا ارادہ نہ ہو حدیث ع۱۳ کے اسماء میں دیکھیں -

---

۱۱۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے عرض کی یارسول اللہ میں آپ سے بہت حدیثیں سُنتا ہوں مگر ان کو بھول جاتا ہوں آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلائیں میں نے چادر پھیلا ئی - ابوہریرہ نے کہا آپ نے دونوں مبارک ہاتھوں سے چلو بناکر چادر میں ڈال دیا - پھر فرمایا اسے اپنے اُوپر لپیٹ لو اور میں نے اس کو لپیٹ لیا تو اس کے بعد کچھ نہ بھولا -

۱۲۰ — ترجمہ : ابن ابی فُدیک نے اسی طرح روایت کی یا کہا اپنے دونوں ہاتھوں سے چلو بناکر اس میں ڈالے -

marfat.com
Marfat.com

۱۱۹ — ۱۲۰ —

شرح : نفی کے بعد نکرہ آجائے تو اس میں عموم ہوتا ہے جیسے کہ یہاں ہے معلوم ہُوا کہ لفظ شَیْئًا، تمام اشیاء کو شامل ہے مگر حدیث کے سیاق سے پتہ چلتا ہے کہ ابوہریرہ کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کے بعد کوئی حدیث نہ بھولا چونکہ ایک روایت میں ہے " فَمَا نَسِیْتُ مِنْ مَقَالَتِیْ شَیْئًا "، ہم پہلے کتاب العلم" کے باب ص۱۱۲ میں ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کہ عبداللہ بن عمرو کے سوا صحابہ میں مجھ سے زیادہ کوئی حدیث بیان نہیں کرتا ابتدائی حالت پر محمول ہے جبکہ ان کے لئے یہ دُعا نہ فرمائی تھی اس وقت عبداللہ بن عمرو ان سے زیادہ احادیث جانتے تھے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء برکت سے جب ان کا نسیان جاتا رہا تو ابوہریرہ سب سے زیادہ احادیث نبویہ کے حافظ تھے۔

نسیان اگرچہ انسان کو لازم ہے حتی کہ بعض کہتے ہیں کہ انسان نسیان سے مشتق ہے مگر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے نسیان کا ختم ہوجانا معجزہ ہے جب شئے حافظہ اور مدرکہ دونوں سے نکل جائے تو نسیان ہوجاتا ہے اور جب صرف حافظہ سے نکل جائے اور مدرکہ میں باقی رہیں تو اس وقت سہو ہوتا ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اسماء رجال

: ع۱ احمد بن ابی بکر کی کنیت ابو مصعب ہے۔ اور یہ نام سے زیادہ مشہور ہے۔ اور ابوبکر کا نام قاسم بن حارث بن زرارہ بن مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف ہے۔ وہ مدینہ منورہ کے قاضی امام مالک کے ساتھی ہیں۔ ۹۲۔ برس کی عمر میں ۲۴۲۔ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۲ محمد بن ابراہیم بن دینار مدینہ منورہ کے مفتی تھے۔ ابوحاتم نے کہا وہ امام مالک کی طرح مدینہ منورہ کے فقہاء میں سے ہیں۔ امام شافعی نے کہا میں نے امام مالک کے شاگردوں میں سے ان سے بڑا فقیہہ کوئی نہیں دیکھا۔ وہ ایک سو بیاسی ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۳ ابن ابی ذئب ان کا نام محمد بن عبدالرحمٰن بن مغیرہ بن حرث بن ابی ذئب ہے قرشی، مدنی، عامری ہیں امام احمد نے کہا ابن ابی ذئب امام مالک سے افضل ہیں لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ لوگوں کا تنقیہ کرنے میں اس سے زیادہ سخت ہیں۔ وہ ۱۵۹ ہجری کو کوفہ میں فوت ہوئے ع۴ سعید بن ابی سعید مقبری مدنی ہیں۔

حدیث ۱۲۰ کے اسماء رجال

: ع۱ ابراہیم بن منذر حدیث ع۵۶ میں ان کا ذکر گزرا ہے ع۲ ابن ابی فدیک وہ ابواسماعیل محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک ہیں۔ ابو فدیک کا نام دینار ہے وہ مدنی لیثی ہیں ۲۰۰۔ ہجری میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

۱۲۱ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وِعَائَیْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَلْبُلْعُوْمُ مَجْرَی الطَّعَامِ

۱۲۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم کے دو نوع یاد کر لئے تھے اُن میں سے ایک نوع کو تو میں نے پھیلا دیا اور اگر دوسرے کو ظاہر کروں تو یہ گلا گھونٹ دیا جائے گا۔ امام بخاری نے کہا "بُلعُوم" حلق ہے۔

۱۲۱ — شرح : حدیث شریف میں "وَعَائَیْنِ" سے مراد علم کے دو نوع ہیں۔ پہلے سے مراد احادیث نبویہ اور احکام شریعت ہیں جنہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں پھیلایا کیونکہ اُن کی اشاعت ضروری تھی۔ دُوسرے نوع سے مراد قیامت کی علامات اور اشراط کی احادیث ہیں اور وہ امور مراد ہیں جنہیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم جانتے تھے کہ دین میں فساد آجائے گا لوگوں کے حالات بدل جائیں گے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی اِضاعت ہوگی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ دین اسلام قریش کے بیوقوف نوجوانوں کے ہاتھوں سے خراب ہوگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں چاہوں تو ان نوجوانوں کے نام ذکر کردوں، لیکن جان کے خطرہ کے باعث ان کی صراحت نہ کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف کرنے والے کو تصریح کرنے میں جب جان کا خطرہ ہو تو اشارات پر اکتفاء جائز ہے۔

علّامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث صوفیوں کے مشارب مخصوصہ پر استدلالات کا مدار ہے۔ اُنھوں نے کہا یہ ابوہریرہ اصحاب صُفّہ میں سے ممتاز شیخ ہیں جو طریقت میں ہمارے مشائخ ہیں وہ اسرار و خطبات امور کو جانتے پہچانتے ہیں اور ان میں گفتگو کرتے ہیں اُنھوں نے کہا پہلے وِعاء سے مراد احکام و اخلاق کا علم ہے اور دُوسرے سے مراد اسرار کا علم ہے جو اغیار کی نگاہوں سے مخفی ہے۔ انہیں صرف اہلِ معرفت ہی جانتے ہیں۔ ان میں سے بعض نے کہا : ؎ یَا رَبِّ جَوْهَرُ عِلْمٍ لَوْ اَبُوْحُ بِهٖ ٭ لَقِیْلَ لِیْ اَنْتَ مِمَّنْ یَعْبُدُ الْوَثَنَا
وَلَاسْتَحَلَّ رِجَالٌ مُسْلِمُوْنَ دَمِیْ ٭ یَرَوْنَ اَقْبَحَ مَا یَاْتُوْنَهٗ حَسَنَا

ترجمہ : اے پروردگارِ عالم اگر میں علم کی حقیقت کو ظاہر کروں تو مجھے کہا جائے گا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو بُت پرست ہیں۔ اور مسلمان میرے قتل کو حلال سمجھنے لگیں گے اور جو بُرے کام وہ کام کرتے ہیں انہیں اچھا جانیں گے"۔ ان میں سے بعض نے کہا علم مکنون اور سِرّ مصون یعنی

marfat.com
Marfat.com

یعنی پوشیدہ اور مخفی علم اور محفوظ راز ہمارا علم ہے اور یہ عمل کا نتیجہ اور حکمت کا ثمرہ ہے۔ اس میں وہی لوگ کامیاب ہیں جو مجاہدات کے بحور میں غوطہ زن ہیں اس کا شعور صرف انہی حضرات کو ہے جو انوارِ مشاہدات کی خصوصیت کے حامل ہیں کیونکہ یہ اسرار اور رموزِ خفیہ قلوب میں متمکن اور مستحکم ہیں صرف ریاضت کرنے سے ہی ظاہر ہوتے ہیں اور یہ انوار ہیں جو غیوب میں درخشاں ہیں صرف نفوسِ قدسیہ کے لئے منکشف ہوتے ہیں جو برگزیدہ اور ممتاز شخصیات ہیں۔ میں کہتا ہوں جو کچھ ان حضرات نے کہا یہ درست ہے بشرطیکہ قواعدِ اسلامیہ ان کی مدافعت نہ کریں اور قواعدِ ایمانیہ ان کی نفی نہ کریں؛ کیونکہ حق کے سوا صرف گمراہی ہے۔ شیخ ابو حامد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اس زمانہ کے بعض خود ساختہ صوفی جو لباس و گفتگو اور سماع کی ہیئت کذائیہ، رقص اور طہارت کے باعث غرور کرتے ہیں اور سجادات پر سروں کو نیچا کر کے انہیں بغلوں تک لے جاتے ہیں جیسے کوئی فکر اور سوچ میں پڑا ہوتا ہے۔ بلند سانس اور گفتگو میں دھیمی آواز اختیار کرتے ہیں اور گمان یہ کرتے ہیں کہ یہ انہی لوگوں میں سے ہیں جو بحارِ معرفت کے غواص اور غوطہ زن ہیں حالانکہ مجاہدہ، ریاضت، مراقبۂ قلب اور ظاہر باطنی گناہوں سے پاکیزگی جو صوفیوں کے ابتدائی منازل ہیں کی مشقت برداشت نہیں کرتے اور نہ ہی معرفت کی مشکل اور کٹھن مسافت میں گامزن ہوتے ہیں اور نہ بھوک و پیاس کی نیرانِ محرقہ سے ابدان کی رطوبات کو خشک کرتے ہیں۔ اگر وہ ان امور سے فارغ ہیں تو انہیں صوفی کہلانے کا ہرگز حق حاصل نہیں وہ اس کے مستحق کیسے ہو سکتے ہیں حالانکہ وہ مذکور امور کے قریب تک نہیں گئے اور حرام و مشتبہ اور بادشاہوں کے عطایا اور اموال کی حرص کرتے ہیں۔ پیسہ، روٹی اور مرغن کھانوں میں رغبت کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی اشیاء پر حسد و بغض کرنے لگتے ہیں اور ایک دوسرے کی عزت و آبرو کو پامال کرتے ہیں۔ ان کا مردوں میں کچھ شمار نہیں بلکہ یہ تو معرکوں اور جنگوں میں بوڑھی عورتوں سے بھی زیادہ عاجز ہیں اگر ان کا کشفِ غطاء کیا جائے تو سوائے رسوائی کے ان کے پاس کچھ نہ ہوگا!

ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو علمِ معرفت، مجاہدۂ حق کے مدعی ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تمام مقامات اور احوال کو عبور کر لیا ہے۔ وہ صرف ان ناموں کو ہی جانتے ہیں اور یہ الفاظ یاد کئے ہوئے ہیں اور عارفین کے بلند پایہ کلمات کو بار بار زبان پر لا کر یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ ہی اعلیٰ علم ہے اور فقہا، مفسرین اور محدثین کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں حتیٰ کہ سادہ لوح لوگ اپنے کاروبار چھوڑ کر ان کے حلقہ بگوش ہو جاتے ہیں اور یہ جاہل صوفی ان سے ضعیف کلمات کا بکثرت تکرار کرتے ہیں گویا کہ ان پر وحی نازل ہو رہی ہے اور اسرارِ مخفیہ کی خبریں دینے لگتے ہیں اور عبادت گزار علماء کو حقیر جانتے ہیں۔ عبادت گزار کے بارے میں یوں کلام کرتے ہیں کہ یہ لوگ کرایہ دار ہیں جو مشقت کرتے ہیں اور علماء کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ اللہ سے دور ہیں اور اپنے متعلق یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ واصل باللہ ہیں۔ اور اللہ کے مقربین ہیں حالانکہ یہ عند اللہ فجار و منافقین اور ارباب قلوب کے نزدیک حمقاء جاہلین میں ذکر کیا جاتا ہے۔

شیخ غزالی کا مذکور کلام ان متصوفہ کے متعلق ہے جو شریعت مطہرہ کے پابند نہیں اور صوفیوں کا لبادہ اوڑھ کر عوام کو اپنے دامِ تزویر میں پھنسا کر ان کی عزت و آبرو پامال کر کے غائب ہو جاتے ہیں۔ نتیجۃً لوگ اہلِ حق و معرفت

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْاِنْصَاتِ لِلْعُلَمَاءِ

۱۲۲ — حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَلِیُّ بْنُ مُدْرِكٍ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ جَرِیْرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

اصفیاء کے متعلق بدگمانی کرنے لگتے ہیں انہیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہر طائفہ میں چور و راہزن ہوتے ہیں۔ جو راہ گیروں کی ہیئات اختیار کر کے انہی کے لئے وبالِ جان بن جاتے ہیں۔ اِن مخلوقِ اللّٰہی مسلمین راہزنوں سے خبردار رہنا بہت ضروری امر ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی گفتگو میں بعض امراء کے احوال کی طرف اشارہ کر دیتے تھے۔ لیکن خوفِ فتنہ کے باعث تصریح نہیں کرتے تھے چنانچہ وہ کہتے اے اللہ مجھے ساٹھویں سال کے سر سے پناہ دے اور بچوں کی عمارت سے بچا اس سے وہ یزید بن معاویہ کی امارت کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ کیونکہ یزید کی امارت ساٹھ ہجری میں تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابوہریرہ کی دعا قبول فرمائی اور ایک سال پہلے وفات پا گئے۔

اسماءِ رجال : اس حدیث کے پانچ راوی ہیں۔ تمام کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب — عُلماء کا کلام خاموشی سے سُننا

۱۲۲ — ترجمہ : حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کرو پھر فرمایا میرے بعد کافروں جیسے نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو!

۱۲۲ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حج میں لوگوں کو الوداع فرمایا تھا اس لئے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے افعال کافروں کے افعال کے مشابہ نہیں ہونے چاہئیں کہ جیسے وہ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں تم بھی آپس میں ایسا کرنے لگو۔ یَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اگر اسے مرفوع پڑھا جائے تو یہ پہلے جملہ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْعَالِمِ إِذَا سُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَيَكِلُ الْعِلْمَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

۱۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ قَالَ ثَنَا

کا بیان ہوگا یا صفت کا شفہ ہوگی ؛ کیونکہ کفار میں غالب یہی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں یعنی کافروں جیسے نہ ہو جاؤ جیسے وہ کرتے ہیں تم بھی کرنے لگو اور اگر دوسرا جملہ مجزوم ہو تو یہ نہی کا جواب ہوگا اس میں کفر اور ضرب دونوں سے منع کرنا ہوگا مصابیح کی شرح میں علامہ مظہری نے کہا یعنی جب میں دُنیا سے تشریف لے جاؤں تو تم میرے بعد ثابت قدم رہنا اور ایمان و تقویٰ پر مستحکم رہنا اور مسلمانوں سے محاربت نہ کرنا۔ امام محی السنۃ نے کہا یعنی تمہارے افعال مسلمانوں کی گردنیں اُڑانے میں کفار کے افعال جیسے نہ ہوں (کرمانی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء کا کلام خاموشی سے سُننا چاہیئے اور طالب علموں پر اساتذہ کی تعظیم واجب ہے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی قراءت کے وقت خاموشی واجب ہے جیسے سرکار کی مجلس شریف میں خاموشی فرض تھی اسی طرح عالمِ دین کے پاس احتراماً خاموش رہے کیونکہ علماء سُنت کو زندہ کرتے ہیں اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو قائم کرتے ہیں۔ واللہ اعلم!

اسماءِ رجال : ع۱ حجاج بن منہال انماطی ع۲ شعبہ بن حجاج کا ذکر گزرا ہے ع۳ علی بن مُدرِک نخعی کوفی ہیں۔ ایک سو بیس ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۴ ابوزرعہ بن عمرو کا نام ہرم بن عمرو بن جریر ہے حدیث ع۳۵ کے تحت دیکھیں۔ ع۵ جریر بن عبداللہ بجلی ابوزرعہ کے دادا ہیں وہ بہت خوبصورت صاحب جمال تھے۔ دراز قد تھا جو اونٹ کی کوہان تک پہنچتا تھا ان کی جوتی ایک گز لمبی تھی۔ حدیث ع۵۴ کے تحت دیکھیں۔

باب — جب عالم سے سوال پُوچھا جائے کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو مستحب یہ ہے کہ وہ علم کے اللہ کے حوالے کر دے۔

marfat.com

Marfat.com

سُفْيٰنُ قَالَ ثَنَا عَمْرٌو قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ
عَبَّاسٍ اَنَّ نَوْفًا الْبِکَالِیَّ یَزْعُمُ اَنَّ مُوْسٰی لَیْسَ مُوْسٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ
اِنَّمَا هُوَ مُوْسٰی اٰخَرُ فَقَالَ کَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوْسَی النَّبِیُّ خَطِیْبًا فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ
فَسُئِلَ اَیُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا اَعْلَمُ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَیْهِ اِذْ لَمْ
یَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَیْهِ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلَیْهِ اَنَّ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِیْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَیْنِ
هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ یَا رَبِّ وَکَیْفَ بِهٖ فَقِیْلَ لَهٗ اَحْمِلْ حُوْتًا فِیْ مِکْتَلٍ فَاِذَا
فَقَدْتَّهٗ فَهُوَ ثَمَّ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهٗ بِفَتَاهُ یُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ وَحَمَلَا حُوْتًا فِیْ
مِکْتَلٍ حَتّٰی کَانَا عِنْدَ الصَّخْرَةِ وَضَعَا رُؤُسَهُمَا فَنَامَا فَانْسَلَّ الْحُوْتُ مِنَ الْمِکْتَلِ
فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا وَکَانَ لِمُوْسٰی وَفَتَاهُ عَجَبًا فَانْطَلَقَا بَقِیَّةَ لَیْلَتِهِمَا
وَیَوْمَهُمَا فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا
هٰذَا نَصَبًا وَلَمْ یَجِدْ مُوْسٰی مَسًّا مِّنَ النَّصَبِ حَتّٰی جَاوَزَ الْمَکَانَ الَّذِیْ

۱۲۳ — ترجمہ: سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا کہ نوف بکالی کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل والا موسیٰ نہیں وہ موسیٰ کوئی اور ہے۔ ابن عباس نے کہا وہ اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے ہم کو ابی بن کعب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ اللہ کا نبی موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطاب کرنے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا سب لوگوں سے زیادہ عالم کون ہے؟ انھوں نے کہا میں سب سے زیادہ عالم ہوں مجھ پر اللہ تعالیٰ نے ان کو عتاب فرمایا جبکہ انھوں نے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف رد نہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک میرا بندہ مجمع البحرین میں ہے وہ تم سے زیادہ عالم ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب اس کے ساتھ کیسے ملاقات ہو؟ ان سے کہا گیا کہ مچھلی ٹوکرے میں رکھو جب اسے گم پاؤ وہاں میرا بندہ ہوگا! موسیٰ علیہ السلام چل پڑے اور ان کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

اَمْرِبِهٖ فَقَالَ لَهٗ فَتٰهُ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ
قَالَ مُوْسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَلَمَّا انْتَهَيَا
اِلَى الصَّخْرَةِ اِذْ رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ اَوْ قَالَ تَسَجّٰى بِثَوْبِهٖ فَسَلَّمَ مُوْسٰى
فَقَالَ الْخَضِرُ وَاَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ اَنَا مُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى بَنِيْ
اِسْرَائِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا
قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا يَا مُوْسٰى اِنِّيْ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ
لَا تَعْلَمُهٗ اَنْتَ وَاَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ عَلَّمَكَ اللّٰهُ لَا اَعْلَمُهٗ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا. فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ لَيْسَ لَهُمَا
سَفِيْنَةٌ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ فَكَلَّمُوْهُمْ اَنْ يَّحْمِلُوْهُمَا فَعَرَفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوْهُمَا
بِغَيْرِ نَوْلٍ فَجَآءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَنَقَرَ نَقْرَةً اَوْ نَقْرَتَيْنِ
فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ يَا مُوْسٰى مَا نَقَصَ عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى
اِلَّا كَنَقْرَةِ هٰذَا الْعُصْفُوْرِ فِي الْبَحْرِ فَعَمَدَ الْخَضِرُ اِلٰى لَوْحٍ مِّنْ اَلْوَاحِ
السَّفِيْنَةِ فَنَزَعَهٗ فَقَالَ مُوْسٰى قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ اِلٰى

ان کے خادم یوشع بن نون بھی چل پڑے اور انھوں نے ٹوکرے میں مچھلی رکھ لی۔ حتیٰ کہ وہ پتھر کے پاس پہنچے تو اپنے سر رکھے اور سو گئے مچھلی ٹوکرے سے نکلی اور دریا میں اپنا راہ لیا موسیٰ اور ان کے خادم متعجب ہوئے وہ دونوں باقی رات اور دن چلتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ ہم کو اس سفر میں بہت مشقت ہوئی ہے۔ موسیٰ کو مشقت محسوس نہ ہوئی حتی کہ وہ اس جگہ سے آگے نکل گئے جس کا ان کو حکم ملا تھا۔ ان کے خادم نے کہا آپ بتلائیں کہ جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے میں مچھلی کو بھول گیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہم اسی کی تلاش میں تھے وہ اپنے قدموں کے آثار پہ لوٹ آئے جب اس پتھر کے پاس پہنچے تو وہاں ایک مرد کپڑا اوڑھے بیٹھا تھا یا کہا اس نے کپڑا اوڑھا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سلام کہا۔ خضر علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا
قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا قَالَ فَكَانَتِ
الْأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا فَانْطَلَقَا فَإِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ
الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ مِنْ أَعْلَاهُ فَاقْتَلَعَ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى أَقَتَلْتَ
نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا
قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَهٰذَا أَوْكَدُ فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا
أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ قَالَ
الْخَضِرُ بِيَدِهِ فَأَقَامَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا
قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ
مُوسَى لَوَدِدْنَا لَوْ صَبَرَ حَتَّى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا
بِهِ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِطُولِهِ

نے کہا اس زمین میں سلام کہاں ؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں موسیٰ ہوں ۔ خضر علیہ السلام نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو ؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں آپ کے ساتھ اس شرط پر رہوں کہ جو تم کو ہدایت سکھائی گئی ہے وہ آپ مجھے سکھا دیں ۔ خضر علیہ السلام نے کہا آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے ۔
اے موسیٰ میں اللہ تعالیٰ کے علم سے ایسا علم رکھتا ہوں جو اُس نے مجھے سکھایا ہے آپ اس کو نہیں جانتے اور آپ ایسا علم رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے اس کو میں نہیں جانتا ہوں ۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا انشاء اللہ عنقریب آپ مجھے صابر پائیں گے اور کسی بات میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا وہ دونوں دریا کے کنارے چل پڑے ان کے پاس کشتی نہ تھی ۔ ایک کشتی ان کے پاس سے گزری ان دونوں اور یوشع نے ملاحوں سے بات کی کہ وہ ان کو کشتی پر سوار کر لیں حضرت خضر علیہ السلام پہنچانے گئے (ملاحوں نے انہیں پہچان لیا) اور اُجرت کے بغیر ان کو کشتی میں بٹھا لیا ۔ پھر ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی ۔ اُس نے دریا میں ایک یا دو چونچیں ماریں تو حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ ۔ میرا علم اور آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کی نسبت کچھ نہیں مگر اس

marfat.com
Marfat.com

چڑیا کا دریا میں چونچ مارنے کی مثل ہے پھر خضر علیہ السلام نے کشتی کے تختوں سے ایک تختے کا قصد کیا اور اسے توڑ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان لوگوں نے ہمیں اُجرت کے بغیر کشتی میں بٹھایا اور آپ نے ان کی کشتی کا قصد کیا اور اسے توڑ دیا تاکہ کشتی والوں کو غرق کرو خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے کہا نہ تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرے بھول جانے کے باعث مواخذہ نہ کرو اور میرے امر میں مجھ پر تنگی نہ کرو موسیٰ علیہ السلام کا پہلا سوال بھول سے تھا۔ پھر دونوں چل پڑے۔ آگے ایک بچہ دوسرے بچوں سے کھیل رہا تھا خضر علیہ السلام نے اس کو سر سے پکڑا اور اسے اپنے ہاتھ کے ساتھ الگ کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے بے گناہ بچہ کو کسی جرم کے بغیر قتل کر دیا خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے ابن عیینہ نے کہا اس میں تاکید زیادہ ہے پھر دونوں چلتے رہے حتّٰی کہ ایک گاؤں والوں کے پاس آئے ان لوگوں سے کھانا طلب کیا اُنھوں نے ان کو کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ اُنھوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو تیزی سے گرنے کے قریب تھی حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اسے سیدھا کھڑا کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو کہا اگر آپ چاہتے تو اس کی اُجرت لیتے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا یہ سوال میری اور آپ کی جُدائی ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم کرے۔ ہماری خواہش ہے کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے حتّٰی کہ ہمارے لئے ان کا حال بیان کیا جاتا۔

۱۲۳ شرح : اس حدیث کے ذکر سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ عالم سے جب سوال کیا جائے کہ سب سے بڑا عالم کون ہے تو اس کے جواب میں یہ کہے کہ سب سے بڑا عالم اللہ ہے اور اپنی طرف اعلمیت کی نسبت نہ کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ اپنے زمانہ میں سب سے بڑے عالم تھے کیونکہ نبی اعلم الزمان ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کو یہ جواب پسند نہ تھا کیونکہ منصب نبوت کا مقتضیٰ انکسار و تواضع ہے اس لئے ان کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جانے کی تکلیف دی۔

یہ حدیث باب الخروج فی طلب العلم میں گزری ہے۔ جس جگہ مچھلی زندہ ہوئی تھی وہاں آب حیات کا چشمہ تھا اس کے پانی کی ہوا اور برودت مچھلی کو پہنچی تو وہ زندہ ہو کر ٹوکرے (زنبیل) سے نکل گئی اور دریا میں چلی گئی (کرمانی) جب پانی کی بُرودت اور اس کی ہوا سے مردہ زندہ ہو سکتا ہے تو اللہ کے نبیوں اور ولیوں کی نظر کرم سے بھی مردے زندہ ہو سکتے ہیں، مچھلی کا فقدان حضرت خضر کے وجدان کا سبب تھا جو ان کو وہاں کپڑا اوڑھے ہوئے مل گئے اور ان سے موسیٰ علیہ السلام کا سوال امور دین سے متعلق نہ تھا کیونکہ نبی امور دین سے ناواقف نہیں ہوتے اور حضرت خضر علیہ السلام کا ارشاد مَا نَقَصَ عِلْمِیْ وَ عِلْمُكَ الخ میں متناہی کی نسبت غیر متناہی کی طرف ہے اور چڑیا کے چونچ میں قطرہ کی نسبت دریا کی طرف متناہی کی نسبت متناہی کی طرف ہے مگر اس سے مقصود مماثلت ہر لحاظ سے نہیں بلکہ قلت و حقارت میں تشبیہ مراد ہے اور نقص کا یہاں مجازی معنی مراد ہے کہ اللہ کے علم کی نسبت میرا اور تیرا علم چڑیا کے چونچ مارنے اور دریا کی مثل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تحصیل علم کے لئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ سَأَلَ وَهُوَ قَائِمٌ عَالِمًا جَالِسًا

۱۲۴ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْقِتَالُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَإِنَّ أَحَدَنَا يُقَاتِلُ غَضَبًا وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً فَرَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهُ قَالَ وَمَا رَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ قَائِمًا فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

سفر کرنا مستحب ہے اور لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ میں تینوں مساجد کے سوا کسی دوسری مسجد کی طرف سفر کرنا ممنوع ہے جبکہ مسافر کا قصد مسجد میں مزید ثواب مطلوب ہو اگر محض زیارت مراد ہو تو جائز ہے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبا کی زیارت کو تشریف لے جایا کرتے۔ سفر کے لئے زادِ راہ ہمراہ لینا جائز ہے اور مشائخ کا احترام کرنا اور ان پر اعتراض نہ کرنا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے نیز اس میں اولیاء اللہ کی کرامات کا اثبات اور اخبار عَنِ الْغَیْبِ ثابت ہوتا ہے۔

اسماءِ رجال : ۱ عبداللہ بن محمد جعفی مسند میں حدیث ۸ سفیان بن عیینہ حدیث ۱ عمرو بن دینار مکی جمحی حدیث ۱۱۳۔ سعید بن جبیر حدیث ۴ کے اسماء رجال میں دیکھیں۔

باب — جس نے سوال پوچھا جبکہ وہ کھڑا ہو اور عالم بیٹھا ہو

۱۲۴ — ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! فی سبیل اللہ قتال کیا ہے کیونکہ ہم میں سے کوئی تو غصہ کی وجہ سے لڑتا ہے اور کوئی غیرت کی وجہ سے لڑائی کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی طرف سر مبارک اٹھایا۔ راوی نے کہا اس کی طرف سر مبارک نہ اٹھایا مگر اس لئے کہ وہ شخص کھڑا تھا اور فرمایا جس نے اس لئے لڑائی کی کہ اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السُّؤَالِ وَالْفُتْيَا عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ

۱۲۵ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْجَمْرَةِ وَهُوَ يُسْأَلُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ آخَرُ يَا رَسُولَ اللهِ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ قَالَ انْحَرْ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ

کا کلمہ بلند ہو تو وہ لڑائی فی سبیل اللہ عزوجل ہے۔

۱۲۴ — شرح : قتال سے مراد مقاتل ہے فَإِنَّ أَحَدَنَا اس پر قرینہ ہے گویا کہ اس شخص نے کہا فی سبیل اللہ مُقاتِل کون ہے لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ سوال قتال کی کیفیت سے ہے اور جواب مُقاتِل سے ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب مقدس کا حاصل یہ ہے کہ فی سبیل اللہ قتال کا منشا قوت عقلیہ ہے۔ قوتِ شہوانیہ یا قوتِ غضبیہ نہیں ہے۔ انہی تینوں پہ انسانی قوت کا انحصار ہے۔ یہ حدیث جوامع کلم سے ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے ہیں اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیات پر ہے۔ مجاہدین کی فضیلت اسی صورت میں ہے جبکہ وہ فی سبیل اللہ جہاد کریں۔

اسماء رجال : ع۱ عثمان بن محمد بن ابراہیم بن خُوستی ان کی کنیت ابوالحسن ہے اور وہ ابن ابی شیبہ مشہور ہیں ع۲ جریر بن عبدالحمید ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے ع۳ منصور بن معتمر بن عبداللہ بن رُبَیعہ ع۴ ابووائل شقیق بن سلمہ حضرمی یہ تمام حدیث ع۶۸ کے تحت دیکھیں ع۵ ابوموسیٰ اشعری حدیث ع۱۰ کے تحت دیکھیں۔

باب ۔ کنکریاں مارتے وقت سوال و جواب

باب کے ساتھ حدیث شریف کی مناسبت مَا رَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ قَائِمًا میں ہے معلوم ہوا کہ

marfat.com
Marfat.com

عالم دین بیٹھا ہو تو اس سے کھڑے ہو کر دینی مسائل دریافت کرنے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۱۲۵ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمرہ کے پاس دیکھا جبکہ آپ سے مسائل پوچھے جاتے تھے۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے نحر کر لیا ہے آپ نے فرمایا اب رمی کر لو کوئی حرج نہیں۔ دوسرے نے کہا یا رسول اللہ! میں نے نحر کرنے سے پہلے حلق کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا نحر کر دو کوئی حرج نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شئی سے متعلق جس کو وقت سے آگے یا پیچھے کیا گیا سوال نہ کیا گیا مگر (جواب میں) یہ فرمایا: کرو کوئی حرج نہیں۔

یہ حدیث باب الفتیاء علی الدابۃ میں گزر چکی ہے۔ اس باب کا مقصد یہ ہے کہ جب عالم دین اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مشغول ہو تو اس سے علمی مسائل پوچھنا اور محدث کا جواب دینا سب جائز ہیں کیونکہ وہ جس نیک کام میں مشغول ہو اس کو دوسرے نیک کام کے لئے چھوڑ سکتا ہے۔

اسماء رجال

ع۱ ابونعیم بن دکین کوفی تیمی ہیں حدیث ع۴۹ کے تحت دیکھیں ع۲ عبدالعزیز بن ابی سلمہ مشہور یہی ہے لیکن دراصل عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ ماجشون ہے ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے وہ مدنی فقیہہ تیمی بغداد میں سکونت پذیر تھے اور وہیں ۱۶۴ ہجری میں فوت ہوئے مہدی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور قریش کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ یحییٰ بن معین نے کہا وہ قدری ہیں پھر سنت کی طرف رجوع کیا وہ حدیث بیان کرنے کے لائق نہیں تھے جب وہ بغداد میں آئے اور لوگوں نے ان سے حدیثیں لکھیں تو انھوں نے کہا لوگوں نے مجھے محدث بنا دیا ہے بشر بن سری نے کہا ماجشون نے زہری سے سماعت نہیں کی۔ احمد بن سفیان نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ انھوں نے حدیث پیش کی۔ ابراہیم بن حربی نے کہا ماجشون فارسی لفظ ہے انہیں ماجشون اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے رخسارے سرخ تھے تو فارسی میں انہیں "ماہ کون" کہا جاتا پھر مدینہ منورہ والوں نے اسے عربی ماجشون کہا غسانی نے کہا ماجشون کا نام یعقوب بن ابی سلمہ ہے اور ابوسلمہ کا نام میمون ہے۔ فارسی میں "ماہ کون" کا معنی گلابی رنگ والا ہے۔ بخاری نے تاریخ اوسط میں کہا ماجشون یعقوب بن ابی سلمہ کا لقب ہے۔ وہ عبداللہ بن ابی سلمہ کے بھائی ہیں دارقطنی نے کہا ان کا لقب ماجشون اس لئے ہے کہ ان کا چہرہ سرخ تھا کہا جاتا ہے کہ سکینہ بنت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم کا لقب بھی یہی تھا (عینی وکرمانی)

ع۳ عیسیٰ بن ابی طلحہ بن عبیداللہ قرشی تیمی ہیں ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ حدیث ع۸۱ کے تحت دیکھیں اور عبداللہ بن عمرو کا ذکر کئی بار گزرا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا

۱۲۶ — حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ سُلَيْمٰنُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَرِبِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيْبٍ مَعَهٗ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ لَا يَجِيْءُ فِيْهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهٗ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهٗ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوْحُ فَسَكَتَ فَقُلْتُ اِنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَقُمْتُ فَلَمَّا انْجَلٰى عَنْهُ فَقَالَ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتُوْا مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا قَالَ الْاَعْمَشُ هٰكَذَا فِيْ قِرَاءَتِنَا وَمَا اُوْتُوْا

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور تم کو علم نہیں دیا گیا مگر قلیل

۱۲۶ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ایک وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کی خراب زمین میں چل رہا تھا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی چھڑی پر ٹیک لگائے ہوئے چل رہے تھے۔ آپ چند یہودیوں کے سامنے سے گزرے تو ان میں سے بعض نے ایک دوسرے سے کہا ان سے روح کے متعلق پوچھو۔ اُن میں بعض نے کہا ان سے کوئی شئ مت پوچھو وہ کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں

marfat.com
Marfat.com

جس کو تم اچھا نہ جانو۔ بعض نے کہا ہم تو ان سے ضرور رُوح کے متعلق پوچھیں گے۔ پس ایک شخص ان میں سے کھڑا ہُوا اور کہا اے ابو القاسم روح کیا ہے آپ خاموش رہے میں نے دل میں کہا آپ کو وحی کی جا رہی ہے۔ اس لئے میں اُٹھ گیا اور جب وحی کی کیفیت ختم ہوگئی تو آپ نے فرمایا تم رُوح سے متعلق پوچھتے ہو تم کہہ دو روح میرے رب کے امر سے ہے اور تم کو علم نہ دیا گیا مگر تھوڑا سا۔ اعمش نے کہا ہماری قرأت میں یہ اس طرح ہے : وَمَا أُوْتُوْا "

۱۲۶۔ شرح : اس باب کی پہلے باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ پہلے باب اور اس باب میں عالم سے سوال پوچھنے کا ذکر ہے۔ لیکن پہلے باب میں سوال کا جواب ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ اسے معلوم کرنے کا سائل محتاج تھا اور اس باب میں جواب ذکر نہیں کیا گیا؛ کیونکہ جواب نہ ذکر کرنے میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی تصدیق ہے چنانچہ مفسّرین نے ذکر کیا کہ یہودیوں نے باہم جمع ہوکر مشورہ کیا کہ ہم محمد" صلی اللہ علیہ وسلم سے تین اشیاء پوچھتے ہیں۔ اگر اُنھوں نے سب کا جواب دیا تو نبی نہیں اور اگر سب کا جواب نہ دیا تو جب بھی نبی نہیں اگر بعض کا جواب دیا اور بعض کا جواب نہ دیا تو نبی ہیں۔ نیز اُن کی کتابوں میں یہ تحریر ہے کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم "، سے روح سے متعلق پوچھا جائے گا تو وہ اس کا جواب نہیں دیں گے؛ چنانچہ اُنھوں نے تین سوالات مرتب کئے ایک یہ کہ روح کیا شئی ہے ؟ دُوسرا یہ کہ پہلے زمانہ میں ایک جماعت گم ہوگئی تھی۔ ان کا قصّہ کیا ہے ؟ تیسرے یہ کہ ایک شخص مغرب سے مشرق تک پہنچا وہ کون ہے اور اس کا واقعہ کیا ہے ؟ تو اللہ تعالیٰ نے گم شُدہ جماعت کے متعلق یہ آیت : أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ " نازل فرمائی اور مشرق و مغرب تک پہنچنے والے شخص کے متعلق فرمایا " يَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ "، اور روح کے متعلق فرمایا : يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا "، یہ لوگ روح سے متعلق آپ سے پُوچھتے ہیں آپ فرمادیں کہ رُوح میرے رب کا امر ہے اور تمہیں تو تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ کے علم کی نسبت تورات کا علم بہت تھوڑا ہے اس تقریر سے اس بات کی وضاحت ہے کہ یہودیوں کے عقیدہ میں رُوح سے متعلق سوال کا جواب نہ دینا معیارِ نبوّت تھا۔ اس لئے آپ نے اس سوال کا جواب نہ دیا۔ رہی یہ بات کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم ہے یا نہیں تو اس کے متعلق امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ مسلم کی شرح میں اس حدیث کے تحت ذکر کرتے ہیں " سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب شریف عظیم تر ہے جبکہ آپ اللہ کے حبیب ہیں اور اس کی مخلوق کے سردار ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کو روح کا علم نہ ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر احسان کرتے ہوئے فرمایا " وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا "، اللہ نے آپ کو سکھا دیا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پہ اللہ کا فضل عظیم ہے۔ اسی طرح علامہ عینی نے شرح بخاری میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے کہا اس آیت کریمہ میں اس بات پہ ہرگز دلالت نہیں کہ روح معلوم نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اس پہ کوئی دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نہ جانتے تھے۔ معلوم ہُوا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

کو رُوح کا علم تھا اور اس پر سکوت فرمانا عدمِ علم کی دلیل نہیں بلکہ سکوت میں نبوت کی تصدیق فرمائی۔
علماء اور حکماء کا رُوح کے متعلق اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ رُوح کیا شئی ہے؟ انھوں نے اس کی تشریح میں غور و فکر کیا اور اس کی ماہیت کی دریافت میں اپنی ہمتیں صرف کر دیں جس پر اہلسنت عام متکلمین کا اعتماد ہے وہ یہ ہے کہ رُوح لطیف جسم ہے جو بدن میں اس طرح ساری ہے جیسے گُلاب کے پھول میں پانی ساری ہے اور قبضِ رُوح کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تقریر اس کی تائید کرتی ہے۔ یہ از سرِ نو پیدا ہونے والی اُن اشیاء سے ہے جو کسی مادہ کے بغیر لفظ "کُن" سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا رُوح کے بارے میں بہت لوگ میدانِ تیہ میں پریشان پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رُوح کا علم مخلوق پر مبہم رکھا ہے اسے صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ یہاں تک اُنھوں نے کہہ دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رُوح کا علم نہ تھا۔ میں کہتا: جَلَّ مَنْصِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حَبِيْبُ اللّٰهِ وَسَيِّدُ خَلْقِهٖ اَنْ يَّكُوْنَ غَيْرَ عَالِمٍ بِالرُّوْحِ وَكَيْفَ وَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِقَوْلِهٖ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا،، وَقَدْ قَالَ اَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ لَيْسَ فِي الْاٰيَةِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الرُّوْحَ لَا يُعْلَمُ وَلَا عَلٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهَا،، عینی ص ۲۰۱ ج ۲۔ امام نووی اور علامہ عینی کی تقریر سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم ہے۔ اور روح کوئی ایسی چیز نہیں جو معلوم نہ ہو سکے اور آیت کریمہ میں قطعاً اس بات پر دلالت نہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے نہ جانتے تھے اور یہودیوں کے سوال کے جواب میں آپ کا سکوت فرمانا نبوت کی تصدیق کے لئے تھا کیونکہ اُنھوں نے آپس میں کہا تھا۔ اگر آپ رُوح کا جواب نہ دیں گے اور سکوت اختیار فرمائیں گے تو نبی ہیں ورنہ فَلْيَكُنْ عَلَيَّ مِنْكَ ذِكْرٌ،،

اسماء رجال

ع۱ قیس بن حفص بن قعقاع بصری ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ ۲۲۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۲ عبدالواحد بن زیاد بصری ہیں۔ ۱۷۶ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ سلیمان بن مہران اعمش ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ ع۴ ابراہیم بن یزید نخعی ع۵ علقمہ بن قیس نخعی ابراہیم نخعی کی والدہ کے چچا یہ تینوں حدیث ع۳۱ کے اسماء میں مذکور ہیں اور اسی حدیث میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی مذکور ہیں۔

عَسِيْفٌ،، کھجور کی چھڑی جس کے پتے نہ نکلے ہوں۔ اگر اس کے پتے نکلے ہوں تو اسے سَعْفٌ کہتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الْاِخْتِيَارِ مَخَافَةَ اَنْ يَقْصُرَ فَهْمُ بَعْضِ النَّاسِ فَيَقَعُوْا فِيْ اَشَدَّ مِنْهُ

۱۲۷ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ لِيْ اِبْنُ الزُّبَيْرِ كَانَتْ عَائِشَةُ تُسِرُّ اِلَيْكَ كَثِيْرًا فَمَا حَدَّثَتْكَ فِي الْكَعْبَةِ قُلْتُ قَالَتْ لِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُ عَهْدِهِمْ قَالَ اِبْنُ الزُّبَيْرِ بِكُفْرٍ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ وَبَابًا يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ فَفَعَلَهُ اِبْنُ الزُّبَيْرِ

باب ۔ جس نے بعض مختار کام ترک کیا اس ڈر سے کہ بعض لوگوں کی عقلیں اسے سمجھنے سے قاصر ہوں گی اور وہ اس سے سخت فتنہ میں واقع ہو جائیں گے!

۱۲۷ — ترجمہ : اسود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا تم سے اسرار کی باتیں کیا کرتی تھیں۔ کعبہ کے بارے میں انھوں نے تم کو کیا خبر دی ہے؟ میں نے کہا ام المؤمنین نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم کا زمانہ قریب نہ ہوتا۔ ابن زبیر نے کہا کہ کفر کے قریب نہ ہوتا تو میں کعبہ کو شہید کر کے اس کے دو دروازے بنا دیتا ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے باہر نکل جاتے پھر حضرت عبداللہ بن زبیر نے اسی طرح کر دیا۔

۱۲۷ — شرح : ام المؤمنین نے اسود سے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ مکرمہ کو قواعد ابراہیم علیہ السلام پر استوار کرنا چاہتے تھے۔ مگر یہ خطرہ محسوس کر کے یہ ارادہ

marfat.com
Marfat.com

ترک کر دیا کہ قریش ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہیں اور ان کے دلوں میں کعبہ کی عظمت بہت زیادہ ہے ممکن ہے وہ اس حکمت کو سمجھ نہ سکیں اور کسی عظیم فتنہ میں مبتلا ہو جائیں۔ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن زبیر کو بھی معلوم تھی اس لئے انھوں نے جلدی سے کہہ دیا "بکفر"، اور اپنے عہدِ خلافت میں قواعدِ ابراہیم علیہ السلام پر کعبہ کی تعمیر کی اور حطیم کو داخل بیت اللہ کر دیا جیسا کہ مسلم شریف میں مذکور ہے مگر ان کے شہید ہو جانے کے بعد حجاج بن یوسف نے عبدالملک کے کہنے پر اسے پہلی بنیادوں پر تعمیر کیا۔ ہارون رشید نے حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعمیر کے مطابق کعبہ مکرمہ کو تعمیر کرانا چاہا۔ مگر امام مالک رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر اسے روک دیا کہ کعبہ اس طرح حاکموں کا کھیل بن جائے گا اور اس کی ہیئت جاتی رہے گی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی اچھا آسان کام کرنے میں لوگوں کے فتنہ کا خطرہ ہو تو اسے ترک کر دینا چاہیئے۔ بشرطیکہ وہ فرض و واجب نہ ہو (کرمانی)

کعبہ مکرمہ پانچ مرتبہ بنایا گیا۔ سب سے پہلے فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے بنایا۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان سے اس کی دیواریں زمین بوس ہوگئیں تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی دیواریں اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ پھر جاہلیت کے زمانہ میں قریش نے اُسے بنایا اس وقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ تھے جبکہ آپ کی عمر شریف ۳۵ برس تھی۔ قریش نے بیت اللہ کا کچھ حصہ خارج کعبہ کر دیا تھا جبکہ وہ خرچ نہ ہونے کے باعث پوری تعمیر سے قاصر ہو گئے تھے اور بیت اللہ کے خارج حصہ کو حطیم کہا جاتا ہے۔ چوتھی بار اسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کیا اور حطیم کو بیت اللہ میں داخل کر دیا پانچویں مرتبہ حجاج بن یوسف نے بنایا اور عبداللہ بن زبیر کی تعمیر کی ہیئت تبدیل کر کے قریش کی بنیادوں پر اسے تعمیر کیا اور حطیم کو خارج کر دیا جب عبدالملک کو یہ خبر ملی کہ عبداللہ بن زبیر کی تعمیر صحیح تھی تو وہ اپنے کئے پر پچھتایا پھر ہارون الرشید نے اصلی بنیادوں پر تعمیر کا ارادہ کیا تو امام مالک نے فرمایا اس طرح لوگوں کے دلوں سے کعبہ کا رعب جاتا رہے گا اور یہ بادشاہوں کا کھیل بن جائے گا؛ چنانچہ اب کعبہ مکرمہ حجاج بن یوسف کی تعمیر پر ہے اور حطیم خارج ہے۔ حطیم کا کعبہ ہونا خبر واحد سے ثابت ہے اس لئے حطیم کی طرف منہ کرنے سے جبکہ اس سمت میں کعبہ نہ ہو نماز ادا نہ ہوگی مگر طواف کرتے وقت حطیم کو کعبہ میں احتیاطاً شامل کر لیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم!

اسماءِ رجال

ع۱ عُبیداللہ بن موسیٰ بن باذام حدیث ع۷ کے اسماء میں دیکھیں۔ ع۲ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی ہمدانی کوفی ہیں ان کی کنیت ابو یوسف ہے۔ امام احمد بن حنبل نے انہیں ثقہ کہا ہے اور ان کے حافظہ پر تعجب کرتے تھے۔ ۱۶۰ ہجری میں فوت ہوئے انھوں نے اپنے دادا ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ سبیعی سے سماعت کی ہے۔ ابو اسحاق کا تذکرہ حدیث ع۲۹ کے اسماء میں گزرا ہے۔ ع۳ اسود بن زید بن قیس نخعی ابراہیم نخعی کے ماموں ہیں۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا لیکن آپ کو نہیں دیکھا۔ وہ ۷۵ ہجری کو کوفہ میں فوت ہوئے انھوں نے حج اور عمرہ کے لئے اسی بار سفر کیا اور دونوں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا دُوْنَ قَوْمٍ

كَرَاهِيَةَ أَنْ لَا يَفْهَمُوا وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ أَتُحِبُّوْنَ أَنْ يُكَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ

۱۲۸ — حَدَّثَنَا بِهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مَعْرُوْفٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

کو جمع نہ کیا۔ اسی طرح ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن اسود نے حج اور عمرہ کے لئے اسی بار سفر کیا اور دونوں کو جمع نہ کیا اور وہ تلبیہ میں یوں کہتے تھے در لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ أَنَا الْحَاجُّ بْنُ الْحَاجِّ۔ وہ ہر روز سات سو رکعتیں نماز پڑھتے تھے۔ وہ عظیم مضبوط انسان تھے لوگ اسود کی اولاد کو جنتی کہتے تھے ۱۲ ابن زبیر یعنی عبداللہ بن زبیر امیر المؤمنین اور اسلام میں پہلے نومولود ہیں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب — جس نے ایک قوم کو علم سے خاص کیا اور دوسری قوم کو علم نہ سکھایا یہ مکروہ جانتے ہوئے کہ وہ نہ سمجھیں گے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں سے وہ کلام کرو جسے وہ سمجھیں کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے دوسرے اسناد میں ابوالطفیل نے حضرت علی سے اس طرح روایت کی۔

۱۲۸ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام وہ کرو جس کو لوگوں کی عقلیں سمجھیں ؛ کیونکہ جب کوئی شخص کلام سنے اور اسے نہ سمجھے اور اپنی جہالت کے باعث اس کے استحالہ کا اعتقاد کرے یا اس کو ممکن نہ جانے تو اس کے وجود کی تصدیق نہ کرے گا اور جب اس کا اسناد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی طرف کیا جائے تو ان کی تکذیب

marfat.com
Marfat.com

۱۲۹ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيْفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ

لازم آئے گی۔ اس لئے ایسے لوگوں سے وہ گفتگو کریں جسے وہ سمجھیں۔ ابوالطفیل احد کی جنگ کے سال پیدا ہوئے۔ اُنھوں نے نبوت کے زمانہ کے آٹھ سال پائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نو احادیث روائت کی ہیں۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موافقت میں تھے۔ کوفہ میں رہے اس کے بعد مکہ مکرمہ میں اقامت کرلی اور ۱۰۰ھ ہجری میں فوت ہوئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں ان کی وفات ہوئی گویا کہ وہ صحابہ میں آخری چراغ تھے! واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اسماءِ رجال

: عُبَیْدُ اللّٰہ بن مُوسیٰ بن باذام حدیث ۱ کے اسماء میں دیکھیں۔

ع۲ مَعْرُوف بن خَرَّبوذ مکی ہیں۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ضعیف کہا ہے ع۳ ابوالطفیل عامر بن واثلہ لیثی کنانی ہیں۔ جنگِ اُحد کے سال پیدا ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے آٹھ سال پائے۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شیعوں میں سے تھے کوفہ میں سکونت پذیر تھے۔ پھر مکہ میں اقامت کرلی اور سو ہجری میں وہیں فوت ہوگئے۔ ساری زمین پر موجود صحابہ کرام میں سے سب سے آخر میں یہ فوت ہوئے تھے۔ اس اسناد کو متن سے مؤخر اس لئے کیا کہ حدیث کے اسناد اور اثر کے اسناد کے طریقہ میں فرق ہوجائے یا اس لئے کہ ابن خربوذ کے اسناد میں ضعف تھا یا تفنّن کے لئے اور مقصود ادا کرنے میں دونوں امر جائز ہیں۔ اسی لئے بعض نسخوں میں اسناد متن سے مقدم ہے (کرمانی) ع۴ اسحاق بن راہویہ وہ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی مروزی ہیں۔ نیشاپور میں سکونت پذیر تھے۔ عبداللہ بن طاہر نے کہا اسحاق سے پوچھا گیا کہ آپ کو راہویہ کیوں کہا جاتا ہے اُنھوں نے کہا میرے والد مکہ مکرمہ کے راستہ میں پیدا ہوئے تھے اور وہ فارسی میں راہ ہے وہ ۲۳۷ ہجری کو نیشاپور میں فوت ہوئے ع۵ معاذ بن ہشام بن ابی عبداللہ دستوائی بصری ہیں۔ دو سو ہجری میں فوت ہوئے۔ ہشام کا ذکر ہوچکا ہے۔ ع۶ قتادہ سدوسی بصری ہیں حدیث ۱۲ کے اسماء میں گزرا ہے۔ معاذ بن جبل کا ذکر ہوچکا ہے۔

---

۱۲۹ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ

marfat.com
Marfat.com

قَالَ يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلٰثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْنَ قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا وَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاثُّمًا

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ایک ہی کجاوے پر سوار تھے۔ اے معاذ بن جبل! اُنھوں نے کہا لبیک یارسُول اللہ وسعدیک، آپ نے فرمایا اے معاذ اُنھوں نے کہا لبیک یارسول اللہ وسعدیک! تین بار آپ نے معاذ کو یہ فرمایا اس کے بعد فرمایا نہیں ہے کوئی شخص جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد رسُول اللہ کی رسالت کی صدق قلب سے گواہی دے مگر اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔ معاذ نے کہا یارسُول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ کر دوں؟ وہ خوش ہو جائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت وہ اس پہ توکل کر بیٹھیں گے پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے گناہ سے بچتے ہوئے اپنی وفات کے وقت اس کی لوگوں کو خبر دی۔

۱۲۹ــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار حضرت معاذ بن جبل کو پکارا، اور انہوں نے بار بار لبیک وسعدیک عرض کی یعنی یارسول اللہ میں آپ کی طاعت میں کھڑا ہوں اور آپ کی تابعداری میں مستعد ہوں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید و رسالت کی تلقین میں فرمایا کہ وہ صدق قلب سے کلمہ پڑھے۔ آپ نے اس سے منافقین کو اس لئے خارج کیا کہ وہ صرف زبانی کلمہ پڑھتے تھے۔ حضرت معاذ نے کتمانِ علم سے بچتے ہوئے وفات کے وقت لوگوں کو اس کی خبر دی اس میں آپ کی مخالفت نہیں؛ کیونکہ وہ اس وقت لازم آتی ہے جبکہ توکل کی قید سے مقید ہو جب قید اُٹھ گئی تو مخالفت بھی نہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ شروع اسلام میں لوگ نئے نئے مسلمان تھے اگر ان کو یہ خبر دی جاتی تو وہ یہ اعتماد کر لیتے کہ انسان کی نجات کے لئے توحید و رسالت کا اقرار کر لینا ہی کافی ہے عمل کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت وہ اعتماد کر لیں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ قید نہ رہے گی اور لوگ دین مستقیم میں ثابت ہو جائیں گے اور عبادت میں حرص کرنے لگیں گے اور ان کو یہ یقین ہو جائے گا کہ اللہ کی عبادت سے تقرب الٰہی حاصل ہوتا ہے تو پھر اس کی خبر دینے میں کوئی حرج نہ ہوگا اس لئے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات کے آخری لمحات میں اس کی خبر دی جبکہ جملہ مذکورہ باتیں مستحکم ہو گئیں تاکہ کتمانِ علم لازم نہ آئے اور توکل کا خطرہ بھی زائل ہو گیا۔ یہ تقریر اس سے بہتر ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے خواص کو اس کی خبر دی کیونکہ اس جواب میں لفظ "اذًا" کا فائدہ نہ ہوگا؛ کیونکہ اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت خبر دینا مناسب نہیں ہے۔ اس کے علاوہ صحابہ کرام سب کے

marfat.com
Marfat.com

۱۲۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ ذَكَرَ لِيْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمُعَاذٍ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ اَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَّكِلُوْا

سب ہی خواص تھے اور یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ کلمہ شہادت سے مراد یہ ہے کہ جملہ اعتقادات اور شریعت مطہرہ کے احکام پر اعتماد کر کے یہ اقرار کرے جس میں ایمانی امور، حقوق العباد اور اعمال داخل ہیں صرف زبانی تلفظ کافی نہیں۔ حدیث شریف کے باب کے عنوان میں اگرچہ قوم کی تخصیص ہے اور حدیث شریف میں صرف ایک شخص کا ذکر ہے مگر باب کا مقصود عام ہے یعنی ایک شخص یا زیادہ کو علم سے خاص کرے یا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ امت تھے جو اللہ تعالیٰ کے تابعدار اور اس کی طرف مائل تھے اور ایک شخص پر اُمّت کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم معاذ کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے تھے واللہ اعلم

اسماء رجال : ۱ مسدد کئی بار گزرا ہے ۲ مُعتمر بن سلیمان بن طرخان بصری ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ ۱۸۷ ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے جس روز ان کا وصال ہوا تھا لوگ کہتے تھے آج سب لوگوں سے زیادہ عابد فوت ہو گئے ہیں ان کے والد سلیمان کو تیمی کہا جاتا ہے۔ وہ بنی مرّہ کے آزاد کردہ تھے۔ وہ ان میں آئے جب اُنھوں نے اثباتِ قدر کا عقیدہ ظاہر کیا تو لوگوں نے انہیں باہر نکال دیا تو بنو تیم نے انہیں قبول کیا اور اپنا پیشوا تسلیم کیا اس لئے وہ ان کے امام تھے۔ اس لئے انہیں تیمی کہا جاتا ہے شعبہ نے کہا میں نے سلیمان سا کوئی شخص سچا نہیں دیکھا جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے تو ان کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور سلیمان کا شک بھی یقین کا درجہ رکھتا ہے۔ وہ عشاء کے وضوء سے ساری رات نماز میں گزارتے تھے وہ اور ان کا بیٹا مُعتمر رات کو مساجد میں پھرا کرتے تھے کبھی اِس مسجد میں کبھی اس مسجد میں نماز پڑھتے ان کے مناقب بہت ہیں ۱۴۳ ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے ۳ حضرت انس کا ذکر کئی بار گزرا ہے۔

---

۱۲۹ — ترجمہ : معتمر نے خبر دی کہ میں نے اپنے باپ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ میں نے انس کو یہ فرماتے ہوئے سُنا اُنھوں نے مجھے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں بناتا ہے۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ معاذ نے کہا کیا میں اس کی لوگوں کو خبر نہ دوں فرمایا نہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ اس پر ہی بھروسہ کر لیں گے۔

۱۲۹ — شرح : یعنی جو شخص موت کے وقت موحد ہو اور رسالت کا بھی مقر ہو نجات کے لئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحَيَاءِ فِي الْعِلْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ وَقَالَتْ عَائِشَةُ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ

۱۳۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَغَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ تَعْنِي وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَوَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ يَمِينُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا

صرف موحد ہونا کافی نہیں لہٰذا توحید کے بعد رسالت کی تصدیق ضروری ہے یا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس وقت تھا جبکہ آپ نے بعض لوگوں کے اس اعتقاد پر اطلاع پائی کہ مشرک بھی جنت میں جائیں گے اس فاسد اعتقاد کا رد کرتے ہوئے آپ نے فرمایا جو شخص فوت ہو حالانکہ وہ اللہ کا شریک نہ بناتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا جس کا توحید و رسالت پر مستحکم ایمان ہو وہ یقیناً جنت میں جائے گا اگرچہ اس نے کوئی عمل نہ کیا ہو وہ دوزخ میں سزا بھگت کر جائے یا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے بغیر حساب جنتی کر دے۔ ابن بطال نے کہا یہ کلام نزولِ فرائض سے قبل تھا یا ان لوگوں کے لئے ہے۔ جنہوں نے اسلام کے حقوق ادا کئے ہوں اور موت کے وقت توبہ کر لی ہو۔ واللہ اعلم! باقی تقریر ص — میں گزر چکی ہے۔

باب — علم میں شرم و حیا کرنا

مجاہد نے کہا حیا کرنے والا اور متکبر علم نہیں پڑھ سکتا۔ ام المؤمنین عائشہ نے فرمایا انصار کی عورتیں بہترین عورتیں ہیں دین میں مسائل سمجھنے سے انہیں شرم و حیاء منع نہیں کرتا

marfat.com
Marfat.com

۱۳۰ — **ترجمہ** : زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلمہ نے کہا ام سلیم (انس کی والدہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بتانے سے رُکتا نہیں کیا عورت پر غسل واجب ہے جب اسے احتلام ہو جائے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وہ منی کو دیکھے اس وقت اس پر غسل واجب ہے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور کہا یا رسول اللہ! کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں! تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں! پھر کس لئے اس کا بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے۔

۱۳۰ — **شرح** : یعنی اس باب سے امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ حیاء جو طلب علم سے منع کرے وہ مذموم ہے اسی لئے مجاہد اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول سے ابتداء کی اور وہ حیاء جو توقیر و اجلال کے اعتبار سے ہو وہ حسن ہے جیسے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حیاء کی وجہ سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تھا، ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا احتلام پر تعجب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن احتلام سے محفوظ تھیں؛ کیونکہ اس میں شیطان کا تصرف ہوتا ہے اور امہات المومنین شیطان کے تصرف سے محفوظ تھیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے تعجب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ خاتون جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں متوقع ہو اگرچہ وہ کسی زمانہ میں کسی اور کے نکاح میں ہو وہ بھی ابتداءً احتلام سے محفوظ ہوتی ہے جیسے ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو اس سے پہلے ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں مگر اس زمانہ میں بھی ان کو کبھی احتلام نہ ہوا تھا۔ اسی لئے ابوسلمہ کے فوت ہونے کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا تو ام سلیم کے قول پر تعجب کیا اگر ابوسلمہ کے ساتھ نکاح کے زمانہ میں ان کو احتلام ہوتا تو وہ اس پر ہرگز تعجب نہ کرتیں۔ معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہونے والی بیوی یا بیویاں ابتداءً ہی احتلام سے محفوظ ہوتی ہیں یہ سید عالم کی عظمت و شرافت کا صدقہ ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : فَلِمَ يَشْبَهُهَا وَلَدُهَا یعنی بچہ کبھی ماں کے مشابہ اس لئے ہوتا ہے کہ جماع کے وقت اس کی منی بچے کے باپ کی منی پر غالب آجاتی ہے۔ جس عورت سے مجامعت کے وقت منی کا انزال ہو اس سے احتلام کے وقت انزال ممکن ہے چونکہ عورت احتلام میں مرد کی مثل ہے اس اس لئے محض احتلام سے غسل واجب نہ ہوگا جب تک اس میں انزال منی نہ ہو۔ اسی لئے جس نے خواب میں احتلام دیکھا مگر انزال نہ پایا گیا اس پر غسل واجب نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماءِ رجال

: ع۱ محمد بن سلام بیکندی کا ذکر حدیث ع۱۹ کے اسماء میں۔ ع۲ ابو معاویہ محمد بن خازم تمیمی کا حدیث ع۹ کے اسماء میں ع۳ ہشام بن عروہ کا حدیث ع۲ کے اسماء میں گزرا ہے۔ ع۴ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی کی بیٹی ہیں۔ عبداللہ کی کنیت ابوسلمہ ہے۔ وہ شرف و فضیلت کے باعث والدہ کی طرف منسوب ہیں؛ کیونکہ وہ جناب

marfat.com
Marfat.com

۱۳۱ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا یَسْقُطُ وَرَقُهَا وَهِیَ مَثَلُ الْمُسْلِمِ حَدِّثُوْنِیْ مَا هِیَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِیْ شَجَرِ الْبَادِیَةِ وَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَاسْتَحْیَیْتُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هِیَ النَّخْلَةُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَحَدَّثْتُ اَبِیْ بِمَا وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ فَقَالَ لَاَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَكُوْنَ لِیْ كَذَا وَكَذَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زینبیہ ہیں ان کا نام برّہ تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام تبدیل کرکے زینب نام رکھا وہ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے زیادہ فقیہہ تھیں حرّہ کے واقعہ کے بعد وفات پاگئیں۔ امام بخاری نے ان کی ایک حدیث ذکر کی ہے ع۵ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہند بنت ابی اُمیہ ہیں اُنھوں نے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں زینب اور سلمہ پیدا ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ سب عورتوں سے پہلے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائیں۔ ابوسلمہ کے چار ہجری کو فوت ہوجانے کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا۔ حدیث ع۱۱۰ کے اسماء میں دیکھیں ع۶ اُمِّ سُلیم بنت ملحان نجاریہ انصاریہ ہیں ان کا نام سہلہ یا رملہ یا رُمَیثہ یا مُلَیکہ یا غُمَیصَاء یا رُمَیصاء ہے۔ ان سے مالک بن نضر نے نکاح کیا جو حضرت انس کا والد ہے اور شرک کی حالت میں قتل ہوگیا تھا۔ اس کے بعد اُمِّ سلیم نے اسلام قبول کیا تو ابوطلحہ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا جبکہ وہ بھی مشرک تھے۔ لیکن ام سلیم نے پیغام مسترد کرنے کے بعد کہا کہ وہ مسلمان ہوجائے چنانچہ ابوطلحہ نے ان سے نکاح کر لیا۔ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چودہ احادیث روایت کی ہیں جن میں سے بخاری نے صرف تین روایت کی ہیں۔ ام سلیم فاضلات صحابیات میں سے ہیں۔

۱۳۱ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : درختوں سے ایک درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور وہ مسلمان کی مثل ہے۔ مجھے خبر دو وہ کونسا درخت ہے ؟ لوگ جنگل کے درختوں میں مشغول ہوگئے۔ میرے دل میں آیا کہ وہ درخت کھجور ہی ہوسکتا ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں شرم و حیاء میں رہا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ ہمیں اس درخت سے خبردار فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت عبداللہ نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ اسْتَحْيٰى فَاَمَرَ غَيْرَهٗ بِالسُّؤَالِ

۱۳۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ اَنْ يَسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ فِيْهِ الْوُضُوْءُ

کہا جو کچھ میرے دل میں آیا تھا میں نے اس کی خبر اپنے والد کو دی تو انھوں نے کہا کہ تمہارا درخت کا ذکر کر دینا مجھے کثیر مال و دولت سے زیادہ محبوب تھا۔

۱۳۱ — شرح : یعنی دین کے امور میں شرم کرنا اچھا نہیں تھا۔ ابن بطال نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ خواہش کرنا کہ ان کا صاحبزادہ اپنی ذہنی فقاہت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیتا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ بیٹے کے عالم ہونے میں باپ کے لئے فرح و سرور کرنا مستحب ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا خیال ہو کہ جواب سے خوش ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے دعا فرماتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا عالم بیٹا اس کا بہترین سرمایہ ہے۔ واللہ اعلم!

اسماءِ رجال : اسماعیل بن اُویس حدیث ۲۱ ، ۳ عبداللہ بن دینار حدیث ۸ کے اسماء میں دیکھیں۔

بابؔ — جس نے شرم کی اور اپنے غیر کو حکم دیا کہ وہ پوچھے

۱۳۲ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں بہت مذی والا شخص تھا میں نے مقداد سے کہا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کریں۔ انھوں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس میں وضو ہے۔

۱۳۲ — شرح : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مذی سے متعلق سوال کرنے سے اس لئے حیا کیا

marfat.com

Marfat.com

کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں تھیں ایسا حیا محمود ہے ؛ کیونکہ اس حیاء میں تعلّم سے امتناع نہیں جبکہ اپنی جگہ کسی دُوسرے کو بھیج دے۔ معلوم ہُوا کہ استفتاء میں نائب بنانا جائز ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سوال کے وقت مجلس میں موجود ہوں اور بنفسہٖ سوال کرنے سے حیاء کیا اور مقداد کے ذریعہ مسئلہ دریافت کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ سسرال کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا چاہیئے اور ان کی موجودگی میں عورتوں سے جماع سے متعلق کوئی تذکرہ نہیں کرنا چاہیئے۔ واللہ اعلم!

اسماءِ رجال

: عبداللہ بن داؤد بن عامر خُرَیبی خُرَیبہ بصرہ میں ایک محلّہ ہے۔ اس طرف منسوب ہیں ہمدانی کوفی الاصل ہیں ان کی کنیت ابومحمد یا ابوعبدالرحمٰن ہے اُنھوں نے کہا میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا صرف ایک بار مکسنی میں میرے والد نے کہا تھا کہ کتاب کے پاس نہیں گیا تھا میں نے کہا کیوں نہیں حالانکہ میں گیا نہیں تھا۔ اُنھوں نے کہا بہت دفعہ میں خُریبہ سے بصرہ میں گھر کے لئے کوئی شئی خریدنے داخل ہوتا تو تلبیہ کہنے والے کا تلبیہ سُنتا تو اسی حالت میں مکہ مکرمہ کی طرف چلا جاتا وہ ۲۱۳ ہجری میں فوت ہُوئے۔ اَعمش سلیمان بن مہران سید المحدّثین ہیں انہیں سچ بولنے کے باعث مصحف کہا جاتا تھا۔ کئی بار گزرا ہے۔ مُنذِر بن یعلی کوفی ہیں۔ اُنھوں نے کہا میں محمد حنفیہ کی خدمت میں رہتا تھا حتّٰی کہ ان کی بعض اولاد یہ کہتی کہ یہ جٹ ہمارے والد پر غلبہ کر گیا ہے۔ محمد بن حنفیہ وہ محمد بن علی بن ابی طالب ہاشمی ہیں۔ ان کی کنیت ابوالقاسم ہے، لیکن وہ ابن حنفیہ مشہور ہیں۔ حنفیہ ان کی والدہ ہیں ان کا نام خولہ بنت جعفر حنفی یمامی ہے۔ وہ بنی حنفیہ کے قیدیوں میں سے تھیں۔ حضرت علی نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اگر آپ کے بعد میرا کوئی بچہ پیدا ہو تو میں اس کا نام اور کنیت آپ کی کنیت رکھ سکتا ہوں ؛ یعنی ابوالقاسم محمد، آپ نے فرمایا رکھ لو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اختتام سے دو سال پہلے پیدا ہُوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایات ذکر کی ہیں ان سے محمد بن حنفیہ کی روائت صحیح تر ہے۔ وہ اکیاسی ہجری میں فوت ہُوئے۔ ایک روائت کے مطابق ۱۱۴ ہجری میں فوت ہُوئے۔ اس اسناد میں اعمش تابعی مُنذِر غیر تابعی سے روائت کرتے ہیں۔ پہلے دونوں راوی بصری درمیان والے دونوں کوفی اور آخر میں دو راوی ہاشمی حجازی ہیں۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ

حضرت مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بہرانی کندی ہیں انہیں ابنِ اسود بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اسود بن عبد یغوث نے ان کی تربیت کی تھی یا انہیں متبنّٰی بنایا تھا یا ان سے عقدِ حلف کیا تھا یا ان کی ماں سے نکاح کیا تھا۔ انہیں کِندی اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے بہران میں کسی کو قتل کر دیا تھا پھر بھاگ کر کندہ چلے گئے اور اُن سے عقدِ حلف کر لیا تھا۔ پھر وہاں کسی کو قتل کر کے بھاگ کر مکہ مکرمہ چلے گئے اور اُسود سے عقدِ حلف کر لیا وہ پہلے مسلمانوں میں سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ الْعِلْمِ وَالْفُتْيَا فِي الْمَسْجِدِ

۱۲۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَيْنَ تَاْمُرُنَا اَنْ نُهِلَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَمْ اَفْقَهْ هٰذِهِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہیں۔ کہا گیا ہے کہ چھٹے مسلمان ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے بدر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے سوا کوئی گھوڑے پر سوار نہ تھا۔ کہا گیا ہے کہ زبیر بھی گھوڑے پر سوار تھے۔ وہ مدینہ منورہ کے قریب فوت ہوئے اور لوگ انہیں اپنے کندھوں پر اٹھا کر مدینہ منورہ لائے۔ ترمذی نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے چار اشخاص سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا کہ آپ اُن سے محبت کرتے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ان کے نام ذکر فرمائیں۔ آپ نے فرمایا وہ علی، مقداد، ابوذر اور سلمان فارسی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم! (کرمانی)

باب — مسجد میں علم کا ذکر اور فتویٰ دینا

۱۲۳ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مسجد میں کھڑے ہو کر کہا یا رسول ہم کس جگہ سے احرام باندھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں شام والے جحفہ سے اور نجدی قرن سے احرام باندھیں حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا یمنی یلملم سے احرام باندھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا۔

۱۲۳ — شرح: نجد عرب کے بلاد سے ہے تہامہ سے عراق کی طرف اونچی زمین نجد ہے۔ قرن

marfat.com
Marfat.com

مکہ مکرمہ سے دو مراحل پر ہے۔ یلملم تہامہ کی پہاڑیوں سے ایک پہاڑی ہے جو مکہ مکرمہ سے دو مراحل پر ہے۔ یمن، نجد اور تہامہ پر مشتمل ہے جیسے حجاز ان پر مشتمل ہے اور جب نجد کو مطلقاً ذکر کیا جائے تو اس سے مراد نجدِ حجاز ہوتا ہے۔ دونوں نجدوں کا میقات قرن ہے جب یہ کہا جائے کہ یمن کا میقات یلملم ہے تو اس سے مراد تہامہ ہوتا ہے۔ سارا یمن مراد نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال

ع۱ قتیبہ بن سعید حدیث ع۲۷، ع۲ لیث بن سعد حدیث ع۳ نافع بن سرجس دراصل وہ نیشاپور کے رہنے والے ہیں کہا گیا ہے کہ کابل کے قیدیوں میں سے ہیں۔ ایک جنگ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حصہ میں آئے تھے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں کوئی حدیث نافع سے سنوں جسے وہ عبداللہ بن عمر سے روایت کریں تو میں کسی اور سے سننے کی پرواہ نہیں کرتا ہوں۔ عمر بن عبدالعزیز نے انہیں معلم بنا کر مصر بھیجا تھا تاکہ لوگوں کو مسائل مسنونہ کی تعلیم دیں۔ ۱۱۷ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام تھے۔

جُحْفَہ ،، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان شام کی جانب ذوالحُلَیفَہ کے محاذی ایک مقام ہے۔ اس کا اصل نام مَہْیَعَہ تھا۔ سیلاب اس کے باشندوں کو بہا لے گیا اس لئے اسے جُحْفَہ کہنے لگے۔ یہ مکہ مکرمہ سے سات مراحل پر واقع ہے۔

نَجْد ،، لغت میں وہ نجد ،، صاف اُونچی زمین ہے۔ اس کی جمع اَنْجُد ، اَنْجَاد ، نُجُوْد اور نُجُد۔ فراز نے کہا اسے نجد اس لئے کہتے ہیں کہ یہ زمین دُوسری زمین سے اُونچی ہے یا یہ زمین سخت ہے اور اس میں پتھر بکثرت پائے جاتے ہیں؛ چنانچہ اگر کوئی آدمی بہت طاقتور ہو تو اسے نجد کہا جاتا ہے۔ کہا گیا اسے نجد اس لئے کہا جاتا ہے کہ جو کوئی اس زمین میں داخل ہو وہ گھبرا جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں وحشت بہت ہے۔

یاقوت نے کہا نجد تو جگہیں ہیں ایک مشہور نجد ہے اس میں بہت اختلاف ہے اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ وہ زمین ہے جس کے اوپر کی طرف تہامہ اور نچلی طرف عراق اور شام ہے۔

علامہ خطابی نے کہا نجد مشرقی کنارہ ہے جو کوئی مدینہ منورہ میں ہو اس کا نجد عراق کے دیہات وغیرہ ہیں اور یہ مدینہ منورہ کے مشرق کی جانب ہے۔

ابن اثیر نے کہا نجد وہ اُونچی زمین ہے جو عُذَیب، ذات عرق، یمامہ، جبل طی، وجرہ اور یمن کے درمیان ہے۔ مدینہ منورہ میں تہامیت اور نجدیت نہیں پائی جاتی؛ کیونکہ یہ نہ اونچا ہے اور نہ نیچا ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ أَجَابَ السَّائِلَ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَأَلَهُ

۱۳۴ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ أَوِ الزَّعْفَرَانُ فَإِنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا

باب جس نے سائل کو اس کے سوال سے زیادہ جواب دیا

۱۳۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ایک شخص نے آپ سے سوال پوچھا کہ محرم کیا پہنے آپ نے فرمایا وہ نہ قمیص پہنے نہ عمامہ نہ پاجامہ (شلوار) نہ برقعہ (ٹوپی) اور نہ ایسا کپڑا جس میں ورس یا زعفران لگی ہو اگر جوتی میسر نہ ہو تو موزے ہی پہن لے اور ان کو کاٹ ڈالے حتی کہ وہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں!

۱۳۴ — شرح : محرم وہ ہے جو حج یا عمرہ میں داخل ہو سائل کو چاہیئے تھا کہ وہ یہ سوال کرتا کہ محرم کیا پہنے کیونکہ جو حکم بیان کا محتاج تھا وہ حرمت تھی کپڑوں کے پہننے کا جواز تو اصل میں ثابت ہے اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کے موافق جواب دیا معلوم ہوا کہ جب عالم سے کوئی سوال پوچھا جائے تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس کے خلاف جواب دے جبکہ اس کے جواب میں مسئول عنہ کا بیان ہو اسی لئے علماء پر واجب ہے کہ لوگوں کو ان کے مسائل سے خبردار کریں جس میں ان کو نفع ہو بشرطیکہ وہ اللہ کی حدود میں رخصت کا ذریعہ نہ بنیں، مذکورہ اشیاء کا پہننا محرم پر حرام ہے اس میں سب کا اتفاق ہے اور جس کپڑے میں ورس اور زعفران لگی ہو اس کا پہننا حرام ہے لیکن اگر اس کو دھو لیا جائے اور اس سے خوشبو ظاہر نہ ہو تو اس کے پہننے میں حرج نہیں چاروں آئمہ کا یہی مسلک ہے۔

اسماء رجال : اس حدیث کے چھ راوی ہیں ۱ آدم حدیث ۹، ۲ ابن ابی ذئب بن عبدالرحمٰن مدنی تبع تابعی ہیں جب مہدی نے حج کیا اور مسجد نبوی صلی اللہ علی صاحبہ میں داخل ہوا تو ابن ذئب کے سوا سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ مسیب بن زہیر نے انہیں کہا آپ بھی کھڑے ہو جائیں یہ امیر المؤمنین ہے۔ انھوں نے کہا لوگ رب العالمین کے لئے کھڑے ہوتے ہیں گے مہدی نے کہا انہیں چھوڑو، کیونکہ میرے سر کے سارے بال کھڑے ہو گئے ہیں (میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں) ابوجعفر

marfat.com
Marfat.com

كِتَابُ الْوُضُوْءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ فِي الْوُضُوْءِ

مَا جَآءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ أَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ

نے انہیں حج کے سال کہا آپ حسن بن زید بن حسن بن فاطمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا وہ عدل و انصاف تلاش کرتے ہیں وہ عادل شخص ہے۔ اُس نے پھر کہا کہ میرے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ یہ دو تین بار کہا تو اُنھوں نے کہا اس بدن کے رب کی قسم تو ظالم ہے یہ سُن کر ربیع نے ان کی داڑھی پکڑی تو ابو جعفر نے کہا اسے چھوڑ دو اور انہیں تین سو دینار دینے کا حکم دیا۔ حدیث ۱۱۹ کے اسماء میں دیکھیں باقی سب کا ذکر ہو چکا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَإِمَامِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الوضوء وضوء کے احکام

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے منہ اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت دھوؤ اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھوؤ!"

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَبَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ فَرْضَ الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً وَتَوَضَّأَ اَيْضًا مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا ثَلٰثًا وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَكَرِهَ اَهْلُ الْعِلْمِ الْاِسْرَافَ فِيْهِ وَاَنْ يُجَاوِزُوْا فِعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام بخاری نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضوء میں فرض ایک ایک بار اعضاء دھونا ہے۔ نیز آپ نے دو دو بار بھی اعضاء کو دھویا اور تین تین بار بار بھی اور تین بار سے زیادہ نہیں دھویا اور اہل علم (علماء) نے وضوء میں اسراف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے آگے بڑھ جانا (تجاوز) کو مکروہ جانا۔

شرح : اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی مصلحت کے لئے ان پر احسان فرماتے ہوئے شرعی احکام مشروع کئے ہیں۔ یہ احکام یا تو دینی ہیں جو عبادات سے متعلق ہیں یا دُنیاوی ہیں جو خرید و فروخت اور نکاح وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ دینی احکام اشرف ہیں، کیونکہ دُنیا کی تخلیق سے مقصود صرف یہی احکام ہیں اور ہمیشہ کی نیک بختی کے حصول کا سبب یہی دینی احکام ہیں اور نماز تمام عبادات کا مقدمہ ہے کیونکہ یہ سب سے افضل ہے اور ہر روز پانچ مرتبہ مکرر ہوتی ہے۔ چونکہ نماز وضوء پر موقوف ہے اس لئے سارے احکام پر کتاب الوضوء کو مقدم کیا وضوء وضاءت سے مشتق ہے اس کا معنیٰ خوبصورتی اور نظافت ہے۔ یہ متوضی کو صاف اور خوبصورت بنا دیتا ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں تینوں اعضاء کو دھونے اور سر کا مسح کرنے کو وضوء کہتے ہیں۔ لفظ "بَيَّنَ" سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ امر اپنی حقیقت کے اعتبار سے ایک مرتبہ یا تکرار کو نہیں چاہتا اس میں دونوں کا احتمال ہوتا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اس سے مراد صرف ایک مرتبہ اعضاء کو دھونا ہے اور اسی پر اکتفاء فرمائی، کیونکہ اگر ایک بار دھونا فرض نہ ہوتا تو اس پر اقتصار درست نہ ہوتی اور "تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا" سے مقصد یہ ہے کہ اس پر زیادتی مستحب ہے، کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل غالباً ندب و استحباب پر دلالت کرتا ہے بشرطیکہ اس کے وجوب پر دلیل نہ پائی جائے، کیونکہ آپ کا فعل شریف واجب کا بیان بھی ہوتا ہے۔ وضوء میں اسراف اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بڑھ جانا ایک ہی چیز ہے اور ان میں عطف تفسیر کے لئے ہے۔

بخاری کا یہ ترجمہ حدیث سے خالی نہیں، کیونکہ لفظ "مَرَّةً" حدیث میں سے ہے۔ اسی طرح "تَوَضَّأَ اَيْضًا"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ

۱۳۵ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ مَا الْحَدَثُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ فُسَاءٌ اَوْ ضُرَاطٌ

حدیث کے الفاظ ہیں اور ہر ایک میں سنت کا بیان ہے۔ واللہ اعلم!

باب — طہارت کے بغیر نماز درست نہیں

۱۳۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حدث ہو جائے اس کی نماز صحیح نہیں ہوتی حتی کہ وضو کرے حضرموت کے ایک شخص نے کہا اے ابوہریرہ حدث کیا چیز ہے انھوں نے کہا حدثِ پھسکی یا گوز ہے۔

۱۳۵ — شرح : فساء اور ضراط دونوں دُبر سے خارج ہوتے ہیں مگر فساء میں آواز نہیں ضراط کی آواز ہوتی ہے "حدث" ان دونوں میں منحصر نہیں ہے بلکہ بول اور پاخانہ بھی حدث ہیں مگر حدیث شریف میں ان دونوں پر اس لئے اقتصار کیا ہے کہ سائل نے اس نماز ہی سے متعلق سوال کیا تھا جو نماز میں بے وضو ہو جائے اور نماز میں ان کا وقوع معروف ہے اور پیشاب، پاخانہ نکسیر وغیرہ کا وقوع نادر ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ ان کی مراد یہ ہے کہ جو بھی سبیلین سے خارج ہو نیز جب پھسکی سے حدث لاحق ہو جاتا ہے تو جو اس سے غلیظ تر ہیں ان سے بطریق اولی حدث ہوگا اور لَا تُقْبَلُ لَا تَصِحُّ کے معنی میں ہے؛ کیونکہ قبول کا حقیقی معنی یہ ہے کہ کبھی عمل صحیح ہوتا ہے؛ لیکن کسی مانع کی وجہ سے وہ قبول نہیں ہوتا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عراف کے پاس جائے اس کی نماز قبول نہیں یعنی نماز صحیح تو ہے مگر اس کا ثواب نہیں ہوتا اور وضو کے بغیر تو نماز صحیح نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : اسحاق بن ابراہیم حدیث ۱۲۸ کے اسماء میں مذکور ہے اور باقی تمام حدیث ۱۳۵ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوْءِ وَالْغُرُّ الْمُحَجَّلُوْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ

۱۳۶ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ رَقِيْتُ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَلٰى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَتَوَضَّاَ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ

باب — وضوء کی فضیلت اور وضوء کے نشانات سے سفید پیشانی اور سفید اعضاء والے

۱۳۶ — ترجمہ : نُعَیم مُجمر نے کہا میں ابوہریرہ کے ساتھ مسجد کی چھت پر چڑھا۔ ابوہریرہ نے وضوء کیا اور کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میری اُمت کو وضوء کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والے کہہ کر بلایا جائے گا جو کوئی تم سے سفیدی زیادہ کرنا چاہے وہ وضو کرے۔

۱۳۶ — شرح : غُرٌّ ، اغر کی جمع ہے اس کا معنی سفید ہے جس گھوڑے کی پیشانی کچھ سفید ہو اسے اغر کہتے ہیں اور تحجیل گھوڑے کے پاؤں کی سفیدی ہے جو لوگ دنیا میں وضوء کرتے ہیں قیامت میں ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے یعنی جب ان کو ساری مخلوق کے سامنے پکارا جائے گا یا جب ان کو جنت کی طرف بُلایا جائے گا تو ان کی یہ علامت ہوگی۔ چونکہ وضوء کے نشانات ان پر دیکھے جائیں گے اس لئے ان کو غرّ محجلون کہا جائے گا۔ وضوء کا پانی جن اعضا کو پہنچتا رہا تھا وہاں تک ان کے اعضاء سفید ہوں گے اسی لئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کندھوں تک ہاتھ دھویا کرتے تھے تاکہ غرّہ زیادہ ہو علماء کہتے ہیں وضوء کے مواضع پر جو نور ہوگا اس کو قیامت میں غرّہ کہا جائے گا اور یہ صرف اِس اُمت کی خصوصیت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّكِّ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ

۱۳۷ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ اَنَّهُ شَكٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ الَّذِيْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا يَنْفَتِلُ اَوْ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا

معلوم ہُوا کہ حدیث شریف میں "اُمَّتِیْ" سے مراد امت اجابت ہے، کیونکہ یہ وضوء امتِ اجابت کی خصوصیت ہے۔ اور یہ حدیث "هٰذَا وُضُوْئِیْ وَوُضُوْءُ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِیْ" یعنی میرا یہ وضوء ہے اور میرے سے پہلے نبیوں کا وضوء ہے ضعیف ہے اگر صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو ہو سکتا ہے۔ یہ وضوء پہلے انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہو ان کی امتوں کا یہ وضوء نہ ہو یہ وضوء اسی امت کی خصوصیت ہے۔ اطالت غرّہ کا معنی یہ ہے کہ اسے ہمیشہ کرے یعنی جو کوئی ہر نماز کے لئے وضوء پر دوام کی استطاعت رکھتا ہو وہ غرّہ (نور) کو ہمیشہ کرے گا یعنی اس کا نور قوی ہوگا! اس کی رونق دوبالا ہوگی اور حدیث سے ثابت ہُوا کہ کہ مسجد کے اوپر وضوء کرنا جائز ہے۔ بعض اسے مکروہ کہتے ہیں مگر اس کو کراہت تنزیہہ پر محمول کرتے ہیں۔ نیز معلوم ہُوا کہ اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مغیّبات مستقبلہ اخرویہ کے ان صفات پر مطلع فرمایا ہے جن پر کسی اور نبی کو مطلع نہیں کیا (عینی صفحہ ۲۵۰۔ جلد دوم)

اسماء رجال

: ع۱ یحییٰ بن بُکیر۔ ع۲ لیث بن سعد فہمی مصری حدیث ۳۷ کے اسماء میں گزرے ہیں ع۳ خالد بن یزید مصری ہیں ان کی کنیت ابو عبد الرحیم ہے وہ اسکندرانی بربری الاصل ہیں۔ فقیہہ، مفتی اور تابعی ہیں۔ ۱۳۹ ہجری میں فوت ہُوئے ع۴ سعید بن ھلال لیثی ان کی کنیت ابو العلاء ہے۔ مصر میں پیدا ہُوئے۔ مدینہ منورہ میں پرورش پائی۔ پھر ہشام کی خلافت کے عہد میں مصر واپس چلے گئے اور ۱۳۰ ہجری میں فوت ہو گئے ع۵ نُعَیم المجمر عدوی مدنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں انہیں مُجمر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ عُود سے مسجد کو خوشبودار کرتے تھے۔ ابراہیم حربی نے کہا میں نے عمر فاروق سے سُنا آپ نے ابو سعید مقبری کو قبریں کھودنے پر مقرر کیا تھا۔ اس لئے انہیں مقبری کہتے ہیں۔ امام نووی نے کہا مجمر عبد اللہ کی صفت ہے ان کے بیٹے نعیم پر اس کا مجازاً اطلاق ہے۔

marfat.com
Marfat.com

باب شک کی وجہ سے وضوء نہ کرے حتیٰ کہ یقین کرے

۱۳۷ ترجمہ : عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روایت کی کہ ایک شخص جس کو یہ شبہ ہوتا تھا کہ وہ نماز میں ہوا نکلنے کو محسوس کرتا ہے نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ نماز سے نہ پھرے حتیٰ کہ دبر سے آواز سنے یا بدبو پائے۔

۱۳۷ شرح : یعنی جب حدث کا یقین ہو جائے تو نماز چھوڑ دے آواز کا سننا اور بدبو کا پایا جانا شرط نہیں کیونکہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کی قوت شامہ اور سامعہ ختم ہو گئی ہوتی ہے وہ نہ سن سکتے ہیں اور نہ بدبو پاتے ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں اشیاء کا ذکر اس شخص کے لئے فرمایا جو حدث میں اکثر شک کرے کیونکہ شکوک غلبہ سے ہوتے ہیں اور تخییل کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا یہی حال تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب اس سائل کے لئے جو دُبر کی حرکت کے وقت حدث میں شک کرتا ہو اور ان دونوں کے ساتھ حدث مختص نہیں۔ اس کی تصدیق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنے پیٹ میں کوئی شئے پائے اور اسے شک ہو کہ پیٹ سے کوئی شئی نکلی ہے یا نہیں تو وہ وضوء کرنے مسجد سے باہر نہ جائے حتیٰ کہ وہ دُبر سے آواز یا بدبو پائے۔ علماء نے کہا شک یقین کو زائل نہیں کر سکتا اور شک کا کوئی حکم نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال

: ع۱ علی بن ابو عبداللہ حدیث ع۲ سفیان بن عیینہ ع۳ زہری محمد بن مسلم بن شہاب ع۴ سعید بن مسیب کا ذکر گزرا ہے۔ ع۵ عباد بن تمیم بن زید بن عاصم انصاری، مازنی، مدنی، صحابی ہیں۔ ابن اثیر نے انہیں تابعی کہا ہے مشہور بھی یہی ہے ع۶ عباد بن تمیم کے چچا عبداللہ بن زید بن عاصم صحابی، مدنی، مازنی ہیں۔ اُحد اور دیگر غزوات میں حاضر ہوتے رہے ہیں۔ جنگ بدر میں حاضر ہونے میں اختلاف ہے۔ اُنھوں نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا جبکہ حبشی نے اس کو برچھا مارا اور عبداللہ نے تلوار سے قتل کیا تھا حرہ کے واقعہ میں ۶۳ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ وہ عبداللہ بن زید بن عبد ربہ جنہوں نے اذان کا فرشتہ دیکھا تھا کا غیر ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے اس عبداللہ کو صاحب اذان کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّخْفِيفِ فِي الْوُضُوءِ

۱۳۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ صَلَّى وَرُبَّمَا قَالَ اضْطَجَعَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى ح ثُمَّ حَدَّثَنَا بِهِ سُفْيَانُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ لَيْلَةً فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوءًا خَفِيفًا يُخَفِّفُهُ عَمْرٌو وَيُقَلِّلُهُ وَقَامَ يُصَلِّي فَتَوَضَّأْتُ نَحْوًا مِمَّا تَوَضَّأَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ عَنْ شِمَالِهِ فَحَوَّلَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ صَلَّى مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُنَادِي فَآذَنَهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ مَعَهُ إِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلَّى وَلَمْ

باب — وضوء میں تخفیف

۱۳۸ — ترجمہ: کریب نے ابن عباس سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوئے حتی کہ آپ کو خراٹے آنے لگے پھر بیدار ہوئے اور نماز پڑھی کبھی یہ کہا کہ آپ لیٹے گئے حتی کہ آپ کو خراٹے آنے لگے پھر بیدار ہوئے اور نماز پڑھی پھر ہم کو سفیان نے بار بار عمرو سے انھوں نے کریب سے انھوں نے ابن عباس سے خبر دی کہ ایک دفعہ میں اپنی خالہ میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے گھر رات بسر کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات آرام فرمایا۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو آپ اٹھے اور ایک پرانی مشک جو لٹک رہی تھی سے ہلکا سا وضوء فرمایا۔ عمرو نے اس کا ہلکا پن اور قلت بیان کی پھر آپ اٹھے اور نماز پڑھنے لگے میں نے آپ کی طرح

marfat.com
Marfat.com

يَتَوَضَّأُ قُلْنَا لِعَمْرٍو اَنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهٗ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهٗ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ رُؤْيَا الْاَنْبِيَآءِ وَحْيٌ ثُمَّ قَرَأَ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ

وضوء کیا پھر آپ کے پاس آیا اور آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا سفیان نے کبھی "یَسَارِہٖ" کی جگہ شِمَالِہٖ کا لفظ کہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا پھر جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ نے نماز پڑھی پھر آپ لیٹ گئے اور اتنا سوئے کہ خراٹے لینے لگے پھر آپ کے پاس مؤذن آیا اور نماز کی خبر دی آپ اُٹھ کر اس کے ساتھ نماز کے لئے تشریف لے گئے آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔ ہم نے عمرو سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ عمرو نے کہا میں نے عُبید بن عُمیر سے سُنا وہ کہتے تھے کہ نبیوں کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ پھر انھوں نے پڑھا : اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ "یعنی اے میرے پیارے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں۔

۱۳۸ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلکا سا وضوء کر کے نماز پڑھی پھر سو کر اُٹھنے کے بعد نماز پڑھی اور وضو نہ کیا کیونکہ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں دل نہیں سوتا تھا یہی حال تمام انبیاء علیہم السلام کا ہے اسی لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں اپنے بیٹے کو ذبح کرتے دیکھا تو بیدار ہو کر بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے کیونکہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے اگر وحی نہ ہوتا تو ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کے ذبح پر کبھی اقدام نہ کرتے ؛ کیونکہ قتلِ ولد حرام ہے اگر ان کے لئے بذریعہ وحی یہ کام مباح نہ ہوتا تو وہ کبھی اس کے مرتکب نہ ہوتے مگر سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر آپ کا دل بیدار رہتا تھا تو لیلۃ التعریس میں سوئے سوئے آپ کی نماز کیوں قضا ہو گئی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تشریع احکام کے لئے نبیوں کو نسیان ہو جاتا ہے اور جب حکم مشروع ہو جائے تو نسیان زائل ہو جاتا ہے جس طرح ان کو بیداری میں نسیان ہوتا ہے نیند میں بھی اسی طرح نسیان ہوتا ہے تاکہ اس نسیان سے متعلق حکم مشروع ہو۔ لیلۃ التعریس میں نماز کی قضا کی تشریع کے لئے آپ کو نیند میں نسیان ہو گیا اور نماز قضا ہو گئی (فتح عصام) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفل کی جماعت جائز ہے مگر اعلام کے بغیر۔ اگر نمازی صرف دو ہوں تو مقتدی امام کے دائیں طرف کھڑا ہو اور بچہ کی نماز صحیح ہے۔ نیند کی حالت میں وضوء باقی رہنا آپ کی خصوصیت ہے۔ جس روایت میں آپ نے نیند کے بعد وضوء فرمایا ہے۔ وہ اختلافِ حال پر مبنی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال : ۱ علی بن عبد اللہ مدینی ۲ سفیان بن عُیینہ ۳ عمرو بن دینار

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ

وَقَدْ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ الْاِنْقَاءُ

۱۳۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهٗ فِيْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا

حدیث ۱۱۳ کے اسماء میں دیکھیں ۴ کُرَیب بن ابی مُسلم قرشی ہاشمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ ہیں۔ ان کی کنیت ابو رشدین ہے۔ ۹۸ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

باب ــــ وضوء پورا کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اسباغ الوضوء اعضا کو صاف کرنا ہے۔

۱۳۹ ــــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے میدان سے باہر تشریف لائے حتی کہ جب گھاٹی پر پہنچے تو آپ سواری سے اُترے اور پیشاب کیا پھر وضوء کیا مگر پورا وضوء نہ کیا میں نے عرض کی یا رسول! آپ نماز پڑھیں گے؟ فرمایا نماز آگے جاکر پڑھنا ہے۔ آپ سوار ہوئے اور جب مزدلفہ میں تشریف لائے تو اُترے اور پورا وضوء کیا، پھر نماز کے لئے اقامت کہی گئی آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور دونوں فرض نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ بِالْيَدَيْنِ مِنْ غُرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ

۱۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ اَنَا اَبُوْسَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ

۱۳۹۔ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات سے مزدلفہ کو جاتے ہوئے ہلکا سا وضوء فرمایا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں فرمایا نماز مزدلفہ میں جاکر پڑھنا ہے اور مزدلفہ میں اگر آپ نے پورا وضوء کر کے مغرب اور عشاء کی نماز ادا کی اور ہر ایک کی تکبیر علیحدہ کی اور درمیان میں نوافل نہ پڑھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز راستہ میں پڑھنا جائز نہیں اگر کسی نے پڑھ لی تو جائز نہ ہوگی۔ اور مزدلفہ میں دوبارہ عشاء کی نماز کے ساتھ ادا کرے گا کیونکہ اس مکان میں مغرب کو عشاء کے وقت تک مؤخر کرنا واجب ہے اور دونوں نمازوں کے درمیان موالات ضروری نہیں، کیونکہ صحابہ نے مغرب کی نماز کے بعد اونٹ اپنے ٹھکانوں پر بٹھائے اور پھر عشاء کی نماز کے لئے اقامت ہوئی مگر افضل یہ ہے کہ دونوں نمازوں کے درمیان کوئی کام نہ کیا جائے، کیونکہ صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ صحابہ نے کجاوے اُتارنے سے پہلے نمازیں پڑھیں۔ اگر ایک اذان اور ایک ہی اقامت سے دونوں نمازیں پڑھی جائیں تو جائز ہے مگر اس حدیث میں اذان کا ذکر نہیں ہے۔ البتہ ہر نماز کے لئے علیحدہ علیحدہ اقامت کا ذکر ہے۔ لیکن مسلم شریف میں حجۃ الوداع میں حضرت جابر سے طویل حدیث مروی ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا کیا اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ اس حدیث میں اذان کا ذکر نہیں اور اذان سے نہی کا بھی ذکر نہیں گھاٹی میں پورا وضوء اس لئے نہ کیا کہ آپ نے نماز نہ پڑھنی تھی۔ اس لئے مزدلفہ جاکر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو پورا وضوء فرمایا: واللہ اعلم!

اسماء رجال : ۱ عبداللہ بن مسلمہ قعنبی حدیث ۱۸۔ امام مالک رضی اللہ عنہ ۳ موسیٰ بن عقبہ اسدی تابعی ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ ۱۴۱ ہجری میں فوت ہوئے۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ

آپ اسامہ بن زید بن حارثہ قضاعی کلبی مدنی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ اُمّ ایمن برکت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرنے والی ہیں اور وہ آپ کے والد بزرگوار جناب عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کی آزاد کردہ ہیں اور حضرت اسامہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُولیٰ اور مَولیٰ کے بیٹے ہیں۔ اور آپ کے محبوب ہیں

marfat.com
Marfat.com

مَنْصُوْرُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنَا ابْنُ بِلَالٍ يَعْنِيْ سُلَيْمٰنَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ اَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَآءٍ فَتَمَضْمَضَ بِهَا وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَآءٍ فَجَعَلَ بِهَا هٰكَذَا اَضَافَهَا اِلٰى يَدِهِ الْاُخْرٰى فَغَسَلَ بِهَا وَجْهَهٗ ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَآءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرٰى ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَآءٍ فَرَشَّ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُمْنٰى حَتّٰى غَسَلَهَا ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَةً اُخْرٰى فَغَسَلَ بِهَا يَعْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ

بیٹے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حاکم مقرر کیا جبکہ آپ کی عمر اٹھارہ ۱۸ برس تھی۔ اور جب آپ کی عمر بیس برس تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔ انھوں نے ۱۲۸۔ احادیث روایت کی ہیں جن میں سے امام بخاری نے سترہ ذکر کی ہیں۔ آپ وادی القریٰ میں سکونت پذیر ہوئے اور صحیح تر روایت کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد وادی القریٰ میں ہی فوت ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باب ۴۔ ایک چلّو لے کر دونوں ہاتھ سے منہ دھونا

۱۴۰۔ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے وضو کیا چنانچہ اپنا چہرہ دھویا پانی کا ایک چلو لیا اس سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پس انھوں نے اس طرح کیا کہ اسے ایک دوسرے سے ملایا پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ دھویا پھر پانی کا ایک چلو لیا اور اس سے اپنا دایاں ہاتھ دھویا پھر پانی کا ایک چلو لیا اور اس سے بایاں ہاتھ دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر پانی کا ایک چلو لیا اور دائیں پاؤں پر ڈالا حتیٰ کہ اسے دھویا پھر ایک چلو لیا اور اس سے بایاں پاؤں دھویا۔ پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح وضو کرتے دیکھا۔

۱۴۰۔ شرح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور ہر عضو کو ایک ایک بار دھویا اور ایک ہی چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی بھی ڈالا اور آخر میں دایاں اور بایاں پاؤں

marfat.com
Marfat.com

دھوکر کہا کہ میں نے اس طرح وضوء کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ ایک چلو پانی سے کلی کرنا اور ناک میں پانی کرنا بیان جواز کے لئے ہے۔ افضل یہ ہے کہ ہر کلی اور ناک میں پانی کرنے کے لئے نیا پانی لے؛ چنانچہ ابوداؤد میں ہے: فَاَخَذَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مَاءً جَدِيْدًا "، وضوء میں مضمضہ اور استنشاق سنت ہیں مگر غسل جنابت میں یہ دونوں فرض ہیں۔ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک یہ دونوں وضوء اور غسل میں سنت ہیں امام احمد کے نزدیک یہ دونوں میں واجب ہیں امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ دونوں وضوء میں سنت اور غسل میں واجب ہیں اور داؤد ظاہری کے نزدیک استنشاق دونوں میں واجب اور کلی دونوں میں سنت ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وضوء میں فرض وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واجب فرمایا ہو یا اس پہ اجماع قائم ہو یہاں سب منتفی ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بال کے تحت جنابت ہوتی ہے لہٰذا بال خوب تر کرو اور چمڑا دھوؤ اور منہ من وجہ خارج ہے جبکہ اسے کھولا جائے اور من وجہ داخل ہے اس لئے کلی کرنا ضروری اور واجب ہے۔ اسی طرح ناک میں پانی کرنا واجب ہے۔ ابن عباس کی روائت میں سر کے مسح کا ذکر نہیں مگر ابوداؤد میں ہے کہ ابن عباس نے مسح کے لئے پانی کا ایک چلو لیا اور ہاتھ کو جھاڑ کر سر کا مسح کیا۔ نیز احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میں باقی تری سے مسح کیا اور نیا پانی نہ لیا۔ لہٰذا اعضاء دھونے کے بعد ہاتھ میں بچی ہوئی تری سے مسح درست ہے اور یہ پانی مستعمل نہیں؛ کیونکہ مستعمل وہ ہوتا ہے جو عضو پر بہہ کر نیچے گرنے لگے جب تک عضو پر رہے اور نیچے نہ گرے تو مستعمل نہ ہوگا!

اسماء رجال

ع۱ محمد بن عبدالرحیم بن ابی زہیر بغدادی ہیں ان کی کنیت ابویحییٰ ہے وہ صاعقہ مشہور ہیں کیونکہ ان کا حافظہ بہت تیز اور ضبط بہت زیادہ تھا۔ وہ متقن ضابط اور حافظ ہیں۔ ۲۵۵۔ ہجری کے شعبان میں فوت ہوئے۔

ع۲ ابوسلمہ منصور بن سلمہ بن عبدالعزیز بن صالح بغدادی خزاعی ہیں۔ سرحد کی طرف گئے اور ۲۲۰۔ ہجری کو مقام مصیصہ میں فوت ہوگئے۔

ع۳ سلیمان بن بلال حدیث ع۸ کے اسماء میں گزرے ہیں۔ ع۴ زید بن اسلم

ع۵ عطاء بن یسار دونوں حدیث ع۲۸ کے اسماء میں مذکور ہیں

ع۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَعِنْدَ الْوِقَاعِ

۱۴۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَتٰى اَهْلَهُ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ

باب ہر حال میں اور جماع کے وقت بسم اللہ پڑھنا

۱۴۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور وہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر تم سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے تو یہ کہے بسم اللہ! اے اللہ ہم کو شیطان سے دور رکھ اور جو اولاد ہم کو دے ان سے شیطان کو دور رکھ پس جو بچہ ہوگا شیطان اس کو ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

۱۴۱ — شرح : کریب کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مسند ہے ابن عباس پر موقوف نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ بالواسطہ مسند ہو یعنی ابن عباس نے صحابی سے سنا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو یہ بھی احتمال ہے کہ بدون واسطہ مسند ہو چونکہ کسی احتمال کا یقین نہ تھا اس لئے اس طرح عبارت ذکر کی۔ یعنی تم سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آنے ہو تو بسم اللہ کہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ ان میں بچے کا فیصلہ کر دے تو اس بچے کو شیطان نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ جماع کی حالت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بہت بعید ہے مگر اس کے باوجود بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے تو باقی حالات میں بطریق اولیٰ مستحب ہوگا۔ لہٰذا حدیث باب کی دونوں جزوں کے مناسب ہے۔ معلوم ہوا کہ طہارت ہو یا نہ اللہ کا ذکر ہر وقت مستحب ہے اور تبرکاً ہر عمل سے پہلے بسم اللہ! مستحب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وضو سے پہلے بسم اللہ کہنا فرض ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جو شخص بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو نہیں ہوتا مگر امام احمد بن حنبل نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں اگر تسلیم بھی کر لیں تو کمال وضوء کی نفی ہے جیسے فرمایا : لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ شرح السنہ میں ہے کہ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ اگر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ الْخَلَآءِ

۱۴۲ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَآءَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ تَابَعَهُ ابْنُ عَرْعَرَةَ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ اِذَا اَتَى الْخَلَآءَ وَقَالَ مُوْسٰى عَنْ حَمَّادٍ اِذَا دَخَلَ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَ

یہ روائت ثابت ہو جائے تو فضیلت کی نفی پر محمول ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ علی بن عبداللہ بن مدینی و جریر بن عبدالحمید ضبی کوفی ع۳ منصور بن معتمر کوفی دونوں حدیث ع۶۸ کے اسماء میں مذکور ہیں

ع۴ سالم بن ابی جعد اشجعی تابعی کوفی ہیں۔ ایک سو ہجری میں فوت ہوئے

باب بیت الخلاء جاتے وقت کیا پڑھے

۱۴۲ — ترجمہ : حضرت عبدالعزیز بن صہیب سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں نے حضرت انس کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو فرماتے اے اللہ! میں نر جنوں اور مادہ جنوں سے پناہ چاہتا ہوں۔ غندر نے شعبہ سے اِذَا اَتَى الْخَلَآءَ روائت کی ہے۔ موسیٰ نے حماد سے اِذَا دَخَلَ کہا ہے۔ عبدالعزیز نے کہا ہے کہ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَ۔

۱۴۲ — شرح : یعنی جب بیت الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا پڑھا کرتے تھے؛ کیونکہ ان مقامات میں شیطان حاضر ہوتے ہیں اور یہ وہ مواضع ہیں جہاں اللہ کا ذکر مہجور ہوتا ہے۔ اس لئے ان میں داخل ہونے سے پہلے استعاذہ کو مقدم کیا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان حشوش میں جن حاضر ہوتے ہیں جب تم سے کوئی خلاء میں آئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَضْعِ الْمَآءِ عِنْدَ الْخَلَآءِ

۱۴۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ ثَنَا وَرْقَآءُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَآءَ فَوُضِعَتْ لَهٗ وَضُوْءًا قَالَ مَنْ وَضَعَ هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّيْنِ

تو اللہ تعالیٰ کے ذریعہ ان سے پناہ چاہے اِذَا دَخَلَ سے مراد یہ ہے کہ جب داخل ہونے کا ارادہ کرے، کیونکہ داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کا نام ترک کرنا مستحب ہے۔ اس طرح عبد العزیز کی روایت اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَ سے موافقت ہوگی جیسے اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ یعنی جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے خلائے میں دخول کے وقت اللہ کا ذکر جائز ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ۱ آدم بن ابی ایاس ۲ شعبہ بن حجاج حدیث ۹ کے اسماء میں دونوں کا ذکر ہو چکا ہے ۳

(عبداللہ بن عبید عطاء کے اسماء میں دیکھ)

باب — بیت الخلاء کے پاس پانی رکھنا

۱۴۳ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو میں نے آپ کے لئے پانی رکھ دیا۔ آپ نے (باہر آکر) فرمایا یہ پانی کس نے رکھا ہے۔ آپ کو خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا : اے اللہ! ابن عباس کو دین کی سمجھ عطاء فرما۔

۱۴۳ — شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے استنجا کے لئے پانی رکھا تھا۔ اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو پانی سے استنجا کا انکار کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ عورتوں کا وضوء ہے۔ مرد صرف ڈھیلوں سے استنجا کریں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس کی ذہانت معلوم کرکے ان کے لئے دعاء فرمائی جو قبول ہوئی اور ابن عباس بہت بڑے فقیہہ ہوئے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے اللہ اس کو قرآن کا علم دے۔ نتیجۃً ابن عباس رئیس المفسرین ہوئے تفسیر اتقان صـ۱۲۶ ج ۲ میں ہے ابن عباس نے کہا اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو میں اسے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں دیکھ لیتا ہوں کہ وہ کہاں پڑی ہوئی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا تُسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةُ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ إِلَّا عِنْدَ الْبِنَاءِ جِدَارٍ أَوْ نَحْوِهِ

۱۴۴ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يُوَلِّهَا ظَهْرَهُ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا افضل ہے یہی جمہور کا مسلک ہے اگر ان میں سے ایک پر اقتصار کر لیا جائے تو جائز ہے۔ اگر صرف پانی پر اقتصار کرے تو جائز ہے کیونکہ پانی سے حقیقۃً محل پاک ہو جاتا ہے اور ڈھیلوں سے صرف نجاست میں تخفیف ہوتی ہے اگرچہ اس قدر استنجا سے نماز جائز ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ عبداللہ بن محمد جعفی مسندی حدیث ع۸ کے تحت دیکھیں۔
ع۲ ہاشم بن قاسم تمیمی لیثی کنانی خراسانی ہیں۔ ان کی کنیت ابوالنضر اور لقب قیصر ہے وہ حافظ ثقہ صاحب سنت ہیں۔ بغداد میں سکونت پذیر ہوئے۔ اہل بغداد آپ پر فخر کرتے تھے۔ ۲۰۷۔ ہجری کو بغداد میں فوت ہوئے ع۳ ورقاء بن عمر یشکری کوفی ہیں۔ ان کی کنیت ابوبشر ہے دراصل وہ خوارزم کے ہیں، لیکن مدائن میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ۱۶۹ ہجری میں فوت ہوئے ع۴ عبیداللہ بن ابی یزید مکی ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔ ۱۲۶۔ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب — پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے مگر دیوار کے پاس یا اس جیسی کسی اور بنیاد کے پاس

۱۴۴ — (ترجمہ) : ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا

marfat.com
Marfat.com

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پاخانہ کو آئے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ ہی اس طرف اپنی پشت پھیرے۔ مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرو۔

۱۴۴ — شرح : علامہ کرمانی نے کہا بعض روایات میں "وَلَا بَوْلٍ" ہے یعنی پاخانہ اور پیشاب کرتے وقت قبلہ کو منہ نہ کرے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا "غَائِط" نیچی زمین ہے۔ لوگ قضاء حاجت کے وقت پست زمین میں آتے ہیں تاکہ لوگوں کی نظریں شرمگاہ پر نہ پڑیں۔ اس سے نفس حدیث سے کنایہ ہے؛ کیونکہ حدیث کا خصوصاً ذکر کرنے میں کراہت ہے۔ عربوں کی عادت ہے کہ وہ ایسے مقامات میں صریح الفاظ ذکر کرنے سے احتیاط کرتے ہیں اور کنایہ استعمال کرتے ہیں اور جس سے نظروں اور کانوں کو بچاتے ہیں اس سے زبانوں کو بھی بچاتے ہیں۔ لہٰذا جس شئ کو وہ دیکھنا اور سننا مکروہ جانتے ہیں اس شئ کا زبان پر ذکر بھی اچھا نہیں سمجھتے ہیں۔

ابن بطال نے کہا قولہ اِلَّا عِنْدَ الْبِنَاءِ الخ، یہ استثناء حدیث سے ماخوذ نہیں، لیکن حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بیوت کی استثناء سمجھی جاتی ہے۔ گھروں میں قضاءِ حاجت کے وقت قبلہ کو منہ کرنا جائز ہے۔ اس بنیاد پر باب کا یہ عنوان ذکر کیا ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شئ واحد ہے۔ اگرچہ اس کے طرق اور اسانید مختلف ہوں جیسے سارا قرآن آیت واحدہ کی طرح ہے اگرچہ قرآن کثیر ہے۔ لہٰذا حدیث کی باب سے مناسبت ظاہر ہے۔ لیکن چاہیئے یوں تھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کو اس باب میں ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد ذکر کیا جاتا۔ الحاصل باب کے عنوان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آبادی میں قضاءِ حاجت کے وقت قبلہ کو منہ کرنا جائز ہے۔ صحراء میں جائز نہیں؛ کیونکہ وسیع فضاء میں استقبالِ قبلہ متحقق ہوتا ہے۔ اور آبادی میں متحقق نہیں ہوتا کیونکہ قضاء حاجت کرنے والے اور قبلہ کے درمیان مکانات اور دیواریں حائل ہیں۔ لیکن یہ تعلیل کمزور ہے؛ کیونکہ یہ وہاں مفید ہے جہاں قبلہ سامنے ہو ورنہ جنگل میں قضاءِ حاجت کے وقت بھی تو اس کے اور قبلہ کے درمیان پہاڑ، ٹیلے وغیرہ حائل ہیں۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ قضاءِ حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پشت پھیرنا جائز نہیں اور عموم حدیث میں آبادی اور صحراء برابر ہیں۔ لہٰذا آبادی اور صحراء میں قضاءِ حاجت کے وقت قبلہ کی طرف اِسْتِقْبَال و اِسْتِدْبَار ممنوع ہے۔ مجاہد، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، ابو ثور اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور اس حدیث کے راوی ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے؛ کیونکہ ممانعت قبلہ کی تعظیم کے لئے ہے۔ اور وہ آبادی اور صحراء میں یکساں ہے۔ اگر آبادی میں حائل ہونے کے باعث جواز ہو تو ایسے حائل تو صحراء میں بھی پائے جاتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ زمین کو کروی کہا جائے تو اس وقت تو قبلہ اور قضاءِ حاجت کرنے والے کے درمیان قطعاً موانعات نہیں پائی جاتی ہے۔ شعبی نے ممانعت کی علت یہ بیان کی ہے کہ اللہ کے بعض بندے ہیں جو صحراء میں نماز پڑھتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

اس لئے فرمایا کہ ان کی طرف قضاءِ حاجت کے وقت منہ نہ کرو اور نہ ہی پشت پھیرو اور آبادی میں یہ علت نہیں ہے، لیکن یہ تعلیل نص کے مقابلہ ہے لہٰذا یہ غیر ملتفت الیہ ہے۔ امام مسلم، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہارے لئے بمنزلہ والد ہوں تمہیں تعلیم دیتا ہوں جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں آئے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ ہی اس طرف پشت پھیرے۔ اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو علماء کی جماعت نے روائت کیا ہے۔ لہٰذا اس کے ثقہ ہونے میں کچھ شک وشبہ نہیں۔ الحاصل قضاءِ حاجت کے وقت استقبالِ قبلہ اور استدبار میں چار مذہب ہیں۔ پہلا مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے جو اُوپر بیان ہو چکا ہے کہ قبلہ کی طرف استقبال و استدبار دونوں ممنوع ہیں اور اطلاقِ حدیث اس کی دلیل ہے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ مطلقاً استقبال و استدبار جائز ہے۔ عروہ اور داؤد ظاہری کا یہی مذہب ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اس کا ناسخ حضرت جابر کی حدیث ہے؛ چنانچہ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ ابن حبان اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قضاءِ حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے اور اس کی طرف پشت پھیرنے سے منع فرمایا۔ پھر آپ کے وصال کے ایک سال پہلے میں نے آپ کو قضاءِ حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے دیکھا"، حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔ ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نسخ کا دعویٰ اس وقت کیا جاتا ہے جبکہ دونوں حدیثوں میں اتفاق ممکن نہ ہو حالانکہ جواز اور منع دونوں حدیثوں میں اتفاق ممکن ہے؛ کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا محمل یہ ہے کہ انھوں نے آپ کو کسی محفوظ جگہ میں قضاءِ حاجت کرتے دیکھا ہوگا؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضاءِ حاجت کے وقت سختی سے پردہ کی پابندی فرماتے تھے۔ تیسرا مذہب امام ابو حنیفہ سے ایک روائت ہے کہ آبادی اور صحرا میں استقبال جائز نہیں استدبار جائز ہے۔

چوتھا مذہب امام مالک، شافعی، اسحاق اور امام احمد کا ہے کہ قبلہ کی جانب استقبال و استدبار صحراء میں حرام ہے۔ آبادی میں جائز ہے۔ اس کی دلیل کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ ایک دن میں اپنے مکان کی چھت پر گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹوں پر قضاءِ حاجت کرتے دیکھا جب کہ بیت المقدس کی طرف منہ مبارک کئے ہوئے تھے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث عموم نہی کی حدیث کی مخصص ہے۔ بعض نے اسے ابو ایوب کی حدیث کا ناسخ قرار دیا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں؛ کیونکہ نسخ کا دعویٰ اس وقت کیا جاتا ہے جب دو حدیثوں میں اجتماع مشکل ہے۔ اور یہاں اجتماع ممکن ہے۔ کما ذکرناہ" (نووی وعینی وقسطلانی وکرمانی)

قضاءِ حاجت کے آداب

جب کوئی شخص قضاءِ حاجت کرنا چاہے تو اگر صحراء میں ہو تو دُور مقام میں چلا جائے جہاں لوگ

marfat.com
Marfat.com

اسے نہ دیکھیں اگر آبادی میں ہو تو پردہ کرلے یا کسی گڑھے وغیرہ میں چلا جائے۔ اور زمین سے قریب ہو کر شرمگاہ سے کپڑا اُٹھائے جیسا کہ ابوداؤد میں ہے۔ ننگے سر قضاء حاجت نہ کرے اور نہ ہی اس وقت کوئی بات کرے۔ بائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور فارغ ہونے کے بعد مٹی یا صابن سے ہاتھ دھوئے۔ استنجا کے لئے مٹی کے ڈھیلے استعمال کرے۔ ہڈی اور گوبر وغیرہ سے اجتناب کرے اور غسل خانہ میں وضو نہ کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص غسلخانہ میں پیشاب کر کے پھر وہاں غسل نہ کرے یہ اس وقت ہے جبکہ غسل کی جگہ پانی جمع ہو جائے ورنہ حرج نہیں۔ انگوٹھی پہنی ہوئی ہو اور اس میں اللہ کا نام لکھا ہو تو اسے اُتار دے۔ سورج اور چاند کی طرف منہ نہ کرے کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرے۔ اور نہ ہی راستہ، سایہ، کھڑے پانی، پھلوں کے گرنے کی جگہوں اور نہروں کے کناروں پر پیشاب کرے اور قضاء حاجت کے وقت بائیں پاؤں پر اعتماد کرے اور پیشاب کی شرمگاہ کو تین بار حرکت دے کر صاف کرے اور قضاء حاجت کے وقت سر زمین سے اُٹھائے رکھے

اسماء رجال

اس حدیث کے تین راوی آدم بن ابی ایاس، محمد بن عبدالرحمٰن بن مغیرہ بن حارث بن ابی ذئب ہشام مدنی عامری اور محمد بن مسلم بن شہاب زہری پہلے گزر چکے ہیں۔ چوتھے راوی عطاء بن یزید لیثی ہیں۔ ان کی کنیت ابو یزید ہے۔ وہ مدنی ہیں۔ انہیں شامی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ رملہ، شام میں سکونت پذیر تھے۔ ایک سو سات ہجری میں فوت ہوئے۔ اس حدیث کے پانچویں راوی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا نام خالد بن مرید بن کلیب ہے۔ قبیلہ خزرج سے متعلق ہیں۔ جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ شامی بھی ہیں۔ جنگ بدر، عقبہ اور دوسرے تمام غزوات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسجد نبوی اور مکانات کی تعمیر ہوتے تک انہی کے گھر میں تشریف فرما رہے۔ ان کی کنیت ان کے نام پر غالب ہے۔ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو پچاس احادیث روایت کی ہیں جن میں سے امام بخاری نے آٹھ احادیث ذکر کی ہیں۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے اور تمام جنگوں میں ان کے ساتھ رہے اور پچاس ہجری کو قسطنطنیہ میں فوت ہو گئے جبکہ وہ یزید بن معاویہ کے لشکر میں نکلے اور بیمار ہو گئے۔ جب آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو اپنے ساتھیوں سے کہا جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے اپنے ساتھ اُٹھا کر لے چلو اور جب دشمن کے مقابلہ میں صفیں باندھو تو مجھے اپنے قدموں میں دفن کر دو؛ چنانچہ اُنھوں نے اسی طرح تعمیل حکم کی۔ ان کی قبر شریف قسطنطنیہ کی فصیل کے قریب ہے اور لوگوں میں بہت معروف ہے۔ جب بارش نہ ہو تو اس صاحب قبر کے وسیلہ سے وہ بارش طلب کرتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ تَبَرَّزَ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ

۱۴۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهٖ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اَنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ اِذَا قَعَدْتَ عَلٰى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمُقَدَّسِ لِحَاجَتِهٖ وَقَالَ لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَوْرَاكِهِمْ فَقُلْتُ لَا اَدْرِيْ وَاللّٰهِ قَالَ مَالِكٌ يَعْنِيْ الَّذِيْ يُصَلِّيْ وَلَا يَرْتَفِعُ عَنِ الْاَرْضِ يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْاَرْضِ

باب — جس نے دو کچی اینٹوں پر بیٹھ کر قضاحاجت کی

۱۴۵ — ترجمہ : حضرت محمد یحییٰ اپنے چچا واسع بن حبان سے انھوں نے عبداللہ بن حبان رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے لوگ کہتے ہیں کہ جب تم قضاء حاجت کے لئے بیٹھو تو قبلہ کی طرف اور نہ ہی بیت المقدس کی طرف منہ کرو حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا میں ایک روز اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قضاء حاجت کے لئے دو کچی اینٹوں پر بیٹھے ہوئے بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے دیکھا حضرت عبداللہ بن عمر نے واسع سے کہا شائد تو ان لوگوں سے ہے جو اپنے سرینوں پر نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا ہوں (میں ان میں سے ہوں یا نہ) امام مالک نے کہا یعنی جو شخص نماز پڑھے اور زمین سے اونچا نہ رہے سجدہ اس حالت میں کرے کہ زمین کے ساتھ ملا رہے۔

۱۴۵ — شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ استدلال کیا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاءِ حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ کیا ہوا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر نے واسع سے کہا کہ شائد تو اُن لوگوں سے ہے جو سنت سے ناواقف ہیں اگر تو سنت سے واقف ہوتا تو تجھے معلوم ہوتا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنا جائز ہے اور ان لوگوں کی بات کی طرف متوجہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَاءِ اِلَى الْبَرَازِ

۱۴۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نہ ہوتا عبداللہ بن عمر نے سنت سے ناواقف لوگوں سے ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا جو اپنے سرینوں پر نماز پڑھتے ہیں ؛ کیونکہ جو سرینوں پر نماز پڑھتا ہے وہ اگر سنت سے جاہل نہ ہوتا تو سرینوں پر نماز نہ پڑھتا اور سجدہ میں سنت یہ ہے کہ نمازی سرینوں کو زمین سے نہ لگائے بلکہ ان کو اونچا رکھے مگر اس حدیث میں اشکال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے یہ کیسے جائز تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقعد شریف کی طرف نظر کریں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی نظر اچانک اٹھی اور آپ کو اس حال میں دیکھا انھوں نے قصداً نظر نہ کی تھی اور جو کچھ دیکھا اسے نقل کر دیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابن عمر نے اس کا قصد ہی کیا ہو اور صرف آپ کے سر مبارک کو دیکھا اور باقی بدن شریف کو نہ دیکھا ہو اور آپ کے بیٹھنے میں سوچ بچار کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ کو پہنچے ہوں گے کہ آپ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوں گے اور اپنے مشاہدہ کو نقل کر دیا ہو۔ بہرحال یہ نقل ان کے تامل کا نتیجہ ہے واقعی امر نہیں لہٰذا جن علماء نے یہ کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ حدیث اس حدیث کی ناسخ ہے جس میں قبلہ کی طرف استقبال اور استدبار سے منع کیا ہے جیسا کہ ابو ایوب سے مرفوع مروی ہے درست نہیں ؛ کیونکہ عبداللہ بن عمر کی حدیث محض احتمال پر مبنی ہے اور یہ اس حدیث کی ناسخ نہیں ہو سکتی جس میں حتمی طور سے مروی ہے کہ قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ اور پشت نہ کرو۔ اس کے علاوہ عبداللہ بن عمر کی حدیث میں آپ کا فعل مذکور ہے اور تحریم کی حدیث میں آپ کا قول ہے اور فعل میں خصوصیت کا احتمال بھی موجود ہے جبکہ حضرت ابو ایوب کی مرفوع حدیث "جب تم قضاء حاجت کو جاؤ تو پاخانہ اور پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرو" مطلق ہے احتمال سے خالی ہے جس میں جنگل اور آبادی کی کوئی قید نہیں لہٰذا اس کی استقبال و استدبار کی تحریم پر صراحۃً دلالت ہے۔ یہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

اسماء رجال : اس حدیث کے چھ راوی ہیں۔ ان میں سے عبداللہ بن یوسف، امام مالک اور یحیی بن سعید انصاری پہلی اور دوسری حدیثوں میں گزر چکے ہیں اس کے چوتھے راوی محمد بن یحیی بن حبان مدنی تابعی ہیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں بیٹھ کر لوگوں کو مسائل کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ مفتی، ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔ ایک سو اکیس ۱۲۱ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے پانچویں راوی واسع بن حبان کے صحابی ہونے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حبان جن سے یاجب[۲]

[۲] سے ماخوذ ہو تو غیر منصرف ہے ورنہ منصرف ہے

marfat.com
Marfat.com

كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ وَهِيَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحْجُبْ نِسَاءَكَ فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي عِشَاءً وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلَى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ فَأَنْزَلَ اللهُ الْحِجَابَ

باب ــ قضاءِ حاجت کے لئے عورتوں کا باہر جانا

۱۴۶ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں جب قضائے حاجت کے لئے رات کو مناصع کی طرف جایا کرتی تھیں مناصع کھلا میدان ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کرتے تھے کہ آپ اپنی بیویوں کو پردہ میں رکھیں لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہ کرتے تھے۔ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سودہ بنت زمعہ عشاء کے وقت باہر نکلیں اور وہ لمبے قد والی خاتون تھی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو پکارا کہ ہم نے تجھے پہچان لیا ہے، کیونکہ ان کو یہ حرص تھی کہ پردہ کی آیت نازل ہو پس اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی

۱۴۶ــــ شرح : دراصل حجاب تین ہیں اوّل یہ کہ عورتیں اپنے چہرے چھپائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیں کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈال رکھیں۔ دوم وہ اپنے اور لوگوں کے درمیان پردہ لٹکائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے سے باہر سے مانگو سوم کسی شرعی ضرورت کے بغیر گھروں سے باہر نہ نکلیں جب باہر جائیں تو اپنے شخص ظاہر نہ کریں اور قضاء حاجت کے وقت پردہ میں ازواج مطہرات کی تین حالتیں تھیں اندھیرے میں، کیونکہ وہ رات کو باہر جاتی تھیں جیسے اس حدیث میں كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ پھر جب حجاب کی آیت نازل ہوئی تو وہ کپڑوں سے پردہ کرتی تھیں، لیکن کبھی ان کے شخص ممتاز نظر آتے تھے اسی لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے سودہ ہم نے تجھے پہچان لیا ہے یہ پردہ کی دوسری حالت ہے پھر جب گھروں میں بیت الخلاء بنائے گئے تو ان کو باہر جانے سے روک دیا گیا۔ یہ تیسری حالت ہے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے افک کے واقعہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش تھی کہ عورتوں کا

marfat.com
Marfat.com

۱۴۷ — حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَدْ اُذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ فِيْ حَاجَتِكُنَّ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي الْبَرَازَ

مردوں سے پردہ کا حکم نازل ہو تو حجاب کی آیت نازل ہوئی یہ بھی احتمال ہے کہ حجاب کی آیت سے جنسِ حجاب مراد ہو تو یہ حجاب کی تینوں اقسام کو شامل ہوگا جو ابتدائے تقریر میں مذکور ہیں اور ان تینوں میں سے ایک معہود بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات گھروں سے بالکل باہر نہ نکلیں اسی لئے اُنھوں نے ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے حالانکہ وہ چادر اوڑھ کر باہر گئی تھیں کیونکہ چادر اوڑھنے کے بعد بھی عورت کا شخص ممتاز نظر آتا ہے اور عمر فاروق یہ چاہتے تھے کہ آپ کی بیبیاں پردہ کی اس حالت میں بھی باہر نہ جائیں مگر ایسا نہ ہوا اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پردہ میں باہر جا سکتی ہو پھر جب گھروں میں بیت الخلاء بنائے گئے تو ان کو باہر جانے سے بھی روک دیا گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال : اس حدیث کے چھ راوی ہیں اور حدیث ۱۴۳ کے اسناد میں مذکور ہیں

۱۴۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے اپنی حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت ہے، ہشام نے کہا یعنی قضائے حاجت کے لئے باہر جا سکتی ہو۔

۱۴۷ — شرح : قَالَ هِشَامٌ،، یہ امام بخاری کی تعلیق ہے یا ابو اسامہ کا مقولہ ہے یا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ خارج سے مراد قضاء حاجت کے لئے باہر جانا ہے۔ مذکورہ حدیث میں ہم اشارہ کر چکے ہیں کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد باہر گئیں تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے تجھے پہچان لیا ہے، حالانکہ وہ چادر اوڑھ کر باہر گئی تھیں۔ اُنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تو آپ نے فرمایا تمہیں قضائے حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت ہے

اسماءِ رجال

: ع۱ زکریا بن یحیی بن صالح لؤلؤی ابو یحیی بلخی حافظ فقیہ اور مصنف سنت ہیں۔ ۲۳۰ ہجری کو بغداد میں فوت ہوئے اور حضرت قتیبہ بن سعید کے پاس مدفون ہوئے۔

ع۲ ابو اسامہ حماد بن اسامہ کوفی ہیں۔ حدیث ۷۷ کے تحت دیکھیں۔ باقی راویوں کا ذکر کئی بار گزرا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّبَرُّزِ فِي الْبُيُوتِ

۱۴۸ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ ثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ

۱۴۹ — حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَنَّ عَمَّهُ وَاسِعَ بْنَ حَبَّانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ قَالَ لَقَدْ ظَهَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ

باب گھروں میں قضائے حاجت کرنا

۱۴۸ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں کسی حاجت کے لئے حفصہ کے مکان کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ قبلہ کی طرف بیٹھے اور شام کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت فرما رہے تھے۔

۱۴۹ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ دو کچی اینٹوں پر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے (قضائے حاجت کے لئے) بیٹھے ہوئے تھے۔

۱۴۸ — ۱۴۹ — شرح : بَابُ مَنْ تَبَرَّزَ عَلَى لَبِنَتَيْنِ میں ان دونوں حدیثوں کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ

۱۵۰ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ مُعَاذٍ وَاسْمُهٗ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ اُجِیْءُ اَنَا وَ غُلَامٌ مَعَنَا اِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ يَعْنِیْ يَسْتَنْجِیْ بِهٖ

وضاحت گزر چکی ہے؛ البتہ ان میں یہ الفاظ بیت حفصۃ بیتنا اور بُیُوْتٍ لَنَا مختلف مذکور ہیں مگر ان کا معنیٰ واحد ہے۔ اسی طرح مستقبل الشام، مستقبل بیت المقدس اور مستدبر القبلہ کا محصول بھی امر واحد ہے۔ یزید بن ہارون بہت بڑے عابد تھے وہ چاشت کی سولہ رکعت پڑھا کرتے تھے ان کی مجلس وعظ بغداد شریف میں ہوتی تھی جس میں تقریباً ستر ہزار سامعین ہُوا کرتے تھے۔ و ۲۰۶ ہجری کو واسط میں فوت ہوئے۔

اسماءِ رجال ۱۴۸

ع۱ ابراہیم بن مُنذِر ع۵۶ کے تحت دیکھیں ع۲ انس بن عیاض لیثی مدنی ہیں اُن کی کنیت ابوضمرہ ہے۔ دوسو ہجری میں ۹۶ برس کی عمر میں فوت ہوئے ع۳ عُبَیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر فاروق رضی اللہ عنہم قرشی مدنی ہیں اُن کی کنیت ابوعثمان ہے۔ ۱۴۷ ہجری میں فوت ہوئے ع۴ محمد بن یحییٰ بن حبان ع۵ واسع بن حبان حدیث ع۱۴۵ کے تحت دیکھیں ع۴ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

اسماءِ رجال ۱۴۹

ع۱ یعقوب بن ابراہیم حدیث ع۱۴ کے تحت دیکھیں۔ باقی راویوں کا ذکر گزرا ہے۔

باب — پانی سے استنجاء کرنا

۱۵۰ — ترجمہ: عطاء بن ابی میمون نے کہا میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جاتے تو میں اور ہمارے ساتھ ایک لڑکا پانی کا مشکیزہ لے کر آتے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے استنجاء فرماتے۔

۱۵۰ — شرح: ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث شریف میں پانی سے استنجاء کا ذکر نہیں؛ کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ حُمِلَ مَعَهُ الْمَاءُ لِطُهُوْرِهٖ

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ أَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالطَّهُورِ وَالْوِسَادِ

۱۵۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ مِنَّا مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ

یَسْتَنْجِیْ ،، انس کا قول نہیں بلکہ ابوالولید کا قول ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ پانی طہور اور وضوء کے لئے ہو حالانکہ بعض کہتے ہیں کہ یہ عورتوں کا وضوء ہے۔ مردوں کی استنجا صرف ڈھیلوں سے ہوتی ہے۔ امام طحاوی نے پانی سے استنجاء پر اس آئت کریمہ کو دلیل ذکر کیا ہے۔ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ شعبی نے کہا جب یہ آئت کریمہ نازل ہوئی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قباء والو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ثناء کس وجہ سے فرمائی ہے؟ انھوں نے عرض کی ہم سب پانی سے استنجاء کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف کی ہے۔ یہ بحث صرف اس حدیث سے متعلق تھی۔ متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ڈھیلوں کے بعد پانی سے استنجا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ بَابُ وَضْعِ الْمَاءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے گئے تو میں نے آپ کے لئے پانی رکھ دیا۔ نیز آپ نے پانی سے استنجا کو فطرت سے شمار فرمایا ہے۔ واللہ اعلم!

۱۵۰ — ع۱ ابوالولید ہشام بن عبدالملک طیالسی بصری حدیث ع۱۶ کے تحت دیکھیں۔
ع۲ شعبہ بن حجاج ع۳ ابومعاذ عطاء بن ابی میمونہ بصری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔ ۱۳۱ ہجری کو بصرہ میں طاعون کے بعد فوت ہوئے۔

باب — جس کے ساتھ طہارت کے لئے پانی لایا گیا

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم میں جوڑا مبارک، وضوء کا پانی اور تکیہ اُٹھا کر چلنے والا نہیں؟

۱۵۱ — ترجمہ: عطاء نے کہا میں نے انس سے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حَمْلِ الْعَنَزَةِ مَعَ الْمَاءِ فِي الْاِسْتِنْجَاءِ

۱۵۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ

کے لئے تشریف لے جاتے تو میں اور انصار سے ایک لڑکا آپ کے پیچھے جاتے جبکہ ہمارے ساتھ پانی کا برتن ہوتا تھا۔

۱۵۱ — شرح : حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے جب عراق والوں نے مسائل پوچھے تو آپ نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم میں جب عبداللہ بن مسعود موجود ہیں تو تم ان سے مسائل کیوں نہیں پوچھتے ہو؛ حالانکہ ان کی موجودگی میں کسی اور سے یا مجھ سے مسائل دریافت کرنے کی ضرورت نہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم دین کی خدمت کرنا اور اس کے لئے جملہ ضروری اشیاء لے کر چلنا مستحب ہے، کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جوڑا مبارک، پانی کا برتن اور تکیہ لے کر چلتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس شریف سے اُٹھتے تو وہ آپ کو جوڑا مبارک پہنایا کرتے تھے اور جب آپ آرام فرماتے تو اسے پکڑ کر اپنے پاس رکھ لیتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" ،،

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

ان کا نام عُوَیمر بن زید بن قیس ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عویمر بن مالک بن عبداللہ بن قیس ہے۔ وہ انصاری افاضل صحابہ کرام میں سے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے وظیفہ مقرر کیا تھا اور ان کی جلالت اور بزرگی کے باعث انہیں اصحابِ بدر سے لاحق کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں دمشق کے حاکم مقرر ہوئے اور ۳۱ یا ۳۲ ہجری میں فوت ہوگئے۔ ان کی قبر دمشق کے بابِ صغیر کے پاس ہے۔ صاحبِ نَعْلَین" حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں رضی اللہ عنہ ،،

اسماءِ رجال : ۱؎ سلیمان بن حرب حدیث ۲۰؎ کے تحت دیکھیں۔ اس اسناد کے تمام راوی بصری ہیں۔

باب — استنجا کے لئے پانی کے ساتھ عنزہ لے جانا

۱۵۲ — ترجمہ : عطاء ابن ابی میمونہ سے روائت ہے اُنھوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا شکیزہ اور عنزہ اُٹھا کر لے جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

عَنْ عَطَآءِ بْنِ اَبِیْ مَیْمُوْنَةَ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْخَلَآءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ اِدَاوَةً مِنْ مَّآءٍ وَعَنَزَةً یَسْتَنْجِیْ بِالْمَآءِ تَابَعَهُ النَّضْرُ وَشَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ اَلْعَنَزَةُ عَصًا عَلَیْهِ زُجٌّ

بَابُ النَّهْیِ عَنِ الْاِسْتِنْجَآءِ بِالْیَمِیْنِ

۱۵۳ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ هُوَ الدَّسْتَوَائِیُّ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ كَثِیْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَرِبَ اَحَدُكُمْ فَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَآءِ وَاِذَا اَتَى الْخَلَآءَ فَلَا یَمَسَّ ذَكَرَهٗ بِیَمِیْنِهٖ وَلَا یَتَمَسَّحْ بِیَمِیْنِهٖ

پانی سے استنجاء فرماتے نضر اور شاذان نے شعبہ سے اس کی متابعت کی ہے۔ عنزہ وہ عصا ہے جس کے نیچے لوہے کی سوئی ہوتی ہے

شرح : یَسْتَنْجِیْ ،، جملہ مستانفہ ہے گویا کہ کسی نے کہا پانی کو کیا کرتے تھے اس کا جواب دیا کہ

۱۵۲ — اس سے استنجاء فرماتے تھے عنزہ ساتھ لے جانے کا مقصد یہ تھا کہ استنجاء کے بعد آپ وضوء فرماتے اور عنزہ کو زمین میں سترہ بناتے تھے یا یہ وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے باہر دُور تشریف لے جاتے تو بسا اوقات زمین سخت ہوتی تو عنزہ کے ساتھ اسے نرم فرمالیتے۔ عنزہ وہ لاٹھی ہے جو عصاء سے لمبی اور نیزہ سے چھوٹی ہوتی ہے۔ اس کے ایک کنارے پر نیزے جیسے لوہے کی انی (سُوئی) ہوتی ہے۔

اسماء رجال : ۱ محمد بن بشار کا لقب بندار ہے۔ حدیث ۶۷ کے تحت ۲ محمد بن جعفر عندر حدیث ۳۱ کے تحت دیکھیں باقی کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب — سیدھے ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع کرنا

۱۵۳ — : ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب بیت الخلاء میں آئے

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ لَا يُمْسِكُ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ اِذَا بَالَ

۱۵۴ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا بَالَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَاْخُذَنَّ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَلَا يَسْتَنْجِيْ بِيَمِيْنِهٖ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْاِنَاءِ

تو اپنی شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے مس نہ کرے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجا کرے!

شرح ۱۵۳ ـ : پانی کے برتن میں سانس لینا تنزیہاً مکروہ ہے؛ کیونکہ جب کوئی برتن میں سانس لے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے منہ سے تھوک نکل کر پانی سے مل جائے جس کو پینے والا مکروہ جانے نیز اس طرح تو چارپائے کرتے ہیں کہ وہ پانی پیتے وقت بار بار پانی میں سانس لیتے ہیں اور سنت یہ ہے کہ پانی تین سانسوں میں پیئے اور ہر سانس کے وقت منہ کو پیالہ سے جدا کرے اور استنجا میں دایاں ہاتھ استعمال نہ کرے۔ یہ نہی بھی تنزیہہ کے لئے ہے؛ کیونکہ عضو میں اذی اور حدث ہوتا ہے اس لئے اس سے دایاں ہاتھ نہ لگائے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دایاں ہاتھ طعام، شراب اور لباس پہننے کے لئے ہے اور بایاں نجاست سے صفائی کے لئے ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا دائیں ہاتھ سے پونچھنے کی ممانعت دُبر سے مختص ہے اور بائیں ہاتھ سے مس کرنا قُبل سے مختص ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب ڈھیلا دائیں ہاتھ سے پکڑے اور بائیں ہاتھ سے آلۂ تناسل کو مس کرے تو یہ مکروہ نہیں۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال

: ع۱ مُعاذ بن فضالہ بصری زہرانی ہیں ان کی کُنیت ابو زید ہے ع۲ ہشام دستوائی حدیث ع۴۲ کے تحت دیکھیں ع۳ یحییٰ بن ابی کثیر حدیث ع۱۱۲ کے تحت دیکھیں ع۴ عبد اللہ بن ابی قتادہ ابو ابراہیم ۱۵۰ ہجری میں فوت ہوئے علماء کی جماعت نے اُن سے روایت کی ہے ع۵ ابو قتادہ حرث بن رِبعی سُلمی تابعی مدنی خزرجی انصاری ہیں وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسوار صحابہ میں سے ہیں۔ غزوۂ احد، خندق اور ان کے بعد دیگر جنگوں میں حاضر رہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو ستر احادیث روایت کیں۔ بخاری نے ان میں سے تیرہ ذکر کی ہیں۔ صحیح روایت کے مطابق ۵۴۔ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے کہا گیا ہے کہ کوفہ میں فوت ہوئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور سات تکبیریں کہیں۔ ان کی کنیت ان کے نام پر غالب ہے۔ رضی اللہ عنہ"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِسْتِنْجَآءِ بِالْحِجَارَةِ

۱۵۵ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو الْمَكِّيِّ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اتَّبَعْتُ بِالنَّبِيِّ

باب ــ جب پیشاب کرے تو شرمگاہ سیدھے ہاتھ سے نہ پکڑے

۱۵۴ــ ترجمہ : حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب تم سے کوئی پیشاب کرے تو اپنی شرمگاہ کو داہنے ہاتھ سے نہ پکڑے نہ سیدھے ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ ہی برتن میں سانس لے۔

۱۵۴ــ شرح : پہلے باب میں مذکور حدیث میں سیدھے ہاتھ سے استنجاء کی نہی کا ذکر تھا۔ اس باب کی حدیث میں داہنے ہاتھ سے شرمگاہ پکڑنے سے ممانعت ہے سوال ہوتا ہے کہ وَلَا يَتَنَفَّسُ کا عطف " فَلَا يَاْخُذَنَّ " پر ہے اور وہ شرط سے مقید ہے تو معنیٰ یہ ہوگا۔ جب تم سے کوئی پیشاب کرے تو سانس نہ لے حالانکہ برتن میں سانس لینا مطلقاً ممنوع ہے اور اس تقدیر پر معنیٰ بھی درست نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ اس جملہ کا عطف اجزاء پر نہیں جو سائل نے گمان کیا ہے بلکہ اس کا عطف شرط وجزاء سے مرکب جملہ پر ہے اس لئے حدیث کے الفاظ کا اسلوب بدل دیا گیا ہے اور لَا يَتَنَفَّسُ کی نون ثقیلہ سے تاکید نہیں کی!

اسماء رجال : ۱ محمد بن یوسف ابوعبداللہ فریابی اپنے زمانہ میں سب لوگوں سے افضل تھے (بخاری) ۲۱۲ ہجری میں فوت ہوئے ۲ اوزاعی حدیث ۶۱ کے تحت دیکھیں۔ باقی راویوں کا ذکر گزرا ہے۔

باب ــ ڈھیلوں سے استنجاء کرنا

۱۰۵ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ لِحَاجَتِهٖ وَكَانَ لَا يَلْتَفِتُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ ابْغِنِيْ اَحْجَارًا اَسْتَنْفِضْ بِهَا اَوْ نَحْوَهٗ وَلَا تَأْتِنِيْ بِعَظْمٍ وَلَا رَوْثٍ فَاَتَيْتُهٗ بِاَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِيْ فَوَضَعْتُهَا اِلٰى جَنْبِهٖ وَاَعْرَضْتُ عَنْهُ فَلَمَّا قَضٰى اَتْبَعَهٗ بِهِنَّ

کے پیچھے پیچھے گیا جبکہ آپ قضاءِ حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے آپ چلتے وقت اِدھر اُدھر نہ دیکھا کرتے تھے میں آپ کے قریب ہُوا تو آپ نے فرمایا میرے لئے ڈھیلے تلاش کر لاؤ میں ان سے استنجاء کروں گا یا اس جیسا اور لفظ فرمایا اور فرمایا ہڈی اور گوبر نہ لانا میں اپنے کپڑے کی ایک طرف ڈھیلے لپیٹ کر آپ کے پاس لے گیا اور آپ کے پہلو کے قریب رکھ دیئے اور خود میں آپ سے ایک طرف ہو گیا آپ نے جب قضائے حاجت فرمالی تو ڈھیلوں کو استعمال کیا۔

۱۵۵ — **شرح** : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڈی لانے سے اس لئے روکا کہ وہ سخت اور صاف ہوتی ہے اس سے صفائی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی وہ تری کو خشک کر سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہڈی پر کچھ چربی وغیرہ باقی رہی ہو جو صفائی سے مانع ہو نیز یہ بھی احتمال ہے کہ یہ جنوں کی خوراک ہے جیسا کہ روایات میں مبین ہے۔ اور گوبر سے اس لئے روکا کہ وہ خود پلید ہوتا ہے وہ نجاست اور زیادہ کرے گا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ جنوں کے جانوروں کی خوراک ہے جیسا کہ روایات میں مذکور ہے دلائل نبوت میں ہے کہ جنوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدیہ کا سوال کیا تو آپ نے ان کو ہڈی اور گوبر ہدیہ دیا۔ ہڈی ان کے لئے اور گوبر ان کے جانوروں کے لئے اس لئے ان دونوں سے استنجا کرنے سے منع فرما دیا۔ ابوداؤد شریف میں ہے کہ جنوں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی اُمت کو ہڈی اور گوبر سے استنجاء کرنے سے روکیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ہمارا رزق بنایا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے استنجاء کرنا روک دیا۔ اس روایت سے معلوم ہُوا کہ ہر جامد طاہر سے استنجاء جائز ہے اور ڈھیلوں کی خصوصیت نہیں بلکہ جو بھی ڈھیلوں کا قائم مقام ہو اس سے استنجاء صحیح ہے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ استنجاء میں ڈھیلے کافی ہیں اگرچہ پانی استعمال نہ کیا جائے۔ بشرطیکہ مخرجِ معتاد سے نجاست نے تجاوز نہ کیا ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سادات کی خدمت ان کی اجازت کے بغیر بھی جائز ہے اور متبوع اپنے اتباع سے خدمت لے سکتے ہیں "نحوہ" سے پتہ چلتا ہے کہ بالمعنیٰ روایت جائز ہے۔ واللہ اعلم!

اسماءِ رجال : ۱۔ احمد بن محمد بن عون ازرق مکی ہیں۔ ان کی کنیت ابوالولید ہے ابومحمد بھی

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ لَا يَسْتَنْجِيْ بِرَوْثٍ

۱۵۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ لَيْسَ اَبُوْعُبَيْدَةَ ذَكَرَهُ وَلٰكِنْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَائِطَ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰتِيَهٗ بِثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ اَجِدْ فَاَخَذْتُ رَوْثَةً فَاَتَيْتُهٗ بِهَا فَاَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَاَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ هٰذَا رِكْسٌ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

ذکر کی جاتی ہے۔ ۲۱۷ ہجری میں فوت ہوئے ۱۲ عمر بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص قرشی مکی اموی ہیں وہ ابوامیہ یعنی خاندانِ امیہ کے پہلے شخص ہیں۔ ان کا دادا سعید بن عمرو ابوعثمان ہے۔ وہ دراصل مدنی ہیں جب دمشق پر غلبہ ہوا تو وہ اپنے باپ کے ساتھ تھے۔ جب ان کے والد قتل ہو گئے تو عبدالملک بن مروان نے انہیں مدینہ منورہ والوں کے ساتھ حجاز بھیج دیا پھر کوفہ میں سکونت پذیر ہوئے وہاں ان کی اولاد ہے وہ ثقہ صدوق ہیں

باب گوبر سے استنجاء نہ کرے

۱۵۶ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کو تشریف لے گئے اور مجھے تین ڈھیلے لانے کا حکم فرمایا میں نے دو ڈھیلے تو تلاش کر لئے اور تیسرا ڈھونڈا مگر اسے حاصل نہ کر سکا اور میں گوبر ہی پکڑ کر آپ کے پاس لے آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ڈھیلے تو پکڑ لئے اور گوبر پھینک دیا اور فرمایا کہ یہ پلید ہے۔ ابراہیم ابن یوسف نے اپنے باپ یوسف سے انھوں نے ابواسحاق سے روایت ذکر کی کہ مجھے عبدالرحمٰن نے خبر دی۔

۱۵۶ — شرح : امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا ڈھیلوں کی تعداد استنجاء میں واجب نہیں۔ اگر تین سے کم پہ اقتصار کرے تو بھی کافی ہے جبکہ محل

marfat.com
Marfat.com

صاف ہو جائے۔ امام طحاوی نے کہا اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ ڈھیلوں کی تعداد فرض نہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی جگہ قضائے حاجت کے لئے بیٹھے تھے جہاں ڈھیلے نہ تھے۔ اسی لئے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرمایا مجھے تین ڈھیلے دو اگر آپ کے پاس کوئی ڈھیلے وغیرہ ہوتا تو دوسری جگہ سے ڈھیلے لانے کی ضرورت نہ ہوتی اور جب وہ صرف دو ڈھیلے ہی لے کر آئے تو آپ نے وہ دونوں ہی پکڑ لئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو ڈھیلوں سے استنجاء کافی ہے، کیونکہ اگر تیسرا ڈھیلے ضروری ہوتا تو آپ دو پر اکتفاء نہ فرماتے اور حضرت عبداللہ کو تیسرا ڈھیلے تلاش کرنے کا حکم فرماتے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ یعنی جو شخص ڈھیلوں سے استنجا کرے تو ڈھیلے طاق لے جس نے ایسا کیا اچھا کیا اور جس نے نہ کیا تو حرج نہیں اگر تین ڈھیلے استنجاء میں ضروری ہوتے تو آپ یہ فرماتے کہ اگر تین ڈھیلوں سے استنجاء نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ الحاصل تین ڈھیلے حد معین نہیں، کیونکہ اگر تین سے صفائی نہ ہو تو چوتھا ڈھیلے استعمال کرنا ضروری ہے معلوم ہوا کہ حدیث شریف میں مقصد صفائی کرنا ہے۔ اگرچہ ایک ڈھیلے کے تین کونوں سے صفائی ہو جائے یا دو ڈھیلوں سے صفائی ہو جائے ہو سکتا ہے کہ حدیث میں تین ڈھیلوں کا ذکر استحساناً ہو اگرچہ کم سے صفائی ہو جائے۔

قولہ قَالَ اِبْرَاهِيمُ الخ اس تعلیق سے امام بخاری کی غرض اس شخص کا رد کرنا ہے جس نے کہا ہے کہ ابو اسحاق نے اس خبر میں تدلیس کی ہے۔

اسماء رجال

: ع۱ ابو نُعَیم حدیث ع۴۹ کے تحت دیکھیں ع۲ زُہیر ابو معاویہ سفیان بن عُیَیْنہ نے کہا کوفہ میں ان کی مثل کوئی نہیں۔ احمد نے کہا زُہیر علم کی کان ہیں۔ لیکن ابو اسحاق سبیعی سے ان کی حدیث میں کچھ کمزوری ہے، کیونکہ ابو اسحاق کے اختلاط کے بعد اُن سے حدیث کی سماعت کی تھی ع۳ ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ سبیعی تابعی ہیں۔ حدیث ع۳۹ کے تحت دیکھیں ع۴ ابو عُبَیدہ عامر بن عبداللہ بن مسعود تابعی ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود جلیل القدر صحابی ہیں۔ ع۵ عبدالرحمٰن بن اسود کوفی تابعی ہیں وہ ہر روز سات سو رکعتیں نماز پڑھتے اور عشاء اور فجر کی نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھتے تھے۔ ۶۹ ہجری میں فوت ہوئے ع۶ اسود بن یزید بن قیس کوفی نخعی ہیں۔ حدیث ع۱۲۷ کے تحت دیکھیں ع۷ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق سُبَیعی ہمدانی کوفی ہیں ۱۹۸ ہجری میں فوت ہوئے ،، وہ اپنے والد یوسف بن ابی اسحاق کوفی سے روائت کرتے ہیں۔ ابو جعفر منصور کے زمانہ میں یا ۱۵۷ ہجری میں فوت ہوئے ،، وہ اپنے دادا ابو اسحاق روائت کرتے ہیں۔ ابو اسحاق نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن ابن اسود بن یزید نے بیان کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عباس نے یحییٰ سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ابراہیم کچھ شئی نہیں۔ نسائی نے کہا ابراہیم قوی نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تعلیق متابعت ہے اور متابعت میں وہ شئی معتبر ہوتی ہے جو اصول میں معتبر نہیں ہوتی۔

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً

۱۵۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً

بَابُ الْوُضُوْءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

۱۵۸ — حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

باب — وضوء میں ایک ایک بار اعضاء دھونا

۱۵۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء میں اعضاء کو ایک ایک بار دھویا۔

باب — وضوء میں دو دو بار اعضاء دھونا

۱۵۸ — ترجمہ : عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء میں اعضاء کو دو دو بار دھویا۔

۱۵۷ / ۱۵۸ — شرح : مَرَّةً اگر ظرف ہے تو معنیٰ یہ ہوگا کہ ایک زمانہ میں وضوء کیا۔ اگر وضوء کے اعضاء سے ہر عضو کو دو یا تین دفعہ دھونا ہوتا ہے تو وضوء دو یا کئی زمانوں میں ہوتا کیونکہ ہر ایک غسلہ کے لئے زمانہ علیحدہ ہوتا ہے اور اگر یہ مفعول مطلق ہے تو معنیٰ یہ

marfat.com
Marfat.com

ہوگا کہ تمام اعضاء کو ایک ہی دھونا دھویا۔ مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت لازم آئے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری عمر شریف میں ایک ہی دفعہ وضوء فرمایا ہے اور یہ ظاہر البطلان ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لزوم صحیح نہیں کیونکہ لفظ مَرَّۃً کے تکرار کا مقتضیٰ تفصیل و تکرار ہے یا مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر وضوء میں ہر عضو کو ایک مرتبہ دھویا؛ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء میں تکرار بداہتہً منقول ہے۔ یہی حال لفظ مَرَّتَیْنِ اور مسح کا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

اسماء رجال ۱۵۷

ع۱ محمد بن یوسف یابیکندی ہے ان کا ذکر حدیث ع۶۶ میں گزرا ہے یا فریابی ہے ان کا حدیث ع۱۵۴ کے اسماء میں ذکر ہو چکا ہے۔ ع۲ سفیان بن عیینہ حدیث ع۱ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ غالب یہی ہے کہ محمد بن یوسف بیکندی سفیان بن عیینہ سے روائت کرتے ہیں اور فریابی سفیان ثوری سے روائت کرتے ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ محمد بن یوسف سے مراد فریابی ہوں اور وہ سفیان بن عُیَیْنَہ سے روائت کریں کیونکہ دونوں سفیان فریابی کے استاد ہیں اور وہ دونوں سے روائت کرتے ہیں جیسے زید بن اسلم دونوں سفیانوں کے استاد ہیں۔ اور جیسے بیکندی اور فریابی دونوں بخاری کے اُستاد ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ تو تدلیس ہے کیونکہ اس میں اشتباہ واقع ہوگیا کہ راوی کون ہے۔ لہٰذا اسناد میں قدح لازم آتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے اشتباہ میں قدح نہیں۔ کیونکہ ان دونوں سے جو بھی مراد ہو وہ عادل ضابط اور بخاری کی شرط کے مطابق ہے۔ اس سے حکم مختلف نہیں ہوتا۔ (کرمانی و عینی)

قسطلانی نے کہا کہ محمد بن یوسف سے مراد فریابی ہے بیکندی نہیں اور سفیان سے مراد ثوری ہے۔ ابن عیینہ نہیں، لیکن کرمانی نے ان دونوں میں تردّد کیا ہے۔ اور عینی نے اس کی تائید کی ہے۔ ابن حجرؒ نے بھی تردّد ذکر نہیں کیا۔

اسماء رجال ۱۵۸

ع۱ حُسَیْن بن عیسیٰ بن حمران طائی قوسمی بسطامی ان کی کنیت ابو علی ہے۔ نیشاپور میں سکونت پذیر رہے اور ۲۴۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۲ یونس بن محمد بن مسلم بغدادی ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ ۲۰۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۳ فُلَیح بن سُلیمان ان کا نام عبدالملک ہے اور فلیح لقب ہے جو نام پر غالب ہے حدیث ع۵۶ کے اسماء میں دیکھیں۔ ع۴ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم مدنی انصاری تابعی ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا ان کی حدیث شفاء ہے۔ ۱۳۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۵ عبّاد بن تمیم بن زید بن عاصم انصاری ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

ع۶ عبداللہ بن زید بن عاصم اور عبداللہ بن زید دونوں حدیث ع۱۳۷ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلْوُضُوْءُ ثَلٰثًا ثَلٰثًا

۱۵۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاُوَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَطَآءَ بْنَ يَزِيْدَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ رَاٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِاِنَآءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى كَفَّيْهِ ثَلٰثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ اَدْخَلَ يَمِيْنَهٗ فِي الْاِنَآءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلٰثَ مِرَارٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلٰثَ مِرَارٍ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

باب — وضوء میں اعضاء تین تین بار دھونا

۱۵۹ — ترجمہ : حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حمران نے خبر دی کہ اس نے حضرت عثمان کو دیکھا کہ انھوں نے پانی کا برتن منگایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر تین تین بار پانی بہایا اور ان کو دھویا پھر اپنا سیدھا ہاتھ برتن میں داخل کیا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ پھر اپنا چہرہ تین بار دھویا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا اور پاؤں کو ٹخنوں سمیت تین بار دھویا پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے اس وضوء جیسا وضوء کرے اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھے اور ان میں اپنے دل سے باتیں نہ کرے اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ ابراہیم سے روایت ہے صالح بن کیسان نے کہا کہ ابن شہاب نے کہا، لیکن عروہ حمران سے روایت اس طرح کرتے ہیں کہ جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وضوء کیا تو کہا میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر یہ آیت نہ ہوتی تو تم سے یہ ہرگز بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص وضوء کرے اور اچھا وضوء کرے پھر نماز پڑھے تو

marfat.com
Marfat.com

ذَنْبِهٖ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلٰكِنَّ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ حُمْرَانَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لَوْلَا اٰيَةٌ مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ وَيُصَلِّي الصَّلٰوةَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا قَالَ عُرْوَةُ الْاٰيَةُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا

دوسری نماز پڑھنے تک اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ عروہ نے کہا وہ آیت یہ ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ الاٰیۃ۔

۱۵۹ شرح: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وضوء میں اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھونا فرض ہے اور تین تین بار دھونا سُنت ہے۔ احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا میں ایک بار، دو بار اور تین بار کا بھی ذکر ہے اور بعض اعضاء کو تین بار بعض کو دو بار اور بعض کو ایک بار دھونے کا بھی ذکر ہے اس اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرح وضوء جائز ہے مگر کمالِ وضوء تین بار اعضاء کا دھونا ہے۔ سر کے مسح میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ تین بار مسح کرنا مستحب جانتے ہیں اور باقی تینوں امام کہتے ہیں کہ مسح ایک بار ہے اس سے زیادہ نہ کیا جائے امام شافعی کہتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک پر تین بار مسح فرمایا جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کی ہے۔ نیز وہ باقی اعضاء مغسولہ پر قیاس کرتے ہیں اور مسح کی حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ان احادیث میں ایک بار سر کا مسح کرنا بیانِ جواز کے لئے۔ جمہور علماء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اعضائے وضوء پر پانی بہانا کافی ہے۔ ان کو ملنا ضروری نہیں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ملنے کو ضروری کہتے ہیں۔ حدیث میں مذکور غفران سے مراد صغائر گناہ ہیں کبائر توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وضوء کے بعد دو رکعت نفل مستحب ہیں اور اگر وضوء کے بعد سنتیں پڑھ لے تو ان دو رکعتوں کا ثواب بھی ان کے ضمن میں آجاتا ہے اور اپنے نفس سے باتیں نہ کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ دُنیاوی خیالات نہ لائے اور نہ ہی ان اُمور کا خیال کرے جن کا نماز سے تعلق نہیں۔ اگر کوئی خیال آجائے اور وہ اسے فوراً اعراض کرلے تو اسے یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی؛ کیونکہ وہ اس کا اپنا فعل نہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس اُمت سے اس قسم کے خیالات معاف فرما دیئے ہیں جو ذہن میں مستقر نہیں ہوتے قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیثِ نفس سے مراد خیالات مکتسبہ ہیں اور جو خود بخود ذہن میں آجائیں وہ مراد نہیں اور بینہ و بین الصلوٰۃ سے یہ بھی مراد لی جاسکتی ہے

marfat.com
Marfat.com

کہ نماز میں شروع ہونے سے فارغ ہونے تک گناہ معاف کئے جاتے ہیں ؛ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ نماز میں حرام نگاہ واقع ہوجائے اور مذکور آئت کریمہ اگرچہ اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو منزل من اللہ کے کتمان پر لعنت فرمائی ہے مگر اس میں ہر عالم داخل ہے جو شریعت کے احکام جانتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت میں اخلاص اور دُنیاوی اسباب میں مشغول ہونے کو ترک کرنا اللہ تعالیٰ کی بخشش کو ثابت کرتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال

: ع۱ عبدالعزیز عبداللہ اُویسی حدیث ع۹۷ کے اسماء میں مذکور ہے۔ ع۲ ابراہیم بن سعد ع۲۲ کے اسماء میں گزرا ہے۔ ع۳ ابن شہاب زہری ع۴ عطاء بن یزید ع۱۴۴ کے اسماء میں گزرا ہے ع۵ حُمران بن ابان بن خالد بن عبد عمرو عین تمر کے قیدیوں میں سے ہیں۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں قید کیا اور اسے عقلمند سمجھ کر حضرت عثمان کے پاس بھیج دیا اُنھوں نے اسے آزاد کردیا اور وہ آپ کے کاتب اور حاجب تھے وہ صحیح الحدیث ہیں یہ تینوں راوی تابعی ہیں۔

حضرت ع۶ امیر المؤمنین عثمان بن عفان

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

آپ اموی قرشی ہیں۔ شروع اسلام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پہ اسلام قبول کیا۔ انہیں ذوالنورین کہا جاتا ہے ؛ کیونکہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کیا۔ سیدہ رقیہ سے نکاح کیا اور ان کے وصال کے بعد ام کلثوم سے نکاح کیا۔ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۴۶ احادیث روائت کی ہیں جن میں سے امام بخاری نے گیارہ ذکر کی ہیں۔ آپ ۲۴ ہجری کے محرم کی پہلی تاریخ کو خلیفہ مقرر ہُوئے اور ذی الحجہ کی اٹھارہ تاریخ کو ۳۵ ہجری میں شہید ہُوئے۔ اَسْوَدِ بَجِیْلِی بصری نے آپ کو شہید کیا۔ اور ہفتہ کی شب کو جنت البقیع میں مدفون ہُوئے آپ کی عمر بیاسی ۸۲ سال ہے۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کے عہدِ خلافت میں مال کی کثرت ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ لونڈی کو اس کے وزن کے برابر دراھم سے بیچا جاتا تھا اور گھوڑے ایک ایک لاکھ سے فروخت ہوتے تھے۔ آپ نے بئر رومہ خرید کر لوگوں کے لئے وقف کردیا۔ اور جنگِ تبوک میں لشکر تیار کیا

جن دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری سُنائی گئی تھی آپ ان میں سے تیسرے ہیں۔ رضی اللہ عنہ "

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْاِسْتِنْثَارِ فِی الْوُضُوْءِ ذَکَرَهٗ عُثْمَانُ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۱۶۰ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ اِدْرِیْسَ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْیَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ

باب — وضوء میں ناک میں پانی ڈال کر نکالنا

حضرت عثمان، عبداللہ بن زید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے

۱۶۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا جو کوئی وضوء کرے وہ ناک میں پانی ڈال کر سنکے اور جو کوئی استنجاء کرے وہ وتر "طاق" کرے۔

۱۶۰ — شرح : یعنی وضوء میں ناک میں پانی لے کر اسے سنکے تاکہ مخاط اور غبار وغیرہ سے ناک اچھی طرح صاف ہو جائے اور پڑھنے میں آسانی رہے اور ناک میں ثقل وغیرہ زائل ہونے سے تلاوت میں مشقت نہ ہو اور حروف کے مخارج صحیح ہوں۔ بعض روایات میں ہے کہ شیطان ناک پر رات بسر کرتا ہے۔

استجمار کا معنیٰ قضاء حاجت کے بعد ڈھیلوں کا استعمال ہے۔ یعنی جب استنجاء میں ڈھیلے استعمال کرے تو طاق لئے جائیں۔

اسماء رجال : عبداللہ بن زید عاصم کے بیٹے ہیں اور جس عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان سنی تھی وہ عبدربہ کے بیٹے ہیں یہ تمام صحابی ہیں جنہوں نے وضوء میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استنثار کی روایت کی ہے۔ امام بخاری نے اسے تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ ۱ عبدان یہ عبداللہ بن عثمان مروزی کا لقب ہے ۲ عبداللہ بن مبارک ۳ یونس بن یزید ایلی۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِسْتِجْمَارِ وِتْرًا

۱۶۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِيْ اَنْفِهٖ مَآءً ثُمَّ لْيَنْتَثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ وَاِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَلْيَغْسِلْ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَهَا فِيْ وَضُوْئِهٖ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ

باب — استنجاء میں ڈھیلے طاق لینا

۱۶۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی وضو کرے تو اپنے ناک میں پانی کرے پھر اسے سنکے اور جو کوئی استنجاء میں ڈھیلے لے تو طاق لے اور جب تم سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو پانی میں ہاتھ داخل کرنے سے پہلے اسے دھولے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کا ہاتھ رات کہاں رہا ہے۔

۱۶۱ — شرح : استجمار وجود میں استنثار سے مقدم ہوتا ہے تو ترتیب میں بھی مناسب یہ تھا کہ استنثار پر اسے مقدم کرتے مگر بخاری کی نگاہ نقل حدیث اور اس کی تصحیح سے متعلق امور کی طرف ہوتی ہے وہ تحسین وضع اور ترتیب ابواب میں متہم نہیں ہیں۔ اہل ظاہر نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ سونے کے بعد وضو کرتے وقت پہلے ہاتھ دھولینا واجب ہے، کیونکہ نیند کی حالت میں ہاتھ کہاں کہاں پھرتا ہے اور وہ لوگ پانی سے استنجا کم کرتے تھے عموماً وہ استنجا میں ڈھیلے استعمال کرتے تھے اور کبھی حدث کا اثر وہاں رہ جاتا ہے اور ڈھیلے سے پوری صفائی نہیں ہوتی تو کچھ قدرے نجاست ہاتھ سے لگ جاتی ہے اور جب اسے پانی میں ڈالیں تو ہاتھ والی نجاست پانی سے ملنے سے اس کا پلید ہو جانا ضروری امر ہے اس لئے پہلے ہاتھ کا دھونا واجب ہے مگر یہ ایک احتمال ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پوری صفائی سے ہاتھ پلید نہ ہو اور احتمال سے وجوب ثابت نہیں ہوتا لہٰذا "فَلْيَغْسِلْ" امر کو استحباب پر محمول کرتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی معمولی نجاست سے پلید ہو جاتا ہے جبکہ وہ زیادہ نہ ہو یعنی دہ در دہ سے کم ہو۔ واللہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ وَلَا يَمْسَحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ

۱۶۲ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تَخَلَّفَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا فِیْ سَفْرَةٍ فَاَدْرَكَنَا وَقَدْ اَرْهَقَنَا الْعَصْرَ فَجَعَلْنَا نَتَوَضَّأُ وَنَمْسَحُ عَلٰى اَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا

اسماء رجال : ع۱ عبداللہ بن یوسف حدیث ع۲ کے اسماء میں گزرا ہے۔ ع۲ امام مالک رضی اللہ عنہ۔ ع۳ ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان مدنی ع۴ اعرج کا نام عبدالرحمٰن ابن ہرمز مدنی ہے اور کنیت ابوداؤد ہے۔ امام بخاری نے کہا ابوہریرہ کی صحیح تر سند، ابوالزناد، اعرج، ابوہریرہ ہے۔ حدیث ع۱۳ کے اسماء میں دیکھیں۔

باب ــ پاؤں کو دھونا اور قدموں پر مسح نہ کرے

۱۶۲ ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں جو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا آپ ہم سے پیچھے رہ گئے۔ پھر آپ نے ہم کو آ لیا اور حال یہ تھا کہ ہم نے عصر کی نماز میں تاخیر کر دی تھی۔ ہم وضو کرنے لگے اور پاؤں کو ہلکا سا دھو رہے تھے (جیسے ان پر مسح کرتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے دو یا تین بار پکارا اور فرمایا ایڑیوں کے لئے جہنم میں ہلاکت ہے۔

حدیث نمبر ۵۸ میں اس حدیث کی توضیح ہو چکی ہے۔

اس حدیث میں یہ ہے کہ ہم نے عصر کی نماز میں تاخیر کر دی اور بعض روایات میں "اَرْهَقَتْنَا" ہے یعنی ہم سے عصر کی نماز مؤخر ہو گئی باقی تفصیل حدیث ع۵۷ کی شرح میں دیکھیں۔

اسماء رجال : ع۱ موسیٰ بن اسماعیل حدیث ع۲۵ کے اسماء میں گزرا ہے۔
ع۲ ابوبشر جعفر بن ابی وحشیہ واسطی ع۳ مالک
ع۴ عبداللہ بن عمرو بن عاص قرشی حدیث ع۵۷، ع۹۴ کے اسماء میں دیکھیں

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمُضْمَضَةِ فِي الْوُضُوْءِ

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۶۳ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّهُ رَاَى عُثْمَانَ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْ اِنَائِهٖ فَغَسَلَهُمَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَمِيْنَهُ فِي الْوَضُوْءِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثًا وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلٰثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا وَقَالَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

باب — وضوء میں کُلّی کرنا ، حضرت عثمان، عبداللہ ابن زید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے

۱۶۳ — ترجمہ : حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حُمران سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حضرت عثمان کو دیکھا کہ اُنھوں نے پانی منگایا اور برتن سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو تین تین بار دھویا ، پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں داخل کیا اور پانی لے کر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اسے صاف کیا اور پھر اپنا چہرہ تین بار دھویا اور کہنیوں سمیت ہاتھ تین تین بار دھوئے پھر سر کا مسح کیا اس کے بعد ہر پاؤں کو تین تین بار دھویا پھر کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ میرے اس وضوء کی طرح وضوء کرتے تھے اور فرمایا جو شخص میرے اس وضوء کی طرح وضوء کرے اور دو رکعت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَسْلِ الْاَعْقَابِ

وَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَغْسِلُ مَوْضِعَ الْخَاتَمِ اِذَا تَوَضَّاَ

۱۶۴ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا وَالنَّاسُ يَتَوَضَّئُوْنَ مِنَ الْمُطْهَرَةِ فَقَالَ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَاِنَّ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

نفل پڑھے اور ان میں اپنے نفس سے باتیں نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے۔

۱۶۳ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ متوضی اپنے ہاتھ پہلے پہنچوں تک دھوئے اور کلی اور ناک میں پانی کرنے کے بعد منہ تین بار دھوئے پھر ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین تین بار دھوئے پھر سر کا مسح کر کے ہر ایک پاؤں ٹخنوں سمیت تین تین بار دھونے کے بعد حضورِ قلب سے دو رکعت نفل پڑھے تو اس کے صغائر گناہ سب بخش دیئے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال

ع۱ ابوالیمان کا نام حکم بن رافع ہے ع۲ شعیب ع۳ زُہری حدیث ع۶ کے اسماء میں دیکھیں۔ ع۴ عطاء بن یزید۔ ع۵ حمران حدیث ع۱۵۹ کے اسماء میں مذکور ہے۔

باب — ایڑیوں کو دھونا

اور ابن سیرین رضی اللہ عنہ وضوء کرتے تو انگوٹھی کی جگہ دھوتے

۱۶۴ — ترجمہ : محمد بن زیاد رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابوہریرہ سے سُنا جبکہ وہ ہم سے گزرے اور لوگ چھوٹے سے وضوء کر رہے تھے کہا وضوء کامل کرو کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایڑیوں کے لئے دوزخ میں ہلاکت ہے۔

۱۶۴ — شرح : اسباغ کا معنی وضوء کرتے وقت اعضاء کو بار بار دھونا ہے اور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي النَّعْلَيْنِ وَلَا يَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ

۱۶۵ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهٗ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَاَيْتُكَ تَصْنَعُ اَرْبَعًا لَمْ اَرَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ وَمَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَاَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْاَرْكَانِ اِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَاَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَاَيْتُكَ تَصْبَغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَاَيْتُكَ اِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ اَهَلَّ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ اَنْتَ حَتّٰى كَانَ

اور جب لفظ کے لغوی اور شرعی معنے ہوں تو شرعی معنی پر لفظ کو محمول کرنا ضروری ہوتا ہے لہٰذا اسباغ سے مراد وہ کامل وضوء ہے جس کے ساتھ نماز صحیح اور درست ہو۔ حدیث ۵ میں اس کی توضیح ہو چکی ہے

اسماء رجال : ابن سیرین کا نام محمد ہے وہ اکابر تابعین میں سے ہیں حدیث ۴۵ کے اسماء میں دیکھیں۔ ۱ آدم بن ابی ایاس حدیث ۹ کے اسناد میں دیکھیں۔ ۲ شعبہ ۳ محمد بن زیاد کی کنیت ابو الحارث ہے وہ قرشی جمحی مدنی ہیں بصرہ میں سکونت پذیر تھے۔ عثمان بن مظعون نے انہیں آزاد کیا تھا۔

باب ۔ جوتیاں پہنے ہوئے پاؤں کو دھونا اور جوتیوں پر مسح نہ کرے"

۱۶۵ ۔ ترجمہ : عبید بن جریج سے روایت ہے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا اے ابا عبدالرحمٰن میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ چار کام کرتے ہیں۔ میں نے آپ کے ساتھیوں میں سے کسی کو وہ کرتے نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ نے کہا اے ابن جریج وہ کیا ہیں اس نے کہا میں نے

marfat.com
Marfat.com

يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَمَّا الْاَرْكَانُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ اِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبَغُ بِهَا فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَصْبَغَ بِهَا وَاَمَّا الْاِهْلَالُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ

آپ کو دیکھا ہے کہ آپ یمانی رکنوں کے سوا کسی کو مس نہیں کرتے اور میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ سبتی جوتے پہنتے ہیں۔ زرد خضاب کرتے ہیں اور یہ بھی میں نے دیکھا ہے کہ جب آپ مکہ مکرمہ میں ہوں تو لوگ جب چاند دیکھتے ہیں احرام باندھ لیتے ہیں اور آپ احرام نہیں باندھتے حتیٰ کہ آپ ترویہ کے روز احرام باندھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا بہرحال ارکان میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمانیین (رکن یمانی حجر اسود) کے سوا کسی رکن کو مس کرتے نہیں دیکھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ سبتی جوتیاں پہنتے تھے جن پہ بال نہ ہوتے تھے تو میں بھی ان کو پہننا پسند کرتا ہوں۔ بہرحال زرد رنگ کرنا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنگ زرد کرتے دیکھا ہے تو میں بھی زرد رنگ کرنا پسند کرتا ہوں۔ رہا احرام باندھنا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے نہ دیکھا حتیٰ کہ آپ کی سواری آپ کو لے کر چل پڑتی تھی (یوم ترویہ)

۱۶۵ــــ شرح : کعبہ کے ارکان چار ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے صرف رکن یمانی اور حجر اسود کو مس کرتے تھے۔ اس کو رکن عراقی بھی کہا جاتا ہے؛ کیونکہ یہ عراق کی سمت میں ہے اور اس سے پہلے والا رکن یمانی ہے؛ کیونکہ وہ یمن کی جہت میں ہے ان دونوں کو یمانیان کہا جاتا ہے اور یہ دونوں قواعدِ ابراہیم علیہ السلام پہ باقی موجود ہیں ان دونوں کے مقابل دو رکن شامی ہیں۔ ان کو مس نہیں کیا جاتا۔ سبتی جوتیاں وہ ہوتی ہیں جن کو مس نہیں کیا جاتا یعنی دباغت شدہ چمڑہ کے جوتے سبتی کہلاتے ہیں۔ زرد رنگ سے مراد کپڑے کا زرد رنگ ہے؛ کیونکہ عبداللہ بن عمر نے یہ خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زرد رنگ کراتے تھے ان سے یہ قطعاً منقول نہیں کہ آپ بالوں کو زرد رنگ کرتے تھے۔ بعض روایات میں یہ مذکور ہے کہ آپ نے داڑھی شریف کے بالوں کو زرد رنگ کیا ہے۔ ابوداؤد میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی شریف کو زعفران سے رنگ کرتے تھے۔ مگر بعض علماء نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض بال قدرتی طور پہ سنہری تھے جن کو راوی نے زعفرانی گمان کیا ہے۔ اہلال

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ

۱۶۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُنَّ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا

کے معنی ہیں احرام میں داخل ہوتے وقت بلند آواز سے تلبیہ کہنا ہے اور ترویہ کا دن ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ ہے۔ کیونکہ اس روز لوگ اپنے ہمراہ پانی لے کر مکہ سے عرفات کو جاتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں رَئَيْتُكَ کا لفظ بار بار آیا ہے اس کا معنی دیکھنا اور جاننا آتا ہے اور يَتَوَضَّأُ فِيهَا یعنی جوتیوں میں وضو فرمانے کا معنی یہ ہے کہ آپ وضوء فرمانے کے بعد تر پاؤں سبتی جوتیوں میں کر لیتے تھے جبکہ آپ کے تر پاؤں سے جوتیاں تر ہو جاتی تھیں۔ جب وضوء مطلقاً مذکور ہو تو اس سے متبادر وہی وضوء ہوتا ہے جس میں پاؤں دھوئے جائیں۔ مسح پر وضوء کا اطلاق نہیں ہوتا، کیونکہ وضوء میں اصل غسل ہی ہے۔

تَنَبَّعْتُ رَاحِلَتَهُ سے مراد حج کے افعال میں شروع ہونا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس فعل شریف سے جواب نہیں دیا بلکہ قیاس سے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے افعال میں شروع ہوتے وقت احرام میں داخل ہوئے تو ابن عمر نے حج میں شروع ہونے کے حال تک احرام کو مؤخر کیا اور وہ ترویہ کا دن ہے، کیونکہ اس روز مکہ سے منیٰ کی طرف جاتے ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حاجی مسجد ذی الحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھ کر بلند آواز سے تلبیہ کر کے احرام میں داخل ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے تشریف لے گئے جب مسجد ذی الحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی تو اس مجلس شریف میں حج واجب فرما لیا اور جب دو رکعت نماز سے فارغ ہوئے تو حج کا تلبیہ فرمایا جن لوگوں نے یہ سنا انھوں نے اس کی روایت کی پھر جب آپ سواری پر سوار ہوئے تو آپ نے تلبیہ فرمایا: جن لوگوں نے یہ سنا انھوں نے اس کی روایت کی۔ پھر جب شرف بیداء پر چڑھے تو آپ نے تلبیہ فرمایا ان مختلف حالات میں آپ کا تلبیہ سننے والوں نے اس کے مطابق روایت کی اسی لئے آپ کے احرام میں اختلاف ہوا۔ دراصل آپ کا احرام مسجد ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھنے کے بعد تھا اور باقی حالت مستمرہ تھی وہ احرام کی ابتداء کی حالت نہ تھی اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ عبداللہ بن یوسف اور امام مالک کا ذکر حدیث ع۲ کے اسماء میں ہو چکا ہے۔ ع۳ سعید بن ابی سعید مقبری حدیث ع۳۸ کے اسماء میں دیکھیں ؛

؛ ع۴ عُبَید بن جُرَیج تیمی مدنی ہیں ع۵ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر ہو چکا ہے

marfat.com
Marfat.com

باب ۔ وضوء اور غسل میں دائیں، طرف سے شروع کرنا

۱۶۶ ۔ ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی (زینب رضی اللہ عنہا) کے غسل میں عورتوں سے فرمایا کہ ان کے دائیں اطراف اور اُن کے وضوء کے مواضع سے غسل شروع کریں۔

۱۶۶ ۔ شرح : یہ حدیث خماسیات سے ہے۔ اس کے سارے راوی بصری ہیں اس میں حفصہ بنت سیرین تابعیہ صحابیہ سے راویہ ہیں اور وہ عطیہ ہے جو مُردوں کو غسل دیا کرتی تھیں اور بیماروں کی تیمارداری کرتی تھیں اور زخمیوں کو مرہم پٹی کیا کرتی تھیں غزوۂ خیبر میں حاضر رہی تھیں۔ اُنہوں نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام عطیہ اور ان کی غسل میں مددگار عورتوں سے فرمایا کہ وہ آپ کی صاحبزادی کو غسل دیں تو ہر عضو کو دائیں جانب سے غسل دینا شروع کریں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عنوان کے دونوں حصوں کو شامل ہے اور وہ غسل دینے اور وضوء کرنے میں دائیں جانب سے شروع کرنا ہے۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جس صاحبزادی کو ام عطیہ نے غسل دیا تھا وہ سیدہ زینب تھیں رضی اللہ عنہا صحیح مسلم میں اس کی تصریح موجود ہے۔ وہ ہجرت کے دوسرے سال فوت ہوئی تھیں۔ بعض مورخین نے ذکر کیا ہے کہ وہ ام کلثوم زوجۂ عثمان رضی اللہ عنہا تھیں۔ قاضی عیاض نے کہا درست یہی ہے کہ وہ زینب تھیں کیونکہ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحبزادی کی وفات کے وقت موجود تھے اور آپ نے عورتوں کو اپنی چادر دی تھی کہ اسے میت پر ڈال دیں اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اسماء بنتِ عمیس اور صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نے غسل دیا تھا۔ اور ام عطیہ وہاں موجود تھیں۔

میت کو غسل دینے کا طریقہ

میت کو استنجاء کرانے کے بعد وضوء کرایا جائے؛ کیونکہ میت کو غسل دینے سے پہلے وضوء کرانا مستحب ہے، لیکن وضوء کراتے وقت ناک اور منہ میں پانی ڈالنے سے اجتناب کیا جائے؛ کیونکہ ان سے پانی نکالنا مشکل ہے اور وضوء کراتے وقت پہلے داہنے اعضاء سے ابتداء کی جائے۔ ابوقلابہ نے کہا غسل میں پہلے سر کو دھویا جائے پھر داڑھی کو پھر دائیں اعضاء کو غسل دیا جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں

marfat.com
Marfat.com

۱۶۷ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَشْعَثُ بْنُ سُلَیْمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْجِبُهُ التَّیَمُّنُ فِیْ تَنَعُّلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَطُهُوْرِهٖ فِیْ شَانِهٖ کُلِّهٖ

پر فضیلت حاصل ہے۔ اسی لئے جنتیوں کے دائیں ہاتھوں میں نامۂ اعمال دیا جائیں گے۔

اس حدیث کے تمام راویوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ البتہ ام عطیہ کا نام نُسَیْبَہ بنت کعب ہے اور ام عطیہ ان کی کنیت ہے وہ انصاریہ صحابیہ ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سات جنگوں میں موجود رہیں اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چالیس احادیث روایت کی ہیں۔ بخاری مسلم نے ان میں سے چھ یا سات پر اتفاق کیا ہے (عینی)

۱۶۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتا پہننے، کنگھی کرنے، طہارت کرنے اور سارے کاموں میں دائیں طرف سے ابتداء کرنا پسند تھا۔

۱۶۷ — شرح : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "فِیْ شَانِهٖ کُلِّهٖ" اپنے عموم کے اعتبار سے وضوء، غسل، تغسیل وغیرہ سب کو شامل ہے کہ انہیں دائیں طرف سے شروع کیا جائے۔ اس میں کپڑے، شلوار اور موزہ پہننا، مسجد میں داخل ہونا، نماز میں امام کی دائیں جانب کھڑا ہونا، مسجد کی دائیں نماز پڑھنا، کھانا، پینا، سرمہ کرنا، ناخن ترشوانا، مونچھیں کٹوانا بغلوں کے بال اُتارنا، سر کا حلق کرنا، بیت الخلاء سے باہر آنا وغیرہ شامل ہے۔ البتہ جن امور میں شرعی دلیل سے بائیں طرف سے ابتداء کرنا ثابت ہے وہ مذکور عموم سے مستثنیٰ ہیں؛ چنانچہ بیت الخلاء میں داخل ہونے، مسجد سے باہر نکلنے، ناک صاف کرنے، استنجاء کرنے، شلوار اور کپڑے اُتارنے کے وقت بائیں طرف سے ابتداء کرنا مستحب ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا اس میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جن امور میں تکریم و تزیین پائی جاتی ہے وہاں دائیں جانب سے ابتداء کریں ورنہ بائیں طرف سے ابتداء کی جائے۔ "فِیْ شَانِهٖ کُلِّهٖ" یہ جملہ پہلے تین امور سے بدلِ اشتمال ہے اور وہ تَنَعُّل، تَرَجُّل اور طہور ہیں؛ کیونکہ بدلِ اشتمال میں یہ شرط ہے کہ مُبْدَل مِنہ دوسرے پر مشتمل ہو اور کسی وجہ سے اس کا مُتَقاضِی ہو۔ یہاں یہ بات ظاہر ہے جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ، ثوب پر زید مشتمل ہے اور اس کا مُتَقاضِی ہے لہٰذا اس کے بدلِ اشتمال ہونے میں قطعاً اختفاء نہیں ہے۔ اگر مُبْدَل منہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِلْتِمَاسِ الْوَضُوْءِ اِذَا حَانَتِ الصَّلٰوةُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَاءُ فَلَمْ يُوْجَدْ فَنَزَلَ التَّيَمُّمُ

۱۶۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ

دُوسرے پہ مشتمل نہ ہو تو وہ بدلِ غلط ہوگا۔ اسے بدلِ اشتمال اس لئے کہتے ہیں کہ متبوع تابع پہ مشتمل ہوتا ہے لیکن یہ اشتمال ایسا نہیں جیسے برتن مافیہ پہ مشتمل ہوتا ہے؛ بلکہ متبوع تابع پہ اجمالی طور پہ دلالت کرتا ہے اور کسی وجہ سے اس کا متقاضی ہوتا ہے۔ یہ معنی برتن کے اشتمال میں نہیں پایا جاتا (عینی)

اسماءِ رجال

: اس حدیث کے چھ راوی ہیں۔ ع۱ حفص بن عمر حوضی بصری ہیں ثقہ اور حجت ہیں۔ ۲۲۵ ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے۔ بخاری میں ان کے سوا کوئی حفص بن عمر نہیں ہے ع۲ شعبہ بن حجاج قدمر ع۳ اَشْعَث بن سُلَیم کوفہ کے ثقہ شیوخ میں سے ہیں ع۴ سُلیم بن اسود محاربی کوفی ہیں۔ ان کی کنیت ابوالشعثاء ہے۔ ان کی کنیت نام سے زیادہ مشہور ہے ع۵ مسروق بن اجدع کوفی ہیں ان کی کنیت ابوعائشہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے مسلمان ہوئے اور کبار صحابہ کرام کی صحبت میں رہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں متبنیٰ بنایا تھا اس لئے اُنھوں نے اپنی بیٹی کا نام عائشہ رکھا تھا اسی کے نام سے ان کی کنیت ابوعائشہ ہے۔ اس حدیث کی چھٹی راویہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

باب — جب نماز کا وقت قریب آجائے تو پانی تلاش کرنا

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: صبح ہوگئی اور پانی تلاش کیا گیا وہ نہ ملا تو تیمم کی آیت نازل ہوئی۔

۱۶۸ — ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے جناب

marfat.com
Marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَانَ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ یَجِدُوْا فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِکَ الْاِنَاءِ یَدَہٗ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ یَتَوَضَّئُوْا مِنْہُ قَالَ فَرَاَیْتُ الْمَآءَ یَنْبَعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِہٖ حَتّٰی تَوَضَّئُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِھِمْ

کو دیکھا جبکہ عصر کی نماز کا وقت قریب ہُوا اور لوگوں نے پانی تلاش کیا تو نہ پایا۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس تھوڑا سا پانی لایا گیا تو آپ نے اس برتن میں اپنا دستِ اقدس رکھا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس سے وضوء کریں انس نے کہا میں نے پانی دیکھا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی انگلیوں کے نیچے سے پھُوٹ رہا ہے۔ حتیٰ کہ سب لوگوں نے وضوء کر لیا۔

۱۶۸ شرح : اس پانی کے زیادہ ہونے کی کیفیت میں دو احتمال ہیں اکثر علماء نے کہا پانی آپ کی اُنگلیوں سے نکل رہا تھا۔ دُوسرا احتمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کو بذاتِ خود زیادہ کر دیا جو انگلیوں سے جوش مار رہا تھا وہ انگلیوں سے نہیں نکلتا تھا۔ بہر دو اعتبار سے یہ سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عظیم ترین معجزہ ہے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے معجزے سے اعظم ہے جبکہ اُنھوں نے پتھر پر عصا مارا تھا؛ کیونکہ پتھروں سے پانی نکلتا رہتا ہے۔ انگلیوں سے پانی کا نکلنا عادت کے خلاف ہے۔

حَتّٰی تَوَضَّئُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِھِمْ "

یعنی اوّل سے آخر تک سب لوگوں نے اس سے وُضوء کیا اور کوئی شخص بلا وضوء باقی نہ رہا اور آخری شخص بھی اس حکم میں داخل ہے؛ کیونکہ حدیث کا سیاق کا مقتضیٰ عموم اور مبالغہ ہے اور "عِنْدَ" یہاں مطلق ظرفیت کے لئے فِیْ کے معنیٰ میں ہے گویا کہ اس جملہ کا معنیٰ یہ ہے کہ سب لوگوں نے آخر تک وضوء کر لیا جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی اُن میں داخل تھے؛ کیونکہ جمہور کا یہ مذہب کہ امر، نہی اور خبر میں خطاب کرنے والا عموم خطاب میں داخل ہوتا ہے (قسطلانی) حدیث ۳۳۴۵ کی شرح دیکھیں۔ اس حدیث کے تمام راویوں کا ذکر ہو چکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمَآءِ الَّذِیْ یُغْسَلُ بِهٖ شَعَرُ الْاِنْسَانِ

وَکَانَ عَطَآءٌ لَا یَرٰی بِهٖ بَاْسًا اَنْ یُّتَّخَذَ مِنْهَا الْخُیُوْطُ وَالْحِبَالُ وَسُؤْرِ الْکِلَابِ وَمَمَرِّهَا فِی الْمَسْجِدِ وَقَالَ الزُّهْرِیُّ اِذَا وَلَغَ فِیْ اِنَآءٍ لَیْسَ لَهٗ وَضُوْءٌ غَیْرُهٗ یَتَوَضَّاُ بِهٖ وَقَالَ سُفْیَانُ هٰذَا الْفِقْهُ بِعَیْنِهٖ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا وَهٰذَا مَآءٌ وَفِی النَّفْسِ مِنْهُ شَیْءٌ یَتَوَضَّاُ بِهٖ وَیَتَیَمَّمُ

باب جس پانی سے انسان کے بال دھوئے جائیں

عطاء رضی اللہ عنہ انسان کے بالوں سے خیوط اور رسّیاں بنانے میں حرج نہ دیکھتے تھے۔
کتوں کا جھوٹا اور ان کا مسجد سے گزرنا

۱۶۹ — ترجمہ : زُہری نے کہا جب کتا برتن میں منہ ڈال دے اور انسان کے پاس اس پانی کے سوا کوئی اور پانی نہ ہو تو اسی برتن والے پانی سے وضوء کرے۔ سفیان ثوری نے کہا یہ ظاہر فقاہت ہے اور قرآن کریم سے حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرلو اور کتے کا جھوٹا پانی ہے مگر اس سے دل میں کچھ خلجان ہے لہٰذا اس پانی سے وضوء کرے پھر تیمم بھی کرے۔

۱۶۹ — شرح : ابن بطال نے کہا اس ترجمہ سے امام بخاری کا مقصد امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اس قول کا رد ہے کہ انسان کے بال جب جسم سے علیحدہ ہوجائیں تو پلید ہوجاتے ہیں اور جب پانی میں واقع ہو جائیں تو اس کو پلید کر دیتے ہیں۔ امام بخاری نے کہا اگر انسان کے بال پلید ہوجاتے ہوں تو ان سے باریک اور موٹی رسیاں بنانا جائز نہ ہوتیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ بنی آدم کے بال طاہر ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات طاہرہ ہیں

marfat.com
Marfat.com

۱۷۰ــ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قُلْتُ لِعَبِيْدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فضلات طاہرہ ہیں"

اس باب کے تحت علامہ عینی نے ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بال شریف مکرم ومعظم ہیں اسی طرح آپ کے فضلات اور خون سب طاہر ہیں۔ اس میں کثیر احادیث آئی ہیں۔ ابوطیبہ حجام اور ایک قریشی غلام جس نے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سنگی لگائی، عبداللہ بن زبیر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خون پیا، بزاز، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے حلیہ میں اس کی روائت کی ہے۔ نیز یہ بھی روائت ہے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بول شریف پیا اس کی حاکم، دارقطنی، طبرانی اور ابونعیم نے روائت کی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں روائت کی کہ ابورافع کی بیوی سلمیٰ نے وہ پانی پیا جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غسل کا تھا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے بدن کو دوزخ پر حرام کر دیا ہے۔ ردمحتار کے باب الانجاس میں ہے۔ بعض ائمہ شافعیہ نے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بول شریف اور تمام فضلات کی طہارت کی تصحیح کی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ علامہ بیری نے شرح الاشباہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بول شریف کی طہارت پر کثیر ادلّہ قائم ہیں اور ائمہ کرام نے اس کو سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خصائص سے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہمارے کثیر اصحاب نے اسے پسند کیا ہے اور شرح الشمائل میں بسط کے ساتھ اس کی تحقیق کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میرا یہ عقیدہ ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم پر کسی دوسرے کو قیاس نہیں کر سکتے اگر کوئی ایسا کہے تو اس کا کلام سُننے سے میرے کان بہرہ ہیں۔

اس باب کے دوسرے ترجمہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ کتا اور اس کا جوٹھا پاک وطاہر ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا اگر استدلال بالعموم فقاہت ہے اور قرآن سے حاصل ہے تو یہ کیوں کہا کہ دل میں کچھ خلجان ہے۔ اور وضوء کے بعد تیمم کیوں ذکر کیا پھر اس کا جواب دیا کہ بسا اوقات ایسی چیز دلالت کے عدم ظہور یا کسی معارض جو قرآن سے ہو یا وہ حدیث ہو سے مشکوک ہو جاتی ہے۔ اسی لئے کہا اس سے وضوء کرے اور تیمم کرے کیونکہ جس پانی میں شک ہو وہ کالمعدوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَنَاهُ مِنْ قِبَلِ اَنَسٍ اَوْ مِنْ قِبَلِ اَهْلِ اَنَسٍ فَقَالَ لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِىْ شَعَرَةٌ مِنْهُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

۱۷۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ نَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا عَبَّادٌ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَاْسَهٗ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَوَّلَ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعَرِهٖ

۱۷۰ ترجمہ: ابن سیرین سے روایت ہے کہ میں نے عَبِیْدَہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف ہیں جن کو میں نے انس یا ان کے گھر والوں کی وساطت سے حاصل کیا ہے۔ عَبِیْدَہ نے کہا البتہ ان میں سے ایک بال شریف کا میرے پاس ہونا دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے سے زیادہ محبوب ہے۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے سَر مبارک کا حلق کیا (سر کے بال اُتروائے) تو ابوطلحہ پہلا شخص تھا جس نے آپ کے کچھ بال شریف پکڑے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف

۱۷۰ شرح: ان دونوں حدیثوں کا مدلول یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف طاہر ہیں اسی لئے حضرت انس رضی اللہ عنہ ان کو دُنیا اور مافیہا سے زیادہ محبوب جانتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال شریف اتروائے تو حضرت ابوطلحہ نے محفوظ کر لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی یہ خصوصیت نہیں بلکہ احکامِ تکلیفیہ میں آپ کا حکم جملہ مکلفین کے حکم جیسا ہے بشرطیکہ کوئی اور مخصّص نہ ہو۔ بعض روایات میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بال شریف اُتروائے تو انہیں صحابہ میں تقسیم کرنے کا حکم فرمایا تھا چنانچہ بعض صحابہ کرام نے آپ کے بال شریف اپنی ٹوپیوں میں رکھے ہوئے تھے۔

مذکور حدیث کی مطابقت باب سے اس طرح ہے کہ ابوطلحہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف لئے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تقریر و توثیق فرمائی۔ لہٰذا جس پانی سے یہ بال شریف دھوئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ

۱۷۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا

جائیں گے وہ بھی پاک ہوگا یہی بخاری کا مقصد ہے۔

اسماء رجال

: عطاء رضی اللہ عنہ ابن ابی رباح ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ وہ جلیل القدر فقیہہ کبیر تابعی ہیں۔ ایک سو پندرہ ہجری کو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے ،، مالک بن اسماعیل بن درہم نہدی کوفی ہیں ان کی کنیت ابو غسان ہے وہ ثقہ متقن، فاضل، صالح اور عابد ہیں وہ صحیح احادیث بیان کرنے والے محدثین میں سے ہیں۔ یحیی ابن معین نے احمد سے کہا اگر کسی شخص سے کوئی حدیث لکھنا چاہو کہ اس میں کچھ شک وشبہ نہ ہو تو مالک بن اسماعیل سے لکھو وہ دو سو انیس ۲۱۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ اسرائیل ،، ابو یوسف بن ابو اسحاق سبلیعی کوفی ہمدانی ہیں۔ قدمر ذکرہ۔ عاصم ،، ابو عبدالرحمن عاصم بن سلیمان بصری ہیں۔ مدائن میں قاضی رہے اور ایک سو اکتالیس ۱۴۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابن سیرین ،، قدمر۔ عَبِیدَہ ابو مسلم بن عمرو سلمانی کوفی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں آپ کی وفات سے دو سال قبل مسلمان ہوئے اور آپ کی زیارت نہ کر سکے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے۔ قاضی شریح کو جب کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو عَبِیدہ کو خط لکھا کرتے تھے۔ ۷۲۔ ہجری میں فوت ہوئے۔

عبدالرحیم محمد بن بزار بغدادی ہیں باب الغسل میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ وہ صاعقہ مشہور ہیں۔

سعید بن سلیمان ،، ابو عثمان واسطی ہیں بغداد میں سکونت پذیر تھے۔ وہ ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔ انھوں نے ساٹھ حج کئے : وہ سَعْدَوَیہ مشہور ہیں۔ ایک سو سال کی عمر میں ۲۲۵۔ ہجری میں فوت ہوئے۔

عباد بن عوّام ، ابو سہل واسطی ثقہ صدوق ہے۔ محمد بن سعد نے کہا وہ شیعہ تھا۔ اسے ہارون رشید نے گرفتار کر کے قید کر دیا پھر کچھ دیر بعد چھوڑ دیا پھر اس نے بغداد کرخ میں سکونت اختیار کر لی اور ایک سو پچاسی ہجری میں فوت ہو گئے۔ ابن عون ،، عبداللہ بن عون تابعی ہیں اپنے زمانہ کے قاریوں کے سردار تھے۔ وہ بہت پرہیزگار تھے۔ قدمر۔ محمد بن سیرین کئی بار گزرا ہے۔ ابو طلحہ زید بن سہل نجاری ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک ہوتے رہے۔ ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

marfat.com
Marfat.com

" لشکر میں ابوطلحہ کی آواز ایک جماعت سے بہتر ہے "، ۳۲ ہجری کو شام یا مدینہ منورہ یا بحر میں فوت ہوئے۔ صحیح تر یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی!

باب ۔ جب کتا تمہارے کسی برتن میں سے پانی پی لے تو اسے سات بار دھوئے

۱۷۱ ۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کتا تمہارے برتن میں سے پانی پی لے تو اسے سات بار دھوئے۔

۱۷۱ ۔ شرح : امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کتا پلید ہے۔ یہ حدیث ان کے مذہب کی تائید کرتی ہے، کیونکہ طہارت حدث یا نجس سے ہوتی ہے۔ یہاں حدث مفقود ہے لہٰذا نجس کا تعین ہوگیا۔ یہی مطلوب ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب یہ ثابت ہوا کہ کتے کی زبان جو پانی کو پہنچتی ہے اور اس سے پانی پلید ہو جاتا ہے لہٰذا کتے کی زبان پلید ہے " تو اس سے معلوم ہوا کہ کتے کے تمام اجزاء پلید ہیں۔ اس کے بدن سے جو عضو برتن کو مس کر جائے برتن کی تطہیر ضروری ہو جاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کتے کی بیع حرام ہے، کیونکہ اس کی ذات نجس ہے۔ لہٰذا دیگر نجاسات کی طرح اس کی بیع بھی حرام ہے۔ احناف کے مذہب میں کتے کی بیع جائز ہے کیونکہ حفاظت اور شکار میں اس سے انتفاع کیا جاتا ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ "، یعنی جن کتوں کو تم نے شکار کرنا سکھایا ہے۔ اور وہ یہ سیکھ چکے ہوں۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کتوں سے انتفاع کیا جاتا ہے لہٰذا ان کی خرید و فروخت جائز ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، فاحشہ کی اجرت اور کاہن کی مٹھائی سے منع فرمایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ابتداء اسلام میں تھا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس زمانہ میں کتوں سے انتفاع حرام تھا۔ اس کے بعد ان سے انتفاع کی اجازت دے دی۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انھوں نے ایک شکاری کتے کے متعلق فیصلہ دیا جسے کسی شخص نے قتل کر دیا تھا کہ وہ چالیس درہم کتے کے مالک کو ادا کرے۔ نیز انھوں نے عطاء سے روایت کی کہ کتے کی ثمن میں حرج نہیں۔ یہی عطاء ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ کتے کی قیمت حرام ہے۔ نیز امام زہری نے کہا کہ اگر معلم کتے کو کوئی قتل کر دے تو قاتل اس کی قیمت مالک کو ادا کر دے؛ حالانکہ انھوں نے ابوبکر ابن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ کتے کی قیمت حرام ہے۔ یہ حضرات ہیں جنہوں نے اپنی روایت کے خلاف فتویٰ دیا معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک [illegible]

marfat.com
Marfat.com

۱۷۲ ـــ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا رَأَى كَلْبًا يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَأَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهُ فَجَعَلَ يَغْرِفُ لَهُ

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شکاری یا حفاظت کرنے والے کتے کی بیع جائز ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مہر میں شکاری کتا جائز فرمایا اور اس کے قاتل پر بیس اونٹ سزا مقرر کی جیسا کہ ابو عمر نے تمہید میں ذکر کیا ہے اس حدیث سے شافعیہ نے اس برتن کی تطہیر پر استدلال کیا جس میں سے کتا پانی پی گیا ہو کہ اسے سات بار دھویا جائے بعض روایات میں ہے کہ پہلی بار مٹی سے صاف کیا جائے اور بعض روایات میں ہے کہ آخر میں مٹی سے صاف کیا جائے۔ احناف کا مذہب ہے کہ جس برتن سے کتا ولوغ کر جائے اسے سات بار دھونا ضروری نہیں صرف تین بار دھونے سے برتن پاک ہو جاتا ہے اور سات بار دھونے کی روائت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حالانکہ وہی کہتے ہیں کہ تین بار دھونے سے برتن پاک ہو جاتا ہے اور سات بار دھونے کی روائت منسوخ ہے؛ کیونکہ سات بار دھونے کی روائت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حالانکہ وہی کہتے ہیں کہ تین بار دھونے سے برتن پاک ہو جاتا ہے؛ چنانچہ دارقطنی نے عطاء کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ اگر کسی برتن سے کتا پانی پی لے تو برتن کو پانی سے خالی کرو پھر اسے تین بار دھوؤ۔ شیخ تقی الدین نے امام میں کہا اس حدیث کا اسناد صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سات بار دھونے کی روائت منسوخ ہے؛ کیونکہ سات بار دھونے کے راوی ابو ہریرہ ہیں اور جب راوی اپنی روائت کے خلاف فتویٰ دے تو اس کی روائت قابلِ استدلال نہیں ہوتی؛ کیونکہ یہ بات ناممکن ہے کہ صحابی کوئی روائت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر اس کے خلاف عمل کرے یا فتویٰ دے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی کی روائت منسوخ ہے۔ لہٰذا ابو ہریرہ کی مذکور روائت منسوخ ہے

اسماء رجال : اس حدیث کے تمام راویوں کا ذکر ہو چکا ہے۔

۱۷۲ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نے ایک کتا دیکھا کہ وہ پیاس کے باعث تر مٹی چاٹ رہا ہے۔ اُس نے اپنا موزہ لیا اور اس کے ساتھ وہ کتے کے لئے پانی بھرنے لگا۔ تاکہ کتے کو سیراب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

بِهٖ حَتّٰی اَرْوَاهُ فَشَکَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَقَالَ اَحْمَدُ ابْنُ شَبِیْبٍ

نے اس کا عمل قبول کیا اور اسے جنت میں داخل کیا۔

۱۷۲— شرح : کسی محسن کے انعام پر ثناء کو شکر کہا جاتا ہے اور حدیث میں محض ثنا مراد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی ثناء کی یا جزاء مراد ہے، کیونکہ شکر جزاء کی قسم ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے جزاء دی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنت میں داخل کرنا عین جزاء ہے۔ تو ثناء کا کیا معنی ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے۔ یہ خاص کا عام پر عطف ہے یا "فَشَکَرَ اللّٰهُ" میں فاء تفسیر کے لئے ہے۔ جیسے اس آیت کریمہ میں ہے فَتُوْبُوْا اِلٰی بَارِئِکُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَکُمْ "، جبکہ تفسیر یہ کی جائے کہ ان کا اپنے آپ کو قتل کرنا ہی توبہ تھی۔ حدیث میں مذکور واقعہ کسی اسرائیلی کا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کے علاوہ دیگر حیوانات پر احسان کرنے سے ثواب ملتا ہے۔ اگرچہ وہ حیوانات کتنے ہی ذلیل وخسیس اور پلید ہوں۔ نیز اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ ہر تر جگر والے حیوان کو پانی پلانے میں ثواب ہے۔ اگرچہ اس کو قتل کرنے کا حکم ہو یا نہ ہو یہی حال قیدی کفار کا ہے۔ لہٰذا پیاسے کافر کو پلانے میں ثواب ہے، لیکن امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ محترم حیوان پر احسان کرنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور غیر محترم حیوان جسے قتل کرنے کا ہمیں شرع میں حکم دیا گیا ہے جیسے حربی کافر، مرتد، باولے کتے وغیرہ ان میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ بعض علماء مالکیہ نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث سے کتے کے جوٹھے کی طہارت پر استدلال کیا ہے، کیونکہ اس شخص نے اپنے موزے میں پانی بھرا اور کتے کو پلایا اور یہ ضروری امر ہے کہ اس میں کچھ نہ کچھ پانی باقی رہ گیا ہوگا، حالانکہ موزے کا نماز میں پہننا مباح ہے اور حدیث میں اسے دھونا کہیں مذکور نہیں، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں، کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانہ میں درپیش آیا۔ غالباً بعثت سے پہلے کا یہ واقعہ ہے۔ یا اگر بعثت کے زمانہ میں بھی ہو تو کتے کے جوٹھے کے حکم کے ثبوت سے پہلے کا واقعہ ہوگا یا اس شخص نے اس کے بعد وہ موزہ نہ پہنا ہوگا یا اسے دھو لیا ہوگا (کرمانی عینی)

اسماء رجال : اس حدیث کے چھ راوی ہیں ۱ ان میں سے ایک اسحاق بن ابراہیم ہیں۔ اس نام کے کئی راوی ہیں، چنانچہ یہ اسحاق بن منصور بن بہرام کوسج حافظِ حدیث ہیں ان کی کنیت ابو یعقوب ہے وہ تمیمی مروزی ہیں نیشاپور میں اقامت پذیر تھے۔ مسلم نے انہیں ثقہ مامون اور امام کہا ہے۔ ۲۵۱ ہجری کے جمادی الاولیٰ میں فوت ہوئے۔ دوسرے اسحاق بن ابراہیم بن علاء حمصی ہیں ان کی کنیت بھی ابو یعقوب ہے۔ ان سے بخاری نے ادب میں روایت کی ہے۔ نسائی نے کہا وہ ثقہ نہیں ہیں۔ تیسرے اسحاق بن ابراہیم بن اسرائیل مروزی ہیں ان کی کنیت بھی ابو یعقوب ہے۔ ان سے بھی امام بخاری نے ادب میں روایت کی ہے۔ یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ چوتھے اسحاق بن ابراہیم بغوی

marfat.com
Marfat.com

ثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ

ہیں وہ احمد بن منیع کے چچا کے بیٹے ہیں۔ ان سے بخاری نے روایت کی ہے۔ دارقطنی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ پانچویں اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم حنظلی نیشاپوری ہیں ان کی کنیت بھی ابو یعقوب ہے۔ وہ حدیث کے امام ہیں انہیں ابن راہویہ کہا جاتا ہے وہ بہت بڑے علامہ ہیں۔ ان سے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے۔ حدیث میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ ع۲ عبدالصمد بن عبدالوارث قدمر ع۳ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار مزنی عدوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مولی ہیں۔ محدثین نے ان میں کلام کیا ہے، لیکن وہ صدوق ہیں ع۴ ان کے والد عبداللہ بن دینار مولی عبداللہ بن عمر ہیں۔ رضی اللہ عنہما۔ ایک عبداللہ بن دینار حمصی ہیں ان سے ابن ماجہ نے روایت کی ہے وہ قوی نہیں ع۵ ابوصالح زیات ہیں قدمر ع۶ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قدمر۔

---

۱۷۲ — ترجمہ: احمد بن شبیب نے کہا ہم سے میرے والد نے یونس کے ذریعہ ابن شہاب سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا مجھے حمزہ بن عبداللہ نے اپنے والد سے خبر دیتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی میں کتے آتے جاتے گزرتے تھے وہ پیشاب بھی کرتے تھے اور لوگ اس میں سے کچھ نہیں دھوتے تھے۔

۱۷۳ — شرح: اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ مسجد میں کتوں کے آنے جانے سے مسجد پلید نہیں ہوتی اور خشک نجاست سے زمین پلید نہیں ہوتی؛ لیکن اشکال یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ کی ترکیب سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہمیشہ کتے مسجد میں آتے جاتے تھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ زمان،، اسم جنس مضاف ہے اور اسم جنس مضاف عام ہوتا ہے اور فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ،، میں بھی مبالغہ ہے جو ،، فَلَمْ يَرُشُّوا،، میں نہیں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ،، وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ،، میں مبالغہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ،، وَمَا يُعَذِّبُهُمُ اللّٰهُ،، کیونکہ لفظ ،، کان،، کے لانے میں معنی میں مبالغہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح ،، فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ،، میں مبالغہ ہے جو لفظ ،، کَوْن،، کے بغیر نہیں ہے۔ نیز حدیث میں لفظ ،، رش،، ذکر کیا ہے اس کی نفی وہ

marfat.com
Marfat.com

۱۷۴۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ فَقَتَلَ فَكُلْ وَإِذَا أَكَلَ

مبالغہ ہے جو غسل کی نفی میں نہیں ؛ کیونکہ غسل میں پانی جاری ہوتا ہے " اور رش " پانی جاری نہیں ہوتا۔ پھر لفظ " شئ " نکرہ ہے جو نفی کے بعد واقع ہوا ہے یہ بھی عموم پر دلالت کرتا ہے۔ ان تینوں صورتوں میں مبالغہ پایا جاتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کتے مسجد میں آیا جایا کرتے تھے اور حضرات صحابہ کرام مسجد میں سے کچھ بھی نہیں دھوتے تھے۔ حالانکہ جب وہ گزرتے ہوں گے ان کا لعاب بھی مسجد میں گرتا ہوگا اس کے باوجود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دھونے کا حکم نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ کتوں کا لعاب پاک ہے۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ مسجد کا پاک ہونا یقینی امر ہے اور کتوں کے گزرنے سے مسجد کا پلید ہونا مشکوک ہے اور یقین ظن سے زائل نہیں ہوتا تو شک سے کیسے زائل ہوگا علاوہ ازیں اشکال کی مذکور تقریر صریح حدیث کا معارضہ نہیں کر سکتی ؛ کیونکہ صریح حدیث یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اگر کسی برتن سے کتا ولوغ کر جائے تو اس برتن کو سات بار دھوؤ اور ایک بار مٹی سے صاف کرو۔ نیز کتوں کے مسجد میں گزرنے سے غالب یہ بھی ہے کہ وہ پیشاب بھی کر دیتے ہوں گے تو اس کو لازم یہ ہے کہ ان کا پیشاب بھی پاک ہو۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ معلوم ہوا کہ مذکور حدیث کے ظاہر پر عمل نہیں ہے۔ لہٰذا حدیث کا مقصد وہی ہے جو ہم نے شروع میں ذکر کیا ہے۔

احناف کا مذہب یہ ہے کہ زمین پر جب نجاست پڑ جائے اور سورج کی دھوپ سے یا ہوا سے خشک ہو جائے اور اس کا اثر جاتا رہے تو وہ زمین پاک ہے اور اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں اور یہ حدیث اس کی دلیل ہے چنانچہ ابوداؤد نے یہی حدیث باب کے اس عنوان میں ذکر کی ہے " کہ جب زمین خشک ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے نیز حدیث کے ان الفاظ " کہ کتوں کے مسجد میں سے گزرنے سے وہ کچھ نہیں صاف کرتے تھے " سے معلوم ہوتا ہے کہ " عدم رش " زمین کے خشک ہو جانے اور پاک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس مقام میں بہتر تقریر یہ ہے کہ مسجد میں کتوں کا آنا جانا ابتداءِ اسلام میں تھا۔ پھر مساجد کے اعزاز اور تطہیر کا حکم دیا اور ان کے دروازے بنائے گئے۔ بخاری کی مذکور حدیث سے احناف نے استدلال کیا کہ نجاست خشک ہو جانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۱۷۴ — ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا (یعنی کتے کے شکار کے متعلق) تو آپ نے فرمایا جب

marfat.com
Marfat.com

فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ قُلْتُ اُرْسِلُ كَلْبِيْ فَاَجِدُ مَعَهٗ كَلْبًا اٰخَرَ قَالَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى كَلْبٍ اٰخَرَ

تو تربیت یافتہ کتا چھوڑے اور وہ شکار کو قتل کر دے تو اسے کھا لو اور جب وہ شکار سے کچھ کھالے تو تم مت کھاؤ؛ کیونکہ اُس نے یہ شکار اپنے لئے کیا ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں پھر اس کے ساتھ کوئی دوسرا کتا پاتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے مت کھاؤ؛ کیونکہ تو نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔

۱۷۴ — شرح : تربیت یافتہ کتا وہ ہوتا ہے جو شکار کے پیچھے چھوڑا جائے تو اسے پکڑ لائے اور روکنے سے رُک جائے اور ہر بار اسی طرح کرے۔ حدیث میں کُتّے کی تخصیص نہیں لہٰذا ہر کتا سفید ہو یا سیاہ ہو تربیت یافتہ ہو سکتا ہے اور اس کا شکار جائز ہے۔ امام احمد کے نزدیک سیاہ کتے کا شکار جائز نہیں؛ کیونکہ وہ شیطان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ یعنی کتے شکار پکڑ کر تمہارے پاس لے آئیں اور خود اس کو نہ کھائیں تو تم اسے کھالو، لیکن کتے کے شکار کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ کتا تربیت یافتہ ہو جیسے اوپر ذکر کیا ہے دوسرے یہ کہ چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی جائے تیسرے یہ کہ وہ شکار پکڑ کر لے آئے اور خود نہ کھائے۔

اس حدیث کے باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ جب کتے کا شکار کیا ہُوا کھانا جائز ہے، حالانکہ ظاہر ہے کہ شکار کے ساتھ کتے کا منہ لگتا ہے جس سے اتنی قدر پلید ہو جاتی ہے۔ تو وہ کتے کا جوٹھا ہو گیا جو دھونے سے صاف ہو جائے گا۔ اس مناسبت سے یہ حدیث یہاں ذکر کی ہے؛ لیکن امام بخاری نے اس حدیث سے اپنے مذہب پر استدلال کیا کہ کتے کا جوٹھا پاک ہے؛ کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم کو کتے کے کئے ہوئے شکار کو کھانے کی اجازت دی اور یہ نہ فرمایا کہ جہاں اس کا منہ لٹکا ہو اسے دھولو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کتے سے شکار کرنا جائز ہے اور اس کا کھانا بھی حلال ہے، لیکن شکاری کتے کو چھوڑنے کے وقت بسم اللہ، پڑھنا ضروری ہے۔ اگر قصداً بسم اللہ ترک کر دی جائے تو شکار کا کھانا حرام ہے البتہ اگر سہواً بسم اللہ ترک کر دی تو کچھ حرج نہیں۔ ظاہر یہ کے نزدیک بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اگر سہواً بھی ترک کر دی تو شکار حرام ہو جائے گا۔ اُنھوں نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ، یعنی جس جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ نہ کھاؤ، یہ حکم عدولی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں مراد یہ ہے کہ جو بُتوں کے نام سے ذبح کیا جائے وہ نہ کھاؤ؛ چنانچہ دوسری آیت میں ہے وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے بلکہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوُضُوْءَ اِلَّا مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ وَقَالَ عَطَآءٌ فِيْ مَنْ يَخْرُجُ مِنْ دُبُرِهِ الدُّوْدُ اَوْ مِنْ ذَكَرِهٖ نَحْوُ الْقَمْلَةِ يُعِيْدُ الْوُضُوْءَ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِذَا ضَحِكَ فِي الصَّلٰوةِ اَعَادَ الصَّلٰوةَ وَلَمْ

بتوں کے نام سے ذبح کیا جائے۔ وہ حرام ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ" اور ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کوئی متروک التسمیہ ذبیحہ کھائے وہ فاسق نہیں ہے۔ لہٰذا دونوں آیات کا محمل یہ ہے کہ جو جانور غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے وہ حرام ہے اور ذبیحہ میں فسق کی تفسیر "مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" سے کی جاتی ہے جس جانور پر ذبح کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی جائے اسے یہ نہ کہا جائے گا کہ یہ غیر اللہ کے نام سے ذبح ہُوا ہے۔ لہٰذا اسے حرام نہ کہا جائے گا۔ یہ آئت کریمہ تو ہماری دلیل ہے۔ یہ جواب شوافع کی طرف سے ہے۔

جب شافعیہ پر یہ اعتراض ہُوا کہ یہ حدیث ان کے مذہب کے خلاف ہے تو اُنھوں نے اس حدیث کا جواب ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دیا کہ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ! لوگ نئے نئے مسلمان ہُوئے ہیں وہ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ جانور کو اللہ کے نام سے ذبح کرتے ہیں یا نہیں۔ کیا ہم ایسا گوشت کھالیں؟ تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم بسم اللہ پڑھ کر کھالو اگر ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا واجب ہوتا تو مشکوک ذبیحہ کو کھانا جائز نہ ہوتا۔

لہٰذا ذبیحہ کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنا سنت ہے واجب نہیں۔ اگر سہواً یا عمداً بسم اللہ کو ترک کر دیا جائے تو وہ حلال ہے۔ احناف کے مذہب میں اگر سہواً بسم اللہ ترک ہو جائے تو جانور کا کھانا حلال ہے عمداً ترک کیا جائے تو حرام ہے

اسماء رجال : اس حدیث کے پانچ راوی ہیں ع۱ حفص بن عمر ع۲ شعبہ بن حجاج ابن ابی السفر کا نام عبداللہ ہے اور ان کے والد ابو السفر کا نام سعید بن یحییٰ ہے وہ ہمدانی کوفی ہیں۔

ع۴ شعبی ان کا نام عامر ہے اور یہ تمام گزر چکے ہیں ع۵ عدی بن حاتم بن عبداللہ طائی ان کی کنیت ابو طریف ہے۔ سات ہجری کو دربار رسالت میں حاضر ہُوئے۔ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۶۶ (چھیاسٹھ) احادیث روایت کی ہیں۔ کوفہ میں آئے اور مختار کے زمانہ میں وہیں فوت ہو گئے جبکہ ان کی عمر ایک سو بیس برس تھی۔ ابو حاتم سجستانی نے کتاب المعمرین میں ذکر کیا کہ عدی بن حاتم کی عمر ایک سو اسی برس تھی۔

marfat.com
Marfat.com

يُعِيدِ الْوُضُوءَ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِهٖ اَوْ اَظْفَارِهٖ اَوْ خَلَعَ خُفَّيْهِ فَلَا وُضُوءَ عَلَيْهِ وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَا وُضُوءَ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ وَّ يُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ غَزْوَةٍ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَرُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَنَزَفَهُ الدَّمُ فَرَكَعَ وَسَجَدَ وَمَضٰى فِيْ صَلَاتِهٖ وَقَالَ الْحَسَنُ مَا زَالَ الْمُسْلِمُوْنَ يُصَلُّوْنَ فِيْ جِرَاحَاتِهِمْ وَقَالَ طَاؤُسٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَعَطَآءٌ وَاَهْلُ الْحِجَازِ لَيْسَ فِي الدَّمِ وُضُوْءٌ وَعَصَرَ ابْنُ عُمَرَ بَثْرَةً فَخَرَجَ مِنْهَا دَمٌ فَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَبَزَقَ ابْنُ اَبِيْ اَوْفٰى دَمًا فَمَضٰى فِيْ صَلَاتِهٖ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالْحَسَنُ فِيْ مَنِ احْتَجَمَ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا غَسْلُ مَحَاجِمِهٖ

باب جس نے اعتقاد کیا کہ وضوء صرف دونوں راہوں آگے اور پیچھے سے کچھ نکلنے سے واجب ہوتا ہے،، اللہ تعالیٰ کا ارشاد: یا تم میں سے کوئی پاخانہ میں سے آئے،، عطاء نے اس شخص کے بارے میں کہا جس کی دُبر سے کیڑا نکلے یا آلۂ تناسل سے جُوں جیسی کوئی شئی نکلے تو وہ وُضو لوٹائے،،

حسن بصری نے کہا جو شخص اپنے بال کترائے، ناخن ترشوائے یا اپنے موزے اُتار دے اس پر دوبارہ وضوء واجب نہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا وضوء صرف حدث سے ہے۔ حضرت جابر سے روائت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذاتِ رقاع میں

marfat.com
Marfat.com

تھے تو ایک شخص کو تیر لگا اور اس سے خون بہنے لگا اس نے (بحالتِ نماز) رکوع و سجود کیا اور نماز پڑھتے رہے

حسن بصری نے کہا لوگ ہمیشہ زخموں میں نماز پڑھتے رہے۔ طاؤس، محمد بن علی، عطاء اور اہلِ حجاز نے کہا خون نکلنے سے وضوء واجب نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے پھنسی دبائی تو اس سے خون بہنے لگا اور اُنہوں نے وضوء نہ کیا۔ ابن ابی اوفی نے خون تھوکا اور نماز پڑھتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حسن بصری نے اس شخص کے حق میں کہا جس نے سنگی لگوائی تھی کہ اس پر پچھنے والے کی جگہ کے سوا کسی شئ کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

شرح الباب : امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ وُضوء صرف قبل یا دُبر سے کوئی شئ نکلنے سے واجب ہوتا ہے اور کسی شئ سے وضوء واجب نہیں ہوتا اس مذہب کی تائید میں امام بخاری نے مذکورہ اقوال ذکر کئے ہیں اور مذکور حصر کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ذکر کیا، لیکن آئت کریمہ حصر کے دعویٰ کی دلیل نہیں ہوسکتی؛ کیونکہ شوافع کے مذہب میں عورت کو چھونے اور فرج کو ہاتھ لگ جانے سے بھی وضوء جاتا رہتا ہے۔ لہٰذا مذکور حصر باطل ہے کہ وضوء صرف مخرجین سے کچھ نکلنے سے ناقض ہوجاتا ہے۔ یہ معنی نہیں کہ صرف انہیں سے وضوء ناقض ہوتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ آئت کریمہ حصر پہ دلالت نہیں کرتی۔

قال عطاء الخ ابن منذر نے کہا تمام فقہا کا اس پہ اتفاق ہے کہ دُبُر سے پاخانہ اور قبل سے پیشاب، دُبر سے ہوا نکلنے، زوجین کی مخالطت کے وقت رطوبت نکلنے (مذی) سے وضوء جاتا رہتا ہے اور چاروں فقہاء کے نزدیک استحاضہ کا خون بھی وضوء کا ناقض ہے۔ البتہ دُبر سے کیڑا نکلنے سے وضوء کے جاتے رہنے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ عطاء بن ابی رباح، سفیان ثوری، اوزاعی، ابن مبارک امام شافعی اور امام احمد کے مذہب میں وضوء جاتا رہتا ہے۔ امام مالک نے کہا اس سے وضوء نہیں جاتا۔ ابن حزم نے کہا مذی، پیشاب، پاخانہ دبر، آلہ تناسل، مثانہ، پیٹ یا جسم کے کسی حصہ سے یا منہ سے نکلیں تو ان سے وضوء جاتا رہتا ہے؛ کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وضوء کرنے کا حکم فرمایا ہے اور جسم کی کسی جگہ کو خاص نہیں کیا۔ امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا یہی مذہب ہے۔ احناف کے مذہب میں مرد کے آلۂ تناسل یا عورت کی فرج سے ہوا نکلنا ناقضِ وضوء نہیں ہاں اگر عورت مفضاۃ ہو جس کے پیشاب اور وطی کا راستہ ایک ہوگیا ہو یا پاخانہ اور جماع کا راستہ ایک ہوگیا ہو تو اس سے ہوا کا خروج ناقضِ وضوء ہے۔ یہاں اس بات کی صراحت ضروری ہے کہ اگر کیڑا منہ، ناک یا کان سے خارج ہو تو یہ وضوء کا ناقض نہیں۔ الحاصل

marfat.com
Marfat.com

احناف کا مذہب یہ ہے کہ محرجین کے علاوہ بھی بدن سے خون وغیرہ بہہ نکلے یا نماز میں قہقہہ سے ہنسے یا منہ بھری قئی آجائے تو وضو جاتا رہتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْوُضُوْءُ مِنْ کُلِّ دَمٍ سَائِلٍ ،، ہر بہنے والے خون سے وضو واجب ہے (دارقطنی) نیز سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، مَنْ قَاءَ اَوْ رَعَفَ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلْیَنْصَرِفْ وَلْیَتَوَضَّأْ وَلْیَبْنِ عَلٰی صَلٰوتِہٖ مَالَمْ یَتَکَلَّمْ (ابن ماجہ) یعنی جسے نماز میں قئی آجائے یا اس کی نکسیر جاری ہوجائے وہ نماز سے پھر جائے اور وضوء کرکے اپنی نماز پر بنا کرے جب تک کلام نہ کیا ہو نیز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَیْسَ فِی الْقَطْرَۃِ وَالْقَطْرَتَیْنِ مِنَ الدَّمِ وُضُوْءٌ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ دَمًا سَائِلًا ،، (دارقطنی) یعنی خون کے ایک دو قطروں سے وضو نہیں جاتا جب تک کہ وہ جاری نہ ہوجائے۔

قَالَ جَابِرٌ الخ ،، نماز میں ضحک سے نماز فاسد ہوجاتی ہے لہٰذا اس کا اعادہ واجب ہے اور وضو باقی رہتا ہے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کی دلیل ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا نماز میں قہقہہ سے ہنسنے سے وضو اور نماز دونوں جاتے رہتے ہیں لہٰذا دونوں کا اعادہ واجب ہے اس کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ ،، مَنْ ضَحِکَ فِی الصَّلٰوۃِ قَہْقَہَۃً فَلْیُعِدِ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوۃَ ،، جو نماز میں قہقہہ سے ہنسا وہ وضو اور نماز کا اعادہ کرے۔ ابن عدی نے کامل میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔ دارقطنی نے عبدالرزاق کی جہت سے انہی کی سند سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک ایک نابینا کنوئیں میں گر گیا تو اُن میں سے بعض صحابہ کرام قہقہہ سے ہنس پڑے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وضو کریں اور نماز کا اعادہ کریں۔ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

قَالَ الْحَسَنُ الخ احناف کا بھی یہی مذہب ہے کہ جس نے وضو کے بعد سر کا حلق کیا یا مونچھیں کٹوائیں یا ناخن اُتروائے تو اس پر وضو کا اعادہ نہیں۔ اور اگر وضو کرکے موزے پہننے بعد میں موزے اُتار دیئے تو وضو کا اعادہ واجب نہیں صرف پاؤں دھولینے کافی ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا جدید قول بھی یہی ہے

قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ الخ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا وضو صرف حدث سے ہے۔ اِغماء، نیند، جنون تمام حدث میں داخل ہیں۔ حدث لفظ عام ہے جو کسی مخصوص حدث کے ساتھ مختص نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ کا معنی یہ ہے کہ صرف سبیلین سے کوئی شئی خارج ہو تو اسی سے وضو واجب ہوتا ہے انہوں نے ابوداؤد کی حدیث پر اعتماد کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو اور اپنی دُبر میں کوئی حرکت وغیرہ محسوس کرے اور حدث یا عدم حدث کے اشکال میں پڑجائے تو نماز سے نہ پھرے حتیٰ کہ وہ آواز سُنے یا بُو سونگھے ،، اس حدیث میں حدث خاص ہے۔ اور وہ آواز کو سُننا یا ہوا کی بُو سونگھنا ہے، کیونکہ نماز میں عموماً ایسا حدث ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک حدث کا یقین نہ ہوجائے تو نماز سے نہ پھرے، کیونکہ شیطان نمازی کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

شرارت کرتا ہے اور حلقۂ دُبُر سے کسی بال کو حرکت دیتا ہے تو انسان سمجھتا ہے کہ کوئی شئی نکلی ہے اس لئے آپ نے فرمایا کہ ہوا خارج ہونے کی آواز سُنے یا اس کی بُو آئے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حَدَث عام ہے کسی خاص حدث سے مختص نہیں ہے۔

وَ یُذْکَرُ الخ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ نماز کی حالت میں خون نکل پڑے تو کچھ حرج نہیں اس حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ اگر بہنے والا خون وضوء کا ناقض ہوتا تو صحابی کی نماز فاسد ہو جاتی اور اس حالت میں نماز میں مشغول ہونا صحیح نہ ہوتا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ استدلال صحیح نہیں ؛ کیونکہ اس خون سے کپڑا محفوظ نہیں رہ سکتا اور اگر کپڑے یا بدن پر تھوڑا سا خون بھی لگا ہو تو نماز صحیح نہیں ہوتی اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ جو صحابی خون کے جاری ہونے کی حالت میں نماز پڑھتا رہا تھا۔ اسے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی حفاظت کے لئے ایک گھاٹی پر مقرر کیا تھا۔ اسے دشمن نے تیر مارا تھا ؛ جبکہ وہ نماز کی حالت میں تھا ؛ لیکن اس صحابی کا یہ فعل حجت نہیں ؛ کیونکہ حدیث میں یہ ثابت نہیں کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس فعل کی توثیق فرمائی ہو حالانکہ آپ نے فرمایا ہے کہ خون کا ایک قطرہ یا دو قطرے ناقض وضوء نہیں جب تک کہ وہ نہ بہے۔ معلوم ہُوا کہ بہنے والا خون ناقض وضوء ہے۔

وَ قَالَ الْحَسَنُ الخ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ لوگوں کو زخم ہوتے اور جب تک خون نہ بہتا وہ زخموں کی حالت میں نمازیں پڑھتے رہتے تھے۔ اس معنیٰ کی دلیل ابن ابی شیبہ کی حدیث ہے جو اُنھوں نے ہشام اور یونس کے ذریعہ حسن بصری سے روایت کی ہے کہ حسن بصری بہنے والے خون کے سوا دوسرے خون کو وضوء کا ناقض نہیں کہتے تھے۔

وَ قَالَ طَاؤُسٌ الخ ان حضرات کا کہنا ہے کہ خون نکلنے سے وضوء واجب نہیں ہوتا ؛ لیکن ان حضرات کا قول امام ابوحنیفہ پر حجت قائم نہیں ہو سکتا ؛ کیونکہ امام صاحب نے فرمایا : اَلتَّابِعُوْنَ رِجَالٌ وَّ نَحْنُ رِجَالٌ یُزَاحِمُوْنَنَا ،، تابعی لوگ ہیں اور ہم بھی لوگ ہیں وہ ہم سے مزاحمت کرتے رہتے ہیں۔ یعنی ان کا اجتہاد ہم پر لازم نہیں ہے۔ بلکہ ان کی طرح ہم بھی اجتہاد کرتے ہیں ہم اپنے اجتہاد پر عمل کریں گے ان کے اجتہاد کو ترک کریں گے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کی مخالفت کرتے ہُوئے فرمایا کہ دار قطنی کی حدیث ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ دَمًا سَائِلًا ،، کہ اگر خون جاری ہو جائے تو وضوء جاتا رہے گا۔ صحابہ و تابعین کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے۔

وَ عَصَرَ ابْنُ عُمَرَ الخ یہ اثر احناف کی دلیل ہے کہ جو خون نچوڑ کر نکالا جائے وہ ناقض وضوء نہیں کیونکہ وہ نکلا نہیں نکالا گیا ہے۔ احناف بھی یہی کہتے ہیں۔

وَ بَزَقَ الخ ،، یہ اثر بھی احناف کے خلاف نہیں کیونکہ جو خون منہ سے نکلے اگر وہ پیٹ سے نکلا ہے تو ناقض وضوء نہیں اور اگر دانتوں سے نکلا ہے۔ تو غلبہ کا اعتبار ہے۔ کہ اگر تھوک خون پر غالب ہو تو یہ خون

marfat.com
Marfat.com

۱۷۵ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ قَالَ ثَنَا سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ الْعَبْدُ فِیْ صَلٰوةٍ مَا کَانَ فِی الْمَسْجِدِ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ مَالَمْ یُحْدِثْ فَقَالَ رَجُلٌ اَعْجَمِیٌّ مَا الْحَدَثُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ الصَّوْتُ یَعْنِیْ الضَّرْطَةَ

ناقض نہیں۔ راوی نے اس کو ذکر نہیں کیا لہٰذا یہ دلیل بھی ہو سکتی ہے کیونکہ یہاں غلبہ اصل ہے اگر خون کا غلبہ ہو تو وضوء جاتا رہے گا۔ ابن ابی شیبہ نے حسن بصری سے روائت کی کہ ایک شخص نے تھوکا اور اس میں خون کی ملاوٹ دیکھی حسن بصری نے کہا کہ جب تک تھوک سُرخ نہ ہو وضوء منقوض نہ ہوگا۔

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ الخ ،، اس روائت سے مقصد احناف کو الزام دینا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ صحابہ کرام نے کہا اس جگہ کو دھویا جائے۔ نیز پچھنے لگانے سے خون چوس کر نکالا جاتا ہے وہ خود نہیں نکلتا ہے اور وضوء اس خون سے جاتا ہے جو خود خارج ہو اور خون نکلنے کی جگہ کو دھونا ضروری ہے۔ مذکور اثر کا محمل بھی یہی ہے واللہ اعلم

اسماء رجال

: ع۱ عطاء بن ابی رباح تابعی ہیں ع۲ جابر بن عبداللہ مشہور صحابی ہیں کتاب الوحی میں ان کا ذکر گزرا ہے ع۳ حسن بصری تابعی کبیر ہیں۔ کتاب الایمان میں ان کا ذکر گزرا ہے ع۴ طاؤس بن کیسان یمانی ہیں ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن کبیر تابعی ہیں۔ اور صالحین کرام میں سے ہیں ۱۰۶ ہجری میں ترویحہ کے روز مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے ہشام بن عبدالملک نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یحییٰ بن معین نے کہا ان کا نام ذکوان ہے انہیں طاؤس اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ قاریوں میں طاؤس تھے ع۵ محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہاشمی مدنی ہیں ان کی کنیت ابوجعفر اور لقب باقر ہے انہیں باقر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ علوم کے حقائق جانتے تھے گویا وہ علوم کا پوسٹ مارٹم کیا کرتے تھے جلیل القدر تابعی ہیں۔ ۱۱۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بن محمد بن علی سے ابن حنفیہ مراد ہو۔ کتاب العلم کے آخر میں ان کا ذکر گزرا ہے، لیکن ظاہر یہی ہے کہ یہاں محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب مراد ہیں۔

ع۶ ابن ابی اوفیٰ ان کا نام عبداللہ ہے صحابی ہیں۔ بیعتِ رضوان اور دیگر مشاہد میں حاضر ہوتے رہے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مدینہ منورہ میں ہی مقیم رہے۔ ان کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی ،، وہ کوفہ میں رہنے والے صحابہ کرام سے آخر میں فوت ہوئے ان کا سن وفات ۸۷ ہجری ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۱۷۶ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا

۱۷۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرٍ

---

۱۷۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبد ہمیشہ نماز میں رہتا ہے جب تک وہ مسجد میں نماز کا انتظار کرتا رہے جب تک اسے حدث لاحق نہ ہو ایک عجمی شخص نے کہا اے ابا ہریرہ حدث کیا ہے ؟ انھوں نے جواب دیا دُبر سے ہوا خارج ہونے کی آواز ہے۔

۱۷۵ — شرح : عجمی وہ ہے جو کلام واضح بیان نہ کر سکے اگرچہ عربی ہو۔ حدیث میں "فَقَالَ رَجُلٌ اَعْجَمِيٌّ" الخ سعید مقبری کا کلام ہے۔ نماز میں ہمیشہ رہنے کا معنیٰ یہ ہے کہ جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا رہے اسے نماز کا ثواب ملتا رہے گا۔ حدث عام ہے۔ اِغماء، نیند، جنون اور سبیلین سے خارج ہونے والی ہر شئ کو شامل ہے کسی مخصوص حدث سے مختص نہیں ؛ لیکن یہاں حدث سے مراد دبر سے نکلنے والی ہوا ہے ؛ کیونکہ مسجد میں بیٹھے رہنے سے غالباً ہوا خارج ہونے کا امکان ہوتا ہے جو ناقض وضوء ہے۔ اگرچہ حدث اور بھی بہت ہیں مگر وہ نہ تو متفق علیہ ہیں اور نہ ہی ان کے وقوع کا غالب امکان ہوتا ہے گویا کہ سوال ہی خاص حدث سے تھا جو غالباً مسجد میں واقع ہو سکتا ہے اور یہ ضرطہ سے زائد نہیں ہوتا۔

اسماء رجال : ع۱ آدم بن ابی ایاس کا ذکر "باب المسلم من سلم المسلمون" میں گزرا ہے۔ ع۲ ابن ابی ذئب "حفظ العلم" کے باب میں گزرے ہیں ع۳ سعید مقبری "الدین یسر" کے باب میں مذکور ہیں ع۴ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔

۱۷۶ — ترجمہ : عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز سے نہ پھرے حتیٰ کہ آواز سنے یا بدبو پائے۔ (حدیث ع۱۳۷ کی شرح دیکھیں)

۱۷۷ — ترجمہ : محمد بن حنفیہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے مذی بہت آتی تھی۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنے میں شرم کی تو مقداد بن اسود کو کہا کہ وہ آپ سے پوچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس

marfat.com
Marfat.com

اَبِیْ یَعْلَی الثَّوْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّةِ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ کُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاسْتَحْیَیْتُ اَنْ اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ فِیْہِ الْوُضُوْءُ وَرَوَاہُ شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ

۱۷۸ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ یَسَارٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ زَیْدَ بْنَ خَالِدٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَاَلَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ قُلْتُ اَرَاَیْتَ اِذَا جَامَعَ وَلَمْ یُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ یَتَوَضَّاُ کَمَا یَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ وَیَغْسِلُ ذَکَرَہٗ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُہٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِکَ عَلِیًّا وَالزُّبَیْرَ وَطَلْحَةَ وَاُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ فَاَمَرُوْہُ بِذٰلِکَ

میں وضوء ہے۔ شعبہ نے اعمش سے اس کی روایت کی (حدیث ۱۳۲ کی شرح دیکھیں)

۱۷۸ — ترجمہ : زید بن خالد نے خبر دی کہ اُنھوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں نے کہا مجھے خبر دیں کہ اگر کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے اور منی نہ نکلے (اس کا کیا حکم ہے) حضرت عثمان نے کہا وضوء کرلے جیسے نماز کے لئے وضوء کرتا ہے اور اپنی شرمگاہ دھولے۔ حضرت عثمان نے کہا میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے پھر میں نے اس سے متعلق علی، زبیر، طلحہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے پوچھا تو سب نے اس طرح جماع کرنے والے کو یہی حکم دیا۔

۱۷۸ — شرح : مذی سے شرمگاہ پلید ہوجاتی ہے اس لئے اس کے دھونے کا حکم ہے اور جماع کرنے والے سے غالباً مذی نکلتی ہے۔ اگرچہ اسے اس کا شعور نہ ہو اس لئے وضوء کا حکم فرمایا۔ شروع اسلام میں جماع کرنے سے غسل واجب نہ تھا جب تک انزال نہ ہو پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بیوی کے ساتھ جماع کی کوشش کرے اور دونوں ختان آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہوجاتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معتاد مخرج سے کوئی شئ نکلنے سے وضوء [illegible] کے مناسب ہے۔ واللہ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

۱۷۹ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ قُحِطْتَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوْءُ تَابَعَهُ وَهْبٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ وَلَمْ يَقُلْ غُنْدَرٌ وَيَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ الْوُضُوْءُ

اسماء رجال

: ع۱ سعد بن حنش طلحی کوفی ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے - ۲۱۵ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی ہیں - ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے ع۳ یحییٰ بن ابی کثیر بصری تابعی ہیں ع۴ ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف تابعی ہیں - ان حضرات کا حدیث ع۱۱۲ کے اسماء میں ذکر ہو چکا ہے ع۵ عطاء بن یسار مدنی ہیں حدیث ع۲۸ کے اسماء میں ذکر ہو چکا ہے ع۶ زید بن خالد جہنی مدنی صحابی ہیں حدیث ع۸۹ کے اسماء میں دیکھیں ع۷ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ امیر المومنین حدیث ع۱۵۹ کے اسماء میں دیکھیں ،،

---

۱۷۹ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری شخص کو پیغام بھیجا وہ آیا اور اس کے سر سے پانی بہہ رہا تھا - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ہم نے تجھے جلدی میں ڈال دیا ہے اس نے کہا جی ہاں ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو جلدی کرے یا انزال نہ ہو تو تجھ پر وضوء کرنا واجب ہے - وہب بن جریر ابن ابی حازم نے نضر بن شمیل کی متابعت کی - اُنھوں نے کہا ہمیں شعبہ نے خبر دی - امام بخاری نے کہا غندر اور یحییٰ نے شعبہ سے وضوء ذکر نہیں کیا -

۱۷۹ — شرح : اس حدیث کی تقریر یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری شخص کو بلایا حدیث میں اس کا نام مذکور نہیں مسلم نے اس کا نام عتبان بن مالک ذکر کیا ہے - وہ خزرجی سالمی بدری ہیں - اس وقت وہ اپنی بیوی سے ہم بستر تھا وہ اسی حال میں پیغام سُن کر جلدی سے غسل کر کے دربار رسالت میں حاضر ہوا جبکہ اس کے سر سے پانی کے قطرے گر

marfat.com
Marfat.com

رہے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہم نے تجھے جلدی میں ڈال دیا ہے (یعنی وہ بیوی کے ساتھ جماع سے سیر نہیں ہُوا تھا اور ابھی تک انزال نہیں ہُوا تھا کہ حضور کا پیغام پہنچ گیا تھا) اُس نے کہا جی ہاں! میں نے جلدی کی ہے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو وضوء کر لینا ہی کافی ہے۔ غسل ضروری نہیں۔

قَولُہٗ فَحِطْتُ ،، ماضی مجہول ہے بعض روایات میں ،، اُقْحِطْتُ ،، معروف و مجہول پڑھا گیا ہے یہاں اِقحاط کا معنی عدمِ انزالِ منی ہے۔ یہ قحوطِ مطر اور قحوط ارض سے استعارہ ہے جب بارش رک جائے اور زمین نباتات نہ اُگائے۔ بخاری میں قَحِطْتُ مجرّد ہے، لیکن مشہور اُقْحِطْتُ ہے۔ اس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو بیوی سے ہم بستر ہو اور انزال کے بغیر اس سے جُدا ہو جائے یا جماع کرے اور منی خارج نہ ہو اور حدیث میں اُعْجِلْتَ پر قُحِطْتَ کا عطف عام کا خاص پر عطف ہے۔ اور لفظ ،، اَو ،، تنویع حکم کے لئے ہے یعنی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حکم کی تقسیم فرمائی ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ عدمِ انزال شخص کی ذات سے کسی خارجی امر کے سبب ہو یا اس کی ذات کے باعث ہو دونوں صورتوں میں حکم واحد ہے وہ یہ کہ صرف وضوء کرے غسل ضروری نہیں ہے۔

بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی سے جماع کے وقت انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں وضوء کافی ہے لیکن یہ حدیث منسوخ ہے۔ اس کا ناسخ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ جب بیوی کے ساتھ جماع کی کوشش کرے اور مرد و زن کے ختان آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہے انزال ہو یا نہ ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم امورِ خفیہ پر مطلع ہیں؛ چنانچہ اس حدیث میں مجامعت خود امورِ خفیہ سے ہے۔ پھر انزال ہونا یا نہ بھی مخفی امر ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی پوری کیفیت بیان کر دی جیسا کہ حدیث سے واضح ہے۔ جس ذات ستودہ صفات سے اس طرح کے امور مخفی نہ ہوں اور کیا مخفی ہو سکتا ہے۔ اس حدیث میں ،، لَعَلَّ ،، ترجی کے لئے نہیں تحقیق کے لئے ہے۔ اس کے جواب میں حرف نَعَم تحقیق کی تقریر کے لئے ہے۔ مجمع البحار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے کلام میں لعلّ تحقیق کے لئے ہوتا ہے۔ علامہ عینی نے بھی اس کی وضاحت کی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

اسماء رجال

ع۱ اسحاق وہ ابن راہویہ ہیں ان کی کنیت ابو یعقوب ہے وہ حنظلی مروزی ہیں نیشاپور کے رہنے والے ہیں۔ عبداللہ بن طاہر نے اسحاق سے کہا کہ آپ کو ابن راہویہ کیوں کہا جاتا ہے۔ اسحاق نے کہا میرے والد مکہ کے طریق میں پیدا ہوئے تھے۔ فارسی میں طریق کو راہ کہا جاتا ہے۔ اسحاق اسلام میں بہت بڑا رکن اور دین کا جھنڈا ہے۔ ۲۳۸ ہجری میں نیشاپور ہی فوت ہوئے ممکن ہے کہ اسحاق سے مراد اسحاق بن ابراہیم بن نصر سعدی بخاری ہو وہ مدینہ منورہ میں آئے اور ۲۳۲ ہجری میں فوت ہو گئے یہ بھی احتمال ہے کہ اسحاق بن بہرام کوسج مروزی ہوں اُنھوں نے ۲۵۱ ہجری میں وفات پائی تینوں احتمال اس لئے ذکر کئے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تینوں سے روایت کی ہے۔ نسائی نے تقیید المہمل

Marfat.com

بَابُ الرَّجُلِ يُوَضِّئُ صَاحِبَهُ

۱۸۰ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ عَدَلَ اِلَى الشِّعْبِ فَقَضٰى حَاجَتَهُ قَالَ اُسَامَةُ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ عَلَيْهِ وَيَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُصَلِّيْ قَالَ الْمُصَلّٰى اَمَامَكَ

میں ذکر کیا کہ جب امام بخاری کہیں۔ حدثنا اسحاق، قال حدثنا ابو اسامہ تو ان تینوں میں سے کوئی ایک ہوتا ہے۔

ع۲ نضر بن شمیل مازنی بصری ہیں اُن کی کنیت ابوالحسن ہے وہ تبع تابعی ہیں۔ مرو کے رہنے والے ہیں وہ عربی اور حدیث کے امام ہیں۔ اُنھوں نے مرو اور خراسان میں سب سے پہلے سُنّت ظاہر کی۔ دو سو تین یا چار ہجری میں فوت ہوئے ع۳ شاذان" اسود بن عامر کا لقب ہے ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن شامی ہے بغداد میں رہائش پذیر تھے۔ ۲۰۸۔ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب — مرد اپنے ساتھی کو وضوء کرائے ،،

۱۸۰ — ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے واپس تشریف لائے تو گھاٹی کی طرف گئے اور قضاء حاجت فرمائی۔ اسامہ بن زید نے کہا میں آپ کے لئے پانی گرا رہا تھا اور آپ وضو فرماتے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ اب نماز پڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا نماز پڑھنے کی جگہ آگے ہے۔

۱۸۰ — شرح : اس حدیث کی وضاحت میں باب اسباغ الوضوء میں حدیث نمبر ۱۳۹ میں گزر چکی ہے۔ ابن بطال نے کہا امام بخاری نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کو وضوء کرا سکتا ہے جیسا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء کرایا تھا۔ سب علماء کا اتفاق ہے کہ مریض کو جب تیمم کرنے کی طاقت نہ ہو تو دوسرا شخص اس کو تیمم کرا سکتا ہے مگر جب مریض میں نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو کوئی شخص اس کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا

marfat.com
Marfat.com

۱۸۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ سَعْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَّاَنَّهُ ذَهَبَ لِحَاجَةٍ لَّهُ وَاَنَّ الْمُغِيْرَةَ جَعَلَ يَصُبُّ الْمَآءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ

اس باب سے امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ وضوء میں دُوسرے کا شریک ہونا مکروہ ہے امام نووی نے کہا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وضوء میں استعانت (کسی سے مدد لینا) جائز ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ۱ محمد بن سلام بیکندی کتاب الایمان میں ۲ یزید بن ہارون باب التبرز فی البیوت میں اور ۳ یحییٰ بن سعید انصاری تابعی کتاب الوحی میں مذکور ہیں ۴ موسیٰ بن عقبہ تابعی ۵ کریب مولی ابن عباس اور ۶ اسامہ ابن عقبہ اسباغ الوضوء وغیرہ میں مذکور ہیں۔

---

۱۸۱ — ترجمہ : عُروہ بن مغیرہ بن شعبہ مغیرہ بن شعبہ سے خبر دیتے ہیں کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے (واپس تشریف لائے) اور مغیرہ بن شعبہ آپکے لئے پانی ڈالنے لگے جبکہ آپ وضوء فرمانے لگے۔ آپ نے اپنا چہرہ انور دونوں ہاتھ دھوئے اور سر مبارک اور موزوں پر مسح فرمایا۔

۱۸۱ — شرح : غسل اعضاء نفس وضوء ہے۔ وضوء پر مرتب نہیں لہٰذا فَغَسَلَ پر فاء کا لانا غیر مناسب ہے اور اس کے لانے کا فائدہ نہیں لیکن یہ وہ فاء ہے جو مجمل اور مفصل کے درمیان آتی ہے اور مفصل مجمل کے بعد آتا ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ موزوں پر مسح جائز ہے اور ایک پاؤں کا دھونا اور دُوسرے پر مسح کرنا جائز نہیں اور بزرگانِ دین کی خدمت کرنا اور ان کو وضوء کرانا جائز ہے اور وضوء میں استعانت جائز ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ۱ عمرو بن علی بن بحر صیرفی باہلی بصری ہیں۔ ۲۴۹ ہجری میں فوت ہوئے ان کی کنیت ابو حفص ہے ۲ عبد الوہاب بن عبد المجید ثقفی بصری ہیں نظام

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بَعْدَ الْحَدَثِ وَغَيْرِهِ

وَقَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ لَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْحَمَّامِ وَيَكْتُبُ الرِّسَالَةَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اِنْ كَانَ عَلَيْهِمْ اِزَارٌ فَسَلِّمْ

کے پاس عبدالوہاب کو ذکر کیا گیا تو اُس نے کہا وہ بخدا خوف کے بعد آرام، بیماری کے بعد صحت، قحط سالی کے بعد خوشحالی، غربت کے بعد امارت، محبوب کی تابعداری مصیبت سے رہائی اور دل کش نوجوانی کے ساتھ وصال دائمی سے زیادہ میٹھے ہیں۔ عمرو بن علی نے کہا عبدالوہاب کی سالانہ آمدنی پچاس ہزار درہم تھی اور سال کے آخر تک تمام محدثین میں تقسیم کر دیتے تھے۔ ۱۹۴ ہجری میں فوت ہوئے ۲ یحییٰ بن سعید انصاری تابعی مدینہ منورہ کے قاضی تھے۔ ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے۔ ہر روز قرآن ختم کرتے تھے۔ ۱۲۷ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے ۳ نافع بن جبیر بن مطعم قرشی نوفلی مدنی تابعی ہیں۔ سلیمان بن عبدالملک کی امارت کے آواخر میں ۹۹ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے ۴ عروہ بن مغیرہ ثقفی کوفی ہیں شعبی نے کہا وہ اپنے اہلبیت میں سب سے افضل تھے۔

باب ۔ حدث وغیرہ کے بعد قرآن مجید پڑھنا

منصور بن معتمر نے ابراہیم نخعی سے ذکر کیا کہ حمام میں قرأت کرنے میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی وضوء کے بغیر خط لکھنے میں حرج ہے۔ حماد نے ابراہیم نخعی سے ذکر کیا کہ اگر غسل کرنے والوں نے چادر باندھی ہو تو ان کو سلام کہو ورنہ ان کو سلام مت کہو ،،

شرح الباب قرأت قرآن کریم اور اس کے علاوہ سلام اور باقی اذکار حدث کے بعد جائز ہیں۔ حمام کو اس لئے ذکر فرمایا کہ غالباً نہانے والے بے وضو ہوتے ہیں اور قرآن کریم اور دیگر اذکار سے خطوط بھی غالباً خالی نہیں ہوتے اور علی غیر وضوء کتب اور قرأت دونوں سے متعلق ہے؛ کیونکہ یہ دونوں ایک ہی طرح کی شئ ہیں۔ احناف کے نزدیک جنبی اور حیض والی عورت دونوں کے لئے رسالہ لکھنا مکروہ ہے جس میں قرآن کی بعض آیات ہوں؛ کیونکہ لکھنا مس سے خالی نہیں ہوتا اور ان کے لئے قرآن کو مس کرنا مکروہ ہے (کرمانی) حضرت حماد بن ابی سلیمان کوفی ابراہیم نخعی کوفی کے تلامذہ میں سب سے بڑے فقیہہ تھے اور امام ابوحنیفہ

marfat.com
Marfat.com

۱۸۲ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمٰنَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهٗ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ اِسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ

رضی اللہ عنہ کے اُستاد تھے۔ امام ابوحنیفہ کا اسناد یہ ہے کہ اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا ؎ اَعِدْ ذِكْرَ نُعْمَانٍ لَنَا اِنَّ ذِكْرَهٗ : هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهٗ يَتَضَوَّعُ

ہمارے پاس ابوحنیفہ کا ذکر بار بار کرو کیونکہ ان کا ذکر کستوری ہے جب تک تم اسے بار بار ذکر کرتے رہو گے اچھی خوشبو آتی رہے گی۔ نیز فرمایا : لَعْنَةُ رَبِّنَا اَعْدَادُ رَمْلٍ عَلٰى مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ جو ابوحنیفہ کا قول رد کرے اس پر ریت کے ذرات کے برابر ہمارے رب کی لعنت ہو، فقہا کا اختلاف ان کے اجتہاد کا نتیجہ ہے۔ ایک دوسرے کا قول رد کرنا ان کا مقصد نہیں ہوتا۔

۱۸۲ — ترجمہ : ابن عباس کے غلام کریب سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس نے ان کو خبر دی کہ ایک رات انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی میمونہ جو ان کی خالہ ہیں کے گھر میں بسر کی۔ میں بستر کے عرض کی طرف لیٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا اس کے طول میں آرام فرما ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے حتیٰ کہ جب آدھی رات ہوئی یا اس سے تھوڑا سا پہلے یا تھوڑا سا بعد آپ بیدار ہوئے اور بیٹھ کر اپنے ہاتھ کے ساتھ چہرۂ انور کو ملنے رہے پھر سورۂ آلِ عمران سے آخر دس آیات کی تلاوت فرمائی پھر اٹھے مشکیزہ کے پاس اُٹھ کر گئے اور

Marfat.com

مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِىْ وَاَخَذَ بِاُذُنِىَ الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى اَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ اِلَّا مِنَ الْغَشْيِ الْمُثْقِلِ

۱۸۳ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ

اس سے اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ ابن عباس نے کہا میں بھی اُٹھا اور جس طرح آپ نے کیا تھا میں نے بھی اسی طرح کیا پھر میں اُٹھ کر آپ کے پہلو کی طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے دائیں کان کو پکڑ کر مروڑا۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر دو، پھر دو، پھر دو اور پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے وتر پڑھے اور لیٹ گئے حتی کہ آپ کے پاس مؤذن آیا آپ اُٹھے اور ہلکی دو رکعت سُنت پڑھیں۔ پھر نماز کے لئے تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھی۔

۱۸۲ — **شرح** : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند سے بیدار ہونے کے بعد وضو فرمایا اس مناسبت سے اس حدیث کو اس باب میں ذکر کیا ہے۔ نیند کے بعد آپ کا وضو فرمانا حدث کی وجہ سے نہ تھا، کیونکہ آپ نے فرمایا ہے میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا بلکہ نیند کے بعد آپ کا وضو فرمانا نور کی زیادتی کے لئے تھا کیونکہ آپ نے فرمایا ہے وضو نور پر نور ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کے پاس نیند کرنا جائز ہے اگرچہ اس کا شوہر پاس موجود ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تادیب کے لئے بچے کا کان ملنا جائز ہے۔

حدیث شریف میں ہے "ثُمَّ اَوْتَرَ" یعنی آخر میں تین رکعت پڑھ کر ساری نماز کو وتر بنایا ایک رکعت سے وتر نہ بنایا تھا؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بُتَیْرَا سے منع فرمایا اور بُتَیْرَا ایک رکعت نفل کو کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس کا کان پکڑ کر ملنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ آپ کے پہلو میں بائیں طرف کھڑے ہو گئے تھے آپ نے ان کو دائیں طرف کیا۔ "بَابُ التَّخْفِيْفِ فِى الْوُضُوْءِ" میں حدیث نمبر ۱۳۸ کے تحت مزید بیان ہو چکا ہے۔

اسماء رجال : اسماعیل بن ابی اویس حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ حدیث ۲۱ کے راویوں میں گزرے ہیں ۳ مخرمہ بن سلیمان واقعی مدنی ہیں۔ ۱۰۳۔ ہجری* کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَاَتِهٖ فَاطِمَةَ عَنْ جَدَّتِهَا اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّوْنَ فَاِذَا هِيَ قَآئِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَآءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ اَنْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِيَ الْغَشْيُ وَجَعَلْتُ اَصُبُّ فَوْقَ رَاْسِيْ مَآءً فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ اَرَهُ اِلَّا قَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ

باب جس نے وضوء نہ جانا مگر سخت غشی سے

۱۸۳ ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر نے کہا میں ام المؤمنین عائشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کے پاس آئی جبکہ سورج کو گرہن لگا اور لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور وہ بھی کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے؟ انھوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور "سبحان اللہ" کہا۔ میں نے کہا کیا کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے اشارہ کیا کہ ہاں میں بھی نماز کے لئے کھڑی ہوگئی حتی کہ مجھ پر غشی آنے لگی! اور میں نے اپنے سر پر پانی ڈالنا شروع کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا۔ میں نے اپنے اس مقام میں ہر وہ شئ دیکھی جو مجھے دکھلائی نہ گئی تھی حتی کہ میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا میرے پاس وحی آئی ہے کہ تم قبروں میں مسیح دجال کے فتنہ کی مثل یا قریب آزمائے جاؤ گے۔ میں نہیں جانتی کہ اسماء نے کونسا لفظ کہا (مثل یا قریب کا لفظ کہا) تم سے کوئی ایک لایا جائے گا۔ اور اسے کہا جائے گا تیرا اس شخص سے متعلق کیا علم ہے؟ مومن یا موقن میں نہیں جانتی کہ اسماء نے کون سا لفظ کہا (مومن یا موقن کا لفظ) اسماء نے کہا وہ کہے گا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس معجزات اور ھدایات لے کر آئے تھے۔ ہم نے قبول کیا اور تابعداری کی پھر اسے کہا جائے گا آرام سے سو جا ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ تو اس کا یقین رکھتا ہے۔ بہرحال منافق یا مرتاب (آپ کی نبوت میں شک کرنے والا)

marfat.com
Marfat.com

أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ يُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ

میں نہیں جانتی کہ اسماء نے کون سا لفظ کہا (منافق یا مرتاب کا لفظ) وہ کہے گا میں نہیں جانتا لوگوں کو میں نے کچھ کہتے ہوئے سنا میں نے بھی وہ کہہ دیا (حدیث ۸۵ کی شرح دیکھیں)

اس حدیث کی مناسبت باب سے اس طرح ہے کہ اگر غشی سخت ہوتی تو اس سے وضو جاتا رہتا کیونکہ سخت غشی اغماء جیسی ہوتی ہے اور غشی کے سخت نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اسماء نے اپنے سر پر پانی ڈالا تاکہ غشی جاتی رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے حواس حاضر تھے اور یہ ان کے وضو کے نہ جانے پر دلالت ہے۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سارے سر پر مسح کے وجوب پر اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں مگر یہ دلیل اس وقت تام ہو سکتی ہے جبکہ بِرُءُوسِكُمْ کی باء زائد ہو امام مالک رضی اللہ عنہ یہی فرماتے ہیں۔ ابن مسیب نے کہا وضو میں سارے سر پر مسح کے وجوب یا صرف قدر کے مسح پر وجوب میں عورت مرد جیسی ہے اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا اثر اس کے موافق ہے اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے سر پر مسح سے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے مذکورہ حدیث سے استدلال کیا کہ بعض سر پر مسح جائز نہیں۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : اسماعیل[۱] بن اویس اپنے ماموں امام[۲] مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں ۳ ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام قرشی ہیں
۴ فاطمہ بنت منذر بن زبیر اور اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حدیث ۸۴ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ كُلِّهِ

لِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فِي الرَّجُلِ يَمْسَحُ عَلٰى رَأْسِهَا وَسُئِلَ مَالِكٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ يُجْزِئُ بَعْضُ الرَّأْسِ فَاحْتَجَّ بِحَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ

۱۸۴ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى اَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تُرِيَنِيْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

باب سارے سر پر مسح کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اپنے سروں پر مسح کرو ! اور ابن مسیب نے کہا عورت مرد کی طرح ہے وہ اپنے سر پر مسح کرے امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا بعض سر پر مسح کافی ہے ؟ تو انھوں نے عبداللہ بن زید کی حدیث سے استدلال کیا ۔

۱۸۴ـ ترجمہ : عمرو بن یحییٰ مازنی نے اپنے باپ یحییٰ سے روایت کی کہ ایک شخص نے عبداللہ ابن زید سے کہا اور وہ عمرو بن یحییٰ کے دادا ہیں ۔ کیا تم مجھے دکھلا سکتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے وضوء فرمایا کرتے تھے ؟ عبداللہ بن زید نے کہا جی ہاں ! انھوں نے پانی منگوایا اور اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو دو مرتبہ دھویا پھر کلی کی اور ناک میں تین بار پانی ڈالا اور سنکا پھر اپنے چہرے کو تین بار دھویا پھر ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دو بار دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر پر مسح کیا ان کو آگے اور پیچھے سے گزارا جبکہ سر کے اگلے حصے سے ابتداء کی تھی پھر اپنے دونوں پاؤں کو دھویا ۔

۱۸۴ـ شرح : یہ حدیث وضوء کے مسائل پر مشتمل ہے ۔ وضوء میں شروع ہونے سے پہلے ہاتھ دھونے چاہئیں اور پانچ اقوال میں سے اول احناف کا مشہور مذہب یہ ہے

marfat.com

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ فَدَعَا بِمَآءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدِهٖ فَغَسَلَ يَدَهٗ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهٖ حَتّٰى ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

کہ وضوء کرنے سے پہلے ہاتھ دھونے سنّت ہیں، کیونکہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم جب بھی وضوء فرماتے تو ہاتھ دھو لیتے تھے۔ دُوسرا قول امام مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص ہاتھوں کی طہارت میں شک کرے اس کے لئے دھونا مستحب ہے۔ تیسرا قول امام احمد رحمہ اللہ کا ہے کہ جو کوئی رات کو نیند سے بیدار ہو اس پر ہاتھ دھونے واجب ہیں۔ دن میں بیدار ہونے والے کا یہ حکم نہیں۔ چوتھا قول امام مالک رضی اللہ عنہ کا مشہور مذہب ہے کہ جسے شک ہو کہ اس کے ہاتھ پر نجاست لگی ہُوئی ہے یا نہیں اس کے لئے ہاتھوں کو دھونا واجب ہے۔ پانچواں قول داؤد اور اس کے ساتھیوں نے کہا جو کوئی نیند سے رات کو یا دن میں بیدار ہو اس پر ہاتھوں کو دھونا واجب ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی کرنا وضوء میں سنّت ہیں اور غُسل میں فرض ہیں۔ یہ سفیان ثوری کا مذہب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ وضوء اور غسل دونوں میں مسنون ہیں ابن ابی لیلیٰ کا مذہب یہ ہے کہ یہ دونوں میں واجب ہیں۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین چلوؤں سے تین بار کلی کی اور استنشاق کیا۔ امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ وضوء میں مضمضہ اور استنشاق تین تین بار ہے اور ہر ایک کے لئے علیحدہ پانی لے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین بار مضمضہ کیا اور تین بار استنشاق کیا۔

چوتھا مسئلہ : چہرے کو تین بار دھونا ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

پانچواں مسئلہ : ہاتھوں کو دو بار دھونا۔ مسلم کی روائت میں تین بار کا ذکر ہے۔ اگرچہ وضوء کی ابتداء میں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھو لیا ہوتا ہے لیکن صحیح تر بات یہ ہے کہ اس بار انہیں کلائیوں سمیت دھویا جائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

۱۸۵ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ نَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ اَبِيْ حَسَنٍ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوْءِ النَّبِيِّ

کیونکہ ابتداء وضوء میں ہاتھوں کو دھونا فرض وضوء کے قائم مقام نہیں۔

چھٹا مسئلہ : کہنیوں تک دھونا۔ جمہور فقہا کے نزدیک کہنیاں غسل یدین میں داخل ہیں۔ دارقطنی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضوء فرماتے تو کہنیوں پر پانی بہایا کرتے تھے۔ طبرانی میں وائل بن حجر کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلائیاں دھوئیں حتیٰ کہ کہنیوں سے اُوپر تک پانی بہایا۔

ساتواں مسئلہ : سر کا مسح ہے۔ اس حدیث سے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ سارے سر کا مسح فرض ہے۔ احناف اور شوافع کے نزدیک بعض سر کا مسح فرض ہے۔ احناف کے مذہب میں بعض سے مراد چوتھائی سر ہے اس کی دلیل مغیرہ بن شعبہ کی حدیث ہے، کیونکہ قرآن مجید حق مقدار میں مجمل ہے اور مغیرہ کی حدیث اس کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا اور ناصیہ پر مسح فرمایا۔ لہٰذا ہمارے مذہب میں سر کے چوتھا حصہ سر کا مسح فرض ہے۔ لیکن ناصیہ پر مسح کرنے سے فرض ادا ہوگا۔ اگر سر کے کسی اور حصہ پر مسح کر لیا جائے تو فرض ادا نہ ہوگا۔ کیونکہ کتاب اللہ مجمل ہے مطلق نہیں اور مجمل کا بیان مغیرہ بن شعبہ کی حدیث ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مضمضہ، استنشاق اور چہرے کے دھونے میں لفظ ثلاث (تین بار) ذکر کیا اور ہاتھ دھونے میں لفظ مرتین (دو بار) ذکر کیا اور سر کے مسح اور پاؤں دھونے میں تعداد ذکر نہیں کی اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ ہر طرح جائز ہے۔ ایک ایک بار دو دو بار اور تین تین بار دھونا جائز ہے اور کم از کم ایک ایک بار دھونے سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن تین تین بار دھونا افضل و اکمل ہے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ایک ایک بار دھونا بھی اکمل و افضل ہے، کیونکہ آپ کا ہر فعل افضل ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — پاؤں کو ٹخنوں تک دھونا

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَّآءٍ فَتَوَضَّأَ لَهُمْ وُضُوْءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكْفَأَ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثَ غَرَفَاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَمَسَحَ رَأْسَهٗ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

---

۱۸۵ — ترجمہ : عمرو بن ابی حسن نے عبداللہ بن زید سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء سے متعلق پوچھا انھوں نے پانی کا برتن منگوایا اور ان کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء جیسا وضوء کیا ؛ چنانچہ برتن سے پانی اپنے ہاتھ پر ڈالا اور دونوں ہاتھ تین بار دھوئے پھر برتن میں ہاتھ داخل کیا اور کلی اور ناک میں پانی ڈالا اور سنکا یہ تین چلوؤں سے کیا پھر اپنا ہاتھ پانی میں داخل کیا اور تین بار چہرہ دھویا پھر ہاتھ پانی میں ڈالا اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے پھر ہاتھ پانی میں لے گئے اور ایک بار سر پر اس طرح مسح کیا کہ دونوں ہاتھ آگے سے گدی کی طرف لے گئے اور گدی سے اگلی طرف لائے پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے ۔

۱۸۵ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ متوضی کا وضوء کرنے کے لئے پانی طلب کرنا جائز ہے اور اس میں استعانت بھی جائز ہے اور یہ کہ ہاتھ دھونے سے پہلے ہاتھ پانی میں داخل نہ کرے اس کے بعد داخل کرنا جائز ہے اور کلی اور ناک میں پانی تین تین بار کرنا مستحب ہے اور سر کا مسح ایک مرتبہ کرنا مستحب ہے اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا ضروری ہے ۔

فَتَوَضَّأَ لَهُمْ الخ مجمل کلام ہے اور فَاَكْفَأَ عَلٰى يَدَيْهِ الخ اس اجمال کی تفصیل ہے اور فَاَكْفَأَ میں فاء تفصیلیہ ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوْءِ النَّاسِ

وَاَمَرَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَهْلَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّؤُا بِفَضْلِ سِوَاكِهٖ

۱۸۶ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَاُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَاْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْئِهٖ فَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهٖ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهُمَا اشْرَبَا مِنْهُ وَاَفْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا

باب — لوگوں کا بچا ہُوا پانی استعمال کرنا

جریر بن عبداللہ نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ ان کی مسواک سے بچے ہُوئے پانی سے وضوء کرلیں ،،

ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو تشریف لائے آپ کے پاس پانی حاضر کیا گیا تو آپ نے وضوء فرمایا اور لوگ آپ کے وضوء سے بچے ہُوئے پانی کو لینے لگے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مس کرنے لگے آپ نے ظہر کی دو رکعت پڑھیں جبکہ آپ کے آگے عصا تھا۔ ابو موسیٰ اشعری نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ منگوایا اور اس میں اپنے دونوں ہاتھ اور چہرہ انور دھویا اور اس میں کلی فرمائی۔ پھر بلال اور ابو موسیٰ سے فرمایا اس پانی سے کچھ پی لو اور کچھ اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو!

۱۸۶ — شرح : فضلِ وضوء سے مراد وہ پانی ہے جو وضوء سے فارغ ہونے کے بعد برتن میں بچ رہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ پانی ہو جو اعضاء دھوتے وقت نیچے گرے فقہاء اسے مستعمل پانی کہتے ہیں اس پانی میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ

Marfat.com

۱۸۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ وَهُوَ الَّذِيْ مَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِهٖ وَهُوَ

رضی اللہ عنہ سے اس میں تین روایات ہیں امام ابو یوسف نے آپ سے روائت کی کہ یہ پانی نجس خفیف ہے۔ حسن ابن زیاد نے روائت کی کہ یہ نجس مغلظ ہے مگر یہ روائت شاذ ہے امام محمد بن حسن نے آپ سے روائت کی کہ یہ پانی طاہر غیر طہور ہے یعنی پاک ہے کسی شئ کو پاک نہیں کر سکتا۔ یہ صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ امام شافعی کا جدید قول بھی یہی ہے۔ امام مالک کے نزدیک یہ پانی طاہر طہور ہے۔ بعض طرق میں ہے کہ جریر مسواک کرتے تھے اور اپنی مسواک کا سر پانی میں ڈبوتے تھے اور اپنے گھر والوں سے کہتے تھے کہ اس پانی سے وضو کر لو اور اس میں کوئی حرج نہ خیال کرتے تھے (عینی)

بخاری کی روائت باب سے اس طرح موافقت کرتی ہے کہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے جب کہ اس کو پانی لگے پھر اس پانی سے وضو کرے تو اس طرح وضو میں مستعمل پانی استعمال ہوگا (فتح الباری)

حدیث شریف میں اگر پانی سے وہ پانی مراد ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء طیبہ سے بہہ کر گرتا تھا تو اس کی باب سے مناسبت ہے اور اس کی دلالت مستعمل پانی کی طہارت پر ظاہر ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کرنے کے بعد برتن میں بچا ہوا پانی ہے تو اس سے مراد تبرک ہے۔ پانی بہرکیف پاک ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں دست اقدس رکھنے سے اس کی طہارت میں اور اضافہ ہوگیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور بلال رضی اللہ عنہما کو آپ کا یہ ارشاد اس پانی سے تبرک حاصل کرنے کے لئے تھا اس حدیث شریف میں اگرچہ بلال کو ذکر نہیں کیا مگر یہ روائت طویل حدیث کا حصہ ہے جو کتاب المغازی میں بخاری نے ذکر کی کہ ابو موسیٰ نے کہا میں جعرانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان دونوں صحابہ نے صرف تبرک و تیمن کے لئے اپنے چہروں اور سینوں پر یہ پانی بہایا تھا کسی مرض کی وجہ سے نہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں، کیونکہ آپ سفر میں تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحراء میں جب نماز پڑھی جائے تو نمازی اپنے آگے سترہ وغیرہ کرے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ آدم بن ابی ایاس ع۲ شعبہ بن حجاج یہ دونوں حدیث ع۹ کے اسماء میں ع۳ حکم بن عیینہ حدیث ع۱۱۷ کے اسماء میں اور ابو جحیفہ حدیث ع۱۱۱ کے اسماء میں دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

غُلَامٌ مِنْ بَنِيهِمْ وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَغَيْرِهِ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ

باب ۱۸۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنِ الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ

ترجمہ ۱۸۷ — : محمود بن ربیع نے کہا اور یہ وہی شخص ہیں جن کے منہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کی تھی جبکہ وہ بچے تھے اور ان کے کنوئیں سے پانی لیا تھا عروہ نے مسور وغیرہ سے روایت کی کہ ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی تصدیق کرتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضوء فرماتے تو لوگ آپ کے وضوء سے گرنے والے پانی کو لینے کے لئے لڑنے کو تیار ہو جاتے تھے

شرح ۱۸۷ — : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء سے گرنے والے پانی کو بطور تبرک لینے میں لوگ بہت کوشش کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑنے کو تیار ہیں۔ اس سے تبرک حاصل کرنے کی رغبت میں مبالغہ مقصود ہے ورنہ یہ مسلم ہے کہ اس کے لئے صحابہ میں حقیقتہً کبھی لڑائی نہیں ہوئی اگرچہ یہ ایسا مقام ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس قدموں کی مٹی حاصل کرنے میں جانیں قربان کی جاتی ہیں اور آپ کے حضور روحیں فداء کی جاتی ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نخامہ شریف پاک وصاف اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا اس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے چہروں پر ملتے تھے تاکہ اس کی خوشبو سے مستفید اور اس کی برکت سے مستفیض ہو سکیں (کرمانی)

اسماءِ رجال : علی بن عبداللہ بن مدینی امام ہیں۔ حدیث ۱۷۲ کے اسماء میں یعقوب بن ابراہیم بن سعد حدیث ۱۶۲ کے اسماء میں دیکھیں صالح بن کیسان ہر قسم حدیث میں دیکھیں اور محمود بن ربیع حدیث ۷۵ کے اسماء میں دیکھیں۔

باب

ترجمہ ۱۸۸ : سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میری خالہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ میرا بھانجا بیمار ہے آپ نے میرے

marfat.com
Marfat.com

أُخْتِيْ وَقَعَ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ

سر پر دستِ اقدس رکھا اور میرے لئے برکت کی دعاء فرمائی پھر آپ نے وضوء فرمایا تو میں نے آپ کے وضوء کے پانی سے کچھ پانی پیا پھر میں آپ کے پیچھے کھڑا ہوگیا اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان ڈولی کے بٹن کی طرح مہرِ نبوت دیکھی۔

۱۸۸ شرح : خَاتَم ،، کی تا مفتوح ہے یعنی وہ شئی دیکھی جو اس امر کی دلیل تھی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ابو داؤد شریف کی ،، کتاب الفتن و الملاحم صـ۲۳۴ ،، میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ،، قاضی بیضاوی نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان نشان تھا جس کی وصف پہلی کتابوں میں مذکور ہے۔ یہ ایسی علامت تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ ہی نبی موعود ہیں۔ اس مہرِ نبوت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت کی طرف بُرائی جانے سے روکی جیسے مہر شدہ شئی کی طرف کوئی دوسری چیز نہیں جاسکتی۔ دوسری احادیث میں مہرِ نبوت کی تعبیر میں مختلف الفاظ مذکور ہیں۔ مسلم کی روایت میں کبوتری کے انڈے کی طرح۔ امام احمد کی روائت میں سیب کی طرح۔ صحیح حاکم میں شعر مجتمع ،، کتاب البیہقی میں ،، مثل السلعۃ۔ شمائل میں بضعۃ ناشزۃ ،، ابھرنے والا گوشت۔ تاریخ ابن عساکر میں ،، مثل البندقہ۔ ترمذی میں ،، کالتفاحۃ ،،۔ تاریخ ابن ابی خیثمہ میں ،، شامہ سوداء ،، یعنی کالا نشان جو سبزی مائل تھا اس پہ بال تھے۔ تاریخ نیشاپوری میں ہے کہ مہرِ نبوت گول بندقہ کی طرح تھی جس میں گوشت کی صورت میں یہ لکھا ہُوا تھا محمد رسول اللہ ،، بہرحال مہرِ نبوت کی مختلف تعبیرات مروی ہیں اور اس پہ مختلف نقوش بھی مروی ہیں۔ واللہ اعلم! سائب بن یزید نے جو پانی پیا تھا وہ آپ کے مقدس اعضاء سے گرا ہُوا مستعمل پانی پیا تھا جو اطیب الطیب تھا!

اسماء رجال

: ۱ عبدالرحمٰن بن یوسف بغدادی ہیں ان کی کنیت ابو مسلم ہے ۲۲۴ ہجری میں فوت ہوئے ۲ حاتم بن اسماعیل کوفی ہیں مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے ۱۸۶ ہجری میں ہارون رشید کی خلافت میں فوت ہوئے ۳ جعد بن عبدالرحمٰن بن اوس مدنی کندی ہیں۔ انہیں مجعّد بھی کہا جاتا ہے ۴ سائب بن یزید کندی۔ انھوں نے کہا میرے والد نے مجھے ساتھ لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا جبکہ میری عمر سات برس تھی۔ ۹۱ ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ مجعّد نے کہا میں نے سائب ابن یزید کو صحت مند دیکھا انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے میری صحت اچھی ہے اور میری

* سماعت اور بصارت میں کچھ فرق نہیں آیا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غُرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ

۱۸۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ اَفْرَغَ مِنَ الْاِنَآءِ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ اَوْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفَّةٍ وَّاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثًا فَغَسَلَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَا اَقْبَلَ وَمَا اَدْبَرَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب — جس نے ایک ہی چلّو سے کلّی کی اور ناک میں پانی ڈالا

۱۸۹ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے برتن سے اپنے ہاتھوں پہ پانی ڈالا اور ان کو دھویا پھر ایک ہی چلو سے منہ دھویا یا کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ اِس طرح تین مرتبہ کیا اور ہاتھوں کو دو دو مرتبہ کہنیوں سمیت دھویا۔ سارے سر پہ مسح کیا اور ٹخنوں سمیت پاؤں کو دھویا پھر کہا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وضوء اس طرح تھا۔

۱۸۹ — شرح : اس حدیث شریف میں چہرہ دھونے کا ذکر نہیں، کیونکہ بخاری کا مقصد وہ ہے جس کا ترجمۃ الباب میں ذکر کیا ہے اور اختصاراً غسلِ وجہ کو چھوڑ دیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے وضوء میں ان افعال کو بھی ذکر کیا جن میں اختلاف ہے اور وہ ایک ہی چلّو سے کلّی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا کہنیوں سمیت ہاتھ دھونا سارے سر کا مسح کرنا اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا ہے اور چہرے کے دھونے میں کوئی اختلاف نہیں اس لئے اس کے بیان کی ضرورت نہ تھی یا مفعول محذوف ہے اور وہ "اَلْوَجْهَ" ہے یعنی پھر چہرہ دھویا اور "اَوْ مَضْمَضَ" لفظ او، واؤ کے معنی میں ہے یہ جواب اچھا ہے۔ واللہ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ مَرَّةً

۱۹۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ اَبِي حَسَنٍ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوْءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ لَهُمْ فَكَفَأَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثًا بِثَلٰثِ غَرَفَاتٍ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ فَاَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَاَدْبَرَ بِهِمَا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ

اسماءِ رجال ۱۸۹ : ع۱ مسدّد حدیث ع۱۲ کے اسماء میں دیکھیں ع۲ خالد بن عبداللہ ابن عبدالرحمٰن واسطی طحان ہیں۔ ان کی کنیت ابوالہیثم ہے۔ ذکر کیا گیا ہے کہ اُنھوں نے اپنے جسم کے وزن کی مقدار تین بار چاندی صدقہ کی۔ ۱۷۹ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ عمرو بن یحییٰ بن عمارہ مازنی انصاری ہیں۔ ان کا اور اُن کے والد یحییٰ کا ذکر حدیث ع۱۱۵ کے اسماء میں گزر رہا ہے۔

باب ایک ہی مرتبہ سر کا مسح کرنا

ترجمہ : یحییٰ نے کہا میں عمرو بن ابی حسن کے پاس موجود تھا۔ عبداللہ بن زید سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء سے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے پانی کا برتن منگوایا اور ان کے سامنے اس طرح وضوء کیا کہ اپنے ہاتھ پہ پانی گرایا اور ان کو تین بار دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور چہرہ تین بار دھویا۔ پھر ہاتھ پانی میں ڈالا اور دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دو دو مرتبہ دھوئے پھر ہاتھ پانی میں ڈالا اور سر پہ مسح یوں کیا کہ دونوں ہاتھ [illegible] گدی کی طرف اور وہاں سے آگے کی طرف لائے۔ پھر ہاتھ پانی میں لے گئے اور دونوں پاؤں دھوئے۔

۱۹۰ — شرح : اس حدیث سے ظاہر ہے کہ سر پہ مسح ایک ہی بار ہے؛ کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

۱۹۱ — حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ وَقَالَ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَرَّةً

بَابُ وُضُوْءِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهٖ وَفَضْلِ وُضُوْءِ الْمَرْأَةِ وَتَوَضَّأَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْحَمِیْمِ وَمِنْ بَیْتِ نَصْرَانِیَّةٍ

اُنھوں نے سر کے مسح کے بغیر دُوسرے اعضاء میں دو یا تین بار دھونے کا صراحۃً ذکر کیا۔ معلوم ہُوا کہ سر کا مسح ایک بار ہے اور وہیب کی روائت میں ایک بار سر کے مسح کو صراحۃً ذکر کیا ہے جس میں اس حدیث میں سر کے مسح کی وضاحت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم!

۱۹۱ — ترجمہ : موسیٰ نے خبر دی کہ ہم کو وہیب نے خبر دی کہ اُنھوں نے سر پہ ایک بار مسح کیا۔

۱۹۱ — شرح : ابو داؤد میں روائت ہے کہ شقیق بن سلمہ نے کہا میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا اُنھوں نے دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت تین تین بار دھوئے اور سر پر تین بار مسح کیا پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ اس روائت سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سر پہ تین بار مسح کرنا اختیار کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روائت میں یہی ہے مگر امام کے نزدیک ایک ہی پانی سے تین بار مسح کرے نیا پانی نہ لے جیسا کہ صاحبِ ہدایہ نے ذکر کیا ہے۔ کثیر محدثین نے کہا کہ سر کا مسح صرف ایک بار ہے اسی لئے ابو داؤد نے اپنے سُنن میں ذکر کیا کہ صحیح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ سر کا مسح صرف ایک بار ہے کیونکہ ان روایات میں وضو میں اعضاء کا تین تین بار دھونے کا ذکر ہے اور سر کا مسح مطلقاً مذکور ہے اور تعدادِ مسح کا ذکر نہیں اور حضرت عبداللہ بن زید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو بیان کیا اور کہا کہ آپ نے سر مبارک پہ ایک بار مسح فرمایا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ ایسے ہی عبداللہ بن ابی اوفی، ابن عباس، سلمہ بن اکوع اور ربیع کی احادیث میں ایک بار مسح کا ذکر ہے۔

امام بیہقی نے کہا سر پہ مسح کے تکرار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایات مذکور ہیں مگر وہ حفاظ ثقات سے مذکور روایات کے خلاف ہیں لہذا اِن سے حجت نہیں پکڑ سکتے۔ یہ احادیث جن میں تین بار سر کے مسح کا ذکر ہے ان احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں جن میں ایک بار مسح کا ذکر ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے تین بار مسح کو اس لئے مسنون کہا ہے کہ اس طرح حدیث میں مروی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ایک بار پانی سے تین بار مسح کرے۔ واللہ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

۱۹۲ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ يَتَوَضَّؤُنَ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْعًا

باب مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ وضوء کرنا، اور عورت کے وضوء سے بچے ہوئے پانی سے وضوء کرنا، حضرت عمر فاروق نے گرم پانی اور نصرانی عورت کے گھر سے وضوء کیا،

۱۹۲ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانہ میں مرد اور عورتیں اکٹھے وضوء کیا کرتے تھے۔

۱۹۲ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے ترجمہ میں مستقل دو اثر ذکر کئے ہیں اور ان دونوں سے کوئی بھی باب کے مناسب نہیں، کیونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گرم پانی سے وضوء کرنا اور نصرانی عورت کے گھر میں وضوء کرنا عورت کے ساتھ یا اس کے بچے ہوئے پانی سے وضوء کرنے پر ہرگز دلالت نہیں کرتا۔ شارح کرمانی نے کہا کہ "وَمِنْ بَيْتِ نَصْرَانِيَّةٍ" سے اگر واؤ کو حذف کر دیا جائے اور اسے ایک ہی اثر اعتقاد کر لیا جائے تو اس کی باب سے مناسبت ہو جاتی ہے کیونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ فعل کہ انھوں نے نصرانی عورت کے گھر سے وضوء کیا باب کے مناسب ہے اور پہلا فعل طرداً ذکر کر دیا اگرچہ باب کے مناسب نہیں، کیونکہ یہ دونوں عمر فاروق کے فعل ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہو یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نصرانی عورت کے گھر میں گرم پانی سے وضوء کیا اور نصرانی عورت کے جھوٹے پانی کو استعمال کرنے کا ذکر مقصود ہو اور جمیع یعنی گرم پانی کو واقعہ کا بیان کے لئے ذکر کر دیا ہو تو اس وقت ترجمہ سے مناسبت ظاہر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کی روائت میں مرد اور عورتیں حجاب سے پہلے اکٹھے وضوء کیا کرتے تھے اس میں ممانعت نہیں ہے اور حجاب کے بعد زوجات اور محارم کے ساتھ یہ روائت مختص ہوگی! واللہ اعلم!

اور جن روایات میں عورت کے وضوء سے بچے ہوئے پانی کی کراہت مروی ہے وہ کراہت تنزیہہ پر محمول ہے!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوْءَهٗ عَلَى الْمُغْمٰى عَلَيْهِ

۱۹۳ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَنَا مَرِيْضٌ لَا اَعْقِلُ فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْئِهٖ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَنِ الْمِيْرَاثُ اِنَّمَا يَرِثُنِيْ كَلَالَةٌ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْفَرَائِضِ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے وضوء کا پانی بیہوش شخص پر ڈالنا

۱۹۳ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب میں بیمار تھا اور مجھے کوئی ہوش نہ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کو تشریف لائے اور وضوء فرمایا اور اس سے بچا ہوا پانی میرے اوپر ڈالا تو میں ہوش میں آگیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری میراث کا حقدار کون ہے میں صرف کلالہ ہوں تو وراثت کی آئت کریمہ نازل ہوئی۔

۱۹۳ — شرح : کلالہ وہ ہے جس کے ماں باپ نہ ہوں اور نہ ہی اولاد ہو۔ اور میراث کی آئت یہ ہے " يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ الاية اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ پانی دم کر کے جس میں مریض کو نفع ہو اس پر ڈالنا جائز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہر بیماری کو دور کر دیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ دَافِعُ الْبَلَاءِ اور شَافِي الْاَمْرَاضِ ہیں نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگ حضرات چھوٹے لوگوں کی بیمار پرسی کو جائیں تو اچھی بات ہے۔ اگرچہ مریض کچھ نہ سمجھتا ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال : ابوالولید ہشام بن عبدالملک ابن حجاج حدیث ۱۶ کے اسماء میں دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْغُسْلِ وَالْوُضُوْءِ فِي الْمِخْضَبِ وَالْقَدَحِ وَالْخَشَبِ وَالْحِجَارَةِ

۱۹۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ قَالَ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ اِلٰى اَهْلِهٖ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَآءٌ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ اَنْ يَبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهٗ فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ قُلْنَا كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَمَانِيْنَ وَزِيَادَةً

ع۳ محمد بن منکدر تیمی قرشی تابعی ہیں۔ زہد و علم کے جامع ہیں۔ سفیان نے کہا محمد بن منکدر سچائی کی کان ہیں۔ ۱۳۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ منکدر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ماموں تھے۔ انھوں نے مائی صاحبہ سے اپنی حاجت پیش کی تو فرمایا سب سے پہلے میرے پاس جو شئی آئی وہ تمہارے پاس بھیج دوں گی آپ کے پاس دس ہزار درہم آئے تو ان کے پاس بھیج دیئے اس سے منکدر نے لونڈی خریدی تو اس کے بطن سے محمد پیدا ہوئے ع۴ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما صحابی ہیں۔ حدیث ع۳ کے اسماء میں دیکھیں۔

باب ٹب، پیالہ، لکڑی اور پتھر کے برتن میں سے غسل اور وضوء کرنا

۱۹۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے اور جس کا گھر قریب تھا وہ اپنے گھر چلا گیا اور کچھ لوگ باقی رہ گئے (جن کا گھر قریب نہ تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پتھر کا ٹب حاضر کیا گیا جس میں پانی تھا وہ بہت چھوٹا تھا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پھیل نہ سکتا تھا۔ اس برتن سے سب لوگوں نے وضوء کر لیا ہم نے انس سے کہا تم کتنے افراد تھے انھوں نے کہا ہم اسّی سے افراد سے زیادہ تھے۔

۱۹۴ — شرح : ابن بطال نے کہا اس باب کا فائدہ یہ ہے کہ جواہر ارض کے سب

marfat.com
Marfat.com

۱۹۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ

۱۹۶ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ

برتن اور اس کی نبات طاہر ہیں جبکہ ان کو نجاست نہ لگی ہو "مخضب" پتھر اور تانبے سے بنا ہوتا ہے حدیث شریف میں مذکور مخضب پتھر کا تھا چھوٹے سے برتن سے جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک بھی نہ آسکتا ہو اتنی سے زائد لوگوں کا وضو کر لینا عظیم معجزہ ہے اور یہ علامات نبوت سے ہے خشب اور قدح کا عطف ماقبل پر تفسیری ہے کیونکہ ٹب اور لکڑی کے پیالے اور پتھر دونوں سے بنائے جاتے ہیں ہیں۔ اس کے بعد والی حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے؛ چنانچہ فرمایا بِمَخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ، واللہ اعلم!

اسماء رجال

: ع۱ عبداللہ بن منیر حافظ مروزی سہمی ہیں ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے ۲۴۱ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ عبداللہ بن بکر بصری ہیں ان کی کنیت ابووہب ہے۔ بغداد میں سکونت پذیر ہوئے اور مامون کی خلافت میں ۲۸۰ ہجری کو بغداد میں ہی فوت ہوئے ع۳ حُمید، ابوحمید طویل کے بیٹے ہیں۔ نماز پڑھتے ہوئے فوت ہوئے حدیث ع۴۶ کے اسماء میں دیکھیں۔

---

۱۹۵ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا اور اس میں دونوں مقدس ہاتھ اور چہرہ انور دھویا اور اس میں کلی کر دی۔

۱۹۵ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس پانی میں کلی کی ہو اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ اس پانی کو پینا اس کو چہروں اور سینوں پر ڈالنا جائز ہے۔ حدیث ع۱۸۶ میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

اسماء رجال

: ع۱ محمد بن علاء ع۲ ابواسامہ حماد بن اسامہ ع۳ بُرید ع۴ ابوبردہ حدیث ع۴۷ کے اسماء میں دیکھیں۔

---

۱۹۶ — ترجمہ : عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہم نے پیتل کے برتن میں پانی آپ کے حضور پیش کیا آپ نے اس طرح وضو فرمایا کہ پہلے دونوں کلائیوں کو، دو بار دھویا اور سرِ مبارک پر مسح

marfat.com
Marfat.com

بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ أَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجْنَا لَهُ مَاءً فِي تَوْرٍ مِنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثًا وَيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَدْبَرَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ

۱۹۷ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ

مسح اس طرح فرمایا کہ آگے سے گدی کی طرف اور گدی سے آگے کی طرف ہاتھ مبارک لائے اور اپنے دونوں پاؤں کو دھویا۔

۱۹۶ — شرح : اس حدیث کو اس باب میں اس لئے ذکر کیا ہے کہ حدیث میں مذکور برتن پیالے کی شکل جیسا تھا یا صفر بھی پیتل کی قسم ہے۔ مقصد یہ ہے کہ دھات کی ہر قسم کے برتن میں پانی سے وضوء کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : احمد[ع۱] بن عبداللہ بن یونس کوفی شیخ الاسلام ہیں حدیث ع۲۵ کے اسماء میں دیکھیں ع۲ عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ قرشی مدنی ہیں حدیث ع۱۲۵ کے اسماء میں دیکھیں۔

۱۹۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری زیادہ سخت ہوگئی تو آپ نے ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ میرے گھر میں آپ کی بیمار پرسی ہو سب نے آپ کو اجازت دے دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری زیادہ سخت ہوگئی تو آپ نے ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ میرے گھر میں آپ کی بیمار پرسی ہو سب نے آپ کو اجازت دیدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو شخصوں کے درمیان (ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر) باہر تشریف لائے جبکہ آپ کے قدم مبارک زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔ وہ دو آدمی حضرت عباس اور ایک اور شخص تھا۔ عبیداللہ نے کہا میں نے عبداللہ

marfat.com
Marfat.com

رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَتَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْدَ مَا دَخَلَ بَيْتَهُ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ وَأُجْلِسُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ تِلْكَ حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ

ابن عباس کو یہ خبر دی تو اُنھوں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ دُوسرا شخص کون تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ اُنھوں نے کہا وہ حضرت علی تھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر داخل ہونے کے بعد فرمایا جبکہ آپ کی بیماری بہت سخت تھی۔ میرے اُوپر سات مشکیزوں سے پانی بہاؤ جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں۔ میں لوگوں کو وصیت کرنا چاہتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حفصہ رضی اللہ عنہا کے ٹب میں آپ کو بٹھایا گیا۔ پھر ہم نے ان مشکیزوں سے آپ پر پانی بہانا شروع کیا۔ حتیٰ کہ آپ اشارہ کرنے لگے کہ تم نے میرے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ پھر آپ لوگوں کے پاس تشریف لے گئے۔

۱۹۷ — شرح : جس ٹب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھایا گیا تھا وہ غالباً لکڑی کا تھا۔ آپ نے وہ اس لئے طلب فرمایا تھا کہ مریض پر جب ٹھنڈا پانی بہایا جائے تو بعض امراض میں اس کی قوت بحال ہو جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزوں میں یہ شرط رکھی کہ ان کے منہ نہ کھلے ہوں کیونکہ اس تقدیر پر پانی میں ہاتھوں کے عدمِ اختلاط سے پانی پاکیزہ اور صاف ہوتا ہے اور سات مشکیزے اس لئے فرمائے کہ سات کے عدد میں برکت ہے اور سات کا عدد عظیم ترین مخلوق اور بعض امور شریعت میں واقع ہُوا ہے اس لئے اس کی بڑی شان اور اہمیت ہے (کرمانی) اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح سات عجوہ کھجوریں کھانے کا عظیم فائدہ بیان فرمایا کہ اس روز ان کو کھانے والے پر جادو کا اثر نہ ہوگا اور انسان کے فوت ہو جانے کے بعد سات روز تک ارواح اہلِ خانہ کے گھروں میں آتی ہیں تاکہ ان کی طرف سے صدقہ کیا جائے۔ (لمعات، مرقات) امام احمد نے کتاب الزہد میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں طاؤس سے روایت کی کہ مسلمان اموات کا سات روز تک قبروں میں امتحان ہوتا ہے ان دنوں ان کی طرف سے کھانا کھلانا (صدقہ کرنا) مستحب ہے اس

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ التَّوْرِ

۱۹۸ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ عَمِّيْ يُكْثِرُ مِنَ الْوُضُوْءِ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَخْبِرْنِيْ كَيْفَ رَاَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَّاءٍ فَكَفَاَ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاغْتَرَفَ بِهَا فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدَيْهِ مَاءً فَمَسَحَ رَاْسَهٗ فَاَدْبَرَ بِيَدَيْهِ وَاَقْبَلَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوا اور شفاء کی غرض سے مریض پر پانی بہانا بہتر ہے۔ اہلِ تشیع کہتے ہیں کہ ام المؤمنین نے دوسرے شخص کا نام اس لئے ذکر نہیں کیا کہ وہ حضرت علی تھے مگر یہ زعم غلط ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طرف تو حضرت عباس آخر تک مسجد میں جانے تک رہے اور دوسری طرف کبھی حضرت فضل بن عباس ہوتے کبھی حضرت اسامہ بن زید ہوتے جیسا کہ دوسری روایات میں ہے اور کبھی حضرت علی ہوتے تھے اس لئے ام المؤمنین نے عدم تعین کی بناء پر خصوصی طور پر نام ذکر نہ کیا تھا۔ نسائی شریف "اَلتَّوْقِيْتُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُقِيْمِ" کے باب میں شریح سے روایت ہے کہ انھوں نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے فرمایا علی کے پاس جاؤ وہ اس کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اگر حضرت علی کا نام کسی بغض کی وجہ سے نہ لیا تھا تو یہاں کس لئے ان کا نام لے کر ان کی تعریف کی؟

اسماء رجال : ع۱ ابوالیمان حکم بن نافع ع۲ شعیب ع۳ زہری ع۴ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ حدیث ع۶ کے اسماء میں دیکھیں ع۵ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

باب ۱۹ — پتھر کے برتن سے وضوء کرنا

۱۹۸ — ترجمہ : یحییٰ نے کہا میرے چچا صاحب جو زیادہ وضوء کیا کرتے تھے

marfat.com
Marfat.com

۱۹۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا بِاِنَاءٍ مِنْ مَّاءٍ فَاُتِیَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِیْہِ شَیْءٌ مِنْ مَّاءٍ فَوَضَعَ اَصَابِعَہٗ فِیْہِ قَالَ اَنَسٌ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَی الْمَاءِ یَنْبَعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ قَالَ اَنَسٌ فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّاَ مَا بَیْنَ السَّبْعِیْنَ اِلَی الثَّمَانِیْنَ

نے عبداللہ بن زید سے کہا مجھے خبر دو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نے کیسے وضوء کرتے دیکھا۔ عبداللہ بن زید نے پانی کا چھوٹا برتن منگوایا اور اپنے ہاتھوں پر اُسے مائل کرکے ان کو تین بار دھویا پھر اس میں ہاتھ داخل کیا اور ایک ہی چلو سے تین بار کلی کی اور ناک میں پانی داخل کرکے سُنکا پھر ہاتھ اس میں لے گئے اور چلو بھر کر اپنے چہرہ کو تین بار دھویا پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دو دو بار دھوئے اور پھر دونوں ہاتھوں سے پانی لیا اور اپنے سر کا مسح اس طرح کیا کہ پہلے ان کو آگے سے سر کے پچھلے حصّے کی طرف لے گئے اور پیچھے سے آگے لائے پھر دونوں پاؤں دھوئے اور کہا اس طرح میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء کرتے دیکھا ہے۔

۱۹۸ — شرح : باب مسح الراس کلہ میں یہ حدیث گزری ہے۔ وہاں عبداللہ بن زید سے سوال کرنے والا عمرو بن یحییٰ کا دادا ذکر کیا ہے اور اس حدیث میں سائل یحییٰ کا چچا ذکر کیا ہے مگر اس میں مخالفت نہیں، کیونکہ وہ ماں کی طرف سے دادا اور باپ کی طرف سے چچا تھا اور ایسا ہو سکتا ہے۔ باقی حدیث کی تفصیل حدیث ع۱۸۴ کے تحت ہے۔

اسماء رجال : ع۱ خالد بن مخلد حدیث ع۶۱ کے اسماء میں دیکھیں۔ ع۲ سلیمان بن بلال کی کنیت ابو محمد ہے وہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ حدیث ع۸ کے اسماء میں دیکھیں ع۳

---

۱۹۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا برتن طلب فرمایا تو کشادہ پیالہ جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ کو پیش کیا گیا۔ آپ نے اس میں اپنی مقدس انگلیاں رکھ دیں۔ انس نے کہا میں پانی کو دیکھ رہا تھا کہ آپ کی پیاری انگلیوں سے نکل رہا تھا۔ انس نے کہا میں نے ستر سے اسّی تک وضوء کرنے والوں کا اندازہ لگایا تھا۔

۱۹۹ — شرح : اس حدیث شریف میں اگرچہ "تور" کا ذکر نہیں مگر جوہری نے کہا کہ تور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْوُضُوْءِ بِالْمُدِّ

۲۰۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْنُ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ اَوْكَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰى خَمْسَةِ اَمْدَادٍ وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ

وہ برتن ہے جس سے پانی پیا جاتا ہے۔ کشادہ پیالہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ بَابُ الْغُسْلِ وَالْوُضُوْءِ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسی اور اس سے زیادہ اشخاص کی روائت کی ہے اور علاماتِ النبوۃ میں تین سو کے قریب ذکر کئے ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم پندرہ سو ساتھی تھے مگر ان روایات میں تضاد نہیں کیونکہ مختلف مقامات میں مختلف واقعات ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک عدد کا ذکر دوسرے اعداد کے منافی نہیں ہوتا ہے یہ حدیث علامات نبوت سے ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہے اس سے متعلق کچھ حدیث ع ۱۶۸ باب اِلْتِمَاسُ الْوُضُوْءِ میں ذکر ہو چکا ہے۔

اسماء رجال

: ع۱ حماد بن زید بن درہم بصری حدیث ع ۳۰ کے اسماء میں دیکھیں

ع۲ ثابت بن اسلم بن محمد بنانی بصری ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نیک لوگوں میں سے ثابت بنانی ہیں وہ خیر کی کنجی ہیں ۱۲۳ ہجری میں فوت ہوئے وہ بہت بڑے تابعی بہت بڑے زاہد اور بصرہ کے محدث ہیں۔

باب — ایک مُدّ (ایک سیر) پانی سے وضوء کرنا

۲۰۰ — ترجمہ : ابن جبر نے خبر دی کہ میں نے انس کو یہ کہتے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع سے پانچ مُدّ تک پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے اور ایک مُدّ پانی سے وضوء فرماتے تھے۔

۲۰۰ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے غسل فرماتے تھے اور کبھی اس سے زیادہ پانی پانچ مُدّ بھی غسل میں استعمال فرما لیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ غسل میں پانی کی مقدار معیّن نہیں پانی تھوڑا ہو یا زیادہ جب اس سے مکمل غسل ہو جائے کافی ہے۔ غسل کی حاجت کے اختلاف سے پانی کی مقدار مختلف ہو سکتی ہے اس باب میں روایات مختلف ہیں۔ ابوداؤد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ذکر کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع سے غسل فرماتے تھے اور ایک مُدّ سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

۲۰۱ — حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حدثنی عَمْر�و قَالَ حدثنی ابو النضر عن ابی سَلَمَةَ بن عبد الرحمٰن عن عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَاَلَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ اِذَا حَدَّثَكَ شَيْئًا سَعْدٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْاَلْ عَنْهُ غَيْرَهٗ وَقَالَ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ اَخْبَرَنِیْ اَبُو النَّضْرِ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ سَعْدًا فَقَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَهٗ

وضوء کر لیا کرتے تھے اور حاکم نے مستدرک میں عبداللہ بن زید سے روائت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو تہائی مُد پانی سے وضوء فرمایا اور اپنی کلائیوں کو ملتے تھے۔ حاکم نے اس حدیث کو حسن و صحیح کہا۔ مسلم کی روائت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل فرماتے تھے جس میں تین مُد پانی کی گنجائش تھی۔ ایک دوسری روائت میں ہے کہ ام المؤمنین پانچ مکاکیک سے غسل اور ایک مکوک سے وضوء فرماتی تھیں۔ معلوم ہُوا کہ وضوء اور غسل کے پانی میں کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ مد میں دو رطل اور صاع میں آٹھ رطل ہوتے ہیں۔ ابن عدی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت کی۔ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّاُ بِمُدٍّ رِطْلَيْنِ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ ثَمَانِيَةِ اَرْطَالٍ" دارقطنی نے حضرت انس سے اس روائت کو ذکر کیا ہے مکوک مُد کو کہتے ہیں یہی مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ایک رطل تقریباً آدھ سیر مد یا مکوک ایک سیر وزنی ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے ایک صاع میں تقریباً چار سیر پانی کی گنجائش ہوتی ہے۔

اسماء رجال

: ۱ ابونُعیم فضل بن دُکین ہیں حدیث ۴۹ کے اسماء میں دیکھیں ۲ مِسعر ابن کِدام ہلالی عامری کوفی ہیں۔ ان کی کنیت ابوسلمہ ہے۔ نعیم نے کہا مِسعر اپنی حدیث میں بہت شک کیا کرتے تھے۔ اعمش نے کہا مِسعر کا شیطان اسے ضعیف کرنا چاہتا ہے اور انہیں حدیث میں شکوک و شبہات ڈالتا رہتا ہے۔ شُعبہ نے کہا مِسعر کو اس کی سچائی کے باعث مُصحف کہتے تھے۔ احمد نے کہا مِسعر کی حدیث سچی حدیث ہے۔ ابراہیم بن معدل نے کہا جب شعبہ اور سفیان کسی شئ میں شک کریں تو کہتے تھے

marfat.com
Marfat.com

ہمارے ساتھ میزان مسعر کے پاس چلو گویا کہ وہ مسعر کو ترازو کہا کرتے تھے۔ ۱۵۵ ہجری میں فوت ہوئے ۳ عبد ابن جبر وہ عبداللہ بن عبداللہ بن جبر ہیں۔ حدیث ۱۶ کے اسماء میں دیکھیں۔

موزوں پر مسح کرنا

۲۰۱ — ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے موزوں پر مسح فرمایا : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس سے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا ہاں جب سعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شئ کی تجھے خبر دے تو اس سے متعلق کسی اور کو مت پوچھ۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھے ابوالنضر نے خبر دی کہ ابوسلمہ نے ان کو خبر دی کہ سعد اور عمر فاروق نے عبداللہ بن عمر سے اس طرح ذکر کیا ہے۔

۲۰۱ — شرح : اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ موزوں پر مسح جائز ہے۔ اس کا منکر بدعتی گمراہ ہے۔ خوارج کے نزدیک مسح جائز نہیں۔ عام فقہاء اور صحابہ کرام کے نزدیک موزوں پر مسح جائز ہے۔ روافض کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے ستر بدری صحابہ کو دیکھا وہ سب موزوں پر مسح کرتے تھے اسی لئے امام ابوحنیفہ نے موزوں پر مسح کرنے کو اہل سنت و جماعت کی شرط قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ ہم شیخین (ابوبکر و عمر) کو سب پر فضیلت دیتے ہیں ختنین (عثمان و علی) سے محبت کرتے ہیں۔ موزوں پر مسح کو جائز کہتے ہیں اور نبیذ جر کو حرام نہیں کہتے۔ ایک روایت میں ہے کہ دوپہر کے سورج کی مثل میرے پاس موزوں پر مسح کی احادیث آئی تو میں نے مسح کے جواز کا قول کیا اس کا انکار کرنا صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کو خطاء کی طرف منسوب کرنا ہے اور یہ بدعت ہے اسی لئے کرخی نے کہا جو موزوں پر مسح جائز نہ جانے مجھے اس پر کفر کا ڈر ہے۔ بعض علماء نے کہا سورۂ مائدہ کے نزول سے مسح منسوخ ہوگیا کیونکہ مائدہ مدنی ہے اور موزوں پر مسح پہلے کا مشروع ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا حالانکہ وہ سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے تھے اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جریر کی حدیث بہت پسند تھی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جریر کا اسلام بہت متاخر تھا۔ اس لئے ان کی حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ اسی لئے ابن عباس نے موزوں پر مسح کے عدم جواز سے رجوع کر لیا تھا۔ حضرت سعد اور ابن عمر نے موزوں پر مسح میں اختلاف کیا جبکہ وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اکٹھے ہوئے تو سعد بن ابی وقاص نے عبداللہ بن عمر سے کہا تم موزوں پر مسح سے انکار کرتے ہو اپنے والد سے پوچھ لو۔ سیدنا عمر فاروق نے فرمایا ہاں موزوں پر مسح جائز ہے۔ اگرچہ بیت الخلاء میں جاؤ۔

marfat.com
Marfat.com

۲۰۲ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدِ الْحَرَّانِيُّ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اَبِيْهِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِاِدَاوَةٍ فِيْهَا مَآءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهٖ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھے ابو النضر نے ابوسلمہ سے اس طرح کی خبر سعد ابن عمر اور عمر فاروق سے دی۔ عمر فاروق نے اپنے بیٹے کو ملامت کرتے ہوئے کہا جب تم کو سعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خبر دے تو اس کے علاوہ کسی اور سے مت پوچھو۔ قولہ اِنَّ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ سَعْدًا میں اَنَّ کی خبر محذوف ہے یعنی اَنَّ سَعْدًا اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال

: ع۱ اَصْبَغ بن فرج کی کنیت ابو عبداللہ ہے بہت بڑے فقیہہ قرشی مصری اموی ہیں۔ ۲۲۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابن یونس نے کہا وہ مسجد کے خادموں کی اولاد میں سے ہیں کیونکہ بنو امیہ مسجد کی خدمت کے لئے غلام خریدا کرتے تھے یہ ان کی اولاد میں سے ہیں۔

ع۲ ابن وہب وہ عبداللہ بن وہب بن مسلم قرشی مصری ہیں اہل مصر میں ان سے بڑا کوئی محدث نہ تھا حدیث ع۶۹ کے اسماء میں دیکھیں ع۳ عمرو بن حارث مؤدب انصاری مصری ہیں ان کی کنیت ابو امیہ ہے قاری فقیہہ ہیں ابو زرعہ نے کہا ان کے زمانہ میں حفظ میں ان کی نظیر نہیں۔ ابن بکیر نے کہا میں مدینہ منورہ میں آیا اور امام مالک سے ملاقات کی انھوں نے کہا تم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا مصر سے آیا ہوں کہا "دُرَّةُ الْغَوَّاص" کا کیسا حال ہے میں نے کہا وہ کون ہے؟ امام مالک نے کہا وہ عمرو بن حارث ہے۔ درۃ الغواص کا معنی ہے غوطہ زن لوگوں کا موتی۔ پھر کہا عمرو بن حارث پھر کہا عمرو بن حارث ۱۴۸ ہجری کو مصر میں فوت ہوئے ع۴ ابو النضر سالم بن ابی امیہ قرشی مدنی ہیں عمر بن عُبَیْد اللہ تیمی کے آزاد کردہ غلام اور ان کے کاتب تھے ۱۲۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۵ ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف قرشی مدنی ہیں۔ بہت بڑے فقیہہ اور خوبصورت تھے گویا کہ ان کا چہرہ دینار تھا۔ ۹۴ ہجری میں فوت ہوئے ع۶ سعد بن ابی وقاص حدیث ع۲۸ کے اسماء میں دیکھیں۔

۲۰۲ — ترجمہ: عُروہ بن مُغیرہ نے اپنے باپ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ قضاء حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے اور مغیرہ پانی کا لوٹا لے کر آپ کے پیچھے گئے اور آپ کو پانی پیش کیا جبکہ آپ

marfat.com
Marfat.com

۲۰۳ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَتَابَعَهُ حَرْبٌ وَاَبَانُ عَنْ يَحْيٰى

۲۰۴ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى عِمَامَتِهٖ وَخُفَّيْهِ وَتَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرٍو وَرَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قضاء حاجت سے فارغ ہوئے پھر آپ نے وضوء کیا اور موزوں پر مسح فرمایا۔

۲۰۳ — : ترجمہ : جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے روائت ہے کہ ان کے باپ عمرو بن امیہ ضمری نے ان کو خبر دی کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ حرب بن شداد اور ابان بن یحیٰی نے اس کی متابعت کی۔

۲۰۲ - ۲۰۳ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا اور پاؤں نہ دھوئے ان پر مسح فرمایا جیسا کہ دوسری روایات میں مذکور ہے، کیونکہ غسل اور مسح میں اجتماع نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں کی خدمت ان کی اجازت کے بغیر بھی جائز ہے اور وضوء میں استعانت جائز ہے۔

اسماء رجال : ع۱ عمرو بن خالد بن فروخ حرانی کی کنیت ابوالحسن ہے ع۲ لیث اور یحیٰی بن سعید حدیث ع۱۴۲ کے اسماء میں دیکھیں ع۳ سعد بن ابراہیم ابن عبدالرحمٰن بن عوف تابعی ہیں ع۴ نافع بن جبیر بن مطعم بھی تابعی ہیں۔ ع۵ عروہ بن مغیرہ بھی تابعی ہیں۔ تینوں حدیث ع۱۸۱ کے اسماء میں دیکھیں۔

ابونعیم بن دکین حدیث ع۲۰۰ کے اسماء میں اور شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی، یحیی بن ابی کثیر تابعی اور ابوسلمہ عبداللہ ابن عبدالرحمٰن بن عوف حدیث ع۱۱۲ کے اسماء میں دیکھیں۔

۲۰۴ — ترجمہ : جعفر بن عمرو نے اپنے باپ عمرو سے روائت کی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ

۲۰۵ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا

کو عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا معمر نے یحییٰ سے اُنہوں نے ابوسلمہ سے اُنھوں نے عمرو سے اس کی متابعت کی کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا۔

۲۰۴ — شرح : ابن بطال نے کہا اصیلی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں عمامہ کا ذکر کرنا اوزاعی کی غلطی ہے کیونکہ اس کی شیبان نے یحییٰ سے روائت کی اور عمامہ کو ذکر نہ کیا اور حرب اور ابان نے اس کی متابعت کی ہے اور ان تینوں نے اوزاعی کی مخالفت کی ہے۔ لہٰذا جماعت کو کو واحد پر غلبہ دینا ضروری ہے اور معمر کا اوزاعی کی متابعت کرنا مرسل ہے اس میں عمامہ کا ذکر نہیں ؛ چنانچہ عبدالرزاق نے معمر سے اس نے یحییٰ سے اس نے ابوسلمہ سے اس نے عمر سے روائت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا۔ اسی طرح مصنف عبدالرزاق میں ہے اور اس میں عمامہ کا ذکر نہیں اور ابوسلمہ کی عمرو سے سماعت نہیں اس نے عمر کے بیٹے جعفر سے سُنا ہے۔ لہٰذا یہ بھی حجت قائم نہیں ہوسکتی عمامہ پر مسح کرنے میں علماء کا اختلاف ہے امام احمد کے نزدیک عمامہ پر مسح کافی ہے جبکہ کمال طہارت کے بعد عمامہ پہنا ہو جیسے موزوں پر مسح میں ہے جو علماء عمامہ پر مسح کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَامْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ ، اور جو شخص عمامہ پر مسح کرے اسے یہ نہ کہا جائے گا کہ اُس نے سر پہ مسح کیا ہے اور اگر چہرہ پر پردہ ہو اور تیمم کی صورت میں پردہ پر مسح کیا جائے تو تیمم نہ ہوگا۔ یہی حال سر کا ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ عبدان عبداللہ بن عثمان عتکی کا لقب ہے ع۲ عبداللہ یہ عبداللہ ابن مبارک مروزی شیخ الاسلام ہیں دونوں کو حدیث ع۵ کے اسماء میں دیکھیں ع۳ اوزاعی کا نام عبدالرحمٰن ہے جلیل القدر امام ہیں حدیث ع۶ کے اسماء میں دیکھیں ع۴ یحییٰ بن ابی کثیر ع۵ ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن ع۶ معمر بن راشد تینوں کا ذکر ہو چکا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْ لَحْمِ الشَّاةِ وَالسَّوِيقِ وَأَكَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَحْمًا فَلَمْ يَتَوَضَّؤُا

۲۰۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ

باب — جب دونوں پاؤں کو موزوں میں داخل کیا جبکہ وہ پاک ہوں

۲۰۵ — ترجمہ : عروہ بن مغیرہ نے اپنے باپ مغیرہ سے روایت کی کہ میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں نے (وضوء کے وقت) آپ کے موزے اُتارنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا دَعْهُمَا ان دونوں کو چھوڑ دو میں نے پاؤں کو صاف کر کے ان میں داخل کیا تھا اور ان پر مسح کیا۔

۲۰۵ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ موزوں پر مسح جائز ہے جبکہ پاؤں کو دھو کر ان میں داخل کیا ہو۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ موزے پہننے سے پہلے طہارت شرط ہے لہٰذا اگر پاؤں دھو کر موزے پہنے اور پھر باقی اعضاء دھوئے۔ تو ان پر مسح جائز نہ ہوگا۔ احناف کے نزدیک حدث کے وقت طہارت کاملہ کا ہونا شرط ہے۔ لہٰذا جب پاؤں دھو کر موزے پہنے اور پھر باقی اعضاء دھوئے اس کے بعد حدث لاحق ہُوا تو ان پر مسح جائز ہے۔ مذکورہ حدیث شریف احناف کے مخالف نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے موزے پہنے میں جبکہ قدم طاہر تھے معلوم ہُوا کہ مسح کے جواز کے لئے طہارت شرط ہے۔ پہننے کے وقت طہارت ہو یا حدث کے وقت طہارت ہو، اس کو پہننے کے وقت سے مقید کرنا زائد امر ہے جو عبارت سے مفہوم نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ عالم کی خدمت کرنی چاہیئے اور خادم کو چاہیئے کہ جس خدمت کی ضرورت ہو اس کو خود بخود پہچان لے اس کے حکم کا منتظر نہ رہے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ اشارہ سے فہم ممکن ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال ع۱ زکریا بن ابی زائدہ کوفی ہیں ع۲ عامر شعبی تابعی ہیں اُنھوں نے کہا میں نے پانچ سو سے زیادہ صحابہ سے ملاقات کی سب یہی کہتے تھے کہ علی، طلحہ اور زبیر جنتی ہیں حدیث ع۴۹ کے اسماء میں دونوں مذکور ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

۲۰۷ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَى السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

باب جس نے بکری کا گوشت اور ستو کھانے کے بعد وضوء نہ کیا

ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گوشت کھایا اور وضوء نہ کیا

۲۰۶ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضوء نہ کیا۔

۲۰۷ — ترجمہ: جعفر بن عمرو بن اُمیہ نے خبر دی کہ ان کے باپ عمرو نے ان کو خبر دی کہ ان کے باپ عمرو نے ان کو خبر دی کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ بکری کے شانہ سے گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے کہ اچانک آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا۔ آپ نے چھری پھینکی اور نماز پڑھی اور وضوء نہ فرمایا۔

۲۰۶ — ۲۰۷ — شرح: باب کے ترجمہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ گوشت اور ستو کھانے کے بعد وضوء نہ کرنے پر اجماع سکوتی ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ گوشت یا جس چیز کو آگ نے مس کیا ہو کے کھانے سے وضوء نہیں جاتا اور ان کے کھانے کے بعد وضوء واجب نہیں۔ یہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے اور جو بعض احادیث میں وارد ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شئ کو آگ نے متغیر کر دیا ہو اس کے کھانے کے بعد وضوء کرو وہ احادیث منسوخ ہیں، کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ مَضْمَضَ مِنَ السَّوِيْقِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

۲۰۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلٰى بَنِيْ حَارِثَةَ اَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَآءِ وَهِيَ اَدْنٰى خَيْبَرَ فَصَلّٰى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَمَرَ بِهٖ فَثُرِّيَ فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

ہے کہ ان دونوں سے آخری امر یہ ہے کہ جس چیز کو آگ نے مس کیا ہو اس کے کھانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء نہیں فرمایا۔ اس حدیث کو امام طحاوی، ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ۱ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ اور آپ کے بعد سارے لوگوں سے افضل ہیں۔ آپ کے والد ابوقحافہ عثمان ہیں اور والدہ اُمّ الخیر بنت صخر ہیں اُن دونوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ کو عتیق بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ کا چہرہ خوبصورت تھا یا اس لئے کہ آپ دوزخ کی آگ سے آزاد ہیں یا آپ کے نسب میں کوئی ایسی شئی نہیں جو معیوب ہو تمام لوگوں سے پہلے آپ نے ہی اسلام قبول کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تمام جنگوں میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ پھر مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور عہدِ خلافت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کی مدت کو پہنچے تو ۱۳ ہجری میں وفات پا گئے جبکہ آپ کی عمر ۶۳ برس تھی اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ شریفہ میں مدفون ہوئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو بیالیس احادیث روایت کی ہیں جن میں سے بخاری نے سترہ احادیث ذکر کی ہیں۔ آپ کے فضائل کا احاطہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

باب جس نے ستو کھا کر کلی کی اور وضوء نہ کیا

۲۰۸ — ترجمہ : سوید بن نعمان نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

۲۰۹ — حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنْ بُکَیْرٍ عَنْ کُرَیْبٍ عَنْ مَیْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکَلَ عِنْدَهَا کَتِفًا ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ

خیبر کی فتح کے سال باہر گئے حتیٰ کہ جب صہباء پہنچے اور وہ خیبر کے قریب ایک مقام ہے تو آپ نے عصر کی نماز پڑھی پھر کھانے کا توشہ دان منگوایا تو صرف ستو حاضر کئے گئے اور آپ کے حکم سے بھگوئے گئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھائے اور ہم نے بھی کھائے پھر آپ نماز مغرب کے لئے اُٹھے اور کلی فرمائی ہم نے بھی کلی کی پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضوء نہ فرمایا۔

ترجمہ : ۲۰۹ — ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس شانہ کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضوء نہ فرمایا۔

شرح : ۲۰۸ — ۲۰۹ — علامہ خطابی نے "اعلام" میں کہا کہ ستو کھانے کے بعد وضوء کئے بغیر نماز پڑھنا اس امر کی دلیل ہے کہ جس شئی کو آگ نے مس کیا ہو جیسے ستو یا آگ نے پکایا ہو جیسے گوشت وغیرہ سے وضو کرنے کا حکم منسوخ ہے یا وضوء کرنا مستحب ہے یا لغوی وضوء پر محمول ہے۔ یعنی ہاتھ دھوئے اور کلی کی۔

اسماء رجال

: بُشیر بن یسار حارثی مدنی ہیں بہت بڑے فقیہہ تھے۔ اُنھوں نے اکثر صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے ع۲ سُوَید بن نُعمان انصاری اَوسی مدنی بیعت رضوان کرنے والوں میں سے ہیں۔ اُنھوں نے سات احادیث روائت کی ہیں۔ بخاری نے صرف ایک یہی حدیث ذکر کی ہے۔

خیبر کی جنگ سات ہجری میں لڑی گئی جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم فتح نصیب ہوئی خیبر مشہور شہر ہے۔ مدینہ منورہ سے شام کی سمت میں چار مراحل پر واقع ہے اور صہباء خیبر کی نچلی طرف اس کے بہت قریب ہے۔

ع۲ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حدیث ع۱ کے اسماء میں دیکھیں

ع۳ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حدیث ع۱۵۹ کے اسماء میں دیکھیں۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ هَلْ يُمَضْمِضُ مِنَ اللَّبَنِ

۲۱۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ وَقُتَيْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ اَنَّ لَهٗ دَسَمًا تَابَعَهٗ يُوْنُسُ وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ النَّوْمِ

وَمَنْ لَمْ يَرَ مِنَ النُّعْسَةِ وَالنُّعْسَتَيْنِ اَوِ الْخَفْقَةِ وُضُوْءًا

باب کیا دودھ پی کر کلّی کی جائے؟

۲۱۰ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ پیا اور کلّی کی۔ اور فرمایا اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ عقیل کی یونس اور صالح بن کیسان نے زُہری سے روایت کرنے میں متابعت کی ہے۔

۲۱۰ — شرح: سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم دودھ پی کر کلی کرنے کا سبب یہ بیان کیا کہ دودھ میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ جن حدیثوں میں کلی کرنے کا حکم ہے وہ امر استحبابی ہے وجوبی نہیں۔ اس کی دلیل ابوداؤد کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ پیا اور کلّی نہ فرمائی اور نہ ہی وُضوء کیا اور نماز پڑھی۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حسن اسناد سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ پیا اور کلی نہ کی اور نہ ہی وضوء کیا۔

(اس حدیث کے تمام راویوں کا ذکر ہو چکا ہے)

باب — نیند سے وضوء کرنا

اور جس نے ایک دو بار اونگھنے یا ایک بار جھونکا لینے سے وضوء نہ کیا

marfat.com
Marfat.com

۲۱۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَيُصَلِّيْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهٗ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهٗ

۲۱۲ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَعَسَ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَنَمْ حَتّٰى يَعْلَمَ مَا يَقْرَأُ

---

۲۱۱ ـ ترجمہ : ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی اونگھے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو تو سو جائے حتی کہ اس سے نیند جاتی رہے ؛ کیونکہ کوئی جب نماز پڑھے حالانکہ وہ اونگھ رہا ہو تو وہ معلوم نہیں کرتا کہ استغفار کر رہا ہے یا اپنے آپ کو گالی دے رہا ہے۔

۲۱۱ ـ شرح : یعنی جب نیند کا غلبہ ہو تو مصلی کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ استغفار کر رہا ہے یا اپنے آپ کو گالیاں دے رہا ہے حالانکہ وہ استغفار کی اُمید کرتا ہے۔ نَعُسَہ ،، حواس میں فتور کا آجانا ہے۔ نعاس ہلکی سی نیند ہے۔

۲۱۲ ـ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی نماز میں اونگھے تو سو جائے حتی کہ وہ معلوم کرے کہ کیا پڑھ رہا ہے۔

۲۱۲ ـ شرح : اس باب میں تین اشیاء ہیں۔ نیند، اونگھ اور جھونکا۔ جس نے کہا نفسِ نیند حدث ہے اس کے نزدیک اونگھ سے وضوء واجب ہو جاتا ہے اور جس نے کہا نفس نیند حدث نہیں اس کے نزدیک اونگھ سے وضوء واجب نہیں اور جھونکا سے متعلق ابن عباس نے کہا کہ ہر نائم پر وضوء واجب ہے مگر ایک آدھ جھونکے سے وضوء واجب نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ

۲۱۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو ابْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ قُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قَالَ يُجْزِيْ اَحَدَنَا الْوُضُوْءُ مَالَمْ يُحْدِثْ

نے ان تینوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ باب النوم سے نیند کی طرف اشارہ کیا اور نعسہ اور نعستین سے اس طرف اشارہ کیا کہ ایک دو بار اونگھنے سے وضوء نہیں جاتا اگر ایک پہ زیادہ ہو جائے تو وضوء جاتا رہتا ہے۔ تمام فقہا کا اس پہ اتفاق ہے کہ قلیل نیند جس سے عقل زائل نہ ہو وضوء کی ناقض نہیں اور جب نماز کی حالت میں سو جائے یا نماز سے باہر رکوع و سجود اور قیام و قعود جیسی حالت میں سو جائے تو وضوء ناقض نہ ہوگا اور یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

اسماء رجال : ابو معمر[ع۱]، عبدالوارث[ع۲] حدیث ع۷۳ کے اسماء میں دیکھیں
ایوب سختیانی[ع۳] ع۴ ابوقلابہ حدیث ع۱۵ کے اسماء میں دیکھیں۔

باب حَدَث کے بغیر وُضُوء کرنا

۲۱۳ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے وضوء فرمایا کرتے تھے۔ عمرو بن عامر نے کہا میں نے انس سے کہا کہ تم (صحابہ کرام) کیسے کرتے تھے۔ انس نے کہا ہم میں سے کسی کو بھی ایک ہی وضوء کافی ہوتا جب تک وہ بے وضوء نہ ہوتا۔

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ ہر فرض نماز کے لئے وضوء فرمایا کرتے تھے اور کبھی تجدید وضوء فرما لیا کرتے تھے۔ حدیث نمبر ۲۰۶، ۲۰۹ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

اسماء رجال : ع۱ محمد بن یوسف حدیث ع۱۵۴ کے اسماء میں دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

۲۱۴ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُوَيْدُ بْنُ

ابو عبداللہ سُفیان ثوری کوفی

کبیر امام عالم ربانی ہیں چھ مذاہب متبوعہ میں سے صاحبِ مذہب ہیں۔ ان کے بلند مرتبہ اور علمی مقام پر فائز ہونے ان کے کثرتِ علوم اور دینی صلابت پر سب کا اتفاق ہے۔ وہ حق پر قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے۔ اپنے دادے ثور کی طرف منسوب ہیں۔ کوفی تبع تابعی ہیں۔ ابو عاصم نے کہا سفیان ثوری حدیث میں امیر المؤمنین ہیں۔ ابن مبارک نے کہا میں نے گیارہ سو مشائخ سے احادیث لکھیں۔ سفیان ثوری ان سب سے افضل تھے۔ یحییٰ بن معین نے کہا جو کوئی ثوری کی مخالفت کرے قول ثوری کا معتبر ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا میں ثوری کے بچوں میں سے ہوں۔ وہیب ثوری کو حفظ میں امام مالک پہ ترجیح دیتے تھے۔ روایت ہے کہ خلیفہ ابو جعفر نے جب مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا تو اپنے آگے پھانسی پہ لٹکانے والوں کو مکہ بھیج دیا اور اُن سے کہا جب سُفیان کو دیکھو تو انہیں پھانسی پہ لٹکا دو۔ ان لوگوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر پھانسی نصب کر دی اور سُفیان کو بلایا گیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سُفیان کا سر فضل بن عیاض کی گود میں اور پاؤں ابن عُیینہ کی گود میں ہیں۔ اُنھوں نے کہا اے ابا عبداللہ ہمارے دشمنوں کو خوش نہ کریں۔ سفیان کعبہ کے پردوں کے پاس گئے اور انہیں پکڑ کر کہا اگر ابو جعفر مکہ میں داخل ہو تو میں ان سے بری الذمہ ہوں۔ یہ کہنا تھا کہ ابو جعفر مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے مرگیا۔ پھر سفیان بصرہ میں چلے گئے اور وہیں ایک سو ساٹھ ہجری میں وفات پاگئے اور عشاء کے وقت مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ع۳ عمرو بن عامر انصاری کوفی ثقہ ہیں۔

---

۲۱۴ — ترجمہ: سُوید بن نُعمان نے بیان کیا کہ ہم خیبر کی فتح کے سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب صہباء پہنچے تو آپ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کھانا طلب فرمایا تو ستو پیش کئے گئے۔ وہ ہم نے کھائے اور پیئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور کلی کی پھر ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور وضوء نہ کیا

۲۱۴ — شرح: ہر نماز کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وضوء واجب نہ تھا اسی لئے فتح خیبر کے بعد نمازیں پڑھیں اور سیدنا عمر فاروق

marfat.com

Marfat.com

النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا صَلّٰى دَعَا بِالْأَطْعِمَةِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى لَنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

رضی اللہ عنہ کے استفسار پر فرمایا اے عمر میں نے قصداً ایسا کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک وضوء سے جب تک حدث لاحق نہ ہو کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔ واللہ اعلم!

حدیث ع۲۰۸ "بَابُ مَنْ مَضْمَضَ مِنَ السَّوِيْقِ" میں یہ حدیث بعینہٖ مذکور ہے مگر چند الفاظ میں کمی بیشی یا تفاوت ہے کچھ تو اسناد میں تغیر ہے اور کچھ حدیث کے الفاظ میں ہے وہاں خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور یہاں خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے۔ وہاں "وَهِيَ أَدْنَى مِنْ خَيْبَرَ" ہے یہاں یہ محذوف ہے وہاں فَصَلّٰى الْعَصْرَ ہے اور یہاں صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعَصْرَ" ہے وہاں ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ" ہے اور یہاں فَلَمَّا صَلّٰى دَعَا بِالْأَطْعِمَةِ ہے وہاں فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَأَمَرَ بِهٖ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَكَلْنَا ہے اور یہاں فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا ہے۔ وہاں ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ہے اور یہاں فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى لَنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدث کے بغیر دوسری نماز کے لئے نیا وضوء کرنا ضروری نہیں یہی بخاری کا مقصد ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال

ع۱ خالد بن مخلد قطوانی ع۲ سلیمان بن بلال بربری حدیث ع۶۱ کے اسماء میں دیکھیں۔
ع۳ یحییٰ بن سعید انصاری ع۴ بشیر بن یسار ع۵ سوید بن نعمان حدیث ع۲۰۸ کے اسماء میں دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ مِنَ الْكَبَآئِرِ اَنْ لَّا يَسْتَتِرَ مِنْ بَوْلِهٖ

۲۱۴ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَآئِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ اَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰى كَانَ اَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَكَانَ الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلٰى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا

باب اپنے پیشاب سے نہ بچنا کبیرہ گناہ ہے

۲۱۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ کے باغات سے ایک باغ کے پاس سے گزرے تو آپ نے دو انسانوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں عذاب دیا جا رہا ہے۔ اور کسی مشکل شئ کے باعث عذاب نہیں جاتا پھر فرمایا کیوں نہیں یہ کبیر ہے ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے پرہیز نہ کرتا تھا اور دوسری چغلی کیا کرتا تھا۔ پھر آپ نے کھجور کی ایک شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کئے ان دونوں قبروں میں سے ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے یہ کیوں کیا ہے ؟ تو آپ نے فرمایا شائد جب تک یہ خشک نہ ہوگی ان سے عذاب میں تخفیف کی جائے گی "

۲۱۵ — شرح : کبائر کبیرہ کی جمع ہے اور وہ قبیح فعل ہے جس سے شرعاً منع کیا گیا ہے۔ اور اس کی سزا بہت بڑی ہے جیسے قتل، زنا، لڑائی سے بھاگ نکلنا وغیرہ وغیرہ۔ بعض علماء نے کہا کبائر سات ہیں۔ چنانچہ بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات مہلک گناہوں سے بچو عرض کیا گیا وہ کیا ہیں فرمایا بلا وجہ کسی شخص کو قتل کرنا، جادو کرنا، سود کھانا یتیم کا مال کھانا، لڑائی سے بھاگ نکلنا اور پاکدامن مومن عورت کو تہمت لگانا ہے بعض علماء نے کہا جس گناہ پہ

marfat.com
Marfat.com

سخت زجر کی گئی ہے وہ کبیرہ ہے جیسے لعنت، غضب اور عذاب وغیرہ ۔ایک شخص نے حضرت ابن عباس سے کہا کبائر سات گناہ ہیں تو اُنھوں نے کہا سات سو تک کبائر ہیں۔ دراصل کبیرہ گناہ ہر وہ گناہ ہے جس کے اُوپر گناہ ہو وہ ماتحت کے لحاظ سے کبیرہ اور مافوق کے اعتبار سے صغیرہ ہے اور وہ امر نسبی ہے۔ ہر صغیرہ پہ اصرار بھی کبیرہ ہے (عینی) حائط وہ باغ ہے جس کے اردگرد دیوار ہو اور جس کے اردگرد دیوار نہ ہو اسے بستان کہا جاتا ہے اس کی جمع بساتین ہے۔

اس حدیث میں لفظ یَسْتَتِرُ یعنی وہ اپنا جسم یا کپڑا پیشاب کے لگنے سے روکتا نہیں تھا۔ ابن عساکر کی روایت میں در لَا یَسْتَبْرِیْ ہے اس کا معنی برأت طلب کرنا ہے۔ مسلم اور ابوداؤد کی روایت میں "لَا یَسْتَنْزِہُ ہے۔ اس کا معنی ہے۔ دُور کرنا۔ ایک روایت میں در لَا یَسْتَتِرُ، استتار سے ہے اور وہ طلب ستر ہے ایک روایت میں لَا یَنْتَزِہُ،، اس کا معنی قوت سے جذب ہونا ہے۔ نَمِیْمَہ کا معنی ہے کسی کا کلام کرنا جس سے اسے اذیت پہنچے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ جَرِیْدَۃٌ ،، کھجور کی شاخ ہے جس پہ پتے نہ ہوں۔

قولہ مَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ الخ اس حدیث سے واضح ہے کہ قبر میں عذاب ہے۔ کَبِیْر،، یعنی ان قبروں والوں کو کسی بڑے گناہ کے باعث عذاب نہیں دیا جاتا جس سے ان کا بچنا مشکل ہو۔ کیونکہ پیشاب کرتے وقت اس سے بچنا اور چغلی ترک کرنا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ اس کا یہ مقصد نہیں کہ وہ شریعت میں کبیر نہیں ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قبروں پہ کھجور کی شاخ کے دو ٹکڑے رکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے خشک ہوتے تک اُن کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔ اس سے قیاد یہی سمجھ آتا ہے کہ جب تک یہ تر رہیں گے اللہ کی تسبیح کرتی رہیں گی کیونکہ خشک شاخ سے تسبیح متصور نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ ،، کا معنی یہ ہے ہر زندہ شئی اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے اور ہر شئی کی زندگی اس کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ اس لئے لکڑی کی زندگی خشک ہونے تک اور پتھر کی زندگی اس کے ٹوٹنے تک ہے۔ علماء محققین نے اسے عموم پہ محمول کیا ہے اور تحقیق یہی ہے کہ یہ حقیقۃً اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور یہ عقلاً بھی محال نہیں۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا کہ علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قبر کے پاس قرآن پاک پڑھنا مستحب ہے؛ کیونکہ جب تر شاخ کے تسبیح کہنے سے عذاب میں تخفیف ہوسکتی ہے تو قرآن کریم کی تلاوت سے بطریقِ اولیٰ تخفیف ہوسکتی ہے۔

اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے کہ عذابِ قبر ثابت ہے اور یہ حدیث اس کی واضح دلیل ہے اور جسم یا اس کے جزو میں رُوح کا اعادہ کرکے اسے عذاب دیا جاتا ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام پیشاب پلید ہیں۔ البتہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے تلامذہ کے نزدیک درہم کی مقدار معاف ہے؛ کیونکہ اس میں مشقت ہے۔

marfat.com

Marfat.com

مسئلہ ایصالِ ثواب

اس مسئلہ میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میت کو قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب پہنچتا ہے۔ کتاب السنن میں ابوبکر نجار نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی قبرستان سے گزرے اور سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو ہبہ کرے تو اسے اموات کی تعداد کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔ نیز اسی سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو کوئی قبرستان جائے اور سورہ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ ان سے اس روز تخفیف کر دیتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے اور وہاں سورۂ یٰسین پڑھے تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ ابوحفص بن شاہین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی یہ ایک بار پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ الْعَظَمَةُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ هُوَ الْمَلِكُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ النُّوْرُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، اس کے بعد کہے اے اللہ اس کا ثواب میرے والدین کے لئے کر دے تو اس کے والدین اس پر تمام حقوق ادا ہو جاتے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام شافعی کا مشہور مذہب یہ ہے کہ قراءتِ قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا اور مذکور احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا ان کے خلاف حجت اور دلیل ہیں، لیکن سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اموات کو دعا فائدہ دیتی ہے اور انہیں اس کا ثواب پہنچتا ہے اس کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ	جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش جو ہم سے پہلے مومن گزرے ہیں۔

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، اے اللہ بقیع غرقد والوں کو بخش اور ارشاد فرمایا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، اے اللہ ہمارے زندوں اور اموات کو بخش دے۔

marfat.com

Marfat.com

کیا روزہ، صدقہ اور غلام آزاد کرنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے؟

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابوبکر بزار نے کتاب السنن میں عمرو بن عمرو بن شعیب کی حدیث ذکر کی کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ یارسول اللہ عاص بن وائل نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ وہ سو اونٹ نحر کرے گا اور ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ نحر کر دیئے ہیں کیا یہ اس کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا باپ اگر توحید کا اقرار کرتا تو تو اس کی طرف سے روزے رکھتا یا صدقہ کرتا یا اس کی طرف سے غلام آزاد کرتا تو اسے ان کا ثواب ضرور پہنچتا۔ ابوداؤد نے کتاب الوصایا میں ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے حج کرتے یا صدقات یا غلام آزاد کرتے تو ان کا ثواب اسے پہنچتا (کتاب الوصایا)

نیز ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کوئی ایسا شخص ہے جو مسجد عشار میں جائے اور چار رکعت نماز پڑھ کر کہے یہ ابوہریرہ کے لئے ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز کا ثواب بھی دوسروں کو پہنچ سکتا ہے۔ دارقطنی میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ نیکی کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا کسی کی موت کے بعد اس کے ساتھ نیکی کا طریقہ یہ ہے کہ جب تو نماز پڑھے تو ان کے لئے بھی نماز پڑھ اور جب روزہ رکھے تو ان کے لئے بھی روزہ رکھ اور جب صدقہ کرے تو ان کے لئے بھی صدقہ کر (ان کا ثواب انہیں پہنچے گا) امام ابوالحسین بن فراء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا گیا یارسول اللہ! جب ہم اپنے اموات کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا حج کرتے ہیں یا ان کے لئے دعاء کرتے ہیں کیا یہ انہیں پہنچتا ہے؟ آپ نے فرمایا یقیناً پہنچتا ہے اور وہ ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کسی کو ایک بھرا ہوا طشت ہدیہ دیا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا یارسول اللہ میرا والد فوت ہوگیا ہے کیا میں اس کی طرف سے غلام آزاد کروں؟ فرمایا ہاں ضرور کرو۔ ابوجعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ امامان حسن و حسین رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! میری والدہ فوت ہوگئی ہے کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے نفع دے گا؟ فرمایا ہاں!

سوال: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: أَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ "انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے عمل کیا۔ کیا اس آیت سے معلوم نہیں ہوتا کہ قرآن کریم پڑھنے کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا؟

جواب: اس کے آٹھ جواب ہیں اول یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت منسوخ ہے۔ اس کا ناسخ یہ آیت کریمہ

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ" اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نیکی کے باعث ان کے آباؤ اجداد کو جنت میں داخل کیا۔

دُوسرا جواب : حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کی قوموں کے ساتھ مخصوص ہے اس امت کا یہ حال ہے کہ انہیں اپنے اعمال اور دُوسروں کے اعمال بھی نفع دیتے ہیں۔

تیسرا جواب : ربیع بن انس نے کہا اِس آیت کریمہ میں انسان سے کافر انسان مراد ہے یعنی کافر انسان جو خود عمل کرے وہی اس کے لئے سُود مند ہیں۔ دوسروں کے نیک اعمال اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہیں۔

چوتھا جواب : حسین بن فضل نے کہا بطریقِ عدل انسان کے لئے وہی ہے جو وہ خود عمل کرے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جو چاہے انسان کو مزید عطاء فرما سکتا ہے۔

پانچواں جواب : ابوبکر وَرّاق نے کہا "مَا سَعٰى" کا معنیٰ نا ئوی ہے یعنی انسان کی جو نیت ہو وہی کچھ اسے ملتا ہے۔

چھیواں جواب : ثَعْلبی نے کہا کافر انسان کے نیک عمل کا صلہ اسے دُنیا ہی میں مل جاتا ہے۔ آخرت میں اس کے لئے کچھ نہیں۔

ساتواں جواب : انسان میں لام "علیٰ" کے معنیٰ میں ہے۔ یعنی انسان کو اس کا اپنا عمل نقصان پہنچا سکتا ہے

آٹھواں جواب : ابوالفرج نے اپنے شیخ ابن زغوانی سے ذکر کیا کہ انسان کو اس کی اپنی کوشش ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے، لیکن اس کے اسباب مختلف ہیں۔ کبھی شئی کے حصُول میں انسان کی اپنی کوشش ہوتی ہے کبھی وہ اس کے سبب کے حصُول میں کوشش کرتا ہے۔ جیسے اپنے بچے کی تربیت میں سعی کرتا ہے کہ وہ اس کے لئے نیک دُعائیں کرے کبھی انسان دین کی خدمت اور عبادت میں سعی کرتا ہے تو اسے مومنوں کی محبت حاصل ہوتی ہے یہ وہ سبب ہے جو اس کی سعی سے حاصل ہوتا ہے۔

قولہ لا یَسْتَتِرُ الخ پیشاب سے اِستتار نہ کرنے سے مراد وجوبِ استنجاء ہے۔ یعنی استنجاء نہ کرنے پر عذاب دیا جاتا تھا۔ ابن بطال نے کہا اپنا جسم اور کپڑے پیشاب سے محفوظ نہ کرتا تھا اور پیشاب لگ جائے تو دھوتا نہ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی پیشاب مخرج میں رہنے دے اور اسے نہ دھوئے تو وہ عذاب کا مستحق ہے۔ علامہ بُغوی نے کہا اس سے واضح ہے کہ قضاءِ حاجت کے وقت لوگوں کی نگاہوں سے پردہ کرنا واجب ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ اِستتار کو جب حقیقی معنی پر محمول کیا جائے تو لازم آئے گا کہ قبر میں عذاب کا سبب صرف کشفِ عورت ہے یعنی وہ شخص قضاءِ حاجت کے وقت لوگوں کی نگاہوں سے پردہ نہ کرتا تھا۔ اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عذابِ قبر میں پیشاب کی خصوصیت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن خُزیمہ نے صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت کی کہ اکثر عذابِ قبر پیشاب کے سبب ہے۔ لہٰذا یہ ثابت ہُوا کہ عذابِ قبر کا سبب کشفِ عورت اور استنجاء نہ کرنا نہیں ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے

marfat.com

Marfat.com

کہ چُغلی حرام ہے اس پر امت کا اتفاق ہے۔

اس مقام میں اشکال ہے وہ یہ کہ اس حدیث کی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روائت کی ہے۔ اگر قبروں والوں کا واقعہ مکہ میں تھا جیسا کہ اسناد سے معلوم ہوتا ہے تو ابن عباس کی روائت محلِ نظر ہے؛ کیونکہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر صرف تین برس تھی۔ تو اُنھوں نے مکہ مکرمہ کا یہ واقعہ کیسے ضبط کیا۔ اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ ممکن ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کا ہو جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے یا حجِ حج کے لئے تشریف لائے تھے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ واقعہ سیدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو یا یہ حدیث صحابی کی مرسل ہو یعنی ابن عباس نے کسی صحابی سے یہ واقعہ سُنا ہو اور روائت کے وقت درمیان سے صحابی کو ذکر نہ کیا ہو۔

بعض محدثین نے ذکر کیا کہ قبروں کا یہ واقعہ ایک ہی ہے؛ لیکن صحیح یہ ہے کہ واقعہ متعدد ہے؛ کیونکہ اس کے بارے میں ہر روائت کے الفاظ مختلف ہیں؛ کیونکہ باب کی حدیث کا قصہ مدینہ منورہ میں ہُوا جبکہ سیدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام کی جماعت تھی۔ اور حضرت جابر کا قصہ سفر میں ہُوا جبکہ سیدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام کی جماعت تھی اور حضرت جابر کا قصہ سفر میں ہُوا جبکہ سیدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور جابر آپ کے ساتھ تھے تیسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جو ابن حبان نے صحیح میں ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے تو ٹھہر گئے اور فرمایا میرے پاس کھجور کی دو شاخیں لاؤ تو ایک شاخ سرہانے اور دوسری شاخ قبر کے پاؤں کی طرف گاڑ دی۔

اِن قبروں والوں کے نام کیا تھے؟

سیدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اسماء ذکر نہیں کئے تاکہ ان کی لوگوں میں رسوائی نہ ہو؛ کیونکہ سیدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عوالم ہیں کسی کی رُسوائی کو پسند نہیں کرتے ہیں؛ البتہ قرطبی نے بعض سے ذکر کیا ہے کہ اُن میں سے ایک سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے؛ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد کے جنازہ میں تھے اور اپنے پاؤں کی ایڑیاں اُٹھا کر چلتے تھے۔ کیونکہ فرشتے بکثرت جنازہ میں شریک تھے اور فرمایا سعد کی موت سے اللہ کا عرش حرکت میں آگیا ہے۔ نیز آپ نے سعد کے حق میں فرمایا: قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ انہیں سید فرمایا ان مناقب عظیمہ کے ہوتے ہُوئے قرطبی کی روائت کیسے صحیح ہوگی!

البتہ کلام اس میں ہے کہ یہ دونوں مسلمان تھے یا کافر تھے۔ ابوموسیٰ مدینی نے کتاب الترغیب والترہیب سے ذکر کیا کہ وہ کافر تھے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار کی قبروں کے قریب سے گزرے جو زمانۂ جاہلیت میں فوت ہو چکے تھے۔ آپ نے ان کو قبروں میں پیشاب سے پرہیز

marfat.com
Marfat.com

نہ کرنے اور چغلی کرنے کے باعث عذاب ہوتے دیکھا کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتے تو شاخوں کے خشک ہونے تک اس کی شفاعت کرنے کا کوئی معنی نہیں ؛ لیکن جب انہیں عذاب میں مبتلا دیکھا تو انہیں اپنی رحمت اور لطف و کرم سے محروم رہتے پسند نہ کیا اور کچھ مدت کے لئے تخفیفِ عذاب کی سفارش کی بعض علماء نے کہا وہ مسلمان تھے ؛ کیونکہ اگر وہ کافر ہوتے تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کی شفاعت نہ کرتے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انصار کی قبروں میں دو تازی قبروں کے پاس سے گزرے کیونکہ انصار مسلمان تھے اور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں یہ لقب دیا ہے۔ نیز مسلم کی روائت میں اس طرح ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میری شفاعت قبول ہوئی اور شفاعت مومنوں کے لئے قبول ہوتی ہے۔ نیز وہ بقیع میں مدفون تھے اور بقیع مسلمانوں کا قبرستان ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ کافر ہوں جیسا کہ ابو موسیٰ نے روائت کی ہے اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ان کے لئے دُعا فرمانا خصوصیت پہ محمول ہو جیسے ابوطالب کے لئے آپ نے فرمایا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے اگر یہ خصوصیّت ہوتی تو اس کی وضاحت فرما دیتے اور ابو موسیٰ کی حدیث ضعیف ہے (فتح الباری)

کیا قبر پر سبز و شاداب اور پھول وغیرہ رکھ سکتے ہیں ؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں پر سبزہ لگانا جائز ہے کیونکہ ہر تر شئ تسبیح کہتی ہے اس لئے بُریدہ اسلمی نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر کھجور کی دو سبز شاخیں رکھی جائیں۔ اس سے تخفیف عذاب ضرور ہے۔ لہٰذا تر پھول بھی رکھ سکتے ہیں۔ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ حدیث کے سیاق سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے دستِ اقدس سے شاخیں قبروں پر رکھی ہوں ہوسکتا ہے کہ آپ نے قبروں پر شاخیں رکھنے کا حکم دیا ہو۔ چنانچہ حضرت بُریدہ بن حصیب صحابی نے اس بنیاد پہ وصیّت کی کہ ان کی قبر پہ دو شاخیں رکھی جائیں۔ صحابی حدیث کے معانی کو اچھا جانتے ہیں۔ البتہ علامہ خطابی نے اس کے خلاف بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : اس حدیث کے پانچ راوی ہیں : ع۱ عثمان بن ابی شیبہ کوفی۔ ع۲ جریر بن عبد الحمید ع۳ منصور بن معتمر تینوں حدیث ع۶۸ کے تحت مذکور ہیں ع۴ مجاہد بن جُبیر مشہور امام مفسّرِ قرآن ہیں مکی مخزومی تابعی ہیں۔ تفسیر حدیث اور فقہ کے امام تھے ایک سو ایک ہجری ۱۰۱ھ میں سجدہ کی حالت میں فوت ہوئے۔

ع۵ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قدمر !

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ غَسْلِ الْبَوْلِ

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ کَانَ لَایَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ وَلَمْ یَذْکُرْ سِوٰی بَوْلِ النَّاسِ

۲۱۶ — حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ مَیْمُوْنَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِہٖ اَتَیْتُہٗ بِمَآءٍ فَیَغْسِلُ بِہٖ

باب — پیشاب کو دھونا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر والے کے متعلق فرمایا وہ اپنے پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور لوگوں کے پیشاب کے سوا دُوسرے حیوانوں کا پیشاب ذکر نہ کیا ،،

پہلے باب میں یہ ذکر تھا کہ پیشاب عذابِ قبر کا سبب ہے۔ اس باب میں اسی بول کا ذکر ہے اور "البول" پر الف لام عہد خارجی ہے۔ لہٰذا بول سے انسانوں کا بول مراد ہے۔ سارے ابوال مراد نہیں۔ اسی لئے ابن بطال نے کہا جس نے یہاں تمام ابوال مراد لئے ہیں تاکہ تمام حیوانوں کے ابوال کی نجاست پر استدلال کر سکے صحیح نہیں اس سے اُنھوں نے خطابی کے کلام کی تردید کی ہے جبکہ اُس نے کہا اس میں تمام ابوال کی نجاست کی دلیل ہے، لیکن ایسا نہیں کیونکہ انسانوں کے پیشاب کے سوا تمام پیشاب دو قسم کے ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ انسانوں کے پیشاب کی طرح وہ پلید ہیں۔ دُوسری قسم یہ ہے کہ پاک ہیں۔ یہ اس کے نزدیک ہے جو ان کی طہارت کا قائل ہے۔ احناف کے مذہب میں ہر پیشاب پلید ہے۔

۲۱۶ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاءِ حاجت کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو میں پانی حاضر

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ ۲۱۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا

کرتا جس سے آپ استنجاء کرتے۔

۲۱۶ شرح : قولہ فَيَغْسِلُ بِهِ الخ یعنی آپ پانی سے شرمگاہ دھوتے۔ حدیث میں اسے استحیاء کے طور پر ذکر نہیں کیا جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مَا رَءَيْتُ مِنْهُ وَلَا رَأَى مِنِّيْ ، یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ میں نے نہیں دیکھی اور نہ ہی میری شرمگاہ آپ نے دیکھی۔ اس میں بطور استحیاء شرمگاہ کو ذکر نہیں کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء حاجت کے لئے لوگوں کی نگاہوں سے پردہ کرنا چاہیئے اور نابالغ بچے سے خدمت لینا جائز ہے جبکہ اس کے والدین نے اجازت دی ہو اور پانی سے استنجاء کرنی چاہیئے اگرچہ پہلے ڈھیلے استعمال کئے ہوں افضل یہی ہے۔ اور علماء سلف وخلف نے اسے ترجیح دی ہے ؛ کیونکہ پانی کے استعمال سے مزید صفائی ہوجاتی ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کی خدمت کرنا مستحب ہے۔ اس سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال

: ع۱ یعقوب بن ابراہیم دورقی حدیث ع۱۴ کے اسماء میں ع۲ اسماعیل بن ابراہیم حدیث ع۱۴ کے اسماء میں دیکھیں ع۳ روح بن قاسم تمیمی عنبری بصری ثقہ ہیں ان کی کنیت ابوالقاسم ہے ع۴ عطاء بن ابی میمونہ بصری حضرت انس بن معاذ کے آزاد کردہ ہیں۔ حدیث ع۱۵ کے اسماء میں گزرے اور پانچویں انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ قدمر!

باب

۲۱۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے۔ اور کسی بڑی مشکل شئ میں عذاب نہیں دیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک پیشاب کے وقت پردہ نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو حصے کئے اور ہر ایک قبر پر ایک حصہ گاڑ دیا۔ لوگوں نے کہا : یارسول اللہ! آپ نے یہ کیوں کیا ہے۔ فرمایا شائد جب تک یہ خشک نہ ہوں گی ان سے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔ ابن مثنیٰ نے

marfat.com
Marfat.com

يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى وَحَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا مِثْلَهُ

بَابُ تَرْكِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ الْأَعْرَابِيَّ حَتَّى فَرَغَ مِنْ بَوْلِهِ فِي الْمَسْجِدِ

۲۱۸ــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ ثَنَا

کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا اُنھوں نے کہا ہمیں اعمش نے خبر دی اُنھوں نے کہا میں نے مجاہد سے اس طرح سُنا کہ "لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ" فرمایا (حدیث ۲۱۵ کے تحت اس کی شرح بسط سے ہو چکی ہے)

اسماء رجال : ۱ محمد بن مثنیٰ بصری ہیں حدیث ۱۵ کے اسماء میں ۲ محمد بن خازم کی کنیت ابو معاویہ ہے۔ وہ چار سال کی عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ۱۹۴ ہجری کو کوفہ میں فوت ہوئے ۳ اعمش، وہ سلیمان بن مہران کوفی تابعی ہیں حدیث ۳۱ کے اسماء میں ۴ مجاہد بن جبر حدیث ۲۱۵ کے اسماء میں ۵ طاؤس بن کیسان حدیث ۱۷۴ کے بعد والے باب دیکھیں چھیویں راوی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔

باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کا ایک دیہاتی کو چھوڑے رکھنا حتیٰ کہ وہ مسجد میں پیشاب کرنے سے فارغ ہو گیا

۲۱۸ ــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی کو دیکھا کہ وہ مسجد میں پیشاب کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

اِسْحٰقُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى اَعْرَابِيًّا يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ دَعُوْهُ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ دَعَا بِمَآءٍ فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ

بَابُ صَبِّ الْمَآءِ عَلَى الْبَوْلِ فِي الْمَسْجِدِ

۲۱۹ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ

اسے چھوڑو پیشاب کرے حتی کہ جب وہ فارغ ہوگیا تو آپ نے پانی منگوایا اور پیشاب پر بہا دیا۔

۲۱۸ شرح : یہ دیہاتی ذوالخویصرہ یمنی تھا۔ جس نے جعرانہ کے غنائم تقسیم کرتے وقت کہا تھا "اِعْدِلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ" مسجد میں پیشاب کرنا اس سے بعید بھی نہیں، کیونکہ وہ سخت قلب، بدخلق اور بے ادب تھا (عینی) اس حدیث کو کثیر محدثین نے ذکر کیا ہے۔ بخاری میں آنے والی روایت میں اس کے الفاظ کا معنی یہ ہے کہ جب اُس نے پیشاب کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ڈول لانے کا حکم دیا اور وہ اس پر بہایا گیا اور ایک روایت میں ہے اسے چھوڑو اور اس کے پیشاب پر پانی کے ایک یا دو ڈول بہا دو احناف کے نزدیک جب زمین پر تر نجاست پڑ جائے تو اگر زمین نرم ہے تو اس پر تین بار پانی بہایا جائے اور وہ ہر بار خشک ہو جائے اور اگر زمین سخت ہے تو اگر وہ جگہ اونچی ہے تو اس سے نچلی زمین میں گڑھا کھودا جائے اور اونچی زمین پر پانی تین بار بہایا جائے اور وہ گڑھے میں جذب ہوتا رہے پھر گڑھے کو پاک مٹی سے بھر دیا جائے اور اگر زمین ہموار ہو اور اس سے پانی اِدھر اُدھر نہ بہہ سکتا ہو تو دھونے کا کوئی فائدہ نہیں اور اس قدر مٹی کو اُٹھا کر باہر پھینک کر اس کو پاک مٹی سے بھر دیا جائے۔ علماء کہتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "اسے چھوڑو پیشاب کرے" اس میں ایک مصلحت تو یہ تھی کہ مسجد کا حصہ تو پلید ہو ہی چکا ہے۔ اگر اس کو پیشاب کرنے سے روک دیا جاتا تو اس کو تکلیف ہو جاتی۔ دوسری یہ کہ اگر اسے اثنائے پیشاب میں اُٹھا دیتے تو مسجد اور اس کے کپڑے پلید ہو جاتے۔ ابن بطال نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل میں دیہاتیوں کی تالیفِ قلب فرمائی اور خلق عظیم کا اظہار تھا۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ موسیٰ بن اسماعیل تبوذکی بصری حدیث ع۴ کے اسماء میں دیکھیں۔

ع۲ ہمام بن یحییٰ بن دینار عوذی ثقہ ہیں ۱۶۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۳ اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ بن سہل انصاری حدیث ع۶۵ کے اسماء میں دیکھیں ع۴ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ قدمر

marfat.com
Marfat.com

أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ

۲۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي طَائِفَةِ الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُ النَّاسُ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى بَوْلَهُ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوبٍ مِنْ مَاءٍ فَأُهْرِيقَ عَلَيْهِ

باب مسجد میں پیشاب پر پانی بہانا

۲۱۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دیہاتی اُٹھا اور مسجد میں پیشاب کر دیا لوگوں نے اسے پکڑنا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا اسے چھوڑ دو (پیشاب کرنے دو) اور اس کے پیشاب پر پانی بہا دو۔ تم آسانی کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو تنگی کے لئے نہیں۔

۲۲۰ — ترجمہ : انس بن مالک نے کہا ایک دیہاتی آیا اور مسجد کے ایک کونہ میں پیشاب کر دیا۔ لوگوں نے اسے ڈانٹا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک دیا جب وہ پیشاب کر چکا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ڈول منگوایا اور پیشاب پر بہا دیا۔

۲۱۹ — ۲۲۰ — شرح : دراصل آنحضرت کو تعلیم کے لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہیں۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی ہر فعل میں اقتداء کرتے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَوْلِ الصِّبْيَانِ

۲۲۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهٗ اِيَّاهُ

۲۲۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهٗ وَلَمْ يَغْسِلْهُ

تھے اور آپ کی ہدائت سے ہدائت یافتہ تھے اس لئے وہ بھی تیسیر کے لئے مبعوث ہیں۔ پلید زمین کی تطہیر میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امامان مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا زمین کی تطہیر صرف پانی سے ہوگی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا سورج نجاست زائل کر دیتا ہے۔ جب اس کا اثر جاتا رہے تو اس زمین پر نماز پڑھنا جائز ہے مگر اسی سے تیمم نہیں کر سکتے۔ سفیان ثوری نے کہا جب نجاست خشک ہو جائے تو وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ واللہ اعلم!

باب بچوں کا پیشاب

۲۲۲ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس کے اوپر بہا دیا۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْبَوْلِ قَائِمًا وَّقَاعِدًا

۲۲۴ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَجِئْتُهٗ بِمَآءٍ فَتَوَضَّاَ

۲۲۳ — ترجمہ: ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا اپنا چھوٹا سا بچہ جس نے ابھی تک طعام کھانا شروع نہ کیا تھا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی گود میں بٹھالیا اُس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اسے دھویا اور مبالغہ سے نہ دھویا۔

۲۲۲ — ۲۲۳ شرح: بچے کے پیشاب میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی، احمد اور اسحاق رضی اللہ عنہم نے کہا غذا کے طور پر کھانا کھانے سے پہلے بچے کا پیشاب طاہر ہے مذکور حدیث اس پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ اس حدیث میں ہے فَنَضَحَهٗ وَلَمْ یَغْسِلْهُ یعنی بچے کے پیشاب پر چھڑکاؤ کیا اور اس کو دھویا نہیں اور بچی کا پیشاب نجس ہے۔ اگرچہ اُس نے طعام کھانا شروع نہ کیا ہو۔ امام مالک اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا بچی اور بچہ کا پیشاب نجس ہے۔ اُنھوں نے طعام کھانا شروع کیا ہو یا نہ اور "فَنَضَحَهٗ" کا معنیٰ "غَسَلَهٗ" ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد سے فرمایا: اِنْضَحْ فَرْجَكَ اور اسماء رضی اللہ عنہا سے حیض کے خون کے بارے میں فرمایا اِنْضَحِیْهِ" یعنی اس کو دھوؤ۔ امام طحاوی نے کہا "نَضْحٌ" سے مراد دھونے کے لئے پانی گرانا ہے۔ عرب اس پر نَضْحٌ کا اطلاق کرتے ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیْ لَاَعْرِفُ مَدِیْنَةً یَنْضَحُ الْبَحْرُ بِجَانِبِهَا" اس "نَضْحٌ" سے مراد "رَشّ" چھڑکاؤ نہیں لیا۔ بلکہ یہ ارادہ فرمایا کہ وہ اس کنارے کو دھو دیتا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے تھے ان کے لئے آپ دُعا فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کوئی بچہ لایا گیا تو اُس نے آپ پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے فرمایا اس پر خوب پانی بہاؤ معلوم ہُوا کہ حدیث شریف میں "نَضَحَ" کا معنیٰ "صَبَّ" ہے اور "لَمْ یَغْسِلْهُ" کا معنی یہ ہے کہ مبالغہ سے نہیں دھویا۔ بخلاف بچی کے کیونکہ اس کے پیشاب میں لزوجت اور چکناہٹ ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو مبالغہ سے دھونے کا حکم فرمایا۔ امام نووی نے کہا بچے کے پیشاب کی نجاست میں کوئی اختلاف نہیں اور جن لوگوں نے اس کو طاہر کہا ہے ان کا یہ قول باطل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو نیک لوگوں کے پاس تبرک کے لئے جانا مستحب ہے۔ بچہ نومولود ہو یا کچھ بڑا ہو گیا ہو اس استحباب میں مساوی ہے اور بچوں سے شفقت

marfat.com
Marfat.com

کرنا مستحب ہے۔

باب ۔ کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر پیشاب کرنا

۲۲۴ ـــــ ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ تشریف لائے اور کھڑے کھڑے پیشاب فرمایا پھر پانی منگوایا میں آپ کے پاس پانی لے کر حاضر ہوا تو آپ نے وضو فرمایا۔

۲۲۴ شرح : علامہ عینی نے ذکر کیا کہ اس باب میں تمام احادیث کھڑے پیشاب کرنے پر دلالت کرتی ہیں اور بیٹھ کر پیشاب کرنے پر کثیر احادیث شاہد ہیں۔

امام بخاری نے صرف پہلے حکم کی احادیث ذکر کی ہیں اور ترجمہ میں دونوں فصلوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دوسری فصل کی شہرت کی بناء پہ احادیث کو ذکر کیا ؛ کیونکہ وہ بخاری کی شرط کے مطابق تھیں دونوں بابوں میں بول کے احکام مذکور ہیں۔ اس لئے ان میں مناسبت ظاہر ہے۔ الحاصل یہاں نو باب ہیں تمام بول کے احکام میں ہیں۔

اس مسئلہ میں اہل علم میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو مباح کہا ہے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ایسے مقام میں پیشاب کرے جہاں پیشاب کے چھینٹے اُٹھتے ہوں وہاں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے، ورنہ حرج نہیں عام علماء کہتے ہیں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ البتہ عذر کے باعث مباح ہے۔ ابراہیم کا مسلک یہ ہے جو کوئی کھڑے ہوکر پیشاب کرے اس کی گواہی قبول نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حذیفہ سے روایات ذکر کیں جو کھڑے ہوکر پیشاب کرنے پر دلالت کرتی ہیں ؛ لیکن بہت روایات اس کے خلاف ہیں چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو تمہیں یہ کہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا اس کی تصدیق نہ کرو میں نے آپ کو بیٹھ کر پیشاب کرتے دیکھا ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو احسن اور اصح کہا ہے۔ بعض علماء نے اس کا جواب دیا کہ ام المؤمنین نے گھر کا حال بیان فرمایا ہے باہر کے حالات پہ آپ کو اطلاع نہیں حالانکہ حضرت حذیفہ جو کبار صحابہ کرام میں سے ہیں نے اس حدیث کو واضح بیان کیا ہے کہ آپ نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔

ع۲ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشیاء ہیں جن سے دل سخت ہو جاتا ہے ایک یہ کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرے الخ اس کا جواب یہ ہے کہ بریدہ کی حدیث غیر محفوظ ہے ؛ لیکن یہ جواب کمزور ہے کیونکہ بزار نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

ع۳ بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ عمر فاروق نے فرمایا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں کھڑے ہوکر پیشاب کرتا تھا تو آپ نے فرمایا اے عمر کھڑے ہوکر پیشاب نہ کیا کرو اس کے بعد میں نے

marfat.com

Marfat.com

کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا ۔ ۴ نیز بیہقی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ؛ لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ترمذی نے ضعیف کہا ہے کیونکہ اس حدیث کو ابن جریج نے عبدالکریم بن مخارق سے بیان کیا ہے اور وہ ضعیف ہے۔ امام ترمذی نے کہا اسے عبدالکریم نے مرفوع ذکر کیا ہے اسے ایوب نے ضعیف کہا ہے اور عبیداللہ نے نافع کے ذریعے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ عمر فاروق نے فرمایا جب سے میں مسلمان ہُوا ہوں میں نے کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔ یہ حدیث عبدالکریم کی حدیث سے صحیح تر ہے ۔ حضرت جابر کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس کے راویوں میں عدی بن فضل ہے اور وہ ضعیف ہے۔

ع ۵ ابوعوانہ اسفرائنی نے اپنی صحیح میں ذکر کیا کہ جب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک نازل ہونے لگا آپ نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔ نیز ابوعوانہ نے کہا کہ حذیفہ کی حدیث کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نے منسوخ کر دیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا درست یہ ہے کہ حذیفہ کی حدیث منسوخ نہیں کیونکہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما میں سے ہر ایک نے وہ بیان کیا جو اُس نے مشاہدہ کیا۔ لہٰذا پیشاب کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر جائز ہے، لیکن حضرات علماء کرام نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو اس لئے مکروہ کہا ہے کہ نہی کی احادیث بکثرت ہیں اگرچہ اُن میں سے بعض ثابت نہیں۔ الحاصل بیٹھ کر پیشاب کرنا مسنون ہے۔ اور کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ضرورت کے وقت مباح ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ضرورت پر مبنی تھا اس کی چند وجوہ ہیں ؛ چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے میں زخم تھا اس لئے بیٹھنے میں تکلیف ہوتی تھی۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کیوں کیا تھا ؟ اُنھوں نے کہا کہ عرب کہتے ہیں کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں درد صلب کا علاج ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب اس لئے کیا تھا کہ آپ مسلمانوں کے امور میں مشغول تھے اور زیادہ وقت بیٹھنے سے پیشاب کا غلبہ ہوگیا تھا اور حسبِ عادت دور بھی تشریف نہ لے جا سکتے تھے۔ اس لئے سباطہ پر ہی آپ نے جلدی سے پیشاب کیا اور حضرت حذیفہ آپ کو لوگوں کی نظروں سے پردہ کر رہے تھے۔

مازری نے علم میں ذکر کیا کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے پیشاب کھڑے ہوکر کیا کہ اس حالت میں دُوسرے مخرج سے ہوا کے نکلنے کا خوف نہیں ہوتا اگر بیٹھ کر پیشاب کریں تو دونوں مخرجوں سے حدث ظاہر ہوتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے دُوسرے مخرج کی حفاظت ہوتی ہے کہ اس سے ہوا خارج نہیں ہوتی۔ بعض علماء نے کہا سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھنے کی جگہ میسّر نہ ہُوئی تھی۔ اس لئے آپ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں مجبور تھے ؛ کیونکہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کی طرف اُونچی تھی اور بیٹھ کر پیشاب کرنے سے کپڑوں کے خراب ہونے کا خطرہ تھا۔ منذری نے کہا کوڑے کے ڈھیر پر تر نجاسات تھیں تو اس سے پلید چھینٹے اڑنے کا احتمال تھا، لیکن یہ جواب صحیح نہیں ؛ کیونکہ یہ احتمال کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی حالت میں قوی تر ہے ایلم طحاوی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْبَوْلِ عِنْدَ صَاحِبِهٖ وَالتَّسَتُّرِ بِالْحَائِطِ

۲۲۵ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ رَاَیْتُنِیْ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وہ جگہ نرم تھی اس میں پیشاب جذب ہو جاتا تھا اور پیشاب کرنے والے کی طرف بہہ نہیں سکتا تھا۔ امام نووی نے کہا اس بار کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بیانِ جواز کے لئے تھا (یعنی ضرورت کے وقت) لیکن آپ کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے (عینی)

علامہ کرمانی نے کہا پیشاب کو روک رکھنا مکروہ ہے؛ کیونکہ اس میں ضرر پہنچنے کا خطرہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کسی کی زمین میں اجازت کے بغیر تصرف کرنا ممنوع ہے۔ کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کرنے کی اجازت حاصل کر لی تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے مواقع میں حکمی اجازت کافی ہے صراحتًا اجازت کی ضرورت نہیں؛ کیونکہ ایسے مقامات میں اگر کوئی قضاءِ حاجت کا ارادہ کرے تو لوگ اسے بُرا محسوس نہیں کرتے بلکہ وہ خوش ہوتے ہیں لہٰذا ایسی زمین میں پیشاب کرنا جائز ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکانات کے قریب پیشاب کرنا جائز ہے مفضول کو فاضل کی خدمت کرنی چاہیئے اور اس کے لئے استنجاء پانی وغیرہ پیش کرے۔

اسماءِ رجال : ع۱ آدم ع۲ شعبہ حدیث ع۹ ع۳ سلیمان اعمش حدیث ع۳۱ ع۴ ابووائل شقیق کوفی حدیث ع۴۶ کے اسماء میں دیکھیں ع۵ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ صاحبِ سرِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ اور ان کے والد احد کی جنگ میں حاضر تھے۔ اسی جنگ میں ان کے والد یمان غلطی سے مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا حاکم مقرر کیا اور وہیں ۳۶ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب — اپنے ساتھی کے قریب پیشاب کرنا اور دیوار سے پردہ کرنا

۲۲۵ — ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے ہیں۔ آپ ایک قوم کے کوڑا پھینکنے

marfat.com
Marfat.com

نَمَا شَيْءٌ فَأَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُهُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ

بَابُ الْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ

۲۲۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ يُشَدِّدُ فِي الْبَوْلِ وَيَقُولُ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ أَحَدِهِمْ قَرَضَهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لَيْتَهُ أَمْسَكَ أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا

کی جگہ دیوار کے پیچھے تشریف لائے اور کھڑے ہوگئے جیسے کوئی تم سے کھڑا ہوتا ہے اور پیشاب فرمانے لگے میں آپ سے کچھ دُور ہوگیا تو آپ نے مجھے اشارہ فرمایا میں آکر آپ کے پیچھے کھڑا ہوگیا حتی کہ آپ پیشاب سے فارغ ہوگئے۔

۲۲۵ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے وقت باہر دُور تشریف لے جایا کرتے تھے اور لوگوں سے علیحدہ ہوجاتے مگر اس وقت سباطہ پر پیشاب فرما لیا اور حضرت حذیفہ کو اپنے قریب کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ مسلمانوں کے امور میں مصروف رہے تھے اور مجلس زیادہ ہوجانے سے پیشاب نے جلدی کی اس لئے آپ قریب سباطہ پر تشریف لے گئے اور حضرت حذیفہ کو پردہ کرنے کے لئے پیچھے کھڑا کیا تھا تاکہ لوگ نہ دیکھ سکیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب کرتے وقت کلام مکروہ ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ کو اشارہ سے قریب کیا۔ مسلم کی روایت میں لفظ اُدْنُ کا ہے وہ بھی اشارہ سے ہی تھا۔ صرف لفظ مختلف ہیں۔ بخاری کی روایت اس کی وضاحت کرتی ہے۔ واللہ اعلم!

باب ۔ لوگوں کے کوڑا پھینکنے کی جگہ پیشاب کرنا

۲۲۶ — ترجمہ : ابو وائل نے کہا کہ ابو موسیٰ اشعری پیشاب میں بڑی سختی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب کسی بنی اسرائیل کے شخص کے کپڑے کو پیشاب لگ جاتا

marfat.com
Marfat.com

تو وہ اسے قینچی سے کاٹ دیا کرتا تھا۔ حذیفہ کہتے ہیں کاش کہ ابوموسیٰ ایسی بات کرنے سے رُک جاتے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑا پھینکنے کی جگہ تشریف لائے اور کھڑے کھڑے پیشاب فرمایا۔

۲۲۶ — شرح : حضرت ابوموسیٰ اشعری نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ عذابِ قبر عموماً پیشاب سے پرہیز نہ کرنے اور رغبت سے ہوتا ہے اس لئے وہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کے لئے بوتل میں پیشاب کیا کرتے تھے۔ اس لئے حذیفہ نے کہا کاش کہ ابوموسیٰ اشعری اس تشدید سے یا یہ بات کرنے سے یا دونوں سے رُک جاتے ؛ کیونکہ یہ تشدید خلافِ سنت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف کبھی التفات نہ فرمائی اور نہ ہی بوتل میں پیشاب کرنے کا تکلف فرمایا۔ ابن بطال نے کہا یہ حدیث اس شخص کی حجت و دلیل ہے جو تھوڑے سے پیشاب سے پرہیز کو ضروری نہیں سمجھتا ؛ کیونکہ جو شخص کھڑے ہو کر پیشاب کرے تو اس سے سوئی کے سوراخ جیسے چھینٹے ضرور اُٹھتے ہیں۔ اس حدیث میں اس امّت مرحومہ پر نہائت ہی مہربانی فرمائی ہے کہ ان پر فرض (پیشاب لگنے سے کاٹنا) واجب نہیں فرمایا جیسا کہ بنی اسرائیل پر فرض تھا۔ سوئی کے سوراخ کے برابر پیشاب کو دھونا امام مالک کے نزدیک مستحسن ہے اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس میں آسانی کرتے ہیں جیسے وہ دوسری قلیل نجاستوں میں نرمی کرتے ہیں۔ واللہ اعلم!

حضرت یعقوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اسرائیل کیوں کہا گیا ؟

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السّلام اور عیصُو دونوں بھائی جڑواں اپنی ماں کے پیٹ میں تھے جب ان کی ولادت کا وقت قریب ہُوا تو اُنھوں نے اپنی والدہ کے پیٹ میں جھگڑنا شروع کر دیا کہ کون پہلے پیٹ سے باہر نکلے۔ عیصُو نے کہا خُدا کی قسم اگر تو مجھ سے پہلے باہر جانے کی کوشش کی تو میں اپنی ماں کا پیٹ پھاڑ کر نکل جاؤں گا اور اسے ہلاک کر دوں گا۔ اس لئے یعقوب علیہ السّلام رُک گئے اور عیصُو ان سے پہلے باہر نکل آئے۔ اس لئے ان کا عیصُو نام رکھا گیا ؛ کیونکہ اُس نے نافرمانی کی تھی۔ اور یعقوب کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ وہ عیصو کے بعد شکمِ مادر سے باہر تشریف لائے تھے۔ حالانکہ پیٹ میں یعقوب علیہ السّلام بڑے تھے اور اُن کی والدہ اُن سے بہت محبت کرتی تھی اور عیصو سے اُن کے والد کا پیار زیادہ تھا۔ عیصو شکار کرنے میں ماہر تھا جب ان کے والد حضرت اسحاق علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بوڑھے ہو گئے اور بینائی جاتی رہی تو عیصو سے فرمایا اے میرے بیٹے مجھے شکار کا گوشت کھلاؤ میں تیرے لئے وہ دُعا کروں گا جو میرے والد نے میرے لئے دُعا کی تھی۔ عیصو کے جسم پر بال بکثرت تھے اور یعقوب کا جسم بالوں سے خالی تھا عیصو شکار کے لئے باہر چلے گئے تو یعقوب علیہ السّلام کی والدہ نے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ غَسْلِ الدَّمِ

۲۲۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اَرَاَيْتَ اِحْدَانَا تَحِيضُ فِي الثَّوْبِ كَيْفَ تَصْنَعُ قَالَ تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ وَتَنْضَحُهُ بِالْمَاءِ وَتُصَلِّي فِيهِ

کہا ایک بکری ذبح کرو میں اس کا گوشت پکاتی ہوں اور تم اس کی کھال پہن لو اور گوشت اپنے والد کے آگے رکھ دو اور انہیں کہو میں آپ کا بیٹا عیصو ہوں حضرت یعقوب نے ایسا ہی کیا۔ اسحاق علیہ السلام نے انہیں مس کیا تو فرمایا مس میں تو عیصو معلوم ہوتا ہے اور خوشبو یعقوب کی معلوم ہوتی ہے۔ ان کی والدہ نے کہا حضرت یہ آپ کا بیٹا عیصو ہے اس کے لئے دعاء فرمائیں۔ آپ نے وہ گوشت کھایا اور یعقوب کے لئے دعاء فرمائی کہ اللہ ان کی اولاد میں انبیاء اور بادشاہ بنائے۔ پھر عیصو بھی شکار لے کر آگیا تو اسحاق علیہ السلام نے کہا اے میرے بیٹے تیرا بھائی یعقوب تجھ پر سبقت لے گیا یہ سن کر عیصو غصہ سے بھر گیا اور کہا بخدا! میں یعقوب کو ضرور قتل کروں گا۔ یہ سن کر اسحاق علیہ السلام نے کہا اے میرے بیٹے ایک دعاء باقی رہ گئی ہے تو عیصو کے لئے دعاء کی کہ اس کی اولاد مٹی کے ذرات کی تعداد میں ہو اور کوئی ان کا مالک نہ ہو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ نے اُن سے کہا کہ وہ اپنے ماموں کے پاس چلے جائیں۔ اور وہیں رہیں تاکہ عیصو اسے قتل نہ کر دے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے پاس چلے گئے وہ بابل میں رہائش پذیر تھے۔ کہا گیا ہے کہ حران میں قیام پذیر تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام رات کو سفر کرتے اور دن میں چھپے رہتے۔ اسی لئے انہیں اسرائیل کہا گیا یہ سُریٰ اور لات سے ماخوذ ہے۔ یہ سدی نے بیان کیا ہے۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ اسرائیل کا معنی عبداللہ ہے؛ کیونکہ سریانی میں ایل، اللہ کا نام ہے جیسے جبرائیل اور میکائیل ہے۔

بابٌ — خون دھونا

۲۲۷ — ترجمہ: فاطمہ نے اسماء سے روایت کی کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی کہ آپ یہ فرمائیں کہ ہم سے کسی عورت کو کپڑے میں حیض آجاتا ہے وہ عورت کیا کرے آپ نے فرمایا وہ اُسے کھرچ ڈالے پھر پانی ڈال کر اسے رگڑے اور پانی سے دھوئے اور اس کپڑے

marfat.com
Marfat.com

۲۲۸ ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِيْ حُبَيْشٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُمْرَأَةٌ

میں نماز پڑھے۔

۲۲۷ ــ شرح : تَحُتُّهُ کھرچے تَقْرُصُهُ ،، ہاتھ کی انگلیوں سے ملے اور رگڑے تَنْضَحُهُ ،، پانی سے دھوئے۔ صاحبِ نہایہ نے کہا پانی ڈال کر پوروں اور ناخنوں کے ساتھ ملے حتیٰ کہ اس کا اثر چلا جائے ،، قرص ،، ہے اور نَضْحٌ رش ہے وہ کبھی صبٌّ (یعنی غسل) کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے یہاں رش سے مُراد صَبّ اور غُسل ہے۔

اس حدیث سے شوافع استدلال کرتے ہیں کہ نجاسات پانی ہی سے زائل ہوتی ہیں۔ دیگر مائعات (بہنے والی اشیاء جن میں چکناہٹ نہ ہو) سے نجاست زائل نہیں ہوتی مگر یہ استدلال تام نہیں، کیونکہ دوسری مائعات کی نفی نہیں اور مفہوم مخالف کے ہم قائل نہیں۔ نیز شوافع قلیل وکثیر میں فرق نہیں کرتے، کیونکہ اس حدیث میں مطلقاً حیض کے خون سے صاف کرنا بتایا ہے معلوم ہُوا خون قلیل ہو یا کثیر اس کا حکم ایک ہی ہے۔ احناف کے نزدیک درہم سے کم قلیل ہے۔ ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی کہ ہمارے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا تھا۔ اس میں حیض آتا۔ اگر اسے حیض کا کچھ خون لگ جاتا تو اسے تھوک سے تر کرکے صاف کر لیا جاتا۔ بیہقی نے کہا یہ قلیل خون میں ہے جو معاف ہے کثیر خون کو ام المؤمنین دھویا کرتی تھیں جیسے باقی نجاسات دھوئی جاتی ہیں۔ معلوم ہُوا کہ قلیل اور کثیر نجاست میں فرق ہے۔ صاحبِ اسرار نے حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ اُنھوں نے ایک درہم کے ساتھ نجاست کا اندازہ کیا ہے اس سے زیادہ نجاست کثیر ہے۔ ہمارے لئے ان دو صحابیوں کی اقتداء کافی ہے۔

فاطمہ بنت مُنذر رضی اللہ عنہا حضرت زبیر بن عوام کی بیٹی اور مذکور ہشام کی بیوی ہیں اپنی دادی جو ان کے والد کی والدہ ہیں یعنی اسماء بنت ابی بکر صدیق سے روایت کرتی ہیں۔ حدیث ۸۴ کے اسماء میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۲۲۸ ــ ترجمہ : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا بنت ابی حُبیش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا یا رسول اللہ! میں ایسی عورت ہوں کہ مجھے حیض بہت آتا ہے میں اس سے پاک نہیں ہو سکتی ہوں کیا میں نماز چھوڑ دیا کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہ رگ کا خون ہے حیض نہیں جب

marfat.com
Marfat.com

اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَادَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ فَاِذَا اَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي قَالَ وَ قَالَ اَبِيْ ثُمَّ تَوَضَّأِيْ لِكُلِّ صَلٰوةٍ حَتّٰى يَجِيْءَ ذٰلِكِ الْوَقْتُ

تجھے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب ختم ہو جائے تو خون وغیرہ دھو کر غسل کر کے نماز پڑھے ہشام نے کہا میرے باپ عروہ نے کہا پھر ہر نماز کے لئے وضوء کر کے نماز پڑھتی رہو حتیٰ کہ حیض کے آنے کا وقت آجائے۔

۲۲۸ — شرح : استحاضہ وہ خون ہے جو رگ پھٹ جانے سے نکلتا ہے یہ حیض نہیں ہوتا کیونکہ حیض کے خون کو قوت مولدہ امتیاز دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بچے کے لئے تیار کرتا ہے اور مخصوص راہ سے اسے رحم تک پہنچاتا ہے وہ اس میں جمع ہوتا رہتا ہے اسی لئے اسے حیض کہا جاتا ہے اور جب زیادہ ہو جائے اور اس سے رحم بھر جائے اس میں بچہ نہ ہو یا ہو اور خون زیادہ ہو جائے جس کا وہ متحمل نہ ہو تو باہر نکلنے لگتا ہے اور زیادہ سے زیادہ دس ایام تک نکلتا رہتا ہے اور اگر تین ایام سے کم خارج ہو کر رُک جائے تو وہ استحاضہ کہلاتا ہے یا دس ایام سے زیادہ ہو جائے تو اس سے زیادہ والے کو استحاضہ کہا جاتا ہے۔ یہ خون صوم و صلوٰۃ سے مانع نہیں ہوتا اور مباشرت و جماع اس میں ممنوع نہیں ہے۔ ہر نماز کے لئے عورت وضوء کر کے نماز پڑھے حتیٰ کہ حیض کے ایام آجائیں تو عادت کے مطابق حیض شمار کر کے باقی ایام کے لئے غسل کر کے نماز پڑھتی رہے۔ اس حدیث میں اگرچہ غسل کا ذکر نہیں مگر دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : فَاغْتَسِلِيْ ،، اور احادیث ایک دوسری کی تفسیر کرتی ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت امورِ دین سے متعلق مردوں سے مسئلہ پوچھ سکتی ہے اور شرعی حاجت کے وقت عورت کی آواز سننا جائز ہے۔

اور خون نجس ہے اور جسم کے کسی حصہ سے خون نکل پڑے تو وضوء واجب ہو جاتا ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اسماء الرجال کا ذکر ہو چکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَسْلِ الْمَنِيِّ

وَفَرْكِهِ وَغَسْلِ مَا يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ

٢٢٩ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ الْجَزَرِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَأَنَّ بُقَعَ الْمَاءِ فِي ثَوْبِهِ

باب — منی کا دھونا اور اس کو کھرچنا

اور عورت سے جو شئ لگ جائے اسے دھونا ،،

٢٢٩ — : ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے جنابت (منی) دھوتی تھی۔ پھر آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ حالانکہ پانی کی تری آپ کے کپڑوں میں ہوتی تھی۔

٢٢٩ — : شرح : منی کو دھونے کے بعد اس کو کھرچنے کی ضرورت نہیں رہتی اور باب سے مراد منی کے دھونے اور کھرچنے کا حکم بیان کرنا ہے کہ کونسا حکم حدیث سے ثابت ہے اور ان میں سے کونسا واجب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فرج کی رطوبت کا دھونا کیسا ہے؟ کیونکہ اس میں شک نہیں کہ جماع کے وقت منی کا رطوبت سے اختلاط ہوتا ہے (کرمانی) آدمی کی منی کے بارے میں آئمہ میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور مالک کے نزدیک یہ نجس ہے مگر امام اعظم نے کہا کہ جب منی خشک ہو تو اس کی تطہیر میں کھرچنا کافی ہے۔ جیسے موزے پر نجاست لگی ہو تو وہ پونچھنے سے صاف ہو جاتا ہے اور امام مالک کہتے ہیں کہ منی تر ہو یا خشک اس کا دھونا ضروری ہے۔ امام شافعی اور احمد کے نزدیک منی طاہر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا ،، یعنی اللہ تعالیٰ نے منی سے بشر پیدا کئے لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس کو پانی کہنا اس کی طہارت پر دلالت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں (وَاللهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَاءٍ) جانوروں کی منی کو پانی کہا حالانکہ یہ حیوان کے پانی کی طہارت پر دلالت نہیں کرتی۔

Marfat.com

۲۳۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ قَالَ ثَنَا عَمْرٌو عَنْ سُلَيْمٰنَ ابْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ ح وَثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ سُلَيْمٰنَ ابْنِ يَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِيْ ثَوْبِهٖ بُقَعُ الْمَاءِ

دُوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ منی انبیاء اور اولیاء کا اصل ہے لہٰذا اس کا طاہر ہونا ضروری ہے مگر یہ بھی درست نہیں؛ کیونکہ منی اللہ کے دشمنوں نمرود، فرعون اور ہامان وغیرہ کا بھی اصل ہے۔ اس کے علاوہ علقہ کو منی سے زیادہ قُرب ہے اور وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اصل ہے؛ حالانکہ اسے طاہر نہیں کہا جاتا۔ ان کی تیسری دلیل یہ ہے کہ اس سے حیوان طاہر پیدا ہوتے ہیں مگر یہ بھی کمزور ہے، کیونکہ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ طاہر شئے نجس سے پیدا ہوتی ہے جیسے دودھ طاہر ہے اور خون سے پیدا ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا منی نجس ہے کیونکہ اِس کو دھونے کا حکم ہے اور یہ اس کی نجاست پر دلالت کرتا ہے۔ خشک منی کو بھی دھونا ضروری ہے جو قیاس کا مقتضیٰ ہے مگر حدیث فرک سے اس کو مخصوص کر لیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ ثابت ہوگیا کہ منی نجس ہے جیسا کہ مذکور حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور خشک منی فرک سے صاف ہوجاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہے کہ نمازی اس کپڑے سمیت مسجد میں جاسکتا ہے جس سے منی خشک ہونے سے پہلے دھوئی جائے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال

: ع۱-۲ عبدان اور عبداللہ بن مبارک حدیث ع۵ کے اسماء میں دیکھیں
ع۳ عمرو بن میمون جزری جزیرہ کی طرف منسوب ہیں۔ عمرو کے والد میمون جزیرہ میں رہائش پذیر ہوگئے تھے اس لئے اسی طرف منسوب ہیں ع۴ سلیمان بن یسار ام المؤمنین میمونہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ وہ بہت بڑے عابد حجت اور مدینہ منورہ کے فقیہہ تھے۔ ایک سو سات ہجری میں فوت ہوئے ع۵ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

---

۲۳۰ — ترجمہ: سُلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے [illegible] نے ام المؤمنین سے منی کے متعلق پوچھا جبکہ وہ کپڑے کو لگ جاتی ہے۔ ام المؤمنین نے کہا میں اسے

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ اِذَا غَسَلَ الْجَنَابَةَ اَوْ غَيْرَهَا فَلَمْ يَذْهَبْ اَثَرُهٗ

۲۳۱ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمٰنَ بْنَ يَسَارٍ فِى الثَّوْبِ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ اَغْسِلُهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِيْهِ بُقَعُ الْمَاءِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے دھویا کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور دھونے کا اثر آپ کے کپڑے میں ہوتا تھا۔

۲۳۰ — ترجمہ: سلیمان بن یسار کا سوال منی کے حکم سے تھا کہ اسے دھویا جائے یا کھرچا جائے ام المؤمنین نے جواب دیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریف سے مسجد شریف کی طرف تشریف لے جاتے اور غسل کی تری کپڑے میں ہوتی تھی یعنی وہ اس کو دھوتی تھیں۔ بُقَعُ الْمَاءِ" اثر الغسل سے بدل واقع ہے یا سوال کا جواب ہے کہ وہ اثر کیا تھا اس کا جواب دیا کہ وہ پانی کی تری تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دینی اُمور میں عورتوں سے سوال کرنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیویاں اپنے شوہروں کی خدمت کریں

باب — جب منی یا اس کے غیر کو دھویا اور اس کا اثر نہ گیا

۲۳۱ — ترجمہ: عمرو بن میمون نے کہا میں نے سلیمان بن یسار سے کپڑے کے متعلق پوچھا جسے جنابت پہنچی ہو تو اُنھوں نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے جنابت کا اثر دھوتی پھر آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے حالانکہ غسل کا اثر اس میں ہوتا جو پانی کی تری تھی۔

۲۳۱ — شرح: یعنی کپڑے سے منی دھونے کے بعد اگر پانی کا اثر باقی رہے تو مضر نہیں حدیث میں اس کی تصریح "بُقَعُ الْمَاءِ" سے کی یعنی پانی کی تری باقی رہ جائے تو کچھ حرج نہیں۔ باب میں غیر جنابت سے جس نجاست کا ذکر ہے حدیث میں اس کو ذکر نہیں کیا ہو سکتا

marfat.com
Marfat.com

۲۳۲ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ كَانَتْ تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اُرَاهُ فِيْهِ بُقْعَةً اَوْ بُقَعًا

بَابُ اَبْوَالِ الْاِبِلِ وَالدَّوَابِّ وَالْغَنَمِ وَمَرَابِضِهَا وَصَلّٰى اَبُوْمُوْسٰى فِيْ دَارِ الْبَرِيْدِ وَالسِّرْقِيْنُ وَالْبَرِّيَّةُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَقَالَ هٰهُنَا وَثَمَّ سَوَاءٌ

۲۳۳ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ

ہے کہ اسے منی کے دھونے پر ہی قیاس کر لیا ہو، لیکن یہ بھی بعید ہے۔ بخاری کو چاہیئے تھا کہ دمِ حیض کے متعلق بھی حدیث ذکر کرتے جیسے ابوداؤد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خولہ بنتِ یسار نے کہا یارسول اللہ! میرا ایک ہی کپڑا ہے اور مجھے حیض آتا ہے تو میں کیا کروں؟ فرمایا جب پاک ہو جائے تو اسے دھو ڈال اگر خون نہ نکلے تو تمہیں پانی سے دھونا ہی کافی ہے اور اگر اس کا اثر باقی رہ جائے تو مضر نہیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد کا معنیٰ یہ ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی دھوتی تھی۔ جنابت کے اثر سے مراد منی ہے۔

۲۳۲ ـــ ترجمہ: سلیمان بن یسار نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی دھوتی تھیں (مائی صاحبہ نے فرمایا) پھر میں اس میں پانی کی تری دیکھتی تھی۔

۲۳۲ ـــ شرح: قولہ ثُمَّ اُرَاهُ، اس سے پہلے لفظ قَالَتْ محذوف ہے۔ اس طرح یہ کلام پہلے کے ساتھ مربوط ہوگا۔

باب ـــ اونٹوں، چارپایوں اور بکریوں کا پیشاب اور بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے دارالبرید اور

marfat.com
Marfat.com

أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ أُنَاسٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَانْطَلَقُوا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَجَاءَ الْخَبَرُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ فَبُعِثَ فِي آثَارِهِمْ فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ جِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسُمِرَتْ أَعْيُنُهُمْ وَأُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ فَهَؤُلَاءِ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ

سرقین میں نماز پڑھی حالانکہ جنگل اُن کے پہلو میں تھا اور کہا یہ جگہ اور میدان دونوں برابر ہیں "

۲۳۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عُکل یا عُرَینہ قبیلہ کے لوگ آئے اور اُنھوں نے مدینہ منورہ کی آب وہوا کو ناموافق پایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پئیں۔ وہ چلے گئے جب تندرست ہوگئے تو اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کے وقت مدینہ منورہ میں ان کی خبر پہنچی تو آپ نے ان کا تعاقب کرنے کے لئے لوگ بھیجے جب سورج بلند ہُوا تو انہیں گرفتار کر کے حاضر کیا گیا آپ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالنے کا حکم دیا اور گرم سلاخوں سے ان کی آنکھیں نکالی گئیں اور انہیں پتھریلی زمین میں پھینک دیا۔ وہ پانی مانگتے تھے ان کو پانی نہ دیا گیا۔ ابو قلابہ نے کہا ان لوگوں نے چوری کی، قتل کیا اور ایمان لانے کے بعد کفر کیا (مرتد ہوگئے) اور اللہ اور اس کے رسُول سے جنگ کی

۲۳۳ — شرح : قبیلہ عُکل اور عرینہ کے آٹھ آدمی مدینہ منورہ میں آئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اسلام قبول کیا پھر وہ بیمار ہوگئے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صدقہ کے اونٹوں کے پاس بھیجا کہ ان کے دودھ اور پیشاب پئیں جبکہ اونٹ مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر نمیر مقام کے قریب ذی الجدر میں چرتے تھے چند روز دودھ پینے کے بعد وہ تندرست

marfat.com
Marfat.com

ہوگئے پھر اُنھوں نے چرواہے کے ہاتھ اور پاؤں قطع کرکے اس کی زبان اور آنکھوں میں کانٹے گاڑ دیئے اور وہ اسی حال میں مرگیا وہ چرواہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا آزاد کردہ غلام "یسار" تھا۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو گرفتار کرنے کے لئے کرز بن جابر فہری کو بیس شہسوار دے کر ان کا تعاقب کرنے بھیجا محمد بن اسحاق نے کہا یہ واقعہ چھ ہجری کے جمادی الآخرہ میں حدیبیہ کے بعد پیش آیا چنانچہ انہیں گرفتار کرکے دربار رسالت میں پیش کیا گیا اور انہیں اپنے کردار کی پاداش بھگتنی پڑی جو حدیث میں ظاہر ہے۔ وہ اس حال میں پانی پانی کی آوازیں بلند کر رہے تھے جبکہ سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم آگ آگ کے الفاظ سے انہیں جواب دے رہے تھے۔ ابن سعد نے کہا اونٹوں کی کل تعداد پندرہ تھی۔ اُنھوں نے ان میں سے ایک اونٹنی جسے حنا کہا جاتا تھا کو نحر کیا (عینی)

سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مرتدین کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلاخیں اس لئے ڈالیں کہ انہوں نے اونٹوں کے چرواہے سے یہی سلوک کیا تھا اور یہ بطور قصاص کیا۔ یہ وہ مُثلہ نہیں جس سے منع کیا گیا ہے (قسطلانی) اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس کو قتل کرنا واجب اور ضروری ہو جب وہ پانی طلب کرے تو اسے پانی پلانے پر امّت کا اجماع ہے۔ ان لوگوں کو پانی کیوں نہیں پلایا گیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو پانی پلانے سے اس لئے منع کیا گیا تھا کہ وہ مرتد ہوگئے تھے۔ مسلم، ترمذی میں ہے وہ لوگ اسلام سے منحرف ہوگئے تھے۔ لہٰذا اس وقت ان کا احترام ختم ہوگیا اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹانا ضروری ہوگیا تھا جیسے باؤلے کتے کو قتل کرنا ضروری ہوتا ہے (قسطلانی)

اس حدیث سے امام مالک، احمد اور امام محمد اور دیگر فقہاء نے استدلال کیا کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا پیشاب پاک ہے بعض تابعیوں نے بھی یہی اختیار کیا ہے کیونکہ ان جانوروں کے گوبر وغیرہ کو بازاروں میں فروخت کرنے سے اہل علم نے منع نہیں کیا اور پہلے اور پچھلے لوگوں نے اونٹوں کے پیشاب کو بطورِ دوا استعمال کیا اور کسی اہل علم نے اس سے منع نہیں کیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ماکول اللحم حیوانات کا پیشاب پاک ہے۔ اونٹوں کے پیشاب میں تو نص وارد ہے اور دُوسرے حیوانات کو ان پر قیاس کیا گیا ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور جمہور فقہاء نے کہا کہ تمام پیشاب نجس (پلید) ہیں اور حدیث میں پیشاب کے پینے کو تداوی پر محمول کیا گیا ہے یعنی وہ پیشاب بطور دوا پیا گیا تھا، لہٰذا جہاں یہ ضرورت نہ ہو وہاں پیشاب کی اباحت کی کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ اکثر اشیاء ضرورت کے وقت مباح ہیں اور بغیر ضرورت مباح نہیں۔ جیسے ریشم مردوں کے لئے پہننا حرام ہے اور لڑائی یا خارش کے وقت پہننا مباح ہے یا کپڑے میسر نہ ہوں تو سردی سے بچنے کے لئے ریشم پہننا جائز ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا خاموش کن جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نورِ نبوت سے جانتے تھے کہ یہ لوگ مرتد ہو جائیں گے ان کی شفا پیشاب پینے میں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

کیا حرام اشیاء سے علاج کرانا جائز ہے؟

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب یقین ہو جائے کہ حرام شئ سے علاج کرانے سے شفا ہوگی تو جائز ہے جیسے مجبور بھوکے اور پیاسے کے لئے مردار کھانا اور شراب پینا جائز ہے؛ کیونکہ ایسے شخص کے لئے مردار اور شراب مباح ہیں؛ البتہ اس وقت مباح نہیں جبکہ حرام سے شفا کا یقین نہ ہو۔

ابن حزم نے کہا یہ بات یقیناً صحیح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بیماری سے شفاء پانے کے لئے بطریق علاج پیشاب پینے کا حکم دیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْہِ، لہٰذا جس حرام شئے کے کھانے اور پینے میں انسان مجبور ہو وہ اس پر حرام نہیں ہوتی۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوداؤد نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کی شفاء اُن اشیاء میں نہیں رکھی جو اُن پر حرام ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد حالتِ اختیار پر محمول ہے۔ اضطرار اور مجبوری کی حالت میں حرام کی حرمت باقی نہیں رہتی اور حرام شئ مباح ہو جاتی ہے جیسے مردار مجبور بھوکے کے لئے مباح ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے متعلق فرمایا کہ یہ دواء نہیں ہے یہ خود بیماری ہے۔ جبکہ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ کیا شراب سے دواء کرنا جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حزم نے کہا اس حدیث کی سند میں سماک ابن حرب ہے۔ وہ تلقین قبول کرتے تھے۔ لہٰذا اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں۔ اگر تسلیم بھی کرلیں تو ہم کہتے ہیں شراب کے دواء نہ ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں یہ یقیناً دوا نہیں ہے۔ لہٰذا اسے پینا بھی جائز نہیں اور حالتِ اختیار میں یہ یقیناً دوا نہیں، لیکن جب اس کے سوا اور کوئی دواء نہ ہو صرف شراب ہی سے شفاء ہو سکتی ہے تو اس کا استعمال مباح ہے۔ اس وقت یہ دواء ہے داء نہیں۔ بشرطیکہ اس سے شفاء یقینی ہو۔

الحاصل جب یہ معلوم نہ ہو کہ حرام سے شفاء ہو جائے گی تو اس سے علاج کرانا جائز نہیں اور جب یقین ہو جائے کہ حرام کے استعمال سے شفا ہو جائے گی۔ اور اس کے سوا اور کوئی دواء نہیں تو اس سے علاج کرانا جائز ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء اُن اشیاء میں نہیں رکھی جو تم پر حرام ہیں۔ اس کا [illegible] حالتِ اختیار ہے یعنی جب کسی بیماری کا علاج حرام شئ کے بغیر ہی ہو سکتا ہو تو حرام سے علاج کرانا [illegible]

marfat.com
Marfat.com

۲۳۴ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنَا اَبُو التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ اَنْ يُّبْنَى الْمَسْجِدُ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ

ضرورت نہیں پڑتی ہے اور ضرورت کے وقت حرمت ساقط ہو جاتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور تقریر سے یہی سمجھ آتا ہے کہ جب طبیب کہے کہ کسی حلال دواء سے مریض شفایاب نہیں ہو سکتا اور حرام دواء سے آرام آجائے گا تو اس ضرورت کے پیش نظر حرام دواء استعمال کرنا جائز ہے لیکن اطباء کے قول سے یقینی علم حاصل نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ علم سے مراد غلبۂ ظن ہے۔ ظاہر ہے کہ تجربہ کے ساتھ غلبۂ ظن حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے بعض علماء نے کہا کہ فقہاء نے ضرورت کے وقت جواز پر اتفاق کیا ہے۔ لہٰذا سرے سے اختلاف ہی نہ رہا۔ صاحب بحر نے کہا اگر ہلاکت سے بچانے کے لئے حرام ہی متعین ہو تو حرام حلال ہو جاتا ہے جیسے مردار اور شراب ضرورت کے وقت بالاتفاق حلال ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ نبوت سے معلوم تھا کہ ان لوگوں کی بیماری کا علاج جانوروں کا پیشاب پینے میں ہے۔ اس لئے آپ نے انہیں پیشاب پینے کا حکم دیا، لیکن یہ ہمارے زمانہ میں نہیں پایا جا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ اگر ہم فرض کر لیں کہ کوئی شخص قوتِ علم سے کسی کے مرض کو معلوم کر لیتا ہے اور اسے یقین ہے کہ حرام شئ بطور دواء استعمال کرنے سے اسے شفاء حاصل ہو گی تو اس کے لئے حرام سے دواء کرنا مباح ہے۔ جیسے شدید پیاس کے وقت شراب پینا اور شدید بھوک کے وقت مردار کھانا مباح ہے۔ لیکن ایسا یقین کرنا مشکل ہے! کیونکہ طب کے قواعد اور اصول بھی ظنی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

---

۲۳۴ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی تعمیر سے پہلے بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھتے تھے۔

۲۳۴ — شرح : اس مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے۔ مسجد نبوی کی تعمیر سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑوں وغیرہ میں بھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے جبکہ نیچے چٹائی وغیرہ بچھائی جاتی تھی۔ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد یہ حکم منسوخ نہ ہوا بلکہ آپ نے ان میں نماز پڑھنا مستحسن سمجھا۔ ابن ماجہ میں ہے دو اونٹوں کے اعطان میں نماز نہ پڑھی جائے اور بکریوں کے مراح میں پڑھ لی جائے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کو نماز پالے تو جہاں بھی تم ہو نماز پڑھ لو۔ واللہ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يَقَعُ مِنَ النَّجَاسَاتِ فِي السَّمْنِ وَالْمَاءِ

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَأْسَ بِالْمَاءِ مَا لَمْ يُغَيِّرْهُ طَعْمٌ أَوْ رِيحٌ أَوْ لَوْنٌ وَقَالَ حَمَّادٌ لَا بَأْسَ بِرِيشِ الْمَيْتَةِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي عِظَامِ الْمَوْتَى نَحْوَ الْفِيلِ وَغَيْرِهِ أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ سَلَفِ الْعُلَمَاءِ يَمْتَشِطُونَ بِهَا وَيَدَّهِنُونَ فِيهَا لَا يَرَوْنَ بِهِ بَأْسًا وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ وَإِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ بِتِجَارَةِ الْعَاجِ

باب جو نجاست گھی اور پانی میں واقع ہو جائے

ترجمہ : زہری رضی اللہ عنہ نے کہا پانی میں نجاست واقع ہو جائے تو اس کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک اس کا ذائقہ، بُو اور رنگ نہ بدلے حمّاد نے کہا مردار کے بال پر واقع ہو جانے میں کوئی حرج نہیں اور زُہری نے مُردوں کی ہڈیوں جیسے ہاتھی وغیرہ کی ہڈیوں کے بارے میں کہا میں نے پہلے علماء کو دیکھا کہ وہ ان سے بنی ہُوئی کنگھی استعمال کرتے اور ان کے برتنوں میں تیل استعمال کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے ؛ ابن سیرین اور ابراہیم نخعی نے کہا ہاتھی دانت کی تجارت میں کوئی حرج نہیں۔

شرح : یعنی طاہر پانی میں جب نجاست واقع ہو جائے تو جب تک اس کا ذائقہ، بو اور رنگ نہ بدلے وہ نجس نہیں ہوتا دراصل مغیّر پانی ہے ؛ لیکن اس کی تغیّر ان تینوں اوصاف سے معلوم ہوتی ہے گویا کہ یہی مغیّر ہیں اور بخاری کی عبارت میں مجاز ہے، سبب بول کر مسبب کا ارادہ کیا گیا ہے جبکہ بخاری کی عبارت میں ان تین اوصاف کو مغیّر کہا گیا ہے،، احناف کہتے ہیں پانی جاری ہو یا کھڑا قلیل ہو یا کثیر جاری پانی میں جب نجاست واقع ہو جائے جو دیکھی نہ جائے جیسے پیشاب اور شراب وغیرہ تو جب تک یہ تین اوصاف نہ بدلیں پانی طاہر ہے اور اگر نجاست نظر آئے جیسے مردار وغیرہ جب بھی طاہر ہے اور اگر اس مردار پر سارا یا اکثر پانی گزرے تو اس کے استعمال میں وضو کرنا جائز نہیں اگر اس سے اقل گزرے

marfat.com

Marfat.com

۲۳۵ ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَاْرَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْا سَمْنَكُمْ

تو اسفل میں وضوء جائز ہے اسی طرح جب آدھا پانی اس پر گزرے تو قیاساً وضوء جائز ہے۔ مگر استحسانا وضوء نہ کرے اگر کھڑا پانی قلیل ہے تو وہ نجس ہے اگر کثیر ہے تو طاہر ہے قلیل وکثیر معیار یہ ہے کہ ایک طرف سے پانی کو حرکت دی جائے اور دوسرے کنارے تحریک کا اثر نہ جائے تو کثیر ہے ورنہ قلیل ہے۔

حضرت حماد رضی اللہ عنہ نے کہا جب پانی میں مردار کے پڑ واقع ہو جائیں اگرچہ مردار وہ جانور ہو جس کا گوشت ذبح کی صورت میں بھی نہ کھایا جا سکے تو پانی پلید نہیں ہوتا یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور اُن کے تلامذہ کا ہے رضی اللہ عنہم "

زُہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مردار کی ہڈیاں اور تمام اجزاء جن میں خون نہ ہو جیسے سینگ دانت موت سے پلید نہیں ہوتیں۔ امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک ہاتھی دوسرے درندوں کی طرح ہے اس کی ہڈیوں سے انتفاع جائز ہے اور اس کے چمڑے کو دباغت کر کے نفع اُٹھانا صحیح اور جائز ہے۔ زہری نے کہا پہلے علماء ہاتھی وغیرہ کی ہڈیوں سے بنی ہوئی کنگھیاں استعمال کرتے تھے اور ان سے بنے ہوئے برتنوں میں تیل وغیرہ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے یہ اس کی طہارت کی دلیل ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

محمد ابن سیرین اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہما ہاتھی دانت کی تجارت میں کوئی حرج نہ سمجھتے تھے یہی حکم اس کی ہڈیوں کا ہے؛ کیونکہ یہ طاہر ہیں۔ واللہ اعلم!

---

۲۳۵ ــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میمونہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھی میں چوہا گر جانے سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا گھی سے چوہے کو نکال دو اور اس کے اردگرد والے گھی کو پھینک دو، اور گھی کھا لو "

۲۳۶ ، ۲۳۷ ــ : حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے جامد گھی میں چوہا گرنے سے متعلق پوچھا تھا؛ کیونکہ غیر جامد گھی کا ماحول ہونا ہی نہیں

marfat.com
Marfat.com

۲۳۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا مَعْنٌ قَالَ ثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ خُذُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوْهُ قَالَ مَعْنٌ ثَنَا مَالِكٌ مَا لَا اُحْصِيْهِ يَقُوْلُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ

۲۳۷ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا

یا وہ سارے کا سارا "ماحول" ہوتا ہے ایسے گھی کو پھینک دینا واجب ہے بعض روایات میں اس کی صراحت بھی آئی ہے؛ کیونکہ جامد میں نجاست سرائت نہیں کرتی اور غیر جامد میں سرائت کر جاتی ہے، جمہور کا مذہب یہی ہے کہ مائع پلید ہو جاتی ہے اگرچہ قلیل ہو یا کثیر ہو مگر اس سے انتفاع میں علماء کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اس سے انتفاع کر سکتے ہیں اس کی بیع جائز ہے مگر اس کا کھانا حرام ہے، امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے کہ اس سے دیا جلانا جائز ہے اور بیع اور کھانے کے سوا ہر انتفاع اس سے جائز ہے۔ بہرکیف اس کے کھانے کی حرمت میں سب کا اتفاق ہے، تیل اور گرم گھی وغیرہ میں اگر نجاست واقع ہو جائے تو اس کی تطہیر کا طریقہ یہ ہے کہ تین برتن لئے جائیں۔ ایک برتن میں تیل یا گھی ڈالیں حتیٰ کہ وہ آدھا ہو جائے پھر اس پر پانی گرائیں حتیٰ کہ وہ بھر جائے پھر اُوپر سے تیل یا گھی کو اُتار لیں اور دوسرے برتن میں ڈال کر یہی عمل کریں پھر دُوسرے برتن سے اُتارا ہُوا تیل یا گھی تیسرے برتن میں ڈال کر یہی عمل کر کے اُوپر سے تیل یا گھی اُتار لیں، ہر مائع جس میں نجاست واقع ہو جائے اس کی تطہیر کا یہی طریقہ ہے کَذَا قَالَ الْاِمَامُ مَالِكٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۲۳۶ — ترجمہ : ابن عباس نے ام المؤمنین میمونہ سے روایت کی "رضی اللہ عنہم" کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گھی میں چوہا گر جانے کے متعلق سوال عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا گھی سے چوہا نکالو اور اس کے اردگرد والا گھی پھینک دو۔ معن نے کہا ہم سے مالک نے بے شمار بار یہ بیان کیا وہ ابن عباس کے ذریعہ ام المؤمنین میمونہ سے بیان کرتے تھے

---

۲۳۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مسلمان کو اللہ کی راہ میں جو بھی زخم آئے وہ قیامت کے روز اسی زخم کی حالت میں ہوگا جبکہ زخم کیا گیا تھا۔ اس سے خون بہتا ہوگا اس کا

marfat.com
Marfat.com

مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ كَلْمٍ یُكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَكُوْنُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كَهَیْئَتِهَا اِذْ طُعِنَتْ تَفَجَّرُ دَمًا اَللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ

رنگ خون جیسا ہوگا اور بو کستوری کی خوشبو جیسی ہوگی۔

۲۳۷ — شرح : اس حدیث کی ترجمہ سے مناسبت کی کئی وجوہ بیان کی جاتی ہیں وہ تمام بعید ہیں۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ کستوری دراصل نجس ہے۔ جب اس میں تغیر ہوا تو اس کا حکم تبدیل ہوگیا اور وہ طاہر ہوگئی ایسے ہی پانی میں جب تغیر آجائے تو اس کا حکم تبدیل ہوگیا اور وہ طاہر ہوگئی ایسے ہی پانی میں جب تغیر آجائے تو اس کا حکم تبدیل ہوجاتا ہے۔ یا یہ وجہ ہے کہ شہید کا خون جب نجاست سے پاکیزہ خوشبو کی طرف منتقل ہوا حتیٰ کہ آخرت میں اس پر مسک طاہر کا حکم عائد ہوا تو یہ امر ضروری ہوا کہ طاہر پانی بدبودار ہونے کے باعث جبکہ اس میں نجاست پڑجائے طہارت سے نجاست کی طرف منتقل ہوجائے؛ لیکن یہ وجہ بعید ہے کیونکہ شہید کے خون کا مذکور حکم آخرت کے امور سے ہے اور پانی کے طاہر اور نجس ہونے کا حکم امور دنیا سے ہے۔ انہیں امور آخرت پر کیسے قیاس کرسکتے ہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ امام بخاری کا مذہب یہ ہے کہ پاک پانی محض نجاست پڑنے سے پلید نہیں ہوتا جب تک اس کی کوئی وصف متغیر نہ ہو اور اس حدیث سے یہ استدلال کیا کہ وصف کا تغیر موصوف کے تغیر میں اثر کرتا ہے۔ اس کی تاکید کرتے ہوئے کہا کہ جیسے خوف کی وصف پاکیزہ خوشبو کے باعث بدل جاتی ہے اور اسے مذمت سے مدح کی طرف نکالتی ہے۔ ایسے ہی پانی میں نجاست پڑنے سے اس کی وصف بدل جاتی ہے اور اسے طہارت سے نجاست کی طرف منتقل کردیتی ہے۔ لیکن یہ وجہ بھی ضعیف ہے؛ کیونکہ مقصد یہ ہے کہ پانی کا پلید ہونا تغیر میں منحصر ہے۔ اور مذکور دلیل کا مدلول یہ ہے کہ تغیر سے پانی پلید ہوجاتا ہے۔ اور یہ اتفاقی امر ہے نزاع اس میں ہے کہ تنجس صرف تغیر سے ہوتا ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مناسبت میں یہ کہنا کافی ہے۔ کرمانی نے کہا کہ اس میں نجاست واقع ہونے سے تغیر آجاتا ہے اس لئے وہ استعمال کے قابل نہیں رہتا؛ کیونکہ اس کی وصف طہارت بدل گئی ہے اس کی نظیر یہ ہے کہ خون مطلقاً نجس ہے؛ لیکن اللہ کی راہ میں شہید ہونے سے اس میں تغیر پیدا ہوگیا اسی لئے شہید شہید کا خون دھویا نہیں جاتا تاکہ قیامت میں اہل محشر کے لئے اس کی شرافت ظاہر ہو؛ کیونکہ خون مذموم وصف سے محمود وصف کی طرف ایسا منتقل ہوا کہ اس کی خوشبو کستوری کی خوشبو جیسی ہوگی۔ بہرحال یہ تمام وجوہ بُعد سے خالی نہیں۔ واللہ الموفق "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْبَوْلِ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ

۲۳۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَنَا اَبُوالزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَبِاِسْنَادِهٖ قَالَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ الَّذِيْ لَا يَجْرِيْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ

قولہ اِذْ طُعِنَتْ الخ مسلم شریف میں اِذَا طُعِنَتْ ہے اور اِذْ ظرفیہ بمعنی جس وقت مطعون زخمی ہوا علامہ کرمانی نے کہا "طُعِنَتْ دراصل طُعِنَ بِهَا" تھا حرف جار کو حذف کرکے مجرور کو فعل سے ملا یا گیا اور ضمیر منفصل متصل ہوگئی اور طُعِنَتْ پڑھا گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ احمد بن محمد، اس کے مسمّٰی میں اختلاف ہے۔ حاکم، کلا بازی اور امام ابونصر حامد بن محمود بن علی نے مختصر البخاری میں ذکر کیا کہ وہ احمد بن محمد بن ابوموسیٰ مروزی ہیں اور مَرْدَوَیْہ مشہور ہیں۔ دارقطنی نے کہا وہ احمد بن محمد بن عدی شَبُّوَیہ ہیں۔ مَرْدَوَیہ ۲۳۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ ترمذی اور نسائی نے اُن سے روائت کی ہے اور شبویہ ۱۳۰۔ ہجری میں فوت ہوئے ابوداؤد نے اُن سے روائت کی ہے ع۲ عبداللہ بن مبارک قدمر ع۳ مَعْمَر بن راشد عبداللہ بن مبارک اور معمر دونوں کا ذکر کتاب الوحی میں گزرا ہے ع۴ ہمام بن مُنَبِّہ حدیث ع۴۰ کے اسماء میں گزرا ہے۔ ع۵ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

باب — کھڑے پانی میں پیشاب کرنا

۲۳۸ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے ابوالزناد سے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ہم آخر سابق ہیں اور اسی اسناد سے فرمایا تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں جو جاری نہ ہو پیشاب نہ کرے کہ پھر وہ اس میں غسل کرے

marfat.com

Marfat.com

۲۳۸ شرح : یعنی ہم دنیا میں آنے میں متاخر ہیں اور قیامت میں ہم سب سے مقدم ہوں گے۔ ماء دائم ،، وہ پانی ہے جو جاری نہ ہو۔ اس میں نجاست واقع ہو جائے تو وہ پلید ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا کہ جب پانی غدیر عظیم ،، دہ در دہ ،، نہ اس میں نجاست واقع ہو جائے تو اس سے وضوء جائز نہیں پانی کم ہو یا زیادہ ہو چونکہ مطلق ہے لہٰذا اطلاق کے باعث ہر اس پانی کو شامل ہے جو دہ در دہ نہ ہو اگرچہ قلتین ہو یا اس سے زیادہ ہو۔ اس میں نجاست واقع ہو جائے تو پلید ہو جائے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے اگر پانی قلتین ہو تو وہ نجس کا احتمال نہیں رکھتا اس کا جواب یہ ہے کہ قلتین کی حدیث کے اسناد اور متن میں اضطراب ہے۔ کیونکہ قُلّہ فی نفسہٖ مجہول ہے۔ اور ،، لَا یَبُوْلَنَّ ،، صحیح حدیث ہے اس میں قطعًا اضطراب نہیں لہٰذا متفق علیہ حدیث پر عمل کرنا قوی تر ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بئر بضاعۃ میں مدینہ منورہ والے نجاسات اور مردار پھینکا کرتے تھے اس کے پانی کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا پانی کو کوئی شئ پلید نہیں کرتی ہے اور خشک نجاست سے زمین پلید نہیں ہوتی۔

جواب یہ ہے کہ بئر بضاعہ نہر تھی جو باغات کو سیراب کرتی تھی۔ اس میں پانی جاری تھا۔ اور جاری پانی کو نجاست پلید نہیں کر سکتی ہے

۔ چنانچہ علامہ بیہقی نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ بئر بضاعہ میں پانی کثیر تھا وہ بہت وسیع تھا اس میں نجاسات پھینکی جاتی تھیں جن سے اس کا رنگ، بُو اور ذائقہ متغیر نہ ہوتا تھا لہٰذا بئر بضاعۃ کا پانی زیادہ ہونے کے باعث پاک تھا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ،، لَا یَبُوْلَنَّ الخ عام ہے قلیل کثیر پانی کو شامل ہے اور قُلّتین کی حدیث خاص ہے اور خاص کو عام پر تقدیم ہوتی ہے۔ لہٰذا معنیٰ یہ ہوگا کہ قلتین سے پانی کم ہو تو وہ پیشاب سے پلید ہو جاتا ہے۔ نیز اس میں عام کی تخصیص حدیث سے ہے۔ اور دہ در دہ پانی کو مخصص بنانا رائے سے ہے اور حدیث کو مخصص بنانا عقلی مخصص سے اولی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں عام کو خاص پر ترجیح ہے۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو زمین کی پیداوار ہو تھوڑی ہو یا بہتی اس میں عُشر ہے۔ یہ عام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد زمین کی پیداوار میں پانچ وسقوں سے کم میں صدقہ نہیں۔ یہ خاص ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے عام کو خاص پر ترجیح دی اور خاص کو عام کے ساتھ منسوخ کیا اور یہ کہنا کہ رائے کی نسبت حدیث سے تخصیص اولی ہے یہ اس وقت ہے جبکہ حدیث اجماع کے خلاف نہ ہو اور قلتین کی حدیث خبر واحد ہے اجماع کے خلاف ہے۔ اس لئے یہ عام کی مخصص نہیں ہو سکتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ اِذَا اُلْقِیَ عَلٰی ظَهْرِ الْمُصَلِّیْ قَذَرٌ اَوْ جِیْفَةٌ لَمْ تَفْسُدْ عَلَیْهِ صَلٰوتُهٗ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا رَاٰی فِیْ ثَوْبِهٖ دَمًا وَهُوَ یُصَلِّیْ وَضَعَهٗ وَمَضٰی فِیْ صَلٰوتِهٖ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ وَالشَّعْبِیُّ اِذَا صَلّٰی وَفِیْ ثَوْبِهٖ دَمٌ اَوْ جَنَابَةٌ اَوْ لِغَیْرِ الْقِبْلَةِ اَوْ تَیَمَّمَ فَصَلّٰی ثُمَّ اَدْرَكَ الْمَآءَ فِیْ وَقْتِهٖ لَا یُعِیْدُ

کیا قُلّتین کی حدیث اجماع کے خلاف ہے؟

جی ہاں! کیونکہ قلتین کی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب پانی دو قُلّے ہو تو ناپاک نہیں ہوتا، حالانکہ صحابہ کا عمل اس کے خلاف ہے؛ چنانچہ ایک حبشی بیر چاہ زمزم میں گر گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس اور ابن زبیر نے فتویٰ دیا کہ زمزم کا سارا پانی نکالا جائے حالانکہ پانی پر کچھ اثر ظاہر نہیں ہوا تھا۔ اور پانی بھی قلتین سے زیادہ تھا اور یہ واقعہ تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں ہوا کسی نے اس کا انکار نہ کیا۔ لہٰذا اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہوا اور خبر واحد اجماع کے مخالف وارد ہو تو اسے ترک کیا جاتا ہے اس فن کے امام علی بن مدینی نے کہا کہ یہ حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی نہیں۔ اس سے بھی مذکور بیان کی تائید ہوتی ہے۔ ابوداؤد نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ پانی کی مقدار معین کرنے کے لئے فریقین کے پاس حدیث نہیں ہے۔ اس لئے احناف نے رائے سے دہ در دہ پانی کی مقدار مقرر کی کہ اس سے کم پانی وقوع نجاست سے ناپاک ہو جائیگا (عینی)

اسماء رجال: اس حدیث کے تمام راویوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے اور پاخانہ تو اس سے بھی زیادہ بُرا ہے۔

باب جب نمازی کی پشت پر نجاست یا مردار ڈالا جائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز پڑھتے اور اپنے کپڑے پر خون

marfat.com
Marfat.com

دیکھتے حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے تو کپڑے کو حالتِ نماز میں اُتار دیتے اور نماز میں مصروف رہتے تھے۔ ابن مسیّب اور شعبی نے کہا جب نماز پڑھے اور اس کپڑے پر خون یا منی لگی ہو یا غیر قبلہ کی طرف متوجہ ہو یا تیمم کرکے نماز پڑھی ہو پھر وقت میں پانی پالے تو نماز کا اعادہ نہ کرے

شرح الباب پہلے باب میں نجاست کا پانی میں پڑنے کا ذکر تھا۔ اس باب میں نمازی پر پڑنے کا ذکر ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خیال میں اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، لیکن یہ اس شخص کے مذہب کے مطابق ہے جو نماز کی صحت کے لئے نجاست کے ازالہ کی شرط نہیں کرتا یا اس شخص کے مذہب کے مطابق ہے جو کہتا ہے شروع نماز میں جو شئی پیش آئے اور نماز سے مانع ہو اگر وہ مانع درمیان نماز کے پیش آجائے تو نماز باطل نہیں ہوتی، لیکن امام بخاری کے طرز طریق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی شرط کے بغیر اس حال میں مطلقاً نماز فاسد نہیں ہوتی۔

قولہ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ الخ یہ اثر باب کے ترجمہ کے مطابق نہیں، کیونکہ باب کی وضع یہ ہے کہ جب نمازی کو حالتِ نماز میں نجاست پہنچے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر کا مفہوم یہ ہے کہ وہ حالتِ نماز میں جب اپنے کپڑے پر خون دیکھتے تو کپڑا اُتار پھینکتے اور نماز میں مصروف رہتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کپڑے پر نجاست لگی ہو تو جواز صلوٰۃ کے قائل نہیں۔ قولہ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ الخ یہ اثر بھی مطلقاً عنوانِ باب کے مطابق نہیں بلکہ مطابقت اس تقدیر پر ہے جبکہ خون قدرِ درہم سے زیادہ ہو یا نجاست فاحشہ ہو اسی طرح جب منی کو پلید کہا جائے۔ لیکن اگر خون قدر درہم سے کم ہو یا نجاست قلیل تر ہو تو اثر کی ترجمہ سے مطابقت نہیں کیونکہ قدرِ درہم سے کم خون نماز سے مانع نہیں اور نجاستِ یسیرہ معاف ہے۔ اسی طرح جو شخص جنابت کے اثر (منی) کو پاک کہتا ہے نیز غیر قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا بھی مقید ہے وہ یہ کہ نمازی کو قبلہ کی جہت معلوم نہ تھی اُس نے اجتہاد سے کوئی جہت قبلہ معین کرلی پھر اس کی غلطی ظاہر ہوگئی تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں ایسے ہی نماز کا وقت آگیا اور پانی مفقود ہے تیمم کرکے نماز پڑھ لی پھر وقت میں پانی کو پالیا تو نماز کا اعادہ نہ کرے معلوم ہوا کہ مطابقت کے لئے ان قیود کی ضرورت ہے (عینی)

---

marfat.com
Marfat.com

٢٣٩ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ ح قَالَ وَحَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَیْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ یُوْسُفَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ مَیْمُوْنٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُصَلِّیْ عِنْدَ الْبَیْتِ وَاَبُوْ جَهْلٍ وَاَصْحَابٌ لَّهٗ جُلُوْسٌ اِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَیُّكُمْ یَجِیْءُ بِسَلَا جَزُوْرِ بَنِیْ فُلَانٍ فَیَضَعُهٗ عَلٰی ظَهْرِ مُحَمَّدٍ اِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ اَشْقَی الْقَوْمِ فَجَآءَ بِهٖ فَنَظَرَ حَتّٰی اِذَا سَجَدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهٗ عَلٰی ظَهْرِهٖ بَیْنَ كَتِفَیْهِ وَاَنَا اَنْظُرُ لَا اُغْنِیْ شَیْئًا لَوْ كَانَتْ لِیْ مَنَعَةٌ قَالَ فَجَعَلُوْا یَضْحَكُوْنَ وَیُحِیْلُ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ

---

٢٣٩ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ (زادھا اللہ شرفًا) کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے اچانک انھوں نے ایک دوسرے سے کہا تم میں سے کون ہے جو بنو فلاں کی اونٹنی سلا (جیر) لائے اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ کریں تو ان کی پشت پر رکھ دیں۔ اس قوم سے ایک بدبخت جلدی سے اٹھا اور وہ جیر لایا اور دیکھتا رہا حتی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تشریف لے گئے تو اسے آپ کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا اور میں دیکھ رہا تھا مگر کچھ نہ کر سکتا تھا کاش کہ میری طاقت ہوتی۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا انھوں نے ہنسنا شروع کیا اور ایک دوسرے پر گرنے لگے (کثرت ضحک سے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے سر مبارک نہ اٹھاتے تھے حتی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور اس کو آپ کی پشت سے علیحدہ کر کے پھینک دیا تو آپ نے سر مبارک اٹھایا پھر فرمایا اے اللہ! قریش کو ہلاک فرما یہ تین بار فرمایا جب آپ نے ان کے لئے بد دعا فرمائی تو کفار پر یہ گراں

marfat.com

Marfat.com

لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتّٰى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ فَطَرَحَتْهُ عَنْ ظَهْرِهٖ فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، اِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ قَالَ وَكَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّ الدَّعْوَةَ فِيْ ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ ثُمَّ سَمّٰى اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَبِيْ جَهْلٍ وَّعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَ شَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ يَحْفَظْهُ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْنَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْعٰى فِيْ قَلِيْبِ بَدْرٍ

گزرا عبداللہ بن مسعود نے کہا ان کا اعتقاد تھا کہ اس شہر میں دعا مقبول ہوتی ہے۔ پھر آپ نے اُن کے لئے لئے کہا اے اللہ! ابوجہل کو ہلاک کر دے، عتبہ بن ربیعہ کو ہلاک کر دے، شیبہ بن ربیعہ کو ہلاک کر دے۔ ولید بن عتبہ اور امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو ہلاک کر دے اور ساتواں بھی شمار کیا مگر وہ یاد نہ رہا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا تھا کہ وہ بدر کے پرانے کنوئیں میں مرے پڑے تھے۔

۲۳۹ شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ نماز کی حالت میں اگر نمازی پر نجاست پڑ جائے اگرچہ دیر تک پڑی رہے تو نماز باطل نہیں حالانکہ ایسی نجاست اگر نماز شروع کرنے سے پہلے پڑ جائے تو نماز شروع کرنا جائز نہیں۔ اس کا علامہ خطابی نے جواب دیا کہ اکثر علماء کہتے ہیں کہ سلا (جیر) نجس ہے اور مذکور حدیث کی تاویل یہ ہے کہ اس وقت نجاست کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور لوگ نجاست سمیت نماز پڑھ لیتے تھے جب اس کی تحریم کا حکم نازل ہوا تو پلید کپڑے میں نماز پڑھنا ممنوع ہو گیا۔ اس پر ابن بطال نے اعتراض کیا کہ اس میں شک نہیں کہ حدیث میں مذکور واقعہ اس آیت "وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ" اپنے کپڑے صاف رکھو کے بعد رونما ہوا کیونکہ یہ آیت کریمہ قرآن میں نماز فرض ہونے سے پہلے نازل ہوئی۔ بعض علماء نے اس کا رد اس طرح کیا کہ گوبر اور رطوبتِ بدن طاہر ہیں اور سلا (جیر) بھی ان میں سے ہے۔

امام نووی نے اس کی تردید کی کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا گوبر پلید ہے۔ اس کے علاوہ عادۃً سلا کے ساتھ پلید خون بھی ملا ہوتا ہے۔ نیز یہ مشرکوں کا ذبیحہ تھا اور وہ حرام ہے نجس ہے۔ اس کا جواب

marfat.com
Marfat.com

یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف توجہ نہ فرمائی کہ آپ کے اُوپر کیا ڈالا گیا ہے اس لئے آپ طہارت کے استصحاب کے باعث سجدہ میں پڑے رہے۔

یہ معلوم نہیں کہ یہ نماز فرض تھی جس کا اعادہ ضروری تھا یا فرض نہ تھی تو اعادہ واجب نہیں یا اگر واجب ہو اس کے اعادہ کا وقت وسیع ہے۔ شائد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں اعادہ کر لیا ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت پر پڑی ہوئی شئی کو کیسے محسوس نہ فرمایا حالانکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے سر مبارک اُٹھانے سے پہلے آپ کی پشت سے اسے اُٹھا کر پھینک مارا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ حضور اس کو محسوس کرتے کیونکہ آپ نماز کی حالت میں کامل استغراق میں ہوتے تھے کسی دوسری طرف التفات نہ ہوتی تھی۔ اگر محسوس فرما بھی لیا ہو تو ہو سکتا ہے کہ اس کی نجاست متحقق نہ ہو، کیونکہ یہ بات ناممکن ہے کہ آپ پر نجاست پڑی ہو اور آپ نماز پڑھتے رہیں۔

یہ بھی جواب ہو سکتا ہے کہ گوبر اور خون سلا (چیر) کے اندر تھا اور اس کا ظاہری حصہ طاہر تھا۔ جیسے بوتل کو اُٹھایا ہو جس میں پیشاب بند ہو۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ وہ بت پرستوں کا ذبیحہ تھا اور اس کے تمام اجزاء پلید تھے لہذا سلاء بھی پلید تھی اور وہ مردار کی سلا تھی، کیونکہ اس وقت بت پرستوں کے ذبیحہ کی حرمت نازل نہ ہوئی تھی اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حالت میں بدستور سجدہ میں پڑے رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مشرکوں کے ذبائح کی تحریم سے پہلے کا واقعہ ہے، کیونکہ آپ کی شان اس سے بالاتر ہے کہ آپ غیر مشروع پر قائم رہیں (عینی، کرمانی)

جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نجاست ڈالی تھی وہ کون تھے؟

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام ذکر فرمائے ہیں کہ وہ ابوجہل بن ہشام، عُتبہ بن ربیعہ شَیْبَہ بن ربیعہ، ولید بن عُتبہ، اُمیہ بن خلف اور عُقبہ بن ابی مُعَیْط تھے اور ساتویں کا حدیث میں ذکر نہیں۔ وہ عمارہ بن ولید تھا۔ یہ تمام بدر میں قتل ہو گئے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بے آباد کنوئیں میں پھینکنے کا حکم دیا تھا تاکہ لوگوں کو ان کی لاشوں کی بدبو سے اذیت نہ پہنچے۔ انہیں دفن نہیں کیا گیا تھا کیونکہ حربی کو دفن کرنا ضروری نہیں۔ ان گستاخوں کے دفن کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ابوجہل لعین کو عفراء کے بیٹوں نے قتل کیا اور عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر علیحدہ کر کے دربارِ رسالت میں گھسیٹ کر پیش کیا، عُتبہ کو عُبَیْدَہ بن حارث یا امیر حمزہ نے قتل کیا۔ ولید کو حضرت علی نے اور شیبہ کو حمزہ یا علی نے قتل کیا رضی اللہ عنہا۔

قولہ مَالَ بَعْضُھُمْ الخ یعنی کثرت ضحک کے باعث وہ ایک دوسرے پر گرتے تھے۔ اور بدبخت شخص جس نے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْبُزَاقِ وَالْمُخَاطِ وَنَحْوِهٖ فِي الثَّوْبِ

وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَمَا تَنَخَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر غلاظت ڈالی تھی۔ وہ عُقبہ بن ابی مُعیط تھا۔ لعنۃ اللہ علیہ،،

اسماء رجال : اس حدیث کو دس اشخاص نے روائت کیا : ع۱ عبدان بن عثمان حدیث ع۵ کے اسماء ع۲ ابوعثمان بن جبلہ ع۳ شعبہ بن حجاج یہ کئی بار گزرے ہیں ع۴ ابواسحاق سُبَیعی ان کا نام عمرو بن عبداللہ ہے۔ یہ کوفی تابعی ہیں حدیث ع۲۹ کے اسماء میں دیکھیں ع۵ عمرو بن میمون کوفی اودی ہیں ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے اُنھوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور زیارت سے مشرف نہ ہوسکے۔ اُنھوں نے ایک سَو حج اور عمرے کئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاملین کو صدقہ ادا کرتے رہے۔ انہی نے جاہلیّت کے زمانہ میں بندروں کو زناء کرتے دیکھا تھا۔ ۷۵ ہجری میں فوت ہوئے ع۶ احمد بن عثمان بن حکیم اودی کوفی ہیں ۲۶۰ ہجری میں فوت ہوئے ع۷ شریح کوفی تنوخی ہیں ۱۲۲ ہجری میں فوت ہوئے ع۸ ابراہیم بن یوسف بن اسحاق بن ابی اسحاق سُبَیعی ۱۹۸ ہجری میں فوت ہوئے ع۹ ان کے والد یوسف ہیں جن کا ذکر گزرا ہے ع۱۰ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

باب ــــ تھوک اور لعاب بینی اور اس جیسا مواد کپڑے میں،،

عروہ نے مسور اور مروان سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے زمانہ میں باہر تشریف لے گئے اور حدیث ذکر کی! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ سنکتے تھے مگر نخامہ (جو ناک سے نکلتا ہے) ان میں سے

marfat.com
Marfat.com

۲۴۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَزَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبِهٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ طَوَّلَهُ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کسی کے ہاتھ پر واقع ہوتا تھا اور وہ اس کو اپنے چہرے اور چمڑے پر مل لیتا تھا

شرح اس باب کی کتاب الوضوء سے مناسبت اس طرح ہے کہ جب نخامہ کی طہارت واضح ہوگئی تو یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نخامہ (جو ناک سے نکلے) پانی میں واقع ہو جائے تو وہ ناپاک نہ ہوگا اور اس سے وضوء جائز ہے اور حدیبیہ کا ذکر اس لئے کیا کہ یہ واقعہ حدیبیہ میں پیش آیا تھا اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوک شریف سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے، کیونکہ آپ کا تھوک ہر طبیب سے اطیب ہے۔ تھوک طاہر ہے مگر شراب پینے والے کے منہ کا تھوک نجس ہے ایسا ہی جس کے منہ میں زخم ہو اس کا تھوک نجس ہے اگر تھوک پر خون غلبہ کر جائے تو وضوء جاتا رہے گا اگر تھوک غالب ہو تو وضوء نہیں جاتا، مساوی میں استحساناً وضوء کرے۔

۲۴۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے میں تھوکا۔ ابن مریم نے اس حدیث کو مطول ذکر کیا ہے۔

۲۴۰ — شرح : اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ حمید نے جو کلمہ "عَنْ" سے روایت کی ہے وہ اس طریق میں "سَمِعْتُ" کے لفظ سے مروی ہے، یہ متابعت ناقصہ ہے، بخاری کی عادت ہے کہ وہ کلام مسند اور مرسل کو ایک ہی مسلک میں ذکر کر دیتے ہیں اور مجملاً حدیث ذکر کر کے مطول کی طرف اشارہ کر دیا کرتے ہیں اور سَمِعْتُ کا مفعول محذوف ہے۔ پہلا کلام اس پر دلالت کرتا ہے اور وہ ہے بَزَقَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث شریف سے سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت اور آپ کی غائت درجے کی تعظیم و تکریم واضح ہوتی ہے۔

اسماء رجال : عروہ بن زبیر تابعی ہیں مدینہ منورہ کے فقیہہ تھے۔ اسماء بنت ابی بکر ان کی والدہ اور ام المؤمنین عائشہ خالہ ہیں۔ ان کی جلالت اور امامت پر اتفاق ہے۔ مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے ہیں اور وہ عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، عبید اللہ بن عبد اللہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ بِالنَّبِيذِ وَلَا بِالْمُسْكِرِ

وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ وَأَبُو الْعَالِيَةِ وَقَالَ عَطَاءٌ التَّيَمُّمُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ وَاللَّبَنِ

۲۴۱ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَنْ

ابن عتبہ بن مسعود، قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق، سلیمان بن یسار، خارجہ بن زید بن ثابت اور ساتویں ابو سلمہ بن سالم ہیں یا ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم، سفیان بن عیینہ نے کہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو زیادہ جاننے والے تین شخص قاسم بن محمد، عروہ اور عمرہ ہیں عروہ بن زبیر بیس ہجری میں پیدا ہوئے اور ۹۷ یا ۹۴ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۲ مسور بن مخرمہ صحابی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر آٹھ برس تھی۔ انھوں نے آپ سے سماع کیا ہے اور ۲۲ حدیثیں بیان کی ہیں جن میں سے امام بخاری نے چھ احادیث ذکر کی ہیں۔ حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ منجنیق سے آپ پتھر لگنے سے سخت زخمی ہوگئے اور پانچ روز بعد فوت ہوگئے۔ جبکہ ۶۴ ہجری میں حجاج بن یوسف نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔

ع۳ مروان بن حکم اموی ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں پیدا ہوا اور آپ سے سماعت نہیں کی۔ کیونکہ وہ اپنے باپ کے ساتھ بچپن میں طائف چلا گیا تھا۔ جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والد حکم کو جلا وطن کیا تھا۔ اس وقت اسے کچھ عقل نہ تھی اور اپنے باپ کے ساتھ ہی طائف میں رہا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو انھوں نے ان دونوں باپ بیٹے کو مدینہ منورہ میں بلا لیا۔ حکم فتح مکہ میں مسلمان ہوا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے طائف میں جلا وطن کر دیا تھا کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راز افشار کر دیتا تھا۔ حکم حضرت عثمان کی خلافت کے آخری ایام میں فوت ہوگیا جب معاویہ بن یزید فوت ہوا تو شام کے بعض لوگوں نے مروان کی بیعت کر لی اور ۶۵ ہجری کو دمشق میں مر گیا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس مروان نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت نہیں کی اور نہ ہی یہ حدیبیہ میں تھا تو مروان نے اس حدیث کی کیسے روایت کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے اور وہ بالاتفاق معتبر ہے۔ مسور بن مخرمہ کی روایت اصل روایت مسند ہے۔ اس کے ساتھ مروان کی روایت اس لئے منضم کی کہ مروان کی روایت قوی ہو جائے۔ باقی راویوں کا ذکر ہو چکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ

باب — نبیذ اور مُسکِر سے وضوء جائز نہیں

حسن بصری اور ابو العالیہ نے اسے مکروہ سمجھا ہے۔ عطاء نے کہا مجھے نبیذ اور دُودھ کے وضوء کرنے سے تیمّم کرنا زیادہ پسند ہے

۲۴۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پینے کی چیز نشہ دے وہ حرام ہے۔

۲۴۱ — شرح : نبیذ سے وضوء جائز نہیں اور نہ ہی مسکر سے جائز ہے۔ حسن بصری سے منقول ہے کہ اس سے وضوء کرنے میں حرج معلوم نہیں ہوتا حسن بصری کے نزدیک نبیذ سے وضوء کرنا مکروہ تنزیہی ہے " اور ابو خلدہ نے جو ابو العالیہ سے روایت کی ہے اس سے بھی ظاہر یہی ہے کہ نبیذ سے وضوء مکروہ تنزیہی ہے (عینی)

عطاء بن ابی رباح کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وضوء میں نبیذ کا استعمال جائز کہتے ہیں، لیکن وہ تیمّم کو پسند کرتے ہیں۔ خالص دُودھ سے وضوء بالاتفاق جائز نہیں اور اگر دودھ میں پانی ملا دیا جائے تو احناف کے نزدیک اس سے وضوء جائز ہے۔ امام شافعی کے نزدیک جائز نہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں اُس نبیذ سے وضوء جائز ہے جو میٹھا اور رقیق ہو اور اعضاء پر پانی کی طرح بہہ جائے اور اگر سخت ہو جائے اور اس میں سکر پیدا ہو جائے تو حرام ہو جاتا ہے۔ اس سے وضوء جائز نہیں۔ اگرچہ آگ اسے متغیّر کر دے کھجور کے نبیذ کے سوا دوسرے نبیذوں سے وضوء جائز نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کھجور کے نبیذ سے وضوء میں کوئی حرج نہیں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نبیذ سے وضوء جائز نہیں جو مُسکِر ہو کیونکہ آپ نے فرمایا : كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔ حالانکہ لیلۃ الجن میں ابن مسعود کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مَاذَا فِیْ اَدَاوَتِكَ قَالَ نَبِیْذٌ قَالَ تَمْرَةٌ طَیِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُوْرٌ ابن مسعود تمہارے مشکیزہ میں کیا ہے ؟ اُنھوں نے کہا نبیذ ہے آپ نے فرمایا کھجور پاک ہے، پانی طاہر ہے پھر آپ نے اس سے وضوء کر کے نماز پڑھی۔ (ابو داؤد، ترمذی)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ غَسْلِ الْمَرْأَةِ أَبَاهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ اُمْسَحُوا عَلٰى رِجْلَيَّ فَإِنَّهَا مَرِيضَةٌ

۲۴۲ ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَسَأَلَهُ النَّاسُ وَمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ أَحَدٌ بِأَيِّ شَيْءٍ دُوِوِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّي كَانَ عَلِيٌّ يَجِيءُ بِتُرْسِهٖ فِيهِ مَاءٌ وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَأُخِذَ حَصِيرٌ فَأُحْرِقَ فَحُشِيَ بِهٖ جُرْحُهٗ

باب ــ عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا

ابو عالیہ نے کہا میرے پاؤں پر مسح کرو یہ بیمار ہے

۲۴۲ ــ ترجمہ : ابو حازم سے روایت ہے کہ انھوں نے سہل بن ساعد ساعدی سے سنا حالانکہ لوگوں نے ان سے پوچھا تھا جبکہ میرے اور سعد کے درمیان کوئی حائل نہ تھا کہ کس چیز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کا علاج کیا گیا تھا۔ سعد نے کہا اسے مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہ رہا۔ علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لاتے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرہ انور سے خون خون دھوتی تھیں پھر چٹائی لے کر اسے جلایا گیا اور اس کے ساتھ زخم بھر دیا گیا۔

۲۴۲ ــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ اُحد میں چہرۂ انور اور سر مبارک پر زخم آگیا تھا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اسے دھوتی تھیں اور جب دیکھا کہ دھونے سے خون زیادہ نکلتا ہے اور بند نہیں ہوتا تو چٹائی کو جلا کر اس کی راکھ سے زخم کو بھر دیا جس سے خون رُک گیا ، وضو میں حدث کو زائل کیا جاتا ہے اور خبث کو بھی دفع کیا جاتا ہے اور یہ دونوں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السِّوَاكِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِتُّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ

۲۴۳ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهُ يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهِ يَقُولُ أُعْ أُعْ وَالسِّوَاكُ فِي فِيهِ كَأَنَّهُ يَتَهَوَّعُ

بابِ نظافت اور شرائط صلوٰۃ سے ہیں اس لئے اس حدیث کو کتاب الوضوء میں ذکر کیا ہے۔

ابن بطال نے کہا اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ عورت اپنے باپ اور محارم سے میل جول کر سکتی ہے۔ اسی لئے ابوالعالیہ نے اپنے گھر والوں سے کہا میرے پاؤں پر مسح کرو یہ بیمار ہے اور کسی کی تخصیص نہیں کی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دواء کرانا مباح ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام میں ابتلاء اور اسقام واقع ہوتے رہے ہیں تاکہ ان کو ثواب زیادہ ملے اور اُمتیں ان کی اقتداء کریں۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ ابوالعالیہ محمد بن سلام حدیث ع۱۹ کے اسماء میں ان کا ذکر ہو چکا ہے

ع۲ ابوحازم بن دینار مدنی اعرج زاہد تھے وہ مخزومی ہیں۔ ۱۳۵ - ہجری میں فوت ہوئے ع۳ سہل بن سعد ساعدی ان کا نام حزن تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل نام رکھا ایک سو سال کی عمر میں ۹۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ مدینہ منورہ میں تمام صحابہ کرام کے آخر میں یہ فوت ہوئے ہیں۔

باب ۔ مسواک

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات بسر کی اور آپ نے مسواک فرمائی

۲۴۳ — ترجمہ: جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۲۴۴ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوْصُ فَاہُ بِالسِّوَاکِ

کے پاس آیا اور آپ کو اپنے ہاتھ سے مسواک کرتے ہوئے پایا جبکہ آپ اُع اُع فرما رہے تھے اور مسواک آپ کے مقدس منہ میں تھی۔ گویا کہ آپ قے کر رہے ہیں۔

۲۴۴ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو مسواک سے منہ شریف صاف کرتے تھے۔

۲۴۳ — ۲۴۴ — شرح : مسواک وضوء میں سُنت ہے اور اس سے منہ کی نظافت اور صفائی ہوتی ہے اس لئے اسے کتاب الوضوء میں کر کیا ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے رات میں اس پر ہمیشگی فرمائی ہے اور رات کو کسی شخص سے مناجات نہ کرے کیونکہ رات فرشتوں سے مناجات اور تلاوتِ قرآن کے لئے ہے۔ نیز مسواک منہ صاف کرتی ہے اور اس کی مداومت سے ربّ کریم راضی ہوتا ہے۔ مسواک کے ستر فوائد ہیں۔ سب سے چھوٹا فائدہ یہ ہے کہ ہمیشہ مسواک کرنے والے کو مرتے وقت کلمہ یاد آجائے گا۔ جبکہ افیون استعمال کرنیوالے کو مرتے وقت کلمہ یاد نہ آئے گا۔ شوص : مسواک کے ساتھ دانتوں کو صاف کرنا۔

اسماء رجال : ابو النعمان اور حماد بن زید حدیث ع۵۵، ع۳۰ میں دیکھیں ع۳ غیلان بن جریر غسانی ہیں۔ ۱۲۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۴ ابو بردہ عامر بن ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری حدیث ع۱۰ میں دیکھیں۔ ع۵ ابو موسیٰ اشعری حدیث ع۱۰ میں دیکھیں۔

اسماء رجال حدیث ع۲۴۴ : ع۱ عثمان بن ابی شیبہ ع۲ جریر بن عبد اللہ ع۳ منصور ع۴ ابو وائل حدیث ع۶۸ میں دیکھیں ع۵ حذیفہ کئی بار گزرا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ دَفْعِ السِّوَاكِ اِلَى الْاَكْبَرِ

وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِيْ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَآءَنِيْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيْلَ لِيْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اخْتَصَرَهُ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ اُسَامَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

باب — اپنے سے بڑے کو مسواک دینا

۲۴۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خواب میں مسواک کر رہا تھا کہ میرے پاس دو شخص آئے ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا میں نے ان میں سے چھوٹے کو مسواک دی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دیں۔ میں نے بڑے کو مسواک دے دی۔ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کو نعیم نے ابن مبارک سے اُنھوں نے اُسامۃ سے اُنھوں نے نافع سے اُنھوں نے ابن عمر سے مختصر ذکر کیا۔

۲۴۵ — شرح : مسلم کی روایت میں اَرَانِیْ فِی الْمَنَامِ ،، ہے اس لئے یہ واقعہ خواب کا ہے اور قائل حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ بڑے کو دینے سے مراد یہ ہے کہ جو عمر میں بڑا ہے اسے دیں۔ ابونعیم نے اس کو مختصر ذکر کیا ہے۔ یعنی اُنھوں نے حدیث کا محصل اور خلاصہ بیان کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر کا حق اصاغر سے مقدم ہے اور یہ حق سلام اور کھانے پینے وغیرہ میں بھی سنت ہے اور غیر کی مسواک کرنی مکروہ نہیں مگر سنت یہ ہے کہ اسے دھو کر استعمال کیا جائے!

اسماء رجال : عفان بن مسلم بصری انصاری ان کی کنیت ابوعثمان ہے وہ جرح وتعدیل کے حاکم تھے۔ اُن سے قرآن کے متعلق پوچھا گیا تو کہا قرآن مخلوق نہیں ہے۔ انہیں دس ہزار دینار کی پیشکش کی گئی کہ فلاں شخص کی تعدیل نہ کریں اور اسے عادل نہ کہیں یا کہہ دیں کہ وہ عادل نہیں ہے یا اس کے متعلق توقف کریں اور کچھ نہ کہیں تو انہوں نے ٹھکرا دیا۔ ۲۲۰ھ میں کہا میں کسی کے حق کو باطل

marfat.com

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ مَنْ بَاتَ عَلَى الْوُضُوْءِ

۲۴۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ

نہیں کر سکتا ہوں اور دینار لینے سے انکار کر دیا۔ ۲۲۰ ہجری کو بغداد میں فوت ہوئے ع۲ صخر بن جویریہ بصری تیمی ثقہ ہیں ان کی کنیت ابو نافع ہے۔ ع۳ نافع مولی ابن عمر حدیث ۱۳۴ میں گزرے ہیں ع۴ نعیم بن حماد مروزی خزاعی ہیں مصر میں سکونت پذیر رہے۔ امام احمد بن حنبل نے کہا وہ ثقہ راوی ہیں علم میراث میں بہت ماہر تھے اُن سے قرآن کے متعلق پوچھا گیا تو پوچھنے والوں کے خیال کے مطابق جواب دینے سے انکار کر دیا (قرآن مخلوق نہیں) تو اُنھوں نے قید کر دیا۔ ابو اسحاق بن ہارون کے زمانہ خلافت میں قید خانہ ہی میں فوت ہوئے ع۵ ابن مبارک قدمر ع۶ اُسامہ بن زید مدنی ہیں ۱۵۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب — باوضو رات گزارنے والے کی فضیلت

۲۴۶ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے بستر پر آؤ تو ایسا وضو کرو جیسے نماز کے لئے کیا جاتا ہے پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ پھر کہو "اے اللہ! میں نے اپنی ذات تیرے تابع کر دی اور اپنا امر تیرے حوالے کر دیا تیرے عذاب کے ڈر سے اور تجھ میں رغبت کرتے ہوئے میں نے تجھ پر توکل کیا اور اپنے کام کا تجھ پر اعتماد کیا، جائے پناہ اور جائے نجات صرف تیری ذات ہے۔ اے اللہ! میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی ہے اور تیرے نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے۔ اگر تم اس رات فوت ہو جاؤ تو فطرت پر تمہارا انتقال ہوگا۔ یہ کلمات اپنے کلام کے آخر میں کہو۔ براء بن عازب نے کہا میں نے کہا میں نے یاد کرنے کی غرض سے بار بار یہ کلمات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ فَاَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ فَرَدَدْتُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغْتُ اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ قُلْتُ وَرَسُوْلِكَ قَالَ لَا وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ

سے عرض کئے اور جب میں یہاں تک پہنچا "اے اللہ! میں تیری کتاب جسے تُو نے نازل کیا پر ایمان لایا تو میں نے کہا وَرَسُوْلِكَ" آپ نے فرمایا ایسا مت کہو، یوں کہو "میں تیرے نبی جسے تُو نے بھیجا، پر ایمان لایا۔

۲۴۶ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ" کہو تاکہ رسالت و نبوت دونوں اوصاف صراحتاً مذکور ہوں۔ اگرچہ وصفِ رسالت وصفِ نبوت کو مستلزم ہے نیز معلوم ہُوا کہ اوراد و اذکار کے الفاظ توقیفی ہیں۔ ان میں تصرف نہ کیا جائے۔ ابن بطال نے کہا کہ سوتے وقت وضوء اور دُعا کرنا مستحب ہے؛ کیونکہ سوتے ہُوئے روح قبض ہو جائے تو اس کا خاتمہ وضوء اور دُعا پر ہوگا: اگر سونے سے پہلے ہی وہ شخص متوضی ہو تو تجدیدِ وضوء کی ضرورت نہیں؛ کیونکہ مقصد یہ ہے کہ سونا طہارت پر ہو اور خواب سچا ہو اور شیطان اس کے ساتھ نہ کھیلے۔

اسماءِ رجال

ع۱ محمد بن مقاتل ع۶۴ میں دیکھیں۔ ع۲ عبداللہ بن مُبارک یہ وہ شخص ہے جس کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے اور اس سے محبت کے باعث مغفرت حاصل ہوتی ہے۔

ع۳ سفیان ،، دو ہیں ایک ثوری اور دوسرے ابن عیینہ عبداللہ بن مبارک دونوں سے روائت کرتے ہیں اور وہ دونوں منصور سے روائت کرتے ہیں بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سفیان ثوری ہیں کیونکہ منصور سے روائت کرنے میں وہ معروف ہیں۔

ع۴ منصور بن معتمر ع۵ سعد بن عُبیدہ عبدہ کا مصغر ہے۔ کوفہ میں رہتے تھے پہلے خارجیوں کے ہم خیال تھے پھر تائب ہوگئے۔ ابو عبدالرحمٰن سلمی کے والد ہیں وہ کوفہ پر ابن ہُبیرہ کی حکومت کے زمانہ میں فوت ہُوئے ع۶ براء بن عازب حدیث ع۳۹ میں دیکھیں۔

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ الثَّانِیْ

كِتَابُ الْغُسْلِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا اِلٰى قَوْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ
وَقَوْلُهٗ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِلٰى قَوْلِهٖ عَفُوًّا غَفُوْرًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

دُوسرا (۲) پارہ

كِتَابُ الْغُسْلِ

اب غسل کے احکام بیان کرتے ہیں۔ غُسل بضم الغین کا معنی جسم پہ پانی بہانا ہے۔ اور بفتح الغین مصدر ہے۔ بعض نے دونوں کو مصدر کہا ہے جبکہ بکسر العین صابن وغیرہ کو کہا جاتا ہے جو غسل کرتے وقت جسم کی صفائی کے لئے استعمال کرتے ہیں چونکہ غسل کی حقیقت عضو پہ پانی بہانا ہے اس لئے اس میں ہاتھ سے عضو کو ملنا شرط نہیں ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنابِ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل ذکر کیا لیکن میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْوُضُوْءِ قَبْلَ الْغُسْلِ

۲۴۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِي الْمَآءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ الشَّعْرِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلٰثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيْضُ

ہاتھ سے ملنے کا کہیں ذکر نہیں۔ البتہ امام مالک ہاتھ سے ملنے کو غسل میں شرط قرار دیتے ہیں۔ وہ اسے وضوء پر قیاس کرتے ہیں۔ ابن بطال نے کہا یہ ضروری ہے۔ علامہ کرمانی نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہاتھ سے ملنا ضروری نہیں؛ کیونکہ وضوء میں بھی دلکِ ید ضروری نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور اگر تم جنبی ہو تو پاک ہو جاؤ اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو اور تم سے کوئی بیت الخلاء سے آئے یا بیویوں سے جماع کرو اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ پس اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو ،، اللہ تعالیٰ تم پر حرج کا ارادہ نہیں کرتا؛ لیکن ارادہ یہ کرتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے اس پر کہ تم شکر کرو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے ایمان والو! تم نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشہ میں ہو حتیٰ کہ جاننے لگو کہ تم کیا کہتے ہو اور نہ ہی جنبی مگر راہ گزرتے ہوئے حتیٰ کہ تم غسل کر لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم سے کوئی بیت الخلاء سے آئے یا بیویوں سے جماع کرو اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو پس اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرو بے شک اللہ معاف کرنے اور بخشنے والا ہے ،، غسل کا غین مضموم ہو تو وہ غسل کرنے کا اسم ہے اور اصطلاح میں غسل کا معنیٰ بشرہ اور بالوں کو دھونا ہے یہاں اصطلاحی معنی مراد ہے جس پانی سے غسل کیا جائے اسے بھی غسل کہتے ہیں ،، اور غسل کا غین مفتوح ہو تو مصدر ہے اور اگر غین پر کسرہ ہو تو یہ اس شئی کا نام ہے جس کے ساتھ سر وغیرہ دھویا جائے۔

ان دونوں آیات سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ جنبی شخص پر وجوبِ غسل قرآن سے ثابت ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۲۴۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذٰى ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثُمَّ نَحَّى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا هٰذِهِ غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ

باب — غسل سے پہلے وضوء کرنا

۲۴۷ — ترجمہ : اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو پہلے اپنے ہاتھ دھوتے پھر نماز جیسا وضوء کرتے پھر اپنی انگلیاں پانی میں داخل کرکے ان سے بالوں کی جڑوں تک خلال کرتے پھر سر مبارک پر دونوں ہاتھوں سے تین بار پانی ڈالتے پھر اپنے سارے بدن شریف پر پانی بہاتے۔

۲۴۸ — ترجمہ : میمونہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نماز جیسا وضوء کیا مگر پاؤں نہ دھوئے اور شرمگاہ کو اور اس جگہ کو جسے کچھ مذی لگی ہو دھویا پھر اپنے بدن شریف پر پانی بہایا پھر پاؤں کو علیحدہ کرکے دھویا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غسلِ جنابت تھا۔

۲۴۷ — ۲۴۸ — شرح : غسل اور وضوء میں شروع ہونے سے پہلے ہاتھوں کا دھونا مستحب ہے جبکہ ان پر نجاست وغیرہ نہ لگی ہو ورنہ واجب ہے غسل سے پہلے وضوء کرنا سنت ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی طرح وضوء کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل سے پہلے پاؤں بھی دھولے اور ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں غسل سے مؤخر دھوئے۔ ان دونوں حدیثوں میں موافقت اس طرح ہے کہ غسل کی جگہ اگر پانی جمع ہے تو پاؤں غسل کرکے دھوئے ورنہ پہلے دھوئے نیز غسل میں بدن کا ملنا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غُسْلِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهٖ

۲۴۹ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِنْ قَدَحٍ یُقَالُ لَهُ الْفَرَقُ

مستحب ہے واجب نہیں۔ اس حدیث میں غسل واجب کو وضوء سے مؤخر ذکر کیا ہے؛ حالانکہ امام بخاری نے ابن مبارک کے واسطہ سے ثوری سے روایت میں ذکر کیا کہ آپ نے پہلے ہاتھ دھوئے پھر فرج پھر ہاتھ دیوار پر مل کر صاف کئے پھر پاؤں کے بغیر باقی وضوء کیا تو اس میں موافقت اس طرح ہے کہ میمونہ کی حدیث میں واؤ جمع کے لئے ہے اور بخاری کی روایت اس کی تفسیر کرتی ہے کیونکہ احادیث ایک دوسری کی تفسیر کرتی ہیں

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "ثلاث غُرَف" ثلاثہ کا ممیز جمع قلت ہوتا ہے اور غرف جمع کثرت ہے، اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جمع قلت وکثرت ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتی رہتی ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل سے پہلے دونوں ہاتھوں کو تین تین بار دھونا اور بالوں کا خلال مستحب ہے اور محض انگلیوں کو پانی میں داخل کرنا جائز ہے (کرمانی)

حدیث ۲۴۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ آلۂ تناسل پر بھی فرج کا اطلاق ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فرج کا دھونا وضوء سے مقدم حدیث میں مؤخر کیوں ذکر کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں یا واؤ ترتیب کے لئے نہیں یا واؤ حالیہ ہے اور اذی سے مراد جسم پر لگی ہوئی مستنقذر شئی ہے۔ ابن بطال نے کہا علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے غسل سے پہلے وضوء کرنا مستحب ہے اور جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ غسل کے بعد وضوء کرتے تھے۔ یہ نقل ثابت نہیں اگر ثابت تسلیم کرلیں تو احتمال ہے کہ ان کا وضوء ناقض ہوگیا ہوگا یا اس میں شک کیا ہوگا (کرمانی)

اسماء رجال ؛ ۲۴۷ اس حدیث کے اسناد کے تمام رواۃ کا کتاب الوحی میں ذکر ہوچکا ہے ۲۴۸ احمد بن یوسف بیکندی، سفیان بن عیینہ اور امام سلیمان اعمش تابعی کا کئی بار ذکر ہوچکا ہے اور سالم بن ابی جعد کا ذکر حدیث ۱۴۱ میں گزر چکا ہے جبکہ عُرَیب کا ذکر ۱۳۸ میں گزرا ہے

باب ـــ مرد کا اپنی بیوی کے ہمراہ غسل کرنا

۲۴۹ ـــ ترجمہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْغُسْلِ بِالصَّاعِ وَنَحْوِهٖ

۲۵۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ دَخَلْتُ اَنَا وَاَخُوْ عَائِشَةَ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلَهَا اَخُوْهَا عَنْ غُسْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

برتن سے غسل کیا کرتے تھے وہ برتن قدح تھا جس کو فرق کہا جاتا ہے ،،

۲۴۹ ـــ شرح : فرق مدینہ منورہ میں مشہور پیمانہ ہے، اہل حجاز کے نزدیک اس میں سولہ رطل آتے ہیں۔ یہ تقریباً سوا سات سیر ہوتے ہیں۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے غسل سے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنا جائز ہے اور جنبی کے غسل سے بچا ہوا پانی طاہر مطہر (پاکیزہ) ہے جن روایات میں عورت کے غسل سے بچے ہوئے پانی کو مکروہ کہا گیا ہے وہ کراہت تنزیہیہ پر محمول ہیں خطابی نے کہا حدیث کے ماہرین نے اس حدیث کے اسانید کے طرق کو مرفوع نہیں کیا جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے مرد کو غسل کرنے سے منع فرمایا ہے اسی طرح مرد کے غسل کرنے کے بعد بچے ہوئے پانی سے عورت کو غسل کرنے سے منع فرمایا اور اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جائے تو منسوخ ہے اور باب وضوء الرجل مع امرتہ ،، حدیث ع۱۹۲ میں گزر چکا ہے کہ مرد و عورت ایک برتن میں سے غسل کر سکتے ہیں اس میں سب کا اتفاق ہے ،،

اسماء رجال : ع۱ آدم بن ابی ایاس حدیث ع۹ میں گزرا ہے ع۲ ابن ابی ذئب۔ ع۲ محمد بن عبدالرحمٰن بن مغیرہ بن حارث بن ابی ذئب ہیں وہ قرشی عامری مدنی ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا جو کچھ میں حاصل نہ کر سکا اس پر میں نے افسوس نہیں کیا البتہ لیث اور ابن ابی ذئب سے عدم حصول میں مجھے افسوس ہوا۔ احمد نے کہا ابن ابی ذئب امام مالک سے افضل ہیں۔ مہدی انہیں حدیث کی تدریس کے لئے بغداد میں لے آئے پھر وہ مدینہ منورہ جاتے ہوئے ۱۵۹ ہجری کو کوفہ میں فوت ہو گئے

باب ـــ ایک صاع اور اس کی مثل سے غسل کرنا

۲۵۰ ـــ ترجمہ : ابوسلمہ کہتے ہیں میں اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ ام المؤمنین کے بھائی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ بِاِنَآءٍ نَحْوٍ مِنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَاَفَاضَتْ عَلٰی رَأْسِہَا وَبَیْنَنَا وَبَیْنَہَا حِجَابٌ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ وَقَالَ یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ وَبَھْزٌ وَالْجَدِّیُّ عَنْ شُعْبَۃَ قَدْرَ صَاعٍ

کے غسل کے متعلق ام المؤمنین سے دریافت کیا تو اُنھوں نے صاع جیسا ایک پانی کا برتن منگوایا اور غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا جبکہ ہمارے اور ام المؤمنین کے درمیان پردہ تھا۔ بخاری نے کہا یزید بن ہارون بہز اور جدی نے شعبہ سے صاع کی مقدار کا ذکر کیا ہے۔

۲۵۰ شرح : یہ متابعت ناقصہ ہے اس سے مقصد یہ ہے کہ اُنھوں نے شعبہ سے نَحْوًا مِنْ صَاعٍ "کی بدل" قدر صاع" ذکر کیا ہے۔ نسائی نے اپنے اسناد سے موسیٰ جُہنی سے روایت کی کہ مجاہد قَدَح لائے میرے اندازہ میں وہ آٹھ رطل کی مقدار تھا اور کہا مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدار پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ قاضی عیاض نے کہا ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوسلمہ اور ام المؤمنین کے بھائی (عبدالرحمٰن) نے انہیں سر دھوتے دیکھا اور ان کا اُوپر والا جسم دیکھا جس کو محارم دیکھ سکتے ہیں اگر اُنھوں نے یہ نہ دیکھا ہوتا تو ام المؤمنین کا پانی منگوانا اور ان کے سامنے غسل کرنا بے معنی ہوتا اگر وہ تمام فعل پردہ میں کرتیں تو پھر آپ کو بیان کرنا پڑتا اور پردہ اس لئے کیا کہ جسم کا نچلا حصّہ پردہ میں رہے جس کو محارم دیکھ نہیں سکتے ہیں۔ ام المؤمنین کے اس فعل میں بالفعل تعلیم کے استحباب پر دلالت واضح ہے کیونکہ فعل کلام کی نسبت عملی طور پر زیادہ ذہن نشین ہوتا ہے۔ ابوسلمہ اور ام المؤمنین کے بھائی کا سوال غسل کی کیفیت سے پانی کی مقدار اور کیفیت دونوں سے نہ تھا۔ کیونکہ ام المؤمنین کے فعل سے صرف غسل کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ پانی کی مقدار (کمیت) پر اس کی ہرگز دلالت نہیں اور ہوسکتا ہے کہ جو برتن منگوایا تھا وہ پانی سے بھرا ہُوا نہ ہو۔ ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف ام المؤمنین کے رضاعی بھائی ہیں۔

اسماء رجال : ع۱ عبداللہ بن محمد جعفی مُسندی "باب امور الایمان" میں گزرے ہیں ع۲ عبدالصمد بن عبدالوارث تنوری حدیث ع۹۳ میں گزرے ہیں۔ ع۳ ابوبکر عبداللہ بن حفص بن عمرو بن عمرو بن سعد بن ابی وقاص ہیں ان کی کنیت زیادہ مشہور ہے۔

ع۴ ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف ہیں۔ وہ ام المؤمنین عائشہ کے رضاعی بھائی۔ ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دونوں کو دُودھ پلایا تھا لہٰذا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی خالہ بھی ہیں۔ باب الوحی میں گزرا ہے۔

ع۵ یزید بن ہارون حدیث ع۱۴۹ میں گزرے ہیں عبد بن الصمد امام محمد بصری ہیں تقریباً ۱۹۲ ہجری کو مرو میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

۲۵۱ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ اٰدَمَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ اَنَّهٗ كَانَ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ وَاَبُوْهُ وَعِنْدَهٗ قَوْمٌ فَسَاَلُوْهُ عَنِ الْغُسْلِ فَقَالَ يَكْفِيْكَ صَاعٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَا يَكْفِيْنِيْ فَقَالَ جَابِرٌ كَانَ يَكْفِيْ مَنْ هُوَ اَوْفٰى مِنْكَ شَعْرًا وَّخَيْرًا مِّنْكَ ثُمَّ اَمَّنَا فِيْ ثَوْبٍ

۲۵۱ــــ ترجمہ : ابوجعفر نے کہا وہ اور ان کا والد زین العابدین دونوں جابر بن عبداللہ کے پاس تھے وہاں کچھ اور لوگ بھی تھے۔ اُنھوں نے جابر بن عبداللہ سے غسل کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا ایک صاع تجھے کافی ہے ایک شخص نے کہا مجھے تو ایک صاع کافی نہیں جابر نے کہا جس ذات ستودہ صفات کے بال تجھ سے زیادہ تھے اور وہ تجھ سے بدرجہا اچھے تھے ان کو ایک صاع کافی تھا پھر ہمیں ایک کپڑے میں نماز پڑھائی

۲۵۱ــــ شرح : سائلین نے غسل کے پانی کی مقدار سے سوال کیا تو جابر بن عبداللہ نے کہا تجھے ایک صاع کافی ہے ،، حالانکہ جواب میں یہ کہنا چاہیئے تھا کہ تم میں سے ہر ایک کو ایک ایک صاع کافی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں سے سائل صرف ایک شخص تھا چونکہ سائل ان میں سے تھا اس لئے تمام کو سائلین کہا گیا جیسے کہا جاتا ہے ،، اَلنُّبُوَّةُ فِيْ قُرَيْشٍ ،، اگرچہ نبی اُن میں سے ایک ہیں۔ ایک صاع سے غسل کرنا مستحب ہے اگر اس سے زیادہ سے غسل کیا جبکہ حدِ اِسراف تک نہ پہنچے تو مسنون ہے اگر اس سے کم مقدار سے غسل کرے تو جائز ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک صاع غسل کے لئے کافی ہے اور پانی میں اِسراف مکروہ ہے اور ضرورت کے وقت ایک کپڑے میں نماز جائز ہے۔

اسماء رجال : عبداللہ مسندی ع۲ یحیی بن آدم کوفی ۲۰۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ غسانی نے کہا بخاری کے بعض نسخوں میں یحیی کو ذکر نہیں کیا، لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ اسناد میں اتصال انہی کے باعث ہے۔ ع۳ زہیر ع۴ ابواسحاق سبیعی ان دونوں کا ذکر حدیث ۳۹ میں گزرا ہے ع۵ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم آپ کا لقب باقر ہے۔ جنت البقیع کے قبہ عباس میں مدفون ہیں۔ آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔ آپ ہاشمی مدنی اور جلیل القدر تابعی ہیں۔ ۱۱۴ ہجری میں فوت ہوئے ع۶ جابر مشہور صحابی ہیں کتاب الوحی میں ان کا ذکر گزرا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۲۵۲ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو وَعَنْ جَابِرِ ابْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةَ كَانَا يَغْتَسِلَانِ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَبَهْزٌ وَالْجُدِّيُّ عَنْ شُعْبَةَ قَدْرَ صَاعٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ اَخِيْرًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ وَالصَّحِيْحُ مَا رَوٰى اَبُوْ نُعَيْمٍ

بَابُ مَنْ اَفَاضَ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثًا

۲۵۳ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا نُصَيْرٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ صُرَدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَنَا فَاُفِيْضُ عَلٰى رَاْسِيْ ثَلٰثًا وَاَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا

---

۲۵۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور میمونہ رضی اللہ عنہا ایک ہی برتن میں سے غسل کرتے تھے۔ یزید بن ہارون بہز اور جُدی نے شعبہ سے "قدر صاع" کی روائت کی ہے۔ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ابن عیینہ آخر عمر میں ابن عباس سے اور وہ میمونہ سے روائت کرتے تھے مگر صحیح وہی ہے جو ابونعیم نے روایت کی ہے۔

۲۵۲ — شرح : مناسبت کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ "اناء" سے مراد فرق ہے یا لوگوں میں اناء معہود تھا جو صاع یا اکثر پانی کی گنجائش رکھتا ہے۔ یہ حدیث مختصر ہے پوری حدیث میں عنوان کا مدلول ثابت ہے جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے بعض نے اور وجوہ بیان کی ہیں مگر تعسّف سے کوئی بھی خالی نہیں کیونکہ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ مرد و زن دونوں ایک برتن میں سے وضوء کر سکتے ہیں اس سے برتن کی مقدار کا بیان مراد نہیں تو حدیث اور باب میں مطابقت کس طرح ہو سکتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر اور بیوی ایک برتن سے وضوء کر سکتے ہیں۔ بخاری نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مسند احادیث سے ہے میمونہ رضی اللہ عنہا کے مسندات سے نہیں۔

(اس حدیث کے اسماء رجال کا ذکر ہو چکا ہے)

marfat.com
Marfat.com

۲۵۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُخَوَّلِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْرِغُ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلٰثًا

باب جس نے اپنے سر پر تین بار پانی بہایا

۲۵۳ — ترجمہ : جُبَیر بن مُطعِم نے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہرحال میں اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتا ہوں اور دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا۔

۲۵۴ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مُبارک پر تین بار پانی ڈالا کرتے تھے۔

۲۵۳ — ۲۵۴ — شرح : مسلم شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غسل کی وصف میں کلام کیا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہرحال میں اپنے سر پر تین بار ڈالتا ہُوں۔ معلوم ہُوا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی غسل فرماتے اپنے سر مبارک پر تین بار پانی ڈالتے تھے۔ لہٰذا غسل کے وقت سر پر تین بار پانی ڈالنا مستحب ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے اور باقی جسم کو سر پر قیاس کیا جاتا ہے۔

قولہ ابن عَمِّک الخ اس میں مسامحت ہے؛ کیونکہ ان کے باپ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ ان کے چچا کے بیٹے نہیں۔ حنفیہ محمد کی والدہ ہے۔ حسن بن محمد ایک سو ہجری میں فوت ہُوئے۔

اسماء رجال ع۲۵۳ : ع۱ ابونُعَیم فضل ع۲ زہیر بن معاویہ ع۳ ابواسحاق سبیعی تینوں کا تذکرہ حدیث ع۱۵۶ میں گزرا ہے ع۴ سلیمان بن صرد خُزاعی صحابی ہیں۔ کوفہ میں سکونت پذیر رہے۔ بہت بڑے فاضل، عابد تھے۔ وہ اپنی قوم میں صاحب قدر و منزلت تھے۔ چار ہزار کا لشکر لے کر امیر کی حیثیت میں امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم کا قصاص لینے نکلے اور عبیداللہ بن زیاد کے لشکر نے انہیں ۶۵ ہجری میں جزیرہ میں شہید کر دیا ع۵ جُبَیر بن مطعم قرشی نوفلی صحابی ہیں۔ آپ قریش کے سرداروں میں سے سردار تھے۔ ۵۴ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہُوئے۔

marfat.com
Marfat.com

۲۵۵ ــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ سَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْجَعْفَرٍ قَالَ لِيْ جَابِرٌ اَتَانِيْ ابْنُ عَمِّكَ يُعَرِّضُ بِالْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ كَيْفَ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقُلْتُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْخُذُ ثَلٰثَ اَكُفٍّ فَيُفِيْضُهَا عَلٰى رَاْسِهٖ ثُمَّ يُفِيْضُ عَلٰى سَائِرِ جَسَدِهٖ فَقَالَ لِيْ الْحَسَنُ اِنِّيْ رَجُلٌ كَثِيْرُ الشَّعْرِ فَقُلْتُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرَ مِنْكَ شَعْرًا

اسماء رجال ۲۵۴

: ع۱ محمد بن بشار حدیث ۶۷ ۔ ع۲ غندر محمد بن جعفر بصری ہیں شعبہ ان کی والدہ کے شوہر تھے ۔ حدیث ۳۱ کے اسماء میں دیکھیں ۔ ع۳ مخول بن راشد نہدی کوفی ہیں ع۴ محمد بن علی کی کنیت ابوجعفر اور لقب باقر ہے ۔ ع۵ مخول بن راشد نہدی کوفی ہیں ۔ ان سے ایک جماعت نے روائت کی ہے ۔

۲۵۵ ــ ترجمہ : معمر بن یحییٰ نے کہا مجھے ابوجعفر محمد بن علی باقر نے خبر دی کہ مجھے جابر بن عبداللہ نے کہا میرے پاس تمہارے چچا کا بیٹا آیا جبکہ وہ حسن بن محمد بن حنفیہ کی طرف اشارہ کر رہے تھے ۔ اُس نے کہا جنابت سے غسل کی کیفیت کیا ہے ؟ میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین چلو پکڑتے اور ان کو اپنے سر مبارک پر بہاتے پھر باقی بدن پر پانی بہاتے اور کہا مجھے حسن نے کہا میں بہت زیادہ بالوں والا مرد ہوں ،، میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف تیرے بالوں سے زیادہ تھے ۔

۲۵۵ ــ شرح : تعریض تصریح کے خلاف ہوتی ہے ۔ صاحب کشاف نے کہا تعریض یہ ہے کہ کوئی شئے ذکر کی جائے جو ایسی شئے پر دلالت کرے جو مذکور نہ ہو ۔

قولہ ابن عمك میں مسامحت ہے ، کیونکہ حسن ان کے باپ کے چچا کے بیٹے ہیں ان کے چچا کے بیٹے نہیں ۔ "اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل کرنے والا بدن پر پانی بہانے سے پہلے سر پر پانی ڈالے ،، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء سے دینی معلومات حاصل کرنے چاہئیں ،، نیز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تین چلو سر مبارک پر ڈالتے تھے ۔ پھر باقی بدن پر پانی بہاتے ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ،، کیونکہ "کان" کا لفظ استمرار پر دلالت کرتا ہے غسل میں سُنّت تو یہی ہے کہ تین بار جسم پر پانی بہایا جائے ۔ اس پر علماء کا اجماع ہے اور فرض یہ ہے کہ ایک بار سارے بدن پر پانی بہائے ۔ اس کے سوا اور پانی ڈالنا فرض ہے ۔ علماء شافعیہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْغُسْلِ مَرَّةً وَّاحِدَةً

۲۵۶ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَآءً لِلْغُسْلِ فَغَسَلَ مُسْتَحْيَدَهُ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ مَذَاكِيْرَهُ ثُمَّ يَدَهُ بِالْاَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَكَانِهٖ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ

نے کہا سر پر تین بار پانی بہانے کے استحباب میں اتفاق علماء احناف نے سارے جسم کو سر پر قیاس کیا ہے۔ نیز وضوء کے اعضاء تین تین بار دھونا مستحب ہے۔ لہٰذا غسل میں بطریق اولیٰ تین بار پانی بہانا مستحب ہے۔

غسل کرنے کا طریقہ

طبرانی نے اوسط میں مرفوع روایت ذکر کی کہ غسل میں دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اسے دھوئیں پھر ہاتھ پانی میں ڈال کر شرمگاہ دھوئیں اور جو کچھ وہاں نجاست ہو اسے صاف کریں پھر نماز کے وضوء کی طرح وضوء کریں اور سر پر تین بار پانی بہائیں۔ اور ہر دفعہ سر کو خوب ملیں پھر دائیں جانب پھر بائیں جانب پانی ڈال کر سارا بدن صاف کریں۔

باب — ایک بار غسل کرنا

۲۵۶ — ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے لئے پانی رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ دو یا تین مرتبہ دھوئے پھر بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور مذاکیر (عضو مخصوص) کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر ملا پھر کلی فرمائی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ ہاتھ دھوئے پھر سارے بدن شریف پر پانی ڈالا پھر اپنی جگہ سے الگ ہو کر دونوں پاؤں دھوئے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ بَدَأَ بِالْحِلَابِ أَوِ الطِّيبِ عِنْدَ الْغُسْلِ

۲۵۷ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ فَقَالَ بِهِمَا عَلٰى وَسْطِ رَأْسِهِ

۲۵۶ــ شرح : اخفش نے کہا یہ جمع ہے اس کا واحد نہیں جیسے اباہیل کا واحد نہیں اور لفظ جمع ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ خصیتین اور ان کے حوالی غسل میں داخل ہیں گو کہ اس جمع کا ہر جزء غسل کے حکم میں ہے۔ یا یہ مذکار کی جمع ہے، لیکن اس کا ذکر متروک ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غسل میں پہلے ہاتھ دھونے مستحب ہیں اور اعضاء کو تین تین بار دھونا مستحب ہے۔ اور غسل سے پہلے بائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور ہاتھ زمین کے ساتھ صاف کرے۔

اسماء رجال : ع۱ موسیٰ بن اسماعیل تبوذکی حدیث ع۴ کے اسماء میں ع۲ عبدالواحد اور اعمش حدیث ع۱۲۶ کے اسناد میں ع۴ سالم بن ابی الجعد حدیث ع۱۴۱ کے اسناد میں اور قریب حدیث ع۱۳۸ کے اسماء میں دیکھیں ع۶ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب ۔ جس نے غسل کے وقت حلاب یا خوشبو سے ابتداء کی

۲۵۷ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کے غسل کا ارادہ فرماتے تو حلاب جیسا برتن منگواتے اور چلو بھر کر پہلے سر مبارک کے دائیں طرف پانی ڈالتے پھر دونوں ہاتھوں سے پانی لے کر سر مبارک کے وسط پر ڈالتے۔

۲۵۷ــ شرح : قاضی عیاض نے کہا "حلاب" وہ برتن ہے جو اونٹنی کے دودھ کی مقدار سے ہوتا ہے [illegible] حلاب پر عطف کرنے سے معلوم

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْمُضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ فِی الْجَنَابَةِ

۲۵۸ — حَدَّثَنَا عُمَرُ ابْنُ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ قَالَ ثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمٌ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

ہوتا ہے "حلاب" طیب نہیں ، کیونکہ معطوف معطوف علیہ کے مغائر ہوتا ہے۔ پانی کے برتن اور طیب میں مناسبت یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک غسل کی ابتدا میں واقع ہوتا ہے ، اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ غسل کرنے والے کے لئے مستحب یہ ہے کہ پہلے پانی کا برتن بھرے اور پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف پھر سر کے عین وسط پر پانی بہائے۔

ابن بطال نے کہا کہا گیا ہے کہ حلاب وہ برتن ہے جس میں اونٹنی کا دودھ آجائے اسے محلب کہا جاتا ہے۔ اور محلب بفتح المیم خوشبودار دانے کو کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا میرا خیال ہے کہ امام بخاری نے اس ترجمہ میں حلاب کو خوشبو کی قسم سمجھا ہے۔ اگر بخاری کا یہی گمان ہے تو یہ محض وہم ہے ؛ کیونکہ جس حلاب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو تھی۔ اسے آپ غسل کے وقت استعمال کرتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے غسل کے وقت خوشبو استعمال کرنی چاہیئے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ لفظ جُلّاب بضم الجیم ہے اور لام مشدد ہے اس سے گلاب کا پانی مراد ہے۔

اسماء رجال : ع۱ محمد بن مثنیٰ حدیث ع۱۵ ، ع۲ ابو عاصم ضحاک بن مخلد بصری ہیں۔ ان کے علم وعمل پر امت کا اتفاق ہے۔ ان کا لقب نبیل ہے کیونکہ شعبہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ ایک مہینہ حدیث بیان نہیں کریں گے جب ابو عاصم کو یہ خبر پہنچی تو ان کے پاس آکر کہا کہ آپ حدیث بیان کرنی شروع کر دیں۔ آپ کی قسم کے کفارہ میں میرا عطار غلام آزاد ہے۔ اس سے وہ بہت خوش ہوئے اور کہا ابو عاصم نبیل ہے یہی اُن کا لقب قرار پایا۔ اس سے پہلے بھی ان کے متعلق گزرا ہے۔ ع۳ حنظلہ حدیث کے اسماء میں دیکھیں۔ ع۴ قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم مدنی ہیں۔ اپنے زمانہ کے لوگوں سے افضل تھے۔ ثقہ ، عالم ، فقیہہ اور مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ میں سے ہیں۔ امام ، متقی پرہیزگار اور افضل تابعی ہیں ایک سو کچھ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۵ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

marfat.com
Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا مَيْمُوْنَةُ قَالَتْ صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَاَفْرَغَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى يَسَارِهٖ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهٗ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ عَلَى الْاَرْضِ فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ وَاَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ بِمِنْدِيْلٍ فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا

بابٌ — جنابت کے غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا،

۲۵۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہمیں میمونہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کے لئے پانی رکھا آپ نے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر استنجاء فرمایا پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا اور اسے مٹی کے ساتھ ملا پھر اسے دھویا پھر کلی اور ناک مبارک میں پانی ڈالا پھر چہرہ انور دھویا اور سر مبارک پہ پانی بہایا پھر علیحدہ ہو کر دونوں پاؤں دھوئے پھر آپ کو رومال پیش کیا گیا مگر آپ نے اس سے نہ پونچھا۔

۲۵۸ — شرح : لَمْ يَنْفُضْ بِهَا "میں ضمیر مؤنث اس لئے ذکر کی کہ مِنْدِیل" خرقہ کے معنی میں ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خرقہ تھا جس سے بدن خشک فرمایا کرتے تھے۔ متن کی حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رومال سے اعضاء صاف فرمایا کرتے تھے کیونکہ اگر یہ جائز نہ ہوتا تو رومال آپ کے پاس نہ لایا جاتا اور اس حدیث شریف میں اس لئے آپ نے رومال سے صاف نہ کیا کہ ہو سکتا ہے۔ وہ رومال صاف نہ ہوگا یا تواضعاً آپ نے استعمال نہ فرمایا ہو یا کوئی اور عذر ہوگا!

کرمانی نے ذکر کیا ہے کہ علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ غسل جنابت میں وجوب وضوء ساقط ہے۔ لہٰذا اس کے توابع کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی ساقط ہے۔ لہٰذا کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا غسل جنابت میں واجب نہیں اور ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی روائت میں یہ سنت ہیں، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام عبادات میں اکمل اور افضل کو اختیار کرتے تھے۔ احناف کے نزدیک غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی کرنا واجب ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَسْحِ الْيَدِ بِالتُّرَابِ لِتَكُوْنَ اَنْقٰى

۲۵۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ بِيَدِهٖ ثُمَّ دَلَكَ بِهَا الْحَائِطَ ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہمیشہ کرتے تھے اور کبھی انہیں ترک نہیں کیا یہ وجوب کی دلیل ہے اور ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مضمضہ اور استنشاق کی تصریح مذکور ہے۔ لہٰذا کرمانی کا استدلال صحیح نہیں اور قصدی وضوء کے سقوط کو یہ لازم نہیں کہ ضمنی وضوء بھی ساقط ہو جائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل میں کبھی وضوء ترک نہیں کیا اور آپ کا کسی فعل کو ہمیشہ کرنا اس کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

اسماء رجال : ۱ عمر بن حفص بن غیاث ۲۲۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کے والد حفص ابن غیاث بن طلق نخعی کوفی ہیں۔ بغداد کی قضاء پر فائز تھے۔ اعمش کے تلامذہ میں سے زیادہ ثقہ ہیں۔ فقیہہ عفیف حافظ تھے۔ ۱۹۶ ہجری میں فوت ہوئے ۳ سلیمان اعمش ان کا تذکرہ ہو چکا ہے ۴ سالم بن ابی الجعد تابعی ہیں ۵ کریب ۶ عبد اللہ بن عباس اور ساتویں ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا ہیں

باب — مٹی مار کر ہاتھ صاف کرنا تاکہ صفائی زیادہ ہو!

۲۵۹ — ترجمہ : میمونہ رضی اللہ عنہا سے ابن عباس نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل فرمایا پس آپ نے استنجاء فرمایا پھر ہاتھ دیوار سے مل کر صاف کیا پھر اسے دھویا اور نماز کے لئے وضوء کیا اور جب غسل شریف سے فارغ ہوئے تو دونوں پاؤں دھوئے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ هَلْ يُدْخِلُ الْجُنُبُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى يَدِهِ قَذَرٌ غَيْرُ الْجَنَابَةِ وَأَدْخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ يَدَهُ فِي الطَّهُورِ وَلَمْ يَغْسِلْهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَأْسًا بِمَا يَنْتَضِحُ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

۲۵۹ — شرح : فَغَسَلَ فَرْجَهُ میں فاء تفصیل کے لئے ہے ؛ کیونکہ یہ مجمل غسل کی تفصیل ہے اور مفصّل مجمل کے بعد آتا ہے ۔ اس حدیث شریف سے پہلی حدیث ع۲۵۸ عمرو بن حفص نے مضمضہ اور استنشاق کے بیان میں ذکر کی اور یہ حدیث ع۲۵۹ حمیدی نے مٹی سے ہاتھ صاف کرنے کے بیان میں ذکر کی ۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں تکرار نہیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مٹی سے ہاتھ صاف کرنا مستحب ہے ! واللہ اعلم !

أَنْقَى ،، اسم تفضیل ہے جو اضافت ، مِن اور الف لام کے بغیر استعمال نہیں ہوتا ۔ یہاں مِن محذوف ہے یعنی ،، أَنْقَى مِنْ غَيْرِ الْمَمْسُوحَةِ ،، جب اسم تفضیل ،، مِن ،، سے استعمال ہو تو وہ ہمیشہ مفرد مذکر استعمال ہوتا ہے اور اس وقت خبر کی مبتداء سے مطابقت بھی ضروری نہیں ہوتی ۔ قولہ فَغَسَلَ ،، یہ مذکور اجمال کی تفصیل ہے یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غسلِ جنابت فرمایا اور شرمگاہ کو اپنے دستِ اقدس سے دھویا الخ

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے باب کی حدیث سے اس باب کا عنوان معلوم ہو جاتا ہے ۔ یہاں مکرر ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح کرنے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ احادیث میں شیوخ کا استخراج مختلف ہے ۔ اور ان کے سیاق متفاوت ہیں ۔ مثلاً عمر ابن حفص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو غسلِ جنابت میں مضمضہ اور استنشاق کے بیان کے لئے ذکر کیا ہے ۔ جبکہ حمیدی نے مٹی کے ہاتھ مس کر کے صفائی کرنے کے بیان میں ذکر کیا ہے ۔

اسماءِ رجال : ع۱ حمیدی اور سفیان بن عیینہ دونوں کا ذکر حدیث ع۱ کے اسماء میں گزرا ہے ع۳ اعمش کا نام سلیمان ہے یہ تابعی ہیں ۔ اس حدیث کے اسناد میں تین تابعی اور دو صحابی ہیں (کرمانی)

باب — کیا جنبی ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں داخل کر سکتا ہے ؟

Marfat.com

۲۶۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ تَخْتَلِفُ اَيْدِيْنَا فِيْهِ

۲۶۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَهٗ

جبکہ مٹی کے بغیر اس کے ہاتھ پر اور کوئی نجاست نہ ہو۔ ابن عمر اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم نے غسل کے وقت ہاتھ کو پانی میں ڈالا اور اسے نہ دھویا پھر وضوء کیا اور ابن عمر اور ابن عباس نے غسل جنابت سے چھینٹے اڑنے میں کوئی حرج نہ جانا

۲۶۰ — ترجمہ : عبداللہ بن مسلمہ نے کہا ہم کو افلح نے قاسم سے انھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی فرمایا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں سے غسل کیا کرتے تھے برتن میں ہمارے ہاتھ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے تھے۔

۲۶۰ — شرح : ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی کہ ابن عمر نے کہا اگر جنبی نے پانی سے چلو بھر لیا تو باقی پانی ناپاک ہو جائیگا یہ امام بخاری کے اثر کے مخالف ہے۔ ان میں اتفاق اس طرح ہوگا کہ اس کا محمل یہ ہے جبکہ ہاتھ پر قذر ہو تو پانی نجس ہو جائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر کا مطلب یہ ہے کہ جس پانی میں جنبی اپنا طاہر ہاتھ داخل کردے پانی نجس نہ ہوگا۔ ایسا ہی جس برتن کے پانی سے جنبی غسل کرے اس سے باریک باریک چھینٹے اگر پانی میں پڑ جائیں تو اس میں حرج نہیں کیونکہ اس سے احتیاط میں مشقت ہے۔

اسماء رجال : ۱ عبداللہ بن مسلمہ مدینہ منورہ کے رہنے والے بہت بڑے عالم مستجاب الدعاء ہیں حدیث ۱۸ کے اسماء میں ذکر ہو چکا ہے۔

۲ افلح بن حمید انصاری مدنی ہیں۔ ۱۵۸ ہجری میں فوت ہوئے ۳ قاسم بن محمد صدیقی مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ میں سے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۲۶۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِنْ جَنَابَةٍ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهٗ

۲۶۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غسلِ جنابت کا ارادہ کرتے تو پہلے اپنے ہاتھ دھو لیتے۔

۲۶۱ — شرح : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روائت میں باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ جنبی جب پانی میں ہاتھ ڈالے اور وہ طاہر ہو تو پانی فاسد نہ ہوگا ؛ کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المؤمنین کے ہاتھ نہانے کے پانی میں مختلف ہوتے تھے اور ظاہر ہے کہ ہاتھوں پر کوئی قذر وغیرہ نہ تھی ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ پانی میں ڈال دیں جبکہ ہاتھوں پر پانی کو فاسد کرنے والی کوئی قذر وغیرہ لگی ہو اور ہشام کی روائت اس کی تائید کرتی ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے اپنے دستِ اقدس کو دھو لیتے معلوم ہوا کہ آپ اور ام المؤمنین ہاتھ دھو کر پانی میں ڈالتے تھے۔

اسماء رجال

: ع۱ مسدد کئی بار گزرا ہے ع۲ حماد بن زید حدیث ع۳ ہشام بن عروہ بن زبیر تابعی ہیں۔ وہ اپنی خالہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کرتے ہیں حدیث ع۲ کے اسماء میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔
ع۴ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا معروف ہیں۔

---

۲۶۲ — ترجمہ : اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی وجہ سے ایک ہی برتن میں سے غسل کر لیا کرتے تھے۔ عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے باپ قاسم سے اُنھوں نے اس جیسی روائت کی۔

۲۶۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیویوں سے کوئی بیوی ایک ہی برتن میں سے غسل کرتے تھے۔ مسلم اور وہب نے اس پر شعبہ سے زائد لفظ کی روائت کی کہ "مِنَ الْجَنَابَةِ" یعنی

marfat.com
Marfat.com

۲۶۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْاَةُ مِنْ نِسَآئِهٖ يَغْتَسِلَانِ مِنْ اِنَآءٍ وَاحِدٍ زَادَ مُسْلِمٌ وَ وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ مِنَ الْجَنَابَةِ

جنابت کا غسل ایک ہی برتن سے کرتے تھے۔"

۲۶۲ — ۲۶۳ — شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر یہ خبر دی ہے وہ آپ کو غسل کرتے دیکھتے نہ تھے۔ "قَوْلُهٗ يَقُوْلُ مُسْلِمٌ وَ وَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ" اس میں شعبہ کے شیخ کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ مذکور اسناد میں وہ مذکور ہے گویا کہ وہب نے کہا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ "

احناف کے مسلک میں جب جنبی ہاتھ دھوئے بغیر پانی میں داخل کردے تو یہ مستعمل پانی ناپاک ہوجاتا ہے اس پر قوی تر دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اثر ہے جو ابن شیبہ نے اپنے مصنف میں ذکر کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جنبی اگر پانی سے چلو بھرے تو باقی پانی ناپاک ہوجاتا ہے اور ہشام کی ام المؤمنین سے روایت اس پر واضح قرینہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل فرماتے تو پہلے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اسے دھوتے یا اگر برتن چھوٹا ہوتا تو دائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اسے دھوتے پھر شرمگاہ دھوتے پھر نماز جیسا غسل فرماتے پھر پانی لے کر بالوں کا خلال فرماتے اور جب بشرہ تر ہوجاتا تو سر مبارک پر تین بار پانی بہاتے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ ابوالولید ہشام طیالسی ہیں حدیث ع۱۶ کے اسماء میں مذکور ہیں۔
ع۲ شعبہ کئی بار ذکر ہوا ہے ع۳ ابوبکر بن حفص کا نام عبداللہ ہے۔ ان کی کنیت مشہور ہے۔ وہ سعد بن ابی وقاص کے پڑپوتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد فقیہہ رضاء بن رضاء ہیں۔ ان کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا عبدالرحمٰن اخیار مسلمین میں سے ہیں۔ مدینہ منورہ میں ان سے زیادہ اچھا کوئی نہ تھا وہ ثقہ پرہیزگار کثیر الحدیث ہیں۔ ۱۲۶۔ ہجری کو قدس میں فوت ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

عبدالرحمٰن کے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق ہیں وہ اپنی پھوپھی ام المؤمنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔ عبداللہ بن جبر حدیث ع۱۶ کے اسماء میں مذکور ہیں مسلم بن ابراہیم شماخ حدیث ع۴۲ کے اسماء میں دیکھیں۔ وہب بن جریر بصری ۲۰۶۔ ہجری میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَفْرِيقِ الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ بَعْدَ مَا جَفَّ وَضُوءُهُ

۲۶۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً يَغْتَسِلُ بِهِ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ رَأْسَهُ ثَلٰثًا ثُمَّ صَبَّ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحّٰى مِنْ مَقَامِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ

باب — غسل اور وضوء میں تفریق

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا جاتا ہے کہ اُنھوں نے پانی خشک ہو جانے کے بعد اپنے قدم دھوئے ،،

۲۶۴ — ترجمہ : ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی رکھا جس سے آپ غسل فرمائیں پس آپ نے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو دو دو یا تین تین بار دھویا پھر دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا اور شرمگاہ کو دھویا پھر ہاتھ کو زمین سے ملا پھر کلی فرمائی اور ناک میں پانی ڈالا پھر چہرۂ انور اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر سر مبارک تین بار دھویا پھر سارے بدن شریف پر پانی بہایا پھر اس جگہ سے علیحدہ ہوئے اور پاؤں دھوئے۔

۲۶۴ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ وضوء اور غسل میں تفریق جائز ہے اور ان کے قول کی تائید کی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور

marfat.com

Marfat.com

شافعی رضی اللہ عنہما کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام طحاوی نے کہا عضو کا خشک ہوجانا حدث نہیں جس سے وضوء جاتا رہے جیسے تمام اعضاء کا خشک ہوجانے سے طہارت باطل نہیں ہوتی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے وضوء کیا اور چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور سر پر مسح کیا پھر ان کو جنازہ کی طرف بُلایا گیا اور جنازہ گاہ میں نماز جنازہ پڑھنے گئے تو موزوں پر مسح کرکے نماز پڑھی معلوم ہُوا۔ وضوء میں تفریق اعضاء جائز ہے،، ایسے ہی غسل میں بھی ہے کیونکہ مذکور حدیث میں سارے جسم پر پانی بہاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ ہوگئے پھر قدم شریف دھوئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اگر "یُذْکَرُ" کی جگہ "ذکر" کہتے تو اچھا ہوتا کیونکہ "یُذْکَرُ" صیغۂ تمریض ہے۔ حالانکہ امام بخاری نے اس اثر کا جزم کیا ہے۔ واللہ اعلم!

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرات ائمہ کرام کا غسل اور وضوء کی تفریق میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما اسے جائز کہتے ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب اعضاء کے دھونے میں تفریق کی حتیٰ کہ عضو خشک ہونے کے بعد دوسرا عضو دھویا تو جائز نہیں اور اگر عضو خشک ہوتے ہی دوسرا عضو دھولیا تو جائز ہے۔ اور بھُول کر اعضاء کے دھونے میں تاخیر ہوگئی تو جائز ہے اگرچہ تاخیر زیادہ ہوجائے ابن وہب نے امام مالک سے ذکر کیا ہے کہ اعضاء میں موالات مستحب ہے یعنی اعضاء کو پے در پے دھونا مستحب ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے غسل اعضاء کی تفریق میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث سے استدلال کیا نیز اللہ تعالیٰ نے وضوء میں اعضاء دھونے کا حکم فرمایا ہے اور جو کوئی اعضاء کو متفرق دھوئے وہ مامور بہ کو بجالاتا ہے اور آیت کریمہ میں واؤ علی الفور پر دلالت نہیں کرتی۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وضوء کے پانی کا خشک ہونا حدث نہیں لہٰذا کوئی عضو خشک ہونے سے وضوء منقوض نہ ہوگا۔ جیسے سارے اعضاء خشک ہونے سے وضوء منقوض نہیں ہوتا۔

جن علماء نے تفریق کو جائز نہیں کہا ان کی دلیل یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا موالات پر عمل رہا ہے اور علماء سلف نے بھی اس کی موافقت کی ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا اگر تھوڑی سی تفریق جائز ہے تو زیادہ بھی جائز ہے کیونکہ موضع غسل سے علیحدہ ہونے میں تھوڑی سی تاخیر پائی جاتی ہے جیسے حج کے اعمال میں زیادہ تاخیر بھی جائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نماز میں عمل قلیل جائز ہے عمل کثیر جائز نہیں اور نماز کو حج پر قیاس کرنا جائز نہیں۔

اسماء رجال

: ۱ محمد بن محبوب کی کنیت ابوعبداللہ ہے وہ بصری ہیں کہا گیا ہے۔ کہ ان کا نام حسن ہے اور محبوب لقب ہے وہ ۲۲۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ ۲ عبدالواحد بن زیاد بصری ہیں۔ باقی رُواۃ کا ذکر ہو چکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَفْرَغَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فِى الْغُسْلِ

۲۶۵ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ وَضَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا وَسَتَرْتُهٗ فَصَبَّ عَلٰى يَدِهٖ فَغَسَلَهَا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ سُلَيْمٰنُ لَا اَدْرِىْ اَذَكَرَ الثَّالِثَةَ اَمْ لَا ثُمَّ اَفْرَغَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ ثُمَّ دَلَكَ يَدَهٗ بِالْاَرْضِ اَوْ بِالْحَائِطِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ رَاْسَهٗ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهٗ خِرْقَةً فَقَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَلَمْ يُرِدْ

باب جس نے غسل کے وقت دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا

۲۶۵ — ترجمہ: میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کے لئے پانی رکھا اور پردہ کر دیا آپ نے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہیں ایک یا دو بار دھویا۔ سلیمان نے کہا نامعلوم تیسری بار کا ذکر کیا یا نہ۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور شرمگاہ کو دھویا پھر دستِ اقدس زمین یا دیوار سے ملا پھر کلی فرمائی اور ناک میں پانی ڈال کر جھٹکارا اور چہرہ انور اور ہاتھ دھوئے اور سر کو دھویا پھر سارے بدن شریف پر پانی بہایا پھر علیحدہ ہو کر قدم شریف دھوئے میں نے آپ کو رومال دیا تو آپ نے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا اور اس کا ارادہ نہ کیا۔

۲۶۵ — شرح حدیث ۲۵۶ باب الغسل مرۃ واحدۃ میں یہ حدیث گزری ہے مگر

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ وَمَنْ دَارَ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِىْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ

۲۶۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِىٍّ وَيَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ ذَكَرْتُهٗ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيْبًا

وہاں موسیٰ بن اسماعیل کا شیخ عبدالواحد بن زیاد ذکر کیا ہے اور یہاں ابوعوانہ ذکر کیا ہے، وہاں حدیث کے اور الفاظ بھی مختلف ہیں مگر مفہوم واحد ہے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومال سے بدن شریف خشک نہ کیا اس میں صحابہ کے تین مذہب ہیں۔ حضرت انس بن مالک نے کہا کہ وضوء اور غسل میں کپڑے سے بدن خشک کرنے میں کوئی حرج نہیں حدیث ۲۵۸ میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ اگر رومال سے بدن خشک کرنا جائز نہ ہوتا تو میمونہ رضی اللہ عنہا آپ کو یہ پیش نہ کرتیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے شوہروں کی خدمت کریں، پانی ڈھانپ کر رکھیں اور پانی میں ہاتھ داخل نہ کریں اور ان کو باہر دھوئیں۔

باب — جب بیوی سے جماع کیا پھر دوبارہ کیا اور جس نے ایک ہی غسل میں کئی بیویوں سے جماع کیا،،

۲۶۶ — ترجمہ: محمد بن منتشر نے کہا میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا (ابن عمر کا قول) ذکر کیا تو انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن عمر) پر رحم کرے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی اور آپ اپنی متعدد بیویوں سے جماع فرماتے پھر صبح کو محرم ہوتے آپ سے خوشبو ظاہر ہوتی تھی۔

marfat.com
Marfat.com

۲۶۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُوْرُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِی السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ اِحْدٰى عَشْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَوَكَانَ يُطِيْقُهٗ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ اُعْطِیَ قُوَّةَ ثَلَاثِيْنَ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اِنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ تِسْعُ نِسْوَةٍ

۲۶۶ — شرح : ایک رات میں یا ایک دن میں ایک بیوی سے بار بار جماع کیا یا متعدد بیویوں سے ایک رات میں جماع کیا تو آخر میں ایک ہی غسل کر لینا کافی ہے درمیان میں غسل کرنا واجب نہیں اس پر علماء کا اتفاق ہے مگر مستحب یہ ہے کہ درمیان میں غسل کرے۔ ابو داؤد اور نسائی نے ابو رافع سے روایت ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن میں کئی بیویوں سے جماع فرمایا اور ہر ایک جماع کے بعد آپ نے غسل فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایک ہی غسل آخر میں کر لیتے تو آپ نے فرمایا یہ بہت پاکیزہ اور اچھا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دو جماعوں کے درمیان غسل کرنا مستحب ہے۔ ترمذی اور ابو داؤد نے حضرت انس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعدد بیویوں سے جماع کے بعد آخر میں ایک بار ہی غسل فرماتے تھے اور دو جماعوں کے درمیان جمہور کے نزدیک وضوء واجب نہیں۔ امام طحاوی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیوی سے جماع فرماتے پھر دوبارہ جماع فرماتے تو درمیان میں وضوء نہ فرماتے۔ مسلم نے ابو المتوکل سے جو روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے پھر دوبارہ کرنے کا ارادہ ہو تو درمیان میں وضوء کرے جمہور نے اس روایت میں وضوء کو ندب و استحباب پر محمول کیا ہے اور امام طحاوی کی حدیث اس کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ محمد بن بشار ان کو بندار بھی کہتے ہیں حدیث ع۶۷ کے اسماء میں دیکھیں
ع۲ ابن ابی عدی ان کا نام محمد بن ابراہیم ہے۔ ابراہیم کی کنیت ابو عدی ہے ۱۹۴ ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے ع۳ یحییٰ بن سعید انہیں قطان کہتے ہیں حدیث ع۱۲ کے اسماء میں دیکھیں۔
ع۴ ابراہیم بن محمد بن منتشر یہ اسم فاعل ہے اور ان کا باپ محمد ہے جو مسروق کوفی کا بھتیجہ ہے۔

۲۶۷ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات یا دن کے وقت میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جاتے جبکہ وہ گیارہ تھیں

marfat.com
Marfat.com

قتادہ نے کہا میں نے انس سے کہا کیا آپ کو ساری بیویوں کے پاس تشریف لے جانے کی طاقت تھی۔ انس نے کہا ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کی قوت دی گئی ہے۔ سعید نے قتادہ سے روایت کی کہ انس نے ان کو نو بیویوں کی خبر دی۔

۲۶۷ شرح : اس حدیث شریف کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات کے پاس جانے کے بعد ایک بار غسل فرماتے تھے اور وہ گیارہ تھیں اور آپ کو اتنی بیویوں سے جماع کی طاقت حاصل تھی کیونکہ آپ کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی تھی، ابونعیم نے مجاہد سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کے چالیس مردوں کی طاقت دی گئی تھی۔ امام ترمذی نے صفتِ جنت کے باب میں انس سے روایت ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو جنت میں اس قدر جماع کرنے کی قوت دی جائے گی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا اتنی عورتوں سے جماع کی اسے طاقت ہوگی۔ آپ نے فرمایا جنتی کو سو مردوں کی قوت دی جائے گی۔ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ان روایات کے مطابق اگر حساب کیا جائے اور چالیس کو سو سے ضرب دیں تو چار ہزار مردوں کی طاقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بشری حالت کے اعتبار سے حاصل تھی۔ اس لئے ابنِ عربی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق پر اس قدر غالب قوت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھانے میں قلت عنایت فرمائی تاکہ آپ کے لئے امورِ اعتباریہ میں دونوں فضیلتیں جمع ہوں جیسے امورِ شرعیہ میں آپ کو دونوں فضیلتوں سے مشرف فرمایا ہے حتیٰ کہ دنیا و آخرت میں آپ کا حال کامل تھا۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں چار ہزار مردوں کی طاقت حاصل تھی اور آپ کی بیویاں صرف نو تھیں اس سے اُن احمقوں کا اعتراض عبث ہو کر رہ جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ اس تعداد میں بیویاں رکھنا عیش و عشرت کی دلیل ہے (معاذ اللہ) مگر ان عقل کے اندھوں کو یہ معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن عورتوں سے نکاح فرمایا۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا تمام بیوائیں تھیں۔ یہ آپ کے کمالِ تقویٰ کی دلیل ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویاں تھیں جیسا کہ بخاری کی دوسری روایت میں ہے۔ ان دونوں روایات میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ اس وقت آپ کی نو بیویاں تھیں جیسا کہ سعید کی روایات میں ہے اور دو جاریہ تھیں۔ نکاح کے ساتھ گیارہ بیویاں بیک وقت آپ کے ہاں جمع نہیں ہوئیں۔ کیونکہ آپ نے گیارہ بیویوں سے نکاح فرمایا۔ سب سے پہلے خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کیا ان کی موجودگی میں کسی بی بی سے نکاح نہ فرمایا حتیٰ کہ وہ انتقال کر گئیں۔ آپ نے پچیس برس کی عمر شریف میں ان سے نکاح فرمایا تھا۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سوا آپ کی ساری اولاد اُن سے ہے۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ، ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے، وہ ہجرت سے تین برس پہلے ابوطالب کی وفات سے تین روز بعد فوت ہوئیں۔ صحیح تر یہی ہے سب سے پہلے وہ مسلمان ہوئیں اور تبلیغِ دین میں انھوں نے آپ کی بہت مدد کی۔ چوبیس سال چھ ماہ آپ کے پاس رہنے کے بعد فوت ہوگئیں۔

(۲) پھر سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے پھر عائشہ بنت ابی بکر سے پھر حفصہ بنت عمر سے۔ پھر ام سلمہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَسْلِ الْمَذْيِ وَالْوُضُوْءِ مِنْهُ

۲۶۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ کُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاَمَرْتُ رَجُلًا یَسْاَلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَکَانِ اِبْنَتِہٖ فَسَاَلَ فَقَالَ تَوَضَّاْ وَاغْسِلْ ذَکَرَکَ

ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ سے پھر جویریہ بنت حارث سے پھر زینب بنت جحش سے پھر زینب بنت خزیمہ سے پھر ریحانہ بنت زید سے نکاح فرمایا وہ قیدیوں میں آئیں آپ نے انہیں آزاد کر کے ۶۔ ہجری میں ان سے نکاح فرمایا۔ پھر ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان سے پھر صفیہ بنت حیی بن اخطب سے نکاح فرمایا یہ ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ خیبر میں قیدیوں میں آئیں اور آپ نے ان کو منتخب فرمایا پھر میمونہ بنت حارث سے پھر فاطمہ بنت ضحاک سے اور اسماء بنت نعمان سے نکاح فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہن (عینی) علامہ بدرالدین عینی نے یہاں طویل بحث کی ہے۔ تفصیل کے لئے اُدھر رجوع کرنا مناسب ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیویوں پر زائد ماریہ اور ریحانہ ہیں اور تغلیباً سب پر نساء کا اطلاق کیا ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہُوا کہ لونڈی سے جماع کرنے کے بعد حُرّہ سے جماع کرنا اور درمیان میں غسل نہ کرنا جائز ہے (عینی)

امام نووی نے کہا ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیویوں کی باری میں مساوات واجب نہ تھی۔ آپ صرف تکرُّم اور ورع کی بنیاد پر تقسیم فرماتے تھے۔ ایسے ہی سفر میں جاتے وقت قرعہ اندازی صرف تورعًا فرماتے تھے۔ آپ پر واجب نہ تھا۔ بیویوں کی اطمینان کے لئے مساوات فرماتے تھے۔

اسماء رجال : ع۱ محمد بن بشار ع۲ مُعاذ بن ہشام دستوائی بصری دوسو ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کے والد ہشام بن ابی عبداللہ ہیں ع۳ قتادہ سدوسی ہیں حدیث ع۱۲ کے اسماء میں دیکھیں۔ سعید بن ابی عروبہ فقیہہ بصری ہیں۔ بصری علماء میں یہ پہلے مصنف ہیں۔ ۱۵۶۔ ہجری میں فوت ہوئے۔ یہ بخاری کی تعلیق ہے۔ ہوسکتا ہے کہ عدی اور یحییٰ قطان کا کلام ہو، کیونکہ یہ دونوں ابن ابی عروبہ سے روائت کرتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ معاذ کا کلام ہو اگر ان کا سعید سے سماع ثابت ہو (کرمانی)

باب — مذی کو دھونا اور اس کے باعث وضوء کرنا

۲۶۸ — ترجمہ: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے مذی بہت آتی تھی۔ میں نے ایک

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ تَطَيَّبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ أَثَرُ الطِّيبِ

۲۶۹ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

شخص کو کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرے کیونکہ آپ کی صاحبزادی حضرت علی کی بیوی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضوء کرو اور اپنی شرمگاہ دھو ڈالو۔

۲۶۸ — شرح : حدیث ۱۳۲ "بَابُ مَنِ اسْتَحْيَا فَأَمَرَ غَيْرَهُ بِالسُّؤَالِ" میں یہ حدیث گزری ہے وہاں اس شخص کے نام کی تصریح کی ہے کہ وہ حضرت مقداد تھے۔

مذی وہ تری ہے جو عورتوں سے ملاعبت کے وقت آلۂ تناسل سے خارج ہوتی ہے۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے استحیاءً خود سوال نہ کیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھیں اور مقداد سے کہا کہ وہ سوال کرے۔ مذی منی کے توابع سے ہے اس لئے اسے یہاں ذکر کیا ہے" فرق صرف اتنا ہے کہ منی کے خروج سے غسل واجب ہوتا ہے جبکہ وہ شہوت سے خارج ہو اور مذی کے خروج سے صرف وضوء واجب ہے۔ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد اور طحاوی میں یہ حدیث مختلف الفاظ میں مروی ہے۔ بعض روایات میں سائل خود حضرت علی ہیں۔ بعض میں سائل کوئی اور ہے اور حضرت علی وہاں موجود ہیں۔ بعض روایات میں حضرت مقداد سائل ہیں اور بعض میں حضرت عمار بن یاسر سائل ہیں۔ ابن حبان نے اس اختلاف کو اس طرح دفع کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر سے کہا کہ وہ سوال کرے پھر مقداد سے کہا کہ وہ دریافت کرے پھر بذاتِ خود پوچھا۔ عبدالرزاق نے عائشہ بن انس سے روایت کی کہ حضرت علی، مقداد اور عمار نے باہم مذی کا ذکر کیا۔ حضرت علی نے کہا مجھے مذی بہت آتی ہے تم دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ اُن دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایک نے پہلے سوال کیا دوسرے نے بعد میں پوچھا جس نے بھی پہلے پوچھا۔ سوال کرنے میں دونوں شریک ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود بھی دریافت کیا۔ باقی مسائل حدیث ۱۳۲ میں دیکھیں۔ آلۂ تناسل سارے کو دھونے یا مخرج کے دھونے میں مختلف اقوال ہیں۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ۱ ابوالولید کا ذکر ہو چکا ہے ۲ زائدہ بن قُدامہ ثقفی ان کی کنیت ابوالصلت ہے وہ کوفی صاحبِ سنّت متقی اور صدوق ہیں ایک سو ساٹھ ہجری میں روم کی جنگ میں شہید ہوئے ۳ ابوحَصین کا نام عثمان بن عاصم ہے وہ کوفی تابعی ہیں حدیث ۱۱۰ کے اسماء میں ان کا ذکر ہو چکا ہے ۴ ابوعبدالرحمٰن کا نام عبداللہ بن حبیب سلمی۔ وہ کوفہ کے محدّث اور بہت بڑے عالم تابعی ہیں۔ اُنھوں نے اسّی مضان روزے رکھے۔ ایک سو پانچ ہجری میں فوت ہوئے

marfat.com
Marfat.com

بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ وَذَكَرْتُ لَهَا قَوْلَ ابْنِ عُمَرَ مَا اُحِبُّ اَنْ اُصْبِحَ مُحْرِمًا اَنْضَخُ طِيْبًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَنَا طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَافَ فِيْ نِسَآئِهٖ ثُمَّ اَصْبَحَ مُحْرِمًا

۲۷۰ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

باب جس نے خوشبو لگائی پھر غسل کیا اور خوشبو کا اثر باقی رہا،،

۲۶۹ — ترجمہ : محمد بن منتشر نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر کا یہ قول ذکر کیا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ میں صبح حالتِ احرام میں ہوں اور خوشبو ظاہر کروں، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی پھر آپ بیویوں سے ہم بستر ہوئے اور صبح کو آپ محرم تھے۔

۲۷۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا گویا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں حالانکہ آپ محرم تھے۔

۲۶۹ — ۲۷۰ — شرح : ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب محرم احرام سے پہلے خوشبو لگائے اور اس کے بدن پہ اس کا اثر باقی رہے تو وہ محظوراتِ احرام سے نہیں نہ ہی وہ احرام میں اثر انداز ہوتا ہے اور نہ ہی محرم پر کفارہ واجب کرتا ہے۔ یہی مسلک امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا ہے رضی اللہ عنہا پس اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ احرام سے پہلے خوشبو لگانا سنت ہے اگرچہ احرام کے بعد اس کا اثر باقی رہے۔ احرام کے دوران اس کی ابتداء حرام ہے۔ محدثین اور فقہاء کے جم غفیر کا یہی مذہب ہے رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کہ احرام کے وقت مرد و زن کو خوشبو لگانا مستحب اور سنت ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ تَخْلِيلِ الشَّعَرِ

حَتّٰى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوٰى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ

۲۷۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ وَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ تَخَلَّلَ بِيَدِهِ شَعَرَهُ حَتّٰى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوٰى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ وَقَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ نَغْرِفُ مِنْهُ

قولہ "ثُمَّ طَافَ فِي نِسَائِهِ" اس سے مباشرت کی طرف اشارہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کی عنوان پر دلالت کس طرح ہے اور یہ کیسے معلوم ہُوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا اور اس میں خوشبو کا اثر باقی رہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غسل کرنا تو ضروری ہے۔ رہا یہ کہ خوشبو کا اثر باقی کیسے رہا تو دراصل اس حدیث میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا کا رد کیا ہے۔ لہٰذا "ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا" کے بعد "يَنْضَحُ طِيبًا" مقدر کرنا ضروری ہے تاکہ رد مکمل ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا سُنّت ہے اور بعض صحابہ کرام بعض کی تردید بھی کرتے تھے اور شوہر کی خدمت کرنا مستحب ہے۔

اسماء رجال

: ابو النعمان کا نام محمد بن فضل ہے وہ سدوسی بصری عارم مشہور ہیں۔ یہ ان کا لقب ہے۔ کیونکہ عارم کا معنی شریر فسادی ہے اور آپ اس قسم کی خصلت سے بہت دُور تھے۔ دو سو چوبیس یا دو سو چھبیس ہجری میں بغداد میں فوت ہُوئے حدیث ۵۵ کے اسماء میں دیکھیں۔ باقی راویوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ آدم بن ابی ایاس حدیث ۹ حکم بن عُتَیبہ حدیث ۱۱۷ ابراہیم نخعی حدیث ۳۱ اور اسود حدیث ۱۲۷ کے اسماء میں دیکھیں۔

باب بالوں میں خلال کرنا

حتّٰی کہ وہ جان لے کہ اس نے بشرہ کو تر کر دیا ہے تو بدن پر پانی بہائے"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ تَوَضَّأَ فِي الْجَنَابَةِ ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَهُ وَلَمْ يُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهُ مَرَّةً أُخْرَى

۲۷۲ — حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوْءَ الْجَنَابَةِ فَاَكْفَأَ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى يَسَارِهٖ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَهُ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ قَالَتْ فَاَتَيْتُهُ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا فَجَعَلَ يَنْفُضُ

۲۷۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ دھوتے اور نماز جیسا وضوء فرماتے پھر غسل کرنا شروع کرتے پھر دستِ اقدس سے بالوں میں خلال فرماتے حتّٰی کہ جب معلوم کرتے کہ آپ نے بشرہ کو تر کر دیا ہے تو تین بار بدن شریف پر پانی بہاتے پھر باقی جسم کا غسل فرماتے، ام المؤمنین نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔ اس سے اکٹھے چلو بھرا کرتے تھے۔

۲۷۱ — شرح : یعنی جب غسلِ جنابت کا ارادہ کرتے پہلے دستِ اقدس دھو کر غسل میں شروع ہوتے تھے، غسلِ جنابت میں سر کے بالوں میں خلال کرنا واجب ہے اس پر سب کا اتفاق ہے۔ وضوء میں داڑھی کا خلال واجب نہیں کیونکہ عبد اللہ بن زید کی حدیث میں وضوء کا بیان ہے مگر اس میں داڑھی کے خلال کا کہیں ذکر نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے اور غسلِ جنابت میں داڑھی کے بالوں میں بھی خلال واجب ہے۔ واللہ اعلم!

داڑھی کے بالوں کا خلال کرنا

ابن بطال نے کہا غسل جنابت میں سر کے بالوں کے خلال کرنے میں سب کا اتفاق ہے؛ لیکن داڑھی کے خلال میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ابن قاسم نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ غسل و وضوء میں داڑھی کا خلال واجب نہیں، لیکن ابن وہب نے آپ سے روایت کی ہے کہ مطلقاً داڑھی کا خلال واجب ہے اور اشہب نے آپ سے یہ روایت کی ہے کہ غسل میں خلال واجب ہے وضوء میں واجب نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا خلال سنت ہے اور حالتِ جنابت میں بشرہ تک

marfat.com

Marfat.com

پانی پہنچانا فرض ہے۔

باب جس نے جنابت کی حالت میں وضوء کیا پھر جسم کے باقی اعضاء دھوئے اور وضوء کے مواضع کو دوبارہ نہ دھویا

۲۷۲ — ترجمہ : ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت سے غسل کے لئے پانی رکھا اور دو مرتبہ یا تین مرتبہ دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا۔ پھر شرمگاہ کو صاف کیا پھر ہاتھ کو زمین یا دیوار سے دو یا تین بار مارا۔ پھر منہ اور ناک میں پانی ڈالا اور چہرہ انور اور کہنیوں کو دھویا۔ پھر سر مبارک پر پانی بہایا پھر سارے بدن پر پانی بہایا پھر علیحدہ ہو کر دونوں پاؤں دھوئے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں آپ کے پاس رومال لائی۔ آپ نے وہ نہ لیا اور اپنے دست اقدس سے بدن کو خشک کیا۔

۲۷۲ — شرح : حدیث شریف کا ترجمہ واضح ہے ابن بطال نے کہا پہلے باب میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکور حدیث ترجمۃ الباب کے زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس میں ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِہٖ ،، ہے اور باب کی حدیث میں ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَہٗ ،، ہے۔ اس عموم میں وضوء کے مواضع بھی داخل ہیں۔ لہٰذا یہ بخاری کے قول ،، وَلَمْ یُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مَرَّۃً اُخْرٰی ،، کے مطابق نہیں ،، ابن منیر نے جواب دیا کہ قرینہ عرفی نے وضوء کے اعضاء کو مخصوص کر لیا ہے کیونکہ اعضاء معینہ کے بعد جسم کا ذکر کرنے سے مفہوم عرف میں یہ ہوتا ہے کہ مراد باقی اعضاء ہیں۔ سارا جسم مراد نہیں کیونکہ اصل عدم تکرار ہے۔ الحاصل لغت میں اگرچہ اس حدیث شریف سے باب کا ترجمہ مستخرج نہیں ہوتا مگر عرف میں استخراج ترجمہ کا احتمال ہے ؛ کیونکہ حدیث شریف میں غسل اعضاء کا اعادہ ذکر نہیں کیا۔ لہٰذا اس حدیث سے ترجمۃ الباب کا استخراج لغت کے اعتبار سے بعید ہے البتہ عرف میں اس کا احتمال ہے۔ (عینی)

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ وَضُوْءُ الْجَنَابَۃِ ،، میں واؤ مفتوح ہے اور وَضُوْءُ اس پانی کو کہا جاتا ہے جس سے وضوء کیا جائے غسل کے پانی پر وَضُوْء کا اطلاق نہیں ہوتا تو وَضُوْءُ الْجَنَابَۃِ کہنا کیسے درست ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی اس سے مطلق پانی مراد ہے جس سے طہارت کی جائے اسے غیر مقید مجاز کہتے ہیں۔ جیسے انسان کی ناک پر ،، مرسن ،، کا اطلاق ہوتا ہے۔ ایسے مقامات میں مقید سے مطلق مراد ہوتا ہے (کرمانی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وضوء اور غسل کے بعد ہاتھ سے قطرات جھاڑنے میں حرج نہیں۔

اسماء رجال : یوسف بن عیسیٰ کی کنیت ابو ایوب ہے۔ ۲۴۹ ہجری میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا ذَكَرَ فِي الْمَسْجِدِ أَنَّهُ جُنُبٌ خَرَجَ كَمَا هُوَ وَلَا يَتَيَمَّمُ

٢٧٣ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوفُ قِيَامًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ تَابَعَهُ عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

ع۲ فضل بن موسیٰ کی کنیت ابوعبداللہ وہ مرو خراسان کے ایک گاؤں سینان کے رہنے والے ہیں اس لئے انہیں سینانی کہا جاتا ہے۔ ابونعیم نے کہا وہ عبداللہ بن مبارک سے زیادہ ثابت ہیں۔ ۱۹۱ ہجری میں فوت ہوئے

باب — جب مسجد میں یاد آیا کہ وہ جنبی ہے تو وہ اس حالت میں باہر نکل آئے اور تیمم نہ کرے

۲۷۳ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز (فجر) کی اقامت کہی گئی اور کھڑے ہو کر صفیں برابر کی گئیں تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے جب مصلا پر کھڑے ہوئے تو آپ کو یاد آیا کہ آپ جنابت کی حالت میں ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنی اپنی جگہ ٹھہرو پھر واپس لوٹ گئے اور غسل فرمایا، پھر ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ سر مبارک سے پانی کے قطرے بہہ رہے تھے آپ نے تکبیر فرمائی اور ہم نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ عبدالاعلیٰ نے معمر سے اور انہوں نے زہری سے عثمان کی متابعت

marfat.com

Marfat.com

کی اور اوزاعی نے زہری سے اس کی روائت کی۔

۲۷۳ — شرح : اس حدیث سے ظاہر ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور نماز میں داخل ہونے سے پہلے یاد فرمایا کہ آپ حالتِ جنابت میں ہیں چنانچہ بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں صالح بن کیسان کی روائت میں بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالتِ جنابت کو تکبیر سے پہلے یاد فرمایا، حالانکہ ابنِ ماجہ کی روائت میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور تکبیر فرمائی پھر صحابہ کرام کو اشارہ سے فرمایا (کہ ٹھہرو) وہ ٹھہر گئے آپ گھر تشریف لے گئے اور غسل فرما کر واپس تشریف لائے جبکہ آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ آپ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھانے کے بعد فرمایا میں مسجد میں جنابت کی حالت میں آیا تھا اور مجھ پر نسیان ڈالا گیا تھا حتی کہ میں نماز میں کھڑا ہو گیا۔ دار قطنی نے انس سے روائت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں داخل ہوئے اور تکبیر کہی آپ کے ساتھ ہم نے بھی تکبیر کہی پھر لوگوں کو اشارہ سے فرمایا اپنی اپنی جگہ ٹھہرو ،، ابوداؤد نے ابوبکر سے روائت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں داخل ہوئے اور پھر اشارہ کر کے غسل کے لئے گھر تشریف لے گئے ،، اگرچہ یہ احادیث بظاہر متن کی روایت سے متضاد ہیں مگر یہ صحیح بخاری کی روایت کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ابوہریرہ کی روایت میں ہے کہ پھر آپ واپس تشریف لے گئے اور غسل کر کے تشریف لائے جبکہ آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور آپ نے تکبیر کہہ کر نماز پڑھائی۔ اگر آپ پہلے تکبیر فرما چکے تھے تو دوبارہ تکبیر کی کیا ضرورت تھی۔ امام بخاری نے هَلْ يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ لِعِلَّةٍ ،، کے باب میں ذکر کیا کہ ہم نے آپ کی تکبیر کا انتظار کیا مگر آپ واپس چلے گئے اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ تکبیر فرمانے سے پہلے تشریف لے گئے تھے۔ بعض محدثین نے بخاری کی کتاب الغسل اور کتاب الصلوٰۃ کی دونوں احادیث کو متعدد افعال پر محمول کیا ہے۔ واللہ اعلم!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام تکبیر تحریمہ سے پہلے کھڑے تھے چنانچہ ایک روائت میں ہے کہ ہم آپ کے تشریف لانے سے پہلے صفیں سیدھی کر کے کھڑے تھے ؛ حالانکہ دوسری روایات میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا جب نماز کی اقامت کہی جائے تو میرے آئے بغیر مت کھڑے ہو۔ ارشاد ہے : اِذَا اُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ ،، مگر ان میں تضاد نہیں ؛ کیونکہ مذکور واقعہ صرف ایک یا دو مرتبہ پیش آیا ہے یا بیانِ جواز کے لئے ہے یا فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ ،، اس واقعہ کے بعد فرمایا ہے۔ واللہ اعلم!

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب مؤذن حیّ علی الصلوٰۃ ،، کہے تو لوگ کھڑے ہوں۔ ابن ابی شیبہ نے اسے روائت کیا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ مستحب امر یہ ہے کہ جب تک مؤذن اقامت کہنے سے فارغ نہ ہو امام اور مقتدی کھڑے نہ ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی جب نماز میں بے وضو ہو جائے تو وضو کر کے اس پر بناء کر سکتا ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا کہ آپ حالتِ جنابت میں ہیں تو اس حالت میں مسجد

marfat.com
Marfat.com

تشریف نہ لاتے مگر ان کا یہ کہنا احادیث کے مطالعہ سے غفلت کا نتیجہ ہے؛ کیونکہ ہم نے ابھی ابھی ابن ماجہ کی روایت ذکر کی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بھلایا گیا حتیٰ کہ میں نماز میں کھڑا ہوگیا اور محدثین نے ذکر کیا ہے کہ احکام کی تشریع کے لئے نبی پر نسیان طاری ہوتا رہتا ہے مگر وہ مستقر نہیں ہوتا اور حکم کے مشروع ہونے کے بعد فوراً مرتفع ہوجاتا ہے اسی لئے لیلۃ التعریس میں سوئے سوئے آپ کی فجر کی نماز قضاء ہوگئی جو سورج بلند ہونے کے بعد آپ نے قضاء فرمائی کیونکہ تشریع احکام کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح بیداری میں نسیان طاری ہوتا تھا۔ نیند کی حالت میں بھی احکام کی مشروعیت کے لئے آپ پر نسیان طاری ہوجاتا تھا۔ لیلۃ التعریس میں فجر کی نماز قضاء ہونے کی یہی وجہ تھی (عصام)

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عبادات میں انبیاء کرام علیہم السلام پر نسیان طاری ہوسکتا ہے،، بنظرِ غائر دیکھا جائے تو یقین کرنا ہوگا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنابت کی حالت کسی بیوی سے مجامعت کے باعث نہ ہوتی تھی؛ کیونکہ احتلام سے انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اس پر اہلِ علم کا اتفاق ہے۔ جب ایک عام شخص بیوی سے جماع کرے تو صبح وہ اس سے غافل نہیں ہوتا تو محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے یہ تصور کیا جاسکتا ہے معلوم ہوا کہ پروردگارِ عالم نے اس حکم کی تشریع کے لئے آپ کو بھلا دیا تھا۔ اس سے آپ کے علم میں نقص نہیں آتا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مستعمل پانی طاہر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے جبکہ آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبد الاعلیٰ کی حدیث میں ،، تَابَعَهُ،، کہا اور اوزاعی کی حدیث میں ،، رَوَاهُ،، کہا یہ صرف تفنن عبارت پر مبنی ہے بعض محدثین نے کہا کہ متابعت میں حدیث بلفظہ مذکور ہے اور ،، رَوَاهُ،، میں بالمعنی مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اس حدیث شریف سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ اگر کوئی شخص حالتِ جنابت میں بھول کر مسجد میں داخل ہونے کے بعد جنابت کی حالت کو یاد کرے تو وہ اسی طرح مسجد سے باہر چلا جائے اور تیمم نہ کرے۔

،، نوادر ابن ابی زید،، میں ہے کہ جو شخص مسجد میں سوئے اور اس کو احتلام ہوجائے تو وہ تیمم کرکے مسجد سے باہر جائے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں اور اگر بھول کر جنبی مسجد میں داخل ہوگیا تو یاد آنے پر فوراً تیمم کئے بغیر مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ عبد اللہ بن محمد جُعفی مسندی ہیں۔ حدیث ع۸ کے اسماء میں دیکھیں
ع۲ عثمان بن عُمر بن فارس بصری ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ ۸۸ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ یونس بن یزید ع۴ محمد بن مسلم زہری ع۵ عبد الرحمٰن ان تمام کا باب الوحی میں ذکر ہوچکا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ نَفْضِ الْيَدَيْنِ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

۲۷۴ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَبُوْ حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ وَصَبَّ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رَأْسِهِ وَأَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ

باب — جنابت کے غسل کے بعد ہاتھ جھاڑنا

۲۷۴ — ترجمہ : ابن عباس نے کہا کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھا اور آپ کے لئے میں نے کپڑے سے پردہ کیا آپ نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ران کو دھویا، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور شرمگاہ کو دھویا اور زمین پر ہاتھ مار کر اسے ملا پھر اسے دھویا اور کلی فرمائی۔ ناک میں پانی کیا اور چہرہ انور اور کلائیوں کو دھویا پھر سر مبارک پر پانی ڈالا اور سارے جسم پر پانی بہایا پھر اس جگہ سے علیحدہ ہو کر دونوں پاؤں دھوئے میں نے آپ کو کپڑا پیش کیا آپ نے وہ نہ لیا اور وہاں سے چل پڑے جبکہ دونوں ہاتھوں کے ساتھ جسم شریف سے پانی جھاڑ رہے تھے۔

۲۷۴ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے یہ حدیث چھ جگہ ذکر کی ہے اور یہ ساتویں جگہ ہے اس کے بعد کتاب الغسل میں بھی ایک بار پھر ذکر کریں گے الحاصل امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب الغسل میں مختلف تراجم میں ذکر کیا ہے امام نے ہر بار علیحدہ مقصد پیش نظر رکھا ہے۔ لہٰذا ان میں تکرار نہیں۔ ان آٹھ احادیث کے یہ نمبر ہیں۔ ۲۵۶ ، ۲۵۸ ، ۲۵۹ ، ۲۶۴ ، ۲۶۵ ، ۲۷۲ ، ۲۷۳ ، ۲۷۹۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ فِي الْغُسْلِ

٢٧٥ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا إِذَا أَصَابَ إِحْدَانَا جَنَابَةٌ أَخَذَتْ بِيَدَيْهَا ثَلْثًا فَوْقَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَأْخُذُ بِيَدِهَا عَلَى شِقِّهَا الْأَيْمَنِ وَبِيَدِهَا الْأُخْرَى عَلَى شِقِّهَا الْأَيْسَرِ

اسماء رجال

: ع۱ عبدان حدیث ع۵ کے اسماء میں گزرا ہے ع۲ ابو حمزہ محمد بن میمونہ سکری مروزی ہیں۔ انہیں "سکری" اس لئے نہیں کہا جاتا کہ وہ شکر فروخت کرتے تھے۔ بلکہ وہ شیریں کلام تھے۔ ابن مصعب نے کہا ابو حمزہ مستجاب الدعاء تھے۔ حکائت کی جاتی ہے کہ ابو حمزہ کا ایک ہمسایہ تھا اس نے اپنا مکان فروخت کرنا چاہا تو اس سے کہا گیا کتنے میں مکان فروخت کروگے۔ اُس نے کہا دو ہزار تو مکان کی قیمت ہے اور دو ہزار ابو حمزہ سکری کے ہمسایہ ہونے کی قیمت ہے ابو حمزہ کو یہ خبر پہنچی تو اس کو چار ہزار بھیج دیئے اور کہا یہ لے لو اور اپنا مکان فروخت نہ کرو۔ وہ ۱۶۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ باقی راویوں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب — جس نے سر کے دائیں کنارے سے غسل شروع کیا

٢٧٥ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ہمارا یہ حال تھا کہ جب ہم میں سے کسی کو جنابت پہنچتی تو وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے تین چلّو لیتی اور ان کو اپنے سر پر ڈالتی پھر اپنے ہاتھ سے پانی لے کر اپنی دائیں طرف اور دوسرے ہاتھ سے پانی

marfat.com

Marfat.com

۲۷۵

شرح : باب کے ترجمہ میں غسل کو سر کی دائیں طرف سے ابتداء کرنا مذکور ہے اور حدیث شریف میں غسل کرنے والے کے دائیں طرف سے ابتداء مذکور ہے مگر اس سے مراد یہ ہے کہ غسل کرنے والا سر سے قدم تک دائیں طرف سے ابتداء کرے لہٰذا ترجمۃ الباب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

اسماء رجال

ع۱ خلاد بن یحییٰ بن صفوان کوفی سلمی ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر رہے۔ ۲۱۷ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۲ ابراہیم بن نافع مخزومی مکی ہیں۔ ابن مہدی نے کہا وہ مکہ مکرمہ کے بہت بڑے ثقہ شیخ تھے۔ علماء کی ایک جماعت نے ان سے روائت کی ہے۔

ع۳ حسن بن مسلم بن بناق مکی ہیں۔ وہ ثقہ صالح الحدیث ہیں۔ وہ طاؤس سے پہلے فوت ہوئے۔

ع۴ صفیہ بنت شیبہ ہیں عثمان حجبی قرشی کے بیٹے ہیں جو صاحب کعبہ ہیں ان کے صحابیہ ہونے میں اختلاف ہے جمہور علماء انہیں صحابیہ کہتے ہیں۔ ان سے پانچ احادیث روائت کی گئی ہیں۔ بخاری، مسلم نے ان کے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ ولید کے زمانہ تک زندہ رہی تھیں۔

لفظ کُنّا کی تحقیق

علامہ کرمانی نے کہا : جب صحابی یہ کہے : کُنَّا نَفْعَلُ اَوْ کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ،، اکثر علماء اصول کہتے ہیں کہ یہ کلام حجت ہے کیونکہ لوگوں میں اس پر عمل ہوتا ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول کیا ہوتا ہے کیونکہ غالب یہی ہے کہ اس طرح کا فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی نہیں ہوتا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عورتوں میں سے صرف ایک عورت کے فعل سے ایسا حکم صادق آجاتا ہے کیونکہ لفظ ،، اِحْدَانَا ،، عموم اور عمل عموم پر دلالت نہیں کرتا بلکہ اس کے عدم پر دلالت کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مفرد مضاف عموم کا فائدہ دیتا ہے۔

بعض علماء نے کہا احد اور اِحدی مطلقاً مفیدِ عموم ہے۔ منفی کلام ہو یا مثبت کلام ہو معرفہ ہو یا نکرہ ہو۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي الْخَلْوَةِ

وَمَنْ تَسَتَّرَ بِالسُّتْرَةِ فَحَسَنٌ قَالَ بَهْزٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ

٢٧٦ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ وَكَانَ مُوسَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى

باب جس نے تنہائی میں برہنہ غسل کیا اور جس نے پردہ میں غسل کیا،،

اور پردہ میں نہانا افضل ہے۔ بہز نے اپنے باپ سے اُنھوں نے ان کے دادا سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ حق ہے کہ اس سے حیاء کیا جائے،،

٢٧٦ — ترجمہ : بہز نے اپنے باپ سے اُنھوں نے ان کے دادا سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ لوگوں کی نسبت اس سے حیاء کیا جائے،، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا کہ بنو اسرائیل برہنہ نہایا کرتے تھے جبکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھا کرتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا نہایا کرتے تھے لوگوں نے کہا اللہ کی قسم! موسیٰ کو ہمارے ساتھ نہانے سے صرف یہ شئی منع کرتی ہے کہ وہ آدر ہیں وہ ایک دفعہ نہانے گئے اور کپڑے اُتار کر پتھر پر رکھ دیئے۔ پتھر آپ کے کپڑے لے کر

marfat.com

Marfat.com

حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ فَجَمَحَ مُوْسٰى فِيْ اَثَرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ اِلٰى مُوْسٰى وَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَأْسٍ وَاَخَذَ ثَوْبَهٗ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ اَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبًا بِالْحَجَرِ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْتَثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنًى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ وَرَوَاهُ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا

بھاگا اور موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے دوڑے جبکہ یہ کہہ رہے تھے ارے پتھر میرے کپڑے حتیٰ کہ بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور کہنے لگے اللہ کی قسم موسیٰ میں کوئی عیب نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے لے کر پتھر کو مارنا شروع کیا ابوہریرہ نے کہا اللہ کی قسم! پتھر پر موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کے چھ یا سات نشان ہیں۔

۲۶۷ — شرح : اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ پردہ میں نہانا افضل ہے۔ اور تنہائی میں ننگے نہانا جائز ہے۔ اسحاق نے کہا تہبند باندھ کر نہانا افضل ہے۔ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما تہبند باندھے ہوئے پانی میں داخل ہو کر نہا رہے تھے جب ان سے استفسار کیا گیا تو کہا گیا کہ پانی میں بھی کوئی رہتے ہیں۔

ترجمۃ الباب سے بہز کی روایت کی مطابقت اس تقدیر پر ہے جب کہ اسے ندب و استحباب پر محمول کیا جائے جیسا کہ اکثر فقہاء کا مسلک ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا کہ علماء کا کہنا ہے کہ تنہائی میں غسل کے وقت جبکہ اسے کوئی دیکھتا نہ ہو ضرورت کے باعث کشف عورت جائز ہے اور ضرورت کے بغیر مکروہ یا حرام ہے۔ امام شافعی کے نزدیک صحیح تر یہ ہے کہ حرام ہے ،، عورت وہ ہے جس کے ظاہر کرنے سے شرم آئے۔ مرد کی عورت ناف اور گھٹنے کے درمیان ہے، حرہ عورت کا چہرہ اور پہنچوں تک ہاتھوں کے سوا سارا بدن عورت ہے۔ لونڈی کی عورت مرد جیسی ہے اس کا سر، گردن اور پنڈلی جو خدمت کے وقت ظاہر ہو عورت نہیں۔ نماز اور غیر نماز میں ستر عورت واجب ہے۔

marfat.com
Marfat.com

خصیتان کے پھول جانے کو ادرہ کہتے ہیں۔ چونکہ پتھر موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے کر بھاگ نکلا تھا اس لئے اس کو عاقل شخص کا مقام دیا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک جمادات کے احکام سے نکل کر حیوانات کے احکام کی طرف منتقل ہو گیا تھا اس لئے اسے ذوی العقول کی طرح مخاطب کر کے فرمایا: اے پتھر میرے کپڑے تو دے جا اور جب اُس نے آپ کی اطاعت نہ کی تو اس کو چھ یا سات ڈنڈے رسید کئے۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ پتھر نے اللہ کے نبی کو بنی اسرائیل کی تہمت سے بری کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا، لوگوں کی تہمت سے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو بری کیا۔

زخم کے اثر کو "نَدَب" کہتے ہیں جبکہ چمڑے پر اس کا نشان پڑ جائے اور وہ اُبھر آئے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ کے اذن سے جمادات اور غیر جمادات میں تصرف حاصل ہے اسی لئے درخت اور جانور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مطالبات عرض کیا کرتے تھے اور آپ کے فراق میں بلند آواز سے رو پڑتے تھے۔ چنانچہ ستون حنانہ کے رونے کی آواز مسجد شریف میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنی تھی۔ انصاری کے اونٹ نے آپ سے بھوکا رہنے کی شکایت کی۔ حمرہ جانور نے اپنے بچوں کی گرفتاری کی آپ سے شکایت کی۔ سلمہ بن اکوع کی بکری کو اُٹھا لے جانے والے بھیڑیے نے آپ کی نبوت کی طرف ان کو رہنمائی کی۔ پتھر آپ کو سلام عرض کیا کرتے تھے۔ درخت آپ پر سایہ کرتے تھے۔ کھجور کے خوشے اور مری ہوئی گوہ نے آپ کے حضور میں آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ بکری کے مسموم گوشت نے آپ سے کلام کیا۔ کنکریوں نے آپ کے دستِ اقدس میں کلمہ پڑھا اور بے شمار واقعات احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا میں مذکور ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے لئے شرمگاہ یا عورت کو دیکھنا جائز ہے اور انبیاء کرام علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ نے خَلق اور خُلق میں کامل کیا ہے اور معایب اور نقائص سے ان کو منزہ اور پاک فرمایا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں کشفِ عورت حرام نہ تھا اسی لئے لوگ ننگے نہاتے تو موسیٰ علیہ السلام ان کو منع نہ فرماتے تھے اور خود موسیٰ علیہ السلام شرم و حیاء کے باعث پردہ میں نہاتے تھے نیز ہو سکتا ہے کہ اُنھوں نے باریک کپڑا باندھا ہو جس کے بھیگ جانے سے آپ کی شرمگاہ برہنہ نظر آتی ہو تاکہ بنی اسرائیل کے دلوں سے توہمات زائل ہوں۔

سعید بن جُبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ وہی پتھر تھا جس سے بارہ چشمے جاری ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سفر میں اس کو ساتھ لے جایا کرتے تھے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات موسیٰ علیہ السلام پر بشریت کا غلبہ ہو جاتا تھا اسی لئے آپ نے پتھر کو مارا اور سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ پھوڑ دی تھی۔ (بعینی مختصراً) واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال

: ۱۔ بہز بن حکیم بن معاویہ قشیری بصری ہیں۔ ابو عبداللہ حاکم نے انہیں ثقہ کہا ابن معین ان کی حدیث پہ اعتماد ہے۔ خطیب نے کہا بہز سے زہری، محمد بن عبداللہ انصاری نے روایت کی ہے۔ ان دونوں کی وفات میں ۹۱ برس کا فاصلہ ہے۔ حکیم تابعی ثقہ ہیں اور

marfat.com

Marfat.com

صاحب کمال نے کہا معاویہ صحابی ہیں۔ بخاری کی عبارت سے یہی ظاہر ہے ع۲ اسحاق بن نصر حدیث ع۷۷ کے اسماء میں گزرا ہے ع۳ عبدالرزاق صنعانی ع۴ ہمام بن منبہ حدیث ع۲۰ کے اسماء میں دونوں کا ذکر ہو چکا ہے پانچویں ابوہریرہ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "

۲۷۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ایک دفعہ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام (تنہائی میں) ننگے غسل فرما رہے تھے کہ ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں۔ ایوب علیہ السلام نے ان کو کپڑے میں جمع کرنا شروع کیا تو رب العالمین نے ندا فرمائی۔ اے ایوب! کیا میں نے تجھے اس سے مستغنی نہیں کیا؟ ایوب علیہ السلام نے کہا، کیوں نہیں! تیری عزت کی قسم! لیکن میں تیری برکت سے مستغنی نہیں ہوں۔ ابراہیم نے موسیٰ بن عقبہ سے انھوں نے صفوان سے انھوں نے عطاء بن یسار سے انھوں نے ابوہریرہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا ایک وقت ایوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) برہنہ (خلوت میں) نہا رہے تھے "

۲۷۷ — شرح : اللہ تعالیٰ کے صفات میں سے کسی بھی صفت کے ساتھ قسم جائز ہے۔ حلال روزی کی حرص کرنا جائز ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بن اموص بن زراح بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں آپ کی والدہ ماجدہ حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی تھی آپ حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھے آپ کی قبر شریف دیر ایوب میں ہے جہاں آپ رہتے تھے۔ وہاں پتھر پہ قدم کا نشان ہے لوگ کہتے ہیں وہ آپ کے قدم شریف کا نشان ہے وہاں ایک چشمہ بھی ہے جس سے لوگ برکت حاصل کرتے ہیں اپنے زمانہ میں آپ بہت بڑے عابد اور زاہد تھے۔ آپ کی عمر شریف ۹۳ برس ہوئی (یعنی مختصراً)

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت موسیٰ اور ایوب علیہما السلام کی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ تنہائی میں برہنہ غسل جائز ہے۔ جبکہ کسی کی نگاہ پڑنے کا احتمال نہ ہو؛ کیونکہ حضرت موسیٰ اور ایوب علیہما السلام ان انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ہیں جن کی اقتداء کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ٹڈیاں اکٹھی کرنے پہ عتاب فرمایا اور ننگے غسل کرنے پہ عتاب نہیں فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خلوت میں پردہ کرنے کا حکم دیتا تو اس میں لوگ حرج اور تنگی میں پڑ جاتے۔ بایں ہمہ یہ آداب میں سے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت دواء کرنا یا عیوب سے برأت وغیرہ کے وقت شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے اور حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال مال میں حرص کرنا جائز ہے (کرمانی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّسَتُّرِ فِي الْغُسْلِ عِنْدَ النَّاسِ

۲۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ

باب — لوگوں کے پاس غسل میں پردہ کرنا

۲۷۸ — ترجمہ: ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا جبکہ سیدہ فاطمہ کرم اللہ وجہہا آپ کو پردہ کر رہی تھیں آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں ام ہانی ہوں۔

۲۷۸ — شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ میں فرمایا یہ کون ہے؟ معلوم ہوا پردہ موٹا تھا۔ غسل میں پردہ ضروری ہے تاکہ لوگ نہ دیکھیں۔ جیسے ضرورت کے بغیر کشفِ عورت جائز نہیں اسی طرح ضرورت کے بغیر کسی کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز نہیں۔ ابن بطال نے کہا جو شخص حمام (جس کی دیواریں نہ ہوں) میں تہبند باندھے بغیر نہائے اس کی شہادت قابل قبول نہیں۔ امام مالک سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے اور جب تہبند اُتار کر حوض میں داخل ہو جائے اور داخل ہوتے وقت اس کی عورت ظاہر ہو تو امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کے مذہب میں اس کی شہادت (گواہی) ساقط ہے امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہما کے مذہب میں ساقط نہیں کیونکہ اس قدر سے بچنا مشکل ہے لہٰذا وہ معذور ہے۔ سب علماء کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ بیوی اور شوہر ایک دوسرے کی عورت دیکھ سکتے ہیں،،

ام ہانی رضی اللہ عنہا کا نام فاختہ یا فاطمہ یا عاتکہ یا ہند ہے اس میں مختلف اقوال ہیں۔ ام ہانی ان کی کنیت ہے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں۔ اُنھوں نے ۴۶ احادیث کی روایت کی ہے،، سید عالم

marfat.com

Marfat.com

۲۷۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ وَمَا اَصَابَهٗ ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهٖ عَلَى الْحَائِطِ اَوِ الْاَرْضِ ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهِ الْمَآءَ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ تَابَعَهٗ اَبُوْعَوَانَةَ وَابْنُ فُضَيْلٍ فِی السَّتْرِ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "مَنْ هِیَ" سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو آنے والے کا علم تھا کہ وہ کوئی عورت ہے اور سوال کا منشاء عدمِ التفات ہے جو عدمِ علم کو مستلزم نہیں ۔ واللہ اعلم !

اسماء رجال

ع۱ عبداللہ بن مسلمہ ع۲ امام مالک حدیث ع۱۸ کے اسماء میں مذکور ہیں ع۳ ابوالنضر سالم بن ابی امیہ مولی عمر بن عبیداللہ حدیث ع۲۰۱ کے اسماء میں دیکھیں ع۴ ابومُرّہ مولی ام ہانی بنت ابی طالب دراصل وہ عقیل بن ابی طالب کے مولی ہیں علامہ کرمانی نے کہا وہ ام ہانی کے ہی مولی ہیں لیکن باہم کثرتِ مصاحبت کے باعث وہ عقیل کی طرف منسوب ہیں ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ دونوں کے مولی ہیں حدیث ع۶۵ کے اسماء میں دیکھیں ۔ ع۵ ام ہانی کا نام فاختہ ہے کہا گیا عاتکہ ہے ۔ فاطمہ اور ہند بھی کہا گیا ہے ۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں ۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ساتھ نکاح کا پیغام بھیجا ۔ تو اُس نے کہا میں تو آپ سے کفر کی حالت میں محبت کرتی تھی اسلام میں کیونکر آپ سے محبت نہ کروں لیکن میرے بچے ہیں یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے ۔

۲۷۸ ترجمہ : ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کیا جبکہ آپ جنابت سے غسل فرما رہے تھے ۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے پھر دائیں سے بائیں پر پانی ڈالا اور شرمگاہ صاف کی پھر اپنا ہاتھ دیوار یا زمین پر مار کر صاف کیا پھر نماز کے لئے وضو کیا پھر سارے بدن شریف پر پانی ڈالا پھر علیحدہ ہو کر قدم مبارک دھوئے ۔ ابوعوانہ اور ابن فضل نے ستر میں سفیان کی متابعت کی ۔ (حدیث ع۲۷۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا احْتَلَمَتِ الْمَرْأَةُ

۲۸۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ امْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ

باب — جب عورت کو احتلام ہو جائے

۲۸۰ — ترجمہ : اُم المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابوطلحہ کی بیوی اُم سُلیم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا یا رسُول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا (حق کو ترک نہیں کرتا) کیا جب عورت کو احتلام ہو جائے اس پر غسل واجب ہے ؟ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! جب وہ منی دیکھے "

۲۸۰ — شرح : جب مرد نیند میں یہ دیکھے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے یا اُس نے جماع کیا ہے اور تری وغیرہ نہ پائے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے، ایسے ہی عورت جب یہ خواب میں دیکھے تو اس پر بھی غسل واجب نہیں۔ ایک روائت میں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے تبسم کیا اور دُوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے منہ ڈھانپ لیا"، ان دونوں احادیث میں موافقت اس طرح ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ام سلیم کے کلام سے تعجب کرتی ہوئی ہنس پڑیں تبسم ضحک کے معنی میں ہے اور حیاء سے چہرہ ڈھانپ لیا"، ابن بطال نے کہا اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ سب عورتوں کو احتلام ہوتا ہے اور نیند میں جب عورت کو انزال ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہے۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو احتلام نہ ہوتا تھا ورنہ ام المؤمنین سلمہ رضی اللہ عنہا تعجب نہ کرتیں۔ واللہ اعلم!

اسماءِ رجال : ۱ — اس حدیث کے تمام راوی باب میں گزر چکے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عَرَقِ الْجُنُبِ وَاَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ

۲۸۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهٗ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ فَذَهَبْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ وَاَنَا عَلٰى غَيْرِ طَهَارَةٍ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ

باب جنبی کا پسینہ اور مسلمان ناپاک نہیں ہوتا

۲۸۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مدینہ منورہ کے ایک راستہ میں ملے حالانکہ وہ (ابوہریرہ) جنبی تھے انھوں نے کہا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انقباض کیا اور آپ سے پیچھے رہ گیا اور غسل کرکے آیا آپ نے فرمایا اے ابا ہریرہ کہاں گئے تھے ؟ ابوہریرہ نے کہا میں جنابت کی حالت میں تھا اور میں نے یہ اچھا نہ سمجھا کہ آپ کے پاس مجالست کروں جبکہ میں ناپاک ہوں۔ آپ نے فرمایا : سُبْحَانَ اللّٰہِ ، مومن ناپاک نہیں ہوتا۔

۲۸۱ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جنبی کی ذات ناپاک نہیں ہوتی۔ ابوہریرہ نے یہ سمجھا تھا کہ وہ ایسے ناپاک ہوگئے ہیں جیسے عین نجاست پلید ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فعل پر تعجب کرتے ہوئے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہے جو تم نے گمان کر رکھا ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جنبی کا پسینہ پاک ہے اور وہ خود بھی ناپاک نہیں ہوتا، اگرچہ وہ غیر مسلم ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ ابن حزم نے کہا مشرکوں کا پسینہ ناپاک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مشرک پلید ہیں اس کا جواب یہ ہے ان کا اعتقاد پلید ہے وہ خود نجس نہیں۔ آیت کریمہ کا محمل بھی یہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتابی عورتوں سے نکاح مباح فرمایا ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ ان سے جماع کرنے والا ان کے پسینہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا بایں ہمہ اس پر صرف غسل ہی واجب ہے کپڑے دھونے واجب نہیں جیسا کہ مسلمان عورت سے جماع کرنے سے صرف بدن کا غسل ہی واجب ہے۔ معلوم ہوا کہ زندہ آدمی نجس عین نہیں۔ اس میں مرد و زن سب برابر ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم کو اُستاد کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْجُنُبِ يَخْرُجُ وَيَمْشِي فِي السُّوقِ وَغَيْرِهِ

وَقَالَ عَطَاءٌ يَحْتَجِمُ الْجُنُبُ وَيُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ وَيَحْلِقُ رَأْسَهُ وَإِنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ

۲۸۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ

پاس پاک وصاف ہو کر بیٹھنا چاہیئے اور غسل جنابت میں تاخیر جائز ہے بشرطیکہ نماز فوت نہ ہو۔ واللہ اعلم!

میت کو غسل دینے میں علماء احناف میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا میت کو غسل کرنا اس لئے واجب ہے کہ مفاصل کے نرم پڑجانے سے اس میں حدث آجاتا ہے اس لئے غسل دینا واجب نہیں کہ مردہ پلید ہوجاتا ہے۔ کیونکہ مومن عنداللہ مکرم ومعظم ہے اس لئے وہ موت کے باعث پلید نہیں ہوتا، کیونکہ اگر وہ پلید ہوجائے تو دوسرے حیوانات کی طرح وہ غسل سے پاک نہ ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ وضوء کی طرح میت کے لئے چاروں اعضاء دھونے پر اقتصار کیوں نہیں کرتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وضوء کا سبب متکرر ہوتا ہے اس میں بار بار غسل کرنے میں حرج ہے اس لئے دفع حرج کے لئے چاروں اعضاء کے غسل پر اکتفاء کرتے ہیں لیکن موت کی حالت میں سبب واحد ہے اس میں تکرار نہیں اس لئے جنابت کے غسل کی طرح میت کو بھی غسل دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں حرج نہیں۔ علماء عراق نے کہا جب انسان مرجائے تو اس میں دم سائل منجمد ہوجاتا ہے جس سے وہ پلید ہوجاتا ہے۔ لہذا اس کے نجس کا سبب موت ہے۔ اس لئے اگر وہ کنوئیں میں مرجائے تو پانی پلید ہوجاتا ہے۔ اگر نمازی اسے اٹھالے تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی۔ اگر وہ نجس نہ ہوتا تو نماز جائز ہوتی۔ جیسے بے وضوء شخص کو اٹھانے سے نماز ہوجاتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (عینی)

اسماء رجال : ع۱ علی بن عبداللہ وہ ابن مدینی معروف ہیں وہ بصری ہیں حدیث ع۱۰ کے اسماء میں دیکھیں ع۲ یحیٰ قطان بصری ہیں حدیث ع۱۲ کے اسماء میں گزرا ہے ع۳ حمید انہیں طویل کہا جاتا ہے وہ تابعی ہیں نماز پڑھتے ہوئے فوت ہوگئے حدیث ع۴۶ کے اسماء میں گزرا ہے ع۴ بکر بن عبداللہ بن عمرو بن بلال مزنی بصری تابعی اخیار لوگوں سے ہیں اور فقیہہ ہیں ع۵ ابورافع کنیت ہے اُن کا نام نضیح ہے۔ وہ لوہار بصری ہیں مدینہ منورہ سے بصرہ چلے گئے تھے۔ انھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کرسکے۔ چھٹے راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ

باب ۔ جُنبی باہر جائے اور بازار وغیرہ میں چلے

عطار نے کہا جُنبی سِنگی لگوائے اپنے ناخن ترشوائے اور سر منڈھوائے اگرچہ اُس نے وضوء نہ کیا ہو!"

۲۸۲ ـــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کئی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے حالانکہ اس روز آپ کی نو بیویاں تھیں۔

۲۸۲ ـــ شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج کے ایک دوسرے کے قریب حجرے تھے جن میں وہ رہتی تھیں تو لازمی طور پر جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جانے کا ارادہ فرماتے تو ایک حجرے سے نکل کر دوسرے میں تشریف لے جاتے اور یہ آنا جانا عام ہے گھر سے گھر کی طرف ہو یا بازار وغیرہ کی طرف ہو۔ جب حالتِ جنابت میں گھروں اور بازاروں وغیرہ میں جانا جائز ہوا تو اس حالت میں سنگی لگوانا ناخن ترشوانا اور سر کا حلق کرنا بھی جائز ہے۔ باقی تقریر حدیث ع۲۶۶ "باب اِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ" میں دیکھیں۔

اسماء رجال : ع۱ عطاء بن ابی رباح کا تذکرہ حدیث ع۱۶۹ کے باب میں گزرا ہے۔
ع۲ عبدالاعلیٰ بن حماد بصری ہیں ان کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ بغداد میں سکونت پذیر تھے۔ ۲۳۷ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ یزید بن زریع بصری ہیں ان کی کنیت ابومعاویہ ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن زُریع بصرہ کی خوشبو ہیں بہت مضبوط اور ثقہ ہیں۔ ۱۸۳ ہجری میں فوت ہوئے ع۴ سعید بن ابی عروبہ مہران بصری ہیں۔ ۱۵۷ ہجری میں فوت ہوئے ع۵ قتادہ صاحب تفسیر ہیں۔ ایک دن ایک اعرابی نے قتادہ کے دروازہ پر سوال پوچھا لوگوں نے اس کا پیالہ گم پایا قتادہ نے بیس سال بعد حج کیا تو وہی اعرابی ان کے پاس آیا اور سوال کیا تو قتادہ نے اس کی آواز سن کر کہا یہی اعرابی ہے جو پیالہ لے گیا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تو اُس نے اقرار کر لیا حدیث ع۱۲ کے اسماء میں ان کا ذکر گزرا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۲۸۳ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرٍ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے جبکہ میں جنبی تھا آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں آپ کے ساتھ چلا حتیٰ کہ آپ بیٹھ گئے اور میں نیز نکل گیا اور گھر آکر غسل کیا پھر حاضر ہوا جبکہ آپ تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا ابا ہریرہ کہاں گئے تھے؟ میں نے اپنا حال عرض کیا تو آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اے ابا ہریرہ مومن تو ناپاک نہیں ہوتا۔

۲۸۳ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت یوں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حالتِ جنابت میں آپ کے ساتھ چل رہے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی وضوء سے پہلے اپنے امور میں تصرف کر سکتا ہے اور استاد اپنے شاگرد کا ہاتھ پکڑ کر چل سکتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوہریرہ کا ہاتھ پکڑ کر چلنا اس امر کی دلیل ہے کہ جنبی طاہر ہوتا ہے نجس عین نہیں ہوتا۔ باقی تشریح حدیث ۲۸۱ میں دیکھیں۔

اسماء رجال

ع۱ عیاش بن ولید بصری ہیں وہ عبدالاعلیٰ بن حماد کے چچا زاد بھائی ہیں۔ ۲۲۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۲ عبدالاعلیٰ قرشی ہیں حدیث ۹ کے اسماء میں دیکھیں۔ ع۳ حمید الطویل ع۴ بکر مزنی ع۵ ابورافع ابھی ابھی گزرے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ كَيْنُونَةِ الْجُنُبِ فِي الْبَيْتِ اِذَا تَوَضَّأَ قَبْلَ اَنْ يَغْتَسِلَ

۲۸۴ — حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْقُدُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَتْ نَعَمْ وَيَتَوَضَّاُ

باب جنبی کا غسل کرنے سے پہلے جبکہ وہ وضوء کرے گھر میں رہنا

۲۸۴ — ترجمہ : ابوسلمہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں سوجایا کرتے تھے۔ ام المؤمنین نے کہا ہاں جبکہ وضوء فرمالیتے تھے۔

۲۸۴ — شرح : ترجمۃ الباب سے مطابقت ظاہر ہے۔ ابوداؤد نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ جس گھر میں کتے، تصاویر اور جنبی ہوں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو جنبی غسل کرنے میں سستی کرے اور اسے اپنی عادت بنالے حتی کہ نماز فوت ہوجائے اور یہ مراد نہیں کہ جو غسل کرنے میں تاخیر کرے لہٰذا بخاری میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے یہ حدیث متضاد نہیں اور یہ کہنا کہ ابوداؤد کی یہ حدیث منسوخ ہے درست نہیں کیونکہ ابن حبان اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔ بخاری کی مذکورہ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جنبی جب سونے کا ارادہ کرے تو اٹھ کر وضوء کرلے پھر سوجائے حدیث ۲۸۶ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

اسماء رجال : ۱ ابونعیم ۲ ہشام دستوائی ۳ شیبان بن عبدالرحمٰن ۴ یحییٰ بن ابی کثیر ۵ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف

حدیث ۱۱۲ میں مذکور ہیں البتہ ہشام کا ذکر زیادت ایمان کے باب میں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ نَوْمِ الْجُنُبِ

۲۸۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَرْقُدُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ

باب — جنبی کا سوجانا

۲۸۵ — ترجمہ : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم سے کوئی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے ؟ فرمایا ہاں جب تم سے کوئی وضوء کرلے تو وہ سو سکتا ہے حالانکہ وہ جنبی ہو۔

۲۸۵ — شرح : ترجمۃ الباب سے مطابقت یوں ہے کہ جنبی کے گھر میں سونے کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس کا حالت جنابت میں گھر رہنا جائز ہے۔ بشرطیکہ نماز فوت نہ ہو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی سونے کا ارادہ کرے تو وضوء کرنے کے بعد سو جائے۔ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ جنابت میں سو جاتے اور پانی کو مس تک نہ فرماتے تھے۔ ابن ماجہ اور امام طحاوی نے بھی اس معنی میں روایات ذکر کی ہیں۔ اس حدیث سے سفیان ثوری اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ کوئی شخص حالت جنابت میں وضوء کئے بغیر سو جائے تو کوئی حرج نہیں، امام ابوحنیفہ، محمد، شافعی، مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جنبی سونے سے پہلے نماز کے وضوء جیسا وضوء کرلے اور یہ وضوء مستحب ہے مگر امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری نے کہا کہ اگر جنبی وضوء کئے بغیر سو جائے تو حرج نہیں اور وضوء کرلینا ہمیں زیادہ پسند ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جنبی وضوء کرنے سے پہلے نہ سوئے اور وضوء کرنے سے پہلے بیوی سے دوبارہ مجامعت کرسکتا ہے اور کھانا کھا سکتا ہے جبکہ اس کے ہاتھ پر نجاست نہ لگی ہو ورنہ ہاتھوں کو دھولے اور حیض والی عورت وضوء کرنے سے پہلے سو سکتی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اس وضوء میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح حدث میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے شداد بن اوس سے روایت کی کہ انھوں نے کہا جنبی حالتِ جنابت میں ہو اور سونے کا ارادہ کرے تو وضوء

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْجُنُبِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَنَامُ

۲۸۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ

۲۸۷ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَفْتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ

۲۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ

کرلے؛ کیونکہ یہ غسلِ جنابت کا نصف ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ ایک طہارت ہے اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمم کرلینا بھی کافی ہے۔ بیہقی نے اسنادِ حسن سے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب حالتِ جنابت میں ہوتے اور سونے کا ارادہ فرماتے تو وضوء فرمالیتے اور پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کرلیتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اسماءِ رجال : اس حدیث کے اسماءِ رجال حدیث ۱۳۳ کے اسناد کے مطابق ہیں یہی ترتیب ہے۔

باب — جنبی وضوء کرے پھر سو جائے

۲۸۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حالتِ جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو شرمگاہ دھوکر نماز کے وضوء جیسا وضوء فرماتے۔

۲۸۷ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کیا ہم سے کوئی شخص حالتِ جنابت میں سو جائے؟

marfat.com
Marfat.com

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ

آپ نے فرمایا ہاں جب وضوء کرلے۔

۲۸۸ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ رات کو انہیں حالتِ جنابت ہو جاتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضوء کرلو اور شرمگاہ دھوکر سو جاؤ۔

شرح حدیث ع۲۸۶ میں "وتوضاء للصلوٰۃ" کا معنیٰ یہ نہیں کہ نماز ادا کرنے کے لئے وضوء کرے، کیونکہ غسل سے پہلے جُنبی کی نماز جائز نہیں۔ بلکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ایسا وضوء کرے جیسے نماز کے لئے وضوء کیا جاتا ہے،، اور حدیث ع۲۸۸ میں وضوء کو شرمگاہ دھونے سے پہلے ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ وہ وضوء نہیں جس کو حدث فاسد کر دیتا ہے یہ تو صرف نزاہت اور تعبّد کے لئے ہے۔

قولہ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ الخ علامہ نووی نے کہا شافعیہ کے مذہب میں وضوء سے پہلے سونا مکروہ ہے اور بالاتفاق یہ وضوء واجب نہیں، البتہ بعض مالکی وجوب کے قائل ہیں۔

داؤد ظاہری بھی یہی کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غسلِ جنابت علی الفور واجب نہیں البتہ نماز کا وقت قریب ہو تو غسل جلدی کرنا ضروری ہے۔ باقی تشریح حدیث ع۲۸۵ کے تحت دیکھیں

اسماء رجال: یحییٰ بن بُکیر حدیث ع۲ کے اسماء میں دیکھیں ع۲ لیث بن سعد ع۳ عُبیداللہ بن ابی جعفران کی کنیت ابوبکر ہے وہ فقیہہ مصری ہیں۔ سلیمان بن ابی داؤد نے کہا میری آنکھوں نے عبید اللہ کے سوا کوئی عالم زاہد نہیں دیکھا وہ ۱۳۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۴ محمد بن عبدالرحمٰن ان کی کنیت ابوالاسود ہے اسدی مدنی ہیں۔ عروہ بن زبیر کے یتیم ہیں ان کے والد نے انہیں وصیت کی تھی بنوامیہ کی حکومت کے اواخر میں فوت ہوئے۔

حدیث ۲۸۷ کے اسماء رجال

: ع۱ موسیٰ بن اسماعیل قدمر ع۲ جُویریہ بن اسماء ضُبَعِی ان کی کنیت ابو مخارق ہے۔ ابو مخراق بھی ذکر کی جاتی ہے وہ بصری ہیں۔ ۱۷۳ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ عبداللہ بن دینار قرشی مدنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ ہیں حدیث ۲۸۸ کے اسماء میں گزر چکا ہے ۲۸۶ کے راویوں کا ذکر ہو چکا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ

۲۸۹ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ تَابَعَهُ عَمْرٌو وَعَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ قَالَ أَنَا الْحَسَنُ مِثْلَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا أَجْوَدُ وَأَوْكَدُ وَإِنَّمَا بَيَّنَّا الْحَدِيثَ الْآخَرَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَالْغُسْلُ أَحْوَطُ

باب — جب ختانان آپس میں مل جائیں

(جب حشفہ فرج میں غائب ہو جائے)

۲۸۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جب بیوی کے سامنے بیٹھے پھر اس کے ساتھ جماع کی کوشش کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ عمرو بن مرزوق نے شعبہ سے اس جیسی روایت میں ہشام کی متابعت کی ہے اور موسیٰ نے کہا ہمیں ابان نے خبر دی انھوں نے کہا ہمیں قتادہ نے خبر دی انھوں نے کہا ہمیں حسن بصری نے اس جیسی خبر دی۔

۲۸۹ — شرح : اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایجاب غسل نزول منی پر موقوف نہیں بلکہ جب حشفہ فرج میں غائب ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ صدر اوّل میں اس مسئلہ کی دریافت کے لئے کسی کو بھیجا تو ام المؤمنین نے فرمایا جب ختان ختان سے تجاوز کر جائے (یعنی حشفہ فرج میں غائب ہو جائے) تو غسل واجب ہو جاتا ہے اس کے بعد عمر فاروق نے حکم دیا کہ جس نے "اکسال" (جماع میں نزول منی نہ ہو) میں غسل نہ کیا اس کو میں تعزیر لگاؤں گا۔ بہرکیف صدر اوّل کے بعد ساری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ جب ختانان مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے، اگرچہ انزال نہ ہو۔ واللہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَسْلِ مَا يُصِيبُ مِنْ فَرْجِ الْمَرْأَةِ

۲۹۰ - حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ قَالَ يَحْيٰى وَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَاَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهُ فَلَمْ يُمْنِ وَقَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّاُ كَمَا يَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَقَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت کس طرح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مذکور لفظ ثُمَّ جَهَدَهَا ،، سے مراد دو التقاءِ ختانین ،، ہے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو شوہر بیوی کے سامنے بیٹھے اور اس سے جماع میں مصروف ہو اور دونوں کے ختان آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ منی کے انزال پر غسل کا واجب ہونا موقوف نہیں بلکہ جب حشفہ فرج میں غائب ہو جائے تو مرد و زن پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ ابتداء اسلام میں اختلاف تھا۔ پھر وجوبِ غسل پر ساری اُمت کا اتفاق ہو گیا اور حدیث اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ ،، منسوخ ہے۔ یعنی انزال کے بغیر جماع کرنے سے غسل ساقط تھا پھر واجب ہو گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ حدیث منسوخ نہیں۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ سوتے میں جب احتلام کو یاد کرے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں بلکہ انزال سے غسل واجب ہو گا اور یہ حکم اب بھی باقی ہے اور اس حدیث اِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ،، سے مراد یہ ہے کہ جب ذکر فرج میں غائب ہو جائے۔ مَسّ کی حقیقت مراد نہیں؛ کیونکہ عورت کا ختان فرج کے اعلیٰ پر ہوتا ہے جماع میں ذکر اس سے مس نہیں کرتا اور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر عورت کے ختان پر ذکر رکھا اور اس میں داخل نہ کیا تو کسی پر غسل واجب نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ مسِ ختان سے مراد یہ ہے کہ ذکر فرج میں داخل ہو جائے۔

اس حدیث کے اسماءِ رجال گزر چکے ہیں۔

باب عورت کی شرمگاہ کی رطوبت جو مرد کے جسم کا ہونا ،،

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَأَمَرُوْهُ بِذٰلِكَ وَأَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوْبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۹۱ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

ترجمہ : زید بن خالد جہنی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ مجھے خبر دیں کہ جب مرد اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو کیا کرے؟

۲۹۰ — حضرت عثمان نے کہا وضوء کرے جیسا نماز کے لئے وضوء کیا جاتا ہے اور شرمگاہ دھولے۔ حضرت عثمان نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو میں نے علی بن ابی طالب، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبید اللہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے بھی یہی حکم دیا۔ یحییٰ نے کہا مجھے ابوسلمہ نے خبر دی کہ عروہ بن زبیر نے ان کو خبر دی کہ ابوایوب نے ان کو خبر دی کہ انھوں نے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے (غسل واجب نہیں)

۲۹۰ — شرح : اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے جماع کرے اور منی نازل نہ ہو تو اس پر غسل واجب نہیں وہ صرف وضوء کرے اور شرمگاہ دھولے مگر یہ حدیث منسوخ ہے جیسا کہ حدیث ع ۲۸۹ میں مفصل بیان ہوا ہے۔ جمہور کا مذہب یہی ہے کہ ایجاب غسل انزالِ منی پر موقوف نہیں بلکہ جب حشفہ فرج میں غائب ہو جائے مرد و عورت دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے اسی طرح صحیح کی دوسری روایت میں ہے اگرچہ انزال نہ ہو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جانور یا مردہ عورت سے جماع کرنے سے جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع ۱ ابومعمر اور عبدالوارث حدیث ع ۷۳ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ باقی راویوں کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔

ترجمہ : اُبی بن کعب نے کہا یا رسول اللہ! جب مرد عورت سے جماع کرے اور منی نازل نہ ہو (تو کیا غسل واجب ہے؟)

۲۹۱ — آپ نے فرمایا عورت سے جو رطوبت وغیرہ لگی ہو اسے دھو ڈالے پھر وضوء کر کے نماز پڑھ لے۔

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ اَیُّوْبَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ اَنَّہٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْاَۃَ فَلَمْ یُنْزِلْ قَالَ یَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْاَۃَ مِنْہُ ثُمَّ یَتَوَضَّاُ وَیُصَلِّیْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ اَلْغُسْلُ اَحْوَطُ وَذٰلِکَ الْاٰخِرُ اِنَّمَا بَیَّنَّاہُ لِاخْتِلَافِھِمْ وَالْمَآءُ اَنْقٰی

امام ابو عبداللہ بخاری نے کہا غسل کرنے میں زیادہ احتیاط ہے اور یہی آخری امر ہے اور اس مسئلہ میں احادیث کا ذکر صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس مسئلہ میں اختلاف کی بناء پر ہے اور پانی زیادہ صفائی کرنے والا ہے۔

۲۹۱ — **شرح** : یہ حدیث بھی منسوخ ہے ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جس جماع میں انزال نہ ہو اس میں غسل کر لینے میں زیادہ احتیاط ہے اور ذاک الآخر،، سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ باب میں مذکور حدیث منسوخ نہیں۔ ابن عربی نے کہا کہ امام بخاری نے اس مسئلہ میں جمہور کی مخالفت کی ہے ؛ کیونکہ جس جماع میں انزال نہ ہو اس میں ایجابِ غسل پر صحابہ کرام اور تابعین کا اتفاق ہے اور بخاری کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں غسل واجب نہیں ، لیکن احتیاطاً غسل کر لینا مستحب ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس صحابہ کرام نے جنابت سے غسل کرنے میں اختلاف کیا بعض صحابہ نے کہا جب حشفہ فرج میں غائب ہو جائے غسل واجب ہو جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ غسل صرف انزال سے واجب ہوتا ہے سیدنا عمر فاروق نے کہا تم نیک لوگ ہو تم نے بعد میں جنگ کی ہے جب تمہارا یہ حال ہے تو تمہارے بعد دوسروں کا کیا حال ہوگا ؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کریں آپ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا تو ام المؤمنین نے کہا جب ختانان مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر امیر المؤمنین نے کہا جو شخص اس مسئلہ کے خلاف ،، اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ ،، کہے گا میں اسے عذاب دوں گا۔ امام طحاوی نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لوگوں کو اس مسئلہ کی ترغیب دلائی اور اس کا کسی نے انکار نہ کیا۔

امام طحاوی نے کہا عورت سے جماع روزے اور حج کو فاسد کر دیتا ہے اور حد اور مہر کا موجب ہے انزال ہو یا نہ ہو اسی طرح اس سے غسل واجب ہے انزال ہو یا نہ ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال اس حدیث کے تمام راویوں کا حال گزر چکا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْحَيْضِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الحیض

اس کتاب میں حیض، استحاضہ اور نفاس کے احکام مذکور ہیں۔ عنوان میں حیض کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس کا وقوع بکثرت ہے۔ حیض کے دس نام ہیں: حیض[1]، طمث[2]، ضحک[3]، اکبار[4]، اعصار[5]، دراس[6]، عراک[7]، فراک[8]، طمس[9] اور نفاس[10]۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "اَنُفِسْتِ" کیا تمہیں حیض آگیا ہے۔ لغت میں حیض کا معنی سیلان ہے چنانچہ کہا جاتا ہے۔ "حَاضَ الْوَادِیْ اِذَا سَالَ" جب اس میں پانی بہنے لگے اور کہا جاتا ہے: حَاضَتِ الشَّجَرَةُ اِذَا سَالَ صَمْغُهَا، جب درخت سے اس کا لعاب بہنے لگے شریعت میں حیض وہ خون ہے جو عورت کے بالغ ہونے کے بعد حسبِ عادت اوقاتِ مقررہ میں اس کے رحم کے نچلے حصے سے خون نکلے۔ استحاضہ وہ خون ہے جو معتاد وقت کے بغیر نکلے وہ رحم کے قریب رگ کے منہ سے نکلتا ہے نفاس وہ خون ہے جو بچہ کی پیدائش کے وقت سے نکلنا شروع ہو (قسطلانی)

ترجمۃ الباب: اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لوگ تم سے پوچھتے ہیں حیض کے احکام سے متعلق تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو۔ حیض کے دنوں میں اور ان سے نزدیکی نہ کرو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْأُ الْحَيْضِ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ كَانَ اَوَّلُ مَا اُرْسِلَ الْحَيْضُ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرُ

جب تک پاک نہ ہولیں اور جب پاک ہوجائیں تو ان کے پاس ہو جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

باب حیض کی ابتداء کیسے ہوئی؟

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ شئ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی اولاد پر مقرر کی۔ بعض نے کہا سب سے پہلے بنی اسرائیل سے حیض شروع ہوا۔ بخاری نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اکثر ہے۔

شرح الباب حیض وہ خون ہے جس کے خروج کی ابتداء سے عورت بالغ ہوجاتی ہے اس کی اقل مدت تین دن اور اکثر مدت دس دن ہے۔ تین روز سے کم اور دس دن سے زیادہ جو خون آئے اسے استحاضہ کہا جاتا ہے۔ ایام حیض میں عورت سے مجامعت حرام ہے لوگ اس کے ساتھ کھانا، پینا اور گھروں میں اکٹھے رہنا ترک کر دیتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے اس کا حکم پوچھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حائض سے جماع کے سوا ہر شئ کر سکتے ہو۔ آیت کریمہ کے یہاں ذکر کرنے کا فائدہ حیض کی نجاست سے خبردار کرنا اور حالتِ حیض میں عورتوں سے علیحدگی کے وجوب کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

جن حیوانات کو حیض آتا ہے اُن میں سے عورت، بھینس، چمگادڑ اور خرگوش ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت سے مانع واقع ہونے پر رونا اور غمناک ہونا مستحب ہے اور طواف کے لئے طہارت واجب ہے۔ شوہر بیوی کی طرف سے قربانی کر سکتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث کا محمل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی طرف سے قربانی کرنے کی اجازت حاصل کی تھی، کیونکہ کسی کی طرف سے قربانی کرنا اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بنات اور ان کے بعد آنے والی بنات پر فرض ہوا ہے۔ جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیض عورتوں کی اصل خلقت میں داخل ہے جس میں اس کی صلاحیت پائی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

marfat.com

Marfat.com

۲۹۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ خَرَجْنَا لَا نَرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَالَكِ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ قَالَتْ وَضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَآئِهٖ بِالْبَقَرِ

ترجمہ : ۲۹۲ — عبدالرحمٰن بن قاسم نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ہم صرف حج کا قصد کر کے نکلے جب سَرِف کے مقام پر پہنچے تو مجھے حیض آگیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ میں رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا ہو گیا حیض والی ہو گئی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ ایک شئی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بناتِ آدم پر مقرر کیا ہے تم بیت اللہ کا طواف کئے بغیر وہ افعال ادا کرتی رہو جو حاجی ادا کرتے ہیں۔ ام المؤمنین نے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ازواج کی طرف سے گائے ذبح فرمائی

۲۹۲ — شرح : سَرِف ،، یہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام ہے وہاں سے مکہ مکرمہ تقریباً نو یا دس میل دُور ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس حدیث شریف سے مقصد یہ ہے کہ حیض بناتِ آدم سب کو شامل ہے اور بنات بنی اسرائیل اور ان سے پہلے اور بعد والی تمام عورتیں اس میں داخل ہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف میں ہے کہ بنی اسرائیل پر حیض بھیجا گیا؛ حالانکہ مردوں کو حیض نہیں آتا اس کا جواب یہ ہے کہ بنی اسرائیل سے مراد اس کی عورتیں ہیں جیسے بنی آدم سے آدم علیہ السلام کی اولاد مراد ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت کو احرام باندھنے کے بعد حیض یا نفاس آجائے وہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور باقی حج کے سارے افعال ادا کرے ،، اور عبادت سے مانع حاصل ہونے پر حزن و ملال اور بُکاء جائز ہے اور اگر اس حالت میں طواف کر لیا تو بدنہ اس پر واجب ہو جاتا ہے۔ اس طرح اگر بے وضوء طواف کرے تو دم واجب ہے۔ یہ طویل حدیث ہے کتاب الحج میں اس کی تفصیل آئے گی۔ انشاء اللہ!

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ،، یعنی اللہ تعالیٰ نے زکریا کی بیوی کی طرف حیض واپس کر دیا۔ کیونکہ عادۃً جب

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيلِهِ

۲۹۳ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا حَائِضٌ

۲۹۴ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّهُ سُئِلَ اَتَخْدُمُنِي الْحَائِضُ اَوْ تَدْنُو مِنِّي الْمَرْأَةُ وَهِيَ جُنُبٌ فَقَالَ عُرْوَةُ كُلُّ ذٰلِكَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَكُلُّ ذٰلِكَ

عورت کو حیض نہ آئے تو وہ بچہ پیدا نہیں کر سکتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں جب انہیں بچہ کی خوشخبری دی گئی اور ان کی بیوی پاس کھڑی تھی تو اسے حیض آگیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو اسرائیل سے پہلے عورتوں کو حیض آتا تھا (کرمانی)

کتاب الوحی میں اس حدیث کے اسماء رجال کا ذکر گزرا ہے۔

باب حائض کا اپنے شوہر کا سر دھونا اور کنگھی کرنا

۲۹۳ــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو کنگھی کیا کرتی تھی جبکہ میں حالتِ حیض میں ہوتی۔

۲۹۳ــ شرح: اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ حائض عورت اپنے شوہر کے سر کے بالوں کو کنگھی کر سکتی ہے اور اس کی رضاء سے اس سے خدمت لینا جائز ہے، حائض، حیض والی عورت ہے، اس پر علامتِ تانیث نہیں آتی؛ کیونکہ یہ مؤنث کے ساتھ مخصوص ہے۔

۲۹۴ــ ترجمہ: ہشام نے خبر دی کہ عروہ سے پوچھا گیا کیا حیض والی عورت (بیوی) میری خدمت کر سکتی ہے یا میرے پاس آسکتی ہے جبکہ وہ حالتِ جنابت میں ہو۔

marfat.com
Marfat.com

يَخْدُمُنِي وَلَيْسَ عَلَى أَحَدٍ فِي ذٰلِكَ بَأْسٌ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ يُدْنِي لَهَا رَأْسَهُ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا فَتُرَجِّلُهُ وَهِيَ حَائِضٌ

عروہ نے کہا یہ سب کچھ مجھ پر آسان ہے اور حائض اور جنبی عورت میری خدمت کر سکتی ہے۔ اس میں کسی پر کوئی حرج نہیں۔ مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کو کنگھی کیا کرتی تھیں جبکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس روز مسجد شریف میں معتکف ہوتے آپ سر مبارک ان کے قریب فرماتے جبکہ وہ اپنے حجرہ میں ہوتیں وہ آپ کو کنگھی کرتیں۔ حالانکہ وہ حائض ہوتیں

۲۹۴ — شرح : اس حدیث میں جنبی عورت کے قریب آنے کا ذکر جواب میں مذکور نہیں مگر اسے حائض پر قیاس کر سکتے ہیں اور دونوں میں حدث اکبر، جامع ہے کہ جب حائض خدمت کر سکتی ہے تو جنبی عورت بھی خدمت کر سکتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حائض اور جنبی دونوں طاہر ہیں ان کا لعاب اور پسینہ بھی طاہر ہے اور عورت حالتِ حیض میں مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی۔ مگر اپنا ہاتھ مسجد میں داخل کر سکتی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا حائض تھیں "حائضہ" کیوں نہیں کہا اس کا جواب یہ ہے کہ تانیث کی علامت مذکر و مؤنث میں فرق کرنے آتی ہے اور حیض عورتوں کی مخصوص صفت ہے اس لئے فرق کرنے کی ضرورت نہیں پھر اگر سوال پوچھا جائے کہ حمل اور دودھ پلانا بھی تو عورتوں کی مخصوص وصف ہے تو حاملہ اور مُرضعہ کیوں کہا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب یہ مراد ہو کہ اس صفت کے ساتھ فعل سے التباس ہوگا تو تاء ذکر کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے جَاءَ الْحَامِلَةُ وَالْمُرْضِعَةُ اور جب ان کا قوت سے التباس ہو تو تاء ذکر نہیں کی جاتی۔ زمخشری نے اس آیت کریمہ "يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ" کی تفسیر میں ذکر کیا مرضعۃ کیوں کہا مرضع کیوں نہیں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ مرضعہ وہ عورت ہے جو دودھ پلاتے وقت اپنا پستان بچے کے منہ میں کرتی ہے اور مرضع وہ عورت ہے جس کی یہ شان ہے اگرچہ دودھ نہ پلاتی ہو (عینی، کرمانی)

اسماء رجال : ع۱ ہشام بن یوسف صنعانی کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ یہ صنعاء کے قاضی تھے۔ ۱۹۷ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ ابن جریج وہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج مکی قرشی ہیں۔ دراصل وہ رومی تھے۔ مشہور علماء میں سے ہیں۔ ان کی دو کنیتیں ہیں ایک

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِرَاءَةِ الرَّجُلِ فِي حَجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ

وَكَانَ أَبُو وَائِلٍ يُرْسِلُ خَادِمَهُ وَهِيَ حَائِضٌ إِلَى أَبِي رَزِينٍ فَتَأْتِيهِ بِالْمُصْحَفِ فَتُمْسِكُهُ بِعَلَاقَتِهِ

۲۹۵ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ أَنَّ أُمَّهُ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَّكِئُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ

ابو الولید دُوسری ابو خالد ۱۵۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب — مرد کا اپنی بیوی کی گود میں قرآن پڑھنا جبکہ وہ حائض ہو

ابو وائل اپنی خادمہ کو ابو رزین کے پاس بھیجتے جبکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی وہ ان کے پاس قرآن کریم لاتی اور اسے فیتے سے پکڑتی "

۲۹۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگاتے جبکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی پھر قرآن پڑھتے۔

۲۹۵ — شرح : باب کے ترجمہ اور ابو وائل کے اثر میں مطابقت اس طرح ہے کہ جس طرح حائض کی گود میں سر رکھ کر قرآن کی قرأت جائز ہے۔ ایسا ہی حائض کا قرآن کو اس کے جزدان سمیت اُٹھانا جائز ہے اور دونوں میں حائض کو دخل ہے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت پر بھی خادمہ کا اطلاق جائز ہے۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے پڑھے ہوئے قرآن کو علیہ السلام مصحف کی طرح ہیں کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ سَمَّى النُّفَاسَ حَيْضًا

۲۹۶ — حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيصَةٍ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي فَقَالَ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ

قرآن کریم آپ کے جوف میں تھا اور آپ اس کے حامل تھے۔ اس تاویل سے یہ حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق ہے؛ کیونکہ اس باب سے بخاری کی غرض حیض والی عورت کا قرآن مجید کے اُٹھانے کے جواز پر دلالت ہے اور قرآن کریم کا حافظ اس کا بہت بڑا برتن ہے۔ اگرچہ حدیث میں حامل کا لفظ نہیں اور "یَتَّکِئُ فِی حَجْرِیْ" سے مراد یہ ہے کہ آپ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی گود میں سر مبارک رکھ کر قرآن کریم پڑھتے تھے لہٰذا ام المؤمنین کی گود سر مبارک کی حامل تھی اور سر مبارک قرآن کا محل تھا؛ لہٰذا مناسبت واضح ہوگئی۔

ابن دقیق العید نے کہا اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ حائض قرآن نہیں پڑھ سکتی؛ کیونکہ اگر اس کے لئے قرأت جائز ہوتی تو اس کی گود میں قرأت کے امتناع کا وہم نہ ہوتا حتی کہ اس پر تنصیص کی احتیاج ہوتی، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا کہ حائض پاک ہے اور اس سے مباشرت بدونِ جماع جائز ہے۔ واللہ اعلم!

باب — جس نے نفاس کو حیض کہا

۲۹۶ — ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا حدیث بیان کی کہ ایک دفعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یک ہی چادر میں لیٹی ہوئی تھی اچانک مجھے حیض آگیا میں جلدی سے باہر نکلی اور حیض کے کپڑے پہن آپ نے فرمایا کیا حیض کی حالت ہوگئی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے مجھے بُلایا اور میں آپ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔

شرح: اس حدیث میں حیض کو نفاس کہنے کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حائض

marfat.com
Marfat.com

کے ساتھ اس کی حیض کی حالت والے کپڑوں میں سونا جائز ہے اور بحکم قرآن عورتوں سے علیحدہ رہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ جماع سے علیحدہ رہیں، حائض اور نفاس والی عورت کا ایک ہی حکم ہے جبکہ دونوں کے لئے قرأتِ قرآن اور اس کا چھونا حرام ہے اور نماز اور روزہ دونوں پر واجب نہیں وہ مسجد میں داخل ہوسکتی ہیں اور نہ ہی طواف کرسکتی ہیں، آئندہ احادیث میں ان کی تصریحات موجود ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو ایامِ حیض کے لئے علیحدہ کپڑے رکھنے چاہیئے۔ واللہ اعلم!

۲۹۶ شرح: یہاں خمیلہ سے مراد نقش و نگار والا صوف کا کپڑا ہے۔ اور "انسللت" کا معنی ہے: میں خفیۃً نکل گئی یعنی ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مذکور کپڑے میں لیٹے ہوئے تھے کہ ام المؤمنین کو حیض آگیا تو انھوں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ آپ کو حیض کا خون لگ جائے یا یہ سمجھا کہ وہ ناپاک ہوگئی ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مُضَاجَعَت کو اچھا نہ سمجھا یا اس لئے کہ شائد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے قضاءِ حاجت کرنا چاہیں۔ حالانکہ اس حالت میں وہ اس کے لائق نہیں تو وہ آہستہ آہستہ خفیۃً بستر سے باہر چلی گئیں

اسماءِ رجال

ع۱ مکی بن ابراہیم بلخی تمیمی ہیں بغداد میں حج کرنے آئے اور آتے جاتے وقت لوگوں سے احادیث بیان کرتے تھے۔ انھوں نے کہا میں نے ساٹھ حج کئے اور ساٹھ عورتوں سے نکاح کیا اور دس سال بیت اللہ کا مجاور رہا۔ سترہ تابعیوں سے حدیثیں لکھیں اگر میں جانتا کہ لوگ میرے محتاج ہوں گے تو میں تابعیوں کے سوا کسی اور سے کوئی حدیث نہ لکھتا۔ ۲۱۴ ہجری کو بلخ میں وفات پائی۔ ان کی عمر تقریباً ایک سو برس تھی۔ ع۲ ہشام دستوائی ع۳ یحییٰ بن ابی کثیر حدیث ع۱۵۳ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ ع۴ ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن بن عوف ان کا نام عبدالرحمٰن ہے وہ قرشی زہری عشرہ مبشرہ سے ہیں اور تابعی مدنی جلیل امام اور فقہاءِ سبعہ میں سے ہیں مدینہ منورہ میں ۹۴ ہجری میں فوت ہوئے ع۵ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حدیث ع۱۳۰ کے اسماء میں گزری ہیں ع۶ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ابوسلمہ اور ام سلمہ کی کنیت ایک شخص کے اعتبار سے نہیں کیونکہ پہلا سلمہ عبدالرحمٰن کا بیٹا ہے۔ اور دوسرا سلمہ عبدالاسد کے بیٹے کا لڑکا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ابوسلمہ زینب کا باپ صحابی نہیں ہے۔ حدیث ع۱۱۵ کے اسماء میں دیکھیں"

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ

۲۹۷ــ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ وَكِلَانَا جُنُبٌ وَكَانَ يَاْمُرُنِي فَاَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَاَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَاْسَهُ اِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَاَغْسِلُهُ وَاَنَا حَائِضٌ

باب حائضہ سے مباشرت کرنا

۲۹۷ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے دونوں بحالتِ جنابت غسل کرتے تھے۔ آپ مجھے حکم فرماتے تو میں کپڑے پہن لیتی اور آپ مجھ سے مباشرت فرماتے جبکہ میں حائضہ ہوتی آپ سر مبارک میری طرف باہر نکالتے حالانکہ آپ معتکف ہوتے تو میں آپ کے سر مبارک کو دھوتی جبکہ میں بحالتِ حیض ہوتی تھی!

۲۹۷ــ شرح : قرطبی نے مجاہد سے ذکر کیا کہ جاہلیت میں لوگ حیض والی عورتوں سے علیحدہ رہتے اور اتنی مدت میں وہ ان کے ادبار میں آیا کرتے تھے نصاری ان کے فروج میں جماع سے نہ رکتے تھے اور یہود و مجوس ان سے بکسر علیحدہ رہتے حتی کہ ان کا کھانا پینا تک علیحدہ ہوتا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ردِ بلیغ فرمایا اور ارشاد فرمایا اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ یعنی حائض سے جماع کے سوا سب کچھ کر سکتے ہو، حائض سے مباشرت کی تین اقسام ہیں: ۱ فرج میں قصداً مباشرت کرنا یہ بالاجماع حرام ہے اس کا مستحل کافر ہے اگر مستحل نہیں تو اس پر توبہ لازم ہے اور آئندہ ایسا ہرگز نہ کرے مگر اس پر کفارہ واجب نہیں اور جن احادیث میں کفارہ کا ذکر ہے وہ استحباب پر محمول ہے ۲ ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے قبلہ یا معانقہ یا مس وغیرہ سے مباشرت جائز ہے اور یہ بالاجماع حلال ہے، مافوق الازار مباشرت صحیحین میں ثابت ہے ۳ ناف اور گھٹنے کے درمیان قبل اور دبر کے بغیر مباشرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک حرام ہے۔ امام ابو یوسف سے بھی ایک روایت یہی ہے

marfat.com
Marfat.com

۲۹۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا كَانَتْ حَائِضًا فَاَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُبَاشِرَهَا اَمَرَهَا اَنْ تَتَّزِرَ فِيْ فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَاَيُّكُمْ يَمْلِكُ اِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ اِرْبَهُ تَابَعَهُ خَالِدٌ وَجَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ

اور شافعیہ کے نزدیک بھی صحیح ہے۔ امام مالک اور اکثر علماء کا بھی یہی قول ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ حائض کا پسینہ پاک ہے اور معتکف اگر سر مسجد سے باہر نکالے تو اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ قبیصہ ابو عامر کوفی ہیں ع۲ سفیان ثوری دونوں حضرات کا تذکرہ حدیث ع۳۳ کے اسماء میں گزرا ہے ع۳ منصور بن مُعتمر حدیث ع۹۹ کے اسماء میں گزرے ہیں ع۴ ابراہیم بن یزید نخعی اہلِ کوفہ کے فقیہہ ہیں۔ اسود بن یزید ان کے ماموں ہیں۔ لوگ آلِ اسود کو حبشی کہتے تھے۔ حدیث ع۱۲۷ کے اسماء میں ان کا ذکر ہُوا ہے۔

۲۹۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم میں سے جب کوئی حیض کی حالت میں ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مباشرت کا ارادہ فرماتے تو اسے حیض کے جوش کے وقت تہمند باندھنے کا حکم فرماتے پھر اس سے مباشرت فرماتے ام المؤمنین نے کہا تم میں سے کون ہے جو اپنی حاجت (خواہش) کا مالک ہو جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت (خواہش) کے مالک تھے

۲۹۸ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مباشرت اس شخص کے لئے جائز ہے جس کو اپنے نفس پر ضبط ہو اور وہ اسے جماع میں واقع ہونے سے روکے اور اگر وہ ضبط کا مالک نہ ہو تو اس کے لئے مباشرت جائز نہیں؛ کیونکہ جو شخص کسی چراگاہ کے قرب وجوار میں جانور چرائے۔ ممکن ہے کہ وہ چراگاہ میں واقع ہو جائیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم فورِ حیض میں تہمند باندھنے کا حکم فرماتے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءِ حیض اور اس کے مابعد میں فرق ہے۔ اس کا شاہد ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس اوقات سے تین روز تک اجتناب

marfat.com
Marfat.com

۲۹۹ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّبَاشِرَ امْرَاَةً مِنْ نِسَآئِهٖ اَمَرَهَا فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ حَائِضٌ وَرَوَاهُ سُفْيٰنُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ

کرتے۔ پھر اس کے بعد مباشرت فرماتے اس حدیث کی ان احادیث سے منافات نہیں جو مطلقاً مباشرت پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ وہ مختلف حالات پر مبنی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حائض کو ایام حیض میں ازار باندھنا ضروری ہے تاکہ اس کی وجہ سے جماع سے رُک سکے۔ ابوداؤد نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیوی سے جو حائض ہوتی مباشرت فرماتے جبکہ اس کی نصف ران یا گھٹنوں تک کپڑا ہوتا۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ اسماعیل بن خلیل کی کنیت ابو عبداللہ خزاز کوفی ہیں۔ امام بخاری نے کہا ۲۲۵ ہجری میں ان کی وفات کی خبر پہنچی تھی ع۲ علی بن مسہر قرشی کوفی ہیں ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔ ۱۸۹ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ ابواسحاق کا نام سلیمان بن فروز ہے وہ مشہور تابعی ہیں۔ ۱۴۱ ہجری میں فوت ہوئے ع۴ عبدالرحمٰن بن یزید نخعی افاضل تابعین اور علماء عاملین میں سے ہیں۔ ۹۹ ہجری میں فوت ہوئے ع۵ اسود قدمؒ

ع۱ جریر بن عبدالحمید کوفی پھر رازی ہیں۔ ۱۸۷ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ شیبانی کی کنیت ابواسحاق ہے

---

۲۹۹ — **ترجمہ** : حضرت عبداللہ بن شداد نے کہا میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بیوی سے مباشرت کا ارادہ فرماتے تو اسے تہبند باندھنے کا حکم فرماتے جبکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتیں۔

سفیان نے شیبانی سے اس کی روائت کی ہے۔

۲۹۹ — **شرح** : یعنی سفیان ثوری نے ابواسحاق شیبانی سے اس حدیث کی اسی طرح روائت کی ہے۔ یہ روائت بخاری کی شرط کے مطابق ہے لہٰذا اس کے ابہام میں کوئی حرج نہیں، اسی اسناد سے خالد بن عبداللہ نے بھی شیبانی سے یہ روائت کی ہے جیسا کہ مسلم میں ہے

اسماء رجال : ع۱ ابوالنعمان عارم مشہور ہیں۔ حدیث ع۵۵ کے اسماء میں گزرے ہیں۔ ع۲ عبدالواحد حدیث ع۱۲۶ کے اسماء میں دیکھیں۔ ع۳ عبداللہ بن شداد

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَرْكِ الْحَائِضِ الصَّوْمَ

۳۰۰ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ زَيْدٌ هُوَ ابْنُ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ اِلَى الْمُصَلّٰی فَمَرَّ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ اُرِيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَاكُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ مِثْلَ نِصْفِ

لیثی ہیں شداد کے والد کا نام اسامہ ہے انہیں "الہاد" کہا جاتا ہے کیونکہ وہ مہمانوں، راہ گیروں کے لئے آگ روشن کیا کرتے تھے۔

باب — حائضہ کا روزہ چھوڑ دینا

۳۰۰ — ترجمہ : ابو سعید خدری نے کہا بڑی یا چھوٹی عید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے اور عورتوں سے آپ کا گزر ہوا تو فرمایا اے عورتو! صدقہ کیا کرو، مجھے تم اکثر دوزخ میں دکھائی گئی ہو، عورتوں نے کہا یا رسول اللہ! کس کے باعث؟ فرمایا تم لعنت زیادہ کرتی ہو اور شوہر کی نعمت کا کفران کرتی ہو کسی ناقص عقل اور ناقص دین والی عورت عقل مند آدمی کی عقل کھونے والی تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا، عورتوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے دین اور عقل میں نقصان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف کے برابر نہیں؟ عورتوں نے کہا کیوں نہیں، فرمایا یہ اس کی عقل میں نقصان کے باعث ہے کیا یہ نہیں کہ جب حیض آجائے تو وہ نماز نہیں پڑھتی ہے اور نہ ہی روزہ

marfat.com

Marfat.com

شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا

رکھتی ہے ؟ عورتوں نے کہا کیوں نہیں ! فرمایا یہ اس کے دین میں نقصان ہے۔

۳۰۰ — شرح : اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حائض سے فرض صوم وصلوٰۃ ساقط ہو جاتا ہے مگر وہ روزہ قضاء کرے گی۔ نماز کی قضاء نہیں۔ صدقہ عذاب کو دفع کرتا ہے اور گناہوں کا کفارہ کرتا ہے۔ نعمت کا انکار حرام ہے اور اس کا کفران مذموم ہے۔ قبیح کلام حرام ہے۔ اگر اس پہ مداومت کرے تو وہ گناہ کبیرہ ہے۔ مجمع عظیم میں صدقات کی ترغیب دلانا مستحب ہے۔ ایام عید میں عورتوں کے لئے عید گاہ میں جانا جائز ہے۔ تاکہ وہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھیں۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ دار نوجوان عورتوں اور حیض والی عورتوں کو عید گاہ میں جانے دیتے تھے۔ وہ عید گاہ سے علیحدہ رہتیں اور خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوتیں۔

علماء نے کہا یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں تھا لیکن آج کے روز نوجوان خوبصورت عورتیں باہر نہ نکلیں۔ اسی لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے محدثات نسوانی زیب وزینت دیکھ لیتے جو وہ آج کل کرتی ہیں تو ان کو مساجد سے ضرور منع فرما دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا" امام طحاوی نے کہا شروع اسلام میں دشمن کی نظر میں مسلمانوں کی کثرت ظاہر کرنے کے لئے عورتوں کو نکلنے کی اجازت تھی آج کل ہرگز ایسا نہیں۔ اس بارے میں احناف کا یہ مسلک ہے جو صاحب بدائع نے ذکر کیا ہے کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ نوجوان عورتوں کو عیدوں، جمعہ اور دوسری کسی نماز میں نکلنے کی رخصت نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ "تم اپنے گھروں میں رہو، بوڑھی عورتیں بھی کسی نماز میں باہر نہ جائیں۔ افضل یہی ہے۔ واللہ اعلم !

مفردات : اُضْحِيَة اس بکری کو کہتے ہیں جو قربانی کے روز ذبح کی جاتی ہے۔ اس میں چار لغات ہیں ع۱ اُضْحِيَة بضم الهمزه وبكسرها ع۲ ضحيه ع۳ اضحاة اس کی جمع اَضْحٰی ہے یہ مذکر و مؤنث مستعمل ہے۔ مُصَلّٰی "عید گاہ۔ معشر" جماعت اس کی جمع معاشر ہے۔ عُشَیْرٌ، شوہر دوست، شوہر اور چچا زاد کو بھی عشیر کہا جاتا ہے۔ لَعْن "اللہ کی رحمت سے دور کرنا۔ علماء کرام اس بات میں متفق ہیں کہ کسی پر لعنت کرنا حرام ہے، کیونکہ جس کے خاتمہ کا علم نہ ہو کہ وہ مسلمان مرے گا یا کافر فوت ہوگا اس پہ لعنت کیسے جائز ہے۔ البتہ جس کے خاتمہ پہ صریح نص ہو کہ وہ کفر پہ مرا ہے اس پر لعنت جائز ہے۔ وصف

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ تَقْرَأَ الْآيَةَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُونَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَيَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا إِلَى قَوْلِهِ مُسْلِمُونَ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ حَاضَتْ عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَا تُصَلِّي وَقَالَ الْحَكَمُ إِنِّي لَأَذْبَحُ وَأَنَا جُنُبٌ وَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ

پر لعنت کرنا حرام نہیں جیسے لَعْنَتُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ وَالظَّالِمِيْنَ وَالْفَاسِقِيْنَ ،، جیسا کہ نصوص شرعیہ میں مذکور ہے ؛ کیونکہ اوصاف کذب ، ظلم اور فسق پر لعنت ہے ۔ ذات پر لعنت نہیں ۔ اللّبّ ،، خالص عقل ، حزم ،، ضابط ۔

باب حائضہ بیت اللہ کے طواف کے سوا حج کے تمام امور ادا کرے

ترجمۃ الباب : ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حائضہ قرآن کی آیت پڑھے تو کوئی حرج نہیں ۔ ابن عباس نے کہا جنبی کے لئے قرآن پڑھنے میں حرج نہیں اور نبی کریم

marfat.com

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔ ام عطیہ نے کہا ہمیں حکم کیا گیا تھا کہ حیض والی عورتوں کو عید گاہوں کی طرف لے جائیں وہ لوگوں کے ساتھ تکبیریں کہیں اور دعائیں کریں، ابن عباس نے کہا مجھے ابوسفیان نے خبر دی کہ ہرقل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا اور پڑھا اچانک اس میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ لکھا ہوا تھا۔ عطاء نے جابر سے روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا حیض والی ہوگئیں تو انھوں نے بیت اللہ کے طواف کے سوا حج کے سارے امور ادا کئے جب کہ وہ (اس حال میں) نماز نہ پڑھتی تھیں۔ حکم نے کہا میں جانور ذبح کرتا ہوں، حالانکہ میں حالتِ جنابت میں ہوتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس جانور پر ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے اسے نہ کھاؤ۔

شرح الباب : اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ جب عورت کو احرام کے بعد حیض آجائے تو وہ حج کے سارے امور ادا کرے مگر طواف نہ کرے، کیونکہ بیت اللہ کا طواف مسجد میں ہوتا ہے اور حائضہ عورت مسجد میں نہیں جاسکتی۔

اس کے تلاوت کرنے میں ابراہیم نخعی کے کئی اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ حائضہ عورت قرآن کی پوری آیت پڑھ سکتی ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ قرآن کی آیت کا کچھ حصہ پڑھ سکتی ہے پوری آیت نہیں پڑھ سکتی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جنبی کے لئے قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ جب تک جنبی نہ ہو قرآن پڑھنا جائز ہے یعنی حائض قرآن پڑھ سکتی ہے۔ ابن عباس نے کہا جنبی کے لئے قرآن پڑھنے میں حرج نہیں انھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے تھے، کیونکہ ذکر عام ہے یہ قرآن مجید یا دوسرے اوراد واذکار سب کو شامل ہے مگر اس میں یہ احتمال ہے کہ حالت جنابت وغیرہ کے علاوہ باقی حالات میں ذکر فرماتے تھے اسی لئے بیت الخلاء میں ذکر نہ فرماتے تھے۔

ام عطیہ نے کہا کہ ہمیں حکم کیا گیا تھا کہ حیض والی عورتوں کو عید گاہ میں لے جائیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض والی عورت تکبیرات کہہ سکتی ہے دعا کرسکتی ہے مگر قرآن مجید پڑھنے کا ذکر ان کے کلام میں نہیں ہے۔

ہرقل کے واقعہ سے بخاری نے استدلال کیا کہ جنبی قرآن پڑھ سکتا ہے، کیونکہ ہرقل کافر تھا اور کافر جنبی ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے پاس قرآن بھیجا، حالانکہ وہ پاک نہیں ہوتے اور آپ نے ان کا قرآن کو مس کرنا اور اس کا پڑھنا جائز رکھا۔ معلوم ہوا کہ جنبی قرآن پڑھ سکتا ہے مگر احتمال ہے کہ وہ ہر وقت جنابت کی حالت میں نہ ہوں۔ خصوصاً انسانی مروت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ہر وقت وہ جنبی نہ رہے۔

حکم کے اثر سے بھی بخاری نے استدلال کیا کہ جنبی تلاوتِ قرآن کرسکتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان چھ آثار سے استدلال کیا کہ جنبی قرآن کریم پڑھ سکتا ہے مگر ان سب میں مناقشہ ہے، کیونکہ محدثین نے حضرت علی سے روایت ذکر کی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے ہمیں قرآن پڑھاتے

marfat.com
Marfat.com

۳۰۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ قُلْتُ لَوَدِدْتُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَمْ اَحُجَّ الْعَامَ قَالَ لَعَلَّكِ نُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ ذٰلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَافْعَلِيْ مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ

ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور آپ کو قرآن پڑھنے سے جنابت کے سوا کوئی شئی نہ روکتی تھی۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ ابن حبان نے بھی اس کی تصحیح کی ہے، ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حیض والی عورت اور جنبی قرآن پاک سے کچھ نہ پڑھے۔ اس حدیث کو اگرچہ بعض لوگوں نے ضعیف کہا ہے مگر حضرت علی کی حدیث اس کو قوی کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ حیض والی عورت اور جنبی حالتِ حیض و جنابت میں قرآن کی پوری آئت نہیں پڑھ سکتے ہیں (عینی)

۳۰۱ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور صرف حج کا ارادہ کرتے تھے۔ جب ہم مقام سرف میں پہنچے تو میں حیض والی ہوگئی۔ میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ میں رو رہی تھی۔ فرمایا کون سی چیز تمہیں رُلا رہی ہے میں نے کہا اللہ کی قسم! اچھا ہوتا کہ میں اس سال حج کو نہ آتی فرمایا تمہیں حیض آگیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں فرمایا یہ ایک شئی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بناتِ آدم پر مقرر کیا ہے تم وہ کرتی جاؤ جو حاجی کریں گے مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرو حتیٰ کہ حیض سے صاف ہو جاؤ۔

۳۰۱ — شرح : اس حدیث شریف میں اس امر کی دلیل ہے کہ حائض کے لئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں اور حیض و نفاس والی عورتیں اور جنبی لوگ طواف کے سوا حج کے تمام افعال، اقوال اور احوال کر سکتے ہیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "حَتّٰی تَطْهُرِیْ" کا معنی یہ ہے کہ بیت اللہ کا طواف نہ کرو حتیٰ کہ کامل طور پر صاف ہو جاؤ یعنی حیض کے انقطاع کے بعد غسل کر کے طواف کرو صرف حیض کا انقطاع ہی کافی نہیں ہے۔ باقی تقریر کتاب الحیض کی ابتداء میں دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِسْتِحَاضَةِ

٣٠٢ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِيْ حُبَيْشٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلٰوةَ فَاِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ

باب استحاضہ (رگ کا خون)

٣٠٢ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا فاطمہ بنت ابی حبیش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ! میں (خون سے) پاک نہیں ہوتی ہوں کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یہ رگ کا خون ہے حیض کی حالت نہیں جب حیض کی حالت ہو تو نماز چھوڑ دو اور جب اندازاً یہ حالت ختم ہو جائے تو اپنے جسم سے خون دھو ڈالو اور نماز پڑھتی رہو۔

٣٠٢ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے استحاضہ کو رگ کا خون فرمایا جو حیض کے خون سے احکام میں ممتاز ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک اس خون کے جریان کے وقت مستحاضہ سے وطی (مجامعت) جائز ہے۔ امام مالک، سفیان ثوری، شافعی اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ ابوداؤد میں جید سند سے ہے کہ حمنہ بنت جحش مستحاضہ تھیں اور ان کا شوہر ان سے مجامعت کیا کرتا تھا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا مستحاضہ کی طہارت وقت میں مقدرہ ہے وہ ایک دفعہ طہارت سے وقت میں جو چاہے فرائض اور نوافل پڑھ سکتی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ ایک دفعہ طہارت سے ایک فریضہ سے اکثر نہیں پڑھ سکتی، امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا استحاضہ کا خون طہارت کا ناقض نہیں جب مستحاضہ پاک ہو جائے تو وہ اس طہارت میں جو چاہے فرائض اور نوافل پڑھ سکتی ہے بشرطیکہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَسْلِ دَمِ الْحَيْضِ

۳۰۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهَا قَالَتْ سَاَلَتْ اِمْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِحْدَانَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيْهِ

کوئی دوسرا حدث نہ ہو، نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے اس کا وضو صحیح ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور جمہور علماء نے کہا مستحاضہ پر صرف ایک ہی غسل واجب ہے جو حیض کے انقطاع کے وقت ہو۔ یہی مذہب امام مالک اور احمد کا ہے باقی تفصیل کتب فقہ میں دیکھیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں مندرجہ ذیل خواتین کو استحاضہ آتا تھا، ام حبیبہ بنت جحش، ام المؤمنین زینب، میمونہ کی اخیافی ہمشیرہ اسماء فاطمہ بنت ابی حبیش، حمنہ بنت جحش، سودہ بنت زمعہ، زینب بنت ام سلمہ، اسماء بنت مرشد حارثیہ اور بادیہ بنت غیلان رضی اللہ تعالیٰ عنہن (عینی)

باب — حیض کا خون دھونا

۳۰۳ — ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! ارشاد فرمائیں جب ہم سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اس کو کھرچ ڈالے پھر پانی سے دھو دے پھر اس کپڑے میں نماز پڑھ لے۔

marfat.com

Marfat.com

۳۰۴ ـــ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَتْهُ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا تَحِیْضُ ثُمَّ تَقْتَرِصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضَحُ عَلٰی سَائِرِهٖ ثُمَّ تُصَلِّیْ فِیْهِ

بَابُ اِعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ

۳۰۵ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ شَاهِیْنَ اَبُوْ بِشْرٍ الْوَاسِطِیُّ قَالَ اَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَكَفَ مَعَهٗ بَعْضُ نِسَآئِهٖ وَهِیَ مُسْتَحَاضَةٌ

۳۰۴ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب ہم سے کوئی حالت حیض میں ہوتی تو پاک ہونے کے بعد اپنے کپڑے سے خون کھرچ دیتی اور اسے دھو ڈالتی اور پھر سارے کپڑے کو پانی سے دھوتی اور اس میں نماز پڑھتی۔

۳۰۳ ـــ ۳۰۴ ـــ شرح : ابن بطال نے کہا : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اسماء کی حدیث کی تفسیر ہے۔ یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں اس طرح کیا کرتی تھیں، اسماء کی حدیث میں "تقرصہ" سے مراد غسل ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا پھر سارے کپڑے کو پانی سے دھوتی یہ وسوسہ کے دفع کرنے کے لئے کرتی تھیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھرچنے کا حکم اس لئے فرمایا کہ اس سے خون وغیرہ کا اثر جاتا رہتا ہے اور کپڑا صاف ہو جاتا ہے۔

باب ـــ مستحاضہ عورت کا اعتکاف کرنا

۳۰۵ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

تَرَى الدَّمَ فَرُبَّمَا وَضَعَتِ الطَّسْتَ تَحْتَهَا مِنَ الدَّمِ وَزَعَمَ أَنَّ عَائِشَةَ رَأَتْ مَاءَ الْعُصْفُرِ فَقَالَتْ كَأَنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَانَتْ فُلَانَةُ تَجِدُهُ

٣٠٦ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَكَانَتْ تَرَى الدَّمَ وَالصُّفْرَةَ وَالطَّسْتُ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي

٣٠٧ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَعْضَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ اعْتَكَفَتْ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ

کے ساتھ ایک بیوی نے اعتکاف کیا جبکہ وہ مستحاضہ تھیں اور دمِ استحاضہ دیکھتی تھیں۔ بسا اوقات وہ خون کی وجہ سے اپنے تحت طشت رکھ لیتیں۔ عکرمہ نے گمان کیا کہ ام المؤمنین نے زرد پانی دیکھا اور کہا وہ یہ شئی ہے جو فلاں عورت (زینب بنت جحش) دیکھا کرتی تھی!

٣٠٦ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی بیویوں میں سے ایک بیوی نے اعتکاف کیا وہ سرخ اور زرد خون دیکھا کرتی تھیں اور طشت ان کے نیچے ہوتا تھا جبکہ وہ نماز پڑھتی تھیں۔

٣٠٧ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ امہات المؤمنین میں سے ایک نے اعتکاف کیا جب کہ وہ مستحاضہ تھیں۔

٣٠٥ — ٣٠٦ — ٣٠٧ — شرح : جس عورت کو ایام حیض کے بعد خون جاری رہے۔ وہ مستحاضہ ہے اس باب کی جملہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحاضہ عورت مسجد میں ٹھہر سکتی ہے۔ اعتکاف کر سکتی ہے نماز پڑھ سکتی ہے بشرطیکہ مسجد متلوث نہ ہو۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ جسے سلسل البول یا مذی یا خون بہانے والی پھنسی ہو اس کے لئے اعتکاف کرنا جائز ہے اور اسے مستحاضہ عورت پر قیاس کیا جاتا ہے۔

حدیث شریف میں فلاں عورت سے مراد زینب بنت جحش ہے ان کی دو اور ہمشیرگان ام حبیبہ اور حمنہ بناتِ جحش ہیں ان تینوں کو استحاضہ آتا تھا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي ثَوْبٍ حَاضَتْ فِيهِ

۳۰۸ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا كَانَ لِإِحْدَانَا إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ تَحِيضُ فِيهِ فَإِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ قَالَتْ بِرِيقِهَا فَمَصَعَتْهُ بِظُفْرِهَا

باب — کیا عورت اس کپڑے میں جس میں اسے حیض آیا ہو نماز پڑھ سکتی ہے؟

۳۰۸ — ترجمہ : مجاہد سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم میں سے کسی کے لئے ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا نہ ہوتا تھا۔ اسی کپڑے میں اس کی حیض کی حالت ہوتی تو جب اسے حیض کے خون سے کچھ لگ جاتا تو وہ اس پر تھوک ڈالتی اور اپنے ناخن سے اس کو مل کر اُتار دیتی۔

۳۰۸ — شرح : بظاہر یہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے معارض ہے؛ کیونکہ اس میں یہ الفاظ ہیں : فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي ،، یعنی میں نے حیض کے کپڑے پہن لئے۔" چنانچہ" باب مَنِ اتَّخَذَ ثِيَابَ الْحَيْضِ سِوَى ثِيَابِ الطُّهْرِ،، حدیث ۳۱۹ میں گزرا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس حالتِ حیض اور حالِ طہر کے علیحدہ علیحدہ کپڑے تھے مگر درحقیقت تعارض نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ باب کی حدیث ابتداء اسلام پر محمول ہو کیونکہ اس وقت صحابہ بڑی کٹھن زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے پاس مال و دولت نہ تھی جب اللہ تعالیٰ نے فتوحات عنایت کیں اور حالات بدلے۔ مال و دولت میں وسعت ہوئی تو عورتوں نے حیض و نفاس اور طہر کے علیحدہ علیحدہ کپڑے بنالئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس وسعتِ حال کی خبر دی ہے لہٰذا دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں۔ امام بیہقی نے کہا کہ تھوک سے دمِ حیض کو صاف کر دینا قلیل دم میں متصور ہوسکتا ہے جو معاف ہے زیادہ خون کو دھونا ضروری ہے۔ اس حدیث میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کہ درہم کی مقدار سے کم نجاست

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الطِّيبِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ

۳۰۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَتَطَيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

معاف ہے۔ اس کا دھونا واجب نہیں، اس حدیث شریف میں اس امر کی دلیل ہے کہ قلیل نجاست کو پانی کے بغیر زائل کرنا جائز ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نجاست کے زائل کرنے میں عدد شرط نہیں صرف صاف کر دینا ہی کافی ہے۔

اسماء رجال : ابراہیم بن نافع اپنے زمانہ میں مکہ کے ثقہ ترشیخ تھے۔ باقی رُوات کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب — عورت کا حیض سے غسل کے وقت خوشبو لگانا

۳۰۹ — ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم کو میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا گیا تھا، مگر شوہر پر چار ماہ دس دن، سوگ کی اجازت تھی (سوگ کے ایام میں) سرمہ، خوشبو لگانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے بھی منع کیا گیا تھا مگر ثوب عصب (جو بننے سے پہلے رنگا گیا ہو) اجازت تھی اور ہم کو طہر کے وقت جب ہم سے کوئی حیض

Marfat.com

بَابُ دَلْكِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا إِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ الْمَحِيضِ وَكَيْفَ تَغْتَسِلُ وَتَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَتَبَّعُ بِهَا أَثَرَ الدَّمِ

٣١٠ — حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ قَالَ خُذِي

کے انقطاع پر غسل کرتی تو ہمارے لئے کست اظفار سے کچھ خوشبو لگانے کی اجازت تھی اور ہم کو جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا تھا۔ اس حدیث کی ہشام بن حسان نے حفصہ سے اُنھوں نے ام عطیہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی!

٣٠٩ — شرح : ثَوْبُ عَصْب یعنی چادر ہے جس کو سوت رنگنے کے بعد بُنا جاتا ہے، کست اظفار خوشبو ہے اس سے تھوڑا سا ٹکڑا ناخن کے مشابہ ہوتا ہے، حیض سے پاک ہونے کے بعد عورتوں کو حیض کی بدبو دفع کرنے کے لئے غسل کے وقت خوشبو لگانے کا حکم ہے تاکہ خوشبو میں نماز پڑھ سکے اور فرشتوں سے مجالست کر سکے تاکہ ان کو حیض کے خون کی بدبو سے تکلیف نہ ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چھوٹی بچی اور بیوی لونڈی پر سوگ نہیں تمام علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ ام ولدہ اور لونڈی کا مالک فوت ہو جائے تو ان پر سوگ نہیں اور نہ ہی اس عورت پر سوگ ہے جسے رجعی طلاق ہوئی ہو اور جس عورت کو تین طلاقیں ہوئی ہوں۔ وہ سوگ کرے چار ماہ دس دن سوگ کی مدت اس لئے ہے کہ اس مدت میں حمل ظاہر ہو جاتا ہے، سوگ کرنے والی عورت کا سرمہ لگانا، خوشبو لگانا اور رنگے ہوئے کپڑے پہننا سب حرام ہیں۔

اسماء رجال : عبداللہ بن عبدالوہاب بجمی ع۲ حماد ع۳ ایوب سختیانی حدیث ع۱۰۵ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

باب — جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو اس کا اپنا بدن ملنا۔ وہ کیسے غسل کرے؟ وہ خوشبودار روئی لے اور

marfat.com
Marfat.com

فِرْصَةٌ مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرِیْ بِهَا قَالَتْ كَیْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ تَطَهَّرِیْ بِهَا قَالَتْ كَیْفَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِیْ فَاجْتَذَبْتُهَا إِلَیَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِیْ بِهَا أَثَرَ الدَّمِ

اس سے خون کے نشان صاف کرے،،

۳۱۰ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض سے غسل کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے غسل کرنے کی کیفیت بتائی فرمایا مشک آلود روئی لو اور اس سے صفائی کرو اُس نے کہا اس سے کیسے طہارت و صفائی کروں فرمایا اس سے طہارت کرو اُس نے کہا کیسے طہارت کروں فرمایا سبحان اللہ طہارت کرو۔ میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ کر کہا خون کے نشانات کو صاف کرو!

۳۱۰ شرح : اس حدیث شریف میں ترجمۃ الباب کا آخری حصہ مذکور ہے غسل کے وقت بدن کا ملنا اور غسل کی کیفیت مذکور نہیں مگر امام بخاری کی عادت ہے کہ ترجمہ میں ایسے امور بھی ذکر کر دیتے ہیں جو حدیث کے دوسرے طرق میں مذکور ہوتے ہیں لیکن وہ طرق امام کی شرط کے مطابق نہیں ہوتے اس لئے وہ ان کا ذکر نہیں کرتے یا ان کی طرف اشارہ پر اکتفاء کر لیتے ہیں یا کسی اور غرض کے تحت ذکر نہیں کرتے چنانچہ مسلم میں یہ حدیث پوری مذکور ہے جس میں دلک کیفیتِ غسل اور اثرِ دم کی تتبع مذکور ہیں۔ بخاری نے اس حدیث کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ اس کو ابراہیم بن مہاجر نے صفیہ سے روائت کیا ہے اور وہ بخاری کی شرط پر نہیں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہُوا کہ عورت کا حیض کے غسل کے وقت خون کے مواضع پر خوشبو لگانا مستحب ہے، پہلے خوشبو کو استعمال کرے یا غسل کے بعد استعمال کرے۔

※ عورت کا روئی کے پھایہ کو خوشبو لگا کر مقام مخصوص پر لگانا مستحب ہے۔
※ تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا مستحب ہے۔ ※ مخفی امور میں اشارہ کنایہ کا استعمال مستحب ہے۔
※ سمجھ نہ آنے کی صورت میں بار بار سوال کرنا جائز ہے۔ ※ مجلس میں موجود لوگوں میں سے کوئی مسائل کو سمجھا سکتا ہے ※ یہ حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ خلق پر دلالت کرتی ہے۔

اسماء رجال : عبد ابن سکن نے کہا یحییٰ غسانی جو سفیان بن عیینہ سے باب الحیض میں روائت کرتے ہیں وہ یحییٰ بن موسیٰ ہیں۔ اس سے متعلق

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غُسْلِ الْمَحِيْضِ

٣١١ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ ثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَغْتَسِلُ مِنَ الْمَحِيْضِ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً وَتَوَضَّئِيْ ثَلٰثًا ثُمَّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَحْيٰى فَاَعْرَضَ بِوَجْهِهٖ وَقَالَ تَوَضَّئِيْ بِهَا فَاَخَذْتُهَا فَجَذَبْتُهَا فَاَخْبَرْتُهَا بِمَا يُرِيْدُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ صحیح بخاری میں اگر یحییٰ کسی طرف منسوب نہ ہو تو وہ یحییٰ بن موسیٰ ہی ہوتا ہے جو بلخی مشہور ہیں اور بہترین عالم دین تھے۔ ۲۴۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابو نصر کلاباذی نے ذکر کیا کہ یحییٰ بن جعفر بیکندی بھی سفیان بن عیینہ سے روائت کرتے ہیں ع۲ منصور بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن طلحہ عبدری حجبی ہیں وہ بہت رویا کرتے تھے ہر وقت خاشع نظر آتے تھے۔ ۱۳۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کی والدہ صفیہ بنت شیبہ بن عثمان ہے۔

باب — حیض کا غسل

٣١١ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ایک انصاری عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں حیض سے غسل کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: مشک آلود روئی کا پھایہ لو اور اس سے تین بار صفائی کرو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء فرمایا اور اس سے چہرۂ انور دوسری طرف کر لیا اور فرمایا اس پھایہ سے صفائی کرو، میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ سے خبردار کیا

٣١١ — اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث ع۳۱۰ میں استنباطِ حکم میں فرق ہے اور کچھ الفاظ مختلف ہیں۔

اسماء رجال: ع۱ مسلم بن ابراہیم قصاب ہیں۔ حدیث ع۴۲ کے اسماء میں دیکھیں
ع۲ وہیب بن خالد باہلی حدیث ع۸۲ کے اسماء میں دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِمْتِشَاطِ الْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ

۳۱۲ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اَهْلَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَكُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ فَزَعَمَتْ اَنَّهَا حَاضَتْ وَلَمْ تَطْهُرْ حَتّٰى دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ لَيْلَةُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْقُضِيْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَمْسِكِيْ عَنْ عُمْرَتِكِ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ اَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ فَاَعْمَرَنِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ مَكَانَ عُمْرَتِيْ الَّتِيْ نَسَكْتُ

باب — عورت کا حیض کے غسل کے وقت کنگھی کرنا

۳۱۲ — ترجمہ : عروہ نے روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں حج کا احرام باندھا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے تمتع کیا اور ہدی کو نہ بھیجا تھا اور گمان کیا کہ ان کو حیض آگیا ہے اور وہ حیض سے پاک نہیں ہوئیں حتی کہ عرفہ کی رات داخل ہوگئی۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ! یہ عرفہ کی رات ہے میں نے تو عمرہ کا احرام باندھا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سر کھول دو، کنگھی کرلو اور عمرہ سے رک جاؤ؛ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا جب میں نے حج کرلیا تو آپ نے حصبہ کی شب عبدالرحمٰن کو فرمایا تو اس نے میرے عمرہ کا بدل جس کا میں نے احرام باندھا تھا۔ تنعیم سے مجھے احرام بندھوا کر عمرہ کرایا

۳۱۲ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کے حج کے بارے میں مختلف صحیح روایات منقول ہیں جو بظاہر آپس میں متضاد ہیں؛ چنانچہ

marfat.com

Marfat.com

ایک روائت میں ہے "لَا نَرٰی اِلَّا الْحَجَّ" دوسری روائت میں ہے "وَلَا نَذْکُرُ اِلَّا الْحَجَّ" اور تیسری روائت میں ہے "وَخَرَجْنَا مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ"، ان تینوں روایات سے ظاہر ہے کہ انہوں نے حج کا احرام باندھا تھا۔ حالانکہ باب کی حدیث میں ہے "وَاِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ"، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین کا احرام عمرہ کے لئے تھا ان روایات میں اتفاق کی کیا صورت ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کا احرام باندھا تھا پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تمام صحابہ حج کا احرام فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھ لیں۔ بشرطیکہ انھوں نے حرم میں ھدی نہ بھیجی ہو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھنے کا حکم اس لئے فرمایا تھا کہ مشرکین کہتے تھے حج کے دنوں میں عمرہ کرنا الفجور یعنی بہت بڑا گناہ ہے ان کا رد تبلیغ کرنے کے لئے آپ نے اُن صحابہ کو حج فسخ کرنے کا حکم دیا جنہوں نے سوق ہدی نہ کی تھی حرم میں ہدی نہ بھیجی تھی حج کو فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھنا صرف صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص تھا اب جائز نہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ان حضرات سے تھیں جنہوں نے ہدی حرم میں نہ بھیجی تھی اس لئے آپ نے حج فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور جب آپ کو حیض آگیا اور اتمام عمرہ مشکل ہو گیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ عمرہ چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے اس لئے آپ نے حج کا احرام باندھ لیا اور عمرہ کو ترک کر دیا، لہٰذا مذکور روایات اور باب کی روائت میں تضاد نہیں۔

الحاصل ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے صرف حج کا احرام باندھا تھا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حج فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھا پھر حیض کے عذر سے عمرہ بھی چھوڑ دیا اور حج کا احرام باندھا تھا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حج فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھا پھر حیض کے عذر سے عمرہ بھی چھوڑ دیا اور حج کا احرام باندھا اور حج کے بعد تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا جو پہلے ترک کئے ہوئے عمرہ کا بدل تھا؛ کیونکہ انھوں نے کہا تھا کہ میری ساتھی عورتیں حج اور عمرہ کر کے واپس ہوں گی اور میں صرف حج ہی کر کے واپس چلی جاؤں گی؟ اس سے ظاہر ہے کہ پہلا عمرہ بالکل ترک کر دیا تھا ورنہ یہ روائت بے معنی ہوگی۔

تنعیم: مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو جائیں تو ایک فرسخ کے فاصلہ پر مقام تنعیم ہے، باب کی حدیث میں اگرچہ حیض کے غسل کے وقت کنگھی کرنے کا ذکر نہیں مگر حج کا احرام غسلِ احرام پر دلالت کرتا ہے چونکہ یہ غسل مسنون ہے اور غسل کے وقت کنگھی کرنا مسنون ہے لہٰذا غسلِ حیض سے کنگھی کرنا بطریقِ اَوْلیٰ مستحب ہوا، اگر عورت کے بال خفیف ہوں اور کھولنے کے بغیر بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے تو یہی کافی ہے بال کھولنے کی ضرورت نہیں اور اگر بال زیادہ ہوں اور پانی اصولِ شعر تک نہ پہنچ سکے تو اس وقت بال کھولنا ضروری ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جبکہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ میرے سر کے بال بہت زیادہ ہیں کیا جنابت کے غسل کے وقت میں سر کے ضفائر کھول دوں؟ آپ نے منع فرما دیا اور فرمایا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ نَقْضِ الْمَرْأَةِ شَعَرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيضِ

٣١٣ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِحَجٍّ وَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ

سر پر دونوں ہاتھوں سے تین چلو بہا دو یہی کافی ہے فقہا کا عمل ام سلمہ کی حدیث پر ہے :
حَصْبَه ، حَصْبَاء ، اَبْطَحْ ، بَطْحَاء ، مُحَصَّبْ ، خَيْفُ بَنِيْ كِنَانَه ،، ان سب سے ایک ہی مقام مراد ہے۔ مُحَصَّبْ مکہ مکرمہ سے باہر جگہ ہے جہاں منیٰ سے آکر ٹھہرتے ہیں۔ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ ،، ایام تشریق کے بعد والی رات ہے ، اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ حاجی منیٰ سے آکر محصب میں ٹھہرتے ہیں اور یہاں رات گزارتے ہیں۔

اسماء رجال : موسیٰ بن اسماعیل تبوذکی ع ۲ ابراہیم سبط عبدالرحمٰن بن عوف حدیث ع ۲۱ ، ع ۲۲ کے اسماء میں دیکھیں۔

باب — عورت کا حیض کے غسل کے وقت اپنے بال کھولنا ،،

٣١٣ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم ذوالقعدہ پورا کر کے ذی الحجہ کے ہلال کا استقبال کرنے والے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عمرہ کا احرام باندھنا چاہے وہ احرام باندھ لے کیونکہ میں نے اگر ہدی نہ بھیجی

Marfat.com

عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِي عُمْرَتَكِ وَانْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِحَجٍّ فَفَعَلْتُ حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيَ أَخِي عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَخَرَجْتُ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِي قَالَ هِشَامٌ وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَوْمٌ وَلَا صَدَقَةٌ

ہوتی تو میں عمرہ کا احرام باندھ لیتا بعض لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور بعض نے حج کا احرام رکھا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا تھا مجھے عرفہ کے دن ایسی حالت میں پایا کہ میں حائض تھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا: عمرہ چھوڑ دو سر کے بال کھول دو، کنگھی کرلو اور حج کا احرام باندھ لو میں نے ایسا ہی کیا حتی کہ جب حصبہ کی رات ہوئی تو آپ نے میرے ساتھ میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بھیجا میں تنعیم چلی گئی اور وہاں اپنے پہلے عمرہ کا بدل عمرہ کا احرام باندھا ہشام نے کہا اس میں نہ تو کوئی ہدی تھی نہ روزہ اور نہ ہی صدقہ تھا۔

۳۱۳ — شرح: اس حدیث کی مناسبت ترجمۃ الباب سے اس طرح ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے حج کا احرام غسل کرنے کے بعد تھا اور یہ غسل مسنون ہے اور جب غسلِ سنت میں بال کھولنے مستحب ہیں تو حیض کا غسل جو فرض ہے کے وقت بطریق اولی نقض شعر مستحب ہوا اس حدیث شریف میں اس امر کی دلیل ہے کہ تمتع افراد حج سے افضل ہے کیونکہ اس میں حج اور عمرہ دو عبادتیں ایک سفر میں جمع ہونے کے باعث یہ قِرَان کے مشابہ ہیں اور قِرَان افضل ہے کیونکہ حجۃ الوداع میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے آپ نے میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا اور اس کے لئے حرم میں ہدی بھیج دی تھی پھر مکہ مکرمہ آکر صحابہ کرام سے فرمایا کہ جس شخص نے ہدی نہیں بھیجی وہ حج کا احرام فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھ لے اس حکم میں مشرکین کی مخالفت کرنا مقصود تھی جو کہتے تھے کہ حرم کے مہینوں میں عمرہ کرنا حرام اور فجور ہے اور جس شخص نے ہدی بھیج دی ہے وہ حج کا احرام فسخ نہ کرے اس لئے بعض صحابہ نے حج کا احرام فسخ کردیا جنہوں نے ہدی نہ بھیجی تھی فرمایا میں حرم میں ہدی بھیج چکا ہوں اس لئے میں حج کو فسخ نہیں کرسکتا ہاں اگر پہلے میں نے ہدی نہ بھیجی ہوتی تو ضرور تمہاری موافقت کرتا بعض احادیث میں یہ ارشاد ہے: لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْهَدْيَ، پہلی حدیث ۳۱۲ میں اس امر کی وضاحت ہوچکی ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرہ بالکل ترک کردیا تھا اور اس کی جگہ حج کے بعد عمرہ کیا باب

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مُخَلَّقَةٍ وَّ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ

٣١٤ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُوْلُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّقْضِيَ خَلْقَهٗ قَالَ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى شَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَمَا الْاَجَلُ قَالَ فَيُكْتَبُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ

کی حدیث کے الفاظ "دَعِي عُمْرَتَكِ" اس کی تائید کرتے ہیں۔

بظاہر ہشام کا کلام مشکل ہے؛ کیونکہ اگر وہ قارنہ تھیں تو تمام علماء کے نزدیک قارن پر ہدی لازم ہے اگر وہ متمتعہ تھیں۔ جب بھی ہدی لازم ہے؛ لیکن وہ نہ تو قارنہ تھیں اور نہ ہی متمتعہ تھیں انھوں نے صرف حج کا احرام باندھا تھا پھر اس کو فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھا اور جب ان کو حیض آگیا تو عمرہ بھی وہ پورا نہ کر سکیں اور پھر حج کا احرام باندھا جب اسے پورا کر لیا تو از سر نو عمرہ کیا؛ لیکن ام المؤمنین کا قول "وَكُنْتُ مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ" اور ان کا قول: "وَلَمْ اُهِلَّ اِلَّا بِعُمْرَةٍ" سے اس کے خلاف معلوم ہوتا تھا تو پھر یہی جواب دیا جا سکتا ہے کہ ہشام کو اس کی خبر نہیں پہنچی اس لئے انھوں نے نفی کر دی اور ان کے نفی کرنے سے نفس الامر میں نفی لازم نہیں آتی۔ بعض علماء نے کہا کہ ہشام کے کلام میں دمِ جنایت کی نفی ہے۔ دمِ تمتع کی نفی نہیں۔

قاضی عیاض اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا صرف حج تھا نہ تمتع تھا اور نہ ہی قِران تھا؛ کیونکہ علماء کا اس پہ اتفاق ہے کہ ان دونوں میں دم واجب ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال: ع۱ عُبَید بن اسماعیل کہا گیا ہے کہ ان کا نام عبید اللہ ہے، لیکن مشہور عبید بن اسماعیل ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے وہ ہباری کوفی ہیں۔ ۲۵۰ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ ابو اسامہ ان کا نام حماد بن اسامہ ہے وہ ہاشمی کوفی ہیں حدیث ۳۱۴ کے اسماء میں گزرا ہے۔ ع۳ ہشام بن عروہ قدمؒ

بابُ مُخَلَّقَہ اور غیر مُخَلَّقَہ کا بیان

٣١٤ ـــ ترجمہ [illegible] رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے

Marfat.com

فرمایا اللہ عزوجل نے عورت کے رحم پہ ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو کہتا ہے اے میرے پروردگار یہ نطفہ ہے اے میرے پروردگار یہ اب دم جامد ہوگیا ہے۔ اے میرے پروردگار یہ اب گوشت کا ٹکڑا ہوگیا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس کی اِتمامِ تخلیق کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ کہتا ہے کیا میں اسے مذکر بناؤں یا مؤنث ؟ بدبخت بناؤں یا نیک بخت اس کا رزق کیا ہے اور عمر کیا ؟ پس یہ سب کچھ اس کی ماں کے پیٹ میں لکھا جاتا ہے۔

۳۱۴ — شرح : اس حدیث کو کتاب الحیض میں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا ؛ کیونکہ رحم میں بچہ کا ہونا دمِ حیض کے خروج سے مانع ہے۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث کو ابواب حیض میں داخل کرنے سے بخاری کی غرض ان لوگوں کے مذہب کو تقویت پہنچانا ہے جو کہتے ہیں کہ حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا ، امام احمد نے رویفع بن ثابت سے روائت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے پانی سے غیر کی کھیتی سیراب کرے اور لونڈی سے جماع نہ کرے حتی کہ اسے حیض آجائے یا اس کا حمل واضح ہوجائے " سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وجودِ حیض کو حمل سے رحم کی برأت کی علامت قرار دیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا " اَلْحُبْلٰی لَا تَحِیْضُ وَتَغْتَسِلُ وَتُصَلِّیْ " حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا : اللہ تعالیٰ نے حاملہ عورت سے حیض اُٹھا لیا اور خون کو رحم میں بچہ کی خوراک بنا دیا پس معلوم ہوا کہ حاملہ عورت اگر خون دیکھے تو وہ حیض نہ ہوگا استحاضہ ہوگا۔

علقمہ رضی اللہ عنہ نے روائت کی جب نطفہ رحمِ نساء میں واقعہ ہو تو مقرر فرشتہ کہتا ہے مخلقہ ہو یا غیر مخلقہ ہو اگر اللہ تعالیٰ غیر مخلقہ فرمادے تو رحم سے خون جاری ہوجاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ مخلقہ فرمائے تو فرشتہ کہتا ہے مذکر ہو یا مونث بدبخت ہو یا نیک بخت اس کا رزق کس قدر ہے اور یہ کس زمین میں فوت ہوگا۔ اس حدیث شریف کی صریح عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگاہ کرنے سے رحم پہ مقرر فرشتہ رحم میں موجود بچہ کے تمام کوائف جانتا ہے وہ اس کے نیک و بد ہونے کو جانتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ وہ حلال رزق کھائے گا یا حرام اور کس زمین میں فوت ہوگا ، حالانکہ قرآن کریم کی سورہ لقمان کی آخری آیت میں یہ ہے کہ " یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ " رحموں میں موجود کو اللہ ہی جانتا ہے " لَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا " کسی نفس کو کل میں کسب کا علم نہیں " لَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ " کسی نفس کو معلوم نہیں کہ وہ کس زمین میں مریگا قرآن کریم اور حدیث شریف دونوں کے موازنہ سے ظاہر ہے کہ ان اشیاء کو اللہ تعالیٰ بذاتِ خود جانتا ہے اور فرشتہ کو اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ان کا علم ہوتا ہے اسی طرح بارش ہونے کا علم بھی اس پہ مقرر فرشتے جانتے ہیں۔

علامہ قسطلانی نے اس کی وضاحت کی ہے ؛ لہٰذا قرآن کریم اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مخالفت نہیں۔ دراصل جاہلیت میں کاہن اور نجومی کہتے تھے کہ وہ غیب جانتے ہیں اور قرآن کریم میں مذکور پانچ اشیاء کا علم ان کا مشغلہ مبحث تھا۔ ان کی تردید کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان پانچوں کا اس آیت میں ذکر کیا ورنہ مطلق غیب کا علم سرِ مُو بھی کسی کو نہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے متبعین اولیاء کرام کو اضافی علم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

٣١٥ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ

علمِ غیب ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اطلاع کرنے سے وہ غیب پر مطلع ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو فیاضِ اقدس ہے وہ بھی ان سے مخفی نہیں رہتی جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقات میں اسے بسط سے بیان کیا ہے اور ابتداء میں بندۂ مسکین نے بھی بقدرِ ضرورت اسے نقل کیا ہے؛ چنانچہ حدیث شریف ع۴۸ میں اس کی مزید وضاحت ہو چکی ہے۔

عمدۃ القاری شرح بخاری میں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جو کچھ رزق، موت، سعادت و شقاوت عمل، ذکور و انوثت ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر فرشتہ کو مطلع کرتا ہے اور ان کے انفاذ و کتابت کا حکم دیتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدرت اور ارادہ اس سے مقدم ہے، قاضی عیاض نے کہا اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ مخلقہ میں نفخِ روح ایک سو بیس روز کے بعد ہوتی ہے۔ یعنی چار ماہ پورے ہونے کے بعد جب پانچویں ماہ میں داخل ہوتا ہے اور یہ مشاہدہ سے ثابت ہے اور اسی پر احکام میں اعتماد ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال ع۱ مُسَدَّدٌ ع۲ حماد بن زید بصری ع۳ عُبَیْد اللہ بن ابی بکر کتاب الایمان میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب ـــ حائضہ حج اور عمرہ کا اِحرام کیسے باندھے

٣١٥ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

بِنَحْرِ هَدْيِهٖ وَمَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهٗ قَالَ فَحِضْتُ فَلَمْ اَزَلْ حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ اُهْلِلْ اِلَّا بِعُمْرَةٍ فَاَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَنْقُضَ رَاْسِي وَاَمْتَشِطَ وَاُهِلَّ بِالْحَجِّ وَاَتْرُكَ الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَضَيْتُ حَجَّتِي فَبَعَثَ مَعِيَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ اَبِي بَكْرٍ فَاَمَرَنِي اَنْ اَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِي مِنَ التَّنْعِيْمِ

کے ساتھ حجۃ الوداع میں (مدینہ منورہ سے) نکلے ہم سے بعض نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور بعض نے حج کا۔ ہم مکہ مکرمہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور حرم میں ہدی نہیں بھیجی وہ عمرہ کا احرام کھول دے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا اور ہدی بھیجی ہے وہ عمرہ کا احرام نہ کھولے حتیٰ کہ ہدی نحر کرے اور جس نے حج کا احرام باندھا وہ حج پورا کرے۔ ام المؤمنین نے کہا مجھے حیض آگیا اور میں عرفہ کے دن تک حالت حیض میں رہی جبکہ میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ میں سر کے بال کھول دوں، کنگھی کروں اور حج کا احرام باندھ لوں اور عمرہ ترک کر دوں، میں نے ایسا ہی کیا حتیٰ کہ میں حج سے فارغ ہوگئی پھر آپ نے میرے ساتھ میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بھیجا اور مجھے حکم فرمایا کہ میں تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھوں جو پہلے عمرہ کا بدل ہے۔

۳۱۵ — شرح: ترجمہ سے مطابقت "اَهَلَّ بِحَجٍّ" سے ہے، کیونکہ اس میں حائض کے لئے حج کا احرام ثابت ہے، کیونکہ جب اُنھوں نے حج کا احرام باندھا تھا وہ حائضہ تھیں اور جن کے نزدیک وہ قارنہ تھیں ان کے نزدیک زیادہ واضح ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے حج کا احرام باندھا جبکہ وہ حائضہ تھیں اور وہ معتمرہ بھی تھیں اسی لئے کہا کہ مجھے حکم ہوا کہ میں عمرہ چھوڑ دوں اور ترکِ شئ اس کے وجود کے بعد ہوتا ہے، اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ام المؤمنین نے عمرہ فسخ کر دیا تھا۔ واللہ اعلم!

اس حدیث کے اسماء رجال کتاب بدء الوحی میں مذکور ہیں۔

باب حیض کا آنا جانا

اور عورتیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ڈبیہ بھیجتیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِقْبَالِ الْمَحِيْضِ

وَاِدْبَارِهٖ وَكُنَّ نِسَاءٌ يَبْعَثْنَ اِلٰى عَائِشَةَ بِالدَّرْجَةِ فِيْهَا الْكُرْسُفُ فِيْهِ الصُّفْرَةُ فَتَقُوْلُ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ تُرِيْدُ بِذٰلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ وَبَلَغَ بِنْتَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ نِسَاءً يَدْعُوْنَ بِالْمَصَابِيْحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ اِلَى الطُّهْرِ فَقَالَتْ مَا كَانَ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هٰذَا وَعَابَتْ عَلَيْهِنَّ

جس میں رُوئی ہوتی اور وہ رُوئی زرد ہوتی، تو ام المؤمنین فرماتیں جلدی نہ کرو حتّٰی کہ سفید روئی (چونے کی طرح) دیکھو اس سے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مقصد حیض سے پاکیزگی تھا۔ زید بن ثابت کی بیٹی کو خبر ملی کہ عورتیں آدھی رات کو چراغ منگا کر طُہر دیکھتی ہیں، تو اس نے کہا نبوت کے زمانہ میں عورتیں یہ کام نہ کرتی تھیں اور اُنھوں نے عورتوں پر عیب لگایا۔

شرح الباب : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حائض جب تک سفید رطوبت چونے کے رنگ کی طرح نہ دیکھ لے غسل نہ کرے یعنی ام المؤمنین نے عورتوں کو فتویٰ دیا کہ جب تک روئی میں زردی باقی رہے حائض پاک نہ ہوگی بلکہ رُوئی کو سفید دیکھنا ضروری ہے جو چونا کے مشابہ ہو اور بالکل صاف ہو اس میں زردی کا شائبہ تک نہ ہو زید بن ثابت کی بیٹی نے عورتوں پر عیب اس لئے لگایا کہ ان کے اس فعل کا مقتضیٰ حرج تھا جو شریعت میں مذموم ہے، کیونکہ آدھی رات کا وقت آرام کرنے کا وقت ہے اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ ایامِ حیض میں زرد اور مٹیالہ رنگ کی رطوبت حیض شمار ہوگی!

مفردات : الدرجۃ ،، بکسر الدال وفتح الراء ،، خوشبو کی ڈبیہ۔ کُرسف ، رُوئی۔ القصّۃ بفتح القاف وتشدید الصاد ،، قلعی۔

اسماء رجال : بنتِ زید بن ثابت۔ زید بن ثابت کاتبِ وحی تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم :

marfat.com
Marfat.com

٣١٦ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِيْ حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِيْ وَصَلِّيْ

بَابٌ لَا تَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلٰوةَ

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ

٣١٧ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ

---

٣١٦ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت حُبَیش کو استحاضہ آتا تھا اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ رگ کا خون ہے۔ حیض نہیں جب حیض کی حالت ہو تو نماز چھوڑ دو اور جب یہ حالت ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھو!

٣١٦ ـــ شرح : حدیث کی باب کے ساتھ مناسبت فَاِذَا اَقْبَلَتْ وَاَدْبَرَتْ کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ حیض کی ابتداء خون سے ہوتی ہے پھر وہ زرد ہو جاتا ہے پھر مٹیالا پھر گدلا ہوتا ہے۔ پھر چونے کی طرح سفید ہو جاتا ہے۔ پھر منقطع ہو جاتا ہے، اگر ان منازل سے پہلے منقطع ہو جائے اور بالکل خشک ہو جائے تو اس وقت رحم بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ یہ ادبارِ حیض ہے۔ واللہ اعلم!

باب ـــ حائض عورت نماز قضاء نہ کرے

جابر اور ابو سعید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حائض نماز چھوڑ دے

٣١٧ ـــ ترجمہ : معاذہ نے خبر دی کہ ایک عورت نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے

marfat.com
Marfat.com

قَالَ ثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُعَاذَةُ اَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ اَتُجْزِیُٔ اِحْدَانَا صَلٰوتُهَا اِذَا طَهُرَتْ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِیَّةٌ اَنْتِ قَدْ كُنَّا نَحِیْضُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَا یَأْمُرُنَا بِهٖ اَوْ قَالَتْ فَلَا نَفْعَلُهٗ

سے عرض کیا کہ ہم میں سے جب کوئی عورت حیض سے پاک ہوجائے تو وہ حیض کے ایام کی نمازیں قضاء کرے ؟ ام المؤمنین نے کہا کیا تو خارجی عورت ہے ؟ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانہ میں حیض کی حالت میں ہوتیں تو آپ ہم کو قضاء کا حکم نہ فرماتے تھے یا کہا ہم قضاء نہ کرتی تھیں !

۳۱۷ — شرح : اَتُجْزِیُٔ ،، کا معنی اَتَقْضِیْ ہے ۔ حروراء کوفہ کے قریب ایک بستی ہے سب سے پہلے خوارج کا اجتماع وہاں ہُوا تھا اور اس بستی میں اُنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف عہد کیا تھا اس لئے وہ اس بستی کی طرف منسوب ہونے لگے خارجیوں کی ایک جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حیض کے زمانہ میں فوائت نماز کی قضاء واجب ہے اور یہ خلاف اجماع ہے اسی لئے ام المؤمنین نے کہا تو ایسا کلام کرتی ہے کیا خارجیہ ہوگئی ہے سُنّیہ نہیں رہی ؟ ام المؤمنین کا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم کو حیض آتا تھا آپ ہمارے حال پر مطلع ہوتے تھے کہ ہم ایام حیض میں نمازیں نہیں پڑھتیں اس کے باوجود آپ ہم کو قضاء کرنے کا حکم نہ فرماتے تھے ۔ اگر حیض کے ایام میں فوائت نماز کی قضاء واجب ہوتی تو آپ اس کا حکم ضرور فرماتے ۔

مسلمانوں کے اجماع کی دلیل یہ حدیث ہے تمام ائمہ کرام کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ حائض نماز قضاء نہ کرے خوارج کے سوا اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہاں ان ایام کے روزوں کی قضاء واجب ہے ؛ کیونکہ ان کی قضاء میں حرج نہیں نمازوں کی قضاء میں عظیم حرج ہے ۔ اسی طرح نفاس والی عورت پر بھی نفاس کے ایام کی نمازوں کی قضاء واجب نہیں روزوں کی قضاء واجب ہے اس پر بھی امت کا اجماع ہے (نووی)

اسماءِ رجال

ع جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما خزرجی انصاری مدنی ہیں وہ کبیر صحابی ہیں اور فضلاء صحابہ سے شمار ہوتے ہیں ۔ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار پانچ سَو چالیس احادیث روایت کی ہیں ۔ ان میں سے امام بخاری نے ۱۸۴ احادیث ذکر کی ہیں ۔ وہ غزوہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ النَّوْمِ مَعَ الْحَائِضِ وَهِيَ فِي ثِيَابِهَا

٣١٨ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَتْ حِضْتُ وَاَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيْلَةِ فَانْسَلَلْتُ فَخَرَجْتُ مِنْهَا فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِيْ فَلَبِسْتُهَا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِيْ فَاَدْخَلَنِيْ مَعَهُ فِي الْخَمِيْلَةِ قَالَتْ وَحَدَّثَتْنِيْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَكُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِّنَ الْجَنَابَةِ

انیس غزوات میں شریک رہے۔ ۹۳ ہجری کو ۹۴ (چورانوے) برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اس وقت مدینہ منوّرہ کے حاکم ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی ع۲ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حدیث ع۱۸ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ ع۳ ہمام بن یحییٰ بن دینار عَوْذِی حدیث میں بہت ثابت تھے۔ امام احمد نے کہا ہمام مشائخ حدیث میں اثبت ہیں۔ ۱۶۳ ہجری میں فوت ہوئے ع۴ قتادہ حدیث ع۱۲ کے اسماء میں گزرا ہے ع۵ مُعاذہ بنت عبداللہ عدویہ ثقہ، حجت اور زاہدہ تھیں۔ رات بھر عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔ ۸۳ ہجری میں فوت ہوئیں۔

باب حائضہ عورت کے ساتھ سونا جبکہ وہ حیض کے کپڑے پہنے ہو!

٣١٨ — ترجمہ: ام سلمہ نے کہا مجھے حیض آگیا جبکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمبل میں لیٹی ہوئی تھی۔ میں جلدی سے باہر نکلی اور حیض کے کپڑے پہن لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ اتَّخَذَ ثِيَابَ الْحَيْضِ سِوَى ثِيَابِ الطُّهْرِ

۳۱۹ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ بَيْنَا اَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيلَةٍ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَاَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِي فَقَالَ اَنُفِسْتِ فَقُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ

نے مجھے فرمایا کیا تم حیض والی ہوگئی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے مجھے بلایا اور اپنے ساتھ کمبل میں داخل کرلیا، زینب نے کہا مجھے ام سلمہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بوسہ لیا کرتے تھے حالانکہ آپ روزہ سے ہوتے اور میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں سے غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

۳۱۸ــــ شرح : قولہ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ الخ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ من ابتدائیہ کا تعلق ایک فعل سے کیسے جائز ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دو چیزوں سے ابتداء اس وقت منع ہے جبکہ وہ ایک جنس سے ہوں جیسے دو زمانوں سے ابتداء ہو مثلاً رَئَيْتُهٗ مِنْ شَهْرِ مِنْ سَنَةٍ یا دو مکانوں سے ابتداء ہو جیسے خَرَجْتُ مِنَ الْبَقَرَةِ مِنَ الْكُوْفَةِ اور اگر دو اشیاء سے ابتداء ہو اُن میں سے ایک عَیْن اور دُوسری معنیٰ ہے تو جائز ہے۔

اسماء رجال

: ع۱ سعد بن حفص حدیث ع۱۷۸ کے اسماء میں ع۲ شیبان نحوی ع۳ یحییٰ بن ابی کثیر حدیث ع۱۱۲ کے اسماء میں اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ابن عوف کا کتاب الوحی میں ذکر ہو چکا ہے ع۴ زینب بنت ابی سلمہ بن عبد الاسد مخزومی ہیں۔ اس سے پہلے مذکور ابوسلمہ زینب کا والد نہیں کیونکہ زینب کے والد صحابی ہیں اور زینب سے ابوسلمہ روائت کرنے والے تابعی ہیں اور زینت خود بھی صحابیہ ہیں۔ اپنی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ سے روائت کرتی ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ شُهُودِ الْحَائِضِ الْعِيدَيْنِ وَدَعْوَةِ الْمُسْلِمِينَ وَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلَّى

۳۲۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا اَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيدَيْنِ فَقَدِمَتْ اِمْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ

۳۱۹ — ترجمہ : ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایک دفعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمبل میں لیٹی ہوئی تھی۔ اچانک مجھے حیض آگیا میں جلدی سے باہر نکلی اور حیض کے کپڑے پہن لئے آپ نے فرمایا کیا حیض والی ہوگئی؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے مجھے بلایا اور میں آپ کے ساتھ کمبل میں لیٹ گئی۔

۳۱۹ — شرح : ان دونوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ عورت کے ساتھ سونا اور روزہ کی حالت میں اس کا بوسہ لینا جائز ہے اور شوہر اور بیوی ایک ہی برتن میں سے غسلِ جنابت کر سکتے ہیں۔ حدیث ۲۹۶ وحدیث ۳۰۸ میں اس کی مزید وضاحت ہو چکی ہے۔

اسماء رجال : مُعاذ بن فضالہ زہرانی بصری ہیں ان کی کنیت ابوزید ہے ۲ ہشام دستوائی ابوداؤد طیالسی نے کہا ہشام حدیث میں امیر المؤمنین ہیں۔

باب — حائض عورت کا عیدین اور مسلمانوں کی دُعا میں شریک ہونا اور عیدگاہ سے وہ دُور رہیں

۳۲۰ — ترجمہ : حفصہ بنت سیرین رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نوجوان عورتوں کو عیدین میں جانے سے منع کیا کرتے تھے ایک عورت آئی اور قصر بنی خلف میں ٹھہری اُس نے اپنی بہن سے خبر دی اور اس کی بہن کے شوہر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ غزوات میں شرکت کی اور میری بہن آپ کے ساتھ چھ غزوات میں شریک رہیں۔ میری بہن نے کہا ہم زخمیوں کی دوا کیا کرتی تھیں اور بیماروں کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ میری بہن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا ہم میں

marfat.com
Marfat.com

عَنْ اُخْتِهَا وَكَانَ زَوْجُ اُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَكَانَتْ اُخْتِيْ مَعَهُ فِيْ سِتٍّ قَالَتْ فَكُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمٰى وَنَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى فَسَاَلَتْ اُخْتِيْ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعَلٰى اِحْدَانَا بَأْسٌ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ اَنْ لَّا تَخْرُجَ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَلَمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ سَاَلْتُهَا اَسَمِعْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بِاَبِيْ نَعَمْ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُهُ اِلَّا قَالَتْ بِاَبِيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ تَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضُ وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ الْحُيَّضُ فَقَالَتْ اَلَيْسَتْ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَكَذَا وَكَذَا

سے کسی پر حرج تو نہیں جبکہ اس کے پاس چادر نہ ہو کہ عیدگاہ میں نہ جائے ؟ آپ نے فرمایا اس کی سہیلی اسے اپنی چادروں میں سے ایک چادر پہنا دے ، وہ ثواب کے کام اور مسلمانوں کی دُعاء میں ضرور حاضر ہو ، جب ام عطیہ آئیں تو میں نے ان سے پوچھا کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا ہے ؟ اُس نے کہا میرا باپ آپ پر فدا ہو ہاں میں نے سُنا ہے (اس کی عادت تھی) کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب بھی ذکر کرتی تو کہتی "بِاَبِیْ" میرا باپ آپ پر قربان ہو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ نوجوان عورتیں اور پردہ دار عورتیں یا فرمایا نوجوان پردہ دار عورتیں اور حیض والی عورتیں عیدگاہ میں جائیں اور کارِ ثواب اور مسلمانوں کی دُعاء میں حاضر ہوں اور حائضہ عورتیں عیدگاہ سے جُدا رہیں حفصہ نے کہا کیا حائضہ عورتیں بھی نکلیں ؟ ام عطیہ نے کہا (ان کو عیدگاہ جانے میں کون سا حرج ہے) کیا وہ عرفات اور فلاں فلاں جیسے مزدلفہ ، منیٰ ، استسقاء میں حاضر نہیں ہوتی ہیں

۳۲۰ شرح : اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ حائضہ عورت اللہ کا ذکر نہ چھوڑے عورتیں حائضہ ہوں یا پاک ہوں وہ مجالس وعظ میں

marfat.com

Marfat.com

بَابُ إِذَا حَاضَتْ فِي شَهْرٍ ثَلٰثَ حِيَضٍ وَمَا يُصَدَّقُ النِّسَاءُ فِي الْحَيْضِ وَالْحَمْلِ فِيمَا يُمْكِنُ مِنَ الْحَيْضِ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ وَشُرَيْحٍ إِنْ جَاءَتْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ بِطَانَةِ أَهْلِهَا مِمَّنْ يُرْضٰى دِينُهُ أَنَّهَا حَاضَتْ ثَلٰثًا فِي شَهْرٍ صُدِّقَتْ وَقَالَ عَطَاءٌ أَقْرَاءُهَا مَا كَانَتْ وَبِهِ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَقَالَ عَطَاءٌ الْحَيْضُ يَوْمٌ إِلٰى خَمْسَةَ عَشَرَ وَقَالَ مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ سِيرِينَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى الدَّمَ بَعْدَ قُرْئِهَا بِخَمْسَةِ أَيَّامٍ قَالَ النِّسَاءُ أَعْلَمُ بِذٰلِكَ

جاسکتی ہیں مگر حائضہ عورتیں مساجد سے علیحدہ رہیں اور برکت حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے ساتھ دُعاء میں شرکت کریں، امام نووی نے کہا عورتیں اچھے کپڑے پہن کر باہر نہ نکلیں اور باب کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ زمانۂ نبوت میں فتنہ و فساد سے امن تھا۔ جبکہ آجکل پرفتن حالات میں صورت مختلف ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اگر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد والی عورتوں کے حالات دیکھتے تو اُن کو مساجد میں جانے سے ایسے ہی منع کر دیتے جیسے بنو اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا آج کے دَور میں عورتوں کو عیدین میں جانے سے منع کیا جائے اگر اُنہوں نے ضرور جانا ہو تو پھٹے پرانے کپڑوں میں جائیں اور کوئی شئی زینت کے لئے استعمال نہ کریں مگر آج کل فتویٰ اس پر ہے کہ عورتوں کو مطلقاً باہر نہ جانے دیا جائے۔ اس حدیث میں اس امر کی بھی دلیل ہے کہ عورتیں زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے غزوات میں جاسکتی ہیں اور عورت کی خبر قبول کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : محمد بن سلام بیکندی حدیث ع۱ ع۲ عبدالوہاب ثقفی ع۳ ایوب سختیانی دونوں کا تذکرہ حدیث ع۱۵ کے اسماء میں مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

باب

جب عورت کو ایک ماہ میں تین بار حیض آئے

اور جو حیض اور حمل کے بارے میں جہاں تک ممکن ہو عورتوں کی تصدیق کی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "عورتوں کو جائز نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کے اَرحام میں پیدا کیا ہے۔ اسے وہ چھپائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح سے منقول ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے خاص گھر والوں سے جن کا دین پسندیدہ ہے کی گواہی لائے کہ اسے ایک ماہ میں تین بار حیض آیا ہے تو اس کی بات مانی جائے گی۔ عطاء نے کہا عدت سے پہلے جو اس کے حیض کے دن تھے وہی حیض ہے، یہی ابراہیم نخعی کا قول ہے، عطاء نے کہا حیض ایک دن سے لے کر پندرہ روز تک ہے۔ مُعتمر نے اپنے باپ سے روائت کی کہ میں نے ابن سیرین سے اس عورت سے متعلق پوچھا جو حیض کے پانچ روز کے بعد خون دیکھے تو اُنھوں نے کہا عورتیں اس کو زیادہ جانتی ہیں۔

شرح : یعنی حیض اور حمل میں عورت کی بات کی تصدیق کی جائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عورتیں اپنے ارحام میں مخلوق کو نہ چھپائیں، یعنی مافی الارحام کو ظاہر کر دیں اور اگر اس میں ان کی تصدیق نہ کی جائے تو ان کے اظہار کا فائدہ نہ ہوگا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اظہار کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر وہ حائض نہیں تو یہ نہ کہے کہ میں حائض ہوں اور اگر حائض ہے تو نہ کہے کہ میں حائض نہیں۔ اسی طرح حمل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "فِیْمَا یُمْکِنُ مِنَ الْحَیْضِ" کہا ہے "فِیْمَا یُمْکِنُ مِنَ الْحَیْضِ وَالْحَمْلِ" نہیں کہا، کیونکہ مقصد یہ ہے کہ جس مدت میں تکرارِ حیض ممکن ہے اس کی تصدیق کی جائے گی اور تکرارِ حمل میں تصدیق کا معنیٰ ہی نہیں۔ قولہ یُذْکَرُ الخ یہ صیغۂ تمریض ہے کیونکہ اس اثر کی سند میں عامر (شعبی) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت علی سے شعبی کے سماع میں اختلاف ہے۔ دارقطنی نے کہا اُنھوں نے حضرت علی سے صرف ایک حرف کے سوا کچھ نہیں سنا۔ خدری نے کہا ائمۃ الحدیث نے حضرت علی سے شعبی کا سماع

marfat.com

Marfat.com

ثابت نہیں کیا، یحییٰ بن سعید قطان نے کہا کہ شعبی اور حضرت علی کے درمیان عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ہے۔
شعبی نے حضرت علی سے روائت کی کہ ایک عورت اپنے شوہر جس نے اسے طلاق دے دی تھی سے جھگڑتی ہوئی ان کے پاس آئی اور کہا اسے ایک ماہ میں تین حیض آئے ہیں۔ حضرت علی نے شریح سے کہا اس کا فیصلہ کرو قاضی شریح نے کہا اگر عورت کے خاص گھر والے دیندار اس کی گواہی دیں کہ اسے تین حیض ایک ماہ میں آگئے ہیں اور وہ ہر حیض کے وقت پاک ہوتی رہی ہے اور نماز پڑھتی رہی ہے تو اس کی تصدیق جائز ہے اس فیصلہ کو حضرت علی نے مستحسن کہا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ ساٹھ روز سے کم مدت میں تین حیض پورے ہونے پر عورت کی تصدیق نہ کی جائے گی، کیونکہ کم از کم طہر کی مدت پندرہ دن اور حیض کی مدت تین دن ہے مگر عادۃً پانچ روز عورتوں کو حیض آتا ہے گویا کہ شوہر نے بیوی کو طہر کے پہلے روز طلاق دی تو بیس روز گزرنے سے ایک حیض ختم ہوگا جبکہ عادتاً حیض پانچ دن ہو، لہذا تین اطہار اور تین حیض ساٹھ دنوں میں پورے ہوں گے، عطاء نے کہا کہ اس عدت سے پہلے جو اس کے حیض کے دن تھے وہی حیض کی مدت ہوگی یعنی عورت نے عدت کے زمانہ میں دعویٰ کیا کہ مثلاً ایک ماہ میں اس کے تین حیض پورے ہوگئے ہیں۔ اگر اس واقعہ سے پہلے اس کے اس دعویٰ کے مطابق اس کی عادت تھی تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور اگر عدت میں پہلی عادت کی مخالفت کرے تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی۔ یہی ابراہیم نخعی کا قول ہے۔ عطاء بن ابی رباح کے نزدیک حیض کی اقل مدت ایک دن اور اکثر مدت پندرہ روز ہے۔ دارمی اور دارقطنی نے اپنے اپنے اسناد سے عطاء سے یہ روائت کی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا حیض کی اقل مدت تین روز اور اکثر مدت دس روز ہے۔ دارقطنی نے اپنے اسناد سے عبداللہ بن مسعود سے روائت کی کہ حیض تین سے دس دن تک ہے۔ اگر دس دن سے زیادہ ہو جائے تو استحاضہ ہے۔ اس طرح طبرانی، دارقطنی اور ابن عدی وغیرہ نے متعدد روایات ذکر کی ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح المہذب میں کہا کہ جب کوئی حدیث متعدد طرق سے منقول ہو جن کے مفردات ضعیف ہوں تو وہ حدیث حجت بن سکتی ہے اور صحابہ کرام سے مختلف کثیر طرق سے منقول احادیث امام ابوحنیفہ کے مذہب کو تقویت دیتی ہے۔
معتمر نے کہا، محمد ابن سیرین سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس کی عادت ہے کہ اسے ہر ماہ میں چند ایام حیض آتا ہے۔ جب اس کی عادت سے پانچ یا چار یا چھ روز زیادہ ہو جائیں تو اسے کیا کہیں گے۔ ابن سیرین نے کہا ان دونوں خونوں کو عورت زیادہ جانتی ہے اس کی عادت کے ایام میں جو دیکھا گیا ہو وہ حیض ہے اور اس پر زیادتی استحاضہ ہے جبکہ اسے دونوں خونوں کے درمیان امتیاز حاصل ہو ورنہ اس کا حیض اکثر مدت تک یعنی دس روز ہوگا اس سے زائد استحاضہ ہوگا۔ اس اثر میں "قروء" کا معنی حیض ہے طہر نہیں، یہی مذہب خلفاء راشدین کا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال: "معتمر"، اپنے زمانہ میں سب لوگوں سے زیادہ عابد تھے۔ اُن کے والد

marfat.com
Marfat.com

۳۲۱ ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَآءٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْاُسَامَۃَ قَالَ سَمِعْتُ ھِشَامَ ابْنَ عُرْوَۃَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ اَبِیْ حُبَیْشٍ سَاَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّیْ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْھُرُ فَاَدَعُ الصَّلٰوۃَ فَقَالَ لَا اِنَّ ذٰلِکِ عِرْقٌ وَلٰکِنْ دَعِی الصَّلٰوۃَ قَدْرَ الْاَیَّامِ الَّتِیْ کُنْتِ تَحِیْضِیْنَ فِیْھَا ثُمَّ اغْتَسِلِیْ وَصَلِّیْ

بَابُ الصُّفْرَۃِ وَالْکُدْرَۃِ فِیْ غَیْرِ اَیَّامِ الْحَیْضِ

۳۲۲ ــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ قَالَتْ کُنَّا لَا نَعُدُّ الْکُدْرَۃَ وَالصُّفْرَۃَ شَیْئًا

سلیمان بن طرخان تمیمی بصری ہیں۔ شعبہ نے کہا میں نے سلیمان سے زیادہ سچا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ وہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کرتے تو ان کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ شعبہ نے کہا ان کا شک بھی یقین کا مقام رکھتا ہے۔ وہ عشاء کی نماز کے وضوء سے ساری رات نماز میں مشغول رہتے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ع۲ ابن سیرین کا کتاب الایمان میں ذکر گزرا ہے۔

---

۳۲۱ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور عرض کیا مجھے استحاضہ آتا ہے اور میں پاک نہیں ہوتی ہوں کیا میں نماز ترک کر دوں؟ آپ نے فرمایا یہ رگ کا خون ہے، لیکن ان ایام کی تعداد کے برابر میں نماز چھوڑ دو جن میں تجھے حیض آتا تھا پھر غسل کر کے نماز پڑھتی رہو۔

۳۲۱ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سائلہ عورت کے حیض کے ایام مقرر تھے [illegible] تحت اس کی پوری تقریر دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

اسماء رجال ۳۲۱ : احمد بن رجاء بفتح الراء ان کا نام عبداللہ وہ حنفی ہروی ہیں - ۲۳۲ - ہجری کو ہرات میں فوت ہوئے ع۲ ابو اسامہ کا نام حماد بن اسامہ ہے وہ کوفی ہیں حدیث ع۷ کے اسماء میں مذکور ہے۔

باب - زرد اور خاکی رطوبت ایام حیض کے علاوہ

۳۲۲ — ترجمہ : ام عطیہ نے کہا کہ ہم خاکی اور زرد رطوبت کو حیض میں سے کوئی شئ نہ شمار کرتی تھیں۔

۳۲۲ — شرح : یعنی ایام حیض کے سوا مذکور رطوبت کو حیض نہ کہا جائے گا جبکہ حیض کے ایام میں خاکی اور زرد رطوبت حیض شمار ہوتی ہے اور اس کے حکم میں داخل ہے، جیسا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اس کی وضاحت منقول ہے کہ حیض کے غسل کے بعد ہم صفرہ اور کدرہ کو حیض میں سے قطعاً شمار نہ کرتی تھیں۔

حدیث ع۳۱۶ باب "اِقْبَالِ حَیْضٍ وَاِدْبَارِہٖ" میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حیض آجائے تو نماز چھوڑ دو" اس امر کی دلیل ہے کہ حیض کے ایام میں صفرہ اور کدرہ حیض ہے اسی طرح ام المؤمنین کا قول حَتّٰی تَرَی الْقَصَّۃَ الْبَیْضَاءَ" بھی ان کے حیض ہونے کی دلیل ہے اگرچہ غیر ایام حیض میں یہ دونوں حیض شمار نہیں ہوتے۔ واللہ اعلم!

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کُنَّا نَعُدُّ الصُّفْرَۃَ وَالْکُدْرَۃَ حَیْضًا" یعنی ہم زردی اور خاکی رطوبت کو حیض شمار کرتے تھے۔ یہ باب میں مذکور ام عطیہ کی حدیث کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام عطیہ کی حدیث کا محمل غیر ایام الحیض ہے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حدیث ایام حیض پر محمول ہے۔ یعنی زردی اور خاکی ایام حیض کے ماسوا حیض نہیں اور ایام حیض میں اسے حیض کہا جاتا ہے۔

اسماء رجال : ع۱ قتیبہ حدیث ع۲۷ اسماعیل بن علیہ حدیث ع۱۴ - ایوب حدیث ع۱۵ اور محمد بن سیرین حدیث ع۴۵ کے اسماء میں مذکور ہے۔

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عِرْقِ الْاِسْتِحَاضَةِ

٣٢٣ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ ثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ اُسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ فَسَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَ هٰذَا عِرْقٌ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ

باب — استحاضہ کی رگ

٣٢٣ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ام حبیبہ کو سات سال استحاضہ آیا اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کو حکم فرمایا کہ غسل کرے۔ اور فرمایا یہ رگ کا خون ہے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کے وقت غسل کیا کرتی تھی!

٣٢٣ — شرح : یہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نہیں بلکہ ام المؤمنین زینب بنت جحش کی بہن ہے۔ حدیث ۳۰۷ کے تحت ترجمہ میں گزرا ہے کہ ام المؤمنین زینب ام حبیبہ اور حمنہ بنات جحش تینوں کو استحاضہ آتا تھا۔

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کے لئے غسل کرے مگر یہ غسل واجب نہیں مستحب ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ترمذی شریف میں ہے دد اگر مستحاضہ ہر نماز کے لئے غسل کرے تو اس میں احتیاط ہے اور اگر صرف وضو کرلے تو کافی ہے۔ بعض علماء نے کہا ام حبیبہ بنت جحش کی حدیث کو فاطمہ بنت جیش کی حدیث نے منسوخ کر دیا ہے، کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فاطمہ کی حدیث پر فتویٰ دیا کرتی تھیں اور ام حبیبہ کی حدیث کی مخالفت کرتی تھیں۔ جمہور علماء کا یہی مختار ہے کہ مستحاضہ پر ہر نماز کے لئے غسل [illegible] ہاں جو عورت حیض اور استحاضہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْمَرْأَةُ تَحِيضُ بَعْضَ الْإِفَاضَةِ

۳۲۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ قَالُوا بَلٰى قَالَ فَاخْرُجِي

کے خون میں امتیاز نہ کر سکے یا وہ حیض کے ایام بھول گئی ہو اس کو نہ اس کا وقت یاد رہا اور نہ عدد تو وہ اس حال میں نماز نہ چھوڑے اور ہر نماز کے لئے غسل کرے؛ کیونکہ ممکن ہے کہ یہی انقطاع حیض کا وقت ہو ایسی عورت کو متحیرہ کہا جاتا ہے۔ اس پر غسل واجب ہے (خطابی) اور جن احادیث میں مستحاضہ کے لئے غسل کرنے کا ذکر ہے وہ استحباب پر محمول ہے۔ اس طرح سب روایات متفق ہو جاتی ہیں۔

اسماء رجال : ع۱ ابراہیم بن منذر حدیث ع۵۶ ع۲ معن بن عیسیٰ قزاز حدیث ع۲۳۶ ع۳ ابن ابی ذئب حدیث ع۱۱۹ کے اسماء میں دیکھیں

ع۴ عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد انصاریہ ثقہ حجت ہیں۔ ۹۸ ہجری میں فوت ہوئیں ع۵ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔

باب ۔ طواف زیارت کے بعد عورت کو حیض آجائے

۳۲۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! صفیہ بنت حیی حائض ہو گئی ہے۔ رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

۳۲۵ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رُخِّصَ لِلْحَآئِضِ اَنْ تَنْفِرَ اِذَا حَاضَتْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ فِيْ اَوَّلِ اَمْرِهٖ اَنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ تَنْفِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : شاید وہ ہمیں روک رکھے گی کیا اُس نے تمہارے ساتھ طوافِ زیارت نہیں کیا؟ کہا کیوں نہیں فرمایا پس چلو (مکہ سے باہر نکلو)

۳۲۵ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جب عورت کو حیض آجائے (طوافِ زیارت کے بعد اور طواف وداع سے پہلے) تو وہ مکہ مکرمہ سے طواف کے بغیر واپس ہو جائے شروع میں حضرت عبد اللہ بن عمر کہتے تھے کہ وہ واپس نہ جائے پھر میں نے ان سے سُنا وہ بھی یہی کہنے لگے ہیں۔ کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی رخصت دی ہے!

۳۲۴ ، ۳۲۵ ـ شرح : منیٰ میں افعالِ حج کرنے کے بعد طوافِ زیارت کیا جاتا ہے یہ طواف فرض ہے اور دسویں ذی الحجہ کو کرنا بہتر ہے۔ اس کے بعد واپسی کا ارادہ ہو تو طواف الوداع کیا جاتا ہے۔ یہ واجب ہے جب کسی عورت کو طوافِ زیارت سے پہلے حیض آجائے تو اس کو مکہ مکرمہ میں رکنا ضروری ہے اور حیض سے پاک ہو کر طوافِ زیارت کرنا اس پر فرض ہے۔ اگر طوافِ زیارت کے بعد حیض آجائے۔ جبکہ اُس نے طوافِ وداع نہیں کیا تھا تو اس کو رخصت ہے کہ طوافِ وداع کئے بغیر اپنے وطن کو لوٹ جائے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر کو پہلے یہ حدیث نہ پہنچی تھی اس لئے وہ منع کیا کرتے تھے پھر اس سے رجوع کر لیا۔ معلوم ہُوا کہ ہر صحابی کو ہر حدیث کا پہنچنا ضروری نہ تھا۔ ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ طوافِ وداع حائضہ عورت سے ساقط ہے

اسماء رجال : ۱ عبد اللہ بن ابی بکر حدیث ۱۵۸ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ ان کے والد ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم ہیں۔ وہ مدنی انصاری ہیں امام احمد بن حنبل نے کہا ان کی حدیث شفا ہے۔ ۱۳۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہدِ خلافت میں قاضی، امیر بھی رہے ہیں۔ عمرہ ان کی خالہ ہیں۔ صفیہ بنت حُیَیّ بن اخطب ام المؤمنین ہیں "رضی اللہ عنہا"، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ غزوۂ خیبر میں قیدی

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِذَا رَأَتِ الْمُسْتَحَاضَةُ الطُّهْرَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ وَلَوْ سَاعَةً مِنْ نَّهَارٍ وَيَأْتِيْهَا زَوْجُهَا اِذَا صَلَّتِ الصَّلٰوةُ اَعْظَمُ

٣٢٦ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ

آئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا اور عتق کو ہی مہر مقرر فرمایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے۔ ۶۰ ہجری میں فوت ہوئیں۔

معلّی بن اسد ابوالہیثم بصری ہیں۔ ۲۲۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ وہیب بن خالد مشائخ بصرہ میں سب سے اثبت ہیں حدیث ع ۸۲ کے اسماء میں گزرے ہیں۔ عبداللہ بن طاؤس بہت بڑے فقیہہ ہیں۔ معمر نے کہا میں نے ان جیسا کوئی بھی فقیہہ نہیں دیکھا ۱۳۲ ہجری میں فوت ہوئے ان کے والد طاؤس بن کیسان یمنی حمیری فارسی ہیں وہ ۱۱۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب — جب مستحاضہ پاک ہو جائے

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ غسل کرے اور نماز پڑھے اگرچہ (اس کا طہر) ایک گھڑی ہو، اور اس کا شوہر اس کے پاس جا سکتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھے نماز تو عظیم تر ہے "

٣٢٦ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب ختم ہو جائے تو بدن سے خون دھو کر نماز پڑھے!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ عَنِ النُّفَسَآءِ وَسُنَّتِهَا

۳۲۷ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ سُرَیْجٍ قَالَ ثَنَا شَبَابَةُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُسَیْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ اَنَّ امْرَاَةً مَاتَتْ فِیْ بَطْنٍ فَصَلّٰی عَلَیْهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ وَسْطَهَا

---

۳۲۶ — شرح : یعنی جب دن کی ایک گھڑی باقی رہ جائے اور مستحاضہ پاک ہو جائے تو وہ غسل کر کے نماز پڑھے۔ ترجمۃ الباب سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ رگ کا خون یعنی استحاضہ جب آجائے اور عورت اس کا دمِ حیض سے امتیاز کرلے تو یہ اس کی طہارت کی دلیل ہے اور اس سے جماع جائز ہے اکثر علماء کا مسلک یہی ہے؛ کیونکہ دمِ استحاضہ اذی نہیں جو صوم وصلوٰۃ کو منع کرے لہٰذا یہ جماع کو بھی منع نہیں کرتا؛ کیونکہ نماز عظیم تر فریضہ ہے جب وہ نماز پڑھ سکتی ہے تو اس سے جماع بھی جائز ہے ابوداؤد نے عکرمہ سے روایت کی کہ حمنہ بنت جحش مستحاضہ تھیں اور ان کا شوہر ان سے جماع کیا کرتا تھا۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : احمد بن یونس یربوعی شیخ الاسلام ہیں حدیث ۲۵ کے اسماء میں گزرے زُہیر حدیث ۳۹ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

باب — نفاس والی عورت کی نماز جنازہ اور اس کا طریقہ

۳۲۷ — ترجمہ : سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت بطن کے سبب مرگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور جنازہ کے وسط میں کھڑے ہوئے۔

۳۲۷ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اگرچہ حدیث میں ثابت ہے

marfat.com

Marfat.com

بَابٌ

۳۲۸ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنَا اَبُوْعَوَانَةَ مِنْ كِتَابِهٖ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمٰنُ

کہ جو عورت نفاس میں مرجائے (زچگی) وہ شہید ہے مگر یہ شہید عورت ان لوگوں میں سے ہے جن کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ ابن بطال نے کہا اس باب سے مقصود یہ ہے کہ نفاس میں مرنے والی عورت پاک ہے نجس نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس پر نماز پڑھ کر اس کی طہارت کو ثابت کیا۔ لہٰذا طاہر مومن کو مطلقاً اس پر قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ مرنے سے نجس نہیں ہوتا ہے۔

"قولہ مَاتَتْ فِيْ بَطْنِهَا"، میں لفظ فی کبھی سببیت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے حدیث میں آیا ہے "وَفِي النَّفْسِ الْمُؤْمِنَةِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ"، یعنی مومن نفس کو قتل کرنے کے سبب سو اونٹ واجب ہیں۔ لہٰذا اب یہ نہ کہا جائے گا کہ بطن موت کے لئے ظرف نہیں بن سکتا، کیونکہ یہاں "فی" ظرفیت کے لئے نہیں سببیت کے لئے ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفاس والی عورت کا جسم پاک ہے۔ وہ اگرچہ شہداء میں سے شمار ہے مگر اس کا حکم معرکہ میں قتل ہونے والے شہداء کا حکم نہیں لہٰذا دوسرے مسلمانوں کی طرح اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی نماز جنازہ میں امام اس کے وسط کے محاذی کھڑا ہو امام احمد نے کہا عورت کے وسط کے سامنے اور مرد کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو۔ مبسوط میں یہ مذکور ہے کہ امام میت کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو جو امع الفقہ میں ہے کہ یہی مختار ہے۔ امام طحاوی نے اسے اختیار کیا ہے۔ نیز مبسوط میں ہے کہ سینہ ہی وسط ہے، کیونکہ سینہ سے اوپر دو ہاتھ اور سر ہیں اور اس کے نیچے پیٹ اور دونوں پاؤں ہیں۔ تحفہ میں احناف سے مشہور روائت یہ ہے کہ مرد اور عورت کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو (عینی)

اسماء رجال : احمد بن ابی سُرَیج کا نام صباح ہے۔ کہا گیا ہے۔ ان کا نام احمد بن عمر ابن ابی سُرَیج ہے۔ اپنے دادے کی طرف منسوب ہیں۔ شبابہ کا نام مروان ہے۔ ان پر شابہ بن سوار کا غلبہ ہے۔ دراصل وہ خراسانی ہیں۔ ۲۰۴ ہجری میں فوت ہوئے حسین معلم حدیث ۱۲ کے اسماء میں دیکھیں۔ ابن بُریدہ عبداللہ بن بُریدہ بن حُصَیب۔ اسلمی مروزی مشہور تابعی ہیں۔ سَمُرَہ بن جندب بن ہلال فزاری ہیں۔ اُنھوں نے ۲۲۔ احادیث روایات کی ہیں جن میں سے بخاری نے چار احادیث ذکر کی ہیں۔ زیاد نے انہیں چھ ماہ کوفہ کا حاکم اور چھ ماہ بصرہ کا حاکم مقرر کیا اور ۵۹۔ ہجری میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَانَتْ تَكُوْنُ حَائِضًا لَا تُصَلِّيْ وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَآءِ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى خُمْرَتِهٖ اِذَا سَجَدَ اَصَابَنِيْ بَعْضُ ثَوْبِهٖ

باب

۳۲۸ — ترجمہ : عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنی خالہ میمونہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ حائض ہوتیں اور نماز نہ پڑھتیں جبکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ کے سامنے لیٹی رہتیں اور آپ اپنے مصلی پر نماز پڑھتے رہتے جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے آپ کا کچھ کپڑا لگ جاتا!

۳۲۸ — شرح : اس حدیث شریف میں اس امر کی دلیل ہے کہ حائضہ نجس نہیں کیونکہ اگر وہ نجس ہوتی تو اس پر کپڑا پڑنے سے احتیاط کیا جاتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حائضہ عورت نمازی کے قریب بیٹھ سکتی ہے اور اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا، نیز وہ نمازی کے سامنے لیٹ سکتی ہے اور کھجور کی چٹائی پر نماز درست ہے۔

اسماء رجال

: ۱ حسن بن مدرک ابوعلی سدوسی حافظ بصری ہیں ۲ یحییٰ بن حماد شیبانی ابوعوانہ کے داماد ہیں۔ ۲۱۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابوعوانہ کا ذکر کئی بار گزرا ہے۔

سلیمان بن ابی سلیمان شیبانی مشہور تابعی ہیں۔ امام احمد ان کی حدیث کو بہت پسند کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے سلیمان اس لائق ہیں کہ ان کی کوئی شئی نہ چھوڑے۔ ۱۴۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ عبداللہ بن شداد حدیث ۲۹۹ کے اسماء میں دیکھیں۔

میمونہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین عبداللہ بن شداد کی خالہ ہیں؛ کیونکہ ان کی والدہ سلمیٰ بنت عمیس میمونہ بنت حارث کی اخیافی بہن ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ التَّيَمُّمِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا الاٰية صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ

۳۲۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب التیمّم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرو اور اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے حتیٰ کہ

۳۲۹ — جب ہم مقامِ بیداء یا ذاتِ جیش میں تھے تو میرا ہار گم ہوگیا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں رُک گئے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی رُک گئے اور وہاں پانی نہ تھا۔ لوگ ابوبکر صدیق کے پاس آکر کہنے لگے کہ جو کچھ عائشہ نے کیا ہے آپ نے دیکھا نہیں؟ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو ٹھہرا

marfat.com
Marfat.com

فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ
اِنْقَطَعَ عِقْدٌ لِيْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى
اِلْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى اَبِيْ
بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ
فَجَآءَ اَبُوْبَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَاْسَهٗ عَلٰى
فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ
وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ
وَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ
فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلٰى فَخِذِيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَصْبَحَ عَلٰى
غَيْرِ مَآءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ
الْحُضَيْرِ مَا هِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ
كُنْتُ عَلَيْهِ فَاَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ

رکھا ہے۔ اور یہاں پانی بھی نہیں اور نہ ہی لوگوں کے ساتھ پانی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر مبارک رکھ کر سو رہے تھے۔ اور کہا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک رکھا ہے جبکہ یہاں پانی بھی نہیں اور نہ ہی ان کے ساتھ پانی ہے۔ ام المومنین نے کہا ابوبکر نے مجھے عتاب کیا اور جو کچھ اللہ نے چاہا انھوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میرے پہلو میں کونچنا شروع کیا اور مجھے حرکت کرنے سے کوئی شے منع نہ کرتی تھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر آرام فرمانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

صبح کے وقت بیدار ہوئے اور پانی وغیرہ نہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔ اُسید بن حُضیر نے کہا اے آلِ ابی بکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ ام المومنین نے کہا ہم نے اُونٹ کو اُٹھایا جس پر میں سوار تھی اور اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔

۳۲۹۔ شرح: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار گم ہونے کا واقعہ ۶ھ میں ہُوا، جبکہ سیّدِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ مریسیع یعنی غزوہ بنی المصطلق کے سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ اس ہار کی قیمت صرف بارہ درہم تھی اس کے گم ہونے میں مسلمانوں کے لئے برکت تھی جیسا کہ اُسید بن حُضیر انصاری نے کہا یہ کوئی تمہاری پہلی برکت نہیں اس قسم کی برکتیں تم سے ہوتی رہتی ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ہار کی گمشدگی تیمم کی آیت کے نزول کا سبب تھی کیونکہ تیمم کی آیت شہر، گاؤں یا ہر اس جگہ نازل نہیں ہوسکتی تھی جہاں پانی موجود ہو تو لامحالہ اس کے نزول کا محل وہ ہونا چاہیئے تھا۔ جہاں پانی نہ ہو اس لئے اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل کرنے کے لئے فقدانِ عقد کو سبب بنا دیا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی التفات کو ادھر سے مبذول کر دیا۔ اگرچہ آپ کو اس کا علم تھا، کیونکہ عدمِ التفات عدمِ علم کو مستلزم نہیں تفسیر اتقان جلد دوم کے صـ۱۲۶ پر ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر میرے اُونٹ کی رسی گم ہو جائے تو میں اسے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) میں معلوم کر لیتا ہوں؛ حالانکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اللہ کی کتاب کا علم سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے تھا۔ ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں ابوبکر بن مجاہد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا اس دُنیا میں کوئی شئی اللہ کی کتاب سے باہر نہیں ہے (اتقان) تو جس ذات ستودہ صفات پر یہ کتاب نازل ہُوئی ان کے اُونٹ کے نیچے پڑے ہُوئے ہار کا علم کیوں نہیں ہوسکتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا ہے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ،، یعنی اللہ نے ہر شئی آپ کے علم میں کر دی جو آپ نہ جانتے تھے اور تیرے اُوپر اللہ کا عظیم فضل ہے۔ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مکان میں اقامت جائز ہے جہاں پانی نہ ہو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کو اس مکان میں تیمم کی آیت کے نزول کا علم تھا جس کا مقدمہ فقدانِ ہار تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وقت داخل ہونے کے بعد پانی کی طلب واجب ہے۔ سفر میں تیمم کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ حضر میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور ان کے اصحاب نے کہا کہ حضر اور سفر میں تیمم جائز ہے۔ جبکہ پانی نہ ملے یا بیماری یا شدید خوف ہو یا وقت نکل جانے کے ڈر سے پانی کا استعمال کرنا متعذر ہو جائے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ غزوات وغیرہ میں جبکہ کوئی خطرہ نہ ہو تو عورتوں کے ساتھ لے جانا جائز ہے اور شوہر کا بیوی کی گود میں سر رکھ کر سونا جائز ہے۔

(اس حدیث کے تمام راویوں کا ذکر ہو چکا ہے)

marfat.com
Marfat.com

۳۳۰ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ هُوَ الْعَوَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً

اُسَید بن حُضیر رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ وہ انصاری اشہلی اوسی ہیں۔ عقبہ ثانیہ کی رات انہیں نقباء میں بھیجا گیا تھا۔ بیس ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ساتھ ان کا جنازہ اُٹھایا تھا اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں دفن کیا گیا (مناقب میں پوری تفصیل دیکھیں)

۳۳۰ــ ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ اشیاء عطاء ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطاء نہ ہوئیں۔ ایک مہینہ کی مسافت سے رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاک کر دی گئی، میری امت کے جس شخص کو نماز کا وقت پائے وہ وہیں نماز پڑھ لے، میرے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا جبکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے یہ حلال نہ تھا۔ مجھے شفاعتِ عظمیٰ عطا کی گئی۔ ہر نبی اپنی مخصوص قوم کے لئے مبعوث ہوتا تھا۔ اور میں سارے لوگوں کے لئے مبعوث ہُوا ہوں۔

۳۳۰ــ شرح: سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ خصال عطاء کئے گئے ہیں بعض روایات میں چھ اور بعض میں چار کا ذکر ہے۔ اگر تامل

marfat.com

Marfat.com

کریں تو یہ بارہ خصلتیں ہیں۔ ممکن ہے کہ مزید تتبع سے اس سے زیادہ مل جائیں۔ ابو سعید نیشاپوری نے "کتاب شرف المصطفیٰ" میں ذکر کیا کہ جن خصال کے ساتھ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختص ہیں وہ ساٹھ خصال ہیں۔ بعض علماء نے اس سے زیادہ بھی ذکر کی ہیں مگر ان روایات میں تعارض نہیں، کیونکہ ایک شئی کے عدد پر نص کی جائے تو اس کے ماسوا کے عدد کی نفی نہیں ہوتی جیسے کسی نے کہا میرے پاس پانچ دینار ہیں تو اس عدد کا یہ مدلول نہیں کہ اس کے پاس ان کے بغیر اور دینار نہیں ہیں، "لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلُ" یعنی یہ پانچ خصال آپ سے پہلے کسی نبی کو عطاء نہ ہوئیں، اگر یہ سوال ہو کہ سیدنا نوح علیہ السلام سفینہ سے باہر آنے کے بعد زمین میں رہنے والے سب لوگوں کی طرف مبعوث تھے، کیونکہ اس وقت صرف مومن ہی رہ گئے تھے جبکہ تمام کفار ہلاک ہوگئے اور ان تمام کی طرف نوح علیہ السلام مبعوث تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ نوح علیہ السلام کی ابتداء نبوت میں لوگوں کی طرف اور نبی بھی مبعوث ہوں اور نوح علیہ السلام جانتے ہوں کہ لوگ ان پر ایمان نہیں لائیں تو جو لوگ ان کی اُمت سے اور دوسرے نبیوں کی امتوں سے ایمان نہ لائے اُن سب کے لئے بددُعا فرمائی ہو۔

علامہ عینی نے کہا کہ طوفان صرف ان کی اپنی قوم پر آیا تھا جن میں وہ موجود تھے لہٰذا عموم نہ پایا گیا، الحاصل سیدنا نوح علیہ السلام اپنے زمانہ میں سب لوگوں کی طرف مبعوث تھے مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک سب کی طرف مبعوث ہیں "نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ الخ" یعنی ایک مہینہ کی مسافت" میں آپ اسلام کے اعداء ہیں اُن پر میرا رعب طاری ہے، کیونکہ مدینہ منورہ اور آپ کے اعداء کے درمیان ایک مہینہ کی مسافت سے زیادہ سفر نہ تھا اس لئے اس مقدار کا تعین فرمایا ہے "جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ طَهُوْرًا" یعنی ساری زمین میرے لئے طہور ہے۔ آپ کی اُمت جہاں چاہے نماز پڑھ سکتی ہے اور آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام صرف اپنی عبادت گاہوں میں ہی نماز پڑھ سکتے تھے"

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ جہاں بھی نماز کا وقت ہوجائے آپ وہیں وضو کرکے یا پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کرکے نماز پڑھ سکتے ہیں اور سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ ساری زمین کی سیر کرتے تھے اور جہاں نماز کا وقت ہوجاتا نماز پڑھ لیتے تھے مگر وہ صرف نماز ہی پڑھ سکتے تھے تیمم نہ کرسکتے تھے یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی خاص ہے "اُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ الخ" یعنی میری اُمت کے لئے غنائم حلال کی گئی ہیں اور پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کے غنائم آسمانی آگ کھا جاتی تھی۔

علامہ خطابی نے کہا پہلے لوگ دو قسم کے تھے ایک وہ جن کو جہاد کی اجازت نہ تھی اور ان کے لئے غنائم حاصل نہ تھے اور دوسرے وہ لوگ تھے جن کو جہاد کی اجازت تھی مگر جب وہ غنیمت کا مال حاصل کرتے تو ان کے لئے کھانا جائز نہ تھا اور آسمان سے آگ آکر اسے جلا دیتی تھی۔ یہی جہاد کی مقبولیت کی علامت تھی "وَ اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ" ابن دقیق العید نے کہا الشفاعۃ" میں الف لام عہد کے لئے ہے اور مراد شفاعتِ عظمیٰ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدْ مَاءً وَلَا تُرَابًا

۳۳۱ — حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ

ہے۔ محشر میں آپ لوگوں کو آرام پہنچانے کے لئے شفاعت فرمائیں گے ،، اور اس شفاعت کے وقوع میں کوئی اختلاف نہیں، بعض نے کہا جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا اس کو دوزخ سے نکالنے کی شفاعت فرمائیں گے بعض نے کہا جنت میں درجات کی رفعت کی شفاعت فرمائیں گے ،، بعض نے کہا جن لوگوں پر دوزخ کا عذاب واجب ہوچکا ہوگا۔ ان کو دوزخ میں نہ بھیجنے کی شفاعت فرمائیں گے بعض نے کہا بعض لوگوں کا حساب لئے بغیر ان کو جنت میں داخل کرنے کی شفاعت فرمائیں گے ،، الحاصل شفاعت کے تمام اقسام متحقق ہوں گے۔

بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً ،، یعنی میں عرب وعجم اور اسود واحمر سب لوگوں کی طرف مبعوث ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ ،، اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ جہاں بھی نماز کا وقت ہوجائے پانی ہو تو وضوء کرکے ورنہ تیمم کرکے نماز پڑھ لے۔ معلوم ہوا کہ زمین کی ہر جنس سے تیمم جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اسماء رجال

: ع۱ محمد بن سنان باہلی بصری ہیں۔ ان کی کنیت ابوبکر ہے۔ امام بخاری ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ان سے روائت کی ہے۔ ۲۲۳ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ ہشیم بن بشیر واسطی ان کی کنیت ابومعاویہ ہے اور ان کے والد بشیر کی کنیت ابوخازم ہے۔ ہشیم حدیث کے امام ہیں۔ وفات سے قبل دس سال وہ عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھتے رہے۔ ۱۸۳ ہجری کو بغداد میں فوت ہوئے۔ ع۳ سعید بن نصر بغدادی کی کنیت ابوعثمان ہے۔ ۲۳۴ ہجری میں آمل جیحون میں فوت ہوئے ع۴ سیار ،، ابوسیار واسطی ہیں ۱۲۲ ہجری کو واسط میں فوت ہوئے ع۵ یزید بن صہیب فقیر کوفی ہیں ان کی کنیت ابوعثمان ہے۔ آپ شیخ الاسلام ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیخ ہیں۔ انہیں فقار ظہر میں درد تھا اس لئے انہیں فقیر کہا جاتا ہے۔

باب — جب نہ پانی پائے اور نہ مٹی میسر ہو

۳۳۱ —

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ انھوں نے اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار مانگا اور وہ گم ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

Marfat.com

مِنْ اَسْمَآءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَوَجَدَهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَصَلَّوْا فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ ابْنُ حُضَيْرٍ لِعَائِشَةَ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ تَكْرَهِيْنَهٗ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكِ لَكِ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ خَيْرًا

نے ایک شخص کو بھیجا (ہار کی تلاش کو) اُس نے وہ تلاش کرلیا۔ صحابہ کو نماز کے وقت نے پالیا حالانکہ ان کے پاس پانی نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز پڑھ لی (وضوء کے بغیر) اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اس کا شکوٰی کیا تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی، حضرت اُسَید بن حُضیر انصاری نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو بھلی جزاء دے۔ اللہ کی قسم! آپ پر کوئی معاملہ نازل نہیں ہوتا جسے آپ مکروہ جانو مگر اللہ تعالیٰ اس میں آپ کے لئے اور مسلمانوں کے لئے بہتری فرماتا ہے۔

۳۳۱ — شرح : صحیح مسلم شریف میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے وضوء کے بغیر نماز پڑھ لی، اس سے امام نووی نے استدلال کیا کہ جسے پانی اور پاک مٹی میسّر نہ آئے تو وہ اسی حال میں نماز پڑھ لے۔ اس مسئلہ میں چار اقوال ہیں۔ امام شافعی نے کہا ایسے شخص پر نماز پڑھنا واجب ہے پھر اعادہ کرلے۔ دُوسرا قوَل یہ ہے کہ اس پہ نماز واجب نہیں مستحب ہے پھر اس کی قضاء ضروری ہے۔ پہلے اُس نے نماز پڑھی ہو یا نہ تیسرا قول یہ ہے کہ نماز پڑھنا واجب ہے اور اس کا اعادہ نہ کرے۔ یہ مُزنی کا مذہب ہے دلیل کے اعتبار سے یہ قول قوی تر ہے کیونکہ مذکور حدیث شریف میں کہیں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں کہ آپ نے ایسی حالتیں نماز کا اعادہ واجب فرمایا ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اسیر، مغلول اور مریض جو پانی اور پاک مٹی حاصل نہ کرسکیں نہ تو وہ وضوء کرسکتے ہوں اور نہ ہی تیمم کرنے پر قادر ہوں وہ نماز نہ پڑھیں اور جب پاک پانی یا مٹی پر قادر ہوں تو نماز پڑھیں۔ امام ابویوسف، محمد اور شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا وہ نماز پڑھ لے۔ پھر اس کا اعادہ کرلے۔ امام ابوحنیفہ، ابویوسف محمد اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا اگر قیدی شخص کو شہر میں پاک مٹی مل جائے تو تیمم کرکے نماز پڑھ لے پھر اعادہ کرلے۔

اگر یہ سوال ہو کہ امام طحاوی نے یہ حدیثِ طویل ذکر کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تیمم کیا اور نماز پڑھی اگرچہ ان کے تیمم کی کیفیت مختلف تھی اور آپ کہتے ہیں صحابہ نے تیمم نہ کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ مختلف کیفیت کا تیمم دراصل تیمم ہی نہ تھا؛ کیونکہ اس وقت کوئی نص وارد

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَخَافَ فَوْتَ الصَّلٰوةِ وَبِهٖ

نہ ہوئی تھی، گویا کہ انھوں نے طہارت کے بغیر نماز پڑھی؛ چنانچہ طبرانی نے کبیر میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے طہارت کے بغیر نماز پڑھ لی۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہار ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہار اسماء بنت ابی بکر کا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ ہار ام المؤمنین کے تصرّف میں تھا اس لئے اس کی نسبت اپنی طرف کی۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث میں گزرا ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہمیں اُونٹ کے نیچے ہار مل گیا اور اس حدیث میں ہے کہ اس مرد نے ہار تلاش کیا اور اسے پا لیا اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ اَصَبْنَا،، عام ہے۔ ام المؤمنین اور اس مرد دونوں کو شامل کیا ہے۔ جب اس شخص نے اسے پا لیا تو ام المؤمنین کا یہ کہنا درست ہے کہ ہم نے پا لیا۔ اُسید بن حُضیر نے کہا یہ تمہاری پہلی برکت نہیں بلکہ اے آلِ ابی بکر تمہاری برکتیں بکثرت ہیں۔

اسماء رجال

: ۱؎ زکریا بن یحییٰ بن صالح لؤلؤی بلخی حافظِ حدیث ہیں۔ ۲۳۰ ہجری میں فوت ہوئے اور قتیبہ بن سعید کے پاس مدفون ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اور زکریا بن یحییٰ بن عمر طائی کوفی سے بھی روائت کی ہے۔ ان کی کُنیت ابو السّکین ہے وہ بھی بغداد میں ۲۵۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ یہ دونوں زکریا عبداللہ بن نمیر سے روائت کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک زکریا بخاری کی شرط کے مطابق ہے۔ لہٰذا ان میں اشتباہ کے باعث حدیث کی صحت میں قدح نہیں غسانی نے کہا امام بخاری نے زکریا بلخی سے تیمم وغیرہ روائت کی ہے اور زکریا ابو السّکین سے صرف عیدین میں روائت کی ہے۔ ۲؎ عبداللہ بن نمیر کوفی ہیں۔ ۱۹۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ باقی راویوں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب حضر میں تیمم کرنا جبکہ پانی نہ ملے اور نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہو

marfat.com

Marfat.com

قَالَ عَطَاءٌ وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْمَرِيضِ عِنْدَهُ الْمَاءُ وَلَا يَجِدُ مَنْ يُنَاوِلُهُ يَتَيَمَّمُ وَأَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ فَحَضَرَتِ الْعَصْرُ بِمِرْبَدِ النَّعَمِ فَصَلَّى ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِينَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدْ

یہی عطاء نے کہا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُس مریض کے بارہ میں کہا جس کے پاس پانی ہو اور اسے پانی دینے والا نہ ملے تو وہ تیمّم کرے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین جو جُرُف میں تھی سے آئے اور اونٹوں کے مربد میں عصر کا وقت ہوگیا تو اُنھوں نے وہیں نماز پڑھ لی پھر مدینہ منورہ میں داخل ہُوئے حالانکہ سُورج بُلند تھا اور نماز کا اعادہ نہ کیا۔

شرح الباب

: یعنی جو شخص نماز کے فوت ہونے کا ڈر محسوس کرے اور اسے پانی نہ ملے اور وہ مسافر بھی نہ ہو تو وہ تیمّم کرسکتا ہے۔ عطاء ابن رباح رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں کہ جب پانی نہ ملے نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمّم کرے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں۔ احناف کہتے ہیں۔ شہروں میں جسے پانی نہ ملے اس کے لئے تیمّم جائز ہے۔ غیر مسافر تندرست جسے پانی نہ ملے وہ تیمّم کرلے۔ ابن عمر، عطاء، حسن بصری اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پانی نہ پانے والا شخص جبکہ اسے پانی ملنے کی اُمید ہو۔ آخر وقت تک نماز میں تاخیر کرے تاکہ اکمل طہارت سے اس کی نماز ادا ہو!

جُرُف مدینہ منورہ سے ایک میل دُور ہے۔ بیہقی میں اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "مربد النعم" میں تیمّم فرمایا۔ جبکہ آپ مدینہ منورہ کی آبادی دیکھ رہے تھے "مربد" اس جگہ کا نام ہے جہاں اُونٹ کھڑے کئے جاتے ہیں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضر میں تیمّم کرنا جائز ہے؛ کیونکہ جو شخص سفر میں تیمّم کو جائز کہتا ہے اس کی سفر سے مراد وہی سفر ہے جس میں نماز کی قصر جائز ہو اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مربد میں تیمّم اس لئے کیا کہ اُن کو نماز کے وقت کے فوت ہونے کا ڈر تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے کہ جب نماز کا وقت آجائے اور پانی نہ ہو تو تیمّم جائز ہے اور وہ اس میں تاخیر نہیں کرسکتا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا واللہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۳۲ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

۳۳۲ ـــ ترجمہ : ابن عباس کے مولیٰ عُمیر نے کہا میں اور عبداللہ بن یسار جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ میمونہ کے آزاد کردہ غلام ہیں آئے حتیٰ کہ ابوجہیم بن حارث بن صمہ انصاری کے پاس پہنچے۔ ابوجہیم نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل سے تشریف لائے اور آپ کو ایک شخص ملا اور اس نے سلام عرض کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ دیوار کے پاس تشریف لائے اور چہرۂ انور اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

۳۳۲ ـــ شرح : بیر جمل" مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ ہے۔ امام شافعی نے کہا سلام کرنے والا شخص خود ابوجہیم راوی تھے۔ جس دیوار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم کیا تھا اس کا استعمال مباح تھا۔ لہٰذا اجازت کی ضرورت نہ تھی یا وہ کسی کی مملوک تھی اور وہ اس فعل سے راضی تھا۔ لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ دیوار سے بلا اجازت تیمم کرنا غیر کی ملکیت میں بلا اجازت تصرّف ہے۔ شروع اسلام میں طہارت کے بغیر سلام کا جواب دینا ممنوع تھا۔ پھر یہ منسوخ ہوگیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ بعض نے کہا یہ تیمم وضوء کی آیت سے منسوخ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پتھر پر تیمم جائز ہے کیونکہ مدینہ منورہ کے مکانات پتھروں سے بنے ہوئے تھے اور ان پر مٹی مستقر نہیں ہوسکتی۔ اس حدیث سے امام طحاوی نے استدلال کیا کہ نمازِ جنازہ کے فوت ہوجانے کے خوف سے تیمم جائز ہے؛ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے جواب کے فوت ہونے کے خوف کے پیش نظر حضر میں تیمم فرمایا اور یہ امام مالک، شافعی اور احمد پر حجت ہے جبکہ وہ اس سے منع کرتے ہیں۔ احناف کے نزدیک اگر نمازِ جنازہ یا عید کی نماز کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو وضو میں

marfat.com

Marfat.com

بَابُ هَلْ يَنْفُخُ فِي يَدَيْهِ بَعْدَ مَا يَضْرِبُ بِهِمَا الصَّعِيدَ لِلتَّيَمُّمِ

۳۳۳ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْنَا فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ وَنَفَخَ فِيهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ

مشغول ہوئے بغیر تیمم کرکے نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اسماء رجال: ع۱ یحییٰ بن بکیر: یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر قریشی مخزومی ہیں۔ ع۲ لیث بن سعد مشہور امام ہیں ع۳ جعفر بن ربیعہ بن شرجیل کندی بصری ہیں۔ ۱۲۵ھ ہجری میں فوت ہوئے ع۴ اعرج ان کا نام عبدالرحمٰن بن ہرمز جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث ع۱۳ کے اسماء میں گزرا ہے ع۵ عمیر عمر بن عبداللہ ہاشمی ہیں۔ ایک سو چار ہجری میں فوت ہوئے

باب — کیا تیمم کرنے والا اپنے ہاتھوں کو پھونک مارے؟

۳۳۳ — : سعید نے اپنے باپ عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ ایک شخص عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں جنبی ہو گیا اور پانی نہ ملا (یہ سن کر) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو یاد نہیں؟ کہ میں اور آپ دونوں ایک سفر میں تھے (اور ہم دونوں جنبی ہو گئے) آپ نے نماز

marfat.com
Marfat.com

نماز نہ پڑھی اور میں مٹی میں لیٹ کر لوٹ پوٹ ہو گیا اور نماز پڑھ لی پھر اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں یہ کر لینا کافی تھا اور آپ نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر ان کو پھونکا پھر ان سے چہرہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کیا۔

۳۳۳ — شرح : اگر سوال ہو کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز کیوں نہ پڑھی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُنھوں نے تیمم سے نماز نہ پڑھی تھی، کیونکہ آپ کو اُمید تھی کہ نماز کا وقت نکلنے سے پہلے پانی مل جائے گا یا ان کا خیال تھا کہ تیمم صرف اصغر حدث کے لئے ہے اور آپ کے اجتہاد کا یہ مقتضیٰ تھا کہ جنبی تیمم نہیں کر سکتا ہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ ہاتھوں کا کہنیوں تک مسح واجب نہیں، کیونکہ اس میں صرف کفین پر اکتفاء کی ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کے لئے ایک ہی ضرب کافی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کیفیت کا مقصد صرف تعلیم کے لئے ضرب کی صورت بیان کرنا ہے مکمل تیمم بیان کرنا مراد نہیں جبکہ دیگر روایات میں دو ضربیں اور کہنیوں تک ہاتھوں کا مسح ثابت ہے۔ علاوہ ازیں تیمم وضوء کا بدل ہے اور بدل مبدل منہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قول ،، اَمَّا اَنَا فَتَمَعَّکْتُ ،، میں صحتِ قیاس کی دلیل ہے، کیونکہ اُنھوں نے جنابت کے تیمم کو غسلِ جنابت پر قیاس کیا اور لوٹ پوٹ گئے!

معلوم ہُوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں اجتہاد جائز تھا آپ کے حضور ہو یا غائبانہ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کی عدم موجودگی میں اجتہاد جائز ہے؛ ورنہ نہیں حضرت معاذ بن جبل کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۳۳۸ کے تحت مذکور ہے۔

اسماء رجال

: سعید بن عبدالرحمٰن بن اَبْزیٰ کوفی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں خراسان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ نافع ابن عبدالحارث نے عسفان میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور عمر فاروق نے انہیں مکہ میں حاکم مقرر کیا تھا اُس نے کہا آپ نے مکہ میں کسے حاکم مقرر کیا ہے؟ اُنھوں نے فرمایا ابن ابزیٰ کو مقرر کیا ہے اُس نے کہا ابن ابزیٰ کون ہے؟ فرمایا ہمارے آزاد کردہ غلاموں سے ہے۔ اُس نے کہا آپ نے مکہ والوں پر آزاد کردہ غلام حاکم مقرر کیا ہے؟

فرمایا: وہ قرآن کا قاری ہے اور تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ قوموں کو بلند کرے گا اور دوسروں کو پست کرے گا۔ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہ احادیث روایت کی ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ

٣٣٤ــ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ هٰذَا وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِيَدَيْهِ الْاَرْضَ ثُمَّ اَدْنَاهُمَا مِنْ فِيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَقَالَ النَّضْرُ اَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ذَرًّا عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَمَّارٌ

باب ۔ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا

٣٣٤ ــ ترجمہ : سعید نے اپنے باپ عبدالرحمٰن سے روائت کی کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے یہ کہا اور شعبہ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر ان کو منہ کے قریب لے گئے پھر اپنے چہرہ اور دونوں ہاتھوں (پہنچوں) کا مسح کیا نضر نے کہا ہمیں شعبہ نے حکم سے خبر دی کہا کہ میں نے ذر سے سنا وہ سعید بن عبدالرحمٰن ابن ابزی سے ذکر کرتے تھے۔ حکم نے کہا میں نے یہ عبدالرحمٰن کے بیٹے سے سنا وہ اپنے باپ سے روائت کرتے تھے انھوں نے کہا کہ حضرت عمار نے کہا۔

٣٣٤ ــ شرح : قَالَ النَّضْرُ" یہ بخاری کا کلام ہے اور قال کا مقولہ محذوف ہے اور وہ عمار کا وہ کلام ہے جو انھوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا تھا، نضر کے طریق اور حجاج کے طریق میں فرق یہ ہے کہ اس میں لفظ "عَنْ" ہے۔ لہٰذا یہ طریق عَنْعَنَہ ہے اور اس میں سَمِعْتُ ذَرًّا سے اور سَمَاع اور عَنْعَنَہ میں فرق مشہور ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ بخاری نے نضر سے معلق ذکر کیا ہے کیونکہ وہ عراق میں ۲۰۳ ہجری میں فوت ہو گئے تھے جبکہ امام بخاری اس وقت نوبرس کے بخارا میں تھے!

اور قَالَ الْحَكَمُ سے بخاری کا مقصد یہ ہے کہ حکم نے بھی شعبہ سے ذر کے واسطہ کے بغیر یہ روائت کی ہے اس اعتبار سے یہ اسناد اعلیٰ ہے جیسا کہ پہلا اسناد "سَمِعْتُ" کے لفظ کے ساتھ اعلیٰ ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : حجاج بن منہال حدیث ۵۲ کے اسماء میں مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

٣٣٥ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ شَهِدَ عُمَرَ وَقَالَ لَهٗ عَمَّارٌ كُنَّا فِيْ سَرِيَّةٍ فَاَجْنَبْنَا وَقَالَ تَفَلَ فِيْهِمَا

٣٣٦ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ تَمَعَّكْتُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَكْفِيْكَ الْوَجْهُ وَالْكَفَّيْنِ

٣٣٧ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ شَهِدْتُ عُمَرَ قَالَ لَهٗ عَمَّارٌ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ

---

٣٣٥ — ترجمہ : عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے جبکہ ان سے عمار نے کہا کہ ہم ایک لشکر میں تھے اور ہم دونوں جنبی ہوگئے اور کہا "تَفَلَ فِيْهِمَا" یعنی نَفَخَ فِيْهِمَا کی جگہ تَفَلَ فِيْهِمَا کہا ہے اور یہ تھوک کے مشابہ ہے۔

٣٣٦ — ترجمہ : عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمار نے عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے کہا میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہوگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا تیرے لئے چہرہ اور ہاتھوں کا مسح کرلینا کافی تھا۔

شرح : اَلْكَفَّيْنِ سے پہلے "واؤ" مع کے معنی میں ہے۔ اسی طرح كَفَّيْنِ منصوب ہے یعنی ہاتھوں سمیت چہرے کا مسح کرلینا تھا۔ یا اصل میں یوں تھا "مَسْحَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ" مضاف کو حذف کردیا گیا اور مضاف الیہ کو اپنے حال پر رہنے دیا اور بعض نسخوں میں كَفَّيْنِ کی جگہ "وَالْيَدَيْنِ ہے"

٣٣٧ — ترجمہ : عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو ان سے عمار بن یاسر نے کہا اور ساری حدیث بیان کی۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تیمم میں چہرہ اور پہنچوں کا مسح کرنا ہے۔ اس سے

marfat.com
Marfat.com

۳۲۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَمَّارٌ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ

کہنیاں وغیرہ پر مسح نہیں، لیکن پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اس حدیث سے مراد صرف تعلیم کے لئے ضرب کی صورت بیان کرنا ہے تمام کیفیت بیان کرنا مقصود نہیں جس سے تیمم مکمل ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی حدیث حجت ہو بھی نہیں سکتی، کیونکہ عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث مختلف الفاظ سے مذکور ہے؛ چنانچہ اِلَی الْکُوْعَیْنِ، اَوِ الْمِرْفَقَیْنِ، اَوِ الْمَنْکِبَیْنِ اَوِ الْاِبْطَیْنِ، جیسے الفاظ آتے ہیں جیسا کہ ہر ایک کو مختلف راویوں نے ذکر کیا ہے اسی لئے اس حدیث میں اضطراب ہے اور اسی اضطراب کے باعث ترمذی نے حضرت عمار بن یاسر کی حدیث کو ضعیف کہا ہے اس کی مکمل تفصیل حدیث ۳۲۷ کے تحت ہے۔

ترجمہ : حضرت عبدالرحمٰن بن ابزٰی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس (شرفہا اللہ تعالیٰ) کو زمین پر مار کر چہرہ انور اور دونوں پہنچوں کا مسح فرمایا۔

۳۲۸ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمار بن یاسر کی حدیث مکمل ذکر نہیں کی باقی ائمہ نے اسے مطول و مختصر ذکر کیا ہے۔ تیمم کی کیفیت میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور ان کے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ تیمم میں دو ضربیں ہیں ایک ضرب چہرے کے لئے اور دوسری کہنیوں تک ہاتھوں کے لئے ہے دارقطنی نے اس حدیث کو علی بن ظہیان سے مرفوع اور یحییٰ بن سعید قطان نے موقوف ذکر کیا ہے درست بھی یہی ہے۔ امام طحاوی نے کئی طرق سے اسے موقوف ذکر کیا ہے۔ امام محمد نے ابوحنیفہ سے انھوں نے حماد سے انھوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ تیمم یوں کرو اپنے دونوں ہاتھ مٹی پر رکھ کر ان سے اپنے چہرہ کا مسح کرو پھر دوسری بار مٹی پر رکھ کر اپنے ہاتھوں اور کلائیوں کہنیوں تک مسح کرو امام محمد رضی اللہ عنہ نے مؤطا میں ذکر کیا کہ یہ ہمارا مذہب ہے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ایک ضرب سے چہرہ کا اور دوسری سے صرف پہنچوں کا مسح مذکور ہے وہ اختصاراً تعلیم کے لئے فرمایا کہ تیمم کے لئے اتنا لمبا چوڑا قصد کرنا اور سارے کپڑے اُتار کر مٹی میں لوٹ پوٹ ہو جانے کی کیا ضرورت تھی تجھے اتنی قدر کافی تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدثِ اصغر ہو یا اکبر دونوں کے لئے ایک ہی تیمم ہے۔

اسماء رجال ۳۳۵ : مسلم بن ابراہیم حدیث ۴۲ کے اسماء میں مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيْهِ مِنَ الْمَاءِ

وَقَالَ الْحَسَنُ يُجْزِئُهُ التَّيَمُّمُ مَالَمْ يُحْدِثْ اَمَّ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُتَيَمِّمٌ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ لَا بَأْسَ بِالصَّلٰوةِ عَلَى السَّبْخَةِ وَالتَّيَمُّمِ بِهَا

اسماء رجال ۳۳۸ : ع۱ مسدد بن مسرہد حدیث ع۱۲ کے اسماء میں دیکھیں ع۲ یحییٰ بن سعید قطان بُندار نے کہا میرا گمان یہ ہے کہ اُنھوں نے کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ ان کا تذکرہ ہو چکا ہے ع۳ عوف اعرابی ہیں انہیں عوف صدوق کہا جاتا ہے۔ حدیث ع۴۵ کے اسماء میں مذکور ہیں ع۴ ابو رجاء عطاردی کا نام عمران بن ملحان ہے۔ امام بخاری نے کہا صحیح تر یہ ہے کہ وہ ابن تیم ہیں اُنھوں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور آپ کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا ان کی عمر ایک سو بیس برس ہوئی ہے تقریباً ایک سو تین ہجری میں فوت ہوئے ع۵ عمران بن حُصین خزاعی ان کی کنیت ابو نجُید ہے۔ خیبر کے سال مسلمان ہوئے اُنھوں نے ایک سو اسی ۱۸۰ احادیث روائت کی ہیں ان میں سے امام بخاری نے بارہ احادیث ذکر کی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ میں حدیث و فقہ کی تعلیم کے لئے بھیجا تھا۔ فرشتے انہیں سلام کہا کرتے تھے وہ بصرہ کے قاضی تھے اور وہیں ۵۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ حسن بصری کہا کرتے تھے خدا کی قسم عمران سے بہتر بصرہ میں کوئی نہیں آیا۔

باب پاک مٹی مسلمان کا وضوء ہے جو اس کی پانی سے کفائت کرتا ہے ۔۔۔"

حسن بصری نے کہا جب تک آدمی محدث نہ ہو اسے تیمم کافی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے امامت کی جبکہ وہ تیمم کرتے تھے۔ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا شور زمین پہ نماز پڑھنے اور اس سے تیمم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

شرح : امام [illegible] ہر پاک مٹی سے تیمم جائز ہے اگرچہ

marfat.com
Marfat.com

۳۳۹ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا عَوْفٌ قَالَ ثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَسْرٰى بِنَا

پتھر ہو جس پر مٹی نہ پڑی ہو یا کوئی اور شئی ہو جو زمین کی جنس سے ہو، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا تیمم کی صحت کے لئے پاک مٹی شرط ہے، جہاں پانی نہ ملے اگرچہ سالہا سال گزر جائیں تیمم جائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے: اَلصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ اِلٰى عَشْرِ سِنِيْنَ ، امام ترمذی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ حاکم نے مستدرک میں اسے ذکر کیا اور کہا شیخین نے اس حدیث کو ذکر نہیں کیا اس حدیث کا معنیٰ یہ نہیں کہ ایک ہی دفعہ تیمم دس سال کے لئے کافی ہے بلکہ معنیٰ یہ ہے جب بھی آدمی محدث ہو جائے تیمم کرتا رہے اگرچہ دس برس تک پانی نہ ملے۔ حسن بصری نے کہا جب تک بے وضو نہ ہو ایک ہی تیمم کافی ہے اور جب تک حدث لاحق نہ ہو ایک ہی تیمم سے کئی نمازیں جائز ہیں جیسے ایک وضوء سے کئی نمازیں جائز ہیں اور تیمم کو صرف حدث ختم کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تیمم کر کے امامت کرائی؛ کیونکہ اگر تیمم طہارت ضروریہ ہوتی تو ضعیف ہوتی اور اگر تیمم ضعیف طہارت ہوتی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما امامت نہ کرتے جبکہ وہ متیمم تھے اور مقتدی متوضی تھے احناف کا یہی مذہب ہے کہ تیمم طہارت مطلقہ ہے اور حضرت جابر اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے جو حدیث منقول ہے، لَا يَؤُمُّ الْمُتَيَمِّمُ الْمُتَوَضِّئِيْنَ ، کہ متیمم متوضی کی امامت نہ کرے اس کو دار قطنی نے ضعیف کہا ہے۔

یحییٰ بن سعید نے کہا شور زمین پر نماز پڑھنے اور اس سے تیمم کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ شور زمین طیب میں داخل ہے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہوں، جو کھجوروں والی شور زمین ہے۔ یعنی مدینہ منورہ حالانکہ مدینہ منورہ کو آپ نے طیبہ فرمایا ہے معلوم ہوا کہ شور زمین طیب میں داخل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

---

۳۳۹ ترجمہ: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم رات بھر چلتے رہے حتیٰ کہ رات کے آخر میں ہم ایسے سوئے کہ مسافر کے نزدیک اس سے میٹھی کوئی نیند نہیں ہوتی اور سورج کی گرمی نے ہمیں بیدار کیا سب سے پہلے جو بیدار ہوا وہ فلاں شخص تھا پھر فلاں پھر فلاں بیدار ہوئے ابو رجاء ان کے نام ذکر کرتے تھے اور حضرت عوف ان کو بھول گئے۔ پھر جو تھے عمر بن خطاب بیدار ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند فرماتے تو آپ کو جگایا نہ جاتا تھا حتیٰ کہ آپ خود بخود جاگتے؛ کیونکہ ہم نہ جانتے تھے کہ نیند میں آپ پر کیا وحی آرہی ہے جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ جاگے اور لوگوں کی حالت دیکھی جو ان کو لاحق ہوئی تھی اور وہ دلیر مرد تھے تو انھوں نے اللہ اکبر کہا

marfat.com
Marfat.com

حَتّٰى كُنَّا فِيْ اٰخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً وَلَا وَقْعَةَ اَحْلٰى عِنْدَ الْمُسَافِرِ
مِنْهَا فَمَا اَيْقَظَنَا اِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَكَانَ اَوَّلُ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلَانٌ
ثُمَّ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ يُسَمِّيْهِمْ اَبُوْ رَجَآءٍ فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ الرَّابِعُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَامَ لَمْ يُوْقَظْ
حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ لِاَنَّا لَا نَدْرِيْ مَا يَحْدُثُ لَهٗ فِيْ نَوْمِهٖ
فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَاٰى مَا اَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا جَلِيْدًا فَكَبَّرَ
وَرَفَعَ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى
اسْتَيْقَظَ لِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا
اِلَيْهِ الَّذِيْ اَصَابَهُمْ فَقَالَ لَا ضَيْرَ اَوْ لَا يَضِيْرُ اِرْتَحِلُوْا فَارْتَحَلَ
فَسَارَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِالْوَضُوْءِ فَتَوَضَّاَ وَنُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ
فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ
يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ
اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَلَا مَآءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ ثُمَّ

اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہا وہ بدستور اللہ اکبر کہتے رہے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے رہے حتی کہ ان کی آواز سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاگے جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو لوگوں نے اپنے حال کی شکایت کی جو ان کو لاحق ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ضرر نہیں یا اس سے کچھ نقصان نہیں یہاں سے کوچ کرو آپ وہاں سے چل پڑے اور تھوڑا سا دور گئے تو سواری سے اترے اور پانی منگوا کر وضوء فرمایا اتنے میں نماز کے لئے اذان کہی گئی اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

جب نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک ایک شخص علیحدہ کھڑا تھا جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھی آپ نے فرمایا: اے فلاں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا ہے اس نے کہا مجھے جنابت لاحق

marfat.com

Marfat.com

سَارَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ
فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ نَسِيَهُ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا
فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقْنَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ
سَطِيحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا فَقَالَا لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ قَالَتْ عَهْدِي
بِالْمَاءِ أَمْسِ هٰذِهِ السَّاعَةَ وَنَفَرُنَا خُلُوفًا قَالَا لَهَا انْطَلِقِي إِذًا
قَالَتْ إِلَى أَيْنَ قَالَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ الَّذِي
يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ قَالَا هُوَ الَّذِي تَعْنِينَ فَانْطَلِقِي فَجَاءَا بِهَا إِلَى
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَاهُ الْحَدِيثَ قَالَ فَاسْتَنْزَلُوهَا
عَنْ بَعِيرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ
أَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ أَوِ السَّطِيحَتَيْنِ وَأَوْكَأَ أَفْوَاهَهُمَا وَأَطْلَقَ الْعَزَالِيَ
وَنُودِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوا وَاسْتَقُوا فَسَقَى مَنْ سَقَى وَاسْتَقَى مَنْ
شَاءَ وَكَانَ آخِرُ ذَاكَ أَنْ أَعْطَى الَّذِي أَصَابَتْهُ الْجَنَابَةُ إِنَاءً
مِنْ مَاءٍ قَالَ اذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ إِلَى مَا يُفْعَلُ بِمَائِهَا
وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلْئَةً مِنْهَا

ہوگئی اور پانی موجود نہ تھا آپ نے فرمایا مٹی سے تیمم کر لو یہی تیرے لئے کافی ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے اور لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی آپ سواری سے اُترے اور فلاں شخص کو بُلایا۔ ابو رجاء اس کا نام ذکر کرتے تھے اور عوف اس کا نام بھول گئے اور حضرت علی کو بُلایا اور فرمایا جاؤ کہیں پانی تلاش کرو وہ ایک عورت سے ملے جو پانی کے دو بڑے بڑے مشکیزوں یا چھاگلوں کے درمیان اپنے اُونٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اُنھوں نے اس سے کہا پانی کہاں ہے؟ اس عورت نے کہا کہ کل اس وقت میں پانی کے پاس تھی اور ہمارا قافلہ پیچھے آرہا ہے اُنھوں نے اس سے کہا ابھی ہمارے ساتھ چلو۔ عورت نے کہا کدھر؟ اُنھوں نے کہا

marfat.com
Marfat.com

حِيْنَ ابْتَدَأَ فِيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْمَعُوْا لَهَا فَجُمِعُوْا
لَهَا مِنْ بَيْنِ عَجْوَةٍ وَدَقِيْقَةٍ وَسَوِيْقَةٍ حَتّٰى جَمَعُوْا لَهَا طَعَامًا فَجَعَلُوْهُ فِيْ
ثَوْبٍ وَحَمَلُوْهَا عَلٰى بَعِيْرِهَا وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا فَقَالَ لَهَا
تَعَلَّمِيْنَ مَا رَزِئْنَا مِنْ مَائِكِ شَيْئًا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ هُوَ الَّذِيْ اَسْتَقٰى لَنَا فَاَتَتْ
اَهْلَهَا وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْهُمْ قَالُوْا مَا حَبَسَكِ يَا فُلَانَةُ قَالَتِ الْعَجَبُ
لَقِيَنِيْ رَجُلَانِ فَذَهَبَا بِيْ اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ
فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَوَاللّٰهِ اِنَّهُ لَاَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ
وَقَالَتْ بِاِصْبَعَيْهَا الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ فَرَفَعَتْهُمَا اِلَى السَّمَآءِ تَعْنِيْ
السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ اَوْ اِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدُ
يُغِيْرُوْنَ عَلٰى مَنْ حَوْلَهَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا يُصِيْبُوْنَ الصِّرْمَ الَّذِيْ
هِيَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا مَا اَرٰى اَنَّ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمَ يَدَعُوْنَكُمْ
عَمْدًا فَهَلْ لَكُمْ فِي الْاِسْلَامِ فَاَطَاعُوْهَا فَدَخَلُوْا فِي الْاِسْلَامِ قَالَ
اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ صَبَأَ خَرَجَ مِنْ دِيْنٍ اِلٰى غَيْرِهٖ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ الصَّابِئِيْنَ
فِرْقَةٌ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ يَقْرَءُوْنَ الزَّبُوْرَ اَصْبُ اَمِلْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عورت نے کہا وہ شخص جسے صابی کہا جاتا ہے؟ انھوں نے کہا جو بھی تیری مراد ہو چلو وہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور آپ کو سارے واقعہ کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا اسے اونٹ سے اتارو! اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن منگوایا اور مشکوں کے منہ سے اس برتن میں پانی ڈالنا شروع کیا اور مشکیزوں کے اوپر والے منہ بند کر دیئے اور نچلے کھول دیئے اور لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ پانی پلاؤ اور پیو تو جس نے چاہا پلایا اور جس نے چاہا پیا اور پینے پلانے کی انتہاء اس پر تھی کہ آپ نے اس شخص کو پانی کا برتن دیا جسے جنابت لاحق ہوئی تھی اور فرمایا جاؤ اس سے غسل کر لو وہ عورت کھڑی دیکھ رہی تھی کہ اس کے

marfat.com

Marfat.com

پانی سے کیا کیا جا رہا ہے، اللہ کی قسم اس سے پانی لینا بند کیا گیا اور ہمیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ مشکیزہ پہلے سے زیادہ بھرا ہوا ہے۔ جبکہ اس سے پانی لینا شروع کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کے لئے کچھ جمع کرو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے لئے عجوہ، کھجوریں، آٹا اور ستو وغیرہ جمع کرنے لگے حتی کہ اس کے لئے طعام (کھجوریں، آٹا، ستو) جمع کیا گیا اور اس کو کپڑے میں اکٹھا کیا پھر اس عورت کو اس کے اونٹ پر سوار کیا اور وہ کپڑا (جس میں طعام تھا) اس کے آگے رکھ دیا آپ نے اس سے فرمایا تو جانتی ہے کہ ہم نے تیرے پانی سے کوئی شئی کم نہیں کی، لیکن اللہ ہی نے ہمیں پانی پلایا ہے۔ وہ عورت اپنے اہل و عیال کے پاس آئی جبکہ وہ ان سے رُک چکی تھی۔ اُنھوں نے کہا اے فلاں عورت تجھے کس نے روکا ہے؟ اُس نے کہا تعجب نے روکا ہے مجھے دو شخص ملے اور اس شخص کے پاس لے گئے جس کو صابی کہا جاتا ہے۔ اُس نے ایسا ایسا کیا، اللہ کی قسم وہ اس کے اور اس کے درمیان سب لوگوں سے بڑا جادوگر ہے اور اپنی دونوں انگلیوں درمیانی اور شہادت والی سے اشارہ کرکے ان کو آسمان کی طرف اُٹھایا وہ زمین اور آسمان کا قصد کرتی تھی یا وہ یقیناً اللہ کا رسُول ہے۔

اس واقعہ کے بعد مسلمان اس کے گرد و نواح کے مشرکوں پر حملہ کرتے اور اس گاؤں پر حملہ نہ کرتے تھے جس میں وہ رہتی تھی اُس نے ایک روز اپنی قوم سے کہا میں کیا دیکھتی ہوں کہ یہ لوگ تم کو قصداً چھوڑ جاتے ہیں (تم پر حملہ نہیں کرتے) تمہیں اسلام میں رغبت ہے؟ اُنھوں نے اس عورت کی اطاعت کرلی اور سب اسلام میں داخل ہوگئے! امام بخاری نے کہا "صَبَا"، یعنی ایک دین سے دوسرے دین کی طرف نکلا۔ ابوالعالیہ نے کہا صابئین اہلِ کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھتے ہیں۔ "لفظ" اَصْبُ"، کا معنی ہے میں مائل ہوجاؤنگا۔

۳۲۹ شرح : اس سفر کی تعیین میں اختلاف ہے جس میں صبح کی نماز قضاء ہوگئی تھی صحیح مسلم کی روائت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خیبر سے واپسی کا واقعہ ہے۔ ابوداؤد کی روائت میں حدیبیہ سے واپسی میں یہ پیش آیا اور عبدالرزاق اور بیہقی کی دلائل نبوت کی روائت میں تبوک کے راستہ میں یہ نماز قضاء ہوئی ممکن ہے کہ واقعات متعدد ہوں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے علامات نبوت میں ذکر کیا کہ سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور چوتھے بیدار ہونے والے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ دُوسرے اور تیسرے نمبر پہ بیدار ہونے والے متیقن نہیں ہیں ہوسکتا ہے کہ عمران بن حصین جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ دوسرے ہوں۔ اور تیسرے وہ ہوں جو اس قصہ کی روائت میں عمران سے شریک تھے۔

اگر یہ سوال ہو کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بیدار رہتا ہے اگرچہ آنکھیں سو جائیں تو اس وادی میں آپ سے صبح کی نماز کیسے فوت ہوگئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ لیلۃ العریس میں آپ کی نماز کا فوت ہوجانا نیند کی حالت میں آپ کو نسیان ہوجانے کے باعث تھا جیسے بیداری کی حالت میں نسیان کی وجہ سے نماز فوت ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تشریع قضا کی حکمت کی وجہ سے آپ کو نیند کی حالت میں بھلا

marfat.com
Marfat.com

دیا تاکہ اُمت کے لئے نماز فوت ہونے کی صورت میں قضاء کا طریقہ واضح ہو جائے (عصام) علامہ عینی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا فوت ہو جانا ایک ایسے امر کے باعث تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا اور وہ قضاء کے حکم کا اثبات اور اس کی مشروعیت کا اظہار تھا۔ قولہ نُوْدِیَ بِالصَّلٰوۃِ " اس سے مراد اذان کہنا ہے جیسا کہ مسلم کی روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ قولہ اِذَا ھُوَ بِرَجُلٍ" اس شخص کا نام معلوم نہیں صاحبِ توضیح نے کہا وہ شخص خلاد بن رافع بن مالک انصاری تھا مگر یہ درست نہیں کیونکہ وہ بدر میں شہید ہو گئے تھے اور یہ واقعہ بدر کے بعد پیش آیا تھا۔ قولہ فَدَعَا فُلَانًا الخ، یہ فلاں شخص اس حدیث کا راوی عمران بن حصین اور دوسرے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ قولہ خُلُوْفٌ" جو سفر کے لئے نکلیں اور عورتوں کو پیچھے چھوڑ جائیں۔ قولہ اَطْلَقَ الْعَزَالِیْ، یہ عزلاء کی جمع ہے مشک کے نچلے منہ کو کہا جاتا ہے جس سے مشک کا پانی باہر آتا ہے۔

قولہ اِسْقُوْا وَ اسْتَقُوْا" ان دونوں میں فرق یہ ہے سقی غیر کے لئے اور استقاء اپنے لئے ہے یعنی پلاؤ اور پیو۔ قولہ اَیْمُ اللّٰہِ" اصل میں اَیْمُنُ اللّٰہِ" تھا نون کو حذف کر کے اَیْمُ اللّٰہِ" پڑھتے ہیں۔ یہ یمین کی جمع ہے قولہ صرام" چند مکانات کے مجموعہ کو صِرْم کہتے ہیں اس کی جمع اَصْرَام ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر کے حضور باادب رہنا مستحب ہے، کسی دینی امر کے فوت ہونے پر افسوس کا اظہار درست ہے۔ جہاں فتنہ ہو وہاں سے علیحدہ ہو جانا مستحب ہے جب لوگوں میں پانی تقسیم کیا جائے تو جنبی پر پیاسوں کو مقدم کیا جائے انسان اور حیوان کی مصلحت کو دوسری مصالح سے مقدم رکھنا ضروری ہے اس واقعہ میں بعض اونٹوں کو پانی نہ پلایا تھا، کیونکہ وہ پانی پینے کے محتاج نہ تھے۔

اجنبی عورت سے خلوت جائز ہے جبکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔

جب مشرکوں کے برتن کی نجاست متحقق نہ ہو تو انہیں استعمال کرنا جائز ہے جبکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔ کافروں کی حفاظت ضروری ہے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کی حفاظت کی تھی۔

اس حدیث شریف میں نبوت کے دلائل موجود ہیں، کیونکہ لوگوں نے تھوڑے سے پانی سے وضو کیا پلایا پیا۔ جس پر غسل واجب تھا اُس نے غسل بھی کیا مگر دونوں مشکیں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور عظیم برہان کے باعث پہلے سے بھی زیادہ بھر گئیں جبکہ پانی پینے والے چالیس یا اس سے زائد لوگ تھے اور اُنہوں نے حیوانوں کو بھی پانی پلایا۔ ایک روایت میں ہے کہ اُنھوں نے اپنے ساتھ والے مشکیزے بھی بھر لئے تھے، یہ بہت بڑا معجزہ ہے کہ اس میں کوئی پانی ملائے بغیر اس قدر برکت ہوئی کہ سب سیر ہو گئے اور مشکوں سے پانی کا ایک قطرہ بھی کم نہ ہوا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوامر میں بہت مضبوط تھے، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نورِ نبوت سے جانتے تھے کہ یہ عورت مسلمان ہو جائے گی اور اس کے باعث اس کا سارا گاؤں مسلمان ہو جائے گا

marfat.com

Marfat.com

بَابٌ إِذَا خَافَ الْجُنُبُ عَلَى نَفْسِهِ الْمَرَضَ أَوِ الْمَوْتَ أَوْ خَافَ الْعَطَشَ تَيَمَّمَ وَيُذْكَرُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَجْنَبَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَتَيَمَّمَ وَتَلَا وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ

اس لئے اسے کچھ نہ کہا حالانکہ وہ حربی عورت تھی اور حربی کا مال و جان مباح ہوتا ہے اگر بالفرض وہ ذمی ہو تو اس کا پانی ضرورت کے لئے استعمال کیا گیا تھا یہ جائز ہے "اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِيْحُ الْمَحْذُوْرَاتِ"۔

ابو عبداللہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ اس حدیث شریف میں مذکور لفظ "صابی" اور وہ لفظ "صابی" جس کو ابو العالیہ نے ذکر کیا میں فرق بیان کرے، عورت کے کلام میں مذکور لفظ صابی "سَبَا يَصْبُوْ" سے ہے جس کا معنی میلان ہے قریش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صابی کہتے تھے کیونکہ آپ نے ان کے دین کو ناپسند کیا تھا اور دین اسلام کی طرف مائل تھے اور "صَابِئُوْنَ" جن کو ابو العالیہ نے ذکر کیا ہے وہ "صَبَا يَصْبَأُ" سے ہے جب کوئی دوسرے دین کی طرف چلا جائے، اس کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں۔ ابو العالیہ نے کہا یہ اہل کتاب سے ایک فرقہ ہے جو زبور شریف پڑھا کرتے تھے، مجاہد نے کہا وہ نہ یہودی ہیں، نہ نصاریٰ اور نہ ہی ان کا کوئی دین ہے ان کا ذبیحہ حرام ہے اور ان کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں۔

ابن زید نے کہا یہ لوگ جزیرہ موصل میں رہتے ہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتے ہیں وہ کسی نبی کو نہیں مانتے اور نہ ہی کسی کتاب کو تسلیم کرتے ہیں۔ قتادہ اور ابو جعفر راوی نے کہا یہ لوگ فرشتوں کی پوجا کرتے ہیں قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور زبور کی تلاوت کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ لوگ فرشتوں کی پوجا کرتے ہیں قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور زبور کی تلاوت کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ لوگ نبوت کا اعتقاد کرتے ہیں نہ ان کی کوئی علیحدہ کتاب ہے جس پر وہ عمل کرتے ہیں ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے اور ان کا ذبیحہ کھایا جا سکتا ہے۔ امام ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا یہ لوگ ستاروں کی پرستش کرتے ہیں ان کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں اور نہ ہی ان کا ذبیحہ جائز ہے۔ بہر کیف یہ اختلاف صابی کی تفسیر کے اختلاف پر مبنی ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب۔ جب جنبی مرض یا موت کا خوف کرے

یا اسے پیاس کا خوف ہو تو تیمم کرے غسل نہ کرے ذکر کیا جاتا ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

٣٣٩ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ اَبُوْمُوْسٰى لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ لَا يُصَلِّيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ نَعَمْ اِنْ لَمْ اَجِدِ الْمَآءَ شَهْرًا لَمْ اُصَلِّ لَوْ رَخَّصْتُ لَهُمْ فِيْ هٰذَا كَانَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُهُمُ الْبَرْدَ قَالَ هٰكَذَا يَعْنِيْ تَيَمَّمَ وَصَلّٰى قَالَ قُلْتُ فَاَيْنَ قَوْلُ عَمَّارٍ لِعُمَرَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اَرَ عُمَرَ قَنِعَ بِقَوْلِ عَمَّارٍ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سخت سرد رات میں جنبی ہو گئے تو انھوں نے تیمم کیا اور مذکور آیت کی تلاوت کی پھر اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے اس پر کوئی انکار نہ فرمایا۔

٣٣٩ ـ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا جب کسی کو پانی نہ ملے تو وہ نماز نہ پڑھے ؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس صورت میں لوگوں کو میں رخصت دوں تو جب ان سے کوئی سردی محسوس کرے تو اس طرح کرے گا یعنی تیمم کر کے نماز پڑھ لے گا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عمار بن یاسر کا قول کہاں گیا ؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے عمار کے قول پر قناعت کی ہو۔

٣٣٩ ـ شرح : حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا سخت سرد رات میں جنبی ہونے کا واقعہ غزوہ ذات السلاسل" میں پیش آیا۔ آیت کریمہ سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ سخت سردی میں پانی کا استعمال کبھی ہلاک کر دیتا ہے اور جو شئ ہلاکت کا سبب بنے اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر انکار نہ کرنا اس کی تائید کرتا ہے لہٰذا یہ جنبی کے لئے جواز تیمم کی حجت ہوا۔

اسماء رجال : ع۱ بشر بن خالد عسکری کی کنیت ابو محمد ہے ۔ ۲۵۳ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ محمد وہو غندر" کا ذکر ہو چکا ہے ع۳ شعبہ حدیث میں امیر المومنین ہیں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے ع۴ سلیمان وہ اعمش مشہور ہیں قدمر ع۵ ابووائل کا نام شقیق بن سلمہ ہے۔ ع۶ ابوموسیٰ اشعری ہیں وہ اور عبداللہ بن مسعود دونوں جلیل القدر صحابی ہیں ان سب کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

٣٤٠ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا أَبِي قَالَ ثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللهِ وَ أَبِي مُوسَى فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى أَرَأَيْتَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِذَا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدْ مَاءً كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لَا يُصَلِّي حَتَّى يَجِدَ الْمَاءَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِقَوْلِ عَمَّارٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْفِيكَ قَالَ أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَدَعْنَا مِنْ قَوْلِ عَمَّارٍ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْآيَةِ فَمَا دَرَى عَبْدُ اللهِ مَا يَقُولُ فَقَالَ إِنَّا لَوْ رَخَّصْنَا لَهُمْ فِي هٰذَا لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَى أَحَدِهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَدَعَهُ وَيَتَيَمَّمَ فَقُلْتُ لِشَقِيقٍ فَإِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللهِ لِهٰذَا فَقَالَ نَعَمْ

٣٤٠ — ترجمہ : شقیق بن سلمہ نے کہا میں عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا۔ ابوموسیٰ نے عبداللہ بن مسعود سے کہا اے ابا عبدالرحمٰن آپ بتائیں کہ جب کوئی جنبی ہو جائے اور اسے پانی نہ ملے تو وہ کیا کرے ؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ اسے پانی مل جائے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا عمار کے قول کا کیا کرو گے جبکہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے یہی کافی تھا، عبداللہ نے کہا کیا تم نے عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا نہیں کہ اُنھوں نے اس پر قناعت نہ کی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا عمار کا قول چھوڑو اس آیت کا کیا کرو گے (جس میں جنبی کو غسل کا حکم ہے) حضرت عبداللہ نے اس کے جواب میں کچھ نہ کہا اور یہ کہا کہ اگر ہم لوگوں کو اس میں رُخصت دے دیں تو جب کسی کو سردی محسوس ہوگی وہ پانی چھوڑ کر تیمم کر لیا کرے گا۔ اعمش نے کہا میں نے شقیق سے کہا حضرت عبداللہ ابن مسعود نے جنبی کے لئے تیمم اس لئے اچھا نہ جانا ؟ شقیق نے کہا جی ہاں !

٣٤٠ — شرح : یعنی عنقریب ایسا حال ہوگا کہ کوئی شخص سردی کے ڈر سے تیمم کر لیا کریگا اس لئے عبداللہ نے تیمم اچھا نہ سمجھا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کریمہ " أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ " میں ملامسہ سے مراد جماع نہیں صرف بشرتین کا اجتماع مراد ہے اور تیمم وضوء کا بدل ہونے کو یہ لازم نہیں کہ وہ غسل کا بھی بدل ہو جائے مگر بعض علماء نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ

٣٤١ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْمُوْسٰى لَوْاَنَّ رَجُلًا اُجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَآءَ شَهْرًا مَا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّيْ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَتَيَمَّمُ وَاِنْ كَانَ لَمْ يَجِدْ شَهْرًا فَقَالَ لَهٗ اَبُوْمُوْسٰى فَكَيْفَ تَصْنَعُوْنَ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ فِيْ سُوْرَةِ الْمَآئِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ رُخِّصَ فِيْ هٰذَا لَهُمْ لَاَوْشَكُوْا اِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَآءُ اَنْ يَتَيَمَّمُوا الصَّعِيْدَ قُلْتُ وَاِنَّمَا كَرِهْتُمْ هٰذَا لِذَا قَالَ نَعَمْ فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ فَاَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدِ الْمَآءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيْدِ كَمَا

رضی اللہ عنہ نے اس فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا۔ اسی لئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مقیم جنبی جب سردی سے خائف ہو تو تیمم کر لے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس لئے تیمم نہ کیا کہ آخر وقت تک ان کو پانی حاصل ہو جانے کی توقع تھی یا ان کے اجتہاد میں یہ تھا کہ تیمم کی آیت صرف حدث اصغر کے ساتھ خاص ہے اور جنبی تیمم نہیں کر سکتا

باب ـــ تیمم ایک ضرب ہے

٣٤١ ـــ ترجمہ : اعمش نے شقیق سے روایت کی کہ میں عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا اگر کوئی آدمی جنبی ہو جائے اور اسے مہینہ بھر پانی نہ ملے کیا وہ تیمم کر کے نماز نہ پڑھے؟ پھر اس آیت کریمہ کا جو سورۂ مائدہ میں ہے کیا کرو گے کہ اگر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے

marfat.com

Marfat.com

تَمَرَّغُ الدَّآبَّةُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ اَنْ تَصْنَعَ هٰكَذَا وَضَرَبَ بِكَفِّهٖ ضَرْبَةً عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهَا ظَهْرَ كَفِّهٖ بِشِمَالِهٖ اَوْ ظَهْرَ شِمَالِهٖ بِكَفِّهٖ ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ وَزَادَ يَعْلٰى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِيْ اَنَا وَاَنْتَ فَاَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ بِالصَّعِيْدِ فَاَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا وَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً

تیمم کرو" عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر لوگوں کو اس کی رخصت دے دی جائے تو قریب ہے کہ جب پانی ٹھنڈا ہو تو وہ مٹی سے تیمم کر لیا کریں گے میں نے کہا اس لئے تیمم کو مکروہ جانتے ہو؟ کہا ہاں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ نے عمار کا عمر فاروق کے ساتھ کلام نہیں سنا؟ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام بھیجا میں (وہاں) جنبی ہوگیا اور مجھے پانی نہ ملا۔ میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہوگیا جیسے جانور لیٹتا ہے پھر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تجھے صرف یہی کافی تھا اور اپنا ہاتھ ایک بار زمین پہ مارا پھر اسے جھاڑا اور اس سے دائیں ہاتھ کی پشت کا بائیں ہاتھ سے یا بائیں ہاتھ کی پشت کا دائیں ہاتھ سے مسح کیا پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ انور کا مسح کیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے عمار کے قول پہ قناعت نہیں کی حضرت یعلی نے اعمش سے انھوں نے شقیق سے زیادہ کلام یہ ذکر کیا کہ میں عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ کے ساتھ تھا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ نے عمار کا قول نہیں سنا جو انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور آپ کو بھیجا میں (وہاں) جنبی ہوگیا اور زمین پہ لیٹ گیا پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا تجھے صرف اسی طرح کافی تھا اور اپنے چہرہ انور اور دونوں ہاتھوں کا ایک ہی بار مسح کیا۔

۳۴۱ ــ شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تیمم میں ایک ضرب کافی ہے احناف

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ ۳۴۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ الْخُزَاعِيُّ أَنَّ

کے نزدیک مذکور ضرب تعلیم کے لئے ہے۔ کامل تیمم کی تفصیل مقصود نہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کے شروع میں وضوء میں کہنیوں تک ہاتھ دھونے فرض فرمائے ہیں۔ پھر تیمم میں فرمایا "فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ" اس میں ہاتھ کو مطلق ذکر کیا ہے لہٰذا یہ وہی ہاتھ ہے جس کو وضوء میں کہنیوں سے مقید کیا ہے۔ لہٰذا تیمم میں بھی کہنیاں داخل ہیں جیسے وضوء میں داخل ہیں۔ اس حدیث میں اگرچہ ترتیب کا لحاظ نہیں مگر یہ احناف کے خلاف نہیں؛ کیونکہ ان کے نزدیک وضوء میں ترتیب واجب نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت عمار کے قول پر قناعت نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس واقعہ میں وہ دونوں شریک تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ یاد نہ رہا اسی لئے حضرت عمار سے کہا کہ ایسی روایت کرنے میں اللہ سے ڈرو شائد تم بھول گئے ہو یا تم پر حال مشتبہ ہوگیا ہے۔ کیونکہ میں بھی ساتھ تھا مجھے تو ایسا معلوم نہیں جو تم کہتے ہو جیسا کہ مسلم کی روائت میں ہے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قول کا معنی یہ ہے کہ میں نے مصلحت اسی میں دیکھی ہے کہ اس کی روائت نہ کی جائے اور اس میں امیر المؤمنین کی موافقت کرتا ہوں اور اس کی تحدیث سے رُک جاتا ہوں؛ کیونکہ ایک بار میں نے اس کی تبلیغ کر دی ہے۔ اب مجھ پر عدم تحدیث میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "إِنَّا نُوَلِّيكَ مَا تَوَلَّيْتَ" یعنی مجھے یاد نہ رہنے سے یہ لازم نہیں کہ تمہارا کہنا نفس الامر میں درست نہ ہو اس لئے میں تجھے اس حدیث کی تحدیث سے منع نہیں کرتا۔

علامہ عینی نے باب التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ کے تحت ذکر کیا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے مرفوع روائت کی کہ تیمم میں ایک ضرب چہرے کے لئے اور دوسری ضرب کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کے لئے ہے حاکم نے اس حدیث کے اسناد کو صحیح کہا ہے اسی طرح ذہبی نے بھی اس کے اسناد کو صحیح کہا ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے کہ تیمم دو ضربیں ہیں۔ ایک سے چہرے کا اور دوسری سے کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح ہے جیسا کہ جابر کی روائت میں ہے۔

اسماء رجال : ع۱ محمد بن سلام بیکندی ع۲ ابو معاویہ ضریر محمد بن حازم "، حدیث ۹ کے اسماء میں دیکھیں

باب ۴

۳۴۲ ـــ ترجمہ : حضرت عمران بن حصین خزاعی نے کہا "رضی اللہ عنہ" کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو علیحدہ کھڑا دیکھا جس نے

marfat.com

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ يُصَلِّ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَلَا مَآءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهُ يَكْفِيْكَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ فِي الْاِسْرَآءِ

لوگوں کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے کس نے منع کیا؟ اُس نے کہا یا رسُول اللہ! میں جنبی ہوگیا ہوں اور پانی موجود نہیں آپ نے فرمایا مٹی لے لو یہ تجھے کافی ہے۔

۳۴۲ — شرح: یہ حدیث باب الصعید الطیب میں گزری ہے۔ اور حدیث ع۳۲۸ کا یہ مختصر سا حصہ ہے چونکہ اس حدیث کا باب علیحدہ ہے اس لئے پہلے باب کے عنوان سے اس کی مطابقت نہ دی نہیں اور اگر اس حدیث کا علیحدہ باب نہ ہو تو پہلے باب کے عنوان سے اس کی مطابقت ضروری ہے اور وہ اس طرح ہے کہ اس حدیث میں ایک ضرب یا دو ضربوں کا ذکر نہیں مگر کم از کم ایک ضرب تو ہوگی! لہٰذا تیمم میں ایک ضرب کافی ہے اور مطابقت واضح ہے۔ باقی تفصیل حدیث ع۳۳۹ میں دیکھیں۔ ٭

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

بابٌ — شبِ اسراء میں نماز کیسے فرض ہوئی

٭ اس حدیث کے تمام راوی حدیث ع۳۳۸ کے اخیر میں مذکور ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسُفْيَانُ بْنُ حَرْبٍ فِيْ حَدِيْثِ هِرَقْلَ فَقَالَ يَأْمُرُنَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے ابوسفیان نے ہرقل کی حدیث کے بارے میں خبر دی اور کہا کہ وہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز، سچائی اور پاکدامنی کا حکم فرماتے ہیں۔

شرح : اس حدیث کی ترجمہ سے مناسبت اس طرح ہے کہ پہلے کسی شئ کی ذات پہچانی جاتی ہے پھر اس کی کیفیت جانی جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے فرضیت کے اعتبار سے نماز کی ذات کی طرف اشارہ کیا پھر اسراء کی طویل حدیث ذکر کرکے اس کی فرضیت کی کیفیت کی طرف اشارہ کیا۔ گویا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نماز کی کیفیت کے بیان کی تمہید ہے اس اعتبار سے یہ حدیث اس ترجمہ میں داخل ہے ورنہ ہرقل کی حدیث میں نماز کی کیفیت کا ذکر کہیں نہیں البتہ نماز کی فرضیت کا وقت اس میں پایا جاتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے نماز فرض ہوئی۔ نماز کی تعریف یہ ہے کہ نماز وہ عبادت ہے جو تکبیر سے شروع ہو کر سلام پر ختم ہوتی ہے۔ صدق وہ قول ہے جو واقع کے مطابق ہو۔ عفاف محرمات سے باز رہنا ہے۔

ابوسفیان امیر معاویہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما کے والد ہیں فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور ۸۸۔ برس کی عمر میں ۳۱ ہجری میں فوت ہوئے اور سیدنا امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اس کتاب میں نماز کے احکام کا بیان ہوگا۔ جب امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ طہارت کے بیان سے فارغ ہوئے جو نماز کے لئے شرط ہے تو نماز کا بیان شروع کیا جو مشروط ہے؛ کیونکہ مشروط شرط کے بعد آتا ہے۔

لغت میں نماز کا معنی دعاء ہے اور یہ معنیٰ قرآن میں بھی استعمال ہوا ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ"، یعنی ان کے لئے دُعاء فرمائیں آپ کا دُعاء کرنا ان کے لئے آرام دِہ ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اجابت دعوت کے بارے میں فرمایا: "وَاِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ"، یعنی روزہ سے ہو تو لوگوں کے لئے خیر و برکت کی دُعاء کرتا رہے۔

"صلوٰۃ کا مشتق منہ"

اس میں مختلف اقوال ہیں اوّل یہ ہے کہ یہ صَلَوَیْنِ سے مشتق ہے اس کا معنی ہے ٹیڑھی لکڑی کو

marfat.com
Marfat.com

آگ پر رکھنا تاکہ وہ سیدھی کی جائے۔ اس معنیٰ کی نماز سے مناسبت اس طرح ہے کہ سطوت کی حرارت سے نمازی کا ٹیڑھا پن زائل ہوجاتا ہے۔ اور وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ نماز بندے اور اس کے رب کے درمیان واسطہ ہے اور عبادات نفسانیہ اور بدنیہ کی جامع ہے جیسے طہارت ستر عورت اور ان میں مال خرچ کرنا، کعبہ کی طرف توجہ، عبادت میں مصروف رہنا، اعضاء سے خشوع کا اظہار کرنا، دل میں نیت خالص کرنا، شیطان کا مقابلہ کرنا، حق تعالیٰ سے مناجات کرنا، قرآن پڑھنا، توحید و رسالت کی گواہی دینا اور پاک و صاف اور لذیذ اشیاء سے رُکنا ہے (قسطلانی) علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ اشتقاق باطل ہے۔ کیونکہ "صلوٰۃ" میں لام کلمہ "واؤ" ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کی جمع صَلَوَاتٌ ہے اور "صلیٰ" میں یاء ہے۔ لہٰذا حروف اصلیہ میں اختلاف کے باعث اشتقاق صحیح نہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ بطلان کا دعویٰ صحیح نہیں کیونکہ حروف اصلیہ میں اتفاق، اشتقاق صغیر میں شرط ہے۔ اشتقاق کبیر و اکبر میں شرط نہیں۔

بعض علماء نے کہا "صَلٰوۃ" "صَلَوَیْن" سے مشتق ہے۔ صلوین صلا کا تثنیہ ہے۔ وہ سرین کی دائیں بائیں دو ہڈیاں ہیں۔ اس کی نماز سے مناسبت اس طرح ہے۔ نمازی رکوع و سجود میں اپنے سرینوں کو حرکت دیتا ہے (بیضاوی) بعض نے کہا: "صَلٰوۃ" "مُصَلِّیْ" سے مشتق ہے۔ گھوڑ دوڑ میں سب سے آگے سے پچھلے گھوڑے کو مُصَلِّیْ کہتے ہیں؛ کیونکہ اس کا سر سابق گھوڑے کے سرینوں سے ملتا ہے۔

بعض علماء نے کہا نماز دراصل تعظیم کا نام ہے اور وہ غایت خشوع ہے۔ اس مخصوص عبادت کو نماز اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں رب تعالیٰ کی تعظیم ہے۔ یہ وہ تعظیم ہے جس سے اُوپر تعظیم غیر متصور ہے۔ لہٰذا نبیوں، ولیوں، علماء کی تعظیم کو عبادت نہیں کہا جاتا ہے؛ کیونکہ ان حضرات کی تعظیم غایت خشوع نہیں ہے بلکہ اس سے اُوپر بھی تعظیم متصور ہے اور وہ رب العزت کی تعظیم ہے و نماز کا شرعی معنیٰ" ارکان معہودہ اور افعال مخصوصہ کا نام نماز ہے

جمہور علماء سلف و خلف نے کہا کہ اسراء بدن و روح سمیت ہوئی ہے۔ اور وہ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک نص قطعی سے ثابت ہے اور بیت المقدس سے سمٰوات کی طرف احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا سے ثابت ہے۔

اظہار نبوت کے بارہویں سال معراج ہوئی۔ سدی نے کہا ہجرت سے سولہ ماہ قبل ہوئی ہے حافظ عبدالغنی ابن سرور مقدسی نے سیرت میں ذکر کیا کہ اسراء رجب کی ۲۷ تاریخ کو ہوئی ہے۔ ابن جوزی نے کہا ابوطالب کی وفات کے بعد نبوت کے بارھویں سال معراج ہوئی۔

یہ کتاب نماز کے امور و احوال پر مشتمل ہے ان امور و احوال میں سے نماز کی فرضیت کی کیفیت کی معرفت بھی ہے؛ کیونکہ یہ اصل اور باقی فرع اور عارض ہیں اور جو ذات کا مقتضی ہو وہ صفات کے مقتضیٰ سے مقدم ہوتا ہے۔ اس لئے اس باب کو مقدم ذکر کیا اور دوسرے ابواب کو بعد میں ذکر کیا۔

---

marfat.com
Marfat.com

٣٤٣ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِي مُحَمَّدٌ فَقَالَ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلَى يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ عَلَى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا آدَمُ وَهٰذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ

---

٣٤٣ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوذر حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کی چھت کھولی گئی جبکہ میں مکہ میں تھا پھر جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور میرا سینہ کھولا دیا پھر اسے زم زم کے پانی سے دھویا پھر سونے کا تھال لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا اور اسے میرے سینہ میں بھر دیا پھر اسے بند کر دیا پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے پہلے آسمان کی طرف لے گئے جب پہلے آسمان کے قریب آئے تو جبریل نے آسمان کے خازن (داروغہ) سے کہا "دروازہ" کھولو! اُس نے کہا کون ہو؟ کہا جبرئیل۔ اُس نے کہا کیا آپ کے ساتھ بھی کوئی ہے کہا جی ہاں! جب اُس نے دروازہ کھولا ہم دُنیا والے آسمان پر چڑھ گئے۔ وہاں ایک شخص بیٹھا تھا جس کے دائیں بائیں کالے کالے ذرات تھے۔ جب وہ اپنی دائیں طرف دیکھتا تو ہنس پڑتا اور جب بائیں طرف دیکھتا تو رونے لگتا اُس نے مجھے دیکھ کر کہا اے نبی صالح اور نیک بیٹے مرحبا! میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہے اُس نے کہا یہ آدم علیہ السلام

marfat.com

Marfat.com

الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوَدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى حَتّٰى عُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ فَفُتِحَ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَ اِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يَثْبُتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَآءِ السَّادِسَةِ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِدْرِيْسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا

ہیں اور یہ کالے کالے ذرے جو ان کے دائیں بائیں ہیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں ان میں سے دائیں طرف والے جنتی ہیں اور بائیں طرف والے ذرات دوزخی ہیں جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوشی سے ہنستے ہیں اور جب بائیں طرف نظر کرتے ہیں تو رونا آجاتا ہے حتی کہ وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے۔

جبرئیل نے اس کے داروغہ سے کہا "دروازہ" کھولو اس کے داروغہ نے وہی کہا جو پہلے آسمان کے خازن نے کہا تھا اس نے (دروازہ) کھول دیا انس نے کہا ابوذر نے ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں میں حضرت آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم صلوات اللہ علیہم سے ملے اور یہ نہ بیان کیا کہ ان کے منازل کیسے ہیں مگر یہ ذکر کیا کہ آپ نے آدم کو پہلے آسمان میں سیدنا ابراہیم کو چھٹے آسمان میں دیکھا انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادریس علیہ السلام سے گزرے تو انھوں نے کہا اے صالح نبی اور نیک بھائی مرحبا! میں نے کہا یہ کون ہے؟ کہا یہ موسیٰ (علیہ السلام) ہے پھر میں عیسیٰ (علیہ السلام) سے گزرا تو انھوں نے کہا اے صالح نبی اور نیک بھائی مرحبا! میں نے کہا یہ کون ہے جبرئیل نے کہا یہ عیسیٰ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

marfat.com
Marfat.com

عِيسَى ثُمَّ مَرَرْتُ بِاِبْرَاهِيمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ
الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِبْرَاهِيمُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِي
اِبْنُ حَزْمٍ اَنَّ اِبْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُولَانِ قَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِجَ بِي حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيهِ
صَرِيفَ الْاَقْلَامِ قَالَ اِبْنُ حَزْمٍ وَاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى اُمَّتِي خَمْسِينَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ
بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى اُمَّتِكَ
قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِينَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ
لَا تُطِيقُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوسٰى قُلْتُ وَضَعَ
شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوسٰى قُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ
فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ

ابن شہاب نے کہا مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس اور ابو حبۃ انصاری ذکر کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ میں صاف برابر جگہ پہنچا۔ وہاں میں اقلام کی آواز سن رہا تھا۔ ابن حزم اور انس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں ان کے ساتھ واپس ہوا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام سے گزرا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا؟ میں نے کہا پچاس نمازیں، اُنھوں نے کہا آپ اپنے رب کے پاس تشریف لے جائیں؛ کیونکہ آپ کی اُمت اتنی نمازیں پڑھنے کی طاقت نہ رکھے گی میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا کچھ حصہ کم کر دیا۔ میں موسیٰ کی طرف لوٹا اور کہا اللہ نے کچھ کم کر دی ہیں۔ اُنھوں نے کہا آپ اپنے رب کے پاس دوبارہ جائیں؛ کیونکہ آپ کی اُمت اس کی متحمل نہ ہوگی۔ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ پھر کم کر دیا۔ میں اس کی طرف لوٹا تو اُنھوں نے کہا اپنے رب کے پاس دوبارہ جائیں۔ آپ کی اُمت اتنی نمازیں پڑھنے کی متحمل نہ ہوگی میں دوبارہ واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہیں مگر یہ پچاس ہی ہیں میرے ہاں کلام بدلا نہیں کرتا میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا تو اُنھوں نے کہا آپ اپنے رب کے

Marfat.com

اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهٗ فَقَالَ هِیَ خَمْسٌ وَهِیَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اِسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّیْ ثُمَّ انْطُلِقَ بِیْ اُنْتُهِیَ بِیْ اِلَی السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَا اَدْرِیْ مَا هِیَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا حَبَائِلُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ

پاس دوبارہ جائیں میں نے کہا اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔ پھر جبرئیل میرے ساتھ ہم سفر ہوئے حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اسے مختلف رنگوں نے ڈھکا ہوا تھا نامعلوم وہ کیا تھے پھر جنت میں لے جایا گیا اس میں موتیوں کے قبے تھے اور اس کی مٹی کستوری تھی۔

۳۴۳ — شرح : اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ پانچوں نمازیں معراج کی رات فرض ہوئیں لیکن اسراء کے وقت میں اختلاف ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض کے نزدیک خواب میں معراج ہوئی اکثر علماء کہتے ہیں کہ مختار یہ ہے کہ بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ آپ کو معراج ہوئی۔ بے شمار آثار اس پر دلالت کرتے ہیں اور یہی حق ہے۔ زہری نے کہا کہ اظہارِ نبوت کے پانچ سال بعد معراج ہوئی؛ کیونکہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ نے نماز فرض ہونے کے بعد آپ کے ساتھ فرض نماز پڑھی تھی اور بلا اختلاف آپ ہجرت سے تین یا پانچ سال پہلے وفات پاگئی تھیں (کرمانی) اس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے گھر تھے اس کو ہانی کا گھر مجازاً فرمایا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حطیم میں تھے مگر وہ واقعہ اور ہے اگر ایک ہی واقعہ ہو تو غسل صدر کے بعد آپ ام ہانی کے گھر تشریف لائے اور وہاں سے آسمان پر تشریف لے گئے جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا سینہ شریف سونے کے برتن میں آب زمزم سے دھویا اور جبریل کے لئے یہ جائز تھا یا سونے کے برتنوں کو اس وقت استعمال کرنا حرام نہ تھا اور علم و حکمت کی مثالی صورت آپ کے سامنے تھی۔ جسے آپ کے سینہ شریف میں ڈالا گیا"۔ فرشتہ کا یہ سوال کرنا کہ کیا سید عالم کو آسمانوں پر تشریف لانے کے لئے پیغام بھیجا گیا ہے؟ خوشی کے اظہار کے لئے تھا۔

سیدنا آدم علیہ السلام کی دائیں طرف جنت میں نظر تھی جہاں آپ کی جنتی اولاد ہے اور بائیں طرف دوزخ میں نگاہ تھی جہاں دوزخی ہیں حالانکہ جنت و دوزخ اپنے اپنے مکان میں تھیں (کرمانی) یعنی جنت ساتوں آسمانوں سے اوپر اور دوزخ ساتوں زمینوں سے نیچے ہے اور دونوں کو سیدنا آدم علیہ السلام دیکھ رہے تھے، ایک روایت میں ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو آپ نے کثیب احمر میں ان کی قبر شریف میں ان کو نماز

marfat.com
Marfat.com

پڑھتے دیکھا پھر بیت المقدس میں آپ ان سے متعارف ہوئے جبکہ آپ نے انبیاء کرام کی امامت کی پھر آپ ان کو چوتھے آسمان پر ملے اور پھر چھٹے آسمان پر ان سے ملاقات ہوئی معلوم ہوا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام ایک لحظہ میں کئی جگہ موجود ہو سکتے ہیں۔ اہل میزان کے نزدیک تکثر جزئی کا استحالہ ان کے عقول تک محدود ہے یہ شرعاً محال نہیں۔ جیسے خرق والتیام ان کے نزدیک محال ہے شرعاً جائز ہے۔

"صَرِيْفُ الْاَقْلَامِ" اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو فرشتے لکھتے ہیں۔ یہ ان کے قلموں کی آواز تھی۔ اللہ تعالیٰ عَالِمُ الْغَيْبِ ہے۔ تدوین کتب سے یاد کرنے سے وہ پاک ہے وہ اپنی مخلوق میں تدبیر کے لئے جو چاہے کرے اس کی حکمت وہی جانتا ہے۔

یہاں شطر سے مراد بعض ہے ظاہر بھی یہی ہے تاکہ تمام روایات متفق ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نمازیں عمل میں پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس ہیں؛ کیونکہ ہر نیکی کرنے سے دس گنا ثواب حاصل ہوتا ہے

دراصل ہم پر نمازیں پچاس فرض تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کرتے ہوئے تخفیف کر دی اور جس کی ادا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی۔ اسے منسوخ کر دیا اور استمرار عزم اور اعتقاد وجوب کو آپ سے اٹھا دیا۔ ہر بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مامور بہ کی تبلیغ کا عزم کر کے لوٹتے تھے۔ لہٰذا یہ فی الحقیقت نسخ ہے گویا کہ یہ شریعت اعتقاد وجوب کے بعد عمل سے پہلے منسوخ ہو گئی۔

سب سے پہلے کس نے نماز پڑھی؟

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے نماز پڑھی؛ کیونکہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے وادی کے ایک کنارے میں ایڑھی ماری تو پانی کا چشمہ جاری ہو گیا پھر وہاں سے جبرائیل علیہ السلام نے وضوء کیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ رہے تھے آپ واپس گھر تشریف لائے اور ام المؤمنین کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اس چشمہ پر لائے اور اس کے پانی سے وضوء فرمایا جیسے جبرائیل علیہ السلام نے وضوء کیا تھا پھر دونوں نے دو رکعت نماز پڑھی!

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے اچھے اعمال سے سیدنا آدم علیہ السلام خوش ہوتے ہیں اور برے اعمال سے غمناک ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ سیدنا آدم علیہ السلام ساری مخلوق کے اعمال پر مطلع ہیں۔ کسی کے سامنے اس کی مدح جائز ہے جبکہ وہ اس سے فخر و غرور میں نہ آئے۔ اس وقت وتر کی نماز واجب نہ ہوئی تھی؛ کیونکہ آپ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے جس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے۔

"السِّدْرَةُ الْمُنْتَهٰى" تمام آسمانوں سے اوپر درخت ہے اس کو منتہیٰ اس لئے کہا جاتا ہے کہ فرشتوں کا

marfat.com

Marfat.com

۳۴۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِيْ صَلٰوةِ الْحَضَرِ

بَابُ وُجُوْبِ الصَّلٰوةِ فِي الثِّيَابِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّمَنْ صَلّٰى مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَيُذْكَرُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَزُرُّهٗ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ نَظْرٌ وَمَنْ صَلّٰى فِي الثَّوْبِ الَّذِيْ يُجَامِعُ فِيْهِ مَا لَمْ يَرَ فِيْهِ اَذًى وَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ

علم وہاں تک ختم ہو گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی بھی اس سے آگے نہیں جا سکا۔ اس درخت کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے اور پھیلاؤ ساتویں آسمان پر ہے جو سب سے اُوپر ہے۔ لہٰذا مسلم کی روایت میں جو مذکور ہے کہ سدرہ چھٹے آسمان پر ہے لہٰذا سب سے اُوپر نہ ہوا اس حدیث کے منافی نہیں۔

اس حدیث کے تمام راویوں کا ذکر ہو چکا ہے)

---

۳۴۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی تو حضر و سفر میں دو دو رکعتیں فرض کیں سفر کی نماز تو برقرار رکھی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کیا گیا۔

شرح : اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل نماز دو رکعت ہے جو سفر میں ثابت رہی اور حضر میں زیادہ کی گئی۔ اسی لئے سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سفر میں صرف دو رکعت فرض ہیں چار پڑھنا اساءت ہے۔

اسماء رجال : صالح بن کیسان ، حدیث ۶ کے آخر میں دیکھیں۔ باقی تمام راویوں کا ذکر ہو چکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

باب ۔ کپڑوں میں نماز کا وجوب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : "ہر نماز کے وقت لباس پہنو اور جس نے ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھی، سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے وقت" اسے ٹانک لے اگرچہ کانٹے کے ساتھ ہی سہی، اس روائت کے اسناد میں کلام ہے، اور جس نے اس کپڑے میں نماز پڑھی جس میں وہ جماع کرتا ہے جب تک اس میں غلاظت نہ دیکھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "بیت اللہ کا طواف کوئی ننگا شخص نہ کرے"

شرح : اَلصَّلٰوۃُ فِی الثِّیَابِ سے مراد سترِ عورت ہے اور یہ مطلقاً نماز میں فرض ہے۔ امام ابوحنیفہ اور شافعی رضی اللہ عنہما، اکثر فقہاء اور محدثین کے نزدیک فرضی اور نفلی نماز میں اس کی صحت کے لئے ستر عورت شرط ہے اور امام مالک کے نزدیک سُنت ہے۔

زینت سے مراد لباس اور مسجد سے مراد نماز ہے۔ مشرک ننگے طواف کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم ان کپڑوں میں اللہ کی عبادت نہیں کریں گے جن میں ہم گناہ کرتے ہیں اور اس آیت کا نزول اگرچہ طواف کے بارے میں ہے مگر خاص سبب کا اعتبار نہیں ہوتا عموم لفظ کا اعتبار ہوتا ہے، کیونکہ ارشاد یہ ہے کہ ہر مسجد میں نماز کے لئے کپڑے پہنو صرف مسجدِ حرام کو خاص نہیں کیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی شرمگاہیں ڈھانپو اور مسور رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ کپڑے پہنو اور ننگے نہ چلو اور مسلم شریف میں ابوسعید سے مرفوع روائت ہے کہ مرد و زن ایک دُوسرے کی شرمگاہ نہ دیکھیں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہاں ایک کپڑے میں نماز پڑھ لو اور اسے ٹانک لو جبکہ اُنھوں نے آپ سے پوچھا تھا یا رسُول اللہ میں شکار کیا کرتا ہوں کیا ایک ہی قمیض میں نماز پڑھ لیا کروں؟ امام بخاری نے اس روائت کو صیغۂ تمریض (وُیذکر) سے ذکر کیا اسی لئے بعد میں کہا کہ اس حدیث کے اسناد میں کلام ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس روائت کے اسناد میں موسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی ہے اور یحییٰ بن سعید قطان نے اس کو منکر الحدیث کہا

marfat.com

Marfat.com

٣٤٥ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَاَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ قَالَ حَدَّثَتْنَا اُمُّ عَطِيَّةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

مَنْ صَلّٰى فِي الثَّوْبِ الْحَدِيْثَ ،، یہ باب کے ترجمہ کا تتمہ ہے اور اس سے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا سے کہا کیا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے جس میں ہم بستری فرماتے تھے؟ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں جبکہ اس میں نجاست نہ لگی ہو۔ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْحَدِيْثَ یہ جملہ بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے لیا گیا ہے اور اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں ستر عورت شرط ہے کیونکہ یہ طواف میں شرط ہے جو نماز کے مشابہ ہے تو نماز میں بطریقِ اولیٰ ستر عورت فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

---

٣٤٥ ترجمہ: ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں یہ حکم ہوا کہ ہم دونوں عیدوں میں حیض والی اور پردہ دار عورتوں کو نکالیں۔ وہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعاء میں حاضر ہوں اور حیض والی عورتیں عیدگاہ سے علیحدہ رہیں۔ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے کسی عورت کی چادر نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا: اس کی سہیلی اپنی چادروں میں سے ایک اسے پہنا دے۔ **٣٤٦** ترجمہ: عبداللہ بن رجاء نے کہا ہمیں عمران نے اُنھوں نے کہا ہمیں محمد بن سیرین نے اُنھوں نے کہا ہمیں ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا ہے۔

٣٤٥ ـ ٣٤٦ ـــ شرح: یہ حدیث ،، بَابُ شُهُوْدِ الْحَائِضِ الْعِيْدَيْنِ ،، میں گذری ہے۔ حدیث ٣٢٠ کا مطالعہ کریں، جس عورت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عَقْدِ الْإِزَارِ عَلَى الْقَفَا فِي الصَّلٰوةِ

وَقَالَ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِيْ اُزُرِهِمْ عَلٰى عَوَاتِقِهِمْ

٣٤٧ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلّٰى جَابِرٌ فِيْ اَزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَثِيَابُهُ مَوْضُوْعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ تُصَلِّيْ فِيْ اِزَارٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ اِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِكَ لِيَرَانِيْ اَحْمَقُ مِثْلُكَ وَاَيُّنَا كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے آپ سے پوچھا وہ ام عطیہ تھیں ؛ چنانچہ دوسری روایت میں ہے کہ ام عطیہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! اس حدیث کی باب سے مناسبت "لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا" میں ہے ؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو عیدین میں لے جانے کے لئے کپڑے پہننے کی تاکید فرمائی حتی کہ وہ عاریتاً کپڑے لے کر عیدگاہ میں جائے جب عید کے لئے نکلنے میں اس قدر تاکید ہے تو فرض کی ادائیگی کے لئے بطریق اولیٰ کپڑے پہننے ضروری ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم !

اسماء رجال : عبداللہ بن رجاء غدانی بصری ہیں ان کی کنیت ابوعمرو ہے۔ ۲۱۹۔ ہجری میں فوت ہوئے اور یہ عمران بن داور ہیں۔

باب — نماز میں چادر گدی پر باندھنا

ابوحازم نے سہل سے روایت کی کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جبکہ انھوں نے اپنی چادریں کندھوں پر باندھی ہوئی تھیں۔

٣٤٧ — شرح امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ستر عورت کی تاکید کے لئے یہ باب ذکر کیا

marfat.com

Marfat.com

۳۴۸ — حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ اَبُوْ مُصْعَبٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی الْمَوَالِی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ قَالَ رَاَیْتُ جَابِرًا یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَقَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ

ہے؛ کیونکہ جب چادر گردن پر باندھیں تو شرمگاہ ظاہر نہیں ہوتی۔ ابو حازم کا نام حزم تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر کے سہل رکھا وہ اکانوے ۹۱ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے مدینہ منورہ میں فوت ہونے والے یہ آخری صحابی تھے رضی اللہ عنہ،،

تین لکڑیوں کے سروں کو اکٹھا کر کے ان کے نچلے حصے تین اطراف میں پھیلا دیئے جاتے ہیں جیسے دیہات میں قصاب اس طرح لکڑیاں جمع کر کے ان پر گوشت لٹکاتے ہیں لوگ ان پر کپڑے لٹکایا کرتے تھے اسے "مشجب" کہتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی غرض یہ ہے کہ یہ فعل جائز ہے اور میں نے اس لئے یہ کیا ہے کہ مجھے کوئی جاہل دیکھ کر اپنی جہالت کے باعث مجھ پر اعتراض کرے تو میں اسے اس کا جواز بیان کروں اور مخاطب کو حماقت کی طرف منسوب کرتے ہوئے بیان میں سختی اس لئے کی کہ اس نے ایک مسنون فعل پر اعتراض کیا تھا۔

اکثر فقہاء نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگرچہ ایک سے زیادہ کپڑے پاس موجود ہوں، حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اس کے خلاف ہیں چنانچہ ابن شیبہ نے ان سے روائت کی کہ "ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے اگرچہ وہ زمین و آسمان کے مابین کو چھپالے نیز حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے اور کپڑا دستیاب نہ ہو تو ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

اسماء رجال : ع۱ ابو حازم سلمہ بن دینار اعرج زاہد مدنی ہیں ع۲ سہل بن سعد ساعدی انصاری خزرجی ہیں۔ ان کی کنیت ابو العباس ہے۔ ان کا نام حزن تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل نام رکھا مدینہ منورہ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آخر میں ۹۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۳ احمد بن یونس حدیث ع۲۵ کے اسماء میں مذکور ہیں ع۴ عاصم بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہم وہ اپنے بھائی واقد سے روائت کرتے ہیں ع۴ محمد بن منکدر مشہور تابعی ہیں۔ حدیث ع۱۹۲ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

---

۳۴۸ — ترجمہ : محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا انھوں نے کہا میں نے سرور کائنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا۔

۳۴۸ — شرح : حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہ دوسرا طریقہ ہے اور اس میں سید عالم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهٖ

وَقَالَ الزُّهْرِیُّ فِیْ حَدِیْثِهِ الْمُلْتَحِفُ الْمُتَوَشِّحُ وَهُوَ الْمُخَالِفُ بَیْنَ طَرَفَیْهِ عَلٰی عَاتِقَیْهِ وَهُوَ الْاِشْتِمَالُ عَلٰی مَنْكِبَیْهِ وَقَالَتْ اُمُّ هَانِئٍ اِلْتَحَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ لَهٗ وَخَالَفَ بَیْنَ طَرَفَیْهِ عَلٰی عَاتِقَیْهِ

۳۴۹ — حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَیْنَ طَرَفَیْهِ

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع نسبت کی ہے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یہ طریقہ پہلی حدیث کے طریقہ سے زیادہ ممکن ہے الحاصل ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اور پورے کپڑوں میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ علامہ عینی نے کہا اس باب میں جتنی بھی روایات ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی ممانعت میں وارد ہیں وہ افضلیت پر محمول ہیں۔ عدم جواز پر محمول نہیں۔ بعض نے کہا وہ کراہۃ تنزیہی پر محمول ہیں تحریمی پر محمول نہیں

اسماء رجال : ۱؎ مُطَرِّف بن عبداللہ ان کی کنیت ابو مصعب ہے۔ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ ہیں۔ وہ مدنی ہیں اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ۲۲۰ ہجری میں فوت ہوئے ۲؎ عبدالرحمٰن بن زید بن ابی الموالی ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔ ۱۷۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب ایک ہی کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھنا

امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی روائت میں کہا ملتحف متوشح ہے اور وہ شخص ہے جو کپڑے کے دونوں کنارے اپنے کندھوں پر ڈال لے اور وہ اشتمال ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۳۵۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ ثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فِيْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ قَدْ اَلْقٰى طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ

۳۵۱ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهٖ فِيْ بَيْتِ اُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ

(یعنی دائیں طرف کا کنارہ بائیں طرف اور بائیں طرف کا کونہ دائیں طرف ڈالنا) ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کپڑے میں لپٹے اور اس کے دونوں کنارے دونوں کندھوں پر الٹ کر ڈال لئے

۳۵۰ — ترجمہ: عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور کپڑے کے دونوں کنارے دونوں کندھوں پر الٹ کر ڈال لئے۔

۳۵۱ — ترجمہ: حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ام سلمہ کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ آپ نے کپڑے کے دونوں کنارے دونوں کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

۳۴۹ تا ۳۵۱ — شرح: ان تینوں روایات سے واضح ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی کپڑے میں لپٹ کر اشتمال کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے۔ اشتمال اور توشیح ایک ہی چیز ہے اور وہ یہ ہے کہ چادر کا کنارہ جو دائیں کندھے پر ہو اس کو بائیں ہاتھ کے بغل سے نکال کر اور بائیں کندھے والے کنارے کو دائیں ہاتھ کے بغل سے نکال کر دونوں کونوں کو گدی پر باندھ لے جیسے بچوں کو اس طرح ایک کپڑے میں لپیٹا جاتا ہے۔ اس طرح دونوں کنارے مختلف کرنے سے نمازی کی نظر رکوع کے وقت شرمگاہ پر نہیں پڑتی اور نماز میں ستر عورت ہو جاتا ہے جب کپڑے نہ ہوں تو اس طرح ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اور جس اشتمالِ صماء سے منع کیا گیا ہے وہ

marfat.com
Marfat.com

۳۵۲ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ اَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِا

اس کے خلاف ہے اس میں دونوں ہاتھ بھی کپڑے میں محبوس ہوتے ہیں۔ فقہاء کی ایک جماعت کا یہ مسلک ہے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابراہیم نخعی اس کے خلاف ہیں انھوں نے کہا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جبکہ وہ دو کپڑوں پر قادر ہو۔ اگر دو کپڑوں پر قادر نہ ہو جب بھی التحاف اور اشتمال سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ بلکہ سنت یہ ہے کہ ایک کپڑے کو تہمد بنا کر نماز پڑھے۔

امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی نماز پڑھے تو دو کپڑے پہن لے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور زینت کرنا مستحسن ہے اگر اس کے پاس دو کپڑے نہ ہوں تو نماز پڑھنے کے وقت ایک تہمد بنا لے اور یہودیوں کی طرح اشتمال نہ کرے۔

علامہ عینی نے کہا اس بارے میں جتنی احادیث ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع میں وارد ہیں۔ وہ افضلیت پر محمول ہیں عدم جواز پر محمول نہیں بعض نے کہا تنزیہی پر محمول ہیں۔ الحاصل ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہہ یا خیر افضل ہے۔ افضل یہ ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ عبیداللہ بن موسیٰ حدیث ع۷ کے اسماء میں مذکور ہے ع۲ عمر بن ابی سلمہ مخزومی ہیں۔ ابوسلمہ کا نام عبداللہ ہے۔ عمر بن ابی سلمہ کی کنیت ابوحفص ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب (ام المؤمنین ام سلمہ کے صاحبزادے) وہ ہجرت کے دوسرے سال حبشہ کی زمین میں پیدا ہوئے۔ عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں ۸۳ ہجری کو فوت ہوئے۔

حدیث ع۳۵۰ : ع۱ محمد بن مثنیٰ حدیث ع۱۵ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ ع۲ یحییٰ ابن سعید قطان حدیث ع۱۲ کے اسماء میں گزر چکے ہیں۔

حدیث ع۳۵۱ : عُبَید بن اسماعیل کا نام عبداللہ ہے اور عبیداللہ مشہور ہے۔ ان کی کنیت ابومحمد ہباری کوفی ہیں۔ ۸۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

۳۵۲ — ترجمہ : ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال

marfat.com
Marfat.com

فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ وَذَاكَ ضُحًى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور آپ کو غسل کرتے پایا۔ آپ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو پردہ کر رہی تھیں۔ ام ہانی نے کہا میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں ابوطالب کی بیٹی ام ہانی ہوں۔ آپ نے فرمایا ام ہانی مرحبا! جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک کپڑے میں لپٹ کر آٹھ رکعات نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں کا بیٹا گمان کرتا ہے کہ وہ اس شخص کو قتل کرنے والا ہے جس کو میں نے امان دیا ہے وہ شخص فلاں بن ہبیرہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام ہانی! جسے تو نے امان دیا ہم نے بھی اسے امان دیا۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا وہ چاشت کا وقت تھا۔

۳۵۲ ــــ **شرح** : ام ہانی فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئی تھی اسلام لانے سے پہلے وہ ہبیرہ کی منکوحہ تھی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہے فلاں بن ہبیرہ سے مراد ام ہانی کا ربیب ہے جو ہبیرہ کی پہلی بیوی سے تھا۔ راوی اس کا نام بھول گیا تھا یا وہ ام ہانی کا بیٹا تھا۔ صحیح یہی ہے ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں مردوں کو پردہ کر سکتی ہیں اور پردہ کے پیچھے سلام کہنا جائز ہے زیارت کے لئے آنے والے شخص کو مرحبا کہنا مستحب ہے چاشت کی نماز ثابت ہے اور وہ آٹھ رکعات ہیں۔

آزاد مرد یا عورت کافروں کو امان دے سکتے ہیں مولی کی اجازت کے بغیر غلام امان نہیں دے سکتا۔ آزاد عقلمند بچے کا امان صحیح ہے۔

اسماء رجال : اسماعیل بن ابی اُویس حدیث ۱۲ کے تحت دیکھیں۔ ابوالنضر کا نام سالم ابن ابی امیہ ہے وہ عمر بن عبید اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔ وہ قریشی تیمی ہیں ــــ ۱۲۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابومرہ کا نام یزید ہے۔ ام ہانی کے آزاد کردہ ہیں۔ وہ مجازاً عقیل کی طرف بھی منسوب ہیں؛ کیونکہ وہ بکثرت عقیل کے ساتھ رہتے تھے۔ ہُبَیرَہ بن عمرو مخزومی ہے۔ ام ہانی نے فتح مکہ میں اسلام قبول کیا وہ مسلمان ہونے سے پہلے ہُبَیرَہ کے نکاح میں تھیں اور کئی بچوں کو جنم دیا۔ ان میں سے ہانی جس کے نام پر ان کی کنیت ہے۔ ام ہانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں ان کا نام فاختہ ہے۔ علامہ کرمانی

رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: ام ہانی کی مراد ان کا بیٹا ہے [illegible]

marfat.com
Marfat.com

٣٥٣ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ سَآئِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ

بَابُ اِذَا صَلّٰى فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَلْيَجْعَلْ عَلٰى عَاتِقَيْهِ

٣٥٤ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يُصَلِّيْ اَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقِهٖ شَيْءٌ

---

٣٥٣ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سب کے دو دو کپڑے ہیں۔

٣٥٣ ـــ شرح : "اَوَلِكُلِّكُمْ" میں ہمزہ استفہام کے لئے ہے اور معطوف علیہ مقدر ہے۔ یعنی اَنْتَ سَائِلٌ "عَنْ مِثْلِ هٰذَا الظَّاهِرِ وَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ" مگر اس کا معنیٰ اخبار ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی تنگ حالی اور کپڑوں کی نایابی کی اسے خبر دیتے ہیں کہ جب تمہارا یہ حال ہے اور تم میں سے کسی کے پاس دو کپڑے نہیں اور نماز تم پر واجب ہے تو تمہیں علم ہونا چاہیئے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ امام طحاوی نے کہا اگر ایک کپڑے میں نماز مکروہ ہوتی تو اس شخص کی نماز بھی مکروہ ہوتی جس کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہو، کیونکہ جو شخص دو کپڑے رکھتا ہے اس کے لئے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم وہی ہے جو اس شخص کی نماز کا حکم ہے جس کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہو۔

marfat.com

Marfat.com

۳۵۵ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُهُ اَوْكُنْتُ سَاَلْتُهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ

باب ـ جب ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اپنے کندھوں پر کوئی کپڑا وغیرہ کرلے

۳۵۴ ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے جبکہ اس کے کندھوں پر کوئی کپڑا وغیرہ نہ ہو۔

۳۵۵ ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں گواہ ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان سُنا کہ جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے اس کے دونوں کنارے اُلٹ لے۔

۳۵۴ ـ شرح : خطابی نے کہا یہ نہی استحباب کے لئے ہے وجوب کے لئے نہیں، کیونکہ یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی جس کا ایک کنارہ آپ کی بیوی پر تھا جو وہاں سو رہی تھیں اور یہ مسلم الثبوت ہے کہ کپڑے کا جو حصہ آپ پہنے ہوئے تھے وہ اتنا وسیع تو نہ تھا کہ اس کا تہمد باندھ کر باقی کو اپنے دونوں کندھوں پر کر سکیں نیز اس کے بعد حضرت جابر کی حدیث آرہی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ عاتق پر کوئی شئ نہ ہو تو جب بھی نماز جائز ہے۔

۳۵۵ ـ شرح : دونوں کناروں میں الٹ پلٹ کرنا ہی توشح اور اشتمال ہے، یہ اس لئے فرمایا کہ اُوپر والا بدن اور زینت کا مقام مستور ہو۔ ابن بطال نے کہا کپڑے کا الٹ پلٹ کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ رکوع کے وقت نمازی کی نگاہ شرمگاہ پر نہ پڑے اس کا ایک اور فائدہ یہ بھی ہے کہ رکوع کرتے وقت کپڑا نہ گرے۔ جمہور کے نزدیک یہ امر استحبابی ہے اگر نماز پڑھے اور عاتق پر کوئی شئ نہ ہو تو نماز صحیح ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر کپڑا نہ الٹائے تو کبھی اسے ہاتھ سے روکنے کی ضرورت پڑتی ہے جس میں مشغول ہونے سے سنت فوت ہو جاتی ہے اور وہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا

۳۵۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ صَالِحٍ قَالَ ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَنَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ أَمْرِي فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَاشْتَمَلْتُ بِهِ وَصَلَّيْتُ إِلَى جَانِبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَا السُّرٰى يَا جَابِرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِحَاجَتِي فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ مَا هٰذَا الْإِشْتِمَالُ الَّذِي رَأَيْتُ قُلْتُ كَانَ ثَوْبًا قَالَ فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهِ وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ

باب — جب کپڑا تنگ ہو

۳۵۶ — ترجمہ : سعید بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا۔ ایک رات اپنے کسی کام کے لئے آیا تو آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا میرے اوپر صرف ایک کپڑا تھا میں اس میں لپٹ گیا اور آپ کے ایک طرف نماز پڑھنے لگا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے جابر رات کو آنے کا کیا سبب ہے میں نے اپنی حاجت بیان کی جب فارغ ہوا تو فرمایا یہ اشتمال کیسا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں نے کہا کپڑا تنگ تھا فرمایا اگر کپڑا فراخ ہو تو اسے اوڑھ لیا کرو اور اگر تنگ ہو تو اس کا تہمند بنا لیا کرو!

۳۵۶ — شرح : علامہ خطابی نے کہا جس اشتمال کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا وہ اشتمال صماء ہے وہ یہ ہے کہ کپڑے میں اس طرح لپٹ جائے کہ کپڑے کا کوئی کنارہ نہ اٹھائے اور نیچے کی طرف ہاتھ نکالنے کے بغیر کپڑے سے ہاتھ باہر نکالنا مشکل ہو جائے اس وقت شرمگاہ کے برہنہ ہونے کا خوف ہوتا ہے ابن بطال نے کہا حدیث جابر کی حدیث ابوہریرہ کی اس حدیث کی تفسیر ہے جو

marfat.com

Marfat.com

۳۵۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِيْ اُزُرِهِمْ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ وَيُقَالُ لِلنِّسَآءِ لَا تَرْفَعْنَ رُؤُسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا

پہلے باب میں گزری ہے، وہ یہ کہ "تم سے کوئی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے جبکہ اس کے کندھے پر کوئی شئی نہ ہو" کہ اس سے وہ کپڑا مراد ہے جو کشادہ ہو اور اسے اوڑھنا ممکن ہو اور جب کپڑا چھوٹا ہو اور اسے اوڑھ نہ سکے تو تہمد باندھ لے۔ علامہ کرمانی نے کہا اگر یہ کہا جائے کہ پہلی حدیث جس میں ایک کپڑے سے تہمد باندھ کر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے وہ بظاہر اس کے معارض ہے کہ اگر کپڑا کشادہ نہ ہو تو تہمد باندھ لے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے نہی اس شخص کے لئے ہے جو اور کپڑا بھی رکھتا ہو اور جس کے پاس کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو اس کے لئے ایک کپڑے میں نماز پڑھنا ممنوع نہیں جیسے چھوٹے چھوٹے کپڑے کو تہمد باندھ کر نماز پڑھنے میں حرج نہیں۔ اس کا شاہد یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی گردنوں پر چادریں باندھ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے اگر ان کے پاس اور کپڑے ہوتے تو وہ نماز میں ضرور کپڑے پہنتے اور عورتوں کو یہ تکلیف نہ دی جاتی کہ مردوں کے سیدھے کھڑے ہونے تک وہ اپنے سر سجدہ سے نہ اٹھائیں حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کی مخالفت نہ کرو جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر سجدہ سے اٹھاؤ۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ کپڑا جب کشادہ ہو تو اسے الٹ پلٹ کر لے اور جب تنگ ہو تو تہمد باندھ لے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

اسماءِ رجال : ع۱ یحییٰ بن صالح وحاظی ان کی کنیت ابوزکریا ہے۔ وہ حافظ فقیہ ہیں۔ ۲۲۴ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ فلیح بن سلیمان بن ابو مغیرہ خزاعی مدنی ہیں ان کی کنیت ابویحییٰ اور نام عبدالملک ہے فلیح ان کا لقب ہے جو نام پر غلبہ کر گیا ہے۔ حدیث ع۵۶ کے اسماء میں گزرا ہے ع۳ سعید بن حارث انصاری مدینہ منورہ کے قاضی تھے۔

---

۳۵۷ — ترجمہ : حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعض لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے جبکہ وہ چادریں اپنی گردنوں پر ایسے باندھتے تھے جیسے بچوں کی ہیئت ہوتی ہے اور عورتوں سے کہا جاتا کہ تم اپنے سر سجدہ سے نہ اٹھاؤ حتیٰ کہ مرد سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ فِی الْجُبَّةِ الشَّامِیَّةِ

وَقَالَ الْحَسَنُ فِی الثِّیَابِ یَنْسُجُهَا الْمَجُوْسُ لَمْ یَرَ بِهَا بَأْسًا وَقَالَ مَعْمَرٌ رَأَیْتُ الزُّهْرِیَّ یَلْبَسُ مِنْ ثِیَابِ الْیَمَنِ مَا صُبِغَ بِالْبَوْلِ وَصَلّٰی عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فِیْ ثَوْبٍ غَیْرِ مَقْصُوْرٍ

۳۵۷ — شرح: عورتوں کو سجدہ سے جلدی سر اُٹھانے سے منع اس لئے کیا گیا تھا کہ لوگ ایک کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھا کرتے تھے جبکہ کپڑوں میں قلت تھی اور ان کے سجود کی حالت میں اگر عورتیں سر جلدی اُٹھاتیں تو ان کی شرمگاہوں پہ نظر پڑنے کا خوف تھا۔

اسماء رجال: ۱ یحییٰ بن سعید قطان ۲ سفیان ثوری اور سہل بن سعد تمام کا ذکر ہو چکا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سفیان سے مراد ابن عُیَیْنَہ ہو، کیونکہ دونوں ابو حازم سے روایت کرتے ہیں۔ ابو حازم کا نام سلمہ بن دینار ہے۔ لیکن مزی نے سفیان ثوری کی تصریح کی ہے۔

باب — شامی جبّہ میں نماز پڑھنا

امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کپڑوں کے بارے میں کہا جن کو مجوس بُنتے ہیں کہ ایک قوم نے ان میں نماز پڑھنے میں حرج نہیں سمجھا۔ معمر نے کہا میں نے زہری کو دیکھا وہ یمن کے کپڑوں سے وہ کپڑے پہنتے جو پیشاب میں رنگے جاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کپڑے میں نماز پڑھی جو ابھی دھویا نہ گیا تھا (کورے کپڑے میں)

شرح: شامی جبّہ سے مراد وہ جُبّہ ہے جسے کفار بنیں اور کفار کے بُنے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ جب تک ان کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ ان کو دھوئے بغیر ان میں نماز پڑھنے میں حرج نہ جانتے تھے۔ امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جن جانوروں کا

marfat.com
Marfat.com

۳۵۸ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ يَا مُغِيْرَةُ خُذِ الْاِدَاوَةَ فَاَخَذْتُهَا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهٗ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ فَاَخْرَجَ يَدَهٗ مِنْ اَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّاَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى

گوشت کھایا جائے ان کا پیشاب پاک ہے اور اگر مطلقاً پیشاب مراد ہے تو اس کا محمل یہ ہے کہ وہ ایسے کپڑے پہننے سے پہلے دھو لیتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کورے کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ ابن بطال نے کہا کفار کے کپڑوں میں نماز پڑھنے میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور کوفہ کے فقہاء ان کپڑوں کو پہننا جائز کہتے ہیں جب تک کہ ان کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو کپڑے مشرک بنتے ہیں ان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، اگر ان میں نماز پڑھ لی تو وقت میں اعادہ کرلے، اسحاق کے نزدیک سب کپڑے پاک ہیں۔ امام حسن بصری کا اثر ترجمۃ الباب کے مطابق ہے اور باقی دو اثر تبعاً ذکر کر دیئے ہیں۔ امام شافعی اور فقہاءِ کوفہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کافروں کے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگر معلوم ان کو دھویا نہ جائے جب تک ان کی نجاست راجح نہ ہو!

۳۵۸ — ترجمہ : حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا اے مغیرہ پانی کا برتن لے لو میں ارشاد بجا لایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دور تشریف لے گئے حتی کہ میری نگاہ سے غائب ہو گئے اور قضاءِ حاجت فرمائی۔ جبکہ آپ پہ شامی جبہ تھا۔ آپ نے آستین سے ہاتھ نکالنے کا قصد کیا وہ تنگ تھی تو جبہ کے نیچے سے ہاتھ نکالا میں نے آپ پہ (وضوء کے لئے) پانی ڈالا۔ آپ نے نماز کے وضوء جیسا وضوء فرمایا اور موزوں پہ مسح فرمایا پھر نماز پڑھی!

۳۵۸ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تنگ آستینوں والا جبہ پہننا جائز ہے اور بول میں رنگے ہوئے کپڑوں میں امام زہری کا نماز پڑھنا ان کو دھونے کے بعد پر محمول ہے کما مرّ آنفاً۔ یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مشرکوں کے کپڑے پہننے مباح ہیں، کیونکہ آپ نے جبہ شامیہ پہنا اور اس وقت شام دارِ کفر تھا۔ یہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے جو نو ہجری میں واقع ہوا اور شامیوں کے کپڑوں کی آستینیں تنگ ہوا کرتی تھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رئیس لوگوں کو اپنی خدمت پہ مامور کر سکتا ہے اور قضاءِ حاجت کے وقت لوگوں سے پردہ کرنا جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّعَرِّيْ فِي الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا

۳۵۹ — حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ ثَنَا رَوْحٌ قَالَ ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِيْ لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلٰى مَنْكِبَيْكَ دُوْنَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُرْيَانًا

باب — نماز وغیرہ میں برہنہ ہونا مکروہ ہے

۳۵۹ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ کعبہ (کی تعمیر) کے لئے پتھر نقل کر رہے تھے اور آپ نے تہمد باندھا ہوا تھا۔ آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا اے میرے بھتیجے! اگر تہمد اتار کر اپنے کندھے پر پتھر کے نیچے رکھ لیں تو آسانی رہے گی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے تہمد اپنے کندھوں پر رکھ لیا اور بیہوش ہو کر گر پڑے اس کے بعد آپ کو کبھی برہنہ نہیں دیکھا گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

۳۵۹ — شرح : ابن بطال نے کہا کعبہ کی تعمیر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار نبوت سے پندرہ برس پہلے تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹی عمر کے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور آپ کو وہ علوم سکھائے جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر حکم نازل فرمایا کہ بیت اللہ کا طواف برہنہ نہ کریں اور اس سے جاہلیت کا وہ طریقہ منسوخ کر دیا جو وہ ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنے میں حرج نہ جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اچھے اخلاق اور پاکیزہ طبع پر پیدا فرمایا مگر مشہور یہ ہے کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے دس سال بعد قریش نے کعبہ کی تعمیر کی اس وقت آپ کی عمر شریف پینتیس ۳۵ برس تھی۔ سیرت محمد بن اسحاق میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چھوٹی عمر شریف کے حالات بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ چھوٹے بچوں کے ساتھ ہم پتھر اٹھا کر لاتے ہیں جس پر بچے آپس میں کھیلتے ہیں اور ہم سب برہنہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الْقَمِيْصِ وَالسَّرَاوِيْلِ وَالتُّبَّانِ وَالْقَبَآءِ

۳۶۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تھے آپ کا تہمد اُٹھا کر آپ کے کندھوں پر رکھا گیا تاکہ اس پر پتھر رکھ کر لائیں میں بچوں کے ساتھ آتا جاتا تھا کہ کسی نے مجھے سختی سے خبردار کیا اور کہا تہمد باندھ لیں میں نے تہمد باندھا اور اپنے کندھے پر پتھر اُٹھا کر لاتا رہا؛ جبکہ تہمد باندھا ہُوا تھا۔

اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دوبار ہُوا ہے ایک مرتبہ آپ کی کمسنی میں اور دُوسری بار بنیانِ کعبہ کے وقت، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹی عمر شریف میں جاہلیت کے اخلاق اور قبائح سے محفوظ تھے اور نبوت کے اظہار سے پہلے اور بعد رذائل اور معایب سے مبرا تھے۔

اسماء رجال ۳۵۸ : ع۱ یحییٰ ہوسکتا ہے کہ یہ یحییٰ بن موسیٰ ہوں یہ بھی احتمال ہے کہ یحییٰ بن معین ہوں کیونکہ اُنھوں نے بھی ابو معاویہ سے روائت کی ہے اور بخاری اس سے روائت کرتے ہیں۔ ع۲ ابو معاویہ محمد بن خازم ہیں ہوسکتا ہے کہ ابو معاویہ شیبان نحوی ہو۔ دونوں کا ذکر ہوچکا ہے۔ ع۳ مُسلم بن عمران کی کنیت ابو عبد اللہ ہے یہ کوفی ہیں یا مسلم بن صبیح ہیں ان کی کنیت ابو الضحیٰ عطار ہے۔ اس احتمال سے حدیث میں سقم نہیں آتا اور نہ ہی اس کی صحت میں قدح ہوتی ہے؛ کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک عادل ضابط ہے اور بخاری کی شرط کے مطابق ہے اور بخاری نے جامع میں دونوں سے روائت کی ہے ع۴ مسروق بن ساع ہمدانی۔ انہیں مسروق اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بچپن میں چوری ہوگئے تھے ع۵ مغیرہ بن شعبہ دونوں کا ذکر ہوچکا ہے۔

اسماء رجال ۳۵۹ : ع۱ مطر بن فضل مروزی ہیں قدمر ع۲ روح بن عبادہ بصری قبیلہ قیس ابن ثعلبہ سے ہیں۔ ابن مدینی نے کہا محدثین میں سے بعض حضرات ایسے ہیں جو طلب علم میں بڑھے پھولے اور احادیث بیان کیں ان میں سے رَوح بن عبادہ بن علاء بصری ہیں ۲۰۵ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ زکریا بن اسحاق مکی ہیں ع۴ عمرو بن دینار جمحی ہیں حدیث ع۱۳ کے اسماء میں دیکھیں۔

باب ۔ قمیص، شلوار، جانگیہ اور قباء میں نماز پڑھنا

۳۶۰ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

فَسَأَلَهٗ عَنِ الصَّلٰوةِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ اَوَکُلُّکُمْ یَجِدُ ثَوْبَیْنِ ثُمَّ سَأَلَ رَجُلٌ عُمَرَ فَقَالَ اِذَا وَسَّعَ اللّٰهُ فَاَوْسِعُوْا جَمَعَ رَجُلٌ عَلَیْهِ ثِیَابَهٗ صَلّٰی رَجُلٌ فِیْ اِزَارٍ وَّرِدَآءٍ فِیْ اِزَارٍ وَّقَمِیْصٍ فِیْ اِزَارٍ وَّقَبَآءٍ فِیْ سَرَاوِیْلَ وَرِدَآءٍ فِیْ سَرَاوِیْلَ وَقَمِیْصٍ سَرَاوِیْلَ وَقَبَآءٍ فِیْ تُبَّانٍ وَّقَبَآءٍ فِیْ تُبَّانٍ وَّقَمِیْصٍ قَالَ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ فِیْ تُبَّانٍ وَّرِدَآءٍ

۳۶۱ — حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ

کی خدمت میں حاضر ہُوا اور ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے متعلق پُوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم سب دو دو کپڑے پاتے ہو؟ پھر ایک شخص نے عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) سے سوال کیا تو اُنھوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ وسعت دے تم بھی وسعت کرو۔ انسان اپنے کپڑے جمع کرے کوئی شخص تہمد اور چادر میں نماز پڑھے۔ کوئی تہمد اور قمیص میں کوئی تہمد اور قبا میں کوئی شلوار اور چادر میں کوئی شلوار اور قمیص میں کوئی شلوار اور کوٹ میں کوئی جانگیہ اور کوٹ میں اور کوئی جانگیہ اور قمیص میں نماز پڑھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرا گمان ہے کہ عمر فاروق نے جانگیہ اور چادر میں نماز پڑھنے کے لئے فرمایا۔

۳۶۰ — شرح : یہ کل آٹھ یا نو صورتیں ہیں جو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ذکر کی ہیں مگر ان میں حصر نہیں ان سے زیادہ بھی ہو سکتی ہیں پہلے گذر چکا ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھنا افضل ہے اور ایک کپڑے میں جائز ہے جب جانگیہ اور قمیض یا کوٹ میں نماز پڑھے تو قمیص اور کوٹ اتنا لمبا ہو کہ ستر عورت ہو جائے، اسی طرح جانگیہ کے ساتھ جب چادر ہو تو وہ اس قدر نیچی ہو کہ ستر عورت ہو جائے، علامہ کرمانی نے کہا رداء اور ازار میں فرق یہ ہے کہ عرف میں رداء اُوپر والی چادر ہے جو انسان کے نصف اعلیٰ پر ہو اور ازار تہمد ہے جو نصف اسفل پر ہو، اگر صرف شلوار میں نماز پڑھے اور چادر وغیرہ نہ اوڑھے تو بعض حنفیہ کے نزدیک تنہا شلوار میں نماز مکروہ ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ جب ستر عورت کر لے تو اس میں نماز مکروہ نہیں۔

۳۶۱ — **ترجمہ** : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مُحرِم کیا پہنے؟ آپ نے فرمایا وہ نہ قمیض پہنے نہ شلوار نہ ٹوپی اور نہ ایسا کپڑا جس میں زعفران یا ورس لگی ہو اور جو شخص جوتی نہ پائے تو وہ موزے

marfat.com

Marfat.com

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

بَابُ مَا يُسْتَرُ مِنَ الْعَوْرَةِ

٣٦٢ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهٗ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَأَنْ

ہی پہن لے اور ان کو کاٹ ڈالے حتیٰ کہ وہ ٹخنوں سے نیچے رہ جائیں اور نافع نے ابن عمر سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی ہے۔

شرح ٣٦١ : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قمیص اور شلوار کے بغیر نماز جائز ہے اس طرح یہ حدیث باب کے مناسب ہے۔ دیگر تفصیل کے لئے حدیث ۱۲۴ کا مطالعہ کریں۔

اسماء رجال : ۱۔ عاصم بن علی بن عاصم واسطی ہیں ان کی کنیت ابوالحسین ہے یحییٰ بن معین سے کہا گیا آپ لوگوں کے سردار ہو گئے ہیں۔ انھوں نے کہا لوگوں کے سردار عاصم بن علی ہوئے ہیں۔ تیس ہزار لوگ ان کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ ایک روز عاصم نے ایک شخص کو کہا کہ وہ جامع رصافہ میں عاصم کی مجلس میں لوگوں کا اندازہ کرے۔ عاصم اونچی جگہ بیٹھا کرتے تھے جبکہ تمام لوگ مسجد کے صحن اور اس کے متصل وسیع میدان میں بیٹھا کرتے تھے تو انھوں نے مجلس میں بیٹھنے والوں کا تخمینہ کیا کہ وہ ایک لاکھ بیس ہزار تھے ۲۲۱ ہجری کو واسط میں فوت ہوئے۔

باب ۔ ستر عورت

ترجمہ ٣٦٢ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صماء

marfat.com
Marfat.com

يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ

۳۶۳ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ وَاَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ وَعَنْ اَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ

اور ایک کپڑے میں احتباء سے منع فرمایا جبکہ شرمگاہ پر کپڑا وغیرہ نہ ہو۔

۳۶۲ — شرح : شرمگاہ کی حد میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے۔ اہل ظاہر کہتے ہیں صرف قبل و دبر عورت ہے۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ناف سے گھٹنے تک عورت ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ اور احمد رضی اللہ عنہما نے کہا گھٹنا بھی شرمگاہ میں شمار ہے اشتمال صماء یہ ہے کہ کپڑا ایک کندھے پر کرے اور ایک طرف برہنہ ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ ہو۔ یہ تفسیر کتاب اللباس میں مذکور ہے۔ جوہری نے کہا اشتمال الصماء یہ ہے کہ اپنے جسم کو اس طرح ڈھانپ لے جیسے دیہاتی چادروں سے جسم ڈھانپتے ہیں۔ وہ یہ کہ چادر دائیں طرف سے بائیں طرف کے ہاتھ اور کندھے پر کرے پھر اسے پیچھے سے دائیں ہاتھ اور دائیں کندھے پر کرکے سب کو ڈھانپ لے۔ فقہا اشتمال الصماء اسے کہتے ہیں کہ ایک کپڑے میں لپٹ جائے پھر اس کا ایک کنارہ اٹھا کر کندھے پر کرے اور اس سے شرمگاہ برہنہ ہوتی ہے۔

اہل لغت کی تفسیر پر اشتمال صماء کے ساتھ نماز مکروہ ہے اور فقہاء کی تفسیر پر مذکور اشتمال حرام ہے جبکہ بعض شرمگاہ برہنہ ہوتی ہو ورنہ مکروہ ہے۔

احتباء یہ ہے کہ انسان اپنے سرینوں پر بیٹھ کر پنڈلیاں اٹھا لے کھڑی کرے اور پھر گھٹنوں سمیت کپڑے یا ہاتھ سے گھیر مارے اس طرح کے بیٹھنے کو حبوۃ کہا جاتا ہے۔ عرب اس طرح مجالس میں بیٹھا کرتے تھے اس صورت میں اگر قدرے شرمگاہ برہنہ ہو تو یہ احتباء حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۳۶۳ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کی بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا اور اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں احتباء سے منع فرمایا۔

۳۶۳ — شرح : بیع ملامسہ یہ ہے کہ کپڑے کو ہاتھ سے مس کرے اور اس کو نہ دیکھے

marfat.com

Marfat.com

۳۶۳ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ تِلْكَ الْحَجَّةِ فِيْ مُؤَذِّنِيْنَ يَوْمَ النَّحْرِ نُؤَذِّنُ بِمِنًى اَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ اَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَاَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِيْ اَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ

بس چھونے سے بیع لازم ہو جائے۔ منابذہ یہ ہے کہ کپڑا وغیرہ مشتری کی طرف پھینک دے بس اس سے بیع لازم ہو جائے مشتری اسے نہ دیکھے اور نہ کھولے۔ ملامسہ منابذہ جاہلیت کے زمانہ کی بیوع ہیں جبکہ دو شخص مبیعہ کا سودا کرتے اور جب مشتری کی طرف بائع اسے پھینکے دیتا یا مشتری اسے چھوڑ دیتا تو بیع لازم ہو جاتی تھی۔ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح کی بیوع سے منع فرما دیا، کیونکہ یہ بیوع دھوکہ اور کسی ایک کے نقصان سے خالی نہیں۔ باب سے اس حدیث کی مناسبت واضح ہے کہ ہر حال میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشتمالِ صمّا اور احتباء سے منع فرمایا نماز پڑھنے کا حال بھی اس میں شامل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

---

۳۶۴ ـــ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے اس حج میں (حجۃ الوداع سے ایک برس قبل) نحر کے روز اعلان کرنے والوں میں بھیجا۔ ہم منیٰ میں یہ اعلان کرتے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔ حمید بن عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہم) نے کہا پھر ان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا اور ان کو فرمایا کہ برات کا اعلان کر دیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے ساتھ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے اہلِ منیٰ میں دسویں ذوالحجہ کو اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی برہنہ ہو کر کوئی شخص بیت اللہ کا طواف کرے۔

۳۶۴ ـــ شرح : یہ وہ حج تھا جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ بِغَيْرِ رِدَآءٍ

۳۶۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ اَبِي الْمَوَالِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهٖ وَرِدَآؤُهٗ مَوْضُوْعٌ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ تُصَلِّيْ وَرِدَآؤُكَ مَوْضُوْعٌ قَالَ نَعَمْ اَحْبَبْتُ اَنْ يَّرَانِي الْجُهَّالُ مِثْلُكُمْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ كَذَا

کو حج پر مامور فرمایا تھا۔ یہ حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے نو ہجری میں ہوا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تشریف لے جانے کے بعد سورۂ برأت کی پہلی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم فرمایا کہ برأت کا اعلان کریں۔ کیونکہ برأت کا اعلان صرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کر سکتے تھے یا آپ کے اہل بیت سے کوئی یہ اعلان کر سکتا تھا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا اس میں حکمت یہ ہے کہ برأت نقض عہد کو متضمن ہے اور عربوں کی عادت ہے کہ عہد کی گرہ وہی کھول سکتا ہے۔ جس نے وہ گرہ دی ہو یا اس کے اہل بیت سے کوئی شخص اسے کھول سکتا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں کی زبانیں انکار سے روکنے کے لئے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو برأت کا اعلان کرنے بھیجا۔ جاہلیت میں مشرک بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے۔ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بری رسم کو باطل قرار دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ستر عورت واجب ہے۔ اگر بالفرض کسی نے برہنہ طواف کر لیا تو اس پر دم واجب ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک طواف میں ستر عورت شرط ہے لہٰذا ننگے طواف صحیح نہ ہوگا! واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ اسحاق بن ابراہیم راہویہ حدیث ع۷۷ کے اسماء میں دیکھیں۔ غسانی نے کہا ابونصر کلاباذی نے ذکر کیا اسحاق بن راہویہ اور اسحاق بن منصور دونوں یعقوب بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں۔ ان کا ذکر حدیث ع۷۲ کے اسماء میں ہو چکا ہے ع۳ ابن اخی ابن شہاب محمد بن عبداللہ ہیں ان کے بیٹے کے کہنے پر ان کے غلاموں نے انہیں قتل کر دیا تھا۔ پھر کچھ مدت بعد غلاموں نے ان کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا۔ حدیث ع۲۶ کے اسماء میں دیکھیں ع۴ حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف حدیث ع۳۶ کے اسماء میں دیکھیں

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

باب — چادر کے بغیر نماز پڑھنا

۳۶۵ — ترجمہ : محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ نے کہا : میں جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) کے پاس آگیا جبکہ وہ ایک کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی چادر الگ پڑی ہوئی تھی۔ جب وہ نماز سے پھرے تو ہم نے کہا اے ابا عبداللہ! تم نماز پڑھتے ہو اور چادر تمہاری الگ پڑی ہوئی ہے۔ جابر نے کہا جی ہاں! میں نے چاہا تم جیسے جاہل لوگ مجھے دیکھیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے)

۳۶۵ — شرح : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سائل کے کلام سے ان کے اس فعل پر انکار سمجھ کر سخت کلامی کی! کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سنت سمجھ کر اس طرح نماز پڑھ رہے تھے جیسا کہ حدیث کے آخری الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس سوال و جواب سے معلوم ہوا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اور وہ تہبند باندھ لے مگر دونوں کپڑوں میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ حدیث ۳۴۷ بَابُ عَقْدِ الْاِزَارِ عَلَى الْقَفَاءِ میں اس سے متعلق ذکر ہو چکا ہے۔

قولہ مِثْلُكُمْ الخ مرفوع مجہال کی صفت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مثل اضافت سے معرفہ نہیں ہوتا ہے تو یہ جہال کی صفت کیسے ہوا جبکہ جہال معرفہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مثل جب ایسی شئی کی طرف مضاف ہو جو مماثلت میں مشہور ہو تو وہ معرفہ ہو جاتا ہے یہاں کچھ ایسی ہی صورت ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ "الجہال" پہ الف ولام جنسی ہے اور وہ نکرہ کے حکم میں ہے۔ لہٰذا نکرہ نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صفت اور موصوف میں افراد اور جمع کے اعتبار سے مطابقت ضروری ہے وہ یہاں نہیں پائی جاتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مثل بمعنی مثیل ہے۔ اس میں مفرد، جمع، مذکر اور مؤنث سب مساوی ہوتے ہیں یا مثل نے مضاف الیہ سے جمعیت حاصل کی ہے۔ یا خود یہ جنس ہے۔ مفرد، جمع اور تثنیہ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جابر کا یہ کہنا کہ میں چاہتا کہ تیرے جیسے جاہل دیکھ لیں۔ اس عبادت کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سوال و جواب واقع ہونے سے یہاں جواز حاصل ہوتا ہے

اسماء رجال : ۱ عبدالعزیز بن عبداللہ اُویسی حدیث ۹۷ کے اسماء میں دیکھیں۔

۲ ابن ابی الموالی وہ عبدالرحمٰن بن زید بن ابی الموالی ہے۔

۳ محمد بن منکدر حدیث ۳۴۷ کے اسماء میں دیکھیں۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْفَخِذِ

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَرْهَدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ وَقَالَ اَنَسٌ حَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَخِذِهٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيْثُ اَنَسٍ اَسْنَدُ وَحَدِيْثُ جَرْهَدٍ اَحْوَطُ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى غَطّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْبَتَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ عُثْمَانُ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ اَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ

باب — ران کے عورت ہونے میں جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے

حضرت ابن عباس، جرہد اور محمد بن جحش (رضی اللہ عنہم) سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ران عورت ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران شریف ظاہر فرمائی (خیبر میں) انس کی حدیث سند کے لحاظ سے جرہد کی حدیث سے قوی ہے اور جرہد کی حدیث میں احتیاط ہے تقویٰ ہے تاکہ ان کے اختلاف سے نکل جائیں۔ ابو موسیٰ (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹنے ڈھانپ لئے جبکہ عثمان (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے، زید بن ثابت نے کہا اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کی آیات نازل

marfat.com

Marfat.com

فرمائیں جبکہ آپ کی ران میری ران پر تھی وہ اتنی بھاری ہوگئی کہ مجھے خطرہ ہُوا کہ میری ران ٹوٹ جائے گی "۔

شرح : ران کے عورت ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا ران عورت نہیں اور حضرت انس کی روائت سے وہ استدلال کرتے ہیں۔ اور جمہور علماء تابعین اور غیر تابعین جن میں امام ابوحنیفہ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام ابو یوسف اور امام محمد بھی ہیں رضی اللہ عنہم، نے کہا ران عورت ہے اور اُنھوں نے جرہد کی روائت سے استدلال کیا۔ دراصل جب ایک حکم میں دو روائتیں ہوں۔ ان میں سے ایک دوسری سے اصح ہو تو عمل اصح پر ہوتا ہے اور یہاں انس کی حدیث جرہد کی حدیث سے اصح ہے۔ تو مذکور اختلاف کی کوئی وجہ نہیں ہونی چاہیئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ درست ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اقوی اور سند کے اعتبار سے جرہد کی حدیث سے احسن ہے۔ مگر عمل جرہد کی حدیث پر ہے؛ کیونکہ دین کے امر میں احتیاط اور اختلاف سے نکلنے کے لئے اسی میں تقویٰ ہے۔ تاکہ اس مسئلہ میں علماء کے اختلاف سے نکل جائیں"، نیز حضرت انس کی حدیث فعلی ہے اور جرہد کی حدیث قولی ہے اور قولی روائت کو فعلی پر ترجیح ہوتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کے بغیر اور عدم توجہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران شریف برہنہ ہوگئی تھی؛ کیونکہ وہاں لوگوں کا ہجوم بہت تھا۔ اس ہجوم کی دلیل یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ران رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران شریف کو مس کر رہی تھی۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ جرہد کی حدیث کے معارض جتنی احادیث ہیں وہ مخصوص حالات اور مخصوص اوقات میں مخصوص واقعات ہیں۔ ان میں کئی احتمال پیدا ہو سکتے ہیں جو جرہد کی حدیث میں نہیں ہو سکتے"، کیونکہ جرہد کی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی حکم فرما دیا ہے کہ ران عورت ہے"، نیز ہو سکتا ہے کہ جرہد کی حدیث کے معارض احادیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہو یا اس وقت ران سے متعلق کوئی حکم نہ ہو۔ پھر اس کے بعد ران کے عورت ہونے کا حکم فرمایا ہو۔ الغرض ران کے عورت نہ ہونے میں کوئی قولی حدیث نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جب یہ ثابت ہُوا کہ گھٹنا عورت ہے تو ران بطریق اولیٰ عورت ہوگی! باب سے مناسبت کی یہی وجہ ہے اور زید بن ثابت کی روائت میں ران کے عورت ہونے اور عورت نہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں مگر امام بخاری رحمہ اللہ اسی طرف گئے ہیں کہ ران عورت ہے جبکہ انہوں نے کہا کہ جرہد کی حدیث احوط ہے۔ ہاں اگر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت کی رانوں کے درمیان میں کوئی حائل نہ ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ ران عورت نہیں۔ کیونکہ اگر ران عورت ہوتی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم زید کی ران پر اپنی ران شریف متمکن نہ فرماتے۔ مگر اس قسم کی تصریح نہیں ملتی۔ بہر حال یہ حدیث بخاری رحمہ اللہ

marfat.com
Marfat.com

٣٦٥ــ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلٰوةَ الْغَلَسِ فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ اَبُو طَلْحَةَ وَاَنَا رَدِيفُ اَبِي طَلْحَةَ فَاَجْرٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَاَنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَسَرَ الْاِزَارَ عَنْ فَخِذِهٖ حَتّٰى اِنِّي اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ قَالَهَا ثَلٰثًا قَالَ وَخَرَجَ الْقَوْمُ اِلٰى اَعْمَالِهِمْ فَقَالُوا مُحَمَّدٌ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا وَالْخَمِيسُ يَعْنِي الْجَيْشَ قَالَ فَاَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجُمِعَ السَّبْيُ فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ فَقَالَ اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً فَاَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَعْطَيْتَ

کے مقصد پر دلالت نہیں کرتی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

٣٦٦ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر حملہ کیا تو ہم نے وہاں صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی گلیوں میں اپنی سواری دوڑا رہے تھے اور میرا گھٹنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران شریف سے مس کر رہا تھا۔ پھر آپ کا تہبند ران شریف سے کھل گیا حتیٰ کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ران شریف کی سفیدی دیکھ رہا ہوں جب آپ خیبر میں داخل ہوئے تو فرمایا اللہ اکبر! خیبر خراب ہوگیا۔ جب ہم کسی قوم کے صدر مقام میں داخل ہوتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے یہ تین بار فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے

marfat.com

Marfat.com

دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيِّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ لَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ قَالَ ادْعُوهُ بِهَا فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا قَالَ فَأَعْتَقَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ مَا أَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا حَتَّى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا فَقَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ وَبَسَطَ نِطَعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ السَّوِيقَ قَالَ فَحَاسُوا حَيْسًا فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے کہا یہودی اپنے کاروبار کے لئے باہر نکلے تو کہنے لگے یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آگئے عبدالعزیز نے کہا کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے کہا اور لشکر بھی آگیا۔ حضرت انس نے کہا ہم نے خیبر قوت سے لڑکر فتح کیا اور سارے قیدی اکٹھے کئے۔ حضرت دحیہ کلبی آئے اور کہا یا نبی اللہ! مجھے قیدیوں سے کوئی لونڈی عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ ایک لونڈی لے لو! انھوں نے صفیہ بنت حیی کو لے لیا۔ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا نبی اللہ! آپ نے دحیہ کو قریظہ اور نضیر کی سردار صفیہ بنت حیی عطاء فرمائی ہے وہ تو صرف آپ کے لئے ہی موزوں ہے۔ آپ نے فرمایا دحیہ کو اس کے سمیت بلاؤ! جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو دیکھا تو فرمایا قیدیوں سے اس کے علاوہ کوئی اور لونڈی لے لو، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آزاد کردیا پھر اس سے نکاح فرمایا۔

ثابت نے حضرت انس سے کہا اس کا مہر کیا مقرر فرمایا؟ انس نے کہا اس کا نفس ہی اس کا مہر تھا اسے آزاد کردیا اور نکاح فرمایا حتیٰ کہ جب راستہ ہی میں تھے کہ ام سلیم نے اسے تیار کرکے رات کو آپ کے حضور اس کی رخصتی کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دولہا ہوگئے۔ پھر آپ نے فرمایا جس کے پاس کوئی شئی ہو وہ اسے لے آئے اور دسترخوان بچھا دیا لوگ آنا شروع ہوگئے کوئی کھجور لا رہا ہے، کوئی گھی لا رہا ہے عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کہا میرا گمان ہے کہ انس نے ستو بھی ذکر کئے۔ ان سب کو ملا کر ملیدہ بنایا اور یہ سرور کائنات

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔

۳۶۶ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ران شریف سے تہبند ہٹ گیا اور وہ برہنہ ہوگئی۔ یہ مخصوص واقعہ ہے اور وہ مقامِ ہیجان و اضطراب تھا۔ تو کثرتِ ہجوم یا گھوڑے دوڑنے کے باعث ران شریف برہنہ ہوگئی تھی اس سے اس کے عورت نہ ہونے پر استدلال نہیں ہوسکتا۔ غزوہ خیبر سات ہجری کو جمادی الاوّل میں لڑا گیا (ابن سعد) سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس زقاق میں گھوڑے دوڑا رہے تھے۔ وہ خیبر سے باہر تھا؛ کیونکہ آپ خیبر میں اس کے بعد داخل ہوئے تھے۔ اس حدیث شریف میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف پر دلالت ہے کہ آپ نے پہلے ہی فرمایا تھا۔ خیبر خراب ہوگیا برباد ہوگیا۔ یہی معنی راجح ہے؛ کیونکہ اس مقام میں آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھوں خیبر فتح ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لشکر کو خمیس اس لئے کہا کہ یہ مقدمہ، ساقہ، قلب، میمنہ اور میسرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ یعنی یہودیوں نے دیکھ کر کہا محمد لشکر سمیت آگئے (صلی اللہ علیہ وسلم) حدیث شریف کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر عنوۃً جنگ سے فتح ہوا تھا جیسا کہ ابو عمر نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ خیبر سارا جنگ سے فتح ہوا تھا۔ بعض علماء نے کہا کہ بعض خیبر صلح سے بعض جنگ سے اور بعض اہلِ خیبر کو جلاوطن کرنے سے فتح ہوا بعض محدثین نے اسے صحیح کہا ہے تاکہ اخبار میں تضاد نہ رہے۔ یہ اصل غنیمت سے یا خمس خمس سے امتیاز سے پہلے یا بعد تنفیل کے طور پر لونڈی لینے کی اجازت تھی، ورنہ تقسیم سے پہلے لونڈی دینا جائز نہیں۔ صفیہ سیّدنا ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ واقدی کی روایت کے مطابق پچاس ہجری کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئیں۔ پہلے وہ ابو الحقیق کی بیوی تھی جو خیبر میں قتل ہوگیا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کو صفیہ عطاء کرکے اس لئے واپس کر لیا تھا کہ صفیہ نبوت کے خاندان سے تھیں اور سردار کی بیٹی اور سردار کی بیوی تھیں، بایں ہمہ وہ خوبصورت بھی تھیں۔ ان حالات میں دحیہ کے ساتھ ان کا نبھاؤ مشکل تھا۔ اس لئے ان سے صفیہ واپس لے کر اس کا متبادل عطا فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کرکے نکاح فرمالیا اور آزاد کرنا ہی اس کا حق مہر تھا اور یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے؛ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مہر کے بغیر نکاح کرنے کی اجازت دی ہے تو آپ اعتاق پر نکاح کرسکتے ہیں۔ جو مہر نہیں ہے، کسی اور کے لئے یہ جائز نہیں۔ اگر کوئی ایسا کرے تو اس پر مہر مثل واجب ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ، محمد اور امام مالک رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت ہے کہ آزاد کرکے مہر کے بغیر نکاح کرنا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ تخصیص کا مقام یہ ہے کہ آپ نے صفیہ کو مطلقاً آزاد کرکے مہر کے بغیر اس سے نکاح کرلیا۔

اس حدیث شریف میں ہے کہ رخصتی رات کو ہوئی اور دوسری روایت میں ہے کہ دن کو ہوئی یہ دونوں طرح صحیح اور جائز ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ولیمہ خلوت کے بعد ہوتا ہے اور یہ مسنون ہے اور ضروری نہیں کہ

marfat.com

Marfat.com

بَابٌ فِي كَمْ تُصَلِّي مِنَ الثِّيَابِ

وَقَالَ عِكْرِمَةُ لَوْ وَارَتْ جَسَدَهَا فِي ثَوْبٍ جَازَ

۳۶۷ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

گوشت سے ولیمہ کیا جائے جس کھانے سے ولیمہ کر دیا جائے۔ سنت ادا ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال ۳۶۵ ع۱ جُہد ۔۔۔ عبدالرحمٰن بن خُوَیلد اسلمی مدنی ہیں وہ اصحابِ صفہ میں سے تھے۔ ۱۸ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ محمد بن عبداللہ بن جحش قرشی ہیں وہ صحابی ہیں ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ انھوں نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ،، ع۳ زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ وہ فقہا صحابہ میں سے ہیں اور کاتبِ وحی تھے۔ علم میراث میں بہت ماہر تھے جن صحابہ کرام نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قرآن مجید صحیفوں سے نقل کیا تھا ان میں آپ بھی تھے۔ انھوں نے ۹۲ (بانوے) احادیث روایت کی ہیں جن میں سے امام بخاری نے نو (۹) احادیث روایت کی ہیں۔ ۴۵ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے "

اسماء رجال ع۱ یعقوب بن ابراہیم ع۲ اسماعیل بن علیہ دونوں کو حدیث ع۱۴ کے اسناد میں دیکھیں ع۳ عبدالعزیز بن صُہَیب بنانی بصری نابینا تھے ع۴ انس بن مالک رضی اللہ عنہ قدمتر۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام زید بن سہل ہے۔ آپ انصاری ہیں۔ عقبہ اور دیگر تمام غزوات میں حاضر رہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن انصار کو نقباء بھیجا تھا اُن میں آپ بھی تھے۔ آپ نے ۹۲۔ احادیث روایت کی ہیں ان میں سے بخاری نے صرف آٹھ احادیث ذکر کی ہیں۔ ۳۲ ہجری یا ۳۴ ہجری کو مدینہ منورہ یا شام یا سمندر میں فوت ہوئے۔ حضرت انس بن مالک آپ کے ربیب تھے یعنی آپ کی بیوی ام سلیم کے پہلے شوہر سے تھے۔

بابٌ عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے

عکرمہ نے کہا اگر عورت اپنا سارا بدن ایک کپڑے میں چھپالے تو جائز ہے

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ اَنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَقَدْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الْفَجْرَ فَیَشْھَدُ مَعَہٗ نِسَآءٌ مِّنَ الْمُؤْمِنَاتِ مُتَلَفِّعَاتٍ فِیْ مُرُوْطِھِنَّ ثُمَّ یَرْجِعْنَ اِلٰی بُیُوْتِھِنَّ مَا یَعْرِفُھُنَّ اَحَدٌ

۳۶۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز ادا فرماتے اور آپ کے ساتھ مومن عورتیں بھی شریک ہوتیں جب کہ وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوئیں۔ پھر وہ اپنے گھروں کو لوٹتیں کوئی شخص انہیں پہچان نہ سکتا تھا۔

۳۶۷ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ عورت اگر ایک کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھے تو اس کی نماز جائز ہے۔ عورت کے لئے نماز والے کپڑوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا وہ ایک لمبی قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے۔ عطاء ان کے ساتھ تہبند بھی زیادہ کرتے ہیں اور محمد بن سیرین ان تینوں پر بڑی چادر زیادہ کرتے ہیں۔ ابن منذر نے کہا چہرے اور ہاتھوں کے سوا وہ سارا بدن چھپائے اگرچہ ایک کپڑے میں چھپالے۔ امام اعظم ابوحنیفہ اور ثوری نے کہا عورت کا قدم عورت نہیں۔ اگر وہ کھلے قدم نماز پڑھ لے تو جائز ہے اس حدیث سے امام مالک، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھنا افضل ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہا کی نماز میں اسفار (روشنی) افضل ہے۔ انہوں نے کہا ابوداؤد نے محمود بن لبید سے روایت کی کہ۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز خوب روشنی میں پڑھو، اس میں اجر و ثواب عظیم تر ہے "، اس کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے کہ صبح کی نماز روشنی میں پڑھو!"۔ ایک یہ بھی روایت ہے کہ اَصْبِحُوْا بِالْفَجْرِ " فجر کی نماز روشنی میں پڑھو! ابن حبان نے اپنی صحیح میں ان الفاظ سے روایت کی۔ اَسْفِرُوْا بِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ " یعنی صبح کی نماز روشنی میں پڑھو۔ اس میں اجر و ثواب زیادہ ہے "، طبرانی اور بزار نے بھی اس کو مرفوع روایت کیا ہے۔ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے بھی اسے مرفوع روایت کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کو مرفوع روایت کیا ہے۔ طبرانی نے ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

" میری امت ہمیشہ فطرت پر قائم رہے گی۔ جب تک وہ صبح کی نماز روشنی میں پڑھتے رہیں گے "۔ ابواسحاق نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی نماز

Marfat.com

روشنی میں پڑھو فقیہہ بن جاؤ گے۔ طبرانی نے ابن بجید کی حدیث روایت کی کہ انھوں نے اپنی دادی انصاریہ سے روایت کی کہ :-

ع ۳ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فجر کی نماز روشنی میں پڑھو (اس میں زیادہ ثواب ہے"

ابن بجید کو ابن حبان نے ثقات یعنی ثقہ راویوں میں ذکر کیا ہے۔ ترمذی میں ہے کہ امام شافعیؒ نے اسفار (روشنی) کا مطلب تاخیر صلوٰۃ نہیں لیا۔ بلکہ اس کا معنیٰ یہ لیا ہے کہ صبح کا یقین ہو جائے۔ اور اس میں شک نہ رہے۔ مگر یہ درست نہیں کیونکہ غلس کا معنیٰ یہ ہے کہ رات کا اندھیرا روشنی میں خلط ملط ہو اور فجر ظاہر ہونے سے پہلے صبح کی نماز ہی صحیح نہیں معلوم ہوا کہ "اِسفار" سے مراد تنویر و روشنی ہے اور غلس کے بعد ہوتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا "فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ" کہ روشنی میں صبح کی نماز میں ثواب زیادہ ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ "غلس" یعنی اندھیرے میں نماز پڑھنے سے ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر زیادہ ثواب روشنی میں نماز پڑھنے سے ہوتا ہے اور اگر اسفار سے مراد فجر کا واضح ہو جانا ہو تو غلس میں نماز پڑھنے سے ذرہ بھر ثواب نہ ہوگا، کیونکہ یہ فجر کی نماز کا وقت ہی نہیں۔ نیز ابن ابی شیبہ ابو داؤد طیالسی اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسانید میں اور طبرانی نے اپنے معجم میں رافع ابن خدیج سے روایت کی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بلال صبح کی نماز روشنی میں پڑھو حتیٰ کہ لوگ اپنے پھینکے ہوئے تیروں کے گرنے کی جگہ کو اسفار کی وجہ سے دیکھیں" اس حدیث سے مذکورہ تاویل باطل ہو جاتی ہے۔

بعض لوگ اسفار کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ حکم چاندنی راتوں کے لئے ہے، کیونکہ ان میں صبح اچھی طرح واضح نہیں ہوتی۔ مگر یہ تاویل بلا مخصص ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کسی شئی میں اتنا اہتمام نہیں کیا، جتنا فجر کی نماز اسفار اور خوب روشنی میں پڑھنے پر کیا ہے اس روایت کو امام طحاوی نے صحیح سند سے روایت کی ہے،، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف ہرگز نہیں ہو سکتا،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلس میں صبح کی نماز پڑھنے کا کہیں حکم نہیں فرمایا،، ہاں ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے جو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز غلس میں پڑھی اور دوسری بار خوب سفیدی میں پڑھی۔ پھر اس کے بعد وصال فرمانے تک غلس میں نماز پڑھتے رہے اور اسفار نہیں کیا۔ اس روایت کو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے،، مگر بخاری اور مسلم کی حدیث اس کو رد کرتی ہے جس کو انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے،، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نماز غیر وقت میں پڑھتے نہیں دیکھا مگر مزدلفہ میں دیکھا ہے کہ آپ نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع فرمایا اور اگلے

marfat.com
Marfat.com

روز صبح کی نماز اس کے وقت سے پہلے پڑھی "یعنی ہر روز کے معتاد وقت سے پہلے پڑھی۔ یہ مطلب نہیں کہ فجر سے پہلے پڑھی۔ البتہ آپ نے زیادہ غلس میں یہ نماز پڑھی تھی" کیونکہ بخاری میں ہے کہ آپ نے فجر کی نماز پڑھی جبکہ فجر ظاہر ہوئی اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ہمیشہ اسفار میں پڑھتے تھے۔ اور کبھی بیانِ جواز کے لئے غلس میں پڑھ لیتے تھے۔ ہاں ایک حدیث میں یہ ہے کہ نماز کے اوّل وقت میں رضوان ہے اور آخری وقت میں عفو ہے" اور عفو تقصیر سے ہوتی ہے۔ لہٰذا اوّل وقت افضل ہے مگر عفو کا معنیٰ وہ مراد ہے جو قرآن میں مذکور ہے اور وہ فضل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لوگ تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ آپ کہہ دیں کہ فضل خرچ کرو" تو مذکور حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ جس نے نماز اوّل وقت میں ادا کی اُس نے اللہ کا رضوان حاصل کر لیا اور اُس کا حکم مانے اس کے رضوان کے بغیر نہیں پایا جاتا ــــ ہاں ایک اور روائت میں ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا اوّل وقت میں نماز پڑھنا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل کا حکم فرماتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ارشاد نمازوں کو اپنے اوقات میں ادا کرنے کی تاکید کے لئے ہے ورنہ جو وقت کے پہلے جزء میں نماز نہیں پڑھتا اور دوسرے یا تیسرے یا چوتھے جزء میں نماز پڑھتا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم "اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ" سے صبح کی نماز کا دوسرا جزء پہلے جزء سے ممتاز ہو جاتا ہے، کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اجزاء سے تاخیر کرے الحاصل سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صبح کی نماز اسفار میں پڑھنے پر اتفاق کیا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے روائت کی۔ اس پر امام طحاوی نے اجماع اور اتفاق ذکر کیا ہے۔ یہ اجماع اس امر کی دلیل ہے کہ تغلیس کی حدیث منسوخ ہے، کیونکہ لوگوں کا اجماع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔

پس واضح ہو گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ" تغلیس کی حدیث کا ناسخ ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا باہر نکلنا جائز ہے بشرطیکہ فتنہ کا احتمال نہ ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ظہر اور عصر کے سوا دوسری نمازوں کے لئے۔ عورتیں باہر نکل سکتی ہیں مگر اس زمانہ میں نوجوان اور بوڑھی سب عورتوں کو باہر نکلنا ممنوع ہے کیونکہ اس دور میں فتنہ و فساد عام ہو چکا ہے۔ واللہ الحافظ!

باب ــــ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ ہیں ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ اہل مغرب میں بربر کے رہنے والے تھے۔ بصرہ کے قاضی عنبری کے غلام تھے جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ إِذَا صَلَّى فِي ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ وَنَظَرَ إِلَى عَلَمِهَا

۳۶۸ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ

بصرہ کا حاکم مقرر کیا۔ وہ بصرہ آئے تو عنبری نے انہیں ابن عباس کو ہبہ کر دیا۔ ابن عباس کے انتقال کے وقت عکرمہ غلام تھے۔ علی بن عبداللہ نے انہیں خالد بن یزید بن معاویہ کے ہاتھ چار ہزار دینار میں فروخت کر دیا تو عکرمہ علی بن عبداللہ کے پاس آکر کہنے لگے آپ نے اپنے والد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام فروخت کر کے اچھا کام نہیں کیا۔ یہ سن کر علی بن عبداللہ نے مذکور بیع کو فسخ کر دیا اور عکرمہ کو آزاد کر دیا۔

حارث بن عبداللہ نے کہا میں علی بن عبداللہ کے پاس گیا جبکہ عکرمہ کو بیت الخلاء کے دروازہ کے قریب رسیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا تم اپنے غلام سے ایسا سخت برتاؤ کرتے ہو۔

علی بن عبداللہ نے کہا یہ میرے باپ کی طرف غلط باتیں منسوب کرتا ہے۔ محمد بن سعد نے کہا عکرمہ بہت بڑے عالم تھے وہ علم کے سمندر تھے۔ لیکن لوگ ان کے بارے میں کچھ باتیں کرتے تھے، کیونکہ وہ خوارج کی رائے کو پسند کرتے تھے۔ یحییٰ بن معین نے کہا جیسے تم دیکھو کہ وہ عکرمہ کے متعلق کچھ کہتا ہے تو اسے روکو! امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محدثین میں سے ہر ایک نے عکرمہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ ابو احمد بن عدی نے کہا عکرمہ سے روایت کرنے میں کسی امام حدیث نے انکار نہیں کیا۔ صحاح کے محدثین کرام نے انہیں اپنی صحاح میں ذکر کیا ہے۔ بیہقی نے کہا امام بخاری نے عکرمہ سے روایت کی ہے البتہ مسلم نے انہیں ذکر نہیں کیا۔ سعید بن جبیر سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص آپ سے بڑا عالم ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ عکرمہ مجھ سے بڑا عالم ہے۔ ایک سو چار یا پانچ یا چھ یا سات ہجری میں وفات پائی۔ جب وہ فوت ہوئے تو لوگوں نے کہا آج سب لوگوں سے بڑا فقیہہ فوت ہو گیا ہے۔ اس حدیث کے تمام یا اکثر راوی بصری ہیں۔ عکرمہ بھی پہلے بصرہ میں رہتے تھے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس بھی کچھ مدت بصرہ میں سکونت پذیر رہے ہیں (کرمانی) حدیث نمبر ۷۲ کے اسماء میں دیکھیں۔

بابُ — جب اپنے کسی کپڑے میں نماز پڑھی جس میں نقش و نگار ہوں اور اس کے نقش و نگار کی طرف دیکھا،،

۳۶۸ — ترجمہ: ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

کمبل میں نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے۔ آپ نے اس کے نقوش پر ایک نظر دیکھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا میرا یہ کمبل ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور مجھ سے اس نقوش کے بغیر کمبل لے کر آؤ کیونکہ میں نماز [illegible] ابوجہم نے اپنے والد سے انھوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے

marfat.com

Marfat.com

سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ خَمِيْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰى اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَأْتُوْنِيْ بِاَنْبِجَانِيَّةِ اَبِيْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِيْ اٰنِفًا عَنْ صَلٰوتِيْ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰى عَلَمِهَا وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَاَخَافُ اَنْ تَفْتِنَنِيْ

نے فرمایا میں نماز میں اس کے نقوش دیکھ رہا تھا۔ مجھے خوف ہوا کہ یہ مجھے خلل میں نہ ڈال دے۔

۳۶۸ — شرح : صوف سے بنے ہوئے کمبل میں اگر نقوش ہوں تو اسے خمیصہ کہتے ہیں اور اس میں نقوش نہ ہوں اور وہ صاف ہو تو اسے انبجانیہ کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں خشوع و خضوع اور توجہ تام ہونی چاہیئے اور جو کپڑے قلب کو مشغول کریں ان سے قطع نظر ہونی چاہیئے۔ اسی لئے احناف کہتے ہیں کہ سجدہ گاہ پر نظر ہونی چاہیئے دائیں بائیں التفات کی نسبت اس میں تعظیم زیادہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لایعنی اشیاء کی طرف نظر نہ کرے۔ سلف صالحین چلتے وقت اپنے قدموں پر نگاہ رکھتے تھے۔ ابوجہم کو وہ کمبل اس لئے واپس کر دیا کہ یہ انھوں نے ہدیہ اور نذرانہ پیش کیا تھا اور ان سے صاف چادر منگوائی تاکہ کمبل کی واپسی سے ان کے دل کو رنج نہ پہنچے؛ لیکن سوال ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم " مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى " کے مصداق ہیں۔ آپ ان کی طرف ملتفت نہیں ہوتے تو نقوش آپ کو نماز میں کیسے مفتون کر سکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حالتیں ہیں۔ ایک حالت بشریہ اس اعتبار سے آپ پر بشری عوارض وارد ہوتے تھے۔ دوسری حالت غیر بشریہ اس حالت میں آپ عوارض بشریہ سے محفوظ ہوتے تھے۔ جس روز ابوجہم کی منقش چادر آئی تھی۔ اس رات آپ طباع مخصوصہ سے خارج حالت بشریہ میں تھے اور اس حالت میں آپ پر وہ امور اثر انداز ہو سکتے تھے جو بشر کے لئے ممکن ہیں۔

اس تقریر سے ام المؤمنین کی دونوں روایات میں تعارض بھی مندفع ہو گیا۔ پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ الہاء واقع ہوا ہے؛ چنانچہ " اَلْهَتْنِيْ " ماضی کا صیغہ اس پر دلالت کرتا ہے اور دوسری روایت سے ظاہر ہے کہ الہاء کا خوف واقع نہیں ہوا؛ کیونکہ آپ نے فرمایا " فَاَخَافُ اَنْ تَفْتِنَنِيْ " یہ مستقبل کا صیغہ ہے۔ امام مالک کی روایت فَاَكَادُ يَفْتِنُنِيْ بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کہ الہا کا خوف واقع نہیں ہوا اندفاع

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِنْ صَلّٰی فِیْ ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ اَوْ تَصَاوِیْرَ هَلْ تَفْسُدُ صَلٰوتُهٗ وَمَا یُنْهٰی مِنْ ذٰلِكَ

۳۶۹ ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُهَیْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهٖ جَانِبَ بَیْتِهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمِیْطِیْ عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَاِنَّهٗ لَا تَزَالُ تَصَاوِیْرُهٗ تَعْرِضُ فِیْ صَلَاتِیْ

کی وجہ یہ ہے کہ الہآء کا وقوع حالت بشریہ کے اعتبار سے ہوا ہے۔ اور عدم وقوع حالت غیر بشریہ کے لحاظ سے تھا۔ علامہ قسطلانی نے بھی یہی تصریح کی ہے کہ آپ کی دو حالتیں تھیں۔ ایک بشری حالت اور دوسری ملکی حالت، اس حدیث میں امت کے لئے تنبیہ ہے کہ نماز میں ایسے لباس سے بچیں جو خشوع و خضوع میں مانع ہو۔

باب ــ اگر صلیبی نقوش یا تصاویر والے کپڑے میں نماز پڑھے تو کیا اُس کی نماز فاسد ہوگی؟

۳۶۹ ــــ **ترجمہ** : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لئے پتلا سا پردہ تھا جس سے اُنھوں نے گھر کی ایک طرف کو پردہ کیا ہُوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پردہ ہم سے دُور کرلے کیونکہ اس کی تصاویر میری نماز میں سامنے آتی ہیں۔

۳۶۹ ــــ **شرح** : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ جس مسئلہ میں اختلاف ہو اس کے باب میں حتمی فیصلہ نہیں کرتے اور اُسے عَلٰی سَبِیْلِ الْاِسْتِفْسَاد استفہام تک محدود رکھتے ہیں،، حدیث کی باب سے مناسبت ظاہر ہے؛ کیونکہ جب مُصَوَّر پردہ سے منع فرما دیا تو اس کا پہننا بطریق اولیٰ ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں اگرچہ صلیبی نقوش کا ذکر نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے سوا ان دونوں کی عبادت کی گئی ہے۔ لہٰذا ان دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ابن بطال نے کہا اس حدیث شریف سے اس لباس کی ممانعت بطریق اولیٰ معلوم ہوتی ہے جس پر تصاویر منقوش ہوں اور ایسے لباس میں نماز مکروہ ہے مگر نماز ہو جاتی ہے ؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا اعادہ نہیں فرمایا۔ نیز آپ نے یہ فرمایا کہ میرے سامنے تصاویر آتی ہیں اور یہ نہ فرمایا کہ انھوں نے نماز قطع کر دی ہے علماء کہتے ہیں۔ جس نے اس طرح نماز پڑھی یا نماز میں ایسے کپڑے کو دیکھا اس کی نماز صحیح ہے" تصاویر والے کپڑے جو نیچے بچھائے جائیں اور پاؤں میں روندے جائیں وہ مذکورہی سے خارج ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے جملہ تلامذہ گھروں میں جاندار تصاویر کو مکروہ فرماتے ہیں۔ اور پاؤں میں روندے ہوئے کپڑے یا نیچے بچھائے ہوئے کپڑے پر تصاویر مکروہ نہیں اور اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں کہ لٹکائے ہوئے پردوں پہ تصاویر مکروہ ہیں۔ واللہ اعلم!

"تصویر کا مسئلہ"

لغت میں تصویر کا معنی کسی کی شکل اور نقش بنانا۔ علماء کرام نے کہا حیوان اور ہر ذی روح کی تصویر بنانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے ؛ کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سخت وعید فرمائی ہے۔ مسلم شریف کے باب تحریم تصویر الحیوان" میں ہے۔ جس گھر میں کتا یا صورت ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ ع۲ نیز فرمایا قیامت کے روز تصویریں بنانے والوں کو سخت عذاب دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی خالقیت سے مشابہت کرتے ہیں۔ ع۳ نیز فرمایا تصویریں بنانے والوں کو سخت عذاب دیا جائے گا ان سے کہا جائے گا جو صورت تم نے بنائی ہے اس میں روح ڈالو! وہ روح نہ ڈال سکیں گے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے پوچھا کہ میرا پیشہ تصویریں بنانا ہے۔ ابن عباس نے کہا ذرا میرے قریب آجاؤ وہ قریب ہوا تو فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی دنیا میں صورتیں بنائے گا قیامت کے دن اسے اس میں روح ڈالنے کو کہا جائے گا جو وہ نہ ڈال سکے گا نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں تصاویر ہوں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ان وعیدات سے واضح ہوتا ہے کہ تصویر سازی کی صنعت ہر حال میں حرام ہے ؛ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خالقیت سے مشابہت ہے۔ کپڑا، بچھونا، روپیہ، پیسہ، درہم، دینار، برتن اور دیوار وغیرہ پر تصویر بنانا حرام ہے۔ درخت، اونٹوں کے کجاووں، پہاڑوں وغیرہ کی تصویر لینے میں کچھ مضائقہ نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تصویر کے پیشہ ور سے فرمایا اگر تو نے ضرور تصویر بنانا ہے تو شجر و حجر اور ہر غیر ذی روح کی تصویریں بنا لیا کرو۔ یہ تو نفس تصویر کا حکم ہے۔ ایسا کپڑا جس پر تصویریں نقش ہوں اور وہ ملبوس ہو یا دیوار کے ساتھ لٹکایا ہو۔ جہاں اس کی فضاحت نہ ہوتی ہو وہ بھی حرام ہے"

marfat.com

Marfat.com

کیا سایہ دار یا غیر سایہ دار تصویر میں فرق ہے؟

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ ان میں کچھ فرق نہیں ہر طرح کی تصویر حرام ہے۔ حضرت صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، امام سفیان ثوری، مالک، ابوحنیفہ اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ وہ تصویر حرام ہے جو سایہ دار ہو جن تصاویر کا سایہ نہیں وہ ممنوع نہیں یہ مذہب باطل ہے، کیونکہ جس پردہ پر تصاویر ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰہِ اَلْمُصَوِّرُوْنَ ،، قیامت میں اللہ کے حضور سب سے زیادہ عذاب مصورین کو ہوگا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں ہے " اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ،، فرعون کے ماننے والوں کو سخت عذاب میں داخل کرو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فرعون کو اشد عذاب ان لوگوں کی نسبت ہوگا جنہوں نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا اور جس نے ذی روح کی صورت بنائی اسے اس کے لحاظ سے سخت عذاب دیا جائے گا۔ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کو اشد عذاب ہوگا اس اعتبار سے ہر ایک پر اشد عذاب کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اشد عذاب کی روایت ان صورتوں کی صنعت پر ہے جو عبادت کے لئے بنائی جائیں اور وہ بت ساز ہیں ایسے مصور یقیناً کافر ہیں۔ انہیں قیامت میں سخت ترین عذاب ہوگا اور جو شخص تصویر عبادت کے لئے نہیں بناتا وہ فاسق ہے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے کافر نہیں جیسے دوسرے اصحاب کبائر کافر نہیں۔ اس سے یہ واضح ہوا کہ مجسمہ تصویر بنانا کفر ہے اور کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر تصویر سازی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

وہ کون سے فرشتے ہیں جو تصویر والے مکان میں داخل نہیں ہوتے

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا یہ وہ فرشتے ہیں جو رحمت، برکت اور استغفار کرنے آتے ہیں یعنی رحمت و برکت والے فرشتے نہیں آتے اور جو فرشتے انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ ہر گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ کسی حال میں وہ بنی آدم سے جدا نہیں ہوتے، کیونکہ وہ لوگوں کے اعمال شمار کرنے اور لکھنے پر مامور ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

کیا چھوٹے بچّوں کے لئے ذی رُوح جیسے کھلونے جائز ہیں؟"

امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کسی شخص کا اپنی بچی کے لئے کھیل کے کھلونے جو ذی روح جیسے ہوتے ہیں خرید کرنے مکروہ ہیں۔ شروع اسلام میں یہ مباح تھے۔ پھر ان احادیث نے انہیں منسوخ کر دیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بناتِ لَعَبَہ شروع اسلام میں اباحت پر محمول ہیں۔ پھر ان کا رکھنا منسوخ ہُوا۔

کیا آئینہ میں عکس اور کیمرہ کے عکس میں فرق ہے؟

اس مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ انسان کا ذہن آئینہ کی طرح ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آئینہ میں محسوسات کی صُورتیں منعکس ہوتی ہیں اور ذہن میں محسوسات و معقولات کے تصورات آتے ہیں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خیالاتِ فاسدہ ذہن میں آئیں اور مستقر نہ ہوں ان میں گناہ نہیں اگر وہ مستقر ہوں تو گناہ ہے۔ معلوم ہُوا کہ استقرار اور عدمِ استقرار کے احکام جُداگانہ ہیں آئینہ میں عکس مستقر نہیں اور کیمرہ میں عکس مستقر ہوتا ہے۔ مستقر کو غیر مستقر پر قیاس کرنا ممنوع ہے لہٰذا کیمرہ کے عکس (فوٹو) کو آئینہ کے عکس پر قیاس نہیں کر سکتے ہیں۔ الحاصل شریعت مطہرہ میں تصویر بنانا اور بنوانا دونوں حرام ہیں۔ اہلِ علم حضرات کو ادھر متوجہ ہونا چاہیئے۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ

اسماء رجال

ع۱ ابو معمر عبد اللہ بن عمرو اور عبد الوارث حدیث ع۲ کے اسماء میں دیکھیں۔
ع۳ عبد العزیز بن صُہیب حدیث ع۱۴ کے اسماء میں دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ صَلّٰی فِیْ فَرُوْجِ حَرِیْرٍ ثُمَّ نَزَعَ

۳۷۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ نَا اللَّیْثُ عَنْ یَزِیْدَ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اُھْدِیَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِیْرٍ فَلَبِسَہٗ فَصَلّٰی فِیْہِ ثُمَّ اِنْصَرَفَ فَنَزَعَہٗ نَزْعًا شَدِیْدًا کَالْکَارِہِ لَہٗ وَقَالَ لَا یَنْبَغِیْ ھٰذَا لِلْمُتَّقِیْنَ

باب — جس نے ریشمی کوٹ میں نماز پڑھی پھر اسے اُتار دیا

۳۷۰ — ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کوٹ ہدیہ بھیجا گیا۔ آپ نے اسے پہنا اور اس میں نماز پڑھی پھر نماز سے فارغ ہوئے اور اسے مکروہ جاننے والے کی طرح جلدی اُتار دیا اور فرمایا یہ متقی اور پرہیزگاروں کے لئے نہ چاہیئے۔

۳۷۰ — شرح : فَرُّوْج وہ کوٹ ہے جس کی پچھلی طرف شق ہو،، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوٹ پہن کر نماز پڑھی، اسی وقت ریشمی کپڑے کی تحریم نازل ہوئی۔ اس لئے آپ نے اسے جلدی اُتار دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے پہنا تو یہ ایک حکم تھا۔ پھر اسے اُتارنا بھی حکم ہے لہٰذا دوسرے حکم نے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا۔ نسخ کا یہ حکم مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے۔ مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس ارشاد: اَلْحَرِیْرُ وَالذَّھَبُ حَلَالٌ لِاِنَاثِ اُمَّتِیْ حَرَامٌ عَلٰی ذُکُوْرِھَا ،، یعنی ریشم اور سونا پہننا میری اُمت کی عورتوں کے لئے حلال ہے اور مردوں پر حرام ہے عورتوں کو مستثنیٰ کر دیا۔ اس حدیث کو امام طحاوی اور ترمذی نے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے احناف کے نزدیک اگر ریشمی کپڑا پہن کر نماز پڑھی تو نماز صحیح ہے۔ مگر مکروہ اور واجب الاعادہ ہے اور حرام کے مرتکب ہونے کی وجہ سے گنہگار ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مصلحت کی وجہ سے امام مشرک کا ہدیہ قبول کر سکتا ہے،،

اسماء رجال : ۱ عبد اللہ بن یوسف حدیث ۲ اور لیث بن سعد حدیث ۳ کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْاَحْمَرِ

۳۷۱ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ اَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنْزَةً لَهٗ فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مُشَمِّرًا صَلّٰى اِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَاَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ الْعَنَزَةِ

اسماء میں دیکھیں۔ ع۳ یزید بن ابی حبیب اور ابوالخیر حدیث ع۱۱ کے اسماء میں دیکھیں۔ ع۵ عقبہ بن عامر ان کی کنیت ابو حماد ہے اُنھوں نے ۵۵ احادیث روائت کی ہیں جن میں سے بخاری نے آٹھ ذکر کی ہیں انہیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مصر کا حاکم مقرر کیا تھا۔ وہ وہیں ۵۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب ـــ سُرخ کپڑے میں نماز پڑھنا

۳۷۱ ـــ ترجمہ : عون بن جُحیفہ نے اپنے باپ سے روائت کی۔ اُنھوں نے کہا میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سُرخ چمڑے کے خیمے میں دیکھا اور حضرت بلال کو دیکھا اُنھوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی لیا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس پانی کو جلدی جلدی لے رہے ہیں جس نے اس سے کچھ پالیا۔ اُس نے اپنے بدن پر مل لیا اور جس نے اس سے کچھ نہ پایا۔ اُس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری سے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي السُّطُوحِ وَالْمِنْبَرِ وَالْخَشَبِ

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَأْسًا اَنْ يُصَلِّيَ عَلَى الْجَمَدِ وَالْقَنَاطِيرِ وَاِنْ جَرٰى تَحْتَهَا بَوْلٌ اَوْ فَوْقَهَا اَوْ اَمَامَهَا اِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ وَصَلّٰى اَبُوْهُرَيْرَةَ عَلٰى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ بِصَلٰوةِ الْاِمَامِ وَصَلّٰى ابْنُ عُمَرَ عَلَى الثَّلْجِ

لے لیا۔ پھر میں نے بلال کو دیکھا اُنھوں نے نیزہ پکڑا اور زمین میں نصب کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سُرخ جوڑے میں تہبند کو پنڈلیوں تک اُٹھائے تشریف لائے اور عنزہ کی طرف منہ کرکے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ میں نے لوگوں کو اور جانوروں کو دیکھا کہ وہ عنزہ کے آگے سے گزر رہے تھے۔

۳۷۱ — شرح : بعض علماء نے کہا کہ احناف کے نزدیک سُرخ کپڑے پہننا جائز نہیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف بیان کرتے ہوئے سُرخ لباس کو جائز کہا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں ؛ کیونکہ احناف سُرخ لباس پہننے کو حرام نہیں کہتے۔ مکروہ کہتے ہیں ؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معصفر (سرخ کپڑا) سے منع فرمایا ہے۔ احناف نے جواز اور منع کی دونوں حدیثوں پر عمل کیا اور کہا سُرخ لباس پہننا حرام نہیں مکروہ ہے۔ حلّہ اُوپر والی چادر اور تہبند کو کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے اور بزرگوں کو رنگ دار لباس پہننا جائز ہے اور نماز کے آگے سترہ کے پار سے گزر جانا جائز ہے اور مستعمل پانی پاک ہے مگر طہور نہیں۔ علامہ عینی نے کہا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہُوا پانی طاہر و طہور ہے ؛ کیونکہ آپ کے بدن سے جُدا ہونے والا پانی طہور بھی ہے ؛ کیونکہ وہ ہر پاک سے زیادہ پاک اور ہر خوشبودار سے زیادہ اطیب ہے۔

اسماء رجال : ۱ محمد بن عرعرہ حدیث ۱۶۰۴ کے اسماء میں دیکھیں ۲ عُمر بن ابی زائدہ ہمدانی کوفی اور زکریاء بن ابی زائدہ کے بھائی ہیں ۳ عون بن ابی جُحیفہ کتاب العلم میں گزرے ہیں۔

باب — چھت، منبر اور لکڑی پر نماز پڑھنا

ابو عبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حسن بصری نے اس بات میں حرج نہیں دیکھا

marfat.com
Marfat.com

۳۷۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ نَا أَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ فَقَالَ مَا بَقِيَ فِي النَّاسِ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلٰى فُلَانَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ جامد پانی اور پلوں پر نماز پڑھی جائے اگرچہ ان کے نیچے یا ان کے اُوپر یا آگے پیشاب بہتا ہو جبکہ دونوں کے درمیان سترہ ہو۔ ابوہریرہ نے امام کی اقتداء میں مسجد کی چھت پر نماز پڑھی۔ عبداللہ بن عمر نے برف پر نماز پڑھی!

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى السُّطُوْحِ : یعنی اگر کسی نے پل یا جامد پانی پر نماز پڑھی جس کے نیچے پیشاب بہہ رہا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر غیر جامد برف، گندم، جَو اور مکی کے ڈھیر پر نماز پڑھی جائے تو جب تک وہ اس قدر نہ جمی ہو کہ پیشانی متمکن ہو سکے نماز جائز نہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے امام کی اقتداء میں چھت پر نماز پڑھی۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک جائز ہے کہ مقتدی امام سے اُونچی سطح پر ہوں۔ مگر بلا عذر مکروہ ہے۔ اور عُذر کی حالت میں مکروہ نہیں۔ جبکہ بعض مقتدی زمین پر امام کے ساتھ ہوں عامۃ المشائخ کا بھی یہی مسلک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے برف پر نماز پڑھی۔ پانی اس قدر جم جائے کہ وہ زمین کی طرح سخت ہو جائے۔ اور اس پر پیشانی متمکن ہو سکے تو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ وہ اس وقت متحجر ہو کر چھت اور لکڑی کی طرح ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم!

۳۷۲ — ترجمہ : ابوحازم نے کہا سہل بن سعد سے پوچھا گیا کہ منبر شریف کس چیز کا تھا تو انھوں نے کہا مجھ سے زیادہ جاننے والا لوگوں میں کوئی شخص باقی نہیں رہا۔ وہ غابہ کے جھاؤ سے تھا جسے فلاں عورت کے آزاد کردہ غلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنایا تھا،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے جبکہ وہ بنا کر (مسجد میں) رکھا گیا اور قبلہ رُو ہو کر آپ نے تکبیر فرمائی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے آپ نے قرأت فرمائی اور رکوع فرمایا لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے رکوع کیا پھر سر مبارک اُٹھایا اور اُلٹے قدم پیچھے ہٹے اور زمین پر سجدہ فرمایا پھر منبر پر لوٹے اور قرأت کی پھر رکوع کیا پھر سر مبارک اُٹھایا اور اُلٹے قدم پیچھے ہٹے اور زمین پر سجدہ فرمایا۔ یہ منبر کا واقعہ ہے۔

marfat.com

Marfat.com

حين عُمِلَ ووُضِعَ فاستقبلَ القبلةَ كبَّرَ وقامَ الناسُ خلفَهُ فقراءَ وركعَ وركعَ الناسُ خلفَهُ ثمّ رفعَ رأسَهُ ثمّ رَجَعَ القَهْقَرَى فسجدَ على الارضِ ثمّ عادَ على المنبرِ ثمّ قرأَ ثمّ ركعَ ثمّ رَفعَ رأسَهُ ثمّ رَجَعَ قهقرى حتى سجدَ بالارضِ فهذا شانُهُ قالَ ابوعبدالله قالَ علي بنُ عبدِ الله سألني احمدُ بن حنبل عن هذا الحديث قالَ وانّما اردتُ ان النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان اعلى من الناس فلا بأسَ ان يكونَ الامامُ اعلى مِنَ النّاس بهذا الحديث قالَ فقلت فانّ سفيانَ بن عُيَينَةَ كان يُسألُ عن هذا كثيرًا فلم تسمعْهُ منه قالَ لا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علی بن عبد اللہ نے کہا کہ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کے متعلق مجھ سے پوچھا کہا میرا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے اُونچے تھے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے علی بن مدینی نے کہا میں نے کہا سُفیان بن عیینہ سے اس حدیث کے متعلق اکثر سوال کیا جاتا تھا۔ آپ نے اُن سے کچھ نہیں سُنا تھا؟ اُنھوں نے کچھ نہیں سُنا تھا

۳۷۲ — شرح : اثل لمبا درخت ہے جس کے پتے نہیں اُگتے اس کی لکڑ سیدھی اور عمدہ ہوتی ہے اس کو "طرفاء" بھی کہا جاتا ہے ؛ چنانچہ بعض روایات میں مِنْ طَرْفَاءِ غَابَةَ " آیا ہے اور "غابہ" مدینہ منورہ سے نو میل دُور ایک مقام ہے "، جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کی چراگاہ تھی۔ وہیں عرینیین کا واقعہ ہُوا تھا "

جس نرکھان نے منبر بنایا تھا۔ اس کا نام میمون اور اس انصاریہ عورت کا نام عائشہ تھا۔ منبر شریف کے تین درجے تھے۔ بعض نے دو درجے روایت کی ہیں ؛ کیونکہ اُنھوں نے اس درجہ کو شمار نہیں کیا۔ جس پہ آپ بیٹھا کرتے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کے لئے منبر شریف پر نماز میں کھڑے ہوئے تاکہ سارے لوگ نماز کی کیفیت دیکھیں۔ ضرورت کے لئے امام مقتدیوں سے اُونچی جگہ پہ کھڑا ہو سکتا ہے اور عملِ قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی ؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری سیڑھی پر کھڑے تھے اور منبر شریف سے اُترنے اور چڑھنے میں صرف

marfat.com
Marfat.com

۳۷۳ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنَا حُمَيْدُ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ عَنْ فَرَسِهٖ فَجُحِشَتْ سَاقُهٗ اَوْ كَتِفُهٗ وَاٰلٰى مِنْ نِسَآئِهٖ شَهْرًا فَجَلَسَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَهٗ دَرَجَتُهَا مِنْ جُذُوْعٍ فَاَتَاهُ اَصْحَابُهٗ يَعُوْدُوْنَهٗ فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا وَهُمْ قِيَامٌ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ

دو قدم ہوتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خطیب لوگوں سے بلند مرتبہ ہونا چاہیئے۔
(اس حدیث کے تمام راویوں کا ذکر ہو چکا ہے)

---

۳۷۳ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے زمین پر آپڑے تو آپ کی پنڈلی یا کندھے پر زیادہ خراش آگئی۔ آپ نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ بیویوں سے دُور رہیں گے اور بالاخانہ میں تشریف فرما ہوئے جس کی سیڑھی کھجور کے تنے کی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی بیمار پرسی کو حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی جبکہ وہ سب کھڑے تھے۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ وہ جب تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو! جب رکوع کرے تم رکوع کرو! جب سجدہ کرے تم سجدہ کرو! جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتیس ۲۹ تاریخ کو بالاخانہ سے نیچے تشریف لائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک ماہ کے لئے قسم کھائی تھی۔ آپ نے فرمایا یہ مہینہ انتیس ۲۹ روز کا ہے۔

۳۷۳ ـــ : شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھوڑے سے نیچے کا واقعہ پانچ ہجری کو ذوالحجہ میں پیش آیا تھا۔ حدیث میں ایلاء سے مراد فقہی ایلاء نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چھت اور لکڑی پر نماز جائز ہے کیونکہ بالاخانہ زمین کے اعتبار سے سطح ہے۔ جمہور علماء

marfat.com

Marfat.com

کے نزدیک سطح یا چھت پر نماز صحیح ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور جمہور علماءِ سلف نے کہا جو شخص قیام پر قادر ہو۔ وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے امام کے پیچھے کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھے گا اور مذکور حدیث منسوخ ہے کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مرض وفات میں بیٹھ کر نماز پڑھائی تھی اور سب صحابہ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے جبکہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تکبیریں کہہ رہے تھے"۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: لَا یَؤُمَّنَّ اَحَدٌ بَعْدِیْ جَالِسًا یعنی میرے بعد کوئی شخص بیٹھ کر امامت نہ کرے اور آپ کے بعد خلفاء راشدین میں سے کسی نے بیٹھ کر امامت نہیں کی۔ اِن حضرات کا فعل اگرچہ ناسخ نہیں ہو سکتا۔ مگر اس پر ان کا دوام و استمرار مذکور نہی کی صحت کا شاہد ہو سکتا ہے۔

امام ترمذی اور نسائی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ جس مرض میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وفات پائی۔ اس میں آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی تھی۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے، حالانکہ ناسخ حدیث بھی حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے۔ مگر ان میں تعارض نہیں، کیونکہ جس نماز میں سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم امام تھے وہ ہفتہ یا اتوار کے روز ظہر کی نماز تھی اور جس نماز میں آپ ابوبکر صدیق کے مقتدی تھے۔ وہ پیر کے روز صبح کی نماز تھی۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ آخری نماز تھی۔ جس کے بعد ظاہراً دُنیا سے تشریف لے گئے اور جس حدیث میں ہے کہ سوموار کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پردہ اُٹھایا پھر اسے لٹکا دیا اور اسی روز آپ وصال فرما گئے جیسا کہ زہری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے وہ مذکورہ حدیث کے مخالف نہیں، کیونکہ پردہ کا اٹھانا پھر اُسے لٹکا دینا اس نماز کی پہلی رکعت میں تھا۔ پھر جب آپ نے اِفاقہ پایا تو دُوسری رکعت میں شرکت کی۔ جس میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام تھے" پھر اس کے بعد دُنیا سے تشریف لے گئے۔

سُبحان اللہ! کیا شان ہے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آخری نماز ان کے پیچھے پڑھی۔ یہ ان کی خلافت بالوصل پر مستحکم دلیل ہے اسے ہم بفضلہٖ تعالیٰ اپنے مقام میں مفصلاً تحریر کریں گے۔

اسماءِ رجال

ع ۱ محمد بن ابراہیم حدیث ع ۱۴۰ یزید بن ہارون واسطی حدیث ع ۱۴۹،
حُمَید طویل حدیث ع ۴۶ کے اسماء میں دیکھیں!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا أَصَابَ ثَوْبُ الْمُصَلِّي امْرَأَتَهُ إِذَا سَجَدَ

۳۷۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ خَالِدٍ قَالَ نَا سُلَيْمٌ التَّيْمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا حِذَاؤُهُ وَأَنَا حَائِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ قَالَتْ وَكَانَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ

باب — جب نمازی کا کپڑا سجدہ کرتے وقت اُس کی بیوی کو لگے

۳۷۴ — ترجمہ : میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپ کے سامنے ہوتی ؛ حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی ۔ بسا اوقات جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا میرے اُوپر آجاتا اور آپ چھوٹی صف پر نماز پڑھتے ۔

۳۷۴ — شرح : خُمرہ ،، چھوٹا سا مصلیٰ ہے جو کھجور کے پتوں سے بنایا جاتا ہے وہ اگر آدمی کے قد یا اس سے لمبا ہو جائے ۔ تو اسے حصیر (صف) کہتے ہیں ،، اور اس پر خمرہ کا اطلاق بھی درست ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض کی حالت میں عورت کا بدن پاک ہوتا ہے ۔ اگر اس پر نمازی کا کپڑا پڑ جائے تو حرج نہیں اور مصلی پر نماز جائز ہے بلکہ سُنّت ہے ۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھتے تھے ،، اس حدیث میں مذکورہ عورت کی محاذات سے نماز فاسد نہیں ہوتی ، کیونکہ وہ محاذاۃ جس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ مرد و زن دونوں ایک نماز پڑھ رہے ہوں جو نماز کی تحریمہ اور ادائیں شریک ہوں اور دونوں کے درمیان حائل بھی نہ ہو صرف عورت کے آگے ہونے یا لیٹنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ؛ چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لیٹی ہوتی تھیں ۔ جب کہ آپ رات کی نماز پڑھتے تھے ۔ واللہ اعلم !

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْحَصِيْرِ وَصَلّٰى جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ فِي السَّفِيْنَةِ قَائِمًا

وَقَالَ الْحَسَنُ يُصَلِّيْ قَائِمًا مَا لَمْ يَشُقَّ عَلٰى اَصْحَابِكَ يَدُوْرُ مَعَهَا وَاِلَّا فَقَاعِدًا

۳۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَدَّتَهٗ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهٗ

اسماء رجال : خالد بن عبداللہ طحان ہیں ان کی کنیت ابوالہیثم ہے حدیث ۱۸۹ سلیمان شیبانی ان کی کنیت ابواسحاق ہے وہ تابعی ہیں حدیث ۲۹۸ عبداللہ بن شداد کا ذکر حدیث ۲۹۹ میں گزرا ہے۔

باب — چٹائی پر نماز پڑھنا

حضرت جابر اور ابوسعید رضی اللہ عنہما نے کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی، حسن بصری نے کہا کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ لو جبکہ تیرے ساتھیوں پر گراں نہ گزرے اور اس کے ساتھ ساتھ پھرتا جاور نہ بیٹھ کر نماز پڑھ!

۳۷۵ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی دادی مُلَیْکَہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جو اُس نے آپ کے لئے تیار کیا آپ نے اس سے کھانا کھایا پھر فرمایا اُٹھو میں تم کو نماز پڑھاؤں۔ انس نے کہا ہماری ایک چٹائی تھی جو زیادہ عرصہ پڑی رہنے سے سیاہ ہو گئی تھی۔ میں اُٹھا اور اُسے پانی سے خوب دھویا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّيَ لَكُمْ قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَآءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ وَالْيَتِيْمُ وَرَآءَهٗ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَآئِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْخُمْرَةِ

۳۷۶ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا سُلَيْمٰنُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ

کھڑے ہوئے (نماز کے لئے) اور میں اور یتیم نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بائی بوڑھی ہمارے پیچھے تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر گھر تشریف لے گئے۔

۳۷۵ — شرح : معلوم ہوا کہ نوافل کی نماز باجماعت جائز ہے جبکہ اس کا اعلان نہ کیا جائے۔ اس حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول کرکے نماز پڑھی مگر عتبان میں اس کا عکس ہے چونکہ اس حدیث میں ہے کہ آپ کو کھانے کی دعوت دی گئی تھی اور عتبان کی حدیث میں آپ سے نماز پڑھنے کے لئے عرض کیا گیا تھا تاکہ وہ اس جگہ کو تبرک کے طور پر مصلّی بنالیں،، اس لئے آپ نے اہم امر پہلے فرمایا۔

نیز معلوم ہوا کہ صف کے پیچھے اگر اکیلا نماز میں کھڑا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے؛ کیونکہ عجور پیچھے تنہا نماز پڑھنے کھڑی تھی۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام مالک رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے مگر امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صف کے پیچھے تنہا شخص کی نماز صحیح نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا صَلٰوةَ لِلْمُنْفَرِدِ خَلْفَ الصَّفِّ،، دوسرے ائمہ اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اس حدیث میں کمال کی نفی ہے جیسے لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظِ سلام فرض نہیں کیونکہ انصراف میں سلام کا لفظ مذکور نہیں۔ واللہ اعلم!

باب — چھوٹے مُصلّی پر نماز پڑھنا

۳۷۶ — ترجمہ : ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْفِرَاشِ

وَصَلَّى اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَقَالَ اَنَسٌ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْجُدُ اَحَدُنَا عَلٰى ثَوْبِهٖ

۳۷۷ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ

چھوٹے مصلّی پر نماز پڑھتے تھے۔

۳۷۶ — شرح : اگرچہ یہ حدیث بعینہٖ ۳۷۴ میں گزر چکی ہے مگر اس کے تکرار کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے اسناد کے بعض رواۃ مختلف ہیں۔ اور اگر اسناد مختلف نہ ہوں۔ تو اس قسم کی روایات میں بخاری کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اس حدیث کے نقل کرنے سے اپنے شیخ کا مقصد بیان کریں اور اس سے احکام کے استخراج کا اختلاف بیان کریں، کیونکہ ہر شیخ کا مقصد مختلف ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر مصلّی وغیرہ بچھا کر اس پر نماز پڑھنا درست ہے اور مٹی پر سجدہ ضروری نہیں۔

مُلَيْكَةُ

بضمّ المیم و فتح الام ہے۔ یہ اُمّ سُلَیم بنت ملحان انصاریہ ہیں۔ پہلے یہ مالک کی بیوی تھیں اُن سے انس پیدا ہوئے پھر ان سے ابوطلحہ نے نکاح کیا تو ان سے عبداللہ پیدا ہوئے۔

باب — فراش پر نماز پڑھنا

حضرت انس نے فراش پر نماز پڑھی اور انس نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہم سے کوئی اپنے کپڑے پر سجدہ کرتا تھا۔"

۳۷۷ — ترجمہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ

صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سو جاتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ میں ہوتے تھے۔ آپ سجدہ فرماتے تو مجھے چھوتے میں اپنے پاؤں اکٹھے کر لیتی۔ جب آپ کھڑے ہوتے تو ان کو پھیلا دیتی۔ ام المؤمنین نے کہا۔ اس وقت گھروں میں چراغ نہ تھے۔

ترجمۃ الباب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اثر سے مراد یہ ہے کہ ہم شدت کی گرمی میں سجدہ گاہ پر اپنے کپڑے کی آستین بچھا کر اس پر سجدہ کر لیتے تھے،، اور جب اپنے کپڑے پر سجدہ کر لیا تو فراش پر سجدہ ہوا لہٰذا اس کی مناسبت باب کے ساتھ واضح ہے۔

۳۷۷ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام کا مقصد یہ ہے کہ اگر اس وقت چراغ ہوتے تو جب آپ سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو میں فوراً اپنے پاؤں اکٹھے کر لیتی۔ اور آپ کو میرے پاؤں چھونے کی تکلیف نہ ہوتی۔ اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مائی صاحبہ نیند میں مستغرق نہ ہوتی تھیں۔ ورنہ چراغ کا ہونا اور نہ ہونا سونے والے کے لئے برابر ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے آگے اور سامنے عورت ہو تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی اور اگر وہ آگے گزر جائے جب بھی کوئی حرج نہیں۔ جمہور فقہاء جن میں امام ابوحنیفہ مالک اور شافعی بھی شامل ہیں کا یہی مسلک ہے اور جس حدیث میں یہ ہے کہ عورت، کتا اور گدھا آگے سے گزر جائے تو نماز قطع ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا نمازی کے آگے سے گزرنے سے خشوع خضوع جاتا رہتا ہے۔ نماز باطل نہیں ہوتی یا وہ حدیث منسوخ ہے؛ کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ وَادْرَءُوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ ،، جس حدیث میں یہ ہے کہ نماز کو یہودی، نصرانی، مجوسی اور خنزیر قطع کر دیتے ہیں وہ حدیث ضعیف ہے" نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے سامنے کوئی سویا ہو تو جائز ہے اور جس حدیث میں یہ ہے لَا تُصَلُّوْا خَلْفَ النَّائِمِ وَلَا الْمُتَحَدِّثِ ضعیف ہے۔ خطابی نے کہا یہ روایت کئی طریقوں سے مروی ہے۔ وہ سب کمزور ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کو مسجد میں آنے کی اجازت دینا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یہاں مقام

marfat.com

Marfat.com

۳۷۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهِيَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِ اَهْلِهِ اِعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ

۳۷۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِيْ يَنَامَانِ عَلَيْهِ

تشریع میں تھے۔ خصوصیت کے مقام میں نہ تھے۔ لہٰذا آپ کے مس کرنے کو بلا دلیل خصوصیت پر محمول نہیں کر سکتے ،، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ فراش وغیرہ پر نماز جائز ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فراش پہ نماز پڑھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۳۷۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فراش پر نماز پڑھتے اور وہ آپ کے اور قبلہ کے درمیان جنازہ کی طرح لیٹی ہوتی تھیں۔

۳۷۹ — ترجمہ : حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فراش پہ جہاں آپ دونوں آرام فرمایا کرتے تھے۔ نماز پڑھتے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے اور قبلہ کے درمیان جنازہ کی طرح لیٹی ہوتی تھیں۔"

۳۷۸ — ۳۷۹ — شرح : پہلی حدیث میں "عَلٰى فِرَاشِ اَهْلِهِ" اور دوسری میں علی الفراش الذی ینامان علیہ ذکر کیا اور الَّذِيْ يَنَامَانِ عَلَيْهِ کی قید کا فائدہ اس امر پہ آگاہ کرنا ہے کہ یہ وہ فراش تھا جس پر آپ آرام فرمایا کرتے تھے۔ پہلی روائت میں فراش عام ہے اس پہ آرام فرماتے ہوں یا نہ مگر یہ فائدہ ظاہری نظر میں ہے؛ کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ ہے کہ فراش پہ نماز جائز ہے۔ مذکور تقلید مراد نہیں۔ اس روائت کے ذکر کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ یہ روائت مسند اور مرسل دونوں طرح مروی ہے۔ یہ روائت مرسل ہے۔ مگر محمول اس پر ہے کہ عروہ نے ام المؤمنین سے سنا ہے؛ چنانچہ پہلی روایت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السُّجُوْدِ عَلَى الثَّوْبِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ

وَقَالَ الْحَسَنُ كَانَ الْقَوْمُ يَسْجُدُوْنَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَيَدَاهُ فِيْ كُمِّهٖ

۳۸۰ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنِيْ غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ اَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فِيْ مَكَانِ السُّجُوْدِ

اس پہ دلالت کرتی ہے کہ ام المؤمنین نے عروہ کو خبر دی ،، ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے مناسبت ظاہر ہے

اسماء رجال : عراک بن مالک غفاری ہیں وہ ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے۔ یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ منورہ (شرفہا اللہ تعالیٰ) میں فوت ہوئے عروہ تابعی ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اس لئے یہ حدیث تابعی کی مرسل ہے۔

باب — شدت کی گرمی میں کپڑے پر سجدہ کرنا

حسن بصری نے کہا کہ صحابہ کرام عمامہ اور ٹوپی پر سجدہ کرتے اور ہر ایک کے ہاتھ اس کی آستین میں ہوتے ،،

۳۸۰ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ،، نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم سے کوئی سخت گرمی کی وجہ سے اپنے کپڑے کا کنارہ سجدہ کی جگہ رکھ لیتا ،،

۳۸۰ — شرح : اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ سخت گرمی اور اس طرح سخت سردی میں کپڑے پر سجدہ کرنا جائز ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اور یہ حدیث ان پر حجت ہے اور

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ فِی النِّعَالِ

۳۸۱ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ اَنَا اَبُوْ مَسْلَمَةَ سَعِیْدُ بْنُ یَزِیْدَ الْاَزْدِیُّ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ نَعْلَیْهِ قَالَ نَعَمْ

کو رُعمامہ (پگڑی کے پیچ) پر سجدہ کرنا امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے جبکہ ماتھا اچھی طرح جم جائے اور اگر صرف مس کیا اور داب نہ دی تو سجدہ نہ ہوگا۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابو اسامہ کے طریق سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نماز کی حالت میں سجدہ کرتے اور ان کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے۔ ان میں سے کوئی شخص اپنی ٹوپی اور عمامہ پہ سجدہ کرتا" بہرکیف اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کپڑا بچھا کر اس پہ سجدہ کرنا جائز ہے۔

اسماء رجال

: بشر بن مفضل رقاشی عثمانی ہیں وہ ہر روز چار سو رکعتیں پڑھتے تھے حدیث ۶۶ کے اسماء میں دیکھیں۔ ع۲ غالب بن خطاف قطان صالحین میں سے ہیں

ع۳ بکیر بن عبداللہ مزنی ثقہ حجت اور فقیہہ ہیں۔ اس حدیث کے تمام راوی بصری تابعی ہیں۔

ع۴ ابو رافع یضیع کی کنیت ہے وہ بصری ہیں، کیونکہ وہ مدینہ منورہ سے بصرہ منتقل ہوگئے تھے۔ انھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے، لیکن سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہ ہوئے یہ بہت بڑے تابعی ہیں اس اسناد میں تین تابعی اور پانچ بصری ہیں۔

باب ـــ جوتوں سمیت نماز پڑھنا

۳۸۱ ـــ ترجمہ : حضرت ابومسلمہ سعید بن یزید ازدی نے کہا۔ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جوڑے سمیت نماز پڑھتے تھے؟ اس نے کہا ہاں!

۳۸۱ ـــ شرح : ابن بطال نے کہا کہ علماء کے نزدیک اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جب جوتوں کے ساتھ نجاست نہ لگی ہو تو ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر نجاست لگی ہو تو اسے صاف کرے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الْخِفَافِ

۳۸۲ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ يُحَدِّثُ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَاَيْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَسُئِلَ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ اِبْرَاهِيْمُ فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ لِاَنَّ جَرِيْرًا كَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ اَسْلَمَ

کہا اگر جوتے سے تر نجاست لگی ہو تو وہ دھوئے بغیر صاف نہیں ہوتا۔ اگر خشک نجاست ہو تو پونچھنے سے صاف ہو جاتا ہے جوتوں سمیت نماز پڑھنا جائز ہے۔ ابوداؤد نے شداد بن اوس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود کی مخالفت کرو وہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا نجاست موزہ یا جوتا پہ دھونے کے بغیر پاک نہیں ہوتی۔

یہودیوں کی مخالفت کے لئے ان میں نماز پڑھنا مستحب ہے مسنون نہیں؛ کیونکہ جوتوں میں نماز پڑھنا اصل مقصد نہیں۔ ابوداؤد میں عمر بن شعیب کے اسناد سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوڑا پہنے ہوئے اور ننگے پاؤں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ بہرحال جوتوں میں نماز پڑھنا جائز ہے وہ اس قدر نرم ہونے چاہئیں کہ پاؤں زمین کی صلابت محسوس کریں اور انگلیوں کے پیٹ زمین پہ لگیں ورنہ جائز نہیں۔

باب ـــ موزوں میں نماز پڑھنا

۳۸۲ ـــ ترجمہ: ہمام بن حارث نے کہا میں نے جریر بن عبداللہ کو دیکھا کہ انھوں نے پیشاب کیا پھر وضوء کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی ان سے جب پوچھا گیا تو کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا لوگوں کو یہ حدیث خوش کرتی تھی؛ کیونکہ جریر رضی اللہ عنہ سب سے آخر میں مسلمان ہوئے تھے۔

۳۸۲ ـــ شرح ... اس لئے اچھی معلوم ہوتی تھی

marfat.com
Marfat.com

۳۸۳ ـ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ نَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ وَضَّأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ وَصَلّٰى

بَابُ إِذَا لَمْ يُتِمَّ السُّجُوْدَ

۳۸۴ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا مَهْدِيٌّ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأٰى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهُ وَلَا سُجُوْدَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخر وقت میں جس سال آپ نے وصال فرمایا مسلمان ہوئے ان کے اعجاب کی وجہ یہ تھی کہ یہ حدیث مسح کا حکم باقی رکھتی ہے اور اس کے عدم نسخ پر دلالت کرتی ہے کیونکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سورۂ مائدہ میں وضوء کی آیت سے مسح منسوخ ہو چکا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موزوں پر مسح منسوخ نہیں؛ کیونکہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے۔ اگر موزوں پر مسح منسوخ ہوتا تو جریرؓ کیوں مسح کرتے اور پھر یہ کہتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے۔ علامہ عینیؒ نے کہا کہ موزوں پر مسح میں احادیث تواتر تک پہنچتی ہیں۔ کثیر علماء کی یہی رائے ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے قریب ہوتے ہوئے پیشاب کرنا جائز ہے۔ اگرچہ سنت یہ ہے کہ پیشاب پردہ میں کیا جائے اور موزوں پر مسح جائز ہے۔

---

۳۸۳ ـ ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضوء کرایا۔ آپ نے موزوں پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔

۳۸۴ ـ شرح: پہلی حدیث ۲۸۲ اور باب المسح علی الخفین میں حدیث ۲۰۱ میں اس کی پوری تفصیل ذکر کر دی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يُبْدِيْ ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِيْ جَنْبَيْهِ فِي السُّجُوْدِ

۳۸۵ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ هُرْمُزٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ نَحْوَهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب ـ جب پورا سجدہ نہ کرے

۳۸۴ ـ ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع و سجود پورا نہ کرتا تھا۔ جب اس نے نماز ادا کر لی تو اسے حذیفہ نے کہا تو نے نماز نہیں پڑھی۔ ابو وائل نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حذیفہ نے کہا اگر تو مرجاتا تو سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف مرتا۔

۳۸۴ ـ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یعنی تو نے کامل نماز ادا نہیں کی چونکہ اس نے اچھی طرح نماز نہ پڑھی تھی اس لئے اس کے عمل کی نفی کی جیسے جب صانع اچھا کام نہ کرے تو اسے کہا جاتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا اس سے مراد کمال کی نفی ہوتی ہے۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث کی دلالت اس پر ہے کہ نماز میں طمانیت سنت ہے۔ امام ابوحنیفہ اور محمد رضی اللہ عنہما کا یہی مسلک ہے امام ابو یوسف اور شافعی رضی اللہ عنہما کے نزدیک فرض ہے عنقریب یہ مسئلہ آنے والا ہے۔

اسماء رجال

صلت بن محمد بن عبدالرحمٰن خارکی بصری ہیں۔ خارک بصرہ کے اطراف میں ایک بستی ہے۔ ۲ مہدی بن میمون کی کنیت ابو یحییٰ ہے وہ ازدی ہیں۔ ۱۷۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ ۳ واصل بن حیان احدب کوکتاب الایمان میں دیکھیں ۴ ابو وائل کا نام شقیق بن سلمہ ہے وہ مخضرمی ہیں۔

۵ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

باب ۔ سجدے میں اپنے بازو کھول دے

۳۸۵ ۔ ترجمہ : عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو کھول دیتے حتیٰ کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی ظاہری ہو جاتی ۔ لیث نے کہا مجھے جعفر بن ربیعہ نے اس طرح خبر دی ۔

۳۸۵ ۔ شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں اور پہلوؤں کو خوب کشادہ کرتے ۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح ایک تو تواضع و انکساری ہوتی ہے اور دوسرے پیشانی زمین پر اچھی طرح مستقر ہوتی ہے اور سستی وغیرہ دُور ہو جاتی ہے ۔ اس حدیث کی غرض یہ ہے کہ نمازی سجدہ میں اپنے بازوں پہلوؤں سے نہ لگائے ۔

ابطٌ سے مراد حقیقتہً بغل ہے جبکہ وہ مستور نہ ہو ۔ اگر مستور ہو تو مراد بغل کے کپڑے کی سفیدی ہے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان سے بکری کا بچہ گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا ۔ اس طرح کشادگی سے سجدہ کرنا مردوں کے لئے سنت ہے اور عورت اور خنثیٰ اعضاء کو اکٹھا کر کے سجدہ کریں تاکہ پردہ ہے ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نمازی اپنی کہنیاں رانوں پر سجدہ کی حالت میں رکھ سکتا ہے ۔ ترمذی رحمہ اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سجود کی مشقت کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا گھٹنوں سے مدد لیا کرو ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ سجدہ کی حالت میں اپنی کہنی ران پر رکھ لوں ؟ انھوں نے کہا جیسے آسانی ہو سجدہ کرو بہرحال اس مسئلہ میں وسعت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہاتھ اور پہلو کشادہ بھی کرتے تھے اور اکٹھے بھی کر لیتے تھے ۔ فرائض اور نوافل کا ایک ہی حکم ہے ۔ واللہ اعلم !

اسماء رجال

: جعفر بن ربیعہ بن شرحبیل مصری ہیں ۔ ۱۲۵ ہجری میں فوت ہوئے ابن ہرمز کا نام عبدالرحمٰن ہے ۔ وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں ۔ عبداللہ یہ ابن مالک ہیں ان کا کئی بار ذکر ہو چکا ہے ۔ بُحَیْنَہ عبداللہ کی والدہ کا نام ہے وہ والد اور والدہ دونوں طرف منسوب ہوتے ہیں ۔ قدیم الاسلام ہیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں عبادت گو بہت بڑے فاضل تھے ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے ۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوت ہوئے ۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا درست بات یہ ہے کہ مالک پر تنوین پڑھی جائے اور ابن الف سے لکھا جائے کیونکہ ابن بُحَیْنَہ مالک کی صفت نہیں عبداللہ کی صفت ہے ، کیونکہ عبداللہ کے باپ کا نام مالک ہے اور ان کی والدہ کا نام بُحَیْنَہ ہے ۔ وہ مالک کی بیوی ہے ۔ پس اس میں لفظ ابن مناسب علموں کے درمیان واقع نہیں "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ يَسْتَقْبِلُ بِاَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ

قَالَهُ اَبُوْ حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۸۶ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ سِيَاهٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهٖ

باب — قبلہ کی طرف منہ کرنے کی فضیلت

پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرے۔ ابو حمید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے"

۳۸۶ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری کو ضائع نہ کرو!

۳۸۶ — شرح : اخفار کا معنی نقض عہد ہے یعنی تم ایسے شخص کے عہد کا نقض نہ کرو جو توحید و رسالت کا معترف ہے؛ کیونکہ جو شخص نبوت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا معترف ہے۔ وہ تمام ضروریاتِ دین کا اعتراف کرے گا۔ کلمۂ شہادت نماز میں داخل ہے اس لئے اسے ذکر نہ فرمایا۔ نہی میں صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ ذکر نہ کیا؛ کیونکہ اللہ کے ذمہ کے نقض سے رسول کا ذمہ بھی منقوض ہو جاتا ہے۔ اس لئے حصول مقصود کے لئے اصل کو ذکر کیا اور پہلے تاکید اور عصمت کی تحقیق کے لئے ذکر کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے امور ظاہر پر محمول ہیں جس نے دین کے شعائر ظاہر کئے۔ اس پر اس کے

marfat.com

Marfat.com

۳۸۷ ۔ حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَإِذَا قَالُوهَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا وَأَكَلُوا ذَبِيحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلَ مَيْمُونُ بْنُ سِيَاهٍ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا بَا حَمْزَةَ وَمَا يُحَرِّمُ دَمَ الْعَبْدِ وَمَالَهُ فَقَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَصَلَّى صَلَاتَنَا

احکام جاری ہوں گے۔ قبلہ نماز کے فرائض سے ہے اور نماز دین میں عظیم تر عبادت ہے جس نے قصداً قبلہ ترک کیا۔ اس کی نماز نہیں لہٰذا اس کا دین بھی نہیں،، حالتِ خوف کے بغیر قبلہ کی طرف نماز میں منہ کرنا شرط ہے مکہ معظمہ میں رہنے والے کے حق میں اس کو نظر پہنچانا فرض ہے۔ مسلمان کی پہچان یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کا ذبیحہ کھائے ؛ کیونکہ کتابی اور وثنی مسلمانوں کے ذبائح کھانے کو بُرا جانتے ہیں۔ وثنی بُت پرست کو کہتے ہیں۔ نماز میں اُنگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنے ضروری ہیں اور حتی الوسع سب اعضاء قبلہ کی طرف متوجہ کرے۔

اسماء رجال

: ۱ ابو حمید عبد الرحمٰن بن سعد ساعدی انصاری مدنی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ان کا نام مُنذر ہے اور کنیت ان کے نام پر غالب ہے۔

۲ عمرو بن عباس اہوازی بصری ہیں۔ ان کی کنیت ابو عثمان ہے۔ ۲۳۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

۳ مہدی وہ عبد الرحمٰن بن مہدی بن حسان ہیں ان کی کنیت ابو سعید ہے وہ بصری لؤلؤی ۴ منصور بن لؤلؤی بصری کے شاگرد ہیں ۵ میمون بن سیاہ بہت متقی پرہیزگار اور صدوق ہیں۔

---

۳۸۷ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ملا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتی کہ وہ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہیں جب وہ یہ کہیں اور ہماری نماز کی طرح نماز پڑھیں ہمارے قبلہ کی طرف نماز میں منہ کریں ہمارا ذبیحہ کھائیں تو

marfat.com
Marfat.com

وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهٗ مَا لِلْمُسْلِمِ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِ
وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ نَا حُمَيْدٌ قَالَ نَا اَنَسٌ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم پر ان کی خونریزی اور ناحق ان کے مال حرام ہیں اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ ابن ابی مریم نے کہا ہم کو یحییٰ نے خبر دی۔ اُس نے کہا کہ ہم کو انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے اور علی بن عبداللہ نے کہا کہ ہم کو خالد بن وارث نے خبر دی اُس نے کہا ہم کو حمید نے خبر دی کہا میمون بن سیاہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہا اے ابا حمزہ کسی شخص کے خون اور مال کو کونسی شئی حرام کرتی ہے۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ جس نے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کلمہ شہادت پڑھا۔ ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی۔ اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے جو حقوق مسلمانوں کے لئے ہیں وہی اسی کے لئے ہیں جو شئی مسلمان پر واجب ہے وہی اس پر واجب ہے۔

۳۸۷ — شرح : مسلمان ہونے کے لئے صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنا کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ "محمد رسول اللہ" منضم نہ ہو۔ حدیث شریف میں نماز، استقبال قبلہ اور ذبح سے اقرار رسالت کی طرف اشارہ کیا ہے، کیونکہ یہ تینوں دین اسلام کے خواص ہیں یہ اس طرح کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنے والے یہود و نصاریٰ کی نماز میں رکوع نہیں ان کا قبلہ کعبہ سے مختلف ہے ان کا ذبیحہ ہمارے ذبیحہ جیسا نہیں یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ کلمہ شہادت کا پہلا جز سارے کلمہ کی خبر دیتا ہے۔ یعنی جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا وہ مسلمان ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ میں نے الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ" پڑھا اور اس کی مُراد ساری سورہ بقر ہوتی ہے، لیکن اس تقریر پر یہ سوال ہوتا ہے کہ مذکور تین امور کی اس وقت ضرورت نہیں رہتی، کیونکہ یہی کلمہ شہادت شعار اسلام ہے جو لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے کافی ہے ہاں اس سوال کا ازالہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ قول یعنی اقرار باللسان کو فعلی صورت میں ظاہر کیا جائے گویا کہ فرمایا کہ وہ جب کلمہ شہادت پڑھیں اور اس کے مقصد کی تحقیق فعلی طور پر کریں تو ہی ان کی جان و مال کی حفاظت ہوسکتی ہے۔

اسلام کے دُوسرے ارکان اور واجبات سے ان تینوں کو اس لئے خاص کیا ہے کہ یہ تینوں باقی ارکان و واجبات دین سے زیادہ واضح، عظیم تر اور اسلام پر جلدی آگاہ کرتے ہیں، کیونکہ ایک دن میں احساس ملاقات سے ان کی نماز اور کھانے پینے کا پتہ چل سکتا ہے اور روزے سے ہمارا ان سے امتیاز نہیں ہوسکتا اور حج میں کبھی کئی مہینوں کی تاخیر ہوتی ہے، یا کبھی ان کے پاس زاد سفر نہیں ہوتا اس لئے ان کے اسلام پر جلد اطلاع نہیں ہوسکتی حضرت میمون بن سیاہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال اگرچہ دماء اور اموال کی تحریم کے سبب سے تھا اور جواب

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قِبْلَةُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَاَهْلِ الشَّامِ وَالْمَشْرِقِ

لَيْسَ فِي الْمَشْرِقِ وَلَا فِي الْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا

میں کچھ زیادہ بھی ذکر کیا گیا ہے مگر اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : علامہ نعیم بن حماد مروزی خزاعی صاحب تصانیف فارض ہیں۔ علم میراث میں بہت ماہر تھے۔ مصر میں سکونت پذیر رہے تھے وہیں رہے اور اسحاق بن ہارون کے عہد خلافت میں وہاں سے چلے گئے اُن سے قرآن کے متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے ان کے خیال کے مطابق جواب دینے سے انکار کر دیا تو اُنھوں نے انہیں قید کر دیا۔ حتی کہ ۲۲۸ ہجری کو سامرا میں فوت ہو گئے خالد بن حارث بصری ہیں ان کی کنیت ابو عثمان ہے انہیں خالد صدق کہا جاتا تھا۔ بصرہ میں ۱۸۶ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب اہل مدینہ، اہل شام و مشرق کا قبلہ مشرق میں نہیں اور نہ ہی مغرب میں قبلہ ہے

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیشاب و پاخانہ کرتے وقت قبلہ کو منہ نہ کرو، لیکن مشرق و مغرب کی طرف منہ کرو۔"

شرح الباب : مدینہ منورہ کے رہنے والوں اور شام کے رہنے والوں اور وہاں کے مشرق اور مغرب کے باشندوں کا قبلہ ان کے مشرق و مغرب میں نہیں کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے مشرق و مغرب کی جہت میں قضاءِ حاجت کو مباح فرمایا۔ یہ اس لئے کہ ان کا قبلہ مشرق و مغرب کے درمیان ہے جیسا کہ ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے مگر یہ سب کے لئے نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو مدینہ منورہ میں رہتے ہیں یا جن کا قبلہ اہل مدینہ منورہ کی جہت میں ہے اور انہی کے لئے

marfat.com
Marfat.com

۳۸۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا سُفْيٰنُ قَالَ نَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيْضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

فرمایا کہ بول و براز کے وقت قبلہ کی جہت میں مُنہ نہ کرو، لیکن مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو! اس کی تفصیل کتاب الوضوء حدیث ۱۴۴، ۱۴۵ میں دیکھیں۔

۳۸۸ — ترجمہ : حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیت الخلاء آؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور نہ ہی اس طرف پشت کرو؛ لیکن مشرق و مغرب کی طرف منہ کرو! ابو ایوب نے کہا ہم شام میں آئے تو وہاں کے بیت الخلاء دیکھے کہ وہ قبلہ کی جہت میں بنائے گئے ہیں تو ہم قبلہ کی جہت سے پھر جاتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے۔ زُہری نے عطاء سے روائت کی۔ اُنھوں نے کہا میں نے ابو ایوب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بیان کرتے سُنا۔

۳۸۸ — شرح : جو بھول کر یا غلطی سے کوئی فعل کرے۔ وہ آثم و گنہگار نہیں ہوتا لہٰذا اسے استغفار کی حاجت نہیں۔ مگر متقی اور پرہیزگار لوگ اس پر بھی نادم ہو کر استغفار کرتے ہیں۔ اس لئے حضرت ابو ایوب اس تقدیر پر استغفار کرتے تھے۔ اس مسئلہ کی تقریر حدیث ۱۴۴، ۱۴۵ کے تحت مذکور ہے۔

مفردات : قِبل مکسور الکاف ہے بمعنی مقابلہ۔ اَلْغَائِط، قضائے حاجت کے لئے نیچی جگہ۔ مراحیض، مِرحاض کی جمع ہے بمعنی بیت الخلاء،

اسماءِ رجال : عطاء بن یزید لیثی مدنی ہیں کہا گیا کہ شامی ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ ایک سو سات ہجری میں فوت ہوئے۔ ابو ایوب کا نام خالد ابن زید بن کُلَیب خزاجی ہے۔ وہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ بدر، بیعت عقبہ اور دیگر غزوات میں شریک۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى

۳۸۹ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ نَا سُفْيٰنُ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ لِلْعُمْرَةِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَيَأْتِيْ اِمْرَأَتَهٗ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبُهَا حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

تھے۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہی کے گھر قدم میمنت رکھا اور مکانات اور مسجد کی تعمیرات مکمل ہونے تک ایک ماہ انہی کے گھر تشریف فرما رہے۔ ان کی کنیت ان کے نام پر غالب ہے۔ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو پچاس احادیث روایت کی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جتنی جنگیں لڑی ہیں تمام میں ان کے ساتھی رہے اور پچاس ہجری میں قسطنطنیہ کی جنگ میں فوت ہوگئے۔ ابو ایوب اس غزوہ میں یزید بن معاویہ کے ساتھ لشکر میں گئے اور بیمار ہوگئے۔ جب بیماری سخت ہوگئی تو اپنے ساتھیوں سے کہا اگر میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اٹھا کر میدان جنگ میں لے جاؤ اور اپنے قدموں کے نیچے مجھے دفن کر دو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ ان کی قبر شریف ماوی حاجات ہے لوگ وہاں جا کر بارش کی دعا کرتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے (کرمانی)

بابؔ ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد
مقامِ ابراھیم کو مُصلّٰی بناؤ

۳۸۹ ـ ترجمہ : حضرت عمر بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے عبداللہ بن عمر سے ایک

marfat.com
Marfat.com

شخص کے متعلق پوچھا جس نے عمرہ کے لئے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کی۔ کیا وہ شخص اپنی بیوی کے پاس آسکتا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف سات بار کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا، مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء ہے۔ ہم نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ بیوی کے پاس نہ جائے حتی کہ صفاء مروہ کے درمیان سعی کرے۔

۳۸۹ — شرح : یعنی بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا، مروہ کے درمیان سعی نہ کرے کیا وہ اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے۔ یعنی صفا مروہ کے درمیان سعی سے پہلے احرام کھول سکتا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تم آپ کی اقتداء کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعی سے پہلے احرام نہیں کھولا۔

مقامِ ابراہیم

جہاں وہ پتھر ہے وہ مقام ابراہیم ہے

وہ پتھر ہے جس پر سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم میمنت کا اثر ہے جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے اس پر قدم رکھے۔ مقامِ ابراہیم کے متعلق مفسرین میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مقامِ ابراہیم سارا حرم شریف ہے۔ سُدی نے کہا مقامِ ابراہیم وہ پتھر ہے جسے سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم شریف کے نیچے رکھا تھا جبکہ ان کے سر مبارک کو دھویا تھا۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں یہ ذکر کیا ہے۔ سدی اور قتادہ نے کہا لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کا حکم ملا ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ جو مقام ابراہیم کی جہت میں کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اس نے فرض ادا کر دیا؛ کیونکہ اس وقت فرض بیت اللہ ہے۔ مقام براہیم نہیں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ سے باہر نماز پڑھی اور فرمایا یہ قبلہ ہے حالانکہ آپ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی تھی مقام کی طرف منہ نہیں کیا تھا۔ مقام قبلہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ نمازی اور قبلہ کے درمیان ہو۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ عمرہ میں سعی واجب ہے۔ یہی سب علماء کا مذہب ہے مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں صرف بیت اللہ کا طواف کر کے احرام کھول سکتا ہے اور یہ سُنت کے خلاف ہے " طواف میں سات چکر ہیں۔ پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھے۔ یہ واجب ہے بعض سنت کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں اگر طواف واجب ہے تو یہ واجب ہیں ورنہ سُنت ہیں۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ۱ حمیدی اور سفیان بن عُیَینہ کا حدیث ۱ کے اسماء میں تذکرہ ہو چکا ہے۔
۲ عمرو بن دینار حدیث ۱۳ کے اسماء میں گزرے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۹۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ سَيْفٍ يَعْنِي ابْنَ
أَبِي سُلَيْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فَقِيْلَ لَهٗ هٰذَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ وَالنَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا قَائِمًا بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ
أَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ
اللَّتَيْنِ عَلٰى يَسَارِهٖ إِذَا دَخَلْتَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ

۳۹۰ — ترجمہ : حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا عبد اللہ بن عمر آئے تو ان سے کہا گیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ کعبہ میں داخل ہوئے ہیں۔ ابن عمر نے کہا میں آیا جب کہ نبی کریم باہر تشریف لے آئے تھے۔ میں نے بلال کو دروازہ کی دونوں لکڑیوں کے درمیان کھڑے پایا اور ان سے پوچھا اور کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی ہے؟ بلال نے کہا ہاں دونوں ستونوں کے درمیان نماز پڑھی ہے جو بائیں طرف ہوتے ہیں جبکہ تو اس میں داخل ہو۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور کعبہ کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں۔

۳۹۰ — شرح : حدیث شریف میں "بَابَيْنِ" سے مراد دروازہ کی دونوں لکڑیاں ہیں کیونکہ اس وقت کعبہ کا ایک ہی دروازہ تھا۔ یا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں کعبہ کے دو دروازے تھے۔ اس اعتبار سے "بَيْنَ الْبَابَيْنِ" کہا یا راوی کی روایت کرنے کے زمانہ میں اس کے دو باب تھے؛ کیونکہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کے دو دروازے بنا دیئے تھے "يَسَارِهٖ" کی ضمیر کا مرجع داخل ہے وہ جو بھی ہو اور خطاب سے مراد عموم ہے۔ سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ترجیح ہے کیونکہ یہ مثبت ہے اس میں علم کی زیادتی ہے لہٰذا اس کو ترجیح دینا ضروری ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں صرف دعائیں کیں نماز نہیں پڑھی یہ حدیث مرجوح ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام جب کعبہ میں داخل ہوئے اور اس کا دروازہ بند کر کے دعاء میں مشغول ہو گئے تو حضرت اسامہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعاء کرتے دیکھا تو وہ بھی کعبہ کے ایک کونے میں دعاء میں مصروف ہو گئے۔ آپ کعبہ کے دوسرے کونہ میں تھے جبکہ حضرت بلال آپ کے بہت قریب تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز

marfat.com
Marfat.com

۳۹۱ ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ نَصْرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ

پڑھی جسے حضرت بلال نے قریب ہونے کی وجہ سے دیکھا اور اُسامہ نے دوسرے کونہ میں ہونے کی وجہ سے نہ دیکھا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خفیف سی نماز پڑھی تھی۔ حضرت اُسامہ دُعاء میں مستغرق رہے حتّٰی کہ آپ نماز سے فارغ ہوگئے۔ اس لئے انھوں نے اپنے ظن کے اعتبار سے نماز کی نفی کی نیز ہوسکتا ہے کہ آپ کعبہ میں دو مرتبہ داخل ہوئے ہوں۔ ایک مرتبہ نماز پڑھی اور دُوسری مرتبہ صرف دُعاء فرمائی ہو۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ یحییٰ بن سعید قطان قدمر ع۲ سَیْفٌ بن سلیمان مخزومی مکی ہیں آپ ثقہ صدوق ہیں۔ ۱۵۱ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ مجاہد حدیث ع۶ کے بعد مذکور ہیں۔

۳۹۱ــ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اس کے تمام کونوں میں دُعاء کی اور نماز نہ پڑھی۔ حتّٰی کہ اس سے باہر تشریف لے گئے۔ جب کعبہ کے باہر آئے تو سامنے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا: یہ قبلہ ہے۔

۳۹۱ــ شرح : حافظ ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مستخرج میں اسحاق بن راہویہ کے طریق سے اسی اسناد کے ساتھ اسے ذکر کیا اور اسامہ بن زید سے ابن عباس کی ملازمت ذکر کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ابن عباس کی مراسیل سے مرسل حدیث ہے۔ نیز یہ ہرگز ثابت نہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوئے ہوں۔ حدیث ع۳۹۰ میں حضرت بلال کی حدیث کو اس پر ترجیح کی وجہ مذکور ہوچکی ہے اور هٰذِهِ الْقِبْلَةُ کا معنی یہ ہے کہ قبلہ صرف یہ چار دیواری ہے ساری مسجد حرام اور حرم شریف حتی کہ حطیم بھی قبلہ نہیں اور نہ ہی سارا مکہ قبلہ ہے۔ اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ دن کے نفل دو دو رکعتیں ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا رات اور دن میں نوافل دو دو رکعت افضل ہیں۔ امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے۔ امام ابویوسف اور محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا کہ دن کے دو دو رکعتیں افضل ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ التَّوَجُّهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ

وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَكَبِّرْ

۳۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ قَالَ نَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ اَنْ يُّوَجَّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ فَاَنْزَلَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَتَوَجَّهَ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَقَالَ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ وَهُمُ الْيَهُوْدُ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ط قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ ثُمَّ

نے کہا رات اور دن میں چار چار رکعت افضل ہیں، کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جب اپنی خالہ میمونہ کے گھر میں رات رہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھتے رہے کہ آپ چار چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان کے حسن اور طول سے مت پوچھو۔ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کعبہ میں فرض و نفل دونوں جائز ہیں۔

اسماء رجال : ۱؎ اسحاق بن نصر حدیث ۱۷ کے اسماء میں دیکھیں وہ اسحاق بن ابراہیم بن نصر ہیں اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔

باب — قبلہ کی طرف متوجہ ہونا جہاں بھی ہو

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبلہ کی طرف منہ کرو اور تکبیر کہو"

۳۹۲ — ترجمہ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف سولہ یا سترہ ماہ نماز پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ محبوب تھا کہ

marfat.com
Marfat.com

خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلَّى فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ يُصَلُّوْنَ نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهٗ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَتَحَرَّفَ الْقَوْمُ حَتّٰى تَوَجَّهُوْا نَحْوَ الْكَعْبَةِ

۳۹۳ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ تَوَجَّهَتْ بِهٖ فَاِذَا اَرَادَ الْفَرِيْضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ

کعبہ کی طرف نماز میں متوجہ ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی " ہم آپ کا چہرہ آسمان کی طرف اُٹھتا دیکھتے ہیں " تو آپ کعبہ کی طرف نماز میں متوجہ ہوگئے اور بیوقوف لوگوں نے کہا اور وہ یہودی ہیں۔ مسلمانوں کو اپنے قبلہ سے جس پر وہ پہلے تھے کس نے پھیرا ہے؟ آپ فرمائیے اللہ کے لئے مشرق و مغرب ہے جسے چاہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے " نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص نے نماز پڑھی پھر وہ نماز پڑھنے کے بعد انصار کے کچھ لوگوں پر گزرا۔ جو عصر کی نماز میں بیت المقدس کی طرف متوجہ تھے اور کہا وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نماز میں کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ لوگ نماز ہی میں پھر گئے۔ حتّٰی کہ وہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوگئے۔

۳۹۲ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوکر نماز پڑھا کرتے تھے اور ہجرت کے بعد بھی سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوکر نماز پڑھتے رہے۔ مگر آپ کی دلی خواہش یہی تھی کہ آپ کا قبلہ کعبہ ہو،، تو اللہ تعالیٰ نے قبلہ کی تحویل فرمادی ۔۔۔ یہ تحویل ہجرت کے دو سال بعد نصف رجب میں ہوئی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ ربیع الاوّل میں تشریف لائے۔ اس حدیث شریف میں عصر کی نماز ذکر کی اور بخاری مسلم اور نسائی کی حضرت عبداللہ بن عمر سے روائت میں صبح کی نماز مذکور ہے مگر ان دونوں روایات میں تضاد نہیں؛ کیونکہ یہ خبر ایسے لوگوں تک پہنچی جو مدینہ منورہ میں عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر دوسرے روز کی صبح کو یہ خبر اہل قباء کو پہنچی؛ کیونکہ قباء مدینہ منورہ سے باہر ہے اس حدیث کی مزید تحقیق حدیث ۳۹ باب الصلوٰۃ من الایمان میں

marfat.com

Marfat.com

اسماء رجال

: ع۱ عبداللہ بن رجاء غدانی بصری ہیں ان کی کنیت ابوعمرو ہے۔ ۲۱۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۲ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی ہمدانی کوفی ہیں۔ ان کی کنیت ابو یوسف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا اسرائیل شیخ ثقہ تھے اور ان کے حافظہ پر تعجب کرتے تھے ایک سو ساٹھ ہجری میں فوت ہوئے۔ انھوں نے اپنے دادا ابو اسحاق عمرو ابن عبداللہ سبیعی سے سماعت کی ہے۔ ابو اسحاق کا ذکر حدیث ع۳۹ کے اسماء میں گزرا ہے۔

ع۳ براء بن عازب حدیث ع۳۹ کے اسماء میں دیکھیں "

---

۳۹۲ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اپنی سواری پر جدھر بھی وہ متوجہ ہوتی۔ نماز پڑھ لیتے تھے اور جب فرض ادا کرنے کا ارادہ فرماتے تو سواری سے اُتر جاتے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے۔

۳۹۳ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شہر سے باہر سواری پر نماز پڑھ لیتے تھے۔ امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر نماز پڑھ رہے تھے جبکہ سواری خیبر کی طرف متوجہ تھی۔

امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام بھیجا۔ میں واپس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرق کی طرف متوجہ سواری پر نماز پڑھ رہے تھے رکوع کی نسبت سجدہ نیچا فرماتے تھے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فرض پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو سواری سے اُتر جاتے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا فرماتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض کی نماز میں قبلہ کی طرف متوجہ ہونا فرض ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے مگر خوف یا بارش کے وقت جبکہ نمازی کو خشک جگہ نہ ملے تو اس صورت میں فرض بھی سواری پر جائز ہیں۔ یا سواری اتنی تیز ہو کہ اگر اس سے اُترے تو پھر اس پر سوار ہونا دشوار ہو جائے گا یا بوڑھا ہے اور نیچے اترنے کی صورت میں کوئی سوار کرنے والا نہیں ملتا یا نیچے درندے کا ڈر ہے تو ان صورتوں میں سواری پر نماز جائز ہے۔ احناف کا یہی مسلک ہے کہ شہر سے باہر نماز سواری پر جائز ہے اور عذر کے ساتھ فرض بھی جائز ہیں۔ سفر کا طویل ہونا جمہور کے نزدیک شرط نہیں۔ یہی احناف کا مسلک ہے۔

اسماء رجال

: مسلم قصاب ع۲ ہشام دستوائی دونوں کا ذکر حدیث ع۴۲ کے اسماء میں گزرا ہے ع۳ یحییٰ بن ابی کثیر کا ذکر حدیث ع۱۱۲ میں گزرا ہے ع۴ محمد بن عبدالرحمٰن کی کنیت ابوعبداللہ ہے وہ عامری مدنی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۹۴ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ نَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا اَدْرِيْ زَادَ اَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا فَثَنٰى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمَّا اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ اِنَّهٗ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ لَنَبَّاْتُكُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ

۳۹۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ معلوم نہیں کہ آپ نے نماز میں کچھ زیادہ کیا یا کم کیا جب آپ نے سلام پھیرا تو عرض کیا یا رسول اللہ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم ہوا ہے آپ نے فرمایا کیا بات ہے انھوں نے کہا آپ نے اتنی اتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ آپ نے دونوں قدم پھیرے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دو سجدے سہو فرمائے۔ پھر سلام پھیر دیا جب آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا۔ اگر نماز میں کوئی حکم آتا تو میں تمہیں اس سے خبر دیتا، لیکن میں تمہاری طرح بشر ہوں آدمی ہوں۔ جیسے تم بھولتے ہو۔ میں بھی بھولتا ہوں۔ جب میں بھولوں تو یاد دلا دیا کرو۔ اور جب تم میں سے کوئی نماز میں شک کرے تو درست شئ اور درستی پر بنا کر کے نماز پوری کرے پھر سلام پھیرے اور سہو کے دو سجدے کرے۔

۳۹۴ — شرح : یعنی حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ معلوم نہیں نماز میں رکعتیں کم پڑھیں۔ یا زیادہ، نماز میں نقصان مراد نہیں۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ سجدہ سہو سلام سے پہلے یا بعد دونوں طرح جائز ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اختلاف صرف افضلیت میں ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ سلام کے بعد سجدہ سہو افضل ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر نماز میں نقصان واقع ہوا ہو تو سلام سے پہلے اور اگر زیادتی رکعات کی ہوگئی ہو تو سلام کے بعد افضل ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا سلام سے پہلے سجدہ

marfat.com
Marfat.com

سہو افضل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ افعال بلاغیہ میں انبیاء کرام علیہم السلام پر سہو آسکتا ہے۔ مگر وہ اس پر ثابت اور مستقر نہیں رہتے۔ بعد میں خبردار ہو جاتے ہیں۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ افعال بلاغیہ میں سہو نہیں ہوتا اور جو ظاہر روایات آئی ہیں کہ آپؐ کو سہو لاحق ہُوا۔ وہ نبوت کے منافی نہیں اور وہ سہو ثابت نہیں رہتا جلدی زائل ہو جاتا ہے اور اس میں مزید فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ کسی حکم کا بیان اور اس کی تقریر ہو جاتی ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ افعال شرع اور وہ امور جن کا تبلیغ سے تعلق نہیں۔ ان میں جمہور علماء کے نزدیک انبیاء کو سہو لاحق ہو سکتا ہے مگر وہ اس پر مستقر نہیں رہتے۔ جب حکم شروع ہو جائے۔ سہو و نسیان بھی ختم ہو جاتا ہے۔ نیز جمہور علماء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اقوالِ بلاغیہ میں نسیان انبیاء علیہم السلام کے لئے ممتنع ہے اور دنیاوی اقوال یا جن احکام سے تبلیغ کا تعلق نہیں ان میں بعض لوگوں نے سہو کو جائز کہا ہے، کیونکہ اس میں کوئی خرابی نہیں۔ مگر انبیاء پر نسیان عوام لوگوں کے نسیان جیسا نہیں ہوتا کیونکہ عوام کے نسیان میں شیطان کا دخل ہے اور کسبِ جدید کی ضرورت ہوتی ہے بخلاف انبیاء علیہم السلام کے ان پر شیطان تصرف نہیں کر سکتا۔ بلکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان تو مومن ہو چکا ہے اور ان کو نسیان صرف تقریرِ شرع کے لئے ہوتا ہے جو مستقر نہیں رہتا اور اس حدیث میں "اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ"، صرف ظاہری مشاکلت ہے۔ ہر اعتبار سے مشابہت نہیں۔ نماز میں سہو و نسیان کے فقہی مسائل کتب فقہ میں مفصل مذکور ہیں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "فَلْیَتَحَرَّ الصَّوَابَ"، میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے اس مسئلہ کی دلیل ہے کہ جو شخص نماز کی رکعتوں کی تعداد میں شک کرے کہ اس نے مثلاً تین پڑھی ہیں یا چار تو صحیح تعداد سوچے اور جو غالب گمان ہو اس پر بنا کر کے باقی نماز پوری کرے اور اقل پر اقتصار نہ کرے جیسے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کیونکہ وہ اقل پر بناء کرتے ہیں۔ مثلاً تین یا چار میں شک ہو تو تین پر اقتصار کر لے، کیونکہ یہ یقینی امر ہے اور باقی نماز پوری کر کے سجدہ سہو کرے

امام شافعی رضی اللہ عنہ مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کی حدیث جو انہوں نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے سے استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی نماز پڑھے اور معلوم نہ کر سکے کہ تین رکعات پڑھی ہیں یا چار تو یقین پر بنا کرے اور شک ترک کرے"، مگر احناف کہتے ہیں اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ جب تحری کرے اور کسی نتیجے پر نہ پہنچے تو اقل پر بناء کرے جو یقینی امر ہے۔ احناف بھی یہی کہتے ہیں اس میں سب کا اتفاق ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت بیان میں تاخیر نہ کرے، کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "لَوْ حَدَثَ فِی الصَّلٰوۃِ شَیْءٌ لَنَبَّاْتُکُمْ"، واللہ تعالیٰ اعلم"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِي الْقِبْلَةِ وَمَنْ لَمْ يَرَ الْإِعَادَةَ

عَلٰى مَنْ سَهٰى فَصَلّٰى اِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ وَقَدْ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيِ الظُّهْرِ وَاَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهٖ ثُمَّ اَتَمَّ مَا بَقِيَ

۳۹۵ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ

باب قبلہ کے متعلق ارشادات

اور جو شخص بھول کر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لے اور جس نے اس نماز کا اعادہ ضروری نہ جانا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعت پر سلام پھیر دیا پھر اپنے چہرہ انور کو لوگوں کی طرف متوجہ فرمایا۔ پھر باقی نماز پوری کی۔

شرح : اس تعلیق کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنا وقت چہرۂ انور لوگوں کی طرف متوجہ رکھا۔ اس وقت کو نماز کے حکم میں شمار کیا اور اس میں شک نہیں کہ آپ اس وقت سہو کی حالت میں غیر قبلہ کی طرف متوجہ تھے! اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص قبلہ کی تلاش میں کوشش کرے اور سوچ بچار کے بعد غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ لے تو وہ اس نماز کا اعادہ نہ کرے۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ کا یہی مسلک ہے اور اسی کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کی دلیل میں ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث ذکر کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے آسمان پر بادل تھا۔ قبلہ کا معلوم کرنا مشکل ہو گیا۔ ہم نے اندازاً نماز پڑھ لی۔ جب سورج طلوع ہوا تو معلوم ہوا کہ ہم نے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی "اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ"، گو ترمذی نے اس کے اسناد میں کلام کیا ہے اور بیہقی نے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت ذکر کر کے اسے ضعیف کہا ہے مگر جابر کی یہ حدیث تین اسانید سے مروی ہے حاکم نے صحیح اسناد سے ذکر کیا ہے صحیح ہے۔

marfat.com

Marfat.com

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَاٰيَةُ الْحِجَابِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمَرْتَ نِسَآءَكَ اَنْ يَّحْتَجِبْنَ فَاِنَّهٗ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ ۳۹۶ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا بِهٰذَا

۳۹۵ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تین امور میں اپنے رب کی موافقت کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش کہ ہم مقام ابراہیم کو مصلی بناتے تو مذکور آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ،، نازل ہوئی (دوسری) پردہ کی آیت ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! کاش کہ آپ اپنی بیویوں کو پردہ میں رہنے کا حکم فرماتے کیونکہ ان سے نیک و بد کلام کرتے ہیں تو آیت حجاب نازل ہوئی (تیسرے) یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ پر غیرت اور حمیت و انفت میں اکٹھی ہوئیں تو میں نے کہا قریب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب جب کہ حضور تم کو طلاق دیدیں تو تم سے بہتر بیبیاں بدل کر دے اور (اس وقت) یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۹۶ ترجمہ : حمید نے کہا میں نے بھی انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح حدیث سنی ہے۔

۳۹۵ ، ۳۹۶ شرح : دراصل مقصد یہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے رب نے میرے عرض کرنے میں یہ تین حکم نازل فرمائے لیکن ادب ملحوظ رکھتے ہوئے موافقت کی نسبت اپنی طرف کی، اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی،، ان تین امور کی تخصیص نہیں، کیونکہ ایک عدد ذکر کیا جائے تو دوسرے عدد کی نفی نہیں ہوتی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے موافق کئی امور میں اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائیں۔ چنانچہ منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے میں لَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا اُسارٰی بدر میں جبکہ آپ کی رائے یہ تھی کہ سب کو قتل کر دیا جائے وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى نازل ہوئی اور تحریم خمر وغیرہ میں آیات نازل ہوئیں۔ اس طرح تقریباً پندرہ مقام ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر فاروق کی رائے کے موافق آیات نازل فرمائیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر میری امت کے محدث ہیں۔ یہ آپ کی بہت بڑی فضیلت اور منقبت ہے

marfat.com
Marfat.com

۳۹۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَ النَّاسِ بِقُبَآءٍ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِذْ جَآءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ

اگرچہ ساری زمین میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہنّ سے بہتر عورتیں ہرگز نہیں مگر بالفرض آپ کو ایذاء کے باعث اگر آپ ان کو طلاق دیتے تو ان میں یہ وصف باقی نہ رہتا اور دوسری عورتیں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے باوجود ان اوصاف سے موصوف ہوتیں تو یقین ہے کہ وہ بہتر ہوتیں مگر یہ تقدیر مستحیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے وقوع کی خبر نہیں دی جبکہ اس کے علم میں ہے کہ آپ ان کو طلاق نہ دیں گے۔ جیسے اللہ فرماتا ہے وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی خبر دی ہے اور لوگوں کو ڈرایا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ نفس الامر میں ایسے لوگ بھی ہیں جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے بہتر ہیں" اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ" اللہ تعالیٰ کی خبر کا خلاف ہونا محال ہے اگرچہ اس کا وجود تقدیری ہو"

اس حدیث کی باب سے مطابقت حدیث کے پہلے جزء میں ہے۔ اور وہ لَوْ اتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى" ہے اور مقام ابراہیم سے مراد کعبہ ہے اور وہ قبلہ ہے اور باب کا عنوان بھی یہی ہے باب مَا جَاءَ فِي الْقِبْلَةِ حدیث ۳۹۶ میں مذکور اسناد کا فائدہ یہ ہے کہ حمید کی انس سے سماعت کی تصریح ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اسماء رجال

: عمرو بن عون واسطی بزاز ہیں ان کی کنیت ابوعثمان ہے۔ بصرہ میں تشریف فرما رہے اور ۲۲۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۲ هُشَيْم حدیث ع۳۳۰ کے اسماء میں دیکھیں ع۳ حُمَيْد حدیث ع۴۶ کے اسماء میں دیکھیں۔

---

۳۹۷ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دفعہ لوگ مسجد قباء میں تھے کہ ان کے پاس آنے والے ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آج رات قرآن نازل ہوا ہے آپ کو حکم ملا ہے کہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ

Marfat.com

۳۹۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقَالُوْا اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ فَثَنٰى رِجْلَهٗ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

کریں۔ پس تم کعبہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ جبکہ ان کے مُنہ شام (بیت المقدس) کی طرف تھے۔ وہ (اسی حال میں) کعبہ کی طرف پھر گئے!

۳۹۷ — شرح : اہل قبا کے پاس آنے والا شخص حضرت عباد بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ قباء مدینہ منورہ سے دور باہر ہے ان کو دوسرے روز صبح کے وقت تحویل قبلہ کی خبر پہنچی اور جو مسجد مدینہ منورہ میں تھی۔ وہاں ان کو یہ خبر عصر کی نماز میں پہنچی۔ لہذا اس حدیث میں اور مذکور حدیث ۳۹۲ براء بن عازب کی حدیث میں تضاد نہیں جبکہ اس میں آنے والا شخص عصر کی نماز میں ان کے پاس گیا۔ وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ الخ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کلام ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص نماز میں ہو وہ نماز سے خارج شخص کی آواز سُن لے تو اس کی نماز میں خلل نہیں آتا۔ اس حدیث کے پہلے جز سے مناسبت ان الفاظ میں ہے قَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ" اور دوسرے جز سے مناسبت اس طرح ہے کہ ان لوگوں نے شروع نماز منسوخ قبلہ کی طرف پڑھی اور ان کو اعادہ کے لئے نہ فرمایا گیا؛ کیونکہ وہ شروع نماز میں حقیقی قبلہ سے آگاہ نہ تھے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہل قباء کے واقعہ میں اس امر کی دلیل ہے کہ جس شخص کو اللہ کے فریضہ کا علم نہ ہو اور نہ ہی اس کو دعوتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پہنچی ہو اور نہ ہی کسی سے دریافت کر سکتا ہو تو وہ فرض اس پر لازم نہیں۔

۳۹۸ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھیں۔ تو لوگوں نے کہا کیا نماز زیادہ ہو گئی ہے آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دونوں پاؤں (قبلہ کی طرف) پھیرے اور سہو کے دو سجدے کئے!

۳۹۸ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "وَمَا ذَاكَ" یعنی تمہارے سوال کا سبب کیا ہے۔ اس جزء میں باب سے مناسبت ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حَكِّ الْبُزَاقِ بِالْيَدِ مِنَ الْمَسْجِدِ

۳۹۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ فِي وَجْهِهٖ فَقَامَ فَحَكَّهٗ بِيَدِهٖ فَقَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهٖ فَإِنَّهٗ يُنَاجِي رَبَّهٗ أَوْ إِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا

گفتگو کے وقت قبلہ کی طرف متوجہ نہ تھے، کیونکہ دوسری روایات میں ہے کہ آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ سے یہ عرض کیا گیا اور اس اثناء میں آپ نمازی کے حکم میں تھے، کیونکہ آپ اسی حالت میں نماز کی طرف لوٹ آئے تھے اور اس دوران آپ کا گمان یہ تھا کہ آپ نماز میں نہیں لہٰذا آپ بھول کر گفتگو کے وقت غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے نماز کا اعادہ نہ فرمایا۔ لہٰذا دوسرے جزء سے بھی مناسبت واضح ہوگئی۔

باب ۔ مسجد میں تھوک کو ہاتھ سے کھرچنا

۳۹۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلہ کی طرف بلغم لگی ہوئی دیکھی تو یہ آپ پر سخت گران گزرا۔ حتیٰ کہ اس کا اثر آپ کے چہرۂ انور میں دیکھا گیا۔ آپ اُٹھے اور اُسے ہاتھ سے کھرچ دیا اور فرمایا جب تم سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے یا (یہ فرمایا) اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ تم میں سے کوئی بھی اپنے قبلہ کی طرف نہ تھوکے، لیکن بائیں طرف یا دونوں قدموں کے نیچے تھوک لے۔ پھر چادر شریف کا ایک کنارہ پکڑ کر اس میں تھوکا اور اسے ایک دوسرے سے مل دیا اور فرمایا یا اس طرح کرے۔

۳۹۹ — شرح : مناجات کا معنی تشبیہ پر مبنی ہے یعنی گویا کہ وہ

marfat.com

Marfat.com

۴۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى بُصَاقًا فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ قِبَلَ وَجْهِهٖ اِذَا صَلّٰى

۴۰۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا اَوْ بُصَاقًا اَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهٗ

اللہ تعالیٰ کو ندا دیتا ہے،، اس کی تحقیق یہ ہے کہ نمازی کے خشوع و خضوع سمیت اس کی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کو اس شخص کے تشبیہ دی ہے جو اپنے آقا اور مالک سے تنہائی میں آہستہ آہستہ گفتگو کرتا ہے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ اللہ کے سامنے حسن ادب سے کھڑا ہو کر سر کو نیچا کرے اور اس کی طرف نگاہ نہ اُٹھائے، سامنے والی جہت کا احترام کرے اور اس سے کوئی حرکت خلاف ادب نہ ہو اگرچہ اللہ تعالیٰ جہات سے پاک ہے مگر ظاہری اور باطنی آداب ایک دوسرے کے ساتھ مرتبط ہوتے۔ باقی تقریر تحت حدیث دیکھیں

---

۴۰۰ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی دیوار پر تھوک دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھرچ دیا۔ پھر لوگوں سے متوجہ ہوئے اور فرمایا تم سے کوئی جب نماز پڑھے تو اپنے منہ کی جہت میں نہ تھوکے، کیونکہ جب وہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ کی طرف ہوتا ہے۔

۴۰۱ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی دیوار پر یا تھوک یا بلغم دیکھا تو اسے کھرچ دیا

---

marfat.com
Marfat.com

۴۰۲ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ نَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ اَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ وَاَبَا سَعِیْدٍ حَدَّثَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی نُخَامَةً فِیْ جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَتَّهَا فَقَالَ اِذَا تَنَخَّمَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَلْیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی

بَابٌ لَا یَبْصُقُ عَنْ یَمِیْنِهٖ فِی الصَّلٰوةِ

۴۰۳ — حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ نَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ وَاَبَا سَعِیْدٍ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی نُخَامَةً فِیْ حَائِطِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَصَاةً فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ اِذَا تَنَخَّمَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَتَنَخَّمْ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَلْیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی

باب — مسجد میں سے کھنکار کو کنکری سے کھرچنا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تو نجس جگہ پر چلے تو پاؤں کو دھو اور اگر وہ خشک جگہ ہو تو کوئی حرج نہیں "

۴۰۲ — ترجمہ : حضرت ابوہریرۃ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھا تو آپ نے کنکری لے کر اس کو کھرچ دیا اور فرمایا۔ جب تم سے کوئی کھنکارے تو اپنے منہ کے سامنے کھنکار نہ پھینکے اور نہ ہی دائیں طرف پھینکے اسے چاہیئے کہ بائیں طرف تھوکے یا بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۰۴ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبْصُقَنَّ اَحَدُکُمْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلَا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَلٰکِنْ عَنْ یَسَارِہٖ اَوْ تَحْتَ رِجْلِہِ الْیُسْرٰی

بَابٌ لِیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِہٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِہِ الْیُسْرٰی

۴۰۵ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ نَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ ابْنَ مَالِکٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا کَانَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّمَا یُنَاجِیْ رَبَّہٗ فَلَا یَبْزُقَنَّ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلَا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَلٰکِنْ عَنْ یَسَارِہٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِہٖ

باب ـ نماز میں دائیں طرف نہ تھوکے

۴۰۳ ـ ترجمہ : حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما نے اسے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کی دیوار پر بلغم لگی ہوئی دیکھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری سے اُسے صاف کر دیا۔ پھر فرمایا جب تم سے کوئی کھنکارے تو اپنے چہرے کے سامنے نہ تھوکے اور نہ ہی دائیں طرف تھوکے اسے چاہیئے کہ وہ اپنی بائیں طرف یا بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔

۴۰۴ ـ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے سامنے اور دائیں طرف نہ تھوکے لیکن بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے۔

باب ـ بائیں طرف یا بائیں قدم کے نیچے تھوکے

۴۰۵ ـ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مومن جب نماز میں ہوتا ہے تو

marfat.com
Marfat.com

۴۰۶ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ نَا سُفْيٰنُ قَالَ نَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْصَرَ نُخَامَةً فِیْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهٰى اَنْ يَّبْزُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ اَوْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى وَعَنِ الزُّهْرِیِّ سَمِعَ حُمَيْدًا عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ نَحْوَهٗ

بَابُ كَفَّارَةِ الْبُزَاقِ فِی الْمَسْجِدِ

۴۰۷ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا

وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے وہ اپنے سامنے نہ تھوکے اور نہ ہی دائیں طرف تھوکے، لیکن اپنی بائیں طرف یا بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔

۴۰۶ ـــ ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کے قبلہ میں بلغم لگی ہوئی دیکھی تو آپ نے اُسے کنکری سے صاف کر دیا۔ پھر آپ نے اس کی ممانعت فرمادی کہ کوئی شخص اپنے سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکے لیکن وہ بائیں طرف یا بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔

زہری سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حمید سے سُنا کہ اُنھوں نے ابوسعید خدری سے اس جیسی روایت کی ہے

۴۰۶ ـــ ترجمہ : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے زُہری کی روایت سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ محمد بن مسلم زہری نے روایت کیا کہ سفیان بن عیینہ نے اس حدیث کو دو طرح روایت کیا ہے۔ ان سے ایک روایت عنعنہ ہے اور دُوسری روایت میں حمید سے سماع کی تصریح ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ تعلیق ہے۔

باب ـــ مسجد میں تھوکنے کا کفارہ

۴۰۷ ـــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ دَفْنِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۰۸ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يَبْصُقْ اَمَامَهٗ فَاِنَّمَا يُنَاجِي اللّٰهَ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ فَاِنَّ عَنْ يَمِيْنِهٖ مَلَكًا وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ فَيَدْفِنُهَا

بَابٌ اِذَا بَدَرَهُ الْبُزَاقُ فَلْيَاْخُذْهُ بِطَرَفِ ثَوْبِهٖ

۴۰۹ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَحَكَّهَا بِيَدِهٖ وَرُئِيَ

مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔ اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔

باب — بلغم مسجد میں دفن کرنا

۴۰۸ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تم سے کوئی کھڑا ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ جب وہ اپنے مصلی پر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے۔ اور نہ ہی دائیں طرف تھوکے، کیونکہ اس کی دائیں طرف فرشتہ ہوتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ وہ بائیں طرف تھوکے یا قدم کے نیچے تھوکے اور اسے دفن کر دے۔

باب — جب اسے تھوک کا غلبہ ہو جائے تو اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑ کر اس میں تھوک لے

۴۰۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ

marfat.com
Marfat.com

مِنْهُ كَرَاهِيَةٌ اَوْ رُءِيَ كَرَاهِيَتُهٗ لِذٰلِكَ وَشِدَّتُهٗ عَلَيْهِ وَقَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَاِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهٗ اَوْ رَبُّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ قِبْلَتِهٖ فَلَا يَبْزُقَنَّ فِيْ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَآئِهٖ فَبَزَقَ فِيْهِ وَرَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ قَالَ اَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا

کی طرف بلغم لگی ہوئی دیکھی تو اپنے دستِ اقدس کے ساتھ اسے کھرچ کر صاف کر دیا اور آپ سے کراہت محسوس کی گئی یا اس کی وجہ سے آپ کی کراہت اور غصہ دیکھا گیا اور فرمایا تم میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہو تو وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے یا اس کا رب اس کے اور اس کے قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ کوئی شخص قبلہ کی سمت نہ تھوکے، لیکن بائیں طرف یا اپنے قدم کے تحت تھوکے پھر آپ نے چادر شریف کا کنارہ پکڑا اور اس میں تھوکا اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر فرمایا یا اس طرح کرے۔

۳۹۹ تا ۴۰۹ — قولہ قَامَ فِيْ صَلَاتِهٖ، قَامَ فِي الصَّلٰوةِ اور قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ میں فرق یہ ہے کہ پہلا شروع کے بعد پر بولا جاتا ہے اور دوسرا شروع ہونے کے وقت بولا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ الآیۃ یعنی شروع ہوتے وقت" سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ "، یہ کلام ظاہر پر محمول نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی مکان کے حلول سے پاک ہے لہٰذا اس کا معنیٰ تشبیہ کے اعتبار سے ہے۔ یعنی گویا اللہ تعالیٰ اس کے اور قبلہ کے درمیان ہے۔ اس طرح بعد میں مذکور احادیث میں بھی یہی معنیٰ ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ نمازی کی قبلہ کی طرف توجہ اس کے قصد کو رب تک پہنچاتی ہے تو دراصل حدیث کی عبارت یوں ہے۔ كَانَ مَقْصُوْدُهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ "، اس لئے حکم دیا گیا کہ یہ جہت تھوک اور دیگر اثقالِ بدن (بلغم، کھنگار) وغیرہ سے محفوظ رکھی جائے۔ معلوم ہوا کہ مساجد اثقالِ بدن اور گندی اشیاء سے محفوظ رکھی جائیں اور قبلہ کی جہت کا احترام کیا جائے۔ اگر مسجد کے کسی حصہ میں اس قسم کی اشیاء ہوں تو ان سے مسجد کو صاف کیا جائے۔ جب تھوکے تو بائیں طرف یا قدموں کے نیچے دائیں طرف اور قبلہ کی سمت نہ تھوکے کیونکہ دائیں طرف فرشتہ ہوتا ہے۔ ابن ابی شیبہ میں صحیح اسناد سے روایت ہے کہ دائیں طرف نہ تھوکے، کیونکہ اس طرف نیکیاں لکھنے والا فرشتہ ہوتا ہے، لیکن بائیں طرف یا پیچھے تھوکے۔ یہ درست ہے کہ ایک انسان کے ساتھ دو، دو فرشتے ہیں۔ دائیں طرف کاتبِ حسنات اور بائیں طرف کاتبِ سیّات ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ نیکیوں کی اصل اور جڑ ہے گناہوں

Marfat.com

کے کاتب کو اس میں دخل نہیں ہے لہذا نمازی کے ساتھ ملکِ یمین ہی ہوتا ہے۔ یا اس سے مراد کراماً کاتبین کے علاوہ کوئی اور فرشتہ ہے۔ مسجد میں دائیں طرف تھوکنا مطلقاً گناہ ہے۔ تھوک کا غلبہ ہو یا نہ ہو اگر مسجد میں تھوکے گا تو گناہ کا مرتکب ہوگا۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کرے صحیح بات تو یہ ہے کہ دفن سے مراد یہ ہے کہ اسے مسجد سے باہر پھینک ڈالے،، تھوک، بلغم اور کھنکار سب کا ایک ہی حکم ہے۔ امام نووی نے کہا کہ بائیں طرف یا قدموں کے نیچے تھوکنا مسجد سے خارج پر محمول ہے۔ یعنی اسے مسجد سے باہر پھینک دے۔ اگر مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو تو صرف کپڑے میں تھوکے۔ کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔ اگر دائیں اور بائیں طرف کوئی شخص ہو تو قدموں کے نیچے ہی تھوکے۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں نماز کو باطل نہیں کرتی ہیں قبلہ کی طرف تھوکنا سخت بے ادبی اور مکروہ تحریمی ہے۔ صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت ہے کہ جو شخص قبلہ کی طرف تھوکنے والا قیامت کے دن اُٹھایا جائے گا تھوک اس کی پیشانی پر ہوگا

ابو داؤد میں ابوسہلہ سائب بن خلاد کی حدیث ہے کہ ایک شخص کسی قوم کا امام تھا۔ اُس نے قبلہ کی طرف تھوکا جبکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ نماز سے فارغ ہُوا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ یہ شخص نماز نہ پڑھائے۔ اس کے بعد اُس نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اسے منع کرتے ہُوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو روک دیا ہے (ہم تیرے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے) اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ہاں میں نے ان کو روکا ہے تو نے اللہ اور اس کے رسُول کو ایذا پہنچائی ہے۔ یعنی تو نے ایسا فعل کیا ہے جس سے خُدا اور اس کا رسُول راضی نہیں ہیں۔ مسلم شریف میں روائت ہے کہ فرمایا تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے متوجہ ہو کر نماز پڑھتا ہے اور اپنے آگے کھنکار تھوکتا ہے کیا اُسے پسند ہے کہ وہ باہر سے آئے تو اس کے منہ پر کھنکار تھوکا جائے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابن خالویہ نے اس بارے میں حدیث ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محراب میں بلغم دیکھا تو فرمایا اس مسجد کا امام کون ہے۔ لوگوں نے کہا فلاں شخص امام مسجد ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے اسے امامت سے معزول کر دیا ہے۔ اس کی بیوی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے شوہر کو امامت سے معزول کیوں فرمایا ہے کسی نے کہا اس نے مسجد میں تھوک دیا تھا۔ اُس عورت نے خوشبو لی اور محراب پر لگا دی ۔۔۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے گزرے تو فرمایا کس نے کیا ہے؟ کسی نے کہا اس امام کی بیوی نے یہ خوشبو محراب پر ملی ہے۔ آپ نے فرمایا میں اس کی بیوی کی وجہ سے اس کا گناہ معاف کرتا ہوں۔ اور اسے امامت پر بحال کرتا ہوں۔

ان روایات سے ائمہ مساجد کو اور دیگر علماء اور عوام کو سبق حاصل کرنا چاہیئے اور قبلہ کا احترام ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ ان روایات سے معلوم ہُوا کہ اگر نماز کی حالت میں تھوکے تو نماز فاسد نہ ہوگی مگر قبلہ اور دائیں جانب سے بچے اور اگر بے اختیار تھوک دیا تو حرج نہیں ورنہ خطرہ سے خالی نہیں اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ تھوک، بلغم اور کھنکار وغیرہ طاہر ہیں۔ واللہ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عِظَةِ الْاِمَامِ النَّاسَ فِیْ اِتْمَامِ الصَّلٰوةِ وَذِکْرِ الْقِبْلَةِ

۴۱۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ

باب — امام کا لوگوں کو نماز مکمل کرنے کا وعظ کرنا اور قبلہ کا ذکر

۴۱۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میرا قبلہ یہاں دیکھتے ہو؟ اللہ کی قسم مجھ پہ تمہارا خشوع مخفی نہیں اور نہ ہی تمہارا رکوع مخفی ہے میں تمہیں پس پشت دیکھتا ہوں

۴۱۰ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا یہ گمان ہے کہ میرا قبلہ یہاں ہے اور میں اپنی طرف دیکھتا ہوں! خدا کی قسم میری رؤیت اس جہت سے خاص نہیں ہم پس پشت ایسے ہی دیکھتے ہیں۔ جیسے آنکھوں سے آگے دیکھتے ہیں۔ جمہور علماء نے کہا یہ آپ کے خصائص سے ہے اور اس رؤیت سے مراد علم نہیں ورنہ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ کی قید بے فائدہ ہوگی اور یہ کہنا کہ تھوڑی سی دائیں بائیں التفات سے آپ دیکھ لیتے تھے غلط ہے۔ درست وہی ہے جو جمہور نے کہا ہے اور آپ کا اِبْصار حقیقی ادراک ہے جو خلافِ عادت ہے۔ اسی لئے امام بخاریؒ نے اس حدیث کو علاماتِ نبوت میں ذکر کیا ہے۔ اس میں اہلسنت وجماعت کے لئے دلیل ہے کہ رؤیت کے لئے عقلاً عضو مخصوص کی ضرورت نہیں اور نہ ہی مقابلہ اور قرب کی ضرورت ہے اس لئے اُنھوں نے آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت کو جائز کہا ہے۔ دراصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نور ہے اس لئے آپ کی رؤیت کے لئے کسی تاویل کی ضرورت نہیں آپ ہر طرف دیکھا کرتے تھے جیسے شیخ عبدالحق رحمہ اللہ نے مدارج میں ذکر کیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اندھیرے میں ایسے دیکھا کرتے تھے جیسے دوپہر کی روشنی میں دیکھا کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

۴۱۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ نَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَنَ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ فِي الصَّلٰوةِ وَفِي الرُّكُوْعِ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآئِيْ كَمَا اَرَاكُمْ

نمازیوں کے قلوب کی کیفیت پر مطلع ہیں ؛ کیونکہ خشوع دل کی کیفیت کا نام ہے رکوع وسجود اچھی طرح ادا کرنا چاہیئے اور نماز میں توجہ الی اللہ ہونی چاہیئے ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۴۱۱ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک نماز پڑھائی پھر منبر شریف پر تشریف لائے اور نماز اور رکوع کی شان میں فرمایا ۔ میں تم کو پس پشت دیکھتا ہوں ۔ جیسے تم کو سامنے دیکھتا ہوں ۔

۴۱۲ — شرح : نماز کے بعد رکوع کو ذکر کیا ؛ کیونکہ یہ نماز کا بہت بڑا رکن ہے ؛ کیونکہ مسبوق اگر رکوع پالے تو اس نے پوری رکعت پالی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رکوع میں قصور دیکھا ہوگا ۔ علامہ کرمانی نے کہا پہلی حدیث کا مقتضیٰ یہ ہے کہ پس پشت دیکھنا عام حالات میں ہے نماز میں خاص نہیں ۔ اس حدیث میں اس امر کی صریح دلیل ہے کہ رؤیت سے مراد ابصار ہے علم نہیں ۔ علامہ عینی نے کہا کہ مجاہد سے منقول ہے کہ ابصار تمام حالات میں ہے صرف نماز سے خاص نہیں ۔ مسلم کی روایت میں ہے ۔ میں پس پشت ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے سامنے دیکھتا ہوں ۔ بقی بن مخلد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روشنی کی طرح رات کے اندھیرے میں دیکھتے تھے ۔ مسلم شریف میں ہے اَرَاكُمْ بَعْدِيْ ، اس کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ بعض محدثین نے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا کہ میں تمہیں اپنی وفات کے بعد بھی دیکھوں گا ، بظاہر یہ معنی سیاقِ حدیث کے خلاف ہے ؛ لیکن ایسا جائز ہے ۔ كَمَا اَرَاكُمْ ، میں مشبّہ بہ مطلق ہے اور مشبّہ مقید ہے ۔ حالانکہ رؤیت مقیّد کی تشبیہ رؤیت مطلقہ کے ساتھ درست نہیں ہوتی ۔ اس خدشہ کا جواب یہ ہے کہ مشبّہ بہ مطلق نہیں مقید ہے کیونکہ حدیث کا معنیٰ یہ ہے كَمَا اَرَاكُمْ مِنَ الْقُدَّامِ لہٰذا مشبہ بہ میں رؤیت قیام کے ساتھ مقید ہے اور مشبّہ میں رؤیت " وَرَائِيْ " کے ساتھ مقیّد ہے ۔ الحاصل حدیث میں مشبہ مقید کو مشبّہ بہ مقید سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ صحیح ہے ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

اسماء رجال : یحییٰ بن صالح وُحاظی ہیں ان کی کنیت ابو یعقوب اسفرائنی ہے وہ حسن الحدیث لیکن صاحب رائے ہیں ۔ ۲۲۲ ۔ ہجری میں فوت ہوئے ۔ فُلَيْحٌ " ، بن سلیمان بن مغیرہ خزاعی مدنی ہیں ان کی کنیت ابو یحییٰ اور نام عبد الملک ہے ۔ فُلَيْحٌ ان کا لقب ہے اس کا نام پر غلبہ ہے ابو حاتم اور یحییٰ بن معین نے کہا یہ قوی نہیں ابن عدی نے انہیں اچھا کہا ہے اور بخاری نے

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ هَلْ يُقَالُ مَسْجِدُ بَنِي فُلَانٍ

۴۱۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي اُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَاَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَاِنَّ عبد الله بن عُمَرَ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ بِهَا

ان پر اعتماد کیا ہے۔ مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے ان سے روائت کی ہے۔ ۱۷۸ ہجری میں فوت ہوئے۔
ھِلَال بن علی فہری قرشی مدنی ہیں اور ھلال بن میمونہ بن ابواُسامہ مشہور ہیں۔ ہشام بن عبد الملک کی خلافت کے اواخر میں فوت ہوئے۔

باب ـ کیا بنو فلاں کی مسجد کہا جائے؟

۴۱۲ ـ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضمار شدہ گھوڑوں کو حفیا سے دوڑایا۔ اِن کی مسابقت کی غائت ثنیۃ الوداع تھی اور غیر اضمار شدہ گھوڑوں کو ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی فلاں تک دوڑایا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں تھے۔ جنہوں نے گھوڑوں کے ساتھ مسابقت کی تھی!

۴۱۲ ـ شرح : علامہ عینی نے کہا اضمار شدہ گھوڑا وہ ہے جسے چالیس روز تک خوب کھلایا پلایا جائے اور وہ خوب موٹا ہو جائے پھر آہستہ آہستہ اصل چارہ تک اسے واپس لایا جائے۔ حتّٰی کہ اس کا موٹاپا جاتا رہے اور ہلکا ہو جائے۔ حفیا جگہ کا نام ہے۔ وہاں سے ثنیۃ الوداع چھ یا سات میل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑوں میں مسابقت جائز ہے اور ان کی تضمیر بھی جائز ہے۔ مسابقت مشروط اگرچہ جائز نہیں مگر غیر مشروط جائز ہے۔ ابن تین نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں میں چادروں پر مسابقت کرائی جو مین سے آئی تھیں۔ سَابِق یعنی آگے بڑھ جانے والے کو تین چادریں عنایت

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْقِسْمَةِ وَتَعْلِيقِ الْقِنْوِ فِي الْمَسْجِدِ

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَلْقِنْوُ اَلْعِذْقُ وَالْإِثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَّصِنْوَانٌ

۴۱۳ — حَدَّثَنَا وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَمَا كَانَ يَرَى أَحَدًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْطِنِي فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا

فرمائیں۔ دوسرے کو دو چادریں اور تیسرے کو ایک چادر دی۔ چوتھے کو ایک دینار پانچویں کو ایک درہم چھٹے کو چاندی دے کر فرمایا تم سب کو اللہ تعالیٰ برکت دے۔ حفیاء ثنیۃ الوداع سے پانچ چھ میل دور ایک مقام ہے۔ ثنیۃ الوداع مدینہ منورہ کے قریب ہے۔ اس کو یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کہ جو کوئی مدینہ منورہ سے باہر جاتے تو لوگ اسے یہاں تک الوداع کرنے جاتے تھے۔

باب — مسجد میں کھجور کا خوشہ لٹکانا اور مال تقسیم کرنا

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا قنو کھجور کا خوشہ ہے دو کو قنوان کہا جاتا ہے اور جمع بھی قنوان ہے جیسے صِنْوٌ اور صِنْوَانٌ

۴۱۳ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ فِيْ ثَوْبِكَ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ مُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتّٰى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ فَمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّةَ مِنْهَا دِرْهَمٌ

پاس لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لائے۔ اور مال کی طرف التفات تک نہ فرمائی جب نماز ادا فرمائی تو تشریف لائے اور مال کے پاس بیٹھ گئے اور کسی شخص کی طرف نہ دیکھتے مگر اسے مال عطاء فرماتے اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آگئے اور کہا یا رسول اللہ! مجھے مال عطا فرمائیے؛ کیونکہ میں نے (بدر) میں اپنا فدیہ دیا تھا۔ اور عقیل کا علیحدہ فدیہ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لے لو انھوں نے اپنے کپڑے میں لپٹے بھر بھر کر ڈالے پھر اسے اٹھانے لگے اور اٹھا نہ سکے اور کہا یا رسول اللہ! کسی کو حکم فرمائیے وہ مجھے اٹھوا دے۔ آپ نے فرمایا نہیں کہا تو پھر آپ ہی اٹھوا دیجئے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عباس نے اس سے کچھ مال نکال دیا۔ پھر اس کو اٹھانے لگے اور اٹھا نہ سکے۔ کہا یا رسول اللہ! ان لوگوں میں سے کسی کو حکم دیجئے کہ وہ مجھے اٹھوا دے آپ نے فرمایا نہیں تو پھر آپ ہی اٹھوا دیجئے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ اور مال نکال دیا۔ پھر اسے اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھا اور چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی حرص پر تعجب سے برابر ان کو دیکھتے رہے۔ حتّٰی کہ وہ ہم سے اوجھل ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اس وقت تک نہ اٹھے جب تک وہاں ایک درہم بھی باقی رہا ہو۔

۴۱۳ — شرح : اس حدیث میں قنو کا ذکر نہیں۔ صرف مال کی تقسیم کا ذکر حالانکہ باب دو اجزاء پر مشتمل ہے۔ قنو سے مراد وہ قنو ہے جو فقراء پر صدقہ کرنے کے لئے ہو تو مال کی تقسیم پر قیاس کر کے تعلیق قنو کا حکم بھی معلوم ہو گیا۔ نیز غریب الحدیث میں ذکر ہے کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریفہ سے باہر تشریف لائے تو مسجد میں کھجوروں کے خوشے لٹکتے دیکھے جبکہ آپ نے ہر باغ والے کو حکم دیا تھا کہ مسجد میں ہر باغ والا ایک خوشہ لٹکا دیا کرے۔ تاکہ فقراء و مساکین اس سے کھا سکیں اور حضرت

.marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ دُعِیَ لِطَعَامٍ فِی الْمَسْجِدِ وَمَنْ اَجَابَ مِنْهُ

۴۱۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا قَالَ وَجَدْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ وَمَعَهٗ نَاسٌ فَقُمْتُ فَقَالَ لِیْ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان کی حفاظت پہ مامور تھے۔ امام بخاری کی عادت ہے کہ مذکورہ حدیث کے مشابہ کسی اور حدیث کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ جس سے اس کا حکم معلوم ہو جائے! حضرت عباس اور عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہما دونوں جنگِ بدر میں قیدی تھے۔ جب آپ نے اُسارٰی بدر سے فدیہ لے کر اُن کی رہائی کا حکم فرمایا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دونوں کا فدیہ ادا کیا تھا اور مقروض ہو گئے تھے اس لئے اُنھوں نے مال کا مطالبہ کیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اٹھوانے میں نہ کسی کو فرمایا اور نہ خود ہی مدد فرمائی تاکہ وہ ضرورت کے مطابق اُٹھا سکیں۔

یہ مال بحرین سے خراج آیا تھا زکوٰۃ کا مال نہ تھا جیسا کہ بعض محدثین نے سمجھا ہے۔ اور اس مال سے امام اپنی صوابدید کے مطابق تقسیم کر سکتا ہے اور امام جب کسی صاحبِ حاجت کو جانے تو مال کا ذخیرہ نہ کرے اور صاحبِ حاجت کو دے امام مالک رضی اللہ عنہ سے مسجد میں پینے کے لئے پانی رکھنے سے متعلق پوچھا گیا تو کہا لوگوں کے پینے کے لئے مسجد میں پانی رکھنا جائز ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال

: ابراہیم بن طہمان بن شعبہ خراسانی ہیں ان کی کنیت ابو سعید ہے۔ وہ صحیح الحدیث کثیر السماع حسن الروایۃ اور وسیع القلب تھے۔ ۱۶۳ ہجری کو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔ عباس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں جنگ بدر میں وہ اور عقیل بن ابی طالب قیدی بنائے گئے تھے۔ عقیل بن ابی طالب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی ہیں۔ اور حضرت علی سے بیس برس بڑے تھے انہیں مشرک جنگِ بدر میں مجبور کر کے لائے تھے۔ جس میں وہ قید ہو گئے پھر حدیبیہ سے پہلے مشرف باسلام ہوئے۔ وہ قریش کے انساب کے بہت ماہر تھے۔

جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے اور امیر معاویہ کی امارت ہی کے دور میں ہی نابینا ہو گئے تھے پھر فوت ہو گئے۔

marfat.com
Marfat.com

باب ۔ جس نے مسجد میں کھانے کی دعوت دی اور جس نے مسجد ہی میں قبول کی"

۴۱۴ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بیٹھے پایا۔ آپ کے ساتھ کچھ لوگ تھے۔ میں وہاں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا طعام کے لئے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے پاس والے صحابہ سے فرمایا اٹھو اور آپ چل پڑے۔ اور ان کے آگے آگے میں بھی چلا"

۴۱۴ — شرح : حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کے شوہر ہیں۔ وہ ۳۲ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تھے۔ باب کے ساتھ حدیث کی مناسبت ظاہر ہے" سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پاس موجود تمام کو اپنے ساتھ ابوطلحہ کے گھر کھانے کے لئے لے گئے۔ حالانکہ کھانا بہت ہی قلیل تھا؛ کیونکہ آپ کو علم تھا کہ آپ کی برکت سے یہ قلیل کھانا سب کو کافی ہو جائے گا۔ یہ علاماتِ نبوت سے ہے (عینی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی بزرگ کی دعوتِ طعام کی جائے۔ وہ اپنے ساتھ اور لوگوں کو بھی کر لے جبکہ اسے معلوم ہو جائے کہ صاحبِ طعام اسے برا نہ جانے گا اور کھانا بھی سب کو کافی ہو جائے گا۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ ان تمام لوگوں کو ساتھ کر لے جو اس کے پاس موجود ہوں، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ خادم رکھنا جائز ہے اور ولیمہ کے بغیر بھی دعوتِ طعام کرنا جائز ہے۔ اور بہ رگوں کو تھوڑے سے کھانے کی دعوت بھی دے سکتے ہیں۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال

: اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ بن سہل انصاری بخاری مدنی تابعی ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث میں کسی کو ان سے بڑا عالم نہ جانتے تھے۔ ۱۳۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا وہ یمامہ میں بنی ہاشم کے دور تک زندہ رہے۔ جبکہ ان کے دور کی ابتداء ۱۳۲ ہجری میں ہوئی تھی۔

وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی ہیں۔ دونوں کی والدہ اُم سلیم ہیں۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ

ابوطلحہ کا نام زید بن سہل ہے۔ وہ انصاری ہیں۔ تمام غزوات میں حاضر رہے۔ اور مدینہ منورہ میں ۳۲۔ ہجری میں فوت ہوئے صحیح تر یہی ہے۔ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم کے شوہر ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْقَضَآءِ وَاللِّعَانِ فِي الْمَسْجِدِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

۴۱۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا اَبْنُ جُرَيْجٍ اَنَا اَبْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ

بَابٌ اِذَا دَخَلَ بَيْتًا يُصَلِّيْ حَيْثُ شَآءَ اَوْ حَيْثُ اُمِرَ وَلَا يَتَجَسَّسُ ”

۴۱۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ نَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ

باب — مردوں اور عورتوں میں مسجد میں لعان کرنا اور فیصلے کرنا

۴۱۵ — ترجمہ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اس مرد سے خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو دیکھے کیا اُسے قتل کر دے ؟ پھر دونوں نے مسجد میں لعان کیا اور میں وہاں موجود تھا۔

۴۱۵ — شرح : لعان کی صورت وہی ہے جو سورۂ نور میں مذکور ہے اور فقہاء نے اس کی تفصیل ذکر کی ہے۔ سرورِ کائنات سے مسئلہ پوچھنے والے شخص میں اختلاف ہے کہ وہ کون تھا۔ وہ ہلال بن امیہ تھا یا عاصم بن عدی یا عویمر عجلانی تھا۔ اس حدیث کی تفصیل کتاب اللعان میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابن بطال مالکی رحمہ اللہ نے کہا کہ مسجد میں فیصلے کرنا جائز ہیں۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قاضی کا فیصلوں کے لئے مسجد میں بیٹھنا قدیم معمول بہ امر ہے۔ احناف بھی یہی کہتے ہیں۔ تاکہ فیصلے کرانے میں لوگ پریشان نہ ہوں۔ شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ جامع مسجد میں قضا کرتے تھے۔ قاضی شریح مسجد میں فیصلے کیا کرتے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کا مواریث میں فیصلہ مسجد میں کیا۔ ائمہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مسجد میں فیصلے کرتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلٰى مَكَانٍ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

باب — جب کسی گھر میں داخل ہو تو جہاں چاہے یا جہاں اسے امر کیا جائے نماز پڑھے اور خاص جگہ تلاش نہ کرے"

۴۱۶ — ترجمہ : حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہاں پسند کرتے ہو کہ میں تیرے لئے تیرے گھر میں نماز پڑھوں میں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی جبکہ اپنے پیچھے ہماری صف بنائی اور دو رکعتیں پڑھیں۔

۴۱۶ — شرح : حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی قوم کے امام مسجد تھے۔ وہ نابینا تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ نفسِ نماز صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کی ادا مخصوص جگہ میں تھی۔ لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ نماز اللہ کے لئے ہے۔ عتبان کے لئے نہ تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غریب سے غریب شخص کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔ یہ نہایت ہی تواضع اور انکساری ہے جب کوئی مسجد میں حاضر ہونے سے عاجز ہو جائے تو گھر میں نماز کے لئے کوئی جگہ معین کر لینا مستحب ہے اور گھر میں نماز باجماعت جائز ہے مگر فقہاء نے تصریح کی ہے کہ نوافل کی نماز باجماعت کے لئے اعلان نہ کیا جائے امام کے پیچھے صف کرنا مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ عبداللہ بن مسلمہ حدیث ع۱۸ میں ع۲ ابراہیم بن سعد حدیث ع۲۲ کے اسماء میں مذکور ہیں ع۳ محمود بن ربیع حدیث ع۷۵ کے اسماء میں گزرے ہیں ع۴ عتبان بن مالک انصاری سالمی مزنی ہیں وہ نابینا تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں اپنی قوم کے امام تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوتِ وَصَلَّى الْبَرَاءُ ابْنُ عَازِبٍ فِي مَسْجِدِ دَارِهِ جَمَاعَةً

۴۱۷ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ بِهِمْ وَوَدِدْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّكَ تَأْتِينِي فَتُصَلِّي فِي بَيْتِي فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى قَالَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ

باب — گھروں میں مساجد حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں باجماعت نماز ادا کی"

۴۱۷ — ترجمہ: زہری نے کہا محمود بن ربیع انصاری نے خبر دی کہ عتبان بن مالک جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب میں سے ہیں۔ جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنی بصارت انکار کر چکا ہوں اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں جب بارشیں ہوتی ہیں اور میرے اور ان کے درمیان جو نالہ ہے وہ پانی سے بہہ پڑتا ہے تو میں اُن کی مسجد میں نہیں جا سکتا تاکہ ان کو نماز پڑھاؤں، یا رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

فَاسْتَاذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ يَجْلِسْ حِيْنَ دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ وَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهٗ قَالَ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِّنْ اَهْلِ الدَّارِ ذُوْ عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشِنِ اَوِ ابْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَّا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّا نَرٰى وَجْهَهٗ وَنَصِيْحَتَهٗ اِلَى الْمُنَافِقِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر نماز پڑھائیں تو میں اُس جگہ کو جائے نماز بنالوں گا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں انشاء اللہ آؤں گا۔ عتبان نے کہا صبح رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق تشریف لائے جبکہ سُورج بلند ہو چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب فرمائی میں نے آپ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ آپ نہ بیٹھے حتیٰ کہ گھر میں داخل ہُوئے اور فرمایا اپنے گھر میں کہاں پسند کرتے ہو کہ میں وہاں نماز پڑھوں عتبان نے کہا میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہُوئے اور تکبیر کہی ہم بھی نماز کے لئے اُٹھے۔ آپ نے ہماری صف بندی کی اور دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر سلام پھیر دیا۔ عتبان نے کہا ہم نے آپ کو حزیرہ پر روک لیا جو آپ کے لئے تیار کیا تھا محلہ کے لوگ ایک تعداد میں گھر میں جمع ہو گئے۔ ان میں سے کسی نے کہا مالک بن دخیشن یا ابن دخشن کہاں ہے؟ بعض نے کہا وہ منافق ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول سے محبت نہیں رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کہو کیا تم اس کو دیکھتے نہیں ہو۔ وہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے۔ جبکہ وہ اس کے ساتھ اللہ اور اس کے رسُول کی خوشنودی چاہتا ہے۔ اس شخص نے کہا اللہ اور اس کا رسُول زیادہ جانتے ہیں۔ ہم تو اس کا چہرہ اور اخلاص

marfat.com

Marfat.com

يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْاَنْصَارِيَّ وَهُوَ اَحَدُ بَنِيْ سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ ابْنِ الرَّبِيْعِ فَصَدَّقَهٗ بِذٰلِكَ

منافقوں کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر آگ کو حرام کر دیا ہے جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا جبکہ وہ اس کے ساتھ اللہ کی رضا کا طالب ہو۔ محمد بن مسلم زہری نے کہا پھر میں نے حصین بن محمد انصاری جو قبیلہ بنو سالم کے سرداروں میں سے ہیں محمود بن ربیع کی حدیث کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے اس حدیث میں اس کی تصدیق کی۔

۴۱۷ — شرح : عتبان سے کل دس احادیث منقول ہیں اور صحیحین میں ان سے صرف یہی ایک حدیث مذکور ہے اس حدیث میں ہے کہ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ انھوں نے کسی کو بھیجا کہ آپ سے عرض کرے کہ آپ ہمارے گھر میں آکر نماز پڑھیں مگر ان میں تعارض نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پہلے وہ خود حاضر ہوئے ہوں۔ پھر یاد دلانے کے لئے دوبارہ کسی کو بھیجا ہو۔ یا اسے مجاز پر محمول کریں گے۔ کیونکہ فرستادہ کا جانا بھیجنے والے کی طرف مجازاً منسوب ہوتا ہے۔ مگر پہلی وجہ اچھی ہے، کیونکہ طبرانی میں ابن شہاب کی سند سے حدیث مذکور ہے کہ حضرت عتبان نے جمعہ کے روز یہ عرض کیا اور آپ ہفتہ کے روز اس کے پاس تشریف لے گئے حضرت عتبان نے کہا۔ میں نے نظر کا انکار کر دیا ہے۔ یعنی میری نظر جواب دے گئی ہے۔ اس میں عدم بصارت اور ضعف بصر دونوں معنوں کا احتمال ہے کیونکہ بخاری کے الرخصت فی المطر کے باب میں ہے کہ عتبان اپنی قوم کے امام تھے اور نابینا تھے اور مسلم کی روائت میں ثابت سے روائت ہے کہ عتبان نے کہا میری بصر کمزور ہو گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عدم بصارت تک نہ پہنچے تھے مگر صحیحین کی ان روایات میں تعارض نہیں۔ کیونکہ بخاری کی روائت میں عتبان پر اعمیٰ (نابینا) کا اطلاق اس اعتبار سے ہے کہ وہ اعمیٰ کے قریب ہو گئے تھے چونکہ وہ مکمل عمیٰ کے قریب ہو گئے تھے۔ اس لئے ان پر اعمیٰ کا اطلاق کیا، کیونکہ جب کوئی شئی دوسرے شئی کے قریب ہو جائے تو وہ اس کا حکم لیتی ہے۔ بخاری کی روائت میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے اور مسلم کی روائت میں ہے کہ عتبان نے کہا میرے پاس آپ کے اصحاب آئے۔ طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کے ساتھ تشریف لائے مگر ان میں تعارض نہیں کیونکہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عتبان کے گھر کی طرف متوجہ ہوئے تو صرف آپ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر جب گھر پہنچے تو سیدنا عمر فاروق اور دیگر صحابہ بھی شریک ہو گئے تھے۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ اس روائت میں آپ نے پہلے نماز پڑھی اور پھر کھانا

marfat.com
Marfat.com

کھایا اور باب الصلوٰۃ علی الحصیر" میں ملیکہ کی روائت میں ہے کہ آپ نے پہلے کھانا کھایا پھر نماز پڑھی مگر ان میں فرق یہ ہے کہ عتبان نے آپ کو نماز پڑھنے کی دعوت دی تھی۔ کھانا بالتبع تھا اور ملیکہ کی حدیث میں کھانے کی دعوت تھی اور نماز بالتبع تھی اور آپ نے مقصود بالذات کو مقدم فرمایا۔

ابن جوزی نے کہا کہ اس واقعہ سے پہلے مکہ مکرمہ میں نمازیں فرض ہو چکی تھیں اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف کلمہ پڑھنے سے نجات ہو جاتی ہے۔ اگرچہ نماز نہ پڑھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص اخلاص سے کلمہ شہادت پڑھے وہ نمازیں ضرور پڑھے گا یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ گو دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا اگرچہ گنہگار کچھ مدت کے لئے دوزخ میں جائیں گے!

اس حدیث کے آخر میں ہے کہ پھر میں نے اس حدیث سے متعلق حصین بن محمد انصاری سے دریافت کیا تو انھوں نے محمود بن ربیع کی حدیث کی تصدیق کی۔ محمود بن ربیع اگرچہ عادل ہے مگر زہری نے مزید اطمینانِ قلب کے لئے تصدیق کروائی۔ صحیحین میں حصین بن محمد اور عتبان بن مالک کی صرف یہی حدیث ہے۔ اس کے سوا ان سے ان میں کوئی حدیث منقول نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پرہیزگار نابینا کی امامت جائز ہے اور عذر سے جماعت ساقط ہو جاتی ہے۔ نماز کے لئے گھر میں جگہ متعین کر لینا جائز ہے۔ مساجد فاضلین اور مصلّٰی صالحین سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے میزبان کی رضاء سے مہمان نماز پڑھا سکتا ہے۔ جب کسی محلہ کے کسی گھر میں نیک لوگ آئیں تو اہل محلہ کو ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے تاکہ ان کے فیوض برکات سے استفادہ کریں۔ مسجد کی نسبت کسی طرف کرنا جائز ہے حدیث ۶۳۸ کا بھی مطالعہ کریں۔

مالک بن دخیشن جنگ بدر میں موجود تھے۔ اُن کو منافق کہنا صحیح نہ تھا؛ کیونکہ اصحاب بدر کے لئے ارشاد ہے۔ اے بدر والو تم جو چاہو کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو بخش دیا ہے۔ اسی زمرہ میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ ہیں ان کے لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ انہوں نے سچ کہا ہے یہ ان کے ایمان کی گواہی اور منافقت سے برأت کی دلیل ہے۔ بظاہر اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ عصاۃ (گنہگار) دوزخ میں داخل نہ ہوں گے؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خدا کی رضاء کے لئے لا الہ الا اللہ کہے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے وہ جنتی ہے۔ مگر تحریم سے مقصود یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں نہ رہیں گے اگرچہ عصاۃ کچھ عرصہ کے لئے دوزخ میں جائیں گے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم! ۱۲

علامہ کرمانی نے کہا ظاہر یہی ہے کہ یہ حدیث مُرسل ہے؛ کیونکہ محمود بن ربیع کا عتبان سے سماع غیر یقینی ہے اور نہ ہی محمود نے عتبان کو دیکھا ہے؛ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت محمود بہت چھوٹے تھے۔ لہٰذا "اِنَّ عِتْبَانَ ابْنَ مَالِكٍ سے قَالَ عِتْبَانُ تک محمود بن ربیع کی روائت بغیر واسطہ ہے اور صحابی کی صحابی سے روائت نہیں۔ لہٰذا اتنی روایت مرسل ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا معمر اور ابراہیم بن سعد

marfat.com

Marfat.com

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي دُخُولِ الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنَى فَإِذَا خَرَجَ بَدَأَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرَى

۴۱۸ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ

کے طریق سے محمود کا عتبان سے سماع ثابت ہے۔ بخاری کے اس سے پہلے باب میں اس کی تصریح موجود ہے۔ نیز ابوعوانہ کے نزدیک اوزاعی نے زہری سے روایت میں عتبان اور محمود کے درمیان تحدیث کی تصریح ثابت ہے۔ لہٰذا یہ صحابی کی صحابی سے روایت ہے اور حدیث کے طویل ہوجانے کے باعث محمود نے اپنے شیخ کے نام کا اعادہ کیا اور کہا قَالَ عِتْبَانُ الخ لہٰذا یہ مرسل نہیں۔

اسماء رجال : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کبیر صحابی ہیں۔ حدیث ۳۹ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ ۲ سعید بن عُفیر اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں؛ کیونکہ وہ بہت مشہور تھا ان کا والد کثیر ہے وہ مصری ہیں ۳ لیث بن سعد مصری ہیں قدمؒ۔ ۴ عُقَیل بن خالد ایلی ہیں۔

مفردات : خَزِیرہ ،، گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہنڈی میں ڈال کر ان میں پانی ڈال کر پکایا جاتا ہے۔ جب پک جائے تو اس پر آٹا بکھیرا جاتا ہے اسے خزیرہ کہتے ہیں۔ ثَاب ،، جمع ہوگئے۔ دار سے یہاں محلہ مراد ہے۔ سَرَاۃ ،، سَرِیٌّ کی جمع نادر ہے؛ کیونکہ فعیل کی جمع فَعَلَۃٌ کے وزن پر نہیں آتی۔ سرات کی جمع سراوات ہے۔

بابٌ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور اس کے علاوہ دائیں سے ابتدا کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوتے وقت دائیں پاؤں سے ابتداء

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ يُنْبَشُ قُبُوْرُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدُ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي الْقُبُوْرِ وَرَاٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يُصَلِّيْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اَلْقَبْرَ اَلْقَبْرَ وَلَمْ يَاْمُرْهُ بِالْاِعَادَةِ

کرتے اور جب مسجد سے نکلتے تو بائیں پاؤں سے ابتداء کرتے۔"

۴۱۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طہارت کرنے، کنگھی کرنے اور جوڑا شریف پہننے میں سب امور میں حتی الوسع دائیں طرف سے ابتداء فرمایا کرتے تھے!

۴۱۸ — شرح : حدیث شریف میں عام امور کے بعد مذکور تین امور کو خصوصًا ان کی شرافت کے بیان کے لئے ذکر کیا۔ محبت اگرچہ باطنی چیز ہے مگر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے قرائن یا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمانے سے معلوم کیا کہ آپ ان امور سے محبت فرمایا کرتے تھے واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ سلیمان بن حرب حدیث ع۲۰ کے اسماء میں اور باقی تمام راویوں کا ذکر حدیث ع۱۶۷ کے اسماء میں گزرا ہے۔

باب — کیا جاہلیت کے مشرکوں کی قبروں کو، کھود جائے اور ان کی جگہ مسجد بنائی جائیں؟

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا لیا اور جو قبروں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک قبر کے پاس

marfat.com

Marfat.com

۴۱۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ وَاُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيْسَةً رَاَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَذَكَرَتَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُولٰئِكَ اِذَا كَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِيْكَ الصُّوَرَ وَاُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا قبر سے بچو! اور ان کو نماز کے اعادہ کا حکم نہ فرمایا

باب کا معنیٰ ظاہر ہے کہ مشرکوں کی قبروں کو کھودنا جائز ہے، کیونکہ ان کا قطعاً احترام نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے علاوہ انبیاء کرام علیہم السلام یا دیگر مسلمانوں کی قبروں کو کھودنا جائز نہیں، کیونکہ مسلمان کا احترام حیات و ممات دونوں حالتوں میں برقرار رہتا ہے۔ حرفِ ھَلْ "یہاں حقیقی استفہام کے لئے نہیں بلکہ استفہام تقریری کے لئے ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں۔ چنانچہ "ھَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ" میں ھل تحقیق کے لئے ہے۔ اس لئے وَمَا يَكْرَهُ الخ کا اس پر عطف کیا ہے کیونکہ ھَلْ تُنْبَشُ جملہ خبریہ ہے۔ جیسے "مَا يَكْرَهُ" جملہ خبریہ ہے۔ اور باب کا ترجمہ دو بابوں پر مشتمل ہے۔ ایک مشرکوں کی قبروں کی جگہ مساجد بنانا دوسرا قبروں میں مساجد بنانا۔ پہلی صورت میں قبر کا نشان باقی نہیں رہتا اور دوسری صورت میں اس کا خلاف ہے

۔ دوسری حدیث پہلی حدیث کی شاہد ہے جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول اثر دوسری صورت کا شاہد ہے۔ یعنی قبر نمازی کے سامنے ہو تو نماز مکروہ ہے۔ اس کا لوٹانا ضروری نہیں معلوم ہوا قبر سامنے ہو تو نماز تنزیہاً مکروہ ہے۔

ابن قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر مسلمانوں کا قبرستان نیست و نابود ہو جائے اور قبروں کے آثار مٹ جائیں وہاں لوگ مسجد بنالیں تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ قبرستان تدفین اموات کے لئے مسلم اوقاف میں داخل ہے جو کسی کی ملک میں نہیں آسکتا۔ وہاں ایسی صورت ظاہر ہو جائے تو اسے مسجد کے مصرف میں لاسکتے ہیں جبکہ مسجد بھی تو وقف ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۱۹ ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ امہات المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان اور ام سلمہ ہند بنت امیہ مخزومیہ نے گرجے کا ذکر کیا۔ جس کو انھوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ اس میں تصاویر تھیں۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک شخص مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور اس میں یہ تصاویر لٹکا دیتے۔

marfat.com
Marfat.com

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے روز ساری مخلوق سے شرارتی ہیں۔

۴۱۹ — شرح : بظاہر اس حدیث کا ترجمہ سے تعلق نہیں کیونکہ اس کا مدلول قبر کو مسجد بنانے کی مذمت ہے اور یہ ترجمہ کے پہلے جزء کا عکس ہے اور نہ ہی دوسرے جزء سے مناسبت ہے کیونکہ اس سے کراہت معلوم نہیں ہوتی بلکہ حرمت ثابت ہوتی ہے مگر مذمت کبھی تصاویر پر ہوا کرتی ہے قبر کو مسجد بنانے پر نہیں ہوتی اگر تسلیم بھی کرلیں۔ تو یہ مذمت غیر انبیاء اور غیر صالحین کی قبروں کو مسجد بنانے میں ہے۔ لہٰذا حدیث کا تعلق پہلے حصہ سے اس لحاظ سے ہے کہ یہ حدیث لعن اللہ الیہود کے مفہوم کے موافق ہے، کیونکہ یہودیوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا اور دوسرے حصہ کے ساتھ اس اعتبار سے تعلق ہے کہ قبروں میں مسجد بنانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں نماز جائز ہے۔ یہودیوں کو تصاویر رکھنے پر اس لئے شرار خلق کہا ہے کہ وہ ان کی عبادت کرتے تھے، ورنہ تصویر رکھنا گناہ ہے کفر نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات کی تصاویر خصوصاً نیک آدمی کی تصویر حرام ہے اگرچہ آدھی تصویر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ آدھی تصویر بھی ذوصورت کی پوری حکایت کرتی ہے۔ اگر آدھی تصویر جائز ہوتی تو سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس شخص کو آدھی تصویر بنانے کا مشورہ دیتے جس کا پیشہ ہی مصوری تھا اور درخت یا غیر ذی روح کی تصویر بنانے کا مشورہ نہ دیتے۔

بعض لوگ آئینہ میں عکس پر قیاس کر کے جواز نکالتے ہیں۔ مگر یہ قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ آئینہ میں عکس مستقر نہیں ہوتا اور کیمرہ میں یہ عکس مستقر ہوتا ہے۔ اور مستقر اور غیر مستقر کا حکم مختلف ہے جیسے انسان کا ذہن آئینہ کی مثل ہے فرق صرف یہ ہے کہ آئینہ میں محسوسات کی صورتیں منقش ہوتی ہیں اور ذہن میں محسوسات و معقولات دونوں کی صورتیں منقش ہوتی ہیں۔ مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خاطر قلب درگزر فرما دیئے جب تک وہ ان کو زبان پر نہ لائیں یا ان پر عمل نہ کریں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ وہ خواطر ہیں جو قلب میں مستقر نہیں ہوتے اور نہ ہی ان پر عزم و اصرار ہوتا ہے اور نفس عزم اور ان پر اصرار معصیت ہے اور ان پر عمل کرنا دوسری معصیت ہے کیمرہ کی تصویر جبکہ مستقر ہے تو یقیناً معصیت ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ عنہ

قاضی بیضاوی نے کہا یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبروں کو تعظیماً سجدہ کرتے تھے اور اپنی نمازوں میں ان کو قبلہ بناتے اور نمازیں ان کی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی اور جو شخص کسی نیک آدمی کی قبر کے قریب مسجد بنا لیتا ہے اور اس سے اس کا مقصد صرف تبرک حاصل کرنا ہو اور ان کے جوار سے استفاضہ مقصود ہو۔ صاحب قبر کی طرف نماز میں متوجہ نہ ہو تو وہ اس وعید میں داخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اسماء رجال : محمد بن مثنیٰ، یحییٰ بن سعید قطان اور ہشام بن عروہ تینوں کا ذکر حدیث ۴۱۸ میں گزرا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۴۲۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ فَنَزَلَ اَعْلَی الْمَدِیْنَةِ فِیْ حَیٍّ یُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَاَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهِمْ اَرْبَعًا وَّعِشْرِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی بَنِی النَّجَّارِ فَجَاءُوْا

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام رملہ بنت ابی سفیان ہے۔ آپ امویہ ہیں انھوں نے اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی جب وہ حبشہ میں فوت ہوگئے تو نجاشی نے ۶ ہجری میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح کر دیا اور خود ہی مہر ادا کر کے انہیں آپ کے پاس بھیج دیا آپ قدیم الاسلام اور ۴۴ ہجری کو مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا صحیح تر یہی ہے۔

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام ہند بنت امیہ ہے صحیح تر یہی ہے آپ مخزومیہ ہیں اپنے شوہر ابوسلمہ کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی جب مدینہ منورہ کی طرف لوٹے تو ان کا شوہر فوت ہوگیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح فرمایا یہ جنگِ بدر کے بعد کا واقعہ ہے۔ انھوں نے ۳۷۳ احادیث روایت کی ہیں۔ ان میں سے امام بخاری نے ۱۳ حدیثیں ذکر کی ہیں۔ انہوں نے دو ہجرتیں کیں ۵۹ ہجری میں انتقال فرمایا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا کہ آپ نے تمام امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے آخر میں وفات پائی۔ آپ کا ذکر حدیث ۱۱۵ میں گزرا ہے۔

---

۴۲۰ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ منورہ کے عوالی میں ایک قبیلہ جنہیں بنو عمرو بن عوف کہا جاتا تھا، میں ٹھہرے اور چودہ روز ان میں قیام فرمایا پھر آپ نے بنی نجار کو پیغام بھیجا وہ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے (مسلح آکر) گویا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی سواری پر دیکھ رہا ہوں ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے ہیں اور بنو نجار کا مسلح دستہ آپ کے اردگرد ہے حتیٰ کہ آپ ابوایوب (رضی اللہ عنہ) کے گھر کے صحن میں

marfat.com
Marfat.com

مُتَقَلِّدِيْنَ السُّيُوْفَ فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَأَبُوْبَكْرٍ رِدْفُهٗ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهٗ حَتّٰى أَلْقٰى بِفِنَاءِ أَبِيْ أَيُّوْبَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ وَيُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَإِنَّهٗ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلٰى مَلَأِ بَنِي النَّجَّارِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ بِحَائِطِكُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ أَنَسٌ فَكَانَ فِيْهِ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ قُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ وَفِيْهِ خَرِبٌ وَفِيْهِ نَخْلٌ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوْا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ وَجَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ وَهُوَ يَقُوْلُ

اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ ۞ فَاغْفِرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

اُترے آپ کو یہ پسند تھا کہ جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھ لیں۔ آپ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو بنی نجار کے سرداروں کو پیغام بھیجا اور فرمایا اے بنی نجار تم اپنی یہ زمین مجھے قیمت سے فروخت کر دو۔ انھوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم قیمت سے فروخت نہ کریں گے ہم اس کی قیمت اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے ہیں۔ حضرت انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا اس جگہ میں جو کچھ تھا وہ میں تمہیں بتاتا ہوں اس میں مشرکوں کی قبریں، گڑھے اور کھجوریں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی قبریں اکھاڑنے کا حکم فرمایا تو ان کو اکھاڑا گیا۔ پھر کھنڈرات سے متعلق حکم فرمایا وہ برابر کئے گئے۔ پھر کھجوروں سے متعلق حکم فرمایا تو ان کو کاٹا گیا اور مسجد کے قبلہ میں ان کی صف بنا دی گئی اور اس کے دونوں طرف پتھر رکھ دیئے۔ وہ پتھر اُٹھا کر لاتے تھے جبکہ یہ شعر پڑھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو داد دیتے تھے جبکہ ارشاد فرما رہے تھے۔

اے اللہ آخرت کی خیر کے سوا کوئی خیر نہیں ۞ تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے!

شرح: حاکم نے کہا کہ تواتر سے ثابت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ۸ ربیع الاول پیر کے روز بارہ تاریخ کو تشریف لائے علامہ خوارزمی نے کہا کہ آپ کی ولادت طیبہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ

۴۲۱۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ سَمِعْتُهٗ بَعْدُ یَقُوْلُ كَانَ یُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ اَنْ یُّبْنٰی الْمَسْجِدُ

سے شبِ معراج تک اکاون برس سات ماہ ۲۸ دن کا وقفہ تھا۔ یہ تقریباً ترپن ۵۳ برس ہوتے ہیں۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چار ربیع الاوّل کو پیر کے روز غارِ ثور سے نکلے تھے۔ منگل کے روز "قدید" میں قیلولہ فرمایا دو ربیع الاوّل شریف کو بنو عمرو بن عوف کے پاس پہنچے مگر تحقیق یہ ہے کہ آپ بارہ ربیع الاوّل کو وہاں پہنچے۔ برقی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ آپ مدینہ منورہ میں رات تشریف لائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو اونٹ نحر فرمایا۔ آپ قبیلہ بنی نجار میں اس لئے تشریف لائے کہ وہ آپ کے ماموں تھے کیونکہ آپ کے جدّ امجد ہاشم نے سلمیٰ بنت عمرو بن زید سے نکاح کیا تھا۔ جو بنی عدی بن نجار سے ہیں اور وہ مدینہ منوّرہ میں رہتے تھے ان سے حضرت عبد المطلب پیدا ہوئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بکریوں کے باڑہ میں نماز پڑھنی جائز ہے۔ مشرکوں کی قبروں کو اکھاڑنا جائز ہے؛ کیونکہ ان کا احترام نہیں۔ ضرورت کے وقت بے دینوں کی قبریں اکھاڑنا جائز ہے۔ اس زمانہ میں بھی کافروں کی قبریں اکھاڑ کر وہاں مسجد بنانا جائز ہیں اور مسلمانوں کی قبریں جب پرانی ہو کر اُن کے آثار مٹ جائیں تو وہاں مسجد بنالی جائے تو حرج نہیں ضرورت کے لئے پھل دار درخت کاٹنے جائز ہیں۔ واللہ اعلم!

باب ۔ بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنا

۴۲۱ ۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے باڑیوں میں نماز پڑھ لیتے تھے اس کے بعد میں نے ان سے سُنا کہ مسجد بنانے سے پہلے بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھا کرتے تھے

۴۲۱ ۔ شرح : اس حدیث سے مراد مسجد نبوی ہے شرفہ اللہ تعالیٰ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ فِی مَوَاضِعِ الْاِبِلِ

۴۲۲ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ ابْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّيْ اِلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ

نے کہا بکریوں کے باڑوں میں نماز مکروہ نہیں جبکہ ان کے ابوال اور ابعار سے احتیاط ہو، لہٰذا مصلیٰ وغیرہ بچھا کر نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

باب — اونٹوں کے مواضع میں نماز پڑھنا

۴۲۲ — ترجمہ : حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو اپنے اونٹ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے دیکھا۔ انھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

۴۲۲ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹوں کے باڑے میں نماز جائز ہے؛ کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے ساری زمین مسجد اور طاہر کردی گئی ہے۔ یہ حدیث اپنے عموم کے اعتبار سے اونٹوں کے باڑوں وغیرہ میں نماز کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ جبکہ وہ صاف ہوں، طاہر ہوں۔ یہی مسلک جمہور علماء کا ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام ابویوسف اور محمد رضی اللہ عنہم نے یہی مذہب اختیار کیا ہے۔ ابوداؤد میں بروایت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اونٹوں کے باڑہ میں نماز نہ پڑھو۔ یہ شیاطین سے پیدا ہوئے ہیں۔ ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لو اور اونٹوں کے باڑہ میں نماز نہ پڑھو۔ ابن ماجہ میں عبدالملک کی روایت سے حدیث مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کے باڑہ میں نماز نہ پڑھو۔ بکریوں کے باڑہ میں نماز پڑھ لو۔ نیز ابن ماجہ نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بکریوں کے باڑہ میں نماز پڑھ لیا کرو اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھو؛ کیونکہ یہ شیاطین سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی طرح طبرانی مسند امام احمد میں مذکور ہے۔ یہ تمام روایات جو اونٹوں کے باڑوں میں نماز سے ممانعت میں مذکور ہیں ان میں نہی تنزیہی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ صَلّٰى وَقُدَّامَهُ تَنُّوْرٌ اَوْ نَارٌ اَوْ شَيْءٌ مِمَّا يُعْبَدُ فَاَرَادَ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَاَنَا اُصَلِّيْ

۴۲۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اُرِيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ

ہے۔ تحریم کے لئے نہیں کیونکہ بسا اوقات اُونٹ بھڑک اُٹھتے ہیں تو نماز کی حالت میں اس طرح کے اتفاق سے خشوع جاتا رہتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

اسماء رجال : صدقہ بن فضل حدیث ۱۱۵ کے اسماء میں دیکھیں ۲ سلیمان بن حیان ازدی کوفی امام ہیں ان کی کنیت ابو خالد احمر ہے۔ ۱۸۹ ہجری میں فوت ہوئے ۳ عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب مدینہ منورہ کے افاضل علماء میں سے ہیں۔ آپ بہت عابد تھے۔ ۱۴۷ ہجری میں فوت ہوئے ۴ نافع حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ مولیٰ ہیں۔ حدیث ۱۲۳ کے اسماء میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب جس نے نماز پڑھی اور اس کے آگے تنور یا ایسی شئ ہو جس کی عبادت کی جاتی ہو اور نمازی صرف اللہ تعالیٰ کا ارادہ کرے

زہری نے کہا مجھے انس (رضی اللہ عنہ) نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے آگ پیش کی گئی جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلٰوةِ فِي الْمَقَابِرِ

۴۲۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا فِي بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سورج کو گرہن لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر فرمایا مجھے آگ دکھائی گئی۔ میں نے آج کی طرح گھبراہٹ میں ڈالنے والا منظر کبھی نہیں دیکھا۔

۴۲۲ —

شرح : اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ نمازی کے سامنے تنور یا کوئی ایسی شئی ہو جس کی عبادت کی گئی ہو تو نماز مکروہ نہیں ہوتی۔ اگرچہ بظاہر اس میں اجمال ہے اور بخاری نے کراہت اور عدم کراہت کا فیصلہ نہیں کیا مگر مذکور حدیث عدم کراہت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ نماز نہ پڑھتے تھے۔ ابن تین نے کہا اس حدیث کی عنوان پر دلالت نہیں ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آگ کا دکھائی دینا آپ کے اختیار سے نہ تھا وہ تو کسی حکمت کی بناء پر آپ کو پیش کی گئی تھی اور نماز مکروہ اس وقت ہوتی ہے جبکہ اپنے اختیار سے سامنے آگ رکھی ہو اگر اختیار کے بغیر ہو تو نماز مکروہ نہیں ہے کیونکہ اس وقت کراہت کی علت موجبہ نہیں پائی جاتی ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہر شئی کی طرف متوجہ ہو کر نماز جائز ہے جب کہ اس کی طرف نماز کا قصد نہ کیا جائے اور جب قصد صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ہو اور معبودات وغیرہ سے کوئی شئی سامنے آجائے تو مضر نہیں جیسے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے دوزخ کی آگ نے ضرر نہ دی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ کسوف مستحب ہے اور جنت و دوزخ مخلوق ہیں اب موجود ہیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنی دُور سے دوزخ کو دیکھنا کمالِ نبوی ہے اور جب نمازی کے سامنے آگ ہو اور اس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو تو نماز مکروہ نہیں یہی دراصل بخاری کا مقصد ہے۔

باب — قبرستان میں نماز پڑھنے کی کراہت

۴۲۴ — ترجمہ : حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ فِی مَوَاضِعِ الْخَسْفِ وَالْعَذَابِ

وَیُذْکَرُ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَرِہَ الصَّلٰوۃَ بِخَسْفِ بَابِلَ

۴۲۵ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰی ھٰؤُلَآءِ الْمُعَذَّبِیْنَ اِلَّا اَنْ تَکُوْنُوْا بَاکِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَکُوْنُوْا بَاکِیْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَیْھِمْ لَا یُصِیْبُکُمْ مَا اَصَابَھُمْ

روایت کی آپ نے فرمایا اپنے گھروں میں کچھ نماز پڑھا کرو اور ان کو قبریں نہ بناؤ

۴۲۴ — شرح : یعنی گھروں کو نماز اور تلاوتِ قرآن سے قبروں کی طرح خالی نہ رکھو جبکہ ان میں نہ نماز پڑھی جاتی ہے اور نہ ہی قرآن پڑھا جاتا ہے طبرانی میں مرفوع روایت ہے کہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منور کرو ان میں تلاوت قرآن بکثرت کرو اور ان کو قبریں نہ بنالو جیسے یہود و نصاریٰ نے کیا تھا کیونکہ جس گھر میں قرآن پڑھا جائے۔ اس گھر والوں کا رزق کشادہ اور خیر زیادہ ہوتی ہے۔ اس گھر میں فرشتے حاضر ہوتے اور شیطان وہاں سے بھاگتے ہیں اور جس گھر میں تلاوت قرآن کریم نہ ہو اس گھر والوں کا رزق تنگ اور خیر کم ہو جاتی ہے۔ فرشتے وہاں سے بھاگتے ہیں اور شیطان آجاتے ہیں۔ نیز حدیث کا معنی تشبیہ بلیغ پر مبنی ہے۔ جبکہ حرف تشبیہ محذوف ہے تو حدیث کا معنی یہ ہوگا تم اپنے گھروں کو قبروں کی مثل نہ بناؤ۔ جبکہ ان میں نماز نہیں پڑھی جاتی اور گھروں میں نماز سے مراد نوافل ہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ حدیث میں اس معنی کا بھی احتمال ہے کہ اپنے گھروں کو نیند خانہ نہ بناؤ کہ ان میں نماز نہ پڑھو، کیونکہ نیند موت کا ساتھی ہے۔ اس حدیث کے مقصد میں علماء کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ یہ حدیث نوافل کی نماز میں وارد ہے۔ کیونکہ فرض نماز جماعت کے ساتھ واجب ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ فرض نماز میں وارد ہے۔ تاکہ جو شخص مسجد میں نماز ادا کرنے سے قاصر ہو وہ گھر میں فرض نماز باجماعت پڑھ لے، کیونکہ وہ جماعت کا ثواب پالیتا ہے۔

باب — عذاب اور زمین میں دھنس جانے کے مقامات میں نماز پڑھنا

marfat.com
Marfat.com

ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بابل کے مقام میں نماز پڑھنا مکروہ جانا۔ جہاں لوگوں کو زمین میں دھنسایا گیا تھا "

۴۲۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان عذاب کردہ لوگوں کے مقامات پر نہ جاؤ مگر روتے ہوئے گزرو، اگر تم روتے ہوئے نہ گزرو کہیں تم کو وہ عذاب نہ پہنچے جو ان کو پہنچا۔

۴۲۵ — شرح : اس ترجمہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ جن مقامات پر عذاب نازل ہوا یا ان لوگوں کو زمین میں دھنسایا گیا۔ وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اثر مذکور اس پر دلالت کرتا ہے اگرچہ عنوان میں امام بخاری رحمہ اللہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ تحقیق یہ ہے کہ جو شخص بابل یا اس جیسے مقامات میں اقامت کرے اور اسے وطن بنالے اس کے لئے وہاں نماز مکروہ نہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میرے لئے ساری زمین مسجد اور طاہر کر دی گئی ہے" اور جو حدیث سنن ابی داؤد میں ہے کہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قبرستان میں نماز پڑھنے سے روکا اور بابل کی زمین میں بھی نماز پڑھنے سے منع فرمایا کیونکہ وہ زمین ملعون ہے"۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا اس زمین میں نماز سے نہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے اس لئے انہوں نے کہا مجھے منع فرمایا۔ شاید یہ اسی وجہ سے ہوگا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں مصائب برداشت کرنے پڑے، کیونکہ یہ بابل کی زمین میں واقع ہے۔ ابوعبید بکری نے کہا بابل عراق میں جادو کا شہر مشہور ہے۔ اس حدیث میں سیدنا صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کی طرف اشارہ ہے جو اصحاب حجر ہیں۔ حجر شام اور حجاز کے درمیان شہر ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہاں داخل ہونے سے منع فرمایا تھا جبکہ وہ آپ کے ساتھ تبوک کو جاتے ہوئے وہاں سے گزرے تھے۔ پھر اس سے استثناء کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ان مقامات میں داخل ہو تو غمناک روتے ہوئے داخل ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو وہاں نماز پڑھے فاسد نہ ہوگی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ کہا جائے کہ ایک ظالم قوم کا عذاب دوسری قوم کو کیسے پہنچے گا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا"۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غیر ظالم کو عذاب پہنچنے کو ہم تسلیم نہیں کرتے مگر جو شخص روتا ہوا یا غمناک نہ گزرے یا اس جگہ داخل ہو اور گریہ زاری نہ کرے وہ ظالم ہے، کیونکہ گریہ زاری کے مقام میں جہاں وہ واجب ہو۔ اس کا ترک ظلم ہے اور مذکورہ آیت کریمہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى قیامت کے دن کے عذاب پر محمول ہے" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مقامات میں سکونت منع ہے، کیونکہ اتنا عرصہ غمناک اور روتے رہنا ممکن نہیں اور ان مقامات سے جلدی گزر جائے جیسے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وادی محسر سے تیز گزر گئے تھے۔ کیونکہ اس وادی میں اصحاب الفیل ہلاک ہوئے تھے۔

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ فِی الْبِیْعَةِ

وَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّا لَا نَدْخُلُ كَنَائِسَكُمْ مِنْ اَجْلِ التَّمَاثِیْلِ الَّتِیْ فِیْهَا الصُّوَرُ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یُصَلِّیْ فِی الْبِیْعَةِ اِلَّا بِیْعَةً فِیْهَا تَمَاثِیْلُ ۴۲۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَنِیْسَةً رَاَتْهَا بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ یُقَالُ لَهَا مَارِیَةُ فَذَكَرَتْ لَهٗ مَا رَاَتْ فِیْهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ اِذَا مَاتَ فِیْهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِیْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ

باب — گرجے میں نماز پڑھنا

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہم تمہارے گرجوں میں اس لئے داخل نہیں ہوتے کہ ان میں تصاویر ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما گرجے میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ مگر اس گرجے میں نہ پڑھتے تھے جس میں تصاویر ہوتی تھیں۔

۴۲۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس گرجے کا ذکر کیا جو انھوں نے حبشہ کی زمین میں دیکھا تھا۔ اسے ماریہ کہا جاتا ہے اور اس میں تصاویر کا آپ سے ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ جب ان میں سے کوئی نیک بندہ مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور یہ تصاویر اس میں رکھتے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شریر مخلوق ہے۔

۴۲۶ — شرح : باب کے عنوان میں "بیعہ" ہے اور حدیث میں کنیسہ مذکور ہے اور وہ یہودیوں کی عبادت گاہ ہے مگر یہ فرق مشہور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ

۴۲۷ ل حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَاِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا

۴۲۷ ب حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ

لغت میں نصاریٰ کی عبادت گاہ کو کنیسہ بھی کہا جاتا ہے۔ جوہری نے کہا "الکنیسۃ والبیعۃ للنصاریٰ اس باب میں گرجے میں نماز مکروہ یا حرام کہا حدیث ع۴۲۳ میں جائز کہا ہے۔ مگر یہ تعارض نہیں، کیونکہ اس باب میں آگ کا سامنے آجانا غیر اختیاری ہے اور اس باب میں جیسا کہ عمر فاروق نے کہا کہ تمہارے گرجوں میں اس لئے داخل نہیں ہوتے کہ ان میں تصاویر ہیں اختیار پر مبنی ہے اس لئے نماز مکروہ ہے۔

۴۲۷ ـــ ل ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرمانے لگے تو اپنے چہرۂ انور پر کمبل ڈالا۔ جب اس سے گرمی محسوس ہوئی تو اسے چہرۂ انور سے ہٹا دیا اور فرمایا جبکہ اسی حال میں تھے۔ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا آپ ان کو اس فعل سے ڈراتے تھے۔"

۴۲۷ ـــ ب ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

۴۲۷ ـــ ل ـــ ب ـــ شرح: اس حدیث میں مخصوص یہودیوں کا ذکر کیا اور اوپر والی

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُوْرًا ؛

۴۲۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ هُوَ اَبُو الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْفَقِيْرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُوْرًا وَ اَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَآئِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَآفَّةً وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ

حدیث میں یہود و نصاریٰ دونوں کا ذکر ہے؛ کیونکہ قبروں پر مساجد کے بانی یہی لوگ تھے۔ انھوں نے اس قبیح فعل کی ابتداء کی تھی۔ اس لئے یہ نصاریٰ سے زیادہ ظالم ہیں یا اس لئے کہ یہودیوں نے اپنے دین میں بہت غلو کیا تھا۔ مگر سوال یہ ہوتا ہے کہ پہلی حدیث میں نصاریٰ کا ذکر غیر مفہوم ہے کیونکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کے سوا عیسائیوں کا نبی ہی نہیں اور وہ بھی آسمانوں پر زندہ تشریف لے گئے ہیں۔ ان کی قبر ہی نہیں۔ وہ اس لعنت کے مستحق کیونکر ہیں؟ اس کا بعض نے جواب یہ دیا کہ ان میں بھی نبی تھے، لیکن وہ رسول نہ تھے۔ جیسے حواری اور مریم علیہا السلام مگر یہ جواب اچھا نہیں؛ کیونکہ حواری سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف رسول اور قاصد تھے۔ وہ نبی نہ تھے اور جمہور اہل سنت و جماعت کے نزدیک نبوت صرف مردوں سے مختص ہے کوئی عورت نبی نہیں ہوئی۔

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد میرے لئے زمین مسجد اور طاہر بنا دی گئی ہے"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ نَوْمِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۲۹ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ وَلِيدَةً كَانَتْ سَوْدَاءَ لِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَأَعْتَقُوهَا فَكَانَتْ مَعَهُمْ قَالَتْ فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَهُمْ عَلَيْهَا وِشَاحٌ أَحْمَرُ مِنْ سُيُورٍ قَالَتْ فَوَضَعَتْهُ أَوْ وَقَعَ مِنْهَا فَمَرَّتْ بِهِ حُدَيَّاةٌ وَهُوَ مُلْقًى فَحَسِبَتْهُ فَخَطِفَتْهُ قَالَتْ فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ قَالَتْ فَاتَّهَمُونِي

۴۲۸ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ اشیاء عطاء کی گئی ہیں مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطاء نہ ہوئیں ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا۔ ہر نبی اپنی مخصوص قوم کے لئے مبعوث ہوتا تھا اور میں سارے لوگوں کے لئے مبعوث ہوں۔ مجھے شفاعت عظمیٰ دی گئی ہے۔

۴۲۸ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ابواب کے بعد یہ باب ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا کہ ان مقامات میں نماز حرام نہیں، کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عام ارشاد وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا کا مدلول یہ ہے کہ زمین کے ہر حصہ میں نماز جائز ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس عموم میں مقابر، مزابل اور کنائس وغیرہ سب داخل ہیں۔ اس حدیث شریف کی باقی تقریر حدیث ۳۳۰ کے تحت گزر چکی ہے۔

باب — عورت کا مسجد میں سونا

۴۲۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عرب کے قبیلہ کی سیاہ فام لونڈی تھی۔ جسے انھوں نے آزاد کر دیا تھا اور ان کے پاس ہی رہا کرتی تھی۔ اس قبیلہ کی ایک نوجوان لڑکی باہر نکلی اس کا سرخ چمڑے کا ہار تھا۔ جس میں موتی جڑے ہوئے تھے اس لڑکی نے اسے اتار کر رکھا یا وہ اس سے گر گیا (یہ راوی کو شک ہے) اس ہار سے کوئی چیل گزری جبکہ ہار گرا پڑا تھا۔ اس کو چیل نے گوشت گمان کیا اور جھپٹ کر اسے لے گئی۔ اس نے کہا۔ لوگوں نے ہار تلاش

marfat.com

Marfat.com

بِهٖ قَالَتْ فَطَفِقُوْا يُفَتِّشُوْنِيْ حَتّٰى فَتَّشُوْا قُبُلَهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَقَائِمَةٌ مَعَهُمْ اِذْ مَرَّتِ الْحُدَيَّاةُ فَالْتَقَطَتْهُ قَالَتْ فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ قَالَتْ فَقُلْتُ هٰذَا الَّذِيْ اتَّهَمْتُمُوْنِيْ بِهٖ زَعَمْتُمْ وَاَنَا مِنْهُ بَرِيْئَةٌ وَهُوَ ذَا هُوَ قَالَتْ فَجَآءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ لَهَا خِبَآءٌ فِي الْمَسْجِدِ اَوْ حِفْشٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تَاْتِيْنِيْ فَتُحَدِّثُ عِنْدِيْ قَالَتْ فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِيْ مَجْلِسًا اِلَّا قَالَتْ وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيْبِ رَبِّنَا اَلَا اِنَّهٗ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ اَنْجَانِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا مَا شَانُكِ لَا تَقْعُدِيْنَ مَعِيْ مَقْعَدًا اِلَّا قُلْتِ هٰذَا قَالَتْ فَحَدَّثَتْنِيْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

کیا مگر اسے نہ پایا۔ اس لونڈی نے کہا۔ انھوں نے ہار سے مجھے متہم کیا اور میری تلاشی شروع کر دی حتیٰ کہ اس کی شرمگاہ کی بھی تلاشی لی گئی۔ لونڈی نے کہا خدا کی قسم! میں ان کے پاس کھڑی تھی۔ اچانک وہی چیل گذری اور اس نے ہار پھینک دیا جب وہ ان پر گرا تو میں نے کہا یہ ہے وہ ہار جس سے تم نے مجھے متہم کیا ہے تم نے گمان کیا ہے کہ میں نے اسے پکڑا ہے۔ حالانکہ میں اس سے بری ہوں۔ وہ ہار یہی تو ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا پھر وہ لونڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر مسلمان ہوگئی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا اس لونڈی کا مسجد کے قریب خیمہ یا جھونپڑی تھی (راوی کو شک ہے) ام المؤمنین نے کہا وہ لونڈی میرے پاس آیا جایا کرتی اور میرے ساتھ باتیں کیا کرتی تھی۔ مگر جب بھی وہ میرے پاس بیٹھتی تو یہ کہا کرتی تھی ؎ ہار کا دن ہمارے رب کے عجائبات سے ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کفرستان سے نجات دی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اسے کہا تیرا کیا حال ہے تو میرے پاس نہیں بیٹھتی مگر یہ شعر کہتی ہو تو اس نے اس واقعہ کی مجھے خبر دی۔

۴۲۹ — شرح : اس قبیلہ کی ایک نوجوان لڑکی نئی نئی دلہن تھی وہ غسلخانہ میں داخل ہوئی تو اس نے اپنا ہار جس میں موتی اور جواہر جڑے ہوئے تھے اتار کر رکھا تو چیل گوشت سمجھ کر جھپٹ کر لے گئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے جب کسی کا گھر بار نہ ہو تو اس کے لئے مسجد کے فضا میں سونا جائز ہے۔ مرد اور عورت کے لئے حکم یکساں ہے جبکہ عورت کو فتنہ کا خطرہ نہ ہو اور جب کسی جگہ فتنہ ہو وہاں سے نقل مکانی جائز ہے کبھی یہ بے بہا خیرات کا موجب ہوتا ہے جیسے اس سیاہ فام

marfat.com
Marfat.com

بَابُ نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ

وَقَالَ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوا فِي الصُّفَّةِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ كَانَ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءَ

۴۳۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ أَعْزَبُ لَا أَهْلَ لَهُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عورت کو ہار کے فتنہ نے بلادِ اسلام کی طرف نکالا اور اس کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔

باب — مردوں کا مسجد میں سونا

ابو قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ قبیلہ عُکل سے چند لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ صفہ میں رہنے لگے عبدالرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ عنہما) نے کہا اصحابِ صفہ فقراء تھے۔

۴۳۰ — ترجمہ : نافع رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے خبر دی کہ وہ مسجد نبوی صلی اللہ علی صاحبہا وسلم میں سویا کرتے تھے جبکہ وہ نوجوان غیر شادی شدہ تھے۔ ان کی بیوی بچے نہ تھے۔

۴۳۰ — شرح : عُکل عرب میں ایک قبیلہ ہے ان کو اصحابِ صفہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مسجد کے دروازے پر پڑے رہتے تھے، کیونکہ غریب تھے ان کا کوئی گھر وغیرہ نہ تھا۔ حدیث شریف میں أَعْزَبُ کے بعد لَا أَهْلَ لَهُ کا ذکر تعمیم بعد التخصیص ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسافر بھی مسجد میں لمبا زمانہ ٹھہر سکتا ہے جبکہ اس کا مسکن وغیرہ نہ ہو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما

marfat.com

Marfat.com

۴۳۱ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِيْ فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ اُنْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ وَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُوْلُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ

رضی اللہ عنہا جنگ بدر میں مشرکوں کے ساتھ تھے ۔ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوکر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے یہ قریش میں بہت بہادر اور زبردست تیر انداز تھے ۔ بخاری شریف میں ان کی صرف تین احادیث ہیں ان کی کل احادیث آٹھ ہیں ۔ مکہ مکرمہ کے قریب ۵۲ ـ ہجری میں فوت ہوئے ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۳۱ ـ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور گھر میں علی (رضی اللہ عنہ) کو نہ پایا تو فرمایا (اے سیدہ) تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے ؟ سیدہ نے کہا میرے اور ان کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہوئی ہے ۔ وہ ناراض ہوکر باہر چلے گئے ہیں اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا دیکھو وہ کہاں ہیں ؟ وہ شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ ! وہ مسجد میں سو رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ وہ مسجد میں لیٹے ہوئے تھے ۔ اور ایک طرف سے ان کی چادر گری ہوئی تھی اور ان کو مٹی لگی ہوئی تھی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے مٹی صاف کرنے لگے ۔ جبکہ آپ یہ فرما رہے تھے اٹھو اے ابا تراب اٹھو اے ابا تراب ۔

۴۳۱ ـ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ رضی اللہ عنہا سے یہ نہ فرمایا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے یا علی کہاں ہے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ ان میں تکرار ہوچکی ہے اس لئے آپ نے قرابت قریبہ کا ذکر کرکے سیدہ کو حضرت علی پہ مہربان کرنا چاہا تھا (کرمانی) معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت گھر تشریف لانے کا مقصد ہی یہ تھا جس پہ آپ نورِ نبوت سے مطلع تھے ۔ ابن بطال نے کہا معلوم ہوا کہ غیر فقیر بھی مسجد میں سو سکتا ہے اور اس میں کھانا وغیرہ بھی کھا سکتا ہے ۔ مودت و موانست کے لئے

marfat.com
Marfat.com

۴۳۲ ـــ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَآءٌ اِمَّا اِزَارٌ وَاِمَّا كِسَآءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهٖ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرٰى عَوْرَتُهٗ

ناراض ہونے والے کی کوئی مناسب کنیت ذکر کرکے اس کو خوش کرنا اور مزاح کرنا جائز ہے۔ اولاد کے نام کے بغیر بھی کنیت رکھی جاسکتی ہے سسر داماد سے محبت آمیز گفتگو کرسکتا ہے۔

حضرت علی اور فاطمہ کی یہ ناراضگی ایذا کے لئے نہ تھی۔ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ نہ کہا جائے گا کہ انھوں نے سیدہ کو ایذا دی۔ جیسے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدہ رضی اللہ عنہا کے مابین کسی وقت ناراضگی ایذا کے لئے نہ تھی۔ لہٰذا ابوبکر صدیق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما اس حدیث کے مصداق نہیں ہوتے ہیں کہ جس نے فاطمہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذاء دی فافہم،،

اسماء رجال

: ۱ـ عبدالعزیز بن ابی حازم مدنی ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد مدینہ منورہ میں ان سے بڑا فقیہہ کوئی نہ تھا۔ ۱۸۴ ہجری میں فوت ہوئے ان کے والد ابوحازم ہیں۔ ان کا نام سلمہ بن دینار اعرج ہے۔ ۲ـ سہل بن سعد حدیث ۲۴۲ کے اسناد میں دیکھیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کردیا۔ اس وقت سیدہ کی عمر شریف پندرہ برس پانچ ماہ تھی۔ انھوں نے جناب رسول اللہ علیہ وسلم سے اٹھارہ احادیث روایت فرمائی ہیں۔ بخاری مسلم میں ان کی صرف ایک حدیث مذکور ہے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ سے روایت کی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد دارِ فنا سے عالم بقا کو تشریف لے گئیں آپ کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا اور امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دیا اور نمازِ جنازہ پڑھائی اور رات ہی دفن کردیا۔

۴۳۲ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ستر اصحاب صفہ دیکھے ان میں سے بعض وہ تھے جن پر صرف ایک ہی چادر ہوتی تھی یا تہبند ہوتا یا کمبل ہوتا جبکہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ

۴۳۳ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ اُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِيْ عَلَيْهِ

اُنھوں نے وہ اپنی گردنوں سے باندھا ہوتا تھا۔ اس سے بعض آدھی پنڈلی تک پہنچتی اور بعض کے ٹخنوں تک وہ اُسے اپنے ہاتھ سے اکٹھی کرکے رکھتا تاکہ شرمگاہ برہنہ نہ ہو جائے۔

۴۳۲ — شرح : جن اصحاب صفہ کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا۔ یہ ان ستر اصحاب صفہ کے علاوہ ہیں جن کو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے بئر معونہ کی جنگ میں بھیجا تھا وہ بھی اصحاب صفہ تھے مگر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے وہ شہید ہو گئے تھے یہ حضرات مسجد میں رہا کرتے تھے۔

اسماء رجال : ۱؎ یوسف بن عیسیٰ مروزی ہیں حدیث ۲۷۲ کے اسمار میں دیکھیں۔
۲؎ ابن فضیل کا نام محمد اور کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔ وہ کوفی ہیں۔ ۱۹۵ ہجری میں فوت ہوئے ۳؎ فضیل ابن غزوان ہیں ۴؎ ابوحازم سلیمان اشجعی کوفی ہیں حدیث ۴۳۳ میں گزرے ہیں۔ یہ اور ابوحازم جن کا ابھی اُوپر تذکرہ ہو چکا ہے۔ دونوں تابعی ہیں صحابہ سے روائت کرتے ہیں۔ ان میں امتیاز کرنا بہت ضروری ہے۔

باب — جب سفر سے آئے تو نماز پڑھنا

کعب بن مالک نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جلوہ افروز ہوتے اور اس میں نماز پڑھتے "

۴۳۳ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا

marfat.com
Marfat.com

دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ

بَابُ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ

۴۳۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ

تو آپ نے فرمایا : دو رکعتیں پڑھو۔ آپ پر میرا قرض تھا۔ وہ آپ نے ادا کیا اور زیادہ دیا۔

۴۳۳ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ نے اس تعلیق کو غزوۂ تبوک میں مسند ذکر کیا۔ یہ لمبی حدیث ہے۔ انشاء اللہ اپنے محل میں تفصیلاً اس کا ذکر ہوگا۔ اس کی باب سے مناسبت ظاہر ہے۔ سفر سے واپس آکر نماز کی مشروعیت عام ہے کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ہو یا آپ کے قول سے ہو پہلے کو معلق حدیث میں اور دوسرے کو حضرت جابر کی حدیث میں ذکر کیا۔ امام نووی نے کہا یہ نماز سفر سے واپسی پر مقصور (بند) ہے تحیۃ المسجد نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرض زیادہ ادا کرنا مستحب ہے۔ اس حدیث کی تفصیل اپنے مقام میں مذکور ہوگی ! انشاء اللہ تعالیٰ !

اسماء رجال : عمرو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ انصاری شاعر ہیں۔ جنگ تبوک میں شامل نہ ہونے والے تین صحابہ کرام میں سے ہیں جن کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ،، اصحاب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی احادیث روایت کی ہیں۔ جن میں سے امام بخاری نے چار ذکر کی ہیں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ کی بیعت میں موجود تھے ۵۴ھ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوگئے ۲ خلاد بن یحییٰ بن صفوان کوفی ہیں ان کی کنیت ابو محمد وہ سلمی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھے ۲۱۰ ہجری میں فوت ہوئے ۳ ابو سلمہ ہلالی عالی کوفی ہیں نعیم نے کہا مصعر حدیث میں بہت شک کرتے تھے۔ اعمش نے کہا مصعر

بابٌ — جب مسجد میں داخل ہو تو دو رکعتیں نفل پڑھے،،

۴۳۴ — ترجمہ [illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

بَابُ الْحَدَثِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۳۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ

نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے!

۴۳۴ — شرح : یہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا تمام ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ نماز مستحب ہے؛ کیونکہ کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد میں داخل ہوتے اور یہ نماز پڑھے بغیر باہر تشریف لے جاتے تھے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو شخص مکروہ اوقات میں داخل ہو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امر میں داخل نہیں؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو فرمایا جس کو لوگوں کی گردنیں روندتا ہوا دیکھا کہ بیٹھ جاؤ تم نے تکلیف دی ہے اور اس کو نماز کا حکم نہ فرمایا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نماز بالاتفاق سنت ہے۔ اگر کوئی شخص مکروہ وقت میں داخل ہو تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں یہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی روایت ہے مگر ان کا صحیح مذہب یہ ہے کہ مکروہ اوقات میں تحیۃ المسجد کی نماز مکروہ نہیں قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا امام مالک رضی اللہ عنہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ یہ دو رکعتیں نفل ہیں بعض سنت کہتے ہیں۔

محب طبری نے کہا قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وقت بیٹھنے سے پہلے وقت فضیلت ہے اور اس کے بعد وقتِ جواز ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ قبل جلوس وقت ادا اور اس کے بعد وقت قضاء ہو۔ واللہ اعلم!

باب — مسجد میں بے وضوء ہو جانا

۴۳۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے تم میں سے ہر کسی کے لئے دعاء کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے مصلیٰ پر بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہو جب تک وہ بے وضوء نہ ہو فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ، اسے بخش!، اے اللہ، اسے بخش!!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ

وَقَالَ ابو سَعِيْدٍ كَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ وَاَمَرَ عُمَرُ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ اَكِنَّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ وَاِيَّاكَ اَنْ تُحَمِّرَ اَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ قَالَ اَنَسٌ يَتَبَاهَوْنَ بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُوْنَهَا اِلَّا قَلِيْلًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى

ترجمہ : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : تقول الخ، تصلی کی تفسیر ہے۔ مغفرت میں ستر عیوب اور رحمت میں احسان کا فیضان ہوتا ہے۔

۴۳۵ —

ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا مسجد میں بے وضو رہنا گناہ ہے۔ اس سے محدث (بے وضو) فرشتوں کی استغفار اور ان کی دعاء سے محروم ہو جاتا ہے جس کی برکت متوقع تھی چونکہ حدث (بے وضو ہونے) کا کفارہ نہیں ہے جو اس کی اذی کو اٹھائے جیسے مسجد میں کھنکار کا کفارہ اس کا دفن کر دینا ہے۔ اس لئے محدث کو استغفار ملائکہ سے محروم کیا گیا ہے۔ کیونکہ بدبودار ہوا سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ استغفار چھوڑ دیتے ہیں جو شخص چاہے کہ کسی محنت کے بغیر اس کے گناہ معاف ہوتے رہیں تو وہ نماز کے بعد مصلیٰ پر بیٹھا رہے تاکہ فرشتوں کی دعاء اور استغفار سے مستفید ہوتا رہے جس کی قبولیت کی بہت امید ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فرشتے اسی کے لئے دعاء کرتے ہیں جس سے اللہ راضی ہو۔ اس حدیث سے نماز کے انتظار کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ اسی جگہ انتظار کرے جہاں نماز پڑھی ہو یا دوسری جگہ منتقل ہو جائے۔ مسجد میں بے وضو ہونا اس میں تھوکنے سے بُرا ہے۔ محدث یعنی بے وضو شخص کے مسجد میں داخل ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت ابو درداء مسجد سے باہر آتے اور وضو کئے بغیر مسجد میں چلے جاتے اسی طرح حضرت علی سے مروی ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ مسجد میں قصداً بے وضو بیٹھنے کو مکروہ کہتے ہیں۔ واللہ اعلم!

باب — مسجد بنانا

ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا مسجد کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا حکم دیا اور کہا لوگوں کو بارش سے بچاؤ اور سُرخ اور زرد رنگ کرنے سے بچو، ورنہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کر دو گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے

۴۳۶ —

marfat.com

Marfat.com

۴۳۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَسَقْفُهُ الْجَرِيدُ وَعَمَدُهُ خَشَبُ النَّخْلِ فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ عَلَى بُنْيَانِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ وَأَعَادَ عَمَدَهُ خَشَبًا ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيرَةً وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَّةِ وَجَعَلَ عَمَدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقَفَهُ بِالسَّاجِ

کہا لوگ مسجدیں بنا کر فخر کیا کریں گے اور ان کو آباد کم کریں گے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم مساجد کو ایسے مزین کرو گے جیسے یہود و نصاریٰ نے اپنے عبادت خانے مزین کئے۔

۴۳۶ — شرح : شرح السنہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ ہوگا کہ میری اُمت کے لوگ مسجد بنانے میں فخر و مباہات کریں گے اور ان کو آباد کم کریں گے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہود و نصاریٰ نے اپنی عبادت گاہیں اس وقت آراستہ کیں جب کہ اُنھوں نے کتب الٰہیہ کی تحریف و تغییر کی اور اپنے اصلی دین کو ضائع کیا۔ محی السنہ رحمہ اللہ نے کہا تم بھی ان کی عادات ایسی اختیار کر رہے ہو تمہاری انتہا بھی مساجد میں مباہات تک ہو کر رہ جائے گی۔

اس سے احناف نے استدلال کیا کہ مسجد کو منقش و مزین کرنا جائز ہے مگر نہ کرنا بہتر ہے اور یہ وقف کے مال سے قطعاً جائز نہیں اگر کسی نے تزیین وغیرہ کرنی ہو تو اپنے ذاتی مال سے کر سکتا ہے مگر نمازیوں کو بیل و بوٹوں میں مشغول ہونے سے بچانے کے لئے قبلہ کی سمت سے احتراز کرے۔

۴۳۷ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر نے نافع کو خبر دی" رضی اللہ عنہم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد شریف کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھی اس کی چھت کھجور کی شاخوں اور ستون کھجور کی لکڑیوں کے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی شئی زیادہ نہ کی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس میں توسیع کی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد والی بنیادوں پر کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے بنایا اور اس کے ستون لکڑی کے قائم کئے پھر عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اس میں تبدیلی کی اور اس میں بہت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يَّعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰهِ الْآيَةَ

۴۳۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ

کچھ کیا انھوں نے اس کی دیواریں منقش پتھروں اور چونے سے بنائیں اور اس کے ستون منقوش پتھروں سے بنائے اور اس کی چھت ساگوان کی لکڑی سے تیار کی :

۴۳۷ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس باب میں ذکر کیا ہے اس کا مدلول یہ ہے کہ مساجد کی تعمیر میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے اور ان کی تزیین وغیرہ میں غلو اور مبالغہ نہ کیا جائے تاکہ مباہات اور فتنہ کا سد باب ہو۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کثیر فتوحات حاصل ہوئیں اور وہ کثیر اموال خرچ کرنے کی طاقت بھی رکھتے تھے مگر اس کے باوجود انھوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت میں مسجد شریف کی کیفیت کو تبدیل نہ کیا پھر سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت آیا۔ اس وقت مال بھی وافر تھا مگر انہوں نے صرف اتنا کیا کہ [illegible] کچی اینٹوں کی جگہ پتھر اور چونہ کر دیا اور کھجور کی شاخوں کی جگہ چھت میں ساگوان کی لکڑی کر دی۔ ان دونوں خلفاء نے مسجد شریف کو زیادہ خوبصورت اور مزین اس لئے نہ کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اسے مکروہ جانتے تھے۔ اور اس لئے کہ دنیاوی امور میں اقتصاد اور میانہ روی میں ان کی اقتداء کی جائے اور اعلیٰ امور میں زہد و تقویٰ اختیار کیا جائے سب سے پہلے ولید بن عبدالملک بن مروان نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے اواخر میں مساجد کو مزین کیا اور فتنہ کے خوف سے اہل علم اس کو روک نہ سکے ابن منیر نے کہا جب لوگوں نے اپنے گھروں کو خوبصورت بنانا شروع کر دیا تو لوگوں کو مساجد کی تزیین پر آمادہ کیا تاکہ خوبصورت مکانوں کے پاس مساجد کی اہانت نہ ہو۔ اسی لئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب مساجد کی تعظیم کے لئے ان کو مزین کیا جائے اور اس پر مال بیت المال سے خرچ نہ کیا جائے تو جائز ہے۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ مزین نہ کرنا بہتر ہے۔ چنانچہ حدیث ۴۳۶ میں یہ گزرا ہے۔

باب — مسجد بنانے میں تعاون کرنا

ترجمہ : مشرکوں کو نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں خود اپنے کفر کی گواہی دے کر ان کا سب کیا دھرا اکارت ہے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔ اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو

Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّآءُ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قَالَ لِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِہٖ عَلِیٍّ انْطَلِقَا اِلٰی اَبِیْ سَعِیْدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِیْثِہٖ فَانْطَلَقْنَا فَاِذَا ھُوَ فِیْ حَائِطٍ یُصْلِحُہٗ فَاَخَذَ رِدَآءَہٗ فَاحْتَبٰی ثُمَّ اَنْشَاَ یُحَدِّثُنَا حَتّٰی اَتٰی عَلٰی ذِکْرِ بِنَآءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ کُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَۃً لَبِنَۃً وَعَمَّارٌ لَبِنَتَیْنِ لَبِنَتَیْنِ فَرَاٰہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْہُ وَیَقُوْلُ وَیْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُہُ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ یَدْعُوْھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَیَدْعُوْنَہٗ اِلَی النَّارِ قَالَ یَقُوْلُ عَمَّارٌ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ

اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں

شرح : اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب بدر میں حضرت عباس قیدی ہو کر آئے تو ان کے پاس مسلمان آئے اور ان کو کفر پر ندامت دلائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہت سخت کلام کیا اس پر عباس نے کہا تم ہمارے گناہ کا ذکر کرتے ہو ہماری خوبیوں کو نہیں دیکھتے۔ حضرت علی نے کہا کیا تمہاری بھی خوبیاں ہیں؟ عباس نے کہا ہاں! ہم مسجد حرام آباد کرتے ہیں۔ کعبہ کو لباس پہناتے ہیں حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور قیدیوں کو آزاد کراتے ہیں اس وقت مذکور آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس باب میں مذکور حدیث کی مناسبت یہی ہو سکتی ہے کہ مسجد کی تعمیر میں ثواب ہی معتبر ہوتا ہے اور اس کے صرف مومن ہی مستحق ہوتے ہیں۔ اس میں کفار کا کوئی حصہ نہیں اگرچہ وہ مساجد بنا کر ان میں بیکار عبادت کریں۔ اسی لئے جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ بدر کے روز قید ہو کر آئے اور اُن کو کفر پر ندامت دلائی گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے سخت کلام کیا تو انھوں نے کہا وہ مسجد حرام کی تعمیر کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے کفر کے باعث ان کا یہ عمل قبول نہیں اور مذکورہ آیت "مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ الآیۃ" نازل ہوئی اور بعد میں مسلمانوں کے بارے میں جو تعمیرِ مسجد میں ایک دوسرے کی معاونت کرتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ یعنی معتبر عمارت وہی ہے جو مسلمان کریں اور کافروں کی عمارت لاشئ محض ہے اسی لئے کلمہ حصر ذکر فرمایا۔

بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ عُمَّارًا لَمَسْجِدِھِمْ اَھْلُ اللّٰہِ یعنی مسجد کو اللہ والے لوگ ہی آباد کرتے ہیں اور وہ مومن ہی ہیں (حافظ ابوبکر بزاز)

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸ — شرح : باغی فرقہ وہ ہے جو باطل تاویل سے امام کی مخالفت کرے اور اس کی اطاعت سے خارج ہو جائے جنت اور دوزخ سے مراد ان کے اسباب ہیں اور وہ طاعت اور معصیت ہے۔ بعض نے کہا کہ حضرت عمار کو قتل کرنے والے خارجی تھے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ خوارج کی ابتداء حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان حکم مقرر کرنے کے بعد ہوئی تھی، اور یہ تحکیم صفین کی جنگ ختم ہونے کے بعد تھی اور جنگِ صفین میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے اس کے بعد خارجی ظاہر ہوئے تھے صحیح یہ ہے کہ حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان صفین کی جنگ اجتہادی جنگ تھی۔ وہ سب مجتہد تھے ہر ایک اپنے کو حق پر جانتا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت اور لشکر یہ گمان کرتے تھے کہ ہم حق پر ہیں اور وہ اپنے مخالفین کو جنت یعنی طاعت کی طرف بلا رہے ہیں۔ اگرچہ نفس الامر میں واقعہ برعکس تھا انہی کے ہاتھوں حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے مگر ان کو ملامت نہیں کی جا سکتی، کیونکہ وہ اپنے ظنون کی اتباع جس کو وہ صحیح سمجھ رہے تھے، میں برسرِ پیکار تھے چونکہ نفس الامر میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اس لئے ان کے مخالفین کو فئہ باغیہ سے پکارا گیا ہے۔ مگر ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں کسی بدگمانی کا شکار ہو جائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے مقدس خطاب سے یاد فرمایا ہے اور ان کی فضیلت کی شہادت دی ہے۔ خود سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے یہ دعا فرمائی کہ "اے اللہ معاویہ کو ہدایت دے اور اس کے باعث لوگوں کو ہدایت دے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فقیہہ کہا (ترمذی) اس حدیث شریف میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی ایک جھلک ملتی ہے کہ آپ نے مستقبل میں ہونے والی جنگ کے شرکاء کی خبر دی اور ایسا ہی ہوا۔ نیز حضرت علی اور عمار رضی اللہ عنہما کی فضیلت واضح ہوتی ہے کہ وہ مُصیب تھے اور ان لوگوں کی تردید کی ہے جو یہ وہم کرتے ہیں کہ حضرت حق پر نہ تھے۔ نیز فتنوں سے پناہ مانگنا جائز ہے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ فتنوں سے پناہ نہ مانگو ان میں منافقین کا قلع قمع ہے۔ روایت میں ہے کہ "فتنوں کو مکروہ نہ جانو"، صحیح نہیں۔ کیونکہ عبداللہ بن وہب نے اسے باطل کہا ہے۔

مذکور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کی تعمیر کرنا افضل عمل ہے اور اس میں تعاون بہترین نیکی ہے جو ہمیشہ باقی رہتی ہے اور انسان کی موت کے بعد بھی اس کا ثواب اس کے لئے جاری رہتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ علم ہر ایک سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اگرچہ متعلم سکھانے والے سے افضل ہو کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حبرُ الامت اور رئیسُ المفسرین ہیں اس کے باوجود وہ اپنے بیٹے کو حضرت ابوسعید کے پاس بھیجتے ہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اسماء رجال : ۱؎ عبدالعزیز بن مختار دباغ بصری انصاری ہیں ان کی کنیت ابواسحاق ہے۔
۲؎ خالد الحذاء اور حکم بن [illegible] کے اسماء میں ہو چکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِسْتِعَانَةِ بِالنَّجَّارِ وَالصُّنَّاعِ فِی اَعْوَادِ الْمِنْبَرِ وَالْمَسْجِدِ

۴۳۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی امْرَاَةٍ مُرِیْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِیْ اَعْوَادًا اَجْلِسْ عَلَيْهِنَّ

۴۴۰ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَيْمَنَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَاِنَّ لِیْ غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ اِنْ شِئْتِ فَعَمِلَتِ الْمِنْبَرَ

باب — ترکھان اور کاریگر سے منبر اور مسجد بنانے میں مدد لینا

۴۳۹ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو پیغام بھیجا کہ اپنے ترکھان غلام سے کہو کہ میرے لئے منبر تیار کرے میں اس پر (خطاب کے وقت) بیٹھا کروں۔

۴۳۹ — شرح : حدیث ۳۷۲ کے بیان میں اس عورت اور غلام کا نام گزر چکا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے کہا کہ وہ اپنے غلام کو منبر بنانے کا حکم دے اور حدیث ۴۴۰ میں یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا اس عورت نے کہا : یا رسول اللہ! میں آپ کے لئے منبر تیار کروں؟ مگر ان میں تعارض نہیں؛ کیونکہ اس عورت نے ہی پہلے منبر بنانے کی پیش کش کی تھی۔ پھر جب اس کے غلام نے منبر تیار کرنے میں کچھ تاخیر کر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تکمیل کے لئے فرمایا کہ وہ کئے ہوئے وعدہ کو پورا کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشہ ور لوگوں سے استعانت جائز ہے۔ جس میں مسلمانوں کو فائدہ ہو اور نیک عمل سے اہل فضل کو خوشی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا

۴۴۱۔ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمٰنَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو اَنَّ بُکَیْرًا حَدَّثَهٗ اَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَیْدَ اللّٰهِ الْخَوْلَانِیَّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِیْهِ حِیْنَ بَنٰی مَسْجِدَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمْ اَکْثَرْتُمْ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا قَالَ بُکَیْرٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ یَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِی الْجَنَّةِ

کرنا چاہیے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۴۰ — ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا: یارسول اللہ! کیا میں آپ کے لئے منبر تیار کردوں جس پہ (خطابت کے وقت) آپ بیٹھا کریں کیونکہ میرا غلام ترکھان ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہتی ہو تو تیار کردو! پھر اس عورت نے منبر تیار کیا۔

۴۴۰ — شرح: حدیث نمبر ۴۳۹ میں ذکر ہو چکا ہے کہ یہ حدیث سہل کی حدیث کے مخالف نہیں۔ اس حدیث سے اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت نے اپنی طرف سے یہ کہا تھا لہٰذا اس کی استعانت پر دلالت نہیں مگر اُس نے منبر بنانے میں غلام سے استعانت کی تھی۔ لہٰذا یہ باب کے مناسب ہے۔ اس عورت کا نام عائشہ اور غلام کا نام میمون تھا۔ صحیح یہی ہے۔ واللہ اعلم!

باب — جس نے مسجد بنائی

۴۴۱ — ترجمہ: عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ اُنھوں نے عبید اللہ خولانی سے سُنا کہ اُنھوں نے "سیدنا" عثمان بن عفان "رضی اللہ عنہ" سے سنا وہ کہہ رہے تھے حالانکہ لوگوں نے ان کے بارے میں کہا تھا جبکہ اُنھوں نے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبہ، بنائی اے لوگو! تم نے بہت باتیں کی ہیں اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص مسجد بنائے بکیر نے کہا مجھے گمان ہے کہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ يَاخُذُ بِنُصُولِ النَّبْلِ إِذَا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ

۴۴۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قُلْتُ لِعَمْرٍو اَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ سِهَامٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ بِنِصَالِهَا

عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہا اس حال میں کہ اللہ کی رضا اس میں طلب کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس جیسا مکان جنت میں بناتا ہے۔

۴۴۱ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کچی اینٹوں سے تعمیر کی اس کی چھت کھجور کی شاخوں اور کھجور کی لکڑیوں کی تھی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے پتھروں سے بنایا۔ اس کے ستون پتھروں سے بنائے اور چھت ساگوان کی لکڑی سے بنائی اور مسجد کو خوبصورت بنایا جبکہ طول و عرض میں بھی اسے بڑھادیا تو بعض لوگوں نے اُسے اچھا نہ جانا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ باتیں کہیں تو یہ فرمایا جو کہ حدیث میں مذکور ہے کہ میں نے مسجد کو مزین صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا ہے۔ معلوم ہُوا کہ اس نیت سے مسجد آراستہ کرنا جائز ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ!

اسماء رجال : ۱ یحییٰ بن سلیمان جعفی حدیث ۱۱۴ ابن وہب حدیث اور عمرو بن حارث حدیث ۷۹ کے اسماء میں گزرے ہیں

باب — جب مسجد سے گزرے تو نیزوں کے پھل ہاتھوں سے پکڑ رکھے

۴۴۲ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص مسجد شریف میں گزرا جبکہ اس کے پاس تیر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تیروں کے پھل روک کر رکھو!

باب — مسجد میں گزرنا

۴۴۳ — ترجمہ : ابو بردہ نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمُرُوْرِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۴۳ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بُرْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ فِيْ شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا اَوْ اَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْيَاْخُذْ عَلٰى نِصَالِهَا لَا يَعْقِرْ بِكَفِّهٖ مُسْلِمًا

بَابُ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۴۴ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِبْنِ عَوْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ حَسَّانَ

نے فرمایا جو شخص ہماری مساجد یا ہمارے بازاروں میں تیر لے کر گزرے تو ان کے پھالے ہاتھ میں روک رکھے کسی مسلمان کو زخمی نہ کرے۔

۴۴۲ ـ ۴۴۳ ترجمہ : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تاریخ اوسط" میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی مساجد، بچوں، پاگلوں بیع وشراء، خصومات، شور وغوغا، اقامتِ حدود اور تلواریں لے کر چلنے سے محفوظ رکھو۔ ان کو خوشبودار کرو۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کا احترام بہت ہے کیونکہ مساجد میں خصوصاً اوقاتِ صلوٰۃ میں بہت لوگ ہوتے ہیں۔ اگر تیر ہاتھوں میں تھامے بغیر چلے تو مسلمان کو زخم آنے کا خوف ہے۔ خیال کریں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر رحیم ہیں کہ کسی کے ہاتھوں مسلمان کو اذیت نہ پہنچے معلوم ہوا کہ مسجد میں ہتھیار لے کر داخل ہونا جائز ہے۔

اسماء رجال : موسیٰ تبوذکی حدیث ۴۲۔ عبدالواحد بن زیاد حدیث ۳۵۔ ابوبردہ حدیث ۱۰ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

باب ـ مسجد میں شعر پڑھنا

۴۴۴ ـ ترجمہ : ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے حسان بن ثابت انصاری سے سنا کہ وہ

marfat.com

Marfat.com

ابن ثابت الانصاری یستشهد ابا هریرة انشدك الله هل سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول یا حسان اجب عن رسول الله اللهم ایده بروح القدس قال ابو هریرة نعم

باب اصحاب الحراب فی المسجد

۴۴۵ ـ حدثنا عبد العزیز بن عبد الله قال حدثنا ابراهیم بن سعد عن صالح بن کیسان عن ابن شهاب قال اخبرنی عروة بن الزبیر ان عائشة قالت لقد رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یوما علی باب حجرتی والحبشة یلعبون فی المسجد ورسول الله صلی الله علیه وسلم یسترنی بردائه انظر الی لعبهم زاد ابراهیم ابن المنذر قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی یونس

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے قسم لیتے تھے کہ میں تجھے قسم دیتا ہوں کیا تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے حسان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دے۔ اے اللہ حسان کی جبرائیل کے ساتھ مدد فرما! ابوہریرہ نے کہا جی ہاں! میں نے سنا ہے۔

۴۴۴ شرح : اس حدیث شریف میں اگرچہ مسجد کا ذکر نہیں مگر امام بخاری نے یہ حدیث کتاب بدء الخلق میں ذکر کی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد میں گزرے جبکہ حسان بن ثابت وہاں شعر پڑھ رہے تھے تو انھوں نے روکا تب حسان نے کہا میں اس مسجد میں شعر پڑھتا تھا۔ حالانکہ یہاں تم سے بہتر ذات موجود ہوتی تھی۔ پھر حسان ابوہریرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری طرف سے مشرکوں کو جواب دو! اے اللہ اس کی روح قدس (جبرائیل) کے ساتھ مدد فرما! ابوہریرہ نے کہا جی ہاں! میں نے سنا ہے۔ اس سے عنوان کے ساتھ مناسبت واضح ہوگئی! کیونکہ یہ ایک ہی حدیث ہے۔ اگرچہ ابوہریرہ تنہا کی گواہی سے کوئی شئی ثابت نہیں ہوسکتی مگر یہ شرعی حکم کی روایت ہے اس میں ایک عادل کی گواہی کافی ہے۔ جیسے ابوموسیٰ اشعری کے لئے ابوسعید خدری نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس "الاستیذان ثلثہ" کی شہادت دی تھی جسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبول

marfat.com
Marfat.com

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ

کر لیا تھا۔ اس پر شہادت کا اطلاق مجازی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حمد و ثنا اور منقبت وغیرہ پر مشتمل اشعار مسجد میں پڑھنا جائز ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں مشرکوں اور بے دینوں کی ہجو مسجد میں جائز ہے اور جن اشعار کا مسجد میں پڑھنا ممنوع ہے وہ بیہودہ اشعار ہیں۔ مسجد میں نعتیہ اشعار پڑھنے جائز ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہلِ اسلام کی مدح اور کفار کی ہجو کے لئے مسجد میں اشعار پڑھنے جائز ہیں اسی طرح مسلمانوں کو کافروں کے ساتھ جنگ پر اُبھارنے اور ان کی تحقیر و تذلیل کے لئے مسجد میں اشعار پڑھنے جائز ہیں، لیکن مشرکوں کو سب و شتم میں ابتداء نہیں کرنی چاہیئے اس طرح وہ اسلام کو سب و شتم کریں گے البتہ مجبوری امر کے وقت جائز ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ ابوالیمان ع۲ حکم ع۳ ابوسلمہ حدیث ع۶ کے اسماء میں دیکھیں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

آپ انصاری مدنی ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مداح اور ثنا خواں ہیں۔ ممتاز شاعرِ اسلام ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں بھی شاعریت میں مشہور تھے وہ اور ان کے والد ثابت دادے منذر پہ دادے حرام میں سے ہر ایک کی عمر ایک سو بیس برس تھی۔ ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایک صُلب سے چار نسلوں کا اس قدر عمر میں اتفاق ان کے سوا نہیں دیکھا گیا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ساٹھ سال جاہلیت میں گزارے اور ساٹھ سال اسلام میں بسر کئے اور پچاس ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پا گئے۔

باب ۔ مسجد میں حبشی مشق کرنے والے

۴۴۵ ۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرہ کے دروازہ پر دیکھا جبکہ حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی اوپر والی چادر سے پردہ میں کئے ہوئے تھے اور میں ان کی کھیل دیکھ رہی تھی ابراہیم بن منذر نے اس پر زیادہ ذکر کیا وہ کہتے ہیں ہمیں ابن وہب نے خبر دی انہوں نے کہا مجھے یونس نے ابنِ شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہم) مائی صاحبہ نے کہا

Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۴۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَتَتْهَا بَرِيْرَةُ تَسْاَلُهَا فِيْ كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ اِنْ شِئْتِ اَعْطَيْتُ اَهْلَكِ وَيَكُوْنُ الْوَلَآءُ لِيْ وَقَالَ اَهْلُهَا اِنْ شِئْتِ اَعْطَيْتِهَا مَا بَقِيَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً اِنْ شِئْتِ اَعْتَقْتِهَا وَيَكُوْنُ الْوَلَآءُ لَنَا فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَتْ ذٰلِكَ فَقَالَ ابْتَاعِيْهَا فَاَعْتِقِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَصَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهٗ وَاِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حبشی اپنے حراب کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

۴۴۵ — شرح : یعنی ابراہیم بن منذر کی روائت میں بِحَرَبِهِمْ،، زائد مذکور ہے جو عبدالعزیز کی روائت میں نہیں ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مسجد مسلمانوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے تو جن اعمال میں دینی منفعت ہو وہ مسجد میں جائز ہیں۔ اور حراب کے ساتھ زور آزمائی اور جنگی مشق ہے یہ مسجد میں جائز ہے، کیونکہ درحقیقت یہ طاعت ہے جس سے جہاد میں فائدہ ہوتا ہے اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ مباح لہو دیکھنا جائز ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو لعب اس لئے دیکھنے دیا تاکہ وہ اس میں سنت طریقہ ضبط کر سکیں اور لوگوں کو یہ حرکات محکمہ بتا سکیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق کریم اور گھر والوں سے اچھی معاشرت پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے اور یہ کہ عورتوں کا پردہ میں رہ کر مردوں کی طرف نظر کرنا جائز ہے (کرمانی) اقول۔ یہ استدلال صحیح نہیں، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض امہات المؤمنین سے فرمایا تم تو

بابؔ — مسجد میں منبر پر خرید و فروخت کا ذکر

۴۴۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان کے پاس بریرہ آئی وہ اپنی

marfat.com
Marfat.com

وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ اَنَّ بَرِيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ صَعِدَ الْمِنْبَرَ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ يَحْيٰى وَعَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ يَحْيٰى سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ اَنَّ بَرِيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ صَعِدَ الْمِنْبَرَ

کتابت میں مدد طلب کر رہی تھی۔ ام المؤمنین نے کہا اگر تو چاہتی ہے تو میں تیرے مالکوں کو تیری پوری قیمت دے دیتی ہوں اور ولاء میرے لئے رہے۔ بریرۃ لونڈی کے مالکوں نے کہا اگر آپ کی مرضی ہو تو بقایا ثمن دے دیں۔ سفیان نے ایک بار کہا اگر مرضی ہو تو اسے آزاد کر دیں اور ولاء ہماری رہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ام المؤمنین نے اس کا آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اُسے خرید کر آزاد کر دو!

ولاء اسی کی ہوتی ہے جو لونڈی کو آزاد کرتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے۔ سفیان نے ایک مرتبہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے۔ وہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں جس نے کوئی شرط لگائی جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ کوئی شئی نہیں اگرچہ سو شرطیں لگائے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یحییٰ اور عبدالوہاب نے یحییٰ سے اُنھوں نے عمرہ سے روائت کی کہ جعفر بن عون نے کہا کہ یحییٰ نے کہا کہ میں نے عمرہ سے سُنا اُس نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا اس کی مالک نے یحییٰ سے اُنہوں نے عمرہ سے روائت کی بریرۃ الخ اور صَعِدَ الْمِنْبَرَ کو ذکر نہ کیا۔

۴۴۶ — شرح : کتابت یہ ہے کہ عبد اپنے شخص کی دین مؤجل کے ساتھ بیع کرے جس کو وہ اقساط میں ادا کرے گا۔ اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ کتابت جائز ہے جب کوئی شخص اپنے غلام یا لونڈی سے کہہ دے کہ اتنی رقم ادا کر تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول کرلے تو وہ مکاتب ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر غلاموں میں بہتری جانو تو ان کو مکاتب بناؤ!

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا مکاتب کی بیع جائز نہیں اور بریرہ رضی اللہ عنہا جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے پاس کتابت میں استعانت کے لئے آئی تھیں۔ وہ مال کتابت ادا کرنے سے عاجز آچکی تھی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهٖ دِرْهَمٌ ،، ابوداؤد ،، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے روائت کی: هُوَ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ دِرْهَمٌ ،، یعنی مکاتب پر جب تک ایک درہم باقی ہو وہ عبد ہے لہٰذا بریرہ مال کتابت ادا کرنے میں عاجز ہو جانے کے باعث لونڈی ہو گئی تھیں۔ اس لئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا اس کو خریدنا جائز تھا۔ حدیث شریف میں اس کی صراحت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سے فرمایا کہ اسے خرید لو اور آزاد کر دو اور ولاء اسی کے لئے ہوتی ہے جو غلام کو آزاد کرے۔ فروخت کرنے والے کے لئے ولاء کا کوئی حق نہیں

marfat.com

Marfat.com

بَابُ التَّقَاضِيْ وَالْمُلَازَمَةِ فِي الْمَسْجِدِ

٤٤٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبٍ اَنَّهٗ تَقَاضٰى ابْنَ اَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا وَاَوْمَاَ اِلَيْهِ اَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهٖ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں منبر پر خرید و فروخت کے مسائل بیان کرنا جائز ہیں۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـ مسجد میں مقروض سے قرض طلب کرنا اور اسے گرفتار کرنا

٤٤٧ ـ ترجمہ: عبداللہ نے اپنے باپ کعب سے روایت کی کہ انھوں نے ابی حدرد سے قرضہ مسجد میں طلب کیا جو اس پہ تھا۔ مسجد میں ان کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ حتی کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا جب کہ آپ گھر تشریف فرما تھے۔ آپ ان کی طرف باہر نکلے حتی کہ حجرہ شریف کا پردہ اٹھایا اور آواز دی اے کعب اس نے کہا لبیک یا رسول اللہ! فرمایا اپنے قرضہ سے اتنا چھوڑ دو اور اس کی طرف اشارہ فرمایا یعنی نصف۔ کعب نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے نصف قرضہ چھوڑ دیا۔ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن حدرد سے، اٹھو اور باقی نصف ادا کرو!

٤٤٧ ـ شرح: ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ مسجد میں حقوق اور قرض کا مطالبہ اور ان میں مخاصمت جائز ہے۔ غریب شخص سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَنْسِ الْمَسْجِدِ وَالْتِقَاطِ الْخِرَقِ وَالْقَذَى وَالْعِيدَانِ

۴۴۸ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ أَوِ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالُوا مَاتَ فَقَالَ أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي بِهِ دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ أَوْ قَالَ قَبْرِهَا فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهَا

نرمی کرنا اور کچھ قرض معاف بھی کر دینا چاہیئے۔ ہاتھ سے اشارہ کلام جیسا ہوتا ہے۔ مخاصمین میں مصالحت کر دینی چاہیئے اور دروازہ پر پردہ لٹکانا چاہیئے۔ اچھے کاموں میں سفارش کرنا جائز ہے۔ مسجد میں متوسط آواز بلند کر سکتے ہیں۔ جن احادیث میں مسجد میں بلند آوازوں سے ممانعت آئی ہے وہ شور و غوغا پر محمول ہیں۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال ۴۴۶ : علی بن عبداللہ مدینی امام بخاری کے استاد ہیں ع۲ سفیان بن عیینہ ع۳ یحییٰ بن سعید انصاری ع۴ عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاریہ مدنیہ ہیں۔ ابن مدینی ان کی بہت عظمت بیان کرتے تھے۔ انھوں نے کہا وہ ثقات علماء میں سے ہیں۔ صحیح روایت کے مطابق ۷۸ ہجری میں فوت ہوئیں ع۵ بریرہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ ہیں اس سے پہلے وہ عتبہ بن ابولہب کی مملوکہ تھیں۔

اسماء رجال ۴۴۷ : عبداللہ بن محمد، عثمان بن عمر، یونس اور زہری حدیث ع۲۷۳ کے اسناد میں دیکھیں، کعب بن مالک انصاری ہیں۔ پچاس ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ جب نابینا ہو گئے تو ان کے بیٹے عبداللہ ان کے قائد تھے۔ ابن ابی حدرد ان کا نام عبداللہ بن ابی سلامہ ہے۔ صحیح روایت کے مطابق وہ صحابی ہیں۔ حدیبیہ اور اس کے بعد دیگر غزوات میں جاتے رہے۔ اکہتر یا بہتر ہجری کو ۸۱ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ جوہری نے کہا ایک شخص کا نام ہے اس کے سوا کوئی اسم فعلع بتکرار العین کے وزن پر نہیں آیا۔

باب ــ مسجد کی صفائی کرنا اور کپڑوں کے ٹکڑے کوڑا کرکٹ اور تنکے وغیرہ چننا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَحْرِيمِ تِجَارَةِ الْخَمْرِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۴۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا أَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ تِجَارَةَ الْخَمْرِ

۴۴۸ ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک سیاہ فام مرد یا سیاہ فام عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھے اس کے انتقال کی خبر کیوں نہ دی؟ مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ آپ اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

۴۴۸ ـ شرح : اس حدیث کی دلالت التقاط پر نہیں مگر کنس سے التقاط سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس سے مراد مسجد کی صفائی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دفن کے بعد اس کی نمازِ جنازہ خصوصیت سے پڑھی کیونکہ وہ مسجد کا خادم یا خادمہ تھی۔ معلوم ہوا کہ مسجد کی صفائی کرنے کی بہت فضیلت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کی خدمت کرنا مستحسن ہے خادم یا دوست غائب ہو تو اس کا حال دریافت کرنا مستحب ہے جو شخص مسلمانوں کے منافع اور مصالح میں اپنے کو وقف کر دے اس کی مکافات سے دعا کرنی چاہیئے۔ اس حدیث سے اصحابِ شافعی نے استدلال کیا کہ مدفون میت کی نمازِ جنازہ اس کی قبر پر جائز ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں اگر ولی نے نمازِ جنازہ نہ پڑھی ہو تو قبر پر اس کی نمازِ جنازہ پڑھ لے۔ اس کی مدت میں اختلاف ہے۔ کتاب الجنائز میں انشاء اللہ تفصیلاً ذکر ہو گا۔ واللہ اعلم!

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی شئی کو بھول جانا اس کی طرف التفات نہ کرنا عدمِ علم کی دلیل نہیں اور صحابہ کرام کو یہ فرمانا کہ مجھے اس کی قبر بتاؤ اس امر پر تنبیہ ہے کہ آپ کے زمانہ شریف میں آپ کے نمازِ جنازہ پڑھنے کے بغیر قبور روشن اور منور نہیں ہوتی تھیں جبکہ وہ ظلمت اور اندھیرے سے بھری ہوتی ہیں۔

باب ـ مسجد میں شراب کی تجارت کی تحریم

۴۴۹ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب سود کے بارے میں سورہ بقرہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا لِلْمَسْجِدِ يَخْدِمُهٗ

۴۵۰ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ امْرَأَةً اَوْ رَجُلًا كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ وَلَا اَرَاهُ اِلَّا امْرَأَةً فَذَكَرَ حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ صَلّٰى عَلٰى قَبْرِهَا

کی آیات نازل ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں پر یہ آیات پڑھیں۔ پھر شراب کی تجارت حرام فرمادی۔

۴۴۹ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ مسجد نماز اور اللہ کے ذکر کے لئے ہوتی ہے۔ اس میں فواحش کا تذکرہ نہیں ہونا چاہیئے اور شراب بہت بڑا فحش ہے۔ اس کے باوجود سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مسجد میں ذکر کیا۔ معلوم ہُوا کہ مسجد میں محرمات کا ذکر ممنوع نہیں۔ علامہ عینی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ شراب کی تحریم مسجد میں ہُوئی ہے اور حدیث شریف میں اس کی واضح تصریح ہے۔

(ابو حمزہ محمد بن میمون سکری ہیں۔ حدیث ۲۷۴ کے اسماء میں مذکور ہیں)

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شراب کی تحریم سورۂ مائدہ میں مذکور ہے اور سورہ مائدہ آیت ربا سے بہت مدت پہلے نازل ہُوئی تھی اور اس حدیث میں تحریم خمر تحریم ربا کے بعد ذکر کرنے کا فائدہ تو بظاہر کوئی نہیں مگر احتمال ہے کہ اس کی تجارت اس کی تحریم کے بعد ہو یا تاکید کے لئے اسے مؤخر ذکر کیا ہے تاکہ اس کی مزید اشاعت ہو جائے یا اس مجلس شریف میں ایسے لوگ حاضر ہُوئے ہوں گے کہ اس سے پہلے ان کو شراب میں تجارت کی تحریم کا علم نہ ہو ان کو خبردار کرنے کے لئے آپ نے اس کا اعادہ فرمایا ہو۔ واللہ اعلم!

باب — مسجد کے لیے خادم مقرر کرنا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا) مساجد کے لئے ہے کہ ان کی خدمت کرے۔

۴۵۰ ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْاَسِيْرِ اَوِ الْغَرِيْمِ يُرْبَطُ فِي الْمَسْجِدِ

۴۵۱ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنَا رَوْحٌ وَ مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلٰوةَ فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ وَاَرَدْتُ اَنْ اَرْبِطَهٗ اِلٰى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِيْ الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اَخِيْ سُلَيْمٰنَ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهٗ خَاسِئًا

عورت یا مرد (راوی کو شک ہے) مسجد کی خدمت کرتا تھا۔ ابوہریرہ نے کہا یا ابورافع نے کہا میرا گمان تھا کہ وہ عورت تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ذکر کی کہ آپ نے اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی!

۴۵۰ــ شرح : حضرت عمران کی بیوی حنہ نے نذر مانی جبکہ وہ حاملہ ہوئیں کہ ان کے پیٹ میں جو بھی ہو اسے مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لئے آزاد کر دیں گی۔ اگر مسجد کی خدمت کرنا اللہ تعالیٰ کی قربت کا سبب نہ ہوتا تو وہ کبھی یہ نذر نہ مانتیں۔ معلوم ہُوا کہ مسجد کی خدمت کرنا اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھی تھی۔ حدیث ۴۴۸ میں اس سے متعلق کچھ ذکر ہو چکا ہے

اسماء رجال : احمد بن واقد، وہ احمد بن عبدالملک بن واقد حرانی ہیں۔ ان کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ وہ دادا کی طرف منسوب ہیں۔ ۲۲۱ ہجری کو بغداد میں فوت ہوئے ع۲ حماد بن زید ع۳۰ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

باب ــ قیدی یا مقروض کو مسجد میں باندھنا

۴۵۱ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِغْتِسَالِ اِذَا اَسْلَمَ وَرَبْطِ الْاَسِيْرِ اَيْضًا فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ شُرَيْحٌ يَأْمُرُ الْغَرِيْمَ اَنْ يُحْبَسَ اِلٰى سَارِيَةِ الْمَسْجِدِ

۴۵۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ

آپ نے فرمایا ایک خبیث سرکش جن گذشتہ رات اچانک میرے سامنے آگیا یا اس قسم کا کوئی کلمہ فرمایا تاکہ وہ میری نماز قطع کرے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قادر کیا اور میرا ارادہ ہوا کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں حتیٰ کہ صبح کو تم سب اسے دیکھ لو پھر میں نے اپنے بھائی سلیمان کا قول اے میرے رب مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کے مناسب نہ ہو یاد کیا۔ رَوح نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ذلیل کرکے چھوڑ دیا۔

۴۵۱ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیدی کو مسجد کے ستون سے باندھنا جائز ہے۔ قاضی شریح مقروض کو مسجد کے ستون سے باندھنے کا حکم کرتے تھے کیونکہ مقروض بھی قیدی کی طرح ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ بشر کا جنات کو دیکھنا محال نہیں کیونکہ جن اجسام لطیفہ ہیں اور جسم اگرچہ کتنا ہی لطیف ہو اس کا ادراک ممتنع نہیں ہے۔ ہاں عام انسان ان کو نہیں دیکھ سکتے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تم کو دیکھتا ہے۔ اس کا قبیلہ تم کو دیکھتا ہے تم ان کو نہیں دیکھتے ہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنوں کو دیکھنا ایسا ہے جیسے آپ فرشتوں کو دیکھا کرتے تھے، چنانچہ فرمایا میں نے جبرائیل کو دیکھا اس کے چھ سو پر تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ معمولی عمل سے سرکش خبیث جن کو ستون سے باندھ سکتے تھے۔ کیونکہ عمل کثیر سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور دونوں ہاتھوں سے عمل کرنا عمل کثیر ہے۔

اسماء رجال : ع ۱ اسحاق بن راہویہ کتاب العلم میں ان کا ذکر ہوچکا ہے ع ۲ رَوح بن عبادہ حدیث ع ۴۵ کے اسماء میں۔ محمد بن جعفر غندر مشہور ہیں وہ حدیث ع ۳۱ کے اسماء میں اور محمد بن زیادہ حدیث ع ۱۶۴ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

باب — اسلام لانے کے وقت غسل کرنا اور قیدی کو مسجد میں باندھنا

marfat.com
Marfat.com

ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِيْ الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ

قاضی شریح مقروض کو مسجد کے ستون کے ساتھ روکنے کا حکم کرتے تھے

۴۵۲ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف چھوٹا سا لشکر بھیجا وہ بنی حنیفہ سے ایک شخص جسے ثمامہ بن اُثال کہا جاتا تھا پکڑ کر لے آئے اور اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو وہ مسجد سے قریب کھجوروں کی طرف گیا اور غسل کیا پھر مسجد میں داخل ہوا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ۔

۴۵۲ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ ثمامہ دل سے ایمان لا چکا ہے وہ عنقریب کلمۂ شہادت پڑھ کر ایمان ظاہر کر دے گا۔ حدیث شریف میں اس کو غسل کرنے کا حکم مذکور نہیں اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں ایسی کوئی حدیث نہیں ملی جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اسلام لاتے وقت غسل کرنے کا حکم فرمایا ہو لیکن ابن خزیمہ ابن حبان اور بزار نے ابوہریرہ سے روایت کی جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غسل کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ جن سواروں نے ثمامہ کو گرفتار کیا تھا وہ تیس مجاہد تھے جن کے امیر محمد بن مسلمہ تھے ان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم ۶ ہجری میں بنی ابی بکر بن کلاب کے علاقہ میں قرطاء کی طرف بھیجا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر مسجد میں داخل ہو سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کتابی کے سوا دوسرا کوئی کافر مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔

مسند امام احمد میں جید سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سال کے بعد اہل عہد اور ان کے خادموں کے سوا کوئی مشرک ہماری مسجد میں داخل نہ ہو۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مشرک نجس ہیں وہ مسجد حرام کے قریب نہ آئیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان مساجد میں بول و براز اور دیگر کوئی نجس شئے لے جانا صحیح نہیں اور کافر ان نجاسات سے خالی نہیں ہوتے۔ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں حائض اور نفاس والی عورت کے لئے مسجد میں جانا حلال نہیں جانتا ہوں اور کافر جنبی ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْخَيْمَةِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَرْضٰى وَغَيْرِهِمْ

٤٥٣ — حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُصِيْبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فِي الْاَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوْدَهُ مِنْ قَرِيْبٍ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِيْ غِفَارٍ اِلَّا الدَّمُ يَسِيْلُ اِلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَا اَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِيْ يَاْتِيْنَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَاِذَا سَعْدٌ يَغْذُوْ جُرْحُهُ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا

قرطبی نے کہا یہ کہنا ممکن ہے کہ تمامہ کو مسجد شریف میں باندھنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے حسن صلوٰۃ پر نظر کرے اور اس پر مسلمانوں کا ہجوم اور اجتماع دیکھے اور اس سے مانوس ہو جائے۔ چنانچہ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں عثمان بن ابو العاص سے روائت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے وفد کو مسجد میں بٹھایا تاکہ ان کے دل نرم ہوں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص ایمان لائے اس پر غسل واجب ہے۔ امام شافعی نے کہا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ غسل کرے اور اگر وہ جنبی نہ ہو تو وضو ہی کافی ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نصرانی جب مسلمان ہوں تو ان پر غسل واجب ہے کیونکہ ان کے جسم نجاست سے خالی نہیں ہوتے کیونکہ وہ لوگ جنابت سے پاک نہیں ہو سکتے اگرچہ وہ اس کی نیت بھی کریں حدیث شریف میں ہے کہ کافر کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔

باب — مسجد میں مریض وغیرہ کے لئے خیمہ نصب کرنا ،،

٤٥٣ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا خندق کے روز سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ،، کو بازو کی رگ میں تیر لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں (ان کے لئے) خیمہ لگایا تاکہ قریب سے ان کی عیادت فرما لیا کریں مسجد میں بنی غفار کا خیمہ تھا۔ ان کو

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِدْخَالِ الْبَعِيْرِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ

۴۵۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَشْتَكِيْ قَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ

گھبراہٹ میں نہ ڈالا مگر خون نے جبکہ وہ ان کی طرف بہہ رہا تھا۔ اُنھوں نے کہا اے خیمہ والو یہ کیا ہے جو تمہاری طرف سے ہماری طرف بہہ رہا ہے۔ اچانک دیکھا تو سعد تھے جن کے زخم سے خون بہہ رہا تھا اور وہ اسی حالت میں فوت ہوگئے۔

شرح : وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ ، جملہ معترضہ ہے۔ عبارت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ ایک وقت طمانیت اور سکون میں تھے۔ حتّٰی کہ

۴۵۳ — ان کو خون دیکھنے سے گھبراہٹ ہوئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عذر کی وجہ سے مسجد میں سکونت جائز ہے اور بادشاہ یا عالم کو کسی بیمار پرسی کے لئے اس کے گھر جانے میں مشقت ہو تو وہ اُسے ایسی جگہ منتقل کرے جہاں آسانی سے عیادت کر سکے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی مسجد میں سکونت زخم مندمل ہو جانے کے بعد تھی اور زخم جب مندمل ہو جائے تو اس کی نجاست کا خطرہ ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا حدیث سے یہ استدلال کرنا درست نہیں کہ نجاست کا ازالہ فرض نہیں ؛ ورنہ زخمی کو مسجد میں سکونت کی اجازت نہ دیتے۔

حضرت سعد بن مُعاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ اَوس کے سردار تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد بن معاذ کی موت سے عرشِ رحمٰن حرکت میں آگیا۔

عطاء نے کہا عرش کا حرکت میں آنا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری سے فرشتوں کی خوشی کی وجہ سے تھا ؛ کیونکہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کا عظیم مرتبہ دیکھا ہوا تھا۔ ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ ـ ٤٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ وَ اَحْسِبُ الثَّانِيْ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ فِيْ لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيْئَانِ بَيْنَ اَيْدِيْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰى اَتٰى اَهْلَهٗ

بابٌ عذر کی وجہ سے اُونٹ کو مسجد میں داخل کرنا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُونٹ پر طواف فرمایا

۴۵۴ ـ ترجمہ : ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں۔ آپ نے فرمایا لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر طواف کر لو۔ میں نے طواف کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی ایک طرف سورہ طور کی تلاوت فرما رہے تھے

۴۵۴ ـ شرح : ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے سواری پر طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے۔ اس میں ترجمۃ الباب سے حدیث کی مطابقت واضح ہے کیونکہ بیت اللہ مسجد حرام میں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے لئے سواری پر طواف بلا کراہت جائز ہے اور اگر معذور نہیں تو طواف مکروہ ہے۔ جب تک مکہ مکرمہ میں رہے۔ اس کا اعادہ کرے۔

بابٌ

۴۵۵ ـ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو اصحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں سے اندھیری رات میں اپنے گھروں کو نکلے تو ان کے ساتھ دو شمعیں روشن ہوگئیں جو ان کے آگے آگے روشنی کر رہی تھیں۔ جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْخَوْخَةِ وَالْمَمَرِّ فِي الْمَسْجِدِ

۴۵۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ نَا فُلَيْحٌ قَالَ نَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يُبْكِي هَذَا الشَّيْخَ إِنْ يَكُنِ اللهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ

ساتھ ایک شمع روشن ہوگئی حتی کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے۔

۴۵۵ ـ شرح : یہ دونوں صحابی عبادہ بن بشر اور اُسید بن حُضیر انصاری ہیں۔ یہ وہی دونوں صحابی ہیں جن سے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ علیٰ رِسْلِکُمَا، اپنے حال پر گزرتے جاؤ یہ صفیہ ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازہ پر ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس کھڑے تھے۔ اس حدیث کا باب ترجمہ سے خالی ہے۔ بخاری کی عادت ہے کہ ایسی حدیثوں کی مناسبت پہلے باب کے ترجمہ کے مطابق کرتے ہیں اس حدیث کی مناسبت ترجمہ سے یوں ہے کہ وہ دونوں شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد شریف میں نمازِ عشاء کے انتظار میں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے یہ عظمت عطاء کی جو حدیث شریف میں مذکور ہے۔ یہ حدیث اولیاء کی کرامت پر دلالت کرتی ہے۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ آپ کی مجلس شریف سے باہر آئے تو ان کی چھڑی روشن ہوگئی (ابن عساکر) ابوعبس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ پھر وہ بنی حارث کی طرف لوٹ جاتے۔ ایک روز وہ اندھیری رات میں نکلے جبکہ بارش ہو رہی تھی تو ان کی چھڑی روشن ہوگئی حتی کہ دار بنی حارث میں داخل ہوگئے (دلائل نبوت بیہقی) حمزہ بن عمرو اسلمی نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم اندھیری رات میں باہر نکلے تو میری ساری انگلیاں روشن ہوگئیں۔ حتی کہ لوگوں کے جانور ان کے پاس جمع ہوگئے۔ معلوم ہوا کہ عنصری جسم اور نور وضیاء دونوں جمع ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح بشر اور نور بھی جمع ہوسکتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام مریم کے سامنے بشری صورت میں ظاہر ہوئے حالانکہ وہ فرشتہ بھی تھے اور ملائکہ سب نور ہیں لہٰذا یہ واضح ہوگیا کہ بشر نورانی ہوسکتا ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

عَزَّوَجَلَّ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكِ اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَّلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ اُمَّتِيْ خَلِيْلًا لَّاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ وَّلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا يُبْقِيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابَ اَبِيْ بَكْرٍ

باب — مسجد میں گزرنا اور اس کی طرف کھڑکی بنانا

۴۵۶ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو دُنیا اور جو اللہ کے پاس ہے میں اختیار (اس پر) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ میں نے اپنے دل میں کہا اس شیخ کو کس نے رُلایا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو دُنیا اور جو اللہ کے پاس ہے، میں اختیار دیا ہے اور اس نے وہ اختیار کر لیا ہے جو اللہ کے پاس ہے (تو یہ رونے کا کیا مقام ہے) دراصل رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ عبد تھے اور ابوبکر ہم سب سے زیادہ حقیقت کو جاننے والے تھے۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابابکر نہ رو۔ کسی کی صحبت اور مال میں سب لوگوں سے زیادہ احسان مجھ پر ابوبکر کا ہے۔ اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ لیکن ان سے اسلامی اخوت اور مودّت ہے مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ رہے مگر ابوبکر کا دروازہ (اس کو بند نہ کیا جائے۔

۴۵۶ — شرح : سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عالی خطاب سے سمجھ لیا کہ مخیّر عبد" سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی لئے راوی نے کہا وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا کہ ابوبکر ہم سب سے زیادہ حقیقت کو سمجھنے والے تھے۔ رونے سے ان کی غرض یہ تھی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا چھوڑ جائیں گے اور وہ آپ کے فراق میں پریشان اور غمناک تھے۔ خُلّتُ" کا معنی انقطاع ہے۔ خلیلُ اللہ کا معنی اللہ کی طرف منقطع ہونے والا۔ حدیث کا معنی یہ ہُوا کہ اگر میں کسی کی طرف منقطع ہوتا تو ابوبکر کی طرف منقطع ہوتا چونکہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف منقطع نہیں ہوں۔ اس لئے ان کی طرف منقطع نہیں۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا کہنا سَمِعْتُ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صحیح ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف انقطاع

marfat.com

Marfat.com

دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف انقطاع ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ حدیث شریف میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلت کی اللہ کے غیر سے نفی کی ہے اور مودت کو ثابت کیا ہے ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں کا معنی واحد ہے مگر ہر ایک کا متعلق مختلف ہے۔ مودت کا اثبات اسلام کے اعتبار سے ہے اور جس کی نفی کی گئی ہے وہ اور اعتبار سے ہے اسی لئے ابن عباس کی حدیث ع۴۵ میں مودت کے لفظ کی جگہ لفظ خلت ذکر فرمایا ہے چنانچہ فرمایا خلت الاسلام جوہری نے کہا صدیق اور ددود کو خلیل کہا جاتا ہے یا یوں کہا جائے کہ خلت مودت سے خاص ہے اور مرتبہ میں اس سے اعلیٰ ہے۔ حدیث شریف میں خاص کی نفی کی اور عام کو ثابت کیا ہے۔ اگرچہ اخوتِ اسلام میں تمام صحابہ داخل ہیں۔ اس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیت نہیں مگر ان کی فضیلت سیاق وسباق سے واضح ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ دیگر صحابہ سے ممتاز ہیں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ ابوبکر کے دروازے کے سوا مسجد کی طرف تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔ اس میں ان کی بہت بڑی فضیلت ہے جبکہ اس فضیلت میں انہی کو مخصوص فرمایا اور اس میں کسی کو شریک نہ کیا اس کی بہترین تاویل خلافت ہی ہو سکتی ہے۔ پھر اس کی تاکید اس طرح بھی ہوتی ہے کہ جس کے لئے آپ نے مسجد بنائی وہ نماز تھی اس میں صحابہ کی امامت کے لئے ان کو حکم فرمایا اسی لئے ان کا دروازہ بند نہ کیا کہ اس سے وہ امامت کے لئے مسجد میں داخل ہوں۔ دین اسلام میں تمام امور سے اہم نماز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا حتیٰ کہ ان ایام میں اور کسی صحابی کو نماز پڑھانے کی اجازت نہ دی اور سیدنا عمر فاروق جیسے محدث کو بھی نماز پڑھانے سے روک دیا۔ اس پر قیاس کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت بالوصل پر اتفاق کیا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ نے مجھ پر اپنی جان و مال خرچ کرنے میں میرے اوپر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میرا دل اللہ کی محبت سے معمور اور بھرا ہوا ہے اور کسی کی محبت کی گنجائش نہیں ورنہ ابوبکر کی محبت کو دل میں جگہ دیتا۔ اس کلام میں اور ان کے دروازہ کے سوا مسجد کی طرف کھلے ہوئے تمام دروازے بند کر دینے میں ان کی خلافت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ خیال کریں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت کا کیا پیارا انداز ہے کہ ابوبکر اس لائق ہیں کہ ان کو خلیل بنایا جاتا اگر مانع نہ ہوتا اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت سے میرا دل بھرا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل ہیں۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مساجد کو راستہ نہ بنایا جائے صرف اہم امر کے لئے مسجد کی طرف کھڑکی بنائی جا سکتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کے سوا تمام دروازے بند کر دو۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ حاکم نے کہا اس حدیث میں مسکین بن بکیر منفرد ہے۔ ابن عساکر نے اسے موہوم کہا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا الاباب ابی بکر کی حدیث صحیح تر ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ محمد بن سنان اور فلیح ع۲ حدیث ع۵۶ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ ع۳ ابوالنضر حدیث ع۷۷ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ ع۴ عُبَید بن حنین مدنی ہیں۔ ان کی

marfat.com
Marfat.com

۴۵۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ نَا وَهْبُ ابْنُ جَرِيْرٍ قَالَ نَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيْمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ عَاصِبًا رَأْسَهٗ بِخِرْقَةٍ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَمَنَّ عَلَيَّ فِيْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ مِنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ خُلَّةُ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ سُدُّوْا عَنِّيْ كُلَّ خَوْخَةٍ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ اَبِيْ بَكْرٍ

کنیت ابوعبداللہ ہے۔ ایک سو پانچ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے ۵ بسر بن سعید تابعی ہیں ان کی کنیت ابوسعید ہے وہ بہت بڑے زاہد تھے۔ ایک سو ہجری میں فوت ہوئے۔

۴۵۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس مرض میں جس میں انتقال فرمایا باہر تشریف لائے جبکہ کپڑے سے آپ نے سر مبارک باندھا ہوا تھا۔ آپ منبر شریف پر بیٹھ گئے اور اللہ کی حمد و ثناء فرمائی پھر فرمایا لوگوں میں کوئی شخص نہیں جس کا اپنے جان و مال میں مجھ پر زیادہ احسان ہو سوا ابابکر بن قحافہ کے اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن اسلامی خلت اور محبت افضل ہے۔ اس مسجد میں ابوبکر کے دروازہ کے سوا سب دروازے بند کر دو۔

۴۵۷ — شرح : ابوقحافہ والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عثمان بن عامر تیمی فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور ۹۷۔ برس کی عمر میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے عہد میں فوت ہوئے ان کے سوا کوئی صحابی نہیں جس کی نسل میں صحابہ کی تین نسلیں ہوں وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ہیں۔

پہلی حدیث اور اس حدیث کی عبارت میں فرق یہ ہے کہ اس حدیث میں احتمال یہ ہے کہ احسان میں کوئی اور بھی صدیق کے مساوی ہو، کیونکہ اس میں افضلیت کی نفی کی گئی ہے مساوات کی نفی نہیں جبکہ فرمایا : لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَمَنَّ عَلَيَّ اور پہلی حدیث میں فرمایا اَنَّهٗ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ۔ اسی لئے پہلی حدیث کی عبارت زیادہ بلیغ ہے۔

اس حدیث کی دلالت اس بات پر ہے کہ بیٹھ کر خطبہ جائز ہے۔ علامہ کرمانی نے اس کی تصریح کی ہے۔ مگر یہ خطبہ وعظ تھا واجب خطبہ نہ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْاَبْوَابِ وَالْغَلَقِ لِلْكَعْبَةِ وَالْمَسَاجِدِ

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ قَالَ لِیْ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ یَا عَبْدَ الْمَلِكِ لَوْ رَاَیْتَ مَسَاجِدَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبْوَابَهَا ۔ ۴۵۸ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ وَقُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَکَّةَ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَاُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ثُمَّ اَغْلَقَ الْبَابُ فَلَبِثَ فِیْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوْا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَبَدَرْتُ فَسَاَلْتُ بِلَالًا فَقَالَ صَلّٰی فِیْهِ فَقُلْتُ فِیْ اَیِّ فَقَالَ بَیْنَ الْاُسْطُوَانَتَیْنِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَذَهَبَ عَلَیَّ اَنْ اَسْاَلَهٗ کَمْ صَلّٰی

باب ۔ کعبہ اور مساجد کے دروازے اور ان کو بند کرنا

ابن جُریج سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مجھے ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ اے عبدالملک (ابن جُریج کا نام ہے) کاش کہ تو ابن عباس کی مساجد اور اُنکے دروازے دیکھ لیتا

۴۵۸ ۔ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو عثمان بن ابی طلحہ کو بُلایا اُنھوں نے دروازہ کھولا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، بلال، اُسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم کعبہ میں داخل ہوئے پھر دروازہ بند کر لیا اور تھوڑا سا ٹھہرے پھر باہر تشریف لے آئے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں جلدی سے آگے بڑھا اور بلال سے پوچھا تو اُس نے کہا آپ نے کعبہ میں نماز پڑھی۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ دُخُولِ الْمُشْرِكِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۵۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ

میں نے کہا کس طرف؟ بلال نے کہا دونوں ستونوں کے درمیان پڑھی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے ذہن سے یہ نکل گیا کہ پوچھوں کتنی رکعتیں پڑھیں۔

شرح : یعنی مساجد کے دروازے بنانا ضروری ہے اسی لئے ابن ابی ملیکہ عبداللہ بن

۴۵۸ — عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن جریج سے کہا کہ کاش تم بنو عباس کی مساجد کے دروازے دیکھتے کہ وہ کس قدر اچھے اور مضبوط ہیں مگر جس وقت یہ بات ہوئی اس وقت پہلی حالت باقی نہ رہی تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے دروازہ بند کر لیا تھا کہ لوگ داخل نہ ہوں، کیونکہ وہ بھی کعبہ کے اندر نماز پڑھیں گے اور وہ اسے حج میں ضروری سمجھنے لگیں گے یا اس لئے کہ تنہائی میں سکون زیادہ ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد کے لئے دروازے ضروری ہیں۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ۱ عبداللہ بن محمد جعفی ہیں ۲ سفیان بن عیینہ ہیں ۳ ابن جُرَیج کا نام عبدالملک ہے حدیث ۲۹۴ کے اسماء میں مذکور ہے ۴ ابن ابی مُلَیکہ کا نام عبداللہ ہے۔ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ أَنْ يَحْبَطَ عَمَلُهُ ،، کے باب میں مذکور ہے۔

باب — مشرکوں کا مسجد میں داخل ہونا

۴۵۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جسے ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا۔ انھوں نے اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔

۴۵۹ — شرح : امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مشرک مسجد میں ہرگز داخل نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۶۰ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ الْمَدِينِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ نَا الْجُعَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ اور منجملہ مسجد کی تعظیم یہ ہے کہ اس میں مشرک کو داخل نہ ہونے دیا جائے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا مسجد حرام اور دیگر مساجد میں مشرک داخل ہو سکتا ہے۔ امام شافعی نے کہا وہ مسجد حرام میں داخل نہیں ہو سکتا اور دیگر مساجد میں مشرک داخل ہو سکتا ہے۔

حدیث ۴۵۲ میں اس حدیث سے متعلق گفتگو ہو چکی ہے۔ یہ حدیث احناف کے مسلک کی مؤید (عذاب کا وعدہ) ہے اور فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کے بعد آزادانہ طور پر مشرک مسجد حرام میں داخل نہیں ہو سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اسماء رجال : سائب بن یزید حدیث ۱۸۸ کے اسماد میں مذکور ہیں۔ وہاں جُعَیْد نے بغیر واسطہ سائب سے روایت کی ہے اور یہاں یزید بن خصیفہ کے واسطہ سے روایت کی ہے۔ وہ کوفی مدنی سائب مذکور کے بھتیجہ ہیں اور دادا کی طرف منسوب ہیں۔

باب ۔ مساجد میں آواز بلند کرنا

۴۶۰ ۔ ترجمہ : سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا میں مسجد شریف میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری اچانک میں نے دیکھا تو وہ عمر فاروق تھے (رضی اللہ عنہ) انہوں نے

marfat.com
Marfat.com

۴۶۱ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ بْنُ یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ تَقَاضٰی ابْنَ اَبِیْ حَدْرَدٍ دَیْنًا كَانَ لَهٗ عَلَیْهِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰی سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ بَیْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَیْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ وَنَادٰی كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ یَا كَعْبُ فَقَالَ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَشَارَ بِیَدِهٖ اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَیْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُمْ فَاقْضِهٖ

مجھے کہا جاؤ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں اُن کو آپ کے پاس لے آیا۔ کہا تم کون ہو (یا یہ کہا) تم کہاں سے آئے ہو۔ اُنھوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا۔ تم رسُول اللہ کی مسجد شریف میں آوازیں بلند کرتے ہو۔

۴۶۰ — شرح : یعنی اُنھوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہم کو کیوں سزا دیتے تو آپ نے کہا ... اس لئے کہ تم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں آوازیں بُلند کر رہے تھے۔ کیونکہ ان کی آوازیں بلا وجہ بُلند ہو رہی تھیں جو مسجد میں جائز نہیں۔ پہلے آپ نے ان کو زجر و تشدید کی پھر جب اُنھوں نے کہا کہ وہ طائف کے رہنے والے ہیں تو ان کی جہالت کی وجہ سے ان کو معذور سمجھ کر سزا نہ دی مگر حضرت کعب بن مالک اور ابن حدرد رضی اللہ عنہما کی آوازوں کا مسجد میں بُلند ہونا طلب حق میں تھا جو واجب الاداء تھا۔ اس لئے سیدِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو کچھ نہ فرمایا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مسجد میں کسی قسم کی آواز بلند کرنا جائز نہیں اگرچہ علم میں بھی کیوں نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ نے اسے جائز کہا ہے۔
حدیث ۴۴۷ میں بھی کچھ ذکر کیا گیا ہے۔

۴۶۱ — ترجمہ : عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا کہ کعب نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابن ابی حدرد سے قرضہ طلب کیا جو اس پر تھا تو مسجد میں دونوں

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْحِلَقِ وَالْجُلُوْسِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۶۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَأَلَ رَجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرٰى فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى وَاحِدَةً فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلّٰى وَأَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِهٖ

کی آوازیں بلند ہوئیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف باہر نکلے حتیٰ کہ حجرہ شریفہ کا پردہ اٹھایا اور آواز دی اے کعب بن مالک اس نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ! آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا اپنے قرضہ سے آدھا چھوڑ دو! کعب نے کہا میں نے چھوڑ دیا یا رسول اللہ! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد سے فرمایا اٹھو اور باقی نصف ادا کرو!

باب — مسجد میں بیٹھنا اور حلقہ باندھ کر بیٹھنا

۴۶۲ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ رات کی نماز سے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہیں۔ جب صبح کی نماز کا وقت قریب ہو جائے تو ایک رکعت پڑھے وہ رات میں پڑھی ہوئی ساری نماز کو وتر کر دے گی۔ عبداللہ بن عمر نے کہا تم اپنی آخری نماز وتر بناؤ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرمایا ہے۔

۴۶۲ — شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف فرما تھے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اور رسائل بھی ان میں موجود تھا۔ جس نے رات کی نماز سے متعلق دریافت کیا تھا۔ لہٰذا حدیث کی باب سے مناسبت ظاہر ہے اور مسجد میں تعلیم و تعلم، ذکر و فکر اور قرأتِ قرآن کے لئے حلقہ باندھ کر بیٹھنا جائز ہے۔ نوافل کی نماز میں علماء میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور احمد رضی اللہ عنہما نے کہا سنت یہ ہے کہ رات اور دن میں نوافل دو دو رکعت پڑھیں۔

marfat.com
Marfat.com

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا رات اور دن میں چار چار رکعتیں پڑھنی افضل ہیں۔

ابوداؤد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی جبکہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آدھی رات میں نماز سے متعلق پوچھا تو کہا آپ عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے پھر گھر تشریف لاتے اور چار رکعت پڑھ کر بستر پر تشریف فرما ہوتے۔ اس حدیث کے آخر میں کہا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے۔ مسلم شریف میں معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز کتنی رکعتیں پڑھتے تھے تو انہوں نے کہا چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور زیادہ بھی کر لیتے تھے۔ ابویعلی نے اپنی مسند میں کہا درمیان میں سلام نہ پھیرتے تھے۔ اگرچہ بعض احادیث میں دو دو رکعتوں کا ذکر بھی ہے مگر جو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے وہ ان سے اقویٰ اور اصح ہے۔ نیز ان روایات میں محدثین نے کلام کیا ہے اور اگر ان کو تسلیم بھی کر لیں تو ان کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ نے شفع پڑھے۔

اس حدیث سے امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ وتر ایک رکعت ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ابویوسف، محمد، عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہم نے کہا وتر تین رکعت ہیں جیسے مغرب کی نماز ہے۔ آخر میں سلام پھیرا جائے عمر فاروق، علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود، ابن کعب، زید بن ثابت، انس بن مالک، ابوامامہ، حذیفہ اور فقہا سبعہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے اور مذکور حدیث کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ اس حدیث میں یہ احتمال ہے کہ صرف ایک رکعت پڑھے اور یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے شفع سے ملا کر اسے وتر کر دے اور مذکور حدیث میں اس کی صراحت بھی ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَاَوْتَرَتْ لَہٗ مَا صَلّٰی اسی طرح حدیث ۴۶۳ میں ہے فَاِذَا خَشِیْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَۃٍ تُوْتِرُ لَکَ مَا قَدْ صَلَّیْتَ۔ ترمذی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ حاکم نے مستدرک میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَا یَقْعُدُ اِلَّا فِیْ آخِرِہٖ نسائی اور بیہقی میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُسَلِّمُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ، حاکم نے کہا وتر کی پہلی دو رکعتوں کے بعد سلام نہ پھیرتے تھے۔ حاکم نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شیخین کی شرط کے مطابق ہے مگر انہوں نے اس کو ذکر نہیں کیا۔ مسلم اور ابوداؤد نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوئے اور حدیث ذکر کی آخر میں کہا کہ آپ نے تین رکعتوں سے نماز کو وتر بنایا۔ نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ثَمَانَ رَکَعَاتٍ وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں آٹھ رکعتیں نفل پڑھتے۔ ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں ابی بن کعب سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ۔ ابن ماجہ نے شعبی سے روایت کی کہ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا آپ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے جن میں آٹھ نوافل تین وتر اور طلوع فجر کے بعد دو سنتیں شامل ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

۴۶۳ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَقَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ وَقَالَ الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ

دارقطنی نے اپنی سنن میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِتْرُ اللَّيْلِ ثَلَاثٌ كَوِتْرِ النَّهَارِ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے وتر تین رکعتیں ہیں جیسے دن کے وتر یعنی جیسے نماز مغرب کی تین رکعتیں ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ تمام مسلمانوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ وتر تین رکعت ہیں۔ تیسری رکعت کے بعد سلام پھیرے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین رکعتوں سے وتر نہ بناؤ پانچ یا سات سے وتر بناؤ اور مغرب کی نماز سے مشابہت نہ کرو اس کا مطلب یہ ہے کہ تین وتر اس طرح نہ پڑھو کہ ان سے پہلے سنن یا نوافل نہ ہوں۔ جیسے مغرب کی نماز سے پہلے نوافل نہیں۔ اسی لئے فرمایا اَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ کہ پہلے دو سنتوں سمیت پانچ رکعات سے وتر بناؤ یا اگر پہلے چار نفل پڑھے تو سات سے وتر بنائے۔

الحاصل وتر تین رکعتیں ہیں اور درمیان میں سلام نہ پھیرا جائے جیسا کہ مستدرک میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ نسائی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ، دوسری رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللهُ پڑھا کرتے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تیسری رکعت سے پہلے سلام نہیں ورنہ اسے تیسری کہنا بیکار ہوگا یہی مسلک حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔ حدیث ۹۳۴ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۶۳ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ خطبہ دے رہے تھے اور کہا رات کی نماز کیسی ہے۔ آپ نے فرمایا دو دو رکعت اور جب صبح کے طلوع کا خوف ہو تو ایک رکعت سے وتر بناؤ۔ وہ تمہاری نماز کو وتر کر دے گی جو پڑھ چکے ہو۔ ولید بن کثیر نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ

marfat.com
Marfat.com

۴۶۴ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰی عَقِيْلِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِیْ وَاقِدِ اِلَّيْثِیِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلٰثَةٌ فَاَقْبَلَ اِثْنَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰی فُرْجَةً فِی الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَةِ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاٰوٰی اِلَی اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيٰی فَاسْتَحْيَی اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ

بَابُ الْاِسْتِلْقَاءِ فِی الْمَسْجِدِ

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نداء دی جبکہ آپ مسجد شریف میں تشریف فرما تھے۔

۴۶۴ ـــ شرح : ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف میں تشریف فرما تھے کہ تین شخص آئے دو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگئے اور ایک چلا گیا۔ ان دونوں میں سے ایک نے کچھ جگہ خالی دیکھی وہ ان کے پیچھے بیٹھ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا میں تم کو تین شخصوں کی خبر نہ دوں؟ ان میں سے ایک نے اللہ کی طرف پناہ لی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے پناہ دی اور دوسرے نے حیا کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے حیا کیا۔ تیسرے نے اعراض کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے اعراض کیا۔

۴۶۳ ـــ ۴۶۴ ـــ شرح : ان دونوں حدیثوں میں حلقہ اور جلوس پر دلالت واضح ہے جبکہ صحابہ آپ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ حدیث ۴۶۴ سے متعلق کتاب العلم میں حدیث ۶۵ میں تفصیل گزر چکی ہے۔

باب مسجد میں چت لیٹنا اور پاؤں پر پاؤں رکھنا

Marfat.com

۴۶۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ ابْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ كَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ

بَابُ الْمَسْجِدِ يَكُوْنُ فِي الطَّرِيْقِ مِنْ غَيْرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ

فِيْهِ وَبِهٖ قَالَ الْحَسَنُ وَاَيُّوْبُ وَمَالِكٌ

۴۶۶ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

---

۴۶۵ — ترجمہ : عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روایت کی کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا جبکہ آپ ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے تھے ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ عمر فاروق اور عثمان غنی ایسا کرتے تھے۔

۴۶۵ — شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس حدیث میں اس فعل کا جواز ثابت ہوتا ہے اور جس حدیث میں اس کی ممانعت مذکور ہے وہ حدیث یا تو منسوخ ہے یا اس کا محل یہ ہے کہ جب چت لیٹے اور اس کی شرمگاہ برہنہ ہوتی ہو تو ایسا لیٹنا ممنوع ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں چت لیٹنا جائز ہے مگر اوندھے منہ لیٹنا جائز نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح لیٹنے سے منع فرمایا ہے ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت پر لیٹ کر ایک قدم کو دوسرے قدم پر رکھنے سے منع فرمایا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ مذکور حدیث سے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دونوں خلیفوں نے اس پر عمل کیا، کیونکہ ان پر ناسخ و منسوخ مخفی نہیں تھا۔

باب — لوگوں کو ضرر پہنچائے بغیر راستہ میں مسجد بنانا

حسن بصری، ایوب اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہی کہا ہے "

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ اِلَّا وَهُمَا یَدِیْنَانِ الدِّیْنَ وَلَمْ یَمُرَّ عَلَیْنَا یَوْمٌ اِلَّا یَاْتِیْنَا فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَیِ النَّهَارِ بُکْرَةً وَّعَشِیَّةً ثُمَّ بَدَا لِاَبِیْ بَکْرٍ فَابْتَنٰی مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ فَکَانَ یُصَلِّیْ فِیْهِ وَیَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ فَیَقِفُ عَلَیْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِکِیْنَ وَاَبْنَآؤُهُمْ یَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَیَنْظُرُوْنَ اِلَیْهِ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ رَجُلًا بَکَّآءً وَلَا یَمْلِکُ عَیْنَیْهِ اِذَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَاَفْزَعَ ذٰلِکَ اَشْرَافَ قُرَیْشٍ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

بَابُ الصَّلٰوةِ فِیْ مَسْجِدِ السُّوْقِ

وَصَلّٰی ابْنُ عَوْنٍ فِیْ مَسْجِدٍ فِیْ دَارٍ یُغْلَقُ عَلَیْهِمُ الْبَابُ

۴۶۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں نے کہا میں نے اپنے ماں باپ کو نہ پہچانا مگر وہ دین اسلام کے تابع تھے۔ کوئی دن نہ گزرتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کی دونوں طرف صبح و شام ہمارے گھر تشریف لاتے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے ظاہر ہوئی تو اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی اور اس میں نماز پڑھنے لگے وہ قرآن پڑھتے تو مشرکوں کی عورتیں اور بچے وہاں جمع ہو جاتے اور ان سے تعجب کرتے اور ان کو دیکھا کرتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے مرد تھے وہ جب قرآن پڑھتے تو آنکھوں کو رونے سے روک نہ سکتے تھے اس حال نے مشرکین قریش کو گھبراہٹ میں ڈال دیا۔

۴۶۶ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وہ فضیلت ظاہر ہوتی ہے جس میں ان کے ساتھ کوئی شریک نہیں، کیونکہ انہوں نے کتاب کی تبلیغ کا اس حال میں قصد کیا جبکہ ان کو جان کا شدید خطرہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی شخص ایسے مقام کو نہیں پہنچا اس کے علاوہ وہ قدیم الاسلام اور رقیق القلب بھی تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس میں بڑی فضیلت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح شام ان کے گھر جایا کرتے تھے۔

باب — بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا

ابن عون نے گھر کی مسجد میں نماز پڑھی جس کے دروازے لوگوں کیلئے بند کئے گئے تھے

marfat.com

Marfat.com

۴۶۷ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمِيْعِ تَزِيْدُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَصَلٰوتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَاَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً اَوْ حَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِيْ صَلٰوةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهُ وَتُصَلِّي الْمَلَائِكَةُ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُؤْذِ يُحْدِثْ فِيْهِ

۴۶۷ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جماعت میں نماز پڑھنا، اپنے گھر اور بازار میں نماز پڑھنے سے ۲۵ درجے زیادہ ثواب ہے۔ کیونکہ تم میں سے جب کوئی اچھا وضو کرے پھر مسجد میں آئے نماز کے سوا اور کوئی ارادہ نہ کرے تو وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتا مگر اس کے سبب اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور اس کے گناہ معاف کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے اور جب مسجد میں داخل ہو جائے تو جب تک اسے نماز روکے رکھے وہ نماز ہی میں رہتا ہے اور فرشتے اس کے لئے دُعاء کرتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ اسی جگہ رہے جہاں اُس نے نماز پڑھی تھی۔ (وہ کہتے ہیں) اے اللہ! اسے بخش دے اے اللہ اس پر رحم کر جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔

۴۶۷ ـــ شرح : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ نمازی کی نماز صرف مسجد میں ہوگی یا اپنے گھر میں یا بازار میں ہوگی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ اس کی وضاحت کریں کہ تینوں مقامات میں نماز جائز ہے اور بازار کو خصوصیت سے اس لئے ذکر کیا کہ اس میں لوگ خرید و فروخت میں مشغول ہوتے ہیں پھر اس میں شور و غوغا اور لغو اور بیہودہ باتیں بھی بہت ہوتی ہیں۔ بایں ہمہ گمان ہو سکتا ہے کہ ان کی وجہ سے بازار میں نماز جائز نہ ہو اس لئے امام نے تصریح کر دی کہ ان وجوہات کے ہوتے ہوئے بازار میں ناجائز ہے۔ احناف کا بھی یہی مسلک ہے وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی اپنے گھر میں مسجد بنا کر اس کا راستہ علیحدہ کر دے تو یہ جائز ہے اور وہ مسجد قرار پائے گی اور جب وہ دروازہ بند کر لے اور اس میں نماز پڑھ لے تو جائز ہے مگر مکروہ ہے تمام مساجد کا حکم بھی یہی ہے۔ جب بازار میں اکیلے نماز پڑھنا جائز ہے تو وہاں مسجد بنانا جائز ہے تو وہاں مسجد بنانا بھی جائز ہے۔ گھر میں یا بازار میں نماز پڑھنے کی نسبت مسجد میں باجماعت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَشْبِيكِ الْأَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

۴۶۸ — حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ بِشْرٍ نَا عَاصِمٌ نَا وَاقِدٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَوِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ شَبَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ وَقَالَ عَاصِمٌ ابْنُ عَلِيٍّ نَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي فَقَوَّمَهُ لِي وَاقِدٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي وَهُوَ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرٍو كَيْفَ بِكَ إِذَا بَقِيتَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ هٰذَا

نماز پڑھنے میں پچیس یا ستائیس درجے ثواب زیادہ روایت کیا گیا ہے مگر ان میں اختلاف نہیں؛ کیونکہ ۲۵ درجے ۲۷ درجات میں داخل ہیں۔ ایک عدد دوسرے کی نفی نہیں کرتا۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس درجوں کی خبر دی پھر ستائیس درجوں کی خبر دی یہ تضاد نہیں۔ یا اس طرح کہیں کہ نماز میں استغراق تام ہو تو ثواب زیادہ ہوگا ورنہ کم ہوگا باقی رہی ۲۵ یا ۲۷ کے عدد کی تخصیص کیوں ہے؟ اس کو خدا ہی جانے۔

حدیث شریف میں مسجد سے مراد نماز ادا کرنے کے مواضع ہیں۔ یہ عرفی مساجد مراد نہیں گویا کہ باب کا عنوان یوں ہے۔ باب الصلوٰۃ فی مواضع الاسواق لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ حدیث ظاہر ترجمہ کے مناسب نہیں۔

باب — مسجد میں تشبیک کرنا (انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا)

۴۶۸ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی انگلیوں میں تشبیک کی۔ عاصم بن علی نے کہا ہم کو عاصم بن محمد نے خبر دی کہ میں نے یہ حدیث اپنے باپ سے سنی اور میں اسے محفوظ نہ کر سکا تو واقد نے اپنے باپ سے اس کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن عمرو تم

marfat.com

Marfat.com

۴۶۹ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَشَبَّكَ اَصَابِعَهٗ

۴۷۰ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ نَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى صَلٰوتَىِ الْعَشِىِّ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ قَدْ سَمَّاهَا اَبُوْهُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوْضَةٍ فِى الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَاَنَّهٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا

کیسے ہوگے جبکہ تم ردّی لوگوں میں باقی رہ جاؤ گے۔

۴۶۸ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تشبیک جائز ہے جبکہ صحیح غرض کے لئے کی جائے اور وہ یہ کہ انگلیوں کو آرام پہنچانا مقصود ہو اگر عبث مطلب ہو تو تشبیک جائز نہیں اور جن روایات میں تشبیک سے نہی وارد ہے جیسے فرمایا اَلتَّشْبِيْكُ مِنَ الشَّيْطَانِ ان کا محمل یہی ہے کہ جب بطور عبث اور بیہودگی کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۴۶۹ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ مومن مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے جو ایک دوسری کو مضبوط رکھتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر اس کی تمثیل بیان فرمائی۔

۴۶۹ — شرح : یعنی مومن ایک دوسرے کے لئے دیوار کی مانند ہیں جس کی اینٹیں ایک دوسرے کو تھام کر مضبوطی ظاہر کرتی ہیں اس طرح مومن کو ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد پیدا کر کے اس کے لئے قوت بننا چاہیئے اور وہ اپنی صفوں میں اتحاد کے ساتھ دشمنانِ دین کے مقابلے میں مضبوط چٹان بن کر رہیں۔

۴۷۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شام کی دو

marfat.com
Marfat.com

قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِی الْقَوْمِ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا اَنْ یُکَلِّمَاهُ وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ فِیْ یَدَیْهِ طُوْلٌ یُقَالُ لَهٗ ذُوالْیَدَیْنِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِیْتَ اَمْ قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَکَمَا یَقُوْلُ ذُوالْیَدَیْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی مَا تَرَکَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ کَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَکَبَّرَ ثُمَّ کَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَکَبَّرَ فَرُبَّمَا سَاَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَیَقُوْلُ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ

نمازوں (ظہر یا عصر) میں سے ایک نماز پڑھائی ابن سیرین نے کہا ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے اس کو ذکر کیا اور میں بھول گیا انہوں نے کہا آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیر دیا پھر مسجد کے کونہ میں پڑی ہوئی لکڑی کے پاس کھڑے ہوئے اور اس سے تکیہ لگایا گویا کہ آپ بہت غصہ میں ہیں اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور انگلیوں میں انگلیاں ڈال لیں اور دایاں رخسارۂ انور بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھا اور جلد باز لوگ مسجد کے دروازوں سے باہر نکل گئے اور کہنے لگے نماز چھوٹی ہوگئی۔ لوگوں میں ابوبکر اور عمر فاروق (رضی اللہ عنہم) بھی تھے انھوں نے آپ سے کلام کرنے میں ہیبت محسوس کی لوگوں میں ایک مرد تھا جس کے دونوں ہاتھ لمبے لمبے تھے اس کو ذوالیدین کہا جاتا تھا اس نے کہا یارسول اللہ! کیا آپ بھول گئے یا نماز کم ہوگئی؟ آپ نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کم ہوئی ہے اور فرمایا کیا ایسا ہی ہے جو ذوالیدین کہتا ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں؟ پھر آپ آئے اور جتنی نماز چھوڑ دی تھی وہ پڑھی پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی پھر سجدہ کیسا یا اس سے لمبا سجدہ کیا پھر سر مبارک اٹھایا اور تکبیر کہی لبا اوقات لوگوں نے ابن سیرین سے پوچھا پھر سلام پھیرا۔ وہ کہتے مجھے خبر ملی ہے کہ عمران بن حصین نے کہا پھر سلام پھیرا۔

۴۷۰ — مشرح : شام کی دو نمازیں ظہر یا عصر کی نمازیں تھیں کیونکہ بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی۔ مسلم کی روایت میں عصر کی نماز میں دو رکعتوں میں سلام پھیرا اور ایک روایت میں ظہر کی نماز میں سلام پھیرا۔ اسی طرح ابوداؤد کی روایت میں ظہر یا عصر کی نمازوں کا ذکر ہے۔ امام طحاوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی۔ ابن سیرین نے کہا میرا گمان ہے کہ ابوہریرہ نے ظہر کی نماز ذکر کی ہے امام بخاری نے ادب میں

Marfat.com

بَابُ الْمَسَاجِدِ الَّتِیْ عَلٰی طُرُقِ الْمَدِیْنَۃِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِیْ صَلّٰی فِیْھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

یہی ذکر کیا ہے۔ ذوالیدین کے کلام سے شوافع نے استدلال کیا کہ بھول کر نماز میں کلام کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور احناف کے نزدیک نماز میں بھول کر کلام کرنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے کیونکہ نماز حالتِ مذکرہ بخلاف روزے کے وہ حالت مذکرہ نہیں لہٰذا بھول کر کھانے یا پینے یا جماع کرنے سے روزہ فاسد نہ ہوگا اور ذوالیدین کی حدیث منسوخ ہے۔ کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ذوالیدین ہی ذوالشمالین ہے اور یہ دونوں خرباق بن سلمہ کے لقب ہیں اور وہ غزوہ بدر میں شہید ہوگئے تھے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ اگرچہ خیبر کے سال مسلمان ہوئے تھے۔ جو بدر سے بہت دیر بعد لڑا گیا تھا اور ابوہریرہ کی روایت میں ذوالیدین کا ذکر ہے مگر اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف "صَلّٰی بِنَا" کا معنی صَلّٰی بِالْمُسْلِمِیْنَ ہے اور لغت میں یہ جائز ہے جیسا کہ نزال بن سبرۃ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاِیَّاکُمْ کُنَّا نُدْعٰی بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ، حالانکہ نزال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اس سے نزال کی مراد یہ ہے کہ قَالَ لِقَوْمِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسی طرح طاؤس نے کہا قَدِمَ عَلَیْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، حالانکہ حضرت معاذ بن جبل یمن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آئے تھے اور اس وقت طاؤس پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ طاؤس کی مراد یہ تھی کہ معاذ ہمارے شہر میں آئے تھے کذا حققہ الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ، لہٰذا علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ ذوالیدین کی حدیث کو منسوخ کہنا غلط ہے کیونکہ ہجرت کے تھوڑی دیر بعد نسخ واقع ہوا ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سات ہجری میں مسلمان ہوئے تھے خلافِ تحقیق ہے؛ کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اگرچہ متاخر اسلام ہیں مگر ان کی روایت بحیثیت مسلمان کو نماز پڑھانے سے ہے نہ کہ وہ خود اس نماز میں شریف تھے جیسے بیہقی نے مجاہد سے روایت کی کہ ہمارے پاس ابوذر رضی اللہ عنہ آئے حالانکہ بیہقی نے خود کہا ہے کہ مجاہد کا ابوذر سے سماع ثابت نہیں تو حدیث کا معنی یہ ہوا کہ ابوذر ہمارے شہر میں آئے اور مجاہد سے یہ ہی بعض مکان مخصوص ہے۔ اسی طرح ابوہریرہ کی حدیث اپنی نماز پڑھنے سے نہیں بلکہ قوم کو نماز پڑھانے کے اعتبار سے ہے فافہم سردرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بھولنا تشریع احکام کے لئے تھا جو حکم مشروع ہونے کے بعد فوراً زائل ہوجاتا تھا۔ اس لئے ارشاد فرمایا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ الْحَدِیْثَ، حدیث شریف کے احکام اور ابحاث حدیث ۳۹۲ کے تحت مذکور ہیں۔

---

marfat.com
Marfat.com

۴۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ الْمُقَدَّمِیُّ قَالَ ثَنَا فُضَیْلُ بْنُ سُلَیْمٰنَ قَالَ نَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ قَالَ رَاَیْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَتَحَرّٰی اَمَاکِنَ مِنَ الطَّرِیْقِ فَیُصَلِّیْ فِیْهَا وَیُحَدِّثُ اَنَّ اَبَاهُ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْهَا وَاَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ تِلْکَ الْاَمْکِنَةِ قَالَ وَحَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ تِلْکَ الْاَمْکِنَةِ وَسَاَلْتُ سَالِمًا فَلَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا وَافَقَ نَافِعًا فِی الْاَمْکِنَةِ کُلِّهَا اِلَّا اَنَّهُمَا اخْتَلَفَا فِیْ مَسْجِدٍ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ

باب ۔ مساجد جو مدینہ منورہ کے راستوں پر واقع ہیں اور جن مقامات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی

۴۷۱ ۔ ترجمہ : موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ان جگہوں کو تلاش کرتے تھے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی راہ میں واقع ہیں اور وہاں نماز پڑھتے اور کہتے کہ ان کے والد ماجد عبد اللہ بن عمر ان جگہوں میں نماز پڑھا کرتے تھے اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مقامات پر نماز پڑھتے دیکھا (عقبہ نے کہا) میں نے سالم رضی اللہ عنہ سے ان مقامات کے متعلق پوچھا تو انھوں نے ان سب مقامات میں نافع کی موافقت کی مگر ان دونوں نے شرف روحاء میں واقع مسجد میں اختلاف کیا۔

۴۷۱ ۔ شرح : صحیح مسلم کے باب الاذان میں ہے کہ روحاء مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ سے ۳۶ میل دور ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ یہ جنت کی وادی ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ستر نبیوں نے نماز پڑھی۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حج یا عمرہ کرنے گئے تو ستر ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ وہاں سے گزرے تھے۔ اس جگہ لوگ تبرک حاصل کرتے اور نماز پڑھا کرتے تھے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہاں نماز پڑھنے کے التزام سے منع اس لئے فرمایا تھا کہ زمانہ گزرنے پر لوگ یہاں نماز پڑھنا واجب نہ سمجھیں جو ان کے لئے تکلیف دہ ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس احتمال سے محفوظ تھے۔

marfat.com
Marfat.com

٤٧٢ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ نَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ نَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ يَعْتَمِرُ وَفِيْ حَجَّتِهٖ حِيْنَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِيْ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَ اِذَا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةٍ وَكَانَ فِيْ تِلْكَ الطَّرِيْقِ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ هَبَطَ بَطْنَ وَادٍ فَاِذَا ظَهَرَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ اَنَاخَ بِالْبَطْحَآءِ الَّتِيْ عَلٰى شَفِيْرِ الْوَادِي الشَّرْقِيَّةِ فَعَرَّسَ ثُمَّ حَتّٰى يُصْبِحَ لَيْسَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِحِجَارَةٍ وَلَا عَلَى الْاَكَمَةِ الَّتِيْ عَلَيْهَا الْمَسْجِدُ كَانَ ثَمَّ خَلِيْجٌ يُصَلِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَهٗ فِيْ بَطْنِهٖ كُثُبٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُصَلِّيْ فَدَحَاهُ السَّيْلُ بِالْبَطْحَآءِ حَتّٰى دَفَنَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ الَّذِيْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى حَيْثُ الْمَسْجِدُ الصَّغِيْرُ الَّذِيْ دُوْنَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِشَرَفِ الرَّوْحَآءِ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَعْلَمُ الْمَكَانَ الَّذِيْ كَانَ صَلّٰى فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

٤٧٢ — ترجمہ : نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ اور حج کرنے تشریف لے جاتے تو ذوالحلیفہ میں کیکر کے درخت کے نیچے تشریف رکھتے جہاں مسجد ذوالحلیفہ ہے اور جب غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس آتے اور اس راستہ میں ہوتے تو وادی کے نشیب میں اترتے۔ جب نشیب وادی سے اوپر چڑھتے تو اونٹنی بطحاء میں بٹھاتے جو وادی کے کنارے مشرق کی جانب ہے اور وہاں پچھلی رات آرام فرماتے حتی کہ صبح ہوجاتی۔ یہ مقام اس مسجد کے پاس نہیں جو پتھر کی بنی ہوئی ہے اور نہ ہی اس ٹیلے پر جس پر مسجد ہے۔ وہاں ایک خلیج (چھوٹی سی نہر) ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے قریب نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس کے نشیب میں ریت کے ٹیلے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔ نافع نے کہا اس میں سیلاب نے کنکریاں بچھادیں حتی کہ وہ جگہ

marfat.com
Marfat.com

يَقُوْلُ ثُمَّ عَنْ يَمِيْنِكَ حِيْنَ تَقُوْمُ فِي الْمَسْجِدِ تُصَلِّيْ وَذٰلِكَ الْمَسْجِدُ عَلٰى حَافَةِ الطَّرِيْقِ الْيُمْنٰى وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰى مَكَّةَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ الْاَكْبَرِ رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ وَاَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّيْ اِلَى الْعِرْقِ الَّذِيْ عِنْدَ مُنْصَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَذٰلِكَ الْعِرْقُ اَنْتَهٰى طَرَفُهٗ عَلٰى حَافَةِ الطَّرِيْقِ دُوْنَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْمُنْصَرَفِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰى مَكَّةَ وَقَدْ اُبْتُنِيَ ثَمَّ مَسْجِدٌ فَلَمْ يَكُنْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّيْ فِيْ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ كَانَ يَتْرُكُهٗ عَنْ يَسَارِهٖ وَوَرَاءَهٗ وَيُصَلِّيْ اَمَامَهٗ اِلَى الْعِرْقِ نَفْسِهٖ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَرُوْحُ مِنَ الرَّوْحَاءِ فَلَا يُصَلِّي الظُّهْرَ حَتّٰى يَاْتِيَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ فَيُصَلِّيْ فِيْهِ الظُّهْرَ وَاِذَا اَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ فَاِنْ مَرَّ بِهٖ قَبْلَ الصُّبْحِ بِسَاعَةٍ اَوْ مِنْ اٰخِرِ السَّحَرِ عَرَّسَ حَتّٰى يُصَلِّيَ بِهَا الصُّبْحَ وَاِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ تَحْتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ دُوْنَ الرُّوَيْثَةِ عَنْ يَمِيْنِ الطَّرِيْقِ وَجَاهَ الطَّرِيْقِ فِيْ مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ حَتّٰى يُفْضِيَ مِنْ اَكَمَةٍ دُوَيْنَ بَرِيْدِ الرُّوَيْثَةِ بِمِيْلَيْنِ وَقَدِ انْكَسَرَ اَعْلَاهَا

جہاں عبداللہ نماز پڑھا کرتے تھے اسے دفن کر دیا۔ عبداللہ بن عمر نے نافع کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی جہاں چھوٹی سی مسجد ہے۔ جو شرف روحاء میں مسجد کے قریب ہے۔ عبداللہ بن عمر اس مقام کو جانتے ہیں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ وہ کہتے تھے جب تو مسجد میں نماز پڑھے وہ جگہ تیرے دائیں ہاتھ میں ہے۔ وہ مسجد دائیں طرف راستہ کے کنارے پر واقع ہے جبکہ تو مکہ کو جائے اس چھوٹی اور بڑی مسجد کے درمیان صرف پتھر کی مار کا فاصلہ ہے یا اس جیسا۔ عبداللہ بن عمر چھوٹی پہاڑی کے کنارے پر نماز پڑھتے تھے جو روحاء کے اختتام پر ہے اور یہ پہاڑی اس کے کنارے کی انتہاء ہے۔ راستہ کے کنارے پر اس مسجد کے قریب ہے جو اس کے اور روحاء کے آخری حصہ کے درمیان ہے جبکہ تو مکہ کو جائے وہاں مسجد بنائی گئی ہے۔ اس مسجد میں عبداللہ نماز نہ پڑھتے تھے اسے بائیں ہاتھ اور پیچھے چھوڑ دیتے تھے اور اس کے آگے پہاڑی کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ عبداللہ بن عمر شام کو روحاء

marfat.com

Marfat.com

فَانْشَنٰی فِیْ جَوْفِهَا وَهِیَ قَائِمَةٌ عَلٰی سَاقٍ وَفِیْ سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِیْرَةٌ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ
ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی فِیْ طَرَفِ ثَلْعَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْعَرْجِ
وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰی هَضْبَةٍ عِنْدَ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ قَبْرَانِ اَوْ ثَلٰثَةٌ عَلَی الْقُبُوْرِ رَضْمٌ
مِنْ حِجَارَةٍ عَنْ یَمِیْنِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ سَلَمَاتِ الطَّرِیْقِ بَیْنَ اُولٰٓئِكَ السَّلَمَاتِ كَانَ
عَبْدُ اللّٰهِ یَرُوْحُ مِنَ الْعَرْجِ بَعْدَ اَنْ تَمِیْلَ الشَّمْسُ بِالْهَاجِرَةِ فَیُصَلِّی الظُّهْرَ
فِیْ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
نَزَلَ عِنْدَ سَرَحَاتٍ عَنْ یَسَارِ الطَّرِیْقِ فِیْ مَسِیْلٍ دُوْنَ هَرْشٰی ذٰلِكَ الْمَسِیْلُ
لَاصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشٰی بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الطَّرِیْقِ قَرِیْبٌ مِنْ غَلْوَةٍ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ عُمَرَ یُصَلِّیْ اِلٰی سَرْحَةٍ هِیَ اَقْرَبُ السَّرَحَاتِ اِلَی الطَّرِیْقِ وَهِیَ اَطْوَلُهُنَّ
وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَنْزِلُ فِی
الْمَسِیْلِ الَّذِیْ فِیْ اَدْنٰی مَرِّ الظَّهْرَانِ قَبْلَ الْمَدِیْنَةِ حِیْنَ تَهْبِطُ مِنَ الصَّفْرَاوَاتِ
یَنْزِلُ فِیْ بَطْنِ ذٰلِكَ الْمَسِیْلِ عَنْ یَسَارِ الطَّرِیْقِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰی مَكَّةَ لَیْسَ

سے چلتے اور ظہر کی نماز نہ پڑھتے حتی کہ اس مقام پر تشریف لاتے اور وہاں ظہر کی نماز پڑھتے اور جب مکہ مکرمہ آتے تو اگر صبح سے کچھ گھڑی پہلے یا سحری کے آخر میں وہاں سے گزرتے تو آخر رات کو وہاں آرام کرتے حتی کہ صبح کی نماز وہاں پڑھتے عبداللہ بن عمر نے نافع کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے درخت کے نیچے اترتے جو روثیہ کے قریب راستہ کے دائیں طرف اور راستہ کے سامنے فراخ وسیع نرم مقام میں ہے حتی کہ اس ٹیلے سے گزر جاتے جو روثیہ کے راستہ سے تقریبًا دو میل دور ہے۔ اس درخت کا اوپر والا حصہ ٹوٹ گیا ہے اور وہ اپنے جوف پر مائل ہے جبکہ وہ ساق پر قائم ہے۔ اس ساق میں ریت کے کثیر ٹیلے ہیں۔ عبداللہ بن عمر نے نافع کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹیلہ کے کنارے پر نماز پڑھی جو عرج کے پیچھے ہے جبکہ تو ہضبہ کی طرف جائے اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں ان قبروں پر اوپر نیچے سفید پتھر ہیں راستہ کی دائیں طرف درختوں

marfat.com
Marfat.com

بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ بِحَجَرٍ وَّاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِيْ طُوًى وَيَبِيْتُ حَتّٰى يُصْبِحَ يُصَلِّي الصُّبْحَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّةَ وَلٰكِنْ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِيْ بَيْنَهٗ الْجَبَلَ الطَّوِيْلَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْاَكَمَةِ وَمُصَلّٰى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْاَكَمَةِ السَّوْدَآءِ تَدَعُ مِنَ الْاَكَمَةِ عَشْرَةَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ تُصَلِّيْ مُسْتَقْبَلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ۔

کے پاس جو راستہ میں ہیں ان درختوں کے درمیان عبداللہ بن عمر دوپہر کو سورج ڈھلنے کے بعد عرج سے چلتے اور اس مسجد میں ظہر کی نماز پڑھتے۔

عبداللہ بن عمر نے نافع کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بڑے بڑے درختوں کے پاس اترتے جو راستہ سے بائیں طرف ہرشیٰ کے قریب گھاٹی میں ہیں ہرشا کے کنارے سے ملی ہوئی ہے۔ اس کے راستہ کے درمیان تیر کی مار کے قریب فاصلہ ہے عبداللہ بن عمر اس بڑے درخت کی طرف نماز پڑھتے تھے جو تمام درختوں سے راستہ کی طرف زیادہ قریب اور یہ سب درختوں سے اونچا ہے۔ عبداللہ بن عمر نے نافع کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس گھاٹی میں اترا کرتے تھے جو ہرشا کے قریب مدینہ منورہ کی طرف ہے۔ جب صفراوات سے اترتے تو اس گھاٹی کے نشیب میں راستہ سے بائیں طرف اترتے جبکہ تو مکہ مکرمہ کو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اترنے کی جگہ اور راستہ کے درمیان صرف پتھر کی مار کا فاصلہ ہے۔ عبداللہ بن عمر نے نافع کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی میں اترا کرتے تھے اور صبح تک وہیں رہتے اور وہاں ہی صبح کی نماز پڑھتے جبکہ مکہ مکرمہ آتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مصلیٰ سخت ٹیلے پر تھا اس مسجد میں نہ تھا جو وہاں بنائی گئی ہے لیکن اس سے نیچے سخت ٹیلہ پر تھا عبداللہ بن عمر

marfat.com

Marfat.com

نے نافع کو خبر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ کے دونوں کناروں کی طرف متوجہ ہوتے جو کعبہ کی طرف اس کے اور اونچے پہاڑ کے درمیان ہے۔ عبداللہ بن عمر نے اس مسجد کو جو وہاں بنائی گئی ہے۔ مسجد کے بائیں طرف کیا جو ٹیلے کے کنارے پر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے کالے ٹیلے پر ہے۔ تو ٹیلے سے دس گز یا اس قدر چھوڑ دے۔ پھر اس پہاڑ کے دونوں کناروں کے سامنے نماز پڑھے جو تیرے اور کعبہ کے درمیان ہے

۴۷۲ — **شرح** : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان مقامات پر تبرکاً نماز پڑھا کرتے تھے جہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔ علامہ کرمانی نے کہا اسی لئے لوگ صالحین کے مقامات سے تبرکات حاصل کرتے ہیں اور جو سیدنا عمر فاروق سے مروی ہے کہ وہ اسے مکروہ جانتے تھے وہ اس لئے کہ ان کو یہ ڈر تھا کہ لوگ ان مواضع میں نماز کا التزام کرلیں گے تو بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے اس میں اشکال پیدا ہو جائے گا اور وہ واجب سمجھنے لگیں گے۔ اسی لئے عالم دین جب دیکھے کہ لوگ نوافل کا سخت التزام کرنے لگے ہیں تو وہ بعض اوقات ان کو چھوڑ دے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ واجب نہیں ہیں

لغات

شرف ، اونچی جگہ ۔ روحاء ، مدینہ منورہ سے ۳۶ میل دور مقام ہے ۔۔ ذوالحلیفہ ، مدینہ منورہ والوں کا میقات ہے ۔ سمرہ ، کیکر کا درخت ۔ بطحاء ، وسیع نالی یا گھاٹی جس میں باریک باریک کنکریاں ہوں ۔ البطح ، بھی اسی کو کہتے ہیں ۔ شفیر ، کنارہ ۔ العرق ، چھوٹا پہاڑ ۔ تعرّسیں ، آخر رات آرام کے لئے اترنا ۔ اکمہ ، ٹیلہ ، خلیج ، نہر ۔ کثیب ، ریت کے ٹیلے ۔ دحا ، بچھایا ۔ حافہ ، کنارہ ۔ سرحہ ، اونچا پہاڑ ۔ الرویثہ ، جگہ کا نام ہے ۔ دوین ، بہت قریب ۔ تلعۃ ، اونچی نیچی جگہ یعنی ٹیلا ۔ العرج ، مکہ کے راستہ میں جگہ ہے ۔ الھضبہ ، زمین پر پھیلا ہوا پہاڑ ۔ الرضم ، ایک دوسرے پر پڑے ہوئے پتھر ۔ السلمات ، درخت جس کے پتوں سے دباغت کی جاتی ہے ۔ اگر لام پر کسرہ ہو تو اس کا معنی پتھر ہے ۔ ھرشیٰ ، مکہ مکرمہ کے راستہ میں مشہور گھاٹی ہے جو جحفہ کے قریب ہے وہاں سے سمندر نظر آتا ہے ۔ الغلوہ ، تیر کی مار ۔ مرّظہران ، وادی کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف چند میل دور ہے ۔ قبل ، سامنے کی طرف ۔ الصفراوات ، وادیاں یا پہاڑ ۔ ذی طوی ، مکہ مکرمہ میں ایک جگہ ہے ۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ۔ ھضبہ ، ریت کے ٹیلے سے بڑا اور پہاڑ سے چھوٹا ۔ فوھۃ الجبل ، پہاڑ کا راستہ ۔

اسماء رجال : ۱ ابراہیم بن منذر حزامی ہیں اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے ۔ ابراہیم بن منذر بن عبداللہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن خالد بن حزام ابن خویلد بن اسد بن العصد بن قصی مدنی ، آپ ۲۳۶ ہجری میں فوت ہوئے ۲ انس بن عیاض مدنی ہیں ۔ ۱۸۰ ہجری میں فوت ہوئے ۔ باقی راویوں کا ذکر گزر چکا ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ سُتْرَةُ الْاِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهٗ

۴۷۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ نَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ اَتَانٍ وَّاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى اِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ اَحَدٌ

۴۷۴ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ اَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَآءَهٗ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْاُمَرَآءُ

باب — امام کا سترہ ان کا بھی سترہ ہے جو اس کے مقتدی ہیں

۴۷۳ — ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں گدھی پر سوار آیا جبکہ میں اس وقت قریب البلوغ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں کسی دیوار کے بغیر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ میں بعض صف کے آگے سے گزر گیا اور اتر کر گدھی چھوڑ دی وہ چرنے لگی اور میں صف میں کھڑا ہو گیا۔ میرے فعل پر کسی نے انکار نہ کیا

۴۷۳ — شرح : پہلے باب مساجد کے احکام میں تھے اور یہ باب غیر صلوٰۃ میں نمازیوں کے احکام میں ہے۔ یہ کل پانچ باب ہیں جو ایک دوسرے کے مناسب ہیں۔ غیر جدار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کوئی سترہ تھا؛ کیونکہ لفظ غیر ہمیشہ صفت میں واقع ہوتا ہے۔ دراصل حدیث کے لفظ یہ ہیں : اِلٰی شَیْءٍ غَیْرِ جِدَارٍ یعنی کسی شئی کی طرف متوجہ نماز پڑھی جو دیوار کے علاوہ تھی وہ عصا تھا یا برچھا

marfat.com
Marfat.com

۴۷۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِھِمْ بِالْبَطْحَاءِ وَبَیْنَ یَدَیْہِ عَنَزَۃٌ الظُّھْرَ رَکْعَتَیْنِ وَالْعَصْرَ رَکْعَتَیْنِ تَمُرُّ بَیْنَ یَدَیْہِ الْمَرْاَۃُ وَالْحِمَارُ

وغیرہ تھا اسی لئے اس حدیث کو اس باب میں ذکر کیا ہے۔ (حدیث ۱۲۲ کی شرح دیکھیں)

۴۷۴ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز باہر تشریف لے جاتے تو برچھا لے جانے کا حکم فرماتے وہ آپ کے سامنے گاڑا جاتا آپ اس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے سفر میں بھی ایسا ہی کرتے تھے اسی لئے امراء نے اسے اپنایا ہے۔

۴۷۴ ـــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے تو خادم کو برچھا لے کر چلنے کا حکم فرماتے اور اسے نماز میں آگے گاڑا جاتا یہ عید کے دن خاص نہیں چونکہ نمازیوں کے آگے سترہ کا ذکر نہیں معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سترہ ہی ان کے لئے کافی تھا۔ اور وَالنَّاسُ وَرَاءَہٗ کی اس پر واضح دلالت ہے کیونکہ وہ تمام افعال میں امام کے تابع ہوتے ہیں۔ نیز لفظ وراءہ کا مدلول یہ ہے کہ لوگ بھی سترہ کے وراء تھے کیونکہ ان کے لئے اگر علیحدہ سترہ ہوتا تو وہ اُس کے وراء ہوتے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا یہ متفق علیہ بات ہے کہ مقتدی امام کے سترہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔ طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُتْرَۃُ الْاِمَامِ سُتْرَۃٌ لِمَنْ خَلْفَہٗ۔ امام کا سترہ مقتدیوں کا سترہ ہے اور جب امام کا سترہ ہو تو آگے سے گزرنے والا امام اور مقتدیوں کی نماز میں کسی طرح بھی خلل انداز نہیں ہوتا ابن ماجہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فَاِنِ اتَّخَذَھَا الْاُمَرَاءُ، یہ نافع کا کلام ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احتیاط بہت ضروری امر ہے۔ امام کا سترہ مقتدیوں کا سُترہ ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے کہا جو شخص صحرا میں نماز پڑھے اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ اپنے آگے برچھا وغیرہ کھڑا کرلے ورنہ درخت وغیرہ کے پیچھے نماز پڑھ لے۔ احناف نے کہا سترہ کی مقدار کم از کم ایک ہاتھ ہونا ضروری ہے اور موٹائی میں انگل کے برابر موٹا ہو۔ جب سترہ ایک ہاتھ سے کم اونچا ہو تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ اگر ترکش وغیرہ آگے رکھ دیا جو ایک ہاتھ کی مقدار بلند ہو تو وہ بالاتفاق سترہ ہے۔ اس کے کم مقدار میں اختلاف ہے۔ ہر شئ جو ایک ہاتھ کی مقدار اُونچی ہو اور وہ نمازی کے آگے آڑ بن سکے وہ سترہ ہے مگر دائیں یا بائیں آبرو کے سامنے ہونا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۴۷۵ ـــ ترجمہ : عون بن ابی جحیفہ نے روایت کی کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بطحاء مکہ میں جبکہ آپ کے آگے برچھا تھا

marfat.com
Marfat.com

ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ حالانکہ آپ کے سامنے سے عورتیں اور گدھے گزر رہے تھے۔

۴۷۵ — شرح : یہ حدیث ان لوگوں پر واضح حجت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نمازی کے آگے سے عورت گدھا اور کتا گزر جائے تو نماز قطع ہو جاتی ہے۔ سنن ابی داؤد میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ شَیْءٌ وَادْرَءُوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّمَا ھُوَ شَیْطَانٌ نماز کو کوئی شیطان قطع نہیں کرتی اور جس قدر طاقت ہو (گزرنے والے کو) دفع کرو وہ شیطان ہے۔ بخاری اور مسلم میں ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپ کے آگے جنازہ کی طرح پڑی رہتی تھی۔ معلوم ہوا جب حائض عورت قبلہ اور نمازی کے درمیان ہو تو نماز قطع نہیں ہوتی تو نمازی کے آگے سے گزرنے والے سے بطریق اولیٰ قطع نہ ہوگی۔ ابوداؤد نے اپنے سنن میں فضل ابن عباس سے ذکر کیا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ہم ایک گاؤں میں تھے آپ کے ساتھ عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ نے صحرا میں نماز پڑھی اور آپ کے آگے سترہ نہ تھا۔ ہماری کتیا اور گدھی آپ کے آگے اچھل رہی تھیں آپ نے اس کی پرواہ تک نہ کی۔ یہ روایت نسائی میں بھی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جن احادیث میں یہ ہے کہ مذکور اشیاء نماز قطع کر دیتی ہیں اس قطع سے مراد یہ ہے کہ نماز میں خشوع و خضوع کو قطع کر دیتی ہیں۔ اصل نماز قطع نہیں ہوتی۔ اس طرح دونوں طرح کی روایت میں اتفاق ہوگا اور یہ اچھا طریقہ ہے مگر یہ اس تقدیر پر ہے جبکہ دونوں طرف کی روایات قوت میں مساوی ہوں، اور جب یہ دیکھا جائے کہ جمہور کی احادیث ان کے مخالفین کی احادیث سے اقویٰ اور صحیح تر ہیں تو اقویٰ اور اصح ہی کو لینا اولیٰ ہے۔

ہاں اگر کوئی یہ کہے کہ سنن ابی داؤد میں سعید بن عزوان سے روایت ہے کہ ان کے والد حج کو جا رہے تھے۔ راستہ میں تبوک میں ٹھہرے وہاں ایک شخص تھا جس کے دونوں پاؤں اس کی پشت سے جمے ہوئے تھے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا میں یہ واقعہ تم سے بیان کرتا ہوں۔ مگر جب تک میں زندہ ہوں تم نے کسی سے بیان نہ کرنا پھر اس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں ایک کھجور کے پاس ٹھہرے اور فرمایا ہمارا قبلہ ادھر ہے پھر کھجور کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے لگے میں اور ایک اور لڑکا دوڑتے ہوئے آئے حتیٰ کہ آپ کے آگے سے گزر گئے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے ہماری نماز قطع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا چلنا قطع کر دے۔ اس وقت سے آج تک میں پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکا۔ مگر اس حدیث پر اگرچہ ابوداؤد نے سکوت کیا ہے لیکن دوسرے محدثین نے اسے کمزور قرار دیا ہے اور اگر اسے صحیح تسلیم بھی کر لیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے یہ منسوخ ہے؛ کیونکہ یہ واقعہ تبوک میں ہوا ہے اور عبداللہ بن عباس کی حدیث حجۃ الوداع کا واقعہ ہے جو یقیناً تبوک کے واقعہ کے بعد ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں رباعی نماز کو قصر کر کے پڑھا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَدْرِكَمْ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْمُصَلَّى وَالسُّتْرَةِ

۴۷۶ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرَّ الشَّاةِ

۴۷۷ ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوزُهَا

عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم۔ آپ قرشی عدوی مدنی ہیں۔ ۱۴۹ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب ـ نمازی اور سترہ کے مابین کتنا فاصلہ ہونا چاہیئے

۴۷۶ ـ ترجمہ : سہل بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ اور قبلہ کی طرف دیوار کے درمیان بکری کے گزرنے کی مقدار فاصلہ تھا۔

۴۷۷ ـ ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا منبر کے قریب سے مسجد نبوی کی دیوار تک اتنی مسافت تھی کہ اس سے بکری مشکل سے گزر سکتی تھی۔

۴۷۶ ـ ۴۷۷ ـ شرح : امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نمازی اور سترہ کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کعبہ میں نماز پڑھی تو اپنے اور کعبہ کے درمیان تقریباً تین ہاتھ کا فاصلہ رکھا جو رکوع و سجود کے علاوہ تھا۔ بڑی نہر، راستہ، حوض سترہ نہیں بن سکتے۔ یہ حدیث بخاری کی دوسری ثلاثی حدیث ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ اِلَى الْحَرْبَةِ

۴۷۸ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرْكَزُ لَهُ الْحَرْبَةُ اِلَيْهَا

اسماء رجال : ۱ عمرو بن زرارہ نیشاپوری ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے ۲۳۸ ہجری میں فوت ہوئے ۲ ابو حازم کا نام سلمہ بن دینار ہے ۳ سہل بن سعد ساعدی مونث حدیث ۲۴۲ کے اسماء میں گزرے ہیں۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

اکوع کا نام سنان بن عبداللہ وہ اسلمی مدنی ہیں۔ سلمہ کی کنیت ابو مسلم یا ابو ایاس یا ابو عامر ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ ابن عمرو بن اکوع ہیں۔ بیعۃ الرضوان میں حاضر ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین بار بیعت کی۔ ایک بار سب لوگوں سے پہلے دوسری بار ان کے درمیان میں اور تیسری اُن کے آخر میں بیعت کی انھوں نے ۷۷ احادیث روایت کی ہیں۔ بخاری نے ان میں سے اکیس ذکر کی ہیں وہ وجاہت، بہادر، تیرانداز مخلص اور گھوڑوں سے تیز دوڑتے تھے۔ بہت نیک اور فاضل تھے۔ ربذہ میں سکونت پذیر تھے۔ اُن سے بھیڑیے نے کلام کیا۔ اس کا بیان یہ ہے کہ سلمہ بن اکوع نے کہا میں نے بھیڑیے کو دیکھا کہ اس نے ہرنی پکڑی ہوئی ہے میں اس کے پیچھے بھاگا اور اس سے وہ چھین لی بھیڑیے نے کہا تیری ہلاکت ہو تم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق دیا اور تم نے وہ مجھ سے چھین لیا حالانکہ وہ تیرا مال نہ تھا۔ سلمہ نے کہا میں نے خیال کیا اے لوگو! یہ عجیب بات ہے کہ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے۔ بھیڑیے نے جواب دیا۔ یہ کچھ عجیب نہیں۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کھجوروں میں تمہیں اللہ کی عبادت کے لئے پکارتے ہیں اور تم انکار کرتے ہو اور بتوں کے پجاری بنے ہوئے ہو۔ سلمہ بن اکوع نے کہا میں یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔ وہ اسی (۸۰) برس کی عمر میں ۷۴ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

باب ـ برچھے کی طرف نماز پڑھنا

۴۷۸ ـ ترجمہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ اِلَى الْعَنَزَةِ

۴۷۹ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ نَا عَوْنُ بْنُ جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ خَرَجَ اِلَيْنَا النَّبِیُّ بِالْهَاجِرَةِ فَاُتِیَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ فَصَلّٰی بِنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَالْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ يَمُرُّوْنَ مِنْ وَّرَآئِهَا

۴۸۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ نَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ اَبِیْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ تَبِعْتُهٗ اَنَا وَغُلَامٌ وَمَعَنَا عُكَّازَةٌ اَوْ عَصًا اَوْ عَنَزَةٌ وَمَعَنَا اِدَاوَةٌ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهٖ نَاوَلْنَاهُ الْاِدَاوَةَ

برچھا گاڑا جاتا تھا اور آپ اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔

۴۷۹۔ باب — نیزہ کی طرف نماز پڑھنا

ترجمہ: عون بن ابی جحیفہ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کے پاس پانی لایا گیا تو آپ نے وضو کر کے ہمیں ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی جبکہ آپ کے آگے نیزہ تھا۔ اور عورتیں اور گدھے نیزے (سترہ) کے پرے سے گزر رہے تھے۔

۴۷۸ — ۴۷۹ — شرح: يَمُرُّوْنَ کا فاعل ضمیر ہے اور اسم جمع کا اطلاق تثنیہ پر جائز ہے۔ اس حدیث کی تفصیل حدیث ۱۵۲ باب حمل العنزۃ فی الاستنجاء میں گزر چکی ہے۔

۴۸۰ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو میں اور ایک لڑکا آپ کے پیچھے جاتے جبکہ ہمارے ساتھ عکازہ یا عصا یا نیزہ ہوتا اور ہمارے ساتھ پانی کا مشکیزہ ہوتا جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہوتے تو ہم آپ کو پانی کا مشکیزہ دیتے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السُّتْرَةِ بِمَكَّةَ وَغَيْرِهَا

۴۸۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْحَاءِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَنُصِبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوْءِهٖ

اسماء رجال ۴۷۸ - ۴۸۰ : ابن بزیع کی کنیت ابو سعید ہے ۔ ۲۴۹ ۔ ہجری کو بغداد میں وفات پائی ۔
ع۲ شاذان ،، اسود بن عامر کا لقب ہے ۔ ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے وہ شامی ہیں بغداد میں سکونت پذیر تھے ۔ ۲۰۸ ۔ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ حکم بن عُتیبہ حدیث ع۱۱۷ کے اسماء میں گزرا ہے ۔

باب ۔ مکہ اور غیر مکہ میں سترہ کرنا

۴۸۱ ترجمہ : ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے وقت باہر تشریف لائے اور بطحاء میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھی جبکہ آپ کے آگے نیزہ گڑھا ہوا تھا ۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو لوگ آپ کے وضو کا پانی اپنے بدنوں پر لگاتے تھے ۔

۴۸۰ ۔ ۴۸۱ شرح : عکازہ وہ لاٹھی ہے جس کے نیچے لوہے کی سوئی لگی ہوتی ہے ۔ عنزہ لاٹھی سے لمبا اور نیزے سے چھوٹا ہوتا ہے ۔
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں کی خدمت اور علماء کا احترام کرنا چاہیئے اور پانی سے استنجاء کرنا مستحب ہے ۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا سترہ نیزہ کے برابر موٹا ہونا چاہیئے اور ایک ہاتھ اونچا ہو ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سترہ کم از کم کجاوے کی لکڑی کے برابر ہونا چاہیئے اور اس کی اونچائی کم از کم ایک ہاتھ ہو ۔ زمین پر خط کھینچنا بے سود ہے ۔ امام شافعی اسے جائز کہتے ہیں ۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نمازی کے لئے سترہ رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ آگے سے کوئی نہ گزرے جو شخص وسیع میدان میں نماز پڑھے اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ سترہ آگے گاڑھے مکہ میں ہو یا غیر مکہ میں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان دین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ اِلَى الْاُسْطُوَانَةِ

وَقَالَ عُمَرُ الْمُصَلُّوْنَ اَحَقُّ بِالسَّوَارِیْ مِنَ الْمُتَحَدِّثِیْنَ اِلَیْهَا وَرَاٰی ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بَیْنَ اُسْطُوَانَتَیْنِ فَاَدْنَاهُ اِلٰی سَارِیَةٍ فَقَالَ صَلِّ اِلَیْهَا

۴۸۲ — حَدَّثَنَا الْمَكِّیُّ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ نَا یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ عُبَیْدٍ قَالَ كُنْتُ اٰتِیْ مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَیُصَلِّیْ عِنْدَ الْاُسْطُوَانَةِ الَّتِیْ عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ یَا اَبَا مُسْلِمٍ اَرَاكَ تَتَحَرَّی الصَّلٰوةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ قَالَ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَحَرَّی الصَّلٰوةَ عِنْدَهَا

باب — ستون کو آڑ بنا کر نماز پڑھنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا باتیں کرنے والوں کی نسبت نمازی ستونوں کے زیادہ لائق ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھتے دیکھا تو اسے ایک ستون کے قریب کر دیا اور کہا یہاں نماز پڑھو!"

۴۸۲ — ترجمہ: یزید بن ابی عبید نے کہا میں سلمہ بن اکوع کے ساتھ آتا تھا وہ مصحف کے پاس ستون کے قریب نماز پڑھتے میں نے کہا اے ابا مسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ قصد کرتے ہوئے اس ستون کے پاس نماز پڑھتے ہیں۔ انھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس کے پاس قصداً نماز پڑھا کرتے تھے۔

۴۸۲ — شرح: نمازی اور باتیں کرنے والے دونوں ستونوں کی طرف محتاج ہیں نمازی ان کو سترہ بنانے کے لئے اور باتیں کرنے والے تکیہ لگانے کے لئے چونکہ نمازی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ ستونوں کے زیادہ حقدار ہیں سیدنا عمر فاروق نے اس شخص کو ستون کے قریب اس لئے کیا کہ اس کی نماز سترہ کی طرف ہو۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں ایک خاص جگہ مصحف کے لئے تھی۔

marfat.com
Marfat.com

۴۸۳ ـــ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ نَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ لَقَدْ اَدْرَكْتُ كِبَارَ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ وَزَادَ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَنَسٍ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ الصَّلٰوةِ بَيْنَ السَّوَارِيْ فِيْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ

۴۸۴ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ نَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَاُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ فَاَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ وَكُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ عَلٰى اِثْرِهٖ فَسَاَلْتُ بِلَالًا اَيْنَ صَلّٰى فَقَالَ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ

۴۸۳ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے بڑے بڑے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ مغرب کی اذان کے وقت ستونوں کی طرف عجلت سے جاتے شعبہ نے عمرو سے انھوں نے حضرت انس سے اور زیادہ روایت کی حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے باہر تشریف لاتے

شرح : یعنی مغرب کی اذان کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ستونوں کو سترہ بنا کر مغرب کی نماز سے پہلے دو نفل پڑھتے شروع اسلام

۴۸۳ ـــ میں مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں مشروع تھیں پھر ان سے منع کر دیا گیا۔ ابوبکر بن عربی نے کہا اس نماز میں اصحابہ میں اختلاف رہا۔ بعض صحابہ کرام پڑھتے بعض نہ پڑھتے۔ مگر ان کے بعد کسی نے یہ نماز نہیں پڑھی۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا یہ نماز بدعت ہے چاروں خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی جماعت یہ نفل نہ پڑھتے تھے۔

باب ـــ جماعت کے سوا ستونوں کے درمیان نماز پڑھنا

۴۸۴ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ بن زید، عثمان بن طلحہ

Marfat.com

۴۸۵ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَسَارِهٖ وَعَمُوْدًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَثَلٰثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَآءَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَقَالَ لَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ فَقَالَ عَمُوْدَيْنِ عَنْ يَمِيْنِهٖ

حجبی اور بلال رضی اللہ عنہم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور دیر تک کعبہ میں رہے پھر باہر تشریف لائے سب لوگوں سے پہلے میں آپ کے پیچھے آیا اور بلال سے پوچھا کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی۔ اُس نے کہا اگلے دونوں ستونوں کے درمیان

۴۸۵ ـ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ حجبی کعبہ میں داخل ہوئے۔ عثمان نے کعبہ کا دروازہ بند کر لیا۔ آپ اس میں بہت دیر ٹھہرے میں نے بلال سے پوچھا جبکہ وہ باہر آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "اندر" کیا کیا اس نے کہا آپ نے ایک ستون اپنی بائیں طرف ایک دائیں طرف اور تین اپنے پیچھے کئے۔

اس وقت بیت اللہ کے چھ ستون تھے۔ پھر نماز پڑھی۔ اسماعیل نے کہا مجھے مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور کہا دائیں طرف دو ستون کئے۔

۴۸۴ ـ ۴۸۵ ـ شرح : ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنا جائز ہے اور جماعت کے بغیر نماز یعنی اکیلا شخص دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھ سکتا ہے۔ مکروہ نہیں۔ جس حدیث میں ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے سے منع فرمایا وہ جماعت کی صورت میں ہے تاکہ صفوں میں انقطاع نہ ہو اور صف بندی میں خلل نہ ہو جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی تھی۔ اس وقت کعبہ کے چھ ستون تھے۔ اس کے بعد فتنۂ ابن زبیر میں تغیر واقع ہوا۔ عمود جنس ہے ایک اور دو کا محتمل ہے۔ یہ حدیث مجمل ہے اور مالک کی روایت اس کا بیان ہے لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ حدیث میں پانچ ستون مذکور ہیں۔ عینی میں ہے کہ ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے میں سلف کا اختلاف ہے۔ انس بن مالک اسے مکروہ کہتے ہیں۔ کیونکہ حاکم کی صحیح روایت میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ ۔ ۴۸۶ ۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ نَا اَبُوْضَمْرَةَ قَالَ نَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشٰى قِبَلَ وَجْهِهٖ حِيْنَ يَدْخُلُ وَجَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهٖ فَمَشٰى حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِيْ قِبَلَ وَجْهِهٖ قَرِيْبًا مِنْ ثَلٰثَةِ اَذْرُعٍ صَلّٰى يَتَوَخّٰى الْمَكَانَ الَّذِيْ اَخْبَرَهٗ بِهٖ بِلَالٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْهِ قَالَ وَلَيْسَ عَلٰى اَحَدِنَا بَأْسٌ اِنْ صَلّٰى فِيْ اَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَآءَ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ستونوں کے درمیان صف بناؤ اور صفوف کو مکمل کرو۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر مسجد تنگ ہو تو حرج نہیں۔ حضرت حسن بصری، ابن سیرین نے کہا جائز ہے۔ سعید بن جبیر، ابراہیم تیمی اور سوید بن غفلہ ستونوں کے درمیان جماعت کراتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(حدیث ۲۸۷ کا بعینہ یہی اسناد ہے)

باب

۴۸۶ ترجمہ: عبداللہ بن عمر جب کعبہ میں داخل ہوتے تو داخل ہوتے وقت سیدھے منہ کی طرف چلے جاتے اور دروازہ اپنی پیٹھ کے پیچھے کی طرف کرتے حتی کہ ان کے اور ان کے منہ کی طرف والی دیوار کے درمیان صرف تین ہاتھ کے قریب فاصلہ رہ جاتا تو وہاں نماز پڑھتے جبکہ وہ اس جگہ کا قصد کرتے جس کی ان کو حضرت بلال نے خبر دی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کسی پر کوئی حرج نہیں کہ وہ بیت اللہ کے جس کونہ میں چاہے نماز پڑھے۔

۴۸۶ شرح: اس حدیث کو پہلی حدیث سے باب کے لفظ سے اس لئے علیحدہ ذکر کیا ہے کہ یہ ستونوں کے درمیان نماز پر صراحۃً دلالت نہیں کرتی لیکن اس سے مراد یہی ہے کیونکہ مذکور جگہ کا دروازہ کے سامنے اور دیوار کے قریب ہونا ہی اس پر دلالت کرتا ہے کہ دونوں ستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے اور سترہ کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ہوتا تھا اور کبھی بکری کے گزرجانے کا فاصلہ ہوتا تھا۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ اِلَى الرَّاحِلَةِ وَالْبَعِيْرِ وَالشَّجَرِ وَالرَّحْلِ

۴۸۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِیُّ الْبَصْرِیُّ قَالَ نَا مُعْتَمِرُ ابْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَهٗ فَيُصَلِّیْ اِلَيْهَا قُلْتُ اَفَرَاَيْتَ اِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ الرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهٗ فَيُصَلِّیْ اِلٰى اٰخِرَتِهٖ اَوْ قَالَ مُؤَخِّرَهٗ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ

بَابُ الصَّلٰوةِ اِلَى السَّرِيْرِ

۴۸۸ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ

باب ـ سواری اونٹ، درخت اور پالان کی طرف نماز پڑھنا

۴۸۷ ـ ترجمہ : نافع نے ابن عمر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو عرض میں بٹھا کر اس کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے کہا (عبید اللہ نے) مجھے خبر دو جب اونٹ چل پڑے تو کیا کرتے ؟ نافع نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پالان کو آگے برابر کر لیتے اور اس کی لکڑی کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

۴۸۷ ـ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے اونٹنی اور پلان کو سترہ بنایا مگر اس میں درخت کا ذکر نہیں۔ درخت وغیرہ کو اس پر قیاس کیا ہے۔ نسائی کی روایت میں درخت کو سترہ بنانا صراحۃً مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيرِ فَيَجِيءُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيرَ فَيُصَلِّي فَأَكْرَهُ أَنْ أَسْنَحَهُ فَأَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ السَّرِيرِ حَتَّى أَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِي

بَابُ لِيَرُدَّ الْمُصَلِّي مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَرَدَّ ابْنُ عُمَرَ فِي التَّشَهُّدِ وَفِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ إِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُقَاتِلَهُ قَاتَلَهُ

۴۸۹ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ نَا يُونُسُ عَنْ

باب — چارپائی کی طرف نماز پڑھنا

۴۸۸ — ترجمہ : اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا تم نے ہم کو کتوں اور گدھوں کے برابر کر دیا ہے۔ میں نے آپنے آپ کو دیکھا کہ میں چارپائی پر لیٹی ہوتی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور چارپائی کے وسط کے محاذی ہو کر نماز پڑھتے میں اسے مکروہ جانتی کہ آپ کے سامنے لیٹی رہوں تو چارپائی کی پائنتی کی طرف سے آہستہ سے نکلتی حتیٰ کہ اپنے لحاف سے باہر نکل جاتی۔

۴۸۸ — شرح : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہ اس وقت کہا جبکہ لوگوں نے کہا کہ کتا گدھا اور عورت نماز قطع کر دیتے ہیں۔ لفظ "رَدَدْتُمُونِي" میں فاعل اور مفعول بہ ایک ہی شے ہے اور یہ افعال قلوب میں جائز ہے اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عورت نماز قطع نہیں کرتی؛ کیونکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا اپنے لحاف سے باہر نکل جانا ایسا ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے گزر گئیں۔ ام المؤمنین اس لئے لحاف سے باہر نہ نکلی تھیں کہ کہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خشوع و خضوع میں فرق نہ آئے بلکہ اُنھوں نے اپنی طبع کے اعتبار سے آپ کے آگے لیٹے رہنا مناسب نہ سمجھا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا رات کی نماز میں جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں جاتے تو میرے پاؤں کو حرکت دیتے میں پاؤں اکٹھے کر لیتی تھی جب آپ سجدہ کر لیتے تو میں پاؤں سیدھے کر لیتی تھی۔ اس وقت گھروں میں چراغ نہ جلائے جاتے تھے۔ معلوم ہُوا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضوع میں بہرحال فرق نہیں آتا۔ اس سے معلوم ہُوا کہ عورت یا مرد نمازی کے آگے ہوں تو نماز میں خلل نہیں آتا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ح وَحَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ نَا سُلَيْمٰنُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ قَالَ نَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ
الْعَدَوِيُّ قَالَ نَا اَبُوْ صَالِحِ السَّمَّانُ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ فِيْ يَوْمِ
جُمُعَةٍ يُصَلِّيْ اِلٰى شَيْءٍ يَسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ شَابٌّ مِنْ بَنِيْ اَبِيْ مُعَيْطٍ
اَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَفَعَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فِيْ صَدْرِهٖ فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَمْ يَجِدْ
مَسَاغًا اِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَادَ لِيَجْتَازَ فَدَفَعَهٗ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَشَدَّ مِنَ الْاُوْلٰى
فَنَالَ مِنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰى مَرْوَانَ فَشَكَا اِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ
وَدَخَلَ اَبُوْ سَعِيْدٍ خَلْفَهٗ عَلٰى مَرْوَانَ فَقَالَ مَا لَكَ وَلِابْنِ اَخِيْكَ يَا اَبَا سَعِيْدٍ
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى شَيْءٍ
يَسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَاِنْ اَبٰى
فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ

باب ۔ نمازی اس شخص کو دفع کرے جو اس کے آگے سے گزرنا چاہے

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تشہد میں (گزرنے والے کو) دفع کیا اور اسی طرح کعبہ میں کرے اور کہا اگر وہ انکار کرے مگر اس کا کہ تو اس سے لڑے تو اس سے جھگڑا کر

۴۸۹ ۔ ترجمہ : ابو صالح سمان نے کہا میں نے ابو سعید خدری کو جمعہ کے روز کسی شئی کی طرف متوجہ نماز پڑھتے دیکھا جو اس کو لوگوں سے آڑ کئے ہوئے تھی ابو معیط کے بیٹوں میں سے ایک جوان نے ان کے آگے سے گزرنا چاہا تو ابو سعید نے اس کے سینہ پر تھپڑ مارا

marfat.com
Marfat.com

نوجوان نے نظر کی اور ان کے آگے سے گزرنے کے سوا کوئی راہ نہ پائی تو وہ
وہ گزرنے کے لئے لوٹا۔ ابوسعید نے پہلے سے سخت اس کو تھپڑ مارا۔ وہ ابوسعید سے ناراض ہو کر مروان کے پاس گیا اور اس سے واقعہ کی شکایت کی۔ ابوسعید بھی اس کے پیچھے مروان کے پاس چلے گئے۔ مروان نے کہا اے ابوسعید تمہارے اور تمہارے بھتیجے کے درمیان کیا جھگڑا ہے؟ ابوسعید نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی کسی شئی کی طرف نماز پڑھے جو اس کو لوگوں سے آڑ کرے اور کوئی شخص اس کے آگے سے گزرنا چاہے تو وہ اس کو روکے اگر وہ رکنے سے انکار کرے تو اس سے جھگڑا کرے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

۴۸۹ — شرح : یعنی کعبہ یا غیر کعبہ میں نماز پڑھے اور کوئی شخص آگے سے گزرنا چاہے تو اس کو کرے ورنہ اس سے لڑے اس حدیث کے دو اسناد ہیں دوسرے اسناد میں ابوصالح کہتے ہیں۔ میں نے ابوسعید کو دیکھا اور یہ پہلے اسناد سے اقویٰ ہے۔ کیونکہ اس میں ابوصالح سے روائت ہے کہ ابوسعید نے کہا الخ رُؤیت کا ذکر نہیں۔ پہلی میں رؤیت کا ذکر ہے۔ نوجوان پر بھتیجے کا اطلاق اخوت اسلامیہ کی بنا پر ہے اور وہ چھوٹا بھی تھا اسی لئے بھائی نہیں کہا

قتال سے مراد جھگڑا ہے قتل نہیں۔ اگر وہ بالفرض جھگڑے میں مرجائے تو قاضی عیاض نے کہا بالاتفاق اس کا قصاص نہیں اور دیت میں اختلاف ہے۔ گزرنے والے کو روکنا مستحب ہے واجب نہیں اور اسے شیطان اس لئے کہا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے پر اس کو شیطان اُبھارتا ہے یا وہ انسانی شیطان ہے اور سرکش انسان پر شیطان کا اطلاق جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کو اپنے آگے سترہ کرنا چاہیئے اور یہ امام ابوحنیفہ، مالک اور شافعی رضی اللہ عنہم کے نزدیک مستحب ہے جبکہ امام احمد رضی اللہ عنہ اسے واجب کہتے ہیں اور اسے ایسی جگہ گاڑھے جہاں سے گزرنا مکروہ ہے یا وہ مقام سجود ہے۔ امام شافعی تین ہاتھ کی مقدار کہتے ہیں۔ جبکہ امام مالک رضی اللہ عنہ کوئی حد مقرر نہیں کرتے ہاں وہ اتنا ضرور کہتے ہیں کہ سترہ اتنا دُور ہو کہ نمازی اسے ہاتھ سے روک سکے۔ ابوداؤد کی جس روائت میں ہے کہ اگر سترہ نہ ملے تو آگے خط کھینچ لے۔ امام نووی اور قاضی عیاض نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام شافعی نے بھی اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ سترہ اس قدر ہونا چاہیئے جو دُور سے ظاہر ہو اور انگلی کے برابر موٹا اور کم از کم ایک ہاتھ لمبا ہو اور اسے دائیں ابرو کے سامنے کرے بالکل ناک کے مقابلہ نہ کرے؛ کیونکہ یہ صمود ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

اسماء رجال ع۱ ابومعمر اور ع۲ عبدالوارث تنوری حدیث ع۳ کے اسماء میں گزرے ہیں ع۳ یُونس بن عُبَید بصری ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ ۱۳۹ھ بصری میں وفات پائی۔
ع۴ حُمَید بن ہلال عدوی جلیل القدر تابعی ہیں۔ لوگ علم میں ان کی فضیلت میں دیتے تھے ع۵ ابوصالح ،، کا نام :

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِثْمِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

٤٩٠ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ اَرْسَلَهٗ اِلٰى اَبِيْ جُهَيْمٍ يَسْاَلُهٗ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ فَقَالَ اَبُوْ جُهَيْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ اَبُوْ النَّضْرِ لَا اَدْرِيْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً

باب — نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو گناہ

٤٩٠ — ترجمہ : بسر بن سعید نے روایت کی کہ زید بن خالد نے اس کو ابوجہیم کے پاس بھیجا کہ اُسے پوچھے کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے متعلق کیا سُنا ہے؟ ابوجہیم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا یہ معلوم کرلے کہ اسے کتنا گناہ ہے تو اس کا چالیس برس کھڑے رہنا اس کے آگے گزرنے سے بہتر ہوگا۔ ابوالنضر نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ بسر بن سعید نے چالیس دن کہے یا چالیس ماہ یا چالیس سال کہے۔

٤٩٠ — شرح : یعنی نمازی کے آگے گزرنے والے کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اسے کتنا گناہ ہے تو اس کا چالیس برس کھڑا رہنا اس کے گزرنے سے بہتر ہوتا بخاری نے صرف چالیس کہا ہے اور ابوالنضر کی روایت میں بھی چالیس کا تعین نہیں کیا کہ وہ سال ہیں یا مہینے یا ایام ہیں۔ ابن ماجہ کی روایت میں سو سال اور بزار کی روایت میں چالیس سال مذکور ہیں۔ بہرحال نمازی کے آگے سے گزرنے پر سخت وعید منقول ہے۔

marfat.com
Marfat.com

طبرانی میں عبداللہ بن عمرو سے مرفوع روایت ہے کہ جو شخص قصداً نمازی کے آگے سے گزرے وہ قیامت کے روز خواہش کرے گا کہ وہ خشک درخت ہوتا۔ ابن بطال نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو نمازی کے آگے سے گزرے وہ قیامت کے روز خواہش کرے گا کہ وہ خشک درخت ہوتا۔ ابن بطال نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے سے ایک سال کھڑے رہنا بہتر ہے۔ کعب الاحبار نے کہا کہ زمین میں دھنسایا جانا نمازی کے آگے گزرنے سے بہتر ہے۔ چالیس سال کے عدد کی تخصیص کی حکمت خدا ہی جانتا ہے ہوسکتا ہے کہ اطوارِ انسان کے اعتبار سے چالیس فرمایا ہو کیونکہ غالباً انسان کے اطوار میں سے ہر طور کا کمال چالیس کے عدد میں ہے۔ چنانچہ نطفہ کا ہر طور چالیس دن میں بدلتا ہے اور انسان کی عقل کا چالیس سال میں ہوتا (کرمانی) اسی لئے عموماً نبوت و ولائت چالیس سال کے بعد رونما ہوتی ہے۔

امام طحاوی نے کہا چالیس کے بعد سو سال کا ذکر کرنا نمازی کے آگے سے گزرنے والے پر اس کی عظمت بیان کرنا ہے؛ کیونکہ یہ مقام زجر و تشدید ہے اور سو کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ یہ عدد عشرات اور الوف کے درمیان ہے۔ بہتر کام درمیانہ ہوتا ہے۔

علامہ کرمانی کی تقریر سے اگر میت کے چالیسویں پر استدلال کر لیا جائے تو بعید نہ ہوگا۔ کیونکہ انسان کے فوت ہونے کے چالیس روز بعد اس کا طور بدلتا ہے اور ایصال ثواب میں ممانعت نہیں جبکہ تاریخ کے تعین پر شرعاً کوئی منع وارد نہیں۔ بخاری میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو وعظ کے لئے دن مقرر فرمایا تھا۔

علامہ عینی نے کہا کہ نمازی کے آگے سے گزرنا کبیرہ گناہ ہے۔ نمازی کے آگے کی جگہ جہاں سے گزرنا ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ جب حالت قیام میں سجدہ گاہ پر نظر کرے تو جہاں تک اس کی نگاہ پہلے وہ سجدہ گاہ ہے وہاں سے گزرنا منع ہے۔ ابن بطال نے کہا "لَوْ یَعْلَمُ" سے یہ مفہوم ہے کہ گناہ اسی کو ہوگا جو نہی کو جانتے ہوئے اس کا مرتکب ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نائب بنانا اور خبر واحد قبول کرنا جائز ہے اور علماء کو ایک دوسرے سے علم حاصل کر لینا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اسماء رجال

: ع۱ ابوالنضر کا نام سالم ہے۔ ان کا پہلے ذکر ہو چکا ہے ع۲ بشر حضرمی مدنی زاہد ہیں۔ ایک سو ہجری میں فوت ہوئے۔ انھوں نے کفن بھی باقی نہ چھوڑا تھا ع۳ زید بن خالد بن یزید بن لیث جہنی ہیں ان کی کنیت، مقام اور سنِ وفات میں مختلف اقوال ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کی کنیت ابو طلحہ یا ابو عبدالرحمٰن یا ابوزرعہ ہے۔ فتح مکہ میں جہینہ قبیلہ کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ انھوں نے ۸۱۔ احادیث روایت کی ہیں۔ امام بخاری نے ان میں سے پانچ ذکر کی ہیں۔ کوفہ میں آئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ کہا گیا ہے کہ وہ مصر یا مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ ان کا

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اسْتِقْبَالِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ وَهُوَ يُصَلِّيْ

وَكَرِهَ عُثْمَانُ اَنْ يُسْتَقْبَلَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَهٰذَا اِذَا اشْتَغَلَ بِهٖ فَاَمَّا اِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِهٖ فَقَدْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَالَيْتُ اِنَّ الرَّجُلَ لَا يَقْطَعُ صَلٰوةَ الرَّجُلِ

۴۹۱ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ قَالَ اَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهٗ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالُوْا يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ فَقَالَتْ لَقَدْ جَعَلْتُمُوْنَا كِلَابًا لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاِنِّيْ لَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَاَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيْرِ فَتَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ وَاَكْرَهُ اَنْ اَسْتَقْبِلَهٗ فَاَنْسَلُّ اِنْسِلَالًا وَعَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهٗ

سن وفات ۷۵ یا ۷۸ یا بہتر ہجری ہے ۴ ابو جہیم کا نام عبداللہ ہے۔ انہیں ابو جہیم بن حارث بھی کہا جاتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث المرور اور حدیث التیمم کا راوی ابو جہیم مصغر ہے اور خمیصہ اور انبجانیہ کی حدیث کا راوی ابو جہم مکبر ہے۔ اس کا نام عبداللہ ہے وہ انصاری ہے اور اس کا نام عامر ہے وہ عدوی ہے۔

باب کسی شخص کا اپنے ساتھی یا اس کے غیر کی طرف منہ کرنا جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو

امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ مکروہ جانتے تھے کہ کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کی طرف منہ کیا جائے اور یہ کراہت اس وقت ہے جبکہ اس سے نمازی مشغول ہوتا ہو جب مشغول نہ ہو تو زید بن ثابت نے کہا مجھے اس کی پرواہ نہیں کیونکہ مرد کی نماز مرد قطع نہیں کرتا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ خَلْفَ النَّائِمِ

۴۹۲ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى قَالَ نَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوْتِرَ اَيْقَظَنِيْ فَاَوْتَرْتُ

۴۹۱ ـ ترجمہ : اُمُّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے پاس تذکرہ ہُوا کہ کونسی شی نماز کو قطع کرتی ہے لوگوں نے کہا کہ کتا گدھا اور عورت نماز قطع کر دیتے ہیں۔ ام المؤمنین نے کہا کیا تم نے ہم کو کتوں جیسا بنا دیا ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان ہوتی تھی جبکہ میں چارپائی پر لیٹی ہوتی تھی۔ مجھے کوئی حاجت ہوتی اور آپ کے سامنے ہونا مکروہ جانتی تو میں پائنتی کی طرف سے سرک جاتی۔ ابن مسہر نے اعمش سے اُنہوں نے ابراہیم سے اُنھوں نے اسود سے انہوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس قسم کی روائت کی۔

۴۹۱ ـ شرح : نحوہ اصل مقصودی معنی میں مشارکت کو چاہتا ہے : مِنْ كُلِّ الْوُجُوْهِ، مشارکت کو نہیں چاہتا۔ ابو بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مرد نمازی کا سترہ بن سکتا ہے مگر اس کی طرف منہ نہ کرے۔ نافع نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی ستون وغیرہ نہ پاتے تو مجھے آگے کھڑا کر لیتے اور کہتے منہ قبلہ کی طرف کر لو۔ احناف کہتے ہیں کہ نمازی کے آگے اس کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ امام بخاری نے کہا یہ اس وقت ہے جبکہ اس سے نمازی کا دِل مشغول ہوتا ہو، ورنہ مکروہ نہیں۔

اسماء رجال

: ۱ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین ہیں۔

۲ زید بن ثابت انصاری بخاری فرضی ہیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب اور علم میراث میں بہت ماہر تھے۔ انہوں نے ۹۲۔ احادیث روائت کی ہیں ان میں سے امام بخاری نے نو ذکر کی ہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کی عمر گیارہ برس تھی۔ ۵۴ ہجری میں وفات پائی۔

باب ـ سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنا

۴۹۲ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور میں آپ کے پیچھے آگے لیٹی رہتی آپ جب وتر پڑھنے کا ارادہ

Marfat.com

بَابُ التَّطَوُّعِ خَلْفَ الْمَرْأَةِ

۴۹۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ

بَابُ مَنْ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ

۴۹۴ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا اَبِيْ قَالَ نَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ ح قَالَ الْاَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ

باب عورت کے پیچھے نفل نماز پڑھنا

۴۹۳ ـ ترجمہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوئی رہتی تھی۔ جبکہ میرے دونوں پاؤں آپ کے قبلہ میں ہوتے جب آپ سجدہ فرماتے تو مجھے ہاتھ سے چھو دیتے میں اپنے پاؤں اکٹھے کر لیتی جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں پاؤں پھیلا لیتی۔ ام المؤمنین نے کہا اس وقت گھروں میں چراغ نہ ہوتے تھے۔

۴۹۲ ـ ۴۹۴ ـ شرح : بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مُنِعْتُ اَنْ اُصَلِّيَ اِلَى النَّائِمِ وَالْمُتَحَدِّثِ" یعنی مجھے نائم اور باتیں کرنے والے کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تُصَلُّوْا خَلْفَ النَّائِمِ وَالْمُتَحَدِّثِ کہ نائم اور باتیں

* کرنے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

marfat.com
Marfat.com

شَبَّهْتُمُونَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَإِنِّيْ عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتَبْدُوْ لِيَ الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَجْلِسَ فَأُوْذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ

اسے ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس طرح طبرانی نے بھی اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ مگر ابو داؤد نے کہا ابن عباس کی حدیث کے تمام طرق کمزور ہیں۔ علامہ خطابی نے کہا یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت نہیں کیونکہ اس کی سند میں ضعف ہے نیز ابو داؤد کی سند میں عبداللہ بن یعقوب ہے اُس نے اپنے شیخ کو ذکر نہیں کیا اور اس میں رجل مجہول ہے۔

ابن ماجہ کی سند میں ابوالمقدام ہشام بن زیاد بصری ہے۔ اس کی حدیث حجت نہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی کمزور ہے۔ ابن عمر نے ابن عدی سے جو حدیث ذکر کی وہ بھی کمزور ہے۔ بزار کی حدیث بھی ضعیف ہے کیونکہ ابو داؤد نے کہا ابن عباس کے تمام طرق کمزور ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نائم کو نماز کے لئے بیدار کرنا مستحب ہے اور وتر نیند کے بعد ہونے چاہئیں۔ باب میں مذکور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی شرح حدیث ۴۸۸ کے تحت دیکھیں۔

باب کے الفاظ کا مقتضیٰ یہ ہے کہ عورت کی پشت نمازی کی طرف ہو مگر حدیث کا مدلول یہ نہیں ہے چونکہ سونے والے کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور غالب یہی ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اس حال کو ترک نہ کرتی تھیں۔ لہٰذا حدیث کا مدلول اور باب کا مقتضیٰ واحد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — جس نے کہا نماز کو کوئی شئ قطع نہیں کرتی

۴۹۴ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ تذکرہ ہوا کہ جو شئ نماز کو فاسد کرتی ہے۔ وہ کتا، گدھا اور عورت ہے۔ ام المؤمنین نے کہا تم نے ہم کو گدھوں اور کتوں کے مشابہ کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھتے اور میں چارپائی پر آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی تھی۔ پھر مجھے کوئی کام ہوتا اور میں اس چیز کو اچھا نہ جانتی

marfat.com
Marfat.com

۴۹۵ — حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ نَا ابْنُ اَخِیْ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ سَاَلَ عَمَّهٗ عَنِ الصَّلٰوةِ یَقْطَعُهَا شَیْءٌ قَالَ لَا یَقْطَعُهَا شَیْءٌ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَقَدْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ وَاِنِّیْ لَمُعْتَرِضَةٌ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰی فِرَاشِ اَهْلِهٖ

کہ میں آپ کے سامنے بیٹھوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دوں تو میں پائنتی کی طرف سرک کر نکل جاتی۔

۴۹۴ — شرح : حدیث ۴۸۸ میں فَاَکْرَهُ اَنْ اَسْتَحْهٗ ہے حدیث ۴۹۱ میں فَاَکْرَهُ اَنْ اَسْتَقْبِلَهٗ ہے اور اس حدیث میں فَاَکْرَهُ اَنْ اَجْلِسَ ہے اور سب کا مقصود واحد ہے۔ مگر مقامات کے اختلاف سے عبارات مختلف ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے انسان گزر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ امام طحاوی نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میرا بستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلّٰی کے سامنے ہوتا تھا۔ آپ نماز پڑھتے اور میں آپ کے سامنے ہوتی تھی۔ اسی طرح ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور ابوسعید رضی اللہ عنہم کی حدیث میں نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو شیطان کہا ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہا نے کہا کالاکتا اس لئے نماز قطع کرتا ہے کہ وہ شیطان ہے معلوم ہوا کہ نماز کے قطع ہونے کے لئے جو علت ہے وہ بنو آدم میں بھی پائی جاتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ بنو آدم نمازی کی نماز کو قطع نہیں کرتے لہٰذا ان کے سوا کتے گدھے وغیرہ بھی نماز قطع نہیں کرتے؛ کیونکہ علت عدم قطع سب میں پائی جاتی ہے

۴۹۵ — ترجمہ : محمد بن عبداللہ بن سلام جو زہری کے بھتیجے ہیں نے خبر دی کہ انھوں نے اپنے چچا (زہری) سے نماز کے متعلق پوچھا کہ اسے کون سی شئ فاسد کرتی ہے۔ زہری نے کہا نماز کو کوئی شئ فاسد نہیں کرتی۔ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات اٹھ کر نماز پڑھتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی۔

۴۹۵ — شرح : نماز کو کثیر اشیاء فاسد کر دیتی ہیں جیسے حالت نماز میں کلام کرنا، کھانا پینا اور عمل کثیر کرنا وغیرہ اور مذکور حدیث کہ نماز کو کوئی چیز قطع نہیں کرتی ہے مراد وہ تین امور ہیں جو حدیث میں مذکور ہیں۔ یعنی عورت، گدھا اور کتا۔ یعنی ان تینوں امور میں سے کوئی شئ نماز کو فاسد

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَى عُنُقِهِ فِي الصَّلٰوةِ

۴۹۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِاَبِي الْعَاصِ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا

نہیں کرتی اور "وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ" کے سوا ہر عام میں تخصیص کر سکتے ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ نماز کو کوئی شئی قطع نہیں کرتی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد کی نماز مستحب ہے۔ قولہ "عَلٰى فِرَاشِ اَهْلِهِ" یَقُوْمُ سے متعلق ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یُصَلِّیْ سے متعلق ہو، معلوم ہوا کہ بچھونے پر نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ وہ پاک وصاف ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب ـ جب نماز میں چھوٹی سی بچی کو اپنی گردن پر اٹھایا

۴۹۶ ـ ترجمہ: ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے جبکہ آپ امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (آپ کی نواسی) اور آپ کے داماد ابوالعاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی بیٹی کو کندھوں پر اٹھاتے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو اسے زمین پر رکھ دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے

۴۹۶ ـ شرح: دراصل عبارت اُمَامَةَ بِنْتًا لِزَيْنَبَ ہے۔ اسی لئے وَلِاَبِي الْعَاصِ میں لام کو ظاہر کر دیا ہے۔ جو معطوف علیہ میں مقدر تھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو یہاں اس لئے ذکر کیا کہ جب بچی کو اٹھانا نماز میں مضر نہیں

marfat.com

Marfat.com

تو اس کا آگے سے گزر جانا بطریق اولیٰ مضر نہ ہوگا۔ کیونکہ اٹھانا آگے سے گزر جانے سے زیادہ سخت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل خفیف نماز میں مضر نہیں علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے۔

ہاں نماز میں عمل کثیر مفسد صلوٰۃ ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عمل کثیر وہ ہے جس میں دونوں ہاتھ استعمال نہ کرے۔ اگر کسی شخص نے حالت نماز میں کمان پکڑ کر تیر اندازی کی یا عورت نے بچے کو اٹھا کر دودھ پلایا تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔ اور اگر صرف بچے کو اٹھایا اور دودھ نہ پلایا تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ عمل قلیل ہے اور اس کی دلیل مذکور حدیث ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز کے لئے اس طرح کیا تھا۔ یہ آپ کے لئے مکروہ نہ تھا،، اس زمانہ میں بھی اگر کوئی ایسا کرے تو مکروہ نہ ہوگا اور یہ مسلمانوں کے لئے قیامت تک مستمر رہے گا،، اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ امامہ رضی اللہ عنہا خود سید عالم سے چمٹ جاتی اور آپ کی گردن شریف پر بیٹھ جاتی تھی۔ آپ شفقت و الفت کی وجہ سے اسے کندھے پر رہنے دیتے اور جب رکوع و سجود کو جاتے تو اتار دیتے تھے۔ یہ اس لئے صحیح نہیں کہ اٹھانا اور زمین پر رکھنا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے امامہ کا نہیں۔ بعض مالکی کہتے ہیں اگر آپ اسے نہ اٹھاتے تو وہ روتی اور آپ کا نماز میں شغف تام نہ رہتا اور اس کا اٹھانا اس سے آسان تھا۔ الحاصل اٹھانا اور رکھنا آپ کا فعل ہے امامہ کا نہیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صاحبزادیوں سے بڑی تھیں جبکہ سیدہ فاطمہ،، رضی اللہ عنہا سب سے چھوٹی اور آپ کو پیاری تھیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن شریف سے تھی۔ صرف ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجۃ الکبریٰ سے اس سال نکاح کیا جس سال کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی۔ آپ کی عمر شریف اس وقت صرف پچیس برس تھی۔ جبکہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف اس وقت چالیس برس تھی ان سے قاسم، طاہر، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہا متولد ہوئے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے ابو العاص یاسر بن ربیع بن عبد شمس نے نکاح کیا اور ان سے علی اور امامہ پیدا ہوئے۔ امامہ سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا جبکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا انتقال فرما گئیں اور ان سے محمد پیدا ہوئے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا آٹھ ہجری میں انتقال کر گئیں۔ ابو العاص فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور ہجرت کی وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔ ان کی والدہ ہند بنت خویلد ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ زینب کا نکاح ابو العاص سے کر دیں۔ چونکہ آپ ان کا کلام کبھی مسترد نہ فرماتے تھے اس لئے ان کی خواہش پر آپ نے زینب کا نکاح ابو العاص سے کر دیا۔ جبکہ وہ کافر تھے۔ اس وقت قرآن کریم نازل ہونا شروع نہ ہوا تھا پھر اسلام نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا صَلّٰی اِلٰی فِرَاشٍ فِیْهِ حَآئِضٌ

۴۹۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ نَا هُشَیْمٌ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ کَانَ فِرَاشِیْ حِیَالَ مُصَلّٰی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرُبَّمَا وَقَعَ ثَوْبُهٗ عَلَیَّ وَاَنَا عَلٰی فِرَاشِیْ

نے ان کے درمیان تفریق کردی جبکہ وہ بدر کے قیدیوں میں اسیر ہوکر آئے اور فدیہ دے کر رہائی پائی اور اور سیدہ زینب کو مدینہ منورہ میں شرفہا اللہ تعالیٰ آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے بھیج دیا پھر اس کے سات برس بعد وہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوگئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نکاح سے سیدہ زینب کو ان کے پاس واپس کردیا اور نکاح جدید نہ کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے پیار اور شفقت خوب فرماتے تھے۔ اس میں ان کا اکرام اور ان کے والدین کی دل جوئی بھی ہے نیز جو شخص عمل قلیل سے گود میں بچہ اٹھالے تو نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اسی طرح دیگر طاہر حیوان نماز میں اٹھانا جائز ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چھوٹے بچے مسجد میں لانا جائز ہیں۔ جبکہ مسجد کی تلویث کا خطرہ نہ ہو جس حدیث میں بچوں کو مسجد سے علیحدہ رکھنے کا حکم ہے وہ تلویث مسجد اور شور و غوغا پر محمول ہے۔ واللہ اعلم!

باب ۔ جب بچھونے کے سامنے نماز پڑھے جس میں حائض ہو

۴۹۷ ۔ ترجمہ : ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے کہا میرا بچھونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلّٰی کے سامنے ہوتا تھا بسا اوقات آپ کا کپڑا میرے اوپر آجاتا۔ جبکہ میں اپنے بچھونے میں ہوتی تھی۔

marfat.com

Marfat.com

۴۹۸ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ نَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمٰنُ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُوْنَةَ تَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَاَنَا عَلٰى جَنْبِهٖ نَائِمَةٌ فَاِذَا سَجَدَ اَصَابَنِيْ ثَوْبُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ

بَابُ هَلْ يَغْمِزُ الرَّجُلُ اِمْرَأَتَهٗ عِنْدَ السُّجُوْدِ لِكَيْ يَسْجُدَ "

ترجمہ : عبداللہ بن شداد نے کہا میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ۴۹۸ ـــ
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور میں آپ کے ایک طرف سو رہی ہوتی تھی جب آپ سجدہ کرتے آپ کا کپڑا مجھے لگ جاتا جبکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔ مسدد نے خالد سے زیادہ یہ کہا ہے کہ ہمیں سلیمان شیبانی نے خبر دی (کہ میمونہ نے کہا) اور میں حائضہ ہوتی تھی۔

شرح : جب عورت کی حالت حیض والی ہو تو اسے حائضہ کہتے ہیں ۴۹۷ ـــ ۴۹۸ ـــ
اور حائض عام ہے۔ حیض کی حالت ہو یا نہ مگر لغت میں ان میں کوئی فرق نہیں اور حیض میں عورتوں کی خصوصیت ہے اور التباس کا وہم نہیں اس لئے حائض بدون تاء التانیث کہہ دیتے ہیں اسی طرح حامل اور حاملہ ہے۔
امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ حائضہ اگرچہ نمازی کے ایک طرف ہو اور اس کا کپڑا نمازی کو مس کرے اس کی نماز صحیح ہے۔ بخاری کا یہ مقصد نہیں کہ حائض نمازی اور قبلہ کے درمیان ہو۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ۱ عمرو بن زرارہ حدیث ۴۷۶ کے اسماء میں ۲ ہشیم حدیث ۳۳۰ کے اسماء میں دیکھیں ۳ خالد طحان ہیں حدیث ۱۸۹ کے اسماء میں گزرے ہیں ۴ ابوالنعمان حدیث ۲۹۹ کے اسماء میں دیکھیں۔

باب ۱۰۴ ـــ جب کوئی شخص سجدہ کے وقت اپنی بیوی کو دبا دے تاکہ سجدہ کر سکے

marfat.com
Marfat.com

۴۹۹ ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا يَحْيٰى قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ نَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بِئْسَمَا عَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلَيَّ فَقَبَضْتُهُمَا

بَابُ الْمَرْأَةُ تَطْرَحُ عَنِ الْمُصَلِّيْ شَيْئًا مِنَ الْأَذٰى

۵۰۰ ــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ السَّرْمَارِيُّ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ نَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ إِذْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَلَا تَنْظُرُوْنَ إِلٰى هٰذَا الْمُرَائِيْ

۴۹۹ ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ بُری بات ہے کہ تم نے ہمیں کتوں اور گدھوں کے برابر کر دیا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو دیکھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی تھی۔ جب آپ سجدہ کا ارادہ فرماتے تو مجھے دبا دیتے میں ان کو سکیڑ لیتی

۴۹۹ ــ شرح : اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کا بدن عورت سے لگ جائے تو نماز میں خلل نہیں آتا جبکہ پہلی حدیث ۴۹۸ میں ہے کہ اگر نمازی کا کپڑا عورت سے چھو جائے تو حرج نہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کو ہاتھ سے مس کرے تو وضو باقی رہتا ہے۔ حدیث ۴۹۳ بَابُ التَّطَوُّعِ خَلْفَ الْمَرْأَةِ ،، میں بھی یہ مذکور ہے۔

باب عورت نمازی سے غلاظت وغیرہ اُٹھا کر پھینکے

marfat.com

Marfat.com

أَيُّكُمْ يَقُومُ إِلَى جَزُورِ آلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا فَيَجِيءُ بِهِ ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتَّى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوا حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلَى فَاطِمَةَ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَأَقْبَلَتْ تَسْعَى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتَّى أَلْقَتْهُ عَنْهُ وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَوٰةَ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثُمَّ سَمَّى اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَوَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوا إِلَى الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيبِ لَعْنَةً

۵۰۰ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور قریش اپنی مجالس میں جمع تھے ۔ اچانک ان میں سے کسی نے کہا کیا تم اس مُرائی (ریاکار) کو دیکھتے نہیں ہو۔ تم میں سے کون ہے جو فلاں شخص کی اونٹنی کے پاس جائے اور اس کی غلاظتِ خون اور سرگین لے کر آئے پھر آپ کو مہلت دے حتیٰ کہ جب سجدہ کریں تو اس کو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دے ۔ ان سے بدبخت (عقبہ بن ابی معیط) اٹھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو اس کو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کی حالت میں ثابت رہے وہ ہنسنے لگے حتیٰ کہ زیادہ ہنسی سے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ کوئی شخص سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا وہ اس وقت کمسن تھیں وہ دوڑتی ہوئی آئیں جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدستور سجدہ میں تھے حتیٰ کہ آپ سے غلاظت ہٹائی اور ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کو سب وشتم کرنے لگیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمالی تو فرمایا : اے اللہ قریش کو ہلاک کر۔ اے اللہ قریش کو ہلاک کر۔ اے اللہ

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ الثَّالِثُ

كِتَابُ مَوَاقِيْتُ الصَّلٰوةِ

بَابُ مَوَاقِيْتُ الصَّلٰوةِ وَفَضْلِهَا

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا مُّوَقَّتًا وَقَّتَهٗ عَلَيْهِمْ ۵۰۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ قَرَأْتُ

قریش کو ہلاک کر پھر ان کے نام لے کر فرمایا اے اللہ! عمرو بن ہشام (ابوجہل لعنۃ اللہ علیہ) عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ ولید بن عتبہ۔ امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو ہلاک کر (لعنۃ اللہ علیہم) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا! میں نے ان کو بدر کے دن مرے گرے ہوئے دیکھا۔ پھر ان کو گھسیٹ کر بدر کے پرانے کنوئیں میں ڈالا گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحاب قلیب کے پیچھے لعنت کی گئی ہے۔

۵۰۰ — شرح : ظاہر ہے کہ جب سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غلاظت ہٹائی تھی تو آپ سے ان کے ہاتھ نے مس کیا ہوگا اور اس صورت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بدستور نماز میں رہے۔ معلوم ہوا عورت نمازی کے بدن سے چھوئے یا اس کے آگے سے گزر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس حدیث شریف سے متعلق حدیث ۲۳۹ دیکھیں۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تیسرا پارہ

marfat.com

Marfat.com

عَلٰی مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَاَخْبَرَهُ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْعِرَاقِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْمَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَاهٰذَا يَا مُغِيْرَةُ اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ اِعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ اَوَاِنَّ جِبْرِيْلَ هُوَ اَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتَ الصَّلٰوةِ قَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ

نماز کے اوقات

باب ۔ نماز کے اوقات اور ان کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا فرمان یقیناً نماز مومنوں پر فرض مُوَقَّت ہے (وقت مقرر کیا ہوا) یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر اس کو وقت مقرر میں فرض کیا ہے "

۵۰۱ — ترجمہ : ابن شہاب زہری نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک روز نماز میں تاخیر کی تو عروہ بن زبیر ان کے پاس آئے اور خبر دی کہ ایک دن مغیرہ بن شعبہ نے جبکہ وہ عراق میں حاکم تھے۔ نماز میں دیر کر دی تو ان کے پاس ابومسعود انصاری آئے اور کہا

marfat.com
Marfat.com

اے مغیرہ یہ تاخیر کیسی ہے کیا جانتے نہیں ہو کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نازل ہوئے اور نماز پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پھر نماز پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پھر نماز پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پھر نماز پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پھر نماز پڑھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پھر کہا کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے عروہ سے کہا۔ خیال کرو کیا کہتے ہو کیا جبرائیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا وقت مقرر کیا؟ عروہ بن زبیر نے کہا اسی طرح بشیر بن ابی مسعود اپنے باپ سے بیان کرتے تھے۔ عروہ نے کہا مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ حالانکہ دھوپ ان کے حجرہ میں ہوتی تھی۔ پہلے اس کے کہ وہ (دیواروں پر) بلند ہو۔

۵۰۱ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ اس لئے حدیث میں فَصَلّٰی، فاء کے ساتھ ذکر کیا جو تعقیب بلا مہلت کو چاہتی ہے اور حضرت جبرائیل کی دونوں نمازوں کے درمیان کچھ زمانہ ہوتا تھا جبکہ انھوں نے پانچ اوقات متعینہ میں نمازیں پڑھیں۔ اس لئے "ثم صلی" "ثمّ" کے ساتھ ذکر کیا جو تراخی کو چاہتا ہے ابومسعود نے یہ نہ کہا کہ میں نے یہ نمازیں پڑھتے دیکھا یا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل نازل ہوئے۔ اس لئے یہ حدیث اس طریق کے ساتھ متصل الاسناد نہیں۔

قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ کا معنی یہ ہے کہ دھوپ دیواروں کے اوپر نہ چڑھی تھی۔ عمر بن عبدالعزیز نے یہ نماز عصر مستحب وقت سے مؤخر کی تھی یہ نہیں کہ نماز کا وقت نکل چکا ہوگا؛ کیونکہ یہ ان سے ناممکن تھا اور عروہ نے اس لئے اعتراض کیا کہ انھوں نے مستحب وقت چھوڑ دیا تھا جس میں جبرائیل علیہ السلام نے نماز پڑھی تھی مگر یہ نادر واقعہ ہوا تھا جو لفظ یومًا کا مدلول ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز مستحب وقت میں پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حدیث مسند حجت ہوتی ہے۔ منقطع حدیث حجت نہیں ہوتی۔ اسی لئے عمر بن عبدالعزیز نے حدیث پر قناعت نہ کی اور جب اسے بشیر کی طرف مسند کیا تو خاموش ہوگئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب کو پانچ اوقات میں نماز پڑھاؤ تو جبرائیل علیہ السلام پر بھی اس وقت نماز فرض ہوگئی تھی لہٰذا ان دونوں میں جبرائیل علیہ السلام مفترض تھے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مفترض تھے لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ جبرائیل علیہ السلام مکلف نہ تھے۔ وہ اس نماز میں متنفل تھے۔ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی لہٰذا مفترض متنفل کی اقتداء کر سکتا ہے۔ یہ اس لئے کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نماز کی تبلیغ سے مکلف تھے۔ لہٰذا وہ متنفل نہ رہے

marfat.com

Marfat.com

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ

ان کا سلسلہ نسب یہ ہے عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابی العاصی بن امیہ بن عبدالشمس اموی تابعی ہیں۔ آپ راشد خلیفہ ہیں ان کی جلالت، فضیلت، وفور علم، زہد و تقویٰ، عدل و انصاف اور مسلمانوں پر شفقت و مہربانی پر ساری امت کا اتفاق ہے۔ ان کے خلیفہ مقرر ہونے سے پہلے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے ان کی اقتداء میں نماز پڑھی اور کہا میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو اس نوجوان کی طرح نماز پڑھتا ہو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بہت مشابہ نماز پڑھتے تھے۔ ننانوے (۹۹) ہجری میں مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت کے مطابق دو سال پانچ ماہ خلافت پر فائز رہے اور اس قلیل مدت میں ساری دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا خلفاء راشدین ابوبکر صدیق، عمر فاروق، ذوالنورین، عثمان غنی، علی المرتضیٰ اور عمر بن عبدالعزیز پانچ خلفاء ہیں۔ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو پہاڑوں میں بکریوں کے چرواہوں نے کہا یہ نیک خلیفہ کون ہے جو لوگوں پر مقرر ہوا ہے۔ اُن سے پوچھا گیا تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ خلیفہ صالح ہے۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ جب نیک خلیفہ ہو تو بھیڑیئے بکریوں کو کچھ نہیں کہتے اور نہ ہی بکریاں اُن سے خائف ہوتی ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں مروی کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال پر کوئی ایسا شخص پیدا کرتا ہے جو اس امت کے دین کی اصلاح کرتا ہے۔ ہم نے پہلے سو سال میں بغور دیکھا ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز ہی ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تہذیب الاسماء میں ذکر کیا کہ علمائے کرام نے پہلی صدی میں عمر بن عبدالعزیز، دوسری میں امام شافعی، تیسری میں ابن شریح پر اتفاق کیا ہے کہ اُنھوں نے دین کے امور کی اصلاح کی ہے۔ مگر یہ ظنی بات ہے؛ کیونکہ ہر مذہب والوں نے اپنے خیال کے مطابق مصلح کا انتخاب کیا ہے۔ چنانچہ احناف نے دوسری صدی کے لئے حسن بن زیاد تیسری کے لئے امام طحاوی مصلح منتخب کئے ہیں اسی طرح مالکیہ اور حنابلہ نے اپنے خیالات کے مطابق انتخاب کیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے مصلح ہونے میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ انہیں اَشَجّ کہا جاتا تھا؛ کیونکہ کسی جانور نے ان کے چہرے پر لات مار کر اسے زخمی کر دیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا میری اولاد میں سے ایک شخص ہوگا اس کے چہرے پر زخم ہوگا وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ چونکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی والدہ ماجدہ اُمِّ عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب ہے اس لئے آپ فاروق اعظم کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ مصر میں پیدا ہوئے اور حمص کے ایک گاؤں دیر سمعان میں ایک سو ایک ہجری کی ۲۵ رجب المرجب میں جمعہ کے روز فوت ہوئے۔ ان کے پاس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال شریف اور ناخن مبارک تھے اس لئے اُنھوں نے وصیت کی تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بال اور ناخن شریف ان کے ساتھ قبر میں رکھے جائیں؛ چنانچہ ان کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ یوسف بن ماھک نے کہا

marfat.com
Marfat.com

ہم عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر مٹی ڈال رہے تھے کہ ہم پر آسمان سے کاغذ کا ٹکڑا گرا جس پر یہ الفاظ کندہ تھے "

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَمَانٌ مِّنَ اللّٰہِ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ مِنَ النَّارِ، یعنی عمر بن عبدالعزیز کو اللہ کی طرف سے دوزخ سے امان مل گیا ہے" رضی اللہ تعالیٰ عنہ" ابو داؤد شریف میں ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بنو امیہ کے تمام تجاوزات واپس کر دیئے تھے اور فدک وغیرہ جو مروان کی اولاد نے اپنی ملک میں کر لئے تھے انہیں واپس کر دیا اور فرمایا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی سیدہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کو فدک دینے سے انکار کر دیا تھا تو اس میں اور کسی کا حق کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے۔ مغیرہ بن شعبہ کا تذکرہ حدیث ۵۵ کے اسماء میں ہو چکا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

مغیرہ بن شُعبہ ثقفی کوفی ہیں۔ غزوہ خندق کے سال اسلام قبول کیا انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سو چھتیس حدیثیں روایت کی ہیں۔ امام بخاری نے ان میں سے صرف دس احادیث ذکر کی ہیں۔ پچاس ہجری کو کوفہ میں طاعون کے مرض سے وفات پائی جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مدت تک انہیں بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ انھوں نے سب سے پہلے بصرہ میں عدالت کی اساس رکھی تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو مسعود رضی اللہ عنہ

ان کا نام عقبہ بن عمرو ثعلبہ انصاری ہے وہ قبیلہ خزرج سے متعلق ہیں اور اصحابِ بدر سے ہیں۔ ستر نقباء میں آپ بھی بیعت عقبہ میں موجود تھے۔ اس وقت یہ سب سے کمسن تھے۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ ان کی بدر میں سکونت تھی۔ غزوۂ بدر میں شامل نہ تھے، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے انہیں اصحاب بدر میں شمار کیا ہے۔ آپ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دو احادیث روایت کی ہیں۔ بخاری نے ان میں سے دس ذکر کی ہیں۔ کوفہ میں سکونت پذیر رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب جنگِ صفین میں گئے تو انہیں کوفہ کا حاکم مقرر کر گئے تھے۔ کوفہ میں ہی آپ کی وفات ہوئی کہا گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں ۴۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ بعض روایات میں ۴۱ ہجری مذکور ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

۵۰۲ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا عَبَّادٌ وَهُوَ ابْنُ عَبَّادٍ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّا هٰذَا الْحَيُّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَاْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُوْا اِلَيْهِ مَنْ وَرَآءَنَا فَقَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا اِلٰى خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالنَّقِيْرِ

باب اس کی طرف رجوع کرنے والے اور اس سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور مشرکوں سے نہ ہو جاؤ

۵۰۲ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا ہم ربیعہ کے اس قبیلہ سے ہیں اور ہم آپ کی خدمت میں ماہِ حرام میں ہی پہنچ سکتے ہیں۔ ہمیں ایسی شئی کا حکم فرمادیں کہ اس کو ہم مضبوطی سے پکڑلیں اور اپنے پچھلوں کو اس کی دعوت دیں۔ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو چار امور کا حکم کرتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ پھر اس کی تفسیر یہ کی، گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور جو غنیمت حاصل کرو اس کا مجھے پانچواں حصہ ادا کرو۔ میں تم کو کدو، سبز گھڑا تارکول کے برتن اور درخت کے تنے کو کرید کر بنائے ہوئے برتن سے منع کرتا ہوں (ان میں نبیذ نہ بناؤ)

۵۰۲ ـ شرح : یہ وفد فتح مکہ کے وقت آیا تھا اس وقت روزہ فرض ہو چکا تھا، کیونکہ اس کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى إِقَامِ الصَّلٰوةِ

۵۰۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى إِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

فرضیت ہجرت کے دوسرے سال ہوئی تھی۔ اس حدیث میں راوی کی غفلت سے "صیام رمضان" کا ذکر ترک ہوگیا ہے۔ یہ راویوں کے ضبط وحفظ میں اختلاف کے باعث ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں اختلاف نہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شرک باللہ کا ذکر نماز کے ساتھ اس لئے نہ کیا کہ توحید کے بعد نماز اسلام کا بہت بڑا ستون ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کا اقرب وسیلہ ہے اور آپ کا ان امور کا حکم فرمانا اور ظروف و اشربہ سے منع فرمانا اس لئے تھا کہ آپ ہر قوم کی حاجت اور ان پر جس چیز کا خوف تھا اسے خوب جانتے تھے اس وفد سے آپ کو فئ میں غلول کے خوف کا علم تھا اور وہ لوگ مذکور برتنوں میں نبیذ بکثرت بنایا کرتے تھے۔ اس لئے ان امور کا حکم فرمایا اور مذکور برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ حدیث ۵۰ میں اس کی تحقیق گزر چکی ہے۔

۵۰۲ — اسماء رجال : عباد بن عباد مہلبی عتکی بصری ہیں۔ ۱۸۰ ہجری میں فوت ہوئے ابوجمرہ حدیث ۵۰ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ اس حدیث میں اس حدیث کی پوری ابحاث سوالات وجوابات بھی مذکور ہیں۔

باب — نماز کی اقامت پر بیعت کرنا

۵۰۳ — ترجمہ : جریر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے لئے اخلاص پر کی۔

۵۰۳ — شرح : اللہ تعالیٰ کی توحید اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے اقرار کے بعد مقدم اور اہم فرائض اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ ہیں۔ ان دونوں کے بعد نُصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ کو اس لئے ذکر کیا کہ حضرت جریر کی قوم عہد شکن تھی اس لئے ان کو اہم امر کا حکم فرمایا جیسے وفد عبدالقیس کو مذکور ظروف میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا تھا۔ کیونکہ وہ ان برتنوں میں نبیذ بکثرت بنایا کرتے تھے۔ اور ان کے لئے "نصح" کو ذکر نہ کیا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ ان کے لئے ترک نصح سے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اَلصَّلٰوةُ كَفَّارَةٌ

۵۰۴ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قُلْتُ اَنَا كَمَا قَالَهٗ قَالَ اِنَّكَ عَلَيْهِ اَوْ عَلَيْهَا لَجَرِيْءٌ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ وَالنَّهْيُ قَالَ لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ وَلٰكِنِ الْفِتْنَةُ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَاْسٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا لَبَابًا مُغْلَقًا قَالَ اَيُكْسَرُ اَمْ يُفْتَحُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ اِذًا لَّا يُغْلَقُ اَبَدًا قُلْنَا اَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا اَنَّ دُوْنَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ اِنِّيْ حَدَّثْتُهٗ بِحَدِيْثٍ لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَ حُذَيْفَةَ فَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَاَلَهٗ فَقَالَ الْبَابُ عُمَرُ

وہ خطرہ نہیں جو جریر کی قوم سے خوف تھا۔
حضرت جریر رضی اللہ عنہ یمن سے اپنی قوم کا وفد بن کر آئے تھے اور ان شرائط پر آپ کی بیعت کی اور اپنی قوم کو خبر دینے کے لئے واپس لوٹ گئے وَالنُّصْحُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ کی تقریر حدیث ۵۴ میں گزری ہے۔
محمد بن مثنیٰ حدیث ۱۵ کے اسماء میں مذکور ہے۔

باب ـ نماز گناہوں کا کفارہ ہے

۵۰۴ ـ ترجمہ: شفیق نے کہا میں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا انھوں نے کہا ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک انھوں نے کہا تم میں سے کون ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنہ سے متعلق یاد رکھا ہو میں نے کہا میں نے یاد رکھا ہے جو آپ نے

marfat.com
Marfat.com

فرمایا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا مقالہ پہ دلیر ہو۔ میں نے کہا آدمی اپنے گھر، مال، اولاد اور ہمسایوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کو نماز، روزہ، صدقہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مٹا دیتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میری یہ مراد نہیں لیکن وہ فتنہ بتاؤ جو سمندر کے موج مارنے کی طرح موجزن ہو (میری مراد وہ فتنہ ہے) حذیفہ نے کہا یا امیر المؤمنین اس فتنہ سے آپ کو کوئی خطرہ نہیں بے شک آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان دروازہ بند ہے۔ حضرت عمر فاروق نے کہا کیا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا اسے کھولا جائے گا؟ حذیفہ نے کہا وہ دروازہ توڑا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اس وقت وہ ہمیشہ کے لئے بند نہ ہوگا۔ ہم نے (حذیفہ سے) کہا کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس دروازہ کو جانتے تھے۔ حذیفہ نے کہا ہاں ایسا جانتے تھے جیسے کل سے پہلے آج کی رات کو جانتے تھے۔

میں نے ان کو ایسی حدیث کی خبر دی ہے جو غلط نہیں۔ (شفیق نے کہا) ہم ڈرے کہ حذیفہ سے پوچھیں (کہ وہ دروازہ کون ہے) ہم نے مسروق سے کہا تو انھوں نے حذیفہ سے پوچھا۔ حذیفہ نے فوراً کہا کہ وہ دروازہ عمر فاروق (رضی اللہ عنہا) ہیں۔

۵۰۴ — شرح : اہل کا فتنہ یہ ہے کہ آدمی ان کے باعث وہ کلام یا عمل کرے جو اس کے لئے کرنے جائز نہیں۔ جب تک وہ کبیرہ گناہ تک نہ پہنچے، مال کا فتنہ یہ ہے کہ اس کی تحصیل کے لئے غلط طریقہ اختیار کرے اور غیر مصرف میں اسے خرچ کر دے یا مال کے حقوق جو اس پہ لازم ہیں میں کمی کرے جن سے اس پہ محاسبہ زیادہ ہو جائے اولاد کا فتنہ یہ ہے کہ ان کی فرطِ محبت میں مشغول ہونے کے باعث خیر کثیر کے حصول میں تقصیر کرے یا ان کے کھانے پینے کی چیزیں حاصل کرنے میں حرام و حلال میں امتیاز نہ کرے۔ ہمسایہ کا فتنہ یہ ہے کہ اس کے حال جیسا اپنا حال کرنے کی خواہش کرے جبکہ وہ مالدار ہو۔ یعنی جب تک وہ کبائر سے بچا رہے تو پانچوں نمازیں، رونے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ان گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ، مگر کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ، یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ، اگر نمازوں سے گناہوں (کبائر) کا کفارہ ہو جائے تو پھر توبہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ یعنی جب تک کبائر سے بچتا رہے تو مذکور امور سے تمام صغائر کا کفارہ ہو جاتا ہے اور صنابحی کی حدیث کہ جب وضو کرے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ صغائر پہ محمول ہے۔ حذیفہ نے کہا میں نے ان کو ایسی حدیث کی خبر دی جو حق ہے اور اجتہاد اور فکر کا نتیجہ نہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی غرض یہ تھی کہ دروازہ مرد ہے جو قتل ہوگا یا مر جائے گا تو فتنوں کا آغاز ہوگا۔ حذیفہ جانتے تھے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قتل کی صراحۃً خبر بھی نہ دیں۔

الحاصل! فتنہ اور اسلام کے درمیان سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حائل تھے اور وہی یہ دروازہ تھے۔ جب تک وہ بقید حیات رہے اسلام میں کسی فتنہ کو راہ نہ ملی جب وہ فوت ہو گئے تو فتنوں کی بھرمار شروع ہو گئی جو

marfat.com

Marfat.com

۵۰۵ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلاً اَصَابَ مِنِ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلٰى هٰذَا قَالَ لِجَمِيْعِ اُمَّتِيْ كُلِّهِمْ

مخفی نہیں۔ اور بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمَا کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کے زمانہ اور فتنوں کے زمانہ کے درمیان بند دروازہ ہے اور وہ عمر فاروق ہیں۔ لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ ان الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دروازہ عمر فاروق اور فتنہ کے درمیان ہے اور حدیث کے آخر میں یہ کہا کہ دروازہ عمر فاروق ہیں۔

لہٰذا دونوں کلاموں میں مغایرت ہے۔ عدم مغایرت کی وجہ یہ ہے کہ اس کلام میں مضاف محذوف ہے یعنی بَيْنَ زَمَانِكَ وَزَمَانِ الْفِتْنَةِ وُجُوْدُ حَيَاتِكَ یا یہ مراد ہے کہ بَيْنَ الْاِسْلَامِ وَالْفِتْنَةِ بَابٌ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم! حدیث میں مذکور سوال وجواب اور اِنِّيْ حَدَّثْتُهُ بِحَدِيْثٍ لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ سے واضح ہو جاتا ہے کہ حذیفہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا تھا۔ اس سے معلوم ہُوا کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کائنات میں امورِ مقدرہ جانتے تھے اور ان میں سے کچھ خاص خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بتلا دیتے تھے اسی لئے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو صاحب السر کہا جاتا تھا۔ اس حدیث سے "يَعْلَمُ مَا فِي الْغَدِ" کا مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے جبکہ انہوں نے کہا جو شخص یہ کہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کی باتیں جانتے ہیں اُس نے بہت بڑا بہتان باندھا۔ کیونکہ قرآن میں اس طرح کی آیات اور اس طرح کی احادیث تمام ذاتی علم غیب پر محمول ہیں کیونکہ ذاتی علم غیب اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے اسی لئے فرمایا: قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ کے خبردار کرنے سے انبیاء کرام علیہم السلام غیب پر مطلع ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

۵۰۵ ـ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی۔ نماز قائم کریں صبح و شام اور رات کے کچھ حصہ میں یقیناً نیکیاں گناہوں کو لے جاتی ہیں اس شخص نے کہا یا رسُول اللہ! کیا یہ میرے ہی لئے خاص ہے؟ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت کے لئے یہی حکم ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ الصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا

۵۰۶ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ الْعَيْزَارِ اَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَاَشَارَ اِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّهُ لَزَادَنِيْ

۵۰۵ ـ شرح : بوسہ لینے والا شخص ابوالیسر انصاری تھا جو کھجوریں بیچا کرتا تھا کوئی عورت اس کے پاس کھجوریں لینے آئی وہ اسے خوبصورت معلوم ہوئی تو اُسے کہا اندر اس سے اچھی کھجوریں ہیں وہ اسے اندر کھجوریں دکھانے لے گیا تو اس کو آغوش میں لے لیا اور بوسہ لے لیا۔ اس عورت نے کہا اللہ سے ڈرو۔ اُس نے فوراً اس کو چھوڑ دیا اور نادم ہوکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور آپ سے سارا واقعہ کہہ سُنایا آپ نے فرمایا میرے رب کے حکم کا انتظار کرو جب عصر کی نماز پڑھی تو یہ آئت نازل ہوئی۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے فرمایا جاؤ یہ نماز تمہارے اِس گناہ کا کفّارہ ہے۔ ایک روائت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا یا رسُول اللہ! یہ حکم اسی شخص کے لئے خاص ہے یا سب لوگوں کے لئے ہے۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ حکم سب لوگوں کے لئے ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ اجنبیہ کا بوسہ لینا اور اسے مس کرنا صغیرہ گناہ ہے۔ اس میں حد نہیں البتہ تعزیر ہے۔ صغائر کے ارتکاب میں پانچ نمازیں توبہ کے قائم مقام ہیں کیونکہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ ظاہر آئت سے معلوم ہوتا ہے کہ دن کی دونوں طرفوں میں اقامت صلوٰۃ واجب ہے اور وہ طلوعِ شمس کی ابتداء اور اس کے غروب کا پہلا وقت ہے۔ معلوم ہُوا کہ فجر کی نماز روشنی میں عصر کی نماز تاخیر سے مکروہ وقت سے پہلے مستحب ہے۔ یہی قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

اسماء رجال : ترجمہ : یزید[۱] بن زُریع حدیث ۲۸۲، سلیمان[۲] بن طرخان حدیث ۱۲۹ کے اسماء میں دیکھیں، ۳ ابوعثمان عبدالرحمٰن بن مل ہندی جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے اور ملاقات نہ کرسکے لیکن آپ کو صدقات بھیجتے رہے۔ تیس برس کی عمر میں ۹۵ ہجری کو فوت ہوگئے وہ نماز پڑھتے تھے جس کہ ان پر غشی آجاتی تھی۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ كَفَّارَةٌ لِلْخَطَايَا
إِذَا صَلَّوْهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ فِي الْجَمَاعَةِ وَغَيْرِهَا

۵۰۷ — حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

باب نماز کو اس کے وقت میں پڑھنے کی فضیلت

۵۰۶ — ترجمہ : ولید بن عیزار نے کہا میں نے ابو عمر شیبانی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمیں اس گھر کے مالک نے خبر دی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا کہ انھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا نماز کا اپنے وقت میں پڑھنا۔ کہا پھر کونسا فرمایا پھر ماں باپ سے نیکی کرنا۔ کہا پھر کونسا فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا مجھے ان امور کی خبر دی اگر میں آپ سے اور زیادہ طلب کرتا تو آپ اور زیادہ کرتے۔

۵۰۶ — شرح : حدیث شریف میں لفظ ثُمَّ زمانہ کی تراخی کے لئے تراخیٔ مرتبہ کے لئے ہے پہلے گزر چکا ہے کہ کھانا کھلانا بہترین عمل ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ افضل عمل یہ ہے کہ مسلمان کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سالم رہیں اور اس سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب عمل وہ ہے جس پر دوام اور ہمیشگی کی جائے۔ ایک حدیث میں یہ مذکور ہے کہ ہر واقف و ناواقف سے سلام کہنا اچھا عمل ہے مگر ان احادیث میں تعارض نہیں کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو اس کی غرض کے مطابق جواب دیا جو اس کے لائق اور مناسب تھا وہ بیان فرمایا یا مختلف اوقات میں فرمایا۔ اثناء تحریر میں میرے ذہن میں یہ جواب ظاہر ہوا کہ حدیث میں مذکور تمام امور افضل ہیں اور ہر ایک کی افضلیت دوسرے امور کے اعتبار سے نہیں لیکن اپنے حال کے لحاظ سے ہے جیسے علم بلاغت تمام علوم سے اَجَلّ اور اَدَقّ ہے اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ علوم شرعیہ سے بھی یہ علم افضل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والدین سے نیکی کرنا افضل عمل ہے۔

اسماء الرجال : ۱۔ ولید بن عیزار بن حریث کوفی ہیں ۲۔ ابو عمرو شیبانی کا نام سعد بن ایاس بجری ہیں انھوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے پائے ہیں۔ ایک سو بیس برس

marfat.com
Marfat.com

ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُوْلُ ذٰلِكَ یُبْقِیْ مِنْ دَرَنِهٖ قَالُوْا لَا یُبْقِیْ مِنْ دَرَنِهٖ شَیْئًا قَالَ فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰهُ بِهَا الْخَطَایَا

کی عمر میں فوت ہوئے عبداللہ بن مسعود کے شاگرد ہیں۔

باب ۔ پانچوں نمازیں گناہوں کا کفارہ ہیں جبکہ ان کو اپنے اوقات میں باجماعت یا بغیر جماعت پڑھے

۵۰۷ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم خبر دو اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر جس سے وہ ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرے یہ غسل اس سے میل باقی رہنے دے گا؟ لوگوں نے کہا یہ تو اس کی میل سے کوئی شئے باقی نہ چھوڑے گا۔ آپ نے فرمایا یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سب گناہ مٹا دیتا ہے۔

۵۰۷ ــــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مذکور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں سے مراد صغائر گناہ ہیں کیونکہ ان کو میل سے تشبیہ دی گئی ہے اور میل زخموں وغیرہ کے لحاظ سے اصغر ہے۔ نماز سے صغائر گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ کبائر سے اجتناب کرنے سے صغائر گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ پانچ نمازیں کس کا کفارہ ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست ہے مگر کبائر سے اجتناب پانچ نمازیں پڑھنے سے ہوتا جب کوئی یہ نمازیں نہ پڑھے وہ کبائر سے مجتنب نہ ہوگا کیونکہ ترک صلوٰۃ کبیرہ گناہ ہے۔ لہٰذا صغائر کی تکفیر اور انحاء نمازیں پڑھنے پر موقوف ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اسماء رجال : ۱ ابراہیم بن حمزہ حدیث ۴۸ کے اسماء میں دیکھیں ۲ ابن ابی حازم کا نام

marfat.com

Marfat.com

بَابٌ فِی تَضْیِیْعِ الصَّلٰوۃِ عَنْ وَقْتِہَا

۵۰۸ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَہْدِیٌّ عَنْ غَیْلَانَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَعْرِفُ شَیْئًا مِمَّا کَانَ عَلٰی عَہْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِیْلَ اَلصَّلٰوۃُ قَالَ اَلَیْسَ صَنَعْتُمْ مَا صَنَعْتُمْ فِیْہَا

عبدالعزیز ہے۔ جمعہ کے روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں اچانک سجدہ کی حالت میں فوت ہوئے۔ ع۳ دراوردی ان کا نام عبدالعزیز بن محمد ہے۔ ۱۸۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابن قتیبہ نے کہا وہ دراورد کی طرف منسوب ہیں دراورد خراسان میں ایک گاؤں ہے ع۴ یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن ہادلیثی اعرج ہیں ۱۲۹ ہجری ع۴ محمد بن ابراہیم تیمی ایک سو بیس ہجری میں فوت ہوئے۔ اس حدیث کے تمام راوی مدنی ہیں۔

باب نماز کو اپنے وقت سے ضائع کر دینا

۵۰۸ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عہد کی کوئی شئی نہیں پہچانتا ہوں۔ کہا گیا نماز تو ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا نماز کو تم نے ضائع نہیں کیا جو کچھ اس میں ضائع کیا ہے؟

۵۰۸ — شرح : ایک روایت میں ہے اَوَلَمْ تَصْنَعُوْا فِی الصَّلٰوۃِ مَا قَدْ عَلِمْتُمْ یعنی کیا نماز میں تم نے وہ نہیں کیا جس کو تم جانتے ہو؟ نماز کی تضییع سے مراد یہ ہے کہ اس کو مختار اور مستحب وقت سے مؤخر کیا جائے۔ یہ مراد نہیں کہ اسے اپنے وقت سے نکال دیا جائے قرآن کریم میں ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِہِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ ،، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ انھوں نے نمازوں کو اپنے اوقات مستحبہ سے مؤخر کر کے غیر مختار وقت میں پڑھا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی تضییع کا معنی اس کو مختار اور مستحب وقت سے مؤخر کرنا ہے۔ ولید بن عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت میں حجاج عراق کا وزیر تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب دمشق میں آئے اور حجاج کو مکروہ وقت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو روتے ہوئے ولید بن عبدالملک کے پاس حجاج کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی صرف نماز ہی باقی رہ گئی تھی۔ اسے بھی ضائع کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ حجاج مستحب وقت سے تاخیر کر کے نماز پڑھا کرتا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

۵۰۹ ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ اَبُوْعُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ اَبِیْ رَوَّادٍ اَخِیْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِیَّ یَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰی اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِدِمَشْقَ وَهُوَ یَبْكِیْ فَقُلْتُ مَا یُبْكِیْكَ فَقَالَ لَا اَعْرِفُ شَیْئًا مِمَّا اَدْرَكْتُ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ وَهٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَدْ ضُیِّعَتْ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِیُّ اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ رَوَّادٍ بِهٖ

حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بصرہ سے مدینہ منورہ گئے تو لوگوں سے کہا میں تم سے خلاف سنت نبوی یہ دیکھتا ہوں کہ تم صفیں سیدھی نہیں رکھتے ہو اس کی تفصیل حدیث نمبر ۶۹۳ میں مذکور ہے۔

اسماء رجال : ع۱ موسیٰ بن اسماعیل تبوذکی حدیث ع۴ کے اسماء میں مذکور ہیں ع۲ مہدی بن میمون ان کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ ۱۷۲ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ ع۵ غیلان کا حدیث ع۲۴۳ کے اسماء میں ذکر ہو چکا ہے۔ اس حدیث کے تمام راوی بصری ہیں

---

۵۰۹ ــ ترجمہ : زہری نے کہا میں انس بن مالک کے پاس گیا جبکہ وہ دمشق میں تھے اور وہ رو رہے تھے۔ میں نے کہا کونسی چیز آپ کو رُلا رہی ہے۔ اُنھوں نے کہا میں کوئی شئ جو زمانۂ نبوی میں پاتا تھا اب دیکھ نہیں رہا ہوں مگر یہ نماز اور حال یہ ہے کہ اس کو بھی ضائع کیا جا رہا ہے۔ بکر نے کہا ہمیں محمد بن بکر برسانی نے خبر دی۔ اُنھوں نے کہا ہم کو عثمان بن ابی رواد نے اس طرح خبر دی۔

۵۰۹ ــ **شرح** : حدیث ع۵۰۸ کے ترجمہ میں مذکور ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ رونا ولید بن عبدالملک کے پاس حجاج کی شکایت کے وقت تھا جبکہ وہ نمازیں مستحب اوقات سے مؤخر کر کے پڑھا کرتا تھا اور دنیاوی امور میں مصروف رہتا تھا۔ شیخ عبدالرزاق نے اپنے اسناد سے عطاء سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا ولید نے جمعہ کی نماز میں بہت تاخیر کی حتیٰ کہ شام ہونے کو ہوئی میں مسجد میں آیا اور بیٹھنے سے پہلے ظہر کی نماز پڑھ لی پھر بیٹھے۔ بیٹھے عصر کی نماز اشارہ سے پڑھی اور حجاج خطبہ دے رہا تھا۔ عطاء رضی اللہ عنہ نے حجاج کے خوف سے اشارہ سے نماز پڑھی تھی۔

اسماء رجال : ع۱ عمرو بن زُرارہ حدیث ع۴۷۵ کے اسماء میں مذکور ہے ع۲ عبدالواحد ابن واصل ابوعُبیدہ الحدّاد سدوسی بصری ہیں۔ ۱۰۹ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ عثمان بن ابی رواد خراسانی ہیں ان کا نام میمون ہے۔ بصرہ میں سکونت پذیر تھے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْمُصَلِّیْ یُنَاجِیْ رَبَّهٗ

۵۱۰ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا صَلّٰی یُنَاجِیْ رَبَّهٗ فَلَا یَتْفُلَنَّ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَلٰکِنْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی

۵۱۱ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَالَ اعْتَدِلُوْا فِی السُّجُوْدِ وَلَا یَبْسُطُ اَحَدُکُمْ ذِرَاعَیْهِ کَالْکَلْبِ وَاِذَا بَزَقَ فَلَا یَبْزُقَنَّ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلَا عَنْ یَمِیْنِهٖ فَاِنَّهٗ یُنَاجِیْ رَبَّهٗ وَقَالَ سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ لَا یَتْفُلُ قُدَّامَهٗ اَوْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلٰکِنْ عَنْ یَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ وَقَالَ شُعْبَةُ لَا یَبْزُقُ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَلٰکِنْ عَنْ یَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ وَقَالَ حُمَیْدٌ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَبْزُقُ فِی الْقِبْلَةِ وَلَا عَنْ یَمِیْنِهٖ وَلٰکِنْ عَنْ یَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ

باب ۔ نمازی اپنے رب تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے

۵۱۰ ـ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی نماز پڑھے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ وہ دائیں طرف نہ تھوکے لیکن بائیں قدم کے نیچے تھوکے سعید نے قتادہ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا نمازی اپنے آگے یا سامنے نہ تھوکے لیکن بائیں طرف یا دونوں قدموں کے نیچے تھوکے۔ حمید نے انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ قبلہ کی طرف

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِیْ شِدَّةِ الْحَرِّ

۵۱۲ ـ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ بْنُ سُلَیْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ عَنْ سُلَیْمٰنَ قَالَ صَالِحُ بْنُ کَیْسَانَ حَدَّثَنَا الْاَعْرَجُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَغَیْرُہٗ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ

نہ تھوکے اور نہ ہی دائیں طرف تھوکے لیکن بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوکے۔

۵۱۰ ـ شرح : باب حَکُّ الْبُزَاقِ بِالْیَدِ مِنَ الْمَسْجِدِ میں حدیث ۳۹۹ میں بیان ہوا ہے اور حدیث ۴۰۹ میں اس کی مزید وضاحت مذکور ہے۔

نماز کے اوقات اللہ تعالیٰ سے مناجات کے اوقات ہیں اور انسان کو انہی اوقات میں اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کا موقع ملتا ہے۔ پہلی احادیث وقت میں نماز پڑھنے کی فضیلت اور مدح اور ان کو وقتِ مختار سے تاخیر کرنے والے کی مذمت پر دلالت کرتی تھیں۔ اس لئے امام بخاری نے اس باب کی احادیث ذکر کیں تاکہ نمازی کو یہ فضیلت حاصل کرنے کی ترغیب دلائیں تاکہ اس رفیع مرتبہ سے محروم نہ رہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۵۱۱ ـ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ سجدہ میں اعتدال کرو اور تم سے کوئی اپنے بازو کتے کی طرح نہ بچھائے اور جب تھوکے تو اپنے سامنے اور نہ ہی دائیں طرف تھوکے کیونکہ وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔

۵۱۱ ـ شرح : اعتدال سے مقصود یہ ہے کہ اپنی ہتھیلی زمین پر رکھے اور کہنیاں زمین سے اٹھائے رکھے اسی طرح دونوں پہلوؤں سے کہنیوں کو دور رکھے اور پیٹ رانوں سے اٹھائے رکھے۔ اس میں ایک تو تواضع و انکساری ہے اور دوسرا یہ کہ اس طرح زمین پر پیشانی اچھی ٹھہرتی ہے اور سست لوگوں کی سی حالت سے بعد ہوتا ہے۔ کیونکہ زمین پر کہنیاں بچھانے والا کتے کے مشابہ ہوتا ہے اور اس کا حال نماز میں تہاون اور کاہلی پر دلالت کرتا ہے اور نماز کی عظمت اور اس کو توجہ تام نہیں ہوتی

اسماء الرجال : (حدیث : ۵۱۰ اور حدیث ۴۲۲ کا اسناد بعینہٖ ایک ہے)

اسماء رجال ۵۱۱ : ۱ حفص بن عمر حدیث ۱۶۷ کے اسماء میں ۲ یزید بن ابراہیم تستری حدیث ۳۴۵ کے اسماء میں دیکھیں۔

باب ـ سخت گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈا کرکے پڑھنا

۵۱۲ ـ ترجمہ : ابوہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ آپ

marfat.com
Marfat.com

وَنَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

۵۱۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ أَبِي الْحَسَنِ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَالَ أَبْرِدْ أَبْرِدْ أَوْ قَالَ انْتَظِرِ انْتَظِرْ وَقَالَ شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب گرمی سخت ہو جائے تو (ظہر) کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش و خروش سے ہے۔

۵۱۲ ــــ شرح : حدیث کا معنی یہ ہے کہ نماز ٹھنڈک میں داخل کرو۔ اس وقت دوپہر کی شدت جاتی رہتی ہے۔ ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا حکم اگرچہ بظاہر وجوب کے لئے ہے مگر اجماع اس کے عدم وجوب پر قائم ہے یعنی ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھنا مستحب ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض فقہا اس کے خلاف ہیں وہ اس حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس نماز کو ٹھنڈک کے وقت میں پڑھے اور وہ اوّل وقت ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہا ظہر کی نماز ٹھنڈی کر کے پڑھنا مستحب ہے اور سردیوں میں جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ حدیث ۵۱۳ میں اس کی تفصیل دیکھیں۔ منہ

۵۱۳ ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے ظہر کی اذان کہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا کر ٹھنڈا یا فرمایا انتظار کر انتظار کر اور فرمایا گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے جب گرمی سخت ہو تو ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھو! حتی کہ ٹیلوں کے سائے ہم نے دیکھ لئے۔ **۵۱۳ ۔** شرح : مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے سخت گرمی میں ظہر کی اذان کہنے کا ارادہ کیا۔ حدیث ۵۱۲ میں

فَإِذَا أَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ کی حدیث کے معارض ہے جس میں مذکور ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو پہلے دن اس وقت عصر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر شئی کا سایہ اس کی مثل ہو چکا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مثل پر ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور مذکور حدیث کا مدلول یہ ہے کہ ایک

اسماء رجال۔ ۵۱۲ محمد بن بشار بن بندار ملقب بہ بندار ۲۵۲ ہجری میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

۵۱۴ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدِيْنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ اَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٌ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٌ فِي الصَّيْفِ وَهُوَ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ

مثل کے بعد تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے۔ کیونکہ حجاز مقدس میں گرمی کی شدت اس وقت رہتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آثار جب متعارض ہوں تو وقت جو یقین سے ثابت ہو وہ شک سے زائل نہیں ہوتا اور عصر کا وقت جو یقین سے ثابت نہیں شک سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز کے وقت کی تحدید (حد بندی) گرمیوں میں تین سے پانچ قدموں تک اور سردیوں میں پانچ سے چھ قدموں تک فرمائی ہے اور یہ تحدید یقینی ہے لہٰذا اس وقت میں عصر کا وقت ثابت نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اس میں شک سے ثابت ہے۔ یاد رہے کہ یہ تحدید تمام ملکوں اور شہروں میں نہیں کیونکہ آسمان میں سورج اونچا نیچا ہونے سے سایہ کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ حدیث نمبر ۵۱۶ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۵۱۴ ـ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب گرمی سخت ہو تو ظہر کی نماز کو ٹھنڈی کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش کے سبب ہوتی ہے۔ دوزخ نے اپنے رب سے شکایت کی کہ میرے بعض اجزاء بعض کو کھا گئے تو اللہ تعالیٰ نے دو سانس لینے کی اجازت دے دی۔ ایک سانس سردیوں میں ایک سانس گرمیوں میں اور وہ وہی ہیں جو تم سخت گرمی اور سخت سردی محسوس کرتے ہو۔

۵۱۴ ـ شرح: قاضی عیاض نے کہا دوزخ کا شکوہ حقیقی طور پر تھا کیونکہ لفظ کو حقیقی معنی پر محمول کرنے میں کوئی استحالہ نہیں۔ کیونکہ یہ مخبر صادق کی خبر ہے اور قدرت اس میں کلام کی صلاحیت پیدا کر سکتی ہے جیسے سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کو علم و ادراک نصیب کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دوزخ کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ، لہٰذا شکوہ کو حقیقی معنی پر محمول کرنا ہی صواب ہے۔ اس میں کئی آثار بھی وارد ہیں۔ چنانچہ جنت و دوزخ کا اللہ تعالیٰ سے کلام کرنا احادیث میں ثابت ہے

Marfat.com

۵۱۵ ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالظُّھْرِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ تَابَعَہٗ سُفْیٰنُ وَیَحْیٰی وَاَبُوْعَوَانَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ ـــ

بَابُ الْاِبْرَادِ بِالظُّھْرِ فِی السَّفَرِ

حدیث شریف میں ہے کہ دوزخ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومن سے خطاب کرے گی،،

"اے مومن جلدی سے گزر جا تیرے نور نے میری گرمی ٹھنڈی کر دی ہے۔ علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مجاز پر محمول کیا ہے۔ گرمی اور سردی دونوں دوزخ میں جمع ہو سکتی ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخت گرمی میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا مستحب ہے اور دوزخ اب موجود ہے اور جمادات اور حیوانات سے شکوہ متصور ہو سکتا ہے۔ جیسے ستون حنانہ اور اونٹ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے شکوہ کیا تھا۔

ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **۵۱۵ ـــ** ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھو؛ کیونکہ سخت گرمی دوزخ کے جوش سے ہوتی ہے۔ سفیان، یحییٰ، اور ابوعوانہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اعمش سے اس کی مطابعت کی۔

شرح : مسلم شریف میں ہے کہ حضرت خبّاب رضی اللہ عنہ نے کہا ہم **۵۱۵ ـــ** نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت گرمی کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت کا ازالہ نہ فرمایا۔ اس لئے بعض علماء نے کہا کہ ظہر کی نماز اوّل وقت میں پڑھنا افضل ہے۔ مگر بعض علماء نے کہا کہ بخاری کی ان احادیث سے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ ہے۔

خلال نے اپنی علل میں امام احمد رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حکم یہ تھا کہ ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت خبّاب رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز ابراد سے زیادہ مؤخر کرنے کی گزارش کی ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت نہ دی ہو۔ واللہ اعلم!

باب ـــ سفر میں ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھنا،،

marfat.com
Marfat.com

۵۱۶ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُهَاجِرٌ اَبُو الْحَسَنِ مَوْلًى لِبَنِیْ تَیْمِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ زَیْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ یُّؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰی رَاَیْنَا فَیْءَ التُّلُوْلِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَتَفَیَّؤُا تَتَمَیَّلُ

۵۱۶ ـ ترجمہ : بنی تیم اللہ کے مولی ابوالحسن مہاجر نے کہا میں نے زید بن وہب سے سنا۔ انھوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہا ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ مؤذن نے ظہر کی نماز کی اذان کہنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا کرو۔ مؤذن نے پھر اذان کہنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا کرو حتی کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہے جب گرمی سخت ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو! ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تَتَفَیَّؤُا مائل ہوتا ہے۔

۵۱۶ ـ شرح : "بَابُ الْاَذَانِ لِلْمُسَافِرِیْنَ" میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم بن ابراہیم سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار مؤذن سے فرمایا کہ ٹھنڈا کرو حتی کہ ٹیلوں کا سایہ ان کے برابر ہو گیا۔ لوگ اذان سنتے ہی نماز کے لئے حاضر ہو جایا کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا ٹھنڈا کر کے اذان کہو اور اذان کے لئے ابراد نماز کے لئے ابراد ہے۔ اذان سے مراد اقامت ہے لہٰذا یہ سوال نہ ہوگا کہ ابراد کا حکم صرف نماز کے لئے ہے اذان کے لئے نہیں۔ ترمذی شریف میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا کرو حتی کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا پھر اس نے اقامت کہی اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے۔ نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو! ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے ترمذی کی اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کے بعد جلدی اقامت کہنے کا ارادہ کیا تھا اس لئے جس روایت میں یہ مذکور ہے کہ بلال نے ظہر کی اذان کہنے کا ارادہ کیا تھا۔ ترمذی کی روایت کے خلاف نہیں اور ترمذی نے کہا علماء کی ایک جماعت نے یہ اختیار کیا ہے کہ سخت گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھی جائے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ

وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالْهَاجِرَةِ

۸۹۱ - حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ فِيْهَا

امام شافعی رضی اللہ عنہ اوّل وقت میں ظہر کی نماز پڑھنا افضل کہتے ہیں اور نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا حکم ان لوگوں کے لئے گمان کرتے ہیں جو دُور سے نماز پڑھنے کے لئے آئیں۔ اگر نمازی تنہا ہو یا نمازی مسجد میں موجود ہوں یا قریب قریب سے آئیں ان کے لئے ابراد کا حکم نہیں وہ سخت گرمی میں نماز مؤخر نہ کریں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث امام شافعی کے مذہب کے خلاف ہے کیونکہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ بلال نے ظہر کی اذان کہنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے بلال ٹھنڈا کرو اگر حال وہی ہوتا جو امام شافعی کہتے ہیں تو اس وقت میں ٹھنڈا کر کے نماز پڑھنا بے معنی ہوتا۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو سفر میں موجود تھے کوئی بھی دُور سے آنے والا نہ تھا۔ پھر ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا کیا معنیٰ؟ مسافر غالباً مجتمع ہوتے ہیں متفرق نہیں ہوتے کیونکہ سفر میں خطرات بہت ہوتے ہیں لہٰذا یہ کہنا کہ قافلہ مجتمع نہیں ہوتا۔ خصوصاً لشکر احتراماً سکتا سے دُور ہوتا ہے۔ امام ترمذی کے تعاقب کا جواب نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا حدیث شریف کا مدلول یہی ہے کہ سخت گرمی میں ٹھنڈا کر کے ظہر کی نماز پڑھنا افضل اور مستحب ہے۔ جیسا کہ امام ترمذی نے کہا یہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ایک مثل کے بعد بھی ظہر کا وقت ہے۔ کیونکہ ایک مثل کے دیر بعد ٹیلوں کا سایہ ان کے برابر ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ دو مثل تک ظہر کا وقت ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ واللہ اعلم!

باب ظہر کا وقت زوال کے بعد ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر دوپہر میں پڑھتے تھے"

۵۱۷ - ترجمہ: زُہری نے کہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

أُمُورًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ فَلَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا فَأَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْبُكَاءِ وَأَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حُذَافَةُ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي فَبَرَكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ أَرَ كَالْخَيْرِ وَالشَّرِّ

سورج ڈھلے باہر تشریف لائے نماز پڑھی اور منبر پر تشریف لائے قیامت کا ذکر کیا اور فرمایا اس میں بڑے بڑے امور ہیں پھر فرمایا جو شخص کسی شئ سے متعلق پوچھنا چاہتا ہے پوچھ لے تم مجھ سے کوئی شئ نہ پوچھو گے مگر اس سے خبردار کروں گا جب تک میں اس مقام میں کھڑا ہوں۔ یہ سن کر لوگ بہت رونے لگے اور آپ اکثر یہ فرماتے رہے پوچھو پوچھو عبداللہ بن حذافہ سہمی اٹھے اور کہا میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر اکثر یہ فرماتے رہے پوچھو، پوچھو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کہنے لگے ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے راضی ہوئے تب آپ خاموش ہوئے پھر فرمایا ابھی ابھی میرے سامنے اس دیوار کے عرض میں جنت اور دوزخ پیش کی گئی ۔۔۔ میں نے خیر (جنت) اور شر جیسی کوئی شئ نہیں دیکھی۔

۵۱۷ — شرح : یہ حدیث ابراد کی حدیث کے معارض نہیں۔ کیونکہ یہ فعل سے ثابت ہے اور ابراد کی حدیث قول سے ثابت ہے۔ قول کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے۔ بعض علماء نے کہا ابراد کی حدیث سے یہ حدیث منسوخ ہے۔ مہلب نے کہا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ منافق آپ سے اس لئے سوال کرتے ہیں کہ آپ کو عاجز کریں اس لئے آپ نے غصہ میں آکر فرمایا تم جو بھی مجھ سے پوچھو گے میں تم کو اس کا جواب دوں گا! اگر بالفرض اس وقت کوئی شخص آپ سے علوم خمسہ جو سورہ لقمان میں مذکور ہیں سے پوچھ لیتا تو ان کو یقیناً سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے، کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ نکرہ جب نفی کے بعد آجائے تو عموم کا فائدہ دیتا ہے اور فَلَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ " میں یہی صورت ہے اور إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ میں اس عموم کے اخبار پر دلالت ہے۔ معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شئ کا تفصیلاً علم حاصل ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر شئ کا علم ماننا شرک ہے اور اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ وقتی طور پر آپ کو ہر شئ کے علم کا مکاشفہ

marfat.com

Marfat.com

۵۱۸ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ عَنْ اَبِی بَرْزَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الصُّبْحَ وَاَحَدُنَا یَعْرِفُ جَلِیْسَہٗ وَیَقْرَأُ فِیْھَا مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَۃِ وَیُصَلِّی الظُّھْرَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَاَحَدُنَا یَذْھَبُ اِلَی اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ رَجَعَ وَالشَّمْسُ حَیَّۃٌ وَنَسِیْتُ مَا قَالَ فِی الْمَغْرِبِ وَلَا یُبَالِیْ بِتَاْخِیْرِ الْعِشَآءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ ثُمَّ قَالَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ وَقَالَ مُعَاذٌ قَالَ شُعْبَۃُ ثُمَّ لَقِیْتُہٗ مَرَّۃً فَقَالَ اَوْ ثُلُثِ اللَّیْلِ ۔

ہوگیا تھا اور مَادُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا اس مکاشفہ پر قرینہ ہے مگر ان کی یہ تاویل بے سود ہے کیونکہ جب ہر شئی کا علم کسی کے لئے ماننا شرک ہے اور حال یہ ہے کہ شرک ایک لمحہ کے لئے بھی حرام ہے تو مکاشفہ کے وقت ہر شئی کا علم ماننے میں شرک نہ ہوگا تو ایمان کا کونسا حصہ ہوگا! اور یہ ناممکن ہے کہ ایک ہی شئی ایک وقت میں شرک ہو اور دوسرے وقت میں شرک نہ ہو۔ شرک بہرحال شرک ہی ہے اگرچہ ایک لمحہ ہی کے لئے ہو۔

پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر شئی پر مطلع ہونا کیسے شرک ہوگا جبکہ خداوندِ قدوس جَلَّ وعلیٰ کے ذاتی علم جیسا یہ علم نہیں اور نہ ہی نبی کا علم ان کے علم کے مماثل۔ باقی تقریر حدیث ۹۱ کے تحت مذکور ہے۔

۵۱۸ — ترجمہ : ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اس وقت پڑھتے جبکہ ہم سے کوئی اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو پہچان لیتا اس میں ساٹھ سے سو تک آیات پڑھتے اور ظہر کی نماز پڑھتے جبکہ سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز پڑھتے جبکہ ہم سے کوئی عصر کی نماز پڑھ کر مدینہ منورہ کے دوسری طرف جاتا تو سورج ابھی روشن ہوتا۔ ابو المنہال نے کہا میں بھول گیا کہ ابو برزہ نے مغرب میں کیا کہا اور عشاء کی نماز رات کے تیسرے حصہ تک دیر کرنے میں پرواہ نہ کرتے۔ پھر ابو المنہال نے کہا آدھی رات تک اور معاذ نے کہا شعبہ نے کہا پھر میں نے ایک مرتبہ ابو المنہال سے ملاقات کی تو انہوں نے کہا یا تہائی رات تک۔

۵۱۸ — شرح : یُصَلِّی الظُّھْرَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ میں ترجمہ سے مطابقت ہے۔ زالت شمس سے مراد یہ ہے کہ اس کی گرمی باقی رہتی اور اس کا رنگ نہ بدلتا جو غروب کے وقت ہوتا ہے۔ اس حدیث میں احناف کے دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اسفار میں پڑھتے تھے کیونکہ اسفار میں

marfat.com
Marfat.com

۵۱۹ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ غَالِبُ الْقَطَّانُ عَنْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِیِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ

ہی پاس بیٹھا ہوا شخص پہچانا جاتا ہے، لیکن ساٹھ سے سو تک آیات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غلس میں شروع کر کے اسفار میں ختم کرتے تھے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کا اوّل وقت زوال شمس سے شروع ہوتا ہے اور عصر کا مستحب وقت یہ ہے کہ جب تک سورج کا رنگ نہ بدلے اور اس کی گرمی باقی رہے۔ اس وقت میں عصر کی نماز پڑھے اس میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے کہ عصر کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے اور جب سایہ ایک مثل ہو جائے تو عصر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں کہ ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھو۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی دلیل ہے۔ کیونکہ حجاز مقدس میں ایک مثل سایہ تک گرمی سخت ہوتی ہے اور دو مثلوں کے بعد ہی گرمی کی شدّت کم ہوتی ہے لہٰذا ان دونوں آثار میں تعارض باقی رہا۔ چونکہ عصر کے اوّل وقت میں شک واقع ہوا ہے۔ اور مثلین تک ظہر کا وقت یقینی ہے لہٰذا شک سے وہ زائل نہ ہوگا۔ اور عصر کا اوّل وقت تو یقین سے ثابت نہیں لہٰذا وہ شک سے ثابت نہ ہوگا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ ٹیلوں کے سائے ان کے برابر ہو گئے۔ ظہر کے دو مثل تک وقت رہنے کی حتمی دلیل ہے۔ یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عشاء کا مستحب وقت تہائی یا نصف رات تک ہے۔ امام طحاوی، مالک اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا تہائی رات تک عشاء کا مستحب وقت ہے اور نصف رات تک مباح وقت ہے۔

اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ عشاء سے پہلے نیند مکروہ ہے۔ کیونکہ نیند میں استغراق سے مستحب وقت کے نکل جانے کا احتمال ہے اور عشاء کے بعد فضول باتیں بھی مکروہ ہیں کیونکہ ان میں بیداری سے نیند میں خلل آنے سے کئی مصالح فوت ہو جاتے ہیں۔ مگر دینی کتب کا مطالعہ، مواعظ، مہمان سے گفتگو، بیوی سے موانست، اولاد سے ملاطفت اور مسافر کے سامان کی حفاظت وغیرہ سے متعلق باتیں مکروہ نہیں۔ اسی طرح لوگوں میں اصلاح کرنے اور ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے میں کراہت نہیں۔ واللہ اعلم!

۵۱۹ ـــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھتے تو گرمی سے بچنے کے لئے ہم اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔

۵۱۹ ـــ شرح: ظہائر سے مراد ظہر کی نماز ہے یعنی گرمی سے بچنے کے لئے ہم کپڑے بچھا دیتے اور

marfat.com

Marfat.com

بَابُ تَاخِيرِ الظُّهرِ اِلَى الْعَصرِ

۵۲۰۔ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ زَيدٍ عَنْ عَمرِو بنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بنِ زَيدٍ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ سَبعًا وَّثَمَانِيًا الظُّهرَ وَالْعَصرَ وَالْمَغرِبَ وَالْعِشَآءَ فَقَالَ اَيُّوبُ لَعَلَّهُ فِي لَيلَةٍ مَطِيرَةٍ قَالَ عَسٰى

ان پر سجدہ کرتے تھے۔ بظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کی نماز اوّل وقت میں پڑھنا مستحب ہے مگر یہ حدیث ابراد کی حدیث کے معارض نہیں، کیونکہ یہ بیان جواز کے لئے ہے اور امر بالابراد کی حدیث بیان افضلیت کے لئے ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ظہر کی نماز ٹھنڈا کرکے پڑھو اور امر کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے پھر حتمی طور پر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ زمین گرم ہونا صرف اوّل وقت میں ہے بلکہ دوشل سے قبل بھی حجاز کی زمین خوب گرم رہتی ہے لہٰذا ظہر کی نماز کو اگر تاخیر سے پڑھا جائے تب بھی زمین گرم ہوتی ہے اور اس سے بچنے کے لئے کپڑا بچھانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ حدیث تاخیر ظہر کی حدیث کے معارض نہیں۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ۱ محمد بن مقاتل۔ ۲ عبداللہ بن مبارک۔ ۳ خالد بن عبدالرحمٰن کا ذکر ہو چکا ہے۔ ۴ غالب وہ ابن خطاب ہیں ابن ابی غیلان مشہور ہیں۔ حدیث ۳۸۶ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ ۵ بکر بن عبداللہ مزنی حدیث ۲۸۱ کے اسماء میں دیکھیں۔

باب۔ ظہر کی نماز عصر تک مؤخر کرنا

۵۲۰۔ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منوّرہ میں سات اور آٹھ رکعتیں ظہر، عصر اور مغرب و عشاء پڑھیں۔ ایوب نے کہا شائد یہ بارش کی رات میں ہوگا۔ جابر نے کہا شاید یہ بارش کی رات میں تھا۔

۵۲۰۔ شرح: سبعًا سے مراد مغرب اور عشاء کی نماز ہے اور ثمانیا سے مراد ظہر اور عصر کی نماز ہے۔ حدیث شریف میں لف و نشر غیر مرتّب ہے۔ ظہر و عصر اور اسی طرح مغرب و عشاء اس لئے منصوب ہیں کہ یہ سبعًا اور ثمانیا سے بدل یا عطف بیان ہیں یا اختصاص کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَقْتِ الْعَصْرِ

۵۲۱ ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا

طور پر منصوب ہیں یا ان سے پہلے حرف جار محذوف ہے یعنی لِلظُّهْرِ وَالْعَصْرِ اسی طرح لِلْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ میں ہے۔ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز کو آخر تک مؤخر کیا اور اسے اپنے وقت میں پڑھا جب اس سے فارغ ہوئے تو عصر کی نماز کا وقت داخل ہو گیا تو اسے اپنے وقت میں پڑھا۔ اس معنی کی تائید بخاری مسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی حضر یا سفر وغیرہ میں غیر وقت میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو اور عرفہ میں ظہر اور عصر کو آپ نے جمع کیا (یعنی عرفہ میں عصر کو ظہر کے وقت میں اور مزدلفہ میں مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھا) اور اگلے روز صبح طلوع ہونے کے بعد غلس (اندھیرے) میں فجر کی نماز پڑھی"

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکور حدیث کی یہ تاویل کرنا کہ بارش یا دوسرے عذر کی وجہ سے ان نمازوں کو جمع کیا باطل ہے اور جن احادیث میں دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنے کا ذکر ہے وہ جمع صوری پر محمول ہیں جیسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے شفق احمر غائب ہونے کے بعد شفق ابیض میں مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر عشاء اپنے وقت میں پڑھی۔ معلوم ہوا کہ احناف کا جمع بین الصلوٰتین جمع صوری پر محمول کرنا صحیح ہے اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب زوال شمس سے پہلے سفر کرتے تو ظہر کو عصر تک مؤخر فرماتے پھر دونوں کو جمع کرتے۔ اسی طرح دوسری روایت میں ہے کہ جب سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا ارادہ فرماتے تو ظہر کو مؤخر کرتے حتی کہ عصر کا وقت داخل ہو جاتا۔ پھر دونوں کو جمع کرتے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ مغرب کو مؤخر کرتے حتی کہ مغرب اور عشاء کو جمع کرتے جبکہ شفق غائب ہو جاتی۔ ان روایات میں ظہر کی نماز ایسے وقت تک مؤخر کر کے پڑھتے کہ اس کے متصل عصر کا وقت ہوتا تو پھر عصر کی نماز اول وقت میں پڑھتے اس پر جمع بین الصلوٰتین کا اطلاق کیا گیا ہے۔ حالانکہ ہر ایک نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر کی نماز اور اسی طرح مغرب و عشاء کی نماز کو جمع کیا اور جب آپ سے یہ دریافت کیا گیا تو فرمایا یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ میری امت کو مشقت نہ ہو۔ اکثر فقہا اس روایت کے خلاف ہیں۔ امام ترمذی نے کہا کہ ابن عباس کی حدیث کے سوا میری کتاب میں ایسی کوئی حدیث نہیں جس پر عمل کے ترک پر علماء نے

marfat.com

Marfat.com

۵۲۲ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا

اتفاق کیا ہو۔ وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں کسی خوف اور بارش کے بغیر دو نمازوں کو جمع کیا۔ اور دوسری یہ کہ شرابی جب چوتھی مرتبہ شراب پیتا پکڑا جائے تو اسے قتل کر دو۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ان دونوں احادیث پر عمل علماء نے ترک کیا ہے۔ احناف کے مذہب پر حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نماز غیر وقت میں پڑھتے نہیں دیکھا جیسا کہ بخاری اور مسلم میں مذکور ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ عصر کا وقت

۵۲۱ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے حالانکہ سورج ان کے حجرہ سے باہر نہ نکلتا۔

۵۲۲ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے حالانکہ سورج ان کے حجرہ میں ہی ہوتا اور ان کے حجرہ سے سایہ ظاہر نہ ہوتا۔

۵۲۱ ـ ۵۲۲ ـــ شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ سورج ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہی ہوتا تھا اور دھوپ دیواروں پر نہ چڑھی ہوتی تھی۔ اس کی پوری تفسیر حدیث ۵۰۱ میں گزر چکی ہے۔ اس حدیث میں مجاز ہے۔ کیونکہ سورج سے مراد اس کی روشنی ہے۔ کیونکہ عین شمس حجرہ میں داخل ہی نہیں تو نکلے کیسے! اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز اول وقت میں پڑھنے پر استدلال کیا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں عصر کی نماز کی تعجیل پر دلالت نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے حجرہ کی دیواریں چھوٹی ہوں اور غروب کے قریب ہی سایہ دیواروں پر چڑھتا ہو لہٰذا حدیث کی دلالت تاخیر عصر پر ہے۔ تعجیل پر نہیں۔ ابوداؤد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل نے مجھے عصر کی نماز دوسرے روز پڑھائی جبکہ ہر شئے کا سایہ دو مثل ہو چکا تھا۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حاکم نے مستدرک میں اسے ذکر کیا اور کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور بخاری و مسلم نے اسے ذکر نہیں کیا۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور ابن عبدالبر نے تمہید

marfat.com
Marfat.com

۵۲۳ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِيْ حُجْرَتِيْ وَلَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ مَالِكٌ وَيَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ وَشُعَيْبٌ وَابْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ وَالشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ

۵۲۴ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِيْ عَلٰى اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهٗ اَبِيْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيْرَ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰى رَحْلِهٖ فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُؤَخِّرَ مِنَ الْعِشَاءِ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْعَتَمَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهٗ وَيَقْرَأُ بِالسِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ

۵۲۳ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے جبکہ سورج میرے حجرے سے نکلنے سے پہلے ابھی اس میں روشن ہوتا اور ابھی تک سایہ بلند نہ ہوتا۔ امام بخاری نے کہا مالک یحییٰ بن سعید شعیب اور ابن ابی حفصہ نے یہ لفظ کہے والشمس الخ

۵۲۴ ـــ ترجمہ : سیار بن سلامہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اور میرا باپ ابو برزہ اسلمی کے پاس گئے تو اُن سے میرے باپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کیسے پڑھا کرتے تھے؟ ابو برزہ نے کہا دوپہر کی نماز جسے تم پہلی نماز کہتے ہو اس وقت پڑھتے جبکہ سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز پڑھتے جبکہ اس کے بعد ہم سے کوئی شخص مدینہ منورہ کے دوسرے کنارے میں اپنے گھر جاتا حالانکہ سورج زندہ ہوتا (روشن چمکدار ہوتا) میں بھول گیا کہ انھوں نے مغرب میں کیا کہا۔ آپ عشاء کی نماز جسے تم عتمہ کہتے ہو تاخیر سے پڑھنا پسند کرتے تھے۔ اس سے پہلے

marfat.com

Marfat.com

۵۲۵ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَبْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّی الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْاِنْسَانُ اِلٰی بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ

۵۲۶ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْبَكْرِ ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ يَقُوْلُ صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ ابْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّی الْعَصْرَ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ الَّتِیْ صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرُ وَهٰذِهٖ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِیْ كُنَّا نُصَلِّیْ مَعَهٗ

سونے اور اس کے بعد باتوں کو مکروہ جانتے تھے۔ اور صبح کی نماز اس وقت پڑھ کر فارغ ہوتے جبکہ مرد اپنے ساتھی کو پہچان لیتا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں ساٹھ سے سو تک آیات پڑھا کرتے تھے۔

۵۲۳ ـــ ۵۲۴ ـــ شرح : ان نمازوں میں وتر ذکر نہیں کئے کیونکہ وہ واجب ہیں پانچ نمازوں جیسے فرض نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز جلدی پڑھا کرتے تھے اور ابراد کی حدیث کے یہ معارض ہے اور وہ قولی حدیث ہے۔ جبکہ یہ حدیث فعلی ہے اور قولی حدیث کو فعلی پر ترجیح ہے۔ حدیث ۵۱۸ میں اس کی تفصیل گزری ہے،، واللہ تعالیٰ اعلم!

۵۲۵ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم عصر کی نماز پڑھتے پھر ہم سے کوئی انسان بنی عمرو بن عوف کی طرف جاتا اور ان کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پاتا۔

۵۲۶ ـــ ترجمہ : ابوبکر بن عثمان نے کہا میں نے ابوامامہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر ہم باہر نکلے اور انس بن مالک کے پاس گئے تو ان کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ میں نے کہا اے چچا! جو نماز آپ نے پڑھی ہے یہ کونسی نماز ہے انس نے کہا یہ عصر کی نماز ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے جسے ہم آپ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

۵۲۵ ـــ ۵۲۶ ـــ شرح : بنوعوف مدینہ منورہ سے دو میل دور قباء میں رہتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنوعمرو عصر کی نماز تاخیر

marfat.com
Marfat.com

۵۲۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ مِنَّا اِلٰى قُبَاءٍ فَيَاْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ

۵۲۸ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِي فَيَاْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِي مِنَ الْمَدِينَةِ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَمْيَالٍ اَوْ نَحْوِهِ

سے پڑھا کرتے تھے۔ بعض لوگ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اوّل وقت میں تعجیل سے پڑھتے تھے۔ مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ مذکور حدیث قطعی طور پر مرفوع نہیں۔ یہ موقوف ہے یا مرفوع کے حکم میں ہے۔ امام نووی نے کہا کہ حدیث ع۵۲۶ کا مدلول یہ ہے کہ عصر کی نماز اوّل وقت میں تعجیل سے پڑھتے تھے۔ کیونکہ ایک مثل پر اس کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ اسی لئے دوسرے لوگ اس وقت تک ظہر مؤخر کرتے ہیں اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حسب عادتِ امراء نماز متوخر پڑھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث میں عصر کی نماز کی تعجیل کی کوئی تصریح نہیں اور حضرت عمر بن عبدالعزیز سے ناممکن ہے کہ سنت چھوڑ کر امراء کی اتباع کریں۔ واللہ اعلم!

---

۵۲۷ ـ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے حالانکہ سورج اونچا چمکتا ہوتا تھا۔ کوئی جانے والا عوالی جاتا اور وہ اہل عوالی کے پاس آجاتا حالانکہ سورج بلند ہوتا تھا جبکہ بعض عوالی مدینہ منورہ سے چار میل یا اس کی مثل ہیں۔

۵۲۸ ـ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم عصر کی نماز پڑھتے پھر ہم سے کوئی جانے والا قباء کی طرف جاتا اور وہ اہل قبا کے پاس آتا حالانکہ سورج بلند ہوتا تھا۔

۵۲۷ ـ ۵۲۸ ـ شرح: مدینہ منورہ سے نجد کی طرف واقع دیہات کو عوالی اور تہامہ کی طرف جانے والے دیہات کو سافلہ کہتے ہیں۔ "بعض العوالی" زہری کا کلام ہے۔ مدینہ منورہ سے بعض عوالی جو زیادہ قریب ہیں وہ دو میل ہیں اور جو دور ہیں وہ آٹھ میل ہیں اور مدینہ منورہ سے قرب و بُعد کے باعث بعض روایات میں بعض میل اور بعض میل مذکور ہیں۔ اس اعتبار سے روایات میں

Marfat.com

بَابُ اِثْمِ مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ

۵۲۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهُ وَمَالُهُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَتِرَكُمْ وَتَرْتُ الرَّجُلَ اِذَا قَتَلْتَ لَهُ قَتِيلًا اَوْ اَخَذْتَ مَالَهُ

میلوں کے تفاوت میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ دو میل کے بعد عصر کی نماز پڑھ کر کوئی شخص سفر کرے تو سورج کے بلند ہوتے ہوئے وہ تین چار میل سفر کر سکتا ہے، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے علی بن شیبان سے روایت کہ ہم مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ عصر کی نماز اس وقت تک پڑھتے جب تک سورج چمکتا ہوتا ابن ابی شیبہ نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ ہر شئی کا سایہ دو میل ہو چکا تھا۔ امام محمد نے امام مالک سے روایت کی کہ ابن رافع نے ابوہریرہ سے نماز کا وقت پوچھا تو ابوہریرہ نے کہا ایک میل ہو تو ظہر پڑھو اور دو میل ہو جائے تو عصر پڑھو ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عصر کی نماز کا وقت دو میل سے شروع ہوتا ہے واللہ ورسولہ اعلم!

ابوبکر بن سہل رضی اللہ عنہ

ابوبکر بن عثمان بن سہل بن حنیف انصاری اوسی ہیں۔ انھوں نے اپنے چچا ابوامامہ اسعد بن سہل سے سماعت کی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے۔ ابوامامہ صحابی ہیں یہی صحیح تر ہے۔ سو ہجری میں فوت ہوئے۔

قباء ،، مدینہ منورہ ،، شرفہا اللہ تعالیٰ ،، سے تین میل دور واقع ہے۔

باب ـ جس سے عصر کی نماز فوت ہوگئی اس کو گناہ

۵۲۹ ـ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے عصر کی نماز فوت ہو جائے گویا کہ اس کا گھر بار اور مال لٹ گیا۔ ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا یترکم اعمالکم ،، اعمال میں تمہیں نقصان دے گا۔ وتر بمعنی قتل اور نقصان ہے (کہا جاتا ہے) وَتَرْتُ الرَّجُلَ ،، جب تو اس کا کوئی ساتھی قتل کر دے یا اس کا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِثْمِ مَنْ تَرَكَ الْعَصْرَ

۵۳۰ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِي غَزْوَةٍ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوا بِصَلٰوةِ الْعَصْرِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ

مال و اسباب چھین لے

۵۲۹ — شرح : یعنی جس شخص کی عصر کی نماز قضاء ہوگئی گویا اس کا اہل و مال مسلوب ہوگیا اور وہ اہل و مال کے بغیر و تر یعنی اکیلا رہ گیا۔ اس لئے اس نماز کے قضاء ہونے سے بچنا چاہیئے اگر اہل و مال کو منصوب پڑھا جائے تو معنیٰ یہ ہوگا کہ اس نے اپنا اہل و مال کا نقصان کیا اور تنہا رہ گیا۔ یہ وعید اس شخص کے لئے ہے جو قصداً نماز ترک کرے اگر بھول سے نماز رہ جائے تو وہ اس کا مصداق نہ ہوگا۔ اگرچہ دوسری نمازوں کے فوت اور قضا کرنے کا بھی یہی حکم ہے مگر عصر کی نماز کو اس لئے خاص کیا گیا کہ اس وقت لوگ تجارت اور دیگر کاروبار میں بہت مشغول ہوتے ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم میں صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز کی محافظت کا خصوصاً حکم ہے

باب — جس نے عصر کی نماز ترک کردی اس کو گناہ ”

۵۳۰ — ترجمہ : ابوالملیح نے کہا ہم ایک غزوہ میں بادل کے روز بریدہ اسلمی کے ساتھ تھے انہوں نے کہا عصر کی نماز جلدی پڑھو ؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز ترک کردی اس کا عمل ضائع ہوگیا۔

۵۳۰ — شرح : معصیت سے اعمال کا بطلان اہل سنت کا مذہب نہیں اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے نماز کے ترک کو معمول جانا اور ترک صلوٰۃ کو جائز سمجھا اس کے سارے اعمال باطل ہوگئے یا یہ حدیث تغلیظ و تہدید پر محمول ہے یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کے اعمال میں نقصان واقع ہوا، کیونکہ حبوط کا معنی نقصان بھی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بادل کے روز

marfat.com

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ

۵۳۱ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ افْعَلُوْا لَا تَفُوْتَنَّكُمْ

عصر کی نماز جلدی پڑھنا مُستحب ہے۔ بعض حنابلہ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث تغلیظ و تہدید پر محمول ہے اور اس کا ظاہر معنی متروک ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تارک صلوٰۃ سے ایمان کی نفی نہیں کی جاسکتی۔ جس حدیث شریف میں یہ ہے کہ جس نے قصداً نماز ترک کی اُس نے کفر کیا یا ایمان و کفر کے درمیان فارق نماز ہے۔ وہ انکار تصدیق پر محمول ہیں۔ یعنی جس نے نماز کی تصدیق کا انکار کیا اُس نے کفر کیا ایسے ہی ایمان و کفر کے درمیان فارق تصدیق صلوٰۃ ہے یا یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مقدس میں معمول بہ تھیں کیونکہ ہر صحابی نمازی تھا اور منافق سستی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ، یعنی اعمال کو صرف شرک ہی باطل کرتا ہے۔ اگر نماز کے ترک سے عمل باطل ہو جائیں تو يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ بے مقصد رہ جائے گا جو محال ہے۔

اسماء رجال : ۱ ہشام دستوائی ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر کا کتاب العلم میں ذکر ہو چکا ہے ۳ ابو قلابہ حدیث ۱۵ کے اسماء میں مذکور ہیں ۴ ابو المليح کا نام عامر بن اسامہ ہے۔ وہ ہذلی ہیں ۹۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ ۵ بریدہ اسلمی کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ اُنھوں نے ۱۶۴ حدیثیں روایت کی ہیں۔ امام بخاری نے ان میں سے صرف تین ذکر کی ہیں۔ خراسان میں رہنے والے صحابہ کرام میں سے سب سے آخر فوت ہوئے آپ کی وفات ۶۲ ہجری میں واقع ہوئی۔ اس حدیث کے سارے راوی بصری ہیں۔

باب ـــ عصر کی نماز کی فضیلت

۵۳۱ ـــ ترجمہ : حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ نے

marfat.com
Marfat.com

ایک رات چاند کی طرف نظر کی یعنی بدر کی طرف دیکھا اور فرمایا عنقریب تم اپنے رب کو ایسا دیکھو گے جیسے اس قمر کو دیکھتے ہو۔ اس کو دیکھنے میں تم کو زحمت نہ ہوگی۔ اگر طاقت رکھتے ہو کہ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے کی نماز اور اس کے غروب ہونے کے بعد کی نماز پڑھنے میں تم مغلوب نہ ہو تو یہ نمازیں پڑھو۔ پھر جریر نے تلاوت کی طلوع شمس سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو۔ اسماعیل نے کہا اِ فْعَلُوْا یعنی تم سے یہ نماز فوت نہ ہو جائے

۵۳۱ شرح : اس حدیث کی عبارت سے ظاہر ہے کہ فجر اور عصر کی نماز کی بڑی اہمیت ہے ان کے پڑھنے کی تاکید اس لئے فرمائی کہ صبح کی نماز کا وقت لذیذ نیند کا وقت ہے۔ اس میں اُٹھنا نفس پر بہت شاق گزرتا ہے اور عصر کی نماز کا وقت مصروفیت کا وقت ہے۔ مسلمان جب ان اوقات میں تشاغل و تثاقل کے باوجود ان نمازوں کی حفاظت کرے گا۔ تو دوسری نمازوں کی محافظت بطریق اولیٰ کر سکے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رؤیت ممکن ہے۔ اور آخرت میں مومن عیاناً اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے۔ اس پر صحابہ کا اجماع ہے۔ معتزلہ خوارج اور بعض مرجئہ بصرہ سے رویت اللہ کا انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ بصر سے ادراک کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی رویت کی نفی ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنْ تَرَانِیْ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ جب موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے تو دوسرے لوگ کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا۔ اس آیت کا مدلول یہ ہے جو بھی اللہ تعالیٰ سے کلام کرے گا وہ اسے نہ دیکھے گا۔ جب کلام کے وقت نہیں دیکھ سکتا تو دوسرے وقت میں کیسے دیکھے گا۔ ان کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کو دیکھنا چاہا قرآن نے اس کی مذمت کی۔ یہودیوں نے دیکھنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ، پانچویں دلیل یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو دیکھنا درست ہو تو ہم اب بھی دیکھیں حالانکہ ایسا نہیں۔

اہلسنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رویت سے مومن محجوب نہ ہوں گے۔ قرآن کریم میں ہے : وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ، كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ یعنی قیامت کے دن چہرے بارونق ہوں گے۔ اور اپنے رب کو دیکھیں گے اور دوسری آیت میں ہے خبردار کافر لوگ قیامت کے روز اپنے رب سے محجوب ہوں گے۔ خوارج کی پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ ادراک سے مراد احاطہ ہے ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ ابصار اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتیں مگر اس سے رویت کی نفی نہیں ہوتی۔ دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ لَنْ تَرَانِیْ میں لفظ لَنْ تابید کے لئے نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ موت کی کبھی خواہش نہیں کریں گے۔ حالانکہ آخرت میں وہ موت کی خواہش کریں گے۔ ان کی تیسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ وحی اللہ کا کلام ہے جو تیزی سے سُنا جائے۔ مگر اس کا مدلول یہ نہیں کہ متکلم سامع کی نظر سے محجوب ہو یا اس کی نظر سے محجوب نہ ہو۔

marfat.com

Marfat.com

۵۳۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَآئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَآئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ

چوتھی دلیل کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کی مذمت اس لئے کی تھی کہ وہ عناد اور تعنت کی وجہ سے اللہ کی رویت کا سوال کرتے تھے جیسے انھوں نے کہا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اس میں کوئی جھگڑا ہی نہیں۔ پانچویں دلیل کا جواب یہ ہے کہ عدم وقوع عدم جواز کا مقتضی نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو دنیا میں دیکھنا ناممکن ہوتا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام رَبِّ اَرِنِيْٓ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی رویت کا سوال نہ کرتے کیونکہ محال کی طلب بھی محال ہے۔

اسماء رجال : مروان بن معاویہ بن حارث فزاری ہیں۔ ۱۹۳ ہجری کو دمشق میں یوم ترویحہ سے ایک دن پہلے اچانک فوت ہو گئے تھے!

---

۵۳۲ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن کے فرشتے تم میں باری باری آتے جاتے ہیں اور فجر اور عصر کی نماز کے وقت میں وہ جمع ہوتے ہیں پھر جو فرشتے تم میں رات گزارتے ہیں وہ آسمانوں پر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کو زیادہ جانتا ہے۔ فرشتو! تم نے میرے بندوں کو کس حال میں پایا۔ وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو چھوڑا جبکہ وہ نماز پڑھتے تھے اور ان کے پاس گئے جبکہ وہ نماز پڑھتے تھے۔

۵۳۲ ـــ شرح : يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَآئِكَةٌ ، وَاسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا کے قبیلہ سے ہے اور يَتَعَاقَبُوْنَ کا فاعل هُمْ ضمیر اور ملائکہ ضمیر فاعل سے بدل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے اپنے بندوں کا حال پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ ان کو خوب جانتا ہے تاکہ فرشتے ان کی عبادت کا اعتراف کریں جبکہ انھوں نے تخلیق آدم کے وقت کہا تھا انسان فساد کریں گے، بداعمالیاں کریں گے۔ اور انی اعلم مالا تعلمون میں یہ راز بھی مخفی تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے فرشتے لوگوں کی دن رات حفاظت کرتے ہیں۔ حدیث میں رات کے فرشتوں کو ذکر کیا اور دن کے فرشتوں کو چھوڑ دیا کیونکہ دونوں کا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْغُرُوْبِ

۵۳۳ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهٗ وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهٗ

کا حکم واحد ہے۔ نیز رات کے فرشتوں کے ذکر کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ رات کا وقت معصیت اور استراحت کا وقت ہے جب ایسے وقت میں اللہ کی اطاعت میں مشغول ہیں تو دن کو بطریق اولیٰ عبادت میں مصروف ہوں گے حدیث شریف میں ان دونوں وقتوں کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رزق صبح کی نماز کے بعد تقسیم ہوتا ہے۔ اور اعمال آخر دن میں آسمانوں میں اٹھائے جاتے ہیں جو شخص ان دونوں اوقات میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مصروف ہوگا اس کے رزق اور عمل میں برکت ہوگی۔

باب ۔ جس نے غروب شمس سے پہلے عصر کی نماز کی ایک رکعت پائی

۵۳۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی شخص سورج کے غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز کی ایک رکعت پالے وہ عصر کی نماز کو پورا کرے اور جب سورج کے طلوع ہونے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت پالے وہ صبح کی نماز پوری کرے۔

۵۳۳ ـــ شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سجدہ سے مراد پوری رکعت قیام رکوع اور سجود سمیت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے غروب شمس سے پہلے ایک رکعت پائی پھر سلام سے پہلے عصر کا وقت نکل گیا وہ عصر کی نماز پوری کرے اس میں سب کا اتفاق ہے۔ صبح کی

marfat.com
Marfat.com

۵۳۴ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ إِلٰى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُوتِيَ أَهْلُ التَّوْرٰيةِ التَّوْرٰيةَ فَعَمِلُوا حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا إِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِينَا

نماز میں بھی امام مالک شافعی اور احمد کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا طلوع شمس سے فجر کی نماز باطل ہو جاتی ہے جبکہ اثنائے نماز میں سورج طلوع ہو جائے اور عصر کی نماز ادا ہو جاتی ہے جبکہ اثناء نماز میں غروب ہو جائے کیونکہ عصر کی نماز کے وقت کا آخری جز ناقص ہے تو اس وقت میں نماز ناقص واجب ہوتی ہے اور ناقص ہی ادا ہوتی ہے لہذا جب اثناء نماز میں سورج غروب ہو گیا نماز باطل نہ ہوگی، کیونکہ یہ ناقص وقت میں واجب ہوئی اور ناقص ہی ادا ہوئی بخلاف فجر کی نماز کے کیونکہ اس کا سارا وقت کامل ہے تو آخری جز نماز کا سبب ہوگا جو کامل ہے لہذا نماز فجر کامل واجب ہوگی اور طلوع شمس سے وقت ناقص داخل ہونے سے ناقص وقت میں ادا ہوگی لہذا باطل ہوگی یہ تعلیل معرض نص میں نہیں کیونکہ دوسری حدیث اس کے معارض وارد ہوئی ہے کہ طلوع شمس، استواء شمس اور غروب شمس کے وقت نماز نہ پڑھو اور جب ایک حدیث کو دوسری حدیث پر ترجیح ممکن نہ ہوئی تو قیاس کی طرف رجوع کیا جیسا کہ متعارض احادیث کے جمع کا طریقہ ہے۔

۵۳۴ ـــ ترجمہ: سالم بن عبداللہ نے اپنے والد عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تمہاری بقاء تم سے پہلی امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے عصر کی نماز کے وقت سے سورج کے غروب ہونے تک درمیانی وقت ہے اہل تورات کو تورات دی گئی تو انھوں نے عمل کیا حتی کہ جب آدھا دن ہوا تو وہ عمل سے عاجز ہو گئے اور ان کو ایک ایک قیراط اجرت دی گئی۔ پھر اہل انجیل کو لایا گیا تو انھوں نے عصر کی نماز تک عمل کیا پھر عاجز ہو گئے اور ان کو ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر ہم کو قرآن مجید دیا گیا تو ہم نے سورج غروب ہونے تک عمل کیا اور ہم کو دو دو قیراط دیئے گئے تورات و انجیل والوں نے کہا۔ اے رب ہمارے! تو نے ان کو دو دو قیراط دیئے اور ہم کو ایک ایک قیراط دیا، حالانکہ ہم نے عمل زیادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری اجرت سے کچھ کم کیا ہے انھوں نے کہا نہیں فرمایا یہ میرا

marfat.com
Marfat.com

اَلْقُرْاٰنَ فَعَمِلْنَا اِلٰی غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَاُعْطِیْنَا قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ فَقَالَ اَهْلُ الْکِتَابَیْنِ اَیْ رَبَّنَا اَعْطَیْتَ هٰؤُلَآءِ قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ وَاَعْطَیْتَنَا قِیْرَاطًا قِیْرَاطًا وَنَحْنُ کُنَّا اَکْثَرَ عَمَلًا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هَلْ ظَلَمْتُکُمْ مِّنْ اَجْرِکُمْ مِّنْ شَیْءٍ قَالُوْا لَا قَالَ وَهُوَ فَضْلِیْ اُوْتِیْهِ مَنْ اَشَآءُ

فضل ہے جسے چاہوں عنائت کروں ۔

۵۳۴ — شرح : اِنَّمَا بَقَاءُکُمْ فِیْمَا سَلَفَ ، کا ظاہری معنیٰ مراد نہیں کیونکہ اس کا ظاہری معنیٰ یہ ہے کہ اس امت کی بقاء پہلی امتوں کے زمانہ میں واقع ہوئی ہے ؛ حالانکہ ایسا نہیں لہذا ان الفاظ کا معنیٰ یہ ہے کہ پہلی امتوں کی طرف تمہاری نسبت عصر کے وقت سے سورج کے غروب ہونے تک کی نسبت جیسی ہے ۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ ارشاد نصاریٰ کے لئے ہے اور یہ ارشاد اگر ان لوگوں کے لئے ہے جو ان میں سے مسلمان ہو کر فوت ہو گئے تو ان کو یہ نہ کہا جائے گا کہ وہ مامور بہ سے عاجز ہو گئے اور اگر ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لا کر کافر ہو گئے تو وہ ایک قیراط کے بھی مستحق نہ رہے ۔ ان کو کیسے ایک ایک قیراط دیا جائے گا ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ نصاریٰ میں سے جو لوگ تغیر و تبدل سے پہلے ایمان لائے اور سارا دن عمل کرتے رہے اگرچہ انھوں نے مقدور پورا کر لیا مگر وہ دوسرے ثواب کو حاصل نہ کر سکے البتہ ان سے جو لوگ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ان کو دو دفعہ ثواب ملے گا ۔

اس حدیث شریف میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی دلیل ہے کہ عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے ؛ کیونکہ اگر ایک مثل سے شروع ہو تو ظہر کے وقت سے عصر تک زمانہ عصر سے مغرب کے وقت تک کے زمانہ سے کم رہ جاتا ہے اور اگر دو مثل سے عصر کا وقت شروع ہو تو عصر کا وقت ظہر کے وقت سے کم رہتا ہے اسی لئے یہود و نصاریٰ میں سے ہر ایک طائفہ نے کہا ہم نے کام زیادہ کیا اور ثواب ہمیں کم ملا ۔ معلوم ہوا کہ عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے ۔ یہی مسلک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

اسماءِ رجال : ۱ عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی حدیث ۹۷ کے اسماء میں دیکھیں ۔ دوسرے راویوں کا ذکر ہو چکا ہے ۔

marfat.com

Marfat.com

۵۳۵ ـــ حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَاجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلًا اِلَى اللَّيْلِ فَعَمِلُوْا اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰى اَجْرِكَ فَاسْتَاجَرَ اٰخَرِيْنَ فَقَالَ اَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَلَكُمُ الَّذِيْ شَرَطْتُ فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا كَانَ حِيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَالُوْا لَكَ مَا عَمِلْنَا فَاسْتَاجَرَ قَوْمًا فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَكْمَلُوْا اَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ

۵۳۵ ـــ ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مسلمانوں، یہودیوں اور نصاریٰ کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے ایک قوم کو کرایہ پر لیا کہ رات تک اس کا کام کریں تو اُنھوں نے دوپہر تک کام کیا اور کہا ہمیں تیری اُجرت کی ضرورت نہیں وہ اور لوگ مزدوری کے لئے لایا اور ان سے کہا تم باقی دِن پُورا کرو اور تم کو وُہی اُجرت ملے گی جو میں نے شرط کی ہے اُنہوں نے کام کیا حتیٰ کہ جب عصر کی نماز کا وقت ہُوا تو اُنھوں نے کہا جو کام ہم نے کر دیا ہے وہ تیرے لئے مفت ہے۔ پھر ایسے لوگوں کو اُجرت پر لایا جنھوں نے باقی دن پُورا کیا حتیٰ کہ سُورج غروب ہوگیا اور وہ دونوں فریقوں کی اُجرت پُوری لے گئے۔

۵۳۵ ـــ شرح : یعنی دونوں فریق اُجرت چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے اُجرت نہیں لی اور پہلی حدیث میں گزرا ہے کہ ان میں سے ہر ایک فریق نے ایک ایک قیراط لیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں مزدور وہ لوگ ہیں جو تورات و انجیل کے منسوخ ہونے سے پہلے فوت ہوگئے اور اس حدیث میں مزدور وہ لوگ ہیں جنھوں نے تحریف و تبدیل کی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا مدلول یہ ہے کہ یہودیوں کے دن بھر میں عمل کی اجرت دو قیراط ہے اور انصاری کے باقی نصف دن کی اُجرت دو قیراط ہے۔ اگر وہ پُورا دن عمل کرتے تو پُوری اُجرت کے مستحق ہوتے اور دو قیراط حاصل کر لیتے مگر وہ کمزور ہوگئے اور پُورا کام نہ کر سکے جو ان کے ذمہ تھا اس لئے وہ اپنے کام کے مطابق ایک ایک قیراط مزدوری کے مستحق ہُوئے۔ اور مسلمانوں نے دونوں فریقوں کی اُجرت حاصل کی تو اُنھوں نے حسد کیا اور کہا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ

وَقَالَ عَطَاءٌ يَجْمَعُ الْمَرِيضُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ"

۵۳۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ اسْمُهُ عَطَاءُ بْنُ صُهَيْبٍ مَوْلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ

کہ ہم نے کام زیادہ عرصہ کیا اور ہمیں اُجرت تھوڑی دی گئی ۔ یہود و نصاریٰ کا یہ کہنا کہ ہمیں اُجرت تھوڑی دی گئی اگر تقریر کی یہ صورت اختیار نہ کی جائے تو یہ کلام درست نہ ہوگا ۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے طریق میں اس کا زیادہ بیان ہے ۔ یہود و نصاریٰ کا یہ کہنا کہ ہمیں اُجرت کی ضرورت نہیں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ کتب الٰہیہ کی تحریف اور شرائع و احکام کی تبدیل و تغیر کے باعث پوری اُجرت سے محروم ہو گئے تھے ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے ورنہ نصاریٰ کے عمل کا وقت مسلمانوں کے عمل کے وقت سے کم رہ جاتا نصاریٰ کے عمل کا زمانہ جبھی زیادہ ہوتا ہے کہ وہ دو مثل تک کام کریں ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

اسماء رجال : ۱ ابو کریب کا نام محمد بن علاء ہے ۲ ابو اُسامہ کا نام حماد بن اُسامہ ہے ۔ اس حدیث کے تمام راوی حدیث ۷ کے اسماء میں مذکور ہیں ۔

باب ـ مغرب کی نماز کا وقت

عطاء نے کہا بیمار شخص مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھ لے

۵۳۶ ـ ترجمہ : ابو نجاشی مولیٰ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رافع کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے پھر ہم سے کوئی شخص نماز پڑھ کر جاتا اور اپنے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھ لیتا تھا

marfat.com

Marfat.com

۵۳۵ ـــ حَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَاجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلًا اِلَى اللَّيْلِ فَعَمِلُوْا اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰى اَجْرِكَ فَاسْتَاجَرَ اٰخَرِيْنَ فَقَالَ اَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَلَكُمُ الَّذِيْ شَرَطْتُ فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا كَانَ حِيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَالُوْا لَكَ مَا عَمِلْنَا فَاسْتَاجَرَ قَوْمًا فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ فَاسْتَكْمَلُوْا اَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ

۵۳۵ ـــ ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مسلمانوں، یہودیوں اور نصاریٰ کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے ایک قوم کو کرایہ پر لیا کہ رات تک اس کا کام کریں تو اُنھوں نے دوپہر تک کام کیا اور کہا ہمیں تیری اُجرت کی ضرورت نہیں وہ اور لوگ مزدوری کے لئے لایا اور ان سے کہا تم باقی دن پُورا کرو اور تم کو وہی اُجرت ملے گی جو میں نے شرط کی ہے اُنھوں نے کام کیا حتیٰ کہ جب عصر کی نماز کا وقت ہُوا تو اُنھوں نے کہا جو کام ہم نے کر دیا ہے وہ تیرے لئے مفت ہے۔ پھر ایسے لوگوں کو اُجرت پر لایا جنھوں نے باقی دن پُورا کیا حتیٰ کہ سُورج غروب ہوگیا اور وہ دونوں فریقوں کی اُجرت پُوری لے گئے۔

۵۳۵ ـــ شرح : یعنی دونوں فریق اُجرت چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے اُجرت نہیں لی اور پہلی حدیث میں گزرا ہے کہ ان میں سے ہر ایک فریق نے ایک ایک قیراط لیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں مزدور وہ لوگ ہیں جو تورات و انجیل کے منسوخ ہونے سے پہلے فوت ہوگئے اور اس حدیث میں مزدور وہ لوگ ہیں جنھوں نے تحریف و تبدیل کی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا مدلول یہ ہے کہ یہودیوں کے دن بھر میں عمل کی اجرت دو قیراط ہے اور انصاری کے باقی نصف دن کی اُجرت دو قیراط ہے۔ اگر وہ پُورا دن عمل کرتے تو پُوری اُجرت کے مستحق ہوتے اور دو قیراط حاصل کر لیتے مگر وہ کمزور ہوگئے اور پُورا کام نہ کر سکے جو ان کے ذمہ تھا اس لئے وہ اپنے کام کے مطابق ایک ایک قیراط مزدوری کے مستحق ہُوئے۔ اور مسلمانوں نے دونوں فریقوں کی اُجرت حاصل کی تو اُنھوں نے حسد کیا اور کہا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ

وَقَالَ عَطَاءٌ يَجْمَعُ الْمَرِيضُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ"

۵۳۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ اسْمُهُ عَطَاءُ بْنُ صُهَيْبٍ مَوْلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ

کہ ہم نے کام زیادہ عرصہ کیا اور ہمیں اُجرت تھوڑی دی گئی ۔ یہود و نصاریٰ کا یہ کہنا کہ ہمیں اُجرت تھوڑی دی گئی اگر تقریر کی یہ صورت اختیار نہ کی جائے تو یہ کلام درست نہ ہوگا ۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے طریق میں اس کا زیادہ بیان ہے ۔ یہود و نصاریٰ کا یہ کہنا کہ ہمیں اُجرت کی ضرورت نہیں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ کتب الٰہیہ کی تعریف اور شرائع و احکام کی تبدیل و تغیر کے باعث پوری اُجرت سے محروم ہو گئے تھے ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے ورنہ نصاریٰ کے عمل کا وقت مسلمانوں کے عمل کے وقت سے کم رہ جاتا نصاریٰ کے عمل کا زمانہ جبھی زیادہ ہوتا ہے کہ وہ دو مثل تک کام کریں ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

اسماء رجال : ۱ ؎ ابو کریب کا نام محمد بن علاء ہے ۲ ؎ ابو اُسامہ کا نام حماد بن اُسامہ ہے ۔ اس حدیث کے تمام راوی حدیث ۵۷۷ کے اسماء میں مذکور ہیں ۔

باب ۔ مغرب کی نماز کا وقت

عطاء نے کہا بیمار شخص مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھ لے

ترجمہ : ابو نجاشی مولیٰ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رافع کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے پھر ہم سے کوئی شخص نماز پڑھ کر جاتا اور اپنے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھ سکتا تھا

۵۳۶ ـ

marfat.com
Marfat.com

۵۳۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَدِمَ الْحَجَّاجُ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۳۶ ـ شرح : عطاء کے اثر کی مطابقت ترجمۃ الباب سے اس طرح ہے کہ مغرب کا وقت عشاء تک ممتد ہے اور حدیث کی مطابقت یوں ہے کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مغرب کی نماز جلدی پڑھتے تھے تاکہ اشتباک نجوم تک تاخیر نہ ہو جائے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت فطرت پر ہمیشہ قائم رہے گی جب تک وہ مغرب کی نماز ستاروں کی روشنی تک مؤخر نہ کریں گے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کا وقت ہو جاتے ہی وہ مغرب کی نماز پڑھ لیتے تھے ۔ احناف کا بھی یہی مسلک ہے مگر بادل کے روز مغرب کی نماز میں تاخیر اچھی ہے اور جن احادیث میں غروبِ شفق تک مغرب کا وقت کا ذکر ہے ۔ وہ بیانِ جواز پر محمول ہیں ۔ مغرب کے آخری وقت میں علماء کا اختلاف ہے ۔ امام مالک ، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا کہ شفقِ احمر کے غائب ہوتے سے مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے ۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا شفق ابیض کے غائب ہونے سے مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے ۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے مگر احناف کا فتویٰ غروب شفق احمر پر ہے ۔ امام ابویوسف اور محمد رضی اللہ عنہما کا یہی مسلک ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم !

اسماء رجال : ع۱ محمد بن مہران حافظ رازی ہیں ان کی کنیت ابوجعفر ہے ۔ ۲۳۸ ہجری میں فوت ہوئے ۔ ع۲ ولید بن مسلم کی کنیت ابوالعباس وہ اموی ہیں ۔ اہلِ شام کے بہت بڑے عالم ہیں ۔ ۱۹۵ ہجری میں فوت ہوئے ع۳ اوزاعی کا نام عبدالرحمٰن ہے ۔ حدیث ع۶ کے اسماء میں مذکور رہے ع۴ ابوالنجاشی عطاء بن صہیب ہیں ۔ رافع بن خدیج کے آزاد کردہ ہیں اُنہوں نے اپنے مولیٰ رافع سے سماعت کی ہے ع۵ رافع بن خدیج انصاری اوسی مدنی ہیں ۔ غزوہ خندق میں انہیں تیر لگا جب اسے کھینچا تو اس کا پھل ان کے جسم میں رہ گیا اسی سے ان کی موت واقع ہوئی ۔ ۷۴ ہجری میں ان کی وفات ہوئی ۔ اُنہوں نے ۷۸ ۔ احادیث روایت کی ہیں ۔ ان میں سے بخاری نے صرف پانچ ذکر کی ہیں ۔

---

۵۳۷ ـ ترجمہ : محمد بن عمرو بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم نے کہا کہ حجاج بن یوسف ثقفی مدینہ منورہ میں آیا تو ہم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا (نمازوں کے اوقات) تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کو پڑھتے ۔ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے جبکہ سورج صاف چمکدار ہوتا ۔ مغرب کی نماز جب سورج غروب ہو جاتا ۔ عشاء کی نماز

marfat.com
Marfat.com

يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ أَحْيَانًا وَأَحْيَانًا إِذَا رَآهُمْ اجْتَمَعُوا عَجَّلَ وَإِذَا رَآهُمْ أَبْطَأُوا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ كَانُوا أَوْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهَا بِغَلَسٍ

٥٣٨ — حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ

٥٣٩ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعًا جَمِيعًا وَثَمَانِيًا جَمِيعًا

کبھی کبھی (کبھی جلدی کبھی دیر سے) جب صحابہ کرام کو دیکھتے کہ وہ جمع ہو گئے ہیں تو جلدی پڑھتے اور جب دیکھتے کہ آہستہ آہستہ آ رہے ہیں تو تاخیر سے پڑھتے اور صبح کی نماز صحابہ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غلس میں پڑھتے تھے۔

٥٣٧ — شرح : حجاج بن یوسف ۷۴ ہجری میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے قتل کے بعد عبدالملک بن مروان کی طرف سے مدینہ منورہ کا حاکم بن کر آیا۔ عبدالملک نے اُسے حرمین پر مقرر کیا تھا۔ حضرت جابر سے نماز کے وقت اس لئے پوچھنے گئے تھے کہ وہ نمازوں میں تاخیر کیا کرتا تھا۔ ہاجرہ سے سورج ڈھلنے کے بعد کا وقت مراد ہے اور یہ حدیث ابراد کی حدیث کے معارض نہیں کیونکہ ابراد سخت گرمی کے ساتھ مقید ہے اور اس حدیث میں ہاجرہ کا اطلاق زوالِ شمس کے بعد والے وقت پر کیا ہے۔ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کانوا یا کانَ میں راوی نے شک کیا ہے۔ اس کا معنیٰ واحد ہے کیونکہ اگر صحابہ کرام مراد ہوں تو آپ ان کی امامت فرماتے تھے۔

اس حدیث شریف میں پانچوں نمازوں کے اوقات بیان فرمائے ہیں اور یہ کہ نماز اوّل وقت میں جلدی پڑھنی چاہیئے مگر جہاں تاخیر کا حکم ہے جیسے ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے اور صبح کی نماز اسفار میں پڑھنا مستحب اور مختار ہے۔ حدیث ۵۱۴ اور ۵۱۶ میں ظہر کا وقت اور حدیث ۳۶۷ میں فجر کے وقت کی تشریح ہو چکی ہے۔

اسماء رجال : سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ محمد بن عمرو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ كَرِهَ اَنْ يُقَالَ لِلْمَغْرِبِ الْعِشَآءِ

۵۴۰ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اِسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْمَغْرِبِ قَالَ وَيَقُوْلُ الْاَعْرَابُ هِيَ الْعِشَآءُ

۵۳۸ ـ ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے جبکہ سورج چھپ جاتا۔

۵۳۹ ـ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات رکعتیں اکٹھی اور آٹھ رکعتیں اکٹھی پڑھیں۔

۵۳۸ ـ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کا اوّل وقت سورج غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور آخر وقت کے خروج میں اختلاف ہے۔

حدیث ع۵۳۶ میں دیکھیں۔

۵۳۹ ـ شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مغرب وعشاء اور ظہر وعصر کو اکٹھا کر کے پڑھتے تھے۔ حدیث ع۵۲۰ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

اسماء رجال : ع۱ عمرو بن دینار حدیث ع۱۱۳ کے اسماء میں گزرے ع۲ جابر بن زید حدیث ع۲۵۲ کے اسماء میں مذکور ہے۔

باب ـ جس نے مغرب کو عشاء کہنا مکروہ جانا

۵۴۰ ـ ترجمہ : عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری مغرب کی نماز کے نام پر دیہاتی لوگ غلبہ نہ کر جائیں۔ عبداللہ بن مغفل مزنی نے کہا اعراب کہتے ہیں یہ عشاء ہے۔

۵۴۰ ـ شرح : حدیث کی مطابقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ الْعِشَآءِ وَالْعَتَمَةِ وَمَنْ رَاٰهُ وَاسِعًا

وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَثْقَلُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ الْعِشَآءُ وَالْفَجْرُ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالْفَجْرِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَالْاِخْتِيَارُ اَنْ يَقُوْلَ الْعِشَآءُ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا نَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ فَاَعْتَمَّ بِهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةُ اَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَآءِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَائِشَةَ اَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعِشَآءَ وَقَالَ اَبُوْبَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَخِّرُ الْعِشَآءَ وَقَالَ اَنَسٌ اَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ

صحابہ کو مغرب کا نام عشاء رکھنے سے منع فرمایا۔ اعراب وہ لوگ ہیں جو دیہات میں رہتے ہیں وہ لوگ عشاء ذکر کرکے مغرب مراد لیتے تھے اور یہ نام مسلمانوں پر آخری عشاء کے ساتھ مشتبہ تھا۔ اس لئے التباس دفع کرنے کے لئے مغرب پر عشاء کا اطلاق منع کر دیا بظاہر تو نہی اعراب کے لئے ہے اور درحقیقت صحابہ کو بھی منع کیا گیا ہے۔ حدیث شریف کا معنیٰ یہ ہے کہ اعراب کا یہ نام رکھنا تم کو دھوکا میں نہ ڈالے اور تم نماز کو مؤخر کرنے لگو لیکن جب اس کا وقت ہو تو اس کو ادا کرو۔ عشاء رات کا پہلا اندھیرا ہے جبکہ شفق غائب ہو جائے اگر مغرب کو عشاء کہا جائے تو آخری عشاء کے ساتھ التباس آئے گا اور لوگ مغرب کا وقت شفق غائب ہونے کے بعد سمجھنے لگیں گے۔

اسماء رجال : ابومعمر، عبدالوارث تنوری اور حسین معلم تینوں کا ذکر حدیث ۱۲ میں گزرا ہے ۴ عبداللہ بن بُریدہ مَرْوٗ کے قاضی تھے۔ ۱۱۵ ہجری میں فوت ہوئے ۵ عبداللہ بن مغفل مُزَنی اصحاب شجرہ میں سے ہیں انھوں نے کہا میں بیعت کے وقت سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کی شاخیں اٹھائے ہوئے تھا۔ انھوں نے ۴۲ احادیث روایت کی ہیں جن میں سے بخاری نے صرف پانچ احادیث ذکر کی ہیں۔ قلعہ تستر کو فتح کرتے وقت سب سے پہلے وہ قلعہ میں داخل ہوئے تھے۔ ساٹھ ہجری میں فوت ہوئے۔ اس حدیث کے تمام راوی بصری ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

الْاٰخِرَةَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ اَيُّوْبَ وَابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ

باب عشاء اور عتمہ کا ذکر اور جس نے اسے جائز کہا

۵۴۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ منافقوں پر ثقیل تر نماز عشاء اور فجر کی نماز ہے اور فرمایا اگر وہ عتمہ اور فجر کی فضیلت جانتے (تو گھٹنوں کے بل دوڑتے آتے) ابوعبداللہ بخاری نے کہا بہتر یہ ہے کہ عشاء کو عشاء ہی کہا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور عشاء کی نماز کے بعد"، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ ہم باری باری عشاء کی نماز کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے تھے اور آپ نے اس کو تاخیر سے پڑھا۔ ابن عباس اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھی۔ بعض صحابہ نے ام المؤمنین سے نقل کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتمہ (عشاء) کو مؤخر کیا۔ حضرت انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشاء کو تاخیر سے پڑھا۔ ابن عمر ایوب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔

۵۴۱ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہرگز ثابت نہیں کہ آپ نے مغرب پر عشاء کا اطلاق فرمایا ہو۔ عشاء پر عتمہ کا اطلاق آپ سے ثابت ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں مذکور تمام احادیث جن کی اسانید محذوف ہیں سے ثابت کیا ہے کہ عشاء کا نام عتمہ رکھنا جائز ہے۔ ابوموسیٰ کے اثر میں "یُذْکَرُ"، تمریض کا صیغہ ذکر کیا۔ حالانکہ یہ بخاری کے نزدیک صحیح ہے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ عشاء کی نماز پر عشاء اور عتمہ دونوں کا اطلاق صحیح ہے۔ اسے تمریض کے صیغہ سے ذکر کیا جائے یا تصحیح کے صیغہ سے ذکر کیا جائے۔

ان احادیث میں اگرچہ عشاء پر عتمہ کا اطلاق کیا گیا ہے مگر بہتر یہی ہے کہ عشاء کو عشاء ہی کہا جائے کیونکہ قرآن کریم میں اس کو عشاء ہی کہا گیا ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۵۴۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ وَهِيَ الَّتِيْ يَدْعُوا النَّاسُ الْعَتَمَةَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِاَئَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات ہم کو عشاء کی نماز پڑھائی اور یہ وہ نماز ہے، جس کو لوگ عتمہ کہتے ہیں۔ پھر آپ نماز سے پھرے اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم مجھے اس رات کی خبر دو۔ اس رات سے لے کر سو برس کے سرے تک کوئی شخص باقی نہ رہے گا جو آج زمین کی پشت پر موجود ہے۔

۵۴۲ ـــ شرح : اس حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ عشاء پر عتمہ کا اطلاق جائز ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ جو کوئی اس رات میں زمین پر زندہ موجود ہے۔ وہ اس کے بعد ایک سو سال سے زیادہ زندہ نہ رہے گا۔ اس کے بعد اس کی عمر کم ہو یا زیادہ ہو اس کا مطلب یہ نہیں کہ سو سال تک سب مر جائیں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ قرن ختم ہو جائے گا اس حدیث سے امام بخاری اور ان کے ہم خیال حضرات نے استدلال کیا کہ سیدنا خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں مگر جمہور محدثین اس کے خلاف ہیں۔ تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجتمع ہوتے تھے۔ صحیح یہی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ نبی و رسول تھے۔ اس حدیث سے نہ صرف حضرت خضر علیہ السلام کی موت ثابت ہوتی ہے۔ اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات معلوم ہوتی ہے کیونکہ خضر علیہ السلام سمندر میں رہتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر ہیں اور نہ ہی ہاروت و ماروت اور ابلیس لعین کے متعلق سوال ہوگا، کیونکہ وہ بشر نہیں اس کے علاوہ ابلیس ہوا پر رہتا ہے۔ اور حدیث شریف میں زمین کی پشت پر رہنے والے کی موت کی خبر دی ہے اور اگر آپ کی امت سے مقید کیا جائے تو سرے سے سوال ہی اٹھ جاتا ہے۔ حدیث ۱۱۵ میں یہ گزرا ہے!

marfat.com

Marfat.com

بَابُ وَقْتِ الْعِشَآءِ إِذَا اجْتَمَعَ النَّاسُ أَوْ تَأَخَّرُوْا

٥٤٣ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَآءَ اِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَاِذَا قَلُّوْا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ

بَابُ فَضْلِ الْعِشَآءِ

٥٤٤ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَآءِ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَّفْشُوَ الْاِسْلَامُ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى قَالَ عُمَرُ

باب ـ عشاء کا وقت جب لوگ جلدی آئیں یا دیر آئیں

٥٤٣ ـ ترجمہ : حضرت محمد بن عمر حضرت حسن بن علی کے صاحبزادے ہیں "رضی اللہ عنہم" نے کہا کہ ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا آپ ظہر کی نماز دوپہر کو اور عصر کی نماز جبکہ سورج زندہ ہوتا، مغرب کی نماز جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء کی نماز جب لوگ زیادہ ہو جاتے تو جلدی پڑھتے اور جب کم ہوتے تو تاخیر کرتے اور صبح کی نماز غلس میں پڑھتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ لِأَهْلِ الْمَسْجِدِ مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ

۵۴۵ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ

۵۴۳ ۔ شرح : یعنی عشاء کی نماز کا وقت جب لوگ جلدی آجائیں تو اول وقت ہے اور جب بدیر آئیں تو تاخیر سے پڑھنا ہے۔ حضرت عمرو بن عاص کی حدیث میں اس کی تاخیر نصف شب تک اور بریدہ کی روائت میں تہائی رات گزرنے تک ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں گرمی کی راتوں کے سوا تاخیر افضل ہے اور نصف شب تک تاخیر مباح ہے۔ حدیث ۵۳۷، ۵۱۴ اور ۳۶۷ میں اوقات کی تفصیل گزر چکی ہے۔

باب ۔ عشاء کی فضیلت

۵۴۴ ۔ ترجمہ : عروہ سے روائت ہے کہ ان کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کی یہ اسلام کے پھیلنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہ لائے حتی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا عورتیں اور بچے سو گئے۔ آپ باہر تشریف لائے اور مسجد میں موجود لوگوں سے فرمایا زمین پر رہنے والوں میں سے تمہارے سوا کوئی بھی اس نماز کا منتظر نہیں۔

۵۴۴ ۔ شرح : یعنی اس وقت اس نماز کا تمہارے سوا کوئی منتظر نہیں کیونکہ اس وقت صرف مدینہ منورہ میں نماز پڑھی جاتی تھی یا اس لئے کہ دوسرے ادیان میں اس وقت کوئی نماز نہ تھی پہلی صورت کا معنی یہ ہے کہ اس وقت اسلام مدینہ منورہ میں تھا۔ مدینہ منورہ سے باہر اسلام کا افشاء فتح مکہ کے بعد ہوا تھا۔ اَعْتَمَ کا معنی یہ ہے کہ عتمہ کی نماز کو تاخیر سے پڑھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غالب احوال میں عشاء کی نماز جلدی پڑھتے تھے اور عشاء سے پہلے نیند کرنا جائز ہے مگر یہ اس وقت ہے جبکہ نیند کا غلبہ ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام جب گھر میں ہو تو اسے نماز کے لئے خبردار کرنا کہ باہر آکر نماز پڑھائے جائز ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر بہت شفقت ہے اس لئے سیدنا عمر فاروق کے ندا کرنے پر انہیں کچھ نہ کہا۔

۵۴۵ ۔ ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اور میرے ساتھی جو میرے ساتھ کشتی میں آئے

marfat.com

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ کُنْتُ اَنَا وَاَصْحَابِیَ الَّذِیْنَ قَدِمُوْا مَعِیَ فِی السَّفِیْنَۃِ نُزُوْلًا فِیْ بَقِیْعِ بُطْحَانَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَکَانَ یَتَنَاوَبُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ کُلَّ لَیْلَۃٍ نَفَرٌ مِنْھُمْ فَوَافَقْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَصْحَابِیْ وَلَہٗ بَعْضُ الشُّغْلِ فِیْ بَعْضِ اَمْرِہٖ فَاَعْتَمَ بِالصَّلٰوۃِ حَتّٰی ابْھَارَّ اللَّیْلُ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی بِھِمْ فَلَمَّا قَضٰی صَلَاتَہٗ قَالَ لِمَنْ حَضَرَہٗ عَلٰی رِسْلِکُمْ اَبْشِرُوْا اِنَّ مِنْ نِعْمَۃِ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اَنَّہٗ لَیْسَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ یُصَلِّیْ ھٰذِہِ السَّاعَۃَ غَیْرُکُمْ اَوْ قَالَ مَا صَلّٰی ھٰذِہِ السَّاعَۃَ اَحَدٌ غَیْرُکُمْ لَا یَدْرِیْ اَیَّ الْکَلِمَتَیْنِ قَالَ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰی فَرَجَعْنَا فَرِحِیْنَا بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بقیع بطحان میں اُترے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تھے ان میں سے چند لوگ ہر رات عشاء کی نماز کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری حاضر ہوتے۔ میں اور میرے ساتھیوں نے نبی کریم کو ایسے وقت میں پایا جبکہ آپ کسی کام میں مشغول تھے اور نماز میں تاخیر فرمادی حتی کہ آدھی رات گزر گئی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز ادا فرمالی تو حاضرین سے فرمایا اپنی اپنی جگہ رہو تمہیں خوشخبری ہو کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت ہے کہ اس وقت کوئی شخص تمہارے سوا نماز نہیں پڑھ رہا ہے یا فرمایا تمہارے سوا کسی نے اس وقت نماز نہیں پڑھی۔ نامعلوم کہ دونوں سے کونسا کلمہ فرمایا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم واپس لوٹے اور جو کچھ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا اس سے بہت خوش ہوئے۔

۵۴۵ — شرح : بقیع وسیع میدان کو کہتے ہیں جس میں درخت وغیرہ ہوں۔ بُطحان کی باء مضموم ہے۔ وہ مدینہ منورہ کے قریب ایک وادی ہے۔ نفر تین سے دس تک اشخاص پر نفر کا اطلاق ہوتا ہے۔ بعض شغل کی تفسیر میں معجم طبرانی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کی تیاری میں مصروف تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ

۵۴۶ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے خوش ہونے کی وجہ یہ تھی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کی تجہیز میں مصروف ہونے کے باوجود ان کے پاس باہر تشریف لائے اور ان کو نماز پڑھائی یہ ان کے لئے خوشی کا مقام تھا۔ چنانچہ اس عظیم نعمت سے ان کی خوشی کی حد نہ رہی۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ عشاء کے بعد اچھی باتیں کرنا جائز ہے اور یہ معلوم ہوا کہ لوگ عشاء کی نماز میں تاخیر برداشت کر سکیں تو اس کی تاخیر مباح ہے تاکہ مزید انتظار سے ان کو مزید ثواب حاصل ہو کیونکہ نماز کا منتظر نماز میں شمار ہوتا ہے مگر آج کل ایسا کرنا نامناسب ہے، کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ سے فرمایا کہ نماز میں تخفیف کریں کیونکہ ان میں کمزور، بیمار، مسافر اور صاحبِ حاجت بھی ہوتے ہیں اور لوگوں کو انتظار کی تطویل کی تکلیف نہ دینا بھی تخفیف ہے۔

اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا تخفیف کی وجہ سے عشاء کی نماز میں عجلت افضل ہے۔ اس دور میں جبکہ لوگ دینی امور میں سست ہو چکے ہیں عشاء کی نماز میں عجلت افضل ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال: محمد بن علاء کی کنیت ابوکریب ہے۔ ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب ۔ عشاء کی نماز سے پہلے سونا مکروہ ہے

۵۴۶ ۔ ترجمہ: ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور اس کے بعد باتوں کو مکروہ جانتے تھے۔

۵۴۶ ۔ شرح: عشاء کی نماز کے بعد وہ باتیں مکروہ ہیں جن میں کوئی مصلحت نہ ہو اور جن امور میں مصلحت ہو ان میں کراہت نہیں جیسے درس و تدریس، تعلیم و تعلم، حکایات الصالحین، مہمان سے باتیں، بیوی سے الفت و محبت آمیز گفتگو، مواعظ اور امر بالمعروف وغیرہ سب جائز ہیں۔ کیونکہ یہ فضول باتیں نہیں۔ نماز عشاء سے پہلے سونا اس لئے مکروہ ہے کہ اگر نیند میں استغراق ہو جائے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَآءِ لِمَنْ غُلِبَ

۵۴۷ ـ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَكْرٍ عَنْ سُلَيْمٰنَ قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَآءِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ الصَّلٰوةَ نَامَ النِّسَآءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ مَا يَنْتَظِرُهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ قَالَ وَلَا يُصَلّٰى يَوْمَئِذٍ اِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ وَكَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ

تو وقت نکل جانے سے نماز کے فوت ہونے کا احتمال ہے۔ نیز اس طرح جماعت میں قلت ہو جاتی ہے۔ جبکہ ہر ایک یہی گمان کرنے لگے کہ سو کر نماز پڑھ لیں گے لہٰذا اس حدیث کے یہ حدیث متعارض نہیں جس میں یہ مذکور ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے رات گزرے تک محادثہ فرماتے تھے۔ امام طحاوی رضی اللہ عنہ نے کہا عشاء کا وقت داخل ہونے سے پہلے سونا جائز ہے۔ اور داخل ہونے کے بعد سونا مکروہ ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ابو نصر نے کہا امام بخاری اس جامع میں محمد بن سلام سے روایت کرتے ہیں۔ محمد بن بشار اور محمد بن مثنیٰ عبدالوہاب ثقفی سے روایت کرتے ہیں۔

باب ـــ عشاء کی نماز سے پہلے اس شخص کا سونا جو نیند سے مغلوب ہو جائے

۵۴۷ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کی حتیٰ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کے لئے آواز دی کہ عورتیں اور بچے سو گئے آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا زمین پہ موجود کوئی شخص تمہارے

marfat.com
Marfat.com

۵۴۸ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَاَخَّرَهَا حَتّٰى رَقَدْنَا فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُبَالِیْ اَقَدَّمَهَا اَمْ اَخَّرَهَا اِذَا كَانَ لَا يَخْشٰی اَنْ يَغْلِبَهُ النَّوْمُ عَنْ وَقْتِهَا وَقَدْ كَانَ يَرْقُدُ قَبْلَهَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَآءِ حَتّٰی رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوْا وَرَقَدُوْا وَاسْتَيْقَظُوْا فَقَامَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ الصَّلٰوةَ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَخَرَجَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ الْاٰنَ يَقْطُرُ رَاْسُهٗ مَآءً وَاضِعًا يَدَهٗ

سوا اس نماز کا منتظر نہیں۔ اس وقت صرف مدینہ منورہ میں نماز پڑھی جاتی تھی۔ اور لوگ شفق کے غائب ہونے سے تہائی رات گزرنے تک نماز پڑھا کرتے تھے۔

۵۴۷ ـ شرح منتظر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے سو گئے جبکہ ان پر نیند غالب آگئی اور آپ نے ان کو کچھ نہ کہا۔ معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز سے قبل جس پر نیند کا غلبہ ہو جائے اس کے لئے سو جانا مباح ہے۔ لَا يُصَلِّی کا معنی یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ مخصوص حالت میں اس وقت نماز نہ پڑھی جاتی تھی، مکہ میں کمزور لوگ چھپ کر نماز پڑھتے تھے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے باہر دیگر علاقوں میں ابھی اسلام پھیلا نہ تھا کیونکہ اسلام کا افشاء فتح مکہ کے بعد ہوا۔ حدیث ۵۴۲ میں اس کا بیان گزرا ہے۔

اسماء رجال : ابوبکر عبدالحمید، سلیمان بن بلال اور ایوب تمام حدیث ۵۱۱ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

۵۴۸ ـ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مشغول ہونے کے باعث نماز کو مؤخر کر دیا حتیٰ کہ ہم مسجد میں

marfat.com

Marfat.com

عَلٰی رَأْسِہٖ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یُصَلُّوْھَا ھٰکَذَا فَاسْتَثْبَتُّ عَطَآءً کَیْفَ وَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَأْسِہٖ یَدَہٗ کَمَا اَنْبَاہُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَبَدَّدَ لِیْ عَطَآءٌ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ شَیْئًا مِنْ تَبْدِیْدٍ ثُمَّ وَضَعَ اَطْرَافَ اَصَابِعِہٖ عَلٰی قَرْنِ الرَّأْسِ ثُمَّ ضَمَّھَا یَمُرُّھَا کَذٰلِکَ عَلَی الرَّأْسِ حَتّٰی مَسَّتْ اِبْھَامُہٗ طَرَفَ الْاُذُنِ مِمَّا یَلِی الْوَجْہَ عَلَی الصُّدْغِ وَنَاحِیَۃِ اللِّحْیَۃِ لَا یَعْصِرُ وَلَا یُبْطِشُ اِلَّا کَذٰلِکَ وَقَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یُصَلُّوْا ھٰکَذَا

سو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اہلِ ارض سے کوئی بھی تمہارے سوا نماز کا منتظر نہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس کی پرواہ نہ کرتے تھے کہ نماز عشاء کو جلدی پڑھیں یا بدیر پڑھیں جبکہ ان کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ نیند ان پر غلبہ کرے گی اور وقت نکل جائے گا اور اس سے پہلے سو جاتے تھے۔ ابن جُریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا اُنھوں نے کہا میں نے ابن عباس سے سُنا وہ کہتے تھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات عشاء کی نماز میں تاخیر کر دی حتّٰی کہ لوگ سو گئے اور بیدار ہُوئے پھر سو گئے اور بیدار ہُوئے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اُٹھے اور کہا "نماز" عطاء نے کہا ابن عباس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے گویا کہ میں اب آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ کے سر مُبارک سے پانی کے قطرے گر رہے ہیں جبکہ اپنا دستِ اقدس سر مُبارک پر رکھا ہُوا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں اپنی اُمت پر مشکل نہ جانتا تو ان کو حکم دیتا کہ اس وقت نماز پڑھا کریں۔ میں نے عطاء سے اس کا ثبوت چاہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک پر دستِ اقدس کیسے رکھا تھا۔ جیسا کہ ان کو ابن عباس نے خبر دی ہے۔ عطاء نے اپنی انگلیوں کو کچھ پھیلایا پھر ان کے کنارے سر مبارک کے ایک طرف رکھے پھر ان کو ملایا جبکہ سر مبارک پر ان کو گزار رہے تھے حتی کہ آپ کے انگوٹھے نے کان شریف کے کنارے کو جو صدغ اور داڑھی شریف کے کنارے سے ملتا ہے مَس کیا آپ اسی طرح نچوڑا اور پکڑا کرتے تھے اور فرمایا اگر میں اپنی اُمت پر مشکل نہ جانوں تو ان کو اس طرح نماز پڑھنے کا حکم دُوں

۵۴۸ — شرح : یعنی اس وقت غسل کے بعد نماز پڑھنے کا حکم دوں۔ علماء نے کہا حدیث شریف میں مذکور نیند وہ نیند ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے اور ان کے سر نیند کے غلبہ کے باعث حرکت کیا کرتے تھے۔ یہ مراد نہیں کہ وہ لیٹ کر سو جاتے تھے کیونکہ کسی راوی نے ذکر نہیں کیا کہ اُنھوں نے اس نیند کے بعد وضو کیا ہو اور نہ ہی ثُمَّ اسْتَیْقَظُوْا کا لفظ مستغرق نیند پر دلالت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَقْتِ الْعِشَآءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ

وَقَالَ اَبُوْبَرْزَةَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَحِبُّ تَاْخِیْرَهَا

۵۴۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِیْمِ الْمُحَارِبِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُمَیْدٍ الطَّوِیْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَخَّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ ثُمَّ صَلّٰی ثُمَّ قَالَ قَدْ صَلَّی النَّاسُ وَنَامُوْا اَمَا اَنَّكُمْ فِیْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا وَزَادَ ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا یَحْیٰی بْنُ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُمَیْدٌ سَمِعَ اَنَسًا كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ خَاتَمِهٖ لَیْلَتَئِذٍ

کرتا ہے جو عقل کو زائل کردے، کیونکہ عربوں میں رواج ہے کہ جب کوئی کام میں ہوشیار ہو تو اسے کہتے ہیں اِسْتَیْقَظَ مِنْ سِنَتِهٖ وَغَفْلَتِهٖ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قلیل نیند سے وضوء نہیں جاتا جبکہ اس میں بعض استمساک باقی ہو کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ صحابہ کو یہ علم ہونے کے باوجود کہ نیند حدث ہے اس سے وضوء جاتا رہتا ہے پھر وہ وضوء کئے بغیر نماز پڑھ لیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نماز کی حالت میں سو جائے تو وضوء نہیں جاتا۔ یہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

باب ۔ عشاء کا وقت نصف رات تک

ابوبرزہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی تاخیر کو پسند فرماتے تھے

۵۴۹ ـ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز آدھی رات تک مؤخر کی پھر نماز پڑھ کر فرمایا لوگوں نے نماز پڑھی اور سو گئے خبردار تم جب تک نماز کے انتظار میں رہے نماز ہی میں رہے ابن ابی مریم نے یہ زیادہ ذکر کیا کہ ہم کو یحییٰ بن ایوب نے خبر دی کہا مجھے حمید نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انھوں نے کہا گویا میں اس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی سپیدی اب دیکھ رہا ہوں۔

۵۴۹ ـ شرح: یعنی عشاء کا مختار وقت نصف رات ہے: اس کے بعد بھی فجر تک عشاء کا وقت ہے کیونکہ صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

۵۵۰ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِيْ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اَمَا اَنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ اَوْ لَا تُضَامُوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَالَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ زَادَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیند میں تفریط نہیں تفریط تو اس میں ہے کہ بیدار رہتے ہوئے نماز نہ پڑھے حتی کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے معلوم ہوا کہ فجر کا وقت داخل ہونے سے عشاء کا وقت ختم ہوتا ہے اگر یہ سوال ہو کہ حدیث ع ۵۴۷ میں مذکور ہے کہ لوگ شفق کے غائب ہونے سے تہائی رات گزرنے تک عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عشاء کا مختار وقت تہائی رات تک ہے لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں منافات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تہائی رات نصف رات میں داخل ہے لہٰذا منافات نہ رہی اگر یہ کہا جائے کہ صبح کی نماز کا وقت طلوع شمس سے ختم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ظہر کی نماز کا وقت داخل نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں طلوع شمس تک فجر کا وقت متعین ہے۔

اسماء رجال : ع ۱ ابو برزہ صحابی ہیں ع ۲ عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن محاربی کوفی ہیں۔ ۲۱۱ ہجری میں فوت ہوئے ع ۳ زائدہ بن قدامہ حدیث ع ۲۶۸ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

حمیدؒ نماز کی حالت میں وفات پائی تھی۔

باب ۔ نمازِ فجر کی فضیلت

۵۵۰ ـ ترجمہ : حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۵۵۱ ۔ حَدَّثَنَا مُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَقَالَ ابْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ أَخْبَرَهُ بِهٰذَا

۵۵۲ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

کے حضور موجود تھے اچانک آپ نے بدر کی رات میں چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا خبردار! تم عنقریب اپنے رب کو ایسے ہی دیکھو گے جیسے اس کو دیکھتے ہو اس کے دیکھنے میں تم کو زحمت نہیں ہوتی اگر طاقت رکھتے ہو کہ سورج کے طلوع سے پہلے کی نماز اور اس کے غروب ہونے کے بعد کی نماز پڑھنے میں تم مغلوب نہ ہو تو یہ نمازیں پڑھو پھر فرمایا طلوعِ شمس سے پہلے کی نماز اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو۔

۵۵۰ ــــ شرح : باب فضل صلوٰۃ العصر ۔ حدیث ۵۲۷ میں اس حدیث کی تفصیل گزر چکی ہے۔ لَا تُضَامُّوْنَ کا معنی مشابہت ہے اور لَا تُضَامُّوْنَ ، ضیم سے ہے اس کا معنی تعب و مشقت ہے حدیث کے الفاظ کا معنی یہ ہے کہ تم پر مشتبہ نہ رہے اور تم کو اس میں شک نہ ہو جس کے باعث تم اس کی رویت میں ایک دوسرے سے معارضہ کرو اور زحمت و مشقت میں مبتلا ہو جاؤ۔ اس حدیث کی باب سے مناسبت علیٰ صلوٰۃ قبل طلوع الشمس کے جملہ میں ہے۔

۵۵۱ ــــ ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی صبح اور عصر کی نماز پڑھے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۵۵۲ ــــ ترجمہ : ابوبکر بن عبداللہ نے اپنے باپ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی۔

۵۵۱ ــ ۵۵۲ ــــ شرح : ہر ایک نماز کا یہی حکم ہے۔ ان نمازوں کی تخصیص میں ان کی فضیلت و شرافت کا اظہار اور ان کی محافظت کی ترغیب دلانا ہے اور تحقق وقوع کے لئے ماضی کا صیغہ ذکر فرمایا ہے۔ یہ دونوں نمازیں دن کے دونوں کناروں میں پڑھی جاتی ہیں جبکہ خنکی ہوتی ہے اور گرمی کی شدت باقی نہیں رہتی ہے اس لئے ان کا اطلاق فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

Marfat.com

بَابُ وَقْتِ الْفَجْرِ

۵۵۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ اَنَّهُمْ تَسَحَّرُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ قَدْرُ خَمْسِيْنَ اَوْ سِتِّيْنَ يَعْنِيْ اٰيَةً

۵۵۴۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى قُلْنَا لِاَنَسٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ قَالَ قَدْرُ مَا يَقْرَءُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً

باب فجر کا وقت

۵۵۳۔ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن ثابت نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں نے کہا سحری اور نماز کے درمیان کتنا فاصلہ تھا زید بن ثابت نے کہا ان کے درمیان پچاس یا ساٹھ آیات کی تلاوت کی مقدار وقت ہوتا تھا۔

۵۵۴۔ ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کا کھانا کھایا جب اس سے فارغ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھی ہم نے انس سے کہا سحری کھانے سے فارغ ہونے اور نماز میں داخل ہونے کے درمیان کتنا فاصلہ تھا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا اندازہ اس کا کہ مرد پچاس آیات پڑھ لے۔

۵۵۳۔۵۵۴۔ شرح: ان دونوں حدیثوں کے ترجمہ سے مطابقت اس اعتبار سے ہے کہ وہ سحری کھانے کے بعد پچاس آیات کی تلاوت کی مقدار کے بعد نماز پڑھنے

marfat.com
Marfat.com

۵۵۵۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ عَنْ اَخِیْهِ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ یَقُوْلُ کُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِیْ اَهْلِیْ ثُمَّ تَکُوْنُ سُرْعَةٌ بِیْ اَنْ اُدْرِكَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۵۵۶۔ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ قَالَتْ کُنَّ نِسَآءُ الْمُؤْمِنَاتِ یَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ یَنْقَلِبْنَ اِلٰی بُیُوْتِهِنَّ حِیْنَ یَقْضِیْنَ الصَّلٰوةَ لَا یَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ .

کھڑے ہوئے یہ طلوعِ فجر کی ابتداء اور صبح کا اوّل وقت ہے۔ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ صبح کا اوّل وقت طلوعِ فجر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلوعِ فجر کے قریب تک سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے

۵۵۵ — ترجمہ : سہل بن سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر سحری کھاتا پھر مجھے یہ جلدی ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز پاؤں۔

۵۵۶ — ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ مومن عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز میں حاضر ہوتیں جبکہ وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوتی تھیں پھر وہ جس وقت نماز ادا کر کے اپنے گھروں کو لوٹتیں تو غلس کی وجہ سے ان کو کوئی پہچان نہ سکتا تھا۔

۵۵۵۔۵۵۶ — شرح : چاہیے تو یہ تھا کہ کَانَتْ نِسَاءُ فرماتے مگر یہ اَسَرُّوا النَّجْوَی الَّذِیْنَ کی طرح ہے کُنَّ کا فاعل ضمیر ہے اور نساء ضمیر فاعل سے بدل واقع ہوتا ہے۔ جیسے الذین هم ضمیر فاعل سے بدل ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نِسَاءُ کی اضافت مومنات کی طرف اپنے نفس کی طرف اضافت ہے مگر دراصل نساء کی اضافت انفس کی طرف ہے جو مومنات کا موصوف محذوف ہے۔ اصل عبارت یوں ہے نِسَاءُ الْاَنْفُسِ الْمُؤْمِنَاتِ لہٰذا شئ کی اضافت اپنے نفس کی طرف نہ ہوئی۔ پہلے حدیث میں گزرا ہے لوگ صبح کی نماز سے اس وقت پھرتے جبکہ ایک دوسرے کو اپنے قریب والے ساتھی کو پہچان لیتا اور یہ حدیث اس کا جواب ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے قریب والی ساتھی کی روایت کی خبر دی ہے اور

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً

۵۵۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ وَعَنِ الْأَعْرَجِ يُحَدِّثُوْنَهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ

یہ دوسرے عورتوں کی رویت کی خبر ہے لہٰذا دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں صبح کے وقت کی تفصیل حدیث ۳۶۷ میں دیکھیے

اسماء رجال : ۱ عمرو بن عاصم حافظ بصری ہیں۔ ۲۲۳ ہجری میں فوت ہوئے ۲ ہمام کے والد یحییٰ ہیں۔ ۳ حسن بن صباح بزار حدیث ۴۳ کے اسماء میں مذکور ہیں ۴ روح بن عبادہ حدیث ۴۵ کے اسماء میں ہیں ۵ سعید بن ابی عروبہ حدیث ۲۸۲ کے اسماء میں ہیں۔

باب — جس نے فجر کی نماز کی ایک رکعت پائی

ترجمہ ۵۵۷ — : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کی نماز کی ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پالی اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے عصر کی ایک رکعت غروب شمس سے پہلے پالی اس نے عصر کی نماز پالی۔

شرح ۵۵۷ — : حدیث ۵۵۳ میں اس حدیث کی تفصیل گزری ہے۔ اس حدیث کا ایک محمل یہ بھی ہے کہ طلوع شمس یا غروب شمس سے پہلے اتنا وقت تھا کہ اس میں بچہ بالغ ہوگیا یا حائض عورت طاہر ہوگئی یا کافر مسلمان ہوگیا اور وہ ایک رکعت نماز پڑھ سکتے ہیں تو ان پر صبح اور عصر کی نماز واجب ہوگئی اور اگر صرف تکبیر تحریمہ پائی اور سورج طلوع یا غروب ہوگیا جب بھی ان پر یہ نمازیں واجب ہوگئیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی اصح قول یہی ہے۔ اس حدیث میں ایک رکعت کا ذکر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً

۵۵۸ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ

غالب احوال کے اعتبار سے کیا ہے۔ کیونکہ ساری نماز پالینا تو بالاتفاق ضروری نہیں تو لامحالہ ایک رکعت اور تکبیر تحریمہ میں فرق نہ کیا جائے گا۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں یہ صراحت ملتی ہے کہ جس نے صبح کی یا عصر کی ایک رکعت پڑھی پھر سلام سے پہلے وقت نکل گیا تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی وہ نماز پوری کرے۔ عصر کی نماز میں تو سب کا اتفاق ہے؛ البتہ فجر کی نماز میں امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اثنائے نماز میں سورج طلوع ہونے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔ کیونکہ نماز سے نہی کا وقت داخل ہوگیا ہے اور یہ حدیث ان پر حجت ہے مگر احناف کہتے ہیں یہ حدیث امام اعظم پر حجت نہیں۔

اسماء رجال : زید[ع۱] بن اسلم اور عطاء[ع۲] بن یسار دونوں حدیث ع۲۸ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ بُسر بن سعید تابعی ہیں ان کی کُنیت ابوسعید ہے۔ مدینہ منورہ کے باشندے تھے۔ نہایت ہی زاہد اور متقی تھے۔ دُنیا سے بالکل منقطع تھے۔ سو ہجری میں فوت ہوئے۔

باب ـ جس نے نماز کی ایک رکعت پائی

۵۵۸ ـــ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے نماز پالی۔

۵۵۸ ـــ شرح : پہلے اور اس باب میں فرق یہ ہے کہ پہلے باب میں اس شخص کا ذکر ہے جو وقت میں ایک رکعت پالے اور اس باب میں اس شخص کا ذکر ہے جو نفس صلوٰۃ سے رکعت پالے۔ علامہ عینی نے کہا کہ پہلا باب خاص ہے اور یہ باب عام ہے۔ تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر نہیں اور جو شخص ایک رکعت پالے وہ ساری نماز نہیں پاسکتا کہ ایک رکعت پانے کے باعث پوری نماز سے فارغ ہوجائے بلکہ مضاف محذوف ہے یعنی اَدْرَكَ حُكْمَ الصَّلٰوةِ ،، بعض علماء کہتے ہیں حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت پالی اُس نے نماز کی فضیلت پالی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ

۵۵۹ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الْعَالِیَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ عِنْدِیْ رِجَالٌ مَرْضِیُّوْنَ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِیْ عُمَرُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تُشْرِقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ

جمعہ میں امام کے سلام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی وہ جمعہ کی دو رکعتیں پڑھے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز امام کے ساتھ پاؤ وہ پڑھ لو اور جو نماز امام کے ساتھ رہ جائے اسے قضاء کر لو، جمعہ کی نماز امام کے ساتھ دو رکعتیں فوت ہوئی ہیں اس لئے دو رکعت ہی پوری کرے۔

باب ۔ فجر کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک نماز پڑھنا

۵۵۹ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے پاس معتبر لوگوں نے بیان کیا اور میرے نزدیک ان سب سے زیادہ معتبر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔

۵۵۹ ـــ شرح : باب کے عنوان میں صرف فجر مذکور ہے اور حدیث میں فجر اور عصر دونوں کا ذکر کیا اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ باب میں مذکور تمام احادیث میں فجر ہی کا پہلے ذکر ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ فجر کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نفل نہیں پڑھے اور عصر کی نماز کے بعد جو آپ ہی کے ساتھ مختص تھی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی)

اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ فجر کی نماز کے بعد طلوعِ شمس سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد غروبِ شمس سے پہلے نفل پڑھنے مکروہ ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا اس میں بے شمار احادیث وارد ہیں کہ صبح اور عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور جو بخاری اور مسلم

marfat.com
Marfat.com

۵۶۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَاسٌ بِهٰذَا

۵۶۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا قَالَ وَحَدَّثَنِيْ ابْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ تَابَعَهُ عَبْدَةُ

نے اسود کے واسطہ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں کبھی ترک نہ کیں۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے، کیونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے والے کو مارتے تھے اور کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان دو رکعتوں میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس خصوصیت کی واضح دلیل ہے۔ اس کی تفصیل عنقریب آ رہی ہے۔

اسماء رجال : ع۱ حفص بن عمر حوضی ہیں حدیث ع۱۶۷ کے اسماء میں ع۲ ہشام دستوائی حدیث ع۴۲ کے اسماء میں ع۳ ابو العالیہ بن مہران ریاحی ہیں انہیں قبیلہ بنی ریاح کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا۔ انہوں نے کفر کا زمانہ پایا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دو سال بعد اسلام قبول کیا۔ اور نوے ہجری میں فوت ہو گئے۔

۵۶۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے چند لوگوں نے اس طرح بیان کیا۔

۵۶۱ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت کسی نماز کا قصد نہ کرو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج کا کنارہ نکل آئے تو سورج بلند ہونے تک نماز سے رک جاؤ اور تاخیر کرو اور جب سورج کا کنارہ غروب ہو جائے تو نماز میں تاخیر کرو حتیٰ کہ سورج غائب ہو جائے عبدہ نے اسکی متابعت کی ہے۔

۵۶۱ — شرح : مشرک سورج کے طلوع اور غروب کے وقت اس کی عبادت کرتے ہیں اس لئے ان کے

marfat.com

Marfat.com

۵۶۲ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لُبْسَتَيْنِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَعَنِ الْاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ يُفْضِي بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ

ساتھ مشابہت ہونے سے منع فرمایا۔ لفظ لَا تَحَرَّوْا نہی کا صیغہ ہے یعنی ان دونوں وقتوں سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز پڑھنی مکروہ ہے اور کثیر احادیث میں اس پر منع وارد ہے۔ عُبَیْدَۃ ،، بن سلیمان کلابی کوفی ہیں ان کی کنیت ابو محمد ہے کہا گیا ہے کہ ان کا نام عبد الرحمٰن ہے اور عُبَیْدَہ لقب ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا : عبدہ ثقہ ہے ثقہ ہے ثقہ ہے۔ اس پر مزید یہ کہ صالح تھے اور شدید الفقر تھے۔ ۱۸۸ ہجری کو کوفہ میں فوت ہوئے۔ عُبَیْدَہ بن سلیمان نے یحییٰ بن سعید قطان کی ہشام سے روایت میں متابعت کی ہے۔

۵۶۲ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خرید و فروخت، دو لباس اور دو نمازوں سے منع فرمایا، نماز فجر کے بعد نماز پڑھنے سے حتیٰ کہ سورج نکل آئے۔ عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے سے حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔ اشتمال صماء ایک کپڑے میں گھٹ مارنے سے جبکہ اس کی شرمگاہ برہنہ ہوتی ہو اور بیع منابذہ اور ملامسہ سے منع فرمایا۔

۵۶۲ ـــ شرح : ان دونوں وقتوں میں نوافل مطلقاً ممنوع ہیں مگر غروب سے قبل سورج کی دھوپ زرد ہونے سے پہلے عصر کی نماز کے بعد نماز کی قضاء پڑھنا جائز ہے اور نفل مطلقاً ناجائز ہیں۔ اگرچہ تحیۃ المسجد کے نفل ہی کیوں نہ ہوں۔ اور دھوپ زرد ہو جانے کے بعد قضاء نماز بھی جائز نہیں۔ ملامسہ، منابذہ جاہلیت کی بیوع ہیں۔ اسی طرح جاہلیت میں القاء حجر سے بیع کرتے تھے اور وہ یہ کہ دو شخص اس طرح بیع کرتے کہ ایک شخص بیع کی صورت میں دوسرے شخص کی طرف کپڑا وغیرہ پھینکتا جبکہ وہ اسے الٹ پلٹ کر بھی نہ دیکھتا تو بیع ہو جاتی یہ بیع منابذہ کہلاتی ہے۔ بیع ملامسہ یہ ہے کہ کوئی شخص بیع کی صورت میں دیکھے بغیر کپڑے کو مس کرتا تو بیع ہو جاتی۔ اسی طرح اگر بیع کی صورت میں کپڑے پر کنکری ڈالتا تو بیع ہو جاتی یہ بیوع دھوکا اور عدم رضاء سے خالی نہیں اس لئے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سب سے منع فرما دیا۔ حدیث ۳۶۲ باب یَسْتُرُ مِنَ الْعَوْرَۃِ میں اس حدیث کی وضاحت ہو چکی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا تَتَحَرَّى الصَّلٰوةُ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ

۵۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَحَرَّى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا

۵۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ الْجُنْدَعِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ

اسماء رجال : ۱ عُبَید بن اسماعیل ان کی کنیت ابو محمد ہباری ہے کہا گیا ہے کہ ان کا نام عُبَید اللہ ہے اور عُبَید مشہور ہے۔ آپ کوفی ہیں اور ۲۵۰ ہجری میں فوت ہوئے ۲ عُبَید اللہ آپ عمر بن حفص کے بیٹے ہیں اپنے ماموں ابو الحارث خُبیب انصاری خزرجی سے روائت کرتے تھے۔ ۱۸۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ آپ فضیلت اور عبادت میں اہلِ مدینہ کے سردار تھے۔ ۳ حفص بن عاصم بن عمر فاروق رضی اللہ عنہم کا ذکر ہو چکا ہے۔

بابؔ ۔ سُورج کے غروب سے پہلے نماز کا قصد نہ کرے ،،

۵۶۳ ۔ ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے کوئی شخص نماز کا قصد نہ کرے پس طلوعِ شمس کے وقت اور نہ ہی اس کے غروب کے وقت نماز پڑھے۔

marfat.com

Marfat.com

۵۶۵ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانٍ یُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّکُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوۃً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَیْنَاہُ یُصَلِّیْہَا وَلَقَدْ نَھٰی عَنْھُمَا یَعْنِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

۵۶۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَۃُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ خُبَیْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاتَیْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ

۵۶۴ ـ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج بلند ہو جائے اور نہ ہی عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز ہے حتی کہ سورج غروب ہو جائے

۵۶۳ ـ ۵۶۴ ـ شرح : قبل الغروب اور عند الغروب سے مراد واحد ہے لہٰذا حدیث ترجمہ کے مطابق ہے اور یہ نہ کہا جائے کہ ترجمہ میں قبل الغروب اور حدیث میں عند الغروب ہے حدیث ۵۶۱ میں اس کی تقریر گزری ہے۔ لَاصَلٰوۃَ بَعْدَ الصُّبْحِ میں "لا" جنس کی نفی کے لئے ہے یعنی صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ نفی نہی کے معنی میں ہو یعنی "لَا تُصَلُّوْا" اصح یہ ہے کہ یہ نہی تنزیہہ کے لئے ہے احناف کہتے ہیں ان دونوں وقتوں میں فوت شدہ نماز پڑھنا جائز ہے۔ سجدہ تلاوت بھی کر سکتے ہیں اور نماز جنازہ بھی جائز ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نماز پڑھتا ہوں جیسے اپنے ساتھیوں کو [illegible] میں نے نماز پڑھتے دیکھا میں کسی کو رات یا دن میں جو بھی وہ چاہے نماز پڑھنے سے منع نہیں کرتا ہوں سوا اس کے طلوع شمس اور غروب شمس کا قصد نہ کرو۔

عطاء بن یزید جندعی کا حدیث ۱۴۴ میں ذکر ہو چکا ہے۔

۵۶۵ ـ ترجمہ : حمران بن ابان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ تم ایک نماز پڑھتے ہو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہم نے آپ کو کبھی یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور آپ نے عصر کے بعد دو رکعتوں سے منع فرمایا۔

marfat.com
Marfat.com

۵۶۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں سے منع فرمایا فجر کی نماز کے بعد حتی کہ سورج نکل آئے اور عصر کی نماز کے بعد حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔

۵۶۵ — ۵۶۶ — شرح : جواز صلوٰۃ کے لئے صرف طلوعِ شمس کافی نہیں بلکہ ارتفاعِ شمس ضروری ہے۔ دوسری احادیث کا مدلول بھی یہی ہے بعض علماء نے کہا کہ جن روایات میں ان وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا وہ اس نماز پر محمول ہیں جس کا کوئی سبب ہو اور جو نمازیں سبب پر مبنی ہیں جیسے تحیۃ المسجد سجدۂ تلاوت اور سجدۂ شکر وغیرہ وہ اس ممانعت میں داخل نہیں مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ جو احادیث ان وقتوں میں نماز پڑھنے کی نفی پہ دلالت کرتی ہیں وہ عام ہیں لہٰذا اُن کے عموم پر عمل ترک نہ کیا جائے گا اور ان وقتوں میں مطلقاً نفل مکروہ ہیں ان کا سبب ہو یا نہ ہو۔

اسماء رجال

: محمد بن ابان بلخی ان کی کنیت ابوبکر مستملی ہے۔ آپ حمدویہ مشہور ہیں ۔ ۲۴۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ بعض انہیں محمد بن ابان واسطی کہتے ہیں ۲ ابوالتیاح یزید بن حمید ضبعی بصری ہیں ۱۲۸ ہجری میں فوت ہوئے اس حدیث کے راوی بصری ہیں ۔ ۳ حمران بن ابان بن خالد بن عبد عمرو عین تمر کے قیدی تھے خالد بن ولید نے انہیں قید کیا تھا۔ جب خالد بن ولید نے انہیں ذہین ذکی غلام پایا تو انہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا اُنھوں نے آزاد کر کے اپنا کاتب اور حاجب مقرر کیا وہ صحیح الحدیث ہیں۔ یہ تینوں حضرات تابعی ہیں۔

۴ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی ہیں۔ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ان کی کنیت ابو عبد الرحمٰن آپ کے والد ابوسفیان بھی فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اُنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۶۳ حدیثیں روائت کی ہیں ان میں سے امام بخاری نے صرف آٹھ احادیث ذکر کی ہیں۔ ساٹھ ہجری کو دمشق میں فوت ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں شام کے حاکم مقرر کئے گئے اور فوت ہونے تک شام کے حاکم رہے۔ تقریباً چالیس برس آپ حاکم رہے۔

آخر عمر میں آپ کو لقوہ ہو گیا آپ یہ کہا کرتے تھے۔ کاش میں ذی طوی میں ایک عام قریشی ہوتا اور حکومت کے دھندے میں نہ پڑتا آپ کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک، قمیص کچھ بال شریف اور ناخن تھے انہوں نے وصیت کی تھی کہ انہیں قمیص بطور کفن پہنا دی جائے اور چادر میں انہیں لپیٹ دیا جائے۔ اور آپ کا ازار انہیں پہنایا جائے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں اور صدغین اور مواضع سجود پر آپ کے بال شریف اور ناخن رکھ دیئے جائیں اور باقی امور ارحم الراحمین کے حوالہ کر دیا جائے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ لَمْ يَكْرَهِ الصَّلٰوةَ اِلَّا بَعْدَ الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ

رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ ؓ

۵۶۷ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اُصَلِّيْ كَمَا رَاَيْتُ اَصْحَابِيْ يُصَلُّوْنَ لَا اَنْهٰى اَحَدًا يُصَلِّيْ بِلَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ مَا شَآءَ غَيْرَ اَنْ لَا تَحَرَّوْا طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا

باب جس نے نماز کو مکروہ نہ جانا مگر عصر اور فجر کی نمازوں کے بعد

حضرت عمر فاروق، عبداللہ بن عمر، ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم نے اسے روایت کیا

۵۶۷ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں ایسے نماز پڑھتا ہوں جیسے میں نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھتے دیکھا۔ میں کسی کو منع نہیں کرتا۔ وہ رات اور دن میں جو نماز چاہے پڑھے مگر طلوعِ شمس اور غروب شمس کے وقت نماز کا قصد نہ کرو۔

۵۶۷ — شرح : اس باب میں بخاری کا مقصد ان لوگوں کی تردید ہے جو نصف نہار میں نماز سے منع کرتے ہیں چنانچہ لَا اَمْنَعُ اَحَدًا يُصَلِّيْ بِلَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ اس پر واضح دلالت کرتا ہے۔ دراصل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ساری رات اور دن بھر میں نماز سے منع نہ کرنا عام ہے۔ البتہ انھوں نے ان دو وقتوں میں نماز کا قصد کرنے سے منع کیا۔ اور جس حدیث میں یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کے سوا نصف نہار میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا وہ حدیث غریب ہے۔ احناف کے نزدیک سورج کے طلوع و غروب ہونے اور استواء کے وقت کوئی نماز فرض ہو یا نفل نہیں پڑھ سکتے اور نہ ہی سجدہ تلاوت کر سکتے ہیں۔ البتہ ان اوقات میں اگر جنازہ حاضر ہو جائے تو وہ بلا کراہت جائز ہے اگر جنازہ پہلے رکھا ہوا ہو اور نماز جنازہ نہ پڑھی حتیٰ کہ ممنوع وقت ہو گیا تو اس وقت نماز جنازہ پڑھنی بھی مکروہ ہے۔

کریب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں انہوں نے کہا حضرات عبداللہ بن عباس مسور اور عبدالرحمٰن بن ازہر نے اس کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کا حال

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الْفَوَائِتِ وَنَحْوِهَا

وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ شَغَلَنِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ

۵۶۸ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ قَالَتْ وَالَّذِي ذَهَبَ بِهِ مَا تَرَكَهُمَا حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ وَمَا لَقِيَ اللّٰهَ حَتَّى ثَقُلَ عَنِ الصَّلٰوةِ وَكَانَ يُصَلِّي كَثِيرًا مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا وَلَا يُصَلِّيهِمَا فِي الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ أَنْ يُثْقِلَ عَلٰى أُمَّتِهِ وَكَانَ يُحِبُّ مَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ

۵۶۹ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ابْنُ أُخْتِي مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دریافت کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک جاریہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ سے یہ دریافت کرکے آئے (یہ طویل حدیث ہے) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو اُمیہ کی بیٹی تو نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق پوچھا ہے۔ میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کا وفد آیا میں ان سے گفتگو میں مصروف رہا جبکہ انھوں نے آپ سے بعض احکام دریافت کئے تھے اور ظہر کے فرضوں کے بعد والی دو رکعتیں رہ گئیں حتی کہ عصر کا وقت داخل ہوگیا اور وہ عصر کی نماز کے بعد پڑھیں۔ یہ وہ دو رکعتیں ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو عمل فرماتے اس پر مداومت فرماتے ہیں اس لئے وہ دو رکعتیں عصر کے بعد آپ پڑھا کرتے تھے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔ لہٰذا اس پر قیاس کرکے یہ نہیں کہہ سکتے کہ جس نماز کا کوئی سبب ہو وہ ممنوع وقت میں بلا کراہت جائز ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا

ام سلمہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ہیں ان کا نام ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم ہے وہ قرشیہ مخزومیہ ہیں۔ ۵۹ ہجری کے شوال میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عمارت کے اواخر ایام میں فوت ہوئیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

marfat.com

Marfat.com

السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِيْ قَطُّ

۵۶۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَّلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ

باب ۔ عصر کی نماز کے بعد جو بھی قضا یا اس جیسی نماز پڑھے

کریبؒ نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نفل سے منع فرمایا اور فرمایا قبیلہ عبدالقیس کے لوگوں نے مجھے ظہر کے بعد دو رکعتوں سے مشغول کر دیا (اس لئے آپ عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے)

۵۶۸۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس ذات کی قسم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس لے گئی آپ نے عصر کے بعد دو رکعتیں ترک نہ کیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے حتیٰ کہ نماز سے بوجھل ہو گئے اور اکثر نماز بیٹھ کر پڑھا کرتے یعنی عصر کے بعد والی دو رکعتیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ دو رکعتیں پڑھتے اور مسجد میں نہ پڑھتے یہ خوف کرتے ہوئے کہ آپ کی امت پر بوجھ ہوگا۔ جبکہ آپ کو ان کی تخفیف پسند تھی۔

۵۶۹۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میرے بھانجے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس عصر کے بعد دو رکعتیں کبھی ترک نہ کیں۔

۵۷۰۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو نمازیں نہ چھوڑتے تھے نہ خفیہ نہ علانیہ دو رکعتیں صبح کی نماز سے پہلے اور دو عصر کی نماز کے بعد۔

۵۶۸۔۵۶۹۔۵۷۰۔ شرح : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حدیث میں رکعتان سے مراد صلاتان ہے۔ کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

۵۷۱ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ رَاَیْتُ الْاَسْوَدَ وَمَسْرُوْقًا شَهِدَا عَلٰی عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْتِیْنِیْ فِیْ یَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلَّا صَلّٰی رَكْعَتَیْنِ

بَابُ التَّبْكِیْرِ بِالصَّلٰوةِ فِیْ یَوْمٍ غَیْمٍ

۵۷۲ ـــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ یَحْیٰی هُوَ ابْنُ اَبِیْ كَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّ اَبَا الْمَلِیْحِ حَدَّثَهٗ قَالَ كُنَّا مَعَ بُرَیْدَةَ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ

اس کی تفسیر چار رکعتوں سے کی ہے یعنی جُزء کا کُل پر اطلاق فرمایا ہے

ان احادیث میں عصر کے بعد دو رکعتیں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ابوداؤد نے ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد نماز پڑھتے اور لوگوں کو منع فرماتے اور روزوں میں وصل کرتے اور لوگوں کو منع فرماتے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ۱ عبدالواحد بن ایمن حدیث ۴۴۰ کے اسماء میں ۲ عبدالواحد ابن زیاد حدیث ۳۵ کے اسماء میں ۳ شیبانی ابواسحاق اور عبدالرحمٰن بن اسود بن یزید نخعی حدیث ۲۹۸ کے اسماء میں دیکھیں۔

ترجمہ ۵۷۱ : ابواسحاق نے کہا میں نے اسود اور مسروق کو دیکھا وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے ام المؤمنین نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی روز عصر کے بعد میرے پاس تشریف نہ لاتے مگر دو رکعتیں ضرور پڑھتے

شرح ۵۷۱ : کئی بار گزرا ہے کہ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے اور یہ آپ ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ تحری کا بھی یہی معنی ہے۔

اسماء رجال : محمد بن عرعرہ حدیث ۴۶ کے اسماء میں گزرا ہے۔ ابواسحاق سُبَیعی ہمدانی حدیث ۳۹ کے اسماء میں دیکھیں۔ مسروق حدیث ۳۳ کے اسماء میں ذکر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهٗ

بَابُ الْاَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ

۵۷۳ — حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَخَافُ اَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ بِلَالٌ اَنَا اُوْقِظُكُمْ فَاضْطَجَعُوْا وَ اَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهٗ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب — بادل کے روز نماز جلدی پڑھنا

۵۷۲ — ترجمہ : ابوالملیح رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہم ایک دفعہ بادل کے دن بریدہ کے ساتھ تھے انھوں نے کہا نماز جلدی پڑھ لو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عصر کی نماز ترک کی اس کے عمل ضائع ہو گئے۔

۵۷۲ — شرح : جس نماز کو جلدی پڑھنے کے لئے کہا وہ عصر کی نماز تھی تاکہ تاخیر کرنے سے عصر کا وقت نکل نہ جائے۔ عصر کی نماز کے ترک پر وعید میں یہ اشارہ ہے کہ باقی نمازیں بھی اسی طرح ضروری ہیں کیونکہ فرضیت میں وہ سب برابر ہیں۔ اس تقریر سے ترجمہ اور حدیث میں مطابقت واضح ہو گئی اور یہ نہ کہا جائے کہ ترجمہ میں بادل کے روز نماز جلدی پڑھنے کا حکم ہے اور اس میں کسی نماز کی خصوصیت نہیں اور حدیث میں عصر کی نماز کی خصوصیت ہے اور عصر کی نماز کو اسی لئے خصوصیت سے ذکر کیا کہ یہ وقت مصروفیت کا ہے۔ بعض روایات میں فجر کی نماز کا ذکر بھی ہے کیونکہ وہ آرام اور غفلت کا وقت ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : معاذ بن فضالہ حدیث ع ۳۱۹ کے اسماء میں دیکھیں۔ باقی راوی اور حدیث کے متعلق مباحث حدیث ع ۵۳۹ میں دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا بِلَالُ أَيْنَ مَا قُلْتَ قَالَ مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَاءَ وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِيْنَ شَاءَ يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلٰوةِ فَتَوَضَّأَ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَاضَّتْ قَامَ فَصَلّٰى

باب ۔ وقت گزر جانے کے بعد اذان کہنا

۵۷۳ ۔ ترجمہ : ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا۔ بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ آرام فرمالیتے تو ہمارے لئے آسانی ہوجاتی۔ فرمایا مجھے ڈر ہے کہ تم نماز پڑھنے سے رہ جاؤ گے اور سوئے رہو گے۔ بلال نے کہا میں سب کو بیدار کر دوں گا۔ چنانچہ سب سو گئے اور بلال نے اونٹنی سے اپنی پشت لگالی تو ان پر ان کی آنکھوں نے غلبہ کر لیا اور وہ سو گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے جبکہ سورج کا کنارہ نکل چکا تھا۔ فرمایا : اے بلال تمہارا کہنا کہاں ہے۔ بلال نے کہا حضور ! ایسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی۔ فرمایا : اللہ تعالیٰ نے جب چاہا تمہاری روحیں قبض کر لیں اور جب چاہا ان کو واپس کر دیا اے بلال ! اٹھو نماز کے لئے اذان کہو بلال نے وضو کیا اور جب چاہا ان کو واپس کر دیا اے بلال ! اٹھو نماز کے لئے اذان کہو۔ بلال نے وضو کیا اور جب سورج سفید اور بلند ہو گیا تو اٹھے اور صبح کی نماز قضا فرمائی!

۵۷۳ ۔ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہاری روحوں کو قبض کر لیا جیسے قرآن میں ہے اللہ تعالیٰ موت کے وقت نفس فوت کر دیتا ہے اور جو اپنی نیند میں نہ مرے، انقباض روح سے موت واقع نہیں ہوتی ؛ کیونکہ نیند کی صورت میں روح کا صرف ظاہر بدن سے تعلق منقطع ہوتا ہے اور موت کی صورت میں ظاہر اور باطن دونوں میں روح کا تعلق منقطع ہوجاتا ہے اسی لئے نیند کو اخو الموت کہا جاتا ہے۔ روح لطیف جوہر نورانی ہے مذکر و مؤنث ہوتی ہے۔ روحی اشیاء اور غذاء اسے مکدر کر دیتی ہیں وہ بدن میں تصرف کرتی ہے۔ غذاء کھانے سے بری ہے گھٹنے بڑھنے سے منزہ ہے۔ کلیات و جزئیات کی مدرکہ ہے۔ یہ بدن کے بعد باقی رہتی ہے فنا نہیں ہوتی اور بدن کی محتاج نہیں ایسی شئے عالم عنصر سے نہیں ہوتی بلکہ عالم ملکوت سے ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ میت کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو روح کہتی ہے یَا اَهْلِیْ یَا وَلَدِیْ " اے میرے گھر والو اے میری اولاد اس حدیث شریف سے علماء احناف نے استدلال کیا کہ فوت شدہ نماز کو قضا کرتے وقت اذان و اقامت کہی جائے۔ اور اگر کئی نمازیں فوت ہوجائیں تو پہلی نماز کے لئے اذان و اقامت کہہ لی جائے

marfat.com

Marfat.com

اور باقی نمازوں میں اختیار ہے اگر چاہے ہر نماز کے لئے اذان و اقامت کہہ لے اگر چاہے تو صرف اقامت پر اکتفا کرے کیونکہ ایک روائت میں یہ ہے کہ اذان و اقامت سے نمازیں قضا کرے اور دوسری روائت میں ہے کہ پہلی نماز کے لئے اذان و اقامت کہہ لے اور باقی میں ہر ایک کے لئے اقامت کہہ لے احناف نے روایات کے اس اختلاف کے باعث یہ اختیار کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عذر کے باعث فوائت نمازوں کی قضاء میں جلدی ضروری نہیں لیکن علی الفور قضا مستحب ہے۔

اس حدیث سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جب صبح کی نماز قضاء ہو جائے تو دو سنتیں قضا نہ کرے دیگر آئمہ کرام کہتے ہیں صبح کی نماز سے پہلے والی سنتیں قضاء کرے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب صبح کی دو سنتیں رہ جائیں تو زوال سے پہلے سورج بلند ہونے کے بعد ان کو پڑھ لے۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما نے کہا اگر سنتیں تنہا قضا ہو جائیں تو ان کو قضا نہ کرے اور جب فرضوں سمیت قضا ہو جائیں تو بالاتفاق قضاء کرے۔ یہ حدیث شریف احناف کے نزدیک قوی تر دلیل ہے کہ طلوعِ شمس کے وقت کوئی نماز جائز نہیں۔ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج بلند ہونے اور سفید ہونے سے پہلے نماز نہیں پڑھی۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ لیلۃ التعریس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رہ گئی تھی جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں دل بیدار رہتا تھا۔ یہی حال ہر پیغمبر کا تھا تو صبح کی نماز کیسے فوت ہو گئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر بیداری کی حالت میں بعض افعال سے نسیان ہو جاتا تھا۔ تاکہ مشروع ہو جائے اسی طرح نیند کی حالت میں بھی آپ کو حکمتِ تشریع احکام کے لئے نسیان ہو جاتا تھا۔ لیلۃ التعریس میں آپ کے قلب شریف کی التفات اللہ تعالیٰ نے مبذول کر دی جس سے نسیان طاری ہوا اور صبح کی نماز کی قضاء کا حکم مشروع ہوا اسی طرح ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا جب ایک سفر میں ہار گم ہوا تو لوگ اس کی تلاش میں مصروف رہے جبکہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر اقدس رکھ کر سو رہے تھے حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور تیمم کی آیت نازل ہوئی اور جب اونٹ کو اٹھایا تو نیچے سے ہار مل گیا یہ ناممکن ہے کہ قریب ہار پڑا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم نہ ہو جبکہ آپ سے مستفیض ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے جس کے ساتھ میں اس کا گھٹنا باندھتا ہوں تو اسے قرآن کریم میں تلاش کر لیتا ہوں کہ وہ کہاں پڑی ہے (تفسیر اتقان جلد ۲ صـ ۱۲۶)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان طاری کر دیا تھا تاکہ تیمم کا حکم مشروع ہو جائے۔ لیلۃ التعریس میں سونے سے پہلے ہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فوت ہو جانے سے ان کو آگاہ فرما دیا تھا۔ کیونکہ نبی کا کسی شئے سے متعلق ڈر کا اظہار کرنا اس شئی کے وقوع پر دلالت کرتا ہے ایسے سیدنا یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا: اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ ،، اسی طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَخَافُ اَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ حطانے روایت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ جَمَاعَةً بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ

۵۷۴ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَقُمْنَا إِلَى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ

کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس وادی سے نکل جانے کا حکم دیا کیونکہ وہاں نماز کا فوت ہو جانا اس مقام کی نحوست کی وجہ سے تھا تو جن لوگوں کی نمازیں اپنے گھروں میں ہر روز فوت ہوتی ہیں ان کو کن الفاظ سے سمجھایا جائے؟

اسماء رجال : عمران بن میسرہ حدیث ۷۸ محمد بن فضیل حدیث ۳۷ کے اسماء میں دیکھیں۔ حُصین بن عبدالرحمٰن سلمی کوفی ہیں۔ ۱۳۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ عبداللہ بن ابی قتادہ حدیث ۱۵۳ کے اسماء میں دیکھیں۔

باب۔ جس نے وقت گزر جانے کے بعد لوگوں کو باجماعت نماز پڑھائی

۵۷۴ ـ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، خندق کے روز غروب شمس کے بعد آئے اور کفارِ قریش کو سب وشتم کرنے لگے کہا یا رسول اللہ میں عصر کی نماز نہ پڑھ سکا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے بھی نہیں پڑھی۔ ہم بطحان کی طرف چلے گئے اور آپ نے نماز کے لئے وضوء کیا اور ہم نے بھی وضوء کیا آپ نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی اس کے بعد مغرب پڑھی

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَلَا يُعِيْدُ إِلَّا تِلْكَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً وَاحِدَةً عِشْرِيْنَ سَنَةً لَمْ يُعِدْ إِلَّا تِلْكَ الصَّلٰوةَ الْوَاحِدَةَ

۵۷۴ — شرح : مشرکین کے کئی لشکروں نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خندق کھودنے کا حکم دیا۔ اسے غزوہ احزاب کہتے ہیں جو ہجرت سے چوتھے سال واقع ہوا۔ مشرکین کے حملہ کے باعث خندق کھودی گئی جو نماز کے فوت ہونے کا سبب ہوئی اس لئے سیدنا عمر فاروق نے کفار کو سب وشتم کی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ما کدت اصلی العصر اس سے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے مغرب سے پہلے نماز پڑھ لی تھی مگر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کیفیت غروب شمس کی کیفیت کے وقت تھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وقوع صلوٰۃ اس میں تھی بلکہ یہ لازم آتا ہے کہ نماز اس میں واقع نہیں ہوئی کیونکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ میں نے نماز نہ پڑھی حتی کہ غروب ہوگیا۔ اس میں شک نہیں کہ مغرب کی نماز باجماعت پڑھی تھی، کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت کریمہ تھی کہ آپ نماز باجماعت ادا فرماتے تھے اس لئے یہ نہ کہا جائے گا کہ نماز باجماعت پر حدیث کی دلالت نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہاب وقت تک نماز کو مؤخر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ خندق کھودنے میں مشغول تھے اور صلوٰۃ خوف ابھی مشروع نہ ہوئی تھی۔ آجکل یہ جائز نہیں کہ دشمن کے خوف سے نماز میں تاخیر کی جائے بلکہ صلوٰۃ خوف پڑھی جائے گی۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نماز عصر فوت ہونے کا ذکر ہے اور مؤطا میں ظہر یا عصر کا ذکر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کو سب وشتم کرنا جائز ہے اور بدون استحلاف قسم کھانا جائز ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تسلی کے لئے قسم کھائی تھی، کیونکہ تاخیر صلوٰۃ ان پر گراں گزری تھی۔ اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ فرض نماز فوت ہوجائے تو اسے باجماعت قضاء کرنا جائز ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں صاحب ترتیب کے لئے وقتی نماز پر قضاء نماز کی تقدیم واجب ہے اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب میں مستحب ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی دلیل یہ ہے کہ علامہ بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز بھول جائے اور امام کے ساتھ نماز پڑھتے وقت یاد آئے تو امام کے ساتھ نماز پوری کرے اور جب فارغ ہو تو بھولی ہوئی قضاء نماز پڑھے پھر امام کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرے۔ دارقطنی نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عمر کا قول ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث کو ابوحفص بن شاہین

marfat.com
Marfat.com

۵۷۵ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ وَمُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَا حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَ لَا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ قَالَ مُوْسٰى قَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعْدُ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ وَقَالَ حَبَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

مرفوع ذکر کیا ہے۔ نمازوں میں ترتیب کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا صَلٰوةَ لِمَنْ عَلَيْهِ صَلٰوةٌ ،، واللہ اعلم!

باب ـ جو نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد کرے اس وقت پڑھ لے اور صرف وہی نماز پڑھے

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس نے ایک نماز بیس برس تک ترک کی وہ وہی ایک نماز پڑھے

۵۷۵ ـ ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے وہ جب یاد کرے تو اسے پڑھے اس کا کفارہ صرف یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے ذکر کے وقت نماز قائم کر!

۵۷۵ ـ شرح: تمام علماء کا مذہب یہ ہے کہ بھول کر نماز ترک کرنے یا سوئے سوئے نماز ترک ہو جانے سے صرف قضا واجب ہے اور گناہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ،، میری امت سے خطا اور نسیان اٹھا لیا گیا ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ کسی کی طرف سے نماز ادا کرنا جائز نہیں ہاں جس شخص کی کئی نمازیں فوت ہو گئی ہوں اور مرتے وقت ان سے فدیہ کی وصیت کر جائے تو نمازوں کا فدیہ دینا جائز ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو امید ہے کہ وہ قبول کر لے گا۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ،، یہ قتادہ کا قول نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شریف ہے، کیونکہ مسلم نے مثنیٰ کے طریق سے قتادہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے کوئی سو جائے اور سوئے سوئے اس کی نماز رہ جائے یا نماز بھول جائے تو جب یاد آئے اسے پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ؛

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَضَآءِ الصَّلَوَاتِ الْاُوْلٰی فَالْاُوْلٰی

۵۷۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰی هُوَ ابْنُ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَعَلَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَسُبُّ كُفَّارَهُمْ فَقَالَ مَا كِدْتُ اُصَلِّی الْعَصْرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ فَنَزَلْنَا بُطْحَانَ فَصَلّٰی بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّی الْمَغْرِبَ

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَآءِ السَّامِرُ مِنَ السَّمَرِ وَالْجَمِيْعُ السُّمَّارُ وَالسَّامِرُ هٰهُنَا فِیْ مَوْضِعِ الْجَمِيْعِ

۵۷۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْمِنْهَالِ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ اَبِیْ اِلٰی اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ فَقَالَ لَهٗ اَبِیْ حَدِّثْنَا كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّی الْمَكْتُوْبَةَ قَالَ

باب فوت شدہ کئی نمازیں ترتیب سے قضاء کرنا

۵۷۶ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خندق کے روز عمر فاروق نے کفار قریش کو سب وشتم کرنا شروع کیا اور کہا سورج غروب ہونے کے قریب تک میں نماز نہ پڑھ سکا کہا ہم بطحان وادی میں اترے اور سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی نماز پڑھی۔

۵۷۶ — شرح : اس حدیث کا صریح مدلول یہ ہے کہ ان کی عصر کی نماز فوت ہوگئی تھی : "كُفَّارَهُمْ" میں ضمیر کا مرجع قریش ہیں۔ کیونکہ کفار یقیناً قریش تھے جو نماز ادا کرنے سے مانع واقع ہوئے تھے۔ حدیث ۵۷۴ میں اس حدیث کی تفصیل گزری ہے۔

marfat.com
Marfat.com

قَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ وَهِيَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولَى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى أَهْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ قَالَ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيسَهُ وَيَقْرَأُ مِنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ

باب ۔ عشاء کی نماز کے بعد فضول باتیں مکروہ ہیں

۵۷۷ ۔ ترجمہ : ابوالمنہال نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا میرے باپ نے اس سے کہا یہ بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کیسے پڑھا کرتے تھے انہوں نے کہا دوپہر کی نماز جسے تم پہلی نماز کہتے ہیں اس وقت پڑھتے جس وقت سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز پڑھتے پھر ہم سے کوئی شخص مدینہ منورہ کی دوسری طرف اپنے گھر جاتا اور سورج زندہ ہوتا ۔ میں بھول گیا کہ مغرب میں کیا کہا آپ کو یہ پسند تھا کہ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھیں کہا عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور اس کے بعد فضول باتیں کرنا اچھا نہ جانتے تھے اور صبح کی نماز سے اس وقت پھرتے جبکہ ہم سے کوئی اپنے ساتھی کو پہچان لیتا اس میں ساٹھ سے سو تک آیات پڑھا کرتے تھے۔

۵۷۷ ۔ شرح : حدیث ۵۱۸ میں اس کی تفصیل گزری ہے۔ مکروہ باتوں سے مراد وہ ہیں جن کا فقہ اور نیک کلام سے تعلق نہ ہو فضول باتیں عشاء کے بعد اس لئے مکروہ ہیں کہ ان کے طول پکڑنے سے رات کا کافی حصہ بیکار گزر جاتا ہے اور نیند میں خلل آتا ہے جس کی وجہ سے صبح کی نماز باجماعت فوت ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عشاء کے بعد فضول باتوں پر زجر کیا کرتے تھے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ السَّمَرِ فِي الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ

۵۷۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوعَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ انْتَظَرْنَا الْحَسَنَ وَرَاثَ عَلَيْنَا حَتّٰى قُرُبْنَا مِنْ وَقْتِ قِيَامِهِ فَجَاءَ فَقَالَ دَعَانَا جِيْرَانُنَا هٰؤُلَاءِ ثُمَّ قَالَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَظَرْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى كَانَ شَطْرُ اللَّيْلِ يَبْلُغُهُ فَجَاءَ فَصَلّٰى لَنَا ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ اَلَا اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوْا وَاِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِي صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ قَالَ الْحَسَنُ وَاِنَّ الْقَوْمَ لَا يَزَالُوْنَ فِي خَيْرٍ مَا انْتَظَرُوا الْخَيْرَ قَالَ قُرَّةُ هُوَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ــ عشاء کی نماز کے بعد فقہ اور اچھی باتیں کرنا

۵۷۸ ــ ترجمہ : قرہ بن خالد نے کہا ہم نے حسن بصری کا انتظار کیا جبکہ انھوں نے آنے میں دیر کی حتیٰ کہ ان کے قیام کا وقت قریب آگیا وہ آئے اور کہا ہمارے ان ہمسایہ لوگوں نے ہمیں بلایا تھا۔ پھر حسن بصری نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا حتیٰ کہ آدھی رات ہوگئی اور تشریف لائے اور نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا اور فرمایا خبردار! لوگوں نے نماز پڑھی پھر سو گئے اور تم جب تک نماز کے انتظار میں رہے ہمیشہ نماز ہی میں رہے۔ حسن بصری نے کہا لوگ جب تک نیک کام کے انتظار میں رہتے ہیں وہ نیک کام میں ہی ہوتے ہیں۔ قرہ نے کہا یہ انس کی حدیث ہے جو انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۵۷۸ ــ شرح : یعنی فقہ میں بحث و مباحثہ عشاء کی نماز کے بعد مکروہ نہیں فقہ میں بحث اگرچہ خیر میں داخل ہے مگر اس کی عظمتِ شان اور رفعت مقام کی وجہ سے اسے علیحدہ ذکر کیا ہے ترمذی میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رات گزرنے تک امور المسلمین میں گفتگو

marfat.com
Marfat.com

۵۷۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَاَبُوْبَكْرِ ابْنُ اَبِیْ حَثْمَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ فِیْ اٰخِرِ حَيَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذَا فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فَوَهَلَ النَّاسُ فِیْ مَقَالَةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَا يَتَحَدَّثُوْنَ فِیْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ وَاِنَّمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ اَنَّهَا تَخْرِمُ ذٰلِكَ الْقَرْنَ

فرمایا کرتے تھے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذکور قول اِنَّ الْقَوْمَ الخ انس کا کلام ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں۔ حدیث ۵۴۵ اس سے متعلق گزرا ہے۔

اسماء رجال : عبداللہ بن صباح ۲۵۰ ہجری میں فوت ہوئے ۲ ابوعلی عُبَیداللہ بن عبدالمجید حنفی ۲۰۹ ہجری میں فوت ہوئے ۳ قُرَّہ بن خالد سدوسی ۱۵۴ ہجری میں فوت ہوئے ۴ حسن بصری مشہور امام تابعی ہیں۔ اس حدیث کے تمام راوی بصری ہیں

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری زندگی میں عشاء کی نماز پڑھی جب سلام پھیرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا تم اس رات کی خبر دو (اس کی تاریخ یاد کرلو) جو کوئی زمین کی سطح پر اب ہے وہ سو سال کے آخر تک باقی نہ رہے گا۔ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقالہ میں غلط بیانی کرتے ہوئے اس طرف گئے جو سو سال سے متعلق باتیں کیا کرتے تھے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آج کے روز زمین کی پشت پر ہے وہ باقی نہ رہے گا۔ (آج سے سو سال بعد) اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ یہ قرن (صدی) ختم ہو جائے گا۔

شرح ۵۷۹ — : اس بارے میں لوگوں کی تاویلات مشہور ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقالہ کی مراد کو نہیں سمجھا اور اس مقالہ کو ایسے محامل پر محمول کیا جو محض اوہام ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلیتہً دنیا ختم ہو جانا مراد نہیں لیا تھا۔ بلکہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ السَّمَرِ مَعَ الْاَهْلِ وَالضَّيْفِ

۵۸۰ ـ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَاِنْ اَرْبَعٌ فَخَامِسٌ اَوْ سَادِسٌ وَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ جَآءَ بِثَلَاثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ قَالَ فَهُوَ اَنَا وَاَبِیْ وَاُمِّیْ وَلَا اَدْرِیْ هَلْ قَالَ وَامْرَاَتِیْ وَخَادِمٌ بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْتِ اَبِیْ بَكْرٍ وَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَيْثُ صُلِّيَتِ الْعِشَآءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشَّى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ قَالَتْ

آپ کی مراد یہ تھی کہ وہ جس قرن میں اب موجود ہیں یہ قرن سو سال تک ختم ہو جائے گا نہ کہ بالکل دنیا ختم ہو جائیگی اَرَئَيْتَكُمْ کا معنی اَخْبِرُوْنِیْ ہے ۔ یعنی مجھے خبر دو ۔ کاف خطاب کے لئے ہے اور میم جماعت پر دلالت کرتی ہے ۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ اس امت کی عمریں بہت چھوٹی ہیں وہ عمل میں کوشش زیادہ کریں تاکہ تھوڑے وقت میں ثواب زیادہ حاصل کرلیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز کے بعد علمی گفتگو اور اچھی باتیں کرنی جائز ہیں اور فضول باتیں مکروہ ہیں ۔ ابلیس ملعون، حضرت خضر اور عیسیٰ علیہم السلام زمین کی پشت پر موجود نہیں ہیں اس لئے وہ اس حدیث کے مصداق میں داخل نہیں ہیں ۔

باب ۔ مہمان اور بیوی کے ساتھ عشاء کے بعد باتیں کرنا

۵۸۰ ۔ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحابِ صفہ غریب لوگ تھے

marfat.com
Marfat.com

لَهُ امْرَأَتُهُ وَمَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ أَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ قَالَ أَوَمَا عَشَّيْتِهِمْ قَالَتْ أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ قَدْ عُرِضُوا فَأَبَوْا قَالَ فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوا لَا هَنِيئًا لَكُمْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا وَايْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا قَالَ شَبِعُوا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَإِذَا هِيَ أَوْ أَكْثَرُ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي يَمِينَهُ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ فَمَضَى الْأَجَلُ فَفَرَّقَنَا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ فَأَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ أَوْ كَمَا قَالَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہے وہ اصحاب صفہ سے تیسرا آدمی ساتھ لے جائے اگر چار کا کھانا اس کے پاس ہے تو پانچواں ساتھ لے جائے اگر پانچ کا ہے تو چھٹا اپنے ساتھ لے جائے۔ ابوبکر صدیق تین مہمان ساتھ لے آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس لے گئے۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ وہ اور میں اور میرے ماں باپ تھے۔ ابوعثمان نے کہا نامعلوم کہ عبدالرحمٰن نے کہا کہ میری بیوی اور خادم تھا جو ہمارے اور ابوبکر کے گھر کا خادم تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کا کھانا کھایا پھر اپنے گھر اتنا ٹھہرے کہ عشاء کی نماز پڑھی گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹ گئے اور آپ کے پاس ٹھہرے حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کا کھانا کھالیا۔ پھر جو اللہ نے چاہا رات گزرنے کے بعد گھر آئے۔ ان کی بیوی (ام رومان) نے کہا آپ کو مہمانوں سے کس نے روکا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ (آپ کی بیوی) نے کہا انھوں نے کھانے سے انکار کیا۔ حتی کہ آپ تشریف لائیں۔ ان کو کھانا پیش کیا گیا۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا میں ڈر کر چھپ گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ارے حامل اور برا بھلا کہا اور اپنے اہل و عیال سے کہا کھاؤ تمہیں خوشگوار نہ ہو اور

marfat.com

Marfat.com

اور کہا اللہ کی قسم میں یہ کھانا ہرگز نہ کھاؤں گا۔ اللہ کی قسم ہم کوئی لقمہ نہ اُٹھاتے مگر اس کے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھ آتا حتیٰ کہ سارے سیر ہوگئے اور حال یہ تھا کہ کھانا پہلے سے زیادہ ہوگیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُسے دیکھا کہ کھانا جوں کا توں یا اس سے زیادہ ہے تو اُنھوں نے اپنی بیوی سے کہا اے بنی فراس کی بہن یہ کیا بات ہے اُس نے کہا اللہ کی قسم اے میری آنکھ کی ٹھنڈک! یہ تو اب پہلے سے تین گنا زیادہ ہوگیا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا اور کہا ان کی قسم شیطان کے سبب تھی۔ پھر اس سے ایک آدھ لقمہ اُٹھایا۔ اس کے بعد اُسے اُٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ وہ صبح تک آپ کے پاس رہا۔ عبدالرحمٰن نے کہا ہمارے درمیان اور قوم کے درمیان عہد تھا اس کی مدت گزر گئی تو ان میں سے بارہ آدمی علیحدہ ہوگئے اور ہر ایک کے ساتھ کتنے آدمی تھے یہ اللہ ہی جانتا ہے سب نے اس سے کھایا یا جو بھی عبدالرحمٰن نے کہا۔

۵۸۰ — **شرح** : اس حدیث شریف سے معلوم ہُوا کہ گھر والوں اور مہمانوں کے ساتھ عشاء کے بعد باتیں کرنا جائز ہیں۔ ترجمہ سے مراد بھی یہی ہے تاکہ مواقیت کی بحث کے مناسب ہو۔

قولہ قالت لا و قرۃ عینی الخ کلمہ لا زائدہ ہے، ہوسکتا ہے کہ نفی کے لئے ہو اور اس کا اسم محذوف ہو یعنی جو کچھ میں نے کہا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں اور وہ میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ قُرّہ کی تعبیر خوشی سے کی جاتی ہے کہا گیا ہے کہ یہ اس لئے کہا گیا کہ ان کی خواہش کے پُورا ہونے سے ان کی آنکھ ٹھنڈی ہوئی (داؤدی) کہا کہ اہل زبان نے قرۃ عینا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مُراد لیا ہے اور آپ کی قسم کھائی لیکن یہ سیاق سے بعید ہے۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہا کرتے تھے ان کی تعداد ستر تھی کبھی اس سے زیادہ اور کم تعداد بھی ہوجایا کرتی تھی۔ کیونکہ ان میں سے کوئی فوت ہوجاتا یا سفر میں چلا جاتا یا شادی کرلیتا اس لئے ان کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی ـــــ ان کا کھانے سے انکار اس وجہ سے تھا کہ شائد کھانا نہ ہو اس لئے وہ رُکے رہے تاکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ کھانا کھائیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو اس لئے زجر کی کہ ان کو گمان ہُوا تھا کہ اُس نے مہمانوں کے حق میں تقصیر کی ہے اور جب اس کی وضاحت ہوگئی کہ سب کچھ مہمانوں کی طرف سے ہُوا ہے تو ان کو تادیب کی اور کہا کُلُوْا لَا هَنِيْئًا اور قسم کھائی کہ وہ کھانا نہ کھائیں گے۔ مگر یہ ان پر بددُعاء نہ تھی یہ صرف خبر تھی کہ اُنھوں نے کھانا اپنے وقت میں خوش ہوکر نہ کھایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو یَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ اس لئے کہا کہ وہ بنی فراس سے تھیں ان کا نام زینب بنت دہمان تھا ان کی کنیت امّ رومان تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ جب گھر میں مہمان کی خدمت داری اور خدمت کرنے والے ہوں تو صاحب خانہ باہر کسی اہم کام کے لئے چلا جائے تو حرج نہیں اور گھر والوں کے لئے مہمان کی خدمت ایسے ہی ضروری ہے جیسے صاحب خانہ کے لئے ضروری ہے مہمانوں کے لئے یہ مناسب ہے کہ صاحب خانہ کا انتظار کریں۔ یہ بھی معلوم ہُوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا اظہار بعض صحابہ کرام کے ہاتھوں ہوتا تھا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غائت درجہ کی تھی کہ دن رات آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ عذر کے ساتھ نماز باجماعت ترک کرنا جائز ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاَذَانِ

بَابُ بَدْءِ الْاَذَانِ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ وقولِهٖ تعالٰى اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ

عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ صحابی بن صحابی ہیں۔ جب آپ نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے ایک لاکھ درہم بھیجے تاکہ آپ بیعت کرنے پر آمادہ ہو جائیں، لیکن آپ نے وہ مسترد کر دیئے اور فرمایا میں دُنیا کے عوض دین فروخت نہیں کروں گا۔ جنگِ بدر میں مشرکوں کی طرف سے آئے پھر اس کے بعد مسلمان ہو گئے اور فتح مکہ سے پہلے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ قریش میں بہادری میں ممتاز اور سخت تیرانداز تھے آپ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ احادیث روایت کی ہیں جس میں سے بخاری نے تین ذکر کی ہیں۔ آپ کی وفات مکہ کے قریب واقع ہوئی اور لوگ انہیں کندھوں پر اُٹھا کر لائے آپ ترپن ہجری میں فوت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاَذَانِ

بابؔ ــ اذان کی ابتدا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد

marfat.com

Marfat.com

۵۸۱ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ذَکَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَکَرُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ

جب ان کو نماز کے لئے بلاتے ہو تو وہ اسے مذاق اور کھیل بناتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : جب جمعہ کے روز نماز کے لئے ندا کی جائے

لغت میں اذان کا معنی اعلام یعنی خبردار کرنا ہے اور شریعت مطہرہ کی اصطلاح میں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معین کردہ الفاظ سے نماز کے وقت سے خبردار کرنا ہے ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ ،، یعنی نماز کے لئے اذان دی جائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور دونوں آیات تبرکاً ذکر کی ہیں یا ،، بَدْءُ الْاَذَانِ ،، کی مناسبت کا ارادہ کیا ہے ؛ کیونکہ یہ دونوں آیات مدنیہ ہیں جبکہ اذان کی ابتداء بھی مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نماز کے ساتھ اذان نازل ہوئی۔ قرآن کریم میں ہے ،، اے مومنو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے نداء دی جائے ،،

پہلی آیت کریمہ سورۂ مائدہ میں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ اذان کی ابتداء مذکورہ آیت کریمہ سے ہوئی ہے۔ اسی لئے علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اذان کا ثبوت نصِ قطعی سے ہے صرف خواب سے نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : اِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ الآیۃ جب تم نماز کے لئے بلاؤ تو وہ اسے مذاق کرتے ہیں الخ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کی طرف اذان کی نسبت کی ہے کیونکہ مؤذن نماز کے لئے انہیں ہی بلاتا ہے۔ آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ کافر جب اذان سنتے ہیں تو مسلمانوں کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں اور ان کے رکوع و سجود کرنے پر ہنسی مذاق کرتے ہیں اُن کا اس طرح کرنا اس لئے ہے کہ وہ بیوقوف ہیں اور انہیں ثواب کا علم نہیں۔ اسباط نے سدی سے روایت کی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بھی اسے ذکر کیا ہے کہ

ایک گستاخ یہودی کا واقعہ

مدینہ منورہ میں ایک یہودی رہتا تھا۔ جب مؤذن کہتا : اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ،، تو وہ کہتا جھوٹا جل جائے ،، اتفاق یوں ہوا کہ ایک رات اس کی خادمہ آگ لے کر آئی جبکہ یہودی اور اس کے اہل خانہ سو رہے تھے۔ آگ سے ایک چنگاڑہ گرا اور یہودی کے گھر کو آگ لگ گئی۔ اس میں وہ اور اس کے اہل خانہ سب جل کر راکھ ہو گئے۔

دوسری آیت کریمہ سورۂ جمعہ میں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ ،، یعنی جب نماز کے لئے

marfat.com
Marfat.com

اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف آؤ"، اس نداء سے مراد وہ اذان ہے جو امام کے منبر پر خطبہ کے لئے بیٹھنے کے وقت دی جاتی ہے۔ امام نسفی نے اپنی تفسیر میں اس طرح ذکر کیا ہے۔ اذان کے مسئلہ کے متعلق علماء میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے بعض علمائے کہا کہ اذان کا اجراء بذریعہ وحی ہوا خواب سے نہیں ہوا بعض نے کہا سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حج کے لئے نداء سے اس کو اخذ کیا گیا ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں وہ ہر سواری پر سوار ہو کر آپ کے پاس آئیں گے۔ اس قائل نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اذان دی بعض علماء نے کہا حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اذان کے کلمات لے کر آئے، لیکن اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان سنی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بیان کی اور آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ انہیں کہو کہ ان کلمات سے لوگوں کو نماز کے لئے جمع کریں کیونکہ ان کی آواز بلند ہے۔ (عینی قسطلانی)

علامہ کرمانی نے کہا اذان میں حکمت یہ ہے کہ اس سے شعارِ اسلام اور کلمۂ توحید کا اظہار اور نماز کے وقت کے داخل ہونے سے خبردار کرنا ہے اور لوگوں کو ایک ساتھ نماز پڑھنے کے لئے جمع کرنا ہے۔ پھر قول کو اختیار کرنے میں حکمت یہ ہے کہ قول کیفیت ہے جو نفس کو عارض ہوتی ہے اس کے ساتھ اِعْلَام آسان ہے۔ اس میں کسی آلہ وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی اور یہ ہر شخص غنی، فقیر کے لئے ہر زمانے اور مکان میں آسان ہے اگرچہ وہ صاف میدان میں ہو یا پہاڑوں اور سمندروں میں ہو۔ بخلاف دیگر آلات کے اُن میں اس قدر تیسیر نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر آسانی کرتا ہے تنگی نہیں کرتا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اذان عقیدۂ ایمان کے لئے جامع کلمہ ہے۔ اور ایمان کے دونوں انواع عقلیات اور نقلیات پر مشتمل ہے اس میں ذات اور اس کے کمال یعنی صفات وجودیہ اور تنزیہہ یعنی صفات عدمیہ کا اثبات ہے۔ چنانچہ لفظ "اللہ اکبر" مختصر ہونے کے علاوہ مذکور امور پر دلالت کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی اور شرکت کی نفی کی جو عمدہ ایمان ہے اور دینی وظائف پر مقدم ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ ایمان صحیح ہے اور نہ کوئی دینی وظیفہ مستقیم ہے۔ "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"، میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصریح ہے جو تمام عبادات کی اساس ہے۔ اس کا مقام توحید کے بعد ہے۔ پھر اثباتِ نبوت کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلایا ہے کیونکہ نماز کے وجوب کی معرفت بذریعہ نبوت ہے عقل کو اس میں دخل نہیں۔ پھر فلاح کے لئے بلانے میں اداءِ نماز کا نتیجہ ہے جو کامیابی اور نعمتوں کی بقاء ہے۔ اس میں امورِ آخرت بعثت، جزاء سے خبردار کرنا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسلک میں اذان و اقامت کے تمام کلمات دو دو بار کہے جاتے ہیں باقی ائمہ اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں اقامت میں "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ"، کے سوا باقی کلمات ایک ایک بار کہے جائیں۔ اس کی تفصیل عنقریب آئے گی۔ انشاء اللہ

---

۵۸۱ — ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا اور یہود و نصاریٰ کا ذکر کیا (کہ وہ عبادت کے وقت ٹل اور قرن بجاتے ہیں اور پھر بلال کو حکم ہوا کہ وہ اذان میں شفع اور اقامت میں وتر کہے (اذان میں کلمات دو دو بار اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہے)

marfat.com

Marfat.com

۵۸۲ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلٰوةَ لَيْسَ يُنَادِیْ لَهَا فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰی وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ بُوْقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِیْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ

---

۵۸۱ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیتوں کو ذکر کرکے اس طرف اشارہ کیا کہ اذان کی ابتداء منصوص ہے اور یہ نص قرآن سے ثابت ہے صرف خواب سے ثابت نہیں یہ حدیث طویل ہے۔ عبدالوارث نے اس کو مختصر ذکر کیا ہے۔ عمدۃ القاری میں رَوح بن عطاء سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا اگر ناقوس بجائیں تو لوگ نماز کے لئے جمع ہو جایا کریں اس پر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نصاریٰ کا فعل ہے لوگوں نے کہا بگل بجا لیا کریں تو آپ نے فرمایا یہ یہودیوں کی علامت ہے لوگوں نے کہا پھر آگ روشن کر لیا کریں فرمایا یہ مجوسیوں کا شعار ہے ہم ان کافروں سے مشابہت نہیں کرتے اس روایت کے مطابق عبدالوارث کی حدیث میں لف نشر غیر مرتب ہے کیونکہ ناقوس نصاریٰ کے لئے ہے۔ بگل یہودیوں کے لئے اور آگ مجوسیوں کے لئے اور عبدالوارث کی روایت میں آگ کو پہلے ذکر کیا ہے۔ اقامت کے الفاظ ایک ایک بار کہنا بیان جواز کے لئے ہے۔ اس کی تفصیل آئندہ احادیث میں ہے۔

۵۸۲ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مسلمان جب مدینہ منورہ آئے تو وہ سب جمع ہو جاتے اور نماز کا وقت مقرر کر لیتے۔ نماز کے لئے اذان نہ کہی جاتی تھی لوگوں نے ایک روز اس میں گفتگو کی بعض نے کہا نصاریٰ کے ناقوس کی طرح ناقوس بنا لو اور بعض نے کہا بلکہ قرنِ یہود کی طرح بگل مقرر کر لیا جائے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کر لیتے جو نماز کے لئے لوگوں کو بلا لایا کرے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے بلال اٹھو اور نماز کے لئے ندا کرو۔

۵۸۲ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کا اہتمام کرنا چاہا تو بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ جب نماز کا وقت آئے تو جھنڈا کھڑا کر دیا جائے۔ اس کو دیکھ کر لوگ نماز کے لئے جمع ہو جایا کریں مگر یہ آپ نے پسند نہ کیا۔ بعض نے بگل بجانے کا مشورہ

marfat.com
Marfat.com

آپ نے اُسے بھی پسند نہ کیا اور فرمایا یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔ پھر نصاریٰ کے ناقوس کا ذکر کیا گیا کہ نماز کے وقت ٹل بجایا جائے آپ نے فرمایا یہ نصاریٰ کا شعار ہے اور اسے مسترد کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اہتمام کا گہرا خیال تھا وہ بیمار تھے اُنھوں نے خواب میں اذان کا طریقہ دیکھا اور صبح دربار رسالت میں ذکر کیا اور کہا یارسول اللہ میں نیند اور بیداری کے درمیان تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا اور اُس نے مجھے اذان بتائی۔ سیدنا عمر فاروق اس سے پہلے خواب میں اذان دیکھ چکے تھے مگر اس کا ذکر نہ کیا تھا۔ عبداللہ بن زید کے بعد جب آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا پہلے کیوں خاموش رہے۔ عمر فاروق نے کہا یارسول اللہ عبداللہ بن زید مجھ پر سبقت لے گئے۔ میں تو حیاء ہی میں رہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال اُٹھو جو کچھ عبداللہ بن زید تمہیں کہتے ہیں وہ کرتے جاؤ تب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن زید کے بیان کے وقت حضرت عمر موجود تھے۔

ابوداؤد نے اس حدیث کو "۱۸۔ الاذان" کے باب میں ذکر کیا ہے اگرچہ غیر نبی کے خواب پر شرعی حکم مرتب نہیں ہو سکتا مگر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمانے پر اذان کی بنیاد صرف خواب نہ رہی بلکہ اس کے ساتھ وحی کی مقارنت سے اذان مشروع ہوئی اور عبداللہ بن زید کی زبان پر اذان کے اظہار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت ظاہر ہوتی ہے۔

اس حدیث میں اذان سے مراد محض اعلان ہے شرعی اذان مراد نہیں کیونکہ شرعی اذان عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی خواب کے بعد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مشروع ہوئی تھی۔ "اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ" میں ہمزہ استفہام انکار کے لئے ہے واؤ عاطفہ ہے اور معطوف علیہ محذوف ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے "اَتَقُوْلُوْنَ بِمُوَافَقَةِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَلَا تَبْعَثُوْنَ" اور ہمزہ پہلے جملہ کا انکار اور دوسرے کی تقریر وتثبیت کرتا ہے۔ اصل عبارت کا معنیٰ یہ ہے کہ کیا تم یہود ونصاریٰ کی موافقت میں ایسی باتیں کرتے ہو اور کسی شخص کو نماز کے اعلان کے لئے بھیجتے نہیں ہو؟ کسی کے دل میں یہ خطرہ نہ گزرے کہ عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان دیکھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذان کی تفصیل کا علم نہ تھا۔ کیونکہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے کہ سہیلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت ذکر کی کہ شب اسراء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سات آسمانوں سے اُوپر اذان دکھائی گئی تھی۔ اسی لئے آپ نے حضرت عبداللہ بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ کے خواب کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: "اِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٍّ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى"، لہٰذا واضح ہو گیا کہ نزولِ اذان سے پہلے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم تھا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اسماء رجال: عمران بن میسرہ اور عبدالوارث حدیث ۷۳ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ اسی طرح خالد الحذاء حدیث ۷۳ اور ابوقلابہ حدیث ۵ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ اس حدیث کے تمام راوی بصری ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْاَذَانِ مَثْنٰی مَثْنٰی

۵۸۳ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سِمَاكِ ابْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُوْتِرَ الْاِقَامَةَ اِلَّا الْاِقَامَةَ

باب ـ اذان کے کلمات (دو دو بار) کہنا

۵۸۳ ـــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت قد قامتِ الصلوٰۃ کے سوا ایک ایک بار کہے۔

۵۸۳ ـــ شرح : اس حدیث سے بعض آئمہ کرام نے استدلال کیا کہ اقامت ایک ایک بار کہی جائے اور قد قامت الصلوٰۃ کو دو دو بار کہا جائے مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ وہ اذان اور اقامت دو دو بار کہا کرتے تھے اور ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اقامت دو دو بار کہنے کی تعلیم دی۔ علامہ بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سنن کبیر میں ابن مبارک سے انہوں نے یونس سے انھوں نے زُہری سے انھوں نے سعید سے انہوں نے عبد اللہ ابن زید بن عبد ربہ سے روائت کی اور ابو عوانہ نے صحیح میں شعبی کی روائت ذکر کی کہ فرشتہ نے اذان دو دو بار اور اقامت دو دو بار کہی۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو محذورہ کی حدیث کو صحیح کہا اس میں یہ مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان اور اقامت دو دو بار کہنے کی تعلیم دی۔ حضرت ابو جحیفہ کی روائت میں ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت دو دو بار کہا کرتے تھے۔ ایسے ہی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اذان و اقامت دو دو بار کہا کرتے تھے ترمذی نے عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان و اقامت دو دو بار تھی۔ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و اقامت دو دو بار کہنے کی تعلیم فرمائی۔ نیز مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان و اقامت دو دو بار کہا کرتے تھے ان احادیث اور آثار سے معلوم ہوا کہ آذان و اقامت دو دو بار ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ایسا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ ابو محذورہ کی حدیث کو حضرت بلال کی حدیث نے منسوخ کر دیا ہے صحیح نہیں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مدلول یہ ہے کہ حضرت بلال کی حدیث اذان کے مشروع ہونے کے

marfat.com
Marfat.com

۵۸۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَثُرُ النَّاسُ قَالَ ذَكَرُوْا اَنْ يَّعْلَمُوْا وَقْتَ الصَّلٰوةِ بِشَیْءٍ يَعْرِفُوْنَهٗ فَذَكَرُوْا اَنْ يُّوْرُوْا نَارًا اَوْ يَضْرِبُوْا نَاقُوْسًا فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ

وقت کی ہے۔ اور ابو محذورہ کی حدیث غزوۂ حنین کے سال کی ہے ان دونوں اوقات میں لمبی مدت ہے تو مقدم مؤخر کو کیسے منسوخ کر سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک مؤذن کے پاس سے گزرے اُس نے اقامت ایک ایک بار کہی تو اُنھوں نے کہا تیری ماں نہ رہے۔ دو دو بار کہو۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اقامت دو دو بار کہی جاتی تھی (عینی، طحاوی)

امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا اذان میں ترجیع ہے اور وہ یہ ہے کہ شہادت کو ایک ایک بار آہستہ کہنے کے بعد لوٹے اور ان کو دوبارہ بلند آواز سے کہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ترجیع کہنے اور نہ کہنے میں حرج نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کی دلیل ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اذان میں ترجیع نہیں کیونکہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ترجیع نہیں اور فرشتہ کی اذان کے کلمات میں ترجیع نہ تھی۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ترجیع کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تعلیم کے لئے بار بار کہنے کے لئے فرمایا تھا تاکہ انہیں اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اور ابو محذورہ نے اسے ترجیع سمجھ لیا اور اسے اصل اذان کا جزو سمجھ لیا۔ طبرانی نے معجم اوسط میں ابو محذورہ کی حدیث ذکر کی اور اس میں ترجیع کا کوئی ذکر نہیں۔ سارے مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سفر و حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن رہے۔ پھر آپ کی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات تک اُن کے مؤذن رہے مگر ان کی اذان میں ترجیع نہ تھی اور نہ ہی عبداللہ بن ام مکتوم کی اذان میں ترجیع تھی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ سلیمان بن حرب ع۲ حماد بن زید دونوں حدیث ع۲۰-۳۰ کے اسناد میں مذکور ہیں ع۳ سماک بن عطیہ اور ایوب سختیانی کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۸۴ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب لوگ زیادہ ہو گئے تو اُنھوں نے کسی معروف چیز کے ساتھ نماز کا وقت معلوم کرنے کا تذکرہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْاِقَامَةِ وَاحِدَةٌ اِلَّا قَوْلَهُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ

۵۸۵ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُوْتِرَ الْاِقَامَةَ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ فَذَكَرْتُهُ لِاَيُّوْبَ فَقَالَ اِلَّا الْاِقَامَةَ

کیا اور یہ ذکر کیا کہ وہ آگ روشن کر دیا کریں یا بگل بجا دیا کریں۔ پس بلال کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان دو دو بار اور اقامت ایک ایک بار کہے۔

۵۸۴ ـ شرح : یعنی لوگوں کو نماز کے وقت سے خبردار کرنے کے لئے کوئی شئ مقرر کریں جو وقت پہچاننے کی علامت ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ابو محذورہ کی حدیث سے منسوخ ہے کیونکہ ابو محذورہ کی حدیث غزوہ حنین کے سال کی ہے اور حضرت انس کی حدیث اذان کے مشروع ہونے کے وقت کی ہے اور ظاہر ہے کہ ان میں سے مؤخر میں اقامت دو دو بار مذکور ہے۔ نیز آسمان سے نازل فرشتہ کی اذان و اقامت دو دو بار تھی اور اقامت کو بعض ظالم امراء نے اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے خفیف کرتے ہوئے ایک ایک بار کہنا جاری کیا ورنہ مجاہد کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں اقامت دو دو بار کہی جاتی تھی۔ اس کی تفصیل حدیث نمبر ۵۸۳ میں گزری ہے۔

اسماء رجال : ع۱ محمد بن سلام ع۲ عبدالوہاب کتاب الایمان کی حدیث ع۱۵ اور حدیث ع۱۹ میں مذکور ہیں۔

باب ـ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے سوا اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہے

۵۸۵ ـ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان دو دو بار کہیں اور اقامت ایک ایک بار کہیں اسماعیل نے کہا میں نے ایوب سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا مگر قد قامت الصلوٰۃ، اسے دو دو بار کہا جائے۔

۵۸۵ ـ شرح : ایک ایک بار اقامت شروع میں تھی پھر منسوخ ہو گئی اس کی ناسخ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ التَّاذِيْنِ

٥٨٦ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاذِيْنَ فَاِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى

کی حدیث ہے اس میں اقامت دو دو بار ہے۔ ترمذی نے ابو محذورہ کی حدیث کو صحیح کہا ہے اور اصحاب سُنن نے اس کی روائت کی ہے ان سب میں اقامت مثنیٰ مثنیٰ ہے اور وہ حضرت انس کی حدیث سے متاخر ہے ہیں ترمذی نے عبداللہ بن زید سے روائت کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان اور اقامت شفع شفع تھی۔ اسی طرح ابن خزیمہ اور ابن حبان کی صحیح روایات کے یہ الفاظ ہیں کہ اسے اذان و اقامت دو دو بار کہنے کی تعلیم دی لہٰذا حضرت انس کی حدیث منسوخ ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ترجیع بھی ہے حالانکہ حنفی ترجیع کے قائل نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اذان میں ترجیع ابو محذورہ کا مظنون ہے کہ یہ اصلِ اذان کا جزو ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ اذان میں احناف کے مذہب کی دلیل آسمان سے نازل فرشتہ کی اذان ہے۔ اس میں نہ تو ترجیع تھی اور نہ ہی افرادِ اقامت مذکور تھا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

(اس حدیث کے تمام راویوں کا تذکرہ ہو چکا ہے)

باب — اذان دینے کی فضیلت

٥٨٦ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان دی جائے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے حالانکہ اس کی دُبر سے آواز نکلتی ہے تاکہ اذان نہ سُنے۔ جب مؤذن اذان کہہ کر فارغ ہو جائے تو آجاتا ہے حتیٰ کہ جب نماز کے لئے تکبیر کہی جائے تو پیٹھ موڑ کر بھاگ جاتا ہے حتیٰ کہ جب تکبیر سے فارغ ہو جائے پھر آجاتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جبکہ کہتا ہے فلاں شئ یاد کر فلاں شئ یاد کر جو کہ نمازی کو یاد نہ تھی حتیٰ کہ آدمی کو یاد نہیں رہتا کہ اُس نے کتنی نماز پڑھی ہے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالنِّدَآءِ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَذِّنْ اَذَانًا سَمْحًا وَاِلَّا فَاعْتَزِلْنَا

۵۸۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۵۸۶ — شرح : اذان کہنے کی فضیلت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اذان سے شیطان بھاگتا ہے اگر اذان کی اس قدر فضیلت نہ ہوتی کہ شیطان کو اس سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ اذان سے کبھی نہ بھاگتا اس سے مؤذن کی فضیلت بھی حاصل ہوتی ہے کیونکہ اذان مؤذن کے ساتھ قائم ہوتی ہے۔ شیطان سے مراد ابلیس لعین ہے اور "ولہ ضراط" جملہ اسمیہ حالیہ ہے۔ قاضی عیاض نے کہا حدیث ظاہر پر محمول ہے۔ کیونکہ شیطان جسم منفذ ہے اس سے زور دار ہوا کا نکلنا صحیح ہے۔ علامہ عینی کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ اذان سے شیطان خوفزدہ ہو کر بھاگ نکلتا ہے اور شدتِ خوف سے اس کا حال اس شخص جیسا ہو جاتا ہے جس کے اعضاء سخت خوف سے ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور خود بخود اس کا پیشاب پاخانہ نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہی حال شیطان کا ہے جب اذان ہو تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے جس سے وہ بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سنے اور آدعاءً اس کے لئے ضراط ثابت کیا ہے جو سخت خوف سے حاصل ہوتا ہے دراصل ضراط حقیقی نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ ایسی ہوا ہو جس کی کیفیت غیر معروف ہے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ نماز میں قرآن پڑھا جاتا ہے اور وہ اذان سے افضل ہے۔ اس سے شیطان کیوں نہیں بھاگتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جہاں تک اذان کی آواز جائے وہاں تک ہر سننے والی شئ قیامت میں اس کی گواہ بن جاتی ہے۔ شیطان اذان کے وقت زور دار ہوا نکالتا ہوا اس لئے بھاگتا ہے کہ نہ وہ اذان سنے اور نہ گواہ بنے "لعنۃ اللہ علیہ"، یا وہ اس لئے بھاگتا ہے کہ توحید کے اعلان کے وقت وہ وسوسہ سے ناامید ہوتا ہے اور نماز میں اس کے لئے بابِ وسوسہ مفتوح ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اس حدیث میں تثویب سے مراد اقامت ہے کیونکہ تثویب کا معنیٰ لوٹنا ہے۔ اقامت اذان کے مشابہ ہے اس لئے اس میں اذان کی طرف عود پایا جاتا ہے۔ اقامت میں ضراط کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ اذان سے اقامت میں بھی شیطان کا حال سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے اذان میں اس کے ذکر پر اکتفا کی ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان سے شیطان کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور اس کے تمام اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ میت کو قبر میں داخل کرنے کے بعد اذان کہنا مباح اور مستحسن ہے تاکہ میت برزخ کے عالم میں جاتے ہی توحید و رسالت کی گواہ بن جائے جبکہ سب کا اتفاق ہے کہ اس وقت میت کلام سنتی ہے حتیٰ کہ واپس جانے والے کے پاؤں کی آواز بھی سنتی ہے۔ اس وقت جب اذان دی جائے وہ یقیناً اسے سنے گی اور قیامت میں گواہ بنے گی نیز اس اذان پر حدیث شریف میں ممانعت بھی نہیں ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عدم فعل عدم جواز پر دلالت بھی نہیں کرتا جبکہ

marfat.com
Marfat.com

ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ الْاَنْصَارِیِّ ثُمَّ الْمَازِنِیِّ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیَّ قَالَ لَهٗ اِنِّیْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِیَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِیْ غَنَمِكَ اَوْ بَادِیَتِكَ فَاَذَّنْتَ لِلصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَآءِ فَاِنَّهٗ لَا یَسْمَعُ مَدٰی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَلَا شَیْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مَعْفُوٌّ"، عدم جواز اور تحریم کے لئے صریح نص کی ضرورت ہے جبکہ اباحت افعال میں اصل ہے دلیل کی محتاج نہیں جب قبر پہ اذان کہنا مباح ہوا اور اذان پر کئی شرعی امور مرتب ہوتے ہیں جیسے سننے والا توحید و رسالت کا گواہ ہوتا ہے۔ شیطان بھاگتا ہے اور جہاں تک آذان کی آواز پہنچے ہر رطب و یابس حتی کہ پتھر اور درخت بھی مؤذن کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ لہٰذا اس اعتبار سے اذان کہنا مستحب ہے۔ واللہ اعلم!

(اس حدیث کا اسناد بعینہٖ کئی بار گزرا ہے)

باب۔ اذان میں آواز بلند کرنا

عمر بن عبدالعزیز نے کہا آرام سے اذان کہہ ورنہ ہم سے علیحدہ ہو جا"

۵۸۷۔ ترجمہ: عبدالرحمٰن نے اپنے باپ عبداللہ سے روایت کی کہ انہوں نے بیان کیا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم بکریوں اور جنگل میں رہنے کو پسند کرتے ہو جب بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کے لئے اذان کہو تو بلند آواز سے اذان کہو کیونکہ مؤذن کی آواز کی انتہاء تک اسے کوئی جن انسان اور کوئی دوسری شئے نہیں سنتی مگر وہ اس کے لئے قیامت کے دن گواہ ہوگی۔ ابوسعید نے کہا میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

۵۸۷۔ شرح: قاضی بیضاوی نے کہا آواز کی غائت اور انتہا نہائت ہی ہلکی اور اخفیٰ ہوتی ہے تو جس شئی کو مؤذن کی ہلکی سی آواز پہنچے جب وہ اس کے لئے گواہی دے گی تو بلند آواز سننے والی اشیاء بطریق اولیٰ گواہی دیں گی۔ شئی کے عموم میں تمام حیوانات، جمادات، جن و انس اور ملائکہ داخل ہیں۔ ایک روایت میں [illegible] ہے، کیونکہ عقلاً اور شرعاً اللہ تعالیٰ کا

Marfat.com

بَابُ مَا يُحْقَنُ بِالْأَذَانِ مِنَ الدِّمَاءِ

۵۸۸ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا لَمْ يَكُنْ يُغِيرُ بِنَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ عَلَيْهِمْ قَالَ فَخَرَجْنَا إِلٰى خَيْبَرَ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا رَكِبَ وَرَكِبْتُ خَلْفَ أَبِي طَلْحَةَ وَإِنَّ قَدَمِي لَتَمَسُّ قَدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَرَجُوا إِلَيْنَا بِمَكَاتِلِهِمْ وَمَسَاحِيهِمْ فَلَمَّا رَأَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ قَالَ فَلَمَّا رَاٰهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ

ان میں ادراک اور عقل پیدا کر دینا ممتنع نہیں۔ ان کی شہادت کا مقصد یہ ہے کہ محشر میں سب کے سامنے مؤذن کی فضیلت کا اشتہار عام ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بلند آواز سے اذان کہنا سنت ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سب مکانوں سے اونچے مکان پر اذان دیا کرتے تھے تاکہ آواز دور جائے۔ عوام سے علیحدہ رہنا اور بکریاں رکھنا مستحب ہے اور جن وغیرہ انسانوں کی آوازیں سنتے ہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

(اس حدیث کے راوی حدیث ۱۸ میں مذکور ہیں)

باب ـ اذان کی وجہ سے جو خون ممنوع ہیں

۵۸۸ ـ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے ساتھ کسی قوم سے جہاد کرتے تو اس قوم پر حملہ نہ کرتے حتی کہ صبح ہو جاتی پھر آپ انتظار فرماتے اگر اذان سنتے تو ان سے رک جاتے اگر اذان نہ سنتے تو ان پر حملہ کر دیتے۔ انس نے کہا ہم خیبر کی طرف نکلے اور وہاں رات کو پہنچے جب صبح ہوئی اور اذان نہ سنی تو سوار ہوئے اور میں ابوطلحہ کے پیچھے سوار ہو گیا اور میرا قدم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا سَمِعَ الْمُنَادِيَ

۵۸۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ

کے قدم سے مس کر رہا تھا۔ انس نے کہا وہ لوگ اپنی ٹوکریوں اور کدالوں سمیت ہماری طرف باہر نکلے۔ جب انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو کہنے لگے اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور لشکر آگیا انس نے کہا جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر خیبر برباد ہوگیا۔ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اُترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں (کافروں) کی صبح بُری ہوتی ہے

۵۸۸ — شرح : اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع فرمائی تو آپ نے فرمایا خیبر تباہ و برباد ہوگیا۔ معلوم ہُوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی فتح کا علم ہوتا تھا۔ ابتداء اسلام میں مسلمانوں کی بستیوں کی یہی علامت تھی کہ وہاں سے آذان کی آواز آتی تھی اس لئے آپ صبح تک انتظار فرماتے تھے اور حملہ کرنے کا معیار اذان قرار دیا تھا کیونکہ اذان کی آواز توحید و رسالت کا اقرار تھا اور یہ مسلمانوں کی علامت ہے۔ اس لئے ان پر حملہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا مگر آج جبکہ اسلام معروف ہوچکا ہے دُنیا کے کونہ کونہ میں اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہے۔ اب حملہ کرنے کا معیار اذان کی آواز کی سماعت نہیں بلکہ جب بھی فرصت ہو جہاد کریں اور اسلام کی دعوت دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اذان دینِ اسلام کا شِعار ہے اور یہ واجب امر ہے جس کا ترک جائز نہیں۔ اگر کسی شہر والوں نے ترکِ اذان پر اتفاق کرلیا تو بادشاہ پر واجب ہے کہ ان سے قتال کرے۔ اذان سے دماء اس لئے محفوظ ہو جاتے ہیں کہ اس میں توحید و رسالت کا اقرار ہے اور یہ اسلام کا بنیادی رُکن ہے اور مسلمانوں کا خون خرابہ جائز نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ دشمن سے لڑائی کے وقت اللہ اکبر کے نعرے مستحب ہیں۔ دشمن پر صبح کے وقت حملہ کرنا مستحب ہے؛ کیونکہ یہ ان کی غفلت کا وقت ہوتا ہے اور توحید و رسالت کا اقرار اسلام ہے۔ حق امور میں قرآن مجید سے استشہاد مستحب ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں ان کا نام زید بن سہل ہے وہ انس کی والدہ ام سلیم کے شوہر ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لشکر میں ابوطلحہ کی آواز سو مردوں سے بہتر ہے۔ واللہ اعلم!

(یہ اسناد بعینہٖ حدیث ۴۶ کا اسناد ہے)

marfat.com

Marfat.com

۵۹۰ ــــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِيْسَى بْنُ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمًا فَقَالَ بِمِثْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

باب ــ جب مؤذن کی اذان سُنے تو کیا کہے؟

۵۸۹ ــــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اذان سُنو تو جو مؤذن کہے تم بھی اسی طرح کہو۔

۵۹۰ ــــ ترجمہ : عیسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک دن سُنا۔ اُنھوں نے مؤذن کی طرح اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تک کہا۔

۵۸۹ ــــ شرح : پہلی حدیث کی ترجمہ سے مناسبت حدیث کے آخری جملہ میں ہے۔ اس میں "مَا يَقُوْلُ اِذَا سَمِعَ الْمُنَادِيَ" کی وضاحت ہے۔ اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا کہ سامع پر مؤذن کی اجابت فرض ہے۔ کیونکہ مطلق امر جو قرائن سے خالی ہو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مصنف میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سخت قلبی یہ ہے کہ تو اذان سُنے اور مؤذن کی طرح نہ کہے اور سخت قلبی ترک واجب سے ہی ہوتی ہے۔ مستحب کا ترک جفاء (سخت قلبی) نہیں ہے۔ اور جس حدیث میں یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی علاقہ پر حملہ کرتے تو طلوعِ فجر کے بعد حملہ کرتے اور اگر اذان سُنتے تو رُک جاتے ورنہ دھاوا بول دیتے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سُنا کہ اُس نے کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو فطرت یعنی اسلام پر ہے جب اُس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ، تو فرمایا تو دوزخ سے نکل گیا۔ ہم نے دیکھا تو معلوم ہُوا کہ اذان کہنے والا ایک چرواہا تھا۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ مؤذن کی طرح کلمات کہنا واجب نہیں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ فرماتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد اذان کی اجابت کا حکم ہُوا تھا۔ لہٰذا بخاری کی حدیث کے یہ واقعہ متعارض نہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مؤذن کی اجابت مستحب ہے۔ یہی امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا مختار ہے۔ جب بیت الخلاء یا بیوی سے جماع میں مصروف ہو تو اجابت واجب نہیں اگر نماز پڑھ رہا ہو تو نماز سے فارغ ہو کر اجابت کرے۔ اگر نماز میں اجابت کر دی تو نماز باطل نہ ہوگی مگر جب نماز میں حی علی الصلوٰۃ اور

marfat.com
Marfat.com

۵۹۰ - ا حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى نَحْوَهٗ قَالَ يَحْيٰى وَحَدَّثَنِيْ بَعْضُ اِخْوَانِنَا اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْنَا نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کہے گا تو نماز باطل ہو جائے گی جبکہ اسے تحریم کا علم ہو کیونکہ یہ آدمی کا کلام ہے جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے تو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کہے اور جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَ مَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ کہے۔ جب اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے تو وہ صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہے۔ اذان و اقامت کے وقت کلام نہ کرے نہ قرآن پڑھے نہ سلام کہے اور نہ ہی سلام کا جواب دے۔ الحاصل اجابت کے سوا اور کسی عمل میں مشغول نہ ہو۔ اگر قرآن پڑھ رہا ہو تو خاموش ہو جائے اور اذان سنے اگر دوسری مسجد میں اذان ہو رہی ہو اور وہ اپنے محلہ کی مسجد یا اپنے گھر قرآن پڑھ رہا ہو تو پڑھتا رہے۔ اگر زبان سے اجابت کرے اور مسجد کی طرف نہ جائے تو یہ اجابت نہیں۔ اگر مسجد میں ہو اور اجابت نہ کرے تو گنہگار نہ ہوگا۔ جس پہ نماز فرض نہیں اس پہ اجابت واجب نہیں کئی مؤذن اذان دے رہے ہوں تو ہر اذان کی اجابت واجب نہیں اپنی مسجد کے مؤذن کی اجابت کرے اجابت کا معنیٰ یہ ہے کہ مؤذن کی طرح کلمات اذان کہے جیسے اوپر بیان کیا ہے۔

۵۹۰ — شرح : امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سامع مؤذن کی طرح اذان کے کلمات کہے مگر حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں یہ کلمات نہ کہے بلکہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے۔ امام بخاری نے حدیث مختصر ذکر کی ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ردّ محتار (جلد ا صفحہ ۳۷۰) میں ذکر کیا کہ مستحب یہ ہے کہ جب اشہد ان محمدا رسول اللہ سنے تو کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اور دوسری بار جب یہ سنے تو کہے قُرَّتْ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پھر کہے اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ جبکہ دونوں انگوٹھے دونوں آنکھوں پر رکھے۔ ایسا کرنے والے مسلمان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں لے جائیں گے۔ اس طرح کنز العباد میں ہے۔ فتاوی صوفیہ میں بھی اسی طرح ہے۔ علامہ شامی نے کہا "کتاب الفردوس" میں ہے جس شخص نے اذان میں پہلی شہادت سنتے وقت اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوما آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا۔ قہستانی نے کہا یہ صرف اذان میں ہے اقامت میں نہیں۔ واللہ اعلم!

۵۹۰ ل - انہوں نے کہا جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے تو کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور کہا اس طرح ہم نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ النِّدَآءِ

۵۹۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

باب — اذان کے بعد دُعاء

۵۹۱ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اذان سُنتے وقت یہ دُعاء پڑھی اے اللہ اس تامِ دُعا اور نماز قائم کے مالک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطاء فرما اور آپ کو مقامِ محمود میں اُٹھا جس کا تُو نے آپ سے وعدہ کیا ہے تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہوگی (وہ میری شفاعت کا مستحق ہوگا!

۵۹۱ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ دُعاء اذان سے فارغ ہونے کے بعد مسنون ہے تو چاہیئے تھا کہ سَمِعَ " ماضی کا صیغہ ہوتا پھر اس کا جواب یہ دیا کہ یَسْمَعُ " کا معنی یہ ہے کہ سماعِ اذان سے فارغ ہوجائے۔ یا نداء سے مراد اتمامِ نداء ہے کیونکہ مطلق اطلاق کے وقت کامل فرد پر محمول ہوتا ہے اور یَسْمَعُ " استقبال نہیں بلکہ حال ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ مسلم شریف میں ہے قُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ ثُمَّ سَلُوْا لِیَ الْوَسِيْلَةَ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ اذان سے فارغ ہونے کے بعد ہے۔ لغت میں وسیلہ کا معنیٰ یہ ہے کہ جس کے سبب غیر کی طرف پہنچے اور بادشاہ کے پاس منزلت کا نام وسیلہ ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جنت میں منزل و مقام ہے۔ ابوداؤد میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن کو سُنو تو وہی کہو جو وہ کہہ رہا ہے پھر مجھ پہ درود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پہ دس رحمتیں کرتا ہے پھر میرے لئے وسیلہ کی دُعاء کرو کیونکہ وہ جنت میں منزل (مقام) ہے وہ صرف اللہ کے بندے کو حاصل ہے مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں جس نے میرے لئے وسیلہ کی دُعاء کی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی جس کا اللہ نے وعدہ کیا ہے وہ اس آیت میں ہے عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا بیہقی کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِسْتِهَامِ فِي الْاَذَانِ

وَيُذْكَرُ اَنَّ قَوْمًا اخْتَلَفُوْا فِي الْاَذَانِ فَاَقْرَعَ بَيْنَهُمْ سَعْدٌ

۵۹۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ

ہیں۔ اَلَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ علامہ کرمانی اور عینی نے کہا اس حدیث شریف میں اُمت کے لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ثابت ہوتی ہے اگرچہ امت کے افراد نیک ہوں یا بد ہوں نیکوں کے درجات بلند کرنے کی اور گنہگار کے عذاب معاف کرنے کی شفاعت فرمائیں گے کیونکہ لفظ "من" عام ہے اور ہر نیک و بد کو شامل ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ آپ صرف نیکوں کے درجات بلند کرنے کی سفارش فرمائیں گے مگر یہ حدیث معتزلہ پر حجت اور ضرب کاری ہے۔ اسی طرح یہ حدیث ان لوگوں پر بھی حجت ہے جو مطلقاً شفاعت سے محرومیت کا قول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شفاعت نفع نہ دے گی۔ حالانکہ قرآن کریم میں کافروں کے لئے شفاعت کی نفی ہے۔ جب سب گنہگار شفاعت کی وجہ سے جہنم سے باہر آجائیں گے تو کافر ہی کہیں گے ہمارے لئے کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔ اذان کے بعد دُعاء سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکوں کی دُعاء سے حاجات میں استعانت جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مقامِ محمود کا وعدہ کیا ہے اور وہ وعدہ کا خلاف نہیں کرتا تو اس دُعاء کا مقصد یہ ہی ہو سکتا ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اسماء رجال ۵۹۰ : معاذ بن فضالہ ع۲ ہشام دستوائی ع۳ یحییٰ بن ابی کثیر حدیث ع۱۵۳ کے اسناد میں ع۴ محمد بن ابراہیم بن حارث حدیث ع۵۰۶ کے اسناد میں اور ع۵ عیسیٰ بن طلحہ حدیث ع۸۱ کے اسناد میں مذکور ہیں۔

باب ـ اذان میں قرعہ اندازی کرنا

ذکر کیا جاتا ہے کہ لوگوں نے اذان کہنے کے منصب میں اختلاف کیا تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان میں قرعہ اندازی کی

۵۹۲ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا

بَابُ الْكَلَامِ فِي الْاَذَانِ

وَتَكَلَّمَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ فِي اَذَانِهٖ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَاْسَ اَنْ يَّضْحَكَ وَهُوَ يُؤَذِّنُ اَوْ يُقِيْمُ ۵۹۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ وَعَبْدِ الْحَمِيْدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ وَعَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

کہ اگر لوگ اذان اور پہلی صف کی فضیلت جانتے پھر اس پر قرعہ اندازی کے بغیر کوئی راہ نہ پاتے تو وہ ضرور قرعہ اندازی کرتے اور اگر وہ ظہر کی نماز میں عجلت کا سبب جانتے تو اس کی طرف دوڑ کر آتے اور اگر عشاء اور صبح کی فضیلت جانتے تو ان کے لئے گھسٹتے ہوئے آتے۔

۵۹۲ — شرح : یعنی لوگ اگر اذان اور پہلی صف کی فضیلت کو جانتے پھر قرعہ اندازی کے سوا اس کو حاصل کرنے کا طریقہ نہ پاتے تو اس کو حاصل کرنے کے لئے ضرور قرعہ اندازی کرتے "علیہ" میں ضمیر کا مرجع بتاویل کل واحد نداء اور صف اوّل ہے۔ تہجیر کا معنی ظہر کی نماز کے لئے جلدی کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی تیاری میں جلدی کریں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز اوّل وقت میں قائم کریں جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ٹھنڈا کرکے پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ "عتمہ" سے مراد عشاء کی نماز ہے یعنی لوگ اگر عشاء اور صبح کی نمازیں ادا کرنے کا ثواب جانتے تو بچوں کی طرح سرینوں پر گھسٹتے ہوئے آتے اس سے معلوم ہوا کہ اذان، پہلی صف اور فجر و عشاء کی نمازوں کی بہت فضیلت ہے۔ حدیث میں ہے کہ مردوں کے لئے پہلی صف سب سے بہتر ہے اور عورتوں کے لئے آخری صف بہتر ہے کیونکہ ان دونوں صفوں میں مردوں اور عورتوں میں بُعد زیادہ ہوتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عشاء کو عتمہ کہنا جائز ہے اور جس حدیث میں اس کی نہی آئی ہے وہ تنزیہہ کے لئے ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قرعہ اندازی جائز ہے۔

اسماء رجال : ع۱ علی بن عیاش الہانی حمصی ہیں۔ ۲۱۹ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ شعیب بن ابی حمزہ حدیث ع۶ میں گزرے ہیں ع۲ محمد بن منکدر حدیث ع۱۹۳ کے اسناد میں دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ رَزْغٍ فَلَمَّا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُنَادِيَ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ فَنَظَرَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ فَعَلَ هٰذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَإِنَّهَا عَزْمَةٌ

باب ــ اثنائے اذان میں کلام کرنا

سلیمان بن صرد نے اذان دیتے ہوئے کلام کیا۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا اذان دینے والا یا اقامت کہنے والا ہنس پڑے تو اس میں حرج نہیں۔

۵۹۴ ــ ترجمہ : عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کیچڑ کے روز ہمیں خطبہ دیا جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ پر پہنچا تو اسے حکم دیا کہ یہ ندا کرے "الصلوٰۃ فی الرحال" یعنی نماز اپنے اپنے گھروں میں پڑھو۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو دیکھنا شروع کیا (تعجب کے باعث) تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس طرح اس ذات ستودہ صفات نے کیا جو ابن عباس سے بہتر ہے اور یہ واجب ہے۔

۵۹۴ ــ شرح : ان دونوں اثروں سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ اثنائے اذان میں کلام کرلینا جائز ہے۔ حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جمعہ کا خطبہ دیا جب مؤذن نے حی علی الصلوٰۃ کہنے کا ارادہ کیا تو اس سے کہا الصلوٰۃ فی الرحال" کہو یعنی نماز اپنی اپنی جگہ پڑھ لو۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے صاحبین رضی اللہ عنہم نے کہا اذان دیتے ہوئے کلام کرنا خلاف اولیٰ ہے اچھا نہیں۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کے کلام کا مدلول بھی یہی ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش آندھی وغیرہ میں نماز باجماعت ساقط ہوجاتی ہے اور جب کوئی عذر نہ ہو تو نماز باجماعت واجب ہے۔

استہام کا معنی قرعہ اندازی ہے۔ اذان میں قرعہ اندازی کا معنیٰ یہ ہے کہ کون شخص اذان کے منصب پر فائز ہو مؤرخین نے ذکر کیا کہ شروع دن میں قادسیہ فتح ہوا اور لوگ دشمن کے تعاقب سے واپس آئے۔ جبکہ نماز ظہر کا وقت قریب آگیا اور مؤذن کو اذان کے لئے کہا گیا تو لوگوں میں سے ہر ایک نے اذان کہنے کی خواہش کی حتیٰ کہ آپس میں لڑنے لگے اور قریب تھا کہ وہ تلواریں نکال لیتے لیکن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ان میں قرعہ اندازی کی تو جس کا نام قرعہ میں آیا اس نے اذان کہی۔

سمی ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کا آزاد کردہ ہے وہ بہت خوبصورت تھے۔ ایک سو تیس ہجری میں خارجیوں نے قدید میں انہیں قتل کر دیا تھا۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اَذَانِ الْاَعْمٰی اِذَا کَانَ لَهٗ مَنْ یُخْبِرُهٗ

۵۹۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِلَیْلٍ فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ قَالَ وَکَانَ رَجُلًا اَعْمٰی لَا یُنَادِیْ حَتّٰی یُقَالَ لَهٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ

اسماء رجال : عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب حارثی ابو عبدالرحمٰن قعنبی بصری ہیں۔ امام مالک کے شاگرد ہیں۔ ۲۲۱ھ میں فوت ہوئے۔ امام مالک بن انس اصبحی مدنی ہیں۔ ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے۔ ابن شہاب زہری ہیں۔ ۱۲۴ھ میں فوت ہوئے۔ سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب عدوی ابو عمر مدنی ہیں۔ ۱۰۶ھ میں فوت ہوئے۔ عبداللہ بن عمر بن خطاب عدوی ابو عبدالرحمٰن مدنی ہیں۔ ۷۳ھ میں فوت ہوئے۔ ابن ام مکتوم عبداللہ بن زائدہ بن اصم بن رواحہ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی قرشی عامری ہیں۔ ۱۵ھ میں فوت ہوئے۔ بلال بن رباح حبشی ابو عبداللہ مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ۲۰ھ میں فوت ہوئے۔

باب — نابینا کا اذان کہنا جبکہ اسے کوئی خبر دینے والا ہو

۵۹۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال رات کو اذان کہتے ہیں لہٰذا تم (سحری) کھاتے پیتے رہو۔ حتیٰ کہ ابن ام مکتوم اذان کہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا ابن ام مکتوم نابینا مرد تھے وہ اذان نہ کہتے حتیٰ کہ ان سے کہا جاتا کہ تم صبح کے قریب ہو گئے ہو۔

۵۹۵ — شرح : یعنی نابینا کی اذان جائز ہے جبکہ اسے کوئی وقت بتانے والا موجود ہو۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ نابینا کا اذان کہنا مکروہ ہے مگر وہ اس پر محمول ہے۔ جبکہ اسے وقت بتانے والا کوئی نہ ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف یہ نسبت کرنا کہ ان کے نزدیک نابینا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاَذَانِ بَعْدَ الْفَجْرِ

۵۹۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ حَفْصَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اعْتَكَفَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ

اذان صحیح نہیں غلط ہے۔ "اَصْبَحْتَ" کا معنی یہ ہے کہ تو صبح کے قریب ہو گیا ہے۔ شئی کے قریب کی تعبیر شئی سے کی جاتی ہے جیسے قرآن کریم میں ہے۔ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ یعنی عورتیں اپنی عدت کے قریب ہو جائیں کیونکہ جب عدت پوری ہو جائے تو رجوع ممنوع ہے اس سے یہ اشکال جاتا رہا ہے کہ عبداللہ بن ام مکتوم کی اذان کھانے پینے کی غائت بتائی گئی ہے۔ اگر دخولِ صبح کے وقت اذان دے تو لازم آئے گا کہ طلوعِ فجر کے بعد کھانا پینا جائز ہے حالانکہ یہ اجماع کے خلاف ہے۔ مگر اشکال یہ ہے کہ بیہقی نے زہری سے روائت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں وَلَمْ يَكُنْ يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَقُوْلَ النَّاسُ حِيْنَ يَنْظُرُوْنَ اِلٰى بُزُوْغِ الْفَجْرِ اَذِّنْ "، بخاری کی کِتَابُ الصِّيَامِ میں یہ روائت ہے۔ "حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهٗ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَطْلُعَ"، اس کا جواب یہ ہے کہ بزوغِ فجر سے مراد طلوع فجر کی ابتداء ہے لہٰذا ابن ام مکتوم کی اذان کھانے پینے کی تحریم کی علامت تھی۔ اور "اَصْبَحْتَ"، یعنی تم صبح کے قریب ہو گئے ہو، سے یہ لازم نہیں کہ اس کی اذان فجر سے پہلے تھی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ لوگوں کا یہ کہنا رات کے آخری جزء میں ہو اور ابن اُم مکتوم کی اذان طلوعِ فجر کے پہلے جزء میں ہو"

حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ ہے۔ اکثر کے نزدیک ان کا نام عمرو بن ام مکتوم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام حصین تھا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ بن قیس رکھا اور ام مکتوم کا نام عاتکہ بنت عبداللہ بن عنکشہ بن عامر بن مخزوم ہے وہ ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے ماموں کے بیٹے ہیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابن ام مکتوم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تیرہ مرتبہ "مدینہ منورہ"، پر اپنا نائب مقرر کیا۔ فتح قادسیہ میں وہ حاضر ہوئے اور وہاں شہید ہو گئے۔ اس روز جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا بعض کے نزدیک وہ مدینہ منورہ کی طرف لوٹے اور وہاں ان کا انتقال ہو گیا یہ وہی نابینا ہیں جن کا ذکر سورۃ عَبَسَ وَتَوَلّٰی" میں ہے۔

باب فجر طلوع ہونے کے بعد اذان کہنا

۵۹۶ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مؤذن صبح

marfat.com

Marfat.com

۵۹۷ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ بَیْنَ النِّدَاءِ وَالْاِقَامَۃِ مِنْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ

۵۹۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُنَادِیْ بِلَیْلٍ فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ

اذان دے کر ٹھہر جاتا اور صبح ظاہر ہو جاتی تو نماز کی اقامت سے پہلے ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے۔

۵۹۶ ـ شرح : مسلم نے اس حدیث کی اس طرح روایت کی ہے کَانَ اِذَا سَکَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْاَذَانِ لِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ ،، علامہ کرمانی نے کہا اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ مؤذن طلوع صبح کے انتظار میں بیٹھ جاتا تاکہ اذان دے۔ بعض نے کہا اذان دینے کے لئے طلوعِ فجر کا انتظار کرنا تاکہ طلوع ہوتے ہی وہ اذان کہہ دے اور اِذَا سَکَتَ کی روایت کا مدلول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اذان سے متصل ہوتی تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح کی سنتیں دو رکعتیں ہیں اور وہ ہلکی سی ہیں اور فجر کی نماز کا وقت طلوعِ فجر کے بعد ہے اور طلوعِ فجر سے پہلے فرض پڑھنے جائز نہیں۔

۵۹۷ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

۵۹۷ ـ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں اذان اور اقامت کے درمیان پڑھتے تھے یعنی طلوع فجر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے لہٰذا اذان بھی طلوع فجر کے بعد ہوتی تھی۔ ☜ اس حدیث کا اسناد بعینہٖ حدیث ۱۱۸ کا اسناد ہے۔ اسماءِ رجال کا وہاں ذکر ہو چکا ہے۔

۵۹۸ ـ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال رات میں اذان کہتے ہیں تم کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ ابن مکتوم اذان دے

۵۹۸ ـ شرح : حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ مَکْتُوْمٍ کا مقتضی یہ ہے کہ ان کی اذان طلوع فجر کے بعد ہوتی تھی ورنہ ان کی اذان اور بلال کی اذان میں کوئی فرق نہ رہے گا۔ جبکہ بلال

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ

۵۹۹ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدَكُمْ اَوْ اَحَدًا مِّنْكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُوْرِهٖ فَاِنَّهٗ يُؤَذِّنُ اَوْ يُنَادِيْ بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَآئِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَآئِمَكُمْ وَلَيْسَ اَنْ يَقُوْلَ الْفَجْرُ اَوِ الصُّبْحُ وَقَالَ بِاَصَابِعِهٖ وَرَفَعَهَا اِلٰى فَوْقُ وَطَأْطَأَ اِلٰى اَسْفَلُ حَتّٰى يَقُوْلَ هٰكَذَا وَقَالَ زُهَيْرٌ بِسَبَّابَتَيْهِ اِحْدٰهُمَا فَوْقَ الْاُخْرٰى ثُمَّ مَدَّهُمَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ

اشارہ کرو ۴۲

کی اذان رات میں ہوتی تھی تو لازماً ابن ام مکتوم کی اذان رات کے بعد طلوع فجر کے بعد ہوگی! واللہ اعلم!

باب ــ فجر طلوع ہونے سے پہلے اذان

۵۹۹ ــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کسی کو بلال کی اذان سحری کھانے سے منع نہ کرے؛ کیونکہ وہ رات میں اذان دیتے ہیں تاکہ تہجد پڑھنے والا گھر لوٹ آئے اور سونے والوں کو بیدار کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر یا صبح اس طرح نہیں ہوتی اور اپنی انگلیوں مقدسہ سے اشارہ فرماتے ہوئے ان کو اوپر اٹھایا اور نیچے جھکایا حتی کہ اس طرح واضح ہو۔ زہیر نے اپنی دونوں شہادت کی انگلیوں کو ایک کو دوسری کے اوپر رکھا پھر اسے دائیں بائیں پھیلا دیا۔

۵۹۹ ــ شرح: امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے علماء کا عمل یہ تھا کہ عیدین کی نماز اور کسی نفل کے لئے اذان نہیں تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نداء نماز کے لئے نہ تھی بلکہ سونے والے کو بیدار کرنے اور تہجد پڑھنے والے کو گھر واپس لوٹانے کے لئے تھی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت بلال نے طلوع فجر سے پہلے اذان کہہ دی تو ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوبارہ نداء کرے اور کہے کہ عبد سو گیا تھا تب بلال لوٹے اور نداء دی کہ خبردار عبد سو گیا تھا۔ اس کو ابوداؤد نے ذکر کیا ہے حالانکہ عبداللہ بن عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

۶۰۰ــــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِیْ یُوْسُفُ بْنُ عِیْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِلَیْلٍ فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ

سے روائت کی کہ " بلال رات کو نداء کرتے ہیں تم کھاتے پیتے رہو حتی کہ ابن مکتوم اذان دے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نداء طلوعِ فجر سے پہلے نماز کے لئے نہ تھی۔ مذکور باب کی حدیث سے یہی مستفاد ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان متہجد کو گھر واپس لانے اور سونے والے کو بیدار کرنے کے لئے تھی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے۔ اذان کا لفظ اس کے لغوی اور شرعی معنی کو شامل ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام اس کی دلیل ہے کہ بلال کی اذان سے شرعی معنی مراد نہیں جو ابن ام مکتوم کی اذان ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو دو اذانوں میں فرق نہ رہے گا حالانکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں اذانوں میں فرق کیا اور فرمایا بلال کی اذان نائم کو بیدار کرنے اور متہجد کو واپس لانے کے لئے ہے تاکہ وہ کچھ آرام کر کے صبح کی نماز کے لئے تیار ہو جائے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم کو بلال کی اذان دھوکہ میں نہ ڈالے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کی اذان کو اصل قرار دیا تھا۔ اس حدیث میں فجر کاذب اور صادق کو بیان کیا ہے۔ حدیث شریف کے ظاہر الفاظ کا مدلول یہ ہرگز ہرگز نہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان تہجد کے لئے تھی لہٰذا موجودہ زمانہ میں بعض لوگوں کا تہجد کے لئے اذان دینا ظاہر حدیث کے خلاف ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ہاں علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ صبح صادق سے پہلے اگر اذان دی جائے تو صبح کی نماز کے لئے کافی ہے یا نہیں احناف کا مختار یہ ہے کہ اگر صبح صادق سے پہلے اذان دی جائے تو صبح صادق ہونے پر اس کا اعادہ ضروری ہے اور حدیث کی ظاہر عبارت اس پر واضح دلالت کرتی ہے۔

اسماء رجال : ع۱ احمد بن یونس حدیث ع۲۵ کے اسناد میں دیکھیں ع۲ زُہیر حدیث ع۱۵۶ ع۳ سلیمان التیمی ع۴ ابو عثمان نہدی ع۵ عبداللہ بن مسعود اول کتاب الایمان کے اسماء میں دیکھیں

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا بلال رات کو اذان دیتے ہیں تم کھاتے پیتے رہو حتی کہ ابن ام مکتوم اذان دے۔

۶۰۰ــــ شرح : امام طحاوی نے کہا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی یہ اذان نائم کو بیدار کرنے اور متہجد کو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَمْ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ

۶۰۱ ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثَلٰثًا لِمَنْ شَآءَ

اسماء رجال ۶۰۰ : عسقلانی نے کہا کتاب التقیید میں ہے کہ جب امام بخاری کہیں "حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ" تو اس سے مراد اسحاق بن ابراہیم حنظلی ہوتے ہیں یا اسحاق بن نصر سعدی یا اسحاق بن نصر سعدی یا اسحاق بن منصور کوسج مراد ہوتے ہیں ان تینوں میں سے کوئی ایک ضرور ہوگا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس قدر التباس اور ابہام سے اسناد میں قدح نہیں آتی کیونکہ یہ تینوں اسحاق امام بخاری کی شرط کے مطابق ہیں اور عادل ضابط ہیں۔"

ع۲ ابو اسامہ حماد بن اسامہ ہیں حدیث ع۷۷ میں گزرے ہیں ع۳ عُبَیداللہ عمری حدیث ع۴۲۲ کے اسماء میں دیکھیں ع۴ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق حدیث ع۲۵۷ کے اسماء میں مذکور ہیں ع۵ یوسف بن عیسیٰ ع۶ فضل بن موسیٰ دونوں کا ذکر حدیث ع۲۷۲ میں ہو چکا ہے۔

یُوْنُسُ اور یُوْسُفُ : یہ دونوں اَعْلام پانچ وجوہ سے پڑھے جاتے ہیں۔ واو اور ہمزہ اور نون اور سین مفتوح مکسور اور مضموم پڑھے جاتے ہیں۔

باب ــ اذان اور اقامت کے درمیان کتنا وقت ہے اور کون اقامت کا انتظار کرے

۶۰۱ ــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں اذانوں (اذان و اقامت) کے درمیان نماز ہے۔ یہ تین بار فرمایا جو چاہے پڑھے۔

۶۰۱ ــ شرح : "بین الاذنین" باب تغلیب سے ہے۔ جیسے پانی اور کھجور کو اسودان کہا جاتا ہے حالانکہ اسود صرف ایک ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اذان و اقامت سے ہر ایک کا نام اذان ہو کیونکہ لغت میں اذان اعلام ہے فرق صرف یہ ہے کہ اذان میں حضورِ وقت کا اعلام ہے اور اقامت میں

marfat.com

Marfat.com

۶۰۲ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيَّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الْمُؤَذِّنُ اِذَا اَذَّنَ قَامَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذٰلِكَ يُصَلُّوْنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ شَيْءٌ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ جَبَلَةَ وَاَبُوْدَاوٗدَ عَنْ شُعْبَةَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا اِلَّا قَلِيْلٌ

فعلِ صلوٰۃ کا اِعلام ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اذان واقامت کے درمیان نفل نماز کی ترغیب دلائی ہے۔ کیونکہ اس وقت کی شرافت کے باعث ان دونوں کے درمیان دُعا مسترد نہیں ہوتی جب یہ وقت اشرف ہے تو اس میں عبادت کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ اور اذان واقامت کے درمیان وقفہ نہ کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اذان کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو نماز کی تیاری کے لئے خبردار کیا جائے تاکہ وہ استنجا اور وضو کرکے نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں حاضر ہوں اور وقفہ نہ کرنے سے یہ مقصد فوت ہوجاتا ہے۔ اس وقفہ کی مقدار میں علماء کا اختلاف ہے۔ احسن یہ ہے کہ قضاءِ حاجت وغیرہ سے فارغ ہوکر وضو کرکے چار رکعت پڑھ سکیں۔ مغرب کی نماز میں یہ وقفہ نہیں کیونکہ دارقطنی اور بیہقی نے اپنے سنن میں حضرت بریدہ سے روائت کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب کے سوا دونوں اذانوں کے درمیان دو رکعتیں ہیں۔ اس حدیث کو بزاز نے اپنے مسند میں روائت کیا ہے اور کہا یہ حدیث بریدہ سے صرف حبان بن عبداللہ نے روائت کی ہے۔ اور وہ اہل بصرہ میں مشہور ہیں ان میں کوئی ایسی ویسی بات نہیں۔ لہٰذا ابن جوزی کا اس روائت کو موضوعات میں ذکر کرنا مضر نہیں۔

۶۰۲ــــ ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب مؤذن اذان دیتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ ستونوں کی طرف جلدی سے جاتے تھے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور وہ اسی حال میں مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے اور اذان واقامت کے درمیان وقت نہ ہوتا۔ عثمان بن جبلہ اور ابوداؤد نے شعبہ سے ذکر کیا کہ دونوں کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہوتا تھا۔

۶۰۲ــــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اذان کے بعد ستونوں کو سترہ بناکر نماز میں شروع ہوجاتے تھے۔ اس طرح وہ مغرب سے پہلے اکیلے اکیلے دو دو رکعتیں پڑھتے تھے اور اس حالت میں وہ سرورِ کائنات کی مسجد میں تشریف آوری کا انتظار کرتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ انْتَظَرَ الْاِقَامَةَ

۶۰۳ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْاُوْلٰى مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ بَعْدَ اَنْ يَسْتَبِيْنَ الْفَجْرُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ

نے کہا اذان اور اقامت کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہوتا تھا اگر کہا جائے کہ یہ اثر نافی ہے اور اس سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور مثبت ہے ان دونوں کو کیسے جمع کیا جائے؟ اس کے جواب میں علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا یہ اثر مغرب کی اذان سے خاص ہے اور مذکور حدیث عام ہے اور خاص جب عام کے معارض ہو تو اس کی تخصیص کی جاتی ہے اور بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ ،، سے مراد مغرب کی اذان کے ماسوا دونوں کے درمیان نماز ہے اور عثمان بن جبلہ اور ابوداؤد اور طیالسی کی شعبہ سے روائت وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا اِلَّا قَلِيْلٌ اس پر واضح دلالت کرتی ہے

اس حدیث سے بعض لوگ استدلال کرتے ہیں کہ نماز مغرب کی اذان کے بعد دو رکعتیں پڑھنی مستحب ہیں مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ ابتداء اسلام میں یہ نفل پڑھے گئے پھر منسوخ ہو گئے۔ ابوداؤد نے طاؤس سے روائت کی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ مغرب سے پہلے دو رکعت نماز کیسی ہے؟ تو انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں کسی کو میں نے پڑھتے نہیں دیکھا۔ ابوبکر بن عربی نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد یہ نفل کسی نے نہیں پڑھے

امام نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نفل بدعت ہیں خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کی بہت بڑی جماعت نہیں پڑھتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا مغرب سے پہلے نفل نماز مکروہ ہے۔ کیونکہ بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما یہ نہ پڑھتے تھے اور بعض صحابہ جو پڑھتے تھے وہ منسوخ ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کی رؤیت سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی تھی وہ منسوخ ہے۔

اسماء رجال ۶۰۲ : عثمان بن جبلہ بن ابی رواد بصری ہیں اور ابوداؤد سلیمان طیالسی فارسی پھر بصری ہیں۔ آپ حافظ حدیث ہیں۔ ۲۰۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ یہ حدیث امام بخاری کی تعلیق ہے کیونکہ ان کی وفات کے وقت امام بخاری کی عمر دس برس تھی۔

باب: اقامت کا انتظار کیا

Marfat.com

بَابٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ لِمَنْ شَاءَ

۶۰۴ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ

۶۰۳ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مؤذن فجر کی نماز کی اذان دے کر خاموش ہوجاتا تو اُٹھتے اور فجر کی نماز سے پہلے فجر روشن ہوجانے کے بعد ہلکی سی دو رکعتیں (سنت فجر) پڑھتے پھر دائیں کروٹ لیٹ جاتے حتیٰ کہ مؤذن اقامت کے لئے آپ کے پاس آتا۔

۶۰۳ ـ شرح : اُولیٰ سے مراد اذان ہے کیونکہ اذان اقامت کی نسبت اولیٰ ہے،، اور جو اذان طلوع فجر سے پہلے تھی اس کے اعتبار سے ثانی ہے۔ اولیٰ کو مؤنث اس لئے ذکر کیا کہ اس کا موصوف مؤنث ہے یعنی بالمرۃ الاولی،، دائیں کروٹ پر لیٹنے میں حکمت یہ ہے کہ آپ تہائمن کو پسند کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ فجر کی سنتوں میں تخفیف مستحب ہے صحیح حدیث میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتوں کی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔ بعض روایات میں دیگر سورتیں پڑھنا بھی مذکور ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ رات کی نماز پڑھتے اور وتروں سے فارغ ہوکر میرے ساتھ گفتگو فرماتے جبکہ میں بیدار ہوتی ورنہ لیٹ جاتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لیٹنا سنت نہیں کبھی آپ فجر کی سنتوں سے پہلے لیٹتے کبھی سنتوں کے بعد لیٹتے اور کبھی لیٹتے ہی نہ تھے۔ مسلم شریف کی روایت میں حفصہ رضی اللہ عنہا سے مذکور ہے کہ جب فجر طلوع ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف خفیف سی دو رکعتیں پڑھتے۔ اسی لئے علماء کی ایک جماعت نے کہا فجر کی اذان کے بعد فجر کی سنتوں کے سوا نفل پڑھنے مکروہ ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـ جو کوئی چاہے دونوں اذانوں کے درمیان نماز پڑھے،،

۶۰۴ ـ ترجمہ : عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں اذانوں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ لِيُؤَذِّنْ فِي السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ وَّاحِدٌ

۶۰۵ — حَدَّثَنَا مُعَلّٰى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِيْ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ رَحِيْمًا رَّفِيْقًا فَلَمَّا رَاٰى شَوْقَنَا اِلٰى اَهْلِيْنَا قَالَ ارْجِعُوْا فَكُوْنُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَصَلُّوْا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ

کے درمیان نماز ہے۔ دونوں اذانوں کے درمیان نماز ہے پھر تیسری بار فرمایا جو چاہے۔

۶۰۴ شرح : اَذَانَانِ سے مراد اذان واقامت ہے۔ تغلیبًا اذانان فرمایا ہے جیسے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو عمرین کہا جاتا ہے اسی طرح شمس وقمر کو قمرین کہا جاتا ہے۔ حدیث ع۶۰۰ میں بھی یہ مفہوم گزرا ہے مگر یہ تکرار نہیں ؛ کیونکہ دونوں حدیثوں کے راویوں اور متن میں اختلاف ہے۔ یہ حدیث پہلی حدیث کی تفسیر ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اسماء رجال ۶۰۴ : ع۱ عبداللہ بن یزید مُقْرِی ہیں ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آل کے آزاد کردہ ہیں۔ مکہ میں سکونت پذیر رہے ۲۱۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۲ کہمس نمری قیسی ہیں۔ ۱۴۹ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب جس نے کہا سفر میں ایک مؤذن اذان دے

۶۰۵ ترجمہ : مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی قوم کی ایک جماعت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ہم آپ کے پاس بیس روز ٹھہرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحیم وشفیق تھے۔ آپ نے اپنے گھروں کی طرف ہمارا شوق دیکھا تو فرمایا تم واپس چلے جاؤ اور لوگوں میں رہو۔ ان کو دین سکھاتے رہو اور نماز پڑھتے رہو۔ جب نماز کا وقت آجائے تو تم سے ایک شخص اذان کہے اور تم سے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْاَذَانِ لِلْمُسَافِرِ اِذَا كَانُوْا جَمَاعَةً وَالْاِقَامَةِ وَكَذٰلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ وَقَوْلِ الْمُؤَذِّنِ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِيْرَةِ

۶۰۶ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ اَبِي الْحَسَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

بڑا تمہاری امامت کرے۔

۶۰۵ ـــ شرح : ترجمۃ الباب میں اس طرف اشارہ ہے کہ متعدد مسافروں میں سے صرف ایک شخص اذان کہہ دے تو سب کے لئے کافی ہے اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ مسافر کا سفر کی حالت میں اذان کہنا مستحب ہے اور جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ اذان واقامت کہے تاکہ اس کی نماز جماعت کی شکل جیسی ہو۔ اسی لئے اس کے حق میں نماز میں جہر کرنا افضل ہے حدیث میں مذکور اشخاص سب بیک وقت مسلمان ہوئے اور انھوں نے اکٹھے ہجرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیس روز صحبت اختیار کی آپ سے مسائل حل کرنے میں وہ سب برابر تھے۔ اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے بڑی عمر والا تمہاری امامت کرے ورنہ سب سے بڑا عالم امامت کا مستحق ہے جیسا کہ روایات میں مذکور ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امامت اذان سے افضل ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا ، آپ نے امامت کو اکبر کے ساتھ مختص فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

اسماء رجال : ع۱ مُعَلّٰی بن اسد حدیث ع۲۲۵ کے اسماء میں ع۲ وُھیب حدیث ع۸۲ کے اسماء میں ع۳-۴۔ ایوب سختیانی اور ابو قلابہ حدیث ع۱۵ کے اسماء میں اور مالک ابن حویرث حدیث ۸۶ کے باب کے اسماء میں دیکھیں۔

باب ـــ مسافر کا اذان واقامت کہنا جبکہ وہ جماعت ہوں اسی طرح عرفہ اور مزدلفہ میں

marfat.com
Marfat.com

اور سردی اور بارش میں مؤذن کا کہنا "الصَّلٰوۃُ فِی الرِّحَالِ" یعنی نماز اپنے اپنے گھروں میں پڑھو"

۶۰۶ — ترجمہ : ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مؤذن نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ٹھنڈا کرو پھر اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ٹھنڈا کرو اس نے پھر اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا کرو حتیٰ کہ سائے ٹیلوں کے برابر ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے۔

۶۰۶ — شرح : احناف کے نزدیک گرمیوں میں ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے اور سردیوں میں جلدی پڑھنا مستحب ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ایک مثل کے بعد پڑھی کیونکہ حجاز مقدس میں اس وقت سخت گرمی ہوتی ہے اور ٹیلوں کے سائے بڑی دیر سے نکلتے ہیں۔ حالانکہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی امامت کی حدیث میں پہلے روز عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ ہر شئے کا سایہ ایک مثل ہو چکا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب آثار متعارض ہوں تو جو وقت یقیناً ثابت ہو وہ شک سے ختم نہیں ہوتا اور جو وقت یقین سے ثابت ہو۔ وہ شک سے بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ ایک مثل کے بعد عصر کا وقت یقین سے ثابت نہیں وہ شک سے کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ ایک مثل پر عصر کا وقت اس لئے مشکوک ہے کہ اس وقت میں دوسرے روز ظہر کی نماز پڑھی تھی۔ اب اس میں شک رہا کہ ایک مثل پر ظہر کا وقت ہے یا عصر کا وقت ہے لہٰذا شک سے عصر کا وقت ثابت نہ ہوگا حدیث نمبر ۵۱۶ میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں تھے جبکہ آپ نے حضرت بلال کو ظہر کی اذان ٹھنڈا کر کے کہنے کا حکم دیا اور بالاتفاق یہ امر استحباب کے لئے ہے معلوم ہوا کہ سفر میں اذان ترک نہیں کرنی چاہیئے جب اذان سفر میں ترک نہیں کی جاتی حالانکہ مقام کا مقتضیٰ تخفیف ہے تو اقامت جو اذان سے اخف ہے اسے بھی سفر میں ترک نہ کیا جائے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عذر سے جماعت ساقط ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ذوالحجہ کی نانویں تاریخ کو عرفہ کہا جاتا ہے اور یہاں اس سے مراد مشہور مکان ہے کیونکہ حاجی عرفہ کے روز یہاں ٹھہرتے ہیں جمع سے مراد مزدلفہ ہے۔ اسے جمع اس لئے کہا جاتا ہے کہ عید کی رات کو لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں۔

ع۱ مسلم بن ابراہیم حدیث ع۴۲ کے اسماء میں ع۲ مہاجر کوفی ہیں ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔ بنی تیم اللہ کے مولیٰ ہیں۔ ع۳ زید بن وہب ہمدانی جہنی ہیں ان کی کنیت ابوسلیمان ہے۔ صحابی ہیں کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

marfat.com

Marfat.com

۶۰۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَى رَجُلَانِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَاَذِّنَا ثُمَّ اَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا

۶۰۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ اَتَيْنَا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيْمًا رَفِيْقًا فَلَمَّا ظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا اَهْلَنَا اَوْ قَدِ اشْتَقْنَا

۶۰۷ ـــ ترجمہ : مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے کہا دو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ وہ سفر کا ارادہ کر رہے تھے۔
۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سفر کو نکلو تو (بحالت سفر نماز کے وقت) اذان کہو پھر اقامت کہو پھر تم سے بڑا نماز میں امامت کرے۔

۶۰۷ ـــ شرح : تثنیہ کے لئے جمع کا حکم ہوتا ہے۔ اس لئے حدیث ترجمہ کے موافق ہے کہ ایک شخص کو بھی تثنیہ کے صیغہ سے کبھی خطاب کیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث پہلی حدیث نمبر ۶۰۴ کے مخالف نہیں جبکہ اس میں خطاب ایک شخص کے لئے ہے۔ طبرانی نے خالد الحذاء سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے ساتھی کے ساتھ سفر میں ہو تو اذان و اقامت کہو اور تم سے بڑا امامت کرے اس حدیث کا مدلول مذکور حدیث کی تائید کرتا ہے۔ یہ دونوں حضرات علم و فضل میں برابر ہوں گے اس لئے فرمایا کہ تم سے جو بڑی عمر کا ہو وہ امامت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۶۰۸ ـــ ترجمہ : مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ ہم سب نوجوان ہم عمر تھے۔ ہم آپ کے پاس بیس روز ٹھہرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے رحیم مشفق تھے جب آپ نے جانا کہ ہم کو اپنے گھروں کو جانے کی خواہش یا شوق پیدا ہوا ہے تو ہم سے پوچھا کہ اپنے پیچھے کن کو چھوڑ کر آئے ہو ہم نے آپ کو اس کی خبر دی تو فرمایا تم اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، ان لوگوں میں رہو، انھیں

marfat.com
Marfat.com

سَأَلْنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا أَوْ لَا أَحْفَظُهَا وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ

۶۰۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ أَذَّنَ ابْنُ عُمَرَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ بِضَجْنَانَ ثُمَّ قَالَ صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ وَأَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ ثُمَّ يَقُولُ عَلَى إِثْرِهِ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوِ الْمَطِيرَةِ فِي السَّفَرِ

۶۱۰ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْطَحِ

دین سکھاؤ اور ان کو حکم دو۔ مالک رضی اللہ عنہ نے چند اشیاء ذکر کیں۔ ابو قلابہ نے کہا مجھے وہ اشیاء یاد ہیں یا یہ کہا کہ یاد نہیں اور فرمایا، نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم سے ایک شخص اذان دے اور تم سے بڑا امامت کرے۔ (اس حدیث کی تفصیل حدیث ۶۰۴ میں دیکھیں)

۶۰۹ — ترجمہ: نافع نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سردی کی رات میں ضجنان میں اذان دی پھر کہا اپنے اپنے رہائشی مقامات میں نماز پڑھ لو اور ہمیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن کو حکم فرماتے کہ وہ اذان دے پھر اس کے بعد کہے کہ اپنے اپنے مقامات میں نماز پڑھ لو، آپ سردی کی رات یا سفر میں بارش کی رات یہ حکم فرماتے۔

۶۰۹ — شرح: ضجنان مکہ مکرمہ سے ۲۵ میل دور پہاڑ ہے یہ فعلان کے وزن پر غیر منصرف ہے۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ حدیث ۵۹۲ سے معلوم ہوتا ہے "اَلصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ" اذان میں "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" کے بعد کہے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان ختم کر کے یہ کہے کیونکہ "ثم یقول" سے یہی ظاہر ہوتا ہے" اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں طرح جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اذان کے بعد کہا جائے"

marfat.com

Marfat.com

فَجَآءَهٗ بِلَالٌ فَاٰذَنَهٗ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَرَجَ بِلَالٌ بِالْعَنَزَةِ حَتّٰى رَكَزَهَا بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْطَحِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ

بَابُ هَلْ يَتَتَبَّعُ الْمُؤَذِّنُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا وَهَلْ يَلْتَفِتُ فِى الْاَذَانِ وَيُذْكَرُ عَنْ بِلَالٍ اَنَّهٗ جَعَلَ اِصْبَعَيْهِ فِىْ اُذُنَيْهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَجْعَلُ اِصْبَعَيْهِ فِىْ اُذُنَيْهِ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا بَاْسَ اَنْ يُّؤَذِّنَ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَقَالَ عَطَآءٌ اَلْوُضُوْءُ حَقٌّ وَّسُنَّةٌ وَقَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ

۶۱۱ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِىْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ رَاَى بِلَالًا يُؤَذِّنُ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا بِالْاَذَانِ

۶۱۰ــ ترجمہ : ابُوجُحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابطح وادی میں دیکھا کہ آپ کے پاس حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے اور آپ کو نماز کی خبر دی پھر بلال برچھی لے کر باہر نکلے حتی کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ابطح وادی میں نصب کر دیا۔ اور نماز کے لئے اقامت کہی۔

(اس حدیث کی تفصیل حدیث ۴۷۴ کی شرح میں ہے) ابطح مکہ مکرمہ سے باہر مشہور وادی ہے۔

اسماء رجال : اسحاق عسانی نے کہا بخاری نے باب الاذان میں ذکر کیا، حدثنا اسحاق حدثنا جعفر ابن عَوْنٍ، اُنھوں نے کہا وہ اسحاق بن راہویہ ہیں یا اسحاق بن منصور ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ وہ اسحاق بن منصور ہیں مسلم نے بھی یہ حدیث ابن منصور کے ذریعہ جعفر بن عون سے روایت کی ہے ۲ ابن عون ۳ ابوالعمیس دونوں حدیث ۴۳۲ کے اسماء میں مذکور ہیں ۴ عون بن ابی جُحیفہ حدیث ۳۷۱ کے اسماء میں دیکھیں

باب ــ کیا مؤذن اذان میں اپنا منہ اِدھر اُدھر کرے اور کیا اذان میں کسی طرف التفات کرے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ فَاتَتْنَا الصَّلٰوةُ

وَكَرِهَ ابْنُ سِيرِيْنَ اَنْ يَقُوْلَ فَاتَتْنَا الصَّلٰوةُ وَلْيَقُلْ لَمْ نُدْرِكْ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَحُّ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں کیں اور عبداللہ بن عمر اپنی انگلیاں کانوں میں نہیں کرتے تھے۔ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے کہا وضوء کے بغیر اذان دینے میں حرج نہیں۔ عطاء نے کہا وضوء کر لینا حق اور سنّت ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے"

۶۱۱ — ترجمہ : ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا اور ان کا چہرہ اذان میں اِدھر اُدھر ہوتے دیکھا

۶۱۱ — شرح : هٰهُنَا وَ هٰهُنَا سے مراد دائیں بائیں ہے "فِی الْاَذَانِ" سے مراد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ" اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" ہے۔ هَلْ يَلْتَفِتُ فِی الْاَذَانِ" ماقبل کی تفسیر ہے" اِصْبَعَيْنِ سے مراد انگلیوں کے پورے ہیں" ابوداؤد میں ہے کہ وہ جب حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ" حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" تک پہنچے تو اپنی گردن دائیں بائیں پھیرے" کانوں میں انگلیاں کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اس سے آواز بلند ہوتی ہے چونکہ اذان میں آواز بلند کرنا مطلوب ہوتا ہے اس لئے اقامت میں انگلیاں کانوں میں نہ کرے" ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ بے وضوء اذان کہنے میں حرج نہیں سمجھتے تھے۔ صاحب ہدایہ نے کہا: اذان واقامت باوضوء کہے کیونکہ یہ ذکر شریف ہے اس لئے ان میں طہارت مستحب ہے۔ اگر وضوء کے بغیر اذان دی تو جائز ہے۔ امام شافعی اور امام احمد بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک کے نزدیک طہارت اقامت میں شرط ہے۔ اذان میں نہیں" احناف کے نزدیک اقامت طہارت کے بغیر مکروہ ہے" عطاء بن ابی رباح نے کہا وضوء کے بغیر اذان مکروہ ہے" ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روائت ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ اذان کو نماز کے ساتھ لاحق کرنا صحیح نہیں، کیونکہ بعض نے اذان میں طہارت کو شرط قرار نہیں دیا اور کہا کہ اس کا حکم نماز کے حکم سے مختلف ہے چونکہ اذان مغلبہ ذکر ہے اس لئے دوسرے اذکار کی طرح اس میں بھی طہارت شرط نہیں اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

marfat.com
Marfat.com

۶۱۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ مَا شَاْنُكُمْ قَالُوْا اِسْتَعْجَلْنَا اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا اِذَا اَتَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا

کا یہ کہنا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ یہ حدث (بغیر وضوء) کو بھی شامل ہے۔ لہٰذا بے وضوء ذکر اور اذان جائز ہیں۔

اور جن علماء نے وضوء کے بغیر اذان کو مکروہ کہا ہے وہ کراہت تنزیہہ پر محمول ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — کسی شخص کا کہنا کہ ہم سے نماز فوت ہوگئی

ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہنا مکروہ جانا کہ ہم سے نماز فوت ہوگئی لیکن یہ کہے ہم نماز نہ پاسکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد زیادہ صحیح ہے"

۶۱۲ — ترجمہ : ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک وقت ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک آپ نے لوگوں کے قدموں کی آواز سنی جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا ہم نماز کے لئے جلدی جلدی آرہے تھے۔ فرمایا ایسا مت کرو جب نماز کے لئے آؤ تو اطمینان وسکون کو لازم پکڑو جو پاؤ پڑھو اور جو تم سے فوت ہو جائے اسے پوری کرلو۔

۶۱۲ — شرح : اس ترجمہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد ابن سیرین کی اس مسئلہ میں تردید کرنا ہے کہ فَاتَتْنَا الصَّلٰوةُ" کہنا مکروہ ہے۔ تردید کی تحریر یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا" یعنی جو تم سے نماز فوت ہوجائے اسے پوری کرلو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پر فوت کا لفظ کہنا جائز فرمایا ہے اور آپ کا کلام ابن سیرین کے کلام سے زیادہ صحیح ہے اور ابن سیرین کا اس اطلاق کو مکروہ کہنا غیر صحیح ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز باجماعت میں شامل ہوتے وقت آرام سے مسجد میں چلنا چاہیئے جس میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا

قَالَهُ اَبُوْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۳ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْاِقَامَةَ فَامْشُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ وَلَا تُسْرِعُوْا فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا

اطمینان وسکون ہو۔ اس میں تمام نمازیں برابر ہیں۔ تکبیر تحریمہ کے فوت ہونے کا خطرہ ہو یا نہ ہو مسجد میں پرسکون ماحول اختیار کرنا چاہیئے اور یہ کہنا کہ ہماری نماز فوت ہوگئی جائز ہے۔ جمہور آئمہ کا یہی مسلک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ شیبان نحوی اور یحییٰ بن ابی کثیر دونوں حدیث ع۱۱۲ میں مذکور ہیں۔
ع۳ ابوقتادہ کا ذکر حدیث ع۱۵۳ کے اسماء میں ہے۔

باب — نماز کے لئے نہ دوڑے

اور سکون و وقار سے نماز میں شامل ہو اور فرمایا جو نماز پڑھ لو اور جو تم سے فوت ہو جائے اسے پورا کر لو یہ ابوقتادہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

۶۱۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب اقامت سنو تو نماز پڑھنے اس حال میں چلو کہ تم پرسکون و وقار ہو اور دوڑو نہیں جو نماز سے پالو اسے پڑھ لو اور جو تم سے فوت ہو جائے اسے پورا کر لو!"

۶۱۳ — شرح : جب انسان نماز کے لئے چلتا ہے تو وہ رب العزت جل وعلیٰ کے حضور حاضری دینے جاتا ہے اسے حاضری کے تمام آداب ملحوظِ خاطر رکھنے چاہئیں چلنے میں اطمینان ہو، عبث اشیاء سے اجتناب ہو، نظر نیچی ہو، آواز بلند نہ کرے، راہ پر متوجہ ہو، یہ وقار

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَتٰى يَقُوْمُ النَّاسُ اِذَا رَأَوُا الْاِمَامَ عِنْدَ الْاِقَامَةِ

۶۱۴ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ كَتَبَ اِلَيَّ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِيْ

ہے۔ تیز دوڑنا وقار کے خلاف ہے اور قرآن کریم میں جو فرمایا : فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ "تو اس سعی سے مُراد مطلقاً اللہ کے ذکر کے لئے آنے کا حکم ہے"، اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ تھوڑا سا حصّہ نماز کا پالینے سے جماعت کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے" اور رکوع قیام میں داخل ہے اس لئے جس نے رکوع پالیا اُس نے پہلی نماز ہی پالی۔ اس پر فوت کا اطلاق نہ کیا جائے گا۔ ابو داؤد میں امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھ سے پہلے رکوع و سجود نہ کرو جب میں تم سے رکوع یا سجود پہلے کرلوں گا تو تم وہ قدر پالو گے جبکہ میں اپنا سر مبارک اُٹھاؤں گا، کیونکہ میں بھاری ہو گیا ہوں۔

اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ جب مقتدی امام کو رکوع کی حالت میں پائے اور جب تک امام سر نہ اُٹھائے مقتدی اس کے ساتھ شریک ہو جائے تو اسے وہ رکعت مل گئی اور اگر مقتدی کے شروع ہوتے ہی امام نے سر اُٹھا لیا تو وہ رکعت اس سے فوت ہو گئی۔ اگر مقتدی نے امام سے پہلے رکوع کر لیا اور اس کے سر اُٹھانے سے پہلے امام بھی رکوع میں چلا گیا تو بھی اسے وہ رکعت امام کے ساتھ مل گئی۔ واللہ اعلم!

(ابن ابی ذئب محمد بن عبد الرحمٰن ہیں حدیث ۱۳۴ کے اسماء میں مذکور ہیں)

بابؔ — جب لوگ امام کو اقامت کے وقت دیکھیں تو کب کھڑے ہوں؟

ترجمہ

۶۱۴ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب نماز کے لئے تکبیر ہو تو مت کھڑے ہو حتیٰ کہ مجھے دیکھ لو!"

۶۱۴ — شرح : امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مقتدی صف میں اس وقت کھڑے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ مُسْتَعْجِلًا وَلْيَقُمْ اِلَيْهَا بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ ،

۶۱۵ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِىْ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ تَابَعَهٗ عَلِىُّ بْنُ الْمُبَارَكِ

ہوں جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے اور جب قد قامت الصلوٰۃ ،، کہے تو امام تکبیر تحریمہ کہے ،، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا مستحب یہ ہے کہ جب تک مؤذن حی علی الصلوۃ ،، سے فارغ نہ ہو جائے کوئی شخص صف میں کھڑا نہ ہو ،، امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے تو کھڑے ہوں" حضرت انس رضی اللہ عنہ اسی وقت کھڑا ہوا کرتے تھے ،، امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اقامت کے بعد نماز میں شروع ہونا مسنون ہے۔ امام زفر نے کہا جب مؤذن پہلی دفعہ قد قامت الصلوۃ ،، کہے تو کھڑے ہو جائیں جب دوسری بار کہے تو نماز میں شروع ہو جائیں اور جب امام مسجد میں موجود نہ ہو تو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ مت کھڑے ہوں حتیٰ کہ امام کو دیکھیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ مسلم شریف میں ہے کہ جب نماز کے لئے اقامت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لانے سے پہلے ہم کھڑے ہو کر صفیں سیدھی کرتے ،، ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لانے سے پہلے ہم کھڑے ہو کر صفیں سیدھی کرتے ،، ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لانے سے پہلے لوگ صفوں میں کھڑے ہو جاتے تو پھر اقامت ہونے لگتی ،، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج ڈھلنے لگتا تو بلال اذان کہتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لانے تک تکبیر نہ کہتے اور جب امام باہر آتے تو ان کو دیکھ کر اقامت کہتے ،،

ان تمام روایات میں معارضہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا انتظار ایسی جگہ کرتے جہاں آپ کو اور کوئی نہ دیکھتا یا تھوڑے لوگ دیکھتے ہوتے ،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لانے کی ابتداء میں بلال اقامت شروع کر دیتے اور لوگ آپ کو دیکھ کر صف میں کھڑے ہو جاتے پھر مصلیٰ پر کھڑے ہونے سے پہلے صفیں سیدھی کرتے (عینی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صف میں اقامت ہونے سے پہلے کھڑے ہونا خلافِ سنت ہے۔

باب ـ نماز کے لئے جلدی نہ دوڑے

marfat.com

اطمینان و وقار سے ہو ،،

۶۱۵ ـ ترجمہ

Marfat.com

بَابُ هَلْ يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ لِعِلَّةٍ

٦١٦ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوفُ حَتّٰى إِذَا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ انْتَظَرْنَا أَنْ يُكَبِّرَ انْصَرَفَ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ فَمَكَثْنَا عَلٰى هَيْئَاتِنَا حَتّٰى خَرَجَ إِلَيْنَا يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً وَقَدِ اغْتَسَلَ

باب ۔ کیا کسی ضرورت کے سبب مسجد سے باہر جا سکتا ہے؟

٦١٦ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے جبکہ اقامت ہو چکی تھی اور صفیں سیدھی کی گئیں حتیٰ کہ جب مصلیٰ پر کھڑے ہوئے ہم آپ کی تکبیر کے منتظر ہی تھے کہ آپ واپس تشریف لے گئے اور فرمایا اپنی اپنی جگہ رہو، ہم اسی طرح کھڑے رہے حتیٰ کہ آپ گھر سے تشریف لائے جبکہ آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے بہہ رہے تھے ۔ اس حال میں کہ آپ نے غسل فرمایا تھا۔

٦١٦ــ شرح : احکام شرع کی تشریع کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان جائز تھا جو حکم کے اجراء کے فوراً بعد زائل ہو جاتا تھا؛ چنانچہ عصام رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آپ کو نماز کی قضاء کی تشریع کے لئے لیلۃ التعریس کو نیند میں نسیان ہوا اور تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ اس کے مخالف نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے احتلام محال تھا۔ خداوند قدوس نے آپ کی التفات ادھر سے مبذول کر دی تاکہ یہ حکم شروع ہو کہ بھول کر مصلیٰ پر کھڑا ہو جائے تو یاد آنے پر فوراً غسل کر لے اور لوگوں سے عار نہ کرے ، اس حدیث کے تحت عینی میں ہے " يُسْتَفَادُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ جَوَازُ النِّسْيَانِ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِيْ أَمْرِ الْعِبَادَةِ لِلتَّشْرِيْعِ " یعنی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر تشریع احکام کے لئے عبادت میں نسیان جائز ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے لئے نماز اور اقامت کے درمیان فاصلہ جائز ہے اور اس فاصلہ میں کلام جائز ہے اور حدث کے وقت سے غسل میں تاخیر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ مَكَانَكُمْ حَتّٰى يَرْجِعَ انْتَظِرُوْهُ

۶۱۷ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَسَوَّى النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ قَالَ عَلٰى مَكَانِكُمْ فَرَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَاْسُهٗ يَقْطُرُ مَآءً فَصَلّٰى بِهِمْ

باب ــ جب امام کہے اپنی جگہ ٹھہرو حتّٰی کہ وہ واپس آئے تو وہ امام کے واپس آنے کا انتظار کریں!

ترجمہ : ۶۱۷ــ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کے لئے اقامت کہی گئی اور لوگوں نے صفیں برابر کرلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پھر مصلّی پر آگے تشریف لے گئے جبکہ آپ جنابت کی حالت میں تھے۔ پھر فرمایا اپنی اپنی جگہ رہو آپ واپس تشریف لے گئے پھر غسل کرکے واپس تشریف لائے جبکہ آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے بہہ رہے تھے پھر آپ نے ان کو نماز پڑھائی!

۶۱۷ــ شرح : اس حدیث شریف سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صحابہ کو اقامت کے اعادہ کا حکم نہ فرمایا تھا، آج بھی اگر ایسا واقعہ درپیش ہو تو امام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : "وَلَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" جیسے دوسرے امور میں آپ کی اقتداء کی جاتی ہے" اگر تکبیر سے پہلے یہ واقعہ درپیش ہو تو مقتدی بیٹھ جائیں اگر تکبیر کے بعد ہو تو کھڑے کھڑے انتظار کریں۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ وُجُوبِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ مَنَعَتْهُ اُمُّهُ عَنِ الْعِشَآءِ فِي الْجَمَاعَةِ شَفَقَةً لَمْ يُطِعْهَا

۶۲۱ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي

باب جب اقامت کہی جائے تو کلام کرنا

۶۲۰ــ ترجمہ : حمید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ثابت بنانی سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو نماز کی اقامت کے بعد کلام کرے تو انھوں نے مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ انہوں نے کہا نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور نماز کی اقامت کے بعد آپ کے ساتھ ہم کلام ہو کر آپ کو نماز سے روک رکھا۔

۶۲۰ــ شرح : اس حدیث شریف میں اس شخص کی تردید ہے جس نے کہا جب مؤذن : قد قامت الصلوٰۃ ، کہے تو امام پر تکبیر تحریمہ واجب ہو جاتی ہے۔ اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ اقامت کے بعد متصل نماز میں شروع ہونا سنت مؤکدہ نہیں یہ صرف مستحب ہے

اسماء رجال : عیاش بن ولید رقام بصری ہیں آپ عبدالاعلی بن حماد کے چچازاد بھائی ہیں ۔ ۲۲۶ ہجری میں فوت ہوئے ۔۲ عبدالاعلی سامی بن ولید سامہ بن لوی قرشی بصری کی طرف منسوب ہیں ۔ ۱۸۹ ہجری میں فوت ہوئے ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے معلق روایت ذکر کی ہے۔ کیونکہ وہ بخاری کی ولادت سے پانچ برس قبل فوت ہو گئے تھے ۔ جیسے ابومعاویہ سے بھی وہ معلق حدیث ذکر کرتے ہیں ۔ کیونکہ بخاری نے ابومعاویہ کو نہیں پایا ؛ کیونکہ بخاری ۱۹۴ ہجری میں پیدا ہوئے تھے ۔ جبکہ ابومعاویہ نے اس سال یا اس سے ایک سال قبل وفات پائی ۔ اس سے امام بخاری نے دونوں میں حدثنا یا اخبرنا نہیں کہا بلکہ قال کہا ہے ۔ یہ جائز بھی ہے کیونکہ وہ اسے استشہاد یا متابعت کے طور پر ذکر کرتے ہیں اس تعلیق سے وہ مستقل استدلال نہیں کرتے ہیں ۔ نیز اس میں عجیب دقیقہ ہے وہ یہ کہ بخاری نے ابومعاویہ کے طریق میں سمعت عبداللہ ذکر کیا ہے اور عبدالاعلی کے طریق میں عن عبیداللہ ذکر کیا ۔ اس میں بخاری کا مقصد دونوں میں فرق ظاہر کرنا ہے ۳ حمید بن تیر کہا گیا ہے ۔ ابن تیرویہ حمید خزاعی بصری ہیں طلحہ کے مولیٰ ہیں ۔ انہیں حمید طویل کہا جاتا ہے ؛ کیونکہ وہ میت کے پاس کھڑے ہو کر ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا ہاتھ پاؤں تک پہنچا دیتے

marfat.com
Marfat.com

نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَیُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوۃِ فَیُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ یَجِدُ عَرْقًا سَمِیْنًا اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ لَشَهِدَ الْعِشَآءَ

تھے۔ اصمعی نے کہا میں نے حمید کو دیکھا ہے وہ اتنے طویل نہ تھے۔ البتہ ان کا ایک ہمسایہ تھا جسے حمید قصیر کہا جاتا تھا۔ ان دونوں میں امتیاز کے لئے اسے حمید طویل کہا جاتا تھا۔ ۱۴۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۴ ثابت البنانی باب القراء والعرض علی المحدث کے باب میں مذکور ہیں۔ اکثر حمید انس سے بلاواسطہ روایت کرتے ہیں اور یہاں ثابت بنانی کے واسطہ سے روایت کی ہے۔

باب ــ جماعت کے ساتھ نماز کا وجوب

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کسی شخص کو اس کی والدہ شفقت کے لئے عشاء کی نماز باجماعت سے منع کرے تو اس کی اطاعت نہ کرے "

۶۲۱ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں اور وہ جمع کی جائیں پھر نماز قائم کرنے کا حکم دوں اور اس کے لئے اذان دی جائے پھر کسی شخص کو حکم دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں لوگوں کی طرف جاؤں اور ان کے گھروں کو جلا دوں اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ان سے اگر کوئی جان لے کہ وہ گوشت والی موٹی ہڈی یا بکری کی اچھی کھری (مسجد میں) حاصل کرے گا تو وہ عشاء کی نماز میں ضرور شامل ہوگا!

۶۲۱ ــ شرح : یعنی جو لوگ گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور نماز عشاء باجماعت نہیں پڑھتے تو میں لکڑیاں جمع کرنے اور نماز قائم کرنے کا حکم دے کر ان لوگوں کے گھروں میں جاؤں اور ان کو جلا دوں! ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ اگر وہ مسجد میں عشاء کی نماز باجماعت پڑھنے کی صورت میں گوشت والی موٹی ہڈی یا بکری کے خوبصورت کھر ملنے کی امید کریں تو دوڑ کر مسجد میں آئیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

وَكَانَ الْاَسْوَدُ اِذَا فَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ ذَهَبَ اِلٰى مَسْجِدٍ اٰخَرَ وَجَآءَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اِلٰى مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيْهِ فَاَذَّنَ وَاَقَامَ وَصَلّٰى جَمَاعَةً

۶۲۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً

ظاہر ہے کہ یہ زجر و توبیخ منافقوں کے لئے تھی کیونکہ یہی لوگ عشاء کی نماز سے سستی کرتے تھے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر اور عشاء منافقوں پر بہت گراں ہے،، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى،، جب منافق نماز کے لئے اُٹھتے ہیں تو تھکے ماندے کھڑے ہوتے ہیں! یہی لوگ تھے جو عظمِ سمین کو حضورِ جماعت پر ترجیح دیتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کے ستارے فرمایا اور ان میں سے ہر ایک کی اقتداء کو اہتداء کا سبب فرمایا اور یہ فرمایا کہ میرے صحابہ پر سب وشتم نہ کرو اگر بعد میں آنے والے لوگ پہاڑوں سونا خرچ کر دیں تو ان کے ثواب کے عشرِ عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکتے تو ان سے ایسی کمینی حرکت کیسے متصور ہو سکتی تھی،، اس تقریر سے یہ واضح ہو گیا کہ اس حدیث سے نماز باجماعت کی فرضیت پر استدلال درست نہیں ہے،، حنفی مشائخ نے کہا کہ نماز باجماعت واجب ہے اور اس کو سنتِ مؤکدہ کہنا اس لئے ہے کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے،، اور عذر کے ساتھ جماعت ساقط ہو جاتی ہے۔ لہٰذا بیمار، نابینا وغیرہ پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب نہیں جبکہ ان کو کوئی شخص مسجد میں لے جانے والا نہ ہو ورنہ ان پر بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک واجب ہے،، اگر مسجد میں جماعت نہ پا سکے تو گھر میں اپنے افرادِ خانہ کے ساتھ نماز باجماعت پڑھ لے یہ ایسی ہی ہے جیسی مسجد میں نماز باجماعت پڑھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افضل کے ہوتے مفضول امامت کر سکتا ہے جبکہ اس میں مصلحت ہو اور یہ کہنا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص امامت نہیں کر سکتا صحیح نہیں اور وہ اس سے ناواقف ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں پانچ روز ایامِ مرض میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے تھے اور خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں فجر کی نماز پڑھی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۶۲۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً

۶۲۴ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا

باب ۔ نماز باجماعت کی فضیلت

جب اسود رضی اللہ عنہ سے نماز فوت ہو جاتی تو وہ دوسری مسجد میں چلے جاتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے جبکہ نماز ادا ہو چکی تھی تو اذان و اقامت کہی اور نماز باجماعت پڑھ لی۔"

۶۲۲ ـ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز باجماعت تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

۶۲۳ ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کا باجماعت نماز پڑھنا اپنے گھر اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتا مگر اس کے ساتھ اس کا درجہ بڑھتا ہے اور گناہ گرتا ہے پھر جب نماز پڑھے تو جب تک اپنے مصلی پر رہے فرشتے اس کے لئے دعاء کرتے رہتے ہیں (وہ کہتے ہیں) یا اللہ اس پر رحمت نازل کر، یا اللہ اس پر رحمت نازل کر، یا اللہ اس پر رحم کر! تم سے جو کوئی نماز کے انتظار میں رہے وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

۶۲۲ ـ ۶۲۳ ـ شرح : امام طحاوی نے کہا اگر چاہے تو اس مسجد میں تنہا نماز پڑھ لے اگر چاہے تو جماعت کے لئے دوسری مسجد تلاش کرے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مسجد حرام اور مسجد نبوی میں جب نماز باجماعت نہ پڑھ سکے تو اور مسجد تلاش نہ کرے کیونکہ ان دونوں مسجدوں میں تنہا نماز پڑھنا دوسری مساجد میں باجماعت پڑھنے سے زیادہ ثواب ہے، اگر مسجد میں نماز باجماعت پڑھی جائے تو اس میں دوسری بار نماز باجماعت میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے علقمہ اور اسود کے ساتھ نماز باجماعت مسجد میں پڑھی جبکہ ایک بار اس میں نماز باجماعت پڑھی گئی تھی۔ بعض ائمہ کرام کہتے ہیں کہ دوسری بار جماعت قائم نہ کریں کیونکہ اس طرح بعض لوگ جماعت کی مخالفت کا ارادہ اختیار کر لیں گے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک

marfat.com

Marfat.com

۶۲۳ــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلَاتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسَةً وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ یَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةٌ فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ مَا دَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا یَزَالُ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ

اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے،، جو مسجد راستہ پر واقع ہو اور اس کا امام مقرر نہ ہو وہاں دوبارہ جماعت قائم کرنا صحیح ہے،،

نماز باجماعت پڑھنے میں تنہا نماز پڑھنے سے پچیس (۲۵) یا ستائیس (۲۷) درجے ثواب زیادہ ہونے کی تفصیل حدیث ۴۶۷ کے تحت گزری ہے،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر یا بازار میں نماز تنہا پڑھے یا باجماعت پڑھے، مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب اس سے زیادہ ہے مگر جو گھر میں نماز باجماعت پڑھے اسے تنہا نماز پڑھنے سے ثواب زیادہ حاصل ہوتا ہے،، نیز دوسرے اعمال سے نماز افضل ہے کیونکہ نمازی کے لئے فرشتے رحمت اور مغفرت کی دعاء کرتے ہیں اور نیک لوگ فرشتوں سے افضل ہیں کیونکہ وہ تحصیل درجات کے لئے نماز میں مشغول رہتے ہیں اور فرشتے ان کے لئے دعاء میں مشغول ہوتے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ خواص بشر اور وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ خواص فرشتوں سے افضل ہیں اور وہ جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور عوام بشر اور وہ اولیاء کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ عوام فرشتوں سے افضل ہیں اور خواص فرشتے عوام بشر سے افضل ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، جماعت نماز کی صحت کے لئے شرط نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فِیْ جَمَاعَةٍ

۶۲۴ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَاَبُوْسَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تَفْضُلُ صَلٰوةُ الْجَمِیْعِ صَلٰوةَ اَحَدِکُمْ وَحْدَهٗ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا وَتَجْتَمِعُ مَلَآئِکَةُ اللَّیْلِ وَمَلَآئِکَةُ النَّهَارِ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْهُرَیْرَةَ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا قَالَ شُعَیْبٌ وَحَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ تَفْضُلُهَا بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَةً

باب ۔ فجر کی نماز باجماعت کی فضیلت

۶۲۴ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کسی کی نماز باجماعت تنہا کی نماز پر پچیس درجے فضیلت رکھتی ہے رات اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر ابوہریرہ نے کہا اگر چاہتے ہو تو یہ پڑھو "بے شک فجر کے قرآن کو فرشتے حاضر ہوتے ہیں"، شعیب نے کہا مجھے نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے خبر دی کہ انھوں نے کہا ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔

۶۲۴ ــــ شرح : فجر کی نماز میں فرشتے اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ اس وقت وہ رات کے عمل آسمانوں میں لے جاتے ہیں اور اسی وقت میں دن کے عملوں کو محفوظ کرنے کے لئے دوسرے فرشتے آتے ہیں۔ قرآنِ فجر سے مراد فجر کی نماز ہے کیونکہ یہ قرآن کو مستلزم ہے" فرشتوں کا اس وقت میں اجتماع اس کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح عصر کی نماز کی فضیلت پر دلالت ہے کیونکہ اس وقت میں بھی فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان دونوں نمازوں کی محافظت کی تاکید فرمائی ہے تاکہ جو شخص ان وقتوں میں حاضر ہو فرشتے اس کا عمل لے کر آسمانوں میں جائیں اور اس کی شفاعت کریں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

۶۲۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَا أَغْضَبَكَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أَمْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّونَ جَمِيعًا

۶۲۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلٰوةِ أَبْعَدُهُمْ فَأَبْعَدُهُمْ مَمْشًى وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ

---

۶۲۵ ترجمہ : سالم نے کہا : میں نے اُم درداء سے سُنا اُس نے کہا میرے پاس ابو درداء آئے جبکہ وہ سخت غضبناک تھے میں نے کہا کس نے تجھے غصہ دلایا اُس نے کہا اللہ کی قسم ! میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے کچھ نہیں جانتا مگر یہ کہ وہ اکٹھے نماز باجماعت پڑھتے ہیں ۔

۶۲۶ ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھنے میں سب سے زیادہ ثواب حاصل کرنے والا وہ شخص ہے جو بہت دُور سے چل کر آتا ہے اور جو شخص نماز کا انتظار کرتا ہے حتیٰ کہ اسے امام کے ساتھ پڑھتا ہے اس کو اس شخص سے زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے جو نماز پڑھ کر سوئے رہتا ہے ۔

۶۲۵ شرح : جس نماز میں دُور سے آنے کے اعتبار سے مشقت زیادہ ہو اس کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے اور جس نماز میں اس طرح کی مشقت نہ ہو اس سے وہ نماز افضل ہوتی ہے ۔ فجر کی نماز میں دُور سے آنے کے ساتھ اندھیرے میں چلنا ، نیند کو ترک کرنا ہے ، جس میں بدن کی راحت ہے اس لئے اس میں ثواب زیادہ ہے اور یہ دوسری نمازوں سے افضل ہے ۔ عشاء کی نماز میں بھی اگرچہ اندھیرے میں چلنا ہوتا ہے مگر اور کوئی زیادہ بات اس میں نہیں پائی جاتی ۔ اجرِ عظیم حاصل کرنے کے سبب کا انتظار اور اسے باجماعت پڑھنا ہے اگر ان دونوں سے ایک نہ پایا گیا تو یہ ثواب حاصل نہ ہوگا ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں دُور سے چل کر آنے میں ثواب زیادہ ہے کیونکہ قدموں کے آثار کی کثرت میں زیادہ ثواب لکھا جاتا ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ التَّهْجِيْرِ اِلَى الظُّهْرِ

۶۲۷ — حَدَّثَنِیْ قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِیْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ ثُمَّ قَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِيْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا عَلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا

قولہ مُمْشِیٌ ، اسم مکان بمعنی مسافت ہے۔ اور دو فَاَبْعَدُ ، میں فاء استمرار کے لئے ہے جیسے اَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ میں فاء استمرار کے لئے ہے۔ یعنی جو نمازی دُور سے مسافت طے کر کے مسجد میں آتے ہیں الخ

اسماء رجال : سالم وہ ابن ابی الجعد کوفی ہیں۔ ۹۰ ہجری میں فوت ہوئے ۲ ام الدرداء ان کا نام ہجیمہ ہے وہ اسلمیہ فاضلات صحابیات میں سے ہیں۔ نیز آپ ان صحابیات عابدات میں سے ہیں جو غافلات ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شام میں فوت ہوئیں۔ ۳ ابو درداء کا نام عُوَیمر بن زید بن قیس ہے انہیں عُوَیمر بن مالک بن عبداللہ بن قیس انصاری بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۷۹ حدیثیں روایت کی ہیں۔ امام بخاری نے اُن میں سے صرف پانچ ذکر کی ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی جلالت و بزرگی کے باعث انہیں بدریوں سے لاحق کیا اور ان کا وظیفہ مقرر کیا تھا۔ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں دمشق کے قاضی تھے۔ ۳۱ یا ۳۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کی قبر شریف دمشق کے باب صغیر میں ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب — ظہر کی نماز کے لئے جلدی جانے کی فضیلت

marfat.com
Marfat.com

۶۲۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ کوئی شخص راہ چل رہا تھا۔ اس نے راستہ میں کانٹے دار شاخ دیکھی اور اسے راہ سے دور پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول کیا اور اسے بخش دیا پھر فرمایا۔ شہید پانچ ہیں۔ طاعون میں مرجائے، پیٹ کے عارضہ سے مرجائے، پانی میں ڈوب جائے، دیوار کے نیچے دب جائے اور اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے اور فرمایا : اگر لوگ اذان دینے اور پہلی صف میں کھڑا ہونے کی فضیلت معلوم کرلیں پھر اسے قرعہ اندازی کے بغیر حاصل نہ کرسکیں تو وہ ضرور قرعہ اندازی کریں اگر وہ ظہر کی نماز میں جلدی جانے کی فضیلت معلوم کرلیتے تو اس کی طرف دوڑتے اور اگر عشاء اور فجر کی نماز کی فضیلت معلوم کرلیتے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے آتے۔

۶۲۷ — اس حدیث کا متن پانچ احادیث پر مشتمل ہے۔ ایک یہ کہ کسی شخص کا شاخ کو راہ سے ہٹا دینا۔ دوسری یہ کہ شہداء پانچ ہیں تیسری یہ کہ قرعہ اندازی کرنا۔ چوتھی حدیث نماز کے لئے جلدی جانا۔ پانچویں حدیث گھسٹ کر چلنا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ امام بخاری اپنی عادت کے مطابق پانچ ابواب میں یہ احادیث ذکر کرتے مگر اس میں انھوں نے اپنے شیخ قتیبہ کی اتباع کی ہے کیونکہ انھوں نے مالک سے ایسا ہی مجموعہ روایت کیا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ راستہ سے تکلیف دہ شئے ہٹانا بہتر عمل ہے اور یہ ایمان کا ادنیٰ حصہ ہے جب اللہ تعالیٰ ادنیٰ عمل پسند کرکے اس پر اس قدر عظیم ثواب عطاء فرماتا ہے تو بڑے عمل پر ثواب کا کیا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، نیز حدیث میں کثیر شہداء کا بیان ہے مگر حقیقی شہید وہ ہے جسے مشرک قتل کردیں یا وہ معرکہ میں قتیل پایا جائے یا اسے مسلمان قتل کردیں اور اس قتل میں دیت (خون بہا) لازم نہ آئے، دنیاوی احکام میں پانچوں شہداء کا حکم ایک نہیں شہید کا حکم یہ ہے کہ اسے غسل نہ دیا جائے گا اور نہ ہی اسے نیا کفن دیا جائے گا بلکہ جن کپڑوں میں وہ شہید ہوا انہی کپڑوں میں اسے دفن کیا جائے گا اور زائد کپڑے اتار لئے جائیں گے اس میں سب کا اتفاق ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت اس طرح ہے۔ ثوری، اوزاعی، حسن بصری، ابن عباس، ابن زبیر بھی یہی کہتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، امام مالک اور امام شافعی نے کہا : شہید پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ اہل مدینہ منورہ کا یہی مسلک ہے۔ باقی چار شہداء کو غسل دیا جائے، کفن دیا جائے اور ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ یہ چار مجازاً شہید ہیں اور فی سبیل اللہ شہید حقیقی شہید ہے۔ تمام پر شہید کا اطلاق عموم مجاز کے طور پر ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ظہر کی نماز جلدی جانے میں بہت ثواب ہے مگر یہ ابراد کی حدیث کے منافی نہیں کیونکہ یہ موسم شتاء پر محمول ہے اور ابراد کی حدیث سخت گرمی پر محمول ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فجر اور عشاء کی نماز کی فضیلت بہت ہے کیونکہ یہ دونوں نمازیں منافقوں پر گراں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِحْتِسَابِ الْاٰثَارِ

٦٢٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي سَلِمَةَ اَلَا تَحْتَسِبُوْنَ اٰثَارَكُمْ وَزَادَ ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنِي يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِي اَنَسٌ اَنَّ بَنِي سَلِمَةَ اَرَادُوْا اَنْ يَتَحَوَّلُوْا عَنْ مَنَازِلِهِمْ فَيَنْزِلُوْا قَرِيْبًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَعْرُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ اَلَا تَحْتَسِبُوْنَ اٰثَارَكُمْ قَالَ مُجَاهِدٌ خُطَاهُمْ اٰثَارُ الْمَشْيِ فِي الْاَرْضِ بِاَرْجُلِهِمْ

باب ـ قدموں کے آثار کا ثواب

٦٢٨ ـ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے بنی سلمہ کیا تم اپنے قدموں کے آثار کا ثواب نہیں چاہتے ہو؟

ابن ابی مریم نے اپنے اسناد سے حضرت انس سے روایت کی کہ بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے گھروں سے پھر جائیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آجائیں۔ حضرت انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اچھا نہ جانا کہ وہ اپنے گھر خالی کریں اس لئے فرمایا : کیا تم اپنے قدموں کے آثار کا ثواب نہیں چاہتے ہو۔ مجاہد نے کہا ان کے آثار ان کے اقدام ہیں اور وہ یہ کہ زمین پر اپنے قدموں سے چلیں۔

٦٢٨ ـ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ مسجد نبوی کے ارد گرد جگہ خالی ہوگئی ہے اور بنو سلمہ اپنے مکان چھوڑ کر مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا مجھے خبر ملی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو انھوں نے کہا، جی ہاں یا رسول اللہ ہمارا یہی ارادہ ہے۔ فرمایا : اے بنی سلمہ "دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ"، تین بار یہ فرمایا یعنی اپنے گھروں میں ہی رہو تمہارے قدموں کا ثواب لکھا جائے گا۔ اس پر وہ لوگ اپنے گھروں میں ٹھہر گئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا

marfat.com

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ

۶۲۹ ــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ صَلٰوةٌ اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيْمَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ اٰخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ فَاُحَرِّقَ عَلٰى مَنْ لَا يَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ بَعْدُ

کہ دُور سے چل کر مسجد میں آکر نماز پڑھنے میں ہر قدم پہ ثواب ملتا ہے اور یہ کہ مسجد کے قریب مکان بنانا اچھا ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلمہ کو منع نہیں فرمایا تھا صرف زیادہ ثواب کی ترغیب دلائی تھی اور یہ پسند نہ فرمایا کہ مدینہ منورہ کا ایک حصہ خالی ہو جائے۔

اسماء رجال : ع۱ محمد بن عبداللہ بن حوشب طائفی ہیں ع۲ عبدالوہاب ثقفی ہیں حدیث ع۱۵ کے اسماء میں مذکور ہیں ع۳ ابن ابی مریم سعید۔ ع۴ ابن ابی مریم کا نام سعید بن محمد بن حکم بن ابی مریم ان کی کنیت ابو محمد ہے وہ بصری ہیں۔ حدیث ع۱۰۳ کے اسماء میں دیکھیں ؛

باب ــ باجماعت نمازِ عشاء کی فضیلت

۶۲۹ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافقوں پر فجر اور عشاء کی نمازوں سے زیادہ گراں کوئی نماز نہیں وہ اگر ان دونوں نمازوں کی فضیلت معلوم کر لیتے تو ان کی طرف گھسٹتے ہوئے آتے۔ میں نے قصد کیا کہ مؤذن کو حکم دوں، وہ نماز کے لئے اقامت کہے پھر کسی شخص کو حکم دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پھر میں آگ کے انگارے لے کر ان لوگوں کو جلا دوں جو ابھی تک نماز کے لئے نہ نکلے ہوں۔

۶۲۹ ــ شرح : فجر اور عشاء کی دونوں نمازیں نیند اور استراحت کے وقت میں ہیں اس لئے یہ منافقوں پر زیادہ گراں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى ، علامہ کرمانی نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ منافق اگر فجر اور عشاء کی نمازوں کی فضیلت اور ثواب معلوم کر لیتے پھر گھٹنوں کے بل گھسٹنے کے سوا کوئی اور ذریعہ نہ پاتے تو وہ گھسٹتے آتے اور جماعت میں شامل

؛ ع۵ یحییٰ بن ایوب غافقی ہیں وہ ۱۶۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ

۶۳۰ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ اِبْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا

ہوتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مسلمان کسی شرعی عذر کے بغیر اپنے گھر میں نماز پڑھ لے اور جماعت میں شامل نہ ہو اور بھی کوئی ایسا عذر نہ ہو جو نماز باجماعت پڑھنے سے مانع ہو تو ایسے شخص پر منافق کا اطلاق بطور تہدید جائز ہے۔ حدیث ع۶۲۰ کے تحت اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

باب ــ دو اور اس سے زیادہ جماعت ہے

۶۳۰ــ ترجمہ : مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کا وقت ہو جائے تو اذان کہو اور اقامت کہو پھر تم سے بڑا تمہاری امامت کرے۔

۶۳۰ــ شرح : جو علم میں اکبر ہو اور عمر میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرے یہ اس وقت ہے جبکہ وہ باقی فضائل میں مساوی ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اور ایک مقتدی کے ساتھ جماعت صحیح ہے اور مستحب وقت کے اوّل میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ حدیث ع۶۰۶ کے ترجمہ میں اس کی وضاحت گزری ہے۔

اسماء رجال : ع۱ یزید بن زُریع حدیث ع۲۸۲ کے اسماء میں۔ ع۲ مالک بن حُوَیرث بن حشیش لیثی ہیں۔ ان کی کنیت ابو سلیمان ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس چند روز اقامت کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے گھر جانے کی اجازت دے دی۔ انھوں نے پندرہ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان میں سے امام نے صرف تین ذکر کی ہیں۔ وہ ۹۴ ہجری کو بصرہ میں فوت ہوئے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ

٦٣١ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلٰٓئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ لَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ لَا يَمْنَعُهٗ اَنْ يَنْقَلِبَ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةُ

باب — جو شخص مسجد میں بیٹھا، اس حال میں کہ وہ نماز با جماعت کا منتظر ہے" اور مساجد کی فضیلت "

٦٣١ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : نماز کے انتظار میں تم سے جب کوئی اپنے مصلّٰی پر بیٹھا ہے تو جب تک وہ بے وضوء نہ ہو فرشتے اس کے لئے دُعا کرتے رہتے ہیں کہ اللہ اس کو بخش دے اور اس پر رحم کرے تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہی رہتا ہے جب تک نماز اسے روک رکھے اور اپنے گھر جانے سے اس کو صرف نماز ہی روکتی ہو "

٦٣١ — شرح : یعنی جب تک وہ نماز کے انتظار میں اپنے مصلّٰی پر بیٹھا رہے اسے نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ نماز کے باقی احکام میں وہ نماز میں شمار نہیں ہوتا اس لئے وہ کلام وغیرہ کر سکتا ہے جو نماز میں ممنوع ہیں۔ حدیث کے آخری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اس کی نیت کسی اور طرف پھر جائے تو نماز کا ثواب منقطع ہو جاتا ہے ؛ اسی طرح جب انتظار کی حیثیت میں کوئی دُوسرا

+ امر شریک ہو جائے تو ثواب منقطع ہو جاتا ہے۔ ترجمہ میں اس کا ذکر ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۶۳۲ــ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَ جَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اِخْفَاءً حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

۶۳۲ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا : سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جس روز اس کے عرش کے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ امام عادل نوجوان جو اللہ کی عبادت میں بڑھاپولا ہو وہ شخص جس کا دل مساجد سے معلق ہو، دو شخص جو آپس میں صرف اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں اور اس پر جُدا ہوتے ہیں، وہ شخص جسے خوبصورت عورت زنا کی طرف بُلائے تو وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ شخص جو تنہائی میں صدقہ کرتے وقت چھپائے حتّٰی کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھیں آنسو بہائیں۔

۶۳۲ــ شرح : یہ حدیث ترجمۃ الباب کے دوسرے جزء پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ اگر مساجد کی فضیلت نہ ہو تو جس کا دل ان سے معلق ہے۔ اس کی اتنی بڑی فضیلت کیسے ہوسکتی ہے ؟ تمام مکلفین کا یہی حکم ہے، مرد ہوں یا عورتیں ہوں،، اس میں سات کی خصوصیت نہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر دُوسرے کی نفی نہیں کرتا۔ مذکور حکم اس شخص کے لئے بھی ثابت ہے جو غریب مقروض کو مہلت دے یا اس سے قرضہ معاف کردے حالانکہ ان سات میں ان کا ذکر نہیں ہے،، اور ظِلُّہٗ میں اضافت تشریف کے لئے ہے تاکہ دیگر سے ممتاز ہو جیسے کہا جاتا ہے کہ کعبہ اللہ کا گھر ہے حالانکہ تمام مساجد اللہ کا گھر ہیں،، اللہ تعالیٰ حقیقی ظلال سے پاک ہے کیونکہ حقیقی ظِلّ اجسام کے خواص سے ہے یا اللہ کے عرش کا سایہ ہے یا اس کا ستر اور رحمت ہے۔ اس حدیث شریف میں عادل حاکم کی فضیلت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ عادل حاکم رحمٰن کی حفاظت میں نُور کے منبروں پر ہوں گے جو اللہ کے عرش کے سایہ کا سایہ نہ ہوگا۔ اس سے قیامت کا دن

Marfat.com

۶۳۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا فَقَالَ نَعَمْ أَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَآءِ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ بَعْدَ مَا صَلّٰى فَقَالَ صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوا وَلَمْ تَزَالُوا فِي صَلٰوةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوهَا قَالَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيصِ خَاتَمِهٖ

مراد ہے جب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے اور سورج کے قریب تر ہونے کے باعث سخت گرمی ہوگی۔ لوگ پسینہ میں ڈوب رہے ہوں گے اس روز صرف اللہ کے عرش کا سایہ ہوگا یا ظل سے مراد اس کی حفاظت ہے۔ نوجوانی میں جبکہ زنا کے دواعی کثیر اور شہوت کا غلبہ ہوتا ہے اور خواہشات کی مطابعت کے باعث بھی قوی ہوتے ہیں۔ اس لئے شباب میں عبادت بہت سخت اور مشکل ہوتی ہے، مساجد کے ساتھ انسان کا دل معلق ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ ان سے محبت کرے اور نماز باجماعت کی پابندی کرے۔ محبت فی اللہ کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی دنیاوی غرض کے لئے محبت نہ کرے یعنی ان کے اجتماع کا سبب اللہ کی محبت ہو اور وہ اس پر مستمر رہیں حتیٰ کہ اس مجلس سے اسی حال پر متفرق ہوں۔ ذات منصب سے مراد شریف حسب ونسب والی عورت ہے؛ کیونکہ اس میں رغبت زیادہ ہوتی ہے اور اس کا حصول مشکل ہوتا ہے اور جب ایسی عورت خود زنا کی طرف بلائے تو اللہ کے خوف سے اس سے رک جانا اور صبر کرنا بہت بڑا مرتبہ اور عظیم فرماں برداری ہے۔

دائیں ہاتھ کے انفاق کا بائیں ہاتھ کو علم نہ ہوگا اس میں صدقہ کے اخفاء اور اسرار میں مبالغہ مطلوب ہے یعنی اگر بائیں ہاتھ کو ہوشیار مرد فرض کر لیا جائے تو وہ بھی دائیں ہاتھ کے صدقہ کو معلوم نہیں کر سکتا۔ یہ حال نفلی صدقہ کا ہے۔ فرضی صدقہ جیسے زکوٰۃ وغیرہ وہ علانیہ دینا افضل ہے۔ جب انسان تنہا ہوں اور ریاکاری کا احتمال تک نہ ہو تو اس وقت اس کی عبادت خالص اللہ کے لئے ہوگی اور محض اللہ کے خوف سے وہ آنسو بہائے گا یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اسماء رجال : ۱ محمد بشار حدیث ۶۷ کے اسماء میں مذکور ہیں ۲ یحییٰ بن سعید قطان ۳ عبید اللہ عمری ۴ حبیب اور حفص کا ذکر ہو چکا ہے۔

۶۳۳ — ترجمہ : حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انس سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات عشاء کی نماز آدھی رات تک مؤخر کی پھر آپ تشریف لائے اور نماز پڑھنے کے بعد ہماری طرف متوجہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ مَنْ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَمَنْ رَاحَ

۶۳۴ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْرَاحَ

بَابُ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ

۶۳۵ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ

متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگوں نے نماز پڑھی اور سو گئے اور تم جب سے نماز کے انتظار میں رہے۔ نماز ہی میں رہے انس نے کہا گویا کہ میں انگوٹھی کی سپیدی کو دیکھ رہا ہوں

۶۳۳ شرح : شطر سے مراد آدھی رات ہے اور "وبیص" انگوٹھی کی بریق اور لمعان ہے۔ حدیث ۵۴۹ کے ترجمہ میں باقی مباحث بیان ہو چکی ہیں۔

باب ـــ جو شخص مسجد میں صبح اور شام گیا اس کی فضیلت

۶۳۴ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جو شخص صبح و شام مسجد میں جائے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے مہمانی تیار کرتا ہے جب بھی وہ صبح و شام کو جائے"

۶۳۴ شرح : صبح غدو اور زوال سے آخر دن تک رواح :

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِّنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ع الصُّبْحُ أَرْبَعًا ع الصُّبْحُ أَرْبَعًا تَابَعَهُ غُنْدَرٌ وَمُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ فِي مَالِكٍ وَقَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ وَقَالَ حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا سَعْدٌ عَنْ حَفْصٍ عَنْ مَالِكٍ

اسماء الرجال ۶۳۴ : ع۱ یزید بن ہارون حدیث کے امام ہیں گزرا ہے محمد بن مطرف ابوغسان لیثی مدنی ہیں۔ زید بن اسلم اور عطاء بن یسار کا تذکرہ حدیث ع۲۸ کے اسماء میں گزرا ہے۔

باب ۔ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہ پڑھے!

۶۳۵ ۔ ترجمہ : عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جب کہ نماز کی اقامت ہو چکی تھی کہ وہ دو رکعتیں پڑھ رہا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اس کو گھیر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کیا صبح کی چار رکعتیں ہیں؟ کیا صبح کی چار رکعتیں ہیں؟ بہز کی غندر اور معاذ نے شعبہ سے مالک بن بحینہ کی روایت میں متابعت کی۔ ابوبکر محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے سعد سے انھوں نے حفص سے انھوں نے عبداللہ بن بحینہ سے روایت کی اور حماد نے کہا ہمیں سعد نے حفص سے انھوں نے مالک سے خبر دی۔

۶۳۵ ۔ شرح : حدیث کی ترجمۃ الباب سے مطابقت اَلصُّبْحُ أَرْبَعًا میں ہے۔ کیونکہ جب اقامت

marfat.com
Marfat.com

کے بعد دو رکعتیں پڑھے پھر امام کے ساتھ صبح کی دو رکعتیں پڑھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے صبح کی چار رکعتیں پڑھیں۔ معلوم ہوا کہ اقامت کے بعد کوئی نماز نہیں۔ صرف وہی نماز پڑھے جس کے لئے اقامت کہی گئی ہو یہ ہر نماز کا حکم ہے اگرچہ حدیث میں صبح کی نماز مذکور ہے ،، کوئی شخص صبح کی نماز پڑھنے مسجد میں داخل ہوا، جبکہ نماز کے لئے اقامت ہو چکی ہو تو جب اسے یقین ہو کہ وہ امام کے ساتھ آخری رکعت پالے گا تو وہ مسجد سے باہر جاکر صبح کی سنتیں پڑھ لے۔ امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب تلامذہ رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔ امام اوزاعی بھی یہی کہتے ہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ مسجد میں ہی دو رکعتیں پڑھ لے ،، صاحب ہدایہ نے کہا ایسا شخص مسجد کے دروازہ پر دو رکعتیں سنتِ فجر پڑھ کر مسجد میں داخل ہوتا کہ وہ سُنت کی فضیلت اور جماعت کی فضیلت دونوں کو پالے کیونکہ مسجد میں جب جماعت کھڑی ہو تو سنتیں پڑھنا مکروہ ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا صَلٰوۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ ،، مگر اس عموم سے فجر کی سنتیں مخصوص ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم صبح کی سنتیں ترک نہ کرو اگرچہ تم کو گھوڑے پاؤں تلے روند ڈالیں ،، اگر مسجد کے دروازہ پر نماز پڑھنے کی جگہ نہ ہو تو صفوں سے دُور مسجد کے ستون کے پیچھے دو رکعتیں پڑھ لے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے جبکہ صبح کی نماز کی اقامت ہو چکی تھی تو انھوں نے فجر کی سنتیں ستون کے پیچھے پڑھیں اس وقت حذیفہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما موجود تھے ،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عمر فاروق ابو درداء اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ قولہ قال حماد الخ ،، ان دونوں طریقوں سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ وہ عبداللہ اور ان کی والدہ سے روایت کرنے میں بھی مختلف ہیں۔

درحقیقت صبح کی نماز کی اقامت کے بعد وہاں سنتیں اس لئے مکروہ ہیں کہ ایک مکان میں فرض اور نفل میں وصل لازم آتا ہے لہٰذا مسجد سے باہر یا مسجد کے کسی کونہ میں سنتیں پڑھ لے تو مکروہ نہیں یہ مسلم الثبوت ہے کہ فجر کی سنتوں کی محافظت کی بہت تاکید منصوص ہے ،، تو جب کسی کو فجر کی نماز با جماعت کا پا لینا ممکن ہو تو وہ یہ سنتیں ضرور پڑھے۔ بخاری، مسلم اور ابوداؤد میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے پہلے دو سنتوں کی بڑی حفاظت فرمایا کرتے تھے ،، ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، صبح سے پہلے دو رکعتیں مت ترک کرو اگرچہ تم کو گھوڑے پاؤں تلے روند ڈالیں۔ اسی لئے احناف کہتے ہیں کہ صبح کی نماز سے پہلے فجر کی سنتیں ضرور پڑھ لے تاکہ اسے دونوں فضیلتیں حاصل ہو جائیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال : عبداللہ بن مالک بن ابنِ بُحَیْنہ۔ بُحَیْنہ عبداللہ کی والدہ ہے۔ وہ والدین کی طرف منسوب ہیں۔ وہ قدیم الاسلام ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ وہ بہت بڑے فاضل اور عابد تھے ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن ابن بُحَیْنہ کا اعراب مالک عبداللہ کے والد اور بُحَیْنہ ان کی والدہ ہیں کما مرّ۔ اس لئے مالک کو تنوین پڑھنا صواب ہے اور ابن کو اَلِف سے لکھا جاتا ہے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ حَدِّ الْمَرِيضِ أَنْ يَشْهَدَ الْجَمَاعَةَ

۶۳۶ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ الْأَسْوَدُ كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ فَذَكَرْنَا الْمُوَاظَبَةَ عَلَى الصَّلَوٰةِ وَالتَّعْظِيمَ لَهَا قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَحَضَرَتِ الصَّلَوٰةُ فَأُذِّنَ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَأَعَادَ فَأَعَادُوا لَهُ فَأَعَادَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي فَوَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ الْأَرْضَ مِنَ الْوَجَعِ فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَكَانَكَ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ فَقِيلَ لِلْأَعْمَشِ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کیونکہ ابن بجینہ مالک مالک کی صفت نہیں بلکہ عبداللہ کی صفت ہے۔ کیونکہ عبداللہ کے والد کا نام مالک اور بجینہ مالک کی بیوی ہے۔ اور عبداللہ کی ماں ہے لہٰذا لفظ ابن دو متناسل اعلام کے درمیان واقع نہیں۔ ابن کا الف اس وقت حذف ہوتا ہے جب وہ متناسل اعلام کے درمیان واقع ہو۔ یہی ترکیب عبداللہ بن ابی ابن سلول کی ہے۔ جبکہ ابی عبداللہ کا باپ اور سلول ماں ہے۔ معاذ وہ ابن معاذ اور مثنیٰ بصری کے والد ہیں بصرہ کے قاضی رہے ہیں ۱۹۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابن اسحاق ابوبکر بن محمد بن اسحاق مدنی تابعی ہیں وہ علوم شرعیہ اور مغازی کے علم میں بہت ماہر تھے۔

باب نماز باجماعت میں حاضر ہونے کے لئے مریض کی حد

marfat.com
Marfat.com

يُصَلِّيْ وَاَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلَاتِهٖ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ بِرَأْسِهٖ نَعَمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا وَزَادَ اَبُوْمُعَاوِيَةَ جَلَسَ عَنْ يَسَارِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ قَائِمًا

۶۳۶ ترجمہ : اسود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے ہم نے نماز میں ہمیشگی اور اس کی حفاظت کا ذکر کیا تو ام المؤمنین نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے جس بیماری میں آپ نے وفات فرمائی اور نماز کا وقت ہوا اور اس کے لئے اذان دی گئی تو آپ نے فرمایا ابوبکر کو کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ ابوبکر نرم دل شخص ہیں جب وہ آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو نماز پڑھانے پر قادر نہ ہوں گے۔ آپ نے اس کلام کا اعادہ فرمایا تو حاضرین مجلس نے بھی پہلے جواب کا اعادہ کیا۔ آپ نے دوسری بار۔ ابوبکر کی امامت کا اعادہ کیا تو حاضرین نے بھی پہلے کلام کا اعادہ کیا۔ آپ نے تیسری بار اعادہ کیا اور فرمایا تم یوسف علیہ السلام کی صواحب ہو (زنان مصر کی طرح) ابوبکر کو حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف اور نماز پڑھانا شروع کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرے سکون پایا اور مسجد میں تشریف لے گئے جبکہ دو آدمیوں کے درمیان ان کے سہارے چل رہے تھے گویا کہ میں آپ کے پاؤں کو دیکھ رہی ہوں جو مرض کے باعث زمین پر خط بناتے جا رہے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ سے فرمایا کہ اپنی جگہ پہ رہو پھر آپ کو آگے کیا گیا حتیٰ کہ آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اعمش رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی نماز میں اقتداء کر رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کر رہے تھے تو انھوں نے سر سے اشارہ کرتے ہوئے کہا جی ہاں! ابوداؤد طیالسی نے اس کو شعبہ سے انھوں نے اعمش سے اس کا کچھ حصہ روایت کیا اور ابومعاویہ نے زیادہ روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کے بائیں طرف بیٹھ گئے اور ابوبکر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

۶۳۶ شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جماعت میں تشریف لے جانے کے لئے دو شخصوں پر اعتماد کر کے چل رہے تھے جبکہ آپ کے دونوں قدم شریف زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔ مریض کے لئے جماعت میں حاضر ہونے کے لئے یہی مقدار ہے اگر مرض زیادہ ہو جائے اور کوئی شخص مسجد میں لے جانے والا نہ ہو تو مسجد میں حاضر ہونا مستحب نہیں اس سے نماز کی عظمت بھی ظاہر ہو گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر مشقت سے نماز پڑھنے تشریف لے گئے اور اس میں امت کو اس کی ترغیب بھی دلائی کہ وہ جماعت میں حاضر ہونے سے قاصر نہ ہوں اس میں اجر عظیم ہے،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض کے ایام میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے اور آپ کی گود میں آپ نے وصال فرمایا اور ان ایام میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کی امامت کرتے رہے

marfat.com

Marfat.com

اس میں سب کا اتفاق ہے کسی فردِ بشر کو اس میں اختلاف نہیں ہے۔

سیّد کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بار بار فرمایا کہ ابوبکر کو میرا حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ایک روائت میں ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانی شروع کی تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لا لا" نہ نہ ابوبکر کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں"

ایک روائت میں ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ ہم عمر فاروق کو کہہ دیتے ہیں کہ وہ نماز پڑھائیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں ابوبکر کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں"

ان روایات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کسی اور کی امامت سے راضی نہ تھے" اسی لئے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے عائشہ اپنے باپ اور اپنے بھائی کو بلاؤ میں ان کے لئے لکھ دوں اور پھر ایک عورت سے فرمایا اگر تو آئندہ سال آئے اور مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔ ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی۔ اسی لئے دوسری ازواج سے آپ نے رخصت لی کہ آپ ام المؤمنین کے گھر رہیں جس پر سب بیویاں راضی ہوگئیں اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور آپ کے بعد خلافت بالوصل کے مستحق ہیں" امام بخاری اور مسلم نے تصریح کی ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم امام تھے جبکہ آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بیٹھ گئے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے اور ابوبکر صدیق کھڑے آپ کی اقتداء کر رہے تھے" اور آپ کی آواز شریف لوگوں تک پہنچا رہے تھے، معلوم ہُوا کہ اس نماز میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام نہ تھے، کیونکہ ایک جماعت میں دو امام نہیں ہو سکتے ہیں" ہاں جس نماز میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام تھے اور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم مقتدی تھے۔ وہ پیر کے روز صبح کی نماز تھی اور یہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آخری نماز تھی اس کے بعد آپ دُنیا سے تشریف لے گئے اور جس نماز میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم امام تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مقتدی تھے وہ ہفتہ یا اتوار کے روز ظہر کی نماز تھی" اس طرح تمام روایات میں اتفاق ہو جاتا ہے جبکہ بعض روایات میں آپ کا امام ہونا اور بعض میں ابوبکر کا امام ہونا روائت کیا گیا ہے۔ ضیاء مقدسی اور ابن ناصر نے کہا صحیح روایات سے ثابت ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جس مرض میں وصال فرمایا اس میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تین بار اقتداء کی اس کا انکار روایات سے جاہل ہی کر سکتا ہے" یہ کیا خوب ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُنیا میں آخری نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں پڑھی، یہ ابوبکر کی خلافت کی بین دلیل ہے" رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جس نے یہ کہا تھا کہ ابوبکر نرم دل ہیں وہ آپ کے مصلّی پر کھڑے نہ ہو سکیں گے، وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ حدیث ۶۴۸ میں اس کی صراحت ہے۔ اس کلام کا سبب یہ تھا کہ لوگ ان کے والد ماجد کی طرف کوئی غیر موزوں امر کی نسبت نہ کریں ظاہر ہے کہ یہ گفتگو گھر میں تھی اور خطاب ازواج کو تھا اسی لئے فرمایا "اَنْتُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ" اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ نبی بیمار ہو سکتے ہیں اس میں

marfat.com
Marfat.com

۶۳۷ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهٗ اِسْتَاْذَنَ اَزْوَاجَهٗ اَنْ يُّمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَذِنَّ لَهٗ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْاَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِيْ وَهَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ

حکمت یہ ہے کہ ان کو اجر زیادہ ملے، اور اس میں لوگوں کو تسلی دینا بھی مطلوب ہے کہ بیماری سے گھبرائیں نہیں اور اس میں یہ بھی حکمت ہے کہ نبی خدا نہیں جو بیمار نہیں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم!

۶۳۷ ـــ ترجمہ: عبید اللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہوگئی تو آپ نے ازواج مطہرات سے اجازت چاہی کہ بیماری کے ایام آپ میرے گھر رہیں سب ازواج نے آپ کو اس کی اجازت دے دی۔ آپ دو شخصوں کے درمیان باہر آئے حالانکہ آپ کے دونوں قدم زمین پر کھنچ رہے تھے جبکہ آپ عباس اور ایک دوسرے آدمی پر اعتماد کئے ہوئے تھے۔ عبید اللہ نے کہا اس نے اس کا ابن عباس سے ذکر کیا جو کہ ام المؤمنین نے کہا تھا تو انھوں نے مجھے کہا کیا جانتے ہو وہ آدمی جس کا ام المؤمنین نے ذکر نہیں کیا وہ کون تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ ابن عباس نے کہا "وہ علی بن ابی طالب تھے۔ رضی اللہ عنہ"

۶۳۷ ـــ شرح: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ تمام ازواج مطہرات کی موجودگی میں آپ نے ام المؤمنین کے گھر رہنا پسند فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیویوں میں تقسیم واجب تھی مگر تحقیق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دل جوئی کے لئے تقسیم فرماتے تھے آپ پر یہ ضروری نہ تھی۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام اس لئے ذکر نہ کیا کہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ متعین نہ تھے، کبھی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے دست اقدس کو پکڑتے اور کبھی حضرت فضل بن عباس تھام لیتے تھے جیسا کہ صراحۃً روایات میں مذکور ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام نہ لینا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ تحقیر اور عداوت کی وجہ

+ سے نہ تھا (کرمانی و نووی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمَطَرِ وَالْعِلَّةِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي رَحْلِهِ

٦٣٨ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ ثُمَّ قَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ

٦٣٩ــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُودِ ابْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ أَعْمٰى وَأَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا تَكُونُ الظُّلْمَةُ وَالسَّيْلُ

باب ــ بارش یا کسی علت کی وجہ سے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت

٦٣٨ــ ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک ٹھنڈی اور ہوا والی رات میں نماز کے لئے اذان دی پھر کہا خبردار گھروں میں نماز پڑھ لو اس کے بعد کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن کو یہ حکم فرماتے جبکہ ٹھنڈی اور بارش والی رات ہوتی کہ خبردار گھروں میں نماز پڑھ لو۔

٦٣٨ــ شرح : ابن عوانہ کی صحیح میں ہے کہ یہ رات ٹھنڈی، بارش اور ہوا والی تھی۔ اس کا مدلول یہ ہے کہ نماز باجماعت کے ترک میں یہ تینوں امور عذر ہیں بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تینوں اشیاء رات میں ترک جماعت کے لئے عذر ہیں مگر سنن میں ابن اسحاق کے طریق سے نافع سے روایت ہے کہ بارش کی رات اور شدت کی سردی میں ترک جماعت جائز ہے تفصیل کیلئے ٭

٭ حدیث ٤١٧ کا مطالعہ کریں۔

marfat.com
Marfat.com

وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُولَ اللهِ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَجَاءَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فَأَشَارَ إِلَى مَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ هَلْ يُصَلِّي الْإِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ وَهَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَطَرِ

٦٤٠ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ ذِي رَدْغٍ فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ لَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ

---

٦٣٩ — ترجمہ : محمود بن ربیع انصاری نے کہا کہ عتبان بن مالک اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتے تھے حالانکہ وہ نابینا تھے۔ انھوں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! آپ میرے گھر ایک جگہ نماز پڑھیں میں اس جگہ کو جائے نماز بنالوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا میرا نماز پڑھنا کہاں پسند کرتے ہو اس نے گھر میں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی!

٦٣٩ — شرح : حدیث ۴۱۷ کی طویل حدیث کے ترجمہ میں اس کی تفصیلی گزری ہے ،، اگر یہ کہا جائے کہ صرف ظلمت اور اندھیرے کو رخصت میں دخل ہے یا سیلاب تنہا کافی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ظلمت کو رخصت میں دخل نہیں اسی طرح ضرورتِ بصر کو بھی رخصت میں دخل نہیں یعنی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر یہ عذر نہیں بلکہ تینوں میں سے ہر ایک ترکِ جماعت کے لئے عذر کافی ہے لیکن عتبان نے اپنے عذر متعدد بیان کرنے کے لئے تینوں کو جمع کر دیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ نماز باجماعت کے پابند ہیں۔ موانع کی کثرت کے باعث ہی اسے چھوڑ سکتے ہیں۔ ترکِ جماعت کے لئے عذرِ مشقت ہے اور وہ ہر ایک میں موجود ہے معلوم ہُوا کہ عذر کے ساتھ نماز باجماعت واجب نہیں رہتی۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ چھوٹے لوگوں کو چاہیئے کہ بزرگانِ دین کو اپنے گھروں میں بلائیں تاکہ گھروں میں برکت ہو اور گھر میں نماز کے لئے جگہ معین کرنا جائز ہے۔

marfat.com

Marfat.com

قَالَ قُلِ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوا فَقَالَ كَأَنَّكُمْ أَنْكَرْتُمْ هٰذَا إِنَّ هٰذَا فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحْرِجَكُمْ وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كَرِهْتُ أَنْ أُؤْثِمَكُمْ فَتَجِيئُونَ تَدُوسُونَ الطِّينَ إِلٰى رُكَبِكُمْ

اسماء رجال (۶۳۹) : محمود بن ربیع اور عتبان کا تذکرہ حدیث ۴۱۷ کے اسماء میں ہو چکا ہے۔

باب — کیا جو لوگ حاضر ہو جائیں امام انہیں نماز پڑھائے؟ اور کیا جمعہ کے روز بارش میں امام خطبہ دے؟

۶۴۰ — ترجمہ : عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا کیچڑ کے روز ابن عباس نے ہمیں خطبہ دیا اور مؤذن کو حکم دیا کہ جب وہ حی علی الصلوٰۃ کو پہنچے تو یہ کہے "اَلصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ" یعنی نماز اپنے اپنے گھروں میں پڑھ لو، صحابہ کرام نے ایک دوسرے کو دیکھا گویا کہ انھوں نے اس کا انکار کیا۔ ابن عباس نے کہا گویا کہ تم نے اس کا انکار کیا ہے۔ یہ اس ذات ستودہ صفات نے کیا جو مجھ سے بہتر ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیا تھا۔ یہ ضروری امر ہے میں تم کو حرج میں ڈالنا پسند نہیں کرتا اور حماد سے روایت ہے انھوں نے عاصم سے انھوں نے عبداللہ بن حارث سے انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس جیسی روایت کی مگر انھوں نے کہا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم کو مشقت میں مبتلا کروں اور تم آؤ جبکہ گھٹنوں تک کیچڑ میں لتھڑے ہوئے ہو!

۶۴۰ — شرح : یعنی جن لوگوں کے لئے رخصت کی علت موجود ہو وہ اگر نماز باجماعت پڑھنے آجائیں تو امام ان کو نماز پڑھائے اور یہ مکروہ نہیں اور "اَلصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ" کا فائدہ یہ ہے کہ تمہارے لئے گھروں میں نماز پڑھ لینا مباح ہے۔ مسجد میں آنا ضروری نہیں اور جو لوگ جمعہ کے روز

marfat.com
Marfat.com

۶۴۱ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ جَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتّٰى سَأَلَ السَّقْفُ وَكَانَ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَآءِ وَالطِّيْنِ حَتّٰى رَأَيْتُ اَثَرَ الطِّيْنِ فِيْ جَبْهَتِهٖ

۶۴۲ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِنِّيْ لَا اَسْتَطِيْعُ الصَّلٰوةَ مَعَكَ وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ اِلٰى مَنْزِلِهٖ فَبَسَطَ لَهٗ حَصِيْرًا وَنَضَحَ طَرَفَ الْحَصِيْرِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اٰلِ الْجَارُوْدِ لِاَنَسٍ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى قَالَ مَا رَأَيْتُهٗ صَلَّاهَا اِلَّا يَوْمَئِذٍ

بارش میں مسجد میں آجائیں امام ان کو نماز جمعہ پڑھائے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ اذان سے فارغ ہونے کے بعد "الصلوٰۃ فی الرحال" کہا، مگر وہ اس حدیث کے منافی نہیں، کیونکہ دونوں امر جائز ہیں اور ہر ایک حدیث کا محل مختلف ہے"

۶۴۱ — ترجمہ : ابوسلمہ نے کہا میں نے ابوسعید خدری سے پوچھا تو انہوں نے کہا بادل آیا اور برسا حتیٰ کہ مسجد کی چھت ٹپکنے لگی جبکہ وہ کھجور کی چھڑیوں کی بنی ہوئی تھی اور نماز کے لئے اقامت کہی گئی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پانی اور مٹی (کیچڑ) میں سجدہ کرتے تھے حتیٰ کہ میں نے مٹی کا نشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی میں دیکھا"

۶۴۱ — شرح : یہ حدیث اعتکاف کے باب میں مذکور ہے کہ ابوسلمہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے متعلق کچھ سنا ہے ابوسعید نے کہا جی ہاں اور حدیث ذکر کی لہٰذا اس روایت میں اگرچہ مسئول عنہ کا ذکر نہیں۔ مگر یہی حدیث اعتکاف میں مذکور ہے وہاں مسئول عنہ مذکور ہے" بارش کے روز عادۃً بعض لوگ جماعت سے رہ جاتے ہیں تو یہ ضروری بات ہے کہ اس وقت امام انہیں کو نماز پڑھائے گا جو مسجد میں حاضر ہوں گے لہٰذا یہ حدیث باب کے ترجمہ کی پہلے

marfat.com

Marfat.com

۶۴۲ — ترجمہ : ابن سیرین نے کہا میں نے انس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک انصاری نے کہا میں آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا۔ جبکہ وہ انصاری بہت موٹا شخص تھا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے طعام تیار کیا اور آپ کو اپنے گھر تشریف لانے کی دعوت دی اور آپ کے لئے چٹائی بچھا دی اور اس کا کنارا دھویا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دو رکعتیں پڑھیں۔ آل جارود سے ایک آدمی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انس نے کہا اس دن کے سوا میں نے آپ کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

۶۴۲ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس موٹے آدمی کے سوا حاضرین کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے لہٰذا یہ حدیث باب کے پہلے جزء کے مناسب ہے اور اس حدیث میں اگرچہ خطبہ کا ذکر نہیں جو ترجمہ کا دوسرا حصہ ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ باب کی ہر حدیث پورے ترجمہ پر دلالت کرے تو یہی کافی ہوتا ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ انصاری عتبان بن مالک تھے۔ جس حدیث میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز نہیں پڑھتے تھے۔ وہ ضعیف حدیث ہے صحیح روایات اس کو مسترد کرتی ہیں،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز بعض اوقات پڑھا کرتے تھے کیونکہ اس کی فضیلت بہت ہے اور بعض اوقات نہ پڑھتے تھے تاکہ یہ امت پر فرض نہ ہو جائے۔ جن روایات میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت کبھی کبھار ام المؤمنین کے پاس ہوتے تھے۔ چاشت کے وقت کبھی آپ سفر میں ہوتے کبھی مقیم ہوتے مگر مسجد میں ہوتے یا کسی اور جگہ تشریف فرما ہوتے۔ ازواج کے پاس تو ان کی نوبت میں ہوتے تھے لہٰذا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ میں نے آپ کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا صحیح ہے کیونکہ ان کی عدم رؤیت سے عدم فعل لازم نہیں آتا یا معنیٰ یہ ہے کہ میں نے آپ کو ہمیشہ چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا تو مداومت کی نفی سے اصل نماز کی نفی نہیں ہوتی اگر یہ کہا جائے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چاشت کی نماز بدعت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض لوگوں کی طرح علانیہ مساجد میں یہ نماز پڑھنا بدعت ہے اس کو یہ لازم نہیں کہ گھروں میں بھی اس کا پڑھنا مذموم ہے،، یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشت کی نماز پڑھنے کا علم نہ ہو،، بہرکیف جمہور ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ چاشت کی نماز مسلمہ ہے،، شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ چاشت کی پہلی رکعت میں سورہ والشمس، دوسری میں واللیل، تیسری میں والضحیٰ اور چوتھی میں الم نشرح پڑھے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ موٹاپے سے جماعت کے ساتھ نماز ساقط ہو جاتی ہے، ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا کہ تتبع سے معلوم ہوا ہے کہ نماز باجماعت ساقط ہونے کے دس عذر ہیں،، بیماری[1] جس کی وجہ سے مسجد میں نہ جا سکے۔ مغرب[2] کی نماز کے وقت طعام حاضر ہو، نسیان[3] طاری ہو جائے اور جماعت کا وقت بھول جائے" ۴ زیادہ موٹاپا، ۵ بروقت قضاء حاجت درپیش آجائے،، جماعت[6] میں حاضر ہونے کی صورت میں راستہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِالْعَشَآءِ وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ اِقْبَالُهٗ عَلٰى حَاجَتِهٖ حَتّٰى يُقْبِلَ عَلٰى صَلَاتِهٖ وَقَلْبُهٗ فَارِغٌ

۶۴۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا وُضِعَ الْعَشَآءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَآءِ

میں جان و مال کا خطرہ ہو، سردی سخت ہو، نقصان[۸] دہ بارش اور سخت اندھیرا ہو جس میں چلنا دشوار ہو، تھوم، پیاز یا گندنا وغیرہ کھایا ہو جس کی وجہ سے منہ سے بُو آتی ہے۔

باب — جب کھانا حاضر ہو اور نماز کے لئے اقامت ہو جائے،

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پہلے کھانا کھا لیتے تھے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا آدمی کی فقاہت یہ ہے کہ پہلے اپنی حاجت پوری کرے حتیٰ کہ نماز میں شروع ہو تو اس کا دل فارغ ہو"

۶۴۳ — ترجمہ: اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا جب کھانا رکھا جائے اور نماز کے لئے اقامت ہو جائے تو پہلے کھانا کھائے"

۶۴۳ — شرح: یعنی اگر نماز کے لئے اقامت ہو جائے اور سخت بھوک لگی ہو تو پہلے کھانا کھا لے پھر نماز پڑھے شرح السنہ میں ہے یہ اس وقت ہے جبکہ بھوک کا غلبہ ہو اور نفس کھانے کی طرف زیادہ مائل ہو اور وقت میں گنجائش بھی ہو کہ کھانا کھا کر وقت میں نماز پڑھی جا سکتی ہو، ورنہ پہلے نماز پڑھے پھر کھانا کھائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکری کا شانہ کاٹ رہے تھے کہ نماز کے لئے اقامت ہو گئی تو آپ نے اسے پھینک دیا اور نماز پڑھنے تشریف لے گئے بعض اصحاب شافعی نے کہا بہرحال کھانا کھائے اگرچہ وقت نکل جائے

marfat.com
Marfat.com

۶۴۴ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُدِّمَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوا بِهِ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ

۶۴۵ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرُغَ وَأَنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ وَقَالَ زُهَيْرٌ وَوَهْبُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَلَا يَعْجَلْ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ وَإِنْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ وَهْبِ بْنِ عُثْمَانَ وَوَهْبٌ مَدَنِيٌّ

علامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ صحیح نہیں اگر کوئی کہے کہ ابو داؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طعام وغیرہ کے لئے نماز کو مؤخر نہ کیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے صحیح حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اگر اسے صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس کا معنی یہ ہے جب وقت ختم ہونے والا ہو تو مؤخر نہ کیا جائے اور اگر وقت باقی ہو تو پہلے کھانا کھالے پھر نماز پڑھے اس طرح دونوں حدیث متفق ہو جاتی ہیں۔

۶۴۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شام کا کھانا آگے رکھا جائے تو مغرب کی نماز سے پہلے اسے کھالو اور کھانے سے پہلے نماز میں جلدی نہ کرو۔

۶۴۵ — شرح : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے آگے شام کا کھانا رکھا جائے اور جماعت کھڑی ہو تو وہ پہلے شام کا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا دُعِيَ الْإِمَامُ إِلَى الصَّلٰوةِ وَبِيَدِهٖ مَا يَأْكُلُ

۶۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ ذِرَاعًا يَحْتَزُّ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

کھانا کھالے اور نماز کے لئے جلدی نہ کرے حتیٰ کہ کھانے سے فارغ ہو جائے،، ابن عمر رضی اللہ عنہما کے آگے کھانا رکھا جاتا تھا جبکہ جماعت کھڑی ہو جاتی تو وہ نماز کے لئے نہ آتے حتیٰ کہ کھانے سے فارغ ہو جاتے حالانکہ وہ امام کی قرأت سنا کرتے تھے،، زہیر اور وہب بن عثمان نے موسیٰ بن عُقبہ سے اُنھوں نے ابن عمر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانے پر ہو تو اس سے جلدی نہ کرے حتیٰ کہ اس سے اپنی حاجت پوری کرے اگرچہ نماز کے لئے اقامت کہی جائے۔ ابراہیم بن منذر نے وہب بن عثمان سے اس کو روایت کیا اور وہب مدنی ہے۔

۶۴۴ — ۴۴۵ شرح : یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کے رہنے والے ہیں" امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان احادیث میں کھانے کی موجودگی میں جس کا کھانے کا ارادہ ہو اس کے لئے نماز پڑھنا مکروہ ہے جبکہ وقت میں گنجائش ہو اگر کھانا کھاتے کھاتے وقت نکل جائے تو نماز میں تاخیر جائز نہیں۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امر استحباب کے لئے ہے

باب — جب امام کو نماز کے لئے بلایا جائے حالانکہ اس کے ہاتھ میں کھانے کی شئی ہو"

۶۴۶ — ترجمہ : جعفر بن عمرو بن اُمیہ نے خبر دی کہ ان کے باپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ بکری کا بازو کاٹ کر کھا رہے تھے کہ آپ کو نماز

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَهْلِهٖ فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَخَرَجَ

۶۴۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِيْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ

کے لئے بُلایا گیا آپ اُٹھے اور چھری پھینک دی اور نماز پڑھی اور وضوء نہ کیا۔

۶۴۶ — شرح : اس باب کو پہلے ابواب کے بعد اس لئے ذکر کیا کہ ان ابواب میں امر وجوب کے لئے نہیں ہے کیونکہ اگر کھانا کھانا نماز سے پہلے واجب ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوتے اور چھری ہاتھ سے نہ پھینکتے اور نماز کے لئے تشریف نہ لے جاتے اگر یہ سوال ہو کہ کھانے کی نماز پر تقدیم کی علت یہ ہے کہ دل شواغل سے خالی ہو جائے اور سب سے بڑا شاغل تو یہ ہے کہ نفس موجود کھانے کی طرف مائل ہو اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قوتِ شہوت کی مدافعت پر قادر تھے۔ حدیث شریف میں ہے اَيُّكُمْ يَمْلِكُ اِرْبَهٗ ، اس لئے آپ نے نماز کو کھانے پر ترجیح دی اس کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصاً اپنی ذات شریف کے لئے عزیمت پر عمل کیا اور نماز کو کھانے پر مقدم کیا اور دوسروں کو رخصت پر عمل کا حکم فرمایا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوء نہیں جاتا اور گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا جائز ہے۔ واللہ اعلم!

باب — جو شخص اپنے گھر کے کام میں ہو اور نماز کیلئے اقامت ہو جائے تو نماز کے لئے جائے

۶۴۷ — ترجمہ : اسود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ صَلّٰی بِالنَّاسِ وَهُوَ لَا یُرِیْدُ اِلَّا اَنْ یُعَلِّمَهُمْ صَلٰوةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّتَهٗ

۶۴۸ — حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ جَآءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَیْرِثِ فِیْ مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ اِنِّیْ لَاُصَلِّیْ بِكُمْ وَمَا اُرِیْدُ الصَّلٰوةَ اُصَلِّیْ كَیْفَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کیا کرتے تھے۔ اُنھوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے کام میں مشغول ہوتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

۶۴۷ — شرح : یعنی گھر کے کاروبار میں مشغولیت ترک جماعت کے لئے عذر نہیں، جب نماز کا وقت ہو جائے تو گھر کے کاروبار چھوڑ دے مگر جب کھانا موجود ہو اور نفس اس کی طرف مائل ہو اور نماز کے لئے اقامت ہو جائے تو اگر نماز کے فوت ہونے کا خطرہ نہ ہو تو کھانا کھا کر نماز پڑھے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال میں آدمی نماز کے لئے تیار رہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں حرج نہیں کہ گھر کے کاروبار میں مصروف ہونے کے باوجود اسی حالت میں نماز کے لئے چلا جائے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ ائمہ کرام اپنے کام خود کریں اور یہ صالحین کی عادت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب جس نے لوگوں کے سامنے نماز پڑھی حالانکہ اس کا ارادہ صرف یہ ہو کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور اس کے طریقہ کی تعلیم دے

۶۴۸ — ترجمہ : ابو قلابہ رضی اللہ عنہ نے کہا مالک بن حُویرث ہماری اس مسجد میں آئے اور کہا میں تمہارے لئے نماز پڑھتا ہوں حالانکہ میرا ارادہ نماز پڑھنے کا نہیں میں اس طرح نماز پڑھتا ہوں جیسے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا۔ ایوب نے کہا میں نے ابو قلابہ سے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے پڑھتے تھے انھوں نے کہا ہمارے اس شیخ کی طرح! ایوب نے کہا

marfat.com

Marfat.com

يُصَلِّيْ فَقُلْتُ لِاَبِيْ قِلَابَةَ كَيْفَ كَانَ يُصَلِّيْ قَالَ مِثْلَ شَيْخِنَا هٰذَا وَ كَانَ الشَّيْخُ يَجْلِسُ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ قَبْلَ اَنْ يَنْهَضَ فِيْ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى

بَابُ اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ

۶۴۹۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ ثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوسلمہ شیخ تھے۔ وہ کھڑا ہونے سے پہلے جب پہلی رکعت میں سجدہ سے سر اُٹھاتے تو بیٹھ جاتے تھے۔

۶۴۸۔ شرح : اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے جلسہ استراحت پر استدلال کیا ہے یعنی دوسرے سجدہ سے جب سر اُٹھائے تو خفیف سا بیٹھ جائے پھر ہاتھوں سے زمین پر اعتماد کر کے دُوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو ،، اسی طرح تیسری رکعت کے بعد جلسہ استراحت کرے ،، نعمان بن ابی عیاش نے کہا میں نے اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ جلسہ استراحت نہ کرتے تھے۔ امام ترمذی نے کہا علماء کا معمول بھی یہی ہے اور مالک بن حویرث کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خفیف سا بیٹھنا ضعف کے باعث تھا صاحب ہدایہ نے کہا مالک بن حویرث کی حدیث جس سے امام شافعی نے استدلال کیا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے پر محمول ہے۔ امام ترمذی نے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قدموں پر اعتماد کرتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے اسی پر ترمذی نے اعتماد کیا اور کہا اس حدیث پر اہل علم کا عمل ہے۔ ابو قلابہ کا مقصد صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی تعلیم دینا تھا۔ فرض نماز پڑھنا ان کا مقصد نہ تھا کیونکہ وہ وقت فرض پڑھنے کا وقت نہ تھا ،، اگر یہ کہا جائے کہ اس نماز کا کیا حکم ہے جبکہ اس سے اللہ کی عبادت مقصود نہ تھی اس کا جواب یہ ہے کہ اس نماز سے مقصود شریعت کی تعلیم تھی اس اعتبار سے نماز عبادت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب۔ اہل علم و فضل امامت کے زیادہ حقدار ہیں

۶۴۹۔ ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور آپ کی

marfat.com
Marfat.com

فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيْقٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَ مُرِيْ اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِيْ اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فِيْ حَيٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۵۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهٖ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ

بیماری سخت ہوگئی تو فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابوبکر نرم دل شخص ہے وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے فرمایا ابوبکر کو حکم پہنچاؤ کہ وہ نماز پڑھائیں۔ ام المؤمنین نے پھر وہی اعادہ کیا تو فرمایا ابوبکر کو حکم پہنچاؤ کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تم تو یوسف کی صواحب ہو، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد آیا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔

۶۴۹ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کثرت حزن زیادہ رونے اور رقتِ قلب کے باعث سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ دراصل وہ اپنے والد سے لوگوں کی غیر موزون باتیں دفع کرنا چاہتی تھیں حدیث ع۶۳۵ میں اس کی تفصیل گزری ہے۔" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ساری امت سے افضل ہیں۔ کرمانی نے کہا کہ بار بار گفتگو سے ام المومنین رضی اللہ عنہا کی غرض یہ تھی کہ اگر ان کے والد نماز پڑھائیں تو بعض لوگ باتیں کریں گے کہ جب سے یہ نماز پڑھا رہے ہیں۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تک نہیں ہے اور یہ بات محسوس تھی اس لئے تکرار کلام سے ان کا مقصد یہ تھا کہ کوئی اور نماز پڑھائے اور وہ لوگوں کی متوقع باتیں اپنے والد سے دفع کرنا چاہتی تھیں"

اسماء رجال : ع۱ اسحاق بن نصر حدیث ع۷۷ کے اسماء میں مذکور ہے۔ ع۲ حسین بن علی جعفی کوفی ہیں۔ ۲۰۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۳ زائدہ حدیث ع۲۶۹ کے اسماء میں ع۴ عبدالملک بن عمیر انہیں عبدالملک قبطی کہا جاتا ہے۔ وہ کوفہ کے قاضی تھے انھوں نے

marfat.com

Marfat.com

قُلْتُ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَآءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِاُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا

۶۵۰ ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہا (یا رسول اللہ) ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے وہ لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے آپ عمر سے فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے حفصہ سے کہا کہ تم آپ سے عرض کرو کہ ابوبکر جب آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے آپ عمر سے فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حفصہ نے ایسا ہی کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو! تم صاحبِ یوسف ہو! ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حفصہ نے ایسا ہی کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو! تم صواحب یوسف ہو! ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ صدیقہ سے کہا مجھے تم سے کبھی اچھی بات نصیب نہ ہوئی۔

۶۵۱ ــ شرح : اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ ،، اس لئے کہ ان عورتوں نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو نہایت پریشان کیا تھا ،، اور ان کو ملامت میں واقع کرنے کی کوشش کی تھی۔ جنس کے اعتبار سے ایک یا دو پر بھی جمع کا اطلاق جائز ہے۔

کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو اور آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کی موجودگی میں فریضۂ صلوٰۃ ادا کرنے کے لئے امام مقرر کیا تو نماز کی تبعیت میں تمام امور بھی اُن کے اہتمام میں کر دیئے گئے لہٰذا آپ ساری اُمت سے افضل ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ سے بار بار کہنا کہ ابوبکر امامت نہیں کر سکیں گے۔ اس سے اُن کا مقصد یہ تھا کہ کسی اور کو نماز میں خلافت پر مامور کریں۔ کیونکہ انہیں یہ ڈر تھا کہ لوگ ابوبکر کی امامت میں بہتری خیال نہیں کریں گے اور کہیں گے جب سے ابوبکر امامت پر فائز ہیں۔ ہم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا ہے۔ قولہ مَهْ ،، یہ اسم فعل ہے اس کا معنی ہے رُک جاؤ۔

marfat.com
Marfat.com

۶۵۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيُّ وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدَمَهٗ وَصَحِبَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ فِيْ وَجَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوْفٌ فِي الصَّلٰوةِ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ اِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَاَنَّ وَجْهَهٗ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا اَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَشَارَ اِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ وَاَرْخَى السِّتْرَ فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۵۱ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے انس بن مالک انصاری نے خبر دی جبکہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی آپ کی خدمت کی اور آپ کی صحبت میں رہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض میں جس میں آپ وصال فرما گئے ہیں، لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے حتیٰ کہ جب پیر کا دن تھا حالانکہ صحابہ کرام نماز کے صفیں بنائے کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ شریفہ کا پردہ اُٹھایا جبکہ آپ کھڑے ہماری طرف دیکھ رہے تھے گویا کہ آپ کا چہرۂ انور مصحف کا ورقہ تھا، پھر آپ تبسم فرماتے ہوئے ہنسنے لگے ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر خوشی سے فتنہ میں پڑنے کا قصد کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے کی طرف لوٹے تاکہ صف میں پہنچ جائیں اور یہ گمان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کرو اور پردہ لٹکا دیا اور اسی روز وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

۶۵۱ — شرح : یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ عقائد، اقوال، افعال اور اخلاق میں آپ کے تابع تھے اُنھوں نے دس برس رات دن سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور آپ کی صحبت میں رہے جبکہ آپ کی صحبت مومن کے لئے اعلیٰ حال ہے اور آپ کی خدمت میں رہنا شرافت اور بزرگی کی دلیل ہے۔ ورقۂ مصحف،، سے حسن وجمال اور خوبصورتی میں تشبیہ دی ہے۔ آپ کا تبسم فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ آپ صحابہ کا جمع ہوکر نماز پڑھنے اور شریعت مطہرہ کی اقامت سے خوش ہوئے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم،،

marfat.com

حدیث نمبر ۶۵۶ کے ترجمہ میں اس کی وضاحت مذکور ہے۔

Marfat.com

۶۵۲۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَخْرُجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثًا فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَذَهَبَ اَبُوْبَكْرٍ يَتَقَدَّمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهٗ فَلَمَّا وَضَحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا كَانَ اَعْجَبَ اِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وَضَحَ لَنَا فَاَوْمَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يَتَقَدَّمَ وَاَرْخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجَابَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ

۶۵۲ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین روز باہر تشریف نہ لائے پس نماز کے لئے اقامت کہی گئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (نماز پڑھانے کے لئے) آگے ہونے کا ارادہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ پکڑا اور اسے اُٹھایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور کی روشنی ظاہر ہوئی تو اس وقت جو منظر ہم نے دیکھا اس سے اچھا منظر کبھی نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ فرمایا کہ وہ آگے ہوں (نماز پڑھائیں) اور پردہ لٹکا دیا پھر آپ چلنے پھرنے پر قادر نہ ہوئے حتّٰی کہ وصال فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط

۶۵۲ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال فرمانے تک نماز میں آپ کے نائب تھے، اور کبھی اس عظیم منصب سے معزول نہیں ہوئے اور اصحابِ تشیع کا یہ کہنا کہ وہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلّٰی پر تشریف لانے سے معزول ہو گئے تھے صحیح نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلّٰی کی طرف اشارہ کر کے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں اور اشارہ کر کے خود حجرہ میں تشریف فرما رہے اور اسی حال میں وفات فرمائی اور ایسے مقام میں دستِ اقدس سے اشارہ حکم کے مترادف ہوتا ہے لہٰذا یہ واضح ہو گیا کہ سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور اسی پر دوام و استمرار رہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۶۵۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ قِيلَ لَهُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَرَأَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ قَالَ مُرُوهُ فَلْيُصَلِّ فَعَاوَدْتُهُ فَقَالَ مُرُوهُ فَلْيُصَلِّ إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَإِسْحٰقُ بْنُ يَحْيَى الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ مَنْ قَامَ إِلَى جَنْبِ الْإِمَامِ لِعِلَّةٍ

۶۵۴۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَجَدَ رَسُولُ اللهِ

۶۵۳۔ ترجمہ: ابن شہاب زہری نے حمزہ بن عبداللہ سے روایت کی کہ انھوں نے اپنے باپ سے خبر دی کہ انھوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض سخت ہوگئی اور آپ سے نماز کے متعلق عرض کی گئی (کہ کون نماز پڑھائے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کو حکم پہنچاؤ کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابوبکر نرم دل آدمی ہیں جب وہ (نماز میں) قرآن پڑھنے لگیں گے تو ان پر گریہ وزاری کا غلبہ ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے وہی اعادہ کیا۔ آپ نے فرمایا ان کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں تم تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساتھی ہو،، یونس بن یزید کی محمد بن ولید حمصی اور محمد بن عبداللہ بن مسلم زہری کے بھتیجے اور اسحٰق بن یحییٰ کلبی نے زہری سے روایت میں متابعت کی ہے اور معمر نے زہری سے انھوں نے حمزہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

۶۵۳۔ شرح: زبیدی محمد بن ولید حمصی ابوالہذیل ہے۔ انھوں نے کہا میں زہری کے ساتھ دس برس رصافہ میں رہا وہ ۱۴۸ ہجری کو شام میں فوت ہوئے،، زہری کا بھتیجا محمد بن عبداللہ ابن مسلم ہے ابوجعفر کی خلافت میں ان کے غلاموں نے ان کے لڑکے کے حکم سے ان کو قتل کر دیا تھا؟

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْبَكْرٍ اِسْتَأْخَرَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَنْ كَمَا اَنْتَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِذَآءَ اَبِيْ بَكْرٍ اِلٰى جَنْبِهٖ فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ

قَوْلُهٗ عَنِ الزُّهْرِيِّ ،، مذکور تینوں سے متعلق ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا دونوں متابعات میں فرق یہ ہے کہ دوسری متابعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع ہونے کے اعتبار سے کامل ہے اور پہلی زہری پر موقوف ہونے کی وجہ سے ناقص ہے ،،

باب ۔ جو کسی علت کے باعث امام کے پہلو میں کھڑا ہوا

۶۵۴ ۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ آپ کی مرض میں لوگوں کو نماز پڑھاتے رہیں اس لئے وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے ،، عروہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود کچھ آسانی محسوس کی تو باہر تشریف لائے جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر نے دیکھا تو پیچھے ہونا چاہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کیا کہ اپنے پہلے حال پر رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کے پہلو کے برابر بیٹھ گئے ،، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھاتے تھے اور لوگ ابوبکر کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

۶۵۴ ۔ شرح : اصل تو یہ ہے کہ امام لوگوں کے آگے کھڑا ہو لیکن کسی عذر کے باعث مقتدی امام کے پہلو میں کھڑا ہو سکتا ہے اور اگر امام لوگوں کے آگے کھڑا ہونے کی جگہ نہ ہو تو صف میں لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو جائے ،، سب ننگے ہوں تو امام درمیان میں کھڑا ہو جب مقتدی صرف ایک ہو تو امام کے دائیں طرف کھڑا ہو ،، مذکور حدیث میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہلی صف میں جگہ نہ ملی تھی اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑے ہو گئے ،، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ دَخَلَ لِيَؤُمَّ النَّاسَ فَجَآءَ الْإِمَامُ الْاَوَّلُ فَتَاَخَّرَ الْاَوَّلُ اَوْلَمْ يَتَاَخَّرْ جَازَتْ صَلَاتُهٗ

فِيْهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٥٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اِلٰى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَآءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اَتُصَلِّيْ لِلنَّاسِ فَاُقِيْمَ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ اِلْتَفَتَ فَرَاٰى رَسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وقت اشارہ مُفْہِمَہ جائزہ ہے اور ضرورت کے وقت مقتدی امام کے پہلو میں کھڑا ہو سکتا ہے دونوں صورتوں میں نماز جائز ہے۔ اس بارے میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی!

باب ۔ جو شخص داخل ہُوا تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر پہلا امام آگیا اور پہلا شخص پیچھے ہُوا یا نہ ہُوا ، تو اس کی نماز جائز ہے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے ،،

٦٥٥ـ ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمرو بن عوف کے ہاں تشریف لے گئے تاکہ ان میں صلح کرائیں

marfat.com

Marfat.com

فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا اَمَرَهٗ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِيْ رَاَيْتُكُمْ اَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّهٗ اِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ اِلَيْهِ وَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ

اور نماز کا وقت قریب ہوگیا تو مؤذن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟ میں اقامت کہتا ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانا شروع کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جبکہ لوگ نماز میں تھے،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیرتے ہوئے آئے حتیٰ کہ پہلی صف میں ٹھہر گئے لوگوں نے تصفیق شروع کر دی،، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ نماز میں کسی طرف توجہ نہ کیا کرتے تھے جب لوگوں نے تصفیق زیادہ کی تو وہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ حکم فرمایا ہے،، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے حتیٰ کہ صف میں جا ملے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہوگئے اور نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے ابابکر تم کو اپنی جگہ رہنے پر کس نے روکا جبکہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ابوقحافہ کے بیٹے کے لئے یہ مناسب نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا میں نے تم کو دیکھا ہے کہ تم نے تصفیق زیادہ کی ہے جس شخص کو نماز میں کوئی واقعہ درپیش ہو تو وہ تسبیح کہے کیونکہ کوئی تسبیح کہے تو امام اس طرف متوجہ ہوتا ہے تصفیق تو صرف عورتوں کے لئے ہے۔

۶۵۵ ترجمہ: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانا شروع کر دی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے آپ کے تشریف لانے کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ کر صف میں شامل ہوگئے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آگے مصلیٰ پر تشریف لے گئے اور نماز پڑھائی،، ان جملوں میں حدیث کی ترجمہ سے مناسبت ہے،، یہ عصر کی نماز تھی اور مؤذن حضرت بلال تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا اسْتَوَوْا فِي الْقِرَاءَةِ فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ

۶۵۶۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ فَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ فَلَبِثْنَا عِنْدَهُ نَحْوًا مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى بِلَادِكُمْ فَعَلَّمْتُمُوهُمْ مُرُوهُمْ فَلْيُصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي

قولہ فَصَلّٰی اَبُوْبَکْرٍ، کا حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے نماز پڑھانا شروع کی، اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک روایت میں ہے، وَتَقَدَّمَ اَبُوْبَکْرٍ فَکَبَّرَ، دوسری حدیث میں ہے "فَاسْتَفْتَحَ اَبُوْبَکْرٍ الصَّلٰوۃَ قولہ حَتّٰی وَقَفَ فِی الصَّفِّ، یعنی پہلی صف میں کھڑے ہو گئے، اس کی دلیل مسلم کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں کھڑے ہو گئے۔ تصفیق، ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر مارنے کو کہا جاتا ہے، بعض علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ جب مقرر امام غائب ہو تو کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ نماز پڑھائے پھر جب مقرر امام اثنائے نماز میں آجائے تو اسے اختیار ہے خلیفہ کی اقتداء میں نماز پڑھ لے یا خود امامت کرائے، لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لا کر اثناء نماز میں امامت کرانا آپ کی خصوصیت ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اس بات پر اجماع ہے کہ مقرر امام اثناءِ نماز میں امام نہیں بن سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت تمام صحابہ پر ثابت ہے، اور ضرورت کے وقت التفات جائز ہے اور جس حدیث میں یہ ہے کہ ملتفت کی نماز نہیں ہوتی۔ ابن قطان نے اسے ضعیف کہا ہے اور ضرورت کے لئے نماز میں خلیفہ بنانا جائز ہے اور مفضول فاضل کی امامت کر سکتا ہے۔ نیز عملِ قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی جیسے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے مقام سے ہٹ کر پہلی صف میں تشریف لے گئے تھے اور نماز میں ہاتھ اٹھانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ امام کو متوجہ کرنے کے لئے مرد سُبْحَانَ اللّٰہِ، کہیں اور عورتیں تصفیق کریں۔ ابوداؤد میں ہے" إِذَا نَابَکُمْ شَیْءٌ فِی صَلٰوۃٍ فَلْیُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْیُصَفِّقِ النِّسَاءُ" اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دینی وجاہت پر اللہ کا شکر کرنا مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

ابو قحافہ عثمان بن عامر قرشی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ہیں وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت تک بقیدِ حیات رہے اور ۱۴ ہجری میں وفات پا گئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا مَالِ ابْنِ أَبِي قُحَافَةَ، اور مَالِي وَمَالِ أَبِي بَكْرٍ نہ کہا کیونکہ انہوں نے تواضع و انکساری کی تھی اور جناب رسول اللہ

marfat.com

Marfat.com

حِيْنِ كَذَا وَصَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ

بَابُ اِذَا زَارَ الْاِمَامُ قَوْمًا فَاَمَّهُمْ

٦٥٧ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ اسْتَاْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ اُحِبُّ فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا

باب — جب سب نمازی قرأت میں برابر ہوں تو ان میں سے عمر میں بڑا امامت کرے"

٦٥٦ — ترجمہ : مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے جبکہ ہم سب جوان تھے اور آپ کے پاس بیس روز رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے رحمدل تھے۔ آپ نے فرمایا اگر تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور لوگوں کو دین کے مسائل سکھاؤ تو ان کو کہو کہ وہ فلاں نماز فلاں وقت میں اور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھیں اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان کہے اور عمر میں بڑا امامت کرائے

٦٥٦ — شرح : یہ لوگ مسلمان ہوئے اور ہجرت کر کے سب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی صحبت میں رہے اور بیس روز تک مسائل سیکھتے رہے اس لئے وہ علم میں سب برابر تھے اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے (عمر میں) بڑا نماز پڑھائے ورنہ جو زیادہ عالم ہو امامت کا مستحق وہ ہے۔

اسماء رجال : زبیدی کا نام محمد بن ولید ہے۔ ان کی کنیت ابوالہذیل ہے وہ حمصی ہیں انہوں نے کہا میں دس برس زہری کے ہمراہ رصافہ میں رہا۔ وہ ۱۴۸ ہجری کو شام میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ۔ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ

وَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ بِالنَّاسِ وَهُوَ جَالِسٌ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِذَا رَفَعَ قَبْلَ الْاِمَامِ يَعُوْدُ فَيَمْكُثُ بِقَدْرِ مَا رَفَعَ ثُمَّ يَتْبَعُ الْاِمَامَ وَقَالَ الْحَسَنُ فِيْمَنْ يَرْكَعُ مَعَ الْاِمَامِ رَكْعَتَيْنِ وَلَا يَقْدِرُ عَلَى السُّجُوْدِ يَسْجُدُ لِلرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقْضِي الرَّكْعَةَ الْاُوْلٰى بِسُجُوْدِهَا وَفِيْمَنْ نَسِيَ سَجْدَةً حَتّٰى قَامَ يَسْجُدُ

باب ۔ جب امام کسی قوم کو ملنے گیا تو ان کی امامت کی

۶۵۷ ۔ ترجمہ : عتبان بن مالک انصاری نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب فرمائی میں نے آپ کو اجازت دی تو آپ نے فرمایا اپنے گھر میں میرا نماز پڑھنا کہاں پسند کرتے ہو۔ میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں میں چاہتا تھا آپ کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی پھر آپ نے سلام پھیر دیا اور ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔

۶۵۷ ۔ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے اجازت طلب کی کہ آپ کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص کسی کے سلطان میں امامت نہ کرے اور نہ ہی اس کی اجازت کے بغیر اس کی جگہ پہ بیٹھے اور اجازت حاصل کرنے میں جانبین کی رعائت ہے۔ حدیث ۶۶۰ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب ۔ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے

ترجمۃ الباب : اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میں آپ نے وصال فرمایا میں

Marfat.com

۶۵۸ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ اَخْبَرَنَا زَائِدَةُ عَنْ مُوسَى ابْنِ اَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ اَلَا تُحَدِّثِيْنِي عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلٰى ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ

لوگوں کو نماز پڑھائی جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب امام سے پہلے مقتدی سر اُٹھالے تو واپس لوٹ جائے اور جس قدر سر اُٹھایا اس قدر رکوع یا سجدہ میں ٹھہرے پھر امام کی تابعداری کرے حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے بارے میں کہا جو امام کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اور سجدہ کرنے پر قادر نہ ہُوا ہو تو وہ آخیر رکعت کے لئے دو سجدے کرے پھر پہلی رکعت سجدوں سمیت قضاء کرے اور جو شخص سجدہ کرنا بھُول گیا حتیٰ کہ کھڑا ہو گیا تو سجدہ میں چلا جائے۔

شرح : قولہ صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم آہ" اگر سوال پوچھا جائے کہ اس عبارت کا ترجمہ میں کوئی دخل نہیں تو اس کو ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مصنف نے اس سے یہ اشارہ کیا ہے کہ ترجمہ جو حدیث کا حصّہ ہے عام ہے اس کا مقتضی مطلقاً امام کی متابعت کرنا ہے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نے اس کو خاص کر دیا ہے کیونکہ جس مرض میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تھا۔ اس میں آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پیچھے لوگ کھڑے تھے آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہ دیا معلوم ہُوا کہ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ" عام ہے اور دلیلِ خصوص سے یہ حکم اس سے مخصوص ہے" قولہ فَمَكَثَ بِقَدْرِ مَا رَفَعَ" آہ جو شخص رکوع یا سجدہ میں امام سے پہلے سر اُٹھالے تو جتنی دیر اُس نے پہلے سر اُٹھالیا لوٹ کر اتنی دیر رکوع یا سجود میں ٹھہرے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے تھے۔

حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو جب لوگ نماز سے فارغ ہو جائیں وہ آخری رکعت کے دو سجدے کرے پھر کھڑا ہو کر پہلی رکعت سجدوں سمیت ادا کرے۔ احناف کا بھی یہی مسلک ہے یہاں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص شروع نماز سے سجدہ بھُول گیا اور نماز کی آخری رکعت میں اسے

marfat.com
Marfat.com

ضَعُوْا لِیْ مَآءً فِی الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِیَنُوْءَ فَاُغْمِیَ عَلَیْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّی النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ یَنْتَظِرُوْنَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِیْ مَآءً فِی الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِیَنُوْءَ فَاُغْمِیَ عَلَیْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّی النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ یَنْتَظِرُوْنَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِی الْمَسْجِدِ یَنْتَظِرُوْنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةِ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاَرْسَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ بِاَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّیَ بِالنَّاسِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِیْقًا یَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ فَصَلّٰی اَبُوْبَكْرٍ تِلْكَ الْاَیَّامَ ثُمَّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ بَیْنَ رَجُلَیْنِ اَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَاَبُوْبَكْرٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا

سجدہ یاد آیا وہ تین سجدے کرے اگر اسے سلام سے قبل یاد آیا تو ایک سجدہ کرلے اگر نماز ختم کرنے کے بعد یاد آیا تو نماز کا اعادہ کرے۔

احناف کے نزدیک جمعہ یا عید وغیرہ میں لوگوں کا ہجوم زیادہ ہوجائے تو ایک دوسرے کی پشت پر سجدہ کرنا جائز ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس سجدہ کا اعادہ ضروری ہے۔

۶۵۸ — ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض سے خبردار نہیں کرتیں؟ انھوں نے کہا ہاں ضرور بیان کرتی ہوں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہوئے تو فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں فرمایا میرے لئے برتن (لگن) میں پانی ڈال رکھیں۔ ام المؤمنین نے کہا ہم نے تعمیل ارشاد کی، آپ نے غسل فرمایا اور کھڑا ہونے کا ارادہ کیا تو آپ پر اغماء طاری ہوگیا پھر افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے برتن میں پانی ڈال رکھو ام المؤمنین نے کہا آپ بیٹھے اور غسل فرمایا پھر اٹھنے

marfat.com

Marfat.com

رَاٰهُ اَبُوْبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنْ لَّا يَتَاَخَّرَ فَقَالَ اَجْلِسَانِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ فَاَجْلَسَاهُ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ فَجَعَلَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّيْ وَهُوَ يَاْتَمُّ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهٗ اَلَا اَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثَهَا فَمَا اَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ

کا ارادہ کیا تو آپ پر اغماء طاری ہوا پھر افاقہ ہوا تو فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور لوگ مسجد میں ٹھہرے ہوئے عشاء کی نماز کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت ابوبکر صدیق کے پاس قاصد آیا اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم فرماتے ہیں کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ وہ نہایت ہی نرم دل تھے۔

اے عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اس منصب کے زیادہ مستحق ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرض کے ایام میں نماز پڑھاتے رہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تخفیف محسوس کی تو دو مردوں کے درمیان ظہر کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے ان میں سے ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو ہماری طرف آنا شروع کیا تاکہ پیچھے ہٹ جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹیں اور فرمایا مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو! انھوں نے آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ عبید اللہ نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے اور لوگ ابوبکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ عبید اللہ نے کہا میں عبد اللہ بن عباس کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کہا کیا میں آپ سے وہ حدیث عرض نہ کروں جو مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض سے متعلق ذکر کی ہے؟ انھوں نے کہا بیان کرو۔ میں نے ان سے ام المؤمنین کی حدیث ذکر کی تو انھوں نے اس سے

marfat.com
Marfat.com

۶۵۹ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰى جَالِسًا وَصَلّٰى وَرَآءَهٗ قَوْمٌ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا

ذرہ برابر کسی شئی کا انکار نہ کیا مگر یہ کہا کیا ام المؤمنین عائشہ" رضی اللہ عنہا" نے اس مرد کا ذکر کیا تھا جو حضرت عباس کے ساتھ تھا؟ میں نے کہا نہیں، حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا وہ حضرت علی تھے رضی اللہ عنہم!

شرح : اِغماء ایک مرض ہے جس میں مریض بے ہوش ہوجاتا ہے اور اس کی عقل مغلوب ہوجاتی ہے۔ یہ نیند کے مشابہ ہے اور جنون وہ مرض ہے جس میں عقل مسلوب ہوجاتی ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اغماء جائز ہے کیونکہ یہ نقص نہیں اور جنون نقص ہے وہ انبیاء کرام علیہم پر جائز نہیں "قولہ اَلَا تُحَدِّثِيْنِيْ" میں ھمزہ استفہام کے لئے، لا نفی کے لئے ہے اَلَا" حرف تنبیہ نہیں اور نہ ہی حرف تحضیض ہے بلکہ یہ عرض ہے"۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے کی امامت کرسکتا ہے اور جس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد بیٹھ کر کوئی شخص امامت نہ کرے" اس کو دارقطنی اور بیہقی نے جابر جعفی کے واسطہ سے شعبی سے روائت کیا ہے اور جابر جعفی متروک ہے" امام ابوحنیفہ، ابویوسف اور شافعی رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ قائم کی نماز قاعد کے پیچھے جائز ہے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس کی دلیل ہے اور بخاری مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو" منسوخ ہے" کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز جس کے بعد آپ نے نماز نہیں پڑھائی" اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قاعد اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ علاوہ ازیں جس نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام بیٹھ نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو" نفلی نماز تھی اور نفلی نماز میں وہ امر جائز ہوسکتا ہے جو فرض نماز میں جائز نہیں ہوتا" اس حدیث شریف میں اس امر کی دلیل ہے کہ جب امام مستحب ومختار وقت سے متأخر ہوجائے اور اس کے جلدی آنے کی امید ہو تو اس کا انتظار کیا جائے کسی اور کو نماز پڑھانے کے لئے آگے نہ کیا جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اغماء کے بعد غسل مستحب ہے۔ اس حدیث سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی واضح ہے۔

حدیث ۶۳۵ کے ترجمہ میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

۶۵۸ــ

۶۵۹ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

marfat.com

Marfat.com

وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ

۶۶۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَصَلّٰى صَلٰوةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ

گھر میں نماز پڑھی جبکہ آپ بیمار تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور آپ کے پیچھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی آپ نے ان کو اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے وہ جب رکوع کرے تم رکوع کرو جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو، جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو!

۶۵۹ ـ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے بالاخانہ میں ان کو نماز پڑھائی تھی فارکعوا اور فاسجدوا میں فا تعقیب کے لئے ہے اس کا مدلول یہ ہے کہ مقتدی رکوع اور سجود میں امام سے سبقت نہ کرے۔ حتی کہ مقتدی جب ان میں امام سے سبقت کرے اور امام اس کو لاحق نہ ہوا ہو تو مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ یہ کلام شرط کا جواب واقع ہوا ہے۔ اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ مقتدی کے افعال امام کے افعال سے متاخر ہوں ربنا لک الحمد، ام المؤمنین عائشہ ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہم کی روایات میں واؤ ہے۔ اور لیث کی زہری سے روایت میں واؤ محذوف ہے واؤ کے اثبات کی تقدیر پر اس کا معطوف علیہ محذوف ہے یعنی رَبَّنَا اسْتَجِبْ وَلَكَ الْحَمْدُ، یہ دعا اور ثناء دونوں پر مشتمل ہے امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کسی ترجیح کے بغیر دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ باقی تفصیل حدیث ۶۵۷ میں گزر چکی ہے۔

---

۶۶۰ ـ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے تو آپ اس سے نیچے زمین پر آ گئے اور آپ کی دائیں کروٹ پر چوٹ آ گئی نمازوں میں سے کوئی ایک نماز آپ نے پڑھی جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو جب وہ رکوع کرے تم رکوع کرو جب وہ سر اٹھائے تم سر اٹھاؤ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ، کہے تم ربنا ولک الحمد، کہو جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تم کھڑے ہو کر نماز

marfat.com
Marfat.com

فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَوْلُهٗ وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا هُوَ فِيْ مَرَضِهِ الْقَدِيْمِ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامٌ لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُوْدِ وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پڑھو جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔ ابوعبداللہ بخاری نے کہا کہ حمیدی (بخاری کے استاذ) نے کہا کہ آپ کا یہ ارشاد کہ جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم بیٹھ کر نماز پڑھو۔ یہ پہلی بیماری میں فرمایا تھا پھر اس کے بعد بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہ فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو ہی لیا جاتا ہے۔

۶۶۰ — شرح : یہ فرض نماز تھی کیونکہ عادۃ لوگ فرض نماز کے لئے جمع ہُوا کرتے ہیں "، یہ حدیث ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مخالف ہے جبکہ ان کی حدیث میں یہ ارشاد منقول ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور آپ کے پیچھے لوگوں نے کھڑے ہوکر نماز پڑھی "، اس کا جواب یہ ہے کہ انس کی روائت میں اختصار ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ کا آخری حال ذکر کیا ہے جو آپ نے آخر میں فرمایا تھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ پہلے حال میں بعض بیٹھے ہُوئے تھے۔ اس کی حضرت انس نے روائت کی اور بعض کھڑے تھے ان کی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے حکائت کی "، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں آخری فعل یہ تھا کہ آپ نے نماز بیٹھ کر اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھی آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہ دیا جیسا کہ حمیدی نے کہا ہے اور یہ اصولِ موضوعہ سے ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ہی معمول بہ ہوتا ہے اور وہ پہلے فعل کا ناسخ ہوتا ہے۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ، شافعی اور جمہور علماء کا ہے کہ قیام پر قدرت رکھنے والا بیٹھنے والے امام کے پیچھے کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے "، اسی پر عمل مستقر ہے "۔

"حمیدی" : امام بخاری رضی اللہ عنہ کے شیخ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں ان کا نام عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ بن عبیداللہ بن زبیر بن عبیداللہ بن حمید قرشی اسدی مکی ہے۔ ان کی کنیت ابوبکر ہے وہ ۲۱۹ھ میں فوت ہُوئے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابٌ مَتٰی یَسْجُدُ مَنْ خَلْفَ الْاِمَامِ

قَالَ اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا

۶۶۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سُفْیَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ اِبْنُ یَزِیْدَ قَالَ حَدَّثَنِی الْبَرَآءُ وَھُوَ غَیْرُ کَذُوْبٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ لَمْ یَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَھْرَہٗ حَتّٰی یَقَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُوْدًا بَعْدَہٗ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ نَحْوَہٗ

باب — امام کے پیچھے کب سجدہ کرے

حضرت انس نے کہا جب امام سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو!

۶۶۱ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ، فرماتے تو ہم سے کوئی بھی اپنی پشت کو نہ جھکاتا حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تشریف لے جاتے پھر ہم آپ کے بعد سجدہ میں جاتے۔

۶۶۱ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے افعال میں امام کی متابعت واجب یعنی رکن میں امام کے شروع ہونے کے بعد اور فارغ ہونے سے پہلے مقتدی شروع ہوتا کہ امام کی کیفیت پائی جائے۔ معلوم ہوا کہ ارکان میں انتقالات کے لئے امام کو دیکھنا جائز ہے۔ غیر کذوب ، کا معنیٰ یہ ہے کہ براء سچے صحابی ہیں۔ شریعت مطہرہ میں نفس کذب کو مبالغہ کی حیثیت دی جاتی ہے۔ کیونکہ شریعت کے احکام کے آثار قیامت تک باقی ہیں۔ ان کی روایت میں جو شخص جھوٹ بولے وہ بہت بڑا کذاب شمار ہوتا ہے جیسے اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ، حالانکہ اللہ تعالیٰ سے ذرہ بھر ظلم متصور نہیں ہوسکتا ، لہٰذا کذوب کی نفی سے کذب کی نفی ہوجائے گی اور یہ نہ کہا جائے کہ مبالغہ کی نفی کرنے سے اصل فعل کی نفی نہیں ہوتی لہٰذا کذوب کی نفی سے نفس کذب کی نفی نہیں ہوتی۔ نیز غیر کذوب سے راوی پر تہمت نہیں بلکہ اس کلام سے صحابی کے صدق کی تاکید ہے۔ ابونعیم نے سفیان سے انہوں نے ابواسحاق سے ہمیں اس ؎

؎ جیسی خبر دی۔ ● ابواسحاق سُبیعی ہیں اور عبداللہ بن یزید کتاب الایمان کے آخر میں مذکور ہیں اور براء بن عازب دونوں کا ذکر حدیث ۳۹ میں ہوچکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِثْمِ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ

۶۶۲ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا يَخْشَى اَحَدُكُمْ اَوْ اَلَا يَخْشَى اَحَدُكُمْ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ رَأْسَ حِمَارٍ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ

بَابُ اِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْمَوْلٰى

وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ وَوَلَدِ الْبَغِيِّ وَالْاَعْرَابِيِّ وَالْغُلَامِ الَّذِيْ لَمْ يَحْتَلِمْ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّهُمْ اَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَلَا يُمْنَعُ الْعَبْدُ مِنَ الْجَمَاعَةِ بِغَيْرِ عِلَّةٍ

باب۔ امام سے پہلے "رکوع وسجود" میں سر اُٹھایا اس کا گناہ

۶۶۲ـ ترجمہ : محمد بن زیاد نے کہا میں نے ابوہریرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے سُنا کہ آپ نے فرمایا کیا تم سے کوئی شخص ڈرتا نہیں کہ جب وہ امام سے پہلے سر اُٹھائے تو اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر جیسا کر دے یا اس کی صورت گدھے کی صورت جیسی کر دے۔

۶۶۲ـ شرح : یہ اپنی حقیقت پر محمول نہیں بلکہ بلادت وغباوت سے مجاز ہے، کیونکہ اس امت میں مسخ اور خسف نہ ہوگا اور جن احادیث میں خسف ومسخ کا ذکر ہے وہ قربِ قیامت پر محمول ہے۔ عام حالات میں یہ امت شریفہ مسخ اور خسف سے محفوظ ہے،، دوسرے حیوانوں سے گدھے کو خاص کر کے اس لئے ذکر کیا کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ امام کی اقتداء کرنے کا معنی ہی یہ ہے کہ اس کی متابعت کرے اور تابع متبوع سے مقدم نہیں ہوتا،، اس میں سخت وعید ہے کیونکہ مسخ ایسا عذاب ہے جو دوسری عقوبات سے

marfat.com
Marfat.com

سے مختلف ہے اس لئے یہ مثال بیان کی تاکہ مقتدی ایسا کرنے سے بچے ،، اگر کسی نے امام سے پہلے سر اٹھا لیا تو اس کی نماز ہو جائے گی ، اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ تناسخ جائز ہے مگر یہ محض باطل ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ،،

باب ۔ غلام اور آزاد شدہ غلام کی امامت

ترجمۃ الباب : اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ کو ان کا غلام ذکوان قرآن سے دیکھ کر نماز پڑھاتے تھے ،، فاحشہ کے لڑکے ، دیہاتی اور نابالغ بچے کی امامت کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی کتاب سب سے اچھا پڑھنے والا لوگوں کی امامت کرے ،، کسی علت کے بغیر غلام کو جماعت سے نہ روکا جائے ۔

شرح : مولیٰ کے معانی متعدد ہیں اور یہاں آزاد شدہ غلام مراد ہے ،، بظاہر حدیث کا مدلول ہے کہ نماز میں قرآن سے دیکھ کر قرأت کرنا جائز ہے ۔ ابن حزم نے کہا امام یا غیر امام کا قرآن سے دیکھ کر نماز میں قراءۃ کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے ۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے ،، کیونکہ قرآن کو دیکھ کر نماز میں قرأت کرنا عمل کثیر ہے جو مفسدِ صلوٰۃ ہے ،، امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے کہا قرآن میں نظر کرنا عبادت ہے مگر اس حالت میں یہ اہلِ کتاب سے مشابہت ہونے کے باعث مکروہ ہے ،، غلام کی امامت اس لئے مکروہ ہے کہ وہ اپنے آقا کی خدمت میں مشغول رہتا ہے ،،

ولدِ زنا کی امامت اس لئے مکروہ ہے کہ لوگ اسے اچھا نہیں سمجھتے ۔ احناف کے نزدیک غلام اور ولدِ زنا کی امامت اگرچہ مکروہ ہے لیکن وہ نماز پڑھا دیں تو جائز ہے اور کراہت تنزیہی ہے ،، اعرابی کی امامت مکروہ ہے کیونکہ ان میں جہالت غالب ہوتی ہے اور وہ حدودِ صلوٰۃ سے غالباً جاہل ہوتے ہیں اگر وہ نماز پڑھا دیں تو جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے اور نابالغ کی امامت بہر حال جائز نہیں ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نابالغ کی امامت درست نہیں ،، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ لوگوں کی امامت کتاب اللہ کو سب سے زیادہ اچھا پڑھنے والا کرے ، مذکور امر کی دلیل ہے جبکہ وہ سب سے زیادہ کتاب کو جانتے ہوں اور غلام کو نماز با جماعت پڑھنے سے نہ روکا جائے ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کا ادا کرنا ان کے سادات کے حقوق پر مقدم ہے ۔

بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں قرآن سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے ۔ ابن سیرین ، حکم اور عطاء کا یہی مذہب ہے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے اور ان کا غلام ان کے پیچھے قرآن پکڑ کر کھڑا ہوتا تھا جب کوئی آیت بھولتے تو وہ قرآن سے دیکھ کر انہیں بتا دیتا تھا ۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے قیامِ رمضان میں اسے جائز کہا ہے ابراہیم نخعی ، سعید بن مسیب اور شعبی نے مکروہ کہا ہے ۔ ابن حزم نے کہا قرآن سے دیکھ کر نماز میں قرأت جائز نہیں نہ امام

marfat.com
Marfat.com

۶۶۳ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْعُصْبَةَ مَوْضِعًا بِقُبَاءٍ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَكَانَ اَكْثَرَهُمْ قُرْاٰنًا

کے لئے جائز ہے اور نہ مقتدی کے لئے جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا نماز میں قرآن سے قرآن مفسد صلوٰۃ ہے۔ کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔ امام ابویوسف اور امام محمد جائز کہتے ہیں کیونکہ قرآن کو دیکھنا عبادت ہے لیکن اس طرح کرنا مکروہ ہے؛ کیونکہ یہ اہل کتاب سے مشابہت ہے۔ امام شافعی اور احمد کا یہی مذہب ہے۔ احناف کے مذہب میں غلام کی امامت مکروہ ہے کیونکہ وہ اپنے مالک کی خدمت میں رہتا ہے؛ البتہ آزاد شخص کی امامت بہتر ہے کیونکہ یہ جلیل منصب آزاد کے لائق ہے اگر غلام فقیہ ہو اور مقتدی غیر فقیہ ہو تو صحیح تر یہ ہے کہ دونوں برابر ہیں۔

ابوحذیفہ کے آزاد کردہ سالم رضی اللہ عنہ

سالم فارس نژاد فضلاءِ موالی میں سے ہیں وہ خیارِ صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور مہاجرین میں سے ہیں کیونکہ انھوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ان کا انصار میں بھی شمار ہوتا ہے کیونکہ ابوحذیفہ کی بیوی نے انہیں آزاد کیا تھا اور ابوحذیفہ نے انہیں اپنا متبنّیٰ بنایا تھا۔ وہ قاریوں میں بھی شمار ہوتے ہیں۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار شخصوں سے قرآن سیکھو ان میں سالم کا نام لیا وہ بدر کی جنگ میں حاضر تھے۔ اور ابوحذیفہ کے ساتھ یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوگئے تھے۔ باقی راویوں کا ذکر ہوچکا ہے۔

۶۶۳ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے جب مہاجرین اولین عُصْبَہ میں آئے جو قباء میں ایک مقام ہے تو ان کو ابوحذیفہ کا آزاد کردہ غلام سالم نماز پڑھایا کرتے تھے۔ وہ ان سب سے زیادہ قرآن جانتے تھے۔

۶۶۳ شرح : مہاجرین اوّلین وہ ہیں جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں آئے۔ سالم ابوحذیفہ کی بیوی کے آزاد کردہ غلام تھے وہ آزاد ہوکر ابوحذیفہ کے ساتھ رہتے تھے۔ انھوں نے ان کو متبنّیٰ بنا لیا تھا جب لوگوں کو متبنّیٰ بنانے سے روکا گیا تو لوگ ان کو ابوحذیفہ کا مولیٰ کہنے لگے۔ سالم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت

marfat.com
Marfat.com

۶۶۴ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوالتَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ

بَابُ اِذَا لَمْ يُتِمَّ الْاِمَامُ وَاَتَمَّ مَنْ خَلْفَهٗ

۶۶۵ــ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى الْاَشْيَبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ

میں یمامہ میں شہید ہو گئے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سالم اور ابوحذیفہ دونوں شہید ہوئے تو سالم کا سر ابوحذیفہ کے پاؤں کے پاس پایا گیا اور ابوحذیفہ کا سر سالم کے پاؤں کے پاس پایا گیا،، ذہبی نے کہا سالم اصحابِ بدر کے فضلاء میں سے تھے،، اصل میں وہ فارسی تھے۔ ابوحذیفہ کے متبنّٰی ہونے کی وجہ سے وہ قریش میں اور ہجرت کرنے کے باعث مہاجرین میں سے شمار ہوتے ہیں۔ چونکہ ابوحذیفہ کی بیوی انصاریہ نے ان کو آزاد کیا تھا اس لئے وہ انصار میں بھی شمار ہوتے ہیں۔ ان کا شمار قراء میں بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ بہت بڑے قاری تھے اور ابوحذیفہ عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف ہیں۔ سالم آزاد ہونے سے پہلے لوگوں کی امامت کرتے تھے کیونکہ ان کو قرآن زیادہ یاد تھا انھوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔

۶۶۴ــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ امام کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو اگرچہ حبشی تمہارا امام بنایا جائے گویا کہ اس کا سر خشک انگور کی طرح ہو!

۶۶۴ــ شرح: اس حدیث کی ترجمہ کی مناسبت اس طرح ہے کہ اس سے مراد حبشی عبد ہے جس کو امیر بنایا جائے اور مسنون یہ ہے کہ والی کو نماز امام بنایا جاتا ہے اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ جب اس کی اطاعت کا حکم کیا گیا تو اس کے پیچھے نماز بھی پڑھنے کا حکم دیا گیا اگرچہ ولایت کی شرط حریت ہے مگر جب اسے امام ولی بنا دے تو وہ حاکم ہو سکتا ہے یا وہ بزورِ طاقت ملک پر غلبہ کر کے امام بن جائے،، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبد کی امامت صحیح ہے، کیونکہ جب اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے تو اس کے پیچھے نماز بھی درست ہے۔ ابن جوزی نے کہا کہ حبشی غلام امیر اور حاکم ہو سکتا ہے مگر وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا کیونکہ خلافت قریش میں منحصر ہے۔ غیر قریش کو خلافت میں دخل نہیں۔ اگر حبشی غلام خلیفہ بن جائے تو وہ غلبہ سے ہی خلیفہ

marfat.com
Marfat.com

عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَاِنْ اَخْطَاُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ

ہوسکتا ہے وہ اس وقت خارجی ہوگا اور فقہاء نے اس کی اطاعت کا حکم دیا ہے جبکہ وہ جمعہ، عید اور نماز باجماعت پڑھاتا رہے اور کافروں سے جہاد کرتا رہے۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عبد کی امامت صحیح ہے جب کہ وہ قرآن اچھا پڑھتا ہو،،

مذکور بالا تقریر سے واضح ہوگیا کہ عبد اور مولیٰ خلیفہ نہیں ہوسکتا مگر جب خلیفہ اسے کسی لشکر کا جرنیل یا امام بنادے تو جائز ہے اور اس کی اطاعت بھی درست ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

باب ۴ — جب امام نماز تام نہ کرے اور اس کے مقتدی نماز پوری کریں!

۶۶۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام تم کو نماز پڑھائیں گے اگر وہ مختار وقت میں نماز کے ارکان، شرائط اور سُنن اچھی طرح ادا کریں گے تو تم کو ثواب ہوگا اور اگر وہ ان میں خطا کریں گے تو تم کو ثواب ہوگا اور اس کا عذاب وعتاب ان کو ہوگا!

۶۶۵ — شرح: اس حدیث کی ترجمہ سے مطابقت یوں ہے کہ امام حاکم جب نماز پوری نہ کرے اور مقتدی اسے پورا کرے تو مقتدی پر کوئی وبال نہیں،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ثواب مقتدی کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اماموں کو ثواب حاصل ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ انہیں ثواب تو بہرکیف ہے اسے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ طاعت پر ثواب ہے۔ شرح السنۃ میں ذکر کیا اگر امام نے بغیر وضوء نماز پڑھادی۔ لوگوں کی نماز ہوجائے گی اور امام پر اعادہ واجب ہے۔ امام عالم ہو یا جاہل ہو یہ حدیث اس کی دلیل ہے۔ تیمی نے کہا اس حدیث اس مسئلہ کی دلیل ہے کہ جب امام نماز میں کوئی کمی کردے تو مقتدیوں کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ البتہ اگر نماز میں کسی فرض کی کمی کرے تو اس کی اتباع جائز نہیں (کرمانی)

اس حدیث میں بنو امیہ کے امراء کی طرف اشارہ ہے جو نمازوں کے اوقات میں سخت تاخیر کرتے تھے۔ ابوداؤد نے قبیصہ بن وقاص سے روائت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تمہارے امراء ہوں گے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِمَامَةِ الْمَفْتُوْنِ وَالْمُبْتَدِعِ

وَقَالَ الْحَسَنُ صَلِّ وَعَلَيْهِ بِدْعَتُهُ وَقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فَقَالَ اِنَّكَ اِمَامُ عَامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرٰى وَيُصَلِّيْ لَنَا اِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَاِذَا اَحْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسِنْ مَعَهُمْ وَاِذَا اَسَاءُوْا فَاجْتَنِبْ اِسَاءَتَهُمْ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ الزُّهْرِيُّ لَا نَرٰى اَنْ يُّصَلِّيَ خَلْفَ الْمُخَنَّثِ اِلَّا مِنْ ضَرُوْرَةٍ لَا بُدَّ مِنْهَا

جو مختار اوقات سے مؤخر کر کے نمازیں پڑھیں گے۔ یہ تمہارے لئے فائدہ ہی ہے نقصان ان کا ہوگا تم ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہو جب تک وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہیں،، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک اور فاجر کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ جبکہ فاجر سے خوف ہو یعنی جب فاجر غلبہ کر کے امیر بن جائے اور اس کے پیچھے اگر نماز نہ پڑھیں تو اس کی اذیت کا خوف ہو تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ حجاج بن یوسف نے جب عرفہ میں نماز میں بہت تاخیر کر دی اور حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنی نماز علیحدہ پڑھ کر عرفہ میں وقوف کیا تو حجاج نے ان کو قید کر دیا،، اس لئے لوگ مختار وقت میں نماز پڑھ کر حجاج کے ساتھ نماز میں شامل ہو جایا کرتے تھے،، تاکہ اس کی اذیت سے محفوظ رہیں۔ موجودہ زمانہ میں اگر امام فاسق و فاجر ہو تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے اگر پڑھ لی جائے تو اس کا اعادہ واجب ہے۔

اسماء رجال : فضل بن سہل اعرج بغدادی ہیں۔ آپ ذکی اور حافظ حدیث تھے۔ ۲۵۵ ہجری میں فوت ہوئے ۲ حسن بن موسیٰ اشیب آپ خراسان نژاد ہیں بغداد میں رہتے تھے۔ حمص، موصل پھر طرستان کا محکمہ قضاء آپ کو سپرد تھا۔ امام فخر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے شہر ری میں وفات پائی آپ اس کی طرف منسوب ہیں۔ ۲۰۹ ہجری میں وفات پائی ۳ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

باب مفتون اور بدعتی کی امامت

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا تم نماز پڑھ لو اور بدعت کا گناہ اس پر ہے

ترجمۃ الباب : عبید اللہ بن عدی بن خیار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور کہا آپ عوام کے امام ہیں جو مصیبت آپ پر نازل ہے وہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ ہمیں فتنہ کا امام نماز پڑھاتا ہے ہم اس کی متابعت سے گنہگار ہوتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ جو عمل کرتے ہیں ان میں سے نماز اچھی ہے جب لوگ اچھا کام کریں تم بھی ان کے ساتھ اچھا کام کرو اور جب وہ بُرائی کریں تو تم ان کی بُرائی سے علیحدہ رہو۔ زبیدی نے کہا کہ زہری نے کہا ہم کسی سخت ضروری امر کے بغیر محنث کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کہتے ہیں۔

شرح : مفتون وہ شخص ہے جس کا مال اور عقل جاتی رہے اور فاتن وہ ہے جو فتنہ میں پڑ کر امام کے خلاف خروج کرے اسے باغی کہتے ہیں۔ باب کا عنوان یوں چاہیئے تھا: اِمَامَۃُ الْفَاتِنِ وَالْمُبْتَدِعِ " بدعت وہ ہے جس کا اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں نہ ہو۔ یہاں اس سے مراد بدعت ضالہ ہے۔ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں "۔ واجبہ، مستحبہ، محرمہ، مکروہہ اور مباحہ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا تمام محدثات اور بدعات کی دو قسمیں ہیں جو بدعت کتاب یا سنت یا اثر یا اجماع کے خلاف ہو وہ بدعت ضالہ ہے اور جو ان کے خلاف نہ ہو وہ بدعتِ حسنہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جس کو مسلمان حسن جانیں اور وہ کتاب یا سنت یا اثر یا اجماع کے مخالف نہ ہو، اسی لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کی نماز باجماعت کو بدعتِ حسنہ کہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی پہلی اذان کا احداث کیا اور ساری امت نے اسے قبول کیا حالانکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں یہ اذان عام نہ تھی ایسے ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں قرآن جمع کیا گیا جبکہ زمانۂ نبوت میں ایسا نہ تھا، ہر وہ بدعت جس کے رواج سے سنت کا رفع ہو جائے وہ بدعت ضالہ ہے اور وہ بدعت جو کتاب وسنت اور آثار و اجماع کے خلاف نہ ہو وہ بدعت حسنہ مستحبہ ہے۔ مطلقاً بدعت کو ضلالت کہہ دینا بہت بڑی جرأت ہے! اگر ہر بدعت کو ضلالت کہا جائے اور یہ کلیہ مرتب کیا جائے کہ ہر ضلالت دوزخی ہے تو اس سے کیا نتیجہ برآمد ہوگا؟ حدیث میں مذکور فتنہ کا امام عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی تھا اُسی نے مصر والوں کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف اُبھارا تھا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ [illegible] میں ایک مہینہ نماز پڑھاتے رہے پھر

marfat.com
Marfat.com

۶۶۶ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ ذَرٍّ اِسْمَعْ وَ اَطِعْ وَلَوْ لِحَبَشِیٍّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِیْبَةٌ

ایک روز نماز پڑھانے آئے تو بلوائیوں نے ان کو پتھر مارنے شروع کئے حتیٰ کہ آپ منبر پر گر پڑے اور اس روز نماز نہ پڑھا سکے اس روز ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ بلوائیوں نے ان کو بھی منع کیا اور دس روز عبدالرحمٰن بن عدیس اور رئیس الخوارج کنانہ بن بشر نماز پڑھاتے رہے۔ بلوی کے ایام میں ابو امامہ علی بن ابی طالب، سہل بن حنیف، ابو ایوب انصاری اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اجازت سے نماز پڑھاتے رہے۔ کرمانی نے داؤدی سے ذکر کیا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر بلوی کرنے والا کوئی صحابی نہ تھا بلوائی صرف مصریوں اور کوفیوں کا ایک ٹولہ تھا انھوں نے آپ پر جو بھی الزام لگایا۔ آپ اس سے بری الذمہ ثابت ہوئے۔ آخر انھوں نے یہ مطالبہ کیا کہ بنو امیہ کے ہر حاکم کو معزول کر دیا جائے۔ اس حالت میں یہ ان کے بس کی بات نہ تھی،، احناف کے نزدیک اہل الہوا اور اہل بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور رافضی جہمی اور قدری کے پیچھے ہرگز نماز جائز نہیں،، کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شئی کے حدوث و وجود کے پہلے اس کو نہیں جانتا یہ کفر ہے،، اسی طرح مشبہ اور خلق قرآن کے قائل کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنے سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ منع کرتے تھے،، ہیجڑے کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو پیدائشی ایسا ہو اس پر کوئی گناہ نہیں اور نہ ہی اس کی مذمت کی جاتی ہے۔

دوسرا وہ جو تکلف سے ہیجڑہ بنے یہ مذموم ہے،، بعض کہتے ہیں ،، مخنث،، وہ ہے جو اعضاء میں تکسر اور تلین کر کے عورتوں کے مشابہ ہو اور مخنث وہ ہے جو غیر فطری کام کرائے،، ابوعبدالملک نے کہا زہری کی مخنث سے مراد وہ ہے جو غیر فطری کام کرائے اور جو اعضاء میں تکسر و تلین کر کے عورتوں کے مشابہ ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں،، داؤدی نے کہا یہاں دونوں ہی مراد ہیں کیونکہ یہ دونوں بدعت ہیں کیونکہ منصب امامت مقام کمال اور مختار اہل فضیلت ہے،، امام فتنہ اور مبتدع ہر ایک اس کے طریقہ میں مفتون ہے اور جب سب کو فتنہ کا معنی شامل ہے تو ضرورت کے بغیر ان کی امامت صحیح نہیں اس لئے بخاری نے یہ مسئلہ یہاں بیان کیا کہ اگر مخنث بھی غلبہ سے حاکم بن جائے تو اس کے فتنہ سے بچنے کے لئے اس کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے۔

۶۶۶ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: بات سنو! اور اطاعت کرو اگرچہ حبشی حاکم ہو گویا اس کا سر سوکھے ہوئے انگور جیسا ہو۔

۶۶۶ ـــ شرح : یعنی اگرچہ حبشی تمہارا حاکم ہو تم اس کی اطاعت کرو وہ حبشی مفتون ہو یا بدعتی ہو،، ترجمہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْاِمَامِ بِحِذَآئِهٖ سَوَآءً اِذَا كَانَا اثْنَيْنِ

۶۶۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ ثُمَّ جَآءَ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ اَوْ قَالَ خَطِيْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ

سے حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ غالباً یہ صفات ان لوگوں میں ہی پائی جاتی ہیں جو انتہائی جاہل ہوں اور بذاتِ خود مفتون ہوں!

باب ۲ — جب نمازی دو ہوں تو مقتدی امام کے دائیں طرف برابر کھڑا ہو

۶۶۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اپنی خالہ میمونہ کے گھر رات رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی پھر مسجد سے گھر تشریف لائے اور چار رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے میں آیا اور آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے اپنی دائیں طرف کر دیا اور پانچ رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں (فجر کی سنتیں) پڑھیں پھر سو گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹے سنے پھر اُٹھ کر نماز کیلئے تشریف لے گئے

۶۶۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی جب دو ہوں تو مقتدی امام کی دائیں جانب کھڑا ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نابالغ بچہ کے ساتھ جماعت قائم ہو سکتی ہے،، امام کے دائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اگر نمازی تین ہوں تو امام آگے کھڑا ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس مسئلہ میں متفرد ہیں جبکہ وہ کہتے ہیں کہ امام دونوں مقتدیوں کے درمیان کھڑا ہو،،

حدیث ۱۱۶ کے ترجمہ میں اس کی تفصیل ذکر ہوئی ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الْإِمَامِ فَحَوَّلَهُ الْإِمَامُ إِلَى يَمِينِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُمَا

٦٦٨ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عَمْرٌو فَحَدَّثْتُ بِهِ بُكَيْرًا فَقَالَ حَدَّثَنِي كُرَيْبٌ بِذَلِكَ

باب — جب کوئی شخص امام کی بائیں طرف کھڑا ہو اور امام اسے پھیر کر دائیں طرف کر لے تو دونوں کی نماز فاسد نہ ہوگی!

٦٦٨ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس سویا اور اس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے۔ آپ نے وضوء فرمایا پھر نماز پڑھنے کھڑے ہوئے میں بھی آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے پکڑا اور اپنی دائیں طرف کھڑا کر دیا اور تیرہ رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے آپ کی عادت تھی کہ جب سوتے خراٹے لیتے پھر آپ کے پاس مؤذن آیا آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھی، وضوء نہ کیا۔ عمرو بن حارث نے کہا میں نے یہ حدیث بکیر سے ذکر کی تو اس نے کہا مجھ سے کریب نے یہ اس طرح بیان کیا۔

٦٦٨ — شرح: حدیث کا مفہوم واضح ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی تیرہ رکعتیں پڑھیں جن میں تین وتر تھے جیسا کہ احادیث میں بیان کیا گیا ہے، ہم یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ ہر نبی کی آنکھیں سوتی ہیں۔ دل بیدار ہوتا ہے۔ اسی لئے نیند سے ان کا وضوء نہیں جاتا، حدیث کی باب سے مناسبت "فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ" میں ہے اس حدیث کے متعلق حدیث ۱۱۶ کے ترجمہ میں گزرا ہے!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا لَمْ يَنْوِ الْاِمَامُ اَنْ يَؤُمَّ ثُمَّ جَآءَ قَوْمٌ فَاَمَّهُمْ

۶۶۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ اُصَلِّيْ مَعَهٗ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَاَخَذَ بِرَأْسِيْ وَاَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ

باب — جب امام نے (کسی کی امامت کی) نیّت نہ کی۔ پھر لوگ آئے اور ان کی امامت کی نیّت کی،،

۶۶۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے اپنی خالہ اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اُٹھے اور نماز پڑھنی شروع کی، میں بھی اُٹھا اور آپ کی بائیں طرف کھڑا ہوگیا۔ آپ نے میرا سر پکڑا اور مجھے اپنی دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

۶۶۹ — شرح : اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ امام کے لئے امامت کی نیت کرنا شرط ہے یا نہیں۔ اسی لئے امام بخاری نے اذا کا جواب ذکر نہیں کیا۔ مذکور حدیث کسی اثبات یا نفی سے خاموش ہے اور نہ ہی حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی ابتداء میں امامت کی نیت کی اور نہ یہ واضح ہے کہ ابن عباس کو کھڑا کرنے کے بعد نیت کی، لیکن سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عباس کو مقتدی کی جگہ کھڑا کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے بعد میں نیت کر لی تھی، اس مسئلہ میں احناف کا مذہب یہ ہے کہ امام کے لئے مردوں کی امامت کی نیت کرنا شرط نہیں البتہ عورتوں کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے کیونکہ اگر عورت امام کے برابر کھڑی ہو جائے تو امام کی نماز کے فساد کا احتمال ہے۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کے نزدیک عورتوں کی امامت کی نیت شرط نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بائیں سے دائیں کرنا عملِ قلیل ہے۔ اور یہ نماز کو باطل نہیں کرتا،،

احمد رضی اللہ عنہ

حاکم نے مدخل میں ذکر کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الصلوٰۃ نے "احمد" کو تین جگہ ذکر کیا ہے۔ چنانچہ انھوں نے کہا : عَنْ اَحْمَدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ ... احمد بن صالح مصری ہیں ان کی کنیت ابو جعفر ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا طَوَّلَ الْإِمَامُ وَكَانَ لِلرَّجُلِ حَاجَةٌ فَخَرَجَ وَصَلَّى

٦٧٠ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ فَقَرَأَ بِالْبَقَرَةِ فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ فَكَأَنَّ مُعَاذًا نَالَ مِنْهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَتَّانٌ فَتَّانٌ فَتَّانٌ ثَلٰثَ مِرَارٍ أَوْ قَالَ فَاتِنًا فَاتِنًا فَاتِنًا وَأَمَرَهُ بِسُوْرَتَيْنِ مِنْ أَوْسَطِ الْمُفَصَّلِ قَالَ عَمْرٌو لَا أَحْفَظُهُمَا

اور طبرانی مشہور ہیں۔ کہا گیا ہے کہ یہ احمد بن عیسیٰ تستری ہیں۔ غسانی نے کہا وہ ان دونوں سے خالی نہیں ایک ضرور ہیں۔ ابن مندہ اصفہانی نے کہا جب امام بخاری جامع میں کہیں در حَدَّثَنَا أَحْمَدُ عن ابن وهب ،، تو وہ احمد بن صالح مصری ہیں اور جب احمد بن عیسیٰ سے بیان کریں تو ان کا نسب ذکر کرتے ہیں۔

ع۲ ابن وھب کا نام عبداللہ ہے حدیث ع۹ کے اسماء میں گزرے ہیں ع۳ عمرو بن حارث حدیث ع۲۰۱ کے اسماء میں مذکور ہیں ع۴ عبدربہ یعنی عبدالکلاعی مزنی ہیں۔ ۱۳۹ ہجری میں فوت ہوئے ع۵ مخرمہ بن سلیمان حدیث ع۱۸۲ ع۶ کریب حدیث ع۱۳۸ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

باب ۔ جب امام نے نماز لمبی کی اور کسی مرد کو کوئی حاجت تھی وہ نماز چھوڑ کر باہر نکلا اور علیحدہ نماز پڑھ لی

٦٧٠ـ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے پھر اپنی مسجد میں واپس آتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے ،،

marfat.com
Marfat.com

۶۷۰ — شرح : اِس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ مقتدی کے لئے جائز ہے کہ امام کی اقتداء چھوڑ کر علیحدہ نماز پڑھ لے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا میلان بھی اسی طرف ہے۔ یہ حدیث طویل حدیث کا حصہ ہے۔ حدیث ۶۷۱ میں اس کی تفصیل آئے گی۔

۶۷۱ — ترجمہ : عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے سُنا کہ معاذ بن جبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے پھر لوٹ جاتے اور اپنی قوم کی امامت کرتے۔ (ایک دفعہ) اُنھوں نے عشاء کی نماز پڑھی اور اس میں سورۃ بقرہ پڑھنا شروع کی تو ایک شخص (مقتدی) نماز سے پھر گیا،، معاذ کو اس پر بہت غصہ آیا۔ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا تو آپ نے معاذ سے فرمایا : تو بہت فتنہ انگیز ہے۔ تو بہت فتنہ انگیز ہے ،تو بہت فتنہ انگیز ہے ، تین بار فرمایا : تو فسادی ہے ، تو فسادی ہے ، تو فسادی ہے ،، اور اسے اوسطِ مفصّل سے دو سورتیں پڑھنے کا حکم فرمایا۔ عمرو بن دینار نے کہا مجھے وہ دو سورتیں یاد نہیں رہیں"۔

۶۷۱ — شرح : اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ مفترض متنفل کی اقتداء کر سکتا ہے کیونکہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فرض پڑھتے اور جب وہ اپنی قوم کی امامت کرتے تو وہ ان کے نفل ہوتے تھے۔ احناف اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کی اقتداء نہیں کر سکتا ہے کیونکہ اگر یہ اقتداء جائز ہوتی تو صلوٰۃِ خوف شروع نہ ہوتی کیونکہ صلوٰۃِ خوف میں وہ افعال کئے جاتے ہیں جو خوف کے بغیر نماز میں کئے جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے،، جبکہ یہ ممکن تھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک طائفہ کو پوری نماز پڑھا دیتے اور دوسری بار آپ کی نماز نفلی ہوتی اور دوسرے طائفہ کی فرض نماز ادا ہو جاتی ،، اور غیر خوف کی حالت میں نماز کے منافی اور مفسدات کا ارتکاب بھی نہ ہوتا،، اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جو قدیم الاسلام ہیں نے ہجرت کے کئی سال بعد متعدد مرتبہ صلوٰۃِ خوف پڑھی اور اس حالت میں احرامِ صلوٰۃ کے خلاف دیکھتے رہے۔ اگر مفترض کی اقتداء متنفل کے ساتھ جائز ہوتی تو یہ تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ممکن ہے کہ اس وقت فریضہ دو دفعہ پڑھنا جائز ہو اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "لَا تُصَلُّوا الصَّلٰوۃَ فِی الْیَوْمِ مَرَّتَیْنِ" کہ ایک دن میں ایک نماز کو دو بار نہ پڑھو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مرفوع ذکر کیا ہے۔ مرسل حدیث میں ہے کہ عوالی مدینہ میں رہنے والے لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھتے پھر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے جب آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کو منع کر دیا لہٰذا اس روایت سے حضرت معاذ بن جبل کی حدیث منسوخ ہے۔

اس کے علاوہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث حجت بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس طرح نہ کرتے تھے اور نہ ہی آپ نے اس طرح امامت کی توثیق فرمائی تھی اور جن کو وہ نماز پڑھاتے تھے وہ بھی صحابہ کرام تھے اور اعتراض کرنے سے اس لئے خاموش رہے کہ ان کو گمان تھا کہ معاذ اس طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کرتے ہوں گے لہٰذا ان کا حضرت معاذ کے پیچھے نماز پڑھنا اور اعتراض نہ کرنا حضرت معاذ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَخْفِيفِ الْإِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَإِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

۶۷۲ــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ سَمِعْتُ قَيْسًا قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ

کے فعل کی صحت کی دلیل نہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نیتوں کے اختلاف سے عظیم تر کوئی اختلاف نہیں ممکن ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفل نماز پڑھتے ہوں اور قوم کے ساتھ فرض نماز پڑھتے ہوں یہ تو قطعاً ثابت نہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی نیت کی تصریح کی ہو" اور ابن جریج کی حدیث میں مذکور ہے کہ هِيَ لَهُ تَطَوُّعٌ وَلَهُمْ فَرِيضَةٌ" کہ لوگوں کی امامت کے وقت حضرت معاذ کی نماز نفل اور لوگوں کی فرض ہوئی تھی۔ اس زیادتی کو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ضعیف کہا ہے" ابن جوزی نے کہا یہ زیادتی صحیح نہیں یہ اس روائت کے راوی کا ظن ہے" امام احمد بن حنبل سے ایک روائت ہے کہ وہ متنفل کی اقتداء میں فرض نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ ابو الحارث نے ان سے روائت کی کہ متنفل کی اقتداء میں فرض نہ پڑھے جائیں" ابن قدامہ نے کہا کہ اس روائت کو ہمارے اکثر علماء نے اختیار کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتدیوں کے حال کے اعتبار سے نماز میں تخفیف مستحب ہے۔ بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جب تم سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو اس میں تخفیف کرے کیونکہ لوگوں میں ضعیف، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں جب تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے نماز لمبی کرے" ایک روائت میں ہے کہ ان میں صاحبِ حاجت بھی ہوتے ہیں لہٰذا دنیاوی امور کی حاجت بھی تخفیف صلوٰۃ میں عذر ہے۔ اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھے تو کچھ نماز پڑھنے کے بعد وہ امام کی اقتداء چھوڑ کر تنہا نماز پڑھ سکتا ہے۔ عذر ہو یا نہ ہو بعض کے نزدیک یہ قطعاً جائز نہیں۔ بعض کے نزدیک عذر سے جائز ہے ورنہ نہیں۔ حدیث سے ظاہر ہے کہ تطویل صلوٰۃ عذر ہے۔ علماءِ احناف کے نزدیک قطعاً جائز نہیں کہ امام کی اقتداء ترک کرے اور تنہا نماز پڑھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابطالِ عمل سے منع فرمایا۔ قرآن کریم میں ہے: لَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ" یہی مذہب امام مالک ہے رضی اللہ عنہ"

اسماء رجال: ۱ [illegible] ۲ معاذ حدیث ۷ کے قبل اسماء میں گزرے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ إِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ

٦٧٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ

باب ۔ امام کا قیام میں تخفیف کرنا اور رکوع وسجود پورا کرنا

٦٧٢ ـــ ترجمہ : ابومسعود رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! خدا کی قسم فلاں شخص کے نماز لمبا کرنے کے باعث میں صبح کی نماز سے پیچھے رہ جاتا ہوں پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن سے زیادہ غصہ میں کبھی نہ دیکھا پھر فرمایا تم سے بعض لوگ نفرت دلاتے ہیں۔ تم سے جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے ؛ کیونکہ ان میں ضعیف، بوڑھے اور صاحبِ حاجت بھی ہوتے ہیں

٦٧٢ ـــ شرح : قولہ " مَا صَلّٰی " میں لفظ " مَا " زائدہ ہے، ایّ شرط کے ساتھ تاکید اور تعمیم کے لئے اکثر مَا زائدہ آتا رہتا ہے " اس حدیث کی مناسبت ترجمہ کے ساتھ واضح ہے، کیونکہ وَاِتْمَام " میں واؤ مع کے معنیٰ میں ہے گویا کہ ترجمہ کی عبارت اس طرح ہے تَخْفِيفُ الْإِمَامِ مَعَ إِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ " یعنی نماز میں تخفیف اس اعتبار سے ہو کہ کوئی واجب فوت نہ ہو جائے اور اتمام رکوع وسجود " فَلْيَتَجَوَّزْ " کی تفسیر ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تخفیف کا حکم نہیں فرمایا جس سے نماز فاسد ہو جائے لہٰذا حدیث ترجمہ کے دونوں جزؤں کے مناسب ہے " ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز میں تخفیف کا حکم فرمایا لہٰذا نماز میں تطویل کرنے والا عاصی ہوگا اور عاصی کی مخالفت جائز ہے کیونکہ اطاعت معروف میں جائز ہے لہٰذا آئمہ کو نماز میں تخفیف کرنا چاہیئے کیونکہ شدید غضب کے بعد بظاہر امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ واللہ اعلم!

اسماء رجال : ع۱ زہیر حدیث ع۳۹ ع۲ اسماعیل آپ میزان مشہور ہیں۔ ع۳ قیس ع۴ ابوالسعود حدیث ع۸۸ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ شَكَا إِمَامَهُ إِذَا طَوَّلَ

وَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ طَوَّلْتَ بِنَا يَا بُنَيَّ

٦٧٤ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

باب ـــ جب تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے نماز لمبی کرے ،،

٦٧٣ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے کیونکہ ان میں سے ضعیف ، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب تم سے کوئی تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی کرے ،،

٦٧٣ ـــ شرح : اگر یہ کہا جائے کہ نماز تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے لوگوں کے لئے نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ لوگوں کا امام ہو جیسا کہ ہم نے ترجمہ میں وضاحت کی ہے ، یہاں ضعیف سے مراد وہ ہے جس کی پیدائش نحیف ہو اور سقیم سے مراد بیمار ہے ۔ طبرانی نے عثمان بن ابی العاص سے روائت کی کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں بھی اس میں شامل ہیں ،، جب کہ عدی ابن حاتم کی روائت میں مسافر کا ذکر کیا گیا ہے اور ابومسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث جو ابھی ابھی ٦٧٢ کے عنوان میں گزری ہے تمام مذکورہ اوصاف کو شامل ہے ،، حدیث کے آخر میں مذکور ہے کہ جب اکیلا نماز پڑھے تو تخفیف کرے یا تطویل کرے ، اسے اختیار ہے ،، مگر تخفیف کی صورت میں رکوع و سجود کی تکمیل ضروری ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں تخفیف شدید کرنے والے سے فرمایا ،، پھر نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی ،، اور فرمایا جو شخص رکوع و سجود میں اپنی پشت کو برابر نہ رکھے اس کی نماز درست نہیں ،،

باب ـــ جس نے امام کی شکائت کی جبکہ اس نے نماز لمبی کی

ابو اُسید نے کہا اے میرے پیارے بیٹے تو نے ہمارے ساتھ نماز کو لمبا کیا ہے

marfat.com
Marfat.com

إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الْفَجْرِ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فُلَانٌ فِيهَا فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُهُ غَضِبَ فِي مَوْعِظَةٍ كَانَ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَمَنْ أَمَّ مِنْكُمُ النَّاسَ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ خَلْفَهُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ

۶۷۴ — **ترجمہ** : ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ! میں فجر کی نماز میں فلاں شخص کے لمبا کرنے کی وجہ سے نماز سے پیچھے رہ جاتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت غصہ کا اظہار کیا۔ میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ کسی مقام میں اس دن سے زیادہ غصہ کا اظہار فرمایا ہو پھر فرمایا اے لوگو! تم میں سے نفرت دلانے والے ہیں جو شخص لوگوں کی امامت کرے وہ نماز میں تخفیف کرے کیونکہ اس کے پیچھے ضعیف، بوڑھے اور صاحب حاجت ہوتے ہیں۔

۶۷۴ — **شرح** : قولہ "بُنَيَّ"، مصغّر ہے، یہ تصغیر شفقت کے لئے ہے تحقیر کے لئے نہیں، اگر یہ کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مقامات میں اس خطاب میں تعمیم فرمائی اور بخصوصہ حضرت معاذ کو خطاب نہ فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا: إِنَّ مِنْكُمْ اور اپنے بعض خطابات میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو خصوصیت سے خطاب فرمایا: چنانچہ ارشاد فرمایا "أَفَتَّانٌ أَنْتَ"، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تفاوت مقام اطلاع کے اعتبار سے ہے جس مقام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ معاذ نے اس شخص پر غیض و غضب برسایا ہے تو آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا "أَفَتَّانٌ أَنْتَ"، اور جہاں اس طرح کی خبر نہ ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیم فرمائی چنانچہ ارشاد فرمایا: إِنَّ مِنْكُمْ،

أَبُو أُسَيْد رضی اللہ عنہ

آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ ابو اُسَید مالک بن ربیعہ انصاری ساعدی مدنی ہیں۔ تمام اسلامی جنگوں میں حاضر رہے۔ ان کی کنیت ہی مشہور رہے۔ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور ساٹھ ہجری میں فوت ہو گئے۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگِ بدر میں حاضر ہوئے تھے ان میں سے سب کے آخر میں ان کی وفات ہوئی تھی،

marfat.com

Marfat.com

۶۷۵ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ابْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیَّ قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ بِنَاضِحَیْنِ وَقَدْ جَنَحَ اللَّیْلُ فَوَافَقَ مُعَاذًا یُصَلِّیْ فَبَرَّكَ نَاضِحَیْهِ وَاَقْبَلَ اِلٰی مُعَاذٍ فَقَرَاَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ اَوِ النِّسَآءِ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ وَبَلَغَهٗ اَنَّ مُعَاذًا نَالَ مِنْهُ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَا اِلَیْهِ مُعَاذًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ اَوْ قَالَ اَفَاتِنٌ اَنْتَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَوْلَا صَلَّیْتَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی فَاِنَّهٗ یُصَلِّیْ وَرَآءَكَ الْكَبِیْرُ وَالضَّعِیْفُ وَذُو الْحَاجَةِ اَحْسِبُ هٰذَا فِی الْحَدِیْثِ وَتَابَعَهٗ سَعِیْدُ ابْنُ مَسْرُوْقٍ وَمِسْعَرٌ وَالشَّیْبَانِیُّ وَقَالَ عَمْرٌو وَعُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مِقْسَمٍ وَاَبُو الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَرَاَ مُعَاذٌ فِی الْعِشَآءِ بِالْبَقَرَةِ وَتَابَعَهُ الْاَعْمَشُ عَنْ مُحَارِبٍ

۶۷۵ــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص کھیتوں کو سیراب کرنے کے لئے دو اونٹ لے کر آیا جب کہ رات اندھیری ہو چکی تھی اُس نے اتفاق سے حضرت معاذ کو نماز پڑھاتے پایا اُس نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور معاذ کی طرف آیا۔ معاذ نے سورۂ بقرہ یا نساء پڑھنا شروع کی وہ شخص نماز چھوڑ کر چلا گیا اور اسے خبر ملی کہ معاذ اس پر ناراض ہوئے ہیں وہ شخص نبی کریم کے پاس آیا اور آپ سے معاذ کی شکائت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! فتنہ انگیزی کرتے ہو یا یہ فرمایا اے معاذ فساد کرتے ہو، تین بار فرمایا تم کیوں نہیں یہ سورتیں پڑھتے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ، وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی، کیونکہ تمہارے پیچھے بوڑھے، ضعیف اور صاحبِ حاجت ہوتے ہیں۔ میں اس کو حدیث کا حصہ گمان کرتا ہوں۔ بخاری نے کہا سعید بن مسروق، مسعر اور شیبانی نے اس کی متابعت کی ہے عمرو، عبیداللہ بن مقسم اور ابو الزبیر نے جابر سے اس کو روایت کیا کہ معاذ نے عشاء کی نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی۔ اس کی اعمش نے محارب سے روایت کی!

۶۷۵ــ شرح : یعنی ان تینوں نے لفظِ عشاء کی تصریح کی ہے اور سورۂ بقرہ کو خاص کر ذکر کیا ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِیْجَازِ فِی الصَّلٰوۃِ وَاِکْمَالِھَا

۶۷۶۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْجِزُ الصَّلٰوۃَ وَیُكَمِّلُهَا

بَابُ مَنْ اَخَفَّ الصَّلٰوۃَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِیِّ

۶۷۷۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ یَحْیٰى بْنِ اَبِیْ كَثِیْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنْ

اور سورۂ نساء کو ذکر نہ کیا،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا نماز میں تطویل کرنے والے امام کے پیچھے جائز نہیں کہ نماز چھوڑ کر تنہا نماز پڑھے ؛کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اپنے اعمال ضائع نہ کرو! دوسرا یہ کہ جس عبادت کو جماعت کے ساتھ اپنے اوپر لازم کیا اس کا ترک لازم آتا ہے۔

اسماء رجال : ع۱ محارب بن دثار حدیث ع۴۳۳ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ سعید بن مسروق ثوری کوفی ہیں۔ ایک سو بیس ہجری میں فوت ہوئے ع۳ مسعر حدیث ع۲۰۰ کے اسماء میں ع۴ شیبانی حدیث ع۹۸ کے اسماء ع۵ عمرو بن دینار ع۶ عُبَیْدُ اللہ بن مقسم مدنی ع۷ ابوزبیر محمد بن مسلم مکی ہیں۔ حکیم بن حزام کے آزاد کردہ ہیں۔ ۱۲۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب۔ نماز میں اختصار کرنا اور اسے کامل پڑھنا

۶۷۶۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو مختصر اور مکمل پڑھتے تھے،،

۶۷۶۔ شرح : ایجاز اطناب کی ضد ہے یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نماز بہت لمبی نہ کرتے تھے اور اِکمال نقص کی ضد ہے یعنی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز مکمل پڑھتے تھے اس میں سَرِ مُو نقص نہ ہوتا تھا،،

مسلم کی روائت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نماز مختصر پڑھنے کے باوجود لوگوں سے مکمل نماز پڑھتے

marfat.com

Marfat.com

أَبِيهِ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي لَأَقُومُ فِي الصَّلٰوةِ أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمِّهِ تَابَعَهُ بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ وَبَقِيَّةُ وَابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ

تھے! ابن ماجہ نے روائت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اختصار فرمانے کے باوجود اسے پوری طرح مکمل پڑھتے تھے۔

باب۔ جس نے بچہ کے رونے کے، وقت نماز میں تخفیف کی

۶۷۷ ــــ ترجمہ: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں جبکہ میرا ارادہ ہوتا ہے کہ اسے لمبا کروں گا اور بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اسے بُرا جانتے ہوئے کہ اس کی والدہ کو مشقت میں نہ ڈالوں (جو میرے پیچھے نماز پڑھ رہی ہو) بشر بن بکر، ابن مبارک اور بقیہ نے اوزاعی سے اس کی متابعت کی۔

۶۷۷ ــــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں مردوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ پر کمال شفقت تھی اور آپ چھوٹے بڑے کی پوری رعائت فرماتے تھے۔ ذخیرہ میں احناف کی کتب سے منقول ہے کہ امام نے رکوع کی حالت میں لوگوں کے آنے کی آواز سنی۔ آیا وہ رکوع میں ان کے شامل ہونے کی انتظار کرے یا نہ؟ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اگر امام نے اس حال میں رکوع میں شامل ہونے والے کا انتظار کی تو مجھے اس پر عظیم امر کا ڈر ہے یعنی شرک کا ڈر ہے،، ابواللیث نے کہا اگر امام آنے والے کو جانتا ہو تو اس کا انتظار نہ کرے اگر نہ جانتا ہو تو انتظار کرے کیونکہ اس طرح اطاعت میں اعانت ہے،، بعض علماء نے کہا اگر آنے والا شریر ظالم ہے تو اس کی شر کو دفع کرنے کے لئے اس کا انتظار کرنا مکروہ نہیں ہے،، ولید بن مسلم کی بشر، ابن مبارک اور بقیہ تینوں نے متابعت کی ہے،،

۶۷۸ ــــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خفیف اور کامل نماز نہیں پڑھی۔ شان یہ ہے کہ آپ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو یہ خوف کرتے ہوئے نماز میں تخفیف کر دیتے کہ اس کی ماں فتنہ میں نہ پڑے،،

۶۷۸ ــــ شرح: یعنی اگر نماز کو لمبا نہ کیا جائے تو بچے کے رونے کی آواز سن کر اس کی ماں کہیں ادھر

marfat.com
Marfat.com

۶۷۸ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَا صَلَّيْتُ وَرَآءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوةً وَلَا اَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّهٗ

۶۷۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلَاتِيْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُكَائِهٖ

مشغول ہو کر نماز نہ ترک کر دے۔ اس حدیث میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر کمال شفقت پر دلالت ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم! (اس حدیث کے تمام راویوں کا ذکر ہو چکا ہے)

اسماء رجال ۶۷۷ : ع۱ ابراہیم بن موسیٰ حدیث ع۲۹۴ کے اسماء میں ع۲ ولید بن مسلم حدیث ع۵۳۵ کے اسماء میں ع۳ اوزاعی حدیث ع۷۶ کے اسماء میں ع۴ یحییٰ حدیث ع۱۱۲ کے اسماء میں ع۵ عبداللہ بن ابی قتادہ حدیث ع۱۵۳ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

۶۷۹ — ترجمہ : قتادہ نے کہا کہ انس بن مالک نے ان کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز میں داخل ہوتا ہوں حالانکہ میرا ارادہ اس کو لمبا کرنے کا ہوتا ہے اور میں بچے کی رونے کی آواز سُنتا ہوں تو اپنی نماز کو خفیف اس لئے کر دیتا ہوں کہ میں بچے کے رونے کے سبب اس کی ماں کے سخت غم کو جانتا ہوں"

۶۷۹ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ جس نے نماز میں کوئی شئی کرنے کا ارادہ کیا تو اس کو پُورا کرنا اس پر واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، البتہ نفلی نماز شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔ اگر اسے فاسد کر دیا تو قضا واجب ہے۔

اسماء رجال شریک بن عبداللہ مدنی ہیں۔ ۱۴۰ ہجری میں فوت ہُوئے

marfat.com

Marfat.com

٦٨٠ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلٰوةِ فَاُرِیْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُكَائِهٖ وَقَالَ مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ نَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

بَابٌ اِذَا صَلّٰى ثُمَّ اَمَّ قَوْمًا

٦٨١ — حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ وَاَبُو النُّعْمَانِ قَالَا نَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ یُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَاْتِیْ قَوْمَهٗ فَیُصَلِّیْ بِهِمْ

٦٨٠ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز میں داخل ہوتا ہوں اور اس کو لمبا کرنے کا ارادہ کرتا ہوں پھر بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو ہلکا کر دیتا ہوں کیونکہ اس کے رونے سے اس کی ماں کے غم کی شدت کو جانتا ہوں موسیٰ نے اپنے اسناد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی۔

٦٨٠ — شرح : محمد بن بشار کا لقب بندار ہے، قولہ قال موسیٰ بن اسماعیل الخ اس تعلیق کا فائدہ یہ ہے کہ قتادہ کا سماع انس بن مالک سے ثابت ہے، حمید اور علی بن یزید نے انس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فجر کی نماز میں تخفیف کی۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ نے نماز میں تخفیف کی ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے بچے کی آواز کو سنا اور یہ مکروہ جانا کہ اس کی ماں کو بچے سے مشغول کروں، معلوم ہوا کہ عذر سے نماز میں تخفیف جائز ہے۔ واللہ اعلم!

(یزید بن زریع اور سعید بن ابی عروبہ کا ذکر حدیث ع ۲۸۲ کے اسماء میں ہو چکا ہے)

باب — جب نماز پڑھی پھر لوگوں کی امامت کی

٦٨١ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَسْمَعَ النَّاسَ تَكْبِيْرَ الْاِمَامِ

۶۸۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ نَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ دَاوٗدَ قَالَ نَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَتَاهُ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ قَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قُلْتُ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ اِنْ يَقُمْ مَقَامَكَ يَبْكِ فَلَا يَقْدِرْ عَلَى الْقِرَاءَةِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فَقُلْتُ مِثْلَهُ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ فَصَلّٰى وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نماز پڑھتے پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور ان کو نماز پڑھاتے،،

شرح ۶۸۱ — : اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے متنفل کے ساتھ مفترض کی اقتداء پر استدلال کیا ہے،، امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ استدلال درست نہیں کیونکہ معاذ کا یہ عمل نہ تو سید رسل صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تھا اور نہ ہی آپ نے اس کی تقریر کی ہے،، نیز احتمال ہے کہ اس وقت دوبارہ فریضہ پڑھنا جائز تھا پھر منسوخ ہوگیا۔ اس کی دلیل سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ ایک دن میں دوبار فریضہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور ممانعت اباحت کے بعد ہی ہوتی ہے اس سے ابن دقیق العید کا اعتراض بھی مندفع ہو جاتا ہے کہ محض احتمال سے نسخ کا اثبات جائز نہیں،، اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ محض احتمال ہی سے نسخ نہیں ہے بلکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اس کی دلیل ہے۔ حدیث ع۶۷۱ میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے،،

اسماء رجال : ع۱ محمد بن بشار اور ابن ابی عدی حدیث ع۲۶۶ کے اسماء میں مذکور ہیں۔
ع۳ موسیٰ تبوذکی و ابان حدیث ع۲۹۰ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

باب ۔ جس نے امام کی تکبیر لوگوں کو سنائی

۶۸۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے جس میں آپ نے وصال فرمایا تو آپ کے پاس حضرت بلال آئے اور آپ کو نماز کی خبر دی

marfat.com

Marfat.com

يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ الْأَرْضَ فَلَمَّا رَآهُ أَبُوبَكْرٍ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ صَلِّ فَتَأَخَّرَ أَبُوبَكْرٍ وَقَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِهِ وَأَبُوبَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ التَّكْبِيرَ تَابَعَهُ مُحَاضِرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ

بَابُ الرَّجُلِ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَيَأْتَمُّ النَّاسُ بِالْمَأْمُومِ

وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ائْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ

۶۸۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ نے فرمایا ابوبکر کو حکم پہنچاؤ کہ نماز پڑھائیں۔ میں نے کہا ابوبکر نرم دل شخص ہیں اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو روئیں گے اور قرآن پڑھنے پر قادر نہ ہوں گے فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں۔ میں نے پھر اسی طرح کہا۔ آپ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا تم یوسف (علیہ السلام) کی ساتھی ہو ابوبکر کو حکم دو کہ نماز پڑھائے ابوبکر نے نماز پڑھنا شروع کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جبکہ دو شخصوں کے درمیان ان کے سہارے چل رہے تھے گویا کہ میں آپ کو دیکھ رہی ہوں کہ دونوں پاؤں سے زمین پر خط بنا رہے ہیں جب آپ کو ابوبکر نے دیکھا تو پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کیا کہ نماز پڑھو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو تکبیر سناتے رہے۔" عبداللہ بن داؤد کی محاضر نے اعمش سے متابعت کی ہے۔

۶۸۲ — شرح : حدیث ۶۳۵ میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو تکبیر سنا رہے تھے۔ اس جملہ میں حدیث کی مناسبت ہے۔"

عبداللہ بن داؤد

عبداللہ بن داؤد بن عامر خُرَیبی ہیں۔ خُریبہ بصرہ میں ایک محلہ ہے۔ ان کی کنیت ابو محمد یا ابو عبدالرحمٰن ہے۔ وہ دراصل ہمدانی کوفی ہیں۔ انھوں نے کہا میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ البتہ کمسنی میں ایک دفعہ میرے والد نے مجھے کہا کہ تم کاتب کے پاس گئے تھے؟ میں نے کہا جی ہاں! حالانکہ میں نہ گیا تھا۔ عبداللہ بن داؤد نے کہا بہت دفعہ میں اپنے اہلِ خانہ کے لئے خرید و فروخت کرنے میں خُریبہ سے بصرہ جاتا تو میں کسی کا تلبیہ سنتا تو میں اپنے کپڑے لے کر سیدھا مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو جاتا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

جَآءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَابَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ وَاِنَّهٗ مَتٰى مَا يَقُوْمُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهٗ اِنَّ اَبَابَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ وَاِنَّهٗ مَتٰى مَا يَقُوْمُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ اَبُوْبَكْرٍ حِسَّهٗ ذَهَبَ اَبُوْبَكْرٍ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَّسَارِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُّصَلِّيْ قَآئِمًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَاعِدًا يَقْتَدِيْ اَبُوْبَكْرٍ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مُقْتَدُوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ

باب ۔ کوئی شخص امام کی اقتداء کرے اور دُوسرے لوگ اس کی اقتداء کریں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا جاتا ہے کہ تم میری اقتداء کرو، تمہارے بعد آنے والے تمہاری اقتداء کریں گے ! ۶۸۳ ۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہوگئی تو بلال آپ کے پاس حاضر ہوئے جو آپ کو نماز کے لئے کہہ رہے تھے ۔ آپ نے فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر دل شخص ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے

Marfat.com

بَابُ هَلْ يَأْخُذُ الْإِمَامُ إِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ

۶۸۴ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ

ہوں گے لوگوں کو سُنا نہیں سکیں گے۔ اگر آپ عمر کو حکم دیں تو اچھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ میں نے حفصہ سے کہا تم آپ سے عرض کرو کہ ابوبکر نرم دل آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو سُنا نہیں سکیں گے۔ اگر آپ عمر کو حکم دیں تو اچھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یوسف (علیہ السلام) کی ساتھی ہو۔ ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ جب ابوبکر صدیق نے نماز شروع کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ افاقہ محسوس کیا تو اُٹھے جبکہ دو مردوں کے درمیان چل رہے تھے اور آپ کے قدم زمین پر خط بنا رہے تھے حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہوئے اور ابوبکر نے آپ کے تشریف لانے کی ہلکی سی آواز سُنی تو اُنھوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ نماز پڑھتے رہو اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حتیٰ کہ ابوبکر کے بائیں بیٹھ گئے تو ابوبکر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے تھے۔ اور لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے تھے۔

(شرح حدیث ۶۳۵ اور ۶۸۲ کے تحت ملاحظہ کریں)

باب ۔ جب امام (نماز میں) شک کرے تو کیا لوگوں کے کہنے پر عمل کرے؟

۶۸۴ ـ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھ کر

marfat.com
Marfat.com

۶۸۵ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ فَقِيْلَ قَدْ صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

بَابُ اِذَا بَكَى الْاِمَامُ فِی الصَّلٰوةِ

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ سَمِعْتُ نَشِيْجَ عُمَرَ وَاَنَا فِیْ اٰخِرِ الصُّفُوْفِ يَقْرَاُ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَى اللّٰهِ الْاٰيَةَ

۶۸۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ هِشَامٍ

سلام پھیر دیا تو آپ سے ذوالیدین نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ذوالیدین نے سچ کہا ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں اور پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کی پھر سجدہ کیا اور اپنے سجدہ کی طرح سجدہ کیا یا اس سے لمبا سجدہ کیا۔

۶۸۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں کہا گیا آپ نے دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ پھر آپ نے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر سلام پھیر کر دو سجدے کئے۔

۶۸۴ — ۶۸۵ — شرح: امام بخاری کی عادت ہے کہ جس مسئلہ میں اختلاف ہو، باب میں اس کا حکم بیان نہیں کرتے،، اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ جب امام نماز میں شک کرے اور مقتدی اسے آگاہ کرے کہ اُس نے ایک رکعت ترک کر دی ہے۔ کیا امام اس کا کہنا قبول کرے یا نہ؟ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنے یقین پر عمل کرے۔ یہی امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں،، قولہ مثل سجودہ بظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سجدہ کرے لیکن لفظ سجود مصدر ہے وہ ایک اور دو سجدے کو شامل ہے اور بعد والی حدیث ۶۸۵ کی وضاحت کرتی ہے کہ دو سجدے مراد ہیں۔

باب — جب امام نماز میں رو پڑے

ترجمۃ الباب: عبداللہ بن شداد نے کہا میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سُنی حالانکہ میں آخری صف میں تھا وہ یہ پڑھ رہے تھے اپنے رنج و غم کا شکوی صرف

marfat.com

Marfat.com

ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهٖ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ لَهٗ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَآءِ فَمُرْ عُمَرَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهٗ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَآءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِاُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا

صرف اللہ سے کرتا ہوں۔

شرح الباب : علماء نے نماز میں رونے کو جائز کہا ہے جبکہ وہ اللہ کے خوف سے ہو "انین اور تاوہ" میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب رونا بلند ہو جائے اگر وہ دوزخ و بہشت کے یاد آنے سے ہے تو نماز قطع نہ ہوگی اگر درد یا مصیبت کے باعث ہے تو یہ نماز کو قطع کر دیتا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر مفہوم کلام نہیں تو رونے میں حرج نہیں۔ شعبی اور نخعی کے نزدیک نماز کا اعادہ کرے۔ واللہ اعلم!

---

۶۸۶ شرح : اس حدیث شریف کا ترجمہ ع ۶۵۰ کے تحت مذکور ہے"

اس حدیث میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر کھڑے ہوں گے وہ بہت روئیں گے۔ ان جملوں میں حدیث باب کے مناسب ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز میں روتے دیکھا ہوا تھا۔ اس لئے انھوں نے اس پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب آپ کے مصلی پر کھڑے ہوں گے تو اس مقام کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی دیکھ کر سخت روئیں گے کیونکہ ان کا دل نہایت ہی نرم ہے وہ بہت جلد رو پڑتے ہیں۔ لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ حدیث میں کوئی لفظ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رونے پر دلالت نہیں کرتا۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ ام المؤمنین تو مستقبل کی خبر دے رہی ہیں لہٰذا حدیث باب

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ عِنْدَ الْاِقَامَةِ وَبَعْدَهَا

۶۸۷ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ اَبِي الْجَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ

کے مناسب نہیں۔ اس اعتراض کے اندفاع کی تقریر مذکور تحریر سے واضح ہے ۔ البتہ اگر یہ کہا جائے کہ حدیث کا کوئی لفظ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلالت نہیں کرتا چہ جائیکہ ان کا رونا امامت کی حالت میں ہو،، اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہا یا رسول اللہ! ابوبکر نرم دل ہیں وہ جب قرآن کریم پڑھیں گے تو بے اختیار رو پڑیں گے،، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب قرآن پڑھتے تھے تو رو پڑتے تھے اور یہ امر مسلم ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے وہ امام تھے اور اس سے پہلے انھوں نے قرآن پڑھا تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جہاں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ قرآن پڑھنا چھوڑا تھا وہاں سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہو گئے تھے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قرآن پڑھتے وقت رویا کرتے تھے،، اور یہ ثابت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے ابوبکر امام تھے اور قرآن پڑھ رہے تھے۔ اس اعتبار سے یہ حدیث باب کے مناسب ہے۔ اس حدیث میں باقی کلام حدیث ۶۳۵ کے تحت مذکور ہے۔

باب۔ اقامت کے وقت اور اس کے بعد صفیں سیدھی کرنا

۶۸۷ — ترجمہ : نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی صفوں کو سیدھا رکھو یا اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے بدل دے گا،،

۶۸۷ — شرح تسویۃ الصفوف کا معنی یہ ہے کہ صفوں میں کھڑے ہونے والے ایک سمت

marfat.com

Marfat.com

۶۸۸ــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ابْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِيْ

میں کھڑے ہوں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صف میں خالی جگہ نہ رہنے دی جائے،، حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر تم صفوں کو سیدھا نہ کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو بدل دے گا یا معنیٰ یہ ہے کہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض واقع کردے گا اور تمہارے دل مختلف ہوجائیں گے کیونکہ صفوں میں مخالفت ظاہری مخالفت ہے اور ظاہری مخالفت باطنی مخالفت کا سبب ہے۔ یہ ممکن ہے کہ حقیقی معنیٰ مراد ہو اور چہروں کو بدلا دے اور ان کو اُلٹا پشتوں کی طرف پھیر دے جیسے امام سے پہلے سر اُٹھانے والے کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کے سر جیسا کردے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس کی تاکید ہوتی ہے کہ تم صفوں کو سیدھا کرو یا تمہارے چہرے مسخ کر دیئے جائیں گے۔ قرطبی نے کہا معنیٰ یہ ہے کہ تم متفرق ہوجاؤ گے اور ہر ایک شخص علیحدہ راستہ اختیار کرلے گا؛ کیونکہ ایک شخص کا دوسرے سے آگے ہونا تکبر کی علامت ہے جس میں عظیم فساد ہے،، یہ وعید زجر اور تغلیظ کے لئے ہے لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ صفوں کو سیدھا کرنا سنت ہے اور اس کے ترک پر اس قدر وعید وجوب پر دلالت کرتی ہے،، باب کا معنیٰ یہ ہے کہ نماز کے لئے اقامت کے وقت اور اقامت سے فارغ ہونے کے بعد نماز میں شروع ہونے سے پہلے صفوں کو سیدھا کرنے کا حکم،،

۶۸۸ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی صفوں کو سیدھا رکھو! میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ رہا ہوں!

۶۸۸ــ شرح : فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ،، میں فا سببیت کے لئے ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ،، کا سبب بیان فرمایا کہ تم صفیں سیدھی نہیں رکھتے ہو۔ ان کو سیدھا رکھو کیونکہ میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ تمہارا حال مجھ پر مخفی نہیں، جیسے میں آگے دیکھتا ہوں ایسے ہی پیچھے دیکھتا ہوں،، یہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان دو آنکھیں تھیں، ان سے آپ دیکھتے تھے اور کپڑے اس سے مانع نہ ہوتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رات کے اندھیرے میں ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے دن کی روشنی میں دیکھتے تھے اور قرطبی نے کہا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ رویت حقیقتاً عینی رویت تھی۔ عقل بھی اسے چاہتی ہے اور شریعت مطہرہ نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ لہٰذا رویت سے مراد علم لینا غیر مناسب تاویل ہے اس کو ظاہر پر محمول کرنا مناسب ہے،، شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے اس لئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِقْبَالِ الْاِمَامِ عَلَى النَّاسِ عِنْدَ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ

۶۸۹۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ نَا حُمَيْدُ نِ الطَّوِيْلُ قَالَ نَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّیْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ

آپ جمیع جہات سے دیکھتے تھے، مسلم کی روایت میں ہے: فواللہ انی لاراکم من بعدی، یعنی من ورائی اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں، بعض علماء نے اس کا معنیٰ یہ کیا ہے کہ میں تم کو وفات کے بعد بھی دیکھتا ہوں۔ قاضی نے کہا (گو یہ معنی صحیح ہے) مگر سیاقِ حدیث سے بعید ہے۔ علامہ عینی نے کہا: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کے مطابق صفوں کا سیدھا کرنا واجب ہے مگر یہ واجباتِ صلوٰۃ سے نہیں جس کے ترک سے نماز میں نقصان آتا ہے۔ غایت مافی الباب یہ ہے کہ صفیں سیدھی نہ کرنے میں گناہ ہوگا، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص مقرر کیا ہوا تھا جو صفیں سیدھی کیا کرتا تھا اور جب وہ کہتا کہ صفیں سیدھی ہیں تو پھر وہ تکبیر کہتے، سیدنا عثمان اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما بھی صفوں کو سیدھا رکھنے کا اہتمام کیا کرتے تھے اور یہ کہتے، اے فلاں آگے ہو، اے فلاں پیچھے ہو،

اسماء رجال ۶۸۷: عمرو بن مُرّہ جہنی مرادی کوفی ہیں ابوعبداللہ کی کنیت ہے۔ آپ نابینا اور علماء عاملین میں سے تھے۔ ۱۱۶ھ میں فوت ہوئے ۲: سالم بن ابی الجعد حدیث ۱۴۱ کے اسناد میں مذکور ہیں۔

باب ۔ صفیں سیدھی کرتے وقت امام کا لوگوں کی طرف متوجہ ہونا

۶۸۹۔ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرۂ انور کو ہماری طرف متوجہ کیا اور فرمایا صفوں کو سیدھا رکھو اور ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہو، کیونکہ میں تم کو پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الصَّفِّ الْاَوَّلِ

۶۸۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّهَدَآءُ الْغَرِقُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْمَطْعُوْنُ وَالْهَدْمُ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَاسْتَهَمُوْا

۶۸۹ — شرح : اس حدیث کا سیاق پہلی حدیث سے جُدا ہے جبکہ اس میں من وراءِ ظهری" اور پہلی حدیث میں خلف ظهری" ہے دونوں میں فرق یہ ہے کہ لفظ "من" کی صُورت میں رویت کا منشاء پشت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیچھے آنکھ پیدا فرمادی ہو جس سے آپ دیکھتے ہوں اور لفظ "من" کے نہ ہونے کی صُورت میں ہوسکتا ہے کہ رویت کا منشا آگے والی آنکھیں ہوں اور پیچھے بھی آنکھ ہو جس سے آپ دیکھتے ہوں اور رویت آگے والی آنکھوں سے ضروری نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی تعلیق سے ہے جہاں بھی وہ رویت پیدا فرمادے "

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کلام کرنا جائز ہے" نیز اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہے کہ اشیاء کو دیکھنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیگر انسانوں سے مختلف ہیں۔ آگے پیچھے سے دیکھنا اور روشنی و تاریکی میں دیکھنا آپ کی شانِ امتیازی ہے اس میں آپکی نظیر معدوم ہے۔

اسماءِ رجال : ع۱ احمد بن ابی رجاء حدیث ع۳۲۱ کے اسماء میں مذکور ہے ع۲ معاویہ بن عمرو ازدی کوفی ہیں ۲۱۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ آپ بہت بہادر تھے ان کے مقابلہ میں بیس مرد آجائیں تو ان کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ ع۳ زائدہ بن قدامہ حدیث ع۲۶۸ کے اسماء میں مذکور ہیں۔ ع۴ حُمَيْد کا کئی بار ذکر ہُوا ہے۔

باب پہلی صف

۶۹۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پانی میں ڈوب کر مرنے والا، طاعون کی بیماری سے مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا اور دب کر مرنے والا۔ سب شہید ہیں" اگر لوگ جلدی نماز کے لئے آنے کا ثواب جان لیں تو وہ دوڑ دوڑ کر آئیں اور اگر عشاء اور صبح کی نماز کا ثواب معلوم کرلیں تو گھسٹتے ہُوئے آئیں اور اگر پہلی صف میں کھڑا ہونے کا ثواب جانیں تو :

: قرعہ اندازی سے پہلی صف میں کھڑا ہونا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِقَامَةِ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ

۶۹۱ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَیْهِ فَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ وَاَقِیْمُوا الصَّفَّ فِی الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ

۶۹۰ــ شرح : ہر پہلی صف پچھلی صف کی نسبت اوّل صف ہے چنانچہ دُوسری صف تیسری کے اعتبار سے اور تیسری چوتھی صف کے اعتبار سے اوّل ہے۔ اسی پر تمام صفیں قیاس کی جاتی ہیں۔ حدیث ع۱ ۵۹۲ اور حدیث ۶۲۶ میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

اسماء رجال : ع۱ ابوعاصم نبیل وہ ضحاک بن مخلد شیبانی بصری نبیل مشہور ہیں۔ امام بخاری نے ان سے بلا واسطہ اور بالواسطہ روایات کی ہیں۔ امام بخاری نے کہا میں نے عاصم سے یہ سُنا کہ میں جب سے بالغ ہُوا اور جانا کہ چُغلی حرام ہے تو میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔ ۲۱۲ ہجری کو بصرہ میں فوت ہُوئے۔ انہیں نبیل اس لئے کہا جاتا ہے کہ بصرہ میں ہاتھی آیا تو لوگ اسے دیکھنے گئے۔ ابن جریج نے انہیں کہا آپ ہاتھی دیکھنے کیوں نہیں گئے۔ ابوعاصم نے جواب دیا کہ میں اس کا بدل نہیں پاتا ہوں ابن جُریج نے کہا آپ نبیل ہیں یا اس لئے ان کا لقب نبیل ہے کہ ان کی ناک بہت بڑی تھی یا اس لئے کہ وہ امام زفر کے پاس ہر وقت رہتے تھے۔ امام اچھا لباس پہنتے تھے ایک اور ابوعاصم تھے جو شکستہ حال تھے وہ بھی امام زفر کے ساتھ رہتے تھے۔ ایک روز نبیل ان کے دروازہ پہ گئے تو امام زفر کے خادم نے کہا ابوعاصم دروازہ پر کھڑے ہیں اُنھوں نے کہا کونسا ابوعاصم؟ کہا نبیل۔ کہا گیا ہے کہ ان کا لقب مہدی ہے۔ ع۲ سنی حدیث ع۱ ۵۹۲ کے تحت دیکھیں۔

باب ــ صف سیدھی کرنا نماز کو پُورا کرنا ہے

۶۹۱ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس تم اس سے اختلاف

marfat.com

Marfat.com

٦٩٢ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَمْ يُتِمَّ الصُّفُوفَ

٦٩٣ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ أَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ أَنَا سَعِيدُ ابْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَقِيلَ لَهُ مَا أَنْكَرْتَ مِنَّا مُنْذُ يَوْمٍ عَهِدْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْكَرْتُ شَيْئًا إِلَّا أَنَّكُمْ لَا تُقِيمُونَ الصُّفُوفَ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ قَدِمَ عَلَيْنَا أَنَسٌ الْمَدِينَةَ هٰذَا

نہ کرو، وہ جب رکوع کرے تم رکوع کرو جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم ربنا لک الحمد کہو۔ جب سجدہ کرے تم سجدہ کرو جب بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی تمام بیٹھ کر نماز پڑھو نماز میں صفیں سیدھی کرو کیونکہ صف کو سیدھا کرنا نماز کی خوبصورتی ہے۔

٦٩٢ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تم اپنی صفیں سیدھی رکھو، کیونکہ صفوں کو سیدھا رکھنا نماز کو قائم کرنا ہے

٦٩١ — ٦٩٢ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مرض میں وصال فرمایا تھا۔ اس میں آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری نماز تھی اور آپ کا آخری فعل معمول بہ ہوتا ہے لہٰذا یہ حدیث منسوخ ہے۔ صف کی اقامت یہ ہے کہ اسے برابر رکھا جائے۔ اقامتِ الصلوٰۃ یہ ہے کہ اس کے ارکان کو اچھی طرح ادا کیا جائے۔ اس کے واجبات و مستحبات کی حفاظت کی جائے ان میں کوئی نقص واقع نہ ہو۔

باب — جو صفوں کو پورا نہ کریں ان کو گناہ

٦٩٣ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ (شرفہا اللہ تعالیٰ) میں آئے تو ان سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِلْزَاقِ الْمَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِي الصَّفِّ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ رَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهُ بِكَعْبِ صَاحِبِهٖ

۶۹۴ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ

کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف کی نسبت آپ ہم میں کسی شئ کا انکار کرتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا میں کسی شئ کا انکار نہیں کرتا مگر اس شئ کا کہ تم صفیں پُوری نہیں کرتے ہو۔ عقبہ بن عُبید نے بُشیر بن یسار سے ذکر کیا کہ انس بن مالک ہمارے پاس مدینہ منورہ آئے اور یہ کہا ،،

۶۹۳ ـ شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے صفوں کو پُورا نہ کرنے کو خلاف سُنت کہا اور یہ گناہ ہے ۔ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ صفوں کو سیدھا رکھنا واجب ہے جس کے ترک سے گناہ ہوتا ہے۔ اس طرح یہ حدیث ترجمہ کے مناسب ہے۔ نیز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں سیدھی رکھنے کا حکم فرمایا اور جب تک وجوب کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو امر وجوب کے لئے ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ ،، اس کے علاوہ صفیں سیدھا نہ کرنے پر شدید وعید مذکور ہے اور وعید ترکِ واجب پر ہوتی ہے۔ غائت مافی الباب یہ کہ اس کا ثبوت سُنت سے ہے۔ صفوں کو سیدھا رکھنا اگرچہ واجب ہے مگر اس کے ترک سے نماز میں نقصان نہیں آتا ؛ کیونکہ یہ نماز کی حقیقت سے خارج ہے ،، اسی لئے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز کے اعادہ کا حکم نہ دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے صفیں سیدھی نہ کرنے پر جو انکار کیا وہ مدینہ منورہ میں ہُوا تھا اور حدیث نمبر ۵۰۸ میں مذکور ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے نماز کو ضائع کر دیا ہے۔ یہ اس وقت کہا جبکہ وہ بصرہ سے شام گئے اور کہا عہدِ نبوی میں نماز کی بڑی شان تھی اور وہ بھی ضائع کی جارہی ہے ؛ کیونکہ بنوامیہ نماز مکروہ اوقات میں پڑھتے تھے ،، عقبہ بن عبید کی تعلیق سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ بشیر بن یسار کا انس سے سماع ثابت ہے کیونکہ اس میں بشیر نے اپنا مشاہدہ ذکر کیا ہے ،،

اسماء رجال ۶۹۲ : ع۱ عبداللہ المسندی کتاب الایمان کی ابتداء میں مذکور ہیں اور باقی تمام راوی حدیث ع۴۰۰ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

اسماء رجال ۶۹۳ : ع۱ مُعاذ حدیث ع۔ کے اسماء میں ع۲ الفضل حدیث ع۲۹۲ کے اسماء میں ع۳ سعید بن

marfat.com

* عُبید کوفی ہیں ان کی کنیت ابوالہذیل ہے قبیلہ نظر سے ہیں ۔ حدیث ۲۰۸ کے اسماء میں دیکھ

Marfat.com

بَابُ اِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الْاِمَامِ وَحَوَّلَهُ الْاِمَامُ خَلْفَهُ اِلٰى يَمِيْنِهٖ تَمَّتْ صَلٰوتُهٗ

۶۹۵ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا دَاوٗدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ

باب صف میں کندھے کو کندھے اور قدم کو قدم سے ملانا

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دیکھا کہ ہم سے کوئی شخص اپنے ٹخنہ کو اپنے ساتھی کے ٹخنہ سے ملا کر صف میں کھڑا ہوتا تھا۔"

۶۹۴ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تم اپنی صفوں کو سیدھا رکھو کیونکہ میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں" اور ہم سے ہر شخص اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور قدم اس کے قدم سے ملاتا تھا۔

۶۹۴ــ شرح : اس باب کے ترجمہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ صفوں کو سیدھا کیا جائے اور ان میں خالی جگہ نہ رہنے دی جائے "نعمان بن بشیر" نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ انصاری خزرجی ہیں اور سید عالم کے صحابی کے بیٹے صحابی ہیں۔ مدینہ منورہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد انصار میں سب سے پہلے وہ پیدا ہوئے" یحییٰ بن معین نے کہا اہل مدینہ منورہ کہتے ہیں کہ اُن کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع ثابت نہیں جبکہ اہل عراق سماع ثابت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان کو حمص کا حاکم مقرر کیا تھا جب اہل حمص نے بغاوت کر دی تو وہاں سے بھاگ گئے۔ خالد بن عدی نے ان کا تعاقب کر کے ان کو قتل کر دیا بعض کہتے ہیں۔ ۶۶ ہجری میں سلمیہ میں قتل ہوئے۔ یہ تعلیق اس حدیث کا حصہ ہے جو ابوداؤد نے ابوالقاسم جدلی سے روایت کی ہے۔ اُنھوں نے کہا : میں نے نعمان بن بشیر کو یہ کہتے سُنا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز میں صفیں سیدھی رکھو اللہ کی نماز میں تم صفیں سیدھی رکھو یا اللہ تعالیٰ تمہارے دل بدل دے گا۔ نعمان بن بشیر نے کہا : میں نے دیکھا کہ نمازی اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے گھٹنا اس کے گھٹنے سے اور ٹخنہ اس کے ٹخنہ سے ملاتا تھا۔

اسماء رجال ۶۹۴ : نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا ذکر حدیث ۴۹ کے اسماء میں ہو چکا ہے ۲ عمرو بن خالد اور زُہیر حدیث ۳۹ کے تحت دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسِي مِنْ وَرَائِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلّٰى وَرَقَدَ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ يُصَلِّي وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

بَابُ الْمَرْأَةُ وَحْدَهَا تُكَوِّنُ صَفًّا

۶۹۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمِّي خَلْفَنَا أُمُّ سُلَيْمٍ

باب — جب مرد امام کے بائیں کھڑا ہو اور امام اسے دائیں طرف سے اپنے پیچھے سے پھیر دے تو اس کی نماز تام ہے

۶۹۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات نماز پڑھی اور میں آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیچھے سے میرا سر پکڑا اور مجھے اپنی داہنی طرف کر دیا، آپ نے نماز پڑھی اور سو گئے پھر آپ کے پاس مؤذن آیا۔ آپ اٹھے اور نماز فجر پڑھی اور وضو نہ فرمایا۔

۶۹۵ — شرح : حدیث نمبر ۶۶۸ کے باب کا عنوان یہ ہے کہ جب کوئی شخص امام کی بائیں طرف کھڑا ہو اور امام اُسے پھیر کر دائیں طرف کرے تو دونوں کی نماز فاسد نہ ہوگی" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "تَمَّتْ صَلٰوتُہٗ" میں ضمیر کا مرجع امام اور مقتدی دونوں ہو سکتے ہیں۔ بہر حال امام کا مقتدی کو پیچھے سے دائیں طرف کرنا اور مقتدی کا اس طرف پھر جانا عمل قلیل ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی" داؤد بن عبد الرحمٰن کی کنیت ابو سلیمان ہے وہ مکی ہیں ان کا والد نصرانی عطار تھا وہ اپنے بیٹوں کو قرآن مجید اور علماء کے پاس بیٹھنے کی رغبت دلایا کرتا تھا" امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے داؤد سے بڑھ کر کوئی شخص پرہیزگار نہیں دیکھا" ۱۶۵ ہجری میں ان کی وفات ہوئی "

marfat.com

Marfat.com

باب تنہا عورت صف ہو سکتی ہے

۶۹۶ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں اور یتیم نے اپنے گھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے تھی !

۶۹۶ شرح : صف کا مفہوم تعدد کو چاہتا ہے اور ایک شخص صف نہیں ہو سکتا مگر باب کے عنوان سے مراد یہ ہے کہ عورت مردوں کی صف میں کھڑی نہ ہو بلکہ تنہا کھڑی ہو وہ صف کا حکم رکھتی ہے یا عورت سے مراد اس کی جنس ہے تو معنیٰ یہ ہوگا کہ عورتیں جو مردوں سے ملی جلی نہ ہوں وہ صف ہو سکتی ہے ! حدیث شریف میں ام سلیم رضی اللہ عنہا انس اور یتیم کے پیچھے اکیلی کھڑی تھی اس نے وہ صف کا حکم رکھتی تھی ،، معلوم ہوا کہ عورتیں مردوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہیں لیکن وہ آخری صفوں میں کھڑی ہوں ،، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو مؤخر رکھو جہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو مؤخر رکھا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو حکم فرمایا کہ وہ عورتوں کو مؤخر کریں لہٰذا اگر کوئی عورت نماز میں مرد کے برابر کھڑی ہوگئی تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ ان کو مؤخر کرنے میں مرد مامور ہیں اور جب انھوں نے تاخیر کو ترک کیا جو ان پر فرض ہے تو ان کی نماز فاسد ہوگی ، عورت کی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ وہ فرض کی تارک نہیں ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مقتدی دو ہوں تو امام آگے کھڑا ہو ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ امام درمیان میں کھڑا ہو ، اسی کو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے ۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو مقتدی امام کے پیچھے کھڑے ہوں جیسا کہ مذکور حدیث کا مدلول ہے ۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ انہوں نے علقمہ اور اسود کو درمیان میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائی ،، کا جواب یہ ہے کہ ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی یا جگہ تنگ تھی یا کوئی عذر تھا ۔

ابن بطال مالکی نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونے والے کی نماز درست ہے کیونکہ جب عورت اکیلی صف کے پیچھے کھڑی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے جیسا کہ حدیث کا مدلول ہے تو مرد کی نماز بطریق اولیٰ صحیح ہے ، اور اوسط میں ابوہریرہ کی حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صف میں اکیلا کھڑا دیکھا تو اسے فرمایا نماز کا اعادہ کرو ،، کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ امر استحبابی تھا وجوب کے لئے نہ تھا ،، امام ابو حنیفہ ، مالک اور شافعی رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے کہ نماز جائز ہے اور وابصہ بن معبد کی حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو امام کے پیچھے اکیلا نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا نماز لوٹاؤ ، تمہاری نماز نہیں ہوئی ثابت نہیں ۔ ابن حزم کہتا ہے کہ اس میں اضطراب ہے ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی سند میں اختلاف ہے اور علی بن شیبان کی حدیث کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دہراؤ ،، کے راوی ؛

؛ مشہور نہیں ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يَمِيْنَةِ الْمَسْجِدِ وَالْإِمَامِ

۶۹۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ نَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ نَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُمْتُ لَيْلَةً أُصَلِّيْ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدِيْ أَوْ بِعَضُدِيْ حَتّٰى أَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَقَالَ بِيَدِهٖ مِنْ وَّرَائِيْ

باب مسجد اور امام کی داہنی جانب

۶۹۷ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ایک رات اُٹھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں طرف نماز پڑھنا شروع کی آپ نے میرا ہاتھ یا بازو (راوی کو شک ہے) پکڑا حتی کہ مجھے اپنی داہنی طرف کھڑا کر دیا یا ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ میرے پیچھے سے گھوم آؤ،،

۶۹۷ شرح : جب مقتدی امام کی داہنی طرف ہوگا تو یقیناً مسجد کی دائیں طرف ہوگا،، مذکور حدیث میں اگرچہ مسجد کی دائیں طرف کھڑا ہونے کی فضیلت اس وقت ہے جبکہ مقتدی ایک ہو، مقتدی زیادہ ہونے کی صورت میں یہ ظاہر نہیں،، مگر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ترجمۃ الباب کی وضع حدیث کے مطابق رکھی ہے،، مقتدی زیادہ ہوں تو مسجد اور امام کی دائیں طرف کی فضیلت نسائی کی حدیث سے ظاہر ہے جو اُنھوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہمیں محبوب تھا کہ آپ کی داہنی طرف کھڑے ہوں،، اور جو ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ مسجد کی بائیں جانب خالی رہتی ہے تو آپ نے فرمایا جس نے مسجد کی بائیں جانب کو آباد کیا اس کے لئے دوگنا ثواب لکھا جاتا ہے،، اس کے اسناد میں کلام ہے اور صحیح ہونے کی صورت میں وہ حدیث براء کی حدیث کے معارض نہیں کیونکہ وہ ایک عارضہ کے باعث ہے جو اس کے زائل ہونے کی صورت میں زائل ہو سکتا ہے،، اگر یہ کہا جائے کہ پہلے گزرا ہے کہ ابن عباس نے کہا آپ نے میرا سر پکڑا جب کہ اس حدیث میں اس طرح ذکر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں وقت کا اختلاف ہے۔ واقعہ واحد ہونے کی صورت میں جواب یہ ہے کہ آپ نے پہلے ابن عباس کا سر پکڑا پھر ہاتھ یا بازو پکڑا۔ لہٰذا حدیثوں میں تعارض نہیں۔

اسماء رجال ۶۹۶ : اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ انصاری ہیں وہ اپنے چچا انس سے روایت کرتے ہیں حدیث ۶۵ کے اسماء میں ان کے حالات ضبطِ تحریر ہو چکے ہیں۔

ع ۲ اُمّ سُلَیم ان کی کنیت مشہور ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ إِذَا كَانَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَبَيْنَ الْقَوْمِ حَائِطٌ أَوْ سُتْرَةٌ

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ تُصَلِّيَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ نَهْرٌ وَقَالَ أَبُو مِجْلَزٍ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا طَرِيقٌ أَوْ جِدَارٌ إِذَا سَمِعَ تَكْبِيرَ الْإِمَامِ

٦٩٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ عَبْدَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فِي حُجْرَتِهِ وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيرٌ فَرَأَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ أُنَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحُوا فَتَحَدَّثُوا بِذَلِكَ فَقَامَ اللَّيْلَةَ الثَّانِيَةَ فَقَامَ مَعَهُ أُنَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ صَنَعُوا ذَلِكَ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ جَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَخْرُجْ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ النَّاسُ فَقَالَ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ

اسماء رجال ٦٩٧ : ثابت بن یزید بصری ہیں ١٦٩ ہجری میں فوت ہوئے عاصم حدیث ١٦٩ اور شعبی حدیث ٩ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

باب ـ جب امام اور لوگوں کے درمیان دیوار یا سترہ ہو

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا اس میں حرج نہیں کہ تو نماز پڑھے حالانکہ تیرے اور امام کے درمیان چھوٹی نہر ہو، ابو مجلز نے کہا امام کی اقتداء کرے اگرچہ دونوں کے درمیان راستہ یا دیوار ہو جبکہ امام کی تکبیر سنے،

٦٩٨ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنے حجرہ شریف میں نماز پڑھتے، جبکہ حجرہ کی دیوار بہت چھوٹی تھی لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم شریف دیکھا تو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صَلٰوةِ اللَّيْلِ

۶۹۹ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ نَا ابْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ قَالَ نَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهٗ حَصِيْرٌ يَبْسُطُهٗ بِالنَّهَارِ فَيَحْتَجِرُهٗ بِاللَّيْلِ فَثَابَ اِلَيْهِ نَاسٌ فَصَفُّوْا وَرَآءَهٗ

وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے صبح ہوئی تو لوگوں نے اس کا تذکرہ کیا پھر آپ دوسری رات کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ کچھ لوگ نماز پڑھنے لگے دو یا تین راتیں اُنھوں نے اس طرح کیا حتیٰ کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور باہر تشریف نہ لائے جب صبح ہوئی تو لوگوں نے اس کا ذکر کیا تو فرمایا مجھے خوف ہوا کہ تم پر رات کی نماز فرض نہ ہو جائے۔

۶۹۸ــ **شرح** : یعنی جب امام اور لوگوں کے درمیان دیوار یا سترہ وغیرہ ہو تو جائز ہے۔ مالکیہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر امام اور مقتدیوں کے درمیان راستہ یا چھوٹی نہر ہو تو حرج نہیں اسی طرح قریب قریب کشتیاں رکھی ہوئی ہوں اور ایک امام ہو تو اقتداء صحیح ہے۔ علماء کی دوسری جماعت اس کے خلاف ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جب امام اور لوگوں کے درمیان راستہ یا دیوار یا چھوٹی نہر ہو تو اقتداء درست نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر راستہ میں صفیں ملی ہوئی ہوں تو اقتداء جائز ہے ورنہ نہیں، چونکہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِذَا کا جواب ذکر نہیں کیا۔ امام حسن بصری نے کہا اگر درمیان میں چھوٹی نہر ہو تو اقتداء جائز ہے بڑی نہر اس سے مانع ہے اگر امام اور لوگوں کے درمیان چھوٹی دیوار ہو اور امام کی تکبیر سُنی جاتی ہے تو اقتداء جائز ہے احناف کے نزدیک امام اور لوگوں کے درمیان چھوٹی سی نہر ہو یا چھوٹی سی دیوار ہو جو امام کی آواز سُننے سے مانع نہ ہو یا چھوٹا سا راستہ ہو جس سے صرف لوگ ہی گزر سکتے ہوں تو اقتداء جائز ہے۔

اسماء رجال : ۱ــ ابو مجلز بن حُمید سندوسی بصری مروزی ہیں۔ وہ تابعی ۱۰۶ ہجری میں فوت ہوئے ۲ــ محمد سلام ۳ــ عبدہ حدیث ۱۹ کے اسناد میں مذکور ہیں ۴ــ عمرو حدیث ۲۲۲ کے اسناد میں مذکور ہیں

باب ــ رات کی نماز

۶۹۹ــ ترجمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

۷۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ حَصِيرٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى فِيهَا لَيَالِيَ فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ قَدْ عَرَفْتُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ وَقَالَ عَفَّانُ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ عَنْ بُسْرٍ عَنْ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی ایک چٹائی تھی جس کو دن میں بچھایا کرتے تھے اور رات کو اس سے پردہ بنا لیتے تھے۔ چند لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے اور انھوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی!

۶۹۹ — شرح : یہ تمام ابواب صفوں کے بارہ میں ہیں اس میں مذکور عنوان کو یہاں ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں ،، البتہ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی سے رات کو پردہ بنا لیتے تھے تو جو لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اس کی صورت دیوار کے پیچھے نماز جیسی ہوتی تھی ،، اور حدیث کی ترجمہ سے مناسبت ،، فَصَفُّوا وَرَاءَهُ ،، میں ہے کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لوگوں کا صف بنانا رات کی نماز میں تھا ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ع۶۹۸ حدیث میں حجرہ سے مراد یہی چٹائی ہے جس سے رات کو حجرہ کی طرح بنا لیتے تھے ،، یہ حدیث اس کی تفسیر ہے ،، اور حدیث ع۷۰۰ میں اتَّخَذَ حُجْرَةً اس چٹائی سے حجرہ بنایا تھا یہ بھی اس حدیث کی تفسیر ہے۔

(اس حدیث کے تمام راوی کتاب الایمان اور کتاب العلم میں مذکور ہیں)

۷۰۰ — ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ بنایا بسر بن سعید نے کہا میرا گمان ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رمضان میں چٹائی سے حجرہ بنایا اور چند راتیں اس میں نماز پڑھیں اور آپ کے اصحاب سے چند لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ کو ان کا علم ہوا تو آپ بیٹھنے لگے ۔ پھر آپ ان کی طرف باہر

marfat.com
Marfat.com

تشریف لائے اور فرمایا جو کچھ میں نے تمہاری حرص کو دیکھا اسے جانا ہے اے لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو! کیونکہ فرض نماز کے سوا آدمی کی نماز اپنے گھر میں افضل ہے،، عفان نے کہا ہمیں وُہیب نے خبر دی۔ اُنھوں نے کہا کہ ہمیں مُوسی نے خبر دی کہ میں نے ابوالنضر کو بُسر سے روائت کرتے ہوئے سُنا کہ اُنھوں نے زید سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی

۷۰۰ شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز کی وجہ سے نہ فرمایا کہ میں نے تراویح کی نماز ادا کرنے پر تمہاری حرص کو پہچانا ہے،، بلکہ یہ اس لئے فرمایا کہ آپ کے تشریف نہ لانے کی وجہ سے اُنھوں نے آوازیں بلند کیں اور اونچی اونچی تسبیح کہی بعض نے یہ گمان کرتے ہوئے کہ آپ سو رہے ہیں دروازہ کو ادب سے کھٹکھٹایا،،

اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ نفلی نماز مسجد کی نسبت گھر میں افضل ہے حتیٰ کہ تینوں مساجد بھی اس عموم میں داخل ہیں۔ ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ زید بن ثابت سے روائت کی کہ فرض نماز کے سوا آدمی کی نماز میری مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے،، لہٰذا مسجدِ نبوی میں اگر نفلی نماز پڑھیں تو ہزار نماز کا ثواب ہوتا ہے،، تو عمومِ حدیث کے اعتبار سے جب اِسے گھر میں پڑھے تو ایک ہزار نماز سے افضل ہوگی۔ یہی حکم مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ کا ہے،، مگر عمومِ حدیث سے عیدین، استسقاء اور کسوف کی نمازیں مستثنیٰ ہیں جو باجماعت پڑھی جاتی ہیں وہ گھر سے باہر اکمل ہیں اور عورتوں کا گھر ہی میں پڑھنا افضل ہے،، نوافل گھر میں پڑھنے حکمت یہ ہے کہ ریاکاری کا گمان نہیں ہوتا اور گھر میں برکت ہوتی ہے اس میں اللہ کریم کی رحمت نازل ہوتی ہے اور شیطان دُور ہوتا ہے۔

نماز تراویح بیس رکعات ہیں

نماز تراویح میں اصل سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں عشاء کے بعد گھر سے باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بیس رکعات پڑھائیں۔ دوسری رات لوگ جمع ہُوئے تو آپ باہر تشریف لائے اور انہیں نماز پڑھائی جب تیسری رات ہُوئی تو بہت لوگ جمع ہوگئے اور آپ باہر تشریف نہ لائے اور فرمایا میں نے تمہارا اجتماع دیکھا تھا، لیکن اس خوف کے پیشِ نظر کہ تم پر یہ نماز فرض ہو جائے گی باہر نہ آئے پھر لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر لوگوں نے کچھ سُستی کی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک امام اُبَیّ بن کعب کی اقتداء میں جمع کیا وہ انہیں پانچ ترویحات نماز پڑھاتے تھے۔ اور ہر دو ترویحوں کے درمیان کچھ بیٹھتے تھے۔ تراویح ترویحہ کی جمع ہے یہ مصدر ہے۔ ابوسعید نے کہا ترویحہ نام اس لئے ہے کہ لوگ ہر چار رکعتوں کے بعد آرام کرتے ہیں۔ یہاں ہر چار رکعات کو ترویحہ کہتے ہیں تو پانچ ترویحات بیس رکعتیں ہوتی ہیں۔ احناف اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ عمر فاروق اور علی المرتضیٰ کی اتباع کرتے ہوئے چھتیس رکعتیں پڑھتے تھے لیکن یہ غیر مشہور

marfat.com

Marfat.com

ہے اور احناف و شافعی کا مسلک صحابہ اور تابعین میں مشہور ہے۔ دراصل مدینہ منورہ والے ہر چار رکعات کے بعد علیحدہ علیحدہ چار نفل پڑھتے تھے جو پانچ ترویحات میں سولہ رکعتیں ہوتی ہیں۔ اس طرح چھتیس رکعتیں ہوتی ہیں۔ مدینہ منورہ والوں میں یہ عمل معروف ہے جیسے اہلِ مکہ ہر چار رکعت کے بعد بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔ ہر شہر میں لوگوں کا مختار معمول بہ ہوتا ہے بعض لوگ تسبیح پڑھتے ہیں بعض ذکر کرتے ہیں بعض خاموشی سے انتظار کرتے ہیں۔ یہ انتظار مستحب ہے کیونکہ ترویحہ راحت سے ماخوذ ہے۔ لہٰذا آرام کے لئے ہر چار رکعات کے بعد انتظار مستحب ہے۔ شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ مذکور تین راتوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعتیں پڑھی تھیں۔ اس کے بعد عمر فاروق کے زمانہ تک لوگ علیحدہ علیحدہ پڑھتے رہے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک امام کی اقتداء میں جمع کیا اور بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ امام ابن ہمام نے کہا ابن شیبہ، طبرانی اور بیہقی نے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی ہے۔ وہ ضعیف ہے، لیکن قابلِ غور تو یہ بات ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت مقرر کیں اور کسی صحابی نے ان کی تعیین پر اعتراض نہ کیا بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا پھر اب تک اسی پر عمل ہوتا آرہا ہے حالانکہ غیر نبی کو تعدادِ رکعات اور مقادیر زکوٰۃ کی تعیین کا قطعاً حق نہیں معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیس رکعات معین کرنے کا اصل ابن ابی شیبہ کی حدیث ہے۔ امام ابن ہمام کے نزدیک حدیث کے ضعیف ہونے کو یہ لازم نہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی ضعیف ہے۔ پھر تمام صحابہ کرام کا اس پر عمل اس کی تقویت کرتا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ "یعنی تم میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو اور خلفاء راشدین بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً "یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے ان میں سے آٹھ نفل اور تین وتر تھے" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ آٹھ رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نماز تہجد کی نماز ہے جو آپ کی خصوصیت تھی۔ شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ صحیح آنست کہ آنچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بگزارد ہماں نماز تہجد وے بود کہ یازدہ رکعت باشد" یعنی صحیح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو نماز پڑھتے تھے وہ آپ کی تہجد تھی جو گیارہ رکعات تھیں۔ اگر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو رمضان میں نمازِ تراویح پر محمول کیا جائے تو لازم آئے گا کہ نمازِ تراویح ہم پر فرض ہو کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس عمل پر دوام فرمائیں وہ امت پر فرض ہوتا ہے۔ اسی لئے آپ تیسرے یا چوتھے روز نماز پڑھنے مسجد میں تشریف نہ لاتے تھے۔ لہٰذا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا مقتضیٰ تہجد کی نماز ہے۔ علاوہ ازیں لفظِ تراویح کا مقتضیٰ یہ ہے کہ کم از کم تین ترویحات ہوں جو چھ کا مدلول ہے۔ اس اعتبار سے بھی نماز تراویح آٹھ رکعات نہیں ہوتی" کتاب الصوم میں بھی اس کے متعلق کچھ بیان ہوگا۔

٭ انشاء اللہ تعالیٰ!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِیْجَابِ التَّکْبِیْرِ وَافْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ

۷۰۱ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْاَنْصَارِیُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکِبَ فَرَسًا فَجُحِشَ شِقُّہُ الْاَیْمَنُ وَقَالَ اَنَسٌ فَصَلّٰی لَنَا یَوْمَئِذٍ صَلٰوۃً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَھُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّیْنَا وَرَآءَہٗ قُعُوْدًا ثُمَّ قَالَ لَمَّا سَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا صَلّٰی قَائِمًا فَصَلُّوْا قِیَامًا وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ

باب نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر کا وجوب

۷۰۱ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے اور آپ کی دائیں کروٹ پر چوٹ آگئی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا اس روز آپ نے ہمیں نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی پھر فرمایا جبکہ سلام پھیرا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، جب وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو جب وہ رکوع کرے تم رکوع کرو جب وہ رکوع سے اُٹھے تم بھی اُٹھو جب وہ سجدہ کرے تم سجدہ کرو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، کہے تم رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ، کہو۔

۷۰۱ ـــ شرح : وافتتاح الصلوٰۃ، میں واو لام تعلیل کے معنی میں ہے یہ بھی احتمال ہے کہ واؤ مع کے معنی میں ہو یا جارہ کے معنی میں ہو۔ ہر تقدیر پر معنی واضح ہے اور مذکور استعمال شائع ہے، باب کے عنوان میں "ایجاب" وجوب کے معنی میں ہے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ شرط ہے اور امام مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے نزدیک رکن ہے، بایں ہمہ جمہور ائمہ کرام اس کے وجوب کے قائل ہیں اور نماز میں باقی تکبیرات واجب نہیں، امام ابوحنیفہ اور محمد رضی اللہ عنہما نے کہا جس لفظ میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہو اس کے ساتھ نماز شروع کرنا جائز ہے، کیونکہ تکبیر میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔ قرآن کریم میں ہے: فَلَمَّا رَاَیْنَہٗ اَکْبَرْنَہٗ، ای عَظَّمْنَہٗ، رَبَّکَ فَکَبِّرْ، ای عَظِّمْ، لہٰذا جو لفظ تعظیم پر دلالت کرے اس کے ساتھ نماز میں شروع ہونا جائز ہے کیونکہ خطابات شرعیہ میں اصل یہ ہے کہ اس کے نصوص معلوم و معقول ہوں اور تقلید

marfat.com
Marfat.com

۷۰۲ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ خَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلّٰى لَنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا مَعَهٗ قُعُوْدًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ اِنَّمَا الْاِمَامُ اَوْ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا

خلافِ اصل ہے اس کی تفصیل اصولِ فقہ میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى" اللہ کا نام ذکر کیا اور نماز شروع کی اور عمومِ ذکر اللہ اور رحمٰن اسماء کو شامل ہے۔ لہٰذا الرحمٰن اعظم" کہنا جائز ہے جیسا اللہ اکبر کہنا جائز ہے"، جبکہ یہ دونوں ذکر میں برابر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا"، اللہ تعالیٰ کے سب نام اچھے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارو"، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہُوا ہے کہ کافروں سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ"، کہیں لہٰذا جس نے لا الہ الا الرحمٰن یا الا العزیز کہا وہ مسلمان ہے جب ایمان جو عقائد میں اصل ہے میں یہ جائز ہے تو فروع میں بطریق اولیٰ جائز ہے شعبی نے کہا اللہ تعالیٰ کے جس نام سے نماز شروع کریں جائز ہے۔ ابراہیم نخعی نے کہا تسبیح و تکبیر اور تہلیل سے نماز شروع کرنا جائز ہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا نماز شروع کرتے وقت صرف اللہ اکبر ہی جائز ہے۔ شافعی کے نزدیک اللہ الاکبر بھی جائز ہے"، امام ابو یوسف نے کہا ہاں ہمہ اللہ الکبیر بھی جائز ہے"، حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ حدیث ع ۷۰۲ میں ہے"، واذا کبر فکبروا"، یہ لفظ اس حدیث میں مقدر ہے کیونکہ واذا رکع فارکعوا"، کا مقتضیٰ یہ ہے کہ پہلے ہو لہٰذا اس حدیث میں تکبیر مقدر ہے اور مقدر ملفوظ جیسا ہوتا ہے چونکہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ دونوں حدیثیں تکبیر کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں جو باب کا پہلا جزء ہے اور نماز کی ابتداء میں تکبیر اسے شروع کرنے کے لئے ہوتی ہے لہٰذا باب کے دوسرے جزء پر بھی حدیث کی التزاماً دلالت ہے"، اس طرح باب کے ہر دو عنوان پر حدیث کی دلالت ہے۔ یاد رہے کہ دراصل یہ حدیث اور اس کے بعد والی حدیثیں ایک ہی حدیث ہے اس کے علاوہ باقی تکبیرات اور تحمید بالاجماع واجب نہیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اسماء رجال : عبد الاعلیٰ بن حماد حدیث ع ۲۸۲ ع ۲ وُھَیب حدیث ع ۸۲ ع ۳ ابو النضر حدیث ع ۲۰۱ ع ۴ بسر حدیث ع ۴۵۵ ع ۵ یزید انصاری خزرجی کاتب وحی تھے۔ حدیث ع ۳۱۶ کا باب کے اسماء میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۷۰۳ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ

---

۷۰۲ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے اور چوٹ آگئی اور ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی پھر آپ نماز سے پھرے اور فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو جب رکوع کرے تم رکوع کرو جب سر اُٹھائے تم سر اُٹھاؤ جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ، کہے تم "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہو جب وہ سجدہ کرے تم سجدہ کرو!

۷۰۲ ـــ شرح : اِس حدیث میں "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" ، واؤ کے بغیر ہے پہلی حدیث ۷۰۱ میں واؤ کے ساتھ ہے بعض علماء نے اس کو افضل کہا ہے کیونکہ یہ اصل میں "رَبَّنَا حَمِدْنَاكَ وَلَكَ الْحَمْدُ" تھا اس میں حمد کا تکرار ہے، پھر لفظ "رَبَّنَا" کا پہلے کلام سے تعلق نہیں کیونکہ یہ کلام مقتدی کا ہے اور پہلا کلام امام کا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے : فَقُوْلُوْا ، لہٰذا یہ ابتدائی کلام ہے "وَلَكَ الْحَمْدُ" ، اس سے حال واقع ہے تو معنی یہ ہوگا "اَدْعُوْكَ وَالْحَالُ اَنَّ الْحَمْدَ لَكَ وَلَا لِغَيْرِكَ" یعنی میں تجھ سے دُعاء کرتا ہوں جبکہ حمد کا تو ہی مالک ہے اور کوئی نہیں ، اور اس کا "اَدْعُوْكَ" پر عطف جائز نہیں کیونکہ یہ جملہ انشائیہ ہے اور وہ خبریہ ہے ، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہے اور مقتدی "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" کہے گا ، یہی تقسیم کا مقتضیٰ ہے جیسا کہ احناف کا مذہب ہے ، نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ امام کی متابعت واجب ہے لہٰذا امام کی تکبیر تحریمہ کے بعد مقتدی تکبیر کہے اگر امام کے فارغ ہونے سے پہلے مقتدی نے تکبیر کہہ دی تو نماز نہ ہوگی اسی طرح امام کا رکوع میں شروع ہونے کے بعد مقتدی رکوع کرے اگر امام سے پہلے رکوع کر دیا تو نماز باطل نہ ہوگی مگر اس میں اساءت ہے اگر امام سے پہلے سلام پھیر دیا تو نماز باطل ہو جائے گی!

۷۰۳ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم تکبیر کہو جب رکوع کرے

Marfat.com

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى مَعَ الْاِفْتِتَاحِ سَوَآءً

۷۰۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ اَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ

تم رکوع کرو جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم ربنا لک الحمد کہا کرو جب سجدہ کرے تم سجدہ کرو جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو!

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز بیٹھ کر پڑھی تھی اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پیچھے کھڑے تھے لہٰذا آپ کے آخری فعل سے یہ حدیث منسوخ ہے،، مذکور احادیث میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

باب ۔ نماز شروع کرنے کے ساتھ پہلی تکبیر میں دونوں ہاتھ اُٹھانا،،

۷۰۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اُٹھاتے جبکہ نماز شروع کرتے، اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر مبارک اُٹھاتے تو اسی طرح دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور فرماتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اور سجدوں میں رفع یدین نہ کرتے،،

۷۰۴ — شرح : ساری اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھ اُٹھانا مستحب ہے۔ ابن منذر وغیرہ نے اس پر اجماع ذکر کیا ہے۔ شرح ہدایہ میں ہے پہلے ہاتھ اُٹھائے پھر تکبیر کہے صاحب مبسوط نے کہا ہمارے اکثر مشائخ یہی کہتے ہیں،، امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا کندھوں کے برابر ہاتھ اُٹھائیں،، احناف کے نزدیک کانوں کے برابر ہاتھ اُٹھائیں حتی کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کی لو کے برابر ہوں،، اور انگلیوں کے سرے کانوں کے فروع کے برابر ہوں،،

marfat.com
Marfat.com

صحیح مسلم میں مالک بن حویرث سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھ اُٹھاتے حتیٰ کہ وہ کانوں کے برابر ہو جاتے، ایک روائت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فروع کے ہاتھ مبارک ہوتے، اور طحاوی میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ آپ دونوں ہاتھ اُٹھاتے حتیٰ کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کی لو کے قریب ہوتے، یہ تینوں روایات یوں متفق ہوتی ہیں کہ انگوٹھوں کے سرے کانوں کی لو کے محاذی ہوں تو لازماً انگلیوں کے سرے کانوں کے فروع کے برابر اور ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں گی، جیسا کہ امام نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے۔

نماز میں رفع یدین"

اس حدیث سے بعض علماء نے رکوع کو جاتے اور اس سے اُٹھتے وقت رفع یدین پر استدلال کیا ہے اس کے علاوہ اور بھی احادیث سے اس مسئلہ پر وہ استدلال کرتے ہیں ہم ان کو اور ان کے جوابات تفصیلاً ذکر کرتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور دیگر ائمہ کرام رضی اللہ عنہم صرف تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کے قائل ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے جیسا کہ مشہور ہے اکثر صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ دس صحابہ کرام جن کے جنتی ہونے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی وہ بھی صرف تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود، جابر بن سمرہ، براء بن عازب، عبداللہ بن عمر اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم تکبیر تحریمہ کے سوا نماز میں رفع یدین نہ کرتے تھے، **ابوداؤد**، ابوداؤد نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر تحریمہ کہتے تو دونوں ہاتھ اُٹھاتے حتیٰ کہ آپ کے دونوں انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہوتے پھر رفع یدین نہ فرماتے، اس حدیث کو طحاوی، ابن ابی شیبہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ **جرح**" ابوداؤد نے کہا اس حدیث کو ہشیم اور خالد ابن ادریس نے یزید بن ابی زیاد سے اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اُنھوں نے براء بن عازب سے روایت کیا اور **ثم لا یعود**، کا ذکر نہ کیا، **خطابی**، نے کہا شریک کے سوا کسی نے **لا یعود**، کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ ابوعمر نے کہا اس حدیث میں یزید متفرد ہے۔ حفاظ نے ان سے اس حدیث کی روائت کی اور کسی نے **لا یعود**، ذکر نہ کیا، **بزار**، نے کہا رفع یدین میں یزید کی حدیث صحیح نہیں اور **عباس**، دوری نے یحییٰ بن معین سے ذکر کیا کہ اس حدیث کا اسناد صحیح نہیں، **امام احمد بن حنبل** نے کہا یہ حدیث کمزور ہے اور خود یزید یہ حدیث روائت کرتے اور **ثم لا یعود**، کو ذکر نہ کرتے پھر جب ان کو یاد کرایا جاتا تو **لا یعود**، کو ذکر کرتے۔ علماء کی دوسری جماعت نے کہا کہ یزید آخر میں متغیر ہو گئے تھے اور یاد کرانے سے ذکر کرتے تھے، اسی لئے ابوداؤد نے کہا کہ براء بن عازب کی حدیث صحیح نہیں"

"**جواب**"، ابن عدی نے کامل میں کہا کہ براء بن عازب کی حدیث کو ہشیم، شریک اور ان کے ساتھ علماء کی جماعت نے یزید سے اس کے اسناد کے ساتھ ذکر کیا، اور اُنھوں نے **لا یعود** کو ذکر کیا معلوم ہوا کہ یزید **لا یعود** کی زیادتی میں متفرد نہیں لہٰذا خطابی کا کہنا کہ شریک کے سوا **لا یعود** کسی نے ذکر نہیں کی ساقط ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ یزید ضعیف ہے اس کی روایت کی یہ کیسے زیادتی صحیح ہو سکتی ہے

marfat.com
Marfat.com

عبدالرحمٰن نے بھی اس کی ابن ابی شیبہ سے روائت کی ہے۔ اسی طرح طحاوی نے بھی اسی کو ذکر کیا ہے لہٰذا یزید یہ روائت کرنے میں متفرد نہیں اس کی متابعت کی گئی ہے خود یزید بھی ثقہ ہے۔ علامہ عجلی نے اس کی حدیث کو جائز کہا ہے اور یعقوب بن سفیان نے کہا اگرچہ یزید کا حال متغیر ہونے کی وجہ سے اس میں کلام کیا گیا ہے مگر اس کا قول مقبول ہے جبکہ وہ عادل ثقہ ہے،، ابوداؤد نے کہا کسی نے یزید کی حدیث ترک نہیں کی اور اس کا غیر مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے (عینی)

کتاب الثقات میں ابن شاہین نے کہا احمد بن صالح نے کہا یزید ثقہ ہے،، جو کوئی اس میں کلام کرے وہ ہمیں پسند نہیں۔ ابن خزیمہ نے اس کی حدیث اپنی صحیح میں ذکر کی ہے۔ ساجی نے اسے صدوق کہا ہے۔ اسی طرح ابن حبان نے ذکر کیا،، بخاری نے اس کو بطور استشہاد ذکر کیا ہے۔ لہٰذا اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یزید کبھی تو بعض حدیث ذکر کرتے تھے اور کبھی پوری حدیث کی روائت کرتے تھے،، یا کبھی بھول جاتے تھے پھر یاد کر لیتے تھے" پس ابوداؤد کا اس حدیث کو لیس بصحیح،، کہنا صحیح نہیں،، جن علماء نے رفع الیدین،، کی حدیث کی روائت کی ہے وہ ابتداء اسلام پر محمول ہے پھر منسوخ ہوگئی،، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں رکوع کو جاتے اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتا تھا تو اس سے کہا سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں پہلے رفع یدین کیا کرتے تھے پھر اسے ترک کر دیا،، طحاوی نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی وہ تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہ کرتے تھے۔ پھر انھوں نے کہا یہ عبداللہ بن عمر ہیں جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسے ترک کر دیا یہ اسی لئے تھا کہ ان کے نزدیک رفع یدین کا نسخ ثابت ہو چکا تھا۔ اس روائت کو ابن ابی شیبہ نے بھی مصنف میں ذکر کیا ہے،، کہ مجاہد نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا وہ نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے،، اور طاؤس نے جو روائت کی ہے کہ انھوں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا وہ نماز میں رفع یدین کرتے تھے۔ مضر نہیں کیونکہ عبداللہ بن عمر کا یہ فعل اس وقت تھا جبکہ ان کو حدیث کا نسخ معلوم نہ تھا پھر جب ان کو نسخ کا یقین ہوگیا تو رفع یدین نماز میں ترک کر دیا۔

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ،، کی حدیث میں نماز میں رفع یدین کرنا ثابت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابوداؤد نے یہ حدیث کئی طریقوں سے ذکر کی ہے۔ امام احمد بن حنبل کی روائت میں رکوع کو جاتے اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین کا ذکر نہیں،، اور جس طریق سے رفع یدین کا ذکر ہے اس میں عبدالحمید بن جعفر ہے اور وہ ضعیف ہے علماء نے اس میں طعن کی ہے لہٰذا اس کی حدیث حجت نہیں ہو سکتی،، اور مسلم کے راویوں میں ان کا شمار ہونے سے یہ لازم نہیں کہ وہ دوسروں کے نزدیک ضعیف نہ ہو،، اگر عدم ضعف تسلیم بھی کر لیں تو یہ حدیث دوسری جہت سے معلول ہے وہ یہ کہ محمد بن عمر اور ابن عطاء نے یہ حدیث ابو حمید ساعدی سے نہیں سنی اور نہ ہی ابو قتادہ وغیرہ سے سنی ہے؛ کیونکہ وہ ولید بن یزید بن عبدالملک کی خلافت میں ۱۲۵ ہجری میں فوت ہوگئے

marfat.com
Marfat.com

تھے اسی لئے ابن حزم نے کہا عبدالحمید بن جعفر نے محمد بن عمر اور ابن عطاء سے روائت کرنے میں وہم کیا ہے،، اور بخاری کا اپنی تاریخ میں یہ کہنا کہ اُس نے ابو حمید ساعدی سے سُنا ہے جیسا کہ بیہقی نے معرفت میں ذکر کیا ہے مُضر نہیں کیونکہ شعبی نے کہا ہے کہ اس کا سماع ابو حمید سے ثابت نہیں اور وہ اس باب میں حجت ہے۔

ابو ھُریرہ رضی اللہ عنہ،، سے ابن ماجہ میں مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز شروع کرتے تو کندھوں کے برابر ہاتھ اُٹھاتے اور جب رکوع و سجود کرتے تو رفع یدین کرتے،، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اسماعیل بن عیاش کے طریق سے مروی ہے اس کی غیر شامیوں سے روائت مجوزین کے نزدیک بھی حجت نہیں۔ نسائی نے کہا اسماعیل ضعیف ہے جبکہ ابن حبان نے اس کو حدیث میں کثیر الخطاء کہا ہے ابن خزیمہ نے کہا اسماعیل کی حدیث حجت نہیں (عینی)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں رکوع کو جاتے اور اس اُٹھتے وقت کانوں کے برابر ہاتھ اُٹھاتے جیسا کہ ابو داؤد اور نسائی نے ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود سے روائت کی کہ اُنھوں نے تکبیر تحریمہ کے سوا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی رفع یدین کرتے نہیں دیکھا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سیّد عالم کے افعال کو وائل سے زیادہ سمجھتے ہیں وہ مہاجر ہیں قدیم الاسلام ہیں ان کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف بہت زیادہ حاصل ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند تھا کہ آپ کے اقوال و افعال مہاجر محفوظ کریں وائل بن حجرہ ۹ھ ہجری کو مدینہ منورہ میں مسلمان ہوئے ان دونوں کے اسلام میں ۲۲ سال کا وقفہ ہے اسی لئے ابراہیم نخعی نے مغیرہ سے کہا جبکہ مغیرہ نے کہا کہ وائل نے خبر دی ہے کہ اُنھوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع کو جاتے اور اس سے اُٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا،، کہ اگر وائل نے ایک بار دیکھا ہے تو عبداللہ بن مسعود نے پچاس بار دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے سوا نماز میں رفع یدین نہ فرماتے تھے،، ابراہیم نخعی جب عبداللہ بن مسعود سے مرسل روایت کرتے ہیں تو جب تک ان کو عبداللہ بن مسعود سے کثیر روایات کے ساتھ یقین نہ ہو جائے وہ ان سے روایت ارسال نہیں کرتے یہ امر مسلّم الثبوت ہے کہ جماعت کی روائت خبرِ واحد سے اقویٰ ہوتی ہے لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ۳۲ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے جبکہ ابراہیم نخعی کی پیدائش پچاس ہجری میں ہوئی لہٰذا ابراہیم کی روائت متصل نہیں۔ **حضرت علی** رضی اللہ عنہ،، سے روائت ہے کہ وہ رکوع کو جاتے اور اس سے اُٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے،، اس کا جواب یہ ہے کہ عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے روایت کی کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہ کرتے تھے۔ طحاوی اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اسے ذکر کیا ہے جبکہ حضرت علی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا اور پھر آپ کے بعد رفع یدین ترک کر دیا تو اس سے ظاہر یہی ہے کہ تکبیر تحریمہ کے سوا نماز میں رفع یدین کا نسخ حضرت علی کے نزدیک ثابت ہو چکا تھا جبھی تو اُنھوں نے اسے ترک کیا تھا،، اور عاصم بن کلیب کی حدیث کا اسناد صحیح ہے اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے (از عینی مختصر)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ

۷۰۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَيَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ

رفع یدین منسوخ ہے،، نماز میں رکوع کو جاتے اور اس سے اُٹھتے وقت رفع یدین کے منسوخ ہونے پر جابر ابن سمرہ کی حدیث ہے۔ امام مسلم نے ”الامر بالسکون فی الصلوٰۃ“ کے باب میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”میرے لئے کیا ہے کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں جیسے سرکش گھوڑے دُم ہلاتے ہیں: نماز میں سکون سے رہو،، اس پر بخاری نے اعتراض کیا کہ صحابہ سلام کے وقت ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے اس سے آپ نے ان کو روکا تھا اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جس حدیث میں سلام کے وقت رفع یدین سے روکا تھا وہ بھی جابر بن سمرہ سے منقول ہے مگر اس میں ”اسکنو فی الصلوٰۃ“ نہیں کیونکہ جب نمازی سلام پھیرے تو نماز سے باہر ہو جاتا ہے۔ ”اسکنو فی الصلوٰۃ“ کے مفہوم کا مصداق نماز سے باہر نہیں ہو سکتا۔ نیز جابر بن سمرہ کی حدیث میں جہاں سلام سے منع کیا گیا وہاں یہ مذکور ہے کہ تم اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتے ہو جیسے سرکش گھوڑے دُم ہلاتے ہیں جب تم سے کوئی سلام پھیرے تو اپنے ساتھی کی طرف منہ کرے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نسائی اور ترمذی نے ذکر کیا ہے۔ ایک روائت میں جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ نماز میں ہم رفع یدین کر رہے تھے۔ فرمایا ان کا کیا حال ہے یہ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں جیسے سرکش گھوڑے دُم ہلاتے ہیں ”اسکنوا فی الصلوٰۃ“ نماز میں سکون سے رہو،، اس سے واضح ہوتا ہے کہ دراصل جابر بن سمرہ سے دو روائتیں ہیں۔ جس روائت میں رفع یدین سے منع کیا اس میں ”اسکنو فی الصلوٰۃ“ ہے، جبکہ دوسری روائت میں جہاں وہ سلام کے وقت ہاتھوں سے اشارہ کرتے تھے صرف اسکنوا فرمایا لہٰذا دونوں حدیثوں کا محل مختلف ہے،، اگر محدث اپنے خیال سے حدیث کو تشہد کے باب میں ذکر کر دے تو ان کا ایسا کرنا حجت نہیں ہو سکتا بلکہ حدیث کے الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے اور الفاظ کے لحاظ سے دونوں حدیثوں

marfat.com
Marfat.com

کا مدلول جُداگانہ ہے۔ لہٰذا بخاری کا اعتراض مضمحل ہے اور اس پر انبساط کا اظہار بیکار ہے۔
امام ترمذی رحمہ اللہ نے حسن حدیث ذکر کی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ اُنھوں نے نماز پڑھی اور تکبیر تحریمہ کے سوا نماز میں ہاتھ نہ اُٹھائے۔ لہٰذا یہ ثابت ہوگیا کہ رکوع کو جاتے اور اس سے اُٹھتے وقت رفع یدین ایک وقت کیا جاتا تھا پھر منسوخ ہوگیا اور منسوخ پر عمل نہیں کیا جاتا اگرچہ وہ صحیح ہو اور عبداللہ بن مبارک کا یہ کہنا کہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرمایا ثابت نہیں مُضر نہیں ہے جبکہ دُوسری روایات اس کی تائید کرتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

باب ۴۰ دونوں ہاتھ اُٹھانا جبکہ تکبیر تحریمہ کہے جب رکوع کرے اور جب رکوع سے اُٹھے

۷۰۵ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ اُٹھاتے حتیٰ کہ وہ آپ کے دونوں کندھوں کے محاذی ہو جاتے یہ اس وقت بھی کرتے جبکہ رکوع جانے کے لئے تکبیر فرماتے اور جب رکوع سے سر مبارک اُٹھاتے تو رفع یدین فرماتے اور فرماتے "سمع اللہ لمن حمدہ" سجدوں میں رفع یدین نہ فرماتے"

۷۰۵ شرح: اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع کو جاتے اور اس سے اُٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ مجاہد نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ وہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے سوا ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رفع یدین ترک کر دینا اس کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ حدیث ۷۰۴ میں بسط کے ساتھ تفصیل گزری ہے۔ ابن ماجہ نے عُمیر بن حبیب لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے مگر اس حدیث کا متن منکر ہے۔
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع اور خفض میں کبھی رفع یدین نہیں کیا۔ مذکور حدیث ۷۰۵ سے ظاہر ہے! کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہ کرتے تھے اور یہ ابن ماجہ کی حدیث کے متضاد ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا عمیر بن حبیب کی حدیث صحیح نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۷۰۶ ۔ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ اَنَّہٗ رَاٰی مَالِکَ بْنَ الْحُوَیْرِثِ اِذَا صَلّٰی کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَ یَدَیْہِ وَحَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَنَعَ ھٰکَذَا

بَابُ اِلٰی اَیْنَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ

وَقَالَ اَبُوْحُمَیْدٍ فِیْ اَصْحَابِہٖ رَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ

۷۰۷ ۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِفْتَتَحَ التَّکْبِیْرَ فِی الصَّلٰوۃِ فَرَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ یُکَبِّرُ حَتّٰی یَجْعَلَھُمَا

---

۷۰۶ — ترجمہ : ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے مالک بن حویرث کو دیکھا کہ اُنھوں نے جب نماز شروع کی تو تکبیر تحریمہ کہی اور دونوں ہاتھ اُٹھائے اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو دونوں ہاتھ اُٹھائے اور جب رکوع سے سر اُٹھایا تو رفع یدین کیا اور خبر دی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیا ہے ،،

۷۰۶ — شرح : قولہ واذا اراد ،، یعنی جب رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو رفع یدین ،، یہ حدیث بھی ابتداءِ اسلام پر محمول ہے پھر منسوخ ہوگئی ،، حدیث ۷۰۴ میں تفصیل گزری ہے

باب کہاں تک ہاتھ اُٹھائے

ابوحمید نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کندھوں کے برابر ہاتھ اُٹھائے

۷۰۷ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں تکبیر شروع کرتے تو تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھ اُٹھاتے حتی کہ ان کو دونوں کندھوں کے برابر لے جاتے ،، اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے تو اس طرح فرماتے اور جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے تو اس طرح کرتے اور فرماتے : رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ ،، جب سجدہ کو جاتے تو اس طرح نہ کرتے اور نہ ہی ؛

؛ جب سجدہ سے سر مبارک اُٹھاتے

marfat.com
Marfat.com

حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَهُ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَهُ وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِيْنَ يَسْجُدُ وَلَا حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ

۷۰۸۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوْبَ وَمُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ مُخْتَصَرًا

۷۰۷۔ شرح: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل اس روایت کے خلاف ہے جیسا کہ حدیث ۷۰۴ میں گزرا ہے لہٰذا یہ حدیث بھی منسوخ ہے۔ اصولِ موضوعہ سے ہے کہ جب راوی اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو وہ حدیث اس کے نزدیک منسوخ ہوتی ہے۔ قولہ وَحَدَّثَ الخ جملہ حالیہ ہے اس کا "رَأٰی" پر عطف نہیں کیونکہ محدث مالک بن جویرث ہیں اور رائی ابو قلابہ ہے۔ امام شافعی اور احمد نے کہا رکوع سے قبل اور بعد نماز میں رفع یدین مستحب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا تکبیر اولیٰ کے سوا مستحب نہیں امام مالک سے بھی مشہور روایت یہی ہے۔

باب ۔ جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو تو رفع یدین کرنا

۷۰۸۔ ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اُٹھاتے، جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو رفع یدین کرتے اور دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے عبداللہ بن عمر نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

marfat.com

Marfat.com

بَابُ وَضْعِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ

۷۰۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ اَبُوْ حَازِمٍ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا يَنْمِيْ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ يُنْمٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَقُلْ يَنْمِيْ

مرفوع کیا ہے۔ اس کی حماد بن سلمہ نے ایوب سے اُنھوں نے نافع سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اس کو ابن طہمان نے ایوب اور موسیٰ بن عقبہ سے مختصر روایت کیا ہے۔

۷۰۸ ـ شرح : امام طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے صحیح اسناد کے ساتھ مجاہد سے روایت کی۔ اُنھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی وہ تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہ کرتے تھے۔ یہ عبداللہ بن عمر ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا پھر آپ کے بعد اسے ترک کر دیا کیونکہ بعد میں ان کو اس کا منسوخ ہونا معلوم ہو گیا تھا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ رفع یدین کرتے تھے پھر جب اس کے منسوخ ہونے کا علم ہوا تو نماز میں رفع یدین ترک کر دیا جیسا کہ امام طحاوی نے ذکر کیا ہے

اسماء رجال ۷۰۶ ع۱ اسحاق بن شاہین واسطی ع۲ خالد بن عبداللہ طحان ع۳ خالد الحذاء تینوں کا ذکر حدیث ع۳۰۵ کے اسماء میں ہو چکا ہے۔ ع۴ ابو قلابہ حدیث ع۱۵ کے اسماء میں ع۵ مالک بن حُویرث حدیث ع۸۶ سے قبل کے اسماء میں مذکور ہیں

اسماء رجال ۷۰۷ : ع۱ ابو حمید ساعدی کا نام عبدالرحمٰن بن ساعدی ہے۔ وہ انصاری مدنی ہیں کہا گیا ہے کہ اُن کا نام مُنذر ہے۔ ان کے نام پر کنیت غالب ہے۔

اسماء رجال ۷۰۸ : ع۱ عیاش بن ولید رقام بصری ہیں اور عبدالاعلیٰ بن حماد کے چچا کے بیٹے ہیں ۲۲۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ حماد بن سلمہ بن دینار بہت بڑے عالم تھے۔ ۱۶۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابن طہمان حدیث ع۴۱۳ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

باب ـ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا

۷۰۹ ـ ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا لوگوں کو حکم دیا گیا تھا کہ نمازی نماز میں داہنا ہاتھ بائیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْخُشُوْعِ فِي الصَّلٰوةِ

۷۱۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ وَاِنِّيْ لَاَرَاكُمْ وَرَآءَ ظَهْرِيْ

۷۱۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِيْ وَرُبَّمَا قَالَ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِيْ اِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ

ہاتھ کی کلائی پر رکھے۔ ابو حازم نے کہا میں نہیں جانتا مگر یہ کہ وہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کرتے ہیں۔ اسماعیل نے کہا اس کو مرفوع کیا جاتا ہے اور یہ نہ کہا کہ وہ مرفوع کرتے ہیں۔

۷۰۹ — شرح : داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر اس طرح رکھے کہ چھنگل اور انگوٹھے سے کلائی کے گھٹنے کا گھیرا کرے،، اکثر مشائخ حنفیہ نے اس کو مستحسن سمجھا ہے،، اور ہاتھوں کو سینہ پر رکھنا یا ناف سے نیچے رکھنا دونوں طرح منقول ہے۔ ابن حزم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف سے نیچے رکھنا رسولوں کے اخلاق سے ہے علیہم الصلوٰۃ والسلام،، قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر قیام جس میں ذکر مسنون ہو۔ اس میں ہاتھ باندھے ورنہ نہ باندھے لہٰذا نماز جنازہ اور دعاء قنوت میں ہاتھ باندھے اور رکوع سے اُٹھتے وقت اور عیدین میں زوائد تکبیرات کے دوران ہاتھ کھلے چھوڑ دے یہی صحیح ہے۔ پھر ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے میں زیادہ تعظیم ہے اور سینہ پر ہاتھ باندھنے میں عورتوں سے مشابہت ہوتی ہے۔

باب نماز میں خشوع کرنا

۷۱۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ میرا قبلہ ادھر ہے اللہ کی قسم تمہارے رکوع اور خشوع مجھ پر

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَا يَقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ

۷۱۲ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

مخفی نہیں اور میں تم کو پس پشت دیکھتا ہوں۔

۷۱۱ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا رکوع وسجود کو خوب درست کرو اللہ کی قسم! میں اپنے بعد دیکھتا ہوں بسا اوقات فرمایا پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں جبکہ تم رکوع وسجود کرتے ہو۔

۷۱۰ — ۷۱۱ — شرح : اس میں شک نہیں کہ نماز میں خشوع وخضوع کو ترک کرنا کمال صلوٰۃ کے منافی ہے۔ لہٰذا نماز میں خشوع مستحب ہے ، واجب نہیں ، قبلہ سے مراد مقابلہ اور مواجہہ ہے یعنی تم یہ گمان نہ کرو کہ میری مواجہت صرف آگے ہے میں تم کو پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں ، اور یہ معنیٰ سیاقِ حدیث سے بعید ہے یعنی گو یہ معنیٰ صحیح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد بھی دیکھتے ہیں مگر یہ معنیٰ حدیث کے سیاق سے بعید ہے (نووی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رکوع وسجود میں نقصان کرنا ممنوع ہے۔ حدیث ۶۸۸ میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

باب تکبیر کے بعد کیا کہے؟

۷۱۲ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِین ، کے ساتھ نماز شروع کرتے تھے ،

۷۱۲ — شرح : یعنی قراءت میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، سے شروع کرتے تھے۔ حدیث میں نماز سے مراد قرأت ہے۔ ترمذی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم الحمد للہ رب العالمین ، سے قرأت شروع کرتے تھے ، اسی طرح نسائی میں ہے طحاوی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ان میں سے میں نے کسی کو نہ سنا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ، بلند آواز سے

marfat.com
Marfat.com

۷۱۳ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِیَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا
قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْكُتُ بَیْنَ التَّكْبِیْرِ
وَبَیْنَ الْقِرَآءَةِ اِسْكَاتَةً قَالَ اَحْسِبُهٗ قَالَ هُنَیَّةً فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْكَاتُكَ بَیْنَ التَّكْبِیْرِ وَبَیْنَ الْقِرَآءَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ
اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ
نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا كَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ
بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ

پڑھتے ہوں ،، ان روایات سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ،، سورۃ فاتحہ کا جزو نہیں اور اسے آہستہ پڑھنا سنت ہے ،، اور جن روایات میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ،، بلند آواز سے پڑھنا منقول ہے ۔ علامہ عینی نے سب کو ضعیف کہا ہے ،، اس کی تفصیل عینی میں بسط سے مذکور ہے ! ساری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کی دونوں طرفوں کے درمیان جو قلم وحی سے مکتوب ہے وہ اللہ کا کلام ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس میں لکھی ہوئی ہے اس لئے یہ اللہ کا کلام ہے اور جب اسے بقصد قرأت نماز میں تلاوت کیا جائے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک نماز ادا ہو جاتی ہے ،، کیونکہ یہ قرآن کی پوری آیت ہے اور جنبی اور حائض پر اس کی تلاوت حرام ہے ،، مگر یہ مستقل آیت ہونے کے باوجود کسی سورت کا جزء نہیں ۔ اور سورتوں کے درمیان فصل کرنے کے لئے ہے ،، اسی لئے جب پہلی سورت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ نازل ہوئی ۔ تو بسم اللہ ،، نہ پڑھی بلکہ بسم اللہ سے پہلے آپ نے پڑھنا شروع کیا اگر اس کا جزء ہوتی تو پہلے یہ پڑھتے واللہ اعلم !

اسماء رجال : عبدالواحد بن زیاد حدیث ۳۵ عمارہ بن قعقاع حدیث ۳۵ ابوزرعہ حدیث ۳۵ کے اسماء میں دیکھیں ۔

توجمہ ۷۱۳ ـــ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان خاموش رہتے ۔ ابوزرعہ نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ ابوہریرہ نے کہا تھوڑا سا (خاموش رہتے) میں نے کہا میرا باپ اور میری ماں آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ ! تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان آپ سکوت فرماتے ہیں (اس میں) کیا پڑھتے ہیں ، آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں ! اے اللہ ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا بُعد کر دے جیسے مشرق اور مغرب کے درمیان بُعد کیا ہے اے اللہ ! مجھے خطاؤں سے پاک

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ ۷۱۴ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃَ الْکُسُوْفِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَکَعَ فَاَطَالَ الرُّکُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ قَدْ دَنَتْ مِنِّی الْجَنَّۃُ

کردے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے اے اللہ! میری خطائیں پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال،، ۷۱۳ — شرح : اگر یہ کہا جائے کہ سکوت قول کے منافی ہے پھر یہ کیسے صحیح ہے کہ آپ سکوت میں کیا پڑھتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سکوت کی اس قسم سے مراد آہستہ پڑھنا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں کی حرکت سے کلام کرنے پر استدلال کیا جیسے ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت قرآن پر داڑھی شریف کی حرکت سے استدلال کیا یہ سکوت کلام کے منافی نہیں،، اگر خطایا سے مراد مستقبل کے خطایا ہیں تو معنی یہ ہے کہ اگر میرے مقدور میں خطایا ہیں تو ان کو مجھ سے دُور رکھ اور یہ مجاز ہے کیونکہ مباعدت درحقیقت زمان و مکان میں ہوتی ہے،، اور اگر خطایا سے مراد زمانہ ماضی کی خطایا ہیں تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ میری خطائیں معاف کردے،، یہ صرف امت کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ تحقیق یہ ہے کہ نبی نبوت سے پہلے اور بعد گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اس میں صغائر اور کبائر سب شامل ہیں،، اور جہاں بھی نبیوں کی طرف ذنب کی نسبت ہے وہ حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیلہ سے ہے اگر یہ کہا جائے کہ کامل غسل تو گرم پانی سے ہوتا ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھنڈا پانی ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خطایا کو جہنم کی آگ کے قائم مقام کیا کیونکہ یہ اس کو واجب کرتی ہے قرآن کریم میں ہے،، جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حرارت بجھانے کی تعبیر غسل سے فرمائی،، اور اس میں مبالغہ کے لئے ٹھنڈی اشیاء کو ذکر کیا،، اور ان کو بھی برودت میں ترقی کے اعتبار سے ذکر کیا چنانچہ پہلے پانی کو ذکر کیا پھر اس سے زیادہ ٹھنڈی برف کو ذکر کیا پھر اس سے زیادہ ٹھنڈے اولوں کو ذکر فرمایا اور تین دعائیں تینوں زمانوں کے اعتبار سے ذکر فرمائیں چنانچہ مباعدت مستقبل کے لئے تنقیہ حال کے لئے اور غسل ماضی کے لحاظ سے ذکر فرمایا۔

marfat.com
Marfat.com

حَتّٰی لَوِاجْتَرَأْتُ عَلَیْهَا لَجِئْتُکُمْ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا وَدَنَتْ مِنِّیَ النَّارُ حَتّٰی قُلْتُ اَیْ رَبِّ وَاَنَا مَعَهُمْ فَاِذَا امْرَأَةٌ حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ قُلْتُ مَا شَاْنُ هٰذِهٖ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا لَا اَطْعَمَتْهَا وَلَا اَرْسَلَتْهَا تَاْکُلُ قَالَ نَافِعٌ حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ مِنْ خَشِیْشِ الْاَرْضِ اَوْ خُشَاشِ

باب —

امام ابوحنیفہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ سے نماز کو شروع کیا جائے

ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ، سے شروع کرتے۔ حاکم نے مستدرک میں ترمذی اور ابوداؤد نے اس حدیث کے اسناد کو صحیح کہا ہے مسلم نے صحیح مسلم میں ذکر کیا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کلمات سے جہر کیا کرتے تھے تاکہ لوگوں کو اس دُعا کا علم ہو جائے، طبرانی اور دارقطنی نے بھی اس دعا کا ذکر کیا ہے۔ بخاری میں مذکور یہ دُعا اور دیگر دُعائیں جو مذکور ہیں وہ رات کی نماز پر محمول ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۷۱۴ — ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز پڑھی پس آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر (سر مبارک) اُٹھایا پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا (سجدہ سے) اُٹھے پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر (سجدہ سے) اُٹھے اور لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر (رکوع سے) اُٹھے اور سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر (سجدہ سے) اُٹھے پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر سلام پھیرا، اور فرمایا جنت میرے قریب آئی۔ حتیٰ کہ اگر میں اس پر جُرأت کرتا تو تمہارے پاس اس کے خوشوں سے خوشے لاتا اور دوزخ میرے قریب آئی حتیٰ کہ میں نے کہا اے میرے رب! میں لوگوں کے ساتھ ہوں اچانک ایک عورت دیکھتا ہوں نافع نے کہا میرا گمان ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ اسے بلی نوچ رہی ہے میں نے کہا اس عورت کا کیا جرم ہے؟ اُنھوں نے کہا اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا حتیٰ کہ وہ (اسی حال میں) بھوکی مرگئی نہ اسے کچھ کھانے کو دیا نہ اسے چھوڑا کہ وہ کچھ کھائے نافع نے کہا میرا گمان یہ ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ زمین کے جانور کھائے،،

۷۱۴ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیوانات کو عذاب دینا جائز نہیں اور جو شخص دنیا میں ان پر ظلم کرے گا قیامت میں ان کو اس ظالم پر مسلط کیا جائے گا (قسطلانی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَى الْاِمَامِ فِي الصَّلٰوةِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِيْ تَأَخَّرْتُ

۷۱۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ

اس حدیث کو نسائی اور ابن ماجہ نے کتاب الصلوٰۃ میں ذکر کیا ہے۔ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ کسوف کی نماز سنت ہے واجب نہیں۔ زیادہ صحیح یہی ہے۔ بعض حنفی مشائخ نے اسے واجب کہا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوف کے وقت نماز کا حکم فرمایا ہے! امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب سورج کے طلوع ہوتے ہی گرہن لگ جائے تو نماز نہ پڑھیں حتیٰ کہ جواز صلوٰۃ کا وقت داخل ہو جائے (مکروہ وقت نکل جائے) اور جن تین اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع ہے ان میں صلوٰۃ کسوف نہ پڑھی جائے،، اور سورج کے کھلنے تک ذکر و اذکار میں مشغول رہیں اور غروب کے وقت گرہن لگے تو بالاتفاق نہ پڑھیں،، کسوف کی نماز فجر اور جمعہ کی طرح پڑھی جائے اور ہر رکعت میں ایک رکوع کریں دوسرے نوافل کی طرح اس کے لئے اذان و اقامت نہ کہی جائے،، کسوف کی نماز کی ہر رکعت میں ایک رکوع کی دلیل قبیصہ ہلالی کی حدیث ہے جسے ابوداؤد اور نسائی نے ذکر کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں کہا یہ صحیح حدیث ہے اور شیخین کی شرط کے مطابق ہے مگر انہوں نے اسے ذکر نہیں کیا وہ یہ کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں سورج کو گرہن لگا تو آپ چادر کھینچتے ہوئے باہر تشریف لائے اور دو رکعتیں نماز پڑھائی اور ان میں لمبا قیام کیا حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا پھر فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ہے جب یہ دیکھو تو نماز پڑھو جیسے تم نے ابھی ابھی فرض نماز پڑھی ہے بعض روایات میں دو دو، تین تین اور چار چار رکوع ایک رکعت میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اس اختلاف کی وجہ سے احناف کے نزدیک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول معمول بہ ہے جس میں ہر رکعت میں ایک رکوع مذکور ہے۔ امام ابوحنیفہ مالک، شافعی اور جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ کسوف کی نماز میں قرأت آہستہ کی جائے۔ اسی طرح امام نووی نے مسلم کی شرح میں ذکر کیا ہے،، چاند کو گرہن لگے تو احناف کے نزدیک لوگ علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھیں۔ نماز باجماعت بھی جائز ہے۔ مگر مسنون نہیں کیونکہ رات کو لوگوں کا جمع ہونا مشکل ہوتا ہے،، امام مالک کے نزدیک خسوف قمر میں نماز نہیں جبکہ امام شافعی کے نزدیک صلوٰۃ خسوف بھی سورج کو گرہن کے وقت نماز کی طرح ہے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور دوزخ کو بعینہا دیکھا اور اس میں جنت کے پھل اور دوزخ میں عذاب بھی دیکھا۔ اس مسئلہ کی تحقیق صلوٰۃ الکسوف جماعۃ کے باب میں حدیث ۹۹۸ کے ترجمہ میں ذکر ہوگی۔ انشاء العزیز **اسماء رجال** : ۱ ابن ابی مریم سعید ۲ نافع بن عمر جمحی ۳ ابن ابی ملیکہ تینوں کا

* ذکر حدیث ۱۰۳۲ کے اسماء میں گزر چکا ہے

marfat.com
Marfat.com

عَنْ عَمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ فَقُلْنَا بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ ذَاكَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهٖ

باب ۔ نماز میں امام کی طرف نگاہ اُٹھانا

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف میں فرمایا میں نے دوزخ کو دیکھا کہ بعض بعض کو توڑ رہا ہے جبکہ تم نے مجھے پیچھے ہٹتا دیکھا تھا۔

۷۱۵ ۔ ترجمہ : ابو معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ہم نے خباب سے کہا کیا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نمازوں میں قرأت کرتے تھے ؟ خباب نے کہا جی ہاں! ہم نے کہا یہ تم کیسے جانتے ہو ؟ خباب رضی اللہ عنہ نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی شریف کی حرکت سے !

۷۱۵ ۔ شرح : داڑھی شریف کی حرکت قرأت پر دلالت نہیں کرتی ۔ یہ صرف خباب رضی اللہ عنہ کا گمان ہے ہو سکتا ہے کہ آپ تسبیح وغیرہ پڑھتے ہوں ہاں مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کی پہلی رکعت میں تقریباً تیس آیات اور دُوسری رکعت میں اندازاً پندرہ آیات پڑھتے تھے اور عصر کی نماز کی پہلی رکعت میں پندرہ رکعت اور دُوسری میں ان سے آدھی آیات پڑھتے تھے ،، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر کی نماز میں قرارت نہ کرتے تھے مرجوح ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ امر متحقق ہے کہ آپ ظہر و عصر میں قرأت فرماتے تھے ۔ علامہ خطابی نے یہ جواب دیا کہ یہ ابن عباس کا موہوم ہے کیونکہ کثیر طرق سے ثابت ہے کہ آپ ان میں قرارت فرماتے تھے ۔

اسماء رجال ۷۱۵ : عبدالواحد بن زیاد حدیث ۷۱۵ کے اسماء میں ذکر ہے ۔ عمارہ بن عُمیر تیمی کوفی ہیں ۔ ۳ ابو معمر عبداللہ بن سنجرہ ازدی ہیں ۴ خباب بن ارت تیمی ہیں ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے ۔ وہ جاہلیت میں قید ہو گئے تھے ۔ ایک خزاعیہ عورت نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا ۔ وہ ان صحابہ کرام میں سے ہیں جو اسلام میں سابق ہیں اور اُن چھ صحابہ میں سے ہیں جنہیں مسلمان ہونے کے باعث عذاب دیا گیا ۔ کئی جنگوں میں حاضر ہوتے رہے ۔ اُنھوں نے ۳۲ احادیث روایت کی ہیں ۔ بخاری نے ان میں سے پانچ ذکر کی ہیں ۔ ۳۷ ہجری

marfat.com
Marfat.com

۷۱۶ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنْبَأَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ يَزِيْدَ يَخْطُبُ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ وَكَانَ غَيْرَ كَذُوْبٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَامُوْا قِيَامًا حَتّٰى يَرَوْهُ قَدْ سَجَدَ

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میرے نزدیک اس سے اچھا با ادب جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ظہر و عصر میں قراءت کرنے کی حدیث نہ پہنچی تھی مگر جب ان کو یہ حدیث پہنچی اور ان کو اس کا یقین ہو گیا تو اس قول سے رجوع کر لیا اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر کی نمازوں میں قراءت کرتے تھے "، جزاہ اللہ احسن الجزاء "

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ نماز میں نمازی کی نگاہ کہاں ہو؟ احناف اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ سجدہ کی جگہ نظر رکھے مگر احناف کہتے ہیں کہ اگر کچھ دیکھتا ہو تو اس کی طرف نگاہ کرے (توضیح) قاضی حسین رحمہ اللہ نے کہا کہ نمازی جب کھڑا ہو تو اس کی نگاہ سجدہ گاہ پر ہو رکوع میں قدموں کی طرف، سجدہ میں ناک کی طرف اور تشہد میں اپنی گود میں رکھے کیونکہ امتداد نظر میں توجہ اور طرف مبذول ہو جاتی ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا امام کی طرف نگاہ کرے اور یہ ضروری نہیں کہ سجدہ گاہ میں نظر رکھے جبکہ کھڑا ہو "، متن میں مذکور حدیث امام مالک کے مسلک کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر نہ کرتے تو جب آپ کے سامنے جہنم ہوئی اور آپ پیچھے ہٹ گئے تو وہ آپ کو نہ دیکھتے نہ آپ کی دائیں شریف ہلتی دیکھتے اور اس سے آپ کی قراءت پر استدلال نہ کرتے اور نہ ہی خوشہ کو پکڑتے دیکھتے جبکہ جنت آپ کے قریب آئی "، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے اور اقتداء رکوع و سجود میں حرکات کی رعایت کرنے سے ہی ہوتی ہے "عینی"

اس حدیث شریف سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مقصد ہے، اسی لئے انھوں نے باب کا عنوان " رفع البصر الی الامام " قائم کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ نمازی اگر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کا قصد کرے تو نماز کی قبولیت زیادہ ہوتی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے فرمایا جب تم کو بلایا تھا اس وقت کیوں نہیں آئے کیا تم جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ایمان والو اللہ اور اللہ کا رسول بلائے تو ان کی اجابت کرو " جب نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت ہے تو آپ کے حکم کی تعمیل بھی آپ کی اجابت ہے۔ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب

* کرنا مفسد نہیں جیسے تشہد میں السلام علیک ایھا النبی مفسد نہیں واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۷۱۷ ـ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا

۷۱۶ ـ ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے عبداللہ بن یزید سے سُنا جبکہ وہ خُطبہ دے رہے تھے کہ ہم کو براء نے خبر دی اور وہ جھوٹے نہ تھے کہ لوگ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور آپ سر مبارک رکوع سے اُٹھاتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ آپ کو دیکھ لیتے کہ آپ سجدہ میں چلے گئے ہیں۔

۷۱۶ ـ شرح : علامہ خطابی نے کہا اس لفظ میں راوی کی صداقت کا اظہار ہے، کیونکہ ان کی عادت ہے کہ جب راوی کے حال کا علم اور اس کی روایت پر عمل کی تاکید کا ارادہ کریں تو ایسے کلمات ذکر کر دیا کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ سمعت خلیلی الصادق المصدوق ،، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا حَدَّثَنِيْ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ ،، قاضی عیاض نے کہا اس سے مراد صرف حدیث کی تقویت ہوتی ہے۔ امام نووی نے کہا معنیٰ یہ ہے کہ مجھے براء بن عازب نے خبر دی جبکہ وہ متہم بالکذب نہیں ہیں لہٰذا ان سے میرے خبر دینے کی تصدیق کرو ،، ظاہر ہے کہ یہ عبداللہ بن یزید کا کلام ہے گو حضرت عبداللہ بن یزید بھی صحابی ہیں مگر بعض ائمہ ان کی صحبت کا ثبوت مستحکم نہیں جانتے ہیں اور حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کی صحبت و صحابیت میں کسی کو اختلاف نہیں اس لئے صحابیت کی وجہ سے کلمہ غیر کذوب" انہی کے مناسب ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دیکھا کرتے تھے۔

۷۱۷ ـ ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں سورج کو گرہن لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنی جگہ پر کچھ پکڑ رہے تھے۔ پھر آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ گئے فرمایا مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے اس سے خوشہ پکڑنا چاہا اگر اسے پکڑ لیتا تو جب تک دُنیا باقی رہتی تم اسے کھاتے رہتے

marfat.com

Marfat.com

۷۱۸ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَاَشَارَ بِيَدَيْهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ الْاٰنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قِبْلَةِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ثَلٰثًا

۷۱۷ ۔ شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا کہ آپ نماز میں پیچھے ہٹ گئے ہیں دلالت کرتا ہے کہ وہ آپ کو نماز میں بغور دیکھا کرتے تھے ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسوف پر خسوف کا اطلاق جائز ہے ۔

اگر یہ سوال ہو کہ "تناول" کا معنی پکڑنا ہے یعنی میں نے جنت کا خوشہ پکڑ لیا حالانکہ اس کے بعد فرمایا ہے اگر میں جنت کا خوشہ پکڑ لیتا تو جب تک دُنیا باقی رہتی تم اسے کھاتے رہتے ،، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پکڑا نہ تھا ،، اس کا جواب یہ ہے کہ تناول بابِ تفاعل کی مصدر ہے اس کا خاصہ تکلف ہے یعنی میں نے پکڑنے میں تکلف کیا یا معنیٰ یہ ہے کہ میں نے پکڑنے کا ارادہ کیا اور یہاں ارادہ مقدر ہے یا معنیٰ یہ ہے کہ میں نے اپنے لئے خوشہ پکڑا اگر تمہارے لئے پکڑتا تو تم دُنیا بھر کھاتے رہتے ! علامہ تیمی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا خوشہ پکڑا نہ تھا کیونکہ وہ جنت کا طعام تھا جو غیر فانی ہے اور دُنیا میں وہی شئی کھائی جاتی ہے جو فانی ہو کیونکہ دُنیا فنا کے لئے پیدا کی گئی ہے اور جو کچھ اس دُنیا میں ہے وہ بھی فنا ہونے والا ہے ۔

۷۱۸ ۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر آپ منبر شریف پر تشریف لائے اور دستِ اقدس سے مسجد کے قبلہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میں نے ابھی ابھی جبکہ تم کو نماز پڑھائی ہے اس دیوار کے قبلہ میں جنت و دوزخ کو ممثل دیکھا خیر و شر میں آج جیسا دن میں نے نہیں دیکھا یہ کلمہ تین بار فرمایا ۔

۷۱۸ ۔ شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قبلہ کی طرف سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ کو دیکھنا دلالت کرتا ہے کہ وہ آپ کو نماز میں بغور دیکھا کرتے تھے ،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت اور دوزخ کو نماز میں دیکھا ہے ،، دراصل نگاہِ نبوت حقیقتاً جنت پر تھی جو آپ کی بصیرت کا مقتضیٰ تھا جس کا طریق اور راہ جلیہ تین تھا چونکہ جلیہ تین کے سامنے دیوار بھی جس سے بصیرت نفوذ کر کے جنت میں پہنچی تھی اس لئے فرمایا میں نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلٰوةِ

۷۱۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَآءِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ

جنت کو قبلہ کی دیوار میں مثل دیکھا اگر دیوار پر صرف جنت کی صورت ہوتی تو آگے بڑھ کر خوشہ پکڑنے کا ارادہ کرنا اور دوزخ کو دیکھ کر پیچھے ہو جانے کا کوئی معنی نہ ہوتا اگر دیوار پر گھوڑے کی تصویر ہو تو کوئی عقلمند اس پر سوار ہونے کا ارادہ نہیں کرتا اور جنت کو اس کے مقام میں دیکھنا نگاہِ نبوت میں محال نہیں جیسے زمین پر ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو دیکھنا محال نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ شئ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ میں نے اس مقام میں اسے دیکھا ہے۔ یہ مسلم الثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جنت میں دیکھنے کا مومنوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس مقام میں آپ نے اللہ تعالیٰ کو بھی دیکھا تو جنت کا دیکھنا کیسے بعید ہوگا۔ جب کہ حقیقت ممکن ہو تو مجاز اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا کہ جنت و دوزخ اب مخلوق ہیں"

باب نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اُٹھانا

۷۱۹ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو، نماز میں آسمان کی طرف اپنی نظریں اُٹھاتے ہیں اور اس میں سخت کلام فرمایا لوگ اس سے باز آجائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔

۷۱۹ — شرح: علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ لفظ "او" یہاں تہدید میں تخییر کے لئے ہے اور خبر کا صیغہ امر کے معنیٰ میں ہے معنیٰ یہ ہے کہ آسمان کی طرف نظر کرنے سے لوگ باز آجائیں یا ان کی بصارت اچک لی جائے گی۔ حاصل یہ ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک شئ ضرور ہے یا رُک جائیں یا نابینا ہو جائیں گے"، یہ شدید وعید ہے جس کا مقتضیٰ تحریم ہے اور اس سے نماز فاسد ہو جانی چاہیئے، لیکن اجماع اس پر منعقد ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی اور نماز میں نظر اُٹھانا مکروہ ہے"، البتہ نماز سے باہر دُعا کے وقت آسمان کی طرف نظر کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء اسے مکروہ کہتے ہیں اور اکثر جائز

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ

۷۲۰ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ

۷۲۱ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي خَمِيْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ فَقَالَ شَغَلَنِيْ اَعْلَامُ هٰذِهٖ اِذْهَبُوْا بِهَا اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَاْتُوْنِيْ بِاَنْبِجَانِيَّةٍ

کہتے ہیں کیونکہ آسمان دعاء کا قبلہ ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ نماز میں آسمان کی طرف نظر کرنا مکروہ ہے۔ واللہ اعلم!

باب ۔ نماز میں التفات کرنا

۷۲۰ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں التفات سے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ اچک لینا ہے شیطان عبد کی نماز میں سے اچک لے جاتا ہے۔

۷۲۱ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمبل میں نماز پڑھی جس پر نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا اس کے نقش و نگار نے مجھے مشغول کر دیا ہے اسے ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور سوتی چادر میرے پاس لاؤ"

۷۲۰ ـ ۷۲۱ ـ شرح : اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ نمازی جب دائیں بائیں ادھر ادھر دیکھے تو اس وقت شیطان اس پر کامیاب ہو جاتا ہے اور اسے عبادت سے ادھر ادھر لگا دیتا ہے اور غیر مقصودی امر میں مشغول ہونے سے بسا اوقات بھول بھی جاتا ہے اور حضورِ قلب نہ ہونے کے باعث غلطی کر جاتا ہے۔ یہ فعل آپ کی نسبت اچھا نہیں اس لئے اس کو شیطان کی

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ هَلْ يَلْتَفِتُ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ أَوْ يَرَى شَيْئًا أَوْ بُصَاقًا فِي الْقِبْلَةِ وَقَالَ سَهْلٌ الْتَفَتَ أَبُوبَكْرٍ فَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۲۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُصَلِّي بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ انْصَرَفَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهِ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ أَحَدٌ قِبَلَ وَجْهِهِ فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ

طرف منسوب کیا۔ اسی لئے نماز میں ادھر اُدھر متوجہ ہونا مکروہ ہے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا جو شخص نماز میں ادھر اُدھر دیکھے اس سے خشوع زائل ہو جاتا ہے۔ اس کی اختلاس شیطان سے تعبیر کی ہے یا یہ معنیٰ ہے کہ بندہ نماز میں اپنے رب سے مناجات میں مستغرق ہوتا ہے اور شیطان اس کی طاق میں رہتا ہے کہ اس کی یہ حالت نہ رہے جب وہ ادھر ادھر دیکھتا ہے تو شیطان اسے غنیمت سمجھ کر اس کی حالت کو اس سے چھین لیتا ہے۔" تمام علماء کا اس پر اجماع ہے کہ نماز میں التفات مکروہ تنزیہی ہے اور اس سے نماز قطع نہیں ہوتی "التفات تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک آنکھ کے کنارے سے دائیں بائیں دیکھے یہ مکروہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ گردن دائیں بائیں پھیرے اور منہ قبلہ سے پھر جائے یہ مکروہ ہے تیسرے یہ کہ دائیں بائیں متوجہ ہو اور اس کا سارا بدن قبلہ سے پھر جائے اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس حدیث کی ترجمہ سے مناسبت اس طرح ہے کہ نمازی جب کمبل کے نقش و نگار دیکھے گا جبکہ وہ اس کے کندھے پر ہو تو کچھ نہ کچھ ادھر متوجہ ہوگا"

باب۔ کیا جب کوئی واقعہ پیش آئے یا کوئی شئ دیکھے یا قبلہ کی جانب تھوک دیکھے تو ادھر متوجہ ہو"

سہل ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوبکر صدیق نے التفات کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دیکھا

۷۲۲۔ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد

marfat.com

Marfat.com

٧٢٣ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا الْمُسْلِمُونَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ وَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ لَهُ الصَّفَّ فَظَنَّ أَنَّهُ يُرِيدُ الْخُرُوجَ وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلَاتِهِمْ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّيَ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

کے قبلہ میں تھوک (کھنکار) دیکھا جبکہ آپ لوگوں کے آگے کھڑے نماز پڑھا رہے تھے،، آپ نے اسے چھیل دیا،، پھر فرمایا جب کہ آپ نماز سے فارغ ہوئے جب کوئی شخص نماز میں ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے ہے لہٰذا کوئی نماز میں اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے۔ اسے موسیٰ بن عقبہ اور ابن ابی رواد نے نافع سے ذکر کیا۔

٧٢٢ ـ شرح : سینے سے جو نکلے اسے نخامہ کہا جاتا ہے۔ اس حدیث کی تفہیم باب حک البزاق حک المخاط وغیرہ ابواب میں گزر چکی ہے۔ ابن رواد کا نام "عبدالعزیز" ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تھوک چھیلنا اگر نماز میں عمل یسیر سے ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اس سے نماز متاثر نہیں ہوتی۔

٧٢٣ ـ ترجمہ : ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک وقت مسلمان فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے آگئے اس حال میں کہ آپ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ کا پردہ اٹھا کر صحابہ کی طرف دیکھا جبکہ وہ صفیں باندھے کھڑے تھے آپ خوشی سے مسکرانے لگے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے قدم پیچھے ہٹانے لگے تاکہ صف میں مل جائیں اور انھوں نے یہ گمان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قصد کیا کہ وہ اپنی نمازیں فاسد کر دیں گے آپ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو اور پردہ ڈال دیا اور اسی دن کے آخر میں وصال فرمایا :

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وُجُوبِ الْقِرَآءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ

۷۲۴ ۔ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ ابْنُ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ شَكَى اَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا اِلٰى عُمَرَ فَعَزَلَهٗ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتّٰى ذَكَرُوْا اَنَّهٗ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا اَبَا اِسْحٰقَ اِنَّ هٰؤُلَآءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّيْ قَالَ اَمَّا اَنَا وَاللّٰهِ فَاِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَخْرِمُ

۷۲۳ ۔ شرح : اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ اٹھایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی طرف متوجہ ہوگئے تھے کیونکہ اگر وہ آپ کی طرف متوجہ نہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ کیسے سمجھتے ،، اس حدیث شریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز کی حالت میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنی ہمت کو صرف کر دیا تھا اور غائت تعظیم کے مقتضیٰ کے مطابق یہ خطرہ پیدا ہوگیا تھا کہ وہ اپنی نمازیں فاسد کر دیں گے مگر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ سے سمجھایا کہ نماز پڑھتے رہیں معلوم ہوا کہ نماز میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور جائز ہے اور یہ کہنا کہ نماز میں آپ کے تصور میں ہمت صرف کر دینا گائے اور خر کے تصور سے بدتر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کے مترادف ہے ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے طاعات میں مجتمع ہونے سے خوش ہوتے تھے اور آپ کی وفات دن کے آخر میں ہوئی صلی اللہ علی سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین !

باب ۔ امام اور مقتدی کے لئے تمام نمازوں میں سفر و حضر میں ان میں جہر ہو یا اخفاء ہو قرآن پڑھنے کا وجوب

۷۲۴ ۔ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوفہ والوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو انھوں نے سعد رضی

marfat.com

Marfat.com

عَنْهَا أُصَلِّي صَلٰوةَ الْعِشَآءِ فَأَرْكُدُ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَأُخِفُّ فِي الْأُخْرَيَيْنِ قَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحٰقَ فَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا أَوْ رِجَالًا إِلَى الْكُوْفَةِ يَسْأَلُ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوْفَةِ وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ وَيُثْنُوْنَ عَلَيْهِ مَعْرُوْفًا حَتّٰى دَخَلَ مَسْجِدَ الْبَنِيْ عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ يُكْنٰى أَبَا سَعْدَةَ فَقَالَ أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ قَالَ سَعْدٌ أَمَا وَاللّٰهِ لَأَدْعُوَنَّ بِثَلٰثٍ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَآءً وَسُمْعَةً فَأَطِلْ عُمْرَهُ وَأَطِلْ فَقْرَهُ وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ وَكَانَ بَعْدُ إِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ أَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِيْ فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ

کو معزول کر دیا اور ان پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا کوفہ والوں نے حضرت سعد کی شکایات کیں حتیٰ کہ انھوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ سعد نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھا سکتے ،، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد کو بلوایا اور کہا اے ابا اسحاق یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نماز اچھی طرح نہیں پڑھا سکتے۔ ابو اسحاق سعد رضی اللہ عنہ نے کہا بہر حال میں خدا کی قسم ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی نماز پڑھاتا ہوں میں اس سے ذرہ بھر کمی نہیں کرتا میں ان کو عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا ہوں اور پچھلی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا ہوں۔ حضرت عمر نے کہا اے ابا اسحاق یہی تیرے ساتھ گمان تھا حضرت عمر فاروق نے حضرت سعد کے ساتھ ایک یا کئی شخص کوفہ بھیجے اُس نے تمام کوفہ والوں سے پوچھا اور کوئی مسجد نہ چھوڑی مگر اس میں لوگوں سے سعد سے متعلق دریافت کیا وہ ان کی تعریف کرتے تھے حتیٰ کہ بنو عبس کی مسجد میں داخل ہوئے تو ان میں سے ایک شخص جسے اسامہ بن قتادہ کہا جاتا تھا اس کی کنیت ابو سعدہ ہے اُٹھا اور کہنے لگا کہ جب آپ ہمیں قسم دیتے ہیں تو بے شک سعد کسی چھوٹے لشکر کے ساتھ نہیں جاتے نہ مساوی تقسیم کرتے ہیں اور نہ ہی مقدمات

marfat.com
Marfat.com

میں انصاف کرتے ہیں حضرت سعد نے کہا خبردار اللہ کی قسم! میں بھی تین دعائیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف ریاکاری اور شہرت کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر لمبی کر اس کا فقر طویل کر اور اسے فتنوں میں مبتلا کر اس کے بعد جب اس سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا یہ بوڑھا مفتون ہو چکا ہے۔ مجھے سعد کی بددعا لگ گئی ہے۔ عبدالملک نے کہا اس کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ اس کے ابرو اس کی آنکھوں پر گر چکے تھے اور وہ راستوں میں نوجوان لڑکیوں کو چھیڑتا اور ان کے چوکے بھرتا تھا،،

۷۲۴ شرح : حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی مثل نماز پڑھاتا ہوں اور اس میں شک نہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمیشہ قرأت کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں قرأت کرنا واجب ہے اور اس کی مطابقت ترجمہ کے پہلے جزء سے ہے کہ امام کے لئے قرأت واجب ہے اور مقتدی کی قرأت کا حدیث میں کوئی ذکر نہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے کمی نہیں کرتا ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جہری نماز میں جہر اور سری میں اخفاء کرتے تھے۔ یہ ترجمہ کے پانچویں اور چھٹے جزء پر دلالت کرتی ہے،،

اس میں شک نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہر کے محل میں جہر اور اخفاء کے محل میں اخفاء فرمایا کرتے تھے اس میں ترجمہ کے تیسرے اور چوتھے جزء پر دلالت ہے کیونکہ اس کا مدلول یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر و حضر کی حالت میں نماز میں قرأت ترک نہ کرتے تھے،، ترجمہ کے دوسرے جزء کہ مقتدی کے لئے نماز میں قرأت واجب ہے پر حدیث کی دلالت نہیں،،

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت سیدنا عمر فاروق کے پاس کوفہ کے بعض لوگوں نے کی تھی سب نے شکایت نہ کی تھی،، اور خلیفۃ المسلمین نے حضرت سعد کو معزول کر کے عمار بن یاسر کو نماز پڑھانے کے لئے اور عبداللہ بن مسعود کو بیت المال پر اور حضرت عثمان بن حنیف کو زمین کی پیمائش پر مقرر کیا تھا،، حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے کئی شکایات کیں حتیٰ کہ ان کی نماز کی بھی شکایت کی،، عشاء کی نماز کو ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا شکوہ شام کی نمازوں میں تھا اس لئے شکایت میں عشاء کو ذکر کیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازوں کی پہلی پہلی دو رکعتوں میں قرأت واجب ہے اور آخری رکعتوں میں قرأت واجب نہیں اسی لئے صاحبِ ھدایہ نے کہا کہ پچھلی رکعتوں میں چاہے تو قرأت کرے چاہے تو تسبیح پڑھے یا خاموش رہے مگر افضل یہ ہے کہ قرأت کرے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام المسلمین کے پاس جب اس کے کسی نائب کی شکایت موصول ہو تو نیک لوگوں سے اس کی تصدیق کرائے کیونکہ سیدنا عمر فاروق نے مساجد میں نمازیوں سے سعد پر الزام کی تحقیق کرائی،، اور جب کوئی الزام ثابت نہ ہو تو مصلحت کی وجہ سے اسے معزول کر سکتا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو معزول کر دیا لیکن وہ معزول کرنے والوں سے زیادہ عادل تھے پرہیزگار تھے

marfat.com

Marfat.com

تاکہ فتنہ کا مادہ ختم ہو جائے ویسے بھی سیدنا عمر فاروق کسی نائب کو ایک جگہ چار سال سے زائد نہ رہنے دیتے تھے،، یہ بھی معلوم ہوا کہ ظالم پر بددعا کرنا جائز ہے تاکہ ظالم کو عبرت حاصل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے معترض کے لئے درازیٔ عمر کی دعا کی۔ یہ دعا اس کے فائدے میں جاتی ہے بددعا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طول عمر اس قدر ہو جائے کہ وہ رذیل عمر کو پہنچ جائے قویٰ جسمانیہ کمزور ہو جائیں اور لوگوں میں ذلیل و خوار ہو کہ ایام زندگی پورے کرے دعا نہیں بددعا ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے رذیل عمر سے پناہ مانگی ہے یا حضرت سعد کی مراد یہ تھی کہ اس کی عمر لمبی ہو ساتھ ساتھ اس کا فقر بھی زیادہ ہو جس سے اس کی رسوائی بھی ہوتی ہے جبکہ اُس نے حضرت سعد پہ ناجائز الزام عائد کر کے ان کو رسوا کرنا چاہا تھا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ فقر انسان کو کفر تک پہنچا دے،، اگر یہ سوال ہو کہ یہ کیسے جائز ہے کہ اپنے مسلمان بھائی پر بددعا کی اگر جائز بھی ہو تو اُنھوں نے ایک دعا پر اکتفا کیوں نہ کی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سعد پر افترا و بہتان لگایا تھا وہ مظلوم تھے اور مظلوم بددعا کر سکتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ،، پھر اس شخص نے حضرت سعد پہ تین الزام عائد کئے تھے جن میں ان کے فضائل اور اصول کمالات کی نفی کی تھی چنانچہ اُس نے کہا سعد جہاد کرنے لشکر کے ساتھ نہیں جاتے اس میں ان کی شجاعت کی نفی ہے جو کمالات قوتِ غضبیہ ہے۔ دوسرا اُس نے یہ کہا کہ سعد صحیح تقسیم نہیں کرتے اس میں ان کی عفت اور پاک دامنی کی نفی ہے جو کمال قوتِ شہوانیہ ہے۔ تیسرا اُس نے کہا کہ یہ مقدمات میں عدل و انصاف نہیں کرتے اس میں ان کی حکمت کی نفی ہے جو کمال قوتِ عقلیہ ہے اس لئے ان تینوں کے مقابلہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تین بددعائیں کیں نیز حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا میں ایک دوسری شئی کو پیش نظر رکھا وہ یہ کہ اُس نے نفس، مال اور دین میں تقصیر کو حضرت سعد کی طرف منسوب کیا اس لئے حضرت سعد نے اس جیسی بددعا فرمائی اور وہ یہ کہ اس کی عمر لمبی ہو یہ نفس سے متعلق ہے اس کا فقر زیادہ ہو یہ مال سے متعلق ہے یہ فتنوں میں مبتلا ہو یہ دین کے متعلق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

اسماء رجال

۱ عبدالملک بن عمیر، وہ عبدالملک قبطی مشہور ہیں۔ کوفہ کے قاضی رہے ہیں۔ اُنہوں نے خراسان کی جنگ لڑی۔ سب سے پہلے اُنھوں نے ہی دریائے جیحوں عبور کیا تھا۔ ۱۳۶ ہجری میں فوت ہوئے

۲ جابر بن سمرہ یہ دونوں باپ بیٹے صحابی ہیں۔ اُنھوں نے ایک سو چھیالیس احادیث کی روایت کی ہے۔ امام بخاری نے ان میں سے دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۷۲۵ ۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ حَدَّثَنَا الزُّھْرِیُّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ

۷۲۵ ۔ ترجمہ : حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نمازی نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہ ہوئی"

۷۲۵ ۔ شرح : مسلم و ترمذی اور ابوداؤد شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نماز میں ام القرآن (فاتحہ) نہ پڑھی جائے وہ ناتمام ہے ،، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بخاری کی روائت میں کامل نماز کی نفی ہے۔ اصل نماز کی نفی نہیں جبکہ ابوداؤد میں خداج کا معنیٰ ناقص بیان کیا ہے اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ نماز ناقص ادا ہوئی لہٰذا بخاری کی روایت کا معنیٰ یہ ہے کہ جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز کامل نہیں ۔۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا نماز میں واجب ہے اگر یہ پڑھنا رہ جائے تو نماز ناقص واجب الاعادہ ہوتی ہے ۔ اگر اسے نماز میں پڑھنا فرض کہا جائے تو نص پر زیادتی لازمی آئے گی جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ،، کیونکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جو بھی قرآن میں آسانی سے پڑھ سکو پڑھو اگر فاتحہ کا پڑھنا فرض کہا جائے تو خبرِ واحد سے نص پر زیادتی لازم آئے گی یہ جائز نہیں ،،

(۲) حدیث شریف میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دی اور فرمایا جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر قرآن سے جو بھی پڑھ سکو پڑھو الخ اس حدیث میں سورۂ فاتحہ کا ذکر نہیں اگر نماز میں اس کا پڑھنا فرض ہوتا تو آپ ضرور ذکر فرماتے کیونکہ تعلیم کے مقام میں فرض کو نظرانداز نہیں کیا جاتا ،، اور فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ ،، کا مصداق سورۂ فاتحہ معین نہیں کرسکتے کیونکہ سورۂ اخلاص سورۂ فاتحہ سے کتنی زیادہ آسان ہے معلوم ہوا کہ قرآن میں سے جو بھی آسان تر ہو نماز میں وہ پڑھنا فرض ہے خصوصاً سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں ،، ورنہ خبرِ واحد سے نصِ قطعی کا نسخ لازم آئے گا ،، اور یہ جائز نہیں ۔

(۳) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں امام کی قید نہیں اس سے متبادر یہی ہے کہ تنہا نماز پڑھے اور سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو نماز ناقص ہوگی احناف بھی یہی کہتے ہیں اگر اس حدیث کو عام کہا جائے اور وہ امام و مقتدی دونوں شامل ہو اور معنی یہ بیان کریں کہ امام اور مقتدی دونوں پر سورۂ فاتحہ پڑھنی فرض ہے تو یہ نصِ قطعی کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا ،، یعنی جب

marfat.com

Marfat.com

قرآن پڑھا جائے تو اسے خاموشی سے سُنو۔ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ سورۂ فاتحہ قرآن ہے ؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ، اس میں واو عاطفہ تفسیر کے لئے ہے یعنی اے محبوب ہم نے تجھے سبع مثانی (سورۂ فاتحہ) جو عظیم قرآن ہے دیا ہے۔ بخاری صـ۶۶۹ میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسعید بن معلّٰی سے فرمایا میں قرآن کی عظیم سورت تجھے بتاؤں گا جب آپ نے باہر تشریف لے جانے کا ارادہ کیا تو میں نے آپ کو وعدہ یاد دلایا تو آپ نے فرمایا وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سبع مثانی ہے معلوم ہُوا کہ سُورۂ فاتحہ قرآن ہے۔ لہٰذا جب امام سُورۂ فاتحہ پڑھے تو مقتدی پر اسے خاموشی سے سُننا فرض ہے۔

(۴) مسلم میں تشہد فی الصلوٰۃ کے باب میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو صفیں سیدھی کرو اور تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب وہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ، کہے تم آمین کہو (الحدیث) اگر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہوتا تو آپ فرماتے جب امام سورہ فاتحہ پڑھے تو تم بھی سورہ فاتحہ پڑھو حالانکہ ایسا نہ فرمایا بلکہ آپ نے یہ فرمایا کہ جب امام فاتحہ پڑھ چکے تو تم آمین کہو ، اس کی تائید اس باب میں مسلم کی حدیث سے ملتی ہے جو اُنھوں نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام قرأت کرے تو تم خاموش ہو ، اور کہا اَنْصِتُوْا ، کا اضافہ صحیح ہے جب مُسلم سے پُوچھا گیا کہ اگر یہ اضافہ صحیح ہے تو تم نے اسے مسلم میں ذکر کیوں نہیں کیا ؟ تو مسلم نے جواب دیا یہ ضروری نہیں کہ جو بھی میرے نزدیک صحیح ہو میں اسے اس کتاب میں ذکر کردوں ، میں نے اس کتاب میں وہ صحیح حدیثیں ذکر کی ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے ، جب امام مسلم نے " اِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا کی تصحیح کردی تو ابوداؤد کا یہ کہنا کہ فَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا ، محفوظ نہیں مضر نہیں ہے کیونکہ ابوداؤد نے کہا ہے کہ اس کا وہم ابوخالد نے کیا ہے تعجب ہے کہ ابوداؤد نے یہ کیسے کہہ دیا حالانکہ ابوخالد ثقہ راوی ہے اور محدثین کی ایک جماعت نے اس اضافہ کو ذکر کیا ہے۔ بخاری اور مسلم دونوں نے ابوخالد سے روایت کی ہے۔ ابن خزیمہ نے اَنْصِتُوْا کی زیادتی سمیت اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ پس ثابت ہُوا کہ مقتدی پر سورۂ فاتحہ پڑھنی فرض نہیں بلکہ اس پر خاموش رہنا فرض ہے ، نیز ابوداؤد میں " تَرْكُ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ ، کے باب میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ سے فرمایا مدینہ منورہ میں اعلان کردو کہ قرآن پڑھنے کے بغیر نماز نہیں ہوتی اگرچہ سورۂ فاتحہ ہو یا اس سے زائد ہو ، اس حدیث سے دو امر ثابت ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ سورۂ فاتحہ قرآن ہے۔ دوسرا یہ کہ نماز میں قرآن پڑھنا فرض ہے اگرچہ سورۂ فاتحہ یا اس سے زیادہ ہو ، معلوم ہُوا کہ تعیین کے ساتھ سورۂ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا فرض نہیں۔

(۵) مسلم نے سجود التلاوہ " کے باب میں زید بن ثابت سے ذکر کیا جبکہ ان سے امام کے پیچھے قرأت سے متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا " لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْاِمَامِ فِيْ شَيْءٍ ، یعنی امام کے ساتھ قرأت کرنی جائز نہیں۔ نسائی نے اس حدیث کو سجود التلاوت میں ذکر کیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کے دو جواب ذکر کئے ہیں مگر وہ قانع اور شافی نہیں ، امام نووی نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص

marfat.com
Marfat.com

ام القرآن نہ پڑھے اس کی نماز جائز نہیں ،، حالانکہ اس حدیث میں کمال کی نفی ہے جیسے اس حدیث لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ ،، میں کمال صلوٰۃ کی نفی سے اصل نماز کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ وصف کے انتفاء سے ذات کا انتفاء نہیں ہوتا" امام نووی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میرے پیچھے نماز پڑھو تو ام القرآن کے سوا اور کچھ نہ پڑھو" جواب میں اس کی وضاحت اُوپر بیان ہو چکی ہے ۔ مزید توضیح آجائے گی امام نووی نے جواب کی دوسری وجہ یہ ذکر کی کہ اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ فاتحہ کے بعد والی سورت نہ پڑھے مگر یہ محض تاویل ہے دُوسری احادیث سے اس کی تردید ہوتی ہے !

(۶) ابن ماجہ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ قِرَاءَۃٌ لَّہٗ ،، یعنی جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت مقتدی کی قراءت قرار پاتی ہے ۔

(۷) دارقطنی نے سنن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ ،، کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت مقتدی کی قراءت قرار پاتی ہے ،، اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں ابوسعید خدری سے اور دارقطنی نے سنن میں ابوہریرہؓ سے مرفوع روائت کیا ہے ،، نیز دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یَکْفِیْکَ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ خَافَتَ اَوْ جَھَرَ ،، یعنی امام بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ پڑھے تجھے اس کی قراءت کافی ہے ،، ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ ،، ان تمام احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقتدی پر قرأت واجب نہیں جبکہ امام کی قراءت مقتدی کی قراءت شمار ہوتی ہے ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اگرچہ جابر بن عبداللہ جعفی راوی ضعیف ہے ۔ مگر یہ حدیث صحیح طریق سے بھی مروی ہے جس سے اس کا ضعف ختم ہو جاتا ہے ؛ چنانچہ مؤطا امام محمد میں عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت اس کی قرأت ہوتی ہے اور یہ بات اصولِ موضوعہ سے ہے کہ جب کوئی حدیث ضعیف السناد سے مروی ہو اور اس روایت کے بعض صحیح طریق بھی ہوں تو صحیح کے ساتھ ضعیف حدیث قوی ہو جاتی ہے ؛ کیونکہ بعض احادیث سے بعض کی تقویت ہوتی رہتی ہے ۔

عبدالرزاق نے مصنف میں موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق ، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے قرأت سے منع کیا کرتے تھے ۔

(۸) اگر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا امام اور مقتدی پر فرض ہو تو فرض کے ترک سے نماز فاسد ہو جاتی ہے حالانکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور کی نماز پنجگانہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام

marfat.com

Marfat.com

تھے جب آپ تشریف لائے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت سے قرأت شروع کی جہاں سے ابوبکر صدیق نے چھوڑی تھی اور کہیں بھی یہ منقول نہیں کہ آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی ہو حالانکہ وہ نماز بلا کراہت کامل تھی۔ معلوم ہوا کہ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں،،

نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز خداج ہے ناقص ہے ابوالسائب نے کہا میں نے ابوہریرہ سے کہا میں کسی وقت امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو ابوہریرہ نے میرے بازو کو چوکتے ہوئے کہا،، اے فارسی اپنے نفس میں پڑھ لیا کرو،، اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں ورنہ خداج کہنا بے معنی ہوگا اور ابوہریرہ کے کلام ،، اِقْرَأْ فِیْ نَفْسِكَ ،، کا معنیٰ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کا دل میں احضار کرو کیونکہ نفس کا اطلاق دل پر بھی ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ ،، اے اللہ تو میرے دل کی باتیں جانتا ہے"

(۱۰) امام نسائی نے عبادہ بن صامت سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۂ فاتحہ اور اس سے زائد نہ پڑھا اس کی نماز نہیں،، اگر مقتدی پر اس حدیث سے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض کہا جائے تو صرف سورۂ فاتحہ نہیں اس سے زائد اور آیات کا پڑھنا بھی فرض ہوگا معلوم ہوا کہ حضرت عبادہ کی یہ حدیث تنہا نماز پڑھنے والے کے حق میں ہے۔ احناف کا مذہب حضرت عبادہ کی حدیث کے عین مطابق ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو نماز ناقص ہوگی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے،، اور سجود التلاوت میں امام نسائی کی روایت لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ ،، میں اس کی واضح تائید ہے،، اسی طرح سجود التلاوت میں مسلم کی روایت" لَا قِرَأَةَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ ،، اس پر واضح دلالت کرتی ہے،، ان دونوں روایات سے صاف ظاہر ہے کہ نماز جہری ہو یا سری مقتدی امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھے!

ابوداؤد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقُرْاٰنٍ وَّلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ نماز سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ احادیث تنہا نماز پڑھنے والے کی نماز پر محمول ہیں اگر ان کو خلف الامام" پر محمول کیا جائے تو مقتدی پر قرآن پڑھنا بھی فرض ہوگا،،

(۱۱) ابوداؤد نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَءْ بِهَا ،، اوّلاً تو اس حدیث کے اسناد میں محمد بن اسحاق ہے۔ محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے بعض اس کو شیعہ اور قدری کہتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا محمد بن اسحاق مدلس ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس کو کاذب کہا اور امام احمد نے ضعیف کہا ہے،، ابوداؤد کی روایت میں اگر یہ زیادتی ،، الا بفاتحۃ الکتاب صحیح ہوتی تو امام بخاری اسے ذکر کرتے جب کہ وہ فاتحہ خلف الامام پر شدت سے زور دیتے ہیں پھر ابوداؤد میں عبادہ بن صامت کی حدیث میں جعفر بن میمون ہے۔ نسائی نے تصریح کی ہے کہ جعفر بن میمون ثقہ نہیں"

(۱۲) ابوداؤد نے سفیان بن عیینہ کے طریق سے عبادہ بن صامت سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا: لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَءْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ فَصَاعِدًا، سفیان بن عیینہ نے کہا جو شخص تنہا نماز پڑھے اس کی نماز فاتحۃ الکتاب اور زیادہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ ابو داؤد نے اس کی تصریح بھی کی ہے اگر اسے خلف الامام پر محمول کیا جائے تو فاتحہ کے ساتھ قرآن کا پڑھنا بھی مقتدی پر فرض ہوگا!

(۱۳) قسطلانی شارح بخاری نے کہا کہ اس حدیث "مَنْ صَلّٰی خَلْفَ اِمَامٍ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ" سے حنفیہ نے استدلال کیا کہ مقتدی، فاتحہ امام کے پیچھے نہ پڑھے حالانکہ حفاظ کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام کی بہت بڑی جماعت نے اس حدیث کی روائت کی ہے مسلم نے اپنی صحیح میں روائت کی کہ مقتدی کسی نماز میں نہ پڑھے، نفی کے تحت نکرہ عموم کے لئے ہوتا ہے یعنی نماز میں جہری ہو یا سری امام کے پیچھے نہ پڑھے، یہ اس روائت کی صحت کا شاہد ہے؛ چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے روائت کی اخبرنا ابوحنیفہ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی خَلْفَ الْاِمَامِ کَانَ قِرَاءَۃُ الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ، اس کا اسناد صحیح ہے اور بخاری مسلم کی شرط کے مطابق ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ جابر کی روائت ضعیف نہیں جبکہ دوسرے طریق سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت جابر کی اس حدیث کا محمل سورۂ فاتحہ کا ماسوی ہے یعنی سورۂ فاتحہ کے ماسوا میں امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام مالک نے مؤطا میں وہب بن کیسان سے روائت کی کہ انھوں نے حضرت جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا مَنْ صَلّٰی رَکْعَۃً لَمْ یَقْرَءْ فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ، ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ امام بخاری اور مسلم کے استاد ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اس کی روائت کی ہے، یعنی جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھی تو اس کی نماز نہ ہوئی مگر جب وہ امام کے پیچھے ہو تو نماز صحیح ہے، معلوم ہوا شارح قسطلانی کا مذکور حدیث کو ضعیف کہنا خلاف تحقیق اور خلاف واقعہ ہے، امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں روائت کی کہ مجھے موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر فاروق اور عثمان خلف الامام قرأت سے منع کرتے تھے۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد کے ساتھ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روائت کی "اَنَّہٗ قَالَ مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ کہ جس نے امام کے پیچھے کچھ پڑھا اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

اسماء رجال محمود بن ربیع حدیث ۱۵ کے اسماء میں اور عبادہ بن صامت حدیث ۱۷ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

۷۲۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ وَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى كَمَا صَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلٰثًا فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلٰثًا فَقَالَ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَيْرَهٗ فَعَلِّمْنِيْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَآئِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَافْعَلْ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا

۷۲۶ ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف میں داخل ہوئے تو ایک شخص آیا اُس نے نماز پڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام عرض کیا آپ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا لوٹ جا اور نماز پڑھ تُو نے نماز نہیں پڑھی وہ شخص لوٹا اور نماز پڑھی جیسے پہلے نماز پڑھی تھی۔ پھر آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام عرض کیا آپ نے فرمایا لوٹ جا اور نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی تین بار اس طرح ہوا تو اس شخص نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اس کے سوا میں نماز اچھی نہیں پڑھ سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تعلیم دیں۔ آپ نے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر تحریمہ کہہ پھر جو بھی قرآن آسانی سے پڑھ سکے وہ پڑھو پھر رکوع کرو حتیٰ کہ رکوع اطمینان سے کرو، پھر سر اُٹھاؤ حتیٰ کہ اطمینان سے سیدھے کھڑے رہو پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرو پھر اُٹھو حتیٰ کہ اطمینان سے جلسہ کرو ساری نماز اس طرح پڑھو "

۷۲۶ ـ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا: نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی "یعنی تو نے کامل نہیں پڑھی کیونکہ ابوسعید مقبری نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جب تو نے یہ کیا تو تیری نماز پوری ہوگی اور اگر اس سے کمی کی تو تیری نماز ناقص ہوگی"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ

۷۲۷ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَعْدٌ كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

آپ نے اعرابی کی نماز کو نماز فرمایا معلوم ہُوا کہ حدیث مذکور میں کمال کی نفی ہے۔ جنسِ نماز کی نفی نہیں، بعض روایات میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آخری بار فرمایا کہ نماز کا اعادہ کرو! اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کیفیت کاملہ سے نماز کا اعادہ کرو اس سے یہ لازم نہیں کہ جنسِ نماز کی نفی ہو جاتی ہے۔ نفی صرف وصفِ صلوٰۃ کی ہے نماز کی ذات کی نفی نہیں اگر اس کی نماز فاسد ہوتی تو بار بار اس میں مشغول ہونا عبث ہوتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے عبس میں مشغول ہونے کی تقریر ہرگز نہیں فرماتے،، اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ رکوع میں تعدیل و طمانیت فرض نہیں واجب ہے۔ مگر اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم نہیں۔

(۲) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا ،، ثُمَّ اقْرَءْ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ،، اس سے معلوم ہے کہ نماز میں مطلقاً قراءت فرض ہے۔ اس سے سورۂ فاتحہ کی فرضیت کی نفی ہوتی ہے ورنہ آپ اسے فاتحہ پڑھنے کا حکم فرماتے جبکہ یہ مقامِ تعلیم کا مقام تھا،،

مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ،، مطلق ہے جو سورۂ فاتحہ اور غیر فاتحہ کو شامل ہے مجمل نہیں لہٰذا ،، لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب ،، کے ساتھ اس کی تخصیص جائز نہیں ،، ورنہ تیسیر اور آسانی عسر و تنگی سے بدل جائے گی ،، اور یہ باطل ہے پھر اس آیت کریمہ میں کسی قسم کا ابہام بھی نہیں جس کی تفسیر ،، لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب ،، ہو سکے امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ حدیث ،، اقرء ما تیسر من القرآن ،، سورۂ فاتحہ پر محمول ہے کیونکہ یہ آسان ہے یا فاتحہ کے بعد ،، ما زاد ،، پر یا سورۂ فاتحہ پڑھنے سے عاجز پر محمول ہے۔ صرف سینہ زوری ہے اور حاکمانہ انداز میں اپنے مذہب کو ثابت کرنا ہے۔ ورنہ ان کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد اور قرآن بھی آسان ہے جس کو عاجز پڑھے تو سورۂ فاتحہ ،، مَا تَيَسَّرَ ،، کا مصداق کیسے ہُوئی جبکہ اس سے آسان اور سورتیں بھی قرآن میں ہیں،، چنانچہ سورۂ اخلاص سورۂ فاتحہ سے کہیں زیادہ آسان ہے،،

اگر یہ سوال ہو کہ نماز میں اور بھی کئی واجبات ہیں جن کو ذکر نہیں فرمایا جیسے نماز کی نیت ،، آخری قعدہ ،، ترتیبِ ارکان ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف (بعض کے نزدیک) اور لفظِ سلام وغیرہ کیا وہ واجب نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام امور اس کو معلوم تھے اسی لئے اس کو بیان نہیں فرمایا یا راوی نے روایت میں اختصار کیا ہے،، اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ تعلیم میں نرمی کرنی چاہیئے اور عالمِ دین کو سلام کہنا اور اس کی اطاعت کرنی چاہیئے اور اپنی تقصیر کا اعتراف کر لینا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتِي الْعِشَاءِ لَا أَخْرِمُ عَنْهَا كُنْتُ أَرْكُدُ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ فَقَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ

۷۲۸ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ يُطَوِّلُ فِي الْأُولٰى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَيُسْمِعُ الْآيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الْأُولٰى وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ

اسماء رجال ۲۶ : ۱ محمد بن بشار حدیث ۶۷ کے اسماء میں مذکور ہیں۔

۷۲۷ — ترجمہ : جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سعد بن ابی وقاص نے کہا میں لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھاتا تھا۔ اس میں کمی نہ کرتا تھا پہلی دو رکعتوں کو لمبا اور پچھلی دو رکعتوں کو خفیف کرتا تھا۔ عمر فاروق نے کہا تم سے یہی گمان تھا۔

۷۲۸ — ترجمہ : ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت کو لمبا اور دوسری رکعت کو مختصر فرماتے تھے اور کبھی کبھار کوئی آیت سنا دیتے تھے، عصر کی نماز میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور پہلی رکعت کو لمبا کرتے تھے اور صبح کی نماز کی پہلی رکعت کو لمبا اور دوسری کو مختصر کرتے تھے!

حدیث ۷۲۴ کے ترجمہ میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین یا چار رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے،، اسی طرح اس کے ساتھ سورت ملانا بھی واجب ہے اور چھوٹی سورت پڑھنا مستحب ہے۔ امام ابو حنیفہ ابو یوسف اور شافعی رضی اللہ عنہم کے نزدیک صبح کی پہلی رکعت کو لمبا اور دوسری کو مختصر کرنے کیونکہ یہ غفلت اور نیند کا وقت ہے۔ اور ظہر و عصر میں دونوں رکعتیں مساوی ہیں۔ حدیث شریف میں مذکور پہلی رکعت لمبی اس لئے ہے کہ اس میں ثنا اور تعوذ و بسملہ بھی ہے۔ قرأت میں پہلی رکعت دوسری رکعت سے

marfat.com
Marfat.com

۷۲۹ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَارَۃُ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ قَالَ سَاَلْنَا خَبَّابًا اَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا بِاَیِّ شَیْءٍ کُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِہٖ

بَابُ الْقِرَاءَۃِ فِی الْعَصْرِ

۷۲۹ ۔ ا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ قُلْتُ لِخَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ اَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ بِاَیِّ شَیْءٍ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ قِرَاءَتَہٗ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِہٖ

لمبی نہ تھی اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا کہ تین یا چار رکعت والی نمازوں کی پچھلی رکعتوں میں قرأت نہیں کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں قرأت ذکر نہیں فرمائی ۔ واللہ اعلم!

۷۲۹ ۔ ترجمہ : ابو معمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے خباب سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نمازوں میں قرأت فرماتے تھے خباب نے کہا جی ہاں! ہم نے کہا تم کس طرح یہ پہچانتے تھے کہا آپ کی داڑھی شریف کی حرکت سے ،،

۷۲۹ ۔ شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی شریف کی شرکت سے آپ کی قرأت پر استدلال کیا کیونکہ حالاتِ قیام میں ذکر اور دعا نہیں کی جاتی معلوم ہوا جب آپ کچھ پڑھتے تھے تو صرف قرآن ہی پڑھتے تھے ۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کبھی کبھی کوئی آیت ہمیں سنا دیتے تھے اس سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے داڑھی شریف کی حرکت قرأتِ قرآن پر استدلال کیا تھا ،،

حدیث ۷۱۵ کے ترجمہ میں اس کی تفصیل مذکور ہے ،،

باب عصر کی نماز میں قرأت

marfat.com

Marfat.com

۷۳۰ — حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ سُوْرَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ

۷۳۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اُمَّ الْفَضْلِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِيْ بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ اَنَّهَا لَاٰخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ

۷۲۹ — ترجمہ : ابو معمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے خباب بن ارت سے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نمازوں میں قرأت فرماتے تھے؟ انھوں نے کہا جی ہاں میں نے کہا تم آپ کی قرأت کیسے جانتے ہو کہا آپ کی داڑھی شریف کی حرکت سے معلوم کرتے تھے۔
(اس حدیث کی شرح ابھی ابھی گزری ہے)

۷۳۰ — ترجمہ : ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ایک ایک سورت پڑھتے اور کبھی ہمیں کوئی آیت سنا دیتے تھے۔ (مکی کا ذکر حدیث ۸۳ کے اسماء میں مذکور ہے۔ ہشام دستوائی ہیں)

باب — مغرب کی نماز میں قرأت

۷۳۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے ان کو مغرب کی نماز میں سورۂ والمرسلات عرفا پڑھتے سنا تو کہا اے میرے بیٹے اللہ کی قسم تو نے اس سورت کی قرأت سے مجھے یاد دلا دیا یہ آخری وہ سورت ہے جو میں

marfat.com
Marfat.com

اور اس حدیث میں مغرب کی نماز میں سورتیں پڑھنے کا ذکر ہے

۷۳۲ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ لِیْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَالَكَ تَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ بِقِصَارٍ وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِطُوْلِ الطُّوْلَيَيْنِ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں پڑھتے ہوئے سنا "

۷۳۱ ـ شرح : اگر کہا جائے کہ حدیث ۶۵۷ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مذکور ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو آخری نماز ظہر کی پڑھائی تھی ❊ اس کا جواب یہ ہے کہ جس نماز کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا ہے۔ وہ مسجد نبوی میں آپ نے صحابہ کرام کو ظہر کی نماز پڑھائی تھی اور جس نماز کو ام الفضل نے ذکر کیا ہے۔ وہ اپنے گھر آپ نے نماز پڑھی تھی۔

نسائی شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اور اس میں سورت والمرسلات عرفا " پڑھی اس کے بعد آپ نے کوئی نماز نہ پڑھی حتیٰ کہ وصال فرما گئے امام ترمذی نے ام فضل سے حسن صحیح حدیث ذکر کی کہ ام فضل نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اپنی بیماری میں تشریف لائے جبکہ آپ نے سر مبارک کپڑے سے باندھا ہوا تھا اور ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اس میں سورۃ مرسلات پڑھی اور نماز نہ پڑھی حتیٰ کہ وصال فرما گئے " یہ نماز گھر میں پڑھی تھی اور اپنے بستر سے اٹھ کر حاضرین کے پاس تشریف لائے تھے لہٰذا ان احادیث میں تعارض نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۷۳۲ ـ ترجمہ : مروان بن حکم نے کہا مجھے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ " نے کہا تجھے کیا ہوا تو مغرب کی نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھتا ہے۔ جبکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ لمبی سورتیں پڑھتے تھے "

۷۳۲ ـ شرح : حضرت زید بن ثابت کی یہ گفتگو مروان سے اس وقت ہوئی جب وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ قصار سے مراد قصار مفصل ہے اور وہ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا " سے لے کر آخر قرآن تک ہیں " اوساط مفصل " وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ " سے لے کر لَمْ يَكُنْ " تک ہیں اور طوال مفصل حجرات سے لے کر " وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ تک ہیں " طول المطولیین کا معنی دو لمبی سورتوں میں سے لمبی سورت ہے " علامہ کرمانی نے کہا اس سے بعض سورت مراد ہے "

امام طحاوی نے کہا یہ تاویل صحیح ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے پھر ہم سے کوئی شخص تیر پھینکتا تو وہ اس کے گرنے کی جگہ کو دیکھتا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْجَهْرِ فِي الْمَغْرِبِ

۷۳۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ

بَابُ الْجَهْرِ فِي الْعِشَاءِ

۷۳۴ ـ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيهِ عَنْ بَكْرٍ عَنْ اَبِي

تھا اور یہ محال ہے کہ مغرب کی نماز میں سورۂ اعراف پوری یا آدھی پڑھی جائے پھر نماز کے بعد اس طرح تیر گرتا دیکھا جائے۔ یہ درست ہے کہ سیدنا داؤد علیہ السلام قلیل تر وقت میں ساری زبور شریف پڑھ لیتے تھے اور سیدنا علی المرتضیٰ قلیل ترین وقت میں سارا قرآن مجید پڑھ لیتے تھے تو سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قلیل تر وقت میں لمبی سورت پڑھیں اور نماز سے فارغ ہو کر کوئی شخص تیر پھینکے تو وہ اسے دیکھ سکے مگر یہ تو معجزات اور کرامتیں ہیں عام حالات میں یہ مقیس علیہ کیسے بن سکتے ہیں۔ ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ ابن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں "قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھتے تھے، بیشتر احادیث میں چھوٹی چھوٹی سورتوں کا مغرب کی نماز میں پڑھنا ماثور ہے۔

اسماء رجال : ابو عاصم حدیث ۶۲ ابن جُریج حدیث ۲۹۴ ابن ابی ملیکہ حدیث ۶۴ سے قبل مروان بن حکم حدیث ۲۴۰ سے قبل باب البزاق کے اسماء میں مذکور ہیں۔

باب ـ مغرب کی نماز میں جہر کرنا

۷۳۳ ـ ترجمہ : جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھی!

محمد بن جبیر بن مطعم کی کنیت ابو سعید ہے وہ عمر بن عبد العزیز کے عہد خلافت میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے ان کے والد کا ذکر حدیث ۲۵۳ کے اسماء میں گزرا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ لَهٗ قَالَ سَجَدْتُ خَلْفَ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ بِهَا حَتّٰى اَلْقَاهُ ۷۳۵ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَآءِ فِيْ اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

بَابُ الْقِرَآءَةِ فِي الْعِشَآءِ بِالسَّجْدَةِ

۷۳۶ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ قَالَ سَجَدْتُ فِيْهَا خَلْفَ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ فِيْهَا حَتّٰى اَلْقَاهُ

باب ۔ عشاء کی نماز میں جہر کرنا

۷۳۴ ـ ترجمہ : ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابو ہریرہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی ۔ اُنھوں نے نماز میں سورت "اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ" پڑھی اور سجدہ (تلاوت) کیا میں نے ان سے کہا یہ سجدہ کیسا ہے ؟ کہا میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس سورت میں سجدہ کیا میں ہمیشہ اس میں سجدہ کرتا رہوں گا ۔ حتیٰ کہ آپ سے ملوں ۔

۷۳۵ ـ ترجمہ : عدی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے براء بن عازب سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے ۔ آپ نے عشاء کی نماز کی دو رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں سورۃ والتین والزیتون" پڑھی !

۷۳۴ ـ ۷۳۵ ـ شرح : ان دونوں احادیث سے معلوم ہُوا کہ مغرب اور عشاء کی نماز میں قراءت بلند آواز سے کی جاتی ہے ۔ آہستہ پڑھنا خلاف

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَآءِ

۷۳۷ــ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا مِسْعَرٌ ثَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّهٗ سَمِعَ الْبَرَآءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَآءِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ اَوْ قِرَآءَةً

ہے اگر بھول کر جہر نہ کیا تو سجدہ سہو واجب ہے۔ اور سفر میں قرأت میں تخفیف کی جاتی ہے اور ظہر کی نماز میں سورۂ فاتحہ کے سوا بیس آیات پڑھنی چاہئیں،، عشاء کی نماز پر عتمہ کا اطلاق جائز ہے

باب ــ عشاء کی نماز میں سجدہ والی سورت پڑھنا

۷۳۶ــ ترجمہ : ابورافع نے کہا میں نے ابوہریرہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو اُنھوں نے (نماز میں) اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑھی اور سجدہ کیا میں نے کہا یہ سجدہ کیسا ہے؟ اُنھوں نے کہا میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس سورت میں سجدہ کیا، میں تو اس میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا حتّٰی کہ آپ سے ملوں گا۔

۷۳۶ــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ سورۂ انشقاق میں سجدہ ہے۔ اس حدیث کو دوبارہ اس لئے ذکر کیا کہ نماز میں سجدہ والی سورت پڑھی جاتی ہے

باب ــ عشاء کی نماز میں قرأت

۷۳۷ــ ترجمہ : براء بن عازب نے کہا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ عشاء کی نماز میں ”والتین والزیتون“ پڑھتے تھے۔ میں نے آپ کی آواز سے اچھی آواز یا قرأت کسی سے نہیں سُنی“

۷۳۷ــ شرح : اس حدیث کو دوبارہ اس لئے ذکر کیا کہ اس کے راوی پہلی حدیث کے رُواۃ سے مختلف ہیں۔ نیز اس حدیث میں پہلی حدیث کی نسبت زیادہ الفاظ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يُطَوِّلُ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَيَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ

۷۳۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ لَقَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلٰوةِ قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُوْلَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَلَا آلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَوْ ظَنِّيْ بِكَ

بَابُ الْقِرَأَةِ فِي الْفَجْرِ

وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطُّوْرِ

۷۳۹۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلٰى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ وَقْتِ

باب: پہلی دو رکعتوں کو لمبا اور پچھلی دو رکعتوں کو مختصر کرے

۷۳۸ ــــ ترجمہ: جابر بن سمرہ نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ لوگوں (اہل کوفہ) نے آپ کی ہر شئی میں حتیٰ کہ آپ کی نماز کی شکایت کی ہے۔ سعد نے کہا بہر حال میں تو نماز کی پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا ہوں اور آخری دو رکعتوں کو مختصر کرتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے میں تقصیر نہیں کی عمر فاروق نے کہا آپ سے یہی گمان ہے یا میرا آپ سے یہی گمان ہے۔

۷۳۸ شرح: حدیث ۷۲۴ کے ترجمہ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ اس حدیث سے اس حدیث کے راوی مختلف ہیں۔ یہ تکرار کا سبب ہے۔

marfat.com

Marfat.com

الصَّلَوَاتِ فَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَيَرْجِعُ الرَّجُلُ اِلَى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَا يُبَالِي بِتَاْخِيْرِ الْعِشَآءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَعْرِفُ جَلِيْسَهُ وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ اَوْ اِحْدٰهُمَا مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ

۷۴۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ يُقْرَأُ فَمَا اَسْمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا اَخْفٰى عَنَّا اَخْفَيْنَا عَنْكُمْ وَاِنْ لَّمْ تَزِدْ عَلٰى اُمِّ الْقُرْاٰنِ اَجْزَاَتْ وَاِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ

باب ۔ صبح کی نماز میں قرأت

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے (صبح کی نماز میں) سورۂ طور پڑھی "

۷۳۹ ۔ ترجمہ : سیار بن سلام نے کہا میں اور میرا باپ ابوبرزہ اسلمی کے پاس گئے ہم نے ان سے نمازوں کے وقت پوچھے ۔ ابوبرزہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز پڑھتے جبکہ مرد (عصر پڑھ کر) مدینہ منورہ کی دوسری طرف چلا جاتا اور سورج ابھی سفید ہوتا، مغرب کی نماز میں جو فرمایا میں اسے بھول گیا ہوں ،، عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کرنے میں پرواہ نہ کرتے تھے اس سے پہلے نیند اور اس کے بعد فضول باتوں کو پسند نہ کرتے تھے اور صبح کی نماز پڑھتے جب نمازی شخص سلام پھیرتا تو اپنے ساتھی کو پہچان لیتا تھا صبح کی دونوں رکعتوں یا ایک رکعت میں ساٹھ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْجَهْرِ بِقِرَاءَةِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ طَفْتُ وَرَآءَ النَّاسِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ ۷۴۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْعَوَانَةَ

سے سو تک آیات پڑھتے تھے۔

۷۳۹ — شرح : ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے کلام میں یہ تصریح نہیں کہ یہ صبح کی نماز تھی، لیکن دُوسرے طریق سے ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نمازِ فجر کی اقامت کہی جائے تو تم نے طواف کر لینا ہوگا،، اس حدیث سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ فجر کی نماز میں قراءت ثابت ہے۔ اس حدیث کی تفصیل حدیث ۵۱۸ کے تحت گزری ہے (باب وقت الظہر)

۷۴۰ — ترجمہ : عطاء نے خبر دی کہ اُنہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سُنا کہ ہر نماز میں قرأت ہے اور جس نماز میں ہمیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنایا (اس میں) ہم نے تمہیں سُنایا ہے (نماز میں بلند آواز سے قراءت کی ہے) اور جس نماز میں آپ نے ہم سے اخفاء کیا ہم نے تم سے اخفاء کیا ہے (نماز میں آہستہ قراءت کی ہے) اور اگر تو سورۂ فاتحہ پر زیادہ نہ پڑھے تو کافی ہے اور اگر زیادہ کرے تو اچھا ہے۔

۷۴۰ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام نمازوں میں قراءت ہے بعض میں جہری قراءت ہے جیسے مغرب، عشاء، صبح، جمعہ عیدین کی نمازوں میں اور بعض میں سِرّی قراءت ہے جیسے، ظہر، عصر، مغرب کی تیسری رکعت، عشاء کی آخری دو رکعتیں خسوف وکسوف کی نمازوں میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جہر نہیں امام ابویوسف کے نزدیک دونوں میں جہر ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک خسوف کی نماز میں جہر ہے کسوف کی نماز میں جہر نہیں،، دن کے نوافل میں جہر نہیں رات کے نوافل میں اختیار ہے۔ استسقاء کی نماز میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک جہر نہیں امام ابویوسف، محمد، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک اس میں جہر ہے۔ اس حدیث سے علماء شافعیہ نے استدلال کیا کہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا مستحب ہے۔ ظاہر حدیث اس کی تائید کرتی ہے حنفی علماء نے کہا سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت یا تین آیات ملانا واجب ہیں،، اس کی دلیل یہ ہے کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ”سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ سورت کے بغیر نماز نہیں ہوتی“ ابن ماجہ اور ترمذی نے ابوسعید سے روایت کی کہ جو شخص فرضوں یا نفلوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی،، واللہ اعلم

marfat.com

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ طَآئِفَۃٍ مِنْ اَصْحَابِہٖ عَامِدِیْنَ اِلٰی سُوْقِ عُکَاظٍ وَقَدْ حِیْلَ بَیْنَ الشَّیَاطِیْنِ وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَیْہِمُ الشُّہُبُ فَرَجَعَتِ الشَّیَاطِیْنُ اِلٰی قَوْمِہِمْ فَقَالُوْا مَالَکُمْ قَالُوْا حِیْلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَیْنَا الشُّہُبُ قَالُوْا مَا حَالَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ اِلَّا شَیْءٌ حَدَثَ فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَہَا فَانْظُرُوْا مَا ھٰذَا الَّذِیْ حَالَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَانْصَرَفَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ تَوَجَّہُوْا نَحْوَ تِہَامَۃَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ بِنَخْلَۃَ عَامِدِیْنَ اِلٰی سُوْقِ عُکَاظٍ وَھُوَ یُصَلِّیْ بِاَصْحَابِہٖ صَلٰوۃَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ اسْتَمَعُوْا لَہٗ فَقَالُوْا ھٰذَا وَاللّٰہِ الَّذِیْ حَالَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَھُنَالِکَ حِیْنَ رَجَعُوْا اِلٰی قَوْمِہِمْ قَالُوْا یَا قَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّھْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَاِنَّمَا اُوْحِیَ اِلَیْہِ قَوْلُ الْجِنِّ

باب فجر کی نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنا

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے لوگوں سے ہٹ کر طواف کیا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے اور اس میں سورۂ طور پڑھ رہے تھے"

۷۴۱ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کی ایک جماعت میں عکاظ منڈی کا قصد کرتے ہوئے چلے جبکہ شیاطین اور آسمانی

marfat.com
Marfat.com

خبروں کے درمیان حاجز اور مانع واقع ہو چکا تھا اور ان پر آگ کے شعلوں کی مار ہونے لگی تھی۔ شیطان اپنی قوم کی طرف لوٹے اور کہنے لگے تمہیں کیا ہو گیا انھوں نے کہا ہمارے اور آسمان کی خبر کے درمیان کوئی نئی شئ حائل ہوئی ہے۔ تم ساری زمین کے مشرقوں اور مغربوں میں پھرو اور دیکھو کونسی شئ تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہوئی ہے،، اُن سے جو شیاطین تہامہ کی طرف گئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹے جبکہ آپ نخلہ میں (صحابہ کے ہمراہ) عکاظ منڈی کا قصد کئے ہوئے اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے جب اُنھوں نے قرآن سُنا تو کان لگا کر سُنا اور کہا اللہ کی قسم! تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان جو حائل ہے وہ یہ ہے اسی وقت وہ اپنی قوم کی طرف لوٹے اور کہا اے ہماری قوم! ہم نے عجیب قرآن سُنا ہے جو اچھی ہدائت دیتا ہے ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے تب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آئت کریمہ نازل فرمائی: قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ ،، اے حبیب فرما دیجئے مجھے وحی کی گئی ہے،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنوں کی باتوں کی وحی کی گئی تھی!

۱۴۱۷ — شرح: تہامہ شہر ہے وہاں سخت گرمی کے باعث اس کا یہ نام رکھا گیا ہے کیونکہ یہ "تَہَمٌ" سے مشتق ہے اس کا معنی سخت گرمی ہے، نَخْلَۃَ ،، غیر منصرف ہے مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان مشہور مقام ہے،، استماع کا معنی کان لگا کر سُننا ہے اور سماع اِس سے عام ہے ظاہر حدیث سے یہی سمجھ آتی ہے کہ آسمان کی خبر اور جنوں کے درمیان حائل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کے بعد واقع ہُوا۔ اس سے پہلے نہ تھا اسی لئے شیطانوں نے اس کا انکار کیا اور اسے معلوم کرنے کے لئے مشرق و مغرب میں پھر گئے تاکہ اس کا حال معلوم کریں، اسی لئے عرب میں کہانت پھیلی ہُوئی تھی جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ختم ہو گئی جبکہ جنوں کا آسمان پر جانا روک دیا گیا اور جنوں کو آسمان سے شعلے پڑنے لگے۔ یہ بھی نبوّت کی ایک دلیل ہے،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا شروع دُنیا سے یہ شعلے جاری ہیں؛ چنانچہ مسلم شریف میں ہے شعلہ پڑا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے تم جاہلیت کے زمانہ میں کیا کہا کرتے تھے۔ صحابہ نے کہا ہمارا عقیدہ تھا کہ کوئی عظیم شخص پیدا ہُوا یا مرا ہے،، بعض علماء نے کہا کہ نبوّت سے قبل اِن شعلوں سے آسمان محفوظ تھے کسی عظیم حادثہ نزولِ عذاب یا رسُول کے آنے سے شعلے گرتے تھے؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے نامعلوم زمین والوں پر کوئی عذاب نازل ہُوا ہے یا کوئی ہادی اللہ نے بھیجا ہے،، بعض علماء نے کہا یہ شعلے پہلے بھی دیکھے جاتے تھے لیکن ان سے جنوں کو مارا جانا سرورِ کائنات صلی اللہ کی رسالت و نبوّت کے بعد ہُوا،، اگرچہ شیطانوں کو یہ معلوم تھا کہ وہ آسمانوں پر اللہ کے فیصلوں کی چوری کرنے جائیں گے تو ان کو شعلے مارے جائیں گے مگر ان کو یہ یقین نہ تھا کہ وہ ضرور مارے جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بچ نکلیں جیسے چوروں کی عادت ہے،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا شیطان آسمانوں پر آیا جایا کرتے تھے۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے بعد تین آسمانوں سے ان کو روک دیا گیا اور سرورِ کائنات

marfat.com
Marfat.com

۷۴۲ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا اُمِرَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد ان کو بالکل روک دیا گیا،،

ابن اسحاق نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ثقیف سے نا امید ہو کر طائف سے مکہ مکرمہ کو جا رہے تھے اور نخلہ کے مقام میں آدھی رات کو نماز پڑھ رہے تھے کہ جنوں کا ایک گروہ وہاں سے گزرا اور قرآن سنا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ آپ پر ایمان لائے اور اپنی قوم کے پاس جا کر ان کو ایمان کی دعوت دی یہ نَصِیْبِیْن کے جن تھے،، ان کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں بیان فرمایا ،، قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ الاٰية ،، اس طرف امام بخاری نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے ،، اِنَّمَا اُوْحِيَ اِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ اس سے معلوم ہوتا ہے شیاطین اور جنوں کا وجود ہے،، امام حسن بصری نے کہا کہ جنّ ابلیس لعین کی اولاد ہیں۔ ان میں سے بعض کافر ہیں ان کو شیطان کہا جاتا ہے اور بعض مومن ہیں ان کو جنّ کہا جاتا ہے،، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مومن جنّ صرف دوزخ سے نجات پائیں گے پھر دیگر بہائم کی طرح مٹی ہو جائیں گے۔ ایک روایت کے مطابق انھوں نے توقف کیا ہے۔ امام مالک، شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا جنوں کو بد اعمالی پر سزا ملے گی اور اچھے اعمال کی وجہ سے ان کو اچھی جزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ،، اس کے بعد فرمایا: وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا،، اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں قرأت بلند آواز سے فرمائی،، اور سفر میں جماعت مشروع ہے،، یہی امام بخاری کا مقصد ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانوں دونوں کی طرف مبعوث ہیں۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں

۷۴۲ ـــ ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں جہر کا حکم ہوا وہاں آپ نے جہر فرمایا اور جہاں آپ کو اخفاء کا حکم ہوا وہاں آپ نے اخفاء فرمایا: اور تیرا رب بھولنے والا نہیں،، تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اچھی پیروی ہے،،

۷۴۲ ـــ شرح: اللہ تعالیٰ نماز کے افعال بیان کرنا ترک نہیں کرتا،، اللہ تعالیٰ پر نسیان محال ہے۔ یہاں نسیان کا مجازی معنی مراد ہے جو اس کو لازم ہے اور وہ ترک ہے کیونکہ نسیان کو ترک لازم ہے،، باب کے عنوان سے امت کے لئے بلند آواز سے قرأت کا سبب بیان

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ فِيْ رَكْعَةٍ وَّالْقِرَآءَةِ بِالْخَوَاتِيْمِ وَبِسُوْرَةٍ قَبْلَ سُوْرَةٍ وَّبِاَوَّلِ سُوْرَةٍ وَيُذْكَرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّآئِبِ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُوْنَ فِي الصُّبْحِ حَتّٰى اِذَا جَآءَ ذِكْرُ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ اَوْ ذِكْرُ عِيْسٰى اَخَذَتْهُ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ عُمَرُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى بِمِائَةٍ وَّعِشْرِيْنَ اٰيَةً مِنَ الْبَقَرَةِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُوْرَةٍ مِّنَ الْمَثَانِيْ وَقَرَأَ الْاَحْنَفُ بِالْكَهْفِ فِي الْاُوْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِيُوْسُفَ اَوْ يُوْنُسَ وَذَكَرَ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ عُمَرَ الصُّبْحَ بِهِمَا وَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ بِاَرْبَعِيْنَ اٰيَةً مِنَ الْاَنْفَالِ وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُوْرَةٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ وَقَالَ قَتَادَةُ فِيْمَنْ يَقْرَأُ بِسُوْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ اَوْ يُرَدِّدُ سُوْرَةً وَّاحِدَةً فِيْ رَكْعَتَيْنِ كُلٌّ كِتَابُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَؤُمُّهُمْ فِيْ مَسْجِدِ قُبَآءَ وَكَانَ كُلَّمَا افْتَتَحَ سُوْرَةً يَقْرَأُ بِهَا لَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ مِمَّا يُقْرَأُ بِهٖ اِفْتَتَحَ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا ثُمَّ يَقْرَأُ

کرنا مقصود ہے اور روایات سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کرتے تھے آپ جہر سے مامور تھے اور ہم آپ کی اچھی پیروی کرنے میں مامور ہیں۔ اس لئے ہمارے لئے صبح کی نماز میں جہر کرنا سنت ہے۔ یہی امام بخاری کا مطلوب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب ایک رکعت میں دو سورتیں اکٹھی پڑھنا، سورت کی آخری آیات پڑھنا، سورت سے پہلی سورت (ترتیب کے خلاف) سورت کی پہلی آیات پڑھنا۔

ترجمۃ الباب: عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

بِسُوْرَةٍ أُخْرٰى مَعَهَا وَكَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَكَلَّمَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوْا إِنَّكَ تَفْتَتِحُ بِهٰذِهِ السُّوْرَةِ ثُمَّ لَا تَرٰى أَنَّهَا تُجْزِئُكَ حَتّٰى تَقْرَأَ بِأُخْرٰى فَإِمَّا تَقْرَأُ بِهَا وَإِمَّا أَنْ تَدَعَهَا وَتَقْرَأُ بِأُخْرٰى فَقَالَ مَا أَنَا بِتَارِكِهَا إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ أَؤُمَّكُمْ بِذٰلِكَ فَعَلْتُ وَإِنْ كَرِهْتُمْ تَرَكْتُكُمْ وَكَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْ أَفْضَلِهِمْ وَكَرِهُوْا أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ فَلَمَّا أَتَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرُوْهُ الْخَبَرَ فَقَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَفْعَلَ مَا يَأْمُرُكَ بِهٖ أَصْحَابُكَ وَمَا يَحْمِلُكَ عَلٰى لُزُوْمِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَقَالَ إِنِّيْ أُحِبُّهَا قَالَ حُبُّكَ إِيَّاهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ

صبح کی نماز میں "سورۂ مومنین" پڑھی حتیٰ کہ جب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام یا عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو آپ کو کھانسی آگئی پھر آپ نے رکوع کر دیا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ کی ایک سو بیس آیات پڑھیں" اور دوسری رکعت میں مثانی کی ایک سورت پڑھی" احنف رضی اللہ عنہ نے پہلی رکعت میں سورۂ کہف اور دوسری رکعت میں سورۂ یوسف یا سورۂ یونس پڑھی اور ذکر کیا کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبح کی نماز میں یہ دونوں سورتیں پڑھیں! عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (پہلی رکعت میں) سورۂ انفال کی چالیس آیات اور دوسری رکعت میں مفصل کی ایک سورت پڑھی" قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص دو رکعتوں میں ایک سورت پڑھے یا ایک سورت کو بار بار دو رکعتوں میں پڑھے "سب اللہ کی کتاب ہیں (جائز ہے) عبداللہ نے ثابت سے انھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص انصاری مسجد قبا میں لوگوں کی امامت کرتا تھا۔ جب وہ ان سورتوں سے جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔ کوئی سورت پڑھنی شروع کرتا تو پہلے قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھ لیتا حتیٰ کہ اس سے فارغ ہو کر اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت پڑھتا وہ ہر سورت میں اسی طرح کرتا اس کے ساتھیوں (انصار) نے اس سے کلام کیا اور کہا تم اس سورت (قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ) سے شروع کرتے ہو پھر تم نہیں دیکھتے کہ یہ سورت تمہیں کافی ہے حتیٰ کہ دوسری سورت (اس کے ساتھ کر) پڑھتے ہو یا تو اس کو پڑھو یا اسے چھوڑ کر کوئی اور سورت پڑھا کرو" انصاری شخص نے کہا میں تو اس کو کبھی نہ چھوڑوں گا اگر تمہیں پسند ہے تو میں تمہاری امامت کرتا ہوں اگر تمہیں پسند نہیں تو میں تمہاری امامت کرنا چھوڑ دیتا ہوں۔ مقتدی جانتے تھے کہ وہ ان سب سے افضل ہے وہ اس کے سوا کسی اور شخص کا ان کو نماز پڑھانا پسند نہ کرتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

جب ان کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انھوں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلانے! تمہارے ساتھی جو کہتے ہیں وہ کرنے سے تمہیں کونسی شئی منع کرتی ہے اور ہر رکعت میں اس سورت کے التزام پر تجھے کون سی شئی ابھارتی ہے اس شخص نے کہا میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا اس سورت سے محبت کرنا تجھے جنت میں داخل کرے گی۔

شرح الباب : اس باب میں نماز کی ایک رکعت میں دو سورتیں اکٹھی پڑھنے کا بیان ہوگا اور یہ بیان ہوگا کہ نماز میں سورت کی آخری آیات پڑھنی جائز ہیں، باب کے عنوان میں چار امور ہیں ان میں تین امور تو حدیث مذکور کے مطابق ہیں مگر عنوان کا دوسرا جزء کہ نماز میں سورت کی آخری آیات پڑھنی جائز ہیں، صراحتاً مذکور نہیں؛ البتہ اس کو چوتھے جزء پر قیاس کیا جاسکتا ہے یا یوں کہا جائے کہ قتادہ نے کہا ہے کُلُّ کِتَابُ اللّٰہِ، قرآن کی ساری آیات اللہ کی کتاب ہے؛ لہٰذا نماز میں قرآن ہر طرح پڑھنا جائز ہے کیونکہ یہ قرآن ہے۔

عبد اللہ بن سائب، کی روایت کا مدلول یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سورۂ مؤمن ابتداء سے پڑھنا شروع کی جب ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ، تک پہنچے تو آپ کو کھانسی آگئی اور سورت کو مکمل کئے بغیر آپ نے رکوع کر دیا، معلوم ہوا کہ نماز میں بعض سورت پر اقتصار جائز ہے۔

اس تعلیق سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز میں لوگوں کے حال کے اعتبار سے قرأت لمبی کرنا مستحب ہے اور عذر یا عذر کے بغیر قراءت ترک کر کے رکوع کر لینا جائز ہے اور بعض سورت ایک رکعت میں اور اسی کا بعض دوسری رکعت میں پڑھنا جائز ہے۔ صحیح یہی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا، اور دوسری رکعت میں اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ، پڑھتے تھے، (دونوں علیحدہ سورتوں میں ہیں) جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔" طحاوی ج ۱ ص ۲۰۵

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اثر کا مدلول یہ ہے کہ دوسری رکعت میں قرأت لمبی ہے، کیونکہ وہ دوسری رکعت میں مثانی پڑھتے جس میں ایک سو سے کم آیات ہوتی ہیں جبکہ وہ پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ کی ایک سو بیس آیات پڑھتے تھے،

احنف بن قیس، رضی اللہ عنہ کا اثر عنوان کے تیسرے جزء سے مطابقت رکھتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورت پڑھے اور دوسری رکعت میں اس سے پہلی سورت پڑھے چنانچہ احنف بن قیس نے پہلے جزء میں سورۂ کہف پڑھی اور دوسرے میں سورۂ یوسف، احناف کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پہلی رکعت میں سورۂ کہف اور دوسری میں یوسف یا سورۂ یونس پڑھنا سہو پر مبنی ہے۔ احناف کے نزدیک ترتیب عثمانی کی رعایت کرنا مستحب ہے۔

عبد اللہ بن مسعود، رضی اللہ عنہ کا اثر باب کے عنوان کے چوتھے جزء پر دلالت کرتا ہے اس

marfat.com
Marfat.com

۷۴۳ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِيْ رَكْعَةٍ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَآئِرَ الَّتِيْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَتَيْنِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ

اثر کی سعد بن منصور نے روایت کی اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود نے سورۂ انفال شروع کی اور افتتاح ابتدا سے ہی ہوتا ہے"

قتادہ رضی اللہ عنہ کا اثر عنوان کے کسی جزء کے مطابق نہیں لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ نے اس حدیث میں مذکور "کُلٌّ کِتَابُ اللّٰہِ" سے اس طرف اشارہ کیا کہ نماز میں جس طرح بھی قرآن پڑھا جائے جائز ہے

عَبْدُ اللّٰہِ بن ثابت کے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول اثر میں باب کے عنوان کی پہلے جزء پر دلالت ہے" اور وہ یہ کہ ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا" اس انصاری شخص کا نام کلثوم بن ہدم ہے"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا جائز ہے امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مسلک بھی یہی ہے" نیز کسی سورت کی طرف میلانِ نفس کی وجہ سے اس کو خاص کر لینا جائز ہے اس میں دوسری سورتوں سے اعراض و ہجران نہیں ہے اور جس شخص کو قوم اچھا نہ جانے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور سورۂ اخلاص مکی سورت ہے!

---

۷۴۳ ـ ترجمہ : عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابووائل کو یہ کہتے سنا کہ ایک شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے آج کی رات میں مفصل کی تمام سورتیں ایک رکعت میں پڑھی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا تم نے اشعار پڑھنے کی طرح جلدی کی ہوگی، میں وہ سورتیں جانتا ہوں جو چھوٹی بڑی ہونے میں ایک دوسری کے قریب ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہم ملا کر پڑھتے تھے اور مفصل کی بیس سورتیں ذکر کیں ہر ایک رکعت میں دو دو سورتیں پڑھتے تھے۔

۷۴۳ ـ شرح : ابوداؤد شریف میں ان بیس سورتوں کا بیان مذکور ہے کہ سورۂ نجم اور رحمٰن ایک رکعت میں اقتربت اور الحاقہ ایک رکعت میں طور اور ذاریات ایک رکعت میں واقعہ اور نون ایک رکعت میں سئل سائل اور نازعات ایک رکعت میں عمّ یتساءلون اور مرسلات ایک رکعت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يُقْرَأُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

۷۴۴ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مَا لَا يُطَوِّلُ فِي الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِي الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِي الصُّبْحِ

میں دخان اور تکویر ایک رکعت میں ویل للمطففین اور عبس ایک رکعت میں مدثر، مزمل ایک رکعت میں اور جس روایت میں سورت بقرہ کا ذکر ہے۔ وہ کبھی کبھی پڑھتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو تدبر، ترتیل اور تامل کی ترغیب دلائی ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ ایک رکعت میں مفصل پڑھنی جائز نہیں، علماء نے کہا قرآن کریم کی پہلی سات سورتیں سبع طوال پھر ذوات المئین ہیں جن میں ایک ایک سو آیات ہیں پھر مثانی وہ ہیں جن میں ایک سو آئتیں نہ ہوں بعض کہتے ہیں مثانی بیس سورتیں اور مئین گیارہ سورتیں ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعتیں دو دو کرکے پڑھا کرتے تھے اور آخر میں ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھتے تھے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب ـ آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے!

۷۴۴ ـ ترجمہ: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی ہم کو کوئی آئت سنا دیتے تھے آپ پہلی رکعت میں جو تطویل کرتے۔ دوسری رکعت میں اتنی تطویل نہ کرتے تھے اسی طرح عصر کی نماز اور صبح کی نماز میں کرتے تھے!

۷۴۴ ـ شرح: اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ پچھلی دو رکعتوں میں اگر چاہے تو سورۂ فاتحہ پڑھے مگر یہ واجب نہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھے اور پچھلی رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھے۔"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ خَافَتَ الْقِرَآءَةَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

۷۴۵ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ قُلْنَا مِنْ اَيْنَ عَلِمْتَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهٖ

بَابُ اِذَا اَسْمَعَ الْاِمَامُ الْاٰيَةَ

۷۴۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ مَعَهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى

باب ـ جس نے ظہر اور عصر کی نمازوں میں آہستہ پڑھا

۷۴۵ ـ ترجمہ : ابو معمر سے روایت ہے کہ میں نے خباب بن ارت سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نمازوں میں قرأت کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا جی ہاں! ہم نے کہا یہ تمہیں کہاں سے معلوم ہوا؟ خباب رضی اللہ عنہ نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی شریف کی حرکت سے"

۷۴۵ ـ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی حرکت سے حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے معلوم کیا کہ آپ ان دونوں نمازوں میں قراءت کیا کرتے تھے" حدیث ۷۱۵ کے ترجمہ میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى

۷۴۷ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ

باب جب امام آیت سُنائے

۷۴۶ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے باپ ابوقتادہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نمازوں کی پہلی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت قرآن ملا کر پڑھتے تھے اور کاہے بگاہے ہمیں کوئی آیت سُنا دیا کرتے تھے آپ پہلی رکعت کو لمبا کیا کرتے تھے۔

۷۴۶ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم اُمت کے لئے سِرّی نماز میں کبھی کبھی ایک آدھ آیت بلند آواز سے پڑھ دیا کرتے تھے تاکہ صحابہ کو علم ہو جائے کہ سِرّی نماز میں بھی قرأت ہے، مگر آپ کا یہ عمل شاذ و نادر تھا، بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر سہواً ایسا ہو جائے تو سجدۂ سہو ضروری ہے مگر یہ حدیث سے ثابت نہیں،

باب — پہلی رکعت کو لمبا کرے،

۷۴۷ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے باپ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کی پہلی رکعت کو لمبا اور دوسری رکعت کو مختصر کرتے تھے، صبح کی نماز میں بھی اس طرح کرتے تھے،

(اس حدیث کی تفصیل حدیث ۷۴۵ میں گزری ہے)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ جَهْرِ الْاِمَامِ بِالتَّأْمِيْنِ

وَقَالَ عَطَاءٌ اٰمِيْنَ دُعَاءٌ اَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ وَرَاءَهٗ حَتّٰى اِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً وَكَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يُنَادِي الْاِمَامَ لَا تَفُتْنِيْ بِاٰمِيْنَ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَدَعُهٗ وَيَحُضُّهُمْ وَسَمِعْتُ مِنْهُ فِيْ ذٰلِكَ خَيْرًا

۷۴۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اٰمِيْنَ

باب ۔ امام کا بلند آواز سے آمین کہنا

عطاء نے کہا آمین دُعا ہے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور جو اُن کے پیچھے تھے سب نے آمین کہی حتّٰی کہ مسجد گونج اُٹھی ،، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ امام کو آواز دیتے کہ میری آمین فوت نہ کرنا۔ نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آمین نہ کہتے تھے اور لوگوں کو اِس کی رغبت دلاتے تھے اُن سے میں نے اس سے متعلق حدیث بھی سُنی ،،

۷۴۸ ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہتے تم بھی آمین کہو ،، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے پہلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے ابن شہاب نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین ؎ کہتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۷۴۸ — شرح : لفظ "آمین" کو مد کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، اگر میم کو مشدد پڑھا جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی اسی پر فتویٰ ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے اس سے پہلے حرفِ نداء حذف کرکے مد کو اس کی جگہ دی گئی ہے، اس کا معنی یہ ہے اے اللہ ہماری دعاء قبول فرما، حدیث میں ہے کہ آمین، دعاء کے لئے مُہر ہے بالاتفاق یہ قرآن میں داخل نہیں علماء نے کہا جو کوئی اسے قرآنِ کریم کا جزء مانے وہ مرتد ہے، تنہاء نماز پڑھنے والے کے لئے یہ کہنا مسنون ہے،

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ نے کہا، آمین، دعاء ہے لہٰذا اس میں امام و مقتدی دونوں شریک ہیں اس طرح یہ اثر عنوان کے مطابق ہے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے اثر سے اس کی تاکید کی ہے۔

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ امام کو آواز دیتے کہ مجھے آمین کہنے لینے دینا، اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ امام و مقتدی دونوں آمین کہیں گے ایک کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اس طرح یہ عنوان کے موافق ہے،

نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اسے کبھی نہ چھوڑتے تھے اور لوگوں کو یہ کہنے کی رغبت دلاتے تھے۔ یہ امام و مقتدی دونوں کو شامل ہے۔ نماز میں ہوں یا نماز سے باہر ہوں اس طرح یہ اثر عنوان کے موافق ہے،

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت عنوان کے موافق اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ امام کی تامین کے وقت آمین کہیں، یعنی جب امام سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہے تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو جائے اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس میں بڑے بڑے گناہ بھی شامل ہیں مگر حقوق العباد دوسرے دلائل کے ساتھ اس عموم میں داخل نہیں، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا امام آمین نہ کہے اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ امام کو مؤتمن اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ آمین کا مسبب ہے اور مسبب کو مباشر کے اعتبار سے آمین کہنے والا کہا جاتا ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ امیر نے مکان بنایا، حالانکہ مکان عملہ بناتا ہے۔ وہ صرف مباشر ہوتا ہے، امام مالک نے کہا امام آمین نہ کہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے اِذَا قَالَ الْاِمَامُ وَلَا الضَّالِّیْنَ فَقُوْلُوْا آمِیْن، سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اور مقتدیوں کے درمیان اس کی تقسیم کی اور تقسیم شرکت کے منافی ہے اور اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ، کا معنیٰ یہ ہے کہ جب امام تامین کے مقام پہ پہنچے تو تم آمین کہو مگر یہ تاویل صحیح نہیں کیونکہ حدیث کے آخر میں ہے امام بھی آمین کہے۔

امام احمد، ابوداؤد، طیالسی، ابویعلیٰ نے اپنی مسانید میں طبرانی معجم میں دارقطنی نے اپنی سُنن میں حاکم نے مستدرک میں شعبہ کی حدیث سلمہ بن کہیل سے انھوں نے حجر بن عنبس سے انھوں نے علقمہ بن وائل سے انھوں نے اپنے باپ وائل سے روایت کی، کہ : انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ نے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ کہا تو آہستہ آواز سے آمین فرمایا

marfat.com

Marfat.com

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے سفیان سے اُنھوں نے سلمہ بن کُہَیل سے اُنھوں نے حجر بن عنبس سے اُنہوں نے ابووائل بن حجر سے روائت کیا (فتح القدیر) حاکم کے مستدرک القرآت میں یہ الفاظ ہیں خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ ،، حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، امام بخاری اور مسلم نے اسے صحیحین میں ذکر نہیں کیا امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار میں اپنے اسناد کے ساتھ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ اَرْبَعٌ يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ ،، التعوذ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وسبحانک اللھم وآمین ،، یعنی چار چیزیں ہیں جن کو امام آہستہ کہے ایک اعوذ باللہ، دُوسری بسم اللہ، تیسری ثناء اور چوتھی آمین ہیں ،، اِس کو شیخ عبدالرزاق نے مصنف میں مَعْمَر سے روائت کیا۔ مگر اُنھوں نے ثناء کی جگہ اللھم ربنا لک الحمد ،، کہا ہے ،، طبرانی نے تہذیب الآثار میں ابووائل سے روائت کی کہ حضرت عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما بسم اللہ اور آمین بلند آواز سے نہ کہتے تھے ،، (عمدۃ القاری)

علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں کہا کہ آمین بالجہر میں کوئی صریح حدیث نہیں مگر محدثین کے نزدیک اس میں کلام ہے ،، ابن تیمیہ نے کہا دارقطنی نے کہا آمین بالجہر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث مذکور نہیں۔ دارقطنی نے مصر میں بسملہ کے جہر میں کتاب لکھی ایک مالکی نے دارقطنی کو قسم دے کر کہا کہ کوئی حدیث اس میں صحیح بھی ہے ؟ دارقطنی نے کہا اس میں کوئی حدیث صحیح نہیں !

سوال : ابوداؤد اور ترمذی نے سفیان سے اُنھوں نے سلمہ بن کُہَیل سے اُنھوں نے حجر بن عنبس سے اُنھوں نے وائل بن حجر سے روائت کی كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَءَ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ آمِيْنَ وَ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ ،، یہ ابوداؤد کے لفظ ہیں۔ ترمذی نے یوں روائت کی : مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ ،، اور کہا یہ حدیث حسن ہے ،، ابوداؤد اور ترمذی نے دُوسرے اسناد کے ساتھ وائل سے روائت کی انہ صلی اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فَجَهَرَ بِآمِيْنَ ،، نسائی نے اپنے اسناد کے ساتھ وائل سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْفَاتِحَةِ قَالَ اٰمِيْنَ يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ ،، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَلَا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ حَتّٰى يُسْمَعَ مِنَ الصَّفِّ الْاَوَّلِ ،، ابن ماجہ نے یہ الفاظ زیادہ ذکر کئے فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ ،، ابن حبان نے اس کو اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے ،، حاکم نے مستدرک میں ذکر کرتے ہوئے کہا۔ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق ہے ،، دارقطنی نے اس کو اپنی سُنن میں ذکر کرکے کہا کہ اس کا اسناد صحیح ہے ،، اِن تمام روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین بلند آواز سے کہی ہے ،،

جواب : ابوداؤد اور ترمذی نے جو سفیان سے روائت کی ہے۔ اس کے معارض ترمذی نے شعبہ سے روائت کی جبکہ ترمذی نے کہا : رَوٰى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ

marfat.com
Marfat.com

عَنْ حُجْرٍ اَبِی الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَءَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقَالَ اٰمِیْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ، یعنی شعبہ نے اس حدیث کو کہیل کے واسطہ سے وائل سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین، پڑھا اور آمین آہستہ آواز سے کہی۔

شعبہ کی روایت پر اعتراض کرتے ہوئے ترمذی نے کہا میں نے بخاری سے سنا ہے وہ کہتے تھے سفیان کی حدیث شعبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ شعبہ نے اس حدیث میں کئی جگہ خطاء کی ہے اور کہا عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، حالانکہ اس میں علقمہ نہیں وہ تو صرف "حُجْرِ بْنِ عنبس عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ" ہے۔ شعبہ نے کہا، وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ، جبکہ حدیث مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ، ہے۔ ترمذی نے کہا میں نے اس حدیث سے متعلق ابوزرعہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا، اس مسئلہ میں سفیان کی حدیث زیادہ صحیح ہے۔

امام ترمذی کی تنقید کا جواب یہ ہے کہ شعبہ حدیث کے فن میں امیر المؤمنین ہیں انہیں خطاء کی طرف منسوب کرنا خطاء ہے۔ ترمذی کا یہ کہنا کہ حُجر بن عنبس ہے، ابوالعنبس نہیں درست نہیں، کیونکہ وہ ابوالعنبس حُجر بن عنبس ہے ابن حبان نے کتاب الثقات میں اس کی تصریح کی ہے جبکہ انھوں نے کہا اس کی کنیت اپنے باپ کے نام جیسی ہے۔ امام بخاری کا یہ کہنا کہ اس کی کنیت "ابوالسکن" ہے۔ یہ ابوالعنبس" کے منافی نہیں، کیونکہ ایک شخص کی متعدد کنیتیں ہوتی رہتی ہیں۔ جیسے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن ہے جبکہ ابوتراب بھی ان کی کنیت ہے امام بخاری کا یہ کہنا کہ اس اسناد میں علقمہ کو زیادہ ذکر کیا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ خصوصاً شعبہ جیسے عظیم امام الحدیث کی زیادتی میں تو کسی شبہ کی گنجائش نہیں، امام بخاری کا یہ کہنا کہ شعبہ نے کہا خَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ ذکر کیا ہے حالانکہ حدیث میں "مَدَّ بِهَا صَوْتَهٗ" ہے دارقطنی کی وائل بن حجر سے روایت اس کی تائید کرتی ہے انھوں نے کہا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہا تو آہستہ آواز میں آمین فرمایا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ ان کی حدیث کے اسناد میں بشر بن رافع حارثی ہے۔ امام بخاری، ترمذی، نسائی، احمد اور ابن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے، ابن قطان نے کہا بشر بن رافع حارثی ضعیف ہے۔ وہ اس حدیث کو ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں جو ابوہریرہ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ اس ابوعبداللہ کا حال معلوم نہیں اور نہ بشر کے سوا کسی اور نے اس حدیث کی روایت کی ہے، اس لئے یہ حدیث صحیح نہیں لہٰذا حاکم کا یہ کہنا کہ یہ حدیث بخاری مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔ ساقط ہے ایسے ہی دارقطنی کا اس حدیث کی تحسین کرنا اور اس کے اسناد کو صحیح کہنا بے فائدہ ہے (عینی)

علماء نے کہا "آمین" دعا ہے اس میں اخفاء کرنا اصولی امر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً، تعارض کے وقت اخفاء کو ترجیح دی جاتی ہے۔ واللہ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ التَّامِيْنِ

۷۴۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ فِي السَّمَآءِ اٰمِيْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

بَابُ جَهْرِ الْمَاْمُوْمِ بِالتَّامِيْنِ

۷۵۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلُعَيْمٌ الْمُجْمِرُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۔۔ آمین کہنے کی فضیلت

۷۴۹ ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آمین کہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں اور دونوں میں سے ایک آمین دوسری آمین کے موافق ہو تو اس کے پہلے گناہ سب معاف ہو جاتے ہیں۔

۷۴۹ ـ شرح : یعنی جو شخص سورہ فاتحہ پڑھے نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو نماز میں امام ہو یا مقتدی ہو، جب دونوں آمینیں موافق ہو جائیں تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، کیونکہ یہ کلام مطلق ہے وہ اپنے اطلاق پر رہے گا۔ امام احمد نے مسند میں ہمام

marfat.com
Marfat.com

سے روائت ذکر کی کہ جب قاری آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آمین کہی جائے تو سننے والا نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو اس کے لئے آمین کہنا مستحب ہے ملائکہ سے خاص فرشتے مراد نہیں بلکہ یہ لفظ تمام ملائکہ کو شامل ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آمین آہستہ کہنی چاہیئے کیونکہ فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں"

باب ــ مقتدی کا بلند آواز سے آمین کہنا

۷۵۰ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین "، کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کا قول (آمین کہنا) فرشتوں کے قول (آمین کہنے) کے موافق ہو جائے گا اس کے پہلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے"، محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے انھوں نے ابوہریرہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت میں سُمَیّ کی متابعت کی نیز مجمر نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت میں سُمَیّ کی متابعت کی۔

۷۵۰ ــ شرح : یہ حدیث بظاہر اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ مقتدی آمین کہے مگر بلند آواز سے آمین کہنے پر دلالت نہیں کرتی۔ امام اور مقتدی کا آمین کہنے میں نزاع نہیں نزاع تو صرف آمین بلند آواز سے کہنے میں ہے احناف کہتے ہیں۔ آمین دعاء ہے اور دعا میں مسنون یہی ہے کہ اسے آہستہ کہا جائے"، حضرت موسیٰ علیہ السلام دعاء کر رہے تھے اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے"، اللہ تعالیٰ نے فرمایا : قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا"، معلوم ہوا کہ آمین دعاء ہے لہٰذا اس کا اخفاء افضل ہے"، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اُدْعُوْا اللّٰہَ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً"، اس کے علاوہ آثار و احادیث بھی آمین کے اخفاء پر دلالت کرتی ہیں، گو طبری نے تہذیب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہا تو آہستہ آواز سے فرمایا آمین"، مگر اس کے اسناد میں "ابن ابی لیلیٰ" ہے اس کی روائت کو حجت نہیں بنایا جاتا بلکہ اس سے آہستہ آمین کہنا بھی منقول ہے"، اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب آپ نے "ولا الضالین"، کہا تو بلند آواز سے آمین کہا۔ بزار نے اپنی سنن میں ذکر کیا کہ یہ حدیث نقل کے اعتبار سے ثابت نہیں"، اور بیہقی نے معرفت میں ام حصین سے روائت کی کہ انھوں نے سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ کو انہوں نے آمین کہتے ہوئے سنا جبکہ وہ عورتوں کی صف میں تھیں"، لیکن وائل کی حدیث کہ انہوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِذَا رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ

۷۵۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنِ الْاَوْعَلِ وَهُوَ زِيَادٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّهٗ اَنْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَصِلَ اِلَى الصَّفِّ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ

پڑھی جب آپ نے ولا الضالین، کہا تو آہستہ آواز سے آمین کہی، ام حصین کی حدیث کے معارض ہے عورتوں کی نسبت مردوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال زیادہ واضح تھا، امام طحاوی نے ابووائل سے روایت کی کہ عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما بسم اللہ، اعوذ باللہ اور آمین بلند آواز سے نہیں کہتے تھے روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے آمین کہی لیکن احناف اس کو تعلیم پر محمول کرتے ہیں۔ افضل یہی ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

باب۔ جب صف میں جانے سے پہلے رکوع کر لیا

۷۵۱۔ ترجمہ: ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے جبکہ آپ رکوع فرما رہے تھے۔ تو انھوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تیری حرص کو زیادہ کرے آئندہ ایسا نہ کرنا۔

۷۵۱۔ شرح: یعنی جب تم مسجد میں نماز باجماعت پڑھنے آؤ اور امام رکوع کر رہا ہو تو صف میں کھڑا ہونے سے پہلے ہی رکوع نہ کرو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے آئے تو صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع نہ کرے بلکہ صف میں شامل ہو کر رکوع کرے، حدیث میں مذکور لفظ "ولا تعد" کا مقتضا در معنی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِتْمَامِ التَّكْبِيْرِ فِي الرُّكُوْعِ

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْهِ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ

۷۵۲ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلّٰى مَعَ عَلِيٍّ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ ذَكَّرَنَا هٰذَا الرَّجُلُ صَلٰوةً كُنَّا نُصَلِّيْهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَفَعَ وَكُلَّمَا وَضَعَ

یہی ہے یہ بھی احتمال ہے کہ بھاگ کر صف میں شامل نہ ہو جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو تم دوڑتے ہوئے نہ آؤ آرام سے آؤ جتنی نماز پاؤ پڑھو اور جو رہ جائے اس کو بعد میں پورا کر لو،،

علامہ خطابی نے کہا اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی تنہا کھڑا ہو تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آئندہ ایسا نہ کرنا،، یہ نہی تنزیہہ کے لئے ہے اگر تحریم کے لئے ہوتی تو اس شخص کو نماز کے اعادہ کا حکم فرماتے،، امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہو کر نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اسے جائز نہیں کہتے۔

باب — رکوع میں تکبیر ختم کرنا،،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی اس بارے میں مالک بن حویرث نے بھی روایت کی،،

۷۵۲ — ترجمہ: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انھوں نے بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی اور کہا کہ اس شخص نے ہم کو وہ نماز یاد دلادی جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے انھوں نے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سر اٹھاتے اور جب سر جھکاتے تو تکبیر کہتے تھے،،

marfat.com

Marfat.com

۷۵۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۵۲ ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ ہر رفع اور خفض میں اللہ اکبر کہنا سُنت ہے اسی طرح نماز کے جمیع انتقالات میں اللہ اکبر کہنا مسنون ہے ،، اس حدیث میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسلک کی تائید ہے کہ سر جھکاتے اور اُٹھاتے ہُوئے اللہ اکبر کہے ،، اس سے آگے اور پیچھے نہ کہے ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا سر جھکاتے ہُوئے اور اسی طرح سر اُٹھاتے ہُوئے اللہ اکبر کہے اور تکبیر اتنی لمبی کرے کہ رکوع کی حد تک پہنچ جائے ۔ دراصل دونوں طرح جائز ہے ۔ شرح المہذب میں کہا صحیح یہ ہے کہ تکبیر کو لمبا کرے ،، اسی پہ عمل ہے ۔

اسماء رجال ۷۵۲ : ع۱ مالک بن حویرث حدیث ع۸۶ کے اسماء میں مذکور ہے ع۲ اسحاق واسطی ع۳ اور خالد الحذاء حدیث ع۳۰۵ کے اسماء میں مذکور ہیں ع۴ جُریری کا نام سعید بن ایاس ہے ۔ ۱۴۴ ہجری میں فوت ہُوئے ع۵ ابوالعلاء کا نام یزید بن عبداللہ شخیر ہے وہ عامری ہیں ایک سو گیارہ ہجری میں فوت ہُوئے وہ مُطرّف سے روائت کرتے ہیں جو ۸۷ ہجری میں فوت ہُوئے تھے ع۶ عمران بن حُصَین خزاعی ہیں ان کی کنیت ابونجُید ہے ۔ فتح خیبر کے سال مسلمان ہُوئے ۔ اُنھوں نے ایک سو اسّی احادیث روائت کی ہیں ان میں سے بخاری نے ۱۲ ذکر کی ہیں ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ بھیجا تھا تاکہ لوگوں کو فقہ کی تعلیم دیں ۔ وہ بصرہ میں قاضی بھی رہے ہیں انہیں فرشتے سلام کہا کرتے تھے ۔ حسن بصری نے کہا بخدا بصرہ میں اُن سے اچھا سوار کوئی نہیں آیا ۔ وہ ۵۲ ہجری کو بصرہ میں فوت ہُوئے ۔

۷۵۳ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور جب بھی سر جھکاتے یا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے جب وہ نماز سے فارغ ہُوئے تو کہا میں نماز کے اعتبار سے تم سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے زیادہ مشابہ ہوں ،،

۷۵۳ ــــ شرح : یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سارے انتقالات میں تکبیر کہتے تھے اسی طرح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے تھے ۔ ابوہریرہ نے کہا میری نماز سید عالم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِتْمَامِ التَّكْبِيْرِ فِي السُّجُوْدِ

۷۵۴ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ ابْنِ جَرِيْرٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَكَانَ اِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ كَبَّرَ وَاِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ اَخَذَ بِيَدِيْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ قَدْ ذَكَّرَنِيْ هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ لَقَدْ صَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تمام تکبیرات واجب ہیں۔ ان سے دوسری روایت اس کے خلاف ہے۔ جمیع انتقالات میں سے رکوع سے سر اُٹھاتے وقت تکبیر نہ کہنا مستثنیٰ ہے؛ کیونکہ اس وقت "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا جاتا ہے" لہٰذا یہ حال بالاجماع مخصوص ہے۔

باب ـــ سجدہ میں تکبیر پوری کرنا

۷۵۴ ـــ ترجمہ : مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اور عمران بن حصین نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی وہ جب سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب سجدہ سے سر اُٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے جب اُنھوں نے نماز پوری کرلی تو عمران بن حصین نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا اُنھوں نے مجھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلادی ہے۔ یا یہ کہا کہ اُنھوں نے ہمیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھائی ہے"

۷۵۴ ـــ شرح : سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہر انتقال میں اللہ اکبر کہتے تھے۔ اس لئے عمران نے کہا اُنھوں نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھائی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر رفع اور خفض میں اللہ اکبر کہنے میں اکثر آثار مروی ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا اور آج تک اس پر عمل ہو رہا ہے۔ کوئی شخص اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ لہٰذا یہ مسئلہ ایسا ہے گویا کہ اس پر اُمت کا اجماع ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۷۵۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا عِنْدَ الْمَقَامِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ وَإِذَا قَامَ وَإِذَا وَضَعَ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَوَلَيْسَ تِلْكَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُمَّ لَكَ

بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ

۷۵۶۔ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّهُ أَحْمَقُ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُوسٰى حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ

اسماء رجال: ۷۵۳ : ۱ ابوالنعمان حدیث ۷۵۵، ۲ حماد حدیث ۷۵۵ کے اسماء میں ۷۵۴ : مذکور ہیں۔ عیلان بن جریر ازدی ہیں۔ ۱۲۹ ہجری میں فوت ہوئے۔

۷۵۵۔ ترجمہ : حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایک شخص کو مقام ابراہیم کے پاس دیکھا کہ وہ ہر خفض اور رفع میں اللہ اکبر کہتا تھا۔ جب وہ کھڑا ہوتا اور جب سر جھکاتا تو اللہ اکبر کہتا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس کی خبر دی تو انھوں نے کہا تیری ماں نہ رہے کیا یہ نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی نہیں ہے؟

۷۵۵۔ شرح : یعنی یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی ہے، کیونکہ نفی کی نفی اثبات ہوتا ہے" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عکرمہ کی مذمت کی جبکہ وہ اس میں سنت سے جاہل تھا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں

باب۔ سجدہ سے اُٹھتے وقت تکبیر کہنا

۷۵۶۔ ترجمہ : عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے مکہ مکرمہ میں ایک شیخ

marfat.com
Marfat.com

۷۵۷ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوسِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ وَلَكَ الْحَمْدُ

کے پیچھے نماز پڑھی۔ اُنھوں نے بائیس ۲۲ تکبیریں کہیں۔ میں نے ابن عباس سے کہا: یہ شیخ احمق ہے۔ ابن عباس نے کہا تیری ماں تجھے گم پائے۔ یہ سیدنا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے۔ مُوسیٰ نے کہا ہمیں ابان نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہمیں قتادہ نے خبر دی قتادہ نے کہا ہمیں عکرمہ نے خبر دی!

۷۵۶ ـ شرح: امام طحاوی نے وضاحت کی ہے کہ عکرمہ نے جو نماز شیخ کے پیچھے پڑھی وہ چار رکعت والی نماز تھی، کیونکہ اتنی تکبیریں اسی نماز میں ہی پُوری ہو سکتی ہیں دو رکعت والی نماز میں گیارہ تکبیریں ہیں، نیز امام طحاوی رحمۃ اللہ نے صراحت کی ہے کہ یہ شیخ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ (زجر و تشدید) عکرمہ کو اس لئے کی کہ اُس نے جلیل القدر شیخ ابوہریرہ کو نامناسب کہا تھا، موسیٰ امام بخاری کے شیخ ہیں۔

اسماء رجال ۳۵۵: عمرو بن عون اور ہُشیم حدیث ع ۳۹۵ کے اسماء میں مذکور ہیں۔
ع ۳ ابوبشر حدیث ع ۵۷ کے اسماء میں گزر رہے ہیں۔

اسماء رجال ۳۵۶: ابان بن یزید عطّار۔ موسیٰ نے ابان سے بھی روایت کی ہے۔ جیسے ہمام سے روایت کی ہے۔

۷۵۷ ـ ترجمہ: ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے خبر دی کہ انہوں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَضْعِ الْأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ فِي الرُّكُوعِ

وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ فِي أَصْحَابِهِ أَمْكَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ

۷۵۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ فَنَهَانِي أَبِي وَقَالَ كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِينَا عَنْهُ وَأُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ

ہوئے سُنا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر جس وقت رکوع سے سر اُٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، کہتے پھر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، کہتے، حالانکہ آپ کھڑے ہوتے پھر جس وقت (سجدہ کرنے کے لئے) جھکتے تو تکبیر کہتے پھر جب سر مُبارک اُٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر جس وقت سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے، پھر جب سر مبارک اُٹھاتے تو تکبیر کہتے پھر ساری نماز میں اسی طرح کرتے تھے حتیٰ کہ اسے پُوری کر لیتے، اور جس وقت دو رکعتوں کے بعد بیٹھنے کے بعد اُٹھتے تو اللہ اکبر کہتے۔"

۷۵۷۔ شرح : اس حدیث شریف سے معلوم ہُوا کہ نماز کے لئے کھڑا ہونے کے بعد تکبیر کہی جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ رکوع کرتے وقت تکبیر کہی جاتی ہے، اس حدیث شریف میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کی دلیل ہے کہ امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، دونوں کہے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا امام رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، نہ کہے۔ امام مالک اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری اور مسلم نے انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو، اور متن میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا نفلی نماز پڑھ رہے تھے، اگر کوئی شخص تنہا نماز پڑھے تو وہ تسمیع اور تحمید دونوں کہے گا۔ واللہ اعلم

باب ۔ رکوع کی حالت میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا"

ابوحمید نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا لَمْ يُتِمَّ الرُّكُوعَ

۷۵۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ رَأَى حُذَيْفَةُ رَجُلًا لَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَقَالَ مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مِتَّ مِتَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۵۸۔ ترجمہ : ابو یعفور رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے مصعب بن سعد کو یہ کہتے سُنا کہ میں نے اپنے باپ کے پہلو میں نماز پڑھی، پھر اپنے دونوں ہتھیلیاں ملائیں پھر ان کو دونوں رانوں کے درمیان رکھ لیا میرے باپ نے مجھے منع کیا اور کہا ہم اس طرح کرتے تھے پھر اس سے ہم کو منع کیا گیا، اور ہمیں یہ حکم کیا گیا کہ ہم ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔

۷۵۸۔ شرح : اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اور ان کے تلامذہ نے استدلال کیا کہ نمازی جب رکوع کرے تو اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر انگلیوں کو بکھیر دے اور گھٹنوں کو پکڑنے کی شکل بنائے، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اِسْتَعِيْنُوْا بِالرُّكَبِ "یعنی رکوع و سجود میں گھٹنوں سے استعانت کرو۔ مقصد یہ ہے کہ ہاتھوں کے ساتھ گھٹنوں کو پکڑو"، اور تطبیق یعنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر گھٹنوں کے درمیان رکھنا منسوخ ہے"، شیخ عبد الرزاق نے علقمہ اور اسود سے روایت کی کہ ہم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تو انھوں نے تطبیق کی پھر ہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تو ہم نے تطبیق کی جب عمر فاروق نے سلام پھیرا تو کہا اس طرح ہم پہلے کرتے تھے پھر اس کو ترک کر دیا"، واللہ اعلم!

اسماء الرجال : ۱ ابوبکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام مخزومی ہیں ان کا فقہا سبعہ میں شمار ہوتا ہے۔ ان کا لقب راہب تھا۔ ۹۴ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے ۲ عبد اللہ بن صالح جہنی لیث کے کاتب تھے۔ ۲۲۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

باب — جب رکوع پورا نہ کیا

۷۵۹۔ ترجمہ : زید بن وہب نے کہا کہ حضرت حذیفہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِسْتِوَآءِ الظَّهْرِ فِی الرُّکُوْعِ

وَقَالَ اَبُوْحُمَیْدٍ فِی اَصْحَابِہٖ رَکَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهٗ

بَابُ حَدِّ اِتْمَامِ الرُّکُوْعِ وَالْاِعْتِدَالِ فِیْہِ وَالْاِطْمَانِیْنَۃِ

۷۶۰ — حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ اَخْبَرَنِی الْحَکَمُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ کَانَ رُکُوْعُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُہٗ وَبَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّکُوْعِ مَا خَلَا الْقِیَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِیْبًا مِّنَ السَّوَآءِ

رکوع وسجود مکمل نہ کرتا تھا تو حذیفہ نے کہا تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اگر تو اسی حال پر مرجائے تو اس طریقہ پر نہ مرے گا جو اللہ تعالیٰ نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو طریقہ بتایا ہے۔

اسماء رجال ۷۵۹ : ع۱ سلیمان اعمش ہیں۔ ع۲ زید بن وہب حدیث ۵۱۵ کے اسماء میں گزرے ہیں۔

باب — رکوع کی حالت میں پیٹھ برابر رکھنا

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے سامنے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور اپنی پیٹھ کو جھکا دیا،،

باب — رکوع کو پورا کرنا اور اس میں اعتدال اور طمانیت وسکون کرنا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ بِالْإِعَادَةِ

۷۶۱ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ

---

۷۶۰ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع سجود دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ اور جب رکوع سے سر مبارک اُٹھاتے (قومہ) قیام وقعود کے سب برابر ہوتے۔

۷۶۰ — شرح : یعنی قرأت کے لئے قیام اور تشہد کے لئے سجود کے علاوہ رکوع وسجود جلسہ اور قومہ یہ سب قریبًا یکساں تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں تفاوت تھا اور وہ ایک دوسرے سے لمبے تھے۔ معلوم ہُوا کہ رکوع وسجود کی اصل حقیقت سے ان میں مکث زائد تھا۔ اور مکث کی زیادتی سے ان افعال میں اعتدال اور طمانیت ہوتی ہے۔
نیز اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نماز کے بعض ارکان بعض سے اطول ہیں۔

اسماء رجال ۔ ع۱ بدل بن محبّر یربوعی بصری ہیں۔ ۲۱۵ ہجری میں فوت ہُوئے ع۲ حکم حدیث ع۱۱۷ کے اسماء میں مذکور ہے ع۳ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری کوفی ہیں۔ ان کے ساتھی ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ کوفہ امیر رہے ہیں ایک سو بیس ہجری میں فوت ہُوئے۔ عبدالملک بن عُمیر نے کہا میں نے ابن ابی لیلہ کے حلقہ میں صحابہ کی ایک جماعت دیکھی۔ جو ان سے حدیث نبویہ سنتے اور کان لگا کر سُنا کرتے تھے۔ ۸۳ ہجری کو بصرہ کی نہر میں ڈوب کر شہید ہُوئے۔

marfat.com
Marfat.com

لَمْ تُصَلِّ ثَلٰثًا فَقَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَیْرَهٗ فَعَلِّمْنِیْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ مَا تَیَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَآئِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا

باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کو نماز دہرانے کا حکم کرنا جس نے رکوع مکمل نہ کیا تھا،،

۷۶۱ ۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف میں داخل ہوئے تو ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی پھر آپ کی خدمت میں آیا اور سلام کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیتے ہوئے "علیک السلام" فرمایا اور اسے کہا لوٹ جا اور نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی،، اُس نے نماز پڑھی پھر آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ نے فرمایا لوٹ جا اور نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی "تین بار ایسا ہی ہوا،، اس شخص نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ۔ میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا ہوں آپ مجھے سکھائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو پہلے تکبیر تحریمہ کہو پھر قرآن کریم سے جو بھی آسانی سے پڑھ سکو وہ پڑھو پھر رکوع کرو حتیٰ کہ اطمینان سے رکوع کرو پھر سر اٹھاؤ حتیٰ کہ سیدے کھڑے ہو جاؤ پھر اطمینان سے ٹھہر کر سجدہ کرو پھر سر اٹھاؤ حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر سجدہ کرو حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرو پھر اپنی ساری نماز میں اسی طرح کرو،،

۷۶۱ ۔ شرح : ثَلٰثًا ،، کا متعلق فَصَلِّ ، جاءَ اور سَلَّمَ ہے یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار کلام فرمایا آپ نے اسے نماز لوٹانے کے لئے اس لئے فرمایا کہ اس نے رکوع و سجود پورا نہ کیا تھا،، حدیث شریف میں اگرچہ رکوع و سجود کے ناقص ادا کرنے کا ذکر نہیں مگر یہ نماز کے عظیم تر رکن ہیں ان کے بغیر نماز نہیں ہوتی اس لئے ظاہر یہی ہے کہ اس شخص نے رکوع و سجود پورا نہ کیا تھا اسی لئے آپ نے اسے نماز کے اعادہ کا حکم فرمایا۔ حدیث ۷۶۲ کے ترجمہ میں اس سے متعلق مباحث مذکور ہیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الدُّعَآءِ فِي الرُّكُوعِ

۷۶۲ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي

باب ـ رکوع میں دُعاء کرنا

۷۶۲ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع وسجود میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي کہتے تھے "

۷۶۲ ـ شرح : سُبْحَانَكَ "، مفعول مطلق ہے اس کا عامل واجب الحذف ہے وہ سَبَّحْتُ ہے یہ تسبیح کا علم ہے اس کا معنی نقائص سے تنزیہہ ہے "، عَلَم کو جب نکرہ کیا جائے تو وہ مضاف ہوسکتا ہے جیسے اَكْوَعُنَا "، الحاصل علم ذاتی مضاف نہیں ہوتا علم وصفی مضاف ہوتا رہتا ہے قاضی مُبارک کے حواشی میں ہم نے اس کی پُوری تحقیق کی ہے !

وَبِحَمْدِكَ "، میں واؤ حالیہ ہے اور حمد کا مجازی معنی مراد ہے اور وہ توفیق و ہدائت ہے "، عبارت کی تقدیر یہ ہے : سَبَّحْتُكَ بِتَوْفِيقِكَ وَهِدَايَتِكَ لَا حَوْلِي وَتَوْفِيقِي "، یعنی میں تیری توفیق اور ہدائت سے تسبیح کرتا ہوں میری اپنی توفیق وطاقت کوئی شئی نہیں ۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي " حالانکہ آپ مغفور ہیں " وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى "، عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا اور مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ "، کے مصداق ہیں ۔ آپ نے فرمایا میں سب سے پہلا جنّت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا اور اللہ تعالیٰ میرا استقبال کرے گا "، مگر اس قسم کی دُعاؤں سے آپ کا مقصد اظہارِ عبودیت وشکر اور طلب دوام ہے تاکہ امّت اس کا امتثال کرے اور یہ دُعاء رکوع وسجود میں اس لئے فرماتے تھے کہ ان میں خشوع وخضوع نماز کے دوسرے ارکان کی نسبت زیادہ ہے "، امام ابوحنیفہ، ابو یُوسف، محمد اور ایک روائت میں امام احمد نے کہا کہ نمازی کے لئے مسنون یہ ہے کہ کم از کم رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ اور سجود میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى "، کہے اس سے کم نہ کرے زیادہ جتنا چاہے کرے "، یہ فرض نماز میں ہے نفل نماز میں جس قدر چاہے دُعائیں کہیں نوافل میں کافی وسعت ہے "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يَقُوْلُ الْاِمَامُ وَمَنْ خَلْفَهٗ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرَّكُوْعِ

۷۶۳۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ يُكَبِّرُ وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَیْنِ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ

بَابُ فَضْلِ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

۷۶۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَیٍّ

امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا رکوع وسجود میں یہ ذکر سنت ہے اگر اس کو ترک کر دیا تو نماز صحیح ہے اور قصداً ترک کرنا مکروہ ہے۔ امام احمد کے نزدیک واجب ہے سہواً ترک کرنے سے سجدہ سہو کرنا ہوگا!

(ابوالضحیٰ کوفی عطار تابعی ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی دورِ خلافت میں فوت ہوئے)

باب ۔ امام اور جو لوگ امام کے پیچھے ہوں وہ جب سر اُٹھائیں تو کیا کہیں؟

۷۶۳ ۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ " کہتے تو فرماتے " اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ "، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر مبارک اُٹھاتے تو اللہ اکبر" فرماتے اور جب دو سجدے کر کے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر فرماتے۔

۷۶۳ ۔ شرح : بعض روایات میں رَبَّنَا لَكَ الحمد ہے مگر حدیث میں مذکور اَوْلیٰ ہے؛

marfat.com
Marfat.com

عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

کیونکہ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا، دراصل یَا اللّٰہُ یَا رَبَّنَا ہے۔ حرفِ نداء اس میں مکرر ہے۔ "

ترجمۃ الباب میں دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ امام کیا کہے دوسری یہ کہ مقتدی کیا کہے، مذکور حدیث صرف پہلے جزء پر دلالت کرتی ہے۔ دوسرے جزء پر دلالت اس طرح ہے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ امام رکوع سے سر اُٹھا کر جو کچھ کہے مقتدی اس میں اس کی موافقت کریں۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنے کی فضیلت "

۷۶۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، کہو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو اس کے پہلے سارے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

۷۶۴ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، نہ کہے اور مقتدی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ نہ کہے، کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تسمیع و تحمید کو تقسیم فرمایا اور تسمیع امام کے لئے اور تحمید مقتدی کے لئے ہے اور تقسیم شرکت کے منافی ہے۔ بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکور حدیث کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں تکبیر کہتے تھے۔ جبکہ اس حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے اُٹھتے تو فرماتے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، پھر فرماتے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ قنوت پر محمول ہے، کیونکہ اس نماز میں آپ نے کفار کی ہلاکت اور کمزور مسلمانوں کے لئے نجات کے لئے دعاء فرمائی تھی۔ الحاصل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے جب تسمیع و تحمید دونوں منقول ہیں تو وہ منفرد نماز پر محمول ہیں۔

امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا یہی مذہب ہے کہ وہ تسمیع و تحمید کو حالتِ انفراد پر محمول کرتے ہیں۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

marfat.com

Marfat.com

باب ۷۶۵ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَاُقَرِّبَنَّ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعِشَآءِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَيَدْعُوْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ

باب

۷۶۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تمہارے قریب کرتا ہوں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ظہر، عصر، عشاء اور صبح کی نمازوں کی آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ، کہنے کے بعد دعاءِ قنوت پڑھتے مومنوں کے لئے دُعاء اور کافروں پر لعنت کرتے،،

۷۶۵ — شرح : اس حدیث سے بعض علماءِ کرام نے استدلال کیا کہ مذکور نمازوں میں دُعاء قنوت پڑھی جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں قنوت صرف وتر کی نماز میں رکوع سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ سیدنا عمر فاروق، علی المرتضیٰ، ابن مسعود، ابوموسیٰ اشعری براء بن عازب، عبداللہ بن عمر، ابن عباس، انس اور بیشتر تابعی علماء کا مذہب بھی یہی ہے اور حدیث میں مذکور قنوت منسوخ ہے۔ امام طحاوی نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہینہ بھر عُصَیَّہ، ذکوان کے لئے بددعا کرتے رہے اور جب مسلمانوں کو غلبہ ہوگیا تو دُعاء قنوت ترک کردی،، اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قنوت نہ پڑھتے تھے حالانکہ انھوں نے قنوت کی روائت کی ہے اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قنوت کی روائت کی پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ،، نازل فرمائی تو قنوت کو منسوخ کردیا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بھی دُعائے قنوت کی روائت کی پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مذکور آیت نازل کرکے اس کو منسوخ کردیا،، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صبح کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔ ان کو اس آیت کے نزول کا علم نہ ہوا تھا اس لئے انھوں نے جو کچھ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا وہ کرتے رہے اور عبداللہ بن عمر اور عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہم کو اس آیت کے نزول کا علم ہوا تو ان کو معلوم ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعائے قنوت پڑھنا منسوخ ہوگیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۷۶۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ الْقُنُوْتُ فِی الْفَجْرِ وَ الْمَغْرِبِ

۷۶۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَیْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ یَحْیٰی بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِیِّ قَالَ کُنَّا یَوْمًا نُصَلِّیْ وَرَآءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ابوداؤد اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت پڑھی پھر چھوڑ دی،،

۷۶۶ ـ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قنوت مغرب اور فجر کی نماز میں پڑھی جاتی تھی،،

۷۶۶ ـ شرح : اس روائت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قنوت مغرب اور فجر کی نمازوں میں تھی پھر منسوخ ہوگئی،، اس کی دلیل یہ ہے کہ ابوداؤد اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت پڑھی پھر ترک کردی،، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ عموم ثابت ہے لہٰذا یہ تمام نمازوں کو شامل ہے اور کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھی جاتی ہے اور فجر کی نماز کی تخصیص بلا دلیل ہے،، اور یہ حدیث کہ انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوت پڑھتے تھے حتیٰ کہ وفات فرما گئے،، جیسا کہ دارقطنی نے اپنی سنن میں عبدالرزاق کے طریق سے ذکر کیا ہے اور اسحاق بن راہویہ نے اسے اپنی مسند میں ابن جوزی نے علل میں ذکر کیا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کے اسناد میں ابوجعفر رازی عیسیٰ بن ماہان ضعیف ہے۔ ابن حبان نے کہا یہ منکر حدیثیں روائت کرتا ہے،، طبرانی نے اپنی معجم میں عبداللہ بن محمد سے روائت کی کہ غالب بن فرقد طحان نے کہا میں انس بن مالک کے پاس دو ماہ رہا وہ صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھتے تھے،، معلوم ہوا کہ قنوت منسوخ ہے اگر منسوخ نہ ہوتی تو حضرت انس اس کو پڑھنا نہ چھوڑتے،،

اگر تسلیم کرلیا جائے کہ ابوجعفر رازی کی حدیث ضعیف نہیں تو اس روائت کی تاویل ضروری ہے تاکہ حضرت انس سے منقول دوسری روایات سے اس کا اتفاق ہوجائے اور وہ یہ کہ ابوجعفر کی روائت میں قنوت سے مراد طولِ قیام ہے، کیونکہ لفظ قنوت دعا، طاعت، قیام، خشوع اور سکوت وغیرہ میں مشترک ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۷۶۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيٰى بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رِفَاعَةَ ابْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ قَالَ أَنَا قَالَ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ

حدیث شریف میں ہے "أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ الْقُنُوْتُ"، یعنی افضل نماز وہ ہے کہ اس میں قیام لمبا ہو۔ واللہ اعلم!

(عبداللہ بن محمد بن ابی الاسود حافظ بصری ہیں۔ ۲۲۳ ہجری میں فوت ہوئے)

۷۶۷ — ترجمہ: رفاعہ بن رافع زرقی نے کہا ایک روز ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نے رکوع سے سر مبارک اُٹھایا تو فرمایا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، پیچھے کھڑے ایک شخص نے کہا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے سلام پھیرا تو فرمایا یہ کلمات کہنے والا کون ہے؟ اُس نے کہا میں ہوں۔ آپ نے فرمایا میں نے تیس سے زیادہ فرشتے دیکھے ہیں کہ وہ ان کو لکھنے میں جلدی کر رہے تھے کہ ان میں سے کون اس کو جلدی لکھتا ہے۔

۷۶۷ — شرح: یعنی ہر ایک فرشتہ ان کلمات کے لکھنے میں دوسرے فرشتہ سے جلدی کرتا تھا تاکہ ان کو پہلے لکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرے۔ معلوم ہوا کہ ان کلمات کی عظمت بہت بڑی ہے "دراصل قنوت کا معنی طاعت ہے اور نماز میں قیام کو قنوت کہا جاتا ہے۔ پھر عرف میں مشہور دعاء میں مخصوص ہو گیا" امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ نماز میں اعتدال کے پیش نظر قیام کی تطویل جائز ہے"، ابن بطال نے کہا اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا ذکر مساجد میں بلند آواز سے جائز ہے"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں چھینک لینے والا اللہ کی حمد کر سکتا ہے"، کیونکہ یہ کسی کے جواب میں نہیں لیکن اگر کسی دوسرے نے نماز میں "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہہ دیا تو اُس کی نماز فاسد ہو جائے گی؛ کیونکہ یہ لوگوں کا کلام ہے"، معلوم ہوا کہ نماز میں چھینک کا جواب دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الطُّمَأْنِيْنَةِ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ مِنَ الرَّكُوْعِ

وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهٗ ۷۶۸ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ اَنَسٌ يَنْعَتُ لَنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُصَلِّيْ فَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرَّكُوْعِ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ نَسِيَ

۷۶۹ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُهٗ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرَّكُوْعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ

---

۷۶۷ ـ اسماء رجال نُعَیم بن عبداللہ المجمر حدیث ۱۳۶ کے اسماء میں مذکور ہیں ع ۲
علی بن یحییٰ بن خلاد بن رافع زُرقی انصاری مدنی ہیں۔ ۱۲۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان کے والد یحییٰ کو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹی دی تھی وہ اپنے چچا رفاعہ بن رافع بن مالک زرقی سے روایت کرتے ہیں تمام جنگوں میں شریک رہے چوبیس حدیثیں روایت کی ہیں ان میں سے امام بخاری نے تین ذکر کی ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں فوت ہوئے۔

باب ۔ رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد اطمینان سے کھڑا ہونا

ابوحمید نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اُٹھایا اور سیدھے کھڑے رہے حتّٰی کہ بیٹھ کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آ گیا "

۷۶۸ ـ ترجمہ : ثابت سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے نبی کریم

marfat.com

Marfat.com

۷۷۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يُرِيْنَا كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ فِيْ غَيْرِ وَقْتِ صَلٰوةٍ فَقَامَ فَاَمْكَنَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَمْكَنَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَانْصَبَّ مُنْتَصِبًا قَالَ فَصَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ شَيْخِنَا هٰذَا اَبِيْ يَزِيْدَ وَكَانَ اَبُوْ يَزِيْدَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ الْاٰخِرَةِ اسْتَوٰى قَاعِدًا ثُمَّ نَهَضَ

صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے وصف بیان کرنے کے لئے نماز پڑھتے تھے جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو کھڑے رہتے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ انس سجدہ میں جانا بھول گئے ہیں۔

۷۶۹ — شرح : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع، سجود، جب رکوع سے سر اُٹھاتے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا قریب قریب برابر تھا۔

۷۷۰ — ترجمہ : ابو قلابہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مالک بن حویرث ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت دکھاتے تھے۔ یہ فرض نماز کا وقت نہ تھا، چنانچہ مالک بن حویرث کھڑے ہوئے اور اطمینان سے قیام کیا پھر رکوع کیا تو اطمینان سے رکوع کیا پھر رکوع سے سر اُٹھایا تو کچھ دیر خاموش کھڑے رہے۔ ابو قلابہ نے کہا مالک بن حویرث نے ہمارے اس شیخ ابو یزید کی نماز جیسی نماز پڑھی اور ابو یزید جب آخری سجدہ سے سر اُٹھاتے تو آرام سے بیٹھ کر پھر کھڑے ہوتے تھے!

۷۶۸ — ۷۶۹ — ۷۷۰ — شرح : باب کی تینوں احادیث سے ظاہر ہے کہ رکوع، قومہ، سجود اور جلسہ میں تعدیل ہے مگر احناف کے نزدیک یہ فرض نہیں۔ امام مالک بھی یہی کہتے ہیں۔ امام شافعی اور احمد رضی اللہ عنہما کے مذہب میں یہ فرض ہے، امام ابو یوسف بھی یہی کہتے ہیں"
(حدیث ۶۷۴ کے ترجمہ میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يَهْوِيْ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ يَسْجُدُ

وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ

۷۷۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوبَكْرِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَاَبُوسَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ وَغَيْرِهَا فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ فَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ اَنْ يَسْجُدَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ حِيْنَ يَهْوِيْ سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الْاِثْنَتَيْنِ وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يَقُوْلُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَتْ

باب — جب سجدہ کرے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے جھکے

اور نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گھٹنے ٹیکنے سے پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے تھے "

۷۷۱ — ترجمہ : زہری نے کہا کہ ابوبکر بن عبدالرحمان نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہر فرض نماز اور اس کے سوا رمضان اور غیر رمضان کی نماز میں تکبیر کہتے تھے، چنانچہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر کہتے سمع اللہ لمن حمدہ پھر سجدہ کرنے سے پہلے کہتے ربنا ولک الحمد، پھر جب سجدہ کے لئے جھکتے تو اللہ اکبر، کہتے پھر جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے ہر رکعت میں اس طرح کرتے حتیٰ کہ

marfat.com

Marfat.com

هٰذِهٖ لَصَلَاتُهٗ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا قَالَا وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ يَدْعُوْ لِرِجَالٍ فَيُسَمِّيْهِمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ ابْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ وَاَهْلُ الْمَشْرِقِ يَوْمَئِذٍ مِنْ مُضَرَ مُخَالِفُوْنَ لَهٗ

سے فارغ ہوجاتے پھر جب نماز سے پھرتے تو کہتے، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم سب لوگوں میں میری نماز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے، یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اسی طرح تھی حتیٰ کہ دنیا کو داغ مفارقت دے گئے،،

ابوبکر اور سلمہ دونوں نے کہا کہ ابوہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ،، اور ربنا ولک الحمد،، فرماتے جبکہ لوگوں کے لئے دعاء فرماتے اور ان کے نام ذکر کرتے پس فرماتے اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور مومنوں کو نجات دے اور مضر کے کافر پر سخت تنگی کر اور وہ ان پر یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے زمانہ میں قحط سالی جیسی کر،، اس روز مشرق والے اور مضر کے کافر آپ کے سخت مخالف تھے!

۱۷۷ — شرح : یعنی رکوع سے اٹھنے کے سوا ہر خفض اور رفع میں تکبیر کہی جاتی ہے اور "لفظ حین" سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر ان حرکات سے مقارن ہونی چاہیئے اور جب رکوع کو جانے لگے تو تکبیر میں شروع ہو اور حد رکوع کو پہنچنے تک اسے لمبا کرے پھر رکوع میں تسبیحات رکوع پڑھے اور جب سجدہ کو جھکنے لگے تو تکبیر شروع کرے اور زمین پر پیشانی رکھنے تک اسے لمبے کرے اور سجدہ میں سجدہ کی تسبیحات پڑھے رکوع سے اٹھتے وقت تسمیع شروع کرے اور اطمینان سے کھڑا ہونے تک اسے لمبا کرے اگر امام ہے تو صرف تسمیع کہے تحمید نہ کہے اگر منفرد اور تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو دونوں کہے اور مذکور حدیث منفرد پر محمول ہے جبکہ اس میں ابوہریرہ نے تسمیع و تحمید دونوں ذکر کی ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا نماز کے آداب سے یہ ہے کہ زمین پر ہاتھ رکھنے سے پہلے دونوں گھٹنے زمین پر ٹیکے اور پیشانی رکھنے سے پہلے دونوں ہاتھ رکھے اور ناک سجدہ گاہ پر لگانے سے پہلے پیشانی رکھے اور سجدہ کو جاتے وقت جو عضو زمین کے

marfat.com
Marfat.com

۷۷۲ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ وَّرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا وَقَعَدْنَا وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً صَلَّيْنَا قُعُوْدًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا كَذَا جَاءَ بِهٖ مَعْمَرٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَقَدْ حَفِظَ كَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَكَ الْحَمْدُ حَفِظْتُ مِنْ شِقِّهِ الْاَيْمَنِ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَاَنَا عِنْدَهٗ فَجُحِشَ سَاقُهُ الْاَيْمَنُ

کے قریب ہے پہلے وہ رکھے اور سجدہ سے اُٹھتے وقت جو آسمان کے زیادہ قریب ہے وہ پہلے اُٹھائے، چنانچہ پہلے چہرہ پھر دونوں ہاتھ پھر دونوں گھٹنے اُٹھائے،،

مذکور دعاء قنوت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ،، کے نزول کے بعد منسوخ ہوگئی تھی۔ حدیث ۷۶۶ کے ترجمہ میں تفصیل گزری ہے ،،

۷۷۲ ـــ ترجمہ : زہری نے کہا میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کی دائیں کروٹ چھل گئی۔ ہم آپ کی عیادت کرنے حاضر خدمت ہوئے اور نماز کا وقت ہوگیا تو آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم بھی بیٹھ گئے۔ ایک دفعہ سفیان نے کہا ہم نے بیٹھ کر نماز پڑھی جب آپ نے نماز ادا فرمالی تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدار کی جائے جب وہ اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو جب وہ رکوع کرے تم رکوع کرو جب وہ رکوع سے اُٹھے تم بھی اٹھو جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم ربنا لک الحمد کہو جب سجدہ کرے تم سجدہ کرو سفیان نے کہا کیا معمر نے اس جیسی روایت کی ہے ؟ میں نے (علی بن عبد اللہ) کہا جی ہاں ! سفیان نے کہا معمر نے درست حفظ کیا ہے ،، ایسا ہی زہری نے وَلَكَ الْحَمْدُ کہا ہے ،، میں نے زہری سے مِن شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حفظ کیا ہے جب ہم زہری کی مجلس سے باہر نکلے تو ابن جریج نے کہا جبکہ میں اس کے پاس تھا ،، فَجُحِشَ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ السُّجُوْدِ

۷۷۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُمَا اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ هَلْ تُمَارُوْنَ فِيْ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهٗ سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ

سَاقَهُ الْاَيْمَنُ " آپ کی دائیں پنڈلی پر خراش آگئی "

۷۷۲ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ کرام کو بھی بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ وفات میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور آپ کے پیچھے صحابہ نماز میں کھڑے تھے حدیث ۷۰۱، ۷۰۲ کے ترجمہ میں اس حدیث کی وضاحت گزری ہے ! قولہ قَالَ سفیان الخ "یعنی سفیان نے مدینی علی بن عبداللہ سے کہا کیا جو میں نے روایت کی ہے اس جیسی روایت معمر نے بھی کی ہے ؟ علی بن عبداللہ نے کہا جی ہاں ! سفیان نے کہا معمر نے زُہری سے صحیح حفظ اور ضبط کیا ہے۔

قولہ کذا قَالَ الزُّهْرِيُّ الخ یعنی جیسا معمر نے واؤ کے ساتھ کہا زہری نے بھی وَلَكَ الْحَمْدُ" واؤ کے ساتھ کہا ہے" یہ کذا قَالَ کا بیان ہے یعنی معمر نے صحیح ضبط کیا ہے جیسا کہ زہری نے "واؤ" کے ساتھ ذکر کیا ہے یاد رہے کہ امام بخاری کے شیخ علی بن عبداللہ نے اس حدیث کو سُفیان بن عُیینہ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح اُنہوں نے اس کو معمر سے بھی روایت کیا ہے " سفیان بن عیینہ نے علی بن عبداللہ سے سوال کر کے اپنی روایت کی یوں تقریر کی کہ معمر نے اس کی موافقت کی ہے ! قولہ حفظت الخ یعنی سفیان نے کہا میں نے زہری سے یہ ضبط کیا ہے کہ انہوں نے کہا فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ " اور جب ہم وہاں سے باہر گئے تو عبدالملک بن عبدالعزیز بن جُریج نے کہا فَجُحِشَ سَاقُهُ الْاَيْمَنُ " زُہری نے کہا کہ میں ان کے پاس موجود تھا یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سفیان کا مقولہ ہو ابن جریج کا مقولہ نہ ہو اس وقت وَاَنَا عِنْدَهٗ " میں ضمیر کا مرجع ابن جریج ہوگا زہری نہ ہوگا !

اسماء رجال : ولید بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ مخزومی ہیں۔ خالد بن ولید کے بھائی ہیں۔ بدر میں کافر گرفتار ہوئے اور فدیہ ادا کرنے کے بعد اسلام قبول کر لیا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ فدیہ ادا کرنے سے پہلے کیوں نہیں اسلام قبول کیا تو اُنھوں نے کہا میں یہ اچھا نہ جانتا تھا کہ بیقراری میں اسلام قبول کروں وہ مکہ مکرمہ میں محبوس ہوئے۔ پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء سے کفار کی قید سے

marfat.com
Marfat.com

تُمَارُوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتْبَعْهُ فَمِنْهُمْ مَنْ يَتْبَعُ الشَّمْسَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَتْبَعُ الْقَمَرَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَتْبَعُ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَدْعُوْهُمْ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يَجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِأُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ حَتّٰى إِذَا أَرَادَ

رہائی پائی اور آپ کے پاس آگئے۔ ع۲ سلمہ بن ہشام بن مغیرہ جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ ابوجہل ملعون کے بھائی ہیں وہ قدیم الاسلام ہیں۔ اسلام کے سبب انہیں بہت عذاب دیا گیا اور کفار نے انہیں مدینہ منورہ جانے سے سختی سے منع کیا۔ ۱۴ ہجری کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں فوت ہوگئے ع۳ عیاش بن ابی ربیعہ عمرو بن مغیرہ جو اوپر مذکور ہیں۔ یہ بھی ابوجہل ملعون کے اخیافی بھائی ہیں۔ وہ قدیم الاسلام ہیں ابوجہل نے انہیں مکہ مکرمہ میں قید کر رکھا تھا۔ شام کی جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ یہ تینوں مغیرہ کی اولاد میں ان میں سے ہر ایک دوسرے کا چچا ہے۔

باب ۴ — سجدہ کی فضیلت

۷۷۳ — ترجمہ: سعید بن مسیب اور عطاء بن یسار رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہمیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

اللّٰهُ رَحْمَةً مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَ اللّٰهُ الْمَلٰٓئِكَةَ اَنْ يُخْرِجُوْا مَنْ
كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِاٰثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ
اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ فَكُلُّ ابْنِ اٰدَمَ تَاْكُلُهُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَ
السُّجُوْدِ فَيُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ
كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَآءِ بَيْنَ الْعِبَادِ
وَيَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ اٰخِرُ اَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ مُقْبِلًا بِوَجْهِهٖ
قِبَلَ النَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَقَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِيْ
ذَكَآؤُهَا فَيَقُوْلُ هَلْ عَسَيْتَ اِنْ فُعِلَ ذٰلِكَ بِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ
لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مَا يَشَآءُ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ
عَنِ النَّارِ فَاِذَا اَقْبَلَ بِهٖ عَلَى الْجَنَّةِ رَاٰى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ

نے خبر دی کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے روز دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا کیا تم چودھویں رات کا چاند جس کے آگے بادل نہ ہو کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ انھوں نے کہا جی نہیں یا رسول اللہ! فرمایا کیا تم سورج جس کے آگے بادل نہ ہو، کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ انھوں نے کہا جی نہیں! فرمایا تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے قیامت کے دن لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو شخص جس کسی کی عبادت کرتا تھا وہ اس کی متابعت کرے لوگوں میں سے بعض سورج کی متابعت کریں گے ان میں سے بعض چاند کی اور بعض طواغیت کی متابعت کریں گے ،، صرف یہ امت رہ جائے گی اس میں منافق لوگ بھی ہوں گے ان کے پاس اللہ تعالیٰ آئے گا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے یہ ہماری جگہ ہے (ہم یہاں رہیں گے) حتیٰ کہ ہمارے پاس رب آئے گا ،، جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے ،، اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے بے شک تو ہمارا رب ہے ،، اللہ تعالیٰ اُن کو بُلا لے گا اور جہنم کے درمیان پُل صراط رکھا جائے گا۔ تمام رسولوں میں سے سب سے پہلے میں اپنی امت لے کر گزروں گا اور اس دن رسولوں کے سوا کوئی شخص کلام نہ کرے گا ،، اور اس روز

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِّمْنِي عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْئَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنْتَ سَأَلْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا اَكُوْنُ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ فَمَا عَسَيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ اَنْ لَّا تَسْأَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْئَلُكَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيُعْطِيْ رَبَّهٗ مَا شَآءَ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيُقَدِّمُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَأٰى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَيْحَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِيْ اُعْطِيْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَضْحَكُ اللّٰهُ مِنْهُ ثُمَّ يَأْذَنُ لَهٗ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ تَمَنَّ فَيَتَمَنّٰى حَتّٰى اِذَا انْقَطَعَ اُمْنِيَّتُهٗ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ زِدْ مِنْ كَذَا وَكَذَا اَقْبَلَ يُذَكِّرُهٗ رَبُّهٗ حَتّٰى اِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ وَقَالَ اَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَمْ اَحْفَظْهُ مِنْ

رسولوں کا کلام "اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ" ہوگا (اے اللہ بچائیو، بچائیو) دوزخ میں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ نے عرض کی جی ہاں! فرمایا وہ آنکڑے سعدان کے کانٹوں جیسے ہوں گے مگر ان کی جسامت کی مقدار اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب پکڑیں گے ان میں سے بعض لوگ اپنے عمل کے باعث ہلاک ہو جائیں گے اور چکنا چور ہو کر بچ رہیں گے اور نجات پائیں گے، حتی کہ جب اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں سے جس پر رحمت کا ارادہ کرے گا فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اس کو دوزخ سے نکالو وہ ان کو دوزخ سے نکالیں گے جبکہ وہ ان کو آثارِ سجود سے پہچانیں گے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر آثار سجود کا کھانا حرام کر دیا ہے، وہ دوزخ سے لوگوں کو نکالیں گے، سجدہ کے نشان کے سوا سارا آدمی آگ کھا جائے گی لوگ دوزخ سے نکلیں گے

marfat.com

Marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَوْلَہٗ لَکَ ذٰلِکَ وَمِثْلُہٗ مَعَہٗ قَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ اِنِّیْ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ ذٰلِکَ لَکَ وَعَشَرَۃُ اَمْثَالِہٖ

حالانکہ وہ کالے سیاہ ہو چکے ہوں گے پھر ان پر آب حیات ڈالا جائے گا اور وہ اُبھر آئیں گے جیسے سیلاب کے خس و خاشاک میں دانہ اُگتا ہے،، پھر اللہ تعالیٰ لوگوں میں فیصلے کر کے فارغ ہوگا اور جنت و دوزخ کے درمیان ایک مرد باقی رہ جائے گا وہ شخص آخری دوزخی ہوگا جو جنت میں داخل ہوگا وہ اپنا چہرہ دوزخ کی طرف کئے ہوئے ہوگا اور کہے گا اے میرے پروردگار میرا چہرہ آگ سے پھیر دے مجھے اس کی بدبو نے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی گرمی کی تیزی نے مجھے جلا کر رکھ دیا ہے،، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر ایسا کر دیا گیا تو کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی سوال کریگا؟ وہ کہے گا ہرگز سوال نہ کروں گا۔ مجھے تیری عزت و جلال کی قسم! جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ اس کو وعدے اور میثاق دے گا،، اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ سے پھیر دے گا،، جب وہ جنت کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کی رونق دیکھے گا تو اتنی دیر خاموش رہے گا جتنی دیر اللہ تعالیٰ اس کا خاموش رہنا چاہے گا،، پھر کہے گا اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازہ کے قریب کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے مجھے عہد و پیمان نہیں دیئے کہ جو تو نے سوال کیا ہے اس کے سوا کوئی سوال نہ کرے گا؟ وہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں سب سے بڑا بدبخت نہیں ہوں (کافر نہیں ہوں) اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا ایسا کرے گا کہ اگر تجھے جنت کے دروازہ کے پاس کر دیا جائے پھر اور کوئی سوال نہ کرے،، وہ شخص کہے گا تیری عزت کی قسم! اس کے علاوہ کوئی سوال نہ کروں گا وہ اپنے رب کو عہد و پیمان دے گا جو بھی وہ چاہے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازہ کے آگے کر دے گا؛ جب وہ جنت کے دروازے تک پہنچے گا اور جنت کی رونق اور اس کی تر و تازگی اور سرور دیکھے گا تو جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہے گا اتنی دیر وہ خاموش رہے گا پھر کہے گا اے اللہ مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا افسوس اے ابن آدم،، تو کس قدر وعدہ خلاف ہے کیا تو نے عہد و پیمان نہیں دیئے کہ جو کچھ دیا جائے تو اس کے سوا کوئی اور سوال نہ کرے گا وہ شخص کہے گا اے میرے رب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ بدبخت نہ کر،، اس پر اللہ تعالیٰ ضحک فرمائے گا پھر اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے گا اور فرمائے گا آرزوئیں کر وہ آرزوئیں کرتا رہے گا۔ حتیٰ کہ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ بھی آرزو کر یہ بھی آرزو کر اس کا رب اس کو آرزوئیں یاد دلائے گا حتیٰ کہ اس کی تمام خواہشیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ اور اس کے ساتھ اس کی مثل تیرے لئے ہے۔ ابو سعید خدری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ اور اس کی دس مثلیں تیرے لئے ہیں،، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف یہی کلام محفوظ رکھا ہے کہ یہ اور اس کی

marfat.com
Marfat.com

مثل تیرے لئے ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ تیرے لئے یہ اور اس کی دس مثلیں ہیں"

۷۷۳ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کسی شک وشبہ کے بغیر اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھو گے اگرچہ کسی شئی کو دیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ چیز دیکھنے والے کے سامنے ہو نہ زیادہ دُور ہو اور نہ ہی زیادہ قریب ہو اور دیکھنے والے کی آنکھ سے شعاع نکلے جو اسی شئی پر پھیل جائے مگر یہ امور رُؤیت کے لئے عادۃً لازم ہیں عقلاً لازم نہیں۔

"طَوَاغِیْت" طَاغُوْت کی جمع ہے شیطان اور ہر گمراہ سردار کو طاغوت کہا جاتا ہے، یہ منقلب ہو کر طغیٰ سے مشتق ہے جادوگر، کاہن اور سرکش اہلِ کتاب پر طاغوت کا اطلاق ہوتا ہے، قیامت میں سب لوگ اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ مل جائیں گے۔ صرف یہ امتِ مرحومہ باقی رہ جائے گی ان میں منافق بھی چھپے ہوں گے جیسے دُنیا میں مسلمانوں میں چھپ کر رہتے تھے تاکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے مستفید ہوں مگر بعد میں ان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور کر دیا جائے گا اور وہ قیامت میں حوضِ کوثر سے دُور کئے جائیں گے "مسلمانوں کے پاس اللہ تعالیٰ آئے گا" اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ہماری نظروں اور اللہ تعالیٰ کی رؤیت کے درمیان حجاب اُٹھا دیا جائے گا، کیونکہ حرکت اور انتقال جسم کی صفت ہے اللہ تعالیٰ ایسے صفات سے پاک ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے آنے کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے اپنی ذاتِ کریمہ ظاہر فرمائے گا، منافق اس عظیم نعمت سے محروم رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں میں اپنی معرفت کا ضروری علم پیدا کر دے گا یا وہ دُنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام کی بتائی ہوئی صفت سے پہچان لیں گے کہ یہی حق تعالیٰ ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیامت کے روز تمام علوم مومنوں کے لئے بدیہی ہو جائیں، اور انہیں اللہ تعالیٰ کے پہچاننے میں کوئی پریشانی لاحق نہ ہو پلصراط جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہوگا جہنم کے بیچ میں رکھا جائے گا اس پر فرشتے ہوں گے جو لوگوں سے سات مقامات میں سوال پوچھیں گے اور ان سے نماز، زکوٰۃ، صیامِ رمضان، حج، عمرہ، وضوء اور غسلِ جنابت یہ سات خصلتیں پوچھیں گے"

حدیث میں آثارِ سجود سے مراد سات اعضاء ہیں جن پر سجدہ کرنے کا حکم ہے، "مَاءُ الْحَیَات" وہ پانی ہے جو کوئی اسے پی لے یا وہ اس پر گرایا جائے تو وہ کبھی نہیں مرتا بلکہ مردہ بھی زندہ ہو جاتا ہے جیسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ناشتہ کی مچھلی پکی ہوئی ماء الحیات کے چشمہ کا قطرہ پڑنے سے زندہ ہو گئی تھی"

اللہ تعالیٰ کے ضحک سے مراد اس کی رضاء ہے کیونکہ ضحک کی حقیقت اللہ تعالیٰ سے غیر متصور ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے۔ قرآن کریم میں ہے "وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ" یعنی قیامت کے دن چہرے بارونق اپنے رب کو دیکھیں گے، کیونکہ نظر کے ساتھ جب چہرہ مذکور ہو تو اس سے آنکھ کی نظر مراد ہوتی ہے اور جب اس کے ساتھ دل مذکور ہو تو

marfat.com

Marfat.com

بَابُ يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي فِي السُّجُودِ

۷۷۴ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ نَحْوَهُ

یقین مراد ہوتا ہے،،

اہل سُنت وجماعت اس امر پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا صحیح ہے ،، مگر یہ رویت اجسام کی رویت سے مختلف ہے ،، لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ،، میں اللہ تعالیٰ کو ابصار کا احاطہ کر لینے کی نفی ہے اس سے مطلقاً رویت کی نفی نہیں ہوتی ہے ،، یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز بہترین عمل ہے کیونکہ اس میں سجدہ ہے اور سجدہ کی حالت میں مومن اللہ تعالیٰ سے بہت قریب ہوتا ہے ۔

باب ۔ نمازی سجدہ میں دونوں بازو ظاہر کرے اور پیٹ کو رانوں سے دُور رکھے

۷۷۴ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مالک بن بُحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو سجدہ میں دونوں ہاتھ پہلوؤں سے دُور رکھتے حتی کہ آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی !

لیث نے کہا مجھے جعفر بن ربیعہ نے اس جیسی خبر دی !

۷۷۴ ـــ شرح : سجدہ میں دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح تفریج کرنا کہ دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جائے بازوؤں کو دونوں پہلوؤں سے دُور کرنے سے ہوتی ہے ۔ اس اعتبار سے یہ حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ

قَالَهُ أَبُوْ حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ إِذَا لَمْ يُتِمَّ سُجُوْدَهُ

۷۷۵ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهُ وَلَا سُجُوْدَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب سجدہ میں اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ رکھے

ابوحمید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے روایت کیا ہے

شرح : سجدہ میں اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ رکھے! ابوحمید ساعدی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ سجدہ میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ رکھے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ میں انگلیوں کے پیٹ زمین پہ لگنے ضروری ہیں ؟

باب جب سجدہ مکمل نہ کیا

۷۷۵ ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ رکوع وسجود پورا نہ کرتا تھا۔ جب اس نے نماز پڑھ لی تو اسے حذیفہ نے کہا تو نے نماز نہیں پڑھی ،ابووائل نے کہا میرا گمان ہے کہ حذیفہ نے کہا اگر تو مرجائے تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف مرے گا ۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ السُّجُوْدِ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ

۷۷۶ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْضَاءٍ وَلَا يَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا اَلْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ

۷۷۷ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْنَا اَنْ نَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ وَلَا نَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا

باب — سات ہڈیوں پر سجدہ کرنا

۷۷۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ سات اعضاء پر سجدہ فرمائیں اور بالوں کو نہ روکیں اور نہ ہی کپڑا کو اکٹھا کریں ! وہ سات اعضاء چہرہ ، دونوں ہاتھ ، دو گھٹنے اور دونوں پاؤں ہیں۔

۷۷۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم سات ہڈیوں پہ سجدہ کریں اور نماز میں کپڑے اکٹھے نہ کریں اور نہ ہی بالوں کو روکیں ۔

۷۷۶ - ۷۷۷ — شرح : سات ہڈیوں سے سات اعضاء مراد ہیں ،، اور یہ وہی اعضاء ہیں۔ حدیث ۷۷۷ کے متن میں مذکور ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کو ارشاد فخیم فرمایا کہ آپ اور آپ کی اُمت مرحومہ سات اعضاء ، چہرہ ، دونوں ہاتھوں ، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر سجدہ فرمائیں اور سجدہ کی حالت میں پاؤں کی ساری انگلیوں کے پیٹ کو لگانا سنت تین انگلیوں کے پیٹ کو لگانا واجب اور ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگانا فرض ہے ،، کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے اُمِرْنَا اَنْ نَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ

marfat.com
Marfat.com

۷۷۸ ـــ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوْبٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنُ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ

کا مدلول یہ ہے کہ یہ خطاب عام امت کے لئے ہے ،، امام مالک ، ابو یوسف اور شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا جب پیشانی پر سجدہ کیا اور ناک زمین پر نہ لگے تو سجدہ کے لئے کافی ہے اور مستحب یہ ہے کہ پیشانی کے ساتھ ناک بھی زمین پر لگائے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ناک پر سجدہ کیا اور پیشانی زمین پر نہ لگے تو سجدہ کے لئے کافی ہے اور یہی صحیح ہے ! اور بعض مالکی بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اس میں متفق ہیں کہ پیشانی اور ناک میں سے کسی پر سجدہ کرے تو سجدہ ادا ہو جائے گا اور بعض مالکی دونوں پر سجدہ کرنا واجب کہتے ہیں ،، ہدایہ کی شرح میں ہے کہ دونوں ہاتھوں، گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر سجدہ کرنا واجب نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ ان اعضاء کا زمین پر رکھنا واجب نہیں۔ فقہاء بھی یہی کہتے ہیں ،، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مذہب میں واجب ہے ،،

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کی حالت میں کفِ ثوب اور کفِ شعر مکروہ ہے ظاہر حدیث سے یہی واضح ہوتا ہے۔

۷۷۸ ـــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے خبر دی جبکہ وہ کاذب نہیں ہیں ،، براء نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" فرماتے تو ہم سے کوئی بھی اپنی پشت کو نہ جھکاتا حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی مبارک زمین پر رکھ دیتے ،،

۷۷۸ ـــ شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ عادتاً زمین پر پیشانی کی وضع باقی اعضاء کی استعانت سے ہوتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام بخاری نے اس حدیث کو اس باب میں اس لئے ذکر کیا کہ باقی اعضاء کی نسبت پیشانی پر سجدہ کرنا زیادہ ضروری اور واجب ہے۔ اسی لئے اس کے وجوب میں اختلاف نہیں اور باقی اعضاء کے وجوب میں علماء کا اختلاف ہے۔

حدیث ۶۶۰ کے ترجمہ میں "غیر کذوب" کی تشریح ذکر کی گئی ہے ،،

marfat.com

Marfat.com

بَابُ السُّجُوْدِ عَلَى الْاَنْفِ

۷۷۹ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ عَلٰى اَنْفِهٖ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعَرَ

بَابُ السُّجُوْدِ عَلَى الْاَنْفِ فِي الطِّيْنِ

۷۸۰ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ انْطَلَقْتُ اِلٰى اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ فَقُلْتُ اَلَا تَخْرُجُ بِنَا اِلَى النَّخْلِ نَتَحَدَّثُ

باب — ناک پر سجدہ کرنا

۷۷۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی پر اور اپنے دست اقدس سے ناک کی طرف اشارہ فرمایا اور دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر اور یہ کہ ہم کپڑوں اور بالوں کو اکٹھا نہ کریں۔"

۷۷۹ — شرح : قولہ اَشَارَ بِيَدِهٖ عَلٰى اَنْفِهٖ ،، اَلْجَبْهَةِ معطوف علیہ اور والیدین معطوف ،، کے درمیان جملہ معترضہ ہے ،، اس سے غرض یہ ہے کہ پیشانی اور ناک دونوں ایک عضو ہے ،، اس کا مدلول یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی اور ناک میں برابری فرمائی ہے کیونکہ ناک کی دونوں ہڈیاں آبرو کے اوپر سے شروع ہو کر ثنایا اور رباعیات (سامنے والے دانت) تک پہنچتی ہیں۔ اس تقریر سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ دونوں ایک ہی عضو ہے ،، لہٰذا حدیث میں مذکور سات اجزاء ہی آٹھ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(باقی حدیث ۷۷۸ کے ترجمہ میں مذکور ہے)

marfat.com
Marfat.com

فَخَرَجَ قَالَ قُلْتُ حَدِّثْنِیْ مَا سَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ قَالَ اعْتَکَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ وَاعْتَکَفْنَا مَعَہٗ فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْ تَطْلُبُ اَمَامَکَ فَاعْتَکَفَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ وَاعْتَکَفْنَا مَعَہٗ فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْ تَطْلُبُ اَمَامَکَ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا صَبِیْحَۃَ عِشْرِیْنَ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ مَنْ کَانَ اعْتَکَفَ مَعَ النَّبِیِّ فَلْیَرْجِعْ فَاِنِّیْ اُرِیْتُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ وَاِنِّیْ نُسِّیْتُہَا وَاِنَّہَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِیْ وِتْرٍ وَاِنِّیْ رَاَیْتُ کَاَنِّیْ اَسْجُدُ فِیْ طِیْنٍ وَّمَآءٍ وَکَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ جَرِیْدَ النَّخْلِ وَمَا نَرٰی فِی السَّمَآءِ شَیْئًا فَجَآءَتْ قَزَعَۃٌ فَاُمْطِرْنَا فَصَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی رَاَیْتُ اَثَرَ الطِّیْنِ وَالْمَآءِ عَلٰی جَبْہَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَرْنَبَتِہٖ تَصْدِیْقَ رُؤْیَاہُ

باب ناک پر سجدہ کرنا اور کیچڑ پر سجدہ کرنا

۷۸۰ — ترجمہ: ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابوسعید خدری کے پاس گیا اور ان سے کہا کیا آپ ہمارے ساتھ کھجوروں کے باغ کی طرف نہیں نکلتے ہیں ہم آپس میں باتیں کریں گے وہ نکلے ابوسلمہ نے کہا میں نے کہا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے میں جو کچھ سنا ہو وہ مجھے بتائیں" ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا اور ہم نے بھی اعتکاف کیا آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا آپ جس شئی کی تلاش میں ہیں وہ آگے ہے آپ نے درمیان والے عشرہ میں اعتکاف کیا اور ہم نے بھی اعتکاف کیا پھر آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا آپ جس شئی کی تلاش میں ہیں وہ آگے ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی بیسویں صبح کو خطبہ دیا اور فرمایا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا تھا وہ واپس لوٹ آئے کیونکہ مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی اور وہ مجھے بھلا دی گئی ہے وہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے، میں نے دیکھا ہے گویا اس رات میں مٹی اور پانی میں سجدہ

marfat.com

Marfat.com

کر رہا ہوں۔ مسجد کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور ہم آسمان میں کوئی بادل وغیرہ نہ دیکھتے تھے۔ اچانک خفیف سا بادل آیا اور ہم پر بارش برسائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی حتیٰ کہ میں نے مٹی اور پانی کا نشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور ناک کی نوک پر دیکھا۔ یہ مٹی اور پانی کا نشان آپ کے خواب کی تصدیق تھی۔

۷۸۰ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ ،، اس کلام میں التفات ہے اصل میں عبارت یہ تھی مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ الخ یعنی جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ واپس لوٹ آئے،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں طاق راتوں میں ہے اور پانی اور مٹی میں سجدہ کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ ہلکا سا کیچڑ تھا جو پیشانی زمین پر لگنے سے مانع نہ تھا اگر کیچڑ زیادہ ہو تو نماز صحیح نہیں ہوتی۔ جمہور ائمہ کرام کا یہی مذہب ہے،،

علامہ طیبی نے کہا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشانی پر سجدہ کرنا واجب ہے اگر واجب نہ ہوتا تو آپ اسے کیچڑ سے بچاتے،، یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب سچے ہوتے ہیں اور حدیث کے بیان میں یکسوئی ہونی چاہیئے اسی لئے وہ کھجوروں کے باغ میں چلے گئے تھے۔

اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ساجد کی پیشانی پر اگر معمولی سا غبار لگ جائے تو مستحب امر یہ ہے کہ اس کو صاف نہ کرے،، نیز شیخ سے حدیث دریافت کرنی چاہیئے،، واللہ اعلم!

فللّٰهِ الْحَمْدُ عَلَى التَّمَامِ وَعَلَى النَّبِيِّ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

علامہ غلام رسول رضوی
فیصل آباد

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرس

تفہیم البخاری

حصہ اول — پارہ ۱ تا ۳

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
خطبہ	۳
امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوانح حیات	۵
حدیث کی روایت کے الفاظ	۱۳
تطبیق حدیث	۱۴
عشرہ مبشرہ کی عمریں اور تواریخ وفات	۱۴
تفضیل صحابہ و ائمہ کرام و حفاظ حدیث	۱۵
مہمات و صحابی کی تعریف	۱۶
باب۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی ابتداء	۱۹
سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے خط مبارک کی تصویر	۶۰

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
کتاب الایمان	۶۴
ایمان کے امور	۸۳
باب۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہوں	۸۹
کونسا اسلام افضل ہے؟	۹۲
باب۔ طعام کھلانا اسلام کا حصہ ہے۔	۹۴
باب۔ ایمان یہ ہے کہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔	۹۶
باب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان ہے	۹۹
باب۔ ایمان کی حلاوت	۱۰۳

marfat.com

Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب - ایمان کی علامت انصار سے محبت ہے	۱۰۶
بیعت العقبہ کا واقعہ	۱۰۹
بارہ نقیبوں کے نام	۱۱۰
فتنوں سے بھاگنا دین ہے	۱۱۲
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد میں اللہ تعالیٰ کو تم سے زیادہ جانتا ہے	۱۱۵
باب - جو کوئی کفر کی طرف لوٹنا مکروہ سمجھے جیسے آگ میں پھینکا جانا مکروہ جانتا ہے ایمان سے ہے۔	۱۱۹
باب - اعمال میں مومنوں کا ایک دوسرے سے افضل ہونا۔	۱۲۱
باب - حیا ایمان ہے	۱۲۶
باب - اگر وہ تائب ہو جائیں نماز ادا کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کی راہ خالی کر دو!	۱۲۸
نماز نہ پڑھنے والے کے متعلق اہلِ علم کا حکم	۱۲۹
جس نے کہا ایمان عمل ہے۔	۱۳۲
باب - جس وقت اسلام حقیقت پر مبنی نہ ہو اور صرف ظاہری تابعداری اور قتل سے خوف کی وجہ سے ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں	۱۳۵
باب - اسلام کا الحاق اسلام کا حصہ ہے	۱۴۰
باب - شوہر کا کفر کرنا اور کفر کا دوسرے کفر سے کم ہونا۔	۱۴۲

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب - معاصی جاہلیت کا شعار ہے شرک کے سوا اُن کا مرتکب کفر کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔	۱۴۵
باب - بعض ظلم بعض ظلم سے کم و بیش ہوتے ہیں۔	۱۵۲
باب - منافق کی علامات	۱۵۵
باب - لیلۃ القدر میں رات کو نماز پڑھنا ایمان کی علامت ہے۔	۱۶۰
باب - جہاد ایمان کی علامت ہے۔	۱۶۱
باب - ماہِ رمضان کی نفلی عبادت ایمان کا حصہ ہے۔	۱۶۳
باب - دین آسان ہے۔	۱۶۶
باب - نماز ایمان کا حصہ ہے۔	۱۶۸
باب - انسان کا حسنِ اسلام۔	۱۷۳
باب - اللہ تعالیٰ کو محبوب عمل وہ ہے جس پر دوام ہو۔	۱۷۷
باب - ایمان کا زیادہ اور ناقص ہونا۔	۱۷۹
باب - زکوٰۃ اسلام ہے۔	۱۸۴
باب - جنازہ کے ساتھ چلنا اسلام ہے۔	۱۸۸
مومن کا ڈرنا کہ اس کا عمل ضائع نہ ہو جائے اور وہ نہ جانے۔	۱۹۰
باب - حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان	

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
اسلام، احسان اور قیامت کے متعلق سوال پوچھنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمانا	۱۹۶
باب - دین کو محفوظ رکھنے والے کی فضیلت	۲۰۳
باب - غنیمت کے مال سے پانچواں حصہ ادا کرنا ایمان کی نشانی ہے۔	۲۰۶
باب - اس کے بیان میں کہ اعمال کا ثواب نیت اور اخلاص سے ہے۔	۲۱۰
باب - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد دین نصیحت ہے اللہ کے لئے اس کے رسول کے لئے مسلمانوں کے حاکموں کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔	۲۱۴
کتاب العلم	۲۲۰
باب - علم کی فضیلت	۲۲۱
باب - جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی جبکہ وہ اپنی گفتگو میں مشغول ہو وہ اپنی گفتگو پوری کرے پھر سائل کو جواب دے	۲۲۲
باب - جس نے علم کے ساتھ آواز بلند کی	۲۲۵
باب - محدث کا کہنا حدثنا، اخبرنا وانبأنا	۲۲۶
باب - امام کا اپنے ساتھیوں سے کوئی مسئلہ بیان کرنا تاکہ ان کے علم کا امتحان لے۔	۲۳۰
باب - محدث کے سامنے پڑھنا اور قرأت پیش کرنا۔	۲۳۱

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب - جو شخص اس جگہ بیٹھے جہاں مجلس علم ختم ہو اور جو مجلس علم میں خالی جگہ دیکھے وہ وہاں بیٹھ جائے۔	۲۴۲
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نسا اوقات مبلغ سامع سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے	۲۴۴
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وعظ نصیحت اور علم میں لوگوں کی رعائت فرماتے تھے تاکہ وہ تنگ نہ پڑ جائیں۔	۲۵۰
باب - جس نے اہل علم کے لئے دن مقرر کئے	۲۵۲
باب - جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین میں سمجھ عطا کر دیتا ہے	۲۵۴
باب - علم میں سمجھ۔	۲۵۷
باب - علم اور حکمت میں رشک کرنا۔	۲۵۹
باب - حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سمندر کے کنارے حضرت خضر علیہ السلام کی طرف جانے میں جو مذکور ہے۔	۲۶۱
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: اے اللہ! اسے قرآن کا علم عطا فرما!	۲۶۷
باب - چھوٹے بچے کا سماع کب صحیح ہے۔	۲۶۹
باب - علم کی طلب میں سفر کرنا	۲۷۱
باب - علم حاصل کرنے اور سکھانے کی فضیلت	۲۷۴
باب - علم کا اٹھ جانا اور جہالت کا ظاہر ہونا	۲۷۷

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ علم کی فضیلت	۲۷۹
باب ۔ فتویٰ دینا جبکہ مفتی جانور وغیرہ پر سوار ہو	۲۸۰
باب ۔ جس نے ہاتھ اور سر کے اشارے سے سوال کا جواب دیا ۔	۲۸۲
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبدالقیس کے وفد کو ایمان اور علم کی حفاظت کرنا اور پچھلے لوگوں کے احکام کی خبر دینے کی ترغیب دلانا ۔	۲۸۶
باب ۔ درپیش مسئلہ کے جواب کے حصول کے لئے سفر کرنا ۔	۲۸۸
باب ۔ حصول علم کے لئے باری مقرر کرنا ۔	۲۹۰
باب ۔ واعظ یا معلم جب مکروہ شئی دیکھے تو وعظ و تعلیم میں غصہ کا اظہار کرنا ۔	۲۹۲
باب ۔ امام یا محدث کے سامنے جو شخص دوزانو بیٹھا ۔	۲۹۸
باب ۔ جس نے کلام تین بار کہا تاکہ وہ اس سے اچھی طرح سمجھا جائے	۲۹۹
باب ۔ کسی شخص کا اپنی لونڈی اور گھر والوں کو دینی علم سکھانا	۳۰۲
باب ۔ امام کا عورتوں کو وعظ کرنا اور انہیں علم سکھانا ۔	۳۰۴
باب ۔ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات ۔	۳۰۶

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ حدیث سننے پر حرص کرنا ۔	۳۰۷
باب ۔ علم دین کیسے اٹھے گا ؟	۳۰۹
باب ۔ کیا عورتوں کو علم سکھانے کے لئے علیحدہ دن مقرر کیا جائے ۔	۳۱۱
باب ۔ جس نے کوئی مسئلہ سنا اور سمجھ نہ آیا اسے دوبارہ پوچھے حتیٰ کہ اسے اچھی طرح سمجھ لے ۔	۳۱۲
باب ۔ مجلس علم میں حاضر شخص غائب کو علم پہنچا دے ۔	۳۱۵
باب ۔ جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا اس کا گناہ ۔	۳۱۸
باب ۔ حضرت زبیر کے حالات ۔	۳۲۱
باب ۔ کتاب العلم (یعنی علم سیکھنا) ۔	۳۲۲
باب ۔ رات کے وقت علم اور وعظ کرنا ۔	۳۳۲
باب ۔ رات سونے سے پہلے علم کی باتیں کرنا	۳۳۴
ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۳۶
باب ۔ علم یاد کرنا	۳۳۶
باب ۔ علماء کا کلام خاموشی سے سننا	۳۴۲
باب ۔ جب عالم سے سوال پوچھا جائے کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے ؟	۳۴۳
باب ۔ جس نے سوال پوچھا جبکہ وہ کھڑا ہو اور عالم بیٹھا ہو ۔	۳۴۸
باب ۔ کنکریاں مارتے وقت سوال و جواب	۰

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور تم کو علم نہیں دیا گیا مگر قلیل	۳۴۹
باب ۔ جس نے بعض مختار کام ترک کیا اس ڈر سے کہ بعض لوگوں کی عقلیں اسے سمجھنے سے قاصر ہوں گی اور وہ اس سے سخت فتنے میں واقع ہو جائیں گے	۳۵۴
باب ۔ جس نے ایک قوم کو علم سے خاص کیا اور دوسری قوم کو علم نہ سکھایا یہ مکروہ جانتے ہوئے کہ وہ نہ سمجھے۔	۳۵۶
باب ۔ علم میں نرم و حیا کرنا	۳۶۰
باب ۔ جس نے شرم کی اور اپنے غیر کو حکم دیا کہ وہ پوچھے۔	۳۶۳
حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۶۴
باب ۔ مسجد میں علم کا ذکر اور فتویٰ دینا	۳۶۵
باب ۔ جس نے سائل کو اس کے سوال سے زیادہ جواب دیا۔	۳۶۷
کتاب الوضوء	۳۶۸
باب ۔ طہارت کے بغیر نماز درست نہیں	۳۷۰
باب ۔ وضوء کی فضیلت اور وضوء کے نشانات سے سفید پیشانی اور سفید اعضاء والے	۳۷۱
باب ۔ شک کی وجہ سے وضوء نہ کرے حتیٰ کہ یقین کرلے	۳۷۳
باب ۔ وضوء میں تخفیف	۳۷۴

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
وضوء پورا کرنا	۳۷۶
باب ۔ ایک چلو لے کر دونوں ہاتھ سے منہ دھونا۔	۳۷۸
باب ۔ ہر حال میں اور جماع کے وقت بسم اللہ پڑھنا۔	۳۸۰
باب ۔ بیت الخلاء جاتے وقت کیا پڑھے	۳۸۱
باب ۔ بیت الخلاء کے پاس پانی رکھنا۔	۳۸۲
باب ۔ پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے ۔ مگر دیوار کے پاس یا پاکس جیسی کسی اور بنیاد کے پاس	۳۸۳
باب ۔ قضائے حاجت کے آداب	۳۸۵
باب ۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۳۸۶
باب ۔ جس نے دو کچی اینٹوں پر بیٹھ کر قضائے حاجت کی۔	۳۸۷
باب ۔ قضائے حاجت کے لئے عورتوں کا باہر جانا۔	۳۸۹
باب ۔ گھروں میں قضائے حاجت کرنا	۳۹۱
باب ۔ پانی سے استنجاء کرنا	۳۹۲
باب ۔ جس کے ساتھ طہارت کے لئے پانی لایا گیا۔	۳۹۳
باب ۔ استنجا کے لئے پانی کے ساتھ عنزہ لے جانا۔	۳۹۴
باب ۔ سیدھے ہاتھ سے استنجاء کرنے منع کرنا۔	۳۹۵

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب - جب پیشاب کرے تو شرمگاہ سیدھے ہاتھ سے نہ پکڑے۔	۳۹۷
باب - ڈھیلوں سے استنجا کرنا۔	۳۹۷
باب - گوبر سے استنجاء نہ کرے۔	۳۹۹
باب - وضوء میں ایک ایک بار اعضاء دھونا	۴۰۱
باب - وضوء میں دو دو بار اعضاء دھونا	۴۰۱
باب - وضوء میں تین تین بار اعضاء دھونا	۴۰۳
حضرت امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۴۰۵
باب - وضوء میں ناک میں پانی ڈال کر نکالنا۔	۴۰۶
باب - استنجاء میں ڈھیلے طاق لینا۔	۴۰۷
باب - پاؤں کو دھونا اور قدموں کو مسح نہ کرے۔	۴۰۸
باب - وضو میں کلی کرنا۔	۴۰۹
باب - ایڑیوں کو دھونا۔	۴۱۰
باب - جوتیاں پہنے ہوئے پاؤں کو دھونا اور جوتیوں پر مسح نہ کرے۔	۴۱۱
باب - وضوء اور غسل میں دائیں طرف سے شروع کرنا۔	۴۱۴
باب - میت کو غسل دینے کا طریقہ	۴۱۴
باب - جب نماز کا وقت قریب آجائے تو پانی تلاش کرنا۔	۴۱۶
باب - جس پانی سے انسان کے بال دھوئے جائیں۔	۴۱۸
باب - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے	

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
فضلات طاہرہ ہیں۔	۴۱۹
باب - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف	۴۲۰
باب - جب کتا تمہارے کسی برتن میں سے پانی پی لے اسے سات بار دھوئے۔	۴۲۲
باب - جس نے اعتقاد کیا کہ وضوء صرف دونوں راہوں کو آگے اور پیچھے سے کچھ نکلنے سے واجب ہوتا ہے۔	۴۲۹
باب - مرد اپنے ساتھی کو وضوء کرائے	۴۳۸
باب - حدیث وغیرہ کے بعد قرآن مجید پڑھنا	۴۴۰
باب - جس نے وضوء نہ جانا مگر سخت غشی سے	۴۴۳
باب - سارے سر پر مسح کرنا۔	۴۴۵
باب - پاؤں کو ٹخنوں تک دھونا۔	۴۴۷
باب - لوگوں کا بچا ہوا پانی استعمال کرنا۔	۴۴۹
باب - جس نے ایک ہی چلو سے کلی کی یا ناک میں پانی ڈالا۔	۴۵۳
باب - ایک ہی مرتبہ سر کا مسح کرنا۔	۴۵۴
باب - مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ وضوء کرنا اور عورت کے وضوء سے بچے ہوئے پانی سے وضوء کرنا۔	۴۵۶
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے وضوء کا پانی بیہوش شخص پر ڈالنا۔	۴۵۷
باب - ٹب، پیالہ، لکڑی اور پتھر کے برتن میں سے غسل اور وضوء کرنا۔	۴۵۸
باب - پتھر کے برتن سے وضوء کرنا۔	۴۶۴

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب - ایک مد (ایک سیر) پانی سے وضو کرنا	۴۶۴
باب - موزوں پر مسح کرنا	۴۶۶
باب - جب دونوں پاؤں کو موزوں میں داخل کیا جبکہ وہ پاک ہوں۔	۴۷۰
باب - جس نے بکری کا گوشت اور ستو کھانے کے بعد وضوء نہ کیا۔	۴۷۱
باب - جس نے ستو کھا کر کلی کی اور وضوء نہ کیا۔	۴۷۲
باب - نیند سے وضوء کرنا۔	۴۷۴
باب - حدث کے بغیر وضوء کرنا۔	۴۷۶
باب - ابوعبداللہ سفیان ثوری کوفی کے حالات۔	۴۷۷
باب - اپنے پیشاب سے نہ بچنا کبیرہ گناہ ہے۔	۴۷۹
باب مسئلہ ایصال ثواب	۴۸۱
باب - کیا روزہ، صدقہ اور غلام آزاد کرنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔	۴۸۲
باب - جن قبر والوں کو عذاب ہوا تھا ان کے نام کیا تھے۔	۴۸۴
باب - کیا قبر پر سبز و شاداب اور پھول وغیرہ رکھ سکتے ہیں؟	۴۸۵
باب - پیشاب کو دھونا۔	۴۸۶
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کا ایک دیہاتی کو چھوڑے رکھنا حتی کہ وہ مسجد میں پیشاب کرنے سے فارغ ہو گیا۔	۴۸۸

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب - مسجد میں پیشاب پر پانی بہانا۔	۴۹۰
باب - بچوں کا پیشاب۔	۴۹۱
باب - کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیشاب کرنا۔	۴۹۲
باب - اپنے ساتھی کے قریب پیشاب کرنا اور دیوار سے پردہ کرنا	۴۹۵
باب - لوگوں کے کوڑا پھینکنے کی جگہ پیشاب کرنا	۴۹۶
حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسرائیل کیوں کہا گیا؟	۴۹۷
باب - خون دھونا۔	۴۹۸
باب - منی کا دھونا اور اس کو کھرچنا۔	۵۰۱
باب - جب پانی یا اس کے غیر کو دھویا اور اس کا اثر نہ گیا	۵۰۳
باب - اونٹوں، چارپایوں اور بکریوں کا پیشاب۔	۵۰۴
باب - کیا حرام اشیاء سے علاج کرانا جائز ہے۔	۵۰۷
باب - جو نجاست گھی اور پانی میں واقع ہو جائے۔	۵۰۹
باب - کھڑے پانی میں پیشاب کرنا۔	۵۱۲
باب - جب نمازی کی پشت پر نجاست یا مردار ڈالا جائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔	۵۱۵
جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نجاست	۵۱۹

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
تھوک اور لعاب بینی اور اس جیسا مواد کپڑے میں ؟	۵۲۰
باب ۔ نبیذ اور مسکر سے وضوء جائز نہیں	۵۲۲
باب ۔ عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا ۔	۵۲۴
باب ۔ مسواک کا بیان ۔	۵۲۵
باب ۔ اپنے سے بڑے کو مسواک دینا ۔	۵۲۷
باب ۔ باوضوء رات گزارنے والے کی فضیلت	۵۲۸
کتاب الغسل	۵۳۰
باب ۔ غسل سے پہلے وضوء کرنا	۵۳۲
باب ۔ مرد کا اپنی بیوی کے ہمراہ غسل کرنا ۔	۵۳۳
باب ۔ ایک صاع اور اس کی مثل سے غسل کرنا ۔	۵۳۴
باب ۔ جس نے اپنے سر پر تین بار پانی بہایا ۔	۵۳۸
غسل کرنے کا طریقہ ۔	۵۴۰
ایک بار غسل کرنا	″
باب ۔ جس نے غسل کے وقت حلاب یا خوشبو سے ابتداء کی	۵۴۱
باب ۔ جنابت کے غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ۔	۵۴۲
باب ۔ مٹی مار کر ہاتھ صاف کرنا تاکہ صفائی زیادہ ہو جائے ۔	۵۴۴

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ کیا جنبی ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں داخل کر سکتا ہے ؟	۵۴۵
باب ۔ غسل اور وضوء میں تفریق ۔	۵۴۹
باب ۔ جس نے غسل کے وقت دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا ۔	۵۵۱
باب ۔ جب بیوی سے جماع کیا پھر دوبارہ کیا اور جس نے ایک ہی غسل میں کئی بیویوں سے جماع کیا ۔	۵۵۲
باب ۔ مذی کو دھونا اور اس کے باعث وضوء کرنا ۔	۵۵۵
باب ۔ جس نے خوشبو لگائی پھر غسل کیا اور خوشبو کا اثر باقی رہا ۔	۵۵۷
باب ۔ بالوں میں خلال کرنا ۔	۵۵۸
باب ۔ داڑھی کے بالوں کا خلال کرنا ۔	۵۵۹
باب ۔ جس نے جنابت کی حالت میں وضوء کیا	۵۶۰
باب ۔ جب مسجد میں یاد آیا کہ وہ جنبی ہے ۔	۵۶۱
باب ۔ جنابت کے غسل کے بعد ہاتھ جھاڑنا	۵۶۴
باب ۔ جس نے سر کے دائیں کنارے سے غسل شروع کیا	۵۶۵
باب ۔ جس نے تنہائی میں برہنہ غسل کیا اور جس نے پردہ میں غسل کیا ۔	۵۶۷
حضرت ایوب علیہ السلام ۔	۵۷۰
باب ۔ لوگوں کے پاس غسل میں پردہ کرنا ۔	۵۷۱
باب ۔ جب عورت کو احتلام ہو جائے ۔	۵۷۳

marfat.com

Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ جُنبی کا پسینہ اور مسلمان ناپاک نہیں ہوتا ۔	۵۷۴
باب ۔ جُنبی باہر جائے اور بازار وغیرہ میں چلے ۔	۵۷۶
باب ۔ جُنبی کا غسل کرنے سے پہلے جبکہ وہ وضو کرے گھر میں رہنا ۔	۵۷۸
باب ۔ جُنبی کا سو جانا ۔	۵۷۹
باب ۔ جُنبی وضو کرے پھر سو جائے ۔	۵۸۰
باب ۔ جب ختانان آپس میں مل جائیں ۔	۵۸۲
باب ۔ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت جو مرد کو لگ جائے کا دھونا	۵۸۳
کتاب الحیض	۵۸۶
باب ۔ حیض کی ابتداء کیسے ہوئی ۔	۵۸۰
باب ۔ حائض کا اپنے شوہر کا سر دھونا اور کنگھی کرنا ۔	۵۸۹
باب ۔ مرد کا اپنی بیوی کی گود میں قرآن پڑھنا جبکہ وہ حائض ہو ۔	۵۹۱
باب ۔ جس نے نفاس کو حیض کہا ۔	۵۹۲
باب ۔ حائضہ سے مباشرت کرنا	۵۹۴
باب ۔ حائضہ کا روزہ چھوڑ دینا	۵۹۴
باب ۔ حائضہ بیت اللہ کے طواف کے سوا حج کے تمام امور ادا کرے	۵۹۹
باب ۔ استحاضہ	۶۰۲

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ حیض کا خون دھونا ۔	۶۰۳
باب ۔ مستحاضہ عورت کا اعتکاف کرنا ۔	۶۰۴
باب ۔ کیا عورت اس کپڑے میں جس میں اسے حیض آیا ہو ۔ نماز پڑھ سکتی ہے	۶۰۶
باب ۔ عورت کا حیض سے غسل کے وقت خوشبو لگانا ۔	۶۰۷
باب ۔ جب عورت حیض سے پاک ہو جائے ۔	۶۰۸
باب ۔ حیض کا غسل	۶۱۰
باب ۔ عورت کا حیض کے غسل کے وقت کنگھی کرنا ۔	۶۱۱
باب ۔ عورت کا حیض کے غسل کے وقت اپنے بال کھولنا ۔	۶۱۳
باب ۔ مخلقہ اور غیر مخلقہ کا بیان	۶۱۵
باب ۔ حائضہ حج اور عمرہ کا احرام کیسے باندھے	۶۱۷
باب ۔ حیض کا آنا جانا	۶۱۸
باب ۔ حائض عورت نماز قضاء کرے ۔	۶۲۰
باب ۔ حائضہ عورت کے ساتھ سونا جبکہ وہ حیض کے کپڑے پہنے ہو ۔	۶۲۲
باب حائض عورت کا عیدین اور مسلمانوں کی دُعاء میں شریک ہونا اور عیدگاہ سے وہ دُور رہیں ۔	۶۲۴
باب ۔ جب عورت کو ایک ماہ میں تین بار حیض آئے	۶۲۷
باب ۔ زرد اور خاکی رطوبت ایام حیض کے	۶۳۰

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ استحاضہ کی رگ ۔	۶۳۱
باب ۔ طوافِ زیارت کے بعد عورت کو حیض آجائے ۔	۶۳۲
باب ۔ جب مستحاضہ پاک ہو جائے	۶۳۴
باب ۔ نفاس والی عورت کی نماز جنازہ اور اس کا طریقہ ۔	۶۳۵
کتاب التیمم	۶۳۸
اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ	۶۴۱
باب ۔ جب نہ پانی پائے اور نہ مٹی میسّر ہو	۶۴۳
باب ۔ حضر میں تیمم کرنا جبکہ پانی نہ ملے اور نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہو	۶۴۵
باب ۔ کیا تیمم کرنے والا اپنے ہاتھوں کو پھونک مارے ؟	۶۴۸
باب ۔ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کو مسح کرنا ۔	"
باب ۔ پاک مٹی مسلمان کا وضوء ہے جو اس کی پانی سے کفائت کرتا ہے ۔	۶۵۲
باب ۔ جب جُنبی مرض یا موت کا خوف کرے یا اسے پیاس کا خوف ہو تو تیمم کرے غسل نہ کرے ۔	۶۶۰
باب ۔ تیمم ایک ضرب ہے ۔	۶۶۲
کتاب الصلوٰۃ	۶۶۶
باب ۔ شبِ اسریٰ میں نماز کیسے فرض ہوئی	۶۶۶

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ سب سے پہلے کس نے نماز پڑھی ؟	۶۷۳
باب ۔ کپڑوں میں نماز کا وجوب ۔	۶۷۵
باب ۔ نماز میں چادر گدی پر باندھنا ۔	۶۷۷
باب ۔ ایک ہی کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھنا	۶۷۹
باب ۔ جب ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اپنے کندھوں پہ کوئی کپڑا وغیرہ کرلے ۔	۶۸۴
باب ۔ جب کپڑا تنگ ہو ۔	۶۸۵
باب ۔ شامی جُبّہ میں نماز پڑھنا	۶۸۷
باب ۔ نماز وغیرہ میں برہنہ ہونا مکروہ ہے	۶۸۹
باب ۔ قمیص، شلوار، جانگیہ اور قبا میں نماز پڑھنا ۔	۶۹۰
باب ۔ سترِ عورت ۔	۶۹۲
باب ۔ چادر کے بغیر نماز پڑھنا ۔	۶۹۶
باب ۔ ران کے عورت ہونے میں جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے ۔	۶۹۷
باب ۔ عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے ۔	۷۰۲
باب ۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ	۷۰۵
باب ۔ جب اپنے کسی کپڑے میں نماز پڑھی ۔	۷۰۶
باب ۔ اگر صلیبی نقوش یا تصاویر والے کپڑے میں نماز پڑھے تو کیا اس کی نماز فاسد ہوگی ؟	۷۰۸
تصویر کا مسئلہ	۷۰۹
باب ۔ کیا سایہ دار یا غیر سایہ دار تصویر میں فرق ہے ؟	۷۱۰

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
وہ کون سے فرشتے ہیں جو تصویر والے مکان میں داخل نہیں ہوتے	۷۱۰
کیا چھوٹے بچوں کے لئے ذی روح جیسے کھلونے جائز ہیں۔	۷۱۱
کیا آئینہ میں عکس اور کیمرہ کے عکس میں فرق ہے؟	۷۱۱
باب۔ جس نے ریشمی کوٹ میں نماز پڑھی پھر اُسے اُتار دیا۔	۷۱۲
باب۔ سُرخ کپڑے میں نماز پڑھنا	۷۱۳
باب۔ چھت، منبر اور لکڑی پر نماز پڑھنا	۷۱۴
باب۔ جب نمازی کا کپڑا سجدہ کرتے وقت اس کی بیوی کو لگے۔	۷۱۶
باب۔ چٹائی پر نماز پڑھنا۔	۷۲۰
باب۔ چھوٹے مصلّٰی پر نماز پڑھنا۔	۷۲۰
باب۔ فراش پر نماز پڑھنا۔	۷۲۲
باب۔ شدّت کی گرمی میں کپڑے پر سجدہ کرنا۔	۷۲۵
باب۔ جوتوں سمیت نماز پڑھنا۔	۷۲۶
باب۔ موزوں میں نماز پڑھنا۔	۷۲۷
باب۔ جب پورا سجدہ نہ کرے	۷۲۹
باب۔ سجدے میں اپنے بازو کھول دے	۷۳۰
باب۔ قبلہ کی طرف منہ کرنے کی فضیلت	۷۳۱
باب۔ اہلِ مدینہ، اہلِ شام و مشرق کا قبلہ مشرق میں نہیں اور نہ ہی مغرب میں ہے	۷۳۴

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: مقامِ ابراہیم کو مصلّٰی بناؤ!	۷۳۶
مقامِ ابراہیم	۷۳۷
باب۔ قبلہ کی طرف متوجہ ہونا جہاں بھی ہو۔	۷۴۰
باب۔ قبلہ کے متعلق ارشادات۔	۷۴۵
باب۔ مسجد میں تھوک کو ہاتھ سے کھرچنا۔	۷۴۹
باب۔ مسجد میں سے کھنگار کو کنکری سے کھرچنا۔	۷۵۱
باب۔ نماز میں دائیں طرف نہ تھوکے۔	۷۵۲
باب۔ مسجد میں تھوکنے کا کفارہ۔	۷۵۳
باب۔ بلغم مسجد میں دفن کرنا۔	۷۵۴
باب۔ جب اسے تھوک کا غلبہ ہو جائے تو اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑ کر اس میں تھوک لے۔	۷۵۴
باب۔ امام کا لوگوں کو نماز مکمل کرنے کا وعظ کرنا اور قبلہ کا ذکر۔	۷۵۷
باب۔ کیا بنو فُلاں کی مسجد کہا جائے؟	۷۵۹
باب۔ مسجد میں کھجور کا خوشہ لٹکانا اور مال تقسیم کرنا۔	۷۶۰
باب۔ جس نے مسجد میں کھانے کی دعوت دی اور جس نے مسجد ہی میں قبول کی	۷۶۲
باب۔ مَردوں اور عورتوں میں مسجد میں لعان کرنا اور فیصلے کرنا	۷۶۴
باب۔ جب کسی گھر میں داخل ہو تو جہاں چاہے	

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
یا جہاں اسے امر کیا جائے نماز پڑھے اور خاص جگہ تلاش نہ کرے۔	۷۶۵
باب۔ گھروں میں مساجد۔	۷۶۶
باب۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور اس کے علاوہ دائیں سے ابتداء کرنا۔	۷۷۰
باب۔ کیا جاہلیت کے مشرکوں کی قبروں کو کھود اجائے ؟ اور ان کی جگہ مساجد بنائی جائیں۔؟	۷۷۱
باب۔ بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھنا۔	۷۷۶
باب۔ اونٹوں کے مواضع میں نماز پڑھنا۔	۷۷۷
باب۔ جس نے نماز پڑھی اور اس کے آگے تنور یا ایسی شئی ہو جس کی عبادت کی جاتی ہو اور نمازی صرف اللہ تعالیٰ کا ارادہ کرے۔	۷۷۸
باب۔ قبرستان میں نماز پڑھنے کی کراہت	۷۷۹
باب۔ عذاب اور زمین میں دھنس جانے کے مقامات میں نماز پڑھنا۔	۷۸۰
باب۔ گرجے میں نماز پڑھنا۔	۷۸۲
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : میرے لئے زمین مسجد اور طاہر بنائی گئی ہے۔	۷۸۴
باب۔ عورت کا مسجد میں سونا۔	۷۸۵
باب۔ مردوں کا مسجد میں ہونا	۷۸۷
سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا	۷۸۹

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب۔ جب سفر سے آئے تو نماز پڑھنا	۷۹۰
باب۔ جب مسجد میں داخل ہو تو دو رکعتیں نفل پڑھے۔	۷۹۱
باب۔ مسجد میں بے وضو ہو جانا	۷۹۲
باب۔ مسجد بنانا۔	۷۹۳
باب۔ مسجد بنانے میں تعاون کرنا	۷۹۵
باب۔ ترکھان اور کاریگر سے منبر اور مسجد بنانے میں مدد لینا۔	۷۹۸
باب۔ جس نے مسجد بنائی۔	۷۹۹
باب۔ جب مسجد سے گزرے تو نیزوں کے پھل ہاتھوں سے پکڑ رکھے۔	۸۰۰
باب۔ مسجد میں گزرنا۔	〃
باب۔ مسجد میں شعر پڑھنا۔	۸۰۱
باب۔ مسجد میں جنگی مشق کرنے والے	۸۰۳
باب۔ مسجد میں منبر پر خرید و فروخت کا ذکر	۸۰۴
باب۔ مسجد میں مقروض سے قرض طلب کرنا اور اسے گرفتار کرنا۔	۸۰۶
باب۔ مسجد کی صفائی کرنا اور کپڑوں کے ٹکڑے کوڑا کرکٹ اور تنکے وغیرہ چننا۔	۸۰۷
باب۔ مسجد میں شراب کی تجارت کی تحریم۔	۸۰۸
باب۔ مسجد کے لئے خادم مقرر کرنا۔	۸۰۹
باب۔ قیدی یا مقروض کو مسجد میں باندھنا	۸۱۰
باب۔ اسلام لانے کے وقت غسل کرنا۔ اور قیدی کو مسجد میں باندھنا۔	۸۱۱

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ مسجد میں مریض وغیرہ کے لئے خیمہ نصب کرنا ۔	۸۱۳
باب ۔ عُذر کی وجہ سے اُونٹ کو مسجد میں داخل کرنا ۔	۸۱۵
باب ۔ مسجد میں گزرنا اور اس کی طرف کھڑکی بنانا	۸۱۷
باب ۔ کعبہ اور مساجد کے دروازے اور اُن کو بند کرنا	۸۲۰
باب ۔ مشرکوں کو مسجد میں داخل کرنا	۸۲۱
باب ۔ مساجد میں آواز بلند کرنا	۸۲۲
باب ۔ مسجد میں بیٹھنا اور حلقہ باندھ کر بیٹھنا ۔	۸۲۴
باب ۔ مسجد میں چت لیٹنا اور پاؤں آگے بڑھانا ۔	۸۲۷
باب ۔ لوگوں کو ضرر پہنچائے بغیر راستہ میں مسجد بنانا	۸۲۸
باب ۔ بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا ۔	۸۲۹
باب ۔ مسجد میں تشبیک کرنا ۔ (انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا)	۸۳۰
باب ۔ مساجد جو مدینہ منورہ کے راستوں پر واقع ہیں اور جن مقامات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ۔	۸۳۵
باب ۔ نمازی اور سُترہ کے مابین کتنا فاصلہ ہونا چاہیئے ۔	۸۴۴
باب ۔ برچھے کی طرف نماز پڑھنا ۔	۸۴۵
باب ۔ نیزہ کی طرف نماز پڑھنا ۔	۸۴۶
باب ۔ مکہ اور غیر مکہ میں سترہ کرنا ۔	۸۴۷
باب ۔ ستونوں کو آڑ بنا کر نماز پڑھنا	۸۴۸

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ جماعت کے سوا ستونوں کے درمیان نماز پڑھنا ۔	۸۴۹
باب ۔ سواری، اونٹ، درخت اور پالان کی طرف نماز پڑھنا	۸۵۲
باب ۔ چارپائی کی طرف نماز پڑھنا ۔	۸۵۳
باب ۔ نمازی اس شخص کو دفع کرے جو اس کے آگے سے گزرنا چاہے ۔	۸۵۴
باب ۔ نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو گناہ ۔	۸۵۶
باب ۔ کسی شخص کا اپنے ساتھی یا اس کے غیر کی طرف منہ کرنا جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو ۔	۸۵۸
باب ۔ جب نماز میں چھوٹی سی بچی کو اپنی گردن پر بٹھایا ۔	۸۶۳
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	۸۶۴
باب ۔ جب بچھونے کے سامنے نماز پڑھے جس میں حائض ہو ۔	۸۶۵
باب ۔ جب کوئی شخص سجدہ کے وقت اپنی بیوی کو دبا دے تاکہ سجدہ کر سکے ۔	۸۶۶
باب ۔ عورت نمازی سے غلاظت وغیرہ اُٹھا کر پھینکے ۔	۸۶۷
تیسرا پارہ	۸۶۹

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ نماز کے اوقات اور ان کی فضیلت	۸۷۰
حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ	۸۷۲
باب ۔ اس کی طرف رجوع کرنے والے اور اس سے ڈرو اور نماز قائم کرو اور مشرکوں سے نہ ہو جاؤ ۔	۸۷۴
باب ۔ نماز کی اقامت پر بیعت کرنا ۔	۸۷۵
باب ۔ نماز گناہوں کا کفارہ ہے ۔	۸۷۶
باب ۔ نماز کو اس کے وقت میں پڑھنے کی فضیلت ۔	۸۸۰
باب ۔ پانچوں نمازیں گناہوں کا کفارہ ہیں جبکہ ان کو اپنے اوقات میں باجماعت پڑھے یا بغیر جماعت پڑھے ۔	۸۸۱
باب ۔ نماز کو اپنے وقت سے ضائع کر دینا ۔	۸۸۲
باب ۔ نمازی اپنے رب تعالیٰ سے مناجات کرتا ہے ۔	۸۸۴
باب ۔ سخت گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھنا ۔	۸۸۵
باب ۔ سفر میں ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھنا ۔	۸۸۸
باب ۔ ظہر کا وقت زوال کے بعد ہے ۔	۸۹۰
باب ۔ ظہر کی نماز عصر تک مؤخر کرنا ۔	۸۹۴
باب ۔ عصر کا وقت	۸۹۶
باب ۔ جس سے عصر کی نماز فوت ہو گئی اس کو گناہ	۹۰۰

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ جس نے عصر کی نماز ترک کر دی اس کو گناہ	۹۰۱
باب ۔ عصر کی نماز کی فضیلت	۹۰۲
باب ۔ جس نے غروب شمس سے پہلے عصر کی نماز کی ایک رکعت پائی ۔	۹۰۵
باب ۔ مغرب کی نماز کا وقت	۹۰۹
باب ۔ جس نے مغرب کو عشاء کہنا مکروہ جانا ۔	۹۱۲
باب ۔ عشاء اور عتمہ کا ذکر اور جس نے اسے جائز کہا ۔	۹۱۴
باب ۔ عشاء کا وقت جب جلدی آئیں یا بدیر آئیں ۔	۹۱۶
باب ۔ عشاء کی فضیلت	۹۱۷
باب ۔ عشاء کی نماز سے پہلے سونا مکروہ ہے ۔	۹۱۹
باب ۔ عشاء کی نماز سے پہلے اس شخص کا سونا جو نیند سے مغلوب ہو جائے ۔	۹۲۰
باب ۔ عشاء کا وقت نصف رات تک	۹۲۳
باب ۔ نماز فجر کی فضیلت ۔	۹۲۴
باب ۔ فجر کا وقت	۹۲۶
باب ۔ جس نے فجر کی نماز کی ایک رکعت پائی ۔	۹۲۸
باب ۔ جس نے نماز کی ایک رکعت پائی ۔	۹۲۹
باب ۔ فجر کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک نماز پڑھنا ۔	۹۳۰
باب ۔ سورج کے غروب سے پہلے نماز کا قصد نہ کرے ۔	۹۳۲

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب۔ جس نے نماز کو مکروہ نہ جانا مگر عصر اور فجر کی نمازوں کے بعد۔	۹۳۶
باب۔ عصر کی نماز کے بعد جو بھی قضاء یا اس جیسی نماز پڑھے۔	۹۳۸
باب۔ بادل کے روز نماز جلدی پڑھنا۔	۹۴۰
باب۔ وقت گزر جانے کے بعد اذان کہنا۔	۹۴۱
باب۔ جس نے وقت گزر جانے کے بعد لوگوں کو نماز باجماعت پڑھائی	۹۴۳
باب۔ جو نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد کرے اُس وقت پڑھ لے اور صرف وہی نماز پڑھے۔	۹۴۵
باب۔ فوت شدہ کئی نمازیں ترتیب سے قضاء کرنا۔	۹۴۶
باب۔ عشاء کی نماز کے بعد فضول باتیں مکروہ ہیں۔	۹۴۷
باب۔ عشاء کی نماز کے بعد فقہ اور اچھی باتیں کرنا۔	۹۴۸
باب۔ مہمان اور بیوی کے ساتھ عشاء کے بعد باتیں کرنا۔	۹۵۰
کتاب الاذان	
باب۔ بدء الاذان	۹۵۲
ایک یہودی کا واقعہ	۹۵۴
باب۔ اذان کے کلمات دو دو بار کہنا۔	۹۵۸

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب۔ قد قامتِ الصلوٰۃ کے سوا اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہے۔	۹۶۰
باب۔ اذان دینے کی فضیلت۔	۹۶۱
باب۔ اذان میں آواز بلند کرنا۔	۹۶۳
باب۔ اذان کی وجہ سے جو خون ممنوع ہیں	۹۶۴
باب۔ جب مؤذن کی اذان سُنے تو کیا کہے؟	۹۶۶
باب۔ اذان کے بعد دُعاء۔	۹۶۸
باب۔ اذان میں قرعہ اندازی کرنا۔	۹۶۹
باب۔ اثناء اذان میں کلام کرنا۔	۹۷۱
باب۔ نابینا کا اذان کہنا جبکہ اسے کوئی خبر دینے والا ہو۔	۹۷۲
باب۔ فجر طلوع ہونے کے بعد اذان کہنا	۹۷۳
باب۔ فجر طلوع ہونے سے پہلے اذان	۹۷۵
باب۔ اذان اور اقامت کے درمیان کتنا وقت ہے اور کون اقامت کا انتظار کرے۔	۹۷۷
باب۔ جس نے اقامت کا انتظار کیا۔	۹۷۹
باب۔ جو کوئی چاہے دونوں اذانوں کے درمیان نماز پڑھے۔	۹۸۰
باب۔ جس نے کہا سفر میں ایک موذن اذان دے۔	۹۸۱
باب۔ مسافر کا اذان و اقامت کہنا جبکہ وہ جماعت ہو اسی طرح عرفہ اور مزدلفہ میں۔	۹۸۲

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب - کیا مؤذن اذان میں اپنا منہ ، اِدھر اُدھر کرے اور کیا اذان میں کسی طرف التفات کرے ۔	۹۸۶
باب - کسی شخص کا کہنا کہ ہم سے نماز فوت ہوگئی ۔	۹۸۸
باب - نماز کے لئے نہ دوڑے ۔	۹۸۹
باب - جب لوگ امام کو اقامت کے وقت دیکھیں تو کب کھڑے ہوں ۔	۹۹۰
باب - نماز کے لئے جلدی نہ دوڑے	۹۹۱
باب - کیا کسی ضرورت کے سبب مسجد سے باہر جا سکتا ہے ۔	۹۹۲
باب - جب امام کہے اپنی جگہ ٹھہرو	۹۹۳
باب - کسی شخص کا کہنا کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی ۔	۹۹۴
باب - امام کو اقامت الصلوٰۃ کے بعد کوئی حاجت درپیش ہو ۔	۹۹۵
باب - جب اقامت کہی جائے تو کلام کرنا ۔	۹۹۶
باب - جماعت کے ساتھ نماز کا وجوب ۔	۹۹۷
باب - نماز باجماعت کی فضیلت ۔	۹۹۹
باب - فجر کی نماز باجماعت کی فضیلت ۔	۱۰۰۱
باب - ظہر کی نماز کے لئے جلدی جانے کی فضیلت ۔	۱۰۰۳
باب - قدموں کے آثار کا ثواب ۔	۱۰۰۵
باب - باجماعت نماز عشاء کی فضیلت ۔	۱۰۰۶
باب - دو اور اس سے زیادہ جماعت ہے	۱۰۰۷

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب - جو شخص مسجد میں بیٹھا اس حال میں کہ وہ نماز باجماعت کا منتظر ہے اور مساجد کی فضیلت ۔	۱۰۰۸
باب - جو شخص مسجد میں صبح اور شام گیا اس کی فضیلت ۔	۱۰۱۱
باب - جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہ پڑھے	۱۰۱۲
باب - نماز باجماعت میں حاضر ہونے کے لئے مریض کی حد	۱۰۱۴
باب - بارش یا کسی علت کی وجہ سے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت ۔	۱۰۱۸
باب - کیا جو لوگ حاضر ہو جائیں امام انہیں نماز پڑھائے گا	۱۰۲۰
باب - جب کھانا حاضر ہو اور نماز کے لئے اقامت ہو جائے ۔	۱۰۲۳
باب - جب امام کو نماز کے بلایا جائے ؛ حالانکہ اس کے ہاتھ میں کھانے کی شئی ہو ۔	۱۰۲۵
باب - جو شخص اپنے گھر کے کام میں ہو اور نماز کے لئے اقامت ہو جائے تو نماز کے لئے جائے	۱۰۲۶
باب - جس نے لوگوں کے سامنے نماز پڑھی حالانکہ اس کا ارادہ صرف یہ ہو کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور اس کے طریقہ کی تعلیم دے ۔	۱۰۲۷

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب۔ اہلِ علم وفضل امامت کے زیادہ حقدار ہیں۔	۱۰۲۸
باب۔ جو کسی علت کے باعث امام کے پہلو میں کھڑا ہو۔	۱۰۳۴
باب۔ جو شخص داخل ہُوا تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر پہلا امام آگیا اور پہلا شخص پیچھے ہُوا یا نہ ہُوا۔	۱۰۳۵
باب۔ جب سب نمازی قرأت میں برابر ہوں تو ان میں سے عمر میں بڑا امامت کرے۔	۱۰۳۸
باب۔ جب امام کسی قوم کو ملنے گیا تو اُن کی امامت کی۔	۱۰۳۸
باب۔ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے۔	۱۰۳۹
باب۔ امام کے پیچھے کب سجدہ کرے	۱۰۴۶
باب۔ امام سے پہلے رکوع وسجود میں سر اُٹھایا اس کا گناہ۔	۱۰۴۷
باب۔ غلام اور آزاد شدہ غلام کی امامت	۱۰۴۸
باب۔ جب امام نماز تام نہ کرے اور اس کے مقتدی نماز پوری کریں۔	۱۰۵۱
باب۔ مفتون اور بدعتی کی امامت۔	۱۰۵۳
باب۔ جب نمازی دو ہوں تو مقتدی امام کے دائیں طرف کھڑا ہو۔	۱۰۵۵
باب۔ جب کوئی شخص امام کی بائیں طرف کھڑا ہو۔	۱۰۵۵

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب۔ جب امام نے (کسی کی امامت کی) نیت نہ کی پھر لوگ آئے اور ان کی امامت کی نیت کی۔	۱۰۵۷
باب۔ جب امام نے نماز لمبی کی اور کسی مرد کو کوئی حاجت تھی وہ نماز چھوڑ کر باہر نکلا اور علیحدہ نماز پڑھ لی۔	۱۰۵۸
باب۔ امام کا قیام میں تخفیف کرنا اور رکوع و سجود پُورا کرنا۔	۱۰۶۱
باب۔ جب تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے نماز لمبی کرے۔	۱۰۶۲
باب۔ جس نے امام کی شکایت کی جبکہ اُس نے نماز لمبی کی۔	۱۰۶۲
باب۔ نماز میں اختصار کرنا اور اسے کامل پڑھنا۔	۱۰۶۵
باب۔ جس نے بچہ کے رونے کے وقت نماز میں تخفیف کی۔	۱۰۶۶
باب۔ جب نماز پڑھی پھر لوگوں کی امامت کی۔	۱۰۶۸
باب۔ جس نے امام کی تکبیر لوگوں کو سُنائی۔	۱۰۶۹
باب۔ کوئی شخص امام کی اقتداء کرے اور دُوسرے لوگ اس کی اقتداء کریں۔	۱۰۷۱
باب۔ جب امام نماز میں شک کرے تو کیا لوگوں کے کہنے پر عمل کرے۔	۱۰۷۲
باب۔ جب امام نماز میں رو پڑے	۱۰۷۳
باب۔ اقامت کے وقت اور اس کے بعد صفیں سیدھی کرنا۔	۱۰۷۵

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ صفیں سیدھی کرتے وقت امام کا لوگوں کی طرف متوجہ ہونا۔	۱۰۷۷
باب ۔ پہلی صف	۱۰۷۸
باب ۔ صف سیدھی کرنا نماز کو پورا کرنا ہے۔	۱۰۷۹
باب ۔ جو صفوں کو پورا نہ کرے اُن کو گناہ۔	۱۰۸۰
باب ۔ جب مرد امام کے بائیں کھڑا ہو اور امام اسے دائیں طرف سے اپنے پیچھے سے پھیر دے تو اس کی نماز تام ہے۔	۱۰۸۲
باب ۔ تنہا عورت صف ہو سکتی ہے۔	۱۰۸۴
باب ۔ مسجد اور امام کی داہنی جانب۔	۱۰۸۵
باب ۔ جب امام اور لوگوں کے درمیان دیوار یا سترہ ہو۔	۱۰۸۶
باب ۔ رات کی نماز	۱۰۸۷
نماز تراویح بیس رکعات ہیں	۱۰۸۹
باب ۔ نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر کا وجوب	۱۰۹۱
باب ۔ نماز شروع کرنے کے ساتھ پہلی تکبیر میں دونوں ہاتھوں اُٹھانا	۱۰۹۴
نماز میں رفع یدین	۱۰۹۵
باب ۔ دونوں ہاتھ اُٹھانا جبکہ تکبیر تحریمہ کہے جب رکوع کرے اور جب رکوع سے اُٹھے۔	۱۰۹۹
باب ۔ کہاں تک ہاتھ اُٹھائے	۱۱۰۰

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو تو رفع یدین کرنا۔	۱۱۰۱
باب ۔ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا۔	۱۱۰۲
باب ۔ نماز میں خشوع کرنا۔	۱۱۰۳
باب ۔ تکبیر کے بعد کیا کہے؟	۱۱۰۴
باب ۔ نماز میں امام کی طرف نگاہ اُٹھانا۔	۱۱۰۹
باب ۔ نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اُٹھانا۔	۱۱۱۳
باب ۔ نماز میں التفات کرنا	۱۱۱۴
باب ۔ جب کوئی واقعہ پیش آئے یا کوئی شئی دیکھے یا قبلہ کی جانب تھوک دیکھے تو اُدھر متوجہ ہو۔	۱۱۱۵
باب ۔ امام اور مقتدی کے لئے تمام نمازوں میں سفر و حضر میں ان میں جہر ہو یا اخفاء ہو قرآن پڑھنے کا وجوب۔	۱۱۱۷
باب ۔ عصر کی نماز میں قرأت۔	۱۱۲۹
باب ۔ مغرب کی نماز میں قرأت۔	۱۱۳۰
باب ۔ مغرب کی نماز میں جہر کرنا۔	۱۱۳۲
باب ۔ عشاء کی نماز میں سجدہ والی سورت پڑھنا۔	۱۱۳۴
باب ۔ عشاء کی نماز میں قرأت	"
باب ۔ پہلی دو رکعتوں کو لمبا اور پچھلی دو رکعتوں کو مختصر کرے۔	۱۱۳۵
باب ۔ صبح کی نماز میں قرأت۔	۱۱۳۶
باب ۔ فجر کی نماز میں آواز سے قرأت کرنا۔	۱۱۳۸

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب - ایک رکعت میں دو سورتیں اکٹھی پڑھنا۔ سورت کی آخری آیات پڑھنا۔ سورت سے پہلی سورت۔ (ترتیب کے خلاف) سورت کی پہلی آیات پڑھنا۔	۱۱۴۱
باب - آخری دو رکعتوں میں سورت فاتحہ پڑھنے۔	۱۱۴۵
باب - جس نے ظہر اور عصر کی نمازوں میں آہستہ پڑھا۔	۱۱۴۶
باب - جب امام آیت سناتے۔	۱۱۴۷
باب - پہلی رکعت کو لمبا کرے	"
باب - امام کا بلند آواز سے آمین کہنا۔	۱۱۴۸
باب - آمین کہنے کی فضیلت۔	۱۱۵۲
باب - مقتدی کا بلند آواز سے آمین کہنا۔	۱۱۵۳
باب - آمین کہنے کی فضیلت	۱۱۵۲
باب - مقتدی کا بلند آواز سے آمین کہنا۔	۱۱۵۳
باب - جب صف میں جانے سے پہلے رکوع کر لیا۔	۱۱۵۴
باب - رکوع میں تکبیر ختم کرنا۔	۱۱۵۵
باب - سجدہ میں تکبیر پوری کرنا۔	۱۱۵۷
باب - سجدے سے اٹھتے وقت تکبیر کہنا۔	۱۱۵۸
باب - رکوع کی حالت میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا۔	۱۱۶۰
باب - جب رکوع پورا	

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب - رکوع کی حالت میں پیٹھ برابر رکھنا۔	۱۱۶۲
باب - رکوع کو پورا کرنا اور اس میں اعتدال، طمانیت اور سکون کرنا	۱۱۶۲
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کو نماز دہرانے کا حکم کرنا جس نے رکوع مکمل نہ کیا تھا۔	۱۱۶۴
باب - رکوع میں دعا کرنا۔	۱۱۶۵
باب - امام اور جو لوگ امام کے پیچھے ہوں وہ جب سر اٹھائے تو کیا کہیں۔	۱۱۶۶
باب - اللھم ربنا لك الحمد کہنے کی فضیلت۔	۱۱۶۷
باب - رکوع سے سر اٹھانے کے بعد اطمینان سے کھڑا ہونا۔	۱۱۷۱
باب - جب سجدہ کرے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے جھکے۔	۱۱۷۳
باب - سجدہ کی فضیلت	۱۱۷۷
باب - نمازی سجدہ میں دونوں بازو ظاہر کرے اور پیٹ کو رانوں سے دور رکھے۔	۱۱۸۲
باب - سجدہ میں اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ رکھے۔	۱۱۸۳
باب - جب سجدہ مکمل نہ کیا۔	"
باب - سات ہڈیوں پر سجدہ کرنا۔	"

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ	اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
ناک پہ سجدہ کرنا۔	۱۱۸۶	فہرس	۱۱۸۹
ناک پہ سجدہ کرنا اور کیچڑ پہ سجدہ کرنا	۱۱۸۷	تفہیم البخاری	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر رضوی

قرآن مجید کی اُردو میں جامع اور مدلل تفسیر رضوی کمپیوٹرائزڈ منظر عام پر آچکی ہے جس میں

سورتوں کے اتساق، آیات کے موارد اور نزول کے اسباب اور واقعات کی مکمل تفصیل ہے

تحریر و تالیف:

شیخ الحدیث علامہ **غلام رسول رضوی** محدث کبیر رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ **محمد حبیب الرحمٰن رضوی**

تفہیم البخاری پبلیکیشنز P-30 سنت پورہ فیصل آباد

Mob:0300-9650272
Fax:+92-41-2643623

marfat.com

Marfat.com

تفہیم البخاری

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

حقوقِ طبع مؤلف کے لئے محفوظ ہیں

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسُول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸۔سورہ حشر)

تفہیم البخاری

شرح صحیح البخاری

حصّہ دوم

پارہ : ۴ تا ۶

تالیف

شیخ الحدیث علّامہ غُلام رَسُول رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد

ناشر

صاحبزادہ محمّد حبیب الرّحمٰن رضوی جانشین رئیس دارُالسّلام رضویہ اعظم آباد۔فیصل آباد

135/00

بار اوّل : گیارہ سو ــــ مطبع عبدالحمید المجدہ پرنٹرز 22/sh احاطہ تر لوک چند اُردو بازار ، لاہور ــــ ھدیہ

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ الرَّابِعُ

بَابُ عَقْدِ الثِّيَابِ وَشَدِّهَا وَمَنْ ضَمَّ ثَوْبَهٗ اِذَا خَافَ اَنْ تَنْكَشِفَ عَوْرَتُهٗ

۷۸۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ عَاقِدُوْا اُزُرِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ عَلٰى رِقَابِهِمْ فَقِيْلَ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوْسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِىَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا۔

بَابٌ لَا يَكُفُّ شَعْرًا

۷۸۲ ـ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُمِرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ وَلَا يَكُفَّ شَعْرَهٗ وَلَا ثَوْبَهٗ

بَابٌ لَا يَكُفُّ ثَوْبَهٗ فِى الصَّلٰوةِ

۷۸۳ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ لَا اَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

چوتھا پارہ

باب نمازی کا کپڑوں کو گرہ لگا لینا اور انکو باندھ لینا اور جس نے اپنے کپڑے کو سمیٹا جبکہ اس کو کشفِ عورت کا خوف ہو ،،

۷۸۱ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے جبکہ وہ اپنے تہبندوں میں ان کے چھوٹے ہونے کے باعث گردنوں پر گرہ لگا لیتے اور عورتوں سے کہا جاتا کہ تم اپنے سر نہ اٹھاؤ حتیٰ کہ مرد سیدھے بیٹھ جائیں

۷۸۱ شرح : اس باب سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ نماز میں کفِ ثوب سے ممانعت اس وقت ہے جبکہ اضطرار کی حالت نہ ہو اور کپڑا سمیٹنے میں کشفِ عورت کا خوف نہیں ہوتا ہے۔ عورتیں مردوں کی صف سے متاخر ہوتی تھیں اس لئے انکو سجدہ سے اپنے سر اٹھانے سے روکا گیا حتی کہ مرد سیدھے بیٹھ جائیں تاکہ ان کی نگاہیں مردوں کی شرمگاہوں پر نہ پڑیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر عورت میں احتیاط برتنی چاہیئے اور اس کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ حدیث ۳۵۶ کے تحت اسکی تفصیل مذکور ہے ،، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف اشارہ کیا کہ کپڑے سمیٹنے میں کشفِ عورت کی حفاظت ہے اور اس طرح سجدے میں جانے اور اس سے اٹھنے میں آسانی ہے۔ اس اعتبار سے اس باب کو سجود کے احکام میں داخل کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ التَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ

۷۸۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ

بَابُ الْمُكْثِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

۷۸۵ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ قَالَ لِأَصْحَابِهِ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَذٰلِكَ فِي غَيْرِ حِينِ صَلٰوةٍ فَقَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَكَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ هُنَيَّةً ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هُنَيَّةً ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هُنَيَّةً فَصَلّٰى صَلٰوةَ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ شَيْخِنَا هٰذَا قَالَ أَيُّوبُ كَانَ يَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ أَرَهُمْ يَفْعَلُونَهُ كَانَ يَقْعُدُ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ فَقَالَ لَوْ رَجَعْتُمْ إِلٰى أَهَالِيكُمْ صَلُّوا صَلٰوةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا صَلُّوا صَلٰوةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ

باب نمازی بالوں کو نہ سمیٹے

۷۸۲ ترجمہ :۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا گیا کہ آپ سات ہڈیوں پر سجدہ کریں اور اپنا کپڑا اور بال نہ سمیٹیں۔

باب نماز میں اپنا کپڑا نہ سمیٹے

۷۸۳ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں اور اپنے بالوں اور کپڑوں کو (نماز میں) نہ سمیٹوں۔

۷۸۲ - ۷۸۳ شرح : یعنی نمازی اپنے سر کے بال نہ سمیٹے، اس باب کی سجدہ کے احکام سے مناسبت اس طرح ہے کہ جب بالوں کو سمیٹا نہ ہو تو وہ سر کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں اور ان کو سمیٹنے سے ممانعت کی۔ حکمت یہ ہے کہ نماز کی حالت میں بالوں کے مجموعہ پر شیطان بیٹھ جاتا ہے، چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے کہ ابو رافع نے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو نماز پڑھتے دیکھا جبکہ انہوں نے اپنی زلفوں کو گدی پر سمیٹا ہوا تھا۔ ابو رافع نے بالوں کو کھول دیا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے حدیث ۸۱۰ کے تحت اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب — سجدہ میں تسبیح اور دعاء پڑھنا

۷۸۴ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع و سجود میں بکثرت سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، فرمایا کرتے تھے جبکہ قرآن مجید کی آیت فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ پر عمل کرتے۔

۷۸۴ شرح : حمد سے اللہ تعالیٰ کی صفاتِ وجودیہ جنکو صفات اکرام کہا جاتا ہے، کے اثبات کی طرف اشارہ کیا اور تسبیح سے صفات عدمیہ جن کو صفاتِ جلال کہا جاتا ہے، کی طرف اشارہ کیا، ربوبیت سے انسان کے مبداء اور مغفرت سے اس کے معاد کی طرف اشارہ کیا اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ثناء کو دعاء سے مقدم کرنا چاہیے، کرمانی، مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سجدہ کی حالت میں بندہ اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوتا ہے اس میں بکثرت دعاء کیا کرو مگر یہ نفلی نمازوں پر محمول ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قولی حدیث میں سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ اور رکوع میں سبحان ربی العظیم، کی تعلیم فرمائی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

۷۸۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ سُجُوْدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُكُوْعُهُ وَقُعُوْدُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ

باب ــــ دو سجدوں کے درمیان ٹھہرنا ،،

۷۸۵ ــــ ترجمہ : ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مالک بن حُویرث نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا میں تمہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے آگاہ نہ کروں ؟ ابو قلابہ نے کہا ،، یہ فرض نماز کا وقت نہ تھا وہ نماز کے لئے کھڑے ہُوئے پھر رکوع کیا اور تکبیر کہی پھر رکوع سے سر اُٹھایا اور تھوڑا سا کھڑے رہے پھر سجدہ کیا پھر سجدہ سے سر اُٹھایا اور تھوڑی دیر بیٹھے رہے (ابو قلابہ نے کہا) اُنھوں نے ہمارے اس شیخ عمرو بن سلمہ کی نماز جیسی نماز پڑھی ۔ ایوب نے کہا مذکور شیخ وہ شئ کرتے تھے کہ میں نے لوگوں کو وہ کرتے نہیں دیکھا وہ تیسری اور چوتھی رکعت (کے درمیان) میں بیٹھتے تھے ۔ ابن حویرث نے کہا ہم نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہُوئے اور (مہینہ بھر) آپ کی خدمت میں رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے گھر والوں کی طرف واپس جاؤ تو فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور سب سے بڑا نماز پڑھائے ۔

شرح : اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے نماز میں جلسہ استراحت ۷۸۵ ــــ پر استدلال کیا ہے علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ جب پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدہ سے سر اُٹھائے تو قدموں کے بل سیدھا کھڑا ہو جائے اور جلسہ استراحت نہ کرے ،، امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کا معمول بھی یہی ہے صاحب ہدایہ نے کہا مالک بن حویرث کی مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کے باعث جلسہ استراحت کیا تھا اس مسئلہ کی پُوری تفصیل حدیث ع ۶۴۷ کے تحت مذکور ہے ،،

ترجمہ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ ، رکوع اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ تقریباً سب برابر تھے ،، ۷۸۶ ــــ

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حدیثوں سے نماز میں جلسہ استراحت پر استدلال کیا ہے حدیث ۷۸۶ ، ــــ ع ۶۴۷ کے تحت اس کی تفصیل مذکور ہے ، امام احمد رضی اللہ عنہ کے مذہب میں دونوں سجدوں کے درمیان بار بار رَبِّ اغْفِرْلِيْ ،، رَبِّ اغْفِرْلِيْ ،، مستحب ہے احناف کے مذہب میں اس میں ذکر مسنون نہیں کیونکہ ان میں اعتدال بالتبع ہے لہذا اس میں ذکر مسنون نہ ہوگا جبکہ ذکر مسنون وہاں ہوتا ہے جو مقصود اصلی ہو ،، اور جن حدیثوں میں ذکر کی روایت مذکور ہے ۔ وہ تہجد کی نماز پر محمول ہے ،،

marfat.com

۷۸۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ سُجُوْدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُكُوْعُهُ وَقُعُوْدُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ

باب ــــ دو سجدوں کے درمیان ٹھہرنا ،،

۷۸۵ ــــ ترجمہ : ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مالک بن حُویرث نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا میں تمہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے آگاہ نہ کروں ؟ ابو قلابہ نے کہا ،، یہ فرض نماز کا وقت نہ تھا وہ نماز کے لئے کھڑے ہُوئے پھر رکوع کیا اور تکبیر کہی پھر رکوع سے سر اُٹھایا اور تھوڑا سا کھڑے رہے پھر سجدہ کیا پھر سجدہ سے سر اُٹھایا اور تھوڑی دیر بیٹھے رہے (ابو قلابہ نے کہا) اُنھوں نے ہمارے اس شیخ عمرو بن سلمہ کی نماز جیسی نماز پڑھی ۔ ایوب نے کہا مذکور شیخ وہ شئ کرتے تھے کہ میں نے لوگوں کو وہ کرتے نہیں دیکھا وہ تیسری اور چوتھی رکعت (کے درمیان) میں بیٹھتے تھے ۔ ابن حویرث نے کہا ہم نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہُوئے اور (مہینہ بھر) آپ کی خدمت میں رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے گھر والوں کی طرف واپس جاؤ تو فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور سب سے بڑا نماز پڑھائے ۔

شرح : اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے نماز میں جلسہ استراحت ۷۸۵ ــــ پر استدلال کیا ہے علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ جب پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدہ سے سر اُٹھائے تو قدموں کے بل سیدھا کھڑا ہو جائے اور جلسہ استراحت نہ کرے ،، امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کا معمول بھی یہی ہے صاحب ہدایہ نے کہا مالک بن حویرث کی مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کے باعث جلسہ استراحت کیا تھا اس مسئلہ کی پُوری تفصیل حدیث ع ۶۴۷ کے تحت مذکور ہے ،،

ترجمہ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ ، رکوع اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ تقریباً سب برابر تھے ،، ۷۸۶ ــــ

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حدیثوں سے نماز میں جلسہ استراحت پر استدلال کیا ہے حدیث ۷۸۶ ، ــــ ع ۶۴۷ کے تحت اس کی تفصیل مذکور ہے ، امام احمد رضی اللہ عنہ کے مذہب میں دونوں سجدوں کے درمیان بار بار رَبِّ اغْفِرْلِيْ ،، رَبِّ اغْفِرْلِيْ ،، مستحب ہے احناف کے مذہب میں اس میں ذکر مسنون نہیں کیونکہ ان میں اعتدال بالتبع ہے لہذا اس میں ذکر مسنون نہ ہوگا جبکہ ذکر مسنون وہاں ہوتا ہے جو مقصود اصلی ہو ،، اور جن حدیثوں میں ذکر کی روایت مذکور ہے ۔ وہ تہجد کی نماز پر محمول ہے ،،

marfat.com

۷۸۷ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اِنِّیْ لَا اٰلُوْ اَنْ اُصَلِّیَ بِكُمْ كَمَا رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ بِنَا قَالَ ثَابِتٌ كَانَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ اَرَكُمْ تَصْنَعُوْنَهٗ كَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكُوْعِ قَامَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِیَ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِیَ

بَابُ لَا يَفْتَرِشُ ذِرَاعَيْهِ فِی السُّجُوْدِ وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ سَجَدَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا

۷۸۸ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوْا فِی السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطُ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں تم کو نماز پڑھانے میں کمی نہیں کروں گا جس طرح میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیں نماز پڑھاتے دیکھا ہے، ثابت نے کہا انس بن مالک (نماز میں) ایک شئی کرتے تھے میں نے تم کو وہ کرتے نہیں دیکھا وہ جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو کھڑے رہتے حتیٰ کہ کہنے والا کہتا کہ وہ بھول گئے ہیں اور دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھتے کہ کہنے والا کہتا کہ وہ بھول گئے ہیں۔

۷۸۷ ——

باب ——— سجدہ میں اپنی کلائیاں زمین پر نہ بچھائے

ترجمۃ الباب ابو حمید نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے جبکہ دونوں کلائیاں زمین پر نہ بچھائیں اور نہ ہی ان کو پہلوؤں کے ساتھ ملایا۔"

۷۸۸ ———

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا، سجدہ میں اعتدال کرو (افتراش اور قبض کے درمیان) اور تم سے کوئی بھی کتے کے بچھانے کی طرح اپنے بازو زمین پر نہ بچھائے"

شرح: یعنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھے اور دونوں بازو زمین سے اُٹھائے رکھے ان کو زمین کے ساتھ نہ ملائے،، اس میں حکمت یہ ہے کہ ایک ایک تو پیشانی اور ناک زمین پر اچھی طرح متمکن ہو جاتے ہیں اور دوسرے یہ کہ اس میں تواضع پائی جاتی ہے،، اور سست لوگوں جیسی حالت نہیں ہوتی۔ یہ بھی تنزیہہ کے لئے ہے اگر ایسا نہ کیا تو نماز ہو جاتی ہے مگر اس میں اساءت ہے۔"

فتح الباری میں ہے کہ نماز میں خسیس اشیاء کے ساتھ مشابہت نہیں کرنی چاہیئے جبکہ اس طرح کتا دونوں بازو زمین پر بچھا کر بیٹھتا ہے،،

مسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو پسلیوں سے اتنا دُور کرتے کہ اگر بکری کا بچہ ان سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔

marfat.cpm

بَابُ مَنِ اسْتَوٰى قَاعِدًا فِي وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِهٖ ثُمَّ نَهَضَ

٧٨٩ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ اَخْبَرَنَا خَالِدُ الْحَذَّآءُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيُّ اَنَّهٗ رَاٰى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَاِذَا كَانَ فِيْ وِتْرٍ مِّنْ صَلَاتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا

بَابٌ كَيْفَ يَعْتَمِدُ عَلَى الْاَرْضِ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَةِ

٧٩٠ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ جَآءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فَصَلّٰى بِنَا فِيْ مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ اِنِّيْ لَاُصَلِّيْ بِكُمْ وَمَا اُرِيْدُ الصَّلٰوةَ لٰكِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُرِيَكُمْ كَيْفَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَالَ اَيُّوْبُ فَقُلْتُ لِاَبِيْ قِلَابَةَ وَكَيْفَ كَانَتْ صَلٰوتُهٗ قَالَ مِثْلُ صَلٰوةِ شَيْخِنَا هٰذَا يَعْنِيْ عَمْرَو بْنَ سَلِمَةَ قَالَ اَيُّوْبُ وَكَانَ ذٰلِكَ الشَّيْخُ يُتِمُّ التَّكْبِيْرَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ قَامَ

باب ۔ جو شخص نماز کی طاق رکعت میں سیدھا بیٹھ گیا پھر اُٹھا

ترجمہ : ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مالک بن
٧٨٩ ـــــ حُوَیرِث لَیثی نے خبر دی کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ جب آپ نماز کی طاق رکعت پڑھ لیتے تو کھڑے نہ ہوتے حتیٰ کہ سیدھے بیٹھ جاتے۔

شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلی اور تیسری رکعت پڑھ
٧٨٩ ـــــ لیتے تو بیٹھ جاتے پھر اُٹھتے ،، اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ
نے استدلال کیا کہ جلسۂ استراحت مستحب ہے ،، احناف کہتے ہیں۔ جلسۂ استراحت مسنون نہیں کیونکہ یہ اگر
مقصود ہوتا تو اس میں مخصوص ذکر مشروع ہوتا اور متن میں مذکور حدیث کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ یہ جلسہ کسی عذر
کے باعث تھا اور وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، لَا تُبَادِرُوْنِيْ فَاِنِّيْ قَدْ بَدَّنْتُ ،، یعنی
سجدہ کرنے میں جلدی نہ کرو کیونکہ میں بھاری ہو گیا ہوں ،، علاوہ ازیں یہ جلسہ آرام کے لئے ہوتا ہے اور نماز
آرام کے لئے وضع نہیں کی گئی ہے ،، یہی مسلک امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما کا ہے ،، امام ترمذی رحمہ اللہ
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدموں پہ سیدھے کھڑے ہو جایا
کرتے تھے اس مسئلہ کی تفصیل حدیث ٦٤٧ کے تحت مذکور ہے۔

marfat.com

بَابٌ يُكَبِّرُ وَهُوَ يَنْهَضُ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يُكَبِّرُ فِي نَهْضَتِهِ

۷۹۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى لَنَا أَبُو سَعِيدٍ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَحِينَ رَفَعَ وَحِينَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ــــ جب رکعت سے کھڑا ہونے کا ارادہ کرے تو زمین پر اعتماد کیسے کرے ،،

۷۹۰ ــــ ترجمہ : ابو قلابہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے پاس مالک بن حویرث آئے اور ہماری اس مسجد میں ہمیں نماز پڑھائی اور کہا میں تم کو نماز پڑھاتا ہوں حالانکہ میں نماز کا ارادہ نہیں کرتا لیکن تم کو دکھانا چاہتا ہوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ ایوب نے کہا میں نے ابو قلابہ سے کہا آپ کی نماز کیسی تھی ؟ انھوں نے کہا ہمارے اس شیخ یعنی عمرو بن سلمہ کی نماز جیسی تھی ، ایوب نے کہا وہ شیخ (عمرو بن سلمہ) تکبیریں پوری کہتے اور جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے اور زمین پر اعتماد کر کے پھر اٹھتے ۔

۷۹۰ ــــ شرح : یعنی نماز کی کیفیت اس طرح بیان کی کہ شیخ جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تو پہلے بیٹھ جاتے پھر آٹا گوندھنے والے کی طرح زمین پر اعتماد کرتے پھر اٹھتے اس کی تفصیل ع ۶۴۷ اور ع ۷۸۹ کے تحت مذکور ہے !

باب ــــ نمازی تکبیر کہے جبکہ دو رکعت نماز پڑھ کر اٹھے ،، حضرت عبداللہ بن زبیر اٹھنے کے وقت تکبیر کہتے تھے ،،

۷۹۱ ــــ ترجمہ : سعید بن حارث نے کہا ہم کو ابو سعید نے نماز پڑھائی تو انھوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی جبکہ سجدہ سے سر اٹھایا اور جب سجدہ کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھے اور کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

۷۹۱ ــــ شرح : یعنی نمازی پہلا تشہد پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے اٹھنے کے وقت تکبیر کہے۔ باب میں سجدتین سے مراد پہلی دو رکعتیں ہیں کیونکہ مجازاً

marfat.cpm

۷۹۲ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ صَلٰوةً خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ كَبَّرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا سَلَّمَ أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِي فَقَالَ أَقَدْ صَلّٰى بِنَا هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ سُنَّةِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ وَكَانَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ تَجْلِسُ فِي صَلٰوتِهَا جِلْسَةَ الرَّجُلِ وَكَانَتْ فَقِيهَةً

سجدہ کا رکعت پر اطلاق ہوتا رہتا ہے،،

مروان بن حکم جب مدینہ منورہ کا حاکم تھا اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے جبکہ ابوہریرہ غائب ہوگئے چونکہ بنو اُمیّہ تکبیریں آہستہ کہتے تھے اس لئے ابوسعید خدری نے نماز کو شروع کرتے وقت اور دُوسرے انتقالات کے وقت بُلند آواز سے تکبیریں کہیں،، بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں اختلاف تکبیر کو بلند آواز یا آہستہ کہنے میں تھا اسی لئے ابوسعید نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے،، تکبیر کہنے میں جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کھڑا ہوتے وقت تکبیر کہے البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدھا کھڑا ہوکر تکبیر کہے،،

---

۷۹۲ ترجمہ : مُطَرِّف نے کہا کہ میں اور عمران نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی وہ جب سجدہ کرتے، جب سجدہ سے سر اُٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے اُٹھتے تو تکبیر کہتے اُنھوں نے جب سلام پھیرا تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا حضرت علی نے ہم کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی نماز پڑھائی ہے یا کہا اُنھوں نے مجھے محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلائی ہے،،

۷۹۲ شرح : سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہر انتقال میں اللہ اکبر کہتے تھے اس لئے عمران نے کہا اُنھوں نے ہم کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھائی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر رفع اور خفض میں اللہ اکبر کہنے میں اکثر آثار مروی ہیں اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر، عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم نے اُن پر عمل کیا اور آج تک اس پر عمل ہو رہا ہے کوئی شخص اس کا انکار نہیں کرتا اس لئے اس مسئلہ پر اُمّت کا اجماع ہے،، حدیث ۷۵۵ کا بھی یہی مضمون ہے!

باب — تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ

marfat.com

٧٩٣ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلٰوةِ اِذَا جَلَسَ فَفَعَلْتُهٗ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ فَنَهَانِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِيَ الْيُسْرٰى فَقُلْتُ اِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ رِجْلَايَ لَا تَحْمِلَانِّيْ

٧٩٤ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ وَيَزِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ اَنَا كُنْتُ اَحْفَظَكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُهٗ اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ اَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهٗ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ اِسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهٗ وَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْاُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ وَسَمِعَ اللَّيْثُ يَزِيْدَ بْنَ اَبِيْ .....

ام درداء رضی اللہ عنہا نماز میں مرد کی طرح بیٹھتی تھیں اور وہ فقیہہ تھیں،،

ترجمہ : حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم نے عبداللہ بن عبداللہ سے خبر دی کہ ٧٩٣ — اُنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ جب نماز میں بیٹھتے تو چار زانو بیٹھتے تھے،، میں نے بھی اسی طرح کیا جبکہ میں اس وقت نوعمر تھا مجھے عبداللہ بن عمر نے اس سے منع کیا اور کہا نماز میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تو اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بائیں پاؤں کو موڑے اس پر میں نے کہا آپ تو اس طرح کرتے ہیں ؟ عبداللہ بن عمر نے کہا میرے پاؤں مجھے اُٹھا نہیں سکتے !

شرح : تشہد میں سُنّتِ جلوس سے مراد مخصوص ہیئت ہے یہ بھی احتمال ٧٩٣ — ہے کہ نفسِ جلوس مراد ہو حدیث میں دونوں احتمال ممکن ہیں اگرچہ جلوس کبھی واجب بھی ہوتا ہے لیکن سُنّت سے مراد طریقہ محمدیہ ہے اور یہ عام ہے جو واجب مستحب سب کو شامل ہے،، امام ابوحنیفہ اور مالک رضی اللہ عنہما کا بھی یہی مسلک ہے کہ عورت نماز میں مرد کی طرح بیٹھے جبکہ امام مالک رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ عورت اپنے بائیں سرین پہ بیٹھے اور دائیں ران کو بائیں ران پر رکھ کر حتی الوسع اعضاء کو اکٹھا کرے اور رکوع و سجود اور جلوس وغیرہ میں مرد کی طرح کھل کر افعال نہ کرے،، تندرست کے لئے فرض نماز میں چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے اس پر سب علماء کا اتفاق ہے مگر مریض کا چار زانو بیٹھنے میں علماء کا اختلاف ہے،،

marfat.cpm

حَبِیْبٌ وَیَزِیْدُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَلْحَلَةَ وَابْنُ حَلْحَلَةَ مِنَ ابْنِ عَطَاءٍ وَقَالَ اَبُوْصَالِحٍ عَنِ اللَّیْثِ کُلُّ فَقَارٍ مَکَانَهٗ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ حَبِیْبٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ حَدَّثَ کُلَّ فَقَارٍ

ترجمہ : محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے (انہوں نے کہا) ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا تو ابو حمید ساعدی نے کہا میں تم سب سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جانتا ہوں ،، میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ جب تکبیر کہتے تو دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر لے جاتے جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنے پکڑتے پھر کمر کو مائل کرتے جب سر مبارک اُٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے حتی کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آتی ، جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں کو زمین پر بچھائے کے بغیر رکھتے اور نہ ہی ان کو پہلوؤں سے ملاتے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رو متوجہ کرتے اور جب دو رکعتوں میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے ۔ جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں باہر کی طرف نکال دیتے اور دوسرے پاؤں کو کھڑا کر لیتے اور مقعد شریف پر بیٹھ جاتے ،، لیث نے یزید بن ابی حبیب سے سُنا اور یزید نے محمد بن حلحلہ اور ابن حلحلہ نے ابن عطاء سے سُنا ، ابو صالح نے لیث سے ،، کل فقار،، کی روایت کی ہے اور عبد اللہ بن مبارک نے یحییٰ بن ایوب سے روایت کی اُنھوں نے کہا مجھے یزید بن ابی حبیب نے خبر دی کہ محمد بن عمرو نے ان کو کلّ فقار،، کی خبر دی ہے ۔ (یعنی فاء مقدم اور قاف مؤخر ہے جبکہ پہلی روایت میں اس کا برعکس ہے)

۷۹۴ ——

شرح : نماز میں بیٹھنے کی کیفیت میں علماء کا اختلاف ہے ۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز میں ہر جلسہ میں بایاں پاؤں بچھائے اور دایاں پاؤں کھڑا کرے ۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہر جلسہ میں نمازی تورک کرے ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا ۔ آخری تشہد میں تورک کرے اور باقی میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا کرے متن میں مذکور حدیث سے اُنھوں نے استدلال کیا ہے ،، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بھی امام شافعی کی طرح کہتے ہیں مگر وہ صبح کی نماز کے جلسہ میں تورک نہیں کرتے ۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ امام شافعی کے نزدیک دونوں سجدوں کے درمیان جلسۂ استراحت کے جلسہ اور پہلے تشہد کے جلسہ میں تورک ہے ۔ اور آخری تشہد میں تورک نہ کرے ،، امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا نماز میں ہر جلسہ میں دایاں پاؤں کھڑے اور بایاں پاؤں بچھائے اور اس پر بیٹھے ۔ امام ابو حنیفہ ؒ ، ابو یوسف ؒ ، محمد ؒ اور ایک روایت میں امام احمد ؒ بھی یہی کہتے ہیں ۔ اُنھوں نے طبرانی کی روایت سے استدلال کیا جو وائل بن حجر حضرمی سے منقول ہے ،، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد کے لئے بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھایا پھر اس پر بیٹھ گئے ،، امام طحاوی نے ابو حمید ساعدی کی حدیث جس سے امام شافعی نے استدلال کیا ہے کا جواب یہ دیا کہ محمد بن عمرو بن عطاء نے یہ حدیث ابو حمید ساعدی سے نہیں سُنی

marfat.com

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ التَّشَهُّدَ الْاَوَّلَ وَاجِبًا لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَرْجِعْ ۷۹۵ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ مَوْلٰى بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَقَالَ مَرَّةً مَوْلٰى رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُحَيْنَةَ قَالَ وَهُوَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ

اور نہ ہی کسی اور سے سنی ہے جو ابو حمید کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ ان کے درمیان ایک مجہول شخص ہے،، لہٰذا یہ حدیث قابلِ استدلال نہیں،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی سجدہ میں دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرے اور پیٹ کو دونوں رانوں سے علیحدہ رکھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول بعض احکام کثیر صحابہ کرام پر مخفی بھی رہ جاتے تھے،، قولہ سمع ابو اللیث الخ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ ابو اللیث کا یزید بن ابی حبیب اور یزید بن محمد سے سماع ثابت ہے اگرچہ یہ حدیث عنعنہ ہے اسی طرح محمد بن عمرو بن حلحلہ کا محمد بن عمرو بن عطاء سے سماع ثابت ہے۔ لہٰذا ان کا عنعنہ سماع پر محمول ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ جس نے پہلا تشہّد فرض نہ جانا

کیونکہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور تشہد کی طرف نہ لوٹے،،

۷۹۵ ــــ ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عبد الرحمٰن بن ہرمز مولی بنی عبد المطلب نے اور کبھی یہ کہا کہ مولی ربیعہ بن حارث نے خبر دی کہ عبد اللہ بن بُحَیْنَہ اور وہ قبیلہ ازد شنوءہ سے اور بنی عبد مناف کے حلیف تھے اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ہیں نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے اور قعدہ نہ کیا لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتی کہ جب نماز پوری کر لی اور لوگوں نے آپ کا سلام پھیرنے کا انتظار کیا تو آپ نے تکبیر کہی جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا،،

۷۹۵ ــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا کہ امام جب بھول جائے اور بھول زیادہ ہو جائے حتی کہ سیدھا کھڑا ہو جائے حالانکہ اُس نے تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھنا تھا تو لوگ اس کی متابعت کریں،، علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث سے معلوم

marfat.cpm

باب التشہد فی الاولیٰ ۷۹۶ — حدثنا قتیبۃ قال حدثنا بکر عن جعفر بن ربیعۃ عن الاعرج عن عبد اللہ بن مالک ابن بحینۃ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظہر فقام وعلیہ جلوس فلما کان فی اخر صلوتہ سجد سجدتین وھو جالس

باب التشہد فی الاخرۃ

ہوتا ہے کہ سجدہ سہو سلام سے پہلے ہے لیکن احناف اس کو بیان جواز پر محمول کرتے ہیں۔ صاحب ہدایہ نے کہا یہ اختلاف اولویت میں ہے۔ امام نووی نے کہا یہ نزاع افضلیت میں ہے۔ احناف کی دلیل حضرت مغیرہ بن شعبہ کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی اور آپ بھول کر دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے ہم نے "سبحان اللہ" کہا مگر آپ بدستور کھڑے رہے جب نماز پوری کر لی اور سلام پھیرا تو سلام کے بعد سہو کا سجدہ کیا،، ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے صحابہ کی بہت بڑی جماعت سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرتی تھی،، اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ پہلا قعدہ فرض نہیں ورنہ سجدہ سہو سے اس کی تلافی کیسے ہو سکتی ہے جبکہ رکوع رہ جائے تو اس کے لئے سجدہ سہو کافی نہیں۔ البتہ اگر واجب رہ جائے تو سجدہ سہو سے نقصان پورا ہو سکتا ہے،، باب کے عنوان میں واجب فرض کے معنی میں ہے،،

باب — پہلے قعدہ میں تشہد کی مشروعیت

۷۹۶ — ترجمہ : عبد اللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی آپ دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے حالانکہ آپ نے بیٹھنا تھا جب آپ نماز کے آخر میں تھے تو بیٹھے بیٹھے آپ نے دو سجدے کئے"

۷۹۶ — شرح : مالک حضرت عبد اللہ کا باپ اور بحینہ ان کی والدہ ہے اس لئے مالک اور بحینہ کا اعراب ایک ہی ہے۔ پہلے باب اور اس باب میں فرق یہ ہے کہ پہلے باب میں پہلے تشہد کی عدم فرضیت کا بیان تھا اور اس باب میں پہلے قعدہ میں تشہد کی مشروعیت کا بیان ہے،،

باب — دوسرے قعدہ میں تشہد پڑھنا،،

marfat.com

۷۹۷ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو (سلام پھیرنے کے وقت) ہم کہتے (بندوں کی طرف سے اللہ پر سلام) جبرائیل پر سلام، میکائیل پر سلام اور فلاں، فلاں پر سلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا (جبکہ نماز سے فارغ ہوئے) اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے (نماز میں تشہد پڑھنے لگے) تو یوں کہے "التحیاتِ للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین" یقیناً جب تم یہ (وعلیٰ عباد اللہ الصالحین) کہو گے تو جو بھی اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ زمین و آسمان میں ہوگا اس کو تمہارا سلام پہنچ جائیگا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ"

شرح : بخاری کی اس روایت میں اگرچہ "السلام علی اللہ" کا ذکر نہیں مگر ابوداؤد کی روایت میں "السلام علی اللہ" مذکور ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ کہنے سے منع فرما دیا" کیونکہ ہر سلامتی اور رحمت اسی کی ہے اور اسی سے ہے اور وہی ان کا مالک و معطی ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سلامتی والا ہے تم السلام علی اللہ" نہ کہو ہر عیب اور نقص سے سلامتی اسی سے ہے اور اسی کی طرف لوٹتی ہے — "التحیات الخ" یعنی قولی، بدنی اور مالی عبادتیں سب اللہ کے لئے ہیں"

تحیات تحیۃ کی جمع بمعنی سلام، بقا، عظمت ہے۔ دراصل عرب مخصوص کلمات سے ملوک و سلاطین کو سلام پیش کیا کرتے تھے جیسا کہ ان کی عادت تھی ان کو وہ تحیات کہتے تھے چنانچہ وہ ان سے ملاقات کے وقت یہ کہا کرتے تھے تو ہزار ہا سال زندہ رہے وغیرہ وغیرہ ان میں سے کوئی کلمہ اللہ تعالیٰ کی ثناء کے لائق نہیں اس لئے ان کلمات کو بعینہا ترک کیا گیا اور ان سے تعظیم کا معنی لیا گیا چنانچہ فرمایا تم یہ کہو التحیات للہ" یعنی تعظیم کے تمام انواع صرف اللہ کے لئے ہیں" الصلوات" صرف پانچ نمازیں مراد ہیں یعنی ہماری نمازیں خالص اللہ کے لئے ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا معنی رحمت ہو یعنی رحمتوں والا اور ان کا معطی صرف اللہ تعالیٰ ہے"

marfat.cpm

"الطیّبات" پاکیزہ افعال، اقوال اور اوصاف ،، یعنی تحیات وصلوات اور طیبات کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے غیر کے لئے ان کی حقیقت متصور نہیں ،،

"السّلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ ،، نماز مومن کے لئے معراج ہے اور تشہد نماز کا آخری رکن ہے اس وقت نمازی تحیہ کے ساتھ باب الملکوت کھلنے کے بعد حریم حق تعالیٰ میں داخل ہوتا ہے جبکہ اس کو حی لایموت کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ مناجات سے نمازی کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں تو اس کو آگاہ اور خبردار کیا جاتا ہے کہ یہ سعادت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور آپ کی متابعت کی برکت سے تجھے نصیب ہوئی ہے۔ اس وقت وہ کیا دیکھتا ہے کہ حبیب حریم حبیب میں حاضر ہے اور وہ آپ کو السلام علیک ایہا النبی ،، سے خطاب کرتا ہے۔ یہ اہلِ معرفت کا کلام ہے ،، ۔

(عینی، فتح الباری) شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا کہ بعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقتِ محمدیہ است در ذرائرِ موجودات و افرادِ ممکنات پس آنحضرت در ذاتِ مصلّیان موجود و حاضر است پس مُصَلِّی باید کہ ازیں معنیٰ آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوارِ قرب واسرارِ معرفت متنوّر و فائض گردد ،،

نمازی تشہد کے الفاظ میں ان کے معانی کا قصد انشاء کے طور پر کرے کہ ان الفاظ کے معانی نمازی کی مراد ہیں گویا کہ وہ اب اللہ تعالیٰ کے حضور تحیات پیش کر رہا ہے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی ذات اور اللہ تعالیٰ کے کے تمام بندوں کو سلام کہہ رہا ہے ،، اور ان الفاظ سے اس کا مقصد ان الفاظ کی محض حکایت نہیں جو شبِ اسریٰ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا تھا ،، (شامی) لہٰذا اگر نماز سے باہر بھی ان الفاظ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہوئے الصّلوٰۃ والسّلام علیک ایہا النبی کہہ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ،،

امام اعظم ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ بن مسعود کے تشہد کو افضل کہا ہے کیونکہ تشہد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح تر ہے۔ امام ترمذی نے کہا اکثر صحابہ اور تابعین کا اس پر عمل ہے ،، علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا تشہد میں ابن مسعود کی حدیث کے راوی مشہور تر ہیں" علی بن مدینی نے کہا تشہد میں صرف عبداللہ بن مسعود کی حدیث صحیح ہے، بزار نے کہا تشہد میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث صحیح تر ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس کے تشہد کو افضل کہا ہے کیونکہ اس میں "مبارکات" کا لفظ زیادہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے موافق ہے۔ وہ یہ ہے "تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً" ،، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کی حدیث میں اس اضافہ میں علماء کا اختلاف ہے اور عبداللہ بن مسعود کی حدیث پر تمام علماء کا اتفاق ہے ،، نیز عبداللہ بن عباس کی حدیث افرادِ مسلم میں شمار ہوتی ہے اور محدثین کے نزدیک اس حدیث کا درجہ بہت بلند ہے جس پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہو اور وہ حضرت

marfat.cpm

بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلَامِ

حَدَّثَنَا

۷۹۸۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْا فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ قَالَ وَقَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ يُوْسُفَ سَمِعْتُ خَلَفَ بْنَ عَامِرٍ يَقُوْلُ فِي الْمَسِيْحِ وَالْمَسِيْحِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا فَرْقٌ وَهُمَا وَاحِدٌ اَحَدُهُمَا عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْاٰخَرُ الدَّجَّالُ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيْذُ فِيْ صَلٰوتِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

عبداللہ بن مسعود کی حدیث ہے!

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تشہد التحیات للہ الزکیات للہِ الطیبات الصلوات" افضل ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے منبر شریف پر لوگوں کو اس کی تعلیم دی اور کسی نے ان سے منازعت نہ کی یہ اس کی فضیلت کی دلیل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔ لہٰذا مرفوع حدیث پر اس کو ترجیح نہیں دی جاسکتی"۔ صاحب ہدایہ نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود کا تشہد افضل اور اولیٰ ہے کیونکہ اس حدیث میں امر کا صیغہ ہے اور امر کا مدلول کم از کم استحباب ہے" پھر السلام علیک" پہ الف لام استغراقی ہے اور واؤ کی زیادتی بھی اس میں ہے جو تجدید کلام کے لئے ہے" مختصر از عینی و کرمانی"

باب ـــــ سلام پھیرنے سے پہلے دُعا

۷۹۸ ترجمہ ـــــ ام المؤمنین عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (آخری تشہد کے بعد) یہ دُعا پڑھتے تھے" اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور کانے دجال سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور زندگی کے فتنے سے اور موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اے اللہ! میں قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں کسی نے آپ سے عرض کیا کہ آپ بکثرت قرض سے استعاذہ کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا آدمی جب قرض لیتا ہے بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے وعدہ کرتا ہے تو اس کا خلاف کرتا ہے زہری سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نماز میں دجال کے فتنہ سے پناہ چاہتے تھے"

marfat.cpm

٧٩٨ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِىْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ فِىْ صَلَاتِىْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِىْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِىْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

شرح : دجال کو مسیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک آنکھ ممسوحہ ہے (کانی ہے) یا اس لئے کہ وہ ساری زمین پر چند دنوں میں پھر جائے گا مسح کا معنیٰ پیمائش ہے ،، سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو مسیح اس لئے کہا گیا کہ وہ ہاتھ کے ساتھ مس کر کے شفا دیتے تھے ، دجال اگرچہ قربِ قیامت میں ظاہر ہوگا مگر دعاء میں اس سے استعاذہ اس لئے کیا کہ دجال کی خبر اُمت میں شائع ہو جائے کہ وہ کذاب مفتری اور فسادی ہوگا ۔ قرض سے پناہ چاہنے میں حکمت یہ ہے کہ مقروض شخص قرض کی ادائیگی میں جھوٹ بولتا ہے ۔ وعدہ کا خلاف کرتا ہے ۔ بسا اوقات مخاصمت تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور یہ منافقین کی صفات ہیں ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عذابِ قبر ثابت ہے اور دجال خروج کرے گا جبکہ وہ اب کہیں موجود ہے اور قرض لینا اچھا نہیں حتی المقدور قرض لینے سے بچنا چاہیئے ،، ہر مقام میں مخصوص ذکر ہے لہٰذا دعاء کا مقام نماز کے افعال سے فارغ ہونے کے بعد ہے اور وہ سلام سے پہلے نماز کا آخر ہے !

---

٧٩٩ ترجمہ : سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ مجھے ایسی دعاء کی تعلیم دیں کہ میں وہ دعا نماز میں کیا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ! کہو اے اللہ ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا ہے ۔ مجھے اپنی خصوصی بخشش سے بخش دے یقیناً تو غفور رحیم ہے !

٧٩٩ شرح : امام ابوحنیفہ اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا نماز میں وہ دعائیں پڑھنی جائز ہیں جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں یا وہ قرآنِ کریم کے موافق ہوں ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری اس نماز میں لوگوں کے کلام جیسا کلام درست نہیں ۔ نماز تو صرف تسبیح ، تکبیر اور قرآءتِ قرآن ہے ،، امام شافعی اور مالک رضی اللہ عنہما نے کہا نماز سے باہر لوگوں کے کلام کے مشابہ جو دعاء کر سکتے ہیں نماز میں بھی وہ دعا کر سکتے ہیں ان کے نزدیک اس سے نماز باطل نہیں ہوتی ! واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.cpm

بَابُ مَا يُتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ

٨٠٠

قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا اِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوا اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ وَلٰكِنْ قُوْلُوا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ فِي السَّمَاءِ اَوْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ اَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْ

بَابُ مَنْ لَمْ يَمْسَحْ جَبْهَتَهٗ وَاَنْفَهٗ حَتّٰى صَلّٰى قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَاٰى الْحُمَيْدِيُّ يَحْتَجُّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْ لَّا يَمْسَحَ الْجَبْهَةَ فِي الصَّلٰوةِ

باب — تشہد کے بعد جو بھی چاہے دُعاء کرے اور وہ واجب نہیں!

٨٠٠ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو ہم (سلام پھیرنے کے وقت) یہ کہتے تھے "اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ پر سلام، فلاں اور فلاں پر سلام! نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم "السلام علی اللہ" نہ کہو کیونکہ وہ بذاتِ خود سلام ہے لیکن تم یہ کہو التحیات للہ والصلوات والطیبات الخ۔ بے شک تم جب یہ کہو گے تو زمین و آسمان میں رہنے والے ہر نیک بندے کو یہ سلام پہنچ جاتا ہے الخ۔

٨٠٠ — شرح : یہ جملہ درمیان میں معترضہ ہے۔ یہ تشہد میں داخل نہیں، اس حدیث سے متعلق تفصیل حدیث ٧٩٧ کے تحت مذکور ہے"

باب — جس نے پیشانی اور ناک سے مٹی کو نہ پونچھا حتیٰ کہ نماز پڑھ لی"

marfat.cpm

۸۰۱ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِىَّ فَقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِى الْمَاءِ وَالطِّيْنِ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ الطِّيْنِ فِىْ جَبْهَتِهٖ

بَابُ التَّسْلِيْمِ

۸۰۲ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِىُّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِيْنَ يَقْضِىْ تَسْلِيْمَهٗ وَمَكَثَ يَسِيْرًا قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَنُرٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ مَكْثَهٗ لِكَىْ يَنْفُذَ النِّسَاءُ قَبْلَ اَنْ يُّدْرِكَهُنَّ مَنِ انْصَرَفَ مِنَ الْقَوْمِ

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے حمیدی کو دیکھا وہ اس حدیث سے یہ استدلال کرتے تھے کہ نماز میں پیشانی صاف نہ کرے۔

۸۰۱۔ ترجمہ ابوسلمہ نے کہا میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی اور مٹی (کیچڑ) میں سجدہ کرتے دیکھا حتیٰ کہ میں نے مٹی کا نشان آپ کی پیشانی پر دیکھا

شرح : اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک نمازی کا قلب پیشانی پر کیچڑ سے مشغول نہ ہو۔ پیشانی کو صاف نہ کرے نماز سے فارغ ہو کر صاف کرے تاکہ ریا سے محفوظ رہے۔ اس کے متعلق باقی تقریر حدیث ۷۷۸ کے تحت مذکور ہے،،

۸۰۱ —

باب — نماز کے آخر میں سلام پھیرنا،،

سلام کے واجب یا سنت ہونے میں دلائل کے متعارض ہونے کے باعث اختلاف ہے اس لئے امام نے اس کا حکم بیان نہیں کیا،، امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا کہ سلام فرض ہے۔ اگر نمازی لفظ تسلیم کئے بغیر نماز سے باہر ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ ابوداؤد نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،، مفتاح الصلوٰۃ الطھور وتحریمھا التکبیر وتحلیلھا التسلیم،، ترمذی نے کہا اس باب میں یہ حدیث اصح اور احسن ہے،، مگر احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ خبر واحد ہے اور خبر واحد سے فرض ثابت نہیں ہوتا،، بخلاف تکبیر کے کیونکہ اس کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے،، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،، وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ،، اور فرمایا،، وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى،، لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ اگر سلام کی فرضیت خبر واحد سے ثابت نہیں ہو سکتی تو تکبیر تحریمہ کی فرضیت اسی خبر سے کیسے ثابت ہو سکتی ہے،،

marfat.cpm

بَابُ يُسَلِّمُ حِيْنَ يُسَلِّمُ الْاِمَامُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْتَحِبُّ اِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ اَنْ يُسَلِّمَ مَنْ خَلْفَهُ حَتّٰى تَسْمَعَهُمُ الْمَرْأَةُ ۸۰۳

حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُوْدٍ هُوَ ابْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ

امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا تسلیم فرض نہیں اگر اس کو ترک کر دے تو نماز باطل نہ ہوگی،، امام ابوحنیفہ کے نزدیک خروج بالصنع فرض ہے اور لفظِ سلام واجب ہے اس کے بغیر بھی نماز ادا ہو جاتی ہے مگر اس صورت میں اس کا اعادہ واجب ہے جو کہ ترکِ وجوب سے نماز کے نقصان کی تلافی کا طریقہ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

۸۰۲ — ترجمہ : ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو جس وقت آپ سلام پورا فرما لیتے اور اٹھنے سے پہلے تھوڑا سا توقف فرماتے تو عورتیں اٹھ کر چلی جاتیں،، ابن شہاب زہری نے کہا میرا گمان ہے اللہ زیادہ جانتا ہے،، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ دیر ٹھہرنا اس لئے تھا کہ عورتیں چلی جائیں اور نماز سے فارغ ہونے والے مرد ان کو نہ پائیں،،

۸۰۲ — مشرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں نماز پڑھنے کے لئے مساجد میں جا سکتی ہیں مگر اس پُرآشوب دور میں عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آج کے زمانہ میں عورتوں کے حالات دیکھتے تو ان کو مساجد میں آنے سے منع فرما دیتے جیسے بنو اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا،، توضیح میں یہ مذکور ہے کہ جب امام محراب میں پھرنے کا ارادہ کرے اور ذکر اور دعاء کے لئے لوگوں کی طرف متوجہ ہو تو جس طرف سے چاہے پھرے افضل یہ ہے کہ لوگوں کی طرف دائیں جانب کرے اور بائیں جانب محراب کی طرف ہو اس کا برعکس بھی جائز ہے۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے،، اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام اور لوگ اپنی اپنی جگہوں میں بیٹھے رہیں،، اور ذکر و دعاء سے فارغ ہو کر باہر جائیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مقتدی اس وقت سلام پھیرے جب امام سلام پھیرے،،

marfat.cpm

بَابُ مَنْ لَمْ يَرُدَّ السَّلَامَ عَلَى الْإِمَامِ وَاكْتَفَى بِتَسْلِيمِ الصَّلٰوةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مستحب یہ جانتے تھے کہ جب امام سلام پھیرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے والا بھی سلام پھیرے "

۸۰۲ — ترجمہ : عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو ہم نے اس وقت سلام پھیرا جب آپ نے سلام پھیرا "

شرح : امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مقتدی امام کے ساتھ سلام

۸۰۳ — سلام پھیرے جیسے تکبیر امام کے ساتھ ساتھ کہی جاتی ہے۔ ایک روائت میں امام اعظم سے یہ منقول ہے کہ امام کے سلام کے بعد سلام پھیرے "، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جب امام پہلا سلام پھیرے تو اس کے بعد مقتدی سلام پھیرے "، امام محمد کے مذہب میں امام کے سلام پھیرنے سے مقتدی نماز سے باہر ہو جاتا ہے جبکہ شیخان کہتے ہیں کہ مقتدی خود اپنے سلام کے بعد نماز سے باہر ہوتا ہے۔ اس اختلاف کا نتیجہ اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے جبکہ مقتدی امام کے سلام پھیرنے کے بعد خود سلام پھیرنے سے پہلے قہقہہ سے ہنس پڑا۔ امام محمد رضی اللہ عنہ کے مذہب میں مقتدی کا وضوء باقی رہتا ہے جبکہ امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک مقتدی کا وضوء جاتا رہتا ہے "

اس حدیث سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ مقتدی کا سلام امام کے سلام کے بعد واقع ہو حتیٰ کہ مقتدی اگر امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیر دے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی ہاں اگر امام کے ساتھ مقارنت کی نیت کے بغیر امام سے پہلے سلام پھیر دیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی "

امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک سلام مشروع ہے اور امام ابوحنیفہ اور ان کے صاحبین کے نزدیک دونوں طرف مشروع ہے جیسا کہ نسائی اور ابن ماجہ کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں طرف سلام پھیرا کرتے تھے۔

صاحبِ ہدایہ نے کہا کہ سلام کا لفظ واجب ہے فرض نہیں جبکہ شوافع کے نزدیک فرض ہے "

باب — جس نے امام کو سلام نہ کیا اور نماز کے سلام پر اکتفاء کی " (اور وہ دو سلام ہیں)

marfat.cpm

۸۰۴ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَزَعَمَ اَنَّهُ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَتْ فِيْ دَارِهِمْ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ ابْنَ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيَّ ثُمَّ اَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ بَنِيْ سَالِمٍ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَاِنَّ السُّيُوْلَ تَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِيْ فَلَوَدِدْتُ اَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهُ مَسْجِدًا فَقَالَ اَفْعَلُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ مَعَهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَاْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِيْ اَحَبَّ اَنْ يُصَلِّيَ فِيْهِ فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ

ترجمہ : زہری نے کہا کہ محمود بن ربیع نے مجھ سے بیان کیا اور کہا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانا اور اس کلی کو جانا جو ان کے گھر میں ڈول سے لی کہا میں نے عتبان بن مالک انصاری سے سنا پھر بنی سالم کے ایک شخص سے سنا کہ عتبان نے کہا میں اپنی قوم بنی سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا میں اپنی بصر کا انکار کر چکا ہوں اور میرے اور میری قوم کی مسجد کے درمیان پانی کا سیلاب حائل ہو جاتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں ایک جگہ نماز پڑھیں جس کو میں جائے نماز بنا لوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آئیں گے انشاء اللہ، صبح سورج بلند ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ابوبکر میرے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب فرمائی میں نے آپ کو اجازت دی آپ نہ بیٹھے حتی کہ فرمایا اپنے گھر میں کہاں پسند کرتے ہو کہ میں وہاں نماز پڑھوں اور آپ نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں وہ آپ کا نماز پڑھنا پسند کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف بنائی، پھر آپ نے سلام پھیرا اور آپ کے سلام کے ساتھ ہم نے بھی سلام پھیرا،

۸۰۴ — شرح : قولہ فَاَشَارَ الخ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جو عتبان کو پسند تھا کہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ عتبان نے کہا میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا مگر ان دونوں روایتوں میں منافات نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دونوں اشارے اکٹھے واقع ہوئے ہوں ایک عتبان کا اشارہ اور دوسرا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ یا پس و پیش واقع ہوئے ہوں، اس حدیث کی شرح میں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ "فَاَشَارَ" کا فاعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ علامہ کرمانی نے کہا ہے کیونکہ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا اظہار ہوتا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مکان کی طرف اشارہ کیا جو عتبان کے

marfat.cpm

۸۰۵ بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو اَنَّ اَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۸۰۶ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا اِذَا سَمِعْتُهُ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ اَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ قَالَ عَلِیٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ اَبُوْ مَعْبَدٍ اَصْدَقَ مَوَالِی ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَلِیٌّ وَاسْمُهُ نَافِذٌ

دل میں تھا کہ آپ وہاں نماز پڑھیں ،،

معلوم ہُوا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صدورِ رجال پر مطلع ہیں ،، اس حدیث کی باب سے مناسبت ،، ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ ،، میں ہے کیونکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا اور لوگوں نے بھی سلام پھیرا تو ان کا سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہُوا احناف کے مذہب میں دو سلام ہیں اور دوسرا سلام ہی امام کے سلام کا جواب ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم !

قولُہٗ ثم احد بنی سالم ،، اس کا عطف عتبان پر ہے یعنی میں نے بنی سالم کے ایک شخص سے بھی سُنا جبکہ پہلے میں عتبان سے سُن چکا تھا ،، یا اس کا عطف ،، الانصاری ،، پر ہے یعنی میں نے عتبان انصاری پھر سالمی سے سُنا ،، حدیث ۴۱۷ میں گزرا ہے کہ زہری نے محمود اور بنی سلمہ کے کسی شخص سے سُنا ہے اور اس حدیث ۸۰۴ میں ہے کہ محمود نے عتبان سے سُنا ہے مگر ان دونوں حدیثوں میں منافات نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ زہری اور محمود دونوں نے حُصَین سے سُنا ہو اور اگر لفظ ،، اَحَدُ ،، مرفوع ہو اور اس کا معطوف علیہ محمود ہو تو یہ پہلی روایت کے بالکل موافق ہو جاتی ہے ،، کرمانی ،،

باب — نماز کے بعد ذکر کرنا ،،

۸۰۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بلند آواز سے ذکر کرنا جبکہ لوگ فرض نماز سے فارغ ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں عام معروف تھا ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب لوگ نماز سے فارغ ہوتے تھے تو میں اس کو معلوم کر لیتا تھا جبکہ بلند آواز سے ذکر سُنتا تھا ،،

۸۰۶ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا تکبیر کی آواز سُن کر پہچان لیتا تھا ،،

marfat.cpm

۸۰۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ سُمَیٍّ
عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَآءَ الْفُقَرَآءُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَذْهَبَ اَهْلُ
الدُّثُوْرِ مِنَ الْاَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ یُصَلُّوْنَ کَمَا نُصَلِّیْ وَیَصُوْمُوْنَ
کَمَا نَصُوْمُ وَلَهُمْ فَضْلٌ مِّنْ اَمْوَالٍ یَحُجُّوْنَ بِهَا وَیَعْتَمِرُوْنَ وَیُجَاهِدُوْنَ
وَیَتَصَدَّقُوْنَ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُکُمْ بِمَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ اَدْرَکْتُمْ مَنْ سَبَقَکُمْ وَلَمْ یُدْرِکْکُمْ اَحَدٌ
بَعْدَکُمْ وَکُنْتُمْ خَیْرَ مَنْ اَنْتُمْ بَیْنَ ظَهْرَانَیْهِمْ اِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهٗ تُسَبِّحُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ وَتُکَبِّرُوْنَ خَلْفَ کُلِّ صَلٰوةٍ
ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ فَاخْتَلَفْنَا بَیْنَنَا فَقَالَ بَعْضُنَا نُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَنَحْمَدُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَنُکَبِّرُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِیْنَ فَرَجَعْتُ
اِلَیْهِ فَقَالَ تَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْهُنَّ کُلِّهِنَّ ثَلَاثًا وَّثَلَاثُوْنَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ ۸۰۸

شرح ۸۰۵، ۸۰۶ ——

: علم اور معرفت میں فرق یہ ہے کہ علم کا استعمال کلیات میں اور معرفت کا استعمال جزئیات میں ہوتا ہے،، لیکن اس حدیث میں علم معرفت کے معنیٰ میں ہے،، علامہ کرمانی نے کہا یہ بھی احتمال ہے کہ حدیث میں تکبیر ذکر تفسیر ہو،، دراصل ذکر تکبیر سے عام ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس جماعت میں شامل نہ تھے کیونکہ وہ بچے تھے اور ہر نماز میں شرکت کی پابندی نہ کرتے تھے۔ وہ لوگوں کے ذکر سے نماز با جماعت کا اختتام پہچانتے تھے بعض علماء نے کہا ہو سکتا ہے کہ وہ آخری صفوں میں ہوتے ہوں جہاں سلام کی آواز نہ پہنچتی ہو وہ لوگوں کے ذکر سے پہچانتے ہوں کہ سلام پھر گیا ہے۔ بہرکیف اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے بعد ذکر جائز ہے جبکہ اس کی نفی میں کوئی حدیث وارد نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

۸۰۷ ——

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا فقراء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے مال دار لوگوں نے بلند درجے اور دائمی نعمتیں مال کے باعث حاصل کرلیں، وہ نمازیں پڑھتے ہیں جیسے ہم نمازیں پڑھتے ہیں وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں ان کے پاس مزید مال ہیں جن کے ساتھ وہ حج کرتے ہیں عمرہ کرتے ہیں جہاد کرتے ہیں اور صدقات دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو یہ بات نہ بتاؤں کہ اگر تم وہ کرو تو جو تم سے سبقت لے گیا ہو تم اُن کو پالو اور تمہارے سوا اور کوئی تم کو نہ پاسکے اور تم ان لوگوں سے بہتر ہو جاؤ جن میں تم رہتے ہو مگر وہ جو اس جیسا عمل کرے تم ہر نماز کے بعد ۳۳- ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳- ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۳-۳۳ بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ ہم نے آپس میں اختلاف کیا بعض نے کہا ہم ۳۳- ۳۳ بار سبحان اللہ کہیں گے۔ ۳۳- ۳۳ بار۔ الحمد للہ۔ اور ۳۴- ۳۴ بار اللہ اکبر کہیں گے،، سُمَیٌّ نے کہا میں ابوصالح کی طرف لوٹا (اور ان سے دریافت کیا) تو اُنھوں نے کہا تم سُبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہو حتیٰ کہ وہ سب ۳۳-۳۳ بار ہوں)

marfat.cpm

۸۰۸ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ اَمْلٰى عَلَيَّ الْمُغِيْرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ فِيْ كِتَابٍ اِلٰى مُعَاوِيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بِهٰذَا وَقَالَ الْحَسَنُ جَدٌّ غِنًى وَعَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ وَرَّادٍ بِهٰذَا

شرح ۸۰۷ — : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فقراء کو ایسا عمل بتایا جس کے کرنے سے وہ بلند درجے اور دائمی نعمتیں مال کے باعث حاصل کرنے والوں سے بڑھ جائیں اور کوئی دوسرا مال دار شخص اس کو حاصل نہ کر سکے اور وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد مذکور تعداد میں تسبیح، تحمید اور تکبیر کہہ لیا کریں بعض روایات میں ہے کہ فقراء کو دیکھ کر مال دار لوگوں نے بھی یہ پڑھنا شروع کر دیا تو انھوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ذکر کیا کہ مال دار لوگوں نے بھی یہ پڑھنا شروع کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا "یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے وہ عطاء کرے!

ترجمہ ۸۰۸ — : مُغیرہ بن شعبہ کے کاتب وَرّاد نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط میں مجھ سے لکھوایا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" پڑھا کرتے تھے یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک اور حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جس کو تو عطا کرے اسے کوئی منع نہیں کر سکتا اور جس سے تو منع کرے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا تیرے حضور صاحبِ غناء کو اس کی غِنا تیری طاعت کے بدلہ نفع نہیں دے سکتی۔ شعبہ نے عبدالملک سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور شعبہ نے حکم سے اُنھوں نے قاسم بن مخیمرہ سے اُنھوں نے وَرّاد سے بھی اس کی روایت کی ہے"

جَدّ کا معنی دنیاوی مال و دولت کی فراوانی ہے اور اس کو بخت کا نام دیا جاتا ہے" اور یہاں اس کی تفسیر غنا سے بھی کی جاتی ہے" بعض علماء نے باپ کے باپ سے بھی اس کی تفسیر کی ہے" تو معنی یہ ہوگا اے اللہ تیرے حضور کسی شخص کو اس کی نسب نفع نہ دے گی جیسا کہ قرآن کریم میں ہے" فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَہُمْ" مگر اس کا مشہور معنی غنا ہے یعنی مال دار شخص کو تیرے حضور میں اس کا مال نفع نہیں دے سکتا نفع تو صرف تیری متابعت میں نیک اعمال ہی دے سکتے ہیں اور "مِنْکَ" میں "من" بدل کے معنی میں ہے جیسے قرآن کریم میں ہے" اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ" یعنی بدل الاخرۃ"

قال شعبہ الخ اس تعلیق میں اس طرف اشارہ ہے کہ جیسے سفیان نے عبدالملک بن عمیر سے اس کی

marfat.cpm

باب یستقبل الامام الناس اذا سلم ۸۰۹ **حدثنا** موسیٰ بن اسمٰعیل قال ثنا جریر بن حازم قال حدثنا ابو رجاء عن سمرۃ بن جندب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی صلوۃ اقبل علینا بوجھہ ۸۱۰ **حدثنا** عبداللہ بن مسلمۃ عن مالک عن صالح بن کیسان عن عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبۃ بن مسعود عن زید بن خالد الجھنی انہ قال صلی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الصبح بالحدیبیۃ علی اثر سماء کانت من اللیل فلما انصرف اقبل علی الناس بوجھہ فقال ھل تدرون ماذا قال ربکم عز وجل قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال صبح من عبادی مومن بی وکافر فاما من قال مطرنا بفضل اللہ ورحمتہ فذلک مومن بی کافر بالکوکب واما من قال مطرنا بنوء کذا وکذا فذلک کافر بی مومن بالکوکب۔

روایت کی ہے شعبہ نے بھی عبدالملک بن عمیر سے اس کی روائت کی ہے ،، اور "عن الحکم الخ" کا عطف "عن عبدالملک" پر ہے یعنی شعبہ نے عبدالملک اور حکم بن عتیبہ سے اس کی روائت کی ہے اور "وقال الحسن" معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان جملہ معترضہ ہے ،، اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ حسن بصری نے مذکور حدیث میں "جد" کا معنیٰ غنا کیا ہے ،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازوں کے بعد ذکر کرنا مستحب ہے۔ احادیث میں مختلف الفاظ میں ذکر کی روایات مذکور ہیں واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — امام لوگوں کی طرف متوجہ ہو جبکہ وہ نماز سے سلام پھیرے ،،

۸۰۹ — ترجمہ : سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ لیتے تو ہماری طرف متوجہ ہو جاتے

۸۰۹ — شرح : فرض نماز پڑھ چکنے کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے میں حکمت یہ ہے کہ باہر سے آنے والے شخص کو معلوم ہو جائے کہ نماز پڑھی جا چکی ہے اور اگر امام قبلہ رُو ہو کر بیٹھا رہے تو اس کو یہ وہم ہوگا کہ لوگ تشہد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

---

۸۱۰ — ترجمہ : زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ہم کو حدیبیہ میں بارش کے فوراً بعد پڑھائی ،، جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ انہوں

marfat.cpm

۸۱۱ حدثنا عبد اللہ بن منیر سمع یزید بن ھارون قال اخبرنا

حمید عن انس بن مالک قال اخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ ذات لیلۃ الی شطر اللیل ثم خرج علینا فلما صلی اقبل علینا بوجھہ فقال ان الناس قد صلوا ورقدوا وانکم لن تزالوا فی صلوۃ ما انتظرتم الصلاۃ

نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آج میرے بندوں سے بعض کافر ہو گئے اور بعض مومن ،، جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے ہم پہ بارش ہوئی اس نے میرے ساتھ ایمان اور ستارے کے ساتھ کفر کیا اور جس نے یہ کہا کہ فلاں ستارے کے طلوع کے باعث بارش ہوئی اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستارے کے ساتھ ایمان لایا۔

شرح : جاہلیت کے زمانہ میں لوگوں کی عادت تھی کہ جب بارش ہوتی تو اسے غیر اللہ کی طرف منسوب کرتے اور یہ کہتے کہ فلاں ستارے کے طلوع ہونے سے یہ بارش ہوئی ہے۔ مثلاً ،، اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ یہ فعل فلاں ستارے کا ہے اور بارش برسانے میں اس کی تاثیر ہے۔ ان کا یہ عقیدہ کفر ہے جبکہ ہر شئی میں حقیقی مؤثر صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہے ،، اور اگر کوئی یہ اعتقاد کرلے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا خالق ہے۔ ستارے کے طلوع کو صرف بارش کی علامت اعتقاد کرے جیسے بادل اور ٹھنڈی ہوا کو بارش کی علامت سمجھا جاتا ہے تو یہ کفر نہیں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کا سبب بنایا ہے جس کی طرف حکم منسوب ہوتا ہے اور درحقیقت اس کا فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہے ،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے خبر دی اس میں آپ کے لئے بہت عظمت و جلالت ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

۸۱۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز آدھی رات تک مؤخر کی پھر ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور جب نماز پڑھ چکے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا لوگوں نے نماز پڑھی اور سو گئے تم جب تک نماز کے انتظار میں رہے نماز ہی میں رہے ،،

۸۱۱ — شرح : اس حدیث کی باب سے مطابقت اس جملہ ،، فلما صلی اقبل علینا بوجھہ ،، میں ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ مرد جب نماز کا انتظار کرے تو ثواب کے اعتبار سے وہ نماز پڑھنے والے کی مثل ہوتا ہے ،، اس حدیث کی تفصیل حدیث ع ۵۴۹ کے تحت مذکور ہے ،،

---

marfat.cpm

بَابُ مُكْثِ الْإِمَامِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ السَّلَامِ ۲ **وَقَالَ** لَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْفَرِيضَةَ وَفَعَلَهُ الْقَاسِمُ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَفْعُهُ لَا يَتَطَوَّعُ الْإِمَامُ فِي مَكَانِهِ وَلَمْ يَصِحَّ **حَدَّثَنَا** اَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ اَبِي سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا **٨١٢** الزُّهْرِيُّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَلَّمَ يَمْكُثُ فِي مَكَانِهِ يَسِيرًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَنُرَى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ لِكَيْ يَنْفُذَ مَنْ يَنْصَرِفُ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَتَبَ اِلَيْهِ قَالَ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةُ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مِنْ صَوَاحِبَاتِهَا قَالَتْ كَانَ يُسَلِّمُ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ فَيَدْخُلْنَ بُيُوتَهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَنْصَرِفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَتْنِي هِنْدٌ الْفِرَاسِيَّةُ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ

باب ـــــ سلام پھیرنے کے بعد امام کا مصلّٰی پر ٹھہرے رہنا

نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نفل اسی جگہ پڑھ لیتے جہاں وہ فرض پڑھتے ،، قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ اس کو مرفوع ذکر کرتے ہیں کہ امام اسی جگہ نفل نہ پڑھے اور یہ صحیح نہیں !

یعنی بخاری نے کہا کہ ابوہریرہ کا اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کرنا صحیح نہیں ،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس نماز کے بعد نفل نہیں وہاں امام کو اختیار ہے وہاں بیٹھا رہے یا اٹھ جائے اور جن نمازوں کے بعد نفل پڑھے جاتے ہیں وہاں امام نہ ٹھہرے بلکہ کھڑا ہو کر نفل پڑھے ۔

امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما نے کہا کسی علت اور عذر کے باعث مقرر امام کا مصلی پر ٹھہرے رہنا مکروہ ہے اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ امام نے جس جگہ فرض نماز پڑھائی ہو وہاں نفل نہ پڑھے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام فرض پڑھنے کے بعد ادھر ادھر پھر جائے یا کوئی کلام وغیرہ کر لے پھر نفل پڑھے ۔

---

٨١٢ ـــــ ترجمہ : ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو اسی جگہ ذرا سا ٹھہرتے ابن شہاب نے کہا ہمارا گمان یہ ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے تاکہ عورتیں چلی جائیں ۔ ابن ابی مریم نے کہا ہم کو نافع بن یزید نے خبر دی کہا کہ مجھے جعفر بن ربیعہ نے خبر دی کہ ابن شہاب نے ان کو لکھا کہ مجھے ہند بنت حارث فراسیہ نے ام سلمہ زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی جبکہ ہند ام المؤمنین کی سہیلیوں میں سے ہے ،، اُنھوں نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ الْفَزَارِيَّةُ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ هِنْدًا بِنْتَ الْحَارِثِ الْقُرَشِيَّةَ أَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ تَحْتَ مَعْبَدِ بْنِ الْمِقْدَادِ وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَتْ تَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ الْفَزَارِيَّةُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ الْفِرَاسِيَّةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَتْهُ ابْنُ شِهَابٍ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ حَدَّثَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَذَكَرَ حَاجَةً فَتَخَطَّاهُمْ

۸۱۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فَقَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَأَى أَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ فَقَالَ ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ

سلام پھیرتے تو عورتیں چلی جاتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھرنے سے پہلے پہلے وہ اپنے گھروں میں داخل ہو جاتی تھیں ،، ابن وہب نے یونس سے اُنہوں نے ابن شہاب سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے ہند فراسیہ نے خبر دی زبیدی نے کہا مجھے زہری نے خبر دی کہ ہند بنت حارث قرشیہ نے ان کو خبر دی جبکہ وہ معبد بن مقداد کی بیوی ہے جو بنی زہرہ کا حلیف ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے پاس آیا جایا کرتی تھی ، شعیب نے زہری سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے ہند قرشیہ نے خبر دی ،، ابن ابی عتیق نے زہری سے روائت کرتے ہوئے ہند فراسیہ کہا ہے ۔ لیث نے کہا مجھے یحییٰ بن سعید نے خبر دی اُنھوں نے ان کو زہری سے خبر دی اُنھوں نے ایک قریشیہ عورت سے روائت کی کہ اُس نے انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے!

۸۱۲ —— شرح : ان طُرُق سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ زہری نے ہند کو کبھی بنی فراس کی طرف منسوب کیا ہے اور کبھی قریش کی طرف اس کی نسبت کی ہے ۔ تین طُرُق میں فراسیہ اور دوسرے تین طُرُق میں قرشیہ کہا ہے ۔ ساتویں مرتبہ ایک قریشیہ عورت کہا ہے !

الحاصل بعض راویوں نے ہند کو فراسیہ اور بعض نے قریشیہ کہا ہے اور ان دونوں میں اختلاف نہیں جبکہ کنانہ میں سب قریش جمع ہو جاتے ہیں ، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب —— جس نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر کوئی کام یاد آیا اور وہ لوگوں کو پھاندتا ہُوا چلا گیا

۸۱۳ —— ترجمہ : عقبہ بن عامر نے کہا میں نے مدینہ منورہ میں عصر کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی آپ نے سلام پھیرا پھر جلدی سے اُٹھے اور لوگوں کی گردنیں پھاندتے ہُوئے ایک بیوی کے حجرہ کی طرف تشریف لے گئے آپ کی جلدی سے لوگ گھبرائے پھر آپ ان کے پاس

marfat.cpm

يَحْبِسُنِي فَأَمَرَتْ بِقِسْمَتِهِ **بَابُ** الْاِلْتِفَاتِ وَالْاِنْصِرَافِ عَنِ الْيَمِينِ وَالشِّمَالِ وَكَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَنْفَتِلُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ وَيَعِيبُ عَلَى مَنْ يَتَوَخَّى أَوْ مَنْ تَعَمَّدَ الْاِنْفِتَالَ عَنْ يَمِينِهِ **حَدَّثَنَا** ۸۱۴
أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَجْعَلْ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلٰوتِهِ يَرٰى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ

تشریف لے گئے آپ کی جلدی سے لوگ گھبرائے پھر آپ ان کے پاس تشریف لائے تو ان کو دیکھا کہ وہ آپ کی جلدی سے متعجب ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کچھ سونا یاد کیا جو ہمارے پاس ہے میں نے یہ اچھا نہ سمجھا کہ وہ مجھے (توجہ الی اللہ سے) روکے تو میں نے اس کی تقسیم کا حکم دیا!

۸۱۳ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں سونے کی تقسیم یاد آئی اس کی فکر میں آپ سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کی گردنیں پھاندتے ہوئے جلدی گھر تشریف لے گئے اس جملہ میں حدیث کی باب سے مناسبت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کسی نے مسلمانوں کا صدقہ وغیرہ اپنے پاس روک رکھا ہو اس کے بارے میں یہ خطرہ ہے کہ وہ قیامت میں جنت داخل ہونے سے روکا جائے،،

اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں ایسے امور میں غور و خوض کرنا جن کا نماز سے کوئی تعلق نہیں نماز کو فاسد نہیں کرتا اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اہم کام بہت جلد سرانجام دینے چاہئیں! واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ دائیں اور بائیں طرف سے (سلام کے بعد) پھرنا،،

حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی دائیں اور بائیں دونوں طرفوں سے پھرتے تھے اور جو شخص اپنی دائیں طرف سے ہی پھرنے کا قصد کرے اور اس پر وہ عیب لگاتے تھے۔

۸۱۴ - ترجمہ : اسود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا تم میں کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کے لئے کوئی شئی نہ کرے جبکہ وہ یہ اعتقاد کرلے کہ اس پر دائیں طرف سے پھرنا واجب ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بکثرت بائیں طرف سے پھرتے دیکھا ہے،،

۸۱۴ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ علماء کا کہنا ہے کہ سلام کے بعد دائیں یا بائیں طرف سے پھرنا مکروہ نہیں کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ دونوں طرف سے پھرا کرتے تھے،، اگرچہ دائیں طرف سے بکثرت پھرتے تھے کیونکہ

marfat.cpm

۸۱۵ **بَابُ** مَاجَاءَ فِي الثُّوْمِ النِّيِّ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ الثُّوْمَ اَوِ الْبَصَلَ مِنَ الْجُوْعِ اَوْ غَيْرِهٖ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّوْمَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا ۔

آپ ہر حال میں دائیں طرف کو پسند فرمایا کرتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کی حدیث اس شخص پر محمول ہے جو دائیں سے پھرنے کو معمول بنالے اور اس کو واجب سمجھے اگر اس معمول کے وجوب کا اعتقاد نہ کرے تو قطعاً مکروہ نہیں اور "کَثِیْرًا یَنْصَرِفُ عَنْ یَّسَارِہٖ" میں کثیر سے مراد فی نفسہٖ کثیر ہے یعنی فی نفسہٖ بائیں طرف سے بکثرت پھرتے تھے ورنہ "یحب التیامن" کی حدیث سے یہ معنی متعارض ہوگا اس کی مثال اہلِ معانی کا قول "وَالْمَجَازُ فِی الْقُرْآنِ کَثِیْرٌ" ہے یعنی فی نفسہٖ قرآن میں مجاز بہت ہے اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ قرآن میں مجاز حقیقت سے زیادہ ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — کچا تھوم، پیاز اور گندنا (بدبو دار سبزی) کے بارے میں احادیث کا بیان

اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ جس نے تھوم یا پیاز بھوک وغیرہ کی وجہ سے کھایا۔ وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے"

۸۱۵ — ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں فرمایا جس نے اس درخت یعنی تھوم سے کچھ کھایا۔ وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے"

۸۱۵ — شرح: اس مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جہاں خیبر میں اقامت کے روز نماز پڑھتے تھے، یا اس سے جنسِ مسجد مراد ہے"، ہر وہ شئی جس کے کھانے سے منہ سے بُو آئے جیسے مُولی وغیرہ یا اس کے استعمال سے جسم کے کسی حصہ سے بُو آئے یا بیماری اس قسم کی ہو کہ بیمار کے جسم سے بُو آئے تو ان سب کا یہی حکم ہے۔ تھوم پر شجرہ کا اطلاق مجازی، کیونکہ لغت میں جس کا تنہ ہو اسے شجر اور جس کا تنہ نہ ہو اسے نجم کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں والنجم والشجر کی تفسیر بھی یہی منقول ہے، مچھلی فروش اور قصاب وغیرہ کے کپڑوں سے جب بو آئے تو وہ بھی اس حالت میں مسجد میں نہ آئیں کیونکہ بدبو سے فرشتے نفرت کرتے

marfat.cpm

٨١٦ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

أَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يُرِيْدُ الثُّوْمَ فَلَا يَغْشَانَا فِيْ مَسْجِدِنَا قُلْتُ مَا يَعْنِيْ بِهٖ قَالَ مَا أُرَاهُ يَعْنِيْ إِلَّا نَتْنَهٗ وَقَالَ مُخَلَّدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ إِلَّا نَتْنَهٗ

٨١٧ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ زَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا فَسَأَلَ فَأُخْبِرَ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ فَقَالَ قَرِّبُوْهَا إِلٰى بَعْضِ أَصْحَابِهٖ كَانَ مَعَهٗ

ہیں اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تھوم اور پیاز وغیرہ کے کھانے سے احتیاط فرماتے تھے کیونکہ آپ کے پاس وحی آتا جاتا رہتا تھا ایک صحابی سے آپ نے فرمایا "اُنَاجِی مَنْ لَا تُنَاجِیْ" یعنی میں اس سے خفیہ گفتگو کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے ہو"

---

٨١٦ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس درخت (تھوم) سے کھائے وہ ہماری مساجد میں نہ آئے" عطاء نے کہا میں نے جابر سے کہا تھوم سے کیا مراد ہے؟ (کچا یا پکا) جابر نے کہا میرا گمان ہے کہ کچا تھوم مراد ہے" مخلد بن یزید نے ابن جریج سے روایت میں کہا کہ اس کی بدبو مراد ہے احمد بن صالح نے ابن وہب سے روایت میں کہا کہ ایک تھال لایا گیا جس میں سبزی تھی۔ لیث اور ابو صفوان نے یونس سے ہنڈی کا واقعہ ذکر نہیں کیا نامعلوم وہ زہری کا قول ہے یا حدیث کے الفاظ ہیں!

٨١٦ شرح : بعض علماء نے مسجد سے مراد مسجد نبوی لی ہے مگر جمہور کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ ہر مسجد کا یہی حکم ہے ساری اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تھوم و پیاز حلال ہیں مگر ان کو کچا کھانے سے بُو آتی ہے۔ لہٰذا ان کو اگر پکا کر کھایا جائے تو کوئی حرج نہیں جبکہ مسجد میں داخل ہونے سے نہی کی علت بدبو ہے اور پکا کر کھانے کی صورت میں مفقود ہے اسی لئے جس کی بغل یا مُنہ سے بُو آتی ہو اس کو بھی مسجد میں داخل ہونا منع ہے مسجد کے علاوہ اور جگہیں جہاں نماز پڑھ لی جاتی ہے اگرچہ وہ خالی پڑی ہوں ان کا بھی حکم یہی ہے کیونکہ وہ فرشتوں کا محل ہیں۔

marfat.cpm

فلما رآہ کرہ اکلھا فقال کل فانی اناجی من لا تناجی وقال احمد بن صالح عن ابن وھب ای بدر فقال ابن وھب یعنی طبقا فیہ خضرات ولم یذکر اللیث وابو صفوان عن یونس قصۃ القدر فلا ادری ھو من قول الزھری او فی الحدیث

۸۱۸ حدثنا ابو معمر حدثنا عبد الوارث عن عبد العزیز قال سال رجل انس بن مالک ما سمعت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الثوم فقال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اکل من ھذہ الشجرۃ فلا یقربنا ولا یصلین معنا **باب** وضوء الصبیان ومتی یجب علیھم الغسل والطھور وحضورھم الجماعۃ والعیدین والجنائز وصفوفھم

۸۱۹ حدثنی محمد بن المثنی قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبۃ قال سمعت سلیمان الشیبانی قال سمعت الشعبی قال اخبرنی من سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قبر منبوذ فامھم وصفوا خلفہ فقلت یا اباعمرو ومن حدثک قال ابن عباس

---

۸۱۷ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تھوم یا پیاز کھائے وہ ہم سے علیحدہ رہے یا فرمایا وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہنڈی لائی گئی جس میں مختلف سبزیاں پکی ہوئی تھیں" آپ نے ان کی بو پائی اور پوچھا تو آپ کو ہنڈی میں پکی ہوئی سبزیوں کی خبر دی گئی آپ نے فرمایا کہ ہنڈی یا سبزیوں کو اس ساتھی کے جو آپ کے ساتھ تھا قریب کرو آپ نے جب اس کو دیکھا کہ وہ ان کو کھانا پسند نہیں کرتا ہے تو فرمایا کھالو! کیونکہ میں ان سے گفتگو کرتا ہوں جن سے تم گفتگو نہیں کرتے ہو، احمد بن صالح نے ابن وہب سے روایت میں کہا کہ آپ کے پاس "بدر" لایا گیا۔ ابن وہب نے کہا یعنی تھال جس میں سبزیاں تھیں حاضر کیا گیا اور لیث اور ابو صفوان نے یونس سے ہنڈی کا واقعہ ذکر نہیں کیا نامعلوم یہ زہری کا قول ہے یا حدیث کے الفاظ ہیں۔

۸۱۸ — ترجمہ : ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھوم کے بارے میں کیا ارشاد سنا ہے حضرت انس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس درخت (تھوم پیاز) کو کھائے وہ ہمارے قریب نہ آئے یا ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے!

۸۱۷ ، ۸۱۸ — شرح : ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوم، پیاز کھانے سے مسلمانوں اور فرشتوں کو اذیت پہنچتی ہے۔ مسلمانوں کو اذیت کی وجہ سے وہ جماعت ترک میں معذور ہے اور وہ مسجد میں حاضر نہیں ہو سکتا ہے اور فرشتوں کو اذیت کی وجہ سے وہ تنہا مسجد میں حاضر ہونے سے معذور ہے،، وہ شخص جس کو یہ پکا ہوا تھوم پیاز دیا گیا تھا وہ ابو ایوب تھے،، حدیث ع ۸۱۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوم پیاز کھانے والا کسی کے قریب نہ جائے تاکہ اس کی بو سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

marfat.cpm

۸۲۰ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ ثَنِیْ صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ

۱۶۸

باب ـــ بچّوں کا وضوء کرنا، ان پر غسل اور طہارت کب واجب ہوتی ہے؟

ان کا جماعت، عیدین اور جنائز میں حاضر ہونا اور صفوں میں شامل ہونا،،

۸۱۹ ـــ ترجمہ : شعبی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس شخص نے بتایا جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معیّت میں ایک الگ تھلگ قبر پہ گئے تھے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور لوگوں نے صف بنائی میں نے کہا اے ابا عمرو تمہیں کس نے خبر دی؟ اُس نے کہا ابن عباس نے،، رضی اللہ عنہما !!

۸۱۹ ـــ شرح : ابو عمرو شَعبی کی کنیت ہے،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بچّے تھے اور جماعت میں حاضر تھے کیونکہ اصح قول یہی ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے وقت ان کی عمر تیرہ برس تھی! اس لئے یہ حدیث باب کے مناسب ہے! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دارالاسلام میں جب لقیط پایا جائے تو اس کا حکم مسلمانوں کے حکم جیسا ہے،، واللہ ورسولہ اعلم!

---

۸۲۰ ـــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا جمعہ کے دن ہر بالغ پہ غسل واجب ہے۔

۸۲۰ ـــ شرح : شروع اسلام میں جمعہ کے روز ہر بالغ مسلمان پہ غسل واجب تھا پھر منسوخ ہوگیا اس کی ناسخ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ،،مَنْ تَوَضَّاَ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَهُوَ اَفْضَلُ،، یعنی جس نے جمعہ کے دن وضوء پر اکتفاء کیا وہ بھی اچھا ہے اور جس نے غسل کیا غسل افضل ہے،، امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہ ہے کہ جمعہ کے دن غسل مستحبّ ہے،، صاحب ہدایہ نے کہا کہ امام مالک نے کہا کہ جمعہ کے دن غسل واجب ہے مگر ابن عبد البر جو امام مالک کا مذہب خوب جانتے ہیں نے "استذکار" میں ذکر کیا کہ اہلِ ظاہر

marfat.cpm

حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ اَخْبَرَنِیْ کُرَیْبٌ

۸۲۱ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَةَ لَیْلَةً فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا کَانَ فِیْ بَعْضِ اللَّیْلِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوْءًا خَفِیْفًا یُخَفِّفُهُ عَمْرٌو وَیُقَلِّلُهُ جِدًّا ثُمَّ قَامَ یُصَلِّیْ فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ نَحْوًا مِمَّا تَوَضَّأَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ یَسَارِهٖ فَحَوَّلَنِیْ فَجَعَلَنِیْ عَنْ یَمِیْنِهٖ ثُمَّ صَلّٰی مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰی نَفَخَ فَاَتَاهُ الْمُنَادِیْ یُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ مَعَهٗ اِلَی الصَّلٰوةِ فَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ قُلْنَا لِعَمْرٍو اِنَّ نَاسًا یَقُوْلُوْنَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَیْنُهٗ وَلَا یَنَامُ قَلْبُهٗ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عُبَیْدَ بْنَ عُمَیْرٍ یَقُوْلُ اِنَّ رُؤْیَا الْاَنْبِیَاءِ وَحْیٌ ثُمَّ قَرَاَ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ

کے سوا کوئی بھی جمعہ کے دن غسل کے وجوب کا قائل نہیں ،، لہٰذا مذکور حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر ثابت ہے ،، کرمانی نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ ہر بالغ مسلمان پر غسل واجب جیسا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر بسر کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سو گئے اور جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور لٹکے ہوئے مشکیزہ سے ہلکا سا وضوء فرمایا، عمرو نے اس کو بہت سا ہلکا بیان کیا ،، پھر آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنا شروع کی ، میں بھی اٹھا اور آپ کے وضو سا وضو کیا پھر آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا آپ نے مجھے پھیرا اور اپنی دائیں جانب کر دیا پھر جو بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ نے نماز پڑھی پھر لیٹ گئے اور سو گئے حتیٰ کہ آپ خراٹے لینے لگے آپ کے پاس مؤذن آیا جس نے نماز کی خبر دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہمراہ نماز پڑھنے تشریف لے گئے اور نماز پڑھی جبکہ آپ نے وضوء نہ فرمایا ،، ہم نے عمرو سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی ہیں اور قلب مبارک نہیں سوتا عمرو نے کہا میں نے عبید بن عمیر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے پھر یہ پڑھا ،، اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ ،،

۸۲۱ — شرح : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے آپ کے وضوء سا وضوء کیا ،، اس جملہ میں اس حدیث کی باب سے مناسبت ہے کیونکہ اس وقت ابن عباس بہت چھوٹے تھے۔

باب التخفیف فی الوضوء میں حدیث ۱۳۸ کے تحت اس کی تفصیل مذکور ہے! اس حدیث سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اس روایت میں لفظ ،، نَامَ ،، کا بدل ،، اِضْطَجَعَ ،، ذکر کیا ہے اور اس میں لفظ ،، قَامَ ،، کا اضافہ کیا ،، ام المؤمنین مَیْمُوْنَہ ،، رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم پاک ہیں ان کی

marfat.com

حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ

۸۲۲ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَدَّتَهٗ مُلَیْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَاَكَلَ مِنْهُ فَقَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّیَ بِكُمْ فَقُمْتُ اِلٰى حَصِیْرٍ لَّنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهٗ بِمَآءٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْیَتِیْمُ مَعِیْ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَآئِنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَیْنِ

حَدَّثَنَا

۸۲۳ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ اَتَانٍ وَّاَنَا یَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ بِمِنًى اِلٰى غَیْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَیْنَ یَدَیْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِی الصَّفِّ فَلَمْ یُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَیَّ اَحَدٌ

بہن کا نام "لُبَابَہ" ہے یہ حارث کی صاحبزادیاں ہیں "لُبَابہ" رضی اللہ عنہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رفیقۂ حیات اور عبداللہ اور فضل رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں۔ قولہٗ مِنْ شَنٍّ "یہ پُرانا مشکیزہ ہے۔ قولہٗ یُخَفِّفُهٗ الخ" تخفیف اور تقلیل میں فرق یہ ہے کہ تخفیف تثقیل کے مقابلہ میں اور تقلیل تکثیر کے مقابلہ استعمال ہوتے ہیں۔ قولہ "نَحْوًا"، مثلاً اس لئے نہیں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء شریف کی مماثلت پر کسی دوسرے کو قدرت نہیں "کرمانی"

---

۸۲۲ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ان کی دادی ملیکہ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے آپ کے لئے تیار کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کھانا کھایا پھر فرمایا اُٹھو میں تمہیں نماز پڑھاتا ہوں میں اُٹھا ہماری ایک چٹائی تھی جو زیادہ عرصہ پڑا رہنے سے سیاہ ہوگئی تھی میں نے اس کو پانی سے دھویا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے (نماز کے لئے) اور میں اور یتیم نے آپ کے پیچھے صف بنائی، اور مائی بوڑھی ہمارے پیچھے تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دو رکعتیں پڑھائیں،،

۸۲۲ — شرح : اس حدیث کی باب سے مطابقت "وَالْیَتِیْمُ مَعِیْ" کے جملہ میں ہے کیونکہ یتیم بچہ پر دلالت کرتا ہے کیونکہ بلوغ کے بعد یُتم ختم ہو جاتا ہے اس کی مزید تفصیل حدیث ۳۷۵ کے تحت مذکور ہے،،

---

۸۲۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور اس روز میں قریب البلوغ تھا۔ رسُول اللہ علیہ وسلم منیٰ میں سترہ کے بغیر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے میں صف میں داخل ہو گیا اور اس کا مجھ پر کسی نے انکار نہ کیا!

marfat.com

٨٢٤ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ
الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعِشَاءِ حَتَّى نَادَاهُ عُمَرُ قَدْ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ
قَالَتْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ وَلَمْ
٨٢٥ يَكُنْ أَحَدٌ يَوْمَئِذٍ يُصَلِّي غَيْرُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ **حَدَّثَنَا** عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ
حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَقَالَ لَهُ رَجُلٌ شَهِدْتَ الْخُرُوجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ أَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ فَخَطَبَ ثُمَّ أَتَى
النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُهْوِي بِيَدِهَا إِلٰى حَلْقِهَا تُلْقِي فِي ثَوْبِ بِلَالٍ ثُمَّ
أَتَى هُوَ وَبِلَالٌ إِلَى الْبَيْتِ

شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت عنوان کے تیسرے جز
٨٢٣ — میں ہے اور وہ یہ ہے کہ بچوں کا نماز با جماعت میں حاضر
ہونا ہے اس حدیث کی تفصیل باب متی یصح سماع الصغیر میں حدیث ع۵۷ کے تحت مذکور ہے!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
٨٢٤ — عشاء کی نماز میں تاخیر کی حتیٰ کہ عمر فاروق نے آپ کو آواز دی کہ عورتیں
اور بچے سو گئے آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا زمین پر رہنے والوں میں سے تمہارے سوا کوئی شخص یہ نماز نہیں
پڑھ رہا ہے اُس وقت مدینہ منورہ والوں کے سوا کوئی نماز نہ پڑھتا تھا!

شرح : یعنی اس وقت صرف مدینہ منورہ میں نماز پڑھی جاتی تھی اس لئے
٨٢٤ — فرمایا "کہ تمہارے سوا کوئی شخص یہ نماز نہیں پڑھ رہا ہے کیونکہ
اس وقت اسلام صرف مدینہ منورہ میں تھا مدینہ منورہ سے باہر اسلام کا افشاء فتح مکہ کے بعد ہوا تھا"، مزید
تقریر حدیث ع۵۴۴ کے تحت مذکور ہے! اس حدیث کی باب سے مناسبت لفظِ صبیان" میں ہے کیونکہ ان سے
مراد یا وہ بچے ہیں جو مسجد میں حاضر تھے یا جو گھر میں موجود تھے بہرکیف مناسبت واضح ہے! واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے کہا کیا آپ رسول اللہ
٨٢٥ — صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (عیدگاہ) باہر گئے تھے؟ انھوں نے

marfat.com

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَاءِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالْغَلَسِ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ ۸۲۶

قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ حَتّٰى نَادَاهُ عُمَرُ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَنْتَظِرُهَا اَحَدٌ غَيْرُكُمْ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا يُصَلّٰى يَوْمَئِذٍ اِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعَتَمَةَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ

کہا جی ہاں! اگر میں آپ کا قریبی نہ ہوتا تو میں بچپن کے باعث حاضر نہ ہوسکتا،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عَلَم کے پاس تشریف لائے جو کثیر بن صلت کے گھر کے قریب تھا پھر آپ نے خطبہ دیا پھر عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو وعظ و نصیحت فرمائی اور ان کو حکم دیا کہ وہ صدقہ کریں عورتوں نے اپنے ہاتھ اپنی انگوٹھیوں کی طرف مائل کرنا شروع کئے وہ حضرت بلال کی جھولی میں زیور ڈالتی تھیں پھر آپ اور بلال گھر تشریف لے گئے۔

۸۲۵ شرح: قولہ لولا مکانی منہ ماشہدتہ الخ ابن بطال نے کہا مراد یہ ہے کہ وہ آپ کے ساتھ عورتوں میں چلے گئے اگر وہ بچے نہ ہوتے تو آپ کے ساتھ وہاں حاضر نہ ہوسکتے،، یا معنی یہ ہے کہ میں اگر آپ کا قریبی نہ ہوتا تو بچپن کے باعث حاضر نہ ہوسکتا،، عَلَم،، کا معنی منارہ، پہاڑی، جھنڈا اور نشان ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ جب نماز کو سمجھنے لگے تو اس کو نمازوں میں حاضر ہونا چاہئے اور مستحب امر یہ ہے کہ عید میں جب عورتیں حاضر ہوجائیں تو امام ان کو وعظ و نصیحت کرے،، عید کی نماز کے لئے اذان و اقامت نہیں،، اور صحراء میں عید کی نماز پڑھنا مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — عورتوں کا رات اور اندھیرے میں مساجد میں جانا

۸۲۶ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کردی حتیٰ کہ عمر فاروق نے آپ کو آواز دی کہ عورتیں اور بچے سوگئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا تمام زمین والوں میں سے کوئی شخص تمہارے سوا اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا ہے اور اس وقت صرف مدینہ منورہ میں نماز پڑھی جاتی تھی وہ عشاء کی نماز شفق غائب ہونے سے تہائی رات کے درمیان پڑھتے تھے!

۸۲۶ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں مسجد میں حاضر ہوتی تھیں ورنہ امام بخاری اس عنوان میں اس حدیث کا ذکر نہ کرتے،، صاحب ہدایہ نے کہا عورتوں کے لئے نمازوں میں حاضر ہونا مکروہ ہے کیونکہ ان کا باہر نکلنا فتنہ سے خالی نہیں خصوصاً اس پُرآشوب

marfat.cpm

۸۲۷ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَاْذَنَ كُمْ نِسَاءُكُمْ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاْذَنُوْا لَهُنَّ تَابَعَهُ
۸۲۸ شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ النِّسَاءَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ اِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ
قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَاِذَا قَامَ

دَور میں عورتوں کا شدید ضرورت کے بغیر باہر نکلنا حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بوڑھی عورتیں فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کے لئے مسجد میں جاسکتی ہیں کیونکہ ان اوقات میں فتنہ کا خطرہ نہیں ہوتا،، حدیث ۸۰۲ کے تحت اس کی تفصیل مذکور ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

۸۲۷ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب تمہاری عورتیں رات کو مساجد میں جانے کی اجازت حاصل کریں تو ان کو اجازت دے دو شعبہ نے اعمش سے اُنھوں نے مجاہد سے اُنھوں نے ابن عمر سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں عبید اللہ بن موسیٰ کی متابعت کی،،

۸۲۷ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں فتنہ کا خطرہ نہ تھا اس لئے آپ نے فرمایا کہ اللہ کی بندیوں کو مساجد میں جانے سے نہ روکو اور اس پرآشوب دَور میں عورتوں کا اپنے گھروں میں نماز پڑھنا بہتر ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی نے جمعہ کی نماز کے لئے ان سے اجازت طلب کی تو اُنھوں نے کہا تمہارا پچھلے کمرہ میں نماز پڑھنا گھر میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور گھر میں نماز پڑھنا حجرہ میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور مسجد میں نماز پڑھنے سے حجرہ میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا عورت ساری کی ساری شرمگاہ ہے،، وہ گھر میں رہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو اس کو شیطان خراب کرتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ میں عورتوں کا حال دیکھتے تو ان کو مساجد میں آنے سے روک دیتے،، حدیث ۸۰۲ کے تحت اس کی تفصیل مذکور ہے۔

---

۸۲۸ — ترجمہ : ہند بنت حارث رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ام سلمہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں

marfat.cpm

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ ۸۲۹
اَخْبَرَنِیْ مَالِکٌ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَمْرَۃَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیُصَلِّیْ
الصُّبْحَ فَیَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِہِنَّ مَا یُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ مِسْکِیْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَکْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ۸۳۰
الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَقُوْمُ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَاَنَا اُرِیْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِیْہَا فَاَسْمَعُ بُکَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلَاتِیْ کَرَاہِیَۃَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمِّہٖ
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَمْرَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَوْ اَدْرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ ۸۳۱
وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَہُنَّ الْمَسْجِدَ کَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فَقُلْتُ لِعَمْرَۃَ اَوَمُنِعْنَ قَالَتْ نَعَمْ

عورتیں جب فرض نماز سے سلام پھیرتیں تو اُٹھ کر چلی جاتیں اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے لوگ جتنی دیر اللہ چاہتا بیٹھے رہتے پھر جب آپ اُٹھتے تو لوگ بھی کھڑے ہو جاتے!

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم سلام پھیرنے کے بعد عورتوں کے
۸۲۸ — سلام پھیرنے کے بعد چلے جانے تک اپنی جگہ بیٹھے رہتے تھے۔
حدیث ع ۸۰۲ کے تحت اس کی تفصیل مذکور ہے۔
"ثَبَتَ" کا "قُمْنَ" پر عطف ہے یعنی جب عورتیں سلام پھیرتیں تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ان کے اُٹھنے تک اپنی جگہ بیٹھے رہتے تھے! واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ
۸۲۹ — وسلّم صبح کی نماز پڑھتے اور عورتیں نماز سے فارغ ہو کر واپس چلی جاتیں جبکہ وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوتی تھیں اور اندھیرے کی وجہ سے وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں!

ترجمہ : عبداللہ بن قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت
۸۳۰ — کی اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں جبکہ میرا ارادہ اس کو لمبا کرنے کا ہوتا ہے اور بچّے کے رونے کی آواز سُن کر نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ میں مکروہ جانتا ہوں کہ اس کی ماں کو مشقّت میں ڈالوں۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم
۸۳۱ — اس شئی کو پا لیتے جو عورتوں نے اب پیدا کر رکھی ہے تو ان کو (مساجد میں جانے سے) منع کر دیتے جیسے بنو اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا میں نے عمُرہ سے کہا کیا وہ منع کی گئی تھیں؟ ام المؤمنین نے کہا ہاں!

marfat.cpm

باب صلوٰۃ النساء خلف الرجال

۸۳۲ حدثنا یحیی بن قزعۃ قال حدثنا ابراھیم بن سعد عن الزھری عن ھند بنت الحارث عن ام سلمۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم قام النساء حین یقضی تسلیمہ ویمکث ھو فی مقامہ یسیرا

۸۳۳ قبل ان یقوم قال نری واللہ اعلم ان ذلک کان لکی تنصرف النساء قبل ان یدرکھن من الرجال حدثنا ابو نعیم قال حدثنا ابن عیینۃ عن اسحاق عن انس قال صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام سلیم فقمت ویتیم خلفہ وام سلیم خلفنا

۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱ —— شرح : حدیث ع۸۲۹ کی باب سے مناسبت واضح ہے کہ عورتیں اندھیرے میں نماز پڑھ کر گھروں میں چلی جاتی تھیں۔ اس حدیث کی تفصیل حدیث ع۳۶۷ اور ع۵۵۶ کے تحت دیکھیں،،

حدیث ع۸۳۰ کی باب سے مناسبت "کراھیۃ ان اشق علی امہ" کے جملہ میں ہے کیونکہ اس کا مدلول یہ ہے کہ عورتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مساجد میں حاضر ہوتی تھیں اور یہ حاضر ہونا عام ہے۔ رات اور دن کی نمازوں کو شامل ہے۔ حدیث ع۶۷۷ کے تحت اس کی تفصیل مذکور ہے،،

حدیث ع۸۳۱ کی باب سے مناسبت واضح ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پُر آشوب دَور میں عورتوں کو باہر جانے سے روکا جائے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو باہر جانے سے روک دیا گیا تھا،،

باب —— عورتوں کی نماز مَردوں کی صفوں کے پیچھے،،

۸۳۲ —— ترجمہ : ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو جس وقت آپ سلام پُورا کر لیتے اور اُٹھنے سے پہلے تھوڑا سا توقف فرماتے تو عورتیں اُٹھ کر چلی جاتیں زہری نے کہا میرا گمان ہے اللہ بہتر جانتا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ دیر ٹھہرنا اس لئے تھا کہ نماز سے فارغ ہونے والے مردوں کا ان کو پانے سے پہلے وہ چلی جائیں،،

۸۳۲ —— شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ اگر عورتوں کی صف مُردوں کی صف سے مقدم ہو تو مردوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے،، حدیث ع۸۰۲ کے تحت اس تفصیل دیکھیں۔

marfat.cpm

باب سرعۃ انصراف النساء من الصبح وقلۃ مقامھن فی المسجد **حدثنا** یحیی بن موسی قال حدثنا سعید بن منصور قال حدثنا ۸۳۴
فلیح عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابیہ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی الصبح بغلس فینصرف نساء المؤمنین
لا یعرفن من الغلس او لا یعرف بعضھن بعضا **باب** استیذان المرأۃ زوجھا بالخروج الی المسجد **حدثنا** مسدد قال حدثنا ۸۳۵
حماد یعنی ابن زید عن معمر عن الزھری عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استاذنت امرأۃ احدکم فلا یمنعھا

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلیم کے گھر میں نماز پڑھی میں اور یتیم آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ام سلیم ہمارے پیچھے تھی۔

۸۳۴ —

شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت "وام سلیم خلفنا" کے جملہ میں ہے، حدیث ع۳۷۵ میں اس کی مزید وضاحت دیکھیں"

۸۳۴ —

باب — صبح کی نماز سے فارغ ہو کر عورتوں کا جلدی گھروں کو چلے جانا اور مسجد میں بہت کم ٹھہرنا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے اور مسلمانوں کی مستورات نماز پڑھ کر چلی جاتیں وہ اندھیرے کے باعث پہچانی نہ جاتی تھیں یا وہ ایک دوسری کو نہ پہچانتیں"

۸۳۴ —

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنوں کے اسباب کا قلع قمع کرنا واجب ہے بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی جاتی تھی۔ اس کی تفصیل حدیث ع۳۶۷ کے تحت بسط کے ساتھ مذکور ہے"

باب — مسجد میں جانے کے لئے عورت کا اپنے شوہر سے اجازت حاصل کرنا"

ترجمہ : سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی بیوی (مسجد میں جانے کی) اجازت طلب کرے تو وہ اس کو منع نہ کرے"

۸۳۵ —

شرح : حدیث شریف میں اگرچہ مسجد میں جانے کے لئے اجازت کا ذکر نہیں مگر جب مطلقاً خروج کے لئے اس کی اجازت کو مسترد نہیں کیا جاتا تو نیک کام کے لئے بطریق اولیٰ مسترد نہیں کیا جاتا"، علامہ کرمانی نے کہا کہ یہ حدیث مطلق ہے اس کو سابق حدیث کے ساتھ مقید کیا جا سکتا ہے جو باب خروج النساء الی المساجد" میں مذکور ہے تفصیل کے لئے حدیث ع۸۲۷ کا مطالعہ کریں"

marfat.cpm

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الجمعۃ باب فرض الجمعۃ لقول اللہ تعالیٰ اذا نودی للصلوٰۃ

۸۳۸ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون فاسعوا فامضوا حدثنا ابو الیمان

قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابو الزناد ان عبد الرحمٰن بن ھرمز الاعرج مولیٰ ربیعۃ بن الحارث حدثہ انہ سمع ابا ھریرۃ

انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نحن الاخرون السابقون یوم القیمۃ بید انھم اوتوا الکتاب من قبلنا ثم ھذا

یومھم الذی فرض علیھم فاختلفوا فیہ فھدانا اللہ لہ فالناس لنا فیہ تبع الیھود غدا والنصاریٰ بعد غد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"کتاب الجمعۃ"

باب — جمعہ کی فرضیت کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

جب جمعہ کے روز نمازِ جمعہ کی اذان کہی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو "

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج " مولی ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ" نے

۸۳۸ — خبر دی کہ انھوں نے ابوہریرہ سے سنا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم (سب امتوں سے) آخر قیامت میں سب سے سابق ہیں سوا اس کے یہود و نصاریٰ ہم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں پھر یہ جمعہ کا دن جو ان پر فرض کیا گیا اس میں انھوں نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کی ہدایت دی پس اس میں لوگ ہمارے تابع ہیں۔ یہود کی عید کل (ہفتہ) اور نصاریٰ کی عید پرسوں (اتوار) ہے۔

شرح : مذکور آیت کریمہ سے امام بخاری نے جمعہ کی فرضیت پر استدلال کیا ہے اس اذان سے مراد دوسری اذان ہے جو خطبہ کے لئے امام کے سامنے کہی جاتی ہے۔ جبکہ امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے،، امام زہری نے سائب بن یزید سے روایت کی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.cpm

کا صرف ایک ہی مؤذن تھا جب آپ منبر شریف پر تشریف فرما ہوتے تو وہ اذان کہتا جب آپ خطبہ سے فارغ ہوکر اُترتے تو وہ نماز کے لئے اقامت کہتا ،، پھر ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے رہے ،، حتیٰ کہ جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت تھا اور لوگ زیادہ ہوگئے جبکہ لوگوں کے مکانات بھی دُور دراز تک پہنچ گئے تو اُنھوں نے ایک اور اذان زیادہ کردی ،، اور بازار میں اونچی جگہ جسے زوراء کہا جاتا ہے پر اذان کہنے کا حکم دیا ،، جس اذان سے خرید و فروخت حرام ہوجاتی ہے وہ دوسری اذان ہے ۔

جمعہ کی فرضیت کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے ،، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ،، جب خطبہ کے لئے جو نماز کی شرط ہے ۔ سعی فرض ہے تو نفس نماز کے لئے بطریق اولیٰ سعی فرض ہے ۔ اذان کے بعد خرید و فروخت کی تحریم سے اس کے وجوب کی تاکید ہوتی ہے کیونکہ مباح کی تحریم واجب کے لئے ہوتی ہے ۔ بیہقی نے حضرت جابر سے روائت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلَیْکُمْ صَلٰوۃَ الْجُمُعَۃِ یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ کی نماز فرض کی ہے ،، ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " ہر اس شخص پر جمعہ فرض ہے جو اس کی اذان سُنے ،، نسائی نے صحیح اسناد سے حضرت حفصہ سے روائت کی کہ ہر بالغ پر جمعہ کے لئے جانا فرض ہے ،، علاوہ ازیں ساری امت کا اس کی فرضیت پر اتفاق ہے ۔

امام مالک ، احمد اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا کہ فرض الوقت جمعہ ہے اور نمازِ ظہر اس کی بدل ہے ۔ امام ابوحنیفہ ابویوسف اور قدیم قول کے مطابق امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا کہ فرض الوقت ظہر ہی ہے اور جمعہ ادا کرنے سے ظہر ساقط ہوجاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی فرضیت ظہر کی فرضیت سے قوی تر ہے ۔ کیونکہ ہم جمعہ کی اقامت کے لئے ظہر ترک کرنے کے مامور ہیں اور ظہر فرض ہے تو ایک فرض کو دوسرے فرض کے باعث اس وقت ترک کیا جاتا ہے جبکہ دوسرا فرض اس سے قوی تر ہو لہٰذا جمعہ فرضِ عین ہے اور اس کا منکر بالاجماع کافر ہے ،،

---

۸۳۸ —— **شرح** : حدیث کا یہ معنیٰ یہ ہے کہ ہم دُنیا والوں میں سے آخر میں ہیں اور قیامت میں ساری مخلوق سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا لہٰذا ہم اس لحاظ سے پہلی امتوں سے اوّل ہیں جبکہ سب سے پہلے ہم جنت میں داخل ہوں گے ۔ امام مسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے لوگوں کو جمعہ سے بھٹکا دیا تو یہودیوں کے لئے ہفتہ کا دن نصاریٰ کے لئے اتوار کا دن مقرر ہُوا ۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو جمعہ کی ہدائت دی تو اللہ تعالیٰ نے جمعہ ، ہفتہ اور اتوار عید کے دن بنائے جس طرح ہفتہ اور اتوار جمعہ کے تابع ہیں اسی طرح یہود و نصاریٰ قیامت کے دن ہمارے تابع ہوں گے ۔

یہ حدیث جمعہ کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِیْہِ فَہَدَانَا اللّٰہُ لَہٗ ،، اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہدائت و اضلال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یہی مسلک اہلسنت و جماعت کا اور اس امت کو پہلی امتوں پر فضیلت حاصل ہے ۔

marfat.cpm

بَابُ فَضْلِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهَلْ عَلَى الصَّبِيِّ شُهُودُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ أَوْ عَلَى النِّسَاءِ

۸۳۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ

باب ـــ جمعہ کے دن غسل کی فضیلت ،، کیا بچّوں اور عورتوں کے لئے جمعہ میں حاضر ہونا ضروری ہے ؟

۸۳۹ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی جمعہ کے لئے آئے تو وہ غسل کرے۔

۸۳۹ ـــ شرح : یعنی تم میں سے کوئی جب جمعہ میں آنے کا ارادہ کرے تو غسل کرلے جیسے قرآن کریم میں ہے اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ" لہٰذا حدیث میں فَا سے تعقیب مراد نہیں لہٰذا یہ کہنا جائز نہ ہوگا کہ آنے کے بعد غسل کرنا فاء کا مدلول ہے،، اس حدیث سے فرقہ ظاہر نے جمعہ کے روز غسل کے وجوب پر استدلال کیا مگر یہ درست نہیں کیونکہ شروع اسلام میں لوگ بہت غریب تھے اور اپنا کاروبار خود کرتے ، اور موٹے صوف کے کپڑے پہنا کرتے تھے وہ جب جمعہ کے دن مسجد شریف میں آتے تو گرمی کی شدّت کے باعث پسینہ سے ان کے کپڑوں سے بُو آنے لگتی اس لئے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب جمعے کے لئے آؤ تو غسل کرکے آؤ ، مگر جب یہ سبب زائل ہوگیا اور لوگ خوشحال ہوگئے تو غسل کا وجوب بھی منسوخ ہوگیا کیونکہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ،،جس نے جمعہ کے دن وضوء کیا اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل کرنا افضل ہے،، اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے ،، لہٰذا حدیث میں مذکور امر کو استحباب پر محمول کیا جاتا ہے،، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اثناء خطبہ میں آئے امیرالمؤمنین نے کہا اتنی دیر سے کیوں آئے حضرت عثمان نے کہا اذان کے بعد وضوء کرکے آگیا ہوں امیرالمؤمنین نے کہا صرف وضوء ہی کرکے آئے ہو،، اگر جمعہ کے روز غسل واجب ہوتا تو حضرت عثمان صرف وضوء پر اکتفاء نہ کرتے پھر امیرالمؤمنین خاموش نہ رہتے اور حضرت عثمان کو غسل کرنے پر مجبور کرتے ،، صاحب ہدایہ نے کہا جمعہ کے روز غسل میں امام ابویوسف کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ اسی غسل کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھے حتیٰ کہ اگر جمعہ کی نماز سے پہلے غسل کے بعد بے وضوء ہو جائے یا جمعہ کی نماز کے بعد غسل کرے تو اسے پُورا ثواب نہ ملے گا جو غسل کے ساتھ نماز پڑھنے میں حاصل ہوتا ہے۔ صاحبِ ہدایہ نے اس قول کی تصحیح کی ہے جمہور علماء کے نزدیک فجر کے بعد غسل جمعہ کے لئے کافی ہے،،

marfat.cpm

۸۴۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ مُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُ عُمَرُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهِ قَالَ إِنِّي شُغِلْتُ فَلَمْ أَنْقَلِبْ إِلٰى أَهْلِي حَتّٰى سَمِعْتُ النِّدَاءَ فَلَمْ أَزِدْ أَنْ تَوَضَّأْتُ قَالَ وَالْوُضُوْءَ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ

۸۴۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۸۴۰ — جمعہ کے دن کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک مہاجرین اوّلین سے ایک شخص (عثمان بن عفان) جو اصحاب نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے تھے۔ مسجد میں داخل ہوئے تو عمر فاروق نے اُن سے فرمایا اب آنے کا یہ کونسا وقت ہے ؟ اُنھوں نے کہا میں کسی کام میں مشغول تھا میں گھر بھی نہیں گیا حتیٰ کہ اذان سُنی اور وضوء کے سوا اور کچھ نہیں کیا عمر فاروق نے کہا صرف وضوء ہی کیا ہے ؛ جبکہ آپ جانتے ہو کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم غسُل کا حکم فرماتے تھے !

شرح : شعبی نے کہا مہاجرین اوّلین وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے بیعتِ رضوان

۸۴۰ — کو پایا صاحبِ کشاف نے کہا وہ بدر میں حاضر ہونے والے صحابہ کرام ہیں اثناءِ خطبہ میں آنے والے صحابی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے ،، عمر فاروق نے ان پر دو طرح سے تعجب کیا ایک ان کا تاخیر سے آنا اور دُوسرا صرف وضوء پر اکتفاء کرنا معلوم ہُوا کہ جمعہ کے روز غسل واجب نہیں ورنہ حضرت عمر فاروق ان کو غسل کرنے کے لئے ضرور واپس کرتے بلکہ عثمان غنی خود غسل کر کے آتے ،، جب عثمان غنی نے غسل نہ کیا اور ان کو واپس جا کر غسل کرنے کا حکم بھی نہ دیا گیا جبکہ مہاجرین و انصار سب موجود تھے تو معلوم ہُوا کہ جمعہ کے روز غسل کرنا واجب نہیں ،، یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ " فَلْيَغْتَسِلْ " امر استحبابی ہے وجوب کے لئے نہیں ،، امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کے نزدیک جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت مکروہ ہے۔ امام مالک ، احمد اور فرقہ ظاہریہ کے نزدیک باطل ہے ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی اذان سے پہلے کاروبار کرنا جائز ہے ،، اور خرید و فروخت کی تحریم اور وجوبِ سعی خطبہ کی اذان سے متعلق ہیں کیونکہ مروّج پہلی اذان حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں مشروع ہُوئی تھی !

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۸۴۱ — وسلّم نے فرمایا ہر بالغ شخص پر جمعہ کے روز غسل واجب ہے ،،

marfat.cpm

۸۴۲ بَابُ الطِّيبِ لِلْجُمُعَةِ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ أَخْبَرَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ قَالَ أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَأَنْ يَسْتَنَّ وَأَنْ يَمَسَّ طِيبًا إِنْ وَجَدَ قَالَ عَمْرٌو وَأَمَّا الْغُسْلُ فَأَشْهَدُ أَنَّهُ وَاجِبٌ وَأَمَّا الِاسْتِنَانُ وَالطِّيبُ فَاللهُ تَعَالَى أَعْلَمُ وَأَجْوَادُهُمَا لَا وَلَكِنْ هَكَذَا فِي الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ هُوَ أَخُو مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَلَمْ يُسَمِّ أَبُو بَكْرٍ هَذَا رَوَى عَنْهُ بُكَيْرُ بْنُ الْأَشَجِّ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ وَعِدَّةٌ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ يُكْنَى بِأَبِي بَكْرٍ وَأَبِي عَبْدِ اللهِ

---

۸۴۱ — شرح : محتلم سے مراد بالغ ہے اور وجوب سے مراد ثبوت ہے یعنی جمعہ کے روز ہر بالغ پر غسل ثابت ہے اس میں عورتیں بھی شامل ہیں۔ امام محمد رضی اللہ عنہ نے مؤطا میں اپنے اسناد کے ساتھ ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ حماد نے کہا میں نے ابراہیم نخعی سے پوچھا کہ جمعہ کے روز، پچھنے لگوانے کے بعد اور عیدین میں غسل کرنا کیسا ہے اُنھوں نے کہا غسل کر لینا اچھا ہے اگر نہ بھی کیا جائے تو کوئی حرج نہیں،، میں نے کہا کیا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں فرمایا کہ جو جمعہ پڑھنے جائے وہ غسل کرے؟ ابراہیم رضی اللہ عنہ نے کہا ضرور فرمایا ہے لیکن آپ کا یہ ارشاد واجبہ امور سے نہیں یہ ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَاسْتَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ" یعنی جب بیع کرو تو گواہ بنالو" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا وہ بہتر ہے اور جس نے غسل نہ کیا اس کے لئے غسل ضروری بھی نہیں،، الحاصل شروع اسلام میں جمعہ کے لئے غسل واجب تھا پھر منسوخ ہوگیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

باب — جُمعہ کے لئے خوشبو لگانا!

۸۴۲ — ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہ ہوں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جمعہ کے روز ہر بالغ پر غسل کرنا، مسواک کرنا، اور خوشبو لگانا واجب ہے اگر اسے (خوشبو) میسّر ہو،، عمرو نے کہا میں گواہ ہوں کہ غسل تو واجب ہے اور مسواک اور خوشبو لگانا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے واجب ہے یا نہیں لیکن حدیث میں اسی طرح ہے،، امام بخاری نے کہا ابوبکر محمد بن منکدر کا بھائی ہے اس ابوبکر کا نام معروف نہیں اس حدیث کی بکیر بن اشج، سعید بن مسیّب اور چند لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔ محمد بن منکدر کی کنیت ابوبکر اور ابوعبداللہ ہے!

۸۴۲ — شرح : خطابی رحمہ اللہ نے کہا امام مالک جمعہ کے روز ایجابِ غسل کے قائل ہیں۔ اکثر فقہا کے نزدیک غسل واجب نہیں وہ حدیث کی

marfat.cpm

بَابُ فَضْلِ الْجُمُعَةِ

۸۴۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ

تاویل یہ کرتے ہیں کہ اس میں غسل کی ترغیب دلائی گئی ہے اور اس کی تاکید کی گئی ہے ،، اس کی دلیل یہ ہے کہ غسل پر مسواک اور طیب کا عطف کیا گیا ہے اور معطوف اور معطوف علیہ کا حکم واحد ہوتا ہے جب بالاتفاق مسواک اور خوشبو واجب نہیں جو معطوف ہیں تو غسل جو معطوف علیہ ہے بھی واجب نہ ہوگا بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر بالغ کے لئے غسل کرنا مستحب ہے وہ جمعہ پڑھنے کا ارادہ کرے یا نہ ،، اور وہ حدیث ،، کہ جب کوئی جمعہ کے لئے آئے تو غسل کرکے آئے ،، اُن لوگوں کے لئے ہے جو جمعہ کا ارادہ کریں وہ بالغ ہوں یا نابالغ ،، الحاصل جمعہ کے روز غسل کرنا ہر ایک کے لئے مستحب ہے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم !

باب — جُمعہ کی فضیلت

۸۴۳ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے روز جنابت کے غسل جیسا غسل کیا پھر وہ جمعہ کی نماز کے لئے گیا تو گویا اُس نے ایک اونٹ کی قربانی دی اور جو دوسری ساعت میں گیا تو تو اُس نے گائے کی قربانی دی جو تیسری ساعت میں گیا تو گویا اُس نے سینگوں والے مینڈھے کی قربانی دی جو چوتھی ساعت میں گیا تو گویا اُس نے مرغی صدقہ کیا اور جو پانچویں ساعت میں گیا تو گویا اُس نے انڈا صدقہ کیا اور جب امام خطبہ کے لئے باہر آئے (مسجد میں) تو فرشتے مسجد میں حاضر ہو جاتے ہیں اور اللہ کا ذکر سُنتے ہیں ۔

۸۴۳ — شرح : یعنی جو شخص جمعہ کے دن اس طرح غسل کرے جیسے جنابت کا غسل کیا جاتا ہے اور اس کے صفات اور شرائط کا لحاظ رکھے تو مسجد میں مذکور ساعات میں حاضر ہونے کے اعتبار سے اس کو ثواب حاصل ہوگا ۔ مرغی اور انڈے میں "قَرَّبَ" کا معنیٰ "تصدق"

marfat.cpm

باب

۸۴۴ حدثنا أبو نعيم قال حدثنا شيبان عن يحيى هو ابن أبي كثير عن أبي سلمة عن أبي هريرة أن عمر بن الخطاب بينما هو يخطب يوم الجمعة إذ دخل رجل فقال عمر بن الخطاب لم تحتبسون عن الصلوة فقال الرجل ما هو إلا أن سمعت النداء توضأت فقال لم تسمعوا النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا راح أحدكم

۸۴۵ إلى الجمعة فليغتسل باب الدهن للجمعة حدثنا آدم قال حدثنا ابن أبي ذئب عن سعيد المقبري قال أخبرني أبي عن ابن وديعة عن سلمان الفارسي قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لا يغتسل رجل يوم الجمعة ويتطهر ما استطاع من طهر ويدهن من دهنه أو يمس من طيب بيته ثم يخرج فلا يفرق بين اثنين ثم يصلي ما كتب له ثم ينصت إذا تكلم الإمام إلا غفر له ما بينه وبين الجمعة الأخرى

ہے ،، کیونکہ ان کی قربانی نہیں دی جاتی ،، ثواب لکھنے والے فرشتے کرام کاتبین کے علاوہ ہیں جو جمعہ میں حاضر ہونے والے لوگوں کی حاضری لکھتے ہیں "ذکر" سے مراد خطبہ اور اس میں قرآن کی قرأت اور نماز میں قرأت ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ثواب میں لوگوں کے مراتب ان کے اعمال کے اعتبار سے ہوتے ہیں اور جو اللہ کی طاعت میں جلدی کرے اس کو ثواب بھی زیادہ حاصل ہوتا ہے ،، قربانی اور صدقہ کا اطلاق قلیل و کثیر پر ہوتا ہے" رواح ،، سے مراد طلوعِ شمس کا مابعد ہے جمعہ کے وقت سے پہلے جانے والے کو رائح کہنا ایسا ہے جیسے مکہ مکرمہ کی طرف جانے والے کو حاجی کہا جاتا ہے ،، جمہور علماء کا مذہب یہی ہے کہ جمعہ کی نماز کے لئے جلدی جانا مستحب ہے ان کے نزدیک ساعات کا اعتبار شروع دن سے ہوتا ہے ،،

باب

۸۴۴ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے اچانک ایک شخص (مسجد میں) داخل ہوا عمر فاروق نے کہا تم لوگ نماز سے کیوں رُکے رہتے ہو اس شخص نے کہا میں نے صرف اذان سُنی اور وضوء کر کے آگیا ہوں عمر فاروق نے کہا کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا نہیں کہ تم میں سے جب کوئی جمعہ کے لئے جائے تو غسل کرے"

۸۴۴ شرح : اچانک آنے والا شخص سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں نداء سے مراد اذان ہے ،، یعنی اذان سُننے کے بعد میرا رُکنا صرف وضوء کرنے کی مقدار تھا ،، حدیث ع۸۴۰ کے تحت اس حدیث کی تفہیم ہو چکی ہے ،،

---

marfat.com

حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ طَاؤُسٌ قُلْتُ ۸۴۶
لِابْنِ عَبَّاسٍ ذَكَرَ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوا رُءُوسَكُمْ وَاِنْ لَمْ
تَكُونُوا جُنُبًا وَاَصِيبُوا مِنَ الطِّيبِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ وَاَمَّا الطِّيبُ فَلَا اَدْرِي حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيمُ ۸۴۷
ابْنُ مُوسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ اَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَيَمَسُّ طِيبًا اَوْ دُهْنَهُ
اِنْ كَانَ عِنْدَ اَهْلِهِ فَقَالَ لَا اَعْلَمُهُ

باب — جُمعہ کے لئے بالوں کو تیل لگانا ،،

۸۴۵ — ترجمہ : حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن جو کوئی شخص غسل کرے حسبِ طاقت طہارت کرے ، اپنے تیل سے بالوں کو تیل لگائے یا اپنے گھر کی خوشبو سے خوشبو لگائے پھر (نماز جمعہ کے لئے) باہر آئے۔ (مسجد میں بیٹھنے والے) دو شخصوں کے درمیان تفریق نہ کرے (ان کے درمیان نہ بیٹھے) پھر جو بھی اس کی قسمت میں نماز ہے وہ پڑھے پھر جب امام خطبہ پڑھنا شروع کرے تو خاموشی سے سُنتا رہے تو دُوسرے جمعہ تک اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

۸۴۵ — شرح : طہر سے مراد مونچھیں کٹوانا ، ناخن ترشوانا ، زیر ناف بالوں کا حلق کرنا اور کپڑوں کو صاف کرنا ہے۔ یعنی پُوری طہارت کرے ،، وَمَسَّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ ،، سے یہ اشارہ کیا کہ گھر میں خوشبو ذخیرہ رکھنا چاہیئے جو گاہے بگاہے استعمال کی جائے ،، لَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ،، سے مراد جلد مسجد میں جانا ہے تاکہ تاخیر کی صورت میں لوگوں کی گردنیں نہ روندے ،، جمعہ اُخریٰ ،، سے مراد پہلے والا جمعہ ہے یا بعد والا کیونکہ گناہ کرنے سے پہلے بھی مغفرت ممکن ہے چنانچہ صحیح مسلم میں ہے ،، عرفہ کے دن روزہ سے ہونا میرا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے اور آنے والے سال کے گناہوں کو بخش دیتا ہے ،، امام ابو حنیفہ ، امام مالک رضی اللہ عنہما اور تمام فقہا کے نزدیک جمعہ کا خطبہ سُننا واجب ہے۔

،، سَلْمَان فارسی ،، رضی اللہ عنہ بنو قریظہ کے غلام تھے ان لوگوں نے ان لوگوں نے ان کو مکاتب بنایا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مال کتابت ادا کر دیا تھا وہ اس وقت مسلمان ہُوئے جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے ،، آپ نے فرمایا ،، سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ ،، وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی جنت مشتاق ہے ان کی عمر اڑھائی یا ساڑھے تین سو سال ہُوئی ہے ،، وہ خود محنت کر کے کھانا کھاتے تھے!

marfat.com

۸۴۸ بَابُ مَا يُلْبَسُ أَحْسَنَ مَا يَجِدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةَ سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ : امام زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طاؤس نے کہا میں نے

۸۴۶ — ابن عباس سے کہا کہ لوگ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرو اور اپنے سر دھوؤ اگرچہ تم جنابت کی حالت میں نہ ہو اور خوشبو لگاؤ ،، ابن عباس نے کہا غسل کرنا تو درست ہے اور خوشبو کے متعلق مجھے معلوم نہیں۔

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے جمعہ

۸۴۷ — کے دن غسل کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ذکر کیا طاؤس نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا کیا خوشبو یا تیل اگر اس کے گھر میں ہو تو لگائے ؟ اُنھوں نے کہا مجھے اس کا علم نہیں !

شرح : جمعہ کے دن جنابت کا غسل جمعہ کے غسل کے لئے

۸۴۶ ، ۸۴۷ — کافی ہے جمعہ کے غسل کی نیت ہو یا نہ ہو علماء کا کہنا ہے کہ جنابت اور جمعہ کے لئے ایک ہی غسل کافی ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ کے نزدیک غسلِ جنابت کی جب تک نیّت نہ کرے غسل جائز نہیں امام مالک رضی اللہ عنہ کا بھی ایک قول کے مطابق یہی مسلک ہے۔ ابن ماجہ نے صالح سے مرفوع روایت کی کہ ابن عباس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے لئے آئے وہ غسل کرے اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ لگائے ،، مگر اس کا راوی صالح ضعیف ہے اس لئے ابن ماجہ کی یہ روایت بخاری کی روایت کے معارض نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب — نفیس کپڑے جو میسّر ہوں پہنے ،،

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے مسجد

۸۴۸ — کے دروازے پر ریشمی جوڑا دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ! اگر آپ یہ ریشمی جوڑا خرید کر لیں تو جمعہ کے دن یا وفد کی آمد کے وقت جب وہ آپ کے پاس آئیں پہنا کریں (تو بہت اچھا ہوگا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو وہ لوگ پہنا کرتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہوتا ،، پھر رسول اللہ صلی

marfat.com

إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطٰى عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْ حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَخًا لَهٗ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا بَابُ السِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَنُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ ۸۴۹
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ أَوْ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ
بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ الْحَبْحَابِ قَالَ ۸۵۰

اللہ علیہ وسلم کے پاس ریشمی جوڑے آئے تو آپ نے ان میں سے ایک جوڑا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیا، اُنھوں نے عرض کی یارسُول اللہ! آپ نے یہ مجھے دیا ہے حالانکہ عطارد کے جوڑے کے متعلق آپ نے کچھ فرمایا تھا،، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ تمہیں اس لئے نہیں دیا کہ اس کو پہنو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا اپنے بھائی کو دے دیا جو مکہ مکرمہ میں رہتا تھا اور مشرک تھا۔

۸۴۸ — شرح : چادر اور تہبند مجموعہ کو حلّہ کہا جاتا ہے،، سِیَرَاء،، خالص ریشم ہوتا ہے،، وفد،، وافد کی جمع ہے جو رسُول یا امیر کے پاس باہر سے آتے ہیں،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ریشم مردوں کے لئے حرام ہے اور جمعہ کے روز اور وفود کی آمد پر نفیس اور عمدہ کپڑے پہننے چاہئیں،، قریبی رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرنا چاہیئے اگرچہ وہ کافر ہوں،، جیسے عمر فاروق نے کیا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کافر ایمان کے بعد احکام میں مخاطب ہیں بحالتِ کفر وہ احکام میں مخاطب نہیں کیونکہ عمر فاروق نے اپنے بھائی کو ریشمی جوڑا دیا جو کافر تھا ظاہر ہے کہ وہ اس کو پہنے گا۔ نیک اور صالح خود بخود خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

باب — جمعہ کے دن مسواک کرنا،،

"ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کیا کرتے تھے،،

۸۴۹ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت یا لوگوں پر شاق اور مشقت نہ جانتا تو ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا،،

۸۵۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم پر مسواک کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے،،

marfat.cpm

۸۵۱ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَثُرَتْ عَلَیْکُمْ فِی السِّوَاکِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْیَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَحُصَیْنٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوْصُ فَاہُ بَابُ مَنْ تَسَوَّکَ بِسِوَاکِ غَیْرِہٖ

۸۵۲ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ ھِشَامُ بْنُ عُرْوَۃَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ وَمَعَہٗ سِوَاکٌ یَسْتَنُّ بِہٖ فَنَظَرَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَہٗ اَعْطِنِیْ ھٰذَا السِّوَاکَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاَعْطَانِیْہِ فَقَصَمْتُہٗ ثُمَّ مَضَغْتُہٗ فَاَعْطَیْتُہٗ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِہٖ وَھُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰی صَدْرِیْ

شرح : حافظ ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ جب تم میں سے کوئی رات کو نماز پڑھنے کے لئے اُٹھے تو اس کے پاس فرشتہ آکر اپنا منہ اس کے منہ پر رکھتا ہے، تو نمازی کے منہ سے جو شئی نکلتی ہے وہ فرشتہ کے منہ میں واقع ہوتی ہے،، اس لئے نماز پڑھنے سے پہلے مسواک کرنی افضل ہے تاکہ منہ پاک وصاف ہو جائے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا،، مسواک منہ صاف کرتی ہے اور اس سے رب راضی ہوتا ہے،، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو نماز مسواک کرکے پڑھی جائے اس کا ثواب مسواک کے بغیر نماز پڑھنے سے ستّر گنا زیادہ ہوتا ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک کرنی واجب نہیں کیونکہ اگر واجب ہوتی تو آپ حتمی حکم فرماتے کہ اگرچہ لوگوں کو مشقت ہی کیوں نہ ہو۔ وہ مسواک ضرور کریں۔

ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم جب رات کو بیدار ہوتے تو منہ کو مسواک سے صاف کرتے تھے۔

۸۵۱ ——

شرح : جمعہ کا دن لوگوں کے ہجوم کا دن ہے اور اس دن فرشتے بھی بکثرت حاضر ہوتے ہیں اس لئے اس دن بدن اور کپڑوں کی صفائی کا اہتمام کیا جاتا ہے اس اعتبار سے جمعہ کی نماز کو دوسری نمازوں پر فضیلت حاصل ہے جب دوسری نمازوں کے لئے مسواک کی جاتی ہے تو جمعہ کی نماز کے لئے اس کا زیادہ اہتمام ہونا چاہیے اسی لئے اِس حدیث کو جمعہ کے باب میں ذکر کیا ہے۔

۸۴۹، ۸۵۰ ——

باب —— جس نے اپنے غیر کی مسواک استعمال کی،،

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما میرے گھر آئے جبکہ اس کے پاس مسواک تھی جو

۸۵۲ ——

marfat.com

باب | مَا یَقْرَأُ فِی صَلٰوۃِ الْفَجْرِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ

۸۵۳ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ھُرْمُزَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْفَجْرِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ الٓمٓ تَنْزِیْلُ وَھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ

وہ کیا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا تو میں نے کہا اے عبدالرحمٰن! یہ مسواک مجھے دو" اس نے مجھے مسواک دی تو میں نے اس کے سر کو توڑ کر باریک کیا پھر اس کو چبایا (نرم کیا) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی آپ نے اس کو استعمال فرمایا جبکہ آپ میرے سینہ سے سہارا لئے ہوئے تھے"

۸۵۲ — شرح : حدیث کی باب سے مناسبت ظاہر ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا تھوک پاک ہے اور محارم کے گھروں میں داخل ہونا جائز ہے اور دوسرے کی مسواک کا استعمال جائز ہے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے منہ میں مسواک کو نرم کر کے حضور کی خدمت میں اسے پیش کیا ظاہر ہے کہ ام المؤمنین کا لعاب اس میں ہوگا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسواک کو استعمال کیا تو ام المؤمنین کا لعاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب سے مل گیا ہوگا اس میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ہے چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فخر سے فرمایا کرتی تھیں کہ آخری وقت میں اللہ تعالیٰ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوک اور میرا تھوک جمع کر دیا" واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جمعہ کے دن فجر کی نماز میں کیا پڑھا جائے

۸۵۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل السجدہ اور ھل اتی علی الانسان" پڑھا کرتے تھے"

۸۵۳ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۂ دہر پڑھا کرتے تھے صحیح مسلم میں اس کی تصریح موجود ہے"

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس جیسی ترکیب دوام و استمرار کی مفید ہوتی ہے" علامہ قسطلانی نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ حدیث میں کوئی ایسا امر نہیں جس کا مقتضیٰ یہ ہو کہ آپ ایسا ہمیشہ کرتے تھے اور اکثر علماء کے نزدیک "کان" مداومت کو نہیں چاہتا" اسی لئے کسی نے ان کے پڑھنے کو سنت مؤکدہ یا واجب نہیں

marfat.com

بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرٰى وَالْمُدُنِ

۸۵۴ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرِ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى مِنَ الْبَحْرَيْنِ

کہا چنانچہ صاحبِ محیط نے کہا کہ جمعہ کے دن ان دونوں سورتوں کو فجر کی نماز میں پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لیا کرے تاکہ جاہل لوگ یہ گمان نہ کرلیں کہ ان دونوں سورتوں کے سوا کوئی سورت پڑھنی جائز نہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ نماز میں سورت کی تعیین اس شخص کے لئے مکروہ ہے جو اس کو ضروری سمجھ لے اور کوئی دوسری سورت پڑھنا کافی نہ خیال کرے یا اس کو مکروہ جانتا ہو،، لہٰذا طبرانی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول روائت "یُدِیْمُ ذَالِكَ" کہ اس پر استدامت فرماتے تھے،، کی بھی وضاحت ہوگئی چنانچہ ابن عربی نے کہا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کے لئے عموماً پڑھا جائے مگر کبھی کبھی ترک بھی کر دینا چاہیئے تاکہ عوام اس کو سنت مؤکدہ نہ گمان کرلیں!،،

باب ـــ "دیہات اور شہروں میں جمعہ پڑھنا"

۸۵۴ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں جمعہ ادا کرنے کے بعد سب سے پہلے جو جمعہ پڑھا گیا وہ قبیلہ عبدالقیس کی مسجد میں جمعہ کی نماز کا قیام تھا جو بحرین کے علاقہ میں جواثیٰ قلعہ میں تھی۔

۸۵۴ ـــ شرح : اس حدیث سے شوافع نے استدلال کیا کہ دیہات میں جمعہ پڑھا جائے جبکہ وہاں چالیس آزاد لوگ مقیم ہوں،، مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ جواثی شہر ہے گاؤں نہیں،، چنانچہ ابن تین نے شیخ ابوالحسن سے ذکر کیا کہ جواثی شہر ہے جوہری کی صحاح اور زمخشری کی بلدان میں ہے کہ جواثی بحرین کے علاقہ میں قلعہ ہے، ابُوعبید بکری نے کہا کہ یہ بحرین میں شہر ہے،، اس کی آبادی چار ہزار سے زائد اشخاص پر مشتمل تھی،، جن روایات میں اس پر "قریہ" کا اطلاق ہُوا ہے وہ لغوی معنیٰ کے اعتبار سے ہے چنانچہ قرآن کریم میں مکہ مکرمہ اور طائف پر قریتین کا اطلاق ہُوا ہے۔ ارشاد خداوند قدوس ہے " وَلَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ،، یعنی مکہ اور طائف کے کسی عظیم شخصیت پر یہ قرآن نازل کیوں نہ ہُوا،، اگر اس کو گاؤں بھی تسلیم کرلیا جائے تو کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع پانے کے بعد اس کی تقریر و تثبیت کی ہو،،

marfat.com

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جمعہ صرف شہر یا اس کے متعلق آبادی میں واجب ہے دیہات میں جمعہ جائز نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی ،، کہ جمعہ اور تشریق صرف جامع شہر میں جائز ہے ،، اس روائت کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت علی المرتضیٰ سے یوں روائت کیا ہے " کہ جمعہ، تشریق، صلوٰۃِ فطر اور اضحی صرف جامع شہر یا عظیم شہر میں جائز ہیں ،، نیز اُنھوں نے صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا " لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيقَ اِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ ،، اور یہ حدیث حجاج بن ارطاۃ کے طریق سے صحیح ہے اسی طرح جریر کے طریق سے اس کی سند صحیح ہے لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ نووی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے کیونکہ امام نووی غالباً ان طرق پر مطلع نہیں ہوئے ورنہ ایسا نہ کہتے ،،

(۱) جو ابوداؤد داؤد نے کعب بن مالک سے روائت کی ہے کہ کعب بن مالک جب جمعہ کے دن اذان کی آواز سنتے تو اسعد بن زرارہ کے لئے رحم کی دعا کرتے عبدالرحمٰن بن کعب نے کہا آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لئے دعا کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے کعب بن مالک نے کہا اُنھوں نے سب سے پہلے ہم کو ہزمِ نَبِیت میں جمعہ پڑھایا تھا میں نے کہا اس وقت کل کتنے لوگ تھے اُنھوں نے کہا صرف چالیس اشخاص تھے ، یہ ضعیف حدیث ہے کیونکہ اس حدیث کا مدار محمد بن اسحاق پر ہے اور محمد بن اسحاق جس روائت میں منفرد ہو حفاظ حدیث اس سے احتیاط کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے بھی درست نہیں کیونکہ مسلم نے متابعت کے سوا اس کی کوئی روائت ذکر نہیں کی ،، امام بیہقی نے محمد بن اسحاق میں بہت کلام کیا ہے ۔

(۲) امام ترمذی نے اہلِ قباء کے ایک شخص سے اُس نے اپنے باپ سے جو صحابی ہیں روائت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہم کو حکم فرمایا کہ قباء سے آکر (مدینہ منورہ) جمعہ پڑھیں ،، امام ترمذی نے کہا اس حدیث کو ہم صرف اسی طریقہ سے پہچانتے ہیں اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے اس بارے میں کوئی شئی ثابت نہیں ،،

(۳) دیہات میں جمعہ کے مجوّزین کی بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منورہ میں جب تشریف لائے تو وہاں چھوٹی چھوٹی مختلف بستیاں تھیں آپ نے بنی نجار میں مسجد بنائی اور وہاں جمعہ قائم کیا جبکہ وہ چھوٹی سی بستی تھی نہ وہ بڑا گاؤں تھا اور نہ ہی وہاں شہر تھا مگر یہ دلیل نہائت ہی کمزور ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ منوّرہ کے اس وقت کے حال کو زیادہ جانتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ مصر یا فناء کے بغیر جمعہ جائز نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مدینہ منورہ شہر تھا اس کے علاوہ ہم کہتے ہیں شہر بنانا تو امام کا کام ہے امام جس مقام کو شہر بنا دے وہ شہر ہوتا ہے اور امام جہاں بھی قیام کرے وہ جمعہ قائم کر سکتا ہے ،،

(۴) جن روایات میں نظر آتا ہے کہ اتنے لوگوں نے کسی گاؤں میں جمعہ پڑھا تھا وہ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے پڑھا گیا اور نہ ہی آپ نے اس کی توثیق کی ہے ،، ورنہ کسی روائت میں اس کا ذکر ہوتا ۔

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جمعہ اس شخص پر واجب ہے جو شہر میں جمعہ پڑھ کر شام کو اپنے گھر واپس آجائے امام ترمذی نے اس حدیث کے اسناد کو ضعیف کہا ہے"

(۶) امام بیہقی نے معرفت میں ذکر کیا کہ زہری نے کہا جب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے مصعب بن عُمیر کو مدینہ منورہ میں وہاں کے لوگوں کو قرآن کی تعلیم کے لئے بھیجا تو مصعب نے لوگوں کو جمعہ پڑھایا جبکہ وہ صرف بارہ اشخاص تھے

marfat.cpm

٨٥٥ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَزَادَ اللَّيْثُ قَالَ يُونُسُ كَتَبَ رُزَيْقُ بْنُ
حَكِيمٍ إِلَى ابْنِ شِهَابٍ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَئِذٍ بِوَادِي الْقُرَى هَلْ تَرَى أَنْ أَجْمِعَ وَرُزَيْقٌ عَامِلٌ عَلَى أَرْضٍ يَعْمَلُهَا وَفِيهَا جَمَاعَةٌ
مِنَ السُّودَانِ وَغَيْرِهِمْ وَرُزَيْقٌ يَوْمَئِذٍ عَلَى أَيْلَةَ فَكَتَبَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَنَا أَسْمَعُ يَأْمُرُهُ أَنْ يَجْمَعَ بِخَبَرِهِ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ
ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ
وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ
عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ
فِي مَالِ أَبِيهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منوّرہ میں تشریف لانے سے پہلے حضرت مصعب نے سب سے پہلے لوگوں کو جمعہ پڑھایا۔ امام بیہقی نے کہا یہ بارہ اشخاص بارہ نقباء تھے جو ان کے ساتھ بحیثیت معاون آئے تھے،، اس کا جواب یہ ہے کہ مصعب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جمعہ نہیں پڑھایا تھا اور نہ ہی آپ نے اس کی تقریر فرمائی ہے جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شئ ثابت ہی نہیں واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

٨٥٥

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب راعی (نگہبان) ہو، لیث نے یہ اضافہ کیا،، کہ یونس نے کہا کہ زُریق بن حکیم نے ابن شہاب کو لکھا میں اس وقت ان کے ساتھ وادی القریٰ میں تھا،، کیا تمہاری رائے ہے کہ میں جمعہ کی نماز پڑھوں؟ وہاں وہ زُریق زمین میں کھیتی باڑی کرا رہے تھے جبکہ وہاں حبشیوں وغیرہ کی ایک جماعت رہتی تھی اور اس وقت زُریق "ایلیہ" کے حاکم تھے،، ابن شہاب نے جواب لکھا اور میں سُن رہا تھا وہ ان کو حکم کر رہے تھے کہ وہاں جمعہ کی نماز پڑھیں،، ابن شہاب ان کو خبر دے رہے تھے کہ حضرت سالم نے ان کو خبر دی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ تم سب نگہبان ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ امام نگہبان ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا،، مرد اپنے کا نگہبان ہے اس سے اپنی رعیت کے بارے میں پُوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے وہ اپنی رعیت کے بارے میں پوچھی جائے گی،، خادم اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اس سے اپنی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ سالم یا ابن عمر نے کہا میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا مرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے اس سے اپنی ذمہ کے بارے میں پوچھا جائے گا،، تم سب نگہبان ہو اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پرسش ہوگی۔

marfat.cpm

باب هل على من لا يشهد الجمعة

غسل من النساء والصبيان وغيرهم وقال ابن عمر انما الغسل على من يجب عليه الجمعة حدثنا ۸۵۶
ابو اليمان قال اخبرنا شعيب عن الزهري قال حدثني سالم بن عبد الله انه سمع عبد الله بن عمر
يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من جاء منكم الجمعة فليغتسل حدثنا ۸۵۷
عبد الله بن مسلمة عن مالك عن صفوان بن سليم عن عطاء بن يسار عن ابي سعيد الخدري ان رسول الله

۸۵۵ — شرح : زریق جس زمین میں کھیتی باڑی کرا رہے تھے نے اس میں جمعہ پڑھنے کے متعلق پوچھا تھا۔ اُنھوں نے ایلہ کے متعلق نہیں پوچھا تھا کیونکہ ایلہ شہر تھا وہاں اس سوال کی ضرورت ہی نہیں تھی ،، اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ نہ تو وہ حاکم ہو نہ اس کی بیوی بچے ہوں اور نہ ہی وہ غلاموں کا مالک ہو وہ کس کی نگہبانی کرے گا ؟ تو اس کی نگہبانی کی صورت یہ ہے" کہ وہ اپنے دوست ، احباب کے حقوق کی نگہبانی کرے۔ ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب ہم سے ہر ایک راعی ہُوا تو رعیّت کیا ہوگی تو اس کے جواب میں یہ کہنا ممکن ہے کہ انسان کے اعضاء ، جوارح اور اُس کے حواس و قُویٰ وغیرہ اس کی رعیّت ہوں گے اور راعی بھی کسی اور اعتبار سے مرعیّ (رعیّت) ہو جاتا ہے جیسے ایک شخص امام کی رعیّت ہے اور اپنے گھر میں راعی ہے یا اس حدیث کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو اصلاح کے قابل ہیں اور ان کو تصرفات حاصل ہیں اور کلّکُمْ ،، میں "کل" استغراقی نہیں عرفی ہے ،،

امام بخاری نے اس حدیث کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ " اَیْلَہْ " شہر ہے یا گاؤں ہے ،، اور باب میں دونوں کا ذکر ہے مگر مشہور یہ ہے کہ یہ شہر ہے۔ زُریق کا کھیتی باڑی والی زمین میں جمعہ پڑھنا احناف کے مسلک کے خلاف نہیں کیونکہ حاکم یا امیر خلیفہ کی طرف سے مامور ہوتا ہے۔ وہ جہاں بھی ہو جمعہ قائم کر سکتا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک جمعہ کے قیام کے لئے امام یا اس کا نائب شرط ہے جمعہ کے لئے اذنِ عام بھی شرط ہے لہٰذا جہاں مسجد میں آنے کی عام اجازت نہ ہو وہاں جمعہ فرض نہیں چنانچہ قیدیوں پر جمعہ اس لئے فرض نہیں کہ جیل میں عام لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی اسی طرح جن فیکٹریوں اور کارخانوں میں عام لوگوں کو جانے کی اجازت نہ ہو ان کی مساجد میں جمعہ ادا نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب — عورتوں اور بچّوں وغیرہم سے جو جمعہ پڑھنے کے لئے حاضر نہ ہوں کیا ان کے لئے غسل ہے ؟

۸۵۶ — ترجمہ : زہری رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ اُنھوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے جناب

marfat.cpm

۸۵۸ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَيْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهٗ فَغَدًا لِّلْيَهُوْدِ وَبَعْدَ غَدٍ لِّلنَّصَارٰى فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيْهِ رَاْسَهٗ وَجَسَدَهٗ رَوَاهُ اَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقٌّ اَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ تم میں سے جو کوئی جمعہ پڑھنے آئے وہ غسل کرے"

۸۵۷ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے"

۸۵۶ ، ۸۵۷ — شرح : ان دونوں حدیثوں کی باب سے مناسبت مفہوم کے اعتبار سے ہے کیونکہ حدیث ع۸۵۶ کا صریح منطوق یہ ہے کہ جو شخص جمعہ کو نہ آئے اس پر غسل واجب نہیں ہے کیونکہ جو شخص جمعہ میں نہ آئے وہ اس میں حاضر نہیں ہوتا ہے۔ امام بخاری کی استفہام سے مراد بھی یہ ہے کہ جو جمعہ کو حاضر نہ ہو اس پر غسل واجب نہیں اور حدیث ع۸۵۷ کا مفہوم یہ ہے کہ جو بالغ نہ ہو اس پر غسل واجب نہیں کیونکہ جو بالغ نہ ہو وہ جمعہ میں حاضر نہیں ہوتا ہے، ان دونوں حدیثوں کی تفہیم حدیث ع۸۳۹ کی شرح میں مذکور ہے"

---

۸۵۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم (دنیا میں) آخر ہیں قیامت کے دن سابق ہیں وہ لوگ (یہود و نصاریٰ) ہم سے پہلے کتاب (تورات و انجیل) دیئے گئے ہم ان کے بعد کتاب (قرآن) دیئے گئے۔ یہ دن (جمعہ) وہ ہے جس میں اُنھوں نے اختلاف کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کی راہ دکھادی"، کل کا دن (ہفتہ) یہود کے لئے اور کل کے بعد والا دن (اتوار) نصاریٰ کے لئے ہے (یہ فرماکر) آپ خاموش ہوگئے پھر فرمایا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ سات دنوں میں سے ایک دن میں اپنا سر اور جسم دھوئے (غسل کرے) اس حدیث کی ابان بن صالح نے مجاہد سے اُنھوں نے طاؤس سے اُنھوں نے ابوہریرہ سے روائت کی ابوہریرہ نے کہا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر سات دنوں میں ایک دن غسل کرے"

۸۵۸ — شرح : ہر مسلمان سے مراد بالغ مسلمان ہے کیونکہ باب کی احادیث ایک دوسری کی تفسیر کیا کرتی ہیں"، لہٰذا ہر محتلم سے مراد

marfat.com

۸۵۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ
قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ائْذَنُوْا لِلنِّسَاءِ
۸۶۰ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسَاجِدِ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ اِمْرَاَةٌ لِعُمَرَ تَشْهَدُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ فَقِيْلَ لَهَا لِمَ تَخْرُجِيْنَ وَقَدْ تَعْلَمِيْنَ
اَنَّ عُمَرَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ وَيَغَارُ قَالَتْ فَمَا يَمْنَعُهُ اَنْ يَنْهَانِيْ قَالَ يَمْنَعُهُ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ
مَسَاجِدَ اللّٰهِ

مسلمان بالغ ہے ،، اور مسلمان نابالغ اس حکم سے خارج ہوگا اور "من لم یشهد الجمعه ،، میں داخل ہوجائے گا۔

نیز مسلمان سے وہ مسلمان مراد ہے جو جمعہ میں آئے اور جو مسلمان جمعہ میں نہ آئے وہ اس سے خارج ہے" لہذا اس حدیث کی مطابقت باب کے ساتھ واضح ہے ! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا مسنون ہے ! واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

---

۸۵۹ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو رات کے وقت (نماز کے لئے) مساجد میں جانے کی اجازت دو ،،

۸۶۰ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق کی بیوی صبح اور شام کی نمازیں باجماعت پڑھنے مسجد میں حاضر ہوتی تھی اُن سے کہا گیا تم گھر سے باہر کیوں آتی ہو جبکہ تم جانتی ہو کہ عمر فاروق اس کو اچھا نہیں جانتے ہیں اور غیرت کرتے ہیں اُنھوں نے کہا ان کو مجھے منع کرنے سے کون منع کرتا ہے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد میں آنے سے منع نہ کرو ،، ان کو منع کرتا ہے ،،

۸۵۹ ، ۸۶۰ — شرح : حدیث ع۸۵۹ کی باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ عورتوں کے حق میں جمعہ اس حکم سے نکل جاتا ہے لہذا ان پر جمعہ میں حاضر ہونا ضروری نہیں اور جو جمعہ میں حاضر نہ ہو اس پر غسل بھی نہیں اس حدیث کی تفہیم حدیث ع۸۲۶ کے تحت مذکور ہے ،،

اور حدیث ع۸۶۰ کی باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ یہ حدیث مطلق ہے اور پہلی مقید ہے۔ امام بخاری نے مطلق کو مقید پر محمول کیا ہے ،، لہذا حدیث کا معنیٰ یہ ہوا کہ اللہ کی بندیوں کو رات کو اللہ کی مساجد سے منع نہ کرو اس سے جمعہ نکل جاتا ہے کیونکہ وہ رات میں نہیں لہذا وہ جمعہ کو حاضر نہ ہوں گی اور جو جمعہ کو حاضر نہ ہو اس پر غسل بھی نہیں۔ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ میں حاضر ہونے والے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم !

marfat.cpm

٨٦١ بَابُ الرُّخْصَةِ اِنْ لَمْ يَحْضُرِ الْجُمُعَةَ فِى الْمَطَرِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ صَاحِبُ الزِّيَادِىِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ ابْنِ عَمِّ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِمُؤَذِّنِهٖ فِىْ يَوْمٍ مَطِيْرٍ اِذَا قُلْتَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَلَا تَقُلْ حَىَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قُلْ صَلُّوْا فِىْ بُيُوْتِكُمْ فَكَاَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوْا فَقَالَ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّىْ اِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَاِنِّىْ كَرِهْتُ اَنْ اُحْرِجَكُمْ فَتَمْشُوْنَ فِى الطِّيْنِ وَالدَّحَضِ بَابٌ مِّنْ اَيْنَ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ وَعَلٰى مَنْ تَجِبُ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا كُنْتَ فِىْ قَرْيَةٍ جَامِعَةٍ فَنُوْدِىَ بِالصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَحَقٌّ عَلَيْكَ اَنْ تَشْهَدَهَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ اَوْ لَمْ تَسْمَعْ وَكَانَ اَنَسٌ فِىْ قَصْرِهٖ اَحْيَانًا يُجَمِّعُ وَاَحْيَانًا لَا يُجَمِّعُ وَهُوَ بِالزَّاوِيَةِ عَلٰى فَرْسَخَيْنِ

باب — جو کوئی جمعہ کی نماز میں بارش کے دن حاضر نہ ہو اس کے لئے رخصت —"

٨٦١ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بارش کے دن اپنے مؤذن سے سے کہا جب تو "اشہد ان محمداً رسول اللہ" کہہ لے تو "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" نہ کہنا اور "صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ" کہنا (نماز اپنے گھروں میں پڑھو) لوگوں نے اس کا (حی علی الصلوٰۃ کی بجائے صلوا فی بیوتکم) انکار کیا تو اُنھوں نے کہا اس طرح اُنھوں نے کیا جو مجھ سے بہتر ہیں (سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک جمعہ فرض ہے مگر میں یہ اچھا نہیں سمجھتا کہ تم کو مشقت میں ڈالوں اور تم کیچڑ اور پھسلن میں چلو"

٨٦١ — شرح : یعنی اگرچہ جمعہ فرض ہے لیکن بارش ایسا عذر ہے جس کی وجہ سے فرض کی رخصت ہو جاتی ہے۔ یہ ابن عباس کا مذہب ہے" ترکِ جمعہ کے اعذار سے ایک عذر شدید بارش ہے" یا اس قدر شدید آندھی ہو کہ جامع مسجد میں جانا دشوار ہو" اسی طرح سخت سردی ہو کہ جامع مسجد میں جانے سے ضیاع کا خوف ہو تو اپنے اپنے گھروں میں ظہر کی نماز پڑھنا جائز ہے۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے لیکن شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس میں یہ قید ضروری ہے کہ کپڑے بھیگ جانے سے تکلیف ہو اگر بارش ہلکی جس میں عموماً چل پھر سکتے ہیں تو یہ عذر نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک بارش کی وجہ سے جمعہ ترک کرنا جائز نہیں" واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جمعہ کے لئے کتنی دُور سے آئیں اور کس پر جُمعہ فرض ہے"

marfat.com

٨٦٢ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُونَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِي فَيَأْتُونَ فِي الْغُبَارِ يُصِيبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو جمعہ کی طرف سعی کرو "

عطاء نے کہا جب تم شہر میں داخل ہو اور جمعہ کی نماز کے لئے اذان دی جائے تو تم پر ضروری ہے کہ جمعہ میں حاضر ہو اذان کی آواز سنو یا نہ سنو ،، حضرت انس رضی اللہ عنہ کبھی اپنے محل میں جمعہ کی نماز قائم کر لیتے تھے اور کبھی قائم نہ کرتے تھے جبکہ وہ بصرہ سے دو فرسخ (چھ میل) کے فاصلہ پر زاویہ میں مقیم تھے ،،

شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مکان بصرہ سے چھ میل دُور زاویہ مقام میں تھا جہاں وہ مقیم تھے اور وہاں موجود لوگوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ لیتے تھے اور کبھی بصرہ کی جامع مسجد میں جاکر جمعہ پڑھتے تھے ،، عطاء رضی اللہ عنہ کے اثر کا مطلب یہ ہے کہ جب تو شہر میں موجود ہو تو جمعہ کی اذان سُنے یا نہ سُنے جمعہ کی نماز پڑھو ،، اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ،، حافظ عبدالرزاق نے ابن جریج کے طریق سے عطاء سے روایت کی کہ میں نے عطاء سے کہا " قریہ جامعہ " کسے کہتے ہیں اُنھوں نے کہا جہاں امیر، قاضی اور ایک دُوسرے سے ملے جُلے ہُوئے کئی مکانات ہوں یہ شہر کی تعریف ہے اس پر قریہ کا اطلاق ایسا ہے جیسے قرآن کریم میں مکہ مکرمہ اور طائف پر قریتین کا اطلاق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ "

دیہات میں جمعہ فرض نہیں ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز پڑھانے کے بعد فرمایا جو شخص ہمارے ساتھ جمعہ ادا کرنا چاہیئے ادا کرے جبکہ لوگ دیہات سے مدینہ منورہ میں عید پڑھنے آئے ہُوئے تھے اور جمعہ کا دن تھا ،،

---

٨٦٢ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ جمعہ کے دن اپنے گھروں اور عوالی سے باری باری آتے تھے (مدینہ منورہ میں) وہ گرد و غبار میں چل کر آتے اور وہ اُن پر پڑتی اور پسینہ آجاتا اور ان سے خوب پسینہ نکلتا (اور ان سے بو آنے لگتی) ان میں سے ایک شخص سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ میرے پاس تشریف فرما تھے تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس دن کے لئے غسل کر لیتے تو اچھا ہوتا ۔

marfat.cpm

بَابُ وَقْتِ الْجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَذٰلِكَ يُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَمْرَةَ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّاسُ مَهَنَةَ أَنْفُسِهِمْ وَكَانُوا إِذَا رَاحُوا إِلَى الْجُمُعَةِ رَاحُوا فِي هَيْئَتِهِمْ فَقِيْلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ ۸۶۳

---

۸۶۲ — شرح: "عوالی" عالیہ کی جمع ہے مدینہ منورہ سے مشرق کی جانب دو میل سے آٹھ میل کی مسافت میں دیہات ہیں،، علماء کی ایک جماعت نے کہا جو شخص نمازِ جمعہ پڑھ کر شام کو اپنے گھر پہنچ جائے اس پر جمعہ فرض ہے،، امام زہری نے کہا شہر سے باہر چھ میل دُور تک رہنے والوں پر جمعہ فرض ہے،، امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا جمعہ کی اذان سننے والے پر جمعہ فرض ہے،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک شہر سے باہر رہنے والوں پر جمعہ فرض نہیں۔ علماء کی جماعت نے اپنے مسلک کی دلیل میں کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت ہے کہ "اَلْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ آوَاهُ اللَّيْلُ إِلٰى أَهْلِهِ،، مگر امام ترمذی اور علامہ بیہقی نے اس روائت کو ضعیف کہا ہے اور امام احمد نے اسے لاشئ کہا ہے،، یعنی یہ حدیث کوئی شئ نہیں۔ امام مالک اور دیگر ائمہ نے ابوداؤد میں مذکور اس حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "الجمعة علی من سمع النداء،، ابوداؤد نے کہا اس حدیث کی علماء کی جماعت نے سفیان سے روائت کی ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو پر موقوف ہے مرفوع نہیں ہے اس کو دارقطنی نے بروائت ولید زہیر بن محمد سے ذکر کیا لیکن زہیر سے شامی لوگ منکر احادیث روائت کرتے ہیں ان میں سے ولید بن مسلم ہے،، نیز دارقطنی نے اس حدیث کو بروائت محمد بن فضل بن عطیہ حجاج بن ارطاۃ سے ذکر کیا ہے اور ابن عطیہ ضعیف تر ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک شہر سے باہر رہنے والوں پر جمعہ فرض نہیں اس کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور روائت ہے کہ "لاجمعة الا فی مصر جامع اور مصلّی مصرٍ،، احناف کے نزدیک مختار یہ ہے کہ شہر سے دو میل کم باہر تک رہنے والوں پر جمعہ فرض ہے،، متن میں مذکور حدیث کا جواب واضح ہے کہ دو میل تک رہنے والوں پر جمعہ فرض ہوتا تو وہ باری باری نہ آتے بلکہ تمام آتے،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ جمعہ کا وقت جبکہ سورج ڈھل جائے

اسی طرح عمر فاروق، علی المرتضیٰ، نُعمان بن بشیر اور عمرو بن حُرَیث رضی اللہ عنہم سے روائت ہے

۸۶۳ — ترجمہ: یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے عمرہ سے جمعہ کے دن غسل کے متعلق پوچھا تو اُس نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا لوگ اپنے کام

marfat.cpm

۸۶۴ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ
۸۶۵ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا
نُبَكِّرُ الْجُمُعَةَ وَنَقِيْلُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ بَابُ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا
جَرْمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ خَلْدَةَ هُوَ خَالِدُ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ وَقَالَ يُوْنُسُ

خود کیا کرتے تھے ،، وہ جب جمعہ کے لئے جاتے تو اسی حالت میں جاتے (کاروبار کی حالت میں) اس لئے اُن سے کہا اگر تم غسل کر لیتے تو اچھا تھا ،،

۸۶۴ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اس وقت پڑھتے جبکہ سُورج سر سے مائل ہو جاتا ۔

۸۶۵ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جمعہ جلدی پڑھ لیتے تھے اور جمعہ پڑھنے کے بعد قیلولہ کرتے تھے ،،

۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵ — شرح : ان تینوں حدیثوں کی باب سے مطابقت ظاہر ہے کیونکہ ع ۸۶۳ میں " رواح " کا اطلاق زوالِ شمس کے بعد جانے پر ہوتا ہے حدیث ع ۸۶۵ میں بالاتفاق تبکیر سے مراد شروع دن نہیں ہے کیونکہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگرچہ جمعہ زوال سے پہلے جائز ہے مگر وہ طلوع شمس کے وقت جمعہ کے جواز کے قائل نہیں لہذا تبکیر سے مراد ظہر کا پہلا وقت ہے بعض علماء نے حدیث کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ ہم زوال کے بعد اوّل وقت میں جمعہ پڑھ لیتے تھے ،، چونکہ لوگ جمعہ کے دن جمعہ کی تیاری میں مصروف رہتے تھے اس لئے کھانا جمعہ کے بعد کھاتے اور پھر قیلولہ کرتے تھے ،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کا وقت زوال کے بعد ہے اور یہی ظہر کا وقت ہے اور مکروہ بُو زائل کرنے کے لئے جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے تاکہ لوگوں اور فرشتوں کو اذیت نہ پہنچے ،،

باب — جُمعہ کے دن جب گرمی سخت ہو جائے ،،

۸۶۶ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سردی سخت ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ظہر کی نماز) نماز اوّل وقت میں

marfat.cpm

ابن بکیر اخبرنا ابوخلدۃ وقال بالصلوٰۃ ولم یذکر الجمعۃ وقال بشر بن ثابت حدثنا ابوخلدۃ صلی بنا امیر الجمعۃ ثم قال لانس کیف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الظہر باب المشی الی الجمعۃ وقول اللہ عزوجل فاسعوا الی ذکر اللہ ومن قال السعی العمل والذہاب لقولہ تعالیٰ وسعی لہا سعیہا وقال ابن عباس یحرم البیع حینئذ وقال عطاء تحرم الصناعات کلہا وقال ابراہیم بن سعد عن الزہری اذا اذن المؤذن یوم الجمعۃ وہو مسافر فعلیہ ان یشہد

پڑھ لیتے اور جب گرمی سخت ہو جاتی تو نماز جمعہ کو ٹھنڈی کر کے پڑھتے،،

یونس نے بکیر سے روائت کرتے ہوئے کہا ہم کو ابوخلدہ نے خبر دی کہ انھوں نے نماز کا ذکر کیا جمعہ کا ذکر نہیں کیا بشر بن ثابت نے کہا ہم کو ابوخلدہ نے خبر دی کہ امیر جمعہ نے ہم کو جمعہ پڑھایا پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کیسے پڑھتے تھے؟

۸۶۶ —— **شرح** : اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے،، اور سورج ڈھلنے کے بعد جمعہ پڑھا جائے،، اور جب گرمی شدت اختیار کر جائے تو ٹھنڈے وقت میں پڑھا جائے جبکہ سورج کافی ڈھل جائے،، جمعہ کی نماز میں زیادہ تاخیر نہیں ہونی چاہیئے جس سے لوگوں کو اپنے گھروں کو جانے میں تشویش لاحق ہو کیونکہ عادۃً بعض لوگ دُور دُور سے چل کر آتے ہیں،،

باب —— جمعہ کے لئے سعی کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،، اللہ کے ذکر کی طرف سعی کرو،، اور جس نے کہا سعی عمل اور چلنے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،، **سَعٰی لَهَا سَعْيَهَا**،، یعنی اس کے لئے عمل کیا اور گیا،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اذان کے وقت خرید و فروخت حرام ہے،، عطاء نے کہا تمام کاروبار حرام ہیں،، ابراہیم بن سعد نے زہری سے روائت کی کہ جمعہ کے دن جب مؤذن اذان کہے تو جمعہ کو حاضر ہو اگرچہ وہ مسافر ہو،،

شرح : سعی کا معنی جمعہ کے لئے جانا ہے یعنی جب اذان ہو جائے تو تمام امور چھوڑ کر جمعہ کے لئے جائے، اس وقت خرید و فروخت کے تمام امور حرام ہیں جو سعی میں مخل ہوں" جمعہ کی نماز کے ختم ہونے تک تحریم بدستور رہتی ہے،، اور نماز جمعہ کے بعد بیع وغیرہ حلال ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کی اذان کے وقت خرید و فروخت حرام ہے ایسے ہی خطبہ کے وقت کلام کرنا حرام ہے اور خطبہ کے بعد کلام کرنا جائز ہے اور نماز کے بعد تجارت جائز ہے،، صاحب ہدایہ نے کہا وجوب سعی اور حرمت بیع میں وہی اذان معتبر ہے جو زمانہ نبوت میں اذان تھی یعنی منبر کے سامنے والی اذان،، اور یہی مختار ہے" حضرت

marfat.cpm

٨٦٧ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ
حَدَّثَنَا عَبَايَةُ بْنُ رِفَاعَةَ قَالَ أَدْرَكَنِيْ أَبُوْعَبْسٍ وَأَنَا أَذْهَبُ إِلَى الْجُمُعَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
٨٦٨ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدٍ وَأَبِيْ
سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوالْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوسَلَمَةَ بْنُ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَأْتُوْهَا تَسْعَوْنَ
وَأْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جمعہ کی پہلی اذان بدعت ہے،، امام ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد، زفر اور شافعی رضی اللہ عنہم کے نزدیک اس وقت خرید و فروخت مکروہ ہے جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ امام مالک اور احمد اور اہلِ ظواہر کے نزدیک بیع باطل ہے،، جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں ان کا بیع وغیرہ کرنا مکروہ نہیں۔ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ مسافر پر جمعہ فرض نہیں اگرچہ وہ جمعہ کی اذان سُنے۔ علامہ عینی نے شرح مہذب سے نقل کیا کہ جمعہ کی رات کو طلوعِ سورج سے پہلے سفر کرنا ہمارے مذہب میں جائز ہے۔ دیگر تمام علماء کا بھی یہی مسلک ہے،، البتہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جمعرات کو عشاء کی نماز کے بعد جمعہ ادا کرنے تک سفر نہ کیا جائے چنانچہ ابن ابی شیبہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا جب جمعہ کی رات ہو جمعہ پڑھنے سے پہلے سفر نہ کرو،، زوالِ شمس سے پہلے سفر کرنا امام مالک کے نزدیک جائز ہے اور زوال کے بعد جب ساتھیوں کے غائب ہو جانے کا خطرہ نہ ہو اور راستہ میں بھی جمعہ نہ پڑھ سکے تو امام مالک اور احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک سفر کرنا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کو جائز کہتے ہیں (عینی)

ابن تین رحمہ اللہ نے کہا جس پر جمعہ فرض ہو اس کے لئے خرید و فروخت اور نکاح وغیرہ جو سعی سے مانع ہیں سب حرام ہیں،، جس کا وضوء جاتا رہے اور پانی قیمت کے بغیر نہ ملے تو اس کا وضوء کرنے کے لئے پانی خریدنا جائز ہے اور یہ بیع صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

٨٦٧ — ترجمہ: عبایہ بن رِفاعہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ابوعبس ملے جبکہ میں جمعہ کے لئے جا رہا تھا اور کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس کے قدم اللہ کے راہ میں غبار آلود ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔

٨٦٨ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ،، سکون و اطمینان سے چلو جو نماز پالو پڑھ لو اور جو رہ جائے اس کو پُورا کر لو،،

marfat.cpm

۸۶۹ حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَیْبَۃَ قَالَ
حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْمُبَارَکِ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ لَا اَعْلَمُہٗ اِلَّا عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۸۷۰ قَالَ لَا تَقُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْنِیْ وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَۃُ

بَابٌ لَا یُفَرَّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ وَدِیْعَۃَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَتَطَہَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُہْرٍ ثُمَّ ادَّہَنَ اَوْ مَسَّ مِنْ طِیْبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ یُفَرِّقْ بَیْنَ اثْنَیْنِ فَصَلّٰی مَا کُتِبَ لَہٗ ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ اَنْصَتَ غُفِرَ لَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی

شرح : حدیث ع۸۶۷ میں صرف قدموں کا ذکر ہے حالانکہ غبار جب زیادہ ہو جائے تو سارا بدن غبار آلود ہو جاتا ہے

۸۶۷، ۸۶۸ —— کیونکہ اس وقت اکثر مجاہد پیدل چل رہے تھے اور غبار زیادہ ہو یا کم قدم بہرحال غبار آلود ہو جاتے ہیں نیز انسان کی کی بنیاد قدم ہیں جب دونوں قدم دوزخ سے محفوظ ہوں گے تو سارے اعضاء محفوظ ہوں گے یہی حال دیگر اعضاً کا ہے اور حدیث ع۸۶۸ میں سعی سے مراد تیز دوڑنا ہے، یعنی دوڑتے ہوئے نماز کے لئے نہ آؤ یہ وقار کے خلاف ہے اور قرآن کریم میں " فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ " ہے تو اس سعی سے مراد مطلقاً اللہ کے ذکر کے لئے آنے کا حکم ہے دوڑنا مراد نہیں اس کی پوری تفصیل حدیث ع۶۱۲ کی تفہیم میں مذکور ہے "

ترجمہ : ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا "تم نماز کے لئے کھڑے نہ ہو حتی کہ مجھے دیکھ لو اور تم پرسکون و وقار ہو "

۸۶۹ ——

شرح : " عَلَیْکُمْ " اگر اسم فعل ہو تو السکینۃَ " منصوب ہوگا اس تقدیر پر معنی یہ ہے کہ تم سکون اور وقار و بردباری کو لازم پکڑو " اور السَّکِیْنَۃُ " کو مرفوع پڑھیں تو یہ بلتداء مؤخر اور "علیکم" خبر مقدم ہوگی اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہوگا اور تم پرسکون و وقار ہو "

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اقامت بیٹھ کر سننا سنت ہے۔ حدیث ع۶۱۳ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے "

باب —— جُمعہ کے روز دو شخصوں کے درمیان تفریق نہ کرے "

marfat.cpm

باب لا يقيم الرجل اخاه يوم الجمعة ويقعد في مكانه

٨٧١ حدثنا محمد هو ابن سلام قال اخبرنا مخلد بن يزيد قال اخبرنا ابن جريج قال سمعت نافعا قال سمعت ابن عمر يقول نهى النبي صلى الله عليه وسلم ان يقيم الرجل اخاه من مقعده ويجلس فيه قلت لنافع الجمعة قال الجمعة وغيرها

---

٨٧٠ — ترجمہ : سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور حسب استطاعت طہارت کرے پھر تیل لگائے یا کچھ خوشبو مل لے پھر (جمعہ کے لئے) جائے اور دو شخصوں کے درمیان تفریق نہ کرے اور جو کچھ اس کی قسمت میں ہے نوافل پڑھے پھر جب امام خطبہ کے لئے آئے تو خاموشی سے خطبہ سُنے تو دُوسرے جمعہ تک اس کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں،،

٨٧٠ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا، طہارت کرنا تیل اور خوشبو لگانا، جمعہ کے لئے جلدی جانا، دو شخصوں کے درمیان تفریق نہ کرنا اور خاموشی سے خطبہ سُننا مستحب ہے! اس حدیث کی تفصیل حدیث ۸۴۵ کی تفہیم میں مذکور ہے۔

باب — مرد جُمعہ کے دن اپنے بھائی کو اُٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے!

٨٧١ — ترجمہ : ابن جُریج نے کہا میں نے نافع کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنا وہ کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود وہاں بیٹھ جائے،، ابن جریج نے کہا میں نے نافع سے کہا کیا یہ جمعہ کے وقت ہے؟ اُنھوں نے کہا جمعہ اور اس کے غیر میں (سب کا یہی حکم ہے)

٨٧١ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بظاہر یہ نہی تحریم کے لئے ہے جب تک کوئی اور دلیل اس کے خلاف نہ ہو کسی شخص کو اپنی جگہ سے اُٹھانا اس لئے ممنوع ہے کہ جگہ خالی ہونے کے باعث وہ مباح جگہ میں پہلے بیٹھ گیا تھا،، اگر کسی شخص کو پہلے مسجد میں بھیج دے اور وہ ایک جگہ بیٹھ جائے کہ جب وہ آئے تو وہ جگہ خالی کر دے اور اس کو وہاں بٹھا دے تو یہ جائز ہے، ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن اپنے غلام کو مسجد میں پہلے بھیج دیا کرتے تھے تو جب ابن سیرین آتے تو وہ جگہ ان کے لئے خالی کر دیا کرتا تھا،، یا کوئی خود اپنی مرضی سے اپنی جگہ کسی اور کے لئے خالی کر دے تاکہ وہ وہاں بیٹھ جائے تو وہ اس نہی میں داخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.cpm

٨٧٢ بَابُ الْاَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ كَانَ النِّدَاءُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلُهٗ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَاءِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الزَّوْرَاءُ مَوْضِعٌ بِالسُّوْقِ بِالْمَدِیْنَةِ

باب — جمعہ کی اذان

٨٧٢ —

ترجمہ : سائب بن یزید نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہُوا کرتی تھی جبکہ امام منبر پر خطبہ کے لئے بیٹھتا جب عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت آیا اور لوگ زیادہ ہوگئے تو اُنھوں نے زوراء پر تیسری اذان زیادہ کردی "

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زوراء مدینہ منورہ کے بازار میں ایک جگہ ہے "

٨٧٢ —

شرح : سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں تیسری اذان کا اضافہ کیا اس کو تیسری اذان اس لئے کہا کہ یہ اذان پہلی دو اذانوں پر زیادہ کی گئی ہے، کیونکہ پہلی اذان وہ ہے جو خطیب کے سامنے کہی جاتی ہے دوسری اذان اقامت ہے اور تیسری اذان ظہر کا وقت داخل ہونے کے وقت ہے یہ اذان وجود کے اعتبار سے اوّل اور مشروعیت کے اعتبار سے مؤخر ہے جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے شروع ہُوئی اور تمام صحابہ نے اس کی موافقت کی اور کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا لہٰذا اس پر اجماع سکوتی ہُوا ،، اقامت پر اذان کا اطلاق ہوتا رہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " بَیْنَ كُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوةٌ لِّمَنْ یَّشَاءُ "، صاحب ہدایہ نے کہا جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو منبر کے سامنے مؤذن اذان کہیں ،، اور امام کا منبر پر بیٹھنے سے پہلے اذان دینا خلافِ سنّت ہے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی مؤذن تھا ،، اور وہ حضرت بلال تھے جو جمعہ کو اذان دیتے تھے صحیح بخاری میں ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے مؤذن تھے ،، وہ رمضان مبارک میں اذان دیا کرتے تھے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو بلال کی اذان سے غلط فہمی نہ ہو جائے جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ کہے تم کھاتے پیتے رہو ،، حضرت سعد قرظی بھی مسجد قبا کے مؤذن تھے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں مؤذن تھے اور حارث صدائی رضی اللہ عنہ نے اذان سیکھی وہ اپنی قوم کی مسجد میں اذان دیتے تھے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ مؤذن تھے مگر جمعہ کا مؤذن صرف ایک ہی تھا اور وہ حضرت بلال تھے ۔ مسجد میں اذان کہنا مکروہ خلافِ سنّت ہے۔ اگرچہ جمعہ کی اذان ہو یا پانچوں نمازوں کی اذانیں ہوں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں مسجد کے دروازہ پر اذان کہی جاتی تھی چنانچہ ابوداؤد نے سائب بن

marfat.cpm

٨٧٣ بَابُ الْمُؤَذِّنِ الْوَاحِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ الَّذِي زَادَ التَّأْذِينَ الثَّالِثَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ حِينَ كَثُرَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنٌ غَيْرُ وَاحِدٍ وَكَانَ التَّأْذِينُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ

٨٧٤ يَعْنِي عَلَى الْمِنْبَرِ بَابُ يُجِيبُ الْإِمَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا

یزید سے روایت کی ہے کَانَ یُؤَذِّنُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اِذَا جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ،،

یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن جب منبر شریف پر تشریف لاتے تو آپ کے سامنے مسجد کے دروازے پر مؤذن اذان کہتا اسی طرح ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عہدِ خلافت میں تھا،، اس روایت سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ خطیب کے سامنے مسجد میں اذان دینا خلافِ سنّت ہے۔ اور امام کے سامنے اذان کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ امام سے چند قدم دُور مسجد میں اذان کہی جائے کیونکہ مسجدِ نبوی کا دروازہ مسجد سے باہر تھا جس پہ اذان کہی جاتی تھی اور پانچوں نمازوں کے لئے اذان اونچے مکان پر دی جاتی تھی اسے ابوداؤد نے ذکر کیا ہے اسی لئے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اذان کے لئے منارہ تعمیر کرایا تھا۔ لہٰذا مسجد میں کوئی بھی اذان مکروہ ہے! واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جمعہ کے دن ایک مؤذن کا اذان کہنا

۸۷۳ — ترجمہ : سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے جمعہ کے دن تیسری اذان زیادہ کی وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے جبکہ مدینہ منوّرہ والے لوگ زیادہ ہوگئے،، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مؤذّن کے سوا کوئی مؤذن نہ تھا اور جمعہ کے دن اذان اس وقت دی جاتی تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف رکھتے تھے۔

۸۷۳ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحبّ امر یہ ہے کہ امام منبر پر بیٹھ جائے پھر اس کے سامنے مؤذّن اذان کہے،، اور منبر پہ خطبہ دینا مستحبّ ہے اگر منبر نہ ہو تو کسی اُونچی جگہ پہ کھڑا ہوکر خطبہ دے کیونکہ منبر نَبُرَ سے ہے اس کا معنیٰ ارتفاع ہے اس لئے اُونچی جگہ کو منبر کہا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — امام جب اذان سُنے تو منبر پر جواب دے

۸۷۴ — ترجمہ : ابوبکر بن عثمان بن سہل بن حُنیف نے ابوامامہ بن سہل بن حُنیف سے بیان کیا اُنھوں نے کہا میں نے امیر المؤمنین معاویہ بن ابوسفیان

marfat.com

عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ
اِبْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمِنْبَرِ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ
اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ وَاَنَا قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ
وَاَنَا فَلَمَّا اَنْ قَضَى التَّاذِيْنَ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا الْمَجْلِسِ حِيْنَ
اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَقُوْلُ مَا سَمِعْتُمُوْنِيْ مِنْ مَقَالَتِيْ

۸۷۵ بَابُ الْجُلُوْسِ عَلَى الْمِنْبَرِ عِنْدَ التَّاذِيْنِ

حَدَّثَنَا يَحْيَى اِبْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ اَخْبَرَهُ اَنَّ التَّاذِيْنَ الثَّانِيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
اَمَرَ بِهٖ عُثْمَانُ حِيْنَ كَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ التَّاذِيْنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ

سے جبکہ وہ منبر پر بیٹھے ہوئے تھے اور مؤذن نے اذان کہی اور اُس نے اللہ اکبر، کہا تو امیر معاویہ نے بھی اللہ اکبر کہا مؤذن نے اشہدان لا الہ الا اللہ، کہا تو امیر معاویہ نے کہا میں بھی یہی کہتا ہوں، مؤذن نے اشہدان محمدًا رسولُ اللہ، کہا تو امیر معاویہ نے کہا میں بھی اسی طرح کہتا ہوں، جب مؤذن نے اذان پوری کرلی تو امیر معاویہ نے کہا اے لوگو! میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مقام میں سُنا جبکہ مؤذن نے اذان دی کہ آپ یہی فرماتے تھے جو تم نے مجھ سے سُنا ہے!

۸۷۴ — شرح : اذان کے جواب پر اذان کا اطلاق اس لئے کیا کہ اس کی صورت اذان کی صورت ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ میں شروع ہونے سے پہلے کلام کرلینا مباح ہے اور امام خطبہ دینے سے پہلے منبر پر بیٹھ جائے! اور منبر پر بیٹھنے سے پہلے اذان نہ کہی جائے۔

باب — اذان دینے کے وقت امام کا منبر پر بیٹھنا

۸۷۵ — ترجمہ : سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جمعہ کے روز دوسری اذان کا حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس وقت دیا جبکہ لوگ زیادہ ہوگئے اور جمعہ کے دن اذان اس وقت دی جاتی تھی جبکہ امام منبر پر بیٹھتا تھا!

۸۷۵ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کا خطبہ دینے سے پہلے منبر پر بیٹھنا سنّت ہے۔

---

marfat.cpm

بَابُ التَّاذِيْنِ عِنْدَ الْخُطْبَةِ

۸۷۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ اِنَّ الْاَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ اَوَّلُهُ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَكَثُرُوْا اَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْاَذَانِ الثَّالِثِ فَاُذِّنَ بِهٖ عَلَى الزَّوْرَآءِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ۔ بَابُ الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ اَنَسٌ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ

باب — خطبہ کے وقت اذان کہنا

۸۷۶ — ترجمہ : سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت دی جاتی تھی جبکہ امام منبر پہ بیٹھ جاتا یہ رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عہد میں تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو انھوں نے جمعہ کے دن تیسری اذان کا حکم دیا اور زوراء پہ آذان کہی گئی پھر اسی پہ امر ثابت رہا (آج تک)

۸۷۶ — شرح : یعنی دو اذانوں اور ایک اقامت پر امر قائم رہا اس پر ساری دنیا میں عمل ہو رہا ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر بدعت گمراہی نہیں کیونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی اذان ایجاد کی حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں یہ اذان نہ تھی ۔ اور اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق کیا اور کسی نے انکار نہ کیا ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے مسلمان اچھا خیال کریں وہ اللہ کے حضور بھی اچھا ہے ۔ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت کے متعلق فرمایا یہ اچھی بدعت ہے لہٰذا اس حدیث "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" ہر بدعت گمراہی ہے کا معنی یہ ہے کہ ہر بُری بدعت گمراہی ہے ۔ تحقیق یہ ہے کہ بدعت کے پانچ اقسام ہیں ۔ واجبہ ۔ مندوبہ ۔ محرمہ ۔ مکروہہ ۔ مباحہ ۔

بَابُ الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ

باب — خطبہ منبر پہ دینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ منبر پہ دیا "

marfat.cpm

۸۷۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ

ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ الْقُرَشِيُّ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمِ بْنُ دِينَارٍ أَنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَقَدِ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِمَّ عُودُهُ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ وَأَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فُلَانَةَ امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ فَأَمَرَتْهُ فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَاءَ بِهَا فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هٰهُنَا ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا بِي وَلِتَعَلَّمُوا صَلَاتِي

---

۸۷۷ —— ترجمہ : ابو حازم بن دینار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ سہل بن سعد ساعدی کے پاس آئے جبکہ لوگوں نے منبر شریف میں شک کیا کہ اس کی لکڑی کس درخت کی تھی؟ اُنھوں نے حضرت سہل بن سعد سے دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا میں پہچانتا ہوں کہ منبر شریف کس لکڑی سے بنایا گیا تھا میں نے پہلے دن منبر کو دیکھا جبکہ وہ رکھا گیا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھے ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں عورت کو پیغام بھیجا سہل نے اس کا نام بھی ذکر کیا (اس کو فرمایا) اپنے غلام ترکھان کو حکم دو کہ وہ میرے لئے منبر بنائے میں اس پر بیٹھوں گا جبکہ لوگوں کو وعظ کروں گا اس عورت نے غلام کو حکم دیا (کہ منبر بنائے) اس نے غابہ میں جھاؤ کے درخت سے منبر تیار کیا پھر اسے لے کر آیا تو اس عورت نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا وہ آپ کے حکم کے مطابق یہاں رکھا گیا پھر میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اس پر نماز پڑھی چنانچہ آپ نے اللہ اکبر فرمایا جبکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے پھر رکوع فرمایا حالانکہ آپ منبر شریف پر ہی تھے پھر پچھلے پاؤں منبر سے اُترے اور اس سے نیچے سجدہ کیا ،، پھر لوٹے جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ! اے لوگو! میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ تم میری اقتداء کرو اور نماز سیکھو !

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی خلاف عادت نیا کام کرے۔ تو اپنے ساتھیوں سے اس کی حکمت بیان کر دے ،، کیونکہ

۸۷۷ —— نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت کی خاطر اس طرح نماز پڑھی تھی ،، اور وہ یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ کے افعالِ صلوٰۃ دیکھ کر آگاہی ہو ،، نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ نماز میں متفرق عمل کثیر مفسد صلوٰۃ نہیں ،، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دو قدم چل کر بار بار ہر رکعت میں منبر شریف سے اُترتے رہے جن کا مجموعہ یقیناً کثیر عمل ہے ،، منبر پہ خطبہ دینا مسنون ہے تاکہ خطیب اچھی طرح سے لوگوں کا مشاہدہ کر سکے ،، منبر قبلہ کی جہت میں محراب کے دائیں طرف ہونا چاہیئے ،، بہت اُونچا منبر بنانا مکروہ اور خلافِ سنت ہے ، اس منبر کی دو سیڑھیاں تھیں جن پہ قدم رکھ

marfat.com

۸۷۸ حدثنا سعید بن ابی مریم قال حدثنا محمد بن جعفر
ابن ابی کثیر قال اخبرنی یحیی بن سعید قال اخبرنی ابن انس انہ سمع جابر بن عبد اللہ قال کان جذع یقوم علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما وضع لہ المنبر سمعنا للجذع مثل اصوات العشار حتی نزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ علیہ وقال سلیمان عن یحیی اخبرنی حفص بن عبید اللہ بن انس سمع جابرا

کر چڑھتے ہوئے تیسری سیڑھی پر بیٹھ کر وعظ فرماتے تھے،، لہذا یہ حدیث ابوداؤد کی حدیث کہ آپ کے منبر شریف کی دو سیڑھیاں تھیں کے منافی نہیں کیونکہ ابوداؤد نے اس سیڑھی کا شمار نہیں کیا جس پر آپ بیٹھتے تھے،، اس کی تفصیل " باب الصلوٰۃ علی المنبر،، کی حدیث کی تفہیم میں مذکور ہے واللہ اعلم!

۸۷۸ — ترجمہ : ابن انس نے بیان کیا کہ اُنھوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ کھجور کا ایک تنا تھا جس کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے جب آپ کے لئے منبر بنا کر رکھا گیا تو ہم نے ستون حنانہ کے رونے کی آواز سُنی جو دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی آواز سی تھی حتیٰ کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اُترے اور اس پر دستِ شفقت رکھا،،
سلیمان نے یحییٰ سے روائت کی اُنھوں نے کہا مجھے حفص بن عبید اللہ بن انس نے خبر دی کہ اُنھوں نے جابر سے سُنا

۸۷۸ — شرح : جوہری نے کہا عشار عُشَراء کی جمع ہے یہ وہ حاملہ اونٹنی ہے جس کا حمل دس ماہ کا ہو بچّہ پیدا ہونے تک اس کو عُشَراء کہا جاتا ہے،،

اس حدیث شریف میں عظیم معجزہ ہے اور یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت و رسالت پر دلالت کرتا ہے،، اللہ تعالیٰ نے ستون حنانہ کو زندگی بخشی اور وہ آپ کے فراق میں رونے لگا اس حدیث میں قدریہ فرقہ کا عظیم ردّ ہے جبکہ وہ کہتے ہیں کہ کلام اس شی سے متصوّر ہوتا ہے جس کا منہ اور زبان ہو،، ردّ کی تقریر یہ ہے کہ خداوند قدوس قادر مطلق ہے کہ جمادات اور حیوانات کو گویائی کی قوت عطا کر دے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا قیامت میں حجرِ اسود کی ایک زبان اور دو آنکھیں ہوں گی جو اس کو بوسہ دینے والے کی گواہی دے گا۔ کنکریوں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ پتھر آپ کو سلام عرض کرتے تھے درخت ایک ساق پر چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ایک دوسرے سے مل کر آپ کے قضاءِ حاجت کے وقت پردہ کرتے تھے قربانی کے اونٹ آگے بڑھ کر عرض کرتے تھے کہ اسے پہلے ذبح کیا جائے اور اپنی تکالیف کا آپ سے شکوہ کرتے تھے۔ جن کا آپ ازالہ فرماتے تھے بعض گدھے آپ کے دربان تھے۔ بخاری میں ہے ایک گدھا یعفور نامی آپ کے حکم کے مطابق صحابہ کو بُلا لایا کرتا تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں تعلیق ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا کہ اس روائت میں ابن انس مجہول نہیں کیونکہ وہ حفص بن عبید اللہ بن انس ہے اور اس پر ابن کا اطلاق مجازی ہے۔ علاوہ ازیں یحییٰ بن سعید عادل ضابط سے روائت کیا کرتے ہیں اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں اور اس کی روائت کرنے والے راوی مجہول نہیں۔

marfat.cpm

۸۷۹ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ
اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ جَآءَ
۸۸۰ اِلَی الْجُمُعَةِ فَلْیَغْتَسِلْ **بَابُ الْخُطْبَةِ** قَائِمًا وَقَالَ اَنَسٌ بَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ قَائِمًا **حَدَّثَنِیْ** عُبَیْدُ اللّٰهِ
ابْنُ عُمَرَ الْقَوَارِیْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ یَقْعُدُ ثُمَّ یَقُوْمُ كَمَا تَفْعَلُوْنَ الْاٰنَ

۸۷۹ — ترجمہ : سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے روائت کی اُنھوں نے کہا میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر خطبہ دیتے ہوئے سُنا کہ آپ نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے لئے آئے وہ غسل کرلے!

۸۷۹ — شرح : فضل الغسل کے باب میں حدیث ۸۳۹ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر منبر موجود ہو تو اس پر خطبہ دینا چاہیئے ورنہ کوئی اونچی جگہ بنالی جائے جس پر خطبہ دیا جائے!
جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے جبکہ شروع اسلام میں یہ واجب تھا پھر منسوخ ہوگیا۔
واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — کھڑے ہوکر خطبہ دینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ دے رہے تھے ،،

۸۸۰ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے اُنھوں نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر خطبہ دیتے پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوجاتے ایسے تم اب کرتے ہو!

۸۸۰ — شرح : یعنی دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑا سا بیٹھ جاتے تھے امام شافعی اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا کھڑے ہوکر خطبہ دینا واجب ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا ،، اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دوام فرمایا ہے ،، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اسی طرح دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا بھی واجب ہے کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفاء راشدین نے اس پر دوام فرمایا ہے ،، اور آپ نے فرمایا " صلوا کما ایتمونی اصلی " ایسے نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک خطبہ میں قیام مسنون ہے اسی طرح دونوں

marfat.cpm

بَابُ اِسْتِقْبَالِ النَّاسِ الْاِمَامَ اِذَا خَطَبَ وَاسْتَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ وَاَنَسٌ

۸۸۱ الْاِمَامَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِيْ مَيْمُوْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ

خطبوں کے درمیان ذرا دیر بیٹھنا بھی مسنون ہے اور مذکور حدیث قیام کے شرط ہونے پر دلالت نہیں کرتی اسی طرح قرآن کریم کی آئت بھی شرط ہونے پر دلالت نہیں کرتی،، کیونکہ حدیث شریف اور آئت کریمہ میں خطبہ میں قیام کی حالت کا ذکر ہے اور محض آپ کا فعل وجوب کی دلیل نہیں ہوسکتا غائت مافی الباب یہ ہے کہ خطبہ میں قیام مسنون ہے اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم افضل پر دوام فرماتے تھے حالانکہ اس کا غیر بھی جائز ہوتا ہے،، چنانچہ امام بخاری نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک دن منبر شریف پر بیٹھے اور ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے،، یہ حدیث احناف کے مذہب کی قوی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — امام لوگوں کی طرف منہ کرے (خطبہ میں) اور لوگوں کا امام کی طرف منہ کرنا جبکہ امام خطبہ دے،،

حضرت عبداللہ بن عمر اور انس رضی اللہ عنہم نے (امام کی طرف) منہ کیا،،

۸۸۱ — ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک دن منبر شریف پر بیٹھے اور ہم آپ کے ارد گرد ہوکر بیٹھ گئے،،

۸۸۱ — شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارد گرد بیٹھنا اس لئے تھا کہ وہ آپ کو دیکھیں اور غور وخوض سے آپ کے وعظ کی سماعت کریں اور اس طرف ان کے دل فارغ ہوں اور آپ کے کلام میں تدبر کریں اور کسی اور شئی میں مشغول نہ ہوں،،

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا خطیب قبلہ کی طرف پشت کرے اور لوگوں کی طرف منہ کرے کیونکہ وہ جب قبلہ کی طرف منہ کرے گا تو اگر وہ محراب کے پاس پہلی صف میں ہو تو یقیناً لوگوں کی طرف پشت ہوگی اور ان کی طرف پشت کرنا جبکہ وہ اس کے مخاطب ہوں قبیح ہے اور خطاب کی وضع کے خلاف ہے،، اگر وہ پچھلی صف میں ہو تو اگر وہ قوم کی طرف منہ کرے گا تو لوگ قبلہ کی طرف پشت کرکے بیٹھیں گے تو لازم آئے گا کہ سب کی پشتیں قبلہ کی طرف ہوں اور یہ اچھا نہیں کیونکہ ایک شخص کی پشت کا قبلہ کی طرف ہونا تمام کی پشتوں کا قبلہ کی طرف ہونے سے آسان ہے اور اگر وہ قوم کی طرف پشت کرے تو یہ قبیح ترین حالت بن جاتی ہے،،

marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ فِی الْخُطْبَةِ بَعْدَ الثَّنَاءِ اَمَّا بَعْدُ رَوَاهُ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ قُلْتُ مَا شَاْنُ النَّاسِ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَیْ نَعَمْ قَالَتْ فَاَطَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِدًّا حَتّٰى تَجَلَّانِیَ الْغَشْیُ وَاِلٰى جَنْبِیْ قِرْبَةٌ فِيْهَا مَاءٌ فَفَتَحْتُهَا فَجَعَلْتُ اَصُبُّ مِنْهَا عَلٰى رَاْسِیْ فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ قَالَتْ فَلَغَطَ نِسْوَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْكَفَاْتُ اِلَيْهِنَّ لِاُسْكِتَهُنَّ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَاقَالَ قَالَتْ قَالَ مَا مِنْ شَیْءٍ لَّمْ اَكُنْ اَرَيْتُهُ اِلَّا وَقَدْ رَاَيْتُهُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَاِنَّهٗ قَدْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ يُؤْتٰى اَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهٗ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوْ قَالَ الْمُوْقِنُ شَكَّ هِشَامٌ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ مُحَمَّدٌ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا وَصَدَّقْنَا فَيُقَالُ لَهٗ نَمْ صَالِحًا قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا بِهٖ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ شَكَّ هِشَامٌ فَيَقُوْلُ لَهٗ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُ قَالَ هِشَامٌ فَلَقَدْ قَالَتْ لِیْ فَاطِمَةُ فَاَوْعَيْتُهُ غَيْرَ اَنَّهَا ذَكَرَتْ مَا يُغَلَّظُ عَلَيْهِ

باب — جس نے خطبہ میں ثناء کے بعد "اَمَّا بَعْدُ" کہا

اس کی عکرمہ نے ابن عباس سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی"، محمود نے کہا ہم کو ابواُسامہ نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم سے فاطمہ بنت منذر نے اسماء بنت ابی بکر سے بیان کیا اُنھوں نے کہا میں عائشہ کے پاس گئی جبکہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے عائشہ نے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا میں نے کہا کیا یہ کوئی علامت ہے (لوگوں کے عذاب کی) عائشہ نے کہا ہاں (علامت ہے) اسماء نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو بہت لمبا کیا حتیٰ کہ مجھے غشی آگئی میرے قریب ایک مشکیزہ پڑا ہوا تھا جس میں پانی تھا میں نے اس کو کھولا اور اس سے سر پہ پانی ڈالنا شروع کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے جبکہ سورج (گرہن) سے کھل چکا تھا آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا "اَمَّا بَعْدُ" اسماء نے کہا انصاری عورتوں نے مختلف باتیں کرنا شروع کر دیں میں ان کے پاس گئی تاکہ ان کو چپ کراؤں پھر میں نے عائشہ سے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ اُنھوں نے کہا آپ نے فرمایا کوئی ایسی شئی نہ تھی جو میں نے نہ دیکھی ہو مگر اس کو اپنے اِس مقام میں

marfat.com

۸۸۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمَالٍ أَوْ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهُ فَأَعْطَى رِجَالًا وَتَرَكَ رِجَالًا فَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِينَ تَرَكَ عَتَبُوا فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ أَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰهِ إِنِّي أُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي وَلٰكِنِّي أُعْطِي أَقْوَامًا لِمَا أَرَى فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَكِلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَوَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ

- دیکھ لیا حتیٰ کہ میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا اور مجھے وحی کی گئی کہ تمہارا قبروں میں امتحان ہوگا جو مسیح دجال کے فتنہ کے قریب قریب ہوگا تم میں سے ایک کو پیش کیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا اس شخص کے متعلق تو کیا علم رکھتا ہے۔ مومن یا موقن ہو ہشام نے شک سے بیان کیا تو کہے گا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہمارے پاس معجزات اور ہدایت کے ساتھ تشریف لائے ہم آپ پر ایمان لائے آپ کی دعوت قبول کی آپ کی اتباع اور تصدیق کی پھر اس کو کہا جائے گا تو آرام سے سو جا ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے۔

بہر حال منافق یا مرتاب ہشام نے شک سے بیان کیا" سے کہا جائے گا تو اس شخص کے متعلق کیا علم رکھتا ہے وہ کہے گا میں اس کو نہیں جانتا ہوں میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا تو میں نے بھی کچھ کہہ دیا ہشام نے کہا فاطمہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اس حدیث کو خوب محفوظ کیا سوا اس کے کہ اس نے اس پر سختی کی تصویر ذکر کی"

شرح : اس حدیث کی تشریح باب العلم کی حدیث ۸۵ کی تفہیم میں مذکور ہے" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں بہت بڑا امتحان ہوگا، اس میں کثیر احادیث ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابوداؤد اور طبرانی میں مذکور ہیں ان کے علاوہ ابوداؤد طیالسی اور حکیم ترمذی نے ان کو خوب بسط سے ذکر کیا ہے" اس حدیث کے ان الفاظ (ما من شئ لم اکن اریته الا قد رایته فی مقامی ھذا) سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام میں خداوند قدوس جل وعلا کو بھی دیکھا کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی شئ کے مفہوم میں داخل ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے" قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً مِنَ اللّٰهِ" خیال فرمائیں جس ذاتِ کریم سے غفور رحیم بھی مخفی نہ رہا دنیا کی کونسی شئ اس سے مخفی رہ سکتی ہے" سُبحان من خلقه اکرم الناس واعلمهم" آپ نے جنت اور دوزخ کو نفس الامر میں دیکھا تھا کیونکہ ایک روائت کے مطابق آپ نے جنت کی طرف ہاتھ بڑھایا اگر جنت کی تصویر مراد ہو تو اس کا پھل لینے کے لئے ہاتھ بڑھانا بے معنی ہوگا۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

۸۸۲ — ترجمہ : عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال یا قیدی لائے گئے آپ نے ان کو تقسیم کیا اور کچھ لوگوں

marfat.cpm

۸۸۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِّنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَاجْتَمَعَ اَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّوْا مَعَهُ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا فَكَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَهْلِهِ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرُ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ لٰكِنِّي خَشِيتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا تَابَعَهُ يُونُسُ

کو دیا اور بعض کو نہ دیا ،، اس کے بعد آپ کو خبر پہنچی کہ جن لوگوں کو آپ نے مال وغیرہ نہیں دیا اُنھوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ ،، اللہ کی قسم میں کسی شخص کو مال دیتا ہوں اور کسی کو چھوڑ دیتا ہوں اور جس کو میں چھوڑ دیتا ہوں وہ مجھے اس شخص سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جس کو میں دیتا ہوں لیکن میں بعض لوگوں کو اس لئے مال دیتا ہوں کہ ان کے دلوں میں بے صبری اور عدم ثبات دیکھتا ہوں اور بعض دوسرے لوگوں کو اس شئ کے سپرد کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں غنا اور خیر رکھی ہے ان میں سے ایک عُمر بن تغلب ہیں اللہ کی قسم ! میں یہ پسند نہیں کرتا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقدس ارشاد کے عوض مجھے سرخ اونٹ دیئے جائیں ان کی یونس نے متابعت کی ہے !

۸۸۲ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد ،، اَمَّا بَعْدُ ،، کہنا مسنون ہے ،،

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو حجرہ سے باہر تشریف لے گئے اور مسجد میں نماز (نفل) پڑھی لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی ،، لوگوں نے اس کا ذکر کیا پھر (دوسری رات) لوگ ان سے زیادہ جمع ہو گئے اور اُنھوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی لوگوں نے صبح اس کا ذکر کیا تو تیسری رات میں نمازی بہت زیادہ ہو گئے جب چوتھی رات تھی تو مسجد نمازیوں سے عاجز ہو گئی (لوگ مسجد میں سماتے نہ تھے) حتیٰ کہ آپ صبح کی نماز کے لئے حجرہ شریفہ سے باہر تشریف لائے جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہُوئے اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ ! تمہارا مسجد میں موجود ہونا مجھ پر مخفی نہ تھا لیکن مجھے یہ خوف ہُوا کہ کہیں تم پہ (رات کی نماز) فرض نہ ہو جائے پھر تم اس کو ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ گے ۔ عُقیل کی یونس بن یزید اَیلی نے متابعت کی ،،

۸۸۳ — شرح : یعنی تمہارا مسجد میں حاضر ہونا مجھ پر مخفی نہ تھا لیکن میں تمہارے پاس رات کو باہر اس لئے نہیں آیا کہ اگر ہم آج کی رات تمہارے ساتھ رات

marfat.cpm

۸۸۴ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَشِيَّةً
بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَتَشَهَّدَ وَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ تَابَعَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَّا بَعْدُ وَتَابَعَهُ الْعَدَنِيُّ عَنْ سُفْيَانَ فِي أَمَّا بَعْدُ

۸۸۵ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَامَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ يَقُولُ أَمَّا بَعْدُ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

کی نماز پڑھتے تو تم پر یہ نماز فرض ہو جاتی پھر تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاتے ،، کتاب الصیام میں یہ حدیث بعینہٖ مذکور ہے ان راتوں میں جو نماز پڑھی گئی وہ تراویح کی نماز تھی تہجد کی نماز نہ تھی کیونکہ تہجد تو آپ ہمیشہ پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ رکعت نفل پڑھا کرتے تھے ،، اور اس کے بعد تین وتر پڑھتے ان میں پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ دوسری رکعت میں قل یا ایتہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ ،، پڑھا کرتے تھے !

۸۸۴ — ترجمہ : ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کے بعد خطبہ دیا اور تشہد پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے .. پھر فرمایا ! اَمَّا بَعْدُ ،، زہری کی ابو معاویہ محمد بن خازم اور ابو اسامہ نے متابعت کی اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے ابو حمید ساعدی سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا اَمَّا بَعْدُ ،، محمد بن یحییٰ کی عدنی نے صرف اَمَّا بَعْدُ ! میں متابعت کی ! (یعنی ساری حدیث میں متابعت نہیں کی)

---

۸۸۵ — ترجمہ : مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا میں نے آپ سے سُنا جبکہ آپ نے خطبہ دیا آپ نے فرمایا اَمَّا بَعْدُ ! زبیدی نے محمد بن ولید کی زہری سے متابعت کی !

۸۸۵ — شرح : یہ طویل حدیث ہے جس میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ذکر ہے اور یہاں اس کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے ،، کیونکہ بخاری کا مقصد یہ ہے کہ خطبہ میں حمد و ثناء کے بعد اما بعد کہنا مسنون ہے ۔

marfat.cpm

۸۸۶ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيلِ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ وَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَهُ مُتَعَطِّفًا مُلَحَّفَةً عَلٰى مَنْكِبَيْهِ قَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ بِعِصَابَةٍ دَسِمَةٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِلَيَّ فَثَابُوا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ يَقِلُّونَ وَيَكْثُرُ النَّاسُ فَمَنْ وَلِيَ شَيْئًا مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَاسْتَطَاعَ أَنْ يَضُرَّ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعَ فِيهِ أَحَدًا فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ

بَابُ الْقُعْدَةِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ

۸۸۷ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا

---

۸۸۶ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر جلوہ افروز ہُوئے اور یہ آپ کا آخری بیٹھنا تھا آپ اپنے موڈھوں پر چادر اوڑھ کر بیٹھے جبکہ سر مبارک کو کالے رنگ کے عمامہ شریف سے باندھا ہُوا تھا ،، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا اے لوگو! میرے قریب آجاؤ ،، لوگ جلدی سے آپ کے قریب آگئے پھر آپ نے فرمایا ،، اَمَّا بَعْدُ یہ انصار کا قبیلہ ہے جو کم ہوتے جائیں گے اور لوگ زیادہ ہو جائیں گے جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے خلافت کا والی بنے اور وہ اس میں کسی کو اذیت پہنچانے یا نفع دینے کی استطاعت رکھتا ہو وہ ان میں سے احسان کرنے والے کی نیکی کو قبول کرے اور اساءت کرنے والے کی اساءت سے درگزر کرے۔

۸۸۶ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب وعظ کرنا ہوتا تھا تو منبر پر تشریف لاتے تھے معلوم ہُوا کہ وصیت کے لئے خطبہ دینا جائز ہے اور حمد وثناء سے خطبہ کی ابتداء کرنی چاہیئے اور اس کے بعد اَمَّا بَعْدُ ،، کہنا چاہیئے اس حدیث میں غیب کی خبر ہے کیونکہ انصار یقیناً کم ہوتے گئے اور دوسرے لوگوں کی کثرت ہوتی گئی ،، نیز معلوم ہُوا کہ خلافت انصار میں نہیں کیونکہ اگر ان میں خلافت ہوتی تو ان کو وصیت فرماتے کسی اور کو ان کے بارے میں وصیت نہ فرماتے یہ حدیث جامع کلمات میں سے ہے ،،

باب — جمعہ کے دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا ،،

۸۸۷ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ میں دو خطبے دیتے اور ان کے درمیان بیٹھ جاتے تھے۔

marfat.cpm

٨٨٨ بَابُ الْاِسْتِمَاعِ اِلَى الْخُطْبَةِ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ

٨٨٧ ــــ

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا مشروع ہے ،، لیکن امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا یہ سنت ہے واجب نہیں جیسے نماز میں استراحت کا جلسہ واجب نہیں ،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا باب کی یہ حدیث دونوں خطبوں کے درمیان قعدہ کی سنیت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کرتے تھے اور یہ نہ فرمایا کہ اس کے سوا کچھ اور جائز نہیں کیونکہ مسئلہ کی تفصیل کا بیان آپ پر فرض تھا ،، امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دونوں خطبوں کے درمیان قعدہ کے وجوب کا قول امام شافعی کے سوا کسی نے نہیں کیا ہے ،،

باب ــــ خاموش ہو کر خطبہ سُننا

٨٨٨ ــــ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے دروازہ پر فرشتے بیٹھ جاتے ہیں وہ پہلے پہلے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں ،، اور بہت جلدی آنے والے کی مثال اس شخص کی مثال ہے جو اونٹ قربانی کرتا ہے پھر اس شخص جیسی جو گائے قربانی کرتا ہے پھر اس شخص جیسی جو مینڈھا قربانی کرتا ہے پھر مرغی پھر انڈا صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور جب امام (خطبہ کے لئے) باہر آئے تو فرشتے اپنی کتابیں لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سُننے لگتے ہیں۔

شرح : اس حدیث شریف میں جمعہ کا خطبہ سُننے کی ترغیب دلائی ہے ،، مجاہد نے کہا کہ نماز اور خطبہ کے سوا خاموشی سے قرآن کا سُننا واجب نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جو کوئی خطبہ کی آواز سُنتا ہو یا نہ سُنتا ہو اس پر ہمہ تن ہو کر خاموش ہو کر سُننا واجب ہے ،، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص اتنی دُور بیٹھا ہو کہ خطبہ کی آواز وہاں تک نہ پہنچتی ہو وہ قرآن پڑھتا رہے یا ذکر کرتا رہے اس میں کوئی حرج نہیں ،، قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اثناءِ خطبہ میں کلام کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور

marfat.cpm

۸۸۹ بَابٌ اِذَا رَأَى الْاِمَامُ رَجُلًا جَاءَ وَهُوَ يَخْطُبُ اَمَرَهُ اَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ اَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ فَقَالَ لَا قَالَ قُمْ فَارْكَعْ

امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا خطبہ کی آواز پہنچے یا نہ پہنچے کان لگا کر خطبہ سُننا واجب ہے لیکن امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ خطبہ سُننا سُنت ہے واجب نہیں،، (کرمانی)

باب — جب امام کسی شخص کو آتا ہُوا دیکھے اور وہ خطبہ پڑھ رہا ہو تو اس کو حکم دے کہ وہ دو رکعتیں پڑھ لے

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص آیا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، آپ نے فرمایا اے فلانے کیا تو نے نماز پڑھی ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھ لو!

۸۸۹ —

شرح : امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما نے کہا جو کوئی مسجد میں داخل ہو اور امام جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو تو اس کے لئے

۸۸۹ —

تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے لیکن خطبہ سُننے کے لئے ان میں تخفیف کرے مذکور حدیث ان کی تائید کرتی ہے امام ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا کہ خطبہ کی حالت میں تحیۃ المسجد نہ پڑھے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا،، اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ فَقَدْ لَغَوْتَ الخ: معلوم ہُوا خطبہ میں انصات (خاموشی سے سُننا) واجب ہے اور مذکور حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث کا جواب یہ ہے کہ آنے والا وہ شخص غریب تھا فقیر تھا اس کی حالت بہت شکستہ تھی قابلِ رحم تھی اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے لئے فرمایا تھا تاکہ لوگ اس کو حاجت مند دیکھ کر اس کی مدد کریں مگر اس جواب میں کچھ سقم ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے" کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لے،، لیکن احناف کہتے ہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کی حالت میں سکوت فرمایا حتی کہ وہ شخص نماز سے فارغ ہو گیا چنانچہ دار قطنی نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق عبید مرفوع روایت ذکر کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہُوا جبکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو اسے فرمایا" اُٹھو اور دو رکعتیں پڑھو اور اس کے فارغ ہونے تک آپ

marfat.cpm

۸۹۰ بَابُ مَنْ جَاءَ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ

حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ اَصَلَّيْتَ قَالَ لَا قَالَ قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ

خاموش رہے ،، دار قطنی نے یہ حدیث عبید بن محمد کے علاوہ امام احمد بن حنبل سے بھی روایت کی ہے۔ یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے مگر ہمارے نزدیک مرسل حدیث حجت ہے اور ابن ابی شیبہ کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ دو رکعتیں پڑھو اور آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ وہ نماز سے فارغ ہو گیا پھر آپ نے خطبہ دینا شروع کر دیا ،،

دوسرا جواب یہ ہے کہ جب وہ شخص آیا تھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں ابھی شروع نہیں ہوئے تھے چنانچہ امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے " بَابُ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ،، کے عنوان کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سلیک غطفانی آیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سلیک نماز پڑھنے سے پہلے بیٹھ گئے تو آپ نے اس کو فرمایا کیا تو نے دو رکعتیں پڑھی ہیں اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اٹھو اور دو رکعتیں پڑھو ،،

تیسرا جواب یہ ہے کہ اس وقت نماز میں کلام کرنا جائز تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا لہٰذا جمعہ میں بھی کلام کرنا منسوخ اور سکوت ضروری ہو گیا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے اپنے ساتھی سے کہا خاموش ہو جا حالانکہ امام جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو اس نے لغو بات کی ،، معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلیک سے یہ فرمانا کہ نماز پڑھو یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ جمعہ اور نماز میں کلام کرنا منسوخ نہ تھا۔ قاضی عیاض نے کہا سادا تنا ابوبکر صدیق ، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم خطبہ کے وقت نماز پڑھنے سے منع کیا کرتے تھے ،، ابن عربی رحمہ اللہ نے کہا خطبہ کی حالت میں نماز پڑھنا حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ،، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنے ساتھی سے خطبہ کی حالت میں یہ کہے کہ خاموش ہو جا تو تو نے لغو کام کیا ،،

حدیث شریف میں مذکور شخص سُلَیک غطفانی تھا جو بہت غریب تھا ،، اور اس وقت خطبہ میں کلام کرنا مباح تھا پھر بعد میں نماز اور خطبہ میں کلام کرنا منسوخ ہو گیا لہٰذا یہ حدیث احناف کے مذہب کے خلاف نہیں !

باب ـــ جو کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لے ـــ "

marfat.cpm

۸۹۱ بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْخُطْبَةِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ
عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ ح وَعَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَ الْكُرَاعُ هَلَكَ الشَّاءُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا **بَابُ الِاسْتِسْقَاءِ فِي الْخُطْبَةِ**
۸۹۲ يَوْمَ الْجُمُعَةِ **حَدَّثَنَا** إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ
ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ

---

۸۹۰ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمعہ کے دن ایک شخص آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو آپ نے اس کو فرمایا کیا تو نے نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا دو رکعتیں پڑھ لو،
حدیث ۸۸۹ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے!

باب — خطبہ میں دونوں ہاتھ اُٹھانا

۸۹۱ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! گھوڑے اور بکریاں ہلاک ہوگئیں اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ ہم پہ بارش برسائے آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دُعا فرمائی "

شرح : اس حدیث میں رفع سے مراد مدّ ہے لہٰذا حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے۔ کتاب الاستسقاء میں اس حدیث کی تفصیل مذکور ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز!

باب جمعہ کے روز خطبہ میں بارش کی دُعاء کرنا

۸۹۲ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں قحط پڑا ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! مال ہلاک ہوگیا، بال بچہ بھوکا مرنے لگا ہے آپ اللہ سے ہمارے لئے دُعا فرمایئے آپ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے جبکہ آسمان پہ بادل کا ٹکڑا بھی نہ تھا

marfat.cpm

يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذَلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى فَقَامَ ذَلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ قَالَ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِي قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ **بَابُ** الْإِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَإِذَا قَالَ لِصَاحِبِهِ أَنْصِتْ فَقَدْ لَغَا وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ

اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے آپ نے ابھی ہاتھوں کو نیچے نہ کیا تھا کہ پہاڑوں کی طرح بادل نے جوش مارا آپ منبر شریف سے اُترے بھی نہیں تھے (اور خوب بارش ہونے لگی) حتیٰ کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے پانی کے قطرے گرتے دیکھے،، وہاں سارا دن بارش ہوتی رہی اور اگلے روز پھر اگلے روز پھر اگلے روز حتیٰ کہ دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی،، (دوسرے جمعہ میں) وہی اعرابی یا اس کے علاوہ کوئی اور شخص کھڑا ہُوا اور عرض کیا یا رسُول اللہ! مکان گر گئے اور مال پانی میں ڈوبنے لگا ہے ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے (کہ بارش رُک جائے) سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا ہم پر نہ برسا آپ اپنے دستِ اقدس کے ساتھ بادل کی کسی طرف اشارہ نہ فرماتے مگر اسی طرف سے بادل کھُل جاتا اور مدینہ منوّرہ "شرفہا اللہ تعالیٰ" ڈھال کی طرح گول دائرہ ہوگیا اور وادی قناۃ مہینہ بھر بہتی رہی جو کوئی باہر کے کسی کونہ سے آتا وہ یہی کہتا بہت بارش ہُوئی۔

۸۹۲ — شرح : اس حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا واضح معجزہ ہے کہ آپ کے ہاتھ اُٹھاتے ہی بارش ہوگئی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے بغیر بھی بارش کی دُعا کرنا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے،، اور زور کی بارش میں بھی خطبہ پُورا کرنا چاہیئے،، اور ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا مستحب ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب اللہ سے دعا کرو تو ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرو جبکہ ہاتھوں کے بطون تمہارے منہ کی طرف ہوں،، ترمذی شریف میں حسن حدیث ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حی کریم ہے جب کوئی ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرے وہ اس کے ہاتھوں کو خالی واپس نہیں کرتا ہے،، امام بخاری رحمہ اللہ نے دُعا میں ہاتھ اُٹھانے میں مستقل باب ذکر کیا ہے!

بابُ — جمعہ کے دن خاموش رہنا جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو،، اور جو کوئی اپنے ساتھی سے کہے کہ خاموش رہو اُس نے لغو کام کیا سلمان فارسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی جس وقت امام خطبہ دے خاموش رہنا چاہیئے —

marfat.com

٨٩٣ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ **بَابُ** السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

٨٩٤ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَاَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے ساتھی سے جمعہ کے دن کہے چپ ہو جا اور امام خطبہ دے رہا ہو تو نے لغو کام کیا!

٨٩٣ ——

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ کے وقت ہر قسم کا کلام کرنا حرام ہے اور خطبہ سننا واجب ہے کیونکہ "اَنْصِتْ" کہنے کو لغو قرار دیا ہے حالانکہ یہ امر بالمعروف ہے تو اور کلام بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا بعض علماء کا کہنا ہے کہ خطبہ ظہر کی دو رکعتوں کے قائم مقام ہے جیسے نماز میں کلام ممنوع ہے اس کے قائم مقام میں بھی کلام کرنا ممنوع ہے" یہاں تک علماء کا اتفاق ہے اس پر مزید امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا امام کا خطبہ کے لئے باہر نکلتے ہی خاموش رہنا واجب ہے ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں سادات علی المرتضیٰ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم خطبہ کے لئے امام کے باہر آتے ہی نماز پڑھنا اور ہر قسم کا کلام کرنا مکروہ جانتے تھے! طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جمعہ کے دن کلام کرے جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو اس کی مثال گدھے جیسی ہے جو بوجھ اٹھائے ہو اور جو کوئی اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ چپ رہو اس کو جمعہ کا ثواب نہ ملے گا"

جمعہ کے دن مقبولیت کی گھڑی!

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کا ذکر کیا اور فرمایا اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ کوئی

٨٩٤ ——

بندہ مسلمان اس کو نہیں پاتا جبکہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کوئی مانگ رہا ہو مگر اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرماتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قلیل ترین گھڑی ہے!

marfat.com

بَابٌ إِذَا نَفَرَ النَّاسُ عَنِ الْإِمَامِ فِي صَلٰوةِ

الْجُمُعَةِ فَصَلٰوةُ الْإِمَامِ وَمَنْ بَقِيَ جَائِزَةٌ **حَدَّثَنَا** مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ ٨٩٥
حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذْ أَقْبَلَتْ عِيْرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوا إِلَيْهَا حَتّٰى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا
فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا

---

٨٩٤ — شرح : یعنی اس تھوڑی سی گھڑی میں دعاء قبول ہوتی ہے ،، جس طرح اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کو چھپا رکھا ہے ۔ اسی طرح جمعہ کی ساعات میں سے اس ساعت کو چھپا رکھا ہے تاکہ اسی گھڑی کو عبادت کے لئے لوگ خاص نہ کرلیں ، اس میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں ،، امام حسن بصری نے کہا یہ زوالِ شمس کے وقت ہے ،، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب نمازِ جمعہ کی اذان دی جائے ،، شعبی نے کہا خطبہ کی اذان سے لے کر جمعہ کے ادا ہونے تک کے وقت میں یہ گھڑی ہے ،، عبداللہ بن سلام نے کہا عصر سے مغرب تک ہے کیونکہ یہ فرشتوں کے آنے جانے کا وقت ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حضور لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس وقت نماز پڑھنے والوں کی مغفرت کرتا ہے ۔ عبداللہ بن سلام نے جب یہ روایت کی تو ابوہریرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، وہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو ،، حالانکہ عصر کے بعد سے مغرب تک کے وقت میں نوافل نہیں پڑھ سکتے ۔ عبداللہ بن سلام نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی عصر کی نماز کے بعد مغرب تک نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے گویا کہ وہ نماز ہی پڑھتا ہے ۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ جمعہ کے دن آخری ساعت ہے ۔ امام مسلم نے اس کی روایت یوں کی ہے کہ یہ ساعت امام کا خطبہ کے لئے بیٹھنے سے لے کر نمازِ جمعہ ادا کرنے تک ہے ۔ علامہ کرمانی نے اسے صحیح کہا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم !

باب — لوگ جب جمعہ کی نماز میں امام کو چھوڑ کر چلے جائیں تو امام اور باقی لوگوں کی نماز جائز ہے"

٨٩٥ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ایک دفعہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک قافلہ غلہ لادے ہوئے آگیا لوگ اُدھر چلے گئے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ مرد باقی رہ گئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "کہ جب وہ مالِ تجارت اور لہو ولعب دیکھتے ہیں تو اِدھر چلے جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں !

marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَقَبْلَهَا **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ
۸۹۶ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهٖ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ

شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہاں نماز سے مراد خطبہ کی حالت میں

۸۹۵ — اس کا انتظار ہے،، یعنی ہم جمعہ کی نماز کا انتظار کر رہے تھے الخ۔ یہ مالِ تجارت عبدالرحمٰن بن عوف لایا تھا اور دِحیہ کلبی اس کے ہم سفر تھے یا وہ دونوں مالِ تجارت میں شریک تھے،، لہٰذا اس قافلہ کی نسبت عبدالرحمٰن اور دحیہ میں سے ہر ایک طرف کر سکتے ہیں جیسا کہ روایات میں ہے بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ جمعہ کی نماز میں سے چلے جائیں تو امام اور باقی لوگوں کی نماز اپنے حال پر صحیح ہے، ساری امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایک شخص کے ساتھ جمعہ صحیح نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک کم از کم امام کے سوا تین نمازی ہونے ضروری ہیں اور ان کے صاحبین کے نزدیک امام کے سوا دو نمازی ہوں،، امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک بارہ نمازی ہونے چاہئیں اور مذکور حدیث سے اُنھوں نے استدلال کیا،، امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک چالیس آدمی ہونے چاہئیں اور وہ مذکور حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ بعض لوگ واپس آگئے تھے اور چالیس آدمی پُورے ہو گئے تھے جن کے ساتھ جمعہ ادا کیا گیا تھا مگر یہ تاویل درست نہیں یہ، مسلّم ہے کہ خلفاء راشدین میں سے کوئی بھی نہ گیا تھا اور صحابہ کرام اس وقت مسائل سے پُوری طرح آگاہ نہ تھے جبکہ قحط کا زمانہ بھی تھا اس لئے وہ معذور تھے،،

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حضرت جابر کا قول "نَحْنُ نُصَلِّيْ الخ" میں دونوں احتمال ہیں ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام خطبہ کی سماعت کر رہے تھے اور اس پر نماز کا اطلاق کیا گیا کیونکہ جو کوئی نماز کا منتظر ہو وہ نماز میں ہوتا ہے اور صحابہ کے بارے میں سُوءِ ظن ہرگز نہیں ہونا چاہیئے،، ابن بطال نے کہا یہ حدیث اس آیت کریمہ "لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" یعنی خرید و فروخت صحابہ کو اللہ کے ذکر سے کسی دوسری طرف مشغول نہیں کرتی" کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے لہٰذا صحابہ کرام پر کسی قسم کا طعن ہرگز جائز نہیں،، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صفائی بیان کر دی کہ تجارت اور دنیاوی مصروفیت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کو دنیاوی اُمور میں مشغول کر کے اللہ کے ذکر سے نہیں ہٹا سکتی۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مطعون کرنا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جمعہ سے پہلے اور اس کے بعد نماز پڑھنا

۸۹۶ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے،، اور مغرب کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں اور عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے اور جمعہ کے بعد (مسجد میں) کچھ نہ پڑھتے حتیٰ کہ گھر تشریف لے جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے،،

marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ

۸۹۶ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم دو سنتیں مسجد میں اس لئے نہ پڑھتے تھے ،، کہ جمعہ کی نماز دو رکعتیں ہیں اگر آپ مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ یہ دو رکعتیں وہی ہیں جو ظہر سے حذف کی گئی ہیں اور یہ دو رکعتیں واجب ہیں ،، اس گمان کے ازالہ کے لئے آپ گھر نماز پڑھتے تھے!

امام ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ،، تم میں سے جو کوئی جمعہ کے بعد نماز پڑھے وہ چار رکعتیں پڑھے ،، علّامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سنن سعید بن منصور میں ہے کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود نے ہم کو تعلیم دی کہ ہم جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے تو اُنھوں نے ہم کو یہ تعلیم دی کہ ہم چھ رکعتیں پڑھیں ،، طبرانی نے اوسط میں ابن عُبیدہ سے روائت ذکر کی کہ ان کے باپ عبیدہ نے کہا کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم جمعہ سے پہلے چار اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھتے تھے الحاصل جمعہ کے بعد چار رکعتیں اور دو رکعتیں دونوں مذکور ہیں ۔ لہٰذا چھ سنتیں پڑھ لے تاکہ دونوں روایات پر عمل ہو جائے!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نوافل گھر پڑھنے افضل ہیں ،،

مغرب کی نماز کے بعد سنتیں گھر میں پڑھنی مستحبّ ہیں یہ ظاہر حدیث سے واضح ہے ،، اسی طرح دیگر سنتیں جو فرائض کے تابع ہیں ان کا گھر میں پڑھنا مستحبّ ہے ،، جمہور کا یہی مسلک ہے ۔ صحیحین میں ہے کہ " فرض نماز کے سوا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے "

"فائدہ" حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی عشاء کی نماز کے بعد دو رکعتیں نفل پڑھے اور ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ اور بیس بار سورۂ اخلاص پڑھے اللہ تعالیٰ اس کا محل جنّت میں بناتا ہے (عینی)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد " اور جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو — "

marfat.com

۸۹۷ حَدَّثَنِی سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَتْ فِیْنَا اِمْرَاَةٌ تَجْعَلُ عَلٰی اَرْبِعَاءَ فِیْ مَزْرَعَةٍ لَّهَا سِلْقًا فَكَانَتْ اِذَا كَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ تَنْزِعُ اُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهٗ فِیْ قِدْرٍ ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَیْهِ قَبْضَةً مِّنْ شَعِیْرٍ تَطْحَنُهَا فَتَكُوْنُ اُصُوْلُ السِّلْقِ عَرْقَهٗ وَكُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَنُسَلِّمُ عَلَیْهَا

۸۹۸ فَتُقَرِّبُ ذٰلِكَ الطَّعَامَ اِلَیْنَا فَنَلْعَقُهٗ وَكُنَّا نَتَمَنّٰی یَوْمَ الْجُمُعَةِ لِطَعَامِهَا ذٰلِكَ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ بِهٰذَا وَقَالَ مَا كُنَّا نَقِیْلُ وَلَا نَتَغَدّٰی اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ

---

۸۹۷ ترجمہ : ابو حازم رضی اللہ عنہ نے سہل سے روائت کی کہ اُنہوں نے کہا کہ صحابہ میں ایک خاتون تھی جو اپنی کھیتی میں نالیوں پر چقندر کی کاشت کراتی تھی اور جب جمعہ کا دن ہوتا تو وہ چقندر ہنڈی میں پکاتی اور اس پر جَو کا پسا ہُوا آٹا ڈال دیتی تھی اور وہ چقندر اس طعام کا گوشت ہوتا تھا ہم جب جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو اس خاتون کو سلام کرتے تو وہ یہ طعام ہمارے قریب کرتی ہم اس کو چاٹ جاتے اور ہم جمعہ کے دن اس خاتون کے اس کھانے کی خواہش کیا کرتے تھے!

۸۹۷ شرح : یعنی خاتون جو طعام پکاتی تھی ، اس کا عَرق (گوشت) چقندر تھی" اور عَرق اس گوشت کو کہتے ہیں جو ہڈی پر ہوتا ہے اور مراد یہ ہے کہ گوشت کے عوض چقندر تھی ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے۔ جبکہ فتنہ کا ڈر نہ ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیا کی قطعًا حرص نہ تھی اور وہ معمولی کھانے وغیرہ پر کفائت کرتے تھے اور بزرگوں کی زیارت کرنا مستحب ہے چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکر اس خاتون کے پاس چقندر کھانے جایا کرتے تھے اور یہ رزق کی تلاش ہے لہذا باب سے حدیث کی مناسبت واضح ہے!

قرآن کریم کی آئت میں امر "فانتشروا" اباحت کے لئے ہے جیسے " وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا"، میں امر اباحت کے لئے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

---

۸۹۸ ترجمہ : حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے یہی روائت کی اور کہا ہم قیلولہ اور ناشتہ جمعہ کے بعد کرتے تھے!

۸۹۸ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا جمعہ زوالِ شمس سے پہلے پڑھا جا سکتا ہے اور وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ "ہم جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے" اس حدیث میں ان کا رد مقصود ہے کیونکہ جمعہ کے بعد

marfat.com

بَابُ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ٨٩٩
أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كُنَّا نُبَكِّرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ نَقِيلُ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ ٩٠٠
قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ تَكُونُ الْقَائِلَةُ

ناشتہ کا وقت نہیں ہوتا۔ معلوم ہُوا کہ جمعہ کے بعد صحابہ کرام کا قیلولہ اور ناشتہ کرنا اس کے عوض تھا جو وہ شروع دن میں کیا کرتے تھے اور جمعہ کے روز جمعہ کی تیاری میں ان سے قیلولہ اور ناشتہ رہ جاتا تھا۔ لہٰذا اس حدیث سے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا استدلال صحیح نہیں،، کیونکہ سُورج طلوع ہونے کے بعد کا وقت زوالِ شمس سے پہلے کا وقت ہے۔ حالانکہ سُورج طلوع ہونے کے بعد جمعہ پڑھنے کے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بھی قائل نہیں۔ غائت ما فی الباب یہ کہہ سکتے ہیں کہ سردیوں میں زوالِ شمس کے بعد جلد جمعہ پڑھ لیتے تھے۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعہ کی تیاری میں مصروف ہونے کے سبب قیلولہ اور ناشتہ جمعہ کے بعد کرتے تھے۔

باب — جُمعہ کے بعد قیلولہ کرنا

ترجمہ : حُمَید نے کہا میں نے انس سے سُنا وہ کہتے تھے کہ ہم بہت جلد
٨٩٩ — جُمعہ پڑھنے جاتے تھے پھر قیلولہ کرتے تھے،، اس حدیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ قیلولہ کرنا مستحب ہے!

ترجمہ : حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
٩٠٠ — ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے پھر جمعہ کے بعد ہمارا قیلولہ ہوتا تھا!

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابواب صلوٰۃ الخوف وقال اللہ عزوجل واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم
۹۰۱ جناح الی قولہ عذابا مہینا **حدثنا** ابوالیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری سالتہ
ھل صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی صلاۃ الخوف فقال اخبرنا سالم ان عبداللہ بن عمر
قال غزوت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل نجد فوازینا العدو فصافقنا لھم فقام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی لنا فقامت طائفۃ معہ واقبلت طائفۃ علی العدو وکبع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمن معہ وسجد سجدتین ثم انصرفوا مکان الطائفۃ التی لم تصل فجاءوا فکبع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھم رکعۃ وسجد سجدتین ثم سلم فقام کل واحد منھم فکبع لنفسہ رکعۃ وسجد سجدتین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب — خوف کے وقت نماز پڑھنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور جب تم زمین پر سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر کر کے پڑھو، اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذاء دیں گے۔ بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں، اور اے محبوب جب تم اُن میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں ان کی امامت کرو تو چاہیئے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیار لئے رہیں پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک جماعت میں شریک نہ تھی"، اب وہ تمہارے مقتدی ہوں اور چاہیے کہ اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں"، اور کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں، اور تم پر مضائقہ نہیں اگر تمہیں مینہ کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لئے رہو بے شک اللہ نے کافروں کے لئے خواری کا عذاب بنا رکھا ہے"۔

۹۰۱ — ترجمہ: شعیب نے زہری سے بیان کیا کہ میں نے ان سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃِ خوف پڑھی ہے؟ زہری نے کہا مجھے سالم نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف غزوہ کیا ہم دشمن کے محاذی اور مقابل ہوئے اور ان کے (مقابلے) ہم نے صفیں باندھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں

marfat.com

نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے ایک گروہ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑا ہوگیا اور دوسرا دشمن کے سامنے کھڑا ہوگیا پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ساتھ والوں کے ساتھ رکوع کیا اور دو سجدے کئے پھر وہ اس گروہ کی جگہ چلے گئے جس نے نماز نہ پڑھی تھی اور وہ آئے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے ساتھ رکوع کیا اور دو سجدے کئے پھر سلام پھیر دیا اور اِن میں سے ہر ایک گروہ نے اپنا اپنا رکوع اور دو سجدے کئے،،

۹۰۱ — شرح : خوف کی نماز کا یہ طریقہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے" ابوداؤد نے اس نماز کے کئی طریقے ذکر کئے ہیں جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم مختلف اوقات میں پڑھتے رہے،، امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا صلوٰۃِ خوف کی تمام حدیثیں صحیح ہیں اور خوف کی شدّت وضعف کے اعتبار سے خوف کی نماز مختلف اشکال میں پڑھی گئی ہے۔ ان میں سے جس کیفیت سے نماز پڑھ لیں درست ہے اور ہر طریقہ میں پڑھ لینا جائز ہے البتہ فقہ کے ائمّہ نے اپنے اپنے نظریات میں افضل کو اختیار کیا ہے چنانچہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک افضل طریقہ یہ ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے،، صلوٰۃِ خوف کو منسوخ کہنا صحیح نہیں کیونکہ صلوٰۃِ خوف کی آئت سات ہجری میں نازل ہُوئی اور غزوہ خندق جس میں آپ کی چار نمازیں قضاء ہُوئی تھیں وہ پانچ ہجری کا واقعہ ہے اور یہ کہنا کہ غزوۂ خندق میں آپ نے صلوٰۃِ خوف نہ پڑھی حتیٰ کہ آپ کی چار نمازیں قضاء ہوگئیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃِ خوف منسوخ ہے،، صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ مؤخّر مقدّم کا ناسخ نہیں ہوسکتا،، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی یہ نماز پڑھتے تھے حالانکہ نسخ کو وہ زیادہ جانتے تھے،، بظاہر آئت کریمہ سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ قصر اور اتمام میں اختیار ہے۔ اگرچہ اتمام افضل ہے۔ کیونکہ نص قطعی سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ خوف کی حالت میں قصر مخصوص ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے" اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے،، اور امن وامان کی حالت میں قصر ضروری نہیں کیونکہ مسلم میں یعلی بن اُمیّہ سے روائت ہے کہ میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" تمہیں گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر کرکے پڑھو اگر تمہیں اندیشہ ہو،، اب تو لوگ امن وامان میں ہیں لہٰذا اب قصر ضروری نہیں۔ عمر فاروق نے کہا میں نے بھی اس پر تعجب کیا تھا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا" یہ اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے یہ صدقہ قبول کرو،، اللہ تعالیٰ نے قصر کو قبول کے ساتھ معلّق کیا اور اس کا نام صدقہ رکھا اور جس پر صدقہ کیا جائے وہ صدقہ کو قبول کرنے میں مختار ہوتا ہے ضروری نہیں کہ وہ قبول ہی کرے لہٰذا قصر واتمام میں اختیار ہے،، اس کا جواب یہ ہے کہ جو صدقہ تملیک کا محتمل نہ ہو وہ اسقاط محض ہوتا ہے اور نماز تملیک کا احتمال نہیں رکھتی لہٰذا اتمامِ صلوٰۃ ساقط ہے اور قصر ضروری ہے علاوہ ازیں یعلی بن اُمیّہ کی حدیث احناف کی دلیل ہے کیونکہ اس میں قبول کرنے کا حکم ہے اور امر وجوب کے لئے ہے،، شیخین نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ نماز دو دو رکعتیں فرض ہُوئی سفر کی نماز ثابت رہی اور اقامت میں اس پر زیادہ کی گئی،، امام مسلم نے ابن عباس سے روائت کی کہ" اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان پر حضر میں چار رکعتیں، سفر میں دو رکعتیں اور خوف میں ایک رکعت (باجماعت) فرض کی نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روائت کی اُنھوں نے کہا سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں۔ چاشت، عید اور جمعہ کی نمازیں دو دو رکعتیں ہیں۔ یہ پُوری نمازیں ہیں ان میں قصر نہیں یہ تمہارے

marfat.cpm

۹۰۲ بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ رِجَالًا وَّرُكْبَانًا رَاجِلٌ قَائِمٌ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدِ الْقُرَشِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوًا مِّنْ قَوْلِ مُجَاهِدٍ اِذَا اخْتَلَطُوْا قِيَامًا وَزَادَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيُصَلُّوْا قِيَامًا وَّرُكْبَانًا

نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف سے ثابت ہے،،

یہ حدیث اور ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے مذکور حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے اور جن روایات میں خوف کی نماز ایک رکعت پڑھنے کا ذکر آتا ہے۔ وہ احادیث امام کے ساتھ نماز پر محمول ہیں کہ صلوٰۃ خوف امام کے ساتھ ایک رکعت ہے جبکہ ایک رکعت نماز پڑھنے سے آپ نے منع فرمایا ہے اور جن احادیث میں یوں ذکر ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک گروہ کو دو دو رکعتیں پڑھائیں وہ اس وقت کی نماز پر محمول ہیں جبکہ ایک وقت میں دو بار فرض پڑھنے جائز تھے،، اب یہ منسوخ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — پیدل اور سوار ہوکر خوف کی نماز پڑھنا

رجال جمع راجل کی بمعنی قائم ہے،،

۹۰۲ — ترجمہ : حضرت نافع نے ابن عمر سے مجاہد کے قول جیسی روایت کی کہ جب لڑائی سخت ہو جائے تو کھڑے کھڑے نماز پڑھ لیں،، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اضافہ نقل کیا کہ اگر حال اس سے بھی سخت ہو جائے تو قدموں پر کھڑے اور سوار ہو کر نماز پڑھ لیں،،

۹۰۲ — شرح : یعنی جب دشمن سے صرف سامنا ہو اور ان کے حملہ کا شدید خطرہ نہ ہو تو مجاہدین کھڑے ہوئے نماز پڑھ لیں اور اگر خطرہ اس سے زیادہ ہو جائے تو جانوروں پر سوار نماز پڑھ لیں قبلہ رُو ہوں یا نہ ہوں! یہ مجاہد کا قول ہے اُنھوں نے کسی سے اس کی روایت نہیں کی،،

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ صلوٰۃِ خوف پیدل اور سوار ہو کر پڑھنا اس وقت ہے جبکہ خوف سخت تر ہو جائے اس کو صلوٰۃِ مسابقت کہتے ہیں اس کے ابن عمر قائل ہیں اگر خوف اور زیادہ سخت ہو جائے تو پیدل اور سوار نماز پڑھیں قبلہ رُو ہوں یا نہ،، یہ مجاہد کا قول ہے۔ ابن جریج نے مجاہد سے روایت کی اُنھوں نے کہا سخت قتال کے وقت سر کے اشارہ سے نماز پڑھ لینا کافی ہے یہ مجاہد کا مذہب ہے یہی ابن عمر کا مذہب ہے،،

،،اور بخاری کا یہ کہنا کہ ابن عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ زیادہ ذکر کیا ہے اور

marfat.cpm

بَابُ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي صَلٰوةِ الْخَوْفِ

٩٠٣ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَكَبَّرَ وَكَبَّرُوا مَعَهُ وَرَكَعَ وَرَكَعَ نَاسٌ مِنْهُمْ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدُوا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ لِلثَّانِيَةِ فَقَامَ الَّذِيْنَ سَجَدُوا وَحَرَسُوا إِخْوَانَهُمْ وَأَتَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا مَعَهُ وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ فِي صَلٰوةٍ وَلٰكِنْ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

وہ یہ کہ خوف جب اس سے زیادہ ہو جائے تو پیدل اور سوار نماز پڑھ لیں اس سے بخاری کا مقصد یہ ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ابن عمر کی اپنی رائے نہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا اس مقام میں یہی تحقیق ہے!

باب ـــــ صلوٰۃ خوف میں مجاہدین ایک دُوسرے کی حفاظت کریں!

٩٠٣ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہُوئے اور آپ کے ساتھ لوگ کھڑے ہُوئے آپ نے تکبیر تحریمہ کہی تو اُنھوں نے بھی آپ کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہی آپ نے رکوع کیا تو ان میں سے بعض لوگوں نے رکوع کیا (اور باقی کھڑے رہے) پھر آپ نے سجدہ کیا تو آپ کے ساتھ والے لوگوں نے بھی سجدہ کیا پھر آپ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہُوئے تو وہ لوگ کھڑے رہے جنہوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا تھا اور اپنے بھائیوں کی نگہبانی کی،، اور دوسرا گروہ آیا اُنھوں نے آپ کے ساتھ رکوع و سجود کیا اور لوگ سب نماز ہی میں رہے لیکن وہ ایک دوسرے کی نگہبانی کرتے رہے!

٩٠٣ ـــــ شرح : یعنی جن لوگوں نے پہلی رکعت میں آپ کے ساتھ رکوع و سجود نہ کیا تھا وہ آئے اور اُنھوں نے آپکے ساتھ رکوع و سجود کیا! یہ طریقہ اس وقت ہے جبکہ دشمن قبلہ کی طرف ہو،، تو لوگ دو صفیں بنالیں پہلی صف امام کے ساتھ رکوع و سجود کرے اور دوسری صف والے کھڑے حفاظت کرتے رہیں جب امام سجدہ کر کے دُوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو،، تو دوسری صف آگے آجائے اور پہلی صف پیچھے چلی جائے اور امام ان کے ساتھ رکوع و سجود کرے اور رکعت پُوری کرے اس صورت میں وہ سب نماز ہی میں رہتے ہیں،،

---

marfat.cpm

بَابُ الصَّلٰوةِ عِنْدَ

مُنَاهَضَةِ الْحُصُوْنِ وَلِقَاءِ الْعَدُوِّ وَقَالَ الْاَوْزَاعِیُّ اِنْ كَانَ تَهَيُّأُ الْفَتْحِ وَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الصَّلٰوةِ صَلَّوْا اِيْمَاءً كُلُّ امْرِئٍ لِنَفْسِهٖ فَاِنْ لَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الْاِيْمَاءِ اَخَّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَنْكَشِفَ الْقِتَالُ اَوْ يَاْمَنُوْا فَيُصَلُّوْا رَكْعَتَيْنِ فَاِنْ لَمْ يَقْدِرُوْا صَلَّوْا رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ فَاِنْ لَمْ يَقْدِرُوْا فَلَمْ يُجْزِهِمُ التَّكْبِيْرُ وَيُؤَخِّرُوْنَهَا حَتّٰى يَاْمَنُوْا وَبِهٖ قَالَ مَكْحُوْلٌ وَقَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ حَضَرْتُ مُنَاهَضَةَ حِصْنِ تُسْتَرَ عِنْدَ ضَاءَةِ الْفَجْرِ وَاشْتَدَّ اشْتِعَالُ الْقِتَالِ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الصَّلٰوةِ فَلَمْ نُصَلِّ اِلَّا بَعْدَ ارْتِفَاءِ النَّهَارِ فَصَلَّيْنَاهَا وَنَحْنُ مَعَ اَبِیْ مُوْسٰى فُفْتُحَ لَنَا قَالَ اَنَسٌ بْنُ مَالِكٍ وَمَا يَسُرُّنِیْ بِتِلْكَ الصَّلٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔

باب ـــ "قلعوں پر چڑھائی اور دشمن سے ملاقات کے وقت نماز پڑھنا"

امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر فتح ہونے والی ہو اور مجاہدین نماز نہ پڑھ سکیں تو ہر ایک اپنی اپنی نماز اشارے سے پڑھ لے اور اگر اشارہ کی بھی قدرت نہ ہو تو نماز مؤخر کر دیں حتیٰ کہ لڑائی ختم ہو جائے یا امن و امان ہو جائے پھر وہ دو رکعتیں پڑھ لیں"

اور اگر دو رکعتیں نہ پڑھ سکیں تو ایک رکعت اور دو سجدے کر لیں اور اگر ایک رکعت بھی نہ پڑھ سکیں تو صرف تکبیر تحریمہ ان کے لئے کافی نہیں وہ نماز کو مؤخر کر دیں حتیٰ کہ امن و امان ہو جائے یہی مکحول کہتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں صبح کی روشنی میں تستر قلعہ پر چڑھائی کے وقت موجود تھا جبکہ لڑائی سخت بھڑک چکی تھی" مجاہدین نماز پڑھنے پر قادر نہ ہوئے" تو ہم نے (صبح کی نماز) سورج بلند ہونے کے بعد پڑھی" ہم نے صبح کی نماز پڑھی جبکہ ہم ابوموسیٰ کے ساتھ تھے اور قلعہ فتح ہو چکا تھا انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نماز پڑھنے سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اس نماز کے عوض دنیا اور اس کی متاع سے اتنی خوشی نہ ہوتی"

شرح : اگر یہ سوال ہو کہ "فَاِنْ لَمْ يَقْدِرُوْا" امن و امان یا فتح و نصرت پر مرتب ہے تو اس صورت میں وہ نماز پر کیوں قادر نہیں" اس کا جواب یہ ہے کہ مذکور اجمال کی تفصیل ہے یعنی وہ لوگ اشارہ سے دو رکعتیں پڑھیں اور اگر اس پر قادر نہ ہوں تو ایک رکعت اور دو سجدے اشارہ سے کر لیں اگر یہ بھی نہ کر سکیں تو تکبیر پر ہی اکتفاء نہ کریں" تستر" اہواز خوزستان کے علاقہ میں ایک مشہور شہر ہے" وہاں انس بن مالک کے بھائی براء بن مالک کی قبر ہے جوہری نے قلعہ کی تفسیر حصن سے کی ہے" دراصل ان دونوں میں فرق معروف ہے۔ قلعہ حصن سے بڑا ہوتا ہے وہ صاف زمین اور پہاڑوں پر بھی بنایا جاتا ہے" اور حصن غالباً پہاڑوں پر ہوتا ہے"

marfat.cpm

۹۰۴ حدثنا یحیی قال حدثنا وکیع عن علی بن المبارک عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن جابر بن عبد اللہ قال جاء عمر یوم الخندق فجعل یسب کفار قریش ویقول یا رسول اللہ ما صلیت العصر حتی کادت الشمس ان تغیب فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا واللہ ما صلیتہا بعد قال فنزل الی بطحان فتوضأ وصلی العصر بعد ما غابت الشمس ثم صلی المغرب بعدہا **باب** صلوۃ الطالب والمطلوب راکبا وایماء وقال الولید ذکرت للاوزاعی صلوۃ شرحبیل بن السمط واصحابہ علی ظہر الدابۃ فقال کذلک الامر عندنا اذا تخوف الفوت واحتج الولید بقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یصلین احد العصر الا فی بنی قریظۃ

ابو عبد اللہ مکحول دمشق کے رہنے والے ہیں شام کے بہت بڑے فقیہہ اور ثقہ تابعی ہیں وہ کابل میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۱۸ ہجری میں فوت ہوئے،، قولہ وبہ قال مکحول الخ یہ امام اوزاعی کے کلام کا تتمہ ہے یا امام بخاری کی تعلیق ہے،، واللہ تعالیٰ اعلم!

ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق غزوۂ خندق کے دن آئے اور کفار قریش کو گالیاں دینا شروع کیں اور کہنے لگے یا رسول اللہ! میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے بھی اللہ کی قسم ابھی تک یہ نماز نہیں پڑھی جابر نے کہا آپ بطحان وادی میں اترے اور وضوء کیا اور غروب شمس کے بعد عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

۹۰۴ —

شرح : یعنی جو شخص اشارہ سے بھی نماز نہ پڑھ سکے وہ نماز کو وقت سے مؤخر کر دے اور پھر قضاء کرے اور صرف تکبیر تحریمہ کہہ لینا کافی نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے روز جنگ میں مشغول رہے اور آپ کی عصر کی نماز رہ گئی معلوم ہوا کہ صرف تحریمہ کافی نہیں نسائی کی روایت میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں خندق کے دن قضاء ہوئیں جبکہ موطا میں صرف ظہر اور عصر کی نماز قضا ہونا مذکور ہے۔ امام ترمذی نے کہا کہ خندق کے دن چار نمازیں قضا ہوئیں۔ حدیث ۵۷۴ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے!

باب — طالب اور مطلوب کا سواری پر اشارہ سے نماز پڑھنا!

marfat.cpm

۹۰۵ باب حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنَ الْاَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَاَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّي حَتّٰى نَاْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي لَمْ يُرَدْ مِنَّا ذٰلِكَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ اَحَدًا مِنْهُمْ

ولید نے کہا میں نے امام اوزاعی سے شرحبیل بن سمط اور اس کے ساتھیوں کا سواری کی پشت پہ نماز کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا ہمارے نزدیک بھی اسی طرح ہے جبکہ نماز کے فوت ہونے کا ڈر ہو۔ ولید نے سید عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کیا کہ کوئی شخص بنی قریظہ کے سوا عصر کی نماز نہ پڑھے!

شرح : دشمن کا تعاقب کرنے والا طالب اور جس کا تعاقب کیا جائے وہ مطلوب ہے،، مطلوب کا سواری پر اشارہ سے نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ وہ شدید مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور دشمن کے ہاتھوں ہلاکت کا شدید خطرہ ہوتا ہے اور طالب کے لئے جائز نہیں کہ وہ سواری پہ اشارہ سے نماز پڑھے وہ بہرحال اتر کر ہی نماز پڑھے گا! احناف کا مذہب یہی ہے،، امام اوزاعی کہتے ہیں کہ نماز کے قضاء ہونے کے ڈر سے طالب بھی سواری پہ اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے انھوں نے مذکور حدیث سے استدلال کیا۔ حدیث ۹۰۵ کی شرح میں اس کی تشریح مذکور ہے،،

باب

۹۰۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا جبکہ آپ غزوۂ احزاب سے واپس آئے کہ کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں،، بعض لوگوں کو عصر کی نماز نے راستہ میں پالیا تو بعض نے کہا ہم عصر کی نماز نہ پڑھیں گے حتیٰ کہ بنی قریظہ میں پہنچیں،، اور بعض صحابہ کرام نے کہا بلکہ ہم تو پڑھ لیتے ہیں۔ ہم سے یہ ارادہ نہیں کیا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کسی پر ملامت نہ فرمائی،،

شرح : عرب کے قبائل سے دس ہزار افراد جمع ہوئے اور انھوں نے تین لشکر بنا لئے جن کا سربراہ ابوسفیان بن حرب تھا۔ ادھر بنی قریظہ نے معاہدہ

۹۰۵ —

توڑ دیا اور ابوسفیان کے ساتھ ہو کر مسلمانوں کے خلاف ہو گئے اور سب مل کر مدینہ منورہ پہ حملہ آور ہوئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق مدینہ منورہ کے باہر خندق کھدوائی،، جب کفار شکست کھا کر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے ہتھیار اتار دیئے تو جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہر کے وقت دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ابھی تک فرشتوں نے ہتھیار نہیں اتارے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ بنی قریظہ پہ حملہ کریں جنہوں نے عہد شکنی کی ہے،،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے فرمایا کہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھیں،، پھر تین ہزار صحابہ کے ساتھ ان پر ۲۱۔ ذوالقعدہ بدھ کے روز حملہ کیا،،

marfat.cpm

باب التکبیر والغلس بالصبح والصلوٰۃ عند الاغارۃ والحرب ۹۰۶ حدثنا مسدد قال حدثنا حماد بن زید عن عبد العزیز بن صہیب وثابت البنانی عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الصبح بغلس ثم رکب فقال اللہ اکبر خربت خیبر

جب راستہ میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تو صحابہ کرام میں اختلاف ہوا کہ نماز کہاں پڑھیں۔ بعض نے کہا ہم حسب ارشاد بنی قریظہ ہی میں عصر کی نماز پڑھیں گے اور بعض نے کہا کہ آپ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ ہم بہت جلد بنو قریظہ پہنچیں اور یہ مقصد نہیں کہ ہم راستہ میں نماز ہی ترک کر دیں "، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجتہد تھے انھوں نے دو راہ اختیار کئے جو ایک دوسرے کے مخالف تھے مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر ملامت نہ فرمائی "۔ معلوم ہوا کہ مجتہد اگر چہ خطاء کر جائے جب بھی اس کو ثواب ہوتا ہے اور اس پر مواخذہ نہیں ہوتا "

ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا سب علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مطلوب سواری پر نماز پڑھ سکتا ہے مگر طالب کا سواری پر نماز پڑھنے میں علماء کا اختلاف ہے امام شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سواری پر نماز نہ پڑھے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر نیچے اترنے کی صورت میں دشمن کے نکل جانے کا خطرہ ہو تو سواری پر نماز پڑھ لے۔

ولید نے بنی قریظہ کے واقعہ سے استدلال کیا کہ طالب سواری پر اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر صحابہ کرام نے راستہ میں سواریوں پر اشارہ سے نماز پڑھی ہوتی تو ولید کا استدلال بالکل واضح تھا مگر کسی روائت سے یہ ثابت نہیں لہٰذا یوں ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں نے بنی قریظہ میں جا کر نماز پڑھی ان کے لئے وقت کا ترک کرنا جائز ہے حالانکہ یہ فرض ہے کہ نماز وقت میں پڑھیں اسی طرح طالب کے لئے جائز ہے کہ وقت میں سواری پر اشارہ سے نماز پڑھ لے۔ غائث مافی الباب یہ ہے کہ سواری پر رکوع و سجود کا ترک ہو گا جو نماز میں فرض ہیں تو سواری پر رکوع، سجود ترک کرنا ایسا ہے جیسے صحابہ کرام نے عصر کا وقت ترک کر دیا تھا "، لہٰذا ضرورت کے پیش نظر ترک فرض دونوں میں جہت جامعہ ہے نتیجتاً طالب سواری پر اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ حملہ کرنے اور لڑائی شروع کرنے کے وقت جلدی کرنا اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھنا "

۹۰۶ ــــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی پھر سوار ہوئے اور فرمایا " اللہ اکبر " خیبر خراب ہوا ہم کسی قوم کے میدان میں جب اترتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں

marfat.cpm

اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ فَخَرَجُوْا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ وَيَقُوْلُوْنَ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ قَالَ وَالْخَمِيْسُ الْجَيْشُ فَظَهَرَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذَّرَارِيَّ فَصَارَتْ صَفِيَّةُ لِدِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَصَارَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ صَدَاقَهَا عِتْقَهَا فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ لِثَابِتٍ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اَنْتَ سَاَلْتَ اَنَسًا مَا اَمْهَرَهَا فَقَالَ اَمْهَرَهَا نَفْسَهَا فَتَبَسَّمَ

کی صبح بُری ہوتی ہے،، یہودی (گھروں سے باہر) نکلے جبکہ وہ گلی کوچوں میں دوڑ رہے تھے،، اور یہ کہہ رہے تھے محمد لشکر سمیت آگئے ہیں،، انس نے کہا خمیس لشکر کو کہتے ہیں،، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غالب آئے اور تمام لڑنے والوں کو قتل کر دیا ان کی اولاد کو قید کر لیا۔ صفیہ دحیہ کلبی کو ملیں پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگئیں۔ پھر آپ نے ان سے (آزاد کرنے کے بعد) نکاح کر لیا اور ان کی آزادی ان کا مہر مقرر کی گئی۔ عبدالعزیز نے ثابت سے کہا اے ابو محمد تم نے انس سے پوچھا تھا کہ آپ نے صفیہ کو کیا مہر دیا؟ انس نے کہا صفیہ کی ذات ان کو مہر میں دی پھر حضرت انس ہنس پڑے،،

۹۰۶ —— شرح : ذراری سے مراد وہ نفوس ہیں جنہوں نے خیبر میں لڑائی نہ کی تھی لہٰذا اس میں عورتیں اور بچے وغیرہ سب داخل ہیں اسی لئے کہا کہ صفیہ دحیہ کو ملیں،، لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ عورتیں ذراری کے لفظ میں داخل نہیں تو صفیہ دحیہ کو کیسے ملیں،،

دوسری روایات سے واضح ہوتا ہے کہ صفیہ پہلے دحیہ کلبی کو دی گئیں پھر ان کو دحیہ سے واپس کر لیا اور وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہوگئیں لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صفیہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دحیہ کلبی میں مشترک ہیں اس سے متعلق تفصیل حدیث ع۳۶۶ کی تفہیم میں مذکور ہے!

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سفر کی حالت میں حضر کی طرح صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مسنون ہے" اس مسئلہ کی پوری تفصیل حدیث ع۳۶۷ کی تفہیم میں مذکور ہے،،

marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

كتاب العيدين باب ما جاء في العيدين والتجمل فيهما حدثنا ابو اليمان قال اخبرنا شعيب ٩٠٧
عن الزهري قال اخبرني سالم بن عبد الله ان عبد الله بن عمر قال اخذ عمر جبة من استبرق تباع في السوق
فاخذها فاتى بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ابتع هذه تجمل بها للعيد والوفود فقال له
رسول الله صلى الله عليه وسلم انما هذه لباس من لا خلاق له فلبث عمر ما شاء الله ان يلبث ثم ارسل اليه رسول الله
صلى الله عليه وسلم بجبة ديباج فاقبل بها عمر فاتى بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انك قلت انما هذه
لباس من لا خلاق له وارسلت الي بهذه الجبة فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم تبيعها وتصيب بها حاجتك

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب العیدین

باب ـــــ دونوں عیدوں میں زیب و زینت کرنا

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق نے ایک ریشمی
٩٠٧ ـــــ جبہ لیا جو بازار میں فروخت ہو رہا تھا اور اس کو لے کر جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ یہ جبہ خرید لیں اس کو عید اور (باہر سے آنے والے)
قاصدوں کی آمد کے وقت زیب تن فرمایا کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا یہ ان لوگوں کا لباس
ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں عمر فاروق کچھ عرصہ ٹھہرے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ ٹھہریں پھر ان کی طرف رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی جبہ بھیجا وہ اس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ!
آپ نے فرمایا تھا کہ یہ لباس ان لوگوں کا ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور آپ نے یہ جبہ میرے پاس بھیجا ہے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بیچ دو یا اس کے ساتھ اپنی کوئی حاجت پوری کر لو،،

شرح : عید کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ ہر سال لوٹ آتی ہے،، سید عالم صلی اللہ
٩٠٧ ـــــ علیہ وسلم نے زجر و تشدید کے لئے فرمایا کہ اس کو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت

marfat.cpm

۹۰۸ **بَابُ الْحِرَابِ وَالدَّرَقِ يَوْمَ الْعِيدِ** حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَسَدِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ وَدَخَلَ أَبُوبَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمَّا قَالَ تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّي عَلَى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُولُ دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ حَتّٰى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ لِي حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِي

میں نصیب جنت نہیں ورنہ گنہگار آخر کار جنت میں ضرور جائیں گے جمعہ اور عید میں اچھے کپڑے پہننے کا حکم واحد ہے حدیث ۸۴۸ کی تفہیم میں یہ مذکور ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ اور عید میں خوشنما کپڑے پہننا مستحب ہے،، اسی طرح خاص مواقع میں جبکہ لوگوں کا اجتماع ہو اچھے کپڑے پہننا مستحب ہے،، اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کے سوا دوسرے اچھے کپڑے پہننے سے انکار نہ فرمایا،، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ریشم کی خرید و فروخت جائز ہے اسی طرح اس کا ہبہ کرنا بھی صحیح ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ عید کے دن برچھوں اور ڈھالوں سے مشق کرنا

۹۰۸ ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ میرے پاس دو لڑکیاں بعاث کی جنگ کے گانے گا رہی تھیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر لیٹ گئے اور چہرۂ انور (دوسری طرف) پھیر لیا،، اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور مجھے زجر کی اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مزمارِ شیطان،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان کو چھوڑیئے وہ جب دوسری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے ان کو ہلکا سا اشارہ کیا وہ باہر چلی گئیں" عید کے دن حبشی نوجوان ڈھالوں اور برچھوں کے ساتھ جنگی مشقیں کر رہے تھے،، یا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا پھر آپ نے فرمایا کیا حبشی نوجوانوں کی جنگی مشق دیکھنا چاہتی ہو میں نے کہا جی ہاں! آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا جبکہ میرا رخسارہ آپ کے رخسارہ شریف سے مس کر رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے اے بنی ارفدہ خوب مشق کرتے رہا کرو" حتیٰ کہ جب میں تھک گئی تو فرمایا بس اتنا ہی کافی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا پس جائیے!

۹۰۸ ــــ شرح: بُعاث ایک قلعہ ہے جہاں اوس و خزرج کے درمیان عظیم لڑائی ہوئی تھی۔ اس کے بعد ایک سو بیس برس تک وہ برسرِ پیکار رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے

marfat.cpm

ان کو نعمتِ اسلام سے مشرف فرمایا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کی برکت سے ان میں تالیف فرمائی ،، "بنی ارفدہ" ان حبشیوں کا لقب ہے جو جنگی مظاہرہ کیا کرتے ہیں ،، (کرمانی)

بُعاث کی جنگ کے گانے انصار کی لڑائی اور ان کی بہادری کے گانے تھے جن سے کفار کے ساتھ جنگ کرنے میں جرأت بڑھتی تھی اور دینی امور میں معونت ظاہر ہوتی تھی ،، اسی لئے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رخصت دی" اور یہ ناممکن ہے کہ بارگاہِ رسالت میں فحش اور منکر غناء ہو ،،

عید میں ہتھیاروں کو لینا ان کی عادت کے مطابق تھا اس کا سنتِ عید میں کوئی دخل نہیں ،،

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ گانا مطلقاً حرام ہے اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے ،، ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بخاری کی شرح میں کہا کہ اس حدیث سے متصوفہ نے غناء کی اباحت اور آلات وغیرہ کے ساتھ سماع پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال مکڑی کے جالے کی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ وہ بچیاں اوصافِ حرب وشجاعت کے گانے گاتی تھیں اور جو اشعار جنگ میں پڑھے جاتے ہیں وہ پڑھ رہی تھیں ،، اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے رکھی تھی ،، اور وہ گانے جن میں خوبصورت لڑکوں، عورتوں اور اوصافِ خمور کے محاسن بیان کئے جاتے ہیں جن سے ساکن قلوب میں خراب حرکت پیدا ہوتی ہے اور نفسانی خواہشات میں اضافہ اور شہوات میں اشتعال ہوتا ہے ان کی حرمت میں کوئی شک وشبہ نہیں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ،، اور جاہل صوفیوں کی بدعات کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ اس بارے میں جب ان جاہلوں کے اقوال وافعال کا مشاہدہ کریں تو ان سے آثارِ زندقہ ظاہر ہوتے دیکھیں گے۔ قرآن کریم میں ہے" وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ ،، اس کی تفسیر میں یہ مذکور ہے کہ اس سے مراد غناء ہے ،، عینی

فردوس الاخبار میں حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا گانے سے بچو یہ شیطان کی ایجاد ہے اور اللہ کے نزدیک شرک ہے۔ گانا بجانا شیطان کا کام ہے ،، شادی وغیرہ میں دف وغیرہ بجانے سے مزامیر وغیرہ کی اباحت پر استدلال نہیں کر سکتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اجنبی مردوں کے افعال دیکھ سکتی ہیں مگر ان کے ابدان پر نگاہ نہیں کر سکتی ہیں۔ اگر وہ بیگانے مردوں کے چہرے بنظرِ شہوت دیکھیں تو یہ بالاتفاق حرام ہے اور صحیح تر یہی ہے کہ بدونِ شہوت بھی عورتوں کا دوسرے مردوں کو دیکھنا حرام ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ازواج مطہرات سے فرمایا جبکہ عبداللہ بن ام مکتوم نابینا آپ کے پاس آئے کہ تم تو اس کو دیکھتی ہو اگر وہ نابینا ہے تم تو نابینا نہیں ہو ،، جبکہ انھوں نے کہا تھا وہ نابینا ہے ہم کو دیکھتا نہیں ہے ،،

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا ان کو دیکھنا اس آیت کریمہ " وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ ،، کے نزول سے پہلے تھا ،، اور یہ کہنا کہ ام المؤمنین اس وقت بالغہ نہیں تھیں۔ صحیح نہیں کیونکہ ابن حبان نے کہا یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ حبشیوں کا وفد مدینہ منورہ آیا تھا اور وہ سات ہجری میں آئے تھے اس وقت ام المؤمنین کی عمر پندرہ برس تھی ،، نیز یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ ام المؤمنین کا نکاح آپ کے ساتھ ہوا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں ،، اور نو برس کی عمر میں آپ کی رخصتی ہوئی تھی اس وقت آپ بالغہ تھیں ،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کے ایام میں اہل واولاد اور بچوں وغیرہ کو فرح وسرور کے امور مہیا کرنا

marfat.cpm

بَابُ سُنَّةِ الْعِيدَيْنِ

۹۰۹ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ حَدَّثَنَا مُحَاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِیْ زُبَیْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِیَّ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ مِنْ یَوْمِنَا ھٰذَا اَنْ نُصَلِّیَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ

۹۱۰ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ اَبُوْ بَکْرٍ وَعِنْدِیْ جَارِیَتَانِ مِنْ جَوَارِی الْاَنْصَارِ تُغَنِّیَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ یَوْمَ بُعَاثَ

جائز ہے۔ بعض علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ عید کے دِنوں میں غناء، لعب اور فنی مظاہرے مسجد میں جائز ہیں مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ جنگی تعلیم کے لئے شروع اسلام میں یہ جائز تھے،، پھر اس آیت کریمہ " اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ" اور اس حدیث شریف " جَنِّبُوْا مَسَاجِدَکُمْ مَجَانِیْنَکُمْ وَصِبْیَانَکُمْ" سے یہ منسوخ ہوگیا،، (مختصراً عینی)

باب ـــــ مُسلمانوں کے لئے عیدوں میں طریق کار"

۹۰۹ ـــــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہُوئے سُنا کہ آپ فرمارہے تھے اس دن میں سب سے پہلے ہم نماز پڑھیں گے پھر واپس آکر نحر کریں گے جس نے ایسا کیا اُس نے ہماری سُنّت کو پالیا،،

۹۰۹ ـــــ شرح : امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عید کی نماز واجب ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہا جس پر جمعہ واجب ہے اس پر عید کی نماز بھی واجب ہے! امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا عید کی نماز سنّتِ مؤکدہ ہے۔ امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں۔ دیہات میں جمعہ اور عید واجب نہیں۔ حدیث ع ۸۶۲ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ عید کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ،، اس سے مراد عید کی نماز ہے اور امر وجوب کے لئے ہے " اسی طرح " فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ،، میں مراد عید کی نماز ہے اور امر وجوب کے لئے ہے،، لہٰذا عید کی نماز واجب ہے،، صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھتے تھے۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ عید کی نماز سنّت ہے اور قربانی عید کے بعد ہے اسی طرح خطبہ بھی نماز کے بعد ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید کے دن ہمارے عمل کی ابتداء عید کی نماز سے ہے پھر ہم نے قربانی کرنا ہے،،

---

۹۱۰ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے جبکہ میرے پاس چھوٹی چھوٹی انصار کی لڑکیوں سے دو لڑکیاں گا رہی تھیں جو انصار نے بعاث کی جنگ میں شعر کہے تھے۔

marfat.cpm

قَالَتْ وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ أَمَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهٰذَا عِيدُنَا

بَابُ الْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوجِ

911 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَأْكُلَ تَمَرَاتٍ وَقَالَ مُرَجَّى بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَأْكُلُهُنَّ وُتْرًا

ام المؤمنین نے کہا وہ بچیاں مغنیہ نہ تھیں۔ ابوبکر صدیق نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں شیطانی سرنگیاں؟ یہ عید کے دن واقعہ ہے،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے یہ ہماری عید کا دن ہے!

شرح ۹۱۰ : یعنی ان دونوں لڑکیوں کی عادت غناء نہ تھی اور نہ ہی وہ اس میں معروف و مشہور تھیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وہ دونوں لڑکیاں گانے بجانے والی عورتوں جیسی نہ تھیں جو لوگوں کے سامنے فحش گانے گاتی ہیں ان کے جذبات بھڑکاتی ہیں اپنے حسن و جمال اور لچک دار حرکات سے ان کے دلوں میں حرکات پیدا کرتی ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ غناء زنا کا دم ہے اور نہ ہی ان بچیوں نے گانے بجانے کو اپنا معمول اور کسب بنا رکھا تھا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایسے گانے کا وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا بعض جہلاء کا اس سے عورتوں کے گانے کے سماع پر استدلال کرنا انسانیت سوز استدلال ہے اور شریعت مطہرہ کے مقدس رفیع قصر کے ارکان کو منہدم کرنا ہے،، هٰذا عيدنا ،، سے مراد یہ ہے کہ عیدوں میں خوشی اور فرح و سرور کا اظہار شعائر دین سے ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ عید کی وضع میں نفوس کی راحت اور اکل و شرب وغیرہ میں وسعت و فراخی ہے اسی لئے عید کے دن بعض غناء کو مباح کہا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — عیدگاہ جانے سے پہلے عید الفطر میں کچھ کھا لینا

911 ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن عیدگاہ میں تشریف نہ لے جاتے حتی کہ کچھ کھجوریں تناول فرماتے مُرَجّا بن رَجاء نے کہا مجھے عبید اللہ نے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ آپ (عید کے دن) طاق کھجوریں کھایا کرتے تھے۔

marfat.com

۹۱۲ بَابُ الْأَكْلِ يَوْمَ النَّحْرِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ مِنْ جِيرَانِهِ فَكَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَّقَهُ فَقَالَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَدْرِي أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ عید الفطر کے روز صبح عیدگاہ جانے سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے کچھ کھا لینا مستحب ہے تاکہ یہ گمان نہ کیا جائے کہ عید کی نماز پڑھنے تک روزہ رکھنا لازم ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ جانے سے پہلے طاق کھجوریں کھایا کرتے تھے اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اشعار ہے،،

کھجوریں کھانے میں حکمت یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے جو ضعفِ بصر ہو جاتا ہے۔ میٹھی شئی کھانے سے یہ ضعف جاتا رہتا ہے اسی لئے میٹھی شئی سے افطار کیا جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی شئی اور شہد کو بڑا پسند فرماتے تھے،، ابن ابی شیبہ نے روائت کی بعض تابعین کا کہنا ہے کہ میٹھی شئی شہد وغیرہ کے ساتھ افطار کرنا مستحب ہے،، اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس سے پیشاب کم آتا ہے،،

باب ــــ نحر کے دن کھانا

۹۱۲ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کیا وہ دوبارہ قربانی دے،، ایک شخص اُٹھا اور عرض کیا اس دن میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور اُس نے اپنے ہمسایہ کی احتیاجی ذکر کی،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی،، اُس شخص نے کہا میرے پاس چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے مجھے زیادہ پسند ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رخصت دے دی نامعلوم یہ رخصت اس کے سوا کسی اور کے لئے بھی ہے یا نہیں۔

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا جذعہ سے مراد بکری کا بچہ ہے جیسا کہ ۹۱۲ ــــ دوسری روائت میں ہے۔ "عناقاً جذعۃ،، بکری کا بچہ پورے سال کا ہونا ضروری ہے جو دوسرے سال میں قدم رکھتا ہو،، علامہ کرمانی نے کہا بھیڑ کا بچہ چھ ماہ کا قربانی میں جائز ہے۔ احناف نے کہا بشرطیکہ وہ اتنا ضخیم ہو کہ دیکھنے میں سال کا معلوم ہو،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں۔ عید کے روز فجر طلوع ہونے سے قربانی کا وقت شروع ہو جاتا ہے اسی لئے دیہات میں طلوع فجر کے بعد عید کی نماز سے پہلے قربانی جائز ہے اور امام کا عید کی نماز پڑھ لینا شرط نہیں ہے،،

اس حدیث میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے اس بات پر واضح دلیل ہے،، کہ قربانی واجب ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے پہلے قربانی کرنے والوں کو اعادہ کا حکم دیا اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو اعادہ کا حکم نہ فرماتے،،

marfat.cpm

۹۱۳ حدثنا

عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَضْحٰى بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَإِنَّهُ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا نُسُكَ لَهُ فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ خَالُ الْبَرَاءِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنِّي نَسَكْتُ شَاتِي قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ شَاتِي أَوَّلَ شَاةٍ تُذْبَحُ فِي بَيْتِي فَذَبَحْتُ شَاتِي وَتَغَدَّيْتُ قَبْلَ أَنْ آتِيَ الصَّلَاةَ قَالَ شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّ عِنْدَنَا عَنَاقًا لَنَا جَذَعَةً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْنِ أَفَتَجْزِي عَنِّي قَالَ نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ

ترجمہ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اضحیٰ کے دن نماز کے بعد ہم کو خطبہ دیا اور فرمایا جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح قربانی کی اس نے قربانی صحیح کی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی وہ نماز سے پہلے ہے اس کی قربانی نہ ہوئی ،، ابوبردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت براء بن عازب کے ماموں ہیں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اپنی بکری عید کی نماز سے پہلے ذبح کر دی ہے۔ میں نے یہ خیال کیا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے اور مجھے محبوب تھا کہ میری بکری میرے گھر میں سب سے پہلے ذبح ہو تو میں نے اسے ذبح کر دیا اور نماز میں آنے سے پہلے میں نے ناشتہ کر لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری بکری گوشت کی بکری ہے اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ پسند ہے کیا وہ میری طرف سے (قربانی میں) کافی ہو جائے گا آپ نے فرمایا ہاں! تمہارے بعد کسی اور کے لئے کافی نہ ہوگا!

۹۱۳ — شرح : یعنی جو شخص شہر میں عید کی نماز سے پہلے قربانی کر دے اس کی قربانی جائز نہیں ،، اور وہ محض گوشت ہے جو عموماً کھایا جاتا ہے اس میں کوئی ثواب نہیں اور نہ ہی وہ قربانی شمار ہوتی ہے ،، ابوبردہ نے کہا کہ میرے پاس چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے جو عمدہ گوشت اور موٹا تازہ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت قیمتی ہے اور دو بکریوں کی نسبت گوشت اور قیمت میں زیادہ ہے ،، آپ کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ گو وہ وزنی، قیمتی اور عمدہ ہے مگر بکری کا ایک سال کا ہونا ضروری ہے لیکن اس حکم میں ہم تجھے خاص کرتے ہیں کسی اور کے لئے ایسا کرنا جائز نہ ہوگا ،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعض صحابہ کو بعض احکام میں مخصوص فرما لیا کرتے تھے جیسے خزیمہ کی شہادت دو شہادتوں کے برابر کرنا اس طرح کی مثالیں صحابہ کرام میں بہت ہیں ،، ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا عید الضحیٰ کی نماز سے پہلے کھانا مستحب نہیں اور نہ ہی اس سے منع کیا جائے جیسے ابن نیار کو آپ نے عید سے پہلے کھانے پر زجر نہ کی ،،

marfat.cpm

٩١٤ باب الخروج الى المصلى بغير منبر حدثني سعيد بن ابي مريم قال حدثنا محمد بن جعفر قال
اخبرني زيد بن اسلم عن عياض بن عبد الله بن ابي سرح عن ابي سعيد الخدري قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يخرج يوم الفطر
والاضحى الى المصلى فاول شئ يبدأ به الصلوة ثم ينصرف فيقوم مقابل الناس والناس جلوس على صفوفهم فيعظهم
ويوصيهم ويامرهم فان كان يريد ان يقطع بعثا قطعه او يامر بشئ امر به ثم ينصرف فقال ابو سعيد فلم يزل
الناس على ذلك حتى خرجت مع مروان وهو امير المدينة في اضحى او فطر فلما اتينا المصلى اذا منبر بناه كثير بن الصلت
فاذا مروان ان يرتقيه قبل ان يصلي فجبذت بثوبه فجبذني فارتفع فخطب قبل الصلوة فقلت له غيرتم
والله فقال يا ابا سعيد قد ذهب ما تعلم فقلت ما اعلم والله خير مما لا اعلم فقال ان الناس لم يكونوا يجلسون لنا بعد
الصلوة فجعلتها قبل الصلوة

باب — منبر کے بغیر عیدگاہ کو جانا

۹۱۴ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطر اور اضحیٰ کی عیدوں کے روز عیدگاہ تشریف لے جاتے سب سے پہلے جو کرتے وہ نماز تھی پھر اس سے فارغ ہو کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے جبکہ وہ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے تھے آپ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے وصیت کرتے اور ان کو حکم فرماتے اگر کسی طرف لشکر بھیجنے کا ارادہ ہوتا تو لشکر بھیجتے یا جس کسی شئ کا حکم کرنا ہوتا وہ حکم فرماتے پھر واپس تشریف لے آتے ،، ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ ہمیشہ اسی طرح کرتے رہے حتیٰ کہ میں مروان بن حکم کے ساتھ عید الضحیٰ یا فطر میں نکلا جبکہ وہ مدینہ منورہ کا حاکم تھا جب ہم عیدگاہ پہنچے اچانک دیکھتے ہیں کہ منبر پڑا ہے جس کو کثیر بن صلت نے بنایا تھا۔ مروان یہ ارادہ کر رہا تھا کہ نماز پڑھنے سے پہلے منبر پر چڑھے میں نے اس کا کپڑا کھینچا اور اس نے مجھے کھینچا (اس کھینچا تانی میں) وہ منبر پر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ دیا، میں نے اس سے کہا اللہ کی قسم! تم نے طریقہ بدل دیا ہے مروان نے کہا اے ابا سعید! جو تو جانتا ہے وہ گزر گیا ہے میں نے کہا اللہ کی قسم جو کچھ میں جانتا ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا ہوں ،، پھر مروان نے کہا نماز کے بعد لوگ ہمارا خطبہ سننے نہیں بیٹھتے۔ اس لئے میں نے یہ نماز سے پہلے کیا ہے!

۹۱۴ — شرح : ابوسعید خدری نے کہا جو میں جانتا ہوں وہ بہتر ہے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے کسی دوسرے کا طریقہ اس سے اچھا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حتی الوسع انسان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنی چاہیئے ،، خطبہ اگرچہ نماز کے بعد مسنون ہے مگر خطبہ کے بعد بھی نماز صحیح ہے لیکن یہ خلافِ سنت ہے اور جمعہ کا خطبہ بہرحال نماز سے پہلے ہے ورنہ جمعہ صحیح نہ ہوگا ،،

marfat.cpm

بَابُ الْمَشْيِ وَالرُّكُوبِ إِلَى الْعِيدِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ

۹۱۵ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلَاةِ

صحیح یہی ہے کہ عید کی نماز سے پہلے خطبہ مروان نے امیر معاویہ کے عہد میں شروع کیا تھا۔ جس روایت میں یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شروع کیا تھا۔ علامہ عینی نے کہا اس روایت کا کوئی اصل نہیں۔ اور جس روایت میں عمر فاروق کی طرف نسبت ہے کہ اُنھوں نے خطبہ پہلے شروع کیا تھا وہ روایت شاذ ہے۔ قاضی عیاض نے ذکر کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ عید سے پہلے خطبہ پڑھا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ امیرِ معاویہ نے خطبہ کو نماز سے پہلے کر دیا،، اس روایت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا عمر فاروق اور سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے عہد میں خطبہ عید کی نماز کے بعد تھا،، اور امیرِ معاویہ کے حکم سے ہی مروان نے مدینہ منورہ میں خطبہ پہلے دیا تھا اور ابو سعید خدری نے تقدیمِ خطبہ کی نسبت مروان کی طرف اس لئے کی کہ اسی نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ایسا کیا تھا،، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان کے زمانہ میں تبدیل و تغییر ہُوئی تھی،، اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ عید کی نماز وسیع میدان میں پڑھنا مسنون ہے،، مگر مکہ والوں کے لئے مسجدِ حرام میں پڑھنا افضل ہے،، واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ عید کی نماز کے لئے پیدل اور سوار ہو کر جانا اور عید کی نماز اذان اور اقامت کے بغیر"

۹۱۵ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَضحیٰ اور فِطر کی نماز پڑھتے پھر نماز کے بعد خطبہ دیتے تھے!

۹۱۵ ـــ شرح : اس حدیث میں صراحت ہے کہ نماز خطبہ سے پہلے ہے مگر عید کے لئے پیدل چلنا یا سوار ہونا اور نمازِ عید اذان و اقامت کے بغیر پڑھنے پر حدیث کی دلالت نہیں ہے،، شائد امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد والی حدیث پر اکتفاء کی ہو۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.cpm

۹۱۶ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ
عَطَآءٌ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَرْسَلَ اِلٰى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِيْ اَوَّلِ مَا بُوْيِعَ لَهُ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَاِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ
وَاَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ بَعْدُ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَاَتَى النِّسَآءَ
فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ تُلْقِيْ فِيْهِ النِّسَآءُ صَدَقَةً قُلْتُ لِعَطَآءٍ اَتُرٰى حَقًّا عَلَى الْاِمَامِ الْاٰنَ
اَنْ يَاْتِيَ النِّسَآءَ فَيُذَكِّرَهُنَّ حِيْنَ يَفْرُغُ قَالَ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ اَنْ لَا يَفْعَلُوْا **بَابُ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الْعِيْدِ**

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے روز باہر تشریف لائے اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھنا شروع کی ابن جُریج نے کہا مجھے عطاء نے خبر دی کہ ابن عباس نے عبداللہ بن زبیر کو ان کے ابتدائِ عہدِ خلافت میں پیغام بھیجا کہ عیدالفطر کے روز نماز کے لئے اذان نہیں کہی جاتی تھی،، اور عید کا خطبہ نماز کے بعد ہے،، ابن جُریج نے کہا مجھے عطاء نے ابنِ عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے خبر دی کہ ان دونوں نے کہا عیدالفطر اور عیدُالاضحیٰ میں اذان نہیں کہی جاتی تھی۔ عطاء نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی کہ میں نے جابر کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہُوئے اور نماز پڑھنا شروع کی پھر اس کے بعد لوگوں کو خطبہ دیا اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہُوئے تو منبر شریف سے اُترے اور عورتوں کے پاس تشریف لے گئے ان کو نصیحت کی جبکہ آپ بلال کے ہاتھ پر تکیہ لگائے ہُوئے تھے اور حضرت بلال نے اپنے کپڑے کو کھولا ہُوا تھا عورتیں اس میں صدقات ڈال رہی تھیں،، ابن جُریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا کیا آپ اب یہ امام پر ضروری سمجھتے ہیں کہ امام فارغ ہوکر عورتوں کے پاس جائے اور ان کو وعظ و نصیحت کرے؟ عطاء نے کہا یہ ائمہ پر ضروری ہے ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ یہ نہ کریں،،

۹۱۶ —— شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عیدگاہ جانے کا طریقہ یہ ہے کہ لوگ پیدل چلیں کیونکہ اس میں تواضع اور انکساری ہے سواری ہونا بھی مباح ہے۔

باب کی احادیث رکوب پر دلالت نہیں کرتیں اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔ سب علماء کا اتفاق ہے البتہ بنو اُمیہ ایسا نہ کرتے تھے،، دونوں عیدوں میں مسنون یہ ہے کہ ان کے لئے اذان نہ دی جائے اور نہ ہی اقامت کہی جائے۔ ابنِ مسیب نے کہا سب سے پہلے عید کی نماز کے لئے اذان امیر معاویہ نے جاری کی!

باب —— عید کی نماز کے بعد خطبہ،،

marfat.cpm

۹۱۷ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

۹۱۸ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

۹۱۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ تُلْقِي الْمَرْأَةُ خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا

۹۲۰ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زُبَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ

---

۹۱۷ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی معیت میں عید کی نماز میں حاضر ہوا وہ سب خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھتے تھے! (حدیث ۹۱۴ کی تفہیم میں اس کا ذکر ہو چکا ہے)

۹۱۸ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونوں عیدین خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے،، (حدیث ۹۱۴ کی تفہیم میں تفصیل دیکھیں)

۹۱۹ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن عید کی نماز دو رکعتیں پڑھیں اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی پھر آپ عورتوں کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ حضرت بلال تھے آپ نے عورتوں کو صدقہ دینے کا حکم فرمایا۔ انھوں نے (زیورات دینے شروع کئے) عورتیں اپنی بالیاں اور ہار (بلال کی جھولی میں) ڈال رہی تھیں۔

۹۱۹ شرح : قولہ تلقی المرأۃ الخ یہ اجمال کے بعد تفصیل ہے،، عورتوں کا صدقہ دینا تمام خطبہ کے بعد تھا اس اعتبار سے حدیث عنوان کے مطابق ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی نماز دو رکعتیں ہیں ساری امت کا اس پر اتفاق ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عید کی نماز کے بعد نوافل جائز ہیں اور اس سے پہلے جائز نہیں،، امام شافعی کے نزدیک مطلقاً جائز ہیں۔ امام مالک کے نزدیک نمازِ عید کے بعد مباح ہیں،، ابن ماجہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہ پڑھتے تھے اور عید کے بعد گھر میں دو رکعتیں نفل پڑھتے تھے۔ الحاصل عید سے پہلے گھر اور مسجد میں نوافل مکروہ ہیں اور عید کی نماز کے بعد گھر میں جائز ہیں مسجد میں مکروہ ہیں

marfat.cpm

نحر قبل الصلاۃ فانما ھو لحم قدمہ لاھلہ لیس من النسک فی شیء فقال رجل من الانصار یقال لہ ابو بردۃ ابن نیار یا رسول اللہ ذبحت وعندی جذعۃ خیر من مسنۃ قال اجعلہ مکانہ ولن توفی او تجزی عن احد بعدک

۹۲۱ باب ما یکرہ من حمل السلاح فی العید والحرم وقال الحسن ھو ان یحملوا السلاح یوم العید الا ان یخافوا عدوا حدثنا زکریا بن یحیی ابو السکین قال حدثنا المحاربی قال حدثنا محمد بن سوقۃ عن سعید بن جبیر قال کنت مع ابن عمر

ترجمہ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم اس دن میں سب سے پہلے نماز پڑھیں گے پھر واپس جاکر

۹۲۰ —— نحر کریں گے جس نے یہ کیا اس نے ہماری سنت کو پورا کیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی دی وہ صرف گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا یہ قربانی نہیں انصار سے ایک شخص نے کہا جس کو ابو بردہ بن نیار کہا جاتا ہے یا رسول اللہ! میں نے (پہلے) ذبح کر دیا اور (اب) میرے پاس چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے جو ایک سال کے بکری سے اچھا ہے آپ نے فرمایا وہی اس کی جگہ قربانی کر دو اور تمہارے بعد کسی کے لئے اس طرح کرنا جائز نہ ہوگا!

شرح : اس حدیث کی تفصیل حدیث ۹۱۲ کی تفہیم میں مذکور ہے" ابن

۹۲۰ —— بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عید کی نماز خطبہ سے پہلے ہے۔ امام نسائی نے ایک باب کا ترجمہ یہ ذکر کیا ہے "بَابُ الْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ"، یعنی عید کا خطبہ نماز سے پہلے ہے اور "اوّل ما نبدء بہ اَنْ نُصَلِّیَ"، سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ یہ نماز سے پہلے ہے کیونکہ اگر آپ نے نماز پڑھی ہوتی تو "اَوَّلُ مَا نَبْدَئُ بِہٖ اَنْ نُصَلِّیَ"، کیسے فرماتے کیونکہ نَبْدَءُ فعل مستقبل ہے"، مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ عرب ماضی کی جگہ فعل مستقبل ذکر کر دیا کرتے ہیں"، تو ارشادِ نبوی کا معنیٰ یہ ہے کہ اس دن میں ہر عمل کی ابتداء عید کی نماز سے ہے جو ہم پڑھ چکے ہیں جیسے قرآنِ کریم میں ہے "وَمَا نَقَمُوْا مِنْھُمْ اِلَّا اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ" اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کفار نے مومنوں کے ایمان کا اِنکار کیا اور نَقَمُ سے ایمان مقدم ہے"، ورنہ ان کے انکار کا کوئی محل نہ ہوگا"،

باب —— عید اور حرم میں ہتھیار اُٹھا کر چلنا مکروہ ہے"،

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عید کے دن لوگوں کو ہتھیار اُٹھا کر چلنے سے منع کیا گیا مگر یہ کہ دشمن کا خطرہ ہو۔

ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابن عمر کے ساتھ تھا جبکہ ان کے

۹۲۱ —— پاؤں کے تلوے میں نیزہ کی نوک لگی اور ان کا قدم رکاب میں اٹک گیا"

marfat.com

حِينَ أَصَابَهُ سِنَانُ الرُّمْحِ فِي الْخُمُصِ قَدَمِهِ فَلَزِقَتْ قَدَمُهُ بِالرِّكَابِ فَنَزَلْتُ فَنَزَعْتُهَا وَذَلِكَ بِمِنًى فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ فَجَاءَ يَعُودُهُ فَقَالَ الْحَجَّاجُ لَوْ نَعْلَمُ مَنْ أَصَابَكَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَنْتَ لَصَبَبْتَنِي قَالَ وَكَيْفَ قَالَ حَمَلْتَ السِّلَاحَ فِي يَوْمٍ لَمْ يَكُنْ يُحْمَلُ فِيهِ وَأَدْخَلْتَ السِّلَاحَ الْحَرَمَ وَلَمْ يَكُنِ السِّلَاحُ يُدْخَلُ فِي الْحَرَمِ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلَ الْحَجَّاجُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَأَنَا عِنْدَهُ قَالَ كَيْفَ هُوَ قَالَ صَالِحٌ فَقَالَ مَنْ أَصَابَكَ قَالَ أَصَابَنِي مَنْ أَمَرَ بِحَمْلِ السِّلَاحِ فِي يَوْمٍ لَا يُحْمَلُ فِيهِ حَمْلُهُ يَعْنِي الْحَجَّاجَ ۹۲۲

میں (گھوڑے سے) اُترا اور نیزہ کو نکالا یہ واقعہ منیٰ میں ہُوا حجاج کو یہ خبر پہنچی تو حضرت عبداللہ کی عیادت کو آیا اور کہا اگر ہم یہ معلوم کر لیتے کہ آپ کو نیزہ کس نے مارا ہے (تو اس کو تعزیر لگاتے) عبداللہ بن عمر نے کہا تو نے مجھ کو نیزہ مارا ہے حجاج نے کہا یہ کیسے؟ عبداللہ نے کہا تو نے اِس دن میں ہتھیار اُٹھائے حالانکہ اس میں ہتھیار نہیں اُٹھائے جاتے تھے،، تو نے ہتھیار حرم میں داخل کئے حالانکہ حرم میں ہتھیار داخل نہ کئے جاتے تھے!

۹۲۱ —— شرح : عبدالملک بن مروان کی طرف سے حجاج بن یوسف عراق کا بیس سال حاکم رہا اس مدت میں اُس نے لاکھوں قتل کئے حرم میں الحاد اور بے دینی کی اور اسلامی اقدار کو پامال کیا جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بے دریغ قتل کیا اور ظلم و ستم کا کوئی حصّہ باقی نہ چھوڑا آخر کار ۹۵ ہجری کو واسط میں مرگیا اور وہیں دفن ہُوا اس کی قبر کو مٹا کر اس پہ پانی پھیر دیا گیا،، عبدالملک نے حجاج کو لکھا تھا کہ وہ عبداللہ بن عمر کی مخالفت نہ کرے اس پہ یہ حکم شاق گزرا اور حضرت عبداللہ بن عمر کو ٹھکانے لگانا چاہا اور حیلہ یہ تجویز کیا کہ ایک شخص جس کے پاس زہر آلود نیزہ تھا، سے کہا کہ منیٰ میں، ہجوم بہت ہوگا وہ یہ نیزہ عبداللہ بن عمر کے پاؤں میں چبو دے اُس نے عبداللہ کے تلوے میں نیزہ مارا جس سے وہ سخت بیمار ہوگئے اور اسی بیماری میں انتقال کر گئے ان کی علالت کے دوران حجاج بن یوسف آکر کہنے لگا اگر ہمیں معلوم ہوجائے کہ آپ کو کس نے نیزہ مارا ہے ہم اس کو سزا دیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا منیٰ اور حرم میں ہتھیار نہ اُٹھائے جاتے تھے تو نے ان مقامات میں ہتھیار اُٹھائے اور مجھے نیزہ لگا دراصل تو نے ہی مجھے نیزہ مارا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کی علالت کے درمیان ایک بار پھر حجاج آیا اور کہنے لگا اگر نیزہ مارنے والے کا پتہ چل جائے تو میں اس کو قتل کر دوں گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے سر نیچے کر لیا اور اس سے کلام تک نہ کیا اور نہ ہی اس کی طرف التفات کی وہ غصہ سے بھرا اُٹھ کر چلا گیا،، حجاج کا جسم پتلا اور آواز باریک تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منیٰ حرم ہے اور اس میں ہتھیار اُٹھانا حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حرم کو مسلمانوں کے لئے امن کی جگہ بنایا ہے،، فرمایا،، مَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا،، اسی طرح دیگر مجامع اور مشاہد میں بھی ہتھیار اُٹھانا حرام ہے،، تاکہ ہجوم میں کسی کو اذیت نہ پہنچے،، ہاں اگر دشمن کا خطرہ ہو تو ہتھیار اُٹھانے میں حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ قادر کریم ہے جو چاہے کرتا ہے۔ حجاج جب پیدا ہُوا تھا اس کے پاخانہ کرنے کی جگہ سوراخ نہ تھا۔ شیطان نے انگلی مار کر سوراخ کھول دیا جو اس کی حیات کا سبب ہُوا۔ پھر اُس نے جو کچھ کیا سب جانتے ہیں۔ حرم شریف بھی اس کے مظالم سے محفوظ نہ رہا اس کے ظلم و ستم کی طویل داستان ہے۔

marfat.cpm

ترجمہ : اسحاق بن سعید بن عمرو بن عاص نے اپنے باپ سعید بن عمرو سے روائت
۹۲۲ ـــــ کی اُنھوں نے کہا کہ حجاج حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا
جبکہ میں وہاں موجود تھا اور کہا اُن کا کیا حال ہے ؟ حضرت عبداللہ نے کہا اچھا حال ہے،، حجاج نے کہا آپ کو نیزہ کس نے مارا ہے عبداللہ نے کہا مجھے اُس نے نیزہ مارا ہے جس نے ان ایام میں ہتھیار اُٹھانے کا حکم دیا جن میں ہتھیار نہیں اُٹھائے جاتے یعنی مجھے حجاج نے مارا ہے،،

شرح : یعنی اے حجاج تو نے ان مقامات میں ہتھیار اُٹھانے کا حکم دیا تیرے حکم
۹۲۲ ـــــ سے ان میں ہتھیار اُٹھائے گئے،، چونکہ حجاج ہتھیاروں کے اُٹھانے کا سبب
تھا اس لئے حضرت عبداللہ بن عمر نے نیزہ مارنے کی نسبت اس کی طرف کی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرم شریف کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک حرام کیا ہے مجھ سے پہلے کسی کے لئے اس میں قتل وقتال کرنا جائز نہ تھا اور نہ ہی میرے لئے دن کی ایک گھڑی کے سوا جائز ہُوا۔ ایک اور روائت میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پہ ایمان رکھتا ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ اس میں خونریزی کرے اور نہ ہی اس کے درخت کاٹے اگر کوئی تمہیں کہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن حرم میں قتل کئے تو اس کو جواب دو کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دن کی ایک گھڑی میں اجازت دی گئی تھی تمہارے لئے اجازت نہیں میرے لئے بھی صرف دن کی ایک گھڑی میں اجازت تھی اور اسکی حرمت بدستور باقی ہے میرا یہ حکم سننے والے دوسروں کو پہنچا دیں،، ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں قتل وقتال حرام ہے۔ عبدالملک نے حجاج کو ایک خط میں خبردار کیا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کسی بات میں مخالفت نہ کرے اس پر یہ حکم گراں گزرا اور اُس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قتل کا منصوبہ تیار کیا اور ایک شخص کو کہا کہ زہر آلود نیزہ لے اور جب ہجوم زیادہ ہو تو عبداللہ کے قدم میں چبو دے جس سے حضرت عبداللہ بن عمر کو سخت تکلیف ہوگئی اور کچھ روز علیل رہنے کے بعد انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون،، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی علالت کے دوران حجاج ان کی عیادت کے لئے آیا اور بطور ہمدردی کہنے لگا کہ آپ کو نیزہ کس نے مارا ہے اور نیزہ کیسے لگا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نیزہ تو نے مارا ہے اُس نے کہا کیسے ؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا حرم میں ہتھیار داخل نہیں کئے جاتے تھے تیرے حکم سے یہاں ہتھیار لائے گئے تو نے سنّت کی مخالفت کی ہے۔

حجاج کے اس فعل میں قرآن کریم کی بھی مخالفت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا،، کہ جو کوئی حرم میں داخل ہو جائے وہ بے خوف ہے۔ فقہاء نے کہا حرم کی خصوصیت ہے کہ وہاں جنگ کرنی حرام ہے اور اگر باغی سرکشی کریں اور علم بغاوت بلند کریں تو ان سے جنگ نہ کریں بلکہ ان پر عرصۂ حیات تنگ کیا جائے حتیٰ کہ وہ اطاعت قبول کر لیں اور اہل عدل و انصاف کے احکام میں داخل ہو جائیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منیٰ حرم ہے اور وہاں قتل وقتال حرام ہے۔ عبدالملک نے حجاج کو عراق میں حاکم مقرر کیا تھا وہ بیس سال وہاں حاکم رہا اور اس عرصہ میں قتل و غارت، خوں ریزی، حرم میں الحاد اور دیگر مفاسد کئے جو ہر خاص و عام جانتا ہے۔ لاکھوں مسلمانوں کو اس نے قتل کیا اور آخر ۹۵ ہجری میں مر گیا اور واسط میں دفن ہُوا اس کی قبر کا نشان تک مٹا دیا گیا اور اس پہ پانی بہا دیا گیا اس کا نام تاریخ کے سیاہ اوراق اور تاریک زمانہ میں شمار ہوتا ہے۔ وہ بدترین ظالم اور فاسق و فاجر تھا۔

marfat.com

باب التكبير للعيد وقال عبد الله بن بسر إن كنا

فرغنا في هذه الساعة وذلك حين التسبيح حدثنا سليمان بن حرب قال حدثنا شعبة عن زبيد عن الشعبي ٩٢٣
عن البراء بن عازب قال خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم يوم النحر فقال إن أول ما نبدأ به في يومنا هذا أن نصلي ثم
نرجع فننحر فمن فعل ذلك فقد أصاب سنتنا ومن ذبح قبل أن يصلي فإنما هو لحم عجله لأهله ليس من النسك
في شيء فقام خالي أبو بردة بن نيار فقال يا رسول الله أني ذبحت قبل أن أصلي وعندي جذعة خير من مسنة
فقال اجعلها مكانها أو قال اذبحها ولن تجزي جذعة عن أحد بعدك باب فضل العمل في أيام التشريق
وقال ابن عباس واذكروا الله في أيام معلومات أيام العشر والأيام المعدودات أيام التشريق وكان ابن عمر
وأبو هريرة يخرجان إلى السوق في الأيام العشر يكبران ويكبر الناس بتكبيرهما وكبر محمد بن علي خلف
النافلة

باب — عید کی نماز جلدی پڑھنا ،،

حضرت عبداللہ بن بُسر نے کہا ہم اس وقت عید کی نماز سے فارغ ہو جاتے تھے اور وہ تسبیح (نفل نماز) کا وقت تھا ،،

ترجمہ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا عید اضحیٰ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا ہم سب سے پہلے اس دن ٩٢٣ ——
یں نماز پڑھتے ہیں پھر واپس جاکر قربانی کریں گے جس نے یہ کیا وہ ہمارے طریقہ کو پہنچا اور جس نے نماز پڑھنے سے پہلے ذبح کر دیا وہ صرف گوشت ہے جس کی اُس نے اپنے گھر والوں کے لئے جلدی کی اور اس کی قربانی نہیں ہوئی۔ میرا ماموں ابو بردہ بن نیار کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ! میں نے نماز پڑھنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی ہے اور میرے پاس بکری کا بچہ چھ ماہ کا ہے جو ایک سال کی بکری سے بہتر ہے آپ نے فرمایا اس کی جگہ وہی کر دو یا فرمایا اس کو ذبح کر دو تمہارے سوا کسی کے لئے چھ ماہ عمر کا بکری کا بچہ کافی نہ ہوگا۔

شرح : ابن بطال نے کہا ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ طلوعِ شمس سے قبل اور اس کے وقت عید کی نماز جائز نہیں۔ جب سُورج بلند ہو کر سفید ہو جائے ٩٢٣ ——
اس وقت نفل نماز جائز ہے اور یہی عید کا وقت ہے ،، چنانچہ ابن بسر کا قول اس پر واضح دلالت کرتا ہے کہ یہ نماز کا وقت تھا معلوم ہُوا کہ عید کا وقت اس دن کے نفل کا وقت ہے اس سے عید کو مؤخر نہ کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر

marfat.cpm

۹۲۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا الْعَمَلُ فِيْ اَيَّامٍ اَفْضَلَ مِنْهَا فِيْ هٰذِهٖ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ

رضی اللہ عنہما صبح کی نماز کے بعد عید کے لئے چلے جاتے تھے اور رافع بن خدیج طلوع شمس کے بعد جایا کرتے تھے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا عید الفطر کو عید الاضحیٰ سے تھوڑا سا مؤخر کیا جائے اور عید الاضحیٰ کو بروزِ شمس کے وقت جلدی پڑھا جائے!

باب — ایّام تشریق میں عمل کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "ایام معلومات میں اللہ کا ذکر کرو" اور وہ ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں اور ایام معدودات ایام تشریق ہیں حضرت عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم ایام تشریق میں بازار میں جاتے وہ تکبیر کہتے اور ان کی تکبیر کے ساتھ لوگ بھی تکبیر کہتے محمد بن علی نے نفل نماز کے بعد تکبیر کہی"

باب

ذوالحجہ کا گیارھواں دن یوم نفر بارھواں اور تیرھواں نفر اوّل اور نفرِ ثانی کہلاتے ہیں۔ ان تینوں کو ایامِ تشریق کہا جاتا ہے"، کیونکہ اِن ایام میں گوشت کاٹ کر خشک کیا جاتا ہے یا اس لئے کہ ان ایام میں ہدایا اشراقِ شمس کے وقت نحر کی جاتی ہیں"، بعض کہتے ہیں تشریق عید کی نماز کو کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ارتفاع شمس کے بعد پڑھی جاتی ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ"، یعنی جمعہ اور عید کی نمازیں جامع شہر میں ہی واجب ہیں۔ خلاصہ میں ذکر کیا ہے کہ ایامِ نحر تین ہیں اور ایام تشریق بھی تین ہیں اور چاردنوں میں یہ پورے ہو جاتے ہیں کیونکہ دس ذی الحجہ صرف نحر اور تیرہ ذی الحجہ صرف تشریق کے لئے ہیں اور گیارہ اور بارہ ذی الحجہ نحر اور تشریق دونوں کے لئے ہیں"

تمام فقہاء کے نزدیک فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک فرضِ نماز باجماعت کے بعد تکبیر کہنا واجب ہے۔ امام احمد بن حنبل کا مشہور مذہب بھی یہی ہے مسافر پر تکبیر واجب نہیں اور تنہا فرض نماز پڑھنے والے پر بھی تکبیر کہنا واجب نہیں اور نہ ہی عورتوں پر واجب ہے جبکہ وہ تنہا باجماعت نماز پڑھیں۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ

۹۲۴ —

آپ نے فرمایا ایامِ تشریق میں عمل سے کوئی عمل افضل نہیں لوگوں نے کہا جہاد بھی افضل نہیں؟ فرمایا جہاد بھی نہیں لیکن وہ شخص جو اپنی جان اور مال سے دشمن کا مقابلہ کرے اور اس کی کوئی شئ واپس نہ آئے۔

marfat.com

بَابُ التَّكْبِيرِ أَيَّامَ مِنًى وَإِذَا غَدَا إِلَى عَرَفَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهِ بِمِنًى فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُونَ وَيُكَبِّرُ أَهْلُ الْأَسْوَاقِ حَتَّى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الْأَيَّامَ وَخَلْفَ الصَّلَوَاتِ وَعَلَى فِرَاشِهِ وَفِي فُسْطَاطِهِ وَمَجْلِسِهِ وَمَمْشَاهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامَ جَمِيعًا وَكَانَتْ مَيْمُونَةُ تُكَبِّرُ يَوْمَ النَّحْرِ وَكَانَ النِّسَاءُ يُكَبِّرْنَ خَلْفَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَيَالِيَ التَّشْرِيقِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ

---

۹۲۴ ــــــ

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایام تشریق میں عمل مسنون تکبیر ہے اور وہ نفل نماز سے افضل ہے کیونکہ اگر یہ کلام صلوٰۃ وصیام پر محمول کیا جائے تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "یہ کھانے اور پینے کے دن ہیں" اس کے معارض ہوگا حالانکہ آپ نے ان دنوں میں روزے سے منع فرمایا ہے" جس کا مدلول یہ ہے کہ یہ ایام صرف کھانے اور پینے کے ہیں اور جب عمل سے مراد تکبیر لی جائے تو اس کے معارض کوئی روایت نہیں ہے"

"یخاطر" اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اپنی جان و مال وغیرہ کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرے اور قتل سے سلامت رہے یا نہ رہے یہ مخاطرہ ہے ان ایام میں اور دوسرے ایام میں یہ عمل افضل ہے جبکہ یہ عمل تکبیر سے منع نہیں کرتا علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان ایام میں عمل تکبیر میں منحصر نہیں بلکہ حج کے احکام رمی وغیرہ سب اس عمل میں داخل ہیں اور اگر عمل سے مراد صرف تکبیر لی جائے تو اس سے متصل باب التکبیر ایام منیٰ" میں محض تکرار ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد بہت بڑا عمل ہے اور اس کے درجات متفاوت ہیں اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ جہاد میں اپنی جان صرف کردے اور شہید ہو جائے" اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان ایام میں اگر جمعہ کا دن آجائے تو اس میں دو فضیلتیں جمع ہو جاتی ہیں"

باب ــــ ایامِ منیٰ میں تکبیر کہنا اور جب عرفات کو جائے

ترجمہ :

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منیٰ کے میدان میں اپنے خیمہ میں تکبیر کہتے تھے اور مسجد والے اس کو سنتے پھر وہ بھی تکبیر کہنے لگتے" بازار والے لوگ تکبیر کہتے تھے حتیٰ کہ ان کی تکبیروں سے منیٰ گونج پڑتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان دنوں میں منیٰ میں تکبیر کہتے اور فرض نمازوں کے بعد اپنے بستر اور خیمہ میں اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ان دنوں میں تکبیر کہتے تھے!

ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نحر کے دن تکبیر کہتی تھیں اور عورتیں تشریق کی راتیں ابان بن عثمان اور عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے مسجد میں لوگوں کے ساتھ تکبیریں کہتی تھیں!

باب شرح : یہ آثار ایامِ تشریق میں نماز کے بعد تکبیرات پر دلالت کرتے ہیں۔ احناف کے مذہب میں یہ تکبیریں واجب ہیں لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک فرض نماز کے بعد

marfat.cpm

حَدَّثَنَا

۹۲۵ أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ عَنِ التَّلْبِيَةِ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يُلَبِّي الْمُلَبِّي لَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ

جو باجماعت مستحبہ ادا کی جائے واجب ہیں بشرطیکہ نمازی مقیم ہو اور شہر میں ہو لہذا وتر، نمازِ عید، سنن اور نوافل کے بعد تکبیریں واجب نہیں اور نہ ہی مسافر اور تنہا نماز پڑھنے والے پر واجب ہیں اور نہ عورتوں پر واجب ہیں جبکہ وہ تنہا نماز باجماعت پڑھیں کیونکہ یہ جماعت مستحبہ نہیں،، حضرت عبداللہ بن مسعود اور امام احمد کا مشہور مذہب یہی ہے،، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک فرض نماز کے بعد تکبیریں واجب ہیں اگرچہ نمازی مسافر ہو یا تنہا نماز پڑھے۔ امام مالک کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا اصح مذہب یہ ہے کہ نفل نماز اور نماز جنازہ کے بعد بھی تکبیریں واجب ہیں اور اگر عورتیں باجماعت نماز پڑھیں جبکہ ان کے ساتھ مرد نمازی نہ ہو اور مسافر لوگ جبکہ ان کے ساتھ نمازی مقیم نہ ہو امام شافعی کے نزدیک ان پر تکبیریں واجب نہیں،،

تکبیراتِ تشریق عرفہ کے روز فجر کی نماز کے بعد شروع ہوتی ہیں اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نحر کے روز عصر کی نماز کے بعد ختم ہوجاتی ہیں مگر اس پر احناف کا عمل نہیں امام ابویوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک تکبیریں ایام تشریق کے آخری دن تیرہ ذی الحجہ کو عصر کے بعد ختم ہوتی ہیں اس پر احناف کا عمل ہے حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے! کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب وہی ہے جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا ہے اور تکبیر یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد،،

حضرت ابان رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان غنی خلیفہ ثالث کے بیٹے ہیں وہ فقیہہ مجتہد تھے ایک سو پانچ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے،،

ترجمہ : محمد بن ابوبکر ثقفی نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تلبیہ

۹۲۵ ـــــ کے متعلق پوچھا جبکہ ہم منیٰ سے عرفات کو جارہے تھے کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیسے کرتے تھے؟ حضرت انس نے کہا تلبیہ کہنے والا تلبیہ کہتا اور اس پر کوئی اعتراض نہ کیا جاتا تھا، تکبیر کہنے والا تکبیر کہتا اور اس پر کوئی اعتراض نہ کیا جاتا تھا۔

شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تلبیہ میں مسنون یہ ہے کہ نحر کے روز

۹۲۵ ـــــ جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کے وقت تک تلبیہ ترک نہ کرے،، اسی پر عمل ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قول کا معنیٰ یہ ہے کہ تکبیر ذکر ہے وہ اس کو تلبیہ میں داخل کر لیتے تھے اور تکبیر بھی کہتے تلبیہ بھی کہتے تھے کیونکہ تلبیہ تو جمرہ عقبہ کی رمی کرنے سے پہلے ترک نہیں کیا جاتا،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

حدثنا

۹۲۶ محمد قال حدثنا عمر بن حفص قال حدثنا ابی عن عاصم عن حفصة عن ام عطیة قالت کنا نؤمر ان نخرج یوم العید حتی نخرج البکر من خدرها حتی نخرج الحیض فیکن خلف الناس فیکبرن بتکبیرهم ویدعون بدعائهم یرجون برکة ذلک الیوم وطهرته **باب** الصلوٰة الی الحربة یوم العید حدثنی محمد بن بشار قال ۹۲۷ حدثنا عبد الوهاب قال حدثنا عبید الله عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی الله علیه وسلم کان تترکز له الحربة فیتقدم یوم الفطر والنحر ثم یصلی **باب** حمل العنزة او الحربة بین یدی الامام یوم العید

ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے ہم کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ہم عید کے دن (عید ۹۲۶ ــــ کی نماز کے لئے) باہر نکلیں حتیٰ کہ پردہ دار کنواری لڑکیوں کو بھی نکالیں اور حیض کی حالت والی عورتوں کو بھی نکالیں اور وہ لوگوں کے پیچھے رہیں اور ان کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہیں اور ان کی دُعاء کے ساتھ دُعاء کریں اور اس دن کی برکت اور پاکیزگی کے حصول کی اُمیدوار ہوں،،

شرح : عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ ہو تکبیر دونوں کی ایک ہی ہے،، ایام منیٰ ۹۲۶ ــــ عید کے دن کی طرح ہیں ان میں تکبیر کہنا اور عید کے دن میں تکبیر کہنا مساوی ہے ۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان ایام میں تکبیر کا مقصد یہ ہے کہ جاہلیت میں لوگ بتوں کے لئے جانور ذبح کیا کرتے تھے،، ان کا رد کرنے کے لئے ان ایام میں تکبیر مشروع ہوئی تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ذبح صرف اللہ کے لئے ہے حتیٰ کہ ایامِ ذبح میں غیر اللہ کا نام تک نہ لیا جائے،، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں عید الفطر میں تکبیر نہیں کہی جاتی،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ قیاس یہ ہے کہ دونوں عیدوں میں تکبیریں کہی جائیں،، کہ دونوں عیدوں کی نمازوں کی تکبیرات مختلف نہیں اور دونوں نمازوں میں خطبہ بعد میں دیا جاتا ہے لہذا دونوں عیدوں میں عیدگاہ کی طرف جاتے وقت تکبیرات میں بھی برابری ہونی چاہیئے اور تکبیریں کہی جائیں ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ برچھے کی طرف عید کی نماز

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ۹۲۷ ــــ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں برچھا گاڑا جاتا تھا پھر آپ نماز پڑھتے تھے!

باب ــــ عید کے دن امام کے آگے نیزہ یا برچھا اُٹھانا ــــ،،

marfat.cpm

۹۲۸ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ

حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْدُوْ اِلَى الْمُصَلّٰى وَالْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَاءِ وَالْحُيَّضِ اِلَى الْمُصَلّٰى

۹۲۹ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ بِنَحْوِهٖ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ حَفْصَةَ قَالَ اَوْ قَالَتِ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے جبکہ آپ کے آگے آگے برچھا اُٹھایا جاتا تھا اور عید گاہ میں آپ کے سامنے گاڑا جاتا تھا اس کی طرف (سترہ بنا کر) آپ نماز پڑھتے تھے!

۹۲۸ — ۹۲۷ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے بغیر نماز سترہ کر کے پڑھا کرتے تھے سترۃ الامام کے باب کی حدیث ۴۷۴ کی تفہیم میں اس کی تشریح ہو چکی ہے!

باب — حیض والی عورتوں کا عید گاہ جانا

ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ نوجوان اور پردہ دار عورتوں کو عید گاہ کی طرف لے جائیں،، ایوب نے حفصہ سے اس طرح روایت کی اور حفصہ کی حدیث میں مزید یہ ہے کہ ایوب یا حفصہ نے کہا کہ ہم نوجوان اور پردہ دار عورتوں کو باہر نکالیں اور حیض والی عورتیں عید گاہ سے علیحدہ رہیں۔

۹۲۹ — شرح : عواتق عاتق کی جمع ہے جو لڑکی بالغہ ہو جائے اس کو عاتق کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے ماں باپ کی خدمت اور ان کے دباؤ سے آزاد ہو جاتی ہے،،

اس پُر آشوب اور فتنہ و فساد کے زمانہ میں نوجوان عورتوں کو باہر نہ نکلنے دیا جائے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی بدعات کو دیکھ لیتے تو ان کو مساجد میں جانے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا،، یہ تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ کی بات کرتی ہیں اور آج کا دور جس میں فتنہ و فساد کی مسموم ہوائیں نیکوں کو پیغام اجل دیتی ہیں اور فساق کی ارواح کو ہر لحظہ شہوانی

marfat.cpm

بَابُ خُرُوْجِ الصِّبْيَانِ اِلَى الْمُصَلّٰى حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا ۹۳۰
سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰى فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ اَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ **بَابُ اِسْتِقْبَالِ الْاِمَامِ النَّاسَ فِيْ خُطْبَةِ الْعِيْدِ** قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقَابِلَ النَّاسِ

لذّات سے مسرور کرتی ہیں اور ہر ایک باہر جانے والی عورت کا سرتا پا مطالعہ کیا جاتا ہے شریعت مطہرہ اس دور میں عورتوں کو باہر نکلنے کی کیسے اجازت دے سکتی ہے؟ اس کی تفصیل باب شہود الحائض العیدین کی حدیث ۳۲۰ کی تفہیم میں مذکور ہے۔ ۱ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض والی عورت اللہ کا ذکر ترک نہ کرے اور مجلسِ وعظ میں شرکت کرے البتہ مسجد میں داخل نہ ہو۔ عورت ضرورت کے وقت کسی سے کپڑے استعارۃً لے سکتی ہے جبکہ کسی نیک اور شرعی کام کے لئے جانا ہو۔ عواتِقُ "عَاتِق" کی جمع ہے اس کا معنی نوجوان بالغہ عورت ہے اس کو عاتق اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ خدمت کرنے کی مشقت سے آزاد ہو جاتی ہے کہ وہ بلوغ کے باعث نکاح کرنے کے قریب ہو چکی ہے عنقریب نکاح کے بعد وہ ماں باپ کے دبدبہ سے آزاد ہو گی۔ عیدگاہ میں حائضہ کا جانا حرام ہے کیونکہ عیدگاہ کا خون سے ملوّث ہونے کا خطرہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — بچّوں کا عیدگاہ جانا

۹۳۰ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن باہر نکلا آپ نے عید کی نماز پڑھی پھر خطبہ دیا پھر عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو وعظ و نصیحت کی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا!

۹۳۰ — شرح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بچے تھے کیونکہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے وقت ان کی عمر تیرہ ۱۳ برس تھی لہٰذا یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ عید کی نماز کے بعد ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — عید کے خطبہ میں امام کا لوگوں کی طرف منہ کرنا

ابو سعید نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے!

marfat.cpm

۹۳۱ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُهَاجِرُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنِ
الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أَضْحًى إِلَى الْبَقِيعِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّ
أَوَّلَ نُسُكِنَا فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نَبْدَأَ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ وَافَقَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ ذٰلِكَ
فَإِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ عَجَّلَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي ذَبَحْتُ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ
۹۳۲ مِنْ مُسِنَّةٍ قَالَ اذْبَحْهَا وَلَا تَفِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ **بَابُ الْعَلَمِ بِالْمُصَلّٰى** حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ
قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قِيلَ لَهُ أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ
وَلَوْلَا مَكَانِي مِنَ الصِّغَرِ مَا شَهِدْتُهُ حَتّٰى أَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ
بِلَالٌ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِينَ بِأَيْدِيهِنَّ يَقْذِفْنَهُ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَبِلَالٌ
إِلٰى بَيْتِهِ

ترجمہ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۹۳۱ — عید الاضحیٰ میں بقیع تشریف لے گئے آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر ہماری
طرف چہرہ انور کر کے متوجہ ہوئے اور فرمایا اس دن ہمارا پہلا عمل یہ ہے کہ ہم عید کی نماز پڑھیں گے پھر واپس جائیں گے اور
قربانی کریں گے جس نے یہ کیا اُس نے ہماری سنت کی موافقت کی اور جس نے اس سے پہلے ذبح کیا وہ صرف ایک شئ
ہے جس کی اُس نے اپنے گھر والوں کے لئے جلدی کی وہ قربانی نہیں ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہا میں نے تو (نماز سے پہلے)
ذبح کر دیا ہے اور میرے پاس چھ ماہ کی عمر کا بکری کا بچہ ہے جو ایک سال کی بکری سے بہتر ہے آپ نے فرمایا وہی
ذبح کر دو تیرے سوا اور کسی کے لئے ایسا کرنا کافی نہ ہوگا "

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کرنا واجب ہے ورنہ

۹۳۱ — اس شخص کے لئے قربانی کا اعادہ کرنا ضروری نہ ہوتا اور امام
لوگوں کے سامنے خطبہ دے۔ حدیث ۹۱۲ اور ۹۲۰ کی تفہیمات میں اس کی تشریح مذکور ہے!

باب — عیدگاہ میں منار

ترجمہ : عبد الرحمٰن بن عابس نے کہا میں نے ابن عباس سے سُنا جبکہ ان سے یہ

۹۳۲ — کہا گیا کیا آپ عید کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے ؟ ابن عباس نے
کہا جی ہاں ! اگر میں آپ کا قریبی نہ ہوتا تو میں بچپن کے باعث حاضر نہ ہو سکتا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس علم کے پاس
تشریف لائے جو کثیر بن صلت کے گھر کے قریب تھا آپ نے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا پھر عورتوں کے پاس تشریف لے گئے

marfat.cpm

بَابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ النِّسَاءَ يَوْمَ الْعِيدِ **حَدَّثَنَا** إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ۹۳۳
قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ
فَصَلَّى فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ خَطَبَ فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ
تُلْقِي فِيهِ النِّسَاءُ الصَّدَقَةَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ زَكٰوةُ يَوْمِ الْفِطْرِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ صَدَقَةٌ يَتَصَدَّقْنَ حِينَئِذٍ تُلْقِي فَتَخَهَا وَيُلْقِينَ
قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَتُرَى حَقًّا عَلَى الْإِمَامِ ذٰلِكَ وَيُذَكِّرُهُنَّ قَالَ إِنَّهُ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُونَهُ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَخْبَرَنِي
الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ الْفِطْرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ يُصَلُّونَهَا
قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى جَاءَ
النِّسَاءَ مَعَهُ بِلَالٌ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ الْآيَةَ ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ مِنْهَا أَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ
وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ لَا يَدْرِي حَسَنٌ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ ثُمَّ قَالَ هَلُمَّ لَكُنَّ فِدًى لَكُنَّ أَبِي وَأُمِّي فَيُلْقِينَ
الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ الْفَتَخُ الْخَوَاتِيمُ الْعِظَامُ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

اور حضرت بلال آپ کے ساتھ تھے آپ نے ان کو وعظ و نصیحت کی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ میں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ (زیورات کی طرف) بڑھاتیں اور زیور اُتار کر حضرت بلال کے کپڑے میں ڈالتی تھیں پھر آپ اور بلال گھر تشریف لے گئے!

۹۳۲ — شرح : حدیث کی مناسبت عنوان کے ساتھ بالکل واضح ہے اس حدیث کی وضاحت ع ۸۲۵ کی تفہیم میں گزری ہے!

باب — عید کے دن امام کا عورتوں کو وعظ کرنا

۹۳۳ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن اُٹھے اور نماز پڑھی پہلے نماز شروع کی پھر خطبہ دیا جب اس سے فارغ ہو گئے تو منبر سے اُترے اور عورتوں کے پاس تشریف لے گئے ان کو وعظ و نصیحت کی جبکہ آپ بلال کے ہاتھ پر تکیہ لگائے ہوئے تھے اور وہ اپنی جھولی پھیلائے ہوئے تھے جس میں عورتیں صدقہ کی رقوم ڈالتی تھیں ابن جُریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا کیا عورتیں فطرانہ دیتی تھیں؟ اُس نے کہا نہیں، لیکن وہ صدقہ کرتی تھیں۔ وہ انگوٹھیاں بلال کی جھولی میں ڈالتی تھیں۔ میں نے کہا کیا آپ یہ امام پر ضروری جانتے ہیں کہ وہ عورتوں کو وعظ کرے؟ عطاؑ نے کہا یہ ائمہ پر ضروری ہے ان کے لئے درست نہیں کہ وہ یہ نہیں کرتے ہیں،، ابن جُریج نے کہا مجھے حسن بن مسلم نے

marfat.cpm

بَابٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ فِي الْعِيدِ

۹۳۴ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ جَوَارِيَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ يَوْمَ الْعِيدِ فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ فَأَتَيْتُهَا فَحَدَّثَتْ أَنَّ زَوْجَ أُخْتِهَا غَزَى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً فَكَانَتْ أُخْتُهَا مَعَهُ فِي سِتِّ غَزَوَاتٍ قَالَتْ فَكُنَّا نَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى وَنُدَاوِي الْكَلْمَى

طاؤس سے اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی اُنھوں نے کہا میں عید الفطر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ حاضر ہوا خطبہ سے پہلے نمازِ عید پڑھتے تھے پھر اس کے بعد خطبہ دیا جاتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ سے باہر تشریف لاتے گویا کہ میں آپ کو اب دیکھ رہا ہوں جس وقت آپ دستِ اقدس سے لوگوں کو بٹھاتے تھے پھر لوگوں کی صفیں چیرتے ہوئے آئے حتیٰ کہ بلال کے ساتھ عورتوں کے پاس پہنچے اور فرمایا

"اے نبی جب تیرے پاس مومن عورتیں آئیں جب کہ وہ آپ کی بیعت کرنے والی ہوں الخ

پھر جب اس سے فارغ ہوگئے تو فرمایا کیا تم اس شرط پہ بیعت کرتی ہو؟ ان میں سے صرف ایک عورت نے جواب دیا اس کے سوا کسی نے جواب نہ دیا کہ ہاں ہم اس شرط پر بیعت کرتی ہیں،، حسن بن مسلم نہیں جانتے کہ وہ عورت کون تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کرو اور بلال نے اپنا کپڑا پھیلا دیا پھر فرمایا اور صدقہ کرو میرا باپ اور ماں قربان ہوں عورتیں انگوٹھیاں بلال کے کپڑے میں ڈال رہی تھیں شیخ عبدالرزاق نے کہا خواتیم بڑی بڑی انگوٹھیاں ہیں جو زمانہ جاہلیت میں مروج تھیں!

شرح ۹۳۳ — ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کے پاس جاکر ان کو وعظ کرنا صرف آپ کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ آپ ان کے باپ ہیں علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کے لئے دوسرا خطبہ خطیب پہ لازم نہیں اور نہ ہی خطبہ قطع کرکے عورتوں کے پاس جاکر اس کو مکمل کرسکتا ہے (کرمانی)،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو عورتوں کو وعظ کرنا مستحسن ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مال داروں سے صدقہ لے کر فقراء کو دینا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت کی طرف سے ایک شخص کا جواب دینا کافی ہے،، اور عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھی جائے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب کسی عورت کے پاس عید کے دن چادر نہ ہو —"

۹۳۴ — ترجمہ حفصہ بنت سیرین نے کہا ہم نوجوان عورتوں کو عیدگاہ جانے سے منع کیا کرتی تھیں۔ ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل میں ٹھہری میں اس کے پاس گئی تو اُس نے مجھ سے بیان کیا کہ اس کے بہنوئی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بارہ غزوے

marfat.com

فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدٰنَا بَاْسٌ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ اَلَّا تَخْرُجَ فَقَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا فَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ حَفْصَةُ فَلَمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ اَتَيْتُهَا فَسَاَلْتُهَا اَسَمِعْتِ فِيْ كَذَا وَكَذَا فَقَالَتْ نَعَمْ بِاَبِيْ وَقَلَّمَا ذَكَرَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَتْ بِاَبِيْ قَالَ لِتَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ اَوْ قَالَ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ شَكَّ اَيُّوْبُ وَالْحُيَّضُ فَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهَا الْحُيَّضُ قَالَتْ نَعَمْ اَلَيْسَ الْحَائِضُ تَشْهَدُ عَرَفَاتٍ وَتَشْهَدُ كَذَا وَتَشْهَدُ كَذَا

لڑکے ہیں اس کی بہن چھ غزوں میں اس کے ساتھ رہی ،، اس نے کہا ہم بیماروں کی نگہبانی اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں اُس نے کہا یا رسُول اللہ ! ہم میں سے کسی پر حرج تو نہیں جبکہ اس کے پاس چادر نہ ہو کہ وہ عید گاہ نہ جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس کی سہیلی اپنی چادروں میں سے کوئی چادر اس کو دیدے ،، وہ کارِ خیر اور مومنوں کی دعاء میں شامل ہوں ،، حفصہ نے کہا جب امّ عَطِیّہ آئی تو میں اس کے پاس آئی اور اس سے پُوچھا کیا تو نے اس بارے میں کچھ سُنا ہے اس نے کہا ہاں میرا باپ قربان ہو ،، کم و بیش وہ جب بھی نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ذکر کرتی تو یہ کہتی میرا باپ آپ پر قربان ہو! آپ نے فرمایا نوجوان پردہ دار عورتیں عید گاہ جائیں ایوب نے اس میں شک کرتے ہوئے کہا پردہ دار عورتیں اور حیض والی عورتیں! اور حیض والی عورتیں عید گاہ سے علیحدہ رہیں ،، اور کارِ خیر اور مومنوں کی دُعاء میں حاضر ہوں ۔ حفصہ نے کہا میں نے ام عطیہ سے کہا کیا حیض والی عورتیں بھی جائیں ۔ امّ عطیّہ نے کہا ہاں ! کیا حیض والی عرفات میں نہیں جاتی اور مزدلفہ اور مِنیٰ میں نہیں جاتی ؟

۹۳۴ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اِس حدیث میں عورتوں کا عید گاہ جانے کی تاکید ہے ۔ کیونکہ جن کے پاس چادر اور نقاب وغیرہ نہ ہو آپ نے ان کو عید گاہ جانے کا حکم دیا تو جن کے پاس چادریں وغیرہ ہوں ان کو بطریقِ اولیٰ جانا چاہیئے ،، مگر یہ ابتداءِ اسلام میں تھا جبکہ مسلمانوں کی تعداد قلیل تھی اور عورتوں کے اجتماع سے دشمن کو مرعوب کرنا مقصود تھا آج کل اس کی ضرورت نہیں ۔ علّامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس دلیل کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ نسخ یقین سے ثابت ہوتا ہے اس کے لئے تاریخ کا تعیّن ضروری ہے ،، نیز عورتوں کے ساتھ دشمنوں کو مرعوب نہیں کیا جاسکتا اسی لئے عورتوں پر جہاد ضروری نہیں ۔ علّامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کرمانی کا جواب صحیح نہیں کیونکہ عورتوں کی کثرت سے دشمن مرعوب ہو سکتا ہے بلکہ عورتوں میں بعض ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو بعض مردوں سے زیادہ طاقتور ہوتی ہیں اور جب دشمن حملہ آور ہو تو عورتوں پر بھی جہاد فرض ہو جاتا ہے اور وہ اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر جہاد میں جاسکتی ہیں ،، سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ام عطیہ نے یہ فتویٰ دیا اور کسی صحابی نے اس پر اعتراض نہ کیا مگر یہ کلام محلِ نظر ہے کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم عورتوں کی حرکات دیکھتے جو آج کل عورتیں کرتی ہیں تو ان کو مساجد میں جانے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کیا گیا تھا لہذا یہ کہنا کہ کسی صحابی نے اس پر اعتراض نہیں کیا بعید از فہم ہے ،، باقی مباحث شہود الحائض کے باب کی حدیث ع ۳۲۰ کی تفہیم میں دیکھیں ۔

marfat.cpm

۹۳۵ باب اعتزال الحیض المصلّٰی حدثنی محمد بن المثنّٰی قال حدثنا ابن ابی عدی عن ابن عون عن محمد قال قالت ام عطیۃ امرنا ان نخرج فنخرج الحیض والعواتق وذوات الخدور وقال ابن عون او العواتق ذوات الخدور فاما الحیض فیشہدن جماعۃ المسلمین ودعوتہم ویعتزلن مصلاہم باب

۹۳۶ النحر والذبح یوم النحر بالمصلّٰی حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا اللیث قال حدثنی کثیر بن فرقد عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینحر او یذبح بالمصلّٰی

باب ــــ حیض والی عورتوں کا عیدگاہ سے علیحدہ رہنا

۹۳۵ ــــ ترجمہ : محمد بن سیرین نے کہا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم کو حکم دیا گیا کہ ہم عیدگاہ جائیں اور حیض والی اور نوجوان اور پردہ دار عورتوں کو بھی لے جائیں۔ ابنِ عون نے کہا نوجوان پردہ دار عورتیں اور حیض والی عورتیں مسلمانوں کی جماعت میں حاضر ہوں اور ان کی دُعاء میں شریک ہوں مگر عیدگاہ سے علیحدہ رہیں!

شرح : یہ اس لئے کہ نمازیوں کا غیر نمازیوں سے اختلاط نہ ہو اور عیدگاہ حیض کے خون سے متلوث نہ ہو،،

۹۳۵ ــــ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس حدیث سے یہ فائدہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت اجنبی لوگوں کا علاج کرسکتی ہے،، اور اس زمانہ میں جبکہ فتنہ و فساد کی مکدر ہوائیں پُرزور ہیں اور امن و امان کی صورتیں مفقود ہیں عورتوں کو باہر جانے کا فتویٰ نہ دیا جائے جبکہ سلف صالحین کی ایک جماعت عورتوں کے باہر جانے کے سخت خلاف ہے؛ چنانچہ حضرات عروہ، قاسم، یحییٰ، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رضی اللہ عنہم عورتوں کا گھر سے باہر نکلنے کو سختی سے منع کرتے ہیں! الحاصل اس زمانہ میں عورتوں کو گھر سے باہر ہرگز نہیں جانا چاہیئے اور وہ اپنے منصب کی حفاظت کریں اور بحکم قرآن حکیم اپنے گھروں میں رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی " یعنی اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ ہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی،،

باب ــــ دسویں ذی الحجہ کو عیدگاہ کے قریب نحر اور ذبح کرنا

۹۳۶ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نحر یا ذبح عیدگاہ کے قریب کرتے تھے!

marfat.cpm

بَابُ كَلَامِ الْإِمَامِ وَالنَّاسِ فِي خُطْبَةِ الْعِيدِ إِذَا سُئِلَ

الْإِمَامُ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ يَخْطُبُ ۹۳۷ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ وَأَكَلْتُ وَأَطْعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ قَالَ فَإِنَّ عِنْدِي عَنَاقًا جَذَعَةً هِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَهَلْ تَجْزِي عَنِّي قَالَ نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عید کے افعال امام کے سپرد ہیں لہٰذا اس کا پہل کرنا ضروری ہے اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا امام ۹۳۶ —

سے پہلے قربانی کا جانور ذبح نہ کریں۔ بایں ہمہ تمام علماء کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ اگر امام بالکل ذبح نہ کرے اور ذبح کا وقت ہو جائے تو ذبح کر لینا جائز ہے،،

عیدگاہ کے پاس ذبح کرنے میں اس بات کا اعلان ہے کہ لوگ ذبح کرنا شروع کر دیں اور ناواقف لوگ ذبح کا طریقہ معلوم کر سکیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قربانی کا جانور خرید کر کے اپنے غلام کے ہمراہ اس کو بازار میں پھرایا کرتے تھے تاکہ لوگ اس کی کیفیت معلوم کر لیں،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — عید کے خطبہ میں امام اور لوگوں کا کلام کرنا اور جب امام سے سوال کیا جائے حالانکہ وہ خطبہ دے رہا ہو

ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۹۳۷ —

نے عید قربان کے دن نمازِ عید کے بعد ہم کو خطبہ دیا اور فرمایا جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح قربانی کی اُس نے قربانی صحیح کی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی وہ گوشت کی بکری ہے ابوبردہ بن نیار کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! خدا کی قسم میں نے عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے بکری ذبح کر دی میرا خیال تھا کہ آج کا روز کھانے پینے کا دن ہے۔ میں نے جلدی کی میں نے خود گوشت کھایا اور اپنے اہل و اولاد اور ہمسایوں کو کھلایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ گوشت کی بکری ہے براء نے کہا میرے پاس بکری کا بچہ چھ ماہ کی عمر کا ہے اور وہ گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے کیا وہ مجھ سے کافی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں

marfat.cpm

۹۳۸ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ فَاَمَرَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ اَنْ يُعِيْدَ ذَبْحَهٗ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِيْرَانٌ لِّيْ اَمَّا قَالَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَاَمَّا قَالَ بِهِمْ فَقْرٌ وَاِنِّيْ ذَبَحْتُ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَعِنْدِيْ عَنَاقٌ لِّيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهٗ فِيْهَا

۹۳۹ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ اُخْرٰى مَكَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ

ہاں لیکن تیرے سوا اور کسی کے لئے جائز نہیں!

۹۳۸ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن نمازِ عید پڑھی پھر خطبہ دیا اور جس نے نمازِ عید سے پہلے جانور ذبح کر لیا اس کو دوبارہ ذبح کرنے کا حکم دیا ایک شخص قبیلہ انصار سے کھڑا ہو گیا اور اُس نے کہا یا رسول اللہ! یا اُس نے یہ کہا کہ میرے ہمسائے بھوکے تھے یا یہ کہا کہ وہ غریب تھے میں نے نمازِ عید سے پہلے بکری ذبح کر دی اور میرے پاس بکری کا بچہ چھ ماہ کی عمر کا ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے مجھے زیادہ محبوب ہے آپ نے اس کو اس کے ذبح کی رخصت دے دی!

۹۳۷، ۹۳۸ شرح : ان دونوں حدیثوں کی تشریح حدیث ۹۱۳ کی تفہیم میں مذکور ہے!

---

۹۳۹ ترجمہ : حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کے دن نمازِ عید پڑھی پھر خطبہ دیا،، پھر ذبح کیا اور فرمایا جس نے عید کی نماز سے پہلے ذبح کیا وہ اس کی جگہ اور جانور ذبح کرے اور جس نے (نمازِ عید سے پہلے) ذبح نہ کیا وہ اللہ کے نام سے ذبح کرے!

۹۳۹ شرح : قولہ "فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ" میں باء لام کے معنیٰ میں ہے یعنی وہ اللہ کے لئے ذبح کرے یہ بھی ممکن ہے کہ جار مجرور کا متعلق محذوف ہو" یعنی اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اللہ کے نام سے ذبح کرے،، اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ قربانی اس شخص پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو اور نصاب کا مالک ہو! امام محمد، زفر اور ایک روایت میں ابو یوسف کا بھی یہی مذہب ہے مگر امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ قربانی سنت ہے۔ یہی مذہب امام شافعی اور احمد بن حنبل کا ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحجہ کا چاند دیکھا اور فرمایا جس نے تم میں سے ذی الحجہ کا چاند دیکھا اور وہ قربانی کرنا چاہے تو اپنے بال نہ کٹوائے اور نہ ہی ناخن

marfat.cpm

بَابُ مَنْ خَالَفَ الطَّرِيقَ إِذَا رَجَعَ يَوْمَ الْعِيدِ

۹۴۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ يَحْيَى بْنُ وَاضِحٍ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ تَابَعَهُ يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ فُلَيْحٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحَدِيثُ جَابِرٍ أَصَحُّ **بَابٌ** إِذَا فَاتَهُ الْعِيدُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَذٰلِكَ النِّسَاءُ وَمَنْ كَانَ فِي الْبُيُوتِ وَالْقُرَى لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا عِيدُنَا يَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَأَمَرَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ مَوْلَاهُ ابْنَ أَبِي عُتْبَةَ بِالزَّاوِيَةِ فَجَمَعَ أَهْلَهُ وَبَنِيهِ وَصَلّٰى كَصَلٰوةِ أَهْلِ الْمِصْرِ وَتَكْبِيرِهِمْ وَقَالَ عِكْرِمَةُ أَهْلُ السَّوَادِ يَجْتَمِعُونَ فِي الْعِيدِ

ترشوائے،، ایسے حکم کو ارادہ سے معلق کرنا اس کی سنیت کی دلیل ہے لیکن قربانی کے وجوب پر کئی احادیث دلالت کرتی ہیں۔ ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو وسعت حاصل ہو پھر وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ عید کے دن جس نے راستہ تبدیل کیا جب کہ (نمازِ عید سے) واپس ہو!

۹۴۰ ـــ ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز (نمازِ عید کے بعد) راستہ تبدیل کرتے تھے،، ابوتُمَیلہ کی یونس بن محمد نے فلیح سے متابعت کی اور جابر کی حدیث صحیح تر ہے۔

۹۴۰ ـــ شرح: جس راستہ سے عیدگاہ جائے واپسی میں دُوسرے راستہ سے آنا مستحب ہے۔ جمہور آئمہ کرام یہی کہتے ہیں امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے ائمہ کرام کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا کرنا مستحب ہے اگر راستہ تبدیل نہ بھی کرے تو کوئی حرج نہیں!

راستہ تبدیل کرنے میں حکمت یہ ہے کہ دونوں راستے نمازی کے گواہ بن جاتے ہیں اور دونوں راستوں میں رہنے والے جن اور انسان اس کے لئے گواہی دیتے ہیں،، اس میں اسلام کے شعائر کا اظہار بھی ہے اور یہود اور منافقین کو اسلامی سطوت سے غیرت دلانا ہے تاکہ وہ مرعوب و مقہور رہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.cpm

۹۴۱ يُصَلُّوْنَ رَكْعَتَيْنِ كَمَا يَصْنَعُ الْاِمَامُ وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا فَاتَتْهُ الْعِيْدُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ اَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهٖ فَانْتَهَرَهُمَا اَبُوْبَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ اَيَّامُ مِنًى وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمْ اَمْنًا بَنِيْ اَرْفِدَةَ يَعْنِيْ مِنَ الْاَمْنِ

باب ــــ جب نمازی سے عید کی نماز فوت ہوجائے تو وہ دو رکعتیں پڑھے اسی طرح عورتیں اور جو لوگ گھروں اور دیہات میں ہوں وہ دو رکعتیں پڑھیں"

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ اہلِ اسلام کی عید ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے آزاد کردہ غلام ابن ابی عُتبہ کو زاویہ میں حکم دیا کہ وہ اپنے اہل و اولاد کو جمع کرے اور شہر والوں کی طرح نماز پڑھیں اور ان کی طرح تکبیرات کہیں"، عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا دیہاتی لوگ عید کے دن جمع ہوجائیں اور دو رکعت نماز پڑھیں جیسے امام پڑھتا ہے۔ عطاء نے کہا جب عید کی نماز فوت ہوجائے تو دو رکعتیں نفل پڑھ لے"

شرح : باب کا عنوان دو حکموں پر مشتمل ہے ایک یہ کہ جب کسی کی عید کی نماز باجماعت فوت ہوجائے تو وہ اس کو قضا کرے"، احناف کے نزدیک جب نمازِ عید باجماعت فوت ہوجائے تو اس کی قضا نہیں اور اگر امام سمیت سب کی نماز قضا ہوجائے تو وہ دوسرے دن باجماعت نمازِ عید پڑھ لیں۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ جب نماز عید بلا عذر قضا ہوجائے تو اس کی قضا نہیں اور اگر عذر سے نمازِ عید رہ جائے تو دوسرے دن عید کے وقت میں نماز پڑھ لے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب نمازِ عید باجماعت رہ جائے تو اس کی قضا نہیں ہے"، دوسرا حکم یہ ہے کہ جب عید کی نماز رہ جائے تو دو رکعتیں قضا کرے امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے مگر امام مالک کہتے ہیں یہ قضا مستحب ہے واجب نہیں حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر چاہے تو چار رکعتیں پڑھے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر چاہے تو نماز پڑھے چاہے تو نہ پڑھے اگر پڑھنا چاہے تو چار رکعتیں پڑھ لے یا دو پڑھ لے جو چاہے پڑھ لے (عینی)

marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْعِيْدِ

وَبَعْدَهَا وَقَالَ اَبُوالْمُعَلّٰى سَمِعْتُ سَعِيْدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَرِهَ الصَّلٰوةَ قَبْلَ الْعِيْدِ **حَدَّثَنَا** اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ ۹۴۲
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَدِىُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا وَمَعَهُ بِلَالٌ

---

۹۴۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے گھر آئے تو ان کے پاس دو لڑکیاں تھیں جو ایامِ عید میں دف بجا رہی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے ہوئے تھے ابوبکر نے ان کو زجر کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرۂ انور (شرفہ اللہ تعالیٰ) سے کپڑا اُٹھایا اور فرمایا اے ابابکر! اِن کو چھوڑیئے یہ عید کے دِن ہیں۔ یہ منیٰ کے دن ہیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ مجھے پردہ میں کر رہے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جبکہ وہ مسجد میں فنی مظاہرہ کر رہے تھے، ان کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ڈانٹ دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو امن کی حالت میں چھوڑو یعنی بنی ارفدہ کو امن کی حالت میں فنی مظاہرہ کرنے دو!

۹۴۱ — شرح : قولہ یعنی مِنَ الْاَمْنِ" یہ امام بخاری کا کلام ہے اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ حدیث میں "لفظ امن" سے مراد خوف کی ضد ہے جو کفار کو امان دی جاتی ہے وہ مراد نہیں اس حدیث کی تشریح حدیث ۹۰۸ کی تفہیم میں گزر چکی ہے!

باب — نمازِ عید سے پہلے اور اس کے بعد نماز پڑھنا

ابو معلیٰ نے کہا میں نے سعید کو ابن عباس سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ اُنھوں نے عید سے پہلے نماز کو مکروہ جانا ہے!"

۹۴۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر میں باہر تشریف لے گئے اور (عیدگاہ میں) دو رکعتیں پڑھائیں اس سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہ پڑھی حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ تھے!

marfat.cpm

۹۴۲ ــــــ

شرح : یعنی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عید کی نماز دو رکعتیں پڑھائیں اور اِن رکعتوں سے پہلے اور بعد نفل نہ پڑھے امام مالک اور احمد رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عید کی نماز سے پہلے اور بعد قطعًا نفل نہ پڑھے ، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عید کی نماز سے پہلے اور بعد نفل پڑھنے جائز ہیں جیسے جمعہ کی نماز سے پہلے اور بعد نفل جائز ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ عید کی نماز کے بعد گھر میں نفل پڑھنے جائز ہیں ۔ عید کی نماز سے پہلے گھر اور عیدگاہ میں کہیں بھی جائز نہیں ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ امام کی نمازِ عید سے پہلے نماز پڑھنا مسنون نہیں ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم!

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابواب الوتر

باب ماجاء فی الوتر حدثنا عبداللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن نافع وعبداللہ بن دینار **۹۴۳**
عن ابن عمر ان رجلا سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن صلوۃ اللیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ اللیل مثنی مثنی فاذا خشی احدکم الصبح صلی رکعۃ واحدۃ توتر لہ ما قد صلی وعن نافع ان عبداللہ بن عمر کان یسلم بین الرکعۃ والرکعتین فی الوتر حتی یامر ببعض حاجتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الوتر

باب ــــ وتر کے بیان میں جو احادیث وارد ہیں

۹۴۳ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز سے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رات کی نماز دو، دو رکعتیں ہیں،، جب تم میں سے کوئی صبح ہونے کا خوف کرے تو ایک رکعت اور پڑھ لے اُس نے جو نماز پڑھی ہے وہ اس کو وتر بنا دے گی،، نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر وتر کی نماز میں ایک رکعت اور دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیر دیتے تھے حتیٰ کہ اپنی کسی ضرورت سے متعلق حکم بھی کرتے تھے!

۹۴۳ ــــ شرح : مثنیٰ، مثنیٰ کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر دو رکعتوں کے درمیان تشہد پڑھے اور یہ ضروری ہے اس کے بعد سلام پھیرے یا نہ، یہ اس کی مرضی پر موقوف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کا معنیٰ یہ کرتے ہیں کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے،، مذکور حدیث سے امام ابو یوسف، محمد، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور وہ یہ کہ ہر دو رکعت نماز کے بعد سلام پھیرے،، امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کے نزدیک دن کی نماز

marfat.cpm

چار چار رکعتیں افضل ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک رات اور دن کی نماز چار چار رکعتیں افضل ہیں ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک رات و دن کی نماز دو دو رکعت افضل ہے ،، اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن کی نماز مثنیٰ مثنیٰ ہے" نیز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہ صلوٰۃُ اللَّیلِ وَالنَّہارِ مثنیٰ مثنیٰ ،، اسی طرح ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات اور دن کی نماز مثنیٰ مثنیٰ ہے! امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا رات کی نماز چار چار رکعتیں افضل ہیں چنانچہ ابوداؤد نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ ان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ آپ عشاء کی نماز باجماعت پڑھتے پھر گھر جا کر چار رکعتیں پڑھ کر سو جاتے ،، ابوداؤد نے زرارہ کی روائت بطریق ہشام ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے ذکر کی اور کہا کہ میرے نزدیک یہ روائت محفوظ ہے جبکہ وہ زرارہ کا ام المؤمنین سے روائت سے متعلق کہتے ہیں کہ زرارہ کا ام المؤمنین عائشہ سے سماع ثابت نہیں۔ نیز امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو چار رکعتیں پڑھ کر ایک رکعت کے ساتھ ان کو وتر بناتے!

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا دن میں بھی چار چار رکعتیں افضل ہیں۔ امام مسلم نے معاذہ سے روائت کی کہ اس نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز کتنی رکعتیں پڑھتے تھے انھوں نے کہا آپ چاشت کی نماز چار رکعتیں پڑھتے اور جس قدر چاہتے زیادہ بھی پڑھتے! ابویعلی نے اپنی مسند میں عمرہ سے روائت کی کہ اس نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز چار رکعتیں پڑھتے اور ان کے درمیان کلام وغیرہ کے ساتھ فاصلہ نہ کرتے تھے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ امام ترمذی نے اس کی روائت کرنے کے بعد سکوت کیا اور کہا کہ اصحاب شعبہ میں سے بعض نے اس روائت کو مرفوع اور بعض نے موقوف ذکر کیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے ثقہ راویوں نے بھی روائت کی ہے لیکن اس میں دن کی نماز کا ذکر نہیں!

امام نسائی نے کہا یہ حدیث میرے نزدیک خطا ہے۔ دارقطنی نے کہا "صلوٰۃ اللیل والنہار مثنیٰ مثنیٰ" غیر محفوظ ہے (عینی) ــــ بخاری میں مذکور حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ وتر ایک رکعت ہے ،، نیز ابوداؤد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دس رکعتیں پڑھتے اور ایک رکعت کے ساتھ ان کو وتر بناتے پھر فجر کی دو سنتیں پڑھتے یہ تیرہ رکعتیں ہیں ،، مگر احناف اس حدیث کا معنیٰ یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک رکعت کے ساتھ پہلی دو رکعتوں کو وتر بناتے تھے لہذا آپ کے تین وتر ہوئے اور آٹھ رکعتیں نفل ہوئیں! امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا وتر تین رکعتیں ہیں چنانچہ امام نسائی نے سنن میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتروں کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہ پھیرتے تھے ،، اور مستدرک میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعتوں کے ساتھ وتر بناتے تھے اور آخر میں سلام پھیرتے تھے ،، امام نسائی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری مسلم کی شرط کے مطابق ہے! لیکن انھوں نے

marfat.com

اس کو صحیحین میں ذکر نہیں کیا،، دار قطنی اور بیہقی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، رات کے وتر تین ہیں جیسے دن کے وتر مغرب کی نماز ہے،، امام نسائیؒ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مغرب کی نماز دن کی نماز کے وتر ہیں تم رات کی نماز کو وتر بناؤ،، اس حدیث کی سند شیخین کی شرط کے مطابق ہے ،، امام طحاوی نے اپنے اسناد سے عقبہ بن مسلم سے روائت کی کہ میں نے عبداللہ بن عمر سے وتر سے متعلق پُوچھا تو اُنھوں نے کہا کیا دن کے وتر پہچانتے ہو میں نے کہا ہاں مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں ابن عمر نے کہا تو نے سچ کہا ،، امام طحاوی نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث کہ ایک شخص نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے رات کی نماز کے متعلق پُوچھا الخ کا محمل یہی ہے جو اُوپر مذکور ہے ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ذکر کیا کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ وتر تین رکعت ہیں ان کے آخر میں سلام پھیرا جاتا ہے،،

بخاری میں مذکور حدیث کہ جب تم صبح کا خوف کرو تو ایک رکعت کے ساتھ وتر بناؤ کا جواب یہ ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ماقبل کے ساتھ ملا کر اس کو وتر بناؤ اسی لئے فرمایا ،، کہ یہ تیری پہلی نماز کو وتر بنا دے گی ،، اور اگر صرف ایک رکعت پر اقتصار کیا جائے تو یہ پہلی نماز کو کیسے وتر بنائے گی جبکہ اس کے پہلے کوئی شی ہی نہیں ،، اور جس حدیث میں یہ وارد ہے کہ آپ نے فرمایا جو چاہے ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لے اور جو چاہے تین یا پانچ رکعتوں سے وتر بنائے اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ اس وقت وتر کی نماز کا ابھی استقرار نہ ہُوا تھا کیونکہ مستقر نماز کی رکعتوں کے اعداد میں اختیار نہیں ہوتا ،، اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد کہ نبیٔ کریم صلیّ اللہ علیہ وسلّم دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیتے اور ایک رکعت کے ساتھ وتر بناتے تھے ،، ابن ماجہ میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روائت کہ نبیٔ کریم صلیّ اللہ علیہ وسلّم سات اور پانچ رکعتوں کے ساتھ وتر بناتے تھے اور درمیان میں سلام و کلام نہ فرماتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ کی روائت کے معارض ہے لہٰذا اس کو استقرارِ وتر سے قبل پر محمول کرتے ہیں اور ابن برّ کی تمہید میں ابو سعید سے روائت کہ جناب رسُول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم نے بُتیرا یعنی ایک رکعت سے منع فرمایا۔ امام ابو حنیفہ کے مذہب کی تائید کرتی ہے۔ امام نسائی نے صحیح سند کے ساتھ ابی بن کعب سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ، قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ،، کے ساتھ وتر بناتے اور آخر میں سلام پھیرتے تھے اور امام ترمذی کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کہ جناب رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم تین رکعتوں سے وتر بناتے تھے بھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی تائید کرتی ہیں ،،

وتر کی نماز کا وقت وہی ہے جو عشاء کی نماز کا وقت ہے جب اس کا وقت ختم ہو جائے تو اس کی قضاء واجب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی نماز واجب ہے ،،

حدیث ۹۴۷ کے تحت اس کی تفصیل مذکور ہے اور وتر کی نماز تفصیل حدیث ۴۶۲ میں دیکھیں واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.cpm

۹۴۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مَخْرَمَةَ

ابْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ وَهِيَ خَالَتُهُ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهُ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَاسْتَيْقَظَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَرَأَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِّنْ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَنٍّ مُّعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَصَنَعْتُ مِثْلَهُ وَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِيْ يَفْتِلُهَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى الصُّبْحَ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّنْصَرِفَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَةً تُوْتِرُ لَهُ مَا صَلّٰى قَالَ الْقَاسِمُ وَرَاَيْنَا اُنَاسًا مُنْذُ اَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ وَاِنَّ كُلًّا لَّوَاسِعٌ وَّاَرْجُوْ اَنْ لَّا يَكُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْهُ بَاْسٌ

۹۴۴ ——

ترجمہ : کریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس نے ان کو خبر دی کہ وہ ایک رات ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا جو ان کی خالہ ہیں کے گھر سوئے۔ اُنھوں نے کہا میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی اس کے طول میں آرام فرما ہوئے آپ سو گئے حتیٰ کہ آدھی یا قریبًا آدھی رات ہوگئی پھر بیدار ہوئے جبکہ آپ چہرۂ انور سے نیند پونچھ رہے تھے ،، پھر سورۂ آل عمران سے دس آیات پڑھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لٹکے ہوئے مشکیزہ کے پاس تشریف لے گئے اور وضو فرمایا اور اچھی طرح وضو فرمایا پھر آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے میں نے بھی آپ کی طرح کیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہوگیا آپ نے دایاں ہاتھ میرے سر پہ رکھا اور میرے کان کو پکڑ کر ملا پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں اور پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھے پھر لیٹ گئے حتیٰ کہ آپ کے پاس مؤذن آیا آپ اُٹھے اور دو رکعتیں پڑھیں پھر مسجد میں تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھی ،،

۹۴۴ ——

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس کا کان اس لئے ملا کہ وہ نماز کی حالت اختیار کریں ،، اس حدیث کی تفصیل کتاب الوضوء میں حدیث ۱۳۸ کی تفہیم میں گزری ہے ،،

ابن عباس رضی اللہ کو کان سے پکڑ کر دائیں طرف کیا تاکہ جماعت کی حالت اختیار کریں۔

۹۴۵ ——

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو ، دو رکعتیں ہیں تو جب نماز سے فارغ ہونے کا ارادہ کرے تو ایک رکعت اور پڑھ لے وہ تیری نماز کو وتر بنا دے گی جو تو نے پڑھی ہے۔ قاسم نے کہا جب سے ہم

marfat.cpm

۹۴۶ حَدَّثَنَا ابو الیمان قال

اخبرنا شعیب عن الزھری قال حدثنی عروۃ ان عائشۃ اخبرتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی احدی عشرۃ رکعۃ کانت تلک صلاتہ تعنی باللیل فیسجد السجدۃ من ذلک قدر ما یقرأ احدکم خمسین اٰیۃ قبل ان یرفع رأسہ ویرکع رکعتین قبل صلوۃ الفجر ثم یضطجع علی شقہ الایمن حتی یاتیہ المؤذن للصلوۃ **باب** ساعات الوتر قال ابو ھریرۃ اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالوتر قبل النوم

۹۴۷ حَدَّثَنَا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زید قال حدثنا انس بن سیرین قال قلت لابن عمر رایت الرکعتین قبل صلوۃ الغداۃ اطیل فیھما القراءۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بالغ العقل ہوئے ہیں لوگوں کو تین وتر پڑھتے دیکھا ہے اور ہر طرح گنجائش ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ کسی طرح بھی پڑھنے میں حرج نہیں ،،

۹۴۵ —— شرح : قاسم حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اُنھوں نے کہا اس میں حرج نہیں کہ ایک وتر پڑھے یا تین پڑھے دونوں طرح گنجائش ہے ان کے کلام سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین وتر پڑھا کرتے تھے اور ایک وتر پڑھ لینے میں حرج نہیں ،، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کلام کا مدلول یہ ہے کہ ایک رکعت علیحدہ یا پہلی رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھنے میں مضائقہ نہیں ،، لیکن ان کا قول ،، تُوتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ ،، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ایک رکعت کو پہلی دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھے حتی کہ اس کے وتر تین رکعتیں ہو جائیں ،، کیونکہ ،، مَا صَلَّيْتَ ،، سے مراد وہ نماز ہے جو اُس نے ایک رکعت سے پہلے پڑھی ہے اور یہ رکعت وتر بھی ہوگی کہ اس کو پہلی دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے ورنہ یہی ایک رکعت وتر ہوگی اور یہ بُتیرا ہے جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بُتیرا سے منع فرمایا ہے !

---

۹۴۶ —— ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے ،، یہ آپ کی رات کی نماز تھی ،، اس نماز میں آپ اس قدر لمبا سجدہ کرتے کہ آپ کا سر اُٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی پچاس آیتیں پڑھ سکتا ہے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے حتی کہ آپ کے پاس مؤذن نماز کے لئے آتا

۹۴۶ —— شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روائت میں تیرہ (۱۳) رکعتوں کا ذکر ہے ،، ایسے ہی ابو داؤد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے پھر جب صبح کی اذان سُنتے تو ہلکی دو رکعتیں پڑھتے ،، اس کی تاویل یہ ہے کہ ان میں دو رکعتیں عشاء کی دو سنتیں ہیں لہٰذا ابن عباس اور ام المؤمنین کی دونوں روایتوں میں تضاد نہیں یہ بھی احتمال ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رات کو گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے کبھی کبھی تیرہ بھی پڑھ لیتے تھے ،، یا وقت کی وسعت اور قلت کی وجہ سے رات کی نماز کی رکعتوں میں تفاوت ہو جاتا تھا یا کوئی اور عذر ہوتا جس کے باعث کمی بیشی ہو جاتی دائیں کروٹ پر لیٹنے میں حکمت یہ ہے کہ نیند میں استغراق نہ ہو کیونکہ دل بائیں طرف ہوتا ہے اور دائیں کروٹ پر لیٹنے

marfat.cpm

يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ وَكَانَ الْاَذَانُ بِاُذُنَيْهِ قَالَ حَمَّادٌ اَيْ بِسُرْعَةٍ

سے وہ ٹکا رہتا ہے بائیں کروٹ پر لیٹنے سے دل معلق نہ ہونے کے باعث آرام و استراحت کی وجہ سے نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے جس سے نیند میں استغراق ہوتا ہے،، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کبھی فجر کی سنتوں سے پہلے لیٹتے اور کبھی سنتیں پڑھ کر لیٹا کرتے تھے لہٰذا اِن میں منافات نہیں جبکہ ابن عباس کی روائت میں فجر کی سنتوں سے پہلے لیٹنا مذکور ہے۔
واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — وتر کا وقت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیّت فرمائی "

۹۴۷ — ترجمہ : حضرت انس بن سیرین رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر سے کہا مجھے صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتوں کے بارے میں خبر دیں کہ میں ان میں قرأت لمبی کر لیا کروں ؟ اُنھوں نے کہا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم رات کو دو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور ایک رکعت کے ساتھ وتر بناتے ،، اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے جبکہ اذان آپ کے کانوں میں ہوتی ،، حمّاد نے کہا یعنی فجر کی سنّتیں تیزی سے پڑھتے!

۹۴۷ — شرح : یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ شروع میں وتر کی رکعات کی تعداد مستقر نہ تھی ایک وتر بھی پڑھا جاتا تھا۔ تین بھی اور اس سے زیادہ بھی پڑھے جاتے تھے اور آخر میں وتر کی تین رکعتوں پر استقرار ہُوا چنانچہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم وتروں کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ،، دوسری رکعت میں " قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ " اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ،، پڑھا کرتے تھے ،، اسی طرح نسائی نے بھی روائت کی ہے۔ مذکور حدیث کا حاصل یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم فجر کی سنّتوں میں قرأت مختصر کرتے تھے ،، چنانچہ پہلی رکعت میں قُلْ یا ایّھا الکافِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ ھو اللہ احد ،، پڑھا کرتے تھے اسی طرح مغرب کے فرضوں کے بعد دو سنّتوں میں یہ سُورتیں پڑھتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وتروں کا وقت عشاء سے طلوعِ فجر تک ساری رات ہے۔ وَاللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.cpm

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ اللَّیْلُ وَتْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاٰنَتْهُ وِتْرُهُ اِلَى السَّحَرِ

بَابُ اِیْقَاظِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَهُ بِالْوِتْرِ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ وَاَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةً عَلٰى فِرَاشِهٖ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یُّوْتِرَ اَیْقَظَنِیْ فَاَوْتَرْتُ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سیّد عالم جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رات کے سارے اوقات میں وتر پڑھ لیتے تھے آخر میں آپ نے سحر کے وقت وتر پڑھے ہیں،،

۹۴۸ ——

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وتروں کا وقت عشاء کی نماز اور طلوعِ فجر کے درمیان ہے اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رات کے تمام اجزاء میں وتر کی نماز پڑھی ہے،،

۹۴۸ ——

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روائت ہے کہ جس کو یہ خوف ہو کہ وہ آخر رات کو بیدار نہ ہو سکے گا وہ اوّل شب میں وتر کی نماز پڑھ لے اور جسے آخر رات کو بیدار ہونے کا یقین یا ظنِ غالب ہو تو اس کا آخر رات نماز پڑھنا افضل ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق، عثمان، ابوہریرہ اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم اوّل شب میں وتر پڑھا کرتے تھے اور عمر فاروق، علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمرو آخر رات میں وتر پڑھتے تھے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کا ابوہریرہ کو ارشاد فرمانا کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرے اس وقت میں تھا جبکہ آپ نے ابوہریرہ پر نیند کا غلبہ خیال فرمایا اسی لئے آپ نے ابوبکر صدیق سے فرمایا کہ تم نے جزم اور یقین کو ملحوظ خاطر رکھا اور عمر فاروق سے فرمایا تم نے قوت پر اعتماد کیا بہرحال فجر کے طلوع ہونے تک وتر پڑھنے جائز ہیں اور رات کے ہر حصہ میں عشاء کے بعد وتر پڑھنے جائز ہیں اور آخر رات میں پڑھنے افضل ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا گھر والوں کو وتر کے لئے بیدار کرنا،،

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم رات کو نماز پڑھتے جبکہ میں آپ کے بستر پر پڑی سوئی رہتی تھی،، آپ

۹۴۹ ——

marfat.cpm

بَابُ يَجْعَلُ آخِرَ صَلٰوتِهٖ وِتْرًا

۹۵۰ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا آخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا

جب وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے بیدار فرما دیتے اور میں وتر پڑھ لیا کرتی تھی!

۹۴۹ — شرح : یعنی ہر ایک کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو وتر کی نماز کے لئے بیدار کرے اس میں وتر کے وجوب کی طرف اشارہ ہے۔ ابوداؤد نے وتر کے باب میں روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز کا اضافہ کیا ہے اور وہ وتر ہے اے قرآن کو ماننے والو وتر پڑھا کرو،، اور عورتوں پر بھی وتر کی نماز واجب ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے آگے سے عورت گزر جائے تو اس کی نماز فاسد یا مکروہ نہیں ہوتی اور جس حدیث میں نماز کو عورت، گدھا اور کتے کا قطع کرنے کا ذکر ہے وہ منسوخ ہے!

باب — آخری نماز کو وتر کرے

۹۵۰ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا رات کی نماز کا آخر وتر کرو،،

۹۵۰ — شرح : یہ حدیث وتر کے وجوب پر دلالت کرتی ہے کیونکہ امر وجوب کا مقتضی ہے،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «اَلْوِتْرُ حَقٌّ وَمَنْ لَمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا» یعنی وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں،، حاکم نے مستدرک میں صحیح حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی،، کہ بریدہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے۔ وہ ہم سے نہیں تین بار اس طرح فرمایا،، یحییٰ ابن معین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توثیق کی ہے،، اس قدر سخت وعید فرض یا واجب کے ترک پر ہوتی ہے،، پھر بار بار یہ فرمانے سے اور بھی اس کی تاکید ہوتی ہے،، نیز حاکم نے مستدرک میں جید اسناد کے ساتھ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سو جائے اور وتر نہ پڑھے یا وہ بھول جائے تو جب صبح ہو یا یاد آجائے تو پڑھ لے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور شیخین کی شرط پر ہے،، مگر انھوں نے اس کا ذکر نہیں کیا اور امام ترمذی نے اس کو ذکر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.cpm

حدثنا

بَابُ الْوِتْرِ عَلَى الدَّابَّةِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ ۹۵۱

عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ سَعِيدٌ فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ لَحِقْتُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ خَشِيتُ الصُّبْحَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَقُلْتُ بَلٰى وَاللّٰهِ قَالَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ

باب ـــــ سواری پر وتر کی نماز پڑھنا

۹۵۱ ـــــ ترجمہ : سعید بن یسار رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں عبداللہ بن عمر کے ہمراہ مکہ کے راستہ سفر کر رہا تھا سعید نے کہا میں نے جب صبح طلوع ہونے کا خوف کیا تو سواری سے اُترا اور وتر کی نماز پڑھی حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا تم کہاں رہے ہو میں نے کہا میں نے طلوعِ فجر کا خوف کیا اور سواری سے اُتر کر وتر پڑھے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کیا تمہارے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کافی نہیں ؟ میں نے کہا کیوں نہیں (کافی ہے) اللہ کی قسم ! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار وتر پڑھ لیا کرتے تھے !

۹۵۱ ـــــ شرح : اس حدیث سے امام مالک ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ مسافر سواری پر وتر پڑھ سکتا ہے ،، لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ صرف سفر میں جواز کے قائل ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک قلیل اور کثیر سفر میں سواری پر وتر کی نماز جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ ، ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک وتر کی نماز سواری پر جائز نہیں جیسے فرض نماز سواری پر صحیح نہیں ،، امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نافع سے روائت کی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نفل نماز سواری پڑھا کرتے تھے اور وتر زمین پر پڑھتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے ،، یہ اسناد صحیح ہے ،، نیز امام طحاوی نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ عبداللہ بن عمر حالتِ سفر میں سواری پہ نماز پڑھ لیا کرتے تھے سواری جدھر بھی متوجہ ہوتی اس کا خیال نہ کرتے تھے اور وتر سواری سے اُتر کر زمین پر پڑھتے تھے ،، ابن ابی شیبہ نے مصنّف میں مجاہد سے روائت کی کہ میں مدینہ منوّرہ سے مکہ مکرمہ تک عبداللہ کا ساتھی رہا وہ سواری پر نماز پڑھتے تھے اور فرض پڑھنے کے وقت سواری سے اُتر جاتے تھے ،، امام احمد نے مسند میں سعید بن جُبیر سے روائت کی کہ عبداللہ بن عمر نفل نماز سواری پر پڑھتے تھے اور جب وتر پڑھنے کا ارادہ ہوتا تو اُتر کر زمین پر وتر پڑھتے تھے ،، ہوسکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر کے نزدیک وتر واجب نہ ہوں جبکہ وہ ان کو سواری پر پڑھتے تھے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی نماز کے استحکام سے پہلے سواری پر پڑھے ہوں ،، جب وتر کی نماز پڑھنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا ،، اَوْتِرُوْا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ ،، تو ان کو ترک کرنے کی اجازت نہ دی تو یہ بھی دیگر واجبات کی طرح ہوگئے ،، نیز راوی جب اپنی

marfat.cpm

۹۵۲ بَابُ الْوِتْرِ فِي السَّفَرِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ
نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ يُومِي إِيمَاءً صَلَاةَ اللَّيْلِ إِلَّا الْفَرَائِضَ
۹۵۳ وَيُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ بَابُ الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ
قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَقَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ أَوَقَنَتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ قَالَ بَعْدَ الرُّكُوعِ يَسِيرًا

روائت کے خلاف عمل کرے تو وہ روائت اس کے نزدیک منسوخ ہوتی ہے یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ان سے منقول روائت کے خلاف ہے جو مذکور روایات سے ظاہر ہے معلوم ہوتا ہے کہ سواری پر وتر پڑھنے عبداللہ بن عمر کے نزدیک منسوخ ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — سفر میں وتر پڑھنا

۹۵۲ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کی حالت میں فرائض کے سوا نماز سواری پر پڑھتے جدھر بھی سواری متوجہ ہوتی آپ اشارہ سے ادھر ہی متوجہ ہو کر رات کو نماز پڑھتے ،، اور وتر بھی سواری پہ پڑھتے!

۹۵۲ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سفر اور حضر میں وتر سنت مؤکدہ ہیں اس میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو کہتے ہیں کہ مسافر کے لئے وتر نماز نہیں" امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وتر کی نماز واجب ہے اور اس پر سنت کا اطلاق اس وجہ سے ہے کہ یہ سنت سے ثابت ہے ،،

اس حدیث سے بعض ائمہ کرام نے سفر کی حالت میں سواری پر وتر کی نماز کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ حدیث ۹۵۱ کی تفہیم میں اس کی تشریح ہو چکی ہے ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر فرض نہیں لیکن مذکور دلائل کی بناء پر یہ واجب ہیں مؤطا امام مالک میں ہے کہ عبداللہ بن عمر سے وتر کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وتر واجب ہیں عبداللہ بن عمر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے وتر پڑھے یہ ان کے وجوب کی دلیل ہے کیونکہ وتر مسلمانوں کا راہ ہے جو اس کو ترک کرتا ہے۔ مؤمنین کے راہ کے غیر کی اتباع کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — رکوع سے پہلے اور اس کے بعد قنوت پڑھنا

۹۵۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں دعاء قنوت پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں! پھر ان سے کہا گیا کیا رکوع سے پہلے دعاءِ قنوت پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا رکوع کے بعد تھوڑا عرصہ پڑھی!

marfat.cpm

حدثنا مسدد قال حدثنا عبدالواحد قال حدثنا عاصم قال سألت انس بن مالك عن القنوت فقال قد كان القنوت قلت قبل الركوع او بعده قال قبله قال فان فلانا اخبرني عنك انك قلت بعد الركوع فقال كذب انما قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الركوع شهرا اراه كان بعث قوما يقال لهم القراء زهاء سبعين رجلا الى قوم من المشركين دون اولئك وكان بينهم وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم عهد فقنت رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا يدعو عليهم

شرح : ۹۵۳ — یعنی رکوع کے بعد تھوڑا سا ٹھہر کر یعنی اعتدال کے بعد پڑھی،، بعض علماء نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ رکوع کے بعد تھوڑا عرصہ پڑھی ہے کیونکہ آپ نے دعاء قنوت رکوع کے بعد صرف ایک مہینہ پڑھی پھر منسوخ ہوگئی۔ صحیح مسلم میں حضرت عاصم سے روائت ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے انس سے قنوت کے متعلق پوچھا کہ وہ رکوع کے بعد ہے یا اس سے پہلے ؟ حضرت انس نے کہا رکوع سے پہلے ہے۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد قنوت پڑھی حضرت انس نے کہا وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک مہینہ پڑھی جبکہ صحابہ کے قاتلوں کے لئے بدعاء فرمائی تھی،، اور "یسیرًا" کا معنیٰ ایک ماہ ہے،،

ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت پڑھی پھر ترک کردی،، معلوم ہُوا کہ فرائض میں مطلقًا دُعاء قنوت منسوخ ہے،،

یہی مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ امام شافعی کا صحیح مذہب یہ ہے کہ قنوت رکوع کے بعد ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ۹۵۴ — عاصم نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قنوت کے متعلق پُوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ قنوت تھا۔ میں نے کہا کیا رکوع سے پہلے یا اس کے بعد؟ اُنھوں نے کہا رکوع سے پہلے کہا فلاں شخص نے آپ کی طرف سے مجھے خبر دی ہے کہ آپ رکوع کے بعد کہتے ہیں اُس نے کہا وہ جھوٹ بولتا ہے،، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینہ دعاء قنوت پڑھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے صحابہ میں سے تقریبًا ستر قاری مشرکوں کی طرف بھیجے تھے۔ یہ لوگ ان کے علاوہ تھے جن پر آپ نے بددعا کی تھی،، ان کے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا (اُنھوں نے غدر کیا اور قاریوں کو قتل کردیا) ان پر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ بد دعاء فرمائی،، ہم کو احمد بن یونس نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم کو زائدہ نے تیمی سے اُنھوں نے ابی مجلز سے اُنھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ دعاء قنوت پڑھی جبکہ آپ رِعل اور ذکوان پر بد دعا فرماتے تھے!

شرح : ۹۵۴ — اس سوال سے عاصم کا مقصد یہ ہے کہ وہ قنوت کا عمل دریافت کرے اسی لئے کہا قنوت رکوع سے پہلے ہے یا اس کے بعد؟ حضرت انس

marfat.cpm

حَدَّثَنَا احمد بن یونس:

۹۵۵ قال حدثنا زائدۃ عن التیمی عن ابی مجلز عن انس بن مالک قال قنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم شہرا یدعو علی رعل وذکوان حدثنا مسدد قال حدثنا اسماعیل قال اخبرنا خالد عن ابی قلابۃ عن انس بن مالک الی قال کان القنوت فی المغرب والفجر

رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا کہ عاصم قنوت کی مشروعیت سے متعلق پوچھتے ہیں اسی لئے جواب میں کہا کہ قنوت تھا یعنی قنوت مشروع تھا،،

حدیث شریف میں "کلمہ اِنّمَا" حصر کے لئے ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رکوع کے بعد قنوت صرف ایک ماہ تھا۔ یعنی رکوع کے بعد صرف ایک ماہ تک قنوت تھا پھر اس کو ترک کر دیا گیا اور ترک نسخ کی دلیل ہے معلوم ہُوا کہ دُعاء قنوت منسوخ ہے،، یہ ستّر قاری اصحاب صفہ تھے جو زاہد اور متقی تھے ان کو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نجد بھیجا تھا تاکہ تبلیغ کریں مگر ان کو دھوکہ سے شہید کر دیا گیا اس لئے ان مشرکوں پر آپ نے ایک مہینہ بددُعا فرمائی،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے جیسا کہ احناف کا مذہب ہے،، اور جو قنوت رکوع کے بعد ہے وہ صرف ایک ماہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پڑھی پھر اس کو ترک کر دیا اور وہ منسوخ ہوگئی لہٰذا کسی فرض نماز میں قنوت نازلہ پڑھنا مشروع نہیں ہے! اور وتر کے آخر میں قنوت مشروع ہے۔ نسائی اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وتروں میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے،، محمد بن نصر مروزی نے اپنے اسناد سے روائت کی کہ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وتروں کی پہلی رکعت میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى"، دوسری رکعت میں "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ"، اور تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ"، اور رکوع سے پہلے دُعاءِ قنوت پڑھا کرتے تھے،،

معلوم ہُوا فرض نمازوں میں قنوت نہیں۔ قنوت صرف وتروں میں رکوع سے پہلے ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

۹۵۵ —— ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دُعاء قنوت مغرب اور فجر کی نمازوں میں پڑھی جاتی تھی!

۹۵۵ —— شرح: اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ فجر کی نماز میں قنوت مشروع ہے مگر یہ استدلال درست نہیں کیونکہ شافعی مغرب کی نماز میں قنوت کے قائل نہیں لہٰذا اس حدیث سے استدلال کرنے سے لازم آئے گا کہ وہ مغرب میں بھی قنوت پڑھیں اور فجر کی نماز میں دعاء قنوت پڑھنا اور مغرب کی نماز میں نہ پڑھنا محض تحکم اور سینہ زوری ہے،، اور فرض نمازوں میں قنوت منسوخ ہے،، اور یہ کہنا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وفات تک صبح کی نماز میں دُعاء قنوت پڑھتے رہے،، صحیح نہیں کیونکہ یہ موضوع روائت ہے کیونکہ خود حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مہینہ دعاء قنوت پڑھی پھر ترک کر دی اسی طرح شیخ عبدالرزاق نے مصنف میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ

marfat.cpm

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَبْوَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ وَخُرُوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فِی الْاِسْتِسْقَاءِ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّہٖ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَسْقِیْ وَحَوَّلَ رِدَاءَہٗ ۹۵۶

صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے حتی کہ دُنیا کو داغِ مفارقت دے گئے۔ قابلِ قبول نہیں۔

ابن جوزی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے نیز اس کی سند میں ابوجعفر رازی ضعیف ہے۔ امام احمد بن حنبل نے کہا ابوجعفر حدیث میں قوی نہیں،، اس کے علاوہ حضرت انس کی حدیث ،، اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا قَنَتَ شَھْرًا عَلٰی اَحْیَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَکَہٗ ،، اس کے معارض ہے ،، دار قطنی نے کہا کہ فجر کی نماز میں دُعاء قنوت پڑھنا بدعت ہے۔ الحاصل احناف کے نزدیک قنوت نازلہ منسوخ ہے جیسا کہ اُوپر روایات سے واضح ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

باب — بارش طلب کرنا

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی دُعا کے لئے باہر جنگل کی طرف تشریف لے گئے

۹۵۶ — ترجمہ : عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روائت کی کہ اُنہوں نے کہا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی دُعا کے لئے باہر جنگل کی طرف تشریف لے گئے جبکہ آپ بارش کے لئے دعاء کا ارادہ کرتے تھے اور اپنی چادر کو اُلٹایا،،

۹۵۶ — شرح : اِستسقاء کا معنی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے بارش کا نزول طلب کرنا ہے،، چادر کی تحویل میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موجودہ

marfat.cpm

۹۵۷ باب دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ

قحط سالی والی حالت کو تبدیل کر دے حاکم نے مستدرک میں صحیح حدیث ابن زید سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے لئے دُعاء کی جبکہ آپ کے اُوپر صوف کی کالی چادر تھی آپ نے اس کا نچلا حصہ اُوپر کرنا چاہا وہ بھاری تھی آپ نے اس کی دائیں طرف کو بائیں اور بائیں طرف کو دائیں طرف کر دیا،، بخاری کی حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ استسقاء استغفار اور دعاء ہے اس میں نماز باجماعت مسنون نہیں کیونکہ اس حدیث میں نماز کا ذکر نہیں، صاحبِ ہدایہ نے کہا اگر تنہا نماز پڑھیں تو جائز ہے،،

امام ابویوسف، محمد، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا مسنون یہ ہے کہ امام لوگوں کو باجماعت دو رکعتیں پڑھائے سیدنا عمر فاروق اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہما استسقاء میں صرف دُعا اور استغفار کے قائل ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" يَا قَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا،، لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ صرف امام ابوحنیفہ ہی اس کے قائل ہیں کہ استسقاء صرف استغفار اور دُعاء ہے اور نہ ہی یہ درست ہے کہ اُنھوں نے تحویلِ رداء کا انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ تحویلِ رداء مسنون نہیں البتہ تحویل رداء حال اور نیک فال کے لئے ہے اور حاکم کی مستدرک میں ابنِ زید سے روائت امام ابوحنیفہ کے مذہب کو تقویت دیتی ہے،،

تحویلِ رداء (چادر الٹنا) میں امام شافعی رضی اللہ عنہ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ چادر کے چاروں کونے تبدیل ہو جائیں دایاں کنارہ بائیں طرف اور اُوپر کا حصہ نچلی طرف کر دیا جائے،،

باب — نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دُعا کرنا کہ اے اللہ کفّار پر ایسی قحط سالی کر جو یُوسف کے زمانہ میں تھی

۹۵۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آخری رکعت سے سر مبارک اُٹھاتے تو یہ فرماتے،، اے اللہ! عیاش بن ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ سلمہ بن ہشام کو نجات دے، اے اللہ ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ! کمزور

marfat.cpm

يُوسُفَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ قَالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ هٰذَا كُلُّهُ فِي الصُّبْحِ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ح حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ ۹۵۸
فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى مِنَ النَّاسِ إِدْبَارًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ سَبْعًا كَسَبْعِ يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَالْجِيَفَ وَيَنْظُرُ أَحَدُهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرٰى الدُّخَانَ مِنَ الْجُوعِ فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ تَأْمُرُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَبِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ إِلٰى قَوْلِهِ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى فَالْبَطْشَةُ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَدْ مَضَتِ الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَآيَةُ الرُّومِ

مومنوں کو نجات دے ۔ اے اللہ! مُضر قبیلہ کو عذاب دے۔ اے اللہ! ان کے سال ایسے کر جیسے یُوسف کے سال تھے"، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا! قبیلہ غفار کو اللہ تعالیٰ بخشے اور قبیلہ سالم کو سلامتی دے ابن ابی زناد نے اپنے باپ سے روائت کی کہ یہ تمام صبح کی نماز میں تھا!

۹۵۷ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بارش رُک جانے کے وقت صحرا کی طرف بارش طلب کرنے کے لئے جانے میں سب علماء کا اتفاق ہے البتہ نماز میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا صرف دعاء کے لئے مسلمان باہر نکلیں اور خطیب اگر تخویف کے لئے وعظ کرے تو اچھا ہے اس میں نماز نہیں اور دیگر فقہاء نے استسقاء کی نماز مسنون ہے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظالم کی ہلاکت اور مومنوں کی نجات کے لئے دعاء کرنا مستحب ہے"، ظالم اگر شرائع دین اور احکام اسلام کی بے حرمتی کرے تو اس کی ہلاکت کی دُعاء کی جائے، ورنہ ان کی ہدائت کے لئے دُعاء کی جائے"، چنانچہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دَوس کے لئے دعاء فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدائت دے سیّدنا ابوبکر صدیق اور ان کی بیوی رضی اللہ عنہما بدر کی جنگ میں عبدالرحمن بن ابی بکر کی ہلاکت کی دُعاء کرتے تھے جبکہ اُس نے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا"، اور وہ جب شکست کھا گیا تو اس کے لئے ہدائت کی دُعاء کرتے تھے۔"، علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا کہ آپ نے قبیلہ غفار کے لئے مغفرت کی دُعاء کی کیونکہ اُنھوں نے بہت جلد اسلام قبول کر لیا تھا اور قبیلہ سالم کے لئے سلامتی کی دُعا فرمائی کیونکہ وہ کسی خوف و ہراس کے بغیر ایمان لائے تھے یہ ان کی بہت بڑی قربانی تھی ۔ اسی لئے اِن دونوں قبیلوں کو دُعاء کے ساتھ مخصوص فرمایا!

"ابن ابی زناد" عبدالرحمٰن بن ابی زناد عبداللہ بن ذکوان ہیں ۱۷۴ ہجری میں ان کا انتقال ہُوا وہ بغداد کے مفتی تھے"،

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ بارش رُک جانے کے وقت بارش کے لئے باہر

marfat.cpm

جنگل میں جاکر دُعاء کرنا جائز ہے۔ لیکن نماز میں اختلاف ہے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دُعاء کے لئے مُسلمان باہر نکلیں اور اگر واعظ پند و نصائح کرے تو مستحسن ہے لیکن نماز پڑھنا سنّت نہیں۔ اور دیگر فقہاء کہتے ہیں استسقاء کی نماز دو رکعتیں ہے۔ اور یہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو استسقاء میں نماز کی مشروعیّت پر محمول کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

۹۵۸ — ترجمہ : حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اُنھوں نے کہا نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب لوگوں کو اسلام سے پیٹھ پھیرتے ہُوئے دیکھا تو فرمایا اے اللہ! ان کو سات سال قحط زدہ کر جیسے یوسف کے سات سال قحط کے تھے،، ان کو قحط سالی نے آلیا جو ان کی ہر شئ کو لے گئی،، حتیٰ کہ لوگوں نے چمڑے، مردار اور مرے ہُوئے بدبودار جانور کھانے شروع کر دیئے ان میں سے کوئی آسمان کی طرف نظر کرتا تو بھُوک کی وجہ سے اس کو دھواں نظر آتا تھا۔ ابوسفیان صخر بن حرب آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے محمد! (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ اللہ کی طاعت اور صلہ رحمی کا حکم کرتے ہیں اور آپ کی قوم (بھوک سے) ہلاک ہو رہی ہے ان کے لئے اللہ سے دُعاء کیجئے،، اللہ تعالیٰ نے فرمایا،، اس دن کی انتظار کرو جبکہ آسمان کھلا دھُواں لائے گا،، حتیٰ کہ فرمایا " انکم عائدون الخ یعنی ہم تھوڑا سا عذاب ہلکا کر دیں گے تم پھر کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے،، جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے،، یہ پکڑ بدر کی جنگ ہے اور دخان، بطشہ، لزام اور روم تمام گزر چکے ہیں،،

شرح : قریش جب نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر غلبہ کر گئے اور آپ کی نافرمانی میں سخت ہو گئے تو آپ نے ان کے لئے قحط سالی کی بددعاء فرمائی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سال قحط کی طرح یہ لوگ بھی سات برس قحط زدہ ہوں چنانچہ ایسا ہی ہُوا،، ابن بطال نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے لئے بھُوک کی بددعاء کرنی جائز ہے آپ نے ان کے لئے اس لئے یہ بددعاء فرمائی تھی کہ وہ بھُوک کی وجہ سے کمزور ہو جائیں اور سرکشی نہ کریں،، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جن امور کے وقوع کی خبر دی ان میں سے چار واقعہ ہو چکے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ہے،، یوم تاتی السماء بدخان مبین،، یہ گزر چکا ہے جبکہ وہ لوگ زمین اور آسمان کے درمیان دھواں دیکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا " یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ،، یہ بدر کے دن واقع ہُوا جبکہ کفارِ مکہ کے ستر اشخاص گرفتار ہُوئے اور ستر قتل ہُوئے،، اللہ تعالیٰ نے فرمایا " الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ،، یہ بھی واقع ہو چکا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے،، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد،، فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا،، یہ بھی قحط سالی ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

بَابُ سُؤَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ الْاِسْتِسْقَاءَ اِذَا قَحَطُوْا

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ اَبِيْ طَالِبٍ وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ عَنْ اَبِيْهِ وَرُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِيْ فَمَا يَنْزِلُ حَتّٰى يَجِيْشَ كُلُّ مِيْزَابٍ وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ طَالِبٍ

۹۵۹

باب — لوگوں کا امام سے استسقاء کا سوال کرنا جبکہ وہ قحط میں مُبتلا ہُوں"

۹۵۹ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابنِ عمر سے سُنا کہ وہ ابو طالب کا شعر ؎

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

"وہ روشن سفید چہرہ والے کہ جس کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کے غم خوار ہیں"

عمر بن حمزہ نے کہا ہمیں سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے خبر دی کہ میں شاعر کا یہ شعر کبھی یاد کرتا اور میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھتا جبکہ آپ منبر شریف پہ بارش کے لئے دُعا فرماتے آپ ابھی منبر سے نہ اُترتے حتیٰ کہ پرنالے زور سے بہنے لگتے (یہ ہے وہ شعر)

وَاَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

اور یہ ابو طالب کا قول ہے!

۹۵۹ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابو طالب کے اس کلام کا معنی دراصل نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور توسّل ہے کیونکہ جب حضرت عبدالمطلب نے بارش طلب کی تھی اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تھے اس وقت ابو طالب وہاں موجود تھے، لہٰذا اس وقت لوگوں کا بارش طلب کرنا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی برکت سے تھا اور لوگ آپ کی ذات کریمہ سے شفاعت کے طالب تھے، لہٰذا اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ظاہر ہے۔ اس تقریر سے یہ اعتراض بھی مندفع ہو جاتا ہے کہ ابو طالب آپ کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے کیسے بارش طلب کر سکتے ہیں جبکہ اس طرح ہونا اُنہوں نے کبھی دیکھا ہی نہ تھا۔ کیونکہ آپ کی برکت سے بارش کا نزول

marfat.com

۹۶۰ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰی عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا قَحَطُوْا اسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَیُسْقَوْنَ

تو صرف ہجرت کے بعد تھا،، اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ ابوطالب نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے جو حضرت عبدالمطلب کے زمانہ میں ہُوا تھا جبکہ اُنھوں نے قریش کے لئے بارش طلب کی اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم بچپن میں ان کے ساتھ تھے اس کو ابوطالب نے دیکھا تھا۔ ابن تین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابوطالب کے اس شعر میں اس بات پر دلالت ہے کہ وہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت آپ کی بعثت سے پہلے ہی جانتے تھے جبکہ ان کو بحیرہ راہب نے اس کی خبر دی تھی،، اور اسی بناء پہ اُنھوں نے یہ شعر کہا تھا،، مگر یہ ان کا ایمان نہ تھا کیونکہ ایمان اذعان ہے۔

علامہ بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ایک اعرابی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور کہا یارسُول اللہ! اللہ کی قسم ہم آپ کے پاس آئے ہیں ہمارا نہ کوئی اونٹ بلبلاتا ہے اور نہ ہی کوئی بچہ پانی میں نہاتا ہے یہ سُن کر سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم جلدی سے اُٹھے اور منبر شریف پہ تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد اللہ تعالیٰ سے بارش کی دُعاء کی تو فوراً بارش ہونے لگی حتیٰ کہ لوگ چلّانے لگے کہ غرق ہوگئے غرق ہوگئے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہنسے حتیٰ کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے،، اس کے بعد آپ نے یہی شعر پڑھا۔"

ترجمہ : حضرت انس سے روائت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوتے تو آپ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے اور کہتے اے اللہ! ہم تیرے پاس اپنے نبی کا وسیلہ لایا کرتے تھے اور تو بارش برسا دیتا تھا اب ہم تیرے پاس اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ لے کر آئے ہیں ہم پہ بارش برسا کہا پس ان پہ بارش برستی،،

۹۶۰ ——

شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب بارش مطلوب ہوتی تو سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے اور بارش برسنے لگتی اور آپ کی وفات کے بعد سیّدنا عمر فاروق نے آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دُعاء کی جبکہ آپ کے عہدِ خلافت میں اٹھارہ ہجری میں قحط سالی ہُوئی اور نو ماہ تک بارش نہ ہُوئی تو اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی،، معلوم ہُوا کہ نیک لوگوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے،، کعب احبار سے روائت ہے کہ بنی اسرائیل جب قحط زدہ ہوتے تو وہ اپنے نبی کے اہلِ بیت کے وسیلہ سے بارش طلب کیا کرتے تھے،، بخاری کی حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ زندوں سے توسّل تو جائز ہے مگر ان کے فوت ہونے کے بعد ان سے توسّل صحیح نہیں ورنہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے توسّل نہ کرتے بلکہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہی

marfat.com

بَابُ تَحْوِيْلِ الرِّدَآءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ

حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ ۹۶۱
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَسْقٰى فَقَلَبَ رِدَآءَهٗ

توسّل کرتے ،، صحیح نہیں ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد بھی آپ سے توسّل کرتے تھے اور ان کا مقصد پُورا ہو جاتا تھا چنانچہ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں بیہقی نے دلائل و دعوات میں صحیح حدیث ذکر کی اس کو حافظ ابونعیم نے بھی معرفت میں ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے روائت کیا کہ ایک شخص حضرت عثمان کے پاس اپنی حاجت لے کر جاتا اور وہ اس کی طرف قطعًا متوجہ نہ ہوتے تھے وہ شخص عثمان بن حنیف سے ملے اور ان سے یہ شکائت کی عثمان بن حنیف نے کہا کوزے میں پانی لے کر وضوء کر کے مسجد میں آؤ اور دو رکعتیں پڑھنے کے بعد یہ دعاء کرو ،، اے اللہ میں تیرے نبی محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم رحمت کے نبی کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں ،، یا محمد "صلّی اللہ علیہ وسلّم" میں آپ کے وسیلہ سے اپنے ربّ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت پُوری ہو اور اپنی حاجت کا نام لو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اس شخص نے اسی طرح کیا پھر عثمان غنی کے دروازہ پر آیا تو فورًا دربان باہر آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو حضرت عثمان کے پاس لے گیا حضرت عثمان غنی نے اس کو باعزّت بٹھایا اور اس سے کہا اپنی حاجت بیان کرو اور اس کی حاجت پُوری کر دی ،، معلوم ہُوا کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بظاہر وفات کے بعد بھی آپ سے توسّل جائز ہے اور یہ عمل اُمّت میں جاری ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "مَنْ يُسْتَمَدُّ فِيْ حَيَاتِهٖ يُسْتَمَدُّ بَعْدَ مَمَاتِهٖ" جس بزرگ سے اس کی زندگی میں استمداد کر سکتے ہیں اس کی وفات کے بعد بھی اس سے استمداد کی جا سکتی ہے" شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لمعات شرح مشکوٰۃ کے باب زیارۃ القبور میں ذکر کیا کہ امام شافعی نے کہا کہ موسیٰ کاظم کی قبر دُعا کی قبولیّت کے لئے مجرّب تریاق ہے نیز وہ اسی باب میں ذکر کرتے ہیں کہ "جو لوگ صالحین کی زیارت کو جاتے ہیں وہ ان کے ادب و احترام اور رُتبہ کے اعتبار سے ان کی ظاہری طور پر مدد کرتے ہیں"

ردّ محتار کے زیارۃ القبور کے باب میں ہے کہ "اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے قرب اور زائرین کو ان کے معارف اور اسرار کے مطابق نفع دینے میں متفاوت ہیں" ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے قحوط مطر کی شکائت کی تو کہا نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قبر شریف کو دیکھو اور اس سے آسمان کی طرف سوراخ کرو حتیٰ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے لوگوں نے ایسا ہی کیا تو خوب بارش ہوئی ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ بارش کی دُعاء کے وقت چادر اُلٹنا

۹۶۱ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بارش کے لئے دعاء کی اور چادر کو اُلٹا۔

marfat.com

۹۶۲ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ يُحَدِّثُ اَبَاهُ عَنْ عَمِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَّبَ رِدَاءَهٗ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ هُوَ صَاحِبُ الْاَذَانِ وَلٰكِنَّهٗ وَهِمَ فِيْهِ لِاَنَّ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِیُّ مَازِنُ الْاَنْصَارِ **بَابُ انْتِقَامِ الرَّبِّ تَعَالٰى عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهٖ بِالْقَحْطِ اِذَا انْتُهِكَ مَحَارِمُهٗ** **بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ فِی الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ**

ترجمہ : عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگل کی طرف تشریف لے گئے اور بارش کے لئے دُعا کی آپ قبلہ رُو ہوئے چادر کو اُلٹا اور دو رکعت نفل پڑھے ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ عبداللہ بن عُیینہ نے کہا یہ عبداللہ بن زید صاحبِ اذان ہے مگر یہ محض وہم ہے کیونکہ یہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی مازن الانصار ہے (یہ وہ مازنی نہیں جو انصار سے نہیں)

۹۶۲ — ۹۶۱ شرح : استسقاء کی تین صورتیں ہیں ایک استسقاء نماز کے بغیر دعاء کرنا ہے۔ دُوسری صُورت جُمعہ کے خطبہ میں یا نماز کے بعد بارش کے لئے دُعاء کرنا تیسری صورت جنگل میں جاکر دو رکعت نماز نفل پڑھ کر نماز کے بعد خطبہ دے کر دُعا کرنا اور چادر کا اُلٹنا ،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں استسقاء میں نماز باجماعت مسنون نہیں اگر لوگ تنہا نماز پڑھ لیں تو جائز ہے استسقاء صرف دعاء اور استغفار ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،، اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ،، اللہ تعالیٰ نے بارش کے نزول کو استغفار کے ساتھ معلق فرمایا اور نماز کا ذکر نہ کیا ،، لہذا استسقاء میں اصل دعاء اور عاجزی و انکساری ہے نماز اس میں اصل نہیں ،، ابن عباس کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ استسقاء کا وقت وہی ہے جو عید کا وقت ہے اور عید کی نماز میں جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں وہی سورتیں نمازِ استسقاء میں پڑھے ،، اور قرأت میں جہر کرے۔ امام شافعی اور امام محمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک عید کی نماز کی طرح دو خطبے ہیں اور درمیان میں فاصلہ ہے۔ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک خطبہ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب اللہ تعالیٰ کے حدود کا خیال نہ کیا جائے تو اللہ کا اپنے بندوں سے قحط کے ذریعہ انتقام لینا

باب — جامع مسجد میں بارش کے لئے دُعاء کرنا

marfat.com

حدثنا محمد قال حدثنا ابو ضمرة انس بن عياض قال حدثنا شريك بن عبد الله بن ابی نمر انه سمع انس بن مالك يذكر ان رجلا دخل يوم الجمعة من باب كان وجاه المنبر ورسول الله صلى الله عليه وسلم قائم يخطب فاستقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم قائما فقال يا رسول الله هلكت الاموال وانقطعت السبل فادع الله ان يحبسها قال فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه فقال اللهم حوالينا ولا علينا اللهم على الاكام والظراب وبطون الاودية ومنابت الشجر قال فاقلعت وخرجنا نمشي في الشمس قال شريك فسألت انسا اهو الرجل الاول قال لا ادري

حدثنا محمد قال حدثنا ابو ضمرة انس بن عياض قال حدثنا شريك بن عبد الله بن ابی نمر انه سمع انس بن مالك يذكر ان رجلا دخل يوم الجمعة من باب كان وجاه المنبر ورسول الله صلى الله عليه وسلم قائم يخطب فاستقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم قائما فقال يا رسول الله هلكت الاموال وانقطعت السبل فادع الله ان يمسكها قال فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه ثم قال

ترجمہ ۹۶۳ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص جمعہ کے دن اس دروازے سے مسجد میں داخل ہوا جو منبر شریف کے سامنے ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ دے رہے تھے وہ شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ! مویشی ہلاک ہو گئے راستے منقطع ہو گئے، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہم پر بارش برسائے،، انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا! اے اللہ ہم پر بارش برسا اے اللہ! ہم پر بارش برسا،، اے اللہ! ہم پر بارش برسا! انس نے کہا اللہ کی قسم! ہم آسمان پر بادل اور نہ بادل کا ٹکڑا اور نہ کوئی شئی دیکھ رہے تھے،، اور ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی گھر اور حویلی نہ تھی،، سلع کے پیچھے سے ڈھال کی مانند تھوڑا سا بادل ظاہر ہوا جب وہ آسمان کے درمیان آیا تو پھیل گیا پھر برسا انس نے کہا اللہ کی قسم! ہم نے چھ روز تک سورج نہ دیکھا پھر آئندہ جمعہ ایک شخص اسی دروازے سے آیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے وہ سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! مال ہلاک ہو گیا راستے منقطع ہو گئے۔ اللہ سے دعاء کیجئے کہ بارش کو روک دے انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ! ہمارے ارد گرد ہو ہم پر نہ ہو اے اللہ! ٹیلوں، پہاڑوں، چھوٹے چھوٹے ٹیلوں، ندیوں اور درختوں کے اگنے کے مقامات پر بارش ہو انس نے کہا بارش منقطع ہو گئی اور ہم (مسجد سے) باہر نکلے جبکہ ہم دھوپ میں چل رہے تھے شریک نے کہا میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ وہ شخص پہلا ہی شخص تھا (یا کوئی اور تھا) انھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں!

شرح ۹۶۳ : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے تحت اثناء خطبہ میں امام سے گفتگو کرنا جائز ہے اور اس سے خطبہ منقطع نہیں ہوتا اور نہ ہی بارش کی دعا سے منقطع ہوتا ہے،، اہل خیر اور صالحین سے دعاء کرانا جائز ہے اور تین بار دعاء کرنا مستحب ہے نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے خطبہ میں منبر پر بارش کے لئے دعاء کرنا جائز ہے اور چادر الٹنا اور قبلہ رو ہونا ضروری نہیں،، جمعہ کی نماز ہی استسقاء کے لئے کافی ہے علیحدہ دو رکعتیں پڑھنی ضروری نہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کا ادب سکھایا اور مطلقاً رفع مطر کی دعاء نہ فرمائی، کیونکہ مستقبل میں دعا کی ضرورت ہمیشہ رہتی

marfat.com

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَانْقَطَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيْكٌ فَسَاَلْتُ اَنَسًا اَهُوَ الرَّجُلُ الْاَوَّلُ قَالَ لَا اَدْرِيْ

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ فِيْ خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

۹۶۴ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُغِيْثُنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا قَالَ اَنَسٌ وَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةً وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَآئِهٖ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ انْتَشَرَتْ ثُمَّ اَمْطَرَتْ فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَاَيْنَا الشَّمْسَ سِتًّا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهٗ قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَاَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيْكٌ فَسَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَهُوَ الرَّجُلُ الْاَوَّلُ فَقَالَ مَا اَدْرِيْ

ہے تو آپ نے اس قدر رفع مطر کی دُعا فرمائی جس سے ضرر زائل ہو جائے اور نفع باقی رہے۔ یہ توکل کے منافی نہیں اگرچہ افضل یہی ہے کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کئے جائیں۔ قرآن کریم میں ہے — عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ "

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بارش کے لئے دُعاء میں نماز غیر مشروع نہیں اور نہ ہی بدعت ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ مسنون نہیں اور جن احادیث میں نماز کا ذکر ہے وہ بیان جواز پر محمول ہیں لہٰذا باہر جا کر نمازِ استسقاء بدعت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لئے دُعا کرنا جبکہ قبلہ رُو نہ ہو —"

۹۶۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں اس دروازے سے داخل ہُوا جو دارِ قضاء کی طرف تھا جبکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ دے رہے تھے وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر کہا یا رسُول اللہ! مال ہلاک ہو گئے اور راہ منقطع ہو گئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے وہ ہم پر بارش برسائے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا اے اللہ! ہم پر بارش برسا اے اللہ ہم پر بارش برسا اے اللہ!

marfat.com

حَدَّثَنَا ۔ بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ۹۶۵

حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَحَطَ الْمَطَرُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَسْقِيَنَا فَدَعَا فَمُطِرْنَا فَمَا كِدْنَا اَنْ نَصِلَ اِلٰى مَنَازِلِنَا فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ اِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ قَالَ فَقَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَصْرِفَهٗ عَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ السَّحَابَ يَتَقَطَّعُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا يُمْطَرُوْنَ وَلَا يُمْطَرُ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ

ہم پر بارش برسا انس نے کہا اللہ کی قسم ہم آسمان پر نہ بادل اور نہ ہی بادل کا ٹکڑا دیکھتے تھے اور ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی گھر اور محل نہ تھا (جو آڑ بن سکے) اس کے پیچھے سے بادل ظاہر ہوا جو ڈھال کی مثل تھا جب وہ آسمان کے درمیان آیا تو پھیل گیا پھر برسا اللہ کی قسم! ہم نے چھ روز تک سورج نہ دیکھا پھر ایک شخص اسی دروازہ سے دوسرے جمعہ کو داخل ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ دے رہے تھے وہ شخص آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ! مال ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے۔ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہم سے بارش روک دے انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ! ٹیلوں، اونچی جگہوں، وادیوں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر بارش برسا۔ انس نے کہا بادل رک گیا اور ہم دھوپ میں چلنے لگے شریک نے کہا میں نے انس بن مالک سے پوچھا کیا وہ پہلا ہی شخص تھا؟ انھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔

۹۶۴ —— شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور عنوان کے اثبات اور سند میں اختلاف کی وجہ سے حضرت انس کی حدیث کا اعادہ کیا ہے یعنی پہلی روائت سے اس کی سند مختلف ہے جبکہ پہلے محمد بن سلام کی سند سے روائت کی اور یہاں قتیبہ کے اسناد سے روائت کی یہ حدیث رباعی ہے!

باب — منبر پر بارش کے لئے دُعاء کرنا

۹۶۵ —— ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ! بارش رُک گئی ہے آپ اللہ سے دُعا کریں کہ ہم پر بارش برسائے۔ آپ نے دُعاء فرمائی ہم پر بارش ہونے لگی اور یہ قریب نہ تھا کہ ہم اپنے گھروں تک جا سکیں چنانچہ آئندہ جمعہ تک ہم پر بارش ہوتی رہی،، انس نے کہا وہ ہی شخص یا کوئی اور کھڑا ہوا

marfat.com

۹۶۶ بَابُ مَنِ اكْتَفَى بِصَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَدَعَا فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ اِلَى الْجُمُعَةِ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ فَقَامَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ اِنْجِيَابَ الثَّوْبِ

اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہم سے بارش ہٹا دے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش ہو ہم پر نہ ہو،، انس نے کہا میں نے بادل کو دائیں بائیں پھٹتے ہوئے دیکھا اور لوگوں پر بارش ہو رہی تھی اور مدینہ منورہ کے لوگوں پر بارش نہ ہوتی تھی!

۹۶۵ — شرح: قولہ فَمَا كِدْنَا اَنْ نَصِلَ الخ اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارا گھروں کو پہنچنا قریب نہ تھا یعنی گھروں کو جانا مشکل ہو گیا۔

اس حدیث کے اعادہ کی وہی وجہ ہے جو حدیث ۹۶۴ کے تحت مذکور ہے،،

باب — جس نے بارش کے لئے دعاء میں جمعہ کی نماز پر اکتفاء کی!

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا

۹۶۶ — مال مویشی ہلاک ہونے لگے اور راستے بند ہو گئے ہیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا فرمائی تو اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک ہم پر بارش ہوتی رہی،، پھر کوئی شخص آیا اور کہنے لگا مکانات گر گئے راستے منقطع ہو گئے اور مال مویشی ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے آپ دعا فرمائیں کہ بارش کو روک دے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور کہا اے اللہ بڑے اور چھوٹے ٹیلوں، ندیوں اور درخت اگنے کی جگہوں پر بارش برسا۔ پس بادل مدینہ منورہ سے کپڑا کھلنے کی طرح کھل گیا،،

۹۶۶ — شرح: مدینہ منورہ سے بادل کے انقطاع کو اِنْجِيَابِ الثَّوْبِ سے تشبیہ دی یعنی ہم سے منقطع ہو کر بادل اردگرد چلا گیا،، اس حدیث میں اس امر کی تصریح نہیں کہ یہ وہی شخص تھا جو پہلے آیا تھا مگر یہ تمام احادیث ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں،، اس حدیث کے اعادہ کی وہی وجہ ہے جو حدیث ۹۶۴ کے تحت مذکور ہے!

marfat.com

۹۶۷ بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا تَقَطَّعَتِ السُّبُلُ مِنْ كَثْرَةِ الْمَطَرِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِي وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُطِرُوا مِنْ جُمُعَةٍ إِلَى جُمُعَةٍ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَى رُؤُسِ الْجِبَالِ وَالْآكَامِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ

۹۶۸ بَابُ مَا قِيلَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُحَوِّلْ رِدَاءَهُ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَافَى بْنُ عِمْرَانَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكَ الْمَالِ وَجَهْدَ الْعِيَالِ فَدَعَا اللّٰهَ يَسْتَسْقِي وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّهُ حَوَّلَ رِدَاءَهُ وَلَا اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ

باب — دُعاء کرنا جبکہ بارش کی کثرت سے راستے بند ہو جائیں"

۹۶۷ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسُول اللہ! مویشی ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں (کہ بارش ہو) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک لوگوں پر بارش ہوتی رہی۔ پھر ایک شخص رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسُول اللہ! مکانات گر گئے، راستے بند ہو گئے اور مویشی ہلاک ہو گئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! پہاڑوں کی چوٹیوں، ٹیلوں، ندیوں اور درخت اُگنے کی جگہوں پر بارش ہو بادل مدینہ منورہ سے کپڑے کی طرح کھل گیا۔

۹۶۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش بند کرانے کی دُعاء کی درخواست کرنے والا کوئی دُوسرا شخص تھا، مگر احادیث ایک دوسری کی تفسیر کرتی رہتی ہیں لہٰذا غالباً یہ وہی شخص تھا جس نے بارش ہونے کی درخواست کی تھی۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہُوا کہ استسقاء دُعا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسلِ السماء علیکم مِدرارًا"، یعنی اپنے رب سے گناہوں کی معافی چاہو وہ بخشنے والا ہے تم پر برسنے والا بادل بھیجے گا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہی ہے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ خطبہ میں دُعا کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.cpm

۹۶۹ بَابُ اِذَا اسْتَشْفَعُوْا اِلَى الْاِمَامِ لِيَسْتَسْقِيَ لَهُمْ لَمْ يَرُدَّهُمْ حَدَّثَنَا

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

باب — جو کہا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن بارش کے لئے دُعا میں اپنی چادر کو نہیں اُلٹا،،

۹۶۸ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مویشیوں کے ہلاک ہونے اور بال بچوں کے تکلیف اُٹھانے کی شکائت کی،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بارش برسانے کی دُعا کی اور یہ ذکر نہ کیا کہ آپ نے اپنی چادر کو اُلٹا اور نہ ہی یہ ذکر کیا کہ آپ قبلہ رُو ہوئے،،

۹۶۸ — شرح : یعنی اس شخص نے پانی کی قلت کی وجہ سے مویشی ہلاک ہونے اور قحط سالی کی وجہ سے بال بچوں کا مشقت میں پڑ جانے کی شکائت کی" علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب بارش کے لئے دعاء صحراء میں نہ کی جائے تو سب کا اتفاق ہے کہ تحویلِ رداء اور استقبالِ قبلہ ضروری نہیں،، اختلاف اس وقت ہے جبکہ صحراء میں بارش کے لئے دُعا کی جائے،، اس حدیث میں اگرچہ جمعہ کے دن کا ذکر نہیں لیکن یہ حدیث مختصر ہے اور باقی حصہ جمعہ کے دن دُعا پر دلالت کرتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا تحویلِ رداء میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اختلاف ہے اور وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ مطلقاً تحویلِ رداء سُنّت نہیں ہے،، لہذا عدمِ تحویل پر اتفاق نہیں ہے،، واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب لوگ امام سے بارش برسنے کے لئے سفارش کریں تو وہ ان کی درخواست مسترّد نہ کرے"

۹۶۹ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسُول اللہ! مویشی ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں (بارش ہو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائی تو ہم پر اس جمعہ سے لے کر آئندہ جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض

marfat.cpm

صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ھلکت المواشی و تقطعت السبل فادع اللہ فدعا اللہ فمطرنا من الجمعۃ الی الجمعۃ فجاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ تھدمت البیوت و تقطعت السبل و ھلکت المواشی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم علی ظھور الجبال و الاکام و بطون الاودیۃ و منابت الشجر فانجابت عن المدینۃ انجیاب الثوب **باب** اذا استشفع المشرکون بالمسلمین عند القحط **حدثنا** محمد بن کثیر عن سفین قال حدثنا منصور و الاعمش عن ابی الضحی عن ۹۷۰ مسروق قال اتیت ابن مسعود فقال ان قریشا ابطؤا عن الاسلام فدعا علیھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کیا یا رسول اللہ! مکانات تباہ ہوگئے، راستے بند ہوگئے اور مویشی ہلاک ہوگئے۔ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! پہاڑوں، ٹیلوں، ندیوں اور درخت اُگنے کی جگہوں پر بارش برسا تو بادل مدینہ منورہ سے چادر کی طرح کھل گیا"

۹۶۹ — شرح : یعنی امام لوگوں کی سفارش پہ اللہ تعالیٰ سے بارش برسنے کی دُعاء کرے اور ان کی درخواست مسترد نہ کرے"، کیونکہ عوام کا امام پر حق ہے کہ جب وہ بارش برسنے کی ان سے سفارش کریں تو ان کے لئے بارش برسنے کی دُعاء کرے"، کرمانی۔ ابنِ بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اسی طرح ہر وہ کام جس میں رعیت کا فائدہ ہو اس کی تکمیل کرے کیونکہ امام پہ رعایا کی حفاظت ضروری ہے اور قیامت میں اس کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب مُشرک مُسلمانوں سے قحط کے وقت دُعاء کی درخواست کریں!

۹۷۰ — ترجمہ : مسروق رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اُنھوں نے کہا قریش نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بدعاء کی تو ان کو قحط سالی نے پکڑ لیا حتیٰ کہ وہ اس میں ہلاک ہونے لگے اور اُنھوں نے مردار اور ہڈیاں کھانی شروع کیں۔ ابوسفیان آپ کے پاس آیا اور کہا یا محمد! آپ صلۂ رحمی کا حکم کرتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ سے دُعاء فرمائیں تو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا" اس دن کی انتظار کرو جبکہ آسمان کھلا دھواں لائے گا پھر وہ کفر کی طرف لوٹ گئے" چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" جس روز ہم ان کو سخت پکڑیں گے" یعنی بدر کے روز"، کہا اور اسباط نے منصور سے روائت کرتے ہوئے کہا" کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی تو ان پہ بارش ہوئی اور سات روز بارش ہوتی رہی پھر لوگوں نے بارش کی کثرت کی شکائت کی تو آپ نے فرمایا" اے اللہ! ہمارے اردگرد ہو ہم پہ نہ ہو پس بادل آپ کے سر مبارک سے علیحدہ ہوگیا اور ان کے اردگرد کے لوگوں پر خوب بارش ہوئی"

marfat.cpm

فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتّٰى هَلَكُوْا فِيْهَا وَأَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ فَجَاءَهُ أَبُوْ سُفْيٰنُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جِئْتَ تَأْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَقَرَأَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ الْآيَةَ ثُمَّ عَادُوْا إِلٰى كُفْرِهِمْ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ وَزَادَ أَسْبَاطٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُقُوا الْغَيْثَ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ سَبْعًا وَشَكَا النَّاسُ كَثْرَةَ الْمَطَرِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَانْحَدَرَتِ السَّحَابَةُ عَنْ رَأْسِهِ فَسُقُوا النَّاسُ حَوْلَهُمْ

٩٧١ بَابُ الدُّعَآءِ إِذَا كَثُرَ الْمَطَرُ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ النَّاسُ فَصَاحُوْا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

شرح : سوال یہ ہوتا ہے کہ قریش کا یہ واقعہ اور ابوسفیان کا آپ سے دُعا کی درخواست کرنا ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں تھا مدینہ منوّرہ میں نہ تھا اور

٩٧٠ —

مذکورہ واقعہ مدینہ منوّرہ میں ہُوا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ میں ہُوا مگر جو حصّہ اسباط نے زیادہ ذکر کیا ہے وہ مدینہ منوّرہ میں ہُوا تھا۔ دُوسری روایات اس پر واضح دلالت کرتی ہیں،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مشرکوں کا مسلمانوں سے بارش کی دعاء کرانا جائز ہے جبکہ ان کا حق کی طرف لوٹنے کی اُمید ہو،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دارِ حرب میں امام کو جب یہ طمع ہو کہ وہ مسلمان ہو جائیں گے تو وہ ان سے نرمی کرے اور ان کی کھیتیاں اور پھل وغیرہ تباہ و برباد نہ کرے اور اگر ان کے ایمان کی اُمید نہ ہو تو ان کے لئے بد دُعا کرے اور ان کے املاک تباہ و برباد کر دے،، نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مشرک سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کے عالی مقام کے معترف تھے،، ورنہ وہ مجبور ہو کر آپ کی خدمت میں دُعاء کی درخواست نہ کرتے،، معلوم ہوتا ہے کہ قریش سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت و رسالت کو جانتے تھے مگر حسد و بغض کی وجہ سے اس کو قبول نہ کرتے تھے اور ان کا کفر عنادی تھا،، نبی کی نبوّت و رسالت کو پہچان لینا ایمان نہیں اہلِ کتاب کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وہ آپ کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں،، یعنی جس طرح اہل کتاب کو اپنی اولاد ہونے کا یقین تھا اسی طرح سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت و رسالت کا ان کو یقین تھا مگر وہ اس کا اذعان نہیں کرتے تھے اور نہ دل سے قبول کرتے تھے اس لئے ان کا کفر محض عناد اور حسد و بغض کے سبب تھا۔

واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب بارش زیادہ ہونے لگے تو یہ دُعا کرنا ہمارے اردگرد ہم پر بارش نہ ہو"

٩٧١ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ اچانک لوگ کھڑے ہو گئے اور چیخنے لگے اور کہنے لگے یا رسُول اللہ! بارش رُک گئی،

marfat.cpm

قُحِطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّتِ الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَسْقِيَنَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا مَرَّتَيْنِ وَايْمُ اللّٰهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً مِنْ سَحَابٍ فَنَشَأَتْ سَحَابَةٌ وَاَمْطَرَتْ وَنَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ لَمْ تَزَلْ تُمْطِرُ اِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ صَاحُوا اِلَيْهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يَحْبِسْهَا عَنَّا فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا وَتَكَشَّطَتِ الْمَدِينَةُ فَجَعَلَتْ تُمْطِرُ حَوْلَهَا وَمَا تُمْطِرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةً فَنَظَرْتُ اِلَى الْمَدِينَةِ وَاَنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْاِكْلِيلِ **بَابُ** الدُّعَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ قَائِمًا وَقَالَ لَنَا اَبُو نُعَيْمٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْاَنْصَارِيُّ وَخَرَجَ مَعَهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَزَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَاسْتَسْقَى فَقَامَ بِهِمْ عَلٰى رِجْلَيْهِ عَلٰى غَيْرِ مِنْبَرٍ فَاسْتَسْقَى ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ وَلَمْ يُؤَذِّنْ وَلَمْ يُقِمْ قَالَ اَبُو اِسْحَاقَ وَرَاٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

درخت سُرخ ہو گئے اور جانور ہلاک ہو گئے اللہ تعالیٰ سے دُعاء فرمائیں کہ ہم پر پانی برسائے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ہم پر پانی برسا یہ دو مرتبہ فرمایا ،، اللہ کی قسم ہم آسمان میں بادل کا ٹکڑا نہ دیکھتے تھے، اچانک تھوڑا سا بادل ظاہر ہوا اور برسنے لگا اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اُترے اور نمازِ جمعہ پڑھائی جب فارغ ہوئے تو بارش بدستور اس جمعہ کے بعد آنے والے جمعہ تک برستی رہی ،، (دوسرے جمعہ کو) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو لوگ آپ کے پاس چیخنے لگے کہ مکانات گر گئے اور راستے بند ہو گئے۔ اللہ سے دعاء فرمائیں کہ اس کو ہم سے روک دے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مُسکرائے اور فرمایا اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش ہو ہم پر نہ ہو پس مدینہ منوّرہ کھُل گیا اور اس کے اردگرد بارش ہوتی رہی اور مدینہ منوّرہ میں ایک قطرہ بھی نہ برستا تھا۔ میں نے مدینہ منوّرہ کو دیکھا کہ تاج کی طرح اس کے اردگرد بادل تھا اور وہ اس کے بیچ میں تھا!

شرح : امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا جب بارشیں زیادہ ہو جائیں اور ان سے لوگوں کا نقصان ہوتا ہو تو سُنّت یہ ہے کہ اس کے بند ہونے کی دُعا کریں اور یوں کہیں اے اللہ! بارش ہمارے اردگرد ہو ہم پر نہ ہو ،، اور اس کے لئے نماز مشروع نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے نماز نہیں پڑھی!

۹۷۱

باب — بارش طلب کرنے کے لئے کھڑے ہو کر دُعاء کرنا"

ابو اسحاق نے کہا کہ عبداللہ بن یزید انصاری باہر نکلے اور ان کے ساتھ براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم بھی باہر نکلے اُنھوں نے بارش کے لئے دُعاء کی اور ان کے ساتھ منبر کے بغیر اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے اور استغفار کی پھر دو رکعتیں پڑھیں جبکہ قرأت بُلند آواز سے کی اور اذان و اقامت نہ کہی ،، ابو اسحاق نے کہا عبداللہ بن یزید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے ،،

marfat.cpm

۹۷۲ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبَّادُ بْنُ تَمِیْمٍ اَنَّ عَمَّہٗ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَخْبَرَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ بِالنَّاسِ یَسْتَسْقِیْ لَھُمْ فَقَامَ فَدَعَا اللّٰہَ قَائِمًا ثُمَّ تَوَجَّہَ قِبَلَ الْقِبْلَۃِ

۹۷۳ وَحَوَّلَ رِدَآءَہٗ فَاسْقَوْا **بَابُ الْجَھْرِ بِالْقِرَاءَۃِ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ** حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّہٖ خَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْتَسْقِیْ فَتَوَجَّہَ اِلَی الْقِبْلَۃِ یَدْعُوْ وَحَوَّلَ رِدَآءَہٗ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ یَجْھَرُ فِیْھِمَا بِالْقِرَاءَۃِ

بَابُ کَیْفَ حَوَّلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ظَھْرَہٗ اِلَی النَّاسِ

ترجمہ : زہری سے روائت ہے اُنھوں نے کہا مجھے عباد بن تمیم نے خبر دی کہ ان کا چچا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے ہیں نے ان کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارش کے لئے دعاء کرنے کے لئے لوگوں کے ساتھ باہر نکلے، آپ اُٹھے اور اللہ تعالیٰ سے کھڑے ہو کر دُعا فرمائی پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہُوئے اور اپنی چادر کو اُلٹا پس لوگوں پر خوب بارش ہُوئی۔"

۹۷۲ ——

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس بات پر اتفاق ہے کہ استسقاء کے لئے اذان واقامت نہیں، علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا کہ نمازِ استسقاء میں قرأت کا جہر مسنون ہے، اور کھڑے ہو کر دُعاء کرنے میں حکمت یہ ہے، کہ اس میں خشوع وخضوع زیادہ ہوتا ہے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اِستسقاء میں نمازِ باجماعت مسنون نہیں مشروع ہے۔

باب ——— استسقاء کی نماز میں جہر سے قرأت کرنا

ترجمہ : عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روائت کی اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارش کے لئے دُعا کرنے باہر نکلے آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہُوئے جبکہ دُعاء فرما رہے تھے اور اپنی چادر کو اُلٹا پھر دو رکعتیں پڑھیں اور اِن میں جہر سے قرأت فرمائی"

۹۷۳ ——

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ استسقاء کی نماز میں جہر سے قرأت کرنے میں سارے علماء کا اتفاق ہے حدیث ۹۶۱ کی تفہیم میں اس حدیث کی تفصیل مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ——— نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پشت شریف لوگوں کی طرف کیسے موڑی ———؟

marfat.com

حَدَّثَنَا ادم قال حدثنا ابن ابی ذئب عن الزهری ۹۷۴
عن عباد بن تميم عن عمه قال رأيت النبی صلی الله عليه وسلم يوم خرج يستسقی قال فحول الی الناس ظهره واستقبل القبلة يدعو ثم حول رداءه ثم صلی لنا ركعتين جهر فيهما بالقراءة **باب** صلوة الاستسقاء ركعتين حدثنی قتيبة ۹۷۵
ابن سعيد قال حدثنا سفين عن عبد الله بن ابی بكر عن عباد بن تميم عن عمه ان النبی عن النبی صلی الله عليه وسلم استسقی فصلی ركعتين وقلب رداءه **باب** الاستسقاء فی المصلی

---

۹۷۴ — ترجمہ : عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روائت کی اُنہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس روز دیکھا جبکہ آپ بارش کی دُعا کرنے باہر نکلے تھے،، اُنھوں نے کہا آپ نے لوگوں کی طرف پشت مبارک موڑی اور قبلہ رو ہوکر دُعاء فرمائی پھر اپنی چادر کو اُلٹا پھر ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اور ان میں جہر سے قرأت کی ،،

۹۷۴ — شرح : مذکور بالا عنوان کے لئے اس حدیث کا اعادہ کیا اس کے علاوہ اس حدیث میں بخاری رحمہ اللہ کے شیوخ میں بھی مغایرت ہے اور کچھ متنِ حدیث بھی مختلف ہے ،،

ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر دائیں طرف اُلٹی ہوگی کیونکہ آپ ہر کام کو دائیں جانب سے شروع کیا کرتے تھے ،، اور چادر اُلٹنے کا محل خُطبہ سے فارغ ہونے کے بعد دُعاء کے وقت ہے ،،

باب — استسقاء کی نماز دو رکعتیں ہیں

۹۷۵ — ترجمہ : عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش برسنے کے لئے دُعا فرمائی اور دو رکعتیں پڑھیں اور اپنی چادر کو اُلٹا ،،

۹۷۵ — شرح : عباد بن تمیم کی تمام روایات میں بخاری کے اساتذہ اور شیوخ مختلف ہیں بایں ہمہ ان سے مسائل کا استنباط بھی مختلف ہے اس لئے اس حدیث میں محض تکرار نہیں جو بے فائدہ ہو ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز اور چادر کا اُلٹنا اکٹھے تھے ،، لیکن ہوسکتا ہے کہ قلبِ رداء نماز سے پہلے ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ نماز کے بعد ہو کیونکہ واؤ مطلقاً جمع کے لئے ہے اور وہ ترتیب کو نہیں چاہتی ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — عیدگاہ میں بارش کے لئے دُعاء کرنا

marfat.cpm

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ
۹۷۶ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِیْ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ
وَقَلَبَ رِدَآءَهٗ قَالَ سُفْيٰنُ وَاَخْبَرَنِی الْمَسْعُوْدِیُّ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ جَعَلَ الْيَمِيْنَ عَلَى الشِّمَالِ

بَابُ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ فِی الْاِسْتِسْقَآءِ

۹۷۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الْاَنْصَارِیَّ
اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الْمُصَلّٰى يُصَلِّیْ وَاَنَّهٗ لَمَّا دَعَا اَوْ اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ اسْتَقْبَلَ
الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَآءَهٗ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ هٰذَا مَازِنِیٌّ وَالْاَوَّلُ كُوْفِیٌّ هُوَ ابْنُ يَزِيْدَ

ترجمہ : عباد بن تمیم کے چچا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ تشریف
۹۷۶ — لے گئے جبکہ آپ بارش کے لئے دُعاء کا ارادہ رکھتے تھے،، آپ نے
قبلہ کی طرف منہ کیا اور دو رکعتیں پڑھیں،، اور اپنی چادر کو الٹا سفیان نے کہا مجھے مسعودی نے ابوبکر سے خبر دی
اُنھوں نے کہا کہ آپ نے دایاں کنارہ بائیں کنارہ پر کیا۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ استسقاء کے لئے عیدگاہ کی طرف
۹۷۶ — جانا مستحب ہے،، کیونکہ اس میں تواضع و انکساری زیادہ ہے۔ نیز وسیع
میدان میں لوگ بکثرت سما سکتے ہیں جبکہ ایسے موقعہ پر لوگ بکثرت جمع ہو جاتے ہیں،، یہ حدیث اگرچہ خطبہ پر نماز کی
تقدیم پر دلالت کرتی ہے مگر یہ مسئلہ متنازع فیہ نہیں بلکہ دونوں طرح جائز ہے۔ نزاع صرف افضلیت میں ہے
اور یہ حدیث بیانِ جواز پر محمول ہے!

باب — استسقاء کی نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا

ترجمہ : عباد بن تمیم نے خبر دی کہ ان کو عبداللہ بن زید انصاری نے بتایا کہ
۹۷۷ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نماز پڑھنے گئے اور جب دعاء
فرمائی یا دُعاء کرنے کا ارادہ فرمایا تو قبلہ کی طرف چہرۂ انور کیا اور اپنی چادر کو اُلٹا۔ امام بخاریؒ ابوعبداللہ نے کہا یہ
عبداللہ بن زید مازنی ہے اور پہلا کوفی تھا اور وہ ابن یزید ہے!

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ خطیب کے لئے مسنون طریقہ یہ
۹۷۷ — ہے کہ وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہو لیکن استسقاء کی دُعاء کے وقت
قبلہ کی طرف مُنہ کرے کیونکہ یہ افضل ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا دُعاء کی طرح وضوء، غسل اور دیگر اذکار
وغیرہ میں قبلہ رُو ہونا مسنون ہے،، لیکن خطبہ ان سے مختص کر لیا گیا ہے۔ کما مرّ،،

marfat.com

بَابٌ

رَفَعَ النَّاسُ اَیْدِیَھُمْ مَعَ الْاِمَامِ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ وَقَالَ اَیُّوْبُ بْنُ سُلَیْمَانَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ عَنْ سُلَیْمَانَ ابْنِ بِلَالٍ قَالَ یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ اَعْرَابِیٌّ مِنْ اَھْلِ الْبَدْوِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلَکَتِ الْمَاشِیَۃُ ھَلَکَ الْعِیَالُ ھَلَکَ النَّاسُ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَیْہِ یَدْعُوْ وَرَفَعَ النَّاسُ اَیْدِیَھُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْنَ قَالَ فَمَا خَرَجْنَا مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰی مُطِرْنَا فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ حَتّٰی کَانَتِ الْجُمُعَۃُ الْاُخْرٰی فَاَتَی الرَّجُلُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِشِقَّ الْمُسَافِرُوْ مُنِعَ الطَّرِیْقُ بِشِقَّ اَیْ مَلَّ وَقَالَ الْاَوَیْسِیُّ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ وَشَرِیْکٌ قَالَا سَمِعْنَا اَنَسًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی رَاَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْہِ

باب ـــ لوگوں کا استسقاء کی نماز میں امام کے ساتھ ہاتھ اُٹھانے

ترجمہ : ایوب بن سلیمان نے کہا مجھے ابوبکر بن ابی اویس نے سلیمان بن بلال سے خبر دی کہ یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک اعرابی شخص جو دیہات کا رہنے والا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جمعہ کے دن آیا اور عرض کیا یا رسُول اللہ! مویشی ہلاک ہوگئے بال بچے ہلاک ہوگئے اور لوگ ہلاک ہوگئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک دُعا کے لئے اُٹھائے اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے، حضرت انس نے کہا ہم مسجد سے نہ نکلے تھے حتیٰ کہ بہت بارش ہُوئی اور ہم پر بارش ہوتی رہی حتیٰ کہ دُوسرا جمعہ آگیا تو وہی شخص نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کرنے لگا یا رسُول اللہ! مسافر تنگ ہوگئے اور راستے بند ہوگئے۔

شرح : استسقاء میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا مسنون ہے کیونکہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی و انکساری کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک روائت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بہت ہی حیاء والا ہے۔ جب کوئی شخص ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرے تو اسے حیاء آتی ہے کہ اس کے ہاتھ خالی واپس کر دے،، امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ استسقاء میں ہاتھ اُٹھائے اور ہتھیلیاں زمین کی طرف کرلے کیونکہ خوف و ہراس اور نہائت ہی خشوع کے وقت اس طرح کیا جاتا ہے۔ البتہ رغبت و سوال کے وقت راغب ہاتھوں کو سیدھا اُٹھاتے ہیں؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَھَبًا"، شرح مسلم میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسی مصیبت، قحط وغیرہ کے دفع کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کریں تو ہاتھوں کی پشتیں آسمان کی طرف ہوں اور اگر کسی شئی کے سوال اور اس کے حصُول کے لئے دُعا کریں تو ہتھیلیاں آسمان کی طرف کریں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

بَابُ رَفْعِ الْاِمَامِ يَدَيْهِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ

۹۷۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ دُعَآئِهٖ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ وَاِنَّهٗ يَرْفَعُ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ **بَابُ** مَا يُقَالُ اِذَا مُطِرَتْ

۹۷۹ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَصَيِّبٍ اَلْمَطَرُ وَقَالَ غَيْرُهٗ صَابَ وَاَصَابَ يَصُوْبُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ

باب ـــــ استسقاء میں امام کا اپنے ہاتھ اُٹھانا

۹۷۸ ـــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے سوا کسی دُعاء میں ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے اور استسقاء میں ہاتھ اُٹھاتے حتی کہ آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی جاتی تھی۔

۹۷۸ ـــــ شرح : بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صرف استسقاء میں ہی ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرماتے تھے۔ حالانکہ واقعات اس کے خلاف ہیں جبکہ کثرت سے یہ دیکھا گیا ہے کہ استسقاء کے سوا بے شمار مقامات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اُٹھا کر دُعاء فرمائی ،، لہٰذا اس حدیث کی تاویل کے بغیر کوئی دوسری صُورت نہیں اور یہ کہا جائے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کے سوا کسی اور دُعاء میں اس قدر مبالغہ سے ہاتھ نہ اُٹھاتے حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی جائے ،، یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ حدیث کے راوی نے آپ کو ہاتھ اُٹھاتے نہ دیکھا ہو جبکہ اور لوگوں نے دیکھا ہو ،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ جب بارش ہو تو کیا کہا جائے

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "كَصَيِّبٍ" بارش ہے ،، ابن عباس کے غیر نے کہا صاب اور اصاب بصوب برابر ہیں۔

۹۷۹ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم جب بارش دیکھتے تو فرماتے اے اللہ سود مند بارش برسا ،، اس کی قاسم بن یحییٰ نے عبید اللہ سے متابعت کی اور اوزاعی اور عُقیل نے نافع سے اس کی روایت کی۔

۹۷۹ ـــــ شرح : یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قرآن مجید میں مذکور "اَوْ كَصَيِّبٍ

marfat.com

محمد عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا رأى المطر قال اللهم صيبا
نافعا تابعه القاسم بن يحيى عن عبيد الله ورواه الاوزاعي وعقيل عن نافع

باب من تمطر في المطر حتى يتحادر على لحيته حدثنا محمد بن مقاتل ٩٨٠

قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا الاوزاعي قال حدثنا اسحاق بن عبد الله بن ابي طلحة الانصاري
قال حدثني انس بن مالك قال اصابت الناس سنة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم

من السماء" سے مراد بارش ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو حدیث میں مذکور "صیبا نافعا" کی مناسبت سے ذکر کیا ہے ،، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ یہ اجوف واوی ہے لیکن "اصاب یصوب" نہیں کہا جاتا ،، صاب یصوب اور اصاب یصیب ،، کہا جاتا ہے ،، اور مجرد اور مزید ہم معنیٰ ہیں اور ابن عباس کے غیر کے کلام میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس کا اشتقاق اجوف واوی سے ہے ! قولہ ،، صیبا نافعا ،، اصل میں "اللھم اجعل صیبا نافعا" ہے ۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان کے افق میں بادل رونما ہوتا دیکھتے تو سب کام ترک کر دیتے اگرچہ نماز پڑھتے ہوتے تو اس سے فارغ ہو کر فرماتے اے اللہ! میں تیرے ذریعہ اس کی شر سے پناہ چاہتا ہوں اور اگر بارش شروع ہو جاتی تو فرماتے اے اللہ ! نفع دینے والی بارش برسا!

باب ـــ جو کوئی بارش میں کھڑا رہا حتیٰ کہ اس کی داڑھی سے قطرے ٹپکنے لگے ،،

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سخت قحط پڑا ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پہ خطبہ دے رہے تھے اور ایک اعرابی کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مال ہلاک ہو گئے اور بال بچے بھوکے مرنے لگے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیں کہ ہم پہ بارش برسائے ۔ انس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے جبکہ آسمان میں بادل کا ٹکڑا بھی نہ تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا بادل پہاڑوں جیسا اٹھا ابھی آپ منبر شریف سے نہ اترے کہ میں نے بارش کو دیکھا کہ وہ آپ کی داڑھی مبارکہ سے ٹپک رہی تھی دن بھر بارش ہوتی رہی اور کل پرسوں اور اس کے بعد دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی پھر وہی اعرابی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا ۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! مکانات گر گئے مویشی ڈوبنے لگے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا فرمائیں ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے اور فرمایا ! اے اللہ! ہمارے گرداگرد

marfat.cpm

فَبَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا اَنْ يَسْقِيَنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَمَا فِي السَّمَاءِ قَزَعَةٌ قَالَ فَثَارَ سَحَابٌ اَمْثَالُ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ قَالَ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيْهِ اِلَى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ رَجُلٌ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَمَا جَعَلَ يُشِيْرُ بِيَدَيْهِ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّمَاءِ اِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتّٰى صَارَتِ الْمَدِيْنَةُ فِي مِثْلِ الْجَوْبَةِ حَتّٰى سَالَ الْوَادِيْ وَادِيْ قَنَاةَ شَهْرًا قَالَ فَلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِّنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ

۹۸۱ **بَابُ اِذَا هَبَّتِ الرِّيْحُ** حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَتِ الرِّيْحُ الشَّدِيْدَةُ اِذَا هَبَّتْ عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بارش برسا ہم پہ نہ برسا،، حضرت انس نے کہا کہ آپ آسمان کی کسی طرف اپنے دستِ اقدس سے اشارہ نہ فرماتے مگر بادل پھٹ جاتا حتیٰ کہ مدینہ منورہ ڈھال کی طرح ہوگیا اور وادی قنات مہینہ بھر بہتی رہی،، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کسی طرف سے کوئی شخص نہ آتا مگر وہ کثرتِ بارش کی خبر دیتا،،

شرح : حدیث ۸۹۲ کی تفہیم میں اس کی تفصیل گزری ہے۔ "تَمَطَّرَ" کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارش میں قصداً کھڑے رہے ورنہ منبر سے

۹۸۰ ——

سے اُتر آتے جبکہ مسجد کی چھت سے پانی بہنا شروع ہُوا لیکن آپ خطبہ دینے میں مشغول رہے حتیٰ کہ بارش زیادہ ہوگئی اور آپ کی داڑھی مبارک سے پانی بہنے لگا۔

باب ـــ جب ہوا چلے

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سخت ہوا چلتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پہ اس کا اثر پہچانا جاتا تھا!

۹۸۱ ——

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے گناہوں کے باعث ان کو عقوبت اور عذاب پہنچنے کا خوف کرتے تھے جیسے ان لوگوں کو عذاب

۹۸۱ ——

پہنچا جنہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ بادل ہم پہ بارش برسائے گا اور بارش کی جگہ ان پہ آگ برسی،، اس لئے جب تیز ہوا چلتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پہ خوف کے آثار ظاہر ہوتے اور آپ کا چہرۂ انور متغیر ہو جاتا،، ابو یعلی نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سخت تیز ہوا چلنے کے وقت فرماتے،، اے اللہ جس کا اس ہوا کو حکم دیا گیا ہے میں اس کی خیر کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اس کے شر سے پناہ چاہتا

marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ **۹۸۲**

ہوں،، بخاری میں حمید کی روائت میں یہ زیادتی نہیں مگر یہ زیادتی قابلِ قبول ہے جبکہ اس کے راوی ثقہ ہیں،، یہ امر مسلّم الثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ کی امت کو پہلی امتوں کی طرح ہلاک نہیں کرے گا بایں ہمہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر خوف کے آثار ظاہر ہونا امّت کی تعلیم کے لئے ہے کہ وہ خالق کائنات کے قہر و غضب سے مامون نہ ہوں اور ڈرتے رہیں جو انسانی فطرت کا مقتضیٰ ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد

بادِ صبا سے میری مدد کی گئی،،

۹۸۲ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بادِ صباء سے میری مدد کی گئی اور پچھم کی ہوا سے قومِ عاد کو ہلاک کیا گیا،،

۹۸۲ ــــ شرح : مشرق کی طرف سے چلنے والی ہوا کو صباء اور مغرب کی طرف سے چلنے والی ہوا کو دبور کہا جاتا ہے اور وہ صباء کے مقابل ہوتی ہے،، عاد ایک قبیلہ ہے اور وہ ہود علیہ السّلام کی قوم ہے۔ ایک روائت میں ہے جب احزاب نے مدینہ منوّرہ کا محاصرہ کیا اور صحابہ کرام کے مشورہ سے آپ نے مدینہ منورہ کے گرد خندق کھدوا دی،، تو مشرق کی طرف سے سخت ٹھنڈی زوردار ہوا چلی جس نے مشرکوں کے خیمے اکھیڑ کر رکھ دیئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ مرعوب ہو کر بھاگ گئے اسی ہوا نے سیّدنا یوسف علیہ السّلام کی خوشبو بشیر کے کنعان میں جانے سے پہلے پہنچا دی تھی،، اس سے ہر غمگین کو راحت ہوتی ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا صباء سے لذّت و سرور حاصل ہوتا ہے اور دبور مصائب و بلایا کو اُٹھا کر لاتی ہے۔ یہ کم از کم تیز غبار اور آندھی ہے جو آنکھوں کو مٹی سے بھر دیتی ہے،، اللہ تعالیٰ نے جب قوم عاد پر غضب و قہر کا ارادہ کیا تو ان کے پُر رونق شہروں کو ویران کر دیا اور ان پر دبور کو بھیجا جس نے ان کو ہلاک کر دیا اور آٹھ روز اور سات راتیں برابر چلتی رہی اور بُدھ کے روز شروع ہو کر آٹھویں روز شام کو رُکی،، اور ہود علیہ السلام مومنوں کو ساتھ لے کر پشت زمین میں چلے گئے تھے ان کو صرف اس قدر ہوا پہنچتی تھی جس سے ارواح کو آرام پہنچے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تحدیثِ نعمت کے طور پر اپنے فضائل بیان کرنے جائز ہیں جبکہ اس میں افتخار و اکبار مقصود نہ ہو اور پہلی امتوں کے اخبار اور ان کی ہلاکتوں کا ذکر کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.cpm

۹۸۳ بَابُ مَا قِيلَ فِي الزَّلَازِلِ وَالْآيَاتِ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ
۹۸۴ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا

باب ــــ زلزلوں اور علاماتِ قیامت میں جو ارشاد کیا گیا ،،

۹۸۳ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ علم اُٹھایا جائے گا،، زلزلے بکثرت ہوں گے، زمانہ قریب ہوجائے گا، فتنوں کا ظہور ہوگا اور قتل عام ہوجائے گا، (ہرج قتل ہے) اور مال بہت زیادہ ہوجائے گا اور عام ہوجائے گا۔

۹۸۳ ــــ شرح : اس باب کو استسقاء میں اس مناسبت سے ذکر کیا کہ عموماً زلزلے وغیرہ بارش کے وقت رُونما ہوتے ہیں اور "آیات" سے مراد قیامت کے علامات یا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے علامات ہیں،، قبضِ علم علماء کی موت اور جہلاء کی کثرت سے ہوتا ہے۔ لوگوں کے گناہوں کے باعث تخویف و انذار کے لئے اللہ تعالیٰ علامات کا اظہار فرماتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے" ہم آیات نہیں بھیجتے مگر تخویف کے لئے،، چنانچہ مدینہ منورہ میں جب زلزلہ آیا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے طَیبہ کے رہنے والو! تم نے کیا گناہ کئے ہیں اللہ کی قسم اگر زلزلہ دوبارہ آیا تو میں تم میں سے باہر نکل جاؤں گا،، کیونکہ ان کو یہ ڈر تھا کہ ان کے ساتھ وہ بھی عقوبت اور عذاب کی لپیٹ میں آجائیں،،

"یتقارب الزمان،، کا معنیٰ یہ ہے کہ قیامت قریب آجائے گی اور قتل و غارت اس کی علامت ہے،، یا اوقات کی مدت عادت سے کم ہوجائے گی جیسا کہ مروی ہے کہ سال مہینہ کی طرح مہینہ ہفتہ کی طرح اور ہفتہ دن کی طرح اور دن گھڑی کی طرح گزریں گے یا برکت نہ ہونے سے عمریں چھوٹی ہوجائیں گی یا فتنہ فساد کے غالب ہوجانے سے لوگوں کے احوال کے اور صفات بُرے کاموں میں ایک دوسرے کے قریب ہوجائیں گی" فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ"

۹۸۴ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا! اے اللہ! ہمارے شام میں برکت فرما اور ہمارے یمن میں برکت فرما عبداللہ نے کہا لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد میں بھی، حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا آپ نے فرمایا اے اللہ ہمارے شام اور یمن میں برکت فرما لوگوں نے کہا" ہمارے نجد میں بھی،، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا آپ نے فرمایا نجد میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگ رونما ہوگا (جو لوگوں کو گمراہ کرے گا)

marfat.com

قَالَ قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا قَالَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَأْمِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا قَالَ هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ **بَاب** قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شُكْرَكُمْ

حَدَّثَنَا ۹۸۵ إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى أَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ

شرح ۹۸۴ ــــ : یمن اور شام دو ملک ہیں اور نجد ،، تہامہ سے عراق کی طرف اُونچی جگہ ہے ،، ان کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعاء اس لئے نہیں فرمائی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی عاقبت کا علم تھا اور آپ جانتے تھے کہ اس علاقہ کا مقدّر فتنہ و فساد ہو چکا ہے ،، اور اس خطہ کی تقدیر میں عقوبات شامل ہو چکی ہیں اس لئے ان حالات کا علم ہوتے ہوئے فطرت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ان کو دعاء سے محروم کیا جائے ،، قسطانی ،،

نیز علّامہ قسطلانی نے کہا کہ زلزلہ کے وقت مستحبّ یہ ہے کہ لوگ خشوع و خضوع سے دعاء کریں اسی طرح بجلی کڑکنے سخت آندھی آنے کے وقت بھی دعاء کریں اور علیحدہ علیحدہ نوافل پڑھیں تاکہ وہ غفلت سے دُور رہیں اور زلزلہ میں نماز باجماعت مشروع نہیں اور جس حدیث میں زلزلہ کے وقت نماز باجماعت کا ذکر ہے۔ علّامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ حدیث صحیح نہیں ہے اور زلزلہ کے وقت جنگل کی طرف نکلنا مسنون ہے ،،

واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم !

باب ــــ تم اپنا حصّہ یہ کرتے ہو کہ تم میری تکذیب کرتے ہو ابنِ عباس نے کہا رزق سے مراد شکر ہے"

ترجمہ ۹۸۵ ــــ : زید بن خالد جُہنی نے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حُدیبیہ میں رات بارش ہونے کے بعد ہم کو صبح کی نماز پڑھائی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نماز سے فارغ ہُوئے تو لوگوں کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے ربّ نے کیا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسُول زیادہ جانتے ہیں ،، فرمایا میرے بندوں نے صبح کی اُن میں سے بعض میرے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور بعض کفر کرتے ہیں جن لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہُوئی وہ میرے ساتھ ایمان رکھتے ہیں اور ستارے کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور جنہوں نے یہ کہا کہ فلاں ستارہ کے باعث بارش

marfat.cpm

بَابٌ لَا يَدْرِي مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ إِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۹۸۶ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي غَدٍ وَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي الْأَرْحَامِ وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَمَا يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ

ہوئی وہ میرے ساتھ کفر اور ستارے پر ایمان رکھتے ہیں۔

۹۸۵ — شرح : اس حدیث کی باب کے ساتھ مناسبت یوں ہے کہ جاہلیت میں لوگ غیر اللہ کی طرف افعال کی نسبت کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ستارے ان پر بارش برساتے ہیں اور یہی ان کو رزق دیتے ہیں اس عقیدہ میں صراحتاً الوہیت کی تکذیب ہے اور یہ کفر ہے" اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بارش جو لوگوں کی زندگی کا سہارا ہے کی نسبت ستاروں کی طرف کرنے سے منع کر دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ اس کی نسبت اللہ کی طرف کریں کیونکہ یہ ان پر اللہ کی نعمت ہے وہ اس کا شکر ادا کریں

الحاصل ستارہ کو بارش کرنے میں مؤثر ماننا کفر ہے اور اگر اس کو محض علامت قرار دیا جائے جیسے ٹھنڈی ہوا چلنے اور بادلوں کے اُمنڈ آنے کو بارش کی علامت کہا جاتا ہے تو یہ کفر نہیں ہے۔

باب — اللہ کے سوا بذاتِ خود کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی ""

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ پانچ امور کو اللہ کے سوا (بذات خود) کوئی نہیں جانتا ""

۹۸۶ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کی مفتاح پانچ ہیں جن کو صرف خدا ہی جانتا ہے (بذات خود) کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا اور کوئی نہیں جانتا کہ عورتوں کے ارحام میں کیا ہے اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور وہ نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب آئے گی"

۹۸۶ — شرح : مغیّبات جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ کثیر ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ہے " ومایعلم جنود ربك الا هو "، اور ان پانچ امور کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت لوگوں کا عقیدہ تھا کہ وہ ان پانچ غیوب کو جانتے ہیں یا وہ اپنے کاہنوں سے

marfat.cpm

حَدَّثَنَا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ الْكُسُوْفِ

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي كُسُوْفِ الشَّمْسِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ۹۸۷
قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُرُّ رِدَاءَهٗ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ

ان پانچوں سے متعلق سوال پوچھتے تھے اور کاہن ان کے علم کا دعویٰ کرتے تھے اس لئے ان کی تردید کرتے ہوئے یہ فرمایا مگر یہ خیال رہے کہ ان امورِ خمسہ کو بذاتِ خود کوئی نہیں جانتا اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے مقرّب بندے کو ان کا علم عنایت کرے تو یہ اس کے منافی نہیں چنانچہ تفسیراتِ احمدیہ میں ملّا جیون رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے تحت ذکر کیا کہ ان پانچ کے علم میں اگرچہ کسی کو دخل نہیں لیکن جائز ہے کہ اپنے محبّت کرنے والوں اور اولیاء کو ان کا علم بتادے۔ کتاب الایمان میں حدیث ع ۴۷ کی تفہیم میں اس کی تشریح مذکور ہے "

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس آیت کریمہ میں نجومیوں کی خرافات کہ ان کو غیب کا علم ہے کا ردِّ بلیغ ہے لہٰذا جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کی بیان کی ہوئی اخبار میں یہ دعویٰ کیا کہ ان کے علم میں اللہ تعالیٰ متفرد ہے اُس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کی تکذیب کی اور یہ کفر ہے اور اس کا قائل کافر ہے!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْكُسُوْفِ

باب — سُورج گرہن میں نماز پڑھنا

۹۸۷ — ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے تھے اچانک سُورج کو گرہن لگ گیا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی چادر شریف کو کھینچتے ہُوئے اُٹھے اور مسجد شریف میں تشریف لے گئے ہم بھی مسجد میں چلے گئے آپ نے ہم کو دو رکعتیں پڑھائیں حتّٰی کہ سُورج کھل گیا ،، آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سورج اور چاند کسی کی موت کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے جب تم ان کو دیکھو تو نماز پڑھو اور سُورج کھُل جانے تک اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہو۔

marfat.cpm

۹۸۸ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا

۹۸۹ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا

شرح : سورج گرہن میں نماز مشروع ہے اور کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيَاتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ،، گرہن خوف دلانے والی آئت ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے کہ وہ اس کی طاعت کریں جس میں ان کی کامیابی ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، جب تم اس قسم کی گھبراہٹ میں ڈالنے والی کوئی شئی دیکھو تو نماز پڑھو ،، اور ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ گرہن کے وقت نماز پڑھنے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ کسوف کی نماز مسنون ہے واجب نہیں اوقاتِ مکروہہ کے سوا ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے ،، امام مالک کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام شافعی کے نزدیک مکروہ اوقات میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ ، ابویوسف اور محمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک کسوف کی نماز دوسری نمازوں کی طرح ہے۔ اس کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں ،، اس کی دلیل نعمان بن بشیر کی حدیث ہے کہ سورج ، چاند کو اگر گرہن لگ جائے تو تم نماز پڑھو جیسے تم نے ابھی ابھی نماز پڑھی ہے یعنی صبح کی نماز کی طرح نماز پڑھو ،، مذکور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃِ کسوف دو رکعتیں ہیں ،، صحابہ کی جماعت نے اس کی نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں ،،

۹۸۷ ——

ترجمہ : ابومسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شمس و قمر لوگوں میں سے کسی شخص کی موت کے سبب بے نور نہیں ہوتے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے دو علامتیں ہیں تم جب ان کو دیکھو تو کھڑے ہوکر نماز پڑھو!

۹۸۸ ——

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دیتے ہیں کہ سورج اور چاند کسی شخص کی موت اور حیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے دو علامتیں ہیں جب ان کو دیکھو تو نماز پڑھو!

۹۸۸ — ۹۸۹ ——

شرح : ان دونوں حدیثوں میں اہلِ جاہلیت کے باطل عقیدہ کا رد ہے کہ کسی عظیم شخص کی موت کے باعث سورج کو گرہن لگتا ہے ،، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا کہ خالق کائنات کی آیات سے یہ علامتیں ہیں اور وہ ان کے ساتھ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے اس لئے جب گرہن لگے تو لوگ نماز میں مشغول ہوجائیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا نماز متعین نہیں ہے بلکہ لوگ نماز پڑھیں یا دعاء کریں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، فَصَلُّوْا وَادْعُوْا ،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

حَدَّثَنَا ۹۹۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَاِذَا رَاَيْتُمْ فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ

بَابُ الصَّدَقَةِ فِي الْكُسُوْفِ

حَدَّثَنَا ۹۹۱ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جس روز آپ کا شاہزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ۹۹۰ ہوا تو سورج کو گرہن لگا لوگوں نے کہا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے باعث گرہن لگا ہے،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند کسی شخص کی موت اور نہ ہی کسی کے پیدا ہونے سے بے نور ہوتے ہیں،، جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو،،

شرح : شاہزادہ ابراہیم علیہ السلام آٹھ ہجری ذوالحجہ کے مہینہ میں ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن شریف سے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور دس ۹۹۰ ہجری کو ذوالحجہ میں انتقال فرما گئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ یہ خیال رہے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں موجود تھے جبکہ اسی مہینہ میں آپ مکہ مکرمہ میں تھے اور آخر ماہ میں مدینہ منورہ تشریف لے آئے تھے۔ غالباً شاہزادہ کی وفات بھی آخر ماہ میں تھی۔ رضی اللہ عنہ۔

باب — سورج گرہن کے وقت صدقہ وخیرات کرنا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۹۹۱ میں سورج کو گرہن لگا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے اور لمبا قومہ کیا جو پہلے قیام سے کچھ کم تھا پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے قدرے کم تھا پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا پھر پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت میں کیا پھر نماز سے پھر گئے (فارغ ہو گئے) حالانکہ سورج روشن ہو چکا تھا آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی پھر فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی آیات سے دو علامتیں ہیں جو کسی کی موت اور پیدائش کے باعث بے نور نہیں ہوتے تم جب ان کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعاء کرو تکبیر کہو، نماز پڑھو اور خیرات کرو پھر فرمایا اے اُمتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی قسم کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور نہیں کہ اس کا بندہ یا بندی زناء کرے اے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم اگر تم وہ جان لو

marfat.cpm

بِالنَّاسِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا ثُمَّ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهٗ اَوْ تَزْنِيَ اَمَتُهٗ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا بَابُ النِّدَآءِ بِالصَّلٰوةِ جَامِعَةٌ فِي الْكُسُوْفِ ۶۹۲ حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامِ بْنِ اَبِيْ سَلَّامٍ الْحَبَشِيُّ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَقَالَ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْدِيَ اَنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ

جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنسو اور زیادہ روؤ "

شرح : اللہ تعالیٰ کی غیرت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ زانی پر سخت غضب کا اظہار کرتا ہے، جیسے مالک کو اپنے مملوک پر غصہ آتا ہے جبکہ وہ قبیح حرکت کرے " اس عبارت کا پہلے کلام سے تعلق یہ ہے " کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو جب گرہن سے ڈرایا اور ان کو اللہ تعالیٰ کے حضور خیرات کرنے کی ترغیب دلائی تو یہ ارادہ فرمایا کہ ان کو گناہوں سے روکیں اور ان میں سے زنا کو اس لئے خصوصیت سے ذکر کیا کہ نفس دوسرے گناہوں کی نسبت زنا کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ گرہن کے وقت خیرات کرنا مستحب امر ہے۔ باقی تقریر حدیث ع ۹۸۷ کی تفہیم میں دیکھیں "

۹۹۱

باب — سورج گرہن میں یہ اعلان کرنا کہ نماز کے لئے جمع ہو جاؤ "

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگا تو لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ نماز جامع ہے (حاضر ہے)

۹۹۲

شرح : سورج گرہن کی نماز کے لئے اذان و اقامت نہیں صرف اس جملہ کے ساتھ " اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ " لوگوں میں اعلان کیا جاتا ہے یعنی نماز کے لئے حاضر ہو جاؤ درآنحالیکہ یہ جماعت کی جامعہ ہے۔

۹۹۲

marfat.com

بَابُ خُطْبَةِ الْإِمَامِ فِي الْكُسُوفِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَاءُ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۹۹۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَكَبَّرَ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ هُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ وَكَانَ يُحَدِّثُ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ حَدِيثِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ أَنَّ أَخَاكَ وَيُؤَمَّ خَسَفَتِ الشَّمْسُ بِالْمَدِينَةِ لَمْ يَزِدْ عَلَى رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ الصُّبْحِ قَالَ أَجَلْ إِنَّهُ أَخْطَأَ السُّنَّةَ

باب سُورج گرہن کی نماز میں امام کا خطبہ دینا

ام المؤمنین عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا

۹۹۳ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ زوجہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سُورج کو گرہن لگا تو آپ مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لمبی قرأت فرمائی پھر تکبیر کہی اور لمبا رکوع فرمایا پھر "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" فرمایا اور کھڑے رہے اور سجدہ نہ کیا اور لمبی قرأت فرمائی جو پہلی قرأت سے قدرے کم تھی پھر تکبیر کہی اور لمبا رکوع کیا جبکہ وہ پہلے رکوع سے قدرے کم لمبا تھا پھر "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" اور "رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ" فرمایا پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا اور (دونوں رکعتوں میں) چار رکوع اور چار سجدے کئے، اور آپ کے فارغ ہونے سے پہلے سُورج روشن ہوگیا پھر آپ کھڑے ہُوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد فرمائی جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے یہ دو علامتیں ہیں کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے یہ بے نور نہیں ہوتے۔ تم جب ان کو دیکھو تو التجاء کرتے ہُوئے نماز پڑھو، کثیر بن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سُورج کے گرہن کے دن کی خبر ام المؤمنین عائشہ سے عروہ کی حدیث جیسی خبر دے رہے تھے۔ میں نے عروہ سے کہا کہ جس روز مدینہ منوّرہ میں سُورج کو گرہن لگا تھا کیا تیرے بھائی نے صبح کی نماز کی طرح دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہ پڑھی تھی؟ اُس نے کہا جی ہاں کیونکہ اُنھوں نے سنت میں غلطی کی ہے۔

marfat.cpm

بَابٌ هَلْ يُقَوْلُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ اَوْ خَسَفَتْ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَخَسَفَ الْقَمَرُ

۹۹۴ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَكَبَّرَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَامَ كَمَا هُوَ ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً وَهِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهِيَ اَدْنٰى مِنَ الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ سَجَدَ سُجُوْدًا طَوِيْلًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ اِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃِ کسوف مسجد میں بھی پڑھ سکتے ہیں" ۹۹۳ ——

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کرام کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ سورج گرہن کی نماز میں خطبہ ہے یا نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عید اور استسقاء کی نمازوں کی طرح کسوف میں بھی خطبہ ہے۔ امام مالک اور اہلِ کوفہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا صلوٰۃِ کسوف میں خطبہ نہیں۔ اُنھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ اس لئے دیا تھا کہ اُنھوں نے یہ خیال کیا تھا کہ شاہزادہ ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے باعث سُورج کو گرہن لگا ہے اس لئے آپ نے ان کو بتایا کہ سُورج اور چاند کو گرہن کسی کی موت یا حیات کے باعث نہیں لگتا اور ان کو نماز پڑھنے کا حکم فرمایا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ وقت کی ضرورت کا متقاضی تھا۔

قدوری نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مسجد میں صلوٰۃِ کسوف جائز ہے اور افضل یہ ہے جامع مسجد میں نماز پڑھی جائے،، شرحِ طحاوی میں ہے صلوٰۃِ کسوف جامع مسجد اور عیدگاہ میں جائز ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مساجد میں صلوٰۃِ کسوف پڑھی جائے صحراء میں نہ پڑھی جائے۔

ابن حبیب کہتے ہیں کہ جامع مسجد یا عیدگاہ یا صحراء میں نماز پڑھنے میں اختیار ہے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ مصائب اور بلیات کے وقوع کا سبب ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بابُ —— کیا یہ کہا جاتا ہے کہ سُورج کو کسوف یا خسوف ہُوا،، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،، وَخَسَفَ الْقَمَرُ ،،

ترجمہ : حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ام المؤمنین زوجہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ جس روز سُورج کو گرہن لگا ۹۹۴ ——

marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ عِبَادَهُ بِالْكُسُوفِ

قَالَهُ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ۹۹۵
الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَكِنَّ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ لَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ الْوَارِثِ وَشُعْبَةُ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يُونُسَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَتَابَعَهُ مُوسَى عَنْ مُبَارَكٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَتَابَعَهُ أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور لمبی قرآءت فرمائی پھر لمبا رکوع کیا پھر سر مبارک اُٹھایا اور فرمایا "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" اور اسی حال میں کھڑے رہے اور لمبی قرآءت فرمائی جبکہ وہ پہلی قراءت سے کم تھی پھر طویل رکوع کیا درآں حالیکہ وہ پہلے رکوع سے کم تھا" پھر لمبا سجدہ فرمایا پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کیا" پھر سلام پھیرا" جبکہ سورج روشن ہوچکا تھا اور لوگوں کو خطبہ دیا اور سورج اور چاند کے گرہن سے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے یہ دو علامتیں ہیں جو کسی کی موت اور حیات کے باعث بے نور نہیں ہوتے تم جب ان کو دیکھو تو التجاء کرتے ہوئے نماز پڑھو!

شرح ۹۹۴ : اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس شخص کے قول کی تردید کرنا ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ "کسوف" سورج کے ساتھ اور "خسوف" چاند کے ساتھ مختص ہے" یعنی سورج گرہن پر کسوف و خسوف دونوں کا اطلاق جائز ہے۔

باب — نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کسوف کے ذریعہ خوف دلاتا ہے

اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روائت کی ہے"

ترجمہ ۹۹۵ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی آیات سے دو علامتیں ہیں جو کسی کی موت کے باعث بے نور نہیں ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے" امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبدالوارث، شعبہ، خالد بن عبداللہ اور حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہم نے یونس سے یہ ذکر نہیں کیا کہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ موسیٰ نے مبارک سے اُنھوں نے حسن سے روائت کر کے یونس کی متابعت

marfat.com

۹۹۶ بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْكُسُوفِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى
ابْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَاءَتْ تَسْاَلُهَا فَقَالَتْ
لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُوْرِهِمْ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا
فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ قِيَامًا
طَوِيْلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ
ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ
ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ
وَنَصَرَفَ فَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

کی اور کہا مجھے ابو بکرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے
اشعث نے حسن سے روائت کر کے مبارک بن فضالہ کی متابعت کی ہے۔

شرح : یعنی سورج اور چاند کو گرہن کا لگنا کسی کی موت وحیات کے باعث
۹۹۵ ــــ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے" اس
وقت لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اخلاص اور التجاء کرتے ہوئے نماز پڑھیں دعا کریں،، اور گناہوں سے تائب ہوں اور
اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہرگز نہ ہوں"

باب ــــ سورج کو گرہن کے وقت عذاب قبر سے پناہ مانگنا"

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت ہے
۹۹۶ ــــ کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور ان سے کچھ طلب کرنے
لگی اُس نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو قبر کے عذاب سے پناہ دے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میں اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں،، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح سواری پر سوار ہوئے
تو سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ چاشت کے وقت لوٹے اور حجروں کے درمیان سے گزرے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا
شروع کی لوگ بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے آپ نے طویل قیام فرمایا پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے اُٹھ کر طویل
قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع فرمایا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر مبارک اُٹھایا اور سجدہ کیا

marfat.com

بَابُ طُوْلِ السُّجُوْدِ فِی الْکُسُوْفِ

حدثنا ابُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وَاَنَّہٗ قَالَ لَمَّا کَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی ۹۹۷
عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُوْدِیَ اَنِ الصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ فَرَکَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ فِیْ سَجْدَۃٍ ثُمَّ قَامَ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ فِیْ سَجْدَۃٍ ثُمَّ جُلِّیَ عَنِ الشَّمْسِ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا مَا سَجَدْتُ سُجُوْدًا قَطُّ کَانَ اَطْوَلَ مِنْھَا

پھر طویل قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر طویل قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم تھا پھر طویل رکوع فرمایا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر رکوع سے سر مبارک اٹھایا اور سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہو کر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ فرمایا پھر لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عذابِ قبر سے پناہ مانگیں "

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی عورت عذابِ قبر کو جانتی تھی ۹۹۶ کیونکہ اُس نے تورات میں یہ سُنا ہُوا تھا یا وہ پہلی آسمانی کتابوں میں سے کسی کتاب سے جانتی تھی اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے پہلے عذابِ قبر نہ جانتی تھیں کیونکہ وہ صرف یہ جانتی تھیں کہ مر کر اُٹھنے کے بعد عذاب و ثواب ہوتا ہے! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عذابِ قبر حق ہے اور تمام اہل سنت و جماعت کا اس پر ایمان رکھنے میں اتفاق ہے۔ اس کا منکر بدعتی اور جاہل ہی ہو سکتا ہے "، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عذابِ قبر سے پناہ چاہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا حال بہت سخت ہے "، یہ بھی معلوم ہُوا کہ صلوٰۃِ کسوف کا وقت چاشت کا وقت ہے "، امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صلوٰۃِ کسوف چاشت کے وقت تک پڑھی جائے اور زوال کے بعد نہ پڑھی جائے۔ انھوں نے اس نماز کو عیدین کی نماز جیسی کہا ہے "، اہلِ کوفہ نے کہا کہ مکروہ اوقات میں یہ نماز نہ پڑھی جائے۔ ان کے علاوہ باقی اوقات میں پڑھنا جائز ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک کسی وقت کی تخصیص نہیں ہر وقت پڑھ سکتے ہیں اگرچہ نصفِ نہار ہو، اصح اور عصر کے بعد کا وقت ہو "، احناف کے نزدیک اس نماز کا مستحب وقت وہی ہے جو دوسری نمازوں کے مستحب اوقات ہیں مکروہ اوقات میں نہ پڑھیں "، اگر غروبِ شمس کے وقت گرہن لگے تو تمام ائمہ کرام کا اتفاق اور اجماع ہے کہ نماز نہ پڑھیں اور اگر طلوعِ شمس کے وقت گرہن ہو تو طلوع کے بعد نماز کا مستحب وقت ہونے کے وقت پڑھیں "، یہی مذہب امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما کا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ اس کے خلاف ہیں جیسا کہ اُوپر تحریر ہو چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — کسوف کی نماز میں سجدہ لمبا کرنا

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ ۹۹۷ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں جب سُورج کو گرہن لگا تو اعلان کیا گیا کہ

marfat.cpm

بَابُ صَلٰوۃِ الْکُسُوْفِ جَمَاعَۃً

وَصَلّٰی لَھُمُ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ صُفَّۃِ زَمْزَمَ وَجَمَّعَ عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ وَصَلّٰی ابْنُ عُمَرَ

نماز حاضر ہے ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں دو رکوع کئے پھر قیام کیا اور ایک رکعت میں دو رکوع کئے پھر بیٹھ گئے پھر سورج روشن ہو گیا۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس نماز میں سجدہ سے لمبا سجدہ میں نے کبھی نہیں کیا ،،

شرح : اس حدیث سے بعض ائمہ کرام نے استدلال کیا کہ کسوف کی نماز کی ایک رکعت میں متعدد رکوع ہیں ،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کسوف کی نماز اسی طرح پڑھی جاتی ہے جس طرح دوسری فرض نمازیں پڑھی جاتی ہیں اور وہ یہ کہ ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں اور کسوف کی دو رکعتوں میں دو رکوع اور چار سجدے ہوتے ہیں ،، امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد کے ساتھ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسوفِ شمس میں اسی طرح نماز پڑھتے تھے جیسے تم (ہر رکعت میں) ایک رکوع اور دو سجدے کرتے ہو ،، ابن عبدالبر نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے ،، ابوداؤد نے اپنے اسناد کے ساتھ قبیصہ ہلالی سے روایت کی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں ان کے ساتھ وہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جبکہ ان کو دیکھو تو ابھی فرض نماز (صبح کی نماز) کی طرح جو تم نے پڑھی ہے نماز پڑھو ،، اس حدیث کا واضح مدلول یہ ہے کہ صلوٰۃِ کسوف فرض نماز جیسی ہے جس کی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہیں۔ قبیصہ ہلالی کی روایت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ذکر کی ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس نماز کا وقت معلوم ہے ،، اور اس کی تعدادِ رکعات بھی معلوم ہے لہٰذا یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ صلوٰۃِ کسوف دو رکعتیں ہیں اور نمازی چاہے تو ان کو لمبا کرے چاہے تو مختصر کرے جبکہ اس کے ساتھ دعائیں کرنے کا ارادہ ہو حتیٰ کہ سورج روشن ہو جائے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ہے۔ سورج گرہن میں حکمت یہ ہے کہ سورج اور چاند میں اللہ تعالیٰ کا تصرف ظاہر ہوتا ہے اور جو لوگ ان کی عبادت کرتے ہیں ان کے حال کی قباحت واضح ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کا نمونہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے " وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ " واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ کسوف کی نماز باجماعت پڑھنا ،،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زمزم کے چبوترے پر لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور حضرت علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور عبداللہ بن عمر نے بھی نماز پڑھی! ،،

marfat.cpm

۹۹۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ قِرَاءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا

ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں سورج کو گرہن لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور سورۂ بقرہ کی قرأت کے برابر قیام کیا پھر طویل رکوع کیا پھر رکوع سے سر مبارک اٹھایا اور لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم لمبا تھا پھر لمبا رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم لمبا تھا ،، پھر سجدہ کیا پھر لمبا قیام کیا اور وہ پہلے قیام سے کم لمبا تھا ،، پھر لمبا رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم لمبا تھا ، پھر سر مبارک اٹھایا اور لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم لمبا تھا ،، پھر لمبا رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم لمبا تھا پھر سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہو گئے ،، جبکہ سورج روشن ہو چکا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی آیات سے دو نشانیاں ہیں جو کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے۔ جب تم یہ دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو، انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو اپنے مقام میں کسی شئ کو پکڑتے دیکھا تھا ،، پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ پیچھے ہٹ گئے ہیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میں نے جنت کو دیکھا اور اس میں سے ایک خوشہ پکڑا اگر میں اس کو لے آتا تو تم اس کو کھاتے رہتے جب تک دنیا باقی رہتی اور مجھے دوزخ دکھائی گئی تو میں نے اس سے زیادہ خوفناک منظر نہیں دیکھا میں نے دیکھا کہ اس میں رہنے والوں کی کثرت عورتوں کی تھی ،، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیونکر؟ آپ نے فرمایا یہ ان کے کفر کی وجہ سے ہے کہا گیا وہ اللہ تعالیٰ سے کفر کرتی ہیں؟ فرمایا اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں ،، وہ احسان کا انکار کرتی ہیں اگر تو ان میں سے کسی ایک سے زمانہ بھر احسان کرتا رہے پھر وہ تجھ سے کوئی ناموافق شئ دیکھے تو کہے گی میں نے تجھ سے خیر کبھی نہیں دیکھی ،،

۹۹۸ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صلوٰۃِ کسوف کی وصف میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صلوٰۃِ کسوف دوسرے نوافل کی طرح دو رکعت نماز ہے ،، اور ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں صلوٰۃ کسوف دو رکعتیں ہیں اور ہر ایک رکعت میں دو دو رکوع ہیں" راوی کا صلوٰۃِ کسوف کے قیام کو نَحْوًا مِّنْ قِيَامِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ،، سے تعبیر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قراءت میں اخفاء تھا ورنہ اندازہ کرنے کا کوئی معنی نہیں ،، چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی "کہ میں نے آپ کی قراءت کا اندازہ کیا میں نے دیکھا کہ آپ نے سورۂ بقرہ پڑھی ہوگی ،،

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک طرف کھڑا

marfat.cpm

طویلا وھو دون القیام الاول ثم رکع رکوعا طویلا وھو دون الرکوع الاول ثم رفع فقام قیاما طویلا وھو دون القیام الاول ثم رکع رکوعا طویلا وھو دون الرکوع الاول ثم سجد ثم انصرف وقد تجلت الشمس فقال ان الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا یخسفان لموت احد ولا لحیاتہ فاذا رأیتم ذلک فاذکروا اللہ قالوا یا رسول اللہ رأیناک تناولت شیئا فی مقامک ثم رأیناک تکعکعت فقال انی رأیت الجنۃ وتناولت عنقودا ولو اصبتہ لاکلتم منہ ما بقیت الدنیا وأریت النار فلم ار منظرا کالیوم قط افظع ورأیت اکثر اھلھا النساء قالوا بم یا رسول اللہ قال بکفرھن قیل یکفرن باللہ قال یکفرن العشیر ویکفرن الاحسان لو احسنت الی احدیھن الدھر کلہ ثم رأت منک شیئا قالت ما رأیت منک خیرا قط

تھا لیکن میں نے آپ سے ایک حرف بھی نہیں سنا،،

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ میں نے جنت کو دیکھا ہے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جنت کو سر مبارک کی آنکھ سے دیکھا اور اللہ نے آپ کے اور جنت کے درمیان تمام حجابات اٹھا دیئے،، اور درمیان والی ساری مسافت کو لپیٹ دیا حتی کہ اس کا خوشہ لینے کا امکان پیدا ہو گیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث اس معنی کی تائید کرتی ہے جو اول صفۃ صلوٰۃ میں گزری ہے،، کہ جنت میرے قریب آگئی اگر میں اس پر جرأت کرتا تو تمہارے پاس اس کا خوشہ لے آتا،، علامہ قرطبی نے کہا ان واقعات کو اپنے ظاہر پر رکھنے میں کوئی استحالہ نہیں جبکہ اہلِ سنت وجماعت کا مذہب ہے کہ جنت و دوزخ مخلوق ہیں اور اب موجود ہیں لہذا یہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ادراک عنایت فرمایا ہو جس کے باعث آپ جنت اور دوزخ کا حقیقۃً ادراک فرمائیں اسی لئے جنگ موتہ میں شہید ہونے والے سپہ سالاروں کی خبر مدینہ منورہ میں ذکر فرماتے تھے اور آنکھوں سے جاری تھے اور اسی منبر شریف پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اثناء خطبہ میں نہاوند میں لڑنے والے مسلمانوں کی راہنمائی کی،، امام نسائی نے کسوف کے باب میں ذکر کیا کہ "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس مقام میں ہر شئ کو دیکھا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے" اس حدیث کی تشریح میں علامہ سندھی نے ذکر کیا کہ کرمانی نے کہا اس حدیث کی اس بات پر دلالت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ کو بھی دیکھا کیونکہ عموم شئ اللہ تعالیٰ کی ذات کو بھی شامل ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً مِنَ اللّٰہِ" اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی رؤیت کا بھی لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے بدر کی رات میں چاند کو دیکھتے ہو،، لہذا حدیث میں مذکور شئ موعود میں اللہ تعالیٰ بھی داخل ہے اور ہر شئ موعود کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت شامل ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام میں اللہ تعالیٰ کو بھی دیکھا ہے۔ پھر دوسری کوئی شئ آپ کی رؤیت سے کیسے باہر رہ سکتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شئ کے خوف کے وقت اللہ تعالیٰ کی طاعت میں جلدی کرنا چاہیئے اور اللہ کے ذکر سے مصائب کی مدافعت طلب کرنی چاہیئے، کسی کے احسان کی ناشکری حرام ہے اور منعم کا شکر ضروری ہے اور نعمت

marfat.cpm

۹۶۹ بَابُ صَلَاةِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْكُسُوفِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اِمْرَاَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّوْنَ فَاِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ اَيْ نَعَمْ قَالَتْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِيَ الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ فَوْقَ رَاْسِيَ الْمَاءَ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ اَرَهُ اِلَّا وَقَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ يُؤْتٰى اَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوْ قَالَ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ

کے انکار پر کفر کا اطلاق جائز ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو گناہوں کے باعث دوزخ میں عذاب دیا جائے گا اور نماز میں عمل قلیل جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ عورتوں کا مَردوں کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھنا

ترجمہ :

۹۹۹ ـــــ

اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اُنھوں نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی جبکہ سُورج کو گرہن لگ چکا تھا اور لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور ام المؤمنین عائشہ کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں،، میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے؟ اُنھوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے کہا "سُبْحَانَ اللّٰہ" میں نے کہا کوئی نشانی ہے؟ ام المؤمنین نے اشارہ کیا کہ ہاں (نشانی ہے) اسماء نے کہا میں بھی نماز کے لئے کھڑی ہوگئی حتیٰ کہ مجھے غشی آگئی اور میں نے اپنے سر پر پانی ڈالنا شروع کیا، جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا "کوئی ایسی شئی نہیں جو میں نے نہ دیکھی ہو مگر اسے میں نے اپنے اس مقام میں دیکھا ہے،، حتیٰ کہ میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا،، مجھے وحی کی گئی ہے کہ تمہارا قبروں میں امتحان لیا جائے گا جو دجال کے فتنہ کے قریب یا اس کی مثل ہوگا میں نہیں جانتی کہ اسماء نے دونوں میں سے کیا کہا (قریب یا مثل) تم میں سے کسی ایک کو لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا "اس شخص سے متعلق تیرا کیا علم ہے،، مومن یا موقن کہے گا میں نہیں جانتی کہ دونوں میں سے اسماء نے کیا کہا (مومن یا موقن) وہ کہے گا یہ محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں،، جو ہمارے پاس دلائل اور ہدائتیں لے کر تشریف لائے اور ہم نے قبول کیا اور ایمان لائے اور آپ کی متابعت کی،، پھر اسے کہا جائے گا تو آرام

marfat.cpm

بَابُ مَنْ اَحَبَّ الْعِتَاقَةَ فِی کُسُوْفِ الشَّمْسِ حَدَّثَنَا رَبِیْعُ بْنُ یَحْیٰی ۱۰۰۰

قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَآءَ قَالَتْ لَقَدْ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِی کُسُوْفِ الشَّمْسِ بَابُ صَلٰوةِ الْکُسُوْفِ فِی الْمَسْجِدِ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ ۱۰۰۱

سے سو باہم جانتے تھے کہ تو یقین رکھتا ہے۔ بہر حال منافق یا شک کرنے والے سے کہا جائے گا میں نہیں جانتی اسماء نے کیا کہا (منافق یا مرتاب) وہ کہے گا میں نہیں جانتا میں نے لوگوں سے سُنا وہ کچھ کہتے تھے میں نے بھی وہی کہا "

شرح : باب من اجاب الفتیا کی حدیث ۸۵ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۹۹۹ ——

باب ——— جس نے سُورج گرہن میں غلام آزاد کرنا پسند کیا "

۱۰۰۰ ——

ترجمہ : فاطمہ نے اسماء رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُورج گرہن میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے!

۱۰۰۰ ——

شرح : اللہ تعالیٰ کی آیات اور نشانیوں کے وقت نیک اعمال کرنے مستحب ہیں کیونکہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مصائب دُور کرتا ہے خصوصًا غلام آزاد کرنا بہت اہم ہے! "فاطمہ" یہ فاطمہ بنت منذر بن زبیر ہے اور اسماء رضی اللہ عنہا ان کی دادی ہے اور ہشام بن عروہ ان کے شوہر ہیں "

باب ——— مسجد میں کسوف کی نماز پڑھنا

۱۰۰۱ ——

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ایک یہودی عورت ان سے کچھ مانگنے آئی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو عذابِ قبر سے پناہ دے ام المؤمنین نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا کیا لوگوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوگا؟ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم صبح کو سواری پر سوار ہُوئے اور سُورج کو گرہن لگ گیا "، آپ چاشت کے وقت واپس تشریف لے آئے اور حجروں کے درمیان سے گزرے پھر نماز پڑھنی شروع کی (مسجد میں) اور لوگ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے لگے آپ نے لمبا قیام کیا پھر لمبا رکوع

marfat.com

أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ وَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ وَهُوَ دُونَ السُّجُودِ الْأَوَّلِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ بَابٌ لَا تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ وَالْمُغِيرَةُ وَأَبُو مُوسٰى وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ عُمَرَ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا ۱۰۰۲

کیا پھر رکوع سے سر مبارک اٹھایا اور لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم لمبا تھا پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم لمبا تھا،، پھر سر مبارک اٹھایا اور لمبا سجدہ کیا پھر لمبا قیام کیا اور وہ پہلے قیام سے کم لمبا تھا پھر لمبا رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم لمبا تھا پھر لمبا قیام کیا اور وہ پہلے قیام سے کم لمبا تھا، پھر لمبا رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم لمبا تھا" پھر سجدہ کیا اور وہ پہلے سجدہ سے کم لمبا تھا پھر نماز سے فارغ ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا فرمایا،، پھر لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عذاب قبر سے پناہ مانگیں،،

۱۰۰۱ ——— شرح : حدیث ۹۹۶ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے،، مسلم نے تصریح کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز مسجد میں پڑھی تھی،، لہٰذا اس جملہ میں حدیث کی عنوانِ باب سے مطابقت ہے!

باب ——— کسی کی موت اور حیات کے باعث سورج کو گرہن نہیں لگتا،،

اس حدیث کی ابوبکرہ، مغیرہ، ابو موسیٰ، ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے روایت کی!

۱۰۰۲ ——— ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شمس و قمر کسی شخص کی موت اور حیات کے باعث بے نور نہیں ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ کی آیات سے یہ دو نشانیاں ہیں۔ جب تم ان کو دیکھو تو نماز پڑھو!

marfat.cpm

حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ھشام قال اخبرنا معمر عن الزھری وھشام بن عروۃ عن عروۃ عن عائشۃ قالت کسفت الشمس علی
۱۰۰۳ عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصلی بالناس فاطال القراءۃ ثم رکع فاطال الرکوع ثم رفع راسہ فاطال
القراءۃ وھی دون قراءتہ الاولی ثم رکع فاطال الرکوع وھو دون رکوعہ الاول ثم رفع راسہ فسجد سجدتین ثم قام فصنع فی الرکعۃ الثانیۃ
مثل ذلک ثم قام فقال ان الشمس والقمر لا یخسفان لموت احد ولا لحیاتہ ولکنھما ایتان من ایات اللہ یریھما عبادہ فاذا رایتم ذلک
فافزعوا الی الصلوۃ باب الذکر فی الکسوف رواہ ابن عباس حدثنا محمد بن العلاء حدثنا ابو اسامۃ عن بریدبن عبداللہ عن
۱۰۰۴ ابی بردۃ عن ابی موسی قال خسفت الشمس فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فزعا یخشی ان تکون الساعۃ فاتی المسجد فصلی باطول قیام ورکوع
وسجود رایتہ قط یفعلہ وقال ھذہ الایات التی یرسل اللہ عزوجل لا تکون لموت احد ولا لحیاتہ ولکن یخوف اللہ بھا عبادہ فاذا رایتم
شیئا من ذلک فافزعوا الی ذکر اللہ ودعائہ واستغفارہ

شرح : حدیث ۹۸۷ ابوبکرہ نے، حدیث ۹۹۰ مغیرہ بن شعبہ نے
۱۰۰۲ ——— حدیث ۹۹۸ ابن عباس نے اور حدیث ۹۸۹ عبداللہ بن عمر
رضی اللہ عنہم نے روائت کی ہیں ان کی تفصیلات میں ان کی تفاصیل مذکور ہیں،، اور حدیث ۱۰۰۴ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے
روائت کی ہے اس کی تفصیل وہاں مذکور ہے،،

ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۰۰۳ ——— کے عہد میں سورج کو گرہن لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور
لوگوں کو نماز پڑھائی اور لمبی قرأت کی پھر لمبا رکوع کیا پھر سر مبارک اٹھایا اور لمبی قرأت کی اور وہ پہلی قراءت سے
کم لمبی تھی پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم لمبا تھا،، پھر سر مبارک اٹھایا اور دو سجدے کئے پھر کھڑے ہوئے
اور اسی طرح دوسری رکعت میں کیا پھر کھڑے ہو کر فرمایا سورج اور چاند کسی کی موت اور حیات کے باعث بے نور نہیں ہوتے
لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دکھاتا ہے جب تم یہ دیکھو تو التجاء کرتے ہوئے
نماز پڑھو،، ——— شرح : بارہا دفعہ اس کی تفصیل گزری ہے اور باب کے عنوان سے حدیث کی مناسبت
ظاہر ہے!

باب ——— کسوف کی نماز میں ذکر کرنا،،

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی روائت کی ہے،،

ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سورج کو گرہن لگا اور نبی کریم صلی اللہ
۱۰۰۴ ——— علیہ وسلم گھبرا کر کھڑے ہوئے دراں حال کہ آپ کو خوف ہوا کہ یہ قیامت
ہے۔ آپ مسجد میں تشریف لائے اور طویل قیام و رکوع اور سجود سے نماز پڑھی،، میں نے آپ کو ایسا کرتے کبھی نہیں دیکھا
اور فرمایا یہ آیات جن کو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے کسی کی موت اور حیات کے باعث نہیں ہوتیں، لیکن ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے

marfat.com

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْكُسُوفِ قَالَهُ أَبُو مُوسَى وَعَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۰۰۵ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ النَّاسُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا حَتَّى تَنْجَلِيَ

بندوں کو ڈراتا ہے جب تم ان میں سے کوئی شئے دیکھو تو گھبرا کر اللہ کا ذکر کرو دعاء کرو اور استغفار کرو،،

شرح : باب کے عنوان کے ساتھ حدیث کی مناسبت ظاہر ہے کہ کسوفِ شمس کے وقت اللہ کا ذکر، دُعا اور استغفار میں مشغول ہونا

۱۰۰۴ ——— چاہیئے،، قَوْلُهُ خَشِيَ أَنْ تَكُونَ السَّاعَةُ،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ راوی کا اپنا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ڈرنے والے کی طرح گھبرائے کہ شائد قیامت آگئی ہے،، مگر حقیقت یہ نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ جب تک آپ اُمت میں موجود ہیں قیامت قائم نہیں ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا کہ سارے ادیان پر آپ کے دین کو بُلند کرے گا اور ابھی تک اس کی تکمیل نہیں ہُوئی،، لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم ہوتا تو کیوں گھبراتے،، علامہ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ راوی کا یہ گمانِ خود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت قائم ہونے کا خوف کیا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتہً گھبرائے تھے بلکہ آپ نے اُمت پر کسی قسم کے عذاب کا خطرہ محسوس فرمایا تو اس سے راوی نے مذکور گمان کر لیا،، نیز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تو علم تھا کہ قیامت کے مقدمات ہیں مغرب سے سُورج طلوع کرے گا۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ سیّدنا مہدی علیہ السّلام تشریف لائیں گے۔ یاجوج ماجوج نکلیں گے اور سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے پھر کیسے ممکن ہے کہ آپ قیامت کا خوف کیا تھا،، الحاصل سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو تعلیم فرمائی کہ اس قسم کا کوئی خطرناک حادثہ واقع ہو تو وہ بے خوف نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہیں قَوْلُهُ رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ،، کلمہ قطّ ہمیشہ ماضی منفی کے بعد آتا ہے اور حدیث میں "رَئَيْتُ" سے پہلے حرف نفی مقدّر ہے جیسے "تفتؤ تذکر یوسف" میں حرفِ نفی مقدّر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے "لَا تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوسُفَ" یعنی آپ ہمیشہ یُوسف کو یاد کرتے رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ——— گرہن میں دُعاء کرنا،،

ابو موسیٰ اشعری اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہما نے یہ کہا،،

۱۰۰۵ ——— ترجمہ : زیاد بن علاقہ نے کہا میں نے مغیرہ بن شعبہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ جس روز شاہزادہ ابراہیم علیہ السّلام کی وفات ہُوئی سُورج کو گرہن لگ گیا لوگوں نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی وفات کے باعث سُورج بے نُور ہُوا ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.cpm

بَابُ قَوْلِ الْاِمَامِ فِی خُطْبَةِ الْکُسُوْفِ اَمَّا بَعْدُ وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ

حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَآءَ قَالَتْ فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ
۱۰۰۶ الشَّمْسُ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ **بَابُ** الصَّلٰوةِ فِیْ کُسُوْفِ الْقَمَرِ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا

نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے دو نشانیاں ہیں کسی کی موت اور حیات کے باعث یہ بے نور نہیں ہوتے جب تم ان کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دُعاء کرو اور نماز پڑھو حتیٰ کہ یہ روشن ہو جائیں!

شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ گرہن کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنی چاہیئے اور نماز پڑھنی چاہیے ،، اللہ تعالیٰ گرہن سے لوگوں کو ڈراتا ہے!

۱۰۰۵ ——

باب —— گرہن کے خطبہ میں امام کا اَمَّا بَعْدُ کہنا

ترجمہ : فاطمہ بنت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہم نے اسماء رضی اللہ عنہا سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے جبکہ سورج روشن ہو چکا تھا اور خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ!

باب —— چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنا ،،

ترجمہ : ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں سورج کو گرہن لگا تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں!

۱۰۰۶ ——

ترجمہ : ابو بکرہ رضی اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں سورج کو گرہن لگا آپ چادر شریف کھینچتے ہوئے باہر تشریف لائے حتیٰ کہ مسجد میں جلوہ افروز ہوئے لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے آپ نے ان کو دو رکعتیں پڑھائیں تو سورج روشن ہو گیا پھر فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی آیات سے دو نشانیاں ہیں یہ کسی کے مرنے سے بے نور نہیں ہوتے جب ایسا ہو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دُعا کرو حتیٰ کہ گرہن ختم ہو جائے یہ اس لئے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہزادہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے ان کے بارے میں یہ کہا!

۱۰۰۷ ——

شرح : امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے مذہب میں چاند گرہن میں نماز سورج گرہن میں نماز جیسی ہے اور دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَاِذَا کَانَ ذَالِکَ فَصَلُّوْا ،، امام مالک اور علماءِ کوفہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ خسوفِ قمر میں نماز باجماعت نہیں دیگر نوافل کی طرح ہر شخص علیحدہ علیحدہ نماز پڑھے ،،

marfat.com

سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ **حَدَّثَنَا** اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ۱۰۰۷
قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهٗ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى الْمَسْجِدِ وَثَابَ اِلَيْهِ النَّاسُ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ فَانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَاِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ وَذٰلِكَ اَنَّ اِبْنًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ مَاتَ فَقَالَ النَّاسُ فِيْ ذٰلِكَ **بَابُ** صَبِّ الْمَرْاَةِ عَلٰى رَاْسِهَا الْمَاءَ اِذَا طَالَ الْاِمَامُ الْقِيَامَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى **بَابُ** الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى فِي الْكُسُوْفِ اَطْوَلُ **حَدَّثَنَا** مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ ۱۰۰۸
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ سَجْدَتَيْنِ الْاُوْلٰى اَطْوَلُ **بَابُ** الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْكُسُوْفِ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نَمِرٍ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ ۱۰۰۹
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَاءَتِهٖ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ كَبَّرَ فَرَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُعَاوِدُ الْقِرَاءَةَ فِيْ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ وَغَيْرُهٗ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ مُنَادِيًا اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ مِثْلَهٗ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ مَا صَنَعَ اَخُوْكَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَا صَلّٰى اِلَّا رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ الصُّبْحِ اِذَا صَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ وَقَالَ اَجَلْ اَنَّهٗ اَخْطَاَ السُّنَّةَ تَابَعَهٗ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ وَسُفْيٰنُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي الْجَهْرِ

باب ـــــ کسوف کی نماز میں پہلی رکعت دراز ہے

۱۰۰۸ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سورج گرہن میں نماز پڑھائی جو دو رکعتوں میں چار رکوع تھے اور ہر پہلا رکوع اطول تھا ،،

۱۰۰۸ ـــــ شرح : یعنی پہلا رکوع دوسرے سے دوسرا تیسرے سے اور تیسرا چوتھے سے لمبا تھا بعض نسخوں میں لفظ " اولیٰ " ہے یعنی پہلی رکعت لمبی تھی ،، حدیث شریف میں " سجدتین " سے مراد دو رکعت نماز ہے !

باب ـــــ کسوف کی نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنا

۱۰۰۹ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کی اور جب قراءت سے فارغ

marfat.com

ہوئے ـــــ تو تکبیر کہی پھر رکوع کیا جب رکوع سے سر مبارک اُٹھایا تو" سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ "، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ "، فرمایا پھر گرہن کی نماز میں قراءت دوبارہ کی جو دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے تھے۔امام اوزاعی اور ان کے سوا کسی دوسرے نے کہا میں نے زہری کو عروہ سے روائت کرتے ہوئے سُنا اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں سُورج کو گرہن لگا تو آپ نے منادی کو بھیجا کہ وہ اعلان کرے کہ نماز باجماعت حاضر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے کئے "، اور مجھے عبدالرحمٰن بن نمر نے خبر دی کہ اُنھوں نے زہری سے اس طرح سُنا "، زہری نے کہا میں نے (عروہ بن زبیر) سے کہا کہ تیرے بھائی عبداللہ بن زبیر نے ایسا نہیں کیا اُنھوں نے صرف دو رکعتیں صبح کی نماز کی طرح پڑھیں جبکہ اُنھوں نے مدینہ منورہ "گرہن کی نماز" پڑھی "، (عروہ نے) کہا جی ہاں اُنھوں نے سُنت میں خطاء کی اس کی سفیان بن حسین اور سلیمان بن کثیر نے زہری سے قرآءت بالجہر میں موافقت کی۔

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ گرہن کی نماز میں بُلند آواز سے قرأت میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا

۱۰۰۹ ـــــ کہ اس نماز میں قراءت بالجہر ہے۔ اُنھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا جبکہ دُوسرے تینوں امام قراءت بالاسرار کے قائل ہیں ان کی دلیل حدیث ع ۹۹۸ صلوٰۃ الکسوف جماعۃً کے باب میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ بقر کی قرآءت کے برابر قیام کیا۔ اگر آپ اس میں جہر فرماتے تو یوں نہ کہتے کہ سورۂ بقرہ کی قرأت کے برابر قیام کیا نیز سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سُورج گرہن کی نماز پڑھائی ہم آپ کی آواز نہ سُنتے تھے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس روائت کی تصحیح کی ہے "، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے جہر کی روائت کا جواب یہ ہے کہ مَردِ امام کے قریب ہوتے ہیں ان پر قراءت کی کیفیت کا حال زیادہ واضح ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں دن کی نماز عجماء ہوتی ہے "، قَوْلُہٗ مَا صَنَعَ اَخُوْکَ ذَالِکَ" یعنی زہری نے عروہ بن زبیر سے کہا کہ آپ کے بھائی عبداللہ بن زبیر نے کسوف کی نماز صبح کی نماز جیسی پڑھی اور بار بار رکوع نہ کیا۔ عروہ نے جواب دیا کہ اُنھوں نے خلافِ سُنت کیا ہے مگر اس کا جواب یہ ہے کہ عروہ تابعی ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر صحابی ہیں اور صحابی کے فعل سے استدلال زیادہ اچھا ہے "، بلکہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی نسبت عروہ خطاء کے زیادہ لائق ہیں جبکہ صحابی وہ فعل کرتے ہیں جو ان کا مشاہدہ ہو یا ان کو معلوم ہو۔

marfat.cpm

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ وَسُنَّتِهَا

۱۰۱۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَسْوَدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ بِمَكَّةَ فَسَجَدَ فِيْهَا وَسَجَدَ مَنْ مَعَهُ غَيْرَ شَيْخٍ اَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى اَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ اِلٰى جَبْهَتِهٖ وَقَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا فَرَاَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا

باب ــــ جو سجودِ قرآن اور سجدہ تلاوت کے سُنّت ہونے میں آیا ہے ــــ"

۱۰۱۰ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکہ مکرّمہ میں سورۂ نجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ سب لوگوں نے سجدہ کیا مگر ایک بوڑھے (اُمیہ بن خلف) نے سجدہ نہ کیا اُس نے کنکریوں یا مٹی کی مٹھی لے کر اسے اپنی پیشانی تک اُٹھایا اور کہا مجھے یہ ہی کافی ہے میں نے اس کو بعد میں دیکھا کہ وہ (بدر کی جنگ میں) کافر قتل ہُوا۔

۱۰۱۰ ــــ شرح : امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ "، اور مطلق امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے مذہب میں یہ مستحبّ ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سنّت مؤکدہ ہے۔ ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے پاس قرآن کریم پڑھتے اور جب سجدہ کی آیت سے گزرتے تو سجدہ فرماتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے۔ نیز حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سورۂ نجم پڑھی تو آپ نے سجدہ نہ فرمایا"، اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسی وقت سجدہ نہ فرمایا تھا اور سجدۂ تلاوت علی الفور واجب نہیں"، مگر اس کو یہ لازم نہیں کہ نجم میں سجدہ ہی نہیں نیز وجوب کی نفی پر کوئی دلیل نہیں"، اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روائت موقوف ہے اور وہ شافعیہ کے نزدیک حجّت اور دلیل نہیں بن سکتی"،

marfat.cpm

۱۰۱۱ بَابُ سَجْدَةِ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ
ابْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ
۱۰۱۲ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ بَابُ سَجْدَةِ صٓ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صٓ لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ وَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا

باب ــــ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ میں سجدہ ”

۱۰۱۱ ــــ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ”الٓمٓ تنزیل السجدۃ“ اور ”ھل اتی علی الانسان“ پڑھتے تھے“

۱۰۱۱ ــــ شرح : اس حدیث میں سجدہ کا ذکر نہیں گویا کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ”سورۂ تنزیل السجدہ“ کے نام سے استفادہ کیا ہے یا باب کا عنوان حدیث کی شرح کرتا ہے“ علامہ قسطلانی نے کہا طبرانی نے ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں تنزیل السجدہ پڑھی اور اس میں سجدہ فرمایا“

باب ــــ سورۂ صٓ میں سجدہ

۱۰۱۲ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ”صٓ“ عزائم سجود سے نہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سجدہ فرماتے دیکھا ہے“

۱۰۱۲ ــــ شرح : احناف اور شوافع کا اتفاق ہے کہ سورۂ ”ص“ میں سجدہ کیا جاتا ہے البتہ اختلاف اس میں ہے کہ یہ سجدۂ عزائم سے ہے یا نہیں امام شافعی رضی اللہ عنہ اس کو عزائم میں سے شمار نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ صرف سجدۂ شکر ہے جو نماز میں حرام ہے اور نماز سے باہر مستحب ہے“ شوافع کا مذہب یہی ہے“ احناف کے نزدیک یہ عزائم میں سے ہے“ بخاری میں مذکور حدیث سے شوافع استدلال کرتے ہیں۔ نیز نسائی میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ ص میں سجدہ کیا اور فرمایا کہ داؤد علیہ السلام نے یہ سجدہ توبہ کرتے ہوئے کیا تھا ہم شکر کے طور پر یہ سجدہ کرتے ہیں“ احناف کہتے ہیں کہ دراصل یہ حدیث ہماری دلیل ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے مطابق عمل کرنا ابن عباس کے فعل کے مطابق عمل کرنے سے بہتر ہے“ اور یہ سجدہ توبہ کے طور پر کرنا عزائم میں سے ہونے کے منافی نہیں۔ سیدنا داؤد علیہ السلام نے بطور توبہ کیا تھا ہم شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام پر مغفرت، وعدہ، حسن مآب جیسے انعامات فرمائے“ اسی لئے حسن مآب کے بعد سجدہ کیا جاتا ہے“ ابوداؤد نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر سورۂ ”صٓ“ کی تلاوت فرمائی جب سجدہ کی آیت تلاوت کی تو منبر سے اتر کر سجدہ فرمایا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

بَابُ سَجْدَةِ النَّجْمِ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ سُورَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا سَجَدَ فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى وَجْهِهِ وَقَالَ يَكْفِينِي هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا ۔ ع ۵/۱

بَابُ سُجُودِ الْمُسْلِمِينَ مَعَ الْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكُ نَجِسٌ لَيْسَ لَهُ وُضُوءٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْجُدُ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ

باب — سورۂ نجم میں سجدہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

۱۰۱۳ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا لوگوں میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا مگر سب نے سجدہ کیا ان میں سے ایک شخص کنکریوں یا مٹی کی مٹھی لی اور اس کو اپنی پیشانی تک اٹھایا اور کہا مجھے یہ ہی کافی ہے اس کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ وہ کافر قتل ہوا،،

۱۰۱۳ — شرح : امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سجدۂ تلاوت پڑھنے اور سننے والے دونوں پر واجب ہے اگرچہ سننے والا تلاوتِ قرآن کی سماعت کا قصد نہ کرے ؛ کیونکہ حدیث میں قصد کی قید مذکور نہیں ،، شوافع کے نزدیک قصد کے بغیر سننے سے سجدہ کرنا مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں،، اس حدیث میں مکہ مکرمہ کا ذکر نہیں جبکہ ع ۱۰۱۰ میں مکہ مکرمہ کا ذکر ہے نیز اس روایت میں " فما بقی من القوم الاسجد ،، کا ذکر ہے ۔ پہلی روایت میں اس کا ذکر نہیں یعنی سب حاضرین نے سجدہ کیا جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی ،، طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کا اظہار فرمایا تو مکہ مکرمہ والے سارے مسلمان ہوگئے ۔ نماز فرض ہونے سے پہلے کا یہ واقعہ ہے ۔ آپ جب سجدہ کی آیت تلاوت فرماتے تو سب سجدہ کرتے حتیٰ کہ ہجوم کی کثرت کے باعث بعض لوگ سجدہ کرنے پر قادر نہ ہوتے ،، یہ سن کر ولید بن مغیرہ اور ابوجہل وغیرہ رؤساء قریش مکہ مکرمہ میں آئے جبکہ وہ طائف میں اپنی زمین میں تھے اور انھوں نے لوگوں کو منع کر دیا تھا مگر شیخ زین الدین نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کے اسناد میں عبداللہ بن لھیعہ ہے (عینی)

باب — مسلمانوں کا مشرکوں کے ساتھ سجدہ کرنا ،،

مشرک ناپاک ہے اس کا وضوء صحیح نہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وضوء کے بغیر سجدہ کر لیا کرتے تھے ! ،،

marfat.cpm

۱۰۱۴ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ رَوَاهُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ اَيُّوْبَ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں، جنوں اور انسانوں نے سجدہ کیا اس کی ابن طہمان نے ایوب سے روائت کی۔

۱۰۱۴ —— شرح : حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر اپنی سواری سے اُترتے اور پیشاب وغیرہ کرتے پھر سوار ہوکر سجدہ کی آیت تلاوت کرتے تو وضوء کئے بغیر سجدہ کر لیتے،، اس پر امام بخاری نے اعتراض کیا کہ مشرک تو پلید ہے اس کا وضوء ہی درست نہیں لہٰذا ان پر قیاس کر کے بغیر وضوء سجدہ کرنا درست نہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے خبر دینے سے راوی نے سمجھا کہ جنوں نے سجدہ کیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے ان سے حجاب اُٹھا دیا ہوگا،، اگر یہ سوال ہو کہ مشرکوں نے سجدہ کیوں کیا جبکہ وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے جب یہ آیت پڑھی —— " اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ،، تو مشرکوں نے اپنے بتوں کے نام سُن کر سجدہ کیا اور مؤرخین کا یہ کہنا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبان شریف پر بتوں کی تعریف جاری ہوگئی تھی جبکہ آپ سے یہ سُنا گیا " تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى اِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى ،، یا ابلیس لعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی آواز شریف کے مشابہ آواز بنا کر یہ کہا تو مشرکوں نے سجدہ کیا قطعًا باطل ہے۔ عقلاً اور نقلاً صحیح نہیں کیونکہ غیر اللہ کی مدح کرنا کفر ہے اور اس کی نسبت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف کرنا غلط ہے اور نہ ہی شیطان لعین آپ کی زبان شریف پر تصرف کر کے ایسا کر سکتا ہے،، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے یقینًا مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میرے مشابہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی میری صورت اختیار کر سکتا ہے،، جب خواب میں دیکھنے والے کے لئے شیطان آپ کی صورت اختیار کرنے پر قادر نہیں حالانکہ نائم مکلّف نہیں ہوتا تو اس کی بیداری کی حالت میں جبکہ وہ مکلّف ہوتا ہے اس کے لئے شیطان کیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے مشابہ ہو سکتا ہے یا آپ کی آواز جیسی آواز اختیار کر سکتا ہے۔ یہ یقینًا محال ہے اس کو مومن کا دل ہرگز قبول نہیں کر سکتا ہے اور مورخین نے جو روائت ذکر کی ہے اس کے اکثر طرق منقطع اور معلول ہیں ان کا اسناد نہ تو صحیح ہے اور نہ ہی متصل ہے اور باقی طرق ضعیف اور ناقابلِ استدلال ہیں اور نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے،،

اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ سورۂ نجم میں سجدہ ہے،، البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں سجدہ نہیں،، کیونکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی اور سجدہ نہ کیا،،

علامہ طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ممکن ہے کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا وضوء نہ ہوگا اس لئے سجدہ نہ کیا ہو،، یا اس وقت سجدہ کرنا جائز نہ ہوگا۔

marfat.com

بَابُ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَسْجُدْ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ اَبُو الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَزَعَمَ اَنَّهٗ قَرَأَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا ۱۰۱۵

حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا ۱۰۱۶

بَابُ سَجْدَةِ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ

نیز سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فوراً سجدہ نہ فرمایا اس کو یہ لازم نہیں کہ اس میں سجدہ ہی نہیں اور نہ ہی اس میں وجوب کی نفی ہوتی ہے ،، الحاصل مذکورہ احتمالات ہوتے ہوئے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سورۂ نجم میں سجدہ نہ ہونے کی قطعاً دلیل نہیں۔

باب — جس نے سجدہ کی آئت پڑھی اور سجدہ نہ کیا

۱۰۱۵ — ترجمہ : عطاء بن یسار نے بیان کیا کہ اُنھوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو کہا کہ اُنھوں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے "والنجم" سورت پڑھی آپ نے اس میں سجدہ نہ کیا ،،

۱۰۱۵ — شرح : یعنی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے سورۂ نجم میں سجدہ نہ کیا۔ ابن بطال نے کہا یہ حدیث اس شخص کے لئے دلیل ہے جس نے سجدۂ تلاوت کو سُنّت کہا ہے کیونکہ اگر یہ واجب ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم اس کو ترک نہ کرتے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا ممکن ہے کہ یہ ایسے وقت میں پڑھا ہو جس میں سجدہ کرنا جائز نہیں یا اس وقت آپ بے وضوء ہوں پھر کسی اور وقت کر لیا ہو کیونکہ سجدۂ تلاوت علی الفور تو واجب نہیں ہے ،،

حدیث ۱۰۱۴ کے یہ حدیث متضاد نہیں کیونکہ اس حدیث سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت آپ نے سجدہ نہیں فرمایا اس کو یہ لازم نہیں کہ اس میں سجدہ ہی نہیں حدیث ۱۰۱۴ میں اس کی وضاحت مذکور ہے ،،

۱۰۱۶ — ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سورۂ نجم پڑھی تو آپ نے سجدہ نہ کیا۔

(اس حدیث کی شرح حدیث ۱۰۱۵ کے تحت دیکھیں)

باب — اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ میں سجدہ ،،

marfat.com

حدثنا ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ بِهَا فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَلَمْ أَرَكَ تَسْجُدُ قَالَ لَوْلَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ لَمْ أَسْجُدْ **بَابُ** مَنْ سَجَدَ لِسُجُودِ الْقَارِئِ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لِتَمِيمِ بْنِ حَذْلَمٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَقَرَأَ عَلَيْهِ سَجْدَةً فَقَالَ اسْجُدْ فَإِنَّكَ إِمَامُنَا فِيهَا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّورَةَ فِيهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَوْضِعَ جَبْهَتِهِ

ترجمہ : ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے "اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ" کی تلاوت کی اور اس میں سجدہ کیا میں نے کہا اے ابا ہریرہ کیا میں نے تجھے دیکھا نہیں کہ تم سجدہ کرتے ہو؟ ابوہریرہ نے کہا اگر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے نہ دیکھتا تو سجدہ نہ کرتا"

۱۰۱۷ — شرح : امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ سورہ اذا السماء انشقت میں سجدۂ تلاوت ہے" اگر یہ سوال ہو کہ ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو کسی مفصل میں سجدۂ تلاوت نہیں کیا" مجاہد، امام حسن بصری اور بعض شافعیہ نے یہی اختیار کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں تھے تو مفصل میں سجدہ تلاوت فرماتے تھے جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو اس کو چھوڑ دیا اس کا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اگر بالفرض ثابت بھی ہو تو فاسد ہے کیونکہ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا اسلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات مدینہ منورہ میں آپ کی وفات سے تین برس پہلے ہوئی وہ کہتے ہیں ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ "اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ" اور "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ" میں سجدۂ تلاوت کیا" نیز ابن عبدالبر نے کہا ابن عباس کی حدیث منکر ہے اور یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے قاری کا سجدہ کرنے کی وجہ سے سجدہ کیا"

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تمیم بن حذلم سے کہا حالانکہ وہ بچہ تھا" اور اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے سجدہ کی آیت پڑھی کہ تو سجدہ کر کیونکہ اس میں تو ہمارا امام ہے

۱۰۱۸ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے وہ سورت تلاوت فرماتے جس میں سجدہ ہوتا اور آپ

marfat.com

۱۰۱۹ بَابُ اِزْدِحَامِ النَّاسِ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ السَّجْدَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهٗ فَنَزْدَحِمُ حَتّٰى مَا يَجِدُ اَحَدُنَا لِجَبْهَتِهٖ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ

سجدہ فرماتے تو ہم بھی سجدہ کرتے حتیٰ کہ ہم میں سے بعض لوگ اپنا ماتھا رکھنے کی جگہ نہ پاتے "

شرح : باب کے عنوان کا مطلب یہ ہے کہ جب سجدہ کی آئت پڑھنے والا سجدہ کرے تو سُننے والا بھی سجدہ کرے "

۱۰۱۸ —

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء اس بات پر متفق ہیں کہ قاری جب سجدہ کرے تو سُننے والے پر سجدہ کرنا لازم ہے مگر اختلاف اس امر میں ہے جبکہ سامع نے سُننے کا قصد نہ کیا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے لیے سجدہ کرنا سنت مؤکدہ نہیں اگر وہ سجدہ کرے تو بہتر ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قاری اور سامع دونوں پر سجدہ واجب ہے سامع قرأت کی سماعت کا قصد کرے یا نہ کرے " بعض علماء نے باب کے ترجمہ سے یہ اشارہ سمجھا ہے کہ قاری جب سجدہ نہ کرے تو سامع بھی سجدہ نہ کرے مگر یہ درست نہیں کیونکہ سجدہ واجب ہو یا سنت ہو اس کا تعلق سامع کے ساتھ ہے قاری کے ساتھ نہیں " یعنی سامع جب سجدہ کی آئت سُنے تو اس پہ سجدہ واجب یا سنت ہے قاری سجدہ کرے یا نہ کرے "

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ تو ہمارا سجدہ کرنے میں امام اور متبوع ہے تمہاری وجہ سے ہم نے سجدہ کرنا ہے سجدہ کرو ہم بھی سجدہ کریں " اس کا یہ معنی نہیں اگر تو سجدہ نہ کرے گا تو ہم بھی سجدہ نہ کریں گے " کیونکہ سجدہ کا تعلق تالی اور سامع دونوں کے ساتھ ہے۔ اگر تالی سجدہ نہ کرے تو سامع سے ساقط نہیں ہوتا۔ یہ احناف کا مسلک ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سماعت کا قصد کرنے والا سجدہ کرے اور غیر قاصد سجدہ نہ کرے۔ حنابلہ کہتے ہیں جب قاری سجدہ کرے تو سماعت کا قاصد سجدہ کرے ورنہ نہ کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ کی آئت کی تلاوت کے وقت قاری اور سامع پر سجدہ واجب ہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی متابعت ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — جب امام سجدہ کی آئت پڑھے تو لوگوں کا ہجوم ہو جانا "

۱۰۱۹ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کی آئت کی تلاوت فرماتے جبکہ ہم آپ کے پاس ہوتے تھے آپ سجدہ فرماتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے اور ہمارا ہجوم ہو جاتا حتیٰ کہ ہم میں سے بعض لوگ اپنے ماتھے کے لئے سجدہ کرنے کی جگہ نہ پاتے۔

marfat.com

بَابُ مَنْ رَأَى أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يُوْجِبِ السُّجُوْدَ وَقِيْلَ لِعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ الرَّجُلُ يَسْمَعُ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَجْلِسْ لَهَا قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ قَعَدَ لَهَا كَأَنَّهُ لَا يُوَجِّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ مَا لِهٰذَا غَدَوْنَا وَقَالَ عُثْمَانُ إِنَّمَا السَّجْدَةُ عَلٰى مَنِ اسْتَمَعَهَا وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يَسْجُدُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ طَاهِرًا فَإِذَا سَجَدَتْ وَأَنْتَ فِي حَضَرٍ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَإِنْ كُنْتَ رَاكِبًا فَلَا عَلَيْكَ حَيْثُ كَانَ وَجْهُكَ وَكَانَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ لَا يَسْجُدُ لِسُجُوْدِ الْقَاصِّ

۱۰۲۰ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۱۰۱۹ ــــ

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ فرض نماز میں جو شخص ہجوم کی وجہ سے زمین پر سجدہ نہ کر سکے وہ اپنے ساتھی کی پشت پر سجدہ کر لے۔ احناف کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا اشارہ سے سجدہ کرے،، امام مالک رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ سجدہ نہ کرے جب لوگ سجدہ سے سر اٹھا لیں تو سجدہ کرے اگر کسی کی پشت پر سجدہ کیا تو نماز کا اعادہ کرے ،، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سجدہ کرو اگرچہ اپنے بھائی کی پشت پر کرنا پڑے ،، جب ہجوم کے وقت فرض نماز میں دوسرے کی پشت پر سجدہ کرنا جائز ہے تو نماز کے سوا بطریقِ اولیٰ جائز ہے ،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ جس نے یہ اعتقاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سجدۂ تلاوت واجب نہیں فرمایا،،

ترجمہ : حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کہا گیا جو کوئی سجدہ کی آئت سنے اور اس کا قصد نہ کرے (کیا اس پر سجدۂ تلاوت واجب ؟) عمران نے کہا تم یہ بتاؤ کہ اگر وہ سجدہ کی آئت سننے کے لئے بیٹھ جائے (قصد کرے کیا اس پر سجدہ واجب ہوگا ؟) امام بخاری نے کہا ۔ گویا کہ عمران بن حصین قصداً آئت سننے والے پر سجدہ واجب نہیں جانتے ہیں ،، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اس لئے (سجدہ کرنے) باہر نہیں آئے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا سجدہ صرف اس شخص پر ہے جو قصداً سجدہ کی آئت کی تلاوت سنے ،، امام زہری رحمہ اللہ نے کہا کہ سجدہ مت کرو مگر جبکہ باوضو ہو ،، اگر تو سجدہ کرنا چاہے جبکہ تو مقیم ہو تو قبلہ رُو ہو کر سجدہ کر اور اگر مسافر ہے تو تجھ پر کچھ گناہ نہیں جدھر بھی تیرا منہ ہو (سجدہ کر لے) سائب بن یزید واعظ کا آئتِ سجدہ تلاوت کرنے پر سجدہ نہ کرتے تھے ،،

شرح : یعنی عمران بن حصین کا یہ مسلک ہے کہ اگر کوئی آئت سجدہ کی تلاوت قصداً بھی سنے تو اس پر سجدہ واجب نہیں تو جو کوئی قصداً نہ سنے اس پر بطریقِ اولیٰ سجدہ واجب نہ ہوگا ،،

marfat.com

التَّيْمِيِّ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ التَّيْمِيِّ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَكَانَ رَبِيْعَةُ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ عَمَّا حَضَرَ رَبِيْعَةَ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ بِسُوْرَةِ النَّحْلِ حَتّٰى اِذَا جَاءَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْقَابِلَةُ قَرَأَ بِهَا حَتّٰى اِذَا جَاءَتِ السَّجْدَةُ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا نَمُرُّ بِالسُّجُوْدِ فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ اَصَابَ وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَسْجُدْ عُمَرُ وَزَادَ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَفْرِضِ السُّجُوْدَ اِلَّا اَنْ نَشَاءَ

بَابُ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ فِي الصَّلٰوةِ فَسَجَدَ بِهَا

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اس لئے سجدہ نہیں کیا کہ ہم نے سماع کا قصد نہ کیا تھا اور سجدہ مستمع پر واجب ہے سامع پر واجب نہیں ،، مستمع وہ ہے جو سماع کا قصد کرے اور جو سماع کا قصد نہ کرے وہ سامع ہے ،، واعظ کی تلاوت پر سجدہ اس لئے واجب نہیں کہ وہ قرآن کریم کی قرأت کا قاصد نہیں ہوتا ،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلی اعلم!

ترجمہ : سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر شریف پر سورۂ نحل پڑھی حتیٰ کہ جب سجدہ کی آئت کو پہنچے تو منبر سے اُتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا حتیٰ کہ جب آئندہ جمعہ تھا تو اسی سورت کی تلاوت کی حتیٰ کہ جب سجدہ کی آئت آئی تو کہا اے لوگو! ہم سجدہ کی آئت پر گزرتے ہیں تو جس نے سجدہ کر لیا اچھا کیا اور جس نے سجدہ نہ کیا اس پر کوئی گناہ نہیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہ کیا۔ نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ اللہ تعالیٰ نے سجدہ فرض نہیں کیا مگر یہ کہ ہم چاہیں ،،

شرح : اگر یہ کہا جائے کہ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ ،، سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سجدہ تلاوت علی الفور واجب نہیں لہذا تاخیر سے سجدہ کرنے سے گناہ نہیں اور اس کو عدمِ وجوب لازم نہیں ،، اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس لئے سجدہ نہ کیا ہوگا کہ یہ علی الفور واجب نہیں ،، اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر سے ثابت ہے کہ آپ قرآن کریم میں سجود کے مواضع میں سجدہ فرمایا کرتے تھے لہذا یہ ثابت ہوا کہ سجدہ سنّت مؤکدہ ہے اس میں اور واجب میں فرق نہیں لہذا یہ حدیث احناف کے مذہب کے خلاف نہیں ،، کیونکہ تلاوت کے وقت سے تاخیر سے سجدہ کرنے میں گناہ نہیں ،، نافع کی روائت میں فرض کی نفی سے واجب کی نفی نہیں ہوتی۔ اہلِ لغت نے فرض اور واجب میں فرق کیا ہے اس کا انکار مکابرہ ہے ،، کیونکہ شرعی احکام الفاظ لغویہ سے لئے جاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلی اعلم!

باب — جس نے نماز میں سجدہ کی آئت پڑھی اور نماز میں سجدہ کیا

marfat.com

۱۰۲۱ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ قَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتَّى أَلْقَاهُ **بَابُ** ۱۰۲۲ مَنْ لَمْ يَجِدْ مَوْضِعًا لِلسُّجُودِ مِنَ الزِّحَامِ **حَدَّثَنَا** صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السُّورَةَ الَّتِي فِيهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ

ترجمہ : ابو رافع رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابوہریرہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی

۱۰۲۱ — تو اُنھوں نے اِذَا انْشَقَّتْ ،، سُورت پڑھی اور سجدہ کیا میں نے کہا یہ سجدہ کیسا ہے ،، ابوہریرہ نے کہا میں نے سیّدنا ابوالقاسم محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے یہ سجدہ کیا میں ہمیشہ اس میں سجدہ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ آپ سے جاملوں گا ،،

شرح : یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نماز پڑھاتے وقت آپ نے

۱۰۲۱ — یہ سجدہ کیسا کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اقتداء میں سجدہ کیا لہٰذا فوت ہونے تک میں یہ سجدہ کرتا رہوں گا کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ملاقات موت کے بغیر نہیں ہوسکتی، ابن بطال نے کہا اس حدیث میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے لئے حجت اور دلیل ہے کہ فرض نماز میں سجدۂ تلاوت کرنا جائز ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا فرض نماز میں سجدہ کی آئت پڑھنا مکروہ ہے۔ نماز جہری ہو یا سِرّی ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روائت ہے کہ سِرّی نماز میں سجدہ کی آئت نہ پڑھے جہری میں پڑھنا جائز ہے ،، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جس سورت کے آخر میں سجدہ کی آئت ہو اگر وہ پڑھ کر رکوع میں چلا جائے تو سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے ،، اگر امام سجدۂ تلاوت کرے تو مقتدی بھی کرے گا اور اگر مقتدی نے سجدہ کی آئت تلاوت کی تو کسی پر سجدہ کرنا لازم نہیں اور نہ ہی نماز سے فارغ ہونے کے بعد لازم ہے ،، امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رضی اللہ عنہما یہی کہتے ہیں۔ امام محمد کے نزدیک نماز سے فارغ ہوکر کرسکتے ہیں جو شخص امامت کے لائق نہیں جیسے عورت، بچہ اور خنثیٰ نے اگر آئتِ سجدہ کی تلاوت کی تو سُننے والے پر امام ابوحنیفہ کے نزدیک سجدہ واجب ہے۔ شافعیہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ سجدہ کرنا مسنون ہے اور یہی اصح ہے۔ نووی نے اس کی تصریح کی ہے!

باب — ہجوم کے سبب جو شخص سجدہ کے لئے جگہ نہ پائے

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کوئی سُورت پڑھتے

۱۰۲۲ — جس میں سجدہ ہوتا تو سجدہ فرماتے اور ہم بھی سجدہ کرتے حتیٰ کہ ہم میں سے

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّقْصِيْرِ وَكَمْ يُقِيْمُ حَتّٰى يُقْصِرَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ وَحُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يُقْصِرُ فَنَحْنُ اِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصَّرْنَا وَاِنْ زِدْنَا اَتْمَمْنَا

بعض لوگ اپنا ماتھا رکھنے کی جگہ نہ پاتے "

شرح : حدیث ۱۰۱۹ کی تفہیم میں اس کی تقریر مذکور ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کے نزدیک ہجوم کی وجہ سے اگر زمین پر ماتھا رکھنے کی جگہ میسّر نہ ہو تو دوسرے لوگوں کی پشت پر سجدہ کر لینا جائز ہے "، امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا سجدہ کرنے سے رُکے لوگ جب سجدہ سے سر اُٹھائیں تو سجدہ کر لے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۰۲۲ ——

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب ــــ تقصیر الصلوٰۃ میں جو احادیث وارد ہیں اور کتنے دن اقامت تک قصر کرے "

۱۰۲۳ —— **ترجمہ**: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس ۱۹ روز اقامت کی اور قصر کرتے رہے۔ ہم بھی سفر میں انیس روز اقامت کریں تو قصر کریں گے اگر اس سے زیادہ اقامت کریں تو پوری نماز پڑھیں گے۔

۱۰۲۳ —— **شرح** : امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ سفر میں قصر اور اتمامِ صلوٰۃ دونوں جائز ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سفر میں صرف قصر ہی ہے پوری نماز یعنی اتمامِ صلوٰۃ سے گنہگار ہوگا چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ اولاً جب نماز فرض ہوئی تو دو رکعتیں ہی فرض ہوئی تھی پھر سفر کی نماز اسی حال پر رہی اور حضر کی نماز زیادہ کی گئی "، اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسافر پر صرف دو رکعتیں ہی فرض ہیں اس پر زیادتی جائز نہیں۔ امام نسائی نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جمعہ کی نماز دو رکعتیں، فطر کی نماز دو رکعتیں

marfat.cpm

۱۰۲۴ حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ اَبِیْ اِسْحَاقَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی مَکَّۃَ فَکَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ قُلْتُ اَقَمْتُمْ بِمَکَّۃَ شَیْئًا قَالَ اَقَمْنَا بِھَا عَشْرًا

نحر کی نماز دو رکعتیں ہیں اور سفر کی نماز دو رکعتیں ہی پوری نماز ہے اس میں قصر نہیں۔ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح روایت ذکر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر کی نماز کی دو رکعتیں ہیں جس نے سنت کا ترک کیا اس نے کفر کیا۔

اگر یہ سوال ہو کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سفر میں نماز پوری پڑھتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے نزدیک قصر اور اتمام دونوں جائز ہیں کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز میں قصر کی تو انھوں نے یہ اعتقاد کر لیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو امروں میں اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ آسان کو اختیار کیا اسی لئے جب آپ کو قصر اور اتمام میں اختیار دیا گیا تو آپ نے اپنی امت کے لئے آسان کو اختیار کیا اس لئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ قصر اور اتمام دونوں کو جائز کہتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی تاویل اختیار کی ہے اور وہ بھی سفر میں نماز پوری پڑھتی تھیں، اس کی تائید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا سیدنا عثمان پر اعتراض کرنا اور پھر ان کی اقتداء میں پوری نماز پڑھنا ہے،، یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سفر میں پوری نماز پڑھتے تھے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا پھر ان کے پیچھے پوری نماز پڑھی جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے عثمان پر اعتراض کیا پھر ان کی اقتداء میں پوری نماز پڑھی تو انھوں نے کہا خلاف اچھا نہیں،، — پھر قصر صرف چار رکعت والی نماز میں ہے مغرب اور صبح میں قصر نہیں،، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگر پندرہ دن کی اقامت کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھنی فرض ہے اگر اس سے کم مدت کی اقامت کی نیت ہو تو قصر واجب ہے کیونکہ پندرہ روز کی مدت طہر کی مدت جیسی ہے چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی انھوں نے کہا جب تو مسافر ہو اور کسی شہر میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھو اور اگر تمہیں معلوم نہیں کہ کب سفر میں شروع ہو جائے تو قصر کرو" ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انھوں نے کہا جب مسافر پندرہ دن ٹھہرنے کا قصد کرے تو پوری نماز پڑھے ورنہ قصر کرے اور بخاری میں مذکور حدیث ۱۰۲۳ کا مطلب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں انیس روز کی اقامت کی نیت نہ کی تھی اس لئے آپ قصر کرتے رہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسافر جب کسی شہر میں چار دن اقامت کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں صرف چار روز اقامت فرمائی تھی،، امام مالک اور احمد رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں"۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ: یحییٰ بن ابی اسحاق نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے

۱۰۲۴ —

marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ بِمِنًى حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ۱۰۲۵

نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِّنْ اِمَارَتِهٖ ثُمَّ اَتَمَّهَا

مکہ مکرمہ کی طرف گئے آپ (اثنائے سفر میں) دو دو رکعتیں پڑھتے رہے حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ واپس آگئے۔ میں (یحییٰ بن اسحاق) نے حضرت انس سے کہا کہ تم مکہ مکرمہ میں کچھ ٹھہرے تھے اُنھوں نے کہا ہم وہاں دس دن ٹھہرے تھے!

۱۰۲۴ ــــ شرح : اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ مسافر جب کسی شہر میں چار دن اقامت کا ارادہ کرے تو قصر پڑھے کیونکہ مکہ مکرمہ میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار دن اقامت فرمائی تھی۔ امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ مسافر جب چار روز سے زیادہ اقامت کرے تو وہ مقیم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ اقامت کی نیّت نہ کرے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام شافعی کا یہ قول اجماع کے خلاف ہے کیونکہ چار دن کی نیتِ اقامت سے مقیم ہو جانا کسی سے منقول نہیں،، احناف کے نزدیک پندرہ روز سے کم اقامت کی نیّت کرے تو قصر پڑھے گا؛ چنانچہ عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا جب تو کسی شہر میں جائے جبکہ تو مسافر ہو اور تیری نیّت یہ ہو کہ وہاں پندرہ روز ٹھہرے گا تو نماز پُوری پڑھ اور اگر تجھے معلوم نہیں کہ کب سفر شروع ہوگا تو قصر پڑھتے رہو،، اس حدیث کی امام طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب پندرہ روز اقامت کی نیّت کرتے تو پُوری نماز پڑھتے تھے!

واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ منیٰ میں نماز پڑھنا

۱۰۲۵ ــــ ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ساتھ بھی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی خلافت کے ابتدائی دَور میں دو رکعتیں پڑھیں پھر اُنھوں نے (سفر میں) نماز پُوری پڑھی۔

۱۰۲۵ ــــ شرح : سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ابتداء خلافت میں چھ برس قصر پڑھی پھر اس کے بعد وہ سفر میں پُوری نماز پڑھتے تھے،، کیونکہ ان کے نزدیک قصر و اتمام دونوں جائز ہیں اور اُنھوں نے اتمام کو قصر پر ترجیح دی تھی جیسا کہ حدیث ۱۰۲۳ میں گزرا ہے۔

امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا جس مسافت میں قصر کی جاتی ہے وہ تین شب و روز کا سفر ہے اور وہ اٹھارہ فرسخ ہیں اسی پر فتویٰ ہے،،

marfat.cpm

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ صَلَّى ۱۰۲۶
بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْنَ مَا كَانَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا ۱۰۲۷
إِبْرَاهِيمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ صَلَّى بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقِيلَ فِي ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللهِ
ابْنِ مَسْعُودٍ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ بِمِنًى
رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ

ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے حارثہ بن وہب سے سُنا وہ کہتے تھے کہ نبی
۱۰۲۶ — کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امن کی حالت میں ہم کو منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں

شرح : جمہور کا مذہب یہ ہے کہ خوف کے بغیر بھی نماز قصر پڑھنا جائز ہے لہٰذا
۱۰۲۶ — ان لوگوں کا قول ناقابلِ قبول ہے جو کہتے ہیں کہ قصر نماز بحالت خوف
مختص ہے۔ صحیح مسلم میں یعلی بن اُمیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے سیدی عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اگر تمہیں کفار کے فتنہ کا ڈر ہو تو نماز قصر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں" مگر اب تو لوگ امن کی میں ہیں (لہٰذا قصر کیونکر پڑھیں) عمر فاروق نے کہا جس سے تم نے تعجب کیا ہے میں نے بھی اسی طرح تعجب کیا تھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پہ صدقہ کیا ہے اس کا صدقہ قبول کرو" علماءِ اصول نے کہا جو صدقہ تملیک کا محتمل نہ ہو وہ محض اسقاط ہوتا ہے۔ لہٰذا سفر کی حالت میں دو رکعتیں مسافر سے ساقط ہیں۔ حافظ ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ اصبہان میں ابو الکنود سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے ابن عمر سے سفر کی حالت میں نماز سے متعلق پُوچھا تو اُنھوں نے کہا دو رکعتیں نماز آسمان سے نازل ہُوئی ہے اگر تم چاہتے ہو تو اس کو مسترد کر دو" حضرت حارثہ بن وہب کی حدیث میں اس کی واضح تائید ہے واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن یزید کو یہ کہتے ہُوئے
۱۰۲۷ — سُنا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہم کو منیٰ میں چار رکعتیں پڑھائیں
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا گیا تو اُنھوں نے کہا "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پھر کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں کاش کہ چار رکعتوں سے میرا حصہ دو رکعتیں مقبول ہوں۔

شرح : ان الفاظ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر تعریض کی گئی یعنی عبداللہ
۱۰۲۷ — بن مسعود چار کی جگہ دو رکعتیں پڑھتے تھے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی

marfat.com

بَابُ كَمْ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهٖ

۱۰۲۸ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ صُبْحَ رَابِعَةٍ يُلَبُّوْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً اِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ تَابَعَهٗ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ

اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب بحالت سفر دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے،، اور اُنھوں نے کراہت کا اظہار کیا جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے عمل کے خلاف دیکھا،، صاحبِ توضیح نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بحالت سفر نماز قصر پڑھنا فرض کہتے تھے،، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کہا بحالت سفر نماز صرف دو رکعتیں فرض ہیں۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا اگر بھول کر تیسری رکعت میں کھڑا ہوگیا تو اسے ترک کر دے اور سجدۂ سہو کرے۔ ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بحالت سفر چار رکعتیں پڑھیں جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ عثمان غنی پر اس بارے میں عیب لگاتے ہیں اور خود چار پڑھتے ہو،، تو اُنھوں نے جواب دیا کہ خلاف کرنا اچھا نہیں شرارت ہے،، مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ عبداللہ بن مسعود بھی بحالت سفر چار یا دو رکعتوں کا پڑھنا جائز سمجھتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک اگر قصر واجب نہ ہوتی تو وہ استرجاع نہ کہتے،، اور یہ نہ کہتے کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دو رکعتیں پڑھی ہیں۔
واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں کتنے روز اقامت فرمائی۔ ،،

۱۰۲۸ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حج کا تلبیہ کہتے ہوئے چار ذوالحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ تشریف لائے پھر آپ نے صحابہ کو فرمایا کہ حج کو عمرہ کرلیں مگر وہ شخص جس کے پاس ہدی ہے (وہ حج کو فسخ نہ کرے) ابوعالیہ کی عطاء بن ابی رباح نے جابر سے روایت کرنے میں متابعت کی!

۱۰۲۸ — شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم چار ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ تشریف لائے تھے اور یہ بات مسلم ہے کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے اور اس حج میں آپ مکہ مکرمہ میں صرف دس روز ٹھہرے تھے جیسا کہ حدیث ۱۰۲۴ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے،، لہٰذا حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے۔
مشرکین یہ کہا کرتے تھے کہ حج کے ایام میں عمرہ کرنا سخت گناہ ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تردید

marfat.cpm

بَابٌ فِي كَمْ تُقْصَرُ الصَّلٰوةُ وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّفَرَ يَوْمًا وَّلَيْلَةً

۱۰۲۹ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ يَقْصُرَانِ وَيُفْطِرَانِ فِي أَرْبَعَةِ بُرُدٍ وَهُوَ سِتَّةَ عَشَرَ فَرْسَخًا حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ

۱۰۳۰ ذِي مَحْرَمٍ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا مَعَهَا زَوْجٌ أَوْ مَحْرَمٌ تَابَعَهُ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۰۳۱ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کرتے ہوئے صحابہ کرام سے فرمایا کہ جنہوں نے حرم میں ہدی (قربانی) نہیں بھیجی وہ حج کا احرام فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھ لے اور جنہوں نے ہدی بھیج دی ہے وہ ایسا نہ کریں چنانچہ صحابہ کرام نے حسبِ ارشاد حج کا احرام فسخ کر دیا اور عمرہ کا احرام باندھ لیا اور پھر آٹھ ذوالحجہ کو حج کے لئے احرام باندھا۔ یہ صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کی خصوصیت ہے چنانچہ ابوداؤد نے حارث بن بلال بن الحارث سے روایت کی کہ ان کے والد نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حج کو فسخ کرنا ہمارے لئے خاص کیا گیا ہے یا بعد میں آنے والے لوگ بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صرف تمہارے لئے مخصوص ہے،، اور یہ حدیث صحیح ہے!

باب ـــــ کتنی مسافت کے سفر میں قصر کرے

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک دن رات کی مسافت کو سفر کہا۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم چار برید اور وہ سولہ (۱۶) فرسخ ہوتے ہیں کے سفر میں قصر اور افطار کیا کرتے تھے،،

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم

۱۰۲۹ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کوئی عورت محرم کے سوا تین دن سفر نہ کرے!

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

۱۰۳۰ ـــــ کوئی عورت مَحْرَم کے بغیر تین دن سفر نہ کرے احمد بن محمد مروزی نے ابن مبارک سے اُنھوں نے عبیداللہ سے اُنھوں نے نافع سے اُنہوں نے ابن عمر سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرنے میں عبیداللہ کی مطابعت کی!

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم

۱۰۳۱ ـــــ نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے روز پر ایمان رکھتی

marfat.com

لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ تَابَعَهُ يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ وَّسُهَيْلٌ وَّمَالِكٌ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ **بَابٌ** يَقْصُرُ اِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهٖ وَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَصَرَ وَهُوَ يَرَى الْبُيُوْتَ فَلَمَّا رَجَعَ قِيْلَ لَهٗ هٰذِهِ الْكُوْفَةُ قَالَ لَا حَتّٰى نَدْخُلَهَا **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَاَبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ اَنَسٍ ۱۰۳۲
ابْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ

ہے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ایک دن رات کا سفر کرے جبکہ اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو،، یحییٰ بن ابی کثیر، سہیل اور مالک نے مقبری سے روائت کرنے میں ابن ابی ذئب کی متابعت کی ہے!

۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱ —— شرح : اگر یہ کہا جائے کہ پہلی حدیث میں "مع ذِیْ مَحْرَمٍ" اور دوسری میں "مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ" فرمایا ان میں فرق کیا ہے، اس کا جواب یہ ہے پہلی حدیث میں عورت کے تابعہ ہونے اور دوسری میں متبوعہ ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے،، سوال یہ ہوتا ہے کہ پہلی حدیث کا مدلول یہ ہے کہ عورت کا تنہا تین دن سے زیادہ روز سفر کرنا جائز نہیں، دوسری حدیث میں تین دن سفر کرنا جائز نہیں اور تیسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ دو دن تنہا سفر نہیں کر سکتی۔ پہلی حدیث کا مفہوم دوسری حدیث کے منافی ہے اور دوسری حدیث کا مفہوم تیسری حدیث کے مفہوم کے منافی ہے،، اس کا جواب یہ ہے کہ مفہومِ عدد کا کوئی اعتبار نہیں اور ایک عدد دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا،، اور احادیث کا اختلاف سائلین کے اختلاف کے جواب کے اعتبار سے ہے،، ایک سائل نے یہ پوچھا کیا محرم کے بغیر عورت ایک دن اور ایک رات سفر کر سکتی ہے؟ فرمایا نہیں،، پھر دوسرے نے سوال کیا کہ وہ دو دن سفر کر سکتی ہے؟ فرمایا نہیں پھر تیسرے نے عرض کیا کیا وہ تین دن سفر کر سکتی ہے فرمایا نہیں" ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس مسافت میں نماز قصر پڑھنا مباح ہے اس کی مقدار میں مختلف مذاہب ہیں۔ امام مالک، شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے مذہب میں سولہ فرسخ۔ امام اوزاعی کے نزدیک ایک دن کا سفر، اہل کوفہ کے نزدیک تین دن کا سفر اور اہل ظاہر کے نزدیک جب آبادی گزر جائے تو قصر کرے اگرچہ اپنے باغ میں جانے کا ارادہ ہو ان کے نزدیک قلیل وکثیر سفر برابر ہے،،

باب —— جب اپنے موضع سے باہر نکلے تو نماز میں قصر کرے

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کوفہ سے باہر نکلے اور نماز میں قصر کی جبکہ وہ کوفہ کے مکانات دیکھ رہے تھے،، جب واپس آئے تو ان سے کہا گیا یہ کوفہ ہے اُنھوں نے کہا نہیں (ہم پوری نماز نہیں پڑھیں گے) حتیٰ کہ کوفہ میں داخل ہو جائیں،،

marfat.cpm

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الصَّلٰوةُ اَوَّلُ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَانِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَاُتِمَّتْ صَلٰوةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ فَمَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَاَوَّلَتْ مَا تَاَوَّلَ عُثْمٰنُ ۱۰۳۳

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں ۱۰۳۲ ——

دو رکعتیں پڑھیں !

شرح : یعنی جب اپنے شہر یا بستی سے سفر کے ارادہ کی غرض سے باہر نکلے تو آبادی گزر جانے کے بعد قصر کرتا رہے گا ۔ ذوالحلیفہ مدینہ منورہ والوں کا میقات ہے جہاں سے وہ احرام باندھتے ہیں اور مدینہ منورہ سے چھ (۶) میل دُور ہے ،، اس حدیث سے اہلِ ظاہر استدلال کرتے ہیں کہ قلیل سفر میں بھی قصر جائز ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لے جا رہے تھے ۔ ذوالحلیفہ آپ کے سفر کی انتہاء نہ تھی ۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سب سے پہلے نماز دو رکعت فرض ہوئی پھر سفر کی نماز ثابت رہی اور حضر کی نماز بڑھائی گئی ،، ۱۰۳۳ ——

زہری نے کہا میں نے عروہ سے کہا ام المؤمنین عائشہ کا پوری نماز پڑھنے کا سبب کیا ہے ؟ اُنھوں نے کہا ام المؤمنین نے وہی تاویل کی ہے جو عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے تاویل کی ہے ۔

شرح : اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا کہ بحالتِ سفر نماز پوری پڑھنا جائز نہیں کیونکہ سفر میں نماز دو رکعت ہی فرض ہے ۱۰۳۳ ——

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا " سفر کی نماز دو رکعتیں ہی پوری نماز ہے قصر نہیں تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف سے یہ ارشاد ہوا ہے ،، امام نسائی نے صحیح سند کے ساتھ اس کی روائت کی ،، ابن حزم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " سفر کی نماز دو رکعتیں ہیں جس نے سنت کا ترک کیا اُس نے کفرانِ نعمت کیا ،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس نے سفر میں چار رکعتیں پڑھیں اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے حضر میں دو رکعتیں پڑھیں ،،

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تاویل حدیث ۱۰۳۳ کے تحت مذکور ہے ،، دراصل سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہ تھا کہ نماز میں قصر صرف اس شخص کے لئے ہے جو بالفعل سفر کر رہا ہو اور جو مسافر اثناءِ سفر میں کچھ اقامت کر لے اگرچہ وہ پندرہ دن سے کم ہو وہ قصر نہ کرے وہ مقیم کے حکم میں ہے اس لئے وہ پوری نماز پڑھے گا یہی تاویل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی ہے ۔

marfat.com

بَابُ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا فِي السَّفَرِ

حَدَّثَنَا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی سالم عن عبد اللہ بن عمر قال رایت رسول اللہ ۱۰۳۴
صلی اللہ علیہ وسلم اذا عجلہ السیر فی السفر یؤخر المغرب حتی یجمع بینہا وبین العشاء قال سالم وکان عبد اللہ بن عمر یفعلہ
اذا عجلہ السیر وزاد اللیث حدثنی یونس عن ابن شہاب قال سالم وکان ابن عمر یجمع بین المغرب والعشاء بالمزدلفۃ قال سالم
واخر ابن عمر المغرب وکان استصرخ علی امراتہ صفیۃ بنت ابی عبید فقلت لہ الصلاۃ فقال سر فقلت لہ الصلوۃ فقال
سر حتی سار میلین او ثلاثۃ ثم نزل فصلی ثم قال ہکذا رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی اذا عجلہ السیر وقال عبد اللہ رایت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا عجلہ السیر یقیم المغرب فیصلیہا ثلاثا ثم یسلم ثم قلما یلبث حتی یقیم العشاء فیصلیہا رکعتین ثم یسلم ولا یسبح
بعد العشاء حتی یقوم من جوف اللیل

باب — سفر میں مغرب کی نماز تین رکعتیں پڑھے!

۱۰۳۴ — **ترجمہ** : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کو مؤخر فرماتے حتیٰ کہ اس کو اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھتے ،، سالم نے کہا عبد اللہ بن عمر بھی اسی طرح کرتے تھے جبکہ ان کو سفر میں جلدی ہوتی تھی ،، لیث رضی اللہ عنہ نے اس پر مزید کہا کہ مجھے یونس نے ابن شہاب سے خبر دی کہ سالم نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھتے تھے ،، حضرت عبد اللہ بن عمر نے مغرب کی نماز کو مؤخر کیا جبکہ ان کو ان کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید کی موت کی خبر دی گئی میں نے ان سے کہا نماز حاضر ہو گئی ہے۔ اُنھوں نے کہا چلو پھر میں نے کہا نماز! اُنھوں نے کہا چلو حتیٰ کہ دو یا تین میل چلے پھر اُتر کر نماز پڑھی اور کہا ایسے ہی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر کی جلدی ہوتی تو اس طرح نماز پڑھتے تھے عبد اللہ بن عمر نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر کی جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کو مؤخر فرماتے اور تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرتے پھر تھوڑا سا ٹھہرتے حتیٰ کہ نمازِ عشا کی اقامت کہہ کر دو رکعتیں پڑھتے پھر سلام پھیرتے اور عشاء کی نماز کے بعد نوافل نہ پڑھتے حتیٰ کہ آدھی رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتے!

۱۰۳۴ — **شرح** : سیاقِ حدیث سے ظاہر ہے کہ دونوں نمازوں کے درمیان تھوڑا سا فرق کرتے تھے اس حدیث میں دو نمازوں کے جمع اور قصر کا بیان ہے ،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سفر میں مغرب کی نماز میں قصر نہیں کی گئی کیونکہ یہ دن کے وتر ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رات کی نماز کا اہتمام کرنا چاہیئے اگرچہ سفر کی حالت ہو ،، اس حدیث سے اس کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ دونوں نمازوں کو ایک نماز کے وقت میں جمع نہیں کیا جاتا بلکہ ایک نماز کو اس کے آخر وقت تک

marfat.cpm

۱۰۳۵ بَابُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الدَّوَابِّ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ
۱۰۳۶ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ
۱۰۳۷ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ وَهُوَ رَاكِبٌ فِيْ غَيْرِ الْقِبْلَةِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا
وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا وَيُخْبِرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهٗ

مؤخر کیا جاتا ہے اور دوسری نماز کو اس کے اوّل وقت میں مقدم کر کے پڑھا جاتا ہے اور ہر ایک نماز اپنے اپنے وقت میں ادا ہوتی ہے اگرچہ بظاہر دیکھنے میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھا جا رہا ہے،، البتہ مزدلفہ میں مغرب کی نماز کو عشاء کے وقت میں دونوں کو ایک ساتھ پڑھا جاتا ہے یا عرفات میں عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں پڑھا جاتا ہے۔ یہ صرف ان دونوں نمازوں کی خصوصیت ہے،، ان کے علاوہ ہر نماز کا اس کے مقرر وقت میں پڑھنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا،، یعنی مومنوں کے لئے نماز کا وقت مقرر ہے اور صحیح حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اس کے وقت کے بغیر ادا نہیں فرمائی،،

اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ مغرب کو عشاء کے وقت میں مؤخر کر کے جمع کرنا جائز ہے۔ احناف کہتے ہیں کہ حدیث سے مراد یہ نہیں کہ ان دونوں کو عشاء کے وقت میں پڑھتے تھے بلکہ مراد یہ ہے کہ مغرب کی نماز اس کے آخر وقت تک مؤخر کر کے پڑھتے۔ پھر جب عشاء کا وقت داخل ہو جاتا تو اس کو اوّل وقت میں مقدم کر کے پڑھتے لہٰذا یہ جمع صوری ہے ایک وقت دونوں کو جمع نہیں کیا گیا،، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز میں قصر نہیں ہے۔

باب ــــ سواری پر نفل نماز پڑھنا وہ جدھر بھی متوجّہ ہو

۱۰۳۵ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی سواری پر جدھر بھی وہ متوجّہ ہوتی نماز پڑھتے تھے۔

۱۰۳۶ ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز غیر قبلہ کی طرف متوجہ نماز پڑھ لیتے جبکہ آپ سوار ہوتے تھے۔

۱۰۳۷ ــــ ترجمہ : نافع نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری پر نماز پڑھتے اور وتر بھی سواری پر پڑھتے اور بیان کرتے تھے کہ نبیٔ کریم

marfat.com

بَابُ الْاِيْمَاءِ عَلَى الدَّابَّةِ

۱۰۳۸ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ اَيْنَمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ يُوْمِيْ وَذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهٗ

صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے!

۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷ ——

شرح: یعنی سواری جدھر بھی متوجہ ہو اس پر نفلی نماز پڑھنا جائز ہے

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس پر اُمّت کا اتفاق ذکر کیا ہے کہ نفل نماز سواری پر پڑھنا جائز ہے۔ اگرچہ سواری غیر قبلہ کی طرف متوجہ ہو،، اور قبلہ کی طرف منہ کرنا شرط نہیں بلکہ جس سمت سواری جارہی ہو ادھر ہی منہ کرلے ورنہ نماز جائز نہیں،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ اتفاق سفر کی حالت میں ہے، حضر میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اس کو جائز کہتے ہیں اُنھوں نے عمومِ حدیث سے استدلال کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور محمد رضی اللہ عنہما اسے حضر میں منع کرتے ہیں اور اُنھوں نے حدیث ۱۰۳۸ سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر کی حالت میں سواری پر نماز پڑھتے،، مسلم کی ایک روائت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے جارہے تھے اور اپنی سواری پر نماز پڑھتے جدھر بھی آپ کا چہرہ انور ہوتا،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سواری پر نماز پڑھ سکتے ہیں پیدل چلتے ہوئے نہیں پڑھ سکتے،، کیونکہ سواری پر نماز پڑھنا رخصت ہے اور رخصت مقیس علیہا نہیں بن سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب —— سواری پر اشارہ سے نماز پڑھنا،،

۱۰۳۸ —— ترجمہ: عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر کی حالت میں سواری پر نماز اشارہ سے پڑھتے سواری جدھر بھی متوجہ ہوتی،، اس کی وہ پرواہ نہ کرتے تھے،، حضرت عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے!

۱۰۳۸ —— شرح: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بحالتِ سفر نفل سواری پر پڑھتے تھے اور فرض نماز سواری سے اُتر کر زمین پر پڑھتے تھے۔ وہ شروع اسلام میں وتر سواری پر پڑھتے تھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز سواری پر پڑھتے تھے مگر جب وتر کی نماز کی تاکید زیادہ ہوگئی اور اس کا امر مستحکم ہوگیا تو وتر زمین پر اُتر کر پڑھتے تھے چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بحالتِ سفر اپنے اونٹ پر نفل نماز پڑھتے تھے اور وہ اس کی پرواہ نہ کرتے تھے کہ سواری غیر قبلہ کو جارہی ہے اور جب صبح صادق قریب آجاتی تو سواری

marfat.cpm

۱۰۳۹ بَابُ يَنْزِلُ لِلْمَكْتُوبَةِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ يُومِئُ بِرَأْسِهِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ وَقَالَ اللَّيْثُ

سے اُتر کر زمین پہ وتر پڑھتے تھے، اس حدیث کا اسناد صحیح ہے اور امام احمد بن حنبل نے اس کو اپنی مسند میں ذکر کیا ہے اور یہ مسلم اصول ہے کہ راوی جب اپنی روائت کے خلاف فعل کرے تو وہ روائت اس کے نزدیک منسوخ قرار پاتی ہے،، معلوم ہُوا کہ وتر کی نماز سواری پر جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ فرض نماز پڑھنے کے لئے سواری سے اُتر جائے،،

۱۰۳۹ ـــــ ترجمہ : عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ سواری پہ تشریف فرما ہوتے سر مبارک کے اشارہ سے نماز پڑھتے تھے جس طرف بھی متوجہ ہوتے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز میں اس طرح نہ کرتے تھے،، لیث نے کہا مجھے یونس نے ابن شہاب سے خبر دی کہ سالم نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر سواری پہ رات کی نماز پڑھتے جبکہ وہ مسافر ہوتے جس طرف بھی آپ متوجہ ہوتے اس کی پرواہ نہ کرتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پہ نفل نماز پڑھتے تھے وہ جدھر بھی متوجہ ہوتی اور وتر نماز بھی اس پر پڑھتے تھے مگر فرض نماز سواری پر نہ پڑھتے تھے!

۱۰۳۹ ـــــ شرح : امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجاہد سے روائت کی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں اونٹ جدھر بھی متوجہ ہوتا اس پر نماز پڑھتے جب صبح قریب آجاتی تو سواری سے اُتر کر زمین پر وتر پڑھتے تھے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنے مسند میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سواری پر نفل نماز پڑھتے تھے جب وتر پڑھنے کا ارادہ ہوتا تو اُتر کر زمین پر پڑھتے اس روائت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر کا وتر سواری پر پڑھنا اس وقت تھا جبکہ وتر کا امر مستحکم نہ ہُوا تھا اور اس کا حکم دیگر نوافل سا تھا،، اور اس کے بعد اس کی تاکید کی گئی تو مذکور حکم منسوخ ہوگیا،، لہٰذا وتر کی نماز سواری پہ پڑھنا منسوخ ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com

حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ سَالِمٌ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّي عَلَى دَابَّتِهِ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُسَافِرٌ مَا يُبَالِي إِلَى حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ١٠٤٠
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ

بَابُ صَلٰوةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الْحِمَارِ

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ ١٠٤١
أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ اسْتَقْبَلْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِيَنَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ مِنْ ذَا الْجَانِبِ يَعْنِي عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ فَقُلْتُ رَأَيْتُكَ تُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فَقَالَ لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ لَمْ أَفْعَلْهُ رَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

١٠٤٠ ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور جب فرض نماز پڑھنے ارادہ فرماتے تو اس سے اُتر کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوتے!

١٠٤٠ شرح : جمہور علماء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ نفل نماز سواری پر پڑھنے جائز ہیں - اگرچہ سواری غیر قبلہ کو جاری ہو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم جہاں بھی ہو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو،، نوافل کے غیر کے ساتھ مختص ہے اور یہ ارشاد : " أَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ " نفل نماز پر محمول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے نوافل میں وسعت فرمائی ہے،،
واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

پانچواں پارہ

باب ـــ گدھے پر سوار کا نفل نماز پڑھنا

١٠٤١ ترجمہ : حضرت انس بن سیرین رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے حضرت انس کا استقبال کیا جبکہ وہ شام سے واپس

marfat.cpm

بابُ من لم یتطوّع فی السفر دبر الصلوٰت وقبلھا ۱۰۴۲

ثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنی ابن وھب قال حدثنی عمر بن محمد ان حفص بن عاصم حدثہ قال سألت ابن عمر فقال صحبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم ارہ یسبح فی السفر وقال اللہ تعالیٰ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

آئے ہم ان کو "عین تمر" کے مقام پر ملے میں نے ان کو دیکھا وہ گدھے پر سوار نماز پڑھ رہے تھے اور ان کا منہ اس طرف یعنی قبلہ کی بائیں جانب تھا میں نے ان سے کہا کہ میں نے آپ کو غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھتے دیکھا ہے اُنھوں نے کہا اگر میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں ایسا کبھی نہ کرتا،، ابن طہمان نے حجاج سے اُنھوں نے انس بن سیرین سے اُنھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اُنہوں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روائت کی!

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کو اس لئے ذکر کیا کہ جس سواری پہ نماز پڑھی جائے اس کے ۱۰۴۱ ——

لئے یہ شرط نہیں کہ اس کا پیشاب وغیرہ طاہر ہو بلکہ شرط یہ ہے کہ سواری کی ناپاک شئ سے سوار مس نہ کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گدھے کا پسینہ پاک ہے دراصل پسینہ گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور گدھے کا گوشت مشکوک ہے لہٰذا اس کا پسینہ بھی مشکوک ہونا چاہیئے،، مگر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے برہنہ گدھے پر سواری فرمائی ہے اور عموماً گرم علاقے میں سواری کو پسینہ آجاتا ہے خصوصاً جبکہ سواری پر نبوّت کا بوجھ ہو اس لئے گدھے کے پسینہ کو پاک کہا جاتا ہے،، یہ باب "صلوٰۃ التطوع علی الدابہ اور "الایماء علی الدابہ" کے باب میں شامل ہے صرف مذکور بالا وجہ کے باعث یہاں یہ باب ذکر کیا ہے،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سواری پر نوافل پڑھ سکتے ہیں اگرچہ اس کا منہ غیر قبلہ کو ہے اس صورت میں استقبالِ قبلہ شرط نہیں حتی کہ تکبیر تحریمہ کے وقت بھی استقبالِ قبلہ شرط نہیں البتہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے وقت استقبالِ قبلہ شرط ہے اور اگر چلتا ہُوا نفل نماز پڑھے تو رکوع وسجود کے وقت بھی استقبالِ قبلہ شرط ہے اور رکوع وسجود دونوں کا زمین پر ہونا شرط ہے اور اصحابِ شافعی کے نزدیک سلام کے وقت استقبالِ قبلہ شرط نہیں اس کی مزید تفصیل حدیث ۱۰۳۵ء اور حدیث ۱۰۳۸ء کی تفہیم میں مذکور ہے۔

باب — جس شخص نے سفر کی حالت میں نماز کے بعد اور پہلے نفل نہ پڑھے!

ترجمہ : عمر بن محمد نے کہا کہ ان کو حفص بن عاصم نے خبر دی کہ ۱۰۴۲ ——

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سفر کیا اُنھوں نے کہا

marfat.com

حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن عیسیٰ بن حفص بن عاصم قال حدثنی ابی انہ سمع ابن عمر یقول صحبت **۱۰۴۳**
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان لا یزید فی السفر علی رکعتین وابا بکر وعمر وعثمان کذلک

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں، میں نے آپ کو سفر کی حالت میں نفل پڑھتے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔

۱۰۴۳ ــــ ترجمہ : عیسیٰ بن حفص بن عاصم نے کہا مجھے میرے باپ نے خبر دی کہ اُنھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کی آپ سفر کی حالت میں (مغرب کے سوا) دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اسی طرح حضرت ابوبکر، عمر فاروق اور عثمانِ غنی رضی اللہ عنہم بھی دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے!

۱۰۴۲، ۱۰۴۳ ــــ شرح : امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ اکثر اہلِ علم سفر کی حالت میں نفل پڑھنے پسند کرتے ہیں" سنن مؤکدہ میں قصر نہیں البتہ سفر کی حالت میں جبکہ قرار نہ ہو ان کو ترک کرنا جائز ہے اور جب قرار ہو فرار کی حالت نہ ہو تو ان کو ضرور پڑھے،، ہشام رحمہ اللہ نے کہا میں نے امام محمد رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ سفر کی حالت میں اکثر ظہر اور اس کے بعد نوافل نہ پڑھتے تھے اور فجر اور مغرب کی سنتیں کبھی ترک نہ کرتے تھے میں نے ان کو عصر اور عشاء کے نفل پڑھتے نہیں دیکھا وہ سفر کی حالت میں عشاء کے فرض اور وتر پڑھتے تھے۔

حدیث ۱۰۴۳ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ابتداء خلافت کے وقت بحالتِ سفر نماز کا ذکر کیا ہے کہ وہ نماز قصر کیا کرتے تھے،، پھر اُنھوں نے تاویل کی کہ جو شخص سفر کر رہا ہو وہ قصر کرے اور جتنا عرصہ اقامت کرے پُوری نماز پڑھے یہی تاویل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی ہے،، اس حدیث سے امام بخاری کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین بحالتِ سفر فرض میں قصر فرمایا کرتے تھے اور یہ مقصد نہیں کہ سنن مؤکدہ نہیں پڑھتے تھے جبکہ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی ہے کہ "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بحالتِ سفر ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعتیں نفل پڑھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بحالتِ سفر بعض اوقات سنن روانب ترک فرما دیتے تھے بہرحال سفر کی حالت میں سنن مؤکدہ کا پڑھنا افضل ہے اور ترک کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.cpm

بَابُ مَنْ تَطَوَّعَ فِي السَّفَرِ فِي غَيْرِ دُبُرِ الصَّلَوٰتِ وَقَبْلَهَا

١٠٤٤ وَرَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الضُّحَى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ ذَكَرَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا فَصَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فَمَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَوٰةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلَى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ

باب — جس نے سفر کی حالت میں فرض نمازوں کے بعد اور ان سے پہلے نفل نہ پڑھے اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی حالت میں فجر کی سُنّتیں پڑھیں! —

ترجمہ : ابن ابی لیلی رضی اللہ عنہ نے کہا ام ہانی کے سوا کسی شخص نے یہ خبر نہیں دی کہ اُس نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

١٠٤٤ — چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو۔ ام ہانی نے ذکر کیا ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز ان کے گھر میں غسل فرمایا اور آٹھ رکعتیں پڑھیں میں نے آپ کو اس سے خفیف تر نماز پڑھتے نہیں دیکھا سوا اس کے کہ آپ رکوع و سجود پُورا کرتے تھے لَیث نے کہا مجھے یونس نے ابن شہاب سے خبر دی کہا مجھے عبداللہ بن عامر نے خبر دی کہ ان کے باپ نے ان کو خبر دی کہ اُنھوں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سفر کی حالت میں رات کی نفل نماز سواری پر پڑھتے تھے جدھر بھی وہ متوجہ ہوتی تھی!

شرح : اس حدیث کی باب کے ساتھ مناسبت اس طرح ہے

١٠٤٤ — کہ سفر کی حالت میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشت کی نماز نفل تھی اور آپ نے یہ نماز زمین پر پڑھی۔ فرض نمازوں کے بعد والی یہ نماز نہ تھی ،، یہی باب کا ترجمہ ہے،، اکثر روایات سے ثابت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے اور آپ نے لوگوں کو یہ نماز پڑھنے کا حکم فرمایا ،، چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین اشیاء کی وصیت فرمائی جن کو میں مرتے دم تک نہ چھوڑوں وہ یہ کہ ہر ماہ میں تین روزے رکھنا، چاشت کی نماز پڑھنا اور وتر پڑھ کر سونا ،، ترمذی میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں سونے کا محل بناتا ہے ،، لہٰذا ابن ابی یعلیٰ کا قول کوئی

marfat.com

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ يُوْمِيْ بِرَأْسِهٖ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ ۱۰۴۵

ایسی دلیل نہیں جس سے چاشت کی نماز ساقط ہو جائے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو فعل ایک دفعہ کریں امت کے لئے وہی حجت اور دلیل کافی ہے اور ابوہریرہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما نے روائت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز پڑھی اور ان کو اس کی وصیت فرمائی ،، اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر کی حالت میں نفل پڑھتے نہیں دیکھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُنھوں نے آپ کو سفر کی حالت میں زمین پر نفل پڑھتے نہیں دیکھا۔ ابن بطال نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر کا یہ قول اس شخص پر حجت قائم نہیں ہو سکتا جس نے آپ کو نفل پڑھتے دیکھا ہے کیونکہ جو کوئی کسی شئ کی نفی کرے وہ شاہد اور گواہ نہیں ہو سکتا ہے ،، یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ آپ نے سفر میں نفل نہ پڑھے تاکہ امت کے لئے سفر کی حالت میں نفل پڑھنے اور نہ پڑھنے میں اختیار ثابت ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۱۰۴۵ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر نوافل پڑھا کرتے تھے جدھر بھی اُس کا منہ ہوتا اور سر مبارک سے اشارہ کرتے ابن عمر بھی اس طرح کرتے تھے۔

باب — سفر میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کرنا

۱۰۴۶ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سفر کے لئے جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے ،، ابراہیم بن طہمان نے حسین معلم سے اُنھوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اُنھوں نے عکرمہ سے اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تو ظہر، عصر اور مغرب، عشاء کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے اور حسین معلم نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اُنھوں نے حفص بن عُبید اللہ بن انس سے اُنھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے تھے علی بن مبارک اور حرب نے یحییٰ سے اُنھوں نے حفص سے اُنھوں نے انس سے روائت کرنے میں حسین معلم کی متابعت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازوں کو جمع کر کے پڑھا۔

۱۰۴۵ شرح : اس حدیث سے علامہ کرمانی نے استدلال کیا کہ زمین پر نفل پڑھنا جائز ہے کیونکہ جب سواری پر نفل پڑھنے جائز ہیں تو زمین

marfat.com

پر بطریق اولی جائز ہیں ،، علامہ عینی نے تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ عجیب استدلال ہے کیونکہ اس میں قیاس کی کیا ضرورت ہے جبکہ ساری زمین کا مسجد ہونا نص سے ثابت ہے ،،

شرح : علامہ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا کہ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ مسافر کے لئے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے

۱۰۴۶ ——

اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ ہے کہ ظہر و عصر کو صرف عرفات میں اور مغرب و عشاء کو صرف مزدلفہ میں ہی جمع کر سکتے ہیں کیونکہ نمازوں کے اوقات معین ہیں۔ اخبار احاد کے باعث ان کو ترک نہیں کیا جا سکتا ،، حضرت عبداللہ بن مسعود، سعد بن ابی وقاص اور دیگر علماء کا یہی مذہب ہے ،، چنانچہ بخاری اور مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت کی اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نماز غیر وقت میں پڑھتے نہیں دیکھا البتہ مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو جمع کیا اور اگلے روز صبح کی نماز مختار وقت سے پہلے پڑھی (اندھیرے میں پڑھی) امام مسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " نیند میں تفریط نہیں تفریط صرف بیداری میں ہے کہ نماز کو اتنا مؤخر کرے کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جن احادیث میں دو نمازیں جمع کرنا مذکور ہے وہ اس بات پر محمول ہیں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی نماز کو اس کے آخر وقت میں پڑھا اور دوسری کو اس کے اوّل وقت میں پڑھا ایک نماز کے وقت میں دو نمازیں نہیں پڑھیں۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کو ایک وقت میں پڑھا ہوگا مگر دراصل ہر نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھی تھی۔ پہلی نماز کو اس کے آخر وقت تک مؤخر کرنا اور دوسری نماز کو اس کے پہلے وقت میں مقدّم کر کے پڑھنے کو جمع صوری کہا جاتا ہے مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اس تاویل کی تائید ہوتی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خوف اور بارش کے عذر کے بغیر ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو جمع کیا۔ جب ابن عباس سے پُوچھا گیا کہ آپ نے اس طرح کیوں کیا تو اُنھوں نے کہا تاکہ امّت پر آسانی ہو ،، حالانکہ علماء احناف اور دیگر ائمہ میں سے حضر میں دو نمازوں کو جمع کرنا کسی کا مذہب نہیں ،، معلوم ہُوا کہ اس جمع سے مراد جمع صوری ہے جیسا کہ کتاب الحیض میں گزرا ہے اور مسلم میں مذکور حدیث کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب و عشاء کو غروبِ شفق کے بعد جمع کر کے پڑھتے اور کہتے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب و عشاء کو جمع فرماتے تھے ،، کا جواب یہ ہے کہ شفق کا اطلاق غروب شمس کے بعد سُرخی اور اس کے بعد سفیدی پر ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے سرخی غائب ہونے کے بعد مغرب و عشاء کو جمع فرمایا ہو تو جو علماء یہ کہتے ہیں کہ شفق سفیدی کو کہا جاتا ہے ان کے نزدیک مغرب اپنے وقت میں پڑھی اور ایسے ہی عشاء کی نماز اس کے وقت میں پڑھی جبکہ بعض دُوسرے علماء شفق سُرخی کو کہتے ہیں اور دونوں صورتوں میں یہ کہنا ممکن ہے کہ مغرب و عشاء کو شفق کے غائب ہونے کے بعد پڑھا ،، احناف کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ،، کہ مومنوں پر نمازوں کے اوقات مقرر ہیں ،، یعنی ان کو ان کے اوقات میں ادا کرو ،، اگر ان اخبارِ احاد کی وجہ سے ایک نماز کو دُوسری نماز کے وقت میں پڑھیں تو آئت کریمہ پر عمل متروک ہوگا اور یہ جائز نہیں ہے ،، لہذا احناف کے مسلک میں کتاب و سنت دونوں پر عمل واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.com

بَابُ الْجَمْعِ فِي السَّفَرِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

۱۰۴۶ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ اِذَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَعَطَّ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ وَتَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ حَفْصٍ عَنْ اَنَسٍ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب — جب مغرب و عشاء کی نمازوں کو جمع کرے کیا اذان یا اقامت کہے

۱۰۴۷ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں جلدی ہوتی تو آپ مغرب کی نماز کو موخر فرماتے حتیٰ کہ مغرب و عشاء جمع کرتے سالم نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو وہ ایسا ہی کرتے مغرب کے لئے اقامت کہتے اور اس کی تین رکعتیں پڑھتے پھر سلام پھیرتے پھر تھوڑا سا ٹھہرتے حتیٰ کہ عشاء کی اقامت کہتے اور اس کی دو رکعتیں پڑھتے پھر سلام پھیرتے اور دونوں نمازوں کے درمیان کوئی رکعت نماز نہ پڑھتے اور نہ ہی عشا کے بعد کوئی رکعت پڑھتے حتیٰ کہ آدھی رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتے ۔

۱۰۴۸ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو نمازوں یعنی مغرب و عشاء کو سفر میں جمع کرتے تھے

۱۰۴۷ ، ۱۰۴۸ — شرح : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روائت میں تاخیر کی انتہاء کا ذکر نہیں لیکن مسلم شریف میں نافع کی عبداللہ بن عمر سے روائت میں یہ مذکور ہے کہ شفق کے غائب ہونے تک تاخیر فرماتے حدیث ۱۰۴۶ میں شفق کے معانی اور مسئلہ کی تفصیل مذکور ہو چکی ہے ،، مقصد یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر کی حالت میں نماز سے پہلے اور اس کے بعد نوافل نہ پڑھتے تھے اور آدھی رات کو اُٹھ کر نفل پڑھتے تھے ،، ترمذی میں مرفوع حدیث ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نماز سے پہلے اور اس کے بعد نفل نہ پڑھتے تھے انہی سے ایک دُوسری روائت میں ہے کہ سفر میں آپ نوافل پڑھتے تھے اس مسئلہ کی تفصیل حدیث ۱۰۴۴ کے تحت مذکور ہے ،،

اس حدیث کی ترجمۃ الباب پر صراحۃً دلالت نہیں ہے البتہ علامہ کرمانی نے وجہ یہ بیان کی ہے کہ صلوات کے لفظ کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ نمازوں کو ان کے ارکان ، شروط اور سنن وغیرہا سمیت

marfat.cpm

۱۰۴۷ بَابٌ هَلْ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيمُ إِذَا جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَجِلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتَّى يُقِيمُ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَلَا يُسَبِّحُ بَيْنَهُمَا بِرَكْعَةٍ وَلَا بَعْدَ الْعِشَاءِ بِسَجْدَةٍ حَتَّى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ

۱۰۴۸ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي حَرْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ يَعْنِي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ

بَابٌ

۱۰۴۹ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى الْعَصْرِ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا حَسَّانُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِنْ زَاغَتْ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ

پڑھتے تھے اور اذان و اقامت نماز کے لئے مسنون ہیں جبکہ مطلق شی سے مراد اس کا فرد کامل ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

باب ـــــ جو شخص سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرے وہ ظہر کو عصر تک مؤخر کرے!

اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے "

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ

۱۰۴۹ ـــــ علیہ وسلم جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ (سفر) کرتے تو ظہر

کی نماز عصر کے وقت تک مؤخر فرماتے پھر دونوں کو جمع کرتے اور اگر سورج ڈھل جاتا تو ظہر پڑھ کر سوار ہو جاتے!

باب ـــــ جب سورج ڈھلنے کے بعد سفر کرے تو ظہر کی نماز پڑھ کر سوار ہو "

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ

۱۰۵۰ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر کرتے تو

marfat.com

باب اِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ مَا زَاغَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ
۱۰۵۰ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَاِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ باب
۱۰۵۱ صَلٰوةِ الْقَاعِدِ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ
صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهٖ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰى جَالِسًا وَصَلّٰى وَرَآءَهٗ قَوْمٌ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ
۱۰۵۲ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ
قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ

ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک مؤخر فرماتے پھر سواری سے اُتر کر دونوں کو جمع کرتے اور اگر سفر کرنے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر کی نماز پڑھ کر سوار ہو جاتے!

شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر کرتے تو ظہر کی نماز کو اتنا مؤخر فرماتے کہ عصر کا وقت قریب ترین ہو جاتا آپ ظہر کو اس کے آخر وقت میں پڑھ کر فارغ ہوتے تو عصر کا وقت داخل ہو جاتا پھر اس کو عصر کے وقت میں پڑھتے اور دیکھنے والا یہی سمجھتا کہ دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھا ہے دراصل یہ تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے جمع صوری ہے،، اور جب سورج ڈھلنے کے بعد سفر فرماتے تو صرف ظہر کی نماز پڑھتے اور سفر کرتے پھر جب عصر کا وقت داخل ہو جاتا تو عصر کی نماز پڑھتے،، اور ظہر کے بعد متصل ظہر کے وقت میں عصر کی نماز نہ پڑھتے اسی لئے ابوداؤد نے ذکر کیا کہ تقدیم وقت میں کوئی حدیث ثابت نہیں اور جس حدیث میں زوال کے بعد ظہر و عصر کو جمع کرنا مذکور ہے۔ ابوداؤد نے اس کو ہدفِ تنقید بناتے ہوئے اس کے اسناد میں اسحاق پر انکار کیا ہے،، بہرحال اس طرح کی دیگر احادیث ضعف سے خالی نہیں،، واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — بیٹھنے والے کی نماز

ترجمہ ۱۰۵۱ — : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر نماز پڑھی جبکہ آپ علیل تھے۔ آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور آپ کے پیچھے لوگوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ آپ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا بیٹھ جاؤ،، اور نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا،، امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو۔ جب وہ رکوع سے سر اُٹھائے تم بھی اپنے سر اُٹھاؤ،،

ترجمہ ۱۰۵۲ — : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے زمین پر آرہے تو آپ کی دائیں کروٹ پر چھیل آگئے ہم آپ کی بیمار پرسی کو گئے اور نماز کا وقت آگیا تو آپ نے بیٹھ کر ہم کو نماز پڑھائی اور ہم نے بھی بیٹھ کر نماز

marfat.cpm

أَوْ فَحِشَ شِقُّ الْأَيْمَنِ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُودُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا قُعُودًا وَقَالَ إِنَّمَا جُعِلَ
الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا
۱۰۵۳ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ

پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" امام اسی لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو جب وہ رکوع سے سر اُٹھائے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہے تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کہو"

ترجمہ : عمران بن حُصَین رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا ح ابن بُریدہ نے کہا مجھے عمران بن حُصَین نے خبر دی جبکہ وہ بواسیر میں مبتلاء تھے کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر نماز پڑھنے سے متعلق پُوچھا تو آپ نے فرمایا اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو افضل ہے اور جو کوئی بیٹھ کر نماز پڑھے اس کو کھڑے ہوکر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے" اور جو کوئی لیٹ کر نماز پڑھے اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔

۱۰۵۳ ——

شرح : پہلی دونوں حدیثیں منسوخ ہیں کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخری مرض جس میں آپ نے خالقِ کائنات جل وعلیٰ سے دائمی ملاقات فرمائی ہیں آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پیچھے کھڑے تھے" اور یہ مسلّم ہے کہ آپ کا آخری فعل معمول بہ ہوتا ہے" حدیث ع ۶۵۷ ، ع ۶۵۸ اور حدیث ع ۶۵۹ کے تحت اس کی تفصیل مذکور ہے"

۱۰۵۱ ، ۱۰۵۲ ، ۱۰۵۳ ——

حدیث ع ۱۰۵۳ نفل نماز پر محمول ہے جیسا کہ احناف کا مذہب ہے اُنھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ قیام پر قدرت کے باوجود نوافل بیٹھ کر پڑھنے جائز ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" صَلٰوةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلٰوةِ الْقَائِمِ" امام ترمذی نے کہا کہ سفیان ثوری نے کہا یہ تندرست اور اس شخص کے لئے جو معذور نہ ہو اگر وہ بیمار ہے تو اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنے سے بھی پُورا ثواب ملے گا جیسے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کا ثواب ہے" اور اگر نماز فرض ہے تو اگر وہ قیام پر قادر ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ثواب تو درکنار اس کی نماز ہی صحیح نہیں" اور اگر بیٹھنے پر قادر نہیں تو لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت میں اس کو پُورا ثواب ملے گا اور اگر قیام پر قدرت ہوتے ہُوئے بیٹھ کر فرض نماز پڑھنے کو جائز سمجھے تو احناف کے نزدیک کافر ہوجاتا ہے جیسے زنا اور سُودی کاروبار کو جائز قرار دینے سے کافر ہوجاتا" واللہ تعالیٰ ورسُولہ اعلم!

marfat.cpm

سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَیْنُ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ وَکَانَ مَبْسُوْرًا قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوۃِ الرَّجُلِ قَاعِدًا فَقَالَ اِنْ صَلّٰی قَائِمًا فَھُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰی نَائِمًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ

بَابُ صَلٰوۃِ الْقَاعِدِ بِالْاِیْمَاءِ

۱۰۵۴ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَیْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ وَکَانَ رَجُلًا مَبْسُوْرًا وَقَالَ اَبُوْ مَعْمَرٍ مَرَّۃً عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوۃِ الرَّجُلِ وَھُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ مَنْ صَلّٰی قَائِمًا فَھُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰی نَائِمًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ

باب ـــــ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا

۱۰۵۴ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور وہ بواسیر کے مریض تھے ،، ایک دفعہ ابو معمر نے کہا کہ عمران نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے شخص سے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا جو کوئی کھڑا ہو کر نماز پڑھے وہ افضل ہے اور جو بیٹھ کر نماز پڑھے اس کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور جو لیٹ کر نماز پڑھے اس کو بیٹھ کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میرے نزدیک یہاں نائم سے مراد مضطجع ہے (لیٹ کر نماز پڑھنے والا)

۱۰۵۴ ـــــ شرح : علامہ کرمانی نے کہا کہ مفترض اگر قیام پر قادر ہو تو اس کے لئے نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں اور اگر بیٹھنے پر قادر ہے تو اس کے لئے لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ،، اور اگر وہ معذور ہے اور کھڑا ہونے یا بیٹھنے پر قادر نہیں تو بیٹھ کر اور لیٹ کر نماز پڑھنے سے اس کو قائم سا ثواب ملتا ہے ،، یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف ہے ،، اور حدیث میں مذکور حکم متنفل قادر کے لئے ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس سے مراد مریض مفترض ہے کہ اگر اس کو کھڑا کیا جائے تو وہ مشکل سے کھڑا ہو سکتا ہے اور کھڑا ہونے میں اس کو سخت تکلیف ہوتی ہے اس کا کھڑا ہو کر نماز پڑھنا افضل ہے اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کو آدھا ثواب ملتا ہے اور اس کا فرض ادا ہو جاتا ہے دراصل یہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی ترغیب ہے ،، یہی حال لیٹ کر نماز پڑھنے والے کا ہے۔ احناف کے مذہب میں اگر لیٹ کر نماز نہ پڑھ

marfat.com

بَابٌ اِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلّٰى عَلٰى جَنْبٍ وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى اَنْ يَتَحَوَّلَ اِلَى الْقِبْلَةِ صَلّٰى حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ
۱۰۵۵ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ الْمُكْتِبُ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَاَلْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ

سکے تو اشارہ سے پڑھ لے مگر اختلاف اس صورت میں ہے کہ اشارہ سے فرض پڑھنے پر بھی اگر قدرت نہ ہو تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں تندرست ہونے کے بعد اس کی قضاء ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کی قضاء نہیں ،، شوافع کا مسلک یہ ہے کہ اگر مریض سر کے ساتھ اشارے سے عاجز ہو جائے تو آنکھ کے اشارہ سے نماز پڑھ لے اور اگر تحریکِ اجفان کی بھی قدرت نہ ہو تو وہ اپنی زبان پر نماز کے افعال کا اجراء کرے اور اگر اس کی زبان بھی بند ہو جائے تو دل پر قرآن و اذکار کا اجراء کرے بہرحال جب تک اسے ہوش ہو اس سے نماز معاف نہیں ہوتی ،، واللہ تعالیٰ اعلم!

باب ـــــ جب بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ لے ـــــ ،،

ترجمہ : عطاء نے کہا اگر قبلہ کی طرف منہ کرنے کی قدرت نہ ہو تو جدھر اس کا منہ ہو ادھر ہی نماز پڑھ لے۔ عمران بن حصین رضی اللہ

۱۰۵۵ ـــــ عنہ نے کہا مجھے بواسیر کی بیماری تھی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کھڑے ہو کر پڑھو اور اگر کھڑا ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لو اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر پڑھ لو ،،

شرح : باب کا عنوان یہ ہے کہ نمازی جب بیٹھ کر نماز پڑھنے سے عاجز

۱۰۵۵ ـــــ ہو جائے تو پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھ لے ،، اور عطاء کے اثر کا مدلول یہ ہے کہ جب قبلہ کی طرف منہ نہ کر سکے تو جدھر منہ ہو ادھر ہی نماز پڑھ لے لہٰذا عنوان اور اثر میں قدرِ مشترک یہ ہے کہ جب نمازی فرض ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو دوسرے فرض کی طرف منتقل ہو جائے جو وہ کر سکتا ہو! امام غزالی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا کہ یہ اثر ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسلک کے خلاف دلیل ہے ،، کہ بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکے تو اس سے نماز معاف ہو جاتی ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہیں منقول نہیں کہ ایسے مریض سے نماز ساقط ہو جاتی ہے ،،

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمران بن حصین کو مخاطب کر کے فرمایا اوّل تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر ورنہ ایک پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھ لو ،، لیکن حدیث میں اس کی وضاحت نہیں کہ کس پہلو پر لیٹے۔ دارقطنی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بیٹھ کر نماز

marfat.com

بَابُ اِذَا صَلَّى قَاعِدًا

ثُمَّ صَحَّ اَوْ وَجَدَ خِفَّةً تَمَّمَ مَا بَقِيَ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ شَاءَ الْمَرِيْضُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَاعِدًا وَرَكْعَتَيْنِ قَائِمًا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰى اَسَنَّ فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِّنْ ثَلَاثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً ثُمَّ رَكَعَ ۱۰۵۶

نہ پڑھ سکے تو دائیں پہلو پر لیٹ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ دائیں پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھنا مسنون ہے اور بائیں پر لیٹ کر پڑھنا خلافِ سنت ہے،، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے چت لیٹ جائے اور گھٹنے اُٹھائے رکھے اور رکوع وسجود اشارہ سے کرے،، یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے،،

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی جو شخص بیمار ہو اور کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو وہ بیٹھ کر جب نماز شروع کرے تو جیسے چاہے بیٹھے کیونکہ بیماری کی وجہ سے جب دیگر ارکان ساقط ہو جاتے ہیں تو بیٹھنے کی مسنون ہیئت بطریق اولیٰ ساقط ہو جاتی ہے،،

عمران بن حصین ،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ عمران نے کہا مجھے فرشتے سلام کہا کرتے تھے اور جب میں بیمار ہو گیا اور زخم داغا تو اُنھوں نے سلام کہنا چھوڑ دیا میں نے داغنا ترک کر دیا تو اُنھوں نے مجھے سلام کہنا شروع کر دیا،، عمران بن حصین فرشتوں کو علانیہ دیکھا کرتے تھے،، رضی اللہ عنہ!

باب — جب بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو پھر تندرست ہو جائے یا مرض میں خفّت محسوس کرے تو باقی نماز پُوری کرے،،

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مریض اگر چاہے تو دو رکعتیں کھڑے ہو کر پڑھے اور دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھے،،

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی نماز بیٹھ کر پڑھتے کبھی نہیں دیکھا حتیٰ کہ آپ معمّر ہو گئے اس وقت آپ بیٹھ کر قرأت فرماتے حتیٰ کہ جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو جاتے اور تقریباً تیس ۳۰ یا چالیس ۴۰ آیات پڑھتے پھر رکوع فرماتے۔ ۱۰۵۶

marfat.com

۱۰۵۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ وَاَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ نَحْوٌ مِنْ ثَلَاثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاِذَا قَضٰى صَلَاتَهٗ نَظَرَ فَاِنْ كُنْتُ يَقْظٰى تَحَدَّثَ مَعِيْ وَاِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اِضْطَجَعَ

شرح : اس باب میں اس شئ کا تذکرہ ہے کہ جب کوئی شخص مرض وغیرہ کے باعث بیٹھ کر نماز پڑھ رہا

۱۰۵۶ ——

ہو پھر دورانِ نماز وہ صحت یاب ہو جائے یا مرض میں تخفیف پائے اور قیام پہ قادر ہو جائے تو دونوں صورتوں میں بقیہ نماز پوری کرے اور دوبارہ نہ پڑھے۔ ترجمۃ الباب کی دونوں صورتیں فرائض اور نوافل میں مساوی ہیں اور ترجمۃ الباب اپنے عموم کے باعث فرض نماز اور نفل نماز کو شامل ہے اگرچہ باب کی حدیث نفل نماز کے بارے میں ہے کیونکہ ترجمۃ الباب اور حدیث کے درمیان ادنی مناسبت ہی کافی ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ نوافل میں قیام ضروری نہیں تندرست شخص بھی نفل بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے اور کسی عذر کے بغیر قیام نہ کرنا جائز ہے جیسا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لمبی رات کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور لمبی رات بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے،، اور جو مریض قیام پہ قادر نہ ہو اس کے لئے قیام ضروری نہیں کیونکہ قیام پہ قدرت نہ ہونے کے باعث اس کی تحریمہ قیام کے لئے نہ تھی لہٰذا اس میں متنفل اور مفترض عاجز دونوں مساوی ہیں اس اعتبار سے ترجمۃ الباب فرض و نفل کو شامل ہے ہاں اگر فرض نماز کے دوران مرض کی تخفیف کی وجہ سے قیام پہ قادر ہو گیا تو اس پہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے —— بخلاف نفل نماز کے اس میں قیام فرض نہیں جیسا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حدیث سے واضح ہوتا ہے لہٰذا اگر نفل نماز پڑھنے کے دوران قیام پہ قادر ہو گیا تو چاہے تو کھڑا ہو جائے چاہے تو بیٹھا رہے،، حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے اثر کا مقصد یہ ہے کہ مریض جب قیام کی طاقت نہ رکھتا ہو اور وہ دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھے پھر وہ قیام پہ قادر ہو جائے تو بقیہ دو رکعتیں کھڑے ہو کر پڑھے اور نماز کو از سرِ نو نہ پڑھے،، اس اعتبار سے یہ اثر باب کے عنوان کے مطابق ہے،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک رکعت کا کچھ حصہ بیٹھ کر اور کچھ کھڑے ہو کر پڑھنا جائز ہے،، امام ابو حنیفہ امام مالک، امام شافعی اور دیگر ائمہ کرام کا یہی مذہب ہے،، اور اگر قیام کی نیت کر کے پھر بیٹھ کر نماز پڑھ لے تو جائز ہے،، اور قیام پہ قدرت ہونے کے باوجود نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے اس پہ تمام علماء کا اتفاق اور اجماع ہے۔ واللہ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے اور بیٹھنے کی

۱۰۵۷ ——

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ التَّهَجُّدِ

بَابُ التَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۱۰۵۸ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِيْ مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ

حالت میں قرأت فرماتے اور جب تقریباً تیس (۳۰) یا چالیس (۴۰) آیات باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہونے کی حالت میں ان کو پڑھتے پھر رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے اور دُوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے اور جب نماز پُوری فرمالیتے تو دیکھتے اگر میں بیدار ہوتی تو میرے ساتھ گفتگو فرماتے اور اگر میں سو رہی ہوتی تو لیٹ جاتے،،

۱۰۵۷ —— شرح : پہلی حدیث کی طرح یہ حدیث بھی نفل نماز کے بارے میں ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کی نماز میں قراءت کی تطویل مستحب ہے۔ شافعیہ کے نزدیک رکوع وسجود زیادہ کرنے سے قیام کی تطویل افضل ہے" احناف کا مسلک بھی یہی ہے البتہ امام محمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رکوع وسجود کی کثرت افضل ہے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" علیک بکثرۃِ السجود،، یعنی سجدے زیادہ کیا کرو،، امام ابو یوسف کے نزدیک بھی تطویلِ قیام افضل ہے مگر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا وظیفہ ہو کہ وہ رات کو اس قدر رکعتیں پڑھتا ہو تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ رکعتوں کی تعداد زیادہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب —— رات میں سونے کے بعد والی نماز (تہجد)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور رات کے کچھ حصّہ تہجّد کرو یہ خاص تمہارے لئے ہے"

تہجد کا معنیٰ رات کو نیند سے بیدار ہونا ہے ہجود نیند کو کہا جاتا ہے اور تہجد کا معنی یہ ہے رات کی نماز کے لئے بیدار ہونا۔

۱۰۵۸ —— ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم رات کو جب تہجد کے لئے اُٹھتے

marfat.cpm

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَوْ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ قَالَ سُفْيٰنُ وَزَادَ عَبْدُ الْكَرِيْمِ اَبُوْ اُمَيَّةَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ سُفْيٰنُ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِيْ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ مِنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو یہ دعا فرماتے "اے اللہ کریم حمد و ثناء تیرے ہی لئے ہے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے تو ہی ان کا قائم رکھنے والا ہے، تیرے لئے ہی حمد ہے۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے تیری ہی ملک ہے (تو ان کا بادشاہ ہے) تیرے ہی لئے حمد ہے تو ہی زمین و آسمان کو منور کرنے والا ہے تیرے ہی لئے حمد ہے تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیری ملاقات حق ہے تیرا قول حق ہے جنت حق ہے دوزخ حق ہے انبیاء علیہم السلام حق ہیں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں اور قیامت حق ہے" اے اللہ تیرے ہی لئے میں مسلمان ہوا اور تجھ پر ایمان لایا تجھی پر توکل کیا، تیری ہی طرف میں نے رجوع کیا اور تیری ہی مدد سے میں نے مخاصمت کی اور تیری ہی طرف میں محاکمہ لایا، مجھے بخش جو میں نے پہلے گناہ کئے اور جو پیچھے کئے" اور جو خفیہ کئے اور جو علانیہ کئے تو ہی آگے کرنے والا اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی حق معبود نہیں یا فرمایا تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں" سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو امیہ عبدالکریم نے مزید ذکر کیا (کہ آپ نے فرمایا) لاحول ولا قوۃ الا باللہ" نیز سفیان بن عُیَینہ نے کہا کہ سلیمان بن مسلم نے کہا کہ اسے اُنھوں نے طاؤس سے اور اُنہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور اُنھوں نے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا"

۱۰۵۸ —— **شرح** : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مغفور ہونا محقق و مسلّم ہے۔ اس کے باوجود اللہ سے مغفرت کا سوال کرنا تواضع اور انکساری کے لئے ہے اور اس میں خداوند قدوس کا اجلال اور اس کی تعظیم مقصود ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے یہ امتِ مرحومہ کی تعلیم کے لئے فرمایا ہے تاکہ وہ آپ کی اقتداء کریں" یہ حدیث جوامعِ کلم سے ہے" چنانچہ لفظ "قیّم" سے یہ اشارہ کیا کہ تمام جواہر کا وجود و قیام صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ہے اور لفظ "نور" سے یہ اشارہ کیا ہے کہ اعراض کی تکوین صرف اللہ تعالیٰ سے ہے لفظ "ملک" سے اس طرف اشارہ کیا کہ جواہر و اعراض کے ایجاد و اعدام میں وہی حاکم ہے وہ جو چاہے کرتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے اس کے بندوں پر انعامات ہیں اس لئے ان مواقع میں حمد کا ذکر فرمایا" پھر حق سے مبدء کی طرف، قول وغیرہ سے معاش کی طرف" قیامت وغیرہ" سے معاد کی طرف اشارہ فرمایا اور اس میں نبوّت اور جزاء کی طرف بھی اشارہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان واجب ہے اور اسی پر توکل کریں اور اسی کے حضور عاجزی اور انکساری کرتے ہیں" تہجد" تہجد شروع اسلام میں فرض تھی پھر اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی اور یہ نفل ہوگئی۔ نماز تہجد کی کم از کم دو رکعتیں ہیں اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے واللہ اعلم!

marfat.cpm

باب فضل قیام اللیل

حدثنا عبد اللہ بن محمد ۹ د ۱۰

قال حدثنا ھشام قال اخبرنا معمر ح وحدثنی محمود قال حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزھری عن سالم عن ابیہ قال کان الرجل فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رای رؤیا قصھا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتمنیت ان اری رؤیا فاقصھا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکنت غلاما شابا وکنت انام فی المسجد علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرأیت فی النوم کان ملکین اخذانی فذھبا بی الی النار فاذا ھی مطویۃ کطی البئر واذا لھا قرنان واذا فیھا اناس قد عرفتھم فجعلت اقول اعوذ باللہ من النار قال فلقینا ملک اخر فقال لی لم ترع فقصصتھا علی حفصۃ فقصتھا حفصۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال نعم الرجل عبد اللہ لو کان یصلی من اللیل وکان بعد لا ینام من اللیل الا قلیلا

باب — قیامِ لیل کی فضیلت

۱۰۵۹ — ترجمہ : سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا اس لئے میری خواہش تھی کہ میں بھی خواب دیکھوں اور اسے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں (اس وقت) میں نوعمر تھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مسجد میں سویا کرتا تھا چنانچہ میں نے خواب دیکھا گویا کہ دو فرشتے مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے اور وہ کنوئیں کی طرح لپٹی ہوئی تھی اس کے دو سینگ تھے کیا دیکھتا ہوں کچھ لوگ ہیں جن کو میں پہچانتا ہوں میں نے "اعوذ باللہ من النار" کہنا شروع کیا۔ حضرت عبد اللہ نے کہا ہم سے ایک اور فرشتہ نے ملاقات کی اور اُس نے کہا مت گھبراؤ میں اسے (اپنی ہمشیرہ) حفصہ سے بیان کیا اور اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تب آپ نے فرمایا عبد اللہ اچھا مرد ہے کاش کہ وہ تہجد کی نماز پڑھتے، اس کے بعد حضرت عبد اللہ رات کو تھوڑی دیر سویا کرتے تھے!

۱۰۵۹ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک خواب کی خواہش کرنا اچھا ہے تاکہ صاحبِ خواب اللہ کے نزدیک اپنے مقام کو پہچانے، اور خواب میں فرشتوں کو دیکھنا ممکن ہے، اور مسلمانوں کے عیب پر پردہ ڈالنا چاہیئے اور ان کی غیبت نہیں کرنی چاہیئے جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دوزخ میں جانے پہچانے لوگوں کی اجمالاً خبر دی تاکہ وہ گناہوں سے رُک جائیں اور ان کے نام بیان کرنے سے اعراض کیا، اس حدیث سے یہ معلوم ہُوا کہ قیامِ لیل (شب بیداری) دوزخ سے نجات دلاتی ہے، اور نوجوانی میں عبادت کرنی افضل ہے، اور زیادہ سونا مکروہ ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ ام سلیمان نے کہا اے میرے پیارے بیٹے رات کو زیادہ مت سو کیونکہ رات کو زیادہ سونے والا شخص قیامت میں فقیر ہوگا! واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.cpm

بَابُ طُوْلِ السُّجُوْدِ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ

۱۰۶۰ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهُ يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَرْفَعَ رَاْسَهُ وَيَرْكَعُ

۱۰۶۱ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُنَادِيْ لِلصَّلٰوةِ **بَابُ** تَرْكِ الْقِيَامِ لِلْمَرِيْضِ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُوْلُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً اَوْ لَيْلَتَيْنِ

۱۰۶۲ ح حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ احْتُبِسَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ اَبْطَاَ عَلَيْهِ شَيْطَانُهُ فَنَزَلَتْ وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

باب ـــــ رات کی نماز میں سجدہ لمبا کرنا

۱۰۶۰ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ یہ آپ کی رات کی نماز تھی اس میں سجدہ سے سر مبارک اُٹھانے سے پہلے اس قدر سجدہ لمبا کرتے تھے جتنی دیر میں تم میں سے کوئی پچاس آیتیں پڑھ لے اور فجر کی نماز سے پہلے دو سنتیں پڑھتے پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے حتی کہ مؤذن نماز کے لئے عرض کرتا۔

باب ـــــ بیمار کا رات کی نماز ترک کرنا

۱۰۶۱ ـــــ ترجمہ : اسود نے کہا میں نے جندب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوگئے اور ایک یا دو راتیں تہجد نہ پڑھی،،

۱۰۶۲ ـــــ ترجمہ : جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے رُک گئے تو قریش کی ایک عورت نے کہا ان کے شیطان نے آنے سے دیر کی پس یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "چاشت کی قسم اور رات کی قسم جب وہ پردہ ڈالے تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا اور نہ بغض کیا،،

شرح ۱۰۶۰ ـــــ : اس حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہے کہ سجدہ میں اتنی قدر ٹھہرنا کہ کوئی شخص آپ کے سر مبارک اُٹھانے سے پہلے پچاس آیتیں پڑھ لے سجدہ کی تطویل کی دلیل ہے اور سجدہ کو معرف باللام ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ رات کی نماز میں ہر سجدہ اس قدر لمبا فرماتے تھے کیونکہ یہ الف، لام جنسی،، اور "سجدہ" میں تاء جنس کے منافی نہیں،، سرورِ کائنات

marfat.cpm

بَابُ تَحْرِيْضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى

قِيَامِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ اِيْجَابٍ وَطَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا لَيْلَةً لِلصَّلٰوةِ حَدَّثَنَا ۱۰۶۳
مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْاٰخِرَةِ حَدَّثَنَا ۱۰۶۴
اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ اَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ

صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ اس لئے لمبا کرتے تھے کہ اس میں دُعائیں فرماتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع اور انکساری فرماتے تھے تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر انعام فرمائی ہیں اور یہ نفل نماز میں جائز ہے البتہ فرض نماز میں "سبحان ربی الاعلیٰ" ہی پڑھا جاتا ہے۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عذر کی وجہ سے اگر تہجد نہ پڑھے تو حرج نہیں کیونکہ یہ نماز واجب نہیں،، مگر بلا عذر اسے ترک کرنا مکروہ ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل پر ہمیشگی کرو اگرچہ وہ قلیل ہو نیز آپ نے فرمایا اے عبداللہ بن عمر تم فلاں شخص کی طرح نہ ہونا جو رات کو اُٹھ کر نماز پڑھا کرتا تھا پھر چھوڑ گیا،،

۱۰۶۱ ——

شرح : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی گفتگو کرنے والی عورت ابولہب لعین کی بیوی تھی جس کا نام ام جمیل عوراء بنت حرب تھا۔ یہ حضرت ابوسفیان کی بہن تھی،، وحی کے رکنے کی مدت چالیس روز تھی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا دراصل یہ عورت شیطانہ تھی جس نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ نہیں شیطان آتا ہے،، اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ یہ حدیث پہلی حدیث کا تتمہ ہے جس میں ایک یا دو راتیں تہجد نہ پڑھنا مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۱۰۶۲ ——

باب —— نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کی نماز اور نوافل کی ایجاب کے بغیر ترغیب دلانا اور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سادا تنا علی المرتضیٰ اور فاطمہ رضی اللہ عنہما وکرم وجوھما کے پاس ایک رات نماز کے لئے بیدار کرنے کو رات تشریف لے گئے!

ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا "سبحان اللہ"

۱۰۶۳ ——

marfat.cpm

أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ حِينَ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُولُ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا

کس قدر فتنے نازل کئے گئے، کس قدر خزانے نازل ہوئے کون ہے جو حجروں والیوں کو جگائے،، اے لوگو! بہت ہیں جو دنیا میں لباس پہننے والی ہیں اور آخرت میں برہنہ ہیں ننگی ہیں،،

ترجمہ : حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ان کے اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا،، تم نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہیں جب وہ ہم کو اٹھانا چاہے ہم اٹھ جاتے ہیں،، جب ہم نے یہ کہا تو آپ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا پھر میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ واپس تشریف لے جا رہے تھے اور اپنی ران شریف پر ہاتھ مار رہے تھے،، انسان بہت جھگڑا کرتا ہے!

۱۰۶۴ —

شرح : حجروں والی عورتیں حضرات ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں اس حدیث شریف میں اگرچہ

۱۰۶۳ ، ۱۰۶۴ —

ازواج مطہرات کا ذکر ہے مگر مراد امت کی تمام عورتیں ہیں کیونکہ عمومِ لفظ کا اعتبار ہوتا ہے خصوصِ سبب معتبر نہیں ہوتا،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ وہ آپ کی امت پر خزانے مفتوح کرے گا اور ان کے ساتھ فتنے ملے جلے ہوں گے اسی لئے سلف صالحین رحمہم اللہ نے مال کے فتنہ کے باعث دولت پر غربت کو پسند کیا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ثروت کے فتنہ سے ایسے ہی پناہ چاہی جیسے فقر کے فتنہ سے پناہ چاہی،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ عورتوں کو رات کی نماز کے لئے کون جگائے! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کی نماز فتنوں کی شر سے نجات دلاتی ہے اور اس کے باعث مصائب سے بچاؤ ہوتا ہے!

حدیث ۱۰۶۴ کے متعلق ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا کہ امام کو رات کی نماز پڑھانے میں سختی نہیں کرنی چاہیئے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول "أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ" پر اکتفا فرمائی اور واپس تشریف لے گئے! حالانکہ فرض نماز میں اس طرح اکتفاء نہیں کی جاتی ہے،، اور رانوں پر ہاتھ مارنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ آپ نے ان کو جگانے کی تکلیف دی ہے حالانکہ رات کی نماز واجب و فرض نہیں ہے،، امام نووی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرح میں ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا جلدی سے جواب دینے پر تعجب فرمایا بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کے عذر کو تسلیم کرتے ہوئے ایسا فرمایا جبکہ یہ ان کے حق میں عیب نہ تھا،، معلوم ہوا کہ افسوس کے وقت ران پر ہاتھ مارنا جائز ہے،، اور سونے والے کی روح اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.cpm

حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة قالت ان كان رسول الله صلى الله
۱۰۶۵ عليه وسلم ليدع العمل وهو يحب ان يعمل به خشية ان يعمل به الناس فيفرض عليهم وما سبح رسول الله
۱۰۶۶ صلى الله عليه وسلم سبحة الضحى قط وانى لاسبحها حدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن ابن
شهاب عن عروة بن الزبير عن عائشة ام المؤمنين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى ذات ليلة فى المسجد
فصلى بصلاته ناس ثم صلى من القابلة فكثر الناس ثم اجتمعوا من الليلة الثالثة او الرابعة فلم يخرج اليهم
رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما اصبح قال قد رأيت الذى صنعتم ولم يمنعنى من الخروج اليكم الا انى خشيت
ان يفرض عليكم وذلك فى رمضان

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ
۱۰۶۵ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی عمل چھوڑ دیتے تھے حالانکہ اس
کا کرنا آپ کو پسند ہوتا تھا کیونکہ آپ کو یہ خوف ہوتا تھا کہ لوگ اس پر عمل کرنا شروع کر دیں گے تو ان پر
یہ عمل فرض ہو جائے گا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کے نفل کبھی نہیں پڑھے اور میں وہ پڑھتی ہوں"

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
۱۰۶۶ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مسجد
میں نفل نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نفل نماز پڑھی پھر دوسری رات آپ نے نفل پڑھے اور لوگ
زیادہ جمع ہو گئے پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ بہت زیادہ جمع ہو گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں
کے پاس تشریف نہ لائے جب صبح ہوئی تو فرمایا جو کچھ تم نے کیا ہے میں نے دیکھا ہے اور تمہارے پاس آنے
سے مجھے کسی نے منع نہیں کیا مگر اس بات نے کہ تم پر رات کی نماز فرض ہو جائے گی اور یہ رمضان مبارک کا واقعہ ہے!

شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے علم
۱۰۶۵، ۱۰۶۶ کے اعتبار سے یہ خبر دی ہے" اس کا یہ مفہوم
ہرگز نہیں کہ نفس الامر میں بھی آپ نے چاشت کی نماز نہیں پڑھی جبکہ یہ بات مسلم ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
نے فتح مکہ میں چاشت کی نماز پڑھی اور حضرت ابوذر اور ابوہریرہ کو چاشت پڑھنے کی وصیت فرمائی اس حدیث کی
ترجمۃ الباب سے مطابقت اس طرح ہے کہ حدیث شریف سے یہ سمجھ آتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز
سے محبت کرتے تھے اور کسی شئی سے محبت کرنا اس کی ترغیب دلانا ہے" حدیث ۱۰۶۶ کے تحت علامہ ابن بطال
نے کہا کہ قیامِ رمضان باجماعت سنت ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ عمر میں ایک بار سنت ہے کیونکہ ساری امت کا اس
بات پر اتفاق ہے کہ مساجد کو قیامِ رمضان سے خالی نہیں رکھنا چاہیئے لہذا یہ واجب کفائی ہے" اس حدیث سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ نفل باجماعت جائز ہیں لیکن افضل یہ ہے کہ علیحدہ علیحدہ پڑھیں البتہ تراویح کی نماز میں مختلف
اقوال ہیں۔ احناف اور شوافع کہتے ہیں کہ تراویح باجماعت افضل ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.cpm

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ

حَتّٰى تَفَطَّرَ قَدَمَاهُ وَالْفُطُوْرُ الشُّقُوْقُ اِنْفَطَرَتْ اِنْشَقَّتْ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ زِيَادٍ قَالَ ۱۰۶۷

سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُوْمُ اَوْ لَيُصَلِّيْ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ اَوْ سَاقَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ

اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا بَابُ مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ ۱۰۶۸

نے فرمایا: جو امام کے ساتھ نماز پڑھے حتی کہ نماز سے فارغ ہو جائے اس کے لئے ساری رات کا قیام لکھا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ، شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ تراویح کی نماز بیس (۲۰) رکعتیں ہیں جمہور آئمہ کا یہی مذہب ہے۔ بیہقی نے صحیح اسناد کے ساتھ سائب بن یزید صحابی سے روایت کی کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں صحابہ کرام بیس رکعتیں پڑھتے تھے اسی طرح عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی خلافت کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے،، مُغنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ایک شخص کو فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے امت کا اس پر اجماع ہے،، ہر ترویحہ کے بعد دو رکعتیں طواف کے بعد پڑھتے تھے اس لئے مدینہ منورہ والے ہر ترویحہ کے بعد چار رکعتیں پڑھتے تھے تاکہ نماز اہل مکہ کے مساوی ہو اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ چھتیس رکعتیں پڑھتے تھے ان کے مذہب میں بھی تراویح کی نماز بیس رکعتیں ہی ہیں بہرحال تراویح کی آٹھ رکعتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کے خلاف ہے۔

باب — نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لمبا قیام کرنا حتیٰ کہ آپ کے قدم شریف سُوج گئے ،،

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حتی کہ "تَفَطَّرَ قَدَمَاهُ" یعنی آپ کے قدم شریف پھٹ گئے فطور کا معنیٰ پھٹنا ہے۔ اَنْفَطَرَتْ پھٹ گیا،،۔

ترجمہ : مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۶۷ — رات کا قیام فرماتے تاکہ نماز پڑھیں حتی کہ آپ کے قدم یا پنڈلیاں سُوج جاتیں آپ سے یہ عرض کیا گیا تو فرمایا "کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں ؟ ،،

باب — جو کوئی سَحر کے وقت سو گیا ،،

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے ۱۰۶۸ — خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com

دِينَارٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أَحَبُّ الصَّلٰوةِ إِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا ۱۰۶۹ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَشْعَثِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوقًا قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّائِمُ قُلْتُ مَتَى كَانَ يَقُومُ قَالَتْ يَقُومُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ ۱۰۷۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ قَالَ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلّٰى

" اللہ تعالیٰ کو محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی نماز اور محبوب روزے داؤد علیہ السلام کے روزے تھے وہ آدھی رات سوتے اور تیسرا حصہ رات قیام فرماتے اور آخری چھٹا حصہ سوتے وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کیا کرتے تھے۔

شرح : حدیث ۱۰۶۷ کے تحت ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کی سختی سے پابندی کرنی چاہیئے اگرچہ وہ اس کے بدن کو تکلیف دے اور یہ بھی جائز ہے کہ رخصت پر عمل کرے اور آسانی اختیار کرے مگر سختی سے پابندی کرنا افضل ہے "

۱۰۶۷، ۱۰۶۸ ——

ترجمہ : مسروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا عمل زیادہ محبوب تھا اُنھوں نے کہا ہمیشگی والا" میں نے کہا آپ کب اُٹھتے تھے کہا آپ رات کو اس وقت اُٹھتے تھے جب مرغ کی آواز سُنتے "

۱۰۶۹ ——

ترجمہ : اشعث نے کہا جب مرغ کی آواز سُنتے تھے تو اُٹھ کر نماز پڑھتے تھے "

۱۰۷۰ ——

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سحر نے نہ پایا مگر سونے والے "

۱۰۷۱ ——

شرح : دوام سے مراد عرفی مواظبت ہے اور وہ ہمیشگی ہے ہر ساعت اور ہر لحظہ مراد نہیں کیونکہ یہ متعذر ہے اور تکلیف مالایطاق ہے" سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر شب کو مرغ کی آواز کے وقت اُٹھنا دوام ہے جو حدیث کا مقصد ہے" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمل پر ہمیشگی کرنی چاہیئے اگرچہ وہ تھوڑا ہو کیونکہ تھوڑا عمل جو ہمیشہ کیا جائے کثیر عمل سے بہتر ہے جس کو چھوڑ دیا جائے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ عبادت میں میانہ روی کرنی چاہیئے اور اس کی گہرائی اور انتہاء کو پہنچنا ممنوع ہے" رات کو نوافل پڑھنے کے بعد سحر تک سونا جائز ہے" اس

۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱ ——

marfat.com

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ۱۰۷۱
قَالَ ذَكَرَ أَبِي عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا أَلْفَاهُ السَّحْرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **باب مَنْ تَسَحَّرَ**
فَلَمْ يَنَمْ حَتَّى صَلَّى الصُّبْحَ **حَدَّثَنَا** يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ ۱۰۷۲
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سَحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلٰوةِ
فَصَلّٰى فَقُلْنَا لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سَحُورِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَقَدْرِ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً **باب**
طُولِ الصَّلٰوةِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ **حَدَّثَنَا** سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۰۷۳
لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرٍ سَوْءٍ قُلْنَا مَا هَمَمْتَ قَالَ هَمَمْتُ أَنْ أَقْعُدَ وَأَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **حَدَّثَنَا** ۱۰۷۴
حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ
لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ

حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آخری تہائی رات میں نفل پڑھا کرتے تھے کیونکہ یہ نزولِ رحمت، سکون اور شور و غوغا سے خالی وقت ہے اور پھر سحر تک آرام فرماتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ع ۱۰۷۱ کا یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی سنتیں پڑھ کر سو جاتے تھے" چنانچہ امام مسلم نے باب کا عنوان ہی یہ رکھا ہے" یعنی باب الاضطجاعِ بعد رکعتی الفجر"، اور اس کے بعد مذکور حدیث نقل کی"۔

باب ــــ جس نے سحری کھائی اور صبح کی نماز پڑھنے تک نہ سویا "

۱۰۷۲ ــــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کھائی اور جب اس سے فارغ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے اٹھے اور نماز پڑھی ہم نے انس سے کہا آپ کا سحری کھانا اور نماز میں شروع ہونے تک کتنا وقت ہوتا تھا انھوں نے کہا اندازہ اس کا کہ کوئی شخص پچاس آیتیں پڑھ لے"

باب ــــ رات کی نماز میں قیام لمبا کرنا "

۱۰۷۳ ــــ ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی" آپ بہت دیر کھڑے رہے حتیٰ کہ میں نے ایک بُرے کام کا ارادہ کر لیا ہم نے کہا آپ نے کیا ارادہ کیا تھا عبد اللہ بن مسعود نے کہا

marfat.com

باب کیف صلوٰۃ اللیل وکیف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی باللیل ۱۰۷۵

حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری قال اخبرنی سالم بن عبد اللہ ان عبد اللہ بن عمر قال ان رجلا قال یا رسول اللہ

میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں (بحالت نماز) بیٹھ جاؤں اور نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں ہی چھوڑ دوں!

۱۰۷۴ — ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب تہجّد کے لئے اُٹھتے تو اپنے منہ مبارک کو سواک سے صاف کیا کرتے تھے،،

۱۰۷۲ — شرح : اس حدیث کی تفصیل "باب وقت الفجر" کی حدیث ع ۵۲۴ تحت مذکور ہے۔

۱۰۷۳ — شرح : اگر یہ کہا جائے کہ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے اگرچہ قیام پر قدرت ہو تو اس کو بُرا کام کیوں کہا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ظاہری صورت کے اعتبار سے مخالفت اور ترکِ ادب کے لحاظ سے اس کی "امرِ سوء" سے تعبیر کی ہے،، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ طاقتور تھے اور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء پوری طرح کر سکتے تھے اگر آپ نے نماز کو لمبا نہ کیا ہوتا تو وہ نماز میں بیٹھنے کا ارادہ کیوں کرتے،، معلوم ہُوا کہ رات کی نماز کو لمبا کرنا مستحسن ہے،، علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ نفل نماز میں زیادہ رکوع وسجود افضل ہیں یا قیام لمبا کرنا افضل ہے جو علماء کثرتِ رکوع وسجود کے قائل ہیں ان کی دلیل مسلم شریف میں مذکور ثوبان کی روایت ہے،، "افضل نماز طولِ قنوت ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں کا ادب ملحوظ خاطر رہنا چاہئے اور امام کی مخالفت بُرا کام ہے،،

۱۰۷۴ — شرح : سوال یہ ہوتا ہے کہ اس حدیث کی باب کے عنوان سے کیا مناسبت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ باب کا عنوان ہے "طول القیام فی صلوٰۃ اللیل" اور حضرت حذیفہ کی حدیث میں قیام تہجّد کے لئے ہے اور رات کو تہجّد میں غالباً قیام لمبا ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — رات کی نماز کیسی ہے اور نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز کیسے پڑھتے تھے!

۱۰۷۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! رات کی نماز کس طرح پڑھوں آپ

marfat.com

۱۰۷۶ كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي

۱۰۷۷ اَبُوْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يَعْنِي بِاللَّيْلِ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ

اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِي اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِي حَصِيْنٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ

۱۰۷۸ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَاِحْدٰى عَشْرَةَ سِوٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى

قَالَ اَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا

الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ

نے فرمایا رات کی نماز دو، دو رکعتیں ہیں تو جب صبح ہونے کا خوف کرے تو ایک رکعت کے ساتھ اس کو وتر بنالے"

۱۰۷۶ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز تیرہ رکعتیں تھیں"

۱۰۷۷ — ترجمہ : حضرت مسروق نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز سے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا (آپ کی رات کی نماز) سات اور نو اور گیارہ رکعتیں تھیں۔ فجر کی دو سنتیں اس کے سوا تھیں"

۱۰۷۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ان میں سے تین وتر اور فجر کی دو سنتیں ہیں"

۱۰۷۵ — شرح : اس حدیث کی تفصیل حدیث ع کے تحت مذکور ہے۔

۱۰۷۶ — شرح : اس حدیث کی تفصیل ع کے تحت مذکور ہے۔

۱۰۷۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سات اور نو اور گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، یعنی مختلف اوقات میں کبھی سات کبھی نو اور کبھی گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے، ان میں سے تین وتر ہوتے تھے اور باقی آٹھ رکعتیں تہجد کی نماز تھی اسی طرح سات رکعتوں میں چار نفل اور تین وتر اور نو رکعتوں میں چھ نفل اور تین وتر ہوتے تھے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روائت میں وتروں کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، دوسری رکعت میں قُلْ یا ایھا الکافرون اور تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ" پڑھتے تھے"

۱۰۷۸ — شرح : اس حدیث کا مفہوم پہلی حدیث کے مدلول کی تائید کرتا ہے یعنی آپ رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے جن میں تین وتر، دو فجر کی سنتیں اور باقی آٹھ رکعتیں تہجد کی نماز تھی"

marfat.com

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ وَنَوْمِهِ وَمَا نُسِخَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ وَقَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا نِصْفَهُ إِلَى قَوْلِهِ سَبْحًا طَوِيلًا وَقَوْلِهِ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِلَى قَوْلِهِ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَشَأَ قَامَ بِالْحَبَشِيَّةِ وَطَأً مُوَاطَأَةً لِلْقُرْآنِ أَشَدُّ مُوَافَقَةً لِسَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَقَلْبِهِ لِيُوَاطِئُوا لِيُوَافِقُوا

——— باب ———

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کا قیام (تہجد) اور آپ کا سونا اور جو قیام سے منسوخ ہو چکا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر دو یا اس پر کچھ بڑھاؤ" اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے بے شک رات کا اٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے بے شک دن میں تو تم کو بہت سے کام ہیں" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور معلوم ہے کہ اے مسلمانو! تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی" اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو اسے معلوم ہے کہ عنقریب کچھ تم میں سے بیمار ہوں گے اور کچھ زمین میں سفر کریں گے اور اللہ کا فضل تلاش کرنے اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے" تو جتنا قرآن میسر ہو پڑھو" اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دو" اور اپنے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حبشی زبان میں "نشاء" کا معنیٰ "اٹھنا ہے اور کہا "وَطْاءٌ" کا معنیٰ قرآن یاد کرنا ہے اور یہ کان اور آنکھ اور دل کے بہت موافق ہے لِيُوَاطِئُوا کا معنی لیوافقوا ہے

——— شرح ———

قرآن کریم میں اگرچہ بعض الفاظ عربی نہیں مگر اس سے قرآن کریم عربی سے نہیں نکلتا کیونکہ یہ الفاظ بہت تھوڑے اور مُعَرَّب ہونے سے وہ لُغتِ عرب میں داخل ہیں مطوّل کے مقدمہ میں اس کی پوری تفصیل مذکور ہے"

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا "نَاشِئَةٌ" نیند کے بعد اٹھنا ہے" یا نَاشِئَةٌ" اسم فاعل ہے ای النفس الناشئة بالليل" رات میں بیدار ہونے والا نفس" یعنی وہ نفس جو رات کو اپنے بستر سے اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ جائے"

نسائی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اس سورت کی ابتداء میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تہجد سال بھر فرض کی گئی حتیٰ کہ ان کے قدم سوج گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کا آخری حصہ بارہ ماہ تک روکے رکھا پھر اس کے آخر میں تخفیف نازل فرمائی اور قیام لیل منسوخ ہو گیا جبکہ یہ پانچ نمازوں کے فرض ہونے سے پہلے فرض تھا جب نمازیں فرض ہوئیں تو قیام لیل منسوخ ہو گیا جیسے زکوٰۃ سے دیگر صدقات کی فرضیت اور صوم رمضان سے دیگر صیام کی فرضیت منسوخ ہوئی" اسی طرح "عَلِمَ اَنْ لَنْ تُحْصُوْهُ" نے قیام لیل کو منسوخ کر دیا اور حسن بصری اور ابن سیرین کا یہ کہنا کہ ہر مسلمان پر تہجد فرض ہے اگرچہ بکری دوہنے کی مقدار پڑھے شاذ ہے متروک ہے کیونکہ ائمہ کرام کا اس کے نسخ پر اجماع ہے۔ واللہ اعلم!

marfat.cpm

۱۰۷۸ حدثنا عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنی محمد بن جعفر عن حمید انہ سمع انسا یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفطر من الشہر حتی نظن ان لا یصوم منہ ویصوم حتی نظن ان لا یفطر منہ شیئا وکان لا تشاء ان تراہ من اللیل مصلیا الا رایتہ ولا نائما الا رأیتہ تابعہ سلیمان وابو خالد الاحمر عن حمید

باب عقد الشیطان علی قافیۃ الراس اذا لم یصل باللیل

۱۰۷۹ حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ : حمید سے روایت ہے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینہ میں روزے نہ رکھتے حتیٰ کہ ہم یہ گمان کرتے کہ آپ اس ماہ میں روزے نہیں رکھیں گے اور روزے رکھتے حتیٰ کہ ہم گمان کرتے کہ آپ ایک روزہ بھی نہ چھوڑیں گے تو یہ نہ چاہے گا کہ آپ کو رات میں نماز پڑھتے دیکھے مگر آپ کو (نماز پڑھتے) دیکھے گا اور نہ ہی تو یہ چاہے گا کہ آپ کو سوئے ہوئے دیکھے مگر آپ کو سوئے ہوئے دیکھے گا سلیمان بن بلال اور ابو خالد احمر سلیمان بن حیان نے محمد بن جعفر کی حمید سے روایت کرنے میں متابعت کی۔

۱۰۷۹ —— شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا رات میں نماز پڑھنا اور سونا رات کے مختلف اوقات میں تھا اور اس کے لئے کوئی وقت معین نہ تھا بلکہ جس وقت بھی قیام کی آسانی ہوتی آپ نماز پڑھتے تھے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ آپ جب مرغ کی آواز سنتے تو اٹھ کر نماز پڑھتے تھے اس کے معارض نہیں کیونکہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے جس وقت آپ کو نماز پڑھتے دیکھا اس وقت کی خبر دی ہے کیونکہ آپ رات کی نماز عموماً گھر میں پڑھتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کے ماسوا پر محمول ہے۔

باب —— جب کوئی رات کو نماز نہ پڑھے تو شیطان کا اس کے سر کی گدی پر گرہ لگا دینا"

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی سوئے تو

۱۰۸۰ —— شیطان اس کی سر کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے ہر گرہ پر ہاتھ مار کر کہتا ہے رات لمبی ہے سو جا اب اگر وہ بیدار ہو اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ صبح خوش پاکیزہ نفس ہوتا ہے ورنہ صبح خبیث نفس سست ہوتا ہے"

marfat.com

قال یعقد الشیطان علی قافیۃ راس احدکم اذا ھو نام ثلاث عقد یضرب عند کل عقدۃ علیک لیل طویل فارقد فان استیقظ فذکر اللہ انحلت عقدۃ فان توضا انحلت عقدۃ فان صلی انحلت عقدۃ فاصبح نشیطا طیب النفس والا اصبح خبیث النفس کسلان حدثنا مؤمل بن ھشام قال حدثنا اسمعیل بن علیۃ قال حدثنا عوف قال حدثنا ابو رجاء قال حدثنا سمرۃ بن جندب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الرؤیا قال اما الذی یثلغ راسہ بالحجر فانہ یاخذ القرآن فیرفضہ وینام عن الصلوۃ المکتوبۃ **باب** اذا نام ولم یصل بال الشیطان فی اذنہ حدثنا مسدد قال اخبرنا ابو الاحوص قال حدثنا منصور عن ابی وائل عن عبد اللہ قال ذکر عند النبی صلی اللہ

۱۰۷۱

۱۰۷۲

شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس گرہ میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ یہ حقیقی گرہ ہے اور وہ انسان کو مسحور کرنے والی گرہ ہے کہ وہ رات کی نماز نہ پڑھ سکے۔ دوسرا قول یہ کہ گرہوں میں پھونکنے والا فعل کرتا ہے تیسرا یہ کہ دل پر گرہ لگا کر اس کو غافل کر دیتا ہے گویا کہ اسے وسوسہ دیتا ہے کہ ابھی رات بہت باقی ہے سویا رہو اور وہ رات کی نماز سے محروم رہ جاتا ہے،، بعض علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد شیطان کا قیام لیل سے روکنا ہے،، اور یہ معنی مجازی ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عقدہ کی تفسیر "عَلَیْكَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ" سے فرمائی ہے گویا جب سونے والا اٹھنے کا ارادہ کرے تو شیطان کہتا ہے ابھی رات کافی لمبی ہے سویا رہ،، اور سر کی گدی کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہ شیطان کے تصرف کا محل ہے،، اور شیطان کے تصرّف کو یہ جگہ جلد قبول کرتی ہے۔ مازنی رحمہ اللہ نے کہا باب کا عنوان یہ ہے کہ شیطان اس شخص کی گدی پر گرہ لگاتا ہے جس نے نماز نہ پڑھی ہو اور حدیث کا مدلول عام ہے وہ ہر مکلّف کی گدی پر گرہ کو شامل ہے اور وہ صرف ان تین امور ذکر اور وضو اور نماز پڑھنے سے کھلتی ہے اس لئے یہ ضروری بات ہے کہ عنوان کی تاویل کی جائے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ گرہ کا دوام و استمرار اس کے لئے ہے جو نماز نہ پڑھے اور جو نماز پڑھے اور اس کی گرہ کھل جائے تو گویا اس کی گدی پر گرہ لگی ہی نہیں جبکہ اس کا اثر جاتا رہا ہے،،

۱۰۸۰

ترجمہ : سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے خواب کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا وہ شخص جس کا سر پتھر سے توڑا جا رہا تھا وہ یہ ہے جو قرآن پڑھتا تھا اور اس کو یاد نہ رکھتا تھا اور فرض نماز کے وقت سویا رہتا تھا،،

۱۰۸۱

باب — جب سو جائے اور نماز نہ پڑھے تو شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے،،

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا تو حاضرین

۱۰۸۲

marfat.cpm

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيلَ مَا زَالَ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ بَابُ الدُّعَاءِ وَالصَّلٰوةِ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَقَالَ كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ يَنَامُونَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ۱۰۸۲

میں سے کسی نے کہا وہ رات بھر سویا رہتا ہے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے اور وہ نماز کے لئے نہیں اُٹھتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر جاتا ہے "

شرح : اندر سے خالی شئ کے توڑنے کو شدخ اور ثلغ کہا جاتا ہے " یہ حدیث ایک لمبی حدیث کا کچھ حصہ ہے

۱۰۸۱ ——

جس میں متعدد امور مذکور ہیں ان میں سے یہ ایک ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص عشاء یا صبح کی نماز کے وقت سویا رہے حتیٰ کہ اس کا وقت گزر جائے تو شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر جاتا ہے " اور مذکور شخص کا سر پتھر سے اس لئے توڑا جاتا ہے کہ وہ قرآن کریم یاد کر کے چھوڑ دیتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اور جو شخص اس کا حفظ چھوڑ دے مگر اس کے معانی پر عمل کرتا رہے وہ قرآن کو چھوڑنے والا نہیں اور جو دونوں کو چھوڑ دے وہ شیطان کی گرہ کے سبب ہے اس لئے معصیت کے محل کو عقوبت دی جاتی ہے اور اس کا سر توڑا جاتا ہے "

شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نیند کا غلبہ اور اس کا نماز سے غافل کر دینے کو اس شخص کے حال سے تشبیہ دی ہے

۱۰۸۲ ——

جس کے کانوں میں پیشاب کیا جائے اور اس کے ثقل سے اس کی سماعت باقی نہ رہے " اور اگر حقیقۃً شیطان کا بول مراد ہو تو حرج نہیں بعض علماء کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بے نماز کی توہین کرتا ہے کیونکہ ایسے شخص کا یہی حال ہوتا ہے " امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شیطان اس پر غلبہ کر لیتا ہے اور وہ اس کے تابع ہو جاتا ہے " ہو سکتا ہے کہ مراد یہ ہو کہ شیطان اس کے کانوں کو باطل اشیاء سے بھر دیتا ہے اور حق بات کے سننے سے روک دیتا ہے اور کان کو اس لئے خاص کیا کہ یہ سُننے کی جگہ ہے جب یہ مشغول ہوں گے تو جلدی بیدار نہ ہو سکے گا اور پیشاب کو اس لئے خاص کیا کہ یہ سوراخوں میں جلدی داخل ہو جاتا ہے اور جلدی عروق میں داخل ہو کر سستی پیدا کرتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

باب —— " آخر رات میں دُعا کرنا اور نماز پڑھنا "

" وہ رات میں تھوڑا سوتے ہیں اور صبح کو استغفار کرتے ہیں "

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۱۰۸۳ ——

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات میں پہلے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ رات کی آخری تہائی باقی رہ جاتی ہے

marfat.com

عن ابی سلمۃ وابی عبداللہ الاغر عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال ینزل ربنا تبارک وتعالیٰ کل لیلۃ الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل
الاخر یقول من یدعونی فاستجیب لہ
من یسالنی فاعطیہ من یستغفرنی
فاغفر لہ

فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے میں اس کی پکار قبول کروں کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطاء کروں کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے میں اس کو بخشوں ،،

۱۰۸۳ ـــــ شرح : اگر کوئی سوال کرے کہ نزول کا معنی کسی جسم کا اُوپر سے نیچے کی طرف انتقال کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے تو اس پر نزول کا اطلاق کیسے ہوسکتا ہے ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جملہ متشابہات سے ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی تاویل اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتے ہیں جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ صفاتِ نقص سے پاک ہے یا اس کی تاویل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نزول ہوتا ہے جس کی کیفیت سے ہم ناآشنا ہیں ،، اور اس حدیث کی تاویل یہ ہے کہ نزول کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا امر یا اس کے فرشتے نازل ہوتے ہیں یا اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے آسمان پر تجلّی فرماتا ہے یا یہ استعارہ ہے جبکہ اس کا معنی دعاء کرنے والوں کے ساتھ مہربانی اور ان کی دُعاء کو قبول کرنا ہے ،، علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث احادیثِ صفات سے ہے اس میں سلف کا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لایا جائے اور ان کو اپنے ظاہر پر رکھا جائے اور اس کی کیفیت کی نفی کی جائے ،، لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر ،،

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا جبکہ ان سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ پہلے آسمان پر کیسے نازل ہوتا ہے ،، اور فارسی زبان میں جواب دیا ،، تو کد خدای کار خویش کُن ینزل کما یشاء ،، علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب حتمی دلائل سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ جسمیت اور تحیُّز سے پاک ہے تو ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف اس کا انتقال کرنا محال ہے ۔ لہٰذا نزول سے مراد یہ ہے کہ اس کی رحمت قریب آتی ہے ،، رات کے آخری تہائی حصّہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں کیونکہ یہ اہلِ اخلاص کی عبادت کا زمانہ ہے ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر رات میں دُعاء اور استغفار کرنا افضل ہے ،، دعاء اور سوال ایک ہی چیز ہیں صرف الفاظ مختلف ہیں اور ان میں فرق یہ بھی کیا جاتا ہے کہ دعا میں طلب نہیں جیسے یا اللہ یا رحمٰن اور سوال میں طلب ہوتی ہے ۔

marfat.cpm

بَابُ مَنْ نَامَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَاحْيَى اٰخِرَهُ وَقَالَ سَلْمَانُ لِاَبِي الدَّرْدَاءِ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ قَالَ قُمِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ

۱۰۸۴ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَنَامُ اَوَّلَهُ وَيَقُوْمُ اٰخِرَهُ فَيُصَلِّيْ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى فِرَاشِهِ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ فَاِنْ كَانَتْ بِهِ حَاجَةٌ اغْتَسَلَ وَاِلَّا تَوَضَّاَ وَخَرَجَ

باب ــــ جو کوئی اوّل رات میں سوئے اور آخر رات میں عبادت کرے ”

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ابو درداء سے کہا سو جاؤ جب آخر رات ہوئی تو کہا اُٹھو نماز پڑھو نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سلمان نے سچ کہا ہے ”

ترجمہ : اسود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی رات کی

۱۰۸۴ ــــ نماز کیسی تھی ؟ مائی صاحبہ نے کہا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم اوّل رات میں سو جاتے اور آخر رات میں اُٹھتے اور نماز پڑھتے پھر اپنے بستر پر تشریف لاتے اور جب مؤذن اذان دیتا تو جلدی سے اُٹھتے اگر آپ کو بیوی سے حاجت ہوتی تو (قضاءِ حاجت کے بعد) غسل فرماتے ورنہ وضوء کر کے مسجد میں تشریف لے جاتے ”

شرح : اس حدیث میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی

۱۰۸۴ ــــ منقبت ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی تصدیق فرمائی اور تصدیق مطلق فرمائی کسی شئ سے معلّق نہ فرمائی ” اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام عموماً رات کی عبادت کے بعد بیویوں سے قضاء حاجت فرمایا کرتے تھے اور آپ کی شان مقدّس کے لائق بھی یہی ہے جبکہ عبادت اس سے مقدّم ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی عبادت میں اہتمام ہونا چاہیئے اور دیگر شواغل سے علیحدہ ہو کر متوجہ ہو کر عبادت کرنی چاہیئے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ صائم قائم تھے رات بھر نماز پڑھتے رہتے تھے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو ان کے اسلامی بھائی تھے ان کی زیارت کو ان کے گھر گئے اور وہ اوّل رات نفل پڑھنے لگے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا سو جاؤ جب آخر رات ہوئی تو کہا اب اُٹھو اور نماز پڑھو!

marfat.com

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ۱۰۸۵
"اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ

باب ـــــ رمضان اور غیر رمضان میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو قیام کرنا ـــــ ''

ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے خبر دی کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں نماز کیسی تھی ،، ام المؤمنین نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے ،، آپ چار رکعتیں پڑھتے تو اُن کے حسن اور طول سے نہ پوچھ پھر چار رکعتیں پڑھتے پس تو ان کے حسن اور طول سے نہ پوچھ پھر تین رکعتیں پڑھتے ۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا ! اے عائشہ میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور میرا دل بیدار رہتا ہے ،،

۱۰۸۵ ـــــ

شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسُول اللہ ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں ؟ اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ وتر سونے کے بعد آٹھ رکعتوں کے ساتھ پڑھتے تھے لہذا بخاری کی یہ روائت تہجّد کی نماز پر محمول ہے کیونکہ تہجد ہی سونے کے بعد پڑھی جاتی ہے اور یہ نماز رمضان اور غیر رمضان میں یکساں تھی ۔ یہ آٹھ رکعتیں تراویح کی نماز نہیں ہو سکتیں کیونکہ تراویح کی نماز سونے سے پہلے ہوتی ہے لہذا اس حدیث سے آٹھ تراویح کا ثبوت مہیّا کرنا سعی لاحاصل ہے ،

یہ حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے دلیل ہے کہ رات میں نفل چار چار رکعتیں پڑھنے افضل ہیں نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی نماز تین رکعتیں ہیں اور جس روائت میں ایک رکعت مذکور ہے وہ اس وقت پر محمول ہے جبکہ وتر کی نماز مستحکم و مستقر نہ ہُوئی تھی ایک ، تین ، پانچ اور سات وتر بھی پڑھے جاتے تھے آخر میں وتر کا استقرار تین رکعتوں پر ہُوا عنقریب اس کی تفصیل مذکور ہوگی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ،،

marfat.cpm

۱۰۸۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ ،،
عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ جَالِسًا
حَتّٰى اِذَا كَبِرَ قَرَأَ جَالِسًا فَاِذَا بَقِیَ عَلَيْهِ مِنَ السُّوْرَةِ ثَلٰثُوْنَ اَوْ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً قَامَ فَقَرَأَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ **بَابُ** فَضْلِ الطُّهُوْرِ
۱۰۸۷ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَفَضْلِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ **حَدَّثَنَا** اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ
عَنْ اَبِیْ حَيَّانَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰى
عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰى عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا
فِیْ سَاعَةِ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ دَفَّ نَعْلَيْكَ يَعْنِیْ تَحْرِيْكَ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ رات کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوں حتیٰ کہ جب آپ کی عمر شریف زیادہ ہوگئی تو بیٹھ کر قرأت فرماتے اور جب سورت کی تیس یا چالیس آیتیں باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہوجاتے اور ان کو پڑھ کر رکوع فرماتے ،،

۱۰۸۶ ——

باب ——— رات اور دن میں باوضو رہنے کی فضیلت اور رات اور دن میں وضوء کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت ،،

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے وقت حضرت بلال سے فرمایا اے بلال مجھے پُراز امید عمل جو تم نے اسلام میں کیا ہے کی خبر دو ،، کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تیری جوتیوں کی کھڑکھڑاہٹ سُنی ہے ،، بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کوئی عمل جو میرے نزدیک پراز اُمید ہو نہیں کیا ، البتہ میں رات یا دن کے وقت وضوء نہیں کرتا مگر اس وضوء سے جو میرے لئے نماز پڑھنی مقدر ہو پڑھتا ہوں ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دَفَّ نَعْلَيْكَ ،، کا معنیٰ تیری جوتیوں کی کھڑکھڑاہٹ ہے ،،

۱۰۸۷ ——

شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف وتخصیص کے لئے آپ کا قعود قیام جیسا ہے اگرچہ قیام پر قدرت ہو ،، اس لئے آپ اگر بیٹھ کر نفل پڑھیں تو آپ کو پُورا ثواب حاصل ہے بخلاف آپ کی امت کے ان کو نصف ثواب حاصل ہوتا ہے جبکہ وہ بیٹھ کر نفل پڑھیں بہرکیف نفل بیٹھ کر پڑھنے جائز ہیں ۔

۱۰۸۶ ——

marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي الْعِبَادَةِ

۱۰۸۸ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هٰذَا الْحَبْلُ قَالُوا هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ وَقَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِي امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ قُلْتُ فُلَانَةُ لَا تَنَامُ بِاللَّيْلِ فَذَكَرَ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ مِنَ الْأَعْمَالِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا

شرح : ۱۰۸۷ — علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تحقیق یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں جنت میں داخل ہوئے تھے اور یہ کہنا کہ موت سے پہلے جنت میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا عام نہیں ہے اگر اس کو عموم پر بھی محمول کر لیا جائے تو مراد یہ ہے کہ عالم کون و فساد میں کوئی بھی موت سے پہلے جنت میں داخل نہیں ہو سکتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ساتوں آسمان عبور کر کے سدرۃ المنتہیٰ پہنچے تو آپ اس جہان سے باہر چلے گئے تھے لہٰذا آپ کا جنت میں داخل ہونا ممتنع نہیں ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ مجھ سے پہلے کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا لہٰذا حضرت بلال آپ سے پہلے جنت میں کیسے داخل ہو گئے،،

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت بلال کا جنت میں داخل ہونا بطورِ تمثیل ہے کیونکہ بیداری میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے چلا کرتے تھے اس لئے نیند کی حالت میں وہ آپ کے سامنے اسی طرح متمثل ہوئے اس کو یہ لازم نہیں کہ حضرت بلال حقیقۃً سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جنت میں داخل ہوئے تھے،، اگر یہ کہا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہر حدث کے وقت طہارت کرنے اور اس کے بعد نفل پڑھنے کے سبب جنت میں داخل ہوئے جیسا کہ بریدہ کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس اسی وجہ سے تم نے یہ انعام حاصل کیا ہے حالانکہ آپ نے فرمایا ہے تم میں سے کوئی بھی عمل کے سبب جنت میں داخل نہ ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ جنت میں لوگوں کا داخل ہونا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے مگر جنت میں داخل ہونے کے بعد درجات میں ارتفاع پھر ان میں تفاوت اعمال کے باعث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — عبادت میں نفس پر سختی کرنا مکروہ ہے

ترجمہ : ۱۰۸۸ — حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے (آپ کیا دیکھتے ہیں) کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹکی ہوئی ہے،، فرمایا یہ رسی کیسی ہے لوگوں نے کہا یہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ

marfat.cpm

۱۰۸۹ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ تَرْكِ قِيَامِ اللَّيْلِ لِمَنْ كَانَ يَقُومُهُ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ وَقَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْعَشْرِينَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بِهٰذَا مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ

عنہا کی رسّی ہے جب وہ رات کی نماز پڑھتی پڑھتی تھک جاتی ہیں تو اس کو تھام لیتی ہیں،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کریں رسّی کو کھول دو تم میں سے کوئی بھی اپنی طبیعت کی خوشی تک نماز پڑھے جب سست ہو جائے تو بیٹھ جائے کہا عبد اللہ بن مسلمہ نے اپنے اسناد سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی انھوں نے کہا میرے پاس قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت تھی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا یہ عورت کون ہے میں نے عرض کیا یہ فلانیہ عورت ہے رات بھر سوتی نہیں اور اس کی نماز کا ذکر کیا جاتا ہے،، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" (ایسا کرنے سے) رُک جاؤ اپنے پر وہ عمل لازم کرو جن کی تمہیں طاقت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارا ثواب ترک نہیں کرتا حتیٰ کہ تم خود ہی تنگ ہو کر عمل کرنا چھوڑ دیتے ہو،،

شرح : اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبادت میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے اور اس کی گہرائی میں جانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے،، اور جب تک طبیعت ساتھ دے اور خوش ہو عبادت کرے ورنہ آرام کرے،، اور عورت مسجد میں نفل پڑھ سکتی ہے،، کیونکہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا مسجد میں رات کی نماز پڑھتی تھیں اور اس پر کسی نے اعتراض نہ کیا اور مسجد میں رسّی باندھنا کہ جب تھک جائے تو اس کو پکڑ کر نماز پڑھتا رہے مکروہ ہے اور ساری رات نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اگر فجر کی نماز قضاء ہونے کا ڈر نہ ہو تو ساری رات نماز پڑھنا مکروہ نہیں،،

۱۰۸۸ ——— باب ——— قیامِ لیل اس شخص کے لئے ترک کرنا مکروہ ہے جو رات کو نماز پڑھتا ہو"

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عبد اللہ فلاں شخص جیسے نہ ہو جانا جو رات بھر نماز پڑھتا رہتا تھا پھر اس نے قیام لیل کو ترک کر دیا،، ہشام نے کہا مجھے ابن عشرین نے اپنے اسناد سے اس طرح خبر دی اور عمرو بن ابی سلمہ نے اوزاعی سے روائت کرنے میں ابن ابی عشرین کی متابعت کی"

marfat.com

بَابٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۰۹۰ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ قُلْتُ اِنِّيْ اَفْعَلُ ذٰلِكَ قَالَ فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ عَيْنُكَ وَنَفِهَتْ نَفْسُكَ وَاِنَّ لِنَفْسِكَ حَقًّا وَلِاَهْلِكَ حَقًّا فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ **بَابُ** فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى **حَدَّثَنَا**

۱۰۹۱ صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ جُنَادَةُ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَادَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اَوْ دَعَا اُسْتُجِيْبَ لَهُ فَاِنْ تَوَضَّاَ قُبِلَتْ صَلَاتُهُ

۱۰۹۰ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تم رات بھر نماز پڑھتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا میں یہ کرتا ہوں فرمایا اگر تو ایسا کرتا رہا تو بینائی کمزور ہو جائے گی اور نفس تھک جائے گا تیرے نفس کا تیرے اوپر حق ہے اور تیرے اوپر تیری بیوی کا بھی حق ہے روزے رکھو اور افطار بھی کرو رات کو نماز پڑھو اور سو بھی لو۔

۱۰۸۹ ، ۱۰۹۰ — شرح : اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد واجب نہیں البتہ جس شخص کی عادت ہو کہ وہ رات کے کچھ حصہ میں نماز پڑھتا ہے وہ اسے ترک نہ کرے،، اور نیک عمل پر دوام و استمرار کرنا چاہیئے مگر اس میں افراط و تفریط نہ کرے،، اور عبادت کو ترک نہیں کرنا چاہیئے،،

اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سربراہ مملکت اور امام کی رعیت کے تمام امور پر نگاہ داشت ہو،، اور اصلاح کن امور میں ان کی رہنمائی کرتا رہے اور واجبات کو مستحبات سے پہلے ادا کرنا چاہیئے،، اور ایسی عبادت کی پابندی کرے جس کو وہ آسانی سے کر سکتا ہو اور تنگ ہونے کی وجہ سے اس کے ترک کی نوبت نہ آجائے اور صاحبِ حق کے حق کا لحاظ کرنا چاہیئے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — اس شخص کی فضیلت جو رات کو جاگے اور نماز پڑھے،،

۱۰۹۱ — ترجمہ : حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جو کوئی رات کو

marfat.cpm

بَابُ الضِّجْعَةِ عَلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

۱۰۹۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ

اور دو رکعتیں (صبح کی سنتیں) اذان واقامت کے درمیان پڑھیں آپ ان کو کبھی نہ چھوڑتے تھے۔

شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی سُنتیں ہمیشہ پڑھتے تھے یہی باب کا عنوان ہے،، اس حدیث سے فجر کی سُنتوں کی فضیلت

۱۰۹۴ — واضح ہوتی ہے،، مسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی دو سنتیں دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے سے بہتر ہیں صبح صادق کے طلوع کے بعد فجر کی سنتوں کے سوا کوئی نفل جائز نہیں امام ترمذی نے ابن عمر سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلوعِ فجر کے بعد صبح کی دو سنتوں کے سوا کوئی نفل نماز جائز نہیں اگر صبح کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور جماعت کھڑی ہو جائے تو امام کا سلام پھیرنے سے پہلے پہلے مسجد سے باہر سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہو جائے اور ان کو ترک نہ کرے اور اگر جماعت کے فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو نہ پڑھے اور طلوع شمس کے بیس منٹ بعد پڑھ لے جبکہ سُورج روشن ہو جائے،، چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی فجر کی سنتیں رہ جائیں وہ طلوعِ شمس کے بعد پڑھے (ترمذی) معلوم ہُوا کہ صبح کے فرضوں کے بعد متصل فجر کی سنتیں پڑھنی مکروہ ہیں۔ امام ترمذی نے جو قیس سے روائت کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور جماعت کھڑی ہو گئی تو میں نے فرض آپ کے ساتھ پڑھے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو مجھے نماز پڑھتا پایا اور فرمایا اے قیس ٹھہرو کیا دو نمازیں ایک ساتھ پڑھتے ہو میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں آپ نے فرمایا اس وقت کوئی حرج نہیں،، اس کا اسناد متصل نہیں کیونکہ محمد بن ابراہیم نے اپنے دادے قیس سے سماعت نہیں کی امام ترمذی نے اس کی صراحت کی ہے،، امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کی سعد بن سعید نے محمد بن ابراہیم سے روائت کی کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور قیس کو دیکھا الخ مگر یہ حدیث مرسل ہے جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی فجر کی سنتیں رہ جائیں وہ طلوعِ شمس کے بعد پڑھے الحاصل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی سنتوں کی بہت تاکید فرمائی ہے ابو داؤد میں ہے کہ فجر کی سنتیں مت چھوڑو اگرچہ گھوڑے تم کو روند ڈالیں۔

بیہقی کی روائت میں ہے،، اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةُ اِلَّا سُنَّةَ الْفَجْرِ،، واللہ ورسولہ اعلم!

بَاب — صُبح کی سُنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنا

۱۰۹۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی دو رکعتیں پڑھتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے،،

marfat.cpm

بَابُ مَنْ تَحَدَّثَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَضْطَجِعْ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ حَتَّى يُؤْذَنَ بِالصَّلٰوةِ ۱۰۹۶

۱۰۹۵ —— شرح : امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک صبح کی سُنتیں پڑھ کر دائیں کروٹ پر لیٹنا سنّت ہے تاکہ سنتوں اور فرضوں کے درمیان فصل ہوجائے اور یہ فرق کلام وغیرہ سے بھی جائز ہے حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے کہا یہ بدعت ہے۔ ابراہیم نخعی نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا وہ شخص کیسا ہے جو صبح کی سنتیں پڑھ کر گدھے کی طرح لیٹ جاتا ہے،، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹ گیا تو کہا اس کو پتھر مارو،، حضرت عبداللہ بن عمر سے ایک روائت یہ بھی ہے کہ شیطان تمہارے ساتھ کھیلتا ہے نیز عبداللہ بن عمر نے لوگوں کو دیکھا کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹ گئے ہیں تو ان کی طرف پیغام بھیجا اور اس سے منع کیا اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم بطور سنت لیٹے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا واپس جاؤ اور ان سے کہو یہ بدعت ہے" ابراہیم نخعی رضی اللہ نے کہا یہ شیطانی ضجعہ ہے۔ امام مالک اور جمہور علماء رضی اللہ عنہم کا مذہب بھی یہی ہے کہ صبح کی سنتوں کے بعد لیٹنا بدعت ہے،،

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ قیام لیل سے جو طبیعت میں تھکاوٹ آجاتی ہے اور نفس بوجھ محسوس کرنے لگتا ہے اگر یہ اس کی مدافعت کے لئے ہے تاکہ جسم کو تھوڑی سی راحت ہو تو یہ حسن ہے بہتر ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا لیٹنا اسی لئے تھا۔

باب —— جس نے صبح کی سُنتوں کے بعد گفتگو کی اور لیٹا نہیں"

۱۰۹۶ —— ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی سنتیں پڑھتے تو اگر میں جاگتی ہوتی تو میرے ساتھ گفتگو فرماتے ورنہ لیٹ جاتے حتیٰ کہ نمازِ فجر کی اقامت ہوتی،،

۱۰۹۶ —— شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی سنتیں پڑھتے اور مائی صاحبہ جاگتی ہوتیں تو ان کے ساتھ گفتگو فرماتے ورنہ لیٹ جاتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لیٹنا ہی معین نہیں سنتوں اور فرضوں کے درمیان گفتگو سے بھی فرق ہوسکتا ہے لہذا وجوبِ اضطجاع ضروری نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ گفتگو اور ضجعہ دونوں سے فرق کیا جائے۔ واللہ اعلم!

marfat.cpm

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ مَثْنٰى مَثْنٰى قَالَ مُحَمَّدٌ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عَمَّارٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَأَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعِكْرِمَةَ وَالزُّهْرِيِّ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ مَا أَدْرَكْتُ فُقَهَاءَ أَرْضِنَا إِلَّا يُسَلِّمُوْنَ فِي كُلِّ اثْنَتَيْنِ

۱۰۹۷ مِنَ النَّهَارِ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ

باب — نفل نماز دو دو رکعت پڑھنے میں جو

روایات ہیں ،، امام بخاری نے کہا کہ حماد، ابوذر، انس، جابر بن زید، عکرمہ اور زُہری رضی اللہ عنہم سے یہی منقول ہے ،، یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا میں نے مدینہ منوّرہ کے فقہاء کو نہ پایا مگر وہ دن میں نوافل کی ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے ہیں ،،

اس سے امام ابو یوسف، محمد، مالک، امام شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ رات کی نماز میں ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرنا افضل ہے ،، اور دن کے نوافل بھی امام ابو یوسف اور محمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک اسی طرح ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا دن اور رات میں نوافل چار چار رکعتیں پڑھنی افضل ہیں۔ چنانچہ مسند ابو یعلی موصلی میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور دو رکعتوں کے بعد سلام نہ پھیرتے تھے نیز مسلم نے معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا چار رکعتیں پڑھتے تھے اور بخاری و مسلم میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان مبارک میں رات کی نماز کیسی تھی؟ ام المؤمنین نے جواب دیا کہ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے جیسا کہ حدیث ۱۰۸۵ میں مذکور ہے ،، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ترمذی کی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں جب صبح ہونے کا ڈر ہو تو ایک رکعت اور ملا کر اس کو وتر بنالو، بہرحال دونوں طرح احادیث مذکور ہیں اس لئے جواز میں کلام نہیں صرف افضلیت میں علماء کا اختلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام امور کے لئے نمازِ استخارہ سکھلایا کرتے تھے جیسے ہم کو قرآن کریم کی سورت کی تعلیم دیا کرتے تھے ،، آپ فرماتے تم میں سے کوئی جب کسی کام کا ارادہ کرے تو

۱۰۹۷ —

marfat.cpm

إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي وَقَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي وَقَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ قَالَ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ

فرض نماز کے علاوہ دو رکعتیں نفل پڑھے پھر کہے " اے اللہ تیرے علم سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت سے قدرت چاہتا ہوں ،، اور تجھ سے تیرے عظیم فضل میں سے مانگتا ہوں بے شک تو قادر ہے میں قادر نہیں ہوں تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو پوشیدہ امور کو جانتا ہے .. اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے دین، میری معیشت اور میرے کام کے انجام میں بہتر ہے یا یوں فرمایا میرے دنیا کے کام میں یا آخرت کے کام میں ،، تو اس کو میرے لئے آسان کر دے پھر اس میں میرے لئے برکت فرما اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، معیشت اور میرے کام کے انجام میں اچھا نہیں یا یوں فرمایا میری دنیا و آخرت میں ،، تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور میرے لئے خیر آسان فرما جہاں بھی وہ ہو ،، پھر اس کے ساتھ مجھے راضی کر دے اور اپنی حاجت کا ذکر کرے ،،

۱۰۹۷ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کام کا قصد کرے اور اس کی صلاحیت کو نہ جانتا ہو تو نماز استخارہ اور اس کے بعد دعاء کرنا مستحب ہے ،، اور جن امور کی صلاحیت کو جانتا ہو جیسے عبادات اور مشہور و معروف دستکاری وغیرہ ان میں استخارہ کی حاجت نہیں البتہ اگر یہ معلوم کرنا چاہے کہ اس سال میرے لئے حج کرنا کیسا ہوگا تو استخارہ کر لینا اچھا ہے مکروہ اوقات میں استخارہ درست نہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے فعل پر اس سے پہلے قادر نہیں ہوتا ، البتہ فعل کرتے وقت اس کی قدرت ہوتی ہے ،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ قوت و قدرت صفاتِ ذات سے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ازلاً و ابداً قادر و قوی ہے نیز اس حدیث میں اہلسنت و جماعت کے عقیدہ کی صراحت ملتی ہے کہ علم و قدرت صرف اللہ کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطاء سے انسان عالم و قادر ہے ،، بالذات وہ نہ عالم ہے اور نہ ہی قادر ہے اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاتی علم کی تصریح کرتے ہوئے فرمایا " قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ " ،، اور نبی و رسول کے حق میں فرمایا عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ،، لہٰذا یہ بات واضح ہوگئی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب عطائی حاصل ہے بالذات عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے " امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا استخارہ کی نماز کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھنا مستحب ہے ۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے احیاء العلوم میں اسی طرح ذکر کیا ہے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم !

marfat.cpm

حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ سَمِعَ اَبَا قَتَادَةَ بْنَ
۱۰۹۸ رِبْعِيِّ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
۱۰۹۹ اِبْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
۱۱۰۰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
اِبْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَرَكْعَتَيْنِ
۱۱۰۱ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ
عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ اَوْ قَدْ خَرَجَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ
حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ اُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ هٰذَا
۱۱۰۲ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ فَاَجِدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَاَجِدُ بِلَالًا عِنْدَ الْبَابِ
قَائِمًا فَقُلْتُ يَا بِلَالُ اَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَاَيْنَ قَالَ بَيْنَ هَاتَيْنِ الْاُسْطُوَانَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ
فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِيْ وَجْهِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَوْصَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَقَالَ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ غَدَا عَلَيَّ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ بَعْدَ مَا امْتَدَّ النَّهَارُ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهٗ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ

۱۰۹۸ —— ترجمہ : ابو قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جب مسجد میں داخل ہو تو وہ دو رکعتیں پڑھنے کے بغیر نہ بیٹھے"

۱۰۹۹ —— ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا۔

۱۱۰۰ —— ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اس کے بعد دو رکعتیں جمعہ کے بعد دو رکعتیں مغرب کے بعد دو رکعتیں اور عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھیں"

۱۱۰۱ —— ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے تم میں سے جب کوئی آدمی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو یا خطبہ کے لئے گھر سے باہر آرہا ہو تو وہ دو رکعتیں پڑھ لے۔

marfat.com

بَابُ الْحَدِيْثِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

حَدَّثَنَا ۱۱۰۳ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنِيْ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ فَاِنَّ بَعْضَهُمْ يَرْوِيْهِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَالَ سُفْيٰنُ هُوَ ذَاكَ

ترجمہ : حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر مکہ میں آئے تو ان سے کہا گیا ابھی ابھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے ہیں ،، میں آیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ سے نکلتے پایا اور بلال رضی اللہ عنہ کو کعبہ کے دروازہ پر پایا ،، میں نے کہا اے بلال کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی ہے ؟ انھوں نے کہا جی ہاں ،، میں نے کہا کہاں ؟ انھوں نے کہا دونوں ستونوں کے درمیان ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کی وصیت فرمائی ،، عتبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صبح سورج کچھ بلند ہونے کے بعد میرے گھر تشریف لائے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف بنائی تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں ،،

شرح ۱۰۹۸ تا ۱۱۰۲ : ان تمام روایات ذکر کر کے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ دن میں دو دو رکعتیں پڑھنی افضل ہیں اگر بغور دیکھا جائے تو یہ افضلیت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ اگر ظہر سے پہلے یا اس کے بعد دو دو رکعتیں پڑھی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر سے پہلے چار رکعت بھی پڑھی ہیں اسی طرح جمعہ کے پہلے اور اس کے بعد چار رکعتیں پڑھنا ثابت ہے ایسے ہی عشاء سے پہلے چار سنتیں مستحبہ ایک سلام سے پڑھنی ثابت ہیں اسی طرح عصر سے پہلے بھی چار رکعتیں بیک سلام ثابت ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب ـــــ فجر کی سنتوں کے بعد گفتگو کرنا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھتے اور اگر میں جاگتی ہوتی تو میرے ساتھ گفتگو فرماتے ورنہ لیٹ جاتے علی بن عبداللہ نے کہا میں نے سفیان سے کہا بعض تو فجر کی دو رکعتیں روایت کرتے ہیں سفیان نے کہا اسی طرح ہے۔

marfat.cpm

۱۱۰۴ بَابُ تَعَاهُدِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَمَنْ سَمَّاهُمَا تَطَوُّعًا حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

۱۱۰۵ بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

باب ـــــ فجر کی دو سنتوں کی حفاظت کرنا اور جس نے ان کو نفل کہا ہے"

۱۱۰۴ ـــــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں سے کسی کا اس قدر اہتمام نہ فرماتے جو فجر کی دو رکعتوں کا اہتمام فرماتے تھے (دوسرے نوافل سے صبح کی سنتوں کی زیادہ حفاظت فرماتے تھے)

باب ـــــ فجر کی دو رکعتوں میں کیا پڑھا جاتا ہے

۱۱۰۵ ـــــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے پھر جب صبح کی آذان سنتے تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے"

۱۱۰۳ ـــــ شرح : حدیث ۱۱۰۵ میں اس حدیث کی وضاحت ہو چکی ہے"

۱۱۰۴ ـــــ شرح : معلوم ہوا کہ سنتوں پر نوافل کا اطلاق جائز ہے"

۱۱۰۵ ـــــ شرح : باب ما یقرء" میں لفظ "ما" استفہامیہ ہے اس سے شئی کی ماہیت اور حقیقت دریافت کی جاتی ہے جیسے ما الانسان" اس کا جواب حیوان ناطق آتا ہے اور کبھی اس سے شئی کی وصف معلوم کی جاتی ہے جیسے وما تلک بیمینک یا موسیٰ یعنی اس کا رنگ کیا ہے اور یہاں بھی لفظ "ما" فجر کی سنتوں میں قرأت کی وصف معلوم کرنے کے لئے ذکر کیا گیا ہے" کہ کیا ان میں قرأت تھوڑی ہے یا زیادہ ہے" اور لفظ خفیفتین" اس پر دلالت کرتا ہے کہ ان میں قرأت ہلکی ہی ہے کیونکہ اگر لمبی ہوتی تو ام المومنین رضی اللہ عنہا خفیفتین

marfat.com

حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ۱۱۰۶
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى
هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ
صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى إِنِّیْ لَأَقُولُ هَلْ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ **بَابُ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ** حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ التَّطَوُّعِ

ذکر نہ کریں،، اس طرح حدیث عنوان کے مطابق ہوجاتی ہے،، ان میں قرأت کی تعیین دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتی ہے چنانچہ ترمذی نے مجاہد سے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہینہ بھر دیکھتا رہا کہ آپ فجر کی سنتوں میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ،، پڑھا کرتے تھے،، ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ اور بزار نے اس طرح روایت کی ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

۱۱۰۶ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے پہلے والی دو رکعتیں ہلکی سی پڑھتے تھے حتیٰ کہ میں کہتی کہ کیا آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی ہے؟

شرح : اس روایت کا معنی یہ نہیں کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے سورۂ فاتحہ پڑھنے میں شک کیا ہے،، بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سوا دوسرے نوافل میں قرأت لمبی فرماتے تھے اور فجر کی سنتوں میں تخفیف فرماتے تھے،، حتیٰ کہ ان میں قرأت کی نسبت دوسرے نوافل میں قرأت کی طرف کی جائے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قرأت کی ہی نہیں،، صحیح حدیث ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی تنہا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے اس کو لمبا کرے" مگر وہ نمازیں جن میں شریعت مطہرہ نے تخفیف کی ہے جیسے فجر کی سنتیں وغیرہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب فرض کے بعد نماز پڑھنا

۱۱۰۷ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور اس کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں عشاء کے بعد دو رکعتیں اور جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھیں،، جبکہ

marfat.cpm

یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَجْدَتَیْنِ قَبْلَ الظُّھْرِ وَسَجْدَتَیْنِ بَعْدَ الظُّھْرِ وَسَجْدَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَسَجْدَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَسَجْدَتَیْنِ بَعْدَ الْجُمُعَۃِ فَاَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ فَفِیْ بَیْتِہٖ وَحَدَّثَتْنِیْ اُخْتِیْ حَفْصَۃُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ بَعْدَ مَا یَطْلُعُ الْفَجْرُ وَکَانَتْ سَاعَۃً لَا اَدْخُلُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھَا تَابَعَہٗ کُثَیْرُ بْنُ فَرْقَدٍ وَاَیُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ وَقَالَ ابْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَۃَ عَنْ نَافِعٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِیْ اَھْلِہٖ

باب مَنْ لَمْ یَتَطَوَّعْ بَعْدَ الْمَکْتُوْبَۃِ

۱۱۰۸ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو وَقَالَ سَمِعْتُ اَبَا الشَّعْثَاءِ جَابِرًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

مغرب اور عشاء کی سنتیں گھر میں پڑھیں،، ابن ابی زناد نے موسیٰ بن عقبہ سے اُنہوں نے نافع سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ عشاء کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھیں کثیر بن فرقد، ایوب نے نافع سے روائت کرنے میں عبید اللہ کی متابعت کی،، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میری ہمشیر حفصہ نے مجھے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طلوعِ فجر کے بعد خفیف سی دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ میں اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نہ جاتی تھی،، کثیر بن فرقد، ایوب اور نافع نے عبید اللہ کی متابعت کی اور ابن ابی زناد نے موسیٰ بن عقبہ سے اُنہوں نے نافع سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ عشاء کے بعد اپنے گھر میں سنتیں پڑھتے تھے،،

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مسجد میں نوافل اس لئے مکروہ ہیں کہ کوئی جاہل دیکھ کر ان کو فرض نہ سمجھ لے یا اس لئے کہ گھر نماز سے خالی نہ ہو یا ریاکاری سے بچنے کے لئے مسجد میں نوافل پڑھنے مکروہ ہیں اگر اس طرح کے خدشات سے بالاتر ہو تو مسجد میں نماز پڑھنی اچھی ہے،، طلوعِ فجر کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق سے مشغول نہ ہوتے تھے اور یہ مخصوص وقت تھا اس لئے کوئی شخص اس وقت حضور کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکتا تھا،، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مذکور نمازیں تنہا پڑھی تھیں اور مذکور معیت سے مراد محض تعداد میں متابعت ہے اور یہ مراد نہیں کہ اُنھوں نے ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی تھی۔ اس حدیث میں اگرچہ ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا مذکور ہے مگر بخاری، ابوداؤد اور نسائی نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں کبھی نہیں چھوڑی تھیں مسلم ابوداؤد اور نسائی اور ترمذی نے عبداللہ بن شقیق سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے بارے میں دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اس حدیث میں عصر سے پہلے نوافل پڑھنے کا ذکر نہیں مگر ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو عصر سے پہلے چار نفل پڑھتا ہے۔ رحم کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر سے پہلے چار رکعتیں مستحب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — جس نے فرض نماز کے بعد نفل نہ پڑھے

۱۱۰۸ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ رکعتیں (ظہر و عصر) اکٹھی اور سات

marfat.com

قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا جَمِيْعًا وَسَبْعًا جَمِيْعًا قُلْتُ يَا اَبَا الشَّعْثَاءِ اَظُنُّهُ اَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ وَاَخَّرَ الْمَغْرِبَ قَالَ وَاَنَا اَظُنُّهُ

بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰى فِي السَّفَرِ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ تَوْبَةَ عَنْ مُوَرِّقٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ اَتُصَلِّي الضُّحٰى قَالَ لَا قُلْتُ فَعُمَرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَاَبُوْ بَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اَحْسِبُهُ ۱۱۰۹

(مغرب وعشاء) اکٹھی پڑھیں عمرو نے کہا میں نے ابو الشعثاء سے کہا اے ابا شعثاء میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کیا ہوگا اور عشاء میں جلدی اور مغرب میں تاخیر کی ہوگی ابو شعثاء نے کہا میں بھی یہی خیال کرتا ہوں ،،

۱۱۰۸ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کے فرض ایک ساتھ پڑھے اور دونوں فرضوں کے درمیان سنتیں نہ پڑھیں کیونکہ اگر ظہر کے بعد آپ نے سنتیں پڑھی ہوتیں تو دونوں فرضوں کا جمع کرنا متصور نہیں ہوتا اسی طرح مغرب و عشاء کے درمیان سنتیں نہیں پڑھیں اس سے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد شریف یہ تھا کہ امت مرحومہ پر اس کی وضاحت فرمادیں کہ سنتیں اور دیگر نوافل فرض نہیں اور نہ ہی واجب ہیں اس مسئلہ کی تفصیل مواقیتِ صلوٰۃ میں "باب تاخیر الظہر الی العصر" میں مذکور ہے۔

باب — سفر میں چاشت کی نماز پڑھنا

۱۱۰۹ — ترجمہ : مورق سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کیا آپ چاشت کی نماز پڑھتے ہیں ؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ نہیں ! میں نے کہا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ ؟ جواب دیا کہ نہیں ،، میں نے کہا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ؟ ابن عمر نے کہا کہ نہیں ،، میں نے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز پڑھتے تھے یا نہیں ؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں پڑھتے تھے !!!

۱۱۰۹ — شرح : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت اور اس کے بعد ام ہانی رضی اللہ عنہا کی روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں ان کے گھر آٹھ رکعتیں چاشت کی نماز پڑھی میں مطابقت اسی طرح ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور شیخین کو چاشت کی نماز پڑھتے نہ دیکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ نفس الامر اور واقع میں بھی نہ پڑھتے تھے کیونکہ عدمِ رُؤیت عدمِ وقوع پر دلالت نہیں کرتی ،، یا یوں کہا جائے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا چاشت کی نماز کی مداومت کی نفی کرنے سے اصل نماز پڑھنے کی نفی نہیں ہوتی اس کی نظیر یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور میں پڑھتی ہوں (بخاری مسلم) حالانکہ صحیح مسلم میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز چار رکعتیں پڑھتے تھے ،، تو ام المؤمنین نے اس کی مداومت کی نفی کی ہے اصل نماز کی نفی نہیں کی ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خلاصہ میں ذکر کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ

marfat.cpm

۱۱۱۰ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ لَیْلٰی یَقُوْلُ مَا حَدَّثَنَا اَحَدٌ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الضُّحٰی غَیْرُ اُمِّ هَانِئٍ فَاِنَّهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَیْتَهَا یَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰی ثَمَانِیَ رَكَعَاتٍ فَلَمْ اَرَ صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَیْرَ اَنَّهٗ یُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ

بَابُ مَنْ لَمْ یُصَلِّ الضُّحٰی وَرَاٰهُ وَاسِعًا

۱۱۱۱ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰی وَاِنِّیْ لَاُسَبِّحُهَا

عنہا کا چاشت کی نماز کی نفی کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ یہ ہمیشہ نہ پڑھتے تھے اور بعض اوقات میں پڑھتے تھے،، تاکہ امت پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے،، لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں ہے،،

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ام ہانی کے سوا کسی نے ہمیں خبر **۱۱۱۰** نہیں دی کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہے،، البتہ ام ہانی نے کہا کہ فتح مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور غسل فرمایا اور آٹھ رکعتیں پڑھیں میں نے اس سے خفیف اور ہلکی کوئی نماز نہیں دیکھی سوا اس کے کہ آپ رکوع و سجود پورے پورے فرماتے تھے"

شرح : مؤطا میں امام مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ام ہانی جناب رسول اللہ **۱۱۱۰** صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا،، مگر یہ بخاری کی مذکور روایت کے معارض نہیں کیونکہ یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہے،، چاشت کی نماز کی کم از کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے بارہ رکعتیں مذکور ہیں۔ یہ نماز مستحب ہے افضل یہ ہے کہ یہ ہمیشہ پڑھی جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند وہ عمل ہے جس کو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ قلیل ہو،، نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چاشت کی نماز میں تخفیف مستحب ہے۔ حاکم نے عقبہ بن عامر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم چاشت کی نماز میں "والشمس وضحاھا،، اور والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ،، پڑھیں اس نماز کا وقت طلوعِ شمس کے بعد ہے مگر ارتفاعِ شمس تک اس کی تاخیر مستحب ہے،، اشراق کے وقت بھی چاشت کی نماز پڑھنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — جس نے چاشت کی نماز نہ پڑھی اور نہ ہی اس کو ضروری جانا،،

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم **۱۱۱۱** کو چاشت کے نفل پڑھتے نہیں دیکھا البتہ میں یہ نماز پڑھتی ہوں"

marfat.com

بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰى فِي الْحَضَرِ قَالَهُ عِتْبَانُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا ۱۱۱۲
مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ هُوَ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ
اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ لَا اَدَعُهُنَّ حَتّٰى اَمُوْتَ صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَلٰوةُ الضُّحٰى
وَنَوْمٌ عَلٰى وِتْرٍ

۱۱۱۱ ــــ شرح : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نماز کی نفی کرنے کا سبب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کے وقت ام المؤمنین کے پاس شاذ ہی تشریف رکھتے تھے کیونکہ آپ اکثر اوقات مسجد یا کسی اور مقام میں جلوہ افروز ہوتے تھے اور ام المؤمنین کے پاس تو نو یا آٹھ روز میں سے ایک یا دو روز ہی تشریف لے جاتے تھے باقی تقریر حدیث ۱۱۰۹ کے تحت مذکور ہے۔

باب ــــ حضر (اپنے شہر یا گاؤں) میں چاشت کی نماز پڑھنا

عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت کی"

۱۱۱۲ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین اشیاء کی وصیت فرمائی جن کو میں فوت ہونے تک نہیں چھوڑوں گا۔ ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا، چاشت کی نماز پڑھنا اور وتر پڑھ کر سونا"

۱۱۱۲ ــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا ہے" بخاری میں مذکور حدیث اس کے مخالف نہیں کیونکہ ممتنع یہ بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے غیر کو خلیل بنائیں اور اس کا عکس ممتنع نہیں ہے اور وہ یہ کہ کوئی شخص آپ کو خلیل بنائے کیونکہ خلّت کا معنی کلیتہً انقطاع ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کلی انقطاع دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف ہی کلی انقطاع ہے" حدیث میں مذکور تین ایام سے مراد ایام بیض ۱۳، ۱۴، ۱۵ تواریخ ہیں" جس شخص کو پچھلی رات اٹھنے کا یقین نہ ہو اس کے لئے مستحب یہی ہے کہ وہ وتر سونے سے پہلے پڑھ لے" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس وصیت کے ساتھ اس لئے مختص فرمایا کہ وہ فقراء میں سے تھے مال دار نہ تھے اور نماز اور روزہ بہترین عبادت ہے جو ان کے لائق تھی اس لئے ان کو یہ وصیت فرمائی واللہ اعلم!

marfat.cpm

۱۱۱۳ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَكَانَ ضَخْمًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي لَا أَسْتَطِيعُ الصَّلَاةَ مَعَكَ فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ إِلَى بَيْتِهِ وَنَضَحَ لَهُ طَرَفَ حَصِيرٍ بِمَاءٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ الْجَارُودِ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى فَقَالَ مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى غَيْرَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

بَابُ

۱۱۱۴ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا يُدْخَلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَطَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

ترجمہ : حضرت انس بن مالک انصاری نے کہا کہ ایک انصاری شخص جو بہت موٹا تھا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی مجھ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کی طاقت نہیں اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ کو اپنے گھر تشریف لانے کی دعوت دی اور چٹائی کو پانی کے ساتھ دھویا،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہ دو رکعتیں پڑھیں فلاں بن فلاں بن جارود نے انس سے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا اس دن کے سوا میں نے آپ کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا،،

۱۱۱۳ ــــ

شرح : فلاں بن فلاں عبدالحمید بن منذر بن جارود ہیں،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پہ بعض لوگوں نے عمل کیا اور چاشت کی نماز کا اعتراف نہ کیا اور کہا کہ فتح مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعتیں بطور فتح پڑھی تھیں مگر یہ تاویل چاشت کی نماز کی نفی نہیں کرتی جبکہ متواتر روایات سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نماز پڑھنا ثابت ہے،، پھر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات میں اس نماز کی نفی ہوتی بھی نہیں کیونکہ وہ تو کہتی ہیں میں نے نہیں دیکھا انھوں نے یہ نہیں کہا کہ آپ نے یہ نماز نہیں پڑھی یعنی مائی صاحبہ نے آپ کو علانیہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا واللہ تعالیٰ اعلم!

باب ــــ ظہر سے پہلے دو رکعتیں

۱۱۱۴ ــــ

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس رکعتیں محفوظ کی ہیں دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد دو رکعتیں مغرب سے پہلے گھر میں، دو رکعتیں عشاء کے بعد گھر میں اور دو رکعتیں صبح کے فرضوں سے پہلے پڑھتے تھے اور یہ وہ وقت تھا کہ اس میں کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں جا سکتا تھا مجھے تو میری ہمشیرہ حفصہ نے خبر دی کہ جب مؤذن اذان دیتا اور فجر طلوع ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

marfat.com

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ۱۱۱۵
يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ تَابَعَهُ ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ وَعَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ **بَابُ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ** حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ وَهُوَ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ۱۱۱۶
عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ ۱۱۱۷

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار سنتیں اور صبح کی نماز سے پہلے دو سنتیں نہیں چھوڑتے تھے ابن ابی عدی اور عمرو نے شعبہ سے روائت کرنے میں یحییٰ بن سعید کی متابعت کی۔ ۱۱۱۵ —

ظاہر یہی ہے کہ پہلی حدیث میں دو رکعتیں ان چار میں داخل ہیں۔

باب — مغرب سے پہلے نماز پڑھنا

ترجمہ : عبداللہ مزنی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا مغرب کی نماز سے پہلے نماز پڑھو تیسری بار فرمایا جو کوئی چاہے پڑھے یہ اچھا نہ جانتے ہوئے کہ لوگ اس کو واجب یا سنت سمجھ لیں ۱۱۱۶ —

ترجمہ : مرثد بن عبداللہ یزنی نے کہا میں عقبہ بن عامر جہنی کے پاس آیا اور کہا کیا میں تجھ کو ابو تمیم کی عجیب بات نہ بتاؤں ؟ وہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہیں، عقبہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہم یہ پڑھتے تھے میں نے کہا اب آپ کو پڑھنے سے کس نے منع کیا ہے ؟ عقبہ نے کہا کہ دنیاوی شغل نے ۱۱۱۷ —

شرح : ان حدیثوں سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ مغرب کی نماز سے پہلے دو نفل پڑھنے جائز ہیں، ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے میں صحابہ کا اختلاف ہے صحابہ کے بعد یہ کسی نے نہیں پڑھیں، سعید بن مسیب نے کہا سعد بن ابی وقاص کے سوا میں نے کسی فقیہہ کو یہ پڑھتے نہیں دیکھا، امام بیہقی نے زہری سے روائت کی کہ مہاجرین یہ نہیں پڑھتے تھے، انصار نے ان کو ترک کر دیا تھا، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سادا تنا ابوبکر، عمر فاروق اور عثمان رضی اللہ عنہم یہ نہیں پڑھتے تھے اور کہا یہ بدعت ہیں کوفہ کے بڑے بڑے صحابہ کرام حضرت علی، ابن مسعود، حذیفہ، عمار بن یاسر، ابومسعود رضی اللہ عنہم کو جس نے دیکھا اس نے یہی خبر دی کہ یہ حضرات مغرب سے پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے، امام مالک، ابوحنیفہ اور شافعی رضی اللہ ۱۱۱۶ ، ۱۱۱۷ —

marfat.cpm

قَالَ سَمِعْتُ مَرْثَدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيَّ قَالَ اَتَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ فَقُلْتُ اَلَا اُعْجِبُكَ مِنْ اَبِي تَمِيْمٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ اِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ الْاٰنَ قَالَ الشُّغْلُ

بَابُ صَلٰوةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً ذَكَرَهُ اَنَسٌ وَعَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّهُ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا فِيْ وَجْهِهِ مِنْ بِئْرٍ كَانَتْ فِيْ دَارِهِمْ فَزَعَمَ مَحْمُوْدٌ اَنَّهُ سَمِعَ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُنْتُ اُصَلِّيْ لِقَوْمِيْ بَنِيْ سَالِمٍ وَكَانَ يَحُوْلُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ وَادٍ اِذَا جَاءَتِ الْاَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ قِبَلَ مَسْجِدِهِمْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ اِنِّيْ اَنْكَرْتُ بَصَرِيْ وَاِنَّ الْوَادِيَ الَّذِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ قَوْمِيْ يَسِيْلُ اِذَا جَاءَتِ الْاَمْطَارُ فَيَشُقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ فَوَدِدْتُ اَنَّكَ تَاْتِيْ فَتُصَلِّيْ مِنْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَفْعَلُ فَغَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ فَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَرْتُ لَهُ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ اُحِبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ وَحَبَسْتُهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ تُصْنَعُ لَهُ فَسَمِعَ اَهْلُ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَثَابَ رِجَالٌ مِنْهُمْ حَتّٰى كَثُرَ الرِّجَالُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَا فَعَلَ مَالِكٌ لَا اَرَاهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ

عنہم کا یہی مسلک ہے ،، حضرت عبداللہ یزنی کی حدیث اوّلِ اسلام پر محمول ہے پھر منسوخ ہوگئی ،، چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مغرب کی نماز کے سوا ہر آذان و اقامت کے درمیان نماز ہے ابوداؤد میں طاؤس سے روائت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو مغرب سے پہلے دو رکعتوں سے متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں کسی کو یہ پڑھتے نہیں دیکھا ،، واللہ اعلم!

باب — نوافل کی نماز باجماعت پڑھنا ،،

حضرت انس بن مالک اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کی روائت کی ،،

ترجمہ : محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جانا اور اس کلّی کو جانا جو آپ نے ان کے گھر والے کنوئیں کے پانی سے ربیع کے منہ پہ ڈالی تھی ،، محمود نے کہا کہ اُنھوں نے عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے سُنا اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ بدر میں حاضر تھے

1118 —

marfat.com

ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اَمَّا نَحْنُ فَوَاللّٰهِ لَا نَرٰى وُدَّهٗ وَلَا حَدِيْثَهٗ اِلَّا اِلَى الْمُنَافِقِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا فِيْهِمْ اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَتِهِ الَّتِيْ تُوُفِّيَ فِيْهَا وَيَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَلَيْهِمْ بِاَرْضِ الرُّوْمِ فَاَنْكَرَهَا عَلَيَّ اَبُوْ اَيُّوْبَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَظُنُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قُلْتَ قَطُّ فَكَبُرَ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَجَعَلْتُ لِلّٰهِ عَلَيَّ اِنْ سَلَّمَنِيَ حَتّٰى اَقْفُلَ مِنْ غَزْوَتِيْ اَنْ اَسْاَلَ عَنْهَا عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ اِنْ وَجَدْتُهٗ حَيًّا فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِهٖ فَقَفَلْتُ فَاَهْلَلْتُ بِحَجَّةٍ اَوْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ سِرْتُ حَتّٰى قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَاَتَيْتُ بَنِيْ سَالِمٍ فَاِذَا عِتْبَانُ شَيْخًا اَعْمٰى يُصَلِّيْ لِقَوْمِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوةِ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَاَخْبَرْتُهٗ مَنْ اَنَا ثُمَّ سَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِيْهِ كَمَا حَدَّثْتُنِيْهِ اَوَّلَ مَرَّةٍ

کہ میں قبیلہ بنی سالم میں اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتا تھا اور میرے اور ان کے درمیان ایک وادی تھی جب بارشیں ہوتیں تو میرے لئے ان کی مسجد کی طرف جانے کے لئے اس کا عبور کرنا مشکل ہوتا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے عرض کی کہ میری نظر کمزور ہے اور وادی جو میرے اور میری قوم کے درمیان بہتی ہے جب بارشیں ہوں تو اس کا عبور کرنا میرے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر ایک جگہ نماز پڑھیں پھر میں اس کو نماز کے لئے معین کر لوں گا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ہم آئیں گے،، صبح کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سورج بلند ہونے کے بعد تشریف لائے آپ نے اجازت طلب فرمائی میں نے آپ کو (اندر تشریف لانے کی) اجازت دی آپ (داخل ہونے کے بعد) نہیں بیٹھے حتیٰ کہ فرمایا تمہارے گھر میں میرا نماز پڑھنا کہاں پسند کرتے ہو میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں میں پسند کرتا تھا کہ آپ وہاں نماز ادا فرمائیں،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور تکبیر فرمائی ہم نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا ہم نے بھی سلام پھیر دیا جبکہ آپ نے سلام پھیرا میں نے موٹے آٹے اور گوشت سے تیار کیا ہُوا کھانا پیش کیا جو آپ ہی کے لئے تیار کیا گیا تھا محلہ والے لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے گھر میں تشریف لانے کی خبر سُنی تو وہ گھر میں سب جمع ہو گئے ان میں سے ایک شخص نے کہا مالک بن دُخَیشن کا کیا حال ہے مجھے وہ نظر نہیں آ رہا ہے اُن میں سے دُوسرے شخص نے کہا وہ منافق ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ محبت نہیں رکھتا ہے،، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کہو کیا تم اسے دیکھتے نہیں ہو کہ وہ "لا الہ الا اللہ محمد رسُول اللہ" کہتا ہے جبکہ یہ کہنے سے اس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں بہرحال ہم تو خُدا کی قسم اس کی محبت اور گفتگو صرف منافقوں کے ساتھ دیکھتے ہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر اس شخص کو حرام کر دیا ہے جو لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ،، کہتا ہے اور اس سے اس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہے"

marfat.cpm

۱۱۱۹ بَابُ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلٰوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا تَابَعَهُ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ

محمود نے کہا میں نے چند لوگوں سے یہ حدیث بیان کی جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابو ایوب بھی تھے اور اس غزوہ میں بیان کی جس میں وہ فوت ہوئے تھے اور یزید بن معاویہ قسطنطنیہ میں ان کا امیر تھا،، ابو ایوب نے اُس واقعہ کا انکار کیا اور کہا اللہ کی قسم میرا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہرگز یہ خیال نہیں کہ جو تو نے کہا ہے وہ آپ نے فرمایا ہے،، مجھ پر یہ بات گراں گزری اور میں نے اپنے اُوپر یہ لازم کر لیا کہ اگر اس غزوہ سے واپسی تک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو صحیح سلامت رکھا تو اس کے متعلق میں عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کروں گا بشرطیکہ میں اس کی قوم کی مسجد میں اس کو زندہ پاؤں پس میں غزوہ سے واپس آیا اور حج یا عُمرہ کا احرام باندھا پھر میں چلا حتیٰ کہ مدینہ منوّرہ آیا قبیلہ بنی سالم کے پاس ٹھہرا،، کیا دیکھتا ہوں کہ عتبان بوڑھا شخص نابینا ہے اپنی قوم کو نماز پڑھا رہا ہے جب اُس نے سلام پھیرا تو میں نے سلام کہا اور اس کو بتایا کہ میں کون ہوں،، پھر میں نے اس سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو اُس نے اسی طرح حدیث بیان کی جس طرح پہلی مرتبہ بیان کی تھی۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کیچڑ اور آندھی میں نماز باجماعت واجب نہیں،، نیک لوگوں کے آثار سے تبرک حاصل

۱۱۱۸ ——

کرنا مستحب امر ہے،، گھر میں نفل نماز باجماعت جائز ہے، جہاں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے وہ جگہ باقی زمین سے افضل ہے وہاں نماز پڑھیں تو اس کی برکت سے نماز باجماعت کی مثل ہے،، گھروں میں نماز کے لئے کوئی جگہ معیّن کر لینا جائز ہے البتہ مساجد میں ریاء کے خوف کے باعث مکروہ ہے،، چاشت کی نماز مستحب ہے،، بزرگوں کی تشریف آوری پر ان کی دعوتِ طعام مستحسن ہے،، نفل نماز اخفاء میں پڑھنی مستحب ہے۔

باب — گھر میں نفل نماز پڑھنا

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ

۱۱۱۹ ——

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں میں کچھ نماز پڑھ لیا کرو اور ان کو قبریں نہ بناؤ،، عبدالوہاب نے ایوب سختیانی سے روایت کرنے میں وُہیب کی متابعت کی،،

شرح : اس حدیث کی تفصیل کراہیۃ الصلوٰۃ فی المقابر کے باب میں حدیث

۱۱۱۹ ——

ع ۴۲۴ کے تحت گزری ہے علامہ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس گھر میں نماز نہ پڑھی جاتی ہو اس گھر کو قبر سے تشبیہ دی ہے جس میں عبادت نہیں کی جاتی اور سونے والے کو میّت سے تشبیہ دی جس سے نیک کام نہیں ہو سکتے ہیں بعض علماء نے کہا کہ یہ حدیث نفل نماز کے بارے میں وارد ہے کیونکہ گھر میں نماز پڑھنے میں ریاکاری کا شائبہ نہیں ہوتا اس تقدیر پر "مِنْ صَلَاتِكُمْ،، میں من کا لفظ زائد ہوگا گویا کہ حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ تم نفل نماز گھروں میں پڑھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب فضل الصلوٰۃ فی مسجدی مکۃ والمدینۃ حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبۃ قال اخبرنی عبد الملک عن قزعۃ قال سمعت ابا سعید اربعا قال سمعت من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان غزا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثنتی عشرۃ غزوۃ ح وحدثنا علی قال حدثنا سفین عن الزہری عن سعید عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام و مسجدی الرسول و

۱۱۲۰

باب — مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ شرفہما اللہ تعالیٰ کی مسجد میں نماز کی فضیلت

۱۱۲۰ — ترجمہ : قزعہ بن یحییٰ نے کہا میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے چار حدیثیں سنیں انھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بارہ غزوے لڑے ہیں ،، تحویل ،، ابو ہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا تین مساجد کے سوا کسی مسجد کی طرف کجاوے نہ کسے جائیں ۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ ،،

۱۱۲۰ — شرح : شدِ رحال ،، سے سفر کی طرف اشارہ ہے یعنی سفر نہ کیا جائے اور مستثنیٰ متصل ہے لہذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ان تین مساجد کے سوا کسی اور مسجد کی طرف بغرض فضیلتِ ثواب سفر نہ کیا جائے کیونکہ ان مساجد کے سوا دنیا کی تمام مسجدیں ان میں نماز کے ثواب میں برابر ہیں البتہ جوامع مساجد میں نمازیوں کی کثرت کے باعث زیادہ ثواب ہے اور دُور سے چل کر مسجد میں نماز پڑھنے کا زیادہ ثواب کثرتِ اقدام کے باعث ہے نفسِ مسجد کے اعتبار سے ثواب میں کوئی تفاوت نہیں ،،

اور اگر مستثنیٰ مفرغ ہو جس میں مستثنیٰ منہ عام ہوتا ہے تو حدیث کا معنیٰ یہ ہوگا کہ ان تین مساجد کے سوا کسی مکان کی طرف سفر نہ کرو حتیٰ کہ یہ لازم آئے گا کہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ اور دیگر انبیاء کرام کے ضرائح (قبور) کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز نہ ہو بلکہ پورے عموم کے اعتبار سے معنیٰ یہ ہوگا کہ کسی طرف ہی سفر کرنا جائز نہ ہو سوا ان تین مساجد کے ،، مگر حقیقت یہ ہے کہ پورے عموم سے مراد وہ عام ہے جو نوع اور وصف کے اعتبار سے مستثنیٰ کے مناسب ہو جیسے کوئی کہے کہ میں نے زید کے سوا کسی کو نہیں دیکھا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ میں نے زید کے سوا کسی شخص کو نہیں دیکھا اور یہ مراد لینا غلط ہے کہ میں نے کسی شئی کو نہیں دیکھا ،، امام نووی نے کہا اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ان تین مساجد کے سوا کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنے میں فضیلت نہیں ،، اس حدیث سے دوسری مساجد پر ان مساجد کی فضیلت واضح ہوتی ہے کیونکہ ان کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بنایا ہے مسجد حرام

marfat.cpm

۱۱۲۱ مَسْجِدِ الْاَقْصٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَعُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا

تمام لوگوں کا قبلہ ہے، مسجد نبوی تقویٰ پر مبنی ہے اور مسجد اقصیٰ پہلی امتوں کا قبلہ رہا ہے،، امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ جس نے کسی مسجد میں نماز پڑھنے کی نذر مانی اور وہ اس مسجد تک سفر کے اہتمام کے بغیر نہیں جا سکتا تو وہ اپنے شہر کی مسجد میں نذر پوری کرے ہاں اگر اس نے ان تین مساجد میں سے کسی ایک مسجد میں نماز پڑھنے کی نذر مانی ہو تو ضرور سفر کر کے وہاں پہنچ کر نذر پوری کرے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو کوئی نیک لوگوں کی مساجد میں نماز پڑھنے کا ارادہ کرے اور وہاں نفل نماز سے متبرک ہونا چاہے تو اس قصد سے اس کا یہ سفر کرنا مباح ہے اور وہ مذکور حدیث کی زد میں نہیں آتا،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شیخ زین الدین نے کہا کہ اس حدیث کا بہترین محمل یہ ہے کہ ان تین ساجد کے سوا کسی مسجد کی طرف شدِ رحال نہ کیا جائے اور اگر کسی مسجد کی طرف سفر کرنے کا مقصد یہ ہو کہ وہاں علم حاصل کرے گا یا صالحین کی قبور کی زیارت اور تجارت کے لئے سفر کرے تو وہ اس نہی میں داخل نہیں،، لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ،، میں استثناء متصل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مسند امام احمد میں شہر بن حوشب کے طریق سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا جبکہ ان کے پاس طور میں نماز کا ذکر کیا گیا انھوں نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تین مساجد کے سوا کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے اس کی طرف اہتمام سے سفر نہ کرے،، شہر بن حوشب کو ائمہ کرام کی ایک جماعت نے ثقہ کہا ہے،،

لہٰذا مذکور حدیث کا معنی اب مزید وضاحت کا محتاج نہیں اور بزرگان دین کے قبور کی زیارت کے لئے سفر ممنوع نہیں اور یہ کہنا درست نہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کا قصد ممنوع ہے جو بعض قاصرین گمان کرتے ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی یہ روایت بیہقی میں ہے اور دار قطنی کی روایت میں ہے جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی ان روایات کے ہوتے ہوئے قاصرین کا موہوم بے بنیاد اور کبیت العنکبوت ہو کر رہ جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز پڑھنا مسجد حرام کے سوا دوسری مسجدوں میں ہزار نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے،،

۱۱۲۱ ——

شرح : اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ،، اس استثناء میں تین امور کا احتمال ہے اور وہ یہ کہ مسجد حرام مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوی ہے یا اس سے افضل ہے یا اس سے کم ہے یعنی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب ہزار نماز کے ثواب سے کم ہے،، جمہور علماء کا یہ مذہب ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے اسی طرح مکہ مکرمہ کی مسجد مدینہ منورہ کی مسجد سے افضل ہے مگر امام مالک رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کو مسجد حرام سے افضل کہتے ہیں اور مذکور حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ میری

marfat.com

خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَابُ مَسْجِدِ قُبَاءٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ۱۱۲۲
ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يُصَلِّي مِنَ الضُّحَى إِلَّا فِي يَوْمَيْنِ يَوْمٍ يَقْدَمُ مُعْتَمِرًا فَإِنَّهُ كَانَ
يَقْدَمُهَا ضُحًى فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ وَيَوْمٍ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَأْتِيهِ
كُلَّ سَبْتٍ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَرِهَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ حَتَّى يُصَلِّيَ فِيهِ قَالَ وَكَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُهُ رَاكِبًا وَمَاشِيًا قَالَ وَكَانَ يَقُولُ إِنَّمَا أَصْنَعُ كَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابِي يَصْنَعُونَ وَلَا أَمْنَعُ أَحَدًا
أَنْ يُصَلِّيَ فِي أَيِّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ غَيْرَ أَنْ لَا يَتَحَرَّوْا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا

مسجد میں نماز پڑھنا مسجد حرام میں نماز پڑھنے سے ہزار نمازوں کے بغیر افضل ہے،، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں فرض و نفل برابر ہیں؛ البتہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس فضیلت کو فرض نماز کے ساتھ مخصوص کہا ہے،، قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زمین کا جو حصہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مقدسہ کے ساتھ ملصق ہے وہ ساری دنیا کی زمین سے افضل ہے بعض علماء نے کہا یہ حصہ عرش معلیٰ سے افضل ہے،،

باب ــــ مسجد قبا

۱۱۲۲ ــــ

ترجمہ : حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چاشت کی نماز صرف اس روز پڑھتے تھے جب وہ مکہ مکرمہ میں آتے تھے کیونکہ وہ مکہ مکرمہ میں چاشت کے وقت ہی آتے تھے وہ بیت اللہ کا طواف کرتے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھتے اور جب وہ مسجد قباء جاتے تو چاشت کی نماز پڑھتے تھے کیونکہ وہ ہر ہفتہ کو مسجد قباء آتے تھے جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو نماز پڑھے بغیر اس سے نکلنا مکروہ جانتے تھے۔ نافع نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدل اور سوار مسجد قباء کی زیارت کرتے تھے نافع نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے میں اسی طرح کرتا ہوں جس طرح میں نے اپنے ساتھیوں کو کرتے دیکھا ہے میں کسی کو اس سے منع نہیں کرتا کہ وہ رات یا دن میں جس وقت چاہے نماز پڑھے مگر طلوعِ شمس اور اس کے غروب کے وقت نماز نہ پڑھو،،

۱۱۲۲ ــــ

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قباء اگر موضع کا نام ہے تو منصرف اگر اس کو "بُقْعَةٌ" کا نام دیا جائے تو غیر منصرف ہے" بعض علماء نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد قباء میں تشریف لے جانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ ان مساجد سے ہے جن کی طرف پیدل اور سوار سفر کرنے میں حرج نہیں اور یہ "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ" کی نہی میں داخل نہیں۔ ہفتہ کے روز مسجدِ قباء کی زیارت کی خصوصیت یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد سب سے پہلے مسجد قباء کی بنیاد رکھی اس کے بعد مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی اسی میں جمعہ پڑھا جاتا تھا اور اہل قباء اور عوالی مدینہ والے لوگ جمعہ کی نماز

marfat.cpm

بَابُ مَنْ اَتٰى مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ

۱۱۲۳ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَّرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ

۱۱۲۴ بَابُ اِتْيَانِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ

کے لئے مسجد نبوی میں آتے تھے اور جمعہ کے وقت مسجدِ قباء نمازیوں سے خالی رہتی تھی تو اس کی مکافات کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد ہفتہ کے روز مسجدِ قباء میں تشریف لے جاتے تھے کیونکہ آپ اپنے صحابہ کی مکافات کو پسند فرمایا کرتے تھے حتی کہ خود ان کی خدمت فرماتے تھے اور فرماتے تھے یہ لوگ میرے اصحاب کا احترام کرتے تھے میں ان کی مکافات کرتا ہوں ،، یہ بھی احتمال ہے کہ ہفتہ کا روز فرصت کا دن تھا جبکہ جمعہ کے روز بہت مشاغل تھے ،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جو ہر ہفتہ کو مسجد قباء آیا

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے اُنھوں نے کہا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ کو مسجد قباء پیدل اور سوار ہوکر

۱۱۲۳ — تشریف لے جاتے تھے اور عبد اللہ بن عمر بھی اس طرح کرتے تھے۔

باب — مسجد قباء پیدل اور سوار ہوکر آنا

ترجمہ : نافع نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبا سوار ہوکر اور پیدل آتے تھے

۱۱۲۴ — ابن نمیر نے اس پر زیادہ ذکر کیا اُنھوں نے کہا ہم کو عبید اللہ نے نافع سے خبر دی کہ آپ اس میں دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

شرح : حدیث ۱۱۲۲ موقوف اور مرفوع پر مشتمل ہے

۱۱۲۳ ، ۱۱۲۴ — موقوف یوم سبت کے ساتھ مقید ہے اور مرفوع مطلق ہے جبکہ اس کا مدلول یہ ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء کی زیارت پیدل اور سوار ہوکر کرتے تھے اور اس میں دن کا ذکر نہیں کہ کس روز تشریف لے جاتے تھے اس لئے اس حدیث میں اس کی وضاحت کردی کہ بروز ہفتہ تشریف لے جاتے تھے۔ اس حدیث میں مسجد قباء کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ سہل بن حنیف نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ جو کوئی مسجد قباء جاکر نماز پڑھے اس کو غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے عمرو بن

marfat.com

بَابُ فَضْلِ مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ۱۱۲۵
ابْنِ اَبِي بَكْرٍ عَنْ عُبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ
رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ ۱۱۲۶
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ

شیبہ نے اخبارِ مدینہ میں صحیح اسناد سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ مسجد قباء میں دو رکعتیں نماز پڑھنا مجھے بیت المقدس دو دفعہ جانے سے زیادہ محبوب ہے اگر لوگ مسجد قباء کی فضیلت پر مطلع ہو جائیں تو دُور دراز سے چل کر وہاں جائیں،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "مَاشِيًا وَّرَاكِبًا" میں واو اَوْ کے معنی میں ہے حدیث ۱۱۲۴ کو اس لئے ذکر کیا کہ اس حدیث کے متعدد اسناد ہیں،، امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا کہ ابن نمیر کی زیادتی مدرج ہے اور یہ راوی نے اپنی طرف سے ذکر کی ہے کیونکہ انھیں اس بات کا علم تھا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ آپ مسجد میں نماز پڑھ کر بیٹھا کرتے تھے،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب — سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف اور منبر کے درمیانی جگہ کی فضیلت

۱۱۲۵ — ترجمہ : عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات سے ایک باغ ہے۔

۱۱۲۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض پر ہے۔

۱۱۲۵، ۱۱۲۶ — شرح : حدیث شریف میں بیت سے مراد قبر یا آپ کا مسکن شریف ہے اور اس میں تخالف نہیں کیونکہ آپ کی قبر شریف حجرہ مطہرہ میں ہے جو آپ کا مسکن اور گھر ہے،، قبر شریف اور منبر کی درمیانی جگہ بعینہٖ جنت میں منتقل کی جائے گی۔ اس اعتبار سے لفظ "روضہ" کا اطلاق حقیقی ہے یا اس جگہ عبادت کرنا جنت میں پہنچنے کا سبب ہے اس تقدیر پر اس کا اطلاق مجازی ہے جیسے ارشاد فرمایا "جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے یعنی

marfat.cpm

بَابُ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ

۱۱۲۷ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ قَزَعَةَ مَوْلَى زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يُحَدِّثُ بِأَرْبَعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْجَبْنَنِي وَآنَقْنَنِي قَالَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ إِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَمَسْجِدِي

جہاد کا مآل جنت ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی کے بعض حصے بعض سے افضل ہیں اور منبری علی الحوض کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کا منبر شریف بعینہٖ جنت میں حوض کوثر پر رکھا جائے گا واللہ علی مایشاء قدیر،، واللہ اعلم!

باب — بیت المقدس کی مسجد ،،

ترجمہ : عبدالملک سے روایت ہے کہا میں نے زیاد کا آزاد کردہ غلام قزعہ سے سُنا اُنھوں نے کہا میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار حدیثیں بیان کرتے تھے اور اُنھوں نے مجھے بہت خوش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت دو دن سفر نہ کرے مگر اس کا شوہر یا اس کا محرم اس کے ہمراہ ہو دو دن روزہ نہیں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے روز ،، دو نمازوں کے بعد کوئی نماز نہیں صبح کے بعد حتیٰ کہ سورج نکل آئے عصر کے بعد حتیٰ کہ سورج غروب ہوجائے اور سفر کا قصد نہ کیا جائے مگر صرف تین مساجد کی طرف مسجد حرام ، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد ،،

۱۱۲۷ — شرح : اس حدیث شریف میں چار احکام ہیں پہلا حکم یہ ہے کہ عورت دو دن تنہا سفر نہ کرے اس مسئلہ میں پانچ مذہب ہیں۔ اوّل حسن بصری ، زہری اور قتادہ کا مذہب ہے کہ کوئی عورت شوہر اور محرم کے بغیر دو دن سفر نہ کرنے اس سے کم جائز ہے اُنھوں نے بخاری میں مذکور حدیث سے استدلال کیا ہے دوم : ابراہیم نخعی ، شعبی ، طاؤس اور ظاہریہ کا مذہب ہے کہ عورت مطلقاً سفر نہ کرے اگرچہ قلیل سفر ہو جبکہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم نہ ہو ان کی دلیل یہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے اپنے اسناد سے روایت کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے اور جب تک اس کا محرم اس کے ساتھ نہ ہو کوئی شخص اس کے پاس نہ جائے۔ ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا یارسول اللہ! فلاں غزوہ میں میرا نام لکھا گیا ہے حالانکہ میرا ارادہ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرنا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی بیوی کے ساتھ حج کرلو ،، یہ حدیث اپنے عموم کے باعث مطلقاً سفر کی ممانعت کرتی ہے۔ سوم : مذہب عطاء ، سعید بن کیسان اور بعض ظاہریہ کا ہے کہ ایک برید (چھ میل) سے کم سفر کرسکتی ہے اور ایک برید (چھ میل) سے کم سفر کرسکتی ہے اور ایک برید یا اس سے زائد سفر شوہر یا محرم کے بغیر نہیں کرسکتی ،، ان کی دلیل یہ ہے کہ طحاوی نے

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بَابُ اسْتِعَانَةِ الْيَدِ

فِي الصَّلٰوةِ اِذَا كَانَ مِنْ اَمْرِ الصَّلٰوةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَعِيْنُ الرَّجُلُ فِيْ صَلٰوتِهٖ مِنْ جَسَدِهٖ بِمَا شَاءَ وَوَضَعَ اَبُوْ اِسْحَاقَ
قَلَنْسُوَتَهٗ فِي الصَّلٰوةِ وَرَفَعَهَا وَوَضَعَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَفَّهُ عَلٰى نِصْفِ اِلْيَتِهِ اِلَّا اَنْ يَحُكَّ جِلْدًا اَوْ يُصْلِحَ ثَوْبًا حَدَّثَنَا ۷۲۸
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ
اَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ خَالَتُهٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

اپنے اسناد سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اپنے شوہر یا محرم کے بغیر ایک برید سفر نہ کرے۔

چہارم : مذہب اوزاعی، لیث، امام مالک اور امام شافعی کا ہے کہ عورت شوہر و محرم کے بغیر ایک دن سے کم سفر کر سکتی ہے اس سے زائد سفر شوہر یا محرم کے بغیر نہیں کر سکتی،، امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ شوہر یا محرم کے بغیر فرض حج کر سکتی ہے اگرچہ سفر بعید ہو وہ مذکورہ ممنوع سفر کو غیر واجب سفروں پر محمول کرتے ہیں ان کی دلیل مسلم کی حدیث ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان لانے والی عورت محرم کے بغیر ایک دن سفر نہ کرے،،

پنجم : مذہب ثوری، اعمش امام اعظم ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد کا ہے کہ عورت اپنے شوہر یا محرم کے بغیر تین دن یا اس سے زیادہ دن سفر نہ کرے اس سے کم سفر محرم کے بغیر کر سکتی ہے۔

ان کی دلیل ابوداؤد کی حدیث ہے جو اُس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت محرم کے بغیر تین دن سفر نہ کرے،، اس حدیث میں تین دن کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کم سفر جائز اور مباح ہے ورنہ تقیید بالثلاث کا فائدہ نہ ہوگا لہذا یہ حدیث دوسری روایات کی ناسخ ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات میں ارشاد فرمائی ہیں۔ دوسرا حکم دونوں عیدوں کے روز روزہ کی ممانعت ہے کیونکہ عید الفطر مسلمانوں کی عید کا دن ہے اور عید الاضحیٰ میں لوگ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں لہذا ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ تیسرا حکم فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ چوتھا حکم شد رحال ہے۔ حدیث ع ۱۱۲۰ کے تحت اس کی تفصیل مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ نماز میں ہاتھ سے استعانت کرنا جبکہ وہ کام نماز سے ہو،،

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آدمی نماز میں اپنے جسم سے جو چاہے استعانت کرے،، ابو اسحاق نے اپنی ۱۱۲۸ ــــ

marfat.com

علیہ وسلم واھلہ فی طولھا فنام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انتصف اللیل او قبلہ بقلیل او بعدہ بقلیل ثم استیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجلس فمسح النوم عن وجھہ بیدیہ ثم قرأ العشر الآیات خواتم سورۃ آل عمران ثم قام الی شن معلقۃ فتوضأ منھا فاحسن وضوءہ ثم قام یصلی قال عبداللہ بن عباس فقمت فصنعت مثل ما صنع ثم ذھبت فقمت الی جنبہ فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ الیمنی علی راسی واخذ بادنی الیمنی یفتلھا بیدہ فصلی رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم اوتر ثم اضطجع حتی جاءہ المؤذن فقام فصلی رکعتین خفیفتین ثم خرج فصلی الصبح

باب ما ینھی من الکلام فی الصلوۃ

۱۱۲۹ حدثنا ابن نمیر قال حدثنا ابن فضیل قال حدثنا الاعمش

رکوعی نماز میں زمین پہ رکھی اور اٹھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی ہتھیلی بائیں پہنچے پہ رکھی مگر یہ کہ بدن کھجلائیں یا کپڑا درست کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام کریب سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس نے ان کو خبر دی کہ وہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی میمونہ جو ان کی خالہ ہیں کے گھر سوئے انہوں نے کہا میں بستر کے عرض کی طرف لیٹ گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا اس کے طول میں آرام فرما ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے حتی کہ آدھی رات ہوئی یا اس سے تھوڑا سا پہلے یا تھوڑا سا بعد آپ بیدار ہوئے اور بیٹھ گئے اور چہرہ انور کو اپنے دونوں ہاتھوں سے ملتے رہے پھر آل عمران سورت سے آخری دس آیات کی تلاوت فرمائی پھر آپ لٹکے ہوئے مشکیزہ کے پاس اٹھ کر گئے اور اس سے اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں بھی اٹھا اور جس طرح آپ نے کیا تھا اسی طرح کیا پھر میں آپ کے پہلو کی طرف کھڑا ہو گیا آپ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پہ رکھا اور میرے کان کو پکڑ کر مروڑا آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر دو پھر دو پھر دو اور پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے وتر پڑھے اور لیٹ گئے حتی کہ مؤذن آپ کے پاس آیا آپ اٹھے اور ہلکی دو رکعت سنتیں پڑھیں پھر نماز کے لئے تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھی۔

مشرح : حدیث ع ۱۳۸ اور حدیث ع ۱۸۲ کے تحت اس کی تشریح و توضیح مذکور ہے،، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس کو بائیں جانب سے دائیں طرف کیا اس میں نماز کی مصلحت ہے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے ہاتھ شریف سے اپنی دائیں طرف کیا تھا اور ان کو دائیں طرف کرنا اعمالِ صلوٰۃ سے ہے اس لئے حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے،،

باب نماز میں کلام کرنے کی ممانعت

۱۱۲۹ — **ترجمہ** : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتے حالانکہ آپ نماز میں ہوتے تھے اور آپ ہم کو جواب دیتے جب ہم نجاشی کے پاس سے آئے ہم نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے ہم کو جواب نہ دیا اور فرمایا نماز میں مشغولیت ہوتی ہے،،

marfat.com

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا وَقَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ السُّلُوْلِيُّ ۱۱۳۰ قَالَ حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

۱۱۳۰ —— علقمہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس جیسی روائت کی ہے ،،

۱۱۲۹ ، ۱۱۳۰ —— مشرکینِ مکہ کی اذیت مسلمانوں پر جب سخت ہوگئی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم حبشہ چلے جاؤ وہ اچھی مملکت ہے اس کا فرمانروا کسی پر ظلم وستم نہیں کرتا تو فتنہ کے خوف سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے یہ اسلام میں سب سے پہلی ہجرت ہے جو اظہارِ نبوت کے پانچ سال بعد ماہِ رجب میں ہوئی ان مہاجرین میں گیارہ مرد اور چار خواتین تھیں وہ پیدل اور سوار سمندر تک پہنچے اور کرایہ کی کشتی پر سوار ہو کر حبشہ پہنچے ،، ان میں حضرت عثمان بن عفان اور ان کی بیوی سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، ابوحذیفہ بن عتبہ اور ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل ، زبیر بن عوام ، مصعب بن عمیر ، عبدالرحمٰن بن عوف ، ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ ، عثمان بن مظعون عامر بن ربیعہ العنزی اور ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ ، ابوسبرہ بن ابی رُہم ، حاطب بن عمرو ، سہیل بن بیضا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم شامل ہیں ،، بعض حضرات نے بیاسی صحابہ مہاجرین ذکر کئے ہیں ان میں ان کی بیویاں اور بچے داخل نہیں اور اگر ان کو ساتھ شمار کریں تو تین سو اسی افراد بن جاتے ہیں جو ہجرت کر کے حبشہ تشریف لے گئے تھے ان کو خبر ملی کہ مشرکینِ مکہ نے اسلام قبول کر لیا ہے تو واپس مکہ لوٹ آئے مگر وہاں کے حالات جوں کے توں تھے اور مسلمان کفار کی اذیتوں کا شکار ہونے لگے تو دوبارہ حبشہ چلے گئے اس مرتبہ ان کی تعداد پہلے سے دوگنا تھی پھر جب ان کو خبر ملی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ ہجرت فرما گئے ہیں تو ان میں سے ۳۳ صحابہ مکہ مکرمہ لوٹ گئے اور ان میں سے دو تو مکہ میں ہی فوت ہوگئے اور سات وہاں ہی ٹھہرے رہے اور چوبیس (۲۴) اشخاص مدینہ منورہ چلے گئے اور جنگِ بدر میں شریک ہوئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ انہی سے تھے اور مدینہ منورہ میں وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے بعض علماء نے یہاں کچھ اور تفصیل بھی ذکر کی ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم الحاصل پہلے نماز میں کلام کرنا مباح تھا پھر حرام ہوگیا بعض علماء کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ نماز میں کلام کی تحریم نازل ہوئی تھی ۔ حضرت زید بن ارقم کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں تحریم ہوئی کیونکہ زید بن ارقم انصاری ہیں اور وہ مدینہ منورہ میں مسلمان ہوئے تھے اور سورہ بقرہ جس میں تحریم کا ذکر ہے مدنی ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

احناف کے نزدیک نماز میں کلام مفسدِ صلوٰۃ ہے اگرچہ سہواً کلام کرے ،،

---

marfat.com

۱۱۳۱ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى هُوَ ابْنُ يُوْنُسَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قَالَ لِيْ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ اِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ اَحَدُنَا صَاحِبَهٗ بِحَاجَتِهٖ حَتّٰى نَزَلَتْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ اِلٰى فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ **بَابُ مَا يُجُوْزُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالْحَمْدِ فِي الصَّلٰوةِ لِلرِّجَالِ** ۱۱۳۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَ

ترجمہ : ابو عمرو شیبانی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

۱۱۳۱ — نے کہا ہم عہدِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھنے کی حالت میں کلام کرلیا کرتے تھے ہم میں سے کوئی ایک اپنے ساتھی سے اپنی ضرورت کی بات کر لیتا تھا حتی کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً عصر کی نماز کی اور اللہ کے سامنے خاموشی سے کھڑے رہو اور ہم کو خاموش رہنے کا حکم دیا گیا"

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نماز میں ہر قسم کی عمداً گفتگو کرنی ممنوع ہے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے پھر ان کو اس سے روک دیا گیا۔ ذوالیدین کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کی حدیث سے منسوخ ہے کیونکہ ذوالیدین جنگِ بدر میں شہید ہو گئے تھے اور ان کا نماز میں کلام کرنا بدر سے پہلے تھا اور نماز میں کلام کی تحریم مدینہ منورہ میں نازل ہوئی کیونکہ سورہ بقرہ مدنی ہے جس میں تحریم مذکور ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہجرت کے تھوڑا بعد نماز میں کلام کرنا منسوخ ہو گیا۔ صلوٰۃِ وسطی عصر کی نماز ہے مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز فرمایا "شَغَلُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ" ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آزاد کردہ غلام سے کہا کہ قرآن کریم لکھو اور جب اس آیت تک پہنچو تو مجھے بتانا ہوگا حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى۔ جب وہ اس آیت تک پہنچے تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا اس طرح لکھو حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ" صحیح تر یہی ہے کہ صلوٰۃ وسطی عصر کی نماز ہے گو اس میں علماء کے اور اقوال بھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — مردوں کے لئے نماز میں الحمد اور سبحان کہنا جائز ہے"

ترجمہ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

۱۱۳۲ — وسلم بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے تشریف لے گئے اور نماز کا وقت آگیا تو حضرت بلال ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روک لئے گئے ہیں پس آپ لوگوں کی امامت کریں انہوں نے کہا ہاں اگر تم چاہتے ہو (تو میں امامت کرتا ہوں) حضرت بلال نے نماز کے لئے اقامت

marfat.com

بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ بِلَالٌ اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ حَبَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَؤُمُّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ فَاَقَامَ بِلَالٌ الصَّلٰوةَ فَتَقَدَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ فَصَلّٰى فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ يَشُقُّهَا شَقًّا حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ الْاَوَّلِ وَاَخَذَ النَّاسُ بِالتَّصْفِيْحِ فَقَالَ سَهْلٌ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا التَّصْفِيْحُ هُوَ التَّصْفِيْقُ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا اَكْثَرُوا الْتَفَتَ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّفِّ فَاَشَارَ اِلَيْهِ مَكَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَاءَهُ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى

بَابُ مَنْ سَمّٰى قَوْمًا اَوْ سَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى غَيْرِ حَدٍّ مُوَاجَهَةً وَهُوَ لَا يَعْلَمُ

۱۱۳۳ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّيُّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا

کہی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے ہوئے اور نماز پڑھانا شروع کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اس حال میں آپ صفوں میں چلے کہ ان کو چیر رہے تھے،، حتیٰ کہ پہلی صف میں کھڑے ہو گئے اور لوگوں نے تصفیح کرنی شروع کی حضرت سہل نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ تصفیح کیا ہے؟ وہ تالی بجانا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف متوجہ نہ ہوا کرتے تھے جب لوگوں نے زیادہ تصفیق کرنا شروع کی تو وہ متوجہ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صف میں تشریف فرما ہیں آپ نے ابوبکر کو اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی پھر پچھلے قدم لوٹ گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی،،

۱۱۳۲ —— شرح

: قولہ فَاَشَارَ ،، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے فرمایا کہ تم امام رہو اور اپنی حالت پر برقرار اور انھوں نے دونوں ہاتھ اس لئے اُٹھائے کہ وہ دُعا کر رہے تھے اور دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا مسنون ہے اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے حمد کی کیونکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منصبِ امامت سونپتے ہوئے اُن کو عالی مقام پر برقرار رہنے کے لئے فرمایا تھا یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ اگرچہ باب کے عنوان میں تسبیح مذکور ہے اور حدیث شریف میں اس کا ذکر نہیں مگر دوسرے مواضع میں پوری حدیث مذکور ہے وہاں سے تسبیح کی وضاحت ہوتی ہے،، یا حمد پر قیاس کرنے سے تسبیح معلوم ہو جاتی ہے،، اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کی انتظار کرنے سے کسی کو خلیفہ بنانا بہتر ہے اور یہ جائز نہیں کہ لوگوں کی رضاء کے بغیر ان کی امامت کرائے کیونکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری مخلوق سے افضل ہونے کے باوجود یہ فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہاری امامت کرتا ہوں،، اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مؤذن تکبیر کہنے کا زیادہ مستحق ہے

باب —— جس نے کسی قوم کا نام لیا یا نماز میں مشافہۃً کسی غیر کو سلام کیا حالانکہ وہ نہیں جانتا،،

۱۱۳۳ ——

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نماز میں التحیات پڑھتے تھے اور نام ذکر کرتے تھے اور ہم میں سے

marfat.com

حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ التَّحِيَّةُ فِي الصَّلٰوةِ وَنُسَمِّيْ وَيُسَلِّمُ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَسَمِعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُوْلُوا التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنَّكُمْ اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ فَقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

بَابُ التَّصْفِيْقِ لِلنِّسَآءِ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ ۱۱۳۴
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ وَالتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ۔

بعض بعض کو سلام کرتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا یوں کہا کرو،، التحیات للہ الخ کیونکہ جب تم نے ایسا کیا تو زمین و آسمان میں اللہ کے ہر نیک بندے کو تم نے سلام کیا۔

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "مَنْ سَمّٰى قَوْمًا" سے مراد یہ ہے کہ لوگ شروع اسلام میں ایک دوسرے کو

۱۱۳۳ ——

نماز میں سلام کیا کرتے تھے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تشہد کا حکم ابھی تک نہ فرمایا تھا،، تو آپ نے ان کو نماز کا اعادہ کرنے کا حکم نہ فرمایا معلوم ہوا کہ جو شخص ناواقفی کی وجہ سے ایسا کرے اس کی نماز باطل نہیں ہوتی،، یہ مالکیہ کا مذہب ہے کیونکہ وہ نماز کے اسباب میں قصداً کلام کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں،،

احناف کہتے ہیں کہ التحیات،، کی مشروعیت سے سلام کا جواز ختم ہوگیا ہے اور نماز میں نام لے کر سلام کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے،، اور مالکیہ کا مذکور قول صحیح نہیں کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک مذکور فعل ثابت اور مشروع تھا پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے منع فرما دیا اور التحیات پڑھنے کا حکم فرمایا تو اس نے مذکور فعل منسوخ کر دیا لہٰذا مالکیہ کا یہ کہنا کہ جو ناواقفی کی وجہ سے ایسا کرنے سے اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ حدیث کے مفہوم کے خلاف ہے اور باب کے عنوان میں جواز و بطلان کی تصریح نہیں اور اس بارے میں امر کے مشتبہ ہونے کی وجہ سے اس کو ترک کر دیا ہے،، قَوْلُهٗ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ،، یعنی جس کو سلام کیا جائے وہ سلام نہیں سنتا،،

"السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ،، سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں مخاطب کر کے صلوٰۃ و سلام کہنا جائز ہے اور اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی معلوم ہوا کہ نماز سے باہر بھی آپ کو مخاطب کر کے الصلوٰۃ والسلام علیک کہنا جائز ہے،،

باب —— تصفیق عورتوں کے لئے ہے

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مردوں کے لئے تسبیح اور عورتوں

۱۱۳۴ ——

کے لئے تصفیق (تالی بجانا) ہے،،

marfat.com

حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

۱۱۳۵ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ **بَابُ** مَنْ رَجَعَ الْقَهْقَرِيَّ فِي صَلَاتِهِ أَوْ تَقَدَّمَ بِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ رَوَاهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **حَدَّثَنَا** بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ۱۱۳۶ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَمَا هُمْ فِي الصُّبْحِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِهِمْ فَفَجِئَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَوْهُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ أَتِمُّوا ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّيَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کے لئے تسبیح اور عورتوں کے لئے تصفیق (تالی بجانا) ہے،،

۱۱۳۵ ——

شرح : فقہاء کے نزدیک تصفیق یہ ہے کہ عورت اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے

۱۱۳۴ ، ۱۱۳۵ ——

اور "تسبیح" کا معنی "سبحان اللہ" کہنا ہے،، یعنی اگر نماز باجماعت میں کوئی حادثہ پیش آجائے یا امام بھول جائے تو اگر مردوں نے اصلاحِ حال کرنا ہو اور امام کو یاد دلانا ہو تو وہ سبحان اللہ کہیں اور عورتیں دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر ماریں اور زبان سے سبحان اللہ نہ کہیں کیونکہ عورت کی آواز فتنہ سے خالی نہیں اسی لئے اس کو اذان و اقامت اور نماز میں قرأت کا جہر کرنے سے روکا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب —— جو کوئی اپنی نماز میں اُلٹے پاؤں سے پھرا یا کسی حادثہ پیش آنے کی وجہ سے آگے بڑھا،،

حضرت سہل بن سعد نے اس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی،،

ترجمہ : زہری نے کہا مجھے انس بن مالک نے خبر دی کہ ایک وقت پیر کے روز لوگ فجر کی نماز میں مشغول تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

۱۱۳۶ ——

marfat.com

بَابٌ إِذَا دَعَتِ الْأُمُّ وَلَدَهَا فِي الصَّلَاةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي

جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَتِ امْرَأَةٌ ابْنَهَا وَهُوَ فِي صَوْمَعَتِهِ قَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ أُمِّي وَصَلَاتِي فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ أُمِّي وَصَلَاتِي قَالَتْ يَا جُرَيْجُ قَالَ اللّٰهُمَّ أُمِّي وَصَلَاتِي قَالَتْ اللّٰهُمَّ لَا يَمُوتُ جُرَيْجٌ حَتَّى يَنْظُرَ فِي وُجُوهِ الْمُومِسَاتِ وَكَانَتْ تَأْوِي إِلَى صَوْمَعَتِهِ رَاعِيَةٌ تَرْعَى الْغَنَمَ فَوَلَدَتْ فَقِيلَ لَهَا مِمَّنْ هٰذَا الْوَلَدُ قَالَتْ مِنْ جُرَيْجٍ نَزَلَ مِنْ صَوْمَعَتِهِ قَالَ جُرَيْجٌ أَيْنَ هٰذِهِ الَّتِي تَزْعُمُ أَنَّ وَلَدَهَا لِي قَالَ يَا بَابُوسُ مَنْ أَبُوكَ قَالَ رَاعِي الْغَنَمِ

عنہ ان کو نماز پڑھا رہے تھے اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ کا پردہ اٹھایا اور ان کی طرف دیکھا جبکہ وہ صفیں باندھے ہوئے تھے آپ مسکراتے ہوئے ہنسے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے کو مڑے اور یہ گمان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لانے کا ارادہ فرما رہے ہیں اور مسلمانوں نے جب آپ کو دیکھا تو خوشی کی وجہ سے نماز میں فتنہ میں پڑنے کا قصد کیا (نماز توڑنے کا قصد کیا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو پھر حجرہ میں تشریف لے گئے اور پردہ لٹکا دیا اور اسی روز وصال فرما گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

شرح : اس حدیث سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ظاہر ہوتی ہے جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ ۱۱۳۶ طیبہ کے آخری ایام میں ان کو لوگوں کی امامت کے لئے مقرر فرمایا نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہمت صرف کرنا نماز کے منافی نہیں بلکہ باعثِ برکت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں نماز توڑنے کا قصد کر لیا تھا لیکن آپ کے اشارے سے وہ نماز میں رہے واللہ اعلم!

— جب ماں اپنے بچّے کو نماز میں بُلائے

حضرت لیث نے کہا مجھے جعفر نے عبدالرحمٰن بن ہُرمز سے خبر دی انھوں نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت نے اپنے بیٹے کو آواز دی جبکہ وہ اپنے عبادت خانہ میں تھا کہا اے جُریج اُس نے کہا یا اللہ میری ماں اور میری نماز، اس کی ماں نے کہا اے جُریج کہا اے اللہ میری ماں اور میری نماز پھر اس کی ماں نے اے جُریج کہا اے اللہ میری ماں اور میری نماز اس کی ماں نے کہا اے اللہ جُریج کو موت نہ آئے ۔ جب تک بدمعاش عورت کا چہرہ نہ دیکھ لے ایک چرواہن اس کے عبادت خانہ کے پاس آتی تھی جو بکریاں چرایا کرتی تھی، اُس نے بچہ جنا تو اس سے کہا گیا یہ بچّہ کس شخص کا ہے اس نے کہا یہ بچّہ جریج سے ہے،، وہ اپنے عبادت خانہ سے اُتر کر آیا تھا جُریج نے کہا وہ عورت جو یہ گمان کرتی ہے کہ اس کا بچّہ مجھ سے ہے کہاں ہے ؟ (بچہ لایا گیا) ۔ جُریج نے کہا اے شیر خوار بچّے تیرا باپ کون ہے اس نے کہا (میرا باپ) بکریوں کا چرواہا ہے ۔

marfat.com

بَابُ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلٰوةِ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ

۱۱۳۷ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً **بَابُ** بَسْطِ الثَّوْبِ فِي الصَّلٰوةِ لِلسُّجُودِ

باب ——— اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان کی شریعت کے مطابق نماز میں کلام کرنا ممنوع نہ تھا اس لئے جب جریج نے اپنی ماں کی آواز پر لبیک نہ کہا تو اس کی والدہ کی دعاء مؤثر ثابت ہوئی اور وہ شدید حال سے دوچار ہوئے ابتداءِ اسلام میں ہماری شریعت میں بھی نماز میں کلام مباح تھا اور پھر منسوخ ہوگیا لہذا اب کسی نمازی کے لئے جائز نہیں کہ جب اس کی ماں یا کوئی اور بلائے تو نماز قطع کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے "لاطاعة لمخلوق فی معصیة اللہ"، کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی طاعت نہ کرے اور عمل کا باطل کرنا حرام اور ممنوع ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" لَا تُبْطِلُوْا أَعْمَالَكُمْ"، اس لئے ماں کے بلانے پر نماز نہ توڑے البتہ مستحب امر یہ ہے کہ نماز میں تخفیف کرکے والدین کی اجابت کرے صاحبِ توضیح نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ اگر آپ کسی کو بلائیں جبکہ وہ نماز میں ہو تو اس پر آپ کی اجابت واجب ہے اور اس کی نماز باطل نہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جریج نے اپنی ماں کی اجابت پر نفل نماز کو پسند کیا حالانکہ اس کے لئے یہ ممکن تھا کہ نماز میں تخفیف کرکے ماں کی اجابت کرتا کیونکہ نفل نماز پر استمرار ایک زائد امر ہے اور ماں باپ کی اجابت اور ان سے نیکی کرنا واجب ہے اس لئے درست یہی تھا کہ نماز میں تخفیف کرکے اجابت کرتا، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین سے نیکی کرنا واجب ہے اور انکی دعاء قبول ہوتی ہے جب کئی امور متعارض ہوجائیں تو سب سے اہم اور ضروری امر کو اختیار کرے، نیز اولیاء اللہ کی کرامت ثابت ہیں ابنِ بطال نے کہا ممکن ہے کہ جریج نبی ہوں اور یہ ان کا معجزہ ہو" بابوس" شیر خوار بچہ ہے"

باب ——— نماز میں کنکریوں کا ہٹانا

۱۱۳۷ ——— ترجمہ : ابو سلمہ نے کہا مجھے معیقیب نے خبر دی کہ نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو سجدہ کرنے کی جگہ مٹی برابر کرے آپ نے فرمایا اگر تو نے ضرور کرنا ہے تو ایک بار کرلے۔

باب ——— نماز میں سجدہ کے لئے کپڑا بچھانا

marfat.cpm

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ ۱۱۳۸
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْعَبَثِ فِي الصَّلَاةِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ ۱۱۳۹
قَالَتْ كُنْتُ أَمُدُّ رِجْلَيَّ فِي قِبْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَرَفَعْتُهُمَا فَإِذَا قَامَ مَدَدْتُهُمَا

حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ ۱۱۴۰

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سخت گرمی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے جب ہم میں سے کوئی اپنا چہرہ زمین پر رکھنے کی طاقت نہ رکھ سکتا ہوتا تو زمین پر کپڑا بچھا لیتا اور اس پر سجدہ کرتا،،

۱۱۳۸ —

شرح : ان حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ سردی یا گرمی کی وجہ سے نماز میں ایک بار کنکریوں کو ہٹانا اور

۱۱۳۷ ، ۱۱۳۸ —

کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرنا جائز ہے،، قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا سلف صالحین مسجد میں سے پیشانی پر جو مٹی وغیرہ لگی ہو نماز سے فارغ ہونے سے قبل اس کو پونچھنا مکروہ جانتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا چار اشیاء سے دل میں سخت ہو جاتا ہے سترہ کے بغیر نماز پڑھنا، نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پیشانی پونچھنا، کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور مؤذن کی اذان سن کر اس کی اجابت نہ کرنا،، حدیث ۳۸۰ کے تحت اس کی تفصیل مذکور ہے،،

"معیقیب" دوسی مدنی قدیم الاسلام ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے محافظ تھے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے ان کو بیت المال کا حاکم بنایا تھا،، انھوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سات احادیث روایت کی ہیں ان میں سے بخاری میں صرف یہ ایک حدیث ہے چالیس ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

باب — نماز میں جو عمل جائز ہے،،

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱۳۹ —

کے قبلہ میں اپنے پاؤں پھیلا دیتی تھی جبکہ آپ (رات کو) نماز پڑھتے تھے اور جب آپ سجدہ کا ارادہ فرماتے تو میرا پاؤں دبا دیتے میں اس کو اٹھا لیتی،، اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں پھر پاؤں پھیلا دیتی تھی،،

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

۱۱۴۰ —

روایت کی کہ آپ نے ایک نماز پڑھی تو فرمایا شیطان میرے سامنے آیا اور اس نے میرے اوپر حملہ کیا تاکہ میری نماز قطع کر دے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قادر کیا تو میں نے اس کو دفع کر دیا میں نے یہ قصد کیا کہ اس کو ایک ستون سے مضبوط باندھ دوں تاکہ صبح کو تم اسے دیکھو پھر میں نے سلیمان علیہ السلام

marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ صَلّٰى صَلٰوةً فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِيْ فَشَدَّ عَلَيَّ لِيَقْطَعَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ فَاَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ فَذَعَتُّهٗ وَلَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اُوْثِقَهٗ اِلٰى سَارِيَةٍ حَتّٰى تُصْبِحُوْا فَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ قَوْلَ سُلَيْمَانَ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ فَرَدَّهٗ اللّٰهُ خَاسِئًا **بَابٌ** اِذَا انْفَلَتَتِ الدَّابَّةُ فِي الصَّلٰوةِ وَقَالَ قَتَادَةُ اِنْ اَخَذَ ثَوْبَهٗ يَتْبَعُ السَّارِقَ وَيَدَعُ الصَّلٰوةَ **حَدَّثَنَا** اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَزْرَقُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا ۱۱۴۱

کا یہ قول یاد کیا۔ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ، اے اللہ مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لئے نہ ہو،، پھر نضر بن شمیل نے کہا" فَذَعَتُّهٗ" ذال کے ساتھ ہے یعنی میں نے اس کا گلا گھونٹا اور فَدَعَتُّهٗ،، اللہ تعالیٰ کا قول" يَوْمَ يُدَعُّوْنَ" سے اخذ کیا گیا ہے یعنی وہ دفع کئے جائیں گے اور صحیح فَدَعَتُّهٗ،، ہے مگر یہ کہ عین اور تاء کی تشدید کے ساتھ،، اسی طرح کہا۔

شرح : ان حدیثوں کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ ان کا مدلول یہ ہے کہ نماز میں عمل یسیر نماز کو فاسد نہیں کرتا،، اس لئے علماء نے کہا کہ برغوث اور جوں کو نماز میں پکڑ لینا، نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو روکنا، ہلکی سی التفات کرنا اور ہلکا سا چلنا،، سانپ اور بچھو وغیرہ کا قتل کرنا جائز ہے جبکہ ان افعال سے نمازی کا مقصد فضول امر نہ ہو،، امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے فرض نماز میں عملِ یسیر سے بچہ کا اُٹھا لینے کو جائز کہا ہے احناف کے نزدیک یہ مکروہ ہے مگر عذر کی وجہ سے جائز ہے،،

۱۱۳۹ ، ۱۱۴۰ —

قولہٗ" فَذَعَتُّهٗ" میں فاء عاطفہ ہے اور ذَعَتُّهٗ،، ماضی متکلم کا صیغہ ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ میں نے شیطان کا گلا گھونٹا اور اگر یہ لفظ" فَدَعَتُّهٗ" دال کے ساتھ ہو تو اس کا معنیٰ دفع کرنا اور دُور کرنا ہے یعنی میں نے اس کو دفع کر دیا،، بہرحال جو بھی ہو یہ عمل یسیر ہے جو نماز میں جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

باب — جب بحالتِ نماز جانور چھوٹ جائے،،

اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کسی کا کپڑا چوری ہو جائے تو وہ چور کا پیچھا کرے اور نماز چھوڑ دے،،

ترجمہ : ازرق بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اہواز میں خارجیوں سے لڑائی کر رہے تھے اس اثنا میں نہر کے کنارے پر تھا اچانک ایک ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے جانور کا لگام اس کے ہاتھ میں تھا جانور نے اس سے جھگڑنا شروع کیا (بدکتا تھا) اور اس نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا شعبہ نے کہا وہ شخص ابو برزہ اسلمی تھے خارجیوں میں سے ایک شخص کہنے لگا اے اللہ اس بوڑھے کا ستیاناس کر جب وہ بوڑھا نماز سے فارغ ہوا تو کہا میں نے تمہاری بات سُنی ہے میں نے

۱۱۴۱ —

marfat.cpm

بِلَالٌ هَوَازِنَ نُقَاتِلُ الْحَرُورِيَّةَ فَبَيْنَا أَنَا عَلَى جُرُفِ نَهْرٍ إِذَا جَاءَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَأَتَى الْجَامُ دَابَّتِهِ بِيَدِهِ فَجَعَلَتِ
الدَّابَّةُ تُنَازِعُهُ وَجَعَلَ يَتْبَعُهَا قَالَ شُعْبَةُ هُوَ أَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ
يَقُولُ اللّٰهُمَّ افْعَلْ بِهٰذَا الشَّيْخِ فَلَمَّا انْصَرَفَ الشَّيْخُ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ قَوْلَكُمْ وَإِنِّي غَزَوْتُ مَعَ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ أَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَوْ ثَمَانِيَ وَشَهِدْتُ تَيْسِيرَهُ وَإِنِّي
إِنْ كُنْتُ أَنْ أَرْجِعَ مَعَ دَابَّتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدَعَهَا تَرْجِعُ إِلَى مَأْلَفِهَا فَيَشُقُّ عَلَيَّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ ١١٤٢
قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ سُورَةً طَوِيلَةً ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ سُورَةً أُخْرَى ثُمَّ رَكَعَ حَتَّى قَضَاهَا
وَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ الثَّانِيَةَ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ
فَصَلُّوا حَتَّى يُفْرَجَ عَنْكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُهُ حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتُ أُرِيدُ
أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ
فِيهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ یا سات یا آٹھ جنگوں میں شرکت کی ہے میں نے لوگوں پر آپ کی تسہیل دیکھی ہے۔ میں اپنے جانور کے ساتھ لوٹوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ اس کو چھوڑ دوں وہ اپنے کھانے پینے کے لئے چلا جائے اور میرے لئے (گھر جانا) مشکل ہو جائے،،

١١٤١ —— ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس مسئلہ میں کسی فقیہہ کا اختلاف نہیں کہ جس شخص کا جانور دوڑ جائے جبکہ وہ نماز میں ہو تو وہ نماز توڑ دے اور جانور کا پیچھا کرے۔ اسی طرح جس نے اپنے جانور کی ہلاکت کا خطرہ محسوس کیا یا بچہ کو دیکھا کہ وہ کنوئیں میں گر جائے گا یا اندھے کو دیکھا کہ وہ کنوئیں میں گر جائے گا اور وہ ان امور کی مدافعت کرنے پر قادر ہے تو اس پر واجب ہے کہ نماز قطع کر دے اور ان کی حفاظت کرے،، اور یہ ناممکن ہے کہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ ایسا کریں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ دیکھا ہو،، ابن تین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر کوئی قدر و قیمت والی شئ کے ضیاع کا خطرہ محسوس کرے تو اس کے لئے جائز ہے کہ تو اس کی صیانت کے لئے نماز توڑ دے اگر معمولی شئ کے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو نماز میں مصروف رہنا بہتر ہے۔

ترجمہ : حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ام المؤمنین

١١٤٢ —— عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سورج کو گرہن لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور لمبی سورت پڑھی پھر رکوع کیا اور لمبا کیا پھر سر مبارک اُٹھایا پھر دوسری سورت پڑھنی شروع کی پھر رکوع کیا حتیٰ کہ اس کو پورا کیا اور سجدہ کیا پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کیا پھر فرمایا یہ دونوں (سورج و چاند) اللہ تعالیٰ

marfat.com

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْبُصَاقِ وَالنَّفْخِ فِي الصَّلٰوةِ وَيُذْكَرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ وَنَفَخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُجُوْدِهِ فِي كُسُوْفٍ

۱۱۴۳ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَتَغَيَّظَ عَلٰى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ أَحَدِكُمْ فَإِذَا كَانَ فِي صَلٰوتِهِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَوْ قَالَ لَا يَتَنَخَّمَنَّ ثُمَّ نَزَلَ فَحَتَّهَا بِيَدِهِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا بَزَقَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقْ عَنْ يَسَارِهِ ــــــــ

کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو حتیٰ کہ سورج گرہن تم سے دُور ہو جائے یقیناً میں نے اس مقام میں ہر شئی کو دیکھا ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ جنّت سے ایک خوشہ لینے کا ارادہ کر رہا ہُوں جبکہ تم نے مجھے دیکھا تھا کہ میں آگے بڑھ رہا ہوں میں نے دوزخ کو دیکھا اس کا بعض دوسرے بعض کو کھا رہا ہے جبکہ تم نے مجھے دیکھا تھا کہ میں پیچھے ہٹ رہا ہوں میں نے دوزخ میں عمرو بن لحی کو دیکھا اور یہی وہ شخص ہے جس نے بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کا طریقہ نکالا،،

شرح : اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس مقام میں ہر شئی کو دیکھا جس کی رؤیت کا اللہ تعالیٰ نے امّتِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے وعدہ فرمایا ہے (محدثین نے کہا) حتیٰ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو بھی دیکھا کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی شئی ہے قرآن کریم ہے " قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ "، اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے چودھویں رات کا چاند دیکھتے ہو جبکہ اس کے آگے بادل نہ ہو اور سرِ مبارک کی آنکھوں سے دُنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیت ہے لہٰذا اس بات کا یقین کر لینا چاہیئے کہ جس ذات ستودہ صفات سے خالق کائنات مخفی نہ رہا ان سے دنیا و آخرت کی کونسی شئی مخفی رہ سکتی ہے اسی لئے فرمایا میں نے اس مقام میں ہر شئی کو دیکھا" اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس میں مطلقاً جانوروں کو فضول چھوڑنے کی مذمّت ہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر"، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس کا جانور دوڑ جائے اور وہ نماز میں ہو تو نماز توڑ دے اور جانور کو قابو کرے اور تیسیر سے مراد نماز یا غیر نماز میں آسانی کرنی ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ اپنی رائے سے ایسا کیا ہو اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ سُنا اور دیکھا نہ ہو معلوم ہُوا کہ جب نمازی نقصان ہوتا دیکھے تو نماز توڑ کر اس کی حفاظت کر سکتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم !

باب — "جو نماز میں پھونکنے اور تھوکنے سے جائز ہے"

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صلوٰۃِ کسوف میں اپنے سجدہ میں پھُونک ماری ۔

۱۱۴۳ — "حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسجد کے قبلہ میں بلغم پھینکا ہُوا دیکھا تو مسجد والوں پر سخت غصّہ ہُوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے ہے ۔ جب کوئی نماز میں ہو

marfat.cpm

۱۱۴۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَلٰكِنْ عَنْ شِمَالِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى **بَابُ** مَنْ صَفَّقَ جَاهِلًا مِنَ الرِّجَالِ فِي صَلٰوتِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتُهُ فِيْهِ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو رسامتے، نہ تھوکے یا فرمایا اور نہ بلغم پھینکے۔ پھر آپ منبر شریف سے اُترے اور اُس کو دست اقدس سے کھرچ دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب تم میں سے کوئی تھوکے تو اپنی بائیں جانب تھوکے۔"

۱۱۴۳ شرح: بظاہر عنوان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں تھوکنا اور پھونک مارنا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہی مدلول ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے تھوکنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے "یُذْکَرُ" تمریض کا صیغہ ذکر کیا ہے، کیونکہ یہ روائت عطاء بن سائب سے ہے اور اس کے ساتھ استدلال میں اختلاف ہے جبکہ وہ آخر عمر میں خلط کرنے لگے تھے۔ ان کی حدیث میں نفخ کی تفسیر اُف سے کی گئی ہے اور اُف کلام نہیں اور پھونک مارنے والا فاء کو مشدد نہیں نکالتا۔ لہٰذا یہ کلام نہیں اسی لئے امام ابویوسف رحمہ اللہ نے کہا کہ نمازی اپنی نماز میں اُف یا آہ یا اُح کہے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے کہا یہ لوگوں کا کلام ہے، لہٰذا اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور جو امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے وہ پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نماز میں پھونکنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ اسے مکروہ کہتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بمنزلہ کلام ہے۔ لہٰذا اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کھنکارنا اور تھوکنا نماز میں جائز ہے اور پھونکنے میں تھوک سے زیادہ نطق نہیں ہوتا جب نماز میں تھوکنا بالاتفاق جائز ہے تو پھونکنا بھی جائز ہونا چاہیئے، اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں تھوک کی حدیث ذکر کی ہے تاکہ اس سے پھونکنے کے جواز پر استدلال کیا جائے۔ قبیل تھوک جب نمازی کے بائیں طرف یا قدم کے نیچے ہو تو نماز اس کی محتمل ہے جبکہ نطق کے بغیر ہو اور تھوکتے وقت لوگ ہوتا یا فاء کرتے ہیں اور اس سے تھوکنے کی آواز سمجھی جاتی ہے وہ خشوع کے خلاف ہے۔ اس بارے میں حدیث ۴۰۹ کے تحت بسط سے تحریر کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۱۱۴۴ ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جو شخص نماز میں ہو وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے وہ اپنے آگے نہ تھوکے اور نہ ہی دائیں طرف تھوکے، لیکن اپنی بائیں جانب بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔"

۱۱۴۴ شرح: اس حدیث سے متعلق تفصیل ۴۰۹ کے تحت مذکور ہے۔

باب ــــ "جو شخص جہالت کے باعث نماز میں تالی بجائے اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی"

اس بارے میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے

marfat.com

بَابٌ اِذَا قِيْلَ لِلْمُصَلِّيْ تَقَدَّمْ اَوِانْتَظِرْ فَانْتَظَرَ فَلَا بَاْسَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ ۱۱۴۵
اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ عَاقِدُوْ
اُزُرِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ عَلٰى رِقَابِهِمْ فَقِيْلَ لِلنِّسَآءِ لَا تَرْفَعْنَ رُءُوْسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا **بَابٌ** لَا يَرُدُّ السَّلَامَ
فِي الصَّلٰوةِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ۱۱۴۶

باب — "جب نمازی سے کہا جائے آگے بڑھو یا انتظار کرو اور اُس نے انتظار کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں"

قَوْلُهٗ مَنْ صَفَّقَ الخ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص نماز میں کسی حادثہ کے وقوع کے وقت ناواقفی کی وجہ سے نماز میں تالی بجائے اور اس کو یہ معلوم نہیں کہ تالی بجانا عورتوں کے لئے ہے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو نماز کا اعادہ کرنے کا حکم نہیں فرمایا، جیسا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

قَوْلُهٗ اِذَا قِيْلَ الخ۔ اس باب میں مذکور حدیث کی مناسبت یوں ہے کہ حدیث شریف میں عورتوں سے یہ خطاب کیا کہ اپنے سر نہ اُٹھاؤ الخ۔ نماز میں کہا گیا تھا یا نماز سے پہلے کہا گیا تھا۔ اگر نماز میں کہا گیا تھا تو اس سے دو مسئلے حاصل ہوئے۔ یعنی نمازی کو خطاب کرنا اور اس کا انتظار کرنا مضر نہیں اور اگر نماز سے پہلے کہا گیا تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں انتظار کرنا جائز ہے حتمًا اس کی چار صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مستفتح اور فاتح دونوں نماز میں نہ ہوں۔ اس میں ہمارا کلام نہیں۔ دوسری یہ کہ دونوں نماز میں ہوں پھر دیکھا جائے گا دونوں کی نماز متحد ہے یعنی مستفتح امام ہے اور فاتح مقتدی ہے یا نہیں۔ اس سے پہلی حالت میں کسی کی نماز فاسد نہیں ہوتی یہ تیسری صورت ہے۔ اور دوسری حالت میں ہر ایک کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، کیونکہ اس میں تعلیم و تعلم پایا جاتا ہے یہ چوتھی صورت ہے"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کا رکوع میں کسی کا انتظار کرنا جائز ہے تاکہ وہ رکعت پالے اور تشہد میں بھی انتظار کرنا جائز ہے تاکہ وہ نماز پالے؛ مگر احناف کے مذہب میں اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ امام اگر جانتا ہے کہ فلاں شخص آ رہا ہے تو اس کا انتظار نہ کرے جبکہ اس کی شر کا خطرہ نہ ہو اور اگر وہ آنے والے کو نہیں جانتا تو اس کا انتظار کرنا جائز ہے تاکہ وہ رکعت یا نماز پالے (عینی)

۱۱۴۵ — حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے جبکہ وہ اپنی چادریں ان کے چھوٹا ہونے کے باعث اپنی گردنوں پر باندھتے تھے اور عورتوں سے کہا جاتا کہ تم اپنے سر (سجدہ سے) مت اُٹھاؤ حتیٰ کہ مرد سیدھے بیٹھ جائیں۔

باب — نماز میں سلام کا جواب نہ دے

۱۱۴۶ — "علقمہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نبی کریم

marfat.cpm

قَالَ كُنْتُ أُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا ۱۱۴۷ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا كُثَيِّرُ بْنُ شِنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ لَهُ فَانْطَلَقْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَقَدْ قَضَيْتُهَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مَا اللّٰهُ بِهٖ أَعْلَمُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَعَلَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَيَّ إِنِّي أَبْطَأْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي أَشَدُّ مِنَ الْمَرَّةِ الْأُولٰى ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ وَقَالَ إِنَّمَا مَنَعَنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي وَكَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ مُتَوَجِّهًا إِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ

بَابُ رَفْعِ الْأَيْدِي فِي الصَّلٰوةِ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهٖ

۱۱۴۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ بَلَغَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ بَنِي

صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا جبکہ آپ نماز میں ہوتے تھے اور آپ سلام کا جواب دیتے تھے اور جب ہم (حبشہ سے) واپس لوٹے تو آپ کو سلام کیا تو آپ نے مجھے جواب نہ دیا اور فرمایا نماز میں مشغولیت ہوتی ہے۔"

۱۱۴۷ ــــ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے کسی کام کے لئے بھیجا میں گیا پھر واپس آیا جبکہ میں نے کام پورا کر لیا تھا۔ پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سلام کہا۔ آپ نے میرے سلام کا جواب نہ دیا تو میرے دل میں وہ شئی واقع ہوئی جو خدا ہی جانتا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا شاید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں کہ میں دیر سے آیا ہوں۔ میں نے پھر سلام عرض کیا اور آپ نے جواب نہ دیا۔ اب میرے دل میں پہلی دفعہ سے زیادہ خطرات آئے میں نے پھر سلام عرض کیا تو آپ نے جواب دیا اور فرمایا مجھے سلام کا جواب دینے سے صرف اس امر نے روکا تھا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا (اس وقت) آپ اپنی سواری پر غیر قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے تھے۔"

۱۱۴۶ ، ۱۱۴۷ ــــ حدیث ۱۱۲۹ ، ۱۱۳۰ اور حدیث ۱۱۳۱ کے تحت اس مسئلہ کی تفصیل مذکور ہے۔ حدیث ۱۱۴۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ نصانی کلام جائز ہے اور بزرگ لوگ جب یہ دیکھیں کہ ان سے کوئی ایسی شی واقع ہوئی ہے جو حزن و غم کا باعث ہو تو اس کے ازالہ کے لئے حقیقتِ حال کا اظہار کر دے اور نفل نماز سواری پر غیر قبلہ کی طرف جائز ہے۔ نمازی کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب ــــ "کسی حادثہ کے پیش آنے کی وجہ سے نماز میں ہاتھ اُٹھانا"

۱۱۴۸ ــــ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ قباء میں بنی عمرو بن عوف میں کچھ جھگڑا ہو گیا ہے۔ آپ اپنے چند اصحاب کو ساتھ لے کر ان کے درمیان صلح کرانے تشریف لے گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ رکنا پڑا اور نماز کا وقت آ گیا۔ حضرت بلال حضرت ابوبکر رضی اللہ

marfat.com

عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَحُبِسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ بِلَالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلٰوةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَأَقَامَ بِلَالٌ الصَّلٰوةَ وَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَكَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ يَشُقُّهَا شَقًّا حَتّٰى قَامَ مِنَ الصَّفِّ فَأَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيحِ قَالَ سَهْلٌ التَّصْفِيحُ هُوَ التَّصْفِيقُ قَالَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِأَمْرِهِ أَنْ يُصَلِّيَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَاءَهُ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلٰوةِ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيحِ إِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ حِينَ أَشَرْتُ إِلَيْكَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **بَابُ** الْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ **حَدَّثَنَا** أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ ۱۱۴۹

عنہما کے پاس آئے اور کہا اے ابابکر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روک لئے گئے ہیں اور نماز کا وقت آگیا ہے کیا آپ لوگوں کی امامت کریں گے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اگر آپ چاہتے ہیں۔ حضرت بلال نے اقامت کہی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور تکبیر تحریمہ کہی" (اتنے میں) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور صفوں کو چیر کر ان میں چلتے ہوئے آئے حتیٰ کہ (پہلی) صف میں کھڑے ہوگئے اور لوگ تصفیح کرنے لگے۔ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا تصفیح تصفیق ہی ہے کہا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور جب لوگوں نے بکثرت تصفیح کرنا شروع کی تو متوجہ ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ آپ نے ان کو اشارہ کرکے فرمایا کہ نماز پڑھائیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ پھر پچھلے قدم واپس ہوئے حتیٰ کہ صفِ اوّل میں کھڑے ہوگئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو! تمہیں کیا ہوگیا جب تم کو نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو تصفیح (تالی بجانا) شروع کردیتے ہو تصفیح تو صرف عورتوں کے لئے ہے جس کو نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے پھر آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابابکر! آپ کو نماز پڑھانے سے کس نے منع کیا جبکہ میں نے آپ کو اشارہ کیا تھا" ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوقحافہ کے بیٹے کو مناسب نہیں کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہوکر نماز پڑھائے!

۱۱۴۸ ـــــ حدیث ۶۵۴ اور حدیث ۱۱۳۲ کی تفہیمات میں اس کی تفصیل دیکھیں۔"

باب ـــــ نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا

۱۱۴۹ ـــــ "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ ہشام اور ابوہلال نے ابن سیرین سے اُنہوں نے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی"۔

marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نُهِیَ عَنِ الْخَصْرِ فِی الصَّلٰوةِ وَقَالَ هِشَامٌ وَاَبُوْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نُهِیَ النَّبِیُّ ۱۱۵۰
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نُهِیَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّصَلِّیَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا **بَابٌ** یَتَفَکَّرُ الرَّجُلُ الشَّیْءَ فِی الصَّلٰوةِ وَقَالَ عُمَرُ اِنِّیْ لَاُجَهِّزُ جَیْشِیْ وَاَنَا فِی الصَّلٰوةِ حَدَّثَنَا ۱۱۵۱
اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌ هُوَ ابْنُ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّیْتُ
مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِیْعًا دَخَلَ عَلٰی بَعْضِ نِسَآئِهٖ ثُمَّ خَرَجَ وَرَاٰی مَا فِیْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ مِنْ تَعَجُّبِهِمْ
لِسُرْعَتِهٖ فَقَالَ ذَکَرْتُ وَاَنَا فِی الصَّلٰوةِ تِبْرًا عِنْدَنَا فَکَرِهْتُ اَنْ یُّمْسِیَ اَوْ یَبِیْتَ عِنْدَنَا فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ

۱۱۵۰ ــــ ”محمد بن سیرین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہا کہ مرد کو کمر پہ ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے۔“

۱۱۴۹، ۱۱۵۰ ــــ یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔ درحقیقت منع کرنے والے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں عرف اس پہ دلالت کرتا ہے، کیونکہ جو شخص امیر کی اطاعت کرے اس کی بات امیر کا حکم متصور ہوتا ہے۔ کمر پہ ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ یہ فعل یہودیوں کا ہے یا شیطان کا ہے یا اس لئے کہ جب شیطان جنت سے نکالا گیا تھا تو وہ اسی طرح زمین پہ آیا تھا یا متکبر اس طرح کھڑے ہوتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ دوزخیوں کے آرام کرنے کا طریقہ ہے“ امام بیہقی نے اپنے اسناد سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز میں کمر پہ ہاتھ رکھنا دوزخیوں کے آرام کا طریقہ ہے“ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نماز میں کمر پہ ہاتھ رکھنا مکروہ ہے“۔ بعض علماء اختصار کا معنی یہ کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے ہاتھ میں عصا پکڑ کر اس پہ اعتماد کرے یہ علامہ ہروی رحمہ اللہ کا قول ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سورت میں اختصار کرنا ہے اور وہ یہ کہ اس کے اول سے ایک آیت یا دو آیتیں پڑھے بعض نے کہا اختصار یہ ہے کہ نماز مختصر کر کے پڑھے اور اس کا قیام، رکوع اور سجود وغیرہ لمبا نہ کرے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح یہ ہے کہ نمازی کمر پہ ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح بھی یہی معنیٰ ہے“

باب ــــ مرد نماز میں کچھ سوچے

اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اپنا لشکر تیار کرتا ہوں حالانکہ میں نماز میں ہوتا ہوں!

۱۱۵۱ ــــ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو جلدی سے کھڑے ہوئے اور اپنی کسی بیوی کے گھر تشریف لے گئے پھر باہر تشریف لائے اور جلدی کرنے کی وجہ سے لوگوں کے چہروں پہ تعجب کے اثرات دیکھے تو فرمایا میں نے یاد کیا

marfat.com

حدثنا یحییٰ بن بکیر قال حدثنی اللیث عن جعفر عن الاعرج قال قال ابوھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اذن بالصلوٰۃ
۱۱۵۲ ادبر الشیطان لہ ضراط حتی لا یسمع التاذین فاذا سکت المؤذن اقبل فاذا ثوب ادبر فاذا سکت اقبل
فلا یزال بالمرء یقول لہ اذکر کذا لم یکن یذکر حتی لا یدری کم صلی قال ابوسلمۃ بن عبد الرحمٰن اذا فعل احدکم ذلک
۱۱۵۳ فلیسجد سجدتین وھو قاعد وسمعہ ابوسلمۃ عن ابی ھریرۃ حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا عثمان بن عمر

حالانکہ میں نماز میں تھا کہ ہمارے پاس سونے کا ٹکڑا ہے اور میں نے مکروہ جانا کہ وہ ہمارے گھر شام یا رات رہے۔ اس لئے میں نے اس کی تقسیم کا حکم دیا ہے۔"

۱۱۵۱ **شرح:** نمازی کو بحالتِ نماز کوئی خیال آجائے حتی کہ اس میں مستغرق ہو جائے اور ارکانِ نماز ادا کرتا رہے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن حنظلہ راہب رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے تو سورۂ فاتحہ دو مرتبہ پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو سجدے سہو کئے،، کیونکہ سورۂ فاتحہ کے ترک کرنے اور ایک رکعت میں فاتحہ دو بار پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ سیدنا عمر فاروق نے استغراق کی حالت میں فاتحہ ترک کی یا اس کا تکرار کیا اور سجدہ سہو کیا نماز کا اعادہ نہ کیا اور عیاض اشعری رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور قرأت نہ کی۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے قرأت نہیں کی عمر فاروق عبدالرحمٰن بن عوف کی طرف متوجہ ہوئے تو انھوں نے کہا ابوموسیٰ نے ٹھیک کہا ہے تب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز کا اعادہ کیا جب فارغ ہوئے تو کہا جس نماز میں قرأت نہ کی جائے وہ نماز صحیح نہیں ہوتی،، مجھے ایک لشکر نے مشغول کیا جسے میں نے تیار کر کے شام بھیجا ہے میں نماز میں اس سے متعلق سوچ رہا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ترکِ قرأت کے باعث نماز کا اعادہ کیا تھا استغراقِ تام کے باعث اعادہ نہ کیا تھا؛ ورنہ اس کی تصریح کرتے جیسے ترکِ قرأت کی تصریح کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک کاموں میں جلدی کرنی چاہئیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۱۱۵۲ **ترجمہ** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے حتیٰ کہ اس کو اذان کی آواز سنائی نہیں دیتی اور جب مؤذن خاموش ہو جاتا ہے تو آجاتا ہے اور جب اقامت کہی جائے تو پھر بھاگتا ہے اور جب مؤذن خاموش ہو جائے تو آجاتا ہے اور آدمی کو یہ کہتا رہتا ہے کہ فلاں فلاں شئی یاد کر جو وہ یاد نہ کرتا تھا حتیٰ کہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا جب تم میں سے کوئی ایسا کرے تو وہ دو سجدے کرے جبکہ وہ بیٹھا ہوا ہو اس کو ابوسلمہ نے ابوہریرہؓ سے سنا ہے۔

۱۱۵۳ سعید مقبری نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ کہتے ہیں ابوہریرہ بکثرت روایات بیان کرتے ہیں۔ میں ایک شخص سے ملا اور کہا کہ شب رات عشاء کی نماز میں جناب رسول اللہ

قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ قَالَ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ یَقُوْلُ النَّاسُ اَکْثَرَ اَبُوْهُرَیْرَةَ فَلَقِیْتُ رَجُلًا فَقُلْتُ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِی الْعَتَمَةِ فَقَالَ لَا اَدْرِیْ فَقُلْتُ اَلَمْ تَشْهَدْهَا قَالَ بَلٰی قُلْتُ لٰکِنِّیْ اَنَا اَدْرِیْ قَرَاَ سُوْرَةَ کَذَا وَکَذَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۱۵۴ بَابُ مَا جَاءَ فِی السَّهْوِ اِذَا قَامَ مِنْ رَکْعَتَیِ الْفَرِیْضَةِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَیْنَةَ اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ یَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَهٗ وَنَظَرْنَا تَسْلِیْمَهٗ کَبَّرَ قَبْلَ التَّسْلِیْمِ فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ سَلَّمَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پڑھا تھا اس نے کہا مجھے معلوم نہیں (کہ آپ نے کیا پڑھا تھا) میں نے کہا کیا تم نماز میں حاضر نہ تھے؟ اس نے کہا کیوں نہیں (حاضر تھا) میں نے کہا لیکن میں جانتا ہوں آپ نے فلاں فلاں سورت پڑھی تھی!

۱۱۵۲، ۱۱۵۳ ـــــ صراط کا حقیقی معنی گو مراد ہے یا مجازی معنی مراد ہے اور وہ یہ کہ وہ اپنے آپ کو ایسی آواز میں مشغول کرتا ہے جس کے باعث اذان کی آواز نہ سنی جائے" اس کی تعبیر صراط سے اس کی تذلیل کے لئے کی ہے" اس حدیث کی عنوان سے مناسبت "فَلَا یَزَالُ بِالْمَرْءِ یَقُوْلُ لَهٗ اُذْکُرْ کَذَا الخ" سے ظاہر ہے" جب تک نماز کا کوئی رکن ترک نہ ہو اس قسم کے خیالات سے نماز میں نقص واقع نہیں ہوتا" باب فضل التاذین کی حدیث ۵۸۶ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ حدیث ۱۱۵۳ کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مذکور شخص نماز میں دنیاوی سوچ میں مشغول ہونے کے باعث سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت ضبط نہ کر سکا تھا" اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نماز کے حال میں متفکر تھے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سورت نماز میں پڑھی اس کو ضبط کر لیا"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہر وقت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں رہا کرتے تھے اور صرف شبع بطن پر اکتفاء کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے بکثرت احادیث کی روایت کی ہے" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا احادیث میں ضبط و اتقان بہت زیادہ تھا۔"

باب ـــــ جو کچھ سہو کے بارے میں آیا جبکہ فرض کی دو رکعتوں سے کھڑا ہو جائے۔ (اور تشہد نہ پڑھے)

۱۱۵۴ ـــــ عبداللہ بن بُحَیْنَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازوں میں سے ایک نماز دو رکعت پڑھائی پھر کھڑے ہو گئے اور نہ بیٹھے آپ کے ساتھ لوگ بھی کھڑے ہو گئے جب آپ نے نماز پوری کر لی اور ہم آپ کے سلام پھیرنے کے منتظر تھے تو آپ نے دو سجدے کئے حالانکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے پھر سلام پھیرا"

marfat.com

۱۱۵۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنْ اِثْنَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ لَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ **بَابُ** اِذَا صَلّٰى خَمْسًا

۱۱۵۵ — عبداللہ بن بُحَینہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ظہر کی نماز دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کے درمیان نہ بیٹھے جب آپ نے نماز پوری کر لی تو دو سجدے کئے پھر اس کے بعد سلام پھیرا "

۱۱۵۴، ۱۱۵۵ — بظاہر اس حدیث سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا کہ سہو کا سجدہ مطلقاً سلام سے پہلے ہے نماز میں زیادتی ہو جائے یا کمی واقع ہو" ترمذی، ابن ماجہ، مسلم، نسائی، ابوداؤد اور دارقطنی کی روایات سے اس کی تائید ملتی ہے" امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں زیادتی ہو یا کمی واقع ہو سجدۂ سہو سلام کے بعد ہے" وہ ذوالیدین کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں جو بخاری، مسلم میں بایں الفاظ مروی ہے "

" فَاَتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ السَّلَامِ" یعنی جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باقی ماندہ نماز کو پورا کیا پھر بیٹھے بیٹھے سلام کے بعد دو سجدے سہو کے کئے" امام ترمذی نے شعبی سے، مسلم نے عمران بن حصین سے، طبرانی نے محمد بن صالح سے، ابن سعد نے طبقات میں عطاء بن ابی رباح سے، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں، عبداللہ بن جعفر سے ابوداؤد، ابن ماجہ، امام احمد نے اپنی مسند میں، عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں ثوبان سے امام طحاوی نے قتادہ سے روایات کیں جن میں سلام کے بعد سجدہ کرنا مذکور ہے" بیہقی کا معرفت میں زہری سے روایت کرنا کہ سلام کے بعد سجدہ سہو منسوخ ہو گیا ہے۔ زہری کا یہ قول منقطع ہے اور وہ علماء کے نزدیک حجت نہیں"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام نماز میں داخل نہیں حتیٰ کہ اگر نمازی قعدہ کے بعد بے وضو ہو جائے اور ابھی سلام نہ پھیرا ہو تو اس کی نماز پوری ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے، کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعرابی کو تشہد کی تعلیم کے بعد فرمایا: اِذَا قُلْتَ هٰذَا اَوْ قَضَيْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلٰوتَكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَقُوْمَ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ "، اور تحلیلُها تسلیمٌ" کی روایت سے سلام کی فرضیت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ یہ خبر واحد ہے اور خبر واحد سے فرضیت ثابت نہیں ہو سکتی" علاوہ ازیں اس حدیث کا دارو مدار عبداللہ بن محمد بن عقیل اور ابوسفیان پر بطریق ابن شہاب ہے اور یہ دونوں ضعیف ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب جب پانچ رکعتیں پڑھیں

marfat.com

۱۱۵۶ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ
عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِى الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

۱۱۵۶ — علیہ وسلم نے ظہر کی نماز کی پانچ رکعتیں پڑھیں آپ سے عرض کیا گیا کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے۔ فرمایا کیا بات ہے؟ عرض کیا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ پھر آپ نے سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کئے۔"

— علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر تو سوال کرے کہ پہلی دو حدیثیں اس

۱۱۵۶ — بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سجدہ سہو سلام سے پہلے ہے اور یہ حدیث سلام کے بعد سجدہ سہو پر دلالت کرتی ہے تو میں کہتا ہوں دونوں امر جائز ہیں نزاع صرف افضلیت میں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سلام سے پہلے سجدہ سہو افضل جانتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے برعکس کے قائل ہیں امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اگر سہو نقصان کی وجہ سے ہو تو سلام سے پہلے افضل ہے جیسے مذکور دو حدیثوں میں ہے اور اگر نماز میں زیادتی کے باعث ہو تو سلام کے بعد سہو کا سجدہ افضل ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِىْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ لْيُسَلِّمْ ثُمَّ لْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ" یعنی جب تم میں سے کوئی نماز میں شک کرے تو صواب کا قصد کرے پھر سلام پھیرے پھر سہو کے دو سجدے کرے اسی طرح مسلم اور ابوداؤد میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہلِ کوفہ کہتے ہیں کہ اگر نمازی چوتھی رکعت کے بعد تشہد کی مقدار قعدہ نہ کرے اور پانچویں رکعت کے بعد قعدہ کرے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے وہ اسے دوبارہ پڑھے۔ اگر چوتھی رکعت کے بعد بقدرِ تشہد قعدہ کیا اور پانچویں رکعت پڑھنے کھڑا ہو گیا تو اس کی ظہر پوری ہو گئی اور پانچویں رکعت تطوع ہے وہ اس کے ساتھ ایک اور رکعت ملائے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے، علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا اہلِ کوفہ کو یہ حدیث نہیں پہنچی ہے۔ بظاہر علامہ خطابی رحمہ اللہ نے یہ سمجھا کہ چار رکعت کے بعد قعدہ کا ذکر حدیث میں نہیں لہذا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چار رکعت کے بعد قعدہ نہ کرنے سے بھی نماز ہو جاتی ہے اور اہلِ کوفہ کو یہ حدیث نہیں پہنچی۔ اس لئے وہ نماز کو فاسد قرار دیتے ہیں مگر یہ استدلال صحیح نہیں، کیونکہ اس حدیث میں چار رکعت کے بعد قعدہ کے ذکر سے سکوت ہے اور قائل کا یہ کہنا کہ کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ بظاہر ان الفاظ سے یہی پتہ چلتا ہے کہ چار رکعت کے قعدہ کے بعد ایک رکعت کا اضافہ ہوا ہے، لہذا احناف اور اہلِ کوفہ کو اس حدیث سے غافل کہنا بہت بڑی جرأت ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے محدث قابلِ احترام ہیں۔

marfat.com

بَابٌ إِذَا سَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ

أَوْ فِي ثَلَاثٍ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ مِثْلَ سُجُودِ الصَّلٰوةِ أَوْ أَطْوَلَ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ۱۱۵۷
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ أَوِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ الصَّلٰوةُ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنُقِصَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَحَقٌّ مَا يَقُولُ قَالُوا نَعَمْ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ
ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَالَ سَعْدٌ وَرَأَيْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ صَلّٰى مِنَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فَسَلَّمَ وَتَكَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى مَا بَقِيَ
وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب — جب دو رکعتوں یا تین رکعتوں میں سلام پھیر دیا تو دو سجدے نماز کے سجدوں کی طرح یا اس سے لمبے سجدے کرے

۱۱۵۷ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا تو آپ سے ذوالیدین نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز چھوٹی ہو گئی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا، ذوالیدین جو کہتا ہے کیا یہ درست ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں" آپ نے اور دو رکعتیں پڑھیں پھر دو سجدے کئے۔ سعد نے کہا میں نے عروہ بن زبیر کو دیکھا انھوں نے مغرب کی دو رکعتیں پڑھیں اور سلام پھیرا اور بات چیت کی پھر باقی ماندہ نماز پڑھی اور دو سجدے کئے اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا۔

۱۱۵۷ — بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذوالیدین کے واقعہ کے وقت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ مگر ایسا نہیں؛ کیونکہ زہری نے کہا جنگ بدر میں ذوالیدین شہید ہو گئے تھے اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ واقعہ جنگِ بدر سے پہلے ہوا ہے اور جنگِ بدر حضرت ابوہریرہ کے مسلمان ہونے سے پانچ برس پہلے ہوئی تھی تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور ایسا کہنا جائز ہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک لوگوں کا امام کے ساتھ نماز کی اصلاح کے لئے نماز میں کلام کرنا جائز ہے ایسے ہی سہو کی وجہ سے امام کا کلام کرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک نماز کی اصلاح کے لئے تعمدِ کلام مفسدِ صلوٰۃ نہیں اور امام شافعی اور احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک مفسد ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں سہواً یا عمداً کلام نماز کو فاسد کرتا ہے اور نماز میں کلام ابتداء اسلام میں مشروع تھا پھر منسوخ ہو گیا۔ آج اگر کوئی نماز میں بھول کر کلام کرے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ذوالیدین کے واقعہ کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ پھر اس قسم کا واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا تو سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کے خلاف عمل کیا جس پر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا تھا اور کسی صحابی نے اس پر اعتراض نہ کیا

marfat.cpm

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَشَهَّدْ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَسَلَّمَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ

۱۱۵۸ وَلَمْ يَتَشَهَّدْ وَقَالَ قَتَادَةُ لَا يَتَشَهَّدُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ

۱۱۵۹ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ قَالَ قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ تَشَهُّدٌ فَقَالَ لَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ

معلوم ہُوا کہ صحابہ کرام کو مذکور عمل کے منسوخ ہونے کا علم تھا (عینی) حدیث ۴۷۰ کے تحت اس کی تفہیم سیر بحث مذکور ہے"

باب ـــــ جس نے سہو کے سجدوں میں تشہّد نہ پڑھا

حضرت انس بن مالک اور حسن بصری رضی اللہ عنہما نے سہو کے دو سجدوں کے بعد سلام پھیرا اور تشہد نہ پڑھا اور قتادہ نے کہا تشہد نہ پڑھے۔

۱۱۵۸ ـــــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا تو آپ سے ذوالیدین نے کہا یا رسُول اللہ! کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھُول گئے ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا ذوالیدین نے صحیح کہا ہے تو لوگوں نے کہا جی ہاں! جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اور دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور پہلے سجدوں کی مثل یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر سر مبارک اُٹھایا"

۱۱۵۹ ـــــ سلمہ بن علقمہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں نے محمد بن سیرین سے کہا کیا سہو کے دو سجدوں میں تشہّد ہے؟ اُنھوں نے کہا ابوہریرہ کی حدیث میں اس کا ذکر نہیں!

۱۱۵۸، ۱۱۵۹ ـــــ باب کے عنوان سے مراد یہ ہے کہ جو شخص سہو کے دو سجدوں میں تشہد نہیں پڑھتا۔ اس کا بیان کیا جائے کہ جو شخص بھُول جائے وہ سجدہ کرے سلام پھیرے اور تشہد پڑھے محمد بن

marfat.com

۱۱۶۰ بَابُ يُكَبِّرُ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَكْبَرُ ظَنِّي أَنَّهَا الْعَصْرُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَخَرَجَ سَرْعَانُ النَّاسِ فَقَالُوا قُصِرَتِ الصَّلَاةُ وَرَجُلٌ يَدْعُوهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتْ فَقَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ قَالَ بَلَى قَدْ نَسِيتَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَكَبَّرَ ثُمَّ

۱۱۶۱ وَضَعَ رَأْسَهُ فَكَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَكَبَّرَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسَدِيِّ حَلِيفِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ

سیرین کا یہی مذہب ہے، انس بن مالک اور حسن بصری نے کہا کہ سہو کے سجدوں میں تشہد نہیں اور حضرات ائمہ کرام ابوحنیفہ، مالک شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ تشہد پڑھے اور سلام پھیرے،، قتادہ نے اپنے شیخ انس بن مالک اور حسن بصری سے روائت کی کہ انہوں نے تشہد نہ پڑھا اور قتادہ کا طریقہ اختیار کیا،، حدیث ۶۸۴، ۶۸۵ کے تحت اس کی تفصیل مذکور ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت واضح ہے، کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صورتوں میں تشہد نہیں پڑھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — جو کوئی سہو کے سجدوں میں تکبیر کہے

۱۱۶۰ — ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھی (ظہر یا عصر) محمد بن سیرین نے کہا میرا غالب گمان یہ ہے کہ آپ نے عصر کی دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر مسجد کے قبلہ کی طرف پڑی ہوئی لکڑی کے پاس کھڑے ہوئے اور اس پر اپنا دستِ اقدس رکھا اور لوگوں میں ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ وہ دونوں آپ سے کلام کرنے سے ڈرے۔ لوگوں میں سے جلد باز لوگ مسجد سے باہر گئے اور کہنے لگے کیا نماز چھوٹی ہوگئی؟ ایک شخص جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالیدین کر کے بلایا کرتے تھے نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ بھول گئے یا نماز چھوٹی ہوگئی،، آپ نے فرمایا! میں بھولا نہیں اور نہ ہی نماز چھوٹی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کیوں نہیں آپ بھول گئے ہیں۔ پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور اپنے سجود کی طرح یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور تکبیر کہی پھر سر مبارک زمین پر رکھا اور تکبیر کہی اپنے سجود کی مثل یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر سرِ اقدس اٹھایا اور تکبیر کہی،،....

۱۱۶۱ — عبداللہ بن بحینہ اسدی بنی عبدالمطلب کے حلیف سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں کھڑے ہوگئے حالانکہ آپ پر قعدہ ابھی باقی تھا۔ جب آپ نے نماز پوری کرلی تو دو سجدے کئے اور ہر سجدہ میں سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھے بیٹھے تکبیر کہی لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ یہ دونوں سجدے کئے۔ اس قعدہ کی جگہ جسے بھول گئے تھے۔،،

marfat.cpm

فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوْسٌ فَلَمَّا اَتَمَّ صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ يُسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ تَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ فِي التَّكْبِيْرِ **بَابُ** اِذَا لَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

١١٦٢ وَهُوَ جَالِسٌ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الدَّسْتُوَائِيُّ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ الْاَذَانَ فَاِذَا قُضِيَ الْاَذَانُ اَقْبَلَ فَاِذَا ثُوِّبَ بِهَا اَدْبَرَ فَاِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا لَمْ يَدْرِ اَحَدُكُمْ كَمْ صَلّٰى ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

تکبیر کا لفظ لانے میں محمد بن مسلم بن شہاب زہری سے روائت کرنے میں عبدالعزیز بن عبدالملک بن جریج نے لیث کی متابعت کی ہے۔"

ان دونوں حدیثوں میں سجدہ سہو میں اللہ اکبر کہنے کی اہمیت بیان کی ہے۔

١١٦٠، ١١٦١ ـــــ واللہ اعلم!

باب ـــــ جب یہ معلوم نہ ہو کہ اُس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تین یا چار تو بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کرے۔

١١٦٢ ـــــ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے حتیٰ کہ اس کو اذان کی آواز سُنائی نہیں دیتی اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آجاتا ہے اور جب تکبیر کہی جائے تو پھر بھاگتا ہے جب تکبیر ختم ہو جائے تو واپس آجاتا ہے حتیٰ کہ نمازی مرد اور اس کے دل میں وسوسہ پیدا کرتا ہے جبکہ وہ کہتا ہے کہ فلاں فلاں شئی یاد کر جو وہ یاد نہ کرتا تھا حتیٰ کہ نمازی مرد ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے جب تم میں سے کوئی معلوم نہ کر سکے کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔"

١١٦٢ ـــــ حدیث ١١٥٢ اور باب فضل التاذین کی حدیث ٥٨٦ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے" اس حدیث میں محلِ سجود کی تعیین کا ذکر نہیں بعض روایات میں قبل السلام سجدوں کا ذکر ہے مگر احناف کہتے ہیں کہ فعل کی روایات متعارض ہیں بعض روایات میں سلام کے بعد سجدہ سہو کرنے کا ذکر ہے اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے سلام کے بعد سجدہ سہو کی تقویت ملتی ہے کہ ہر سہو کے لئے

marfat.com

بَابُ السَّهْوِ فِي الْفَرْضِ وَالتَّطَوُّعِ وَسَجَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ وِتْرِهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ۱۱۶۳
قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

سلام کے بعد دو سجدے کرے" اور یہ روائت قولی ہے اس کا معارض کوئی قولی روائت نہیں اس میں زیادتی اور نقصان کا قطعًا ذکر نہیں کہ نماز میں زیادتی کرے تو سلام کے بعد دو سجدے کرے اور اگر نقصان کرے تو سلام سے پہلے دو سجدے کرے، لہٰذا اس حدیث سے مطلقًا سجدہ سہو کا محل متعین ہو جاتا ہے کہ سلام کے بعد سہو کے سجدے ہیں"

حضرات ائمہ کرام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا جو کوئی نماز میں شک کرے کہ اُس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو وہ یقین پر بناء کرے اور چوتھی رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کرے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی نماز میں شک کرے کہ اُس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو وہ شک کو ترک کرے اور یقین پر بناء کرے اور سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کرے (ابو داؤد) شافعیہ کہتے ہیں یہ حدیث ابو ہریرہ کی حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔ لہٰذا ابو ہریرہ کی حدیث کو ابو سعید خدری کی حدیث پر محمول کیا جائے گا، کہ سلام سے پہلے سجدہ سہو کیا۔ احناف کہتے ہیں اگر نمازی کو شک پہلی دفعہ لاحق ہُوا ہے تو وہ از سرِ نو نماز پڑھے اور اگر اس کو بکثرت شک لاحق ہوتا رہتا ہے تو وہ تحری کرے اور مستحکم رائے پر بناء کرے۔ صحیحین میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں شک کرے تو صحیح رائے کی تلاش کرے اور اس پر نماز کی تکمیل کرے۔ اگر اس کے پاس صحیح رائے نہ ہو تو یقین پر بناء کرے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں بھُول جائے اور اس کو یہ پتہ نہ چلے کہ اُس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو ایک پر بناء کرے اور اگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ دو پڑھی ہیں یا تین تو دو پر بناء کرے اور اگر یہ نہ جانے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو تین پر بناء کرے اور سلام سے پہلے دو سجدے سہو کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — فرض اور نفل میں سجدہ سہو کے بارے میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وتر کے بعد دو سجدے کئے

۱۱۶۳ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی جب نماز پڑھنی شروع کرے تو شیطان آتا ہے اور اس پر نماز خلط ملط کرتا ہے حتیٰ کہ وہ نہیں جانتا کہ اُس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں جب تم میں سے کوئی یہ پائے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے!

marfat.cpm

۱۱۶۴ باب اذا کلم وھو یصلی فاشار بیدہ واستمع حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنی ابن وھب قال اخبرنی عمرو وعن بکیر عن کریب ان ابن عباس والمسور بن مخرمۃ وعبد الرحمن بن ازھر ارسلوہ الی عائشۃ رضی اللہ عنہا فقالوا اقرأ علیہا السلام منا جمیعا وسلہا عن الرکعتین بعد صلوۃ العصر وقل لہا انا اخبرنا انک تصلیہما وقد بلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عنہما وقال ابن عباس وکنت اضرب الناس مع عمر بن الخطاب عنہما قال کریب فدخلت علی عائشۃ رضی اللہ عنہا فبلغتہا ما ارسلونی فقالت سل ام سلمۃ فخرجت الیہم فاخبرتہم بقولہا فردونی الی ام سلمۃ بمثل ما ارسلونی بہ الی عائشۃ فقالت ام سلمۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینہی عنہما

شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر اور حدیث دونوں کا مدلول یہ ہے کہ

۱۱۶۳ — فرض و نفل میں سہو کا حکم مساوی ہے ؛ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک وتر واجب نہیں اس کے باوجود اُنھوں نے وتر میں سجدہ سہو کیا" اور حدیث میں لفظِ صلوٰۃ فرض اور نفل دونوں کو شامل ہے. جمہور علماء کے نزدیک لفظِ صلوٰۃ مطلقاً فرض و نفل میں مشترک معنوی ہے" اس حدیث کی تفصیل حدیث ۱۱۶۲ کی تفہیم میں دیکھیں -

باب — جب کسی سے کلام کیا جائے حالانکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے ہاتھ کے اشارہ سے جواب دے اور سُنے -

ترجمہ : کریب سے روایت ہے کہ ابن عباس ، مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن

۱۱۶۴ — ازہر رضی اللہ عنہم نے اس کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا کہ ام المؤمنین کو ہم سب کی طرف سے سلام کہو اور ان سے عصر کی نماز کے بعد دو رکعتوں کے بارے میں دریافت کرو اور کہو ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتی ہیں ؛ حالانکہ ہمیں یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں عمر فاروق کے ساتھ یہ دو رکعتیں پڑھنے والے کو مارتا تھا" کریب نے کہا میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان کو وہ خبر پہنچا دی جس کے لئے اُنھوں نے مجھے بھیجا تھا" ام المؤمنین نے کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھو (کریب نے کہا) میں ان حضرات کے پاس گیا اور ان کو ام المؤمنین کے کلام سے خبردار کیا پھر اُنھوں نے مجھے ام سلمہ کی طرف اس جیسا پیغام دے کر بھیجا جو ام المؤمنین کی طرف بھیجا تھا" ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ ان سے منع فرماتے تھے پھر میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عصر کی نماز کے بعد یہ پڑھتے ہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ انصار کے قبیلہ بنی حرام کی چند عورتیں میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں" میں نے آپ کے پاس ایک لونڈی بھیجی اور اس سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑی ہو کر کہو کہ ام سلمہ کہتی ہے یا رسُول اللہ ! میں نے آپ سے

marfat.com

ثُمَّ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيهِمَا حِينَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُومِي بِجَنْبِهِ قُولِي لَهُ تَقُولُ لَكَ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي عَنْهُ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ

سُنا ہے کہ آپ (عصر کی نماز کے بعد) دو رکعتوں سے منع فرماتے ہیں اور آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ یہ پڑھتے ہیں" اگر آپ دستِ اقدس سے اشارہ فرمائیں تو پیچھے ہٹ جانا۔ لونڈی نے ایسا ہی کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا تو میں آپ سے پیچھے ہٹ گئی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا! اے ابو اُمیہ کی بیٹی" تو نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا ہے قبیلہ عبدالقیس کے چند لوگ میرے پاس آئے اُنھوں نے مجھے دو رکعتیں پڑھنے سے روکے رکھا جو ظہر کے بعد والی ہیں۔ یہی وہ دو رکعتیں ہیں" "(جو میں عصر کے بعد پڑھتا ہوں)

۱۱۶۴ — شرح: لونڈی نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی کلام کیا جو ام سلمہ نے اس سے کہا تھا (حالانکہ آپ نماز پڑھتے تھے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا، باب کا عنوان بھی بعینہٖ یہی ہے"

عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب ظہر کی دو سنتیں قضاء ہو جائیں تو ہم ان کو قضاء کریں؟ آپ نے فرمایا نہیں" نیز سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو رکعتیں ہمیشہ پڑھتے تھے، حالانکہ قضاً صرف ایک بار پڑھی جاتی ہے۔ معلوم ہُوا کہ ان میں آپ کی خصوصیت ہے اور بعض شافعیہ کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اصل ہے اور تخصیص کا اعتبار نہیں کیا جاتا جب تک خصوص کی کوئی دلیل نہ ہو۔ عدمِ صحت کی وجہ یہ ہے کہ ام سلمہ کی حدیث قوی تر دلیل ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا یہ دو رکعتیں اس لئے پڑھتی تھیں کہ اُنھوں نے صرف آپ کا فعل دیکھا اور اس کی کیفیت کا ان کو علم نہ تھا اسی لئے ام سلمہ سے اس کی تبیین و وضاحت کے لئے استفسار کیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی غیر کی آواز سُن سکتا ہے اور اس کا کلام سمجھ سکتا ہے اور یہ نماز کے منافی نہیں"۔ اور ہاتھ کا اشارہ خفیف عمل ہے اس سے نماز باطل نہیں ہوتی نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قاصد کے آداب سے یہ ہے کہ جس شئی کا اس کو قاصد نہیں بنایا گیا اس میں تصرف نہ کرے اسی لئے کریب سیدھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نہیں چلے گئے تھے بلکہ واپس لوٹے اور پھر ان کے کہنے پر ام سلمہ کے پاس گئے"، نیز گھر میں نفل پڑھنے جائز ہیں" اور نمازی سے جب کچھ پوچھنا ہو تو اس کے پہلو میں کھڑا ہوتا کہ وہ آسانی سے اشارہ کر سکے" اور مہمان کا اکرام کرنا چاہیئے اسی لئے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے لونڈی کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور پاس بیٹھی ہُوئی مہمان عورتوں میں سے کسی کو نہ بھیجا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.cpm

بَابُ الْاِشَارَةِ فِي الصَّلٰوةِ قَالَهُ كُرَيْبٌ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

١١٦٥ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَغَهٗ اَنَّ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فِيْ اُنَاسٍ مَعَهٗ فَحُبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ بِلَالٌ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلٰوةُ فَهَلْ لَكَ اَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ فَقَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ فَاَقَامَ بِلَالٌ وَتَقَدَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ فَكَبَّرَ لِلنَّاسِ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ فَاَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيْقِ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ الْتَفَتَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَاءَهٗ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ حِيْنَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلٰوةِ اَخَذْتُمْ فِي التَّصْفِيْقِ اِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُهٗ اَحَدٌ حِيْنَ يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِلَّا الْتَفَتَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ لِلنَّاسِ حِيْنَ اَشَرْتُ اِلَيْكَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب — نماز میں اشارہ کرنا

یہ کریب نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا"

ترجمہ : سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

١١٦٥ — علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ بنی عمرو بنی عوف میں جھگڑا ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کو ساتھ لے کر ان میں صلح کرانے تشریف لے گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں رکنا پڑا اور نماز کا وقت آگیا تو حضرت بلال نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہما) کے پاس آکر کہا اے ابا بکر! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکنا پڑ گیا ہے اور نماز کا وقت قریب آگیا ہے کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اگر تم چاہتے ہو! حضرت بلال نے تکبیر کہی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے اللہ اکبر کہا (اتنے میں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور صفوں میں چلتے ہوئے پہلی صف میں کھڑے ہو گئے اور لوگ تصفیق میں شروع ہو گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف متوجہ نہ ہوا کرتے تھے جب لوگوں نے بکثرت تصفیق کہنی شروع کی تو متوجہ ہوئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو اشارہ فرمایا جبکہ

marfat.com

حدثنا یحیی بن سلیمان

۱۱۶۶ قال حدثنی ابن وھب قال حدثنی الثوری عن ھشام عن فاطمۃ عن اسماء قالت دخلت علی عائشۃ وھی تصلی قائمۃ والناس قیام فقلت ما شان الناس فاشارت برأسھا الی السماء فقلت آیۃ فاشارت برأسھا ای نعم۔

ان کو نماز پڑھاتے رہنے کا حکم فرماتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور اُلٹے قدم پیچھے ہوئے حتیٰ کہ صف میں کھڑے ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی جب فارغ ہوئے تو فرمایا اے لوگو تمہیں کیا ہو گیا جب نماز میں کوئی بات پیش آئی تو تم نے تالی بجانی شروع کر دی یہ تصفیق تو صرف عورتوں کے لئے ہے جسے نماز میں کوئی بات پیش آئے تو سبحان اللہ کہنا چاہیئے ؛ کیونکہ جب کوئی سبحان اللہ کہے تو اس کو کوئی نہ سُنے گا مگر اس طرف متوجہ ہو گا اے ابابکر تمہیں لوگوں کو نماز پڑھانے سے کس نے منع کیا تھا جبکہ میں نے تمہیں اشارہ کیا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ابو قحافہ کے بیٹے کے لئے مناسب نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز پڑھائے "

۱۱۶۵ — **شرح** : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اس حدیث سے بعض نماز ایک امام کے ساتھ اور بعض دوسرے امام کے ساتھ پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے اور ایک شخص بعض نماز میں امام اور بعض میں مقتدی ہو سکتا ہے" اور نماز میں عمل یسیر جائز ہے" جب نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔ حدوثِ نعمت کے وقت اُس کا شکر ادا کرنے کے لئے نماز میں دعاء کرنا اور اس کے لئے ہاتھ اُٹھانا جائز ہے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز امت کی اقتداء میں جائز ہے۔

۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں صبح کی نماز پڑھی، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت سے راضی تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ ہونے کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مصلیٰ سے تواضع اور انکساری کی وجہ سے ہٹ گئے اور اُنھوں نے یہ خیال کیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں تشریف لائے ہیں۔ اس سے آپ کا ارادہ امامت کا ہے ورنہ آگے تشریف نہ لاتے اور پیچھے ہی ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے جیسے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تھی" اور آپ کا امر ایجاب کے لئے نہیں تھا، ورنہ وہ کبھی حکم کی مخالفت نہ کرتے اس میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

۱۱۶۶ — **ترجمہ** : اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور وہ کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں اور لوگ بھی کھڑے نماز پڑھتے تھے۔ میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے اُنھوں نے اپنے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا میں نے کہا کوئی علامت ہے ؟ اُنھوں نے سر کے اشارہ سے کہا ہاں!

marfat.cpm

١١٦٧ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍّ جَالِسًا وَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر بیٹھ کر نماز پڑھی جبکہ آپ بیمار تھے اور آپ کی اقتداء میں لوگوں نے کھڑے ہو کر نماز شروع کی آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے وہ جب رکوع کرے تو تم رکوع کرو وہ جب سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ۔"

١١٦٧ — صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر بیٹھ کر نماز پڑھی جبکہ آپ بیمار تھے اور آپ کی اقتداء

شرح : جمہور علماء نے کہا یہ (١١٦٧) حدیث منسوخ ہے ؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مرض میں انتقال

١١٦٦ ، ١١٦٧ — فرمایا۔ اس میں آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پیچھے کھڑے تھے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نماز میں مُفہِمہ اشارہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی کے نزدیک اس سے نماز باطل نہیں ہوتی ؛ کیونکہ اشارہ بھی عضو کی حرکت ہے جب باقی اعضاء کی حرکت مفسد نہیں تو اس سے بھی نماز باطل نہیں ہوتی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اشارہ نماز کو ختم کر دیتا ہے ؛ کیونکہ یہ کلام کے حکم میں ہے (کرمانی) واللہ تعالیٰ اعلم بفضلہ تعالیٰ

کتاب الصلوٰۃ ختم ہوئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْكَائِنَاتِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبَاتِ أَجْمَعِينَ !

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْجَنَائِزِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَنَائِزِ وَمَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقِيْلَ لِوَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَلَيْسَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِفْتَاحَ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ إِلَّا وَلَهُ أَسْنَانٌ فَإِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَإِلَّا لَمْ يُفْتَحْ لَكَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْأَحْدَبُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِيْ آتٍ مِنْ رَبِّيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَوْ قَالَ بَشَّرَنِيْ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كتاب الجنائز

یہ باب جنائز کے بارے میں ہے اور جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو

وہب بن منبہ سے کہا گیا کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ؟ اُنہوں نے کہا کیوں نہیں لیکن کوئی کنجی نہیں مگر اس کے دندانے ہوتے ہیں اگر تو ایسی کنجی لائے جس کے دندانے ہوں تو تالا کھل جائیگا ورنہ نہیں کھلے گا"

۱۱۶۸ ترجمہ : ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے کوئی آنے والا آیا " اور مجھے خبر دی یا فرمایا مجھے خوشخبری دی کہ جو کوئی میری امت سے مرجائے جبکہ اُس نے اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ بنایا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اگرچہ زنا کرے اگرچہ چوری کرے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے !

۱۱۶۸ شرح : جنائز جنازہ کی جمع ہے۔ جنازہ کی جیم مفتوح و مکسور پڑھی جاتی ہے، لیکن جیم مفتوح ہونے کی صورت میں اس کا معنیٰ میت ہے اور مکسور ہونے کی تقدیر پر اس کا معنیٰ نعش اور تخت ہے جس پر میت اُٹھائی جاتی ہے۔ اس کے برعکس بھی کہا جاتا ہے" یہ جَنز سے مشتق ہے" کتاب الجنائز کو صلوٰۃ و زکوٰۃ کے درمیان اس لئے ذکر کیا کہ میت کی تجہیز و تکفین وغیرہ

marfat.com

اس پر نماز پڑھنے کے لئے کی جاتی ہے ؛ کیونکہ اس کو دعاء سے فائدہ ہوتا ہے اور وہ عذاب قبر وغیرہ سے خلاصی پاتا ہے۔ نیز انسان کی دو حالتیں ہیں حیات کی حالت اور موت کی حالت اور ہر ایک کے احکام ہیں جو عبادات و معاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔ عبادات سے نماز جو زندوں سے متعلق ہے سے فارغ ہونے کے بعد مُردوں سے متعلق نماز کے احکام ذکر کرتے ہیں۔ قولہ "من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ" کا جواب حدیث میں مذکور ہے یعنی جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا"۔ ابوداؤد میں ہے "مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ"۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "لا الہ الا اللہ" سے مراد شہادتین ہیں یعنی مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ"، باب کے عنوان سے بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ جو مشرک لا الہ الا اللہ کہے اور اسی پر مرجائے اور کسی کو اللہ کا شریک نہ بنائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اس تقدیر پر حدیث کا محمل مشرکین ہیں ؛ کیونکہ جب وہ لا الہ الا اللہ" کہیں تو ان کو مسلمان کہا جائے گا اور اسی پر مریں تو جنت میں داخل ہوں گے اور جو لوگ لا الہ الا اللہ" تو پڑھتے ہیں مگر نبوت کے منکر ہیں یا صرف عربوں کے لئے ہی بعثت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں ان کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا ضروری ہے اور دین اسلام کے سوا ہر دین سے بیزاری کا اظہار لازم ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہو کہ جو کوئی موت کے وقت اخلاص سے لا الہ الا اللہ کہے اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ جنت میں داخل ہوگا ؛ کیونکہ اخلاص توبہ اور ندامت کو مستلزم ہے بشرطیکہ موت تک اس پر قائم رہے ؛ اگرچہ موت کے وقت لا الہ الا اللہ نہ کہا ہو ؛ کیونکہ اسلام نطقی اور حکمی میں کوئی فرق نہیں"، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ حدیث میں مفتاح کے ساتھ انسان کی قید مدرج ہے اور مفتاح سے اشارہ اس طرف ہے کہ جو کوئی یہ قول کرے وہ جنت میں داخل ہونے پر قادر ہو جاتا ہے"، اس سے حقیقی مفتاح مراد نہیں جس کے دندانے ہوتے ہیں اور اگر انسان سے مراد عمل ہوں تو لازم آئے گا کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اخلاص سے پڑھے اور اسی پر مرجائے اور کوئی نیک عمل نہ کیا ہو وہ جنت میں داخل نہ ہوگا جیسے رافضی اور اکثر خارجی کہتے ہیں کہ جو مسلمان کبائر کے مرتکب ہوں وہ اپنے گناہوں کے سبب ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے ؛ حالانکہ قرآن کریم صراحۃً اس عقیدہ والوں کی تردید کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ" اور باب میں مذکور حدیث بھی ان کی تردید کرتی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص مرجائے اور وہ یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا"۔ اس حدیث ۱۱۶۸ء میں اہل سنت و جماعت کے مذہب کی دلیل ہے کہ بڑے بڑے گنہگار ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں گے اور اگر دوزخ میں داخل ہوں تو پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے باہر آجائیں گے" ظاہر حدیث سے بعض جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ چوری زنا کرنے میں کوئی حرج نہیں سب جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ مفہوم درست نہیں ؛ کیونکہ صرف ایمان پر مرنے سے حقوق العباد ساقط نہیں ہوتے اور ان کے عدم سقوط کو یہ بھی لازم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو جنت میں داخل کرنا چاہے اس کو بخش نہیں سکتا۔ اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ

marfat.com

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا ١١٦٩
شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا مَنْ مَاتَ
لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ **بَابُ الْأَمْرِ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ** حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ١١٧٠
عَنِ الْأَشْعَثِ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا
عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتِ
الْعَاطِسِ وَنَهَانَا عَنْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ

علیہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کے استبعاد کی علی رغم انف ابی ذر کے الفاظ سے تردید فرمائی" اور "دخل الجنۃ" سے یہ بھی مراد لینا ممکن ہے کہ اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھنے والا اولاً جنت میں داخل ہوگا یا اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں نہ رہے گا" واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

١١٦٩ — حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرجائے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور میں کہتا ہوں کہ جو کوئی مرجائے اور وہ اللہ کا کسی کو شریک نہیں بناتا وہ جنت میں داخل ہوگا"۔

١١٦٩ — **شرح** : اس حدیث کی مناسبت عنوان کے ساتھ ظاہر ہے، کیونکہ جو مشرک مرے وہ دوزخ میں داخل ہوگا اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو کوئی مرے اور اللہ کا شریک نہ بناتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا"

کیونکہ شرک کے انتفاء سے دخولِ نار کا انتفاء ہوتا ہے اور جب دخولِ نار کا انتفاء ہوا تو دخولِ جنت ضروری ہے جبکہ یہاں تیسری کوئی شئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء" واللہ اعلم!

باب — جنازوں کے پیچھے پیچھے چلنے کا حکم

١١٧٠ **ترجمہ** حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات چیزوں کا حکم دیا اور سات سے منع کیا۔ آپ نے ہم کو جنازوں کے پیچھے چلنے، بیمار کی عیادت، دعوت قبول کرنے مظلوم کی مدد کرنے، قسم کو پورا کرنے، سلام کا جواب دینے اور چھینک لینے والے کی چھینک کا جواب دینے کا حکم فرمایا اور چاندی کے برتنوں، سونے کی انگوٹھی، حریر، دیباج، قسی اور استبرق پہننے سے ہم کو منع فرمایا"

marfat.cpm

۱۱۷۰ — شرح : اتباع الجنائز کا معنی یہ ہے کہ جنازے کے پیچھے چلنا اور اس پر نماز پڑھنے کے بعد دفن تک اس کے ساتھ چلنا ، جمہور علماء کے نزدیک نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے اور جنازے کے ساتھ چلنے اور نماز پڑھنے سے صرف ایک قیراط ثواب حاصل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے دفن کرنے میں شرکت کرنے میں دو قیراط ثواب حاصل ہوتا ہے اور ہمارے نزدیک دفن کرنے کے بعد قبر پر میت کو تلقین کرنے میں تین قیراط ثواب حاصل ہوتا ہے" احناف کے مذہب میں جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے نزدیک جنازے کے قریب قریب اس کے آگے چلنا افضل ہے اور مالکیہ کا مشہور مذہب وہی ہے جو احناف کا مذہب ہے۔ شافعیہ کے نزدیک جنازے کے آگے چلنا افضل ہے" ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ۔ اُنہوں نے کہا میں نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو جنازے کے آگے آگے چلتے دیکھا" امام ترمذی نے زہری سے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مذکور روائت ذکر کی کہ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ جنازے کے آگے آگے چلتے تھے اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اس طرح کی روائت کی ہے" امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازہ کے ساتھ نوحہ کی آواز اور آگ نہ لے جاؤ ہارون بن عبداللہ نے اس میں یہ اضافہ ذکر کیا کہ جنازے کے آگے نہ چلو" ابن عدی کامل نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے پیچھے چلا کرتے تھے" شیخ عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنازے کے پیچھے چلنے کی اس کے آگے چلنے پر وہ فضیلت ہے جو فرض نماز کو نفل نماز پر فضیلت حاصل ہے۔ اُنھوں نے اسے مرفوع کیا" نیز شیخ عبدالرزاق نے طاؤس سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے پیچھے چلتے تھے حتیٰ کہ وفات فرما گئے ، دارقطنی نے عبیداللہ بن کعب بن مالک کی حدیث ذکر کی کہ ثابت بن قیس نے کہا یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور وہ نصرانیہ تھی اس کو یہ پسند تھا کہ میں اس کے جنازے کے ساتھ ہوں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سواری پر سوار ہو کر اس کے آگے آگے چلو اس وقت تم اس کے ساتھ شمار نہ ہوگے"

ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روائت کی کہ عمرو بن عاص نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جنازے کے پیچھے چلا کرو ، کیونکہ اس کے آگے فرشتے ہوتے ہیں۔

مریض کی بیمار پُرسی سُنّت ہے بعض علماء اسے واجب کہتے ہیں وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث (۱۱۷۱) سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں ان میں مریض کی عیادت کو ذکر فرمایا" ، دعوت قبول کرنا ہمارے مذہب میں مستحب ہے بعض علماء اس کو واجب کہتے ہیں ، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ، جو کوئی دعوت قبول نہ کرے وہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہے" افضل یہ ہے کہ جب ولیمہ میں غنی اور فقیر سب کو بلایا جائے تو دعوت قبول کرے وہ اگر روزہ سے ہو تو افطار کر دے اور پھر اس کی قضاء کرے جبکہ عدمِ افطار سے صاحب دعوت کو صدمہ پہنچتا ہو" مظلوم کی مدد کرنا فرض ہے

marfat.com

١١٧١ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَرَوَاهُ سَلَامَةُ عَنْ عُقَيْلٍ

جبکہ اس کی قدرت ہو اور اس کی بات مانی جاتی ہو" بخاری اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی ظالم اور مظلوم کی مدد کرو،، ظالم کو ظلم سے روکنا اس کی امداد ہے" قسم کا پُورا کرنا مکارمِ اخلاق سے ہے جبکہ قسم جائز امر میں ہو،، سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے ہر سننے والے پر سلام کا جواب فرض ہے۔ اگر بعض نے جواب دے دیا تو دوسروں سے جواب ساقط ہو جاتا ہے۔ سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب فرض ہے،، اگر بچہ نے سلام کا جواب دیا تو صحیح نہیں جبکہ وہ عاقل نہ ہو اگر عاقل ہو تو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ عورت کو مرد کے سلام کا جواب دینا واجب ہے وہ آواز بلند نہ کرے اگر عورت سلام کرے تو اگر وہ بوڑھی ہو تو جواب دیا جائے۔ اگر نوجوان ہو تو آہستہ جواب دے جسے وہ نہ سُنے،، چھینک کے جواب میں بھی یہی تفصیل ہے،، سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال مرد و زن کے لئے حرام ہے اس میں سب کا اتفاق ہے" سونے کی انگوٹھی مردوں کے لئے حرام ہے اور چاندی کی جائز ہے اور وہ مثقال کے وزن کے برابر یا اس سے کم وزنی ہو۔ بادشاہ، قاضی اور مفتی حضرات کو اس کی ضرورت عام ہوتی ہے۔ جن کو اس کی ضرورت نہ ہو ان کو انگوٹھی نہ پہننا بہتر ہے۔ ریشم مردوں کے لئے حرام اور عورتوں کے لئے جائز ہے۔ "حریر" ریشم ہے دیباج، قسی اور استبرق کو شامل ہے۔ حریر کے بعد ان کا ذکر "ذکر الخاص بعد العام" کے قبیلہ سے ہے اور ان کے نام مختلف ہونے سے وہ حریر سے خارج نہیں ہوتے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ ١١٧١ — : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازے کے پیچھے چلنا، دعوت کا قبول کرنا، چھینک لینے والے کا جواب دینا،، عمر بن ابی سلمہ کی عبدالرزاق نے متابعت کی اور کہا ہمیں معمر نے خبر دی اور اس حدیث کی سلامہ بن خالد بن عُقیل نے عقیل سے روائت کی۔"

شرح ١١٧١ — : علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ تمام اسلام کے حقوق ہیں، ان میں تمام مسلمان مساوی ہیں۔ اگرچہ وہ نیک و بد ہوں البتہ نیک مسلمانوں سے خوشی کا اظہار کرنا چاہیے اور ان سے مصافحہ وغیرہ مستحسن ہے اور فاسق و فاجر سے ایسا نہیں کرنا چاہیئے،، حق سے مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کا احترام ہو اور ان سے میل جول اچھا ہو۔ حق کا معنی واجب نہیں اس کی نظیر "حق علی المسلم

marfat.cpm

بَابُ الدُّخُولِ عَلَى الْمَيِّتِ بَعْدَ الْمَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا
١١٧٢ مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ أَقْبَلَ
أَبُو بَكْرٍ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ بِأَبِي أَنْتَ
يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ اللّٰهُ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَأَخْبَرَنِي
ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اجْلِسْ فَأَبَى فَقَالَ اجْلِسْ فَأَبَى فَتَشَهَّدَ أَبُو بَكْرٍ فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ
وَتَرَكُوا عُمَرَ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ
حَيٌّ لَا يَمُوتُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى الشَّاكِرِينَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ
لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوهَا

ان یغتسل کل جمعة" ہے یعنی مسلمان کے لئے مستحسن امر یہ ہے کہ وہ ہر جمعہ کو غسل کرے"
امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سلامہ کا عُقیل سے سماع ثابت ہے۔ ابوزرعہ سے سلامہ کے
متعلق دریافت کیا گیا تو اُنھوں نے کہا وہ ضعیف اور منکر الحدیث ہے"

باب ـــــ میّت کے پاس اس کی موت کے بعد جانا جبکہ اس کو کفن میں رکھ دیا گیا ہو"

١١٧٢ ـــــ ترجمہ : ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبیٔ مکرّم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار اپنے گھر سے جو سنح میں تھا تشریف لائے اور سواری سے اُتر کر مسجد میں داخل ہُوئے اور لوگوں سے کوئی بات نہ کی حتیٰ کہ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا قصد کیا آپ کو یمنی لکیر دار چادر سے ڈھانپا گیا تھا اُنھوں نے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرہ انور سے کپڑا اُٹھایا پھر آپ پر جُھکے اور آپ کے چہرۂ انور کو بوسہ دیا پھر رو پڑے" اور کہا یا نبی اللہ! میرا باپ آپ پر قربان ہو اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا"، بہرحال ایک دفعہ موت جو آپ کے مقدر تھی وہ تو ہو چکی۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے خبر دی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر نکلے جبکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے اور کہا (اے عمر) بیٹھ جاؤ حضرت عمر فاروق نے بیٹھنے سے انکار کر دیا پھر کہا بیٹھ جاؤ اُنھوں نے بیٹھنے سے انکار کیا" ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دینا شروع کیا تو سارے

marfat.com

حدثنا يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب قال اخبرني خارجة بن زيد بن ثابت ان ام العلاء امرأة
١١٧٣ من الانصار بايعت النبي صلى الله عليه وسلم اخبرته انه اقتسم المهاجرون قرعة فطار لنا عثمان بن مظعون
فانزلناه في ابياتنا فوجع وجعه الذي توفي فيه فلما توفي وغسل وكفن في اثوابه دخل رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقلت رحمة الله عليك ابا السائب فشهادتي عليك لقد اكرمك الله فقال النبي صلى الله عليه
وسلم وما يدريك ان الله اكرمه فقلت بابي انت يا رسول الله فمن يكرمه الله فقال اما هو فقد جاءه
اليقين والله اني لارجو له الخير والله ما ادري وانا رسول الله ما يفعل بي قالت فوالله ازكي احدا بعده
ابدا

لوگ ان کی طرف متوجہ ہوگئے اور عمر فاروق کو چھوڑ دیا" ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا " اَمَّا بَعْدُ "، تم میں سے جو کوئی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا بے شک اللہ تعالیٰ زندہ ہے اس کو موت نہیں" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " محمد نہیں مگر اللہ کا رسول ہے شاکرین تک پڑھا" اللہ کی قسم گویا کہ لوگ پہلے جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے حتیٰ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھا ان سے لوگوں نے یہ آیت سیکھی اور کسی شخص کو نہ سنا گیا مگر وہ یہ آیت پڑھتا تھا "۔

١١٧٢ — شرح : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سنح میں رہتے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے ایک میل دور تھا" انھوں نے آتے ہی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا" نسائی نے اس کی تصریح کی ہے" ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابوبکر رضی اللہ نے (لا یجمع اللہ علیک موتتین) اس لئے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھائے گا اور آپ لوگوں کے ہاتھ پاؤں قطع کریں گے" تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ کہا یعنی دنیا میں آپ کو صرف ایک موت آنی تھی جو آگئی ہے"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کو بوسہ دینا جائز ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر فاروق سے زیادہ عالم تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک وہ بڑے معظم و معزز تھے اسی لئے وہ تمام ان کی طرف متوجہ ہوگئے" میت کو کپڑے سے ڈھانپنا مستحب ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ افضل کی موجودگی میں مفضول کی تقلید ترک کر دینی چاہئیے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

١١٧٣ — ترجمہ : خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کی ایک عورت اُمّ العلاء جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی نے خبر دی کہ مہاجروں کو قرعہ اندازی کے ساتھ تقسیم کیا گیا تو ہمارے حصہ میں عثمان بن مظعون آئے۔ ہم نے ان کو اپنے گھروں میں اُتارا اور وہ بیماری میں مبتلاء ہوگئے جس میں وہ فوت ہوگئے وہ جب فوت ہوئے اور اُن

marfat.com

کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ میں نے کہا اے ابا سائب تجھ پر اللہ کی رحمت ہو تیرے لئے میری شہادت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے عزّت بخشی ہے (یہ سُن کر) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تجھے کس نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عزّت بخشی ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرا باپ آپ پر فدا ہو پھر اللہ تعالیٰ کس کو عزّت دے گا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بہر حال عثمان بن مظعون پر موت آئی ہے اللہ کی قسم میں اس کے لئے خیر کی اُمید رکھتا ہوں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا ہوں حالانکہ میں اللہ کا رسُول ہُوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی قسم اس کے بعد مَیں کبھی کسی کا تزکیہ نہ کروں گی۔

شرح : حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تیرہ(۱۳) صحابہ کرام کے بعد مسلمان ہُوئے اُنھوں نے دو ہجرتیں کیں اور جنگِ بدر میں حاضر ہُوئے

۱۱۷۳ —

مہاجرین میں سے سب سے پہلے وہ فوت ہُوئے ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہُوئی وہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے رضاعی بھائی تھے" مدینہ منورہ میں جب مہاجرین کو انصار میں قرعہ اندازی کے ساتھ تقسیم کیا گیا تو وہ ام العلاء انصاریہ کے حصّہ میں آئے جب وہ فوت ہُوئے تو ان کے اچھے اخلاق پاکدامنی نیک سیرت اور زہد و تقویٰ کے پیشِ نظر اُس نے اپنے اندازے اور قیاس و عقل کے ساتھ کہا کہ عثمان جنّتی ہے حالانکہ قیاس و عقل اور دیگر امور کی وجہ سے کسی کو قطعی طور پر جنّتی کہنا صحیح نہیں کیونکہ اس کا فیصلہ صرف بطریقِ وحی ہو سکتا ہے اسی لئے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ام العلاء کے قیاس کی تردید کی اور فرمایا میں اللہ کا رسُول ہونے کے باوجود محض عقل اور قیاس سے یہ حکم نہیں کر سکتا جبکہ اس کا طریقہ صرف وحی ہے" اسی لئے فرمایا کہ بحسابِ عقل و قیاس میں بھی اپنے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں" حالانکہ یہ مسلم الثبوت ہے کہ ساری کائنات آپ کے نُور سے پیدا ہُوئی اور تخلیقِ آدم سے پہلے آپ نبی تھے۔ خداوند قدوس آپ کی رضا چاہتا ہے" عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" آپ کی شان میں نازل ہُوئی وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی ،، آپ کی شان ہے اس کلام سے پہلے آپ نے آسمانوں کی سیر بھی فرمالی تھی اور مولیٰ کریم سے غیر متناہی انعامات بھی حاصل کر لئے تھے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کے مقدس خطاب سے سرفراز ہو چکے تھے" ان حالات کے باوجود آپ کا یہ ارشاد فرمانا صرف عقلی قیاسات کی نفی کے لئے ہے اور لاادری اس کی واضح دلیل ہے" اس کے علاوہ انبیاء کرام علیہم السّلام اللہ تعالیٰ کے حضور بے خوف ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے" یا موسٰی لا تخف انی لا یخاف لدی المرسلون" آخر یہ بھی تو ایک معاملہ ہے جو سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم جانتے ہیں معلوم ہُوا کہ لاادری سے صرف حسابِ عقل کی نفی مطلوب ہے۔ اسی طرح حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ مہاجر اور بدری ہیں۔ مہاجرین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ ان سے راضی ہے اور اہلِ بدر کے حق میں فرمایا: اے بدر والو جو چاہو کرو اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے یہ ایسے امور ہیں جو بطریقِ وحی ہی معلوم ہو سکتے ہیں عقل و قیاس کو ان میں کوئی دخل نہیں" الحاصل سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد اس ذات ستودہ صفات کی خبر ہے جو وحی کے بغیر اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے اور ام العلاء کا کلام ایسا نہیں لہٰذا ان دونوں میں عظیم تر فرق ہے

marfat.com

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ مِثْلَهُ وَقَالَ نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عُقَيْلٍ مَا يُفْعَلُ بِهٖ وَتَابَعَهُ ۱۱۷۴
شُعَيْبٌ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَمَعْمَرٌ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ ۱۱۷۵
مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قُتِلَ أَبِيْ جَعَلْتُ أَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهٖ أَبْكِيْ وَيَنْهَوْنِيْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْهَانِيْ فَجَعَلَتْ عَمَّتِيْ فَاطِمَةُ تَبْكِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْكِيْنَ أَوْ لَا تَبْكِيْنَ فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهٗ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا ۱۱۷۶

بَابُ الرَّجُلِ يَنْعٰى إِلٰى أَهْلِ الْمَيِّتِ بِنَفْسِهٖ

حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ

۱۱۷۴ ترجمہ: سعید بن عُفیر نے کہا مجھ سے لیث نے اس جیسی روائت کی اور نافع بن زید نے عُقیل سے "مَا يُفْعَلُ بِهٖ" روائت کی (عثمان کے ساتھ کیا کیا جائے گا) شعیب، عمر بن دینار اور معمر نے اس کی متابعت کی"

۱۱۷۵ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب میرا باپ شہید ہو گیا تو میں روتے ہُوئے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا اور لوگ مجھ کو اس سے منع کرنے لگے اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے منع نہ کرتے تھے میری پھوپھی فاطمہ رونے لگی تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے فاطمہ) تو روئے یا نہ روئے فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کئے رہے — حتیٰ کہ تم نے اسے اُٹھا لیا"، عبد الملک بن عبد العزیز بن جُریج نے شُعبہ کی متابعت کی"، اُنھوں نے کہا مجھے محمد بن منکدر نے خبر دی کہ اُنھوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سُنا ہے!

۱۱۷۴، ۱۱۷۵ — شرح: قولہ قَالَ نَافِعٌ الخ اس تعلیق سے اس طرف اشارہ کیا کہ لیث کی روائت میں "مایفعل بہ" محفوظ ہے اور یہی درست ہے مایفعل بی درست نہیں واللہ تعالیٰ اعلم! حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے والد عبد اللہ جنگِ اُحُد میں شہید ہو گئے تھے اور مشرکوں نے ان کی ناک، کان وغیرہ سب کاٹ کر مثلہ بنا دیا تھا جنگِ احد تین ہجری کو شوال کے مہینہ میں ہُوئی تھی"، قولہ تبکین اولا تبکین" راوی کا شک نہیں بلکہ یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شریف ہے" جس میں رونے اور نہ رونے کو برابر فرمایا ہے یعنی تو روئے یا نہ روئے فرشتے تو اس پر سایہ کئے رہے ہیں"، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے محض رونا جس میں نوحہ نہ ہو ممنوع نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم"

باب — خود مرد میت کے گھر والوں کو اس کی موت کی خبر دے"

۱۱۷۶ — ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے مرنے کی خبر اسی روز دی جس روز

marfat.cpm

ابن شہاب عن سعید بن المسیب عن أبی ھریرۃ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعی النجاشی فی الیوم الذی مات فیہ خرج إلی المصلی فصف بھم وکبر أربعا

وہ فوت ہوا آپ عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے اور لوگوں کی صف بندی کی اور چار تکبیریں کہیں۔

شرح : نجاشی حبشہ کے بادشاہ کو کہا جاتا ہے اس نجاشی کا نام اصحمہ بن ابجری تھا،، طبقات ابن سعد میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم چھٹی ہجری میں حدیبیہ سے واپسی کے بعد سات ہجری کو ماہِ محرم میں عمرو بن امیہ ضمری کو خط دے کر نجاشی کے پاس بھیجا نجاشی نے خط پکڑ کر اپنی آنکھوں پہ لگایا اور تختِ شاہی سے اُتر کر زمین پر بیٹھ گیا پھر حضرت جعفر بن ابی طالب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نو ہجری کو تبوک سے واپس ہوئے تو نجاشی کا انتقال ہوگیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اس کی وفات کی خبر دی اور بقیع میں اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں،، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کی وفات کا اعلان کرنا جائز ہے اور متاخرین نے اس کو مستحسن کہا ہے تاکہ نمازی زیادہ ہوجائیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں،، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ، عبداللہ بن رواحہ اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کی وفات کا اعلان فرمایا جبکہ وہ موتہ میں شہید ہوگئے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "وا ابتاہ من دبہ ماادناہ وا ابتاہ إلی جبرائیل تنعاہ" اور مرثیہ پڑھا جو مشہور ہے۔ نیز صحیح بخاری میں ہے کہ رات کو ایک شخص فوت ہوگیا اور صحابہ کرام نے اس کو جنازہ پڑھ کر رات ہی دفن کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم نے مجھے خبردار کیوں نہیں کیا" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کی موت کا اعلان کرنا جائز ہے اور جس حدیث میں اس کی نہی مذکور ہے۔ وہ جاہلیت کے طریقہ پر اعلان پر محمول ہے،، وہ قبائل میں آہ و پکار سے اعلان کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے محاسن ذکر کرتے تھے۔ میت کے اہل واقارب اور احباب کو صرف اطلاع کرنے میں کوئی حرج نہیں" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے، کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نجاشی کی موت کا اعلان کرکے باہر جاکر نماز جنازہ پڑھی تھی،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں کہ مسجد میں نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے،، امام مالک رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے البتہ امام شافعی اور احمد رضی اللہ عنہما کے مذہب میں مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ مسجد کے خراب ہونے کا خطرہ نہ ہو، کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں داخل کرنے کا حکم دیا اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے ان کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس پر تعجب کا اظہار کیا تو ام المؤمنین نے فرمایا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضا کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی،، مگر ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

marfat.com

حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسِ ۱۱۷۷
بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَاِنَّ عَيْنَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَذْرِفَانِ ثُمَّ اَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ مِنْ غَيْرِ اِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهٗ

روائت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسجد میں نماز جنازہ پڑھے اس کو کچھ ثواب حاصل نہیں ہوتا،، خطیب نے کہا محفوظ روائت یہ ہے " من صلّی علیٰ میت فی المسجد فلا شیٔ لہٗ،، ابن عبدالبر نے کہا یہ صحیح ہے،، ابن ابی شیبہ نے کہا " فلا صلوٰۃ لہ،، ابوداؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ابوداؤد کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منسوخ ہے، کیونکہ ام المؤمنین کی حدیث اباحت پر دلالت کرتی ہے جو نہی سے مقدم ہے" اور محرم مبیح کا ناسخ ہوتا ہے،، اگر یہ کہا جائے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو مسلم نے ذکر کیا ہے اور ابوہریرہ کی حدیث مسلم نے ذکر نہیں کی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسلم کا ابوہریرہ کی حدیث کا ذکر نہ کرنا اس کے عدمِ صحت کی دلیل نہیں جبکہ مسلم نے خود کہا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ اس نے تمام صحیح احادیث ذکر کر دی ہیں،، مسلم نے صرف وہ صحیح احادیث ذکر کی ہیں جو اس کی شرط پر ہیں،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ مدینہ منورہ میں پڑھی، حالانکہ وہ حبشہ میں تھا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نجاشی کی میت کو دیکھ رہے تھے" چنانچہ ابنِ حبان نے اپنی صحیح میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا بھائی نجاشی فوت ہوگیا ہے اس کی نماز جنازہ پڑھو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے پیچھے صف بندی کی اور آپ نے چار تکبیریں کہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ اس کی میت آپ کے سامنے تھی" یہ بھی جواب دیا جاسکتا ہے کہ نجاشی نے ایمان چھپا رکھا تھا جبکہ وہ کفار کی مملکت کا سربراہ تھا اور کوئی بھی اس کی نماز جنازہ پڑھنے والا نہ تھا اس لئے ضرورت کے تحت آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اس کی دلیل یہ ہے کہ نجاشی کے سوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی نمازِ جنازہ غائبانہ نہیں پڑھی حالانکہ کثیر صحابہ کرام جو آپ سے غائب تھے فوت ہوئے اور آپ نے صرف معاویہ بن معاویہ مزنی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تھے اور وہ مدینہ منورہ میں فوت ہوگئے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پَر مار کر اس کی میت آپ کے سامنے کر دی تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ طبرانی نے معجم اوسط میں اس کی روائت کی ہے،، حدیث میں چار تکبیریں مذکور ہیں اسی پر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر تک عمل رہا۔ مزید تفصیل حدیث ۱۲۵۱ کی تفہیم میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۱۱۷۷ — **ترجمہ** : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید بن حادثہ نے جھنڈا پکڑا اور وہ شہید ہوگئے پھر اس کو

marfat.cpm

بَابُ الْاِذْنِ بِالْجَنَازَةِ

۱۱۷۸ وَقَالَ اَبُوْرَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰذَنْتُمُوْنِیْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِیَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ الشَّیْبَانِیِّ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ اِنْسَانٌ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُهٗ فَمَاتَ بِاللَّیْلِ

جعفر بن ابی طالب نے پکڑا اور وہ بھی شہید ہو گئے پھر اسے عبداللہ بن رواحہ نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر خالد بن ولید نے امیر بنائے بغیر جھنڈا پکڑ لیا اور ان کے ہاتھوں فتح ہوئی"۔

شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کی وفات کا اعلان فرمایا اور جس حدیث میں ۱۱۷۷ — اس کی نہی مذکور ہے وہ جاہلیت کے اعلان پر محمول ہے۔ حدیث ۱۱۷۶ میں اس کی تفصیل مذکور ہے" یہ حدیث نبوت کی دلیل ہے، کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کی خبر دی جبکہ آپ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے" خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ یہ حضرات شہید ہو گئے ہیں اور وہ سرحد پر دشمن کا سخت مقابلہ کر رہے تھے تو انھوں نے خیال کیا کہ اگر مسلمان اسی حال میں رہے تو ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام کی قوت کو زبردست دھچکا لگے گا تو انھوں نے خود بخود جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور زبردست حملہ کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اس فعل سے راضی ہو گئے حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امیر نہ بنایا تھا اور نہ ہی لشکر میں سے کسی نے ان کی بیعت کی تھی اور نہ ان کو امیر بنایا تھا لہٰذا اس فعل نے ایک قانونی حیثیت اختیار کر لی کہ ضرورت کے وقت شریعت مطہرہ کے احکام کی شرائط میں رعائت نہ کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح حقوق العباد میں ہے کہ اگر کوئی شخص جنگل میں فوت ہو جائے اور ترکہ چھوڑ جائے تو موجود شخص اس کے ترکہ کی حفاظت کرے اور اسے وارثوں کو پہنچا دے۔ اگرچہ مرنے والے نے اس کو وصیت نہ کی ہو کیونکہ مسلمانوں کے حقوق کی رعائت کرنا ضروری ہے۔ (کرمانی)

باب — جنازہ کی اطلاع کرنا

اور ابو رافع نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ خبر دی

۱۱۷۸ ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک شخص جس کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پرسی کیا کرتے تھے رات کو فوت ہو گیا لوگوں نے رات ہی کو اسے دفن کر دیا جب صبح ہوئی تو انھوں نے آپ کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا مجھ کو رات کو خبر دینے سے تم کو کس نے روکا انھوں نے کہا رات

marfat.com

فَدَفَنُوْهُ لَيْلًا فَلَمَّا اَصْبَحَ اَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ اَنْ تُعْلِمُوْنِيْ قَالُوْا كَانَ اللَّيْلُ فَكَرِهْنَا وَكَانَتْ ظُلْمَةٌ اَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ فَاَتٰى قَبْرَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ بَابُ فَضْلِ مَنْ مَّاتَ لَهٗ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ قَوْلِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ مُّسْلِمٍ يُتَوَفّٰى لَهٗ ثَلَاثَةٌ لَّمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ اِيَّاهُمْ ۔

۱۱۷۹

کا وقت تھا ہم نے آپ کو خبر دینا اچھا نہ سمجھا جبکہ رات اندھیری تھی کہ آپ کو تکلیف دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس پر نماز پڑھی!

۱۱۷۸ — شرح : اس باب کے عنوان اور اس سے پہلے باب کے عنوان میں فرق یہ ہے کہ پہلے باب میں میت کے فوت ہونے کا اعلان تھا اور اس باب میں جنازہ تیار ہونے کی لوگوں کو اطلاع ہے یہ مریض طلحہ بن براء بن عُمیر انصاری تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں فوت ہونے والی عورت ام محجن تھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب میت کو نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا جائے تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے جب تک وہ پھٹی نہ ہو اور جب اسکے پھٹنے میں شک ہو تو اس پر نماز نہ پڑھی جائے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما یہی کہتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ اس کو غسل کر کے دفن کیا ہو،، اور اگر غیر ولی نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا تو اس کے پھٹنے سے پہلے اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے اور اس میں ظنِ غالب کا اعتبار ہے امام ابو یوسف نے کہا تین روز تک اس پر نماز پڑھی جا سکتی ہے! سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداءِ احد پر آٹھ برس کے بعد نماز جنازہ پڑھی تھی کیونکہ ان کے جسم بوسیدہ نہ ہوئے تھے! چونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں آپ کا نماز پڑھنے کے بغیر فرضِ جنازہ ساقط نہ ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ قبریں ظلمت سے بھری ہوتی ہیں میرے نماز جنازہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ان کو اصحابِ قبور کے لئے روشن کر دیتا ہے۔ اس لئے آپ نے خادمِ مسجد کی قبر پر نماز پڑھی تھی۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — اس شخص کی فضیلت جس کا بچہ فوت ہو جائے اور وہ صبر کرے ،، اور اللہ عزّ وجل نے فرمایا "صبر کرنے والوں کو خوش خبری سنائیں"

۱۱۷۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے کوئی مسلمان نہیں جس کے تین بچے نابالغ فوت ہو جائیں مگر اللہ تعالیٰ اُن پر اپنے فضل اور رحمت سے اس کو جنت میں داخل کرے گا،،

marfat.com

مشرح : احتساب کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کا
۱۱۷۹ — امیدوار ہو کر اس کی قضاء سے راضی ہو کر صبر کرنا،، یعنی جس شخص کے نابالغ تین بچے
فوت ہو جائیں اور وہ اللہ کی رحمت اور مغفرت کی امید کرتا ہوا اس کی قضاء سے راضی ہو کر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں
داخل کرے گا،، "قولہ رحمتہ" ضمیر کا مرجع اللہ ہے؛ کیونکہ اس حدیث کے دوسرے طریق میں اس کی
صراحت موجود ہے چنانچہ ابن ماجہ کی روائت میں "بِفَضْلِ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِيَّاهُمْ" ہے اور "اِيَّاهُمْ" میں
ضمیر کا مرجع اولاد ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کی اولاد پر اپنی رحمت و فضل کے باعث اس کو جنت میں داخل کریگا
اور نسائی کی روائت "اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمَا" اس کی تائید کرتی ہے لہذا "بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ" میں ضمیر کا مرجع
باپ اور "اِيَّاهُم" ضمیر سے مسلمان مراد لینا غیر ظاہر ہے جبکہ حدیثیں ایک دوسری کی تفسیر کیا کرتی ہیں،،
نابالغ اولاد کو اس لئے خاص کیا ہے کہ ماں باپ کی شفقت ان پر زیادہ ہوتی ہے اور وہ بڑی اولاد کی نسبت
ان سے محبت زیادہ کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے فوت ہو جانے سے ان کو صدمہ زیادہ ہوتا ہے اور اس پر ثواب
بھی زیادہ ہوتا ہے اگرچہ مطلقاً اولاد کے فوت ہونے پر ماں باپ کو ثواب ملتا ہے اور اولاد کی اولاد اس حکم میں
داخل نہیں کیونکہ نسائی کی روائت میں صلبی اولاد کی صراحت ہے اور کفر کی حالت میں کسی کا نابالغ بچہ فوت ہو جائے پھر وہ
مسلمان ہو جائے تو وہ اس حکم میں داخل نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے بچے جنتی ہیں اور کفار و مشرکین کے
بچوں میں اختلاف ہے علماء کی ایک جماعت اس بارے میں توقف کرتی ہے کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے
کہ انھوں نے بڑے ہو کر کیا عمل کرنے تھے" اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ ہے کہ اس نے بڑے ہو کر ایمان قبول کر لینا ہے
تو جنتی ہے ورنہ دوزخی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اطفالِ مشرکین کے بارے
میں فرمایا" اگر چاہتی ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہوں کہ دوزخ میں ان کی آوازیں تمہیں سنا دے اس روائت
کو طبرانی نے معجم اوسط میں ذکر کیا ہے اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا مشرکین کی اولاد جنتیوں کی خادم ہوگی۔ ان روایات سے صحیح ترجیح یہی ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین کی اولاد میں
توقف کیا جائے" دراصل اولادِ مشرکین کے بارے میں مذکور احادیث کے تین احوال ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روائت ہے کہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولادِ مشرکین کے
بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے آباء کے ساتھ دوزخ میں ہیں۔ اس کے بعد پھر پوچھا تو آپ نے فرمایا
اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ انھوں نے کیا عمل کرنے تھے جب اسلام مستحکم ہوا تو پھر استفسار کیا تو آپ نے فرمایا
"کوئی بھی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا وہ فطرت پر ہیں یعنی وہ مسلمان جنتی ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت
ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب تعالیٰ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں سوال
کیا کہ ان کو عذاب نہ دے تو اللہ تعالیٰ نے میری دعاء کو قبول کر لیا اسی لئے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع
روائت ہے کہ مشرکین کی اولاد جنتیوں کی خادم ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.com

حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِيْ ۱۱۸۰
سَعِيْدٍ اَنَّ النِّسَاءَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ لَّنَا يَوْمًا فَوَعَظَهُنَّ فَقَالَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ مَاتَ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ كُنَّ لَهَا حِجَابًا مِّنَ
النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ قَالَ شَرِيْكٌ عَنِ ابْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ۱۱۸۱
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَيَلِجَ النَّارَ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ **بَابُ** قَوْلِ الرَّجُلِ
لِلْمَرْاَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ اصْبِرِيْ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۱۸۲

۱۱۸۰ ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ عورتوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمارے لئے کوئی دن مقرر فرما دیں آپ نے ان کو وعظ کیا اور فرمایا کہ جس کسی عورت کے تین بچے مرجائیں وہ دوزخ کی آگ سے اس کے لئے حجاب ہوں گے ایک عورت نے کہا اور دو آپ نے فرمایا اور دو شریک نے اصبہانی سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ ابو صالح نے ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ بلوغ کو نہ پہنچے ہوں"

۱۱۸۱ ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا، کسی مسلمان کے تین بچے فوت نہیں ہوتے مگر وہ قسم حلال کرنے دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔ امام بخاری نے کہا" اور تم میں سے کوئی نہیں مگر اس میں وارد ہونے والا ہے"

۱۱۸۰، ۱۱۸۱ شرح: سوال کرنے والی عورت حضرت انس بن مالک کی والدہ ام سلیم انصاریہ ہیں۔ دو اور ایک بچے کے فوت ہونے پر والدین کے حال کو آپ جانتے تھے مگر بیان اس لئے نہ فرمایا کہ لوگ توکل نہ کرلیں جبکہ ایک دو کا مرنا کثیر الوقوع ہے اور جب آپ سے دو سے متعلق سوال کیا گیا تو جواب دینا ضروری تھا اس لئے فرمایا جس کے دو بچے فوت ہو جائیں وہ بھی دوزخ کی آگ سے حجاب بن جاتے ہیں" حدیث ۱۱۸۱ میں مسلمان کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ کافر کو اس کے بچے مرنے سے نجات نہ ہوگی" جمہور علماء نے کہا کہ "اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا" سے مراد یہ ہے کہ تم دوزخ کو عبور کرو گے اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ تم دوزخ میں عذاب کے لئے داخل ہوگے" بلکہ صرف قسم پوری کرنے کے لئے تم دوزخ سے گزرو گے" آیت میں قسم مضمر ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" وَاِنْ مِّنْكُمْ وَاللّٰهِ اِلَّا وَارِدُهَا"

باب — "قبر کے پاس عورت کو مرد کا کہنا کہ صبر کر"

۱۱۸۲ ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر کے پاس رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر"

marfat.com

بامرأة عند قبر وهي تبكي فقال اتقي الله واصبري باب غسل الميت ووضوءه بالماء والسدر وخط ابن عمر ابنا لسعيد
ابن زيد فحمله وصلى ولم يتوضأ وقال ابن عباس المسلم لا ينجس حيا ولا ميتا وقال سعد لو كان نجسا ما مسسته وقال النبي صلى الله عليه وسلم المؤمن لا ينجس حدثنا اسمعيل بن عبد الله قال حدثني مالك عن ايوب السختياني عن محمد بن سيرين عن ام عطية الانصارية قالت دخل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم حين توفيت ابنته فقال اغسلنها ثلاثا او خمسا او اكثر من ذلك ان رايتن ذلك بماء وسدر واجعلن في الاخرة كافورا او شيئا من كافور فاذا فرغتن فاذنني فلما فرغنا اذناه فاعطانا حقوه فقال اشعرنها اياه تعني ازاره

۱۱۸۲ —

شرح : یعنی بے صبری کا اظہار نہ کر اس سے ثواب جاتا رہتا ہے اور صبر کر صبر سے اجر ملتا ہے" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب" صبر کرنے والوں کو بے حساب ثواب پورا کیا جائے گا (کرمانی) ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ اس پر دو مصیبتیں جمع نہ ہوں ایک اس کا بچہ فوت ہوگیا اور دوسری مصیبت یہ کہ بے صبری کرنے سے اس کا ثواب جاتا ہے جو صبر کرنے کی صورت میں حاصل ہوتا ہے" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کی زیارت کرنا جائز ہے اور بری باتوں سے منع کرنا چاہیے اور نیک امور کی ترغیب دلانا چاہیئے ۔ اور اموات کے پاس رونے والوں کو صبر کی تلقین کرنی چاہیئے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم !

باب ـــ میّت کو پانی اور بیری کے پتّوں سے غسل دینا اور وضوء کرنا "

۱۱۸۳ ـــ ترجمہ :

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سعید بن زید کے بیٹے کو خوشبو لگائی اور اس کو اٹھایا اور نماز پڑھائی اور وضوء نہ کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مسلمان نہ تو زندگی میں ناپاک ہوتا ہے اور نہ ہی مرنے کے بعد ناپاک ہوتا ہے اور سعید نے کہا اگر میت نجس ہوتی تو میں اس کو مس نہ کرتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ناپاک نہیں ہوتا"

۱۱۸۳ ـــ

شرح : اُم عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ آپ کی صاحبزادی نے انتقال کیا اور فرمایا تم ان کو تین بار یا پانچ بار اور اگر ضرورت سمجھو تو اس سے زیادہ بار پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخر میں کافور پانی میں ملا دو یا کچھ کافور مل دو جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دو ہم جب

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُغْسَلَ وِتْرًا

غسل دے کر فارغ ہوئیں تو آپ کو اطلاع دی آپ نے ہمیں اپنا تہبند دیا اور فرمایا کہ ان کو یہ پہنا دو۔ حقو سے تہبند مراد ہے"

احناف کے نزدیک میت کو غسل دینا واجب ہے اور یہ سنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان پر مسلمان کے چھ حقوق ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ مرجائے تو اس کو غسل دے" جمہور کا مذہب یہی ہے کہ میت کو غسل دینا واجب ہے۔ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہوئے تو ان کو فرشتوں نے غسل دیا پھر کفن پہنایا اور خوشبو لگائی اور ان کے لئے قبر کھودی اور اس میں لحد بنائی پھر ان کی نمازِ جنازہ پڑھی اور ان کو قبر میں رکھ کر کچی اینٹیں لگائیں پھر قبر سے باہر آکر اس کو مٹی سے بھر دیا اور لوگوں سے کہا دفن کرنے کا یہ طریقہ ہے"

میت کو غسل دینے کا سبب یہ ہے کہ موت سے اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور وہ حدث کا موجب ہیں عراق کے بعض مشائخ نے کہا کہ موت سے آدمی ناپاک ہو جاتا ہے؛ کیونکہ اس میں دم مسفوح ہوتا ہے۔ اسی لئے اگر وہ کنوئیں میں گر کر مرجائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے۔ میت کو وضوء کرانا مسنون ہے مگر اس کے منہ اور ناک میں پانی نہ کیا جائے" اور غسل دینے والے پر غسل واجب نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے کہا میت کے غاسل پر غسل واجب نہیں"۔ یہ فوت ہونے والی صاحبزادی سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ابوالعاص کی بیوی اور اُمامہ کی والدہ ہیں رضی اللہ عنہا مسلم نے اس کی تصریح کی ہے" ان کا انتقال آٹھ ہجری میں ہوا۔ ابوداؤد نے کہا کہ وہ سیدہ ام کلثوم تھیں جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہا کی بیوی تھیں مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا جب فوت ہوئیں اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر بدر کے میدان میں تھے" تین بار یا پانچ بار کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ غسل طاق ہو" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غسلِ میت میں مبالغہ مطلوب ہو تو سات بار سے زیادہ بار بھی غسل دینا جائز ہے۔ بیری کے پتے پہلی بار استعمال کئے جائیں ہر بار کوئی ضروری نہیں۔ آخری بار میں کافور ملنے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے جسم سخت ہو جاتا ہے اور اس کی خوشبو سے حشرات دُور ہو جاتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میت کے غسل میں بیری کے پتے اور کافور کا استعمال مستحب ہے" اور اسے خوشبو لگانا مستحسن ہے، اور عورت کو غسل دینے کے لئے شوہر کی نسبت عورتیں زیادہ مناسب ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے"۔

باب — طاق غسل دینا مستحب ہے

marfat.com

١١٨٤ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوبَ
عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا
اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حِقْوَهُ فَقَالَ
اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ فَقَالَ اَيُّوبُ وَحَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُحَمَّدٍ وَكَانَ فِي حَدِيْثِ حَفْصَةَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا وَكَانَ فِيْهِ
ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَكَانَ فِيْهِ اَنَّهُ قَالَ اِبْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيْهِ اَنَّ اُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ
وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ **بَابُ** يُبْدَاُ بِمَيَامِنِ الْمَيِّتِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ١١٨٥
حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ
اِبْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا **بَابُ** مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَيِّتِ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ١١٨٦
وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا غَسَلْنَا بِنْتَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا وَنَحْنُ نَغْسِلُهَا اِبْدَاْنَ مِنْهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا

ترجمہ: ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف

١١٨٤ — لائے جبکہ ہم آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں فرمایا ان کو تین بار یا پانچ بار
یا اس سے زیادہ بار پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخر بار میں کافور ملاؤ - جب فارغ ہو جاؤ
تو مجھے خبر کرو ہم جب فارغ ہوگئیں تو آپ کو اطلاع دی آپ نے ہمیں تہبند دیا اور فرمایا اسے اس میں لپیٹ
دو ایوب نے کہا اور مجھے حفصہ نے محمد کی حدیث جیسی خبر دی حفصہ کی حدیث میں ہے کہ اسے طاق
غسل دو" اور اس میں یہ بھی ہے کہ تین بار یا پانچ بار یا سات بار غسل دو اور یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا "کہ ان کے داہنے اعضاء اور وضوء کے مواضع سے غسل دینا شروع کرو اور اس میں یہ بھی تھا کہ
ام عطیہ نے کہا ہم نے اُن کو کنگھی کرکے تین چوٹیاں کر دیں۔"

باب — میّت کی داہنی طرفوں سے غسل دینا شروع کیا جائے

١١٨٥ ترجمہ: ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی صاحبزادی کے غسل کے بارے میں فرمایا کہ ان کی داہنی جانبوں اور وضوء کے مقامات سے غسل شروع کرو۔

باب — میّت کے وضوء کے اعضاء

١١٨٦ ترجمہ: ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی صاحبزادی کو غسل دیا تو آپ نے ہمیں فرمایا جبکہ ہم غسل دے رہی تھیں ان
کی دائیں جانبوں اور وضوء کے اعضاء سے غسل دینا شروع کرو"

marfat.com

بَابُ هَلْ تُكَفَّنُ الْمَرْأَةُ فِي إِزَارِ الرَّجُلِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ ۱۱۸۷
تُوُفِّيَتْ ابْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ
فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَنَزَعَ مِنْ حِقْوِهِ إِزَارَهُ وَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ **بَابُ يُجْعَلُ الْكَافُورُ فِي الْآخِرَةِ** حَدَّثَنَا ۱۱۸۸
حَامِدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ إِحْدٰى بَنَاتِ

۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶ —

شرح : غسل سے مراد صفائی ہے وہ اگر ایک بار غسل سے اچھی ہو جائے تو واجب پورا ہو جاتا ہے جیسے استنجاء اگر ایک ڈھیلے سے ہو جائے تو کافی ہے ورنہ زیادہ استعمال کرے،، احناف کے مذہب میں عورت کے بالوں کے دو حصے کر کے قمیص کے اوپر سینے پر کئے جائیں اور ان کو پیچھے نہ رکھا جائے جیسے امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ،، اور ام عطیہ کا تین چوٹیاں بنانا مستحکم دلیل نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کرنے کا حکم نہیں فرمایا اور یہ کہنا کہ ام عطیہ نے آپ کے حکم سے کیا ہوگا محض احتمال ہے اس سے حکم ثابت نہیں ہو سکتا نیز تین گیسو بنا کر ان کو پیچھے کرنے میں زینت ہے اور میت اس سے مستغنی ہے اور ابن حبان کی حدیث کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے تین گیسو بناؤ احناف کے خلاف نہیں کیونکہ وہ گیسو بنانے کے خلاف نہیں وہ تو یہ کہتے ہیں کہ ان کو پیچھے نہ کیا جائے، کیونکہ ایسا کرنے میں زینت ہے اسی لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم میت کی ناصیہ کے بال کیوں بڑھاتے ہو یعنی میت بال کنگھی کرنے کی محتاج نہیں وہ تو قبر میں مٹی کے حوالہ ہوں گے،، لہٰذا عورت کے بالوں کے دو حصے کر کے ان کو اس کے سینے پر رکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب — کیا عورت کو مرد کے تہبند میں کفن دیا جائے؟

۱۱۸۷ ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فوت ہو گئیں تو آپ نے ہمیں فرمایا اسے تین بار یا پانچ بار اور اگر مناسب سمجھو تو زیادہ بار غسل دو اور جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے خبر دو ہم جب فارغ ہو گئیں تو آپ کو اطلاع دی آپ نے کمر سے تہبند کھولا اور فرمایا اس میں اسے لپیٹ دو۔،،

باب — آخری بار پانی میں کافور ملایا جائے

۱۱۸۸ ترجمہ: ام عطیہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی فوت ہو گئیں، تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا انھیں تین بار یا پانچ بار اور اگر ضروری سمجھو تو اس سے زیادہ بار پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری بار پانی میں کافور ملا دو یا

marfat.com

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اغسلنہا ثلاثا او خمسا او اکثر من ذلک
ان رایتن بماء وسدر واجعلن فی الاخرۃ کافورا او شیئا من کافور فاذا فرغتن فاذنی قالت فلما
فرغنا اذناہ فالقی الینا حقوہ وقال اشعرنہا ایاہ وعن ایوب عن حفصۃ عن ام عطیۃ بنحوہ وقالت
انہ قال اغسلنہا ثلاثا او خمسا او سبعا او اکثر من ذلک ان رایتن قالت حفصۃ قالت ام عطیۃ
وجعلنا راسہا ثلاثۃ قرون **باب** نقض شعر المراۃ وقال ابن سیرین لا باس ان ینقض شعر المراۃ
حدثنا احمد قال حدثنا عبد اللہ بن وہب قال اخبرنا ابن جریج قال ایوب وسمعت حفصۃ بنت
سیرین قالت حدثتنا ام عطیۃ انہن جعلن راس بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ قرون
نقضنہ ثم غسلنہ ثم جعلنہ ثلثۃ قرون

کچھ کافور مل دو اور جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دو ام عطیہ نے کہا ہم جب فارغ ہوگئیں اور آپ کو اطلاع کی تو آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند پھینکا اور فرمایا اسے اس میں لپیٹ دو ایوب نے حفصہ سے انھوں نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اس جیسی روایت کی اور کہا کہ آپ نے فرمایا اسے تین بار یا پانچ بار یا سات بار یا اگر مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ بار غسل دو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ام عطیہ نے کہا ہم نے اس کے سر کی تین چوٹیاں کیں "۔

۱۱۸۷، ۱۱۸۸ — **شرح** : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو مرد کے تہ بند میں کفن دینا جائز ہے اور صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے "۔ اگر کوئی سوال کرے کہ حدیث ۱۱۸۳ میں گزرا ہے کہ "حقو" ازار یعنی تہبند ہے جبکہ کہا " فَاَعْطَانَا حِقْوَہٗ " اور کتاب العلم میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حقو سے آزار اُتارا اس سے معلوم ہوتا ہے حقو ازار (تہبند) نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جوہری نے ذکر کیا ہے کہ حقو کا اطلاق ازار باندھنے کی جگہ پر بھی ہوتا ہے" یہاں حقو سے مراد ازار ہے اور کتاب العلم میں اس سے کمر مراد ہے۔ واللہ اعلم!

باب — عورت کے بال کھولنا

اور ابن سیرین نے کہا میت کے بال کھولنے میں کوئی حرج نہیں ہے"

۱۱۸۹ — ترجمہ : ایوب نے کہا اور میں نے حفصہ بنت سیرین سے سنا اس نے کہا ہمیں ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ عورتوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (زینب) کے سر کے بالوں کے تین حصے کئے "، انھوں نے بال کھولے پھر ان کو دھویا پھر ان کی تین چوٹیاں بنائیں "

marfat.cpm

بَابُ كَيْفَ الْاِشْعَارُ لِلْمَيِّتِ وَقَالَ الْحَسَنُ الْخِرْقَةُ الْخَامِسَةُ
تُشَدُّ بِهَا الْفَخِذَيْنِ وَالْوَرِكَيْنِ تَحْتَ الدِّرْعِ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا
١١٩٠ ابْنُ جُرَيْجٍ اَنَّ اَيُّوْبَ اَخْبَرَهٗ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ سِيْرِيْنَ يَقُوْلُ جَاءَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ
بَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتِ الْبَصْرَةَ تُبَادِرُ ابْنًا لَهَا فَلَمْ تُدْرِكْهُ فَحَدَّثَتْنَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ
بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حِقْوَهٗ فَقَالَ
اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَا اَدْرِيْ اَيُّ بَنَاتِهٖ وَزَعَمَ اَنَّ الْاَشْعَارَ الْفُفُوْهَا بِهٖ وَكَذٰلِكَ
كَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَاْمُرُ بِالْمَرْاَةِ اَنْ تُشْعَرَ وَلَا تُؤْتَزَرَ

شرح

١١٨٩ قولہ "وَسَمِعْتُ" میں واؤ عاطفہ ہے اس کا معطوف علیہ مقدر ہے دراصل عبارت یوں ہے۔ قال ایوب سَمِعْتُ عَنْ كَذَا وَكَذَا وَسَمِعْتُ حَفْصَةَ كَذَا" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایوب نے کچھ اور بھی سُنا ہے" قولہ "نَقَضْنَهٗ" سوال کا جواب ہے کہ عورتوں نے کس طرح کیا جواب دیا کہ اُنھوں نے سر کے بال کھولے پھر ان کو دھویا پھر ان کے تین حصّے کئے" بال کھولنے کا فائدہ یہ ہے کہ پانی چمڑے تک پہنچ جائے"

ام عطیّہ رضی اللہ عنہا غاسلہ تھیں جو عورتوں کو غسل دیا کرتی تھیں اور جس صاحبزادی کو اُنھوں نے غسل دیا وہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں ام کلثوم نہ تھیں کیونکہ ام کلثوم کو بھی اگرچہ ام عطیّہ نے غسل دیا تھا مگر اس وقت سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں موجود نہ تھے جبکہ اس وقت آپ بدر میں تھے کما مرّ"

باب — میّت کو کپڑے میں کس طرح لپیٹا جائے"

اور حسن بصری نے کہا پانچویں کپڑے کے ساتھ قمیص کے نیچے دونوں ران اور دونوں سُرین باندھے جائیں۔

١١٩٠ — **ترجمہ** : ایوب نے بیان کیا کہ میں نے ابن سیرین کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ام عطیّہ جو انصار کی عورتوں میں سے ایک عورت ہے جنھوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیعت کی تھی" بصرہ آئیں کہ اپنے بیٹے کو دیکھیں اور اسے نہ پایا اس نے ہم سے بیان کیا کہ ہمارے پاس نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی صاحبزادی (زینب) کو غسل دے رہی تھیں

marfat.cpm

بَابٌ هَلْ يُجْعَلُ شَعْرُ الْمَرْأَةِ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

۱۱۹۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أُمِّ الْهُذَيْلِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ ضَفَرْنَا شَعْرَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي ثَلَاثَةَ قُرُونٍ وَقَالَ وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ نَاصِيَتَهَا وَقَرْنَيْهَا

بَابٌ يُلْقَى شَعْرُ الْمَرْأَةِ خَلْفَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

۱۱۹۲ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا بِالسِّدْرِ وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ

آپ نے فرمایا ان کو تین بار یا پانچ بار یا اگر ضرورت سمجھو تو اس سے زیادہ بار پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری بار میں کافور ملاؤ اور جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرو ام عطیہ نے کہا ہم جب فارغ ہو گئیں تو آپ نے ہماری طرف اپنا تہبند پھینکا اور فرمایا انھیں اس میں لپیٹ دو اور اس سے زیادہ نہ کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ آپ کی کونسی صاحبزادی تھیں۔ ایوب نے کہا اشعار یہ ہے کہ اسے اندر لپیٹ دو اسی طرح ابن سیرین عورت کو حکم دیتے تھے کہ کپڑے میں لپیٹ دی جائے اور تہبند نہ باندھا جائے"

شرح : اس حدیث میں اشعار کی کیفیت کا بیان ہے کہ میت کپڑے میں لپیٹ

۱۱۹۰ — دی جائے تہبند نہ باندھا جائے" ایوب نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ کونسی صاحبزادی تھیں جن کو غسل دیا گیا تھا۔ یہ اس روائت کے خلاف نہیں جس میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تصریح کی گئی ہے کیونکہ ان کو اس کا علم نہ ہونا یہ دوسروں کے علم کے منافی نہیں" مسلم کی روائت میں ہے کہ ام عطیہ نے کہا جب زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئیں تو ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو طاق غسل دو" یاد رہے کہ ابن سیرین رضی اللہ عنہ تابعین میں سے اموات کے غسل کو سب سے زیادہ جانتے تھے ان کے بعد ایوب کا درجہ ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے کپڑوں سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے (کرمانی) — واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — کیا عورت کے بالوں کے تین حصے کئے جائیں؟

۱۱۹۱ — **ترجمہ** : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے سر کے بالوں کو گوندھا یعنی تین چوٹیاں بنائیں اور وکیع نے کہا کہ سفیان نے کہا ایک پیشانی کے بال اور دو کناروں کے بال"

باب — عورت کے بال اس کی پیٹھ پر ڈالے جائیں

۱۱۹۲ — **ترجمہ** : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف

marfat.com

مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حِقْوَهُ فَضَفَرْنَا شَعَرَهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ وَاَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا

لائے اور فرمایا اسے بیری کے پتوں سے تین بار یا پانچ بار اور اگر ضرورت سمجھو تو اس سے زیادہ بار غسل دو اور آخری بار میں کافور ملاؤ یا کچھ کافور مل دو اور جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرو ہم جب فارغ ہوئیں تو آپ کو اطلاع دی آپ نے ہماری طرف اپنا تہبند پھینکا ہم نے ان کے بال گوندھ کر تین چوٹیاں بنائیں اور ان کو پیٹھ پر ڈال دیا۔

۱۱۹۱ ، ۱۱۹۲ — شرح "ناصیتها و قرنیها" کا معنی یہ ہے کہ پیشانی اور سر کے دو کناروں کی علیحدہ علیحدہ چوٹیاں بنائیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عورت کے بالوں کو کنگھی کر کے ان کو تین چوٹیاں بنا کر اس کی پیٹھ پر ڈال دی جائیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے بالوں کے تین حصے کرنے کی تصریح نہیں فرمائی اور نہ ہی آپ نے اس طرف اشارہ فرمایا۔ حدیث میں صرف یہ مذکور ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے تین چوٹیاں بنائیں یہ ان کا اپنا فعل ہے اسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر حاصل نہیں اور یہ کہنا کہ ام عطیہ نے آپ کے حکم سے کیا ہوگا محض ایک احتمال ہے جس سے حکم ثابت نہیں ہو سکتا نیز بالوں کو کنگھی کر کے پیٹھ پر ڈالنے میں زینت ہے اور میت اس سے مستغنی ہے اور جس حدیث میں یہ ہے کہ سر کے بالوں کے تین حصے کرو" اس میں تین حصے کرنے کا حکم ہے پیٹھ پر ڈالنے کا حکم نہیں لہٰذا مذکور حدیث احناف کے مذہب کے خلاف نہیں ..... اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ میت کے غاسل پر غسل کرنا واجب نہیں کیونکہ یہ مقامِ تعلیم ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم نہیں فرمایا اگر غسل کرنا واجب ہوتا تو آپ ضرور فرماتے کہ غاسلِ میت غسل کرے مگر یہ استدلال تام نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے اس واقعہ کے بعد حکم فرمایا ہو" بہرحال اس مسئلہ میں اختلاف ہے حضرت علی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا "جو کوئی میت کو غسل دے وہ غسل کرے" امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا غاسلِ میت وضوء کرے" امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا غسل کرنا اچھا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا مستحب ہے" اکثر علماء کہتے ہیں غاسلِ میت پر غسل واجب نہیں اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میت کو غسل دے وہ غسل کرے اور جو اسے اٹھائے وہ وضوء کرے" سے وجوب غسل پر استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ ابوداؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے" محدثین کی ایک جماعت نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے دارقطنی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح حدیث روایت کی کہ ہم سے بعض لوگ غسل کرتے اور بعض نہ کرتے تھے حاکم نے محمد بن یحیی ذہلی سے روایت کی کہ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ" ثابت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.cpm

۱۱۹۳ بَابُ الثِّيَابِ الْبِيضِ لِلْكَفَنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ

۱۱۹۴ يَمَانِيَةٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ **بَابُ** الْكَفَنِ فِي ثَوْبَيْنِ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ اِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ اَوْ قَالَ فَاَوْقَصَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَاْسَهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا

باب — کفن کے لئے سفید کپڑے

۱۱۹۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین یمنی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سہول کے بنے ہوئے سوتی کپڑے تھے، ان میں نہ تو قمیص تھی اور نہ ہی عمامہ تھا "

۱۱۹۳ — شرح سہول یمن میں ایک گاؤں ہے جس میں سوتی کپڑے بُنے جاتے ہیں" اس کی طرف منسوب کپڑوں کو سلحولیہ کہا جاتا ہے کرسف رُوئی کو کہتے ہیں اور "بیض" میں باب کے عنوان سے مناسبت ہے،، مسلم میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنی چادر اوڑھی گئی جو عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی تھی پھر اسے آپ سے اُتار لیا گیا اور تین یمنی سہولی کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن شریف میں مختلف روایات ہیں اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سب سے اصح اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر عمل تھا" اس حدیث سے احناف استدلال کرتے ہیں کہ مسنون کفن مرد کے لئے تین کپڑے ہیں اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی تکمیل ہوتی ہے انھوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اور وہ قمیص، ازار اور لفافہ ہیں۔ اس حدیث کو ابن عدی نے کامل میں روایت کیا ہے اس میں صرف عمامہ کو ترک کیا ہے" امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ظاہر حدیث سے استدلال کیا کہ میت کو تین لفافوں میں کفن دیا جائے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — دو کپڑوں میں کفن دینا

۱۱۹۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص عرفہ میں ٹھہرا ہُوا تھا اچانک وہ اپنی سواری سے گر گیا اور اُس نے اس کی گردن

marfat.com

بَابُ الْحَنُوطِ لِلْمَيِّتِ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ۱۱۹۵
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَأَقْصَعَتْهُ أَوْ قَالَ

توڑ دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں غسل دو اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو کیونکہ یہ شخص قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا"

۱۱۹۴ — شرح : اس حدیث سے امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ محرم کا احرام اس کی موت کے بعد باقی رہتا ہے اسی لئے اس کا سر نہ ڈھانپا گیا اور نہ ہی اس کو خوشبو لگائی گئی۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا کہ موت سے احرام ختم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ نماز اور روزے کی طرح عبادت ہے جو موت سے باطل ہو جاتی ہے" حدیث شریف میں ہے" جب آدمی مر جائے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے اس کے صرف تین عمل باقی رہتے ہیں لہٰذا احرام بھی باطل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ بھی عمل ہے" اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس کے لفظ عام نہیں کیونکہ یہ ایک معیّن شخص کا واقعہ ہے اگر یہ حکم ہر محرم کا ہوتا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم اس طرح فرماتے کہ محرم قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا" قاعدہ ہے کہ جب مشتق پر حکم کیا جائے گا تو اس کا ماخذ حکم کی علت ہوا کرتا ہے مگر حدیث شریف میں اس طرح نہیں ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا" "فَإِنَّهُ" میں ضمیر غائب اسی محرم کی تخصیص کرتی ہے" لہٰذا دلیل کے بغیر دوسرے محرم اس حکم میں داخل نہیں۔ نیز سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اسے بیری کے پتوں سے غسل دو حالانکہ محرم کے لئے بیری کے پتوں سے غسل کرنا جائز نہیں" مؤطا میں ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا صاحبزادہ واقد فوت ہوئے جبکہ وہ محرم تھے تو ان کو کفن دیا اور سر اور چہرہ کو ڈھانپ دیا" اور کہا اگر تم محرم نہ ہوتے تو اے واقد تجھے خوشبو لگاتے حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب محرم فوت ہو جائے تو وہ حلال ہو جاتا ہے"

..... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کے لئے کفنِ کفائت دو کپڑے ہیں اور کفنِ ضرورت ایک کپڑا ہے" واللہ اعلم!

باب — میّت کو خوشبو لگانا

۱۱۹۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک وقت ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ عرفہ میں ٹھہرا ہوا تھا اچانک

marfat.cpm

فَاقْعَصَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا **بَابُ** كَيْفَ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ **حَدَّثَنَا** أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ ۱۱۹۶

اِبْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا وَقَصَتْهُ بَعِيْرُهُ وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُمِسُّوْهُ طِيْبًا وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّدًا

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو وَأَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ وَاقِفٌ

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَوَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ أَيُّوْبُ فَوَقَصَتْهُ وَقَالَ عَمْرٌو فَأَقْعَصَتْهُ فَمَاتَ فَقَالَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ

وَكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ أَيُّوْبُ يُلَبِّيْ وَقَالَ عَمْرٌو مُلَبِّيًا

وہ اپنی سواری سے گر گیا اُس نے اس کی گردن توڑ دی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن دو اور اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سَر ڈھانپو کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تلبیہ پکارتا ہُوا اُٹھائے گا۔

باب ـــــ محرم کو کس طرح کفن دیا جائے

۱۱۹۶ ـــــ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روانت ہے کہ ایک شخص کے اونٹ نے اس کی گردن توڑ دی جبکہ ہم سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور وہ شخص محرم تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں اس کو کفن دو اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سَر ڈھانپو، کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُٹھائے گا حالانکہ یہ تلبیہ کہتا ہوگا،،

۱۱۹۷ ـــــ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ میں ٹھہرا ہُوا تھا وہ اپنی سواری سے گر گیا ایوب نے کہا "فَوَقَصَتْهُ" اور عمرو نے کہا "فَأَقْعَصَتْهُ"، یعنی سواری نے اس کی گردن توڑ دی اور وہ مر گیا آپ نے فرمایا اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن دو اور اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سَر ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن اُٹھے گا ایوب نے "یُلَبِّیْ" اور عمرو نے کہا "مُلَبِّیًا"، یعنی تلبیہ پکارتا ہوگا"

..... "یُلَبِّیْ" اور "مُلَبِّیًا" میں فرق یہ ہے کہ "یُلَبِّیْ" تلبیہ کے استمرار پر اور "ملبیا" اس کے ثبوت پر دلالت کرتا ہے" ان احادیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ جب میت

marfat.com

بَابُ الْكَفَنِ فِي الْقَمِيصِ الَّذِي يُكَفُّ أَوْ لَا يُكَفُّ وَمَنْ كُفِّنَ بِغَيْرِ قَمِيصٍ

١١٩٨ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ لَمَّا تُوُفِّيَ جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ فَقَالَ آذِنِّي أُصَلِّ عَلَيْهِ فَآذَنَهُ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَلَيْسَ اللَّهُ نَهَاكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ أَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ قَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ

١١٩٩ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَأَخْرَجَهُ فَنَفَثَ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ

محرم نہ ہو اس کو خوشبو لگائی جائے"، امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا محرم کا معاملہ حلال سا ہے لہٰذا اس کا سر ڈھانپا جائے اور خوشبو لگائی جائے اور مذکور حدیث اسی اعرابی کے ساتھ خاص ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب کُرتے میں کفن دینا جو سِلا ہُوا ہو یا بے سِلا ہو اور جس کو قمیص کے بغیر کفن دیا گیا"

۱۱۹۸ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ عبداللہ بن اُبیّ (منافق) جب مرگیا تو اس کا بیٹا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسُول اللہ! مجھے اپنا کرتہ دیں اسکو اس میں کفن دوں"، اور آپ اس پر نماز پڑھیں اور اس کے لئے مغفرت کی دُعا کریں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کرتہ اسے دیا اور فرمایا مجھے اطلاع کرنا میں اس پر نماز پڑھوں گا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس پر نماز پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو کھینچا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا مجھے دو باتوں کا اختیار دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے لئے مغفرت کی دُعا کریں یا نہ کریں اگر ان کے لئے ستر بار مغفرت کی دعا کریں اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا اور آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی اور ان میں (منافقوں) سے جو مرجائے اس کی ہرگز نماز جنازہ نہ پڑھیں"۔

۱۱۹۹ — ترجمہ: سفیان بن عیینہ نے عمرو سے روائت کی اُنھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ

marfat.cpm

بن اُبَیّ کے دفن ہونے کے بعد اس کی قبر کے پاس آئے اور اسے باہر نکالا اور اس کے منہ میں لعاب مبارک ڈالی اور اُس کو اپنا کرتہ پہنایا"

ترجمہ: عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین تھا سلول عبداللہ کی ماں ہے اس کے بیٹے کا پہلا نام حباب تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا وہ جلیل القدر صحابی ہیں کئی جنگوں میں شریک ہُوئے

۱۱۹۸ ، ۱۱۹۹ —— اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگئے" وہ اپنے والد کے بارے میں سخت خیال رکھتے تھے۔ اگر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیتے تو وہ اپنے باپ کی گردن اُڑا دیتے" یہ منافق بیس (۲۰) روز بیمار رہنے کے بعد نو ہجری میں مرگیا جس روز وہ مرنے والا تھا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے تو وہ کہنے لگا یارسُول اللہ میں جب مرجاؤں تو مجھے اپنی قمیص میں کفن دینا اور میری تکفین و تدفین میں شرکت فرمانا اور میری نماز جنازہ پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمالیا جبکہ اس وقت تک آپ کو منع نہ کیا گیا تھا بخاری کی روائت میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لے گئے جبکہ اسے اس میں رکھا گیا تھا تو آپنے حسب وعدہ اس کو باہر نکلوایا اور اس کے منہ میں لعاب شریف ڈالا اور اپنی قمیص اس کو پہنائی۔ ایک روائت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اِنَّ قَمِیصِیْ لَنْ یُّغْنِیَ عَنْہُ شَیْئًا (عینی) یعنی ارشاد فرمایا میری قمیص اس کو کوئی فائدہ نہ دے گی اور مجھے اُمید ہے کہ اس وجہ سے اس کا قبیلہ مسلمان ہوجائے گا چنانچہ آپ کے اس خُلق کریم کے باعث اس کے قبیلہ خزرج سے ایک ہزار اشخاص مشرف باسلام ہوگئے" بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب اسارٰی بدر میں اسیر ہوکر آئے تو ان کے گلے میں قمیص نہ تھی اور وہ طویل القامت تھے تو عبداللہ بن ابی نے انکو اپنی قمیص پہنائی جبکہ وہ بھی طویل القامت تھا" صرف اس کی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پُوری آسکتی تھی اس کی مکافات کے لئے آپ نے اس کو اپنی قمیص پہنائی تھی" بعض حضرات ایک یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کے اکرام کے لئے اس کو قمیص پہنائی تھی"

سیاقِ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اِسْتَغْفِرْ لَہُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَہُمْ" سے استدلال کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں کی نمازِ جنازہ سے منع فرمایا ہے اس لئے اُنھوں نے کہا" کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں پر نمازِ جنازہ پڑھنے سے منع نہیں کیا؟" "لَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْہُمْ مَاتَ اَبَدًا" اس کے بعد نازل ہُوئی تھی" اس سے وہ اشکال مندفع ہوجاتا ہے جو سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کلام سے پیدا ہوتا ہے" کیونکہ اِسْتَغْفِرْ لَہُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَہُمْ" میں صراحتاً ممانعت نہیں بلکہ نماز جنازہ پڑھنے اور نہ پڑھنے میں اختیار ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" مجھے دو باتوں کا اختیار دیا گیا ہے"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قمیص میں کفن دینا جائز ہے وہ سلی ہُوئی ہو یا سلی ہُوئی نہ ہو باپ کے

marfat.com

بَابُ الْكَفَنِ بِغَيْرِ قَمِيصٍ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ۱۲۰۰
عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُفِّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سَحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ.

عنوان سے امام بخاری رضی اللہ عنہ کا یہی مقصد ہے نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کافر مرجائے تو اس پر نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں البتہ اس کو غسل دینا اور اس کی تکفین و تدفین میں علماء کا اختلاف ہے۔ صاحبِ ہدایہ نے کہا "اگر کافر مرجائے اور اس کا بیٹا مسلمان ہو تو وہ اُس کو غسل دے اور تکفین و تدفین کرے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا جبکہ ان کے والد ابوطالب فوت ہوگئے کہ ان کو غسل دو اور کفن دے کر قبر میں دفن کرو جیسا کہ طبقاتِ ابنِ سعد میں ہے" صاحب ہدایہ نے تصریح کی ہے کہ کافر کو ایسے غسل دیا جائے جیسے ناپاک کپڑا دھویا جاتا ہے اور سُنّتِ تکفین کا لحاظ کئے بغیر اس کو کپڑے میں لپیٹا جائے امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں" مگر امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ کافر میت کا ولی اس کو غسل و کفن نہ دے لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کو زمین میں چھپا دے" مذکور بالا تقریر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بزرگوں کے آثار سے مسلمان ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔ ایمان نہ ہو تو تبرکات سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے"۔

حدیث ۱۱۹۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کے بیٹے کو قمیص دی اور حدیث ۱۱۹۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عبداللہ بن ابی کو قبر سے باہر نکلوا کر قمیص پہنائی مگر ان دونوں روایات میں مخالفت نہیں کیونکہ حدیث ۱۱۹۸ کا مطلب یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کے بیٹے سے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ اس کو قمیص دیں گے اور وعدہ پر اعطاء کا مجازاً اطلاق فرمایا کیونکہ آپ کا اسے قمیص عطاء کرنا حتمی امر تھا جس میں تخلف کی گنجائش نہیں اور تحقق وقوع کے اعتبار سے "اَعْطَاهُ" فرمایا" حدیث ۱۱۹۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت اور مصلحت کی وجہ سے میت کو قبر سے نکالا جا سکتا ہے" مگر یہ اس حد تک جائز ہے کہ قبر کو بند نہ کیا گیا ہو اگر اسے بند کر دیا گیا ہو اور مٹی سے بھر دیا گیا ہو تو اس کے بعد اخراجِ میت جائز نہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب بغیر قمیص کے کفن دینا

۱۲۰۰ — ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سہول کے بُنے ہوئے سوتی کپڑے تھے" ان میں نہ تو قمیص تھی اور نہ ہی عمامہ تھا"

marfat.cpm

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۱۲۰۱
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ نُعَيْمٍ لَا يَقُوْلُ ثَلَاثَةً وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ
عَنْ سُفْيٰنَ يَقُوْلُ ثَلَاثَةً **بَابُ** الْكَفَنِ بِلَا عِمَامَةٍ **حَدَّثَنَا** اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ ۱۲۰۲
عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ **بَابُ**
اَلْكَفَنِ مِنْ جَمِيْعِ الْمَالِ وَبِهٖ قَالَ عَطَاءٌ وَالزُّهْرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَقَتَادَةُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَلْحَنُوْطُ مِنْ جَمِيْعِ الْمَالِ
وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ يُبْدَأُ بِالْكَفَنِ ثُمَّ بِالدَّيْنِ ثُمَّ بِالْوَصِيَّةِ وَقَالَ سُفْيٰنُ اَجْرُ الْقَبْرِ وَالْغُسْلِ هُوَ مِنَ الْكَفَنِ
حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اُتِيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ ۱۲۰۳
يَوْمًا بِطَعَامٍ فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَكَانَ خَيْرًا مِنِّيْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ وَقُتِلَ

۱۲۰۱ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں نہ تو قمیص تھی اور نہ ہی عمامہ تھا۔"

باب — بغیر عمامہ کے کفن دینا

۱۲۰۲ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سہول کے بنے ہُوئے تھے،، ان میں نہ تو قمیص تھی اور نہ ہی عمامہ تھا۔

۱۲۰۰ ، ۱۲۰۱ ، ۱۲۰۲ — تشریح: ان تینوں احادیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ میّت کو تین لفافوں میں کفن دیا جائے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔ احناف نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اور وہ قمیص، ازار اور لفافہ تھے،، اس روایت کو ابن عدی نے کامل میں ذکر کیا ہے" حدیث ۱۱۹۳ کی تفہیم میں دیکھیں"

باب — میّت کے سارے مال سے کفن دینا

عطاء، زہری، عمرو بن دینار اور قتادہ رضی اللہ عنہم نے یہی کہا ہے" عَمرو بن دینار نے کہا خوشبو سارے مال سے لی جائے۔ ابراہیم نخعی نے کہا کفن سے ابتدا کی جائے پھر قرض ادا کیا جائے پھر وصیّت پُوری کی جائے سفیان ثوری نے کہا قبر کی اور غسل کی اُجرت کفن میں شامل ہے"

marfat.com

حَمْزَةُ أَوْ رَجُلٌ آخَرُ خَيْرٌ مِنِّي فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ قَدْ عُجِّلَتْ لَنَا طَيِّبَاتُنَا فِي حَيَاتِنَا الدُّنْيَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي

۱۲۰۳ — ترجمہ : ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ سعد سے اُنھوں نے اپنے والد بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم سے روائت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دن کھانا رکھا گیا تو اُنھوں نے کہا مُصعب بن عمیر شہید کر دیئے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے ان کے لئے ایک چادر کے سوا کفن نہ مل سکا اور حمزہ یا کوئی شخص شہید کر دیئے گئے ان کے لئے ایک چادر کے سوا کفن میسّر نہ آسکا مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ ہماری دنیاوی زندگی میں نہ دے دیا گیا ہو پھر اُنھوں نے رونا شروع کر دیا ،،

۱۲۰۳ — شرح : یعنی کفن، خوشبو اور غسل وغیرہ تجہیز و تکفین میں شامل ہیں اور یہ سارے مال میں سے پُورے ہوں گے۔ تجہیز و تکفین کے بعد میّت کا قرض اُتارا جائے گا اور باقی مال سے اس کی وصیّت پُوری کی جائے گی ،، اور وہ باقی ترکہ کے تہائی حصّہ میں نافذ العمل ہوگی ،، ضرورت کے وقت جبکہ کفن میسّر نہ آسکے تو ایک کپڑے میں کفن دینا جائز ہے مقصد تو سترِ عورت ہے ،، حضرت مصعب بن عمیر اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہما دونوں شہید کر دیئے گئے تھے اس لئے ان کو انہی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمِ دین صالحین کی سیرت یاد کرے اور ان کی دنیاوی سادہ زندگی اور قلتِ مال پیشِ نظر رکھے تاکہ اس کی رغبت دنیا میں کم ہو اور نیک لوگوں سے پیچھے رہ جانے پر روئے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کر کے ان کے شکر ادا کرنے میں تقصیر کا اعتراف کرے اور دُنیاوی نعمتوں کے عوض اخروی مقاصات سے ڈرے ،،

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو مدینہ منورہ بھیجا تھا تاکہ اہلِ مدینہ کو قرآن کی تعلیم دیں اور ان کو دینی مسائل بتائیں اُنھوں نے ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں جمعہ پڑھا تھا وہ جاہلیت میں بڑے مالدار تھے اور بہترین قیمتی لباس پہنا کرتے تھے جبکہ وہ نہایت ہی خوبصورت تھے مسلمان ہونے کے بعد دنیا کی رغبت ترک کر دی اور اُحُد کی جنگ میں شہید کر دیئے گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،،

امیر حمزہ بن عباس رضی اللہ عنہما جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حقیقی چچا اور رضاعی بھائی ہیں ان کو اللہ کا شیر کہا جاتا ہے۔ ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کو بہت غلبہ حاصل ہُوا اور وہ اُحُد کی جنگ میں شہید کر دیئے گئے ان کو سیّد الشہداء کہا جاتا ہے ،،

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پہ مسلمان ہُوئے دو ہجرتیں کیں اکثر جنگوں میں شرکت کی اُحُد کی جنگ میں ثابت قدم رہے اور ان کے جسم پہ بیس سے زیادہ زخم آئے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تبوک کے روز ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ و ۳۲ ہجری میں فوت ہُوئے اور جنت البقیع میں دفن ہُوئے رضی اللہ عنہ۔

marfat.cpm

بَابٌ إِذَا لَمْ يُوجَدْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْفٍ أُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ

باب ــــ جب نہ پایا جائے مگر صرف ایک کپڑا

ترجمہ ۱۲۰۴ــــ : حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا حالانکہ وہ روزے سے تھے، تو اُنھوں نے کہا مصعب بن عمیر شہید کئے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے ان کو صرف ایک کپڑے میں کفن دیا گیا۔ اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو دونوں پاؤں کھل جاتے اور اگر ان کے پاؤں چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا۔ ابراہیم نے کہا میرا گمان ہے کہ اُنھوں نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے پھر ہمارے لئے دُنیا فراخ کر دی گئی یا کہا ہمیں دنیا دی گئی اور ہمیں ڈر ہُوا کہ ہماری نیکیاں جلد دے دی گئی ہیں پھر عبدالرحمٰن بن عوف نے رونا شروع کیا حتیٰ کہ (افطار کے وقت) کھانا چھوڑ دیا۔"

تشریح ۱۲۰۴ــــ : اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں تو مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ان سے بہتر کیسے ہو سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تواضع اور انکساری کے طور پر یہ کہا تھا جیسے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے یونس بن متی پر فضلیت نہ دو"، ابنِ بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے میں کفن دینا اچھا جانا کیونکہ وہ اسی کپڑے میں شہید ہُوئے تھے اور اسی میں قبر سے اُٹھیں گے۔"

بعض علماء کہتے ہیں کہ جب کوئی فوت ہو جائے تو اس کی میت تمام کی تمام عورت ہو جاتی ہے اور اس کا چھپانا ضروری ہے۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ آدمی حیات و ممات میں محترم ہے۔ وفات کے بعد مرد عورتوں کو اور عورتیں اجنبی مَردوں کو غسل نہیں دے سکتیں۔ حسن بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ میت پہ لمبی چادر ڈالی جائے جیسے وہ اپنی زندگی میں غسل کے وقت چادر باندھ کر نہاتا تھا مگر ظاہر روایت یہ ہے کہ چادر کے تحت غسل دینے میں مشقت ہوتی ہے اس لئے چھوٹے سے کپڑے سے عورتِ غلیظہ (قبل و دبر) کو ڈھانپ کر غسل دیا جائے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے۔" واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

marfat.com

بَابٌ إِذَا لَمْ يَجِدْ كَفَنًا إِلَّا مَا يُوَارِي رَأْسَهُ أَوْ قَدَمَيْهِ غُطِّيَ بِهِ رَأْسُهُ

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيقٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكَفِّنُهُ بِهِ إِلَّا بُرْدَةً إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَأَنْ نَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ

۱۲۰۵

باب — جب کفن نہ پائے مگر جس سے میّت کا سَر اور دونوں قدم چھپا سکے تو اس کا سَر ڈھانپا جائے

۱۲۰۵ — ترجمہ : حضرت خباب بن ارتّ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہجرت کی درانحالیکہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضاء کے طالب تھے تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمّہ ہوگیا۔ ہم میں بعض لوگ فوت ہوئے جبکہ وہ اجر کا کوئی حصّہ نہ کھا سکے۔ ان میں سے مصعب بن عُمیر ہیں اور ہم سے بعض لوگ وہ ہیں جن کا پھل پک گیا اور وہ چُن چُن کر کھا رہے ہیں۔ مصعب بن عمیر جنگ اُحُد میں شہید ہوئے تو ہمیں ان کے کفن کے لئے ایک چھوٹی سی چادر کے سوا کچھ نہ ملا جب ہم ان کا سَر چھپاتے تھے تو پاؤں کھُل جاتے تھے اور جب ہم ان کے پاؤں چھپاتے تھے تو سَر کھل جاتا تھا۔ نبی کریمؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں حکم دیا کہ اِن کا سَر ڈھانپیں اور ان کے پاؤں پر گھاس کر دیں۔

۱۲۰۵ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کپڑا جب تنگ ہو جائے تو میّت کا سر ڈھانپ دینا چاہئیے کیونکہ سَر پاؤں سے افضل ہے،، اس حدیث شریف میں صدرِ اوّل کے مسلمانوں کا حال بیان کیا ہے کہ وہ دُنیا میں کن حالات میں زندگی بسر کرتے تھے،، ان میں سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دنیا میں سے کوئی شئی حاصل نہ کی اور نہ ہی کسی سے کوئی شئ طلب کی تاکہ ان کو آخرت میں پُورا اجر ملے اور ہم میں سے بعض نے مال حاصل کیا اور دنیا میں جاہ و شوکت حاصل کی،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فقر کی صعوبتیں برداشت کرنا اَبرار کے منازل ہیں،،

اگر یہ کہا جائے کہ ہجرت جب اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے ہو تو اس کا اجر آخرت کا ثواب ہے۔ دُنیا اس کا اُجر کیسے ہو سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اجر دنیا و آخرت کی حسنات کو شامل ہے یا اجر سے مراد ثمرہ ہے۔ اس میں دنیا و آخرت دونوں داخل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.com

بَابُ مَنِ اسْتَعَدَّ الْكَفَنَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ اَنَّ امْرَأَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوْجَةٍ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا تَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ قَالُوا الشَّمْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدِيْ فَجِئْتُ لِاَكْسُوَكَهَا فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهُ فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ اكْسُنِيْهَا مَا اَحْسَنَهَا فَقَالَ الْقَوْمُ مَا اَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا ثُمَّ سَاَلْتَهُ وَعَلِمْتَ اَنَّهُ لَا يَرُدُّ قَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا سَاَلْتُهُ لِاَلْبَسَهُ وَاِنَّمَا سَاَلْتُهُ لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ

باب — جس نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کفن تیار کیا تو اس کو بُرا نہ کہا گیا"

ترجمہ : حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت بُنا ہُوا بردہ لے کر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی جس میں حاشیہ بھی تھا کیا تم جانتے ہو کہ بُردہ کیا چیز ہے؟ لوگوں نے کہا چادر ہے فرمایا ہاں (درست ہے) اس عورت نے کہا میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بُنا ہے" میں یہ آپ کو پہنانے لائی ہوں۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت تھی آپ نے اسے لے لیا پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور وہ چادر آپ کا تہبند تھی فلاں شخص نے اس کی تحسین کی اور کہا چادر بہت اچھی ہے۔ اس شخص نے کہا یہ چادر کیا اچھی ہے۔ آپ یہ مجھے عنائت فرمائیں لوگوں نے اسے کہا تو نے اچھا نہیں کیا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ضرورت محسوس کرتے ہُوئے اسے پہنا اور تُو نے آپ سے چادر کا سوال کیا حالانکہ تو جانتا ہے کہ آپ سوال رد نہیں فرماتے" اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے پہننے کے لئے چادر آپ سے نہیں مانگی میں نے تو صرف اس لئے مانگی ہے کہ میرا وہ کفن ہو جائے سہل نے کہا وہ چادر اس کا کفن بنی"

۱۲۰۶ شرح یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کسی سائل کو محروم واپس نہ فرماتے تھے اور نہ ہی آپ نے مسئول شئی کا کبھی انکار فرمایا تھا اس لئے مذکور سائل کو احساس کرایا گیا کہ اسے چادر کا سوال نہیں کرنا چاہیئے تھا" ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حاجت سے پہلے شئی تیار کرنی جائز ہے۔ بعض صالحین نے اپنی موجودگی میں اپنی قبریں بنوائیں تاکہ موت یاد رہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ فقیر کا ہدیہ قبول کر سکتا ہے اور صالحین سے تبرکات کا سوال کرنا جائز ہے اور ان کے آثار سے تبرک حاصل کرنا باعثِ برکت اور موجبِ رحمت ہوتا ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر کا سوال کرنے والا شخص حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے"

marfat.cpm

۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹

بَابُ اِتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَازَةَ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اُمِّ الْهُذَيْلِ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ اَنَّهَا قَالَتْ نُهِيْنَا عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا بَابُ اِحْدَادِ الْمَرْاَةِ عَلٰى غَيْرِ زَوْجِهَا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ تُوُفِّيَ ابْنٌ لِاُمِّ عَطِيَّةَ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ دَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَتَمَسَّحَتْ بِهٖ وَقَالَتْ نُهِيْنَا اَنْ نُحِدَّ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا لِزَوْجٍ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ

باب — عورتوں کا جنازوں کے پیچھے جانا

۱۲۰۷ — ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے روکا گیا اور ہم پر ضروری نہیں کیا گیا"

باب — عورت کا شوہر کے علاوہ کسی اور پر سوگ کرنا

۱۲۰۸ — ترجمہ : محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا لڑکا فوت ہوگیا جب تیسرا دن تھا تو اُس نے زردی منگوائی اور اس کو بدن پر ملا" اور کہا ہمیں شوہر کے سوا کسی اور پر تین دِن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

۱۲۰۷ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو جنازوں کے پیچھے جانا منع فرمایا اور یہ نہی ہم پر واجب نہ فرمائی۔ یعنی یہ نہی تحریم کے لئے نہ تھی" ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ بدعت ہے۔ معلوم ہُوا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منع کرنا کبھی تحریم کے لئے اور کبھی تنزیہہ کے لئے ہوتا ہے۔ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ ہم پر نہی واجب نہیں کی اس لئے تھا کہ اس نے اس سے یہی سمجھا تھا کہ جنازوں کے پیچھے جانا حرام نہیں" علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہی تنزیہہ کے لئے ہے" جمہور علماء کا مسلک یہی ہے" سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عورتوں کا جنازوں کے پیچھے جانا بدعت ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا عورتوں کے لئے یہ مناسب نہیں امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نوجوان عورتوں کے لئے یہ مکروہ ہے اور دوسری عورتوں کے لئے جائز ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مکروہ ہے حرام نہیں"

۱۲۰۸ — شرح : یعنی عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کی وفات کے بعد زیب و زینت کرے بلکہ اس پر واجب ہے کہ چار ماہ دس روز سوگ میں گزارے۔ البتہ شوہر کے علاوہ کسی اور پر سوگ صرف تین دن جائز ہے۔ حدیث ۱۲۰۹ اور ۱۲۱۰ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے"

۱۲۰۹ — ترجمہ : زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب شام سے ابوسفیان کی وفات کی خبر آئی تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے تیسرے روز زردی

marfat.cpm

ابْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا جَاءَ نَعِيُّ أَبِي سُفْيَانَ مِنَ الشَّامِ
دَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِصُفْرَةٍ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَمَسَحَتْ عَارِضَيْهَا وَذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ إِنْ كُنْتُ عَنْ
هَذَا لَغَنِيَّةً لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى
مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا **حَدَّثَنَا** إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ۱۲۱۰
عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ
دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ
أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ بِهِ ثُمَّ قَالَتْ مَالِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ
تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

منگوائی اور اسے اپنے رخساروں اور ہاتھوں پر ملا اور کہا میں اس سے مستغنی ہوں اگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا نہ ہوتا کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں کہ وہ شوہر کے سوا کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔ اور وہ شوہر کے مرنے پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔"

ترجمہ : حمید بن نافع رضی اللہ عنہ نے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انھوں نے اسے خبر دی اور کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ام حبیبہ "رملہ" کے پاس گئی تو انھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔ وہ صرف زوج پر چار ماہ دس دن سوگ کرے پھر میں ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جبکہ ان کا بھائی فوت ہوگیا انھوں نے خوشبو منگوائی اور اسے مس کیا پھر کہا مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی مگر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر وہ اپنے شوہر پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔"

شرح : زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے تین بھائی عبداللہ، عبیداللہ اور ابو احمد تھے۔ ۱۲۰۹ ، ۱۲۱۰ —
عبداللہ اُحد کی لڑائی میں قتل ہوگئے تھے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح نہ فرمایا تھا، عبیداللہ نصرانی تھا اور پانچ یا چھ ہجری کو حبشہ میں فوت ہوگیا تھا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تھا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے عبیداللہ

marfat.com

بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

حَدَّثَنَا ۱۲۱۱

آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا ثابت عن انس بن مالك قال مر النبي صلى الله عليه وسلم بامرأة تبكي عند قبر فقال اتقي الله واصبري قالت اليك عني فانك لم تصب بمصيبتي ولم تعرفه فقيل لها انه النبي صلى الله عليه وسلم فاتت باب النبي صلى الله عليه وسلم فلم تجد عنده بوابين فقالت لم اعرفك فقال انما الصبر عند الصدمة الاولى

کے مرنے کے بعد چھ یا سات ہجری میں نکاح فرمایا تھا۔ اس وقت زینب بنت ابی سلمہ بہت چھوٹی تھیں اور ابو احمد کی زندگی میں ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا وفات پا چکی تھیں اب اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے کس بھائی پر سوگ کیا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا ایک بھائی اخیافی یا رضاعی تھا اس کی وفات پر انھوں نے سوگ کیا تھا میرے نزدیک یہی جواب صحیح ہے بعض علماء نے کہا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عبید اللہ کی موت پر سوگ کیا تھا اور یہ سوگ طبعی طور پر تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کی وفات پر سوگ کرنا واجب ہے احناف کا یہی مسلک ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے،، اور جس روائت میں ہے کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے تو ان کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد سوگ کرنے سے منع فرمادیا تھا" وہ روائت سوگ میں صحیح روایات اور اجماع کے خلاف ہے،، اس حدیث سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ ذمیہ زوجہ پر سوگ واجب نہیں کیونکہ حدیث میں اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھنا شرط ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نابالغہ پر سوگ واجب نہیں کیونکہ عورت کا اطلاق بالغہ پر ہوتا ہے نابالغہ کو بچی کہا جاتا ہے،،

ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیس ہجری میں فوت ہوئیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کوئی عورت ان سے بہتر نہ تھی۔ انہوں نے ہمیشہ سچی بات کی اور بہت زیادہ صلۂ رحمی کیا کرتی تھیں،، اور صدقات وخیرات بکثرت کرتی تھیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ فخر سے کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرش پر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے — "زَوَّجْنَاكَهَا" واللہ ورسولہ اعلم!

باب — قبروں کی زیارت کرنا

۱۲۱۱ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جبکہ وہ ایک قبر کے پاس رو

marfat.cpm

رہی تھی ۔ آپ نے اسے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر" اس عورت نے کہا چلتے جاؤ تم میری مصیبت جیسی مصیبت کو نہیں پہنچے ہو حالانکہ اس عورت نے آپ کو پہچانا نہ تھا اس عورت سے کہا گیا کہ وہ تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے ۔ (یہ سُن کر) وہ عورت (فوراً) نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر حاضر ہُوئی اور وہاں دربان نہ پائے اس عورت نے کہا حضور میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" صبر صرف صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے"

۱۲۱۱ — شرح : "اِلَیْكَ عَنِّیْ" اسماءِ افعال میں سے ہے اس کا معنیٰ یہ ہے "مجھ سے دُور چلا جا اور علیحدہ ہو جا" اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو میت کی قبر کی زیارت سے منع نہیں فرمایا اس کو صرف صبر کی تلقین فرمائی" وہ عورت اگر سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتی تو اس طرح آپ سے مخاطب نہ ہوتی"

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں "بوابین" کا ذکر اس لئے کیا کہ اس عورت سے جب یہ کہا گیا کہ وہ تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو وہ گھبرائی اور خیال کیا کہ بادشاہوں کی طرح آپ کے دربان ہوں گے جو مجھے آپ تک پہنچنے نہیں دیں گے ۔ وہ جب وہاں گئی تو اپنے خیال کا برعکس پایا اور کہا وہاں دربان نہ پائے" ۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جب کوئی مصیبت آجائے تو اس کی آمد پر صبر کرنا یہی حقیقۃً صبر ہے کیونکہ اچانک مصیبت واقع ہونے سے دل گھبراتا ہے اس وقت سکون صبر ہوتا ہے ۔ مصیبت گزر جانے کے بعد سکون کرنا صبر نہیں ہوتا" ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو صبر کی تلقین اس لئے فرمائی کہ اس پر دو مصیبتیں جمع نہ ہوں ایک بچہ فوت ہو جانے کی مصیبت اور دوسری بے صبری کی صورت میں ثواب و اَجر کا ضائع ہو جانا اور ثواب کا ضیاع بھی مصیبت ہے"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت متواضع تھے اور جاہل لوگوں سے نرمی فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زیارتِ قبور مرد و عورت کے لئے جائز ہے ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جمہور علماء نے زیارتِ قبور کے جواز کا فیصلہ دیا ہے" تحقیق مقام یہ ہے کہ مَردوں اور عورتوں کے لئے زیارت قبور جائز ہے ۔ امام مسلم نے بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا" میں تمہیں زیارتِ قبور سے منع کرتا تھا اب ان کی زیارت کیا کرو" اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے" حدیث کے الفاظ عام ہیں جو عورتوں کو بھی شامل ہیں" ابن ماجہ نے بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اس میں "فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ فِی الدُّنْیَا وَ تُذَكِّرُ فِی الْاٰخِرَةِ" کا اضافہ کیا" ابن ابی شیبہ نے "وَلَا تَقُوْلُوْا هُجْرًا" کا اضافہ کیا" ۔ حاکم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قبروں کی زیارت کیا کرو اس کی وجہ سے تم آخرت کو یاد رکھو گے" ابن عبدالبرّ نے صحیح سند سے حدیث ذکر کی" جو کوئی اپنے مومن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور اس کو سلام کہے تو وہ اس کو پہچان کر سلام کا جواب

marfat.com

دیتا ہے،، امام ترمذی نے کہا حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اہلِ علم کا عمل ہے وہ زیارتِ قبور میں کوئی حرج نہیں جانتے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ ایک حدیث میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبور کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے،، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت بریدہ کی حدیث سے یہ حدیث منسوخ ہے،، بعض علماء کہتے ہیں کہ عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت کرنا اس لئے مکروہ ہے کہ اِن میں صبر کی قلت ہوتی ہے اور یہ قبر پہ جزع فزع کرتی ہیں،، بعض علماء نے کہا مردوں کے لئے زیارتِ قبور مباح ہے عورتوں کے لئے نہیں کیونکہ ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبور کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ ابن عبد البرّ نے کہا ابن عباس کی حدیث اباحت سے قبل پر محمول ہے،، مگر نوجوان عورتوں کا قبور پہ نہ جانا بہتر ہے اور ان کے باہر نکلنے میں سخت فتنہ ہے۔ ان کے لئے گھر کے اندر بیٹھے رہنا مستحسن ہے۔ اکثر علماء نماز کے لئے ان کا نکلنا مکروہ جانتے ہیں تو ان کا مقابر میں جانا کیسے بہتر ہو سکتا ہے،، بعض علماء کہتے ہیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کَانَ یَنْھٰی عَنْ زِیَارَتِھَا ثُمَّ اَمَرَ بِزِیَارَتِھَا ،، جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قبروں کی زیارت سے منع فرمایا کرتے تھے پھر ان کی زیارت کا حکم فرمایا،، لہٰذا ان کے لئے قبور کی زیارت مباح ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں بوڑھی عورتوں کے لئے مباح ہے اور نوجوان عورتوں کے لئے جائز نہیں۔ علّامہ قرطبی نے یہی کہا ہے اُنھوں نے کہا اگر عورتیں تنہا ہوں اور مَردوں سے اختلاط نہ ہو تو سب عورتوں کے لئے زیارتِ قبور مباح ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں،، ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث ذکر کی،، لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلّم زَوّارَاتِ الْقُبُوْرِ،، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث جو ابو داؤد نے ذکر کی ہے اس کا مصداق وہ عورتیں ہیں جو بکثرت قبروں کی زیارت کرتی ہیں کیونکہ،، زوّارات،، مبالغہ کا صیغہ ہے،، یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ عورتوں کا بکثرت زیارتِ قبور سے شوہروں کے حقوق ضائع ہوتے ہیں اور اس میں تبرُّج اور شہرہ بھی پایا جاتا ہے یعنی عورتوں کا مظاہرہ ہوتا ہے اور اس کے علاوہ اور بھی جنسی مفاسد لاحق ہونے کا امکان ہے،، اس تقریر سے معلوم ہُوا کہ زائرات اور زوّارات میں فرق واضح ہے،،

توضیح میں ہے کہ حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس حدیث کی ناسخ ہے جس میں زیارتِ قبور سے منع کیا گیا ہے اور ساری اُمّت جناب نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبور کی زیارت پر متفق ہے،، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے واپس آتے تو روضۂ اطہر کی زیارت کرتے اور کہتے،، السلام علیک یا رسُول اللہ، السلام علیک یا ابوبکر، السلام علیک یا ابتاہ،، قبور کی زیارت سے ممانعت شروع اسلام میں تھی جبکہ عبادتِ اوثان کا زمانہ قریب تھا اور لوگ قبروں کو سجدے کیا کرتے تھے جب اسلام مضبوط ہو گیا اور لوگوں کے دل قوی ہو گئے اور قبور کی عبادت اور ان کو سجدے کرنے کا خطرہ جاتا رہا تو ان کی زیارت کی ممانعت منسوخ ہو گئی کیونکہ ان کی زیارت آخرت یاد دلاتی ہے اور دنیا میں زہادت پر آمادہ کرتی ہے،،

،، الحاصل مردوں کے

marfat.cpm

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ اِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهٖ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَاِذَا لَمْ يَكُنْ مِنْ سُنَّتِهٖ فَهُوَ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَهُوَ كَقَوْلِهٖ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلُ مِنْهُ شَيْءٌ وَمَا يُرَخَّصُ مِنَ الْبُكَاءِ فِيْ غَيْرِ نَوْحٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا وَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ

لیے قبور کی زیارت کرنا مباح ہے اور اس زمانہ میں عورتوں کے لئے حرام ہے خصوصاً جبکہ وہ خوشنما ہیئت اور خوبصورت لباس میں حسن و جمال کا مظاہرہ کرتے ہوئے قبروں کو جائیں کیونکہ ان حالات میں فتنہ و فساد سے مامون رہنا مشکل امر ہے اور رخصت تو صرف امر آخرت کی تذکیر اور دنیا میں زہادت کے لئے ہے۔

(منتخب از عمدۃ القاری)

باب ــــ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "کہ میت کو اس کے بعض اہل کے رونے کی وجہ سے عذاب کیا جاتا ہے جبکہ نوحہ کرنا اس کی عادت میں سے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا اور جب نوحہ کرنا اس کا طریقہ اور عادت نہ ہو تو وہ جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا" اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام کی مثل ہے "اگر کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسرے کو بلائے (اس کا بوجھ اٹھانے کے لئے) تو اس سے کوئی شئی نہ اٹھائی جائے گی" اور جو نوحہ کے بغیر رونے میں رخصت دی گئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کوئی نفس ناحق قتل نہیں ہوتا مگر حضرت آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس کے خون کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ یہ اس لئے کہ اس نے قتل کا طریقہ جاری کیا تھا"

آیت کریمہ سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کی عادت نوحہ کرنا ہو تو اس کے گھر والے اس میں اس کی اقتداء کریں گے تو اس کے اہل کا نوحہ کرنے کا سبب وہ ہوا اور اس نے ان کو آگ سے نہ بچایا اس لئے اس کو عذاب دیا جاتا ہے اور اس حدیث سے استدلال اس طرح ہے کہ جب اس نے نوحہ کیا تو اپنے نفس کی نگہبانی نہ کی اور نہ ہی اپنے اہل کی نگہبانی کی کیونکہ انھوں نے نوحہ کرنا اس سے سیکھا اور اس کی اقتداء کی تو ان کے نوحہ کرنے کا سبب وہی ہوا اور یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ سنت سے مراد وصیت ہو یعنی مرتے وقت وہ نوحہ کرنے کی وصیت کر جائے" ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت سے یہ استدلال کیا کہ کسی کے گناہ کا عذاب دوسرے کو نہ ہوگا یعنی ہر نفس کا مواخذہ اس کے گناہ کے بغیر نہ ہوگا۔ مذکور باب کے عنوان کا حاصل یہ ہے کہ جس رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے اس رونے سے مراد نوحہ سے رونا ہے" اور اس سے میت کو عذاب اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ اپنی زندگی میں نوحہ کرتا رہا ہو کیونکہ اس کا فعل اس کے اہل کے لئے طریقہ ہو جاتا ہے اور وہ اس

marfat.com

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ وَعَمْرٌو قَالَا اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ اَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ اَنَّ ابْنًا لِّيْ قُبِضَ فَاْتِنَا فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهٗ تَقَعْقَعُ قَالَ حَسِبْتُهٗ اَنَّهٗ قَالَ كَاَنَّهَا شَنٌّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا قَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ

طریقہ کا سبب ہوتا ہے کیونکہ اسی نے ان کو نوحہ کرنا سکھایا ہے اور اگر وہ اپنی زندگی میں ایسا نہ کرتا ہو تو وہ ان کے طریقہ کا سبب نہ ہوگا لہٰذا ان کے نوحہ کرنے سے میت کو عذاب نہ ہوگا "

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کے معنیٰ میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ میت نوحہ کی وصیت کر جائے تو اس وقت اس کو اپنے فعل پر عذاب ہوگا دوسرے کے فعل پر عذاب نہ ہوگا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی یہی ہے جبکہ انھوں نے کہا " اذا کان النوح من سنتہ " بعض علمائے اس کا معنیٰ یہ ذکر کیا ہے کہ رونے میں میت کی مدح کی جائے جیسے جاہل لوگ ان افعال سے مدح کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہ ہیں جیسے وہ رو رو کر کہتے تھے اس نے فلاں کو قتل کیا فلاں کا نقصان کیا وغیرہ وغیرہ لہٰذا اس کو اس کے سبب عذاب ہوتا ہے۔ بعض علماء نے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا " کہ میت اپنے گھر والوں کے رونے سے غمناک ہوتی ہے اور اس کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے " تمہارے اعمال تمہارے مرے ہوئے اقرباء پہ پیش کئے جاتے ہیں اگر وہ انھیں اچھا دیکھیں تو خوش ہوتے ہیں ورنہ ان کو تکلیف ہوتی ہے " اس توجیہ پہ تعذیب اللہ کی طرف سے نہ ہوگی بلکہ اس کے زندہ اقرباء کی طرف سے ہوگی۔ ابن بطال نے کہا ہر وہ حدیث جس میں رونے سے منع کیا گیا ہے اس کا معنیٰ نوحہ ہے " واللہ ورسولہ اعلم !

۱۲۱۲ —

ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا فوت ہو رہا ہے۔ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں آپ نے اس کا جواب کہلا بھیجا کہ آپ سلام کہتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ ہی کے لئے ہے جو اُس نے لے لیا اور اسی کے لئے ہے جو اُس نے عطا کیا " اس کے نزدیک ہر شئ کا وقت مقرر ہے پس وہ صبر کرے اور ثواب کی طلبگار رہے " صاحبزادی رضی اللہ عنہا نے پھر پیغام بھیجا جبکہ آپ کو قسم دی کہ ضرور تشریف لائیں آپ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور چند لوگ تھے بچے کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا " جبکہ اس کا سانس بیقرار تھا۔ راوی نے کہا میرا ان پر گمان ہے کہ کہا گویا وہ

marfat.cpm

۱۲۱۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ ابْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ قَالَ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ قَالَ فَقَالَ هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَا قَالَ

مشکیزہ تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں بہنے لگیں۔ حضرت سعد نے کہا یا رسول اللہ یہ کیا؟ آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرنے والے بندوں پر ہی رحم کرتا ہے"

شرح : یہ صاحبزادی سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں"، علامہ دمیاطی رحمہ اللہ نے کہا اس بچے کا نام علی بن ابی العاص تھا زبیر بن بکار وغیرہ کا یہ ذکر کرنا کہ علی مذکور بالغ ہونے تک زندہ رہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں ان کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا، ان پر بچہ کا اطلاق کے منافی نہیں کیونکہ عرف میں سنّ بلوغ تک بچہ کا اطلاق ہوسکتا ہے"، ابوداؤد نے اپنے اسناد سے اسامہ بن زید سے روایت کی کہ فوت ہونے والی سیّدہ زینب کی بیٹی امامہ بنت ابی العاص تھی۔ اسی طرح شعبہ کی روایت میں ہے مگر اس میں کلام ہے کیونکہ یہ بات مسلّم الثبوت ہے کہ امامہ بنت ابی العاص سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہیں اور سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کیا تھا اور یہ بات بھی مسلّم ہے کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے صرف دو بچے تھے، ایک علی بن ابی العاص اور دوسری امامہ بنت ابی العاص جو سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں لہٰذا درست بات یہی ہے کہ وفات پانے والا بچہ علی بن ابی العاص تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ"، پہلی مرتبہ بلانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے تشریف نہ لے گئے کہ آپ اس وقت کسی کام میں مشغول تھے یا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو تسلیم کے اظہار میں مبالغہ فرمایا تھا یا اس لئے کہ اس کی اجابت ضروری نہ تھی جب سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اصرار کیا تو آپ تشریف لے گئے تاکہ جاہل یہ گمان نہ کریں کہ سیّدہ زینب کی آپ کو پرواہ نہ تھی یا اس لئے کہ جب انھوں نے اصرار کیا تو آپ پر رقت طاری ہوگئی"، اس حدیث میں بچے پر "قبض" کا اطلاق مجازی ہے کیونکہ وہ فوت ہونے کے قریب تھا ایسا حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے"، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات کے وقت اہلِ فضل کو بلانا چاہیئے تاکہ اس کی برکت اور دعاء سے اس کو فائدہ ہو اور موت سے پہلے صاحبِ مصیبت کو تسلی دینا چاہیئے۔ بیمار اگرچہ بچہ یا مفضول ہو اہلِ فضل کو اس کی عیادت کرنی چاہیئے"، اور بے ساختہ رونا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ یہ شریعت میں جائز ہے البتہ جس رونے میں نوحہ ہو وہ ممنوع ہے واللہ ورسولہ اعلم!

۱۲۱۲ —

۱۲۱۳ — **ترجمہ** : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے جنازہ کو حاضر ہوئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے

marfat.com

فَاَنْزِلْ قَالَ فَنَزَلَ فِیْ قَبْرِهَا

کنارے بیٹھے ہوئے تھے میں نے آپ کی آنکھیں دیکھیں وہ آنسو بہا رہی تھیں آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ہے جس نے آج کی رات جماع نہ کیا ہو؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں، فرمایا تم "قبر میں" اترو ابوطلحہ ان کی قبر میں اُترے"

۱۲۱۳ — شرح : یہ صاحبزادی سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں"، جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں"، نو ہجری میں ان کی وفات ہوئی تھی"، یہ صاحبزادی سیّدہ رقیہ نہیں تھیں کیونکہ جب ان کا وصال ہوا تھا اس وقت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں تشریف فرما تھے"، اگر کوئی سوال کرے کہ آپ کے اس ارشاد میں کیا حکمت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قبر میں اُتر کر سیّدہ کو لحد میں رکھنا تھا اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ قبر میں ایسا شخص اُترے جس نے عورتوں سے مخالطت نہ کی ہو تاکہ اِس کا نفس ساکن اور مطمئن ہو اور شہوت کو بھولنے والا ہو"، بعض یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس رات اپنی لونڈی سے مجامعت کی تھی اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند نہ تھا کہ وہ مریضہ بیوی جو وصال کے قریب تھی ان کا خیال نہ کرتے ہوئے لونڈی کے ساتھ مشغول ہوں چنانچہ عتاب کے طور پر ان کو قبر میں اُترنے سے کنایۃً منع کر دیا (کرمانی)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا لمبا عرصہ بیمار رہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ گمان نہ تھا کہ وہ اسی رات فوت ہو جائیں گی۔ اس لئے اُنھوں نے اس رات اپنی لونڈی سے جماع کر لیا تھا کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ اُنھوں نے سیّدہ کے انتقال کے بعد یا بوقت وفات جماع کیا تھا"، یا ان کو صاحبزادی کے انتقال کا علم تھا۔ ابوطلحہ "زید بن سہل"، انصاری خزرجی ہیں اُنھوں نے غزوہ حنین میں بیس (۲۰) کافر قتل کر کے ان کے سامان پر قبضہ کیا تھا۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رہتے تھے تاکہ آپ کو کسی کا تیر نہ لگے اور یہ کہتے تھے یا رسُول اللہ میری جان آپ کی جان پر قربان ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب اِدھر اُدھر جھانکتے تو وہ فوراً حضور کے آگے ہو جاتے تھے — آپ نے فرمایا ابوطلحہ کی آواز ایک سَو مردوں سے بہتر ہے — علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ صاحبِ استیعاب نے سیّدہ ام کلثوم کی سوانح میں ذکر کیا ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کر کے اجازت حاصل کی تھی کہ وہ امِ کلثوم کی قبر میں اُتریں تو آپ نے انھیں اجازت عطا فرما دی"،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نوحہ کے بغیر رونا جائز ہے"، اور عورتوں کو قبر میں مرد اُتاریں کیونکہ وہ عورتوں کی نسبت قوی ہوتے ہیں اور اگر عورتیں اتاریں تو مستحسن ہے اور قبر کی ایک جانب بیٹھنا جائز ہے —
واللہ و رسولہ اعلم!

marfat.cpm

حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا ابن جريج قال اخبرني عبد الله بن عبيد الله
ابن ابي مليكة قال توفيت بنت لعثمان بمكة وجئنا لنشهدها وحضرها ابن عمر وابن عباس وانی
لجالس بينهما او قال جلست الى احدهما ثم جاء الآخر فجلس الى جنبي فقال عبد الله بن عمر لعمرو بن
عثمان الا تنهى عن البكاء فان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الميت ليعذب ببكاء اهله عليه فقال
ابن عباس قد كان عمر يقول بعض ذلك ثم حدث قال صدرت مع عمر من مكة حتى اذا كنا بالبيداء اذا
هو بركب تحت ظل سمرة فقال اذهب فانظر من هؤلاء الركب قال فنظرت فاذا صهيب فاخبرته فقال ادعه
لي فرجعت الى صهيب فقلت ارتحل فالحق امير المؤمنين فلما اصيب عمر دخل صهيب يبكي يقول واخاه
واصاحباه فقال له عمر يا صهيب اتبكي علي وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الميت يعذب
ببعض بكاء اهله عليه قال ابن عباس فلما مات عمر ذكرت ذلك لعائشة فقالت يرحم الله عمر والله ما حدث
رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله ليعذب المؤمن ببكاء اهله عليه ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال ان الله ليزيد الكافر عذابا ببكاء اهله عليه وقالت حسبكم القرآن ولا تزر وازرة وزر اخرى قال ابن عباس
عند ذلك والله هو اضحك وابكى قال ابن ابي مليكة والله ما قال ابن عمر شيئا

ترجمہ : عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ
کی صاحبزادی مکہ مکرمہ میں فوت ہوگئی۔ ہم ان کے جنازہ کو حاضر ہوئے ۱۲۱۴ —
اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم بھی وہاں موجود تھے اور میں ان کے درمیان بیٹھا ہوا تھا یا کہا میں
ان میں سے ایک کے پاس بیٹھا تھا۔ پھر دوسرے صاحب تشریف لے آئے اور وہ میرے پہلو میں بیٹھ گئے
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرو بن عثمان سے کہا کیا عورتوں کو رونے سے منع نہیں کرتے ہو کیونکہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کچھ کہتے تھے ،، پھر انھوں نے خبر دی کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ
کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے آیا حتیٰ کہ ہم جب بیداء پہنچے تو اچانک ایک قافلہ کیکر کے درخت کے سایہ تلے تھا انھوں
نے کہا جاؤ دیکھو یہ لوگ کون ہیں میں نے دیکھا تو وہ حضرت صہیب تھے میں نے ان کو خبر دی تو انھوں نے
کہا ان کو میرے پاس بلا لاؤ میں صہیب کے پاس گیا اور ان سے کہا چلئے اور امیر المؤمنین سے ملیں جب عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو صہیب آئے اور روتے ہوئے یہ کہنے لگے افسوس ہائے میرے بھائی، افسوس ہائے
میرے ساتھی! عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے صہیب کیا مجھ پر رو رہے ہو حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا

marfat.cpm

جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا تو میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ذکر کیا تو اُنھوں نے کہا اللہ تعالیٰ عمر پہ رحم کرے بخدا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ نہیں فرمایا کہ مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے لیکن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کافر کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب اور زیادہ کرتا ہے،، اور کہا قرآن کریم کی یہ آئت کریمہ تمہارے لئے کافی ہے "کوئی گناہوں کا بوجھ اُٹھانے والی جان کسی کے گناہوں کا بوجھ نہ اُٹھائے گی،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس وقت کہا اللہ ہی ہے جو ہنساتا اور رولاتا ہے ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کچھ نہ کہا،،

۱۲۱۴— شرح : اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جنازہ کے انتظار کے لئے جمع ہو کر بیٹھنا جائز ہے۔ ابن ابی ملیکہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس کے درمیان بیٹھے تھے حالانکہ وہ دونوں ان سے افضل ہیں اور ادب کا مقتضی یہ ہے کہ مفضول افاضل کے درمیان نہ بیٹھے مگر ممکن ہے کہ وہ کسی عذر کی وجہ سے درمیان بیٹھے ہونگے اگر کوئی یہ سوال کرے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کیسے یقین کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ خبر نہیں دی کہ مومن کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے الخ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شائد اُنھوں نے صراحتہً آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہوگا کہ عذاب کافر کے ساتھ مختص ہے یا قرائن سے یہ اختصاص سمجھا ہوگا،، اگر یہ سوال ہو کہ آئت کریمہ مومن اور کافر دونوں کو شامل ہے اور عذاب کا زیادہ ہونا بھی عذاب ہے تو جب اصلِ عذاب دوسرے کے فعل سے نہیں ہوتا تو اس کا زیادہ ہونا دوسرے کے فعل سے کیسے ہو سکتا ہے لہٰذا مذکورہ آئت سے استدلال نامکمل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عادتہً کافر اور مومن میں فرق ہے،، کیونکہ کافر مرتے وقت نوحہ کرنے کی وصیّت کر جاتے ہیں اور مومن ایسا نہیں کرتے اور آئت کریمہ اگرچہ مطلق ہے مگر وہ نوحہ پر خوش ہونے والے موصی کے ساتھ مختص ہے جو عرفًا اور عادتًا کافر ہی ہو سکتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكَىٰ،، سے غرض یہ ہے کہ ہر شئی اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور اس کی تخلیق سے معرضِ وجود میں آتی ہے،، علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کی غرض ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام کی تائید کرنا ہے یعنی انسان کا رونا اور ہنسنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے وہی اس میں ان کو ظاہر کرتا ہے۔ رونا عذاب میں مؤثر نہیں ہوتا چونکہ کافر معصیّت سے خوش ہوتا ہے اگرچہ وہ کسی دوسرے سے صادر ہو جبکہ مومن اس کو کسی طرح بھی پسند نہیں کرتا اس لئے رونا کافر کے عذاب میں مؤثر ہے مومن کے لئے مؤثر نہیں،، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر فاروق اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روائت کا انکار کیا اور کہا کہ وہ بھُول گئے ہیں یا ان کو اشتباہ ہُوا ہے اور مذکور حدیث کی تاویل یہ کی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میّت کو اس کے گناہوں پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ لوگ خواہ مخواہ رَو رہے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے رونے کے سبب میّت کو عذاب ہو رہا ہے اس کی دلیل یہود یہ عورت کا واقعہ ہے جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم اس کے پاس سے گزرے اور اس کے گھر والے رَو رہے تھے۔ آپ نے

marfat.com

حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ خَلِیْلٍ ثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ وَهُوَ الشَّیْبَانِیُّ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَمَّا اُصِیْبَ عُمَرُ جَعَلَ صُهَیْبٌ یَقُوْلُ وَا اَخَاهُ فَقَالَ عُمَرُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ الْحَیِّ

۱۲۱۵

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

۱۲۱۶

اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی یَهُوْدِیَّةٍ یُبْکٰی عَلَیْهَا اَهْلُهَا فَقَالَ اِنَّهُمْ لَیَبْکُوْنَ عَلَیْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِهَا

فرمایا یہ لوگ اس پہ رَو رہے ہیں حالانکہ اس کو قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے ،، یہ عذاب یہودیہ عورت کے کفر اور بد اعمالیوں کے سبب تھا۔ لوگوں کا رونا اس کے عذاب کا سبب نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابوبردہ " عامر" اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے

۱۲۱۵ — سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ زخمی کئے گئے تو حضرت صہیب رونے لگے جبکہ وہ یہ کہہ رہے تھے اے میرے بھائی افسوس! تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم جانتے نہیں ہو کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو زندوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے ؟ ،،

ترجمہ : عَمْرَہ بنت عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ

۱۲۱۶ — زوجۂ محترمہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودیہ عورت کے پاس سے گزرے جبکہ اس کے گھر والے اس پہ رو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ اس پہ رَو رہے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے "

شرح : سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صہیب کو رونے

۱۲۱۵ ، ۱۲۱۶ — سے اس لئے منع کیا کہ وہ " وا اخاہ" کہہ کر آواز بلند کر رہے تھے، اس سے اُنھوں نے یہ سمجھا کہ جب وہ موت سے پہلے اس طرح کر رہے ہیں تو وفات کے بعد بھی اس طرح روئیں گے یا اس پر اور اضافہ کریں گے اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صہیب کو رونے سے منع کر دیا حالانکہ خالد کی وفات کے وقت بنی مغیرہ کی عورتوں کو رونے سے منع نہ کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خطرہ لاحق ہُوا کہ ان کی وفات کے بعد صہیب ایسا روئیں گے جو شریعت مطہرہ میں ممنوع ہے ،، اسی لئے خالد کے واقعہ میں کہا جب تک عورتیں نوحہ نہ کریں اور نہ ہی سروں پہ غبار ڈالیں ان کو رونے دیا جائے اس تقریر سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ گھر والوں کو رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے کا معنیٰ واضح ہو جاتا ہے کہ میت کو لوگوں کے اس رونے پہ عذاب ہوتا ہے جس میں نوحہ وغیرہ ہو مطلقاً آنسو بہانے میں کوئی حرج نہیں جبکہ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے ،، حدیث ۱۲۱۴ کی تفہیم کا مطالعہ کریں۔ واللہ اعلم!

marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَقَالَ عُمَرُ دَعْهُنَّ يَبْكِيْنَ عَلَى أَبِي سُلَيْمَانَ مَالَمْ يَكُنْ نَقْعٌ أَوْ لَقْلَقَةٌ

۱۲۱۷ وَالنَّقْعُ التُّرَابُ عَلَى الرَّأْسِ وَاللَّقْلَقَةُ الصَّوْتُ **حَدَّثَنَا** أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يُنَحْ عَلَيْهِ يُعَذَّبْ

۱۲۱۸ بِمَا يُنَحْ عَلَيْهِ **حَدَّثَنَا** عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهِ بِمَا يُنَحْ عَلَيْهِ تَابَعَهُ عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ ح وَقَالَ آدَمُ عَنْ شُعْبَةَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ

باب — میّت پر نوحہ کرنے کی کراہت

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ان عورتوں کو چھوڑ دو وہ ابوسلیمان پر روئیں جب تک نقع اور لقلقہ نہ ہو نقع سر پر مٹی ڈالنا اور لقلقہ آواز نکالنا ہے "

ترجمہ : حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۱۷ — کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی ایک پر جھوٹ باندھنے جیسا نہیں جس شخص نے مجھ پر عمداً جھوٹ بولا وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس پر نوحہ کیا جائے اس کو نوحہ کے سبب عذاب ہوتا ہے "

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے والد عمر فاروق " رضی اللہ عنہما " سے

۱۲۱۸ — روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میّت کو اس کی قبر پر نوحہ کے سبب عذاب ہوتا ہے " عبدان کی عبدالاعلیٰ نے متابعت کی کہ ہمیں یزید بن زریع نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہمیں سعید نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہمیں قتادہ نے خبر دی اور آدم نے شعبہ سے روایت کرتے ہوئے کہا میت کو زندوں کا اس پر رونے سے عذاب ہوتا ہے "

شرح : ابوسلیمان خالد بن ولید بن مغیرہ مخزومی ہیں ان کو سیف اللہ

۱۲۱۷ ، ۱۲۱۸ — کہا جاتا ہے ۔ ~~وہ~~ ۲۱ ہجری کو حمص میں فوت ہوئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وصیت کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ عورتیں خالد بن ولید کے گھر جمع ہو رہی ہیں اور وہ ان پر رونا چاہتی ہیں ۔ عمر فاروق نے کہا چھوڑو عورتوں کو ان پر رونے دو اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رونے سے اس لئے منع کر دیا تھا کہ وہ رونے میں کچھ تجاوز کر رہے تھے محمد بن سلام نے کہا بنی مغیرہ کی تمام عورتوں نے خالد بن ولید کی قبر پر اپنے سروں کے بال منڈوا دیئے تھے "

marfat.cpm

بَابٌ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ ۱۲۱۹
قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جِئْتُ بِاَبِیْ یَوْمَ اُحُدٍ قَدْ مُثِّلَ بِهٖ حَتّٰی وُضِعَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ سُجِّیَ ثَوْبًا فَذَهَبْتُ اُرِیْدُ اَنْ اَکْشِفَ عَنْهُ فَنَهَانِیْ قَوْمِیْ ثُمَّ ذَهَبْتُ اَکْشِفُ عَنْهُ فَنَهَانِیْ قَوْمِیْ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرُفِعَ فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقَالُوْا بِنْتُ عَمْرٍو اَوْ اُخْتُ عَمْرٍو قَالَ فَلِمَ تَبْکِیْ اَوْ لَا تَبْکِیْ فَمَا زَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا حَتّٰی رُفِعَ **بَابٌ** لَیْسَ مِنَّا مَنْ
شَقَّ الْجُیُوْبَ **حَدَّثَنَا** اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا زُبَیْدٌ الْیَامِیُّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ ۱۲۲۰

"لقلقہ" اس آواز کو کہتے ہیں جس میں حرکت و اضطراب ہو اور "نقع" سر پر غبار ڈالنا ہے،، اگر یہ کہا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر پر بھی جھوٹ باندھنا معصیت ہے،، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا"، لہٰذا نتیجہ یہ ہوا کہ کسی پر بھی جھوٹ باندھنا دوزخ میں جانے کا سبب ہے اس کا جواب یہ ہے،، کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ کبیرہ گناہ وہ ہوتا ہے جس پر شارع علیہ السلام نے زجر فرمائی ہو اور غیر نبی پر جھوٹ باندھنا صغیرہ گناہ ہے کیونکہ اس پر شارع علیہ السلام نے وعید نہیں فرمائی نیز فی الجملہ دوزخ میں داخل ہونے اور دوزخ کو مسکن بنانے میں واضح فرق ہے،، نبی علیہ السلام پر جھوٹ باندھنے والا دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اور دوزخ کو اپنا مسکن بنائے گا اور غیر نبی پر جھوٹ باندھنے والا گناہ کار ہے جس کے باعث دوزخ میں جا سکتا ہے مگر دوزخ اس کا مسکن نہیں ہے۔

باب

ترجمہ : ابن منکدر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۲۱۹ — کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے والد کو اُحد کے دن اس حال میں لایا گیا کہ ان کے ساتھ مُثلہ کیا گیا تھا حتیٰ کہ اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا گیا اور کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا میں اس ارادے سے ان کے قریب گیا کہ ان سے کپڑا اُٹھاؤں تو میری قوم نے مجھے منع کر دیا میں پھر اِن کے پاس گیا کہ کپڑا اُٹھاؤں تو میری قوم نے پھر مجھے منع کر دیا پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اور کپڑا اُٹھا لیا گیا آپ نے نوحہ کرنے والی عورت کی آواز سنی اور فرمایا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عمرو کی بیٹی یا عمرو کی بہن ہے فرمایا کیوں روتی ہے یہ روئے یا نہ روئے فرشتے اپنے پروں سے اِن پر سایہ کئے ہوئے تھے حتیٰ کہ ان کو اٹھا لیا گیا،،

باب — جو گریبان پھاڑے وہ ہم سے نہیں"

ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ

۱۲۲۰ — علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رخساروں پر تھپڑ مارے اور

marfat.cpm

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ ۔ **بَابُ** رَثَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِیْ فَقُلْتُ اِنِّیْ قَدْ بَلَغَ بِیْ مِنَ الْوَجَعِ وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَةٌ لِیْ اَفَاَتَصَدَّقُ ۱۲۲۱

گریباں چاک کئے اور جاہلیت کی باتیں کیں وہ ہم میں سے نہیں "

۱۲۱۹ ، ۱۲۲۰ — شرح : حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام "جابر کے والد" اُحُد کی جنگ میں شہید ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر کے ان سے کلام کیا اور فرمایا اے عبداللہ کیا چاہتے ہو عرض کی مجھے دنیا میں بھیج میں بار بار شہید کیا جاؤں "

قَوْلُہ " اَوَاخت عَمرو " یہ راوی کا شک ہے اگر نوحہ کرنے والی عورت عمرو کی بیٹی ہے تو وہ مقتول کی بہن اور جابر کی پھوپھی ہے اور اگر وہ عمرو کی بہن ہے تو مقتول "عبداللہ" کی پھوپھی ہے " حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ مذکورہ عورت روئے یا نہ روئے فرشتوں نے اس پر سایہ کئے رکھا ہے اس لئے اس پر رونا نہیں چاہیئے بلکہ خوش ہونا چاہیئے کہ ان کو یہ عظیم مرتبہ حاصل ہوا ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

حدیث ۱۲۲۰ میں "لَیْسَ مِنَّا " سے مراد یہ نہیں کہ ان معاصی کا مرتکب دینِ اسلام سے خارج ہے کیونکہ اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک معاصی کا ارتکاب کرنے والا کافر نہیں ہوتا جب تک وہ ان کا مستحل نہ ہو " لہٰذا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ شخص ہمارے طریقہ سے نہیں علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ عبارت تغلیظ اور زجر کے لئے ہے ہاں اگر جاہلیت کے دعویٰ " کی تفسیر تحلیلِ حرام وغیرہ سے کی جائے جو موجبِ کفر ہے تو اس وقت عبارت کا حقیقی معنیٰ مراد ہوگا ۔ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا یعنی وہ ہماری کامل سیرت اور ہدائت پر نہیں " ان تینوں امور میں واؤ اَوْ کے معنیٰ میں ہے یعنی ان تینوں میں سے ایک کا بھی مرتکب اس تغلیظ کا مستوجب ہے واؤ جمع کے لئے نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ تینوں کے ارتکاب سے ہی تغلیظ کا مستوجب ہو حالانکہ ایسا نہیں ۔ واللہ اعلم !

باب — نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن خولہ کے لئے افسوس کیا

۱۲۲۱ — ترجمہ : حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا جناب رسُول

marfat.com

بِثُلُثَیْ مَالِیْ قَالَ لَا فَقُلْتُ فَالشَّطْرُ فَقَالَ لَا ثُمَّ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ اِمْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِيْ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا اِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً فِيْ اِمْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِيْ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا اِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَرِفْعَةً ثُمَّ لَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ وَرِفْعَةً ثُمَّ لَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے سال میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لایا کرتے تھے جو اس سال مجھے بیماری زیادہ ہوگئی تھی ،، میں نے عرض کیا میری بیماری انتہا کو پہنچ گئی ہے اور میں مال دار ہوں میری وارث صرف ایک بیٹی ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں ؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا آدھا مال صدقہ کر دوں ؟ فرمایا نہیں ۔ پھر آپ نے فرمایا تہائی مال صدقہ کرنا کافی ہے اور تہائی بھی صدقہ بڑا یا زیادہ ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ جائے وہ اس سے بہتر ہے کہ ان کو بھوکے چھوڑ جائے کہ وہ ہاتھ پھیلا کر لوگوں سے مانگتے پھریں بے شک تو ہرگز مال خرچ نہ کرے گا جس سے تو اللہ کی رضاء چاہتا ہو مگر اس پر تجھے اجر دیا جائے گا حتی کہ تو جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا ،، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! میں اپنے ساتھیوں کے بعد مکہ میں پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا ؟ آپ نے فرمایا تو ہرگز پیچھے نہیں رہے گا پس جو کوئی اچھا کام کرے گا مگر اس کی وجہ سے تیرا درجہ اور مرتبہ اور زیادہ ہوگا ۔ پھر تو شائد مکہ میں زندہ رہے گا حتی کہ تیرے سبب ایک قوم نفع اٹھائے گی اور دوسرے لوگ ضرر پائیں گے اے اللہ ! میرے صحابہ کی ہجرت پوری کر اور ان کو ایڑیوں کے بل نہ لوٹا مگر شدید محتاج تنگ حال سعد بن خولی پر افسوس کیا کرتے تھے کہ وہ مکہ میں فوت ہوگئے ۔

شرح : يَرْثِيْ لَهٗ رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰه عليه وَسَلَّم الخ یہ زہری کا کلام ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن خولہ **1221** کے لئے افسوس کیا کہ وہ مکہ میں فوت ہوگئے حالانکہ انکی خواہش یہ تھی کہ مکہ کے باہر کسی اور علاقہ میں فوت ہوں ،، کیونکہ صحابہ کرام نے اپنے اوطان کو صرف اللہ کی رضاء کے لئے ترک کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر ہجرت کی وہ نہیں چاہتے تھے کہ جس علاقہ کو اللہ کی رضاء کے لئے چھوڑا ہے پھر وہاں لوٹ جائیں یا وہاں رہیں لیکن سعد بن خولہ مکہ میں بیمار ہوگئے اور وہیں فوت ہوگئے حالانکہ ان کی خواہش تھی کہ وہ غیر مکہ میں فوت ہوں مگر ایسا نہ ہوا اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اس کی موت پر افسوس کیا ،، علماء نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے اور وصیت کے بارے میں جمہور فقہا نے اس حدیث کو اساس قرار دیا ہے کہ ایک تہائی سے زیادہ وصیت نہ کی جائے اور مستحب یہ ہے کہ ایک تہائی سے کم وصیت کرے اور تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ایک تہائی مال سے زیادہ وصیت جائز نہیں ،، اور اگر کسی کا کوئی بھی وارث نہ ہو جو نسب یا نکاح کے اعتبار سے ہو تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کا سارا مال وصیت میں شامل کیا جا سکتا ہے ۔ امام ابو حنیفہ

marfat.com

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْحَلْقِ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ

وَقَالَ الْحَكَمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُخَيْمِرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ وَجِعَ اَبُوْ مُوْسٰى وَجَعًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَاْسُهُ فِيْ حِجْرِ امْرَاَةٍ مِنْ اَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِيْءٌ مِمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ

اور ان کے تلامذہ، امام احمد اور امام مالک رضی اللہ عنہم بھی یہی کہتے ہیں "، بیوی سے ملاعبت اور مسرّت کے وقت اس کے منہ میں لقمہ ڈالنا دنیاوی لذّت و سرور اور نفسانی خواہش ہے اور یہ اللہ کی طاعت سے بعید ہے جو اس کی رضا کے لئے ہو جب اس پہ بھی مسلمان کو ثواب حاصل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کو معمول بنا لینے سے بطریق اولیٰ ثواب حاصل ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اموات کو ایک شہر سے دُوسرے شہر میں نقل کرنا مکروہ ہے ورنہ سعد بن خولی رضی اللہ عنہ کو ضرور نقل کیا جاتا "، اور مدینہ منورہ پہنچا دیا جاتا اگر یہ سوال ہو کہ ابن ماجہ نے عبداللہ بن ابی اوفی سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مراثی (مرثیہ خوانی) سے منع فرمایا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے تو سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیسے سعد بن خولی کی مرثیہ خوانی کی اس کا جواب یہ ہے کہ مرثیہ کا ایک معنی افسوس ہے۔ اس اعتبار سے بخاری نے اسے ذکر کیا اور دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ میّت کے محاسن بیان کر کے لوگوں کو رونے اور چلانے پہ برانگیختہ کرنا یہ حرام ہے ابن ماجہ کی روائت اسی پر محمول ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

"فائدہ" اس حدیث میں نبوّت کی دلیل ہے کہ آپ نے خبر دی کہ سعد بن ابی وقاص اس مرض میں فوت نہ ہوں گے ان کی زندگی سے مسلمانوں کو نفع ہوگا اور مشرکین نقصان اُٹھائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہُوا وہ اس کے بعد چالیس برس سے زیادہ مدّت زندہ رہے اور عراق وغیرہ کے بلاد فتح کئے اور مسلمانوں کو بہت مالِ غنیمت حاصل ہُوا"، مجمع البحار میں ہے کہ اللہ اور رسُول کے کلام میں لفظ "لَعَلّ" تحقیق کے لئے ہوتا ہے۔ علّامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لعل کا معنی ترجی ہے مگر جب یہ اللہ۔ اس کا رسول اور اس کے اولیاء کے کلام میں آئے تو اس کا معنیٰ تحقیق ہوتا ہے "، واللہ اعلم!

باب ـــــ مصیبت کے وقت بال منڈوانے سے ممانعت"

ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو موسیٰ سخت بیمار ہو گئے اور ان کو غشی آگئی جبکہ ان کا سر اس کے گھر والوں میں سے ایک عورت کی گود میں تھا ابو موسیٰ اس عورت کو روک نہ سکے جب ہوش میں آئے تو کہا میں اِن لوگوں سے بے زار ہوں جن سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم بے زار ہیں یقیناً رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نوحہ کرنے والی، بال منڈوانے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورتوں سے بے زار ہیں۔

marfat.com

١٢٢٢ بَابٌ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ بَابُ مَا يُنْهٰى
١٢٢٣ مِنَ الْوَيْلِ وَدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ
وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

باب — جو کوئی گالوں کو پیٹے وہ ہم میں سے نہیں

ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو اپنی گالوں کو پیٹے، کپڑے پھاڑے اور جاہلیت کی سی آوازیں دے۔

١٢٢٢ —

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْحَلَقِ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ کے باب میں "حَدَّثَنَا" نہیں کہا کیونکہ اُنھوں نے یہ بطور مذاکرہ سُنا تھا بطورِ نقل روائت نہیں سُنا تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس روائت کے اسناد میں ابن مخیمرہ ہیں اور امام بخاری ان سے منقول روائت کی تحدیث نہیں کرتے،، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ان افعال کے مرتکب لوگوں سے بے زاری کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ اس شخص کے اس فعل سے بیزار ہیں اور اس سے راضی اور خوش نہیں" امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مصیبت کے وقت چلّانا، نوحہ کرنا، رخساروں کا پیٹنا، گریبان چاک کرنا، منہ چھیلنا، بال پھیلانا، واویلا کرنا اور ہلاک ہو جائے مر جائے کہنا بالاتفاق حرام ہے بعض نے انھیں مکروہ تحریمی کہا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

١٢٢٢ —

باب — مصیبت کے وقت واویلا کرنا، جاہلیّت کی پکار کرنے کی ممانعت

ترجمہ :
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رخساروں کو پیٹے، گریبان چاک کرے اور جاہلیّت کی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں،،

marfat.com

١٢٢٤ حَدَّثَنَا بَابُ مَنْ جَلَسَ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطِعْنَهُ فَقَالَ انْهَهُنَّ فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ وَاللّٰهِ غَلَبْنَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَزَعَمْتُ أَنَّهُ قَالَ فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللّٰهُ أَنْفَكَ لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ

باب — جو مصیبت کے وقت بیٹھا جبکہ اس میں غم کا اثر ظاہر ہو

١٢٢٤ — ترجمہ : عمرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زید بن حارثہ جعفر طیار اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہید ہو جانے کی خبر پہنچی تو آپ اس طرح بیٹھے کہ آپ سے غم کے اثرات پہچانے جاتے تھے اور میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی ،، آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا جعفر کی عورتیں اور ان کے رونے کا ذکر کیا آپ نے اسے حکم دیا کہ اُن کو رونے سے روکے وہ گیا اور پھر آپ کے پاس دوسری بار آیا جبکہ عورتوں نے اس کی بات نہیں مانی تھی۔ آپ نے فرمایا ان کو منع کرو وہ آپ کے پاس تیسری بار آیا اور کہا بخدا یا رسول اللہ! وہ ہم پر غالب آگئی ہیں ام المؤمنین نے کہا کہ آپ نے فرمایا ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو (ام المؤمنین) میں نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلود کرے جس کا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے حکم دیا ہے تو نے وہ نہ کیا اور نہ ہی آپ کو پریشان کرنے سے رک رہا ہے ،،

١٢٢٤ — تشریح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار کا لشکر شام کی طرف بھیجا اور ان پر زید بن حارثہ ، جعفر طیار اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو امیر بنایا اور ان کو الوداع کے وقت زید کے ہاتھ جھنڈا دے کر فرمایا اگر زید شہید ہو جائے تو جھنڈا جعفر طیار پکڑے اور اگر جعفر طیار شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ جھنڈا پکڑے جب صحابہ کرام کا لشکر وہاں پہنچا تو ہرقل ایک لاکھ رومی لشکر لے کر مقابلہ میں آیا اور ان کے ساتھ لخم ، جزام ، قین اور بہراء کے قبائل کے لوگ ایک لاکھ کی تعداد میں مل گئے جب لڑائی شروع ہوئی تو حضرت زید نے جناب رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر خوب لڑائی کی حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے اور جعفر طیار نے جھنڈا ہاتھ میں لے لیا اور لڑائی کرتے کرتے وہ بھی شہید ہو گئے پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ

marfat.cpm

۱۲۲۵ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا حِيْنَ قُتِلَ الْقُرَّاءُ فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَزِنَ حُزْنًا قَطُّ اَشَدَّ مِنْهُ

عنہ نے جھنڈا پکڑا اور وہ بھی شہید ہو گئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ منورہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تینوں سپہ سالاروں کے شہید ہو جانے کی خبر دی اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے،، پھر فرمایا اب اللہ کی تلواروں میں سے تلوار نے جھنڈا پکڑ لیا حتیٰ کہ ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی،، یہ جنگ موتہ ہے اس میں لڑائی کے تمام کوائف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں دیکھ رہے تھے" اور آپ کی برکت اور فیضان سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہاوند میں مسلمانوں کے لشکر کو دیکھ کر ان کی مدد کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے نبیوں اور ولیوں کو وسعتِ بصارت عطاء فرمانا اس کی قدرت سے بعید نہیں جبکہ سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی کو تین۳ میل سے اور سلیمان علیہ السلام کے ہُدہُد کو زمین کے نیچے پانی دیکھنے کی طاقت عطاء فرمائی،، — اس لڑائی میں بارہ۱۲ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تعجب ہے کہ اس لڑائی میں تین۳ ہزار مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے راہ میں دو لاکھ رومیوں کا مقابلہ کیا جن میں ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ عرب کے نصاریٰ تھے اور دو لاکھ کا لشکر تین ہزار مسلمانوں کے سامنے قدم نہ جما سکا،،

نساءِ جعفر سے مراد ان کی بیوی اسماء بنت عُمیس اور اس کے اقارب اور حضرت جعفر طیار کی اقارب عورتیں ہیں۔ علامہ قرطبی نے کہا کہ عورتوں کا رونے سے خاموش نہ ہونا اس لئے تھا کہ اس شخص نے صراحتہً نہ کہا تھا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو رونے سے منع فرماتے ہیں اُنھوں نے یہی خیال کیا تھا کہ یہ شخص اپنی طرف سے کہہ رہا ہے یا ان کو معلوم تو ہو گیا تھا مگر شدّتِ مصیبت کے باعث ان پہ رنج و غم کا غلبہ تھا علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے مستحسن کہا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ عورتیں صرف روتی تھیں نوحہ نہ کرتی تھیں کیونکہ صحابیات سے یہ بات بعید ہے کہ بار بار منع کرنے کے باوجود حرام پہ مصر رہیں چونکہ ان کا رونا نوحہ سے خالی تھا اور اس سے نہی محض تنزیہہ کے لئے ہے تحریم کے لئے نہیں اس لئے شدّتِ حزن کے باعث وہ روتی رہیں علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس شخص نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منع نہ کیا ہو اور خود اپنی طرف سے کہا ہو اس لئے اُنھوں نے اس کی بات نہ مانی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افسوس کے لئے نہائت سکون و وقار سے بیٹھنا چاہیئے،، اور ہر شخص کا صبر اس کے حال کے اعتبار سے ہے اور پردہ دار عورتیں اجنبی لوگوں کو دیکھ سکتی ہیں اور تاکید کے لئے قسم کھانی جائز ہے۔ واللہ اعلم!

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ ۱۲۲۵

marfat.com

بَابُ مَنْ لَمْ يُظْهِرْ حُزْنَهُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ الْجَزَعُ الْقَوْلُ السَّيِّئُ وَالظَّنُّ السَّيِّئُ وَقَالَ يَعْقُوبُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ

١٢٢٦ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ اشْتَكَى ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ قَالَ فَمَاتَ وَأَبُو طَلْحَةَ خَارِجٌ فَلَمَّا رَأَتِ امْرَأَتُهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ هَيَّأَتْ شَيْئًا وَنَحَّتْهُ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ فَلَمَّا جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ قَدْ هَدَأَ نَفْسُهُ وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهَا صَادِقَةٌ قَالَ فَبَاتَ فَلَمَّا أَصْبَحَ اغْتَسَلَ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَعْلَمَتْهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانَ مِنْهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُبَارِكَ لَهُمَا فِي لَيْلَتِهِمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَرَأَيْتُ تِسْعَةَ أَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْآنَ

دعاء قنوت پڑھی جبکہ قاری شہید ہو گئے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس سے زیادہ غمناک نہیں دیکھا "

باب — جس نے مصیبت کے وقت غم کا اظہار نہ کیا

اور محمد بن کعب قرظی نے کہا "جزع" بُری بات اور بُرا گمان ہے" سیدنا یعقوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میں اپنے رنج و غم کا شکوی صرف اللہ تعالیٰ سے کرتا ہوں "

ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا

١٢٢٦ — کہ ابوطلحہ کا بیٹا بیمار ہو گیا اور فوت ہو گیا جبکہ ابوطلحہ باہر گئے ہوئے تھے جب ان کی بیوی "ام سلیم" نے دیکھا کہ بچہ فوت ہو گیا ہے تو اُس نے اپنی زینت وغیرہ کی اور بچہ گھر کے ایک کونے میں علیحدہ رکھ دیا" جب ابوطلحہ آئے تو کہا بچہ کا کیا حال ہے ام سلیم نے کہا اس کی طبیعت کو سکون ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ وہ آرام کر چکا ہے ابوطلحہ نے یہ گمان کیا کہ وہ اپنے بیان میں سچی ہے۔ اُنھوں نے جماع کر لیا جب صبح ہوئی تو ابوطلحہ نے غسل کیا اور جب باہر جانے کا ارادہ کیا تو ام سلیم نے ان کو بتایا کہ بچہ فوت ہو گیا ہوا ہے۔ ابوطلحہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر آپ کو اس واقعہ کی خبر دی جوان دونوں سے ہو چکا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شائد اللہ تعالیٰ تم دونوں کے لئے تمہاری رات میں برکت فرمائے گا۔ سفیان نے کہا ایک انصاری شخص نے کہا میں نے ان دونوں کے نو بچے دیکھے وہ سب کے سب قرآن پاک کے قاری تھے "

marfat.com

۱۲۲۵ تا ۱۲۲۶ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عامر بن مالک آیا جبکہ وہ مسلمان نہ تھا اور کہا اگر آپ اہلِ نجد کی طرف کچھ لوگ بھیجیں جو لوگوں کو تبلیغ کریں تو بہتر رہے گا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ وہ لوگ انہیں قتل کر دیں گے عامر نے کہا میں ان کی حفاظت کروں گا آپ ان کو بھیج دیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قاری بھیج دیئے جو بہت بڑے بہادر اور افاضل تھے اور منذر بن حکیم کو ان کا امیر بنایا جب وہ بئرِ معونہ پہنچے تو اُنھوں نے عامر بن طفیل کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط بھیجا اس نے خط کی طرف توجہ نہ کی اور قاصد کو قتل کر دیا اور عصیہ، رعل اور ذکوان "قبائل" سے ایک لشکر تیار کیا اور ان پر حملہ کر کے اکثر کو قتل کر دیا،، چونکہ تبلیغ کا فریضہ اہم تھا اس لئے قرآء کا بھیجنا اہم تھا تاکہ کفار قیامت میں یہ نہ کہیں کہ "ہمارے پاس کوئی مبلغ ڈرانے والا نہیں آیا،، اس لئے ان کی شہادت کا علم ہونے کے باوجود حضرات قراء کو نجد کی طرف برائے تبلیغ بھیجا تھا۔ بعض کا یہ کہنا کہ اگر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا کہ وہ لوگ ان کو قتل کر دیں گے تو ان کو ہرگز نہ بھیجتے صحیح نہیں کیونکہ یہودیوں نے ایک دن میں ستر انبیاء کو قتل کر دیا تھا کیا اللہ تعالیٰ کو ان کے قتل کا علم نہ تھا؟ دراصل تبلیغ کا فریضہ اہم ہے اس لئے اس کی تکمیل کے لئے انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جان کی بازی لگانی پڑی۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علم تھا کہ ان میں سے ستر صحابہ اُحد کی جنگ میں قتل ہو جائیں گے (ترمذی) اس کے باوجود وہ جنگ میں حاضر ہوئے اور جامِ شہادت نوش کرنے والے یہ صحابہ کرام بھی ستر ہی تھے،، معلوم ہوا کہ کسی اہم امر کو سرانجام دینے کے لئے جس میں ہلاکت یقینی ہو پیدا قدام علم کے منافی نہیں،،

حدیث ۱۲۲۶ میں ابو طلحہ "زید بن سہل" انصاری ہیں ان کی بیوی ام سلیم "انس بن مالک کی والدہ" ہے،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام سلیم رضی اللہ عنہا کی، سکونِ نفس سے مراد موت تھی اس میں وہ یقیناً سچی تھی۔ ابو طلحہ نے نفسِ سکون سمجھا تھا کہ بچہ بیماری سے نجات پا کر آرام کر رہا ہے" سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے برکت کی دعاء فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نو بچے عطا فرمائے جو سب کے سب نیک، فاضل اور قاری تھے،، یہ اللہ کا انعام تھا جو ان کو صبر کرنے کی بدولت نصیب ہوا،، علامہ قالبی نے کہا بچہ فوت ہونے کے بعد جب اُنھوں نے رات جماع کیا تو ام سلیم اسی رات حاملہ ہو گئیں اور عبداللہ بن ابی طلحہ پیدا ہوا اور نو افراد عبداللہ کی اولاد ہیں،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت رنج و غم کا اظہار نہیں کرنا چاہیے اور عورت کو اپنے شوہر کے لئے زینت کرنا چاہیئے،، واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى وَقَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْعِدْلَانِ وَنِعْمَ الْعِلَاوَةُ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاسْتَعِيْنُوْا ۱۲۲۷ بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولٰى

باب — صبر ابتداء صدمہ کے وقت

اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو عدل کس قدر اچھے ہیں اور علاوہ کس قدر اچھا ہے، کہ جن لوگوں کو جب کوئی مصیبت آئے تو وہ کہتے ہیں "ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں" ان لوگوں پر ان کے رب کی مہربانیاں اور رحمتیں ہیں اور وہی لوگ ہدائت پانے والے ہیں" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور بے شک نماز بھاری ہے مگر ان لوگوں پر جو اللہ سے ڈرتے ہیں "ان پر نماز بھاری نہیں"

۱۲۲۷ — ترجمہ: ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ صبر وہی ہے جو ابتداء صدمہ میں ہو۔

۱۲۲۷ — بشرح: اللہ تعالیٰ نے صابر لوگوں سے خبر دی کہ وہ مصیبت آنے پر اِنا لِلّٰہ وَانا الیہ راجعون کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ بھی خبر دی کہ ان لوگوں پر اللہ کی رحمتیں ہیں اور وہ ان انعامات کے مستحق صبر کی وجہ سے ہوئے ہیں جو وہ اچانک مصیبت پہنچنے کے وقت صبر کرتے تھے کیونکہ صبر وہی محمود و معتبر ہوتا ہے جو اچانک مصیبت پہنچنے کے وقت کیا جائے وقت گزرنے پر آہستہ آہستہ اطمینان ہو جایا کرتا ہے اور یہ انسان کی فطرت ہے — لہٰذا یہ صبر محمود نہیں۔ اس طرح اثر کی باب کے عنوان سے مناسبت ہے — "نعم العدلان اور نعم العلاوۃ دونوں مکسور العین ہیں۔ یہ صبر پر جزاء کی مثال بیان کی گئی ہے کیونکہ عدل اونٹ کا آدھا بوجھ ہے اور پورا بوجھ عدلان ہوتے ہیں اور عدلان کے درمیان رکھا ہوا بوجھ علاوہ ہوتا ہے اس طرح اونٹ پر کوئی جگہ باقی نہیں رہتی جہاں کوئی شئی رکھی جائے اسی طرح اچانک مصیبت پہنچنے والے کو وافر ثواب دیا جاتا ہے" اور آئت کریمہ میں عدلان سے مراد

marfat.cpm

٢ **بَابُ** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا بِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ

١٢٢٨ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَيْشٌ هُوَ ابْنُ حَيَّانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِيْ سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِاِبْرَاهِيْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰى فَقَالَ اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يُرْضِيْ رَبَّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ رَوَاهُ مُوْسٰى عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صلوات اور رحمت ہے اور علاوہ سے مراد "اولئك هم المهتدون" ہے،، مہلب نے کہا یہاں "عدلان" انا للہ وانا الیہ راجعون ہیں اور ان پر ثواب علاوہ ہے بعض علماء کہتے ہیں "عدلان" صلوات اور رحمت ہے اور "علاوہ" ابتداء ہے،، بعض حکماء کہتے ہیں انسان کو نفس مصیبت پہنچنے پر ثواب نہیں ملتا کیونکہ مصیبت کا آنا انسان کے بس کی بات نہیں مسلمانوں کی طرح کافروں کو بھی مصائب پہنچتے ہیں ثواب تو صرف حسن نیت اور ثواب سمجھتے ہوئے صبر جمیل پر مرتب ہوتا ہے۔ واللہ اعلم!

باب ــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "اے ابراہیم ہم تیری جدائی کے باعث غمزدہ ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمزدہ ہے"

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابو سیف لوہار کے پاس گئے اور

١٢٢٨ ــــ وہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی رضاعی ماں کے شوہر تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم علیہ السلام کو پکڑا اور بوسہ دے کر ان کو سونگھا پھر اس کے بعد ہم ابو سیف لوہار کے پاس گئے اور ابراہیم علیہ السلام اپنی جان دے رہے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اور آپ یا رسول اللہ،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عوف کے بیٹے یہ رحمت ہے۔ پھر اس کے بعد روئے اور فرمایا بے شک آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل رنجیدہ ہے اور ہم نہیں

marfat.com

١٢٢٨ بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ الْمَرِيضِ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُمَرُ وَعَزَّ سَعِيدِ بْنِ الْحَرِثِ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ فِي غَاشِيَةِ اَهْلِهِ فَقَالَ قَدْ قَضَى فَقَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَبَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُونَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهِ اَوْ يَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ وَكَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ فِيهِ بِالْعَصَا وَيَرْمِي بِالْحِجَارَةِ وَيَحْثِي بِالتُّرَابِ

کہتے مگر جس سے ہمارا رب خوش ہو اور ہم اے ابراہیم تیرے فراق کے باعث رنجیدہ اور غمزدہ ہیں اس کی موسیٰ بن سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے انس سے انھوں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی"

شرح ١٢٢٨ — ابو سیف کا نام براء بن اوس ہے وہ انصاری ہیں" ان کی بیوی ام بُردہ "خولہ بنت منذر" انصاریہ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دودھ پلایا تھا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آب دیدہ ہونا شفقت اور رحمت کی وجہ سے تھا جزع فزع پر مبنی نہ تھا" قولہ" ثم اتبعھا" سے مراد یہ ہے کہ آپ دوبارہ روئے یا آپ نے دوبارہ فرمایا کہ یہ رحمت ہے" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں پہ شفقت کرنی اور ان کا بوسہ لینا مستحب ہے اور محض رونے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اس کے ساتھ واویلا نہ ہو" اور دل کے غم کا اظہار جائز ہے" واللہ ورسولہ اعلم!

باب — مریض کے پاس رونا

ترجمہ ١٢٢٩ — عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سعد بن عبادہ سخت بیمار ہوگئے تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے" جب ان کے پاس پہنچے تو ان کو گھر والوں میں بیہوش پایا آپ نے فرمایا کیا انتقال ہوگیا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور جب لوگوں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا دیکھا تو وہ بھی رو پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے رونے سے عذاب نہیں دیتا اور نہ دل کے غمزدہ ہونے سے عذاب دیتا ہے لیکن اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور اپنی زبان شریف

marfat.cpm

١٢٣٠ **باب** مَا يُنْهَى عَنِ النَّوْحِ وَالْبُكَاءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذٰلِكَ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ لَمَّا جَاءَ قَتْلُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ وَاَنَا اَطَّلِعُ مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَاَمَرَهُ اَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ اَتٰى فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ اَنَّهُ لَمْ يُطِعْنَهُ فَاَمَرَهُ الثَّانِيَةَ اَنْ يَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ غَلَبْنَنِيْ اَوْ غَلَبْنَنَا الشَّكُّ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَوْشَبٍ فَزَعَمَتْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاحْثُ فِيْ اَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ فَقُلْتُ اَرْغَمَ اللّٰهُ اَنْفَكَ فَوَاللّٰهِ مَا اَنْتَ بِفَاعِلٍ وَمَا تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ

کی طرف اشارہ فرمایا یا رحم کرتا ہے ،، بے شک میت کو اس کے گھر والوں کا اس پہ رونے سے عذاب ہوتا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس بارے میں " نوحہ کرنے والوں کو ،، لاٹھی اور پتھروں سے مارتے اور ان کے منہ میں خاک ڈالتے تھے ،،

1229 — **شرح** : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افضل اور اعلیٰ کا مفضول کی عیادت کرنا مستحب ہے اور بُری شئی سے منع کرنا چاہیئے اور مریض کے پاس نوحہ کے بغیر رونا جائز ہے۔ اگر ایک شخص روئے تو دوسرے اس کی پیروی کرتے ہوئے رو سکتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیوں روئے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُن کا رونا میت پر نہ تھا بلکہ زندہ پر تھا اور جس رونے سے منع کیا گیا ہے وہ میت پر نوحہ کے ساتھ رونا ہے جو شریعت میں جائز نہیں۔

باب — نوحہ کرنے اور رونے سے منع کرنا اور اس میں زجر کرنا"

1230 — **ترجمہ** : عمرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب زید بن حارثہ جعفر طیار اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے قتل ہونے کی خبر پہنچی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے اور آپ کی ذات کریمہ سے حزن و رنج ظاہر ہو رہا تھا میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اور جعفر کی عورتیں اور اُن کا رونا ذکر کیا آپ نے اسے فرمایا کہ ان کو "رونے سے" منع کرے وہ شخص گیا اور پھر آیا اور کہا میں نے ان کو منع کیا ہے اور ذکر کیا کہ وہ اس کی بات تسلیم نہیں کرتیں آپ نے اس کو دوبارہ فرمایا کہ ان کو منع کرے وہ شخص گیا اور پھر آیا اور کہا بخدا وہ مجھ پہ غالب آگئی ہیں یا وہ ہم پر غالب آگئیں۔ محمد بن حوشب نے شک کیا ہے ،، ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے مونہوں میں خاک ڈالو میں نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلود کرے بخدا نہ تو وہ کرنے والا ہے (جس کا حکم تجھے دیا گیا ہے) اور نہ ہی تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مشقت چھوڑی"

marfat.com

حدثنا عبد الله بن عبد الوهاب قال حدثنا حماد قال حدثنا ايوب عن محمد عن ام عطية قالت اخذ علينا النبي صلى
١٢٣١ الله عليه وسلم عند البيعة ان لا ننوح فما وفت منا امرأة غير خمس نسوة ام سليم وام العلاء وابنة
ابي سبرة امرأة معاذ وامرأتان او ابنة ابي سبرة وامرأة معاذ وامرأة اخرى **باب** القيام للجنازة
١٢٣٢ حدثنا علي بن عبد الله قال حدثنا سفين قال حدثنا الزهري عن سالم عن ابيه عن عامر بن ربيعة
عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا رايتم الجنازة فقوموا حتى تخلفكم قال سفين قال الزهري اخبرني سالم عن ابيه
قال اخبرنا عامر بن ربيعة عن النبي صلى الله عليه وسلم زاد الحميدي حتى تخلفكم او توضع

١٢٣١ ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کرتے وقت ہم سے یہ عہد لیا کہ ہم نوحہ نہ کریں۔ ہم میں سے پانچ عورتوں ام سلیم، ام علا، حضرت معاذ کی بیوی بنت ابی سبرہ، دو عورتیں یا بنت ابی سبرہ اور حضرت معاذ کی بیوی اور ایک اور عورت کے سوا کسی عورت نے عہد کی ایفاء نہ کی،،

١٢٣١ تشریح : ان پانچ صحابیات رضی اللہ عنہن کے سوا باقی نساء جنہوں نے بیعت کرنے کے وقت ترکِ نوحہ کا اقرار کیا تھا ان سے ترکِ نوحہ کی ایفاء نہ ہو سکی اور اُن سے مجبوراً نوحہ ہو گیا، اُنھوں نے عمداً نوحہ نہ کیا تھا کیونکہ یہ صحابیہ کی شان سے بعید ہے اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ پانچ عورتوں کے سوا مسلمان عورتوں نے نوحہ ترک نہ کیا،،

باب ــــ جنازہ کے لئے کھڑا ہونا ،،

١٢٣٢ ترجمہ : عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ حتیٰ کہ وہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائے۔ سفیان نے کہا کہ زہری نے کہا مجھے سالم نے اپنے باپ سے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم کو عامر بن ربیعہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی،، حمیدی نے یہ اضافہ کیا حتیٰ کہ وہ تم کو پیچھے چھوڑ جائے یا اس کو زمین پر رکھا جائے،،

١٢٣٢ تشریح : اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ جنازہ کے لئے کھڑا ہونا واجب ہے اور جب تک لوگوں کے کندھوں سے اُتار کر زمین پر نہ رکھا جائے بیٹھنا ممنوع ہے۔ امام احمد اور امام اوزاعی رحمہما اللہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ امام مالک، امام شافعی اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ جنازے کے لئے کھڑا ہونا واجب نہیں اور زمین پر رکھنے سے پہلے بیٹھنا جائز ہے اور جنازے کے لئے کھڑا ہونا منسوخ ہے کیونکہ امام مسلم نے اپنے اسناد سے

marfat.cpm

بَابُ مَتَى يَقْعُدُ اِذَا قَامَ لِلْجَنَازَةِ

۱۲۳۳ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ جَنَازَةً فَاِنْ لَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتّٰى يُخَلِّفَهَا اَوْ

۱۲۳۴ تُخَلِّفَهُ اَوْ تُوْضَعَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُخَلِّفَهُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتّٰى

تُوْضَعَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے جنازہ کے لئے کھڑے ہوتے تھے پھر کھڑے نہ ہوتے تھے، ابن حبان نے صحیح میں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو جنائز کے لئے کھڑا ہونے کا حکم فرماتے تھے پھر اس کے بعد بیٹھے رہنے کا حکم دیا،، ابو معمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا میں کھڑا ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں یہ فتویٰ کس نے دیا ہے۔ میں نے کہا ابو موسیٰ اشعری نے یہ کہا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک بار کھڑے ہوئے ہیں۔ جب یہ منسوخ ہو گیا تو آپ نے کھڑا ہونے سے منع فرما دیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جب جنازہ کے لئے کھڑا ہو تو کب بیٹھے

۱۲۳۳ — **ترجمہ:** عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا تم میں سے جب کوئی جنازہ دیکھے اگر وہ اس کے ہمراہ نہ جا رہا ہو تو کھڑا ہو جائے حتیٰ کہ وہ جنازہ کو پیچھے چھوڑے یا جنازہ اس کے آگے بڑھ جائے یا اس کے آگے بڑھنے سے پہلے اس کو زمین پر رکھ دیا جائے،،

۱۲۳۴ — **ترجمہ:** سعید مقبری رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا کہ ہم ایک جنازہ میں تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان کا ہاتھ پکڑا اور وہ دونوں جنازہ رکھے جانے سے پہلے بیٹھ گئے،، ابو سعید رضی اللہ عنہ آئے اور مروان کا ہاتھ پکڑا اور کہا کھڑا ہو جا اللہ کی قسم! اس شخص کو معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع فرمایا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سعید نے سچ کہا ہے،،

تشریح: حضرت ابو ہریرہ اور مروان کا جنازہ زمین پر رکھنے سے پہلے بیٹھنا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ جانتے تھے کہ کھڑے ہونا واجب نہیں اور یہ متروک غیر معمول بہ ہے کیونکہ یہ نہیں ہو سکتا کہ قیام پر عمل ہو

marfat.com

بَابٌ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَا يَقْعُدُ حَتّٰى تُوْضَعَ عَنْ مَنَاكِبِ الرِّجَالِ فَإِنْ قَعَدَ أُمِرَ بِالْقِيَامِ **حَدَّثَنَا** ۱۲۳۵
اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فَاَخَذَ اَبُوْهُرَيْرَةَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَجَلَسَا قَبْلَ اَنْ تُوْضَعَ فَجَاءَ اَبُوْسَعِيْدٍ قَالَ فَاَخَذَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَقَالَ قُمْ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا اَنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ صَدَقَ

باب — جو کوئی جنازہ کے ساتھ جائے تو نہ بیٹھے حتیٰ کہ جنازہ لوگوں کے کندھوں سے اُتارا جائے اگر بیٹھ جائے تو کھڑا ہونے کا حکم دیا جائے ،،

اور وہ بیٹھ جائیں اور اگر قیام معمول بہ ہوتا تو مروان پر کیسے مخفی رہتا جبکہ جنائز میں بکثرت شرکت ہوتی ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا سعید مقبری کی تصدیق کرنا اس لئے تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے جنازہ رکھنے سے قبل بیٹھنے سے منع فرمایا تھا اور ابوہریرہ اور مروان کا بیٹھنا آخر امر کے اعتبار سے تھا جبکہ جنازہ رکھنے سے پہلے قعود کی ممانعت منسوخ ہوگئی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم !

۱۲۳۵ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص اس کے ہمراہ جا رہا ہو وہ نہ بیٹھے حتیٰ کہ اس کو زمین پہ رکھا جائے ،،

۱۲۳۵ — تشریح : قولہ ،، حَتّٰى تُوْضَعَ ،، وضع سے مراد زمین پر رکھنا ہے یا لحد میں رکھنا ہے اس میں روایات مختلفہ ہیں ۔ ابوداؤد نے سنن میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو کوئی اس کے ہمراہ ہو وہ نہ بیٹھے حتیٰ کہ اسے رکھا جائے ،، سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ذکر کی اور کہا ،، حَتّٰى تُوْضَعَ بِالْاَرْضِ ،، یعنی حتیٰ کہ زمین پر رکھا جائے اور ابومعاویہ نے سہل سے روائت کی ،، حَتّٰى تُوْضَعَ فِي اللَّحْدِ ،، ابوداؤد نے کہا سفیان ابومعاویہ سے اَحْفَظُ ہے ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ،، حَتّٰى تُوْضَعَ بِالْاَرْضِ ،، کی روائت کو اختیار کیا ہے

marfat.cpm

بَابُ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ حَدَّثَنَا

۱۲۳۶ مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مُرَّ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ قَالَ فَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا

۱۲۳۷ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمُرُّوا عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيلَ لَهُمَا إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَيْ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ فَقَالَ أَلَيْسَتْ نَفْسًا وَقَالَ أَبُو حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كُنْتُ مَعَ سَهْلٍ وَقَيْسٍ فَقَالَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ زَكَرِيَّاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ كَانَ أَبُو مَسْعُودٍ وَقَيْسٌ يَقُومَانِ لِلْجَنَازَةِ

قولہ "اُمِرَ" ماضی مجہول ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جس کے پاس سے جنازہ گزرے اگر وہ کھڑا ہو اور پھر بیٹھ جائے تو جنازہ زمین پر رکھنے تک اس کو کھڑا رہنے کا حکم دیا جائے،، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جنائز میں کھڑا ہونے کا ذکر کیا گیا تو اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے۔ علامہ خطابی نے کہا اس حدیث میں دو معنوں کا احتمال ہے۔ ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ کے لئے کھڑا ہُوا کرتے تھے جب وہ گزر جاتا تو بیٹھ جاتے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ آپ کچھ عرصہ کھڑے ہُوا کرتے تھے پھر اس کے بعد کھڑا نہ ہوتے تھے اس تقدیر پر آپ کا آخری فعل اس بات کی دلیل ہے کہ حدیث میں امر استحباب کے لئے ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ بظاہر امر سے جو وجوب معلوم ہوتا ہے وہ منسوخ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

باب — جو شخص یہودی کے جنازہ کے لئے کھڑا ہُوا،،

۱۲۳۶ — ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہمارے پاس سے یہودی کا جنازہ گزرا تو اس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہُوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ تو یہودی کا جنازہ ہے آپ نے فرمایا جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔"

۱۲۳۷ — ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا سہل بن حُنیف اور قیس بن سعد دونوں قادسیہ میں بیٹھے ہُوئے تھے ان کے پاس سے لوگ جنازہ لے کر گزرے اور وہ دونوں کھڑے ہو گئے ان سے کہا گیا یہ جنازہ تو اہلِ ارض یعنی اہلِ ذمّہ (یہودی ذمّی) کا ہے۔ اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے آپ

marfat.com

بَابُ حَمْلِ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُوْنَ النِّسَاءِ

۱۲۳۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ لَصَعِقَ

سے عرض کیا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا کیا یہ نفس نہیں،، ابو جمرہ نے اعمش سے اُنہوں نے عمرو سے اُنھوں نے ابن ابی لیلیٰ سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ ابن ابی لیلیٰ نے کہا میں قیس اور سہل کے پاس تھا۔ ان دونوں نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور زکریاء نے شعبی سے اُنھوں نے ابن ابی لیلیٰ سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ ابن ابی لیلیٰ نے کہا ابو مسعود اور قیس دونوں جنازہ کے لئے کھڑا ہوا کرتے تھے۔

تشریح : اہلِ ذمّہ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، ابنِ بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ذمّی جو مرگیا ہے کا جنازہ نفس نہیں ہے۔ اس کے لئے کھڑا ہونا موت کی صعوبت اور اس کی یاد کے لئے ہے گویا کہ جب اس کے لئے کوئی کھڑا ہو تو اس کی یاد زیادہ ہوتی ہے۔ ایک روائت میں ہے تم اس کے لئے کھڑے نہیں ہوتے تم تو اس کے ہمراہ عذاب کے فرشتوں کے لئے کھڑے ہوتے ہو جنازہ کے لئے کھڑا ہونا موت کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے اجلالِ حکم کے لئے ہے نیز موت میں گھبراہٹ ہوتی ہے۔ قیام سے اس کا استقبال کرنا چاہیئے۔ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جنازہ کے لئے قیام کا باعث میّت کی تعظیم یا موت کی ہولناکی ہے اور جو شخص میّت کو دیکھے اسے اس سے مرعوب ہو کر مضطرب ہونا چاہیئے۔ بہرحال جنازہ کے لئے قیام ابتداء میں تھا پھر منسوخ ہوگیا یا ان وجوہ کی بناء پر مستحب ہے،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دوسرا اسناد ذکر کرنے سے حدیث کی تقویت کا فائدہ ہے کیونکہ اس میں یہ ہے کہ ہم کھڑے ہوتے تھے۔ پہلے طریق و اسناد میں یہ بات نہیں کیونکہ اس میں ارسال کا احتمال ہے اور تیسرے اسناد سے غرض اس بات کا بیان ہے کہ قیس کی طرح ابو مسعود بھی جنازہ کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — مَردوں کا جنازہ اُٹھانا سوا عورتوں کے،،

۱۲۳۸ — ترجمہ : سعید مقبری نے اپنے باپ سے روائت کی کہ اُنھوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنازہ کو رکھ دیا جائے اور اسے لوگ اپنے کندھوں پہ اُٹھا لیتے ہیں تو اگر وہ

marfat.cpm

باب السرعۃ بالجنازۃ

وَقَالَ أَنَسٌ أَنْتُمْ مُشَيِّعُونَ فَامْشُوا بَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ شِمَالِهَا وَقَالَ غَيْرُهُ قَرِيبًا

۱۲۳۹ مِنْهَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا وَإِنْ تَكُ سِوَى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ

نیک ہو تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور اگر نیک نہ ہو تو کہتا ہے افسوس مجھے کہاں لئے جا رہے ہیں انسانوں کے سوا اس کی آواز کو ہر شئ سُنتی ہے اگر انسان سُن لے تو بے ہوش ہو جائے،،

۱۲۳۸ — تشریح : یعنی اگر انسان میّت کی آواز کو سُن لیں تو اس کی ہیبت سے بے ہوش ہو جائیں اور یہ بعید نہیں کہ مر جائیں ،، علماء نے کہا اگرچہ عورت کا جنازہ ہو اسے بہرحال مرد ہی اُٹھائیں کیونکہ عورتیں کمزور ہوتی ہیں ،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ،، قَدِّمُونِي ،، کا مطلب یہ ہے کہ میرے نیک اعمال کے ثواب کے لئے مجھے آگے لے چلو" اور ،، يَسْمَعُ ،، کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ میّت کا بولنا حقیقت پر مبنی ہے مجاز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جب چاہے میّت میں نطق پیدا کر سکتا ہے ،، اور کافر یہ جانتا ہے کہ اس نے کوئی نیک کام نہیں کیا اور اس کا آگے جانا مصائب و بلیّات میں داخل ہونا ہے اس لئے وہ آگے جانے کو بُرا جانتا ہے اور واویلا کرتا ہے اس کا یہ واویلا اگر انسان سُن لیں تو اس کی دہشت سے بے ہوش ہو جائیں ،، واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

باب — جنازہ میں جلدی کرنا

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا تم جنازہ کو پُہنچانے والے ہو اس کے آگے چلو یا پیچھے یا دائیں یا بائیں چلو، انس کے سوا دوسروں نے کہا یا اس کے قریب چلو ،،

۱۲۳۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا جنازہ کو جلد لے کر چلو اگر وہ صالح اور نیک ہے تو تم اس کو بہتری کی طرف آگے کرو گے اور اگر وہ صالح نہیں ہے تو شریر کو اپنی گردنوں سے اتارو گے"

۱۲۳۹ — تشریح : حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اثر کی مناسبت باب کے عنوان سے اس طرح ہے کہ جنازہ کو جلدی لے کر چلنے میں کوئی جہت

marfat.com

بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدِّمُونِي حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ۱۲۴۰
قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِي وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا يَا وَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ

معیّن نہیں کیونکہ چلنے چلنے میں لوگ متفاوت ہوتے ہیں بعض تیز بعض آہستہ چلتے ہیں اور بعض کو چلنے میں مشقت ہوتی ہے اس حال میں کہ میّت کے چاروں طرف لوگ جلدی چلنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ چلنے میں جہت کی تعیین کر سکیں۔ حضرت انس کے علاوہ دوسرے لوگوں نے کہا کہ جنازہ کے قریب قریب چلو تاکہ جنازہ اُٹھانے والوں کی مدد میں آسانی رہے اگر اس سے دُور ہو کر چلے گا تو تشییع نہ ہوگی ،، جلدی سے مراد درمیانہ رفتار ہے دوڑنا مراد نہیں اور نہ ہی عام حالات میں چلنا مراد ہے ،، ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ان کے والد نے انھیں وصیّت کی کہ جب میرا جنازہ لے کر چلو تو درمیانہ رفتار میں چلنا اور جنازہ کے پیچھے چلنا کیونکہ اس کے آگے فرشتے ہوتے ہیں ....

بعض علماء نے کہا کہ جلدی سے مراد یہ ہے کہ میّت کے فوت ہونے کے بعد اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مسلمان کی میّت کو لوگوں کے انتظار میں روکنا نہیں چاہیئے (ابوداؤد) طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ذکر کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ،، جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کو مت روکو اور جلد قبر میں پہنچا دو ،، علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا پہلا معنی زیادہ واضح ہے کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر وہ نیک ہے الخ .....

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازہ جلد لے کر چلنا مستحب ہے اور اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے صاحبِ ہدایہ نے کہا جنازہ کو جلد لے کر چلیں اور بہت تیز نہ چلیں درمیانہ رفتار چلیں۔ نیز بے دینوں اور بروں کی صحبت سے اجتناب کیا جائے۔ واللہ اعلم!

باب — میّت کا کہنا جبکہ وہ جنازے پر ہو ،، مجھے آگے لے چلو ،،

۱۲۴۰ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب جنازہ رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ اس کو اپنے کندھوں پر اُٹھاتے ہیں تو وہ اگر نیک ہو تو کہتا ہے مجھے جلدی آگے لے چلو اور اگر نیک نہ ہو تو وہ اپنے

marfat.cpm

۱۲۴۱ بَابُ مَنْ صَفَّ صَفَّيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً عَلَى الْجَنَازَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ اَبِیْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَى النَّجَاشِیِّ فَكُنْتُ فِی الصَّفِّ الثَّانِیْ اَوِ الثَّالِثِ

گھر والوں سے کہتا ہے افسوس مجھے کہاں لے جا رہے ہیں انسان کے سوا اس کی یہ آواز ہر شئی سنتی ہے اگر انسان اسے سُن لیں تو بے ہوش ہو جائیں "

تشریح : قولہ " اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ " اس عبارت میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ جنازہ سے مراد نفس میّت اور وضع سے مراد اس کو چارپائی پر رکھنا ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ جنازہ سے مراد چارپائی پر میّت اور وضع سے مراد اس کا گردنوں پر رکھنا ہے مگر پہلا احتمال زیادہ واضح ہے۔ ابوداؤد طیالسی نے اپنے اسناد سے ابوہریرہؓ کے مولیٰ کے بیٹے عبدالرحمٰن سے روایت ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " کہ مومن کو جب چارپائی پر رکھا جائے تو وہ کہتا ہے مجھے جلد لے چلو مجھے جلد لے چلو اور کافر کو جب چارپائی پر رکھا جائے تو کہتا ہے افسوس اس کو کہاں لے جا رہے ہو "

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کلام روح کا ہے یعنی روح میّت کے قریب ہوتی ہے اور یہ کلام کرتی ہے " اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ میّت میں روح واپس کی جاتی ہے تاکہ مومن زیادہ خوش ہو اور کافر تنگ دل ہو " کیونکہ دفن سے پہلے روح کا جسم میں اعادہ کی کوئی شرعی دلیل نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جب چاہے میّت میں نطق پیدا کر دے اور وہ قال کی زبان سے نطق کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — جس نے امام کے پیچھے جنازہ پر دو یا تین صفیں بنائیں "

۱۲۴۱ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے نجاشی کی نمازِ جنازہ پڑھی اور میں دُوسری یا تیسری صف میں تھا "

تشریح : امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی کہ اُنھوں نے کہا ہم کھڑے ہوئے اور دو صفیں بنائیں "

۱۲۴۱ — اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسری صف میں شک ہے کہ وہ تھی یا نہیں اسی لئے بخاری کی روائت میں اَوْ ذکر کیا گیا ہے اور بخاری نے ہجرت حبشہ میں اسی اسناد کے ساتھ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی " کہ

marfat.com

بَابُ الصُّفُوفِ عَلَى الْجَنَازَةِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ۱۲۴۲
مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَصْحَابِهِ النَّجَاشِيَّ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَفُّوا خَلْفَهُ
فَكَبَّرَ أَرْبَعًا حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ ۱۲۴۳
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَصَفَّهُمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا قُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں،، اور صفوف علی الجنازہ کے باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صفیں دو تھیں اور تیسری میں شک ہے،، بخاری کی اس حدیث میں اگرچہ خلف الامام کا ذکر نہیں مگر یہ ہجرتِ حبشہ کی حدیث میں اور اسی طرح ابوہریرہ کی حدیث میں خلف الامام کا ذکر ہے اور احادیث ایک دوسری کی تفسیر کرتی رہتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ جنازہ کے لئے صفوف ،،

۱۲۴۲ ـــــ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نجاشی کی موت کی خبر دی پھر آپ آگے بڑھے اور صحابہ نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں اور آپ نے چار تکبیریں کہیں،،

تشریح : جنازہ سے مراد میت ہے وہ مدفون ہو یا غیر مدفون ہو اور جب غائب کے جنازہ پر صفیں باندھی جاتی ہیں تو حاضر میں بطریق اولیٰ ہوں گی،، اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ حدیث میں جنازہ کا ذکر نہیں اور نہ ہی صفوں کا ذکر ہے،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازہ جنازہ کی چار تکبیریں ہیں حضرات ائمہ کرام "ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے اور جن احادیث میں نماز جنازہ پر پانچ تکبیروں کا ذکر ہے وہ منسوخ ہیں،، ابوبکر بن سلیمان ابی حثمہ نے اپنے باپ سے روائت کی کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنائز پر چار، پانچ چھ، سات اور آٹھ تکبیریں کہا کرتے تھے یہاں تک کہ نجاشی فوت ہوا تو آپ باہر تشریف لے گئے لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں اور آپ نے چار تکبیریں فرمائیں،، پھر وصال فرمانے تک چار تکبیریں فرماتے رہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عظیم معجزہ ہے کہ آپ نے مدینہ منورہ میں حبشہ میں فوت ہونے والے نجاشی کی خبر دی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں میت کی نمازِ جنازہ مکروہ ہے،، اس کی تفصیل حدیث ۱۲۵۱ کی تفہیم میں دیکھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۲۴۳ ـــــ ترجمہ : شعبیؒ نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا جبکہ آپ قبروں سے الگ تھلگ ایک قبر

marfat.com

حَدَّثَنَا ابراهیم بن موسیٰ ۱۲۴۴

قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُ قَالَ اَخْبَرَنِي عَطَاءٌ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تُوُفِّيَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الْحَبَشِ فَهَلُمُّوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ قَالَ فَصَفَفْنَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ صُفُوفٌ قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي

بَابُ صُفُوفِ الصِّبْيَانِ مَعَ الرِّجَالِ عَلَى الْجَنَائِزِ

حَدَّثَنَا ۱۲۴۵ مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَيْلًا فَقَالَ مَتَى دُفِنَ هٰذَا فَقَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ اَفَلَا اٰذَنْتُمُونِي قَالُوا دَفَنَّاهُ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا اَنْ نُوقِظَكَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاَنَا فِيهِمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ

پر تشریف لائے اور لوگوں سے صفیں بندھوائیں اور چار تکبیریں فرمائیں میں نے کہا تم سے کس نے بیان کیا اُنھوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی،،

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " آج حبشہ کا ایک نیک شخص فوت ہوگیا ہے۔ اس کی نمازِ جنازہ پڑھو،، جابر نے کہا پس ہم نے صفیں بنائیں اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جبکہ ہم صفیں باندھے ہوئے تھے،، ابوزبیر نے جابر سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا میں دُوسری صف میں تھا۔

۱۲۴۴ —

باب — جنازوں میں مردوں کے ساتھ بچّوں کا صف باندھنا

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے جس میں رات میت کو دفن کیا گیا تھا آپ نے فرمایا یہ میّت کب دفن کی گئی تھی ؟ لوگوں نے کہا گزشتہ رات آپ نے فرمایا تم نے مجھے کیوں اطلاع نہیں دی۔ لوگوں نے کہا ہم نے اسے اندھیری رات میں دفن کیا اور آپ کو بیدار کرنا اچھا نہ جانا پس آپ کھڑے ہُوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صف بندی کی ابن عباس اللہ عنہما نے کہا میں بھی لوگوں میں تھا اور آپ نے اس پر نمازہ جنازہ پڑھی۔

۱۲۴۵ —

شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں بالغ نہ ہُوئے تھے اور اُنھوں نے اس زمانہ میں صحابہ کے ساتھ جنازہ کی نماز پڑھی اس اعتبار سے یہ حدیث عنوان کے مناسب ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات دفن کرنا جائز ہے۔ ابوداؤد نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ

marfat.com

بَابُ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ وَقَالَ صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكُمْ وَقَالَ صَلُّوا عَلَى النَّجَاشِيِّ سَمَّاهَا صَلٰوةً لَيْسَ فِيهَا رُكُوعٌ وَلَا سُجُودٌ وَلَا يُتَكَلَّمُ فِيهَا وَفِيهَا تَكْبِيرٌ وَتَسْلِيمٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُصَلِّي إِلَّا طَاهِرًا وَلَا يُصَلِّي عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَقَالَ الْحَسَنُ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَأَحَقُّهُمْ عَلٰى جَنَائِزِهِمْ مَنْ رَضُوهُ لِفَرَائِضِهِمْ وَإِذَا أَحْدَثَ يَوْمَ الْعِيدِ أَوْ عِنْدَ الْجَنَازَةِ يَطْلُبُ الْمَاءَ وَلَا يَتَيَمَّمُ وَإِذَا انْتَهٰى إِلَى الْجَنَازَةِ وَهُمْ يُصَلُّونَ يَدْخُلُ مَعَهُمْ بِتَكْبِيرَةٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ يُكَبِّرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالسَّفَرِ وَالْحَضَرِ أَرْبَعًا وَقَالَ أَنَسٌ التَّكْبِيرَةُ الْوَاحِدَةُ اِسْتِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَفِيهِ صُفُوفٌ وَإِمَامٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ ۱۲۴۶
قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَأَمَّنَا فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّيْنَا فَقُلْنَا يَا أَبَا عَمْرٍو وَمَنْ حَدَّثَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

لوگوں نے قبرستان میں آگ دیکھی انھوں نے وہاں آکر دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں کھڑے فرماتے ہیں اپنا صاحب (میت) مجھے پکڑاؤ، ہم نے دیکھا کہ میت وہی شخص تھا جو ذکر بکثرت کیا کرتا تھا۔ حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے لہٰذا جن روایات میں رات کو دفن سے منع فرمایا ہے وہ منسوخ ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صبح طلوع ہونے سے پہلے دفن کئے گئے" نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بچوں کو نماز کی عادت ڈالنے کے لئے نماز باجماعت میں شرکت کی رغبت دلانی چاہیئے تاکہ وہ نماز سے مانوس ہوں اور نمازِ جنازہ میں لوگوں کی تکثیر کے لئے لوگوں کو خبردار کرنا چاہیئے" اگر نماز جنازہ کے بغیر کوئی مسلمان دفن کیا جائے تو تین دن تک اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنی جائز ہے۔ اس کے بعد جائز نہیں کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم تین دن تک سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ پڑھتے رہے" اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداءِ اُحد کی آٹھ سال بعد نماز جنازہ پڑھی کیونکہ ان کے جسم خراب نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی ان کو زمین نے کھایا تھا۔

باب — جنائز پر نماز کا طریقہ "

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جنازہ کی نماز پڑھے ~~اور~~ فرمایا اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھو اور فرمایا نجاشی پر نمازِ جنازہ پڑھو اور اسے صلوٰۃ کہا حالانکہ اس میں رکوع و سجود نہیں اور نہ ہی اس میں کلام کیا جاتا ہے" اس میں صرف تکبیر اور سلام ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما وضو کے بغیر نمازِ جنازہ نہ پڑھتے تھے اور نہ ہی طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نمازِ جنازہ پڑھتے تھے وہ اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے تھے حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے لوگوں کو پایا ہے کہ وہ نمازِ جنازہ کا زیادہ مقدار اس کو جانتے تھے جس کو وہ فرض کی نماز میں امام بنانا پسند

marfat.cpm

پسند کرتے تھے" اور جب کوئی عید کی نماز یا جنازہ کی نماز میں بے وضوء ہو جائے وہ پانی تلاش کرے اور تیمم نہ کرے اور جب جنازہ کے پاس جائے حالانکہ لوگ نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہوں تو تکبیر کہہ کر اُن کے ساتھ شامل ہو جائے" اور ابن مسیب نے کہا رات ہو یا دن، سفر ہو یا حضر نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں کہے" انس رضی اللہ عنہ نے کہا پہلی تکبیر نماز شروع کرنے کی ہے" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا" منافقین میں سے جو کوئی مر جائے اس پر نمازِ جنازہ کبھی نہ پڑھیں" اس نماز میں صفیں اور امام ہوتا ہے۔

اس باب میں مذکور تراجم سے امام بخاری رضی اللہ عنہ کی غرض اس بات کا بیان ہے کہ نماز کا اطلاق نمازِ جنازہ پر جائز ہے اور یہ نماز مشروعہ ہے اگرچہ اس میں رکوع و سجود نہیں۔ اس کی ایک دلیل یہ بیان کی کہ اس کو نماز کا نام دیا جاتا ہے اور بامر الصلوٰۃ یہ مامور بہ ہے، دوسری دلیل یہ کہ جس طرح نماز میں کلام کرنا ممنوع ہے اور وہ تکبیر سے شروع ہوتی ہے اور سلام سے ختم ہوتی ہے اور وضوء کے بغیر صحیح نہیں ہوتی مکروہ وقت میں ادا نہیں ہوتی۔ پہلی تکبیر کے وقت دونوں ہاتھ اُٹھائے جاتے ہیں اور امامت کا زیادہ حقدار کون ہوتا ہے اور نماز کا وقت آجائے تو طہارت کے لئے پانی کا طلب کرنا واجب ہوتا ہے۔ یہ تمام امور بعینہا نمازِ جنازہ کے لئے بھی ضروری ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا" منافقین سے جو کوئی مر جائے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیئے" اس آئت میں نماز جنازہ پر نماز کا اطلاق کیا ہے" اس کے علاوہ نماز کی طرح نمازِ جنازہ میں صف بندھی ہوتی ہے اور امام ہوتا ہے۔ مذکورہ امور اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ جنازہ پر نماز کا اطلاق درست ہے اور یہ اطلاق حقیقتِ شرعیہ ہے۔

ترجمہ : شعبی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جو تمہارے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک منبوذ کی قبر کے پاس سے گزرا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری امامت کی اور ہم نے آپ کے پیچھے صف بندی کی" ہم نے کہا اے ابا عمرو تم سے کس نے بیان کیا اُس نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے"

۱۲۴۶ ——

شرح : ابو عمرو شعبی کی کُنیت ہے، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا، نمازِ جنازہ کی صحت کی شرط طہارت، ستر اور استقبالِ قبلہ ہے۔ کافر پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جاتی، کیونکہ نماز میں مغفرت مطلوب ہوتی ہے اور کافر کی مغفرت ناممکن ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ جنازہ باجماعت مسنون ہے اور قبر پر نمازِ جنازہ جائز ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نمازِ جنازہ وہ پڑھائے جس کے دین سے لوگ راضی ہوں" احناف کے نزدیک اگر میت کو نمازِ جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا جائے تو تین روز تک اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں (ہدایہ)

---

marfat.com

بَابُ فَضْلِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِذَا صَلَّيْتَ فَقَدْ قَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ مَا عَلِمْنَا عَلَى الْجَنَازَةِ إِذْنًا وَلَكِنْ مَنْ صَلَّى ثُمَّ رَجَعَ فَلَهُ قِيرَاطٌ حَدَّثَنَا ۱۲۴۷
أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ حُدِّثَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ فَقَالَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَيْنَا فَصَدَّقَتْ يَعْنِي عَائِشَةُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ فَرَّطْتُ ضُيِّعْتُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ

باب ـــ جنازوں کے پیچھے چلنے کی فضیلت

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا، جب تو نماز جنازہ پڑھے تو جو تیرے اُوپر میّت کا حق تھا وہ تو نے ادا کر دیا اور حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد (واپس ہونے کے لئے) اجازت نہیں جانتے، لیکن جو کوئی نمازِ جنازہ پڑھ لے پھر لوٹ جائے تو اس کے لئے ایک قیراط ثواب ہے"

ترجمہ : جریر بن حازم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نافع کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ خبر دی گئی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو کوئی جنازے کے ساتھ رہے اس کے لئے ایک قیراط ثواب ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ابو ہریرہ بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو ہریرہ کی تصدیق کی اور فرمایا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہی فرماتے ہُوئے سُنا ہے ابن عُمر رضی اللہ عنہما نے کہا بے شک ہم نے بہت زیادہ قیراطوں کا نقصان اُٹھایا ہے "فَرَّطْتُ"، یعنی میں نے اللہ کا حکم ضائع کیا"۔ ۱۲۴۷ ـــ

شرح : یعنی حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے نزدیک یہ بات ثابت نہیں کہ جنازہ پڑھنے کے بعد واپسی کے لئے اجازت ضروری ہے لیکن یہ بات ثابت ہے کہ جو کوئی نماز جنازہ پڑھ کر واپس چلا جائے اس کے لئے ایک قیراط ثواب ہے"۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ تھا کہ ابو ہریرہ بکثرت روایات بیان کرتے ہیں ممکن ہے کہ انہیں اشتباہ ہو گیا ہو ان کی یہ مراد نہیں کہ وہ بے سنی بہت روایات بیان کرتے ہیں کیونکہ ان کا مقام و مرتبہ اس سے بالاتر ہے کہ وہ ایسا کریں یا کہیں۔ "فَرَّطْنَا" کا معنیٰ یہ ہے کہ ہم نے اتباعِ جنازہ میں تقصیر کر کے بہت زیادہ قیراط ضائع کر دیئے"۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے "فَرَّطْتُ" سے قرآن کریم کی آیت کی طرف اشارہ کیا" يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطْتُ فِي جَنبِ اللَّهِ" یعنی میں نے اللہ کا حکم ضائع کر دیا"۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل

marfat.cpm

بَابُ مَنِ انْتَظَرَ حَتّٰى يُدْفَنَ ١٢٤٨ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰى يُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ

ہے کہ جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے کیونکہ حقیقی اتباع اسی میں ہے کیونکہ عرف میں اتباع کا معنیٰ پیچھے چلنا ہے احناف کا یہی مسلک ہے،، اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما علم میں بہت حرص کرتے تھے اور نیک عمل نہ ہونے پر افسوس کیا کرتے تھے،،

باب ــــ جس نے دفن کئے جانے تک انتظار کی،،

ترجمہ :

١٢٤٨ ــــ سعید بن ابی سعید مقبری نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا،، ہمیں احمد بن شبیب بن سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے میرے باپ نے خبر دی انھوں نے کہا ہمیں یونس نے خبر دی ابن شہاب نے کہا اور مجھے عبدالرحمٰن اعرج نے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جنازے میں حاضر رہے حتیٰ کہ نماز جنازہ پڑھی جائے اس کو ایک قیراط ثواب حاصل ہوتا ہے اور جو کوئی جنازے میں اس کے دفن تک موجود رہے اس کو دو قیراط ثواب ملتا ہے کہا قیراطان کیا شئی ہیں ؟ تو کہا دو عظیم پہاڑوں کی مثل،،

شرح : قولہ "وَحَدَّثَنِي" واو عاطفہ ہے اور معطوف علیہ مقدر ہے۔ یعنی ابن شہاب نے کہا حدثنی فلان بہ وحدثنی

١٢٤٨ ــــ عبدالرحمٰن ایضاً بہ،، عینی وکرمانی،، اس مسئلہ میں روایات مختلفہ ہیں،، کہ دو قیراط کا ثواب صرف میت کو قبر میں رکھنے سے حاصل ہوتا ہے یا مٹی گرانے سے پہلے پہلے دفن کی انتہا تک یا کلیتہً دفن سے فارغ ہونے تک ساتھ رہنے سے دو قیراط ثواب حاصل ہوتا ہے۔ مسلم نے کہا کہ معمر کی ایک روایت میں دفن سے فارغ ہونے تک اور دوسری روایت میں لحد میں اتارتے تک دو قیراط ثواب ملتا ہے اور ابوحازم کی روایت میں قبر میں رکھنے تک مذکور ہے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابومزاحم کی روایت میں اس سے پورا فارغ ہونا ذکر کیا

marfat.com

بَابُ صَلٰوةِ الصِّبْيَانِ مَعَ النَّاسِ عَلَى الْجَنَائِزِ

۱۲۴۹ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرًا فَقَالُوا هٰذَا دُفِنَ اَوْ دُفِنَتِ الْبَارِحَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمُصَلّٰى وَالْمَسْجِدِ

۱۲۵۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِي سَلَمَةَ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَعٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِاَخِيكُمْ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلّٰى فَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا

ہے اور ترمذی میں بروایت ابوسلمہ ہے کہ حتیٰ کہ اس کے دفن سے فارغ ہو جائے ابوعوانہ نے ابن عیاض سے روایت کی کہ حتیٰ کہ اس پر مٹی برابر کر دی جائے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شیخ زین الدین نے کہا اصحاب شافعی کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ کمال دفن پر موقوف ہے۔ صرف میت کو لحد میں رکھ دینے پر یہ ثواب موقوف نہیں اور بعض علماء شافعیہ کہتے ہیں کہ صرف لحد میں رکھ دینے سے یہ ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے جنازہ میں شریک ہونے اور اس کا انتظام کرنے میں بہت ثواب ہے اور جو کوئی مسلمان کی موت کے بعد اس کی تجہیز و تکفین اور تدفین خوش اسلوبی سے کرے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی تکثیر ثواب سے تکریم کرتا ہے،، واللہ اعلم!

باب — بچوں کا لوگوں کے ساتھ جنازوں پر نماز پڑھنا

۱۲۴۹ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس تشریف لائے تو لوگوں نے کہا یہ گزشتہ رات کو دفن کیا گیا یا دفن کی گئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے آپ کے پیچھے صف بندی کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی،،

۱۲۴۹ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر پر نماز جنازہ جائز ہے۔ (مگر تین دن تک) اور رات کو دفن کرنا صحیح ہے،،

باب — عیدگاہ اور مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا

۱۲۵۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نجاشی (حبشہ کا بادشاہ) کے فوت ہونے کی اسی دن خبر

marfat.cpm

۱۲۵۱ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مِّنْهُمْ وَامْرَاَةٍ زَنَيَا فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِّنْ مَوْضِعِ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

سُنائی جس روز وہ فوت ہُوا اور فرمایا اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو ابن شہاب سے روائت ہے اُنھوں نے کہا مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ میں لوگوں کی صف بندی کی اور اس پہ چار تکبیریں کہیں،،

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کو جنہوں نے زنا کیا تھا لے کر حاضر ہُوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رجم کرنے کے حکم دیا اور مسجد کے پاس جنائز کی جگہ کے قریب ان کو سنگسار کیا گیا،،

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حدیث ۱۲۵۱ سے ۱۲۵۱ ، ۱۲۵۰ —— مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا ثابت نہیں ہوتا ہاں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی مگر اس حدیث کا اسناد بخاری کی شرط کے مطابق نہیں ۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ کی غرض یہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قریب جنازوں کی نماز پڑھنے کے لئے جگہ معین کر رکھی تھی اگر مسجد میں نمازِ جنازہ جائز ہوتی تو مسجد سے باہر اس کے لئے جگہ معین نہ فرماتے،، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض جنازوں پر مسجد میں نماز پڑھنا کسی عارضہ اور عذر کی وجہ سے تھا،، ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا شَيْءَ لَهُ" ایک روائت میں ہے "فَلَا اَجْرَ لَهُ" کہ جس نے نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھی اسے کچھ حاصل نہیں،، ابو داؤد کا اس پر سکوت کرنا اس کی صحت کی دلیل ہے ۔ ابن ماجہ اور ابن شیبہ نے بھی اس کو ذکر کیا ہے اگر یہ کہا جائے کہ ابو ہریرہ کی حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کے اسناد میں صالح مولی التوءمہ ہے،، ابن حبان نے "کتاب الضعفاء" میں ذکر کیا کہ آخر عمر میں صالح کو اختلاط ہو گیا تھا اور وہ نئی حدیث کا قدیم حدیث سے امتیاز نہ کر سکتے تھے،، ابن عدی نے کہا یہ حدیث صالح کی منکر احادیث میں سے ہے اسی لئے ائمہ کرام نے اس کی حدیث میں طعن کی اور کہا صالح ضعیف ہے،، اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اور ان کی حدیث قابلِ حجت ہے اس میں کسی کا نزاع نہیں،، عجلی نے صالح کو ثقہ کہا ہے یحییٰ بن معین نے کہا صالح ثقہ ہے اور اس کی حدیث قابلِ حجت ہے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے سماعِ حدیث اس وقت ترک کیا جب وہ بوڑھا ہو گیا اور اسے اختلاط ہو گیا تھا اور اختلاط سے پہلے جس نے اس سے حدیث سُنی وہ قابلِ حجت ہے ابن عدی نے کہا اختلاط سے پہلے ان سے مسموع احادیث حجت ہیں اور ابن ابی ذئب نے یہ حدیث اختلاط سے پہلے صالح سے سُنی تھی لہٰذا یہ حدیث قابلِ

marfat.com

حجت ہے اور جب ابوداؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا تو ابن حبان کا اس کو باطل کہنا صحیح نہیں اور علامہ قسطلانی کا اس حدیث کو ضعیف کہنا بھی ضعیف ہے،، الحاصل صالح کو آخر عمر میں اختلاط لاحق ہُوا اور یہ حدیث صالح کے اختلاط سے پہلے ان سے مروی ہے لہذا یہ حدیث قابلِ حجت ہے اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے کچھ ثواب نہیں ملتا،، اور اس حدیث سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن بیضاء کا جنازہ مسجد میں پڑھا تھا،، منسوخ ہے کیونکہ ام المؤمنین کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی خبر ہے جو آپ نے حالِ اباحت میں کیا تھا اور ابوہریرہ کی حدیث میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہی کا بیان ہے جس سے پہلے اباحت تھی لہذا ابوہریرہ کی حدیث ام المؤمنین کی حدیث کی ناسخ ہے اور جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام نے اس کا انکار کر دیا اس سے مذکور نسخ کی تائید ہوتی ہے اس کے علاوہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نمازِ جنازہ مسجد میں نہیں پڑھائی بلکہ عید گاہ میں پڑھائی تھی۔ اگر نمازِ جنازہ مسجد میں جائز ہوتی تو آپ صحابہ کرام کو عید گاہ نہ لے جاتے معلوم ہُوا کہ مسجد میں نمازِ جنازہ ممنوع ہے۔ اگرچہ میت مسجد میں نہ ہو کیونکہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نمازِ جنازہ مسجد میں نہیں پڑھائی حالانکہ اس کی میت غائب تھی احناف اور مالکیہ کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ، مالک،، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کے مذہب میں جنازہ کی چار تکبیریں ہیں اور جن احادیث میں چار سے زائد تکبیریں مذکور ہیں وہ منسوخ ہیں کیونکہ چار تکبیرات پر صحابہ کرام کا اجماع ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر امر پر منعقد ہُوا تھا اور جب خبر مشہور سے نسخ ہو سکتا ہے تو اجماعِ صحابہ جو علمِ یقین کا موجب ہے سے بطریقِ اولیٰ نسخ ہو سکتا ہے،،

رہا یہ کہ غائبانہ نمازِ جنازہ جائز ہے یا نہیں اس میں احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر میّت غائب ہو تو اس کی نمازِ جنازہ جائز نہیں اور نجاشی کی میّت اگرچہ بظاہر غائب تھی مگر سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی اور آپ اس کو دیکھ رہے تھے ابن حبان نے صحیح میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے حدیث ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے اُٹھو اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہُوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں آپ نے چار تکبیریں کہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیال کرتے تھے کہ نجاشی کا جنازہ آپ کے سامنے ہے۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے سوا کسی صحابی کی غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھی حالانکہ کثیر صحابہ کرام کے دُور دراز علاقوں میں فوت ہونے کی خبر آپ کو پہنچی تھی اگر یہ کہا جائے کہ معاویہ بن معاویہ مزنی مدینہ منورہ میں فوت ہو گئے جبکہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تشریف فرما تھے اور آپ نے تبوک میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی میت سامنے کر دی تھی لہذا یہ بات واضح ہو گئی کہ میت غائب ہو تو اس کی نماز جنازہ نہ مسجد میں جائز ہے اور نہ ہی مسجد سے باہر ہے واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

---

marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ ضَرَبَتْ اِمْرَاَتُهُ الْقُبَّةَ عَلٰى قَبْرِهٖ سَنَةً ثُمَّ رُفِعَتْ فَسَمِعُوْا صَائِحًا يَقُوْلُ اَلَا هَلْ وَجَدُوْا مَا فَقَدُوْا فَاُجِيْبَ اَخْرِبَلْ يَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ هِلَالٍ هُوَ الْوَزَّانُ ١٢٥٢ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَاُبْرِزَ قَبْرُهٗ غَيْرَ اَنِّيْ اَخْشٰى اَنْ يُّتَّخَذَ مَسْجِدًا

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النُّفَسَاءِ اِذَا مَاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا

باب — قبور پر مساجد بنانا مکروہ ہے

۱۲۵۲ — اور جب حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم کا انتقال ہوا تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک سال تک خیمہ بنائے رکھا پھر خیمہ اُٹھا لیا گیا لوگوں نے کسی آواز دینے والے کو یہ کہتے ہوئے سُنا کیا اُنھوں نے جس کو گم کیا تھا ان کو پا لیا؟ کسی دُوسرے نے جواب دیا بلکہ نا اُمید ہو کر واپس چلے گئے،،

۱۲۵۲ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے اس مرض جس میں آپ نے انتقال فرمایا کی حالت میں فرمایا اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے اُنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر شریف ظاہر کر دیتے مگر مجھے ڈر ہے کہ اس کو مسجد نہ بنا لیا جائے۔

حسن بن حسن کا نام اپنے والد کے نام سا ہے ۹۷ ہجری میں ان کی وفات ہوئی وہ ثقہ تابعی ہیں ان کے صاحبزادے کا نام بھی حسن ہے ان کی بیوی جس نے قبر پر خیمہ نصب کیا تھا فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہما حسن کے چچا کی بیٹی ہے،، اُنھوں نے قبر پر خیمہ اس لئے نصب کیا تھا کہ لوگ ذکر اور قرأت قرآن کے لئے جمع ہوں۔ ملّا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرقات کے باب البکاء میں ذکر کیا کہ حَمْلُ فِعْلِهَا عَلَى الْعَبَثِ الْمَكْرُوْهِ فَغَيْرُ لَائِقٍ لِصَنِيْعِ اَهْلِ الْبَيْتِ ،، کہ سیدہ کا فعل عبث اور بے فائدہ قرار دینا اہل بیت کرام کی شان کے لائق نہیں،، اس اثر کی حدیث سے مناسبت اس طرح ہے کہ خیمہ میں مقیم شخص وہاں نماز تو پڑھے گا لہٰذا قبر پہ مسجد بنانا لازم آئے گا اور اگر قبر قبلہ کی جانب ہو تو کراہت اور بھی زیادہ ہوگی اور غائبانہ ندا کرنے والے فرشتے یا نیک جن تھے،،

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ اگر قبر کو مسجد بنانے کا ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر شریف ظاہر کر دی جاتی لیکن اس خوف کے باعث آپ کی قبر شریف کو ظاہر نہیں کیا،،

باب — نفاس والی عورت کی نمازِ جنازہ جب وہ نفاس کی حالت میں مر جائے —

marfat.com

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ ۱۲۵۳
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا **بَابٌ** أَيْنَ يَقُومُ مِنَ الْمَرْأَةِ وَالرَّجُلِ حَدَّثَنَا ۱۲۵۴
عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ
قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا

ترجمہ : سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت کی نماز جنازہ پڑھی جو اپنے نفاس میں فوت ہوگئی تھی آپ اس کے وسط میں کھڑے ہوئے۔

۱۲۵۳ —

باب — عورت اور مرد کی نمازِ جنازہ پڑھاتے وقت کہاں کھڑا ہو"

ترجمہ : سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت کی نمازِ جنازہ پڑھی جو نفاس کی حالت میں فوت ہوگئی تھی آپ اس کے وسط میں کھڑے ہوئے،،

۱۲۵۴ —

شرح : امام ابو یوسف، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک امام مرد کے سر کے سامنے اور عورت کے سرین کے برابر کھڑا ہو۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مرد کے وسط میں اور عورت کے کندھوں کے برابر کھڑا ہو۔ احناف کے نزدیک امام مرد و عورت کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو حسن بصری کی روایت میں ہے کہ وسط میں کھڑا ہو مگر یہ مشہور کے خلاف نہیں کیونکہ سینہ وسط میں آتا ہے،، حدیث میں نفساء کی قید اتفاقی ہے اور واقعہ میں درپیش سانحہ کی حکایت ہے،، مخنث کا حال عورت سا ہے،، اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ میت کے ساتھ مل کر کھڑا نہ ہو نمازی اور میت کے درمیان کچھ فاصلہ ہونا ضروری ہے۔"

الحاصل عورت و مرد کے جنازہ میں فرق نہیں کہ امام میت کے سینے کے سامنے کھڑا ہو اور ابوداؤد اور ترمذی کی انس بن مالک سے روایت کہ انھوں نے مرد کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے سر کے سامنے کھڑے ہوئے اور عورت کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے سر کے سامنے کھڑے ہوئے،، علاء بن زیاد نے ان سے دریافت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے انس نے کہا جی ہاں،، ضعیف ہے،، واللہ اعلم!

marfat.cpm

بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ اَرْبَعًا وَقَالَ حُمَيْدٌ صَلَّى بِنَا اَنَسٌ فَكَبَّرَ ثَلٰثًا ثُمَّ سَلَّمَ فَقِيْلَ لَهٗ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ثُمَّ

۱۲۵۵ كَبَّرَ الرَّابِعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ

الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ خَرَجَ بِهِمْ اِلَى

۱۲۵۶ الْمُصَلّٰى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا

سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى اَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ اَرْبَعًا وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ

وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ سُلَيْمٍ اَصْحَمَةَ

باب — نمازِ جنازہ میں چار تکبیریں کہنا

اور حُمید بن انس نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ نے ہم کو نمازِ جنازہ پڑھائی تو تین تکبیریں کہیں اور سلام پھیر دیا ان سے کہا گیا تو وہ قبلہ رُو ہوئے اور چوتھی تکبیر کہی پھر سلام پھیر دیا"

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۵۵ — نے اسی روز نجاشی کے فوت ہونے کی خبر سُنائی جس دن وہ فوت ہُوا اور لوگوں کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے اور ان کی صفیں بندھوائیں اور اس پر چار تکبیریں کہیں"

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم

۱۲۵۶ — صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحمہ نجاشی پر نمازِ جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں یزید بن ہارون اور عبدالصمد نے سُلیم سے "اصحمہ" روائت کیا اور عبدالصمد نے اس کی متابعت کی۔

شرح: جنازہ کی نماز میں چار تکبیروں کی تفصیل حدیث

۱۲۵۵ ، ۱۲۵۶ — ۱۲۴۲ کی تفہیم میں گزر چکی ہے اگر کوئی سوال کرے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں عمران بن حُدیر سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنازہ پر نماز پڑھی تو اُنھوں نے صرف تین تکبیریں کہیں ایک اور روائت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنازہ پر تکبیریں صرف تین ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ پہلے صرف تین تکبیروں پر اکتفا کیا کرتے تھے جب اُنھوں نے جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل دیکھا کہ وہ جنازہ پر چار تکبیریں کہتے ہیں تو وہ اس کے بعد چار تکبیریں کہا کرتے تھے احناف کے نزدیک جنازہ کی نماز کی ہر تکبیر رکعت کے قائم مقام ہے حتیٰ کہ اگر ان میں سے ایک تکبیر چھوڑ دی جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے جیسے ایک رکعت ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، اگر ایک یا دو تکبیریں رہ جائیں تو جب تک جنازہ اُٹھایا نہ جائے ان کو قضاء کر لیا جائے جیسے مسبوق ایک یا دو رکعتیں قضاء کرتا ہے، ظاہر روائت میں جب تک کندھوں پر میت کو نہ اُٹھا لیا جائے مسبوق تکبیریں قضا کی جا سکتی ہیں"

حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا ہے جیسے روم کے بادشاہ کو قیصر اور فارس کے بادشاہ کو کسریٰ کہا جاتا

marfat.com

باب قراءۃ فاتحۃ الکتاب علی الجنازۃ وقال الحسن یقرأ علی الطفل بفاتحۃ الکتاب ویقول اللّٰھم اجعلہ لنا فرطًا وسلفًا واجرًا حدثنا محمد بن بشارٍ قال حدثنا غندرٌ ۱۲۵۷
قال حدثنا شعبۃ عن سعد بن ابراھیم عن طلحۃ قال صلّیت خلف ابن عباسٍ ح قال وحدثنا محمد بن کثیرٍ قال اخبرنا سفین عن سعد بن ابراھیم عن طلحۃ بن عبد اللّٰہ بن عوفٍ قال صلّیت خلف ابن عباسٍ علی جنازۃٍ فقرأ بفاتحۃ الکتاب وقال لیعلموا انّھا سنّۃ

تھا۔ نجاشی کا نام اصحمہ ہے۔ یزید ہارونؒ اصبحہ" کہتے ہیں"۔ یزید بن ہارون بغداد میں رہتے تھے اور ان کی مجلس میں ستر ہزار لوگ بیٹھا کرتے تھے نماز میں وہ اس قدر خشوع کرتے کہ دیکھنے والے کو یہ گمان ہوتا کہ کوئی درخت کھڑا ہے،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جنازہ پر سورۂ فاتحہ پڑھنا،،

اور حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بچے پر سورۂ فاتحہ پڑھے اور یہ دعاء پڑھے اللّٰھم اجعلہ لنا فرطا وسلفا واجرا —"

ترجمہ : حضرت طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی ،، طلحہ بن عبد اللہ بن عوف نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے جنازہ پر نماز پڑھی تو انھوں نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور کہا تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے

۱۲۵۷ — شرح : حضرت طلحہ بن عبد اللہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کا بھتیجہ ہیں وہ بہت بڑے فقیہہ اور سخی تھے وہ ۹۹ ہجری میں فوت ہوئے اور سعد بن ابراہیم حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کا پوتا ہیں۔ وہ ہر روز قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے وہ ۱۲۵ ہجری میں فوت ہوئے امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما کا مسلک یہ ہے کہ نمازِ جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی جائے اور رات کو نمازِ جنازہ پڑھی جائے تو فاتحہ جہر سے پڑھے اور دن کو آہستہ پڑھے۔

ابن ماجہ نے ام شریک سے روائت کی کہ انھوں نے کہا ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم جنازہ پر سورۂ فاتحہ پڑھیں،، حافظ ابو نعیم نے ام عفیف نہدیہ سے روائت کی کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اپنی اموات پر سورۂ فاتحہ پڑھیں،، امام نسائی نے ابو امامہ بن سہل سے روائت کی کہ نمازِ جنازہ میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر میں آہستہ سورہ فاتحہ پڑھی جائے پھر تین تکبیریں کہی جائیں اور آخری تکبیر کے بعد سلام پھیرا جائے،، ابن ابی شیبہ نے ہمدانی سے روائت کی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جنازہ پر سورہ فاتحہ پڑھی،،

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جنازہ پر سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں علماءِ احناف نے کہا کہ جنازہ کی نماز میں سورۂ فاتحہ ثناء کی نیت سے پڑھی

marfat.com

جائے تلاوت کی نیت سے نہ پڑھی جائے مؤطا میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جنازہ کی نماز میں قرأت نہ کرتے تھے اور دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھتے تھے جیسے تشہد میں درود پڑھتے تھے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اس میں مختلف رہا ہے جو صحابہ کرام نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے غالباً وہ تلاوت کی نیت سے نہ پڑھتے تھے۔ ثناء اور دعاء کی نیت سے پڑھتے تھے۔ فتح الباری میں ہے" نمازِ جنازہ میں فاتحہ کا پڑھنا مشروع ہے اور یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے۔ ابن منذر نے ابن مسعود، حسن بن علی، ابن زبیر اور مسور بن مخرمہ سے اس کا مشروع ہونا نقل کیا ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا مذہب یہی ہے،، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنی واجب نہیں مشروع ہے،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام میں سنت سے مراد دین میں طریقہ مسلوکہ ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عمر فاروق، علی بن ابی طالب، ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم نمازِ جنازہ میں قرأت نہ کرتے تھے اور اس کو اچھا نہ جانتے تھے،، امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ منورہ میں نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی ہے اور نہ ہی اس پر مدینہ منورہ والوں نے عمل کیا ہے،، الحاصل نمازِ جنازہ میں قرأت نہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنی ثابت ہیں اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھی ہے وہ ثناء اور دعا کی نیت سے پڑھی ہے تلاوت اور قرأت کی نیت سے نہیں پڑھی،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب — دفن کئے جانے کے بعد قبر پر دعاء کرنا

۱۲۵۸ — ترجمہ : شعبہ نے کہا مجھے سلیمان شیبانی نے خبر دی انھوں نے کہا میں نے شعبی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبروں سے علیحدہ ایک قبر کے پاس گزرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی امامت کی اور انھوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی میں نے کہا اے ابا عمرو تمہیں کس نے یہ خبر دی شعبی نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے،،

۱۲۵۹ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسود مرد یا عورت جو مسجد کی صفائی کیا کرتا تھا فوت ہوگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی موت خبر نہ ہوئی، ایک دن آپ نے اس کا ذکر کیا اور فرمایا وہ شخص کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا یارسول اللہ وہ فوت ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا انھوں نے کہا اس کا ایسا ایسا واقعہ ہے (اور واقعہ ذکر کیا) اور اس کا حال حقیر بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی قبر مجھے بتلاؤ آپ اس کی قبر پر تشریف لائے اور نماز جنازہ پڑھی!

marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَسْوَدَ رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً كَانَ يَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ
فَمَاتَ فَلَمْ يَعْلَمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَوْتِهِ فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ ذٰلِكَ الْإِنْسَانُ قَالُوا مَاتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ
أَفَلَا آذَنْتُمُونِي فَقَالُوا إِنَّهُ كَانَ كَذَا وَكَذَا قِصَّتُهُ قَالَ فَحَقَّرُوا شَأْنَهُ قَالَ دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ قَالَ فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ

بَابُ الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ

۱۲۶۰ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ح قَالَ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ
فِي هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا
مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ
فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ

شرح ۱۲۵۸، ۱۲۵۹ — "ذَاتَ يَوْمٍ" میں لفظ ذات زائد ہے یا مسمّٰی کی اضافت اسم ظرف ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے اسود شخص کو حقیر اسمجھا تھا اس لئے آپ نے اس پر نماز پڑھی حالانکہ ابن حبان کی روائت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ قبریں اندھیری ہوتی ہیں۔ میرے نماز پڑھنے سے ان کو اللہ تعالیٰ منوّر کر دیتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے کا سبب یہ تھا مگر ان میں تضاد نہیں کیونکہ معلول واحد کی علل کثیرہ اور ایک شی کے کئی اسباب ہوتے رہتے ہیں یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ واقعہ متعدّد ہے"، مزید تفصیل حدیث ۱۲۴۴، ۱۲۴۵ اور حدیث ۱۲۴۶ کی تفہیمات میں دیکھیں"

باب — مردہ جوتوں کی آواز سُنتا ہے"

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جب آدمی اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور (اس کے دفن کے بعد) پیٹھ پھیر لی جاتی ہے اور اس کے ساتھی چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ ان کے جوتوں کی آواز سُنتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر اسے کہتے ہیں کہ اس شخص یعنی محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں تو کیا کہتا تھا وہ کہتا ہے میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے عبد اور رسول ہیں پھر اس سے کہا جاتا ہے دوزخ میں جو تیری جگہ تھی اس کو دیکھ لے اللہ تعالیٰ نے تیری اس جگہ کو جنت میں بدل کر دیا ہے نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا وہ آدمی دونوں جگہوں کو دیکھتا ہے اور فرشتوں کے جواب میں کافر یا منافق کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا ہوں جو کچھ لوگ کہتے تھے میں وہی کہتا تھا پھر اسے کہا جاتا ہے تو نے نہ جانا اور نہ ہی تجھے اس کی طاقت تھی پھر اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑے سے مارا جاتا ہے تو وہ ایک چیخ مارتا ہے

marfat.cpm

جس کو انسانوں اور جنوں کے سوا قریب والی ساری مخلوق سنتی ہے"

۱۲۶۰ — شرح : اللہ تعالیٰ قبر میں آدمی کا امتحان لیتا ہے پھر مومنوں کو استحان میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عذابِ قبر حق ہے اہل سنت وجماعت کا مذہب یہی ہے،، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا "، یہ آیت عذابِ قبر میں نازل ہوئی اس سے موت کے بعد تعذیب کی صراحت ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَ اَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ" اللہ تعالیٰ نے موت کو دوبار ذکر کیا یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ قبر میں حیات اور موت ہو تاکہ ایک موت وہ ہو جو دنیا میں حیات کے بعد ہوئی اور دوسری وہ جو قبر میں حیات کے بعد واقع ہوئی۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ،، اس آیت کریمہ میں قیامت کے عذاب کا عطف صبح وشام پیش کئے جانے والے عذاب پر کیا چونکہ معطوف علیہ معطوف کے مغائر ہوتا ہے لہذا یہ عذاب علیحدہ علیحدہ ہیں ایک قیامت کا عذاب اور دوسرا قبر کا عذاب،، ابو ہذیل بن علاف اور بشر بن معتمر نے کہا کافر کو دونوں نفخوں کے درمیان عذاب دیا جائے گا،، اور تعذیب احیا اور سوال کے بعد ہی ہو سکتی ہے کیونکہ جو کوئی عذابِ قبر کا قائل ہے وہ تعذیب اور سوال کا بھی قائل ہے"

احادیثِ نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا بکثرت عذابِ قبر میں وارد ہیں اور ان سے کتب حدیث مشحون ہیں،،

عذابِ قبر کے منکر یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی" یعنی وہ لوگ جنت میں پہلی موت کے سوا اور کوئی موت نہ پائیں گے اگر وہ قبروں میں زندہ ہوں تو وہ دو موتیں پائیں گے ایک نہیں پائیں گے،، اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنت کی وصف بیان فرمائی ہے کہ جنتی لوگ جنت میں نہیں مریں گے مگر وہی موت جو پہلے دنیا میں گزر چکی ہے لہٰذا ان کے لئے نعمتیں بھی منقطع نہ ہوں گی بخلاف اہلِ دنیا کے کیونکہ ان کی موت سے نعمتیں منقطع ہو جاتی ہیں،، لہٰذا اس آیت کریمہ میں جنت میں داخل ہونے سے پہلے اور سوال کے بعد دوسری موت کا انتفاء ثابت نہیں ہوتا،، منکرینِ عذابِ قبر نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ" اس آیت کریمہ کا سیاق کافروں کو عدمِ انتفاع میں اہلِ قبور سے تشبیہ دینا ہے کہ جس طرح اہلِ قبور نہیں سنتے کفار بھی نہیں سنتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو عدمِ انتفاع میں اہلِ قبور سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح اہلِ قبور وعظ ونصیحت سے نفع حاصل نہیں کر سکتے اسی طرح کافر نبی کی تبلیغ سے منتفع نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کے قلوب پر اقفالِ کفر پڑے ہوئے ہیں،، منکرینِ عذابِ قبر کہتے ہیں" ہم دیکھتے ہیں کہ کسی شخص کو صلیب دی جاتی ہے وہ مصلوب ہی باقی رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے سارے اجزاء بے کار ہو جاتے ہیں۔ ہم اس شخص میں حیات اور سوال نہیں دیکھتے ہیں تو مشاہدہ کے باوجود عذابِ قبر اور قبر میں سوال وجواب کے قائلین کی بات تسلیم کرنا بے کار ہے نیز جس کو کتے اور درندے کھا جائیں اور ان کے پیٹوں میں اس کے اجزاء متفرق ہو جائیں تو ان کا جمع ہو کر سوال وجواب کے لئے پیش ہونا کیسے ممکن ہے نیز کسی شخص کو جلا دیا جاتا ہے اور اس کی راکھ سخت تیز ہوا میں شرقاً غرباً اور شمال وجنوب میں اڑا دی جائے تو اس حال میں ظاہر ہے کہ اس کے اجزاء کا اجتماع پھر سوال وجواب وغیرہ ناممکن ہے!

اس کا جواب یہ ہے کہ مصلوب میں احیاء وسوال ہو اور ہم اس کا مشاہدہ نہ کر سکیں یہ بعید نہیں جیسے صاحبِ

marfat.com

بَابُ مَنْ اَحَبَّ الدَّفْنَ فِی الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ اَوْنَحْوِهَا حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ ۱۲۶۱
طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی فَلَمَّا جَاءَ صَكَّهٗ فَفَقَاَ عَیْنَهٗ فَرَجَعَ اِلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَیْنَهٗ وَقَالَ اِرْجِعْ فَقُلْ لَهٗ یَضَعُ یَدَهٗ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهٗ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهٖ یَدُهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ

سکر کی حیات کا ہم مشاہدہ نہیں کرتے حالانکہ وہ زندہ ہوتا ہے اور جیسے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے تھے جبکہ وہ صحابہ میں موجود ہوتے مگر صحابہ کرام اس کو نہ دیکھتے تھے،،

اور اللہ تعالیٰ قادر کریم ہے جو مختلف بطون و حواصل میں مہضوم اجزاء اور مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں منتشر اجزاء کو جمع کر کے صاحبِ اجزاء کو زندہ کر کے سوال و جواب اور تعذیب وغیرہ کرے جیسے صاحبِ کفن (کفن چور) کو زندہ کیا تھا جس نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ اس کی لاش جلا کر اس کی راکھ کچھ ہوا میں اُڑا دی جائے اور کچھ پانی میں بہا دی جائے۔ اگر یہ سوال ہو کہ فرشتے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے "ہٰذا الرجل" کہتے ہیں اس میں تعظیم و توقیر نہیں،، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امتحان کا مقام ہے تاکہ قائل کے تعظیمی الفاظ سے صاحبِ قبر کو جواب کا اشارہ نہ مل جائے،، حدیث میں "كَمَا يَقُوْلُ النَّاسُ" سے مراد منافق ہیں کیونکہ کافر تو محمد رسول اللہ" کہتا ہی نہیں،، "لَا دَرَیْتَ" کا معنیٰ یہ ہے کہ تو سمجھا نہیں اور "لَا تَلَیْتَ" صحیح روایت میں یہ لفظ اِیْتَلَیْتَ بروزن اِفْتَعَلْتَ ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ تو قاصر رہا،، بعض علماء کہتے ہیں کہ معنیٰ یہ ہے کہ تو نہ سمجھا اور نہ ہی قرآن پڑھا یعنی تو نے اپنی عقل اور قرآن کی تلاوت سے نفع حاصل نہ کیا اس کا یہ معنیٰ بھی ہو سکتا ہے کہ تو نے حق کی پیروی نہ کی،،

ظاہر یہ ہے کہ مقبور کو مارنے والا فرشتہ منکر و نکیر کے علاوہ ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ بہرہ اور گونگا فرشتہ اس پر مسلط کیا جاتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ منکر و نکیر پہلی ضرب واقع کریں پھر اعمی اور ابکم فرشتہ مارتا ہے" جن اور انسان معذّب کی چیخ و پکار کو اس لئے نہیں سُنتے کہ وہ خوفزدہ ہو کر یقیناً ایمان لے آئیں گے جب ان کا ایمان یقینی اور ضروری ہو گیا تو ابتلاء نہ رہے گا نیز لوگ سب تدابیر چھوڑ دیں گے اور کاروبار ختم کر دیں گے،، اس طرح دنیا کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے،، اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قبر میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نظر آتے ہیں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ مقبور اور روضۂ اطہر کے درمیان والے حجابات اُٹھ جاتے ہیں اور صاحبِ قبر صاحبِ لولاک کو عیاناً دیکھتا ہے اور یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذہن میں حاضر ہوتے ہیں غلط ہے کیونکہ کافر سے کبھی بھی ایسا تصور کرنا ممکن نہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

باب — جس نے مقدّس زمین یا اس جیسی زمین میں مدفون ہونا پسند کیا،،

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ملک الموت کو جناب موسیٰ ۱۲۶۱ —
علیہ السلام کے پاس بھیجا گیا (ان کی روح قبض کرنے کے لئے)
تو آپ نے انھیں ایک طمانچہ مارا ملک الموت اپنے رب کے پاس لوٹ گیا اور کہا تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف

marfat.cpm

سَنَةً قَالَ اَیْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ فَسَاَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یُّدْنِیَہٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ رَمْیَۃً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَوْ کُنْتُ ثَمَّ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَہٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ بَابُ الدَّفْنِ بِاللَّیْلِ وَدُفِنَ اَبُوْبَکْرٍ لَیْلًا

بھیجا ہے جو مرنے کا ارادہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ ان کو واپس کر دی اور فرمایا اب جاؤ اور موسیٰ سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ بیل کی پیٹھ پر رکھیں تو جتنے بال ان کا ہاتھ ڈھانپ لے گا ہر بال کے عوض ایک سال ان کو عمر دے دی جائے گی،، موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار پھر کیا ہوگا؟ فرمایا پھر موت ہوگی موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو پھر موت ابھی آجائے،، اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ان کو ایک پتھر پھینکنے کے مقدار ارض مقدس (بیت المقدس) کے قریب کر دے،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہاں ہوتا تو تم کو ان کی قبر راستہ کے کنارے سرخ ٹیلے کے پاس دکھاتا،،

شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ کہا جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرشتہ کے ساتھ ایسا سلوک کریں ان کا ہاتھ ملک الموت تک کیسے پہنچا پھر وہ ان کی روح کیسے قبض نہ کر سکے اور کیسے ان میں اللہ کا حکم پورا نہ ہوا،، اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی زندگی میں اکرام میں منفرد اور یکتا کیا تھا،، اور جب ان کی موت قریب آئی تو ان پر مزید مہربانی فرمائی کہ فرشتہ کو ان کی روح جبراً قبض کرنے کا حکم نہ دیا اور امتحان کے طور پر اس کو بشر کی صورت میں بھیجا۔ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اچھا نہ جانا اور اس کو اپنے سے ہٹانا چاہا تو چونکہ وہ بشری صورت میں تھا اس کی آنکھ طمانچہ سے باہر نکل آئی کیونکہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی طبع شریف میں حدت تھی۔ ایک روایت کے مطابق جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام غصہ میں آتے تو ان کی ٹوپی سے آگ نکلتی تھی عادۃً انسان اپنی حفاظت کرتا ہے اور تکلیف دہ شئی کا ازالہ کرتا ہے۔ ہماری شریعت مطہرہ میں اگر کوئی کسی کے گھر جھانکے تو اہل خانہ اس کو زجر کر سکتا ہے۔ اگرچہ زجر کرنے میں اس کی آنکھ نکال دی جائے پھر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ ان کو واپس کی تاکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم ہو جائے کہ ملک الموت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اسی لئے آپ نے اللہ کی قضاء تسلیم کی اور اس کے لئے راضی ہو گئے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ کہنا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اجازت دی ہو کہ وہ ملک الموت کو طمانچہ ماریں اور اس میں مظلوم کا امتحان ہو اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نورانی فرشتہ بشری صورت اور اس کے عوارض اختیار کر سکتا ہے اور اس کی نورانیت اور ملکیت باقی رہتی ہے اور بشر و نور دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے "فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا"، یعنی سیدنا جبرائیل علیہ السلام مریم علیہا السلام کے لئے کامل بشر ظاہر ہوئے،، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگان دین کے مدافن کے قریب دفن اختیار کرنا چاہیئے اس میں برکت ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

باب — رات کو دفن کرنا

marfat.com

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ ١٢٦٢
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ بَعْدَمَا دُفِنَ بِلَيْلَةٍ قَامَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَكَانَ سَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالُوا فُلَانٌ دُفِنَ الْبَارِحَةَ
فَصَلَّوْا عَلَيْهِ **بَابُ** بِنَاءِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقَبْرِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ١٢٦٣
قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيسَةً رَأَتْهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ
وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيبَةَ أَتَتَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيرَ فِيهَا فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ أُولٰئِكَ إِذَا
مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ وَأُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللهِ

اور ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو دفن کئے گئے "

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
١٢٦٢ — نے ایک شخص کی نمازِ جنازہ پڑھی جو سوات کو دفن کیا گیا تھا آپ اور
آپ کے اصحاب اُٹھے اور اس شخص کے متعلق پوچھا اور فرمایا یہ کون ہے ؟ تو لوگوں نے کہا یہ فلاں شخص ہے جو گزشتہ
رات کو دفن کیا گیا تھا تو آپ نے اور آپ کے اصحاب نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھی "

باب — قبر پر مسجد بنانا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ
١٢٦٣ — علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کی بعض بیویوں نے ایک گرجا کا تذکرہ
کیا جسے اُنھوں نے حبشہ کی زمین میں دیکھا تھا اس کو ماریہ کہا جاتا تھا اور ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما حبشہ گئی
تھیں تو اُنھوں نے گرجا کی خوبصورتی اور اس میں تصاویر کا آپ سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اُٹھایا
اور فرمایا یہ لوگ جب ان میں سے کوئی نیک شخص مرجاتا تو وہ اس کی قبر پہ مسجد بنا لیتے پھر اس میں یہ صورتیں بنا
کر رکھتے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ لوگ ساری مخلوق سے بُرے ہیں ۔

شرح : حدیث ١٢٦٣ کے باب میں رات کو میت دفن کرنے کی
١٢٦٢، ١٢٦٣ — مشروعیت کا بیان ہے ۔ امام ابوحنیفہ ، امام مالک ،
امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے کہ رات میت کو دفن کرنا جائز ہے اور بخاری کی یہ حدیث اسکی دلیل ہے ابوداؤد
میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو رات دفن کیا جو بلند آواز سے ذکر کیا کرتا تھا ۔
اگر یہ کہا جائے کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ بنی عذرہ کا ایک شخص رات کو دفن کیا گیا
جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی تھی تو آپ نے رات کو دفن کرنے سے منع فرما دیا " امام
طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی کہ آپ نے فرمایا اموات کو رات دفن نہ کرو "

marfat.com

بَابُ مَنْ يَدْخُلُ قَبْرَ الْمَرْأَةِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْنَا
١٢٦٤ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ
مِنْ أَحَدٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِي قَبْرِهَا قَالَ فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ فُلَيْحٌ أُرَاهُ
يَعْنِي الذَّنْبَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ لِيَقْتَرِفُوا لِيَكْتَسِبُوا

اس کا جواب یہ ہے کہ رات دفن کرنے کی ممانعت اس لئے فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تھا کہ آپ تمام لوگوں کی نمازِ جنازہ پڑھیں کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ میرا نمازِ جنازہ پڑھنا لوگوں کے لئے رحمت ہے اور آپ کے نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ لوگوں کی قبریں منور فرماتا ہے،، ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ بعض لوگ اموات کا کفن اچھا نہ بناتے اور رات ہی دفن کر دیتے تھے تاکہ لوگوں سے مخفی رکھیں اس لئے آپ نے رات دفن کرنے سے روک دیا تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم رات دفن کئے گئے اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات دفن کیا تھا،، اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی رات دفن کئے گئے تھے،، اور حدیث ۱۲۶۳ کی تفصیل حدیث ۱۲۶۴ کی تفہیم میں ذکر ہو چکی ہے!

باب — عورت کی قبر میں کون اُترے

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی «سیّدام کلثوم رضی اللہ عنہا» کے جنازہ میں حاضر ہوئے،، اور سرورِ کونین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس تشریف فرما تھے،، میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے،، آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ہے جس نے آج رات اپنی بیوی سے جماع نہ کیا ہو؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہوں،، فرمایا تم قبر میں اُترو وہ صاحبزادی رضی اللہ عنہا کی قبر میں اُترے اور ان کو قبر میں اُتارا ابن مبارک نے کہا کہ فُلیح نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ "لم یقارف" کا معنی گناہ نہ کیا ہو، امام بخاری کہتے ہیں «لِيَقْتَرِفُوا» کا معنی ہے "تاکہ کسب کریں"

۱۲۶۴ شرح سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صاحبزادی سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں جو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے فرمایا تھا کہ عثمان کو خبردار کریں کہ انھوں نے آج رات اپنی لونڈی سے جمع کیا ہے۔ جب سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تھا اس وقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں تشریف فرما تھے،، استیعاب میں ہے کہ سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی قبر میں اُترنے کے لئے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی اور آپ نے ان کو اجازت دے دی حدیث ۱۲۱۳ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے،،

marfat.com

۱۲۶۵ بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَآءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِيْ دِمَآئِهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ

باب — شہید پر نمازِ جنازہ پڑھنا

۱۲۶۵ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحُد کے شہداء میں سے دو دو کو ایک قبر میں جمع کرتے تھے پھر فرماتے تھے ان میں سے کون ہے جو قرآن کو زیادہ یاد کرنے والا ہے جب ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اس کو لحد میں آگے رکھتے اور فرماتے قیامت کے دن ان لوگ کے لئے میں گواہی دوں گا اور ان کو ان کے خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا اور ان کو غسل نہ دیا اور (اس وقت) ان پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی!

۱۲۶۵ — شرح : مصابیح کی شرح میں علامہ مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ "ثوبِ واحد" کا معنی قبرِ واحد ہے، کپڑا مراد نہیں کیونکہ ان کو ننگا کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ایک کپڑے میں دو ننگوں کو جمع کرنا جائز ہے جبکہ ان کے درمیان کوئی شئ حائل نہ ہو "شہید علیہم" کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں ان کے لئے گواہی دیں گے کہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی جانیں قربان کی تھیں،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دو یا تین کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے اور ایک قبر میں مرد اور عورت کو دفن کرنا جائز ہے آئمہ اربعہ کا اس میں اتفاق ہے،، البتہ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما اس کو ضرورت پر محمول کرتے ہیں۔ بدائع میں ہے افضل کو لحد میں پہلے رکھا جائے بعد میں دوسرے کو رکھا جائے اور دونوں کے درمیان مٹی سے چھوٹی سی آڑ بنادی جائے اس طرح دو قبروں جیسی حالت ہوجاتی ہے اور مرد کو لحد میں مقدم کیا جائے اور جنازہ کی نماز میں عورت کو قبلہ کی طرف مرد سے مقدم کیا جائے مرد کی لاش مرد کے قریب ہو اور عورت سے بعید ہو،،

شہید کو غسل نہیں دیا جاتا اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے،، علامہ سہیلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شہید کو غسل نہ دینے کا سبب یہ ہے کہ وہ زندہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو جائیں ان کو مُردے مت کہو،، نیز شہید ہونا عبادت ہے اور خون اس کا اثر ہے وہ باقی رہنا چاہیئے جیسے روزے دار کے بارے میں بعض علماء کہتے ہیں کہ مسواک نہ کرے،، علماء احناف کے نزدیک شہید کو غسل نہ دیا جائے اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے،،

۱ : کیونکہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.cpm

ایک دن مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے اور اُحد کے شہداء کے لئے اس طرح نماز پڑھی جیسے میت کے لئے کیا کرتے ہیں،، معلوم ہُوا کہ یہ نماز صرف دُعاء نہ تھی اور اس کو دُعا پر محمول کرنا انصاف نہیں۔

۲ : ابن ماجہ نے یزید بن ابی زیاد کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہداء اُحد کے پاس تشریف لائے اور دس دس پر نماز جنازہ پڑھی اور ان میں امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ دس پر نماز جنازہ پڑھ کر ان کو اُٹھا لیا جاتا اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو نہ اُٹھایا جاتا تھا اور ہر دس پر نماز میں ان کو شامل کیا جاتا تھا،،

۳ : امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یزید بن ابن ابی زیاد کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ اُحد کے دن نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دس شہداء رکھے جاتے آپ اُن پر اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہم پر نماز جنازہ پڑھتے پھر اور دس لائے جاتے اور امیر حمزہ کا جنازہ وہیں رہنے دیا جاتا اور آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔

۴ : بزار نے مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُحد کے شہداء حاضر کئے گئے آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔

۵ : حاکم نے مستدرک میں، طبرانی نے معجم میں اور بیہقی نے سنن میں اس روائت کو ذکر کیا ہے،،

۶ : امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو ڈھانپنے کا حکم دیا پھر آپ نے ان پر نمازِ جنازہ پڑھی پھر دُوسرے شہداء کو لایا گیا اور ان پر اور ان کے ساتھ امیر حمزہ رضی اللہ عنہم پر نماز پڑھی،،

۷ : دار قطنی نے ابو مالک سے روائت کی کہ اُحد کے شہداء نُو نُو لائے جاتے اور ان میں دسویں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ آپ ان کی نمازِ جنازہ پڑھتے پھر حمزہ کے سوا نو کو اُٹھا لیا جاتا اور دُوسرے لائے جاتے اور ان میں دسویں امیر حمزہ رضی اللہ عنہم ہوتے اور ان کی نماز پڑھتے۔،،

۸ : بیہقی نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے روز دس دس شہداء پر نماز پڑھی ہر دس میں دسویں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہوتے تھے،،

اگر یہ کہا جائے کہ ذہبی نے کہا یزید بن ابی زیاد کی حدیث حجت نہیں اور جابر کی حدیث کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء اُحد پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی صحیح تر ہے۔ ابن جوزی نے کہا یزید بن زیاد منکرِ حدیث ہے۔ نسائی نے کہا اس کی حدیث متروک ہے،،

اس کا جواب یہ ہے کہ صاحب تنقیح نے کہا ان علماء نے جس یزید میں کلام کیا ہے وہ یزید بن زیاد ہے اور اس حدیث کا راوی یزید بن ابی زیاد ہے اور وہ کوفی ہے اس کو ابن زیاد نہیں بلکہ ابن ابی زیاد کہا جاتا ہے اور اس کی حدیث معتبر ہے۔ مسلم نے اس کے ساتھ اور کو ملا کر اس کی حدیث ذکر کی ہے۔ اصحاب سنن نے بھی اس کی حدیث ذکر کی ہے،، ابو داؤد نے کہا میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کی حدیث ترک کی ہو۔ ابن جوزی نے کتاب الضعفاء میں ابن زیاد کو ایک ہی راوی ذکر کیا ہے مگر یہ موہوم ہے غلط ہے،،

marfat.com

۱۲۶۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلٰوتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ ان کی حدیث نافی ہے اور عقبہ بن عامر کی حدیث مثبت ہے اور مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت جابر اپنے والد اور چچا کے قتل کے باعث مصروف تھے اور ان کو اُحد سے لے جانے کی تدبیر میں مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے اور جب یہ سُنا کہ شہداء کو اُحد میں ہی دفن کیا جائے گا جہاں وہ شہید ہوئے ہیں تو ان کے دفن کے لئے واپس آگئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ شہداء اُحد پر نماز جنازہ کے وقت حاضر نہ تھے لہٰذا جابر کی حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہے،،

اگر یہ کہا جائے کہ شہداء زندہ ہوتے ہیں اور نمازِ جنازہ مردوں پر پڑھی جاتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ آخرت کے احکام میں زندہ ہیں۔ دُنیاوی احکام میں نہیں اور نمازِ جنازہ احکامِ دنیا سے ہے ورنہ ان کی میراث بھی تقسیم نہیں ہونی چاہیئے اور نہ ہی اُن کی بیویوں سے نکاح کرنا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ اعلم!

۱۲۶۶ — ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر نکلے اور شہداء اُحد پر نماز پڑھی جس طرح اموات پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر منبر کی طرف لوٹے اور فرمایا میں تمہارا فرط ،، مقدمہ،، ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں ،، اور میں اللہ کی قسم اپنے حوض کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور اللہ کی قسم میں اپنے بعد تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم شرک کرنے لگو گے لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے ،،

۱۲۶۶ — شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ وسلم نے اُحد والوں پر کچھ دیر بعد نماز جنازہ پڑھی تھی اور جو پہلی حدیث میں ہے کہ آپ نے نمازِ جنازہ نہیں پڑھی تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ یوم اُحد مسلمانوں کے لئے سخت ترین دن تھا اور اس روز سخت افراتفری تھی اس لئے نماز جنازہ نہ پڑھی اور کچھ وقت گزر جانے کے بعد پڑھی ،، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آپ نے ان کے لئے دعاء کی تھی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اموات کے لئے دعا کرنے کی عادت تھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ لفظ کے معنی سے عدول کرنا ہے تاکہ اپنا مسلک ثابت کریں یہ انصاف نہیں امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صلوٰۃ کا معنی تین معانی سے باہر نہیں اوّل یہ کہ پہلی حدیث میں گزرا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد والوں پر صلوٰۃ ترک کی اور یہ حدیث اس کی ناسخ ہے یا ان کا خیال یہ تھا کہ کچھ مدت بعد نمازِ جنازہ پڑھیں یا ان پر نماز جنازہ جائز بھی اور

marfat.cpm

بَابُ دَفْنِ الرَّجُلَيْنِ أَوِ الثَّلَاثَةِ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ

۱۲۶۷ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ

۱۲۶۸ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ

بَابُ مَنْ لَمْ يُغَسِّلِ الشُّهَدَاءَ

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ادْفِنُوهُمْ فِي دِمَائِهِمْ يَعْنِي يَوْمَ أُحُدٍ وَلَمْ يُغَسَّلْهُمْ

دوسروں پر واجب ہے۔ بہرحال جو معنی بھی لیں شہداء اُحد پر نماز جنازہ ثابت ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حوض کوثر اب موجود ہے اور یہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا معجزہ ہے کہ آپ نے ساری دنیا اور اس میں ہر شئ کی خبر دی اور دوسرا معجزہ یہ ہے کہ ساری دنیا کی کنجیاں آپ کے دستِ اقتدار میں ہیں، اور اس اُمت کو شرک کا ڈر نہیں اس کو صرف دنیا میں رغبت کا ڈر ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی شئ کی تاکید کے لئے قسم کھانی جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرنا

۱۲۶۷ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اُحد کے شہداء میں سے دو آدمیوں کو جمع کرتے تھے۔"

باب — جس نے شہداء کو غسل دینا جائز نہ جانا

۱۲۶۸ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ شہداء کو ان کے خون سمیت دفن کر دو یعنی یہ اُحد کے روز آپ نے فرمایا اور اُن کو غسل نہ دیا،،

۱۲۶۷ ، ۱۲۶۸ — مشرح : دو آدمیوں کو جمع کرنا قبر میں ہے یا کفن میں اگر کفن میں جمع کرنا ہے تو اس کو یہ لازم ہے کہ قبر میں جمع ہوں بہرحال حدیث عنوان کے مطابق ہے،، ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ (اُحد میں) دو یا تین آدمیوں کو ایک کپڑے میں کفن دیتے تھے،، قُتیبہ نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے کہا" پھر ایک قبر میں دفن کرتے تھے اور حدیث ۱۲۶۸ کی تقریر حدیث ۱۲۶۵ کی تفہیم میں گزری۔،،

marfat.com

باب مَنْ يُقَدَّمُ فِي اللَّحْدِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ سُمِّيَ اللَّحْدُ لِأَنَّهُ فِي نَاحِيَةٍ مُلْتَحَدًا مَعْدِلًا وَلَوْ كَانَ مُسْتَقِيمًا كَانَ ضَرِيحًا

حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ۱۲۶۹
ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هٰؤُلَاءِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا قَالَ وَأَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِقَتْلَى أُحُدٍ أَيُّ هٰؤُلَاءِ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى رَجُلٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ قَبْلَ صَاحِبِهِ قَالَ جَابِرٌ فَكُفِّنَ أَبِي وَعَمِّي فِي نَمِرَةٍ وَاحِدَةٍ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرًا

باب — لحد میں پہلے کون رکھا جائے

لحد کو لحد اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ایک کنارے میں ہوتی ہے، ہر ظالم مُلحد ہے "ملتحداً" ایک طرف ہونے کی جگہ" اور اگر قبر سیدھی ہو تو ضریح کہتے ہیں"

۱۲۶۹ — ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اُحُد کے شہداء میں سے دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں جمع کرتے تھے پھر فرماتے تھے ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے جب ان دونوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اس کو لحد میں آگے کرتے اور فرماتے میں اِن لوگوں کا گواہ ہوں اور ان کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم فرمایا اور ان پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی اور نہ ہی ان کو غسل دیا"، ہم کو اوزاعی نے زہری سے اُنھوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اُحُد کے شہداء کے بارے میں فرماتے تھے ان میں کس کو قرآن زیادہ یاد ہے جب کسی آدمی کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اس کو لحد میں اس کے ساتھی سے پہلے رکھتے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے باپ اور چچا کو ایک تکبل میں کفن دیا گیا اور سلیمان بن کثیر نے کہا مجھے زہری نے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے اُس نے خبر دی جس نے جابر رضی اللہ عنہ سے سُنا۔

۱۲۶۹ — شرح: قبر کے کنارے میں شق کو لحد کہا جاتا ہے الحاد کا معنی میلان ہے"، اور قرآن کریم میں" وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا" سے مراد جائے پناہ ہے"، یعنی اللہ کے سوا تو کسی کو جائے پناہ نہ پائے گا کیونکہ اللہ کی قدرت اس کی ساری مخلوق کو محیط ہے"، اور اگر شق ایک کنارے میں نہ ہو بلکہ سیدھی ہو تو اس کو ضریح کہتے ہیں، اگر زمین نرم نہ ہو اور لحد بن سکتی ہو

marfat.com

بَابُ الْاِذْخِرِ وَالْحَشِيْشِ فِي الْقَبْرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَرَّمَ اللّٰهُ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُعَرِّفٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ اِلَّا الْاِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقُبُوْرِنَا وَبُيُوْتِنَا وَقَالَ اَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوْتِهِمْ

توشق میں دفن کرنا مکروہ ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب یہی ہے اور شق میں مسلمان کو دفن کرنا خلاف سنت ہے اور جس زمین میں لحد نہ بن سکتی ہو وہاں شق مکروہ نہیں،، فخر الاسلام نے جامع صغیر میں ذکر کیا کہ اگر لحد بنانا مشکل ہو تو میت کے لئے صندوق بنانے میں حرج نہیں اور اس میں مٹی بچھا لینا مسنون ہے،،

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لئے لحد ہے اور ہمارے غیر (اہل کتاب) کے لئے شق ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کے لئے لحد بنائی جائے علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے باپ کے ساتھ مدفون عمرو بن جموح بن زید بن حرام تھا جبکہ جابر کا والد عبداللہ بن عمرو بن عمرو بن حرام ہے لہذا مذکور مدفون جابر کے چچا کا بیٹا تھا اور اس کی ہمشیرہ ہند بنت عمرو کا شوہر تھا جابر نے اس کو تعظیم و تکریم کے طور پر چچا کہا ہے،، قولہ وقال سلیمان الخ ان طرق میں فرق یہ ہے کہ لیث نے عبدالرحمٰن کو زہری اور جابر کے درمیان واسطہ ذکر کیا ہے جبکہ اوزاعی نے ان درمیان واسطہ ذکر نہیں کیا اور سلیمان نے مجہول واسطہ ذکر کیا ہے۔

باب — قبر میں اذخر اور خشک گھاس بچھانا

۱۲۷۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرام قرار دیا ہے۔ میرے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا میرے لئے دن کے کچھ حصہ میں حلال کیا گیا اس کی تر گھاس نہ اکھاڑی جائے گی اور اس کا درخت نہ کاٹا جائے گا اور اس کا شکار نہ بھگایا جائے گا اور نہ ہی اس میں گمی ہوئی کوئی شئی اٹھائی جائے گی مگر تعریف اور اعلان کرنے والا اٹھا سکے گا،، حضرت عباس رضی اللہ عنہ

marfat.com

بَابُ مَنْ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْقَبْرِ وَاللَّحْدِ لِعِلَّةٍ

نے کہا مگر خشک گھاس ہمارے سناروں اور ہماری قبروں کے لئے آپ نے فرمایا لیکن خشک گھاس ،، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے ہوئے کہا ہماری قبروں اور گھروں کے لئے ابان بن صالح نے حسن بن مسلم سے اُنھوں نے صفیہ بنت شیبہ سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے نبئ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سُنا اور مجاہد نے طاؤس سے اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ ان کے لوہاروں اور گھروں کے لئے !

۱۲۷۰ — شرح : یعنی اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو کسی کے لئے حلال نہیں کیا اور نہ ہی قیامت تک کسی کے لئے حلال ہوگا صرف فتح مکہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دن کا تھوڑا سا حصہ حلال کیا گیا لہٰذا اس میں قتل وغارت وغیرہ وغیرہ ہرگز جائز نہیں اس کا تر گھاس درخت وغیرہ نہ اُکھاڑے اور نہ کاٹے جائیں گے اور نہ ہی اعلان کرنے والے کے سوا کوئی شخص اس میں پڑی ہوئی شئے اُٹھائے گا۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خشک گھاس استعمال میں لانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اس کی اجازت دے دی۔

صحیح حدیث میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر تحریم ظاہر فرمائی اور اُنھوں نے اس کی اشاعت کی۔ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ مکہ مکرمہ جنگ سے فتح ہوا صُلح سے فتح نہیں ہوا جو گھاس خود بخود اُگا ہو اس کا قطع کرنا بالاتفاق ممنوع ہے اور جس کو لوگ اُگائیں جیسے سبزیاں اور چارہ وغیرہ ان کا قطع کرنا جائز ہے اور خود بخود اُگنے والا حرم کا درخت کاٹنے میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک کوئی تاوان نہیں اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کے نزدیک جزاء لازم ہے اور درخت کی قیمت سے ہدی خرید کر کے حرم میں بھیجی جائے گی اور اگر ہدی کی خرید تک قیمت نہ پہنچے تو صدقہ کر دیا جائے گا اور ہر مسکین کو نصف صاع گندم دی جائے یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بڑے درخت میں گائے اور چھوٹے میں بکری واجب ہے۔ امام احمد کے نزدیک اگر حرم میں کسی کی شئے گم ہو جائے تو اس کا اُٹھانے والا اس کا اعلان کرتا رہے حتیٰ کہ اس کا مالک پالے وہ خود استعمال نہیں کر سکتا اور نہ ہی صدقہ کر سکتا ہے۔ امام شافعی کا ظاہر قول یہی ہے۔ احناف کے نزدیک حل اور حرم کا لقطہ ایک حکم رکھتا ہے اور اذخر خشک گھاس کا مستثنیٰ کر دینا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم !

باب — کیا کسی علّت کے سبب میّت کو قبر سے اور لحد سے نکالا جائے گا ؟

marfat.cpm

حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفیان قال عمرو سمعت جابر بن عبد اللہ قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی بعدما ادخل حفرتہ فامر بہ فاخرج فوضعہ علی رکبتیہ ونفث فیہ من ریقہ والبسہ قمیصہ فاللہ اعلم وکان کسا عباسا قمیصا وقال سفیان وقال ابوھارون وکان علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قمیصان فقال لہ ابن عبد اللہ یا رسول اللہ البس ابی قمیصک الذی یلی جلدک قال سفیان فیرون ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم البس عبد اللہ قمیصہ مکافاۃ لما صنع ۱۲۷۱

ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی کے پاس آئے جبکہ اس کو قبر میں داخل کیا گیا آپ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا تو اسے نکالا گیا آپ نے اس کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اپنا لعاب مبارک اس پر ڈالا اور اس کو اپنی قمیص پہنائی۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اُس نے حضرت عباس کو قمیص پہنائی تھی۔ سفیان نے کہا اور ابوہریرہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو قمیصیں تھیں، اور عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی نے کہا یا رسول اللہ! میرے باپ کو اپنی قمیص پہنائیں جو آپ کے جسم شریف سے ملی ہوئی ہے۔ سفیان نے کہا لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ کو قمیص اس کا بدلہ چکانے کے لئے پہنائی تھی جو اس نے عباس کو پہنائی تھی،،

۱۲۷۱ —

شرح : عبد اللہ بن ابی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بدر کے دن اپنی قمیص پہنائی تھی جبکہ وہ مدینہ منورہ آئے تھے اور ان کے جسم پر کپڑا نہ تھا چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ طویل القامت تھے اور کسی صحابی کی قمیص ان کو برابر نہ آتی تھی اور عبد اللہ بن ابی بھی لمبا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کے جنازہ میں موجود تھا اس کا لمبا قد ہونے کے باعث اس کے دونوں پاؤں چارپائی سے باہر نکلے ہوئے تھے،، عبد اللہ کے بیٹے کا نام "حباب،، تھا اور حباب شیطان ہے اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبد اللہ رکھا وہ مخلص مسلمان تھے اور بدر کی لڑائی میں حاضر ہوئے اور ان کا والد عبد اللہ بن ابی کا منافقین کے ساتھ میل جول کرنا ان کو پسند نہ تھا اور اس سے وہ بے زار تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کی وجہ سے میت کو قبر سے نکالنا جائز ہے منجملہ ضرورات یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بغیر دفن کر دیا ہو یا جہاں دفن کیا گیا ہو وہ زمین سیلابی ہو یا اس میں سیلاب آجائے" امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس میت کو غسل کے بغیر دفن کیا گیا ہو اس کو قبر سے نکال کر غسل دینا جائز ہے مگر امام مالک کہتے ہیں کہ یہ اس وقت جائز ہے جبکہ میت خراب نہ ہوئی ہو۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جب میت کو لحد میں رکھ دیا جائے اور اس کو غسل نہ دیا ہو تو اس کو قبر سے نہ نکالا جائے،، یہی اختلاف اس میت میں ہے جس کو نمازِ جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا جائے،، ابن منذر نے کہا ہمارے مذہب میں اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے اور اس کو قبر سے نہ نکالا جائے۔ ہاں اگر قبر میں مٹی نہ ڈالی ہو تو اس کو نکال کر اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کو قبر سے نکالنا جائز نہیں اور نہ

marfat.com

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ أُحُدٌ دَعَانِي ۱۲۷۲
أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا أُرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ
رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ وَدُفِنَ مَعَهُ
آخَرُ فِي قَبْرِهِ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ آخَرَ فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ هُنَيَّةً غَيْرَ أُذُنِهِ حَدَّثَنَا ۱۲۷۳
عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ دُفِنَ مَعَ أَبِي رَجُلٌ فَلَمْ تَطِبْ
نَفْسِي حَتَّى أَخْرَجْتُهُ فَجَعَلْتُهُ فِي قَبْرٍ عَلَى حِدَةٍ

بھی اس کی قبر پہ نماز پڑھیں لیکن اس کے لئے دعاء کریں،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی شرح میں ذکر کیا انبیاء کرام علیہم السلام، علماءِ کرام، شہداء اور مؤذنین کے اجسام کو مٹی نہیں کھاتی اور نہ ہی اس پہ حشراتِ ارض کیڑے مکوڑے اثر انداز ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۱۲۷۲ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب اُحُد کا وقت قریب ہُوا تو مجھے میرے والد نے رات بُلایا اور کہا کہ میں اپنے آپ کو خیال نہیں کرتا ہوں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے والے صحابہ میں سے سب سے پہلے مقتول ہونے والا،، اور میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ کے سوا اپنے بعد کسی کو تجھ سے زیادہ عزیز نہیں چھوڑے جا رہا ہوں،، مجھ پر قرضہ ہے وہ ادا کر دینا اور اپنی بہنوں سے اچھا سلوک کرنا۔ صبح ہُوئی تو سب سے پہلے شہید ہونے والے وہی تھے اور ان کے ساتھ قبر میں ایک اَور شخص دفن کیا گیا میں نے پسند نہ کیا کہ میں ان کو کسی دوسرے کے ساتھ چھوڑوں اس لئے میں نے ان کو چھ ماہ بعد نکال لیا،، قبر سے،، تو وہ اسی طرح تھے جس وقت میں نے ان کو دفن کیا تھا سوا ان کے کان کے (وہ متاثر ہُوا تھا)

۱۲۷۳ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے والد کے ساتھ ایک اور شخص دفن کیا گیا اور میری طبیعت کو یہ پسند نہ تھا میں نے ان کو نکالا اور علیٰحدہ قبر میں دفن کیا۔

۱۲۷۲، ۱۲۷۳ — شرح : یعنی میں نے اپنے والد کو قبر سے نکالا اور جس وقت میں نے ان کو دفن کیا تھا وہ اسی طرح تھے،، اور صرف ~~تھوڑا~~ سا کان متأثر ہُوا تھا۔ ابن سعد نے ابو ہلال کے طریق سے ابو سلمہ سے روائت کی کہ ان کے کان کی لو متاثر ہُوئی تھی اور ابو داؤد نے ابن حماد بن زید کے طریق سے ابو سلمہ سے روائت کی کہ زمین کے ساتھ ملنے والے داڑھی کے کچھ بال متاثر ہُوئے تھے،، ان تمام روایات کا معنیٰ یہ ہے کہ ان کے کان کی لو سے ملنے والے بال متاثر ہُوئے تھے۔

اگر یہ کہا جائے کہ مؤطا میں عبد الرحمٰن بن صعصعہ سے روائت ہے کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرو بن جموح اور

marfat.com

بَابُ اللَّحْدِ وَالشَّقِّ فِي الْقَبْرِ

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ ۱۲۷۴
اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى اُحُدٍ ثُمَّ يَقُولُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيرَ لَهُ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ فَقَالَ اَنَا شَهِيدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا

عبداللہ بن عمرو انصاری (والد جابر) کی قبر کو سیلاب نے کرید دیا تھا جبکہ وہ دونوں ایک ہی قبر میں تھے ان کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے ان کی قبر کھولی گئی تو وہ ذرہ بھر متاثر نہ تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کل فوت ہوئے ہیں حالانکہ اُحُد کے واقعہ اور ان کی قبر کھولنے کے وقت کے درمیان ۴۶ سال کی مدت تھی، حضرت جابر کی روائت کے خلاف جس میں صرف چھ ماہ کے بعد نکالنا مذکور ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن صعصعہ کی روائت حضرت جابر کی روائت کا مقابلہ نہیں کر سکتی،، کیونکہ ابن صعصعہ کی روائت بلاغ پر مبنی ہے اور جابر کی روائت کی اساس ان کا مشاہدہ ہے،، طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ محمد بن منکدر کے طریق سے جابر سے روائت کی کہ ان کے والد کا مثلہ کیا گیا اور ان کے کان اور ناک کاٹ دیئے گئے تھے۔ اس روائت کا محمل یہ ہے کہ اُنھوں نے سارے کان نہ کاٹے تھے بعض کاٹے تھے اور ان میں سے بچا ہُوا کان متاثر ہُوا تھا لہٰذا طبرانی کی روائت صحیح کی روائت کے مخالف نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہُوا ہے کہ شہداء کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث ۱۲۷۱ کی شرح میں ذکر کیا،، اِنَّ الشُّهَدَاءَ لَا تَاْكُلُ الْاَرْضُ لُحُوْمَهُمْ وَقِيْلَ اَرْبَعَةٌ لَا تَعْدُوْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ وَلَا هُوَ اَمُّهَا الْاَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالْعُلَمَاءُ وَالشُّهَدَاءُ وَالْمُؤَذِّنُوْنَ،، واللہ اعلم۔ یعنی شہداء کے گوشت کو زمین نہیں کھاتی اور کہا جاتا ہے کہ زمین اور اس کے کیڑے مکوڑے جن پر تجاوز نہیں کرتے وہ چار ہیں۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ، علماء، شہداء اور مؤذن رحمہم اللہ تعالیٰ،،

باب — قبر میں لحد اور شق بنانا

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحُد کے شہداء سے دو دو آدمیوں کو (ایک قبر میں) جمع کرتے پھر فرماتے ان میں کس کو زیادہ قرآن یاد ہے جب ان میں سے کسی ایک طرف اشارہ کیا جاتا تو اس کو لحد میں آگے رکھتے اور فرمایا قیامت کے دن میں ان لوگوں کی گواہی دوں گا اور ان کو ان کے خون سمیت دفن کرنے کا حکم فرمایا اور ان کو غسل نہ دیا۔

۱۲۷۴ —

marfat.com

بَابُ اِذَا اَسْلَمَ الصَّبِیُّ فَمَاتَ هَلْ یُصَلّٰی عَلَیْهِ

وَهَلْ یُعْرَضُ عَلَی الصَّبِیِّ الْاِسْلَامُ وَقَالَ الْحَسَنُ وَشُرَیْحٌ وَاِبْرَاهِیْمُ وَقَتَادَةُ اِذَا اَسْلَمَ اَحَدُ اَبَوَیْهِ فَالْوَلَدُ مَعَ الْمُسْلِمِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعَ اُمِّهٖ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَلَمْ یَكُنْ مَعَ اَبِیْهِ عَلٰی دِیْنِ قَوْمِهٖ وَقَالَ الْاِسْلَامُ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی

۱۲۷۴ — حدیث ۱۲۶۵ کی تفہیم میں اس حدیث کی تفصیل گزر چکی ہے ،،

باب — جب بچّہ مسلمان ہو جائے اور مر جائے کیا اس پر نماز پڑھی جائے ؟ اور کیا اس پر اسلام پیش کیا جائے ؟ ،،

حسن بصری ، شریح ، ابراہیم اور قتادہ رضی اللہ عنہم نے کہا جب (ماں باپ) دونوں میں سے ایک مسلمان ہو تو بچّہ مسلمان کے ساتھ ہوگا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی والدہ کے ساتھ کمزور مسلمانوں میں تھے اور وہ اپنے والد کے ساتھ ان کی قوم کے دین پر نہ تھے اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا ،،

باب اس باب کے دو عنوان ہیں : ایک یہ کہ جب بچّہ مسلمان ہو کر مر جائے تو اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے ؟ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے اس لئے اس کی خبر ذکر نہیں کی ،، اور دُوسرا عنوان یہ ہے کہ بچّہ پر اسلام پیش کیا جائے ؟ ،،

صاحبِ ہدایہ نے ذکر کیا کہ جب بچّہ اپنی ماں یا باپ کے ساتھ قید ہو کر آئے اور مر جائے تو اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے حتیٰ کہ وہ اسلام کا اقرار کرے جبکہ وہ اسلام کو سمجھتا ہو یا اس کے والدین سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے ،، اور بچہ ان دونوں میں سے بہتر کے تابع ہوگا ،، اگر تنہا بچّہ قیدی بن کر آئے اور دارالاسلام میں آ کر مر جائے تو اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی جبکہ اس نے عقلمند ہو کر کفر اختیار نہ کیا ہو ،، اگر بچّہ کا باپ دارالسلام میں آ کر مسلمان ہو گیا اور بچّہ دارالحرب میں ہی مر گیا تو اس کا حکم مسلمان بچّوں سا ہے ،، باب کا دوسرا عنوان اگرچہ

marfat.com

۱۲۷۵ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا
عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ عِنْدَ اُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ اَتَشْهَدُ اَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُولُ الْاُمِّيِّينَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْهَدُ اَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَرَفَضَّهُ وَقَالَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهِ فَقَالَ لَهُ مَاذَا تَرٰى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَاْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِّطَ عَلَيْكَ الْاَمْرُ ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي قَدْ خَبَّاْتُ لَكَ خَبِيئًا فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ وَقَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ ثُمَّ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اِلَى النَّخْلِ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ وَهُوَ يَخْتِلُ اَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ يَرَاهُ ابْنُ صَيَّادٍ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ اَوْ زَمْرَةٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ يَا صَافِ وَهُوَ اسْمُ ابْنِ صَيَّادٍ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ وَقَالَ شُعَيْبٌ زَمْزَمَةٌ فَرَفَضَهُ وَقَالَ اِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ وَعُقَيْلٌ زَمْرَةٌ وَقَالَ مَعْمَرٌ رَمْزَةٌ

بصورت استفہام مذکور ہے مگر کتاب الجہاد میں مذکور عنوان کہ بچہ پر اسلام کس طرح پیش کیا جائے اور اس میں ابن صیاد کا واقعہ ذکر کیا جس میں بچہ پر اسلام پیش کرنا مذکور ہے اس کے جزم پر دلالت کرتا ہے اس سے علماء نے استدلال کیا کہ مراہق بچہ کا اسلام صحیح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مقصد ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا مسلک بھی یہی ہے البتہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مسلک اس کے خلاف ہے،، حسن بصری، شریح، ابراہیم اور قتادہ کا اثر اس کی تائید کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنی والدہ لبابہ بنت حارث ہلالیہ کے ساتھ کمزور مسلمانوں میں سے تھے جو مکہ میں مسلمان ہو گئے تھے اور مشرکوں نے ان کو ہجرت کرنے سے روک دیا تھا اور وہ ان میں ان کی اذیتیں برداشت کرتے رہے،، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچہ خیر الابوین کے تابع ہوتا ہے کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بدر کے بعد مسلمان ہوئے تھے چونکہ اسلام بلند رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا اسی لئے جب غیر مکلف بچہ مسلمان ہو جائے اور مر جائے تو اسلام کی برکت سے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

ترجمہ : زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے

marfat.com

بیان کیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند صحابہ میں ابن صیاد کی طرف گئے حتیٰ کہ اس کو بنی مغالہ کے ٹیلوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتا ہُوا پایا۔ اس وقت ابن صیاد قریب البلوغ تھا اس کو معلوم نہ ہُوا حتیٰ کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ شریف اس پر مارا اور ابن صیاد سے فرمایا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسُول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بے پڑھوں کے رسُول ہیں۔ ابن صیاد نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسُول ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا اور فرمایا میں اللہ اور اُس کے رسُول پہ ایمان لایا،، آپ نے اسے فرمایا تو کیا دیکھتا ہے؟ ابن صیاد نے کہا میرے پاس سچا اور جھوٹا دونوں آتے ہیں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر امر خلط ملط ہو کر رہ گیا ہے۔ پھر اس کو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کوئی بات (دل میں) چھپائی ہے (بتاؤ وہ کیا ہے) ابن صیاد نے کہا وہ دُخ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذلیل رہ تو اپنی قدر سے آگے ہرگز نہیں بڑھ سکتا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا — یارسُول اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اُڑا دوں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ وہ (دجال) ہے تو تم اس پر مسلط ہرگز نہیں ہو سکتے (اس پہ غلبہ نہیں کر سکتے) اور اگر یہ وہ (دجال) نہیں تو اس کے قتل کرنے میں بہتری نہیں۔ حضرت سالم نے کہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ اس کے کچھ عرصہ بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابی بن کعب کھجوروں کی طرف چلے گئے جن میں ابن صیاد رہتا تھا اور آپ ابن صیاد سے کچھ سننے کے لئے حیلہ کر رہے تھے پہلے اس کے کہ وہ آپ کو دیکھ لے،، نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا جبکہ وہ اپنی چادر میں لپٹ کر لیٹا ہُوا تھا اور اس سے گنگناہٹ کی آواز آ رہی تھی ابن صیاد کی ماں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا جبکہ آپ کھجوروں کے تنوں کی آڑ میں چھپتے چھپاتے تشریف لے جا رہے تھے،، اُس نے ابن صیاد سے کہا اے صاف! یہ ابن صیاد کا نام ہے۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ابن صیاد جلدی سے اُٹھا تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ اس کو چھوڑے دیتی تو وہ کچھ بیان کرتا شعیب نے اپنی حدیث میں فرفضہ رمرمۃ یا رمرمۃ کی روائت کی ہے اور عُقیل نے رمرمہ کہا ہے اور معمر نے رمزہ کہا ہے۔

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد پہ اسلام پیش کیا اور وہ بچہ تھا اگر بچہ کا اسلام صحیح نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اسلام پیش نہ کرتے معلوم ہُوا کہ بچہ پر اسلام پیش کرنا جائز ہے اور بچہ کا اسلام قبول کرنا صحیح ہے اس طرح حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق ہے یہی بخاری کا مقصد ہے،،

۱۲۷۵

"ابن صیاد" کا نام صافی ہے۔ بعض علماء نے اس کا نام عبداللہ ذکر کیا ہے وہ یہودی تھا اور اس کی قوم بنو نجار کی حلیف تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ ایک یہودیہ عورت کے گھر بچہ پیدا ہُوا جس کی ایک آنکھ ممسوح ہے اور دوسری اُبھری ہُوئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دجّال خیال کیا اور اس کے پاس تشریف لے گئے اور اطم بنی مغالہ میں اس کو بچوں میں کھیلتا ہُوا پایا" ابن صیاد ان یہودیوں سے تھا جو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے معترف تھے لیکن ان کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ صرف عربوں کے نبی ہیں،، تعجب ہے کہ یہودیوں نے جب آپ کی رسالت کا اقرار کیا تو آپ سے کذب کے صدور کے استحالہ کا بھی اقرار کیا جو نبوت

marfat.cpm

کو لازم ہے لہذا ان پہ واجب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی تصدیق کرتے کہ آپ ساری مخلوق کے رسُول ہیں ،، ابن صیاد نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسُول ہوں ؟ آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُولوں پہ ایمان لاتا ہوں یعنی اگر تو سچا رسُول ہے تجھ پہ امر خلط ملط نہیں تو میں ایمان لاتا ہوں اور اگر تو رسُول نہیں اور تجھ پہ امر خلط ملط ہے تو میں تجھ پہ ایمان نہیں لاتا ہوں لیکن تجھ پہ امر خلط ملط ہے لہذا تو ذلت و رُسوائی میں خاموش رہ تو اپنی قدر سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہے تو رسالت کا دعویٰ کیسے کرتا ہے ،،

چونکہ ابن صیّاد نے رسالت کا دعویٰ کیا تھا اور رسُول صدورِ رجال پہ مطلع ہوتے ہیں اس لئے آپ نے سورۂ دخان کی یہ آئت کریمہ " یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ "، کو سینہ میں چھپایا اور اس کا امتحان لیا تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہ اس کا جھوٹ واضح ہو جائے۔ شیطان نے آپ کا نفسی کلام سُن کر ابنِ صیّاد کو القاء کر دیا مگر اس کو دخان کہنے کی استطاعت نہ ہُوئی اور کاہنوں کے طریقہ پہ دُخ کہنے تک محدود رہا اور ان دو حرفوں کے سوا آیت پُوری کرنے پہ قادر نہ ہُوا ،، جیسے کاہن اپنے اصحاب سے بعض کلمات کا اختطاف کرتے ہیں اور پُورا کلام نہیں کر سکتے ،، اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ " یعنی تیری قدر اس حد تک نہیں پہنچی کہ تو غیب پہ مطلع ہو جو بذریعہ وحی انبیاء کرام علیہم السّلام کے ساتھ مختص ہے اور نہ تو بذریعہ الہام اس کی طاقت رکھتا ہے جو صالحین کی شان ہے ،، اگر یہ سوال ہو کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد کو قتل کرنے کی اجازت کیوں نہ دی حالانکہ اُس نے آپ کی موجودگی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن صیّاد اس وقت بچّہ تھا یا ان کے ساتھ مسلمانوں کا عہد تھا یا یہ وجہ تھی کہ اس نے صراحتاً نبوّت کا دعویٰ نہ کیا تھا اس نے تو صرف یہ وہم کیا تھا کہ وہ رسالت کا مدّعی ہے اور رسالت کے دعویٰ کو نبوت کا دعویٰ لازم نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اِنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ الایۃ "، رہی یہ بات کہ ابن صیاد ہی دجّال ہے یا نہیں اس کی تفصیل اپنے مقام میں مذکور ہوگی انشاء اللہ العزیز ،، ایک روائت میں یہ بات ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دجّال کے سَر پہ تلوار ماری تاکہ اس کو قتل کریں مگر اس کے سَر پر تلوار نے کچھ اثر نہ کیا اور اُبھر کر عمر فاروق کے سَر پہ لگی جس سے وہ زخمی ہو گئے اور زمین پہ گر پڑے دجّال ان کے پاس آیا اور ان سے ہنسی مذاق کرنا شروع کیا جب اس واقعہ کی خبر سیّد عالم صلی اللہ علیہ کو پہنچی تو آپ جلدی سے تشریف لائے اور اپنا ہاتھ مبارک زخم پہ رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعاء کی زخم فوراً مندمل ہو گیا پھر آپ نے عمر فاروق سے فرمایا تمہیں دجال کو قتل کرنے کی استطاعت نہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو غائب کر دے آپ نے ان کی خواہش پہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی تو سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نازل ہُوئے اور ابن صیّاد کو سَر سے پکڑا اور زمین سے اُٹھا لیا جبکہ وہ اپنی ماں باپ اور قوم میں بیٹھا ہُوا تھا اور وہ سب اس کو دیکھ کر رَو رہے تھے سیّدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اُٹھا کر ایک جزیرہ میں رکھ دیا اب وہ سمندر کے جزیرہ میں ہے حضرت تمیم داری نے جزیرہ میں اس کا واقعہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا جس کی تفصیل مسلم شریف میں مذکور ہے ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

marfat.com

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ ۱۲۷۶
اَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَعُودُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰى اَبِيْهِ وَهُوَ عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهٗ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا ۱۲۷۷
سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كُنْتُ اَنَا وَاُمِّيْ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ اَنَا مِنَ الْوِلْدَانِ
وَاُمِّيْ مِنَ النِّسَاءِ

اپنے دین میں خوب متصلب تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تحقیق یقین کے بغیر سفک دماء مباح نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۱۲۷۶ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار پڑا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اس کی بیمار پرسی کرنے تشریف لائے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور اسے فرمایا مسلمان ہو جا اس نے اپنے والد کی طرف دیکھا جبکہ وہ اس کے پاس تھا اس نے کہا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر وہ مسلمان ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے حالانکہ آپ فرما رہے تھے اللہ کی حمد ہے جس نے اس کو دوزخ سے نجات دی!

۱۲۷۷ — ترجمہ : عُبید اللہ بن ابی یزید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اور میری ماں کمزور لوگوں میں سے تھے میں بچوں میں سے اور میری ماں عورتوں میں سے کمزور تھیں،،

۱۲۷۶ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی لڑکے پر اسلام پیش کیا جو آپ کا خادم تھا اور اُس نے اسلام قبول کر لیا لہٰذا حدیث ترجمۃ الباب کے مناسب ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس لڑکے کے باپ کی موجودگی میں اس کو اسلام کی دعوت دینے میں حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگوں کو تبلیغ کرنا فرض کیا ہے کہ آپ اس فریضہ کی ادائیگی میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کریں،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص عاقل ہو اور اسلام نہ لائے اس کو دوزخ میں عذاب دیا جائے گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اہلِ ذمہ کی تیمارداری کرنا جائز ہے۔ خصوصاً جب وہ ہمسایہ ہو کیونکہ اس سے اسلام کے محاسن کا اظہار ہوتا ہے اور تالیفِ قلب ہوتی ہے تاکہ وہ اسلام میں رغبت کریں،، اور کافر سے خدمت کرانا جائز ہے اور والد کی اجازت سے بچہ سے خدمت کرانا درست ہے اور اس پر اسلام پیش کرنا جائز ہے،، حدیث ۱۲۷۷ کی تفصیل شروع باب میں مذکور ہے۔

مُسْتَضْعَفِيْنَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ مکرمہ شَرَّفَهَا اللّٰهُ میں مسلمان ہوئے اور ان کو مشرکوں نے ہجرت کرنے سے روک دیا وہ مشرکوں میں کمزور ہو کر رہ گئے اور ان سے تکالیف برداشت کرتے رہے،، سبحانہ ما اعظم شانہ

marfat.cpm

۱۲۷۸ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ يُصَلَّى عَلٰى كُلِّ مَوْلُوْدٍ مُتَوَفًّى وَاِنْ كَانَ لِغَيَّةٍ مِّنْ اَجْلِ اَنَّهٗ وُلِدَ عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ يَدَّعِيْ اَبَوَاهُ الْاِسْلَامَ اَوْ اَبُوْهُ خَاصَّةً وَاِنْ كَانَتْ اُمُّهٗ عَلٰى غَيْرِ الْاِسْلَامِ اِذَا اسْتَهَلَّ صَارِخًا صُلِّيَ عَلَيْهِ وَلَا يُصَلّٰى عَلٰى مَنْ لَا يَسْتَهِلُّ مِنْ اَجْلِ اَنَّهٗ سِقْطٌ فَاِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ

۱۲۷۹ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا الْاٰيَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ

۱۲۷۸ — ترجمہ : شعیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابن شہاب نے کہا ہر فوت ہونے والے بچہ پہ نماز جنازہ پڑھی جائے۔ اگرچہ وہ کافرہ کا بچہ ہو کیونکہ وہ فطرتِ اسلام پہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ یا خصوصًا اس کا باپ اسلام لانے کا دعویٰ کرے اور اگر اس کی ماں مسلمان نہ ہو جبکہ وہ پیدا ہوتے وقت چیخ مارے اس پہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور جو بچہ پیدائش کے وقت چیخ نہ مارے اس پہ نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے کیونکہ وہ بچہ ناتمام ہے،، کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں جس طرح کہ جانور صحیح و سالم عضو والا بچہ جنتا ہے۔ کیا تم اس میں کوئی کان کٹا ہوا دیکھتے ہو پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تلاوت کرتے "اللہ کی فطرت ہے جس پہ اُس نے لوگوں کو پیدا کیا،،

۱۲۷۹ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی بچہ مگر وہ فطرت پہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں جس طرح جانور بچے دیتا ہے کیا تم ان میں کوئی کان کٹا ہوا پاتے ہو۔ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ آیت کریمہ پڑھتے "اللہ کی فطرت ہے جس پہ لوگوں کو پیدا کیا اللہ کے پیدا کرنے میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہ دین سیدھا ہے۔

۱۲۷۸، ۱۲۷۹ — شرح : اِن دونوں حدیثوں کی مناسبت ترجمۃ الباب سے اس طرح ہے کہ جو بچہ پیدا ہوتے ہی مرجائے اور اس کے ماں باپ یا ان میں سے ایک مسلمان ہو اور وہ پیدائش کے وقت چلایا تھا تو اس پہ نماز پڑھی جائے گی، اس پہ نماز پڑھنا ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ عرض اسلام کا محل ہے اور اس کے عاقل

marfat.com

بَابُ إِذَا قَالَ الْمُشْرِكُ عِنْدَ الْمَوْتِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ ۱۲۸۰

ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَالِبٍ أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيَعُودَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ كَلِمَةٍ كَلَّمَهُمْ بِهَا هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبَى أَنْ يَقُولَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَاللّٰهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الْآيَةَ

ہونے کے وقت اس پر اسلام پیش کیا جائے گا۔ قولہ لِغَيَّةٍ ،، یہ غوایہ سے مشتق ہے اس کا معنی کفر وغیرہ کی گمراہی ہے۔ ولدِ زنا کو ولد غیہ اور حلال بچہ کو ولد راشدہ کہا جاتا ہے۔ حدیث میں کافرہ کا بچہ یا زانیہ کا بچہ مراد ہے،، قَوْلُهُ فِطْرَةَ اللّٰهِ ،، فعل مقدر کا مفعول بہ ہے اور وہ ،، اِلْزَمُوْا ،، ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو توحید اور دینِ اسلام کے قابل پیدا کیا ہے۔ کیونکہ یہ عقل اور نظرِ صحیح کا مقتضیٰ ہے حتیٰ کہ ان کو اگر اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور کسی دین کی تلقین نہ کی جائے تو وہ دینِ اسلام پر کسی اور دین کو اختیار نہ کریں گے۔ قولہ کما تنتج الخ ،، یعنی بچہ فطرت پر پیدا ہونے کے بعد چار پایہ کے مشابہ ہے جس کے اعضاء پیدا ہونے کے وقت صحیح و سالم ہوتے ہیں اور بعد میں ان کے کان کاٹے جاتے ہیں اسی طرح جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ مسلمان ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو اپنے دین میں تبدیل کر لیتے ہیں ،، اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،، اللہ کے پیدا کرنے میں کوئی تبدیلی نہیں حالانکہ ماں باپ بچہ میں تبدیلی کر دیتے ہیں اور اس کو نصرانی مجوسی وغیرہ بنا لیتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نفی نہی کے معنی میں ہے یعنی اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہ کرو یا معنیٰ یہ ہے کہ فطرت میں تبدیلی نہیں کرنی چاہیئے ،، اگر یہ کہا جائے کہ ،، اَبَوَاهُ ،، میں ضمیر کا مرجع كُلُّ مَوْلُوْدٍ ،، ہے تو معنیٰ یہ ہوگا۔ ہر مولود کے ماں باپ اس کو یہودی وغیرہ بنا لیتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ بعض فطرتِ اسلام پر باقی رہتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس ترکیب کا مقصد یہ ہے کہ مولود کی ذات میں ضلالت نہیں اور نہ ہی یہ اس کی طبیعت کا مقتضیٰ ہے بلکہ جب بھی ضلالت حاصل ہوگی تو کسی خارجی سبب سے حاصل ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جب مشرک موت کے وقت لا الہ الا اللہ کہے ،،

۱۲۸۰ — ترجمہ : سعید بن مسیب نے اپنے باپ سے روایت کی انھوں نے بیان کیا کہ جب ابو طالب کی وفات کا

marfat.cpm

وقت قریب آیا تو ان کے پاس جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے گئے اور وہاں ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیّہ بن مغیرہ کو بیٹھے ہُوئے پایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ابو طالب سے فرمایا اے چچا "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہہ دیں میں اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کے لئے اس کی گواہی دوں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن امیّہ نے کہا اے ابا طالب کیا آپ عبدالمطّلب کی ملّت سے اعراض کر رہے ہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ان پر بار بار یہ کلمہ پیش کرتے رہے اور وہ دونوں اسی بات کا اعادہ کرتے رہے حتیٰ کہ ابو طالب نے ان سے آخری کلام یہ کیا کہ وہ عبدالمطلب کی ملّت پر ہیں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا خُدا کی قسم جب تک مجھے منع نہ کیا گیا میں آپ کے لئے مغفرت طلب کرتا رہوں گا تو اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے بارے میں یہ آئت نازل کی،،

شرح : یعنی ابو طالب پر نزع سے پہلے جب موت کے علامات ظاہر ہُوئے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان پر بار بار

۱۲۸۰ —

کلمۂ شہادت پیش کیا جس کا اُنھوں نے انکار کیا مسلم کی روائت میں ہے "کہ ابو طالب نے کہا اگر قریش مجھے عار نہ دلاتے کہ وہ کہتے کہ ابو طالب نے موت کے ڈر سے کلمہ کہہ دیا ہے تو میں آپ کو کلمہ کہہ کر خوش کرتا،، اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ اگر مجھے منع نہ کیا گیا تو میں آپ کے لئے مغفرت کی دُعا کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ" یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلّم اور مومنوں کو لائق نہیں کہ وہ مُشرکین کے لئے مغفرت کی دُعا کریں" علاّمہ واحدی نے کہا ابو اسحاق زجاج اس آئت کے بارے میں کہتے تھے کہ تمام مفسّرین کا اِس بات پہ اتفاق ہے کہ یہ آئت کریمہ ابو طالب کے بارے میں نازل ہُوئی۔ ایک روائت میں ہے کہ جب ابو طالب بیمار ہُوئے جس بیماری میں ان کا انتقال ہوگیا تھا تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے کان میں فرمایا اے میرے چچا اگر اپنی زبان پہ کلمۂ شہادت جاری کر دیں تو میں اپنے رب کے حضور آپ کی شفاعت کروں گا اور آپ دوزخ میں نہ جائیں گے تو ابو طالب نے جواب دیا یقیناً آپ نبی ہیں اور آپ کا دین حق ہے لیکن میں کلمۂ شہادت اس لئے نہیں کہتا ہُوں کہ لوگ میرا مذاق اُڑائیں گے کہ ابو طالب موت سے ڈر کر ایمان لے آیا یہ جواب سُن کر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم غمزدہ ہو گئے اور یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی۔ "اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ" یعنی جس کے لئے آپ پسند کریں اس کے دل میں ہدایت پیدا نہیں کر سکتے خلق ہدائت اللہ کے قبضہ میں ہے جس کے لئے چاہے اس کے دِل میں ہدایت پیدا کر دے،، مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آئت کریمہ ابو طالب کے بارے میں نازل ہُوئی،، تفسیر کبیر میں ہے کہ زجاج نے کہا "اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ اَبِيْ طَالِبٍ" یعنی تمام مسلمانوں کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ یہ آئت ابو طالب کے حق میں نازل ہُوئی،، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ تمام مسلمانوں کا اس پہ اتفاق ہے کہ یہ آئت ابو طالب کے

marfat.com

بارے میں نازل ہوئی اور ابو اسحاق زجاج نے اس پر اجماع ذکر کیا ہے،، ملا علی قاری نے بھی مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس اجماع کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی فِیْ حَقِّہٖ بِاتِّفَاقِ الْمُفَسِّرِیْنَ اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ یعنی مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آئت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ امام ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے میں قیامت کے دن اس کی شہادت دوں گا ابوطالب نے کہا اگر ایسا نہ ہوتا کہ مجھے قریش شرمندگی دلائیں گے اور وہ کہیں گے کہ ابوطالب نے موت کی سختی سے ڈر کر کلمہ کہہ دیا ہے تو میں آپ کو خوش کر دیتا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی ،، اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ،، علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ یہ آئت کریمہ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ ،، ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی اور زمخشری کا ان کے حق میں عدم نزول کی یہ وجہ بیان کرنا کہ ابوطالب کی موت ہجرت سے پہلے تھی اور آئت کریمہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی صحیح نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے لئے اس کے نزول تک دعا فرماتے رہے حتیٰ کہ کفار کے بارے میں تشدید اس سورت میں نازل ہوئی۔ علامہ قسطلانی نے کہا کہ فتوح الغیب میں مذکور ہے کہ یہی حق بات ہے امام بغوی اپنی تفسیر میں اس آئت کریمہ ،، وَھُمْ یَنْھَوْنَ عَنْہُ وَیَنْاَوْنَ عَنْہُ ،، کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ابن عباس اور مقاتل رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ آئت کریمہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی کافروں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتے تھے اور خود ایمان سے دور رہے تھے" امام بیہقی نے دلائل نبوت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آئت کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ آئت کریمہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کافروں کو منع کرتے تھے اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان لانے سے دور رہتے تھے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ نے اپنے چچا ابوطالب کو کیا نفع دیا اللہ کی قسم وہ آپ کی حمائت کرتا اور آپ کے لئے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا تھا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ پاؤں تک آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتا،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ابوطالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے کہ ابوطالب کا سارا بدن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حمائت میں صرف رہا مگر اپنی قوم کے دین پر ثابت قدم رہے اس لئے ملت کفر پہ ثابت قدمی نے پاؤں پہ عذاب مسلط کیا صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں میں سب سے کم عذاب ابوطالب کو ہے وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے ہیں جس سے ان کا دماغ کھولتا ہے،، ابوداؤد اور نسائی میں ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! حضور کا بوڑھا چچا گمراہ فوت ہو گیا ہے آپ نے فرمایا جاؤ اور اپنے باپ

marfat.cpm

کو دبا آؤ ،، صحیحین میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے عرض کی یا رسُول اللہ! آپ کل مکہ معظمہ میں اپنے محلہ کے کس مکان میں تشریف فرما ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کیا ہمارے لئے عقیل نے کوئی مکان چھوڑ دیا ہے؛ عقیل اور طالب ابوطالب کے وارث ہُوئے اور جعفر اور علی رضی اللہ عنہما کسی شئی کے وارث نہ ہُوئے تھے کیونکہ یہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب کافر تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مومن کافر کا وارث نہیں بنتا ،، یاد رہے کہ ابوطالب کی وفات کے وقت عقیل کافر تھے بعد میں وہ مسلمان ہو گئے تھے اور طالب کفر میں فوت ہُوا تھا ،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ واحدی نے موسیٰ بن عبیدہ کی حدیث ذکر کی اُنھوں نے کہا کہ محمد بن کعب قرظی نے ہم سے بیان کیا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب ابوطالب مرضِ موت میں تھے تو قریش نے ان کو کہا کہ اپنے بھتیجے کو پیغام بھیجو کہ وہ جنت جس کا تم سے ذکر کیا کرتے ہیں سے تمہارے لئے کچھ بھیج دیں کہ تم شفا پاؤ ابوطالب نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیغام بھیجا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کا کھانا اور پانی کافروں پر حرام کیا ہے پھر آپ ابوطالب کے پاس تشریف لائے اور ان پر اسلام پیش فرمایا تو اُنھوں نے کہا کہ لوگ حضور پر طعن کریں گے کہ آپ کا چچا موت سے گھبرا گیا اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو میں آپ کو خوش کر دیتا۔ جب ابوطالب فوت ہو گئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے مغفرت کی دُعا فرمائی تو مسلمانوں نے کہا ہمیں اپنے اباؤ اقارب کے لئے مغفرت کی دُعا کرنے سے کون منع کرتا ہے حالانکہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا کے لئے دُعاء کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کے لئے دعاءِ مغفرت کر رہے ہیں اُنھوں نے مشرکین اقارب کے لئے دعاء مغفرت کی تو یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الایۃ ،، یعنی نبی کے لئے اور مومنوں کے لئے مناسب نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے دُعاء کریں۔ ابونعیم نے حلیہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور میں نے اپنے چچا ابوطالب کا مسلمان ہونا چاہا اللہ تعالیٰ کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ ابوطالب کافر رہا ،، ان صحیح روایات سے ابوطالب کا ایمان نہ لانا واضح ہوتا ہے اور اس پر مفسرین کا اجماع اس کی دلیل واضح ہے لہذا یہ مناسب نہیں کہ صحیح روایات اور مفسّرین کا اجماع بالائے طاق رکھتے ہُوئے اس کو نظر انداز کر کے ضعیف روایات کا سہارا لے کر ایمان ابی طالب ثابت کیا جائے جبکہ اس سے متعلق ہم سے قبر و حشر میں ہرگز نہ پوچھا جائے گا اور نہ ہی اس کا اثبات ضروریاتِ ایمان سے ہے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا باب کے عنوان سے اس حدیث کی مناسبت ظاہر ہے کہ عنوان یہ ہے کہ جب مشرک موت کے وقت لا الہ الا اللہ کہہ دے تو اس کو مسلمان کہا جائے گا اور نزع کی حالت شروع ہو جائے تو اس وقت ایمان لانا بے سُود ہے ،،

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا بعض علماء نے کہا کہ ابوطالب امرِ آخرت کو دیکھ لیتے ان کو موت کا یقین ہو جاتا اور ایسی حالت میں ہوتے کہ اس وقت ایمان لانا بے سود ہوتا ہے اور اس وقت ایمان لانا نافع نہیں ہوتا وہ سیّد عالم

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ایمان لے آتے اور آپ کی نبوّت کا تہہ دل سے اقرار کر لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ان کی شفاعت فرماتے اور اللہ تعالیٰ سے اُن سے درگزر کی درخواست کرتے کہ اس حال میں ان کا ایمان قبول ہو جائے تو یہ ابوطالب کی خصوصیّت ہوتی کیونکہ وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حمائت اور آپ سے مشرکوں کی ایذاء کی مدافعت کرتے رہے تھے،، محمد بن اسحاق نے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اے میرے بھتیجے آپ نے جو کلمہ اپنے چچا پر پیش کیا تھا آپ نے ان کو یہ کہتے ہوئے سُنا؟ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ابوطالب سے یہ کلمہ نہیں سُنا۔ محمد بن اسحاق کی اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے کلمہ نہیں سُنا اور حضرت عباس نے یہ ابوطالب کے فوت ہونے کے بعد آپ سے دریافت کیا تھا۔ لہٰذا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوطالب کے منہ کے پاس کان لگایا اور ان کو کلمہ پڑھتے سُنا قابلِ غور ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ کے سامنے تو ابوطالب کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیں اور عباس کے سامنے کلمہ پڑھیں حالانکہ انہی لوگوں کی باتوں کے پیشِ نظر تو اُنہوں نے کلمہ پڑھنے سے انکار کیا تھا کہ وہ کہیں گے کہ ابوطالب نے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا ہے جبکہ ابوطالب کی وفات کے وقت حضرت عباس بھی کافر تھے اور جنگِ بدر میں کافروں میں اسیر ہو کر آئے تھے۔ علامہ سہیلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ عباس نے یہ بات کفر کی حالت میں کہی تھی اور اگر وہ اسلام کے بعد ادا کرتے تو قابلِ قبول ہوتی اب اس سے یہ واضح ہو گیا کہ ابن عباس کی یہ روائت مخدوش ہے کیونکہ ابوطالب کی وفات ہجرت سے بہت پہلے ہوئی تھی۔ اس وقت غالباً ابن عباس پیدا نہیں ہوئے تھے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر دس برس ایک دوسری روائت کے مطابق تیرہ برس تھی،، جبکہ دس ہجری میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا! لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس کی خبر سُن کر خاموش رہے اور آپ کی خاموشی تقریری حدیث پر محمول ہے،، کیونکہ کافر کے قول و فعل پر نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی اس کے قول و فعل کی تقریر نہیں ہوتی اگر یہ سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ"، یہ آیت مبارکہ سب کافروں کو شامل ہے کوئی کافر اس سے خاص نہیں۔ اگر ابوطالب کافر تھے تو ان کے عذاب میں تخفیف کیوں ہوئی حالانکہ مسلم کی عبداللہ بن حارث سے روائت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کروا دی ہے۔ مسلم کی دوسری روائت روائت میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ"، اس کا جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کی وجہ سے ابوطالب کے عذاب میں تخفیف ہوئی مسلم کی حدیث اگرچہ خبر واحد ہے مگر مخصوص حالات کے پیشِ نظر اس سے تخصیص ثابت ہے جیسے اس کریمہ "وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ"، کہ اپنے مردوں سے دو گواہ بناؤ،، حالانکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خزیمہ تنہا کی گواہی دو مردوں کی گواہی کے مساوی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ الآیۃ"، اس آیت کریمہ میں کفارہ ظہار غلام آزاد کرنا یا دو ماہ کے روزے یا ساٹھ مساکین کو

marfat.cpm

کھانا کھلاتا ہے حالانکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک غریب مظاہر کو کھجوروں کا ٹوکرا دیا اور اس شخص کی درخواست پر کہ وہ غریب ہے فرمایا تم خود ہی کھالو اس کے پیش نظر ابو طالب کو بھی آیت کریمہ " وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ "، سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے اکرام کے پیش نظر آپ کے چچا ابو طالب کو خاص کیا گیا ہے "، کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بہت معاون اور غمخوار تھے "، مگر ان کی معاونت محض خاندانی اہمیت کے طور پر تھی یہ نہیں کہ وہ آپ پر ایمان لانے کی حیثیت سے آپ کی نصرت و حفاظت کرتے تھے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس بات پر علماء کا اجماع اور اتفاق ہے کہ کافروں کو ان کے اچھے اعمال نفع نہیں دیتے اور نہ ہی ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے لیکن ان کے جرائم کے اعتبار سے بعض کو سخت عذاب ہوگا اور بعض کو خفیف عذاب ہوگا "، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی معاونت اور حفاظت کی وجہ سے ابو طالب کا کفر کے سوا اتنا سنگین جرم نہ تھا جس کی وجہ سے وہ سخت سے سخت عذاب کے مستوجب ہوتے اس لئے ان کے عذاب میں تخفیف ہوئی اسی لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوتے "، اس تقریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے مقدّس وجود اور آپ کی برکت سے ابو طالب صرف اسی عذاب کے مستحق ہوئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بیان فرمایا "، علامہ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس حدیث " إِنَّ رَحْمَتَهُ سَبَقَتْ غَضَبَهُ "، کی یہ تاویل صحیح ہے کہ دوزخ میں ہمیشہ رہنے والوں سے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت منقطع نہیں کیونکہ وہ اس پر قادر ہے کہ وہ ان کے لئے ایسا عذاب پیدا کر دے کہ اس میں دوزخ کے عذاب کی نسبت رحمت اور تخفیف ہو "، لہٰذا اس تخفیف کو یہ لازم نہیں کہ وہ لوگ مومن ہیں وہ لوگ کافر بھی ہیں اور ان کے عذاب میں تخفیف بھی ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے مطابق ابو طالب کے عذاب میں تخفیف ہوئی اور وہ غمراتِ عذاب سے پتلی آگ کی طرف منتقل ہوئے "، معلوم ہوا کہ حسب ارشاد نبوت ابو طالب کے عذاب میں تخفیف ان کے کفر سے متصادم نہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ ابو طالب کے بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مومن تھے چنانچہ وہ کہتے ہیں " وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ دِينَ مُحَمَّدٍ مِنْ خَيْرِ أَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِينًا "، یعنی میں نے جانا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا دین تمام دینوں سے بہتر دین ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل کتاب کافر ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت کو جانتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ "، یعنی وہ نبوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو ایسا جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں مگر یہ معرفت ان کا ایمان نہ تھی۔ ایمان یہ ہے کہ نبی کی نبوت کی تصدیق اور اس کا اذعان کرے نبراس میں ہے " كَانَ كُثَّرُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ كَانُوا يَقُولُونَ فِيمَا بَيْنَهُمْ إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَقِّ وَيَسْتَكْبِرُونَ عَنِ اتِّبَاعِهِ "، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " جَحَدُوا بِهَا أَيْ بِمُعْجِزَاتِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدِ اسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ "، ای والحال انہم علموا بالیقین انہا حق "، معلوم ہوا کہ کافر کا نبی کی نبوت کو جان لینا کہ وہ حق ہے ایمان نہیں "، پھر صاحبِ نبراس نے کہا

marfat.com

ابوطالب نبوت کو جانتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ حق ہے اور انکار نہ کرتے تھے مگر یہ ان کا ایمان نہ تھا، کیونکہ اُنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اذعان نہ کیا تھا،، چنانچہ اُنھوں نے موت سے چند لمحات پہلے یہ شعر پڑھے جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی موت کے وقت فرمایا اے چچا کہو" لا الٰہ الا اللہ"، میں تمہارے لئے شفاعت کروں گا اُنھوں نے کہا کہ اگر مجھے قریش کے عار دینے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ایمان لاکر تمہاری آنکھ ٹھنڈی کرتا ؎ وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ ∴ مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنًا

لَوْلَا الْمَلَامَۃُ اَوْ حِذَارُ مُسَبَّۃٍ ∴ لَوَجَدْتَّنِیْ سَمْحًا بِذَاکَ مُبِیْنًا

یعنی میں یقین سے جانتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین تمام جہانوں کے دینوں سے بہتر ہے مگر ملامت اور بدگوئی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں نہایت صفائی کے ساتھ اس دین کو قبول کرلیتا،، اس کے بعد ابوطالب کا انتقال ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی" اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ الایۃ اگر یہ سوال ہو کہ ابوطالب کے بعض خطابات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مومن تھے چنانچہ اُنھوں نے کہا میں نورِ فراست سے دیکھ رہا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غالب ہیں اور عرب و عجم ان کا مطیع ہے،، اس کا جواب یہ ہے کہ ابوطالب کا یہ کہنا ان کے ایمان کی دلیل نہیں اس طرح کا کلام تو ہرقل نے بھی کہا تھا کہ وہ میرے ان قدموں کی جگہ کے مالک ہوجائیں گے اور سب پر غالب آئیں گے مگر علماء کا اتفاق ہے کہ اس قول سے ہرقل کو مومن نہیں کہہ سکتے ہیں اور فیصلہ یہی ہے کہ وہ کافر تھا،، اس نے اپنے وقار کی صیانت کے لئے نبوّت کا اذعان نہ کیا تھا،، اگر یہ سوال ہو کہ عذاب شرّ ہے خیر نہیں حالانکہ حدیث میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ابوطالب کے متعلق آپ کو کیا اُمید ہے۔ آپ نے فرمایا ابوطالب کے متعلق میں اپنے رب سے پوری خیر کی اُمید رکھتا ہوں،، (طبقات ابن سعد) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوطالب مومن تھے اس کا جواب یہ ہے" اِنَّ رَحْمَتَہٗ سَبَقَتْ غَضَبَہٗ،، کی یہ تاویل صحیح ہے کہ دوزخ میں ہمیشہ رہنے والوں سے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت منقطع نہیں کیونکہ وہ اس پر قادر ہے کہ وہ ان کے لئے ایسا عذاب پیدا کردے کہ اس میں دوزخ کے عذاب کی نسبت رحمت اور تخفیف ہو لہٰذا وہ عذاب بھی ہے اور رحمت اور خیر بھی ہے،، جیسا کہ ابن بطال رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور یہ ممکن ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،، لَا تَنْفَعُھُمْ شَفَاعَۃُ الشَّافِعِیْنَ،، یعنی کفار کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دے گی اگر ابوطالب کافر تھے تو ان کی شفاعت کیسے ہوئی؟ اور وہ پتلی آگ میں کیسے ہوں گے؟ اور ان کے عذاب میں تخفیف کیسے ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خصائص میں ذکر کیا کہ ہمارے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز متعدد بار شفاعت فرمائیں گے آپ کی شفاعت سے بعض لوگ بغیر حساب جنت میں داخل کئے جائیں گے اور عذابِ نار کے مستحق بعض مسلمان آگ میں داخل نہ کئے جائیں گے اور جنت میں بعض کے درجات بلند کئے جائیں گے اور بعض لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نیک مومنوں کی طاعات میں تقصیر سے درگزر

marfat.cpm

بَابُ الْجَرِيْدِ عَلَى الْقَبْرِ وَاَوْصٰى بُرَيْدَةُ الْاَسْلَمِيُّ اَنْ يُّجْعَلَ فِيْ قَبْرِهٖ جَرِيْدَانِ وَرَاٰى ابْنُ عُمَرَ فُسْطَاطًا عَلٰى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ انْزَعْهُ يَا غُلَامُ فَاِنَّمَا يُظِلُّهُ عَمَلُهٗ وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ رَاَيْتُنِيْ وَنَحْنُ شَبَّانٌ فِيْ زَمَنِ عُثْمٰنَ وَاِنَّ اَشَدَّنَا وَثْبَةً الَّذِيْ يَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ حَتّٰى يُجَاوِزَهٗ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ اَخَذَ بِيَدِيْ خَارِجَةُ فَاَجْلَسَنِيْ عَلٰى قَبْرٍ وَاَخْبَرَنِيْ عَنْ عَمِّهٖ يَزِيْدَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِمَنْ اَحْدَثَ عَلَيْهِ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجْلِسُ عَلَى الْقُبُوْرِ

کرنے کی آپ شفاعت فرمائیں گے اور موقف میں تخفیف کی شفاعت ہوگی اور بعض کافروں کی شفاعت ہوگی کہ ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے اور اہلِ بیت کرام کی شفاعت ہوگی کہ ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہو،، اور کافروں کی شفاعت نہ ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ دوزخ سے نکالنے کے لئے ان کی شفاعت نہ ہوگی اسی لئے وہ کہیں گے،، وَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ،، جبکہ مومن شفاعت کے سبب دوزخ سے نکالے جائیں گے تو اس وقت کافر کہیں گے۔ ہماری شفاعت کرنے والا کوئی نہیں ہے! بہرحال ابوطالب کو دوزخ میں خفیف ترین عذاب ہوگا اور وہ دوزخ کے عذاب کی نسبت رحمت اور خیر ہے اور اس کو یہ لازم نہیں کہ وہ مومن ہیں لہٰذا کفر اور تخفیفِ عذاب میں اجتماع ممکن ہے الغرض ایمان ابی طالب کا مسئلہ ضروریاتِ دین سے نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — قبر پر کھجور کی شاخ رکھنا

حضرت بُریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے وصیّت کی کہ ان کی قبر میں کھجور کی دو شاخیں رکھی جائیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمٰن کی قبر پر خیمہ دیکھا تو کہا اے غلام اس کو اُتار دو اس کا عمل اس پر سایہ کر رہا ہے حضرت خارجہ بن زید نے کہا میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا جبکہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نوجوان تھے کہ ہم میں سے سب سے بڑی چھلانگ لگانے والا وہ ہوتا تھا جو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو چھلانگ لگا کر عبور کر جاتا تھا عثمان بن حکیم نے کہا خارجہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک قبر پر بٹھا دیا اور اُنھوں نے مجھے اپنے چچا یزید بن ثابت سے خبر دیتے ہوئے کہا کہ قبر پر بیٹھنا اس شخص کے لئے مکروہ ہے جو اس پر بول و براز کرے۔ نافع رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قبور پر بیٹھ جایا کرتے تھے،،

قبر میں کھجور کی شاخ رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ یہ درخت شجرہ طیبہ ہے اس کی برکت سے نیک فال ظاہر ہوتی ہے مستملی کی روائت میں "علی القبر" ہے یعنی قبر کے اوپر رکھیں اس میں حکمت یہ ہے کہ ہر سبز شئے اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اس سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ قبر پہ پھولوں کی چادریں

marfat.com

حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ ۱۲۸۱
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ ۱
وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ
هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا

بچھانا مستحب ہیں اور شیخ نے شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قبر کے پاس قرآن خوانی مستحب ہے کیونکہ جب شاخ کا تسبیح کہنا تخفیفِ عذاب کا سبب ہوسکتا ہے تو قرأتِ قرآن بطریق اولیٰ تخفیف کا سبب ہوسکتی ہے ،،

خارجہ بن زید کا اثر ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر قبر پر صحیح غرض کے لئے خیمہ لگایا جائے اور وہ یہ کہ لوگ خیمہ سے سایہ حاصل کریں تو جائز ہے۔ میت کو سایہ کرنے کے لئے جائز نہیں ایسے ہی فخر و مباہات کی غرض سے جائز نہیں ،، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی قبر پر خیمہ نصب کیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قبر پر قبہ بنانا جائز ہے تاکہ لوگ اس کے سایہ میں بیٹھ کر سکون کے ساتھ فاتحہ پڑھ سکیں۔ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ،، ضَرْبُ الْفُسْطَاطِ اِنْ كَانَ لِغَرَضٍ صَحِيْحٍ كَالتَّسَتُّرِ مِنَ الشَّمْسِ لِلْحَيِّ لَا لِاِظْلَالِ الْمَيِّتِ فَقَدْ جَازَ ،، یعنی قبر پر خیمہ لگانا اگر صحیح غرض کے لئے ہو جیسے لوگوں کے لئے دھوپ میں سایہ کرنا اور میت کو سایہ کرنے کے لئے نہ ہو تو جائز ہے ،، اسی طرح عمدۃ القاری میں ہے ،، عثمان بن حکیم کے اثر کا مقصد یہ ہے کہ بول و براز کے لئے قبر پر بیٹھنا جائز نہیں ،، امام طحاوی نے سلیمان بن شعیب کے اسناد سے ابوامامہ سے روایت کی کہ زید بن ثابت نے کہا اے میرے بھتیجے آؤ میں تمہیں خبر دوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر بول و براز کے لئے بیٹھنے سے منع فرمایا ہے اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ امام مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، تم میں سے کسی کا کوئلہ پر بیٹھنا جو اس کے کپڑے جلا کر اس کے چمڑے تک پہنچ جائے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے محمد بن کعب کے اسناد سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی قبر پر بیٹھے تاکہ اس پر بول و براز کرے گویا کہ وہ آگ کے دہکتے کوئلہ پر بیٹھا مسلم میں مذکور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا محمل بھی یہی ہے تاکہ دونوں روایات متفق ہوں اسی طرح دیگر روایات جن میں قبور پر بیٹھنے کی ممانعت ہے ان کا محمل بھی یہی ہے اس طرح روایات میں تعارض نہ ہوگا اور بول و براز کے لئے قبر پر بیٹھنے کی ممانعت سے یہ لازم نہیں کہ اس کے سوا بھی قبر پر بیٹھنا ممنوع ہے۔ حضرات ائمہ کرام ابوحنیفہ، مالک ابویوسف اور محمد رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قبر پر بیٹھ جایا کرتے تھے ،،

۱۲۸۱ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ دو قبروں کے پاس سے گزرے جن

marfat.com

بَابُ مَوْعِظَةِ الْمُحَدِّثِ عِنْدَ الْقَبْرِ وَقُعُودِ أَصْحَابِهِ حَوْلَهُ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ

الْقُبُورِ بُعْثِرَتْ أُثِيرَتْ بَعْثَرْتُ حَوْضِي جَعَلْتُ أَسْفَلَهُ أَعْلَاهُ الْإِيفَاضُ الْإِسْرَاعُ وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ إِلَى نَصْبٍ يُوفِضُونَ

إِلَى شَيْءٍ مَنْصُوبٍ يَسْتَبِقُونَ إِلَيْهِ وَالنُّصُبُ وَاحِدٌ وَالنَّصْبُ مَصْدَرٌ يَوْمُ الْخُرُوجِ مِنَ الْقُبُورِ يَنْسِلُونَ يَخْرُجُونَ

کو عذاب دیا جا رہا تھا آپ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جاتا ہے اور کسی مشکل امر میں عذاب نہیں دیا جا رہا ہے ان میں سے ایک پیشاب سے نہ بچا کرتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی تر شاخ لی اور اس کے دو نصف کر دیئے پھر ہر ایک قبر پہ ایک ایک گاڑ دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے یہ کس لئے کیا ہے؟ فرمایا جب تک یہ دونوں ٹکڑے خشک نہ ہوں گے۔ ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی"

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کھجور کی شاخ کی خصوصیت یہ ہے کہ کھجور کے درخت کا پھل زیادہ عرصہ باقی رہتا ہے اس لئے تخفیفِ عذاب کی مدت بھی دراز ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو مومن سے تشبیہ دی ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابوالبشر سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بچی ہوئی مٹی سے کھجور کا درخت پیدا کیا گیا اس طرح کھجور بنی آدم کی پھوپھی ہوئی"، حدیث ۲۱۵ کی تفہیم میں اس حدیث کی تفصیل مذکور ہے"

۱۲۸۱ —

باب — محدّث کا قبر کے پاس وعظ کرنا اور اس کے ساتھیوں کا اس کے اردگرد بیٹھنا

"يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ"، میں اجداث کا معنی قبور ہے یعنی وہ اپنی قبروں سے نکلیں گے" "بُعْثِرَتْ"، کا معنی اُٹھائی جائیں گی۔ "بَعْثَرْتُ حَوْضِي"، کا معنی ہے کہ میں نے اس کا نچلا حصہ اُوپر کر دیا"، "إِيفَاضَ"، کا معنی تیز دوڑنا ہے اور اعمش نے پڑھا ہے "إِلَى نَصْبٍ" یعنی وہ بلند شئ کی طرف تیز دوڑیں گے سبقت کریں گے۔ "نُصُبٌ" واحد ہے اور "نَصْبٌ" مصدر ہے اور "يَوْمُ الْخُرُوجِ"، سے مراد قبروں سے نکلنے کا دن ہے "يَنْسِلُونَ" کا معنی نکلیں گے"

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ تکثیر فوائد کے لئے قرآن کریم کے الفاظ کی تفسیر ذکر کر دیتے ہیں جو ترجمۃ الباب یا اس میں مذکور حدیث کے مناسب ہو اگرچہ ان میں بعید مناسبت ہو"، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور تفاسیر کا ذکر کیا کیونکہ ان کا قبر کے ذکر سے متعلق ہے اور وعظ سے بھی تعلق ہے۔ زین بن منیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس ترجمہ میں ان آیات کا لانا اس لئے ہے کہ قبر کے پاس بیٹھنے والے کے لئے مناسب

marfat.com

حدیث ۱۲۸۳

عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ حَوْلَهٗ وَمَعَهٗ مِخْصَرَةٌ فَنَكَّسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهٖ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اَوْ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ اِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَاِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً اَوْ سَعِيْدَةً فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيْرُ اِلٰى عَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيْرُ اِلٰى عَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ اَمَّا اَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا اَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

یہ ہے کہ وہ اپنا کلام اس حد تک بیان کرے جس میں وہ لوگوں کو ڈرائے کہ اُنھوں نے عنقریب قبروں میں جانا ہے پھر ان سے نکل کر اعمال کا محاسبہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے،،

اس حدیث سے یہ سند ملتی ہے کہ قبر کے پاس وعظ کی محفل قائم کرنا جائز ہے اور حدیث ۱۲۸۱ سے یہ سند ملتی ہے کہ قبر کے پاس قرآن خوانی جائز ہے ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بزرگانِ دین کے مزارات پر عرس کرنے جائز ہیں،، جبکہ کتاب وسُنّت میں ان کی کراہت کا اشارہ تک موجود نہیں،، مگر غیر شرعی امور سے تخلیہ ضروری ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ حدیث صحیح میں ہے کہ تین مساجد کے سوا کسی طرف قصد کر کے نہ جاؤ۔ لہٰذا مزارات بھی اس نہی میں آجاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ان مساجد کے سوا تمام مساجد ثواب میں مساوی ہیں صرف یہ تین مساجد ثواب میں متفاوت ہیں اس لئے ان کے سوا کسی اور مسجد کی طرف بغرض ثواب سفر کا قصد نہ کیا جائے،، اگر اس حدیث کو عموم پر محمول کیا جائے تو مزارات کی کیا تخصیص ان تین مساجد کے سوا کسی طرف بھی سفر کا قصد کرنا جائز نہ ہوگا وَهُوَ كَمَا تَرٰى۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۲۸۲ ـــــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم "بقیع غرقد" میں ایک جنازہ میں شریک تھے ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے،، اور بیٹھ گئے ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی آپ نے سر مبارک جھکا لیا اور چھڑی کے ساتھ زمین کو کریدنے لگے پھر فرمایا تم میں سے کوئی شخص یا کوئی جان مخلوق نہیں مگر اس کی جگہ جنت اور دوزخ میں لکھ دی گئی ہے اور اس کو بدبخت یا نیک بخت ہونا بھی لکھا جا چکا ہے۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کرلیں؟ اور عمل کرنے چھوڑ دیں،، جو کوئی ہم سے سعادتمندوں سے ہوگا وہ نیک بختوں جیسے عمل کرنے لگے گا اور جو کوئی ہم سے بدبختوں سے ہوگا وہ بدبختوں جیسے عمل کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ نیک بخت ہیں ان کے لئے نیک عمل آسان کر دیئے گئے ہیں اور جو بدبخت ہیں ان کے لئے بُرے عمل آسان کر دیئے گئے ہیں پھر آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی "فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى الخ"

۱۲۸۲ ـــــ شرح : بقیع قبرستان ہے غرقد جھاڑ کا درخت ہے بقیع کی غرقد کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ اصمعی نے کہا جب اس جگہ حضرت عثمان بن مظعون

marfat.com

بابُ مَاجَاءَ فِی قَاتِلِ النَّفْسِ

۱۲۸۳ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاکِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّۃٍ غَیْرِ الْاِسْلَامِ کَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَھُوَ کَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَہٗ بِحَدِیْدَۃٍ عُذِّبَ بِھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ قَالَ وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مِنْھَالٍ حَدَّثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا جُنْدُبٌ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِیْنَا وَمَا نَخَافُ اَنْ یَّکْذِبَ جُنْدُبٌ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَہٗ فَقَالَ اللّٰہُ بَدَرَنِیْ عَبْدِیْ بِنَفْسِہٖ حَرَّمْتُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ

رضی اللہ عنہ دفن ہوئے تو یہ درخت کاٹ دیئے گئے تھے،، علامہ طیبی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پیارے انداز میں ان کو بھروسہ کر لینے اور ترکِ عمل سے منع کیا اور ان کو عبودیت کے التزام کا حکم دیا جو ان پر واجب ہے اور فرمایا امور الٰہیہ میں تصرف نہ کرو اور عبادت اور اس کا ترک دخولِ جنت و دوزخ کا مستقل سبب نہ بنالو بلکہ اعمال تو صرف علامات ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں قدر کا اثبات ہے کہ تمام واقعات اللہ کی قضا اور قدر سے ہیں جو وہ کرے اس سے پوچھا نہیں جاسکتا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ قدر کا راز جنت میں داخل ہونے کے بعد منکشف ہوگا اس سے پہلے ظاہر نہ ہوگا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خبر دی کہ ہر شئی لکھی گئی تو انھوں نے اس کو ترکِ عمل کی دلیل بنانا چاہا تو آپ نے خبردار کیا کہ یہاں دو چیزیں ہیں ان میں ایک دوسری کو باطل نہیں کرسکتی،، ایک باطن ہے وہ اللہ کے حکم کی علتِ موجبہ ہے دوسری ظاہر ہے وہ حق عبودیت کی لازمی علامت ہے اور بیان فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک کو جس کے لئے انسان پیدا ہوا ہے۔ آسان کیا گیا ہے اور دنیا میں اس کا عمل کرنا آخرت میں ٹھکانے کی دلیل ہے۔ اس کی نظیر رزق ہے جو تقسیم کیا گیا ہے اور اس کو حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح دوائیوں سے علاج کرنا ہم اس کے مامور ہیں مگر شفا کا وقت طے ہو چکا ہے۔ ان دونوں میں ظاہر کو باطن کے باعث ترک نہیں کیا جاتا،، اسی طرح سعادت و شقاوت کا فیصلہ ہو چکا ہے اور جس جس کے لئے کوئی پیدا ہوا اس کا حصول اس کے لئے آسان کر دیا گیا جس کی علامت اعمال ہیں۔ اس حتمی فیصلہ کے باعث اعمال کا ترک کرنا جائز نہیں ہے اگر کوئی سوال پوچھے کہ جب ازلی فیصلہ ہو چکا ہے تو مدح و ذم اور ثواب و عقاب کس لئے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ فاعلیت یعنی عمل کرنے کے اعتبار سے مدح لو مذمت نہیں بلکہ محلیت کے اعتبار سے ہے جیسے کسی شئی کی مدح اور مذمت اس کے حسن و قبح کے لحاظ سے کی جاتی ہے اور ثواب و عقاب عادی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے اچھے اور برے اعمال پہ ثواب و عقاب مرتب فرماتا ہے جیسے آگ کو مس کرنے سے جلن ہوتی ہے جس طرح یہ کہنا صحیح نہیں کہ آگ کو مس کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جلن کو کیوں پیدا کیا ہے اس کے بغیر ابتداءً ہی جلن کیوں حاصل نہیں اسی طرح ثواب و عقاب میں سوال کرنا صحیح نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ اپنے آپ کو قتل کرنے والے کے بارے میں

marfat.com

حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ۱۲۸۴
قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ يَخْنُقُ نَفْسَهٗ يَخْنُقُهَا فِی النَّارِ وَالَّذِیْ يَطْعَنُهَا يَطْعَنُهَا فِی النَّارِ

ترجمہ : ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
۱۲۸۳ — کی کہ آپ نے فرمایا جس نے اسلام کے بغیر کسی ملت و مذہب کی
جھوٹی قسم کھائی تو وہ ایسا ہی ہے جیسا اُس نے کہا اور جس نے اپنے آپ کو تیز ہتھیار کے ساتھ قتل کیا اس کو دوزخ میں اسی ہتھیار کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ حجاج بن منہال نے کہا ہم کو جریر بن حازم نے حسن سے خبر دی کہ اُنھوں نے کہا ہم سے جندب رضی اللہ عنہ نے اس مسجد میں بیان کیا ہم بھولے نہیں اور نہ ہی ہم کو یہ ڈر ہے کہ جندب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی جھوٹی بات بیان کریں گے اُنھوں نے کہا ایک آدمی زخمی تھا اس نے اپنے آپ کو قتل کر ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے اپنی جان کے ساتھ مجھ سے جلدی کی میں نے اس پر جنت حرام کر دی،،

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۱۲۸۴ — نے فرمایا جو کوئی اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارتا ہے وہ دوزخ
میں گلا گھونٹ کر اپنے آپ کو مارتا رہے گا اور جو اپنے آپ کو نیزہ سے مارتا ہے وہ دوزخ میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا

شرح : ترجمۃ الباب میں قاتلِ نفس عام ہے اپنے
۱۲۸۳ ، ۱۲۸۴ — آپ کو قتل کرے یا غیر کو قتل کرے یہ لفظ دونوں
دونوں قسموں کو شامل ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ باب کا عنوان قاتلِ نفس کا حکم بیان کرنا ہے اور یہ عام ہے اپنے آپ کو قتل کرے یا غیر کو قتل کرے اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم بیان کیا گیا ہے اور یہ عنوان سے خاص ہے۔ مذکور حدیث سے امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ مذکور قسم کھانے والے کی قسم منعقد ہو جاتی ہے اور اس پر کفارہ واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مظاہر پر کفارہ واجب کیا ہے اور ظہار بُرا قول ہے اور مذکور اشیاء کی قسم کھانا بُرا قول ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان اشیاء سے قسم منعقد نہیں ہوتی اور اس شخص کے لئے استغفار لازم ہے وہ یہ اشیاء کرے یا نہ کرے اس پر کفارہ واجب نہیں۔ امام شافعی، امام مالک اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قسم کھائی اور قسم میں لات و عزیٰ کا ذکر کر دیا تو وہ فوراً لا الٰہ الا اللہ کہے اور اس حدیث میں کفارہ کا ذکر نہیں اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ کفارہ کا ذکر نہ کرنے کو یہ لازم نہیں کہ کفارہ واجب ہی نہ ہو ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خودکشی کرنے والا ایمان سے خارج نہیں ہوتا ہے اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور وہ خودکشی کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک بھی اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

قولہ حرمت علیہ الجنۃ،، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر وہ خودکشی کو جائز اور حلال سمجھتا ہو تو اس کی عقوبت دائمی ہے یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے اس پر جنت حرام ہے یا یہ معنیٰ ہے کہ اس کے لئے خاص جنت حرام ہے کیونکہ جنتیں کئی ہیں یا یہ تغلیظ اور تہدید پر محمول ہے کیونکہ جنت کافر پر حرام ہے اور خودکشی کرنے والا مسلمان ہے اور حدیث میں اس کے کفر پر ہرگز دلالت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.cpm

باب ما یکرہ من الصلوٰۃ علی المنافقین والاستغفار
المشرکین رواہ ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس عن عمر بن الخطاب ۱۲۸۵

باب ـــــ منافقین پر نمازِ جنازہ اور مشرکین کے لئے دعاءِ مغفرت مکروہ ہے

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی روائت کی"

۱۲۸۵ ـــــ ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جب عبد اللہ بن اُبی بن سلول مرا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا تاکہ اس پر نمازِ جنازہ پڑھیں جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے تو میں آپ کی طرف اُچھل پڑا اور میں نے عرض کی یا رسُول اللہ! آپ عبد اللہ بن ابی پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اُس نے فلاں روز ایسا ایسا کہا تھا میں اس کی باتیں شمار کرنے لگا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا اے عمر! مجھ سے ایک طرف ہو جاؤ جب میں زیادہ عرض کرنے لگا تو فرمایا مجھے اختیار دیا گیا ہے اور میں نے یہ استغفار اختیار کی ہے" اگر میں یہ جانتا کہ اگر میں اس کے لئے ستّر بار سے زیادہ استغفار کروں تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا تو میں اس پر زیادہ کرتا" راوی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نمازِ جنازہ پڑھی پھر واپس آگئے ابھی تھوڑا ہی ٹھہرنے پائے تھے کہ سورۂ برأت کی یہ دو آیتیں نازل ہوئیں "اے حبیب جو کوئی ان میں سے مرجائے اس پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں الخ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ اس روز اس قدر جرأت اور دلیری پر تعجب کیا۔ واللہ ورسُولہ اعلم!

۱۲۸۵ ـــــ شرح : عبد اللہ کا ابی باپ اور سلول اس کی ماں ہے اس لئے ابن کا مرفوع پڑھنا واجب ہے کیونکہ یہ عبد اللہ کی صفت ہے۔ ساری اُمت پہ یہ فرض ہے کہ وہ مشرکوں کے لئے دُعاءِ مغفرت نہ کریں جبکہ وہ شرک کی حالت میں مَرجائیں" اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا کے لئے دُعاء حسبِ وعدہ کی تھی جب انھیں پتہ چلا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بے زاری کا اظہار کیا" اس حدیث کی تفصیل حدیث ۱۱۹۸ ، ۱۱۹۹ کی تفہیم میں مذکور ہے"

marfat.com

انه قال لما مات عبد الله بن ابی بن سلول دعی لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیصلی علیہ فلما قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وثبت الیہ فقلت یا رسول اللہ اتصلی علی ابن ابی وقد قال یوم کذا وکذا وکذا اعدد علیہ قولہ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اخر عنی یا عمر فلما اکثرت علیہ قال انی خیرت فاخترت لو اعلم انی ان زدت علی السبعین یغفر لہ لزدت علیہا قال فصلی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم انصرف فلم یمکث الا یسیرا حتی نزلت الآیتان من براءۃ ولا تصل علی احد منہم مات ابدا الی قولہ وہم فاسقون فلا تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ ورسولہ ومانوا وہم فسقون قال فعجبت بعد من جرأتی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ واللہ ورسولہ اعلم ۱۲۸۶

باب اثنا الناس علی المیت

حدثنا آدم قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا عبد العزیز بن صہیب قال سمعت انس بن مالک یقول مروا بجنازۃ فاثنوا علیہا خیرا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجبت ثم مروا باخری فاثنوا علیہا شرا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجبت فقال عمر بن الخطاب ما وجبت قال ہذا اثنیتم علیہ خیرا فوجبت لہ الجنۃ وہذا اثنیتم علیہ شرا فوجبت لہ النار انتم شہداء اللہ فی الارض ۱۲۸۶

حدثنا عفان بن مسلم ہو الصفار قال حدثنا داود بن ابی الفرات عن عبد اللہ ۱۲۸۷

باب ـــــ لوگوں کا میّت کی تعریف کرنا

ترجمہ : عبدالعزیز بن صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ صحابہ جنازہ کے پاس سے گزرے تو اُنھوں نے اس کی اچھی تعریف کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی پھر دُوسرے جنازہ کے پاس سے گزرے تو اُنھوں نے اس کی برائی بیان کی آپ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ یہ سُن کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا واجب ہوگئی ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تم نے تعریف کی تو اس کے لئے جنّت واجب ہوگئی اور اس کی تم نے بُرائی بیان کی تو اس کے لئے آگ واجب ہوگئی تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو ،،

۱۲۸۶ ـــــ

ترجمہ : ابوالاسود رضی اللہ عنہ نے کہا میں مدینہ منورہ آیا حالانکہ وہاں بیماری پڑی ہُوئی تھی۔ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو اس جنازے والے کی اچھی تعریف کی گئی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا واجب ہوگئی۔ پھر دُوسرا جنازہ گزرا اس جنازے والے کی تعریف کی گئی تو اُنھوں نے کہا واجب ہوگئی پھر تیسرا جنازہ گزرا تو اس جنازے والے کی بُرائی بیان کی گئی اور اُنھوں نے کہا واجب ہوگئی۔ ابوالاسود نے کہا میں نے کہا یا امیر المؤمنین کیا واجب ہوگئی اُنھوں نے کہا میں نے وہی کہا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کے لئے چار آدمی اچھی گواہی دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنّت میں داخل کرتا ہے۔ ہم نے کہا اگر تین آدمی گواہی دیں تو اُنھوں نے کہا اور تین ہم نے کہا اور دو تو عمر فاروق نے کہا اور دو پھر ہم نے ایک کے متعلق ان سے نہ پوچھا ،،

۱۲۸۷ ـــــ

شرح : اہلِ لغت کے نزدیک ثناء کا استعمال خیر میں ہوتا ہے

۱۲۸۶ ، ۱۲۸۷ ـــــ

marfat.com

ابن بُرَیدۃ عن ابی الاسود قال قَدِمتُ المدینۃ وقد وقع بھا مرض فجلستُ الی عُمر بن الخطاب فمرّت بھم جنازۃ فاثنی علی صاحبھا خیرًا فقال عُمر وجبت ثم مُرّ باُخری فاثنی علی صاحبھا خیرًا فقال وجبت ثم مُرّ بالثالثۃ فاثنی علی صاحبھا شرًا فقال وجبت فقال ابو الاسود فقلت وما وجبت یا امیر المومنین قال قلتُ کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایّما مسلم شَھِد لہ اربعۃ بخیر ادخلہ اللہ الجنۃ فقلنا وثلاثۃ قال وثلاثۃ فقلنا واثنان قال واثنان ثم لم نسالہ عن الواحد **باب** ماجاء فی عذاب القبر وقولِ اللہ ولَو تَرٰی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ

شرّ میں نہیں ہوتا ،، حدیث میں ثنا کا شرّ میں استعمال بطورِ مشاکلت ہے جیسے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا ،، اور جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ مردوں کو بُرا نہ کہو اور ان کا اچھا ذکر کرو وہ مسلمانوں کے لئے فرمایا ہے کافروں کی بُرائی کا ذکر ناجائز ہے تاکہ ان کے طریقہ سے لوگ اجتناب کریں ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مسلمان فوت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی تعریف ڈال دے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شخص جنتی ہے اس کے اعمال جیسے بھی ہوں کیونکہ عقوبت اور عذاب اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے ہے جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں اس کی تعریف ڈال دی تو اس کا نتیجہ یہی برآمد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت چاہی ہے اس طرح ثناء کا فائدہ بھی ظاہر ہوگا ورنہ کوئی فائدہ نہ ہوگا ، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ثناء کا فائدہ ثابت کیا ہے اگر کوئی سوال پوچھے کہ اہل سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہ کوئی شئ واجب نہیں اور نہ اللہ کی طرف سے واجب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں وجوب سے مراد ثبوت ہے یا یہ وجوب شارع کے وعدہ کے اعتبار سے ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی کی اچھائی اور بُرائی بیان کرنا ضرورت کے تحت جائز ہے ، اور یہ غیبت اور چغلی نہیں "

باب — جو کچھ عذابِ قبر کے بارے میں منقول ہے "

اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور اگر آپ دیکھ لیں جبکہ ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں گے کہ نکالو اپنی جانیں تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا ۔ امام بخاری نے کہا " ھُوْنٌ ھَوَانٌ " ذلت کے معنی میں ہے اور " ھَوْنٌ " رفق اور نرمی کے معنیٰ میں ہے ، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ، ہم انھیں دو بار عذاب دیں گے پھر بڑے عذاب کی طرف ان کو پھیرا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد " اٰلَ فِرْعَوْنَ کو بُرے عذاب نے گھیر لیا وہ صبح ، شام آگ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو کہا جائے گا اٰلِ فرعون کو سخت عذاب میں لے جاؤ ،، " ھُوْن " بضم الہاء ذلت کے معنیٰ میں ہے اور " اَلْھَوْن " بفتح الہاء نرمی کے معنیٰ میں ہے ۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عنوان میں عذاب قبر کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ نہ بتایا کہ عذابِ قبر صرف روح

marfat.com

بَاسِطُوٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ الْهُوْنُ هُوَالْهَوَانُ وَالْهُوْنُ الرِّفْقُ وَقَوْلُهٗ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ وَقَوْلُهٗ وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ **حدثنا** حفص بن عمر قال حدثنا شعبة ۱۳۸۸
عن علقمة بن مرثد عن سعد بن عبيدة عن البراء بن عازب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اقعد المؤمن فی قبرہ اُتی ثم شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله فذلك قوله يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِی الْاٰخِرَةِ **حدثنا** محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة بهذا وزاد يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۱۳۸۹
نزلت فی عذاب القبر

کو ہے یا اس کو بدن سمیت ہے اس مسئلہ میں اہل سنت اور معتزلہ میں شدید اختلاف ہے۔ حدیث ۱۲۶۰ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ باب کا عنوان عذابِ قبر ہے اور آئت میں مذکور عذاب دفن سے پہلے ہے مگر اس میں حرج نہیں کیونکہ یہ منجملہ عذاب ہے جو قیامت سے پہلے واقع ہے اور قبر کی طرف عذاب کی نسبت اس لئے ہے کہ اکثر عذاب مردوں کو قبور میں ہوتا ہے ورنہ کافر کو اس کی موت کے بعد ہی عذاب ہونے لگتا ہے اگرچہ اس کو دفن نہ کیا جائے مگر وہ مخلوق سے محجوب ہوتا ہے یہی حال نافرمانوں کا ہے جن کو اللہ تعالیٰ عذاب دینا چاہے" کافروں کو جب فرشتے اللہ کے عذاب کی دعوت دیتے ہیں تو اُن کی روحیں جسم میں پھیل جاتی ہیں اور باہر نکلنے سے انکار کرتی ہے اس لئے فرشتے ان کو مارتے ہیں اور کہتے ہیں" اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ "، قاضی ابوبکر رحمہ اللہ نے کہا کہ روح اور نفس ایک ہی چیز ہے۔ ابن حبیب نے کہا روح سانس ہے جو اندر باہر آتا جاتا ہے اس کے سوا زندگی محال ہے نفس لذت وسرور حاصل کرتا ہے روح کو نہ الم ہوتا ہے اور نہ سرور"، عبدالرحمٰن بن خلف سے روایت ہے کہ رُوح کا جسم، دو ہاتھ، دو پاؤں، سر اور آنکھیں ہیں"، حدیث میں مذکور تینوں آیات عذابِ قبر پر دلالت کرتی ہیں"

۱۲۸۸ ترجمہ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب مومن کو اس کی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس "منکر نکیر" آتے ہیں پھر وہ گواہی دیتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"، یہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "کہ اللہ ایمان والوں کو ثابت قول پر رکھتا ہے"

۱۲۸۹ ترجمہ : محمد بن بشار نے کہا ہمیں غندر نے خبر دی کہ شعبہ نے یہی بیان کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ کیا کہ وہ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" عذابِ قبر میں نازل ہوئی"

marfat.cpm

۱۲۹۰ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَہٗ قَالَ اَطَّلَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَھْلِ الْقَلِیْبِ فَقَالَ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا فَقِیْلَ لَہٗ تَدْعُوْا مَوْاتًا قَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْھُمْ وَلٰکِنْ لَا یُجِیْبُوْنَ ۱۲۹۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنَّمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھُمْ لَیَعْلَمُوْنَ الْاٰنَ اَنَّ مَا کُنْتُ اَقُوْلُ لَھُمْ حَقٌّ وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی

شرح ۱۲۸۸ ، ۱۲۸۹ ——

: اگر یہ کہا جائے کہ آیت کریمہ میں مومن کے عذاب کا کوئی ذکر نہیں تو اس کے عذابِ قبر میں نازل ہونے کا کیا معنیٰ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قبر میں مومن کے احوال کو عذاب کہا گیا ہے اور تخویف و انذار کے لئے کافر کے فتنہ کو مومن کے فتنہ پر غلبہ دیا ہے یا اس لئے کہ قبر ہول و وحشت کا مقام ہے یا اس لئے کہ قبر میں فرشتوں کا آنا مومن کو ہیبت میں ڈالتا ہے مومن کے لئے یہی عذاب قبر ہے۔ قولہ فذالک قولہ آہ یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ،، کہنا قول ثابت ہے کیونکہ یہ مومن کے قلب میں راسخ ہے ،،

ابن کثیر نے تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ،، یہ ہے کہ جب صاحبِ قبر سے کہا جائے گا۔ تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے تیرا نبی کون ہے ؟ تو وہ کہے گا میرا ربّ اللہ ہے میرا دین اسلام ہے میرے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے پاس بیّنات لے کر تشریف لائے میں آپ پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی پھر فرشتے کہتے ہیں تو نے سچ کہا ہے تو اسی پر زندہ رہا اسی پر مرا اور اسی پر اُٹھایا جائے گا ،، مسلم نے اپنے اسناد سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : یُثَبِّتُ اللّٰہُ آیت کریمہ عذابِ قبر میں نازل ہوئی ،،

ترجمہ ۱۲۹۰ ——

: نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کنوئیں میں پڑے ہوئے مقتول مشرکین پر جھانکا اور فرمایا کیا تم نے اس شئی کو ٹھیک ٹھیک پا لیا جس کا تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا ،، آپ سے عرض کیا گیا آپ مردوں کو پکارتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم اُن سے زیادہ نہیں سُنتے ہو لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے ،،

ترجمہ ۱۲۹۱ ——

: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب بدر والوں سے یہ کہا تھا کہ وہ اب جانتے ہیں کہ جو میں نے کہا تھا حق ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،، آپ مردوں کو نہیں سُنا سکتے ہیں ،،

شرح ۱۲۹۰ ، ۱۲۹۱ ——

: سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیبِ بدر میں پڑے ہوئے مُردوں کو دیکھا کہ ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اسی لئے فرمایا کہ تمہارے ربّ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اسے ٹھیک ٹھیک پا لیا ؟ اور یہ قیامت سے پہلے عذابِ

marfat.cpm

قبر ہے۔ اس طرح یہ حدیث ترجمۃ الباب کے مناسب ہے ،، یہ لوگ ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ وغیرہ وغیرہ تھے ان کو مخاطب کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ ٹھیک ٹھیک پالیا ؟ کیونکہ میں نے تو اپنے رب کا وعدہ ٹھیک پالیا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ سے یہ سُن کر عرض کیا یارسُول اللہ! یہ لوگ کیسے سنیں گے اور کس طرح جواب دیں گے ؟ حالانکہ یہ تو مردار ہو چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے جو میں اُن سے کہتا ہوں تم اس کو ان سے زیادہ نہیں سُنتے ہو لیکن وہ جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے (مسلم) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کی اس روائت میں آپ سے عرض کرنے والے سیدنا عمر فاروق تھے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ قبر میں حیات ہے لہٰذا صاحبِ قبر اس میں عذاب کے لائق ہو سکتا ہے ،، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ جواب سُن کر خاموش ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اُنھوں نے سماعِ موتیٰ کا یقین کر لیا تھا۔ حدیث ۱۲۹۱ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا معنیٰ یہ ہے کہ اہلِ قبور نے موت سے پہلے جو کچھ سُنا تھا وہ جانتے ہیں۔ یہ معنی نہیں کہ وہ موت کے بعد سُنتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مذہب یہ ہے کہ مردے نہیں سنتے لیکن جمہور علماء اس مسئلے میں ام المؤمنین کے مسلک کے خلاف ہیں اور ان کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مقبول ہے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ وہاں ام المؤمنین موجود نہ تھیں اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ موجود تھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اچھی طرح محفوظ کر سکتے ہیں جبکہ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "تم ان سے زیادہ نہیں سُنتے ہو" اور اس حال میں جب وہ جانتے ہیں تو اس حال میں ان کا سُننا بھی جائز ہے اور آئت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ کفار آپ کی تبلیغ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ تبلیغ سے فائدہ اُٹھاتے ہیں جیسے اصحابِ قبور کو تبلیغ فائدہ نہیں دیتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ،، اس آئت کریمہ میں عدمِ انتفاع میں کفار کو اصحابِ قبور سے تشبیہ دی گئی ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قتلِ ابی جہل کے باب میں ذکر کیا۔ اِنَّ الْمُفَسِّرِيْنَ قَالُوْا فَالْمُرَادُ مِنَ الْمَوْتٰى الْكُفَّارُ بِاعْتِبَارِ مَوْتِ قُلُوْبِهِمْ وَاِنْ كَانُوْا اَحْيَاءَ صُوْرَةً وَكَذَا الْمُرَادُ مِنَ الْاٰيَةِ الْاُخْرٰى قَالَ صَاحِبُ الْكَشَّافِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ،، شَبَّهُوْا بِالْمَوْتٰى وَفِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ اَيِ الَّذِيْنَ هُمْ كَالْمَقْبُوْرِيْنَ ،، یعنی مفسرین نے کہا مَوْتٰی سے مراد کافر اس اعتبار سے ہیں کہ ان کے دل مرے ہوئے ہیں اگرچہ وہ صورت کے اعتبار سے زندہ ہیں ایسے ہی دوسری آئت " وما انت بمسمع من فی القبور" میں ہے صاحبِ کشاف نے اللہ تعالیٰ کے اس قول " اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى " کی تفسیر میں کہا کہ کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی حالانکہ وہ زندہ ہیں کیونکہ ان کا حال مُردوں کے حال جیسا ہے (یعنی وہ نفع نہیں اُٹھاتے) اور صاحبِ کشاف نے اللہ تعالیٰ کے قول " وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ " کی تفسیر میں کہا یعنی وہ لوگ جو قبروں میں مُردوں کی طرح ہیں" یعنی اس آئت سے مراد حقیقتہً مُردے نہیں ہیں بلکہ مُراد یہ ہے کہ جس طرح قبروں میں پڑے ہُوئے لوگوں کو وعظ و نصیحت کوئی فائدہ نہیں دے سکتی ایسے ہی کافر عدمِ انتفاع میں مُردوں جیسے ہیں اور اس آئت کا مفہوم یہ ہرگز نہیں کہ مُردے سُنتے نہیں ہیں ،، اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر والوں کو سلام کہو اگر وہ سُنتے نہیں تو سلام کہنا

marfat.cpm

۱۲۹۲ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَشْعَثَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ یَهُوْدِیَّةً دَخَلَتْ عَلَیْهَا فَذَکَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَکِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلَّی صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ زَادَ غُنْدَرٌ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ

۱۲۹۳ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّهُ سَمِعَ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ تَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا فَذَکَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِیْ یُفْتَتَنُ فِیْهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَکَرَ ذٰلِکَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً

بے مقصد ہوگا ،، اسی طرح قبر پر تلقین کرنا مسنون ہے اگر صاحبِ قبر سنتا ہی نہیں تو تلقین بے معنی ہوگی نیز جب لوگ دفن کرکے واپس جاتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے واللہ رسولہ اعلم!

ترجمہ : حضرت مسروق نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ ایک یہودی عورت اُن کے پاس آئی اور عذابِ قبر کا ذکر کیا اور ام المؤمنین سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو عذابِ قبر سے بچائے مائی صاحبہ نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عذابِ قبر کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ہاں (عذابِ قبر حق ہے) ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا اس کے بعد میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نماز پڑھتے نہ دیکھا مگر آپ عذابِ قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے ،،

۱۲۹۲ ——

ترجمہ : ابن شہاب نے روائت کی کہ مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ اُنھوں نے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خطبہ کے لئے کھڑے ہُوئے اور قبر کے فتنہ کا ذکر کیا جس میں آدمی مبتلا ہوتا ہے جب یہ ذکر کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چیخنے لگے۔ غُنْدَر نے عذابِ قبر کے لفظ کا اضافہ کیا ،،

۱۲۹۳ ——

شرح : مسروق رضی اللہ عنہ کی روائت میں یہ احتمال ہے کہ سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم یہودی عورت کا عذابِ قبر ذکر کرنے سے پہلے اس سے آہستہ پناہ مانگتے تھے اور جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہودیہ سے یہ سُنا اور اس کو عجیب خیال کیا تو آپ نے یہ دیکھ کر علانیہ عذابِ قبر سے پناہ مانگنا شروع کیا تاکہ یہ اُمت کے عقائد میں راسخ ہو جائے اور وہ اس سے خائف ہوں۔ یہ کہنا بعید نہیں کہ اس وقت تک عذابِ قبر کے بارے میں وحی نازل نہ ہُوا اور یہودیہ کے ذکر کے بعد وحی نازل ہُوا تو آپ نے اس سے تعوّذ فرمایا کیونکہ آپ وحی کے بغیر نطق نہیں فرماتے تھے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیہ سے عذابِ قبر سُنا پھر اس کے بعد عذابِ قبر کے بارے میں وحی نازل ہُوا ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عذابِ قبر حق ہے اور اس اُمّت کے ساتھ خاص نہیں اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ اہلِ کتاب کی

marfat.cpm

حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا ۱۲۹۲
عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا قَالَ قَتَادَةُ وَذُكِرَ لَنَا اَنَّهٗ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى حَدِيْثِ اَنَسٍ قَالَ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ

خبر جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے موافق ہو تو اس کی روائت کرنا جائز ہے اور جب تک اس کا صدق و کذب معلوم نہ ہو اس میں توقف کرنا چاہیئے اور نماز کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگنا مستحب ہے کیونکہ یہ قبولیت کا وقت ہے اور یہودی عورتیں مسلمان عورتوں کے پاس آسکتی ہیں اور ان سے خدمت لینا جائز ہے ،،

۱۲۹۳ — شرح : کفار کے حق میں قبر میں حساب لینا عذاب ہے اور قبر کا فتنہ سوال و جواب اور عذاب دونوں کو شامل ہے اس اعتبار سے یہ حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے ،،

۱۲۹۴ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی کو اس کی قبر میں رکھا جائے اور اس کے ساتھی اس سے پھر جاتے ہیں اور وہ ان کی جوتوں کی آواز سنتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اس کو بٹھاتے ہیں اور سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے کہتے ہیں۔ اس شخص کے بارے میں تو کیا کہتا تھا مومن تو یہ کہتا ہے کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو اسے کہا جاتا ہے دوزخ میں اپنی جگہ دیکھ اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض تیرے لئے جنت میں جگہ بدل دی ہے اور وہ جنت و دوزخ دونوں کو دیکھتا ہے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سے ذکر کیا گیا کہ اس کی قبر میں وسعت کی جاتی ہے پھر وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف لوٹے اور کہا اور منافق اور کافر سے کہا جاتا ہے تو اس شخص کے متعلق کیا کہتا تھا وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا جو لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا تو اس سے کہا جاتا ہے تو نے نہ جانا اور نہ پڑھا اور اس کو لوہے کے ہتھوڑوں سے مارا جاتا ہے وہ چیختا ہے جسے انسان و جن کے سوا اس کے قریب والے تمام سنتے ہیں ،،

۱۲۹۴ — شرح : اس حدیث سے عذابِ قبر ثابت ہوتا ہے جو کافروں کو دیا جاتا ہے اور اگر اللہ چاہے تو نافرمان مومنوں کو بھی قبر کا عذاب دیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں اور کافروں دونوں سے قبر میں سوال ہوتا ہے ،، حدیث ۱۲۶۰ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے ،،

marfat.cpm

باب التعوذ من عذاب القبر

۱۲۹۵ : حدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا يحيى قال حدثنا شعبة قال حدثني عون بن ابي جحيفة عن ابيه عن البراء بن عازب عن ابي ايوب قال خرج النبي صلى الله عليه وسلم وقد وجبت الشمس فسمع صوتا فقال يهود تعذب في قبورها وفي قال النضر اخبرنا شعبة قال حدثنا عون قال سمعت ابي قال سمعت البراء عن ابي ايوب عن النبي صلى الله عليه وسلم

۱۲۹۶ حدثنا معلى قال حدثنا وهيب عن موسى بن عقبة قال حدثتني بنت خالد بن سعيد بن العاص انها

۱۲۹۷ سمعت النبي صلى الله عليه وسلم وهو يتعوذ من عذاب القبر حدثنا مسلم بن ابراهيم قال حدثنا هشام قال حدثنا

باب — عذاب قبر سے پناہ مانگنا

ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۲۹۵ — کی کہ اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے جبکہ سورج
غروب ہو چکا تھا آپ نے آواز سُنی تو فرمایا یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے،، اور نضر نے ہمیں
شعبہ سے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم سے عون نے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ سے سُنا اُنھوں نے کہا میں نے
براء بن عازب کو ابوایوب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے سُنا۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
روائت کی۔"

شرح : میت کے عذاب کی آواز کا سُن لینا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۹۵ — کا معجزہ ہے کیونکہ یہ آواز جن اور انسان نہیں سُن سکتے ہیں"
اس حدیث کی باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ جو کوئی ایسی آواز سُنے وہ اس طرح کی آواز سے پناہ مانگتا ہے"
جس آواز کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا تھا وہ عذاب کے فرشتوں کی آواز تھی یا جن یہودیوں کو عذاب
دیا جا رہا تھا ان کی آواز تھی یا عذاب کی ضرب ہونے کی آواز تھی۔"

ترجمہ : موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ سے خالد بن سعید بن عاص کی

۱۲۹۶ — لڑکی نے بیان کیا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنا کہ آپ عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے،،

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذابِ قبر سے پناہ مانگی حالانکہ آپ

۱۲۹۶ — معصوم، طاہر، مطہر اور مغفور ہیں تو جن میں عصمت و طہارت
نہیں ان کو اس سے بطریقِ اولیٰ پناہ مانگنی چاہیئے۔ دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عذاب قبر سے پناہ مانگنا اُمت کی
تعلیم کے لئے تھا۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

۱۲۹۷ — علیہ وسلم یہ دُعاء فرماتے تھے اے اللہ میں تجھ سے عذابِ
قبر، آگ کا عذاب، موت و حیات کا فتنہ اور مسیح دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔

marfat.com

يحيى عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعو اللهم اني اعوذ بك من عذاب القبر ومن
عذاب النار ومن فتنة المحيا والممات ومن فتنة المسيح الدجال **باب** عذاب القبر من الغيبة والبول **حدثنا** قتيبة ۱۲۹۸
قال حدثنا جرير عن الاعمش عن مجاهد عن طاؤس عن ابن عباس قال مر النبي صلى الله عليه وسلم على قبرين فقال انهما
ليعذبان وما يعذبان من كبير ثم قال بلى اما احدهما فكان يسعى بالنميمة واما احدهما فكان لا يستتر من بوله قال ثم اخذ
عودا رطبا فكسره باثنين ثم غرز كل واحد منهما على قبر ثم قال لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا **باب** الميت يعرض
عليه مقعده بالغداة والعشي **حدثنا** اسمعيل قال حدثني مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر ان رسول الله ۱۲۹۹
صلى الله عليه وسلم قال ان احدكم اذا مات عرض عليه مقعده بالغداة والعشي ان كان من اهل الجنة فمن اهل الجنة
وان كان من اهل النار فمن اهل النار فيقال هذا مقعدك حتى يبعثك الله يوم القيامة

۱۲۹۷ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا تعلیم امت کے لئے تھا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دجال کے فتنہ سے مامون ہیں ،،

حدیث ۱۲۹۶ کے اسناد میں "ابنت خالد" کا نام اَمَۃ ہے ان کی مشہور کنیت "ام خالد" ہے وہ قرشیہ ، اموتیہ ہیں ۔ حبشہ میں پیدا ہوئیں اور بچپن ہی میں مدینہ منورہ آگئیں ۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا اور ان سے خالد اور عمر پیدا ہوئے وہ صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا ،،

باب — غیبت اور پیشاب سے پرہیز نہ کرنے کے باعث قبر کا عذاب ہونا ۱۲۹۸

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑی بات میں ان کو عذاب نہیں ہو رہا پھر فرمایا ان میں سے ایک چغلی کھاتا پھرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا ۔ ابن عباس نے کہا پھر آپ نے تر لکڑی پکڑی اور اس کے دو ٹکڑے کئے پھر ان دونوں میں سے ہر ایک کو قبر پر گاڑ دیا پھر فرمایا جب تک یہ خشک نہ ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی ۔ اس حدیث کی تفہیم حدیث ۲۱۵ کے تحت مذکور ہے ،،

باب — میت پر صبح و شام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے ،،

۱۲۹۹ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس پر صبح و شام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے ،، اگر وہ جنتیوں میں سے ہو تو جنتیوں کا ٹھکانا

marfat.com

بَابُ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ
۱۳۰۰ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُونِي
قَدِّمُونِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا
الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُسْلِمِينَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
مَاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانَ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ

اور اگر دو زخیوں میں سے ہو تو دوزخیوں کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے،، اور کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن تجھے اللہ تعالیٰ اُٹھائے گا۔"

شرح : علامہ توربشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اصل میں حدیث کی عبارت یہ ہے" اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمَقْعَدُ مِنْ مَقَاعِدِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يُعْرَضُ عَلَيْهِ "، علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر وہ اہلِ جنت سے ہے تو اس کو ایسی خوشخبری دی جاتی ہے جس کی حقیقت معلوم نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہ مقام سعادتِ کبریٰ کی خوشخبریوں کا مقدمہ ہے کیونکہ شرط وجزاء جب متحد ہوں تو اس کی فخامت وعظمت پر دلالت ہوتی ہے اور" حتی یبعثك کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور کرامت ومنزلت دیکھے گا اور یہ ٹھکانا اس وقت بھول جائے گا،، جیسے صاحبِ کشاف نے" اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ تجھ پر قیامت تک مذمت اور لعنت ہوتی رہے گی اور جب وہ دن آئے گا تو تجھے ایسا عذاب دیا جائے گا کہ تو یہ لعنت بھول جائے گا۔ (کرمانی)

۱۲۹۹ — باب میّت کا چارپائی پر کلام کرنا

ترجمہ : سعید بن ابی سعید نے اپنے والد ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ اُنھوں نے ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنازہ رکھا جائے اور اس کو لوگ اپنے کندھوں پر اُٹھائیں تو اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور اگر وہ نیک نہ ہو تو کہتا ہے افسوس تم مجھے کہاں لے جارہے ہو اس کی آواز انسان کے سوا ہر شئی سُنتی ہے اگر اس کو انسان سُن لے تو بے ہوش ہوجائے،،

۱۳۰۰ — باب

شرح : اس حدیث کی تفہیم حدیث ۱۲۳۸ کے تحت گزری ہے،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ آواز روح نکالتی ہے جبکہ ایسے آثار موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ میّت اس کے اُٹھانے والوں کو پہچانتی ہے اور وہ ان کو بھی پہچانتی ہے جو اس کو قبر میں اُتارتے ہیں،، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ

marfat.com

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ۱۳۰۱

ابْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ اِيَّاهُمْ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ ۱۳۰۲

اَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ

میّت اس کے اُٹھانے والوں، غسل دینے والوں اور اس کو قبر میں اُتارنے والوں کو پہچانتی ہے۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جب آدمی مرجائے تو اس کو غسل دیتے وقت اور اس کو اُٹھاتے وقت تمام لوگوں کو وہ دیکھتا ہے حتیٰ کہ وہ قبر میں پہنچ جائے (عینی)

باب ـــــ مسلمانوں کی اولاد کے متعلّق جو کہا گیا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبیٔ کریم سے روائت کی جس شخص کے تین نابالغ بچے فوت ہوجائیں وہ اس کے لئے دوزخ کی آگ سے حجاب بن جاتے ہیں یا (فرمایا) وہ جنّت میں داخل ہوجاتا ہے "

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ ۱۳۰۱ ـــــ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لوگوں میں سے کوئی مسلمان نہیں جس کے تین نابالغ بچے فوت ہوجائیں مگر اللہ تعالیٰ ان پہ اپنی مہربانی کی وجہ سے اس کو جنّت میں داخل کرے گا "

ترجمہ : عدی بن ثابت سے روائت ہے کہ اُنھوں نے حضرت براء بن ۱۳۰۲ ـــــ عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ان کے لئے جنّت میں ایک خاتون دودھ پلانے والی ہے۔

شرح : اگر یہ کہا جائے کہ اس حدیث سے مسلمانوں کی اولاد کا حکم معلوم ۱۳۰۱ ـــــ نہیں ہُوا کہ وہ کہاں ہوں گے تو اس کی دلالت باب کے عنوان پر کیسے ہُوئی اس کا جواب یہ ہے کہ جب بچّے کی وجہ سے اس کا والد جنّت میں داخل ہوگا تو وہ بطریق اولیٰ جنّت میں داخل ہوگا "، سیاق خطاب سے بچّہ کا حکم معلوم ہوگیا "، علّامہ مازری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تحقیق اور اجماع سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسلام کی اولاد جنّتی ہے اور جمہور کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ دُوسرے مومنوں کی اولاد جنّتی ہے اور اس میں علماء کا اجماع ہے "، بعض متکلّمین یہ کہتے ہیں کہ ان کے متعلق حتمی فیصلہ نہیں کہ وہ کہاں ہوں گے جیسے مکلّفین کے بارے میں حتمی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا ہے "، اس کی تفصیل حدیث ۱۱۷۹ کی تفہیم میں مذکور ہے "،

marfat.cpm

شرح : اس حدیث کی مناسبت ترجمۃ الباب سے اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے صاحبزادہ سیدی ابراہیم علیہ السلام کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے نابالغ بچے جنت میں ہوں گے ،، یہ بات مسلم الثبوت ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد سیدی ابراہیم علیہ السلام کے سوا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن شریف سے ہے ،، جبکہ سیدی ابراہیم علیہ السلام سیدہ ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے ہیں وہ ۸ھ ہجری ذوالحجہ میں پیدا ہوئے۔ واقدی نے کہا ابراہیم علیہ السلام نے دس ہجری میں دس ربیع الاوّل شریف منگل کے روز انتقال فرمایا اور ان کی عمر شریف اٹھارہ ماہ ہے وہ بقیع میں جلوہ افروز ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم تم الجزاء الخامس بعون الہ العالمین وبرحمۃ سید الانبیاء والمرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔ فالحمد للہ رب العالمین!

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْجُزْءُ السَّادِسُ

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ

حَدَّثَنَا جَبَّانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ ۱۳۰۳
سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ اِذْ خَلَقَهُمْ
اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ اَنَّهُ سَمِعَ ۱۳۰۴
اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

چھٹا (۶) پارہ

باب ۔ مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں جو ذکر کیا گیا

۱۳۰۳ ۔۔۔ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں پوچھا گیا "کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی"، تو آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تو وہ زیادہ جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کریں گے"

۱۳۰۴ ۔۔۔ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی نابالغ اولاد کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی"، تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کریں گے"

marfat.cpm

حدثنا آدم قال حدثنا ابن ابی ذئب عن الزهری عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۳۰۵ کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کمثل البہیمۃ تنتج البہیمۃ ہل تری فیہا جدعاء
۱۳۰۶ باب حدثنا موسی بن اسمعیل قال حدثنا جریر ہو ابن حازم قال حدثنا ابو رجاء عن سمرۃ بن جندب قال کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی صلوۃ اقبل علینا بوجہہ فقال من رای منکم اللیلۃ رؤیا قال فان رای احد قصہا فیقول ما شاء اللہ
فسألنا یوما فقال ہل رای منکم احد رؤیا قلنا لا قال لکنی رایت اللیلۃ رجلین اتیانی فاخذا بیدی فاخرجانی الی
ارض مقدسۃ فاذا رجل جالس ورجل قائم بیدہ قال بعض اصحابنا عن موسی کلوب من حدید یدخلہ فی شدقہ
حتی یبلغ قفاہ ثم یفعل بشدقہ الاخر مثل ذلک ویلتئم شدقہ ہذا فیعود فیصنع مثلہ فقلت ما ہذا قالا انطلق
فانطلقنا حتی اتینا علی رجل مضطجع علی قفاہ ورجل قائم علی رأسہ بفہر او صخرۃ فیشدخ بہا راسہ فاذا ضربہ تدہدہ

شرح : ان احادیث سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ جن کے مقدر میں نیک عمل ہیں وہ جنتی ہیں اور جن کے مقدر میں ۱۳۰۳ ، ۱۳۰۴ ——

بُرے عمل ہیں وہ دوزخی ہیں یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ وہ سب جنت میں ہوں یا سارے جہنم میں ہوں یہ بھی احتمال ہے کہ بعض جنت میں ہوں اور بعض دوزخ میں ہوں "

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مشرکوں کی نابالغ اولاد میں تین مذہب ہیں۔ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ وہ اپنے آباء واجداد کی تبعیت میں دوزخی ہیں علماء کی دوسری جماعت نے توقف کیا ہے بعض علماء کہتے ہیں وہ جنتی ہیں اور صحیح بھی یہی ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جنت میں دیکھا جبکہ ان کے اردگرد لوگوں کے نابالغ بچے تھے اور بخاری کی اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ان کے دوزخی ہونے کی صراحت نہیں" قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ثواب وعقاب اعمال کے باعث نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ نابالغ بچے نہ دوزخ میں ہوں اور نہ ہی جنت میں ہوں بلکہ اس کا موجب لطف ربانی اور خذلان الٰہی ہے جو ازل میں ان کا مقدر بن چکا ہے اس لئے واجب یہ ہے کہ ان کے بارے میں توقف کیا جائے اور جس کی تقدیر میں یہ ہے کہ وہ نیک بخت ہے حتیٰ کہ زندہ رہنے کی صورت میں وہ جنتیوں والے عمل کرتا تو سعید ہے ورنہ بدبخت " (کرمانی) بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ جنت و دوزخ کے درمیان برزخ میں ہیں کیونکہ انھوں نے نیک وبد اعمال نہیں کئے بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ اہل جنت کے خدام ہوں گے اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ ان کا آخرت میں امتحان ہوگا اور ان کے سامنے آگ کر دی جائے گی اگر وہ اس میں واقع ہو جائیں گے تو آگ ان پر ٹھنڈی ہو جائے گی اور وہ جنتی ہوں گے ورنہ دوزخی اقول برزخ اور امتحان کا قول منظور فیہ ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۱۳۰۵ —— ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں جس طرح جانور بچہ دیتا ہے کیا تم اس میں کوئی کان کٹا پاتے ہو۔

۱۳۰۵ —— شرح : حدیث ۱۲۷۹ کی تفہیم میں اس کی وضاحت مذکور ہے "

marfat.com

الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَأْسُهُ وَعَادَ رَأْسُهُ كَمَا هُوَ فَعَادَ إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا إِلَى نَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّورِ أَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارٌ فَإِذَا اقْتَرَبَتْ ارْتَفَعُوا حَتّٰى كَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا فَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلٰى وَسَطِ النَّهَرِ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ وَعَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَاهُ الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا إِلٰى رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ وَفِي أَصْلِهَا شَيْخٌ وَصِبْيَانٌ وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوقِدُهَا فَصَعِدَا بِي فِي الشَّجَرَةِ فَأَدْخَلَانِي دَارًا لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ وَأَفْضَلَ مِنْهَا فِيهَا رِجَالٌ شُيُوخٌ وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ ثُمَّ أَخْرَجَانِي مِنْهَا فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ فِيهَا شُيُوخٌ وَشَبَابٌ قُلْتُ طَوَّفْتُمَانِي اللَّيْلَةَ فَأَخْبِرَانِي عَمَّا رَأَيْتُ قَالَا نَعَمْ أَمَّا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُوا الرِّبَا وَالشَّيْخُ الَّذِي فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهُ فَأَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِي يُوقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْأُولٰى الَّتِي دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَأَنَا جِبْرَئِيلُ وَهٰذَا مِيكَائِيلُ فَارْفَعْ رَأْسَكَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابِ قَالَا ذَاكَ مَنْزِلُكَ فَقُلْتُ دَعَانِي أَدْخُلْ مَنْزِلِي قَالَا إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ

۱۳۰۶ —

ترجمہ : سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ لیتے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے تم میں سے کسی نے آج رات خواب دیکھا ہے ؟ اگر کوئی خواب دیکھتا تو بیان کرتا اور جو اللہ تعالیٰ کی مشیئت ہوتی آپ اس کی تعبیر فرماتے ، ایک دن آپ نے ہم سے پوچھا اور فرمایا کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے ؟ ہم نے کہا نہیں ! آپ نے فرمایا لیکن میں نے آج رات دو شخص دیکھے ہیں کہ وہ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ارض مقدسہ کی طرف لے گئے وہاں میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور ایک کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کی کنڈی ہے ۔ ہمارے بعض اصحاب نے موسیٰ سے ذکر کیا کہ وہ اس کنڈی کو اس کی باچھ میں ڈالتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کی گدی تک پہنچ جاتا ہے پھر دوسری باچھ میں اسی طرح کرتا ہے اور پہلا باچھ جڑ جاتا ہے اور وہ وہ شخص لوٹ کر آتا ہے اور اسی طرح کرتا ہے ۔ میں نے کہا یہ کیا ماجرا ہے ؟ انھوں نے کہا آگے چلیں ہم چل پڑے حتیٰ کہ ایک شخص

marfat.com

کے پاس آئے جو چت لیٹا ہُوا تھا اور ایک شخص اس کے سَر کے پاس پتھر لے کر کھڑا ہے جس کے ساتھ وہ اس کا سَر کوٹتا ہے جب وہ اس کو مارتا تھا تو پتھر لڑھک جاتا تھا وہ اس کی طرف جاتا ہے تاکہ اس کو پکڑے تو وہ اس کی طرف ابھی لوٹتا نہیں حتیٰ کہ اس کا سَر جُڑ جاتا ہے اور جیسا تھا ویسا ہو جاتا ہے پھر اس کی طرف لوٹتا ہے اور اس کو مارتا ہے میں نے کہا یہ کون شخص ہے اُنھوں نے کہا آگے چلیں ہم چلتے ہُوئے ایک سوراخ تک پہنچے جو تنور کی مثل تھا اس کا اُوپر کا حصّہ تنگ تھا اور نچلا حصّہ فراخ تھا اس کے نیچے آگ روشن تھی ،، جب آگ کی لپٹ بلند ہوتی تو وہ اُوپر آجاتے حتیٰ کہ نکلنے کے قریب ہو جاتے تھے جب آگ بجھ جاتی تو وہ اس میں لوٹ جاتے اس سوراخ میں ننگے مَرد اور ننگی عورتیں تھیں میں نے کہا یہ کیا ہے اُنھوں نے کہا آگے چلیں ہم آگے بڑھے حتیٰ کہ خون کی نہر پر آئے جس میں ایک شخص کھڑا تھا اور نہر کے بیچ اور یزید اور وہب بن جریر بن حازم نے کہا اور نہر کے کنارے پر ایک شخص کھڑا تھا اس کے آگے پتھر پڑے تھے جو شخص نہر میں تھا وہ آتا اور جب نہر سے نکلنے کا ارادہ کرتا تو وہ شخص (نہر کے کنارے پر) اس کے منہ پر پتھر مارتا اور اس کو واپس کر دیتا جہاں ہوتا تھا اور جب بھی وہ آتا تھا کہ باہر نکلے تو وہ اس کے منہ پر پتھر مارتا وہ دوبارہ لوٹ جاتا جہاں ہوتا تھا ،، میں نے کہا یہ کیا ہے اُنھوں نے کہا آگے چلیں ہم آگے چل پڑے حتیٰ کہ ایک سرسبز باغ کے پاس پہنچے جس میں ایک بہت بڑا درخت تھا اور اس جڑ کے پاس ایک بوڑھا بزرگ اور بچے تھے اور ایک شخص اس درخت کے قریب تھا اس کے آگے آگ تھی جس کو وہ روشن کر رہا تھا وہ دونوں شخص میرے ساتھ درخت پر چڑھ گئے اور مجھے ایک مکان میں داخل کر دیا میں نے اس سے خوبصورت کوئی مکان نہیں دیکھا اس میں بوڑھے مرد ، نوجوان آدمی ، عورتیں اور بچے تھے پھر اُنھوں نے مجھے اس سے نکالا اور ایک درخت پر مجھے چڑھایا اور ایک گھر میں مجھے لے گئے جو بہت ہی خوبصورت اور عمدہ تھا ،، اس میں بوڑھے مرد اور نوجوان آدمی تھے میں نے کہا تم نے مجھے آج رات بھر گھمایا ہے جو کچھ میں نے دیکھا ہے مجھے اس کے متعلق خبر دو اُنھوں نے کہا جی ہاں جس شخص کو آپ نے دیکھا کہ اس کی باچھ پھاڑی جاتی تھی وہ شخص کذّاب تھا جھوٹی باتیں بنایا کرتا تھا وہ جھوٹ اس سے سن کر نقل کیا جاتا حتیٰ کہ آفاق واکناف میں پہنچ جاتا اس کے ساتھ قیامت تک اسی طرح کیا جائے گا اور جو شخص آپ نے دیکھا تھا کہ اس کا سَر کوٹا جاتا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا وہ اس سے غافل ہو کر رات بھر سویا رہتا اور دن میں اس پر عمل نہ کرتا تھا اس کے ساتھ قیامت تک اسی طرح کیا جائے گا اور جن کو آپ نے سوراخ میں دیکھا (جو تنور کی طرح تھا) وہ زانی مرد و زن تھے اور جس کو آپ نے نہر میں دیکھا وہ سود خور تھا اور جنہیں درخت کی جڑ میں دیکھا وہ ابراہیم علیہ السّلام تھے اور ان کے اردگرد بچے لوگوں کی نابالغ اولاد تھی جو ان کے سامنے آگ روشن کر رہا تھا وہ مالک دوزخ کا داروغہ تھا پہلا گھر جس میں آپ داخل ہُوئے وہ عام مومنوں کا گھر تھا اور یہ گھر شہداء کا ہے میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہے آپ سَر مبارک اُٹھائیں میں نے سَر اُٹھایا تو میرے اُوپر بادل کی طرح کچھ تھا اُنھوں نے کہا یہ آپ کا مکان ہے میں نے کہا مجھے چھوڑ دیں میں اپنے گھر جاؤں اُنھوں نے کہا ابھی آپ کی عمر شریف باقی ہے اس کو آپ نے پُورا نہیں کیا اگر پُورا کر لیتے تو اپنے گھر تشریف لے جاتے ،،

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ لوگ مشرک ہوں یا مومن ان کی نابالغ اولاد جنت میں ہے کیونکہ فرشتوں نے

۱۳۰۶

marfat.com

باب موت یوم الاثنین حدثنا معلی بن اسد قال حدثنا وھیب عن ھشام عن ابیہ ۱۳۰۷
عن عائشۃ قالت دخلت علی ابی بکر فقال فی کم کفنتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت فی ثلاثۃ اثواب بیض سحولیۃ لیس فیھا قمیص ولا عمامۃ وقال لھا فی ای یوم توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت یوم الاثنین قال فای یوم ھذا قالت یوم الاثنین قال ارجو فیما بینی وبین اللیل فنظر الی ثوب علیہ کان یمرض فیہ بہ ردع من زعفران فقال اغسلوا ثوبی ھذا او زیدوا علیہ ثوبین فکفنونی فیھما قلت ان ھذا خلق قال ان الحی احق بالجدید من المیت انما ھو للمھلۃ فلم یتوف حتی امسی من لیلۃ الثلثاء ودفن قبل ان یصبح

ذکر کیا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے اردگرد لوگوں کی نابالغ اولاد ہے۔ یہ عام ہے اور مشرکوں کی اولاد کو بھی شامل ہے۔ اس میں کسی کی تخصیص نہیں ہے،، دارالشہداء میں عورتوں اور بچوں کا ذکر نہیں کیا صرف بوڑھوں اور نوجوان آدمیوں کا ذکر کیا ہے کیونکہ غالباً شہید بوڑھے مرد اور نوجوان آدمی ہوتے ہیں اور عورتیں اور بچے شہید نہیں ہوتے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب کا اہتمام کرنا چاہیئے اور نماز کے بعد اس کے متعلق دریافت کرنا مستحب ہے جھوٹ سے احتیاط ضروری ہے اسی طرح جھوٹی روائت سے اجتناب لازم ہے،، قرآن کی تلاوت اور اس پر عمل کا ترک بُرا ہے اور زانی کے بارے میں سخت وعید ہے،، خواب کی تعبیر مخلص محب اور عالم سے کرانی چاہیئے اور جو کچھ انسان دنیا میں کرتا ہے اس کا ثمرہ آخرت میں پائے گا امام کے لئے مستحب ہے کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد نمازیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور خواب کی تعبیر صبح صبح کرنی چاہیے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم!

باب — دوشنبہ کے روز وفات

۱۳۰۷ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہ نے کہا تین سحولی کپڑوں میں جن میں نہ تو قمیص تھا اور نہ ہی عمامہ تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس روز وفات پائی تھی؟ ام المؤمنین نے کہا دوشنبہ کے روز، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا آج کون سا دن ہے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا دوشنبہ،، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس وقت سے لے کر رات تک اُمید کرتا ہوں،، کہ وفات پا جاؤں گا،، پھر اُنھوں نے اپنے کپڑے کی طرف دیکھا جس میں وہ بیمار ہُوئے تھے اس میں زعفران کا ایک نشان تھا فرمایا میرا یہ کپڑا دھو ڈالو اور اس پر دو کپڑوں کا اضافہ کر دو اور ان میں مجھے کفن دو، میں نے کہا یہ پرانا کپڑا ہے فرمایا زندہ نئے کپڑوں کا مُردے سے زیادہ مستحق ہے، کیونکہ کفن تو صرف پیپ کے لئے ہے پھر اسی روز وفات نہ پائی حتیٰ کہ منگل کی رات آگئی اور صبح سے پہلے مدفون ہو گئے۔

marfat.cpm

۱۳۰۸ بَابُ مَوْتِ الْفُجَاءَةِ بَغْتَةً حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمِّیْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ

شرح : سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفن اور آپ کی وفات کا دن پوچھنا اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا جواب

۱۳۰۷ —— یہ دونوں اُن کی مرضِ موت میں تھے اور اس سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا مقصد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین میں موافقت تھا اور وہ زندگی میں شدتِ اتباع کے ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتے تھے کہ موت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کروں ان کا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے پوچھنے کا یہی مقصد تھا۔ حالانکہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب تھے اور آپ کے حال کو زیادہ جانتے تھے اور یہ کہنا بعید ہے کہ سیدی ابوبکر رضی اللہ عنہ حقیقۃً کفن کی مقدار کی تحقیق کر رہے تھے اور وہ بیعت کے معاملہ میں مصروفیت کے باعث تجہیز و تکفین میں حاضر نہ ہو سکے تھے کیونکہ تجہیز و تکفین کے وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موجود تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز سقیفہ بنی ساعدہ میں مشورہ اور گفتگو کے بعد بُدھ کے روز عام بیعت کا معاملہ مکمل ہو گیا تھا اور تجہیز و تکفین بدھ کی رات ہُوئی تھی اس وقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ الحاصل مذکور سوال و جواب صرف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرضِ موت میں تھے اور ان کا مقصد حیات و ممات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت و اتباع تھا،، اگر یہ کہا جائے کہ مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن بنائے اور امام ترمذی نے بھی اس کی روائت کی ہے حالانکہ یہ بخاری کی روائت کے متعارض ہے،، اس کا جواب یہ ہے کہ جس کپڑے کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پسند کیا تھا وہ ان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا اس لئے بطورِ تبرک اس کپڑے کو پسند کیا اور حق بھی یہی تھا۔ اسی لئے کہا کہ اس کے ساتھ دو کپڑوں کا اضافہ کر لو،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفن میں تین سفید کپڑے مستحب ہیں اور دھلے ہُوئے کپڑوں میں بھی کفن دینا جائز ہے جبکہ وہ پھٹے ہُوئے نہ ہوں اور رات کو دفن کرنا صحیح ہے اور بطورِ تبرک بزرگوں کی موافقت مستحب ہے،، اور افضل مفضول سے علم حاصل کر سکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب —— اچانک موت

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ایک شخص نے

۱۳۰۸ —— نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا ہے۔ میرا گمان ہے کہ وہ اگر کلام کرتی تو صدقہ کرتی کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے ثواب ہو گا۔ آپ نے فرمایا ہاں!“

marfat.cpm

۱۳۰۸ ــــ

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اچانک موت مکروہ نہیں کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس شخص نے اپنی والدہ کے اچانک مرجانے کی خبر دی تو آپ نے اس پر کراہت کا اظہار نہیں فرمایا اگر یہ کہا جائے کہ ابوداؤد نے عبید بن خالد سلمی صحابی سے روائت ذکر کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچانک موت اللہ کا غضب ہے،، اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیوار کے پاس سے تیزی سے گزرے جو زمین کی طرف مائل تھی اور فرمایا میں اچانک موت کو بُرا جانتا ہُوں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روائت ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں گدھے کی موت جیسی موت کو بُرا جانتا ہُوں آپ سے عرض کیا گیا گدھے کی موت کیسی ہوتی ہے ؟ آپ نے فرمایا اچانک موت ،، اور بخاری کی یہ روائت ان روایات کے معارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری کی روائت کا محمل وہ شخص ہے جس نے موت کی تیاری کی ہو اور اچانک مرجائے اور دوسری روایات کا محمل وہ شخص ہے جو تیاری سے غافل ہو کیونکہ اس میں نہ تو وصیت کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کو توبہ نصیب ہوتی ہے" مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت اس طرح ذکر کی کہ کسی شخص نے کہا یارسول اللہ میرا باپ فوت ہوگیا ہے اور کچھ مال چھوڑ گیا ہے اور اس نے وصیت نہیں کی اگر میں صدقہ کروں تو اس کو اجر ملے گا ؟ آپ نے فرمایا ہاں! یہ کوئی اور واقعہ ہے شیخین کی ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے ،، ابوداؤد نے باب ماجاء فی وصیۃ الحربی لیسلم ولیہ ،، کے باب میں عمرو بن شعیب سے روائت کی کہ عاص بن وائل نے مرتے وقت وصیت کی کہ اس کی طرف سے ایک سو غلام آزاد کیا جائے اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے اور دوسرے بیٹے عمرو نے باقی پچاس غلام آزاد کرنے کا ارادہ کر لیا اور خیال کیا کہ پہلے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھ لوں اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا یارسُول اللہ! میرے باپ نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی اور ہشام نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے ہیں کیا باقی پچاس غلام آزاد کر دوں ؟

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا اس کی طرف سے صدقہ یا حج کرتے تو اس کو ثواب پہنچتا ،، ــــــ یعنی مسلمانوں کو ثواب پہنچتا ہے کافروں کی طرف سے صدقات و خیرات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ان کو ثواب نہیں پہنچتا ،، ابوداؤد نے " ذکرِ بصرہ ،، کے باب میں ابراہیم بن صالح کے طریق سے روایت ذکر کی کہ ایک شخص نے کہا تم میں سے کون اس کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ مسجد عشار میں دو یا چار رکعتیں پڑھے اور کہے یہ ابوہریرہ کے لئے ہیں۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے کا ثواب کسی کو ایصال کیا جائے تو وہ اس کو پہنچ جاتا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ ایک شخص نے کہا یارسُول اللہ! میری والدہ فوت ہوگئی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو یہ اس کو نفع دے گا ؟ آپ نے فرمایا ہاں ،، ابوداؤد نے " الصدقۃ عن المیت " کے باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو صرف تین عملوں کے سوا اس کے تمام عمل منقطع ہو جاتے ہیں۔ ایک صدقہ جاریہ دوسرا علم جس سے لوگ نفع اُٹھائیں۔ تیسرا نیک اولاد ،،

marfat.cpm

باب مَاجَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ

فَاَقْبَرَهُ اَقْبَرْتُ الرَّجُلَ قَبْرَهُ اِذَا جَعَلْتَ لَهُ قَبْرًا وَقَبَرْتُهُ دَفَنْتُهُ كِفَاتًا يَكُوْنُوْنَ فِيْهَا اَحْيَاءً وَيُدْفَنُوْنَ فِيْهَا

۱۳۰۹ اَمْوَاتًا حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ هِشَامٍ ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَعَذَّرُ فِيْ مَرَضِهِ اَيْنَ اَنَا الْيَوْمَ اَيْنَ اَنَا غَدًا اِسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَدُفِنَ فِيْ بَيْتِيْ

ان روایات میں اس بات کی صراحت ہے کہ اموات کو احیاء کی طرف سے نیک اعمال کا ثواب پہنچتا ہے حضرت ابوبریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر پہ کھجور کی دو شاخیں گاڑی جائیں ،، چونکہ ہر شئی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے ۔ ان شاخوں کے تسبیح کرنے سے ان کو نفع حاصل ہوگا ۔ مزید تفصیل ردّ محتار کے زیارت القبور کے باب میں دیکھیں،،

باب — نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبور میں منقول روایات

"اَقْبَرْتُ الرَّجُلَ" اقبرہ کا معنیٰ ہے ،، میں نے اس کے لئے قبر بنائی "قَبَرْتُهُ" کا معنیٰ ہے ، میں نے اس کو قبر میں دفن کیا ——— "كِفَاتًا" کا معنیٰ یہ ہے کہ اسی پہ زندگی بسر کریں گے اور مرنے کے بعد اسی میں دفن کئے جائیں گے ،،

۱۳۰۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی مرض میں معذرت کرتے ہوئے فرماتے میں آج کہاں ہوں اور کل کہاں ہوں گا ،، ام المؤمنین عائشہ کی باری کا دن دُور جانتے تھے جب میری باری کا دن آیا تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے قبض فرما لیا جبکہ آپ میرے پہلو اور سینے کے مابین تھے ،،

۱۳۰۹ — شرح : اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد اس امر کا بیان کرنا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی قبر شریف مسنّم یا غیر مسنّم تھی اس کے ساتھ ساتھ وہ ظاہر تھی یا غیر ظاہر تھی ،، اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ ہیں اس میں ان کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ وہ اپنی زندگی میں سید عالم صلی

marfat.com

حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل قال حدثنا ابو عوانۃ عن ھلال عن عروۃ عن عائشۃ ۱۳۱۰
قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا
قبور انبیائھم مساجد لولا ذلک ابرز قبرہ غیر انہ خشی او خشی ان یتخذ مسجدا وعن ھلال قال کنانی
عروۃ بن الزبیر ولم یولد لی **حدثنا** محمد قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا ابو بکر بن عیاش عن سفین التمار انہ حدثہ ۱۳۱۱
انہ رای قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسنما

اللہ علیہ وسلم کے وزیر رہے اور وفات پانے کے بعد آپ کے پہلو میں آپ کے ساتھی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما،، "فاقبرہ" سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "ثم اماتہ فاقبرہ" کی طرف اشارہ ہے،، یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کی روح قبض کی پھر اس کے لئے قبر بنائی جس میں اس کو دفن کیا جاتا ہے" "قولہ اقبرت الرجل الخ اس عبارت کی غرض یہ ہے کہ "اقبرت" ثلاثی مزید اور "قبرت" ثلاثی مجرد میں فرق ہے یعنی "اقبرت" کا معنیٰ یہ ہے میں نے اس کے لئے قبر بنائی اور "قبرت" کا معنیٰ یہ ہے میں نے اس کو دفن کیا،، اور "کفاتا" سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "الم نجعل الارض کفاتا" کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا ہے اور "یکون فیھا" اس کی تفسیر ہے یعنی جب تک زندہ ہیں اس میں رہیں گے پھر فوت ہونے کے بعد اس میں ہی دفن ہوں گے،، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باری کے دن کے مشتاق تھے اس لئے اس کو دور سمجھتے تھے اور فرماتے آج کس کی باری ہے کل کس باری ہے اور ام المؤمنین کی باری کے دن اُن کے پہلو اور سینے کے مابین وصال فرمایا" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کو بڑی محبت تھی اور آپ یہ جانتے تھے کہ ان کی باری کے دن آپ کا وصال ہوگا! واللہ اعلم!

۱۳۱۰ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض جس سے آپ صحت یاب نہ ہوئے میں فرمایا" اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے اُنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا لیا اگر مجھے یہ ڈر نہ ہو تو میں آپ کی قبر شریف کو ظاہر کر دیتی مگر خوف ہے یا خوف کیا گیا کہ آپ کی قبر کو مسجد نہ بنا لیا جائے۔ ھلال سے روایت ہے اُنھوں نے کہا عروہ بن زبیر نے میری کنیت ذکر کی حالانکہ میری کوئی اولاد نہیں،،

۱۳۱۱ ترجمہ: ابو بکر بن عیاش نے سفیان تمار سے روایت کی اُنھوں نے خبر دی کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف مسنم دیکھی (اونٹ کی کوہان جیسی)

۱۳۱۰، ۱۳۱۱ شرح: یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوا اور لوگوں پر خوف کیا گیا، پہلی صورت میں خاشی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسری صورت (مجہول کا صیغہ) میں صحابہ کرام

marfat.cpm

۱۳۱۲ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِطُ فِيْ زَمَانِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَخَذُوْا فِيْ بِنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا اَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا وَجَدْنَا اَحَدًا يَعْلَمُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللّٰهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هِيَ اِلَّا قَدَمُ عُمَرَ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَوْصَتْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ لَا تَدْفِنِّيْ مَعَهُمْ وَادْفِنِّيْ مَعَ صَوَاحِبِيْ بِالْبَقِيْعِ لَا اُزَكّٰى بِهٖ اَبَدًا

رضی اللہ عنہم یا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا خاشی ہیں۔ قولہ وعن ھلالٍ آہ ،، اس سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ ہلال کی عروہ کے ساتھ ملاقات ثابت ہے۔ ہلال کی کنیت ابوالجہم یا ابوعمرو ہے۔ بعض علماء ابوامیہ بھی ذکر کرتے ہیں ،، اونٹ کی کوہان کی طرح جو زمین بلند ہو اس کو مسنم کہتے ہیں علماء شافعیہ کہتے ہیں تسنیم سے تسطیح بہتر ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادہ ابراہیم علیہ السلام کی قبر مسطح بنائی تھی۔ قاضی حسین رحمہ اللہ نے تسنیم قبر پر اتفاق ذکر کیا ہے ،،

ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبریں روضۂ اطہر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہونے میں ان کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر میں قسم کھاؤں تو کسی شک و شبہ کے بغیر سچی قسم کھاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم کو ایک مٹی سے پیدا فرمایا پھر ان کو اس مٹی میں لوٹا دیا سبحانہ ما اعظم شانہ تمہید میں عطاء خراسانی سے روائت کی کہ جس جگہ کسی شخص نے دفن ہونا ہو فرشتہ وہاں سے مٹی لے کر عورت کے رحم میں نطفہ پر ڈالتا ہے پھر مٹی اور نطفہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اسی مٹی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ نکالیں گے ،، واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ہشام بن عروہ نے اپنے باپ عروہ سے روائت کی کہ جب ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں حجرہ کی دیوار گر گئی اور لوگ اس کو بنانے میں مصروف ہوئے تو انھیں ایک پاؤں دکھائی دیا اور وہ گھبرائے اور گمان کرنے لگے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم شریف ہوگا اُنھوں نے کسی کو نہ پایا جو یہ جانتا ہو حتیٰ کہ عروہ بن زبیر نے ان سے کہا خدا کی قسم یہ قدم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں۔ یہ صرف عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔ ہشام نے اپنے والد سے اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ اُنھوں نے عبداللہ بن زبیر کو وصیت کی کہ مجھے ان کے ساتھ دفن نہ کرنا مجھے میری سونکنوں کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا آپ کے ساتھ دفن ہونے سے میرا تزکیہ نہ کیا جائے ،،

۱۳۱۲ —

شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کی وفات کے بعد

۱۳۱۲ —

marfat.com

۱۳۱۳ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اذْهَبْ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ فَقُلْ يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ ثُمَّ سَلْهَا أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ قَالَتْ كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي فَلَأُوثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ مَا لَدَيْكَ قَالَ أَذِنَتْ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَضْجَعِ فَإِذَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُونِي ثُمَّ سَلِّمُوا ثُمَّ قُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَادْفِنُونِي وَإِلَّا فَرُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ إِنِّي لَا أَعُدُّ أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ

آپ کے پاس رہنا چاہتی ہوں آپ مجھے اجازت فرمائیں کہ میں آپ کے قریب مدفون ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ حالانکہ وہاں صرف میری قبر ابوبکر، عمر کی قبروں اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی قبر کی جگہ ہے اسی لئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا جبکہ ان سے اس جگہ عمر فاروق کو دفن کرنے کی اجازت طلب کی گئی تو فرمایا میرا ارادہ اپنے لئے تھا مگر میں عمر کو وہاں دفن کرنے کی اجازت دیتی ہوں،، اور اُن کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ قولہ لَا أُزَكِّي،، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے تواضع کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہا اور اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونے پر بقیع میں دفن ہونے کو ترجیح دی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدفون ہونے میں ان کی تعظیم ہے اور یہ تزکیہ ہے،، جسے اُنھوں نے پسند نہ کیا تھا،،

۱۳۱۳ ترجمہ : عمرو بن میمون اودی نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اے عبداللہ بن عمر تم اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمر بن خطاب آپ کو سلام کہتے ہیں پھر ان سے دریافت کرو کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدفون ہوجاؤں؟ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا میں اپنی ذات کے لئے اس جگہ کا ارادہ رکھتی تھی۔ آج میں اپنی ذات پر ان کو ترجیح دیتی ہوں،، جب عبداللہ بن عمر آئے تو ان سے کہا کیا جواب لائے ہو عبداللہ بن عمر نے کہا اے امیر المؤمنین آپ کے لئے ام المؤمنین نے اجازت دے دی ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میرے نزدیک اس خواب گاہ سے زیادہ اہمیت والی کوئی شئ نہیں جب میں فوت ہوجاؤں تو مجھے اُٹھا کر لے جاؤ پھر ان سے سلام کہو اور پھر کہو کہ عمر بن خطاب اجازت طلب کرتے ہیں وہ اگر اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن کردو ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں واپس لے جاؤ،، میں خلافت کا مستحق ان لوگوں سے زیادہ کسی کو نہیں جانتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ ان لوگوں سے خوش تھے،، یہ لوگ میرے بعد جس کسی کو خلیفہ بنالیں وہی خلیفہ ہوگا اس کی بات سُنو اور اس کی اطاعت کرو آپ نے عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے نام ذکر کئے۔ قبیلہ انصار کا ایک نوجوان آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا امیر المؤمنین! آپ اللہ تعالیٰ کی بشارت سے خوش ہوں آپ کا اسلام میں اچھا اثر ہے جس کو آپ جانتے ہیں پھر آپ خلیفہ منتخب ہوئے اور عدل کیا پھر ان سب کے بعد آپ نے شہادت پائی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے کاش یہ میرے لئے مساوی ہوتا نہ مجھ پر عذاب ہوتا اور نہ مجھے ثواب ہوتا میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو

marfat.cpm

مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَمَنِ اسْتَخْلَفُوْا بَعْدِيْ فَهُوَ الْخَلِيْفَةُ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا فَسَمّٰى عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَسَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَوَلَجَ عَلَيْهِ شَابٌّ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اَبْشِرْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِبُشْرَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ كَانَ لَكَ مِنَ الْقِدَمِ فِي الْاِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ الشَّهَادَةُ بَعْدَ هٰذَا كُلِّهٖ فَقَالَ لَيْتَنِيْ يَا ابْنَ اَخِيْ وَذٰلِكَ كَفَافٌ لَا عَلَيَّ وَلَا لِيْ اُوْصِي الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِيْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ خَيْرًا اَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَاَنْ يَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَاُوْصِيْهِ بِالْاَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ اَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيُعْفٰى عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَاُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ اَنْ يُوْفٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَاَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَاَنْ لَا يُكَلَّفُوْا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ

مہاجرین اوّلین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیّت کرتا ہوں کہ ان کا حق پہچانے اور اُن کی عزّت کی حفاظت کرے اور انصار جنہوں نے دار اور ایمان کو جگہ دی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ ان میں سے محسن کا احسان قبول کیا جائے اور ان میں اساءت کرنے والے سے درگزر کیا جائے میں خلیفہ کو اللہ کے ذمّہ اور اللہ کے رسُول کے ذمّہ کی وصیت کرتا ہوں کہ ان لوگوں کا ذمّہ پُورا کیا جائے اور ان کے آگے دشمن سے لڑا جائے اور ان کو مافوق طاقت تکلیف نہ دی جائے "

شرح : سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے اجازت اس لئے طلب کی کہ یہ حجرہ شریفہ ان کا تھا ،، سیدنا

۱۳۱۳ —

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فیروز ابولؤلؤ نے قتل کیا جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا اور وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اُس نے امیر المؤمنین کو اس لئے قتل کیا تھا کہ اُس نے آپ سے کہا تھا کہ میرے مالک سے کہیں کہ وہ مجھ سے یومیہ خراج کم کر دے جو وہ ہر روز ادا کیا کرتا تھا امیر المؤمنین نے کہا تمہارا خراج کیا ہے ؟ اُس نے کہا ایک دینار امیر المؤمنین نے کہا یہ زیادہ نہیں اس پر وہ چڑ گیا اور آپ کے قتل کا منصوبہ بنا لیا - آپ صبح کی نماز پڑھانے مسجد میں تشریف لائے جبکہ وہ پہلے ہی زہر آلود خنجر لے کر محراب میں بیٹھا ہُوا تھا ،، جب آپ نے نماز پڑھانی شروع کی تو اُس نے خنجر سے آپ کو قتل کر دیا - سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قتل اگرچہ اسلام کے مدعی کے ہاتھوں تھا مگر آپ کو شہید اس لئے کہا جاتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے : مَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ - یا آپ ظُلْمًا قتل کئے گئے تھے قولہ کِفَافًا ،، یعنی خلافت کے بارے میں جو کچھ میں نے کیا ہے میری خواہش ہے اس میں میرا معاملہ مساوی ہو جائے نہ مجھ پہ عذاب ہو اور نہ ہی مجھے ثواب ہو ،، مہاجرین اوّلین وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے بیعت رضوان سے پہلے ہجرت کی تھی یا جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے یا جو بدر کی جنگ میں حاضر ہُوئے تھے ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کی قبروں کے قریب دفن ہونا نزولِ رحمت کا سبب ہے - سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کا انتخاب مشورہ پر مبنی تھا ،، اور جو شخص فوت ہونے کے قریب ہو اس کے نیک اعمال بیان کر کے تعزیہ کرنا مستحب ہے - واللہ اعلم !

marfat.com

بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ

حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ الْأَعْمَشِ **بَابُ** ذِكْرِ شِرَارِ الْمَوْتَى حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ

باب — اموات کو گالی دینا ممنوع ہے

۱۳۱۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اموات (مُردوں) کو گالی نہ دو ،، کیونکہ وہ لوگ اس کو پہنچ چکے ہیں جو اُنھوں نے آگے کیا تھا ،، اس کی عبداللہ بن عبدالقدوس نے اعمش سے اور محمد بن انس نے اعمش سے روائت کی اور علی بن جعد ، ابن عرعرہ اور ابن عدی نے شعبہ سے روائت کرنے میں آدم کی متابعت کی ،،

۱۳۱۴ — شرح : میت کی بُرائی بیان کرنا گالی نہیں لہٰذا یہ حدیث ۱۲۸۶ کے منافی نہیں ہے ،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مشرکوں کے مردوں کی شرارتیں ذکر کرنی جائز ہیں کیونکہ وہ یقیناً دوزخی ہیں ،، قولہ فَإِنَّهُمْ قَدْ قَضَوْا آه یعنی وہ اپنے اعمال کی جزاء کو پہنچ گئے ہیں ،، امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اپنے مُردوں کی خوبیاں ذکر کرو اور ان کی برائیاں بیان کرنے سے رکو ،، کافروں کی برائیاں ذکر کرنے میں حرج نہیں اگر اُنھوں نے کوئی اچھا کام کیا ہو تو اس کے باعث ان کی خوبیاں بیان نہ کی جائیں" ہاں اگر ان کی برائیاں ذکر کرنے سے ان کی مسلمان اولاد کو تکلیف ہو تو ان کی برائیاں ذکر کرنے سے اجتناب کیا جائے ،، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے " بدر میں قتل ہونے والے مشرکوں کو بُرا بھلا کہنے سے منع فرمایا اور فرمایا ان کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ تمہارا یہ کہنا ان تک تو پہنچتا نہیں البتہ اس سے تم زندوں کو اذیت پہنچاتے ہو واللہ ورسولہ اعلم!

باب — مُردوں کی بُرائی ذکر کرنا

۱۳۱۵ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابولہب لعنۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تیرے لئے باقی ایام ہلاکت ہو تو یہ آیت کریمہ " تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ،، نازل ہوئی ،،

۱۳۱۵ — شرح : جب یہ آیت کریمہ " وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ " نازل ہوئی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر

marfat.cpm

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الزَّكٰوةِ بَابُ وُجُوْبِ الزَّكٰوةِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسُفْيٰنَ فَذَكَرَ حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ

جلوہ افروز ہو کر فرمایا "یاصباہ" تو سب لوگ ہر طرف سے جمع ہو گئے آپ نے فرمایا اے بنی عبدالمطلب اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ اسی پہاڑ کی آڑ میں دشمن ہے جو تم پر حملہ آور ہے تو میری بات مانو گے اُنھوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے میں تم کو اللہ کے عذاب سے ڈراتا ہوں" یہ سُن کر ابولہب لعنۃ اللہ علیہ بولا تیری ہلاکت ہو اس لئے ہم کو بلایا تھا۔ اموات کو بُرا بھلا کہنا گالی گلوچ کرنا منع ہے اور ان کی شرارت ذکر کرنا جائز ہے کیونکہ سب اور ذکر میں فرق ہے اور اگر یہ تسلیم کریں کہ ان میں مغایرت نہیں تو جائز سببِ اشرار ہے اور ممنوع سببِ اخیار ہے" لہٰذا اِن آخری دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں ہے" واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم! صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الزَّكَاةِ

باب — "زکوٰۃ کی فرضیت"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مجھ سے ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ذکر کی اور کہا وہ ہمیں نماز، زکوٰۃ، صلۂ رحمی اور پاکدامنی کا حکم کرتے ہیں"۔

..... لغت میں زکوٰۃ کا معنی نماء اور تطہیر ہے زکوٰۃ ادا کرنے سے مال بہت بڑھتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے کو یہ گناہوں سے پاک کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے پاس اس کا ثواب بڑھتا رہتا ہے، مستحق نصاب سے جو مال نکالا جائے اس پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کو صدقہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کی تصدیق یہ دلالت کرتی ہے اور اس کے ظاہری اور باطنی ایمان کی صحت کی دلیل ہے۔ زکوٰۃ کے ایجاب میں فقراء کی موافقت ہوتی

۱۳۱۶ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمِ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ادْعُهُمْ اِلَى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ فِيْ فُقَرَائِهِمْ

ہے جو معتد بہ مال سے ہو سکتی ہے۔ زکوٰۃ ایمان کا تیسرا رُکن ہے اور اس کی فرضیّت پر اجماع قائم ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ"، اور اس میں تیسری بنیاد زکوٰۃ کا ادا کرنا مذکور ہے ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس نے ان پانچوں میں سے کسی ایک کا انکار کر دیا وہ مسلمان نہیں اسی لئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے مانعین کے خلاف جنگ کی جمہور ائمہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص زکوٰۃ ادا نہ کرے اس سے جبراً زکوٰۃ لی جائے اگرچہ اس کے خلاف جنگ کرنی پڑے جیسے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعینِ زکوٰۃ سے کیا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس میں ان کی موافقت کی"، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث طویل ہے جو بخاری کی ابتداء بدء الوحی میں مذکور ہے یہاں اس جزء سے فرضیّت زکوٰۃ کی طرف اشارہ کیا ہے"۔

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور فرمایا ان کو یہ دعوت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسُول ہوں اگر وہ اس کی اطاعت کریں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ اس کی اطاعت کریں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ فرض کیا ہے جو ان میں سے مال داروں سے لیا جائے گا اور غریبوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

شرح ۱۳۱۶ : صدقہ کو مؤخّر اس لئے ذکر کیا کہ یہ بعض لوگوں پر واجب ہوتا ہے اور سال گزرنے کے بعد لیا جاتا ہے، بعض علماء اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ زکوٰۃ کو ایک شہر سے دُوسرے شہر میں نقل نہ کیا جائے اور اسی شہر کے فقراء پر تقسیم کی جائے مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ "فُقَرَائِهِمْ"، کی ضمیر کا مرجع مسلمانوں کے فقراء ہیں وہ اس شہر کے ہوں یا کسی دوسرے شہر کے ہوں۔ علّامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ جب زکوٰۃ دُوسرے شہر میں نقل کی جائے تو فرض ادا ہو جاتا ہے"، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر ایمان میں مخاطب ہیں احکام میں مخاطب نہیں وہ جب ایمان لے آئیں تو اس کے بعد عبادات ان پر واجب ہوتی ہیں کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور امور ترتیب وار ان پر واجب کئے اور سب پر شہادت کو مقدم رکھا اس کے بعد نماز اور پھر زکوٰۃ کا ذکر کیا۔ اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ وتر واجب نہیں کیونکہ اس میں وتروں کا ذکر نہیں کیا گیا حالانکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تھوڑا سا پہلے یمن بھیجا گیا تھا مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ حدیث میں وتر کے عدمِ ذکر سے یہ لازم نہیں کہ وتر واجب نہ ہوں ورنہ لازم آئے گا کہ روزے اور حج وغیرہ بھی واجب نہ ہوں کیونکہ حدیث میں ان کا بھی ذکر نہیں ہے"۔

marfat.com

۱۳۱۷ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ مَالَهُ مَالَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَبٌ مَالَهُ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَقَالَ بَهْزٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ وَاَبُوْهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُمَا سَمِعَا مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَلْحَشْيُ اَنْ يَكُوْنَ مُحَمَّدٌ غَيْرَ مَحْفُوْظٍ اِنَّمَا هُوَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

ترجمہ : ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کرے۔ آپ نے فرمایا اسے کیا ہو گیا ہے اسے کیا ہو گیا ہے،، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحبِ حاجت ہے،، تو اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور صلۂ رحمی کر،، بَہز نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا اُنھوں نے کہا ہم کو محمد بن عثمان اور ان کے والد عثمان بن عبداللہ نے خبر دی کہ اُنھوں نے موسیٰ بن طلحہ سے سُنا اُنھوں نے ابو ایوب سے یہ بیان کیا، ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا مجھے ڈر ہے کہ محمد بن عثمان غیر محفوظ ہو اور وہ عمرو ہو،،

۱۳۱۷ — شرح : قولہ مَالَهُ مَالَهُ ،، کلمہ ما استفہامیہ ہے تاکید کے لئے مکرر آیا ہے۔ قَوْلُهُ اَرَبٌ مَالَهُ ،، اَرَبٌ ،، میں ہمزہ مفتوح اور راء مکسور حَذِرٌ کے وزن پر ہے اس کا معنیٰ ہے صاحبِ حاجات ،، یہ مبتداء محذوف هُوَ کی خبر ہے یعنی هُوَ اَرَبٌ ،، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو دیکھا کہ وہ یہ سوال کرنے میں بڑا حریص ہے تو اس کی حرص پر تعجب کرتے ہوئے بطورِ استفہام یہ فرمایا،، اس کلمہ کو مفتوح العین اَرَبٌ بھی پڑھا گیا ہے اس وقت معنیٰ یہ ہے کہ اس کو حاجت ہے۔ یہ مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی لَهُ اَرَبٌ ،، بعض علماء اَرَبَ ضَرَبَ کے وزن پر اور بعض سَمِعَ کے وزن پر ماضی کا صیغہ کہتے ہیں اس تقدیر پر معنی یہ ہے کہ یہ شخص محتاج ہے اپنی حاجت کا سوال کرتا ہے،، اِحْتَاجَ فَسُئِلَ عَنْ حَاجَتِهٖ ،، قولہ اَلْحَشْيُ الخ یعنی شعبہ کو وہم ہوا اور اُنھوں نے محمد بن عثمان ذکر کیا حالانکہ وہ عمرو بن عثمان ہے۔ اس طرح مسلم میں ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نوافل کا ذکر نہ فرمایا تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ واجب ہیں واللہ و تعالیٰ و رسولہ اعلم!

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا آپ مجھے ایسا عمل

۱۳۱۸ — بتائیں کہ جب میں وہ کروں تو جنت میں داخل ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی عبادت کر اس کا کسی کو شریک نہ بنا فرض نماز قائم کر، فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس اعرابی نے کہا اس ذات

marfat.com

اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَتُؤَدِّیْ الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا

۱۳۱۹ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ حَیَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ زُرْعَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْھَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَمْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

۱۳۲۰ یَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَیْسِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا ھٰذَا الْحَیُّ مِنْ رَبِیْعَۃَ قَدْ حَالَتْ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ کُفَّارُ مُضَرَ وَلَسْنَا نَخْلُصُ اِلَیْکَ اِلَّا فِی الشَّھْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَیْءٍ نَاْخُذُہٗ عَنْکَ وَنَدْعُوْ اِلَیْہِ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ

کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں اس پر زیادہ نہیں کروں گا جب وہ چلا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنتی کو دیکھے تو وہ اس کو دیکھ لے۔

۱۳۱۹ ترجمہ : ابو حیان نے کہا مجھے ابوزرعہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی خبر دی۔

۱۳۱۸ ، ۱۳۱۹ شرح : اس اعرابی کا نام سعد بن احزم ہے اس حدیث میں حج کا ذکر نہیں کیا اور صوم کا اضافہ کر دیا ہے کیونکہ اس وقت روزہ فرض ہو چکا تھا اور حج کی فرضیت ابھی نازل نہ ہوئی تھی ،، اور جہاد کو اس لئے ذکر نہ کیا کہ وہ اعراب پر فرض نہیں ،، یا راویوں نے موقع محل اور زمانے کے اختلاف کے باعث جو مناسب دیکھا ذکر کر دیا ہے۔ اس میں راویوں کی تقصیر نہیں ہے ،، قولہ لا ازید الخ یعنی میں فرائض پر اضافہ نہیں کروں گا یا جو کچھ میں نے سنا ہے اپنی قوم کے پاس جا کر اس پر اضافہ نہ کروں گا اور بعینہٖ ان کو یہ پہنچا دوں گا کیونکہ وہ اپنی قوم کا وفد تھا ،، اس شخص کے حق میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، کہ یہ جنتی ہے کیونکہ آپ کو یہ علم تھا کہ یہ شخص ان فرائض کا ہمیشہ پابند رہے گا اور جنت میں داخل ہوگا اور یہ عشرہ مبشرہ کی خبر کے منافی نہیں کیونکہ ایک عدد کو ذکر کیا جائے تو دوسرے مقام میں اس پر اضافہ اس کے منافی نہیں ہوتا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی حضرات کے بارے میں ان کا جنتی ہونا ذکر فرمایا ہے جو عشرہ مبشرہ میں داخل نہیں چنانچہ فرمایا حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو جنتی فرمایا ،، یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ عشرہ مبشرہ کو ایک مجلس میں یہ خوشخبری دی تھی دوسرے مواقع میں اوروں کو جنتی کہنے کے یہ منافی نہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

۱۳۲۰ ترجمہ : ابو جمرہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور انھوں نے کہا یا رسول اللہ! یہ قبیلہ ربیعہ ہے ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر حائل ہیں ہم حرام کے مہینہ کے سوا آپ کے پاس نہیں آ سکتے آپ ہم کو کسی بات کا حکم فرمائیں کہ ہم اس کو مضبوط پکڑیں (اس پر عمل کریں)

marfat.com

امرکم باربع وانهاکم عن اربع الایمان باللہ وشہادۃ ان لا الہ الا اللہ وعقد بیدہ ھکذا واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ
ولن تؤدوا خمس ما غنمتم وانهاکم عن الدباء والحنتم والنقیر والمزفت وقال سلیمان وابو النعمان عن حماد الایمان
۱۳۲۱ باللہ شہادۃ ان لا الہ الا اللہ حدثنا ابو الیمان الحکم بن نافع قال اخبرنا شعیب بن ابی حمزۃ عن الزہری قال
حدثنا عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ بن مسعود ان ابا ہریرۃ قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان
ابو بکر وکفر من کفر من العرب فقال عمر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل
الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قالها فقد عصم منی ماله ونفسه الا بحقه وحسابه علی اللہ فقال واللہ
لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ فان الزکوۃ حق المال واللہ لو منعونی عناقا کانوا یؤدونها الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتهم علی منعها قال عمر فواللہ ما ھو الا ان قد شرح اللہ صدر ابی بکر فعرفت انه الحق

اور اپنے پچھلوں کو اس کی دعوت دیں (کہ وہ بھی عمل کریں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو چار باتوں کا حکم کرتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں اللہ پر ایمان لانا اور یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور جو غنیمت کا مال حاصل کرو اس سے پانچواں حصہ ادا کرو اور میں تم کو کدو، حنتم، نقیر اور مزفت سے منع کرتا ہوں اور سلیمان اور ابو النعمان نے حماد سے روایت کی کہ اللہ پر ایمان لانا اور یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں"

۱۳۲۰ — شرح : عبد القیس قبیلہ ہے اور ربیعہ اس کی ایک شاخ ہے، بعض روایات میں "انا فہذا الحی" ہے اور یہ اختصاص منصوب ہے اس روایت میں "صیام" کا ذکر راوی کی غفلت سے رہ گیا ہے جبکہ دوسری روایات میں صیام کا ذکر کیا گیا ہے "دباء" خشک کدو کا برتن ہے "حنتم" سبز مٹکا ہے "نقیر" لکڑی کو درمیان سے کرید کر برتن بنایا جاتا ہے "مزفت" تارکول والا برتن ہے۔ حدیث ۵۰ کی تفہیم میں اس کی پوری تفصیل مذکور ہے"

۱۳۲۱ — ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے اور عرب کے بعض لوگ کافر ہو گئے (زکوٰۃ کے منکرین)، تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ لوگوں سے جنگ کیسے کریں گے حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ "لا الہ الا اللہ" پڑھنے لگیں جس نے یہ پڑھا اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان کو بچا لیا مگر حقِ اسلام کے عوض، اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے اور کہا بخدا! میں ان لوگوں سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق جانتے ہیں کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے خدا کی قسم اگر وہ مجھ سے ایک رسی روکیں گے جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بطور زکاۃ ادا کرتے تھے تو میں اس کے روکنے پر ان سے جنگ کروں گا — عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم یہ نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا میں نے پہچان لیا کہ یہی حق ہے"

marfat.com

۱۳۲۱ ــــــ

شرح : یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے نماز میں اطاعت کی اور زکوٰۃ کا انکار کیا اور اس کو ادا نہ کیا میں اس سے جنگ کروں گا ،، علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث مشکل ہے اشکال یہ ہے کہ اس واقعہ کا ابتدائی جملہ (کفر من کفر) مانعین زکوٰۃ کے کفر پہ دلالت کرتا ہے اور نماز اور کفر کے درمیان تفریق سے واضح ہوتا ہے کہ وہ دینِ اسلام پر ثابت تھے کیونکہ وہ نمازیں پڑھتے تھے اور زکوٰۃ کے انکار میں یہ تاویل کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،، خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ،، یعنی تطہیر وغیرہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور سے ناممکن ہے، اسی طرح کسی دوسرے کی ،، صلوٰۃ ،، بھی ،، سکن ،، نہیں ہو سکتی ہے اس قسم کے شبہ سے ان لوگوں سے جنگ کا جواز ختم ہو جاتا ہے ،، اس کا جواب یہ ہے کہ مخالفین دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ تھے جو مرتد ہو گئے تھے وہ مسیلمہ کذاب کو ماننے والے تھے اور ،، کفر من کفر ،، سے مراد یہ لوگ ہیں اور دوسرے وہ لوگ تھے جو نماز کا اقرار کرتے تھے اور زکوٰۃ کا انکار کرتے تھے ،، دراصل یہ لوگ باغی تھے کافر نہ تھے اور ان کو خصوصاً باغی نہیں کہا گیا بلکہ ان کی ارتداد کی طرف نسبت کی گئی ہے کیونکہ بغاوت بہت بڑا جرم ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ کے عہدِ خلافت میں باغیوں سے جنگ کی ابتداء ہوئی جبکہ ان کے عہد میں وہ لوگ تنہا رہ گئے تھے اور مشرکوں سے ان کا اختلاط نہ رہا تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اگر زکوٰۃ کا منکر باغی ہے کافر نہیں تو ہمارے زمانہ میں بھی ان کو کافر نہیں کہنا چاہیئے حالانکہ وہ بالاتفاق کافر ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اُس زمانہ اور اِس زمانہ میں فرق ہے کیونکہ شریعت کا زمانہ جس میں تبدیلِ احکام کا وقوع ہوتا تھا وہ لوگ اس زمانے کے قریب ہونے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے خلاء واقع ہو جانے کے باعث اس اقدام میں معذور تھے کیونکہ وہ لوگ احکامِ دین سے جاہل تھے اور مذکور شبہ نے ان کو گمراہ کر دیا تھا اور اس زمانہ میں جبکہ دینِ اسلام معروف ہو چکا ہے اور وجوبِ زکوٰۃ کا علم ہر ایک کو حاصل ہے اور سب عام و خاص اس کو جانتے ہیں تو مذکور تاویل کے ساتھ کسی کو معذور خیال نہیں کر سکتے اور زکوٰۃ کا حال پانچ نمازوں کی مثل ہو گیا ہے۔ لہٰذا جس طرح نماز کا منکر کافر ہے زکوٰۃ کا منکر بھی کافر ہے ،، اور دوسری قسم کے بارے میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے مابین مناظرہ ہوا تھا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ظاہر حال کا خیال کیا اور اس کی انتہا کی طرف التفات نہ کی اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا زکوٰۃ مال کا حق ہے اور اِلّا بحقہٖ میں داخل ہے اور جان و مال کی عصمت دو شرطوں سے معلّق ہے اور وہ نماز کا حق اور مال کا حق ہیں۔ جب ان میں سے ایک پائی جائے اور دوسری نہ پائی جائے تو عصمت حاصل نہیں ہوگی لہٰذا جو شخص نماز کا حق ادا نہ کرے تو اس کی جان اور مال معصوم نہیں رہتا اسی طرح جو مال کا حق ادا نہیں کرتا اس کی جان اور مال بھی معصوم نہیں رہ سکتے ،، لہٰذا یہ لوگ ،، اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ ،، کے عموم میں داخل ہو گئے اور ان کے ساتھ جنگ کرنا ضروری ہو گیا ،، قَوْلُهٗ كَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ ،، اس فرقہ میں دو گروہ تھے۔ ایک وہ گروہ تھا جو مسیلمہ کذاب کی نبوّت کا قائل تھا یہ لوگ بنی حنیفہ وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے ،، اور اسود عنسی کے ساتھی تھے جو یمن وغیرہ کے رہنے والے تھے یہ تمام لوگ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کے منکر تھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی اور مسیلمہ کذاب یمامہ میں اور اسود عنسی صنعاء میں

marfat.cpm

قتل ہوگئے اور ان کی جمعیت تتر بتر ہوگئی اور بیشتر لوگ ہلاک ہوگئے۔ دوسرا گروہ وہ تھا جو اسلام سے منحرف ہوکر مرتد ہوگئے تھے اُنہوں نے اسلام کے احکام کا انکار کر دیا تھا اور نماز اور زکوٰۃ اور دیگر احکام ترک کر دیئے اور ان کا وہی حال ہوگیا جو زمانۂ جاہلیت میں تھا، تیسرا ایک اور گروہ تھا اُنھوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا نماز کا اقرار اور زکوٰۃ کا انکار کیا یہ لوگ دراصل باغی تھے مگر اُس زمانہ میں خصوصاً ان کو اس نام سے پکارا نہیں جاتا تھا کیونکہ وہ مرتدوں کے ہجوم میں داخل تھے اِس لئے ان کی نسبت ارتداد کی طرف کی گئی اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں یہ لوگ تنہا رہ گئے تھے مشرکوں سے ان کا اختلاط نہ تھا اس لئے ن کو باغیوں کا نام دیا گیا اور ان سے جنگ کی گئی ،،

زکوٰۃ کے منع کرنے والوں کے ضمن میں وہ لوگ بھی آتے ہیں جو زکوٰۃ ادا کرنے کے معتقد تھے اور اس سے منع نہ کرتے تھے مگر ان کے سرداران کو منع کرتے تھے اور ان سے زکوٰۃ لے کر اپنے قبضہ میں کر لیتے تھے چنانچہ بنی یربوع نے اپنے صدقات جمع کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کا ارادہ کیا تو مالک بن نویرہ نے ان کو روک دیا اور صدقات انہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے ،، واقدی نے کتاب الردۃ میں ذکر کیا ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو بہت سے عرب مرتد ہوگئے قبیلہ اسد اور غطفان سے اکثر لوگ اسلام سے منحرف ہوگئے۔ قبیلہ فزارہ کے تمام لوگ مرتد ہوگئے۔ یمامہ میں بنو حنیفہ، اہلِ بحرین، بکر بن وائل، اہلِ دباء، زد عمان، نمر بن قاسط، کلب اور قضاء کے کچھ لوگ، بنو تمیم اور بنو سالم سے عصیہ عمیرہ، خفافِ، بنو عوف بن امرئ القیس، ذکوان اور حارثہ مرتد ہوگئے۔ بنو عبس مرتد نہیں ہوئے تھے بنو عامر اپنے سرداروں کے رجحان کے منتظر رہے اور اسلم، غفار، جُہینہ، مُزینہ، اشجع، کعب بن عمرو بن خزاعہ، ثقیف، ہذیل، دئل، کنانہ، بُجیلہ، خثعم، طی اور تہامہ کے قریب ہوازن جشم، سعد بن بکر، عبدالقیس، تجیب، مذحج بنو زید کے سوا، ہمدان اور اہلِ صنعاء اسلام پر ثابت قدم رہے،، واقدی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ دوس اور اہلِ سراۃ میں سے کوئی شخص اسلام سے منحرف نہیں ہوا تھا،،

مرتدین سے جنگ کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مباحثہ کیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کو نماز پر قیاس کیا جس کا انکار بالاتفاق کفر ہے اور بالاتفاق ان سے جنگ کرنا ضروری ہے اور اُنھوں نے زکوٰۃ مختلف فیہ کو متفق علیہ پر قیاس کیا اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عموم حدیث سے استدلال کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام کو قیاس کے ساتھ خاص کیا جاتا ہے ،، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ و یقیموا الصلوٰۃ و یوتوا الزکاۃ ،، اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پیش نظر یہ حدیث ہوتی تو وہ صدیق اکبر پر اعتراض نہ کرتے اور اسی طرح اگر یہ حدیثِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علم میں ہوتی تو وہ عمر فاروق سے یہ ذکر کرتے اور ان کو جواب میں قیاس کی ضرورت نہ پڑتی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بعض احادیث یاد تھیں جو اَخصُّ الخواص صحابہ کو یاد نہ تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

---

marfat.cpm

بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۱۳۲۲ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ بَابٌ ثُمَّ مَانِعُ الزَّكٰوةِ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ

باب — زکوٰۃ دینے پر بیعت کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد " اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں "

۱۳۲۲ — ترجمہ : حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے ، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان سے اخلاص کرنے پر بیعت کی "

۱۳۲۲ — شرح : آئت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ جو شخص کفر سے توبہ کرے ، نماز قائم کرے ، زکوٰۃ دے وہی مومنوں کی اخوت حاصل کرسکتا ہے اور زکوٰۃ کی ادا کا التزام کرنے سے ہی بیعتِ اسلام مکمل ہوتی ہے اور جو اس کا مانع ہو وہ بیعت کو باطل کر دیتا ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کے ضمن میں جو شئی آجائے وہ واجب ہوتی ہے۔ یہی ترجمۃ الباب کا معنیٰ ہے " اور حدیث ۱۳۲۲ کی تفصیل حدیث ۵۴ کی تفہیم میں دیکھیں "

باب — زکوٰۃ منع کرنے والے کا گناہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد " جو لوگ سونا اور چاندی کا خزانہ بناتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خبر دیں " جس روز اس کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس کے ساتھ ان کے چہرے پہلو اور پشتیں داغدار کی جائیں گی۔ ان سے کہا جائے گا یہ وہ ہے جس کو تم اپنی جانوں کے لئے خزانہ بناتے تھے اس چیز کا مزہ چکھو جو تم خزانہ بنا کر رکھتے تھے "

مال کا خزانہ کرنے پر وعید اس تقدیر پر ہے جبکہ اس کی زکوٰۃ نہ دی جائے "

marfat.com

۱۳۲۳ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ

حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاْتِي الْاِبِلُ عَلٰى صَاحِبِهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ اِذَا هُوَ لَمْ يُعْطِ فِيْهَا حَقَّهَا تَطَأُهُ بِاَخْفَافِهَا وَتَاْتِي الْغَنَمُ عَلٰى صَاحِبِهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ اِذَا لَمْ يُعْطِ فِيْهَا حَقَّهَا تَطَأُهُ بِاَظْلَافِهَا وَتَنْطِحُهُ بِقُرُوْنِهَا قَالَ وَمِنْ حَقِّهَا اَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ قَالَ وَلَا يَاْتِي اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلٰى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ وَلَا يَاْتِي بِبَعِيْرٍ يَحْمِلُهُ عَلٰى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ فَيَقُوْلُ

يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے بیان کیا کہ اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ اپنے مالک کے پاس پہلے سے زیادہ موٹے ہوکر آئیں گے جبکہ اُس نے ان میں سے ان کا حق ادا نہ کیا ہو وہ اس کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور بکریاں اپنے مالک کے پاس پہلے سے موٹی آئیں گی جبکہ اُس نے ان میں سے اُن کا حق ادا نہ کیا ہو وہ اس کو اپنے کھروں سے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی اور فرمایا ان کا حق یہ ہے کہ پانی پران کو دوہا جائے۔ فرمایا تم میں سے کوئی شخص قیامت کے دن اس حال میں نہ آئے کہ وہ بکری اپنی گردن پہ اُٹھائے ہُوئے ہو اور وہ آواز نکال رہی ہو اور وہ شخص کہے یا محمد! تو میں کہوں میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں نے تم کو تبلیغ کر دی تھی اور کوئی شخص اونٹ لے کر نہ آئے جس کو اپنی گردن پہ اُٹھائے ہُوئے ہو وہ آواز نکال رہا ہو اور وہ کہے یا محمد! تو میں کہوں میں تیرے لئے کسی شئی کا مالک نہیں ہوں میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا۔

۱۳۲۳ — شرح : یعنی جن جانوروں کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ قیامت کے روز پہلے سے قوی اور موٹے تازے ہوکر آئیں گے تاکہ اس کو روندنے کے وقت بھارے ہوں اور ان سے اس کو تکلیف زیادہ ہو اُونٹ کے پاؤں کو "خُفّ"، بکری کے کھر کو "ظُلف" آدمی کے پاؤں کو "قدم" اور گھوڑے اور گدھے کے پاؤں کو "حافر" کہا جاتا ہے، بکریوں کا حق یہ ہے کہ ان کو

marfat.com

۱۳۲۳ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ

حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاْتِي الْاِبِلُ عَلٰى صَاحِبِهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ اِذَا هُوَ لَمْ يُعْطِ فِيْهَا حَقَّهَا تَطَأُهُ بِاَخْفَافِهَا وَتَاْتِي الْغَنَمُ عَلٰى صَاحِبِهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ اِذَا لَمْ يُعْطِ فِيْهَا حَقَّهَا تَطَأُهُ بِاَظْلَافِهَا وَتَنْطِحُهُ بِقُرُوْنِهَا قَالَ وَمِنْ حَقِّهَا اَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ قَالَ وَلَا يَاْتِي اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلٰى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ وَلَا يَاْتِي بِبَعِيْرٍ يَحْمِلُهُ عَلٰى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ فَيَقُوْلُ

يَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ

اور جس مال کی زکوٰۃ دی جائے اس کو خزانہ نہیں کہا جاتا اگرچہ ارب ہا روپیہ ہو اور جس مال کی زکوٰۃ نہ دی اگرچہ دو سَو درھم ہو وہ خزانہ ہے اور اس پہ وعید آئی ہے،، شروع اسلام میں مال کا جمع کرنا حرام تھا اور جب زکوٰۃ فرض ہُوئی تو مذکور تحریم منسوخ ہوگئی اور مال کا جمع کرنا جائز ہوگیا اس آئت کی تفسیر میں حضرت ابوذر غفاری اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما میں نزاع ہوگیا تھا جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آئت کریمہ صرف اہلِ کتاب کے حق میں نازل ہُوئی اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آئت کریمہ مسلمانوں اور اہلِ کتاب سب کے لئے نازل ہُوئی ہے نزاع ختم کرنے کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو شام سے واپس بلاکر ربذہ میں قیام کے لئے کہا اور اُنھوں نے ربذہ میں ہی انتقال کیا۔ حدیث ۱۳۲۶ میں یہ مذکور ہے۔ اس آئت کریمہ سے ابوبکر رازی نے ہر قسم کے سونے اور چاندی میں وجوبِ زکاۃ پر استدلال کیا ہے۔ واللہ ورسُولہ اعلم!

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے بیان کیا کہ اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ اپنے مالک کے پاس پہلے سے زیادہ موٹے ہوکر آئیں گے جبکہ اُس نے ان میں سے ان کا حق ادا نہ کیا ہو وہ اس کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور بکریاں اپنے مالک کے پاس پہلے سے موٹی آئیں گی جبکہ اُس نے ان میں سے اُن کا حق ادا نہ کیا ہو وہ اس کو اپنے کھروں سے روندیں گی اور سینگوں سے ماریں گی اور فرمایا ان کا حق یہ ہے کہ پانی پران کو دوہا جائے۔ فرمایا تم میں سے کوئی شخص قیامت کے دن اس حال میں نہ آئے کہ وہ بکری اپنی گردن پہ اُٹھائے ہُوئے ہو اور وہ آواز نکال رہی ہو اور وہ شخص کہے یا محمد! تو میں کہوں میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں نے تم کو تبلیغ کر دی تھی اور کوئی شخص اونٹ لے کر نہ آئے جس کو اپنی گردن پہ اُٹھائے ہُوئے ہو وہ آواز نکال رہا ہو اور وہ کہے یا محمد! تو میں کہوں میں تیرے لئے کسی شئی کا مالک نہیں ہوں میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا۔

۱۳۲۳ — شرح : یعنی جن جانوروں کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ قیامت کے روز پہلے سے قوی اور موٹے تازے ہوکر آئیں گے تاکہ اس کو روندنے کے وقت بھارے ہوں اور ان سے اس کو تکلیف زیادہ ہو اُونٹ کے پاؤں کو "خُفّ"، بکری کے کھر کو "ظُلف" آدمی کے پاؤں کو "قدم" اور گھوڑے اور گدھے کے پاؤں کو "حافر" کہا جاتا ہے، بکریوں کا حق یہ ہے کہ ان کو

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ۱۳۲۴
ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهُ مُثِّلَ لَهٗ
مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ
ثُمَّ تَلَا لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الْاٰيَةَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

پانی پر دوہا جائے تاکہ مسافر، مساکین جو پانی کے پاس رہتے ہیں ان کا دودھ پئیں یہ حق بکریوں کے حقوق میں سے ہے اور سب سے بڑا حق زکوٰۃ ہے،، ابن بطال رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا مال میں دو فرض ہیں ایک فرضِ عین اور دوسرا اس کا غیر اور بکریوں کا دوہنا ان حقوق میں سے ہے جن کا تعلق مکارمِ اخلاق سے ہے یہ فرضِ عین نہیں،، بکری کی آواز کو "یُعار" اور اُونٹ کی آواز کو "رُغا" کہا جاتا ہے،، قزاز نے کہا بکری کی آواز "ثغاء" ہے اور یعور اس بکری کو کہا جاتا ہے جو دوہتے وقت برتن میں پیشاب کر کے دودھ خراب کر دے،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ، گائے اور بکریاں جن کی زکوٰۃ نہ دی جائے ان کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بعینہٖ موٹی تازی اُٹھائے گا تاکہ ان کے ساتھ زکوٰۃ نہ دینے والے کو عذاب دے،، اور جو مال حیوان نہ ہو جب اس کی زکوٰۃ نہ دی جائے تو وہ قیامت کے روز خبیث سانپ بنا دیا جائے گا جس کے ساتھ زکوٰۃ نہ دینے والے کو عذاب دیا جائے گا،،

۱۳۲۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی شکل میں لایا جائے گا اس کی دونوں آنکھوں پر دو کالے نقطے ہوں گے اور وہ اس کی گردن میں طوق بنایا جائے گا۔ پھر وہ منہ کے دونوں کناروں سے اس کو پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی "لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الاٰيَةَ"

۱۳۲۴ — شرح : "قولہ مُثِّلَ لَهٗ" یعنی جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے اس کو گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جائے گا،، شُجاع سانپ کی قسم ہے اس کی جمع شجعان ہے۔ یہ باریک لطیف سانپ ہے یہ تمام سانپوں سے زیادہ دلیر ہوتا ہے،، بعض کا کہنا ہے کہ یہ سانپ سوار اور پیادے پر چھلانگ لگا کر گزر جاتا ہے اور اپنی دُم پر کھڑا ہو جاتا ہے اور کبھی سوار کے منہ تک پہنچ جاتا ہے عموماً یہ جنگلات میں پایا جاتا ہے،، قولہ اَقْرَع "جس کے سر میں سفیدی ہو" جامع القزاز" میں ہے کہ سانپوں کے سروں پر بال نہیں ہوتے شائد اس سانپ کے سر کا چمڑا اُڑا ہوگا اس لئے اسے گنجا کہا جاتا ہے ابن خالویہ نے کہا عرب کے کلام میں سانپوں کے نام اور ان کی صفات وہی ہیں جو میں نے اس باب میں ذکر کئے ہیں اور ان کے ۸۴ نام ذکر کئے،،

marfat.cpm

بَابٌ مَا أُدِّيَ زَكٰوتُهُ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ أَخْبِرْنِيْ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ كَنَزَهَا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهَا فَوَيْلٌ لَهٗ إِنَّمَا كَانَ هٰذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكٰوةُ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ

اس حدیث سے زکوٰۃ کی فرضیت واضح ہوتی ہے کیونکہ اس قدر شدید وعید کا مدلول یہی ہوتا ہے اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خارجی اشیاء میں انقلاب ہوسکتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں تمام اموال زکوٰیہ پر مال کا اطلاق ہوتا ہے جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ جب سونا بیس ۲۰ مثقال ہو اور اس کی قیمت دو سو ۲۰۰ درہم ہو تو اس کی زکوٰۃ نصف دینار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ احمد بن شبیب بن سعید نے کہا مجھے میرے باپ نے یونس سے خبر دی اُنھوں نے ابن شہاب سے روائت کی کہ ان سے خالد بن اسلم نے بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ باہر نکلے اور ایک اعرابی نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے خبردار کریں "وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جس نے مال جمع کئے اور ان کی زکوٰۃ نہ دی اس کے لئے ہلاکت ہے۔ یہ حکم زکوٰۃ کے نازل ہونے سے پہلے تھا جب زکوٰۃ کی آیت نازل ہوئی تو زکوٰۃ کو اللہ تعالیٰ نے اموال کی پاکیزگی کا سبب بنایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ آیت کنز کا حکم منسوخ ہے ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ "اِنَّمَا كَانَ هٰذَا قَبْلَ اَنْ تُنْزَلَ الزَّكٰوةُ" سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے "يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ" یعنی جو کفائت سے زیادہ مال ہو، مسلمانوں پر فرض تھا کہ گھر کی کفائت سے زیادہ مال صدقہ کر دیا جائے جب زکوٰۃ فرض ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہوگیا، "اَوَاقِیْ" "اُوْقِیَہ" کی جمع ہے حدیث شریف میں اوقیہ کا اطلاق چالیس ۴۰ دراہم پر کیا گیا ہے اور پانچ اوقیہ دو سو درہم ہوتے ہیں یہ زکوٰۃ کا نصاب ہے۔

اکثر علماء کہتے ہیں کہ زکوٰۃ ہجرت کے بعد دوسرے سال رمضان مبارک کے فرض ہونے سے پہلے فرض ہوئی اگر یہ سوال ہو کہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت ہجرت سے پہلے تھی اُنھوں نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا جو حبشہ کی طرف ہجرت کے قصہ کے متعلق ہے اس میں ہے کہ حضرت

marfat.cpm

حدثنا اِسحاق بن یزید قال اخبرنا شعیب بن اسحاق قال انا الاوزاعی قال اخبرنی یحیی بن ابی کثیر ان عمرو بن یحیی بن عمارۃ اخبرہ عن ابیہ یحیی بن عمارۃ بن ابی الحسن انہ سمع ابا سعید یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمس اواق صدقۃ ولا فیما دون خمس ذود صدقۃ ولیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ **۱۳۲۵**

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نجاشی سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز، زکوٰۃ اور صیام کا حکم فرماتے ہیں بعض علماء نے اس کا یہ جواب دیا کہ اس حدیث کے اسناد میں کلام ہے کیونکہ اس وقت پانچ نمازیں فرض نہیں ہوئی تھیں اور نہ ہی رمضان مبارک کے روزے فرض ہوئے تھے اگر اس سوال کا یہ جواب دیا جائے کہ نماز سے مراد پانچ نمازیں مراد نہیں اور نہ زکوٰۃ سے فرض زکوٰۃ اور نہ ہی صیام سے رمضان کے روزے مراد ہیں بلکہ نماز سے مراد وہ نماز ہے جو پانچ نمازیں فرض ہونے سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور صیام سے مراد مطلقاً روزے ہیں کیونکہ لوگ اس وقت پہلی شریعت کے مطابق روزے رکھا کرتے تھے اور زکوٰۃ سے مراد صدقات و خیرات ہیں تو اس میں مضائقہ نہیں مگر یہ جواب اس تقدیر پر دیا جا سکتا ہے جبکہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی صحت ثابت ہو جائے۔ (عینی)، اس حدیث شریف میں زکوٰۃ کو اموال کی پاکیزگی کا سبب بنایا ہے کیونکہ یہ لوگوں کی میل کچیل ہے اسی لئے بنو ہاشم کے لئے یہ جائز نہیں مسلم شریف میں ہے "اِنَّ الصَّدَقَۃَ لَا تَنْبَغِیْ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ اِنَّمَا ھِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ" اور جب مال کی زکوٰۃ نکال دی جائے تو مال پاک ہو جاتے ہیں پھر اس سے صاحبِ مال بھی رذیل اخلاق اور بخل سے پاک ہو جاتا ہے واللہ و رسولہ اعلم!

۱۳۲۵ — ترجمہ : حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ ہی پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ ہے،،

۱۳۲۵ — شرح : اس حدیث میں اُوَاقٍ یاء کے بغیر ہے اور مسلم کی روائت میں اُواقی بالیاء مروی ہے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دونوں صحیح ہیں یہ اُوقیہ کی جمع ہے تمام محدثین اور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اوقیہ چالیس (۴۰) درہم کی ہوتی ہے پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوتے ہیں اور یہ زکوٰۃ کا نصاب ہے تین سے دس اونٹوں تک ذود کا اطلاق ہوتا ہے اس کی جمع اَذوَاد ہے،، اَوْسُق،، وَسق کی جمع ہے اس میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں ابوداؤد میں ہے — "اَلْوَسْقُ سِتُّوْنَ صَاعًا،، قولہ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَۃِ اَوَاقٍ صَدَقَۃٌ یعنی دو سو درہم سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ یہ چاندی کے نصاب کا بیان ہے اور سونے کا نصاب بیس مثقال ہیں اس پر علماء کا اجماع ہے امام مالک، شافعی، ابو یوسف اور محمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک نصاب سے جس قدر مال زیادہ ہو اس میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے زائد مال تھوڑا ہو یا زیادہ ہو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا دو سو درہم سے زائد

marfat.cpm

۱۳۲۶ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَیْمًا قَالَ اَخْبَرَنَا حُصَیْنٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَرْتُ بِالرَّبَذَةِ فَاِذَا اَنَا بِاَبِیْ ذَرٍّ فَقُلْتُ لَهٗ مَا اَنْزَلَكَ مَنْزِلَكَ هٰذَا قَالَ كُنْتُ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفْتُ اَنَا وَمُعَاوِیَةُ فِی الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ مُعَاوِیَةُ نَزَلَتْ فِیْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَقُلْتُ نَزَلَتْ فِیْنَا وَفِیْهِمْ فَكَانَ

میں زکوٰۃ نہیں حتی کہ چالیس درہم زیادہ ہوجائیں تو اس میں ایک درہم زکوٰۃ ہے اسی طرح بیس مثقال سے سونا زیادہ ہوجائے تو اس میں زکوٰۃ نہیں حتیٰ کہ چار دینار زیادہ ہوجائیں تو ان میں ایک درہم زکوٰۃ ہے،، بیہقی کے باب فرض الصدقہ،، میں ہے چاندی کے پانچ اوقیہ میں زکوٰۃ پانچ درہم ہے اگر اس سے مال زیادہ ہوجائے تو ہر چالیس دراہم میں ایک درہم زکوٰۃ ہے" ابن ابی شیبہ نے صحیح اسناد کے ساتھ محمد باقر سے مرفوع حدیث روائت کی کہ جب پانچ اواقی ہوجائے تو اس میں پانچ درہم ہیں اور ہر چالیس دراہم میں ایک درہم زکوٰۃ ہے اسی طرح ابن حبان اور حاکم نے روائت کی ہے ان احادیث سے امام حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے کہ عفو میں زکوٰۃ نہیں ہے،، پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ اونٹوں میں زکوٰۃ ہے جبکہ وہ چراگاہ میں سال بھر چارہ کھاتے ہیں اس میں سب کا اتفاق ہے،، پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں اس سے امام شافعی، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ زمین کی پیداوار جب پانچ وسق ہو تو اس میں زکوٰۃ ہے یعنی عشر ہے،، اس سے کم میں عشر نہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا زمین کی ہر پیداوار میں عشر ہے اگرچہ پیداوار کتنی تھوڑی ہو البتہ کانوں لکڑیوں اور گھاس وغیرہ میں زکوٰۃ نہیں ہے،، حضرت عمر بن عبدالعزیز، مجاہد، ابراہیم نخعی اور امام زفر کا بھی یہی مذہب ہے شیخ عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ "مَا اَنْبَتَتِ الْاَرْضُ قَلِیْلٌ اَوْ كَثِیْرٌ فَالْعُشْرُ،، اسی طرح ابن ابی شیبہ نے یہ روائت کی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جس پیداوار کو آسمان یا چشمے پانی پلائیں یا زمین سیلابی ہو تو اس میں عشر ہے اور اگر کنوئیں وغیرہ سے پانی پلایا جائے تو اس میں نصف عشر ہے۔ یہ بخاری کی روائت ہے اسی طرح مسلم نے جابر سے اور ابن ماجہ نے مسروق سے روائت کی ہے" یہ احادیث مطلقہ ہیں ان میں پیداوار کا تعین نہیں لہٰذا زمین کی تھوڑی بہتی پیداوار میں زکوٰۃ ہے اور امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس کو باطل مذہب کہنا حد سے تجاوز اور بہت بڑی جسارت ہے اور اگر اسے تعصب کہا جائے تو بجا ہوگا،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی یہ آئت کریمہ بھی تائید کرتی ہے،،

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ"

اے مومنو اپنے پاکیزہ کسب سے اللہ کی راہ میں دو اور اس سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے"

واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: زید بن وہب سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں ربذہ سے گزرا تو وہاں ابوذر رضی اللہ عنہ تھے میں نے ان سے کہا

marfat.cpm

بَيْنِي وَبَيْنَهُ فِي ذٰلِكَ فَكَتَبَ إِلَى عُثْمَانَ يَشْكُونِي فَكَتَبَ إِلَيَّ عُثْمَانُ أَنِ اقْدَمِ الْمَدِينَةَ فَقَدِمْتُهَا فَكَثُرَ عَلَيَّ النَّاسُ حَتّٰى كَأَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْنِي قَبْلَ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعُثْمَانَ فَقَالَ لِي إِنْ شِئْتَ تَنَحَّيْتَ فَكُنْتَ قَرِيبًا فَذٰلِكَ الَّذِي أَنْزَلَنِي هٰذَا الْمَنْزِلَ وَلَوْ أَمَّرُوا عَلَيَّ حَبَشِيًّا لَسَمِعْتُ وَأَطَعْتُ

یہاں آپ کو کسی شئ نے اُتارا اُنھوں نے کہا میں شام میں تھا میرا اور امیر معاویہ کا اس آیت " اَلَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ " میں اختلاف ہوگیا " امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت اہلِ کتاب کے حق میں نازل ہُوئی ہے اُور میں نے کہا ہمارے اور اِن کے بارے میں نازل ہُوئی ہے اس میں میرا اور ان کا مباحثہ ہوگیا اور اُنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو میری شکائت کا خط لکھا تو مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ مدینہ منورہ آؤ میں مدینہ منورہ آیا تو بہت سے لوگ میرے پاس جمع ہوگئے حتیٰ کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُنھوں نے اس سے پہلے مجھے دیکھا ہی نہ تھا میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے واقعہ ذکر کیا تو اُنھوں نے مجھے کہا اگر چاہتے ہو تو یہاں ایک طرف ہمارے قریب اقامت کر لو پس اس چیز نے مجھے یہاں اُتارا ہے اور اگر وہ مجھ پر حبشی کو امیر بنا دیں تو اس کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا ۔

۱۳۲۶ ـــــ

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آئت کریمہ کے سیاق وسباق کو دیکھا اور کہا یہ آئت احبار و رہبان کے بارے میں نازل ہُوئی ہے جو زکوٰۃ کے منکر ہیں اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے آئت کے عموم کو پیشِ نظر رکھتے ہُوئے یہ کہا کہ یہ سب کے بارے میں ہے اور جو شخص وجوبِ زکوٰۃ کو تسلیم کرے اور زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ بھی اس شدید وعید کا مستوجب ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خطرہ محسوس ہُوا کہ اس طرح لوگوں میں اختلاف ہو جائے گا تو اُنھوں نے شام سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شکائت کا خط لکھا اور امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ذر کو شام میں خط لکھا کہ مدینہ منورہ چلے آؤ جب وہ مدینہ منورہ پہنچے تو لوگ بکثرت جمع ہوگئے وہ شام کے واقعہ کی تفصیل دریافت کرتے تھے کہ امیر معاویہ سے کیسے تکرار ہُوا جب حضرت ابو ذر نے لوگوں کا یہ حال دیکھا تو ان کو خوف لاحق ہُوا کہ ان کو امیر المؤمنین عتاب کریں گے جبکہ لوگوں کے ساتھ اسی قسم کی گفتگو میں خطرات مضمر ہو سکتے تھے تو اُنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں کا ہجوم اور ان کے تعجب کا ذکر کیا کہ لوگ میرے پاس ایسے بکثرت آتے جاتے ہیں کہ اُنھوں نے اس سے پہلے کبھی مجھے دیکھا ہی نہ تھا اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تمہیں فتنہ کا خطرہ ہے تو مدینہ منورہ کے قریب رہائش اختیار کر لو اس لئے وہ ربذہ چلے گئے ۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اُنھوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے سر نہ پھیرا تھا کیونکہ امراءِ کی اطاعت واجب ہے حتیٰ کہ اگر خلیفہ کسی حبشی کو امیر بنا دے تو رعیت پہ اس کی اطاعت واجب ہے ! حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے شام میں سکونت کا سبب یہ بتایا کہ مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب مدینہ منورہ کی آبادی سلع تک پہنچ جائے تو شام میں چلے جانا چنانچہ جب آبادی سلع تک پہنچ گئی تو میں شام میں چلا گیا اور وہیں رہا حتیٰ کہ یہ واقعہ پیش آیا " ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

marfat.cpm

۱۳۲۷ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَسْتُ ح وَحَدَّثَنِي اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْعَلَاءِ ابْنُ الشِّخِّيْرِ اَنَّ الْاَحْنَفَ بْنَ قَيْسٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰى مَلَاٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَجَاءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعْرِ وَالثِّيَابِ وَالْهَيْئَةِ حَتّٰى قَامَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بَشِّرِ الْكَانِزِيْنَ بِرَضْفٍ يُحْمٰى عَلَيْهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ثُمَّ يُوْضَعُ عَلٰى حَلَمَةِ ثَدْيِ اَحَدِهِمْ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفِهِ وَيُوْضَعُ عَلٰى نُغْضِ كَتِفِهِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيِهِ يَتَزَلْزَلُ ثُمَّ وَلّٰى فَجَلَسَ اِلٰى سَارِيَةٍ وَتَبِعْتُهُ وَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَنْ هُوَ فَقُلْتُ لَهُ لَا اُرٰى الْقَوْمَ اِلَّا قَدْ كَرِهُوا الَّذِيْ قُلْتَ قَالَ اِنَّهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا قَالَ لِيْ خَلِيْلِيْ قَالَ قُلْتُ وَمَنْ خَلِيْلُكَ قَالَ قُلْتُ لَهُ لَا اُرٰى الْقَوْمَ اِلَّا قَدْ كَرِهُوا الَّذِيْ قُلْتَ قَالَ اِنَّهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا قَالَ لِيْ خَلِيْلِيْ قَالَ قُلْتُ وَمَنْ خَلِيْلُكَ قَالَ قُلْتُ وَمَنْ خَلِيْلُكَ تَعْنِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا ذَرٍّ اَتُبْصِرُ اُحُدًا قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ وَاَنَا اُرٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْسِلُنِيْ فِيْ حَاجَةٍ لَهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا اُنْفِقُهُ كُلَّهُ اِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ وَاِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُوْنَ اِنَّمَا يَجْمَعُوْنَ الدُّنْيَا وَلَا وَاللّٰهِ لَا اَسْاَلُهُمْ دُنْيَا وَلَا اَسْتَفْتِيْهِمْ عَنْ دِيْنٍ حَتّٰى اَلْقَى اللّٰهَ

نے ابوذر کی شکایت اس لئے کی کہ وہ ان پر اعتراض بکثرت کیا کرتے تھے اور ان سے جھگڑ بھی پڑتے تھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کا میلان ابوذر کی طرف تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فتنہ کے ڈر سے ان کو مدینہ منورہ بلا لیا، امام احمد اور ابو یعلی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تجھے مسجد نبوی سے نکال دیا جائے گا۔ اُنھوں نے کہا میں شام چلا جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شام سے بھی نکال دیا جائے گا تو پھر کیا کروگے۔ ابوذر نے کہا میں مسجد نبوی میں آجاؤں گا آپ نے فرمایا اگر مسجد نبوی سے بھی نکال دیا جائے گا تو پھر کیا کروگے۔ ابوذر نے کہا تلوار کے ساتھ مقابلہ کروں گا فرمایا ایسا مت کرو بلکہ امیر کی اطاعت کرو،، اس لئے ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر مجھ پر حبشی امیر بنا دیا جائے تو میں اس کی بات سنوں گا اور اس کی اطاعت کروں گا،، ابوالعلاء بن شخیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ احنف بن قیس نے

ترجمہ : ان کو خبر دی اُنھوں نے کہا میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا

۱۳۲۷ —

تھا کہ ایک شخص سخت بالوں، سخت کپڑوں اور پراگندہ شکل والا آیا حتیٰ کہ ان کے پاس کھڑا ہوگیا اور سلام کہا پھر کہنے لگا کہ مال جمع کرنے والوں کو گرم پتھر کی خوشخبری دو جو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر وہ ان کی چھاتی پر رکھا جائے گا جو مونڈھے کی ہڈی سے باہر نکل جائے گا اور اس کے مونڈھے کی ہڈی پر رکھا جائے گا حتیٰ کہ چھاتی سے نکل جائے گا اور وہ حرکت کرتا رہے گا پھر وہ شخص پھرا اور ستون کے پاس بیٹھ گیا میں اس کے پیچھے گیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا حالانکہ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے میں نے اسے کہا میں لوگوں کو نہیں دیکھتا ہوں مگر اُنھوں نے تیری بات کو پسند نہیں کیا۔ اُس نے کہا وہ لوگ کچھ نہیں جانتے ہیں۔ میرے خلیل نے مجھے فرمایا میں نے کہا تیرا خلیل کون ہے اُس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (میرے خلیل ہیں) اے اباذر کیا اُحد کو دیکھتے ہو؟ ابوذر نے کہا میں نے سورج کی طرف نظر کی کہ کتنا دن باقی رہ گیا ہے جب کہ میرا گمان یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے کسی کام بھیجیں گے میں

marfat.com

بَابُ اِنْفَاقِ الْمَالِ فِي حَقِّهٖ حَدَّثَنَا ۱۳۲۸

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا

نے کہا جی ہاں (اُحد کو دیکھ رہا ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ محبوب نہیں کہ میرے لئے احد پہاڑ سونے کا ہو جسے میں سارے کا سارا خرچ کر دوں مگر صرف تین دینار یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں اور دُنیا جمع کرتے ہیں اللہ کی قسم! میں ان سے دنیا نہیں مانگوں گا اور نہ ہی ان سے دین کے بارے میں پوچھوں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملوں،،

۱۳۲۷ — شرح : "رضف" گرم پتھر ہے "حُلمہ" پستان کا سر ہے جو ابھرا ہوتا ہے "نغض" مونڈھے کی ہڈی ہے،، "تیز نزل" پتھر حرکت کرتا رہے گا "ساریہ" ستون،، ہے یعنی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کی دنیا میں طمع نہیں کرتا ہوں اور نہ ہی ان سے دین کے احکام پوچھتا ہوں،، بلکہ بقدر کفائت پر گزارہ کرتا ہوں اور جو علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے اس پر اکتفاء کرتا ہوں۔ حدیث شریف میں تین دنانیز کو مستثنیٰ کرنے کی حکمت اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں" ہوسکتا ہے کہ اس مقدار کا آپ پر قرض ہوگا یا اس رات کے مصارف و اخراجات کی مقدار یہ ہو حدیث شریف میں اُحد پہاڑ کی مقدار سونا خرچ کرنے کو پسند نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنی ذات کے لئے اسے خرچ کرنا پسند نہیں کرتا ہوں،، یا مراد یہ ہے کہ میں اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دوں اور عدمِ محبت صرف استثناء کے لئے ہے یعنی میں پسند نہیں کرتا مگر سارا مال خرچ کر دینے کو،، قولہ "هولاء لا يعقلون" یہ ابوذر کا کلام ہے تاکید کے لئے دوبارہ ذکر کیا ہے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا تتمہ نہیں ہے،، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ حاجت اصلیہ کے سوا کسی بھی شئی کا ذخیرہ کرنا حرام ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عقلاء سے مجازاً عقل کی نفی کرنی جائز ہے واللہ و رسولہ اعلم!

باب — مال کو اس کے حق میں خرچ کرنا،،

۱۳۲۸ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ حسد صرف دو خصلتوں میں ہے ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی قدرت دی۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا اور وہ اس کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے،،

۱۳۲۸ — شرح : حسد کا معنی غبطہ ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا غبطہ کا محل صرف یہ دو خصلتیں ہیں کیونکہ یہ رغبت کا مقام ہیں۔ حدیث ۴۲ کی تفہیم میں اس سے متعلق ذکر ہو چکا ہے،،

marfat.cpm

باب الرياء في الصدقة

لقوله تعالى يا ايها الذين امنوا لا تبطلوا صدقاتكم بالمن والاذى كالذي ينفق ماله رئاء الناس ولا يؤمن بالله واليوم الاخر الى قوله والله لا يهدي القوم الكافرين قال ابن عباس صلدا ليس عليه شئ وقال عكرمة وابل مطر شديد والطل الندى

باب لا يقبل الله صدقة من غلول ولا يقبل الا من كسب طيب لقوله تعالى قول معروف ومغفرة خير من صدقة يتبعها اذى والله غني حليم

باب الصدقة من كسب طيب لقوله تعالى يمحق الله الربوا ويربي الصدقات والله لا يحب كل كفار اثيم ان الذين امنوا وعملوا الصلحت واقاموا الصلوة واتوا الزكوة لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون

باب — صدقہ میں ریا کرنا

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " اے مومنو اپنے صدقات احسان جتلا کر اور اذیت پہنچا کر باطل نہ کرو الی قولہ الکافرین "، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا " صلدا " کا معنیٰ ہے وہ شئ جس پہ کچھ نہ ہو اور عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا " وابل " کا معنیٰ شدید بارش اور " طل " کا معنیٰ تری ہے "

باب صدقہ میں ریا کی تعلیل اللہ تعالیٰ کے قول سے بیان کی کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے صدقہ کو احسان جتلا کر اور اذیت پہنچا کر باطل کرنے کو ریاکاری کے لئے خرچ کرنے والے کے ساتھ تشبیہ دی اس میں شک نہیں کہ صدقہ میں ریاء کرنے والا احسان جتلانے والے سے زیادہ بُرا ہے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اقویٰ ہوتا ہے اس لئے ریاکار کے حق میں فرمایا ولا یومن باللہ والیوم الاٰخر پھر ریاکار کی مثال بیان کی اور فرمایا " فمثلہ کمثل صفوان الایۃ - اس آئت کریمہ میں مومنوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا " لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی "، یعنی اپنے صدقات اور ان کا ثواب باطل نہ کرو صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین شخصوں سے کلام نہ کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا (یعنی شفقت اور مہربانی سے نہیں دیکھے گا) اور نہ ہی ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے - ایک احسان جتلانے والا۔ دوسرا تہبند لمبا کر کے لٹکا کر چلنے والا تیسرا جھوٹی قسم کھا کر سودا بیچنے والا "، جب مومنوں کو یہ خطاب کیا اور ان کو اس طریقہ سے ابطالِ صدقات سے منع فرمایا تو ان کے ابطال کو منافق کے ابطال سے تشبیہ دی جو ریاکاری کے لئے خرچ کرتا ہے اور اس میں اللہ کی رضا اور آخرت کے ثواب کی اُمید نہیں کرتا پھر اس کی صفوان مثال بیان کی یعنی وہ قیامت کے دن اپنے اعمال کا ثواب قطعاً نہ پائیں گے جیسے پتھر پہ مٹی میں سے نباتات حاصل نہیں ہوتیں پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کافروں میں ہدائت پیدا نہیں کرتا۔ کافر کو صفوان سے اور اس کے عمل کو مٹی سے تشبیہ دی (عینی)

باب: اللہ تعالیٰ خیانت کے مال سے صدقہ قبول نہیں کرتا اور قبول نہیں کرتا مگر پاک کمائی سے "، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اچھی بات اور معاف کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد اذیت پہنچائے اور اللہ غنی ہے بردبار ہے "

marfat.com

حدثنا عبد اللہ ابن منیر سمع ابا النضر قال حدثنا عبد الرحمن ھو ابن عبد اللہ بن دینار عن ابیہ عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یتقبلھا بیمینہ ثم یربیھا لصاحبہ کما یربی احدکم فلوہ حتی تکون مثل الجبل تابعہ سلیمان عن ابن دینار وقال ورقاء عن ابن دینار عن سعید بن یسار عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورواہ مسلم بن ابی مریم وزید بن اسلم وسھیل عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

باب — پاک کمائی سے صدقہ کرنا

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ ناشکر گنہگار سے محبت نہیں کرتا بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل نیک کئے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی ان کے لئے ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمناک ہوں گے ،،

۱۳۲۹ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پاک کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا اور حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف پاک کو قبول کرتا ہے بے شک اللہ اس کو اپنے دائیں ہاتھ (جو اس کی شان کے لائق ہے) میں لیتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے لئے اسے بڑھاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کا بچہ پالتا ہے حتیٰ کہ صدقہ پہاڑ جیسا ہو جاتا ہے ،، عبد الرحمٰن کی سلیمان نے عبد اللہ بن دینار سے روائت میں متابعت کی

اور ورقاء نے عبد اللہ بن دینار سے اُنھوں نے سعید بن یسار سے اُنھوں نے ابو ہریرہ سے اُنھوں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روائت کی ،،

باب ۱ باب کے عنوان کی مطابقت آئت کریمہ سے اس طرح ہے کہ صدقہ کے بعد اذیت صدقہ کو باطل کر دیتی ہے تو جو اذیت صدقہ سے ملی ہو وہ کیونکہ اس کو باطل نہ کرے گی کیونکہ خائنِ مالِ مغصوب کا صدقہ کرتا ہے اور غاصب صاحبِ مال کو اذیت پہنچاتا ہے اس کے مال میں تصرف کرنے میں عاصی ہے لہٰذا یہ بطریق اولیٰ صدقہ کو باطل کرے گا ،،

باب ۲ اگر یہ سوال ہو کہ صدقات عام ہیں حلال و حرام مال دونوں کو شامل ہیں تو آئت کریمہ کی دلالت باب کے عنوان پر کس طرح ہوگی جبکہ عنوان میں پاک مال سے صدقہ کرنا ہے ،، اس کا جواب یہ ہے کہ آئت کریمہ میں صدقات سے مراد حلال مال کا صدقہ کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خبیث مال کا صدقہ نہ کرو ،،

۱۳۲۹ — شرح : اس حدیث کی مناسبت باب کے عنوان سے کسب طیب کے الفاظ میں ہے ،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کے بڑھنے کی مثال بیان فرمائی کہ گھوڑی کا بچہ بہت جلد بڑھتا ہے ۔ اسی طرح صدقہ عمل کا نتیجہ ہے جب حلال مال سے صدقہ کیا جائے تو

marfat.com

۱۳۳۰ **بَابُ** الصَّدَقَةِ قَبْلَ الرَّدِّ **حَدَّثَنَا** آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيْهَا **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ

۱۳۳۱ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فَيَفِيْضَ حَتّٰى يُهِمَّ رَبُّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتّٰى يَعْرِضَهُ فَيَقُوْلَ الَّذِيْ يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي

وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نگاہِ کرم میں رہتا ہے اور دوگنا سے دوگنا ہوتا رہتا ہے حتی کہ ایک کھجور اُحد پہاڑ کی مثل ہوجاتی ہے اور حدیث میں "حتی تکون مثل الجبل" کا یہی معنیٰ ہے "گھوڑی کے بچے کو "مهر" کہا جاتا ہے اور مؤنث کو مہرہ کہتے ہیں جب وہ سات یا آٹھ ماہ کا ہوجائے تو اسے خروف کہتے ہیں اور جب ایک سال کا ہوجائے تو اسے "فلو" اور مونث کو فلوۃ کہتے ہیں" ترمذی کی روائت میں لقمہ کا صدقہ مذکور ہے کہ وہ بڑھتا بڑھتا اُحد کی مثل ہوجاتا ہے"

باب — ردّ سے پہلے صدقہ کرنا"

۱۳۳۰ — ترجمہ : حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ صدقہ کرو کیونکہ تم پہ ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی صدقہ لے کر چلے گا اور اس کا قبول کرنے والا کسی کو نہ پائے گا اور آدمی کہے گا اگر تو صدقہ لے کر کل آتا تو میں اس کو قبول کرلیتا آج کے روز مجھے اس کی احتیاج نہیں ہے۔

۱۳۳۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تم میں دولت زیادہ ہوجائے گی اور بہتی پھرے گی حتیٰ کہ صاحبِ مال کو یہ غم لاحق ہوگا کہ اس کا صدقہ کون قبول کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنا صدقہ کسی کے سامنے پیش کرے گا اور جس کے سامنے پیش کرے گا وہ کہے گا مجھے اس کی حاجت نہیں"

۱۳۳۰، ۱۳۳۱ — شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں یہ حال پایا گیا تھا ان کے سامنے صدقہ پیش کیا جاتا تو وہ اس کو قبول نہ کرتے تھے چنانچہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے سامنے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مال پیش کرتے مگر وہ قبول کرنے سے انکار کردیتے تھے۔ یہ ان کے زہد و تقویٰ کے باعث تھا اور دنیا سے بے رغبتی کا نتیجہ تھا اگرچہ مال اتنا وافر نہ تھا وہ مال کی حاجت ہونے کے باوجود مال سے اعراض کرتے تھے جبکہ ان کا مقصدِ حیات حصولِ آخرت تھا اور اللہ کی رضاء ان کا مقدر بن چکی تھی اور جس کے پاس اتفاقاً مال جمع ہوگیا تھا وہ اس پہ افسوس کیا کرتا تھا۔ واللہ ولی النعمہ وہو علیٰ ما یشاء قدیر"

marfat.com

حدثنا عبد الله بن محمد قال حدثنا ابو عامر النبيل قال اخبرنا سعد ان بن بشر قال حدثنا ابو مجاهد قال حدثنا محل ابن خليفة الطائي قال سمعت عدي بن حاتم يقول كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فجاءه رجلان احدهما يشكو العيلة والاخر يشكو قطع السبيل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما قطع السبيل فانه لا ياتي عليك الا قليل حتى تخرج ميرا الى مكة بغير خفير واما العيلة فان الساعة لا تقوم حتى يطوف احدكم بصدقته فلا يجد من يقبلها منه ثم ليقفن احدكم بين يدي الله ليس بينه وبينه حجاب ولا ترجمان يترجم له ثم ليقولن الم اوتك مالا فليقولن بلى ثم ليقولن الم ارسل اليك رسولا فليقولن بلى فينظر عن يمينه فلا يرى الا النار ثم ينظر عن شماله فلا يرى الا النار فليتقين احدكم النار ولو بشق تمرة فان لم يجد فبكلمة طيبة حدثنا محمد بن العلاء قال حدثنا ابو اسامة عن بريد عن ابي بردة عن ابي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم

۱۳۳۲

۱۳۳۳

ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تو آپ کے پاس دو شخص آئے ان میں سے ایک فاقہ کی شکائت کرتا تھا اور دوسرا رہزنوں کے فساد کی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک راہزنوں کے فساد کا معاملہ ہے۔ تھوڑے ہی دنوں بعد ایک وقت آئے گا کہ مکہ مکرمہ کی طرف قافلہ کسی راہنما کے بغیر نکلے گا اور جہاں تک فقر کا تعلق ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم میں سے کوئی صدقہ لئے پھرے گا اور اس کے قبول کرنے والے کو نہ پائے گا پھر تم میں سے کوئی اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا جبکہ اللہ اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی ترجمان ہوگا جو اس کی ترجمانی کرے پھر اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کیا میں نے تجھے مال نہ دیا تھا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں پھر اللہ تعالیٰ کہے گا کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں، پھر وہ اپنی دائیں دیکھے گا تو سوا آگ کے اسے کچھ نظر نہ آئے گا پھر وہ بائیں طرف دیکھے گا اور آگ کے سوا اسے کچھ نظر نہ آئے گا اس لئے تم میں سے ہر شخص آگ سے بچے اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کے سبب ہی سہی اور اگر یہ نہ پائے تو اچھی بات کرے،،

۱۳۳۲ —— شرح : حدیث میں حجاب کا ذکر بطور تمثیل ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی شئی احاطہ نہیں کر سکتی " لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ،، لہٰذا اس کا کسی حجاب میں محجوب ہونا محال ہے وہ تو ہماری نظروں سے مستور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر حجاب کر دیا ہے تاکہ وہ دنیا میں اس کے ادراک سے عاجز رہیں قیامت کے دن ہماری نظروں سے یہ حجاب اُٹھا دیا جائے گا اور ہم اللہ کو ایسا دیکھیں گے جیسے بدر کی رات میں چاند کو دیکھتے ہیں،، حدیث میں صدقہ کی اہمیت کا بیان ہے کہ محتاج کو دینے کے لئے اگر کوئی شئی نہ ہو تو اس سے اچھی بات کرے یہ بھی صدقہ ہے اور اس سے وہ دوزخ کی آگ سے بچے جیسے بُری بات سے عذاب کا مستوجب ہوتا ہے

۱۳۳۳ —— ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں کوئی شخص صدقہ کا سونا لے کر پھرے گا اور وہ کسی شخص کو نہ پائے گا جو اس کو قبول کرے اور یہ دیکھا جائے گا کہ ایک مرد کے پیچھے چالیس عورتیں ہوں گی،، جو مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کے باعث اس مرد کی پناہ لیں گی،،

marfat.cpm

قَالَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ **بَابُ** اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ وَالْقَلِيلِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَمَثَلِ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ

۱۳۳۴ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيتًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ إِلَى قَوْلِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ **حَدَّثَنَا** أَبُو قُدَامَةَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ هُوَ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ كُنَّا نُحَامِلُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيرٍ فَقَالُوا مُرَائِي وَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ فَقَالُوا إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَاعِ هٰذَا فَنَزَلَتْ **الَّذِينَ** يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ الْآيَةَ

شرح : اس حدیث میں چالیس عورتوں کا ذکر ہے اور حدیث نمبر ۱۳۳۳ میں پچاس عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ چالیس کے عدد کی تخصیص زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی۔ مذکور زمانہ میں فتنوں کی کثرت سے مرد قتل ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی۔ پھر اس پر جو نتائج مرتب ہوں گے ان کی حقیقت کسی پر مخفی نہیں،، اور یہ عورتیں مذکور شخص کی محارم اور اس کے اقارب سے ہوں گی یہ قیامت کی علامت ہے غالباً یہ زمانہ وہ ہوگا جبکہ سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دجال کو قتل کریں گے اور کفر کا خاتمہ فرمائیں گے حتیٰ کہ زمین میں کوئی کافر باقی نہ رہے گا اور اس وقت آسمان سے برکات نازل ہوں گی اور لوگوں کی کمی کے باعث وہ کسی شئ کا ذخیرہ نہیں کریں گے جبکہ قربِ قیامت کے باعث وہ مال کے ذخیرہ سے بے نیاز ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا اور تھوڑا سا صدقہ کرکے،،

ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ کی رضاء طلب کرنے کے لئے اور اپنے دلوں کو ثابت رکھ کر خرچ کرتے ہیں اس باغ کی مثل ہے جو اونچے مقام پر ہے الخ

ترجمہ : ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب صدقہ کی آیت نازل ہوئی تو ہم مزدوری کرتے (بوجھ اٹھا کر اجرت لیتے) ایک شخص آیا اور اس نے بہت صدقہ کیا تو لوگوں نے کہا یہ ریاء کار ہے ایک اور شخص آیا اس نے ایک صاع کا صدقہ کیا تو انھوں نے کہا اللہ اس صاع کے صدقہ سے بے نیاز ہے،، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی،، جو لوگ زیادہ صدقہ کرنے والے مومنوں کو اور ان لوگوں کو عیب لگاتے ہیں جو مشکل سے مال حاصل کرتے ہیں الخ۔

۱۳۳۴ —

marfat.com

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى ۱۳۲۵

قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيبُ الْمُدَّ وَإِنَّ لِبَعْضِهِمُ الْيَوْمَ لَمِائَةَ أَلْفٍ

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ۱۳۲۶

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ ۱۳۲۷

۱۳۲۴ ــــ

شرح : باب کے عنوان کا مدلول صدقہ کی ترغیب دلانا ہے اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ ہو ،، اس کی مطابقت حدیث شریف سے اس طرح ہے کہ جب یہ آیت کریمہ "خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً" ،، نازل ہوئی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صدقہ کی ترغیب دلائی بعض صحابہ نے بہت زیادہ صدقہ کیا اور بعض نے تھوڑا صدقہ کیا حتیٰ کہ بعض صحابہ مزدوری کرکے صدقہ کرتے تھے ،، حدیث شریف میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی ترغیب دلائی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چالیس اوقیہ سونا لے کر آئے تو لوگوں نے کہا یہ ریاکاری ہے اور حضرت ابوعقیل انصاری رضی اللہ عنہ ایک صاع کھجوریں لائے اور کہا میں نے مزدوری کرکے دو صاع حاصل کئے ہیں تو لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول اس کے صاع سے مستغنی ہیں۔ یہ شخص اپنے آپ کو صدقہ کرنے والا مشہور کرنا چاہتا ہے ،، اس کے بعد حدیث میں مذکور آیت کریمہ نازل ہوئی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۳۲۵ ــــ

ترجمہ : ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم کو صدقہ کا حکم فرماتے تو ہم میں سے بعض بازار جاتے اور مزدوری کرکے ایک مد حاصل کرتے اور آج ان میں سے بعض کے پاس ایک لاکھ درہم ہیں ،،

۱۳۲۶ ــــ

ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرکے"

۱۳۲۵ ، ۱۳۲۶ ــــ

شرح : یعنی بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بوجھ وغیرہ اٹھا کر یا پانی پلانے کے کنوئیں کی رسی وغیرہ کھینچ کر مزدوری حاصل کرکے صدقہ کیا کرتے تھے اس کا مقصد یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں حال بڑا سخت تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں فتوحات بکثرت ہونے کی وجہ سے مال کی فراوانی تھی ،، صدقہ اگرچہ قلیل ہو دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرکے اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ ،،

۱۳۲۷ ــــ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں تھیں وہ مانگتی پھرتی تھی ،، اس نے

marfat.cpm

حزم عن عروة عن عائشة قالت دخلت امرأة معها ابنتان لها تسأل فلم تجد عندي شيئا غير تمرة فاعطيتها اياها فقسمتها بين ابنتيها ولم تاكل منها ثم قامت فخرجت ودخل النبي صلى الله عليه وسلم علينا فاخبرته فقال النبي صلى الله عليه وسلم من ابتلي من هذه البنات بشيء كن له سترا من النار **باب** فضل صدقة الشحيح الصحيح لقوله تعالى وانفقوا مما رزقناكم من قبل ان يأتي احدكم الموت الى اخرها وقوله تعالى يا ايها الذين امنوا انفقوا مما رزقناكم من قبل ان يأتي يوم لا بيع فيه ولا خلة ولا شفاعة الآية **حدثنا** موسى بن اسماعيل قال حدثنا عبد الواحد قال

۱۳۳۸

میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ پایا میں نے اس کو وہی کھجور دے دی اُس نے اسے دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا اس سے خود کچھ نہ کھایا،، پھر اُٹھی اور چلی گئی اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے آپ سے یہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ان لڑکیوں میں سے کسی ایک لڑکی کے سبب امتحان میں ڈالا جائے وہ اس کے لئے دوزخ کی آگ سے حجاب بن جاتی ہے،،

شرح : "مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ" سے مراد اہلِ فاقہ ہیں یا مطلق بنات کی جنس مراد ہے،، اور "سِتْرًا" سے مراد جنسِ حجاب ہے جو قلیل وکثیر کو شامل ہے اسی لئے "كُنَّ لَهٗ اَسْتَارًا" نہیں فرمایا اور "بِشَيْءٍ" سے بنات کے احوال یا نفس بنات مراد ہیں یعنی جو کوئی لڑکیوں کے احوال سے کسی حال یا لڑکیوں میں سے کسی لڑکی کے سبب آزمائش میں ڈالا جائے،، اس حدیث میں قلیل صدقہ کرنے کی ترغیب دلائی ہے،، اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیوں پر صدقہ کرنا مستحب ہے اور ان کی پرورش نجات دینے والے اعمال میں سے افضل عمل ہے،، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بہت بڑی سخی تھیں اُنھوں نے ایک قسم کے کفارہ میں چالیس غلام آزاد کئے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۱۳۳۷

باب — کونسا صدقہ افضل ہے اور "تندرست بخیل کا صدقہ"

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے خرچ کرو اس مال سے جو ہم نے تم کو دیا ہے پہلے اس کے کہ تم میں سے کسی کے پاس موت آئے۔ الآیۃ"

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! کس

۱۳۳۸

صدقہ کا زیادہ ثواب ہے۔ آپ نے فرمایا تو صدقہ کرے حالانکہ تو تندرست بخیل ہے فقر سے ڈرتا ہے۔ مال دار رہنے

marfat.com

حدثنا عمارة بن القعقاع قال حدثنا ابوزرعة قال حدثنا ابوهريرة قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يارسول الله اى الصدقة اعظم اجرا قال ان تصدق وانت صحيح شحيح تخشى الفقر وتامل الغنى ولا تمهل حتى اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان كذا ولفلان كذا وقد كان لفلان

باب حدثنا موسى بن اسمعيل قال حدثنا ابوعوانة عن فراس عن الشعبي عن مسروق عن عائشة ان بعض ازواج النبي صلى الله عليه وسلم قلن للنبي صلى الله عليه وسلم ايتنا اسرع بك لحوقا قال اطولكن يدا فاخذوا قصبة يذرعونها فكانت سودة اطولهن يدا فعلمنا بعد انما كانت طول يدها الصدقة وكانت اسرعنا لحوقا به صلى الله عليه وسلم وكانت تحب الصدقة

۱۳۳۹

کی اُمید رکھتا ہے اور اتنا نہ ٹھہر کہ جب جان حلق تک پہنچ جانے کے قریب ہو تو کہے فلاں کے لئے اتنا مال ہے اور فلاں کے لئے اتنا حالانکہ مال فلاں کا ہو چکا ہے ،،

۱۳۳۸ ــــ

شرح : یعنی وہی صدقہ افضل ہے جبکہ انسان مال کا محتاج ہو، ضروریات زندگی پیش نظر ہوں اور اس کے باوجود وہ صدقہ کرے اور اس حال تک نوبت نہ پہنچے کہ جان حلقوم کے قریب آجائے تو پھر لوگوں میں مال تقسیم کرنے کی وصیت کرے کیونکہ یہ ایسا حال ہے کہ اس وقت اس مال سے وارثوں کا حق متعلق ہو جاتا ہے ،، ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آدمی اپنی زندگی میں ایک درہم کا صدقہ کرے تو موت کے وقت ایک سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ بیماری سے مالک کا ہاتھ اس کی بعض ملک سے قاصر ہو جاتا ہے اور مرض کی حالت میں سخاوت کرنے سے بخل نہیں مٹتا اسی لئے صدقہ کرنے کے لئے تندرست ہونا اور مالی ضروریات کا پیش نظر ہونا شرط ہے کیونکہ اس وقت لمبی عمر ہونے کے باعث دل میں اقتصادیات کا خیال ہوتا ہے اور حدوثِ فقر کا خوف ہوتا ہے۔ ابوداؤد میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی موت کے وقت غلام آزاد کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو سیر ہونے کے بعد ہدیہ وغیرہ دیتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم سے کونسی بیوی آپ سے جلد ملے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس کا ہاتھ لمبا ہے اُنھوں نے چھڑی کے ساتھ ہاتھ ناپنے شروع کئے۔ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے لمبا تھا۔ ہمیں بعد میں پتہ چلا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ ہے وہ ہم سب سے پہلے آپ سے ملیں وہ صدقہ سے بہت محبت کرتی تھیں ،،

۱۳۳۹ ــــ

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا حالانکہ واقعہ میں اس طرح نہیں کیونکہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا ۵۴ ہجری کو شوال کے مہینہ میں امیر معاویہ

marfat.cpm

بَابُ صَدَقَةِ الْعَلَانِيَةِ وَقَوْلِهِ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً الْاٰيَةَ فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ **بَابُ** صَدَقَةِ السِّرِّ وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ وَقَوْلِهِ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ الْاٰيَةَ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

رضی اللہ عنہ کے عہد امارت میں فوت ہوئیں اور سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا بیس ہجری کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئیں،، ابن سعد نے کہا کہ واقدی نے کہا سودہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ حدیث وہم ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے سب سے پہلے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فوت ہوئی تھیں امام مسلم رحمہ اللہ نے عائشہ بنت طلحہ سے روائت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا زینب کا ہاتھ لمبا تھا کیونکہ آپ دستکاری کیا کرتی تھیں اور صدقات وخیرات بکثرت کرتی تھیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں،، اس کی تائید حاکم کی مستدرک میں عمرہ رضی اللہ عنہا کی روائت سے ہوتی ہے،، کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے فرمایا تم میں سے لمبے ہاتھ والی سب سے پہلے مجھے ملے گی ام المؤمنین نے کہا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی ایک بیوی کے گھر میں ہاتھ ناپا کرتی تھیں حتیٰ کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا وہ ہم سے لمبی نہیں تھیں اس وقت ہم نے جانا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ جو صدقہ زیادہ کرتی ہے وہ سب سے پہلے ملے گی۔ زینب دستکاری کیا کرتی تھیں اور اللہ کے راہ میں بہت خرچ کرتی تھیں حاکم نے کہا یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے واقعہ مختصر ذکر کیا ہے اور جس حدیث میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا تذکرہ ہے اس کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے اور اس حدیث میں تمام ضمائر زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی طرف راجع ہیں،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ اختلاف اس طرح ختم کرنا بعید معلوم ہوتا ہے اور ترکیب عبارت کے مقتضیٰ کے خلاف ہے، علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے کہا کہ ہمیں زینب بنت جحش کی وفات کے بعد معلوم ہوا کہ طول ید سے مراد عضو مخصوص نہ تھا بلکہ کثرت انفاق مراد تھا اور ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا صدقہ بکثرت کیا کرتی تھیں" ممکن ہے کہ بخاری کی روائت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب زینب کے سوا باقی نساء سے ہو جو اس وقت حاضر تھیں اور ان میں سے سب سے پہلے سودہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئی تھیں اس طرح بخاری اور مسلم کی روایات میں اتفاق ممکن ہے مگر ابن حبان نے روائت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں آپ کے پاس جمع ہوئیں اور ان میں سے کوئی بھی غیر حاضر نہ تھی البتہ بخاری نے اپنی تاریخ میں صحیح اسناد سے روائت کی ہے کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئیں اور ذہبی نے تاریخ کبیر میں بھی ذکر کیا ہے کہ وہ سیدنا عمر فاروق کے آخر عہد خلافت میں فوت ہوئیں،، اس قول کے مطابق شیخین کی روایات میں اتفاق ممکن ہے واللہ ورسولہ اعلم۔ اس حدیث سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی وسعت واضح ہوتی ہے اور یہ

marfat.com

بھی معلوم ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا یہ عقیدہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وفات کی ترتیب جانتے تھے۔ واللہ اعلم!

باب — علانیہ صدقہ کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "جو رات دن اپنے مال چھپ چھپا کر یا علانیہ خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کو نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے"

باب — پوشیدہ صدقہ کرنا

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے ہوئے کہا اور کسی مرد نے صدقہ کیا اور اُس کو چھپایا حتیٰ کہ اس کا بایاں ہاتھ نہیں جانتا کہ دائیں ہاتھ نے کیا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا" اور اگر تم صدقات پوشیدہ کرو اور وہ فقراء کو دو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ قولہ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ الآیۃ تفسیر کشاف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ یہ آئت کریمہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جبکہ اُنھوں نے چالیس ہزار دینار فی سبیل اللہ خرچ کئے ان میں سے دس ہزار پوشیدہ، دس ہزار علانیہ، دس ہزار رات کو اور دس ہزار دن کو خرچ کئے۔ پوشیدہ صدقہ کرنے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکور روائت "باب الصدقۃ بالیمین" میں مذکور حدیث کا کچھ حصّہ ہے اس لئے" ورجل الخ" عطف کے ساتھ بطور تعلیق ذکر کیا ہے" نافلہ صدقہ پوشیدہ کیا جائے تو اس کا ثواب علانیہ صدقہ کرنے کے ثواب سے ستر گنا زیادہ ہوتا ہے اور فرض صدقہ علانیہ کرنا پوشیدہ کرنے سے افضل ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں اس کا پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے" یہی حال تمام اشیاء میں فرائض و نوافل کا ہے" طبری وغیرہ نے فرض صدقہ میں اعلان کو اخفاء سے افضل کہا اور اس پر اجماع نقل کیا ہے اور نافلہ صدقہ اس کے برعکس ہے قولہ وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا الْفُقَرَاءَ" میں اس بات کی دلیل ہے کہ پوشیدہ صدقہ کرنا اس کے اظہار سے افضل ہے کیونکہ اس میں ریاء کا وہم نہیں ہوتا؛ البتہ اگر صدقہ کے اظہار میں مصلحت ہو کہ لوگ اس کی اقتداء کریں گے تو یہ اس حیثیت سے افضل ہے اور آئت کریمہ کی رُو سے اِخفاء افضل ہے" صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ قیامت کے روز سات اشخاص کو اللہ تعالیٰ کی حمائت حاصل ہوگی اور وہ اس کے عرش کے سایہ تلے ہوں گے ان میں سے ایک پوشیدہ صدقہ کرنے والا ہے" اس حدیث سے بھی اِخفاء کی افضلیت واضح ہوتی ہے" واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.cpm

باب اذا تصدق علی غنی وھو لا یعلم

۱۳۴۰ حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب قال حدثنا ابو الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رجل لاتصدقن بصدقۃ فخرج بصدقتہ فوضعھا فی ید سارق فاصبحوا یتحدثون تصدق علی سارق فقال اللھم لک الحمد لاتصدقن بصدقۃ فخرج بصدقتہ فوضعھا فی ید زانیۃ فاصبحوا یتحدثون تصدق اللیلۃ علی زانیۃ فقال اللھم لک الحمد علی زانیۃ لاتصدقن بصدقۃ فخرج بصدقتہ فوضعھا فی ید غنی فاصبحوا یتحدثون تصدق علی غنی فقال اللھم لک الحمد علی سارق وعلی زانیۃ وعلی غنی فاتی فقیل لہ امّا صدقتک علی سارق فلعلہ ان یستعف عن سرقتہ وامّا الزانیۃ فلعلھا ان تستعف عن زناھا وامّا الغنی فلعلہ یعتبر فینفق مما اعطاہ اللہ عزوجل

باب ـــــ جب مال دار پر صدقہ کیا حالانکہ وہ اس کو نہیں جانتا "

ترجمہ ۱۳۴۰ ـــــ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا میں صدقہ کروں گا وہ صدقہ لے کر نکلا اور اس کو چور کے ہاتھ میں دے دیا صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ چور پر صدقہ کیا گیا ۔ اس شخص نے کہا اے اللہ تیری ہی حمد ہے ؛ البتہ میں صدقہ کروں گا اور صدقہ لے کر نکلا تو اسے زانیہ کے ہاتھ میں دے دیا صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات زانیہ پر صدقہ کیا گیا اس شخص نے کہا اے اللہ تیری ہی حمد ہے البتہ میں صدقہ کروں گا اور صدقہ لے کر نکلا تو غنی کے ہاتھ میں دے دیا صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ غنی پر صدقہ کیا گیا" اُس شخص نے کہا اے اللہ چور اور زانیہ اور غنی پر صدقہ کرنے میں تیری ہی حمد ہے (وہ اس پر غمناک ہُوا) تو خواب میں اُس نے دیکھا کہ اسے کہا گیا چور پر تیرا صدقہ ہُوا شائد وہ چوری سے باز آجائے اور زانیہ پر صدقہ ہُوا کہ شاید وہ بدکاری سے بچ جائے اور غنی پر صدقہ ہُوا شائد وہ عبرت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ نے جو اس کو مال دیا ہے اس سے وہ خرچ کرے (بہرحال تیرا صدقہ مقبول ہے)

شرح ۱۳۴۰ ـــــ : اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی نیک نیّت پر اچھی جزاء دیتا ہے کہ صدقہ کرنے والے شخص نے جب صدقہ سے اللہ کی رضاء کا قصد کیا تو وہ مقبول ہُوا اور غیر مستحق کے ہاتھ میں صدقہ دینا اس کے لئے مضر نہ تھا ،، یہ نفلی صدقہ کا حال ہے اور زکوٰۃ غنی کو دینا جائز نہیں اس میں متصدق علیہ کے لئے عبرت ہے کہ وہ مذموم حال چھوڑ کر محمود حال اختیار کرے اور چور چوری سے زانی بدکاری سے اور غنی بخل سے باز آئے ۔ اس

marfat.com

بَابُ اذا تصدق علی ابنہ وھو لا یشعر

۱۳۴۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اسْرَآئِیلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْجُوَیْرِیَۃِ اَنَّ مَعْنَ بْنَ یَزِیدَ حَدَّثَہٗ قَالَ بَایَعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَبِی وَجَدِّی وَخَطَبَ عَلَیَّ فَاَنْکَحَنِی وَخَاصَمْتُ اِلَیْہِ وَکَانَ اَبِی یَزِیدُ اَخْرَجَ دَنَانِیرَ یَتَصَدَّقُ بِھَا فَوَضَعَھَا عِنْدَ رَجُلٍ فِی الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَاَخَذْتُھَا فَاَتَیْتُہٗ بِھَا فَقَالَ وَاللّٰہِ مَا اِیَّاکَ اَرَدْتُ فَخَاصَمْتُہٗ اِلَی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَکَ مَا نَوَیْتَ یَا یَزِیدُ وَلَکَ مَا اَخَذْتَ یَا مَعْنُ

حدیث میں اخلاص اور پوشیدہ صدقہ کرنے کی فضیلت واضح ہوتی ہے ،، اگر یہ سوال ہو کہ حمد تو اچھی چیز پر ہوتی ہے اس صدقہ میں حمد کا کیا مقصد ہے اور "لَکَ" کی تقدیم کا کیا فائدہ ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تقدیم اختصاص کی مفید ہے یعنی بہرحال تیری ہی حمد ہے زانیہ پر صدقہ کرنے میں میری کوئی تعریف نہیں کیونکہ اس پر صدقہ کرنا تیرے ارادہ سے تھا ۔ میرا یہ مقصد نہ تھا اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ہر ارادہ جمیل ہے حتیٰ کہ کفار پر اس کا انعام بھی جمیل ہے" واللہ ورسولہ اعلم !

باب — جب اپنے بیٹے پر صدقہ کیا حالانکہ وہ اسے جانتا نہیں "

۱۳۴۱ — ترجمہ : ابُو الجویریہ نے خبر دی کہ معن بن یزید رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ میں نے اور میرے باپ اور دادا نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور آپ نے میری منگنی کرائی اور نکاح پڑھایا میں آپ کے پاس جھگڑا لے گیا کہ میرے باپ یزید نے چند دینار نکالے کہ ان کا صدقہ کریں اور وہ مسجد میں کسی شخص کے پاس رکھ دیئے میں آیا اور وہ دینار لئے اور ان کو اپنے والد کے پاس لے آیا میرے والد نے کہا اللہ کی قسم میں نے تجھے دینے کا ارادہ نہ کیا تھا میں یہ جھگڑا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا تو آپ نے فرمایا اے یزید تیرے لئے وہ ہے جس کی تو نے نیت کی اے معن تیرے لئے وہ ہے جو تو نے لے لیا ،،

۱۳۴۱ — شرح : یعنی اے یزید تو نے محتاج پر صدقہ کرنے کی نیت کی تھی اور تیرا بیٹا اس کا محتاج ہے اس لئے تیرا صدقہ ادا ہوگیا اور اے معن تو نے یہ صدقہ احتیاجی کی حالت میں لیا ہے اس لئے یہ تیرے لئے جائز ہے ،، اس حدیث کی عبارت

marfat.cpm

۱۳۴۲ بَابُ الصَّدَقَةِ بِالْيَمِيْنِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ

قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ مُعَلَّقٌ قَلْبُهٗ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

میں کچھ حذف ہے دراصل عبارت یہ ہے کہ یزید نے صدقہ کے دینار کسی شخص کے پاس رکھتے اور اسے اجازت دی کہ یہ کسی محتاج پر صدقہ کر دے اور کسی کی تعیین کے بغیر اس کو مطلقاً اجازت دے دی میں آیا اور وہ دینار اس شخص سے لئے جس کو صدقہ کرنے کی اجازت دی تھی مگر میں نے یہ اس کے اختیار سے لئے تھے اس سے غصب نہ کئے تھے، کیونکہ وہ شخص ان لوگوں کو صدقہ دیا کرتا تھا جن کو وہ پہچانا کرتا تھا اس نے میرے متعلق یہ گمان کیا کہ وہ مجھے پہچانتا ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلق امور پر عمل بطور اطلاق جائز ہے کیونکہ یزید نے دینار اس شخص کے حوالہ مطلق لفظ سے کئے تھے اور اس کا فعل نافذ العمل ہوا،، اور باپ اور بیٹے کے مابین تحاکم اور بیٹے کی باپ سے خصومت جائز ہے اور یہ عقوق نہیں جبکہ خصومت کسی حق میں ہو،، اس حدیث سے اس بات کی وضاحت ملتی ہے کہ اگر باپ کا صدقہ یا ہبہ وغیرہ بیٹے کو مل جائے تو باپ اس میں رجوع نہیں کر سکتا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہی ہے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صدقہ نافلہ کے سوا جب والد کا صدقہ واجبہ اس کے لڑکے کو دیا جائے تو والد سے وہ ساقط نہ ہوگا اور اس پر اس کا ادا کرنا واجب ہے،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ معن کی حدیث کا محمل یہی ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بیٹا اپنے باپ کا صدقہ اس شرط پر لے سکتا ہے کہ وہ مقروض ہو یا غازی ہو اور معن کی حدیث کا محمل یہ ہے کہ ان کا لڑکا مقروض یا غازی تھا،، ابن تین رحمہ اللہ نے کہا کہ والد اپنے لڑکے کو صدقہ واجبہ اس شرط پر دے سکتا ہے کہ والد کے سوا کوئی شخص اس کو دے یا وہ اس کے عیال میں نہ رہتا ہو اور اگر وہ اس کے عیال میں رہتا ہو اور وہ اس کو صدقہ دینا چاہے تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے لئے ایسا کرنا مناسب نہیں ورنہ گنہگار ہوگا،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقات میں خصوصاً صدقہ نافلہ میں استخلاف جائز ہے کیونکہ اس میں اخفاء ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — دائیں ہاتھ سے صدقہ کرنا

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات اشخاص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے

۱۳۴۲ — سایہ تلے رکھے گا جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا امام عادل، نوجوان جس کی نشو ونما اللہ کی عبادت

marfat.cpm

حدثنا علی بن الجعد قال اخبرنا شعبۃ قال اخبرنی معبد بن خالد قال سمعت حارثۃ بن وھب الخزاعی یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول تصدقوا فسیاتی علیکم زمان یمشی الرجل بصدقتہ فیقول الرجل لو جئت بھا بالامس لقبلتھا منک فاما الیوم فلا حاجۃ لی فیھا باب من امر خادمہ بالصدقۃ ولم یناول بنفسہ وقال ابو موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو احد المتصدقین

میں ہوئی، وہ مرد جس کا دل مساجد سے معلق ہو دو مرد جو ایک دوسرے کے ساتھ اللہ کے لئے محبت کرتے ہیں وہ اسی پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں، وہ مرد جس کو منصب والی اور خوبصورت عورت نے (برائی کے لئے) بلایا تو اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ مرد جو صدقہ کرے اور اس کو پوشیدہ رکھے حتیٰ کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ دایاں ہاتھ کیا خرچ کرتا ہے اور وہ مرد جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھیں آنسو بہائیں"

۱۳۴۳ — ترجمہ: حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ صدقہ کرو عنقریب تم پر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ کوئی شخص اپنا صدقہ لئے پھرے گا اور مرد کہے گا اگر تو کل صدقہ لے کر آتا تو میں تجھ سے قبول کر لیتا آج مجھے صدقہ لینے کی حاجت نہیں"

۱۳۴۲، ۱۳۴۳ — شرح: حدیث ۱۳۴۲ کی تقریر و تفہیم حدیث ۱۳۴۱ کی تفہیم میں دیکھیں۔ قولہ فسیاتی علیکم زمان "یعنی جب قیامت کے اشراط کے ظہور کا وقت ہوگا یا زمین کے خزانوں کے ظہور کا وقت ہوگا لوگوں کی قلت ہوگی اور ان کی امیدیں نہ ہونے کے برابر ہوں گی اور صدقات کی کثرت ہوگی اور ان میں برکت بہت ہوگی اس ارشاد کی مخاطب ساری امت ہے اور مراد بعض لوگ ہیں حدیث ۱۳۳۱ کی تفہیم میں باقی تقریر دیکھیں"۔

باب — جس نے اپنے خادم کو صدقہ کرنے کو کہا اور خود نہ دیا"

اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ صدقہ دینے والوں میں سے وہ بھی ایک ہے"

marfat.cpm

۱۳۴۴ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا **بَابٌ** لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَمَنْ تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ أَوْ أَهْلُهُ مُحْتَاجٌ أَوْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَالدَّيْنُ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْعِتْقِ وَالْهِبَةِ وَهُوَ رَدٌّ عَلَيْهِ لَيْسَ لَهُ أَنْ يُتْلِفَ أَمْوَالَ النَّاسِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعْرُوفًا بِالصَّبْرِ فَيُؤْثِرُ عَلَى نَفْسِهِ وَلَوْ كَانَ بِهِ خَصَاصَةٌ كَفِعْلِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ تَصَدَّقَ بِمَالِهِ وَكَذَلِكَ آثَارُ الْأَنْصَارِ الْمُهَاجِرِينَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُضَيِّعَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِعِلَّةِ الصَّدَقَةِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْبَرَ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے گھر کے طعام سے خیرات کرے۔ اس حال میں کہ فساد کا ارادہ نہ کرے تو اس کو خیرات کرنے کا ثواب حاصل ہوگا اس کے شوہر کو کمائی کرنے کا اجر اور خازن کو اسی قدر اجر ملے گا ان میں سے بعض دوسرے بعض کے اجر کو ذرہ کم نہ کریگا۔

۱۳۴۴ —

شرح : خازن امین ہوتا ہے وہ عادتاً مالک کی اجازت کے بغیر مال میں تصرف نہیں کرتا۔ اس لئے وہ مال میں تصرف کرنے میں مامور ہوتا ہے اسی طرح عورت کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر مال میں تصرف کرے کیونکہ وہ بھی امینہ ہوتی ہے ،، عادت یہی ہے کہ وہ گھر کی اشیاء میں تصرف شوہر کی اجازت سے کرتی ہے جس سے اس کا شوہر خوش ہوتا ہے ،، اسی لئے "غیر مفسدہ" کی قید ذکر فرمائی ہے۔ اشیاء کا فساد تب ہوگا جب کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر تصرف کرے یا اشیاء میں تصرف سے شوہر خوش نہ ہو" زوجہ اور خادم میں فرق یہ ہے کہ زوجہ کا شوہر کے مال میں حق ہے وہ گھر کے مال و متاع کی محافظہ ہوتی ہے اس کے لئے جائز ہے کہ وہ بحسب عادت اسراف کے بغیر صدقہ وغیرہ کرے ،، اور خادم اپنے مالک کے مال میں تصرف نہیں کر سکتا اس لئے خادم کے صدقہ کرنے میں اجازت حاصل کرنا شرط ہے ،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب — مال داری قائم رکھتے ہوئے ہی صدقہ کرنا جائز ہے ،،

marfat.com

اور جس نے صدقہ کیا حالانکہ وہ خود محتاج ہے یا اس کے گھر والے محتاج ہیں یا اس پر قرضہ ہے تو صدقہ کرنا، غلام آزاد کرنا اور ہبہ کرنے سے قرضہ ادا کرنا زیادہ ضروری ہے اور وہ (صدقہ وغیرہ) اس پر رد کیا جائے گا۔ اس کے یہ لائق نہیں کہ لوگوں کے مال ضائع کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے لوگوں کے مال لئے اس حال میں کہ ان کو ضائع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو برباد کر دے گا مگر جب وہ صبر میں مشہور ہو اور دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتا ہو اگرچہ اس کو احتیاج ہو جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فعل جبکہ انھوں نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا اسی طرح انصار نے مہاجرین کو ترجیح دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ صدقہ کے بہانے لوگوں کے مال ضائع کرے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری توبہ کا اتمام یہ ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر کے دست بردار ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کچھ مال روک رکھو یہ تیرے لئے اچھا رہے گا۔ میں نے عرض کیا میں اپنا وہ حصہ روک رکھتا ہوں جو خیبر میں ہے"

باب

تحسین کلام کے لئے لفظ "ظهر" کو زائد ذکر کیا گیا ہے اور "لا صدقة" میں نفی کمال کی ہے یعنی صدقہ کاملہ مال داری قائم رکھتے ہوئے ہی جائز ہے"، علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا یعنی افضل صدقہ وہ ہے جسے انسان بال بچوں کی کفائت کے بعد نکالے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وابدء بمن تعول قولہ من تصدق الخ" یہ "لا صدقة الا عن ظهر غنى" کی تفسیر ہے یعنی صدقہ کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ خود محتاج نہ ہو اور نہ ہی اس کے گھر والے محتاج ہوں اور اس پر قرض وغیرہ نہ ہو کیونکہ جب اس پر قرضہ ہوگا تو اس کا ادا کرنا واجب ہے اور صدقات وخیرات، غلام آزاد کرنے اور ہبہ وغیرہ کرنے سے زیادہ ضروری ہے جبکہ فرائض کی ادائیگی نوافل سے مقدم ہے اگر قرضہ ادا کئے بغیر صدقات وغیرہ کرے تو مقبول نہ ہوں گے اور اس طرح اس کے لئے لوگوں کے مال ضائع کرنے جائز نہیں"، اور جس نے قرض لے کر صدقہ کر دیا اور قرض ادا کرنے کے لئے اس کے پاس مال نہیں تو وہ بھی مذکور وعید میں شامل ہے اور "رد علیہ" کا مقتضی یہ ہے کہ اس پر قاضی نے حجر نہ کیا ہو کیونکہ علماء کہتے ہیں کہ یہ منع حجر کے بعد ہے اور امام بخاری کے اطلاق کا محمل بھی یہی مناسب ہے۔ قولہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ" یہ بھی باب کا عنوان ہے اس میں چار حدیثیں معلقہ ذکر کی ہیں۔ قولہ الا ان یکون الخ یہ من تصدق الخ سے مستثنیٰ ہے یعنی جس نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا اور وہ خود تندرست ہے اس کی عقل قائم ہے اس پر قرض نہیں اور فاقہ وغیرہ برداشت کر سکتا ہے اس کے بال بچے اور عیال داری نہیں یا اس کا عیال ہے مگر وہ بھی اس جیسے صابر ہیں تو اس کے لئے یہ جائز ہے ورنہ مکروہ ہے بلکہ مردود ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سارا مال صدقہ کر دینا اسی پر مبنی ہے کہ وہ صابر تھے اور ان کا عیال بھی سب صابر تھے! اگر یہ سوال ہو کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صرف کر دیا اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا مال خرچ کرنے سے منع فرما دیا اس میں کیا حکمت تھی اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت صابر اور متوکل تھے اس لئے

marfat.cpm

۱۳۴۵، ۱۳۴۶

حدثنا عبدان قال اخبرنا عبداللہ عن یونس عن الزہری قال اخبرنی سعید بن المسیب انہ سمع ابا ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی وابدأ بمن تعول **حدثنا** موسیٰ بن اسماعیل قال حدثنا وہیب قال حدثنا ہشام عن ابیہ عن حکیم بن حزام عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الید العلیا خیر من الید السفلی وابدأ بمن تعول وخیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی ومن یستعفف یعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ وعن وہیب قال حدثنا ہشام عن ابیہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارا

ان کو سارا مال خرچ کرنے سے منع نہ فرمایا اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ میں یہ قوت نہ تھی اس لئے ان کو روک دیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۳۴۵ ترجمہ : زہری نے کہا مجھے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر صدقہ وہ ہے جو صدقہ کرنے کے بعد مال داری قائم رہے اور ان لوگوں سے صدقہ کی ابتداء کر جن کی تو عیالداری کرتا ہے۔

۱۳۴۶ ترجمہ : حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور صدقہ کی ابتداء ان لوگوں سے کر جن کی تو عیال داری کرتا ہے اور بہتر صدقہ وہ ہے جس کے بعد مال داری قائم رہے اور جو کوئی لوگوں سے سوال کرنے سے بچنا چاہے اس کو اللہ تعالیٰ بچاتا ہے اور حضرت وُہیب سے روائت ہے اُنھوں نے کہا مجھ سے ہشام نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی روائت کی ہے ،،

۱۳۴۵، ۱۳۴۶ شرح : اوپر والا ہاتھ صدقہ کرنے والا اور نیچے والا ہاتھ سوال کرنے والا ہے ،، احادیث میں اس کی تصریح مذکور ہے۔ قولہ من یستعفف الخ استعفاف کا معنی عفت کا طلب کرنا ہے اور یہ حرام سے رکنا اور لوگوں سے سوال کرنے سے بچنا ہے ،، یعنی جو کوئی اللہ سے غِنیٰ طلب کرے۔ اللہ اس کو غنی کر دیتا ہے، اور جو کوئی سوال سے بچنا چاہے اللہ اس کو عفاف عطا فرماتا ہے بعض علماء نے اس کا معنیٰ یہ بتایا ہے کہ جو کوئی اپنے نفس کو سوال کرنے سے بچائے اور استغناء کا اظہار نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کو عفیف کر دیتا ہے اور جو کوئی اس مرتبہ سے اعلیٰ مرتبہ کی طرف ترقی کرے اور مخلوق سے استغناء کا اظہار کرے اللہ تعالیٰ اس کا قلب غِنیٰ سے بھر دیتا ہے۔

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اسدی مکی ہیں وہ جوفِ کعبہ میں پیدا ہُوئے ساٹھ برس کفر میں رہے اور ساٹھ سال اسلام کی نعمت میں متنعم رہے اُنھوں نے ایک سو غلام آزاد کئے اور جاہلیت کے زمانہ میں ایک سَو اونٹ غریبوں کو دیئے اور اس کی برکت سے مشرف باسلام ہُوئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حج کیا

marfat.com

حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن نافع عن ابن عمر قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم ح وحدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وهو على المنبر وذكر الصدقة والتعفف والمسئلة اليد العليا خير من اليد السفلى فاليد العليا هي المنفقة والسفلى هي السائلة **باب** المنان بما اعطى لقوله عز وجل الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله ثم لا يتبعون ما انفقوا منا ولا اذى الآية

جبکہ ان کے ساتھ ایک سَو اونٹ تھا اور عرفہ میں ان کے ساتھ ایک سَو غلام تھا جن کی گردنوں میں چاندی کے پٹے تھے اور ان میں یہ نقش کیا گیا تھا کہ یہ حکیم بن حزام کی طرف سے اللہ کے لئے آزاد ہیں اُنھوں نے ایک سَو بکری حرم میں ذبح کی اُنھوں نے مدینہ منوّرہ (شرّفہا اللہ تعالیٰ) میں ۵۶ ہجری کو وفات پائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جبکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور صدقہ، تعفُّف اور سوال کرنے کا ذکر فرمایا کہ اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ سوال کرنے والا ہے،،

۱۳۴۷ —

شرح : یعنی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر شریف پر اغنیاء کو صدقہ کرنے اور فقیر کو سوال کرنے سے بچنے کی ترغیب دلاتے تھے اور سوال کی مذمّت بیان فرماتے تھے،، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے بغیر سوال کرنا مکروہ ہے اور جس کے پاس ایک دن کا کھانا ہو اس کے لئے سوال کرنا حرام ہے۔

۱۳۴۷ —

حدیث شریف میں اوپر والے ہاتھ سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ پکڑنے والا ہو اور نیچے والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہو کیونکہ سخی لوگوں کی عادت ہے کہ وہ ہاتھ لمبا کرتے ہیں تاکہ فقیر اس سے صدقہ لے تو صدقہ لینے والے کا ہاتھ اُوپر ہُوا۔ اس وقت معنی یہ ہوگا کہ مالک فقیر کو دنیاوی فائدہ دیتا ہے جو جلدی فنا ہو جاتا ہے اور فقیر مالک کو آخروی فائدہ دیتا ہے جو ہمیشہ باقی رہتا ہے اور یہ بہتر ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — اس شئ پر احسان جتلانے والا جو اُس نے دی — ،،

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،، جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اپنے خرچ کئے پر احسان نہیں جتلاتے اور نہ تکلیف دیتے ہیں۔

marfat.cpm

۱۳۴۸ **بَابُ** مَنْ اَحَبَّ تَعْجِيلَ الصَّدَقَةِ مِنْ يَوْمِهَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَاَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ خَرَجَ فَقُلْتُ اَوْ قِيْلَ لَهُ فَقَالَ كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُبَيِّتَهُ

۱۳۴۹ فَقَسَمْتُهُ **بَابُ** التَّحْرِيْضِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيْهَا حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَدِيٌّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيْدٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ مَالَ عَلَى النِّسَاءِ وَبِلَالٌ مَعَهُ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ اَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِي الْقُلْبَ وَالْخُرْصَ

باب — جس نے صدقہ کے دن صدقہ جلدی دینا پسند کیا

ترجمہ : عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور بہت جلدی فرمائی پھر گھر تشریف لے گئے اور زیادہ نہ ٹھہرے اور باہر تشریف لے آئے میں نے عرض کیا یا آپ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں گھر میں صدقہ کے مال سے "خالص سونا چھوڑ آیا تھا مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اسے رات گھر رکھوں۔ میں نے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔

۱۳۴۸ —

شرح : "تبر" وہ سونا ہے جو مٹی سے جدا نہ کیا گیا ہو اور وہ غیر مضروب ہو حدیث ۱۱۵۱ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے"

باب — صدقہ کرنے کی رغبت دلانا اور اس میں شفاعت کرنا

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز باہر نکلے اور دو رکعت نماز پڑھائی جبکہ اس سے پہلے اور اس کے بعد نماز نہ پڑھی پھر آپ نے عورتوں کی طرف توجہ فرمائی اور حضرت بلال آپ کے ساتھ تھے اور عورتوں کو حکم فرمایا کہ وہ صدقہ کریں تو عورتوں نے اپنی اپنی بالیاں اور کنگن پھینکنے شروع کئے" یہ حدیث باب الخطبۃ بعد الصلوٰۃ میں گزری ہے اس کی تقریر حدیث ۹۸۰ کی تفہیم میں دیکھیں"

۱۳۴۹ —

marfat.com

حَدَّثَنَا مُوسَىٰ

ابْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ وَطُلِبَتْ اِلَیْهِ حَاجَةٌ قَالَ اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا وَیَقْضِیْ اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّهٖ مَا شَاءَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوْکِیْ فَیُوْکِیَ عَلَیْکِ حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ عَبْدَةَ وَقَالَ لَا تُحْصِیْ فَیُحْصِیَ اللّٰهُ عَلَیْکِ

ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل آتا یا آپ سے کوئی حاجت طلب کی جاتی تو فرماتے شفاعت کرو تمہیں اجر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے۔

۱۳۵۰ ——

ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقات وخیرات نہ روکو ورنہ تم سے روک لیا جائے گا "

۱۳۵۱ ——

۱۳۵۲ —— ترجمہ : اور عبدہ سے روائت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے فرمایا مال باقی رکھنے کے لئے شمار نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر شمار کرے گا "

شرح : یعنی تم ایک دوسرے کی شفاعت کرو اس میں تمہیں ثواب حاصل ہوتا ہے کیونکہ جب تم طالبِ حاجت کے حق میں مجھ سے

۱۳۵۰ ——

شفاعت کروگے اور ہم اس کی حاجت پوری کردیں جبکہ طالب کی حاجت کی تحصیل کا فیصلہ اللہ تعالیٰ میری زبان شریف پر کرتا ہے تو اس سے سائل کا مقصد حاصل ہوجاتا ہے اور تمہیں اجر ملتا ہے" اس حدیث میں یَقْضِیْ اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ " کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بے نیازی سے جو بھی فیصلہ فرماتا ہے وہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر جاری کرتا ہے اور جو فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر جاری نہ ہو وہ اللہ کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ سیدی محقق بن محقق اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا ترجمہ اس طرح کیا ہے جو وہاں ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو، وہاں نہیں"

بہرحال کسی کی حاجت کی تکمیل میں سعی کرنے والے ماجور ہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے جب تک وہ اپنے بھائیوں کے مددگار رہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۳۵۱ ——

شرح : قولہٗ لا توکی آہ یہ اوکی یوکی سے ہے کہا جاتا ہے اُس نے مشکیزہ کا منہ تسمہ سے باندھا اس کا معنیٰ بُخل ہے یعنی تو بخل نہ کر اور مال جمع کرنے کے لئے خیرات کو نہ روک اور صدقات سے مال ختم ہوجانے کی فکر نہ کر ورنہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اپنا رزق روک لے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقات وخیرات سے مال بڑھتا ہے اور اس میں برکت ہے"

marfat.cpm

بَابُ الصَّدَقَةِ فِيمَا اسْتَطَاعَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللهُ عَلَيْكِ ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ بَابُ الصَّدَقَةِ تُكَفِّرُ الْخَطِيئَةَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ اللهِ

۱۳۵۱ — ۱۳۵۲

شرح : ..... قولہ لَا تُحْصِي آہ یہ اِحصاء سے ہے اس کا معنی شمار کرنا ہے" یعنی جو شئ تو عطیہ کرے اس کا شمار نہ کر اور اس کو زیادہ نہ سمجھ ورنہ اس سے مال منقطع ہوگا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خیرات کی اور اس کا شمار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شمار کرنے سے منع فرما دیا صلی اللہ علیہ وسلم !

باب — جتنی طاقت ہو اتنا صدقہ کرنا "

۱۳۵۳ —

ترجمہ : عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال کو محفوظ نہ کرو ورنہ اللہ تم سے محفوظ کرے گا جتنی طاقت ہو خیرات کرو"

۱۳۵۳ —

شرح : قولہ لَا تُوعِي آہ یہ الیعاء سے ہے جب کوئی شئ برتن میں ڈال دی جائے تو کہا جاتا ہے" اَوْعَيْتُ الزَّادَ "، اللہ تعالیٰ سے الیعاء کا معنیٰ امساک ہے یعنی اگر تم خیرات نہ کروگے تو اللہ تعالیٰ تم سے رزق روک لے گا ، الیعاء اگرچہ حرام نہیں مگر اس کا لازم جو امساک ہے حرام ہے یا نہی تحریم کے لئے نہیں ۔ لہٰذا یہ سوال نہ ہوگا کہ الیعاء تو حرام نہیں اس سے منع کی وجہ کیا ہے ؟ اور اللہ تعالیٰ کی طرف وَعَىٰ "، کا اسناد مجازی ہے — علامہ تیمی رحمہ اللہ نے کہا۔ نہی سے مراد امساک اور بخل اور مال کو برتنوں میں محفوظ کر لینا اور اس سے اللہ کی راہ میں انفاق کا ترک کرنا ہے "

باب — صدقہ گناہوں کا کفّارہ کرتا ہے

۱۳۵۴ —

ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں سے کون ہے جس کو جناب رسول اللہ

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِتْنَةِ قَالَ قُلْتُ اَنَا اَحْفَظُهُ كَمَا قَالَ قَالَ اِنَّكَ عَلَيْهِ لَجَرِيٌّ فَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي اَهْلِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْمَعْرُوْفُ قَالَ سُلَيْمَانُ قَدْ كَانَ يَقُوْلُ الصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ هٰذِهٖ اُرِيْدُ وَلٰكِنِّيْ اُرِيْدُ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَاْسٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَكَ بَابٌ مُغْلَقٌ قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ اَمْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ فَاِنَّهٗ اِذَا كُسِرَ لَمْ يُغْلَقْ اَبَدًا قَالَ قُلْتُ اَجَلْ فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَهٗ مَنِ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ عُمَرُ قَالَ فَقُلْنَا اَفَعَلِمَ عُمَرُ مَنْ تَعْنِيْ قَالَ نَعَمْ كَمَا اَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً وَذٰلِكَ اِنِّيْ حَدَّثْتُهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ **بَابُ** مَنْ تَصَدَّقَ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ اَسْلَمَ

صلی اللہ علیہ وسلم کی فتنہ کے بارے میں حدیث یاد ہو،، حذیفہ نے کہا مجھے فتنہ کے بارے میں حدیث یاد ہے بس طرح آپ نے فرمایا تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا تم اس پہ جرأت مند ہو بتاؤ وہ حدیث کیسی ہے ۔ حذیفہ نے کہا میں نے کہا مرد کی بیوی، اولاد اور اس کے ہمسایہ میں فتنہ ہوتا ہے اور نماز، صدقہ، اچھی بات اس کے لئے کفارہ ہے ۔ سلیمان نے کہا کبھی اس طرح کہتے کہ نماز صدقہ اچھی بات اور بُرائی سے منع کرنا (اس کے لئے کفارہ ہے)

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میری یہ مراد نہیں میری مراد تو یہ ہے کہ وہ فتنہ جو سمندر کی لہروں کی طرح موجزن ہو ۔ حذیفہ نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کو اس سے کوئی ڈر نہیں آپ کے اور اس کے درمیان بند دروازہ ہے ۔ عمر فاروق نے کہا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا حذیفہ نے کہا میں نے کہا کھولا نہیں جائے گا بلکہ توڑا جائے گا عمر فاروق نے کہا جب وہ دروازہ توڑا گیا تو کبھی بند نہ ہوگا ۔ حذیفہ نے کہا میں نے کہا جی ہاں! ابو وائل نے کہا ہم ڈرے کہ حذیفہ سے پوچھیں کہ دروازہ کون ہے؟ اس لئے ہم نے مسروق سے کہا کہ تم پوچھو مسروق نے حذیفہ سے پوچھا تو انھوں نے کہا دروازہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہے ۔ ابو وائل نے کہا ہم نے کہا کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ آپ کی مراد کیا ہے؟ حذیفہ نے کہا جی ہاں جس طرح کل سے پہلے رات کو جانتے ہیں کیونکہ میں نے عمر فاروق کو ایسی حدیث کی خبر دی ہے جس میں ذرہ بھر شک و شبہ نہیں۔

۱۳۵۴ — شرح : ابو وائل شقیق کی کنیت ہے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں فتنوں کے بارے میں عموماً سوال کرتے رہتے تھے اس لئے کہا کہ تم اس میں دلیر ہو،، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کسر باب سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قتل کی طرف اشارہ کیا جسے عمر فاروق روزِ روشن کی طرح جانتے تھے اور انھوں نے "لم یغلق" سے یہ اشارہ کیا کہ جب وہ قتل ہو جائیں گے تو فتنے کثرت سے شروع ہو جائیں گے اور قیامت تک نہ رکیں گے ۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب قتل ہو گئے تو فتنوں کا بازار گرم ہو گیا جو قیامت تک ٹھنڈا نہ ہوگا ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق جانتے تھے کہ وہ شہید ہوں گے اور ان کے بعد قیامت تک فتنے جاری رہیں گے،، اس حدیث کی مزید تفہیم مواقیتِ صلوٰۃ کے اوائل میں حدیث ۵۰۴ کی تفہیم دیکھیں"۔

باب — جس نے شرک کے زمانہ میں

marfat.cpm

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اَشْيَاءَ كُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ اَوْ عِتَاقَةٍ وَصِلَةِ رَحِمٍ فَهَلْ فِيْهَا مِنْ اَجْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ

صدقہ کیا پھر وہ مُسلمان ہوگیا ،،

ترجمہ : حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یارسُول اللہ! آپ ان اشیاء کے متعلق ارشاد فرمائیں جو میں جاہلیت کے زمانہ میں صدقات وخیرات، غلام آزاد اور صلۂ رحمی کیا کرتا تھا کیا مجھے ان کا ثواب ہوگا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تجھ سے جو پہلے نیک کام ہوئے ہیں ان کی برکت سے تو مسلمان ہُوا ہے ،،

۱۳۵۵ ——

شرح : قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جو تجھ سے جاہلیّت کے زمانہ میں نیک عمل ہُوئے ہیں ان

۱۳۵۵ ——

کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تجھے ہدایت دی ہے ،، کیونکہ ابتدائی زمانہ میں نیکی کرنا آخری زمانہ میں سعادت اور حسنِ عاقبت کی دلیل ہے۔ ابنِ بطال رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر محققین نے کہا یہ حدیث اپنے ظاہر پہ ہے کہ کافر جب مسلمان ہو جائے اور اسلام پہ اس کی موت ہو تو کفر کی حالت میں کئے ہُوئے نیک اعمال کا اس کو ثواب ملتا ہے" ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کافر جب مسلمان ہو جائے اور اس کا اسلام اچھا ہو تو جو اُس نے پہلے نیکی کی ہُوئی ہو لکھی جاتی ہے اور اس کا پہلا ہر گناہ مٹا دیا جاتا ہے اس کے بعد جو نیک عمل کرے اس کا ثواب سات سو گنا لکھا جاتا ہے اور گناہ صرف وہی لکھا جاتا ہے جو اُس نے کیا ہو اور اگر اللہ تعالیٰ مہربانی کرے اور اس سے درگزر کر دے تو علیحدہ بات ہے ،، مہلّب نے کہا اگر حکیم بن حزام کفر کی حالت میں فوت ہو جاتے تو ان کے عذاب میں تخفیف کی جاتی جیسے ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کی گئی ہے۔ یہ ان دونوں کی خصوصیت ہے کسی دوسرے کو ان پر قیاس نہیں کر سکتے ہیں ،، علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایک روایت میں اس طرح ہے کہ کافر کی نیکیاں معتبر ہیں جبکہ اس کا خاتمہ اسلام پر ہو اور اگر کفر پہ ہی مر جائے تو بے کار ہیں۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب کافر مسلمان ہو جائے اور اس کا اسلام نفاق سے خالی ہو تو اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ علامہ حربی رحمہ اللہ نے کہا حکیم بن حزام کی حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جو نیک کام تو نے کئے ہیں وہ تیرے لئے مفید ہیں واللہ تعالیٰ اعلم! امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دنیاوی احکام میں کافروں کے بعض افعال معتبر ہیں۔ فقہا کہتے ہیں جب کافر پر کفارہ ظہار وغیرہ واجب ہو اور وہ کفر کی حالت میں اس کا کفارہ ادا کر دے پھر جب وہ مسلمان ہو جائے تو اس کفارہ کا اعادہ واجب نہیں۔ احناف کے نزدیک احکامِ شرع میں کفار مخاطب نہیں اور نہ ہی کافر کی نیت کا اعتبار ہے ،، البتہ وہ ایمان لانے کے بعد احکام میں مخاطب ہیں۔ واللہ اعلم!

marfat.com

بَابُ اَجْرِ الْخَادِمِ اِذَا تَصَدَّقَ بِاَمْرِ صَاحِبِهٖ غَيْرَ مُفْسِدٍ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ ۱۳۵۶
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ طَعَامِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ حَدَّثَنِيْ ۱۳۵۷
مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِيْنُ الَّذِيْ يُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ يُعْطِيْ مَا اُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبًا بِهٖ نَفْسُهٗ فَيَدْفَعُهٗ
اِلَى الَّذِيْ اُمِرَ لَهٗ بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقَيْنِ

باب ــــ خادم جب اپنے مالک کے حکم سے صدقہ کرے تو اس کا ثواب جبکہ مال تباہ نہ کرے"

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کے طعام سے صدقہ کرے جبکہ گھر خراب کرنے کی نیت نہ ہو اس کو صدقہ کرنے کا ثواب اور اس کے شوہر کو کمائی کرنے کے باعث ثواب ملتا ہے اور خازن کو بھی اس جیسا ثواب ملے گا۔

۱۳۵۶ ــــ

ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خازن مسلمان امانت دار جو اپنے مالک کا حکم نافذ کرے اور کبھی یہ بھی فرمایا کہ جس قدر اس کو حکم دیا جائے وہ پورا دے جبکہ اس سے اس کا نفس خوش ہو اور جس کو صدقہ دینے کا حکم کیا گیا ہو وہ اس کو دے دے تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے،،

۱۳۵۷ ــــ

شرح : لفظ خادم عورت کو بھی شامل ہے کیونکہ وہ شوہر کی خدمت کرتی ہے؛ لہذا حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے اور یہ نہ کہا جائے کہ باب کا ترجمہ " اجر الخادم الخ" ہے اور حدیث میں خادم کا ذکر نہیں،، حدیث ۱۳۴۴ کی تفہیم میں اس حدیث کی تقریر مذکور ہے۔

۱۳۵۶ ــــ

شرح : اس حدیث میں کئی قیود ہیں اوّل یہ کہ صدقہ کرنے والا خازن ہو کیونکہ اگر خازن نہ ہو تو اس کے لئے غیر کے مال میں سے صدقہ کرنا جائز نہیں دوسری یہ کہ وہ مسلمان ہو کیونکہ کافر کی نیت کا اعتبار نہیں تیسری یہ کہ امین ہو کیونکہ خائن گنہگار ہے چوتھی یہ کہ مُنفِذ ہو یعنی جس قدر کا حکم دیا جائے اسے پورا کرے پانچویں یہ کہ وہ خوشی سے صدقہ دے تاکہ نیت کے معدوم ہونے سے اجر ضائع نہ ہو جائے۔ چھٹی یہ کہ مالک جس پر صدقہ کرنے کا حکم دے اُسی کو صدقہ دے ورنہ امین نہ رہے گا۔ حصُول ثواب کے لئے یہ قیود شرط ہیں۔

۱۳۵۷ ــــ

marfat.cpm

۱۳۵۸ ۱۳۵۹

بَابُ اَجْرِ الْمَرْاَةِ اِذَا تَصَدَّقَتْ اَوْ اَطْعَمَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ حَدَّثَنَا
اٰدَمُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ وَالْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِیْ اِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا ح وَحَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ
عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَطْعَمَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ
مُفْسِدَةٍ لَهَا اَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَهُ بِمَا اكْتَسَبَ وَلَهَا بِمَا اَنْفَقَتْ حَدَّثَنَا يَحْيٰی بْنُ يَحْيٰی قَالَ
حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ
مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ فَلَهَا اَجْرُهَا وَلِلزَّوْجِ بِمَا اكْتَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰی وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی الْاٰيَةَ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقٍ مَالٍ

خلفا
باب — عورت کو ثواب جبکہ وہ صدقہ کرے یا اپنے شوہر کے گھر سے طعام کھلائے اس حال میں کہ وہ گھر کی تباہی نہ کرے ،،

ترجمہ ..... ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

۱۳۵۸ — روائت کی کہ آپ نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے طعام کھلائے جبکہ وہ گھر کی تباہی نہ کرے تو اس کو اجر ملے گا اور اس شخص کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا اور خازن کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔ مرد کو کمائی کرنے کا اور عورت کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا ،،

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

۱۳۵۹ — روائت کی کہ آپ نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے خرچ کرے حالانکہ گھر کی تباہی کا ارادہ نہ کرتی ہو تو اس کو اجر ملے گا اور اس کے شوہر کو کمائی کرنے کا اجر ملے گا اور خازن کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا ،، ان دونوں حدیثوں کی تفہیم ذکر ہو چکی ہے ،،

باب — تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے ،،

marfat.com

حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي اَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ اَبِي الْحُبَابِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا **باب** مَثَلِ الْمُتَصَدِّقِ وَالْبَخِيلِ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ ثُدِيِّهِمَا اِلٰى تَرَاقِيهِمَا فَاَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ اِلَّا سَبَغَتْ اَوْ وَفَرَتْ عَلٰى جِلْدِهِ حَتّٰى تُخْفِيَ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ اَثَرَهُ وَاَمَّا الْبَخِيلُ فَلَا يُرِيدُ اَنْ يُنْفِقَ شَيْئًا اِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا

اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا اور سب سے اچھی کو جھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیّا کر دیں گے۔"

..... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کوئی دن نہیں جس میں لوگ صبح کریں مگر

۱۳۶۰ ——— آسمان سے دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کو تلف دے،،

۱۳۶۰ ——— **شرح** : اس آئت کریمہ میں اچھے کاموں میں خرچ کرنے کی ترغیب ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والے کو دنیا میں اس کا بدل دیتا ہے اور آخرت میں ثوابِ جزیل عطا فرماتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے" وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ" اور جو بخل کرے اور انواعِ برّ میں خرچ نہ کرے اس کے لئے زجر و تہدید بیان فرمائی،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بخیل اپنے مال کی تباہی کا مستحق ہے جبکہ وہ واجبات کی ادائیگی میں بخل کرے۔ مستحباب کے انفاق سے بخل کرنے میں وہ اس زجر کا مستوجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب ——— صدقہ دینے والے اور بخیل کی مثال

۱۳۶۱ ——— **ترجمہ** : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بخیل اور صدقہ کرنے والے

marfat.cpm

فَلَمْ تَتَّسِعْ تَابَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ فِي الْجُبَّتَيْنِ وَقَالَ حَنْظَلَةُ عَنْ طَاوُسٍ جُنَّتَانِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرٌ عَنِ ابْنِ هُرْمُزٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنَّتَانِ

کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے جن پر لوہے کے دو کرتے ہیں حج عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں جیسی ہے جن پر لوہے کے دو کرتے ان کی چھاتیوں سے ہنسلیوں تک ہیں۔ بہرحال خرچ کرنے والا خرچ نہیں کرتا مگر اس کا کرتہ کھل جاتا ہے یا اس کے جسم پر پھیل جاتا ہے حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کو چھپا لیتا ہے اور اس کا نشان مٹا دیتا ہے اور بخیل کوئی شئی خرچ کرنے کا ارادہ نہیں کرتا مگر اس کا ہر حلقہ اپنی جگہ چمٹ جاتا ہے وہ اسے کشادہ کرتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتی۔ حسن بن مسلم نے جبتین میں طاؤس سے روایت کرنے میں ابن طاؤس کی متابعت کی، لیث نے کہا مجھے جعفر بن ربیعہ نے عبدالرحمٰن اعرج بن ہرمز سے خبر دی کہ انھوں نے کہا میں نے ابوہریرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے جنتان فرمایا ہے۔"

شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخی اور بخیل کی مثال بیان فرمائی اور ان کو دو آدمیوں

۱۳۶۱ ——

سے تشبیہ دی جن میں سے ہر ایک نے زرہ پہننے کا ارادہ کیا،، اور سخی کی مثال اس شخص جیسی بیان فرمائی جس نے پوری زرہ پہنی وہ اس کے جسم پر پھیلتی رہی حتیٰ کہ اس کے سارے بدن کو چھپا لیا اور اس کو زرہ نے محفوظ کر لیا اور بخیل کی مثال اس آدمی جیسی بیان فرمائی جس کے دونوں ہاتھ طوق بنے ہوئے ہیں جو اس کے سینے کے سامنے ابھرے ہوئے ہیں جب وہ زرہ پہننے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ درمیان میں حائل ہو جاتے ہیں اور اس کو بدن پر پھیلنے نہیں دیتے اور وہ اس کی گردن میں جمع ہو کر اس کی ہنسلیوں پر چمٹ جاتی ہے اور اس کے لئے وبالِ جان اور بوجھ بن جاتی ہے اور اس کے بدن کی حفاظت نہیں کرتی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ سخی جب خرچ کرنے کا ارادہ کرے تو اس سے اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور اس کے ہاتھ اس کی مطاوعت کرتے ہیں اور عطیہ کرنے میں لمبے ہو جاتے ہیں اور بخیل کا سینہ سخاوت کے وقت تنگ ہوتا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ انفاق میں انقباض کرتے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ صدقہ کرنے سے مال بڑھنے کی مثال ہے اور بخل اس کے خلاف ہے،، بعض علماء نے اس مثال کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ سخی کو اللہ تعالیٰ پردہ میں رکھتا ہے اور جس طرح یہ کرتہ پہننے والے کو چھپا لیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سخی پر دنیا و آخرت میں پردہ ڈالتا ہے،، اور بخیل کا کرتہ گلے میں پھنسا رہتا ہے اور اس کا سارا جسم مکشوف رہتا ہے جو اس کی رسوائی کا باعث ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بخیل کو دونوں جہانوں میں ذلیل و خوار اور رسوا کرتا ہے،، ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا سخی جب سخاوت کرے تو صدقہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور اس کے سارے گناہ مٹا دیتا ہے جیسے کرتہ جب پھیل جائے تو وہ پہننے والے کو چھپا لیتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے اور بخیل کا نفس خرچ میں اس کی موافقت نہیں کرتا لہٰذا اس کے گناہوں کا کفارہ بھی نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.com

بَابُ صَدَقَةِ الْكَسْبِ

وَالتِّجَارَةِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ الاٰية وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ الٰى قوله غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ بَابٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَقَالَ يَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهٗ لَهٗ صَدَقَةٌ

باب ـــــ حلال کمائی اور مالِ تجارت سے صدقہ کرنا

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں سے خرچ کرو ..... بے شک اللہ غنی اور حمد والا ہے۔"

باب کے عنوان میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کسبِ حلال اور حلال تجارت کے مال سے ہی صدقہ کا ثواب ہوتا ہے۔ آئت کریمہ میں حلال کمائی سے صدقہ کی ترغیب دلائی ہے اس پہ اکتفاء کرتے ہوئے حدیث ذکر نہیں کی ،،

مسلمان کی کمائی خبیث نہیں ہوتی، لیکن وہ ردّی اشیاء اور دراہم کاسدہ مزلفیہ اور بے فائدہ اشیاء کا صدقہ نہ کرے۔ مذکور آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو انفاق کا حکم فرماتا ہے اور یہاں اس سے مراد صدقہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نفیس اور عمدہ مال کا صدقہ دینے کا حکم فرماتا ہے،، اور ردّی مال کا صدقہ کرنے سے منع فرماتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے اسی لئے فرمایا" وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ "، یعنی ردی شئ خرچ کرنے کا قصد نہ کرو کیونکہ اگر ردّی مال تمہیں دیا جائے تو تم خوش ہوکر نہیں لیتے اور مجبوراً آنکھیں بند کرکے پکڑتے ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ ہر مسلمان پر صدقہ ثابت ہے اور جو شخص نہ پائے وہ نیک عمل کرے"

ترجمہ: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ ہے صحابہ

ـــــ ۱۳۶۲

marfat.com

بَابُ قَدْرِ كَمْ يُعْطَى مِنَ الزَّكٰوةِ

وَالصَّدَقَةِ وَمَنْ أَعْطَى شَاةً حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوشِهَابٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّهَا قَالَتْ بُعِثَ إِلَى نُسَيْبَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ بِشَاةٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى عَائِشَةَ مِنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَا إِلَّا مَا أَرْسَلَتْ بِهِ نُسَيْبَةُ مِنْ ذٰلِكَ الشَّاةِ فَقَالَ هَاتِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا

کرام رضی اللہ عنہم نے کہا یا نبی اللہ! جو شخص مال نہ پائے؟ آپ نے فرمایا وہ اپنے ہاتھ سے کام کرے خود بھی نفع حاصل کرے اور صدقہ بھی کرے صحابہ نے کہا اگر یہ بھی نہ ہو سکے؟ (تو کیا کرے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مصیبت زدہ حاجت مند کی مدد کرے اُنھوں نے عرض کیا اگر یہ بھی نہ ہو سکے آپ نے فرمایا اچھی باتوں پر عمل کرے اور بری باتوں سے رُکے اس کے لئے یہی صدقہ ہے،،

شرح : قولہٗ سعید عن ابیہ عن جدہٖ الخ جدہٖ میں ضمیر کا مرجع سعید ہے اَب نہیں ہے اور سعید کا دادا حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ مَلْهُوفٌ کا اطلاق غمزدہ، مجبور اور مظلوم پر ہوتا ہے،، حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کرنا ضروری امر ہے جو مال یا غیر مال سے ہوگی اور مال حاصل اور موجود ہوگا یا اس کا حصول متوقع ہوگا اور غیر مال فعل ہوگا جو اعانت ہے یا ترکِ فعل ہوگا جو امساک ہے،، جمہور علماء کہتے ہیں مال میں زکوٰۃ کے سوا کوئی حق نہیں ہاں استحباباً یا مکارمِ اخلاق کی وجہ سے خرچ کر دیا جائے،،

قولہ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ،، یعنی ہر مسلمان پر صدقہ ہے وہ صدقہ واجبہ ہو یا مستحبّہ ہو حدیث میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں تین سو ساٹھ جوڑ بنائے ہیں اور ہر جوڑ پہ ہر روز صدقہ ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت ہر طریقہ سے کرنی ضروری امر ہے ان پہ مال خرچ کرے وہ نہ ہو تو مزدوری کر کے مال حاصل کرے اور صدقہ کرے یہ نہ ہو سکے تو محتاج کی مدد کرے یہ بھی نہ ہو سکے تو نیک کام کرے اور کسی کو ہاتھ اور زبان سے اذیت نہ پہنچائے،، مذکورہ امور میں جب نیت اچھی ہو تو یہ بھی صدقہ کے قائم مقام ہیں،،

۱۳۶۲ — باب — زکوٰۃ اور صدقہ میں سے کتنا مال دیا جائے اور جس نے بکری صدقہ دی۔،،

۱۳۶۳ — ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا نُسَیبہ انصاریہ کو ایک بکری صدقہ بھیجی گئی تو اُس نے اس میں سے کچھ گوشت ام المؤمنین عائشہ

marfat.cpm

بَابُ زَكٰوةِ الْوَرِقِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ ۱۳۶۴
عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ
وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ ۱۳۶۵
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو سَمِعَ اَبَاهُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

تعالیٰ عنہا کو بھیجا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی شئی ہے میں نے کہا کچھ نہیں مگر وہ جو نسیبہ نے اس بکری میں سے کچھ گوشت بھیجا ہے،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی لاؤ صدقہ اپنی جگہ پہنچ چکا ہے،،

شرح : نُسَیْبَہ انصاریہ ہی ام عطیہ ہے۔ بخاری نے اس کی صراحت کی ہے اور مسلم نے ام عطیہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ

۱۳۶۳ —

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صدقہ کی بکری بھیجی ہے اس میں سے کچھ گوشت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیج دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے تو انھوں نے کہا کچھ نہیں مگر وہ جو نسیبہ نے ہمارے پاس صدقہ کی بکری کا گوشت بھیجا ہے آپ نے فرمایا صدقہ اپنی جگہ پہنچ گیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب متصدق علیہ کے پاس صدقہ پہنچ جائے تو وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اور صدقہ کا مقصد پورا ہو جاتا ہے پھر وہ اگر کسی اور کو دے تو ہدیہ ہوگا صدقہ نہ ہوگا چنانچہ بریرۃ کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ھو علیھا صدقۃ ولنا ھدیۃ"، یعنی وہ اس پر صدقہ تھا اور ہمارے لئے وہ ہدیہ ہے،، معلوم ہوا کہ آپ پر صدقہ حرام ہے اور ہدیہ اور نذرانہ آپ کے لئے جائز ہے۔ بنو ہاشم علی، جعفر، عقیل، عباس، حارث بن عبدالمطلب کی اولاد کا بھی یہی حکم ہے،،

باب — چاندی کی زکوٰۃ

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے

۱۳۶۴ — فرمایا کہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ وسق غلہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں،،

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں

۱۳۶۵ — نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سُنی،،

شرح : قولہ "ذَوْد"، تین سے دس تک ذود کا اطلاق ہوتا ہے

۱۳۶۴ — اور "مِنَ الْاِبِلِ" ذود کا بیان ہے "اواقی" اوقیہ کی جمع ہے یہ چالیس درہم،، "اَوْسُق"، وسق کی جمع ہے یہ ساٹھ صاع ہیں۔ حدیث ۱۳۲۵ اور اس کے باب کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے،،

marfat.cpm

بَابُ الْعَرْضِ

فِي الزَّكٰوةِ وَقَالَ طَاؤُسٌ قَالَ مُعَاذٌ لِاَهْلِ الْيَمَنِ اِئْتُونِي بِعَرْضٍ ثِيَابٍ خَمِيصٍ اَوْ لَبِيسٍ فِي الصَّدَقَةِ مَكَانَ الشَّعِيرِ وَالذُّرَةِ اَهْوَنُ عَلَيْكُمْ وَخَيْرٌ لِاَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا خَالِدٌ فَقَدْ اِحْتَبَسَ اَدْرَعَهُ وَاَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَلَمْ يَسْتَثْنِ صَدَقَةَ الْعَرْضِ مِنْ غَيْرِهَا فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا وَلَمْ يَخُصَّ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ مِنَ الْعُرُوضِ.

باب — زکوٰۃ میں مال اسباب لینا

طاؤس نے کہا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اہل یمن سے کہا کہ میرے پاس زکوٰۃ جَو اور جوار کے عوض سامان لاؤ جو چادر یا لباس ہے۔ یہ تمہارے لئے آسان ہوگا اور مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لئے بھی بہتر ہوگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد بن ولید نے تو اپنی زرہیں اور ہتھیار اللہ کی راہ میں روک رکھے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتو! صدقہ دو اگرچہ اپنے زیورات ہی سہی اور آپ نے سامان کا صدقہ مستثنیٰ نہ فرمایا، چنانچہ عورتیں اپنی اپنی بالیاں اور ہار پھینکتی تھیں اور آپ نے سامان میں سے سونے اور چاندی کی تخصیص نہیں کی "قولہ ثیاب" یہ "عرض" کا بیان ہے اسی طرح خمیص ثیاب کا بیان ہے "خمیص کالی مربع چادر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ میں سامان لینا جائز ہے۔ احناف کا یہی مذہب ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس میں احناف کی موافقت کی ہے۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اہل یمن سے کہا تھا کہ وہ غلہ کی بجائے زکوٰۃ میں کپڑے دے دیں کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت غلہ سے زیادہ کپڑوں کی ضرورت تھی۔ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ میں دوسری شئی کا تبادلہ جائز ہے اور ایک علاقہ کی زکوٰۃ دوسرے علاقہ کے مستحقین کی طرف نقل کرنا جائز ہے" صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ دینے کا حکم فرمایا تو آپ سے یہ شکایت کی گئی کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور عباس بن مطلب رضی اللہ عنہم زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن جمیل اس لئے انکار کرتا ہے کہ وہ فقیر تھا اور اس کو اللہ اور اس کے رسول نے غنی کر دیا ہے۔ خالد پر تو تم زیادتی کرتے ہو اس نے اپنا سارا سامان اللہ کی راہ میں وقف کر دیا ہے اور عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ان کا صدقہ میرے ذمہ ہے اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور میرے ذمہ ہے" اگر حضرت خالد بن ولید اپنا سامان وقف نہ کرتے تو اسے زکوٰۃ میں دیتے۔ اس طرح یہ اثر عنوان کے مطابق ہے" سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو صدقہ دینے کا حکم فرمایا اور سامان وغیرہ میں سے سونے اور چاندی کی تخصیص نہیں کی اور عورتوں نے بالیاں اور ہار وغیرہ کا صدقہ کیا جسے آپ نے مسترد نہ فرمایا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زکوٰۃ میں سونے چاندی کے علاوہ دیگر اجناس کا دینا درست ہے اور آپ کا عورتوں کو ارشاد فرمانا کہ صدقہ کرو سب کو شامل ہے۔ لہٰذا اگر زکوٰۃ میں دراہم کے عوض سامان دے دیا تو جائز ہے واللہ اعلم

marfat.com

حَدَّثَنَا محمد بن عبد الله قال حدثني أبي قال حدثني ثمامة أن أنسا حدثه أن أبا بكر كتب له التي أمر الله رسوله وعن بلغت صدقة بنت مخاض وليست عنده وعنده بنت لبون فإنها تقبل منه ويعطيه المصدق عشرين درهما وشاتين فإن لم يكن ١٣٦٦
عنده بنت مخاض على وجهها وعنده ابن لبون فإنه يقبل منه وليس معه شيء حدثنا مؤمل قال حدثنا ١٣٦٧
إسمعيل عن أيوب عن عطاء بن أبي رباح قال قال ابن عباس أشهد على رسول الله صلى الله عليه وسلم لصلى قبل الخطبة فرأى أنه لم يسمع النساء فأتاهن ومعه بلال ناشر ثوبه فوعظهن وأمرهن أن يتصدقن فجعلت المرأة تلقي وأشار أيوب إلى أذنه وإلى حلقه

ترجمہ : ثمامہ نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ
١٣٦٦ —— ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھ بھیجا جو اللہ اور اس کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ جس پر زکوٰۃ بنت مخاض واجب ہو اور اس کے پاس وہ نہ ہو اور اس کے بنتِ لبون ہو تو اس سے وہی قبول کر لی جائے اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے اور اگر اسی صورت مذکورہ میں اس کے پاس بنت مخاض نہ ہو بلکہ اس کے پاس ابن لبون ہو تو اس سے وہی قبول کر لیا جائے اور اس کے ساتھ کوئی شئی واپس نہ کرے ،،

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ
١٣٦٧ —— صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے یقیناً
خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھی اور آپ نے خیال فرمایا کہ آپ عورتوں کو خطبہ نہیں سنا سکے تو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے جبکہ بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے آپ نے ان کو وعظ فرمایا اور صدقہ کرنے کا حکم دیا تو عورتوں نے پھینکنا شروع کیا۔ ایوب نے اپنے کان اور حلق کی طرف اشارہ کیا (کانوں کی بالیاں اور گلوں کے ہار اُتار کر بلال کے کپڑے میں پھینکنے شروع کئے)

شرح : بنتِ مخاض کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس کی ماں کو مخاض
١٣٦٦ —— (ولادت کی تکلیف) پہنچی ہوتی ہے ،، یہ پورے سال کی ہوتی
ہے اور بنتِ لبون کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس کی ماں نے دوسرے بچہ کو جنم دیا ہے اور وہ دودھ والی ہو چکی ہے۔ یہ پورے دو سال کی ہوتی ہے ،، زکوٰۃ وصول کرنے والے کو " مصدّق " کہتے ہیں اس حدیث میں ایک جانور کی بدل دوسرے جانور کا زکوٰۃ میں دینا ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ زکوٰۃ میں جانور کا بدل درہم بھی دیئے جا سکتے ہیں لہٰذا جب واجب کا بدل بکری لینا جائز ہے تو اس کے بدل میں سامان لینا بھی جائز ہے یہی باب کا عنوان ہے "

شرح : قولہ أشهد الخ لصلّى میں لام جوابِ قسم میں
١٣٦٧ —— واقع ہے اور لفظ " أشهد " قسم کو متضمن ہے " کیونکہ

marfat.cpm

بَابُ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَيُذْكَرُ عَنْ

۱۳۶۸ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُهُ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ

یہ لفظ بکثرت قسم کے معنی میں استعمال ہوتا رہتا ہے لہٰذا اس کا معنیٰ یہ ہے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھی یعنی عورتیں کانوں کی بالیاں اور سینوں کے ہار اُتار کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جھولی میں پھینک رہی تھیں،، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا تو اُنھوں نے زیورات زکوٰۃ میں دیئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ میں سامان لینا جائز ہے۔ یاد رہے کہ احناف کے نزدیک زکوٰۃ میں قیمت دینا جائز ہے۔ اسی طرح کفارہ، صدقۃ الفطر، عشر وخراج اور نذر وغیرہ میں قیمت ادا کرنا جائز ہے اور مذکور حدیث مذہب احناف کی تائید کرتی ہے اور بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی کو پسند کرتے ہیں کہ زکوٰۃ میں قیمت ادا کرنا جائز ہے،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ متفرق مال کو ایک جگہ نہ کیا جائے اور نہ ہی یک جا مال کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے

اسی طرح سالم، عبداللہ بن عمر کے ذریعہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم سے ذکر کیا جاتا ہے،،

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ثمامہ سے بیان کیا کہ ابوبکر

۱۳۶۸ ـــــ صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو وہ فریضہ لکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا ہے کہ زکوٰۃ کے ڈر سے متفرق مال کو ایک جگہ نہ کیا جائے اور نہ ہی یکجا کو متفرق کیا جائے،،

شرح : جمع کی صورت یہ ہے کہ دو شخصوں کے پاس چالیس بکریاں

۱۳۶۸ ـــــ ہیں۔ جب وہ ان کو جمع کرلیں تو ان میں ایک بکری زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اگر وہ علیحدہ علیحدہ کرلیں تو کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اور تفریق کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کی ایک سو بیس بکریاں ہیں جب زکوٰۃ لینے والا ان کو علیحدہ علیحدہ کردے تو اس پر تین بکریاں واجب ہوتی ہیں کیونکہ ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس کی صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ایک شخص کی اسّی بکریاں ہیں جب زکوٰۃ

marfat.cpm

بَابٌ مَاكَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ وَقَالَ طَاؤُسٌ وَعَطَاءٌ اِذَا عَلِمَ الْخَلِيطَانِ
اَمْوَالَهُمَا فَلَا يَجْمَعُ مَالُهُمَا وَقَالَ سُفْيَانُ لَا تَجِبُ حَتّٰى يَتِمَّ لِهٰذَا اَرْبَعُوْنَ شَاةً وَلِهٰذَا اَرْبَعُوْنَ شَاةً حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ۱۳۶۹
عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَاكَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ بَابُ زَكٰوةِ الْاِبِلِ ذَكَرَهُ اَبُوْبَكْرٍ وَاَبُوْذَرٍّ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

لینے والا آئے تو وہ کہتا ہے کہ ہم چار بھائی اِن میں شریک ہیں اور ہر ایک کی بیس بیس بکریاں ہیں تو کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی کیونکہ زکوٰۃ کا نصاب چالیس بکریاں ہیں،، یا اس کی چالیس بکریاں ہیں اور اس کے بھائی کی بھی چالیس بکریاں ہیں اور وہ زکوٰۃ لینے والے سے کہے یہ ساری بکریاں میری ہیں تو ان میں صرف ایک بکری زکوٰۃ واجب ہوتی ہے،، الحاصل زکوٰۃ کے خوف سے بکریوں میں جمع اور تفریق نہ کی جائے۔ بکریوں کا مالک زکوٰۃ کے ڈر سے ایسا نہ کرے اور نہ ہی صدقہ لینے والا زیادہ رقم بنانے کے لئے اس طرح کرے۔

اس حدیث کی تقریر یہ ہے کہ زکوٰۃ لینے والا دو شریکوں سے زکوٰۃ واجبہ لے یا ایک کے مال سے کچھ زکوٰۃ لے تو جس سے زکوٰۃ یا اس کا کچھ حصہ لیا ہے وہ اپنے ساتھی سے اس کے حصہ کے مطابق رقم وصول کرے مثلاً اگر ہر ایک کی بیس بیس بکریاں ہوں اور ایک شخص چالیس بکریوں کی زکوٰۃ ایک بکری ادا کر دے تو اپنے ساتھی سے بکری کی قیمت کا نصف وصول کرے اگر ایک کی ایک سو بکریاں ہوں اور دوسرے کی پچاس بکریاں ہوں اور زکوٰۃ لینے والا ایک سو بکریاں والے سے دو بکریاں زکوٰۃ واجبہ لے جائے تو وہ پچاس بکریاں والے سے دو بکریوں کی قیمت کی تہائی وصول کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ دو شخص شریک ہوں تو وہ زکوٰۃ دے کر آپس میں برابری کر لیں،،

طاؤس اور عطاء نے کہا جب دو شخص شریک اپنے اپنے اموال جانتے ہوں تو ان کا مال جمع نہ کیا جائے سفیان ثوری نے کہا زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی حتیٰ کہ اس شریک کی چالیس بکریاں ہوں اور اس شریک کی بھی چالیس بکریاں ہوں (اس کے بغیر شرکت ثابت نہیں)

۱۳۶۹ ـــــ ترجمہ : ثمامہ نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو وہ فریضہ لکھا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا تھا اور وہ یہ کہ دونوں شریک ایک دوسرے سے برابر مجرا لیں۔

باب ـــــ اونٹوں کی زکوٰۃ

marfat.cpm

۱۲۷۰ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِی الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ شِہَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ اَعْرَابِیًّا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْہِجْرَۃِ فَقَالَ وَیْحَکَ اِنَّ شَاْنَہَا شَدِیْدٌ فَہَلْ لَکَ مِنْ اِبِلٍ تُؤَدِّیْ صَدَقَتَہَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَآءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَنْ یَّتِرَکَ مِنْ عَمَلِکَ شَیْئًا

ترجمہ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا تیرا بُرا ہو (بطور شفقت) ہجرت کا معاملہ بہت مشکل ہے کیا تیرے پاس اونٹ ہیں جن کی تو زکوٰۃ ادا کرتا ہو اُس نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا سمندروں کے اس پار عمل کر اللہ تعالیٰ تیرے عمل سے کچھ کم نہ کرے گا۔

۱۲۷۰ — شرح : یعنی جب تو اپنے مال سے فریضہ ادا کرتا رہے اور عبادت کرتا رہے تو اس کی پرواہ نہیں کہ تو اپنے گھر میں رہے۔ اگرچہ تیرا گھر سمندروں سے پار ہو اور ہجرت نہ کر کیونکہ اس میں بڑی مشکلات ہوتی ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد شریف یہ ہے کہ تو عمل اگرچہ مدینہ منورہ سے کتنا دُور ہو سمندروں سے پار کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں،، چونکہ سائل اونٹوں والا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کی زکوٰۃ کی تخصیص فرمائی۔ حالانکہ اس پر اور حقوق بھی واجب ہیں مگر ان کا زکوٰۃ پر قیاس کرتے ہُوئے ذکر نہیں کیا،، اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کوئی ایسی جگہ رہتا ہو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کے احکام ادا کرنے پر قادر نہ ہو اگر وہ اس جگہ سے ہجرت کا ارادہ کرے تو اسے ہجرت کا ثواب ملے گا یہی حال ہر طاعت کا ہے مثلاً کوئی بیمار ہو اور وہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا،،

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے حالات سے آشنا تھے اسی لئے اس شخص کو ہجرت کرنے سے روک دیا کیونکہ اس پر ہجرت واجب کرنے میں حرج اور ضرر تھی جس کا وہ شخص متحمل نہیں ہو سکتا تھا،، اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس وقت ہجرت منسوخ ہو چکی تھی جبکہ فتح مکّہ کے بعد ہجرت کا وجوب نہ رہا تھا،، کیونکہ صرف مکّہ مکرمہ سے ہجرت منسوخ ہُوئی ہے اور دُوسرے مقامات جہاں کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کی حدود کی اقامت پر قدرت نہ رکھے تو اس پر بھی ہجرت واجب ہے،،

الحاصل ہجرت کا معاملہ بڑا مشکل ہے ہر ایک اس پر قائم نہیں رہ سکتا تم جہاں بھی ہو نیک عمل کرو اگرچہ دُور دراز مکان میں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نیّت پر جزاء دیتا ہے جب تو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتا رہے گا جو تجھ پر واجب ہے تو اللہ تعالیٰ تیرا عمل ضائع نہیں کرے گا۔ واللہ اعلم!

marfat.com

بَابُ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ

۱۳۷۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي اَمَرَ اللّٰهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ اَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةُ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذَعَةُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ اِلَّا بِنْتُ لَبُونٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُونٍ وَيُعْطِي شَاتَيْنِ اَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ مَخَاضٍ وَيُعْطِيهِ مَعَهَا عِشْرِينَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ

باب ــــ جس پر زکوٰۃ بنت مخاض واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو۔"

۱۳۷۱ ــــ ترجمہ : ثمامہ نے بیان کیا کہ ان کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو فریضۂ زکوٰۃ لکھ بھیجا جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا ہے کہ جس شخص پر زکوٰۃ میں جذعہ واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو اس کے پاس حِقّہ ہو تو اس سے حِقّہ ہی قبول کر لیا جائے اور وہ اس کے ساتھ دو بکریاں کر دے اگر موجود ہوں یا بیس درہم دے اور جس پر زکوٰۃ میں حِقّہ واجب ہو اور اس کے پاس حِقّہ نہ ہو اس کے پاس جِذعہ ہو تو اس سے جِذعہ ہی قبول کر لیا جائے اور مُصدِّق اِس کو بیس درہم یا دو بکریاں دے اور جس پر زکوٰۃ جذعہ واجب ہو اور اس کے پاس جذعہ نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت لبون ہو تو اس سے بنت لبون ہی قبول کر لی جائے اور وہ اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم دے اور جس پر زکوٰۃ بنت لبون واجب ہو اور اس کے پاس حِقّہ ہو تو اس سے حِقّہ ہی قبول کر لیا جائے اور زکوٰۃ لینے والا اس کو بیس درہم یا دو بکریاں دے اور جس پر زکوٰۃ بنت لبون واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو اس کے پاس بنت مخاض ہو تو اس سے بنتِ مخاض ہی قبول کر لی جائے اور وہ اس کے ساتھ بیس درہم یا دو بکریاں دے۔

۱۳۷۱ ــــ شرح : جذعہ چار سال کی اونٹنی کو کہا جاتا ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس کے اگلے دانت گر جاتے ہیں کیونکہ جِذعہ کا معنی گرنا ہے۔ حِقّہ تین سال کی اونٹنی ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو اس کا یہ

marfat.cpm

باب زکوٰۃ الغنم

۱۳۷۲ حدثنا محمد بن عبداللہ بن المثنی الانصاری قال حدثنی ابی قال حدثنی ثمامۃ بن عبداللہ بن انس ان انسا حدثہ ان ابابکر کتب لہ ھذا الکتاب لما وجھہ الی البحرین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھذہ فریضۃ الصدقۃ التی فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المسلمین والتی امر اللہ بہ رسولہ فمن سئلھا من المسلمین علی وجھھا فلیعطھا ومن سئل فوقھا فلا یعط فی اربع وعشرین من الابل فما دونھا من الغنم من کل خمس شاۃ فاذا بلغت خمسا وعشرین الی خمس وثلاثین ففیھا بنت مخاض انثی فاذا بلغت ستا وثلثین الی خمس واربعین ففیھا بنت لبون انثی فاذا بلغت ستا واربعین الی ستین ففیھا حقۃ طروقۃ الجمل فاذا بلغت واحدۃ وستین الی خمس وسبعین ففیھا جذعۃ فاذا بلغت یعنی ستۃ وسبعین الی تسعین ففیھا بنتا لبون فاذا بلغت احدی وتسعین الی عشرین ومائۃ ففیھا حقتان طروقتا الجمل فاذا زادت علی عشرین ومائۃ ففی کل اربعین بنت لبون وفی کل خمسین حقۃ ومن لم یکن معہ الا اربع من الابل

نام اس لئے ہے کہ وہ حمل کی مستحق ہوجاتی ہے۔ بنت مخاض اور بنت لبون کی تفسیر حدیث ۱۳۶۶ کے تحت دیکھیں" جب فریضہ واجب ہو اور وہ پایا جائے تو وہی متعین ہے اور اگر وہ نہ پایا جائے تو اس کی قیمت وصول کرے اور اگر چاہے تو اس سے اچھا لے لے اور اس پر زائد قیمت واپس کر دے اور اگر چاہے تو اس سے کم درجہ کا لے لے اور اس کے ساتھ بقایا قیمت وصول کرے اور بیس درہم متعین نہیں اور نہ ہی کوئی دوسری شئی متعین ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا صاحبِ مال پر جو فریضہ واجب ہو وہ خرید کر مصدق کو دے اور وہ بنت لبون کی جگہ بنت مخاض لے کر زائد قیمت وصول نہ کرے یا بنت مخاض کی جگہ بنت لبون لے کر زائد قیمت واپس نہ کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ میں فریضہ واجبہ کی قیمت ادا کرنا جائز ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً " اس آئت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ زکوٰۃ لینے کا محل وہ ہے جسے مال کہا جائے وہ جو بھی ہو زکوٰۃ میں لیا جائے گا اور وہ بکری وغیرہ کا معین کرنا کتاب اللہ پر زیادتی ہے اور یہ جائز نہیں کیونکہ خبر واحد سے کتاب اللہ پر زیادتی کرنا صحیح نہیں ،، اور شاۃ او عشرین ،، میں لفظ اَوْ سے ظاہر ہوتا ہے کہ زکوٰۃ میں اصل شئی مال ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ بکریوں کی زکوٰۃ

۱۳۷۲ ـــــ ترجمہ :

ثمامہ بن عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ خط لکھا جبکہ ان کو بحرین کا حاکم مقرر کیا ،،

marfat.com

فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ فَفِيهَا شَاةٌ وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ شَاةٌ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ إِلَى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى مِائَتَيْنِ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ فَإِذَا زَادَتْ عَلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

یہ فرض صدقہ ہے جس کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا اور جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمایا ہے۔ پس جس مسلمان سے اس کے مطابق طلب کیا جائے وہ اسے ادا کرے اور جس سے اس سے زیادہ طلب کیا جائے وہ نہ دے،،

چوبیس اونٹوں یا اس سے کم اونٹوں میں ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری دے جب پچیس ہو جائیں تو پینتیس تک ایک بنت مخاض مادہ دے اور جب چھتیس سے پینتالیس تک پہنچ جائیں تو ان میں بنت لبون مادہ دے اور جب چھیالیس سے ساٹھ تک پہنچیں تو ان میں حِقّہ دے جو جفتی کے قابل ہو اور جب اکسٹھ سے پچھتر تک پہنچیں تو ان میں جذعہ دے اور جب چھہتر سے نوّے ہو جائیں تو ان میں دو بنت لبون دے اور جب اکیانوے سے ایک سَو بیس ہو جائیں تو ان میں دو حِقّے دے جو جفتی کے قابل ہوں اور جب ایک سَو بیس سے زیادہ ہو جائیں تو ہر چالیس اونٹوں میں بنت لبون اور ہر پچاس میں حقّہ ہے اور جس کسی کے پاس صرف چار اونٹ ہوں ان میں زکوٰۃ نہیں مگر ان کا مالک جو چاہے دے اور جب پانچ اونٹ ہوں تو ان میں ایک بکری دے اور جنگل میں چرنے والی بکریاں جب چالیس ہو جائیں تو ایک سَو بیس تک ایک بکری زکوٰۃ دے اور جب ایک سَو بیس سے زیادہ ہو جائیں تو دو سَو تک دو بکریاں زکوٰۃ دے اور جب دو سَو سے زیادہ ہو جائیں تو تین سَو تک تین بکریاں زکوٰۃ ہے جب تین سَو سے زیادہ ہو جائیں تو ہر سَو پر ایک بکری زکوٰۃ ہے جب کسی کے پاس چرنے والی چالیس بکریوں سے ایک کم ہو تو ان میں زکوٰۃ نہیں مگر یہ کہ ان کا مالک جو چاہے دیدے اور چاندی میں چالیسواں حصّہ زکوٰۃ فرض ہے اور اگر صرف ایک سو نوّے درہم ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں مگر یہ ان کا مالک خوشی سے جو چاہے دیدے!

۱۳۷۲ ـــــ شرح : اس حدیث میں اونٹوں، بکریوں اور چاندی کی زکوٰۃ کا ذکر ہے قولہٗ مِنَ الْغَنَمِ،، یہ مبتداء محذوف کی خبر سے متعلق ہے اور مبتدا محذوف زکاتہا،، ہے قولہٗ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ،، یہ خبر مقدم ہے اور "شاۃ" مبتداء مؤخر ہے،، بعض نسخوں میں "مِنَ الْغَنَمِ" پر لفظ مِنْ،، نہیں مگر معنی دونوں طرح صحیح ہے اگر لفظ "من" ہو تو معنی یہ ہوگا۔ زکاتہا مِنَ الْغَنَمِ،، اور من بیانیہ ہے اور اگر لفظ "مِنْ" کو ساقط کر دیں تو معنی یہ ہوگا،، الغنم فی اربع

marfat.cpm

وَعِشْرِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَمَا دُوْنَهَا ،، یعنی غنم ،، مبتداء مؤخر اور فی اربع وعشرین خبر مقدم ہے اور اس عبارت میں اجمال وتفسیر ہے تفسیر تو یہ ہے کہ چوبیس اونٹوں میں صرف بکریاں ہیں اور اجمال یہ ہے کہ ان میں واجب کی تعیین نہیں پھر ،، فِیْ کُلِّ خَمْسٍ شَاۃٌ ،، سے اجمال کی تفسیر کردی گویا کہ یہ ابتداء نصاب کا بیان ہے یعنی اونٹوں میں نصاب کی ابتداء پانچ اونٹوں سے ہوتی ہے اور چوبیس اونٹوں تک ہر پانچ میں ایک بکری زکوٰۃ واجب ہے ،، اونٹوں کے نصاب کا ضبط مشکل تھا اور عربوں کا مال عموماً اونٹ تھے ۔ اس لئے ان کا پہلے ذکر کیا ہے ،، بنت مخاض بنت لبون ، حِقہ اور جذعہ کی تفسیر حدیث ۱۳۶۶ اور حدیث ۱۳۷۱ کی تفہیم میں مذکور ہے ،، قولہٗ اُنْثٰی ،، اس لفظ کا فائدہ تاکید ہے جیسے کہا جاتا ہے رَئَیْتُ بِعَیْنِیْ ۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا حالانکہ لفظ رئیتُ سے ہی مفہوم واضح ہوجاتا ہے ۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس لفظ سے ،، خُنْثٰی ،، کو نکالا ہے کہ وہ زکوٰۃ میں جائز نہیں اگر یہ کہا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ لینے والا اگر مالک پر ظلم کرنے کا ارادہ کرے اور زکوٰۃ زیادہ طلب کرے تو وہ انکار کر دے حالانکہ حضرت جریر کی حدیث میں ہے کہ زکوٰۃ لینے والے کو راضی کرو اگرچہ وہ ظلم کرے اس کا جواب یہ ہے کہ زکوٰۃ لینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے اور وہ ظالم نہ تھے اور ان کی طرف ظلم کی نسبت زکوٰۃ دینے والے کے گمان کے اعتبار سے کی گئی ہے یعنی اگرچہ تم یہ گمان کرو کہ ہم پر ظلم کرتے ہیں اور یہ عام ہے لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں منافات نہیں ۔۔ قولہٗ اِذَا زَادَتْ عَلٰی ثَلَاثِمِائَۃٍ الخ یعنی جب تین سو بکریوں پر ایک سو زیادہ ہوجائے اور چار سو بکریاں ہوجائیں اور اسی طرح بڑھتی جائیں تو ہر سو کے بعد ایک ایک بکری زکوٰۃ دی جائے گی ——— اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ اگر تین سو بکریوں پر ایک بکری بھی زیادہ ہوجائے تو اس کی زکوٰۃ چار بکریاں ہیں ۔ امام ابوحنیفہ ، مالک ، شافعی اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے ۔ الحاصل اونٹوں کا نصابِ زکوٰۃ پانچ اونٹ اور بکریوں کا چالیس بکریاں اور چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے اگر چاندی اس سے کم ہو مثلاً ایک سو نوّے درہم ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگر دوسو درہم پر کچھ درہم زیادہ ہوجائیں تو ان میں زکوٰۃ نہیں حتیٰ کہ چالیس درہم زیادہ ہوجائیں تو ان میں زکوٰۃ چھ درہم ہوگی جیسے چالیس بکریوں پر زیادہ ہوجائیں تو زیادہ میں زکوٰۃ نہیں حتیٰ کہ ایک سو بیس بکریاں ہوجائیں ۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسو دراہم پر جس قدر دراہم زیادہ ہوں ان کے حساب سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہے ،، گائے اور بھینس کا نصابِ زکوٰۃ تیس گائے ، بھینسیں ہیں ،، وہ علیحدہ علیحدہ تیس ہوں یا دونوں مل کر تیس ہوں ،، اسی طرح بھیڑ بکری اور دنبہ سب کا ایک ہی حکم ہے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم !

marfat.com

بَابُ لَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ

وَلَا تَيْسٍ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ ١٣٧٣ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ **بَابُ** أَخْذِ الْعَنَاقِ فِي الصَّدَقَةِ ١٣٧٤ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنَّ اللهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ بِالْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ

باب ـــــ زکوٰۃ میں بوڑھی یا عیب دار بکری، نر جانور نہ لیا جائے مگر جو زکوٰۃ لینے والا چاہے،،

١٣٧٣ ـــــ ترجمہ : حضرت ثمامہ نے بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو وہ احکام لکھے جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا (ان میں یہ بھی تھا) زکوٰۃ میں بوڑھا، عیب دار اور نر جانور نہ دیا جائے مگر جو زکوٰۃ وصول کرنے والا لینا چاہے۔

باب ـــــ زکوٰۃ میں بکری کا بچہ لینا،،

١٣٧٤ ـــــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم اگر وہ لوگ مجھ سے بکری کا بچہ روکیں گے جو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے تو اس کے روکنے پر میں ان سے جنگ کروں گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا بات صرف یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے لئے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا اور میں نے اس کو حق جانا۔،،

١٣٧٣، ١٣٧٤ ـــــ شرح : هَرِمَةٌ بڑی عمر والا جانور جس کے دانت گر گئے ہوں، ذَاتُ عَوَارٍ،، عیب دار جانور عوار کا معنیٰ عیب ہے،، تَيْسٌ،، بکرا،، یعنی جب تمام یا بعض بکریاں ہوں تو ان میں زکوٰۃ بکری لی جائے نر نہ لیا جائے صرف دو جگہ نر لیا جاتا ہے جن کا حدیث میں ذکر ہے ایک یہ کہ تیس گائے سے بچھڑا دوسرا پچیس ۲۵

marfat.cpm

بَابٌ لَا تُؤْخَذُ كَرَائِمُ أَمْوَالِ النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا عَلَى الْيَمَنِ قَالَ إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ فَإِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَإِذَا فَعَلُوا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكٰوةً تُؤْخَذُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَإِذَا أَطَاعُوا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ

اونٹوں سے ابن لبون لیا جائے جبکہ بنت مخاض نہ پایا جائے اور اگر وہ تمام بکرے ہوں تو ان میں سے زکوٰۃ بکرا لیا جائے اور تیس ،، مادہ کا نر ،، اس لئے نہیں لیا جاتا کہ اس کا گوشت خراب ہوتا ہے یا اس لئے کہ مالک اس کو بکریوں کے لئے رکھتا ہے اور اس کے نہ ہونے سے اس کا نقصان ہوتا ہے ،،

قولہ عناق ،، چار ماہ کا بکری کا بچہ دودھ نہ پیتا ہو اور چارہ کھاتا ہو اگر وہ مذکر ہو تو اسے "جدی" کہتے ہیں اگر مؤنث ہو تو اسے عناق کہا جاتا ہے جب وہ سال کا ہو جائے تو مذکر کو "ثنی" اور مؤنث کو "عنز" کہتے ہیں جب دوسرے سال میں داخل ہو جائے تو اسے جذع ،، کہتے ہیں ،، اور بھیڑ کے چھ ماہ کے بچے کو بھی جذع کہا جاتا ہے ،، اس حدیث کی مزید تفصیل حدیث ۱۳۲۱ کی تفہیم میں دیکھیں ،،

باب ـــــ زکوٰۃ میں لوگوں کے عمدہ اور نفیس اموال نہ لئے جائیں ،،

۱۳۷۵ ـــــ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرمایا تم اہل کتاب کے پاس جا رہے ہو سب سے پہلے تمہارا ان کو جس طرف بلانا ہو وہ اللہ کی معرفت ہے جب وہ اللہ کو پہچان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب وہ یہ کریں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے اموال کی زکوٰۃ فرض کی ہے اور وہ ان میں سے غریب لوگوں کو دی جائے جب وہ یہ تسلیم کر لیں تو ان سے زکوٰۃ لو اور ان کے عمدہ اموال لینے سے بچو ،،

۱۳۷۵ ـــــ شرح : حدیث شریف میں عبادت سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ اسی لئے بعد میں " فَإِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ " فرمایا ہے ایسے ہی " وَمَا خلقت الجن والانس الا ليعبدون " میں عبادت سے معرفت مراد ہے ،، اس سے معلوم ہوتا

marfat.com

بَابٌ لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ۱۳۷۶

ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ **بَابُ** زَكٰوةِ الْبَقَرِ وَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ وَيُقَالُ جُؤَارٌ يَجْاَرُوْنَ يَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ كَمَا يَجْاَرُ الْبَقَرُ

ہے کہ اہل کتاب اگرچہ اللہ کی عبادت کرتے تھے مگر ان کو اللہ کی معرفت حاصل نہ تھی ،، کیونکہ جو شخص اللہ کا جسم ثابت کرے اس کی طرف اولاد کی نسبت کرے یا اس کی بیوی اور بچے مانے یا اس کا شریک سمجھے یا اس کا حلول و انتقال تسلیم کرے اسے اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی اس کا معبود اس کا اپنا مزعوم ہے وہ اللہ نہیں اگرچہ وہ اسے اللہ سمجھتے ہوں کیونکہ اس کا مزعوم اللہ تعالیٰ کی صفاتِ واجبہ سے موصوف نہیں ہوسکتا ،، قَوْلُهٗ تُوْخَذُ الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی زکوٰۃ ادا کرنے سے رکے اس سے جبراً زکوٰۃ لی جائے ،، قَوْلُهٗ تُوْقَ الخ ان الفاظ میں حدیث کی باب سے مناسبت ہے ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امامِ وقت کو چاہیئے کہ اپنے حکام کو شریعت مطہرہ کی پابندی کی تلقین کرے اور ان کو حکم دے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور لوگوں پر ظلم نہ کریں ابن صلاح رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اس حدیث میں اسلام کے بعض دعائم ذکر نہیں کئے گئے۔ یہ راوی سے تقصیر ہوئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

باب — پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں

۱۳۷۶ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجور کے پانچ وسقوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور نہ ہی چاندی کے پانچ اوقیہ سے کم میں زکوٰۃ ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے!

۱۳۷۶ — شرح : اس حدیث کی تفصیل حدیث ۱۳۲۵ کی تفہیم میں دیکھیں!

باب — گائے کی زکوٰۃ

ابوحمید نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس شخص کو جانتا ہوں جو اللہ کے پاس گائے لے کر آئے گا وہ آواز کر رہی ہوگی اور "جُؤَارٌ" بھی روائت کیا گیا ہے اور يَجْأَرُوْنَ کا معنی ہے وہ اپنی آوازیں بلند کریں گے جس طرح گائے آواز بلند کرتی ہے ،،

marfat.cpm

١٣٧٧ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ أَوْ وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ أَوْ كَمَا حَلَفَ مَا مِنْ رَجُلٍ تَكُونُ لَهُ إِبِلٌ أَوْ بَقَرٌ أَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا أُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَعْظَمَ مَا تَكُونُ وَأَسْمَنَهُ تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا كُلَّمَا جَازَتْ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ بُكَيْرٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے یا اس کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں یا اس جیسی کوئی قسم کھائی کہ نہیں ہے کوئی شخص جس کے پاس اونٹ یا گائے یا بکری ہو جس کا وہ حق ادا نہ کرے مگر یہ کہ قیامت کے دن ان کو زیادہ بڑا اور موٹا تازہ کر کے لایا جائے گا وہ اس کو پاؤں سے روندیں گے اور سینگوں سے ماریں گے جب ان میں سے آخری جانور گزر جائے گا تو پھر پہلا جانور اس پر لوٹایا جائے گا حتیٰ کہ لوگوں کا فیصلہ ہو اس کی بُکَیر نے ابوصالح سے انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی"

١٣٧٧ — شرح

: قولہٗ خوار، گائے کی آواز ہے اور "جوار" آواز کا بلند کرنا ہے" یَجْأَرُونَ"، جو سورۂ مومنین میں مذکور ہے اس کا معنی ہے کہ وہ اپنی آوازیں بلند کریں گے،، اس حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں اس شخص کے لئے وعید ہے جو گائیں کی زکوٰۃ ادا نہ کرے اس لئے یہ گائیں کی زکوٰۃ کے وجوب پر دلالت کرتی ہے جبکہ وہ نصاب کو پہنچ جائیں۔ یہ تعلیق ..... ابن لتبیۃ کی حدیث کا کچھ حصہ ہے اس تعلیق کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کئی طرق سے مسند موصول ذکر کیا ہے،،

اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جانوروں کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو لوگوں کا حساب مکمل ہو جانے تک عذاب دیا جائے گا۔ قولہٗ رَوَاہُ بُکَیْرٌ الخ یعنی اس حدیث کی بُکیر نے اپنے اسناد سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے،، اور امام مسلم نے بُکیر کے طریق سے یہ حدیث پوری موصول ذکر کی ہے،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے گائیوں کی زکوٰۃ کی کیفیت اس لئے ذکر نہیں کہ اُن کے نزدیک اس بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں۔ اُنھوں نے صرف اس قدر کا ذکر کیا جو گائیوں کی زکوٰۃ کے وجوب پر دلالت کرے مگر امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا اور حکم فرمایا کہ میں چالیس گایوں سے زکوٰۃ مسنہ لوں اور ہر تیس گایوں سے تبیعہ لوں،، اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔ حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری، مسلم کی شرط پر ہے مگر اُنھوں نے اس کو ذکر نہیں کیا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

marfat.cpm

بَابُ الزَّكٰوةِ عَلَى الْاَقَارِبِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَالصَّدَقَةِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ ١٣٧٨
اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ
الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ
حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ
فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ
مَا قُلْتَ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ
تَابَعَهٗ رَوْحٌ وَقَالَ يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى وَاِسْمٰعِيْلُ عَنْ مَالِكٍ رَايِحٌ بِالْيَاءِ

باب ـــــ رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دوہرا ثواب ہوگا ایک قرابت کا (صلۂ رحمی) اور دوسرا صدقہ کا ثواب ملے گا "

١٣٧٨ ـــــ ترجمہ : حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ ابوطلحہ مدینہ منورہ میں انصار میں سب سے زیادہ مال دار تھے اُن کے پاس کھجوروں کے باغات تھے اپنے تمام مالوں میں ان کو بیرحاء زیادہ محبوب تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا پاکیزہ پانی پیا کرتے تھے۔ حضرت انس نے کہا جب یہ آئت کریمہ " لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ " نازل ہُوئی تو ابوطلحہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضور کھڑے ہُوئے اور عرض کی یا رسُول اللہ! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے، تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے جب تک راہِ خُدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو " مجھے اپنے سب مالوں میں بیرحاء زیادہ محبوب ہے اور وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے میں اللہ کے حضور اس کے ثواب اور ذخیرہ کی اُمید کرتا ہوں یا رسُول اللہ! آپ اسے رکھ لیں جہاں مناسب خیال فرمائیں اسے خرچ کریں۔ انس نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا واہ واہ شاباش یہ تو مفید مال ہے بڑی آمدنی کا مال ہے جو تُو نے کہا ہے میں نے سُنا ہے۔ میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو رشتہ داروں میں تقسیم کردو۔ ابوطلحہ نے کہا یا رسُول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا چنانچہ ابوطلحہ نے اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا "

marfat.cpm

١٣٧٩ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَضْحًى
أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَوَعَظَ النَّاسَ وَأَمَرَهُمْ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ تَصَدَّقُوا فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ
يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ
الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ لَكِنْ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ ثُمَّ انْصَرَفَ
فَلَمَّا صَارَ إِلَى مَنْزِلِهِ جَاءَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ تَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ هَذِهِ زَيْنَبُ فَقَالَ أَيُّ الزَّيَانِبِ
فَقِيلَ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ نَعَمْ ائْذَنُوا لَهَا فَأُذِنَ لَهَا فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّكَ أَمَرْتَ الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ وَكَانَ عِنْدِي حُلِيٌّ لِي
فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ وَوَلَدَهُ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَيْهِمْ۔

عبداللہ بن یوسف کی رُوح نے متابعت کی اور یحییٰ بن جعفر اور اسماعیل نے مالک سے "رائح" روایت کی ہے،

شرح : قولُہٗ بَيْرَحَاءُ ،، با اور راء مفتوح ہیں بعض نے راء پر فتحہ اور ضمہ پڑھا اور باء پر کسرہ پڑھا "بِيْرُحَاء" یہ باغ کا نام ہے کنوئیں کا نام نہیں قولُہٗ بخٍ ،، کسی شئی سے خوشی کے وقت یہ کلمہ کہا جاتا ہے اور مبالغہ کے لئے مکرر لایا جاتا ہے۔ قولہ رابح ،، اس کا معنی ہے نفع والا ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محبوب مال خرچ کرنا مستحب ہے اور صدقات وغیرہ میں اہلِ فضل سے مشورہ کرنا چاہیئے ،، اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ وقف کرنا صحیح ہے اگرچہ اس کے مصارف نہ ذکر کئے جائیں ،، اور اپنے اقارب پر صدقہ کرنا افضل ہے۔ اس میں دوہرا ثواب حاصل ہوتا ہے اس باب میں زکوٰۃ سے مراد شرعی معنیٰ نہیں ہے کہ نصاب شرعی جس پر سال گزر جائے سے کچھ حصہ مسلمان فقیر کو دیا جائے جو ہاشمی نہ ہو اور نہ ہی اُن کا آزاد کردہ غلام ہو، بلکہ مراد یہ ہے کہ اپنے مال سے غریبوں کی حاجت پوری کرنے کی غرض سے خیرات کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر و ثواب لے اس اعتبار سے باب کی احادیث عنوان کے مطابق ہیں حدیث ١٣٧٩ کی مطابقت بھی اسی طرح ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

١٣٧٩ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الضحی یا عید الفطر کے دن عیدگاہ تشریف لے گئے پھر (نماز) سے فارغ ہُوئے تو لوگوں کو وعظ و نصیحت کی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا اور فرمایا اے لوگو! صدقہ کرو پھر عورتوں کے پاس گئے اور فرمایا اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو، میں نے تم کو دوزخ میں بکثرت دیکھا ہے اُنھوں نے کہا یا رسُول اللہ! ایسا کیوں؟ آپ نے فرمایا تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور شوہروں کی نافرمانی کرتی

marfat.cpm

بابٌ لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ فِی فَرَسِہٖ صَدَقَۃٌ

حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ عَنْ عِرَاکِ بْنِ مَالِکٍ ۱۳۷۸ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ فِیْ فَرَسِہٖ وَغُلَامِہٖ صَدَقَۃٌ **بَابٌ** لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ فِیْ عَبْدِہٖ صَدَقَۃٌ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ خُثَیْمِ بْنِ عِرَاکِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ ۱۳۸۱

ہو،، اے عورتو! میں نے عقل اور دین میں تم سے زیادہ ناقص کسی کو نہیں دیکھا جو بڑے ہوشیار عاقل مرد کی عقل مضمحل کر دے، پھر آپ واپس ہوئے جب گھر تشریف لائے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب آئی اور اندر آنے کی اجازت طلب کی آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ زینب ہے آپ نے فرمایا! کون سی زینب؟ عرض کیا گیا عبداللہ بن مسعود کی بیوی،، آپ نے فرمایا ہاں انھیں اجازت دے دو،، انھیں اجازت دے دی گئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی نے کہا یا رسول اللہ! آج آپ نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا ہے میرے پاس میرا زیور ہے میرا ارادہ ہے کہ میں اسے صدقہ کر دوں اور عبداللہ بن مسعود کا خیال ہے کہ وہ اور ان کا بیٹا ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں جن پر میں صدقہ کرنا چاہتی ہوں،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن مسعود نے ٹھیک کہا ہے تمہارا شوہر اور تمہارا لڑکا ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہے جن پر تو صدقہ کرنا چاہتی ہے۔"

۱۳۷۹ شرح : اس حدیث سے امام شافعی اور امام ابو یوسف اور محمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ عورت اپنے غریب شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے ایک روائت کے مطابق امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بھی اس طرح کہتے ہیں اور دوسری روائت کے مطابق امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا عورت اپنے شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی اس طرح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور زینب کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں مذکور زکوٰۃ نہیں صدقہ نافلہ مراد ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد کے ساتھ عُبید اللہ بن عبداللہ سے روائت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی دستکاری سے مال کسب کرتی اور حضرت عبداللہ بن مسعود پر خرچ کیا کرتی تھی،، اُنھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! میں کاریگر عورت ہوں چیزیں بنا کر فروخت کرتی ہوں۔ میرا شوہر اور میرا لڑکا غریب ہیں ان کے پاس کوئی شئی نہیں اور ان کا خرچہ پورا کرتی ہوں اور کسی دوسرے پر صدقہ نہیں کر سکتی ہوں تو کیا مجھے اس کا ثواب حاصل ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا خرچہ پورا کرتی رہو تمہیں ان پر خرچہ کا ثواب ملے گا،، معلوم ہوا کہ زینب کا صدقہ نافلہ تھا زکوٰۃ نہ تھی،، واللہ ورسولہ اعلم!

بابٌ ـــــ مُسلمان کے گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ نہیں

۱۳۸۰ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے گھوڑے اور اس کے غلام میں زکوٰۃ نہیں۔

marfat.com

حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَیْبُ ابْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خُثَیْمُ بْنُ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِیْ عَبْدِهٖ وَلَا فِیْ فَرَسِهٖ **بَابُ** الصَّدَقَةِ عَلَی الْیَتٰمٰی

باب ـــــ مُسلمان پر اس کے غلام میں زکوٰۃ نہیں ،،

۱۳۸۱ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا کہ مسلم پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ،،

۱۳۸۰ ـ ۱۳۸۱ شرح : اس حدیث سے امام مالک ، شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں امام ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں ، امام ابو حنیفہ اور زفر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب ہے جبکہ ان کی نسل جاری ہو اُنھوں نے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے باپ کو دیکھا وہ گھوڑوں کی قیمت کر کے ان کی زکوٰۃ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ادا کیا کرتے تھے ۔ امام طحاوی اور دار قطنی نے اس کی روائت کی ہے ،، ابن رشد مالکی نے قواعد میں ذکر کیا کہ یہ صحیح ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھوڑوں کی زکوٰۃ لیتے تھے ،، ابن عبد البر نے اپنے اسناد سے روائت کی کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یَعْلیٰ بن اُمیّہ سے کہا کہ چالیس بکریوں سے ایک بکری زکوٰۃ لو اور گھوڑوں میں سے کچھ نہ لو ہر ایک گھوڑے سے ایک دینار لو ـــ بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد میں مطلقاً صدقہ نہیں مگر مسلم کی روائت میں ہے " لَیْسَ فِی الْعَبْدِ اِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ " ، لہٰذا مسلم کی روائت سے بخاری کی روائت مقیّد ہے یعنی جب غلام تجارت کے لئے نہ ہو تو اس میں صرف صدقہ فطر واجب ہے ، بخاری کی روائت کا معنیٰ یہ ہے کہ مسلمان پر اپنے غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ دینا ضروری نہیں جبکہ یہ خدمت کے لئے ہوں اگر تجارت کے لئے ہوں تو سال گزرنے کے بعد ان کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے ۔ الحاصل اونٹ ، گائے اور بکریاں جب نصاب کو پہنچ جائیں تو سال گزر جانے کے بعد ان میں زکوٰۃ واجب ہے جبکہ یہ سائمہ ہوں یعنی اکثر سال چراگاہ سے چارہ کھائیں ،، اور غلام اور گھوڑے تجارت کے لئے ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب ـــــ یتیموں پر صدقہ کرنا ،،

marfat.com

١٣٨٢ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ
يَحْيَى عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا فَقَالَ
رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ
فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمُسِحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءُ وَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّا
يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ
وَرَتَعَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ أَوْ كَمَا
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذْهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر تشریف لائے اور ہم آپ کے گرداگرد بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنے بعد جس چیز کا تم پر خوف ہے وہ یہ ہے کہ تم پر دُنیا کی زیب و زینت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ ایک مرد نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا اچھی چیز بُری چیز کو لائے گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چُپ رہے اور اس شخص سے کہا گیا تیرا کیا حال ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرتا ہے اور آپ تیرے ساتھ بات نہیں فرماتے ہمارا گمان ہے کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے،، آپ نے چہرۂ انور سے پسینہ پونچھا اور فرمایا سوال کرنے والا کہاں ہے؟ گویا کہ آپ نے اس کی تعریف کی،، اور فرمایا اچھی چیز بُرائی نہیں لاتی مگر موسم ربیع گھاس اگاتا ہے جو مار ڈالتا ہے یا مرنے کے قریب کر دیتا ہے مگر وہ جانور جو ہری گھاس چرے حتیٰ کہ جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جائیں تو وہ سورج کے سامنے آجائے اور (اس کی گرمی سے) وہ لید اور پیشاب کرے اور چرتا رہے،، بے شک یہ یہ مال سرسبز میٹھا ہے مسلمان کا مال کیا ہی اچھی ہے جو وہ اس میں سے مسکینوں، یتیموں اور مسافروں کو دیتا ہے یا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،، اور جو کوئی اس کو ناحق پکڑتا ہے وہ اس کی مثل ہے جو کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور وہ مالِ قیامت کے روز اس پر گواہ ہوگا،،

١٣٨٢ — شرح : قَوْلُهُ أَوَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ الخ ہمزہ استفہامیہ ہے اور واؤ عاطفہ ہے اور معطوف علیہ ہمزہ کے بعد مقدر ہے یعنی أَتَصِيرُ النِّعْمَةُ عَقُوبَةً وَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ،، یعنی دنیا کی زیب و زینت مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کیا یہ رحمت اُن پر زحمت ہو جائے گی؟ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کی انتظار میں خاموش رہے لوگوں نے اس سائل کو ملامت کی اور کہا کیا بات ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا ہے اور آپ تجھ سے بات تک نہیں فرماتے جب ہم نے بغور دیکھا تو ہمارا خیال ہُوا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے،،

marfat.cpm

اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسینہ پونچھا اور لوگوں نے یہ گمان کیا کہ آپ نے اس کے سوال کو اچھا نہیں جانا جب انھوں نے دیکھا کہ آپ اس کے سوال سے راضی ہیں تو ان کو معلوم ہُوا کہ آپ نے اس کی تعریف کی ہے،، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے اچھا ہونے کا فیصلہ کرے وہ اچھا ہے اور جس کے بُرا ہونے کا فیصلہ کرے وہ بُرا ہے اور جس چیز کا مجھے تم پر ڈر ہے وہ یہ ہے کہ تم اللہ کی نعمتیں ضائع کر دو گے اور ان کو غیر محل میں استعمال کرو گے جس کا نعمت سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور نہ ہی اس کی نعمت سے دُور کی نسبت ہوگی پھر مثال بیان کر کے اس کی وضاحت فرمائی ۔ اس حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مثالیں ذکر فرمائیں ۔ایک مثال اس شخص کی ہے جو دنیا کی تحصیل میں منہمک ہو جائے اور مال کے حقوق ادا کرنے میں بخل کرے۔ دوسری مثال اس شخص کی ہے جو دنیا کی تحصیل میں اقتصاد اور میانہ روی اختیار کرے ۔

قولہٗ ان مما ینبت الربیع الخ یہ مثال اس شخص کی ہے جو حلال و حرام میں تمیز کئے بغیر مال بکثرت جمع کر کے جو آخرت میں اس کی ہلاکت کا سبب ہو جائے کیونکہ موسم ربیع سرسبز گھاس اگاتی ہے جانور اس کو زیادہ کھاتے ہیں حتیٰ کہ جب حدِ اعتدال سے زیادہ کھا جائیں اور وہ برداشت نہ ہو سکے تو ان کی انتڑیاں پھول کر پھٹ جاتی ہیں اور وہ ہلاک ہو جاتے ہیں اسی طرح جو شخص دنیا میں حرام مال جمع کرتا ہے اور لوگوں کی حق تلفی کرتا ہے وہ آخرت میں دوزخ میں داخل ہونے کے باعث ہلاک ہو جاتا ہے،، قولہٗ اِلَّا اٰکِلَۃَ الْخَضِرِ الخ یہ مقتصد اور میانہ روی اختیار کرنے والے کی مثال ہے یعنی جو شخص دنیا کی تحصیل اور اس کو جمع کرنے میں میانہ روی اختیار کرے اور ناجائز طریقوں سے دولت جمع کرنے کی کوشش نہ کرے وہ دُنیا کے وبال سے نجات پاتا ہے جیسے ہری گھاس چرنے والا جانور ہلاکت سے نجات پاتا ہے۔ پہلی مثال کافر کی ہے اسی لئے قتل کی جبط سے تاکید کی یعنی یَقْتُلُ قَتْلاً جَبْطًا،، اور کافر ہی کے اعمال باطل ہوتے ہیں۔ دوسری مثال گنہگار مؤمن کی ہے جو گناہوں کے باعث اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور ہلاکت کے قریب ہو جاتا ہے ۔تیسری مثال مقتصد کی ہے جو کھانے میں اسراف کرتا ہے حتیٰ کہ اس کی کوکھیں بھر جاتی ہیں لیکن وہ اس کا علاج تلاش کرتا ہے اور ضرر کے ازالہ کے لئے حیلہ کرتا ہے حتیٰ کہ اس کا ہضم درست ہو جاتا ہے یہ تینوں مثالیں حدیث میں مصرّح ہیں چوتھی مثال حدیث میں مذکور نہیں وہ یہ ہے کہ کھانے میں اسراف نہ کرے بلکہ اتنا ہی کھائے جس سے بھوک زائل ہو جائے وہ اس میں اسراف نہیں کرتا جس کا اسے علاج کرنا پڑے یہ اس شخص کی مثال ہے جو دُنیا میں رغبت نہ کرے اور آخرت پر نگاہ رکھے۔ یہ مثال اگرچہ حدیث میں صراحۃً مذکور نہیں لیکن بغور سمجھی جاتی ہے،، الحاصل مال جمع کرنا حرام نہیں لیکن حدِ اعتدال سے نکل کر تجاوز کرنا اور اس کی تحصیل میں منہمک ہو کر حدود شرعیہ کا لحاظ نہ کرنا اور حصُول زر کی حرص میں حلال و حرام میں تمیز نہ کرنا معیوب ہے جو ہر لحاظ سے اس کے لئے مضرّ اور وبال ہے جیسے زیادہ کھانا بیمار کرتا ہے اور محمود یہ ہے کہ اعتدال سے کھائے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

marfat.com

١٣٨٣ بَابُ الزَّكٰوةِ عَلَى الزَّوْجِ وَالْاَيْتَامِ فِي الْحَجْرِ قَالَهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ
ابْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ
فَذَكَرْتُهُ لِاِبْرَاهِيْمَ فَحَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ اِمْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بِمِثْلِهٖ سَوَآءً
قَالَتْ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلٰى
عَبْدِ اللّٰهِ وَاَيْتَامٍ فِيْ حَجْرِهَا فَقَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ سَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَجْزِيْ عَنِّيْ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْكَ
وَعَلٰى اَيْتَامٍ فِيْ حَجْرِيْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ سَلِيْ اَنْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِيْ فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا سَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَجْزِيْ عَنِّيْ اَنْ اَتَصَدَّقَ عَلٰى زَوْجِيْ وَاَيْتَامٍ لِيْ فِيْ حَجْرِيْ وَقُلْنَا لَا تُخْبِرْ بِنَا فَدَخَلَ فَسَاَلَهُ فَقَالَ مَنْ هُمَا قَالَ
زَيْنَبُ فَقَالَ اَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَاَةُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ لَهَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ

باب ——— شوہر اور زیرِ تربیت یتیموں کو زکوٰۃ دینا

اس کو ابو سعید نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۱۳۸۳ ——— ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی زینب بنت عبداللہ بن معاویہ ثقفیہ رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت ہے اُنھوں نے کہا میں مسجد میں تھی تو میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا عورتو! صدقہ کرو اگرچہ تمہارے زیورات ہی ہوں،، زینب رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن مسعود پر اور اُن یتیموں پر خرچ کرتی تھی جو اس کی پرورش میں تھے،، راوی نے کہا زینب نے (اپنے شوہر) عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کیا میرے لئے یہ کافی ہے کہ میں تم پر اور اپنے یتیموں پر جو میری پرورش میں ہیں صدقہ خرچ کروں،، حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا تم خود ہی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لو زینب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور آپ کے دروازہ پر ایک انصاریہ عورت کو پایا اس کی حاجت بھی میری حاجت سی تھی ہمارے پاس سے حضرت بلال گزرے ہم نے (اس سے) کہا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ کیا میرے لئے یہ کافی ہے کہ میں اپنے شوہر اور یتیموں پر خرچ کروں جو میری پرورش میں ہیں؟ اور ہم نے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارا نام ذکر نہ کرنا،، بلال اندر گئے اور آپ سے پُوچھا تو آپ نے فرمایا وہ دو عورتیں کون ہیں؟ بلال نے کہا زینب ہے آپ نے فرمایا کونسی زینب؟ بلال نے کہا عبداللہ بن مسعود کی بیوی" آپ نے فرمایا ہاں اس کے لئے دو ثواب ہیں ایک قرابت کا ثواب اور دوسرا صدقہ کا!

۱۳۸۳ ——— شرح : امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو معاویہ کے طریق سے اعمش سے روایت کی اس میں دوسری عورت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری

marfat.cpm

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

۱۳۸۴ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلِيَ أَجْرٌ أَنْ أُنْفِقَ عَلَى بَنِي أَبِي سَلَمَةَ إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ فَقَالَ أَنْفِقِي عَلَيْهِمْ فَلَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ **بَابٌ** قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يُعْتِقُ مِنْ زَكٰوةِ مَالِهِ وَيُعْطِي فِي الْحَجِّ وَقَالَ الْحَسَنُ إِنِ اشْتَرَى أَبَاهُ مِنَ الزَّكٰوةِ جَازَ وَيُعْطِي فِي الْمُجَاهِدِينَ وَالَّذِي لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ تَلَا إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ الْآيَةَ فِي أَيِّهَا أَعْطَيْتَ أَجْزَتْ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالِدًا احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي لَاسٍ حَمَلْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ لِلْحَجِّ

کی بیوی زینب ذکر کی ہے علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ظاہر عبارت کا مقتضیٰ تو یہ ہے کہ جمع کا صیغہ عنّا و نُنْفِقُ، کہا جاتا مگر اس سے مراد "کُلُّ وَاحِدٍ مِنّا" ہے یا زینب نے حکایت کرنے میں صرف اپنا حال ذکر کیا ہے اُنھوں نے حضرت بلال سے کہا کہ ہمارا نام ذکر نہ کرنا اور یہ نہ کہنا کہ سائلہ فلاں عورت ہے بلکہ یہ کہنا کہ دو عورتیں سوال کرتی ہیں اگر یہ سوال ہو کہ حضرت بلال نے ان کے کلام کی مخالفت کیوں کی؟ جبکہ اس میں وعدہ کا خلاف اور بھید کا افشاء و اظہار ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلال سے نام دریافت کرنا اس کے معارض ہے کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب فرض ہے جس کی تاخیر قطعًا درست نہیں اور جب دو مصلحتیں متعارض ہوں تو ان میں سے اہم کو ترجیح ہوتی ہے"

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ عورت اپنے شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں امام شافعی رضی اللہ عنہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جبکہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما عدمِ جواز کے قائل ہیں اور اس حدیث کو تطوع (نفلی صدقہ) پر محمول کرتے ہیں کیونکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ عورت اپنے لڑکے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی اور جب اس کا لڑکے پر انفاق زکوٰۃ نہیں تو شوہر پر انفاق بھی زکوٰۃ نہیں" حدیث ۱۳۷۹ کی تفہیم میں اس کی تقریر دیکھیں" واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا

۱۳۸۴ ——— یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا مجھے اجر ملے گا اگر میں ابوسلمہ کے بیٹوں پر خرچ کروں وہ تو میرے بھی بیٹے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان پر خرچ کرو گی تمہیں اس کا ثواب ملے گا۔

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "گردن چھڑانے اور قرض داروں اور اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی جاتی ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ سے غلام آزاد کرے اور حج کے لئے دے امام حسن بصری نے کہا کہ اگر زکوٰۃ کے مال سے اپنا غلام باپ خریدے تو جائز ہے، مجاہدین کو زکوٰۃ دے اور اس کو دے جس نے حج نہیں کیا پھر یہ آیت تلاوت کی" اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ الآیۃ (ان میں سے)

marfat.cpm

جس کو زکوٰۃ کا مال دے کافی ہے اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد بن ولید نے اپنی زرہیں اللہ کی راہ میں وقف کر دی ہیں اور ابولاس سے منقول ہے کہ ہم کو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے کے لئے صدقہ کے اونٹوں پر سوار کیا"

۱۳۸۴ — اس حدیث کی باب سے مناسب یتیم پر خرچ کرنے کے اعتبار سے ہے "

شرح : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ابوسلمہ کی بیوی تھیں اور ان سے ان کی اولاد عمر، محمد، زینب اور درہ تھی۔ ابوسلمہ کی وفات کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا تھا" زینب بنت ام سلمہ کا نام "برّہ" تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھا تھا اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی ہے" اور ام المؤمنین ام سلمہ کا نام ہند بنت ابی امیّہ ہے"

"باب" اس آئت کریمہ میں زکوٰۃ کے مصارف بیان کئے ہیں اور وہ آٹھ ہیں ان میں فقراء، مساکین، عاملین، رقاب، غارمین، منقطع، غازی اور مسافر شامل ہیں "رقاب" سے مراد مکاتب ہیں کہ ان کو آزاد کرانے میں ان کی مدد کی جائے" امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے۔ ایک روائت میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے بھی یہ منقول ہے" "فی سبیل اللہ" امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا وہ فقراء غازی ہیں کذا قال ابن المنذر" ابوثور نے کہا کہ ابوحنیف رضی اللہ عنہ کے نزدیک "فی سبیل اللہ" غازی ہیں راستہ بھولنے والے حاجی نہیں ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ امام ابوحنیفہ، مالک، اور شافعی رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فقیر حاجی زکوٰۃ کا مصرف ہے" اگر کوئی حج کرنا چاہے اور وہ فقیر ہو تو وہ زکوٰۃ کے مال سے حج کر سکتا ہے" ابن سبیل" اگر کوئی شخص سفر کر رہا ہو اور اس کا خرچ ختم ہو جائے تو وہ اثناءِ سفر میں زکوٰۃ لے سکتا ہے جو اس کا زادِ راہ ہو اگرچہ اس کے گھر میں مال موجود ہو" عاملین" وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ و عشر وصول کریں جو اسلامی حکومت کی طرف سے زکوٰۃ کی وصولی پر مامور ہوں ان کو زکوٰۃ سے کچھ رقم دینا جائز ہے آئت کریمہ میں "مؤلفۃ القلوب" بھی مذکور ہیں اور وہ ایمان میں کمزور لوگ تھے ان کی استقامت کے لئے ان کو زکوٰۃ دی جاتی تھی مگر اب اسلام کا غلبہ ہے اس لئے ایسے لوگ اب زکوٰۃ کا مصرف نہیں اور وہ زکوٰۃ کی آٹھ قسموں سے ساقط ہو چکے ہیں" **قولہ یذکر عن ابن عباس**" یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور جمہور علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد مکاتب ہیں یعنی زکوٰۃ کے مال سے ان کی مکاتبت میں مدد کرنی جائز ہے! آئت کریمہ میں مذکور سات قسموں میں سے جسے چاہے زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگرچہ ان میں سے ایک ہی قسم میں زکوٰۃ تقسیم کی جائے۔ امام ابوحنیفہ اور جمہور علماء رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ للفقراء میں لام مصرف کے بیان کے لئے ہے تملیک کے لئے نہیں ہے لہٰذا ایک قسم کو زکوٰۃ دینا کافی ہے جیسا کہ حسن بصری کے کلام سے ظاہر ہے۔ البتہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب میں آئت میں مذکور سات مصارف میں زکوٰۃ تقسیم کرنی ضروری ہے!

marfat.cpm

۱۳۸۵ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبٌ قَالَ ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ فَقِيْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيْلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ فَقِيْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدْ اِحْتَبَسَ اَدْرَاعَهٗ وَاَعْتُدَهٗ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَعَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِیَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا تَابَعَهٗ ابْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ وَقَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ هِیَ عَلَيْهِ وَمِثْلُهَا مَعَهَا وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ حُدِّثْتُ عَنِ الْاَعْرَجِ مِثْلَهٗ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا حکم فرمایا تو عرض کیا گیا۔ ابن جمیل، خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن جمیل انکار نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ وہ فقیر تھا اللہ اور اس کے رسول نے اس کو غنی کیا ہے، خالد پر تو تم زیادتی کرتے ہو اُس نے اپنی زرہیں اور جنگی سامان اللہ کی راہ میں وقف کر دیا ہے اور عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ان کی زکوٰۃ ان پر صدقہ ہے اور اتنا ہی اور بھی،، ابن ابی زناد عبدالرحمٰن اعرج نے اپنے باپ سے روائت کرنے میں شعیب کی متابعت کی محمد ابن اسحاق نے ابوزناد سے یہ روائت کی،، کہ "فہی علیہ صدقہ ومثلہا معہا" وہ عباس پر صدقہ اور اس کی مثل اس کے ساتھ،، (اتنا اور بھی) ابن جُریج نے کہا مجھے اعرج سے اس طرح خبر دی گئی!

۱۳۸۵ —— شرح : ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ وصُول کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ علامہ قرطبی نے کہا جمہور نے یہی اختیار کیا ہے کہ یہ صدقہ واجبہ تھا، لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ حدیث میں مذکور حضرات زکوٰۃ دینے سے انکار کیسے کر سکتے تھے؟ اسی لئے بعض علماء اسے صدقہ نافلہ پر محمول کرتے ہیں،، چنانچہ عبدالرزاق نے اس حدیث کو ذکر کیا اس کے الفاظ یہ ہیں "نَدَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الصَّدَقَةِ،، ابن قصار نے کہا مناسب بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہم ان حضرات میں سے کسی کے متعلق ایسا گمان نہیں کر سکتے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا صدقہ نہ دینے کی وجہ ذکر فرمائی جو حدیث سے واضح ہوتی ہے،، کہ خالد نے سارا سامان وقف کر دیا ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ابن جمیل کو لائق نہیں کہ وہ زکوٰۃ منع کرے حالانکہ وہ فقیر تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو مالدار کر دیا اللہ کی نعمت کی یہ جزاء نہیں ہونی چاہیئے جو ابن جمیل نے کیا ہے۔ ابن مہلّب نے کہا ابن جمیل منافق تھا اس لئے اس نے زکوٰۃ منع کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے توبہ کرنے کا حکم فرمایا جس پر اُس نے توبہ کر لی اور آخر تک صحیح رہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مہلت دے دی کہ وہ ادا کر دیں گے اور یہ ان پر قرض ہے ایک روائت میں "عَلَیَّ،، ہے یعنی ان کی زکوٰۃ میرے ذمّہ ہے،، شعیب کی روائت کا معنیٰ یہ ہے کہ

marfat.com

بَابُ الْاِسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْئَلَةِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ ۱۳۸۶
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ اُنَاسًا
مِنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ
حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ مَا يَكُوْنُ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ وَمَنْ يَّسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ
وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا ۱۳۸۷
مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ
لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَيَحْتَطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّاْتِيَ رَجُلًا فَيَسْاَلُهٗ اَعْطَاهُ اَوْ مَنَعَهٗ

زکوٰۃ ان کے ذمہ ہے وہ عنقریب اس کے ساتھ اتنی اور ملا کر ادا کر دیں گے کیونکہ وہ نہ تو زکوٰۃ کے مانع ہیں اور نہ ہی بخیل ہیں یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ عباس کے اموال ان پر صدقہ جیسے ہیں کیونکہ وہ اپنا اور عقیل کا فدیہ ادا کرنے کے ساتھ مقروض ہو گئے تھے اس لئے ان پہ زکوٰۃ لازم نہ رہی تھی ،، اگر حدیث کو صدقہ نافلہ پر محمول کیا جائے تو کوئی اشکال باقی نہیں رہتا مگر جمہور اس کے خلاف ہیں جیسا کہ اُوپر گزر چکا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — سوال سے بچنا

۱۳۸۶ —

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انصار کے چند لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے ان کو مال دیا۔ اُنھوں نے پھر سوال کیا آپ نے ان کو مال دیا۔
حتیٰ کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا ختم ہو گیا تو فرمایا میرے پاس جو کچھ مال ہو گا اس کو میں تم سے بچا نہیں رکھوں گا اور جو کوئی سوال سے بچنا چاہے اللہ تعالیٰ اس کو بچائے گا اور جو کوئی اس سے بے پروائی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بے پرواہ کر دے گا اور جو کوئی صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو صبر دے گا کوئی شخص صبر سے بہتر اور وسیع تر عطیہ نہیں دیا گیا۔

۱۳۸۷ —

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص رسی پکڑے اور اپنی پیٹھ پر لکڑی کا گٹھا لاد کر لائے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی شخص کے پاس آئے اور اس سے سوال کرے وہ اسے دے یا نہ دے۔

۱۳۸۶ ، ۱۳۸۷ —

شرح : "اِسْتِعْفَافٌ" کا معنیٰ طلبِ عفت صبر، پاکیزگی اور سوال سے بچنا ہے۔
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ استغناء، عفت اور صبر اللہ تعالیٰ کے کرنے سے ہوتے ہیں۔ ضرورت کے لئے سوال جائز ہے۔ اگرچہ سوال نہ کرنا اور صبر کرنا بہتر ہے حتیٰ کہ اس کے سوال کے بغیر اللہ عطاء فرما دے۔

marfat.cpm

۱۳۸۸ حدثنا موسیٰ

قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ

۱۳۸۹ فَيَاْتِيَ بِحُزْمَةٍ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ

قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ يَا حَكِيْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو شخص سوال سے بچے اور لوگوں سے استغناء کا اظہار نہ کرے لیکن اگر کوئی شئ اسے دی جائے تو اسے واپس نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بے پرواہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا دل غِنیٰ سے بھر دیتا ہے،، اور جو صبر کرے اگر اسے دیا جائے تو وہ قبول نہ کرے یہ بہت اچھا ہے کیونکہ صبر مکارمِ اخلاق کا جامع ہے،، اس کے علاوہ مانگنے میں ذلّت و رُسوائی ہے،، سلف صالحین کا طریقہ یہ تھا کہ اگر ان میں سے کسی کے ہاتھ سے کوڑا گر جاتا تو وہ اس کے پکڑانے میں کسی دوسرے شخص سے سوال نہ کرتے تھے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے ہاتھ کے کسب سے کھانا چاہیئے اور اکتساب مباح امر ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ ۱۳۸۸ : حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی رسّی لے اور لکڑی کا گٹھا اپنی پشت پہ لاد کر لائے اور اسے بیچے اور اللہ تعالیٰ اس وجہ سے اس کے چہرے کو سوال سے بچائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے وہ اس کو دیں یا نہ دیں،،

شرح ۱۳۸۸ : ،، یعنی لکڑیاں فروخت کر کے اپنی حاجت پوری کرے اور لوگوں سے مانگنے سے بچے تو یہ اس کے لئے بہت بہتر ہے کیونکہ اس طرح نفس ذلیل ہوتا ہے اور مانگنے سے مشقت برداشت کرنا بہتر ہے،، جب کوئی شخص اپنے لئے سوال کا دروازہ کھولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ "

ترجمہ ۱۳۸۹ : عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب سے روائت ہے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو آپ نے مجھے دیا میں نے پھر مانگا تو آپ نے مجھے دیا پھر فرمایا اے حکیم! یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے جو اس کو سخاوتِ نفس کے ساتھ لے اس کے لئے اس میں برکت ہوگی اور جو لالچ کے ساتھ اس کو لے اس کے لئے اس میں برکت نہ ہوگی مثل اس شخص کے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے حکیم نے کہا میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہ لوں گا حتیٰ کہ دُنیا سے مفارقت کر جاؤں،، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

marfat.com

بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَأُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدْعُوْ حَكِيْمًا اِلَى الْعَطَآءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَّقْبَلَهُ مِنْهُ ثُمَّ اَنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَاَبٰى اَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى حَكِيْمٍ اَنِّيْ اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَّاْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ

بَابُ مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِّنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ وَّلَا اِشْرَافِ نَفْسٍ وَفِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ

۱۳۸۹ (۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ خُذْهُ اِذَا جَآءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَّاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ

بَابُ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا

حکیم کو وظیفہ دینے کے لئے بلاتے تو وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو بلاتے تاکہ ان کو وظیفہ دیں تو وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا معشر المسلمین! میں تم کو حکیم پر گواہ بناتا ہوں کہ میں اس مال سے حکیم کا حق اس کے سامنے پیش کرتا ہوں لیکن وہ لینے سے انکار کر دیتے ہیں حکیم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے کسی سے کچھ نہ لیا حتیٰ کہ فوت ہو گئے!

شرح ۱۳۸۹ : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے مال کو سرسبز اور میٹھا فرمایا مال میں رغبت کرنے کو خضرہ حلوہ سے تشبیہ دی کیونکہ سبزی نظر کی مرغوب ہے اور شیرینی کا ذائقہ مرغوب ہوتا ہے جب یہ دونوں جمع ہو جائیں تو رغبت اور زیادہ ہو جاتی ہے" سخاوت" کا معنی لالچ کے بغیر لینا" ہے" اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور سوال سے بچنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے" لَا اَرْزَءُ" کا معنی یہ ہے کہ میں کسی سے مال کا سوال کر کے اس کا مال کم نہ کروں گا" قَوْلُهٗ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ اس کا موصوف محذوف ہے یعنی فَاكِهَةٌ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ اس میں یہ اشارہ ہے کہ دنیا کا مال جلدی فنا ہونے والا ہے جیسے سرسبز شئے زیادہ عرصہ باقی نہیں رہتی" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین بار سوال کرنا جائز ہے اور چوتھی بار سائل کو منع کرنا جائز ہے یعنی تین بار سوال کرنے کے بعد سائل کو رد کرنا مکروہ نہیں اور طلب میں اجمال کرنے میں برکت ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس کو اللہ تعالیٰ نے سوال اور حرص کے بغیر مال دلوایا"

ترجمہ ۱۳۸۹ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ

marfat.cpm

۱۳۸۹ حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عبید اللہ بن ابی جعفر قال سمعت حمزۃ بن عبد اللہ بن عمر قال سمعت عبد اللہ بن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یزال الرجل یسأل الناس حتی یاتی یوم القیمۃ لیس فی وجہہ مزعۃ لحم وقال ان الشمس تدنو یوم القیمۃ حتی یبلغ العرق نصف الاذن فبینما ھو کذلک استغاثوا بآدم ثم بموسی ثم بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وزاد عبد اللہ قال حدثنی اللیث قال حدثنی ابن ابی جعفر فیشفع لیقضی بین الخلق فیمشی حتی یاخذ بحلقۃ الباب فیومئذ یبعثہ اللہ مقاما یحمدہ اھل الجمع کلھم وقال معلی حدثنا وھیب عن النعمان بن راشد عن عبد اللہ بن مسلم اخی الزھری عن حمزۃ بن عبد اللہ انہ سمع ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسئلۃ

صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطیہ دیتے اور فرماتے یہ اس شخص کو دے دیں جو اس کا زیادہ محتاج ہو اور فرماتے جب تمہارے پاس اس مال سے کچھ آئے جبکہ تم اس کی حرص نہ کرو اور نہ ہی اس کا سوال کرو تو لے لیا کرو اور اگر مال نہ ملے تو اس کا پیچھا مت کرو "

شرح : غیر مشرف " کا معنی " طمع نہ کرنے والا اور نہ ہی اس کا طلب کرنے والا " یعنی جو مال تمہیں ملے حالانکہ تم اس کا ۱۳۸۹ ـــــ پیچھا نہیں کرتے ہو اور نہ ہی اس کی خواہش کرتے ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ورنہ اس کے پیچھے پیچھے مت پھرو " اس حدیث سے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بہت بڑی منقبت ہے " ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ طلب کرنے کے بغیر اگر حلال مال ہاتھ لگے تو اس کو لے لینا بہتر ہے اور امام کا عطیہ مسترد کر دینا ادب کے خلاف ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہدایا اور نذرانے قبول کر لیا کرتے تھے " حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ بادشاہوں کے عطایا تو لذیذ گوشت جیسے ہیں۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا امراء کے ہدایا قبول کرو اگر وہ ناجائز ہیں تو ان کو گناہ ہے۔ بعض علماء اسے مکروہ کہتے ہیں " واللہ اعلم!

باب ـــــ جو کوئی مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرے "

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم
۱۳۹۰ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پہ گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا اور فرمایا کہ

marfat.cpm

بابُ قَوْلِ اللّٰہِ تعالیٰ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا وَکَمِ الْغِنٰی وَقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا یَجِدُ غِنًی یُغْنِیْہِ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُہُمُ الْجَاہِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ اِلٰی قَوْلِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ

قیامت کے دن سورج قریب آجائے گا یہاں تک کہ پسینہ نصف کان تک پہنچے گا لوگ اسی حال میں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام" پھر موسیٰ" علیہ السلام" پھر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریاد لے جائیں گے عبداللہ نے یہ زیادہ بیان کیا کہ مجھے لیث نے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے ابوجعفر کے بیٹے نے خبر دی کہ آپ سفارش کریں گے تاکہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کیا جائے پس آپ تشریف لے جائیں گے حتیٰ کہ جنت کے دروازے کا حلقہ پکڑ لیں گے اور اس روز آپ کو اللہ تعالیٰ مقام محمود میں جلوہ افروز کرے گا جس کی محشر والے تعریف کریں گے۔ مُعلّٰی نے کہا مجھے وُہَیب نے نعمان بن راشد سے اُنھوں نے عبداللہ بن مسلم زہری کے بھائی سے اُنھوں نے حمزہ سے بیان کیا کہ اُنھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کے بارے میں سُنا۔

شرح : اس حدیث میں اختصاراً دوسرے نبیوں کا ذکر نہیں کیا،، دراصل سفارش تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنی ہے اور آپ سے پہلے دوسرے نبیوں سے استغاثہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کی عظمت اور آپ کی رفعت منزلت کے اظہار کے لئے ذکر کیا ہے کیونکہ وہ ایسا حال ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا شفاعت کرنے میں سب عاجز ہوں گے،، قولہٗ "حلقۃ الباب" سے مراد جنت کا دروازہ یا قربِ الٰہی ہے،، مقام محمود وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہے وہ شفاعت عظمیٰ کا مقام ہے جو آپ کے لئے مخصوص ہے اور اس میں آپ کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ یہ وہ مقام ہے جو اہلِ محشر کے لئے راحت کا باعث ہے کیونکہ اسی مقام پر کھڑے ہو کر آپ سفارش فرمائیں گے کہ لوگوں کا فیصلہ جلدی ہو جائے اور ان کو تنگی سے نجات ہو،، حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے مانگتا پھرے وہ قیامت کے دن ذلیل و خوار ہوگا اور جو مجبور ہو کر سوال کرے جبکہ وہ سخت محتاج ہو تو اس کے لئے سوال کرنا مباح ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۳۹۰ ——

باب —— اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے اور کتنے مال سے غنی ہوتا ہے"

اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! کہ اتنا مال نہ پائے جو اس کو بے پرواہ بنا دے" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ان فقراء کے لئے جو اللہ کے راستہ میں روک لئے گئے ہیں اور زمین میں چل نہیں سکتے ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے لوگ ان کو مال دار

marfat.com

۱۳۹۱ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ زِیَادٍ قَالَ
سَمِعْتُ اَبَاهُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ تَرُدُّهُ الْاُکْلَةُ وَالْاُکْلَتَانِ وَلٰکِنَّ الْمِسْکِیْنَ
۱۳۹۲ الَّذِیْ لَیْسَ لَهٗ غِنًی وَیَسْتَحْیِیْ اَوْ لَا یَسْاَلُ النَّاسَ اِلْحَافًا حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ
ابْنُ عُلَیَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّآءُ عَنِ ابْنِ اَشْوَعَ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ کَاتِبُ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ کَتَبَ مُعَاوِیَةُ
اِلَی الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنِ اکْتُبْ اِلَیَّ بِشَیْءٍ سَمِعْتَهٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکَتَبَ اِلَیْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ
اِنَّ اللّٰهَ کَرِهَ لَکُمْ ثَلَاثًا قِیْلَ وَقَالَ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ وَکَثْرَةَ السُّؤَالِ

سمجھتے ہیں۔ الآیۃ "

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
۱۳۹۱ ــــ کی کہ آپ نے فرمایا "مسکین وہ نہیں ہے جسے ایک یا دو لقمے
ادھر ادھر پھراتے رہتے ہیں لیکن مسکین وہ ہے جو تونگری نہ پائے وہ سوال کرنے سے حیاء کرے یا لوگوں سے چمٹ
کر سوال نہ کرے "

ترجمہ : شعبی نے کہا مجھے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ امیر معاویہ
۱۳۹۲ ــــ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کو خط لکھا کہ مجھے کچھ لکھ بھیجو جو تم
نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے مغیرہ نے ان کو لکھا کہ میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا
کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزیں پسند نہیں کیں فضول گفتگو، مال کو ضائع کرنا اور بہت مانگنا "
اس باب کے عنوان میں " للفقراء کا عطف " لا یسئلون الناس " پر ہے اور حرف عطف مقدر ہے یا
یہ حال ہے اور لفظ " قَائِلًا " مقدر ہے بعض نسخوں میں " لقول اللہ عزوجل للفقراء " ہے اس کا معنیٰ یہ
ہے کہ سوال کرنے کی شرط یہ ہے کہ مالداری نہ پائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فقراء کی وصف یہ ذکر فرمائی ہے کہ وہ زمین میں
چل نہیں سکتے کیونکہ جو زمین میں چل پھر سکے وہ کچھ نہ کچھ مال داری حاصل کر لیتا ہے "
قَوْلُهٗ لَا یَسْئَلُ الخ اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مَسْکَنَتْ جب ہی محمود ہوتی ہے کہ سوال کرنے سے
بچے اور قدرِ حاجت پر ہی اکتفاء کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال میں حیاء کرنا مستحب ہے " لایسئلون
الناس الحافًا " کی تفسیر میں مختلف اقوال ہے ایک قول یہ ہے کہ " لَا یُلْحِفُوْنَ فِی الْمَسْئَلَةِ " یعنی سوال
کرنے میں گڑگڑاتے نہیں " دوسرا قول یہ ہے کہ وہ سوال کرتے ہی نہیں ہیں " تو گڑگڑانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا "
فقیر اور مسکین میں فرق یہ ہے کہ دونوں میں سے جو زیادہ بدحال ہو وہ مسکین ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی
اللہ عنہما کا یہی قول ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں زیادہ بدحال فقیر ہے "

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت کثرت سوال میں ہے " قیل و
۱۳۹۲ ــــ قال سے مراد فضول گفتگو ہے اگر دینی امور میں تحقیق کے بغیر

marfat.com

۱۳۹۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُزَيْزٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْهُمْ لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ فِيهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ فِيهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ وَعَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ بِهَذَا فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَجَمَعَ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثُمَّ قَالَ أَقْبِلْ أَيْ سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فَكُبْكِبُوا قُلِبُوا مُكِبًّا أَكَبَّ الرَّجُلَ إِذَا كَانَ فِعْلُهُ غَيْرَ وَاقِعٍ عَلَى أَحَدٍ فَإِذَا وَقَعَ الْفِعْلُ قُلْتَ كَبَبْتُهُ لِوَجْهِهِ وَكَبَبْتُهُ أَنَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ هُوَ أَكْبَرُ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ قَدْ أَدْرَكَ ابْنَ عُمَرَ

گفتگو ہو اور روایات کے نقل میں احتیاط نہ ہو تو وہ گفتگو بھی مکروہ ہے۔ کثرت سوال سے مراد یہ ہے کہ مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے مانگتا پھرے یا مراد یہ ہے کہ متشابہات سے متعلق سوال کرنا ممنوع ہے یا بلا ضرورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اگر تمہارے لئے ظاہر کر دیا جائے تو تمہیں بُرا معلوم ہوگا؛ البتہ شرعی مسائل کی دریافت میں حرج نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ " امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ کا کسی شئی کو مکروہ یا اچھا جاننے کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ اس کا حکم فرماتا ہے یا اس سے منع کرتا ہے یا اس پر ثواب و عقاب کا ارادہ فرماتا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۱۳۹۳

ترجمہ : عامر بن سعد رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو مال دیا اور میں اُن میں بیٹھا ہوا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک مرد کو چھوڑ دیا اسے کچھ نہ دیا حالانکہ وہ شخص مجھے سب سے زیادہ پسند تھا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گیا اور چپکے سے عرض کی یا رسول اللہ! کیا بات ہے کہ آپ نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا ہے بخدا! میں اس کو مومن دیکھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا مسلمان! سعد نے کہا میں تھوڑی دیر خاموش رہا پھر مجھ پر وہ بات غالب آئی جو میں اس شخص کے بارے میں جانتا تھا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا بات ہے کہ آپ نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا ہے بخدا! میں اس کو مومن سمجھتا ہوں " آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا مسلمان! سعد نے کہا میں کچھ دیر خاموش رہا پھر مجھ پر وہ بات غالب آئی جو میں اس کے بارے میں جانتا تھا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا بات ہے کہ آپ نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا ہے بخدا میں اس کو مومن سمجھتا ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی شخص کو مال دیتا ہوں حالانکہ

marfat.com

۱۳۹۴ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَی النَّاسِ تَرُدُّہُ اللُّقْمَۃُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَۃُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰکِنَّ الْمِسْکِیْنَ الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًی یُغْنِیْہِ وَلَا یُفْطَنُ بِہٖ فَیُتَصَدَّقُ عَلَیْہِ وَلَا یَقُوْمُ فَیَسْاَلُ النَّاسَ

اس کا غیر مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اِس خوف کے پیشِ نظر کہ اسے مُنہ کے بل دوزخ میں گرا دیا جائے گا"۔ یعقوب بن ابراہیم نے اپنے باپ سے اُنھوں نے صالح بن کیسان سے اُنھوں نے اسماعیل بن محمد سے روائت کی اُنھوں نے کہا میں نے اپنے باپ کو یہ بیان کرتے ہُوئے سُنا اُنھوں نے اپنی روائت میں ذکر کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دستِ اقدس حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے شانہ اور گردن کے درمیان رکھ کر فرمایا اے سعد میری طرف متوجّہ ہو میں ایک شخص کو مال دیتا ہوں الخ ۔ امام بخاری نے کہا "کُبْکِبُوْا" کا معنیٰ ہے "الٹ دیئے گئے" "مُکِبًّا" "اَکَبَّ الرَّجُلُ" سے ماخوذ ہے جبکہ اس کا فعل کسی پر واقع نہیں ہوتا ہے اور جب کسی پر فعل واقع ہے تو تُو کہے گا "کَبَّہُ اللّٰہُ لِوَجْھِہٖ وَکَبَبْتُہُ اَنَا"، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ صالح بن کیسان زہری سے بڑے ہیں اُنھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی ہے"۔

۱۳۹۳

شرح : اس حدیث کی تفصیل حدیث ۲۶ کی تفہیم میں مذکور ہے

قَوْلُہٗ اَقْبِلُ الخ بعض روایات میں "اَقْتَالًا" مذکور ہے یعنی اے سعد جھگڑا کرتے ہو میں تو ایک شخص کو مال دیتا ہوں تاکہ اس کی تالیف اور دل جمعی ہو تاکہ اس کے دل میں ایمان پختہ ہو جائے اور اگر اسے نہ دیا جائے تو وہ ایسی بات کرے گا جس کے باعث وہ دوزخ میں منہ کے بل گرا دیا جائے گا اس پر شفقت اور مہربانی کرتے ہُوئے میں اس کو مال دیتا ہوں اور دُوسرے شخص کو مال نہیں دیتا ہوں کیونکہ وہ ایمان میں راسخ ہے اس کو مال نہ دینے سے اس کے دل میں کوئی بدگمانی نہیں آئے گی"۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم لوگوں کے ایمان کے منازل کو جانتے تھے اور باذن اللہ صدورِ رجال کے کوائف پر مطلع تھے"۔

قَوْلُہٗ غَیْرُ وَاقِعٍ، یعنی جب یہ فعل لازم ہو تو "اَکَبَّ الرَّجُلُ" کہا جاتا ہے اور جب متعدی استعمال ہو تو "کَبَّہُ اللّٰہُ" کہا جاتا ہے"، یعنی یہ عجیب کلمہ ہے" کہ جب ثلاثی ہو تو متعدی اور جب ثلاثی مزید فیہ ہو تو لازم استعمال ہوتا ہے حالانکہ صرف کا قاعدہ اس کے برعکس ہے"۔

۱۳۹۴

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کا طواف کرتا پھرے اور ایک دو لقمے اور ایک دو کھجوریں اس کو اِدھر اُدھر گھماتی پھریں لیکن مسکین وہ ہے جو مال داری نہ پائے جو اس کو بے پرواہ کر دے"، اور کسی کو اس کا پتہ بھی نہ ہو تاکہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ ہی وہ کھڑا ہو کر لوگوں سے مانگتا پھرے !

marfat.com

حدثنا عمر بن ۱۳۹۵
حفص بن غياث قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنا ابو صالح عن ابی هريرة عن النبی صلی الله
عليه وسلم قال لان ياخذ احدكم حبله ثم يغدو احسبه قال الی الجبل فيحتطب فيبيع فياكل ويتصدق خير له من ان يسال
الناس **باب** خرص التمر حدثنا سهل بن بكار قال حدثنا وهيب عن عمرو بن يحيی عن عباس الساعدی عن ابی حميد ۱۳۹۶
الساعدی قال غزونا مع النبی صلی الله عليه وسلم غزوة تبوك فلما جاء وادی القری اذا امراة فی حديقة لها فقال
النبی صلی الله عليه وسلم لاصحابه اخرصوا وخرص رسول الله صلی الله عليه وسلم عشرة اوسق فقال لها احصی ما يخرج
منها فلما اتينا تبوك قال اما انها ستهب الليلة ريح شديدة ولا يقوم احد ومن كان معه بعير فليعقله
فعقلناها وهبت ريح شديدة فقام رجل فالقته بجبل طی واهدی ملك ايلة للنبی صلی الله عليه وسلم
بغلة بيضاء وكساه بردا وكتب له ببحرهم فلما اتی وادی القری قال للمراة كم جاءت حديقتك قالت
عشرة اوسق خرصنا رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال النبی صلی الله عليه وسلم انی متعجل الی المدينة فمن اراد منكم
ان يتعجل معی فليتعجل فلما قال ابن بكار كلمة معناه اشرف علی المدينة قال هذه طابة فلما راى احدا قال

۱۳۹۵ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی رسی پکڑے اور صبح کو چلا جائے میرا گمان ہے کہ آپ نے یہ فرمایا " پہاڑ کی طرف " چلا جائے ،، اور لکڑیاں چنے پھر ان کو بیچے اور کھائے اور کچھ صدقہ کرے یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرتا پھرے ۔

۱۳۹۴ ، ۱۳۹۵ شرح : اگر یہ سوال ہو کہ ان احادیث میں مال داری کی مقدار کا ذکر نہیں ہے حالانکہ ترجمۃ الباب یہ ہے ،، اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح کی کوئی حدیث نہ تھی جو امام بخاری کی شرط کے مطابق ہوتی اس لئے ایسی حدیث ذکر نہیں کی جو عنوان کے مطابق ہو اور اس بارے میں جو احادیث ذکر کی جاتی ہیں وہ امام کی شرط کے مطابق نہیں ہیں جیسے بعض روایات میں مال داری کا معیار صبح وشام کا کھانا یا پچاس درہم یا اس کے برابر سامان وغیرہ مذکور ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب — کھجور کا تخمینہ لگانا

۱۳۹۶ ترجمہ : ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تبوک کی جنگ لڑی جب آپ وادی

marfat.cpm

هٰذا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْاَنْصَارِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ دُوْرُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ دُوْرُ بَنِي عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ دُوْرُ بَنِي سَاعِدَةَ اَوْ دُوْرُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ يَعْنِي خَيْرًا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كُلُّ بُسْتَانٍ عَلَيْهِ حَائِطٌ فَهُوَ حَدِيْقَةٌ وَمَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ حَائِطٌ لَا يُقَالُ حَدِيْقَةٌ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنِي عَمْرٌو ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ۔

القریٰ میں پہنچے تو ایک عورت اپنے باغ میں دیکھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اس کی کھجوروں کا اندازہ لگاؤ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق اندازہ لگایا اور اس عورت سے فرمایا جو کچھ اس میں سے نکلے اسے یاد رکھنا جب ہم تبوک پہنچے تو آپ نے فرمایا آج رات سخت ہوا چلے گی کوئی شخص کھڑا نہ ہو اور جس کے ساتھ اونٹ ہے وہ اس کو باندھ دے،، ہم نے اونٹ باندھ دیئے اور سخت آندھی چلی ایک شخص کھڑا ہو گیا تو اس کو ہوا نے طیّ کے پہاڑ پر پھینک دیا،، ایلہ کے بادشاہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر نذرانہ بھیجا اور آپ نے اس کو چادر بھیجی اور اس کے لئے اس ملک کی حکومت برقرار رکھی جب آپ وادی القریٰ تشریف لائے تو اس عورت سے فرمایا تیرے باغ سے کتنی کھجور اُتری ہیں۔ اس عورت نے کہا دس وسق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مدینہ منورہ جلدی جانے والا ہوں جو میرے ساتھ جانا چاہے وہ جلد تیاری کرے۔ ابن بکار نے اس لفظ کا ہم معنیٰ ذکر کیا کہ جب آپ مدینہ منورہ کے قریب ہوئے تو فرمایا یہ طَیْبَہ ہے اور جب اُحُد کو دیکھا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں کیا میں تم کو انصار کے گھروں میں سے بہتر گھر کی خبر نہ دوں؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی نجار کے گھرانے پھر بنی عبدالاشہل کے گھرانے پھر بنی ساعدہ کے گھرانے یا بنی حارث بن خزرج کے گھرانے اور انصار کے تمام گھرانوں میں خیر اور بہتری ہے،، سلیمان بن بلال نے کہا ہم سے عمرو نے بیان کیا کہ پھر بنی حارث کے گھرانے پھر بنی ساعدہ کے گھرانے (بہتر ہیں) اور سلیمان نے سعد بن سعید سے اُنھوں نے عمارہ بن غزیہ سے اُنھوں نے عباس سے اُنھوں نے اپنے باپ سہل بن سعد سے اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا اُحُد پہاڑ ہے وہ ہم سے محبّت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہر باغ جس کی دیوار ہو وہ حدیقہ ہے اور جس کی دیوار نہ ہو وہ حائط ہے اس کو "حدیقہ" نہیں کہا جاتا،، سلیمان بن بلال نے کہا مجھ سے عمرو نے بیان کیا پھر بنی خزرج کے مکان پھر بنی ساعدہ کے مکان بہتر ہیں سلیمان نے سعد بن سعید سے اُنھوں نے عمارہ بن غزیہ سے اُنھوں نے عباس سے اُنھوں نے اپنے باپ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا اُحد پہاڑ ہم سے محبّت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

marfat.cpm

بَابُ الْعُشْرِ فِيمَا يُسْقَى مِنْ مَاءِ السَّمَاءِ وَالْمَاءِ الْجَارِي وَلَمْ يَرَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي الْعَسَلِ شَيْئًا

۱۳۹۶ ــــــ شرح : خرص کی تفسیر یہ ہے کہ جب کھجوریں یا انگور وغیرہ جن میں زکوٰۃ واجب ہے پک جائیں تو بادشاہ کسی اندازہ لگانے والے کو بھیجتا ہے وہ باغات دیکھتا ہے اور کہتا ہے اس باغ سے اتنا خشک پھل اُترے گا اور اپنے اندازے کو محفوظ کر لیتا ــــ اور اس اعتبار سے ان پر عشر ثابت کرتا پھر وہ چلا جاتا ــــ اور باغ ان لوگوں کے حوالے کر دیتا ــــ جب پھل اُترنے کا وقت آئے تو اس اندازے کے مطابق ان سے عشر وصول کرتا ہے۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا خرص منسوخ ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مرفوع روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرص سے منع فرمایا ہے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پھل کی بیع خرص سے منع فرمائی ہے ،، نیز خرص تخمینہ اور اندازہ ہے یہ کبھی غلط بھی ہو سکتا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر سے روائت کی کہ " جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرص سے منع فرمایا اور فرمایا یہ تو بتاؤ اگر پھل تباہ ہو جائے کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرے گا کہ بلاوجہ اپنے بھائی کا مال کھائے ،، چونکہ حظر اباحت کے بعد ہوتی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ خرص منسوخ ہے ،، ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خرص صرف یہود پر ثابت ہے کیونکہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے شریک تھے اور وہ امین نہ تھے اور مسلمانوں پر خرص واجب نہیں فرمایا۔

اس حدیث سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہوتا ہے جبکہ آپ نے فرمایا رات کو سخت آندھی چلے گی اور قرآن کریم میں " يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ " ذاتی علم اللہ کے ساتھ خاص ہے جیسے فرمایا " قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ " میں ارض و سماء کے رہنے والوں سے ذاتی علم غیب کی نفی کی ہے کیونکہ عطائی علم غیب مخلوق کے لئے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ،، کتاب الایمان میں اس کی تفصیل مذکور ہے ،، اس حدیث سے مدینہ منورہ اور اُحد کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے نیز انصار کی فضیلت بھی منصوص ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کافروں سے ہدیہ قبول کر لینا جائز ہے اور کافروں کو بھی ہدیہ دینا جائز ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے مصائب اور بلایا امنڈ آتے ہیں جیسے مذکور شخص کو جبل طی میں پھینک دیا تھا ،،

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اُحد کا محبت کرنا حقیقت پر محمول ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں محبت پیدا کر دے اور اد۔ یہ ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد سے کلام کیا اور فرمایا " اے ٹھہر جا تیرے اُوپر کوئی نہیں ہے مگر نبی یا شہید۔ اسی طرح مسجد میں ستون کا رونا، پتھروں کا آپ کو سلام کہنا، اسی طرح درخت کا آپ سے عرض کرنا کہ نماز میں جنوں نے آپ کی اقتداء کی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم! تبوک " غیر منصرف ہے مدینہ منورہ سے شام کی جانب چودہ مراحل دُور ہے۔

باب ــــ آسمان کے پانی اور جاری پانی سے

marfat.cpm

١٣٩٧ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ هٰذَا تَفْسِيرُ الْأَوَّلِ لِأَنَّهُ لَمْ يُوَقِّتْ فِي الْأَوَّلِ يَعْنِي حَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ وَبَيَّنَ فِي هٰذَا وَقْتٌ وَالزِّيَادَةُ مَقْبُولَةٌ وَالْمُفَسِّرُ يَقْضِي عَلَى الْمُبْهَمِ إِذَا رَوَاهُ أَهْلُ الثَّبْتِ كَمَا رَوَى الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُصَلِّ فِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ بِلَالٌ قَدْ صَلَّى فَأُخِذَ بِقَوْلِ بِلَالٍ وَتُرِكَ قَوْلُ الْفَضْلِ۔

پلائی جانے والی زمین میں عُشر"

حضرت عُمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ شہد میں عشر کے قائل نہ تھے"

١٣٩٧ ترجمہ : سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ عبد اللہ سے اُنھوں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا جس زمین کو آسمان اور چشموں نے سراب کیا یا وہ زمین سیلابی ہو اس میں عُشر ہے اور جس زمین کو اُونٹ پر پانی لاد کر سیراب کیا جائے اس میں نصف عُشر ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ پہلی حدیث کی تفسیر ہے کیونکہ پہلی حدیث یعنی عبد اللہ بن عمر کی حدیث فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ،، میں نصاب کی تعیین نہیں کی اور اس میں تعیین کو بیان کیا ہے اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہوتی ہے اور مفسّر مبہم کا فیصلہ کرتا ہے جبکہ اس کی اہلِ ثبت (حافظہ والے) روائت کریں،، جیسے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے روائت کی کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کعبہ میں) نماز پڑھی ہے تو حضرت بلال کے قول کو لیا گیا اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول چھوڑ دیا گیا،،

١٣٩٧ — شرح : حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے قول کی باب کے عنوان سے مناسب اس طرح ہے کہ شہد میں جریان پایا جاتا ہے اس کی طبع میں اُوپر سے گرنا ہے لہٰذا اس اعتبار سے یہ پانی کے مناسب ہے،، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک قلیل وکثیر شہد میں عشر واجب ہے اور اس میں نصاب کی شرط نہیں ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب شہد کی قیمت پانچ وسق کو پہنچے تو عشر واجب ہے،، احناف نے ابن ماجہ کی حدیث سے استدلال کیا جو اُنھوں نے عمرو بن شعیب کے اسناد سے ذکر کی کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد سے عُشر لیا، قرطبی نے بھی عمر بن شعیب کے اسناد سے روائت کی کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں شہد کے ہر دس مشکیزوں سے ایک مشکیزہ عُشر لیا جاتا تھا، ابو داؤد میں عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سفیان بن وہب کو لکھا کہ اگر وہ شہد سے عشر ادا کرے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ادا کرتا تھا تو اس کے

marfat.com

علاقہ کی حفاظت کرو ورنہ وہ بادل کی مکھیاں ہیں جو چاہے اسے کھائے،، اس حدیث میں کسی نے کلام نہیں کیا لہٰذا کم از کم یہ حدیث حسن ہے اور یہ دلیل بن سکتی ہے اگرچہ صحیح کے درجہ کو نہ پہنچے نیز مکھیاں پھلوں اور پھولوں سے لیتی ہیں جو شہد بنتا ہے لہذا اس میں بھی عشر واجب ہے جیسے پھلوں میں عشر واجب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ زمین کی ہر پیداوار پر تھوڑی ہو یا زیادہ ہو عشر واجب ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں مقدار کی تعیین نہیں فرمائی،، اگر یہ سوال ہو کہ یہ حدیث مجمل ہے اور ابوسعید کی حدیث "لیس فیما دون خمسة اوسق صدقة" کہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں مفسّر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر کی حدیث کو مجمل کہنا غیر مسلم ہے کیونکہ مجمل وہ ہے کہ اس کے صیغہ سے تامل وغیرہ کرنے سے مراد کا پتہ نہ چلے لہٰذا یہ حدیث مجمل نہیں اور کلمۂ ما عام ہے اس لئے یہ حدیث عام ہے زمین کی ہر پیداوار کو شامل ہے" اور لکڑی، کانے، گھاس اور چارہ وغیرہ اس حکم سے بلا خلاف مستثنیٰ ہیں،، اور اگر ان چیزوں کی باقاعدہ کاشت کی جائے تو ان میں بھی عشر واجب ہے عدمِ وجوب تو صرف اس تقدیر پر ہے جب کہ یہ خود بخود پیدا ہو جائیں،، حضرت ابراہیم نخعی اور مجاہد رضی اللہ عنہما کا بھی یہی مذہب ہے،،

قولہٗ ھذا تفسیر الاوّل الخ اس سے ابوسعید کی آگے آنے والی حدیث کی طرف اشارہ کیا اور "اوّل" سے مراد عبداللہ بن عمر کی حدیث ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کا یہ کلام ابوسعید کی حدیث کے بعد ہے،، یعنی عبداللہ بن عمر کی حدیث کہ زمین کی ہر پیداوار سے عشر واجب ہے حدیث مجمل ہے اور ابوسعید کی حدیث پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں حدیث مفسّر ہے اور یہ عبداللہ بن عمر کی حدیث کی تفسیر کرتی ہے لہٰذا زمین کی ہر پیداوار میں پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں مگر ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ہم حدیث کا مجمل ہونا تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی اس کو اس کی تفسیر مانتے ہیں" الحاصل امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر کی حدیث نصاب اور نصاب سے کم کو شامل ہے یہ عام ہے اور ابوسعید کی حدیث نصاب کی مقدار کے ساتھ خاص ہے اور خاص و عام جب متعارض ہوں تو خاص عام کی تخصیص کرتا ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ عام کا اپنے عموم پر جاری رہنا اس کی تخصیص سے بہتر ہے لہذا ابوسعید کی حدیث کو عبداللہ بن عمر کی حدیث کا مخصص جاننا غیر مسلّم ہے۔

قولہٗ کما روی الخ یعنی فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں کعبہ میں نماز نہیں پڑھی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی لہذا نفی اور اثبات دونوں جمع ہو گئے اور حضرت بلال کے قول پر عمل ہے کیونکہ یہ حکم ثابت کرتا ہے اور فضل کا قول ترک کیا گیا کیونکہ یہ حکم کی نفی کرتا ہے دراصل قاعدہ یہ ہے کہ نفی جب دلیل سے معلوم ہو تو مثبت کے معارض ہوتی ہے ورنہ اس کا معارضہ نہیں کر سکتی اور فضل بن عباس کی حدیث میں نفی دلیل سے معلوم نہیں ہوتی لہذا یہ مثبت کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس لئے حضرت بلال کی حدیث کو جو مثبت ہے ترجیح دی جاتی ہے،، واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابٌ لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيمَا أَقَلُّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ مِّنَ الْإِبِلِ الذَّوْدِ صَدَقَةٌ وَلَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسِ أَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ بَابُ أَخْذِ صَدَقَةِ التَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ وَهَلْ يُتْرَكُ الصَّبِيُّ فَيَمَسُّ تَمْرَ الصَّدَقَةِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْأَسَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب — پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

۱۳۹۸ — روایت کی کہ آپ نے فرمایا پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور نہ پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ ہے اور نہ ہی پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا۔ یہ پہلی حدیث کی تفسیر ہے جبکہ فرمایا "لیس فیما دون خمسة اوسق صدقة" کیونکہ اُنھوں نے نصاب بیان نہیں کیا اور ہمیشہ علم میں اسے لیا جاتا ہے جو اہل ثبت نے زیادہ کیا ہو یا اُنھوں نے بیان کیا ہو"

شرح : حدیث ۱۳۲۵ کی تفہیم میں اس کی تفصیل دیکھیں امام بخاری

۱۳۹۸ — رحمہ اللہ نے اوّل سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث مراد لی ہے" امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث سے استدلال کیا کہ زمین سے جو کچھ پیداوار ہو قلیل ہو یا کثیر ہو اس میں عشر ہے نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین کو بارش سیراب کرے اس میں عشر ہے اور جو اونٹ پر لاد کر سیراب کی جائے اس میں نصف عشر ہے اس کی مسلم، نسائی، ابوداؤد اور امام احمد نے بھی روائت کی ہے یہ حدیث اپنے عموم کے اعتبار سے زمین کی ہر پیداوار میں عشر کے وجوب پر دلالت کرتی ہے ابن عربی رحمہ اللہ نے کہا اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب قوی تر ہے!

باب — کھجور کٹنے کے وقت اس کی زکوٰۃ لینا

کیا بچّہ کو چھوڑ دیا جائے وہ صدقہ کے کھجور کو ہاتھ سے مس کرتا رہے"

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ

۱۳۹۹ — علیہ وسلّم کے پاس زکوٰۃ کی کھجوریں ان کے کٹنے کے وقت لائی جاتیں

یہ شخص اپنے کھجور لاتا اور یہ اپنے کھجور سے صدقہ لاتا حتیٰ کہ آپ کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگ جاتا (امامان کریمان)

marfat.com

يُؤتى بالتمرِ عندَ صِرامِ النخلِ فيجئُ هذا بتمرِهِ وهذا من تمرِهِ حتّى يصيرَ عندَهُ كومًا من تمرٍ فجعلَ الحسنُ والحسينُ يلعبانِ بذلكَ التمرِ فأخذَ أحدُهما تمرةً فجعلَهُ في فيهِ فنظرَ إليهِ رسولُ اللهِ صلّى اللهُ عليهِ وسلّمَ فأخرجَها من فيهِ فقالَ أما علمتَ أنّ آلَ محمدٍ لا يأكلونَ الصدقةَ **باب** من باعَ ثمارَهُ أو نخلَهُ أو أرضَهُ أو زرعَهُ وقد وجبَ فيهِ العشرُ أو الصدقةُ فأدّى الزكوةَ من غيرِهِ أو باعَ ثمارَهُ ولم تجبْ فيهِ الصدقةُ وقولُ النبيِّ صلى اللهُ عليهِ وسلّمَ لا تبيعوا الثمرةَ حتى يبدوَ صلاحُها فلم يخصَّ البيعَ بعدَ الصلاحِ على أحدٍ ولم

حسن وحسین رضی اللہ عنہما ان کھجوروں سے کھیلنے لگے اُن میں سے ایک نے کھجور پکڑی اور اسے اپنے منہ میں ڈال لیا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو دیکھا اور کھجور ان کے منہ سے نکال دی اور فرمایا کیا جانتے نہیں ہو کہ آلِ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم صدقہ نہیں کھاتے ،،

۱۳۹۹ ـــــ

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آلِ محمّد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے لئے صدقہ جائز نہیں ،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذخیرہ سے نقل کیا کہ بالاتفاق جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر صدقہ حرام ہے مغنی میں ذکر کیا کہ ظاہر یہی ہے کہ فرض اور نفل تمام صدقات آپ پر حرام ہیں توضیح میں ذکر کیا کہ حدیث کی اس بات پر واضح دلالت ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آل پر صدقہ حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا کہ بنو ہاشم پر صدقہ نافلہ حرام ہے لہذا فرض زکوٰۃ ان کے لئے سخت حرام ہے ،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا صحیح تر یہ ہے ان پر صرف زکوٰۃ حرام ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا وہ بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ہیں اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا وہ صرف بنو ہاشم ہیں اور وہ حضرت علی، جعفر، عباس اور حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم کی اولادیں ہیں ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسنون یہ ہے کہ پھل پکنے پر اس کا عشر لیا جائے اور صدقات بادشاہ کے حوالہ کئے جائیں اگر زکوٰۃ کا مال علیحدہ کر دیا اور وہ چوری ہو گیا تو امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کے مذہب میں زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے" اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کو نماز کے بغیر مسلمانوں کے دوسرے امور میں استعمال کرنا جائز ہے جبکہ وہ شریعت مطہرہ میں مشروع ہوں ،، حدیث شریف میں ہے حبشی مسجد میں جنگی مشق کرتے تھے ،، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لائے اور اس کو مسجد میں رکھ دیا پھر وہ تقسیم کیا گیا۔ الحاصل مسجد کو مسلمانوں کے اجتماعی مسائل میں استعمال کرنا جائز ہے البتہ شخصی طور پر اس کا استعمال جائز نہیں ،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ جس نے اپنے پھل یا کھجور کا درخت یا زمین یا کھیتی کو بیچا حالانکہ

marfat.cpm

۱۴۰۰ یَخْرُصُ مَنْ وَجَبَتْ عَلَیْهِ الزَّکٰوۃُ مِمَّنْ لَمْ تَجِبْ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الثَّمَرِ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَکَانَ اِذَا

۱۴۰۱ سُئِلَ عَنْ صَلَاحِهَا قَالَ حَتّٰی تَذْهَبَ عَاهَتُهٗ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِی اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ خَالِدُ بْنُ یَزِیْدَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَیْعِ الثِّمَارِ

۱۴۰۲ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُهَا حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ عَنْ مَالِکٍ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الثِّمَارِ حَتّٰی تُزْهِیَ قَالَ حَتّٰی تَحْمَارَّ

اس میں عشر واجب تھا اور اُس نے زکوٰۃ دوسرے مال سے ادا کر دی یا وہ پھل بیچے جس میں صدقہ واجب نہ تھا اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ پھل اس وقت تک نہ بیچو حتیٰ کہ اس کی پختگی ظاہر ہو جائے، اور پختگی کے بعد بیچنے سے منع نہیں فرمایا اور نہ کسی کی تخصیص فرمائی کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو یا واجب نہ ہوئی ہو۔"

۱۴۰۰ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کی بیع سے منع فرمایا حتی کہ اس کی پختگی ظاہر ہو جائے۔ اور اس کی پختگی سے پوچھا جاتا تو فرماتے کہ اس کی آفت جاتی رہے۔"

۱۴۰۱ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کی بیع سے منع فرمایا حتیٰ کہ اس کی پختگی ظاہر ہو جائے"

۱۴۰۲ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کی بیع سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ رنگ دار ہو جائے یعنی سُرخ ہو جائے۔

عنوان میں نخل سے مراد وہ کھجور ہے جس پر پھل ہو اور "ارض" سے مراد وہ زمین ہے جس میں کھیتی ہو کیونکہ بعینہٖ درخت اور زمین میں صدقہ واجب نہیں اس ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک پھل کی پختگی کے بعد بیع جائز ہے اس میں زکاۃ واجب ہو یا واجب نہ ہو"، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس سے بخاری کا مقصد امام شافعی کے اس قول کا رد ہے کہ پھل کی پختگی کے بعد اس کی بیع جائز نہیں حتیٰ کہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے"، کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کی پختگی کے بعد بیع حرام نہیں فرمائی اس میں زکوٰۃ واجب ہو یا واجب نہ ہو اور کسی کی تخصیص نہ فرمائی"

marfat.com

باب هل يشتري صدقته ولا بأس أن يشتري صدقة غيره لأن النبي صلى الله عليه وسلم انما نهى المتصدق خاصة عن الشرى ولم ينه غيره حدثنا يحيى بن بكير قال حدثنا الليث عن عقيل ۱۴۰۲
عن ابن شهاب عن سالم ان عبد الله بن عمر كان يحدث ان عمر بن الخطاب تصدق بفرس في سبيل الله فوجده يباع فاراد ان يشتريه ثم اتى النبي صلى الله عليه وسلم فاستامره فقال لا تعد في صدقتك فان العائد في صدقته كالعائد في قيئه

۱۴۰۰ ، ۱۴۰۱ ، ۱۴۰۲ ——

شرح : اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے باغ یا زمین فروخت کی حالانکہ اس میں پھل یا کھیتی ہے جس کی پختگی ظاہر ہو چکی ہے۔ یہ بیع جائز ہے اور اس کی زکاۃ بائع پر واجب ہے جبکہ خریدار پر اس کی شرط نہ کی ہو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا مشتری کو اختیار ہے کہ وہ بیع کو نافذ کرے یا مسترد کر دے اور عشر پھل سے لیا جائے گا ،، کیونکہ ساعی کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ جو پھل دیکھے اس سے عشر وصول کرتا ہے ،، اس لئے اتنی مقدار بائع سے لی جائے جیسے مبیعہ میں جب عیب ظاہر ہو تو اس کی قیمت بائع سے لی جاتی ہے ،، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بیع فاسد ہے کیونکہ اس شئی کو فروخت کیا ہے جس کا مالک ہے اور مالک نہیں ہے کیونکہ جو مساکین کا حصہ ہے اس کا وہ مالک نہیں ہے لہٰذا بیع فاسد ہے ،، مگر ان تینوں ائمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جب درخت اور پھل کو بیچا اور پھل کی پختگی ظاہر نہ ہوئی ہو اس کی بیع جائز ہے اور اس کی زکوٰۃ مشتری (خریدار) پر واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ " یعنی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو " اور جس حدیث میں پختگی سے پہلے بیع سے منع کیا گیا ہے وہ درخت کے سوا صرف پھل کی بیع پر محمول ہے کیونکہ اس پر آفت آنے کا خطرہ ہے لہٰذا مشتری کا مال ضائع ہونے کا ڈر ہے اور جب درخت سمیت پھل خرید لیا جائے اور اس پر پھل کچا ہو تو جائز ہے کیونکہ بیع کا محل صرف درخت ہے اور وہ آفت سے محفوظ ہے! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس پھل کی زکوٰۃ واجب ہے زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے اس کا فروخت کرنا جائز ہے اور اس کی زکوٰۃ کسی دوسری شئی سے ادا کر دے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — کیا اپنے صدقہ کا مال خرید سکتا ہے اور دوسرے کے صدقہ کو خریدنے میں حرج نہیں

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف صدقہ دینے والے کو خریدنے سے منع فرمایا ہے ،، اور دوسروں کو منع نہیں فرمایا ،،

۱۴۰۳ ——

ترجمہ : حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ

marfat.cpm

۱۴۰۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ
قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ فَاَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَبِيْعُهُ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھوڑا اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا پھر دیکھا کہ اسے فروخت کیا جا رہا ہے تو انھوں نے اس کے خریدنے کا ارادہ کیا پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا اپنے صدقہ کو واپس نہ لو اسی لئے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی شئ جس کا انھوں نے صدقہ کیا ہوا ہوتا، خریدتے تو اسے صدقہ کر دیتے تھے،،

ترجمہ : ۱۴۰۴ —— زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے عمر فاروق کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں خیرات کیا جس کے پاس وہ گھوڑا تھا اس نے اس کو خراب کر دیا میں نے اسے خریدنے کا ارادہ کیا اور میں نے خیال کیا کہ وہ سستا بیچ دے گا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اسے نہ خریدو اور اپنے صدقہ کو واپس نہ لو۔ اگرچہ وہ تجھے ایک درہم میں دے کیونکہ خیرات کر کے واپس لینے والا ایسا ہے جیسے قے کر کے اسے کھا جائے،،

شرح : ۱۴۰۳ ، ۱۴۰۴ —— قولہ فی سبیل اللہ الخ اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھوڑا وقف کیا تھا لہذا اس کا خریدنا صحیح نہیں مگر ایسا نہیں کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس گھوڑے کو غازی کی ملک کر دیا تھا اور اس کے خراب کر دینے کی صورت میں اس کو خریدنا چاہا تھا،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کی روشنی میں اکثر علماء نے خیرات کردہ شئ فرض ہو یا نفل کو خریدنا مکروہ جانا ہے لیکن اگر کوئی صدقہ کی ہوئی شئ کو خریدے تو بیع فاسد نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ نہ خریدے اور اس میں سب کا اتفاق ہے کہ جس نے صدقہ کیا پھر اس کا وارث ہو گیا تو یہ اس کے لئے حلال ہے حدیث شریف میں ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنی والدہ پہ ایک لونڈی صدقہ کی تھی اور وہ فوت ہو گئی ہے آپ نے فرمایا تجھے صدقہ کا ثواب مل گیا اور میراث نے تجھے لونڈی واپس کر دی،، یہ بلا کراہت جائز ہے اور بیع کی صورت میں اس لئے مکروہ ہے کہ جس پہ صدقہ کیا جائے وہ جب اسے فروخت کرے گا تو عادت یہ ہے کہ وہ اس میں مسامحت کرے گا تو گویا وہ بعض صدقہ واپس لینے والا ہو گا،، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیرات کو خریدنا مکروہ نہ جانتے تھے جبکہ وہ خیرات کرنے والے کے ہاتھ سے نکل کر دوسرے کے ہاتھ میں چلی جائے حسن بصری اور ابن سیرین کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الصَّدَقَةِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰلِهٖ

حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ١٤٠٥

قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِخْ كِخْ لِيَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّا لَا نَاْكُلُ الصَّدَقَةَ

باب — جو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کے لئے صدقہ کے بارے میں منقول ہے

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجور میں سے ایک کھجور پکڑی اور اس کو اپنے منہ میں ڈال لیا تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھُو تھُو تاکہ وہ اسے پھینک دے پھر فرمایا کیا جانتے نہیں ہو کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے ہیں۔

١٤٠٥ — شرح : قولہٗ اما شعرت الخ یہ لفظ اس شئی میں استعمال کیا جاتا ہے جس کی تحریم وغیرہ واضح ہو اگرچہ مخاطب اسے نہ جانتا ہو یعنی اس کی حرمت واضح ہونے کے باوجود تم پر یہ کیسے مخفی رہی اگر انہیں یہ کہا جاتا کہ "لَا تَفْعَلْ" تو اس سے اتنی زجر نہ ہوتی جس قدر اس کلمہ میں زجر ہے،،

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر صدقہ کی تحریم میں حکمت یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال پاک ہوجاتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ"، یعنی ان کے مالوں سے صدقہ لے کر ان کو پاک کرو،، معلوم ہوا کہ صدقہ میل کچیل ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آل لوگوں کی میل کچیل سے پاک وصاف ہے،، یا اس لئے کہ آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بلند ہیں اور صدقہ لینے والے کا ہاتھ نیچا ہوتا ہے اور صدقہ لینے میں ذلت بھی ہے جو آلِ کرام کے لائق نہیں یہ کہنا بھی درست ہے کہ اگر آلِ کرام صدقات لیتے تو ان پر دشمنوں کی زبانیں دراز ہوتیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں تاکہ ہمارے مال لے کر اپنی آل کو کھلائیں اس لئے آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے اموال کی زکوٰۃ انہیں کے فقراء میں تقسیم کی جائے،،

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں وہ آپ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ دو مرتبہ اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ آپ انتہائی درجہ کے متقی اور پرہیزگار تھے حتیٰ کہ دنیا اور خلافت کو ترک کر دیا۔ آپ سات ماہ خلیفۃ المسلمین رہے پھر اسے امیر معاویہ کے حوالے کر دیا اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا اظہار ہے کہ آپ نے فرمایا تھا یہ میرا بیٹا سید ہے ان کے سبب اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم لشکروں

marfat.com

بَابُ الصَّدَقَةِ عَلٰى مَوَالِي اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۴۰۶ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً مَيْتَةً اُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُوْنَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ اِنَّمَا حُرِّمَ اَكْلُهَا۔

میں صلح کرا دے گا۔ آپ ۳ھ میں پیدا ہوئے اور پچاس ہجری میں آپ کا انتقال ہوا،، ایک روائت کے مطابق ان کا ۵۸ھ ہجری میں انتقال ہوا اور مدینہ منورہ جنت البقیع میں مدفون ہوئے،، ان کے فضائل اور مناقب بے شمار ہیں

باب — نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیویوں کے آزاد کردہ غلاموں پر صدقہ ،،

۱۴۰۶ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مری ہوئی بکری پائی جو میمونہ کی لونڈی کو صدقہ دی گئی تھی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس کے چمڑے سے تم نے نفع کیوں نہیں اُٹھایا لوگوں نے کہا حضور یہ تو مردار ہے۔ آپ نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے،،

۱۴۰۶ — شرح : ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی کو صدقہ دیا گیا اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس پر کوئی تنقید نہ فرمائی۔ معلوم ہُوا کہ آپ کے ازواج کے موالی کے لئے صدقہ حلال ہے باب کے عنوان کا مطلب بھی یہی ہے اس سے بخاری کا مقصد پُورا ہو جاتا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمام فقہا کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ازواج کے لئے صدقہ حرام نہیں لہٰذا ان کے موالی کے لئے بھی صدقہ حرام نہیں مگر ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن ابی ملیکہ کے طریق سے روائت کی کہ خالد بن سعید بن عاص نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ بھیجا تو آپ نے اس کو واپس کر دیا اور کہا ہم آلِ محمدؐ صلّی اللہ علیہ وسلّم ،، ہیں ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں حلال نے بھی ابن ابی ملیکہ کے طریق سے یہ روائت ذکر کی ہے ابن قدامہ نے اس کو ذکر کیا،، ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بیویاں آپ کی آل ہیں ان کے لئے صدقہ لینا حرام ہے،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردار کا چمڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور ان کے تلامذہ کا یہی مذہب ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ مردار کے چمڑے سے دباغت کے بعد نفع حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہی یہ صحیح ہے کہ مردار کے چمڑے سے دباغت سے پہلے انتفاع کر سکتے ہیں،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خنزیر اور آدمی کے چمڑے کے سوا ہر چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے وہ ماکول اللحم کا چمڑا ہو یا غیر ماکول اللحم کا چمڑہ ہو،، امام

marfat.com

۱۴۰۷ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ لِلْعِتْقِ وَاَرَادَ مَوَالِيْهَا اَنْ يَشْتَرِطُوا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قَالَتْ وَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقُلْتُ هٰذَا مَا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

بَابُ اِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ

۱۴۰۸ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ

شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خنزیر اور کتے کے چمڑے کے سوا تمام چمڑے دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں ماکول اللحم کے چمڑے ہوں یا غیر ماکول اللحم کے ہوں ان کو خشک اور تر استعمال کرنا جائز ہے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا تمام چمڑے اُوپر اُوپر سے دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں ان کا باطن پاک نہیں ہوتا ان کو خشک استعمال کرنا جائز ہے پانی سے تر کر کے ان کا استعمال صحیح نہیں ان پر نماز پڑھ سکتے ہیں مگر ان کو پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں ،، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ کوئی چمڑہ دباغت سے پاک نہیں ہوتا اس جیسی امام مالک سے بھی ایک روائت ہے داؤد ظاہری نے کہا ہر چمڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے کتے اور خنزیر کی کوئی تخصیص نہیں - واللہ ورسولہ اعلم - !

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی تفصیل حدیث ۴۴۶ کی تفہیم میں دیکھیں ،، ہدیہ اور صدقہ میں فرق یہ ہے کہ صدقہ میں آخرت کے ثواب کے لئے شئی ہبہ کی جاتی ہے اور ہدیہ میں مُتہَب کے اکرام و اعزاز کے لئے نذرانہ پیش کیا جاتا ہے - واللہ ورسولہ اعلم !

۱۴۰۷ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لئے ان کو خریدنے کا ارادہ کیا اور بریرہ کے مالکوں نے چاہا کہ اس کی ولاء اپنے لئے شرط کریں - ام المؤمنین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اس کو خرید لو ولاء تو اس کے لئے ہے جو اسے آزاد کرے - ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو میں نے کہا یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے ،،

باب — جب صدقہ محتاج کے حوالے کر دیا جائے

۱۴۰۸ ترجمہ : ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی شئی (کھانے کے لئے) ہے ام المؤمنین نے کہا کچھ نہیں صرف وہ گوشت ہے جو نُسَیبہ نے اس بکری میں سے ہم کو بھیجا ہے جو آپ نے اسے صدقہ میں دی ہے ،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو اپنے مقام پر پہنچ گئی ،،

marfat.cpm

ابن زریع قال حدثنا خالد عن حفصة بنت سیرین عن ام عطیة الانصاریة قالت دخل النبی صلی اللہ
علیہ وسلم علی عائشة فقال هل عندکم شئ فقالت لا الا شئ بعثت به الینا نسیبة من الشاة التی
۱۴۰۹ بعثت لها من الصدقة فقال انها قد بلغت محلها حدثنا یحیی بن موسی قال حدثنا
وکیع قال حدثنا شعبة عن قتادة عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بلحم
تصدق به علی بریرة فقال هو علیها صدقة وهو لنا هدیة وقال ابو داود وانبانا شعبة عن قتادة
سمع انسا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم **باب** اخذ الصدقة من الاغنیاء وترد فی الفقراء حیث
۱۴۱۰ کانوا **حدثنا** محمد بن مقاتل قال اخبرنا عبد اللہ قال اخبرنا زکریاء بن اسحاق عن یحیی بن

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم
۱۴۰۹ ——— صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا جو بریرہ کو صدقہ
میں ملا تھا آپ نے فرمایا وہ گوشت اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے،، اور ابو داؤد نے کہا ہم کو شعبہ
نے قتادہ سے خبر دی کہ انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا،،

تشریح: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام عطیہ کو صدقہ کی بکری بھیجی اس نے اس کے گوشت سے ام المؤمنین رضی اللہ
عنہا کو کچھ گوشت بطور ہدیہ بھیجا تھا اسی لئے آپ نے فرمایا وہ تو اپنے مقام پر پہنچ گیا،، یعنی جب ام عطیہ نے اسے قبول
کر لیا تو وہ اس کی ملک میں داخل ہو گیا اور اب صدقہ نہ رہا تحول کا معنی بھی یہی ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ متصدق علیہ نے اگر اپنی مرضی سے صدقہ کے مال میں سے کسی غنی یا ہاشمی کو دے دیا تو غنی اور ہاشمی کے لئے اس صدقہ
کے مال کو لینا جائز ہے کیونکہ وہ صدقہ کے مفہوم سے نکل گیا ہے۔
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ کھا لیتے صدقہ نہ کھاتے تھے کیونکہ ہدیہ میں محبت کی دعوت ہے۔ حدیث
شریف میں ہے،، تهادوا تحابوا،، ایک دوسرے کو ہدیہ کرو آپس میں محبت کرنے لگو گے۔ صدقہ میں یہ بات نہیں اس
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شئ کسی علت کے باعث حرام ہو علت زائل ہو جانے سے وہ شئ حلال ہو جاتی ہے
اور اشیاء میں تحریم ان کی ذوات میں داخل نہیں،،

باب ——— مال داروں سے زکوٰۃ لینا اور فقراء کو تقسیم کرنا وہ جہاں بھی ہوں!"

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
۱۴۱۰ ——— صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل سے فرمایا جبکہ انکو یمن بھیجا
تم ایک قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہلِ کتاب ہیں جب ان کے پاس پہنچو تو ان کو یہ دعوت دو کہ وہ لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کی شہادت دیں (ان کو توحید و رسالت کی دعوت دو) اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کریں تو

marfat.com

عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ اَنَّكَ سَتَأْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ الْكِتَابِ فَاِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ اِلٰى اَنْ يَّشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ **بَابُ** صَلٰوةِ الْاِمَامِ وَدُعَائِهٖ لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ الْاٰيَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ فَاَتَاهُ اَبِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى

ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کریں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان میں مال داروں سے لی جائے اور ان میں سے فقراء کو تقسیم کی جائے اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کریں تو ان کے عمدہ اموال لینے سے بچو اور مظلوم کی بددُعا سے بچتے رہو کیونکہ اس کی بد دُعا اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم کو وعظ کرنا اور اس کو ظلم سے ڈرانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ،، اللہ کی لعنت اس کی رحمت سے دُور کرنا ہے اور ظلم ہر شریعت میں حرام رہا ہے اور مظلوم کی بدعا مسترد نہیں ہوتی اگرچہ وہ کافر ہی ہو،، اور اللہ تعالیٰ جیسے مومن کے ظلم کو پسند نہیں کرتا اس طرح کافر کے ظلم کو بھی اچھا نہیں جانتا قرآن کریم میں ہے" انہٗ لا یظلم الناس شیئًا،، اللہ لوگوں پہ ذرّہ بھر ظلم نہیں کرتا۔ اس عموم میں مومن و کافر سب داخل ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ امام کا صدقہ دینے والے کے لئے دعاء کرنا،،

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! آپ ان کے مالوں سے زکوٰۃ لیجئے اور انھیں اس کے ذریعہ پاک وصاف کیجئے اور ان کے لئے دُعا

۱۴۱۱ ـــــ

کرئیے! حضرت عبداللہ بن اوفیٰ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب لوگ اپنے صدقات لے کر آتے تو آپ فرماتے اے اللہ آل فلاں پر اپنی رحمت نازل فرما میرا باپ صدقہ لے کر آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے اللہ آل ابی اوفیٰ پر اپنی رحمت فرما۔

marfat.cpm

بَابُ مَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ ابْنُ

عَبَّاسٍ لَيْسَ الْعَنْبَرُ بِرِكَازٍ هُوَ شَيْءٌ دَسَرَهُ الْبَحْرُ وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْعَنْبَرِ وَاللُّؤْلُؤِ الْخُمُسُ وَإِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي الرِّكَازِ الْخُمُسَ لَيْسَ فِي الَّذِي يُصَابُ فِي الْمَاءِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ فَرَمَى بِهَا فِي الْبَحْرِ فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ فَإِذَا بِالْخَشَبَةِ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ

شرح : صلوٰۃ ،، سے مراد دعاء ہے کیونکہ یہ اس کا لغوی معنیٰ ہے ،، دُعا کا عطف صلوٰۃ پر اس لئے کیا ہے کہ یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ دُعاء صلوٰۃ کے لفظ سے ہی ہوتی ہے بلکہ جس لفظ سے دعاء کی جائے جبکہ اس سے ثنا اور خیر کا معنی ادا ہو جائے کافی ہے ،، جیسے آجرک اللہ فیما اعطیت، بارک اللہ فیما ابقیت یا یوں کہے اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ وتقبل منہ اِن جیسے الفاظ سے دُعا کا معنیٰ ادا ہو جاتا ہے ۔"

اس حدیث سے ان لوگوں نے جو غیر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر استقلالاً صلوٰۃ کے مجوّز ہیں استدلال کیا ہے ۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے ۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ اور امام مالک ، شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا غیر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر استقلالاً صلوٰۃ جائز نہیں لہٰذا یہ نہیں کہا جاتا ، اللّٰھم صَلِّ علیٰ اٰل ابی بکر اور نہ یہ کہا جاتا ہے ۔ اللّٰھم صل علی اٰل ابی عمر اکثر علماء کا یہی مسلک ہے البتہ غیر نبی پر بالتبع صلوٰۃ جائز ہے اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کیونکہ کسی نے بھی ذکر نہیں کیا کہ آپ نے زکوٰۃ فراہم کرنے والوں کو یہ حکم دیا ہو کہ وہ زکوٰۃ دینے والوں پر صلوٰۃ بھیجیں ۔ اگر یہ مناسب ہوتا تو آپ ان کو اس کا حکم فرماتے ،، الحاصل جیسے عزّ وجل اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور محمد عزّ وجل نہیں کہا جاتا اگرچہ آپ عزیز و جلیل ہیں اسی طرح صلی اللہ علیہ ،، انبیاء کرام کے ساتھ خاص ہے لہٰذا ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہا جاتا اگرچہ معنی درست ہے صحیح تر قول یہ ہے کہ غیر انبیاء پر صلوٰۃ بالاستقلال مکروہ ہے بعض حرام کہتے ہیں اور بعض اسے آداب سے شمار کرتے ہیں ،، واللہ ورسولہ اعلم !

باب ـــــ جو سمندر سے نکالا جائے "

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عنبر رکاز نہیں عنبر ایسی چیز ہے جس کو سمندر پھینکتا ہے ،، اور حسن بصری نے کہا عنبر اور موتی میں خُمس (پانچواں حصّہ) ہے ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکاز میں خُمس مقرر کیا ،، جو پانی میں پایا جائے اس میں خمس نہیں اور لیث نے کہا مجھے جعفر بن ربیعہ نے عبدالرحمٰن بن ہُرمز سے بیان کیا کہ اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

marfat.com

بابٌ فی الرکازِ الخمسُ وقالَ مالکٌ

اُنھوں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے بنی اسرائیل کے ایک شخص سے سوال کیا کہ وہ اسے ایک ہزار دینار قرضہ دے اُس نے اس کو دے دیا وہ سمندر پر گیا اور کشتی نہ ملی اُس نے ایک لکڑی لی اور اس کو کرید کر اس میں ایک ہزار دینار رکھ دیئے اور اسے سمندر میں پھینک دیا وہ شخص جس نے اس کو قرضہ دیا تھا باہر نکلا تو ایک لکڑی دیکھی تو اس کو اپنے گھر کے لئے ایندھن لے آیا پھر پوری حدیث بیان کی جب اُس نے لکڑی کو کھولا تو اُس نے اپنا مال پایا،،

شرح: عنبر خوشبو کی قسم ہے علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا عنبر سمندر کی جھاگ ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ سمندری جانور کا گوبر ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا وہ ایک بوٹی ہے جسے اللہ تعالیٰ سمندر کے کنارے پر اُگاتا ہے واللہ اعلم!

قولہٗ رکاز،، معدن (کان) اور کنز (خزانہ) دونوں پر رکاز کا اطلاق ہوتا ہے معدن کا اطلاق خصوصًا اس پر ہوتا ہے جو خلقۃً زمین میں پائی جاتی ہے اور کنز وہ ہے جو زمین میں مدفون ہو۔،، رکاز دونوں کو شامل ہے مجمع الغرائب میں ہے کہ رکاز معدن ہے۔ بعض کہتے ہیں جاہلیت کے خزانے رکاز ہیں۔ ابن قدامہ نے کہا موتی، مرجان اور عنبر وغیرہ جو سمندر سے نکالے جاتے ہیں ان کو رکاز نہیں کہا جاتا اس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی روائت کی ہے امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے، امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ عنبر اور موتیوں میں خمس ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے رد میں ذکر کیا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکاز میں خمس فرمایا ہے اور جو شئی سمندر سے نکالی جائے وہ رکاز نہیں لہٰذا عنبر اور موتیوں وغیرہ میں خمس نہیں ہے۔

باب کا عنوان ہے جو شئی سمندر سے نکالی جائے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روائت بھی اس پر دلالت کرتی ہے اس طرح دونوں میں مطابقت محض استخراج من البحر میں پائی جاتی ہے اور عنوان سے مناسبت کے لئے اتنی قدر کافی ہے،، اس حدیث سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ عنبر اور موتی وغیرہ جو سمندر سے نکالے جاتے ہیں ان میں خمس نہیں کیونکہ ان پر رکاز کا اطلاق نہیں ہوتا اور خمس رکاز میں ہے؛ چنانچہ حدیث میں مذکور جس شخص نے دنانیر والی لکڑی اُٹھائی تھی اس کا یہ گمان نہ تھا کہ اس میں دینار ہیں جو فلاں کو قرض دیئے تھے وہ تو صرف جلانے کے لئے اس کو اُٹھا لایا تھا اور اس میں خمس کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے جیسے قرض دینے والے شخص نے توکل کیا تھا اور اسی طرح قرض ادا کرنے والے نے اللہ پر توکل کیا اور دونوں بامراد کامیاب ہوئے ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ "وَفِی الرکازِ الخمسُ،، ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو رکاز نہیں اس میں خمس نہیں اور سمندر پر رکاز کا اطلاق نہیں ہوتا اور موتی اور عنبر وغیرہ سمندر کی پیداوار ہے لہٰذا یہ مچھلی اور صدف جیسے ہیں ان میں خمس نہیں اور مذکور شخص کا سمندر سے لکڑی ایندھن کے لئے اُٹھا لانا اس بات کی دلیل ہے کہ سمندر میں سے جو شئی ملے اس میں کوئی واجب نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ صرف رکاز میں خمس (پانچواں حصّہ) ہے،،

marfat.cpm

وَابْنُ اِدْرِیْسَ الرِّکَازُ دِفْنُ الْجَاهِلِیَّةِ فِیْ قَلِیْلِهٖ وَکَثِیْرِهِ الْخُمُسُ لَیْسَ الْمَعْدِنُ بِرِکَازٍ وَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَعْدِنِ جُبَارٌ وَفِی الرِّکَازِ الْخُمُسُ وَاَخَذَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ مِنَ الْمَعَادِنِ مِنْ کُلِّ مِائَتَیْنِ خَمْسَةً وَقَالَ الْحَسَنُ مَا کَانَ مِنْ رِکَازٍ فِیْ اَرْضِ الْحَرْبِ فَفِیْهِ الْخُمُسُ وَمَا کَانَ مِنْ اَرْضِ السِّلْمِ فَفِیْهِ الزَّکٰوةُ وَاِنْ وُجِدَتْ لُقَطَةٌ فِیْ اَرْضِ الْعَدُوِّ فَعَرِّفْهَا فَاِنْ کَانَتْ مِنَ الْعَدُوِّ فَفِیْهَا الْخُمُسُ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْمَعْدِنُ رِکَازٌ مِثْلُ دِفْنِ الْجَاهِلِیَّةِ لِاَنَّهٗ یُقَالُ اَرْکَزَ الْمَعْدِنُ اِذَا اَخْرَجَ مِنْهُ شَیْءٌ قِیْلَ لَهٗ فَقَدْ یُقَالُ لِمَنْ وُهِبَ لَهُ الشَّیْءُ وَرَبِحَ رِبْحًا کَثِیْرًا اَوْ کَثُرَ ثَمَرُهٗ اَرْکَزْتَ ثُمَّ نَاقَضَهٗ وَقَالَ لَا بَاْسَ اَنْ یَّکْتُمَهٗ وَلَا یُؤَدِّیَ الْخُمُسَ

امام مالک اور امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا رکاز جاہلیت کا دفینہ ہے اس کے قلیل وکثیر میں خمس ہے اور معدن رکاز نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معدن میں کچھ نہیں اور رکاز میں خمس ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے معادن سے ہر دو سو دراہم سے پانچ دراہم لئے امام حسن بصری نے کہا دارِ حرب کی زمین میں جو رکاز پایا جائے اس میں خمس ہے اور جو صلح کی زمین میں سے ملے اس میں زکوٰۃ ہے اور اگر دشمن کی زمین میں سے ملے تو اس میں زکوٰۃ ہے اگر تو دشمن کی زمین میں گمی ہوئی شئ پائے تو اس کی تشہیر کر اور اگر دشمن کی زمین میں پائے تو اس میں خمس (پانچواں حصہ) ہے ،، بعض لوگوں نے کہا جاہلیت کے دفینہ کی طرح معدن رکاز ہے اس لئے کہ کہا جاتا ہے " اَرْکَزَ الْمَعْدِنُ اِذَا اُخْرِجَ مِنْهُ شَیْءٌ "، یعنی جب معدن سے کوئی شئ نکلے تو " اَرْکَزَ الْمَعْدِنُ "، کہا جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس کو کوئی شئ ہبہ کی جائے یا وہ کثیر نفع کمائے یا اس کے باغ کا پھل زیادہ آئے تو اسے کہا جاتا ہے " اَرْکَزْتَ "، بعض لوگوں نے اس کا خلاف کیا اور کہا کہ اس کے چھپانے میں حرج نہیں اور خمس ادا نہ کرے

شرح — امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قدیم قول یہ ہے کہ رکاز میں خمس ہے اور وہ جاہلیت کا دفینہ ہے جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو وہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں خمس واجب ہے اور ان کا جدید قول یہ ہے کہ رکاز جب تک نصاب کو نہ پہنچے اس میں خمس واجب نہیں ہے ،،

امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے معدن اور رکاز میں فرق کیا کہ معدن میں کچھ نہیں اور رکاز میں خمس ہے لہٰذا معدن رکاز نہیں ہے اور معدن وہ ہے جو سونا چاندی وغیرہ خلقۃً زمین میں پایا جائے۔ اُنھوں نے مذکور حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکاز میں خمس فرمایا اور معدن کو ہدر فرمایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے معدن کو رکاز سے جُدا سمجھا اور معادن سے خمس نہ لیا بلکہ ہر دو سو درہم سے پانچ درہم ہیں اس میں بھی امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مسلک کی تائید ملتی ہے ،،

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا جو دفینہ دشمن کی زمین سے ملے اس میں خمس ہے اور جو صلح کی زمین میں سے پایا جائے اس میں زکوٰۃ ہے اور لقطہ اگر دشمن کی زمین میں سے پایا جائے تو اس کی تشہیر کرو اور اگر وہ دشمن کا مال ہے تو اس میں خمس ہے وہ لقطہ کے حکم میں نہیں ،، امام حسن بصری کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ رکاز میں مطلقاً خمس واجب ہے اور یہ قول احناف کے مسلک کے زیادہ قریب ہے ،،

marfat.com

قال بعض الناس آہ اس سے مراد امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں مگر مسئلہ کی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس بعض الناس میں سفیان ثوری اور اوزاعی بھی شامل ہیں کیونکہ ان کا مذہب بھی یہ ہے کہ معدن اور رکاز کا حکم واحد ہے اور اس کے قلیل وکثیر میں خمس واجب ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چنانچہ ابن بطال رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور دیگر علماء کہتے ہیں کہ معدن رکاز کی مثل ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ عرب کہتے ہیں جبکہ کوئی رکاز پائے" اَرْكَزَ الرَّجُلُ " امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض الناس کہتے ہیں کہ معدن رکاز ہے کیونکہ کہا جاتا ہے" ارکز المعدن " جبکہ اس سے کچھ نکلے ،، لہٰذا معدن میں بھی رکاز کی طرح خمس ہے ،، امام بخاری نے اعتراض کیا کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو لازم آئے گا کہ مال موہوب میں بھی خمس واجب ہو اور اسی طرح اس کو نفع زیادہ ہو یا باغ میں پھل بکثرت آپائے تو اس میں بھی خمس واجب ہو کیونکہ جب کسی کو کچھ ہبہ ہو یا اس کو زیادہ نفع وغیرہ حاصل ہو تو عرب لوگ کہتے ہیں اَرْكَزْتَ ،، حالانکہ ساری امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان اشیاء میں خمس نہیں ہے اور مناقضہ کی تقریر یہ ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ معدن میں خمس واجب ہے کیونکہ یہ رکاز ہے پھر یہ کہہ دیا کہ جائز ہے کہ رکاز کو چھپائے اور خمس نہ دے حالانکہ رکاز معدن کو شامل ہے ،،

امام طحاوی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو کوئی رکاز پائے اس کے لئے حرج نہیں کہ اس میں سے مساکین کو خمس دے اور اگر وہ محتاج ہو تو خود کھالے نیز امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کسی کو اس کے گھر سے معدن ملے اس میں کچھ واجب نہیں حالانکہ یہ معدن کو بھی رکاز کہتے ہیں ،،

پہلے اعتراض میں دلیل منقوض ہے اور دُوسرے میں حکم منقوض ہے" اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا معدن رکاز جیسی ہے اور عربوں کے اس قول" اَرْكَزَ الرَّجُلُ " سے استدلال کیا کہ جب کسی کو سونے کا ٹکڑا زمین سے ملے تو اسے کہا جاتا ہے" اَرْكَزْتَ " اور کسی عرب اور غیر عرب سے یہ منقول نہیں کہ وہ اسے" اَرْكَزَ الْمَعْدَنُ" کہے وہ تو صرف" اَرْكَزَ الرَّجُلُ "کہتے ہیں اور جب اَرْكَزَ الْمَعْدَنُ "کہنا ہی صحیح نہیں تو اسے اعتراض کی اساس بنانا جائز نہیں اور اس قول کے ساتھ الزام صحیح نہیں کہ جسے کوئی شئ ہبہ کی جائے یا اس کو نفع کثیر حاصل ہو یا اس کے باغ میں پھل زیادہ آئے تو اسے کہا جاتا ہے" اَرْكَزْتَ "، لہٰذا موہوب اور منافع اور پھل میں خمس واجب ہونا چاہیئے کیونکہ" اَرْكَزَ الرَّجُلُ "، جبکہ اس کو سونے کا ٹکڑا زمین میں سے ملے کو یہ لازم نہیں کہ جب کسی کو کچھ ہبہ، نفع وغیرہ حاصل ہو تو اسے کہا جائے" اَرْكَزْتَ "، کیونکہ" ارکز الرجل "، اسی وقت ہی کہا جاتا ہے کہ جب کوئی زمین سے سونے کا ٹکڑا پائے" اور اس قید (سونے کا ٹکڑا) کے بغیر" ارکز الرجل" نہیں کہا جاتا نیز امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مناقضہ بھی صحیح نہیں کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مراد (طحاوی کے منقول قول سے) یہ ہے کہ جس کو رکاز ملے تو وہ اسے اپنے اس حق کے عوض میں جو اس کا بیت المال میں حق ہے رکھ سکتا ہے امام رضی اللہ عنہ نے معدن میں واجب حق کو ساقط نہیں کیا ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام بخاری کا مناقضہ محض تعسُّف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

marfat.cpm

۱۴۱۲ حَدَّثَنَا عبدُ اللّٰہِ بنُ یوسُفَ قالَ اخبرنا مالِکٌ عَنِ ابنِ شِہابٍ عَنْ سَعِیدِ بنِ المُسَیَّبِ وعَنْ اَبِی سَلَمَۃَ ابنِ عبدِ الرَّحمٰنِ عَنْ اَبِی ہُرَیرَۃَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وسلم قالَ العَجماءُ جُبارٌ والبِئرُ جُبارٌ والمَعدِنُ جُبارٌ

۱۴۱۳ وفِی الرِّکازِ الخُمُسُ بابُ قَولِ اللّٰہِ تعالٰی والعَامِلِینَ عَلَیہَا ومُحَاسَبَۃِ المُصَدِّقِینَ مَعَ الاِمَامِ حَدَّثَنَا یُوسُفُ بنُ مُوسٰی قالَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَۃَ قالَ حَدَّثَنَا ہِشَامُ بنُ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیہِ عَنْ اَبِی حُمَیدٍ السَّاعِدِیِّ قالَ اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلًا مِنَ الاَسْدِ عَلٰی صَدَقَاتِ بَنِی سُلَیمٍ یُدْعٰی ابنَ اللُّتْبِیَّۃِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَہٗ

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ عجماء، کنواں اور معدن تینوں ہدر ہیں اور رکاز میں خمس (پانچواں حصہ) ہے"

۱۴۱۲ ——

شرح : عجماء یعنی حیوانات کا فعل ان کو عجماء اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کلام نہیں کرتے" یعنی جب کوئی جانور اپنے مالک سے چھوٹ کر کسی انسان کو ہلاک کر دے یا کس کا نقصان کر دے تو وہ ہدر ہے مالک پر اس کا تاوان نہیں اسی طرح اگر کسی شخص نے لوگوں کے پانی پینے کے لئے جنگل میں کنواں کھدوایا اور اس میں کوئی گر کر مر گیا یا کسی شخص کو کنواں کھودنے کے لئے مزدوری پر لایا تاکہ وہ اس کی ملکیت میں کنواں کھود دے اور اس اجیر پر کنواں گر گیا اور وہ مر گیا تو مستاجر پر کوئی تاوان نہیں اسی طرح زمین میں سے دھات وغیرہ نکالنے کے لئے اجیر لایا اور اس پر کان گر گئی اور وہ مر گیا تو مستاجر پر ضمان نہیں ہے جبار کا معنی ہدر اور لغو ہے" حدیث شریف میں "رکاز" کا "معدن" پر عطف کیا اور یہ مغائرت کا مقتضی ہے معلوم ہوا کہ رکاز اور معدن دونوں مختلف ہیں معدن میں کوئی شئی نہیں اور رکاز میں خمس یعنی پانچواں حصہ ہے" لہٰذا حدیث کی اس بات پر دلالت واضحہ ہے کہ معدن رکاز نہیں ہے" امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مقصد ہے مگر احناف کہتے ہیں کہ امام بیہقی نے معرفت میں حبان بن علی کے واسطہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "رکاز سونا ہے جو زمین میں پیدا ہوتا ہے" ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا "رکاز کیا شئی ہے تو آپ نے فرمایا رکاز سونا ہے کہ جس روز اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا کی اس میں سونا بھی پیدا کر دیا" اس حدیث سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ رکاز ہی معدن ہے" نیز بیہقی نے مکحول سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے معدن کو رکاز جان کر اس میں خمس واجب کیا معلوم ہوا کہ معدن اور رکاز شئی واحد ہیں اور حدیث میں معدن کا محمل وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم!

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "وَالْعَامِلِینَ عَلَیہَا" اور صدقہ وصول کرنے والے سے امام کا محاسبہ"

ترجمہ : ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اسد سے ایک شخص کو بنو سلیم کے مالوں کی زکوٰۃ کی فراہمی کے

۱۴۱۳ ——

marfat.com

بَابُ اِسْتِعْمَالِ اِبِلِ الصَّدَقَةِ

وَاَلْبَانِهَا لِاَبْنَاءِ السَّبِيْلِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُنَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ اجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَرَخَّصَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْتُوا اِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ اَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَعَضُّوْنَ الْحِجَارَةَ تَابَعَهُ اَبُوْ قِلَابَةَ وَثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ ١٤٠٤

لئے حاکم مقرر کیا جس کو ابن لُتْبِیَّہ ،، کہا جاتا ہے جب وہ (مال لے کر آیا) تو اس کا محاسبہ کیا۔

١٤١٣ — شرح : ابن لُتبیہ کو سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلہ اسد سے ایک شخص کو بنو سُلیم کے مالوں کی زکوٰۃ کی فراہمی کے لئے عامل مقرر کیا تھا جب وہ زکوٰۃ لے کر آیا تو اس سے حساب لیا ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی مسلمانوں کے امُور کے اہتمام میں مشغول ہو تو اس کے عمل کے مطابق اس کو بیت المال سے وظیفہ دینا جائز ہے اور عاملوں اور حاکموں کا محاسبہ کرنا جائز ہے اور افضل کے ہوتے ہُوئے غیر افضل کو حاکم بنانا جائز ہے ،، اور ان کے عمل سے اُن کا وظیفہ مقرر کرنا جائز نہیں بلکہ امام اپنی صوابدید پر جو چاہے اس کو عمالت اور اجرت دے ،، محاسبہ سے انسان کی دیانتداری کی وضاحت ہوتی ہے اسی لئے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عمّال کا محاسبہ کیا کرتے تھے ،، نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم جب کسی کو دیکھے کہ وہ تاویل میں غلطی کر رہا ہے جس کا نقصان عام لوگوں کو پہنچنے کا ڈر ہو تو وہ اس کی خطاء علانیہ طور پر بیان کر دے جیسے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے خطبہ میں ابن لتبیہ کی خطاء کا اعلان فرمایا تھا جبکہ وہ مال لے کر آیا اور کہا یہ زکوٰۃ ہے اور یہ مجھے بطور ہدیہ اور نذرانہ ملا ہے تو آپ نے فرمایا وہ اپنے گھر بیٹھا رہے پھر دیکھے اس کے پاس کیسے ہدایا آتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مسافروں کا صدقہ کے اونٹ اور ان کا دودھ استعمال کرنا ،،

١٤١٤ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ قبیلہ عُرَیْنَہ سے چند لوگ مدینہ منوّرہ آئے اور اُنھوں نے اس کی آب وہوا کو ناموافق پایا تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو رخصت دی کہ وہ صدقہ کے اونٹوں میں جا کر ان کا دودھ اور پیشاب پئیں ان لوگوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ لے کر بھاگ گئے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے پھر ان کو لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں اور ان کو گرم پتھریلی زمین میں پھینک دیا وہ پتھروں کو چباتے تھے ابو قلابہ، حُمید اور ثابت نے انس سے روائت کرنے میں قتادہ کی متابعت کی۔

marfat.com

بَابُ وَسْمِ الْاِمَامِ اِبِلَ الصَّدَقَةِ بِيَدِهٖ

۱۴۱۵ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو وَقَالَ حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ غَدَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ لِيُحَنِّكَهٗ فَوَافَيْتُهٗ فِيْ يَدِهِ الْمِيْسَمُ يَسِمُ اِبِلَ الصَّدَقَةِ

شرح : حَرَّۃ پتھریلی زمین ہے اس میں پتھر سیاہ تھے گویا کہ وہ آگ سے جلائے گئے ہیں ،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ باب کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت حرام شئی کے ساتھ دوا کرنی جائز ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں اس لئے کٹوا دیئے تھے کہ وہ مرتد ہو جانے کے علاوہ ڈاکہ زن تھے ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروانا مثلہ کے نسخ سے پہلے تھا ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ صدقہ کے مصارف کی آٹھ اقسام سے صرف ایک قسم کو صدقہ دینا صحیح ہے بخلاف امام شافعی رضی اللہ عنہ کے وہ آٹھ اقسام میں سے ہر قسم پر صدقہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں ،، اور یہ حجت یقینی ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافروں کا صدقہ کے اونٹوں سے نفع حاصل کرنے کو علیحدہ ذکر کیا ہے جب آٹھ اقسام سے ایک قسم کو علیحدہ ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ ایک قسم پر صدقہ کرنا جائز ہے۔ مزید تفصیل حدیث ۲۳۳ کی تفہیم میں دیکھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ امام کا صدقہ کے اونٹوں کو اپنے ہاتھ سے داغ دینا ،،

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں صبح سویرے عبداللہ بن ابوطلحہ کو جناب رسول اللہ صلی

۱۴۱۵ ـــــ اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گیا تاکہ آپ اسے تحنیک فرمائیں میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ کے ہاتھ میں داغ دینے کا آلہ تھا جس سے آپ صدقہ کے اونٹوں کو داغ دے رہے تھے ،،

۱۴۱۵ ـ شرح تحنیک کا معنیٰ یہ ہے کہ کھجور کو چبا کر بچے کے منہ میں رکھا جائے اور شہادت کی انگلی سے اس کے تالو سے لگا دی جائے تاکہ وہ آہستہ آہستہ اس کے حلق میں اترتی رہے اسے "گھٹی" بھی کہتے ہیں" سوافات ،، کا معنی اتیان ہے ،، مِیْسَم ،، داغ دینے کا آلہ ہے جس سے حیوانات کو داغ دیا جاتا ہے جانوروں کو داغ دینے کا فائدہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے متمایز ہو جائیں اور اگر کوئی آدمی جانور صدقہ کرے تو اس کا کسی اور سبب سے واپس آنے کا خوف زائل ہو جائے چہرے پر داغ دینا مکروہ ہے اور جس روائت میں تعذیب حیوان سے منع کیا گیا ہے اس سے وسم حیوان مخصوص ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کو متقی اور پرہیزگاروں کے پاس لے جا کر ان سے تحنیک کرانی چاہیئے تاکہ وہ اس کے لئے دعا کریں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَرَأَى أَبُو الْعَالِيَةِ وَعَطَاءٌ وَابْنُ سِيْرِيْنَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ فَرِيْضَةٌ

١٤١٦ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ

لوگوں کی عادت تھی کہ وہ آپ کے تھوک مبارک سے تبرک حاصل کیا کرتے تھے،، مذکور عبداللہ بن ابوطلحہ حضرت انس بن مالک کا بھائی ہے کیونکہ ام سُلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا دونوں کی والدہ ہے اور یہ دونوں اخیافی بھائی ہیں صحیح میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے والدین کے لئے دُعاء فرمائی تھی جبکہ اُنھوں نے ایک رات جماع کیا تھا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری رات کی کارروائی میں برکت کرے۔ چنانچہ اس رات ام سُلیم حاملہ ہوگئیں اور اس حمل سے عبداللہ پیدا ہوئے وہ قرآن کریم کے قاری تھے اور اس کے نو یا دس بچّے قرآن کے قاری تھے۔ عبداللہ صحابی ہیں اور وہ فارس میں شہید ہوگئے تھے۔ واللہ ورسُولہ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب — صدقۂ فطر کا وجوب

ابوعالیہ، عطا اور ابن سیرین نے کہا کہ صدقۂ فطر فرض ہے"

۱۴۱۶ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو غلام، آزاد آدمی، مذکر و مؤنث اور چھوٹے بڑے مسلمانوں پر فرض ہے اور حکم فرمایا کہ عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ ادا کیا جائے،،

۱۴۱۶ — شرح : امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا صدقۂ فطر فرض ہے، احناف کہتے ہیں یہ واجب ہے اور بعض علماء اسے سنت کہتے ہیں اور بعض حضرات کہتے ہیں صدقہ فطر پہلے واجب تھا پھر منسوخ ہوگیا اس کی دلیل یہ ہے کہ قیس بن

marfat.cpm

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْعَبْدِ وَغَيْرِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

اسعد بن عبادہ نے کہا کہ ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم فرمایا جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہُوا تو ہم کو صدقہ دینے کا حکم نہ دیا اور نہ ہی اس سے منع کیا اور اب ہم صدقہ دیتے ہیں اس کی نسائی، ابن ماجہ اور مستدرک میں حاکم نے روائت کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صدقہ فطر کی فرضیت کے سقوط کی دلیل نہیں کیونکہ ایک فرض کا نزول دُوسرے فرض کے سقوط کو واجب نہیں کرتا،، اور حال یہ ہے کہ صدقہ فطر کے وجوب پر علماء کا اتفاق اور اجماع ہے اگرچہ اس کا نام فرض یا واجب رکھنے میں اختلاف ہے لہٰذا اس کا ترک جائز نہیں۔ ابن دقیق العید نے کہا لغت میں فرض کا معنی تقدیر ہے لیکن شریعت مطہرہ کی اصطلاح میں وجوب طرف منقول ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کا وجوب پر محمول کرنا اچھا ہے۔ یہ حقیقت اصطلاحیہ میں واجب ہے اس کا مرتبہ سنت و فرض کے درمیان ہے اسی لئے اس کا منکر کافر نہیں،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ فطر کھجور اور جو ایک صاع ہے۔ ابو عمر نے کہا علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ کھجور اور جَو ہر ایک میں سے ایک پُورا صاع صدقہ فطر ہے اور وہ چار مُدّ ہے،، عبد تجارت کے لئے نہ ہو تو اس کا فطرانہ مالک پر واجب ہے اگر تجارت کے لئے ہو تو اس کا فطرہ واجب نہیں اور نہ ہی اس کے مالک پر واجب ہے۔ امام ابو حنیفہ، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے،، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں منکوحہ عورت کا فطرہ اس کے شوہر پر واجب نہیں امام مالک اور شافعی بھی یہی کہتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے اور بڑے جن کی مشقت اُٹھاتے ہیں کا صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم فرمایا،، امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف رضی اللہ عنہما نے کہا کہ چھوٹی اولاد کا فطرانہ باپ ادا کرے اور اگر ان کا علیحدہ مال ہے تو اس سے ادا کرے (ہدایہ) امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا بہر حال یتیم پر فطرہ واجب ہے اس حدیث سے امام مالک، شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ کافر غلام کا صدقۂ فطر واجب نہیں امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ کافر غلام کا فطرانہ اس کے آقا پر واجب ہے عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ مالک اپنے ہر مملوک کا فطرانہ ادا کرے اگرچہ وہ یہودی یا نصرانی ہو اس جیسی روائت ابن ابی شیبہ نے بھی مصنف میں ذکر کی ہے۔ دار قطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ فطر ہر چھوٹے بڑے مذکر و مؤنث یہودی نصرانی حر اور مملوک سے گندم نصف صاع یا جَو وغیرہ پُورا صاع ادا کرو۔ امام طحاوی نے مشکل میں اس کی تائید میں ابن مبارک کی ابن لہیعہ سے روائت ذکر کی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا صدقہ فطر ہر انسان سے جس کی کفالت کرتا ہو وہ چھوٹا ہو یا بڑا حر ہو یا غلام اگرچہ نصرانی ہو گندم دو مُدّ اور کھجور ایک صاع ادا کرے ابن لہیعہ کی روائت متابع ہو سکتی ہے خصوصًا جبکہ ابن مبارک اس سے روائت کرے واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ مُسلمان غلام اور آزاد پر صدقہ فطر واجب ہونا

marfat.cpm

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ ۱۴۱۷
اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۱۴۱۸
مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ
عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُطْعِمُ الصَّدَقَةَ صَاعًا
مِّنْ شَعِيْرٍ بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ ۱۴۱۹
عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ سَرْحٍ الْعَامِرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ
الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ
اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ

۱۴۱۷ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور ایک صاع یا جَو ایک صاع ہر مسلمان ہر آزاد یا غلام مذکر یا مؤنث پر صدقہ فطر فرض کیا،،

باب — جَو سے ایک صاع صدقہ فطر

۱۴۱۸ ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا ہم صدقہ فطر ایک صاع کھانے کے لئے دیا کرتے تھے،،

باب — طعام سے ایک صاع صدقہ فطر

۱۴۱۹ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک صاع طعام یا ایک صاع جَو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع خشک انگور صدقہ فطر دیا کرتے تھے!

۱۴۱۹ شرح : اس حدیث سے امام شافعی، امام مالک اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ گندم سے صدقہ فطر ایک صاع ہے اُنھوں نے کہا عرف میں طعام سے گندم مراد لی جاتی ہے۔ نیز حاکم نے مستدرک میں عیاض بن عبداللہ سے روایت کی کہ ابوسعید کے پاس صدقہ فطر کا ذکر ہُوا تو اُنھوں نے کہا میں تو صدقہ فطر اتنا ہی دوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک صاع کھجور یا ایک صاع گندم یا ایک صاع جو دیا کرتے تھے کسی نے ان سے کہا یا دو مد

marfat.cpm

۱۴۲۰ **باب** صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ
يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَكٰوةِ
الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَجَعَلَ النَّاسُ عَدْلَهٗ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ **باب**
۱۴۲۱ صَاعٌ مِنْ زَبِيْبٍ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ بْنَ اَبِيْ حَكِيْمٍ الْعَدَنِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

گندم تو اُنھوں نے کہا کہ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیمت کے اعتبار سے ذکر کیا ہے میں اسے قبول نہیں کرتا اور نہ ہی اس پر عمل کرتا ہوں۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور دار قطنی نے سنن میں اس کی روائت کی ہے۔

احناف کے نزدیک صدقہ فطر نصف صاع گندم ہے اور مذکور حدیث میں طعام سے مراد جَو ہیں کیونکہ صحیح بخاری میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا کہ ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ مبارک میں فطر کے دن ایک صاع طعام دیا کرتے تھے۔ ابو سعید نے کہا ہمارا طعام جَو، منقّہ، پنیر اور کھجور تھا،، صحیح بخاری کی اس روائت سے طعام کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اس سے مراد گندم نہیں ہے،، اور جو حاکم نے مستدرک میں ایک صاع گندم کی روائت کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابو داؤد نے کہا یہ محفوظ نہیں ہے،، ابن خذیمہ نے کہا اس حدیث میں "حنطہ" کا لفظ غیر محفوظ ہے معلوم نہیں کس کو یہ وہم ہو گیا ہے،، اور کسی کا یہ کہنا "یا دو مدّ (نصف صاع گندم،، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّل حدیث میں "حنطہ") کا لفظ صرف وہم پر مبنی ہے کیونکہ اگر یہ صحیح ہوتا تو اس کا دو مدّ گندم،، کہنا بے معنی ہوتا،، حاکم بعض احادیث کی تصحیح میں تساہل کر جاتے ہیں،، نیز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقدیر پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عمل کیا لہذا اس پر اجماع ہو گیا،،

حضرات خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کی بہت بڑی جماعت کا مذہب یہی ہے،، ابو داؤد نے ثعلبہ بن ابی صعیر کی روائت ان کے والد سے نقل کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بُرّ یا قمح یعنی گندم ہر دو آدمیوں سے ایک صاع ہے وہ چھوٹے ہوں یا بڑے آزاد ہوں یا غلام مذکر ہوں یا مؤنث الحدیث،، جمہور علماء کا مذہب یہی ہے کہ صدقہ فطر واجب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ صدقہ فطر کھجور سے ایک صاع ،،

۱۴۲۰ ــــ ترجمہ: نافع سے روائت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو صدقہ فطر دینے کا حکم فرمایا حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے اس کے برابر دو مُدّ گیہوں مقرّر کر لیا۔

باب ــــ منقّی ایک صاع ،،

۱۴۲۱ ــــ ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں طعام ایک صاع یا کھجور ایک صاع یا جَو ایک صاع یا منقّی ایک صاع صدقہ دیتے تھے جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور گندم آنے لگی تو اُنھوں نے

marfat.com

زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ قَالَ حَدَّثَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُعْطِيهَا فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ فَلَمَّا جَاءَ مُعَاوِيَةُ وَجَاءَتِ السَّمْرَاءُ قَالَ أُرَى مُدًّا مِنْ هٰذَا يَعْدِلُ مُدَّيْنِ

کہا میرا خیال ہے کہ اس کا مُدّ اُس کے دو مُدّ کے برابر ہے،،

یعنی گندم ایک مُدّ باقی اجناس سے دو مُدّ کی مثل ہے اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا اور گندم سے نصف صاع صدقہ واجب کیا ابوداؤد نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہر چھوٹے، بڑے آزاد اور غلام سے طعام ایک صاع یا پنیر ایک صاع یا جَو ایک صاع یا کھجور ایک صاع یا منقّی ایک صاع صدقہ فطر دیتے تھے اور بہت عرصہ یہی صدقہ دیتے رہے حتیٰ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج یا عمرہ کرنے آئے اور منبر پر لوگوں سے خطاب کیا اور ان کا منجملہ خطاب یہ تھا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ شام کی گندم کے دو مُدّ ایک صاع کھجور کے مساوی ہیں لوگوں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا ابوسعید نے کہا میں جب تک زندہ رہوں گا وہی صدقہ دیتا رہوں گا (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیتے تھے) امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث پر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اعتماد کیا اور گندم نصف صاع صدقہ فطر واجب کی اس پر امام نووی نے تنقید کی کہ یہ حدیث معتمد علیہ نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ امیر معاویہ صحابی کا فعل ہے اور ابوسعید خدری اور دیگر صحابہ کرام جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کا لمبا زمانہ شرف حاصل ہوا ہے اور آپ کے حال کو زیادہ جانتے ہیں وہ اس عمل کے خلاف ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے اور یہ نہیں کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے،، مگر نووی کے کلام میں نظر ہے کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جمّ غفیر نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ابوداؤد کی اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ" فَأَخَذَ النَّاسُ بِذَالِكَ،، یعنی لوگوں نے اس پر عمل شروع کر دیا اور یہ عموم اجماع پر دلالت کرتا ہے اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی مخالفت اجماع پر اثر انداز نہیں ہو سکتی جبکہ اس اجماع پر خلفاء راشدین کا بھی عمل رہا ہے اور یہ کہنا بعید نہیں کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ قدرِ واجب سے زیادہ نفلی صدقہ دیتے رہے ہوں لہٰذا امام ابوحنیفہ رضی اللہ کا ابوسعید کی حدیث پر اعتماد قابل اعتماد ہے کہ اس میں صحابہ کے اجماع کی مخالفت نہیں ہوتی،، اس کے علاوہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں طعام سے مراد گندم لینا مناسب نہیں جبکہ صحیح بخاری میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ طعام سے مراد گندم نہیں؛ چنانچہ حدیث ۱۴۲۳ میں ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں" وَكَانَ طَعَامُنَا الشَّعِيرَ وَالزَّبِيبَ وَالْأَقِطَ وَالتَّمْرَ،، یعنی ہمارا طعام جَو، منقّی، پنیر اور کھجور تھا اس سے واضح ہوتا ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ گندم کا ایک صاع نہ دیتے تھے وہ مذکور طعام کا صاع دیتے تھے کیونکہ وہ فطرہ صرف کھجور، جو پنیر اور زبیب سے ہی دیا کرتے تھے اور ان کا مذکور قول اس کی واضح دلیل ہے لہٰذا یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف نہیں اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع کے خلاف ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.cpm

بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ

١٤٢٢ الْعِيدِ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ
١٤٢٣ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلٰوةِ حَدَّثَنَا مُعَاذُ
ابْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَكَانَ
طَعَامَنَا الشَّعِيرُ وَالزَّبِيبُ وَالْأَقِطُ وَالتَّمْرُ بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي
الْمَمْلُوكِينَ لِلتِّجَارَةِ يُزَكَّى فِي التِّجَارَةِ وَيُزَكَّى فِي الْفِطْرِ

باب ـــــ عید کی نماز سے پہلے فطرہ دینا،،

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کا نمازِ

١٤٢٢ ـــــ

عید کے لئے نکلنے سے پہلے صدقہ فطر دینے کا حکم فرمایا،،

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں فطر کے دن ایک صاع

١٤٢٣ ـــــ

طعام فطرہ دیا کرتے تھے اور ہمارا طعام، جَو، زبیب، پنیر اور کھجور تھا،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت طعام صرف مذکور اشیاء تھیں اس تفسیر سے اس حدیث کی وضاحت ہوجاتی ہے کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا "کنا نخرج زکاۃ الفطر صاعًا من طعام الحدیث گویا کہ اس حدیث کی یہ حدیث تفسیر ہے اور اس میں عطف تفسیر کے لئے ہے یعنی ہم عہدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں طعام فطرہ دیتے تھے اور وہ جَو، زبیب، پنیر اور کھجور تھا،، اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ لغت میں طعام ہر مطعوم کو شامل ہے اس میں تو نزاع نہیں بحث تو صرف اس میں ہے کہ "شعیر اور باقی اطعمہ کا معطوف علیہ طعام ہے اور عطف ہی اس بات کی دلیل ہے کہ طعام کا معنی عرفی مراد ہے اور وہ گندم ہے جیسے وعدہ خیر اور شر دونوں کو عام ہے اور جب اس پر وعید کا عطف کیا جائے تو وعدہ خیر کے ساتھ مختص ہوجاتا ہے،، اس کے عدمِ صحت کی وجہ یہ ہے کہ عطف کا یہ معنی غیر مسلم ہے بلکہ عطف کا مدلول یہ ہے کہ جس طعام کا ابوسعید نے ذکر کیا ہے وہ مذکور اصناف سے ایک قسم ہے کیونکہ یہ ماقبل کی تفسیر ہے اور اصل یہ ہے کہ لغوی معانی کا لحاظ کیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ آزاد اور غلام پر صدقہ فطر"

زہری نے کہا تجارت کے غلاموں کے بارے میں کہا کہ ان سے زکوٰۃ دی

marfat.com

حدثنا ابو النعمان قال حدثنا حماد بن زيد قال حدثنا ايوب عن نافع عن ابن عمر قال فرض النبي صلى الله عليه وسلم صدقة الفطر او قال رمضان على الذكر والانثى والحر والمملوك صاعا من تمر او صاعا من شعير فعدل الناس به نصف صاع من بر فكان ابن عمر يعطي التمر فاعوز اهل المدينة من التمر فاعطى شعيرا وكان ابن عمر يعطي عن الصغير والكبير حتى ان كان ليعطي عن بني وكان ابن عمر يعطيها الذين يقبلونها وكانوا يعطون قبل الفطر بيوم او يومين قال ابو عبد الله بني يعني بني نافع قال كانوا يعطون لجمع لا للفقراء

باب صدقة الفطر على الصغير والكبير

قال ابو عمر ورأى عمر وعلي وابن عمر وجابر وعائشة وطاؤس وعطاء وابن سيرين ان يزكى مال اليتيم وقال الزهري يزكى مال المجنون

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر یا یہ کہا کہ صدقہ رمضان ہر مرد، عورت اور ہر آزاد اور غلام پر کھجور ایک صاع یا جو ایک صاع فرض کیا پھر لوگوں نے گندم کا آدھا صاع اس کے مساوی مقرر کر لیا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ فطر کھجور دیا کرتے تھے ،، جب مدینہ منورہ کے لوگ کھجوروں کے محتاج ہو گئے تو انھوں نے جو فطرہ دیا عبداللہ بن عمر ہر چھوٹے بڑے حتیٰ میرے بیٹوں کی طرف سے فطرانہ دیتے تھے ،، اور وہ یہ ان لوگوں کو دیتے تھے جو اس کو قبول کرتے تھے ،، لوگ عید کے ایک یا دو دن پہلے فطرہ دیتے تھے

۱۴۲۴ — مشرح : یعنی امام زہری رضی اللہ عنہ تجارتی غلاموں کی زکوٰۃ ادا کیا کرتے تھے اور اُن کا فطرانہ بھی دیتے تھے ،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سال ختم ہونے کے بعد تجارتی غلام کی قیمت میں زکوٰۃ واجب ہے فطرہ واجب نہیں ہے اور غلام تجارت کے لئے نہ ہو تو اس کا فطرہ واجب ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ،، ابو عبید نے کتاب الاموال میں زہری سے روایت کی کہ مملوک پر زکوٰۃ نہیں اس کا مالک صرف اس کا فطرانہ دے ،،

مذکور حدیث ۱۴۲۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اور کھجور سے صدقہ فطر ایک صاع ہے اور کھجور وغیرہ کا صاع گندم کے نصف صاع کے برابر ہے اس حدیث میں احناف کے مذہب کی دلیل ہے کہ گندم سے صدقہ فطر آدھا صاع ہے اور عید سے ایک دو دن پہلے فطرہ دینا جائز ہے ،، اور جو کوئی یہ کہے کہ وہ فقیر ہے اور زکوٰۃ قبول کرے تو اس کو زکوٰۃ دیدے اور اس کے فقر و احتیاجی کی جستجو نہ کرے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — ہر چھوٹے بڑے پر صدقہ فطر

ابو عمر نے کہا کہ حضرت عمر فاروق علی مرتضیٰ عبداللہ بن عمر ام المومنین عائشہ صدیقہ طاؤس عطاء ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ خیال ہے کہ یتیم کے مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے اور زہری نے کہا مجنوں کے مال کی

marfat.cpm

۱۴۲۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْمَنَاسِكِ بَابُ وُجُوْبِ الْحَجِّ وَفَضْلِهٖ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ

زکوٰۃ ادا کی جائے۔

ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر جو ایک صاع یا کھجور ایک صاع ہر چھوٹے بڑے اور ہر آزاد اور مملوک پر فرض فرمایا،،

۱۴۲۵ —— شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید سے پہلے صدقہ فطر دینا جائز ہے،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ فطرانہ صرف اپنی قوُت سے دے کیونکہ صحابہ کرام کے لئے اعلیٰ طعام کھجور تھا جب وہ نہ ملے تو جَو دیئے" اگر بچہ مال دار ہو تو اس کا والی اس کے مال سے اس کا فطرہ دے ورنہ اس کا فطرہ وہ دے جس پہ اس کا نان و نفقہ واجب ہے،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب الحج

باب —— حج کا وجوب اور اس کی فضیلت

اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے جو وہاں جانے کی قدرت رکھتا ہو،، اور جس نے اس کا انکار کیا تو بے شک اللہ ساری دُنیا سے بے نیاز ہے،،

marfat.cpm

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ

اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فضل بن عباس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے ۱۴۲۶

قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی تو فضل اس طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کی طرف دیکھ رہی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر رہے تھے اس عورت نے عرض کیا ،، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کا فریضہ حج اس کے بندوں پر ہے نے میرے بوڑھے باپ کو پالیا ہے وہ سواری پر ٹھہر نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ! یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

شرح : لغت میں حج کا معنی قصد ہے اور اصطلاح میں وقوف عرفہ پر مشتمل عبادت کے لئے کعبہ کا قصد کرنا ہے ،، علامہ قرطبی ۱۴۲۶

نے کہا پانچ ہجری میں حج فرض ہوا بعض علماء کہتے ہیں نو ہجری میں فرض ہوا اور یہی صحیح ہے ،، جمہور علماء کا کہنا ہے کہ مذکور آئت کریمہ حج کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے ،، حج ساری عمر میں ایک بار فرض ہے جب یہ آئت کریمہ " لِلّٰهِ علی النّاس حج البیت الآیۃ ،، نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے ؟ آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور جب ہر سال فرض ہو جاتا تو تم نہ کر سکتے اور جب نہ کرتے تو عذاب میں مبتلا ہو جاتے ۔ اللہ تعالیٰ نے حج کی فرضیت کے لئے استطاعت شرط کی ہے اور استطاعت یہ ہے کہ حج کو آنے جانے کا خرچہ اور سواری کی قدرت ہو اور اس کے ساتھ ساتھ راستہ پُرامن ہو ،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " السبیل الزاد والراحلۃ " ،، حج کی استطاعت ہو اور وہ حج نہ کرے تو اس پر سخت وعید وارد ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام میں عورت چہرہ کھولے رکھے اس پر اجماع ہے ،، فضل بن عباس کا اس عورت کی طرف دیکھنا طبع بشری کے غلبہ کے باعث تھا کیونکہ انسان میں شہوات کی ترکیب ہے جب بشری طبع کا غلبہ ہو جائے تو وہ ان کا مقابلہ کرنے میں ناتواں ہو جاتا ہے ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا کہ فضل بچے تھے آپ نے ان کا اجنبیہ کو دیکھنا مکروہ جانا تھا امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا جب کوئی شخص معذور ہو جائے اور فریضۂ حج ادا نہ کر سکے تو اس کی طرف سے کوئی دوسرا آدمی حج کرے تو جائز ہے ۔ امام مالک رضی اللہ عنہ اسے جائز نہیں کہتے ہیں اور مذکور حدیث ان کے خلاف پختہ دلیل ہے ،،

صاحب ہدایہ نے کہا اصل یہ ہے کہ انسان کے لئے جائز ہے کہ اپنے اعمال نماز ، روزہ ، صدقات وخیرات

marfat.cpm

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تعالیٰ عزّ وجلّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ فِجَاجًا الطُّرُقُ الْوَاسِعَةُ

کا ثواب اپنے غیر کو نذرانہ کردے اس پر اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے قربانی کئے ایک اپنی ذات ستودہ صفات کی طرف سے اور دوسرا اپنی امت کے لئے ذبح کیا، عبادت کی تین اقسام ہیں ایک محض مالی عبادت جیسے زکاۃ اس میں کسی کو نائب بنانا جائز ہے کہ اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کردے" دوسری عبادت محض بدنی ہے جیسے نماز اس میں کسی حال میں نیابت جائز نہیں تیسری عبادت جو دونوں سے مرکب ہو جیسے حج مالی اور بدنی سے مرکب ہے،، اس میں نیابت اس وقت صحیح ہے جب مناب عنہ کو چلنے کی قدرت نہ ہو مگر شرط یہ ہے کہ موت تک وہ چلنے سے عاجز رہے ،،

بظاہر حدیث سے یہی سمجھ آتا ہے کہ مناب عنہ کا حج ادا ہو جاتا ہے ،، کسی مریض نے نائب کو حج کرنے بھیجا پھر وہ تندرست ہو گیا تو اس کا حج ادا نہ ہوگا اور اس پر حج کرنا فرض ہے اور اگر وہ تندرست نہ ہو اور مر جائے تو اس کا فریضۂ حج ادا ہو جاتا ہے ،،

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر کسی نے حج نہ کیا ہو اور وہ کسی کی طرف سے حج کرنا چاہے تو جائز ہے اور مذکور حدیث اس کی دلیل واضح ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خثعمیہ عورت سے یہ دریافت نہ فرمایا کہ تو نے پہلے حج کیا ہے یا نہیں اور اس کو باپ کی طرف سے حج کرنے کی اجازت دے دی ،،

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کسی نے فریضۂ حج ادا نہ کیا ہو تو کسی کی طرف سے وہ حج نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سُنا کہ وہ کہہ رہا ہے "لبیک عن شبرمہ" ،، آپ نے فرمایا شبرمہ کون ہے اس نے کہا میرا بھائی ہے یا اُس نے کہا میرا قریبی ہے آپ نے فرمایا تو نے حج کر لیا ہے؟ اُس نے کہا جی نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلا اپنا حج کر دو پھر اپنے بھائی کی طرف سے حج کرنا ،، اس کا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ شبرمہ کی حدیث معلول ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عباس پر موقوف ہے ،،

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا جب کسی پر حج فرض ہو تو وہ دیر بعد بھی کر سکتا ہے امام محمد رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے ،، امام مالک اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما نے کہا اس پر فوراً اسی سال حج کرنا فرض ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس میں وضاحت نہیں کی لیکن امام ابو یوسف نے کہا کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ اسی سال فوراً حج کرے اور یہی صحیح ہے ،، حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ آپ نے فرمایا "من اراد الحج فلیعجل ، کہ جو حج کا ارادہ کرے وہ جلدی حج کرے ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت مرد کی طرف سے حج کر سکتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "لوگ پیدل چل کر اور دُبلے

marfat.com

١٤٢٧ حَدَّثَنَا

أَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يُهِلُّ حِينَ تَسْتَوِي بِهِ قَائِمَةُ

١٤٢٨ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ سَمِعَ عَطَاءً يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ إِهْلَالَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ

رَوَاهُ أَنَسٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ يَعْنِي حَدِيثَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُوسٰى

اونٹوں پر دُور دراز راستوں سے آپ کے
پاس آئیں گے تاکہ وہ اپنے منافع حاصل کریں ،، فجاجًا ،،
سے کھلے راستے مراد ہیں ،،

١٤٢٧ ـــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی سواری پر ذوالحلیفہ میں سوار ہُوئے پھر جب وہ سیدھی کھڑی ہُوئی تو آپ نے لبیک کہا ،،

١٤٢٨ ـــــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوالحلیفہ احرام باندھنا اس وقت ہونا جب آپ کی سواری سیدھی کھڑی ہو جاتی ،، انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے اس کی روائت کی ۔

١٤٢٧ ، ١٤٢٨ ـــــ شرح : اس آئت کریم کو ترجمۃ الباب میں اس لئے ذکر کیا کہ وجوبِ حج میں سواری کی شرط پیدل چل کر حج کرنے کے منافی نہیں جبکہ وہ سواری پر قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو ؛ کیونکہ آئت کریمہ سوار اور پیدل چلنے والے دونوں کو شامل ہے ،،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ جب حدیث یا قرآن کی آئت میں کوئی لفظ مذکور ہو تو اس کی مثل حدیث یا قرآن میں جو لفظ واقع ہوا سے ذکر کر دیتے ہیں ،، یہاں "فجاجًا" ذکر کیا اس سے ان کی مراد وہ ہے جو قرآن کریم کی اس آئت میں واقع ہے " لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا " پھر فجاج کی وسیع راستوں سے تفسیر کی "

marfat.cpm

باب الحج علی الرحل و قال ابان حدثنا مالک بن دینار عن القاسم بن محمد عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث معھا اخاھا عبد الرحمن فاعمرھا من التنعیم و حملھا علی قتب و قال عمر شدوا الرحال فی الحج فانہ احد الجھادین و قال محمد بن ابی بکر حدثنا زید ابن زریع قال حدثنا عزرۃ بن ثابت عن ثمامۃ بن عبد اللہ بن انس قال حج انس علی رحل و لم یکن شیحا و حدث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حج علی رحل و کانت زاملتہ

حج کے سفر میں سوار ہونا اور پیدل چلنا دونوں مباح ہیں البتہ افضلیت میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے رکوب کو افضل کہا کیونکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے اور اس میں نفقہ کی فضیلت بھی ہے کیونکہ سفرِ حج میں نفقہ فی سبیل اللہ نفقہ جیسا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ سات سَو گنا بڑھاتا ہے،، بعض علماء پیدل چلنے کو افضل کہتے ہیں حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع صحیح حدیث ذکر کی کہ جس نے پیدل حج کیا حتی کہ پیدل ہی واپس ہُوا تو اس کے ہر قدم کے عوض حرم کی نیکیوں سے سات سَو نیکی لکھی جاتی ہے اور حرم کی ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے،،

اسماعیل بن اسحاق نے مجاہد سے ذکر کیا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہندوستان میں اُتارے گئے اُنھوں نے پیدل چالیس حج کئے۔ سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسماعیل علیہما السلام نے پیدل حج کیا اس طرح سیدنا امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے پچیس حج پیدل کئے۔

اس حدیث سے امام مالک اور اکثر فقہاء نے استدلال کیا کہ سوار اس وقت لبیک کہے جبکہ اس کی سواری سیدھی کھڑی ہو جائے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احرام کی نماز کے بعد لبیک کہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا جب سواری چل پڑے اس وقت لبیک کہے،، اور اگر کھڑی سواری پر سوار ہو جیسے آجکل حاجی کرتے ہیں تو امام مالک کے مذہب کے مطابق جب سوار ہو کر سیدھا ہو جائے تو لبیک کہے اور اگر سوار نہ ہو بلکہ پیدل ہو تو جب چلنا شروع کرے اس وقت لبیک کہے،،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو باب کا ترجمہ اس لئے ذکر کیا ہے کہ وجوبِ حج میں سواری کی شرط کرنا پیدل حج کرنے کے منافی نہیں جبکہ وہ سواری پر قادر ہونے کے باوجود پیدل حج کرے،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ پالان پر سوار ہو کر حج کرنا،،

: اور ابان نے کہا ہم کو مالک بن دینار نے قاسم بن محمد سے
خبر دی اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھائی عبد الرحمٰن کو ان کے ساتھ بھیجا تو اُس نے ام المؤمنین کو تنعیم سے عمرہ کرایا اور ان کو کجاوہ پر سوار کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حج میں پالان باندھو یہ دو

marfat.com

حدثنا عمرو بن علی قال حدثنا ابو عاصم قال حدثنا ایمن ۱۴۲۹
ابن نابل قال حدثنا القاسم بن محمد عن عائشۃ انہا قالت یا رسول اللہ اعتمر ثم ولم اعتمر قال یا عبد الرحمن ۱۴۳۰
اذہب باختک فاعمرہا من التنعیم فاحقبہا علی ناقۃ فاعتمرت باب فضل الحج المبرور حدثنا
عبد العزیز بن عبد اللہ قال حدثنا ابراہیم بن سعد عن الزہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ ۱۴۳۱
قال سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الاعمال افضل قال ایمان باللہ ورسولہ قیل ثم ماذا قال جہاد
فی سبیل اللہ قیل ثم ماذا قال حج مبرور حدثنا عبد الرحمن بن المبارک قال حدثنا خالد قال

جملوں میں سے ایک جہاد ہے ،، محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم کو یزید بن زریع نے خبر دی انھوں نے کہا ہم سے عزرہ بن ثابت نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس سے بیان کیا کہ انھوں نے کہا کہ حضرت انس نے پالان پر حج کیا حالانکہ وہ بخیل نہ تھے اور بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالان پر حج کیا اور اس پر آپ کا سامان بھی تھا۔

۱۴۲۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، آپ سب نے عمرہ کر لیا اور میں نے عمرہ نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن سے فرمایا اپنی ہمشیرہ کو لے جاؤ اور ان کو تنعیم سے عمرہ کراؤ ؛ چنانچہ ان کو اونٹنی پر پیچھے بٹھا لیا اور انھوں نے عمرہ کیا۔،،

شرح: باب کے مذکور عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ حج میں زینت کا ترک کرنا افضل ہے اور "حَمَلَهَا عَلَى قَتَبٍ" سے یہ استدلال کیا ہے۔

اس حدیث سے عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جو شخص مکہ مکرمہ میں ہو وہ عمرہ کا احرام تنعیم سے باندھے ،، اور جمہور آئمہ کرام امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب ،، امام مالک ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا کہ مکی کے لئے عمرہ کا میقات حل ہے اور وہ حرم سے باہر ہے حل کے جس مقام سے احرام باندھے وہ تنعیم ہو یا حل کی دوسری جگہ ہو جائز ہے ،، اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنعیم کا اس لئے قصد کیا تھا کہ وہ قریب تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — حج مقبول کی فضیلت ،،

۱۴۳۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا عرض کیا گیا پھر اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا پھر پوچھا گیا اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا حج مقبول!۔

۱۴۳۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! ہم جہاد کو افضل عمل جانتے ہیں تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں لیکن (تمہارے لئے) افضل جہاد حج مقبول ہے۔

marfat.cpm

اخبرنا حبیب بن ابی عمرۃ عن عائشۃ بنت طلحۃ عن عائشۃ ام المؤمنین انہا قالت یا رسول اللہ نری الجہاد افضل العمل افلا نجاہد قال لا لکن افضل الجہاد حج مبرور حدثنا ادم قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا سیار ابو الحکم قال سمعت اباحازم قال سمعت ابا ہریرۃ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ

ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کے لئے حج کیا اور رفث و فسوق نہ کیا تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹے گا جیسے اس دن پاک تھا جس روز اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا،، ـــــ مبرور کا معنی مقبول ہے اس کا معنی یہ بھی کیا جاتا ہے کہ جس میں کوئی گناہ نہ ملا ہو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لئے حج مقبول کو افضل جہاد قرار دیا ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ان پر جہاد ہے مگر اس میں قتل و غارت نہیں اور وہ حج اور عمرہ ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج ہر کمزور شخص کا جہاد ہے،، حج کو جہاد اس لئے کہا گیا ہے کہ حاجی شہواتِ نفسانیہ کو روک کر نفس سے جہاد کرتا ہے،، جس میں ہر طرف سے مسلمانوں کے جمع ہونے سے مشرکین کی مدافعت ہوتی ہے،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے حج کرنا افضل جہاد ہے اسی لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات کو کرنے حج کی اجازت دی اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ کیا تھا جبکہ وہ پہلے اس میں متوقف تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تم اپنے گھروں میں رہو پھر آپ کو اس کا جواز ملا اور آخر خلافت میں ان کو حج کرنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "باب حج النساء،، میں ذکر کیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج کو آخری حج میں حج کرنے کی اجازت دی اور حضرت عثمان غنی اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ان کے ہمراہ بھیجا،، اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ دونوں حضرات ان کے محارم نہیں تھے تو ان کو ہمراہ کیوں بھیجا،، کیونکہ تمام لوگ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے محارم ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حکام رازی نے دریافت کیا کیا عورت محرم کے بغیر سفر کر سکتی ہے؟ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو تین دن یا اس سے زیادہ مدت سفر کرنے سے منع فرمایا جبکہ ان کے ہمراہ کوئی محرم یا ان کے شوہر نہ ہوں حکام نے کہا پھر میں نے علامہ عرزمی سے پوچھا تو انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں مجھ سے عطاء نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا محرم کے بغیر سفر کرتی تھیں۔ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے علامہ عرزمی کا جواب ذکر کیا تو انہوں نے کہا عرزمی کو معلوم نہیں تمام لوگ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے محرم ہیں وہ جس کے ساتھ سفر کریں وہ محرم کے ساتھ سفر ہے،، دوسری عورتوں کا یہ حال نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ جواب بہترین ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں اور وہ ان کے محارم ہیں۔ کیونکہ محرم سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے

marfat.com

بَابُ فَرْضِ مَوَاقِيتِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدٌ ١٤٣٣
ابْنُ جُبَيْرٍ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فِي مَنْزِلِهِ وَلَهُ فُسْطَاطٌ وَسُرَادِقٌ فَسَأَلَتْهُ مِنْ أَيْنَ يَجُوزُ أَنْ أَعْتَمِرَ
قَالَ فَرَضَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ وَلِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ
الشَّامِ الْجُحْفَةَ بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

اور امہات المؤمنین دوسرے لوگوں پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔ رفث کا معنی جماع کی باتیں کرنا اور فسق کا معنی نافرمانی کرنا ہے،،

باب — حج اور عمرہ میں احرام باندھنے کا مقام

ترجمہ : زید بن جُبَیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ان کی قیام گاہ پر آئے ان کے خیمے لگے ہُوئے تھے اور قناتیں کھڑی تھیں میں نے ان سے پُوچھا کہ کہاں سے میرے عمرہ کا احرام باندھنا جائز ہے عبداللہ بن عمر نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ نجد کے لئے قرن، اہلِ مدینہ منوّرہ کے لئے ذوالحلیفہ اور اہلِ شام کے لئے جُحفہ مقرر فرمایا ہے،،

١٤٣٣ —

شرح : نجد کا معنی اُونچی زمین ہے تہامہ سے عراق کی طرف اُونچی زمین کو نجد کہا جاتا ہے۔ قرن مکہ مکرّمہ سے دو مرحلے ہے اور جُحفہ مکہ مکرّمہ سے تین مرحلے دُور ایک بستی ہے۔

ان مقامات سے تجاوز کر کے احرام باندھنا صحیح نہیں البتہ مکہ مکرّمہ رہنے والے شخص کا جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھنا صحیح ہے،، ان مواقیت سے باہر کے لوگوں کے لئے حج اور عمرہ کرتے وقت ان مقامات سے احرام باندھنا ضروری ہے اور جو شخص احرام کے بغیر ان مواقیت سے گزر جائے وہ مکہ مکرمہ سے ان مواقیت پر واپس آئے۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق احرام کی حالت میں واپس لوٹنے سے دم ساقط نہیں ہوتا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں احرام کی حالت میں وہ اگر میقات پر واپس آجائے اور تلبیہ کہے تو دم ساقط ہو جاتا ہے اگر تلبیہ نہ کہتے تو اس پر دم واجب ہے،، اور امام محمد اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کے نزدیک جب وہ احرام کے بعد طواف کرنے سے پہلے میقات کی طرف واپس آگیا تو اس پر دم واجب نہیں اور اگر طواف کر کے واپس آیا تو دم ساقط نہ ہوگا! واللہ ورسُولہ اعلم!

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد "زادِ راہ ساتھ لو، اچھّا زادِ راہ تقویٰ (سوال سے بچنا) ہے"

marfat.cpm

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ

قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنْ وَرْقَاءَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّوْنَ وَلَا يَتَزَوَّدُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ فَاِذَا قَدِمُوْا مَكَّةَ سَاَلُوا النَّاسَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى رَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلًا بَابُ مُهَلِّ اَهْلِ مَكَّةَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ اَنْشَاَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یمن کے لوگ حج کیا کرتے اور ۱۴۳۴ —— اور زاد راہ ساتھ نہ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم متوکل ہیں جب وہ مکہ مکرمہ آتے تو لوگوں سے سوال کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی " زاد ساتھ لو اچھا زادِ راہ سوال سے بچنا ہے ، اس کی ابن عُیینہ نے عَمرو سے اُنھوں نے عکرمہ سے مرسل روایت کی ہے "

شرح : توکل کی تعریف یہ ہے کہ اسباب کے ہوتے ہوئے ان سے قطع ۱۴۳۴ —— نظر کر کے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا جائے اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " قَيِّدْهَا وَتَوَكَّلْ " یعنی جانور کو رسّی سے باندھ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر" بعض لوگ یہ تعریف کرتے ہیں کہ جہاں بشر کی قدرت کو مجال نہ ہو اس میں سعی کا ترک کر دینا ،، مذکور حدیث میں توکل کی مذمت نہیں بلکہ ان لوگوں کے فعل کی مذمت ہے کیونکہ ان کا یہ فعل توکل نہ تھا بلکہ محض تکلف تھا وہ لوگ متوکل نہ تھے بلکہ متآکل تھے ،، اس حدیث میں کثرتِ سوال سے زجر ہے اور تھوڑے مال پر اکتفاء کی ترغیب دلائی ہے ،،

" یحییٰ بن بشر " ابو زکریا بلخی ہیں نیک اور صالح ہیں ۲۲۲ھ میں فوت ہوئے ۔

باب —— حج اور عمرہ کے لئے اہل مکہ کے احرام باندھنے کی جگہ

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۳۵ —— نے مدینہ منورہ کے رہنے والوں کے لئے ذوالحلیفہ ، اہلِ شام

marfat.com

بَابُ مِيقَاتِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَلَا يُهِلُّوْا قَبْلَ ذِى الْحُلَيْفَةِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَبَلَغَنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ

کے لئے جحفہ، اہلِ نجد کے لئے قرن منازل اور اہلِ یمن کے لئے یلملم مواقیت مقرر کئے یہ ان کے لئے ہیں اور ان کے لئے جو دوسرے مقامات سے حج اور عمرہ کے ارادہ سے ان سے گزریں،، اور جو ان کے اندر رہنے والا ہے وہ جہاں سے چاہے حتیٰ کہ اہلِ مکہ مکہ سے احرام باندھیں۔

شرح : اہلال کا معنیٰ تلبیہ کے ساتھ آواز بلند کرنا،، یعنی مکہ والے احرام باندھنے کے لئے میقات کی طرف جانے کے محتاج نہیں بلکہ ان کے احرام باندھنے کی جگہ مکہ ہی ہے۔ یہی امام بخاری کی غرض ہے۔ حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ مکہ ہے لیکن اہلِ مکہ کی میقات عمرہ کے لئے حل ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ تنعیم بھیجا تھا کہ وہاں سے عمرہ کا احرام باندھیں،، باب کا عنوان اگرچہ عام ہے اور حج و عمرہ دونوں کو شامل ہے مگر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ اس کا مخصص ہے،، اس حدیث سے امام مالک اور احمد رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ ان مقامات سے حج کا التزام کرنا اور احرام باندھنا افضل ہے۔ امام ابوحنیفہ اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا ان مقامات سے احرام باندھنے میں رخصت ہے کیونکہ صحابہ کرام جیسے عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے مواقیت سے پہلے احرام باندھا حالانکہ وہ سنت کو زیادہ جانتے تھے،، الحاصل جس شخص میں دور دراز مقامات سے احرام باندھنے کی قوت ہو اس کے لئے یہ ہی افضل ہے،، اگر کوئی شخص میقات کے اندر ہو اور وہ مکہ میں ذاتی ضرورت کے لئے جائے اس کا مقصد مکہ میں داخل ہونا نہ ہو اور نہ ہی نسک کا ارادہ کرے تو اس کے لئے احرام باندھنا ضروری نہیں اس میں سب کا اتفاق ہے،، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ میں مکہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ کے سر مبارک پر خود تھا۔ یہی حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا کہ کسی نے احرام نہ باندھا تھا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — اہلِ مدینہ منورہ کے احرام باندھنے کی جگہ وہ ذوالحلیفہ سے پہلے احرام نہ باندھیں،،

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ

۱۴۳۶ — بَابُ مُهَلِّ اَهْلِ الشَّامِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ
حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ اَهْلِهِ وَكَذَا لِكَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا

والے لوگ ذوالحلیفہ سے، شام والے جُحفہ سے اور نجد والے قرن سے احرام باندھیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن والے لوگ یلملم سے احرام باندھیں،،

شرح : قولہ وَلَا يُهِلُّوْا الخ اصل میں " اَنْ لَا يُهِلُّوْا "، تھا اور حرف " اَنْ " ناصبہ مقدّر ہے اس جملہ کا ماقبل پر عطف ہے تقدیر عبارت یہ ہے " هٰذَا بَابٌ فِيْ بَيَانِ مِيْقَاتِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَفِيْ بَيَانِ اَنْ لَّا يُهِلُّوْا قَبْلَ ذِي الْحُلَيْفَةِ "، یعنی یہ باب اہلِ مدینہ کی میقات کے بیان میں اور ان کا ذوالحلیفہ سے پہلے احرام نہ باندھنے کے بیان میں ہے،، اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ میقات سے پہلے احرام باندھنے کے قائل نہیں ہیں،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی سوال پُوچھے کہ میقات مکانی سے پہلے احرام باندھنا جائز ہے۔ اس عنوان سے بخاری کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے کیونکہ افضل یہ ہے کہ میقات سے پہلے احرام نہ باندھے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم میقات سے احرام باندھتے تھے یا بخاری کا مذہب یہ ہے کہ میقات سے احرام کی تقدیم جائز نہیں جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے یا قِبَلِیَّت سے مراد مکّہ مکرّمہ کی جہت سے ہے مدینہ منوّرہ کی جہت سے نہیں،، یعنی میقات سے گزر کر احرام نہ باندھیں۔ واللہ اعلم!

باب — اہلِ شام کے احرام باندھنے کی جگہ

۱۴۳۷ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مدینہ منوّرہ کے لئے ذوالحلیفہ، اہلِ شام کے لئے جُحفہ، اہلِ نجد کے لئے قرن اور اہلِ یمن کے لئے یلملم احرام باندھنے کی جگہ مقرّر کی یہ مواقیت ان کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو دُوسرے مقامات سے حج اور عمرہ کے ارادے سے ان سے گزرے اور جو ان کے اندر رہنے والا ہے اس کی میقات اس کا گھر ہے۔ حتیٰ کہ اہلِ مکّہ مکّہ سے احرام باندھیں"

marfat.cpm

بَابُ مُهَلِّ أَهْلِ نَجْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ ١٤٣٧
عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مُهَلُّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ذُو الْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ أَهْلِ الشَّامِ مَهْيَعَةُ وَهِيَ الْجُحْفَةُ وَأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ زَعَمُوا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَمْ أَسْمَعْهُ وَمُهَلُّ أَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ

١٤٣٧ — شرح : امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ اہلِ عراق کی میقات ذاتِ عرق ہے اسی طرح امام نسائی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی اور ابو داؤد نے حارث بن عمرو سے روائت کی اس میں یہ ہے کہ آپ نے اہلِ عراق کے لئے ذاتِ عرق کو مقرر کیا ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ اہلِ عراق کے لئے میقات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے اسی طرح اہلِ شام و مصر کے لئے جحفہ مقرر کیا اگرچہ یہ دونوں علاقے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں فتح نہ ہوئے تھے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نورِ نبوت سے جانتے تھے کہ شام، مصر اور عراق وغیرہ کو آپ کی امت مرحومہ فتح کرے گی اسی طرح اور اقالیم بھی فتح ہوں گی اور وہ جس میقات سے حج و عمرہ کے لئے گزریں گے وہی ان کی میقات ہوگی،، فسبحان الذی اعلم نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم الامور المقدرۃ فی الکائنات الی یوم القیامۃ،،

باب — اہلِ نجد کے احرام باندھنے کی جگہ

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اہلِ مدینہ منورہ کے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ ہے اہلِ شام کے احرام باندھنے کی جگہ مہیعہ (جحفہ) ہے اور اہلِ نجد کے احرام باندھنے کی جگہ قرن ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں کا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں نے نہیں سنا کہ اہلِ یمن کے احرام باندھنے کی جگہ یلملم ہے،،

١٤٣٨ — شرح : ان ابواب کے تراجم کے تکرار کے ساتھ ساتھ ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی احادیث کا تکرار مشائخ کے اختلاف اور ان کی احادیث کے طرق کے اختلاف کے باعث ہے،،

---

marfat.cpm

بَابُ مُهَلِّ مَنْ كَانَ دُوْنَ الْمَوَاقِيْتِ

۱۴۳۹ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمِنْ اَهْلِهِ حَتّٰى اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا

۱۴۴۰ بَابُ مُهَلِّ اَهْلِ الْيَمَنِ حَدَّثَنَا مُعَلّٰى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ اَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ اَنْشَاَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ

باب — مواقیت کے علاوہ رہنے والوں کے احرام باندھنے کی جگہ

۱۴۳۹ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مدینہ منوّرہ کے لئے ذوالحلیفہ اہلِ شام کے لئے جُحفہ، اہلِ یمن کے لئے یلملم اور اہلِ نجد کے لئے قرن کو میقات مقرر کیا،، یہ ان کے لئے ہیں اور ان کے لئے جو ان کے علاوہ دوسرے مقامات سے آئے جو حج اور عمرہ کا ارادہ کرے اور جو لوگ ان مواقیت کے اندر ہیں وہ اپنے گھر سے احرام باندھیں حتیٰ کہ مکہ مکرمہ کے رہنے والے مکہ مکرّمہ سے احرام باندھیں۔"

باب — اہلِ یمن کی میقات

۱۴۴۰ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مدینہ منوّرہ کے لئے ذوالحلیفہ اہلِ شام کے لئے جُحفہ، اہلِ نجد کے لئے قرن اور اہلِ یمن کے لئے یلملم احرام باندھنے کی جگہ مقرر کی،، یہ ان کے لئے اور ان کے لئے جو ان کے سوا دوسرے مقامات سے آئے جو حج اور عمرہ کا ارادہ کرے اور جو لوگ ان مواقیت کے اندر ہیں وہ جہاں سے چاہیں احرام باندھیں حتیٰ کہ اہلِ مکہ مکہ مکرمہ سے احرام باندھیں!

marfat.cpm

بَابُ ذَاتُ عِرْقٍ لِاَهْلِ الْعِرَاقِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا فُتِحَ هٰذَانِ الْمِصْرَانِ اَتَوْا عُمَرَ فَقَالُوْا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَدَّ لِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَهُوَ جَوْرٌ عَنْ طَرِيْقِنَا وَاِنَّا اِنْ اَرَدْنَا قَرْنًا شَقَّ عَلَيْنَا قَالَ فَانْظُرُوْا حَدْوَهَا مِنْ طَرِيْقِكُمْ فَحَدَّ لَهُمْ ذَاتَ عِرْقٍ

باب ـــــ اہلِ عراق کے لئے میقات ذاتِ عرق ہے

۱۴۴۱ ـــــ ترجمہ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے اُنہوں نے کہا جب یہ دونوں شہر فتح ہُوئے تو لوگ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اُنہوں نے کہا یا امیر المؤمنین ! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اہلِ نجد کے لئے قرن احرام باندھنے کی جگہ مقرر کی ہے اور وہ ہمارے راستہ سے ہٹا ہُوا ہے اگر ہم قرن کا ارادہ کریں تو ہمارے لئے مشکل ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے راستہ میں اس کے مقابل کوئی جگہ دیکھو اور ان کے لئے ذات عرق کو مقرر کیا ۔

۱۴۴۱ ـــــ شرح : ذاتِ عرق مکّہ مکرّمہ سے دو مرحلہ دُور ہے ،، عراق مشہور ملک ہے لُغت میں عراق کا معنیٰ استواء ہے اسی لئے اس ملک کو عرق کہا جاتا ہے کہ اس زمین میں کوئی پہاڑ نہیں اور نہ ہی گہری وادیاں ہیں ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اہل عراق کی میقات ذاتِ عرق ہے صحیح یہی ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو میقات مقرر فرمایا تھا اگرچہ آپ کے زمانہ شریف میں بصرہ اور کوفہ فتح نہ ہُوئے تھے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ دُور دراز تک اسلامی مملکت ہوگی اور آپ کی اُمّت ان اقطار میں فتوحات حاصل کرے گی چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا " زُوِيَتْ لِيَ الْاَرْضُ فَاُرِيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا الخ ،، میرے لئے ساری زمین جمع کی گئی اور مَیں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا ،، اور جہاں تک وہ مجھے دکھائی گئی وہاں تک میرا ملک پہنچے گا " جمہور علماء امام ابوحنیفہ ، مالک ، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے کہ اہلِ عراق کی میقات ذاتِ عرق ہے البتہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عراقی کے لئے مستحبّ یہ ہے کہ وہ عقیق سے احرام باندھے جو ذاتِ عرق کے مقابل ہے ۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اہلِ مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ ، اہلِ شام اور اہلِ مصر کے لئے جُحفہ ، اہلِ عراق کے لئے ذاتِ عرق اور اہلِ یمن کے لئے یلملم میقات مقرر فرمائی ،، اس سے واضح ہوتا ہے کہ اہلِ عراق کی میقات ذاتِ عرق منصوص

marfat.cpm

بَابُ الصَّلٰوةِ بِذِی الْحُلَیْفَةِ حَدَّثَنَا

١٤٤٢ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَاخَ بِالْبُطْحَاءِ بِذِی الْحُلَیْفَةِ فَصَلّٰى بِهَا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ

١٤٤٣ **بَابُ** خُرُوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى طَرِیْقِ الشَّجَرَةِ **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَخْرُجُ مِنْ طَرِیْقِ الشَّجَرَةِ وَیَدْخُلُ مِنْ طَرِیْقِ الْمُعَرَّسِ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ یُصَلِّیْ فِیْ مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَاِذَا رَجَعَ صَلّٰى بِذِی الْحُلَیْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِیْ وَبَاتَ حَتّٰى یُصْبِحَ

علیہ ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہلِ عراق کے لئے ذاتِ عرق میقات مقرر کی تھی اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ ذوالحلیفہ میں نماز پڑھنا

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب ـــ ١٤٤٢ ـــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کی پتھریلی زمین میں اونٹنی بٹھائی اور وہاں نماز پڑھی اور عبداللہ بن عمر اسی طرح کیا کرتے تھے!

شرح : بطحاء چار ہیں بطحاء مکہ، بطحاء ذی قار، بطحاء ازہر اور بطحاء ذوالحلیفہ اسی لئے حدیث میں بطحاء کو ذوالحلیفہ ـــ ١٤٤٢ ـــ سے مقید کیا بعض غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحاء ازہر میں آرام فرمایا وہاں مسجد بھی ہے اور بطحاء ذی الحلیفہ کو اہلِ مدینہ منوّرہ معرّس کہتے ہیں۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف جاتے ہوئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں آرام فرمایا کرتے تھے اور ظاہر بھی یہی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں یہ دکھایا گیا اور کہا گیا کہ یہ بطحاء مبارکہ ہے اسی لئے آپ وہاں بطور تبرک نماز پڑھا کرتے تھے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف جاتے ہوئے یہاں آخر رات کو آرام فرمایا کرتے تھے تاکہ صبح مدینہ منوّرہ جلدی تشریف لے جائیں"

اس مقام میں نماز پڑھنی مستحب ہے یہ احرام کی نماز نہیں کیونکہ وہ سنت ہے" واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ کے راستے سے نکلنا

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے ـــ ١٤٤٣ ـــ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منوّرہ سے)

marfat.cpm

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم العقیق وادٍ مبارک ۱۴۴۴

حدثنا الحمیدی قال حدثنا الولید وبشر بن بکر التنیسی قالا حدثنا الاوزاعی قال حدثنا یحیی حدثتنی عکرمۃ انہ سمع ابن عباس یقول انہ سمع عمر یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بوادی العقیق یقول اتانی اللیلۃ آت من ربی فقال صل فی ھذا الوادی المبارک وقل عمرۃ فی حجۃ

شجرہ کے راستہ سے باہر نکلتے تھے اور معرّس کے راستہ سے (مدینہ منورہ میں) داخل ہوتے تھے،، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ کی طرف جاتے تو مسجدِ شجرہ میں نماز پڑھتے اور جب لوٹتے تو ذوالحلیفہ جو وادی کے بطن میں ہے میں نماز پڑھتے اور صبح تک وہیں رہتے،،

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ عید کی طرح کیا کرتے تھے کہ ایک راستہ سے عیدگاہ جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس آتے تھے صحیح یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں آرام فرمانا اتفاقی امر نہ تھا بلکہ آپ قصداً ایسا کرتے تھے آخر رات کو آرام کرنے کے لئے اُترنے کی جگہ کو معرّس کہا جاتا ہے،،

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یہاں آرام فرماتے تھے تاکہ آپ کے ہمراہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات اپنے گھروں کو نہ جائیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے کوئی جب سفر سے آئے تو رات کو اپنے گھر داخل نہ ہو،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ عقیق مبارک وادی ہے،،

۱۴۴۴

ترجمہ : عکرمہ نے کہا کہ اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اُنھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ کہتے تھے میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وادیٔ عقیق میں یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ آج رات میرے پاس میرے رب کی طرف سے کوئی آنے والا آیا اور کہا آپ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیں اور فرمائیں کہ عمرہ کو حج میں شریک کر لیا،،

۱۴۴۴

شرح : امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تصریح کی ہے کہ یہ آنے والا حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مبارک وادی میں نماز پڑھنے کا حکم ہُوا یہ احرام کی نماز ہے صبح کی نماز نہیں اور عُمْرَۃٌ فِیْ حَجَّۃٍ،، کا مدلول یہ ہے کہ آپ فرمائیں کہ میں نے عمرہ کو حج میں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ

marfat.cpm

۱۴۴۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِي قِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِتُوخِيِّ الْمَنَاخَ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُنِيخُ يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلَ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ وَسَطٌ مِنْ ذٰلِكَ

بَابُ غَسْلِ الْخَلُوقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنَ الثِّيَابِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ قَالَ

وسلم حجۃ الوداع میں قارن تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ آپ عمرہ اور حج کو میقات سے جمع کریں یہی قران ہے معلوم ہوا کہ قران افراد اور تمتع سے افضل ہے،، بخاری کی اس روائت کا مدلول یہی ہے کہ آپ میقات سے عمرہ اور حج کو جمع فرمائیں لہٰذا آپ اس کا خلاف نہیں کر سکتے،، ایک روائت میں "عمرۃ وحجۃ" مذکور ہے مگر وہ روائت بخاری کی روائت کے منافی نہیں کیونکہ واو عاطفہ مطلق جمع کے لئے آتی ہے اور عمرہ اور حج کو جمع کرنا ہی قِران ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم افضل عمل فرماتے تھے معلوم ہوا کہ قِران افضل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد سے وہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے ہیں کہ آپ کو دیکھا گیا حالانکہ آپ معرّس ذی الحلیفہ وادی کے وسط میں تھے آپ کو کہا گیا کہ آپ بطحاء مبارکہ میں ہیں اور ہمارے ساتھ سالم نے بھی اونٹ بٹھایا جبکہ وہ اس جگہ کو تلاش کرتے تھے جہاں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اونٹ بٹھاتے حالانکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُترنے کی جگہ کا قصد کرتے تھے اور وہ اس مسجد سے اسفل میں ہے جو وادی کے وسط میں ہے اور وہاں اُترنے والوں اور راستہ کے وسط میں ہے،،

۱۴۴۵ **شرح** : سوال یہ ہوتا ہے کہ اس حدیث کی عنوان سے مطابقت کی صورت کیا ہے؟ جبکہ عقیق مکہ مکرمہ کے قریب ہے اور ذوالحلیفہ مدینہ منورہ کے قریب ہے،، اور باب کا عنوان یہ ہے کہ عقیق مبارک وادی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عقیق دو (۲) ہیں اور اس سے مراد وہ عقیق ہے جو مدینہ منورہ سے چار میل دُور ہے،،

باب ــــ خوشبو کو کپڑوں سے تین بار دھونا،،

صفوان بن یعلی نے بیان کیا کہ اُنھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ مجھے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں دکھائیں جبکہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو یعلی نے کہا ایک وقت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جعرانہ میں وحی نازل ہو رہی تھی جبکہ آپ کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی،، ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا

marfat.cpm

اخبرنا ابن جريج قال اخبرني عطاء ان صفوان بن يعلى اخبره ان يعلى قال لعمر ارني النبي صلى الله عليه وسلم حين يوحى اليه قال فبينما النبي صلى الله عليه وسلم بالجعرانة ومعه نفر من اصحابه جاءه رجل فقال يا رسول الله كيف ترى في رجل احرم بعمرة وهو متضمخ بطيب فسكت النبي صلى الله عليه وسلم ساعة فجاءه الوحي فاشار عمر الى يعلى فجاء يعلى وعلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثوب قد اظل به فادخل راسه فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم محمر الوجه وهو يغط ثم سري عنه فقال اين الذي سال عن العمرة فاتي برجل فقال اغسل الطيب الذي بك ثلاث مرات وانزع عنك الجبة واصنع في عمرتك كما تصنع في حجك فقلت لعطاء اراد الانقاء حين امره ان يغسل ثلث مرات فقال نعم

یا رسول اللہ! آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا حالانکہ اس کے کپڑے خوشبو سے لتھڑے ہوئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ساعت خاموش رہے اور آپ پہ وحی آنے لگی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یعلیٰ کی طرف اشارہ کیا وہ آئے حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑا تنا ہوا تھا یعلیٰ نے (اندر کپڑے میں) داخل کیا تو دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سرخ ہے اور آپ خراٹے لے رہے ہیں پھر یہ حالت جاتی رہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرہ کے بارے میں سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟ پس اس کو حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو خوشبو تیرے لگی ہوئی ہے کو تین بار دھو ڈال اور اپنے بدن پر سے جبہ اتار دے اور اپنے عمرہ میں بھی وہی کر جو اپنے حج میں کرتا ہے میں نے عطاء سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی کا ارادہ فرمایا تھا جبکہ اس کو تین بار دھونے کا حکم دیا تھا؟ انھوں نے کہا جی ہاں!

شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت "اغسل الطیب الذی بك الخ" کے جملہ میں ہے اور یہ عام ہے کہ خوشبو کپڑے پر لگی ہو یا محرم کے بدن پر ہو لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خوشبو کپڑے پر نہ تھی بلکہ اس شخص کے بدن پر تھی اگر جبہ پر خوشبو ہوتی تو اس کا اتار دینا کافی تھا،، عدم صحت کی وجہ یہ ہے کہ عادۃً خوشبو کپڑے پر لگائی جاتی ہے۔ مسلم کی روائت میں ہے کہ صفوان بن یعلی نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جس کے جبہ پر خوشبو لگی ہوئی تھی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس شخص کے بدن پر خوشبو نہیں لگی تھی بلکہ اس کے کپڑے پر لگی ہوئی تھی! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کپڑے میں ڈھنپا ہوا ہو تو کپڑے میں سر داخل کر کے اس کو دیکھنا جائز ہے جبکہ وہ اسے برا نہ جانے،، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی کو جب مسئلہ کا علم نہ ہو تو اس کا جواب دینے سے رک جائے حتیٰ کہ اسے معلوم کر لے،،

اس حدیث سے امام شافعی اور ایک روائت کے مطابق امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ جس نے ناواقف ہونے کی وجہ سے احرام کی حالت میں کپڑا پہن لیا جو احرام کے مناسب نہیں تو اس پر فدیہ وغیرہ واجب نہیں اسی طرح بھول کر پہننے سے فدیہ لازم نہیں،، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو فدیہ کا حکم نہیں فرمایا تھا امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ نے کہا جب کسی محرم نے پورا دن رات تک قصداً یا بھول کر اپنا سر اور چہرہ ڈھانپے

marfat.cpm

بَابُ الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

وَمَا يَلْبَسُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ وَيَتَرَجَّلُ وَيَدَّهِنُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَشَمُّ الْمُحْرِمُ الرَّيْحَانَ وَيَنْظُرُ فِي الْمِرْآةِ وَتَدَاوَى بِمَا يَأْكُلُ الزَّيْتَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَطَاءٌ يَتَخَتَّمُ وَيَلْبَسُ الْهِمْيَانَ وَطَافَ ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَقَدْ حَزَمَ عَلَى بَطْنِهِ بِثَوْبٍ وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بِالتُّبَّانِ بَأْسًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ تَعْنِي لِلَّذِينَ يَرْحَلُونَ هُوَ دَجُهَا

رکھا اس پر فدیہ لازم ہے اگر اس مدت سے کم ڈھانپا تو اس پر صدقہ لازم ہے،، امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب کپڑے سے نفع حاصل کیا یا زیادہ عرصہ کپڑا پہنے رکھا تو اس پر فدیہ لازم ہے،،

امام مالک اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ احرام کے وقت اور اس کے بعد محرم کے لئے خوشبو کا استعمال ممنوع ہے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جب خوشبو دوامًا حرام ہے تو ابتداً بطریق اَوْلیٰ حرام ہے،، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے ابتداء احرام میں خوشبو کے استعمال کو جائز کہا ہے اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کہ اُنھوں نے کہا" طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي لِحِرْمِهِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ حِينَ أَحَلَّ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ "، اور بخاری میں ہے طَيَّبْتُهُ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ "، یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے وقت اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی اور حلال ہونے کے وقت طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگائی اور بخاری کی روائت کے مطابق ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے آپ صلی اللہ علیہ کو طوافِ زیارت سے پہلے منیٰ میں خوشبو لگائی،، تمام علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ احرام باندھ لینے کے بعد خوشبو کا استعمال ممنوع ہے البتہ اختلاف ابتداءِ احرام میں ہے احناف کا مسلک یہ ہے کہ احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانا جائز ہے اور یعلی کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ جس خوشبو کے دھونے کا آپ نے حکم فرمایا تھا وہ زعفران سے مرکب تھی،، کیونکہ مرد کے لئے زعفران کا استعمال ممنوع ہے اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یعلی کا واقعہ جعرانہ میں آٹھ ہجری میں ہُوا اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا خوشبو لگانا حجۃ الوداع کے موقعہ پر تھا جو دس ہجری میں ہُوا تھا،، اور آخر فعل پہلے فعل کا ناسخ ہوتا ہے لہٰذا یعلی کی حدیث ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حدیث سے منسوخ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — احرام کے وقت خوشبو لگانا

اور جب احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو کیا پہنے؟ اور کنگھی کرے اور تیل ڈالے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ محرم خوشبو سونگھ سکتا ہے اور آئینہ دیکھ سکتا ہے اور کھانے کی چیزوں تیل اور گھی سے دوائی کر سکتا ہے۔ عطاء نے کہا انگوٹھی پہن سکتا ہے اور ہمیانی باندھ سکتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے طواف کیا جبکہ وہ محرم تھے حالانکہ اُنھوں نے اپنے پیٹ پر کپڑا باندھا ہُوا تھا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے جانگیہ پہننے میں ان لوگوں کے لئے حرج نہیں جانا جو ان کا ہودج کسا کرتے تھے،،

marfat.cpm

حدثنا محمد ۱۴۴۶
ابن یوسف قال حدثنا سفین عن منصور عن سعید بن جبیر قال کان ابن عمر یدّهن بالزیت فذکرته لابراهیم فقال ما تصنع بقوله حدّثنی الاسود عن عائشة قالت کانی انظر الی وبیص الطیب فی مفارق رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو محرم حدثنا عبد الله بن یوسف قال اخبرنا مالک عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابیه عن عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت کنت اطیب رسول الله صلی الله علیه وسلم لاحرامه حین یحرم ولحله قبل ان یطوف بالبیت

ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما زیتون کا تیل لگاتے تھے میں نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا تو ابن عمر کے قول کو کیا کرے گا مجھے اسود نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی انھوں نے کہا گویا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں حالانکہ آپ محرم تھے۔"

۱۴۴۶ ——

شرح : تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جس سے خوشبو بنائی جائے وہ حرام ہے، ریحان میں فقہاء کا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ریحان کا سونگھنا حرام ہے اور امام ابوحنیفہ اور مالک رحمہما اللہ کے مذہب میں مکروہ ہے امام احمد رحمہ اللہ نے اس میں توقف کیا ہے،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس میں حرج نہیں جانتے ہیں۔ عطاء نے کہا محرم خوشبو سونگھے تو کفارہ لازم ہے، ابن برّ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ محرم کمر سے ہمیانی باندھ سکتا ہے ابن علیہ نے اس پر اجماع ذکر کیا ہے،،

محرم کا جانگیہ پہننا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی اپنی ذاتی رائے کے مطابق ہے اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ جانگیہ اور شلوار میں فرق نہیں اور محرم کے لئے دونوں حرام ہیں توضیح میں ذکر کیا کہ محرم کا جانگیہ پہننا حرام ہے جیسے قمیص اور موزہ وغیرہ حرام ہیں اگر اسے قصداً پہنے تو گنہگار ہوگا اور فدیہ دے گا اگرچہ تھوڑا وقت پہنے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حدیث ۱۴۴۶ سے امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور زفر رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ محرم احرام سے پہلے خوشبو لگا سکتا ہے احرام باندھنے کے بعد اس کا اثر باقی رہے یا نہ رہے اس میں کوئی حرج نہیں،، امام شافعی، امام احمد اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم کا مسلک بھی یہی ہے،، اس حدیث کی راویہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان بھی یہی ہے" البتہ امام محمد رضی اللہ عنہ اس کے خلاف ہیں اور ان کے نزدیک احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگانا جائز نہیں امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس مسئلہ میں ان سے متفق ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۴۴۷ ——

ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام کے وقت خوشبو لگاتی تھی جبکہ آپ احرام باندھتے اور طوافِ زیارت سے پہلے احرام کھولنے کے وقت میں آپ کو خوشبو لگاتی تھی"

۱۴۴۷ —— شرح : یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا طوافِ زیارت سے پہلے

marfat.cpm

بَابُ مَنْ اَهَلَّ مُلَبِّدًا

۱۴۴۹ حدثنا اصبغ قال اخبرنا ابن وهب عن یونس عن ابن شہاب عن سالم عن ابیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہل ملبدا ۔ باب الاہلال عند مسجد ذی الحلیفۃ

محذوراتِ احرام سے حلال ہونے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی تھیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائے اور احرام کے بعد تک اس کا اثر باقی رہے تو مضر نہیں اگر یہ کہا جائے کہ متضمخ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام سے پہلے خوشبو لگانا جائز نہیں جبکہ اس کا اثر باقی رہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متضمخ سے فرمایا تھا کہ اپنے خوشبو والے جبہ کو دھو ڈالو اس کا جواب یہ ہے کہ اس شخص نے زعفران کی خوشبو لگا رکھی تھی اور وہ مردوں کے لئے احرام اور غیر احرام میں حرام ہے۔

باب — جس نے بالوں کو جما کر احرام باندھا

۱۴۴۸ — ترجمہ : حضرت سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روائت کی انھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بال جمائے ہوئے (بحالتِ تلبید) تلبیہ کہتے سنا،،

۱۴۴۸ — شرح : تلبید یہ ہے کہ محرم اپنے سر کے بال گوند وغیرہ سے جمالے تاکہ بحالت احرام پراگندہ نہ ہوں،،

اس حدیث سے شوافع نے استدلال کیا کہ محرم کے لئے تلبید مستحب ہے تاکہ پراگندگی سے محفوظ رہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا جمہور علماء کہتے ہیں کہ جس نے تلبید کی اس پر سر کا حلق ضروری ہے ایسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے بال جمائے اور قصر کیا (بال چھوٹے کروالئے) اور حلق نہ کیا تو یہی کافی ہے،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے وہ کہتے ہیں جس نے سر کی تلبید کی یا گیسو بنائے اگر اس نے حلق کی نیت کی ہو تو حلق کرے ورنہ قصر کرے،، اور جس حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے احرام کے لئے تلبید کی اس پر بالوں کا حلق واجب ہے،، اس حدیث میں عبداللہ بن رافع راوی ضعیف ہے دار قطنی نے کہا وہ قوی نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — مسجد ذوالحلیفہ کے پاس تلبیہ کہنا

marfat.com

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُ يَقُوْلُ مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِيْ مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ

بَابُ مَا لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ اَوْ وَرْسٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهٗ وَلَا يَتَرَجَّلُ وَلَا يَحُكُّ جَسَدَهٗ وَيُلْقِي الْقَمْلَ مِنْ رَأْسِهٖ وَجَسَدِهٖ فِي الْاَرْضِ

۱۴۴۹ — ترجمہ : حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبیہ نہیں فرمایا مگر اس مسجد یعنی مسجد ذوالحلیفہ کے پاس (تلبیہ فرمایا)

۱۴۴۹ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام باندھنے میں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس جگہ احرام باندھا بعض کہتے ہیں کہ مصلیٰ پر احرام باندھا تھا بعض کا کہنا ہے کہ جب سواری کھڑی ہوئی اس وقت احرام باندھا بعض کا یہ قول ہے کہ جب بیداء پر چڑھے اس وقت احرام باندھا تھا اس اختلاف کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا دراصل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی حج کیا ہے اس لئے یہ اختلاف پیدا ہوا ہے کیونکہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے تشریف لے گئے اور مسجد ذوالحلیفہ میں آپ نے نماز ادا فرمانے کے بعد تلبیہ فرمایا تو جن لوگوں نے یہ سنا انھوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس احرام باندھا پھر اس کے بعد آپ سوار ہوئے تو آپ نے سواری پر بیٹھ کر تلبیہ کہا تو یہ سننے والے لوگوں نے کہا کہ سوار ہو کر آپ نے احرام باندھا لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس ہی احرام باندھا تھا جب آپ نے اس مسجد کے پاس دو رکعتیں پڑھ کر تلبیہ فرمایا تھا، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — محرم کون سے کپڑے نہ پہنے

۱۴۵۰ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! محرم کون سے

marfat.cpm

بَابُ الرُّكُوْبِ وَالْاِرْتِدَافِ فِي الْحَجِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ الْاَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُسَامَةَ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ اِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ اَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلَى مِنًى قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَ لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

کپڑے پہنے ؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " محرم قمیص، عمامہ، شلوار، ٹوپی اور موزے نہ پہنے مگر جبکہ کوئی شخص جوتی نہ پائے تو وہ موزے پہن لے اور ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس نے مس کیا ہو "

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر محرم شخص زعفرانی رنگ والا اور مورس کپڑا پہن سکتا ہے اور حضرت انس کی حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفرانی رنگ سے منع فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے بدن پر زعفران نہ ملے اور غیر محرم کا زعفرانی کپڑا پہننے میں حرج نہیں چنانچہ امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بدن پر زعفران ملنے سے منع فرمایا اس حدیث کا اسناد صحیح ہے " اور جس حدیث میں مطلقاً تزعفر (زعفرانی رنگ) سے نہی اور ممانعت مذکور ہے اس کا محمل یہی ہے اور مطلق مقید پر محمول ہے " حدیث ۱۳۴۴ کی تفہیم میں مزید وضاحت مذکور ہے " واللہ ورسولہ اعلم!

باب — حج میں سوار ہونا اور کسی کو پیچھے بٹھانا

۱۴۵۱ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ عرفہ سے مزدلفہ تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ سے منیٰ تک فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے بٹھایا ابن عباس نے کہا کہ ان دونوں حضرات نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ (لبیک اللھم لبیک) کہتے رہے حتیٰ کہ جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں "

۱۴۵۱ — شرح : عرفہ وہ وسیع میدان ہے جہاں حاجی ٹھہرتے ہیں اور مزدلفہ حرم مکہ میں ایک مقام ہے جہاں حاجی عرفات میں ٹھہرنے کے بعد رات کے کچھ حصے میں پہنچتے ہیں " اس حدیث سے امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے سے پہلے تلبیہ قطع نہ کیا جائے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمرہ عقبہ پر پہلی کنکری مارتے وقت تلبیہ ترک کر دے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں البتہ امام احمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جمرہ عقبہ پر پوری کنکریاں مارنے کے بعد تلبیہ ترک کرے بخاری

marfat.com

بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ الْوَرْدِيَةِ وَالْأُزُرِ وَلَبِسَتْ عَائِشَةُ الثِّيَابَ الْمُعَصْفَرَةَ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ وَقَالَتْ لَا تَلَثَّمُ وَلَا تَتَبَرْقَعُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا بِوَرْسٍ وَلَا زَعْفَرَانٍ وَقَالَ جَابِرٌ لَا أَرَى الْمُعَصْفَرَ طِيبًا وَلَمْ تَرَ عَائِشَةُ بَأْسًا بِالْحُلِيِّ وَالثَّوْبِ الْأَسْوَدِ وَالْمُوَرَّدِ وَالْخُفِّ لِلْمَرْأَةِ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ لَا بَأْسَ أَنْ يُبَدِّلَ ثِيَابَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ بَعْدَ مَا تَرَجَّلَ وَادَّهَنَ وَلَبِسَ إِزَارَهُ وَرِدَاءَهُ هُوَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمْ يَنْهَ عَنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَرْدِيَةِ وَالْأُزُرِ أَنْ تُلْبَسَ إِلَّا الْمُزَعْفَرَةَ الَّتِي تَرُدُّ عَلَى الْجِلْدِ فَأَصْبَحَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ وَقَلَّدَ بَدَنَتَهُ وَذٰلِكَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ فَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعٍ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ أَجْلِ بُدْنِهِ لِأَنَّهُ قَلَّدَهَا ثُمَّ نَزَلَ بِأَعْلَى مَكَّةَ عِنْدَ الْحَجُونِ وَهُوَ مُهِلٌّ بِالْحَجِّ وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يُقَصِّرُوا مِنْ رُءُوسِهِمْ ثُمَّ يَحِلُّوا وَذٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ بَدَنَةٌ قَلَّدَهَا وَمَنْ كَانَتْ مَعَهُ امْرَأَتُهُ فَهِيَ لَهُ حَلَالٌ وَالطِّيبُ وَالثِّيَابُ

میں مذکور باب کی حدیث امام احمد رضی اللہ عنہ کے مسلک کی تائید کرتی ہے،، اور بیہقی کی ابو وائل سے روایت کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ تلبیہ فرماتے رہے حتیٰ کہ جمرہ عقبہ پر پہلی کنکری مارتے وقت تلبیہ قطع کر دیا،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسلک کی تائید کرتی ہے اور ابن خزیمہ کی روایت کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں عرفات سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار رہا آپ تلبیہ فرماتے رہے حتیٰ کہ جمرہ عقبیٰ پر آخری کنکری مارنے کے بعد تلبیہ قطع کیا،، امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں یہ اضافہ عجیب وغریب ہے فضل کی روایات میں کہیں بھی اس کا تذکرہ نہیں۔ امام ذہبی نے اس اضافہ کو منکر کہا ہے واللہ ورسولہ اعلم!

باب — محرم کپڑے، چادر اور تہبند سے کیا پہنے"

: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بحالتِ احرام معصفر (کسم سے رنگا ہو) کپڑا پہنا اور فرمایا عورتیں بحالتِ احرام منہ نہ ڈھانپیں نہ برقع پہنیں اور نہ ہی ایسا کپڑا پہنیں جو ورس اور زعفران سے رنگا گیا ہو،، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں معصفر کو خوشبو نہیں جانتا ہوں،، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

marfat.cpm

نے عورت کے لئے بحالتِ احرام زیورات پہننے، کالے اور گلابی کپڑے پہننے اور موزے پہننے میں حرج نہیں سمجھا ہے،، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محرم کا کپڑے بدلنے میں حرج نہیں۔

شرح : محرم کے لئے جن کپڑوں کا پہننا جائز نہیں ان کو بیان کرنے کے بعد ان کپڑوں کا بیان کرنا شروع کیا جو محرم کے لئے پہننے جائز ہیں،، یعنی محرمہ عورت منہ نہ ڈھانپے اور نہ ہی برقع اوڑھے اور ان کے علاوہ جو چاہے کپڑے پہنے مگر ورس اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے جبکہ ان سے رنگ کی مہک ظاہر ہوتی ہو اور اگر انھیں دھولیا جائے تو محرم کے لئے یہ جائز ہیں کیونکہ بعض روایات میں ہے" اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ غَسِیْلًا،، احناف کا یہی مسلک ہے،، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں معصفر کپڑے کو خوشبودار خیال نہیں کرتا ہوں اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے زیورات اور کالے اور گلابی کپڑے پہننے میں حرج نہیں سمجھا اور نہ ہی محرمہ عورت کے لئے موزے پہننے میں حرجِ خیال کیا ہے۔ ابن منذر نے کہا علماء کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ محرمہ عورت سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے وہ موزے بھی پہن سکتی ہے وہ اپنا سر اور سر کے بال ڈھانپے مگر چہرہ کھلا رکھے البتہ اس پہ ہلکا سا کپڑا لٹکا سکتی ہے جس سے وہ لوگوں کی نگاہوں سے مستور رہے اسے پورا ڈھانپ نہیں سکتی کیونکہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے،، اس لئے چہرہ ڈھانپنا اس کے لئے حرام ہے،، احناف کے نزدیک عورت کا زیور پہننا تنزیہاً مکروہ ہے،،

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محرم کپڑے بدل سکتا ہے اور ثیابِ احرام کی حد کے تحت جو چاہے کپڑے پہنے،، واللہ ورسولہ اعلم!

۱۴۵۲ —

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کنگھی کرنے اور بالوں کو تیل لگانے کے بعد (حجۃ الوداع میں) مدینہ منورہ سے چلے جبکہ آپ اور آپ کے صحابہ نے تہبند اور چادریں اوڑھیں اور ان میں سے کسی شئی سے آپ نے منع نہ فرمایا مگر اس کپڑے سے منع کیا جو زعفران میں رنگا ہوا ہو اور زعفران بدن پہ جھڑ رہی ہو پھر صبح کے وقت ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پہ سوار ہوئے حتیٰ کہ مقامِ بیداء میں پہنچے تو آپ اور آپ کے صحابہ کرام نے لبیک کہا اور اپنے جانوروں کی گردن میں قلادہ ڈالا،، یہ اس دن کا واقعہ ہے جبکہ ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے ذوالحجہ کے چار دن گزرنے کے بعد آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا، مروہ کے درمیان سعی فرمائی،، اور حرم میں بدنہ (قربانی کا جانور) بھیجنے کے باعث آپ نے احرام نہ کھولا کیونکہ آپ نے اس کی گردن میں قلادہ ڈال دیا تھا،، پھر آپ مقام حجون کے پاس مکہ مکرمہ کی بالائی طرف اُترے جبکہ آپ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے اور طواف کرنے کے بعد آپ کعبہ کے قریب نہ گئے حتیٰ کہ عرفہ سے واپس تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا کہ وہ بیت اللہ کا طواف کریں اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریں پھر سروں کے بال چھوٹے کرادیں اس کے بعد وہ احرام کھول دیں یہ اس شخص کے لئے ہے جس کے پاس قربانی کا جانور قلادہ ڈالا ہوا نہ ہو اور جس کے ساتھ اس کی بیوی ہو وہ اس کے لئے حلال ہے اور وہ خوشبو

marfat.com

بَابُ مَنْ بَاتَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ

حَتّٰی اَصْبَحَ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ۱۴۵۳
حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ الْمُنْکَدِرِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ
قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَةِ اَرْبَعًا وَّبِذِی الْحُلَیْفَةِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ بَاتَ حَتّٰی اَصْبَحَ بِذِی ۱۴۵۴
الْحُلَیْفَةِ فَلَمَّا رَکِبَ رَاحِلَتَهٗ وَاسْتَوَتْ بِهٖ اَهَلَّ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا
اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّی الظُّهْرَ بِالْمَدِیْنَةِ اَرْبَعًا وَصَلَّی الْعَصْرَ بِذِی
الْحُلَیْفَةِ رَکْعَتَیْنِ قَالَ وَاَحْسِبُهٗ بَاتَ بِهَا حَتّٰی اَصْبَحَ

لگا سکتے ہیں اور کپڑے پہن سکتے ہیں،،

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم حجۃ الوداع میں قارن تھے کیونکہ آپ نے عمرہ اور حج کو ایک سفر میں جمع کیا تھا یہی قِران ہے اور یہ افراد اور تمتّع سے افضل ہے،، حجون مکّہ والوں کا قبرستان ہے اور بیت اللہ سے ڈیڑھ میل دُور ہے،، سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن صحابہ کرام کو بیت اللہ کا طواف اور سعی کے بعد احرام کھول دینے کا حکم فرمایا تھا جنہوں نے حرم میں ہدی نہ بھیجی تھی واللہ ورسُولہ اعلم!

باب — جو صُبح تک ذوالحلیفہ میں ٹھہرا،،

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ روائت کی،،

۱۴۵۳ — حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منوّرہ میں چار رکعتیں اور ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھیں پھر صبح تک ذوالحلیفہ میں ٹھہرے رہے جب اپنی سواری پر سوار ہُوئے اور وہ سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ نے تلبیہ کہا،،

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منوّرہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں ۱۴۵۴ — اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں اور کہا میرا خیال ہے کہ آپ صبح تک ذوالحلیفہ میں ٹھہرے رہے،،

شرح: اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ میقات میں رات گزارنا جائز ہے اور اس میں تاخیرِ احرام نہیں اور نہ ہی یہ احرام کے بغیر گزرنے والے کے مشابہ ہے۔

marfat.com

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْاِهْلَالِ حَدَّثَنَا

۱۴۵۵ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم بِالْمَدِيْنَةِ الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَسَمِعَتْهُمْ يَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا بَابُ التَّلْبِيَةِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں اس لئے پڑھیں کہ آپ مسافر تھے ،، ذوالحلیفہ میں رات گزارنا حج کے سنن میں شامل نہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی سہولت کے لئے وہاں رات بسر فرمائی تھی تاکہ پیچھے رہنے والے لوگ پہنچ جائیں اور جو آپ کے ساتھ نہیں آسکے وہ آجائیں اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح فرض نماز کے بعد احرام باندھا تھا۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — بلند آواز سے تلبیہ کہنا

۱۴۵۵ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں میں نے صحابہ کرام کو عمرہ اور حج دونوں کا بلند آواز سے تلبیہ کہتے سنا۔

۱۴۵۵ — شرح : یعنی لوگ حج اور عمرہ کے احرام باندھنے کے وقت بلند آواز سے تلبیہ کہہ رہے تھے اور یہ کہنا درست نہیں کہ بعض حج کا تلبیہ کہتے تھے اور بعض عمرہ کا اور بعض دونوں کا تلبیہ کہہ رہے تھے کیونکہ "بِهِمَا" میں باء کا تعلق "يَصْرُخُوْنَ" سے ہے لہٰذا ضمیر کا مرجع متفرق لوگ نہیں ہوسکتے ہیں معلوم ہوا کہ قِرآن افضل ہے کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے اور آپ افضل عمل کیا کرتے تھے! اس حدیث سے جمہور علماء نے استدلال کیا کہ تلبیہ میں آواز بلند کرنا مستحب ہے ،، امام ترمذی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا حج افضل ہے آپ نے فرمایا "العجّ والثجّ" یعنی بلند آواز سے تلبیہ کہنا اور ذبح کرنا ،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تلبیہ احرامِ حج کی شرط ہے جب تلبیہ نہ کہے محرم نہ ہوگا ،، امام شافعی اسے سنت کہتے ہیں اور امام مالک اسے واجب کہتے ہیں اور اس کے ترک سے دم واجب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — تلبیہ

marfat.com

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمَارَةَ عَنْ اَبِیْ عَطِیَّةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَیْفَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُلَبِّیْ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ تَابَعَهُ اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ وَقَالَ شُعْبَةُ اَخْبَرَنَا سُلَیْمَانُ قَالَ سَمِعْتُ خَیْثَمَةَ عَنْ اَبِیْ عَطِیَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ ۱۴۵۶

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ "لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ" حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں ہر قسم کی تعریف اور نعمت اور بادشاہی کے تو ہی لائق ہے تیرا کوئی شریک نہیں"

۱۴۵۶ ——

شرح : پہلے باب کے آخر میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ تلبیہ مشروع ہے اس میں سب کا اتفاق ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک مسنون ہے اگر اسے ترک کر دے تو دم لازم نہیں" امام مالک رضی اللہ عنہ کے مذہب میں واجب ہے اس کے ترک سے دم لازم ہے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ ہے کہ تلبیہ حج کے احرام کے لئے شرط ہے اس کے بغیر حج کا احرام صحیح نہیں جبکہ نیت اور سوق ہدی کے ساتھ اس کا انضمام ضروری ہے" تلبیہ کی مشروعیت میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا اکرام کرتا ہے جبکہ ان کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور وہ بحیثیت وفد حاضر ہوتے ہیں" اس قدر تلبیہ میں علماء کا اتفاق ہے اور ان کلمات سے زائد کلمات میں اختلاف ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ پر اضافہ مکروہ ہے ان سے ایک روائت کے مطابق اتنا اضافہ جائز ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کرتے تھے۔ سفیان ثوری، اوزاعی اور امام محمد بن حسن رضی اللہ عنہم نے کہا کہ محرم جس قدر چاہے اور پسند کرے تلبیہ میں اضافہ کر سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا مشروع تلبیہ پر اضافہ کرنے میں حرج نہیں" ترمذی نے امام شافعی سے ذکر کیا کہ اگر تلبیہ میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے کچھ کلمات زیادہ کر دے تو حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ انھیں کلمات پر اقتصار کرے جو مشروع ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تلبیہ ذکر کیا جس کے زائد الفاظ یہ ہیں" لبیک لبیک وسعدیک والخیر بیدک لبیک والرغباء الیک والعمل" واللہ اعلم ورسولہ!

۱۴۵۷ ——

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں جانتی ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح لبیک کہتے تھے آپ فرماتے تھے — "لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک" ابومعاویہ نے سفیان ثوری کی اعمش سے روائت کرنے میں متابعت کی" اور شعبہ نے کہا ہم کو سلیمان نے خبر دی انہوں نے کہا میں

marfat.com

۱۴۵۷ بَابُ التَّحْمِيْدِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ قَبْلَ الْإِهْلَالِ عِنْدَ الرُّكُوْبِ عَلَى الدَّابَّةِ

حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ

قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مَعَهُ بِالْمَدِيْنَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ بَاتَ بِهَا حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ حَمِدَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ وَكَبَّرَ ثُمَّ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهِمَا فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَ النَّاسَ فَحَلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهَلُّوْا بِالْحَجِّ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهِ قِيَامًا وَذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعْضُهُمْ هٰذَا عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَنَسٍ الخ

نے خیثمہ سے سُنا اُنھوں نے ابوعطیہ سے روائت کیا اُنھوں نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا،، سلیمان ہی اعمش ہے اور خیثمہ بن عبدالرحمٰن جُعفی کوفی ہیں وہ ایک لاکھ درہم کے وارث ہُوئے اور ان کو علماء پر خرچ کر دیا،،

باب ـــ لبّیک کہنے سے پہلے جانور پر سوار ہونے کے وقت تحمید و تسبیح اور تکبیر کہنا،،

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ

۱۴۵۸ ـــ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جبکہ ہم آپ کے ساتھ تھے نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھیں پھر رات بھر وہاں رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی پھر سوار ہُوئے حتیٰ کہ سواری بیداء پہنچی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تکبیر کہی پھر حج اور عمرہ کی لبّیک کہی اور لوگوں نے بھی حج اور عمرہ کی لبّیک کہی اور جب ہم مکّہ مکرمہ آئے تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ احرام کھول دیں سب نے احرام کھول دیا حتیٰ کہ ترویہ کے دن حج کا احرام باندھا حضرت انس نے کہا نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اونٹ کھڑے کر کے اپنے دستِ اقدس سے نحر کئے اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منورہ میں دو مینڈھے ذبح کئے امام بخاری نے کہا بعض نے اس کو ایّوب سے اُنھوں نے کسی مرد سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کیا ہے۔

marfat.com

بَابُ مَنْ اَهَلَّ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ ۱۴۵۹
قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ قَائِمَةً ـــــــ

بَابُ الْاِهْلَالِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَقَالَ اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ اَمَرَ بِرَاحِلَتِهٖ فَرُحِلَتْ ثُمَّ رَكِبَ فَاِذَا اسْتَوَتْ بِهِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَائِمًا ثُمَّ يُلَبِّىْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْحَرَمَ ثُمَّ يُمْسِكُ حَتّٰى اِذَا جَاءَ ذَا طُوًى بَاتَ بِهٖ حَتّٰى يُصْبِحَ فَاِذَا صَلّٰى الْغَدَاةَ اغْتَسَلَ وَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ تَابَعَهٗ اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ فِى الْغُسْلِ

___ قبلہ کو متوجہ ہو کر تلبیہ (لبیک) کہنا

ترجمہ : نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب ذوالحلیفہ میں صبح کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی سواری تیار کرنے کا حکم فرماتے اور وہ تیار کی جاتی پھر اس پر سوار ہوتے جب وہ سیدھی کھڑی ہو جاتی تو کھڑے کھڑے قبلہ کو متوجہ ہوتے اور لبیک فرماتے رہتے حتیٰ کہ حرم میں پہنچ جاتے پھر آپ رُک جاتے حتیٰ کہ جب وادی ذی طویٰ میں تشریف لاتے تو وہاں رات بسر فرماتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اور جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو غسل فرماتے اور کہتے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیا ہے اسماعیل نے ایوب سے غسل کی روایت کرنے میں عبدالوارث کی متابعت کی "

شرح : اگر یہ کہا جائے کہ تلبیہ چھوڑنے کا وقت منیٰ میں عید کے دن صبح کا وقت ہے حرم میں پہنچنا ترک کا وقت نہیں اس کا جواب یہ ہے

۱۴۵۹ ___

کہ یہاں خصوصًا وقت کا بیان مقصود نہیں اسی لئے اس کو مجمل ذکر کیا گیا ہے یا حرم سے مراد منیٰ ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تلبیہ کے وقت قبلہ کو متوجہ ہونا چاہیئے کیونکہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں دعا کے وقت قبلہ کی طرف متوجہ تھے ___ یہ بھی معلوم ہُوا کہ نماز کے بعد احرام مستحب ہے " ذی طوی میں رات بسر کرنا اور مکہ مکرمہ میں دن کو داخل ہونا ضروری نہیں اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے ایسا کرے تو اس میں ثواب بہت ہے اور یہ مستحب طریقہ ہے مگر مکہ مکرمہ میں رات کی نسبت دن کو داخل ہونا افضل ہے اکثر شافعیہ یہی کہتے ہیں بعض شوافع یہ کہتے ہیں کہ دن کو یا رات کو داخل ہونے میں ایک ہی بات ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ جعرانہ میں رات کو مکہ میں داخل ہوئے تھے، صاحب ہدایہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا احرام کے وقت غسل مسنون ہے اگر نہ کر سکے تو تیمم کر لے اور اس وقت دخول مکہ کے غسل کی نیت کرے ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا یہ غسل ہر ایک کے لئے مستحب ہے حتیٰ کہ حائض نفساء (بچہ پیدا ہونے کے بعد جس عورت کو خون آئے) اور بچے کے لئے بھی مستحب ہے، ابوعمر نے کہا یہ امام مالک کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور جمعہ کے غسل سے زیادہ مؤکد ہے ۔ امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، اوزاعی اور امام ثوری رحمہما اللہ کے نزدیک احرام کے وقت وضوء بھی کافی ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا تلبیہ نہ چھوڑے حتیٰ کہ حجر کا استلام کرے امام احمد نے اپنے اسناد سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین عمرے کئے اور یہ تینوں ہی ذوالقعدہ میں تھے ان میں آپ تلبیہ فرماتے رہے حتیٰ کہ حجر اسود کا استلام کیا تو تلبیہ

marfat.com

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ اَبُو الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اَرَادَ الْخُرُوْجَ اِلٰى مَكَّةَ اِدَّهَنَ بِدُهْنٍ لَيْسَ لَهٗ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ ثُمَّ يَاْتِيْ مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ فَيُصَلِّيْ ثُمَّ يَرْكَبُ فَاِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ قَائِمَةً اَحْرَمَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ بَابُ التَّلْبِيَةِ اِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ اَنَّهٗ قَالَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ اَسْمَعْهُ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ اَمَّا مُوْسٰى كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ اِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُلَبِّيْ

ترک کر دیا،، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معتمر تلبیہ نہ چھوڑے حتی کہ رکن کا استلام کرے ذی طوی مکہ مکرمہ کے قریب ایک وادی ہے،، اس کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، کتاب الاذواء میں ہے کہ ذوطوی مکہ مکرمہ سے باہر ایک جگہ ہے۔ وہاں کنوئیں ہیں جو شخص مکہ مکرمہ داخل ہونے کا ارادہ کرے اس کے لئے ان سے غسل کرنا مستحب ہے واللہ اعلم!

۱۴۶۰ — ترجمہ: نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کرتے تو ایسا تیل استعمال کرتے جس میں خوشبو نہ ہوتی پھر مسجد ذوالحلیفہ میں آتے اور وہاں نماز پڑھتے پھر سوار ہو جاتے اور جب سواری سیدھی کھڑی ہو جاتی تو احرام باندھتے پھر کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے،،

۱۴۶۰ — شرح: اس حدیث شریف میں پہلی حدیث کی نسبت کچھ اضافہ ہے اور وہ تیل کا استعمال ہے جس میں خوشبو نہ ہو تاکہ جوئیں وغیرہ سے سر محفوظ رہے مگر خوشبو دار اشیاء سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ خوشبو محذوراتِ احرام سے ہے،،
اس تقریر سے معلوم کہ اس حدیث میں تکرار نہیں ہے،،

باب — جب وادی میں اُترے تو لبیک کہنا

۱۴۶۱ — ترجمہ: مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھے لوگوں نے دجال کا ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا لیکن آپ نے فرمایا بہرحال موسیٰ (علیہ السلام) گویا کہ میں انھیں دیکھ رہا ہوں جبکہ وہ وادی میں اُترے اور لبیک کہہ رہے ہیں۔

marfat.cpm

بَابُ كَيْفَ تُهِلُّ الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ اَهَلَّ تَكَلَّمَ بِهٖ وَاسْتَهْلَلْنَا وَاَهْلَلْنَا

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلب سے ذکر کیا کہ اس

۱۴۶۱ — حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر راوی کا موہوم ہے، کیونکہ ان کے زندہ ہونے اور حج کرنے کا کسی حدیث میں ذکر نہیں البتہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر آتا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور حج کریں گے لہٰذا ذکرِ دجال کے مناسب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے یا راوی کو اشتباہ ہُوا ہے اس نے عیسیٰ کی جگہ موسیٰ ذکر کر دیا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ عیسیٰ بن مریم فجِ روحاء میں تلبیہ کہیں گے مگر یہ تقریر نامناسب ہے کیونکہ کتاب اللباس میں اسی اسناد سے حدیث مذکور ہے اور اس میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے تو پھر اسے بھی راوی کا موہوم کہا جائے گا؟ مسلم نے ابوالعالیہ کے طریق سے ابن عباس سے حدیث ذکر کی اس میں صراحۃً مذکور ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گویا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ رہا ہوں وہ اپنے دونوں کانوں پر انگلیاں رکھے ثنیہ سے اُتر رہے ہیں اور اس وادی سے گزرنا چاہتے ہیں اور تلبیہ کہہ رہے ہیں اسی طرح اس حدیث میں حضرت یونس کا ذکر بھی ہے لہٰذا اس کو راوی کی غلطی کہنا مناسب نہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث کی حقیقت پر اطلاع پاتے تو ایسا کلام نہ کرتے اور یہ تکلف نہ کرتے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور رب کے پاس ان کو رزق دیا جاتا ہے لہٰذا اس حال میں اگر وہ حج کریں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں ہونی چاہیے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا، عبادت کا محل اگرچہ دارِ دنیا ہے برزخ اور آخرت محلِ عبادت نہیں ہے لیکن یہ عبادت اِن حضرات پر لازم نہیں وہ تو صرف ذاتی طور پر عبودیت کا اظہار کرتے ہیں، یہ کہنا بھی بعید نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے دنیاوی احوال ظاہر ہوتے ہوں کہ وہ کس طرح عبادت کرتے تھے یا کس طرح حج و تلبیہ کہتے تھے اسی لئے فرمایا کہ میں گویا ان کو دیکھتا ہوں، یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نیند میں ہو اور نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — حیض اور نفاس والی عورت احرام کس طرح باندھے

(محاورہ ہے) اَهَلَّ تَكَلَّمَ بِهٖ ، یعنی بات چیت کی، اور " اِسْتَهَلَّلْنَا الخ یہ سب ظہور کے معنیٰ میں بولتے ہیں، اِسْتَهَلَّ الْمَطَرُ، کے معنی ہے پانی بادل سے نکلا، (قرآن مجید میں) وَمَا اُهِلَّ الخ کا معنیٰ ہے، ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے یہ " استہلال الصبی، سے لیا گیا ہے،

شرح : یعنی یہ تمام الفاظ ظہور سے مشتق ہیں کیونکہ جب کوئی شخص کلام کرتا ہے تو دل کی بات ظاہر کرتا ہے، اور جب ہلال طلوع ہوتا ہے تو وہ بھی خفاء میں سے ظاہر ہوتا ہے، اہلال کا معنی آواز بلند کرنا ہے"

marfat.cpm

الْهِلَالَ كُلَّهُ مِنَ الظُّهُورِ وَاسْتَهَلَّ الْمَطَرُ خَرَجَ مِنَ السَّحَابِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَهُوَ مِنَ اسْتِهْلَالِ الصَّبِيِّ
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ۱۴۶۲

ولادت کے وقت جب بچہ چلاتا ہے تو کہا جاتا ہے۔ استہلّ الصبیُّ ،، اور قرآن مجید میں وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ،، بھی اسی سے ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اَیْ نُوْدِیَ عَلَی الْمَذْبُوْحِ بِغَیْرِ اسْمِ اللّٰهِ ،، یعنی مذبوح پر غیر اللہ کا نام لیا جائے ،، اس آیت کریمہ میں مشرکین کا رد ہے جو جانوروں کو بتوں کا نام لے کر ذبح کرتے تھے مفسرین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ کا معنی یہی ہے کہ جانور کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے ،، معلوم ہوا کہ اگر جانور کسی کے لئے نام زد کر دیا جائے تو جائز ہے جیسے عقیقہ کا بکرا اور مہمان کے لئے مرغی ذبح کرنا ،، علامہ ملا جیون رحمہ اللہ تعالیٰ "تفسیرات احمدیہ" میں ذکر کرتے ہیں "اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِاَنَّهٗ لَيْسَ مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ،، یعنی ہمارے زمانے میں یہ رسم ہے کہ لوگ اولیاء اللہ کے لئے جانور نذر مانتے ہیں یہ حلال ہے پاکیزہ ہے کیونکہ یہ ان جانوروں سے نہیں جن پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو اور ابوداؤد نے جو حضرت انس سے روائت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا عَقْرَ فِي الْاِسْلَامِ ،، اور شیخ عبدالرزاق نے کہا کہ لوگ قبروں پر جانور ذبح کیا کرتے تھے ،، اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں اہل جاہلیت کا رد ہے کیونکہ وہ قبر کے پاس جانور ذبح کرتے اور کہتے تھے ہم اس کو اس کے فعل کی جزاء دیتے ہیں کیونکہ یہ اپنی زندگی میں جانور ذبح کر کے مہمانوں کو کھلایا کرتا تھا ہم اس کی قبر کے پاس ذبح کرتے ہیں اور اس کو جنگل کے جانور کھا جاتے تھے ،، یقیناً یہ ذبح اسراف اور اضاعت سے خالی نہیں اور نہ ہی اس میں صحیح غرض کار فرما ہے اور اسراف شریعت مطہرہ میں حرام ہے اور اگر قبر کے پاس جانور اس غرض سے ذبح کیا جائے کہ اسے فقراء اور مساکین کھائیں گے اور صاحب قبر کو اس کا ثواب پہنچے گا تو یہ مکروہ بھی نہیں اور کتاب وسنت میں اس کی تحریم کا کہیں ذکر نہیں۔ ابوداؤد نے عبید اللہ اخنس سے روائت کی کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی ہے کہ فلاں جگہ جانور ذبح کروں گی جہاں لوگ جاہلیت میں ذبح کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کسی بت کے لئے ذبح کرتے تھے عرض کی نہیں آپ نے فرمایا اپنی نذر پوری کر لے معلوم ہوا کہ ظروف کو اشیاء کی تحلیل و تحریم میں ہرگز دخل نہیں ایسا حدیث میں بھی صراحۃً مذکور ہے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے نام سے جانور ذبح کرنا حرام ہے اگر کسی کے لئے نامزد کر دیا جائے تو حرام نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے انھوں نے کہا ہم حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ہم نے عمرہ کا احرام باندھا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے

۱۴۶۲ ——

marfat.cpm

صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِينَ كَانُوا أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا

پاس ہدی ہے وہ عمرہ کے ساتھ حج کا احرام باندھے پھر وہ حلال نہ ہو حتیٰ کہ دونوں (حج و عمرہ) سے حلال ہو جائے۔ (ام المؤمنین نے کہا) میں مکہ مکرمہ آئی حالانکہ میں حائض تھی اور میں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا اور نہ ہی صفا، مروہ کے درمیان سعی کی ،، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ سے شکایت عرض کی تو آپ نے فرمایا اپنے سر کے بال کھول دو اور کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھو اور عمرہ چھوڑ دو ،، میں نے تعمیلِ حکم کی جب ہم نے حج کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تنعیم بھیجا تو میں نے (وہاں سے) عمرہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارے عمرہ کا بدل ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا اُنھوں نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کیا پھر وہ حلال ہو گئے پھر منیٰ سے واپسی کے بعد اُنھوں نے ایک طواف کیا بہرحال جن لوگوں نے حج اور عمرہ کو جمع کیا اُنھوں نے صرف ایک ہی طواف کیا ،،

شرح : اگر یہ سوال کیا جائے کہ "باب الحیض" میں گزرا ہے اور عنقریب "باب التمتع" میں بھی آئے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صرف حج کا احرام باندھا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُنھوں نے مدینہ منورہ سے نکلتے وقت صرف یہی اعتقاء کیا تھا کہ وہ صرف حج کریں گے اس کے بعد سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عمرہ کرنے کا حکم فرمایا کیونکہ مشرکوں کا یہ عقیدہ تھا کہ موسم حج میں عمرہ کرنا حرام ہے ،، لہٰذا دونوں روایات میں مخالفت نہیں ہے ،، یہ جاننا ضروری ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو تین ذوالحجہ بروز ہفتہ سرف کے مقام میں حیض آیا تھا اور نحر کے دن ہفتہ کے روز وہ حیض سے پاک ہو گئی تھیں ،، اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا کہ قِران افضل ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کے پاس ہدی ہے وہ عمرہ کے ساتھ حج کا احرام باندھے یہی تو قران ہے ،، اور اس کے افضل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس طرح ایک سفر میں دو عبادتیں جمع ہوتی ہیں ،، علامہ قرطبی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قِران کا حکم فرمایا تھا اور ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا ،، قِران کا حکم ہے اس میں قطعاً نزاع نہیں ہے۔ احادیث کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ قِران افضل ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں قارن تھے امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کا یہی مسلک ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول یہی ہے ،، اگر یہ کہا جائے کہ ایک روائت میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا دوسری روائت میں ہے کہ آپ نے

marfat.com

١٤٦٢

تمتّع کیا ایک اور روائت کے مطابق آپ نے قِران کیا تو اختلاف کے اندفاع کا کیا طریقہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور اس میں متمتّع رہے پھر طواف سے پہلے حج کا علیحدہ احرام باندھا اور اس طرح آپ قارِن ہوگئے اگر یہ کہا جائے کہ اس وقت حج کو عمرہ پر داخل کرنا لازم آتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علمائے کرام حج کو عمرہ پر داخل کرنے میں متفق ہیں البتہ بعض لوگ اسے منع کرتے ہیں ہاں اس کے عکس کی صورت میں اختلاف ہے کہ حج پر عمرہ داخل کیا جائے یعنی حج کے احرام کے بعد عمرہ کا احرام باندھا جائے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور قدیم قول میں امام شافعی اس کو جائز کہتے ہیں جبکہ دوسرے لوگ اسے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے خاص تھا مگر ان کے پاس خصوص کی دلیل نہیں ہے،، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ متمتع جب عُمرہ کے افعال سے فارغ ہو جائے تو حلال نہ ہو حتیٰ کہ حج کا احرام باندھے جبکہ اس کے پاس ہدی ہو احناف کا یہی مذہب ہے کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا،، لا یحل حتی یحل منہما جمیعًا،، یعنی احرام نہ کھولے حتیٰ کہ حج و عمرہ دونوں سے فارغ ہو جائے،، عینی،، علّامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ حدیث مشکل ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ وہ سر کے بال کھول دیں اور کنگھی کریں حالانکہ وہ محرمہ تھیں،، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مائی صاحبہ کو حکم فرمایا کہ وہ عمرہ چھوڑ دیں اور اس پر حج داخل کریں اور قارنہ ہو جائیں،، ابن حزم نے کہا صحیح یہی ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا قارنہ تھیں اور احرام میں بال کھول دینے اور کنگھی کرنا جائز ہے بشرطیکہ بال نہ اکھڑیں،، یہ تاویل بھی کی جاتی ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے سر میں درد تھا اس لئے ان کے لئے بال کھول دینے مباح تھے جیسے کعب بن عجرہ کے لئے بالوں کا حلق مباح تھا۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا،، میں مکّہ مکرّمہ آئی جبکہ میں حائض تھی اور میں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا اور نہ ہی صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اس سے ابن جوزی نے استدلال کیا کہ مُحدِثہ کا طواف جائز نہیں احناف کے مذہب میں طہارت شرط نہیں ہے اگر مُحدِثہ نے طواف کر لیا تو طواف صحیح ہے اور اس پر واجب ہے کہ بکری ذبح کرے اگر مُحدِثہ جنبی یعنی ناپاک تھا اور اسی حالت میں طواف کر لیا تو اس پر اونٹ نحر کرنا واجب ہے اور جب تک مکّہ میں ہے اس کا اعادہ کرے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک طہارت شرط ہے لہذا بدونِ طہارت طواف صحیح نہ ہوگا۔ جمہور علماء کا مذہب ہے کہ بے وضو، جنبی اور حائض سعی کر سکتے ہیں۔ اس حدیث سے ان علماء نے استدلال کیا جو یہ کہتے ہیں کہ قارن کے لئے ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے،، چنانچہ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے،، امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ قارن کے لئے دو طواف اور دو سعییں ہیں سیّدنا عمر فاروق، علی المرتضیٰ، حسن و حسین اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت مجاہد نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ اُنھوں نے حج اور عمرہ جمع کیا اور کہا کہ ان دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے اور دو طواف اور دو سعییں کیں اور کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اسی طرح دیکھا ہے،، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روائت ہے کہ اُنھوں نے قِران کیا اور دو طواف اور دو سعییں کیں پھر فرمایا،، میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔ ایسے ہی علقمہ نے ابن مسعود سے روائت کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، ابوبکر

marfat.cpm

بَابُ مَنْ اَهَلَّ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَهْلَالِ النَّبِیِّ صلے اللہ علیہ وسلم قالہ ابن عمر عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم حَدَّثَنَا الْمَکِّیُّ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا اَنْ یُّقِیْمَ عَلٰی اِحْرَامِہٖ وَذَکَرَ قَوْلَ سُرَاقَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَکْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا اَهْلَلْتَ یَا عَلِیُّ قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِہِ النَّبِیُّ صلے اللہ علیہ وسلم قَالَ فَاهْدِ وَامْکُثْ حَرَامًا کَمَا اَنْتَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْخَلَّالُ الْهُذَلِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلِیْمُ بْنُ حَیَّانَ

عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم نے عمرہ اور حج کے دو طواف کئے اور دو ہی سعیں کیں واللہ ورسولہ اعلم! (عینی)

باب — جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے مثل احرام باندھا"

"اس کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی"

ترجمہ : مکی بن ابراہیم نے ابن جریج سے بیان کیا انھوں نے کہا کہ عطاء نے کہا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے احرام پر قائم رہیں اور سراقہ بن مالک کا قول ذکر کیا۔

۱۴۶۳ —

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اے علی تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جس چیز کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے (میری نیت یہ تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں احرام کھول دیتا۔ محمد بن بکر نے ابن جریج سے کچھ زیادہ بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! کس چیز کا تم نے احرام باندھا ہے؟ حضرت علی نے کہا جس چیز کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم محرم ٹھہرے رہو جیسا کہ اس وقت ہو"

۱۴۶۴ —

شرح : اس باب کے ترجمہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ کیا ہے کہ مبہم احرام باندھنا جائز ہے پھر اسے جس طرف چاہے پھیر سکتا ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے احرام باندھا پھر اسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے مثل کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ احرام کی کیفیت نہ جانتے تھے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے مثل نیت کر لی"، مگر یہ زمانۂ نبوت میں خاص تھا اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے"، ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک مبہم احرام جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے"، وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ"

marfat.com

قَالَ سَمِعْتُ مَرْوَانَ الْاَصْفَرَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَلِيٌّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ بِمَا اَهْلَلْتَ قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْلَا اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ

۱۴۶۳ ——— شرح : یہ اس وقت کا واقعہ ہے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے حج کرنے مکہ مکرمہ آئے تھے تو انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم نے احرام کیسا باندھا ہے کیونکہ ہمارے ساتھ تمہاری رفیقۂ حیات ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے مثل احرام باندھا ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی رفیقۂ حیات کا ذکر اس لئے کیا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس وقت ممتعہ تھیں اور انھوں نے عمرہ کرکے احرام کھول دیا تھا جیسا کہ مسلم نے حضرت جابر سے روائت کی ہے ! سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ وہ احرام نہ کھولیں کیونکہ ہمارے پاس ہدی ہے اور جس کے پاس ہدی ہو وہ حج سے فارغ ہونے سے پہلے احرام نہیں کھول سکتا ،، جابر نے اپنی حدیث میں سراقہ کا قول ذکر کیا " سراقہ ابن مالک بن جُعشم ہیں انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انیس (۱۹) حدیثیں روائت کی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے صرف ایک حدیث ذکر کی ہے ،، سراقہ بن مالک سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جبکہ تمہیں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے (یہ غیب کی خبر تھی) جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کا تخت و تاج اور اس کے کنگن حاضر کئے گئے تو انھوں نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو دو کنگن پہنا کر فرمایا اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ اور کہو " اللہ اکبر " اس ذات قدوس کی حمد ہے جس نے کسریٰ بن ہرمز سے کنگن چھین کر سراقہ بن مالک کو پہنائے جو قبیلہ بنی مدلج کا ایک اعرابی (دیہاتی) ہے سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کی ابتداء میں چوبیس (۲۴) ہجری میں فوت ہوئے ،،

۱۴۶۴ ——— شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث شریف کا مدلول یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے کیونکہ قارن یا متمتع کے سوا کسی پر ہدی واجب نہیں اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ متمتع ہوتے تو وہ عمرہ کا احرام کھول دیتے پھر آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ لیتے معلوم ہوا کہ قران افضل ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم افضل عمل فرماتے تھے اس سے پہلی حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ مبہم احرام باندھنا جائز ہے مگر ہم کہتے ہیں حضرت علی اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما نے مبہم احرام اس لئے باندھا تھا کہ وہ احرام کی کیفیت کو نہ جانتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ،، تو احرام کی کیفیت واضح ہوگئی لہٰذا مبہم احرام باندھنے اُن دونوں حضرات کی خصوصیت تھی ،، واللہ اعلم !

---

marfat.cpm

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ

۱۴۶۵ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ بَعَثَنِی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰی قَوْمِیْ بِالْیَمَنِ فَجِئْتُ وَھُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ بِمَا اَھْلَلْتَ فَقُلْتُ اَھْلَلْتُ کَاِھْلَالِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ھَلْ مَعَکَ مِنْ ھَدْیٍ قُلْتُ لَا فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ثُمَّ اَمَرَنِیْ فَاَحْلَلْتُ فَاَتَیْتُ اِمْرَاَۃً مِنْ قَوْمِیْ فَمَشَطَتْنِیْ اَوْ غَسَلَتْ رَاْسِیْ فَقَدِمَ عُمَرُ فَقَالَ اِنْ نَاْخُذْ بِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ یَاْمُرُنَا بِالتَّمَامِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ وَاِنْ نَاْخُذْ بِسُنَّۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِنَّہٗ لَمْ یَحِلَّ حَتّٰی نَحَرَ الْھَدْیَ

ترجمہ : حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک قوم کی طرف یمن بھیجا میں (حج کرنے) یمن سے آیا جبکہ آپ

۱۴۶۵ ——

وادیٔ بطحاء میں تشریف فرما تھے،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیسا احرام باندھا میں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے مثل احرام باندھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس ہدی ہے میں نے عرض کیا میرے پاس ہدی نہیں،، آپ نے مجھے حکم فرمایا تو میں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی پھر مجھے حکم فرمایا تو میں نے احرام کھول دیا میں اپنی قوم کی ایک عورت کے پاس گیا اُس نے میرے سر کو کنگھی کی یا اُس نے میرا سر دھویا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو اُنھوں نے کہا اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو اللہ تعالیٰ ہم کو (حج و عمرہ) پُورا کرنے کا حکم فرماتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ ،، اور اگر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت لیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام نہ کھولا حتیٰ کہ ہدی کو حرم میں نحر فرمایا،،

۱۴۶۵ —— شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اِن الفاظ میں ہے،، " اَھْلَلْتُ بِاِھْلَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ " سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ کو دس ہجری میں حجۃ الوداع سے پہلے یمن بھیجا تھا،، ابوبردہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ابوموسیٰ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما دونوں کو یمن کے دونوں حصّوں پر حاکم بنا کر بھیجا تھا جس عورت نے ابوموسیٰ اشعری کو کنگھی کی تھی یا ان کا سر دھویا تھا وہ ان کی محرم بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ابوموسیٰ کی بھتیجی ہو،،

قولہٗ قَدِمَ عُمَرُ الخ بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی حج میں آئے تھے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ وہ اس حج میں نہیں آئے تھے بلکہ ان کا تشریف لانا اپنے عہدِ خلافت میں تھا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اختصار سے کام لیا ہے،، جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے راہِ ابسط اختیار کی ہے۔

اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ معلّق احرام جائز ہے یعنی میرا احرام زید کے احرام کے مثل ہے اگر اس کا احرام صرف حج ہے یا تمتّع ہے یا قِران ہے تو میرا احرام بھی ایسا ہے،، اگر زید کا احرام مطلق ہے تو میرا احرام بھی مطلق ہے،، پھر وہ جس طرف چاہے اپنا احرام پھیر دے،، اس کو حج کا یا تمتّع کا یا قِران کا احرام بنائے"

marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَشْهُرُ الْحَجِّ شَوَّالٌ وَّذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرٌ مِّنْ ذِي الْحِجَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ لَّا يُحْرِمَ بِالْحَجِّ اِلَّا فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ وَكَرِهَ عُثْمَانُ اَنْ يُّحْرِمَ مِنْ خُرَاسَانَ اَوْ كِرْمَانَ

احناف ائمہ کرام کے نزدیک مبہم احرام جائز نہیں اور مذکورہ حدیث کو خصوصیت پر محمول کرتے ہیں،، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمتع سے منع کرتے تھے یعنی حج فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھنے سے منع کرتے تھے اسی لئے وہ لوگوں کو اس پر سزا دیا کرتے تھے،، کیونکہ حج کو فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھنا اسی سال مختص تھا جس سال سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ حج فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھ لو اور اس میں مشرکوں کی تردید مقصود تھی جبکہ ان کا عقیدہ تھا کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا سخت گناہ ہے،، کذا قال قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مختار قول یہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمتع سے منع کرتے تھے۔ ان کا یہ منع کرنا صرف تنزیہہ اور صرف تمتع کی ترغیب کے لئے تھا کہ لوگ صرف حج کریں پھر تمتع کے جواز پر سب کا اتفاق ہوگیا۔ دراصل عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تمتع سے منع کرنا اس لئے تھا کہ لوگ عمرہ کرکے احرام کھولنے کے بعد بیویوں سے جماع کریں گے اور تازہ جماع کرنے کے بعد وہ حج میں شروع ہوں گے حالانکہ حاجی کو اس قسم کا آرام نہیں کرنا چاہیئے اس لئے انھوں نے اسے مکروہ جانا تاکہ اس طرف لوگوں کا میلان نہ ہو البتہ جس نے کئی دنوں سے بیوی سے جماع کیا ہو اور وہ عمرہ کے بعد حج کا احرام باندھے تو عمر فاروق کے نزدیک بھی اس میں حرج نہیں ۔ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ عمرہ کرنے والے کے پاس جب ہدی ہو تو وہ عمرہ کا احرام نہ کھولے حتیٰ کہ حرم میں ہدی نحر کرے امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا جب بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا، مروہ کے درمیان سعی کرکے حلق کرے تو وہ عمرہ کا احرام کھول دے اور اس کے لئے ہر شئی حلال ہے اس کے پاس ہدی ہو یا نہ ہو،، مگر یہ حدیث ان کے خلاف ہے ،، قولہ اتموا الحج والعمرۃ ،، یعنی ہر ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرے اور عمرہ حج کے مہینوں کے سوا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الحج اشھر معلومات ،، حج کے مہینے مقرر ہیں۔ قولہ فانہ لم یحل الخ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں ہدی نحر کرنے کے بعد احرام کھولا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب

: اللہ تعالیٰ کا ارشاد حج کے چند مہینے مقرر ہیں جس نے ان مہینوں میں حج کا ارادہ کیا تو جماع کرے نہ گناہ کا کام کرے اور نہ ہی جھگڑے ،، اے حبیب ،، یہ لوگ آپ سے چاند کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں کے لئے اور حج کے لئے ،، اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حج کے مہینے شوال، ذوالقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مسنون یہ ہے کہ صرف حج کے مہینوں میں ہی حج کا احرام باندھے ،، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خراسان اور کرمان سے احرام باندھنا مکروہ سمجھا۔

marfat.cpm

شرح : حج کا معنی قصد ہے اشہر شہر کی جمع ہے اس سے پُورے تین مہینے مراد نہیں بلکہ دو مہینے اور دس دن مراد ہیں۔ رفث کا معنیٰ جماع ہے یہ مُحرم کے لئے حرام ہے،، اسی طرح جماع کی رغبت دلانے والے امور جیسے مباشرت اور بوسہ وغیرہ سب حرام ہیں اور عورتوں کی موجودگی میں اس جیسی باتیں کرنا بھی حرام ہیں،، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رفث کا معنی ہے عورتوں کے پاس آنا اور عورتوں اور مَردوں میں جماع کی باتیں کرنا،، فسوق" گناہ کے کام ہیں،، بعض علماء کہتے ہیں" فسوق،، گالی گلوچ کرنا ہے اور یہ حدیث شریف" سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر،، اس معنی کی تائید کرتی ہے،، جدال،، جھگڑا کرنا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا حج کے مہینے شوال، ذوالقعدہ اور دس دن ذوالحجہ کے ہیں ان مہینوں میں احرام باندھنا زیادہ اچھا ہے اگرچہ دوسرے مہینوں میں بھی جائز ہے بلکہ پُورے سال کے مہینوں میں احرام باندھنا صحیح ہے۔ امام ابوحنیفہ، مالک، احمد کا یہی مذہب ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ صرف حج کے مہینوں میں احرام باندھنا صحیح ہے اگر ان مہینوں سے پہلے احرام باندھا تو صحیح نہ ہوگا امام ابوحنیفہ اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک ذوالحجہ کا دسواں دن عشرہ ذی الحجہ میں داخل ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دسواں دن عشرہ ذی الحجہ میں داخل نہیں،،

حضرت عدی بن حاتم اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نئے چاند سے متعلق پُوچھا تو یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی یعنی ان کا سوال یہ تھا کہ جب چاند ظاہر ہوتا ہے تو چھوٹا سا ظاہر ہوتا ہے پھر بدر بن جاتا ہے پھر خشک شاخ کی طرح ہو جاتا ہے اس تغیّر کا سبب کیا ہے،، تو یہ آئت نازل ہُوئی کہ چاند کے احوال کے تغیّر سے لوگ اپنے کاروبار کا حساب لگاتے ہیں عورتوں کی عدّت اور حج کے اوقات معلوم ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم!

کرمان اور خراسان کا ذکر بطریق تمثیل ہے ان دونوں مملکتوں کی خصوصیت نہیں کیونکہ دُور و دراز کے سب علاقوں کا یہی حکم ہے جو مکّہ مکرمہ سے کافی دُور ہیں جیسے چین اور ہندو پاکستان وغیرہ کیونکہ غالبًا دُور دراز کے علاقوں سے احرام باندھنے میں عظیم ضرر اور حرج ہے اور دین و اسلام میں حرج و ضرر مدفوع ہے،، احمد بن سیار نے تاریخ مرو میں داؤد بن ابی ہند کے طریق سے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عامر نے جب خراسان فتح کیا تو کہا میں اللہ کا شُکر ادا کرتا ہوں اور نذر مانتا ہوں کہ میں اس جگہ سے احرام کی حالت میں باہر نکلوں گا تو اُنہوں نے نیشاپور سے ہی احرام باندھ لیا جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو اُنھوں نے اس فعل پر عبداللہ بن عامر کو ملامت کی،، عبداللہ بن عامر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ماموں زاد بھائی ہیں وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں پیدا ہُوئے آپ نے ان کے منہ میں کلّی کا پانی ڈالا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو ابو موسیٰ اشعری کے بعد بصرہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور عثمان بن ابی عاص کے بعد ان کو مملکت فارس کا حاکم بنا دیا۔ جبکہ اس وقت ان کی عمر صرف پچیس (۲۵) برس تھی اس دوران اُنہوں نے سارا خراسان اور فارس، کرمان، سجستان اور دیگر علاقے فتح کئے اور کسریٰ کو قتل کیا جس کا نام یزدجرد تھا اور ۵۸ ہجری میں انتقال کر گئے،، فسبحان الذی ھو الحی القیوم،،

---

marfat.com

١٤٦٦ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ

قَالَ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ قَالَتْ فَخَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَعَهُ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَهُ وَالَتْ فَالْآخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِنْ أَصْحَابِهِ قَالَتْ فَأَمَّا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَرِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَكَانُوا أَهْلَ قُوَّةٍ وَكَانَ مَعَهُمُ الْهَدْيُ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الْعُمْرَةِ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكِ يَا هَنْتَاهْ قُلْتُ سَمِعْتُ قَوْلَكَ لِأَصْحَابِكَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَأْنُكِ قُلْتُ لَا أُصَلِّي قَالَ فَلَا يَضِيرُكِ إِنَّمَا أَنْتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ فَكُونِي فِي حَجَّتِكِ فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَرْزُقَكِهَا قَالَتْ فَخَرَجْنَا فِي حَجَّتِهِ حَتَّى قَدِمْنَا مِنًى فَطَهُرْتُ ثُمَّ خَرَجْتُ مِنْ مِنًى فَأَفَضْتُ بِالْبَيْتِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ فِي النَّفْرِ الْآخِرِ حَتَّى نَزَلَ الْمُحَصَّبَ وَنَزَلْنَا مَعَهُ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ اخْرُجْ بِأُخْتِكَ مِنَ الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا ثُمَّ ائْتِيَا هَاهُنَا فَإِنِّي أَنْظُرُكُمَا حَتَّى تَأْتِيَانِي قَالَتْ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغْتُ وَفَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ ثُمَّ جِئْتُهُ بِسَحَرٍ فَقَالَ هَلْ فَرَغْتُمْ قُلْتُ نَعَمْ فَآذَنَ بِالرَّحِيلِ فِي أَصْحَابِهِ فَارْتَحَلَ النَّاسُ فَمَرَّ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يَضِيرُ ضَيْرًا مِنْ ضَارَ يَضِيرُ ضَيْرًا وَيُقَالُ ضَارَ يَضُورُ ضَوْرًا وَضَرَّ يَضُرُّ ضَرًّا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم حج کے مہینوں میں، حج کی راتوں میں اور حج کے موسم میں نکلے اور "سرف" مقام میں ٹھہرے

١٤٦٦ — ام المؤمنین نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا "تم میں سے جس کے پاس "ہدی" نہیں ہے اور وہ حج کو عمرہ کرنا چاہتا ہے تو کرے اور جس کے پاس ہدی ہے (قربانی کا جانور) وہ حج کو عمرہ نہ کرے۔ ام المؤمنین نے کہا آپ کے صحابہ کرام سے بعض نے اس حکم پر عمل کیا اور بعض نے عمل نہ کیا ام المؤمنین نے کہا بہرحال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چند اصحاب جو دولت مند تھے اور ان کے پاس قربانی کے جانور تھے وہ عمرہ نہیں کر سکتے تھے"، ام المؤمنین نے کہا میرے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ میں رو رہی تھی آپ نے فرمایا اے بھولی بھالی کیوں رو رہی ہو میں نے عرض کیا حضور! میں نے آپ کا کلام سنا جو آپ نے صحابہ سے فرمایا ہے اور میں عمرہ نہیں کر سکتی ہوں فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا۔ میں نماز نہیں پڑھ سکتی ہوں (حائضہ ہوں) فرمایا کوئی ضرر نہیں تم بھی آدم کی لڑکیوں میں سے ایک عورت ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں وہی کیا ہے جو دوسری عورتوں کا مقدر کیا ہے تم اپنے حج میں رہو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں عمرہ نصیب کرے گا۔ ام المؤمنین نے کہا ہم حج کے لئے نکلے حتیٰ کہ منیٰ میں آئے تو میں حیض سے پاک ہو گئی ـــــ پھر میں منیٰ سے نکلی اور (غسل کے بعد) بیت اللہ کا طواف کیا (طوافِ زیارت) ام المؤمنین نے کہا پھر میں آپ کے ساتھ آخری کوچ میں نکلی حتیٰ کہ آپ وادی

marfat.cpm

بَابُ التَّمَتُّعِ وَالْإِقْرَانِ وَالْإِفْرَادِ بِالْحَجِّ وَفَسْخِ الْحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ

١٤٦٧ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرَى اِلَّا اَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ اَنْ يَحِلَّ فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَاَحْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَاَرْجِعُ اَنَا بِحَجَّةٍ قَالَ وَمَا طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاذْهَبِي مَعَ اَخِيكِ اِلَى التَّنْعِيمِ فَاَهِلِّي بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ كَذَا وَكَذَا وَقَالَتْ صَفِيَّةُ مَا اُرَانِي اِلَّا حَابِسَتَكُمْ فَقَالَ عَقْرَى حَلْقَى اَوَمَا طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ قُلْتُ بَلَى قَالَ لَا بَاْسَ انْفِرِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِنْ مَكَّةَ وَاَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا اَوْ اَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ مِنْهَا

محصّب میں ٹھہرے ہم بھی آپ کے ساتھ ٹھہرے۔ آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بلایا اور فرمایا اپنی ہمشیرہ کو حرم سے باہر لے جاؤ اور وہ عمرہ کا احرام باندھے پھر عمرہ سے فارغ ہو کر یہاں آؤ میں تمہارے آنے تک تمہارا انتظار کرتا ہوں ام المؤمنین نے کہا ہم حرم سے باہر نکل گئے حتیٰ کہ وہ اور میں طواف سے فارغ ہو گئے پھر علی الصبح میں آپ کے پاس آئی تو فرمایا کہ عمرہ سے فارغ ہو گئے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے اپنے صحابہ میں کوچ کا اعلان کیا تو لوگ چل پڑے اور آپ نے مدینہ کی طرف متوجہ ہو کر راہ سفر اختیار فرمائی (بخاری نے کہا) لفظ "ضَیْر"، "ضَارَ یَضِیْرُ ضَیْراً" سے ہے اور ضَارَ یَضُوْرُ اور "ضَرَّ یَضُرُّ ضَرّاً" بھی کہا جاتا ہے"

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی مکہ میں ہو اور عمرہ کا ارادہ کرے تو وہ "حل" جا کر احرام باندھے اور یہ ضروری ہے تاکہ اس کا عمرہ دونوں مقامات کے افعال پر مشتمل ہو جیسے حج کرنے والا ان دونوں کو جمع کرتا ہے کیونکہ عرفات "حل" کا حصہ ہے"، نیز معلوم ہوا کہ وادی محصّب میں ٹھہرنا سنّت ہے امام ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہے ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر اور طاؤس کا بھی یہی مسلک ہے"، نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء رضی اللہ عنہم محصّب میں ٹھہرے جیسا کہ مسلم میں مروی ہے"، امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما اسے مستحب کہتے ہیں بہرحال یہاں ٹھہرنا واجب نہیں ہے"، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں ٹھہرنا سفر کی سہولت کے لئے تھا کیونکہ اس راستے مکہ سے نکلنا آسان ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — تمتّع اور قرآن اور صرف حج کا بیان اور جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو اس کا حج کو فسخ کر دینا"

۱۴۶۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہمارا ارادہ صرف

marfat.com

حج کرنے کا تھا ہم جب (مکہ) میں آئے اور بیت اللہ کا طواف کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جو شخص قربانی کا جانور ساتھ نہیں لایا وہ احرام کھول دے،، جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا اس نے احرام کھول دیا،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس قربانی کے جانور نہ تھے انھوں نے احرام کھول دیا،، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے حیض آگیا تو میں نے بیت کا طواف نہ کیا جب حصبہ کی رات آئی تو ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگ عمرہ اور حج کر کے لوٹیں گے اور میں صرف حج کر کے لوٹوں گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن راتوں میں ہم مکہ مکرمہ آئے تھے تم نے طواف نہیں کیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بھائی (عبدالرحمٰن بن ابی بکر) کے ساتھ تنعیم جاؤ اور عمرہ کا احرام باندھو پھر فلاں فلاں جگہ آجانا۔

ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں خیال کرتی ہوں کہ میں لوگوں کو روکنے والی ہوں آپ نے فرمایا "عَقْرٰی حَلْقٰی" (بانجھ سر منڈاتی ہوئی) کیا تو نے نحر کے دن طواف نہیں کیا تھا؟ صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں نہیں (میں نے طوافِ زیارت کیا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی حرج نہیں ہے (ہمارے ساتھ) چلو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملے جبکہ آپ مکہ سے چڑھ رہے تھے اور میں مکہ میں اتر رہی تھی یا میں چڑھ رہی تھی اور آپ اتر آرہے تھے،،

۱۴۶۷ —— شرح :

اگر یہ سوال ہو کہ " اَنْ یَحِلّ " آپ نے یہ اس وقت فرمایا جبکہ مکہ مکرمہ میں تشریف لانے سے پہلے " مقام سرف" میں تھے جیسا کہ ابھی ابھی گزرا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں تشریف لانے کے بعد آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ جس کے پاس ہدی نہیں وہ احرام کھول دے اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں آنے سے پہلے اور آنے کے بعد یہ دو مرتبہ فرمایا تھا اور دوسری بار فرمانا پہلے ارشاد کی تاکید ہے،،

اگر یہ کہا جائے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ میں حائضہ ہوگئی اور بیت اللہ کا طواف نہ کیا،، یہ اس حدیث کے منافی ہے جس میں یہ کہا ہے کہ ہم نے طواف کیا،، تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں مائی صاحبہ نے یہ کہا تھا کہ ہم نے طواف کیا اس میں جمع کا لفظ ہے جس سے مراد صحابہ کرام ہیں یہ اس سال کی تخصیص تھی۔ اگر یہ کہا جائے کہ طواف کے بغیر حج کیسے صحیح ہوا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس طواف سے مراد طوافِ افاضہ نہیں ہے جو فرض ہے کیونکہ ام المؤمنین طوافِ زیارت کر چکی تھیں چنانچہ انھوں نے کہا" پھر میں منیٰ سے باہر نکلی اور بیت اللہ کا طواف کیا،، اور طوافِ وداع جو انھوں نے نہ کیا تھا وہ حائضہ سے ساقط ہے،، قولہ عقریٰ حلقی،، اس کے معنیٰ میں کئی اقوال ہیں۔ ابو عبید نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے" اللہ اس کے جسم کو زخمی کرے اور اس کے حلق میں درد ہو،، صاحب المحکم نے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے" اللہ اس کو ہلاک کرے اور اس کے بال حلق کرے،، بعض نے یہ کہا کہ وہ اپنی قوم کو ہلاک کرے اور ان کا حلق کرے کہ وہ منحوس ہے،، بعض یوں کہتے ہیں" عقری،، بانجھ ہو اور" حلقی" منحوس ہو، بہرحال اس کا معنیٰ جو بھی ہو اس سے حقیقی معنیٰ مراد نہیں ہے جیسے" تربت یداہ" کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں اسی طرح " قاتلہ اللہ" کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں ہے بلکہ یہ آپ نے بطور شفقت فرمایا ہے واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.cpm

حَدَّثَنَا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن ابي ١٤٦٨
الاسود محمد بن عبد الرحمن بن نوفل عن عروة بن الزبير عن عائشة انها قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم عام حجة الوداع فمنا من اهل بعمرة ومنا من اهل بحج وعمرة ومنا من اهل بالحج واهل رسول الله
صلى الله عليه وسلم بالحج فاما من اهل بالحج او جمع الحج والعمرة لم يحلوا حتى كان يوم النحر حدثنا محمد بن بشار قال ١٤٦٩
حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن الحكم عن علي بن حسين عن مروان بن الحكم قال شهدت عثمان وعليا
وعثمان ينهى عن المتعة وان يجمع بينهما فلما راى علي اهل بهما لبيك بعمرة وحجة قال ما كنت لادع سنة النبي صلى الله
عليه وسلم لقول احد

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ ١٤٦٨
علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے سال نکلے۔ ہم میں سے بعض لوگوں نے
عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا اور جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا جس نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا ان
لوگوں نے احرام نہ کھولا حتی کہ قربانی کا دن آگیا۔

ترجمہ : مروان بن حکم نے کہا میں عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت ١٤٦٩
میں موجود تھا اور عثمان تمتع سے اور حج اور عمرہ جمع کرنے سے منع
کرتے تھے جب حضرت علی نے یہ دیکھا تو حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا اور لبیک بعمرۃ وحجۃ فرمایا،، اور کہا میں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کسی کے کہنے پر ترک نہیں کرسکتا،،

شرح : اگر یہ سوال ہو کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ ہم ١٤٦٨
صرف حج کا ارادہ کرتے تھے تو انھوں نے عمرہ کا احرام کیسے باندھ
لیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مدینہ منورہ سے نکلتے وقت ان کا یہی خیال تھا کہ وہ حج کریں گے اور تمتع، قران اور حج
ان تینوں کی طرف انقسام اس کے بعد تھا۔

شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت "اھل بھما" کے الفاظ ١٤٦٩
میں ہے "عسفان کے مقام میں حضرت عثمان اور حضرت علی
کے پاس مروان حاضر ہوا تھا،، اس حدیث میں لفظ "متعہ" (جس سے منع کیا گیا تھا) میں اختلاف ہے بعض علماء
نے کہا کہ اس کا معنی حج فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھنا مراد ہے کیونکہ اس کی تخصیص اسی سال میں ہے جس میں جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تھا تو آپ نے حج کا احرام فسخ کرا کے عمرہ کا احرام باندھنے کا حکم فرمایا تھا اس
کی وجہ یہ تھی کہ جاہلیت میں لوگ کہا کرتے تھے کہ حج کے موسم میں عمرہ کرنا افجر فجور ہے یعنی بہت بڑا گناہ ہے ان کی تردید
کے لئے آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ جو قربانی کا جانور ساتھ نہیں لائے وہ حج کا احرام فسخ کردیں اور عمرہ کا احرام

marfat.com

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ أَفْجَرُ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُولُونَ إِذَا بَرَأَ
الدَّبَرُ وَعَفَا الْأَثَرُ وَانْسَلَخَ صَفَرٌ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صُبْحَ رَابِعَةٍ
مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ حِلٌّ كُلُّهُ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقٍ
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ بِالْحِلِّ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ

باندھ لیں یہ صرف اسی سال میں مخصوص تھا بعض کہتے ہیں اس کا معنی تمتّع ہے اور تمتّع سے منع کرنا افرادِ حج کی ترغیب دلانا مقصود تھا اور یہ نہی اور ممانعت تنزیہہ کے لئے تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے ،، کہ عالمِ دین کو علم کی اشاعت کرنی چاہئیے اور اربابِ حکومت کو حق کی راہنمائی کرنے میں کوئی ڈر محسوس نہ کرے جبکہ وہ اس کی قدرت رکھتا ہو ،، اور قول کی نسبت بالفعل بیان کرنا زیادہ بہتر ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا ،، سیاقِ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت بردبار تھے اور اپنی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے تھے اور مخالف کو ملامت تک نہیں کرتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۴۷۰ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اہلِ جاہلیت حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا دنیا کا بدترین گناہ خیال کرتے تھے اور وہ مُحَرَّم کو صفر بنا لیتے تھے اور کہتے تھے جب اونٹ کی پشت کا زخم اچھا ہو جائے اور نشان مِٹ جائے اور صفر گزر جائے تو عُمرہ اس شخص کے لئے حلال ہو جاتا ہے جو عُمرہ کرنا چاہے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب چوتھی ذوالحجہ کی صبح کو حج کا احرام باندھے ہُوئے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ اسے عُمرہ کر دیں یہ فعل صحابہ کرام پر گراں گزرا تو اُنھوں نے عرض کیا "یارسُول اللہ ،، کون سی شئی ہم پر حلال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شئی حلال ہو گئی ہے"۔

۱۴۷۱ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے احرام کھولنے کا حکم فرمایا۔

۱۴۷۰، ۱۴۷۱ — شرح : اہلِ جاہلیت کا یہ اعتقاد تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا دنیا میں بدترین گناہ ہے اور وہ مُحرم کو صفر تک مؤخر کر دیتے تھے اس کی قرآن کریم نے " اَلنَّسِيْءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ،، سے تعبیر کی ہے کبھی وہ سال کے تیرہ مہینے بنا لیتے تھے یہ بھی اس تعبیر میں داخل ہے ،، اور وہ کہتے تھے جب اونٹ کی پشت کا زخم مٹ جائے اور اس کا اثر جاتا رہے اور صفر داخل ہو جائے تو عمرہ کرنے والے کے لئے عمرہ حلال ہو جاتا ہے اور ذی الحجہ اور مُحرّم گزر جانے کے بعد عمرہ کا احرام باندھتے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی یہ سوال کرے کہ صفر کے گزرنے کا حج کے

marfat.cpm

وحدثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن نافع عن ابن عمر عن حفصة زوج النبي صلى الله عليه وسلم
انها قالت يا رسول الله ما شان الناس حلوا بعمرة ولم تحلل انت من عمرتك قال اني لبدت رأسي
وقلدت هديي فلا احل حتى انحر حدثنا ادم حدثنا شعبة قال حدثنا ابو جمرة نصر بن عمران
الضبعي قال تمتعت فنهاني ناس فسألت ابن عباس فامرني فرايت في المنام كان رجلا يقول لي حج
مبرور وعمرة متقبلة فاخبرت ابن عباس فقال سنة النبي صلى الله عليه وسلم ثم قال لي اقم
عندي واجعل لك سهما من مالي قال شعبة فقلت لم فقال للرؤيا التي رأيت

مہینوں میں عمرہ کرنے سے کیا تعلق ہے حالانکہ محرم اور صفر حج کے مہینے نہیں ہیں تو اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ اہل جاہلیت (عربوں) نے جب محرم کا نام صفر رکھ لیا اور انھوں نے سال کے تیرہ مہینے بنا لئے تو اس تقدیر پر صفر سال کا آخری مہینہ بنا اور سال کا آخری مہینہ حج کا مہینہ ہے ۔ پشت کا زخم اچھا ہو جانے سے ان کی مراد یہ تھی کہ ذوالحجہ اور محرم گزر جائیں کیونکہ اس مدت سے پہلے غالباً زخم اچھا نہیں ہوتا، صفر کا مہینہ جو عربوں کے زعم فاسد میں حرم کا مہینہ تھا اس کا گزرنا اس بات پر مبنی تھا کہ اگر راستہ میں یا مکہ میں لڑائی شروع ہو جائے تو وہ لڑائی کر سکیں گویا مقصد یہ ہوا کہ جب حج کا مہینہ گزر جائے اور زخم کا اثر جاتا رہے اور شہر حرام گزر جائے تو عمرہ جائز ہو جاتا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فاسد اعتقاد کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ جن کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے وہ حج کا احرام فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھے اور حج کا احرام فسخ کرنے کے بعد ہر شئی جائز ہو گئی حتی کہ بیویوں سے جماع بھی جائز ہو گیا واللہ ورسولہ اعلم!

۱۴۷۲ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا، سے روایت کی کہ انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ، کیا بات ہے کہ لوگوں نے عمرہ کا احرام کھول دیا ہے اور آپ نے نہیں کھولا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے سر کو ملبد کیا ہے اور قربانی کے جانور کے گلے میں قلادہ ڈالا ہے اس لئے میں احرام نہیں کھولوں گا حتی کہ قربانی نہ کر لوں"

۱۴۷۳ — ترجمہ : ابو جمرہ نصر بن عمران ضبعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے تمتع کیا تو لوگوں نے مجھے منع کیا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انھوں نے مجھے تمتع کا حکم دیا میں نے خواب میں دیکھا گویا ایک مرد مجھے کہہ رہا ہے تمہارا حج مبرور ہے اور عمرہ مقبول ہے، میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا تو انھوں نے کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور مجھے فرمایا تم میرے پاس رہو میں اپنے مال سے تمہارے لئے کچھ حصہ مقرر کر دوں گا۔ شعبہ نے کہا میں نے کہا (ایسا آپ) کیوں کرتے ہیں تو انھوں نے کہا اس خواب کی وجہ سے جو تم نے دیکھا ہے"

۱۴۷۲ — شرح : "تلبید کا معنی یہ ہے کہ محرم اپنے سر پر گوند وغیرہ لگا لے تاکہ بال بکھرنے نہ پائیں اور ان میں جوئیں نہ پڑیں ۔ اور "تقلید" کا معنی یہ ہے

marfat.com

حَدَّثَنَا

١٤٧١

اَبُونُعَيْمٍ حَدَّثَنَا اَبُوشِهَابٍ قَالَ قَدِمْتُ مُتَمَتِّعًا مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ فَدَخَلْنَا قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَقَالَ لِيْ اُنَاسٌ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ تَصِيْرُ الْآنَ حَجَّتُكَ مَكِّيَّةً فَدَخَلْتُ عَلٰى عَطَاءٍ اَسْتَفْتِيْهِ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ حَجَّ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهٗ وَقَدْ اَهَلُّوْا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ لَهُمْ اَحِلُّوْا مِنْ اِحْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوْا ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَلَالًا حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَاَهِلُّوْا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِيْ قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً فَقَالُوْا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ فَقَالَ افْعَلُوْا مَا اٰمُرُكُمْ فَلَوْلَا اَنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِيْ اَمَرْتُكُمْ وَلٰكِنْ لَا يَحِلُّ مِنِّيْ حَرَامٌ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ فَفَعَلُوْا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْشِهَابٍ لَيْسَ لَهٗ مُسْنَدٌ اِلَّا هٰذَا

کہ جانور کے گلے میں کوئی شئ لٹکا دی جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ جانور قربانی کے لئے ہے۔ "تقلید" کا مقصد یہ ہے کہ اس سے یہ ظاہر ہو کہ میں شروع ہی سے مُستَعِد ہوں کہ میرا احرام ہدی کا (قربانی کا جانور) حَرَم پہنچنے تک ہمیشہ رہے گا کیونکہ تلبید کا محتاج وہ شخص ہے جس کے احرام کی مدت لمبی ہو اور وہ اعمال کے ادا کرنے کے لئے زیادہ عرصہ ٹھہرتا ہے یہی وجہ ہے کہ تلبید کا محتاج وہ شخص ہے جس کے احرام کی مدت لمبی ہو اور وہ اعمال کے ادا کرنے کے لئے زیادہ عرصہ ٹھہرتا ہے یہی وجہ ہے کہ تلبید کو احلال اور عدمِ احلال میں دخل ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم "قارن" تھے اور قِران افضل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فِعل افضل ہوتا ہے"۔

۱۴۷۲ — **شرح** : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سچے خواب بیداری کے امور پر دلالت کرتے ہیں"، کیونکہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں (۴۶) حصہ ہے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ عالِمِ دین کے لئے علم پہ اُجرت لینا جائز ہے۔ واللہ ورسُولہ اعلم!

۱۴۷۴ — **ترجمہ** : ابونعیم نے بیان کیا کہ ہمیں ابوشہاب نے خبر دی اور کہا میں مکہ مکرمہ میں عمرہ کا احرام باندھے آیا اور ہم یومِ ترویہ (آٹھ ذی الحجہ) سے تین دن پہلے پہنچے"، تو مجھے مکّہ کے لوگوں نے کہا اب تیرا حج مکّی ہو گیا۔ مَیں عطاء بن ابی رباح کے پاس آیا کہ اُن سے مسئلہ پوچھوں تو اُنھوں نے کہا مجھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی ہے کہ اُنھوں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا جس دن قربانی کے جانور اپنے ساتھ ہانک کر لائے تھے حالانکہ لوگوں نے صرف حج کا احرام باندھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں فرمایا بیت اللہ کا طواف کر کے اور صفا مروہ کے

marfat.cpm

۱۴۷۵ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْاَعْوَرُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اخْتَلَفَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ وَهُمَا بِعُسْفَانَ فِي الْمُتْعَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ مَا تُرِيْدُ اِلٰى اَنْ تَنْهٰى عَنْ اَمْرٍ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ عُثْمَانُ دَعْنِيْ عَنْكَ قَالَ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ عَلِيٌّ اَهَلَّ بِهِمَا جَمِيْعًا

درمیان سعی کرکے اپنے احرام کھول دو،، اور سروں کے بال چھوٹے کرلو پھر احرام کے بغیر ٹھہرے رہو حتی کہ جب ترویہ کا دن ہو تو حج کا احرام باندھو اور جو تم نے پہلے کیا ہے اسے اس کے ساتھ تمتع بنالو،، لوگوں نے کہا ہم اس کو تمتّع کیسے بنائیں حالانکہ ہم نے حج کا ارادہ کیا تھا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو میں نے تم کو حکم دیا ہے وہ کرو،، اور میں اگر قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا تو میں بھی وہی کرتا جس کا تم کو حکم دیا ہے۔ لیکن میرے لئے کوئی حرام شئ حلال نہیں ہوسکتی حتی کہ قربانی کا جانور اپنے محل (حرم) میں پہنچ پھر لوگوں نے ایسا ہی کیا، امام بخاری نے کہا ابوشہاب کی یہی حدیث مسند ہے!

ترجمہ : حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی اور عثمان رضی اللہ عنہما نے تمتع میں اختلاف کیا جبکہ وہ دونوں عسفان میں تھے،، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے کیا ارادہ کیا کہ اُس کام سے منع کرتے ہو جسے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کیا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے چھوڑیئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو اُنھوں نے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا،،

شرح : ۱۴۷۵ — قولہٗ اَحِلُّوْا،، یعنی اپنا احرام عمرہ بنا دو پھر اس سے فارغ ہوجاؤ تو احرام کھول دو،، قولہٗ بین الصفا والمروۃ،، یعنی صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرکے احرام کھول دو،، حج کے فسخ ہونے کا یہی معنیٰ ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ قران کیسے ہُوا حالانکہ خَتَنَانْ (عثمان وعلی) رضی اللہ عنہما کا اختلاف تمتّع میں تھا اس کا جواب یہ ہے کہ قِران بھی تمتّع کی قسم ہے کیونکہ اس میں تخفیف کا فائدہ ہے یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک قران تمتّع کی مثل ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حدیث ۱۴۶۹ء میں ہے،، وعثمانُ یَنْہٰی عَنِ المتعہ وان یجمع بَیْنَہُمَا،، یعنی عثمان تمتّع اور حج وعمرہ کو جمع کرنے سے منع کرتے تھے،، اور لوگوں کے نزدیک اِن دونوں کا حکم جواز ومنع کے اعتبار سے واحد ہے یا مُتعہ سے مراد حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا ہے حج کے ضمن میں کرے یا اس سے پہلے تنہا کرے اس میں چونکہ تخفیف ہوتی ہے اس لئے اسے متعہ کہا جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.cpm

بَابُ مَنْ لَبَّى بِالْحَجِّ وَسَمَّاهُ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا جَابِرُ ١٤٧٦
بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقُوْلُ لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً بَابُ التَّمَتُّعِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ
اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُطَرِّفٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ تَمَتَّعْنَا عَلٰى عَهْدِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهٖ مَا شَاءَ بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ذٰلِكَ
لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَقَالَ اَبُوْ كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا

باب — جس نے حج کا لبیک کہا اور حج کا نام لیا،،

١٤٧٦ —

ترجمہ : ایوب نے کہا میں نے مجاہد سے سُنا وہ کہتے تھے ہم سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حکم فرمایا تو ہم نے اس کو (حج) عمرہ بنا دیا —،،

باب — تمتّع

١٤٧٧ —

ترجمہ : حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ شریف میں تمتّع کیا اور قرآن نازل ہُوا تو ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہا۔

شرح : قولہٗ فنزل القرآن،، یعنی یہ آئت فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ،، نازل ہُوئی اور اس کے بعد کوئی آئت نازل نہیں ہُوئی جو اس کو منسوخ کرے۔

قولہٗ قال رجل،، یہ شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ پہلے اُنھوں نے تمتّع سے منع کیا تھا اور جس نے ان کے بعد منع کیا اُس نے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اتباع کرتے ہُوئے منع کیا تھا،، اور یہ نہی تنزیہہ پر محمول ہے! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجتہاد کرتے تھے اور بعض مجتہدین ایک دوسرے کے خیال کی تردید بھی کرتے تھے،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب — ”اللہ تعالیٰ کا ارشاد“ یہ ان کے لئے جو مسجدِ حرام کے پاس نہ رہتے ہوں،،

marfat.cpm

أَبُو مَعْشَرٍ الْبَرَّاءُ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَقَالَ أَهَلَّ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ وَأَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَهْلَلْنَا فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوا إِهْلَالَكُمْ بِالْحَجِّ عُمْرَةً إِلَّا مَنْ قَلَّدَ الْهَدْيَ فَطُفْنَا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَتَيْنَا النِّسَاءَ وَلَبِسْنَا الثِّيَابَ وَقَالَ مَنْ قَلَّدَ

ترجمہ : اور ابو کامل" فضیل بن حسین "، بصری نے کہا ابو معشر نے بیان کیا کہ ہم کو عثمان بن غیاث نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ ابن عباس سے تمتع کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا مہاجرین و انصار اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم نے حجۃ الوداع میں احرام باندھا اور ہم نے بھی احرام باندھا جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے حج کے احرام کو عمرہ کا احرام بنادو (حج فسخ کردو) مگر جن لوگوں نے قربانی کے جانور کو قلادہ ڈالا ہے (وہ حج کا احرام فسخ نہ کرے) ہم نے بیت اللہ اور صفا، مروہ کے درمیان طواف کیا اور اپنی بیویوں کے پاس آئے اور کپڑے پہن لئے "، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہدی کو قلادہ ڈالا ہے اس کے لئے احرام کھولنا جائز نہیں حتیٰ کہ ہدی اپنے محل میں پہنچ جائے "، پھر آپ نے حکم دیا کہ ترویہ کی شام کو حج کا احرام باندھیں جب ہم حج کے احکام سے فارغ ہوئے اور مکہ مکرمہ آئے تو بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کیا اور ہمارا حج مکمل ہوگیا اور ہم پر قربانی واجب ہوئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" جسے قربانی کا جانور میسر ہو (وہ قربانی کرے) اور جو شخص اس کو نہ پاسکے وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور سات روزے جبکہ واپس لوٹو "، یعنی اپنے شہروں کو واپس جاؤ تو سات روزے رکھو "، ایک بکری قربانی میں کافی ہے "، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک سال میں دو عبادتیں حج اور عمرہ کو جمع کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی کتاب میں نازل کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسنون قرار دیا اور مکہ والوں کے سوا سب لوگوں کے لئے اس کو مباح کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو مسجد حرام کے پاس رہنے والے نہیں "، اور حج کے مہینے جن کو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ہیں "، جس نے ان دنوں میں تمتع کیا اس پر قربانی کرنا یا روزے واجب ہیں" رفث کا معنیٰ جماع، فسوق گناہ اور جدال کا معنیٰ جھگڑا ہے "

شرح : باب —— یعنی تمتع ان لوگوں کے لئے جو مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں اور حاضری المسجد الحرام میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ لوگ وہ ہیں جو مواقیت کے اندر رہتے ہیں۔ امام شافعی بھی عراق میں اسی طرح کہتے تھے نیز امام شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما نے کہا جو حرم سے اتنا دور رہتا ہو کہ اس مسافت میں مسافر نماز قصر نہ کرے وہ اس

marfat.com

الهدیٰ فانہ لا یحل لہ حتی یبلغ الهدیٰ محلہ ثم امرنا عشیۃ التروية ان نهل بالحج فاذا فرغنا من
مناسكنا جئنا فطفنا بالبيت وبالصفا والمروة فقد تم حجنا وعلينا الهدیٰ كما قال الله عزوجل فما
استيسر من الهدي فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام في الحج وسبعة اذا رجعتم الى امصاركم الشاة تجزي
فجمعوا تشكين في عام بين الحج والعمرة فان الله انزله في كتابه وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم واباحه للناس
غير اهل مكة قال الله تعالى ذلك لمن لم يكن اهله حاضري المسجد الحرام واشهر الحج التي ذكر الله تعالى في كتابه
شوال وذو القعدة وذو الحجة فمن تمتع في هذه الاشهر فعليه دم او صوم والرفث الجماع
والفسوق المعاصي والجدال البراء

میں شامل ہیں اور ان کے نزدیک مکی کے لئے تمتع اور قران مکروہ نہیں اور اُس نے تمتع کر لیا تو اس پر "دم" واجب نہ ہوگا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا مکی کے لئے تمتع اور قران مکروہ ہے اگر مکی نے تمتع یا قران کیا تو اس پر "دم" واجب ہے اور مکی نہ ہو اور وہ باہر سے آئے تو اس کے لئے تمتع اور قران مستحب ہے اور ایک سفر میں دو عبادتیں جمع کرنے کے باعث وہ شکرانہ کے طور پر قربانی ذبح کرے گا"

قرآن کریم میں "ذالك" سے تمتع کی طرف اشارہ ہے اس کے حکم کی طرف اشارہ نہیں جو وجوب ہدی اور صیام" ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہی کہا ہے کہ مسجد حرام کے پاس رہنے والوں کے لئے تمتع جائز نہیں اور وہ مواقیت کے اندر رہنے والے لوگ ہیں"، امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا "مسجد حرام کے پاس رہنے والے وہ لوگ ہیں جو مکہ اور "ذی طوی" میں رہتے ہیں"، امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا جو مکہ سے اتنی مسافت میں رہتے ہوں جہاں مسافر کے لئے قصر صلوٰۃ واجب نہیں"، **قولہ فی اشهر الحج**"، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ کہا جائے کہ اس قید کا فائدہ کیا ہے؟ کیا جو شخص حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کرے پھر ان مہینوں میں حج کرے تو اس کو تمتع کہا جائیگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمتع تو ضرور ہے مگر یہ وہ تمتع نہیں ہے جس میں "دم" قربانی ذبح کرنا یا روزے ہیں کیونکہ وہ تمتع وہی ہے جو حج کے مہینوں میں ہو اور تمتع کا جب مطلق ذکر ہو تو یہی تمتع مراد ہوتا ہے جو حج کے مہینوں میں ہو"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمتع مشروع ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کے پاس ہدی ہو وہ عمرہ اور حج سے مکمل فارغ ہو کر احرام کھولتا ہے دوسرا وہ جس کے پاس ہدی نہ ہو وہ عمرہ کر کے فارغ ہو جاتا ہے پھر آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھتا ہے"، اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مکی کے لئے تمتع اور قران نہیں ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک تمتع یہ ہے کہ کوئی شخص ایک سال میں حج کے مہینوں میں ایک سفر میں حج اور عمرہ کو جمع کرے اور عمرہ کو حج سے پہلے کرے اور مکہ مکرمہ کا رہنے والا نہ ہو"، ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو تمتع نہ ہوگا"، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ ذی الحجہ کی سات، آٹھ اور نو تاریخ کو روزے رکھے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اصل یعنی ہدی پر قادر ہو جائے"، اور سات روزے رکھنے میں مستحب امر یہ ہے کہ

marfat.cpm

١٤٧٨ بَابُ الْاِغْتِسَالِ عِنْدَ دُخُوْلِ مَكَّةَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ
اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا دَخَلَ اَدْنَى الْحَرَمِ اَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ
ثُمَّ يَبِيْتُ بِذِيْ طُوًى ثُمَّ يُصَلِّيْ بِهِ الصُّبْحَ وَيَغْتَسِلُ وَيُحَدِّثُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

١٤٧٩ بَابُ دُخُوْلِ مَكَّةَ نَهَارًا اَوْ لَيْلًا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
قَالَ بَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِيْ طُوًى حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ

گھر واپس آکر رکھے اور ایام تشریق کے بعد مکہ میں بھی رکھ سکتا ہے اور اثناء سفر میں بھی جائز ہیں،، امام مالک بھی یہی فرماتے ہیں،، امام احمد بن حنبل نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے" واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ مکّہ مکرمہ (شرفہا اللہ تعالیٰ) میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا،،

ترجمہ : نافع نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حرم کے قریب پہنچتے تو تلبیہ سے رُک جاتے پھر" ذی طوی،، میں رات بسر کرتے

١٤٧٨ ــــ پھر وہاں صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور بیان کرتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فرمایا کرتے تھے،،

باب ــــ مکہ مکرمہ میں رات یا دن کو داخل ہونا

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح تک ذی طوی میں رات گزاری پھر صبح کو مکہ مکرمہ میں داخل ہُوئے ابن عُمر رضی اللہ عنہما اسی طرح کرتے تھے،،

ترجمہ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے" ذی طوی،، میں رات گزاری حتی کہ صبح ہُوئی تو مکہ مکرمہ میں داخل ہُوئے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اسی طرح کرتے تھے،،

١٤٧٩ ــــ

شرح : تمام علماء کے نزدیک مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا مستحب ہے اگر غسل نہ کرے

١٤٧٨ ، ١٤٧٩ ــــ

تو فدیہ واجب نہیں ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ وضوء کافی ہے،، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کبھی غسل کرتے اور

marfat.com

باب مِنْ اَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ

١٤٧٩ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ مَعْنٌ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى

بَابٌ مِنْ اَيْنَ يَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ

١٤٨٠ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِيْ بِالْبَطْحَاءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى

کبھی وضوء پر اکتفاء کر لیتے تھے عید کے روز تلبیہ نہیں کہا جاتا اور حدیث میں مذکور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے،، یا وہ اس کے بعد تلبیہ کہتے تھے یا تلبیہ کرنے کا سبب کوئی اور شئی ہوگی واللہ اعلم ،، ذی طوی" مکہ مکرمہ کے قریب مشہور وادی ہے،، حدیث شریف میں ہے" ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ " اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دن کو مکہ میں داخل ہو حالانکہ باب کا عنوان رات کو بھی شامل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ "کلمہ ثم" تراخی اور مہلت کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہ مہلت عام ہے اس رات کے دن میں یا اس کے بعد والی رات میں داخل ہو۔ یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ اس حدیث میں دن کو داخل ہونا مذکور ہے اور رات کو داخل ہونا بھی ثابت ہے کیونکہ عمرہ جعرانہ میں عمرہ کا احرام باندھ کر رات کو مکہ میں داخل ہوئے تھے اس پر اعتماد کر کے یہاں رات کا ذکر کر دیا ہے۔ بہرحال اکثر علماء کا مسلک یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں دن کو داخل ہونا افضل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — مکہ مکرمہ میں کدھر سے داخل ہو

١٤٨٠ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں ثنیۃ العلیاء سے داخل ہوتے اور ثنیۃ السفلیٰ سے باہر نکلتے تھے"

باب — مکہ مکرمہ میں سے کدھر سے نکلے"

١٤٨١ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثنیۃ العلیٰ کے مقام کُدیٰ سے جو بطحاء میں ہے داخل ہوتے اور ثنیۃ السفلی سے باہر نکلتے تھے،، ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا کہا جاتا ہے کہ

marfat.cpm

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ
اِلٰى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ اَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِهَا حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ
حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ
وَخَرَجَ مِنْ كُدًى مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ

مسدد اپنے نام کی مثل ہیں۔ امام بخاری نے کہا میں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے سُنا کہ میں نے یحییٰ بن سعید کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ اگر میں مسدد کے پاس ان کے گھر جاؤں اور ان سے حدیث بیان کروں تو وہ اس کے مستحق ہیں اور مجھے یہ پرواہ نہیں کہ میری کتابیں میرے پاس ہوں یا مسدد کے پاس ہوں۔

شرح : ثنیۃ العلیا کی طرف سے داخل ہونے اور سفلیٰ کی طرف سے نکلنے میں حکمت یہ تھی کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ کے اُوپر کی طرف سے حج کے لئے نداء کی تھی علوّ (اُوپر کی طرف) بلند مکان کے مناسب ہے جس کا قصد کیے اور "سُفلیٰ" اس مکان کے مناسب ہے جس طرف جائے بعض علماء یہ بیان کرتے ہیں کہ جو اس طرف سے مکہ میں آئے بیت اللہ اس کے سامنے ہوتا ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے چھپ کر نکلے تھے تو ثنیۃ العلیا سے نکلے تھے اس لئے اس طرف عزیمہ داخل ہونے کا ارادہ فرمایا یہ کہنا بہت مناسب ہے کہ عید کی طرح راستہ بدلنے میں نیک فال ہے کہ انسان کا حال اس سے اعلیٰ حال کی طرف بدل جائے اور دونوں راستے اس کی گواہی دیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز کداء کی جانب سے مکہ مکرمہ میں داخل ہُوئے تھے! امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ۱۴۸۱ مسدد سے روایت کی ہے اور مسدد بن مُسَرْہَد کی توثیق بیان کرتے ہُوئے ذکر کرتے ہیں کہ مسدد اپنے نام کی طرح مضبوط ہیں کیونکہ مسدد کا معنیٰ مُحکَم ہے اور پھر اس پر ہی اکتفاء نہیں کی بلکہ یحییٰ بن معین جو فنِ جرح و تعدیل کے امام ہیں سے نقل کر کے اس کی مزید توثیق کی،، واللہ ورسولہ اعلم!

۱۴۸۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ میں آئے تو اس کی اَعلیٰ جانب سے داخل ہُوئے اور نچلی طرف سے باہر نکلے،،

۱۴۸۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کَداء کی جانب سے داخل ہُوئے اور اعلیٰ مکہ کی جانب مقام کُدیٰ سے نکلے،،

marfat.com

٤٨٤ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ عَلٰى كِلْتَيْهِمَا مِنْ كَدَاءٍ وَكُدًى وَاَكْثَرُ مَا يَدْخُلُ مِنْ كُدًى وَكَانَتْ اَقْرَبَهُمَا اِلٰى مَنْزِلِهٖ

٤٨٥ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ وَكَانَ عُرْوَةُ اَكْثَرَ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَانَ اَقْرَبَهُمَا اِلٰى مَنْزِلِهٖ

٤٨٦ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ وَكَانَ عُرْوَةُ يَدْخُلُ مِنْهُمَا كِلَيْهِمَا وَكَانَ اَكْثَرُ مَا يَدْخُلُ مِنْ كُدًى اَقْرَبِهِمَا اِلٰى مَنْزِلِهٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَدَاءٌ وَكُدًى مَوْضِعَانِ

ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مقام کداء سے داخل ہوئے جو اعلیٰ مکہ میں ہے ہشام نے کہا حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما دونوں جانبوں کداء اور کُداء کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور اکثر کداء کی طرف سے داخل ہوتے تھے یہ دونوں طرفوں میں سے ان کے گھر سے قریب تھا "

١٤٨٤ —

ترجمہ : حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال اعلیٰ مکہ سے مقام کداء سے داخل ہوئے عروہ اکثر کداء کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور یہ ان کے گھر سے قریب تھا "

١٤٨٥ —

ترجمہ : حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ فتح مکہ کے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کداء کی جانب سے داخل ہوئے اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اِن دونوں طرفوں سے داخل ہوتے تھے اور وہ اکثر کداء کی جانب سے داخل ہوتے تھے اور وہ ان کے گھر کے قریب تھا " ابو عبداللہ (بخاری) نے کہا " کداء اور کُداء دو مقام ہیں "

١٤٨٦ —

شرح : حمیدی امام بخاری کے اُستاد ہیں ان کا نام ابوبکر عبداللہ بن زبیر مکی ہے وہ اپنے دادا حمید کی طرف منسوب ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں ثنیۃ العلیا کی جانب سے داخل ہونا اور ثنیۃ السُفلیٰ سے نکلنا مستحب ہے " اس استحباب میں حاجی، عمرہ کرنے والا اور بغیر احرام داخل ہونے والے سب برابر ہیں اور عرفہ میں ٹھہرنے یا کسی اور فعل کے لئے اسفلِ مکہ سے نکلنا مستحب ہے "

١٤٨٣ —

شرح : یہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا دوسرا اسناد ہے لیکن اس میں ابو اُسامہ نے کچھ تبدیلی کردی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں " کداء کی جانب سے داخل ہوئے اور " کُداء " کی طرف سے باہر نکلے اور صحیح اس کے برعکس ہے۔

marfat.cpm

بَابُ فَضْلِ مَكَّةَ وَبُنْيَانِهَا

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلٰى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَّارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

۱۴۸۴ — شرح : یہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا اور اسناد ہے۔

۱۴۸۵ — شرح : یہ حدیث عروہ پر موقوف ہے ، ہشام بن عروہ نے اس حدیث کو مرسل اور موصول دونوں طرح ذکر کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دونوں اسناد اس لئے ذکر کر دیئے ہیں کہ مرسل روائت سے موصول روائت میں کوئی نقص لازم نہیں آتا ،، کیونکہ موصول روائت کو سفیان بن عیینہ نے وصل کیا ہے جبکہ دو ثقہ راوی عمرو اور حاتم نے اس کی متابعت کی ،،

۱۴۸۶ — شرح : حضرت عروہ بن زبیر سے مذکور مرسل روایات میں سے یہ اور طریق سے مروی ہے اسے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ابن اسماعیل سے اُنھوں نے وُھَیْب سے اُنھوں نے ہشام سے اُنھوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر سے اس کی روائت کی ہے۔ واللہ ورسُولہ اعلم !

باب — مکّہ مکرمہ اور اس کی عمارتوں کی فضیلت

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ جب ہم نے کعبہ کو لوگوں کے لئے لوٹ کر آنے کی جگہ اور امن کی جگہ بنایا تم مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ ، اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل (علیہما السلام) سے وعدہ لیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں ، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کے لئے پاک کرو ،، اور جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ ،، نے کہا اے میرے پروردگار اس شہر کو امن والا کر دے اور اس کے رہنے والوں میں سے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں ان کو طرح طرح کی روزی دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جس نے کفر کیا میں اس کو کچھ نفع دوں گا پھر اسے دوزخ کے عذاب کی طرف مجبور کر دوں گا اور وہ بہت بُری جگہ ہے پلٹنے کی ،، اور جب اُٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں اور اسماعیل یہ کہتے ہُوئے ای رب ہمارے ہم سے قبول فرمائے بے شک

marfat.com

تو ہی سنتا جانتا ہے، اے ربّ ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردنیں رکھنے والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امّت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے لئے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے،،

شرح : باب کے عنوان میں مکّہ مکرمہ کی فضیلت اور اس کی عمارات کی فضیلت کا ذکر ہے" اور اس میں مذکور احادیث میں بنیانِ کعبہ کا قطعاً ذکر نہیں تو چاہیے یوں تھا کہ عنوان صرف " فضل مکّہ " ذکر کیا جاتا مگر اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ بنیانِ کعبہ اس کی عمارات کا سبب ہے اس لئے بنیانِ کعبہ پر اکتفاء کی اور اس کی عمارات کی فضیلت کو ذکر نہ کیا۔

اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ ان آیات میں کئی مسائل مذکور ہیں اوّلاً بناءِ کعبہ ثانیاً دعاءِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آخر میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کا ذکر کیا۔ مشہور یہ ہے کہ کعبہ کو سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا پھر آدم علیہ السلام نے پھر شیث علیہ السّلام نے بنایا جو بہت عرصہ قائم رہا پھر جب نوح علیہ السلام کا طوفان آیا تو اس کی دیواریں گر گئیں اور بنیادیں باقی رہیں کیونکہ کعبہ کی بنیادیں ساتویں زمین تک پہنچی ہوئی ہیں پھر سیّدنا جبرائیل علیہ السلام حجرِ اسود کو لائے اور جبل ابی قبیس پر رکھ دیا جب ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنانے کا ارادہ کیا تو جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کعبہ کی حدودِ اربعہ بتائیں اور حجرِ اسود کی نشاندہی کی تو اس کے مطابق سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی اس کے بعد" قوم عمالقہ" نے بنایا پھر قبیلہ " جُرہم" نے پھر" قصیّ" نے اور پھر قریش نے کعبہ کی تعمیر کی اس وقت حجرِ اسود کو اس کی جگہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے رکھا،، قریش کے پاس کعبہ کی تعمیر کا خرچہ نہ تھا اس لئے اُنھوں نے حطیم کعبہ کو خارج کر دیا اور سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام کی بنیادوں پر تعمیر نہ کر سکے پھر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر کعبہ کی تعمیر کی اور اس کے مشرقی اور غربی دو دروازے بنائے اور حطیم کو کعبہ میں شامل کر دیا کیونکہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح حدیث سُنی ہوئی تھی،، پھر عبدالملک کے دَور میں حجازِ مقدس کا حاکم حجاج بن یوسف مقرر ہُوا اور اُس نے عبداللہ بن زبیر کو شہید کر کے کعبہ کو انہی بنیادوں پر تعمیر کیا جن پر قریش نے تعمیر کیا تھا اور شرقی غربی دونوں دروازے ختم کر دیئے اور اوپر دروازہ کھول دیا اب انہی بنیادوں پر کعبہ موجود ہے۔

کعبہ کی تعمیر کے وقت سیّدنا ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام یہ دعاء کر رہے تھے کہ ہمارے ربّ ہم سے یہ عمل قبول فرما اور ہمیں مسلمان رکھ اور ہماری اولاد سے ایک جماعت مسلمان رکھ،، چونکہ انبیاء کرام علیہم السّلام معصوم ہوتے ہیں اس لئے آئت کریمہ میں اصل اسلام کی طلب مراد نہیں بلکہ اسلام پر استقامت و استدامت مراد ہے۔

اس آئت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ابا و اجداد ابراہیم علیہ السّلام تک تمام مسلمان تھے،، کیونکہ ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ،، یہاں تک اُنھوں نے اپنی اولاد سے ایک جماعت کے لئے اسلام کی دعاء کی پھر فرمایا رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ،، کہ اس مسلمان جماعت میں رسُول بھیج جو ان میں سے ہو،، اللہ تعالیٰ نے یہ دُعاء قبول فرمائی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مسلمان جماعت میں سے رسُول مبعوث ہُوئے جو ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم

marfat.cpm

دیتے تھے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ابراہیم علیہ السلام کی دُعا ہوں اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی خوشخبری ہوں،، اس تقریر سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مسلمان جماعت ہیں لہٰذا آپ کے والدین کریمین کا اسلام متیقن ہے،، اور مسلم کی حدیث "ان ابی واباك فی النار" میں "اَبِیْ" سے مراد آپ کا چچا ہے کیونکہ چچا پر باپ کا اطلاق ہوتا رہتا ہے چنانچہ قرآن کریم نے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے "آباء" سے شمار کیا ہے حالانکہ اسماعیل علیہ السلام یعقوب کے چچا ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمِنْ آبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ،، آپ کا چچا ابوطالب آپ کی حفاظت کیا کرتا تھا اور ہر وقت آپ کی تربیت میں مصروف رہتا تھا اس لئے لوگ آپ کو محمد بن ابوطالب کہتے تھے، اور آپ کے والد ماجد سیدی عبداللہ بن عبدالمطلب ایام فترت میں آپ کی ولادت طیبہ سے قبل وفات پا گئے تھے اور کسی روایت سے ثابت نہیں کہ انھوں نے بتوں کو سجدہ کیا ہو اور نہ سیدہ آمنہ کا بتوں کو سجدہ کرنا ثابت ہے جبکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار یا چھ برس کی عمر شریف میں انتقال کر گئی تھیں لہٰذا ان کے کفر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا رہا یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے استغفار کی اجازت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت نہ دی تو یہ شروع اسلام میں تھا جبکہ آپ کو مقروض لوگوں کی نمازِ جنازہ کی اجازت نہ تھی پھر اجازت دی گئی اسی طرح ممکن ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ پر قرض وغیرہ ہو اس وجہ سے استغفار سے آپ کو منع کیا گیا تھا،، اسی لئے پھر آپ کو والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مل گئی جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے حالانکہ قرآن کریم میں ہے وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ،، کہ آپ کافر کی قبر پر کھڑے نہ ہوں اگر آپ کی والدہ ماجدہ کافرہ ہوتیں تو ان کی قبر شریف پر کھڑے ہونے کی اجازت کیوں دی گئی؟ اور جن روایات میں ہے کہ آپ کے والدین کو زندہ کیا گیا اور وہ آپ پر ایمان لائے وہ ان کی عظمت و شرافت کے باعث احیائی ایمان پر محمول ہیں یعنی والدین کریمین جس طرح حقیقی مسلمان تھے حسّی طور پر بھی وہ مسلمان تھے یہ ان کی خصوصیت ہے،، پھر اس سے اُوپر آپ کے آباء و اجداد آدم علیہ السلام تک سب مسلمان تھے کیونکہ "وتقلبك فی الساجدین،، کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موحدین سے منتقل ہوتے رہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک اصلاب اور پاک رحموں سے منتقل کرتا رہا اور وہ سب اَخیار تھے حالانکہ قرآن کریم میں مشرکوں کو نجس کہا گیا ہے فرمایا "انما المشرکون نجس،، اور نجس کو خیر کیسے کہہ سکتے ہیں؟ اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا والد تارخ تھا آذر آپ کا چچا تھا قرآن کی اصطلاح میں چچا پر باپ کا اطلاق ہوتا رہتا ہے اسی لئے فرمایا "اذقال ابراهيم لابيه،، ای آذر یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آذر سے کہا،، لہٰذا ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے کفر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" الحاصل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک مسلمان تھے فللّٰہِ الحمد مسلمانوں کو چاہیئے کہ مرجوح اقوال، کمزور روایات کا سہارا لے کر والدین کریمین کے بارے میں احتیاط سے باہر نہ نکلیں مسلم شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سارے دوزخیوں سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا اور ان کو آگ کی جوتی پہنائی جائے گی جس سے ان کا دماغ کھولے گا،، اس حدیث کے مطابق اس بات کی وضاحت

marfat.com

ہوتی ہے کہ آپ کے والدین کریمین جنتی ہیں کیونکہ چچا کا مقام والدین کے مقام کے برابر نہیں ہوتا اگر والدین کریمین کے اسلام میں شک ہوتا تو ہلکے عذاب کے وہ مستحق ہوتے (معاذ اللہ)"

(۱) ابن سعد اور ابن عساکر نے محمد بن سائب بن کلبی سے روائت کی کہ سائب نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سو مائیں ضبطِ تحریر کی ہیں ان میں سے میں نے کسی میں فحش بدکاری اور جاہلیت کی باتیں نہیں پائیں"

(۲) ابو نعیم نے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے اصلابِ طیبہ سے ارحامِ طاہرہ کی طرف منتقل کرتا رہا اور جہاں بھی کوئی شاخ پیدا ہوئی مجھے بہتر شاخ میں رکھا" اس سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم امام الانبیاء سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد اور امہات آدم و حواء تک سب مسلمان تھے اور ان میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا، کیونکہ کافر کو مختار، کریم اور طاہر نہیں کہا جاتا بلکہ وہ حکم خداوندی کے مطابق نجس ہیں اور احادیث میں تصریح موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد اور امہات سب طاہر تھے۔

اگر یہ سوال ہو کہ تم نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین نے زندہ ہونے کے بعد اسلام قبول کیا حالانکہ موت کے بعد ایمان غیر نافع ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ موت کے بعد ایمان کا غیر نافع ہونا خصوصیت و کرامت کے محل کے بغیر ہے آپ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے احیاسی ایمان کی قبولیت بطور کرامت و شرافت ہے؛ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد لوٹ آیا حتیٰ کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عصر کے وقت میں نماز ادا کی جس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت و عظمت کے باعث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عصر کی نماز سورج کی واپسی کے بعد صحیح تھی اسی طرح امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا زندہ ہونے کے بعد احیاسی ایمان صحیح ہے فللہ الحمد۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد چالیس افراد تھے جو جوڑے جوڑے پیدا ہوئے اور سیدنا شیث علیہ السلام جو آدم علیہ السلام کے وصی تھے وہ تنہا پیدا ہوئے تھے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نسل سے پیدا ہوئے تھے وہ فوت ہوئے تو اپنے بیٹے کو اپنے باپ آدم علیہ السلام کی وصیت کی کہ اس نور کو وہ ضائع نہ کرے جو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں درخشاں تھا اور وہ ان کی طرف منتقل ہو چکا ہے چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد میں یہ وصیت ہر دور میں معمول بہ رہی حتی کہ یہ نور حضرت عبد المطلب کی پیشانی میں پہنچا پھر ان کے صاحبزادے سیدی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں پہنچا اور اللہ تعالیٰ نے اس نسب شریف کو امورِ جاہلیت سے پاک و صاف رکھا"، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ عرب کے لوگ جو فترت کے زمانہ میں فوت ہو گئے وہ دوزخی ہیں کیونکہ ان کو ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوتِ اسلام پہنچی تھی"، لہٰذا وہ اس آیت کریمہ" وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا "، میں داخل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام نووی کا یہ کہنا بعید نہ ہے کیونکہ ساری اُمت کا اتفاق ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بعد دیگر انبیاء کرام علیہم السلام عرب کے لئے مبعوث نہیں تھے عرب کے لئے صرف سیدنا اسماعیل علیہ السلام مبعوث تھے اور ان کی وفات کے ساتھ ہی ان کی رسالت کے احکام ختم ہو گئے تھے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی کی موت کے بعد اس کی رسالت باقی نہیں رہی۔ عمومِ رسالت میں صرف سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ قیامت تک ساری دُنیا کے لئے آپ

marfat.com

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا بُنِیَتِ
الْکَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ یَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

بدستور نبی و رسول ہیں،، لہٰذا امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام کہ عرب کے اہل فترت دوزخی ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو بتوں کی پرستش کرتے تھے اور کسی صحیح روائت سے ثابت نہیں کہ آپ کے آباؤ اجداد نے بت پرستی کی ہو بلکہ وہ سب موحد تھے،، علاوہ ازیں امام نووی رحمہ اللہ کا کلام تضاد سے خالی نہیں کیونکہ عربوں کو اہل فترت سے شمار کرنا اور یہ کہنا کہ ان کو ابراہیم علیہ السلام کی دعوتِ اسلام پہنچی تھی متضاد کلام ہے کیونکہ عربوں کو اگر ابراہیم علیہ السلام علیہ السلام کی دعوتِ اسلام پہنچی تھی تو وہ اہلِ فترت سے کیسے ہوئے کیونکہ فترت کا معنیٰ یہ ہے کہ پہلے نبی کی دعوت منقطع ہو جائے اور دوسرا نبی نہ آیا ہو،، اور اکثر اہلسنت و جماعت اس طرف گئے ہیں کہ رسولوں کی بعثت و رسالت کے بعد ہی توحید واجب ہے جیسا کہ امام ابن حجر ہیثمی نے امام بوصیری کے قصیدہ ہمزیہ کی شرح میں تصریح کی ہے" اور ابوحیان کا یہ کہنا کہ" تقلبك فی الساجدین،، سے رافضی استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد مومن تھے ہمیں مضر نہیں کیونکہ ابوحیان نحو کا امام ہے اصولی مسائل میں ان کا کلام معتبر نہیں ہے۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ساجد سے ساجد کی طرف نقل ہوتا رہا اس میں واضح صراحت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب مومن تھے۔ ھٰذا ھو الحق۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ" اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ الخ" کے تحت تفسیر کبیر جلد اوّل ص ۴۸۱ مصری کے تحت لکھتے ہیں" قفال نے کہا حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی اولاد میں سے لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے اور اس کا کسی کو شریک نہیں سمجھتے تھے اور تمام رسول سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے آتے رہے۔ جاہلیت کے زمانہ میں زید بن عمرو بن نفیل و قسی بن ساعدہ، سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد حضرت عبد المطلب بن ہاشم اور عامر بن ظرب دینِ اسلام پر تھے وہ ابداء و اعادہ اور ثواب و عقاب کے معترف تھے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل تھے وہ نہ تو مردار کھاتے تھے اور نہ ہی بتوں کی پوجا کرتے تھے نیز امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر کبیر ص ۲۲۰ جلد ۱ میں ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد قصی لوگوں کو بتوں کی پوجا سے روکتے تھے چنانچہ زید بن عمرو بن نفیل یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

ارَبًّا وَاحِدًا اَمْ اَلْفَ رَبٍّ ۔۔۔ اَدِیْنُ اِذَا تَقَسَّمَتِ الْاُمُوْرُ
تَرَکْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰی ۔۔۔ کَذٰلِكَ یَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِیْرُ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّهِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ!

ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب کعبہ مکرمہ بنایا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس

marfat.cpm

اِجْعَلْ اِزَارَكَ عَلٰى رَقَبَتِكَ فَخَرَّ اِلَى الْاَرْضِ فَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اِرْنِيْ اِزَارِيْ فَشَدَّهُ عَلَيْهِ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عبداللہ بن محمد ١٧٧١
ابْنَ اَبِيْ بَكْرٍ اَخْبَرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا اَلَمْ تَرَيْ اَنَّ قَوْمَكِ حِيْنَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ فَقَالَ

عَبْدُ اللّٰهِ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ

اِبْرَاهِيْمَ ،، عَلَيْهِ السَّلَامُ -

رضی اللہ عنہ پتھر اُٹھا کر لا رہے تھے ،، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ تہبند اُتار کر کندھے پر رکھ لیں (تو جب آپ کی شرمگاہ برہنہ ہوگئی) تو آپ زمین پر گر گئے اور آپ کی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھ گئیں ،، اور آپ نے فرمایا ، میرا تہبند مجھے دو ،، پس عباس نے آپ کا تہبند باندھ دیا۔

شرح : تعمیر کعبہ کے وقت سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پینتیس (۳۵) برس تھی بعض روایات کے مطابق پچیس (۲۵) برس تھی

۱۴۸۷ —— اس کی کچھ تفصیل حصہ اوّل میں حدیث ۱۲۶ کی تفہیم میں گزر چکی ہے ،،

ترجمہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ، اے عائشہ کیا تو نے خیال نہیں کیا کہ تیری قوم نے جب کعبہ کی تعمیر کی تو ابراہیم علیہ السلام کی نیووں پر تعمیر کرنے سے وہ قاصر ہوگئے ،، (خرچہ ختم ہوگیا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" کیا آپ کعبہ کو ابراہیم کی نیووں پر اسے واپس نہیں کرتے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں کر دیتا ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے دونوں رکنوں کا جو حطیم کے قریب ہیں استلام ترک کیا ہو مگر بیت اللہ ابراہیم علیہ السلام کی نیووں پر پُورا تعمیر نہیں ہُوا ،،

شرح : قولُہٗ لئن کانت آہ ان الفاظ سے ام المؤمنین کی روائت

۱۴۸۸ —— میں ضعف نہیں آتا اور نہ ہی ان کی صداقت پر شبہ گزرتا ہے کیونکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا صدیقہ حافظہ اور اس قدر ضبطِ حدیث رکھتی تھیں کہ ان کی حدیث میں شک و شبہ کا احتمال نہیں رہتا مگر اکثر عربوں کے کلام میں تشکیک کی صورت واقع ہوتی رہتی ہے لیکن اس سے تقریر و یقین ہی مراد ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہے " اِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ ،، اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَا

marfat.cpm

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ ١٤٨٩
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ
لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصُرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ
ذٰلِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ
فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ ١٤٩٠
إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا حَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهُ عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ قُرَيْشًا
اِسْتَقْصَرَتْ بِنَاءَهُ وَجَعَلْتُ لَهُ خَلْفًا وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ خَلْفًا يَعْنِي بَابًا

اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ، قولُهٗ حجر، یہ میزاب کے تحت نصف دائرہ کی صورت میں ہے اس کی تدویر تیس گز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

١٤٨٩ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا دیوار بیت اللہ کا حصہ ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں،، میں نے عرض کیا قریش نے اس کو بیت اللہ میں داخل کیوں نہیں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری قوم کے پاس خرچ کم ہوگیا تھا،، میں نے کہا اس کا دروازہ کیوں بلند رکھا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری قوم نے یہ اس لئے کیا تھا کہ جس کو وہ چاہیں (بیت اللہ میں) داخل ہونے دیں اور جسے چاہیں منع کردیں اگر تمہاری قوم سے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا (تو ہم اس کو اصل نیووں پر تعمیر کرتے) دیوار کو بیت اللہ میں داخل کرنے اور اس کے دروازے کو زمین سے ملا دینے سے مجھے ڈر لگتا ہے کہ ان کے دل انکار کریں گے،،

١٤٩٠ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہاری قوم سے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں بیت اللہ کو توڑ ڈالتا پھر اسے ابراہیمی نیووں پر بناتا،، کیونکہ قریش نے اس کی عمارت چھوٹی کردی ہے اور میں اس کے لئے خَلف بناتا ابومعاویہ نے کہا ہم کو ہشام نے خبر دی کہ خلف سے مراد دروازہ ہے،،

١٤٨٩، ١٤٩٠ — شرح : ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حطیم سارا کا سارا بیت اللہ کا حصہ ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یہی فتویٰ دیا کرتے تھے،، عبدالرزاق نے ابن عباس سے روایت ذکر کی ہے کہ انھوں نے کہا اگر میں بیت اللہ کا ولی بنتا جیسے عبداللہ بن زبیر بنے تھے تو میں سارا حطیم بیت اللہ میں داخل کردیتا،، اگر یہ بیت اللہ

marfat.cpm

حَدَّثَنَا

بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَاَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَاَدْخَلْتُ فِيهِ مَا اُخْرِجَ مِنْهُ وَاَلْزَقْتُهُ بِالْاَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا فَبَلَغْتُ بِهِ اَسَاسَ اِبْرَاهِيمَ فَذٰلِكَ الَّذِي حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى هَدْمِهِ قَالَ يَزِيدُ شَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِينَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَاَدْخَلَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ وَقَدْ رَاَيْتُ اَسَاسَ اِبْرَاهِيمَ حِجَارَةً كَاَسْنِمَةِ الْاِبِلِ قَالَ جَرِيرٌ فَقُلْتُ لَهُ اَيْنَ مَوْضِعُهُ قَالَ اُرِيكَهُ الْاٰنَ فَدَخَلْتُ مَعَهُ الْحِجْرَ فَاَشَارَ اِلٰى مَكَانٍ فَقَالَ هٰهُنَا قَالَ جَرِيرٌ فَحَزَرْتُ مِنَ الْحِجْرِ سِتَّةَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَهَا

میں داخل نہیں ہے تو اس کا طواف کیوں کیا جاتا ہے،، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حطیم کو بیت اللہ میں داخل کرنے اور دروازہ کو زمین سے ملا دینے میں اس لئے توقف کیا تھا کہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور ان کے دلوں میں کعبہ کی تعمیر کا فخر تھا اگر نئی تعمیر کرتے تو ممکن تھا کہ اسے ان کے دل اچھا نہ سمجھیں گے اور آپ کو اس فخر میں منفرد سمجھنے لگیں گے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی اچھا کام کرنے میں لوگوں میں بدظنی پیدا ہونے کا احتمال ہو تو اسے چھوڑ دینا چاہیئے اور کسی دوسرے زمانہ یا وقت پر اسے ملتوی کر دینا چاہیئے،، واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں فرمایا اے عائشہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تمہاری قوم جاہلیت کے زمانہ سے قریب ہے تو میں بیت اللہ کے متعلّق حکم دیتا اور وہ گرا دیا جاتا اور میں اس میں وہ جگہ داخل کر دیتا جس کو اس سے نکالا گیا ہے اور میں اس کو زمین سے ملا دیتا اور اس کے دو دروازے کرتا۔ ایک شرقی دروازہ اور دوسرا غربی بناتا اور اسے ابراہیمی نیووں کے مطابق بناتا،، پس یہ وہ حدیث ہے جس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کے گرانے پر آمادہ کیا تھا،، یزید نے کہا میں ابن زبیر کے پاس موجود تھا جبکہ اس نے اس کو گرایا اور بنایا تھا اور اس میں حطیم کو داخل کیا تھا میں نے ابراہیمی بنیادوں کے پتھر دیکھے ہیں جو اونٹوں کی کوہان جیسے تھے،، جریر نے کہا میں نے یزید سے کہا اس کی جگہ کہاں ہے؟ اُس نے کہا میں ابھی تجھے دکھاتا ہوں اور میں اس کے ہمراہ حطیم میں داخل ہُوا تو اس نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے کہا وہ جگہ یہ ہے۔ جریر نے کہا میں نے دیوار سے چھ گز یا اس کے قریب قریب اندازہ کیا ہے،،

۱۴۹۱ — شرح : بیت اللہ شریف میں سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام کی تعمیر کے خلاف تین تصرف کئے گئے ہیں ایک یہ کہ اس کا کچھ حصّہ بیت اللہ سے خارج کر دیا گیا۔ دوسرا یہ کہ اس کے دونوں دروازے بند کر کے بلندی پر ایک دروازہ بنا دیا گیا۔ تیسرا یہ اس کی بنیادوں

marfat.com

بَابُ فَضْلِ الْحَرَمِ وَقَوْلِهِ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ
الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَقَوْلِهِ أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا
مِنْ لَدُنَّا وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ
مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ
لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقْطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا بَابُ تَوْرِيثِ دُورِ مَكَّةَ وَبَيْعِهَا وَشِرَائِهَا وَأَنَّ النَّاسَ
فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سَوَاءٌ خَاصَّةً لِقَوْلِهِ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ
سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْبَادِي الطَّارِئُ مَعْكُوفًا

مَحْبُوْسًا

پر اس کی تعمیر نہیں کی گئی اسی لئے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کو گرا کر اصلی بنیادوں پر اس کی تعمیر کی، اس کے شرقی اور غربی دروازے کھول دیئے اور جو حصہ بیت اللہ سے خارج کر دیا گیا تھا اس کو بیت اللہ میں داخل کر دیا،، جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو حجاج بن یوسف نے قریش کی بنیادوں پر کعبہ کی تعمیر کی اب انہی بنیادوں پر کعبہ موجود ہے۔" واللہ ورسولہ اعلم!

باب — حرم کی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ،، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں جس نے اس کو حرام کیا ہے اور اسی کے لئے ہر شئ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمان رہوں ،، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ،، کیا ہم نے اُن کو حرم میں متمکن نہیں کیا جو امن والی جگہ ہے ،، اور اس کی طرف ہر طرح کے میوے کھنچ کر آتے ہیں یہ رزق ہماری طرف سے ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ،،

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا اس شہر کو اللہ نے حرام کیا ہے اس کے کانٹے نہ کاٹے جائیں گے اس کے شکار نہ بھگائے جائیں گے اور اس میں گمی ہوئی شئ نہ اُٹھائی جائے گی مگر وہ شخص اُٹھائے جو اس کی تعریف و تشہیر کرے ،،

۱۴۹۲ —

شرح : اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی تشریف و تفضیل کے لئے اس کو حرم بنایا اور اس کے حرم کی حد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف تین میل، یمن و عراق کی طرف سات میل اور جدہ کی طرف دس میل ہے ،، سب سے پہلے یہ حد سیدنا ابراہیم

۱۴۹۲ —

marfat.com

علیہ السّلام نے جبرائیل علیہ السّلام کے دکھانے پر مقرر کی تھی، مکہ مکرّمہ اور حرم مکہ کا دونوں کا حکم واحد ہے،، چونکہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی زبانِ شریف پر اس کو حرم بنایا ہے اس لئے ان کی طرف اس کی نسبت کی گئی ہے حالانکہ دراصل حرم بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے،، جیسے روح قبض کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے قرآن کریم میں ہے "اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا"، اور دوسری آیت میں ہے "قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَلَکُ الْمَوْتِ"، ایک اور آیت میں ہے "اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ"، دراصل فوت کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور فرشتوں کی طرف "توفی" کی نسبت کی گئی ہے کیونکہ اس کا ظہور ان کے ہاتھوں ہوتا ہے،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ حرم ہے کوئی شخص بدونِ احرام اس میں داخل نہیں ہوسکتا،، امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ ایک روائت کے مطابق امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے اور یہی صحیح ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ اور ایک دوسری روائت کے مطابق امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ بدونِ احرام حرمِ مکہ میں داخل ہونا ممنوع نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ مسلم نے جابر سے روائت کی ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم فتح مکہ میں داخل ہوئے حالانکہ آپ کے سر مبارک پر عمامہ تھا۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ کے سر مبارک پر "خود" تھا ان روایات کا جواب یہ ہے۔ کہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تھے تو اس وقت آپ محرم نہ تھے اور احرام کے بغیر مکہ مکرمہ میں داخل ہونا آپ کی خصوصیت ہے اس کے بعد اس کی حرمت لوٹ آئی اور کسی کے لئے قیامت تک مکہ میں احرام کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں،، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حرم کے درخت اور کانٹے کاٹنا جائز نہیں،، ابن حزم نے اس پر اجماع ذکر کیا ہے،، حرم کے درخت کاٹنے کی جزاء میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس میں کوئی جزاء نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس میں جزاء ہے۔ امام شافعی کے نزدیک حرم کا بڑا درخت کاٹنے کی جزا لگائے ہے اور اس سے کم میں بکری ہے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس سے درخت کی قیمت لی جائے گی اور اس سے ہدی (قربانی کا جانور) خرید کر کے حرم بھیجا جائے گا،، اور اگر اس کی قیمت ہدی کی قیمت تک نہ پہنچتی ہو تو اس سے غلّہ خرید کر کے ہر مسکین کو نصف صاع دیا جائے گا۔ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ جو سبزیاں اور کھیتی باڑی لوگ اگاتے ہیں اس کے کاٹنے میں کوئی جزاء نہیں ہے،، اور حرم کے لقطہ کا حکم عام لقطہ کا حکم ہے کہ اس کی ایک سال تعریف کرنے کے بعد اگر مالک نہ ملے تو اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور وہ غریب ہو تو خود استعمال کر سکتا ہے۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ مکّہ کے مکانات میں وراثت جاری ہونا اور ان کی خرید و فروخت کرنا"

marfat.cpm

حدثنا اصبغ قال اخبرني ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب عن علي بن حسين عن عمرو بن عثمان عن اسامة بن زيد انه قال يا رسول الله اين تنزل في دارك بمكة فقال وهل ترك عقيل من رباع او دور وكان عقيل ورث ابا طالب هو وطالب ولم يرثه جعفر ولا علي شيئا لانهما كانا مسلمين وكان عقيل وطالب كافرين فكان عمر بن الخطاب يقول لا يرث المؤمن الكافر قال ابن شهاب وكانوا يتأولون قول الله عز وجل ان الذين امنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله والذين اووا ونصروا اولئك بعضهم اولياء بعض الآية

ترجمہ : لوگ خصوصاً مسجدِ حرام میں برابر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور وہ اللہ کی راہ اور مسجدِ حرام سے روکتے ہیں جس کو ہم نے لوگوں کے لئے بنایا ہے اس میں رہنے والے اور باہر سے آنے والے سب مساوی ہیں جو کوئی اس میں الحاد کے ساتھ ظلم کا ارادہ کرے ہم اس کو عذابِ الیم چکھائیں گے۔ ابو عبداللہ (بخاری) نے کہا کہ بادی سے مراد باہر سے آنے والا اور معکوف کا معنیٰ محبوس ہے"۔

۱۴۹۳ —

ترجمہ : حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ مکہ کے کس مکان میں تشریف فرما ہوں گے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا عقیل نے کوئی مکان چھوڑا بھی ہے، عقیل اور طالب دونوں ابو طالب کے وارث تھے اور جعفر اور علی رضی اللہ عنہما کسی شئے کے وارث نہ بنے تھے کیونکہ وہ دونوں مسلمان تھے اور عقیل اور طالب دونوں کافر تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مومن کافر کا وارث نہیں بنتا۔ ابن شہاب نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "بے شک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال وجان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے (مہاجرین کو) جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ ایک دوسرے کے ولی ہیں کی تاویل کرتے ہیں"

شرح : مکہ مکرمہ کے مکانات کی خرید و فروخت میں اختلاف ہے اس لئے

۱۴۹۳ —

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواز یا عدمِ جواز کا حکم ذکر نہیں کیا جیسا کہ بخاری کی عادت ہے کہ وہ مختلف فیہ مسئلہ کا حتمی حکم ذکر نہیں کرتے ہیں، "مسجدِ حرام سے مراد سارا حرم ہے" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حرم سارا مسجد ہے، "اِلحاد" کا معنی میانہ روی سے عدول کرنا ہے اور حرم میں اِلحاد کا معنی لوگوں کو اس میں آباد کرنے سے روکنا ہے، مقاتل رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت کریمہ عبداللہ بن اُنیس بن خطل قرشی کے حق میں نازل ہوئی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو بھیجا ان میں سے ایک مہاجر اور دوسرا انصاری تھا وہ اپنی نسبوں میں فخر کرنے لگے تو عبداللہ بن انیس غصہ سے بھر گیا اور انصاری کو قتل کر دیا پھر مرتد ہو کر مکہ چلا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں اس کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔ وہ بیت اللہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا اسے وہیں قتل کر دیا گیا،،

جب ابو طالب فوت ہوئے تھے اس وقت ان کے چار بیٹوں میں سے دو بیٹے طالب اور عقیل کافر تھے اور جعفر طیار اور علی المرتضیٰ دونوں مسلمان تھے چونکہ کافر کا وارث کافر ہی ہوتا ہے مسلمان کافر کا وارث نہیں بنتا اس لئے

marfat.com

بَابُ نُزُولِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ لِسُبَتِ الدُّوْرُ اِلٰى عَقِيْلٍ وَتُوُرِّثَتِ الدُّوْرُ وَتُبَاعُ وَتُشْتَرٰى

جعفر طیار اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما اپنے باپ ابوطالب کے وارث نہ بنے تھے اور ابوطالب کی وفات کے بعد طالب نے سارے مال پر قبضہ کر لیا تھا۔ کیونکہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ میت کا بڑا لڑکا اس کے مال کا مالک ہوتا تھا اور جناب امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے ہجرت کر جانے کے بعد عقیل مالک ہوگیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان اور بنی عبدالمطلب سے جو لوگ ہجرت کر گئے تھے ان کے مکان فروخت کر دیئے۔ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیل کے تصرفات کو کرم وجود کی بنیاد پر بحال رہنے دیا، اسی لئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا عقیل نے کوئی مکان چھوڑا بھی ہے؟"

اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے مکہ کے مکانات کی بیع کے جواز پر استدلال کیا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیل کے فروخت کردہ مکانات جن کے وہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد وارث ہوئے تھے کی بیع کو جائز رکھا"، علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ وہ مکانات اگرچہ عقیل کی ملک میں باقی تھے مگر ان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے تشریف فرما نہ ہوئے کہ ان مکانات سے آپ نے ہجرت فرمائی تھی علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا حدیث کے الفاظ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مکانات عقیل کی ملک تھے اور عقیل ان کو اپنے قبضہ میں ان کے مالک بن گئے تھے جیسے ابوسفیان نے مہاجرین کے مکانات اپنے قبضہ کر لئے تھے"

اگر یہ سوال ہو کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روائت ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ کے مکانات کا فروخت کرنا اور ان کو کرایہ کے لئے دینا جائز نہیں اس قسم کی روائت امام بیہقی نے بھی ذکر کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں" مَكَّةُ مَنَاخٌ لَا تُبَاعُ رِبَاعُهَا وَلَا يُؤَاجَرُ بُيُوْتُهَا"، یعنی مکہ مکرمہ ہر ایک کے رہنے کی جگہ ہے اس کی زمین اور مکانات کو فروخت نہ کیا جائے اور نہ ہی کرایہ پر دیئے جائیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بخاری کی حدیث کے معارض نہیں کیونکہ معارضہ میں دونوں حدیثوں کا قوت میں مساوی ہونا شرط ہے! اور حضرت عبداللہ بن عمرو کی حدیث اسامہ کی حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ عبداللہ بن عمرو کی حدیث کی سند میں اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر ہے اور یحییٰ بن سعید اور نسائی نے اس کو ضعیف کہا ہے لہذا عبداللہ بن عمرو کی حدیث ساقط ہے"، اور قابلِ عمل نہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔

اگر یہ کہا جائے کہ" سَوَاءُ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادُ"، سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کی زمین سب کے لئے ہے لہذا اسے فروخت کرنا جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد بیت اللہ یا مسجد حرام ہے مکہ کی ساری زمین مراد نہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکہ مکرمہ میں مکانات تھے اور وہ ایک دوسرے سے مکانوں کی خرید و فروخت کرتے تھے اور ان کی خرید و فروخت کے واقعات معروف ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

marfat.cpm

۱۴۹۴ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ

۱۴۹۵ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَرَادَ قُدُوْمَ مَكَّةَ مَنْزِلُنَا غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ **حَدَّثَنَا** الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ

مکہ تشریف لے جانا ،،

۱۴۹۴ — ترجمہ : ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ نے مکہ تشریف لانے کا ارادہ کیا کہ کل ہمارا قیام ان شاء اللہ بنی کنانہ میں ہوگا جہاں کفارِ قریش نے کفر پر جمے رہنے کی قسم کھائی تھی!

۱۴۹۵ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کے اگلے روز فرمایا جبکہ آپ منیٰ میں تشریف فرما تھے کہ ہم کل خیف بنی کنانہ میں اُتریں گے جہاں کفار قریش نے کفر پر جمے رہنے کی قسم کھائی تھی خیفِ بنی کنانہ سے مراد "مُحَصَّب" ہے" واقعہ یہ ہے کہ قریش اور بنی کنانہ نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب یا بنی مطلب کے بارے میں قسم کھائی تھی کہ وہ ان سے بیاہ شادی اور خرید و فروخت نہ کریں گے (ان سے بائیکاٹ کیا) حتیٰ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار قریش کے حوالہ کر دیں۔ سلامہ نے عُقَیل سے اور یحییٰ بن ضحاک نے اوزاعی سے روائت کی کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی اور دونوں نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کا لفظ ذکر کیا۔ ابو عبداللہ (بخاری) نے کہا بنی مطلب حقیقت کے زیادہ قریب ہے۔"

۱۴۹۴ ، ۱۴۹۵ — شرح : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ ،، اس پر عمل کرتے ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تبرک" انشاء اللہ" فرمایا تھا ،، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کفار قریش کفر پر جمے رہنے پر قسم کھانے کا معنی یہ ہے کہ وہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، بنی ہاشم اور بنی مطلب کو مکہ سے اس وادی خیف بنی کنانہ کی طرف نکال دیں گے اور انھوں نے آپس میں بیٹھ کر صحیفہ لکھا جس میں بُری باتیں لکھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کا کیڑا بھیج دیا جو اس صحیفہ میں کفر کی لکھی ہوئی سب باتیں کھا گیا اور جہاں جہاں اللہ کا ذکر تھا اسے چھوڑ دیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ ذکر کیا تو امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب سے یہ واقعہ بیان کیا اور ابو طالب نے کفارِ قریش سے بیان کیا تو انھوں نے جب صحیفہ کھولا تو اُس کو اس حال میں دیکھا جس کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ قریش کو جب یہ خبر پہنچی کہ حبشہ کے نجاشی نے مکہ سے حبشہ کو ہجرت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بڑا اعزاز و اکرام کیا ہے ،، تو ان کو سخت تکلیف ہوئی اور وہ غصہ سے بھر گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا اور بنی ہاشم

marfat.cpm

حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدِ یَوْمَ النَّحْرِ وَھُوَ بِمِنًی نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَیْفِ بَنِیْ کِنَانَۃَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْکُفْرِ یَعْنِیْ بِذٰلِکَ الْمُحَصَّبَ وَذٰلِکَ اَنَّ قُرَیْشًا وَکِنَانَۃَ تَحَالَفَتْ عَلٰی بَنِیْ ھَاشِمٍ وَبَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَوْ بَنِی الْمُطَّلِبِ اَنْ لَّا یُنَاکِحُوْھُمْ وَلَا یُبَایِعُوْھُمْ حَتّٰی یُسْلِمُوْا اِلَیْھِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سَلَامَۃُ عَنْ عُقَیْلٍ وَیَحْیٰی عَنِ الضَّحَّاکِ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ اَخْبَرَنِی ابْنُ شِھَابٍ وَقَالَا بَنِیْ ھَاشِمٍ وَبَنِی الْمُطَّلِبِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ بَنِی الْمُطَّلِبِ اَشْبَہُ

سے بائیکاٹ کے لئے ایک اشٹام پر لکھا کہ وہ ان سے میل جول، خرید و فروخت اور بیاہ شادی نہ کریں گے حتی کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالہ کر دیں،، صحیفہ لکھنے والا شخص "منصور بن عکرمہ عبدری" تھا بعد میں اس کا ہاتھ شل ہو گیا تھا پھر اُنھوں نے صحیفہ کو کعبہ کے اندر لٹکا دیا،، اور نبوّت کے اعلان کے ساتویں سال یکم محرم کو اُنھوں نے بنو ہاشم کا "شعب ابی طالب" میں محاصرہ کر لیا اور بنو مطلب بن عبد مناف بھی ابوطالب کے پاس اس وادی میں چلے گئے،، ابولہب قریش کے پاس گیا اور ان کو بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف اُبھارا،، اور ان کے پاس تاجروں کا آنا جانا بند کر دیا حتی کہ وہ سخت مشقّت میں پڑ گئے اور تین برس یہی حال رہا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو ان کے صحیفہ کا حال بتایا کہ اس میں کفارِ قریش نے جو ظلم و ستم کی باتیں لکھی تھیں ان کو کیڑا کھا گیا ہے اور جہاں جہاں اللہ کا ذکر تھا وہ جگہ محفوظ رہی ہے حالانکہ اُنھوں نے صحیفہ بند کر کے اس پر تین مہریں لگائی تھیں،، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم نے ابوطالب سے یہ ذکر کیا تو اُنھوں نے کفارِ قریش سے ذکر کیا کہ میرے بھتیجے نے مجھے بتایا ہے حالانکہ وہ کبھی جھوٹی بات نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے صحیفہ پر ایک کیڑا مسلط کیا ہے اور وہ تمہارے ظلم و ستم کی باتیں جہاں لکھی تھیں ان کو کھا گیا ہے اور جہاں اللہ کا ذکر تھا وہ جگہ باقی رہ گئی ہے اور محفوظ ہے،، اب دیکھ لو،، اگر اگر میرے بھتیجے نے سچ کہا ہے تو اپنے بُرے فعل سے باز آجاؤ اور اگر اُنھوں نے جھوٹ کہا ہے تو میں انھیں تمہارے حوالہ کر دیتا ہوں تم انھیں قتل کرو یا نہ کرو یہ تمہاری مرضی ہے ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا،، کفارِ قریش نے کہا تم نے انصاف کی بات کہی ہے اس کے بعد اُنھوں نے صحیفہ کھولا تو اس کا وہی حال تھا جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بیان فرمایا تھا،، قریش ندامت سے جھک گئے۔ ابوطالب نے کہا اب بتاؤ تم نے ہمیں کس لئے اس وادی میں محبوس کر رکھا ہے،، حالانکہ حقیقتِ حال واضح ہو چکی ہے اس پر وہ لوگ اپنے کئے پر نادم ہوئے اور کفارِ قریش میں سے مطعم بن عدی، عدی بن قیس، زمعہ بن اسود، ابو بختری بن ہاشم اور زہیر بن ابی امیّہ ہتھیار پہن کر بنو ہاشم اور بنو مطلب کے پاس جا کر کہنے لگے کہ تم اپنے گھروں میں واپس آجاؤ اب تمہارا محاصرہ کوئی نہیں کرے گا چنانچہ وہ اپنے گھروں میں واپس آگئے،، نبوّت کے دسویں سال وہ "شِعب" سے باہر آئے تھے،، سلمہ اور یحییٰ نے بیان کیا اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حقیقت کے زیادہ قریب کہا کہ بنی عبد المطلب سے بنی المطلب اشبہ بالحق ہے کیونکہ عبد المطلب ہاشم کے بیٹے ہیں اور مطلب ہاشم کے بھائی ہیں اور وہ دونوں عبد مناف کے بیٹے ہیں۔ الحاصل کفارِ قریش نے بنی عبد مناف کے خلاف قسم کھائی تھی کہ وہ ان سے مکمل بائیکاٹ کرتے ہیں اور ان سے لین دین شادی بیاہ سب ختم کرتے ہیں۔ اور بنی کنانہ میں

marfat.cpm

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ
النَّاسِ اِلٰى قَوْلِهٖ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ **باب** قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ ۱۴۹۵
قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ **حَدَّثَنَا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا
سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُوالسُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ

بیٹھ کر اُنھوں نے حلف نامہ لکھا تھا اس لئے سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں کفار قریش نے بیٹھ کر ہم سے بائیکاٹ کا منصوبہ بنایا تھا۔ کل انشاء اللہ ہم وہاں اُتریں گے۔" تلك الايام نداولها بين الناس والله الهادى "

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر کو امن والا کر دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا، اے میرے رب بے شک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے" اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے ہمارے اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے اور انھیں کچھ پھل کھانے کو دے" شائد وہ احسان مانیں — !

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : "اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث بنایا اور حرمت والے مہینہ اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت آویزاں جانوروں کو۔ یہ اس لئے کہ تم یقین کرو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے"

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا "کعبہ کو پتلی ٹانگوں والا حبشی خراب کرے گا"

۱۴۹۶ —

marfat.com

۱۴۹۶ — شرح : پہلے باب کے عنوان میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کوئی حدیث ذکر نہیں کی شاید ان کو شرط کے مطابق کوئی حدیث نہ ملی ہوگی اور یہ بھی احتمال ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے تمام ابواب کے تراجم ذکر کئے پھر حسبِ اتفاق ہر باب کے ساتھ حدیث ذکر کی اور اس باب کے ساتھ حدیث لاحق کرنے کا اتفاق نہ ہُوا اس قسم کے ہر باب کے ترجمہ کا یہی حکم ہے (کرمانی) واللہ تعالیٰ اعلم!

باب

امام بخاری نے اس باب میں مذکور آئت کریمہ سے چند امور کی طرف اشارہ کیا ہے اولاً یہ کہ لوگوں کے کاروبار اور جُملہ امور کی بقا اور لوگوں کی دُنیا و آخرت کے امر کا اہتمام کعبہ مشرّفہ کے وجود سے ہے ،، اور جب کعبہ پتلی ٹانگوں والے حبشی کے ہاتھوں زائل ہوجائے گا تو تمام امور ختم ہوجائیں گے اس لئے ابوہریرہ کی حدیث کو اس کے مناسب ذکر کیا ہے ،، ثانیاً یہ کہ اس کے ساتھ کعبہ کی تعظیم و توقیر کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کی مناسبت کے لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی ثالثاً یہ کہ ہمیشہ کعبہ کی زیارت ہوتی رہے گی اسی لئے یاجوج و ماجوج کے عظیم فتنہ کے بعد حج کیا جائے گا اور اس کی مناسبت کے لئے حضرت ابوسعید خدری کی حدیث ذکر کی ،،

قولہ یُخَرِّبُ الْکَعْبَۃَ الخ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب المناسک میں ذکر کیا کہ ہر روز سورج غروب ہونے سے پہلے ایک "ابدال" بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اور فجر طلوع ہونے سے پہلے اوتاد سے کوئی ایک اس کا طواف کرتا ہے۔ اس سلسلہ کا انقطاع کعبہ کا زمین سے ارتفاع کا سبب ہوگا ،، اور صبح کو لوگ کعبہ کا نام و نشان نہ دیکھیں گے ،، یہ اس وقت ہوگا جبکہ سات برس گزر جانے تک کوئی شخص حج نہ کرے گا اس کے بعد قرآن کریم اوراق سے اُٹھا لیا جائے گا پھر دلوں سے بھی قرآن نکل جائے گا اور لوگ اشعار، گانوں اور اخبارِ جاہلیت میں منہمک ہوجائیں گے اس کے بعد دجّال نکلے گا اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نازل ہوں گے۔

قرطبی نے کہا لوگوں کے سینوں اور اوراق سے قرآن اُٹھ جانے کے بعد کعبہ خراب کیا جائے گا اور یہ سیدنا عیسیٰ علیہ السّلام کی وفات کے بعد ہوگا علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح کہا ہے ،،

اگر یہ کہا جائے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ اصحابِ فیل سے کعبہ کو محفوظ کر لیا گیا حالانکہ اس وقت اسلام کا ظہور نہ ہُوا تھا اور حجاج بن یوسف، قرامطہ اور پتلی ٹانگوں والے حبشی سے کعبہ کی حفاظت نہ ہوسکی اس کا جواب یہ ہے کہ ہاتھیوں کو کعبہ سے روک دینے میں امام الانبیاء والمرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم کی نبوت و رسالت کا اعلان اور مستحکم برہان مطلوب تھا کہ بصیرت سے معلوم ہونے والے دلائل سے پہلے بصر سے مشاہدہ کئے جانے والے دلائل سے آپ کی حجت کی تاکید ہے ،، واللہ ورسُولہ اعلم!

marfat.cpm

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ

١٤٩٧ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ رَمَضَانُ وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرُ فِيهِ الْكَعْبَةُ فَلَمَّا فَرَضَ اللَّهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتْرُكَهُ فَلْيَتْرُكْهُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَحُجَّنَّ الْبَيْتَ وَلَيَعْتَمِرُنَّ بَعْدَ خُرُوجِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ تَابَعَهُ أَبَانُ وَعِمْرَانُ عَنْ قَتَادَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ شُعْبَةَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُحَجَّ الْبَيْتُ وَالْأَوَّلُ أَكْثَرُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ قَتَادَةُ عَبْدَ اللَّهِ وَعَبْدُ اللَّهِ أَبَا سَعِيدٍ

١٤٩٧ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رمضان مبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے لوگ عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور اس دن کعبہ کو غلاف پہنایا جاتا تھا جب اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عاشوراء کا روزہ رکھنا چاہے وہ رکھ لے اور جو اسے ترک کرنا چاہے وہ ترک کر دے،،

کعبہ شریف کو ہر سال عاشوراء کے روز غلاف پہنایا جاتا تھا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسے دو مرتبہ غلاف پہناتے تھے پھر مامون رشید تین مرتبہ غلاف پہنایا کرتا تھا آٹھ ذوالحجہ کو سرخ ریشم یکم رجب کو قباطی کپڑے اور ستائیس (۲۷) رمضان کو سفید ریشم کا غلاف پہناتا تھا ۔ ابتداء اسلام میں دس محرم کو روزہ رکھنا فرض تھا جب رمضان مبارک کے روزے فرض ہوئے تو صومِ عاشورہ منسوخ ہوگیا،، واللہ ورسولہ اعلم!

١٤٩٨ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یاجوج وماجوج نکلنے کے بعد بھی بیت اللہ کا حج اور عمرہ ہوتا رہے گا،، ابان اور عمران نے قتادہ سے روایت کرنے میں عبداللہ بن ابی عتبہ کی متابعت کی اور عبدالرحمٰن نے شعبہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ بیت اللہ کا حج نہ کیا جائے گا۔ پہلی روایت اکثر ہے۔ قتادہ اور عبداللہ نے ابو سعید سے سماعت کی ہے۔

١٤٩٨ شرح : یاجوج وماجوج عجمی نام ہیں اسی لئے ان کو غیر منصرف پڑھا جاتا ہے،، یہ دو قسمیں ہیں ایک تو بہت ہی لمبے لمبے ہیں اور دوسرے بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہیں،، قولہ سمع قتادہ الخ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ اس لئے ذکر کیا ہے کہ قتادہ چونکہ مدلس ہے اس لئے امام بخاری نے اس امر کی تصریح کر دی کہ اس کا عنعنہ سماع پر مبنی ہے،، قولہ الاول اکثر الخ یعنی حدیث لیحجّن کے راوی دوسری حدیث کے راویوں سے زیادہ ہیں اس لئے

marfat.cpm

بَابُ كِسْوَةِ الْكَعْبَةِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ ابْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الْاَحْدَبُ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ جِئْتُ اِلٰى شَيْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ جَلَسْتُ مَعَ شَيْبَةَ عَلَى الْكُرْسِيِّ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَقَدْ جَلَسَ هٰذَا الْمَجْلِسَ عُمَرُ فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ لَّا اَدَعَ فِيْهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ اِلَّا قَسَمْتُهُ قُلْتُ اِنَّ صَاحِبَيْكَ لَمْ يَفْعَلَا قَالَ هُمَا الْمَرْءَانِ اَقْتَدِيْ بِهِمَا

پہلی حدیث کو دوسری پر ترجیح حاصل ہے ،، اگر یہ کہا جائے کہ ان دونوں میں معارضہ نہیں ہے ترجیح کی کیا ضرورت تھی اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کی اشراط کے بعد بھی بیت اللہ کا حج ہوتا رہے گا اور دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اشراط کے بعد حج نہ ہوگا لہٰذا دونوں حدیثوں میں تعارض پایا گیا اس لئے ترجیح کی حاجت محسوس ہوئی ،، تعارض کا اندفاع اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ یاجوج و ماجوج کے خروج کے بعد حج ہوتا رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قیامت کے ظہور سے تھوڑا سا پہلے کسی وقت حج کرنا ممتنع ہوجائے اور بیت اللہ کا حج ہوتا رہے گا کا معنیٰ یہ ہے کہ اس جگہ کا حج ہوتا رہے گا ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب باب کعبہ پر غلاف چڑھانا

۱۴۹۹ — ترجمہ : ابو وائل رضی اللہ عنہ نے کہا میں شیبہ کے ساتھ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا تو اُنھوں نے کہا اس جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے اور فرمایا میرا ارادہ ہے کہ میں کعبہ میں سونا ، چاندی نہ چھوڑوں مگر اسے تقسیم کردوں میں نے کہا آپ کے دونوں ساتھیوں نے ایسا نہیں کیا تو عمر فاروق نے کہا ۔ وہ دونوں جلیل القدر مرد تھے میں ان کی اقتداء کرتا ہوں ،،

۱۴۹۹ — شرح : بیت اللہ کے لئے ہدایا اور نذرانے پیش کئے جاتے تھے اور خدام ان کو ایک صندوق میں ڈالتے رہتے تھے پھر اسے آپس میں تقسیم کرلیتے تھے ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کعبہ کا خزانہ مسلمانوں میں تقسیم کرنا چاہا تو حضرت شیبہؓ نے کہا آپ کے دونوں صاحبوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا جو آپ کرنا چاہتے ہیں ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا وہ دونوں باکمال مرد تھے میں بھی ان کی پیروی کرتا ہوں جو کام اُنھوں نے نہیں کیا میں بھی نہیں کروں گا اگر اُنھوں نے یہ خزانہ صرف خدام کے لئے چھوڑ دیا تھا اور عام مسلمانوں میں تقسیم نہیں کیا تو میں بھی اس میں ان کی اقتداء کروں گا اور خزانہ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا ،، ایسا واقعہ حضرت ابی بن کعب کے ساتھ ہوا تھا عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسناد حسن سے روایت ذکر کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کے نذرانے فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا ارادہ کیا تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ

marfat.cpm

بَابُ هَدْمِ الْكَعْبَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَيُخْسَفُ بِهِمْ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْاَخْنَسِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ كَاَنِّي بِهٖ اَسْوَدَ اَفْحَجَ يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ

عنہ نے ایسا نہیں کیا تو عمر فاروق نے ارادہ ترک کر دیا۔

اس حدیث کی باب کے ساتھ مناسبت یوں ہے کہ کعبہ مکرمہ ہمیشہ معظم و محترم رہا ہے اس کی تعظیم و احترام کے سبب ہدایا اور نذرانے پیش کئے جاتے تھے اور غلافِ کعبہ چڑھانے میں بھی اس کی تعظیم ہے،، یا کسوت سے مراد سونے چاندی کے ساتھ مزین کرنا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کعبہ مکرمہ کا مال و متاع وقف مال کی مانند ہے اس کو اپنے حال سے بدلانا جائز نہیں،، اس میں اسلام کی تعظیم اور دشمن کو خوف زدہ کرنا مقصود ہے،، اور غلافِ کعبہ کو بیچنا جائز نہیں۔ ابن صلاح رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا غلافِ کعبہ کا معاملہ امام الوقت کے حوالہ ہے وہ اسے بیت اللہ کے مصارف میں صرف کر سکتا ہے اسے فروخت کرے یا ویسے ہی کسی کو بطور عطیہ دیدے،، کیونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہر سال غلافِ کعبہ اُتار کر اسے بطور تبرک حاجیوں میں تقسیم کر دیتے تھے،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب — کعبہ گرانا

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک لشکر کعبہ مکرمہ سے لڑائی کرے گا ان کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا ..

۱۵۰۰ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گویا میں اس کالے آدمی کو دیکھ رہا ہوں جو کعبہ کا ایک ایک پتھر اُکھاڑ ڈالے گا۔

۱۵۰۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پتلی ٹانگوں والا حبشی کعبہ کو خراب کرے گا۔

حدیث ۱۴۹۶ کی تفہیم میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

---

marfat.cpm

باب

ماذکر فی الحجر الاسود حدثنا محمد بن کثیر قال اخبرنا سفین عن الاعمش عن ابراھیم عن عابس بن ربیعۃ عن عمر انہ جاء الی الحجر الاسود فقبلہ فقال انی لاعلم انک حجر لاتضر ولا تنفع ولولا انی رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک

باب ـــــ حجر اسود کے متعلق مذکور روایات

۱۵۰۲ ـــــ ترجمہ : عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دے کر فرمایا میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نہ ضرر دے سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہ ہوتا کہ آپ تجھے بوسہ دیتے تھے تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا ،،

۱۵۰۲ ـــــ شرح : **حجر اسود** ،، کعبہ کا رکن ہے بیت اللہ کے دروازے کے مشرق کی جانب ہے اس کو رکن اسود کہا جاتا ہے وہ زمین سے دو تین ہاتھ اونچا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، حجر اسود ،، کو جنت سے اتارا گیا جبکہ وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا اور انسانوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا ہے (ترمذی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف میں حجر اسود کو بوسہ دینا اور اس پہ پیشانی رکھنا مستحب ہے اگر ہجوم زیادہ ہو جائے تو اس کے سامنے باادب کھڑا ہو جائے ،، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ تو "ضرر اور نفع" نہیں دے سکتا اس لئے تھا کہ وہ لوگ جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں جو بتوں کی عبادت سے مانوس تھے اور پتھروں کی تعظیم و احترام کیا کرتے تھے جب وہ یہ حال دیکھتے تو ان پر مشتبہ ہو جاتا ممکن تھا کہ وہ یہ گمان کرتے کہ اسلام سے پہلے بھی تو ہم یہی کام کیا کرتے تھے پھر اسلام میں بھی اگر یہی کچھ ہے تو کفر و اسلام میں فرق کیا ہوا ؟ اس لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ببانگ دہل تصریح کر دی کہ تو بذاتِ خود نفع و نقصان نہیں دے سکتا اگرچہ شریعت کے مشروعات کا امتثال نفع دیتا ہے اور تو دیگر پتھروں کی مانند ہے جو نفع و نقصان نہیں دے سکتے۔ تیری خصوصیت صرف یہ ہے کہ تجھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیتے تھے ،، اسی لئے تو دوسرے پتھروں سے ممتاز ہو گیا ہے ،، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہ کہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا " اے امیر المؤمنین خاموش رہئیے یہ نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی دیتا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیسے ؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ قرآن سے ثابت ہے ،، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ الآیۃ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی پشت سے ان کی ساری اولاد نکالی اور ان سے توحید کا اقرار کرایا اور اسے ایک کاغذ پر لکھ دیا اس پتھر کی دو آنکھیں اور ایک زبان ہے اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا کہ وہ اپنا منہ کھولے اور اس میں وہ کاغذ ڈال دیا اور اسے فرمایا جو کوئی تیرے سامنے سے استلام کرتے ہوئے گزرے اس کے لئے

marfat.cpm

بَابُ اِغْلَاقِ الْبَيْتِ وَيُصَلِّيْ فِيْ اَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَاَغْلَقُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَلَمَّا فَتَحُوْا كُنْتُ اَوَّلَ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيْتُ بِلَالًا فَسَاَلْتُهٗ هَلْ صَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

قیامت میں گواہی دینا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ قیامت میں حجرِ اسود کو لایا جائے گا اس کی زبان ظاہر ہوگی جس کسی نے اس کے سامنے توحید کا اقرار کیا ہوگا اس کے لئے یہ گواہی دے گا اے امیر المؤمنین! یہ پتھر نفع و نقصان دیتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابا الحسن میں اس قوم سے پناہ چاہتا ہوں جس میں تم نہ ہو،، نیز حجرِ اسود کو بوسہ دینے میں یہ حکمت بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پتھر جنت سے لایا گیا ہے اس کو بوسہ دینے میں جنّت کی شی دیکھ کر خوشی کا اظہار مقصود ہے،، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجرِ اسود زمین میں اللہ تعالیٰ کی برکت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ کعبہ شریف کا دروازہ بند کرنا اور اس کے جس کونہ میں چاہے نماز پڑھے!

۱۵۰۳ ـــ ترجمہ : حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم بیت اللہ میں داخل ہُوئے تو لوگوں نے دروازہ بند کر دیا جب اُنھوں نے دروازہ کھولا تو سب سے پہلے میں اندر داخل ہُوا، میں بلال سے مِلا اور ان سے پُوچھا کیا اس میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے بلال نے کہا ہاں دونوں یمنی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی ہے!

۱۵۰۳ ـــ شرح : کعبہ میں فرض و نفل پڑھنے جائز ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ کعبہ اور حطیم میں فرض، طواف کی دو رکعتیں، وتر اور فجر کی سنتیں پڑھنی جائز نہیں ان کے علاوہ دیگر نوافل جائز ہیں اگر ان میں فرض نماز پڑھ لی تو وقت میں اس کا اعادہ کرے امام احمد بھی یہی کہتے ہیں،،

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکّہ میں کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ اسامہ بن زید، بلال اور

marfat.com

باب

الصلوة فی الکعبۃ حدثنا احمد بن محمد قال اخبرنا عبداللہ قال اخبرنا موسی بن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر انہ کان اذا دخل الکعبۃ مشی قبل الوجہ حین یدخل ویجعل الباب قبل ظھرہ یمشی حتی یکون بینہ وبین الجدار الذی قبل وجھہ قریبا من ثلاثۃ اذرع فیصلی یتوخی المکان الذی اخبرہ بلال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی فیہ ولیس علی احد باس ان یصلی فی ای نواحی البیت شاء

عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ عنہم بھی کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور نماز پڑھی جب دروازہ کھولا گیا اور آپ باہر تشریف لائے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کعبہ میں نماز پڑھی ہے تو انھوں نے کہا ہاں ،، اگر یہ کہا جائے کہ حضرت اسامہ بن زید بھی تو ان کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوئے تھے وہ کہتے ہیں آپ نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی لیکن آپ تکبیریں کہتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حبان نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں دو بار داخل ہوئے جب فتح مکہ میں داخل ہوئے تو نماز پڑھی اور جب حجۃ الوداع میں داخل ہوئے تو اس میں نماز نہ پڑھی ،، اس کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ قاعدہ ہے کہ مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے جبکہ قوت میں دونوں برابر ہوں ،، لہٰذا کعبہ میں نماز پڑھنے کی حدیث کو تقویت حاصل ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کعبہ میں داخل ہونا جائز ہے اور اس میں فرض و نفل سب جائز ہیں ،، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے اور ابن ابی اوفی نے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل نہیں ہوئے ان میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ علامہ بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آپ حجۃ الوداع میں داخل ہوئے تھے ان سے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور عمرہ کرتے وقت داخل نہ ہوئے تھے ایسے مسلم اور بخاری نے روایت کی کہ سوال کیا گیا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تھے ،، کہا نہیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت بیت اللہ میں بت اور تصویریں تھیں اور ان کا ہٹا دینا ممکن نہ تھا اور فتح مکہ میں تمام بت باہر نکال پھینکے تھے اس لئے فتح مکہ میں آپ داخل ہوئے اور دونوں ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — کعبہ میں نماز پڑھنا

۱۵۰۴ — ترجمہ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب کعبہ میں داخل ہوتے تو داخل ہوتے وقت سامنے چلتے اور دروازہ پشت کی طرف کرتے وہ چلتے رہتے حتی کہ آپ کے اور منہ کے سامنے والی دیوار کے درمیان تقریباً تین گز فاصلہ رہتا پھر نماز پڑھتے اور اس جگہ کا قصد کرتے جہاں ان کو بلال نے خبر دی تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی تھی کسی شخص پر حرج نہیں کہ بیت اللہ کے جس کونہ میں چاہے نماز پڑھے۔

۱۵۰۴ — شرح : اس حدیث کی تقریر حدیث ۳۹۰ کی تفہیم میں دیکھیں ،،

marfat.cpm

باب من لم یدخل الکعبۃ وکان ابن عمر یحج کثیرا ولا یدخل

۱۵۰۵ حدثنا مسدد قال حدثنا خالد بن عبد اللہ اخبرنا اسمعیل بن ابی خالد عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال اعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطاف بالبیت وصلی خلف المقام رکعتین ومعہ من یستترہ من الناس فقال لہ رجل ادخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکعبۃ قال لا ۱۵۰۶ باب من کبر فی نواحی الکعبۃ حدثنا ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا ایوب قال حدثنا عکرمۃ عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم ابی ان یدخل البیت وفیہ الآلھۃ فامر بھا فاخرجت فاخرجوا صورۃ ابراھیم واسماعیل علیھما السلام فی ایدیھما الازلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتلھم اللہ اما واللہ قد علموا انھما لم یستقسما بھا قط فدخل البیت فکبر فی نواحیہ ولم یصل فیہ

باب — جو کعبہ میں داخل نہ ہوا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اکثر حج کرتے اور کعبہ میں داخل نہ ہوتے

۱۵۰۵ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا تو بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور آپ کے ساتھ ایک شخص تھا جو اپنے آپ کو لوگوں سے چھپاتا تھا اسے ایک شخص نے کہا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے ؟ اس نے کہا نہیں،،

باب — جس نے کعبہ کے کونوں میں تکبیر کہی،،

۱۵۰۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے تو بیت اللہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا جبکہ اس میں بت رکھے ہوئے تھے،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکالنے کا حکم دیا تو ان کو نکال دیا گیا لوگوں نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی تصویریں نکالیں جبکہ ان کے دونوں ہاتھوں میں تیر تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کافروں پر لعنت کرے اللہ کی قسم ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے کبھی تیروں سے امور کی تقسیم نہیں کی تھی پھر آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اس کے کونوں میں تکبیریں کہیں اور اس میں نماز نہ پڑھی۔

۱۵۰۵ — شرح : اس عمرہ سے مراد قضا عمرہ ہے جو فتح مکہ سے پہلے سات ہجری کو کیا تھا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بیت اللہ میں اس لئے داخل نہ ہوئے تھے کہ اس میں بت تھے اور جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ نے تصاویر باہر پھینکنے کا حکم دیا اس کے بعد آپ

marfat.cpm

بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الرَّمْلِ

کعبہ میں داخل ہوئے،، قرطبی نے کہا کہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے مشرک لوگ ان میں سے ایک ایک بت کی ہر دن عبادت کرتے تھے اور سب سے بڑے بُت کو دوسروں کے برابر سمجھتے تھے مسند احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ کعبہ میں تصاویر تھیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو حکم دیا کہ ان کو مٹا دیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کپڑا پانی سے تر کر کے اس کے ساتھ سب تصاویر مٹا دیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے،،

۱۵۰۶ — شرح : بتوں پر "الٰہہ" کا اطلاق مشرکین کے گمان کے اعتبار سے ہے کہ وہ ان کو خدا سمجھتے تھے،، اَزْلَام،، اہل جاہلیت کے تیر تھے جن کے ساتھ وہ اپنی قسمت دریافت کرتے تھے اور تیروں پر "ہاں یا نہ" لکھا ہوتا تھا اس کے مطابق وہ کام کرتے یا رُک جاتے تھے،، تیمی رحمہ اللہ نے کہا اللہ تعالیٰ مشرکوں پر لعنت کرے جنہوں نے ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی تصویریں بنا رکھی تھیں اور ان کی طرف تیروں سے تقسیم کی نسبت کرتے تھے حالانکہ وہ اس تقسیم سے بریٔ الذمہ تھے یہ صرف کافروں کا اختراع تھا جنہوں نے دینِ ابراہیم کو بدلا یا اور نئے نئے امور پیدا کر دیئے،، اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی،، یہ حدیث ابن عباس کی روائت کردہ ہے اس میں اُنھوں نے کعبہ میں نماز کی نفی کی ہے اور تکبیر کو ثابت کیا ہے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں نماز کو ثابت کیا اور تکبیر کی نفی کی ہے،، بلال کی حدیث کو ابن عباس کی حدیث پر ترجیح حاصل ہے کیونکہ اس روز ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہ تھے وہ بیت اللہ میں نماز کی نفی کرنے کو اپنے بھائی فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کرتے ہیں،، حالانکہ فضل بن عباس بھی اس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھے،، اس کے علاوہ مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے اس قاعدہ کے مطابق بلال کی حدیث کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ اس میں علم کی زیادتی ہے! نیز جب حضرت بلال اور اسامہ رضی اللہ عنہما سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوئے تو دعاء میں مشغول ہو گئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کے بعد دو رکعتیں بھی پڑھ لیں مگر اسامہ بدستور دُعاء کرنے میں مصروف رہے نتیجتہً وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے پر مطلع نہ ہوئے اس لئے اُنھوں نے کعبہ میں نماز کی نفی کر دی اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ دعاء اور فعل میں شریک تھے اس لئے اُنھوں نے روائت کی کہ آپ نے دونوں ستونوں کے درمیان نماز پڑھی یہ جواب اس تقدیر پر ہے جبکہ بیت اللہ میں داخل ہونے کا واقعہ واحد ہو اگر یہ واقعہ متعدّد ہو تو جواب یہ ہوگا ایک دفعہ نماز پڑھی اور دوسری دفعہ نہ پڑھی ہو،،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت بلال کی روائت کو ابن عباس کی روائت پر ترجیح دیتے ہیں اس کے باوجود وہ ابن عباس کی تصحیح بھی کرتے ہیں کیونکہ اس میں اضافہ ہے اور وہ بیت اللہ کے نواحی میں تکبیر کہنا ہے،، اس زیادتی کے باعث اُنھوں نے باب کا یہ ترجمہ ذکر کیا ہے۔ واللہ ورسُولہ اعلم!

باب — رمل کی ابتداء کیسے ہوئی

marfat.cpm

۱۵۰۷ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّهٗ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَاَنْ يَمْشُوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ لَمْ يَمْنَعْهُ اَنْ يَاْمُرَهُمْ اَنْ يَرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ **بَابُ** اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ

اول ما یطوف ویرمل ثلاثا

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ تمہارے پاس لوگ (صحابہ) آرہے ہیں۔ اُن کو یثرب کے تپ نے کمزور کر دیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ پہلے تین چکروں میں "رمل" کریں اور دونوں رکنوں کے درمیان آرام سے چلیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے چکروں میں رمل کا حکم کرنے سے کسی نے منع نہ کیا تھا مگر صحابہ کرام پر شفقت نے۔

۱۵۰۷ — شرح : دراصل واقعہ یہ ہے کہ کفارِ قریش نے کہا کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" عمرہ کرنے آرہے ہیں اور وہ مدینہ منورہ کی ناموافق آب وہوا سے بہت لاغر ہو چکے ہیں،، چنانچہ وہ بزعم خود صحابہ کرام کی کمزوری دیکھنے کے لئے رکن یمانی کے پیچھے بیٹھ گئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا کہ چادریں اور ازار مضبوط باندھ کر پہلوانوں کی طرح کندھے مار کر چلو تاکہ قریش پر تمہاری قوت ظاہر ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چادریں دائیں بغلوں کے نیچے اور بائیں کندھوں کے اُوپر کر لیں اور پہلوانوں کی طرح کندھوں کو زور سے ہلا کر بیت اللہ کا طواف کرنے لگے جب رکن یمانی کے پاس پہنچتے تو آہستہ چلتے اور جب اس سے گزر جاتے اور قریش ان کے سامنے ہوتے تو رمل کرنا شروع کر دیتے،،

اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ طواف میں رمل کرنا سنت ہے امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے،، جمہور علماء کہتے ہیں کہ حجر سے حجر تک پُورا چکر رمل کرے۔ ایک روایت کے مطابق دونوں رکنوں کے درمیان رمل نہ کرے اور عورت قطعاً رمل نہ کرے اس میں اس کا پردہ متاثر ہوتا ہے اور نہ ہی وہ صفا مروہ کے درمیان دوڑے کیونکہ عورتیں نازک صنف ہیں،، پھر یہ رمل پہلے تین چکروں میں ہے باقی چار چکروں میں اپنی حالت پر آرام سے چلیں اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام پر شفقت فرمائی کہ وہ تھک نہ جائیں واللہ ورسولہ اعلم!

"یثرب" یہ مدینہ منورہ کا جاہلیت میں نام تھا اور اسے یثرب اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہاں کی آب وہوا باہر سے آنے والے کے لئے ناموافق آتی اور وہ بیمار ہو جاتا تھا اور لوگ اسے ملامت کرتے تھے۔

باب — جب مکہ آئے تو پہلے طواف میں حجرِ اسود

marfat.com

١٥٠٨ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ یَقْدَمُ مَکَّةَ اِذَا اسْتَلَمَ الرُّکْنَ الْاَسْوَدَ اَوَّلَ مَا یَطُوْفُ یَخُبُّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ **بَابُ** الرَّمَلِ فِی الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَیْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَعَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ اَشْوَاطٍ وَمَشٰی اَرْبَعَةً فِی الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ تَابَعَهُ اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِی کَثِیْرُ بْنُ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

١٥٠٨

١٥٠٩

کو بوسہ دینا اور تین بار رمل کرے"

١٥٠٨ — ترجمہ : حضرت سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم" سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جس وقت آپ مکہ مکرمہ تشریف لاتے تو پہلے طواف میں حجر اسود کو بوسہ دیتے اور سات پھیروں میں سے تین پھیروں میں رمل کرتے"

باب — حج اور عمرہ میں رمل کرنا"

١٥٠٩ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین پھیروں میں رمل کی (دوڑ کر چلے) اور چار پھیروں میں حج اور عمرہ میں اپنی رفتار سے چلے (معمول کے مطابق عام رفتار) سریج کی لیث نے متابعت کی اُس نے کہا مجھے کثیر بن فرقد نے نافع سے اُنھوں نے ابن عمر سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی"

حدیث ١٥٠٨ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد حرام میں داخل ہونے والے کے لئے مسنون یہ ہے کہ حجرِ اسود سے شروع کرے پہلے اس کو بوسہ دے پھر رمل کرے اگر یہ کہا جائے کہ اس حدیث سے یہ سمجھ آتا ہے کہ رمل سارے مطاف میں ہے اور پہلی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض مطاف میں رمل کرے چنانچہ اُس میں ہے کہ دونوں رکنوں کے درمیان چلے اور یہ مطاف کا بعض ہے" اس کا جواب یہ ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ منسوخ ہے کیونکہ یہ فتح مکہ سے پہلے سات ہجری میں عمرہ قضاء میں تھا اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت کمزور اور نحیف الابدان تھے اس لئے اُنھوں نے اظہارِ قوت کے لئے رمل کی جبکہ مشرک حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں رکنوں کے درمیان وہ صحابہ کو نہ دیکھتے تھے اور اس کے سوا وہ صحابہ کو دیکھتے تھے اس لئے شجاعت کے اظہار کے لئے صحابہ کو رمل کا حکم دیا اور جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا تو حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک پورے مطاف میں رمل کی اور آپ کا آخر فعل معمول بہ ہوتا ہے لہٰذا بعض مطاف میں رمل منسوخ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.cpm

١٥١٠ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِلرُّكْنِ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي
١٥١١ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ فَمَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ إِنَّمَا كُنَّا رَاءَيْنَا بِهِ الْمُشْرِكِينَ
وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ شَيْءٌ صَنَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَسْتَلِمُهُمَا قُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمْشِي بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ قَالَ إِنَّمَا كَانَ يَمْشِي لِيَكُونَ أَيْسَرَ لِاسْتِلَامِهِ

ترجمہ : سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود سے کہا خبردار! میں
١٥١٠ — یقیناً جانتا ہوں کہ تُو پتھر ہے نقصان اور نفع نہیں دے سکتا اگر
میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہ ہوتا کہ آپ نے تجھے بوسہ دیا ہے تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا پھر اُنھوں نے
حجرِ اسود کو بوسہ دیا پھر کہا رمل کی ہمیں کیا ضرورت تھی اس کے ساتھ ہم مشرکوں کو اپنی قوت دکھائی تھی اور
ان کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا ہے پھر کہا یہ ایسی چیز ہے جسے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے پس ہم اس کا
چھوڑنا پسند نہیں کرتے،،

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب سے میں نے نبیٔ کریم
١٥١١ — صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں رکنوں کو بوسہ دیتے ہُوئے دیکھا میں نے
سختی اور نرمی کسی حال میں ان کو بوسہ دینا ترک نہیں کیا،، میں نے نافع سے کہا کیا ابن عمر "رضی اللہ عنہما" دونوں رکنوں
کے درمیان چلتے تھے؟ (دوڑتے نہیں تھے) نافع نے کہا وہ تو اس لئے چلتے تھے کہ حجرِ اسود کو بوسہ دینے میں آسانی ہو جائے!

شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیٔ کریم
١٥١٠ — صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال وجوب پر مبنی ہوتے ہیں جب تک اس
کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو،، اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سُنّت کے متبع تھے اور رمل کا چھوڑنا اچھا نہیں
اگر کسی نے رمل چھوڑ بھی دی تو اس پر کوئی شئ واجب نہیں توضیح میں یوں مذکور ہے کہ جس نے مکہ سے حج کا احرام اپنے
اپنے غیر اہل سے باندھا اس پر رمل ضروری نہیں ہے البتہ مکہ والوں میں اختلاف ہے کہ ان کے لئے رمل ہے یا نہیں۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان پر رمل خیال نہ کرتے تھے،، امام احمد رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے اور امام مالک
اور امام شافعی رضی اللہ عنہما اس کو مکی کے لئے مستحب خیال کرتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

شرح : قولُہٗ رَاءَيْنَا الخ یہ متکلم مع الغیر کا صیغہ ہے اس کی مصدر
١٥١١ — "مرایات" ہے اس کا معنیٰ ریاکاری ہے یعنی حضرت عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رمل کر کے ہم نے مشرکوں پر اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا تھا،، تاکہ وہ سمجھ لیں کہ ہم ان کا مقابلہ
کر سکتے ہیں! اور ہم ان سے جنگ کرنے میں کمزور نہیں ہیں،، اب اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب ہمیں یہ کرنے

marfat.com

بَابُ اِسْتِلَامِ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَيَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَا اَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ۵/۲
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ تَابَعَهُ الدَّرَاوَرْدِيُّ
عَنِ ابْنِ اَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهٖ **بَابُ** مَنْ لَمْ يَسْتَلِمْ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ
عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ اَنَّهٗ قَالَ وَمَنْ يَتَّقِيْ شَيْئًا مِنَ الْبَيْتِ وَكَانَ مُعَاوِيَةُ يَسْتَلِمُ الْاَرْكَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ
اِنَّهٗ لَا يَسْتَلِمُ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فَقَالَ لَهٗ لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْبَيْتِ مَهْجُوْرًا وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَسْتَلِمُهُنَّ كُلَّهُنَّ

ہیں خوشی نہیں ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پابندِ شرع اور متبع سنت تھے، اُنھوں نے جب دیکھا کہ حجرِ اسود کو بوسہ دیا جاتا ہے اور بظاہر اس کا کوئی سبب نہیں ہے تو اپنی رائے ترک کر دی اور پتھر کو بوسہ دے کر سنت کی اتباع کی،،
واللہ ورسولہ اعلم!

باب — حجرِ اسود کو چھڑی سے بوسہ دینا،،

۱۵۱۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا آپ چھڑی سے حجرِ اسود کو بوسہ دیتے تھے،، عبدالعزیز دراوردی نے ابن شہاب سے روایت کرنے میں یونس کی متابعت کی ہے!

۱۵۱۲ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر اس لئے طواف کیا کہ حجۃ الوداع میں لوگوں کا بہت ہجوم تھا اور سوار نہ ہونے کی صورت میں آپ کے افعال مخفی رہنے کا احتمال تھا آپ نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور مسائل دریافت کر سکیں اور اپنی چھڑی کو حجرِ اسود سے مس کر کے اس کو بوسہ دیا تاکہ زیادہ ہجوم کی صورت میں لوگ اس طرح استلامِ رکن کیا کریں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حجرِ اسود کو بوسہ دینا مشکل ہو تو اپنے ہاتھ یا چھڑی کو اس کے ساتھ مس کر کے اسے بوسہ دینے سے سنت ادا ہو جاتی ہے،، یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کو حجۃ الوداع کہنا جائز ہے،، اور جب لوگ نماز باجماعت پڑھ رہے ہوں تو لوگوں کے پیچھے سے طواف کرے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جس نے صرف رکن اسود اور رکن یمانی کو بوسہ دیا"

ترجمۃ الباب : محمد بن بکر نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم کو عمرو بن دینار نے ابوشعثاء سے خبر دی کہ اُنھوں نے کہا بیت اللہ کی کسی شی سے کون پرہیز کرتا ہے؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سب ارکان کو بوسہ دیتے تھے ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما

marfat.cpm

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ **بَابُ** تَقْبِيلِ الْحَجَرِ **حَدَّثَنَا** أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَزَادَ أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَقَالَ لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ وَقَالَ رَأَيْتَ إِنْ زُحِمْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ قَالَ اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الزُّبَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ كُوفِيٌّ وَالزُّبَيْرُ بْنُ عَرَبِيٍّ بَصْرِيٌّ

نے کہا کہ اِن دو رکنوں (شامی رکن) کو بوسہ نہیں دیا جاتا ہے۔ امیر معاویہ نے کہا بیت اللہ کی کوئی شئی متروک نہیں ہے جبکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سب کو بوسہ دیتے تھے!

۱۵۱۳ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رکن اسود اور رکن یمانی کے سوا کسی کو بوسہ دیتے نہیں دیکھا،،

مشرح

بیت اللہ کے چار ارکان ہیں حجر اسود، رکن یمانی اور دو رکن شامی،، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی غرض یہ تھی کہ شامی رکنوں کو بھی بوسہ دیا جائے۔ رکنِ اسود اور رکن یمانی کو تغلیبًا یمانیین کہا جاتا ہے،، رکن اسود میں دو فضیلتیں ہیں ایک یہ کہ اس میں حجرِ اسود نصب ہے دوسری یہ کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پہ ہے اور رکنِ یمانی میں صرف دوسری فضیلت ہے اس لئے رکن اسود کا استلام اور بوسہ دیا جاتا ہے جبکہ رکن یمانی کو صرف بوسہ دیا جاتا ہے اور شامی رکنوں کا استلام نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ان کو بوسہ دیا جاتا ہے،، کیونکہ ان میں مذکور دونوں فضیلتیں نہیں پائی جاتی ہیں۔ حضرت امیر معاویہ، عبداللہ بن زبیر، جابر بن زید، عروہ بن زبیر اور سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ چاروں ارکان کو بوسہ دیا جائے ابن منذر نے کہا جابر بن عبداللہ، حسن و حسین اور انس بن مالک "رضی اللہ عنہم" کا بھی یہی مذہب ہے۔ حضرت ابن عباس، عمر فاروق رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ صرف رکن اسود اور رکن یمانی کو بوسہ دیا جائے کیونکہ یہ دونوں قواعدِ ابراہیم علیہ السلام پر ہیں احناف کا بھی یہی مذہب ہے۔ ابن منذر نے کہا اکثر علماء یہی کہتے ہیں کہ شامی ارکان کا استلام مسنون نہیں،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب — حجر اسود کو بوسہ دینا

۱۵۱۴ — ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روائت کی کہ اُنھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنھوں نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور کہا اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔"

۱۵۱۵ — ترجمہ : زبیر بن عربی سے روائت ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر "رضی اللہ عنہما"

marfat.com

١٥١٦

١٥١٧

بَابُ مَنْ أَشَارَ إِلَى الرُّكْنِ إِذَا أَتَى عَلَيْهِ **حَدَّثَنَا** مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيرٍ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ **بَابُ** التَّكْبِيرِ عِنْدَ الرُّكْنِ **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيرٍ كُلَّمَا أَتَى الرُّكْنَ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ عِنْدَهُ وَكَبَّرَ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ

سے حجرِ اسود کو بوسہ دینے کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حجرِ اسود کو ہاتھ سے مس کرتے اور اسے بوسہ دیتے تھے اس شخص نے کہا یہ بتائیں کہ اگر ہجوم زیادہ ہو جائے اگر میں مغلوب ہو جاؤں (تو کیا کروں) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا "اگر مگر یمن میں رکھو" میں نے امام الانبیاء جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا استلام کرتے اور اسے بوسہ دیتے دیکھا ہے،، محمد بن یوسف فربری نے کہا میں نے ابوجعفر کی کتاب میں دیکھا بخاری نے کہا زبیر بن عدی کوفی ہے اور زبیر بن عربی بصری ہے۔

شرح : استلام کا معنیٰ ہاتھ سے مَس کرنا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھنے والا شخص یمنی تھا یعنی جب تو سنّت کا طالب ہے اور اسی لئے یہاں آیا ہے تو اپنی رائے کو چھوڑ اور سنّت پر عمل کر،، اور اگر مگر کی بات نہ کر۔ احمد بن سنان،، میں پہلا نون مخفف ہے یہ ابوجعفر قطان واسطی اپنے زمانہ کے امام ہیں،، امام بخاری رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ۲۵۹ ہجری کو فوت ہوئے،، اسلم حبشی بجاوی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام ہے عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں اس نے وفات پائی،، ان دونوں حدیثوں کی تقریر حدیث ۱۵۰۲ کی تفہیم میں دیکھیں،،

۱۵۱۴، ۱۵۱۵ —

باب — جس نے حجر اسود کی طرف اشارہ کیا جب اس کے پاس آیا،،

۱۵۱۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا جب حجرِ اسود کے سامنے آتے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے۔

باب — حجرِ اسود کے پاس تکبیر کہنا

۱۵۱۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا آپ جب بھی حجر اسود کے سامنے آتے تو کسی شی کے ساتھ جو آپ کے پاس تھی اس طرف اشارہ کر کے تکبیر فرماتے۔ ابراہیم بن طہمان نے

marfat.cpm

١٥١٧ بَابُ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا

حَدَّثَنَا أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ ذَكَرْتُ لِعُرْوَةَ قَالَ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مِثْلَهُ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ فَأَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَهُ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَهَلَّتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوا

خالد حذاء سے روایت کرنے میں خالد بن عبداللہ کی متابعت کی "

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا تاکہ لوگ آپ کے افعال دیکھ سکیں جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو وہ بول و براز نہ کرتا تھا" یا آپ بیمار تھے اس لئے سوار ہو کر طواف کیا تھا" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حجرِ اسود کو ہاتھ سے مسح نہ کر سکے تو کسی لکڑی وغیرہ سے اسے مس کرے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جو شخص مکہ میں آیا اور اپنے گھر کو لوٹنے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا پھر صفا کی طرف نکلا"

١٥١٨ —

ترجمہ : عروہ نے کہا مجھ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ آئے تو سب سے پہلے آپ نے وضوء فرمایا پھر طواف کیا پھر عمرہ نہیں ہوا پھر ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اس طرح کیا پھر میں نے اپنے باپ زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا انھوں نے سب سے پہلے طواف کیا پھر میں نے مہاجرین و انصار کو دیکھا کہ وہ یہ کرتے تھے اور میری والدہ نے مجھے بتایا کہ انھوں نے اور ان کی ہمشیرہ "عائشہ" زبیر اور فلاں فلاں نے عمرہ کا احرام باندھا انھوں نے جب رکن اسود کو مسح کیا تو احرام کھول دیا"

شرح : اس باب کے عنوان سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جو

١٥١٨ — کوئی مکہ مکرمہ میں حج یا عمرہ کے لئے آئے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے پھر دو رکعتیں نفل پڑھے پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے" اگر اس نے عمرہ کا احرام باندھا ہوا ہے تو احرام کھول دے اور حلق کرے اور اگر حج کا احرام باندھا ہے تو احرام نہ کھولے حتی کہ آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ میں جائے اور حج کے افعال ادا کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے کہ عمرہ کرنے والا بیت اللہ کا طواف کر کے احرام سے باہر ہو جائے اسے صفا، مروہ کے درمیان سعی کی ضرورت نہیں" انھوں نے کہا عمرہ صرف بیت اللہ

marfat.cpm

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ أَنَسُ بْنُ
عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ سَعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعَةً وَأَنَّهُ كَانَ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

۱۵۱۹ ۱۵۲۰

کا طواف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مذہب کا ردّ کرنے کے لئے کہا کہ عمرہ صرف بیت اللہ کا طواف نہیں بلکہ اس کے بعد دو رکعتیں پڑھے پھر صفا مروہ کے درمیان سعی کرے۔

قولہ من طاف بالبیت ،، یعنی جو شخص مکہ میں آئے اور مسجد حرام میں داخل ہو تو سب سے پہلے طواف کرے اور حجر اسود کا استلام کرے یہ مسجد حرام کا تحیہ ہے اسے طواف القدوم کہتے ہیں یہ سنت ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو حج میں نقص نہیں آتا ،، حج کے افعال سے فارغ ہونے کے بعد دس ذی الحجہ کو طواف کیا جاتا ہے اسے طوافِ زیارت کہتے ہیں یہ فرض ہے جب وطن کو واپس ہوں تو طواف کیا جاتا ہے اسے طوافِ الوداع کہتے ہیں یہ واجب ہے اور حائضہ عورت پر واجب نہیں وہ یہ طواف کئے بغیر وطن کو لوٹ سکتی ہے ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف باوضو کرنا چاہیئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ واجب ہے اگر وضو کے بغیر طواف کر لیا جائے تو طواف ادا ہو جائے گا اور اگر طوافِ قدوم وضو کے بغیر کرے تو اس پر صدقہ واجب ہے اور اگر طوافِ زیارت وضو کے بغیر کرے تو اس پر بکری واجب ہے۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا طواف میں وضو شرط ہے اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حرم میں داخل ہونے والا سب سے پہلے طواف کرے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا خوبصورت اور شریف عورت اس سے مستثنیٰ ہے وہ یہ طواف تاخیر سے کر سکتی ہے وہ رات کو طواف کرے اس طرح وہ پردہ میں رہے گی اور فتنہ سے محفوظ رہے گی۔ واللہ ورسولہ اعلم! (عینی)

۱۵۱۹ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج یا عمرہ کے لئے مکہ آنے کے بعد سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرتے تو پہلے تین پھیروں میں سعی کرتے اور چار میں معمول کے مطابق چلتے پھر دو رکعتیں پڑھتے پھر صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے۔

۱۵۲۰ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلا طواف کرتے تو پہلے تین پھیروں میں سعی کرتے (دوڑ کر چلتے) اور چار میں معمول کے مطابق چلتے اور جب صفا، مروہ کے درمیان سعی کرتے تو نالے کے وسط میں سعی کرتے۔

۱۵۱۹، ۱۵۲۰ — شرح : "سعی" کا معنیٰ دوڑنا ہے ،، مسیل صفا و مروہ کے درمیان نالہ ہے، اس حدیث سے معلوم ہے کہ بطن

marfat.com

بَابُ طَوَافِ

النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ وَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ إِذْ مُنِعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَاءَ الطَّوَافَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ كَيْفَ يَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الرِّجَالِ قُلْتُ بَعْدَ الْحِجَابِ أَوْ قَبْلُ قَالَ إِي لَعَمْرِي لَقَدْ أَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الْحِجَابِ قُلْتُ كَيْفَ يُخَالِطْنَ الرِّجَالَ قَالَ لَمْ يُخَالِطْنَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَطُوفُ حَجْرَةً مِنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ انْطَلِقِي نَسْتَلِمْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتِ انْطَلِقِي عَنْكِ وَأَبَتْ يَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّيْلِ فَيَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ وَلٰكِنَّهُنَّ كُنَّ إِذَا دَخَلْنَ الْبَيْتَ قُمْنَ حَيْثُ يَدْخُلْنَ وَأُخْرِجَ الرِّجَالُ وَكُنْتُ آتِي عَائِشَةَ أَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ فِي جَوْفِ ثَبِيرٍ قُلْتُ وَمَا حِجَابُهَا قَالَ هِيَ فِي قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ لَهَا غِشَاءٌ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذٰلِكَ وَرَأَيْتُ عَلَيْهَا دِرْعًا مُوَرَّدًا

وادی میں دوڑنا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد معمول کے مطابق چلنا مستحب ہے امام مالک رضی اللہ عنہ کے مذہب اگر اسے ترک کر دیا تو اس کا اعادہ واجب ہے!

باب ــــ عورتوں کا مَردوں کے ساتھ طواف کرنا

عمرو بن علی نے کہا ہم کو ابو عاصم نے خبر دی کہ ابن جُریج نے کہا مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی جبکہ ابن ہشام نے عورتوں کو مَردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کیا عطاء بن ابی رباح نے کہا وہ انکو کیونکر روکتا ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے مردوں کے ساتھ طواف کیا ہے،، ابن جُریج نے کہا میں نے کہا کیا پردہ کی آئت کے نزول کے بعد یا پہلے (اُنھوں نے طواف کیا ہے) اُنھوں نے کہا مجھے میری عمر کی قسم ہے میں نے حجاب کی آئت کے نزول کے بعد عورتوں کو مردوں کے ساتھ مل کر طواف کرتے دیکھا ہے،، میں نے کہا عورتیں مردوں کے ساتھ کیونکر اختلاط کرتی تھیں۔ اُنھوں نے کہا وہ مردوں سے اختلاط نہ کرتی تھیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا مَردوں سے علیحدہ ہوکر طواف کرتی تھیں ان سے اختلاط نہ کرتی تھیں ایک عورت نے کہا اے ام المؤمنین چلیں حجرِ اسود کو بوسہ دیں تو اُنھوں نے کہا تو جا اور پتھر کے استلام کا انکار کر دیا،، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن رات کو اس حال میں نکلتی تھیں کہ وہ پہچانی نہ جاتی تھیں، اور وہ مردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں لیکن جب وہ بیت اللہ میں داخل ہونا چاہتیں تو کھڑی رہتیں اور مردوں کو نکالا جاتا (پھر وہ بیت اللہ میں داخل ہوتیں) میں اور عُبید بن عمیر مائی صاحبہ کے پاس آئے جبکہ وہ ثبیر کے جوف میں ٹھہری ہوئی تھیں میں نے کہا ان کا پردہ کیا تھا اُنھوں نے کہا وہ تُرکی خیمہ میں تھیں اس پر پردہ پڑا تھا ہمارے اور ام المؤمنین کے درمیان اس کے سوا اور کوئی پردہ حائل نہ تھا میں نے ام المؤمنین پر گلابی رنگ کی قمیص دیکھی۔

شرح : اگر یہ کہا جائے کہ عطاء نے ام المؤمنین کو کیسے دیکھا اس کا جواب یہ ہے کہ اُنھوں نے اتفاقاً قمیص دیکھی ام المؤمنین کو نہ دیکھا تھا۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض روایات میں یہ ثابت ہے کہ عطاء نے کہا میں اس وقت بچہ تھا،، یہ گفتگو ابن جریج اور عطاء کے درمیان ہُوئی تھی اور عطاء ام المؤمنین کے پاس عبید بن عمیر کے ساتھ آئے تھے،، واللہ ورسولہ اعلم!

imamat.com

حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ نَوْفَلٍ عَنْ ٥٢١
عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ يُصَلِّيْ
اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ **بَابُ** الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ **حَدَّثَنَا** اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا ٥٢٢
هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ اَنَّ طَاؤُسًا اَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَرَّ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِاِنْسَانٍ رَبَطَ يَدَهُ اِلٰى اِنْسَانٍ بِسَيْرٍ اَوْ بِخَيْطٍ اَوْ بِشَيْءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ قُدْ بِيَدِهٖ **بَابُ** اِذَا رَاٰى سَيْرًا اَوْ شَيْئًا يُكْرَهُ فِي الطَّوَافِ قَطَعَهُ

ترجمہ : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکائت کی کہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا تم لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر طواف کر لو تو میں نے طواف کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میں بیت اللہ کے ایک طرف نماز پڑھ رہے تھے جبکہ سورت والطور و کتاب مسطور" پڑھ رہے تھے"

١٥٢١ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا کہ لوگوں کے پیچھے طواف کریں اور ان سے اختلاط نہ کریں کیونکہ طواف میں عورتوں کو مردوں سے علیحدہ رہنا چاہیئے" ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے وقت طواف کیا کیونکہ اس میں زیادہ پردہ تھا جبکہ یہ نماز صبح کی تھی واللہ ورسولہ اعلم!

باب — طواف کرتے وقت باتیں کرنا"

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انسان کے پاس سے گزرے جبکہ آپ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اُس نے اپنا ہاتھ دوسرے شخص کے ساتھ چمڑے کے تسمہ یا رسی یا کسی اور چیز کے ذریعہ باندھا ہُوا تھا — امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اسے کاٹ دیا پھر اُسے فرمایا اس کو ہاتھ سے پکڑ کر چل"

١٥٢٢

باب — جب طواف میں تسمہ یا کوئی مکروہ شئے دیکھے"

marfat.cpm

حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ
عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ أَوْ غَيْرِهِ فَقَطَعَهُ بَابٌ لَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلَا يَحُجُّ مُشْرِكٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ ثَنَا يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ

۱۵۲۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا کہ وہ رسی یا کسی دوسری چیز سے بندھا ہوا تھا آپ نے اس کو کاٹ دیا،،

۱۵۲۳ — شرح : جاہلیت میں لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے بن جاتے ہیں اس لئے آپ نے اس طریقہ سے منع فرما دیا،، حدیث ۱۵۲۲ اور ۱۵۲۳،، سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف میں اچھی بات کرنا مباح ہے، اور اگر کوئی بُری چیز دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے، اور جس فعل میں اللہ کی نافرمانی ہو وہ نذر نہ مانے اور نہ ہی وہ اس پر لازم ہے اور جاہلیت کا طریقہ تسویلِ شیطان ہے، طواف میں تھوکنا، گھنگار پھینکنا اور چغلی کرنا مکروہ ہے اس سے طواف فاسد نہیں ہوتا اگرچہ یہ افعال گناہ ہیں،، اور اگر جمائی کے وقت اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے تو حرج نہیں عورت محرمہ نہ ہو تو اس کا منہ پر نقاب ڈال کر طواف کرنا مکروہ ہے جیسے نماز میں مکروہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — کوئی شخص ننگا بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور نہ ہی مشرک حج کرے،،

۱۵۲۴ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوبکر صدیق" رضی اللہ عنہ" جس حج میں ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے امیر حج بنایا تھا نے ان کو چند لوگوں کے ساتھ نحر کے دن لوگوں میں یہ اعلان کرنے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف کرے،،

(حدیث نمبر ۳۶۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.cpm

بَابُ اِذَا وَقَفَ فِی الطَّوَافِ وَقَالَ عَطَاءٌ فِیْمَنْ یَطُوْفُ فَتُقَامُ الصَّلٰوۃُ اَوْ یُدْفَعُ عَنْ مَکَانِہٖ اِذَا سَلَّمَ یَرْجِعُ اِلٰی حَیْثُ قُطِعَ عَلَیْہِ فَیَبْنِیْ وَیُذْکَرُ نَحْوُہٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ

باب — جب طواف کے دوران ٹھہر جائے

ترجمہ : عطاء نے کہا اس شخص کے بارے میں کہا جو بیت اللہ کا طواف کر رہا ہو اور نماز کے لئے اقامت کہی جائے یا اسے اپنی جگہ سے دُور کر دیا جائے جب وہ سلام پھیرے تو اس جگہ پہ لوٹ آئے جہاں اس کا طواف منقطع ہُوا تھا۔ ابن عمر، عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم سے بھی اس طرح منقول ہے،،

شرح : سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نو ہجری میں امیرِ حج بنا کر بھیجا جبکہ ان کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تھے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن کو نحر کے روز چند لوگوں کے ساتھ اعلان کرنے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی ننگا شخص اور مشرک طواف نہ کرے سہیلی رحمہ اللہ نے کہا جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے اور حج کا ارادہ کیا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ حج میں مشرک بھی شریک ہوتے ہیں اور مشرکانہ تلبیہ کہتے ہیں اور ننگے طواف کرتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے رُک گئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برأت کا اعلان کرنے بھیجا،،

مشرک حرم میں داخل نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ھٰذا"، مسجد حرام سے مراد سارا حرم ہے۔ اس آئت کریمہ کے نزول کے وقت آپ نے مذکور اعلان کروایا تھا،، اسی طرح اہلِ ذمہ بھی اس اعلان کے بعد حرم میں داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ امام الانبیاء علیہ السلام نے مرضِ وفات میں فرمایا" اخرجوا الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب"، کہ یہود و نصاریٰ کو عرب سے نکال دو،، اس حدیث سے امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما اور ایک روائت کے مطابق امام احمد رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ طواف میں ستر عورت شرط ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور دوسری روائت کے مطابق امام رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر برہنہ شخص نے اعتکاف کیا تو اعتکاف میں نقص واقع ہوگا اور اسے دم سے پُورا کیا جائے گا،،

جب طواف کرنے والے کو طواف کے دوران کوئی عارضہ پیش آجائے تو جمہور علماء کے نزدیک اسی بنیاد پہ باقی طواف پُورا کرے اور اس کا طواف منقطع نہیں ہوتا،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جمہور علماء کہتے ہیں کہ اگر دورانِ طواف میں نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو نماز باجماعت ادا کر کے باقی طواف پُورا کر لے۔ امام ابوحنیفہ مالک، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے،، شرح مہذب میں ہے کہ اگر طواف کے دوران جنازہ حاضر ہو جائے تو امام شافعی اور امام مالک رضی اللہ عنہما کے مذہب کے مطابق وہ اپنا طواف پُورا کرے نمازِ جنازہ سے طواف کرنا بہتر ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ ہے کہ جنازہ کے لئے جا سکتے ہیں،، واللہ ورسُولہ اعلم!

اس باب کے عنوان کے مطابق کوئی حدیث ذکر نہیں کی کیونکہ جب عنوان کے مطابق کسی صحابی یا تابعی کا اثر ذکر

marfat.cpm

بَابُ طَافَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلّٰى لِسُبُوْعِهٖ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّيْ لِكُلِّ سُبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ اَنَّ عَطَاءً يَقُوْلُ تُجْزِئُهُ الْمَكْتُوْبَةُ مِنْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ فَقَالَ السُّنَّةُ اَفْضَلُ لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبُوْعًا قَطُّ اِلَّا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَاَلْنَا ابْنَ عُمَرَ اَيَقَعُ الرَّجُلُ عَلٰى اِمْرَاَتِهٖ فِي الْعُمْرَةِ قَبْلَ اَنْ يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ صَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبُ اِمْرَاَتَهٗ حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

۱۵۲۵

کر دیا جائے تو وہی کافی ہوتا ہے لہٰذا یہ کہنا ضروری نہیں کہ اس عنوان کے مطابق کوئی حدیث نہ تھی جو بخاری کی شرط کے مطابق ہو،،

باب ـــــ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

(طواف میں) سات پھیروں پر دو رکعتیں پڑھیں"

ترجمہ : نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر سات پھیروں کے بعد دو رکعتیں پڑھتے اسماعیل بن اُمیّہ نے کہا میں نے زہری سے کہا کہ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ طواف کی دو رکعتوں کی بجائے فرض نماز کافی ہے۔ زہری نے کہا کہ سنت پر عمل کرنا افضل ہے۔ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی بھی سات پھیرے طواف نہ کیا مگر اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے،،

ترجمہ : سفیان نے عمرو سے روائت کی کہ ہم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص اپنی بیوی سے عمرہ میں صفا مروٰ کے درمیان سعی کرنے سے پہلے جماع کر لے؟ اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکہ مکرمہ تشریف لائے اور سات پھیرے بیت اللہ کا طواف کیا پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا، مروہ کے درمیان سعی کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمہارے لئے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اقتداء اور پیروی اچھی ہے۔ عمرو نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا اپنی بیوی سے جماع نہ کرے حتیٰ کہ صفاء و مروہ کے درمیان سعی کرے،،

۱۵۲۵ ـــــ

شرح : امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا طواف کے بعد فرض نماز سے طواف کی دو رکعتیں ادا ہو جاتی ہیں اگرچہ ان کی نیت نہ کرے مگر سنّت یہ ہے کہ طواف کے بعد خصوصی طور پر دو رکعتیں پڑھے اور سنّت کی رعائت افضل ہے اسی لئے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سنّت یہ ہے کہ طواف کے سات پھیروں کے بعد صفاد

marfat.com

بَابُ مَنْ لَمْ

يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ وَلَمْ يَطُفْ حَتّٰى يَخْرُجَ إِلٰى عَرَفَةَ وَيَرْجِعَ بَعْدَ الطَّوَافِ الْأَوَّلِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فَطَافَ سَبْعًا وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَقْرَبِ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتّٰى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ ١٥٢٦

مروہ کے درمیان سعی سے پہلے دو رکعتیں پڑھے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے،، اور تمہارے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اچھی ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ صفا مروہ کے درمیان سعی سے پہلے اپنی بیوی سے جماع نہیں کرسکتا کیونکہ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جو شخص کعبہ کے پاس نہ گیا اور نہ طواف کیا حتّٰی کہ عرفہ کی طرف چلا گیا اور طوافِ اوّل کے بعد لوٹا،،

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفاء مروہ کے درمیان سعی کی اور طواف کے بعد کعبہ کے پاس نہ گئے حتی کہ عرفہ سے واپس تشریف لائے،، ١٥٢٦

شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ حاجی طوافِ قدوم کے بعد طواف نہ کرے حتیٰ کہ عرفہ سے واپس لوٹے،، بظاہر تو اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طوافِ قدوم کے بعد طواف نہیں مگر اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا اور آپ نے طوافِ قدوم کے بعد طواف اس لئے نہ کیا تھا کہ لوگ اسے واجب خیال کرنے لگیں گے،، امام مالک رضی اللہ عنہ نے یہ پسند کیا ہے کہ طوافِ قدوم کے بعد طواف نہ کرے حتیٰ کہ حج پورا کرے اللہ تعالیٰ نے اس میں وسعت دی ہے لہذا جو شخص طوافِ قدوم کے بعد طواف کرنا چاہے وہ رات یا دن کو کرسکتا ہے۔ خصوصًا دُور دراز کے علاقوں سے آنے والوں کے لئے تو خصوصی طور پر صحیح ہے جبکہ اُنھوں نے کبھی بیت اللہ کا طواف نہیں کیا ان کے لئے نفل نماز سے بیت اللہ کا طواف کرنا افضل ہے،، عطاء بن ابی رباح اور حسن بصری رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ مسافر جب مکہ مکرمہ میں چالیس روز اقامت کرے تو اس کے لئے نماز طواف سے افضل ہے،، حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی یہ کہتے ہیں۔ ماوردی رحمہ اللہ نے کہا کہ طواف نماز سے افضل ہے،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مکہ میں رہنے والوں کے لئے نماز افضل ہے،، اور مسافروں کے لئے طواف افضل ہے (عینی)

---

marfat.cpm

بَابُ

١٥٢٧ مَنْ صَلَّى رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ وَصَلَّى عُمَرُ خَارِجًا مِنَ الْحَرَمِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّاءَ الْغَسَّانِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَأَرَادَ الْخُرُوجَ وَلَمْ تَكُنْ أُمُّ سَلَمَةَ طَافَتْ بِالْبَيْتِ وَأَرَادَتِ الْخُرُوجَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ لِلصُّبْحِ فَطُوفِي عَلَى بَعِيرِكِ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ وَلَمْ تُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَتْ

باب — جس نے طواف کی دو رکعتیں مسجد سے باہر پڑھیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حرم سے باہر پڑھیں

ترجمہ : امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ ١٥٢٧ —

آپ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے اور آپ نے وہاں سے روانگی کا ارادہ کیا اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا تھا اور وہ بھی روانہ ہونا چاہتی تھیں تو انھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب صبح کی نماز کے لئے اقامت ہو تو تم اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کر لو جبکہ لوگ نماز پڑھتے ہوں گے،، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یوں ہی کیا اور نماز نہ پڑھی حتیٰ کہ باہر نکل گئیں۔

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا احتمال ہے کہ ام المؤمنین نے اقامت صلوٰۃ کے وقت طواف کر لیا ہو پھر فرض پڑھ کر ١٥٢٧ —

باہر تشریف لے گئی ہوں اور ان کا یہ خیال ہو کہ یہی فرض طواف کی دو رکعتوں سے کفائت کر سکتے ہیں،، ابن منذر نے کہا جو شخص طواف کے بعد دو رکعتیں بھول گیا اور حرم سے باہر نکل گیا یا اپنے وطن کو لوٹ گیا اس کے متعلق عطاء بن ابی رباح اور حسن بصری نے کہا جب یاد آئے پڑھ لے حرم میں یاد آئے یا اس سے نکل جانے کے بعد یاد کرے امام ابو حنیفہ، امام شافعی رضی اللہ عنہما کا یہی مسلک ہے اور یہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے موافق ہے کہ اس حدیث میں "حرم" یا اس سے باہر دو رکعتیں پڑھنے کا قطعاً ذکر نہیں ہے،، سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا جب تک حرم سے نہ نکلے پڑھ لے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ دور چلا جائے یا وطن کو لوٹ جائے تو اس پر "دم" واجب ہے،، احناف کے نزدیک جب طواف سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس دو رکعتیں پڑھ لے۔ "سراجیہ"

marfat.com

بَابُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيِ

الطَّوَافِ خَلْفَ الْمَقَامِ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۝ بَابُ الطَّوَافِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ وَطَافَ عُمَرُ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَرَكِبَ حَتّٰى صَلّٰى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِيْ طُوًى.

١٥٢٨

میں اسے افضل کہا ہے اور اگر مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس نہ پڑھ سکے تو مسجد میں جہاں آسانی سے پڑھ سکے پڑھ لے،، خانیہ،، میں ہے اگر مسجد سے باہر جاکر پڑھ لے تو ہمارے نزدیک یہ جائز ہے اور یہ دو رکعتیں ہمارے مذہب میں واجب ہیں جبکہ امام شافعی رضی اللہ عنہ ان کو سنت کہتے ہیں اور ایک روائت کے مطابق وہ بھی ان کو واجب کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے" وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى "، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھی اور پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں" قل ھو اللہ احد،، سورتیں پڑھیں پھر رکن کا استلام کیا اس کے بعد صفاء و مروہ تشریف لے گئے،، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیا اور امر وجوب کے لئے ہوتا ہے،، عینی،، اس میں ایک قول یہ بھی ہے کہ فرض طواف میں یہ واجب ہیں اور نفل طواف میں یہ سنت ہیں،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جس نے مقامِ ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے طواف کی دو رکعتیں پڑھیں،،

١٥٢٨ — ترجمہ : عمرو بن دینار نے ذکر کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم" مکہ مکرمہ،، تشریف لائے آپ نے سات پھیرے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں پھر صفا تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کی پیروی اچھی ہے،،

١٥٢٨ — شرح : وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى،، کے باب میں اس کی تشریح ہو چکی ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اَعْلَمُ!

باب — صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد طواف کرنا

marfat.cpm

۱۵۲۹ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ
عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ نَاسًا طَافُوا بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ قَعَدُوا اِلَى الْمُذَكِّرِ حَتّٰى اِذَا طَلَعَتِ
الشَّمْسُ قَامُوا يُصَلُّوْنَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَعَدُوا حَتّٰى اِذَا كَانَتِ السَّاعَةُ الَّتِي يُكْرَهُ فِيهَا الصَّلٰوةُ قَامُوا يُصَلُّوْنَ
۱۵۳۰ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوْبِهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طلوعِ شمس سے پہلے طواف کی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز کے بعد طواف کیا پھر سوار ہو کر باہر چلے گئے حتیٰ کہ "ذی طوی" کے مقام میں دو رکعتیں پڑھیں!

۱۵۲۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ صبح کی نماز کے بعد بیت اللہ کا طواف کرتے پھر واعظ کے پاس بیٹھ جاتے حتیٰ کہ جب سورج طلوع ہوتا تو اُٹھ کر نماز پڑھتے تھے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ لوگ بیٹھے رہتے ہیں حتیٰ کہ جب وہ وقت آتا ہے جس میں نماز پڑھنی مکروہ ہے تو اُٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔

۱۵۳۰ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سُورج طلوع اور اس کے غروب ہوتے وقت نماز پڑھنے سے منع کرتے ہُوئے سُنا ہے،،

۱۵۲۹، ۱۵۳۰ — شرح : امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ اور ایک روائت کے مطابق امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ صبح کی نماز کے بعد طواف کی دو رکعتیں پڑھنا مکروہ ہیں حتیٰ کہ سُورج طلوع ہو جائے ایسے ہی عصر کے بعد یہ مکروہ ہیں حتیٰ کہ سُورج غروب ہو جائے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تین اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے،، اور وہ سُورج کے طلوع ہونے، سیدھا سر پہ کھڑا ہونے اور اس کے غروب ہونے کے اوقات ہیں بایں ہمہ امام بخاری کی اس تعلیق کے خلاف امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح اسناد کے ساتھ نافع سے روائت کی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صبح کی نماز کے وقت تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور سُورج طلوع

marfat.cpm

١٥٣١ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَطُوفُ بَعْدَ الْفَجْرِ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَرَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَيُخْبِرُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتَهَا إِلَّا صَلَّاهُمَا

ہو جانے کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ ابن منذر نے حماد کے طریق سے ایوب سے روائت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب صبح کی نماز کے بعد طواف کرتے تو دو رکعتیں نہ پڑھتے حتیٰ کہ سورج طلوع کرتا ایسے ہی عصر کے بعد طواف کرتے تو نماز نہ پڑھتے حتیٰ کہ سورج غروب کر جاتا،، اس روائت سے بخاری کی تعلیق معمول بہ نہیں رہتی جبکہ خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل اس کے خلاف ہے البتہ طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی عبد مناف، اے بنی عبدالمطلب اگر تمہیں حکومت ملے تو رات ہو یا دن ہو کسی کو بیت اللہ کا طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے منع نہ کرو مگر اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کی صحت کی تقدیر پر یہ ان اوقات پر محمول ہے جو ان تین اوقات کے علاوہ ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے سے منع فرمایا اس طرح دونوں روایات پر عمل ہو سکتا ہے۔ نیز سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز کے بعد طواف کیا اور نماز کو غیر مکروہ وقت میں مؤخر کیا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں یہ کیا اور اس کا کسی نے انکار نہ کیا اگر صبح کی نماز کے بعد طواف کی رکعتوں کا وقت ہوتا تو وہ ضرور اس وقت نماز پڑھتے اور اس میں ذرہ بھر تاخیر نہ فرماتے ابن ابی شیبہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی اُنھوں نے کہا جب تم بیت اللہ کا طواف فجر یا عصر کی نماز کے بعد کرو تو سورج کے غروب ہو جانے یا اس کے طلوع ہو جانے تک نماز میں تاخیر کرو،، خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روائت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ سورج کے طلوع و غرب کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے،، یہ روایات عموم کے اعتبار سے اِن اوقاتِ مکروہہ میں نماز کی ممانعت پر صریح نص ہیں،،

ترجمہ : عبدالعزیز بن رُفیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ فجر کی نماز کے بعد طواف کرتے اور دو رکعتیں پڑھتے تھے عبدالعزیز نے کہا میں نے عبداللہ بن زبیر کو دیکھا کہ وہ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اُن سے حدیث ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی ان کے گھر داخل ہوتے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے!

١٥٣١ ——

شرح : عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے لا یصلی بعد العصر،، کے باب میں اس کی تشریح ہو چکی ہے،،

marfat.cpm

بَابُ الْمَرِيضِ يَطُوفُ رَاكِبًا حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ
خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ وَهُوَ عَلَى بَعِيرِهِ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ
١٥٣٢ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِي يَدِهِ وَكَبَّرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ
عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ
وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ بَابُ
١٥٣٣ سِقَايَةِ الْحَاجِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ
١٥٣٤ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ

باب ــــ بیمار سوار ہو کر طواف کرے

۱۵۳۲ ــــ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کیا جبکہ آپ اونٹ پر سوار تھے آپ جب بھی رکن کے پاس سے گزرتے تو اپنے دستِ اقدس میں کسی شئ سے اس طرف اشارہ کرتے اور تکبیر فرماتے تھے !

۱۵۳۳ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکائت عرض کی کہ میں بیمار ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار ہو کر لوگوں کے بعد طواف کر لو (ام المؤمنین نے کہا) میں نے طواف کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی ایک طرف نماز پڑھ رہے تھے اور آپ (نماز میں) سورۂ طور پڑھتے تھے۔

۱۵۳۳ ــــ شرح : اس حدیث کی شرح "باب طواف النساء مع الرجال" کی حدیث ع ۱۵۲۱ دیکھیں"

باب ــــ حاجیوں کو پانی پلانا

۱۵۳۴ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے اُنھوں نے کہا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ حاجیوں کو پانی پلانے کے لئے منیٰ کی راتیں مکہ مکرمہ رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی۔

۱۵۳۴ ــــ شرح : منیٰ کی راتیں گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں راتیں ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں منیٰ کی راتوں میں منیٰ میں رہنا سنت ہے

marfat.cpm

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء الی السقایۃ فاستسقی فقال لعباس یا فضل اذھب الی امک فات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشراب من عندھا فقال اسقنی قال یا رسول اللہ انھم یجعلون ایدیھم فیہ قال اسقنی فشرب منہ ثم اتی زمزم وھم یسقون ویعملون فیھا فقال اعملوا فانکم علی عمل صالح ثم قال لولا ان تغلبوا لنزلت حتی اضع الحبل علی ھذہ یعنی عاتقہ واشار الی عاتقہ

اور دیگر ائمہ کے مذہب میں یہ واجب ہے۔

جاہلیت کے زمانہ میں چاہِ زمزم کے منتظم حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے اور وہی حاجیوں کو آبِ زمزم پلایا کرتے تھے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تولیت برقرار رکھی اور یہ حق ان کی اولاد کے لئے ہمیشہ کے لئے ثابت ہے جبکہ کعبہ مشرفہ کی کلید برداری بنی شیبہ کو ملی اور یہ انھیں کے خاندان میں ہے،،

ایام تشریق میں شیطان کو سنگریزے مارنے کے لئے ان راتوں میں منیٰ میں رہنا مسنون ہے اور کسی دوسری جگہ رات بسر کرنا مکروہ ہے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو ترک کرنے پر زجر و توبیخ کیا کرتے تھے اگر کوئی عمداً دوسری جگہ رات بسر کرے تو اس پر مؤاخذہ نہیں ہے اور حاجیوں کو آبِ زمزم پلانے والوں کے لئے اجازت ہے کہ وہ ان راتوں کو مکہ میں رہیں،،

۱۵۳۵ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقایہ کے پاس تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا تو حضرت عباس نے کہا اے فضل! اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور ان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شربت لاؤ،، آپ نے فرمایا مجھے پانی پلاؤ۔ حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" لوگ اس میں ہاتھ ڈالتے ہیں فرمایا مجھے پانی پلاؤ اور اس سے آپ نے پانی پیا پھر آبِ زمزم کے پاس تشریف لائے لوگ پانی کھینچ رہے تھے اور پلا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کام کرتے رہو تم اچھا کام کرتے ہو پھر فرمایا اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم پر غلبہ کیا جائے گا تو میں اُترتا اور ڈوری اس پر یعنی کندھے پر ڈالتا اور اپنے کندھے کی طرف اشارہ فرمایا،،

۱۵۳۵ شرح : سقایہ وہ جگہ ہے جہاں پانی جمع کیا جاتا ہے،، فضل حضرت عبداللہ کے بڑے بھائی ہیں ان کی والدہ کا نام لبابہ بنت حارث ہلالیہ ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم پر غلبہ کیا جائے گا تو میں اُترتا،، اس کا معنی یہ ہے کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ تم پر جمع ہو جائیں گے اور ہجوم کی کثرت کے سبب تم مغلوب ہو جاؤ گے تو میں خود پانی کھینچتا بعض علماء نے یہ معنیٰ کیا ہے کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ میرے کرنے سے تم پر واجب ہو جائے گا تو میں ڈول کھینچتا یہ معنیٰ بھی کیا جاتا ہے کہ اگر میں ڈول کھینچوں تو میرے بعد آنے والے حاکم یہ منصب تم سے چھین لیں گے تاکہ وہ اس سعادت کا شرف حاصل کریں اور تم مغلوب ہو کر رہ جاؤ گے تو میں ضرور کھینچتا،، علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے ظاہر ہے کہ شریعت مطہرہ میں افعال وجوب پر محمول ہوتے ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض افعال ترک

marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِي زَمْزَمَ وَقَالَ عُبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ كَانَ اَبُوْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ سَقْفِي وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ اَطْبَقَهُ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ الدُّنْيَا اِفْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ

۱۵۳۵

کرنا اس لئے تھا کہ وہ مسنون ہوں اور آبِ زمزم پینا مسنون ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے معروف صدقات جیسے سبیل کا پانی جسے ہر راہ گزر پیتا ہے حرام نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اشیاء میں اصل طہارت ہے۔ اسی لئے آپ نے وہاں سے پانی پیا۔ واللہ اعلم!

آبِ زمزم کے متعلّق

آبِ زمزم کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ اس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا قلبِ مقدّس دھویا گیا تھا کیونکہ یہ پانی سیدنا جبرائیل علیہ السّلام کے پَر مارنے سے ظاہر ہُوا تھا اور سیدنا اسماعیل علیہ السّلام پیا کرتے تھے،، اسے رکضۂ جبرائیل بھی کہا جاتا ہے،، اس کے نام ہمزمہ جبرائیل اور ہزمہ جبرائیل بھی ہیں،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس کو " زمزم،، اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کو مٹی کے ساتھ روکا گیا تھا تاکہ پانی دائیں بائیں بہہ جانے سے رک جائے،، اگر اسے نہ روکا جاتا تو ہر شئی کو سیراب کرتا،، مسلم نے روایت کی کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے تیس دن زمزم پیا یہی ان کا طعام تھا اور خوب صحت مند اور توانا ہو گئے،، اس کے پینے سے بیماریاں دُور ہو جاتی ہیں،، سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ وہ آبِ زمزم نہیں پیتے ہیں،، دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جب یہ پانی پیتے تو یہ دُعاء کرتے : اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، رزقِ واسع اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں،، (عینی) چاہ زمزم بیتُ اللہ سے تقریباً چالیس گز دُور ہے۔

باب ــــ آبِ زمزم کے بارے میں ""

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ

۱۵۳۶ ــــ بیان کرتے تھے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کی چھت کھول دی گئی جبکہ میں مکّہ میں تھا اور جبرائیل علیہ السلام اُترے اور میرا سینہ چاک کیا پھر اس کو آبِ زمزم سے دھویا پھر سونے کا طشت لے کر آئے جو ایمان و حکمت سے بھرا ہُوا تھا اور اس کو میرے سینہ میں انڈیل دیا پھر اس کو جوڑ دیا پھر میرا ہاتھ پکڑا اور پہلے آسمان کی طرف اُوپر چڑھ گئے جبرائیل علیہ السّلام نے پہلے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ کھولو اُس نے کہا کون ہے؟ کہا میں جبرائیل ہوں " علیہ السّلام،،

marfat.com

اَخْبَرَنَا الْفَزَارِیُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهٗ قَالَ سَقَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَھُوَ قَائِمٌ قَالَ عَاصِمٌ فَحَلَفَ عِکْرِمَۃُ فَاکَانَ یَوْمَئِذٍ اِلَّا عَلٰی بَعِیْرٍ **بَابُ** طَوَافِ الْقَارِنِ

شرح : شعبی رحمہ اللہ سے روائت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو بتایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۳۶ ——

کو آبِ زمزم پلایا آپ نے وہ پیا جبکہ آپ کھڑے تھے ۔ عاصم نے کہا عکرمہ نے قسم کھا کر بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس روز اونٹ پر سوار تھے ،، اس حدیث سے آبِ زمزم کی فضیلت واضح ہوتی ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مقدس دھونے کے لئے اس کے سوا کوئی اور پانی نہیں لیا گیا ،، حدیث ع۳۴۴ میں اس کی تفصیل مذکور ہے ! **عبدان** ،، کا نام عبداللہ بن عثمان مروزی ہے ،، حدیث ع۱۵۳۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ آبِ زمزم کھڑے کھڑے پینا چاہیئے اور یہ حاجیوں کے لئے مسنون ہے ،، اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایام حج میں آبِ زمزم نہ پیتے تھے تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ اس کا پینا فرض ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ پیا کرتے تھے اور یہ امر مسلم ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ آثار کی اتباع اور کوئی نہیں کرتا تھا ،، یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ کھڑے کھڑے پانی پینے کی ممانعت میں کثیر احادیث وارد ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پانی پینے پر شدید زجر فرمائی امام ترمذی نے جارود بن معلیٰ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پانی پینے سے منع فرمایا ہے ،، مگر ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں چلتے پھرتے کھا پی لیا کرتے تھے ، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کھڑے کھڑے پانی پینا اور طعام کھانا جائز ہے ، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے **اَلشُّرْبُ قَائِمًا** ،، باب ذکر کیا ہے اس طرح کی روائت ابو داؤد میں بھی ہے ،، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باب الرحبہ پر تشریف لائے اور کھڑے کھڑے پانی پیا اور فرمایا لوگ اسے مکروہ کہتے ہیں حالانکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا جیسا تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے ۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے کھڑے پانی پی لیا کرتے تھے ،، امام طحاوی نے ام سلیم سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ سے کھڑے کھڑے پانی پیا ،، اس طرح کی اور بھی روایات وارد ہیں لیکن ان میں قطعاً اشکال نہیں کیونکہ کھڑے کھڑے پانی پینے کی ممانعت میں وارد احادیث کراہت تنزیہہ پر محمول ہیں جبکہ اس کے مخالف روایات بیان جواز کے لئے ہیں امام طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ ممانعت کی روایات سے لوگوں کو ڈرانا مقصود ہے کیونکہ کھڑے کھڑے کھانے پینے سے امراض پیدا ہونے کا خطرہ ہے ،، اور کسی عذر کی حالت میں گاہے بگاہے کھڑے کھڑے پانی پی لے تو جائز ہے واللہ ورسولہ اعلم !

قارن کا طواف

marfat.cpm

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

ابْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ فَلَمْ اَطُفْ فَلَمَّا قَضَيْنَا حَجَّنَا اَرْسَلَنِي مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ فَطَافَ الَّذِينَ اَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ اَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى وَاَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا

٥٥٥

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے اور عمرہ کا احرام باندھا پھر آپ نے فرمایا جس کے پاس ہدی ہے وہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھے اور وہ احرام سے باہر نہ ہو حتیٰ کہ دونوں سے فارغ ہو جائے میں مکہ میں آئی جبکہ میں حائض تھی پس جب ہم نے حج پُورا کر لیا تو آپ نے مجھے عبدالرحمٰن کے ساتھ تنعیم بھیجا اور میں نے عمرہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارے عمرہ کی بدل ہے جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا انھوں نے طواف کیا پھر وہ احرام سے باہر ہو گئے۔ پھر منیٰ سے واپس آنے کے بعد اُنھوں نے ایک اور طواف کیا ــــ اور جن لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا تھا اُنھوں نے صرف ایک طواف کیا۔

١٥٣٧ ــــ

شرح : تمتع کے باب میں یہ مذکور ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم میں بعض لوگوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا بعض نے صرف حج کا احرام باندھا اور بعض نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا حالانکہ دوسرے مواضع میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے صرف حج کا ارادہ کر رکھا تھا، بظاہر ان احادیث میں تضاد پایا جاتا ہے مگر دراصل وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے صرف حج کا احرام باندھا تھا پھر جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حج کے فسخ کا حکم فرمایا تو اکثر لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا اور وہ ان کا تمتع ہو گیا اور بعض قارن ہو گئے،، کیونکہ اُنھوں نے حج اور عمرہ کو ایک احرام میں جمع کیا تھا اور اسی جملہ میں حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت ہے،،

قارن کے طواف میں شوافع اور احناف میں اختلاف ہے، شوافع کہتے ہیں کہ قارن ایک طواف اور ایک سعی کرے جبکہ احناف کا مذہب یہ ہے کہ وہ دو طواف اور دو سعییں کرے ان کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حج اور عمرہ کو جمع کیا اور ان کے لئے دو طواف اور دو سعییں کیں اور پھر فرمایا کہ میں نے اسی طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے،، اس کو امام نسائی نے سننِ کبریٰ میں حماد بن عبدالرحمٰن انصاری کے واسطہ سے ابراہیم بن محمد بن حنفیہ سے روایت کیا اُنھوں نے کہا میں نے اپنے والد کے ساتھ طواف کیا جبکہ حج اور عُمرہ کو جمع کیا تو اُنھوں نے دو طواف اور دو سعییں کیں اور مجھے بیان دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح

marfat.com

کیا اور مجھے خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیا تھا،، اس روائت کی سند میں حماد کو ازدی نے ضعیف بیان کیا ہے مگر ابن حبان نے ان کو ثقات کی فہرست میں ذکر کیا ہے۔ دار قطنی نے اس حدیث کو کئی طرق سے ذکر کرکے ان پر تنقید کی مگر یہ مضر نہیں کیونکہ جب حدیث کے طرق بکثرت ہوں اگرچہ ضعیف ہی ہوں تو ان سے حدیث قوی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ باہم مل کر قوی ہو جاتے ہیں،، نیز دار قطنی نے محمد بن یحییٰ ازدی کے طریق سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کے لئے دو طواف اور دو سعیں کیں،، محمد بن یحییٰ کو دار قطنی نے ثقہ کہا اور ابن حبان نے ان کو ثقات کی فہرست میں ذکر کیا،، نیز ابن ابی شیبہ نے ہُشیم کے طریق سے زیاد بن مالک سے روائت کی کہ حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قارن دو طواف اور دو سعیں کرے،، نیز امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اسناد سے صُبَیّ بن معبد سے روائت کی اُنھوں نے کہا میں جزیرہ سے قران کرنے آیا اور اثناء روائت میں ذکر کیا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے کس طرح کیا ہے میں نے جواب دیا کہ میں نے عمرہ کا ایک طواف اور ایک سعی کی ہے پھر میں لوٹا اور کہا کہ اسی طرح حج میں کیا ہے پھر میں جب تک رہا احرام نہ کھولا اور حاجیوں کی طرح کرتا رہا حتیٰ کہ پُورے افعال کر لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے سنت پر عمل کیا ہے، اس کو ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور دیگر ممتاز محدثین نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ، عمران بن حصین اور عبداللہ بن مسعود ایسے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قران میں دو طواف اور دو سعیں ذکر کی ہیں ان کی اقتداء کافی ہے،، اور بخاری میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ سے عروہ کی روائت پر عمل نہیں ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا اکثر لوگوں نے عبید اللہ سے یہ روائت کی ہے اور اس کو مرفوع نہیں کیا زیادہ صحیح بھی یہی ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں،، امام مالک رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو نافع کے واسطہ سے موقوف ذکر کیا ہے صرف دراوردی نے اس کو مرفوع ذکر کیا ہے۔ ابو زُرعہ نے کہا دراوردی کا حفظ اچھا نہیں،، نسائی نے کہا وہ قوی نہیں اور عبید اللہ سے اس کی روائت منکر ہے،، ابن سعد نے کہا وہ حدیث میں اکثر غلطی کر جاتے ہیں۔ مزید تقریر کے لئے حدیث ع ۱۴۶۲ کی شرح کا مطالعہ کریں،،

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا،، قَضَيْنَا حَجَّنَا،، یعنی حیض سے پاک ہونے کے بعد اُنھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ انھیں تنعیم بھیجا جو مکہ مکرمہ سے تین میل دُور ہے اُنھوں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ پُورا کیا،، واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.cpm

١٥٣٨ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ دَخَلَ ابْنُهُ
١٥٣٩ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَظَهْرُهُ فِي الدَّارِ فَقَالَ إِنِّي لَا آمَنُ أَنْ يَكُونَ الْعَامَ بَيْنَ النَّاسِ قِتَالٌ فَيَصُدُّونَكَ عَنِ الْبَيْتِ
فَلَوْ أَقَمْتَ فَقَالَ قَدْ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَإِنْ يَحُلْ بَيْنِي
وَبَيْنَهُ أَفْعَلْ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ثُمَّ قَالَ أُشْهِدُكُمْ
أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ مَعَ عُمْرَتِي حَجًّا قَالَ ثُمَّ قَدِمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ
عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَإِنَّا نَخَافُ أَنْ
يَصُدُّوكَ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ إِذَنْ أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ
أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِي وَأَهْدَى هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ فَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حُرِّمَ مِنْهُ
وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ وَرَأَى أَنْ قَدْ قَضَى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ
عُمَرَ كَذَلِكَ فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

١٥٣٨ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ان کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ آئے جبکہ ان کی سواری ان کے گھر تھی،، اور کہنے لگے کہ مجھے ڈر ہے کہ اس سال لوگوں میں لڑائی ہو جائے اور وہ آپ کو بیت اللہ جانے سے روک دیں گے لہٰذا آپ کا ٹھہر جانا مناسب ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عمرہ کے لئے) تشریف لے گئے تو کفارِ قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے،، لہٰذا اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان کوئی حائل ہو گا تو میں بھی وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہارے لئے اچھا نمونہ ہے پھر فرمایا میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا ہے پھر مکہ مکرمہ آئے اور دونوں کے لئے طواف کیا،،

١٥٣٩ — ترجمہ : نافع نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کا ارادہ کیا جس سال حجاج حضرت عبداللہ بن زبیر اللہ رضی اللہ عنہ سے جنگ کا ارادہ رکھتا تھا حضرت عبداللہ سے کہا گیا کہ لوگوں میں جنگ ہونے والی ہے اور ہمیں خطرہ ہے کہ وہ لوگ آپ کو روک دیں گے (لہٰذا آپ اس سال مکہ نہ جائیں) تو عبداللہ نے کہا بے شک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے اس وقت میں بھی وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ واجب کر لیا ہے پھر وہ مکہ مکرمہ جانے کے لئے نکلے حتیٰ کہ جب مقام بیداء پہنچے تو فرمایا حج اور عمرہ کا ایک ہی حال ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا ہے اور ہدی بھیج دی جو

marfat.cpm

بَابُ الطَّوَافِ عَلَى وُضُوءٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ قَدْ حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ ثُمَّ حَجَّ أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ فَرَأَيْتُهُ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ أَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَكَانَ

اُنھوں نے قدید سے خرید کی تھی اس سے زیادہ کچھ نہ کیا نہ تو نحر کیا اور نہ ہی کوئی کام کیا جو احرام کے باعث حرام تھا اور نہ سر منڈایا اور نہ بال چھوٹے کروائے حتیٰ کہ قربانی کے روز قربانی ذبح کی اور سر منڈایا اور خیال فرمایا کہ اُنھوں نے پہلے ہی طواف سے حج اور عمرہ پورا کر لیا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایسے ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا!

شرح ۱۵۳۸ — : یہ اس سال کا واقعہ ہے جبکہ حجاج بن یوسف حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جنگ کرنے والا تھا اس لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے کہا کہ آپ اس سال عمرہ نہ کریں ہمیں خطرہ ہے کہ آپ مکہ مکرمہ نہ پہنچ سکیں گے،، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اگر مجھے مکہ مکرمہ جانے سے وہ روکیں گے تو میں بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے حرم میں ہدی بھیج کر احرام کھول دوں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کفارِ مکہ نے عمرہ سے روک دیا تھا تو آپ حرم میں ہدی نحر کرنے کے لئے بھیج کر احرام سے باہر ہو گئے تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمرہ ،، عمرہ حدیبیہ کے نام سے معروف ہے! واللہ ورسولہ اعلم!

شرح ۱۵۳۹ — : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قارن کے لئے ایک ہی طواف کافی ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے! امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں قارن دو طواف اور دو سعیین کرے اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث عبداللہ بن عمر پر موقوف ہے۔ حدیث ۱۵۳۷ کی تفہیم میں اس کی تفصیل مذکور ہے،،

باب — باوضوء طواف کرنا

ترجمہ ۱۵۴۰ — : محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل قرشی نے عروہ بن زبیر سے سوال پوچھا تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ سب سے پہلا کام جو آپ نے کیا جس وقت مکہ تشریف لائے وہ یہ تھا کہ آپ نے وضوء

marfat.cpm

أَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ ثُمَّ آخِرُ مَنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا عُمْرَةً وَهٰذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ فَلَا يَسْأَلُونَهُ وَلَا أَحَدٌ مِمَّنْ مَضَى مَا كَانُوا يَبْدَءُونَ بِشَيْءٍ حِينَ يَضَعُونَ أَقْدَامَهُمْ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّونَ وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّي وَخَالَتِي حِينَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْدَأَانِ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوفَانِ بِهِ ثُمَّ هُمَا لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ أَخْبَرَتْنِي أُمِّي أَنَّهَا أَهَلَّتْ هِيَ وَأُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوا

کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا پھر یہ عمرہ نہ ہوا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا انھوں نے سب سے پہلے جو کام کیا وہ طواف تھا پھر یہ عمرہ نہ ہوا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کیا پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حج کیا میں نے ان کو سب سے پہلے جو کرتے دیکھا وہ بیت اللہ کا طواف تھا پھر یہ عمرہ نہ بنا پھر امیر معاویہ اور عبداللہ بن عمر پھر میں نے اپنے والد زبیر بن عوام کے ساتھ حج کیا اور سب سے پہلے بیت کا طواف کیا پھر یہ عمرہ نہ ہوا پھر میں نے مہاجرین اور انصار کو یہی کرتے دیکھا پھر یہ عمرہ نہ بنا پھر سب سے آخر میں عبداللہ بن عمر کو یہ کرتے دیکھا انھوں نے حج توڑ کر عمرہ نہیں کیا۔ یہ عبداللہ بن عمر ان کے پاس ہیں کیا ان سے نہیں پوچھتے ہیں؟ اور نہ پہلے گزرے ہوئے لوگوں سے پوچھتے ہیں؟ وہ لوگ پہلے کچھ نہ کرتے حتی کہ اپنے قدم بیت اللہ کا طواف کرنے رکھتے پھر وہ احرام نہ کھولتے میں نے اپنی والدہ اور خالہؓ رضی اللہ عنہما" کو دیکھا جس وقت وہ تشریف لائیں انھوں نے بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے کچھ نہیں کیا انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا پھر احرام نہ کھولا میری والدہ نے مجھے بتایا کہ انھوں نے ان کی ہمشیرہ عائشہ، زبیر اور فلاں فلاں نے عمرہ کا احرام باندھا اور جب رکن کا مسح کیا تو احرام کھول دیا"

شرح : یعنی جب مکہ مکرمہ پہنچے تو سب سے پہلے وضو کرے اس جملہ میں حدیث کی عنوان سے موافقت ہے" حدیث ۱۵۱۸ کے ذیل اس کی تشریح ہو چکی ہے" "ثم لم ینقضها عمرة" کا معنیٰ یہ ہے کہ حج کو فسخ کر کے عمرہ کا احرام نہ باندھا" فلا یسئلونه" میں ہمزہ استفہام مقدر ہے" یعنی کیا یہ لوگ عبداللہ بن عمر اور ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں سے دریافت نہیں کرتے؟ "فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوا" یعنی لوگوں نے طواف کیا، صفا مروہ کے درمیان سعی کی اور سر منڈوا کر احرام کھول دیا یہ معنیٰ نہیں کہ صرف طواف کر کے احرام کھول دیا بلکہ دوسرے افعال بھی کئے اور وہ عبارت میں مقدر ہیں" علامہ داؤدی نے کہا "ثم حج عثمان" یہ عروہ کا کلام ہے اور اس سے پہلے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا کلام ہے" اس تقدیر پر ساری حدیث متصل ہے اور کوئی حصہ منقطع نہیں۔ علامہ ابو عبدالملک رحمہ اللہ نے کہا "ثم لم تكن عمرة" پر ام المؤمنین کا کلام ختم ہو جاتا ہے اور "ثم حج ابوبكر" سے آخر تک عروہ کا کلام ہے اس تقدیر پر بعض حدیث متصل اور بعض منقطع ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عروہ کی ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی عمر فاروق سے ان کی ملاقات ہوئی ہے بلکہ انھوں نے حضرت عثمان کا زمانہ پایا ہے"

۱۵۴۰ — اس حدیث سے بعض علماء نے اعتکاف میں طہارت کا وجوب ثابت کیا ہے جیسے نماز میں طہارت ضروری ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء بطور استحباب کیا ہو" اور جس

marfat.cpm

بَابُ وُجُوْبِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَجُعِلَ

١٥٤١ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا اَرَاَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا فَوَاللّٰهِ مَا عَلٰى اَحَدٍ جُنَاحٌ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ بِئْسَمَا قُلْتَ يَا ابْنَ اُخْتِيْ اِنَّ هٰذِهٖ لَوْ كَانَتْ كَمَا اَوَّلْتَهَا عَلَيْهِ كَانَتْ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَلٰكِنَّهَا اُنْزِلَتْ فِي الْاَنْصَارِ كَانُوْا قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهَا عِنْدَ الْمُشَلَّلِ فَكَانَ مَنْ اَهَلَّ يَتَحَرَّجُ اَنْ يَّطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا اَسْلَمُوْا سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ اَنْ نَّطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ الْاٰيَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اَخْبَرْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمُ مَا كُنْتُ سَمِعْتُهُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُوْنَ اَنَّ النَّاسَ اِلَّا مَنْ ذَكَرَتْ عَائِشَةُ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ كَانُوْا يَطُوْفُوْنَ كُلُّهُمْ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِي الْقُرْاٰنِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نَطُوْفُ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْزَلَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ فَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ اَنْ نَّطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ الْاٰيَةَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَسْمَعُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِي الْفَرِيْقَيْنِ كِلَيْهِمَا فِي الَّذِيْنَ كَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ اَنْ يَّطَّوَّفُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَالَّذِيْنَ يَطُوْفُوْنَ ثُمَّ تَحَرَّجُوْا اَنْ يَّطَّوَّفُوْا بِهِمَا فِي الْاِسْلَامِ مِنْ اَجْلِ اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَ بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا حَتّٰى ذَكَرَ ذٰلِكَ بَعْدَمَا ذَكَرَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ

حدیث میں یہ مذکور ہے کہ بیت اللہ کا طواف نماز سا ہے، اس تشبیہ میں عموم نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ طواف میں رکوع و سجود بھی ضروری ہو ،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا وجوب اور یہ شعائر اللہ میں سے ہیں"

۱۵۴۱ ـــ ترجمہ : حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا پس میں نے اُن سے کہا" ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ الخ ،، کی تشریح بیان کریں، بذا معلوم ہوتا ہے صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرنے میں کوئی

marfat.cpm

حرج نہیں، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا اے میرے خواہر زادے! تم نے اچھا نہیں کہا،، اگر ایسا ہی ہوتا جو تو نے بیان کیا ہے تو آئت کریمہ یوں ہوتی" لَاجُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَا يَتَطَوَّفَ بِهِمَا (یعنی یطوف سے پہلے حرف نفی ہوتا) لیکن یہ آئت کریمہ انصار کے بارے میں نازل ہوئی وہ اسلام قبول کرنے سے پہلے منات بت کے نام پر احرام باندھا کرتے تھے جس کی وہ عبادت کیا کرتے تھے،، وہ مشلّل کے پاس تھا جو کوئی احرام باندھتا وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کو برا سمجھتا تھا جب وہ مسلمان ہوئے تو انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم صفا و مروہ کے درمیان سعی کو برا جانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی" ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ،، یعنی صفا مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں! ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان سعی کو مسنون قرار دیا ہے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان کے درمیان سعی ترک کر دے پھر میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے بیان کیا تو انھوں نے کہا یہ علم کی بات ہے،، میں نے یہ نہیں سنا البتہ میں نے بعض اہل علم کو اس کے سوا بیان کرتے ہوئے سنا جو ام المؤمنین نے بیان کیا،، کہ جو لوگ منات کے لئے احرام باندھتے تھے وہ سب لوگ صفا اور مروہ کا طواف کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کا طواف ذکر کیا اور قرآن مجید میں صفاء مروہ ذکر نہ کیا تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم صفا، مروہ کا طواف کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کا طواف ذکر کیا ہے صفاء کا کہیں ذکر نہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت نازل فرمائی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ،، ابوبکر نے کہا میں یہ سنتا رہا ہوں کہ یہ دونوں فریقوں کے بارے میں نازل ہوئی جو جاہلیت میں صفا اور مروہ کے طواف کو گناہ جانتے تھے اور جو طواف کرتے تھے پھر جب مسلمان ہوئے تو ان کا طواف کرنا گناہ سمجھنے لگے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کا طواف تو ذکر کیا ہے اور صفا و مروہ کا ذکر نہیں کیا۔ حتیٰ کہ بیت اللہ کے طواف کے بعد اس کو ذکر کیا،،

شرح : شعائر شعیرہ کی جمع بمعنی علامت ہے یعنی صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی تابعداری کی علامت بنائے گئے ہیں،، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ ۱۵۴۱

کا مقصد یہ ہے کہ اس آئت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ صفا، مروہ کے درمیان سعی واجب نہیں کیونکہ اس کے چھوڑ دینے پر گناہ نہیں اس لئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس آئت کا مفہوم یہ نہیں جو تم نے بیان کیا ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ سعی کرنے میں گناہ نہیں اگر سعی چھوڑنے پر گناہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا" ان لا یطوف،، یعنی فعل پر نفی حرف نفی لا ذکر کیا جاتا۔ "منات،، بت کا نام ہے اور" طاغیہ" اس کی صفت ہے اگر" منات الطاغیہ" مروی ہو تو طاغیہ کا موصوف محذوف ہوگا یعنی منات الفرقۃ الطاغیہ اور وہ کفار ہیں اس بت کا مقام مدینہ منورہ سے سات میل دور ہے" مشلّل" یہ ایک مقام کا نام ہے جو سمندر کی جانب" قدید" کے قریب ہے،،

اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی واجب ہے اور اس کے ترک سے دم واجب ہے کیونکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ارشاد" کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان سعی مشروع فرمائی اس لئے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسے چھوڑ دے،، وجوب پر دلالت کرتا ہے اور آئت کریمہ میں گناہ کا رفع تخییر فرضیت کی نفی کرتے ہیں یہی مذہب امام حسن بصری کا ہے،، امام مالک، شافعی اور اصح روائت

marfat.cpm

بَابُ مَاجَاءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ السَّعْيُ مِنْ دَارِ بَنِي عَبَّادٍ
إِلَى زُقَاقِ بَنِي أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ ٢٩٥١
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَافَ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعَى
بَطْنَ الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَمْشِي إِذَا بَلَغَ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ قَالَ إِلَّا أَنْ
يُزْحَمَ عَلَى الرُّكْنِ فَإِنَّهُ كَانَ لَا يَدَعُهُ حَتَّى يَسْتَلِمَهُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ٢٩٥٢
قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ
فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبُهَا حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

کے مطابق امام احمد رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ صفاء و مروہ کی سعی حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج نہیں ہوتا کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِسْعَوْا فَاِنَّ اللهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ" دوسری روائت کے مطابق امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اسے سنت اور مستحب کہتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی اس طرح کہتے ہیں،،
واللہ و رسولہ اعلم!

باب — صفاء اور مروہ کے درمیان سعی کرنا،،

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سعی بنی عباد کے گھروں سے بنی ابی حُسین کے کوچوں تک ہے"

١٥٤٢ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف فرماتے تو پہلے تین طواف میں دوڑتے اور چار میں معمول کے مطابق چلتے جب صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے تو بطن مسیل میں کرتے (عبید اللہ بن عمر کہتے ہیں) میں نے نافع سے کہا کیا عبداللہ بن عمر جب رکنِ یمانی کو پہنچتے تو چلتے تھے؟ (نافع نے) کہا نہیں مگر جب رکن پر ہجوم زیادہ ہوتا تو اسے نہ چھوڑتے حتیٰ کہ اس کو بوسہ دیتے

١٥٤٣ — ترجمہ : عمرو بن دینار نے کہا ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جو عمرہ میں بیت اللہ کا طواف کرے حالانکہ اُس نے صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی کیا وہ اپنی بیوی کے پاس جا سکتا ہے؟ اُنھوں نے کہا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے اور بیت اللہ کا سات بار طواف کیا اور مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی،، اور صفا مروہ کے درمیان سات چکر لگائے تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے اور

marfat.cpm

ع ٥ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ تَلَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انھوں نے کہا اپنی بیوی کے قریب نہ جائے حتیٰ کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے،،

شرح : عنوان سے حدیث کی مناسبت ظاہر ہے، سوال یہ ہوتا ہے کہ حدیث میں سوال سے جواب کی مطابقت واضح نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ جواب کا حاصل یہ ہے کہ جب تک صفا، مروہ کے درمیان سعی نہ کرے احرام نہ کھولے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ کیا تو صفا مروہ کے درمیان سعی سے پہلے احرام نہیں کھولا تھا اور آپ کی اتباع واجب ہے، الحاصل عمرہ میں بیت اللہ کا طواف کرے اور صفاء و مروہ کے درمیان سعی کرے جب تک یہ دونوں فعل نہ کرے اپنی بیوی کے قریب نہ جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابن جریج نے کہا مجھے عمرو بن دینار نے بیان دیا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف کیا پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی پھر یہ آیت کریمہ پڑھی " لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنۃ ،، تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھی اقتداء ہے ،،

١٥٤٤ —

شرح : مذکورتین احادیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں ان کا مدلول یہ ہے کہ عمرہ بیت اللہ کا طواف، مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھنا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے، لہذا جب تک صفا مروہ کے درمیان سعی نہ کرے احرام کھولنا ممنوع ہے۔ صاحبِ توضیح نے کہا ہمارے نزدیک سعی کے واجبات چار ہیں :

اوّل یہ کہ صفا اور مروہ کے درمیان پوری مسافت طے کرے اگر اس میں کچھ قدم رہ گئے تو سعی درست نہ ہوگی اگر سواری پر ہو تو اسے ایسا چلائے کہ وہ اپنا پاؤں پہاڑ پر رکھ دے اگر صفا مروہ پہ چڑھ جائے تو زیادہ اچھا ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول تھا،، مگر یہ فرض واجب نہیں بلکہ سنّت مؤکّدہ ہے ،،

دوم سعی میں ترتیب ہو اگر مروہ سے ابتداء کی تو کافی نہ ہوگی کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جہاں سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا وہاں سے تم شروع کرو (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ،، محیط میں ہے اگر مروہ سے ابتداء کی اور صفاء پہ ختم کیا تو ایک اور چکر لگائے تاکہ سعی کا اختتام

marfat.cpm

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَكُنْتُمْ تَكْرَهُونَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ نَعَمْ لِأَنَّهَا كَانَتْ مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا سَعَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ زَادَ الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ

مروہ پر ہو۔

سوم صفاء سے مروہ تک ایک شوط ہے پھر مروہ سے صفا تک دوسری شوط ہے اس طرح سات اشواط پوری کرے" چہارم یہ کہ سعی صحیح طواف کے بعد ہو طواف قدوم کے بعد ہو یا طوافِ زیارت کے بعد ہو طوافِ وداع کے بعد اس کے تصور کی کوئی جگہ نہیں ،، اگر طواف سعی کے بعد کیا تو اس کا اعادہ کرے گا جب تک مکہ میں ہوگا اور اگر مکہ سے باہر روانہ ہو گیا تو حرم میں ہدی بھیجے گا ،، عورت سعی نہ کرے اور مروہ پہ بغیر عذر بیٹھنا مکروہ ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم!

۱۵۴۵ — ترجمہ : عاصم نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا ،، کیا تم صفا اور مروہ کے درمیان سعی مکروہ جانتے ہو؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں ،، کیونکہ یہ جاہلیت کے شعائر میں سے ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی " ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ الخ ،،

۱۵۴۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیت اللہ کا طواف کرنا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا اس لئے تھا کہ آپ مشرکوں کو اپنی قوت دکھلائیں ،، حمیدی نے اس پہ یہ اضافہ کیا ہے کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا اُنھوں نے کہا ہم سے عمرو نے بیان کیا کہ میں نے عطاء کو ابن عباس سے اس طرح بیان کرتے سنا ہے!

۱۵۴۵، ۱۵۴۶ — شرح : حدیث میں مذکور آیت سے صفا اور مروہ کے درمیان سعی ثابت ہوئی اس طرح حدیث عنوان کے مطابق ہے اگر یہ سوال ہو کہ طواف بھی تو شعائرِ جاہلیت سے ہے سعی کی تخصیص کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں مشرک لوگ صفاء اور مروہ کے درمیان سعی کرتے تھے اور وہاں اِن کے دو بت تھے ان کو مس کیا کرتے تھے اور اس جگہ ان کی عبادت کرتے تھے ،، طواف میں ایسا نہ کرتے تھے ،،..... حدیث میں اِنَّمَا حصر کا کلمہ ہے اس سے یہ

marfat.cpm

بَابُ تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَاذِا سَعَى عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْعَلِيْ كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ ١٥٤٧

سمجھ آتا ہے کہ بیت اللہ کے طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کا سبب مشرکین کے لئے اپنی قوت کا اظہار ہے مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روائت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب اور بھی ہے اور وہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سعی کرنا ہے ہوسکتا ہے کہ سعی کی مشروعیت کا مقتضی یہ ہو مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حج کے افعال ادا کرنے کا حکم ملا تو سعی کے وقت شیطان آپ کے آگے آگے تیزی سے دوڑا تو سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ تیز دوڑتے ہوئے اس کے آگے بڑھ گئے،، نیز سیدہ حاجرہ علیہا السلام کا سعی کرنا بھی سبب ہو سکتا ہے جیسا کہ بخاری نے تصریح کی ہے،، راجح وجہ بھی یہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا،، فلذالك سعى الناس بينهما اسی لئے لوگ صفا مروہ کے درمیان دوڑتے ہیں،،

حمیدی ،، امام بخاری کے شیخ ہیں علامہ کرمانی نے کہا حمیدی نے معنعن کی جگہ حدثنا اور سمعت کے الفاظ ذکر کئے ہیں اس کا فائدہ یہ ہے کہ حدیث کے قبول میں خلاف نہ رہے۔ خصوصاً سفیان مدلس ہیں، یعنی ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ سفیان کا عمرو سے اور اس کا عطاء سے سماع ثابت ہے اور انھوں نے ابن عباس سی روائت کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ حائضہ عورت بیت اللہ کے طواف کے سوا حج کے تمام ارکان بجا لائے اور جب صفا مروہ کے درمیان وضوء کے بغیر سعی کرے،،

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں مکہ مکرمہ آئی حالانکہ میں حائض تھی میں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا اور نہ ہی صفا مروہ کے درمیان سعی کی اور میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکائت کی تو آپ نے فرمایا جو

marfat.cpm

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ح وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ
قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيبٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هُوَ وَاَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ اَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ مَعَهُ هَدْيٌ
فَقَالَ اَهْلَلْتُ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهُ اَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً وَيَطُوفُوا ثُمَّ
يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا اِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالُوا نَنْطَلِقُ اِلٰى مِنًى وَذَكَرُ اَحَدِنَا يَقْطُرُ مَنِيًّا فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَيْتُ وَلَوْلَا اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ فَحَاضَتْ
عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ اَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا طَهُرَتْ طَافَتْ بِالْبَيْتِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
تَنْطَلِقُونَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَاَنْطَلِقُ بِحَجٍّ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِي بَكْرٍ اَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا اِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ

حاجی کرتے ہیں وہ کرتی جاؤ مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرو حتیٰ کہ حیض سے پاک ہو جاؤ"۔

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حیض سے پاک ہو کر غسل کریں جیسا کہ مسلم کی روائت میں ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا حائضہ بیت اللہ کے طواف کے سوا حج کے سارے ارکان بجا لائے اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ دراصل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کا احرام باندھا تھا اور مکہ مکرمہ آنے کے وقت وہ حائضہ تھیں اس لئے وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی تھیں کیونکہ حائضہ کا مسجد میں جانا ممنوع ہے اور صفا مروہ کے درمیان سعی اگرچہ طہارت کے بغیر جائز ہے مگر اس سے پہلے بیت اللہ کا طواف کرنا ضروری ہے اگرچہ بیت اللہ کا طواف تنہا بھی صحیح ہے اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اُنھوں نے حج کے ارکان ادا کئے کیونکہ بدونِ طہارت ان کا بجالانا صحیح ہے اور جب حیض سے پاک ہوگئیں تو غسل کے بعد بیت اللہ کا طواف کر کے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی، واللہ ورسولہ اعلم!

۱۵۴۷ ——

ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے حج کا احرام باندھا اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے پاس ہدی کا جانور نہ تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے تشریف لائے اور ان کے پاس ہدی کا جانور تھا اُنھوں نے کہا میں نے وہی احرام باندھا ہے جو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے (قِران) نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ حج کو عمرہ بنائیں اور بیت اللہ کا طواف کریں اور صفا مروہ کے درمیان سعی کریں پھر سروں کے بال چھوٹے کرائیں اور احرام کھول دیں مگر جس کے ہمراہ ہدی کا جانور ہے (وہ احرام نہ کھولے) صحابہ نے عرض کیا ہم منیٰ کی طرف اس حال میں جائیں کہ ہم نے بیویوں سے جماع کیا ہو؟ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر

marfat.cpm

حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا اَنْ يَخْرُجْنَ فَقَدِمَتْ امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ اَنَّ اُخْتَهَا كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَكَانَتْ اُخْتِي مَعَهُ فِي سِتِّ غَزَوَاتٍ

پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر میں پہلے جانتا جو بعد میں جانا ہے تو میں ہدی ہمراہ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی احرام کھول دیتا، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا اور اُنھوں نے حج کے تمام ارکان ادا کئے سوا اس کے کہ اُنھوں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا جب وہ حیض سے پاک ہوگئیں تو طواف کیا اُنھوں نے کہا یارسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ سب حج اور عمرہ کرکے واپس ہو رہے ہیں اور میں صرف حج کرکے واپس ہو جاؤں گی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے فرمایا کہ ان کے ساتھ تنعیم جائیں پس ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد عمرہ کیا"

۱۵۴۸ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ خبر پہنچی کہ صحابہ کرام آپ کی موافقت پسند کرتے ہیں اور حج کا احرام فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھنے سے وہ خوش نہیں آپ نے فرمایا اگر میں پہلے معلوم کر لیتا جواب معلوم کیا ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ جائز ہے تو میں قربانی ہمراہ نہ لاتا اور حج فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھ لیتا"، لیکن صاحبِ ہدی کے لئے یہ جائز نہیں"

تحقیقِ مقام یہ ہے کہ مشرکین حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا ردّ کرتے ہوئے صحابہ کرام کو فرمایا کہ حج کا احرام فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھ لیں۔ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہر کلام وحی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى"، اور جب آپ نے حج کا احرام باندھا تھا اس وقت یہی حکم تھا اور حج کا احرام باندھنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کے فسخ کا حکم فرمایا تو آپ نے صحابہ کو اس طرح فرمایا یہ بھی وحی سے تھا اس کی تعبیر آپ نے ان الفاظ میں فرمائی "لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْهَدْيَ"، یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا حکم اس سے پہلے نازل ہو جاتا تو میں ہدی کا جانور ساتھ نہ لاتا، لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو پہلے حج فسخ کرنے کا علم نہ تھا اِس لئے آپ نے یوں فرمایا"، اور اس طرح کہنا بھی درست ہے کہ پہلے آپ نے التفات نہ فرمائی جس طرف بعد میں متوجہ ہوئے اور عدمِ التفات عدمِ علم کو مستلزم نہیں لہٰذا مذکور وہم کا تصور ہی نہیں ہو سکتا"

حج کو فسخ کرکے عمرہ کرنا صرف صحابہ کرام کے لئے اسی سال مخصوص تھا اب اس طرح کرنا جائز نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا یارسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! ہمارا حج کو فسخ کرنا ہماری خصوصیت ہے یا سب لوگوں کے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ یہ تمہارے ساتھ ہی مخصوص ہے (ابو داؤد، ابن ماجہ)

۱۵۴۹ — ترجمہ : ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نوجوان عورتوں کو باہر جانے سے منع کیا کرتی تھیں ایک عورت آئی اور قصرِ بنی

marfat.com

قالت كنا نداوي الكلمى ونقوم على المرضى فسألت أختي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت هل على إحدانا بأس إن لم يكن لها جلباب أن لا تخرج قال لتلبسها صاحبتها من جلبابها ولتشهد الخير ودعوة المؤمنين فلما قدم أم عطية سألتها أو قالت سألناها قالت وكانت لا تذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا قالت بيبا فقلت أسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كذا وكذا قالت نعم بيبا فقالت لتخرج العواتق وذوات الخدور أو العواتق ذوات الخدور والحيض فيشهدن الخير ودعوة المسلمين وتعتزل الحيض المصلى فقلت الحائض فقالت أوليس تشهد عرفة وتشهد كذا وتشهد كذا باب الإهلال من البطحاء وغيرها للمكي وللحاج إذا خرج إلى منى وسئل عطاء عن المجاور أيلبي الحج فقال كان ابن عمر يلبي يوم التروية إذا صلى الظهر واستوى على راحلته وقال عبد الملك عن عطاء عن جابر قال قدمنا مع النبي صلى الله عليه وسلم فأحللنا حتى يوم التروية وجعلنا مكة بظهر لبيتنا بالحج وقال أبو الزبير عن جابر أهللنا من البطحاء وقال عبيد ابن جريج لابن

خلف میں ٹھہری اس نے بیان کیا کہ اس کی ہمشیرہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی کی بیوی تھی جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بارہ جنگیں لڑی ہیں اور ان میں چھ لڑائیوں میں میری بہن اس کے ساتھ رہی، اُس نے کہا ہم زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور بیماروں کی عیادت کرتی تھیں میری بہن نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو اس کے باہر نہ جانے میں کوئی حرج ہے؟ (عید گاہوں میں نہ جانے میں) آپ نے فرمایا اس کی سہیلی اپنی چادر اس کو دیدے وہ مومنوں کی دعاؤں میں ضرور حاضر ہو جب ام عطیہ رضی اللہ عنہا آئی تو عورتوں نے اس سے پوچھا یا یوں کہا کہ ہم نے اس سے پوچھا (اس کی عادت تھی کہ) وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب بھی ذکر کرتی تو کہتی (بابی) میرا باپ آپ پہ قربان ہو،، ہم نے کہا کیا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح فرماتے ہوئے سُنا ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! میرا باپ آپ پہ فدا ہو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوجوان پردہ دار خواتین اور حیض والی عورتیں (عید گاہوں کی طرف) باہر نکلیں اور خیر کی باتوں اور مومنوں کی دعاؤں میں شریک ہوں اور حیض والی عورتیں عید گاہ سے علیحدہ رہیں میں نے کہا کیا حیض والی عورتیں؟ آپ نے فرمایا کیا حیض والی عورت عرفہ میں نہیں جاتی کیا وہ فلاں اور فلاں مقام نہیں جاتی،،

شرح : آخر کے الفاظ میں حدیث کی عنوان سے مناسبت ہے،، کیونکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ وقوف عرفہ، وقوف مزدلفہ میں حاضر ہوتی ہے سنگریزے مارتی ہے ان کے علاوہ بیت اللہ کے طواف کے سوا حج کے دیگر ارکان بجا لاتی ہے۔ یہی باب کا عنوان ہے۔ شہود الحائض فی العیدین کے باب کی حدیث ۳۲۰ کی تشریح دیکھیں،

۱۵۴۹ ——

marfat.cpm

عُمَرَ رَأَيْتَكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى يَوْمِ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ،

باب ــــ اہلِ مکّہ کے لئے بطحا اور دیگر مقامات سے احرام باندھنا اور حج کرنے والے جب وہ منیٰ کی طرف نکلیں ــــ"

عطاء سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو مکہ میں مقیم ہو کیا وہ حج کے لئے لبیک کہے؟،، اُنھوں نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آٹھویں ذوالحجہ کو تلبیہ کہتے تھے جبکہ وہ ظہر کی نماز پڑھ کر اپنی سواری پر سوار ہو کر سیدھے ہو جاتے تھے۔ عبدالمالک نے عطاء سے اُنھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ مکرمہ آئے تو ہم نے احرام باندھا حتی کہ ترویہ (۸ ذوالحجہ) کا دن آگیا اور ہم نے مکہ کو اپنے پیچھے کیا تو ہم نے حج کے لئے لبیک کہا، ابوالزُبیر نے جابر سے روائت کرتے ہوئے کہا ہم نے بطحاء سے احرام باندھا اور عُبید بن جرّاح نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ جب آپ مکہ میں ہوتے ہیں تو لوگ جب چاند دیکھ لیں تو احرام باندھ لیتے ہیں لیکن آپ ترویہ (۸ ذوالحجہ) کے دن تک احرام نہیں باندھتے،، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ احرام باندھتے ہوں حتیٰ کہ آپ کی سواری منیٰ کی طرف چل پڑتی،،

مکی سے مراد وہ ہے جو مکہ میں رہتا ہو اور وہ حج کا ارادہ کرے،، حاجی سے مراد وہ ہے جو باہر سے آئے اور تمتّع کا ارادہ کرے جبکہ وہ مکّہ سے منیٰ کی طرف جائے،،

باب کے عنوان کا مُحصّل یہ ہے کہ مکّی اور متمتع بالحج نفسِ مکہ سے احرام باندھے اس کا ترک جائز نہیں اور جو شخص حج کا احرام باندھنا چاہے وہ نفسِ مکّہ سے باہر ہو کر حل یا حرم سے احرام باندھے،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اہلِ مکّہ کا میقات حج میں حرم ہے اور مسجد حرام سے احرام باندھنا افضل ہے" ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ کو ترویہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس روز منیٰ پھر عرفات جانا ہوتا ہے اس لئے لوگ اونٹوں کو پانی پلا کر خوب سیراب کرتے تھے۔

marfat.cpm

بَابُ أَيْنَ يُصَلِّي الظُّهْرَ فِي يَوْمِ التَّرْوِيَةِ حَدَّثَنِي

١٥٥٠ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ الْأَزْرَقُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ

١٥٥١ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ قَالَ لَقِيتُ أَنَسًا ح وَحَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ خَرَجْتُ إِلَى مِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَلَقِيتُ أَنَسًا رَاهِبًا عَلَى حِمَارٍ فَقُلْتُ أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْيَوْمَ الظُّهْرَ قَالَ انْظُرْ حَيْثُ يُصَلِّي أُمَرَاؤُكَ فَصَلِّ

عطاء کا اثر عنوان کے اس طرح مناسب ہے کہ سواری پر سیدھا ہونے کا معنیٰ سفر کرنا ہے لہٰذا سواری پر استواء کی ابتداء شہر سے باہر نکلنے کی ابتداء ہے اور عبدالملک کے اثر کا معنیٰ یہ ہے کہ ہم نے ترویہ کے روز مکہ اپنے پیچھے کیا حالانکہ ہم حج کا تلبیہ کہہ رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ وہ مکہ سے نکلتے وقت محرم تھے۔

باب ۔ ترویہ کے روز ظہر کی نماز کہاں پڑھے

۱۵۵۰ ترجمہ : عبدالعزیز بن رفیع نے کہا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ مجھے ایک شئ کی خبر دیں جو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پائی ہو آپ نے ترویہ کے دن ظہر اور عصر کی نمازیں کہاں پڑھی تھیں؟ کہا "منیٰ" میں۔ میں نے کہا نفر کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ کہا ابطح وادی میں پھر انس نے فرمایا تم وہ کرو جو تمہارے اُمراء کریں۔"

۱۵۵۱ ترجمہ : عبدالعزیز نے کہا میں ترویہ کے دن منیٰ کی طرف گیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملا جو گدھے پر سوار جا رہے تھے میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز ظہر کی نماز کہاں پڑھی؟ اُنھوں نے کہا دیکھو جہاں تمہارے اُمراء نماز پڑھتے ہیں تم بھی وہاں نماز پڑھو!

۱۵۵۰، ۱۵۵۱ شرح : "ابطح" مکہ مکرمہ اور منیٰ کے درمیان وسیع میدان ہے یہاں اس سے وادی محصب

marfat.cpm

مراد ہے "یوم النفر" منیٰ سے واپسی کا دن ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُمراء کی اتباع کرنا ضروری اور جماعت کی مخالفت سے احتراز لازم ہے۔ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھنا مستحب ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں منیٰ میں پڑھیں،، اور مستحب امر وہ ہے جو شارع علیہ السلام نے کیا ہے۔ امام مالک، سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے،، مسلم کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے کہ ترویہ کے دن صحابہ منیٰ کی طرف نکلے اور حج کا احرام باندھا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سوار تھے اور منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور عرفہ کے دن صبح کی نماز پڑھی،، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھنے کی کوشش کرتے کیونکہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسی طرح پڑھی ہے حاکم نے قاسم بن محمد کے واسطہ سے عبداللہ بن زبیر سے روائت کی کہ حج میں سنّت یہ ہے کہ امام ظہر، عصر اور اس کے مابعد والی نمازیں اور فجر منیٰ میں پڑھے پھر صبح کو عرفات جائیں،، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ لوگ ترویہ کے دن مکّہ میں صبح کی نماز پڑھنے کے بعد منیٰ جاتے تھے تاکہ ظہر کی نماز اوّل وقت میں پڑھنے میں آسانی رہے" امام شافعی کا مشہور مذہب یہی ہے،، ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ لوگ ظہر کی نماز مکّہ میں پڑھتے پھر منیٰ کو جاتے تھے،، مہلّب نے کہا لوگوں کے لئے اس روز وسیع گنجائش ہے کہ جب پسند کریں منیٰ کی طرف نکلیں اور جہاں ممکن ہو نمازیں پڑھیں،، اسی لئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جہاں امراء پڑھتے ہیں وہاں تم پڑھو! مگر مستحب امر وہی ہے جو شارع علیہ السّلام نے کیا ہے (عینی)

حج کا اجمالی بیان یہ ہے کہ میقات سے احرام باندھے مکہ جاکر بیت اللہ کا طواف کرے اور پہلے تین پھیروں میں رمل کرے اور باقی چار میں اپنی حالت پر چلے پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھے پھر صفا مروہ کے درمیان سات پھیرے لگائے اور ہر پھیرے میں میلین اخضرین کے درمیان دوڑے،، پھر اگر اس کے پاس ہدی نہیں ہے تو احرام کھول دے اور ترویہ یعنی آٹھ ذوالحجہ کو مکہ سے حج کا احرام باندھ لے اور ظہر سے عرفہ کی صبح تک پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھے۔ نویں ذوالحجہ کو سورج نکلنے کے بعد عرفات میں جائے اور شام تک وہاں رہے اور ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھے سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ چلا جائے اور وہاں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھے طلوع فجر تک مزدلفہ میں رہے۔ فجر کے طلوع ہونے کے بعد اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھ لے اور سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ میں آجائے وہاں جمرہ عقبہ پر سات سنگریزے مارے پھر قربانی کا جانور ذبح کرے پھر سر منڈوا دے اور بارہ ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ آکر بیت اللہ کا طواف کرے یہ طواف زیارت ہے جو فرض ہے جب وطن کو روانگی ہو تو بیت اللہ کا طواف کرے یہ طواف الوداع ہے۔ یہ واجب ہے اور حیض والی عورت سے ساقط ہے واپسی میں بیت اللہ کی طرف پیٹھ نہ کرے اور پچھلے قدم رونا ہُوا وطن کو لوٹ جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

تم الاجزآء الثلاثۃ ویلیھا الجزء الرابع والّذی بعدہٗ ان شاء اللہ تعالیٰ

صلّی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ حبیب الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم

marfat.cpm

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست تفہیم البخاری

ـــ حصّہ دوم ـــ پارہ ۴ تا ۶ ـــ

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب۔ نمازی کا کپڑوں کو گرہ لگا لینا اور ان کو باندھ لینا" جس نے اپنا کپڑا سمیٹا جبکہ اس کو کشفِ عورت کا خوف ہو "	۱	۷۸۱
باب ۔ نمازی بالوں کو نہ سمیٹے "	۲	۷۸۲
باب ۔ سجدہ میں تسبیح اور دُعا پڑھنا	۳	۷۸۴
باب ۔ دو سجدوں کے درمیان ٹھہرنا	۴	۷۸۵
جلسۂ استراحت پر استدلال اور اس کا جواب	"	"
باب ۔ سجدہ میں اپنی کلائیاں زمین پر نہ بچھائے	۵	۷۸۸
باب ۔ جو شخص نماز کی طاق رکعت میں سیدھا بیٹھ گیا پھر اُٹھا ۔ جلسۂ استراحت کے جواز کا جواب ۔	۶	۷۸۹
	"	"
	"	"
باب ۔ جب رکعت سے کھڑا ہونے کا ارادہ کرے تو زمین پر اعتماد کیسے کرے ۔	۷	۷۹۰
باب ۔ نمازی تکبیر کہے جبکہ دو رکعت نماز پڑھ کر اُٹھے ۔	۷	۷۹۱
باب ۔ تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ	۸	"
عورت نماز میں مرد کی طرح بیٹھے	۹	۷۹۳
اس میں علماء کے اقوال	۱۰	۷۹۴
باب ۔ جس نے پہلا تشہد فرض نہ جانا	۱۱	۷۹۵
مسئلہ ۔ سجدہ سہو سلام کے بعد ہے	۱۱	"
باب ۔ پہلے قعدہ میں تشہد کی مشروعیّت	۱۲	۷۹۶
باب ۔ دوسرے قعدہ میں تشہد پڑھنا ۔	۱۲	ـــ
مسئلہ ۔ التحیات کے معانی اور اس کی تفصیل ۔	۱۳	۷۹۷
باب ۔ سلام پھیرنے سے پہلے دُعا	۱۵	۷۹۸
مسئلہ ۔ مسیح علیہ السلام اور مسیح دجال میں فرق	۱۶	ـــ
باب ۔ تشہد کے بعد جو بھی چاہے دعا کرے اور وہ واجب نہیں ۔	۱۷	۸۰۰
باب ۔ جس نے پیشانی اور ناک سے مٹی کو نہ پونچھا حتی کہ نماز پڑھ لی ۔	۱۷	۸۰۱
باب ۔ نماز کے آخر میں سلام پھیرنا	۱۸	ـــ
مسئلہ ۔ تکبیر تحریمہ اور تسلیم میں علماء کے اقوال ۔	"	ـــ
مسئلہ ۔ سلام پھیرنے کے بعد امام کس طرح بیٹھے ؟	۱۹	۸۰۲

marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ــ مقتدی اس وقت سلام پھیرے جب امام سلام پھیرے۔	۱۹	۸۰۲
مسئلہ ــ سلام دونوں طرف مشروع ہے۔	۲۰	۸۰۳
باب ــ جس نے امام کو سلام نہ کیا اور نماز کے سلام پر اکتفاء کی۔	۲۰	
مسئلہ ــ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صدورِ رجال پر مطلع ہیں۔	۲۱	۸۰۴
باب ــ نماز کے بعد ذکر کرنا۔	۲۲	۸۰۵
باب ــ امام لوگوں کی طرف متوجہ ہو جبکہ وہ نماز سے پھرے۔	۲۵	۸۰۹
باب ــ سلام پھیرنے کے بعد امام کا مصلیٰ پر ٹھہرے رہنا۔	۲۷	۸۱۲
باب ــ جس نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر کوئی کام یاد آیا اور وہ لوگوں کو پھاندتا ہوا چلا گیا۔	۲۸	۸۱۳
باب ــ دائیں اور بائیں طرف پھرنا	۲۹	۸۱۴
باب ــ کچا ھوم، پیاز اور گندنا کے بارے میں احادیث کا بیان۔	۳۰	۸۱۵
باب ــ بچوں کا وضو کرنا، ان پر غسل اور طہارت کب واجب ہوتی ہے؟	۳۳	۸۱۹
مسئلہ ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء شریف کی مماثلت پر کسی دوسرے کو قدرت نہیں۔	۳۵	۸۲۱
باب ــ عورتوں کا رات اور اندھیرے میں مساجد میں جانا	۳۷	۸۲۶
باب ــ عورتوں کی نماز مردوں کی صفوں کے پیچھے صبح کی نماز سے فارغ ہو کر عورتوں کا	۴۰	۸۳۲
جلدی گھروں کو چلے جانا اور مسجد میں کم ٹھہرنا۔	۴۱	۸۳۴
باب ــ مسجد میں جانے کے لئے عورت کا اپنے شوہر سے اجازت حاصل کرنا۔	۴۱	۸۳۵
کتاب الجمعۃ	۴۲	
باب ــ جمعہ کی فرضیت۔	۴۲	۸۳۸
باب ــ جمعہ کے دن غسل کی فضیلت۔	۴۴	۸۳۹
مسئلہ ــ جمعہ کے دن غسل مستحب ہے۔	ــ	ــ
باب ــ جمعہ کے لئے خوشبو لگانا۔	۴۶	۸۴۲
باب ــ جمعہ کی فضیلت۔	۴۷	۸۴۳
باب ــ جمعہ کے لئے بالوں کو تیل لگانا۔	۴۹	۸۴۵
باب ــ نفیس کپڑے جو میسر ہوں پہنے۔	۵۰	۸۴۸
باب ــ جمعہ کے دن مسواک کرنا	۵۱	۸۴۹
جس نے اپنے غیر کی مسواک استعمال کی	۵۲	۸۵۲
باب ــ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں کیا پڑھا جائے	۵۳	۸۵۳
باب ــ دیہات اور شہروں میں جمعہ پڑھنا	۵۴	۸۵۴
مسئلہ ــ دیہات میں جمعہ پڑھنے کی تحقیق۔	۵۵	〃
باب ــ عورتوں اور بچوں وغیرہم سے جو جمعہ پڑھنے کے لئے حاضر نہ ہوں کیا اُن کے لئے غسل ہے؟	۵۷	۸۵۶
باب ــ جو کوئی جمعہ کی نماز میں بارش کے دن حاضر نہ ہو اس کے لئے رخصت	۶۰	۸۶۱

marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ جمعہ کے لئے کتنی دُور سے آئیں اور کس پر جمعہ فرض ہے۔	۶۰	—
باب ۔ جمعہ کا وقت جبکہ سُورج ڈھل جائے۔	۶۲	۸۶۳
باب ۔ جمعہ کے دن جب گرمی سخت ہو جائے۔	۶۳	۸۶۶
باب ۔ جمعہ کے لئے سعی کرنا۔	۶۴	—
باب ۔ جمعہ کے روز دو شخصوں کے درمیان تفریق نہ کرے۔	۶۶	۸۷۰
باب ۔ کوئی مرد جمعہ کے دن اپنے بھائی کو اٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھے۔	۶۷	۸۷۱
باب ۔ جمعہ کی اذان۔	۶۸	۸۷۲
مسئلہ ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ مؤذن تھے۔	〃	〃
مسئلہ ۔ مسجد میں اذان مکروہ ہے۔	〃	〃
باب ۔ جمعہ کے دن ایک مؤذن کا اذان کہنا۔	۶۹	۸۷۳
باب ۔ امام جب اذان سُنے تو منبر پر جواب دے۔	〃	۸۷۴
باب ۔ اذان دینے کے وقت امام کا منبر پر بیٹھنا۔	۷۰	۸۷۵
باب ۔ خطبہ کے وقت اذان کہنا۔	۷۱	۸۷۶
باب ۔ خطبہ منبر پر دینا	〃	۸۷۷
باب ۔ کھڑے ہو کر خطبہ دینا	۷۴	۸۸۰
باب ۔ امام لوگوں کی طرف منہ کرے (خطبہ میں) اور لوگوں کا امام کی طرف منہ کرنا جبکہ امام خطبہ دے۔	۷۵	۸۸۱
باب ۔ جس میں خطبہ میں ثناء کے بعد اَمَّا بَعْدُ کہا۔	۷۶	—
مسئلہ ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا۔	۷۷	۔

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ جمعہ کے دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔	۸۰	۸۸۷
باب ۔ خاموش ہو کر خطبہ سُننا۔	۸۱	۸۸۸
باب ۔ جب امام کسی شخص کو آتا ہُوا دیکھے اور وہ خطبہ پڑھ رہا ہو تو اس کو حکم دے کہ وہ دو رکعتیں پڑھ لے۔	۸۲	۸۸۹
باب ۔ جو کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لے۔	۸۳	۸۹۰
باب ۔ خطبہ میں دونوں ہاتھ اُٹھانا۔	۸۴	۸۹۱
باب ۔ جمعہ کے روز خطبہ میں بارش کی دُعاء کرنا	〃	۸۹۲
باب ۔ جمعہ کے دن خاموش رہنا جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو۔	۸۵	۸۹۳
باب ۔ جمعہ کے دن مقبولیت	۸۶	۸۹۴
باب ۔ لوگ جب جمعہ کی نماز میں امام کو چھوڑ کر چلے جائیں تو امام اور باقی لوگوں کی نماز جائز ہے۔	۸۷	۸۹۵
باب ۔ جمعہ سے پہلے اور اس کے بعد نماز پڑھنا۔	۸۸	۸۹۶
مسئلہ ۔ جمعہ کے بعد سنتیں پڑھنا۔	۸۹	〃
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد، اور جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔	۸۹	۸۹۷

marfat.cpm

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا	۹۱	۸۹۹
ابواب صلوٰۃ الخوف		
باب ۔ خوف کے وقت نماز پڑھنا۔	۹۲	۹۰۱
باب ۔ پیدل اور سوار ہو کر خوف کی نماز پڑھنا۔	۹۴	۹۰۲
باب ۔ صلوٰۃِ خوف میں مجاہدین ایک دوسرے کی حفاظت کریں۔	۹۵	۹۰۳
باب ۔ قلعوں پر چڑھائی اور دشمن سے ملاقات کے وقت نماز پڑھنا	۹۶	—
باب ۔ طالب اور مطلوب کا سواری پر اشارہ سے نماز پڑھنا	۹۷	
باب ۔ حملہ کرنے اور لڑائی شروع کرنے کے وقت جلدی کرنا اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھنا۔	۹۹	۹۰۶
کتاب العیدین		
باب ۔ دونوں عیدوں میں زیب و زینت کرنا	۱۰۱	۹۰۷
باب ۔ عید کے دن برچھوں اور ڈھالوں سے مشق کرنا۔	۱۰۲	۹۰۸
باب ۔ مسلمانوں کے لئے عیدوں میں طریق کار۔	۱۰۴	۹۰۹
مسئلہ ۔ گانے کی حرمت کی تحقیق ۔	۱۰۵	۹۱۰
باب ۔ عیدگاہ جانے سے پہلے عید الفطر میں کچھ کھا لینا ۔	۱۰۵	۹۱۱
باب ۔ نحر کے دن کھانا	۱۰۶	۹۱۲
باب ۔ منبر کے بغیر عیدگاہ کو جانا	۱۰۸	۹۱۴

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ عید کی نماز کے لئے پیدل اور سوار ہو کر جانا اور عید کی نماز اذان اور اقامت کے بغیر ۔	۱۰۹	۹۱۵
باب ۔ عید کی نماز کے بعد خطبہ	۱۱۰	۹۱۷ تا ۹۲۰
باب ۔ عید اور حرم میں ہتھیار اُٹھا کر چلنا مکروہ ہے۔	۱۱۲	۹۲۱
باب ۔ عید کی نماز جلدی پڑھنا	۱۱۵	۹۲۳
باب ۔ ایام تشریق میں عمل کی فضیلت	۱۱۶	—
باب ۔ ایامِ منیٰ میں تکبیر کہنا اور جب عرفات کو جائے ۔	۱۱۷	—
باب ۔ برچھے کی طرف عید کی نماز۔	۱۱۹	۹۲۷
باب ۔ عید کے دن امام کے آگے آگے نیزہ اُٹھانا۔	״	۹۲۸
باب ۔ حیض والی عورتوں کا عیدگاہ جانا۔	۱۲۰	۹۲۹
باب ۔ بچّوں کا عیدگاہ جانا۔	۱۲۱	۹۳۰
باب ۔ عید کے خطبہ میں امام کا لوگوں کی طرف منہ کرنا۔	۱۲۱	۹۳۱
باب ۔ عیدگاہ میں منبر	۱۲۲	۹۳۲
باب ۔ عید کے دن امام کا عورتوں کو وعظ کرنا۔	۱۲۳	۹۳۳
باب ۔ جب کسی عورت کے پاس عید کے دن چادر نہ ہو	۱۲۴	۹۳۴
باب ۔ حیض والی عورتوں کا عیدگاہ سے علیحدہ رہنا۔	۱۲۶	۹۳۵
باب ۔ دسویں ذی الحجہ کو عیدگاہ کے	۱۲۶	۹۳۶

marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
قریب نحر و ذبح کرنا۔		
باب ــ عید کے خطبہ میں امام اور لوگوں کا کلام کرنا اور جب امام سے سوال کیا جائے حالانکہ وہ خطبہ دے رہا ہے۔	۱۲۷	۹۳۷
باب ــ عید کے دِن جس نے راستہ تبدیل کیا جبکہ (نماز عید سے) واپس ہو۔	۱۲۴	۹۴۰
باب ــ جب نمازی سے عید کی نماز فوت ہو جائے تو وہ دو رکعتیں پڑھے۔ اس طرح عورتیں اور جو لوگ گھروں اور دیہات میں ہو وہ دو رکعتیں پڑھیں۔	۱۳۰	۹۴۱
باب ــ نماز عید سے پہلے اور اس کے بعد نماز پڑھنی۔	۱۳۱	۹۴۲
باب ــ وتر کا وقت۔	۱۳۸	۹۴۷
باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر والوں کو وتر کے لئے بیدار کرنا۔	۱۳۹	۹۴۹
باب ــ آخری نماز کو وتر کرے۔	۱۴۰	۹۵۰
باب ــ سواری پر وتر کی نماز پڑھنا۔	۱۴۱	۹۵۱
باب ــ سفر میں وتر پڑھنا۔	۱۴۲	۹۵۲
باب ــ رکوع سے پہلے اور اس کے بعد قنوت پڑھنا۔	۱۴۲	۹۵۳
کِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ		
باب ــ بارش طلب کرنا	۱۴۵	۹۵۶
باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دُعا کرنا کہ اے اللہ! کفار پر ایسی قحط سالی کر جو یوسف کے زمانہ میں تھی۔	۱۴۶	۹۵۷
باب ــ لوگوں کا امام سے استسقاء کا سوال کرنا جبکہ وہ قحط میں مبتلا ہوں۔	۱۴۹	۹۵۹
مسئلہ ــ اولیاء کرام سے توسّل جائز ہے۔	۱۵۰	۹۶۰
باب ــ بارش کی دُعا کے وقت چادر الٹنا۔	۱۵۱	۹۶۱
باب ــ جب اللہ تعالیٰ کے حدود کا خیال نہ کیا جائے تو اللہ کا اپنے بندوں سے قحط کے ذریعہ انتقام لینا۔	۱۵۲	۹۶۳
باب ــ جامع مسجد میں بارش کے لئے دُعاء کرنا	۱۵۲	۹۶۳
باب ــ جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لئے دعاء کرنا جبکہ قبلہ رُو نہ ہو۔	۱۵۴	۹۶۴
باب ــ منبر پہ بارش کے لئے دُعا کرنا۔	۱۵۵	۹۶۵
باب ــ جس نے بارش کے لئے دُعا میں جمعہ کی نماز پر اکتفاء کی۔	۱۵۶	۹۶۶
باب ــ دُعا کرنا جبکہ بارش کی کثرت سے راستے بند ہو جائیں۔	۱۵۷	۹۶۷
باب ــ جو کہا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن بارش کے لئے دُعا میں اپنی چادر کو نہیں اُلٹا۔	۱۵۸	۹۶۸

marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ــ جب امام سے بارش برسنے کے لئے سفارش کریں تو وہ ان کی درخواست مسترد نہ کرے۔	۱۵۸	۹۶۹
باب ــ جب مُشرک مسلمانوں سے قحط کے وقت دُعاء کی درخواست کریں۔	۱۵۹	۹۷۰
باب ــ جب بارش زیادہ ہونے لگے تو یہ دُعا کرنا ہمارے ارد گرد ہو ہم پر بارش نہ ہو۔	۱۶۰	۹۷۱
باب ــ بارش طلب کرنے کے لئے کھڑے ہو کر دعاء کرنا	۱۶۱	۹۷۲
باب ــ استسقاء کی نماز میں جہر سے قرأت کرنا۔	۱۶۲	۹۷۳
باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پشت شریف لوگوں کی طرف کیسے موڑی۔	۱۶۲	۹۷۲
باب ــ استسقاء کی نماز دو رکعتیں ہیں۔	۱۶۳	۹۷۵
باب ــ عید گاہ میں بارش کے لئے دُعاء کرنا۔	۱۶۳	۹۷۶
باب ــ استسقاء کی نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا	۱۶۴	۹۷۷
باب ــ لوگوں کا استسقاء کی نماز میں امام کے ساتھ ہاتھ اُٹھانے۔	۱۶۵	ــ
باب ــ استسقاء میں امام کا اپنے ہاتھ اُٹھانا	۱۶۶	۹۷۸
باب ــ جب بارش ہو تو کیا کہا جائے۔	۱۶۶	۹۷۹
باب ــ جب کوئی بارش میں کھڑا رہا حتیٰ کہ اس کی ڈاڑھی سے قطرے ٹپکنے لگے۔	۱۶۷	۹۸۰
باب ــ جب ہوا چلے۔	۱۶۸	۹۸۱
باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بادِ صبا سے میری مدد کی گئی۔	۱۶۹	۹۸۲
باب ــ زلزلوں اور علامات قیامت میں جو ارشاد کیا گیا	۱۷۰	۹۸۳
باب ــ تم اپنا حصہ یہ کرتے ہو کہ تم میری تکذیب کرتے ہو۔ ابن عباس نے کہا رزق سے مراد شکر ہے۔	۱۷۱	۹۸۵
باب ــ اللہ کے سوا بذاتِ خود کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی۔	۱۷۲	۹۸۶
کتاب الکسوف		
باب ــ سورج گرہن میں نماز پڑھنا۔	۱۷۳	۹۸۷
باب ــ سورج گرہن کے وقت صدقہ و خیرات کرنا۔	۱۷۵	۹۹۱
باب ــ سورج گرہن میں یہ اعلان کرنا کہ نماز کے لئے جمع ہو جاؤ۔	۱۷۶	۹۹۲
باب ــ سُورج گرہن کی نماز میں امام کا خطبہ دینا۔	۱۷۷	۹۹۳
باب ــ کیا یہ کہا جاتا ہے کہ سُورج کو کسوف یا خسوف ہُوا	۱۷۸	۹۹۴
باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کسوف کے ذریعے خوف دلاتا ہے۔	۱۷۹	۹۹۵
باب ــ سُورج کو گرہن کے وقت عذاب قبر سے پناہ مانگنا۔	۱۸۰	۹۹۶
باب ــ کسوف کی نماز میں سجدہ لمبا کرنا	۱۸۱	۹۹۷
باب ــ کسوف کی نماز باجماعت پڑھنا	۱۸۲	۹۹۸
مسئلہ ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔	۱۸۴	۹۹۸

marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ عورتوں کا مردوں کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھنا۔	۱۸۵	۹۹۹
باب ۔ جس نے سورج گرہن میں غلام آزاد کرنا	۱۸۶	۱۰۰۰
باب ۔ مسجد میں کسوف کی نماز پڑھنا۔	۱۸۶	۱۰۰۱
باب ۔ کسی کی موت اور حیات کے باعث سورج کو گرہن نہیں لگتا۔	۱۸۷	۱۰۰۲
باب ۔ کسوف کی نماز میں ذکر کرنا۔	۱۸۸	۱۰۰۴
باب ۔ گرہن میں دعاء کرنا۔	۱۸۹	۱۰۰۵
باب ۔ چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنا۔	۱۹۰	۱۰۰۶
باب ۔ گرہن کے خطبہ میں امام کا امّا بعد کہنا۔	۱۹۰	۔
باب ۔ کسوف کی نماز میں پہلی رکعت دراز ہے۔	۱۹۱	۱۰۰۸
باب ۔ کسوف کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنا۔	۱۹۱	۱۰۰۹

ابواب سجود القرآن

باب ۔ جو سجودِ قرآن اور سجدہ تلاوت کے سنت ہونے میں آیا ہے۔	۱۹۳	۱۰۱۰
باب ۔ تنزیلُ السجدۃ میں سجدہ۔	۱۹۴	۱۰۱۱
باب ۔ صٓ میں سجدہ۔	۱۹۴	۱۰۱۲
باب ۔ سورۂ نجم میں سجدہ۔	۱۹۵	۱۰۱۳
باب ۔ مسلمانوں کا مشرکوں کے ساتھ سجدہ کرنا۔	۱۹۵	۱۰۱۴
باب ۔ جس نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ نہ کیا۔	۱۹۷	۱۰۱۵
باب ۔ اِذَا السَّمَآءُ انشَقَّتْ میں سجدہ۔	۱۹۷	۱۰۱۷
باب ۔ جس نے قاری کا سجدہ کرنے کی وجہ سے سجدہ کیا۔	۱۹۸	۱۰۱۸
باب ۔ جب امام سجدہ کی آیت پڑھے تو لوگوں کا ہجوم ہو جانا۔	۱۹۹	۱۰۱۹
باب ۔ جس نے یہ اعتقاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سجدۂ تلاوت واجب نہیں فرمایا۔	۲۰۰	۱۰۲۰
باب ۔ جس نے نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور نماز میں سجدہ کیا۔	۲۰۱	۱۰۲۱
باب ۔ ہجوم کے سبب یا جو شخص سجدہ کے لئے جگہ نہ پائے۔	۲۰۲	۱۰۲۲

ابواب تقصیر الصلوٰۃ

باب ۔ تقصیر الصلوٰۃ میں جو احادیث وارد ہیں اور کتنے دن اقامت تک قصر کرے۔	۲۰۳	۱۰۲۳
باب ۔ منیٰ میں نماز پڑھنا۔	۲۰۵	۱۰۲۵
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں کتنے روز اقامت فرمائی۔	۲۰۷	۱۰۲۸
باب ۔ کتنی مسافت کے سفر میں قصر کرے	۲۰۸	۱۰۳۰
باب ۔ جب اپنے موضع سے باہر نکلے تو نماز میں قصر کرے۔	۲۰۹	۱۰۳۲
باب ۔ سفر میں مغرب کی نماز تین رکعتیں ہیں۔	۲۱۱	۱۰۳۴
باب ۔ سواری پر نفل نماز پڑھنا وہ جدھر بھی متوجہ ہو۔	۲۱۲	۱۰۳۵
باب ۔ سواری پہ اشارہ سے نماز پڑھنا	۲۱۳	۱۰۳۸
باب ۔ فرض نماز پڑھنے کے لئے سواری سے اُتر جائے۔	۲۱۴	۱۰۳۹

marfat.cpm

باب	صفحہ	حدیث نمبر
پانچواں پارہ		
باب ــ گدھے پر سوار کا نفل نماز پڑھنا۔	۲۱۵	۱۰۴۱
باب ــ جس شخص نے سفر کی حالت میں نماز کے بعد اور پہلے نفل نہ پڑھے۔	۲۱۶	۱۰۴۲
باب ــ جس نے سفر کی حالت میں فرض نمازوں کے بعد اور ان سے پہلے نفل نہ پڑھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی حالت میں فجر کی سنتیں پڑھیں۔	۲۱۸	۱۰۴۴
باب ــ سفر میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کرنا۔	۲۱۹	۱۰۴۶
باب ــ جب مغرب و عشاء کی نمازوں کو جمع کرے کیا اذان یا اقامت کہے۔	۲۲۱	۱۰۴۷
باب ــ جو شخص سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرے وہ ظہر کو عصر تک مؤخر کرے۔	۲۲۲	۱۰۴۹
باب ــ جب سورج ڈھلنے کے بعد سفر کرے تو ظہر کی نماز پڑھ کر سوار ہو۔	۲۲۲	۱۰۵۰
باب ــ بیٹھنے والے کی نماز۔	۲۲۳	۱۰۵۱
باب ــ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا۔	۲۲۵	۱۰۵۴
باب ــ جب بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ لے۔	۲۲۶	۱۰۵۵
باب ــ جب بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو پھر تندرست ہو جائے یا مرض میں تخفیف محسوس کرے تو باقی نماز پوری کرے۔	۲۲۷	۱۰۵۶
کتاب التہجد		
باب ــ رات میں سونے کے بعد والی نماز (تہجد) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور رات کا کچھ حصہ تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے ہے۔	۲۲۹	۱۰۵۸
باب ــ قیامِ لیل کی فضیلت۔	۲۳۱	۱۰۵۹
باب ــ رات کی نماز میں سجدہ لمبا کرنا۔	۲۳۲	۱۰۶۰
باب ــ بیمار کا رات کی نماز ترک کرنا۔	۲۳۲	۱۰۶۱
باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کی نماز اور نوافل کی ایجاب کے بغیر ترغیب دلانا۔	۲۳۲	۱۰۶۳
باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لمبا قیام کرنا حتیٰ کہ آپ کے قدم شریف سُوج گئے۔	۲۳۶	۱۰۶۷
باب ــ جو کوئی سحر کے وقت سو گیا۔	۲۳۶	۱۰۶۸
باب ــ جس نے سحری کھائی اور صبح کی نماز پڑھنے تک نہ سویا۔	۲۳۸	۱۰۷۲
باب ــ رات کی نماز میں قیام لمبا کرنا۔	۲۳۸	۱۰۷۳
باب ــ رات کی نماز کیسی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز کیسے پڑھتے تھے۔	۲۳۹	۱۰۷۵
باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا رات کا قیام اور آپ کا سونا اور جو قیام سے منسوخ ہو چکا ہے	۲۴۱	۱۰۷۹
باب ــ جب کوئی رات کو نماز نہ پڑھے تو شیطان کا اس کے سر کی گدی پر	۲۴۲	۱۰۸۰

marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
گرہ لگا دینا	۲۴۲	۱۰۸۰
باب ــ جب سو جائے اور نماز نہ پڑھے تو شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے	۲۴۲	۱۰۸۲
باب ــ آخر رات میں دُعا کرنا اور نماز پڑھنا	۲۴۴	۱۰۸۳
جو کوئی اوّل رات میں سوئے اور آخر رات میں عبادت کرے۔	۲۴۶	۱۰۸۴
باب ــ رمضان اور غیر رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو قیام کرنا۔	۲۴۷	۱۰۸۵
باب ــ رات اور دن میں باوضو رہنے کی فضیلت اور رات اور دن میں وضو کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت۔	۲۴۸	۱۰۸۶
باب ــ عبادت میں نفس پر سختی کرنا مکروہ ہے	۲۴۹	۱۰۸۸
باب ــ قیام لیل اس شخص کے لئے ترک کرنا مکروہ ہے۔ جو رات کو نماز پڑھتا ہو	۲۵۰	۱۰۸۹
باب ــ اس شخص کی فضیلت جو رات کو جاگے اور نماز پڑھے۔	۲۵۱	۱۰۹۱
باب ــ فجر کی سنتوں پر ہمیشگی کرنا۔	۲۵۳	۱۰۹۴
باب ــ صبح کی سنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنا۔	۲۵۴	۱۰۹۵
باب ــ جس نے صبح کی سنتوں کے بعد گفتگو کی لیٹا نہیں۔	۲۵۵	۱۰۹۵
باب ــ نفل نماز دو دو رکعت پڑھنے میں جو روایات ہیں۔	۲۵۶	۱۰۹۷
باب ــ فجر کی سنتوں کے بعد گفتگو کرنا۔	۲۵۹	۱۱۰۳
باب ــ فجر کی دو سنتوں کی حفاظت کرنا اور جس نے ان کو نفل کہا ہے۔	۲۶۰	۱۱۰۴
باب ــ فجر کی دو رکعتوں میں کیا پڑھا جاتا ہے۔	״	۱۱۰۵

اَبْوَابُ التَّطَوُّع

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ــ فرض کے بعد نفل نماز پڑھنا	۲۶۱	۱۱۰۷
باب ــ جس نے فرض نماز کے بعد نفل نہ پڑھے۔	۲۶۲	۱۱۰۸
باب ــ سفر میں چاشت کی نماز پڑھنا	۲۶۳	۱۱۰۹
باب ــ جس نے چاشت کی نماز نہ پڑھی اور نہ ہی اس کو ضروری جانا۔	۲۶۶	۱۱۱۱
باب ــ حضر میں چاشت کی نماز پڑھنا۔	۲۶۵	۱۱۱۲
باب ــ ظہر سے پہلے دو رکعتیں۔	۲۶۶	۱۱۱۴
باب ــ مغرب سے پہلے نماز پڑھنا۔	۲۶۷	۱۱۱۶
باب ــ نوافل کی نماز باجماعت پڑھنا۔	۲۶۸	۱۱۱۸
باب ــ گھر میں نفل پڑھنا۔	۲۷۰	۱۱۱۹
باب ــ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ شرفہما اللہ تعالیٰ کی مسجد میں نماز کی فضیلت۔	۲۷۱	۱۱۲۰
باب ــ مسجد قباء	۲۷۳	۱۱۲۲
باب ــ جو ہر ہفتہ کو مسجد قباء آیا	۲۷۴	۱۱۲۳
باب ــ مسجد قباء پیدل اور سوار ہو کر آنا	۲۷۴	۱۱۲۴
باب ــ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف اور منبر کے درمیانی جگہ کی فضیلت۔	۲۷۵	۱۱۲۵
باب ــ بیت المقدس کی مسجد۔	۲۷۶	۱۱۲۷

marfat.cpm

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ــ نماز میں ہاتھ سے استعانت کرنا جبکہ وہ کام نماز سے ہو۔	۲۷۷	۱۱۲۸
باب ــ نماز میں کلام کی ممانعت	۲۷۸	۱۱۲۹
باب ــ مردوں کے لئے نماز میں الحمد اور سبحان کہنا جائز ہے۔	۲۸۰	۱۱۳۲
باب ــ جس نے کسی قوم کا نام لیا یا نماز میں مشافہتہً کسی غیر کو سلام کیا حالانکہ وہ نہیں جانتا	۲۸۱	۱۱۳۳
باب ــ تصفیق عورتوں کے لئے ہے۔	۲۸۲	۱۱۳۴
باب ــ جو کوئی اپنی نماز میں الٹے پاؤں سے پھرا یا کسی حادثہ پیش آنے کی وجہ سے آگے بڑھا۔	۲۸۳	۱۱۳۶
باب ــ جب ماں اپنے بچے کو نماز میں بلائے۔	۲۸۴	۱،۱۳۶
باب ــ نماز میں کنکریوں کا ہٹانا۔	۲۸۵	۱۱۳۷
باب ــ نماز میں سجدہ کے لئے کپڑا بچھانا۔	"	۱۱۳۸
باب ــ نماز میں جو عمل جائز ہے۔	۲۸۶	۱۱۳۹
باب ــ جب بحالت نماز جانور چھوٹ جائے۔	۲۸۷	۱۱۴۱
باب ــ جو نماز میں پھونکنے اور تھوکنے سے جائز ہے	۲۸۹	۱۱۴۳
باب ــ جو شخص جہالت کے باعث نماز میں قبالی بجائے اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔	۲۹۰	۱۱۴۵
باب ــ نماز میں سلام کا جواب نہ دے۔	۲۹۱	۱۱۴۶
باب ــ کسی حادثہ کے پیش آنے میں نماز میں ہاتھ اُٹھانا۔	۲۹۲	۱۱۴۸
باب ــ نماز میں کمر پہ ہاتھ رکھنا۔	۲۹۳	۱۱۴۹
باب ــ مرد نماز میں کچھ سوچے۔	۲۹۴	۱۱۵۱
باب ــ جو کچھ سہو کے بارے میں آیا جبکہ فرض کی دو رکعتوں سے کھڑا ہو گیا۔	۲۹۶	۱۱۵۴

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ــ جب پانچ رکعتیں پڑھیں	۲۹۷	۱۱۵۶
باب ــ جب دو رکعتوں یا تین رکعتوں میں سلام پھیر دیا۔	۲۹۹	۱۱۵۷
باب ــ جس نے سہو کے سجدوں میں تشہد نہ پڑھا۔	۳۰۰	۱۱۵۸
باب ــ جو کوئی سہو کے سجدوں میں تکبیر کہے۔	۳۰۱	۱۱۶۰
باب ــ جب یہ معلوم نہ ہو کہ اُس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ تین یا چار تو بیٹھے بیٹھے سہو کے دو سجدے کرے	۳۰۲	۱۱۶۲
باب ــ فرض اور نفل میں سجدہ سہو کے بارے میں۔	۳۰۳	۱۱۶۳
باب ــ جب کسی سے کلام کیا جائے حالانکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے ہاتھ کے اشارہ سے جواب دے اور سُنے۔	۳۰۴	۱۱۶۴
باب ــ نماز میں اشارہ کرنا	۳۰۶	۱۱۶۵
کِتَابُ الْجَنَائِز		
یہ باب جنائز کے بارے میں ہے اور جس کا آخری کلام لاالٰہ الااللہ ہو۔	۳۰۹	۱۱۶۵
باب ــ جنازوں کے پیچھے پیچھے چلنے کا حکم۔	۳۱۱	۱۱۷۰
باب ــ میت کے پاس اس کی موت کے بعد جانا جبکہ اسی کو کفن میں رکھ	۳۱۴	۱۱۷۲

marfat.cpm

باب	صفحہ	حدیث نمبر
دیا گیا ہو۔		
باب ــ خود میت کے گھر والوں کو اس کی خبر دے۔	۳۱۷	۱۱۷۶
باب ــ جنازہ کی اطلاع کرنا۔	۳۲۰	۱۱۷۸
باب ــ اس شخص کی فضیلت جس کا بچہ فوت ہو جائے اور وہ صبر کرے۔	۳۲۱	۱۱۷۹
باب ــ قبر کے پاس عورت کو مرد کا کہنا کہ صبر کر۔	۳۲۳	۱۱۸۲
باب ــ میت کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینا اور وضوء کرنا۔	۳۲۴	۱۱۸۳
باب ــ طاق غسل دینا مستحب ہے۔	۳۲۵	۱۱۸۴
باب ــ میت کی داہنی طرفوں سے غسل دینا شروع کیا جائے۔	۳۲۶	۱۱۸۵
باب ــ میت کے وضو کے اعضاء۔	۳۲۶	۱۱۸۶
باب ــ کیا عورت کو مرد کے تہبند میں کفن دیا جائے	۳۲۷	۱۱۸۷
باب ــ آخری بار پانی میں کافور ملایا جائے۔	۳۲۷	۱۱۸۸
باب ــ عورت کے بال کھولنا۔	۳۲۸	
باب ــ میت کو کپڑے میں کس طرح لپیٹا جائے۔	۳۲۹	۱۱۹۰
باب ــ کیا عورت کے بالوں کے تین حصے کئے جائیں۔	۳۳۰	۱۱۹۱
باب ــ عورت کے بال اس کی پیٹھ پر ڈالے جائیں	۳۳۰	۱۱۹۲
باب ــ کفن کے لئے سفید کپڑے۔	۳۳۱	۱۱۹۳
باب ــ دو کپڑوں میں کفن دینا۔	۳۳۲	۱۱۹۴
باب ــ میت کو خوشبو لگانا۔	۳۳۳	۱۱۹۵
باب ــ محرم کو کس طرح کفن دیا جائے۔	۳۳۴	۱۱۹۶

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ــ کرتے میں کفن دینا جو سلا ہوا ہو یا بے سلا اور جس کو قمیص کے بغیر کفن دیا گیا۔	۳۳۵	۱۱۹۸
باب ــ بغیر قمیص کے کفن دینا۔	۳۳۷	۱۲۰۰
باب ــ بغیر عمامہ کے کفن دینا۔	۳۳۸	۱۲۰۱
باب ــ میت کے سارے مال سے کفن دینا۔	۳۳۸	۱۲۰۳
باب ــ جب نہ پایا جائے مگر صرف ایک کپڑا۔	۳۴۰	۱۲۰۴
باب ــ جب کفن نہ پائے مگر جس سے میت کا سر اور دونوں قدم چھپ سکے تو اس کا سر ڈھانپا جائے۔	۳۴۱	۱۲۰۵
باب ــ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کفن تیار کیا تو اس کو برا نہ کہا گیا۔	۳۴۲	۱۲۰۶
باب ــ عورتوں کا جنازوں کے پیچھے جانا	۳۴۲	۱۲۰۷
باب ــ عورت کا شوہر کے علاوہ کسی اور کا سوگ کرنا	״	״
باب ــ قبروں کی زیارت کرنا	۳۴۵	۱۲۱۱
باب ــ میت پر نوحہ کرنے کی کراہت	۳۵۵	۱۲۱۷
باب ــ جو گریباں پھاڑے وہ ہم سے نہیں	۳۵۶	۱۲۲۰
باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن خولہ کے لئے افسوس کیا۔	۳۵۷	۱۲۲۱
باب ــ مصیبت کے وقت بال منڈوانے سے ممانعت۔	۳۵۹	۱۲۲۲

marfat.cpm

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ جو کوئی کالوں کو پیٹے وہ ہم میں سے نہیں	۳۶۰	۱۲۲۲
باب ۔ مصیبت کے وقت واویلا کرنا جاہلیت کی پکار کرنے کی ممانعت۔	۳۶۰	۱۲۲۳
باب ۔ جو مصیبت کے وقت بیٹھا جبکہ اس میں غم کا اثر ظاہر ہو	۳۶۱	۱۲۲۴
باب ۔ جس نے مصیبت کے وقت غم کا اظہار نہ کیا۔	۳۶۲	۱۲۲۶
صبر ابتداء صدمہ کے وقت۔	۳۶۵	۱۲۲۷
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اے ابراہیم ہم تیری جدائی میں غمزدہ ہیں۔	۳۶۶	۱۲۲۸
باب ۔ مریض کے پاس رونا۔	۳۶۷	۱۲۲۹
باب ۔ نوحہ کرنے اور رونے سے منع کرنا اور اس میں جزع کرنا۔	۳۶۸	۱۲۳۰
باب ۔ جنازہ کے لئے کھڑا ہونا۔	۳۶۹	۱۲۳۲
باب ۔ جب جنازہ کے لئے کھڑا ہو تو کب بیٹھے۔	۳۷۰	۱۲۳۳
باب ۔ جو کوئی جنازہ کے ساتھ جائے تو نہ بیٹھے۔ حتیٰ کہ جنازہ کندھوں سے اتارا جائے۔ اگر بیٹھ جائے تو کھڑا ہونے کا حکم دیا جائے۔	۳۷۱	۱۲۳۵
باب ۔ جو شخص یہودی کے جنازہ کے لئے کھڑا ہوا۔	۳۷۲	۱۲۳۶
باب ۔ مردوں کا جنازہ اٹھانا سوا عورتوں کے۔	۳۷۳	۱۲۳۸
باب ۔ جنازہ میں جلدی کرنا۔	۳۷۴	۱۲۳۹
باب ۔ میت کا کہنا جبکہ وہ جنازے پر ہو مجھے	۳۷۵	۱۲۴۰

باب	صفحہ	حدیث نمبر
آگے لے چلو۔	۳۷۵	۱۲۴۰
باب ۔ جس نے امام کے پیچھے جنازہ پر دو یا تین صفیں بنائیں۔	۳۷۲	۱۲۴۱
باب ۔ جنازہ کے لئے صفوف	۳۷۷	۱۲۴۲
باب ۔ جنازہ میں مردوں کے ساتھ بچوں کا صف باندھنا۔	۳۷۸	۱۲۴۵
باب ۔ جنائز پر نماز کا طریقہ۔	۳۷۹	۱۲۴۶
باب ۔ جنازوں کے پیچھے چلنے کی فضیلت	۳۸۱	۱۲۴۷
باب ۔ جس نے دفن کئے جانے تک انتظار کی۔	۳۸۲	۱۲۴۸
باب ۔ بچوں کا لوگوں کے ساتھ جنازوں پر نماز پڑھنا۔	۳۸۳	۱۲۴۹
باب ۔ عیدگاہ اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا۔	"	۱۲۵۰
باب ۔ قبور پر مساجد بنانا مکروہ ہے۔	۳۸۶	۱۲۵۲
باب ۔ نفاس والی عورت کی نمازِ جنازہ جب وہ نفاس کی حالت میں مر جائے	۳۸۶	۱۲۵۳
باب ۔ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہنا۔	۳۸۸	۱۲۵۵
باب ۔ جنازہ پر سورۂ فاتحہ پڑھنا۔	۳۸۹	۱۲۵۷
باب ۔ دفن کئے جانے کے بعد قبر پہ دعا کرنا	۳۹۰	۱۲۵۸
باب ۔ مردہ جوتوں کی آواز سنتا ہے۔	۳۹۱	۱۲۶۰
باب ۔ جس نے مقدس زمین یا اس جیسی زمین میں مدفون ہونا پسند نہ کیا۔	۳۹۳	۱۲۶۱

marfat.cpm

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ــــ رات کو دفن کرنا۔	۳۹۴	۱۲۶۲
باب ــــ مسجد پر قبر بنانا۔	۳۹۵	۱۲۶۳
باب ــــ عورت کی قبر میں کون اُترے۔	۳۹۶	۱۲۶۴
باب ــــ شہید پر نمازِ جنازہ پڑھنا۔	۳۹۷	۱۲۶۵
باب ــــ دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرنا۔	۴۰۰	۱۲۶۷
باب ــــ جس نے شہداء کو غسل دینا جائز نہ جانا۔	۴۰۰	۱۲۶۸
باب ــــ لحد میں پہلے کون رکھا جائے۔	۴۰۱	۱۲۶۹
باب ــــ قبر میں اذخر اور خشک گھاس بچھانا۔	۴۰۲	۱۲۷۰
باب ــــ کیا کسی علت کے سبب میت کو قبر سے اور لحد سے نکالا جائے گا۔	۴۰۳	۱۲۷۱
باب ــــ قبر میں لحد اور شق بنانا۔	۴۰۶	۱۲۷۴
باب ــــ جب بچہ مسلمان ہو جائے اور مر جائے کیا اس پر نماز پڑھی جائے اور کیا اس پر اسلام پیش کیا جائے	۴۰۷	۱۲۷۴
باب ــــ جب مشرک موت کے وقت لا الہ الا اللہ کہے۔	۴۱۳	۱۲۸۰
مسئلہ : ابو طالب کے اسلام کے بارے میں تحقیق۔	״	
باب ــــ قبر پر کھجور کی شاخ رکھنا۔	۴۲۰	۱۲۸۱
مسئلہ ــ قبر پر کھجور رکھنے کی حکمت	۴۲۰	
باب ــــ محدِث کا قبر کے پاس وعظ کرنا اور اُس کے ساتھیوں کا اس کے ارد گرد بیٹھنا۔	۴۲۲	۱۲۸۲
باب ــــ اپنے آپ کو قتل کرنے والے کے بارے میں۔	۴۲۴	۱۲۸۳

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ــــ منافقین پر نماز جنازہ اور مشرکین کے لئے دعاء مغفرت مکروہ ہے	۴۲۶	۱۲۸۵
باب ــــ لوگوں کا میت کی تعریف کرنا۔	۴۲۷	۱۲۸۶
باب ــــ جو کچھ عذاب قبر کے بارے میں منقول ہے۔	۴۲۸	۱۲۸۶
باب ــــ عذاب قبر سے پناہ مانگنا	۴۳۴	۱۲۹۵
باب ــــ غیبت اور پیشاب سے پرہیز نہ کرنے کے باعث قبر کا عذاب۔	۴۳۵	۱۲۹۸
باب ــــ میت پر صبح و شام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔	״	۱۲۹۹
باب ــــ میت کا چارپائی پر کلام کرنا۔	۴۳۶	۱۳۰۰
باب ــــ مسلمانوں کی اولاد کے متعلق جو کہا گیا ہے۔	۴۳۷	۱۳۰۲
باب ــــ مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں جو ذکر کیا گیا۔	۴۳۹	۱۳۰۳
باب ــ دوشنبہ کے روز وفات	۴۴۳	۱۳۰۷
باب ــــ اچانک موت	۴۴۴	۱۳۰۸
باب ــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبور میں منقول روایات۔	۴۴۶	۱۳۰۸
باب ــ اموات کو گالی دینا ممنوع ہے۔	۴۵۱	۱۳۱۴
باب ــــ مردوں کی برائی ذکر کرنا	۴۵۱	۱۳۱۵
کتاب الزکاۃ	۴۵۲	

marfat.cpm

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ــ زکوٰۃ کی فرضیت ۔	۴۵۲	ــ
زکوٰۃ کے مانعین کی تفصیل ۔	۴۵۷	
باب ــ زکوٰۃ دینے پر بیعت کرنا ۔	۴۵۹	۱۳۲۲
باب ــ مال کا خزانہ کرنے پر وعید اس تقدیر پر ہے جبکہ اس کی زکوٰۃ نہ دی جائے ۔	۴۵۹	
باب ــ جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں ۔	۴۶۲	
مسئلہ ــ امیر کی طاعت واجب ہے ۔	۴۶۶	۱۳۲۶
باب ــ مال کو اس کے حق میں خرچ کرنا ۔	۴۶۷	۱۳۲۸
باب ــ صدقہ کے بعد ریا کرنا ۔	〃	〃
باب ــ پاک کمائی سے صدقہ کرنا	۴۶۹	۱۳۲۹
باب ــ ردّ سے پہلے صدقہ کرنا	۴۷۰	۱۳۳۰
باب ــ آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا اور تھوڑا سا صدقہ کرے ۔	۴۷۲	۱۳۳۴
باب ــ کونسا صدقہ افضل ہے اور تندرست بخیل کا صدقہ	۴۷۴	۱۳۳۸
باب ــ علانیہ صدقہ کرنا	۴۷۷	
باب ــ پوشیدہ صدقہ کرنا	۴۷۷	
باب ــ جب مال دار پر صدقہ کیا حالانکہ وہ اس کو نہیں جانتا ۔	۴۷۸	۱۳۴۰
باب ــ جب اپنے بیٹے پر صدقہ کیا حالانکہ وہ اسے جانتا نہیں ۔	۴۷۹	۱۳۴۱
باب ــ دائیں ہاتھ سے صدقہ کرنا	۴۸۰	۱۳۴۲
باب ــ جس نے اپنے خادم کو صدقہ کرنے کو کہا اور خود نہ دیا ۔	۴۸۱	۱۳۴۴

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ــ مال داری قائم رکھتے ہوئے ہی صدقہ کرنا جائز ہے ۔	۴۸۲	۱۳۴۴
باب ــ اس شئی پر احسان جتلانے والا جو اس نے دی	۴۸۵	
باب ــ جس نے صدقہ کے دن صدقہ جلدی دینا پسند کیا	۴۸۶	۱۳۴۸
باب ــ صدقہ کرنے کی رغبت دلانا اور اس میں شفاعت کرنا	۴۸۶	۱۳۴۸
باب ــ جتنی طاقت ہو اتنا صدقہ کرے	۴۸۸	۱۳۵۳
باب ــ صدقہ گناہوں کا کفارہ کرتا ہے ۔	۴۸۸	۱۳۵۴
مسئلہ ــ سیدنا عمر فاروق اپنی موت کی کیفیت جانتے تھے ۔	〃	〃
باب ــ جس نے شرک کے زمانہ میں صدقہ کیا پھر وہ مسلمان ہو گیا	۴۸۹	۱۳۵۵
باب ــ خادم جب اپنے مالک کے حکم سے صدقہ کرے تو اس کا ثواب جبکہ مال تباہ نہ کرے	۴۹۱	۱۳۵۶
باب ــ عورت کو ثواب جبکہ وہ صدقہ کرے یا اپنے شوہر کے گھر سے طعام کھلائے اس حال میں کہ وہ گھر کی تباہی نہ کرے	۴۹۲	۱۳۵۸
باب ــ تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے ۔	۴۹۲	۱۳۶۰

marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ صدقہ دینے والے اور بخیل کی مثال۔	۴۹۲	۱۳۶۱
باب ۔ حلال کمائی اور مالِ تجارت سے صدقہ کرنا۔	۴۹۵	—
باب ۔ ہر مسلمان پر صدقہ ثابت ہے اور جو شخص نہ پائے وہ نیک عمل کرے	۴۹۵	۱۳۶۲
باب ۔ زکوٰۃ اور صدقہ میں سے کتنا مال دیا جائے اور جس نے بکری صدقہ دی۔	۴۹۶	۱۳۶۳
باب ۔ چاندی کی زکوٰۃ۔	۴۹۷	۱۳۶۴
باب ۔ زکوٰۃ میں مال اسباب لینا	۴۹۸	—
باب ۔ متفرق مال کو ایک جگہ نہ کیا جائے اور نہ ہی یکجا مال کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے۔	۵۰۰	۱۳۶۸
باب ۔ دو شخص شریک ہوں تو وہ زکوٰۃ دے کر آپس میں برابری کر لیں۔	۵۰۱	۱۳۶۹
باب ۔ اونٹوں کی زکوٰۃ	۵۰۱	۱۳۷۰
باب ۔ جس پر زکوٰۃ بنت مخاض واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو۔	۵۰۳	۱۳۷۱
باب ۔ بکریوں کی زکوٰۃ	۵۰۴	۱۳۷۲
باب ۔ زکوٰۃ میں بوڑھی یا عیب دار بکری، نر جانور نہ لیا جائے مگر جو زکوٰۃ لینے والا چاہے۔	۵۰۷	۱۳۷۳
باب ۔ زکوٰۃ میں لوگوں کے عمدہ اور نفیس اموال نہ لئے جائیں۔	۵۰۸	۱۳۷۵
باب ۔ پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں	۵۰۹	۱۳۷۶
باب ۔ گائے کی زکوٰۃ	〃	۱۳۷۷
باب ۔ رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا	۵۱۱	۱۳۷۸
باب ۔ مسلمان کے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں	۵۱۲	۱۳۸۰
باب ۔ مسلمان پر اس کے غلام میں زکوٰۃ نہیں۔	۵۱۴	۱۳۸۱
باب ۔ یتیموں پر صدقہ کرنا۔	〃	۱۳۸۲
باب ۔ شوہر اور زیر تربیت یتیموں کو زکوٰۃ دینا۔	۵۱۷	۱۳۸۳
باب ۔ سوال سے بچنا	۵۲۱	۱۳۸۶
باب ۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے سوال اور حرص کے بغیر مال دلوایا۔	۵۲۲	۱۳۸۹
باب ۔ جو کوئی مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرے۔	۵۲۴	۱۳۹۰
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ۔ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے اور کتنے مال سے غنی ہوتا ہے	۵۲۵	۱۳۹۱
باب ۔ کھجور کا تخمینہ لگانا	۵۲۹	۱۳۹۶
مسئلہ : مستقبل میں ہونے والے واقعات کی خبر دینا۔	۵۳۱	〃
باب ۔ آسمان کے پانی اور جاری پانی سے پلائی جانے والی زمین میں عشر ہے	۵۳۱	۱۳۹۷
باب ۔ پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں	۵۳۴	۱۳۹۸
باب ۔ کھجور کٹنے کے وقت اس کی زکوٰۃ لینا۔	〃	۱۳۹۹
باب ۔ جس نے اپنے پھل یا کھجور کا درخت یا زمین یا کھیتی کو بیچا۔	۵۳۵	۱۴۰۰
باب ۔ کیا اپنے صدقہ کا مال خرید سکتا	۵۳۷	۱۴۰۳

marfat.cpm

باب	صفحہ	حدیث نمبر
ہے؟ اور دوسرے کے صدقہ کو خریدنے میں حرج نہیں۔	۵۳۷	۱۴۰۳
باب ۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کے لئے صدقہ کے بارے میں منقول ہے۔	۵۳۹	۱۴۰۵
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے آزاد کردہ غلاموں پر صدقہ۔	۵۴۰	۱۴۰۶
باب ۔ جب صدقہ محتاج کے حوالے کر دیا جائے	۵۴۱	۱۴۰۸
باب ۔ مال داروں سے زکوٰۃ لینا اور فقراء کو تقسیم کرنا وہ جہاں بھی ہوں۔	۵۴۲	۱۴۱۰
باب ۔ امام کا صدقہ دینے والوں کے لئے دُعاء کرنا۔	۵۴۳	۱۴۱۱
باب ۔ جو سمندر سے نکالا جائے۔	۵۴۴	۔
باب ۔ صرف رکاز میں خمس (پانچواں حصہ) ہے	۵۴۵	۔
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "والعاملین علیھا" اور صدقہ وصول کرنے والے سے امام کا محاسبہ۔	۵۴۸	۱۴۱۳
باب ۔ مسافروں کا صدقہ کے اونٹ اور ان کا دودھ استعمال کرنا۔	۵۴۹	۱۴۱۴
باب ۔ امام کا صدقہ کے اونٹوں کو اپنے ہاتھ سے داغ دینا۔	۵۵۰	۱۴۱۵
باب ۔ صدقہ فطر کا وجوب۔	۵۵۱	۱۴۱۶
باب ۔ مسلمان غلام اور آزاد پر صدقہ فطر واجب ہونا۔	۵۵۲	۱۴۱۷
باب ۔ جو سے ایک صاع صدقہ فطر۔	۵۵۳	۱۴۱۸
باب ۔ طعام سے ایک صاع صدقہ فطر۔	〃	۱۴۱۹
باب ۔ صدقہ فطر کھجور سے ایک صاع۔	۵۵۴	۱۴۲۰
باب ۔ منقیٰ ایک صاع	۵۵۴	۱۴۲۱
باب ۔ عید کی نماز سے پہلے فطرہ دینا۔	۵۵۶	۱۴۲۲
باب ۔ آزاد اور غلام پر صدقہ فطر	۵۵۶	۱۴۲۴
باب ۔ ہر چھوٹے بڑے پر صدقہ فطر	۵۵۷	۱۴۲۵
کتاب الحج		
باب ۔ حج کا وجوب اور اس کی فضیلت	۵۵۸	۱۴۲۶
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "لوگ پیدل چل کر اور دبلے اونٹوں پر دُور دراز راستوں سے آپ کے پاس آئیں گے تاکہ وہ اپنے منافع حاصل کریں۔	۵۶۱	۱۴۲۷
باب ۔ پالان پر سوار ہو کر حج کرنا۔	۵۶۲	۱۴۲۹
باب ۔ حج مقبول کی فضیلت	۵۶۳	۱۴۳۰
باب ۔ حج اور عمرہ میں احرام باندھنے کا حکم۔	۵۶۵	۱۴۳۲
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "زادِ راہ ساتھ لو۔ اچھا زادِ راہ تقویٰ (سوال سے بچنا ہے)	۵۶۵	۱۴۳۳
باب ۔ حج عمرہ کے لئے اہل مکہ کے احرام باندھنے کی جگہ	۵۶۶	۱۴۳۵
باب ۔ اہل مدینہ منورہ کے احرام باندھنے کی جگہ۔	۵۶۶	۱۴۳۵
باب ۔ اہل مدینہ منورہ کے احرام باندھنے کی جگہ وہ ذوالحلیفہ سے پہلے احرام نہ باندھیں۔	۵۶۷	۱۴۳۶

marfat.cpm

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ــ اہلِ شام کے احرام باندھنے کی جگہ۔	۵۶۸	۱۴۳۷
باب ــ اہلِ نجد کے احرام باندھنے کی جگہ۔	۵۶۹	۱۴۳۸
باب ــ مواقیت کے علاوہ رہنے والوں کے احرام باندھنے کی جگہ۔	۵۷۰	۱۴۳۹
باب ــ اہلِ یمن کی میقات	۵۷۰	۱۴۴۰
باب ــ اہلِ عراق کے لئے میقات ذاتِ عرق ہے۔	۵۷۱	۱۴۴۱
مسئلہ ــ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام مشارق و مغارب پر میری نگاہ۔	۵۷۱	۱۴۴۱
باب ــ ذوالحلیفہ میں نماز پڑھنا	۵۷۲	۱۴۴۲
باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ کے راستہ سے نکلنا۔	〃	۱۴۴۳
باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ عقیق مبارک وادی ہے۔	۵۷۳	۱۴۴۴
باب ــ خوشبو کو کپڑوں سے تین بار دھونا۔	۵۷۴	ــ
باب ــ احرام کے وقت خوشبو لگانا	۵۷۶	۱۴۴۶
باب ــ جس نے بالوں کو جما کر احرام باندھا	۵۷۸	۱۴۴۸
باب ــ مسجد ذوالحلیفہ کے پاس تلبیہ کہنا۔	〃	۱۴۴۹
باب ــ محرم کون سے کپڑے نہ پہنے؟	۵۷۹	۱۴۵۰
باب ــ حج میں سوار ہونا اور کسی کو پیچھے بٹھانا۔	۵۸۰	۱۴۵۱
باب ــ محرم کپڑے، چادر اور تہبند سے کیا پہنے	۵۸۱	ــ
باب ــ جو صبح تک ذوالحلیفہ میں ٹھہرا۔	۵۸۳	۱۴۵۳
باب ــ بلند آواز سے تلبیہ کہنا	۵۸۴	۱۴۵۵
باب ــ تلبیہ	〃	۱۴۵۶
باب ــ لبیک کہنے سے پہلے جانور پر سوار ہونے	۵۸۶	۱۴۵۸

باب	صفحہ	حدیث نمبر
کے وقت تحمید و تسبیح اور تکبیر کہنا۔		
باب ــ جس نے اس وقت لبیک کہا، جبکہ سواری سیدھی کھڑی ہوگئی۔	۵۸۷	۱۴۵۹
باب ــ قبلہ کو متوجہ ہو کر تلبیہ (لبیک) کہنا	۵۸۸	۱۴۶۰
باب ــ جب وادی میں اُترے تو لبیک کہنا۔	۵۸۹	۱۴۶۱
باب ــ حیض اور نفاس والی عورت احرام کس طرح باندھے۔	۵۹۰	۱۴۶۲
مسئلہ۔ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی بحث۔	۵۹۱	۱۴۶۲
باب ــ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے مثل احرام باندھا۔	۵۹۴	۱۴۶۳
باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "حج کے مہینے مقرر ہیں۔	۵۹۷	ــ
باب ــ تمتع اور قران اور صرف حج کا بیان اور جس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو اس کا حج کو فسخ کر دینا۔	۶۰۰	۱۴۶۷
باب ــ جس نے حج کا لبیک کہا اور حج کا نام لیا۔	۶۰۷	
باب ــ تمتع	〃	۱۴۷۷
باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "یہ ان کے لئے جو مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں۔	۶۰۷	

marfat.cpm

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا۔	۶۱۰	۱۴۷۸
باب ۔ مکہ مکرمہ میں رات یا دن کو داخل ہونا۔	۶۱۰	۱۴۷۹
باب ۔ مکہ مکرمہ میں کدھر سے داخل ہو۔	۶۱۱	۱۴۸۰
باب ۔ مکہ مکرمہ میں سے کدھر سے نکلے۔	۶۱۱	۱۴۸۱
باب ۔ مکہ مکرمہ اور اس کی عمارتوں کی فضیلت۔	۶۱۴	۔
مسئلہ ۔ کعبہ کو کئی بار تعمیر کرنے کی تفصیل۔	۶۱۵	۔
مسئلہ ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے اسلام پر دلائل۔	〃	
باب ۔ حرم کی فضیلت۔	۶۲۲	۱۴۹۲
باب ۔ مکہ کے مکانات میں وراثت جاری ہونا اور ان کی خرید و فروخت کرنا۔	۶۲۳	۱۴۹۳
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ تشریف لے جانا۔	۶۲۵	۱۴۹۴
باب ۔ کعبہ پر غلاف چڑھانا	۶۳۱	۱۴۹۹
مسئلہ ۔ غلاف کعبہ بطور تبرک تقسیم کرنا۔	۶۳۲	〃
باب ۔ کعبہ گرانا۔	〃	۱۵۰۰
باب ۔ حجر اسود کے متعلق مذکور روایات	۶۳۳	۱۵۰۲
باب ۔ کعبہ شریف کا دروازہ بند کرنا اور اس کے جس کونہ میں چاہے نماز پڑھے۔	۶۳۴	۱۵۰۳
باب ۔ کعبہ میں نماز پڑھنا	۶۳۵	۱۵۰۴
باب ۔ جو کعبہ میں داخل نہ ہوا	۶۳۶	۱۵۰۵
باب ۔ جس نے کعبہ کے کونوں میں تکبیر کہی۔	۶۳۶	۱۵۰۶
باب ۔ رمل کی ابتداء کیسے ہوئی۔	۶۳۷	۱۵۰۷
باب ۔ جب مکہ آئے تو پہلے طواف میں حجر اسود	۶۳۸	۱۵۰۸

باب	صفحہ	حدیث نمبر
کو بوسہ دینا اور تین بار رمل کرے۔		
باب ۔ حج اور عمرہ میں رمل کرنا۔	۶۳۸	۱۵۰۸
باب ۔ حجر اسود کو چھڑی سے بوسہ دینا۔	۶۴۱	۱۵۱۲
باب ۔ جس نے صرف رکن اسود اور رکن یمانی کو بوسہ دیا۔	۶۴۱	۱۵۱۳
باب ۔ حجر اسود کو بوسہ دینا۔	۶۴۲	۱۵۱۴
باب ۔ جس نے حجر اسود کی طرف اشارہ کیا جب اس کے پاس آیا۔	۶۴۳	۱۵۱۶
باب ۔ حجر اسود کے پاس تکبیر کہنا۔	〃	۱۵۱۷
باب ۔ جو شخص مکہ میں آیا اور اپنے گھر کو لوٹنے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا پھر صفا کی طرف نکلا۔	۶۴۴	۱۵۱۸
باب ۔ عورتوں کا مردوں کے ساتھ طواف کرنا۔	۶۴۶	۱۵۲۱
باب ۔ طواف کرتے وقت باتیں کرنا۔	۶۴۷	۱۵۲۲
باب ۔ جب طواف میں تبسم یا کوئی مکروہ شئی دیکھے۔	〃	۱۵۲۲
باب ۔ کوئی شخص ننگا بیت اللہ کا طواف کرے اور نہ ہی مشرک حج کرے۔	۶۴۸	۱۵۲۴
باب ۔ جب طواف کے دوران ٹھہر جائے۔	۶۴۹	۔
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (طواف میں) سات پھیروں پر دو	۶۵۰	۱۵۲۵

marfat.cpm

باب	صفحہ	حدیث نمبر
رکعتیں پڑھیں۔	۶۵۰	۱۵۲۵
باب ــ جو شخص کعبہ کے پاس نہ گیا اور نہ طواف کیا حتیٰ کہ عرفہ کی طرف چلا گیا اور طواف اوّل کے بعد لوٹا۔	۶۵۱	۱۵۲۶
باب ــ جس نے طواف کی دو رکعتیں مسجد سے باہر پڑھیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حرم سے باہر پڑھیں	۶۵۱	۱۵۲۷
باب ــ جس نے مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے طواف کی دو رکعتیں پڑھیں۔	۶۵۲	۱۵۲۸
باب ــ صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد طواف کرنا	״	۱۵۲۹
باب ــ بیمار سوار ہو کر طواف کرے۔	۶۵۶	۱۵۳۲
باب ــ حاجیوں کو پانی پلانا۔	״	۱۵۳۴
مسئلہ ــ آبِ زمزم کے متعلق بحث۔	۶۵۸	۱۵۳۵
باب ــ آبِ زمزم کے بارے میں۔	۶۵۸	۱۵۳۶
باب ــ قارن کا طواف۔	۶۶۰	۱۵۳۷
باب ــ باوضو طواف کرنا۔	۶۶۳	۱۵۴۰
باب ــ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا وجوب اور یہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔	۶۶۵	۱۵۴۱
باب ــ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔	۶۶۷	۱۵۴۲
باب ــ حائضہ عورت بیت اللہ کے طواف کے سوا حج کے تمام ارکان بجا لائے اور جب صفا مروہ کے درمیان وضوء کے بغیر سعی کرے۔	۶۷۰	۱۵۴۷ تا ۱۵۴۹
باب ــ اہل مکہ کے لئے بطحاء اور دیگر میقات سے احرام باندھنا اور حج کرنے والے جب وہ منیٰ کی طرف نکلیں۔		
باب ــ مترویہ کے روز ظہر کی نماز کہاں پڑھے	۶۷۴ ۶۷۵	۱۵۵۰

۲۶ رجب ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۸۰ء

غلام رسول رضوی

marfat.cpm

marfat.com

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (حشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

تفہیم البخاری پبلیکیشنز

فیصل آباد

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ھیں

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (الحشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر:

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی

P-41 سنت پورہ فیصل آباد

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرہ، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔ اور خلاف ورزی کرنیوالے کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

Copyright ©
All Rights reservd
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act and should be a punishable.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لیگل ایڈوائزر رانا علی عباس خاں (ایڈووکیٹ) چیمبر نمبر 119 ضلع کچہری فیصل آباد

TAFHEEM-UL-BUKHARI PUBLICATIONS
P-41, Santpura Faisalabad. Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

تفہیم البخاری پبلیکیشنز P-41 سنت پورہ فیصل آباد
Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

marfat.com
Marfat.com

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (الحشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

جلد سوم

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر:

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی

P-41 سنت پورہ فیصل آباد

marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفہیم البخاری

تعداد ..... گیارہ سو (1100)

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد

کتابت: حکیم محمود الحسن خاں اسلام پورہ، منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

طبع: علی پرنٹنگ پریس دربار ہسپتال روڈ لاہور

ہدیہ روپے

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Mob:0300-9650276 Fax:+92-41-2643623

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ السَّابِعُ

بَابُ الصَّلٰوةِ بِمِنًى

۱۵۵۲ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهٖ۔

۱۵۵۳ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِیِّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِیِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ اَکْثَرُ مَا کُنَّا قَطُّ وَاٰمَنُهٗ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساتواں پارہ

باب — منیٰ میں نماز پڑھنا

۱۵۵۲ — ترجمہ: ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، نے اپنے والد سے بیان کیا کہ انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور ابتداء خلافت میں عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی۔

marfat.com
Marfat.com

۱۵۵۴ ـــــ حَدَّثَنَا ـــــ قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ اَبِي بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَفَرَّقَتْ بِكُمُ الطُّرُقُ فَيَالَيْتَ حَظِّيْ مِنْ اَرْبَعِ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ ۔

ترجمہ : حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی حالانکہ ہم کسی بھی وقت اس سے زیادہ ۱۵۵۳ ـــــ
نہ تھے اور نہ ہی اس وقت سے زیادہ بے خوف تھے ،،

ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دو رکعت نماز پڑھی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو رکعت ۱۵۵۴ ـــــ
نماز پڑھی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر تمہارے طریقے مختلف ہو گئے کاش چار رکعتوں میں سے میرا حصہ دو مقبول رکعتیں ہوں ،،

شرح : نَحْنُ اَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَاٰمَنَهٗ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ یہ جملہ حالیہ ہے لفظ نَحْنُ مبتداء اور ما نافیہ اس کی خبر ہے ،، اَكْثَرَ ،، منصوب ۱۵۵۲ ـــــ
۱۵۵۳ ـــــ
کان کی خبر ہے ،، قَطُّ ،، کا متعلق محذوف ہے ، اصل عبارت اس طرح ہے ۱۵۵۴ ـــــ
وَنَحْنُ مَا كُنَّا فِيْ وَقْتٍ مِنَ الْاَوْقَاتِ اَكْثَرَ مِنَّا فِيْ ذَالِكَ الْوَقْتِ وَلَا اٰمَنَ مِنَّا فِيْهِ ،، یعنی ہم کسی وقت اس سے زیادہ نہ تھے اور نہ ہی اس وقت سے زیادہ بے خوف تھے ،، امام ابوحنیفہ مالک شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ سفر میں نماز کو قصر کر کے پڑھنا جائز ہے ۔ سفر میں خوف ہو یا نہ ہو جب تین مراحل سفر کا ارادہ ہو تو آبادی سے باہر نکلنے کے بعد قصر جائز ہے اس میں سفر خوف یا سفر حج و عمرہ یا سفر جہاد کی شرط نہیں اگرچہ بعض سلف نے یہ شرط ذکر کی ہے اور نہ ہی یہ شرط ہے کہ سفر طاعت ہو ۔ البتہ امام مالک شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے کہا ہے کہ اگر سفر معصیت ہو تو قصر جائز نہیں ۔ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ہر سہ میں قصر جائز فرماتے ہیں ۔ بخاری میں مذکور تین احادیث سے دو حکم معلوم ہوتے ہیں ۔ ایک یہ کہ جب سفر قصر ہو تو مسافر اگرچہ کتنا ہی استراحت اور امن میں ہو وہ قصر کرے گا اور یہ شرط نہیں کہ دشمن کا خوف ہو تو ہی قصر جائز ہے اور قرآن کریم میں فتنہ کے خوف کا ذکر مقتضیٰ حال کے اعتبار سے ہے اور یہ محض ایک اتفاق ہے ۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ نماز کا قصر کر کے پڑھنا ضروری ہے افضل نہیں اور مغرب کے سوا دو رکعت سے زیادہ فرض پڑھنے میں اساءت ہے ۔ امام مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ،، اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان شریف پر حضر میں چار رکعتیں ، سفر میں دو رکعتیں اور بحالت خوف باجماعت ایک رکعت نماز فرض فرمائی ،، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پہلے نماز

marfat.com
Marfat.com

دو رکعتیں فرض ہوئیں سفر کی نماز تو بحال رہی اور حضر میں اس پر اضافہ کیا گیا ،، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ (قصر الصلوٰۃ) صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ کیا ہے اس کا صدقہ قبول کرو ،، علماءِ اصول نے کہا جس صدقہ میں تملیک کا احتمال نہ ہو وہ اسقاط محض ہوتا ہے اور مسترد نہیں کیا جا سکتا جیسے مقتول کے ورثہ قصاص معاف کر دیں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے ! لہٰذا بحالتِ سفر اتمامِ صلوٰۃ جائز نہیں بخلاف صیام رمضان کے کیونکہ قرآن کریم نے سفر کے روزوں کی تاخیر کر کے قضاء کا حکم فرمایا ہے ان کا صدقہ نہیں فرمایا ، لہٰذا اگر بحالتِ سفر رمضان کے روزے نہ رکھ سکیں تو ان میں رخصت ہے کہ رمضان کے بعد قضاء کر لئے جائیں اور اگر کوئی رمضان میں رکھ لے تو افضل ہے ۔ صیام رمضان اور صلوٰۃِ سفر میں کوئی قدر مشترک نہیں جس کے ذریعہ صیام پر صلوٰۃ کو قیاس کر کے سفر میں اتمامِ صلوٰۃ کو افضل کہا جائے ،، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ابتداء خلافت میں صلوٰۃِ سفر میں قصر کرتے تھے پھر انھوں نے اس میں تاویل کی اور نماز پوری پڑھتے تھے اور وہ یہ کہ جب مسافر سفر کر رہا ہو تو وہ قصر کرے گا اور اگر بالفعل سفر نہ کر رہا ہو تو قصر و اتمام دونوں جائز ہیں یہی تاویل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی ہے ،، نیز انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ " اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ قصر کرنے میں حرج نہیں لہٰذا قصر مباح ہے ! بعض لوگ کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان امام المؤمنین اور عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں گویا وہ دونوں اپنے گھر میں ہیں اس لئے نماز میں اتمام کرتے تھے ۔ یہ تاویل صحیح نہیں کیونکہ اس سے بڑھ کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ مقام پر فائز تھے اسی طرح ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما امام المؤمنین مگر وہ ہمیشہ سفر کی نماز میں قصر کرتے رہے ،، بعض نے کہا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں بیوی تھی یہ تاویل بھی درست نہیں کیونکہ حجۃ الوداع میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں بایں ہمہ آپ نماز میں قصر فرماتے تھے ۔ بعض نے یہ کہا دور دراز کے دیہات سے لوگ حج کرنے آئے تھے اس لئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز میں اتمام کیا کہ اگر قصر کرتے تو عوام یہ سمجھ لیتے کہ نماز صرف دو رکعتیں ہے ۔ یہ تاویل بھی باطل ہے کیونکہ اس قسم کا خدشہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع میں بھی ممکن تھا بلکہ اس وقت اس سے بھی زیادہ ایسا گمان ہو سکتا تھا جبکہ عوام کا ہجوم حجۃ الوداع میں حد شمار سے باہر تھا اور اطراف و اکناف سے اعراب آئے ہوئے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں قصر فرمائی ،، بعض نے کہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں اقامت کر لی تھی ۔ یہ تاویل بھی قابلِ غور ہے کیونکہ مہاجرین کے لئے مکہ میں تین روز سے زیادہ اقامت حرام تھی ،، بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ حضرت عثمان غنی کی مکہ مکرمہ میں زمین تھی مگر یہ وجہ موجہ نہیں ہے ۔ کیونکہ کسی جگہ زمین کا ہونا اتمام و قصر کا مقتضی نہیں ،، سیدنا عثمان غنی اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اتمامِ صلوٰۃ کا مبنیٰ یہی تھا مگر احناف نے جو احادیث قصرِ صلوٰۃ میں ذکر کی ہیں وہ اس تاویل کو مسترد کرتی ہیں اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کاش چار رکعتوں سے میرا حصہ دو رکعتیں مقبول ہوں ۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

١٥٥٥ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ شَكَّ النَّاسُ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ۔

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ إِذَا غَدَا مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ

باب ـــــ عرفہ کے دن روزہ رکھنا،،

١٥٥٥ ـــــ ترجمہ : سالم نے کہا میں نے ام فضل کا آزاد کردہ غلام عُمیر کو ام فضل سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ لوگوں کو عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ میں شک گزرا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شربت بھیجا جسے آپ نے نوش فرمالیا،،

١٥٥٥ ـــــ شرح : اس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن روزے سے نہ تھے، اس جملہ میں حدیث عنوان کے موافق ہے۔ صحیح مسلم میں عرفہ کا روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے مگر یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو عرفات میں نہ ہوں اور جو حاجی عرفات میں ہوں انھیں روزہ نہیں رکھنا چاہیئے تاکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہو اور دعاء اور اعمالِ حج بجالانے میں کمزوری واقع نہ ہو۔ ابن لطال مالکی نے کہا عرفہ کے روزہ میں علماء کا اختلاف ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے یہ روزہ نہیں رکھا اور میں بھی نہیں رکھتا ہوں،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص عرفہ کا روزہ رکھنا چاہے وہ ہمارا ساتھی نہ بنے کیونکہ یہ دن تکبیر کہنے اور کھانے پینے کا دن ہے،، امام مالک، ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم اس دن افطار پسند کرتے ہیں،، عطاء نے کہا جو شخص عرفہ کا روزہ نہ رکھے تاکہ حج کے اعمال اور اذکار میں کمزوری نہ ہو اس کو روزے دار سا ثواب ملتا ہے۔ قتادہ نے کہا جب دُعاء کرنے میں کمزوری نہ ہو تو روزہ رکھنے میں حرج نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا حج کرنے والا روزہ نہ رکھے۔ دوسروں کے لئے میں روزہ رکھنا اچھا سمجھتا ہوں،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محافل و مجالس میں کھانا پینا مباح ہے اور عورتوں سے ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ اور ان سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ یہ اس کے اپنے مال سے ہے یا اس کے شوہر کے مال سے ہے جبکہ اتنی قدر ہدیہ میں لوگ بخل نہ کرتے ہوں (عینی)

marfat.com
Marfat.com

۱۵۵۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الشَّامِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي بَكْرِ الثَّقَفِيِّ اَنَّهُ سَاَلَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ۔

بَابُ التَّهْجِيْرِ بِالرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ

۱۵۵۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ الشَّامِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ اِلَى الْحَجَّاجِ اَنْ لَا يُخَالِفَ

باب — جب منیٰ سے عرفات جائے تو تکبیر اور تلبیہ کہنا

ترجمہ : محمد بن ابی بکر ثقفی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا جبکہ وہ دونوں منیٰ سے عرفات جا رہے تھے ،، تم لوگ اس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس طرح کرتے تھے انس نے کہا ہم میں سے بعض لبیک کہتے تھے ان کو کوئی برا نہیں کہتا تھا اور بعض تکبیر کہتے تھے ان کو کوئی برا نہیں کہتا تھا ،،

۱۵۵۶ — شرح : مُہِلّ اہلال سے ہے اس کا معنیٰ تلبیہ کہنے میں آواز بلند کرنا ہے ۔ ،، غَادِيَانِ ،، کا معنیٰ صبح کا سفر ہے ۔

ترکیب : ،، هما غاديان ،، جملہ اسمیہ حالیہ ہے ،، یعنی وہ دونوں صبح کو منیٰ سے عرفات جا رہے تھے ،، حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عرفہ کے روز صبح منیٰ سے عرفات روانہ ہوں اور تلبیہ اور دیگر اذکار سے جو چاہیں کریں اس میں کسی پر عیب لگانا درست نہیں مسلم کی روایت میں ہے ہم میں سے بعض تلبیہ اور بعض تکبیر کہتے تھے اور کوئی بھی ایک دوسرے پر عیب نہ لگاتا تھا ۔ دراصل اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ عرفہ کی صبح کو تلبیہ کہنا بند کر دے ۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سنت یہ ہے کہ جمرہ عقبہ کو رمی کرنے تک تلبیہ ترک نہ کرے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — عرفہ کے دن دوپہر کو روانہ ہونا

۱۵۵۷ — ترجمہ : سالم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ وہ حج کے [illegible] میں عبداللہ بن عمر کی مخالفت نہ کرے ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

ابْنَ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا مَعَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الْحَجَّاجِ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ مَالَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ قَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَانْظُرْنِي حَتّٰى أُفِيْضَ عَلٰى رَأْسِي ثُمَّ أَخْرُجَ فَنَزَلَ حَتّٰى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي فَقُلْتُ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَاقْصِرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ۔

عرفہ کے دن اس وقت آئے جب سورج ڈھل چکا تھا اور میں اُن کے ہمراہ تھا اُنھوں نے حجاج کے خیمہ کے پاس بلند آواز سے پکارا وہ باہر آیا جبکہ اس پر کسم کی رنگی ہوئی چادر تھی اور بولا اے ابا عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ عبداللہ بن عمر نے کہا اگر سنت کی اتباع کرنا چاہتا ہے تو جلدی چلو حجاج نے کہا اسی وقت؟ فرمایا ہاں! حجاج نے کہا مجھے کچھ مہلت دیں میں اپنے سر پہ پانی بہالوں (غسل کرلوں) پھر باہر آتا ہوں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سواری سے اُترے حتی کہ حجاج باہر آیا اور میرے اور میرے والد کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے کہا اگر سنت کی پیروی کرنا چاہتے ہو تو خطبہ مختصر کرو کرو اور وقوف میں جلدی کرو اُس نے حضرت عبداللہ کی طرف دیکھنا شروع کیا جب عبداللہ نے یہ دیکھا تو فرمایا سالم نے سچ کہا ہے!

۱۵۵۷ —— **شرح**: اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ سورج کا زوال دوپہر کا وقت ہے اس وقت شدت کی گرمی ہوتی ہے یہ موقف کی طرف جانے کا وقت ہے اسی لئے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے حجاج کو اس پر مجبور کیا کہ اگر سنت کی پیروی کا ارادہ ہے تو جلدی چلو "تہجیر بالرواح" سے مراد نمرہ مقام سے عرفہ میں وقوف کی جگہ پہنچنا ہے "نمرہ" عرفات کے قریب ایک مقام ہے جو حرم سے باہر اس کے کنارے اور عرفات کے کنارے کے درمیان ہے! یہ امام کے ٹھہرنے کا مقام ہے اسی جگہ حجۃ الوداع کے موقع پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ نصب کیا گیا تھا، عرفہ کے دن ظہر کی نماز اوّل وقت میں پڑھنا سنت ہے اس پہ ساری امت کا اتفاق ہے، اور سلام پھیرنے کے بعد نماز سے فارغ ہوکر اسی وقت میں عصر کی نماز پڑھنے میں سب کا اتفاق ہے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں فاجر حاکم کی اقتداء جائز ہے جبکہ اس کا فجور اسے اسلام سے خارج نہ کرے، اور سنت کی اقامت کے لئے علماء کا ظالم بادشاہ کے پاس جانا جائز ہے اس میں عیب نہیں، اور ادنیٰ شخص افضل اور اعلیٰ پہ امیر بن سکتا ہے، اور دین کے امور میں بادشاہ یا اس کے نائب کو علماء کی ہدایت پر عمل کرنا چاہیئے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس روز زوال کے بعد اذان ہوجانے کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے دو خطبے دے جیسے جمعہ کا خطبہ ہوتا ہے اگر زوال سے پہلے خطبہ دیا تو جائز ہے۔

احناف کے مذہب کے مطابق حج میں تین خطبے ہیں۔ امام ذوالحجہ کی ساتویں تاریخ کو خطبہ دے اور اس میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْوُقُوْفِ عَلَى الدَّابَّةِ بِعَرَفَةَ

۱۵۵۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهِ فَشَرِبَهُ۔

منیٰ کی طرف جانے کا طریقہ بیان کرے۔ دوسرا خطبہ عرفہ کے دن کا ہے اس میں لوگوں کو مزدلفہ میں وقوف، رمی جمار، نحر اور طوافِ زیارت کے احکام بتائے۔ تیسرا خطبہ گیارہ ذوالحجہ کو منیٰ میں حج ادا کرنے کی توفیق پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

لغات: سُرادِق خیمہ کے چاروں طرف محیط قنات ہے اس میں دروازہ ہوتا ہے جس میں سے گزر کر خیمہ میں داخل ہوتے ہیں اس کو فارسی میں "سرابردہ" کہا جاتا ہے!

باب — عرفہ میں سواری پر وقوف کرنا

۱۵۵۸ — **ترجمہ:** اُمِ فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے جو ان کے پاس تھے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفہ کے دن روزہ رکھنے میں اختلاف کیا بعض نے کہا آپ روزہ سے تھے اور بعض نے کہا روزہ سے نہ تھے۔ ام فضل نے آپ کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا جبکہ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پی لیا"

۱۵۵۸ — **شرح:** ام فضل کا نام لبابہ بنت حارث ہے، "عُمیر" ام فضل کا آزاد کردہ غلام ہے" ۱۵۵۵ میں عمیر کو ام فضل کا مولیٰ ذکر کیا ہے اور اس حدیث میں عبداللہ بن عباس کا مولیٰ مذکور ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دونوں کا مولیٰ ہے یا وہ ام فضل کا مولیٰ ہے اور مجازاً عبداللہ بن عباس کی طرف نسبت کی گئی ہے یا اس کے برعکس ہے"

"فَاَرْسَلَتْ" متکلم یا غیب کا صیغہ ہے دونوں طرح صحیح ہے"

علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ عرفہ جانے کے لئے سوار ہونا افضل ہے یا پیدل چلنا افضل ہے۔ جمہور علماء نے سوار ہونے کو افضل کہا ہے کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں سواری پر وقوف کیا تھا یا اس لئے کہ سواری پر دعا اور انکساری میں کوشش کرنے میں مدد ملتی ہے جبکہ اس مقام میں یہی مطلوب ہے امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کا یہی مختار مسلک ہے"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِعَرَفَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مَعَ الْاِمَامِ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوْسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ كَيْفَ نَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلٰوةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ صَدَقَ اِنَّهُمْ كَانُوْا يَجْمَعُوْنَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ اَفَعَلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَالِمٌ وَهَلْ تَتَّبِعُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ اِلَّا سُنَّتَهٗ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سواری کی پشت پر وقوف مباح ہے اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَهَا مَنَابِرَ" جانوروں کی پشتوں کو منبر نہ بناؤ" بظاہر یہ روایت باب کی حدیث کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بلا ضرورت سواری کی پشت پر وقوف منع ہے۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — "عرفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب امام کے ساتھ (نماز باجماعت) نماز فوت ہو جاتی تو دونوں نمازوں (ظہر و عصر) کو جمع کر کے پڑھتے" لیث نے کہا مجھے عقیل نے ابن شہاب سے خبر دی انھوں نے کہا مجھے سالم نے خبر دی کہ حجاج بن یوسف جس سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کرنے آیا تو اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ آپ عرفہ کے دن موقف میں کیا کرتے ہیں؟ سالم بن عبداللہ نے کہا اگر سنت کی پیروی کرنا چاہتے ہو تو عرفہ کے دن ظہر کی نماز دوپہر کو پڑھو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سالم نے سچ کہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ظہر و عصر کی نماز سنت کے مطابق جمع کرتے تھے ابن شہاب نے کہا میں نے سالم سے کہا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا ہے؟ سالم نے کہا تم اس میں آپ کی سنت کی پیروی تو کرتے ہو"

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ظہر اور عصر وہی شخص جمع کر کے پڑھ سکتا ہے جو امام کے ساتھ پڑھے امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا اس جمع کا سبب سفر ہے اس لئے مکہ میں رہنے والے لوگوں کے لئے جمع کر کے پڑھنا جائز نہیں اور نہ ہی وہ شخص جمع کر سکتا جس نے مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کر لی ہو" اس اختلاف کے باعث امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حکم کی وضاحت نہیں کی"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

۱۵۵۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ ابْنَ مَرْوَانَ كَتَبَ اِلَى الْحَجَّاجِ اَنْ يَاْتَمَّ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَاءَ ابْنُ عُمَرَ وَاَنَا مَعَهٗ حِيْنَ زَاغَتِ اَوْ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ فُسْطَاطِهٖ اَيْنَ هٰذَا فَخَرَجَ اِلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ الرَّوَاحَ فَقَالَ الْاٰنَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ اَنْظِرْنِيْ اُفِضْ عَلٰى مَاءٍ فَنَزَلَ ابْنُ عُمَرَ حَتّٰى خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَبِيْ فَقُلْتُ لَوْ كُنْتَ تُرِيْدُ اَنْ تُصِيْبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ صَدَقَ ۔

باب — عرفہ میں خطبہ مختصر پڑھنا

۱۵۵۹ ترجمہ : سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کو لکھا کہ حج کے امور میں عبداللہ بن عمر کی پیروی کرے جب عرفہ کا دن تھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس وقت آئے جب سورج ڈھل چکا تھا اور میں ان کے ساتھ تھا انھوں نے حجاج کے خیمہ کے پاس بلند آواز سے پکارا کہ یہ کہاں ہے ؟ وہ باہر آیا تو حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا چلنا ہے ۔ حجاج نے کہا ابھی چلنا ہے ؟ عبداللہ نے کہا ہاں حجاج نے کہا مجھے تھوڑی سی مہلت دیں کہ میں سر پر پانی بہالوں ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اتر گئے حتی کہ وہ باہر آیا اور میرے اور میرے والد کے درمیان چلنے لگا ۔ میں نے کہا اگر سنت کو پانا چاہتے ہو تو آج خطبہ مختصر کرو اور وقوف میں جلدی کرو ابن عمر نے کہا ٹھیک ہے ۔

۱۵۵۹ — شرح : لفظ "ھٰذا" سے حجاج کی طرف اشارہ کیا ۔ اس میں اس کی تحقیر مطلوب ہے یعنی یہ ذلیل انسان یہاں موجود ہے ؟ کیونکہ وہ احکام شرع میں بہت تقصیر کرتا تھا اس موقعہ پر بھی اس نے جلدی چلنے میں تقصیر کی تھی ۔

صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں اس کے بعد ایک باب "التعجیل الی الموقف" کا اضافہ ہے ۔ چنانچہ بخاری نے کہا اس باب میں بھی مالک کی ابن شہاب سے حدیث ذکر کی جاتی ہے لیکن میرا مقصد یہ ہے کہ اس کتاب میں کسی حدیث کا تکرار نہ ہو ، بخاری کی اس عبارت سے یہ وضاحت ہوتی ہے کہ اس میں کوئی حدیث مکرر نہیں جو بظاہر مکرر نظر آتی ہیں ۔ وہ کسی قید ، اجمال ، زیادتی ، نقصان اور اسناد میں تفاوت سے خالی نہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّعْجِيلِ إِلَى الْمَوْقِفِ قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ يُزَادُ فِي هٰذَا الْبَابِ هَمْ هٰذَا الْحَدِيْثُ حَدِيْثُ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَلٰكِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُدْخِلَ فِيْهِ غَيْرَ مُعَاذٍ۔

بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ۔ ۱۵۶۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ أَطْلُبُ بَعِيْرًا لِيْ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِيْ فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ هٰذَا وَاللّٰهِ مِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هٰهُنَا۔

باب — عرفہ میں وقوف کرنا (ٹھہرنا)

۱۵۶۰ — ترجمہ: جُبَیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں اپنا اونٹ تلاش کرنے نکلا (اسناد آخر) جُبَیر بن مطعم نے کہا میں نے اپنا اونٹ گم پایا اور عرفہ کے دن اس کو تلاش کرنے نکلا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ میں کھڑے دیکھا تو میں نے کہا بخدا! یہ تو حُمس (قریش) سے ہیں پھر ان کا یہاں کیا کام ہے؟

۱۵۶۰ — شرح: قریش کا طریقہ تھا کہ وہ حرم سے باہر نہیں نکلتے تھے اور عرفات میں وقوف نہ کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ" پھر بات یہ ہے اے قریشیو! تم بھی وہاں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جُبَیر بن مطعم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں ٹھہرے ہوئے دیکھا۔ حالانکہ قریش عرفات میں نہیں ٹھہرتے تھے"

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہجری میں حجۃ الوداع کیا تھا اور اس وقت جُبَیر بن مطعم مسلمان تھے کیونکہ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے ایک روایت کے مطابق خیبر فتح ہونے والے سال میں وہ مسلمان ہوئے تھے تو ان کا انکار یا تعجب سے سوال کرنے کی کیا وجہ ہے؟ پھر اس کا جواب دیا کہ شائد ان کو اس وقت یہ آیت کریمہ "ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ" کا علم نہ ہو یا یہ سوال انکار اور تعجب کے باعث نہ ہو بلکہ قریش کی مخالفت کی حکمت مطلوب ہو کیونکہ قریش عرفات میں نہیں ٹھہرتے تھے اور یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے بھی حج کئے ہیں یہ اس وقت کا واقعہ ہو جبکہ اس وقت جُبَیر مسلمان نہ تھے چنانچہ اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے فضل بن موسیٰ سے روایت ذکر کی کہ جبیر بن مطعم نے کہا جاہلیت کے زمانہ میں میرا گدھا گم ہو گیا اور میں نے ڈھونڈتے ہوئے اس کو عرفہ میں پایا وہاں میں نے جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

۱۵۶۱ ـــ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِی الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ عُرْوَةُ كَانَ النَّاسُ يَطُوفُونَ فِی الْجَاهِلِيَّةِ عُرَاةً اِلَّا الْحُمْسَ وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ وَكَانَتِ الْحُمْسُ يَحْتَسِبُونَ عَلَى النَّاسِ يُعْطِی الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ يَطُوفُ فِيهَا وَتُعْطِی الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ الثِّيَابَ تَطُوفُ فِيهَا فَمَنْ لَمْ تُعْطِهِ الْحُمْسُ طَافَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا وَكَانَ يُفِيضُ جَمَاعَةُ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَيُفِيضُ الْحُمْسُ مِنْ جَمْعٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِی اَبِی عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِی الْحُمْسِ ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ قَالَ كَانُوا يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ فَدُفِعُوا اِلَى عَرَفَاتٍ ـ

صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں لوگوں کے ساتھ کھڑے دیکھا جب میں مسلمان ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دے رکھی تھی۔

۱۵۶۱ ـــ ترجمہ : حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا جاہلیت میں حُمس کے سوا لوگ ننگے ہو کر طواف کرتے تھے اور حُمس قریش اور ان کی اولاد ہیں قریش نیکی سمجھ کر لوگوں کو کپڑے دیتے۔ مرد مرد کو کپڑے دیتا اور ان میں طواف کرتا اور عورت عورت کو کپڑے دیتی وہ ان میں طواف کرتی جس کو قریش کپڑے نہ دیتے وہ ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتا ،، لوگ عرفات سے پلٹتے اور قریش مزدلفہ سے واپس آجاتے تھے ،، ہشام نے کہا اور میرے باپ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے مجھے خبر دی کہ یہ آیت کریمہ " ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ ،، قریش کے بارے میں نازل ہوئی" انھوں نے کہا وہ مزدلفہ سے پلٹ آتے تھے اس لئے ان کو عرفات کی طرف بھیجا گیا ،،

۱۵۶۱ ـــ شرح : لغات ،، عُرَاۃ ، عاری کی جمع ہے " ننگے ،، يَحْتَسِبُونَ" نیکی سمجھ کر کپڑے دیتے تھے ،، حُمس ،، احمس کی جمع ہے۔ قریش کو حُمس اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ اپنے دین میں بہت شدت کرتے تھے کیونکہ وہ منیٰ کے دنوں میں سایہ تلے نہ کھڑے ہوتے تھے اور نہ ہی اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل ہوتے تھے ،، عرفات ،، موقف کا نام ہے جہاں حاجی نو ذوالحجہ کو ٹھہرتے ہیں۔ عرفات سارا موقف ہے۔ یہاں ٹھہرنا فرض ہے اس کے بغیر حج نہیں ہوتا اسی طرح مزدلفہ بھی سارا موقف ہے !،، عرفات کا یہ نام اس لئے ہے کہ آدم علیہ السلام جنت سے سرزمین ہندوستان میں اُترے اور حوا علیہا السلام جدہ میں نازل ہوئیں اور اس میدان میں ان کی ملاقات ہوئی تو انھوں نے ایک دوسرے کو پہچانا یا اس لئے کہ یہاں لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ اس میدان میں لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں ،، اور مزدلفہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس میدان میں حضرت آدم علیہ السلام حوا علیہا السلام کے قریب ہوئے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السَّيْرِ إِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ۔

۱۵۶۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا جَالِسٌ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ فَجْوَةٌ مُتَّسَعٌ وَالْجَمْعُ فَجَوَاتٌ وَفِجَاءٌ وَكَذٰلِكَ رَكْوَةٌ وَرِكَاءٌ مَنَاصٌ لَيْسَ حِينَ فِرَارٍ

باب — عرفہ سے واپسی کے وقت چلنے کی کیفیت

۱۵۶۲ — ترجمہ: ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا جبکہ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں عرفہ سے واپسی کے وقت کس کیفیت سے چل رہے تھے؟ انھوں نے کہا تیز رفتاری سے چل رہے تھے اور جب وسیع میدان پاتے تو اور تیز چلتے تھے ہشام نے کہا "نص" زیادہ تیز چلنے کو کہتے ہیں، "فجوۃ" وسیع میدان ہے، اس کی جمع فجوات اور فجاء ہے اسی طرح "رکوہ اور رکاء" ہے! مناص، کا معنی بھاگنے کا وقت نہیں رہا،

۱۵۶۲ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت "کَانَ یَسِیْرُ الْعَنَقَ" سے واضح ہوتی ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفہ سے واپس ہوئے تو آپ کے چلنے کی کیفیت یہی تھی، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عرفہ سے مزدلفہ کی طرف واپسی میں جلدی وقت کی قلت کے باعث کی جاتی ہے کیونکہ سورج غروب ہونے کے وقت مزدلفہ کو جانا ہوتا ہے جو عرفات سے تقریباً تین میل دور ہے اور وہاں جاکر مغرب کے وقت میں دونوں نمازیں مغرب وعشاء پڑھی ہوتی ہیں اس لئے نماز کے لئے چلنے میں عجلت کی جاتی ہے اور رفتار کی کیفیت تو حدیث سے واضح ہے البتہ وادئ محسر میں رفتار اور بھی تیز کی جاتی ہے کیونکہ ترمذی میں صحیح حدیث ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وادی محسر میں بہت تیز رفتار سے چلے تھے"

"عرفات" جمع ہے اس کا واحد نہیں، یہ اس وسیع میدان کا نام ہے جہاں حاجی نو ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں، اس حدیث کے آخر میں مصنف نے "مناص لیس حین فرار" ذکر کیا ہے اس کا مقصد اس وہم کا ازالہ ہے کہ مناص اور نص، میں سے ہر ایک دوسرے سے مشتق ہے، اسامہ، حضرت زید کے صاحبزادے ہیں جو محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ نے زید کو آزاد فرمایا تھا اس لئے ان کو مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے تھے!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ النُّزُوْلِ بَيْنَ عَرَفَةَ وَجَمْعٍ

۱۵۶۳ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ اِلَى الشِّعْبِ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ فَتَوَضَّاَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُصَلِّيْ قَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ۔

۱۵۶۴ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ غَيْرَ اَنَّهٗ يُمِرُّ بِالشِّعْبِ الَّذِيْ اَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُ فَيَنْتَقِضُ وَيَتَوَضَّاُ وَلَا يُصَلِّيْ حَتّٰى يُصَلِّيَ بِجَمْعٍ۔ ۱۵۶۵ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ حَرْمَلَةَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْاَيْسَرَ الَّذِيْ دُوْنَ الْمُزْدَلِفَةِ اَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوْءَ فَتَوَضَّاَ وُضُوْءً خَفِيْفًا فَقُلْتُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ

باب ـــ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اُترنا

۱۵۶۳ ـــ ترجمہ: اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے واپس ہوئے تو گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے اور قضائے حاجت کے بعد وضو کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نماز پڑھیں گے؟ آپ نے فرمایا نماز آگے جا کر پڑھیں گے!

۱۵۶۴ ـــ ترجمہ: نافع نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ پڑھتے تھے، مگر یہ کہ اس گھاٹی کی طرف مڑ جاتے جدھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوتے تھے وہاں قضائے حاجت کرتے اور وضو کرتے اور نماز نہ پڑھتے حتی کہ مزدلفہ آکر نماز پڑھتے۔

۱۵۶۵ ـــ ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا میں عرفات سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا جب جناب رسول اللہ صلی

marfat.com
Marfat.com

أَمَامَكَ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ جَمْعٍ قَالَ كُرَيْبٌ فَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى بَلَغَ الْجَمْرَةَ ۔

اللہ علیہ وسلم گھاٹی کے بائیں جانب جو مزدلفہ کے قریب ہے پہنچے تو اونٹنی کو بٹھایا اور پیشاب کیا پھر تشریف لائے میں نے آپ پر وضوء کا پانی ڈالا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلکا سا وضوء فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز پڑھنی ہے؟ آپ نے فرمایا نماز آگے جاکر پڑھنی ہے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے حتیٰ کہ مزدلفہ تشریف لائے اور نماز پڑھی پھر مزدلفہ کی صبح کو فضل بن عباس آپ کے ساتھ بیٹھے کریب (مولی ابن عباس) نے کہا مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فضل سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ کہتے رہے حتیٰ کہ جمرہ عقبہ پر پہنچے ،،

١٥٦٣، ١٥٦٤، ١٥٦٥ ــــ

شرح : حدیث ع ١٥٦٣ کی باب کے عنوان سے مناسبت ان الفاظ میں ہے ۔

،، مَالَ إِلَى الشِّعْبِ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ،، کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نزول فرمایا اور وہ عرفہ اور مزدلفہ کے درمیان جگہ ہے اور حدیث ع ١٥٦٤ کی باب کے عنوان سے مناسبت غَيْرَ أَنَّهٗ يَمُرُّ بِالشِّعْبِ فَيَدْخُلُ فَيَتَغَوَّطُ ،، میں ہے اور یہ واضح ہے اور حدیث ع ١٥٦٥ کی مناسب ،، فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِيْ دُوْنَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ،، کے الفاظ میں ہے کیونکہ اناخہ اور بول نزول کے باعث ہوتا ہے اور یہ عرفہ اور مزدلفہ کے درمیان ہے ان روایات سے واضح صورت یہ سامنے آتی ہے کہ عرفات سے باہر نکلتے وقت سوار ہونا جائز ہے اور سواری اگر طاقتور ہو اور دو اشخاص کا بوجھ برداشت کر سکے تو اس پر دو شخص سوار ہو سکتے ہیں اور وضوء کرنے میں دوسرے شخص سے استعانت جائز ہے، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی شرح میں ذکر کیا کہ استعانت اگر پانی حاضر کرنے کی صورت میں ہو تو اس کے جواز میں کسی کا اختلاف نہیں اگر متوضی کے اعضاء پر پانی بہانے کی صورت میں ہو تو صحیح تر یہی ہے کہ یہ بلا کراہت جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان جواز کے لئے یہ کیا تھا یا کسی ضرورت کے پیش نظر تھا اور اگر متوضی کے اعضاء پر پانی ڈال کر انھیں دھونے کی صورت میں ہو تو یہ بلا عذر مکروہ ہے اگر متوضی معذور ہو تو اسے اس صورت میں وضوء کروانا جائز ہے ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا کہ وضوء میں تخفیف ایک ایک بار اعضاء دھونے سے ہے یا عام حالات کی نسبت پانی استعمال کرنے میں تخفیف ہے اور اس حدیث سے اِسْتِعَانَتْ فِي الْوُضُوْءِ کا جواز ملتا ہے ۔ پہلے ہم ذکر کر آئے ہیں کہ اس کی تین قسمیں ہیں ،، اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب حاجی عرفات سے نکلیں تو مغرب کی نماز مزدلفہ میں عشاء کے ساتھ جمع کر کے پڑھی جائے اس کی تفصیل آنے والی احادیث کی شرح میں ذکر ہوگی ۔ انشاء اللہ ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسَّكِيْنَةِ عِنْدَ الْاِفَاضَةِ وَاِشَارَتِهٖ اِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ ۔ ۱۵۶۶ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سُوَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ مَوْلَى وَالِبَةَ الْكُوْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهٗ زَجْرًا شَدِيْدًا وَضَرْبًا لِلْاِبِلِ فَاَشَارَ بِسَوْطِهٖ اِلَيْهِمْ وَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ اَوْضَعُوْا اَسْرِعُوْا خِلَالَكُمْ مِنَ التَّخَلُّلِ بَيْنَكُمْ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا بَيْنَهُمَا ۔

باب ـــ عرفات سے لوٹتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آرام سے چلنے کا حکم فرمانا اور لوگوں کی طرف کوڑے سے اشارہ کرنا،،

ترجمہ ۱۵۶۶ ـــ : سعید بن جبیر مولی والبہ کوفی نے بیان کیا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ وہ عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے شور وغل اور اونٹوں کو مارنے کی آواز سنی تو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اے لوگو! اطمینان کو اختیار کرو کیونکہ اونٹوں کو دوڑانا کوئی نیکی نہیں ہے ،، اَوْضَعُوْا کا معنیٰ اَسْرِعُوْا ،، یعنی تیز دوڑایا ،، خِلَالَكُمْ ،، تَخَلَّلَ بَيْنَكُمْ ،، سے ماخوذ ہے ،، یعنی تمہارے درمیان فَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا ،، یعنی ہم نے ان دونوں کے درمیان جاری کیا ،،

شرح ۱۵۶۶ ـــ : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو آہستہ چلنے کی تعلیم دی اور کوڑے سے اشارہ کرکے آہستہ چلنے کی تلقین فرمائی یعنی عرفات سے باہر نکلتے وقت بے تحاشہ نہ بھاگیں اور نہ ہی اونٹوں کو دوڑائیں کیونکہ اونٹ دوڑانا کوئی اچھا کام نہیں اس سے نقصان کا ڈر ہے اس حدیث سے باب کے دونوں عنوان ثابت ہیں یہی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد ہے!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لفظ " اَوْضَعُوْا " جو قرآن کریم میں مذکور ہے ذکر کرکے اس کی اَسْرِعُوْا سے تفسیر فرمائی جو لفظ ،، اِیْضَاع کے مناسب ہے ،، اور لفظ فَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا ،، کو ذکر کیا کیونکہ دونوں آیتیں لفظ "خلال" میں مشترک ہیں ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ ۔

۱۵۶۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُوسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ فَنَزَلَ الشِّعْبَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةُ قَالَ الصَّلٰوةُ اَمَامَكَ فَجَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهٗ فِيْ مَنْزِلِهٖ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا ـــ

باب ـــ مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کرکے پڑھنا

۱۵۶۷ ـــ ترجمہ : کریب نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے واپس ہوئے تو گھاٹی میں اُترے اور پیشاب کیا پھر وضو فرمایا اور پورا وضو نہ کیا (ہلکا سا وضو فرمایا) میں نے آپ سے عرض کیا "نماز؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز آگے جاکر پڑھنی ہے آپ مزدلفہ تشریف لائے اور وضو فرمایا اور کامل وضو کیا پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو آپ نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر آدمی نے اپنا اونٹ اپنے ٹھکانے بٹھایا پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور ان دونوں کے بیچ میں کوئی نماز نہیں پڑھی !

۱۵۶۷ ـــ شرح : "لَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ" آپ نے پورا وضو نہ کیا یعنی آپ نے ہلکا سا وضو فرمایا کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے خفیف وضو کیا علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں اُترے تو ہلکا وضو اس لئے کیا کہ راستہ میں طہارت سے خالی نہ رہیں اگر یہ کہا جائے کہ ایک نماز کے لئے دوبار وضو مشروع نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو ایک نماز کے لئے دوبار وضو کی عدم مشروعیت ہی غیر مسلّم ہے لیکن ممکن ہے کہ پہلے وضو کے بعد حدث لاحق ہوگیا ہو، قولہ اَلصَّلٰوةُ اَمَامَكَ، یعنی اس نماز کا مقام آگے ہے اور وہ مزدلفہ ہے ـــ یعنی ابھی نماز کا وقت نہیں مزدلفہ میں نماز کا وقت ہے امام ابوحنیفہ اور محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مغرب کی نماز کی تاخیر واجب ہے اگر کوئی راستہ میں مغرب پڑھ لے تو جائز نہیں فجر سے پہلے پہلے اس کا اعادہ واجب ہے" مالکی کہتے ہیں مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھنا مستحب ہے۔ اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مزدلفہ میں پہنچنے سے پہلے اگر کوئی نماز پڑھ لے تو جائز ہے مگر بعض کہتے ہیں کہ اس کا اعادہ کرنا مستحب ہے اور بعض ضروری قرار دیتے ہیں، شافعیوں کے نزدیک اگر عرفات کی زمین میں مغرب کے وقت میں دونوں نمازوں کو جمع کرلیا یا راستہ میں پڑھ لیں یا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَتَطَوَّعْ

۱۵۶۸ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِإِقَامَةٍ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا۔ ۱۵۶۹ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْخَطْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ۔

ہر نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھ لی تو جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھے،، علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پانچوں نمازوں کا وقت مقرر ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل شریف اس نماز کے وقت کی تخصیص کا بیان ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب: جس نے دونوں نمازوں کو ملا کر پڑھا اور بیچ میں نفل نہ پڑھے!،،

۱۵۶۸ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا ان میں سے ہر ایک پر نماز کی تکبیر الگ تھی اور دونوں کے درمیان نفل نہیں پڑھے اور نہ ہی ہر ایک کے بعد نفل پڑھے،،

۱۵۶۹ — ترجمہ: ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا۔

۱۵۶۸، ۱۵۶۹ — شرح: امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے کہ مغرب مزدلفہ کے سوی کسی دوسری جگہ نہ پڑھے مگر اس سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث پر عمل مشروع اور مستحب ہے واجب نہیں کیونکہ علماء کا وجوب پر اتفاق نہیں جیسا کہ حدیث ۱۵۶۷ کی شرح میں مذکور ہے،، چنانچہ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نمازیں مزدلفہ کے سوا کسی اور جگہ نہ پڑھے اور اس کی نصف شب تک گنجائش ہے اگر مزدلفہ کے بغیر یہ نمازیں پڑھ لیں تو مزدلفہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ أَذَّنَ وَأَقَامَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا

۱۵۷۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ فَأَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ

میں ان کا اعادہ ضروری ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں،، امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ مزدلفہ میں افضل ہے اور اگر وہ مغرب یا عشاء کے اوقات میں عرفات یا اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ جمع کر کے پڑھ لے تو جائز ہے یا ہر نماز اپنے وقت میں پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں،، امام اوزاعی اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا بھی یہی مسلک ہے،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر نماز کے لئے علیحدہ علیحدہ اقامت ہے،، اس میں کئی اقوال ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں کہا کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک پہلی نماز کے لئے اذان کہی جائے اور اقامت ہر نماز کی علیحدہ ہو اور ایضاح میں اس کو اصح کہا ہے،، دوسرا قول یہ ہے کہ صرف پہلی نماز کے لئے اقامت کہی جائے اور ایک ہی تکبیر سے دونوں نمازیں پڑھی جائیں،، امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ سفیان ثوری کا قول ہے،، تیسرا قول یہ ہے کہ صرف پہلی نماز کے لئے اذان کہی جائے اور ہر نماز کے لئے تکبیر علیحدہ ہو۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا اصح قول یہی ہے۔ عبدالملک بن ماجشون مالکی اور امام طحاوی بھی یہی کہتے ہیں۔ چوتھا قول یہ ہے کہ پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت کہے دوسری نماز کے لئے اذان اور اقامت نہ کہے۔ امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے۔ احناف کا مذہب یہی ہے۔ امام زفر رحمہ اللہ کے نزدیک ایک اذان اور دو اقامتیں ہیں،، پانچواں قول یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے اذان و اقامت علیحدہ ہے۔ سیدنا عمر فاروق اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں چھٹا قول یہ ہے کہ کسی کے لئے اذان و اقامت نہ کہی جائے اس کو طبری نے ذکر کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو ایک ساتھ پڑھے تو ان کے بیچ میں نفل نہ پڑھے اور نہ ہی ہر ایک نماز کے بعد نفل پڑھے کیونکہ جب مغرب و عشاء کے بیچ مہلت نہ تھی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بیچ نفل نہ پڑھے اور عشاء کے بعد نفل نہ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد متصل نفل نہیں پڑھے ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد رات کے کسی حصہ میں نفل پڑھے ہوں گے۔ ابن منذر نے کہا کہ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کے بیچ نفل کے ترک پر اجماع ہے جس نے ان کے درمیان نفل پڑھے اس کا ان کو جمع کر کے پڑھنا صحیح نہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جس کسی نے مغرب و عشاء میں ہر ایک کے لئے اذان و اقامت کہی،،

۱۵۷۰ — ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو ہم عشاء کی اذان کے وقت یا اس کے قریب مزدلفہ پہنچے اُنھوں

marfat.com
Marfat.com

حِيْنَ الْاَذَانِ بِالْعَتَمَةِ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَ رَجُلًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلَّى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهٖ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَمَرَ اُرٰى فَاَذَّنَ وَاَقَامَ قَالَ عَمْرٌو وَلَا اَعْلَمُ الشَّكَّ اِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلَاةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَاْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ۔

نے ایک آدمی کو حکم دیا اُس نے اذان اور اقامت کہی پھر مغرب کی نماز پڑھی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر کھانا منگوا کر کھایا پھر اُنھوں نے حکم دیا میرا خیال ہے کہ اذان اور اقامت کہی گئی۔ عمرو بن خالد نے کہا مجھے شک صرف زُہیر ہی سے معلوم ہوا ہے پھر دو رکعتیں عشاء کی نماز پڑھی جب فجر طلوع ہوئی تو کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ میں آج کے دن کے سوا اس وقت کوئی نماز نہ پڑھتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ دونوں نمازیں اپنے وقت سے پھیر دی گئی ہیں ایک مغرب کی نماز لوگوں کے مزدلفہ پہنچنے پر دوسری فجر کی نماز جبکہ فجر ظاہر ہو۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے،،

۱۵۷۰ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھا جائے تو ہر ایک کے لئے اذان و اقامت مشروع ہے،، امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد کے ساتھ اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو نمازیں دو دفعہ مزدلفہ میں پڑھیں ہر نماز اذان و اقامت کے ساتھ پڑھی اور بیچ میں کھانا کھایا۔ اگر یہ سوال ہو کہ احناف کے نزدیک پہلی نماز کے لئے اذان و اقامت ہے دوسری نماز کے لئے نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوسری نماز کے لئے اذان و اقامت اس لئے کہی تھی کہ مغرب کی نماز کے بعد صحابہ کرام کھانا کھا کر اِدھر اُدھر چلے گئے تھے اس لئے ان کو اکٹھا کرنے کے لئے اذان کہی تھی۔ احناف کا مذہب اس صورت میں یہی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ اور مزدلفہ کے سوا دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز نہیں ہے حدیث ۱۵۶۷ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کے بعد دو سنتیں پڑھی تھیں حالانکہ حدیث ۱۵۶۸ میں گزرا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کے بیچ میں نفل نہ پڑھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ نے مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو جمع کر کے پڑھا اور درمیان میں نفل نہ پڑھے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کی روایت میں ہے کہ مغرب کے بعد دو نفل پڑھے اور اس کے آخر میں کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے،، مزدلفہ میں دونوں نمازوں کے بیچ میں نفل پڑھنے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ اَهْلِهٖ بِلَيْلٍ فَيَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُوْنَ وَيُقَدِّمُ اِذَا غَابَ الْقَمَرُ ۔

۱۵۷۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ اَهْلِهٖ فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ قَبْلَ اَنْ يَقِفَ الْاِمَامُ وَقَبْلَ اَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِذَا قَدِمُوْا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ اَرْخَصَ فِيْ اُولٰئِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

۱۵۷۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ ۔

۱۵۷۳ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ يَزِيْدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِيْ ضَعَفَةِ اَهْلِهٖ ۔

۱۵۷۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ مَوْلٰى اَسْمَاءَ عَنْ اَسْمَاءَ اَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةً

میں روایات مختلف ہیں مگر عرفات میں ظہر و عصر کو جمع کر کے پڑھنے اور درمیان میں نفل پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں اس پر قیاس کرتے ہوئے مزدلفہ میں بھی مغرب و عشاء کے درمیان نفل نہ پڑھے جائیں گے (طحاوی)

باب — جو اپنے گھر کے کمزور افراد کو رات کو بھیج دے تاکہ وہ مزدلفہ میں ٹھہریں اور دعا کریں اور جب چاند غروب ہو جائے تو بھیجے

۱۵۷۱ — ترجمہ : سالم نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کمزور افراد کو بھیج دیتے تھے اور وہ خود مشعر حرام کے پاس مزدلفہ میں رات ٹھہرتے اور جب تک چاہتے اللہ کا ذکر کرتے پھر امام کے ٹھہرنے اور لوٹنے سے پہلے وہ لوٹ جاتے ان میں سے بعض تو نماز فجر کے وقت منیٰ پہنچتے اور بعض اس کے بعد آتے جب وہ سب منیٰ پہنچ جاتے تو جمرہ پر رمی کرتے حضرت عبداللہ

marfat.com
Marfat.com

جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ فَقَامَتْ تُصَلِّيْ فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا فَمَضَيْنَا حَتّٰى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِيْ مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا يَا هَنْتَاهْ مَا اُرَانَا اِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ يَا بُنَيَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِلظُّعُنِ۔

بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے اجازت دی ہے!

۱۵۷۲ —— ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات ہی کو مزدلفہ سے بھیج دیا۔

۱۵۷۳ —— ترجمہ: عبید اللہ بن ابی یزید نے بیان کیا کہ انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات اپنے گھر والوں کے کمزور لوگوں کے ساتھ بھیجا۔

۱۵۷۴ —— ترجمہ: اسماء رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ وہ مزدلفہ کی رات مزدلفہ کے پاس اُتریں اور کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگیں تھوڑی دیر نماز پڑھی پھر کہنے لگیں اے بیٹا کیا چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا نہیں، وہ پھر کچھ دیر نماز پڑھتی رہیں پھر کہا کیا چاند غروب ہو گیا ہے میں نے کہا جی ہاں! اُنھوں نے کہا کوچ کرو ہم وہاں سے کوچ کر کے چل دیئے حتیٰ کہ اُنھوں نے کنکریاں ماریں پھر واپس ہوئیں اور اپنی ٹھہرنے کی جگہ صبح کی نماز پڑھی میں نے ان سے کہا اے بی بی جی! میرا خیال ہے کہ ہم نے اندھیرے میں نماز پڑھ لی ہے۔ اُنھوں نے کہا اے بیٹا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لئے اجازت دے دی ہے۔

۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴ —— شرح: کمزور لوگ بچے عورتیں، عاجز بوڑھے اور بیمار لوگ ہیں ان کے لئے اجازت ہے کہ کمزور لوگ مزدلفہ کی رات جب چاند غروب ہو جائے تو وہ منیٰ آجائیں تاکہ ہجوم کی زحمت سے محفوظ رہیں اور وہ جمرہ پر رمی نہ کریں حتیٰ کہ سورج طلوع کرے چنانچہ وہ لوگ صبح کے اندھیرے میں یا اس کے بعد منیٰ چلے جاتے تھے اور جب لوگ نماز فجر کے بعد منیٰ پہنچتے تو سورج کے طلوع کے بعد جمرہ عقبہ پر رمی کرتے اس کو جمرہ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے،، امام ابوحنیفہ اور اُن کے تلامذہ، سفیان ثوری اور ایک قول کے مطابق امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا مزدلفہ میں رات گزارنا واجب ہے اور یہ رکن نہیں مگر جو اسے ترک کر دے اس پر دم واجب ہے،، امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سنت ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ ابراہیم نخعی اور شعبی نے کہا جو مزدلفہ میں رات نہ گزارے اس کا حج فوت ہو جاتا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا رات کے آخر نصف میں کچھ دیر مزدلفہ میں ٹھہر جائے تو وجوب حاصل ہو جاتا ہے

marfat.com
Marfat.com

۱۵۷۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنُ هُوَ ابْنُ الْقٰسِمِ عَنِ الْقٰسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَاْذَنَتْ سَوْدَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ جَمْعٍ وَكَانَتْ ثَقِيْلَةً ثَبِطَةً فَاَذِنَ لَهَا۔

۱۵۷۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاسْتَاْذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةُ اَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَكَانَتْ اِمْرَاَةً بَطِيْئَةً فَاَذِنَ لَهَا فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَاَقَمْنَا حَتّٰى اَصْبَحْنَا نَحْنُ ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهٖ فَلَاَنْ اَكُوْنَ اسْتَاْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَاْذَنَتْ سَوْدَةُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ مَفْرُوْحٍ بِهٖ۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مزدلفہ میں نزول واجب ہے اور ساری رات وہاں ٹھہرنا مسنون ہے اہل ظواہر کہتے ہیں جو امام کے ساتھ مزدلفہ میں صبح کی نماز نہ پڑھے اس کا حج باطل ہو جاتا ہے احناف کا مذہب یہ ہے کہ عورتیں بچے اور کمزور لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اور بلا عذر مزدلفہ میں وقوف کے ترک سے دم واجب ہے اور اگر یہ عذر کے باعث ترک ہو جائے تو حرج نہیں۔ آیت کریمہ میں جو حکم مذکور ہے وہ ذکر ہے محض وقوف نہیں۔ مشعر حرام میں وقوف کا وقت دس ذی الحجہ کو فجر طلوع ہونے کے بعد ہے حتی کہ سفیدی پھیل جائے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک اِسفار سے پہلے لوٹ جائیں،،

حدیث ۱۵۷۴ سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ جو گ منیٰ میں پہلے آجائیں ان کے لئے جائز ہے کہ طلوع فجر کے بعد طلوع شمس سے پہلے رمی کر لیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ طلوع فجر کے وقت رمی کرنا جائز ہے سفیان ثوری امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، امام محمد اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ طلوع شمس کے بعد ہی رمی جائز ہے۔ اس کا پہلا مستحب وقت طلوع شمس کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور آخر وقت زوال شمس تک ہے جب سورج ڈھل جائے تو رمی کا وقت فوت ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد صرف قضاء ہوگی اور اگر غروب شمس تک رمی نہ کی تو دوسرے دن کی صبح سے پہلے رمی کرے اور اس پر کوئی شئے واجب نہیں اور اگر دوسرے دن کی صبح تک تاخیر کی اور فجر کے طلوع کے بعد رمی کی تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس پر تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر کچھ واجب نہیں۔ امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں (عینی)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ تغلیس سے مراد مزدلفہ سے لوٹنا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ رمی میں تغلیس مراد ہو اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے جب تغلیس کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اجازت دی ہے (طحاوی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَتٰى يُصَلِّى الْفَجْرَ بِجَمْعٍ

۱۵۷۷ ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلٰوةً بِغَيْرِ مِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلَاتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا۔

۱۵۷۵ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سودہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مزدلفہ کی رات اجازت مانگی اور وہ بھاری بدن عورت تھیں تو آپ نے اجازت دے دی۔

۱۵۷۶ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم مزدلفہ پہنچے تو سودہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ جانے کی اجازت حاصل کر لی اور وہ بھاری بدن عورت تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اجازت دے دی اور وہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے ہی روانہ ہوگئیں اور ہم ٹھہرے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی پھر ہم آپ کے ساتھ لوٹے البتہ میرا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگ لینا جیسے سودہ نے اجازت مانگی تھی میرے لئے بہت بڑی خوشی کی بات تھی!

۱۵۷۵، ۱۵۷۶ ـــ شرح: یعنی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب لوگوں کے عظیم ہجوم کو دیکھا تو اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ وہ بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے رات منیٰ چلے جانے کی اجازت مانگ لیتیں جیسے حضرت سودہ نے اجازت مانگ لی تھی تو اچھا ہوتا۔ سودہ رضی اللہ عنہا بھاری بدن خاتون تھیں۔ قولہ کَانَتِ امْرَأَةً بَطِيْئَةً، یہ شُبْطَہ کی تفسیر ہے جو قاسم بن محمد نے ذکر کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ جس نے فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھی

۱۵۷۷ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نماز بے وقت پڑھتے نہیں دیکھا سوا دو نمازوں کے آپ نے مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا اور فجر کی نماز اس کے وقت (مختار) سے پہلے پڑھی!

۱۵۷۸ ـــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ گئے پھر مزدلفہ گئے انھوں نے دو نمازیں پڑھیں

marfat.com
Marfat.com

۱۵۷۸ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّى الصَّلَاتَيْنِ كُلَّ صَلٰوةٍ وَحْدَهَا بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ وَالْعِشَاءُ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَائِلٌ يَقُوْلُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ حُوِّلَتَا عَنْ وَقْتِهِمَا فِیْ هٰذَا الْمَكَانِ الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ فَلَا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتّٰى يَعْتَمُوْا وَصَلَاةُ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ وَقَفَ حَتّٰى اَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ لَوْ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفَاضَ الْاٰنَ اَصَابَ السُّنَّةَ فَمَا اَدْرِیْ اَقَوْلُهُ كَانَ اَسْرَعَ اَمْ دَفْعُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّیْ حَتّٰى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ۔

ہر نماز الگ الگ اذان و اقامت سے پڑھی اور دونوں نمازوں کے درمیان کھانا کھایا پھر فجر کی نماز پڑھی جبکہ فجر ظاہر ہوئی کوئی کہتا تھا صبح ہوگئی کوئی کہتا تھا صبح نہیں ہوئی پھر کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دو نمازیں مغرب و عشاء اس جگہ اپنے وقت سے ہٹا دی گئی ہیں اس لئے جب تک اندھیرا نہ ہو جائے لوگ مزدلفہ نہ آئیں اور فجر کی نماز اس وقت (طلوع فجر کے وقت) پڑھی پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ خوب اُجالا ہوگیا پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر امیر المؤمنین اب کوچ کرے تو سنت کی موافقت کرے۔ عبدالرحمٰن نے کہا میں نہیں جانتا کہ عبداللہ بن مسعود کا یہ قول پہلے تھا یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پہلے کوچ کیا (یعنی انھوں نے بہت جلد کوچ کیا) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تلبیہ کہتے رہے حتیٰ کہ نحر کے روز جمرہ عقبہ کو رمی کی،،

شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا اور ہر نماز کے لئے علیحدہ اذان و تکبیر کہی اور فجر کی نماز اس کے مختار وقت جو اسفار ہے سے پہلے پڑھی اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ فجر کی نماز طلوع فجر سے پہلے پڑھی۔ حدیث شریف میں غیر مختار وقت پر وقت سے قبل کا مجازاً اطلاق فرمایا،، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز کا مختار وقت اسفار ہے چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِاَجْرٍ ،، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے طلوع فجر میں اگرچہ شک کیا تھا مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ فجر طلوع ہو چکی ہے اور اس پر حدیث کے الفاظ کی دلالت واضح ہے اس کے بعد والی حدیث اس کا مفسر ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو نمازوں کے سوا کوئی نماز اس کے وقت سے ہٹا کر نہیں پڑھی اور جو نمازیں سفر کی حالت میں ملا کر پڑھیں وہ وقت میں تقدیم و تاخیر سے پڑھی ہیں یعنی

۱۵۷۷، ۱۵۷۸ ـــــ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَتَى يُدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ

۱۵۷۹ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ يَقُوْلُ شَهِدْتُ عُمَرَ صَلَّى بِجَمْعٍ الصُّبْحَ ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُوْلُوْنَ اَشْرِقْ ثَبِيْرُ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ اَفَاضَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔

ایک نماز کو اس نماز کے وقت کے آخر اجزاء میں پڑھا اور دوسری نماز اس کے وقت کے پہلے اجزاء میں پڑھی — حدیث ۱۵۷۸ کے مطابق پہلے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف واقع ہوا ہے کہ حاجی کس وقت تلبیہ کہنا چھوڑے جبکہ وہ منیٰ میں آئے حضرت عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے کہا جب جمرہ عقبہ کو رمی کرے تو تلبیہ ترک کر دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن جب سورج ڈھل جاتا تو وہ تلبیہ ترک کر دیتے،، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیشہ اہل مدینہ منورہ کا معمول بھی یہی رہا ہے! حضرت امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا جب جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری مارے تو تلبیہ ترک کر دے اسی طرح سفیان ثوری کہتے ہیں امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری مارے تو تلبیہ ترک کر دے اسی طرح سفیان ثوری کہتے ہیں۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمرہ عقبہ کو پوری رمی کرنے کے بعد تلبیہ ترک کرے اسی طرح امام اسحاق کہتے ہیں۔ ظاہر حدیث سے اگرچہ اس مذہب کو تائید حاصل ہے مگر امام بیہقی نے شریک کے طریق سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب جمرہ عقبہ کو پہلی کنکری مارتے تو تلبیہ ترک کر دیتے تھے اور اگر عمرہ کرے تو جب حجر اسود کا استلام کرے تو تلبیہ ترک کر دے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عمرہ کرنے والا ہمیشہ تلبیہ کہتا رہے حتیٰ کہ حجر اسود کا استلام کرے۔ ابن حزم نے کہا ہمارا معمول یہ ہے کہ عمرہ کے تمام افعال ادا کر کے تلبیہ ترک کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح فرماتے ہیں! حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میقات سے احرام باندھا ہو تو حرم میں داخل ہو کر تلبیہ ترک کر دے اور اگر جعرانہ یا تنعیم سے احرام باندھا ہے تو جب بیوت مکہ یا مسجد حرام میں داخل ہو تو تلبیہ ترک کر دے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا عمرہ کرنے والا جب طواف میں شروع ہو تو تلبیہ ترک کر دے واللہ و رسولہ اعلم!

باب — مزدلفہ سے کب لوٹے

۱۵۷۹ — ترجمہ: عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ انھوں نے صبح کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّلْبِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ غَدَاةَ النَّحْرِ حِينَ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَالْإِرْدَافِ فِي السَّيْرِ۔

۱۵۸۰ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَ الْفَضْلَ فَأَخْبَرَ الْفَضْلُ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ۔

نماز پڑھی پھر ٹھہرے رہے اور فرمایا مشرک مزدلفہ سے واپس نہ ہوتے تھے حتیٰ کہ سورج طلوع کرتا اور وہ کہا کرتے تھے ،، اے ثبیر چمک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی پھر سورج طلوع ہونے سے پہلے واپس ہوئے۔

۱۵۷۹ — شرح : اَشْرِقْ امر کا صیغہ ہے، ثَبِیْر، مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں طرف بہت بڑا پہاڑ ہے ،، حدیث میں یہی پہاڑ مراد ہے اگرچہ عرب میں اور بھی کئی پہاڑ ہیں جن کا نام "ثَبِیْر" ہے ،، اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے جب سورج طلوع کرنے کے بعد پہاڑ کے سر پر ہوتا تو وہ مزدلفہ سے باہر نکلتے تھے اسی لئے وہ کہتے تھے ،، اے ثبیر، چمک تاکہ ہم مزدلفہ سے واپس ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور طلوع شمس سے پہلے اِسفار میں منیٰ تشریف لے جاتے ،، ساری اُمت کا یہی معمول ہے۔ اگر کسی عذر کے بغیر صبح کے بعد نہ ٹھہرے تو اس پر دم لازم ہے اور اگر ہجوم کے باعث جلدی واپس ہو جائے تو اس کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پورے اسفار کے بعد واپس ہونا افضل ہے۔ جمہور علماء کا مذہب بھی یہی ہے اور مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث اس کی واضح دلیل ہے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اِسفار سے قبل مزدلفہ سے نکلنا مستحب ہے لیکن یہ مذکور حدیث کے خلاف ہے!

باب — یوم نحر کی صبح تلبیہ اور تکبیر کہنا جبکہ جمرہ کو رمی کرے اور راستہ چلتے وقت کسی کو پیچھے بٹھانا ،،

۱۵۸۰ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا۔ فضل نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ فرماتے رہے حتیٰ کہ جمرہ کو رمی کی!

marfat.com
Marfat.com

۱۵۸۱ — حَدَّثَنَا نُعَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُسَامَةَ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَ لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔

باب فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ إِلَى قَوْلِهِ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو جَمْرَةَ ۱۵۸۲ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْمُتْعَةِ فَأَمَرَنِي بِهَا وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْهَدْيِ فَقَالَ فِيهَا جَزُورٌ أَوْ بَقَرَةٌ أَوْ شَاةٌ أَوْ شِرْكٌ فِي دَمٍ قَالَ وَكَأَنَّ نَاسًا كَرِهُوهَا فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ إِنْسَانًا يُنَادِي حَجٌّ مَبْرُورٌ وَمُتْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ آدَمُ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَغُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ وَحَجٌّ مَبْرُورٌ۔

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما عرفہ سے مزدلفہ تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے

۱۵۸۱ —

سواری پر بیٹھے تھے پھر مزدلفہ سے منیٰ تک فضل بن عباس کو ساتھ بٹھایا۔ ابن عباس نے کہا دونوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ کو رمی کرنے تک تلبیہ فرماتے رہے!

شرح : اگر یہ سوال ہو کہ مذکور حدیثوں کی باب کے پورے

۱۵۸۰، ۱۵۸۱ —

عنوان پر دلالت نہیں کیونکہ ان میں تکبیر کا ذکر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ تکبیر سے مراد ذکر ہے جو تلبیہ کے ضمن میں ہے یا یہ حدیث اس حدیث سے مختصر کی گئی ہے جس میں تلبیہ کا ذکر ہے (کرمانی) علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا صحیح جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت ہے کہ وہ جب کوئی عنوان ذکر کریں جس کے اجزاء متعدد ہوں اور حدیث میں تمام اجزاء کا ذکر نہ ہو لیکن کوئی اور حدیث جس میں تمام اجزاء مذکور ہوتے ہیں۔ ترجمۃ الباب میں اس کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں تاکہ طالب علم اس کے متعلق بحث کر سکے، چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے اپنے اسناد کے ساتھ عبداللہ بن سخبرہ سے روایت کی ہے جس میں تہلیل و تکبیر کا ذکر ہے اگر یہ سوال ہو کہ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ حاجی جمرہ پہنچنے تک تلبیہ کہتا رہے اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا جمرہ کو رمی کرنے تک تلبیہ کہتا ہے اور حدیث سے بھی یہی ظاہر ہے کہ تلبیہ کی انتہا رمی ہے جمہور

marfat.com
Marfat.com

علماء اس کا جواب یہ ذکر کرتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ رمی میں شروع ہونے تک تلبیہ کہتا رہے اس طرح تمام روایات متفق ہو جاتی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ جو حج کے ساتھ عمرہ ملا کر تمتّع کرے تو وہ جو بھی قربانی میسّر ہو کر لے اگر وہ قربانی نہ پائے تو حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور جب گھروں کو لوٹو تو سات روزے رکھ لو؛ یہ پورے دس روزے ہیں یہ اس شخص کے لئے ہے جو مسجد حرام کے قریب نہ رہتا ہو (یعنی مکہ مکرمہ کا باشندہ نہ ہو)

۱۵۸۲ ـــــ ترجمہ : ابو جمرہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تمتّع کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے مجھے یہ کرنے کا حکم دیا۔ میں نے ہدی کے متعلق ان سے سوال کیا تو انھوں نے کہا اس میں اونٹ یا گائے یا بکری کافی ہے یا قربانی میں حصّہ رکھ لے انہوں نے کہا لوگ اس کو مکروہ سمجھتے ہیں (ابو جمرہ نے کہا) میں رات سویا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بلند آواز سے کہہ رہا ہے۔ حج مبرور اور تمتع مقبول ہے۔ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا ہے اور ان سے خواب بیان کیا تو انھوں نے کہا "اللہ اکبر"، یہ جناب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔ راوی نے کہا آدم، وہب بن جریر اور غندر نے شعبہ سے یہ روائت کی ہے کہ عمرہ قبول اور حج مبرور رہے۔

۱۵۸۲ ـــــ شرح : اس باب میں قرآن کریم کی آیت کو عنوان رکھا ہے۔ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں کئی مسائل ہیں ان میں سے ہدی اور تمتع کا حکم ہے نیز صوم کا حکم بھی اس میں مذکور ہے "

مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ "، حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا۔ اس ہدی سے مراد بکری ہے امام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں اسے ذکر کیا اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ اللہ تعالیٰ نے بکری کو ہدی کے نام سے موسوم کیا ہے "، دراصل خلاف کا محل یہ ہے کہ جو شخص اونٹ یا گائے جیسی ہدی کی قدرت رکھتا ہو کیا وہ بکری بطور ہدی بھیج سکتا ہے؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کو منع کرتے ہیں۔ آگے وہ تحریمی ہو یا تنزیہی ہو اور بعض علماء اس کو جائز کہتے ہیں۔ ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم سے یہ یہ روائت بھی ذکر کی جاتی ہے کہ اونٹ یا گائے میں ساتواں حصّہ رکھنا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری رضی اللہ

marfat.com
Marfat.com

بادِ) وَكُوْبِ الْبُدْنِ لِقَوْلِهٖ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا اِلٰى قَوْلِهٖ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ قَالَ مُجَاهِدٌ سُمِّيَتِ الْبُدْنُ لِبُدْنِهَا اَلْقَانِعُ السَّآئِلُ وَالْمُعْتَرُّ الَّذِيْ يَعْتَرُّ بِالْبُدْنِ مِنْ غَنِيٍّ اَوْ فَقِيْرٍ وَشَعَآئِرُ اللّٰهِ اِسْتِعْظَامُ الْبُدْنِ وَاسْتِحْسَانُهَا وَالْعَتِيْقُ عِتْقُهٗ مِنَ الْجَبَابِرَةِ يُقَالُ وَجَبَتْ سَقَطَتْ اِلَى الْاَرْضِ وَمِنْهُ وَجَبَتِ الشَّمْسُ ۔

عنہا کا مذہب یہی ہے مگر ان میں سات سے زیادہ لوگ شرکت نہیں کر سکتے اور نہ ہی بکری میں دو شخص شریک ہو سکتے ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی طرف سے مینڈھا قربانی کیا کرتے تھے وہ تطوع اور نفل پر محمول ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ قربانی کے جانور "بدنہ" پر سوار ہونا

ترجمۃ الباب : کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قربانی کے جانور کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانی مقرر کیا ہے اس میں تمہاری بہتری ہے۔ تم ان پر اللہ کا نام لو ایک پاؤں بندھا ہو اور تین کھڑے ہوں، جب وہ اپنے پہلو کے بل پر گر جائیں تو اس میں سے کھاؤ اور صبر کرنے والوں اور محتاجوں کو کھلاؤ اس طرح ہم نے ان کو تمہارے لئے مسخر کیا ہے کہ تم شکر کرو، نہ تو ان کے گوشت اور نہ ان کے خون اللہ کو پہنچتے ہیں۔ البتہ تمہاری پرہیزگاری اس تک پہنچتی ہے اسی طرح ان کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس چیز پر جو تمہیں بتایا ہے اور احسان کرنے والوں کو آپ خوشخبری سنا دیں، مجاہد نے کہا کہ بدنہ اس کے فربہ ہونے کے باعث کہا گیا ہے۔ قانع سے مراد سائل ہے اور معتر وہ شخص ہے جو قربانی کے جانور کے پاس گھومتا پھرے خواہ مال دار ہو یا فقیر ہو اور شعائر قربانی کے جانور موٹے کرنا اور ان کو اچھا بنانا ہے۔ بیت اللہ کو عتیق اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ظالم بادشاہوں سے آزاد ہے اور "وَجَبَتْ" کا معنی زمین پر گر پڑی۔ اس سے "وَجَبَتِ الشَّمْسُ" لیا گیا ہے،،

شرح : اس باب کے عنوان سے ظاہر ہے کہ بدنہ پر سوار ہونا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ" الآیۃ، ہم نے تمہارے نفع کے لئے بدنے پیدا کئے، اور فرمایا "لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ"، ان میں تمہارے لئے بہتری ہے، یعنی ان پر سواری کرنے اور ان کے دودھ میں تمہارا فائدہ ہے، جاہلیت کا طریقہ تھا کہ وہ بدنے نحر کر کے ان کا خون کعبہ کی دیواروں سے مل دیتے تھے۔ مسلمانوں نے بھی اس طرح کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا"، یعنی اللہ کو ان جانوروں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا اور صدقہ کرنے والے اپنے رب کو اخلاصِ نیت سے ہی راضی کر سکتے ہیں،،

marfat.com
Marfat.com

۱۵۸۳ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ اَوْ فِي الثَّالِثَةِ ۔ ۱۵۸۴ ـــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا ثَلَاثًا ۔

۱۵۸۳ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بدنہ کو چلا رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر سوار ہو جا اُس نے عرض کیا حضور! یہ بدنہ ہے، آپ نے فرمایا! سوار ہو جا، اُس نے کہا یہ بدنہ ہے۔ تیسری یا دوسری بار میں آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو اس پر سوار ہو جا،،

۱۵۸۴ ـــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ قربانی کا جانور ہانکے جا رہا ہے تو فرمایا اس پر سوار ہو جا اُس نے عرض کیا حضور! یہ تو بدنہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا اس پر سوار ہو جا۔

۱۵۸۳، ۱۵۸۴ ـــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدی کے بدنہ پر سواری کرنا جائز ہے اگرچہ وہ واجب یا نافلہ ہو، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں اس کی تفصیل مذکور نہیں اور نہ ہی صاحب بدنہ نے کوئی تفصیل دریافت کی،، اس سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ بدنہ کا حکم مختلف نہیں ہے اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبکہ ان سے یہ سوال کیا گیا کہ ہدی پر سواری کرنا جائز ہے؟ کہ ہدی پر سواری کرنے میں حرج نہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ لوگوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو ہدایا پر سوار ہونے کا حکم فرماتے،، علماء کرام کا اس مسئلہ میں باہم اختلاف ہے امام احمد اور اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ اسے مطلقاً جائز کہتے ہیں۔ ظاہری طائفہ بھی اسی طرف گئے ہیں۔

امام نووی نے کہا ہدی پر سواری کرنا مجبوری پر محمول ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے یہی نقل کیا ہے اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی جماعت نے بدنہ پر سواری کو ضرورت اور حاجت پر محمول کیا ہے۔ احناف کا مذہب بھی یہی ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہا ہمارے ساتھی (احناف) بدنہ پر سواری کو مجبوری کی حالت میں جائز کہتے ہیں۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ضرورت کے بغیر بدنہ کی سواری کرنا مکروہ ہے!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهُ

۱۵۸۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدَى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام مالک، ابوحنیفہ، شافعی اور اکثر فقہاء بُدنہ اونٹنی کا دودھ پینا مکروہ جانتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا اگر سواری کرنے یا اس کا دودھ پینے سے اس میں نقص واقع ہو جائے تو اس پر بدنہ کی قیمت واجب ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا بدنہ کا دودھ نہ پیئے اگر پی لیا تو اس کی ضمان نہیں ہے ایسے ہی اگر ضرورت کی وجہ سے اس پر سوار ہو گیا تو ضمان نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے جائے

۱۵۸۵ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عمرہ کے ساتھ حج ملا کر تمتع کیا اور ذوالحلیفہ سے اپنے ساتھ ہدی کا جانور لے گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے بیٹک سے ابتدا کی پھر حج کے لئے لبیک کہا لوگوں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو عمرہ کے ساتھ ملا کر تمتع کیا ان میں سے بعض لوگ ہدی لے کر گئے اور بعض ہدی لے کر نہیں گئے تھے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پہنچے تو لوگوں سے فرمایا تم سے جو کوئی ہدی لے کر آیا ہے اس کے لئے کوئی حرام شئی حلال نہیں حتی کہ وہ اپنا حج پورا کر لے اور جس کے پاس ہدی کا جانور نہ ہو وہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرے اور بال چھوٹے کرائے اور احرام سے باہر ہو جائے پھر حج کا احرام باندھے، اور جو کوئی ہدی کا جانور نہ پائے تو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور سات روزے اس وقت رکھے جب اپنے گھر لوٹے پس جب مکہ مکرمہ پہنچے تو بیت اللہ کا طواف اس طرح کیا کہ سب سے پہلے رکن کو بوسہ دیا پھر تین پھیرے دوڑ کر چلے اور چار پھیرے حسب عادت چلے اور جب بیت اللہ کا طواف پورا کر لیا تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرنے سے فارغ ہو گئے اور طواف [illegible] تو صفا مروہ کے درمیان سات بار طواف

marfat.com
Marfat.com

مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ اَهْدٰى فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّهٗ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ اَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَ يُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَطَافَ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ اَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلٰثَةَ اَطْوَافٍ وَمَشٰى اَرْبَعًا فَرَكَعَ حِيْنَ قَضٰى طَوَافَهٗ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَاَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهٗ وَنَحَرَ هَدْيَهٗ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَهْدٰى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ وَعَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تَمَتُّعِهٖ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهٗ بِمِثْلِ الَّذِيْ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

کیا پھر جو شی احرام میں حرام تھی اس سے حج پورا کرنے تک احتراز کیا اور دس ذی الحجہ کو قربانی نحر کی، اور مکہ مکرمہ تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف کیا اب جتنی چیزیں احرام میں حرام تھیں وہ جائز ہوئیں اور جو لوگ قربانی ساتھ لائے تھے اُنھوں نے بھی وہی کیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا، حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کو عمرہ کے ساتھ ملا کر تمتع کرنے کے متعلق اس طرح روایت کیا جس طرح سالم نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے!

۱۵۸۵ —— شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ہدی میں مسنون یہ ہے کہ اسے حِل سے حرم میں ساتھ لے جائے اور اگر حرم میں خرید کی ہو تو جب عرفہ جائے تو اسے ساتھ لے جائے ورنہ اس پر اس کا بدل واجب ہے امام مالک رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں۔ ابن قاسم نے اس کو جائز کہا ہے اگرچہ عرفہ میں نہ لے جائے۔ امام ابوحنیفہ سفیان ثوری اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے مگر امام شافعی کہتے ہیں کہ جو شخص حِل سے ہدی نہ لے جائے تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ اسے عرفہ میں ٹھہرائے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ مسنون نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حِل سے ہدی ساتھ لے گئے تھے ،،

اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہدی تھی لہٰذا آپ قارن ہوئے حالانکہ اس حدیث سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے آپ کے ساتھ تمتع کیا لہٰذا آپ متمتع ہوئے۔ اس کا جواب امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا تھا پھر عمرہ کا احرام باندھا۔ لہٰذا آپ آخر میں قارن تھے لغت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ اشْتَرَى الْهَدْيَ مِنَ الطَّرِيقِ

۱۵۸۶ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِأَبِيهِ أَقِمْ فَإِنِّي لَا آمَنُهَا أَنْ تُصَدَّ عَنِ الْبَيْتِ قَالَ إِذَنْ أَفْعَلَ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي

اور معنی کے اعتبار سے قارن پر متمتع کا اطلاق جائز ہے کیونکہ تمتع ایک میقات اور ایک ہی احرام اور فعل سے فائدہ حاصل کرنا ہے۔ قولہ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ أَهَلَّ بِحَجٍّ الخ۔ یہ احرام کی مدت تلبیہ پر محمول ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا کیونکہ اس طرح دوسری احادیث کی مخالفت ہوگی اس تاویل کی تائید مذکور حدیث کے ان الفاظ سے ہوتی ہے ،، تَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،، کیونکہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صرف حج کا احرام باندھا تھا پھر انہوں نے حج کا احرام فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھ لیا اس طرح وہ متمتع ہوگئے ،، واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم!

باب — جو قربانی کا جانور راستہ میں خرید لے

۱۵۸۶ — ترجمہ : نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے کہا آپ ٹھہریں (حج کرنے نہ جائیں) کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ آپ کو بیت اللہ سے روک دیا جائے گا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اس وقت میں وہی کروں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ،، تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہتر نمونہ ہے ،، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کرلیا ہے اور عمرہ کا احرام باندھا پھر نکلے حتیٰ کہ جب مقام بیداء میں پہنچے تو حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ کہا اور کہا حج اور عمرہ کی ایک ہی شان ہے پھر مقام قدید سے ہدی خریدی پھر مکہ مکرمہ تشریف لائے تو حج اور عمرہ کا ایک ہی طواف کیا اور احرام نہ کھولا حتیٰ کہ دونوں سے فارغ ہوگئے ،،

۱۵۸۶ — شرح : اس حدیث کی شرح حدیث ۱۵۳۷ باب طواف القارن میں دیکھیں اور مزید تفصیل حدیث ۱۴۶۲ کی شرح میں دیکھیں ،، علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قارن ایک طواف اور ایک سعی کرے جمہور علماء کا مذہب یہی ہے۔ احناف اس کے خلاف ہیں یعنی احناف کے نزدیک قارن دو طواف اور دو سعیں کرے اور وہ اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس طواف سے مراد طواف قدوم ہے۔ قُدَيْد ،، حل کی زمین میں ایک جگہ ہے اس جملہ میں اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت ہے ،، ہدی اپنے گھر سے لانا افضل ہے اور راستہ میں اسے خریدنا مکہ مکرمہ اور عرفہ میں خریدنے سے افضل ہے اگر ہدی ساتھ نہ لائے بلکہ منیٰ میں خرید کرلے تو بھی جائز ہے اور اصل مقصد حاصل ہوجاتا ہے۔ علامہ عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں ذکر

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَاِنَّا اُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ اَوْجَبْتُ عَلٰی نَفْسِیْ الْعُمْرَةَ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ قَالَ ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰی اِذَا كَانَ بِالْبَيْدَاءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَقَالَ مَا شَاْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ ثُمَّ اشْتَرَى الْهَدْیَ مِنْ قُدَيْدٍ ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا فَلَمْ يَحِلَّ حَتّٰی حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا۔

بَابُ مَنْ اَشْعَرَ قَلَّدَ بِذِی الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ اَحْرَمَ وَقَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اَهْدٰی مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَلَّدَهُ وَاَشْعَرَهُ بِذِی الْحُلَيْفَةِ يَطْعَنُ فِیْ شِقِّ سَنَامِهِ الْاَيْمَنِ بِالشَّفْرَةِ وَوَجَّهَهَا قِبَلَ الْقِبْلَةِ بَارِكَةً۔

۱۵۸۷ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَ

کیا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میقات سے پہلے بھی احرام باندھنا جائز ہے اور علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ ابن منذر نے جواز پر اجماع ذکر کیا ہے، بعض علماء نے میقات سے احرام باندھنے کو افضل کہا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خراسان یا کرمان سے احرام باندھنے کو مکروہ فرمایا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جو ذوالحلیفہ میں پہنچ کر اشعار اور تقلید کرے پھر احرام باندھے —

نافع نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مدینہ منورہ "شرفہا اللہ تعالیٰ" سے ہدی لے جاتے تو ذوالحلیفہ پہنچ کر اس کی تقلید اور اشعار کرتے اس کی کوہان کے دائیں طرف میں چھری سے چیرتے اس حال میں کہ وہ قبلہ رو بیٹھا ہوتا۔"

۱۵۸۷ — ترجمہ: مسور بن مخرمہ اور مروان نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار سے زائد صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے حتی کہ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کے گلے میں قلادہ ڈالا اور اسے اشعار کیا اور عمرہ کا احرام باندھا۔

۱۵۸۸ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اپنے ہاتھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدیوں کے قلادے بٹے۔ پھر آپ نے اُن کے گلوں میں ڈالے اور ان کو اشعار کیا اور مکہ مکرمہ بھیجا پس آپ پر کوئی شئی حرام نہ ہوئی جو آپ کے لئے حلال تھی۔"

۱۵۸۷، ۱۵۸۸ — شرح: علامہ کرمانی نے کہا اشعار کا معنی خبردار کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ اونٹنی کے دائیں کوہان کو چھری سے

marfat.com
Marfat.com

عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَ مَرْوَانَ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ اَصْحَابِهٖ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَ اَشْعَرَهٗ وَاَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ۔ ۱۵۸۸ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ عَنِ الْقَسِيْمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَاَشْعَرَهَا وَاَهْدَاهَا وَمَا حُرِّمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ اُحِلَّ لَهٗ۔

چیر دے حتی کہ وہ خون آلود ہو جائے۔ یہ سنت ہے جانور کی درد کا خیال نہ کیا جائے کیونکہ شرع نے اس کو جائز کہا ہے اور یہ قربانی کا جانور ہونے کی علامت ہے،، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دائیں اور بائیں جس طرف چاہتے اشعار کرتے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ دائیں طرف اشعار مستحب جانتے ہیں۔ امام ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ نے کہا اشعار کی کیفیت یہ ہے کہ اونٹ کی بائیں کوہان کے نیچے چھری سے مارے حتیٰ کہ خون بہہ پڑے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اشعار مکروہ ہے،، اور یہ مُثلہ ہے۔ بعض علماء نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا کہ اگر یہ مُثلہ ہے تو سنگی لگانا اور فصد کرانے کو بھی مثلہ کہنا چاہیے حالانکہ وہ ایسا نہیں کہتے،، امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ جو تمام مذاہب کو سمجھنے میں یکتائے زمان ہیں خصوصاً امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کو جو وہ سمجھتے ہیں شاید کسی اور کو وہاں تک رسائی نہ ہوئی ہوگی اُنھوں نے کہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے نفسِ اِشعار کو مکروہ نہیں کہا اور نہ ہی اس کے سنت ہونے کا انکار کیا ہے اُنھوں نے اِس طرح اِشعار کرنے کو مکروہ فرمایا ہے جس سے اس کی ہلاکت کا ڈر ہو،، کیونکہ گہرا زخم خصوصاً حجاز کے گرم علاقہ میں بہت جلد سرائت کر جاتا ہے اور عوام اشعار کی حد سے ناواقف ہونے کے باعث اُس سے تجاوز کر جاتے تھے اس لئے اِس کا سدِ باب کرنے کے لئے آپ نے اسے مکروہ فرمایا اور جو شخص اشعار کی حد کا واقف ہو اور وہ صرف چمڑے میں چھری مارے اور گوشت تک اسے نہ لے جائے اس کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سنت فرماتے ہیں اور یہ ہرگز مکروہ نہیں ہے اُنھوں نے فرمایا میں کتاب، سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال میں سے جب کوئی حکم نہ دیکھوں تو پھر قیاس کرتا ہوں لہٰذا آپ پر اعتراض کرنا تعصّب سے خالی نہیں اگرچہ معترض کوئی بھی ہو تعجب تو یہ ہے کہ حضرت ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ صاحب قربانی کو اشعار کرنے اور نہ کرنے میں اختیار ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ اشعار کو سنت نہیں جانتے اور نہ ہی اسے مستحب کہتے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو ہدفِ تنقید کیوں بنایا جاتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام سے پہلے قربانی کے گلے میں ہار اور اس کو اشعار کرنا مشروع ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو شخص حج اور عمرہ کرنے کا ارادہ کرے اور اپنے ساتھ قربانی لے جائے تو میقات سے اس کے گلے میں قلادہ (ہار) ڈالے اسی طرح میقات سے احرام باندھنا مستحب ہے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کرتے وقت حدیبیہ میں اور ایسے ہی حجۃ الوداع میں کیا تھا نیز جو کوئی حرم میں قربانی بھیجنا چاہے اور حج و عمرہ کرنے کا خیال نہ ہو اور اپنے گھر ہی رہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَتْلِ الْقَلَائِدِ لِلْبُدْنِ وَالْبَقَرِ

۱۵۸۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحِلَّ اَنْتَ قَالَ اِنِّيْ لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ وَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ

۱۵۹۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِيْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَاَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهٖ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ۔

اس کے گلے میں قلادہ ڈالے اور اپنے شہر میں اس کو اشعار کرے پھر اسے بھیجے جیسے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا جبکہ نو ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہدی دے کر بھیجا اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محرم نہ ہوئے تھے، امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — قربانی کے اونٹوں اور گایوں کے لئے ہار بٹنا

۱۵۸۹ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ انہوں نے احرام کھول دیا اور آپ نے احرام نہیں کھولا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے سر کے بال جما لئے ہیں اور قربانی کے گلے میں قلادہ (ہار) ڈال رکھا ہے میں احرام نہ کھولوں گا حتی کہ حج سے فارغ ہو جاؤں۔

۱۵۹۰ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے ہدی (قربانی) بھیجتے اور میں اس کے قلادے (ہار) بٹا کرتی تھی پھر آپ کسی چیز سے پرہیز نہ کرتے جس سے محرم پرہیز کرتا ہے!

۱۵۸۹، ۱۵۹۰ — شرح: یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا جانور مکہ مکرمہ بھیجتے اور محرم نہ ہوتے تھے اس لئے ان اشیاء سے پرہیز نہ فرماتے تھے جن سے محرم پرہیز کرتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص مکہ مکرمہ قربانی کا جانور بھیجے اس سے وہ محرم نہیں ہوتا اور نہ ہی اس پر وہ اشیاء حرام ہوتی ہیں جو محرم پر حرام ہیں۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِشْعَارِ الْبُدْنِ وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ قَلَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَاَشْعَرَهٗ وَاَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ۔ ۱۵۹۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَشْعَرَهَا وَقَلَّدَهَا اَوْ قَلَّدَهَا ثُمَّ بَعَثَ بِهَا اِلَى الْبَيْتِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهٗ حِلٌّ۔

باب — قربانی کے جانوروں کو اِشعار کرنا

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مِسْوَر رضی اللہ عنہ سے روایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی (قربانی کا اونٹ) کے گلے میں ہار ڈالا اور اس کو اشعار کیا اور عمرہ کا اِحرام باندھا!"

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی کے لئے قلادہ (ہار) بٹے پھر آپ نے اِن کا اشعار کیا اور اِن کو ۱۵۹۱ —

قلادے ڈالے یا میں نے قلادے ڈالے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیت اللہ کی طرف بھیجا اور خود مدینہ منورہ میں اقامت فرمائی تو آپ پر کوئی شئ حرام نہ ہوئی جو آپ کے لئے حلال تھی (مُحرِم نہ ہوئے تھے)

شرح : یعنی نفسِ ہدی (قربانی کا جانور) حرم میں بھیجنے سے کوئی شخص مُحرِم نہیں ہوتا" ۱۵۹۱ —

اِشعار" کا معنی ہے - دائیں یا بائیں کوہان کے تحت جلد میں چھری مار کر خون بہانا اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح قربانی کا جانور دوسرے جانوروں سے ممتاز رہتا ہے جب گم ہو جائے تو پہچانا جاتا ہے، اور چور اس کی چوری نہیں کرتے جب وہ ہلاکت کے قریب ہو جائے تو اسے نحر کیا جاتا ہے اور جب مساکین اس کی علامت دیکھیں اور اسے کھانا چاہیں تو کھا سکتے ہیں۔ تقلید" کا معنی یہ ہے کہ قربانی کے جانور کے گلے میں کوئی شئ لٹکا دی جاتی ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ جانور قربانی کے لئے ہے" امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اِشعار بدعت ہے کیونکہ یہ مُثلہ ہے اور یہ صحیح احادیث کے خلاف ہے لیکن یہ مثلہ نہیں ہے بلکہ خِتان اور فصد کی طرح ہے"

ابن حزم محلی نے کہا ابوحنیفہ نے اشعار کو مکروہ کہا ہے اور وہ مُثلہ ہے۔ یہ بہت بڑی مصیبت ہے کہ جس کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اسے مُثلہ کہا جائے اس عقل پر تُف ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اعتراض کرے اس پر لازم ہے کہ وہ سنگی لگوانے اور فصد کرانے کو بھی منع کرے۔ ابوحنیفہ نے یہ ایسی بات کی ہے جو پہلے کسی نے نہیں کہی اور نہ ہی اُن کے کسی ہم عصر نے ان کی موافقت کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا" یہ کم عقلی اور بے حیائی ہے کیونکہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ جو حنفی مذہب کو خوب سمجھتے ہیں نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے نفسِ اشعار کو مکروہ نہیں کہا (نہ ہی اس کے سنت ہونے کا انکار کیا ہے" اُنہوں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ قَلَّدَ الْقَلَائِدَ بِيَدِهِ

۱۵۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ زِيَادَ ابْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهُ قَالَتْ عَمْرَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ۔

نے اس اشعار کو مکروہ کہا ہے جو لوگ اس طریقہ سے کرتے تھے کہ اس سے جانور ہلاکت کے قریب ہو جاتا تھا اور لوگ اشعار کی حد کی رعائت نہیں کرتے تھے، الغرض امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اشعار میں مبالغہ کو مکروہ کہا ہے نفس اشعار کو وہ بھی سنت ہی فرماتے ہیں۔ صاحب ہدایہ رحمہ اللہ نے کہا اس مسئلہ کا فقہ سے تعلق نہیں یہ مسئلہ اختلاف زمان کے باعث اختلاف احوال پر مبنی ہے۔ پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر تنقید کرنے والے یہ خیال نہیں کرتے کہ مبالغہ کی نفی سے اصل شئی کی نفی نہیں ہوتی اور تعصب کی رو میں بہہ کر ایسی باتیں کرنے لگتے ہیں جو خود ان کی شان کے لائق نہیں ہوتی ہیں۔ وَاللّٰهُ هُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ"

باب ——— جس نے اپنے ہاتھ سے ہار بنے"

۱۵۹۲ — ترجمہ: زیاد بن ابی سفیان نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ جو شخص مکہ مکرمہ میں قربانی کا جانور بھیج دے اس پر ہر وہ شئی حرام ہو جاتی ہے جو حاجی پر حرام ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اس جانور کو نحر کیا جائے" عمرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو ابن عباس نے کہا ہے وہ درست نہیں ہے میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی (قربانی کا جانور) کے ہار بٹے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبرک ہاتھوں سے ان کے گلوں میں ہار ڈالے پھر میرے والد کے ہمراہ ان کو حرم میں بھیجا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شئی حرام نہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی ہے حتیٰ کہ ہدی کو نحر کیا گیا۔

۱۵۹۲ — شرح: زیاد بن عُبَید کی والدہ سُمَیَّہ ہے جو حارث بن کلدہ ثقفی کی آزاد کردہ لونڈی اور عبید کی بیوی ہے" اس سے زیاد پیدا ہوا جبکہ سمیہ عبید کی بیوی تھی اس لئے اس کو زیاد بن عبید کہا جاتا ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک جماعت نے گواہی دی کہ ابوسفیان

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَقْلِيدِ الْغَنَمِ

۱۵۹۳ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً غَنَمًا ح و

۱۵۹۴ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ الْغَنَمَ وَيُقِيْمُ فِي اَهْلِهِ حَلَالًا۔

۱۵۹۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُبْنُ الْمُعْتَمِرِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يُمْكُثُ حَلَالًا۔ ۱۵۹۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُونُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ لِهَدْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ الْقَلَائِدَ قَبْلَ اَنْ يُحْرِمَ۔

نے اقرار کیا ہے کہ زیاد ان کا بیٹا ہے اس لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی طرف منسوب کر لیا اور اپنی بیٹی کا اس کے لڑکے سے نکاح کر دیا اور زیاد کو بصرہ اور کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا اور وہ ۵۳ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہو گیا،،

اگر یہ سوال ہو کہ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ،، سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدی نحر کرنے کے بعد حلال اشیاء حرام ہو گئیں حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ عدم حرمت کی انتہاء نحر تک نہیں بلکہ ہدی نحر کرنے کے بعد بھی عدم حرمت باقی رہتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ،، نحر کی غائت ہے حرام شئی کی غائت نہیں یعنی ہدی نحر کرنے تک حرمت نہ پائی گئی۔ کیونکہ یہ حضرت ابن عباس کے کلام کا رد ہے جو کہ نحر تک حرمت کو ثابت کرتے ہیں اور فقہا کا عمل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے خلاف ہے۔ امام بیہقی نے اپنے طریق سے ذکر کیا کہ سب سے پہلے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس مسئلہ میں لوگوں کو اندھیرے سے نکالا اور انہیں سنت کی راہ دکھائی۔ اور امام بیہقی نے عروہ اور عمرہ کی حدیث ذکر کی تو لوگوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ترک کر دیا اسی لئے جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ قربانی کے جانور کو قلادہ ڈالنے سے محرم نہیں ہوتا اور اس پر کوئی شئی واجب نہیں جبکہ وہ حج یا عمرہ کے لئے متوجہ نہ ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْقَلَائِدِ مِنَ الْعِهْنِ

۱۵۹۷ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِي۔

باب — بکری کے گلے میں قلادہ (ہار) ڈالنا

۱۵۹۳ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ بکریاں قربانی کے لئے بھیجیں۔

۱۵۹۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قربانی کے جانوروں کے ہار بٹا کرتی تھی۔ آپ بکروں کو قلادہ ڈالتے اور خود اپنے گھر احرام سے باہر رہتے،،

۱۵۹۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بکریوں کے لئے ہار بٹا کرتی تھی آپ ان کو بھیج دیتے پھر احرام کے لیے رہتے،،

۱۵۹۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی (قربانی) کے لئے آپ کے احرام باندھنے سے پہلے ہار بٹے،،

۱۵۹۳ تا ۱۵۹۶ — شرح : ہدی اسے کہتے ہیں جو تقرب کے لئے حرم کی طرف بھیجی جائے اور وہ کم از کم بکری ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ،، کی تفسیر بکری سے کی ہے اسی لئے فقہاء کہتے ہیں کہ اونٹ، گائے اور بکری مذکر ہوں یا مؤنث ہدی بن سکتے ہیں اس میں سب کا اجماع اور اتفاق ہے البتہ ان میں اختلاف اس مسئلہ میں ہے کہ قلادہ صرف بدنہ کے لئے ہے اور بکری بدنہ نہیں۔ لہٰذا بکری کو قلادہ نہ ڈالا جائے،، اگر یہ سنت ہوتا تو لوگ اسے ترک نہ کرتے اور مذکور حدیث ۱۵۹۳ کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے اسناد میں اسود ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے میں متفرد ہے،، امام مالک اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بکری کو قلادہ نہ ڈالا جائے کیونکہ یہ کمزور ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بکری بطور ہدی بھیجی تھی وہ احرام کی ہدی نہ تھی اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بھیجنے کے بعد اپنے گھر میں بدون احرام تشریف فرما رہے اور یہ کہیں بھی منقول نہیں کہ آپ نے احرام میں بکری کو بطور ہدی بھیجا ہو اور خود محرم ہوں الحاصل احناف کا مذہب یہ ہے کہ بکری کو قلادہ ڈالنا مسنون نہیں اگر ڈال دیا جائے تو جائز ہے ممنوع نہیں مگر بکری کو اشعار نہ کرنے میں سب کا اتفاق ہے کیونکہ وہ کمزور ہونے کے باعث زخم کی متحمل نہیں ہو سکتی نیز اس پر صوف ہونے کے باعث اشعار مخفی رہتا ہے۔

باب — روئی کے ہار بٹنے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَقْلِيدِ النَّعْلِ

۱۵۹۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ اِرْكَبْهَا قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ اِرْكَبْهَا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُ رَاكِبَهَا يُسَايِرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّعْلُ فِيْ عُنُقِهَا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ۔

۱۵۹۹ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بَابُ الْجَلَالِ لِلْبُدْنِ وَكَانَ

۱۵۹۷ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے ہدی کے ہار اپنی روئی سے بنائے جو میرے پاس تھی ،،

باب — جوتوں کے ہار بنانا

۱۵۹۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ بدنہ ہانک رہا تھا آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا اس نے کہا یہ بدنہ ہے آپ نے فرمایا سوار ہو جا۔ ابوہریرہ نے کہا میں نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ اس پر سوار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور جوتا اس کے گلے میں تھا۔ محمد بن بشار نے اس کی متابعت کی۔

۱۵۹۹ — ترجمہ : عثمان بن عمر نے بیان کیا کہ ہمیں علی بن مبارک نے یحییٰ سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے ابوہریرہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۱۵۹۷ ، ۱۵۹۸ ، ۱۵۹۹ — شرح : اس طریق کا مقصد یہ ہے کہ علی بن مبارک نے معمر کی متابعت کی ہے ،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب — قربانی کے جانور کو جھول ڈالنا ،،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جھول کو صرف کوہان کی جگہ سے پھاڑتے تھے اور جب ذبح کر لیتے تو جھول اس ڈور سے اتار دیتے کہ اس کو خون خراب نہ کر دے پھر اس کو صدقہ کر دیتے ،،

marfat.com
Marfat.com

ابن عمر لا یشق من الجلال الا موضع السنام واذا نحرها نزع حلالها مخافة ان یفسدها الدم ثم یتصدق بها۔

۱۶۰۰ — حدثنا قبیصة قال حدثنا سفین عن ابن ابی نجیح عن مجاهد عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن علی رضی اللہ عنہ قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتصدق بجلال البدن التی نحرت وبجلودها۔

باب من اشتری هدیه من الطریق وقلدها

۱۶۰۱ — حدثنا ابراهیم بن المنذر قال حدثنا ابو ضمرة قال حدثنا موسی بن عقبة عن نافع قال اراد ابن عمر الحج عام حجة الحروریة فی عهد ابن الزبیر فقیل له ان الناس کائن بینهم قتال ونخاف ان یصدوك فقال لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة اذن اصنع کما صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشهدکم انی قد اوجبت عمرة حتی کان بظاهر البیداء قال ما شان الحج والعمرة

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ بدنوں کی جھلوں اور چمڑوں کو صدقہ کر دوں جن کو میں نے

۱۶۰۰ —

نحر کیا تھا،،

شرح : عرف میں جُل وہ ہے جو اونٹ، گدھا اور خچر وغیرہ کی پشت پر ڈالی جاتی ہے۔ لیکن علماء کہتے ہیں جل صرف اونٹ کے ساتھ مختص ہے"۔

۱۶۰۰ —

ظاہر یہ ہے کہ حدیث میں امر استحباب کے لئے ہے یعنی قربانی کے جانور کی جُل اور چمڑا صدقہ کرنا مستحب ہے" ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کہتے ہیں اونٹ پر جھل ڈالنا جائز ہے اور جھل کو پھاڑنے کا فائدہ یہ ہے کہ کوہان کے نیچے والا اشعار ظاہر ہو چھپا نہ رہے،، اگر قربانی کے جانور کی کھال کو بیچ دے تو قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ فقہاء نے کہا قربانی کے جانور کے گوشت اور چمڑے کا ایک ہی حکم ہے لہذا دونوں کا صدقہ مستحب ہے جبکہ قربانی کا گوشت اغنیاء اور سادات بھی کھا سکتے ہیں،،

باب — جس نے قربانی کا جانور راستہ میں خریدا اور اس کو قلادہ ڈالا"

ترجمہ : نافع نے روایت کی انھوں نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے

۱۶۰۱ —

خارجیوں کے حج کے سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت

marfat.com
Marfat.com

إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ جَمَعْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَةٍ وَأَهْدَى هَدْيًا مُقَلَّدًا اِشْتَرَاهُ حِينَ قَدِمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَوْمِ النَّحْرِ فَحَلَقَ وَنَحَرَ وَرَأَى أَنْ قَدْ قَضَى طَوَافَهُ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ كَذٰلِكَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

میں حج کا ارادہ کیا تو ان سے کہا گیا لوگوں میں جنگ ہونے والی ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ وہ آپ کو حج سے روک دیں گے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تمہارے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نمونہ ہیں۔ میں اس وقت وہی کروں گا جو آپ نے کیا تھا اور میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ کو واجب کر لیا ہے حتیٰ کہ جب بیداء کے کھلے میدان میں تھے تو کہا حج اور عمرہ کا حال ایک جیسا ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حج کو عمرہ کے ساتھ جمع کر لیا ہے اور قربانی کے جانور کو قلادہ ڈال کر بھیجا جو انھوں نے خریدا تھا۔ حتیٰ کہ مکہ مکرمہ پہنچنے پر بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کیا اور اس پر کچھ زیادتی نہ کی اور کسی شئی کو حلال نہ جانا جو ان پر بحالتِ احرام حرام تھی حتیٰ کہ نحر کے روز (دس ذی الحجہ) حلق کیا اور قربانی دی اور خیال کیا کہ انھوں نے پہلے ہی طواف سے حج اور عمرہ پورا کر لیا ہے" پھر کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا!

۱۶۰۱ شرح یہ سن چونسٹھ ۶۴ کا واقع ہے اسی سال یزید بن معاویہ مرا تھا، حروریہ کوفہ کے قریب ایک بستی ہے۔ خوارج کا سب سے پہلا اجتماع وہاں ہوا تھا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص کو اس کا حکم مقرر کیا اس وقت کچھ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا اور کہا تو نے اللہ کے حکم میں شک کیا ہے اور اپنے دشمنوں کو حکم تسلیم کیا ہے اور وہ حضرت علی کی اطاعت سے خارج ہو گئے اس لئے ان کو خوارج کہا جاتا ہے لمبی مدت ان سے جھگڑا رہا ایک دن آٹھ ہزار خوارج باہر نکلے جبکہ ان کا امیر ابن الکواء تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا انھوں نے ان سے مناظرہ کیا تو ان میں سے دو ہزار تائب ہوئے اور چھ ہزار خارجی باقی رہ گئے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی"

اس مقام میں اشکال پیدا ہوتا ہے کہ یہ حدیث ۱۵۳۹ کے مغائر ہے کیونکہ اس حدیث میں لیث نے نافع سے روایت کی ہے کہ جس سال حجاج عبداللہ بن زبیر سے جنگ کا ارادہ رکھتا تھا اور یہ ۷۳ ہجری کا واقعہ ہے اور اس وقت عبداللہ بن زبیر کا عہدِ خلافت ختم ہوتا ہے اور خوارج کا حج تقریباً ۶۴ ہجری میں تھا اور اس وقت عبداللہ بن زبیر خلیفہ نہ تھے، اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ راوی نے حجاج اور اس کے اتباع پر خوارج کا اطلاق کیا ہو کیونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی خلافت حق تھی اور حجاج نے اس کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا اور ان کی اطاعت سے خارج ہو گیا تھا" یہ بھی کہنا بعید نہیں کہ واقعہ متعدد بار ہوا ہو" (قسطلانی، فتح الباری) "بیداء" مکہ مکرمہ کی جہت میں ذوالحلیفہ سے آگے میدان ہے" بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ" سے مراد یہ ہے" کہ عبداللہ بن عمر قارن تھے اور انھوں نے ایک ہی طواف

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذَبْحِ الرَّجُلِ الْبَقَرَ عَنْ نِسَائِهِ مِنْ غَيْرِ اَمْرِهِنَّ

۱۶۰۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِى الْقَعْدَةِ لَا نُرَى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ اِذَا طَافَ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَنْ يَحِلَّ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُهُ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ اَنْتَكَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهِ۔

کیا اور قران کے لئے دو طواف نہ کئے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ ابن بطال نے کہا طوافِ اوّل سے مراد صفا مروہ کے درمیان طواف ہے اور بیت اللہ کا طواف طوافِ زیارت ہے یہ فرض ہے اس کے لئے طوافِ قدوم کافی نہیں۔ احناف کے نزدیک قارن دو طواف اور دو سعیں کرے گا اس کی پوری تفصیل حدیث ۱۵۲۷ کے تحت دیکھیں۔

باب — کسی مرد کا اپنی بیویوں کے کہنے کے بغیر ان کی طرف سے قربانی کرنا

۱۶۰۲ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ذی القعدہ کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے تو ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ سے صرف حج کے ارادے سے نکلے جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہیں وہ جب بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کر چکے تو احرام کھول دے ام المؤمنین نے فرمایا ہمارے پاس نحر کے روز گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے تو کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے یحییٰ نے کہا میں نے اس کا قاسم سے ذکر کیا تو اس نے کہا عمرہ نے حدیث ٹھیک بیان کی ہے"

۱۶۰۲ — شرح: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسی انسان کا دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں اس لئے حدیث مذکور میں اس کا محمل یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات سے اجازت لی ہوگی" مگر یہ تاویل امام بخاری کے مقصد کے خلاف ہے اور حدیث کا سیاق بھی اسے قبول نہیں کرتا، کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جب گوشت لایا گیا تو انھوں نے پوچھا یہ کیا ہے اگر انھوں نے اجازت دی ہوتی اور ان کو ذبح کا علم ہوتا تو استفہام کی ضرورت نہ پڑتی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ النَّحْرِ فِي مَنْحَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى

۱۶۰۳ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ خَالِدَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ مَنْحَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۶۰۴ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَبْعَثُ بِهَدْيِهِ مِنْ جَمْعٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ حَتَّى يُدْخَلَ بِهِ مَنْحَرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ حُجَّاجٍ فِيهِمُ الْحُرُّ وَالْمَمْلُوكُ۔

البتہ یہ کہنا ممکن ہے کہ ام المؤمنین کا استفہام کا مبنیٰ یہ ہو کہ کیا یہ وہی گوشت ہے جس کی ہم نے اجازت دی ہے یا کوئی دوسرا ہے؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گائے کو نحر کرنا جائز ہے۔ قدوری میں یوں مذکور ہے کہ اونٹوں میں مستحب نحر ہے اگر ان کو ذبح کیا جائے تو جائز ہے اور مکروہ ہے،، یعنی یہ فعل مکروہ ہے مذبوحہ مکروہ نہیں،، اور گائے کو ذبح کرنا مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ،، اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تمتع اور قران کی ہدی میں اشتراک جائز ہے۔ چنانچہ عروہ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے ذبح کی جنہوں نے عمرہ کیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — منیٰ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نحر کرنے کی جگہ میں نحر کرنا،،

۱۶۰۳ — ترجمہ: عُبید اللہ بن عمر نے نافع سے روایت کی کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نحر کرنے کی جگہ میں نحر کرتے تھے عُبید اللہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نحر کرنے کی جگہ نحر کرتے تھے،،

۱۶۰۴ — ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مزدلفہ سے آخر رات میں حاجیوں کے ساتھ جن میں آزاد اور غلام ہوتے ہدی بھیجتے حتیٰ کہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نحر کرنے کی جگہ لے جایا جاتا،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ نَحَرَ بِيَدِهٖ

۱۶۰۵ — حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ سَبْعَةَ بُدْنٍ قِيَامًا وَضَحّٰى بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ مُخْتَصَرٌ۔

بَابُ نَحْرِ الْاِبِلِ الْمُقَيَّدَةِ

۱۶۰۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ اَنَاخَ بَدَنَةً يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ۔

شرح : "منحر" وہ جگہ ہے جہاں اونٹ نحر کئے جاتے ہیں ابن تین نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا "منحر" ۱۶۰۳ ، ۱۶۰۴ — جمرہ اولیٰ کے پاس ہے جو منیٰ کی مسجد کے قریب ہے۔ ایک دوسری روائت کے مطابق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف رکھنے کی جگہ منیٰ میں مصلیٰ کے بائیں جانب تھی" یہ طاؤس کی روائت ہے اور طاؤس کے غیر کی روائت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج کو حکم فرمایا کہ وہ منیٰ میں "دار" کے پہلو میں ٹھہریں اور انصار سے فرمایا کہ وہ "دار" کے پیچھے شعب میں ٹھہریں اور وہ جمرہ اولیٰ کے پاس ہے" جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نحر فرمائیں وہاں نحر کرنا افضل ہے واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب —

اونٹ کو باندھ کر نحر کرنا "

ترجمہ : زیاد بن جبیر نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ۱۶۰۵ — ایک مرد کے پاس آئے جو اپنے بُدنہ کو بٹھا کر نحر کر رہا تھا اُنھوں نے کہا اس کو کھڑا کر کے باندھو یہ سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے" شعبہ نے یونس سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے زیاد نے خبر دی۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ نَحْرِ الْبُدْنِ قَائِمَةً وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ سُنَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَوَافَّ قِيَامًا ۔ ۱۶۰۶ ۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ بَاتَ بِهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَجَعَلَ يُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ فَلَمَّا عَلَا عَلَى الْبَيْدَاءِ لَبَّى بِهِمَا جَمِيْعًا فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ اَمَرَهُمْ اَنْ يَحِلُّوْا وَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ سَبْعَةَ بُدْنٍ قِيَامًا وَضَحّٰى بِالْمَدِيْنَةِ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ۔ ۱۶۰۷ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثُمَّ بَاتَ حَتّٰى اَصْبَحَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ حَتّٰى اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَآءُ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ ۔

۱۶۰۵ ـــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مستحب یہ ہے کہ اونٹ کھڑا ہو اور اس کا بایاں پاؤں باندھا ہوا ہو ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کھڑے یا بٹھا کر نحر کرنے میں برابر کی فضیلت ہے ،، اور گائے اور بکری میں مستحب یہ ہے کہ بائیں پہلو پر لٹا کر ان کو ذبح کیا جائے ،، اور دایاں پاؤں کھلا رکھا جائے اور باقی تین پاؤں باندھے جائیں ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابی کا قول سنت کا درجہ رکھتا ہے ،،

باب اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا صوّاف کا معنی ہے کہ وہ کھڑے ہوں۔

۱۶۰۶ ـــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں اور وہیں رات بسر کی جب صبح ہوئی تو سواری پر سوار ہوئے اور تہلیل و تسبیح فرمانے لگے ۔ جب مقام بیداء پر تشریف فرما ہوئے تو حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنَ الْهَدْيِ شَيْئًا

۱۶۰۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ ثَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلَى الْبُدْنِ فَأَمَرَنِي فَقَسَمْتُ لُحُومَهَا ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَسَمْتُ جِلَالَهَا وَجُلُودَهَا وَقَالَ سُفْيَانُ ثَنِي عَبْدُ الْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُومَ عَلَى الْبُدْنِ وَلَا أُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِي جِزَارَتِهَا۔

کہا جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو لوگوں کو حکم دیا کہ وہ احرام کھول دیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے سات اونٹ کھڑے کر کے نحر فرمائے،، اور مدینہ منورہ میں سینگوں والے دو ابلق (سیاہ اور سفید) مینڈھے ذبح فرمائے،،

۱۶۰۷ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں۔ ایوب نے ایک شخص کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پھر آپ رات بھر ذوالحلیفہ میں رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی پھر صبح کی نماز پڑھ کر اپنی سواری پر سوار ہوئے حتیٰ کہ سواری جب بیداء پہنچی تو حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ فرمایا۔

۱۶۰۶ ، ۱۶۰۷ — شرح : املح ،، سفید مینڈھا ہے جس میں ہلکی سی سیاہی ہے (سیاہ سفید ملا جلا) اقرن (بڑے بڑے سینگوں والا)۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ میں مسافر تھے اس لئے عصر کی نماز قصر کر کے دو رکعتیں پڑھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے کیونکہ آپ نے حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ جمع کر کے فرمایا لہٰذا قران افضل ہے،، ایوب نے کسی شخص سے روایت کی لہٰذا یہ اسناد مجہول ہے لیکن متابعت کے اعتبار سے مذکور ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ شخص ابو قلابہ ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — قصاب کو قربانی میں سے کچھ نہ دیا جائے

۱۶۰۸ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا میں قربانی کے اونٹوں کے پاس گیا،، تو آپ نے مجھے حکم فرمایا تو میں نے ان کا گوشت تقسیم کیا پھر حکم فرمایا تو میں نے ان کی جھلیں اور چمڑے صدقہ کئے۔ سفیان نے کہا مجھ سے عبدالکریم نے مجاہد کے واسطہ سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے توسط سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انھوں نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يَتَصَدَّقُ بِجُلُوْدِ الْهَدْيِ

۱۶۰۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيُّ اَنَّ مُجَاهِدًا اَخْبَرَهُمَا اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ لَيْلٰى اَخْبَرَهُ اَنَّ عَلِيًّا اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُ اَنْ يَقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهٖ وَاَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا وَلَا يُعْطِيَ فِيْ جِزَارَتِهَا شَيْئًا۔

بَابُ يُتَصَدَّقُ بِجِلَالِ الْبُدْنِ

۱۶۱۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا سَيْفُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ ثَنِيَ ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى اَنَّ عَلِيًّا حَدَّثَهُ قَالَ اَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ بَدَنَةٍ فَاَمَرَنِيْ بِلُحُوْمِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ اَمَرَنِيْ بِجِلَالِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ بِجُلُوْدِهَا فَقَسَمْتُهَا۔

کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ میں اونٹوں کے پاس جاؤں اور مزدوری میں ان میں سے کچھ نہ دوں۔

شرح : عبدالکریم بن اصطخری جزری ہے۔ وہ ۱۲۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ "جزارۃ" کا معنی ہے اونٹ کے پائے اور سر ان پر جزارۃ کا اطلاق اس لئے ہے کہ قصاب ان کو لے لیتا ہے اور یہ اس کی مزدوری ہوتی ہے یعنی جیسے قربانی کا بیچنا جائز نہیں اس سے قصاب کی اجرت بھی جائز نہیں"

باب — قربانی کا چمڑہ صدقہ کر دیا جائے

۱۶۰۹ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا کہ قربانی کے جانوروں کے پاس کھڑے ہوں اور ان کے گوشت، چمڑے اور جھلیں سب صدقہ کر دیں اور قصاب کی اجرت میں ان سے کوئی چیز نہ دی جائے"

باب — قربانی کے جانوروں کی جھلیں صدقہ کر دی جائیں

۱۶۱۰ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سو اونٹ قربانی کے لئے بھیجے اور مجھے حکم فرمایا کہ ان کے گوشت صدقہ کر دوں میں نے گوشت تقسیم کر دیئے پھر مجھے ان کی جھولوں کی تقسیم کا حکم فرمایا تو میں نے ان کو تقسیم کر دیا پھر انکی کھالوں کی تقسیم کا حکم فرمایا تو میں نے ان کو تقسیم کر دیا

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ إِلَى قَوْلِهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَمَا يَأْكُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا يُتَصَدَّقُ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا يُؤْكَلُ مِنْ جَزَاءِ الصَّيْدِ وَالنَّذْرِ وَيُؤْكَلُ مِمَّا سِوَىٰ ذٰلِكَ وَقَالَ عَطَاءٌ يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ مِنَ الْمُتْعَةِ ۔

۱۶۰۹ ، ۱۶۱۰ — شرح : ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کا ذبح کرنے، اس کا گوشت تقسیم کرنے اور ان کی جھلیں وغیرہ فقراء میں تقسیم کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے اور قربانی کے گوشت وغیرہ سے مزدوری نہ دی جائے۔ امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ اگر قصاب کی مزدوری پوری دی جائے اور پھر اس کو گوشت صدقہ کے طور دیا جائے جیسے فقراء کو دیا جاتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، بعض علماء نے کہا گوشت مزدوری کی صورت دینا جائز نہیں اور اگر بطور صدقہ اور ہبہ دیا جائے یا اس کی مزدوری کے علاوہ دیا جائے تو جائز ہے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ نہ دیا جائے کیونکہ اس طرح مزدوری میں وہ کچھ نہ کچھ لحاظ کرے گا۔ علامہ قرطبی نے کہا اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ گوشت کی طرح کھالوں وغیرہ کا صدقہ کیا جائے اور ان کو فروخت نہ کیا جائے۔ سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ قربانی کا گوشت فروخت کرنا ممنوع ہے، توضیح میں ذکر کیا کہ علماء کا قربانی کی کھال فروخت کرنے میں اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کھال بیچ کر قیمت کا صدقہ کر دینے میں حرج نہیں۔ امام احمد اور اسحاق کا یہی مذہب ہے، امام مالک نے کہا اس کی کھال کی بیع جائز نہیں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ مالکی کہتے ہیں قربانی کی کھالیں اور مہاریں وغیرہ سب گوشت کے حکم میں ہیں لہٰذا گوشت کی طرح ان کو بھی فقراء میں تقسیم کر دیا جائے اور جہاں اغنیاء اور فقراء کے لئے گوشت مباح ہے کھالیں بھی ان کو صدقہ کرنی مباح ہیں کیونکہ یہ گوشت کے تابع ہیں، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہمارے احناف کہتے ہیں کہ قربانی کی کھال اور مہار وغیرہ صدقہ کر دی جائیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس طرح حکم فرمایا تھا، اور ظاہر یہی ہے کہ ان تمام کا صدقہ کرنا مستحب ہے۔ لہٰذا اگر کھال بعینہ اپنے استعمال میں لے آئے جیسے مصلیٰ یا مشکیزہ بنالے تو جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب

ترجمہ : اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانہ ٹھیک بتادیا، اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لئے اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے۔ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے۔ پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہے، تاکہ

marfat.com
Marfat.com

وہ اپنا فائدہ پائیں اور اللہ کا نام لیں جانے ہوئے دنوں میں اس پر کہ انھیں روزی دی بے زبان چوپائے تو ان میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ،، پھر اپنا میل کچیل اتاریں اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس آزاد گھر کا طواف کریں،، بات یہ ہے اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے،،

شرح : دراصل یہ تمام آیات باب کا عنوان ہیں امام بخاری کو ان کی شرط کے مطابق عنوان کے مناسب کوئی حدیث نہیں ملی اور وہ شرط کے مطابق حدیث ملنے سے پہلے فوت ہو گئے،، ایک اور وجہ بھی ہے جو اس کے قریب تر ہے کہ یہ آیات حج کے احکام پر مشتمل ہیں اور وہ طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کے لئے بتوں وغیرہ سے بیت اللہ کی تطہیر اور صفائی ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم کہ لوگوں کے لئے حج کا اعلان فرمائیں الخ۔ یہ خطاب سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے کہ وہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں اور ہم ان کی آواز ساری دنیا کے لوگوں کو پہنچا دیں گے،، حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نیا کلام ہے اور اس اعلان کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ حجۃ الوداع میں لوگوں کو یہ اعلان پہنچائیں،، وَلْيَطَّوَّفُوا،، سے مراد طوافِ زیارت ہے جو وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ کے بعد دسویں تاریخ کو یا اس کے بعد کیا جاتا ہے،، بیت العتیق،، سے مراد کعبہ ہے۔ عتیق کا معنی پرانا یا آزاد ہے اور بیت اللہ بھی سب سے مقدم اور پرانا گھر ہے یا یہ سرکش لوگوں کے پنجہ سے ہمیشہ آزاد رہا ہے اور کسی کو اسے خراب کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور اس پر ہمیشہ وہ مسلط رہا جو اس کا احترام اور تعظیم کرے یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ یہ طوفانِ نوح میں غرق ہونے سے آزاد رہا ہے۔ ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کے دس دن ہیں اور آیت کریمہ میں امر استحباب کے لئے ہے کیونکہ جاہلیت میں ان کا کھانا حرام جانتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ قربانی کے جانور سے کیا کھائے اور کیا صدقہ کرے

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا شکار کے بدلہ میں سے اور نذر میں سے نہ کھایا جائے اور اس کے سوا کھائے۔ عطاء نے کہا کہ تمتع کی قربانی میں سے آپ کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے،،

شرح : یعنی مالک اس جانور کا گوشت نہ کھائے جو اس نے شکار کرنے کے بدلہ ذبح کیا ہو اور نہ ہی اس جانور کا گوشت کھائے جسے اس نے نذر مانا ہو بلکہ اس پر ان دونوں کا صدقہ واجب ہے،، ایک روائت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے اور ان سے دوسری روائت یہ ہے کہ نفل قربانی، تمتع اور قران کی قربانی کا گوشت کھا سکتا ہے احناف کا مذہب بھی یہی ہے کیونکہ یہ قربانی کسی شئی کی جزا نہیں ہے،، اور نفل قربانی اگر حرم میں جانے سے پہلے ہلاک ہو جائے۔ تو امام مالک ابو حنیفہ اور شافعی رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اس کا مالک اسے نہیں کھا سکتا اور ام المؤمنین اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کا مالک اسے کھا سکتا ہے،،

marfat.com
Marfat.com

۱۶۱۱ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ كُنَّا لَا نَاكُلُ مِنْ لُحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثٍ مِنًى فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا فَاَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَقَالَ حَتّٰى جِئْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَا ۔

۱۶۱۲ ـــ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَتْنِيْ عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرٰى اِلَّا الْحَجَّ حَتّٰى اِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ

۱۶۱۱ ـــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم اپنی قربانیوں کے گوشت منیٰ کے تین دنوں کے بعد نہیں کھاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رخصت دی اور فرمایا کھاؤ اور توشہ کے طور پر ساتھ لو ہم نے کھایا اور توشہ کے طور پر ساتھ بھی لیا۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا کیا جابر بن عبداللہ نے یہ کہا تھا ؟ حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے عطاء نے کہا نہیں ،،

۱۶۱۲ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے جبکہ ذی القعدہ مہینہ کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ ہم نے صرف حج کا ارادہ کیا تھا حتیٰ کہ جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ جب بیت اللہ کا طواف کرے تو احرام کھول دے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا ہمارے پاس قربانی کے دن گائے کا گوشت لایا گیا تو میں نے کہا یہ کیا ہے ؟ کہا گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے ذبح کیا ہے۔ یحییٰ نے کہا میں نے اس حدیث کو قاسم سے ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ عمرہ نے یہ حدیث تم سے ٹھیک بیان کی ہے ،،

۱۶۱۱ ، ۱۶۱۲ ـــ شرح : ابتداءِ اسلام میں چند لوگ قربانی کے دن دیہات سے مدینہ منورہ آئے اور وہ بہت غریب تھے ان کی حالت قابلِ رحم تھی ان کو دیکھ کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تم قربانی کا گوشت صرف تین دن کھا سکتے ہو اور جو باقی بچے اس کا صدقہ کر دو جب یہ سال گزر گیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ قربانی کی کھالوں سے مشکیزے بنا کر ان میں چربی وغیرہ رکھا کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے ؟ صحابہ کرام نے عرض کیا آپ نے تین دن کے بعد قربانی کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے پچھلے سال ان غریب لوگوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو قربانی کے دن دیہات سے آئے تھے تاکہ ان کے لئے وافر گوشت بچ رہے اور وہ بھی کھا سکیں اب تمہیں اجازت ہے قربانی کا گوشت کھاؤ ، صدقہ کرو اور جمع کر کے رکھ لو ،،

marfat.com
Marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ یَکُنْ مَعَہٗ ھَدْیٌ اِذَا طَافَ بِالْبَیْتِ اَنْ یَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَۃُ فَدَخَلَ عَلَیْنَا یَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا ھٰذَا فَقِیْلَ ذَبَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِہٖ قَالَ یَحْیٰی فَذَکَرْتُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ اَتَتْکَ بِالْحَدِیْثِ عَلٰی وَجْھِہٖ۔

بَابُ الذَّبْحِ قَبْلَ الْحَلْقِ

۱۶۱۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَوْشَبٍ ثَنَا ھُشَیْمٌ ثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ زَاذَانَ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَمَّنْ حَلَقَ قَبْلَ اَنْ یَذْبَحَ وَنَحْوِہٖ قَالَ لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ

۱۶۱۴ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ نَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ رُفَیْعٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَذَرْتُ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے منقول حدیث کہ "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا" منسوخ ہے مسلم میں عبداللہ بن بریدہ کے واسطہ سے حدیث مذکور ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے تم کو قبور کی زیارت سے منع کیا تھا اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو میں نے تمہیں قربانیوں کے گوشت سے تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا تھا اب تمہیں اجازت ہے کہ جتنا عرصہ چاہو قربانی کا گوشت رکھ سکتے ہو (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) مستحب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ ان میں ایک حصہ کا صدقہ کر دے۔ ایک حصہ خود کھالے اور ایک اقرباء میں تقسیم کر دے۔ حدیث ۱۶۰۲ کی شرح دیکھیں"

باب سر منڈانے سے پہلے قربانی ذبح کرنا"

۱۶۱۳ — ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا کہ جو قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا دے یا اس قسم کا کوئی فعل آگے پیچھے کرے تو آپ نے فرمایا کوئی حرج کی بات نہیں کوئی حرج کی بات نہیں"

۱۶۱۴ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے جمرہ کو پتھر مارنے سے پہلے طواف زیارت کر لیا ہے آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں پھر اس نے کہا میں نے قربانی سے پہلے سر منڈا دیا ہے آپ نے فرمایا کوئی حرج

Marfat.com
Marfat.com

قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِیَ قَالَ لَا حَرَجَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحِیْمِ بْنُ سُلَیْمَانَ الرَّازِیُّ عَنِ ابْنِ خُثَیْمٍ اَخْبَرَنِیْ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ یَحْیٰی ثَنِیْ ابْنُ خُثَیْمٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَفَّانُ اُرَاہُ عَنْ وُھَیْبٍ ثَنَا ابْنُ خُثَیْمٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ قَیْسِ بْنِ سَعْدٍ وَعَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

١٦١٥ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَمَیْتُ بَعْدَمَا اَمْسَیْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَنْحَرَ قَالَ لَا حَرَجَ ۔

١٦١٦ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ

نہیں،، اُس نے کہا میں نے جمرہ کو کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کرلی ہے ۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں عبدالرحیم رازی نے ابن خثیم سے روائت کی اُنھوں نے کہا مجھ سے عطاء نے انہوں نے ابن عباس سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ۔ قاسم بن یحیی نے کہا مجھ سے ابن خثیم نے اُنھوں نے عطاء سے اُنھوں نے ابن عباس سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ۔ عفان نے کہا میرا خیال ہے کہ وُھیب نے ابن خثیم سے اُنھوں نے سعید بن جُبیر سے اُنھوں نے ابن عباس سے رضی اللہ عنہم اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ۔ حماد نے قیس بن سعد اور عباد بن منصور سے روائت کی اُنھوں نے عطاء سے اُنھوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ۔

١٦١٥ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اور کہا میں نے شام ہو جانے کے بعد کنکریاں ماری ہیں آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اُس نے کہا میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا دیا ہے ۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے،،

شرح : یہ تینوں احادیث حجۃ الوداع کے سال کی ہیں ۔ اس سال عوام کثیر تعداد میں حج

١٦١٣ ، ١٦١٤ ، ١٦١٥ ـــــ کرنے گئے اور بعض نے ناواقفیت کی وجہ سے منیٰ میں افعال آگے پیچھے کرلئے ۔ طریقہ تو یہ ہے کہ جب مزدلفہ سے منیٰ میں آئیں تو پہلے جمرہ کو کنکریاں ماریں پھر قربانی ذبح کریں اور اس کے بعد طواف زیارت کریں اور یہ ترتیب واجب ہے ان

marfat.com
Marfat.com

طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ اَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا اَھْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّیْکَ بِاِھْلَالٍ کَاِھْلَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ انْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَیْتِ وَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ثُمَّ اَتَیْتُ امْرَاَۃً مِنْ نِسَاءِ بَنِیْ قَیْسٍ فَفَلَتْ رَاْسِیْ ثُمَّ اَھْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَکُنْتُ اُفْتِیْ بِہِ النَّاسَ حَتّٰی خِلَافَۃِ عُمَرَ فَذَکَرْتُہٗ لَہٗ فَقَالَ اِنْ نَاْخُذْ بِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ یَاْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَاِنْ نَاْخُذْ بِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَحِلَّ حَتّٰی بَلَغَ الْھَدْیُ مَحِلَّہٗ۔

میں تقدیم و تاخیر سے جانور ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو حج کے احکام میں کوئی فعل آگے پیچھے کرے اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جس نے حج کا کوئی فعل آگے پیچھے کر لیا وہ جانور ذبح کرے امام ابوحنیفہ اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے اور متن میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں حرج سے مراد گناہ ہے اس سے فدیہ اور دم کی نفی نہیں ہوتی یعنی جن لوگوں نے جہالت کے باعث حج کے افعال آگے پیچھے کر لئے ان سے گناہ مذموع ہے مگر ان پر دم واجب ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ ابن عباس ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس روز جو بھی سوال پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کرو کوئی حرج نہیں اس کا معنی یہ نہیں کہ مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنا مباح ہے لیکن اس کا معنی یہ ہے کہ لوگوں نے اس حج میں لاعلمی کی وجہ سے حج کے افعال میں تقدیم و تاخیر کی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی لاعلمی کی وجہ سے ان کو معذور جانا اور فرمایا کوئی حرج نہیں یعنی گناہ نہیں ہے اور انہیں حکم فرمایا کہ آئندہ حج کے احکام یاد کریں،، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما کا ظاہر حدیث پر عمل ہے،، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ شخص قارن ہو تو اس پر دو دم واجب ہیں،، یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب حدیث کے مخالف ہے بہت بڑی جرأت ہے کیونکہ بخاری میں مذکور احادیث کا راوی ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے اور وہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف روایت کرتے ہیں معلوم ہوا کہ متن کی احادیث مؤوّل ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
۱۶۱۶ — خدمت میں آیا جبکہ آپ بطحاء میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے حج کیا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا احرام کیسا باندھا تھا میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام جیسا میں نے احرام باندھا تھا آپ نے فرمایا اچھا کیا ہے،، جاؤ بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرو،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ لَبَّدَ رَاسَهُ عِنْدَ الْاِحْرَامِ وَحَلَقَ

۱۶۱۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحِلَّ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ اِنِّيْ لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ۔

پھر میں بنی قیس کی عورتوں میں سے ایک عورت کے پاس آیا اور اُس نے میرے سر کی جوئیں نکالیں پھر میں نے حج کا احرام باندھا۔ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ تک یہ فتویٰ دیتا رہا اور عمر فاروق سے اس کا ذکر کیا تو تو اُنھوں نے فرمایا "اگر کتاب کو لیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں پورا کرنے کا حکم فرماتا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام نہ کھولا حتی کہ ہدی (قربانی) اپنے ٹھکانہ پر پہنچ گئی"

۱۶۱۶ — شرح : اس حدیث کی تشریح حدیث ۱۴۶۵ کی شرح میں دیکھیں"

باب — جس نے احرام کے وقت اپنے سر کے بال جمائے اور احرام کھولتے وقت سر منڈایا"

۱۶۱۷ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ لوگوں کو کیا ہوگیا کہ اُنھوں نے عمرہ کا احرام کھول دیا اور آپ نے عمرہ کا احرام نہیں کھولا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے سر کے بال جمائے ہیں (سر کی تلبید کی ہے) اور قربانی کے گلے میں قلادہ (ہار) ڈالا ہے۔ میں احرام سے باہر نہ ہوں گا حتی کہ قربانی کر لوں"

۱۶۱۷ — شرح : اس حدیث کا عنوان تلبید اور حلق پر مشتمل ہے جبکہ زیر عنوان حدیث میں حلق کا کہیں ذکر نہیں ہے، مگر یہ ضروری نہیں کہ حدیث میں عنوان کا ہر جزو مذکور ہو اور نہ ہی تمام اجزاء میں مطابقت ضروری ہے بلکہ اگر حدیث میں عنوان کا کوئی ایک جزو پایا جائے تو مناسبت کے لئے یہی کافی ہوتا ہے"، اسی حدیث میں دیکھ لیں کہ حدیث میں "تقلید ہدی" کا ذکر ہے مگر عنوان میں یہ مذکور نہیں یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حال مبارک سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ نے حج میں حلق فرمایا ہے"، اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روائت میں صراحۃً حلق کا ذکر ہے۔ کما مر فی ان شاء اللہ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيرِ عِنْدَ الْإِحْلَالِ

۱۶۱۸ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ حَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ ۔

۱۶۱۹ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِينَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي نَافِعٌ رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِينَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ قَالَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ ثَنِي نَافِعٌ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِينَ ۔

۱۶۲۰ ـــ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ ثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِينَ ۔ ۱۶۲۱ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ ۔ ۱۶۲۲ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ ۔

باب ـــ احرام کھولتے وقت بال منڈانا یا کترانا

۱۶۱۸ ـــ ترجمہ : نافع نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں سر مبارک منڈایا ،،

۱۶۱۹ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ سر منڈانے والوں پر رحم فرما ۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اور بال کترانے والوں پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ بال منڈانے والوں پر رحم فرما ۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ بال کترانے والوں [illegible] ، لیث نے کہا ہم سے نافع نے بیان کیا

marfat.com
Marfat.com

"رَحِمَ اللّٰہُ الْمُحَلِّقِیْنَ" سر منڈانے والوں پر اللہ رحم کرے ایک یا دو مرتبہ فرمایا اُنھوں نے کہا اور عبید اللہ نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا اور کہا کہ چوتھی بار میں "وَالْمُقَصِّرِیْنَ" (بال کترانے والے) فرمایا"

۱۶۲۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! سر منڈانے والوں کو بخش لوگوں نے کہا اور سر کے بال کترانے والوں کو بھی آپ نے فرمایا اے اللہ! سر منڈانے والوں کو بخش لوگوں نے کہا اور بال کترانے والوں کو بھی آپ نے سر منڈانے والے تین بار فرمایا اور چوتھی بار فرمایا اور بال کترانے والوں کو بخش"

۱۶۲۱ — ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک منڈایا اور آپ کے چند صحابہ نے بھی سر منڈائے اور بعض نے سروں کے بال کترائے"

۱۶۲۲ — ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف قینچی سے کترے"

۱۶۱۸ تا ۱۶۲۲ — شرح: ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے بعد منیٰ میں سر منڈانا افضل ہے اگرچہ بال کترانے بھی جائز ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر منڈانے کا ذکر متعدد بار فرمایا اور بال کترانے کا ذکر صرف ایک دفعہ کیا، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا چوتھا حصہ سر منڈانا واجب ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ تین بال منڈانے واجب ہیں ایک یا دو بالوں کا اعتبار نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کے بال پاک ہیں۔ جمہور علماء کا مذہب یہی ہے ؂

اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ابن سیرین سے روایت کی اُنھوں نے کہا مجھ سے عُبَیْدَہ سَلْمَانِی نے بیان کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال شریف میرے پاس ہو تو زمین و آسمان میں جتنا سونا ہے اس سے یہ مجھے زیادہ محبوب ہے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں آپ کا بال شریف تھا اسی لئے ہر جنگ میں فتح ان کے پاؤں چومتی تھی، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جب آپ کے بال شریف تقسیم کر رہے تھے تو خالد بن ولید نے کہا کہ وہ ان کو آپ کی پیشانی مبارک کا بال دے اور خالد بن ولید کو وہ بال شریف اپنی ٹوپی کے اگلے حصہ میں لگا ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سر کے بال پہلے دائیں طرف سے پھر بائیں طرف سے منڈانے مسنون ہیں، اور قبل از حج سر منڈانا مستحب ہے اور فارغ ہو کر اللہ کی بڑھائی بیان کرے اور بالوں کو دفن کر دے، اگر ایام نحر سے سر منڈانے میں تاخیر کر دی تو اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے، کیونکہ اس نے اس کو اپنے محل سے مؤخر کر دیا ہے، یہ حلق اور تقصیر مَردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں۔ ابوداؤد نے ابن عباس سے روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتیں سر نہ منڈائیں وہ صرف تھوڑے تھوڑے بال کتروائیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَقْصِيرِ الْمُتَمَتِّعِ بَعْدَ الْعُمْرَةِ

۱۶۲۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحِلُّوا وَيُحْلِقُوا أَوْ يُقَصِّرُوا۔

بَابُ الزِّيَارَةِ يَوْمَ النَّحْرِ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزِّيَارَةَ إِلَى اللَّيْلِ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُ الْبَيْتَ أَيَّامَ مِنًى وَقَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا ثُمَّ يَقِيلُ ثُمَّ يَأْتِي مِنًى يَعْنِي يَوْمَ النَّحْرِ وَرَفَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ۔

حدیث ۱۶۲۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ بال کترانے جائز ہیں اگرچہ سر منڈانا افضل ہے،، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ امیر معاویہ نے عمرہ جعرانہ میں آپ کے بال شریف کترے تھے کیونکہ حجۃ الوداع میں آپ قارن تھے اور تواتر سے ثابت ہے کہ حجۃ الوداع میں آپ نے منیٰ میں حلق کرایا تھا اور ابوطلحہ نے آپ کے بال شریف لوگوں میں تقسیم کئے تھے،، اور عمرہ قضاء جو سات ہجری میں کیا گیا تھا اس وقت امیر معاویہ مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے یہی صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — تمتع کرنے والا عمرہ کرنے کے بعد بال کترائے،،

۱۶۲۳ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پہنچے تو صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ وہ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کریں پھر احرام کھول دیں اور حلق یا قصر کریں،،

۱۶۲۳ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حلق اور تقصیر میں اختیار ہے جو چاہے کرلے اس پر علماء کا اتفاق ہے۔

باب — دسویں ذوالحجہ کو طوافِ زیارت کرنا،،

ترجمہ: ابوزبیر نے ام المؤمنین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کو رات تک مؤخر کیا،، ابوحسان نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے

marfat.com
Marfat.com

۱۶۲۴ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ حَجَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

ہُوئے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کے دنوں میں بیت اللہ کا طواف (طوافِ زیارت) کیا کرتے تھے،، ابو نعیم نے بیان کیا کہ سفیان نے عبید اللہ سے اُنھوں نے نافع سے اُنھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُنھوں نے ایک طواف کیا پھر قیلولہ کیا پھر منیٰ میں آئے یعنی دسویں ذی الحجہ کو،، عبد الرزاق نے اس کو مرفوع ذکر کیا اُنھوں نے کہا ہمیں عبید اللہ نے خبر دی،،

شرح : مذکور بالا عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات تک طواف زیارت کو مؤخر کیا مگر ابو داؤد اور نسائی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کو طواف کیا پھر آپ نے منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھی اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں تاریخ کو دن میں طوافِ زیارت کیا اور باقی کو ایامِ منیٰ میں رات تک مؤخر کیا۔ علاوہ ازیں زوال پر بھی رات کا اطلاق ہوتا ہے تو معنی یہ ہُوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد طواف کیا اور طواف کرنے کے بعد ظہر کی نماز منیٰ میں آکر پڑھی۔ رات کا معنی غروبِ شمس نہیں ہے،، مگر اشکال یہ ہے کہ ابو داؤد نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی،، کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن (منیٰ) اللہ تعالیٰ نے تم کو رخصت دی ہے کہ جب جمرہ کو رمی کر لو تو تمہارے لئے عورتوں کے سوا ہر شئ حلال ہو جاتی ہے جو احرام کے باعث حرام تھی اور اگر تمہارے طوافِ زیارت کرنے سے پہلے رات ہو جائے تو تم اسی طرح محرم ہو جاتے ہو جیسے جمرہ کو رمی کرنے سے پہلے محرم تھے حتیٰ کہ بیت اللہ کا طواف کرو،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شام تک جس نے طوافِ زیارت نہ کیا وہ دوبارہ محرم ہو جاتا ہے اور اس پر محرماتِ احرام لازم ہیں،، اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ حدیث متروک العمل ہے، محب طبری نے کہا یہ کسی نے نہیں کہا اور یہ منسوخ ہے کیونکہ اجماع اس کے خلاف ہے اور اجماع ناسخ کے وجود پر دلالت کرتا ہے،،

حج میں احرام، وقوف اور طواف زیارت فرض ہیں، طوافِ زیارت میں پہلے چار پھیرے فرض ہیں جن کے بغیر حج نہیں ہوتا اور پورے سات پھیرے واجب ہیں۔ چار پھیروں کے بعد محظوراتِ احرام میں سے کسی کا ارتکاب کرنے سے دم واجب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۶۲۴ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تو قربانی کے دن طواف زیارت کیا اور ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس چیز کا ارادہ کیا جو شوہر اپنی بیوی سے ارادہ کرتا ہے میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ وہ تو حائض ہے (صفیہ کو حیض آگیا ہے) آپ نے فرمایا یہ ہمیں روک رہی ہے۔ صحابہ نے

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفَضْنَا يَوْمَ النَّحْرِ فَحَاضَتْ صَفِيَّةُ فَأَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا مَا يُرِيدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا حَائِضٌ قَالَ حَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اخْرُجُوا وَيُذْكَرُ عَنِ الْقَاسِمِ وَعُرْوَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَفَاضَتْ صَفِيَّةُ يَوْمَ النَّحْرِ۔

بَابُ إِذَا رَمَى بَعْدَمَا أَمْسَى أَوْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ نَاسِيًا أَوْ جَاهِلًا۔

۱۶۲۵ ـــــ مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيمِ وَالتَّأْخِيرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ۔ ۱۶۲۶ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى فَيَقُولُ لَا حَرَجَ فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ قَالَ رَمَيْتُ بَعْدَمَا أَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ۔

عرض کیا یا رسول اللہ انھوں نے قربانی کے دن طوافِ زیارت کر لیا تھا آپ نے فرمایا کوچ کرو، قاسم، عروہ اور اسود ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کرتے ہیں کہ صفیہ نے قربانی کے دن طوافِ زیارت کیا،،

۱۶۲۴ ـــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خیال تھا کہ صفیہ نے طوافِ زیارت نہیں کیا اور وہ پاک ہونے تک ان کو روک رکھے گی کیونکہ طوافِ زیارت فرض ہے لہٰذا وہ پاک ہو کر طوافِ زیارت کرے گی پھر ہم کوچ کریں گے لیکن جب صحابہ نے عرض کیا کہ وہ قربانی کے دن طوافِ زیارت کر چکی ہیں تو آپ نے فرمایا اب ٹھہرنے کی ضرورت نہیں کوچ کرو اور طوافِ وداع کو ترک کرنے کی رخصت دی کیونکہ وہ حائضہ عورت سے ساقط ہے۔ علامہ عینی نے کہا شرح مہذب میں ہے کہ جب کوئی طوافِ وداع ترک کر دے اس پر قربانی کرنی واجب ہو جاتی ہے۔ امام شافعی کے نزدیک یہی صحیح ہے اور اکثر علماء کا مسلک بھی یہی ہے امام مالک اور ابن منذر اسے سنت کہتے ہیں لہٰذا اس کے ترک پر کوئی شئی واجب نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ جب شام کے بعد جمرہ کو پتھر مارے یا بھول کر یا لاعلمی کے باعث قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا،،

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

۱۶۲۵ ـــــ ذبح کرنے، سر منڈانے، پتھر مارنے کے اور مقدم و مؤخر کرنے سے متعلق

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْفُتْيَا عَلَى الدَّابَّةِ عِنْدَ الْجَمْرَةِ

۱۶۲۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ فَقَالَ رَجُلٌ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَهُ آخَرُ فَقَالَ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں،،

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کے میدان میں قربانی کے دن دریافت کیا جاتا تو آپ فرماتے کوئی حرج نہیں ایک شخص نے آپ سے پوچھا اور کہا میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے آپ نے ذبح کر کوئی حرج نہیں پھر اُس نے کہا میں نے شام ہونے کے بعد جمرہ کو پتھر مارے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی حرج نہیں،،

۱۶۲۵ ، ۱۶۲۶ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عید کے دن کے افعال کی تقدیم و تاخیر سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا حرج نہیں۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے اور حجۃ الوداع میں لوگ اطراف واکناف اور دیہات وغیرہ سے آئے تھے اور بعض لوگ حج کے احکام سے واقف نہ تھے اس لئے اُنھوں نے افعال میں تقدیم و تاخیر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاعلمی اور بھول کر تقدیم و تاخیر سے گناہ نہیں ہے۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے مگر وہ فرماتے ہیں کہ حج کے افعال میں ترتیب واجب ہے۔ لہٰذا اس کے ترک سے قربانی کرنا واجب ہے اور حدیث شریف میں گناہ کا رفع مراد ہے۔ قربانی کی نفی مراد نہیں ہے مگر سوال یہ ہوتا ہے کہ حدیث میں بھول کر یا ناواقفیت سے افعال کرنے کا ذکر نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث لمبی ہے اس میں بھول اور لاعلمی کا ذکر ہے اور یہ حدیث مختصر ذکر کی ہے چنانچہ اگلے باب میں اس کا ذکر ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جمرہ کے پاس سواری پر سوار ہو کر مسائل بیان کرنا

۱۶۲۷ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے اور لوگوں نے آپ سے مسائل پوچھنے شروع کئے تو ایک مرد نے کہا مجھے معلوم نہ تھا میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کر دکوئی حرج نہیں ایک اور مرد آیا اور کہا مجھے معلوم نہ تھا میں نے جمرہ کو پتھر مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی ہے آپ نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

١٦٢٨ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ كَذَا قَبْلَ كَذَا حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ وَأَشْبَاهَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ قَالَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

١٦٢٩ ـــ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ وَقَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاقَتِهِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

پتھر مار لو کوئی حرج نہیں اس دن جس چیز کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ مقدم کر لی ہے یا مؤخر تو آپ نے فرمایا کر لو کوئی حرج نہیں"

١٦٢٨ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن خطبہ فرما رہے تھے تو آپ کے سامنے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا میرا خیال تھا کہ فلاں فعل فلاں فعل سے پہلے ہے پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہا میں یہ سمجھتا تھا کہ فلاں فعل فلاں فعل سے پہلے ہے۔ میں نے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے اور جمرہ کو کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے اس طرح کا کلام کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرو کوئی حرج (گناہ) نہیں۔ سب کے لئے لاحرج فرمایا" اس دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال نہ کیا گیا مگر آپ نے فرمایا کرو کوئی حرج نہیں"

١٦٢٩ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر کھڑے ہوئے پھر وہی حدیث ذکر کی معمر نے صالح بن کیسان کی زہری سے روایت کرنے میں متابعت کی"

١٦٢٧ ، ١٦٢٨ ، ١٦٢٩ ـــ شرح : حضرت عبداللہ بن عمرو کی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار اشیاء سے متعلق سوال کیا گیا یعنی قربانی سے پہلے سر منڈانا، کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کرنا اور کنکریاں مارنے سے پہلے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْخُطْبَةِ اَيَّامَ مِنًى

۱۶۳۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ ثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا يَوْمٌ حَرَامٌ فَقَالَ فَاَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ فَاَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فَاَعَادَهَا مِرَارًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَوَصِيَّتُهُ اِلٰى اُمَّتِهٖ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

طوافِ زیارت کر لینے سے سوال کیا گیا۔ پہلے ذکر ہوا ہے کہ یہ تمام افعال آگے پیچھے لاعلمی اور بھول سے کئے گئے تھے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی حرج یعنی گناہ نہیں اور گناہ کی نفی سے دم (قربانی) کی نفی نہیں ہوتی لہٰذا یہ افعال آگے پیچھے کرنے سے فدیہ واجب ہے کیونکہ ان میں ترتیب واجب ہے اور ترکِ واجب سے فدیہ لازم ہے،، مگر سوال یہ ہوتا ہے کہ حدیث سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان اشیاء کا جواب دیتے وقت جمرہ کے پاس سواری پر کھڑے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مختصر ہے۔ امام بخاری نے کتاب العلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کی انھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمرہ کے پاس دیکھا جبکہ آپ سے سوالات پوچھے جاتے تھے اور آپ کا جانور پر سوار ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے جس میں یہ ہے کہ آپ اپنی اونٹنی پر کھڑے تھے لہٰذا اس باب کی تمام احادیث پر نظر کرنے سے مذکورہ امور واضح ہو جاتے ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — منیٰ کے دنوں میں خطبہ دینا

۱۶۳۰ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن لوگوں سے خطاب فرمایا اور فرمایا اے لوگو! یہ کونسا دن ہے لوگوں نے جواب دیا یہ یوم حرام ہے پھر آپ نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے لوگوں نے جواب دیا یہ حرام کا شہر ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے لوگوں نے جواب دیا یہ حرام کا مہینہ ہے۔ آپ نے فرمایا یقیناً تمہارے خون تمہارے مال

marfat.com
Marfat.com

۱۶۳۱ ـــــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو وَقَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَیْدٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ تَابَعَہُ ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ عَمْرٍو ۔

۱۶۳۲ ـــــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْعَامِرٍ ثَنَا قُرَّۃُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ وَرَجُلٌ اَفْضَلُ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ یَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ اَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ ذَا الْحِجَّۃِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ اَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَتْ بِالْبَلْدَۃِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاِنَّ دِمَائَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمٍ تَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ وَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا

تمہاری آبروئیں تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے اس مہینہ میں اس شہر میں یہ دن حرام ہے اور اس کا بار بار ذکر کیا پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا اے اللہ! میں نے تیرا حکم پہنچا دیا ہے اے اللہ میں نے تیرا حکم لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً یہ امت کے لئے آپ کی وصیت ہے۔ چاہیئے کہ موجود اور حاضر شخص یہ حکم غائبین تک پہنچا دیں۔ میرے بعد تم کافروں کی مثل نہ لوٹنا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔

۱۶۳۱ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں خطبہ دیتے سنا سفیان بن عیینہ نے شعبہ کی متابعت کی ہے،،

۱۶۳۲ ـــــ ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن خطبہ دیا اور فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دن کونسا ہے۔ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں آپ کچھ خاموش رہے۔ حتی کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کا نام کوئی اور ذکر کریں گے فرمایا کیا یہ قربانی

marfat.com
Marfat.com

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ۔

١٦٣٣ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ اَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى اَتَدْرُوْنَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ اَفَتَدْرُوْنَ اَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا وَقَالَ هِشَامُ ابْنُ الْغَازِ اَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ حَجَّ بِهٰذَا وَقَالَ هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ وَوَدَّعَ النَّاسَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ حَجَّةُ الْوَدَاعِ ۔

کا دن نہیں ہے ؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں ،، آپ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں فرمایا کہ یہ ذوالحجہ نہیں ہے ؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں (یہ ذوالحجہ ہے) آپ نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے۔ ہم نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ باخبر ہیں آپ کچھ خاموش رہے۔ حتی کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس مہینہ کا نام کوئی اور ذکر کریں گے فرمایا کیا یہ مکہ مکرمہ نہیں ؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک تمہارے خون، تمہارے مال تم پر حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینہ میں اور اس شہر میں ہے حتی کہ تم اپنے رب سے جا ملو خبردار کیا میں نے حکم پہنچا دیا ہے ؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہے چاہیے کہ حاضر شخص غائب کو یہ پہنچا دے اس لئے کہ بسا اوقات سننے والے سے وہ شخص زیادہ یاد رکھتا ہے جسے حکم پہنچایا جائے پس میرے بعد کافروں کی مثل نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو،

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ کے میدان میں فرمایا

١٦٣٣ ـــ کیا تم جانتے ہو یہ دن کونسا ہے ؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ باخبر ہیں۔ فرمایا یہ دن حرام ہے کیا تم جانتے ہو یہ شہر کونسا ہے ؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا یہ شہر حرام (مکہ مکرمہ) ہے کیا تم جانتے ہو یہ مہینہ کونسا ہے ؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ مہینہ حرام ہے فرمایا ! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں حرام کی ہیں جیسے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینہ میں اس شہر میں ہے۔ ہشام بن غاز نے کہا مجھے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں قربانی کے دن جمرہ کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ

marfat.com
Marfat.com

دن حج اکبر کا ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہنا شروع کیا " اے اللہ تو گواہ رہ اور لوگوں کو رخصت کیا تو لوگوں نے یہ الوداعی حج ہے۔

شرح : ان احادیث سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ ایام منیٰ میں خطبہ مشروع ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مذکور خطبہ حج کے متعلقات سے نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں حج کی کوئی شئی بیان نہیں فرمائی جس کا امورِ حج سے تعلق ہو آپ نے صرف عام وصایا بیان فرمائے۔ کیونکہ لوگ دُور دراز سے آئے تھے اس لئے مقتضیٰ حال کے اعتبار سے آپ نے چند نصیحتیں بیان فرما دی تھیں،، اس پر خطبہ کا اطلاق حقیقی نہیں حقیقی خطبہ کا ذکر جابر بن زید کی روائت میں ہے جو انھوں نے ابن عباس سے ذکر کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں خطبہ دیتے ہوئے سُنا کیونکہ اس خطبہ میں لوگوں کو عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کرنے اور وہاں سے منیٰ میں جاکر قربانی کے دن جمرہ کو رمی کرنے قربانی کرنے۔ سر منڈانے اور طوافِ زیارت کی تعلیم تھی۔

۱۶۳۰ تا ۱۶۳۳

اور قربانی کے دن جو خطبہ دیا تھا اس میں ان امور کا کہیں ذکر نہیں اس میں تو صرف سوال وجواب کا ذکر ہے اور مزید نصیحت عامہ کے طور پر چند اشیاء ذکر کر دی تھیں،، دراصل حج کے حقیقی خطبات تین ہیں جو مسنون ہیں ایک ذوالحجہ کی سات تاریخ کا خطبہ ہے اس میں منیٰ جانے پھر وہاں سے عرفات جانے کے احکام ذکر کئے جاتے ہیں پھر ایک دن چھوڑ کر نو ذوالحجہ کو دُوسرا خطبہ ہے اس میں عرفات سے مزدلفہ جانے پھر وہاں سے منیٰ جانے کے احکام بیان کئے جاتے ہیں پھر ایک دن چھوڑ کر تیسرا خطبہ گیارہ ذوالحجہ کو ہے عرفہ کے خطبہ کے علاوہ کسی خطبہ کے درمیان امام نہیں بیٹھے گا وہ صرف عرفہ کے خطبہ کے درمیان بیٹھے گا جیسے جمعہ کے خطبہ میں بیٹھتے ہیں کیونکہ عرفہ کا خطبہ دو خطبے ہیں اس کے درمیان میں بیٹھنا مسنون ہے۔ تمام خطبات زوالِ شمس کے بعد ظہر کی نماز کے بعد ہیں مگر عرفہ کا خطبہ ظہر کی نماز سے پہلے ہے،،

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد " میرے بعد کافر نہ ہونا،، کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے افعال کافروں کے افعال جیسے نہیں ہونے چاہئیں جیسے وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے میں بے خوف ہیں تم بھی ایسا کرنے لگو۔ علماء نے اس کی تاویل میں کئی اقوال ذکر کئے ہیں (۱) مسلمان کے بلاوجہ قتل کو جائز سمجھنا (۲) کفر سے مراد نعمت اور حقِ اسلام کا انکار (۳) یہ کفر تک پہنچا دیتا ہے (۴) یہ کافروں کے فعل جیسا ہے (۵) حقیقۃً کفر مراد ہے یعنی کفر نہ کرو بلکہ ہمیشہ مسلمان رہو (۶) ایک دُوسرے کو کافر نہ کہو ورنہ ایک دوسرے کا قتال جائز سمجھو گے "

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ لوگ آپ کی حیات طیبہ میں ایسا نہ کریں گے اس لئے فرمایا میرے بعد کافر نہ ہونا،، یعنی میری حیات طیبہ کے بعد ایسا نہ کرنا۔

امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ قربانی کے دن خطبہ مسنون ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اس روز خطبہ نہ دیا جائے احناف کا مذہب یہ ہے حج میں تین خطبات ہیں ان کی تفصیل اُوپر گزری ہے۔ امام احمد بن حنبل کے مذہب میں تین خطبات مسلسل ہیں اور پہلا خطبہ آٹھ ذی الحجہ کو ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ اَصْحَابُ السِّقَايَةِ اَوْ غَيْرُهُمْ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى

۱۶۳۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ مُوْسَى ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ ح و

۱۶۳۵ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا اَبِيْ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْعَبَّاسَ اسْتَاْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ اَجْلِ سِقَايَتِهِ فَاَذِنَ لَهُ تَابَعَهُ اَبُوْ اُسَامَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ وَاَبُوْ ضَمْرَةَ

باب — کیا پانی پلانے والے یا اور لوگ منیٰ کی راتوں میں مکہ مکرمہ میں رات گزار سکتے ہیں؟

۱۶۳۴ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو رخصت دی کہ وہ رات مکہ میں گزاریں ،،

۱۶۳۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ پانی پلانے کے لئے منیٰ کی راتیں مکہ مکرمہ میں گزاریں تو آپ نے انہیں اجازت دیدی ،، ابواسامہ، عقبہ بن خالد اور ابوضمرہ نے محمد بن عبداللہ کی متابعت کی ،،

۱۶۳۴، ۱۶۳۵ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پلانے والوں اور ان کے سوا بیمار لوگوں، چرواہوں اور معذور لوگوں کو منیٰ کی راتیں مکہ مکرمہ رات گزارنے کی اجازت دی ان کے علاوہ عام حجاج کیلئے بھی منیٰ میں رات گزارنا سنت ہے چونکہ جمرہ کو کنکریاں مارنی واجب ہیں لہٰذا رمی جمرہ کے بعد اگر کوئی منیٰ سے مکہ میں آجائے تو فدیہ واجب نہ ہوگا اس کی تفصیل حدیث ۱۵۳۴ اور ۱۵۳۵ میں دیکھیں ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ وَقَالَ جَابِرٌ رَمَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَرَمَى بَعْدَ ذٰلِكَ بَعْدَ الزَّوَالِ۔

۱۶۳۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ وَبْرَةَ قَالَ سَاَلْتُ اِبْنَ عُمَرَ مَتٰى اَرْمِي الْجِمَارَ قَالَ اِذَا رَمٰى اِمَامُكَ فَارْمِهِ فَاَعَدْتُ عَلَيْهِ الْمَسْاَلَةَ قَالَ كُنَّا نَتَحَيَّنُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا۔

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ ۔ ۱۶۳۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ رَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ نَاسًا يَرْمُوْنَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ هٰذَا مَقَامُ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا الْاَعْمَشُ بِهٰذَا ۔

باب ـــ جمرہ کو کنکریاں مارنا ،،

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے روز چاشت کے وقت رمی کی اس دن کے بعد پھر سورج ڈھلنے کے بعد رمی کی ،،

۱۶۳۶ ـــ ترجمہ : وبرہ نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ میں کب جمرہ کو کنکریاں ماروں انھوں نے جواب دیا کہ جب تیرا امام رمی کرے تو بھی رمی کرلے میں نے دوبارہ سوال پوچھا تو انھوں نے کہا ہم انتظار کیا کرتے تھے اور جب سورج ڈھل جاتا تو کنکریاں مارتے تھے ،،

۱۶۳۶ ـــ شرح : یعنی نحر کے بعد کے ایام میں دن ڈھلنے کے بعد رمی کیا کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت نحر کے روز چاشت کا وقت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا تھا رمی جمرہ کے لئے یہ وقت مختار ہے اور نفس جواز کا وقت طلوع شمس کے بعد ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمرہ کو رمی نہ کرو حتیٰ کہ سورج طلوع کرے اور اس کا آخری وقت غروب شمس ہے۔ اگر نحر کے دن رمی نہ کی حتیٰ کہ اگلی صبح ہوگئی تو اگلے روز رمی کرے اور اس پر فدیہ واجب ہے نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایام تشریق میں رمی کا وقت زوال شمس کے بعد ہے اس میں سب فقہاء کا اتفاق ہے البتہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ ذَكَرَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۶۳۸ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ هُوَ ابْنُ عُتَيْبَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِينِهِ وَرَمَى بِسَبْعٍ وَقَالَ هٰكَذَا رَمَى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایام تشریق کے تیسرے دن زوالِ شمس سے پہلے رمی جائز ہے اُنھوں نے کہا اگر پہلے یا دوسرے دن زوال سے پہلے رمی کرلی تو اس کو دوبارہ کرے اور تیسرے دن میں جائز ہے۔ امام مالک، ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا اس میں اتفاق ہے کہ جب ایام تشریق گزر جائیں اور آخری دن کا سورج غروب ہوجائے تو رمی فوت ہوجاتی ہے اور فدیہ واجب ہوجاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ وادی کے نشیب سے رمی جمار کرنا ،،

۱۶۳۷ ـــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا عبداللہ بن مسعود نے وادی کے نشیب سے رمی کی تو میں نے کہا اے ابا عبدالرحمٰن لوگ تو اُوپر کی جانب سے رمی کرتے ہیں۔ عبداللہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں سے اس ذات ستودہ صفات نے کھڑے ہوکر کنکریاں ماریں جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی عبداللہ بن ولید نے کہا ہم سے سفیان نے ان سے اعمش نے اس طرح بیان کیا۔

۱۶۳۷ ـــــ شرح : قربانی کے دن جمار کو رمی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بطنِ وادی میں کھڑے ہوکر نیچے سے اُوپر کو جمرہ پر کنکریاں مارے اور باقی دو جمروں کو اُوپر کی طرف سے رمی کرے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو صرف جمرہ عقبہ کو رمی کی جاتی ہے،، الحاصل عبداللہ بن مسعود نے جب یہ سُنا کہ لوگ جمرہ عقبہ کو وادی کے اُوپر سے کنکریاں مارتے ہیں حالانکہ یہ فعل شارع علیہ السلام کے فعل کے خلاف ہے تو ان کو یہ فعل شاق گزرا اور اس کو اچھا نہ جانا حتی کہ مجبور ہوکر قسم کھاکر بیان کیا کہ جس ذات پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی وہ اسی جگہ کھڑے ہوکر کنکریاں مارتے تھے اور سورۂ بقرہ کو اس لئے ذکر کیا حالانکہ آپ پر سارا قرآن نازل ہوا ہے کہ سورۂ بقرہ میں حج کے بڑے بڑے احکام مذکور ہیں، گویا کہ ابن مسعود نے کہا جمرہ عقبہ کو رمی کرنے میں مسنون یہی ہے کہ وادی میں کھڑے ہوکر نشیب سے رمی کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورۂ بقرہ، سورۂ آلِ عمران کہنا جائز ہے یہی صحیح ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سوتے وقت رات کو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں وہ اس کی کفائت کرتی ہیں ،،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبداللہ بن ولید نے کہا ہم کو سفیان نے اعمش سے اس حدیث کو بیان کیا۔ اس عبارت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ

۱۶۳۹ ـــ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ اَنَّهُ حَجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ فَرَاٰهُ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْكُبْرٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَمِنًى عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَقَامُ الَّذِي اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ ـــ

کا مقصد یہ ہے کہ مذکور حدیث میں سفیان کا اعمش سے سماع ثابت ہے،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ جمار کو سات کنکریاں مارنا

اس کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے"

۱۶۳۸ ـــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ کبریٰ کے پاس گئے اور بیت اللہ کو بائیں طرف اور منیٰ کو دائیں طرف کیا اور سات کنکریاں ماریں اور کہا ایسے ہی اس ذات ستودہ صفات صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں ماریں جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۶۳۸ ـــ شرح: اکثر علماء یہی کہتے ہیں کہ جمرہ کو سات کنکریوں سے رمی کرنی واجب ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث سے ظاہر ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے صاحبین رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ اگر نصف سے زیادہ کنکریاں ترک کر دیں تو دم واجب ہے اور اگر نصف سے کم ترک کیں تو ہر کنکری کے عوض نصف صاع گندم صدقہ کرے۔ اگر ایک ہی مرتبہ سات کنکریاں ماریں تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک سات ہی شمار ہوں گی اور امام مالک اور شافعی اسے ایک شمار کرتے ہیں۔ کنکریوں کو پھینکنا شرط ہے اگر کنکریاں وہاں رکھ دیں تو یہ جائز نہیں اور ہر اس شئی سے رمی جائز ہے جو زمین کی جنس سے ہو۔ جمرہ کبریٰ اور جمرہ عقبہ شی واحد ہے۔،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ جمرہ عقبہ کو رمی کی اور بیت اللہ کو بائیں طرف کیا ـــ"

۱۶۳۹ ـــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا اور ان کو دیکھا کہ وہ جمرۂ کبریٰ کو سات کنکریاں مارتے ہیں اور بیت اللہ کو بائیں اور منیٰ کو دائیں کئے ہوئے ہیں پھر کہا یہ اس ذات ستودہ صفات صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۶۴۰ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ السُّوْرَةُ الَّتِيْ تُذْكَرُ فِيْهَا الْبَقَرَةُ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا اٰلُ عِمْرَانَ وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا النِّسَاءُ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ يَزِيْدَ اَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حِيْنَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ حَتّٰى اِذَا حَاذَى بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهَا فَرَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ مِنْ هٰهُنَا وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ قَامَ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

باب ـــــ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہے

اسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے"

۱۶۴۰ ـــــ ترجمہ : اعمش نے کہا میں نے حجاج کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے اور وہ سورت جس میں آل عمران کا ذکر ہے اور وہ سورت جس میں نساء کا ذکر ہے۔ اعمش نے کہا میں نے اسے ابراہیم نخعی سے ذکر کیا تو انھوں نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن یزید نے خبر دی کہ انھوں نے عبداللہ بن مسعود کے ساتھ جمرہ عقبہ کو رمی کی اور وادی میں چلے گئے حتی کہ جب شجرہ (درخت) کے پاس پہنچے تو اس کے سامنے ہو کر سات کنکریاں ماریں ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے، پھر کہا اس جگہ سے اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس ذات ستودہ صفات صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں ماریں جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی۔

۱۶۴۰ ـــــ شرح : اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سات کنکریاں ضروری ہیں اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہنا مستحب ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں اگر تسبیح کہہ دی تو حرج نہیں اور طریقہ یہ ہے کہ کنکری مارتے وقت کہے "بسم اللہ اللہ اکبر" اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جب بھی کنکری مارتے تو فرماتے "اَللّٰهُمَّ اِهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَقِنِيْ بِالتُّقٰى وَاجْعَلِ الْاٰخِرَةَ خَيْرًا لِّيْ مِنَ الْاُوْلٰى" اور حضرت عمر فاروق اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما یہ دعا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يَقِفْ قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ إِذَا رَمَى الْجَمْرَتَيْنِ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَيُسْهِلُ

۱۶۴۱ — حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلَى إِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتَّى يُسْهِلَ فَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيَقُومُ طَوِيلًا وَيَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطَى ثُمَّ يَأْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُومُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَدْعُو وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقُومُ طَوِيلًا ثُمَّ يَرْمِي جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَيَقُولُ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ۔

باب — جس نے جمرہ عقبہ کو رمی کی اور وہاں نہ ٹھہرا

اس کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے"

باب — جب دو جمروں کو رمی کرے تو قبلہ رُو ہو کر نرم زمین پر کھڑا رہے —"

۱۶۴۱ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ قریب والے جمرہ کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے بعد اللہ اکبر کہتے، پھر آگے بڑھتے حتیٰ کہ قبلہ رُو ہو کر نرم زمین میں کھڑے ہوتے اور دیر تک کھڑے رہتے دعا کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے پھر درمیان والے جمرہ کو کنکریاں مارتے پھر بائیں طرف ہو جاتے اور نرم زمین میں چلے جاتے اور قبلہ رُو ہو کر کھڑے رہتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور دعا کرتے اور دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور دیر تک کھڑے رہتے پھر وادی کے نشیب سے جمرہ ذات عقبہ کو رمی کرتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے پھر لوٹ جاتے اور کہتے ایسے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے"

۱۶۴۱ — شرح: یہ حدیث افراد بخاری سے ہے اس کے بعد بھی دو بابوں میں اس کو ذکر کیا ہے۔ بخاری میں اس کے سوا اور کوئی حدیث نہیں یحییٰ بن معین

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَةِ الدُّنْيَا وَالْوُسْطٰى

۱۶۴۲ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخِیْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى اِثْرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُسْهِلُ فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلًا فَيَدْعُوْا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْوُسْطٰى كَذٰلِكَ فَيَاْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلًا فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا وَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْجَمْرَ

نے اس حدیث کو ثقہ کہا ہے۔ جمرہ دنیا۔ یہ مسجد خیف کے قریب ہے سب سے پہلا جمرہ یہی ہے جس کو دس سے زائد کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ یہ منیٰ کے قریب اور مکہ سے دُور ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا میں ہاتھ اُٹھانا سنت ہے اور سنت کی اتباع افضل ہے۔ جمرہ ذات عقبہ، یہ جمرہ عقبہ ہی ہے"

باب ـــ جمرہ اُولیٰ اور وُسطیٰ کے پاس دونوں ہاتھ اُٹھانا

۱۶۴۲ ـــ ترجمہ: سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمرہ اُولیٰ کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری مارنے کے بعد اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھتے اور نرم زمین میں قبلہ رُو کھڑے ہوتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور دُعا کرتے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے پھر اسی طرح درمیانہ جمرہ کو رمی کرتے اور بائیں جانب نرم زمین میں چلے جاتے اور دیر تک قبلہ رُو ہو کر کھڑے رہتے دُعا کرتے (اور اس میں) دونوں ہاتھ اُٹھاتے پھر جمرہ عقبہ کو وادی کے نشیب سے رمی کرتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے اور کہتے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے"

یہ حدیث بعینہٖ پہلے ذکر ہوئی ہے یہاں اس کا اعادہ اس لئے ہوا ہے کہ اس کا اسناد مذکورہ حدیث کے اسناد سے مختلف ہے" لہٰذا یہ محض تکرار نہیں ہے!

باب ـــ دونوں جمروں کے پاس دعا کرنا

محمد نے کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا اُنھوں نے کہا ہمیں یونس نے زہری سے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم جب جمرہ کو رمی کرتے جو منیٰ کی مسجد کے قریب ہے تو اس کو سات کنکریاں مارتے اور [illegible] تو اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھتے اور قبلہ رو ہو کر ٹھہرتے اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا فرماتے اور دیر تک [illegible] کے پاس آتے اور اس کو سات کنکریاں مارتے اور جب بھی کنکری مارتے تو اللہ اکبر [illegible]

marfat.com
Marfat.com

قَالَ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِي تَلِي مَسْجِدَ مِنًى يَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ تَقَدَّمَ أَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُو وَكَانَ يُطِيلُ الْوُقُوفَ ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ سَالِمَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ بِمِثْلِ هٰذَا عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ۔

بَابُ الطِّيبِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ وَالْحَلْقِ قَبْلَ الْإِفَاضَةِ

۱۶۴۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ حِينَ أَحْرَمَ وَلِحِلِّهِ حِينَ أَحَلَّ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ وَبَسَطَتْ يَدَيْهَا۔

اس حدیث کو زہری نے کہا میں نے سالم بن عبداللہ کو سنا کہ وہ اپنے باپ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی یہی کرتے تھے۔

باب ــــ جمرہ کو رمی کرنے کے بعد خوشبو لگانا اور طوافِ زیارت سے پہلے سر منڈانا

۱۶۴۳ ــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا کہ انھوں نے اپنے باپ سے سنا اور وہ اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے وہ کہتے تھے میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ فرماتی تھیں میں نے اپنے ان دونوں ہاتھوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی جب آپ نے احرام باندھا اور طواف زیارت سے پہلے احرام کھولنے کے وقت جب آپ نے احرام کھولا تو آپ نے خوشبو لگانے کے لئے اپنے ہاتھ پھیلائے۔

۱۶۴۳ ــــ شرح : اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ جب جمرہ عقبہ کو رمی کرلے پھر سر منڈالے تو عورتوں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ طَوَافِ الْوَدَاعِ ۔ ۱۶۴۴ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُمِرَ النَّاسُ اَنْ يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ اِلَّا اَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ ۔ ۱۶۴۵ ـــ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ ابْنُ الْفَرَجِ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ اِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ تَابَعَهُ اللَّيْثُ قَالَ ثَنِيْ خَالِدٌ عَنْ سَعِيْدٍ هُوَ ابْنُ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کے سوا بحالتِ احرام جو شئ مُحرِم کے لئے حرام ہو وہ حلال ہو جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر، ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ مُحرِم کے لئے عورتوں کے سوا ہر شئ حلال ہو جاتی ہے۔ ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک کے نزدیک عورتیں اور شکار حلال نہیں۔ نیز امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ امام شافعی اور آپ کے تلامذہ ایک روائت کے مطابق امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ خوشبو لباس کے حکم میں ہے۔ لہذا جب لباس پہننا جائز ہو جاتا ہے تو خوشبو لگانا بھی جائز ہے۔

امام مالک اور دوسری روائت کے مطابق احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما نے کہا خوشبو جماع کے حکم میں ہے لہذا جب جماع جائز ہوگا تب خوشبو لگانا بھی جائز ہوگا اور یہ حدیث ان پر حجت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ طواف وداع

۱۶۴۴ ـــ ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا کہ اُن کا آخیر وقت بیت اللہ کا طواف ہو مگر حائضہ عورت سے اس کی تخفیف کی گئی ہے۔ (یعنی اس پر طوافِ وداع واجب نہیں)

۱۶۴۵ ـــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں پھر وادیٔ مُحصَّب میں تھوڑا سا سو رہے۔ پھر بیت اللہ کی طرف سوار ہو کر گئے اور اس کا طواف کیا۔ لیث نے قتادہ سے اس کی روائت کرنے میں عمرو بن حارث کی متابعت کی۔ اور کہا مجھے خالد نے سعید سے اُنھوں نے قتادہ سے اُنھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی۔

۱۶۴۴، ۱۶۴۵ ـــ شرح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگ جہاں سے چاہتے اپنے گھروں کو چلے جایا کرتے تھے اس

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ

۱۶۴۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ قَالُوا إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ قَالَ فَلَا إِذَنْ۔

۱۶۴۷ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَأَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ امْرَأَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَهُمْ تَنْفِرُ قَالُوا لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَيْدٍ قَالَ إِذَا قَدِمْتُمُ الْمَدِينَةَ فَاسْأَلُوا فَقَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَسَأَلُوا فَكَانَ فِيمَنْ سَأَلُوا أُمَّ سُلَيْمٍ فَذَكَرَتْ حَدِيثَ صَفِيَّةَ رَوَاهُ خَالِدٌ وَقَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ۔

لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک بیت اللہ کا طواف نہ کرلو اپنے گھروں کو نہ جاؤ۔ احناف کا مذہب ہے کہ طوافِ وداع باہر سے آنے والے پر واجب ہے مکہ کے رہنے والے اور اسی طرح میقات کے اندر رہنے والوں پر یہ واجب نہیں البتہ امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ مکی کے لئے یہ طواف کرنا اچھا ہے تاکہ حج کے مناسک اس پر ختم ہوں، حائضہ اور نفاس والی عورت پر یہ واجب نہیں اور نہ ہی عمرہ کرنے والے پر واجب ہے اور نہ ہی اس شخص پر واجب ہے جس کا حج فوت ہوگیا ہو کیونکہ اس پر عمرہ واجب ہے اور عمرہ میں طوافِ وداع نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ صحیح یہ ہے کہ طوافِ وداع واجب ہے اور اس کے ترک کرنے سے دم واجب ہے اکثر علماء کا مذہب یہی ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ اور ابن منذر اسے سنت کہتے ہیں اگر ترک ہوجائے تو دم واجب نہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر طوافِ وداع کرنے کے بعد ایک یا دو ماہ وہاں اقامت کرے تو جائز ہے اور طواف کا اعادہ نہیں۔ امام شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ وہ دوبارہ طوافِ وداع کرے۔ امام مالک کہتے ہیں اگر طوافِ وداع کے بعد بازار سے ضروری اشیاء کی خرید کرے تو حرج نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جب طوافِ زیارت کے بعد عورت کو حیض آجائے"

۱۶۴۶ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المؤمنین صفیہ بنت حیی زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیض آگیا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کیا یہ ہمیں روک لے گی؟ لوگوں نے کہا انہوں نے طوافِ زیارت

marfat.com
Marfat.com

١٦٤٨ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعْدُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ۔ ١٦٤٩ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ فَقَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَحِلَّ وَكَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَطَافَ مَنْ كَانَ مَعَهُ مِنْ نِسَائِهِ وَأَصْحَابِهِ وَحَلَّ مِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ فَحَاضَتْ هِيَ فَنَسَكَتْ مَنَاسِكَنَا مِنْ حَجِّنَا فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ لَيْلَةُ النَّفْرِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ كُلُّ أَصْحَابِكَ يَرْجِعُ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ غَيْرِي قَالَ مَا كُنْتِ تَطُوفِينَ بِالْبَيْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا قُلْتُ بَلَى قَالَ فَاخْرُجِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ وَمَوْعِدُكِ مَكَانُ كَذَا وَكَذَا فَخَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ وَحَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَى حَلْقَى إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا أَمَا كُنْتِ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَلَا بَأْسَ انْفِرِي فَلَقِيَتْهُ مُصْعِدًا عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ قُلْتُ لَا تَابَعَهُ جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ فِي قَوْلِهِ لَا۔

کر لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت کوئی حرج نہیں (چلو)

١٦٤٧ ـــ ترجمہ : عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ والوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس عورت کے متعلق دریافت کیا جو حورت طواف زیارت کرے پھر اسے حیض آجائے تو اُنھوں نے کہا وہ روانہ ہو جائے۔ لوگوں نے کہا ہم تمہارا قول لیں اور زید بن ثابت کا قول چھوڑ دیں ؟ (یہ نہیں ہو سکتا) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم جب مدینہ منورہ آؤ تو دریافت کر لو، لوگ مدینہ منورہ آئے اور یہ مسئلہ دریافت کیا تو جن لوگوں سے اُنھوں نے پوچھا ان میں سے ایک اُمِّ سُلیم تھیں اُس نے صفیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ذکر کیا۔ اس حدیث کی روایت خالد اور قتادہ نے عکرمہ سے کی ہے۔

١٦٤٨ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حائض کے لئے رخصت ہے کہ وہ روانہ ہو جائے جبکہ طواف زیارت کر لے۔ اُنھوں نے کہا میں نے ابن عمر کو یہ کہتے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْأَبْطَحِ

۱۶۵۰ — مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ۔

ہوئے سُنا ہے کہ وہ روانہ نہ ہو پھر میں نے اس کے بعد ان سے سُنا کہ وہ کہتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی ہے "

۱۶۴۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہمارا ارادہ صرف حج کا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا، مروہ کے درمیان سعی کی پھر آپ نے احرام نہ کھولا آپ کے پاس قربانی کا جانور تھا آپ کے ساتھ آپ کی بیویاں اور وہ صحابہ جو آپ کے ہمراہ تھے نے طواف کیا تو ان میں سے جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ تھا اُس نے احرام کھول دیا۔ مائی صاحبہ کو حیض آگیا ہم نے حج کے ارکان ادا کئے جب روانگی کی رات آئی تو اُنھوں نے کہا یا رسُول "صلی اللہ علیہ وسلم" آپ کے تمام ساتھی میرے سوا حج اور عمرہ کر کے لوٹیں گے۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے جن راتوں کو ہم مکہ آئے تھے طواف نہیں کیا تھا۔؟ میں نے کہا نہیں۔

۔ آپ نے فرمایا اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم جاؤ اور عمرہ کا احرام باندھو اور فلاں فلاں جگہ پر آجاؤ۔ میں عبدالرحمٰن کے ساتھ تنعیم کی طرف گئی اور عمرہ کا احرام باندھا۔ ام المؤمنین صفیہ بنت حیی کو حیض آگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بانجھ سر منڈی تو ہمیں روک لے گی کیا تو نے قربانی کرنے کے دن طواف نہیں کیا؟ اُس نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا روانہ ہو جاؤ۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں آپ کو ملی جبکہ آپ مکہ والوں پر اُوپر کی جانب بڑھ رہے تھے اور میں اُتر رہی تھی یا میں بڑھ رہی تھی اور آپ اُتر رہے تھے — مسدد نے کہا میں نے کہا نہیں۔ جریر نے مسدد کی منصور سے "لا" روایت کرنے میں متابعت کی ہے "

۱۶۴۶ تا ۱۶۴۹ — شرح : حائضہ عورت سے طوافِ وداع ساقط ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب صفیہ کے حائض ہونے کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا یہ ہمیں روک لے گی؟ جب آپ کو یہ عرض کیا گیا کہ اُنھوں نے حیض سے پہلے طوافِ زیارت کر لیا ہے تو فرمایا یہ ہمیں نہیں روکے گی کیونکہ اُس نے فرض ادا کر لیا ہے جو حج کا رکن ہے "، ان احادیث کی پوری تشریح حدیث ۱۴۶۷ میں گزری ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۱۶۵۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُتَعَالِي بْنُ طَالِبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَرَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ۔

بَابُ الْمُحَصَّبِ۔

۱۶۵۲ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّمَا كَانَ مَنْزِلًا يَنْزِلُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَكُونَ أَسْمَحَ لِخُرُوجِهِ تَعْنِي الْأَبْطَحَ۔

۱۶۵۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب — جس نے روانگی کے وقت عصر کی نماز ابطح میں پڑھی

۱۶۵۰ — ترجمہ : عبدالعزیز بن رُفیع نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے ایسی چیز بتائیں جو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کی ہے۔ آٹھ ذی الحجہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی ؟ انس نے کہا منیٰ میں پڑھی تھی۔ میں نے کہا روانگی کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی ؟ کہا ابطح میں پڑھی اور تُو وہ کر جو تیرے امیر کریں"

۱۶۵۱ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور وادی مُحَصَّب میں تھوڑی دیر سو رہے۔ پھر سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف تشریف لے گئے اور اس کا طواف کیا (طوافِ وداع)

۱۶۵۰، ۱۶۵۱ — شرح : اَبْطَح، بَطْحَاء ایک ہی شئی ہے اور وہ مکہ اور منیٰ کے درمیان ہے۔ یہ وسیع میدان ہے اسی کو مُحَصَّب کہا جاتا ہے۔ اس حدیث کی پوری تفصیل حدیث ۱۵۵۱ کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں"، یوم الترویہ آٹھوی ذی الحجہ کو کہتے ہیں۔ "یوم النفر"، منیٰ سے واپس ہونے کے دن کو کہتے ہیں"

باب — مُحَصَّب میں اُترنا

۱۶۵۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک مقام ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُترے تھے تاکہ وہاں سے نکلنے میں آسانی ہو۔ اس

marfat.com
Marfat.com

بَابُ النُّزُوْلِ بِذِیْ طُوًی قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ مَکَّةَ وَنُزُوْلِ الْبَطْحَآءِ الَّتِیْ بِذِی الْحُلَیْفَةِ اِذَا رَجَعَ مِنْ مَّکَّةَ ۔

۱۶۵۴ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَبُوْضَمْرَةَ ثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یَبِیْتُ بِذِیْ طُوًی بَیْنَ الثَّنِیَّتَیْنِ ثُمَّ یَدْخُلُ مِنَ الثَّنِیَّةِ الَّتِیْ بِاَعْلٰی مَکَّةَ وَکَانَ اِذَا قَدِمَ مَکَّةَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا لَمْ یُنِخْ نَاقَتَهٗ اِلَّا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ فَیَاْتِی الرُّکْنَ الْاَسْوَدَ فَیَبْدَاُ بِهٖ ثُمَّ یَطُوْفُ سَبْعًا ثَلَاثًا سَعْیًا وَاَرْبَعًا مَشْیًا ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیُصَلِّیْ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ یَنْطَلِقُ قَبْلَ اَنْ یَّرْجِعَ اِلٰی مَنْزِلِهٖ فَیَطُوْفُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَکَانَ اِذَا صَدَرَ عَنِ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اَنَاخَ بِالْبَطْحَآءِ الَّتِیْ بِذِی الْحُلَیْفَةِ الَّتِیْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُنِیْخُ بِهَا۔

۱۶۵۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ سُئِلَ عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنِ الْمُحَصَّبِ فَحَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ نَزَلَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُصَلِّیْ بِهَا یَعْنِی الْمُحَصَّبَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ اَحْسِبُهٗ قَالَ وَالْمَغْرِبَ قَالَ خَالِدٌ لَا اَشُکُّ فِی الْعِشَآءِ وَیَهْجَعُ هَجْعَةً وَیَذْکُرُ ذٰلِکَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

سے وہ ابطح مراد لیتی ہیں "

۱۶۵۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تحصیب یعنی محصب میں اُترنا کوئی شئی نہیں وہ تو ایک منزل ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُترے تھے۔

۱۶۵۲، ۱۶۵۳ — شرح : یعنی محصّب میں اُترنا مناسک حج میں سے نہیں وہاں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام کرنے اُترے تھے" بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا محصّب میں اُترنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا جبکہ مشرک اسے ختم کرنے کے درپے تھے اس خیال کے مطابق وہاں اُترنے کو مستحب کہا جاتا ہے جبکہ وہاں سے گزر ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طُویٰ میں اور مکہ سے لوٹنے کے وقت بطحاء میں اُترنا جو ذوالحلیفہ میں ہے "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ نَزَلَ بِذِي طُوًى إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَقْبَلَ بَاتَ بِذِي طُوًى حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ دَخَلَ وَإِذَا انْصَرَفَ مَرَّ بِذِي طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

۱۶۵۴ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دو پہاڑیوں کے درمیان ذی طُویٰ میں رات گزارتے تھے، پھر اس وادی کی طرف سے داخل ہوتے جو مکہ کے بالائی طرف ہے۔ اور جب مکہ میں حج یا عمرہ کرنے آتے تو اونٹنی کو مسجد کے دروازے کے پاس بٹھاتے پھر داخل ہوتے اور حجر اسود کے پاس سے ابتدا کرتے پھر سات بار طواف کرتے تین بار دوڑ کر اور چار بار رسمی چال سے طواف کرتے پھر فارغ ہو کر دو رکعتیں پڑھتے پھر اپنی قیام گاہ کی طرف جانے سے پہلے صفا اور مروہ کا طواف کرتے اور جب حج یا عمرہ سے لوٹتے تو اونٹنی کو بطحاء میں بٹھاتے جو ذی الحلیفہ میں ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی بٹھایا کرتے تھے،،

۱۶۵۵ — ترجمہ : خالد بن حارث نے کہا کہ عبید اللہ سے مُحصّب میں اُترنے کے متعلق پُوچھا گیا۔ تو عبید اللہ نے نافع سے روایت کی کہ اس میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اُترے تھے۔ نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مُحصّب میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھتے تھے میرے خیال میں اُنھوں نے کہا کہ مغرب بھی پڑھتے تھے۔ خالد نے کہا عشاء کی نماز میں مجھے شک نہیں اور تھوڑی دیر سوتے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے،،

۱۶۵۴، ۱۶۵۵ — شرح : بطحاء جس وادی میں پانی بہتا ہو جب وہ خشک ہو جائے اور سخت ہو جائے تو اسے بطحاء کہتے ہیں۔ ثنیۃ عقبہ کا راستہ ہے اور سجدتین سے مراد مقام ابراہیم پر طواف کی دو رکعتیں ہیں،، یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیئے کہ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طُویٰ میں اُترنا اور لوٹتے وقت بطحاء میں اُترنا جو ذوالحلیفہ میں ہے یہ حج کے ارکان سے نہیں حاجی یا معتمر کی مرضی ہے کہ وہ یہاں ٹھہرے یا نہ ٹھہرے،، مسلم میں نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مُحصّب میں اُترنا سنت سمجھتے تھے اور روانگی کے روز ظہر کی نماز وہ حصبہ میں پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد حضرات خلفاء رضی اللہ عنہم مُحصّب میں اُترتے تھے لہٰذا یہ معلوم ہُوا کہ تحصیب اگرچہ حج کے ارکان سے نہیں مگر وہاں اُترنا سنت ضرور ہے۔

باب — جب مکہ سے لوٹے تو ذی طُویٰ میں ٹھہرے

۱۶۵۶ — ترجمہ : نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ آخر رات ذی طویٰ میں ٹھہرے گزارتے حتیٰ کہ جب صبح ہوتی تو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التِّجَارَةِ أَيَّامَ الْمَوْسِمِ وَالْبَيْعِ فِي أَسْوَاقِ الْجَاهِلِيَّةِ

۱۶۵۶ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ ذُو الْمَجَازِ وَعُكَاظٌ مَتْجَرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كَأَنَّهُمْ كَرِهُوا ذٰلِكَ حَتّٰى نَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ۔

داخل ہوتے اور جب روانہ ہوتے تو ذی طوی سے گزرتے اور وہاں رات گزارتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی وہ ذکر کیا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کرتے تھے "

۱۶۵۶ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بھی حج کے ارکان سے نہیں" اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتباع سنت کے طور پہ یہاں ٹھہرتے تھے لہذا ذی طوی میں ٹھہرنا مسنون ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — حج کے دنوں میں تجارت کرنا اور جاہلیت کی منڈیوں میں خرید و فروخت کرنا "

۱۶۵۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ذی المجاز، عکاظ جاہلیت میں لوگوں کی منڈیاں تھیں جب اسلام آیا تو لوگوں نے اس کو اچھا نہ سمجھا حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ تمہارے لئے کوئی حرج نہیں کہ حج کے زمانہ میں اپنے رب کا فضل تلاش کرو "

۱۶۵۶ — شرح : "موسم" سمہ سے مشتق ہے اس کا معنیٰ علامت ہے حج کے زمانہ کو موسم اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ علامت گاہ ہے جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ "ذوالمجاز" منیٰ میں ایک جگہ ہے جہاں جاہلیت کے زمانہ میں خرید و فروخت کرتے تھے۔ اسی طرح "عکاظ" مکہ کے ایک طرف منڈی کی جگہ ہے جہاں عرب ہر سال جمع ہوتے اور مہینہ بھر خرید و فروخت کرتے رہتے تھے "، اور فاخرانہ اشعار کہا کرتے تھے جب اسلام آیا تو سب کو ختم کر دیا گیا۔

ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ لوگ حج کے زمانہ میں تجارت اور خرید و فروخت کرنے سے ڈرتے تھے اور کہتے تھے یہ ایام اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا "، یعنی احرام سے پہلے اور احرام کھول دینے کے بعد خرید و فروخت میں حرج نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِدْلَاجِ مِنَ الْمُحَصَّبِ

١٦٥٧ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا اَبِیْ ثَنَا الْاَعْمَشُ اِبْرَاهِیْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِیَّةُ لَیْلَةَ النَّفْرِ فَقَالَتْ مَا اُرَانِیْ اِلَّا حَابِسَتَكُمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَیٰ حَلْقَیٰ اَطَافَتْ یَوْمَ النَّحْرِ قِیْلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِیْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِیْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا مُحَاضِرٌ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا اَمَرَنَا اَنْ نَحِلَّ فَلَمَّا كَانَتْ لَیْلَةُ النَّفْرِ حَاضَتْ صَفِیَّةُ بِنْتُ حُیَیٍّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَیٰ حَلْقَیٰ مَا اُرَاهَا اِلَّا حَابِسَتَكُمْ ثُمَّ قَالَ كُنْتِ طُفْتِ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِیْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَمْ اَكُنْ حَلَلْتُ قَالَ فَاعْتَمِرِیْ مِنَ التَّنْعِیْمِ فَخَرَجَ مَعَهَا اَخُوْهَا فَلَقِیْنَاهُ مُدَّلِجًا فَقَالَ مَوْعِدُكِ مَكَانُ كَذَا وَكَذَا۔

باب — مُحَصَّب سے آخیر رات کو چلنا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صفیہ کو روانگی کی رات

١٦٥٧ — حیض آگیا تو اُنھوں نے کہا میرا یہ خیال ہے کہ میں تم کو روک دوں گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بانجھ سر منڈی کیا اُس نے (دسویں ذالحجہ) قربانی کے دن طوافِ زیارت کیا تھا؟ عرض کیا گیا جی ہاں! تو آپ نے فرمایا چلو۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محمد نے میرے پاس روایت میں اضافہ کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا مجھے مُحاضِر نے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے اعمش نے ابراہیم سے خبر دی اُنھوں نے اسود سے اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُنھوں نے فرمایا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم صرف حج کا ارادہ کرتے تھے جب ہم مکہ پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ ہم احرام کھول دیں اور جب روانگی کی رات تھی تو صفیہ بنت حیی کو حیض آگیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سر منڈی بانجھ میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں روک دے گی پھر فرمایا کیا تو نے نحر کے روز طوافِ زیارت کیا تھا۔ صفیہ نے کہا جی ہاں! فرمایا چلو۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے احرام نہیں کھولا آپ نے فرمایا تم تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ کرو اور ان کے ساتھ ان کا بھائی عبدالرحمٰن گیا مائی صاحبہ نے فرمایا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے آخیر میں ملے تو آپ نے فرمایا فلاں فلاں جگہ تم نے آجانا۔

شرح : یعنی ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو طوافِ وداع سے پہلے حیض آگیا

١٦٥٧ — ان جیسی [illegible] نے مدینہ منورہ کو واپس جانے کا

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ الْعُمْرَةِ

بَابُ وُجُوْبِ الْعُمْرَةِ وَفَضْلِهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَيْسَ اَحَدٌ اِلَّا وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ وَعُمْرَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّهَا لَقَرِيْنَتُهَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔

ارادہ کیا تو اُنھوں نے کہا میرا خیال ہے کہ میں آپ کو روک دوں گی کیونکہ میں حیض سے پاک ہونے تک انتظار کروں گی اور پھر طوافِ وداع کرنے کے بعد آپ کے ساتھ چلوں گی ان کا خیال تھا کہ طوافِ وداع حائضہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ لہٰذا اتنی دیر رکنا پڑے گا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے قربانی کے دن طوافِ زیارت نہیں کیا تھا؟ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طوافِ زیارت حج کا رکن ہے وہ ہر ایک پر ضروری ہے جو تو کر چکی ہے اور طوافِ وداع حائضہ پر واجب نہیں اس لئے یہ نہ کرنے میں حرج نہیں اور ان کو مدینہ منورہ کو روانہ ہونے کا حکم فرمایا۔ سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق اخت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تطییبِ خاطر کے لئے فرمایا کہ عُمرہ کر لو جبکہ اُنھوں نے مستقل تنہا عمرہ کرنے کا ارادہ کیا جیسے دوسری امہات المؤمنین نے کیا تھا اور مقام تنعیم کی تخصیص مائی صاحبہ کی آسانی کے لئے فرمائی ورنہ تنعیم کی تمام جہات اس میں برابر ہیں اور تنعیم سے احرام باندھنا ضروری بھی نہیں ،، قاضی عیاض کہتے ہیں کہ تنعیم سے احرام باندھنا معتمر کے لئے واجب ہے کیونکہ مکہ سے عُمرہ کرنیوالے کا میقات تنعیم ہے اَدْلاج بِتَشْدِیْدِ الدَّالِ کا معنی اخیر رات کو چلنا ہے اور اِدْلاج بِسُکُوْنِ الدَّالِ کا معنی اوّل رات کو سیر کرنا ہے۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا «مَوْعِدُکِ کَذَا وَکَذَا» یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب ان سے ملے تو ام المؤمنین سے فرمایا فلاں فلاں جگہ ملاقات ہوگی اور وہاں سے مدینہ منورہ کو روانگی ہوگی۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(عُمرہ کا بیان)

باب عمرہ کے وجوب اور اس کی فضیلت

marfat.com

Marfat.com

۱۶۵۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہر ایک پر حج اور عمرہ ہے ،، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ دونوں اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے کا ساتھی ہے (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) اللہ کے لئے حج اور عمرہ پورا کرو ،،

۱۶۵۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو ان کے درمیان کئے ہوں اور حج مبرور کی جزا نہیں ہے مگر جنت ،،

۱۶۵۸ — مشرح : عمرہ کا لغوی معنی زیارت ہے اور شریعت مطہرہ میں اس کا معنی شروط مخصوصہ کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کرنا ہے۔ احناف کا مذہب ہے کہ عمرہ سنت ہے حج کے افعال کرنے کے بعد عمرہ کرنا مستحب ہے ،، امام ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کے متعلق پوچھا گیا کیا یہ واجب ہے ؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر عمرہ کرنا افضل ہے ،، ابن ماجہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حج جہاد اور عمرہ نفل ہے ،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی سرور کائنات سے اس طرح روایت کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی روایت سے عمرہ کے وجوب پر استدلال کیا ہے! یاد رہے کہ امام شافعی کا مذہب ہے کہ ایک سال میں بار بار عمرہ کرنا مستحب ہے ، امام مالک سال میں ایک بار سے زائد عمرہ کو مکروہ جانتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سال کے پانچ ایام میں عمرہ کرنا مکروہ ہے اور وہ نو ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ تک ہیں ،،

حج مبرور وہ ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور نہ اس میں ریا اور سمعہ ہو اور نہ ہی رفث و فسوق ہو اس کے علاوہ بھی حج مبرور کی تفسیر کی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج مبرور کی جزا صرف جنت ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! حج مبرور کیا ہے فرمایا سلام کہنا اور کھانا کھلانا ہے ،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ عمرہ سے عمرہ تک درمیان سب گناہوں کا کفارہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ دوسرے عمرہ سے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے کیونکہ گناہوں کے وجود کے بعد ہی ان کا کفارہ مناسب ہے لہٰذا پہلے عمرہ سے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوتا کیونکہ ابھی تک گناہوں کا وجود ہی نہیں تو کفارہ کس کا ہوگا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ اعْتَمَرَ قَبْلَ الْحَجِّ - ١٦٥٩ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَاْسَ قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَحُجَّ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ ثَنِيْ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مِثْلَهٗ

١٦٦٠ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مِثْلَهٗ -

بَابُ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ١٦٦١ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَاِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَاِذَا نَاسٌ يُصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ صَلٰوةَ

باب — جس نے حج سے پہلے عمرہ کیا ،،

١٦٥٩ — ترجمہ : عکرمہ بن خالد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حج سے پہلے عمرہ کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا کچھ حرج نہیں عکرمہ نے کہا عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے عمرہ کیا تھا۔ ابراہیم بن سعد نے ابن اسحاق سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ عکرمہ بن خالد نے بیان کیا میں نے ابن عمر سے اس طرح سُنا ہے۔

١٦٦٠ — ترجمہ : عکرمہ بن خالد نے کہا میں نے اس طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا۔

١٦٥٩ ، ١٦٦٠ — شرح : یعنی جب کوئی شخص حج کرنے سے پہلے عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ،، امام احمد رحمہ تعالیٰ کی روائت اس طرح ہے کہ کسی پر کچھ حرج نہیں کہ حج کرنے سے پہلے عمرہ کرے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر سے حج سے پہلے کئے تھے ،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے ؟

١٦٦١ — ترجمہ : مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہا میں اور عروہ بن زبیر مسجد نبوی میں گئے تو دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے

marfat.com
Marfat.com

الضحیٰ قال فسألناہ عن صلوتہم فقال بدعۃ ثم قال لہ کم اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اربع احدھن فی رجب فکرھنا ان نرد علیہ قال وسمعنا استنان عائشۃ ام المؤمنین فی الحجرۃ فقال عروۃ یا امۃ یا ام المؤمنین الا تسمعین ما یقول ابو عبد الرحمٰن قالت ما یقول قال یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتمر اربع عمرات احدھن فی رجب قالت یرحم اللہ ابا عبد الرحمٰن ما اعتمر عمرۃ الا وھو شاھدہ وما اعتمر فی رجب قط۔

۱۶۶۲ — حدثنا ابو عاصم انا ابن جریج اخبرنی عطاء عن عروۃ بن الزبیر قال سألت عائشۃ قالت ما اعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رجب۔ ۱۶۶۳ — حدثنا حسان بن حسان ثنا ھمام عن قتادۃ سألت انسا کم اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اربعا عمرۃ الحدیبیۃ فی ذی القعدۃ حیث صدہ المشرکون وعمرۃ من العام المقبل فی ذی القعدۃ حیث صالحھم وعمرۃ الجعرانۃ اذ قسم غنیمۃ اراہ حنین قلت کم حج قال

پاس بیٹھے تھے اور لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے ان سے ان کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو کہا "یہ نماز" بدعت ہے پھر ان "عبداللہ بن عمر" سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے ہیں؟ تو انھوں نے کہا چار! ان میں سے ایک عمرہ رجب میں تھا ہم نے ان کا رد کرنا اچھا نہ سمجھا اور ہم نے حجرہ شریفہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسواک کرنے کی آواز سنی تو عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ام المؤمنین! کیا آپ سنتی نہیں کہ ابو عبدالرحمٰن کیا کہہ رہے ہیں؟ انھوں نے فرمایا 'عبداللہ بن عمر' کیا کہتے ہیں۔ عروہ نے کہا وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے اور ان میں سے ایک رجب میں تھا، ام المؤمنین نے فرمایا! اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن پر رحم کرے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر عبداللہ وہاں موجود تھے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

۱۶۶۲ — ترجمہ: عروہ بن زبیر نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

۱۶۶۳ — ترجمہ: قتادہ نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے ہیں؟ انھوں نے کہا چار! ایک عمرہ ذی القعدہ کے

marfat.com
Marfat.com

وَاحِدَةٌ ۔ ۱۶۶۴ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ سَاَلْتُ اَنَسًا فَقَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ رَدُّوْهُ وَ مِنَ الْقَابِلِ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةً فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهٖ ۔

۱۶۶۵ ـــــ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا هَمَّامٌ وَقَالَ اعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ اِلَّا الَّتِيْ اعْتَمَرَ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَتُهٗ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَمِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ وَمِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهٖ ۔ ۱۶۶۶ ـــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ ثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا وَعَطَاءً وَمُجَاهِدًا فَقَالُوْا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ قَالَ وَسَمِعْتُ الْبَرَآءَ ابْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ مَرَّتَيْنِ ۔

مہینہ میں عمرہ حدیبیہ جبکہ مشرکوں نے آپ کو روک دیا تھا دوسرے سال ذی القعدہ میں عمرہ کیا جبکہ مشرکوں سے آپ نے صلح فرمائی۔ تیسرا عمرہ جعرانہ جبکہ غنیمت کا مال تقسیم کیا میرا خیال ہے کہ وہ مال غزوہ حُنین کا تھا میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے حج کئے ہیں فرمایا صرف ایک۔

۱۶۶۴ ـــــ ترجمہ : قتادہ نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا جبکہ مشرکوں نے آپ کو روک دیا اور دوسرے عمرہ حدیبیہ اور عمرہ ذی القعدہ میں اور چوتھا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ "

۱۶۶۵ ـــــ ترجمہ : ہمام نے بیان کیا کہ نبی کریم نے چاروں عمرے ذی القعدہ میں کئے تھے مگر وہ عمرہ جو حج کے ساتھ کیا تھا، ایک عمرہ حدیبیہ، دوسرا آئندہ سال، تیسرا جعرانہ جبکہ حنین کا مالِ غنیمت تقسیم کیا اور چوتھا عمرہ حج کے ساتھ !

۱۶۶۶ ـــــ ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے مسروق عطاء اور مجاہد سے دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے پہلے ذی القعدہ میں عمرہ کیا اور میں نے براء بن عازب سے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے پہلے ذی القعدہ میں دو عمرے کئے "

۱۶۶۱ تا ۱۶۶۶ ـــــ شرح : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے چاشت کی نماز کو بدعت اس لئے کہا کہ ان کو معلوم نہ تھا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ہانی کے گھر یہ نماز پڑھی ہے جیسے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عُمْرَةٍ فِي رَمَضَانَ۔ ۱۶۶۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُنَا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے تراویح کی نماز کو بدعت فرمایا تھا۔ بدعت کی پانچ اقسام ہیں۔ واجبہ۔ مندوبہ۔ محرمہ۔ مکروہہ اور مباحہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد یہ ہے کہ چاشت کی نماز مسجد میں آکر اجتماعی صورت میں پڑھنا بدعت ہے نفس نماز بدعت نہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے ہیں۔ پہلا عمرہ چھ ہجری میں تھا اس وقت مشرکوں نے آپ کو عمرہ کرنے سے روک دیا تھا اور آپ اور صحابہ کرام سب نے احرام کھول دیا تھا اس کو بھی عمرہ شمار کیا جاتا ہے۔ دوسرا عمرہ سات ہجری کو ذی القعدہ میں کیا اس کو عمرۃ القضاء کہا جاتا ہے۔ تیسرا آٹھ ہجری کو ذی القعدہ میں کیا اس سال مکہ مکرمہ فتح کیا تھا۔ چوتھا حجۃ الوداع کے ساتھ کیا تھا،، اور چاروں عمرے ذی القعدہ میں کئے تھے،، چوتھے عمرے کا احرام ذی القعدہ میں باندھا تھا اور اس کے افعال ذوالحجہ میں کئے تھے اس لئے اس عمرے کو بھی ذی القعدہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ان میں سے ایک رجب میں تھا مگر جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس کی تردید فرمادی تو وہ خاموش رہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اشتباہ ہوگیا تھا یا وہ بھول گئے تھے یا اس بارے میں ان کو شک ہوگیا تھا اس لئے وہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو جواب نہ دے سکے اور خاموشی اختیار کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم قارن تھے یعنی آپ نے میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا تھا اس لئے احناف قران کو تمتع اور افراد سے افضل کہتے ہیں۔ جاہلیت میں حج کے ایام میں عمرہ کرنا سخت گناہ شمار کیا جاتا تھا اور اسے افجر الفجور کہتے تھے حجۃ الوداع میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھا اور کفار کی تردید اور ان کے مزعوم باطل کو ختم کرنے کے لئے فرمایا جو شخص ہدی ساتھ نہیں لایا وہ حج کا احرام کھول کر عمرہ کا احرام باندھ لے اور فرمایا میں ہدی ساتھ لایا ہوں اور حج و عمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھا ہے اس لئے ہم احرام نہیں کھول سکتے البتہ اگر میقات سے پہلے التفات کرتے اور ہدی ساتھ نہ لاتے تو ہم بھی حج کا احرام فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھ لیتے، اور حج کا احرام فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھنے میں صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خصوصیت تھی،، شرح معانی الآثار میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَلٰكِنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ،، یعنی میں ہدی ساتھ لایا ہوں اور حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا ہے اور جو عمل سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں وہ افضل ہوتا ہے لہٰذا قران تمتع اور افراد سے افضل ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب رمضان مبارک میں عمرہ کرنا

marfat.com
Marfat.com

لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيتُ اسْمَهَا مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا قَالَتْ كَانَ لَنَا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ أَبُو فُلَانٍ وَابْنُهُ لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا وَتَرَكَ نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ قَالَ فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِي فِيهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ أَوْ نَحْوًا مِمَّا قَالَ.

بَابُ الْعُمْرَةِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ وَغَيْرِهَا

۱۶۶۸ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ لَنَا مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِالْعُمْرَةِ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ قَالَتْ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَظَلَّنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِيَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِي.

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاریہ عورت سے فرمایا عطاء نے کہا ابن عباس نے اس عورت کا نام ذکر کیا اور میں بھول گیا ہوں کہ ہمارے ساتھ حج کرنے سے تجھے کس نے منع کیا ہے۔ اُس عورت نے کہا ہماری ایک اونٹنی تھی اس پر فلاں کا باپ اور اس کا بیٹا سوار ہوا (اپنے شوہر اور بیٹے کی طرف اشارہ کیا) اور ایک اونٹ رہنے دیا جس پر ہم پانی پلاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آئے تو اس میں عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا حج ہے یا اس کی مثل کچھ فرمایا۔

۱۶۶۷ —

شرح: یعنی رمضان مبارک میں عمرہ کا ثواب حج کے ثواب کے برابر ہے کیونکہ اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ عمرہ حج کے قائم مقام نہیں ہو سکتا ابن خزیمہ نے کہا کبھی یوں ہوتا ہے کہ ایک شئ کسی اور شئ کے بعض وجوہ میں مشابہ ہوتی ہے۔ تو اس اعتبار سے اس کو اس کی مثل کہا جاتا ہے۔ امام ترمذی نے اسحاق بن راہویہ سے نقل کیا کہ اس حدیث کا معنیٰ ایسا ہے جیسے حدیث میں وارد ہے کہ "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ" تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ابن عربی نے کہا عمرہ کی یہ حدیث صحیح ہے کہ رمضان مبارک کی برکت سے عمرہ حج کا مقام پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ خاص عنایت اور فضل و کرم ہے" ابن جوزی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے حضورِ قلب سے کسی عمل کا ثواب زیادہ ہوتا ہے اسی طرح وقت کی شرافت زیادہ ہونے

۱۶۶۷ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عُمْرَةِ التَّنْعِيمِ۔ ۱۶۶۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَسَمِعَ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُرْدِفَ عَائِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً سَمِعْتُ عَمْرًا كَمَا سَمِعْتُهُ مِنْ عَمْرٍو۔ ۱۶۷۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى

سے اس وقت میں عمل کا ثواب زیادہ ہوتا ہے! مذکور حدیث اپنے عموم پر ہے اس میں اس عورت کی خصوصیت نہیں

باب — مُحَصَّب کی رات یا اس کے علاوہ عمرہ کرنا

۱۶۶۸ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت نکلے جبکہ ذی الحجہ کا چاند نکل آیا تھا آپ نے ہم کو فرمایا جو کوئی تم میں سے پسند کرتا ہے کہ حج کا احرام باندھے وہ حج کا احرام باندھ لے اور جو عمرہ کا احرام باندھنا پسند کرتا ہے وہ عمرہ کا احرام باندھ لے۔ اگر میں نے ہدی ساتھ نہ لائی ہوتی تو میں عمرہ کا احرام باندھتا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا ہم میں سے بعض نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا عرفہ کا دن آیا تو مجھے حیض آگیا اور میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا عمرہ چھوڑ دو اور سر کے بال کھول دو اور کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو جب مُحصب کی رات تھی تو آپ نے میرے ساتھ عبدالرحمٰن کو تنعیم بھیجا تو میں نے اپنے عمرہ کی جگہ عمرہ کا احرام باندھا۔

۱۶۶۸ — شرح: کتاب الحیض کے نقض المرۃ شعرہا، کے باب میں اور اس کے علاوہ کئی مواضع میں اس حدیث کی شرح گزری ہے۔ خصوصاً حدیث ۱۴۶۲ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب تنعیم سے عمرہ کرنا

۱۶۶۹ — ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھائیں اور ان کو تنعیم سے عمرہ کرائیں۔ سفیان نے کبھی کہا "سَمِعْتُ عَمْرًا" اور کبھی کہا "سَمِعْتُهُ مِنْ عَمْرٍو"

marfat.com
Marfat.com

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ حَبِيبٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَطَاءٍ ثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ وَاَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ اَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَكَانَ عَلِيٌّ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ اَهْلَلْتُ بِمَا اَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِاَصْحَابِهِ اَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً يَطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُقَصِّرُوْا وَيَحِلُّوْا اِلَّا مَنْ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالُوْا نَنْطَلِقُ اِلٰى مِنًى وَذَكَرُ اَحَدِنَا يَقْطُرُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَيْتُ وَلَوْلَا اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ وَاَنَّ عَائِشَةَ حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ اَنَّهَا لَمْ تَطُفْ قَالَ فَلَمَّا طَهُرَتْ وَطَافَتْ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَاَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِيْ ذِي الْحَجَّةِ وَاَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيْهَا فَقَالَ اَلَكُمْ خَاصَّةً هٰذِهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا بَلْ لِلْاَبَدِ۔

۱۶۶۹ —

شرح : مکہ کے رہنے والے اگر عمرہ کریں تو وہ حرم سے باہر جاکر "حل" سے احرام باندھیں اور اس حدیث میں تنعیم کو اس لئے خاص کیا کہ دوسرے مقامات کی نسبت یہ حل سے زیادہ قریب ہے۔ امام ابوحنیفہ آن کے تلامذہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۶۷۰ —

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج کا احرام باندھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہ کے سوا ان میں سے کسی کے ساتھ ہدی نہ تھی، حضرت علی "کرم اللہ وجہہ الکریم" یمن سے تشریف لائے اور ان کے ساتھ ہدی تھی اور انھوں نے کہا میں نے اس چیز کا احرام باندھا جس چیز کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو حکم فرمایا کہ وہ اس کو عمرہ بنا لیں بیت اللہ کا طواف کریں پھر بال چھوٹے کروادیں اور احرام کھول دیں مگر جس کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) ہو (وہ احرام نہ کھولے) لوگوں نے کہا ہم منیٰ کو جائیں۔ حالانکہ ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِعْتِمَارِ بَعْدَ الْحَجِّ بِغَيْرِ هَدْيٍ

۱۶۷۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى ثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ اَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ

کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اگر میں پہلے اس طرف متوجہ ہوتا جو آخر میں اُدھر متوجہ ہُوا تو میں ہدی ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں احرام کھول دیتا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا۔ اُنہوں نے حج کے سارے ارکان پُورے کر لئے مگر اُنہوں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا جب وہ حیض سے پاک ہوگئیں بعد بیت اللہ کا طواف کر لیا تو عرض کیا یا رسولَ اللہ! آپ سب عمرہ اور حج کر کے جائیں گے اور میں صرف حج کر کے جاؤں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ ان کے ساتھ تنعیم جائیں۔ ام المؤمنین نے حج کرنے کے بعد ذی الحجہ میں عمرہ کیا اور سراقہ بن مالک بن جُعشم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا جب آپ عقبہ میں رمی کر رہے تھے اور عرض کیا یا رسُول اللہ! کیا یہ صرف آپ کے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ ہمیشہ کے لئے ہے!

۱۶۷۰ — شرح: مسلم کی روایت میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ قربانی کے جانور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور مال دار لوگوں کے ساتھ تھے اور اس حدیث میں صرف آپ کے ساتھ حضرت طلحہ کا ذکر کیا ہے۔ مگر اس میں تضاد نہیں کیونکہ ہر ایک نے جس کا مشاہدہ کیا وہ بیان کیا اور جس پر وہ مطلع ہُوا ذکر کر دیا۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کا اس فسخ میں اختلاف ہے کیا یہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص تھا یا قیامت تک کے لئے باقی ہے اور جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو اور اس نے حج کا احرام باندھا ہو تو وہ اسے فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھ کر اس کے ارکان ادا کر کے احرام کھول دے؟ امام مالک، شافعی، ابوحنیفہ اور متقدمین و متاخرین جمہور علماء نے کہا کہ یہ صرف اسی سال صحابہ کرام کے ساتھ خاص تھا تاکہ اہلِ جاہلیت کی مخالفت کریں کیونکہ وہ کہا کرتے تھے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سخت گناہ ہے اور یہ بہت بڑا فجور ہے۔ امام مسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حج کو فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھنا صرف صحابہ کرام کے ساتھ اسی سال میں خاص تھا۔ امام نسائی نے بلال سے روایت کی اُنہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! یہ صرف ہمارے لئے خاص ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے تو آپ نے فرمایا یہ صرف ہمارے لئے خاص ہے اور حج کے دنوں میں عمرہ کرنا ہمیشہ کے لئے ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمتع جائز ہے اور غیر کے احرام کے ساتھ احرام معلق کرنا جائز ہے۔ اچھی چیز کے فوت ہو جانے میں افسوس کے لئے لفظ "لَوْ" کا استعمال جائز ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لو"، عملِ شیطان کی راہ کھولتا ہے تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خواہشاتِ نفسانیہ اور حظوظِ دنیا میں افسوس کے لئے لَوْ کا استعمال ممنوع اور عملِ شیطان ہے۔

marfat.com
Marfat.com

لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُهِلَّ بِحَجَّةٍ فَلْيُهِلَّ وَلَوْلَا اَنِّيْ اَهْدَيْتُ لَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَمِنْهُمْ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَكُنْتُ مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحِضْتُ قَبْلَ اَنْ اَدْخُلَ مَكَّةَ فَاَدْرَكَنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَاَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَهِلِّيْ بِالْحَجِّ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ اَرْسَلَ مَعِيَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَرْدَفَهَا فَاَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِهَا فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا وَلَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَدَقَةٌ وَلَا صَوْمٌ۔

باب — حج کے بعد ہدی کے بغیر عمرہ کرنا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت نکلے کہ ذی الحجہ کا چاند

١٦٧١ — نظر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پسند کرتا ہے کہ وہ عمرہ کا احرام باندھے وہ عمرہ کا احرام باندھے اور جو کوئی حج کا احرام باندھنا پسند کرتا ہے وہ حج کا احرام باندھے اور اگر میں نے ہدی ساتھ نہ لائی ہوتی تو میں عمرہ کا احرام باندھتا صحابہ میں سے بعض نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا اور میں ان لوگوں میں سے تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مجھے حیض آگیا اور مجھے عرفہ کے دن نے پالیا حالانکہ میں حائضہ تھی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا عمرہ چھوڑ دو اور سر کے بال کھول دو اور کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو میں نے ایسا ہی کیا جب محصب کی رات آئی تو میرے ساتھ عبدالرحمٰن کو تنعیم بھیجا اُنھوں نے ام المؤمنین کو اپنی سواری پر پیچھے سوار کیا اور پہلے عمرہ کی بدل مجھے عمرہ کرایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا حج اور عمرہ پورا کر دیا اور اس میں کوئی شئ قربانی کا جانور صدقہ اور روزہ نہ تھا "

١٦٧١ — شرح : قولہ ابن بطال نے کہا " فَقَضَى اللّٰهُ حَجَّهَا وَعُمْرَتَهَا " یہ ہشام بن عروہ کا کلام ہے۔ اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ ام المؤمنین قارنہ نہ تھیں ورنہ ان پر قران کی ہدی لازم ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام ہشام کا ہے جو حدیث میں داخل کیا گیا ہے اور اُنھوں نے اپنی دانست کے اعتبار سے نفی کی ہے۔ اس سے نفس الامری شئ کی نفی نہیں ہوتی " ابن خزیمہ نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ پہلا عمرہ ترک کر دینے اور اس کو حج میں داخل کر دینے میں کوئی شئ واجب نہیں ہوئی اور نہ ہی تنعیم سے عمرہ کرنے میں کوئی شئ واجب ہوئی " علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَجْرِ الْعُمْرَةِ عَلٰى قَدْرِ النَّصَبِ

۱۶۷۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَعَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَا قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَاَصْدُرُ بِنُسُكٍ فَقِيْلَ لَهَا انْتَظِرِيْ فَاِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِيْ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلِّيْ ثُمَّ ائْتِيْنَا بِمَكَانِ كَذَا وَلٰكِنَّهَا عَلٰى قَدْرِ نَفَقَتِكِ اَوْ نَصَبِكِ

بَابُ الْمُعْتَمِرِ اِذَا طَافَ طَوَافَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ خَرَجَ هَلْ يُجْزِئُ مِنْ طَوَافِ الْوَدَاعِ

۱۶۷۳ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا عمرہ حج ادا کرنے کے بعد تھا اور اس میں علماء کا اتفاق ہے کہ جو عمرہ حج ادا کرنے کے بعد اور ایام تشریق گزر جانے کے بعد کیا جائے۔ اس عمرہ میں کوئی شئی واجب نہیں کیونکہ وہ متمتع نہیں متمتع وہ شخص ہے جو حج کے دنوں میں عمرہ کرے اور وقوف عرفہ سے پہلے عمرہ کا طواف کرے اور جو قربانی کے دن کے بعد عمرہ کرے اس کا عمرہ حج کے مہینوں میں نہ ہوا اس لئے اس پر ہدی، صدقہ اور روزہ واجب نہیں، واللہ ورسولہ اعلم!

باب — عمرہ کا ثواب مشقت کے مطابق ہے

۱۶۷۲ — ترجمہ: قاسم اور اسود نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! لوگ دو عبادتیں کرکے واپس جائیں گے اور میں صرف ایک عبادت کرکے واپس جاؤں گی (حج، عمرہ) تو ان سے کہا گیا آپ انتظار کریں جب حیض سے پاک ہو جائیں تو تنعیم جائیں اور عمرہ کا احرام باندھیں پھر فلاں جگہ ہمارے پاس آئیں لیکن عمرہ کا ثواب تمہارے خرچ اور تکلیف کے اندازے سے ملے گا۔

باب عمرہ کرنے والا جب طواف کرے پھر روانہ ہو جائے کیا وہ طوافِ وداع سے کافی ہوگا؟

۱۶۷۳ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم حج کے مہینوں میں حج کا احرام باندھ کر حج کے اوقات میں نکلے۔ ہم مقام سرف میں اُترے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے اور وہ اسے عمرہ کرنا پسند کرے تو کرلے اور جس کے ساتھ ہدی ہے وہ اسے عمرہ نہ کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے مال دار لوگوں کے ساتھ قربانی کے جانور تھے۔ [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں رو رہی تھی

marfat.com
Marfat.com

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ فَنَزَلْنَا بِسَرِفَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهٗ هَدْيٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلَا وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ ذَوِيْ قُوَّةٍ الْهَدْيُ فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْرَةٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ قُلْتُ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ لِاَصْحَابِكَ مَا قُلْتَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ قَالَ وَمَا شَاْنُكِ قُلْتُ لَا اُصَلِّيْ قَالَ فَلَا يَضُرُّكِ اَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ كُتِبَ عَلَيْكِ مَا كُتِبَ عَلَيْهِنَّ فَكُوْنِيْ فِيْ حَجَّتِكِ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَرْزُقَكِهَا قَالَتْ فَكُنْتُ حَتّٰى نَفَرْنَا مِنْ مِنًى فَنَزَلْنَا الْمُحَصَّبَ فَدَعَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اخْرُجْ بِاُخْتِكَ اِلَى الْحَرَمِ فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ افْرُغَا مِنْ طَوَافِكُمَا اَنْتَظِرْكُمَا هٰهُنَا فَاَتَيْنَا فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَالَ فَرَغْتُمَا قُلْتُ نَعَمْ فَنَادَى بِالرَّحِيْلِ فِيْ اَصْحَابِهٖ فَارْتَحَلَ النَّاسُ وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ثُمَّ خَرَجَ مُوَجِّهًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔

فرمایا تجھے کونسی شئی رولا رہی ہے میں نے عرض کیا آپ نے جو صحابہ کرام سے فرمایا ہے میں نے وہ سُنا ہے۔ اور میں عمرہ کرنے سے روک دی گئی ہوں۔ فرمایا تیرا حال کیسا ہے میں نے عرض کیا میں نماز نہیں پڑھ سکتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کوئی نقصان نہیں تم آدم کی لڑکیوں میں سے ہو جو اُن پر فرض کیا گیا ہے وہ تم پر فرض کیا گیا ہے۔ حج کرو، عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں عمرہ نصیب کرے گا۔ ام المؤمنین نے کہا میں اسی حال میں رہی یہاں تک کہ ہم منیٰ سے نکلے اور مُحَصَّب میں اُترے تو آپ نے عبدالرحمٰن کو بُلایا اور فرمایا اپنی ہمشیرہ کو حرم سے باہر لے جاؤ وہ عمرہ کا احرام باندھے پھر طواف سے فارغ ہو میں تمہارا یہاں انتظار کرتا ہوں ہم آدھی رات کو آئے آپ نے فرمایا کیا فارغ ہو گئے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے صحابہ کرام کو چلنے کے لئے فرمایا تو لوگوں نے اور جس نے صبح کی نماز سے پہلے طواف کیا تھا سب نے کوچ کی تیاری کر لی پھر آپ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے!

مشرح : یہاں ایک اشکال ہے اور وہ یہ کہ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسی جگہ آئیں حالانکہ پہلے گزرا ہے کہ ام المؤمنین نے کہا میں آپ کو ملی جبکہ آپ جا رہے تھے یا مکہ سے آ رہے تھے،، اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین کے جانے کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طوافِ وداع کرنے تشریف لے گئے۔ تو آپ کی ملاقات ام المؤمنین سے اس وقت ہوئی جبکہ آپ طواف کے بعد تشریف لا رہے تھے اور ام المؤمنین عمرہ کا طواف کرنے حرم میں داخل ہو رہی تھیں

۱۶۷۳

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يُفْعَلُ بِالْعُمْرَةِ مَا يُفْعَلُ بِالْحَجِّ ۱۶۷۴ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا عَطَاءٌ ثَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ يَعْلَى أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْخَلُوقِ أَوْ قَالَ صُفْرَةٌ فَقَالَ كَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فِي عُمْرَتِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسُتِرَ بِثَوْبٍ فَقُلْتُ لِعُمَرَ وَدِدْتُ أَنِّي قَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْوَحْيَ فَقَالَ عُمَرُ تَعَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْوَحْيَ قُلْتُ نَعَمْ فَرَفَعَ طَرَفَ الثَّوْبِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ لَهُ غَطِيطٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ كَغَطِيطِ الْبَكْرِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوقِ عَنْكَ وَانْقِ الصُّفْرَةَ وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ۔

پھر اس کے بعد جب آپ محصب میں تھے آپ سے جا ملیں اس طرح دونوں حدیثوں میں اختلاف نہیں رہتا نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرف کے مقام میں صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ وہ حج فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھیں اور سرف مکہ مکرمہ سے باہر ہے حالانکہ دوسری روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں داخل ہونے کے بعد ان سے فرمایا تھا کہ حج فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ آپ نے متعدد بار فرمایا ہو۔

قولہ حُرُم الخ۔ حاء اور راء دونوں مضموم ہیں اور اس کا معنی حج کے اوقات اور حالات و اماکن ہیں اور اگر اسے مفتوح پڑھا جائے تو یہ حرمت کی جمع ہے اس کا معنی محرمات حج ہے۔ "سرف" مکہ مکرمہ کے قریب مقام ہے"

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ عمرہ کرنے والا شخص جب طواف کرے اور اپنے شہر کو روانہ ہو جائے تو وہی طواف وداع سے کافی ہے جیسے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عمرہ کا احرام باندھ لے اس میں حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت ہے، علامہ عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ ام المؤمنین کی حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ انھوں نے عمرہ کے طواف کے بعد طواف وداع نہیں کیا تھا اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کا عنوان حتماً ذکر نہیں کیا اور استفسار تک محدود رکھا اور حتمی طور پر اس کا حکم ذکر نہ کیا۔

marfat.com
Marfat.com

۱۶۷۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ اَرَاَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا فَلَا اُرٰى عَلٰى اَحَدٍ شَيْئًا اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ

باب — جو کام حج میں کرتا ہے وہی کام عمرہ میں کرے

۱۶۷۴ — ترجمہ : عطاء نے کہا صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ جعرانہ میں تشریف فرما تھے اس شخص نے جُبّہ پہنا ہُوا تھا جس پر خلوق یا زردی کا اثر تھا اُس نے کہا آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں کہ میں عمرہ میں کیا کروں ؟ تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرائیل علیہ السلام کو نازل فرمایا اور آپ کو کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا اور میری خواہش تھی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھوں جبکہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آؤ کیا تیری یہ خواہش ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھے جبکہ آپ پر اللہ تعالیٰ وحی نازل فرما رہا ہو ؟ میں نے کہا جی ہاں ! اُنھوں نے کپڑے کا کنارہ اُٹھایا تو میں نے آپ کی طرف نظر کی تو آپ کی آواز ایسی تھی جیسے اونٹنی کی آواز ہوتی ہے جب یہ حال کھلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرہ کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے ؟ اپنا جُبّہ اُتار ڈالو اور اپنے جسم سے خوشبو کے اثرات دھو دو اور زردی کو صاف کرو اور عمرہ میں وہ کام کرو جو حج میں کرتے ہو۔

۱۶۷۴ — شرح : خلوق خوشبو کی قسم ہے۔ غطیط ،، خراٹے کی آواز ہے۔ اس حدیث کی تفصیل خوشبو کو کپڑے سے تین بار دھونا کے باب میں دیکھیں حدیث ۱۴۴۵ کے بعد ،،

۱۶۷۵ — ترجمہ : ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عروہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا حالانکہ میں اس وقت کمسن تھا آپ مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس قول اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ،، کی تفسیر بیان فرمائیں میرا خیال ہے کہ اس شخص پر کوئی گناہ نہیں جو ان دونوں کا طواف نہ کرے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ! اگر ایسا ہی ہوتا جو تو کہتا ہے تو آیت یوں ہوتی ،، فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا ،، یہ آیت تو انصار کے بارے میں نازل ہوئی جو منات کے لئے احرام باندھتے تھے اور منات قدید کے سامنے تھا اور وہ صفاء و مروہ کے درمیان طواف کرنے کو حرج جانتے تھے پھر جب اسلام آیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا۔

marfat.com
Marfat.com

بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي الْاَنْصَارِ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ اَنْ يَّطَّوَّفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا زَادَ سُفْيٰنُ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ مَا اَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِءٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ۔

بَابُ مَتٰى يَحِلُّ الْمُعْتَمِرُ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهُ اَنْ يَّجْعَلُوْهَا عُمْرَةً وَيَطُوْفُوْا ثُمَّ يُقَصِّرُوْا وَيَحِلُّوْا ۔

۱۶۷۶ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَمَرْنَا مَعَهُ فَلَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ طَافَ وَطُفْنَا مَعَهُ فَاَتَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَاَتَيْنَاهُمَا مَعَهُ وَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی " اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا " صفا مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں جس نے خانہ کعبہ کا حج کیا یا عمرہ کیا اس پر گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے ۔ سفیان اور ابو معاویہ نے ہشام سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا حج اور عمرہ پورا نہیں کیا جس نے صفا مروہ کے درمیان طواف نہ کیا ۔

۱۶۷۵ — شرح : اس حدیث کی تفصیل حدیث ۱۵۴۱ کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں ۔

باب — عمرہ کرنے والا کب احرام سے باہر ہوتا ہے "

عطاء نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ وہ حج کو عمرہ کر دیں اور طواف کریں پھر بال چھوٹے کرائیں اور احرام سے باہر ہو جائیں !

۱۶۷۶ — ترجمہ : عبد اللہ ابن اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ عمرہ کیا جب آپ مکہ میں داخل

marfat.com
Marfat.com

أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يَرْمِيَهُ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ صَاحِبٌ لِي أَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا قَالَ فَحَدَّثَنَا مَا قَالَ لِخَدِيجَةَ قَالَ بَشِّرُوا خَدِيجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ۔

۱۶۷۷ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَأَلْنَا عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِي عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبُهَا حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

ہوئے تو بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی ہم نے بھی آپ کے ساتھ سعی کی ہم آپ کو اہل مکہ سے چھپاتے تھے کہ کوئی آپ کو تیر نہ مار دے۔ میرے ایک ساتھی نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا کیا حضور کعبہ میں داخل ہوئے تھے؟ انھوں نے کہا نہیں اس نے پھر کہا ہمیں اس بات کی خبر دیں جو آپ نے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا انھوں نے کہا آپ نے فرمایا تھا خدیجہ کو جنت میں ایک مکان کی خوشخبری دو جو موتیوں کا ہوگا اس میں ذرہ بھر شور وغل اور مشقت نہ ہوگی۔

۱۶۷۶ — شرح : اگر کوئی پوچھے کہ یہ امر مسلم ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے۔ اس حدیث میں اس کی نفی کیسے کی گئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ اس عمرہ کے وقت آپ کعبہ میں داخل نہ ہوئے تھے، مطلقاً کعبہ میں داخل ہونے کی نفی نہیں اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ عمرہ کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ احرام کھولنے سے پہلے کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرے دنیا میں کوئی ایسا گھر نہیں جس میں رہنے والوں میں شور وغوغا نہ ہوتا ہو جس سے تعب ومشقت اور تکلیف وغیرہ ہوتی ہے اور اس کے بنانے اور مرمت وغیرہ میں مشقت کرنی پڑتی ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے مکانوں میں ان کے بنانے اور مرمت وغیرہ کی کوئی فکر نہیں جو دنیا میں لاحق ہوتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۶۷۷ — ترجمہ : عمرو بن دینار نے کہا ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک مرد کے متعلق سوال کیا جو عمرہ میں بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کے درمیان سعی نہ کرے کیا وہ اپنی بیوی کے پاس جا سکتا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے کعبہ کا سات بار طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ کے درمیان سات بار طواف

marfat.com
Marfat.com

۱۶۷۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَدِمْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ وَهُوَ مُنِیْخٌ فَقَالَ اَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِمَا اَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّیْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحْسَنْتَ طُفْ بِالْبَیْتِ وَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَحِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَاءِ وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَتَیْتُ اِمْرَاَةً مِنْ قَیْسٍ فَفَلَتْ رَاْسِیْ ثُمَّ اَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ فَكُنْتُ اُفْتِیْ بِهٖ حَتّٰی كَانَ فِیْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ اِنْ اَخَذْنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَاِنْ اَخَذْنَا بِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَحِلَّ حَتّٰی یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ۔

کیا تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہتر نمونہ ہے۔ عمرو بن دینار نے کہا ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انھوں نے کہا جب تک صفا مروہ کے درمیان طواف نہ کرے اپنی بیوی کے قریب نہ جائے۔

۱۶۷۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھنی واجب ہیں۔ کتاب الصلوٰۃ میں باب وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

۱۶۷۸ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحاء میں آیا اور آپ وہاں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کیا تو نے حج کر لیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا احرام کیسا باندھا تھا میں نے کہا لبیک باہلال کاہلال النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا اچھا کیا بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرو پھر احرام کھول دو میں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کی پھر میں قبیلہ قیس کی ایک عورت کے پاس آیا۔ اُس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں پھر میں نے حج کا احرام باندھا میں لوگوں کو یہی فتویٰ دیا کرتا تھا حتیٰ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت آیا تو انھوں نے کہا اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو وہ ہمیں پورا کرنے کا حکم دیتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر عمل کریں تو آپ احرام سے باہر نہ ہوئے حتیٰ کہ ہدی اپنے محل میں پہنچ گئی۔

۱۶۷۸ — شرح : اس حدیث کی تفصیل حدیث ۱۴۶۵ کی شرح میں دیکھیں۔ احناف کے نزدیک مبہم احرام جائز نہیں اور مذکور حدیث خصوصیت پر محمول ہے اس حدیث کی شرح ۱۴۶۵ کے تحت بسط سے مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۱۶۷۹ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَا عَمْرٌو عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلَی اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِی بَکْرٍ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ کَانَ یَسْمَعُ اَسْمَاءَ تَقُوْلُ کُلَّمَا مَرَرْتُ بِالْحَجُوْنِ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهٗ هٰهُنَا وَنَحْنُ یَوْمَئِذٍ خِفَافٌ قَلِیْلٌ ظَهْرُنَا قَلِیْلَةٌ اَزْوَادُنَا فَاعْتَمَرْتُ اَنَا وَاُخْتِیْ عَائِشَةُ وَالزُّبَیْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَیْتَ اَحْلَلْنَا ثُمَّ اَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِیِّ بِالْحَجِّ۔

بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اَوِ الْغَزْوِ

۱۶۸۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ

ترجمہ : ابو اسود سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عبد اللہ نے بیان کیا کہ اس نے اسماء کو یہ کہتے ہوئے

۱۶۷۹ — سنا جبکہ وہ جبل حجون سے گزرتیں "صلی اللہ علی محمد" کہتیں۔ ہم آپ کے ساتھ یہاں ٹھہرے اور اس وقت ہم ہلکی پھلکی تھیں ہماری سواریاں تھوڑی سی تھیں اور کھانے پینے کی چیزیں بھی کم تھیں۔ میں، میری بہن عائشہ، زبیر اور فلاں فلاں نے عمرہ کیا جب ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا تو احرام کھول دیا پھر شام کو حج کا احرام باندھا۔

شرح : "مَسَحْنَا الْبَیْتَ" سے مراد طواف ہے کیونکہ عرف میں طواف

۱۶۷۹ — مسح کو لازم ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ طواف کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی اور سر منڈانا بھی ضروری ہے اور حدیث میں اس کا ذکر تک نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ان کو معلوم ہونے کے باعث حذف کر دیا گیا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے زنا کیا اور اسے رجم کیا گیا حالانکہ رجم کے لئے زانی کا محصن (شادی شدہ) ہونا ضروری ہے۔ نیز ان امور کو ذکر نہ کرنے کو یہ لازم نہیں کہ ان کو ترک کر دیا گیا کیونکہ یہ واقعہ ایک ہی ہے اور دوسری احادیث میں ان امور کا ذکر ہے"

باب — حج یا عمرہ یا غزوہ سے لوٹے تو کیا کہے"

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۶۸۰ — جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ کر کے واپس آتے تو زمین کی ہر اونچی جگہ پر تین بار تکبیر کہتے پھر فرماتے "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چاہے پر قادر ہے ہم لوٹ رہے ہیں اللہ کے حضور تائب ہیں اس کی عبادت کرنے والے ہیں اسی کی بارگاہ میں سربسجود ہوتے ہیں اپنے رب کی حمد کرتے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے کی مدد کی

marfat.com
Marfat.com

يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْاَرْضِ ثَلٰثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْحَاجِّ الْقَادِمِيْنَ وَالثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

١٦٨١ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهٗ اُغَيْلِمَةُ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاٰخَرَ خَلْفَهٗ۔

بَابُ الْقُدُوْمِ بِالْغَدَاةِ

١٦٨٢ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ

اور اکیلے نے کفار کے لشکروں کو شکست دی۔

شرح : "اَحْزَاب" کفار کی متفرق جماعات نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کرلیا تھا ان کو اللہ تعالیٰ نے جنگ کرنے کے بغیر اور گھوڑے اونٹ استعمال کئے بغیر شکست دی تھی، قاضی عیاض نے کہا یہ بھی احتمال ہے کہ ہر زمانہ کے کافروں کی جماعات مراد ہوں، اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی حج وعمرہ یا غزوہ سے واپس آئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اس کی نعمتوں کا اقرار کرے اور اس کے حضور خشوع وخضوع کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حج کے ارکان ادا کرنے کی توفیق دی اور اس کے ہاتھوں کفار ومشرکین کو مقہور ومغلوب کیا اور اعلاءِ کلمۂ حق کا شوق پیدا کیا اور صحیح سلامت اپنے گھر واپس لوٹا۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعاء میں سَجَع استعمال کرنا جائز ہے اور حدیث میں سَجَع سے نہی تحریم کے لئے نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء میں سجع مذکور ہے یا سجع سے نہی اس وقت پر محمول ہے جبکہ سجع کے باعث داعی کی توجہ صرف الفاظ تک محدود رہے اور دعاء میں اخلاصِ نیت اور قلبی توجہ نہ رہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مشغول دل کی دعاء قبول نہیں کرتا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — حج کرکے آنے والوں کا استقبال کرنا اور ایک جانور پر تین آدمیوں کا سوار ہونا

١٦٨١ — ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے

marfat.com
Marfat.com

نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَرَجَ اِلٰی مَکَّۃَ یُصَلِّیْ فِیْ مَسْجِدِ الشَّجَرَۃِ وَاِذَا رَجَعَ صَلّٰی بِذِی الْحُلَیْفَۃِ بِبَطْنِ الْوَادِیْ فَبَاتَ حَتّٰی یُصْبِحَ۔

بَابُ الدُّخُوْلِ بِالْعَشِیِّ

۱۶۸۳ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلُ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَطْرُقُ اَھْلَہٗ لَیْلًا کَانَ لَا یَدْخُلُ اِلَّا غُدْوَۃً اَوْ عَشِیَّۃً۔

بنی عبدالمطلب کے کئی لڑکوں نے آپ کا استقبال کیا آپ نے ایک کو آگے اور دوسرے کو پیچھے بٹھالیا۔

۱۶۸۱ — شرح : اس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سواری پر تین یا زیادہ آدمی سوار ہو سکتے ہیں، جبکہ وہ ان کے اٹھانے کی طاقت رکھے۔ اور جس حدیث میں اس کی کراہت مذکور ہے وہ صحیح نہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حاجیوں کی آمد کے وقت ان کی تعظیم و اکرام کے لئے ان کا استقبال جائز ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا استقبال کرنے والوں کو اس سے روکا نہیں بلکہ ایک کو آگے بٹھا کر اور دوسرے کو پیچھے بٹھا کر استقبال کی توثیق فرمائی، اسی طرح جب کوئی جہاد کر کے یا سفر سے واپس آئے تو ان کی دل جمعی خاطر خواہی اور الفت و محبت کے لئے ان کا استقبال جائز ہے (عینی)

باب — صبح کے وقت واپس آنا

۱۶۸۲ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ کی طرف تشریف لے جاتے تو مسجد شجرہ میں نماز پڑھتے اور جب واپس آتے تو وادی کے نشیب میں ذوالحلیفہ میں نماز پڑھتے اور صبح تک رات وہاں گزارتے۔

باب — شام کو گھر واپس آنا

۱۶۸۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر رات کو نہ آتے تھے صبح یا شام کو ہی گھر داخل ہوتے تھے۔

۱۶۸۲، ۱۶۸۳ — شرح : زوال کے وقت سے غروب شمس تک شام کا اطلاق ہوتا ہے۔ غروب سے عشاء تک پر بھی شام کا اطلاق

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يَطْرُقُ اَهْلَهُ اِذَا بَلَغَ الْمَدِيْنَةَ

۱۶۸۴ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَطْرُقَ اَهْلَهُ لَيْلًا۔

بَابُ مَنْ اَسْرَعَ نَاقَتَهُ اِذَا بَلَغَ الْمَدِيْنَةَ

۱۶۸۵ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَاَبْصَرَ دَرَجَاتِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ نَاقَتَهُ وَاِنْ كَانَتْ دَابَّةً حَرَّكَهَا۔

ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پہلا معنیٰ مراد ہے پہلے باب کے بعد اس باب کو اس لئے ذکر کیا کہ یہ بات طے ہو جائے کہ جب سفر سے واپس آئے تو یہ ضروری نہیں کہ صبح کے وقت ہی گھر میں داخل ہو۔ گھر میں صبح و شام داخل ہو سکتے ہیں۔ ہاں رات کو گھر میں داخل ہونا ممنوع ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر سے واپس آنے والے کو رات کے وقت گھر میں داخل ہونے سے منع فرمایا مگر یہ نہی تنزیہہ کے لئے ہے۔

باب — جب شہر میں پہنچے تو اپنے گھر رات کو نہ اُترے

۱۶۸۴ — ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر سے آنے والے کو اپنے گھر رات کو اُترنے سے منع فرمایا۔

۱۶۸۴ — شرح: رات کو گھر نہ اُترنے کی وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے رات کو اچانک گھر میں آنے کی صورت میں بیوی کی لغزش پر مطلع ہو جائے اس طرح اُن میں مخالفت ہو جانے کا احتمال ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جس نے سواری کو تیز کیا جبکہ مدینہ منورہ پہنچا

۱۶۸۵ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے آتے اور مدینہ منورہ کی بلند جگہوں کو دیکھتے تو سواری کو تیز چلاتے اگر کوئی اور جانور ہوتا تو اس کو حرکت دیتے ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا حارث بن عمیر نے حمید سے یہ الفاظ زیادہ ذکر کئے ہیں۔ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔ یعنی مدینہ منورہ کی محبت کی وجہ سے سواری کو حرکت دیتے!

marfat.com
Marfat.com

۱۶۸۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جُدُرَاتٌ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ وَزَادَ الْحَارِثُ ابْنُ عُمَيْرٍ عَنْ حُمَيْدٍ حَوَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا۔

۱۶۸۷ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِينَا كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا حَجُّوا فَجَاءَ الْمَرْءُ يَدْخُلُ مِنْ قِبَلِ أَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ وَلٰكِنْ مِنْ ظُهُورِهَا فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بَابِهِ فَكَأَنَّهُ عُيِّرَ بِذٰلِكَ فَنَزَلَتْ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا۔

ترجمہ : قتیبہ نے بیان کیا ہمیں اسماعیل نے حمید سے انھوں نے انس سے

۱۶۸۶ — خبر دی اور کہا "جُدُرَات" اسماعیل کی حارث بن ہمام نے جُدُرَات ذکر کرنے میں متابعت کی!

اس حدیث سے مدینہ منورہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور وطن

۱۶۸۵، ۱۶۸۶ — سے محبت کرنا مشروع ہے۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد اپنے گھروں میں دروازوں سے آؤ"

ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے براء کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ آیت کریمہ ہم میں

۱۶۸۷ — نازل ہوئی انصار جب حج کرتے اور واپس آتے تو دروازوں سے اپنے گھروں میں داخل نہ ہوتے لیکن گھروں کی پشت سے داخل ہوتے ایک انصاری شخص آیا اور وہ دروازہ سے اپنے گھر داخل ہوا تو اس وجہ سے اس کو شرمندہ کیا گیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

"گھروں کی پشتوں سے داخل ہونا نیکی نہیں لیکن نیک وہ شخص ہے جو اللہ سے ڈرے۔ تم اپنے گھروں میں دروازوں سے آؤ"

شرح : جاہلیت کے زمانہ میں انصار کا یہ حال تھا کہ جب ان میں سے کوئی

۱۶۸۷ — شخص حج یا عمرہ کا احرام باندھتا اور اپنے گھر مقیم ہوتا تو اپنے گھر میں دروازہ سے داخل نہ ہوتا اور اس کے لئے سیڑھی لگائی جاتی اس سے وہ گھر میں داخل ہوتا یا گھر کی دیوار کو سوراخ کیا جاتا اور وہ اس سوراخ سے گھر میں داخل ہوتا اور نکلتا حتیٰ کہ احرام کی حالت میں مکہ کی طرف جاتا اگر وہ خانہ بدوش

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ

۱۶۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ یَمْنَعُ اَحَدَکُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ فَاِذَا قَضٰی نَهْمَتَهُ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَهْلِهِ۔

بَابُ الْمُسَافِرِ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّیْرُ تَعَجَّلَ اِلٰی اَهْلِهِ

۱۶۸۹ — حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِیْ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِیْقِ مَکَّةَ فَبَلَغَهُ عَنْ صَفِیَّةَ بِنْتِ اَبِیْ عُبَیْدٍ شِدَّةُ وَجَعٍ فَاَسْرَعَ السَّیْرَ حَتّٰی کَانَ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّی الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ جَمَعَ بَیْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّیْرُ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَجَمَعَ بَیْنَهُمَا۔

ہوتا تو اپنے گھر کی پشت سے داخل ہوتا۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار کے کھجوروں کے باغ میں دروازہ سے داخل ہوئے تو آپ کے ساتھ قطبہ بن عامر بن حدیدہ انصاری تھا۔ وہ دیوار پھاند کر داخل ہوئے جبکہ وہ محرم تھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ سے نکلے حالانکہ آپ محرم تھے تو آپ کے ساتھ قطبہ بن عامر انصاری بھی دروازہ سے نکلے۔ ایک شخص نے کہا یہ قطبہ ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تو دروازہ سے نکلا ہے حالانکہ تو محرم ہے۔ اس نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں نے آپ کو دروازہ سے نکلتے دیکھا تھا اس لئے میں بھی دروازہ سے نکلا ہوں۔ حالانکہ آپ بھی محرم ہیں میرا اور آپ کا دین ایک ہے اس لئے میں دروازے سے نکلا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو "خمس" سے ہوں اس نے کہا میں آخمس ہوں آپ کی لائی ہوئی ہدایت سے راضی ہوں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ——

باب ——— سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے!

۱۶۸۸ ——— ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سفر عذاب کا ٹکڑا ہے جو تم میں سے کسی کو کھانے، پینے اور نیند کرنے سے روک دیتا ہے جب کوئی اپنی حاجت پوری کرلے تو اپنے گھر جلدی لوٹ جائے"

۱۶۸۸ ——— شرح: اس باب سے پہلے سات بابوں میں سفر کا ذکر ہے اور سفر مشقت سے خالی نہیں ہوتا اس لئے مناسب یہ تھا کہ سفر کا حال بیان کیا جائے اس لئے

marfat.com
Marfat.com

یہ حدیث ذکر کی ہے کہ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے ۔ اس لئے بلا ضرورت گھر سے باہر رہنا مکروہ ہے اور سفر میں ہو تو حاجت پوری ہو جانے کے بعد گھر کی طرف جلدی لوٹنا مستحب ہے ۔ خصوصاً گھر سے غائب ہونے کی صورت میں نقصان ہوتا ہو تو بلا وجہ سفر میں رہنا سخت مکروہ ہے اور گھر رہنے میں آرام ہوتا ہے جس سے دین و دنیا کے امور سرانجام دینے میں مدد ملتی ہے نمازیں اور جمعہ باقاعدہ ادا کر سکتا ہے جو شخص گھر میں رہے عرب اس کو امیر سے تشبیہ دیتے ہیں ۔ یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ ابوہریرہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو سفر کی فضیلت معلوم ہو جائے تو وہ سفر میں ہی رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مسافر پہ ایک دن میں دو مرتبہ نظر کرم فرماتا ہے ۔ نیز ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مرفوع روائت ہے کہ "سفر کرو غنیمت پاؤ گے ایک روائت میں ہے "سفر کرو تمہیں رزق دیا جائے گا ایک اور روائت میں ہے سفر کرو صحت یاب ہو گے مذکور احادیث باب کی حدیث کے مخالف ہیں اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ ابوہریرہ کی حدیث غریب ہے اس کا کوئی اصل نہیں اور ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی حدیث باب کے مخالف نہیں ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سفر میں چلنا پھرنا پڑتا ہے اور اس میں جسم کی ریاضت ہے اس کو یہ لازم نہیں کہ سفر عذاب کا ٹکڑا نہ ہو جبکہ اس میں مشقت پائی جاتی ہے یہ تو کڑوی دواء کی طرح ہے جس سے مریض صحت یاب ہو جاتا ہے اسی طرح سفر عذاب کا ٹکڑا ہے اور اس سے صحت بھی ہو جاتی ہے لہٰذا یہ حدیثیں باب کی حدیث کے مخالف نہیں ۔ واللہ و رسولہ اعلم !

باب ـــــ مسافر کو جب چلنے کی جلدی ہو تو جلدی گھر واپس آئے

۱۶۸۹ ـــــ ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے باپ سے خبر دی کہ انھوں نے کہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ طریق مکہ میں تھا تو ان کو صفیہ بنت ابی عبید کے سخت بیمار ہونے کی خبر پہنچی انہوں نے اپنی چال تیز کر دی حتی کہ غروب شفق کے بعد سواری سے اترے اور مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں پھر کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ کو چلنے کی جلدی ہوتی تو مغرب کو مؤخر فرماتے اور دونوں نمازوں (مغرب و عشاء) کو جمع کر کے پڑھتے !

۱۶۸۹ شرح : بظاہر یہ حدیث امام شافعی رضی اللہ عنہ کے موافق ہے مگر احناف کے نزدیک یہ جمع صوری پر محمول ہے اس کی تاویل یہ ہے کہ مغرب کو اس کے آخر وقت میں پڑھا اور عشاء کی نماز اس کے اول وقت میں پڑھی ۔ اس طرح حدیث اور قرآن میں تعارض نہ ہوگا جبکہ قرآن کریم میں ہے حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ " یعنی نمازیں ان کے وقت میں ادا کرو اور فرمایا " اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا "، اگر نمازوں کو جمع صوری پر محمول کیا جائے تو آیت اور حدیث دونوں پر عمل ہوگا اس طرح دوسری احادیث جن میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے ان میں بھی اتفاق ہو جائے گا ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز غیر وقت میں نہیں پڑھی مگر دو نمازیں مغرب و عشاء کو عشاء کے وقت میں پڑھا

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ الْحَصْرِ وَجَزَاءِ الصَّيْدِ وَقَوْلُهُ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ وَقَالَ عَطَاءٌ الْإِحْصَارُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يَحْبِسُهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَصُوْرًا لَا يَأْتِي النِّسَاءَ۔

بَابُ إِذَا أُحْصِرَ الْمُعْتَمِرُ

۱۶۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حِيْنَ خَرَجَ إِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ قَالَ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ۔

اور فجر کی نماز اندھیرے میں یعنی غیر مختار وقت میں پڑھی۔ نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ دو نمازیں مغرب وعشاء اس جگہ اپنے وقت سے پھیری گئی ہیں (بخاری صـ ۲۲۸) ان حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ صرف یہ دو نمازیں مخصوص ہیں جن کو غیر وقت میں پڑھا جاتا ہے ان کے سوا ہر نماز اس کے وقت میں ادا کرنی ضروری ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب — محصر اور شکار کی جزاء

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اگر تم کو حج یا عمرہ کرنے سے روک دیا جائے تو جو بھی ہدی میسر ہو اور اپنے سر نہ منڈاؤ حتیٰ کہ ہدی (قربانی) اپنی جگہ پہنچ جائے اور عطاء نے کہا "احصار ہر اس شئی سے ہے جو اس کو روک دے۔ امام بخاری نے کہا قرآن کریم میں حُصُوْرًا، کا معنیٰ ہے جو عورتوں کے پاس نہ آئے"

باب — جب عمرہ کرنے والے کو روک دیا جائے

۱۶۹۰ — ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب فتنۂ ابن زبیر میں عمرہ کرنے مکہ کی طرف نکلے تو کہا اگر مجھے بیت اللہ کا طواف

marfat.com
Marfat.com

کرنے سے روکا گیا تو میں وہ کروں گا جو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا تو انھوں نے عمرہ کا احرام باندھا اس لئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

شرح : چھ ہجری میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا قصد فرمایا تو مشرکوں نے آپ کو بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیا تو اللہ تعالیٰ نے پوری سورہ فتح نازل فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رخصت دی گئی کہ وہ قربانی کے جانور جو ہمراہ لائے ہیں ان کو ذبح کریں اور سر منڈا دیں اور احرام سے باہر ہو جائیں۔ صحابہ کرام کی تعداد ایک چالیس تھی اور جو بدنے ہمراہ لائے تھے وہ ستر تھے ہر بدنہ میں سات صحابہ شریک تھے اور وہ حرم سے باہر حدیبیہ میں اترے تھے اس لئے اس کو عمرہ حدیبیہ کہا جاتا ہے۔ محصر وہ ہے جس کو حج یا عمرہ کرنے سے روک دیا جائے اور احصار کسی معین امر سے نہیں ہوتا بلکہ جو بیمار ہو جائے یا دشمن حائل ہو جائے یا خرچہ ختم ہو جائے بہرحال جب بیت اللہ تک نہ پہنچ سکے تو محصر ہوگا۔ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور محمد و زفر رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔ البتہ امام مالک اور شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ احصار صرف دشمن کے حائل ہونے سے ہوتا ہے۔ اس وقت ہدی حرم میں بھیج کر سر منڈا کر احرام سے باہر ہو جاتے ہیں۔

۱۶۹۰

امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سر منڈانا ضروری نہیں ہے کیونکہ اس سے نسک ادا نہیں ہو سکا۔

البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ سر منڈائے اور حج اور عمرہ کرنے والے پر جو کچھ واجب ہے وہی اس پر واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ احصار صرف دشمن کے حائل ہونے سے ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھیوں نے حجاج بن عمرو انصاری کی حدیث سے استدلال کیا جس کی امام احمد رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص زخمی ہو جائے یا لنگڑا ہو جائے۔ وہ احرام کھول دے اور اس پر آئندہ حج واجب ہے انھوں نے کہا میں نے ابن عباس اور ابوہریرہ سے یہ ذکر کیا تو انھوں نے کہا یہ بالکل صحیح ہے اور عمرو بن حجاج نے سچ کہا ہے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ جو شخص لنگڑا ہو جائے یا زخمی ہو جائے یا بیمار ہو جائے وہ احرام کھول دے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ تھا کہ اگر مجھے عمرہ کرنے سے روک دیا گیا تو میں وہی کروں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا یعنی عمرہ کے احرام سے باہر ہو جاؤں گا جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے احرام سے باہر ہو گئے تھے لہٰذا میں عمرہ کا احرام باندھوں گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح حج میں احصار ممکن ہے عمرہ میں بھی احصار ہو سکتا ہے۔ یہی امام بخاری کا مقصد ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

۱۶۹۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ لَيَالِيَ نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا لَا يَضُرُّكَ أَلَّا تَحُجَّ الْعَامَ إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَنْطَلِقُ فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي فَلَمْ يَحِلَّ مِنْهُمَا حَتَّى حَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَهْدَى وَكَانَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَطُوْفَ طَوَافًا وَاحِدًا يَوْمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ۔

۱۶۹۱ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ اور سالم بن عبد اللہ نے اس کو خبر دی کہ انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان دنوں گفتگو کی جبکہ عبد اللہ بن زبیر پر لشکر اُمنڈا ہوا تھا ان دونوں نے کہا آپ اگر اس سال حج نہ کریں تو آپ کا نقصان نہیں ہمیں خطرہ ہے کہ آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ ہو جائے گی تو عبد اللہ بن عمر نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو کفار قریش بیت اللہ کے سامنے رکاوٹ بن گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی ذبح کی اور سر مبارک منڈایا میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ واجب کر لیا ہے انشاء اللہ میں جاتا ہوں اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان تخلیہ ہوا تو طواف کر لوں گا اور اگر میرے اور کعبہ کے درمیان رکاوٹ ہو گئی تو میں وہی کروں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور میں آپ کے ساتھ تھا۔ انھوں نے ذی الحجہ سے عمرہ کا احرام باندھا پھر تھوڑا سا چلے اور کہا حج اور عمرہ کا حال ایک ہی ہے میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج کو واجب کر لیا ہے اور انھوں نے دونوں کا احرام نہ کھولا حتی کہ قربانی کے دن احرام سے باہر ہوئے اور قربانی ذبح کی وہ کہا کرتے تھے احرام نہ کھولے حتی کہ جس دن مکہ میں داخل ہو ایک طواف کرے (طواف زیارت)

۱۶۹۱ — شرح : یعنی اگر میرے اور کعبہ کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو جائے تو میں وہی کروں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا جبکہ آپ نے ہدی نحر کی اور سر منڈا کر احرام کھول دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والے کو جب رکاوٹ پڑ جائے تو وہ احرام کھول دے جیسے حاجی کو جب رکاوٹ پڑ جائے تو وہ احرام کھول دیتا ہے۔ اس حدیث سے امام شافعی نے استدلال کیا کہ قارن ایک طواف کرے گا [illegible] طوافوں کا محتاج نہیں بلکہ ایک طواف کر کے

marfat.com
Marfat.com

۱۶۹۲ــــ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا جُوَیْرِیَةُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ بَعْضَ بَنِیْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ لَہٗ لَوْ اَقَمْتَ بِھٰذَا۔

۱۶۹۳ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا یَحْیٰی بْنُ صَالِحٍ ثَنَا مُعَاوِیَةُ بْنُ سَلَّامٍ ثَنَا یَحْیٰی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ عِکْرِمَةَ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ اُحْصِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَاْسَہٗ وَجَامَعَ نِسَاءَہٗ وَنَحَرَ ھَدْیَہٗ حَتّٰی اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا۔

بَابُ الْاِحْصَارِ فِی الْحَجِّ

۱۶۹۴ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ثَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ یَقُوْلُ اَلَیْسَ حَسْبُکُمْ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ حُبِسَ اَحَدُکُمْ عَنِ الْحَجِّ فَطَافَ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی یَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَیُھْدِیْ اَوْ یَصُوْمُ اِنْ لَمْ یَجِدْ ھَدْیًا وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ ثَنِیْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَہٗ۔

احرام کھول دے احناف کا مذہب یہ ہے کہ قارن دو طواف اور دو سعییں کر کے احرام کھولے۔ اس کی پوری تفصیل حدیث ع ۱۵۳۷ کی شرح میں دیکھیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام قیاس استعمال کرتے تھے اور اس کے ساتھ استدلال کرتے تھے اور حج یا عمرہ کرنے والا رکاوٹ پڑ جانے سے احرام کھول سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۶۹۲ــــ ترجمہ: موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم کو جویریہ نے نافع سے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر کے بیٹوں میں سے بعض نے انھیں کہا اگر آپ اس سال ٹھہریں تو بہتر ہوگا۔

۱۶۹۲ــــ شرح: جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو ان کے کسی بیٹے نے کہا ہم کو خطرہ ہے کہ آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ ہو جائے اور آپ عمرہ نہ کر سکیں گے کیونکہ اس سال حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی۔

۱۶۹۳ــــ ترجمہ: عکرمہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (عمرہ کرنے سے) روکا گیا۔ تو آپ نے سر مبارک منڈایا اور اپنی بیویوں سے صحبت کی اور ہدی کی قربانی کی حتیٰ کہ اگلے سال عمرہ کیا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ النَّحْرِ قَبْلَ الْحَلْقِ فِي الْحَصْرِ

۱۶۹۵ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ اَنْ يَحْلِقَ وَ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِذٰلِكَ ۔ ۱۶۹۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ اَنَا اَبُوْ بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيِّ قَالَ وَحَدَّثَ نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ وَسَالِمًا

باب — حج میں روکا جانا

ترجمہ : سالم نے بیان کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کافی نہیں۔ اگر تم میں سے کوئی حج

۱۶۹۴ —

سے روکا جائے تو وہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کرے۔ پھر ہر شئی کی حرمت سے باہر ہو جائے حتیٰ کہ اگلے سال حج کرے وہ ہدی قربانی کرے یا اگر ہدی نہ ملے تو روزے رکھے۔ عبداللہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہم کو معمر نے زہری سے خبر دی کہ انھوں نے کہا مجھ سے سالم نے ابن عمر سے اس طرح بیان کیا۔

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ جب رکاوٹ پڑ جائے

۱۶۹۴ —

تو وہ بیت اللہ کا طواف کیسے کرے گا اس کا جواب یہ ہے کہ احصار سے مراد یہ ہے کہ عرفہ میں وقوف سے روکا جائے کیونکہ حدیث میں مذکور ہے کہ حج عرفہ ہے۔ مواقع کے نزدیک مکی اور باہر سے آنے والے کا حکم احصار میں برابر ہے۔ انھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ظاہر حدیث سے استدلال کیا کہ جسے رکاوٹ ہو جائے وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرے اور احرام کھول دے اس پر عمرہ واجب نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص مکہ مکرمہ پہنچ جائے وہ محصر نہیں ہوتا کیونکہ محصر وہ ہے جسے مکہ پہنچنے سے روکا جائے اور اس کے اور بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کے درمیان رکاوٹ پڑ جائے تو وہ وہی کرے جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا تھا کہ وہ اسی جگہ سے احرام کھول دے اور جو کوئی مکہ پہنچ جائے تو اس کا حکم اس شخص کے حکم سا ہے جس کا حج فوت ہو جائے وہ عمرہ کر کے احرام کھول دے اور آئندہ سال حج کرے اور اس پر قربانی کرنی ضروری نہیں کیونکہ قربانی اس پر واجب ہے جو کوئی نقص کرے تو اس نقص کو پورا کرنے کے لئے دم واجب ہوتا ہے اور جو شخص حج کرنے سے روکا جائے اس نے کوئی نقص نہیں کیا لہٰذا قربانی واجب نہ ہوگی۔

باب — روکے جانے کے وقت سر منڈانے سے پہلے قربانی کرنا

ترجمہ : مسور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۶۹۵ — [illegible] قربانی ذبح کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

marfat.com
Marfat.com

كُلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرِيْنَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُحْصَرِ بَدَلٌ وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ شِبْلٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّمَا الْبَدَلُ عَلٰى مَنْ نَقَضَ حَجَّتَهُ بِالتَّلَذُّذِ فَاَمَّا مَنْ حَبَسَهُ عُذْرٌ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَاِنَّهُ يَحِلُّ وَلَا يَرْجِعُ وَاِنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ وَهُوَ مُحْصَرٌ نَحَرَ اِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَبْعَثَ بِهٖ وَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَبْعَثَ بِهٖ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ وَقَالَ مَالِكٌ وَغَيْرُهٗ يَنْحَرُ هَدْيَهٗ وَيَحْلِقُ فِيْ اَيِّ مَوْضِعٍ كَانَ وَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ بِالْحُدَيْبِيَةِ نَحَرُوْا وَحَلَقُوْا وَحَلُّوْا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ الطَّوَافِ وَقَبْلَ اَنْ يَصِلَ الْهَدْيُ اِلَى الْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ يُذْكَرْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَحَدًا اَنْ يَقْضِيَ شَيْئًا وَلَا يَعُوْدُوْا لَهٗ وَالْحُدَيْبِيَةُ خَارِجٌ مِنَ الْحَرَمِ۔

یہ حکم فرمایا۔

۱۶۹۶ — ترجمہ : نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ اور سالم رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے گفتگو کی تو عبداللہ بن عمر نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کرنے نکلے تو کفار قریش بیت اللہ کے سامنے رکاوٹ بن گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدنہ کی قربانی کی اور سر مبارک منڈایا۔

۱۶۹۵ ، ۱۶۹۶ — شرح : یہ حدیث لمبی حدیث کا حصہ ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسے باب الشروط میں ذکر کیا ہے۔ اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں" جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صلحنامہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اٹھو قربانی کرو پھر سر منڈاؤ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محصر سر منڈانے سے پہلے قربانی کرے تو جائز ہے۔

باب — جس نے کہا محصر پر بدل واجب نہیں

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بدل صرف اس پر واجب ہے جو جماع کر کے حج فاسد کر دے اور جس کو عذر وغیرہ روک دے وہ احرام کھول دے اور قضاء نہ کرے اور اگر اس کے ساتھ ہدی ہے اور وہ بیت اللہ سے روکا گیا ہے تو وہ اگر [illegible] قادر نہیں تو وہاں ذبح کر دے اور

marfat.com
Marfat.com

اگر بھیجنے پر قادر ہے تو احرام نہ کھولے حتیٰ کہ ہدی اپنے محل میں پہنچ جائے مالک اور ان کے غیر نے کہا وہ اپنی قربانی ذبح کردے اور جس جگہ چاہے سر منڈائے اور اس پر قضاء واجب نہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے حدیبیہ میں نحر کیا اور سر منڈائے اور طواف اور ہدی بیت اللہ تک پہنچنے سے پہلے احرام سے باہر ہوگئے۔ اور یہ کہیں بھی مذکور نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو یہ حکم دیا ہو کہ وہ کوئی شئی قضاء کرے یا دوبارہ کرے اور حدیبیہ حرم سے باہر ہے۔

شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق نفل کی قضا نہیں کیونکہ فرض اس کے ذمہ بدستور باقی ہے۔ اس پر لازم ہے کہ دوسرے سال قضاء کرے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نفلی حج کو جماع سے فاسد کردے تو اس کی قضاء واجب ہے، کیونکہ اس میں تقصیر اُس نے خود کی ہے اور وہ نفلی حج جو رکاوٹ کے سبب فوت ہوجائے اس کی قضا نہیں کیونکہ یہ اس کی تقصیر سے فوت نہیں ہوا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک جب مُحصَر احرام سے باہر ہوجائے تو اس کی قضا واجب ہے نفل حج ہو یا فرض ہو اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد والے علماء میں اختلاف رہا ہے۔ جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ جس شخص کو رکاوٹ ہوجائے وہ جہاں احرام سے باہر ہو وہاں ہی قربانی ذبح کردے حِل میں ہو یا حرم میں ہو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا صرف حرم میں ہی ذبح کرے۔ اس اختلاف کا منشا یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں ہدی نحر کی تھی۔ بعض کہتے ہیں حل میں ذبح کی تھی اور بعض کہتے ہیں حرم میں ذبح کی تھی۔ عطاء کا قول یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن ہدی حرم میں ذبح کی تھی ہی کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اختیار کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ وَقَالَ مَالِكٌ وَغَيْرُهُ الخ مؤطا میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیبیہ میں احرام سے باہر ہوگئے اُنھوں نے قربانیاں ذبح کیں سر منڈائے اور بیت اللہ کا طواف کرنے اور قربانی کے حرم تک پہنچنے سے پہلے ان کے لئے ہر شئی جائز ہوگئی جو احرام کے باعث حرام تھی پھر ہم نہیں جانتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو کوئی شئی قضاء کرنے کا حکم فرمایا ہو"

قولہ والحُدَيْبِيَةُ خَارِجٌ مِنَ الْحَرَمِ " علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس جملہ سے ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ جہاں احصار واقع ہو وہاں ہدی کا نحر کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو حرم میں بھیجنا ضروری ہے جب ان سے کہا گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں ہی ہدی نحر کی تھی جہاں آپ کو عمرہ کرنے سے روکا گیا تھا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ حدیبیہ حرم میں داخل ہے اس لئے امام بخاری نے ان کی تردید کی کہ حدیبیہ حرم سے باہر ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کیا کہ اس جملہ کی مذکور غرض پر دلالت نہیں کیونکہ حدیبیہ کا حرم سے خارج ہونے میں اتفاق نہیں۔ امام طحاوی نے زہری کے واسطہ سے عروہ سے روایت کی اُنھوں نے مِسْوَر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تھے۔ آپ کا خیمہ حل میں تھا اور مصلّٰی حرم میں تھا اور کسی نے اس کو جائز نہیں کہا کہ جو حرم کے کسی حصہ میں داخل ہونے پر قادر ہو اور وہ ہدی حرم سے باہر نحر کرے۔ الحاصل حدیبیہ کا کچھ حصہ حِل میں ہے اور کچھ حرم میں ہے لہٰذا یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ سرورِ کائنات

marfat.com
Marfat.com

۱۶۹۷ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ حِيْنَ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ثُمَّ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي اَمْرِهٖ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ فَالْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّي قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا وَرَاٰى اَنَّ ذٰلِكَ مُجْزِئٌ عَنْهُ وَاَهْدٰى۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ وَهُوَ مُخَيَّرٌ فَاَمَّا الصَّوْمُ فَثَلَاثَةُ اَيَّامٍ۔

۱۶۹۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَعَلَّكَ اٰذَاكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی حرم سے باہر نحر کی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۶۹۷ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جبکہ وہ فتنہ ابن زبیر میں عمرہ کرنے مکہ کی طرف گئے۔ اگر مجھے بیت اللہ سے روکا گیا تو ہم وہی کریں گے جو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیا تھا اور عمرہ کا احرام باندھ لیا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال عمرہ کا احرام باندھا تھا پھر عبداللہ بن عمر نے اپنے معاملہ میں نظر کی اور کہا دونوں کا حال ایک ہی ہے اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا دونوں (حج و عمرہ) کا ایک ہی حال ہے میں تمکو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا ہے۔ پھر دونوں کے لئے ایک ہی طواف کیا اور خیال کیا کہ یہ کافی ہے اور ہدی ساتھ لے گئے!

۱۶۹۷ — شرح : اس حدیث کی مناسبت باب کے عنوان سے اس طرح ہے کہ حدیبیہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ کرنے سے روکنے کا واقعہ مشہور ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی قضاء کا حکم نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ محصر پر بدل ضروری نہیں۔ اس حدیث سے متعلق مباحث حدیث ۱۵۲۶ کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں!

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْلِقْ رَاْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ اَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ ۔

باب ـــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو روزوں کا فدیہ ہے یا صدقہ یا قربانی اور اسے اختیار ہے اور روزے تین دن رکھے

۱۶۹۸ ـــــ ترجمہ : کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا شائد تجھے سر کی جوؤں نے تکلیف دی ہے کعب نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا سر منڈوا دو اور تین دن روزے رکھو یا چھ مساکین کو کھانا کھلاؤ اور قربانی ذبح کرو۔

۱۶۹۸ ـــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت محرم سر منڈا سکتا ہے اور اس پر کفارہ لازم ہے جو آیت کریمہ اور حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے اس طرح باقی بدن سے بال منڈانے میں کفارہ واجب ہے۔ اگر محرم نے غیر محرم کا سر منڈھ دیا تو اس پر صدقہ واجب ہے۔ امام مالک، شافعی اور امام احمد کے نزدیک کسی پر صدقہ نہیں، اگر محرم نے سر منڈا دیا یا سلے ہوئے کپڑے پہن لئے یا قصداً خوشبو لگالی تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر قربانی ہی واجب ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزوں اور اطعام اور قربانی ذبح کرنے میں اختیار ہے۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے منقول تمام آثار میں تخییر مذکور ہے اور قرآن کریم نے بھی تینوں میں اختیار دیا ہے۔ اس پر تمام علماء کا عمل ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی نے کہا صرف ضرورت کی وجہ سے حلق کیا تو اختیار ہے اگر ضرورت کے بغیر حلق کیا تو قربانی ذبح کرنی واجب ہے۔ جمہور علماء نے کہا کہ چھ مساکین سے کم کو کھانا کھلانا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک مسکین کو دینا بھی جائز ہے ہر مسکین کو نصف صاع ۲ سیر گندم دے اور اگر جو یا کھجور دے تو ہر مسکین کو ایک صاع ۴ سیر دے۔ اس حدیث سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جہاں چاہے فدیہ دے جہاں چاہے روزے رکھے اور کھانا کھلائے۔ کیونکہ اطلاق حدیث میں ذبح کرنے اور کھانا کھلانے کی جگہ کی تعیین نہیں ہے۔ اور جو بیان کا وقت ہو اس سے بیان کی تاخیر جائز نہیں۔ معلوم ہوا کہ ان امور کے لئے کوئی جگہ معین نہیں۔ روزوں میں سب علماء کا اتفاق ہے کہ جہاں چاہے رکھ لے اور وہ مکہ مکرمہ میں ضروری نہیں اور نہ ہی حرم میں ضروری ہیں اور قربانی اور طعام کھلانا بھی امام مالک کے نزدیک کسی جگہ معین نہیں البتہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ یہ دونوں حرم میں مخصوص ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ قربانی حرم میں مخصوص ہے کھانا کھلانا مخصوص نہیں واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اَوْ صَدَقَةٍ وَهِيَ اِطْعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ۔

۱۶۹۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا سَيْفٌ ثَنِيْ مُجَاهِدٌ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ لَيْلٰى اَنَّ كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ وَقَفَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَاَنَا اُسَيِّيْ يَتَهَافَتُ قَمْلًا فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَاْسَكَ اَوِ احْلِقْ قَالَ فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ اِلٰى اٰخِرِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوْ تَصَدَّقْ بِفَرَقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ اَوِ انْسُكْ بِمَا تَيَسَّرَ۔

بَابُ الْاِطْعَامِ فِي الْفِدْيَةِ نِصْفُ صَاعٍ

۱۷۰۰ — اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد "یا صدقہ" یہ چھ مساکین کو کھانا کھلانا ہے!

۱۶۹۹ — ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں میرے پاس ٹھہرے اور میرے سر سے جوئیں گر رہی تھیں فرمایا کیا تیری جوئیں تجھے تکلیف دے رہی ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا۔ اپنا سر منڈا دو یا فرمایا منڈا دو۔ کعب نے کہا میرے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دن روزے رکھو یا چھ مساکین میں ایک فرق صدقہ کر دو یا جو بھی قربانی میں آسان ہو وہ کر لو۔

۱۶۹۹ — شرح: فرق سولہ (۱۶) رطل کا ہوتا ہے۔ یہ مدینہ منورہ میں مشہور پیمانہ ہے ایک رطل تقریباً آدھ سیر ہوتا ہے اس حدیث میں قرآن کریم میں مذکور "صیام" کا بیان ہے کیونکہ قرآن نے روزوں کی تعداد ذکر نہیں کی اور حدیث میں اس کی تعداد تین روزے بیان کی ہے۔ اسی طرح صدقہ کی مقدار قرآن کریم میں مذکور نہیں اور اس حدیث نے اس کا بیان کر دیا کہ وہ ایک فرق صدقہ کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — فدیہ میں آدھا صاع کھانا کھلانا ہے

۱۷۰۰ — ترجمہ: عبداللہ بن مقفل نے کہا میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اور ان سے فدیہ کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا یہ آیت کریمہ خاص کر

marfat.com
Marfat.com

بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِدْيَةِ فَقَالَ نَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً حُمِلْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى الْوَجَعَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى أَوْ مَا كُنْتُ أُرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى تَجِدُ شَاةً فَقُلْتُ لَا قَالَ فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفُ صَاعٍ۔

بَابُ النُّسُكُ شَاةٌ

۱۷۰۱ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَنَا رَوْحٌ ثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ ثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَأَنَّهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ أَتُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهُ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَأْتُونَ بِهَا وَهُمْ عَلَى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللهُ الْفِدْيَةَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةٍ أَوْ يُهْدِيَ

میرے حق میں نازل ہوئی اور اس کا حکم تمہارے لئے عام ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا جبکہ جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں آپ نے فرمایا میرا یہ خیال نہ تھا کہ تمہاری تکلیف اس حد تک پہنچ گئی ہوگی کیا تجھے بکری مل جائے گی؟ میں نے عرض کیا نہیں! فرمایا تین دن روزے رکھو یا چھ مساکین کو کھانا کھلاؤ۔ ہر مسکین کو نصف صاع دو۔

۱۷۰۰ — شرح: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلم کی شرح میں ذکر کیا کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ روزے یا کھانا اسی شخص کے لئے ہیں جسے قربانی نہ ملے جیسے بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا اس کے پاس ہدی ہے یا نہیں اگر ہدی ہے تو اس کو خبر دینا مطلوب ہے کہ اسے ہدی۔ روزے رکھنے اور کھانا کھلانے میں اختیار ہے اور اگر اس کے پاس ہدی نہیں تو باقی دونوں میں اختیار ہے چاہے روزے رکھے چاہے کھانا کھلائے۔ اس حدیث سے مراد یہ نہیں کہ اگر ہدی نہ ہو تو پھر باقی میں اختیار ہے۔

باب — نسک ایک بکری کی قربانی ہے

۱۷۰۱ — ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا حالانکہ ان کے چہرے سے جوئیں گر

marfat.com
Marfat.com

شَاةً أَوْ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ ثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ ثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ مِثْلَهُ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَلَا رَفَثَ

۱۷۰۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ

رہی تھیں تو فرمایا کیا تجھے تیری جوئیں تکلیف دیتی ہیں؟ عرض کیا جی ہاں! آپ نے ان کو سر منڈانے کا حکم دیا، حالانکہ آپ حدیبیہ میں تھے اور آپ نے ان کے لئے یہ بیان نہ فرمایا کہ وہ اس کے ساتھ احرام سے باہر ہو جائیں گے کیونکہ وہ اس اُمید میں تھے کہ وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے فدیہ نازل فرمایا پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عجرہ کو حکم فرمایا کہ وہ ایک فرق طعام چھ مساکین کو کھلائے یا بکری ذبح کرے یا تین روزے رکھے اور محمد بن یوسف کے ذریعہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا حالانکہ جوئیں ان کے چہرہ پر گر رہی تھیں۔ اسی طرح ہے!

۱۷۰۱ — شرح: یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیبیہ میں تھے تو آپ نے ان سے یہ وضاحت نہ کی کہ وہ حدیبیہ میں احرام سے باہر ہو جائیں گے کیونکہ ان کو اُمید تھی کہ وہ مکہ میں ضرور جائیں گے اور عمرہ کریں گے "وَلَمْ يَتَبَيَّنْ الخ"، اس عبارت کا راوی نے اضافہ کیا ہے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ جوؤں کی تکلیف سے سر منڈایا تھا۔ رکاوٹ پڑنے کے باعث احرام کھولنے کے لئے نہ منڈایا تھا۔ ابن منذر نے کہا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جسے بیت اللہ تک پہنچنے کی اُمید ہو وہ ٹھہرا رہے حتیٰ کہ وہاں جانے سے نا امید ہو جائے۔ اس حدیث سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ رمضان کے مہینہ میں جو عورت یہ کہے کہ کل مجھے حیض آنے کا دن ہے یا مرد یہ کہے کل میرے بخار کی باری ہے اور وہ روزہ افطار کر دیں پھر ان کی اُمید کے مطابق عورت کو حیض آجائے یا مرد کو بخار ہو جائے تو ان پر کفارہ لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ یہ حدیبیہ میں احرام سے باہر ہو جائیں گے اس کے باوجود کعب بن عجرہ سے سر منڈانے پر کفارہ ساقط نہ ہوا۔ حالانکہ ابھی تک حال کی وضاحت نہ ہوئی تھی۔ کفارہ کے تین روزے ایام تشریق میں جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، امام محمد اور امام احمد کا یہی مسلک ہے۔ نیز امام ابوحنیفہ اور ان کے صاحبین رضی اللہ عنہم نے کہا جسے قربانی نہ ملے اور نہ ہی اُس نے نحر سے پہلے تین روزے رکھے تو اس پر قربانی ہی واجب ہے حضرت عمر فاروق ابن عباس، سعید بن جبیر اور ابراہیم رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے تھے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے کہا ایام تشریق کے بعد روزے رکھ لے۔ امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "فَلَا رَفَثَ"

marfat.com
Marfat.com

أَبَا حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

۱۷۰۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِهٰذَا الْبَيْتِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

بَابُ جَزَاءِ الصَّيْدِ وَنَحْوِهِ وَقَوْلِ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا

۱۷۰۲ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس گھر کا حج کیا اور جماع نہ کیا اور نہ گناہ کی بات کی وہ ایسا لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے اسے جنا (گناہوں سے پاک ہو کر لوٹے گا)

۱۷۰۲ — شرح: یعنی چھوٹے اور بڑے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اللہ کے حقوق سے متعلق امور بھی ساقط ہو جاتے ہیں۔ البتہ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے جب تک صاحب حق کو راضی نہ کر لیا جائے مذکورہ امور سے بچنا احرام کے بغیر بھی واجب ہے۔ حج کی تخصیص یہ ہے کہ حج کی حالت میں ایسے امور زیادہ برے ہیں جیسے مردوں کے لئے ریشم پہننا حرام ہے اور نماز میں ریشم پہننا زیادہ برا ہے۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد "حج میں نہ بری بات اور نہ جھگڑا"

۱۷۰۳ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس گھر کا حج کیا اور جماع نہ کیا اور نہ ہی گناہ کی باتیں کیں تو وہ گناہوں سے پاک ایسا لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے اس کو جنا۔ اس حدیث کا اسناد پہلی حدیث کے اسناد سے مختلف ہے۔ لہٰذا محض تکرار نہ رہا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں سے جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ۔

ویسا ہی جانور مویشی سے دے تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں۔ یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے معاف کیا کہ جو ہو گزرا اور جو اب کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا۔ حلال ہے تمہارے لئے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تم نے اٹھنا ہے۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی یہ آیات ذکر کیں اور انہی پر اکتفاء کر کے حدیث ذکر نہیں کی یا بخاری کی شرط کے مطابق شکار کی جزاء کے بارے میں کوئی حدیث نہیں ملی۔ حُرُم حرام ہے یعنی تم احرام میں ہو شکار کے قتل پر جزاء واجب ہے قصداً قتل کرے یا سہواً قتل ہو جائے آئت کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ قصداً شکار کرے کیونکہ آئت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی جس نے عمداً شکار قتل کیا تھا اور سختی کے لئے خطا کو اس کے ساتھ لاحق کر دیا گیا ہے۔ زہری نے کہا قرآن کریم نے قتل عمد کو ذکر کیا اور حدیث نے قتل خطاء کو ذکر کیا ہے۔

قولہ فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ الخ نعم اونٹ گائے بکری کو شامل ہے۔ امام مالک شافعی اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا اس آئت کریمہ سے مقتول شکار کی مثل کو نعم سے نکالنا مقصود ہے اگر اس کی مثل ہو لہٰذا شتر مرغ کو قتل کرنے پر بدنہ واجب ہے اور جنگلی گائے میں گائے ہرن میں بکری خرگوش میں بچھڑا۔ جنگلی چوہے میں بزغالہ واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما نے کہا دراصل واجب قیمت ہے اور اگر اس کی کوئی مثل ہو اور وہ اس قیمت سے ہدی خریدے یا طعام خرید کرے یا اس قیمت کا صدقہ کر دے تو جائز ہے۔ امام مالک شافعی احمد اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا ہدی یا اطعام اور روزوں کی تعیین میں دو حاکم عادلوں کو اختیار ہے جب وہ ہدی کا فیصلہ کر دیں تو جس کی مثل ہو اس کی مثل کا اعتبار ہے اور خلقت کے لحاظ سے مثل کا پتہ چلتا ہے اور جس کی مثل نہ ہو اس میں قیمت معتبر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم میں سے دو عادل اس کا فیصلہ کریں اور جس کی مثل ہو اس میں مثل واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا بدلا یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے۔ اللہ تعالیٰ نے مویشی سے مثل کو واجب کیا ہے اور امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا قاتل کو اختیار ہے کہ وہ مقتول کی قیمت سے جو چاہے خریدے کیونکہ وجوب اس پر ہے اور دو حاکموں کا حکم قیمت کا اندازہ کرنے کے لئے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ وَإِذَا صَادَ الْحَلَالُ فَأَهْدَى لِلْمُحْرِمِ الصَّيْدَ أَكَلَهُ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ بِالذَّبْحِ بَأْسًا وَهُوَ غَيْرُ الصَّيْدِ نَحْوَ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْبَقَرِ وَالدَّجَاجِ وَالْخَيْلِ يُقَالُ عَدْلُ مِثْلٌ فَإِذَا كَسَرْتَ قُلْتَ عِدْلٌ فَهُوَ زِنَتُهُ ذٰلِكَ قِيَامًا قِوَامًا يَعْدِلُونَ يَجْعَلُونَ لَهُ عِدْلًا۔

۱۷۰۴ ـــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ أَبِي عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ وَحُدِّثَ

باب ـــ اگر غیر مُحرِم شکار کرے اور مُحرِم کو شکار تحفہ بھیجے تو وہ اسے کھا سکتا ہے!

ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم نے ذبح میں کوئی حرج خیال نہیں کیا جبکہ شکار نہ ہو۔ جیسے اونٹ بکری گائے، مرغی اور گھوڑا (یعنی محرم ان کو ذبح کر سکتا ہے) عَدْلُ ذَالِکَ سے مراد مثل ہے جب عدل کے عین کو کسرہ دیا جائے تو اس کا معنی ہم وزن ہونا ہے۔ قیام کا معنی قوام ہے۔ کسی شئی کا منتظم۔ یَعْدِلُوْنَ کا معنی برابری کرتے ہیں۔

شرح : ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم کے اثر میں مذکور ذبح سے مراد اہلی حیوان کا ذبح ہے جیسے اونٹ گائے بکری وغیرہ گھوڑے کے ذبح کے بغیر سب میں اتفاق ہے مُحرِم مرغی، کبوتر جو مانوس ہو فضا میں اُڑنے والا نہ ہو۔ بطخ، گائے، بکری ذبح کر سکتا ہے۔ مچھلی اور پانی کے جانوروں کا شکار کر سکتا ہے اور مینڈک کا شکار کرنے سے احتیاط کرے۔

"یَعْدِلُوْنَ" سے سورۃ انعام میں مذکور (ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ) کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ بتوں کو اللہ کے برابر جانتے ہیں۔ یہاں اس کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یَعْدِلُوْنَ اور عَدْلٌ ہم معنی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۷۰۴ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے والد (ابوقتادہ) حدیبیہ کے سال گئے ان کے ساتھیوں نے احرام باندھا اور انھوں نے احرام نہ باندھا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ دشمن آپ سے جنگ کرنا چاہتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایک وقت میں آپ کے اصحاب کے ساتھ تھا وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ میں نے اچانک جنگلی گدھے کو دیکھا تو میں نے اس پر حملہ کیا اور اسے زخمی کر کے روک لیا اور صحابہ کرام سے میں نے مدد چاہی تو انھوں نے میری مدد کرنے سے

marfat.com
Marfat.com

النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ان عدوًّا یغزونہ فانطلق النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فبینما انا مع اصحابہ یضحک بعضہم الی بعض فنظرت فاذا انا بحمار وحش فحملت علیہ فطعنتہ فاثبتہ واستعنت بہم فابوا ان یعینونی فاکلنا من لحمہ وخشینا ان نقتطع فطلبت النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم ارفع فرسی شأوًا واسیر شأوًا فلقیت رجلًا من بنی غفار فی جوف اللیل قلت این ترکت النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قال ترکتہ بتعہن وہو قائل السقیا فقلت یا رسول اللہ ان اصلک یقرءون علیک السلام ورحمۃ اللہ انہم قد خشوا ان یقتطعوا دونک فانتظرہم قلت یا رسول اللہ اصبت حمار وحش وعندی منہ فاضلۃ فقال للقوم کلوا وہم محرمون۔

انکار کر دیا ہم نے اس کا گوشت کھایا ہم کو خوف ہوا کہ کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہو جائیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا اور اپنے گھوڑے کو کبھی دوڑاتا اور کبھی آہستہ چلاتا رہا میں قبیلہ غفار کے ایک شخص کو آدھی رات کو ملا میں نے کہا تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے کہا میں نے آپ کو مقام تعہن میں چھوڑا ہے آپ سقیا میں قیلولہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے ساتھی سلام عرض کرتے ہیں اور اللہ کی رحمت۔ انھیں ڈر ہے کہ وہ آپ سے جدا نہ ہو جائیں آپ ان کا انتظار فرمائیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے گاؤ خر کا شکار کیا ہے اور میرے پاس اس کا بچا ہوا ٹکڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کھاؤ حالانکہ وہ سب محرم تھے (سب نے احرام باندھا ہوا تھا)

۱۷۰۴ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شکار کا گوشت محرم کھا سکتا ہے جبکہ اس نے شکار کرنے میں مدد نہ کی ہو۔ اور نہ ہی اس کی خبر کی ہو اور نہ اس پر دلالت کی ہو۔ حتی کہ غیر محرم نے خود ہی اس کو دیکھا ہو اور محرم کے اشارے یا دلالت کرنے یا اس کے خبر دینے سے نہ دیکھا ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکار کا گوشت پیش کیا گیا جبکہ آپ محرم تھے آپ نے اسے نہ کھایا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شخص نے گاؤ خر پیش کیا جبکہ آپ محرم تھے تو آپ نے اس کو کھانے سے انکار کر دیا — مگر ان کا محمل یہ ہے کہ یہ شکار آپ کے لئے کیا گیا تھا یا اس میں کوئی احرام کی علت تھی جس کی وجہ سے آپ نے یہ گوشت کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا رَأَى الْمُحْرِمُوْنَ صَيْدًا فَضَحِكُوْا فَفَطِنَ الْحَلَالُ۔

۱۷۰۵ــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ اَنْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُهُ وَلَمْ اُحْرِمْ فَاُبْلِغْنَا بَعْدُوٍّ بِغَيْقَةَ فَتَوَجَّهْنَا نَحْوَهُمْ فَبَصُرَ اَصْحَابِيْ بِحِمَارِ وَحْشٍ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَضْحَكُ اِلٰى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَرَاَيْتُهُ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ الْفَرَسَ فَطَعَنْتُهُ فَاَثْبَتُّهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُعِيْنُوْنِيْ فَاَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَشِيْنَا اَنْ يُقْتَطَعَ اَرْفَعُ فَرَسِيْ شَاْوًا وَاَسِيْرُ عَلَيْهِ شَاْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ غِفَارٍ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ لَهُ اَيْنَ تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلُ السُّقْيَا فَلَحِقْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَصْحَابَكَ اَرْسَلُوْا اِلَيْكَ يُقْرِئُوْنَكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَاِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا اَنْ يُقْتَطَعَهُمُ الْعَدُوُّ دُوْنَكَ فَانْظُرُوْا فَفَعَلَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَصَبْنَا حِمَارَ وَحْشٍ وَاِنَّ عِنْدَنَا مِنْهُ فَاضِلَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهِ كُلُوْا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ۔

باب ــــ اگر محرم شکار دیکھیں اور ہنس پڑیں تو غیر محرم سمجھ جائے

ترجمہ : ۱۷۰۵ــــ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہم حدیبیہ کے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ آپ کے ساتھیوں نے احرام باندھا اور میں نے احرام نہ باندھا ہمیں خبر ملی کہ غیقہ میں دشمن ہے تو ہم اس کی طرف متوجہ ہوئے میرے ساتھیوں نے گاؤخر کو دیکھا اور وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے میں نے نظر کی اور اس کو دیکھ لیا اور اس پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا اور روک لیا پھر میں نے ان سے مدد چاہی تو انھوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا ہم نے اس سے کچھ کھایا پھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل گیا اور ہمیں خوف تھا کہ ہم آپ سے جدا ہو جائیں گے میں اپنے گھوڑے کو کبھی دوڑاتا اور کبھی آہستہ چلاتا رہا میں آدھی رات کو بنی غفار کے ایک شخص سے ملا تو میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نے کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے کہا میں نے آپ کو تعہن میں چھوڑا ہے اور آپ کا سقیا میں قیلولہ کرنے کا ارادہ ہے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے ساتھیوں نے مجھے بھیجا ہے وہ آپ کو سلام عرض کرتے ہیں۔ انھوں نے خوف

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يُعِيْنُ الْمُحْرِمُ الْحَلَالَ فِيْ قَتْلِ الصَّيْدِ

۱۷۰۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ سَمِعَ اَبَا قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى ثَلَاثٍ ح وَثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ فَرَاَيْتُ اَصْحَابِيْ يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَاِذَا حِمَارُ وَحْشٍ يَعْنِيْ وَقَعَ سَوْطُهُ فَقَالُوْا لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ اِنَّا مُحْرِمُوْنَ فَتَنَاوَلْتُهُ فَاَخَذْتُهُ ثُمَّ اَتَيْتُ الْحِمَارَ مِنْ وَرَاءِ اَكَمَةٍ فَعَقَرْتُهُ فَاَتَيْتُ بِهٖ اَصْحَابِيْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوْا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَاْكُلُوْا فَاَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَمَامَنَا فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ كُلُوْهُ حَلَالٌ قَالَ لَنَا عَمْرٌو اِذْهَبُوْا اِلٰى صَالِحٍ فَاسْئَلُوْهُ عَنْ هٰذَا وَغَيْرِهٖ وَقَدِمَ عَلَيْنَا هٰهُنَا۔

کیا ہے کہ دشمن ان کو آپ سے جُدا کر دے گا آپ ان کا انتظار فرمائیں تو آپ نے ان کا انتظار کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے گاؤ خر کا شکار کیا ہے اور ہمارے پاس بچا ہوا گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا کھاؤ حالانکہ وہ محرم تھے!

۱۷۰۵ — شرح : غَيْقَة ۔ حرمین میں بنی غفار کے علاقہ میں ایک جگہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غائب کو سلام بھیجنا مستحب ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہمارے اصحاب یعنی شوافع کہتے ہیں۔ قاصد پر سلام پہنچانا واجب ہے اور مرسل الیہ (جس کو سلام بھیجا جائے) پر اس کا جواب دینا واجب ہے!

باب شکار مارنے میں محرم غیر محرم کی مدد نہ کرے

۱۷۰۶ — ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قاحہ میں تھے۔ ہم میں سے بعض محرم تھے اور بعض غیر محرم تھے میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ کوئی شئی دیکھ رہے ہیں میں نے نظر کی تو گاؤ خر کو دیکھا (تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور نیزہ اور کوڑا ہاتھ میں لیا) تو مجھ سے کوڑا گر گیا (میں نے کہا مجھے کوڑا دو) انھوں نے کہا اس پر ہم تیری کچھ مدد نہیں کر سکتے جبکہ ہم محرم ہیں۔ میں نے خود اس کو پکڑ کر اٹھایا پھر میں ٹیلے ٹیلے کے پیچھے گاؤ خر کے پاس آیا اور اس کو زخمی کر دیا اور اس کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو ان میں سے بعض نے کہا کھا لو اور بعض نے کہا نہ کھاؤ اس لئے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا جبکہ آپ ہم سے آگے ہیں۔ میں نے آپ سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يُشِيْرُ الْمُحْرِمُ اِلَى الصَّيْدِ لِكَيْ يَصْطَادَهُ الْحَلَالُ

۱۷۰۷ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ ثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوْا مَعَهُ فَصَرَفَ طَائِفَةً مِّنْهُمْ فِيْهِمْ اَبُوْقَتَادَةَ فَقَالَ خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتّٰى نَلْتَقِيَ فَاَخَذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا اَحْرَمُوْا كُلُّهُمْ اِلَّا اَبَاقَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَا هُمْ يَسِيْرُوْنَ اِذْ رَاَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ اَبُوْقَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلُوْا فَاَكَلُوْا مِنْ لَحْمِهَا فَقَالُوْا اَنَاْكُلُ لَحْمَ الصَّيْدِ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْاَتَانِ فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْرَمْنَا وَقَدْ كَانَ اَبُوْقَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَاَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا اَبُوْقَتَادَةَ فَعَقَرَ مِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلْنَا فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا ثُمَّ قُلْنَا اَنَاْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا قَالَ اَمِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهُ اَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا۔

پوچھا تو فرمایا کھاؤ یہ حلال ہے۔ ہمیں عمرو نے کہا صالح کے پاس جاؤ اور اس سے اس حدیث کے متعلق اور اس کے سوا اور حدیثوں کے متعلق پوچھو جبکہ وہ ہمارے پاس یہاں آئے تھے!

۱۷۰۶ — شرح : اگر یہ کہا جائے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ احرام کے بغیر میقات سے کیسے گزر گئے۔ کیونکہ احرام کے بغیر میقات سے گزرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے ہوسکتا ہے یہ واقعہ میقات کی تعیین سے پہلے کا ہو یا ابوقتادہ نے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ نہ کیا ہو۔ طحاوی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقتادہ کو صدقات لینے بھیجا تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے گئے حتیٰ کہ عسفان میں ٹھہرے اچانک وہاں ایک گاؤ خر تھا اور ابوقتادہ واپس آئے تو وہ حالتِ احرام میں نہ تھے ،، بعض علماء نے یہ جواب دیا کہ مدینہ منورہ کے لوگوں نے ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تاکہ آپ کو دشمن کا مدینہ منورہ پر حملہ کی خبر دے۔ ابوعمرو نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے خطرہ کے پیش نظر ابوقتادہ کو دریا کی طرف بھیجا تھا اس لئے وہ حالتِ احرام میں نہ تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — محرم شکار کی طرف اشارہ نہ کرے تاکہ غیر محرم اس کا شکار کرے!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا أَهْدَى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَحْشِيًّا حَيًّا لَمْ يَقْبَلْ۔

۱۷۰۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُمْ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ۔

ترجمہ: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کرنے نکلے تو آپ کے ساتھ

۱۷۰۷ — لوگ بھی نکلے آپ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو دوسرے راستہ بھیج دیا ان میں ابو قتادہ بھی تھے تو آپ نے فرمایا تم دریا کا کنارہ اختیار کرو حتیٰ کہ ہم آملیں وہ دریا کے کنارے چلتے رہے جب وہ لوٹے تو ابو قتادہ کے سوا سب نے احرام باندھ رکھا تھا اور ابو قتادہ نے احرام نہ باندھا تھا اسی اثنا میں وہ چل رہے تھے انھوں نے گورخر کو اچانک دیکھا تو ابو قتادہ نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے ایک گاڈخر کو زخمی کر دیا لوگ اترے اور انھوں نے اس کا گوشت کھایا اور کہا کیا ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں؟ حالانکہ ہم نے احرام باندھا ہوا ہے ہم نے گاڈخر کے گوشت سے کچھ بچا ہوا گوشت اٹھا لیا اور جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے احرام باندھا ہوا تھا اور ابو قتادہ نے احرام نہ باندھا تھا ہم نے گورخر کو دیکھا تو ابو قتادہ نے ان پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک گاڈخر کو زخمی کر دیا ہم اترے اور اس کے گوشت سے کھایا پھر ہم نے خیال کیا کہ ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں حالانکہ ہم محرم ہیں ہم اس کے گوشت سے کچھ بچا ہوا گوشت اپنے ساتھ اٹھا لائے ہیں آپ نے فرمایا تم میں کسی نے اس کو گاڈخر پر حملہ کرنے کے لئے حکم دیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا انھوں نے کہا نہیں فرمایا اس سے جو بچ گیا ہے وہ بھی کھا لو!

شرح: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر محرم نے غیر محرم کو بتانے کے

۱۷۰۷ — لئے شکار کی طرف اشارہ کر دیا اور محرم نے اس کو مار دیا تو محرم کے لئے اس کا کھانا جائز نہیں اگر یہ سوال ہو کہ یہ قصہ عمرہ کا ہے کیونکہ حج میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت مخلوق تھی ان میں سے کوئی بھی دریا کے کنارے نہ چلا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ راوی نے غلطی سے حج کا ذکر کر دیا ہے،، نیز معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجتہاد کر لیتے تھے اس لئے علماء نے آپ کے زمانہ شریف میں اجتہاد کو جائز کہا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قریب نہ ہوں آپ کی موجودگی میں اجتہاد کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اجتہاد سے جو مسئلہ معلوم ہو اس پر عمل جائز ہے اگرچہ کئی مجتہدوں کا اجتہاد ایک دوسرے کے مخالف ہو اور کسی پر عیب نہ لگایا جائے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — اگر محرم کو گورخر زندہ تحفہ دیا جائے تو وہ اسے قبول نہ کرے!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

۱۷۰۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ ح وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و

۱۷۰۸ — ترجمہ : صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گاؤ خر نذرانہ پیش کیا جبکہ آپ مقام اَبْوَاء یا وَدَّان میں تھے تو آپ نے اس کو واپس کر دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرہ میں (اس کا اثر) دیکھا تو فرمایا ہم نے اس کو مسترد اس لئے کیا ہے کہ ہم نے احرام باندھا ہوا ہے۔

۱۷۰۸ — شرح : اَبْوَاء اور وَدَّان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان دو جگہیں ہیں۔ حُرُمٌ ، حرام کی جگہ ہے۔ یعنی ہم مُحرِم ہیں۔ یعنی ہم نے کسی خاص وجہ سے شکار واپس نہیں کیا۔ بات صرف یہ ہے کہ ہم نے احرام باندھا ہوا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قتادہ کا شکار کھا لیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ذبح کیا ہوا تھا اور یہ زندہ تھا اور غیر مُحرِم کا ذبیحہ مُحرِم کے لئے کھانا جائز ہے بشرطیکہ مُحرِم کے لئے وہ شکار نہ مارا گیا ہو اور نہ مُحرِم نے اس کی طرف اشارہ یا دلالت کی ہو۔ زندہ شکار کا کسی صورت میں مُحرِم کو مالک بنانا جائز نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبارت میں مضاف محذوف ہے یعنی لَحْمَ صَيْدٍ۔ شکار کا گوشت تحفہ دیا اور بعض روایات میں ہے کہ صَعْب بن جَثَّامہ نے شکار کا گوشت نذرانہ پیش کیا تھا اب سوال ہوتا ہے کہ حضرت صعب رضی اللہ عنہ کا گوشت آپ نے کیوں واپس کر دیا اور ابو قتادہ کا قبول فرمایا اور کھایا اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شکار کیا تھا اس لئے آپ نے واپس کر دیا تھا اور ابو قتادہ نے آپ کے لئے شکار نہ کیا تھا اس لئے وہ کھا لیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مستحب بات یہ ہے کہ جس کو نذرانہ یا تحفہ پیش کیا جائے اور وہ اسے قبول نہ کرنا چاہے تو اس کی اطمینان کے لئے معذرت بیان کر دینی چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مُحرِم کون سے جانور مار سکتا ہے؟

۱۷۰۹ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور قتل کر دینے سے مُحرِم پر کوئی حرج نہیں اور عبداللہ بن دینار نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۱۷۰۹ — شرح : وعن عبد اللہ کا عطف نافع پر ہے یعنی مالک نے عبداللہ بن دینار سے [illegible] روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۱۷۱۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ حَدَّثَتْنِيْ اِحْدٰى نِسْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ ح و ۱۷۱۱ — حَدَّثَنِيْ اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَتْ حَفْصَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَاحَرَجَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْغُرَابُ وَالْحِدَاءَةُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ۔

۱۷۱۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاءَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ۔

نے فرمایا۔ اور مقولہ محذوف ہے یعنی پانچ جانور مارنے کا حکم فرمایا اور وہ چوہا، بچھوا، باؤلا کتا، کوا اور چیل ہیں ان کو اگر محرم قتل کردے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں۔

۱۷۱۰ — ترجمہ : زید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے ایک ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ محرم قتل کردے

۱۷۱۰ — شرح : دوسری حدیث ۱۷۱۱ میں بعض ام المؤمنین کی وضاحت کردی گئی ہے کہ وہ حفصہ ہیں رضی اللہ عنہا لہذا یہ سند مجہول نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اسم قسم کا جہل مضر نہیں کیونکہ صحابہ سب عادل ہیں۔

۱۷۱۱ — ترجمہ : ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانوروں کو جو کوئی قتل کردے اس پر کوئی حرج نہیں کوا، چیل، چوہا، بچھوا اور کاٹنے والا کتا،،

۱۷۱۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ جانور موذی ہیں ان کو حرم میں قتل کردے۔ کوا، چیل، بچھوا، چوہا اور کاٹنے والا کتا۔

۱۷۱۱، ۱۷۱۲ — شرح : ان پانچ جانوروں کو فاسق اس لئے کہا کہ فسق کا معنی خروج ہے یہ جانور فطرت سے نکلنے اور فساد کرنے کے باعث اچھے

marfat.com
Marfat.com

۱۷۱۳ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَعْمَشُ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ بِمِنًى إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ إِنَّمَا أَرَدْنَا بِهٰذَا أَنَّ مِنًى مِنَ الْحَرَمِ وَإِنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا بِقَتْلِ الْحَيَّةِ بَأْسًا۔

جانوروں کی راہ سے نکل چکے ہیں ان میں سے کوا اونٹ کی پشت پر چونچیں مارتا ہے۔ اگر وہ کمزور ہو تو اس کی آنکھ نکال دیتا ہے اور لوگوں کا کھانا چھین لیتا ہے اسی طرح چیل بھی گوشت چھین لیتی ہے۔ بچھو ڈس جاتا ہے اور تکلیف دیتا ہے چوہا کھانے کی چوری کر لیتا ہے اور اسے خراب کر دیتا ہے۔ کپڑے کاٹ دیتا ہے اور چراغ سے بتی لے جاتا ہے اور اس کے ساتھ سارا گھر جلا دیتا ہے۔ اور کاٹنے والا کتا لوگوں کو زخمی کرتا ہے۔ سب علماء کا اتفاق ہے کہ ان کو حل اور حرم میں اور بحالتِ احرام قتل کرنا جائز ہے۔

جمہور علماء نے کہا کہ حدیث میں مذکور یہی پانچ جانور مراد ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اور امام مالک کا ظاہر قول یہی ہے۔ اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مُحرِم زَنبور کو قتل نہ کرے ورنہ فدیہ دینا پڑے گا اور نہ ہی بندر اور خنزیر کو قتل کرے۔ عام علماء کا قول بھی یہی ہے اور اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ جانوروں کا ذکر کیا ہے لہٰذا قیاس کے ساتھ چھ یا سات بنانے جائز نہیں بھیڑیے کو کتے پر قیاس کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ نص سے ثابت ہے لیکن دارقطنی نے نافع سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر کو یہ کہتے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑیے اور چوہے کو مارنے کا حکم فرمایا اسی طرح حسن اور عطاء نے کہا کہ مُحرِم بھیڑیا اور سانپ کو مار دے۔ اور اگر کوئی جانور مُحرِم پر حملہ کرے تو وہ اسے قتل کر سکتا ہے کیونکہ وہ اس وقت کاٹنے والے کتے کے حکم میں ہوتا ہے جب ان کو مُحرِم حَرَم میں قتل کر سکتا ہے تو غیر مُحرِم بطریق اَولیٰ ان کو قتل کر سکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۷۱۳ —— ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں ایک غار میں تھے کہ آپ پر سورۂ مُرسَلات نازل ہوئی اور آپ اس کی تلاوت فرما رہے تھے اور میں اس کو آپ کے منہ شریف سے سُن رہا تھا اور آپ کا منہ شریف اس سے تر ہی تھا (پڑھ رہے تھے) کہ ہم پر ایک سانپ گرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مارو ہم اس کی طرف دوڑے تو وہ بھاگ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارے شر سے بچ گیا جیسے تم اس کے شر سے بچ گئے۔

marfat.com
Marfat.com

۱۷۱۴ — حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ فُوَيْسِقٌ وَلَمْ اَسْمَعْهُ اَمَرَ بِقَتْلِهٖ۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَزَغ کے متعلق ۱۷۱۴ — فرمایا یہ مُوذِی ہے اور میں نے آپ سے نہیں سُنا کہ آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا ہو۔

شرح : اس حدیث سے یہ معلوم ہُوا کہ سانپ کو قتل کر دینا چاہیئے اگرچہ مارنے والا مُحرِم ہو یا غیر مُحرِم ہو یا حَرَم میں ہو ۱۷۱۳، ۱۷۱۴ — چونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مارنے کا حکم فرمایا ہے اس لئے ظاہر یہی ہے کہ سانپ کا مارنا واجب ہے اسی طرح حشراتِ ارض جو موذی ہیں ان کو مارنا مباح ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا حِل اور حَرَم میں سانپ کے قتل پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے بھی خبیث سانپ کو مارنے کو جائز کہا ہے کیونکہ وہ کاٹنے والے کتے کے حکم میں داخل ہے۔ اگر سوال ہو کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں پہلے علماء میں اختلاف رہا ہے۔ بعض علماء نے ظاہر امر پر اعتماد کرتے ہُوئے سب سانپوں کو مارنے کا حکم دیا ہے اور اُنھوں نے اس عموم سے کسی سانپ کو مُستثنیٰ نہیں کیا کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام سانپوں کو مارو جس نے ان کی اذیت سے خوف کیا وہ ہم سے نہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تمہارے دشمن ہیں ان کو قتل کرو نیز ان سے دریافت کیا گیا کہ مُحرِم سانپ کو قتل کر سکتا ہے؟ تو اُنھوں نے جواب دیا یہ تمہارا دشمن ہے جہاں ملے اسے قتل کرو اور بعض علماء نے کہا گھریلو سانپوں کو سلیمان علیہ السلام کا عہد دیا جائے اس کے بعد اگر وہ گھر میں دیکھے جائیں تو قتل کر دو؛ کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ میں بعض ایسے جن ہیں جو مسلمان ہو چکے ہیں اگر ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین دن ان کو خبردار کرو اگر اس مُدّت کے بعد وہ ظاہر ہوں تو ان کو قتل کر دو۔ ان روایات میں تضاد نہیں کیونکہ مدینہ منورہ میں بعض جن سانپ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں تو وہ لوگوں کی نظروں میں سانپ نظر آنے لگتے ہیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے غسلخانہ میں سانپ دیکھا تو اس کو قتل کر دیا رات کو خواب میں کہا گیا آپ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا تو ام المؤمنین کے گھر داخل نہ ہوتا تو کہنے والے نے کہا چونکہ آپ نے کپڑے پہنے ہُوئے تھے اس لئے گھر میں داخل ہو گیا ام المؤمنین گھبرا کر اُٹھیں اور بارہ ہزار درہم مساکین کو صدقہ کیا بظاہر اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ کی یہ خصوصیت ہے مگر بعض علماء نے کہا کہ براری اور صحاری کے سانپوں کا حکم ایک ہی ہے مگر امام بخاری کا رجحان اسی طرف ہے کہ سانپ کو قتل کر دیا جائے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جس نے سانپ یا بچھو کو قتل کیا اُس نے کافر کو قتل کیا مگر اس میں توقف کرنا بہتر ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يُعْضَدُ شَجَرُ الْحَرَمِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ۔ ۱۷۱۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ

شرح ۱۷۱۴ — ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سانڈے کو قتل کرنے کے متعلق نہیں سنا مگر یہ سانڈے کے قتل کے منع کی دلیل نہیں کیونکہ دیگر صحابہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے اس کو مارنے کا حکم فرمایا، چنانچہ مسلم شریف میں سعد بن ابی وقاص سے مرفوع حدیث منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانڈے کو قتل کرنے کا حکم دیا اور عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ شیطان ہے اسے قتل کر دو۔ عطاء سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا اس کو حرم میں قتل کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سانڈے کو ایک ضرب سے مار دے اس کو اتنی اتنی نیکیاں حاصل ہوں گی اور جس نے دوسری ضرب سے مارا اس کو اتنی نیکیاں ملیں گی۔ چنانچہ پہلی ضرب سے مارنے میں سو دوسری ضرب کے ساتھ مارنے سے اس سے کچھ کم ذکر کیں۔ مگر چیونٹی کو قتل کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ہدہد، حرد شہد کی مکھی اور مینڈک کو قتل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چیونٹی، ہدہد۔ صرد اور شہد کی مکھی! ابوداؤد میں روایت ہے کہ ایک طبیب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مینڈک سے دوائی بنانے کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے سے منع فرما دیا اور زنبور کو قتل کرنے میں کچھ حرج نہیں یہ موذی جانور ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — حرم کا درخت نہ کاٹا جائے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اس کے کانٹے نہ کاٹے جائیں! —

ترجمہ: ابوشریح عدوی سے روایت ہے انھوں نے عمرو بن سعید سے کہا جبکہ ۱۷۱۵ — وہ مکہ کی طرف لشکر بھیج رہا تھا اے امیر! مجھے اجازت دو میں تمہیں ایک بات کی خبر دوں جو اگلے روز فتح مکہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے کانوں نے اسے سنا میرے دل نے یاد کیا اور میری آنکھوں نے دیکھا جبکہ آپ نے وہ کلام فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا بے شک مکہ کو اللہ نے حرام کیا لوگوں نے اسے حرام نہیں کیا کسی مرد جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پہ ایمان رکھتا ہو کے لئے جائز نہیں کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے اور اس کا درخت کاٹے اگر کوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ کرنے کے سبب اجازت چاہے تو اسے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی تھی اور تم کو اجازت

marfat.com
Marfat.com

إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ فَسَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ أَنَّهُ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللهِ فَقُولُوا لَهُ إِنَّ اللهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ خَرْبَةٌ بَلِيَّةٌ۔

نہیں دی میرے لئے صرف دن کی ایک گھڑی کے لئے اجازت دی جبکہ اس کی حرمت آج کے دن اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کل کے دن حرمت تھی اور حاضر شخص غائب کو یہ کلام پہنچا دے۔ ابوشریح سے کہا گیا تجھے عمرو نے کیا جواب دیا تھا ابوشریح نے کہا اُس نے یہ کہا تھا کہ اے ابوشریح میں اسے تجھ سے زیادہ جانتا ہوں بے شک حرم نافرمان کو اور خون خرابہ کرکے بھاگنے والے کو اور فتنہ و فساد کرکے بھاگنے والے کو پناہ نہیں دیتا۔ حربہ سے مراد بلیّہ یعنی فتنہ و فساد ہے!

شرح: اس ساعت کی مقدار جس میں سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں قتال کی اجازت دی گئی تھی وہ سورج نکلنے سے عصر کی نماز تک تھی اسی وقت

۱۷۱۵ —

میں ابن خطل وغیرہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قتل ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے دن اس کی حرمت ایسی ہے جیسی کل کے روز حرمت تھی اور یہ حرمت قیامت تک رہے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اس کو حرام کر دیا ہے۔ اس حدیث کی تفصیل اس طرح ہے کہ عمرو بن سعید جس کا لقب لطیم شیطان ہے، حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے لشکر بھیج رہا تھا۔ یہ واقعہ اکسٹھ ہجری کا ہے اس کو یزید بن معاویہ نے مدینہ منورہ کا امیر مقرر کیا تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی اس لئے اس نے لطیم شیطان کو لکھا کہ عبداللہ بن زبیر پر چڑھائی کرے جبکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ میں مقیم تھے تو اُس نے وہاں لشکر بھیجا اور عبداللہ بن زبیر کے بھائی عمرو بن زبیر کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا کیونکہ عمرو بن زبیر اپنے بھائی کا سخت مخالف اور دشمن تھا جب ابوشریح نے عمرو بن سعید کو فرمان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے آگاہ کیا تو اُس نے کہا حرم نافرمانی کرکے بھاگنے والے اور قتل و غارت کرکے بھاگنے والے اور فتنہ فساد کرکے بھاگنے والے کو پناہ نہیں دیتا،، اُس نے اس سے عبداللہ بن زبیر کو اس کلام کا مصداق بنایا کہ وہ نافرمان و گنہگار ہے اور فتنہ و فساد کرکے یہاں بھاگ آیا ہے اس کے جواب میں ابوشریح کی خاموشی اس کے ساتھ ہم خیال ہونے کی دلیل نہیں بلکہ ..... انھوں نے کہا میں اس وقت حاضر تھا اور تو غائب تھا میں نے تجھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچا دیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُ الْحَرَمِ ۱۷۱۶ — مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ وَاِنَّمَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهَا اِلَّا لِمُعَرِّفٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَعَنْ خَالِدٍ

کیونکہ آپ نے ہم کو حکم دیا تھا کہ حاضر شخص یہ پیغام غائب کو پہنچا دے لہٰذا حضرت ابو شریح کا لعیم شیطان کے ہم خیال ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نیز عمرو بن سعید کا یہ کہنا کہ حرم نافرمان کو فتنہ فساد کر کے بھاگنے والے کو پناہ نہیں دیتا یہ کلام حق ہے مگر اس سے باطل کا ارادہ کر لیا گیا ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حق پر تھے اور ان کی خلافت صحیح تھی اہل حرمین شریفین نے ان کی بیعت کی تھی اس کے برعکس یزید کی بیعت خلافِ شرع تھی اور بحکم نبوی وہ قتل کا مستحق تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک شخص کی بیعت کر لی جائے تو دوسرا اگر یہ اقدام کرے تو اس کی گردن اُڑا دو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم کے درخت جو خود بخود اُگے ہوں ان کا کاٹنا ممنوع ہے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے مگر ببول کے درخت سے مسواک بنانا جائز ہے۔ اور اگر حرم کا درخت خود بخود گر گیا ہو تو اس سے فائدہ لینا جائز ہے۔ اسی طرح حرم کے پھل دار درخت سے پھل اُتار لینا جائز ہے جبکہ درخت کا نقصان نہ ہوتا ہو اور اگر حرم میں لوگ درخت اُگائیں تو ان کے استعمال میں کچھ حرج نہیں ہے! نیز اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دینی امور میں جھگڑا کرنا جائز ہے اور حسبِ طاقت تبلیغ کرنا ضروری ہے اگر ہاتھ سے کسی کو منع نہ کر سکے تو زبان سے روکنا کافی ہے اور خبر واحد کو قبول کرنا جائز ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — حرم کا شکار ڈرایا نہ جائے

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرام کیا ہے میرے پہلے کسی کے لئے یہ حلال نہ ہوا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا۔ اور میرے لئے بھی صرف دن کا کچھ حصہ حلال ہوا اس کا کانٹا نہ اُتارا جائے اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور اعلان کرنے والے کے بغیر اس کی گمی ہوئی شئی نہ اُٹھائی جائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! مگر گھاس جو ہمارے مکانوں کے لئے اور قبروں میں استعمال کے لئے ہے۔ خالد نے عکرمہ سے روایت کی انہوں نے کہا کیا جانتے ہو، "لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا"، کا کیا مطلب ہے! وہ یہ ہے کہ شکار کو سایہ سے بھگا دے اور خود اس کی جگہ پر آ بیٹھے!

marfat.com
Marfat.com

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ اَنْ يُنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ يَنْزِلُ مَكَانَهُ۔

بَابُ لَا يَحِلُّ الْقِتَالُ بِمَكَّةَ وَقَالَ اَبُوْ شُرَيْحٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْفِكُ بِهَا دَمًا۔ ۱۷۱۷ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ نَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ فَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا فَاِنَّ هٰذَا بَلَدٌ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ قَالَ قَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ۔

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کا حکم بیان کیا ہے کہ کسی کے لئے قیامت تک یہ حلال نہیں ہے آپ نے یہ خبر نہیں دی کہ قیامت

۱۷۱۶ —

تک ایسا نہ ہوگا کیونکہ مشاہدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا ہوا تھا اور حجاج بن یوسف نے کیا جو کچھ کیا۔ حرم میں گمی ہوئی چیز کا حکم دوسرے مقامات کے لقطہ سے مختلف ہے کیونکہ دوسرے مقامات کا لقطہ ایک سال تعریف و اعلان کرنے کے بعد صدقہ کرنا ہوتا ہے یا وہ غریب ہو تو خود استعمال کر سکتا ہے مگر حرم کے لقطہ کی ہمیشہ تعریف کرتا رہے۔ اعلان کرنے کے بعد خود اس کا مالک نہیں بن سکتا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — مکہ مکرمہ میں جنگ کرنی جائز نہیں

ابو شریح رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی مکہ میں خونریزی نہ کرے

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا۔ اب ہجرت نہیں رہی لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔ جب تم کو جہاد

۱۷۱۷ —

کے لئے نکالا جائے تو فوراً نکلو بے شک یہ شہر ہے جس دن سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اس کو حرام کیا ہے وہ قیامت تک اللہ کے حرام کرنے سے حرام ہے۔ اس میں جنگ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی اور میرے لئے بھی دن کا کچھ حصے میں حلال ہوئی پس یہ اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے سے قیامت تک حرام ہے اس کا کانٹا نہ کاٹا جائے اور نہ اس کا شکار بھگایا جائے اور نہ اس کا لقطہ اٹھایا جائے مگر وہ شخص اٹھائے جو اس کی تشہیر کرے اور نہ اس کا گھاس کاٹا جائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اذخر (گھاس) کی اجازت دیجئے کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ وَكَوَى ابْنُ عُمَرَ ابْنَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَيَدَاوَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ طِيبٌ

۱۷۱۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ لَنَا عَمْرٌو أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ احْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ثَنِي طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَعَلَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُمَا۔

۱۷۱۹ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِي وَسَطِ رَأْسِهِ۔

یہ سناروں اور لوگوں کے گھروں کے لئے کام آتا ہے آپ نے فرمایا اذخر کی اجازت ہے!

۱۷۱۷ — مشرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کا بیان ہے کہ دارِ حرب سے دارِ اسلام کی طرف ہجرت قیامت تک باقی ہے اور اس حدیث کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ مکہ جب دارِ اسلام ہوگیا تو اس سے ہجرت نہ کی جائے یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ مکہ مکرمہ قیامت تک دارِ اسلام رہے گا اور اس سے ہجرت متصور نہیں لیکن تمہارے لئے فضائل جو ہجرت سے مقصود ہیں کے حاصل کرنے کا طریقہ ہے اور وہ جہاد اور خلوصِ نیت ہے لہٰذا جب تمہیں جہاد کے لئے امام بلائے تو اس کی اطاعت کرتے ہوئے فوراً نکلو۔ اور اس میں کاہلی اور سستی نہ کرو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سناروں کی ضرورت کے لئے اور لوگوں کا مکانوں کی چھتوں پر ڈالنے کے لئے اذخر گھاس کی اجازت طلب کی جو ان کی سفارش پر اجازت دے دی گئی۔ اس میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی عظمت شان معلوم ہوتی ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جہاد کے اور ہر اچھے کام کی نیت کے لئے اخلاص شرط ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب محرم کا سنگی لگوانا (پچھنے لگوانا)

حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے بیٹے کو داغ دلوایا حالانکہ وہ محرم تھے اور وہ دوا کر سکتا ہے جس میں خوشبو نہ ہو ——"

۱۷۱۸ — ترجمہ: عطاء کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ نے احرام باندھا ہوا تھا پھر میں نے عمرو کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے طاؤس نے ابن عباس سے خبر دی تو میں نے کہا شاید یہ حدیث طاؤس اور عطاء دونوں سے سنی ہوگی۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ ۱۷۲۰ — حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ الْحَجَّاجِ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

۱۷۱۹ — ترجمہ : ابن بُحَینہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ احرام باندھے ہُوئے تھے مقام لحی جمل میں پچھنے لگوائے،،

۱۷۱۸ ، ۱۷۱۹ — مشرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ احرام باندھنے والا آئینہ دیکھ سکتا ہے، دوائی کرا سکتا ہے۔ زیتون کا تیل اور گھی لگا سکتا ہے۔ طبری نے روائت کی کہ محرم کے سر پہ زخم آجائے تو زخم کے اردگرد کے بال اُتروا سکتا ہے اور اس پر دوائی لگوا سکتا ہے جبکہ اس میں خوشبو نہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام باندھنے والا پچھنے لگوا سکتا ہے امام ابوحنیفہ احمد اور ایک قول کے مطابق امام شافعی رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ بعض علماء نے کہا ضرورت کے لئے سنگی لگوا سکتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کے لئے سنگی لگوائی تھی جبکہ آپ کے سر مبارک میں تکلیف تھی،، اور اس میں اتفاق ہے کہ ضرورت کے بغیر جب تک جمرہ عقبہ کو رمی نہ کرے سر منڈانا ہرگز جائز نہیں اور کسی ضرورت کے تحت حلق کر لیا تو فدیہ دینا ضروری ہے۔ اس حدیث سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ محرم کے لئے قصد کرانا رگ چھڑانا دانت نکلوانا وغیرہ سب جائز ہیں جبکہ ان میں خوشبو وغیرہ استعمال نہ ہو اور نہ ہی بالوں کا حلق ہو۔ اس حدیث میں ہے کہ عمرو بن دینار کہتے ہیں میں نے عطاء سے سُنا اُنھوں نے ابن عباس سے سُنا اور کبھی کہتے ہیں میں نے طاؤس سے سُنا اُنھوں نے ابن عباس سے سُنا اس سے بظاہر یہی واضح ہوتا ہے کہ عمرو بن دینار نے عطاء اور طاؤس دونوں سے سُنا ہے،،

باب احرام باندھنے والے کا نکاح کرنا

۱۷۲۰ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جبکہ آپ محرم تھے!

۱۷۲۰ — مشرح : اس حدیث سے ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور ان کے صاحبین رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ محرم نکاح کر سکتا ہے مگر منکوحہ سے مجامعت نہیں کر سکتا حضرت ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کہتے ہیں محرم نکاح نہیں کر سکتا اگر اس نے نکاح کر لیا تو باطل ہوگا۔ ان حضرات نے مسلم میں نُبَیہ بن وہب سے منقول حدیث سے استدلال کیا کہ عمر بن عبداللہ نے ارادہ کیا کہ طلحہ بن عمر کا نکاح شُتَیرہ بنت شَیبہ سے کر دے اور ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا کہ وہ مجلسِ نکاح

marfat.com
Marfat.com

marfat.com

Marfat.com

میں شرکت فرمائیں جبکہ وہ موسم حج میں امیر تھے، تو اَبان نے کہا میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سُنا ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احرام باندھنے والا نکاح نہ کرے اور نہ اس کا نکاح کر دیا جائے اور نہ ہی اس کی منگنی کی جائے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے قُعنبی کے واسطہ سے مالک سے روائت کیا ہے،، یہ حضرات کہتے ہیں کہ ترمذی میں ابورافع سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہ سے نکاح فرمایا جبکہ آپ کا احرام نہ تھا اور میں درمیان میں قاصد تھا۔ مسلم نے یزید بن اَصَم سے روائت کی کہ میمونہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا جبکہ آپ احرام میں نہ تھے اور وہ میری اور ابن عباس دونوں کی خالہ ہیں۔ امام ترمذی نے بھی یہ روائت کی ہے اور اس کے آخر میں یہ ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی رخصتی ہوئی جبکہ آپ کا احرام نہ تھا وہ مقام سرف میں فوت ہوئیں اور وہیں مدفون ہوئیں۔ امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم ان احادیث کا جواب یہ ذکر فرماتے ہیں کہ ابورافع کی حدیث کی سند میں "مطر الوراق" ہے اور اس کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جاتا۔ مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا حالانکہ آپ احرام سے نہ تھے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو مرسل ذکر کیا ہے نیز سلیمان بن بلال نے ربیعہ سے اس کو مرسل روائت کیا ہے مگر ابوعمر نے کہا مالک کی ربیعہ سے روائت متصل نہیں اس حدیث کو حماد بن زید نے مطر الوراق سے اُنھوں نے ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے اُنھوں نے سلیمان بن یسار سے اُنھوں نے ابورافع سے روائت کی مگر یہ حدیث بھی قابل اعتماد نہیں کیونکہ سلیمان بن یسار ۳۴ ہجری میں اور ایک روائت کے مطابق ۲۹ ہجری میں پیدا ہوئے اور ابورافع مدینہ منورہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے تھوڑا سا بعد فوت ہوگئے تھے جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ۳۵ ہجری میں شہید ہوئے تھے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ سلیمان ابورافع سے کچھ سن سکیں لہٰذا "مطر الوراق" کی روائت بے معنیٰ ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا "مطر" قوی نہیں۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا مطر کا حافظہ اچھا نہیں اور مسلم میں مذکور حدیث میمونہ کا جواب یہ ہے کہ عمرو بن دینار نے یزید بن اصم کو ضعیف کہا جبکہ اُنھوں نے زہری سے خطاب کیا اور اس پر زہری نے کوئی بات نہ کی اور اہل علم یزید بن اصم کو اعرابی کہتے ہیں جو اپنی ایڑیوں پر پیشاب کر لیتے ہیں اور جن حضرات نے یہ روائت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے بحالتِ احرام نکاح فرمایا تھا وہ جلیل القدر علماء ہیں ایسے سعید بن مسیب، عطاء، طاؤس، مجاہد، عکرمہ اور جابر بن زید رضی اللہ عنہم اُس حدیث کے راویوں سے قوی تر ہیں، جنھوں نے یہ روائت کی ہے کہ حضرت نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں تھے۔ ابن ابی شیبہ اور شعبی رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی یہ روائت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ سے بحالتِ احرام نکاح کیا تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس وقت نکاح فرمایا تھا جبکہ آپ نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا مگر اس کا اظہار بحالتِ احرام ہُوا اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بحالتِ احرام تشریف لائے تھے اس لئے مذکور احتمال غیر متصور ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَةِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا تَلْبَسُ الْمُحْرِمَةُ ثَوْبًا بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ ۔ ۱۷۲۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْحَرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ تَابَعَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ وَجُوَيْرِيَةُ وَابْنُ إِسْحَاقَ فِي النِّقَابِ وَالْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَلَا وَرْسٌ وَكَانَ يَقُولُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ وَقَالَ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا تَنْتَقِبُ الْمُحْرِمَةُ وَتَابَعَهُ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ

باب — محرم مرد اور عورت کو خوشبو لگانے سے منع کیا جائے

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا محرم عورت ورس اور زعفران سے رنگا ہوا لباس نہ پہنے "

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک مرد نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ

۱۷۲۱ — حالتِ احرام میں کون سا کپڑا پہننے کا آپ حکم دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قمیص نہ پہنو اور نہ شلوار پہنو۔ نہ عمامے پہنو اور نہ ہی ٹوپیاں پہنو مگر یہ کہ کسی کی جوتیاں نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے ان کو ٹخنوں سے نیچے سے کاٹ لے اور نہ وہ کپڑا پہنو جس کو زعفران اور ورس نے مس کیا ہو اور احرام باندھنے والی عورت نقاب نہ پہنے اور نہ دستانے پہنے لیث کی نقاب اور دستانوں میں نافع سے روائت کرنے میں موسیٰ بن عقبہ، اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ، جویریہ اور ابن اسحاق نے متابعت کی اور عبیداللہ نے لا ورس کی روائت کی ہے وہ کہتے تھے عورت بحالتِ احرام نقاب نہ پہنے اور نہ ہی دستانے پہنے اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے نافع سے انھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ محرمہ عورت نقاب نہ پہنے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کی لیث بن ابی سلیم نے متابعت کی!

marfat.com
Marfat.com

۱۷۲۲ ـــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَصَتْ بِرَجُلٍ مُحْرِمٍ نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ فَأُتِيَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اغْسِلُوْهُ وَكَفِّنُوْهُ وَلَا تُغَطُّوْا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوْهُ طِيْبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ ۔

بَابُ الْاِغْتِسَالِ لِلْمُحْرِمِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَدْخُلُ الْمُحْرِمُ الْحَمَّامَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ

۱۷۲۱ ـــــ شرح : ورس زرد بوٹی ہے جس کے ساتھ کپڑے رنگے جاتے ہیں اور زعفران سے ایسی خوشبو ظاہر ہوتی ہے۔ جو دیگر خوشبوؤں سے ظاہر ہوتی ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا راوی نے پہلے لفظ "قَالَ" کہا ہے اور دوسری بار لفظ "كَانَ يَقُوْلُ" ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک بار کہا تھا اور یہ دائما کہا کرتے تھے، کیونکہ كَانَ يَقُوْلُ استمرار کیلئے ہے اس حدیث کی شرح حدیث ع ۱۳۴ اور ع ۱۴۵۰ کی تفہیم میں ملاحظہ فرمائیں !

۱۷۲۲ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک احرام والے شخص کی گردن اس کی اونٹنی نے توڑ دی اور اسے مار ڈالا۔ اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا اس کو غسل اور کفن دو اور اس کا سر نہ ڈھانپو اور نہ ہی خوشبو اس کے قریب لے جاؤ کیونکہ وہ قیامت میں تلبیہ کرتا ہوا اٹھایا جائے گا۔

۱۷۲۲ ـــــ شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے والے محرم کو خوشبو لگانے اور اس کا سر ڈھانپنے سے منع فرما دیا کیونکہ محرم کے لئے خوشبو لگانا اور سر ڈھانپنا ممنوع ہے مگر یہ اسی محرم کی خصوصیت ہے جس کو دربار رسالت میں حاضر کیا گیا تھا کیونکہ اگر وہ بدستور محرم رہتا تو اس کے باقی حج کے ارکان قضاء کرنے کا حکم فرماتے نیز اگر یہ حکم عام ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرماتے فَاِنَّ الْمُحْرِمَ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا، کیونکہ مشتق پر حکم کے لئے اس کا ماخذ علت بنا کرتا ہے تو معنی یہ ہوا کہ محرم قیامت کے روز تلبیہ کرتا ہوا اٹھایا جائے گا اور یہ ہر محرم کو شامل ہے جیسے ارشاد فرمایا : "اَلشَّهِيْدُ يُبْعَثُ وَجُرْحُهُ يَقْطُرُ دَمًا، شہید کو اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے خون کے قطرے بہتے ہوں گے۔ واللہ و رسولہ اعلم !

باب ـــــ بحالتِ احرام غسل کرنا ،،

marfat.com
Marfat.com

بِالْحَائِطِ بَأْسًا۔ ۱۷۲۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ فَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا محرم غسل خانہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ ابن عمر اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم نے محرم کا بدن کھجانے میں کچھ حرج نہیں سمجھا۔

۱۷۲۳ — ترجمہ: ابراہیم بن عبداللہ بن حنین نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ نے ابواء کے مقام میں اختلاف کیا۔ عبداللہ بن عباس نے کہا محرم اپنا سر دھو سکتا ہے اور مسور نے کہا محرم اپنا سر نہیں دھو سکتا۔ عبداللہ بن عباس نے مجھے ابوایوب انصاری کے پاس بھیجا میں نے ان کو کنوئیں کی دو لکڑیوں کے پاس غسل کرتے ہوئے دیکھا جبکہ ان پر کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا میں نے ان کو سلام کہا تو انھوں نے کہا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں عبداللہ بن حنین ہوں مجھے عبداللہ بن عباس نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ سے پوچھوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں سر مبارک کیسے دھویا کرتے تھے۔ ابوایوب نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا اور اس کو نیچا کیا حتیٰ کہ میرے سامنے ان کا سر ظاہر ہوا پھر انھوں نے کسی شخص سے کہا کہ وہ ان پر پانی ڈالے اس نے ابوایوب کے سر پر پانی ڈالا پھر انھوں نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے ملا اور دونوں ہاتھ آگے پھر پیچھے لے گئے اور کہا اس طرح میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے

۱۷۲۳ — شرح: ابواء مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دینی احکام میں مناظرہ کیا کرتے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ ۔ ۱۷۲۴ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ لِلْمُحْرِمِ

۱۷۲۵ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ

تھے اور تابعی کی خبر واحد مقبول ہے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے تو ان میں کسی کا قول دلیل نہ ہوتا تھا بلکہ ان کو کتاب وسنت سے دلیل ذکر کرنا ہوتی تھی جیسے ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے حدیث کو دلیل بنایا تھا ۔ غسل کرتے وقت کلام کرنا جائز ہے مگر اس کی نظر نیچی ہونی چاہیئے اور غسل کرنے والا برہنہ بھی نہ ہو یعنی کپڑا باندھ کر غسل کرتا ہو مگر احسن یہ ہے کہ کلام سے احتیاط کرے نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم غسل کر سکتا ہے اپنے بال دھو سکتا ہے ۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کا مذہب یہی ہے اور حضرت عمر فاروق، ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے اس میں رخصت منقول ہے ۔ یہ مسلک جمہور کا ہے ۔ البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ اس کو مکروہ سمجھتے ہیں کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احتلام کے بغیر حالت احرام میں غسل نہ کرتے تھے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب ـــــ مُحرِم جب جُوتے نہ پائے تو موزے پہن لے"

۱۷۲۴ ـــــ ترجمہ : شعبہ نے کہا مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی کہ میں نے جابر بن زید سے سُنا اُنھوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفات میں خطبہ دیتے ہوئے سُنا کہ جس شخص کے پاس جوتیاں نہ ہوں وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہ بند نہ ہو تو شلوار پہن لے یہ محرم کے لئے فرمایا ۔

۱۷۲۵ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ محرم کون سے کپڑے پہنے تو آپ نے فرمایا وہ قمیص عمامہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ

۱۷۲۶ — حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْنَا وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ مَنْ لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ۔

بَابُ لُبْسِ السِّلَاحِ لِلْمُحْرِمِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ إِذَا خَشِيَ الْعَدُوَّ لَبِسَ السِّلَاحَ وَافْتَدَى وَلَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ فِي الْفِدْيَةِ۔ ۱۷۲۷ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ سِلَاحًا إِلَّا فِي الْقِرَابِ۔

شلوار اور ٹوپی نہ پہنے اور نہ ہی وہ کپڑا پہنے جس کو ورس اور زعفران لگی ہو اور اگر وہ جوتیاں نہ پائے تو موزے پہن لے اور ان کو کاٹ لے حتیٰ کہ دونوں ٹخنوں کے نیچے کرے۔

باب — جب محرم تہبند نہ پائے تو شلوار پہن لے

۱۷۲۶ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن لے اور جس کے پاس جوتیاں نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔

باب — محرم کا ہتھیار پہننا

عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب محرم دشمن سے خوف کرے تو ہتھیار پہن لے اور فدیہ دے فدیہ میں اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

۱۷۲۷ — ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی القعدہ میں عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو مکہ والوں نے آپ کا مکہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ نے ان سے صلح کی کہ مکہ میں ہتھیار پہن کر داخل نہ ہوں گے مگر وہ جراب میں ہوں گے۔

۱۷۲۷ — شرح: ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے حج و عمرہ میں محرم کے لئے ہتھیار ساتھ لے جانے جائز کہے ہیں اور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ دُخُوْلِ الْحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ وَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ حَلَالًا وَإِنَّمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِهْلَالِ لِمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَطَّابِيْنَ وَغَيْرَهُمْ.

۱۷۲۸ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ.

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ اسے مکروہ جانتے ہیں۔

حضرت عکرمہ نے کہا کہ دشمن کا خوف ہو تو ہتھیار پہن لے اور فدیہ دے مگر فدیہ کے وجوب کا کوئی بھی قائل نہیں اس لئے ان کی کسی نے متابعت نہیں کی مگر ضرورت کے لئے جائز ہیں کیونکہ اگر ضرورت کے لئے بھی ہتھیار لے جانے جائز نہ ہوتے تو مکہ والے صلح میں یہ شرط کیوں لگاتے کہ ہتھیار نہ لگے نہ ہوں معلوم ہوا کہ محرم حج اور عمرہ میں خطرہ کے وقت ہتھیار ساتھ لے جا سکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — مکہ اور حرم میں احرام کے بغیر داخل ہونا

ابن عمر رضی اللہ عنہ احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہوئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو احرام باندھنے کا حکم اس شخص کو دیا جو حج وعمرہ کا ارادہ کرے اور لکڑیاں بیچنے والوں اور ان کے سوا دوسروں لوگوں کا ذکر نہیں کیا۔

۱۷۲۸ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ والوں کے لئے میقات ذوالحلیفہ مقرر کیا اور نجد والوں کے لئے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم مقرر کیا یہ میقات ان کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو باہر سے حج اور عمرہ کا ارادہ کر کے ان سے گزرے اور جو ان کے اندر کی طرف ہو وہ جہاں سے چاہے احرام باندھے حتی کہ مکہ والے مکہ سے ہی احرام باندھیں۔

۱۷۲۹ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح مکہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ کے سر مبارک پر خود تھا جب اسے اتارا تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا ابن خطل استار کعبہ میں چھپا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو قتل کر دو۔

marfat.com
Marfat.com

۱۷۲۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوهُ.

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ان ۱۷۲۸ ، ۱۷۲۹ —
کے مذہب میں جو شخص مکہ مکرمہ میں داخل ہو اور اس کا حج یا عمرہ کرنے کا ارادہ نہ ہو تو اس پر کوئی شئ لازم نہیں۔ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حج اور عمرہ کے ارادہ کے بغیر مکہ میں آنے جانے والے پر احرام باندھنا لازم نہیں۔ اس مسئلہ میں فقہا کا اختلاف ہے امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہونا جائز نہیں البتہ لکڑیاں اٹھا کر لانے والوں اور گھر دو نواح سے بکثرت آنے جانے والوں پر احرام لازم نہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے لہذا ان لوگوں پر مکہ میں احرام کے بغیر داخل ہونے سے قربانی لازم نہیں۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کا ایک قول یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کے لئے مستحب ہے کہ احرام باندھیں لیکن واجب نہیں۔ عطاء بن ابی رباح، لیث بن سعد، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھی اور ایک روائت کے مطابق امام مالک کا صحیح قول یہ ہے کہ جس کا مکان میقات سے باہر ہو وہ مکہ مکرمہ میں احرام باندھے بغیر داخل نہ ہو اور احرام کے بغیر داخل ہونے میں اساءت ہے امام شافعی کے نزدیک اس پر کوئی شئ واجب نہیں۔ امام احمد کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس پر حج یا عمرہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ ابوعمر نے کہا جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے لکڑیاں اٹھا کر لانے والوں اور رات دن بکثرت مکہ مکرمہ میں آنے جانے والوں کو احرام نہ باندھنے میں سب فقہاء کا اتفاق ہے کیونکہ اس میں مشقت ہے ع ۱۷۲۹ حدیث کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ کے سر مبارک پر لوہے کا خود تھا اگر آپ کا احرام ہوتا تو سر مبارک برہنہ ہوتا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس حدیث کے مطابق حرم میں قتل کرنے کی تفصیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں فرمایا کہ چار شخصوں کو حرم اور غیر حرم میں کوئی امان نہیں جہاں پاؤ ان کو قتل کر دو اگرچہ وہ کعبہ کے پردوں میں ملیں ان سے ہرگز تلوار نہ روکو۔ ان میں سے ایک عبدالعزیٰ بن خطل تھا جو استار کعبہ میں چھپ گیا تھا اس کو ابوبرزہ اسلمی نے وہیں قتل کر دیا۔ اس کو حرم میں اس لئے قتل کرنے کا حکم فرمایا کہ یہ مسلمان تھا اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کی فراہمی کو بھیجا اور اس کے ساتھ ایک انصاری دیا وہ مسلمان تھا اس کا ایک خادم تھا جو اس کی خدمت کرتا تھا اثناء سفر میں ایک جگہ قیام کے وقت ابن خطل نے انصاری کے خادم سے کہا کہ نر جانور ذبح کر کے کھانا تیار کرے اور خود سو گیا جب بیدار ہوا تو کھانا تیار نہ تھا اس نے خادم پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ پھر مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا ملا۔ اس کی دو لونڈیاں تھیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کے گانے گایا کرتی تھیں اس لئے کئی وجوہ کے باعث وہ واجب القتل تھا اس کے قتل کے بعد کسی کو روک کر قتل نہیں کیا گیا تھا کیونکہ سرور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا أَحْرَمَ جَاهِلًا وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا تَطَيَّبَ أَوْ لَبِسَ جَاهِلًا أَوْ نَاسِيًا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ۔ ۱۷۳۰ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا عَطَاءٌ ثَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَعَلَيْهَا أَثَرُ صُفْرَةٍ أَوْ نَحْوُهُ وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِي تُحِبُّ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ أَنْ تَرَاهُ فَنَزَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَصْنَعُ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ وَعَضَّ رَجُلٌ يَدَ رَجُلٍ يَعْنِي فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَأَبْطَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد کسی قرشی کو روک کر قتل نہ کیا جائے۔

دوسرا مقیس بن صبابہ کنانی تیسرا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور چوتھی ام سارہ تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام المرسلین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو جنگ سے فتح کیا تھا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مکہ صلح سے فتح ہوا تھا مگر احادیث سے یہ بات ثابت نہیں۔ اس حدیث سے مالکی علماء نے استدلال کیا کہ جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے اور آپ کو گالی دے اس کا قتل کرنا واجب ہے اور اس کی توبہ قبول نہ ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خطرہ کے پیش نظر لوہے کا خود پہننا جائز ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں نیز فسادی لوگوں کی خبریں حاکم تک پہنچانی جائز ہیں اور یہ غیبت نہیں جو شریعت مطہرہ میں حرام ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جب ناواقف احرام باندھ لے اور اس پر قمیص ہو —

عطاء نے کہا اگر خوشبو لگائی یا ناواقفی میں یا بھول کر لباس پہن لیا تو اس پر کفارہ واجب نہیں

۱۷۳۰ — ترجمہ: صفوان بن یعلی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا تو آپ کے پاس ایک شخص آیا جس پر جبہ خوشبودار تھا یا اسی قسم کی کوئی شئی اس پر لگی تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی ہو اس وقت آپ کو دیکھے، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی پھر آپ سے وہ حالت زائل ہوئی تو آپ نے فرمایا عمرہ میں وہی کر جو حج میں کرتے ہو۔ ایک شخص نے کسی مرد کا ہاتھ دانت سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمُحْرِمِ يَمُوْتُ بِعَرَفَةَ وَلَمْ يَأْمُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّؤَدِّيَ عَنْهُ بَقِيَّةَ الْحَجِّ۔

۱۷۳۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ وَّاقِفٌ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ اِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ فَوَقَصَتْهُ اَوْ قَالَ فَاَقْعَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ اَوْ قَالَ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهٗ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُلَبِّيْ۔

۱۷۳۲ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ وَّاقِفٌ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ اِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ فَوَقَصَتْهُ اَوْ قَالَ فَاَوْقَصَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تَمَسُّوْهُ طِيْبًا وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهٗ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا۔

کا ملا اُس نے اپنا ہاتھ کھینچا اور اس کا دانت نکل گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باطل قرار دیا (اور اس کا قصاص نہ لیا)

۱۷۳۰ — شرح : جُبّہ اور قمیص کا ایک ہی حکم ہے اس لئے حدیث اور باب کے عنوان میں اختلاف نہیں ،، اگرچہ دانت نکلنے نکالنے کا تعلق باب کے عنوان سے نہیں مگر یہ حدیث کا تتمہ ہے اس لئے بالتبع اسے ذکر کر دیا گیا ہے۔ حدیث ۱۴۴۵ کے متصل بَابُ غَسْلِ الْخَلُوْقِ کی شرح میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں!

باب — جو مُحرِم عرفہ میں مرجائے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم نہ فرمایا کہ اس سے باقی حج ادا کیا جائے،،

۱۷۳۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اچانک وہ اپنی سواری سے گر گیا تو اس نے اس کی گردن توڑ دی (فَوَقَصَتْهُ ، فَاَقْعَصَتْهُ کا معنیٰ واحد ہے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں اس کو کفن دو یا فرمایا (ثوبیہ) اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ سُنَّةِ الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ

۱۷۳۳ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا هُشَيْمٌ أَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوهُ بِطِيبٍ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا۔

بَابُ الْحَجِّ وَالنَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالرَّجُلُ يَحُجُّ عَنِ الْمَرْأَةِ

نہ ہی اس کا سر ڈھانپو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت میں تلبیہ کرتا ہوا اٹھائے گا!

۱۷۳۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا ایک دفعہ ایک مرد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ میں ٹھہرا ہوا تھا وہ اچانک اپنی سواری سے گر گیا تو اس نے اس کی گردن توڑ دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کو دو کپڑوں میں کفن دو اس کو خوشبو نہ لگاؤ نہ اس کا سر ڈھانپو اور نہ اس کو حنوط لگاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اٹھائے گا حالانکہ یہ تلبیہ کہتا ہوگا۔

شرح : ان احادیث کی شرح کا حدیث ۱۷۲۲ کے تحت مطالعہ فرمائیں۔

۱۷۳۱ ۱۷۳۲ —

باب — محرم کی تجہیز و تکفین کا طریقہ جب وہ مرجائے

۱۷۳۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کیا دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ دی حالانکہ اس نے احرام باندھا ہوا تھا وہ مرگیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کے دونوں کپڑوں میں اس کو کفن دو اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ کرتا ہوا اٹھے گا۔

بَابُ الْكَفَنِ فِي ثَوْبَيْنِ کی حدیث کی شرح میں اس حدیث کے متعلق ابحاث مذکور ہیں۔

باب — میت کی طرف سے حج اور نذر ادا کرنا اور مرد عورت کی طرف سے حج کرے"

marfat.com
Marfat.com

۱۷۳۴ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ جُهَیْنَةَ جَاءَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰی مَاتَتْ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّیْ عَنْهَا اَرَاَیْتِ لَوْ كَانَ عَلٰی اُمِّكِ دَیْنٌ اَكُنْتِ قَاضِیَةً اقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔

بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ لَا یَسْتَطِیْعُ الثُّبُوْتَ عَلَی الرَّاحِلَةِ

۱۷۳۵ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ ح وَثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ ثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّ فَرِیْضَةَ

۱۷۳۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جُہَیْنَہ کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا میری ماں نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی اس نے حج نہیں کیا اور مرگئی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ! اس کی طرف سے حج کرو مجھے بتاؤ اگر تمہاری ماں پر قرضہ ہوتا کیا تو اس کو ادا کرتی ؟ اللہ کا قرض ادا کرو اللہ زیادہ لائق ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔

۱۷۳۴ — شرح : اس حدیث سے قیاس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ شوافع کے نزدیک اگرچہ وصیت نہ کرے جب بھی حج کا ادا کرنا واجب ہے جیسے قرض کا ادا کرنا واجب ہے اگرچہ میت نے اس کی وصیت نہ کی ہو۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بظاہر خطاب عورت کو ہے مگر یہ خطاب مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص مرجائے اور اس پر حج فرض ہو تو وارثوں پر اس کا ادا کرنا واجب نہیں وہ اس کی طرف سے حج کرنے کی وصیت کرے یا نہ کرے۔ اگر اس نے مطلقاً وصیت کی تو اس کے تہائی مال سے اس کی طرف سے حج کیا جائے۔ اور اگر تہائی مال اس کے شہر سے لے کر واپس آنے تک کفائت کرسکتا ہے تو بحسب وصیت حج کرنا واجب ہے ورنہ وصیت باطل ہوجائے گی اور وہ مال وراثت میں شامل ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — اس شخص کی طرف سے حج کرنا جو سواری پر نہیں بیٹھ سکتا ہو"

marfat.com
Marfat.com

اللّٰہِ عَلٰی عِبَادِہٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَکَتْ اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّسْتَوِیَ عَلَی الرَّاحِلَۃِ فَھَلْ یَقْضِیْ عَنْہُ اَنْ اَحُجَّ عَنْہُ قَالَ نَعَمْ۔

بَابُ حَجِّ الْمَرْاَۃِ عَنِ الرَّجُلِ

۱۷۳۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ الْفَضْلُ رَدِیْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ اِمْرَاَۃٌ مِنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ یَنْظُرُ اِلَیْھَا وَتَنْظُرُ اِلَیْہِ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْرِفُ وَجْہَ الْفَضْلِ اِلَی الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَقَالَتْ اِنَّ فَرِیْضَۃَ اللّٰہِ اَدْرَکَتْ اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَثْبُتُ عَلَی الرَّاحِلَۃِ اَفَاَحُجُّ عَنْہُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِکَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ۔

۱۷۳۵ — ترجمہ : فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خثعم قبیلہ کی ایک عورت حجۃ الوداع میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کے بندوں کا فریضۂ حج نے میرے باپ کو پایا جبکہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے۔ اور سواری پر ٹھہر نہیں سکتا کیا اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو اس کا حج ادا ہو جائے گا آپ نے فرمایا ہاں!

۱۷۳۵ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے لئے استفتاء میں مفتی اجنبیہ عورت کی آواز سن سکتا ہے ایسے ہی قاضی ہے اور اس کی طرف نظر کرنی حرام ہے اور عاجز شخص اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے اور جو شخص بنفسہ حج کرنے پر قادر ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ حج میں اپنا نائب مقرر کرے اور اگر اس کا عجز اس قسم کا ہے کہ وہ زائل نہیں ہو سکتا تو اس کی طرف سے دوسرا شخص حج کر سکتا ہے۔ نیز والدین کی خدمت کرنا ان کے فرائض کو سرانجام دینا اولاد پر لازم ہے اور علم کے حصول کے لئے سفر کرنا مستحب امر ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ——— مرد کی طرف سے عورت کا حج کرنا

۱۷۳۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فضل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی تو فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل کو دیکھنے لگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا اس عورت نے کہا اللہ کے فریضۂ حج نے میرے باپ کو اس حال میں پایا کہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے اور سواری پر ٹھہر نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حَجِّ الصِّبْيَانِ۔

۱۷۳۷ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ بَعَثَنِيْ اَوْقَدَّمَنِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثَّقَلِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ۔

۱۷۳۸ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا ابْنُ اَخِيْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلْتُ وَقَدْ نَاهَزْتُ الْحُلُمَ اَسِيْرُ عَلٰى اَتَانٍ لِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ بِمِنًى حَتّٰى سِرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ نَزَلْتُ عَنْهَا فَرَتَعَتْ فَصَفَفْتُ مَعَ النَّاسِ وَرَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِنًى فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر کی طرف سے حج کرنا جائز ہے

۱۷۳۶ — اجنبیہ عورت کی طرف نظر کرنا ممنوع ہے۔ اُن سے نظر نیچی رکھے شہوت اور خوبصورت اشیاء کی طرف دیکھنا انسان میں طبعی امر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فضل بن عباس کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ اور بُری شئی کو ہاتھ سے منع کیا جائے۔

فضل بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس کے حقیقی بھائی ہیں ان کی والدہ لبابۃ الکبریٰ بنت حارث بن حزن ہلالیہ ہے وہ اٹھارہ ہجری میں سیدنا عمر فاروق کے عہد خلافت میں اردن کے ایک محلہ میں طاعونِ عمواس سے فوت ہوئے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

باب — بچّوں کا حج کرنا

ترجمہ : عبداللہ بن ابی یزید نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ

۱۷۳۷ — یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مزدلفہ سے رات کو سامان کے ساتھ پہلے بھیج دیا۔

ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں اپنی گدھی پر سوار ہوکر

۱۷۳۸ — آیا جبکہ میں بلوغ کے قریب تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں کھڑے نماز پڑھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ میں پہلی صف کے آگے سے گزر گیا پھر میں اس سے اُترا اور وہ چرنے لگی اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لوگوں کے ساتھ صف میں شریک ہوگیا۔ یونس نے ابن شہاب سے بمنیً فی حجۃ الوداع روایت کی ہے (آپ حجۃ الوداع میں منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے صلی اللہ علیہ وسلم)

marfat.com

Marfat.com

۱۷۳۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يُونُسَ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حُجَّ بِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ ۔ ۱۷۴۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ زُرَارَةَ اَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ لِلسَّائِبِ ابْنِ يَزِيدَ وَكَانَ السَّائِبُ قَدْ حُجَّ بِهِ فِي ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

۱۷۳۹ — ترجمہ : سائب بن یزید نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا جبکہ میں سات برس کا تھا۔

۱۷۴۰ — ترجمہ : جُعَیْد بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے عمر بن عبدالعزیز سے سنا وہ سائب کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ سائب بن یزید کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان (بال بچوں میں) حج کرایا گیا۔

۱۷۳۷ تا ۱۷۴۰ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً بچوں کا حج ذکر کیا ہے۔ اور باب کی تمام احادیث بچوں کا حج مشروع یا غیر مشروع ہونے پر دلالت نہیں کرتیں۔ البتہ بچہ اگر حج کرے تو اس کا ثواب اس کے والدین کو پہنچے گا اور بالغ ہونے کے بعد فریضۂ حج ادا کرنا اس پر واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی، ابو یوسف محمد اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ اُنھوں نے کہا۔ عدم بلوغ کی حالت میں بچے کا حج کافی نہیں۔ وہ نفل ہوگا جیسے عدمِ بلوغ کی حالت میں بچے کی نماز ہوجاتی ہے مگر وہ نفل ہوتی ہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روحاء میں ایک قافلہ ملا تو آپ نے فرمایا تم لوگ کون ہو اُنھوں نے کہا ہم مسلمان ہیں اُنھوں نے پوچھا آپ کون ہیں آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں ایک عورت نے ایک بچہ پکڑا اور آپ کے سامنے کرکے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے لئے حج ہے آپ نے فرمایا ہاں اور ثواب تجھے ہوگا (مسلم) بظاہر اس حدیث سے معلوم تو یہی ہوتا ہے کہ جب بچہ نابالغی میں حج کرے تو فریضۂ حج سے وہی کافی ہے اور بالغ ہونے کے بعد اس پر حج کرنا فرض نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ بچہ اگر حج کرے تو وہ منعقد ہوجاتا ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ فریضۂ حج کے لئے یہی کافی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ مرفوع القلم ہے حتی کہ وہ بالغ ہوجائے لہٰذا اس پر حج فرض نہیں۔ اگر بچے نے نابالغی میں حج فاسد کر دیا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے اس پر قضا واجب نہیں اور نہ ہی اس پر فدیہ واجب ہے جبکہ وہ بحالتِ احرام شکار کرے جیسے بچہ نماز فاسد کردے تو اس کی قضاء اس پر واجب نہیں اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نمازِ تراویح میں مردوں کی امامت بچہ نہیں کرسکتا کیونکہ بالغ اگر نفل نماز فاسد کردے تو ان پر اس کی قضاء واجب ہے لہٰذا ان کی اور بچہ کی نماز کا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حَجِّ النِّسَاءِ وَقَالَ لِيْ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ اَذِنَ عُمَرُ لِاَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ ۔

۱۷۴۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ عَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَغْزُوْ اَوْ نُجَاهِدُ مَعَكُمْ فَقَالَ لٰكِنَّ اَحْسَنُ الْجِهَادِ وَاَجْمَلُهُ الْحَجُّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَلَا اَدَعُ الْحَجَّ بَعْدَ اِذْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

حکم ایک نہیں۔

اگر غلام اور بچہ نے حج کا احرام باندھا اور عرفہ میں وقوف سے پہلے غلام آزاد ہوگیا اور بچہ بالغ ہوگیا تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ احرام نہ کھولیں اور ارکان پورے کریں مگر یہ حج کرنے سے ان کا فرض ادا نہ ہوگا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا ہے۔

باب — عورتوں کا حج کرنا

مجھے احمد بن محمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے ابراہیم نے اپنے باپ سے انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری حج میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو حج کرنے کی اجازت دے دی۔

۱۷۴۱ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے ساتھ مل کر جہاد نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن اچھا جہاد حج مقبول ہے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے کے بعد میں کبھی حج نہ چھوڑوں گی۔

۱۷۴۲ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اپنے محرم کے بغیر سفر نہ کرے اور نہ اس کے پاس کوئی مرد جائے مگر جبکہ اس کا محرم اس کے پاس موجود ہو ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ! میں فلاں فلاں لشکر میں جانا چاہتا ہوں اور میری بیوی حج کا ارادہ کر رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے ساتھ جاؤ۔

marfat.com
Marfat.com

۱۷۴۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَخْرُجَ فِيْ جَيْشِ كَذَا وَكَذَا وَامْرَاَتِيْ تُرِيْدُ الْحَجَّ فَقَالَ اخْرُجْ مَعَهَا۔

شرح : ۱۷۴۱ ، ۱۷۴۲ — سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے بارے میں خاموش تھے کہ ان کو حج کرنے کی اجازت دی جائے یا نہ پھر آپ کو معلوم ہوا کہ ان کو حج کی اجازت دینے میں کوئی حرج نہیں اور ان کو اجازت دے دی اور اس پر کسی صحابی نے اعتراض نہ کیا۔ جناب امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بعد ازواج مطہرات نے حج کیا امیر المؤمنین نے ان کے ساتھ حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن دونوں ازواج مطہرات کے محرم نہیں تھے تو ان کو حج کی اجازت کیسے دی گئی اس کا جواب یہ ہے کہ سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مومنوں کی مائیں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ اور سارے لوگ ان کے محارم ہیں کیونکہ محرم وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کے سوا قیامت تک سب پر حرام ہیں۔ حدیث ۱۷۴۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ حج مبرور کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پسند فرمایا اور وہ مقبول حج ہے اور وہ یہ ہے۔ جس میں ریاء، دکھاوا اور فحش باتیں اور جھگڑا وغیرہ نہ کرے۔ اسی لئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے بعد میں کبھی بھی حج نہ چھوڑوں گی۔ حدیث ۱۷۴۲ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی عورت محرم کے سوا سفر نہ کرے لہٰذا کسی عورت کے لئے کوئی سفر حج کا سفر ہو یا کوئی اور سفر ہو محرم کے بغیر سفر جائز نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط میل جول حرام ہے۔ مذکور حدیث کا مدلول یہ ہے کہ جب کوئی عورت فریضۂ حج ادا کرنے کا ارادہ کرے تو اس کا شوہر اس کے ساتھ حج کرے یہ جہاد سے بہتر ہے جبکہ جہاد فرض عین نہ ہو غالباً مذکور حدیث میں جہاد فرض نہ تھا اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو اس کی بیوی کے ساتھ جانے کے لئے فرمایا تھا۔ اگر یہ سوال ہو کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ہے کہ ایک عورت مال دار تھی اس کا شوہر اسے حج کرنے کی اجازت نہ دیتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شوہر کی اجازت کے بغیر حج نہیں کر سکتی اس کا جواب یہ ہے اس عورت کا حج نفل تھا اس میں شوہر کی اجازت لازم ہے سب علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی سفر نہ کرے البتہ واجب میں بعض علماء نے اختلاف کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۱۷۴۳ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ ثَنَا حَبِيْبُ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّتِهِ قَالَ لِاُمِّ سِنَانٍ الْاَنْصَارِيَّةِ مَا مَنَعَكِ مِنَ الْحَجِّ قَالَتْ اَبُوْ فُلَانٍ تَعْنِيْ زَوْجَهَا وَكَانَ لَنَا نَاضِحَانِ حَجَّ عَلٰى اَحَدِهِمَا وَالْاٰخَرُ يَسْقِيْ اَرْضًا لَنَا قَالَ فَاِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ تَقْضِيْ حَجَّةً اَوْ حَجَّةً مَعِيْ رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۱۷۴۴ ـــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ مَوْلٰى زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ وَقَدْ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ اَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ يُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْجَبْنَنِيْ وَاٰنَقْنَنِيْ اَنْ لَّا تُسَافِرَ امْرَاَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

۱۷۴۳ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کرکے واپس تشریف لائے تو اُمِّ سنان انصاریہ سے فرمایا حج کرنے سے کس نے تمہیں منع کیا ہے اُس نے کہا فلاں کا باپ یعنی اس کے شوہر کے دو اونٹ تھے ایک پر وہ حج کے لئے چلا گیا ہے اور دوسرا ہماری کھیتی کو پانی پلاتا ہے آپ نے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ اس کی ابن جریج نے عطاء سے روایت کرتے ہوئے کہا میں نے ابن عباس سے سنا اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی!

۱۷۴۳ ـــــ شرح : یعنی رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے ثواب کے برابر ہے۔ حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ رمضان میں عمرہ کرنے سے حج ادا ہو جاتا ہے۔ حدیث ۱۶۶۷ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں!

۱۷۴۴ ـــــ ترجمہ : زیاد کا آزاد کردہ غلام قزعہ نے کہا میں نے ابو سعید سے سنا حالانکہ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بارہ جنگیں لڑی ہیں اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار چیزیں سنی ہیں یا کہا وہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے تھے ان سے میں بہت خوش ہوا وہ یہ کہ کوئی عورت دو دن کی مسافت کا سفر نہ کرے جس کے ساتھ اس کا

marfat.com
Marfat.com

وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِیْ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔

بَابُ مَنْ نَذَرَ الْمَشْیَ اِلَی الْکَعْبَةِ

۱۷۴۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ اَنَا الْفَزَارِیُّ عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ قَالَ حَدَّثَنِیْ ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی شَیْخًا یُهَادٰی بَیْنَ ابْنَیْهِ قَالَ مَا بَالُ هٰذَا قَالُوْا نَذَرَ اَنْ یَّمْشِیَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِیْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ لَغَنِیٌّ وَاَمَرَهٗ اَنْ یَّرْکَبَ۔

شوہر یا محرم نہ ہو اور عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دو دن روزہ نہیں اور دو نمازوں کے بعد کوئی نماز نہیں عصر کی نماز حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے اور صبح کی نماز کے بعد حتیٰ کہ سورج نکل آئے اور چوتھے یہ کہ تین مساجد مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد اقصیٰ کے سوا رختِ سفر نہ باندھے۔

۱۷۴۴ — شرح : مَحْرَمْ اور ذُوْ مَحْرَمْ ایک ہی ہے جوہری نے کہا مَحْرَمْ ہی ذُوْ مَحْرَمْ ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح ہمیشہ جائز نہ ہو۔ جب عورت کے لئے مَحْرَمْ کے بغیر دو دن کا سفر جائز نہیں تو اس سے زیادہ مدت سفر بطریق اولیٰ جائز نہیں حج کے سفر کی تخصیص نہیں ہے عورت کوئی بھی سفر مَحْرَمْ یا شوہر کے بغیر نہیں کر سکتی۔ اس حدیث میں چار امور ہیں ایک یہ کہ عورت تنہا سفر نہ کرے حدیث ۱۷۴۲ میں اس کی تفصیل ذکر کر دی ہے۔ دوسرے یہ کہ عید الفطر اور عید الضحیٰ کا روزہ نہیں اس کی تفصیل کتاب الصوم میں حدیث ۱۸۶۹ کے تحت ملاحظہ فرمائیں تیسرے صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد کوئی نماز نفل نہیں اس کا کتاب الصلوٰۃ کے آخر میں بیان ہو چکا ہے چوتھے تین مساجد کے سوا کسی طرف سفر کا سامان نہ باندھے۔ یہ بھی کتاب الصلوٰۃ میں "مسجد بیت المقدس" کے باب میں گزر چکا ہے۔ شیخ عبد الحق دہلوی رحمت اللہ علیہ نے لمعات شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا کہ شدِّ رحال سفر سے کنایہ ہے یعنی ان مساجد کے سوا کسی طرف تقرب الی اللہ کی نیت سے سفر نہ کرے کیونکہ ان تین مساجد کی عظمت عظیم تر ہے اور ان کے سوا تمام مساجد فضیلت میں برابر ہیں جس مسجد میں نماز پڑھی جائے اس کا اتنا ہی ثواب ہوگا جتنا دوسری کسی مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے مگر ان تین مساجد میں نماز پڑھنے کا ثواب متفاوت ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مساجد میں نماز کے ثواب کا تفاوت ذکر فرمایا ہے۔ الحاصل حدیث کی مراد یہ ہے کہ ان تین مساجد کے سوا کسی مسجد کی طرف نذر مان کر سفر نہ کرو اور نہ ہی وہ نذر منعقد ہوتی ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

باب — جس نے کعبہ کی طرف پیدل جانے کی نذر مانی

۱۷۴۵ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اس کے دونوں بیٹوں کے درمیان ان کے

marfat.com
Marfat.com

۱۷۴۶ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ يَزِيْدَ بْنَ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ نَذَرَتْ اُخْتِيْ اَنْ تَمْشِيَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَ اَمَرَتْنِيْ اَنْ اَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ قَالَ وَكَانَ اَبُو الْخَيْرِ لَا يُفَارِقُ عُقْبَةَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَيُّوْبَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ ۔

سہارے چل رہا تھا آپ نے فرمایا اس کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا اپنے نفس کو عذاب دینے سے بے نیاز ہے اور اس کو حکم فرمایا کہ وہ سوار ہو جائے!

۱۷۴۵ — شرح : علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ پیدل حج کرنا افضل ہے یا سوار ہو کر افضل ہے اگر یہ کہیں کہ سوار ہونا افضل ہے تو اس نذر میں ترکِ افضل کا التزام ہے اور اگر یہ کہیں پیدل حج کرنا افضل ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عجز کے باعث سوار ہونے کا حکم فرمایا تاکہ وہ نذر پوری کرے لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف حکم کیوں فرمایا؟ اس حدیث سے اصحاب ظواہر نے استدلال کیا کہ جو شخص چلنے سے عاجز ہو جائے تو اس پر قربانی وغیرہ واجب نہیں اور نہ ہی اس کے ذمہ کوئی شئے واجب ہے اور مشی (پیدل چلنا) نذر کو واجب نہیں کرتی نیز اس میں تعب و مشقت ہے اور ماشی چلنے کی حالت میں احرام کی حرمت میں نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس پر مشی واجب نہیں اور نہ ہی اس کا بدل واجب ہے۔ حضرت علی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے فرمایا" جس نے بیت اللہ کی طرف پیدل جانے کی نذر مانی پھر وہ چلنے سے عاجز ہو گیا تو وہ حسبِ استطاعت چلے اور جب چلنے سے عاجز ہو جائے تو سوار ہو جائے اور بکری حرم میں قربانی کرے۔ امام ابو حنیفہ اور شافعی رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ عاجز نہ ہو اور سوار ہو جائے تو وہ کفارہ دے کیونکہ وہ اپنی قسم میں حانث ہو گیا ہے۔ اور وہ دلیل یہ ذکر کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ سوار ہو جائے اور ہدی بھیجے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ واپس جا کر جتنا سوار ہوا تھا اتنا پیدل چلے اور اس پر ہدی (قربانی) واجب ہے۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے وہ احتیاط کے طور پر دونوں امر جمع کرتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا وہ واپس ہو جا۔ پھر دوبارہ حج کرے اور جتنا سوار ہوا تھا اتنا پیدل چلے اور اس پر ہدی واجب نہیں اس کو امام مالک نے مؤطا میں ذکر کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۱۷۴۶ ــــ ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری ہمشیرہ نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ کی طرف پیدل چلے گی اور مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو فرمایا وہ چلے اور سوار ہو جائے کہا ابوالخیر عقبہ سے جُدا نہ ہوتے تھے !

۱۷۴۷ ــــ ترجمہ : یزید نے ابوالخیر سے اُنھوں نے عقبہ سے اس حدیث کو ذکر کیا۔ اس کی شرح حدیث ۱۷۴۵ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

حج کا اجمالی بیان

مسلمان، عاقل، بالغ تندرست پر حج فرض ہے جبکہ حاجت اصلیہ کے علاوہ اس کے پاس آنے جانے اور خوراک کا خرچہ ہو اور راستہ صاف ہو۔ مادی اور شرعی مانع نہ ہو۔ عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم ہو ورنہ وہ حج نہ کرے۔ جبکہ مکہ تک تین دن یا زیادہ دنوں کا سفر ہو۔ میقات سے احرام کے بغیر نہ گزرے جب احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو غسل یا وضوء کرے اور نئے یا دُھلے ہوئے دو کپڑے پہنے۔ ان میں سے ایک تہ بند اور دُوسری چادر ہے۔ اگر خوشبو ہو تو لگالے اور دو رکعتیں پڑھے اور کہے :

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ،، پھر تلبیہ کہے اور حج کی نیت کرے۔ تلبیہ یہ ہے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ،، اس کے بعد وہ محرم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا نہ سر کو ڈھانپے نہ خوشبو استعمال کرے نہ سر منڈائے نہ جسم کے بال، داڑھی اور ناخن اُتروائے۔ مُحرِم غسل کر سکتا ہے سایہ میں بیٹھ سکتا ہے اور ہر نماز کے بعد تلبیہ بکثرت پڑھے۔ جب مکہ میں داخل ہو تو مسجد حرام میں جائے۔ بیت اللہ کو دیکھ کر تکبیر کہے پھر حجرِ اسود کے پاس جائے اس کے سامنے کھڑا ہو اور وہاں تکبیر و تہلیل کہے اگر فرصت ملے تو اس کو بوسہ دے اور اس پر دونوں ہاتھ رکھ کر ان کے درمیان منہ رکھے اور اُس سے بیت اللہ کا طواف شروع کرے اور سات چکر لگائے پہلے تین چکروں میں مونڈھے ہلا کر چلے باقی چار چکروں میں عام حالات کی طرح چلے۔ حجرِ اسود کے پاس سے گزرتے وقت اس کو بوسہ دے اور استلام کرے اگر ہجوم زیادہ ہو تو باادب کھڑا ہو کر گزر جائے۔ جب طواف ختم کرے تو حجرِ اسود کا استلام کرے (دونوں ہتھیلیاں اس پر رکھ کر ان کے درمیان منہ رکھے) پھر مقامِ ابراہیم پر دو رکعتیں پڑھے یہ واجب ہیں۔ اس طواف کا نام طوافِ قدوم ہے۔ پھر صفا مروہ کے درمیان سات چکر لگائے صفا سے شروع کرے مروہ پر ختم کرے پھر مکہ میں ٹھہرے اور جب بیت اللہ کو دیکھے تو طواف کرے۔ پھر آٹھ ذوالحجہ کو فجر کی نماز پڑھ کر منیٰ میں جائے اور وہاں پُورا دن اور رات رہے اور نو ذوالحجہ کو صبح کی نماز پڑھ کر عرفات میں چلا جائے وہاں ظہر اور عصر کی نمازیں باجماعت ظہر کے وقت میں پڑھے دونوں کے لئے ایک ہی آذان کافی ہے اور اقامت ہر ایک کے لئے کہے۔ عرفات کا میدان سارا موقف ہے بطن عرنہ وادی میں نہ ٹھہرے۔ عرفہ میں جانے سے پہلے غسل مستحب ہے۔ جب نو ذوالحجہ کا سورج غروب ہو تو مزدلفہ

marfat.com
Marfat.com

میں چلا جائے اور وہاں مغرب و عشاء کی نماز عشاء کے وقت میں باجماعت پڑھے۔ مزدلفہ سارا موقف ہے البتہ بطن محسر میں نہ ٹھہرے۔ پھر دس ذوالحجہ کو صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ کر سورج نکلنے سے پہلے منیٰ کی طرف چلا جائے اور وہاں جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں مارے اور پہلی کنکری مارتے وقت تلبیہ ختم کر دے۔ پھر جانور ذبح کرے پھر سر منڈائے۔ اب اس کے لئے بیوی کے سوا ہر شئی حلال ہو گئی۔ پھر اسی روز مکہ آئے یا اگلے روز یا اس سے اگلے روز یعنی بارہ ذوالحجہ کو مکہ آکر بیت اللہ کا طواف کرے اگر پہلے رمل کر چکا ہے تو اس طواف میں رمل نہ کرے، ورنہ رمل کرے۔ اس کے بعد سعی کرے۔ یہ طواف زیارت ہے اور فرض ہے اس کے بعد بیوی بھی حلال ہو جاتی ہے۔

اگر طواف زیارت ان تین ایام کے بعد کیا تو دم لازم ہوگا۔ پھر منیٰ میں جائے اور وہاں ٹھہرے اور گیارہ ذوالحجہ کا سورج ڈھل جانے کے بعد تین جمروں پر کنکریاں مارے اور مسجد خیف سے شروع کرے۔ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے اور اس کے بعد کچھ ٹھہرے اور دعا کرے پھر اسی طرح ساتھ والے جمرہ کو سات کنکریاں مارے اور تکبیر و دعاء کرے۔ پھر جمرہ عقبہ کو ساتھ کنکریاں مارے اور اس کے بعد نہ ٹھہرے اور اگلے روز منیٰ میں ٹھہرے تو سورج ڈھلنے کے بعد اسی طرح ان تین جمروں کو کنکریاں مارے پھر اگر چوتھے روز منیٰ میں ٹھہرنا چاہے تو سورج ڈھلنے کے بعد کنکریاں مارے اس دن اگر سورج ڈھلنے سے پہلے کنکریاں مارے تو جائز ہے پھر مکہ میں آکر طواف کرے۔ یہ طواف واجب ہے اس میں رمل نہ کرے اس کو طواف صدر کہا جاتا ہے اور سب سے پہلے طواف کو طواف قدوم کہا جاتا ہے وہ مکہ والوں کے لئے نہیں۔ پھر اپنے گھر کو واپس آجائے۔ اگر اس وقت عورت کو حیض آجائے تو اس سے طواف صدر ساقط ہو جاتا ہے۔ عورت کسی طواف میں رمل نہ کرے اور نہ ہی صفا مروہ کے درمیان دوڑ کر چلے اور نہ بالوں کا حلق کرے۔ بلکہ تھوڑے تھوڑے بال اُتار دے۔

---

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَضَائِلُ الْمَدِيْنَةِ

بَابُ حَرَمِ الْمَدِيْنَةِ

۱۷۴۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ ثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ ثَنَا عَاصِمٌ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَحْوَلُ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ مِنْ كَذَا اِلٰى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا وَلَا يُحْدَثُ فِيْهَا حَدَثٌ مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔

۱۷۴۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مدینہ منوّرہ کے فضائل

باب — حرمِ مدینہ شرفہا اللہ تعالیٰ

۱۷۴۸ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مدینہ منوّرہ (شرفہا اللہ تعالیٰ) یہاں سے وہاں تک حرم ہے اس کا درخت نہ کاٹا جائے نہ اس میں کوئی بدعت جاری کی جائے جس نے اس میں بدعت جاری کی اس پر اللہ فرشتوں اور اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

۱۷۴۸ — شرح : ایک اور اسناد سے "من عیر الی ثور" ہے یعنی حرم مدینہ منورہ عیر سے ثور تک ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے ذکر نہیں کیونکہ اہلِ مدینہ منوّرہ کا کہنا ہے کہ "ثور" مدینہ منورہ میں کوئی پہاڑ نہیں وہ تو صرف مکہ مکرمہ میں ہے۔

اس حدیث سے امام شافعی، مالک اور احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ مدینہ منوّرہ کا حرم ہے اس کا درخت کاٹنا اور شکار کرنا جائز نہیں لیکن ان کی دلیل واجب نہیں۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم نے کہا

marfat.com
Marfat.com

قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَاَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِيْ النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ قَالُوْا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ فَاَمَرَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ۔

۱۷۵۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَرَمٌ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى لِسَانِيْ قَالَ وَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِيْ حَارِثَةَ فَقَالَ اَرَاكُمْ يَا بَنِيْ حَارِثَةَ قَدْ خَرَجْتُمْ مِنَ الْحَرَمِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ بَلْ اَنْتُمْ فِيْهِ۔

مدینہ منورہ کا حرم نہیں جیسے مکہ مکرمہ کا حرم ہے۔ لہذا مدینہ منورہ کا شکار اور اس کا درخت کاٹنے سے منع نہ کیا جائے اور باب میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس لئے نہیں کہ اس کا شکار کرنا حرام ہے اور اس کا درخت کاٹنا حرام ہے بلکہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی زینت باقی رہنے دی جائے تاکہ لوگ اس سے خوش ہوں اور اس کے ساتھ محبت کریں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کے ٹیلے نہ گرائے جائیں کیونکہ یہ مدینہ منورہ کی زینت ہیں۔ امام طحاوی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے ٹیلے گرانے سے منع فرمایا۔ اور حدیث "یَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ نُغَيْرٌ" اے ابو عمر تمہاری چڑیا کہاں گئی، ابو عمیر نے چڑیا رکھی ہوئی تھی جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتے تھے، یہ مدینہ منورہ کا واقعہ ہے اگر مدینہ منورہ کا حرم ہوتا اور اس کے شکار کا وہی حکم ہوتا جو مکہ مکرمہ کے شکار کا حکم ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چڑیا کو روکنے اور اس کے ساتھ کھیلنے کا اجازت نہ دیتے اور اس کے مرجانے پر ابو عمیر سے اظہار مزاح نہ فرماتے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۷۴۹ — ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسجد بنانے کا حکم دیا اور فرمایا اے بنی نجار مجھ سے زمین کی قیمت لو انہوں نے کہا ہم اس کی قیمت صرف اللہ تعالیٰ سے لیں گے آپ نے مشرکوں کی قبریں کھودنے کا حکم فرمایا تو وہ کھودی گئیں پھر گڑھوں کو برابر کرنے کا حکم فرمایا اور وہ برابر کئے گئے اور کھجوریں کاٹ ڈالنے کا حکم فرمایا ان کو کاٹا گیا اور کھجوروں کو مسجد کے قبلہ میں صف کے طور پر رکھ دیا۔

۱۷۵۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری زبان پر مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان حرم بنا دیا ہے ابوہریرہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو حارثہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے بنی حارثہ میں تمہیں دیکھ رہا

marfat.com
Marfat.com

۱۷۵۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ اِلٰى كَذَا مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَقَالَ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَدْلٌ فِدَاءٌ۔

ہوں کہ تم حرم سے باہر ہو پھر آپ نے توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا بلکہ تم حرم میں ہو۔

۱۷۴۹ — شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کے درخت مکہ مکرمہ کے درختوں جیسے نہیں ہیں ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کاٹنے کا حکم نہ فرماتے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کا مکہ مکرمہ جیسا حرم نہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ مدینہ منورہ کے درخت لوگوں کی مملوک ہیں اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید کرنا چاہا تھا اس کی مدینہ منورہ کے حرم نہ ہونے پہ دلالت نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان درختوں کے اگانے والے معلوم نہیں ہیں اسی لئے بنو نجار نے ان پر قبضہ کر لیا تھا لہذا ان کا کاٹنا عدم حرم پر دلالت کرتا ہے۔

۱۷۵۰ — شرح : لَابَتَيْنِ، "تثنیہ" ہے اس کا واحد لَابَةٌ اور جمع لَابَاتٌ آتی ہے لَابَةٌ کو حرّہ کہتے ہیں۔ یہ سیاہ کنکریوں والی جگہ ہے۔ یہ دونوں طرفین مدینہ منورہ کو گھیرے ہوئی ہیں ایک کو شرقیہ اور دوسری طرف کو غربیہ کہتے ہیں دونوں کناروں کے درمیان مدینہ منورہ ہے" "شہ فہا اللہ تعالیٰ" بنو حارثہ ،، قبیلہ اوس کی ایک شاخ اور چھوٹا خاندان ہے۔ بنو حارثہ اور بنو عبدالاشہل جاہلیت کے زمانہ میں ایک جگہ رہتے تھے۔ جب ان میں جنگ ہوئی تو بنو حارثہ شکست کھا کر خیبر کی طرف چلے گئے اور وہاں سکونت اختیار کر لی پھر صلح کے بعد بنو حارثہ واپس آگئے اور بنو عبدالاشہل کے پاس سکونت اور اس مقام میں رہائش اختیار کر لی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم حرم سے باہر ہو پھر جب ادھر توجہ فرمائی تو فرمایا بلکہ تم حرم میں ہو۔ پہلی مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدم توجہ کے باعث فرمایا تھا اور عدم توجہ علم کے منافی نہیں۔ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ نبیوں کو قوت قدسیہ حاصل ہوتی ہے اور ان کے علوم بدیہی ہوتے ہیں اور تامل اور غور و خوض نظری امر میں ہوتا ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غور و خوض اور سوچ بچار کے بعد فرمایا کہ تم حرم میں ہو بداہت علم اور قوت قدسیہ کے مفہوم کے خلاف ہے۔ کیونکہ صاحب قوت قدسیہ کے لئے مبادی اور مطالب بیک حال پیش نظر ہوتے ہیں ان میں ترتیب دینے کی ان کو

marfat.com
Marfat.com

احتیاج نہیں ہوتی ۔ واللہ و رسولہ اعلم بالصواب ۔

حَرَمٌ ،، کو حرم اس لئے کہا جاتا ہے کہ اکثر اشیاء جو دوسرے مقامات میں حرام نہیں وہ یہاں حرام ہیں ۔ اس معنیٰ سے شہر حرام ماخوذ ہے ۔

۱۷۵۱ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ۔ اللہ کی کتاب اور اس صحیفہ کے سوا ہمارے پاس کوئی شئی نہیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ "عائر" سے فلاں موضع تک حرم ہے جو کوئی اس میں کوئی بدعت نکالے یا کسی بدعتی کو یہاں پناہ دے اس پر اللہ کی لعنت اور اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے ۔ اس کا کوئی فرض اور نفل قبول نہ ہوگا اور فرمایا مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے جو کوئی مسلمان کا ذمہ توڑے اس پر اللہ تعالیٰ ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اس کی کوئی فرض اور نفل عبادت مقبول نہیں ۔ اور جو کوئی اپنے مالک کے بغیر کسی سے موالات کرے اس پر اللہ تعالیٰ ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے ۔ اس کی کوئی فرض اور نفل عبادت مقبول نہیں ۔

۱۷۵۱ — شرح : حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صحیفہ میں دیت اور قیدی کے آزاد کرنے کے احکام بھی موجود تھے مگر ان کو ذکر نہیں کیا اور عدم ذکر عدم وجود کی دلیل نہیں جیسے قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے بعض نبیوں کو قرآن میں بیان کیا اور بعض کو تم سے بیان نہیں کیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان نبیوں کا علم نہیں جو بیان نہیں کئے کیونکہ عدم ذکر عدم علم کی دلیل نہیں جبکہ بیت المقدس میں معراج کی رات تمام انبیاء کرام علیہم سے فرداً فرداً آپ کی ملاقات ہوئی اور سب نے نماز میں آپ کی اقتداء کی تھی ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ کا حرم شمال اور جنوب کی جہت میں دونوں پہاڑوں کے درمیان ہے جن کو عیر اور ثور کہا جاتا ہے ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثور کا ذکر نہیں کیا لیکن مسلم کی روایت میں ثور کا ذکر ہے ۔ اور مشرق و مغرب کی جہت میں لَابَتَیْنِ کا ذکر کیا ،، علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مدینہ منورہ میں ثور نہیں ہے اور حدیث میں مراد یہ ہے کہ مدینہ منورہ کا حرم اسی مقدار میں ہے جس مقدار میں مکہ مکرمہ کا حرم "عیر اور ثور" کے درمیان ہے ۔ صرف کا معنی فرض اور عدل کا معنی نفل ہے اصمعی نے کہا صرف توبہ اور عدل فدیہ ہے علماء نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ نفل اور فرض عبادت رضاء کے طور پر قبول نہ ہوگی اگرچہ جزاء کے طور پر مقبول ہو ۔ اور "لعنت" سے مراد اللہ کی رحمت سے دوری ہے یا اول دخول جنت میں دوری ہے لیکن کافروں پر لعنت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ بہرحال اللہ کی رحمت سے پورے دور ہیں اور کسی وقت ان پر رحمت کی امید نہیں حدیث میں سخت وعید ہے اور مذکور فعل کبیرہ گناہ ہیں ،، ذمہ ،، کا معنیٰ عہد امان ہے ۔ یعنی تمام مسلمان ایک مسلمان کی طرح ہیں اگر ایک مسلمان نے کسی کافر کو امن دے دیا تو تمام مسلمانوں کی طرف سے امن تصور ہو جاتا ہے اگر کسی مسلمان نے حربی کو امن دیا تو وہ مکمل امن ہے اس کی خلاف ورزی کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ،، امام مالک اور شافعی کے نزدیک اگر عبد یا عورت نے کافر کو امن دے دیا تو وہ امن صحیح ہے " ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ ،، کا یہی معنیٰ ہے مالک کی اجازت کے بغیر موالات ،، میں اذن کا ذکر محض تحریم کی تاکید کے لئے ہے کیونکہ جب وہ اپنے مالک

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَاَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ

۱۷۵۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْحُبَابِ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خُبْثَ الْحَدِيْدِ۔

سے غیر طرف منسوب ہونے کی اجازت چاہے گا تو وہ اس میں ضرور حائل ہوں گے اور اس کو منع کر دیں گے۔ اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ ان کی اجازت سے وہ غیر طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ کسی انسان کا اپنی نسبت غیر والد طرف کر لینے یا آزاد شدہ کی اپنی نسبت غیر معتق طرف کر لینے میں کفرانِ نعمت ہے اور قطع رحم اور عقوق و نافرمانی ہے۔ اور غیر سید جو سادات کی طرف نسبت کرے وہ بھی اسی وعید شدید میں داخل ہے "اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ"، اس حدیث میں فرقہ شیعہ کا رد ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصیت نامہ ہے جو اسرارِ علوم اور قواعدِ دین پر مشتمل ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مالک اپنے غلام کو جنگ میں لڑنے کی اجازت دے تو وہ کافر کو امن دے سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مدینہ منورہ کی فضیلت اور وہ بُرے آدمی کو نکال دیتا ہے!

۱۷۵۲ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسے شہر جانے کا حکم دیا گیا ہے جس کو لوگ "یثرب" کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے وہ بُرے لوگوں کو ایسے نکال دے گا جیسے بھٹی لوہے کا زنگار اُتار دیتی ہے۔

۱۷۵۲ — شرح: یعنی مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں رہنے والے تمام شہروں پر غلبہ حاصل کریں گے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ مدینہ منورہ ابتداء میں جوشِ اسلام کا مرکز ہوگا وہیں سے لشکر روانہ ہو کر فتوحات اور غنائم حاصل کریں گے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو پسند نہیں کیا کیونکہ یثرب تثریب سے ہے جس کا معنیٰ شرمندگی دلانا ہے۔ اور یہ مدینہ منورہ کی شان کے لائق نہیں کہ جو وہاں جائے اس کو شرمندہ کیا جائے۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پسند کیا کہ اسے مدینہ کہا جائے اس اطلاق میں رفعتِ شان ہے یعنی مدینہ منورہ کامل شہر ہے جیسے کعبہ کو بیت کہا جاتا ہے یعنی کامل بیت کعبہ شریف ہے۔ اور قرآن کریم نے منافقوں کے قول کی حکایت کی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے براء بن عازب

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمَدِيْنَةُ طَابَةٌ ۱۷۵۳ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَيْمَانُ ثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوْكَ حَتّٰى اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هٰذَا طَابَةٌ۔

رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مدینہ منورہ کو یثرب کہا وہ توبہ کرے اس کا نام طابہ ہے ابوایوب سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا۔

اسی طرح عیسیٰ بن دینار مالکی نے کہا جس نے مدینہ منورہ کو یثرب کہا وہ توبہ کرے اس کا نام طابہ ہے ابوایوب سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا اسی طرح عیسیٰ بن دینار مالکی نے کہا جس نے مدینہ منورہ کو یثرب کہا اس کے ذمہ ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ممانعت کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یثرب تثریب سے ماخوذ ہے جس کا معنی توبیخ و ملامت ہے یا یثرب سے ہے جس کا معنی فساد اور دونوں معنے مدینہ منورہ کی شان کے خلاف اور سخت قبیح ہیں اور قبیح نام کو آپ بہت برا جانتے تھے۔

دراصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے مدینہ منورہ میں آنے والے کو ملامت کیا کرتے تھے اس لئے اس کو یثرب کہتے تھے کیونکہ اس کی آب وہوا غیر موافق تھی لیکن جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قدم میمنت رکھا تو فرمایا "غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ" یعنی مدینہ منورہ کے غبار میں کوڑھوں کی شفا ہے۔ سُبْحَانَ مَنْ اَرْسَلَهٗ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ"

اس حدیث سے امام مالک رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔ کیونکہ مدینہ منورہ نے مکہ مکرمہ اور دیگر بلاد اسلام کو اسلام میں داخل کیا اور تمام ملک اور مکہ مکرمہ مدینہ منورہ میں رہنے والوں کے صحائف بن گئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — مدینہ منورہ طابہ ہے"

ترجمہ : ابو حمید رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تبوک سے آئے حتی کہ ہم نے مدینہ منورہ کو دیکھا تو آپ نے فرمایا یہ طابہ ہے۔

۱۷۵۳ —

شرح : طیبہ اور طابہ دونوں مدینہ منورہ کے نام ہیں طابہ طاب کی اور طیبہ طیب کی مؤنث ہیں۔ طیب کا معنی اچھا اور عمدہ ہے یعنی وہاں

۱۷۵۳ —

کے رہنے والے اچھی زندگی بسر کرتے ہیں۔ بعض علماء نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ جو کوئی مدینہ منورہ میں رہے وہ اس کی مٹی اور دیواروں سے پاکیزہ خوشبو پاتا ہے۔ ایسا ہونا بھی چاہیئے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف اور منبر پاک کا درمیانی حصہ جنت کے باغات سے ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مدینہ منورہ میں رہنے والا اس کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ ۱۷۵۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِيْنَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ۔ بَابُ مَنْ رَغِبَ عَنِ الْمَدِيْنَةِ

۱۷۵۵ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَتْرُكُوْنَ

در و دیوار میں خوشبو پاتا ہے۔ بھلا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر شریف کے مشاہدہ سے کونسی خوشبو اچھی ہو سکتی ہے۔ فَسُبْحَانَ مَنْ اَرْسَلَهٗ شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ ،،

باب — مدینہ منوّرہ کے دو کنارے

۱۷۵۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ اگر میں مدینہ منورہ میں ہرن چرتے دیکھوں تو ان کو نہیں ڈراتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان حرم ہے۔

۱۷۵۴ — شرح : امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ منورہ کا شکار اور اس کے درخت کاٹنے حرام ہیں۔ لیکن ان کا ارتکاب کرنے والے پر کوئی فدیہ نہیں اور نہ ہی ضمان ہے صرف حرمت میں مدینہ منورہ مکہ مکرمہ کے حرم سا ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مدینہ منورہ کا حرم نہیں جیسے مکہ مکرمہ کا حرم ہے۔ لہٰذا مدینہ منورہ کے شکار سے کسی کو نہ روکا جائے اور نہ ہی اس کا درخت کاٹنے والے کو منع کیا جائے۔ اور مذکور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ منورہ کو خوبصورت بنایا جائے تاکہ لوگ خوش ہوں اور اس سے محبت کریں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کے ٹیلے نہ گراؤ یہ اس کی زینت ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے مدینہ منوّرہ سے اعراض کیا

۱۷۵۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ تم مدینہ منورہ کو اچھے حال میں چھوڑ جاؤ گے وہاں

marfat.com
Marfat.com

الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِيْ يُرِيْدُ عَوَافِيَ الطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوْشًا حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا۔

۱۷۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِيْ زُهَيْرٍ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔

صرف چوپائے پرندے اور درندے رہ جائیں گے اور سب سے آخر میں قبیلہ مُزینہ کے دو چرواہے مدینہ منورہ آئیں گے جو اپنی بکریوں کو آواز دیں گے اور وہ اس کو وحشی جانوروں سے بھرا ہُوا پائیں گے حتیٰ کہ جب وہ ثنیۃ الوداع پہنچیں گے تو اپنے مونہوں کے بل گر پڑیں گے۔

۱۷۵۵ — شرح : بعض علماء نے کہا کہ مدینہ منورہ کی بکریاں وحشی بن جائیں گی اور وہ چرواہوں کی آواز سے بھاگیں گی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ پہلے زمانہ میں پایا گیا ہے جبکہ خلافت مدینہ منورہ میں تھی اور وہ مخلوق کی جائے پناہ اور مقصد حیات تھا اور دُنیا کی تمام نعمتیں وہاں تھیں لیکن جب خلافہ مدینہ منورہ سے منتقل ہو کر شام چلی گئی پھر وہاں سے عراق پہنچی اور اس پر اعراب نے غلبہ کر لیا اور فتنوں کی بارش ہونے لگی تو وہ لوگوں سے خالی ہو گیا اور ان کی جگہ درندوں اور چرندوں نے لے لی۔ مؤرخین نے ذکر کیا کہ بعض فتنوں میں مدینہ منورہ لوگوں سے خالی ہو گیا تو اس کے پھل کھانے والے صرف پرندے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ ایک بار خالی ہو جائے گا اور اس وقت کتے مسجد کے ستونوں پر آوازیں بلند کریں گے پھر لوگ واپس آجائیں گے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حال آخر زمانہ میں ہوگا جبکہ قیامت قریب ہوگی۔
واللہ تعالیٰ سبحانہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۷۵۶ — ترجمہ : سفیان بن ابی زُہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ یمن

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِیْمَانُ یَأْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ

۱۷۵۷ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ ابْنُ عِیَاضٍ عَنْ شَیْخٍ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ حُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَأْرِزُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا۔

فتح ہوگا تو [illegible] یہاں تک لائیں گے اور اپنے اہل کو اور جنہوں نے ان کی تابعداری کی ان کو لاد کر لے جائیں گے، حالانکہ ان کے لئے مدینہ منورہ بہتر ہوگا اگر وہ جانتے پھر عراق فتح ہوگا اور لوگ سواریاں ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور ان کی بات ماننے والوں کو سوار کر کے لے جائیں گے حالانکہ اگر وہ جانتے تو مدینہ منورہ ان کے لئے بہتر تھا۔

۱۷۵۶ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان علاقوں کے فتح ہونے کی خبر دی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسی ترتیب پر یہ علاقے فتح ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یمن کے علاقے فتح ہوئے اس کے بعد شام فتح ہوا اور اس کے بعد عراق فتح ہوا۔ ان لوگوں کا مدینہ منورہ سے کوچ کر کے مفتوحہ علاقوں میں چلے جانے کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا کیونکہ مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم، مہبط وحی اور منزل برکات ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکات نازل ہوتی ہیں اس لئے مدینہ منورہ میں سکونت رکھنا ان کے لئے بہتر تھا یہ حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے ہے کہ یہ اقالیم اس ترتیب پر فتح ہوں گی اور لوگ وہاں منتقل ہو جائیں گے چنانچہ سب کچھ ایسا ہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔

باب — ایمان مدینہ کی طرف سمٹ آئے گا

۱۷۵۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان مدینہ منورہ کی طرف سمٹ آئے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے۔

۱۷۵۷ — شرح : یعنی مدینہ منورہ میں صرف مومن جائے گا کیونکہ اس کا ایمان اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کو وہاں جانے پر مجبور کرے گی گویا کہ ایمان وہاں جائے گا جیسے سانپ اپنے بل سے نکل کر ادھر ادھر پھرتا ہے جب وہ کسی سے خوف محسوس کرے تو اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے۔ یہ حدیث بھی معجزات سے ہے کیونکہ آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کے عہد مبارک اور خلفاء راشدین کے عہود مبارکہ میں قرون ثلاثہ تک اسلام برابر غالب رہا پھر اس کے بعد حالات بدل گئے اور بدعات کا دور دورہ ہوا اور باطل فرقے اپنے زہریلے اور فاسد عقائد سے مسلمان کے دین و ایمان کو لوٹنے لگے اور حالات زوال پذیر ہو گئے۔ واللہ و رسولہ اعلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِثْمِ مَنْ كَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ

۱۷۵۸ — حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَنَا الْفَضْلُ عَنْ جُعَيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ أَنَّ سَعْدًا سَمِعَ سَعْدًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَكِيدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ۔

بَابُ اطَامِ الْمَدِينَةِ

۱۷۵۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ قَالَ أَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ اطَامِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

باب — مدینہ منوّرہ والوں سے مکر و فریب کرنے کا گناہ

ترجمہ : عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے سعد رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے

۱۷۵۸ — میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کوئی اہل مد
سے مکر و فریب نہ کرے گا مگر وہ ایسے گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے!

شرح : عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص نے ۱۱۷ ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات

۱۷۵۸ — پائی۔ "انماع" کا مادہ "میعان" ہے یعنی گھل کر مٹی میں مل جانا۔
امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو کوئی اہل مدینہ سے مکر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو مہلت نہ دے گا اور نہ ہی اس کو دنیا میں کوئی قدرت دے گا چنانچہ بنو امیہ کے عہد میں مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور واپسی میں مر گیا پھر اس کو بھیجنے والا یزید بن معاویہ اس کے بعد جلدی مر گیا اور جس جس نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کی قدرت نے ان کو دنیا میں رہنے کی مہلت نہ دی۔

باب — مدینہ منوّرہ کے محل

ترجمہ : اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے

۱۷۵۹ — محلات میں سے اونچے محل پر چڑھے اور فرمایا کیا جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم دیکھتے ہو میں تمہارے گھروں میں فتنوں کی جگہیں دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہ" دیکھتے ہیں" معمر سلیمان بن کثیر نے زہری سے روایت کرنے میں سفیان کی متابعت کی۔

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے فتنے دیکھے اور ان

۱۷۵۹ — کے واقع ہونے کی جگہیں بھی دیکھیں اور فتنوں کے مواقع آپ کے پیش نظر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِيْنَةَ

۱۷۶۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ ۔

۱۷۶۱ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ ۔

۱۷۶۲ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثَنَا بِهٖ اَنْ قَالَ يَاْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ اَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ يَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ اَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَهٗ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهٗ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْاَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ حِيْنَ يُحْيِيْهِ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّيْ الْيَوْمَ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَقْتُلُهٗ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ ۔

تھے یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جیسے جنت و دوزخ آپ کے سامنے تھے اور آپ نے جنت سے خوشہ پکڑ لانے کا ارادہ فرمایا اور پھر ترک کر دیا۔ فَسُبْحَانَ مَنْ اَعْطَاهُ الْبَصَارَةَ وَالسَّمَاعَةَ غَيْرَ مَثِيْلٍ ۔

باب — مدینہ منورہ میں دجال داخل نہ ہوگا

۱۷۶۰ — ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ مدینہ منورہ میں مسیح دجال کا رعب داخل نہ ہوگا اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے

۱۷۶۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے ہوں گے اس میں طاعون اور دجال

marfat.com
Marfat.com

۱۷۶۳ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا الْوَلِيْدُ ثَنَا اَبُوْعَمْرٍو ثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ لَيْسَ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِاَهْلِهَا ثَلٰثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ۔

داخل نہ ہوگا۔

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ کوئی شہر نہ ہوگا مگر دجال اس کو برباد کر دے گا۔ مدینہ منورہ کے ہر راستے پر فرشتے صفیں باندھے کھڑے ہوں گے وہ مدینہ منورہ کی حفاظت کریں گے پھر مدینہ منورہ اس میں رہنے والوں کے ساتھ تین بار کانپے گا تو اللہ تعالیٰ ہر کافر اور منافق کو وہاں سے نکال دے گا۔

۱۷۶۲ — شرح : یعنی جب دجال کا خوف مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوگا تو

۱۷۶۰ تا ۱۷۶۲ — وہ خود بطریق اَوْلیٰ داخل نہ ہوگا۔ اور مسیح کو دجال اس لئے کہا گیا کہ اس کی ایک آنکھ چھوٹی ہوگی کیونکہ وہ بھینگا ہے یا اس لئے کہ وہ ساری زمین پر پھر جائے گا جبکہ مسیح کا معنی سیاحت کرنے والا ہے۔ اس کو دجال اس لئے کہا گیا ہے کہ دجل کا معنیٰ کذب ہے اور وہ بہت بڑا کذاب ہوگا مسیح کے بعد دجال کو اس لئے ذکر کیا کہ اس کا مسیح بن مریم سے اشتباہ نہ ہو، یعنی آخر زمانہ میں مدینہ منورہ میں تین زلزلے آئیں گے۔ تیسرے زلزلہ میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو باہر نکال پھینکے گا جو ایمان میں مخلص نہ ہوں گے اور باقی صرف خالص مومن رہ جائیں گے دجال ان کا بال بیکا نہ کر سکے گا۔ یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ قیامت کے قریب ہونے والے واقعات کو ابھی ذکر فرما دیا اس حدیث سے مدینہ منورہ والوں کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال

۱۷۶۳ — کی لمبی حدیث بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا دجال مدینہ منورہ کی تھوڑی زمین میں آئے گا حالانکہ اس کے لئے مدینہ منورہ کے راستوں میں داخل ہونا حرام ہے۔ اس دن اس کی طرف ایک شخص باہر نکلے گا جبکہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہوگا وہ کہے گا میں شہادت دیتا ہوں کہ تو ہی دجال ہے جس کی خبر ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ دجال کہے گا مجھے بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کر دوں پھر اسے زندہ کر دوں کیا تم میرے معاملہ میں شک کرو گے؟ لوگ کہیں گے نہیں! دجال اسے قتل کر دے گا پھر اس کو زندہ کر دے گا جب وہ اس کو زندہ کرے گا تو وہ کہے گا اللہ کی قسم! آج سے پہلے مجھے اس سے زیادہ حال معلوم نہیں تھا۔ دجال کہے گا میں اس کو قتل کر دوں گا مگر اس کو قتل کرنے کی ہمت نہ ہوگی۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمَدِيْنَةُ تُنْفِي الْخَبَثَ ۔ ۱۷۶۴ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهٗ عَلَى الْاِسْلَامِ فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُوْمًا فَقَالَ اَقِلْنِيْ فَاَبٰى ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ اَلْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تُنْفِيْ خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طِيْبَهَا ۔

۱۷۶۵ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُوْلُ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَتْ فِرْقَةٌ نَقْتُلُهُمْ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ لَا نَقْتُلُهُمْ فَنَزَلَتْ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا تَنْفِي الرِّجَالَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ ۔

شرح : سباخ ۔ سبخہ کی جمع ہے۔ وہ بھور زمین ہے۔ یعنی دجال مدینہ منورہ سے باہر بھٹکے گا اور اس کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی ہمت نہ ہوگی جبکہ اس کے ہر راہ پر محافظ فرشتے کھڑے ہوں گے اور جو شخص اس کی طرف نکلے گا وہ سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو لوگ دجال کی بات کی تصدیق کرنے والے ہیں ۔ وہ بدبخت یہودی ہوں گے یا عام لوگ مراد ہیں اور وہ خوف سے اس کی ہاں میں ہاں ملائیں گے لیکن اس کی بات کی تصدیق نہیں کریں گے یا لفظ لا، سے ان کی مراد یہ ہوگی کہ ان کو دجال کے کفر میں ذرہ بھر شک نہ ہوگا۔

سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دجال ایک بار قتل کرے گا۔ پھر ان کے قتل پر قادر نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ تانبے کی طرح کر دے گا جس پر تلوار اثر انداز نہ ہوگی ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص (خضر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حضور تمام لوگوں میں سے عظیم تر شہادت کا حامل ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب مدینہ منورہ خبیث آدمی کو دور کر دیتا ہے

۱۷۶۴ ـــ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام پر آپ کی بیعت کی پھر دوسرے روز آیا حالانکہ وہ بیمار تھا اور کہنے لگا میری بیعت فسخ کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار انکار کیا اور فرمایا مدینہ منورہ بھٹی کی طرح ہے اس کے خبث کو دور کرتا ہے اور اس کی خوشبو خالص ہو جاتی ہے ۔

۱۷۶۵ ـــ ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی جنگ کے لئے نکلے اور آپ کے بعض ساتھی واپس چلے گئے تو چند لوگوں نے

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ ۱۷۶۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ ثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ تَابَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُوْنُسَ - ۱۷۶۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ اِلٰى جُدُرَاتِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَاِنْ كَانَ عَلٰى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُعْرٰى الْمَدِيْنَةُ

کہا ہم ان کو قتل کریں گے اور کچھ لوگوں نے کہا ہم ان کو قتل نہیں کریں گے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تمہارا کیا حال ہے تم منافقین کے بارے میں دو گروہ بن گئے ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ منافقوں کو دور کرتا ہے جیسے آگ لوہے کا زنگار دور کرتی ہے۔

۱۷۶۴ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کی بیعت کو فسخ اس لئے نہیں کیا تھا کہ جو کوئی مسلمان ہو جائے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرے اس کے لئے جائز نہیں کہ اسلام اور ہجرت کو چھوڑ کر اپنے وطن کو چلا جائے۔ اس اعرابی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس شرط پر کی تھی کہ وہ آپ کے پاس رہے گا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہو سکتا ہے کہ اس نے فتح مکہ کے بعد بیعت کی ہو جبکہ ہجرت فرض نہ رہی ہو۔ ابن بطال نے کہا وہ شخص اسلام سے مرتد نہ ہوا تھا کیونکہ اس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے فسخ بیعت کا ارادہ کیا تھا اگر اس کا مدینہ منورہ سے نکلنا مرتد کی حیثیت میں ہوتا تو آپ اس کو اسی وقت قتل کر دیتے لیکن وہ مدینہ منورہ سے نکلنے میں گنہگار تھا اس کا خیال تھا کہ وہ بیمار ہو گیا ہے اس لئے نکلنے میں وہ معذور ہے اور ممکن ہے کہ اس کو ہجرت کے فرض ہونے کا علم نہ ہو۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں منافق رہتے تھے وہ وہیں مرے ان کو تو دور نہ کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ مدینہ منورہ ان کی اصلی قیام گاہ تھی وہ اسلام کی حیثیت میں وہاں نہیں رہتے تھے اور نہ ہی ان کو مدینہ منورہ سے محبت تھی ان کا وہاں رہنا صرف اس لئے تھا کہ وہ ان کا اصلی وطن تھا اور مذکور مثال صرف ان لوگوں کے لئے ہے۔ جو اسلام کی خواہش کر کے مسلمان ہوئے ہوں پھر ان کا دل خراب ہو گیا ہو ان کو مدینہ منورہ دور کر دیتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۷۶۵ — شرح : اُحد کی جنگ تین ہجری کو نصف شوال میں ہفتہ کے روز ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک ہزار مسلمان اُحد کی طرف نکلے جبکہ مشرکین تین ہزار تھے جب مسلمان اُحد میں پہنچے تو عبداللہ بن ابی بن سلول تین سو ساتھی لے کر واپس آ گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف سات سو مسلمان باقی رہ گئے۔ مشرکوں کا سپہ سالار خالد بن ولید تھے رضی اللہ عنہ (اس وقت وہ مشرک

marfat.com
Marfat.com

۱۷۶۸ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ اَنَا الْفَزَارِیُّ عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ یَتَحَوَّلُوْا اِلٰی قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَکَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُعْرَی الْمَدِیْنَةُ وَقَالَ یَا بَنِیْ سَلِمَةَ اَلَا تَحْتَسِبُوْنَ آثَارَکُمْ فَاَقَامُوْا۔

بَابٌ ۱۷۶۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ثَنِیْ خُبَیْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ

تھے) ان کے پاس سو گھوڑے تھے اور ان کا جھنڈا عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کے ہاتھ میں تھا اور مسلمانوں کے پاس صرف ایک گھوڑا تھا۔ واقدی نے کہا ایک گھوڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ایک گھوڑا ابوبردہ رضی اللہ عنہ کا کل دو گھوڑے تھے (یعنی) عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین تھا اور اس کے ساتھیوں میں جو اُحد سے واپس آ گئے تھے۔ ان کے بارے میں مسلمانوں کی دو جماعتیں ہو گئیں بعض ان کو قتل کرنا چاہتے تھے اور بعض اس کے خلاف تھے تو مذکور آیت کریمہ نازل ہوئی۔

باب —

۱۷۶۶ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اے اللہ جو برکت تو نے مکہ مکرمہ کے لئے کی ہے اس سے دوگنی برکت مدینہ منورہ کے لئے کر دے عثمان بن عمر نے یونس سے روایت کرنے میں جریر کی متابعت کی۔

۱۷۶۶ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ اس دعاء کا مقتضیٰ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں نماز کا ثواب بھی مکہ مکرمہ میں نماز کے ثواب سے دوگنا ہو اس کا جواب یہ ہے کہ برکت کا لفظ دنیا اور دین کی برکت میں مشترک ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اے اللہ ہمارے صاع اور مُد میں برکت دے، نے اس کو دُنیا کی برکت سے خاص کر دیا یا دنیاوی برکت مراد ہے یا خارجی دلیل سے نماز خاص کر لی گئی ہے (کرمانی)

۱۷۶۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے اور مدینہ منورہ کی دیواریں دیکھتے تو اپنی سواری کو تیز چلاتے اور اگر کسی اور سواری پر سوار ہوتے تو مدینہ منورہ کی محبت کے باعث اس کو ایڑھی لگاتے (جیسا کہ محبت کا مقتضیٰ ہے)

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو خالی کرنے کو پسند نہیں کیا

۱۷۶۸ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ وہ مسجد نبوی کے قریب منتقل ہو جائیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۱۷۷۰ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالٌ فَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهٖ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ الْحُمّٰى يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهُ يَقُوْلُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلٌ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلٌ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كَمَا أَخْرَجُوْنَا مِنْ أَرْضِنَا إِلٰى أَرْضِ الْوَبَاءِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَفِيْ مُدِّنَا وَصَحِّحْهَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ قَالَتْ وَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ أَوْبَأُ أَرْضِ اللّٰهِ قَالَتْ فَكَانَ بُطْحَانُ يَجْرِيْ نَجْلًا يَعْنِيْ مَاءً آجِنًا ۔

نے مدینہ منورہ کو خالی کر دینے کو اچھا نہ جانا اور فرمایا۔ اے بنی سلمہ تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے ہو اور وہ رُک گئے ۔

۱۷۶۸ — شرح : یعنی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے دُور سے چل کر آنے میں جتنے قدم زیادہ ہوں گے اتنا ثواب زیادہ ہوگا کیونکہ ہر قدم پر ثواب ہوتا ہے ۔ اس لئے فرمایا مسجد کے قریب سے تمہارا دُور رہنا بہتر ہے تاکہ ثواب زیادہ ہو اور مدینہ منورہ کی رونق بدستور قائم رہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب

۱۷۶۹ — ترجمہ : ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض پر ہے ۔

۱۷۶۹ — شرح : یعنی كَرَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ، روضہ سے حرف تشبیہ کو مبالغہ کے لئے حذف کر دیا ہے ۔ حدیث شریف کا معنیٰ یہ ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کا درمیان منزلِ رحمت اور حصول سعادات ابدیہ میں جنت کے باغ کی طرح ہے ۔ یا معنیٰ یہ ہے کہ اس میں عبادت کرنی جنت تک پہنچاتی ہے یا یہ جگہ بعینہٖ جنت کی طرف منتقل ہو جائے گی ۔ اکثر علماء نے کہا مراد یہ ہے کہ آپ کا منبر شریف بعینہٖ جیسا کہ ہے حوض پر ہے بعض علماء نے کہا حوض پر آپ کا اور منبر ہے

marfat.com
Marfat.com

۱۷۷۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ قَالَ اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ وَقَالَ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَتْ سَمِعْتُ عُمَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصَةَ سَمِعْتُ عُمَرَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ كَذَا قَالَ رَوْحٌ عَنْ أُمِّهِ۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما دونوں بیمار ہو گئے

۱۷۷۰ —

اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب بخار آتا تو وہ یہ شعر پڑھتے!

ہر شخص اپنے گھر میں صبح کرتا ہے۔ اور موت اس کی جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے!

اور بلال سے جب بخار اُتر جاتا تو وہ اپنی آواز بلند کر کے یہ شعر پڑھتے!

کاش میں وادی مکہ میں ایک رات رہتا اور میرے گرد اِذخر اور جلیل گھاس ہوتے۔ کاش میں ایک دن مجنہ کا پانی پی لیتا۔ کاش میرے سامنے شامہ اور طفیل ظاہر ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور اُمیہ بن خلف پر لعنت کر جس طرح اِن لوگوں نے ہم کو اپنے وطن سے وبا کی زمین کی طرف دھکیل دیا ہے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا کر جس طرح مکہ سے ہماری محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ کر دے۔ اے اللہ! ہمارے صاع میں اور ہمارے مُد میں برکت فرما۔ اور مدینہ منورہ کی آب وہوا درست کر دے اور اس کی بیماری جُحفہ کی طرف منتقل کر دے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا ہم مدینہ منورہ آئے حالانکہ وہ زمین اللہ کی زمین میں سے سب سے زیادہ وبا والی تھی۔ گویا کہ بطحان نالہ میں بدبودار پانی بہتا تھا۔

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں کر۔ ابن زُرَیع

۱۷۷۱ —

نے رَوح بن قاسم سے اُنھوں نے زید بن اسلم سے اُنھوں نے اپنی والدہ سے اُنھوں نے ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُنھوں نے فرمایا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس طرح سُنا اور ہشام نے زید سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس طرح سُنا!

شرح : حدیث میں مراد یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں برکت عام ہو جائے۔ ہر شعبہ زندگی فیوض و برکات سے خالی نہ ہو

۱۷۷۰، ۱۷۷۱ —

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الصَّوْمِ

بَابُ وُجُوْبِ صَوْمِ رَمَضَانَ وَ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۔

تجارت میں منافع غلہ اور پھلوں کی کثرت ہو ۔ الغرض ہر شئی میں برکت ہو اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کو قبول فرمایا۔ اور مدینہ منورہ کی ہر شئی بابرکت ہے جس سے ساری دُنیا فیض پہنچ رہا ہے ۔

"جُحْفَہ" مصریوں کا میقات ہے ۔ اُس وقت وہاں یہودی رہتے تھے ۔ جو کوئی اس کا پانی پیتا وہ بیمار ہو جاتا ہے ۔ یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ وبائی زمین تھی وہاں آپ کیوں تشریف لائے حالانکہ حدیث شریف میں وبائی زمین میں جانے سے منع فرمایا ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد وبائی زمین میں آنے سے منع فرمایا تھا ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں پر بددُعا اور مسلمانوں کے لئے صحت کی دُعا کرنی چاہیئے اور یہ کہ مسلمانوں کو کوئی اذیت نہ پہنچے ۔ دعا مستقل عبادت ہے ۔ اور وہی دُعا قبول ہوتی ہے جس کی قبولیت مسبوق بالقدر ہو ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا،

کِتَابُ الصَّوْمِ

باب صومِ رمضان کا وجوب

اور اللہ تعالیٰ ۔ اے مومنو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تاکہ تم پرہیزگار بنو "

marfat.com
Marfat.com

۱۷۷۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ اَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ فَقَالَ شَهْرَ رَمَضَانَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا فَقَالَ اَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكٰوةِ قَالَ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ وَالَّذِيْ اَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ لَا اَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا اَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ اَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ اِنْ صَدَقَ

ترجمہ : طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آیا کہ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے خبر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپ نے فرمایا پانچ نمازیں لیکن یہ کہ نفل پڑھے۔ اُس نے کہا مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنے روزے فرض کئے ہیں؟ آپ نے فرمایا ماہِ رمضان کے روزے مگر یہ کہ نفلی روزے رکھے اُس نے کہا مجھے خبر دیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔ راوی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسلام کے احکام بتائے اُس نے کہا اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو عزت بخشی ہے میں ان پر کوئی شئی زیادہ اور کم نہ کروں گا جو کہ اللہ نے مجھ پر فرض کی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچ کہتا ہے تو کامیاب ہے یا اگر یہ سچ کہتا ہے تو جنت میں داخل ہوگا!

۱۷۷۲ — شرح : اعمال کا دارومدار ایمان پر ہے اس لئے کتاب الایمان کو پہلے ذکر کیا ایمان کے ساتھ نماز مقرون ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ ،، اور حدیث میں بھی نماز کو ایمان کے ساتھ ذکر کیا ہے؛ چنانچہ فرمایا — بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ ،، شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ ،، الحدیث ،، پھر نماز کے بعد زکوٰۃ کو ذکر کیا کیونکہ کتاب وسنت میں زکوٰۃ نماز کے بعد ذکر کی گئی ہے ،، زکوٰۃ کے بعد حج کو ذکر کیا کیونکہ دونوں میں مال خرچ کیا جاتا ہے اس لئے روزے کو آخر میں ذکر کیا۔ کیونکہ اس کا محل یہی تھا۔ صوم کا لغوی معنیٰ رکنا ہے اور شرعی معنیٰ صبح صادق کی ابتداء سے سورج کے غروب ہونے تک کھانے پینے اور جماع سے رکنا ہے۔ سب سے پہلے عاشوراء کا روزہ فرض ہوا۔ ایک روایت کے مطابق ہر ماہ میں تین روزے فرض ہے۔ جب رمضان مبارک کے روزے فرض ہوئے تو وہ منسوخ ہوگئے مگر لوگوں کو روزہ رکھنے اور مسکین کو طعام کھلانے میں اختیار تھا کہ روزہ رکھیں یا مسکین کو کھانا کھلادیں۔ جب آیت [illegible] مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ،، تو اختیار

marfat.com
Marfat.com

۱۷۷۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَصُومُهُ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ صَوْمَهُ۔

۱۷۷۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ عِرَاكَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصِيَامِهِ حَتَّى فُرِضَ رَمَضَانُ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ۔

منسوخ ہوگیا اور رمضان مبارک کے روزے رکھنا متعین ہوگئے۔ رمضان مبارک کے روزے ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئے۔ رمضان المبارک کے تیس روزے رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شجرہ ممنوعہ سے کچھ کھا لیا تو اس میں سے کچھ ان کے پیٹ میں تیس دن باقی رہا جب اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی تو ان کو تیس دن روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔ امام کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اِنْ صَدَقَ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر نفلی نماز یا نفلی روزہ رکھے گا تو نجات نہ پائے گا جو کہ مفہوم مخالف کا مقتضیٰ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں جبکہ اس کا مفہوم موافق موجود ہے اور وہ یہ کہ اگر وہ نفلی عبادت کرے گا تو بطریق اولیٰ نجات پائے گا اور مفہوم موافق مفہوم مخالف پر مقدم ہوتا ہے یعنی مفہوم موافق ہو تو مفہوم مخالف نہیں لیا جاتا۔ باقی تقریر حدیث ۴۴ کی شرح میں دیکھیں۔"

۱۷۷۳ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور لوگوں کو یہ روزہ رکھنے کا حکم فرمایا جب رمضان مبارک کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کا روزہ ترک کر دیا گیا۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عاشوراء کا روزہ نہ رکھتے تھے مگر یہ کہ ان کے روزہ رکھنے کا معمول ہو۔

۱۷۷۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جاہلیت میں قریش عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا حتیٰ کہ رمضان مبارک کے روزے فرض ہوئے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ نہ رکھے!

۱۷۷۳، ۱۷۷۴ — شرح : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عاشوراء کا روزہ فرض تھا اور رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد عاشوراء کا روزہ منسوخ ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عاشوراء کا روزہ نہیں رکھتے تھے۔ البتہ جن ایام میں ان کو روزہ رکھنے کی عادت تھی ان میں اگر عاشوراء کا دن آجاتا تو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ ۱۷۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَاِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهٗ اَوْ شَاتَمَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَشَهْوَتَهٗ مِنْ اَجْلِيْ الصِّيَامُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا -

روزہ رکھ لیتے۔ مگر ان کا اس دن روزہ نہ رکھنا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ عاشوراء کا روزہ جائز ہی نہیں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روائت سے صاف ظاہر ہے کہ عاشوراء کا روزہ منسوخ ہوجانے کے بعد اس دن روزہ رکھنے میں اختیار دیا گیا تھا چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔ اس روائت سے عاشوراء کے روزہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — روزہ کی فضیلت

۱۷۷۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے پس (روزہ دار) نہ بری بات کرے اور نہ ہی جہالت کی بات کرے اور اگر کوئی اس سے جھگڑا کرے یا گالی گلوچ کرے تو وہ یہ کہے میں روزہ دار ہوں یہ دو دفعہ کہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے۔ وہ کھانا، پینا اور جماع میرے لئے ترک کرتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دیتا ہوں اور نیکی دس گنا ملتی ہے۔

۱۷۷۵ — شرح: حدیث کا بیان یہ ہے کہ اگر کوئی شخص روزے دار سے جھگڑا یا گالی گلوچ کرے تو وہ مُقَاتِل اور شَاتِم (جھگڑا کرنے والا اور گالی گلوچ کرنے والے) کو سُنا کر یہ کہے کہ میں تجھے کیا کہہ سکتا ہوں میں تو روزے دار ہوں وہ سُن کر غالباً رُک جائے گا یا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ دلی خیالات کی طرف متوجہ ہوجائے تاکہ اس سے جھگڑا نہ کرے اور نہ ہی اس کو گالی گلوچ کا جواب دے سکے،، ویسے بھی تو فضول جھگڑا اور سب وشتم ممنوع ہیں مگر روزہ کی حالت میں سخت ممنوع ہیں۔ سب وشتم کرنا اور غیبت وچغلی وغیرہ کرنا اگرچہ حرام ہیں مگر ان سے روزہ افطار نہیں ہوتا۔ البتہ اس کا ثواب کم ہوجاتا ہے! اس حدیث کا مقصد صائم کی تعریف اور اس کے فعل کی ثناء ہے تاکہ اس کو روزہ رکھنے سے کوئی شئی منع نہ کرے جو بہتر ہے

marfat.com
Marfat.com

اگر یہ سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بہترین خوشبو متصور نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ اس سے پاک و منزہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ "اَطْیَبُ" کا معنیٰ "اَقْبَلُ" ہے۔ کیونکہ عادۃً طیب قبول کو مستلزم ہے۔ تو معنیٰ یہ ہوا کہ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ قبول ہے۔ یا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ کلام فرض تقدیری پر مبنی ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوشبو متصور ہو سکے تو روزے دار کے منہ کی بُو کستوری کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح تر جواب یہ ہے کہ روزے دار کے منہ کی بُو کا ثواب کستوری لگانے سے زیادہ ہے جبکہ عیدین اور جمعہ میں خوشبو لگانا مستحب ہے جس کا بہت ثواب ہے مگر روزے دار کے منہ کی بُو کا ثواب اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ عند اللہ کا معنیٰ "فِی الْاٰخِرَۃِ" ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ، یعنی آخرت کے ایام ہزار سال کے برابر ہیں۔ اس تقدیر پر حدیث شریف کا معنیٰ یہ ہوا کہ روزے دار کے منہ کی بُو آخرت میں کستوری کی خوشبو سے زیادہ ہوگی اگر یہ سوال ہو کہ یہ حدیث قدسی ہے کیونکہ اس کا اسناد اللہ کی طرف ہے تو اس میں اور قرآن میں فرق کیا رہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن بنفسہٖ معجز ہے اور جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے نازل ہوا ہے اور حدیث قدسی کلام غیر معجز ہے اور جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے نازل نہیں ہوا اس کو حدیث الٰہی اور حدیث ربانی بھی کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ تمام احادیث ہی ایسی ہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے بغیر کلام نہیں فرماتے اس کا جواب یہ ہے کہ قدسی اللہ تعالیٰ سے مروی ہوتی ہے اور اس کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قرآن وہ الفاظ ہیں جن کو لے کر سیدنا جبرائیل علیہ السلام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔ تاکہ لوگوں کو اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز کر دیں اور حدیث قدسی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کی خبریں ہیں جو بذریعہ الہام یا بذریعہ منام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں جن کو آپ نے بعینہٖ امت تک پہنچا دیا۔ اور دوسری احادیث اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں اور نہ ہی اس سے مروی ہیں۔

اگر یہ سوال ہو کہ تمام عبادت اللہ ہی کے لئے ہیں روزہ کی کیا تخصیص ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دیتا ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف روزے کی نسبت کا سبب یہ ہے کہ آج تک کسی شخص نے روزہ رکھ کر غیر اللہ کی عبادت نہیں کی اور کسی دور میں کفار نے اپنے معبودانِ باطلہ کی تعظیم روزہ رکھ کر نہیں کی اگرچہ وہ بت وغیرہ کی صورت میں غیر اللہ کی تعظیم کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا روزہ رکھ کر عبادت کرنا صرف میرے ساتھ مختص ہے اس کا دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روزہ میں حظِ نفس نہیں کیونکہ اس پر کوئی اور شخص مطلع نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں اس میں کسرِ نفس بھی ہے اور بدن کو بھوک، پیاس پر آمادہ کرنا ہوتا ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اَلصَّوْمُ لِیْ"، یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ صوم کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف تشریف کے لئے ہے۔ جیسے قرآن کریم میں "ناقۃ اللہ" ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ روزہ خالص اللہ کی عبادت ہے جس میں ریاء کا کوئی شائبہ نہیں کیونکہ یہ ایسا مخفی عمل ہے جس پر لوگ مطلع نہیں ہوتے۔ جیسے مروی ہے "نِیَّةُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِنْ عَمَلِهٖ"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّوْمُ كَفَّارَةٌ ۱۷۷۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا جَامِعٌ عَنْ اَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ مَنْ يَحْفَظُ حَدِيْثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ حُذَيْفَةُ اَنَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَجَارِهٖ يُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ قَالَ لَيْسَ اَسْاَلُ عَنْ هٰذِهٖ اِنَّمَا اَسْاَلُ عَنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ اِنَّ دُوْنَ ذٰلِكَ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُفْتَحُ اَوْ يُكْسَرُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ ذَاكَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا يُغْلَقَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ اَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ اَنَّ دُوْنَ غَدِ اللَّيْلَةَ ۔

کیونکہ نیت کا محل قلب ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا مطلع نہیں ہوتا۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ نیت جو عمل سے خالی ہو اس عمل سے بہتر ہے جو نیت سے خالی ہو، جیسے قرآن کریم میں ہے "لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ"، یعنی جن ہزار مہینوں میں لیلۃ القدر نہیں ہے۔ اس رات میں عبادت ان ہزار مہینوں میں عبادت سے بہتر ہے۔ بعض علماء نے اس کا معنیٰ یہ ذکر کیا ہے۔ کہ طعام سے استغناء اللہ کی صفت ہے وہ کھلاتا ہے کھاتا نہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ روزہ دار شخص میری صفت حاصل کرنے کے سبب میرے قریب ہوتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے مشابہ کوئی صفت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ"، اس کا معنیٰ یہ ہے۔ اعداد و شمار کے بغیر بے حساب ثواب عنایت کرتا ہوں۔ اس کے بعد "وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا"، اس لئے فرمایا کہ روزہ اس حکم سے خارج ہے۔ کیونکہ دوسری نیکیوں کا ثواب دس گنا ہوتا ہے اور روزہ کے ثواب کی کوئی حد نہیں اور نہ ہی یہ کسی شمار میں آسکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے "اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ"، فرمایا کیونکہ جب کریم یہ خبر دے کہ وہ بہت انعام فرمائے گا تو اس کی وسعت اور عظمت بے شمار ہوتی ہے۔ اور ظاہر عبارت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر "انا"، تخصیص کے لئے ہے۔ یعنی روزہ کی جزاء صرف میں ہی دیتا ہوں اگرچہ دوسری عبادات کی جزاء فرشتوں کو سونپی گئی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — روزہ گناہوں کا کفارہ ہے

۱۷۷۶ — ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتنہ کے متعلق حدیث کس کو یاد ہے حذیفہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مرد کا امتحان اس کے اہل و اولاد اس کے مال اور ہمسایہ میں ہے اور نماز، روزہ اور صدقہ اس کا کفارہ ہے عمر فاروق نے کہا میں اس سے متعلق نہیں پوچھتا ہوں میں تو صرف اس فتنہ سے متعلق دریافت کرتا ہوں جو سمندر کی موجوں کی طرح لمبی ہوگی۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الرَّيَّانِ لِلصَّائِمِينَ - ۱۷۷۷ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ - ۱۷۷۸ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنِي مَعْنٌ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

نے کہا اُس کے آگے ایک بند دروازہ ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ حذیفہ نے کہا وہ توڑا جائے گا۔ عمر فاروق نے کہا یہ اس لائق ہے کہ قیامت تک بند نہ ہوگا۔ ہم نے مسروق سے کہا حذیفہ سے پوچھو کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ دروازہ کون ہے حذیفہ نے کہا ہاں! جیسے یہ جانتے ہیں کہ کل کے دن سے پہلے رات ہے۔

۱۷۷۶ — مشرح : چھوٹے گناہ نماز، روزہ اور صدقات وخیرات سے معاف ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ" نیکیاں گناہوں کو ختم کردیتی ہیں مگر کبائر توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے شہید ہونے کا حتمی علم تھا جیسے کل کے دن سے پہلے رات کا آنا حتمی اور یقینی ہوتا ہے۔ اور ہوا بھی اسی طرح کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شہید ہوجانے کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل گیا اور ملت اسلامیہ میں آئے دن فتنے رونما ہوتے رہے اس حدیث کی تفصیل حدیث ۵۰۳ کی شرح میں دیکھیں!

باب — روزہ داروں کے لئے ریّان ہے

۱۷۷۷ — ترجمہ : سہل رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے۔ اس سے قیامت کے

marfat.com
Marfat.com

دن روزہ دار گزاریں گے ان کے سوا اور کوئی بھی اس دروازہ سے نہ داخل ہوگا کہا جائے گا روزہ دار کہاں ہیں وہ کھڑے ہوں گے اور ان کے سوا کوئی شخص اس سے داخل نہ ہوگا جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی بھی داخل نہ ہوگا۔

۱۷۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باب الریان جس سے روزہ دار جنت میں داخل ہوں گے کے سوا جنت کے اور کئی دروازے ہیں۔ آئندہ حدیث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ امام مسلم نے عمر فاروق کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ذکر کی ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی شخص اچھا وضوء کرے پھر یہ کہے " اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ " تو اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے وہ چاہے جنت میں داخل ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باب الریان روزہ داروں کے لئے خاص نہیں اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ وہ شخص باب الریان سے گزرنے کا ارادہ نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ جس دروازہ سے چاہے داخل ہوگا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ مختلف ہیں۔ ترمذی میں یہ الفاظ ہیں " فُتِحَتْ لَهٗ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنَ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ " اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے دروازے آٹھ سے زیادہ ہیں اور باب الصیام ان آٹھ میں داخل نہیں لہذا مسلم کی حدیث کا باب کی حدیث سے تعارض نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا اس کو جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے یہ دروازہ اچھا ہے۔ پس جو کوئی اہل جہاد سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور جو کوئی روزہ داروں سے ہوگا اس کو باب الریان سے بلایا جائے گا اور جو کوئی اہل صدقہ سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میرا باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! جس کو ان دروازوں سے بلایا جائے اسے کوئی ضرر اور نقصان نہیں (جو ان سب سے بلایا جائے گا وہ نیک بخت ہوگا) کیا ایسا کوئی شخص ہوگا جس کو سب دروازوں سے بلایا جائے؟ فرمایا ہاں! مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہوگے!

۱۷۷۸ — شرح : " زَوْجَيْنِ " سے مراد دو چیزوں کو خرچ کرنا ہے۔ اگرچہ وہ مال کی جو بھی قسم ہو۔ حدیث شریف میں ہے جو شخص دو چیزیں صدقہ کرے جنت کے محافظ بہت جلد اس کو ساتھ لیتے ہیں اس کے بعد فرمایا۔ وہ دو اونٹ ہوں یا بکریاں ہوں یا گدھے اور درہم وغیرہ ہوں اگر یہ سوال ہو کہ نفقہ جہاد اور صدقہ میں تو مشروع ہے۔ نماز اور روزہ میں نفقہ کیسے مشروع ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں مال کا نفقہ جسم کے ساتھ مقترن ہے۔ کیونکہ نمازی کے لئے کپڑا ضروری ہے جس سے وہ جسم کو ڈھانپتا ہے اور یہ نماز میں فرض ہے اور روزہ دار کے لئے قوت چاہیئے جس کے ساتھ اس کی روح باقی رہتی ہے۔ اس طرح وہ زوجین خرچ کرتا ہے ایک اس کا نفس اور دوسرا مال اور [illegible] قَالَ فَهَلْ عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ وَمَنْ رَأَى كُلَّهُ وَاسِعًا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُومُوا رَمَضَانَ وَقَالَ لَا تُقَدِّمُوا رَمَضَانَ۔

۱۷۷۹ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَنِي ابْنُ أَبِي أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ۔

۱۷۸۰

مِنْ ضَرُورَةٍ ،، کا معنیٰ یہ ہے کہ جس شخص میں صرف ایک ہی چیز پائی جائے اور اس کو اس کے متعلق دروازہ سے بُلایا جائے تو اس کے لئے کوئی ضرر نہیں کیونکہ اصل مقصد تو جنت میں داخل ہونا ہے اور وہ ایک دروازہ سے گزرنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ اور "نَعَمْ" کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کے اکرام اور اعزاز کے لئے ہر دروازہ سے بُلایا جائے گا اور اس کو اختیار دیا جائے گا کہ جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو۔ کیونکہ ایک ہی دفعہ تمام دروازوں سے گزرنا محال ہے یہ بھی احتمال ہے کہ جنت اس قلعہ کی طرح ہو جس کی کئی دیواریں ہوں اور انھوں نے ایک دوسری کا احاطہ کیا ہوا اور ہر دیوار میں دروازہ ہو تو بعض کو صرف پہلے دروازہ سے بلایا جائے گا اور بعض اس دروازہ سے گزر کر اندرونی دروازہ تک پہنچے گا اسی طرح تمام دروازوں سے داخل ہونا متصور ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بعید از امکان نہیں کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں سب دروازوں سے گزرے کیونکہ تکثر جزئی اہلِ عقل کے نزدیک محال ہے اور جو عقلاً محال ہو وہ ضروری نہیں کہ واقعہ میں بھی محال ہو مثلاً اہلِ عقل کے نزدیک خرق و التیام محال ہے یعنی کوئی جسم خود بخود کھل جائے اور پھر مل جائے مگر شرع میں محال نہیں۔ اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان پر تشریف لے گئے اور آسمان میں خرق التیام ہوا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شب اسریٰ میں آسمانوں سے عبور فرما کر لامکان میں تشریف لے گئے اور خرق و التیام ہوا۔ نیز مشاہدہ ہے کہ بعض اولیاء کرام بیک وقت کئی جگہ موجود پائے گئے ہیں۔ لہٰذا اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب دروازوں سے بیک وقت گزرنا چاہیں تو یہ محال نہیں اس حدیث سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت اور فضیلت ظاہر ہے کہ وہ جنت کے ہر دروازہ سے گزرنے کے مستحق ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں اُمید یقین کے معنیٰ میں ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ۔۔۔ کیا رمضان یا شہر رمضان کہنا جائز ہے اور جس نے دونوں کو جائز سمجھا،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

۱۷۸۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ ثَنِي عُقَيْلٌ وَيُونُسُ لِهِلَالِ رَمَضَانَ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اور فرمایا رمضان سے آگے روزے نہ رکھو!"

۱۷۷۹ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے سب دروازے کھل جاتے ہیں۔"

۱۷۸۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شہر رمضان داخل ہوتا ہے۔ تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیطان زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔"

۱۷۷۹، ۱۷۸۰ — شرح: ان دونوں حدیثوں سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ رمضان یا شہر رمضان کہنے میں کراہت نہیں کیونکہ دونوں طرح احادیث میں منقول ہے۔ مالکی کہتے ہیں رمضان اللہ کا نام ہے اس لئے "شہر رمضان" کہا جاتا ہے اور اکثر شافعی کہتے ہیں کہ اگر "شہر" پہ کوئی قرینہ ہو تو جائز ہے جیسے کہا جاتا ہے "صمت رمضان" اس کا معنی یہ ہے کہ میں نے رمضان کے مہینہ کے روزے رکھے،، اگر اس قسم کا کوئی قرینہ نہ ہو تو صرف رمضان کہنا مکروہ ہے۔ اس ماہ کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں گناہ جل جاتے ہیں کیونکہ "رمضاء" کا معنی سخت گرمی ہے۔ اور "رمض" کا معنی گرمی ہے اس سے رمضان ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جنت کے دروازوں کا کھلنا اور بند ہونا حقیقتہً ہو سکتا ہے کیونکہ دروازوں کا کھلنا اور بند ہونا رمضان کے مہینہ کے داخل ہونے کی علامت ہے اور اس کی حرمت کی تعظیم ہے۔

شیطانوں کو زنجیروں میں اس لئے جکڑا جاتا ہے کہ وہ مومنوں کو اذیت پہنچانے اور ان کو پریشان کرنے سے رک جائیں نیز مجازی معنی بھی مراد ہو سکتا ہے اور اس میں کثرت ثواب کی طرف اشارہ ہے اور شیطانوں کا لوگوں کو گمراہ کرنے میں کمی آجاتی ہے اور وہ مسلمانوں کی مثل ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے خیر کی راہیں کھول دیتا ہے وہ اس مہینہ میں نیک اعمال کرتے ہیں جو عموماً دوسرے مہینوں میں نہیں کرتے جیسے روزے رکھنا صدقات و خیرات کرنا وغیرہ وغیرہ اور یہ تمام جنت میں داخل ہونے کے اسباب اور دروازے ہیں (کرمانی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّنِيَّةً وَّقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ۔

۱۷۸۲ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا هِشَامٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

اگر یہ سوال ہو کہ دیکھا جاتا ہے کہ کبھی رمضان شریف میں گناہ زیادہ واقعہ ہوتے ہیں۔ اگر شیطان زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں تو گناہ سرزد کیوں ہوتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان روزہ داروں کے لئے ہے جو روزہ کی شرائط کی پابندی کرتے ہیں اور اس کے آداب کی رعائت کرتے ہیں (عینی)

بعض علماء نے کہا صرف سرکش شیطان جکڑے جاتے ہیں تمام شیطان نہیں جکڑے جاتے۔ مشاہدہ ہے کہ رمضان مبارک کے مہینہ میں شرور میں کمی آجاتی ہے اور شیطانوں کے جکڑے جانے کو یہ لازم نہیں کہ گناہ واقع ہی نہ ہوں۔ کیونکہ گناہوں کے اسباب شیطانوں کے علاوہ بھی ہیں جیسے خبیث نفس بُری عادات اور انسانی شیطان یہ بھی تو انسان کو گناہ پر آمادہ کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — چاند دکھائی دینے کا بیان

۱۷۸۱ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب چاند دیکھو تو روزے رکھو اور جب اسے دیکھو تو افطار کرو اور اگر تم پر بادل چھا جائے تو اس کا اندازہ لگاؤ (تیس دن پورے کرو) یحییٰ کے غیر نے لیث سے روایت کی انھوں نے کہا مجھ سے عقیل اور یونس نے ہلال رمضان کے متعلق بیان کیا۔

۱۷۸۱ — شرح: رویت ہلال کے لئے تمام مسلمانوں کا دیکھنا شرط نہیں بعض مسلمانوں کا ہلال کو دیکھ لینا کافی ہے۔ اگر آسمان پر بادل ہو تو دو عادل مردوں کا دیکھنا شرط ہے مگر ہلال رمضان کی رویت کے لئے ایک عادل مرد کا دیکھنا کافی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں نے چاند دیکھا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ أَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ

۱۷۸۳ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيْلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وجوبِ صوم کی علت رویتِ ہلال ہے اور اگر بادل کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو جس مہینہ میں لوگ موجود ہوں اس کے تیس دن پورے کریں کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ مہینہ باقی ہے۔ جمہور ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا۔ کہ رمضان مبارک کا اعتقاد کرنا اس وقت صحیح ہے جبکہ چاند لوگ دیکھیں یا عادل شخص شہادت دے یا شعبان کے تیس دن پورے کریں۔ حجاز کے جمہور علماء اور عراق و شام اور مغرب کے جمہور علماء ان میں سے امام مالک، شافعی، اوزاعی، ثوری اور ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ قنیہ میں ذکر کیا ہے کہ نجومی کے قول پر اعتماد کر لینے میں حرج نہیں اور ابن مقاتل نے کہا اگر نجومیوں کی ایک جماعت چاند کی رویت پر اتفاق کرے تو ان کے قول پر اعتماد کرنے میں حرج نہیں مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ارشاد یہی ہے کہ جب بادل کے باعث چاند نظر نہ آئے تو موجود مہینہ کے تیس دن پورے کرو۔ اسی پر جمہور کا اعتماد ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی غرض سے نیت کر کے رمضان کے روزے رکھے!

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ اپنی نیتوں کے مطابق قبروں سے اٹھائے جائیں گے،،

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی

۱۷۸۲ —

نیت سے کھڑا ہوا اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فِي الصَّوْمِ

۱۷۸۴ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ ثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ ۔

شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث کا کچھ حصہ اس لئے ذکر

۱۷۸۲ — کیا کہ اعمال میں نیت اصل ہے کیونکہ قیامت میں لوگ اپنی نیتوں کے مطابق اُٹھائے جائیں گے اگر وہ نیتوں میں مخلص ہوں گے تو ان کو ثواب ملے گا ورنہ نہیں یہاں سے علماء نے کہا کہ کافر ہمیشہ دوزخ میں اس لئے رہے گا کہ اس کی نیت یہ تھی کہ اگر وہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گا تو کفر کرتا رہے گا، علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا احتسابًا، کا معنی عزیمت ہے۔ یعنی وہ رمضان کا روزہ اس قصد کے ساتھ رکھے کہ اس کو ثواب حاصل ہوگا اور وہ روزہ کو بوجھ نہ سمجھے اور نہ ہی روزوں کے دن لمبے سمجھے بلکہ طیب نفس سے روزہ رکھتا رہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

باب — نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رمضان میں بہت سخی ہوتے تھے"

۱۷۸۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تما
لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور بہت زیادہ سخی رمضان مبارک میں ہوتے

جبکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملتے اور جبرائیل علیہ السلام آپ سے رمضان مبارک میں ہر رات ملتے حتیٰ ک
رمضان مبارک گزر جاتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کو قرآن سُنایا کرتے تھے اور جب آپ کو جبرائیل ملتے
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھلی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں اس لئے زیادہ سخاوت

۱۷۸۳ — کرتے تھے کہ اس مہینہ میں صدقہ کا ثواب دُگنا ہوتا ہے اور اس مہ
میں روزے رکھے جاتے ہیں اور یہ اعلیٰ عبادت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا
ہی دیتا ہوں"، نیز اس مہینہ میں لیلۃ القدر ہے اور اسی مہینہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سا
قرآن پاک کا دَور کیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بزرگانِ دین کسی کے گھر آئیں تو گھر والوں کو زیادہ سے زیادہ سخاوت ک
چاہیئے۔ جیسا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا جبکہ جبرائیل علیہ السلام آپ کی ملاقات کرتے تھے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ يَقُوْلُ إِنِّيْ صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ ۔ ۱۷۸۵ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوْفُ فِي الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ

باب — جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ اور اس پر عمل ترک نہ کرے،،

۱۷۸۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ اور اس پر عمل نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا، پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

۱۷۸۴ — شرح : قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا روزہ رکھنے کا مقصد صرف بھوکا پیاسا رہنا نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مقصد شہوت کو ختم کرنا اور نفس امارہ بالسوء کو نفس مطمئنہ کے تابع کرنا ہے اور جب روزہ دار کو یہ چیز حاصل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر کرم سے نہیں دیکھے گا اور نہ ہی اس کی طرف کرم کی نگاہ سے متوجہ ہوگا،،

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں حاجۃ کو ارادہ کی جگہ ذکر کر دیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی شئی کا محتاج نہیں یعنی اللہ تعالیٰ اس کے روزے سے یہ ارادہ نہیں کرتا،، ابوعمر رحمہ اللہ نے کہا اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ جھوٹ بولنے والے کو روزہ ترک کرنے کا حکم دیا جائے بلکہ اس کا معنیٰ جھوٹ سے باز رکھنا ہے۔ جیسے " مَنْ بَاعَ الْخَمْرَ فَلْيَشْقُصِ الْخَنَازِيْرَ یعنی جس نے شراب بیچا اُس نے خنزیر کو ذبح کیا۔ اس میں شراب بیچنے سے ڈرانا مقصد ہے ایسے ہی حدیث میں روزہ دار کو جھوٹ بولنے سے ڈرانا مقصد ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب روزہ دار کو گالی دی جائے تو وہ کہے میں روزہ سے ہوں ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّوْمِ لِمَنْ خَافَ عَلٰى نَفْسِهِ الْعُزُوْبَةَ ۔

۱۷۸۶ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ بَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۱۷۸۵ — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دیتا ہوں۔ روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کا روزے کا دن ہو تو وہ بری باتیں اور شور وغوغا نہ کرے اگر اس کو کوئی گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو وہ اسے یہ کہے میں روزہ سے ہوں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک ہے۔ البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ خوشبو دار ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں جب افطار کرے تو خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب سے ملے گا تو روزہ کے سبب خوش ہوگا۔

شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان کا ہر

۱۷۸۵ — عمل اس کی ذات کے لئے ہے اس میں اس کا دخل ہے کیونکہ لوگ اس کے عمل پہ مطلع ہوتے ہیں اور وہ اپنے عمل کے باعث لوگوں سے بدلہ لیتا ہے وہ اس کی ستائش کرتے ہیں اور اس وجہ سے وہ دنیا کے مزے سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ مگر روزہ ایسی عبادت ہے جو خالص میرے لئے ہے اس پر کوئی شخص مطلع نہیں ہوتا۔ اگر یہ سوال ہو کہ انسان کے تمام اعمال اس کے لئے نہیں کیونکہ برے اعمال تو اس کے لئے وبال ہوتے ہیں وہ اس کے لئے نہیں ہوتے اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال سے مراد نیک اعمال ہیں۔ انہی کے سبب انسان لوگوں کی ثناء کا مستحق ہوتا ہے۔ دیگر مباحث حدیث ۱۷۷۵ کی شرح میں ملاحظہ کریں۔ روزہ دار افطار کے وقت اس لئے خوش ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو روزہ پورے کرنے کی توفیق دی ہے۔ اور روزہ کو فاسد کرنے والی اشیاء سے محفوظ رہا ہے یا سارا دن بھوکا پیاسا رہنے کے بعد کھانے پینے سے اس کو خوشی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت اس لئے خوش ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا روزہ قبول کیا ہے اور اس کو اچھا بدلہ دیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — اس شخص کا روزے رکھنا جو غیر شادی شدہ ہونے کے باعث زناء سے ڈرے "

ترجمہ : حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں حضرت عبداللہ

۱۷۸۶ — بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا تو انھوں نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا جو کوئی نکاح کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نظر نیچی رکھتا ہے اور شرمگاہ کو زناء سے بچاتا ہے اور جو شخص نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزے

marfat.com
Marfat.com

اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْبَاءَةُ النِّكَاحُ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا وَقَالَ صِلَةُ عَنْ عَمَّارٍ مَنْ صَامَ يَوْمَ الشَّكِّ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ

اس کو خصی بنا دیتے ہیں "

شرح : "باءۃ" کا لغوی معنیٰ جماع ہے۔ نکاح کو باءۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ انسان اپنے اہل سے رہتا سہتا ہے جیسے مکان میں رہتا سہتا ہے اس کا استعمال جماع میں ہوتا ہے۔ تو حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص نکاح کے اخراجات پر قادر ہونے کے باعث جماع کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے اور جو کوئی نکاح کے مصارف پر قادر نہیں وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ شہوت کو کمزور کر دیتا ہے جیسے خصی ہونے سے شہوت ختم ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو زنا کا خطرہ ہو وہ کافور وغیرہ کے استعمال سے شہوت ختم کر سکتا ہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ روزہ سے حرارت جوش مارتی ہے اور اس سے شہوت پیدا ہوتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ شروع میں ایسا ہوتا ہے جب مسلسل روزے رکھنے شروع کر دے اور یہ عادت بنا لے تو شہوت کمزور پڑ جاتی ہے جماع کی خواہش کھانے پینے کے تابع ہے وہ اس سے قوی اور کمزور ہوتی ہے۔ اس لئے روزے کی کثرت سے شہوت کمزور ہو جاتی ہے۔

نکاح کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم یہ کہ نکاح سنت ہے اور وہ اعتدال کی حالت میں ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نکاح کرو بچے زیادہ پیدا کرو میں قیامت میں تمہاری کثرت کی وجہ سے پہلی امتوں پر فخر کروں گا۔ دوسری قسم یہ ہے کہ شہوت کے غلبہ کے وقت نکاح کرنا واجب ہے اور نکاح کی تیسری قسم مکروہ ہے جبکہ ظلم کا خوف ہو کیونکہ نکاح کی مشروعیت مصالح کے لئے ہے اور جب نکاح کر کے ظلم کرنے لگے تو نکاح کی مصلحتیں ظاہر نہ ہوں گی پھر وہ اس حالت میں روزے رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کو حلال کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دلائی ہے تاکہ لوگ دین میں کمال حاصل کریں اور نظریں نیچی رکھیں کیونکہ شہوت سے محبت کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھو، اور جب چاند دیکھو تو افطار کرو"

اور صلہ نے عمار سے روایت کی کہ جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی"

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ۱۷۸۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ -

۱۷۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ -

۱۷۸۹ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَخَنَسَ الْاِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ - ۱۷۹۰ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ اُغْمِيَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا اور فرمایا رمضان کے روزے ۱۷۸۷ —
نہ رکھو حتیٰ کہ چاند دیکھ لو اور نہ ہی روزے افطار کرو حتیٰ کہ چاند دیکھ لو اور اگر تم پہ بادل چھایا ہو تو تیس (۳۰) دن پورے کرلو -

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ انتیس راتوں کا بھی ہوتا ہے پس تم ۱۷۸۸ —
روزے نہ رکھو حتیٰ کہ چاند دیکھو اور اگر تم پہ ابر چھایا ہو تو تیس دن کی گنتی پوری کرو -

ترجمہ : جبلہ بن سحیم نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ اتنے اتنے ۱۷۸۹ —
دنوں کا ہوتا ہے اور تیسری بار انگوٹھا دبا لیا (۲۹ دن)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا انھوں نے کہا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو ۱۷۹۰ —
اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر بادل چھایا ہو تو شعبان کی گنتی تیس (۳۰) دن پوری کرو -

شرح : شک کا دن وہ ہے جس میں وہ لوگ چاند ہونے کی عدالت ناقص ہو اور چاند کے بارے ۱۷۸۷ تا ۱۷۹۰

marfat.com
Marfat.com

۱۷۹۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں ان کی گواہی قابلِ قبول نہ ہو یا لوگوں کی زبانوں پر یہ ہو کہ چاند دیکھا گیا ہے مگر انھوں نے خود نہ دیکھا ہو۔ علامہ عینی اور علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم کے ذکر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ اللہ کے بندوں میں اللہ کے احکام ان کی قدرت کے مطابق ہر زمانہ اور ہر جگہ تقسیم فرماتے ہیں۔ ان احادیث میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اگر بادل چھایا ہو اور چاند نظر نہ آئے تو تیس (۳۰) دن پورے کرو اس سے صاف ظاہر ہے کہ نجومیوں کے حساب کا چاند کے بارے میں قطعاً اعتبار نہیں تیسک کے روز رمضان کے روزہ کی نیت مکروہ ہے۔ اگر واقع میں رمضان ثابت ہو جائے تو فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اگر اس دن کسی اور واجب کی نیت کی جیسے پہلے رمضان کا روزہ رہ گیا تھا وہ اس روز قضا کرنے کا ارادہ کیا یا نذر یا کفارہ کے روزہ کی نیت کی تو یہ بھی مکروہ ہے مگر پہلی قسم سے کم مکروہ ہے اور اگر واقع میں شعبان ثابت ہو گیا تو اس کی نیت کے مطابق روزہ ادا ہو گا۔ اگر اس دن میں نفل روزہ کی نیت کرے تو یہ احناف کے مذہب میں مکروہ نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ افضل یہ ہے کہ خواص لوگ شک کے دن روزہ رکھیں اور عوام زوالِ شمس تک انتظار کریں کچھ کھائیں نہ پئیں پھر اگر رمضان ثابت ہو جائے تو رمضان کے روزہ کی نیت کریں ورنہ افطار کر دیں اور اگر شک کے دن یہ نیت کی کہ اگر کل رمضان ہو گا تو کل رمضان کا روزہ رکھے گا اور اگر کل شعبان ہوا تو روزہ نہ رکھے گا۔ اس صورت میں اس کا روزہ نہ ہو گا۔ اور اگر اس دن یہ نیت کرے کہ اگر کل رمضان ہوا تو رمضان کا روزہ ہو گا اور اگر شعبان ہوا تو اور کسی واجب کی نیت کرے گا یہ مکروہ ہے اور اگر اس دن یہ نیت کی کہ اگر کل رمضان ہوا تو رمضان کا روزہ ہے اور اگر کل شعبان ہوا تو نفلی روزہ رکھے گا۔ یہ بھی مکروہ ہے (عینی) امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا رمضان کا چاند دیکھنے کے لئے دو عادل شخصوں کی گواہی اور ایک اصح روایت کے مطابق ایک عادل کی رؤیت کافی ہے۔ اور عید کے چاند کے لئے ایک عادل کی گواہی کافی نہیں احناف کے مذہب میں اگر آسمان پر بادل چھایا ہو تو ہلالِ رمضان کے لئے امام ایک عادل کی گواہی قبول کر لے اگرچہ وہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت کیونکہ دینی امور میں ان سب کی گواہی قبول ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ گواہ کا ظاہری طور پر عادل ہونا کافی ہے۔ اور اگر آسمان پر بادل نہ چھایا ہو تو عظیم جماعت کی گواہی سے چاند ثابت ہو گا جن کی خبر سے یقین ہو جائے۔ آسمان پر بادل وغیرہ کچھ نہ ہو اور مطلع بالکل صاف ہو تو ایک دو اشخاص کی گواہی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اہلِ علم کو دینی امور میں خصوصاً جن سے حقوق العباد کا تعلق ہو نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیئے اور دنیاوی طمع اور حرص کو مشعلِ راہ ہرگز نہ بنانا چاہیئے اور عوام کو اہلِ علم کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے — "فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" واللہ و رسولہ اعلم!

۱۷۹۱ — ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر کیا آپ ایک ماہ اپنی بیویوں کے قریب نہ جائیں گے جب

marfat.com
Marfat.com

اٰلٰی مِنْ نِسَائِہٖ شَہْرًا فَلَمَّا مَضٰی تِسْعَۃٌ وَّعِشْرُوْنَ یَوْمًا غَدَا اَوْ رَاحَ فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّکَ حَلَفْتَ اَلَّا تَدْخُلَ شَہْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّہْرَ یَکُوْنُ تِسْعَۃً وَّعِشْرِیْنَ یَوْمًا۔

۱۷۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِہٖ وَکَانَتْ اِنْفَکَّتْ رِجْلُہٗ فَاَقَامَ فِیْ مَشْرُبَۃٍ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ لَیْلَۃً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اٰلَیْتَ شَہْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّہْرَ یَکُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ۔

بَابُ شَہْرَا عِیْدٍ لَا یَنْقُصَانِ

۱۷۹۳ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اِسْحَاقَ ھُوَ ابْنُ سُوَیْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِیْ

انتیس دن گزر گئے تو صبح یا شام کو ان کے پاس تشریف لے گئے آپ سے عرض کیا گیا "یا رسول اللہ" آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ بیویوں کے پاس نہ جائیں گے تو آپ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

۱۷۹۲ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے ایک مہینہ قریب نہ جانے کی قسم کھائی جبکہ آپ کے پاؤں میں موچ آگئی آپ بالاخانہ میں انتیس روز ٹھہرے پھر اُترے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک مہینہ علیحدہ رہنے کی قسم کھائی تھی آپ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے!

۱۷۹۱، ۱۷۹۲ — شرح: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فرمان کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنی بیویوں کے قریب نہ جائیں گے اس سے قسم مراد ہے شرعی ایلاء مراد نہیں کیونکہ شرعی ایلاء یہ ہے کہ اپنی بیوی کے پاس کم از کم چار ماہ نہیں جائے گا — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِہِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَۃِ اَشْہُرٍ "، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کوئی قسم کھائے کہ وہ ایک یا دو یا تین مہینے اپنی بیوی کے پاس نہیں جائے گا تو یہ شرعی ایلاء نہیں ہے اور ایلاء کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ اس مدت کے اندر بیوی کے پاس چلا گیا تو کفارہ ادا کریگا کیونکہ اس نے قسم توڑ دی ہے اور اگر اس مدت میں بیوی سے جماع نہ کیا تو چار ماہ گزر جانے کے بعد اس کی بیوی کو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — عید کے دو مہینے کم نہیں ہوتے "

marfat.com
Marfat.com

مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ قَالَ ثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ شَهْرَا عِيْدٍ رَمَضَانُ وَذُو الْحَجَّةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنْ نَقَصَ رَمَضَانُ تَمَّ ذُو الْحَجَّةِ وَاِنْ نَقَصَ ذُو الْحَجَّةِ تَمَّ رَمَضَانُ وَقَالَ اَبُو الْحَسَنِ كَانَ اِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ يَقُوْلُ لَا يَنْقُصَانِ فِي الْفَضِيْلَةِ اِنْ كَانَ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ اَوْ ثَلٰثِيْنَ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ

۱۷۹۴ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ مَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ وَمَرَّةً ثَلٰثِيْنَ۔

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے

۱۷۹۳ —

یعنی رمضان اور ذوالحجہ ۔ ابوعبداللہ (امام بخاری نے کہا کہ امام احمد بن حنبل نے کہا اگر رمضان کم ہو (۲۹ دن ہو) تو ذوالحجہ پورا ہوتا ہے (۳۰ دن) اور اگر ذوالحجہ کم ہو (۲۹ دن) تو رمضان پورا (تیس دن) ہوتا ہے ۔ ابوالحسن نے کہا کہ اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ یہ دو مہینے ثواب میں کم نہیں ہوتے اگرچہ اُنتیس یا تیس دن کے ہوں "

شرح : یعنی ایک سال میں دونوں مہینے کم نہیں ہوتے ۔ اگر رمضان انتیس دن کا ہو تو ذوالحجہ تیس دن کا ہوگا اور اگر رمضان تیس دن کا ہو تو ذوالحجہ انتیس دن کا ہوگا ۔ دونوں تیس دن کے بھی ہو سکتے ہیں ۔ اس حدیث کا یہ بھی مفہوم ہے کہ اگرچہ یہ مہینے انتیس دن کے ہوں مگر ان کا ثواب پورا ملتا ہے ۔ اگر یہ سوال ہو کہ ماہِ رمضان کو عید کا مہینہ کیسے کہا گیا حالانکہ عید کا مہینہ تو شوال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رمضان کے آخر دن میں زوال کے بعد شوال کا چاند نظر آجاتا ہے اور یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ عید روزوں کے قریب ہوتی ہے اس لئے قرب کی وجہ سے عرب عید کو رمضان کی طرف نسبت کر دیتے ہیں ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

۱۷۹۳ —

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد :

ہم نہیں لکھتے اور نہ حساب جانتے ہیں "

marfat.com

Marfat.com

بَابٌ لَا يَتَقَدَّمُ رَمَضَانُ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ

۱۷۹۵ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ۔

۱۷۹۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا ہم پڑھے لکھے نہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب جانتے ہیں مہینہ اتنے اتنے دونوں کا ہوتا ہے۔ یعنی کبھی انتیس دن کا اور کبھی تیس دن کا ،،

۱۷۹۴ — شرح : امیہ کا معنیٰ یہ ہے کہ ہم اسی حال پر باقی ہیں جس حال پر ہم پیدا ہوئے تھے یعنی پیدائش کے وقت عموماً انسان پڑھے لکھے نہیں ہوتے۔ امیہ کی طرف نسبت کی ہے کیونکہ غالباً عورتوں کی یہ وصف ہے کہ وہ پڑھنا لکھنا نہیں جانتی ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ عرب کاتب ہوتے تھے اور ان میں سے اکثر حساب جانتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ عرب اکثر ان پڑھ تھے بہت تھوڑے ایسے لوگ تھے جو پڑھے لکھے تھے اور وہ کالعدم ہیں۔

یہاں حساب سے مراد نجوم کا حساب ہے۔ عرب اس سے ناواقف تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ وغیرہ کو چاند دیکھنے پر موقوف رکھا تاکہ آپ کی امت کو حساب کی تکلیف نہ کرنی پڑے۔ قیامت تک یہی حکم باقی رہے گا اگرچہ بعد میں ایسے لوگ پیدا ہوں جو حساب نجوم میں ماہر ہوں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹل فیصلہ فرما دیا کہ اگر تم پر بادل چھا جائے یا غبار وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو موجودہ ماہ کو تیس دن شمار کر لو اس سے صاف ظاہر ہے کہ حساب کا قطعاً اعتبار نہیں ورنہ آپ یہ فرما دیتے کہ اہل حساب سے دریافت کر لو۔ البتہ رافضی اہل حساب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بعض فقہا بھی ان کی موافقت کرتے ہیں لیکن سلف صالحین کا اجماع اس کے خلاف ہے اور وہی حجت و دلیل ہے۔ کیونکہ شریعت مطہرہ نے علم نجوم میں مشغول ہونے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ علم محض تخمینہ پر مبنی ہے اس میں نہ تو قطعیت پائی جاتی ہے اور نہ ہی یہ ظن غالب کا مفید ہے۔ اگر بالفرض علم نجوم پر انحصار کر لیا جائے تو معاملہ زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے کیونکہ نجوم جاننے والے لوگ بہت کم ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام میں اشارہ معتبر ہے چنانچہ اگر کسی نے کہا کہ اس کی بیوی کو طلاق ہے اور تین انگلیوں سے اشارہ کیا تو تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے

۱۷۹۵ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْاٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ۔

رکھے مگر وہ شخص جو اس دن روزہ رکھا کرتا ہو تو وہ اس دن روزہ رکھ لے۔

۱۷۹۵ — مشرح : یعنی جس شخص کی عادت ہو کہ وہ جمعرات کو مثلاً روزہ رکھا کرتا ہے اور اتفاق ایسا ہوا کہ وہی دن شعبان کا آخری دن تھا یا اس نے نذر مانی کہ وہ اس دن روزہ رکھے گا یا اس کے ذمہ قضا تھی اور وہ اس دن ادا کرنا چاہتا ہے یا اس دن کفارہ کا روزہ رکھتا ہے تو جائز ہے اور روزہ رکھنے میں کراہت نہیں۔ البتہ رمضان کے روزہ کی نیت سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ بعض علماء نے شعبان کے آخر میں ایک دو روزے رکھنے کو مکروہ ہونے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آدمی کو رمضان سے پہلے آرام کرنا چاہیئے تاکہ اس کو رمضان کے روزے رکھنے کی قوت حاصل ہو جائے اور اس کو بوجھ محسوس نہ ہو۔ بعض علماء یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ شعبان کے آخر کے روزے نفل ہیں اور یہ روزے رکھنے سے فرض اور نفل خلط ملط ہو گا اس سے لوگوں میں شک پیدا ہونے کا امکان ہے نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور اس کو رؤیت ہلال سے مقید کیا گویا کہ رؤیت ہلال کو رمضان کے روزہ کی علت قرار دیا اور جس نے ایک دو دن پہلے روزہ رکھا اس نے علت میں طعن کی اور یہ سخت مکروہ ہے اور قضا اور نذر کا روزہ رکھنے میں ضرورت ہے کیونکہ یہ واجب ہیں اور عادت کا خلاف سخت ہے کیونکہ وہ اس کی محبوب غذا ہے لہٰذا ان میں سے کوئی بھی استقبال رمضان میں داخل نہیں (کرمانی) علماء کی ایک جماعت نے جن میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں شعبان کے آخری دن میں نفلی روزہ رکھنا جائز کہا ہے۔ انھوں نے ام المؤمنین عائشہ اور ان کی ہمشیرہ اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کہ وہ شک کے دن نفلی روزہ رکھتی تھیں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا شعبان میں ایک دن روزہ رکھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ رمضان میں ایک دن افطار کروں امام اوزاعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما بھی یہی فرماتے ہیں،، امام حسن بصری نے کہا جب رات کو رمضان کا روزہ رکھنے کی نیت کی پھر شروع دن یا آخر دن میں معلوم ہوا کہ چاند نظر آگیا ہے تو روزہ جائز ہے اور اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، اوزاعی رضی اللہ عنہم کا مذہب بھی یہی ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ ثابت نے انس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے بعد شعبان کے روزے افضل ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں صدقہ بن موسیٰ ہے یحییٰ بن سعید نے کہا اس کی حدیث کوئی شئی نہیں اور نسائی اور ابوداؤد نے اسے ضعیف کہا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد "تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے جماع کرنا حلال کر دیا گیا ہے وہ تمہارے

marfat.com
Marfat.com

۱۷۹۶ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَائِمًا فَحَضَرَ الْاِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ اَنْ يُفْطِرَ لَمْ يَاْكُلْ لَيْلَتَهٗ وَلَا يَوْمَهٗ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنَّ قَيْسَ ابْنَ صِرْمَةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْاِفْطَارُ اَتٰى امْرَاَتَهٗ فَقَالَ لَهَا اَعِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلٰكِنْ اَنْطَلِقُ وَاَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَهٗ يَعْمَلُ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهٗ فَجَآءَتْ اِمْرَاَتُهٗ فَلَمَّا رَاَتْهُ قَالَتْ خَيْبَةً لَكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ فَفَرِحُوْا بِهَا فَرَحًا شَدِيْدًا وَنَزَلَتْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔

لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔ اللہ جانتا ہے کہ تم چھپ کر یہ کرتے ہو اُس نے تم پر توجہ کی اور تم کو معاف کر دیا اب تم ان سے جماع کر سکتے ہو۔ اور اللہ نے جو تمہاری قسمت میں کر دیا ہے اس کو تلاش کرو۔"

ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جب کوئی روزہ رکھتا اور افطار کا وقت آتا اور وہ روزہ افطار کرنے سے پہلے سو جاتا تو وہ ساری رات اور سارا دن نہ کھاتا پیتا حتیٰ کہ شام ہو جاتی اور قیس بن صرمہ انصاری روزہ سے تھے جب افطار کا وقت آیا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے کہا کیا تمہارے پاس کھانا ہے ؟ اُس نے کہا نہیں لیکن میں جاتی ہوں اور کھانا تلاش کر لاتی ہوں۔ وہ سارا دن کاروبار کرتے رہے تھے اس لئے ان پر ان کی آنکھوں نے غلبہ کیا (اور وہ سو گئے) جب اس کی بیوی آئی اور اس کو سویا ہوا دیکھا تو کہا تم خسارہ میں پڑ گئے۔ جب آدھا دن گزرا تو وہ بیہوش ہو گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا ذکر کیا گیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی " اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ "، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے بہت خوش ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی " کھاؤ پیو حتیٰ کہ تمہارے لئے سفید دھاگہ کالے دھاگہ سے ممتاز ہو جائے "۔

۱۷۹۶ — شرح : اس حدیث میں آیت کریمہ کی حدیث سے مناسبت اس طرح ہے کہ جب رات کو بیوی سے جماع کرنا حلال ہے تو کھانا پینا بطریق اولیٰ حلال ہے یا آیت [illegible] اس میں شامل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ فِيْهِ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۷۹۷ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا هُشَيْمٌ اَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ عَمَدْتُ اِلٰى عِقَالٍ اَسْوَدَ وَاِلٰى عِقَالٍ اَبْيَضَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِيْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ فِي الَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِيْنُ لِيْ فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ الَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ۔

باب ـــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ تمہارے لئے سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے پھر روزے رات تک پورے کرو"

اس بارے میں حضرت براء رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے"

۱۷۹۷ — ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت "یہاں تک کہ تمہارے لئے سفید دھاگا، سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے،، نازل ہوئی تو میں نے سیاہ رسی اور سفید رسی اپنے سرہانے کے نیچے رکھ لی اور رات کو دیکھتا رہا اور وہ ظاہر نہ ہوئیں صبح کو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہ تو رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

۱۷۹۷ — شرح : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے سفید دھاگے اور سیاہ دھاگے کو حقیقت پر محمول کر کے دونوں سرہانے کے نیچے رکھ لئے حالانکہ ان سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے یعنی دن رات سے واضح ہو جائے اور طلوع فجر ہو جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تفہیم و تفہیم کے لئے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے۔ کسی کی رائے کو اس میں دخل نہیں۔ اور نہ ہی افکار انسانی قرآن کے مفہوم تک پہنچ سکتی ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے ۹ھ ہجری میں مسلمان ہوئے ایسا ہی محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے ذکر کیا ہے اور فرقہ [illegible] حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ عدی بن حاتم اس آیت کے [illegible]

marfat.com
Marfat.com

[illegible] ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ
[illegible] وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ ثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ ثَنِيْ
اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اُنْزِلَتْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ وَلَمْ يُنْزَلْ مِنَ الْفَجْرِ فَكَانَ رِجَالٌ اِذَا اَرَادُوا الصَّوْمَ
رَبَطَ اَحَدُهُمْ فِيْ رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْاَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْاَسْوَدَ وَلَا يَزَالُ يَاْكُلُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ
لَهٗ رُؤْيَتُهُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدَ مِنَ الْفَجْرِ فَعَلِمُوْا اَنَّهٗ اِنَّمَا يَعْنِيْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

وہ پہلے مسلمان ہو چکے تھے حالانکہ اس طرح نہیں،، اس کا اچھا جواب یہ ہے کہ حدیث میں کچھ عبارت محذوف ہے یعنی جب یہ آیت نازل ہوئی پھر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور شریعت مطہرہ کے احکام سیکھے تو میں نے سیاہ اور سفید رسیاں تکیہ کے نیچے رکھیں الخ۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی روایت اس جواب کی تائید کرتی ہے۔ انھوں نے کہا عدی بن حاتم نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور روزہ کی تعلیم دی اور فرمایا ایسے نماز پڑھو اور ایسے روزے رکھو جب سورج غائب ہو جائے تو کھاؤ پیو حتیٰ کہ سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے الخ۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۷۹۸ — ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت کریمہ "وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ" نازل ہوئی اور "مِنَ الْفَجْرِ" کا لفظ نازل نہیں ہوا تھا اور لوگ جب روزہ کا ارادہ کرتے تو ان میں بعض اپنے پاؤں سے سفید اور سیاہ دھاگے باندھ لیتے اور کھاتے رہتے حتیٰ کہ ان کا رنگ ظاہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد "مِنَ الْفَجْرِ" کا لفظ نازل کیا تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس سے مراد دن اور رات ہے۔

۱۷۹۸ — مشرح: یعنی من الفجر صبح کا بیان ہے اور اس قرینہ "من اللیل" رات کا بیان ہے۔ قرآن کریم میں صرف "من الفجر" پر اکتفا ہے اگر یہ سوال ہو کہ وقتِ ضرورت سے بیان کی تاخیر جائز نہیں جیسا کہ اصولِ فقہ میں ثابت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیاہ اور سفید دھاگوں کا استعمال رات اور دن میں مشہور ہے یہ بیان کا محتاج نہیں لہٰذا من الفجر ہی کہا گیا ہے۔ بعض لوگوں پر اس کا اشتباہ ہوا تو انھوں نے ان کو دو دھاگوں پر محمول کیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ فضل بن خص سے صادر ہوا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر نہ ہوتا تھا اور وہ دیہاتی شخص تھا جس کو اس کی سمجھ حاصل نہیں تھی یا اس کی لغت میں دونوں دھاگوں کا استعمال رات اور دن میں معروف نہ تھا۔ اگر یہ سوال ہو کہ سیاہ اور سفید دھاگوں سے کیا مراد ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابیض وہ سفیدی ہے جو فجر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سَحُوْرِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ

۱۷۹۹ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهٗ لَا يُؤَذِّنُ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ قَالَ الْقَاسِمُ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ اَذَانِهِمَا اِلَّا اَنْ يَرْقَى ذَا وَ يَنْزِلُ ذَا —

کے وقت آسمان کے کنارے پھیل جاتی ہے جیسے سفید لمبا دھاگہ ہوتا ہے اور اسود آخر رات کا اندھیرا ہے جو سفیدی کے ساتھ ملا ہوتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: بلال کی اذان تم کو سحری کھانے سے نہ روکے"

۱۷۹۹ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلال رات کو اذان کہا کرتے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے کیونکہ وہ اذان نہیں دیتے حتی کہ فجر طلوع ہو جائے۔ قاسم نے کہا (بلال اور ابن ام مکتوم) دونوں کی اذانوں کے درمیان صرف اتنا فرق ہوتا تھا کہ ایک چڑھتا تھا اور دوسرا اترتا تھا۔

۱۷۹۹ — شرح: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رات اذان دینے کا حکم فرمایا تھا تاکہ جو لوگ مسجد میں رات کے نوافل پڑھتے ہیں وہ اپنے گھروں کو لوٹ جائیں اور جو لوگ سو رہے ہیں وہ بیدار ہو کر سحری کا اہتمام کریں اور لوگ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کے بعد سحری کھاتے تھے۔ اور ابن ام مکتوم اس وقت اذان کہتے تھے جب لوگ اسے کہتے کہ فجر طلوع ہو چکی ہے۔ حدیث کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ صرف رمضان مبارک میں رات کو اذان کہتے تھے تاکہ لوگ ان کی اذان کے بعد سحری کھائیں۔ تہجد کی نماز کے لئے یہ اذان نہیں دی جاتی تھی۔ کیونکہ نوافل کی نماز کے لئے اذان دینا مکروہ ہے۔ اور سارا سال رات کو اذان دینا خلافِ سنت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر عمل نہ تھا اور نہ ہی ان کے بعد کسی نے اس پر عمل کیا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ دار صبح صادق تک کھا پی سکتا ہے۔ جب صبح صادق طلوع ہو جائے تو کھانا پینا بند کر دے۔ جمہور صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَعْجِيلِ السَّحُورِ

۱۸۰۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِي ثُمَّ يَكُونُ سُرْعَتِي أَنْ أُدْرِكَ السُّجُودَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بَابُ قَدْرِ كَمْ بَيْنَ السَّحُورِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ

۱۸۰۱ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا هِشَامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالسَّحُورِ قَالَ قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً۔

باب — سحری میں تاخیر کرنا

۱۸۰۰ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے گھر سحری کھاتا پھر میں جلدی کرتا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پالوں۔"

شرح : یعنی زمانہ رسالت میں سحری تاخیر سے کھائی جاتی تھی۔ اور بعد میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لیتے تھے کیونکہ عادۃً رمضان میں لوگ مسجد میں جلدی آجاتے ہیں اور نمازیوں کی کثرت سے ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ یہ حدیث "اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ" کے منافی نہیں کیونکہ صبح کی نماز کا ثواب اِسفار میں زیادہ ہے جبکہ اِسفار میں لوگ بکثرت مسجد میں آتے ہیں بکثرتِ ثواب کا مدار نمازیوں کی کثرت پر موقوف ہے اور رمضان میں نمازیوں کی کثرت اوّل وقت میں ہو جاتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — سحری اور فجر کی نماز کے درمیان کتنا وقت ہوتا تھا؟

۱۸۰۱ — ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کھائی پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے انس نے کہا میں نے کہا اذان اور سحری کے درمیان کتنا وقت تھا؟ زید بن ثابت نے کہا پچاس آیات پڑھنے کے برابر۔"

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری کھانے میں تاخیر مستحب ہے کیونکہ اس میں آسانی ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَرَكَةِ السَّحُوْرِ مِنْ غَيْرِ إِيْجَابٍ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ وَاصَلُوْا وَلَمْ يُذْكَرِ السَّحُوْرُ ۔ ۱۸۰۲ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصَلَ فَوَاصَلَ النَّاسُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَنَهَاهُمْ قَالُوْا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّيْ أَظَلُّ أُطْعَمُ وَأُسْقٰى ۔ ۱۸۰۳ — حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً

کے لئے آسانی پسند فرماتے تھے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فجر کی اذان سے پچاس آیتیں پڑھنے کے برابر پہلے سحری سے فارغ ہو جاتے تھے۔ حالانکہ حضرت حذیفہ کی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ صبح کے بعد سحری سے فارغ ہوتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا کہ حذیفہ کی روایت کے خلاف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور شیخین نے اس پر اتفاق کیا ہے اور وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو بلال کی اذان کھانے پینے سے منع نہ کرے تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے۔ ہو سکتا ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس آیت سے پہلے کی ہو کہ کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ سفید اور سیاہ دھاگے ظاہر ہو جائیں۔ قرآن کریم نے سفید دھاگے کے ظہور سے روزہ واجب کیا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کھانا پینا حرام کر دیا ہے تو اس کے بعد سحری کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ الحاصل حضرت حذیفہ کی حدیث قرآن کریم کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — سحری کھانے کی برکت مگر یہ واجب نہیں،

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسلسل روزے رکھے اور ان میں سحری کا ذکر نہیں،

۱۸۰۲ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پے در پے روزے رکھے تو صحابہ کرام نے بھی پے در پے روزے رکھے اور ان کو سخت تکلیف ہوئی تو آپ نے ان کو روک دیا۔ انھوں نے کہا "یا رسول اللہ، آپ تو پے در پے روزے رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا أَتَى بِالنَّهَارِ صَوْمًا وَقَالَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ كَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُولُ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ فَإِنْ قُلْنَا لَا قَالَ فَإِنِّي صَائِمٌ يُومِئُ هَذَا وَفَعَلَهُ أَبُو طَلْحَةَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَحُذَيْفَةُ ۔

۱۸۰۴ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ أَوْ فَلْيَصُمْ وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ ۔

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہوتی ہے ۔

۱۸۰۳ —

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "سحری کھاؤ" یہ امر استحباب کے لئے ہے قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا

۱۸۰۲ ، ۱۸۰۳ —

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سحری کھانا مستحب ہے واجب نہیں نیز امر اس وقت وجوب کے لئے ہوتا ہے جب وجوب کے خلاف قرینے سے خالی ہو اور یہاں ایسا نہیں کیونکہ سحری کھانے سے بدن کی قوت بحال رہتی ہے اور اس میں ہمارا نفع ہے اگر امر وجوب کے لئے ہو تو یہ ہمارے لئے تکلیف دہ ہوگا ۔ روزوں میں وصال کا معنی یہ ہے کہ روزے رکھے اور رات کو افطار نہ کرے ۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے" کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی قوت دی ہے جو کھانے پینے سے مستغنی کرتی ہے اور بھوک پیاس محسوس تک نہیں ہوتی اور وہ شراب محبت ہے یعنی میں اللہ تعالیٰ کی محبت میں مستغرق رہتا ہوں مجھے بھوک پیاس کا خیال تک نہیں ہوتا جو بدن کمزور کرتی ہے اور طاعت میں کمی واقع کرتی ہے اور حواس کو بوجھل کرتی ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حدیث کا معنی ظاہر پر مبنی ہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت سے کھلاتا پلاتا ہو کیونکہ جنت کا طعام دنیا کے طعام سا نہیں اور نہ ہی جنت کا پانی دنیا کے پانی سا ہے جس سے روزہ افطار ہو جائے اس میں آپ کا اکرام و افضال ہے ۔ بعض علماء نے کہا وصال کے روزے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہیں اور لوگوں کے لئے حرام ہیں کیونکہ اس سے جسم میں ضعف پیدا ہوتا ہے اور کثیر عبادات ادا کرنے میں عجز پیدا ہوتا ہے اسی لئے حضرات بزرگان دین اپنے چلوں میں مغرب کے وقت ایک آدھ لقمہ اور ایک دو گھونٹ پانی پی لیتے ہیں تاکہ حد کراہت سے باہر رہیں ۔ امام ابوحنیفہ ، مالک ، شافعی اور دیگر فقہاء کی ایک جماعت وصال کے روزے مکروہ جانتے ہیں اور وصال کے روزہ کی اجازت نہیں دیتے ۔ اگرچہ کوئی وصال کی قدرت رکھتا ہو کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرما دیا ہے ۔ سحری کھانے میں برکت اس لئے ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سحور میں برکت کی دعاء فرمائی ہے ۔ امام نسائی نے عبداللہ بن حارث سے روایت کی کہ ایک صحابی نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

کے پاس گیا جبکہ آپ سحری کھا رہے تھے آپ نے فرمایا یہ برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطاء کی ہے۔ اس کو مت چھوڑو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ جب دن میں روزہ کی نیت کی "

ام درداء رضی اللہ عنہا نے کہا ابو درداء کہتے کیا تمہارے پاس کھانا ہے اگر ہم کہتے نہیں تو وہ کہتے آج میرا روزہ ہے۔ ابو طلحہ، ابو ہریرہ، ابن عباس اور حذیفہ رضی اللہ عنہم نے بھی ایسا کیا "

۱۸۰۴ ــــ ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عاشوراء کے دن بھیجا کہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ جس نے (اب تک) کھا پی لیا ہے وہ باقی دن پورا کرے یا روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا وہ نہ کھائے۔

۱۸۰۴ ــــ شرح: یعنی جس نے اب تک کچھ کھا پی لیا ہے وہ شام تک نہ کھائے اور روزہ رکھ لے کیونکہ اس میں وقت کا احترام ہے جیسے کوئی شخص شک کے دن صبح کچھ کھا لے پھر معلوم ہو جائے کہ آج کا دن یقیناً رمضان کا دن ہے تو وہ شام تک باقی دن کچھ نہ کھائے کیونکہ اس میں رمضان کا احترام ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض دن کا روزہ درست نہیں۔ یہ صرف مستحب ہے تاکہ وقت کا احترام ہو اور روزہ داروں سے مشابہت ہو۔ اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا کہ جو شخص رات کو روزہ کی نیت نہ کرے اس کا روزہ صحیح ہے۔ فرض ہو یا نفلی روزہ ہو کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کے بعض حصہ میں روزہ رکھنے کا حکم فرمایا معلوم ہوا روزہ کے لئے رات کو نیت کرنا شرط نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ یہ تو اس پر موقوف ہے کہ عاشوراء کا روزہ فرض تھا حالانکہ وہ فرض نہ تھا۔ مگر یہ جواب صحیح نہیں کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جاہلیت میں قریش عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ روزہ رکھتے تھے جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہ روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور جب رمضان مبارک فرض ہوا تو فرمایا جو چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے (بخاری و مسلم) اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عاشوراء کا روزہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے فرض تھا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے چند احادیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ عاشوراء کا روزہ فرض تھا اور صبح کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ کا حکم فرمانا اس کے وجوب کی دلیل ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نفلی روزہ میں جبکہ صبح کے بعد کچھ کھا پی لیا ہو امساک کا حکم نہیں فرماتے تھے اور نہ ہی یہ فرماتے تھے کہ جس نے روزہ نہیں رکھا وہ روزہ رکھ لے اکثر علماء فرماتے ہیں کہ عاشوراء کا روزہ فرض تھا پھر منسوخ ہو گیا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس پر کوئی معین روزہ فرض ہو اور وہ رات کو روزہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّائِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا ۱۸۰۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ جِئْتُ اَنَا وَاَبِيْ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ اَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَ مَرْوَانَ اَنَّ عَائِشَةَ وَاُمَّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ اَهْلِهٖ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ وَقَالَ مَرْوَانُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ اُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَتُفْزِعَنَّ بِهَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَمَرْوَانُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قُدِّرَ لَنَا اَنْ نَجْتَمِعَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَتْ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ هُنَالِكَ اَرْضٌ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَكَ اَمْرًا وَلَوْلَا اَنَّ مَرْوَانَ اَقْسَمَ عَلَيَّ فِيْهِ لَمْ اَذْكُرْهُ لَكَ فَذَكَرَ قَوْلَ عَائِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ كَذٰلِكَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ اَعْلَمُ وَقَالَ هَمَّامٌ وَابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ بِالْفِطْرِ وَالْاَوَّلُ اَسْنَدُ۔

رکھنے کی نیت نہ کرے تو صبح کے بعد اس کا نیت کر لینا کافی ہے۔ اور رمضان کا روزہ قضاء کرنا ہو یا مطلقاً نذر مانی ہو تو رات کو نیت کرنا شرط ہے۔ اور نفلی روزہ میں دن کو نیت کر لینا جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — روزہ دار جنابت کی حالت میں صبح اُٹھے

۱۸۰۵ — ترجمہ: ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ان کے باپ عبدالرحمٰن نے مروان سے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے حالانکہ آپ جنابت کی حالت میں ہوتے پھر غسل فرماتے اور روزہ رکھتے مروان نے عبدالرحمٰن بن حارث سے کہا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ یہ ابوہریرہ کو واضح طور پر سنا دو۔ مروان اس وقت مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ ابوبکر نے کہا عبدالرحمٰن نے اس کو پسند نہ کیا پھر ذوالحلیفہ میں ہمارے اکٹھے ہونے کا اتفاق ہوا وہاں ابوہریرہ کی زمین تھی تو عبدالرحمٰن نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا

marfat.com
Marfat.com

میں تم سے ایک بات ذکر کرتا ہوں۔ اگر اس بارے میں مروان نے مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں تم میں سے یہ ذکر نہ کرتا اور اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا قول ذکر کیا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح خبر دی ہے اور وہ زیادہ جانتے ہیں۔ ہمام اور ابن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کے افطار کا حکم فرماتے تھے۔ اور پہلی روایت زیادہ مستند ہے۔

۱۸۰۵ — شرح : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو یہ فتویٰ دیتے تھے کہ جو جنابت کی حالت میں صبح کرے وہ اس دن روزہ نہ رکھے دراصل شروع اسلام میں رات سو جانے کے بعد جماع حرام تھا اس لئے وہ فضل بن عباس کی روایت کے مطابق فتویٰ دیتے رہے پھر جب اللہ تعالیٰ نے فجر طلوع ہونے تک جماع کو مباح کر دیا تو جنبی (جس پر غسل واجب ہو) کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر غسل کرنے سے پہلے صبح ہو جائے تو وہ روزہ رکھ لے اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نسخ کا علم نہ تھا اور جو اُنھوں نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے سُنا تھا اس پر فتویٰ دیتے رہے اور جب ام المؤمنین عائشہ اور ام المؤمنین سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سُنی تو اُنھوں نے اس فتویٰ سے رجوع کر لیا اور کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے زیادہ عالمہ ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم بیانِ جواز کے لئے رمضان مبارک میں بیویوں سے صحبت فرماتے تھے اور کبھی طلوعِ فجر تک غسل میں تاخیر بھی فرماتے تھے۔ نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنابت کی حالت بیویوں کے ساتھ صحبت کرنے سے ہوتی تھی۔ آپ کو احتلام نہ ہوتا تھا کیونکہ احتلام کا سبب شیطان ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر شیطان تصرف نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی آپ کی بیویاں بھی احتلام سے پاک تھیں ایک روایت میں ہے کہ ام سلیم نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا کہ عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہے؟ آپ نے فرمایا وہ غسل کرے کیونکہ عورتیں مردوں کی مثل ہیں جس طرح مردوں کو احتلام ہوتا ہے، عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسولَ اللہ کیا عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں! اسی لئے بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو احتلام نہیں ہوتا تھا ورنہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے استفسار کا کیا معنیٰ ہوگا؟ نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ جو بھی خاتون سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متوقع بیوی ہو اگرچہ پہلے وہ غیر کے نکاح میں ہو اس کو بھی احتلام نہیں ہوتا کیونکہ ام سلمہ پہلے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں ان کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ اگر ابوسلمہ کی منکوحہ ہونے کے زمانہ میں ان کو احتلام ہوتا تو وہ عورتوں کے احتلام ہونے پر حیرت کا اظہار نہ کرتیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اور فقہاء کرام رضی اللہ عنہم نے کہا جو شخص صبح کو جنبی بیدار ہو حالانکہ اس کا ارادہ تھا کہ وہ روزہ رکھے گا تو اس کا روزہ رکھ لینا صحیح ہے اگرچہ روزہ فریضہ ہو یا نافلہ اور اُس نے طلوعِ فجر تک قصداً تاخیر کی ہو یا غسل کرنا بھول گیا ہو یا سوتے رہا حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی اور اُنھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اگر یہ سوال ہو کہ تم نے ام سلمہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو منسوخ کہا ہے حالانکہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جنابت کی حالت میں صبح اُٹھنا اور پھر روزہ رکھ لینا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہو اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث آپ کی اُمت کے لئے ہو کہ جب کوئی شخص جنابت کی حالت میں اُٹھے تو وہ روزہ نہ رکھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے تو یہی ظاہر ہے کہ اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں۔ نیز امام مالک نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر کے طریق سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک شخص نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جبکہ آپ دروازہ پہ کھڑے تھے اور میں یہ گفتگو سُن رہی تھی کہ میں جنابت کی حالت میں صبح اُٹھتا ہوں حالانکہ میرا ارادہ روزہ رکھنے کا ہوتا ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی بعض اوقات جنابت کی حالت میں صبح اُٹھتا ہوں اور میرا ارادہ روزہ رکھنے کا ہوتا ہے تو میں غسل کرتا ہوں اور روزہ رکھ لیتا ہوں۔ اس شخص نے عرض کیا یارسُول اللہ! آپ ہماری مثل نہیں ہیں آپ تو مغفور ہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے بھر گئے اور فرمایا میں تم میں سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور مجھے اللہ کی معرفت زیادہ حاصل ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں لہٰذا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کہ جو شخص صبح جنابت کی حالت میں اُٹھے تو وہ روزہ نہ رکھے منسوخ ہے۔ اسی لئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو جب نسخ کا علم ہُوا تو اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ عَلَيْهِ فَرْجُهَا

۱۸۰۶ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَأْرَبٌ حَاجَةٌ قَالَ طَاوُسٌ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ الْاَحْمَقُ لَاحَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَاءِ ۔

بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ اِنْ نَظَرَ فَاَمْنَى يُتِمُّ صَوْمَهُ

باب ـــــ روزہ دار کا مباشرت کرنا ،،

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا روزہ دار پر عورت کی شرمگاہ حرام ہے

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ ۱۸۰۶ ـــــ دیتے اور مباشرت کرتے تھے حالانکہ آپ روزہ سے ہوتے تھے اور آپ تم سب سے اپنی خواہش پر قادر تھے اور ابن عباس نے کہا " مَأْرَبٌ " حاجت ہے ۔ طاؤس نے کہا (قرآن کریم میں) غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ ،، وہ لوگ جن کو عورتوں کی حاجت نہیں ہوتی ۔

شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ تم کو عورتوں کے ساتھ ۱۸۰۶ ـــــ مباشرت کرنے سے احتراز کرنا چاہیے ۔ اور یہ گمان نہ کرو کہ تم اس مسئلہ میں آپ جیسے ہو کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش پر قادر تھے اور مباشرت کی حالت میں اِنزال سے بے خوف تھے اس لئے مباشرت آپ کے لئے مباح ہے مگر تم اپنی خواہشات پر قادر نہیں ہو سکتا ہے کہ مباشرت کے وقت اِنزال ہو جائے اور روزہ جاتا رہے لہٰذا تمہارے لئے مباشرت سے رُکنا بہتر ہے ۔ البتہ جس شخص کو انزال کا خوف نہ ہو اس کے لئے مباشرت میں کوئی حرج نہیں ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

باب ـــــ روزہ دار کا بوسہ لینا ،،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا اگر

عورت کی طرف دیکھا اور منی آگئی تو روزہ پورا کرے

marfat.com

Marfat.com

۱۸۰۷ — حدثنا محمد بن المثنى حدثنا يحيى عن هشام اخبرني ابي عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم ح وحدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن هشام عن ابيه عن عائشة قالت ان كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليقبل بعض ازواجه وهو صائم ثم ضحكت ۔

۱۸۰۸ — حدثنا مسدد حدثنا يحيى عن هشام بن ابي عبد الله حدثنا يحيى بن ابي كثير عن ابي سلمة عن زينب ابنة ام سلمة عن امها قالت بينما

۱۸۰۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کو بوسہ دیتے حالانکہ آپ روزہ سے ہوتے تھے پھر مائی صاحبہ ہنس پڑیں ۔

۱۸۰۸ — ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں تھی کہ مجھے حیض آنے لگا میں جلدی سے نکل گئی اور حیض کے کپڑے پہن لئے آپ نے فرمایا کیا تمہیں حیض آنے لگا ہے میں نے کہا جی ہاں ! اور میں آپ کے ساتھ چادر میں چلی گئی ۔ ام سلمہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے آپ ان کا بوسہ لیتے حالانکہ آپ روزہ سے ہوتے تھے ۔

۱۸۰۷ — ۱۸۰۸ — شرح : ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ کے طریق سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جو اپنی بیوی کو بوسہ دے حالانکہ وہ دونوں روزہ کی حالت میں ہوں تو آپ نے فرمایا دونوں کا روزہ جاتا رہا ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ دار کے لئے عورت کا بوسہ لینا جائز نہیں مگر یہ حدیث ثابت نہیں دارقطنی نے اس کی تصریح کی ہے ۔ امام ترمذی نے کہا میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا یہ حدیث منکر ہے میں اس کی روایت نہیں کرتا ۔ امام ابوحنیفہ اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا نوجوانوں کے لئے بوسہ لینا مکروہ ہے اور بوڑھوں کے لئے جائز ہے ۔ احناف کہتے ہیں بوسہ لینا اور معانقہ جائز ہے جبکہ اپنی خواہش پر قادر ہو یا بوڑھا شخص ہو ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا بہ نیت مباشرت مکروہ ہے ایسے ہی فحش بوسہ مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ بوسہ لیتے وقت عورت کے ہونٹ چوسے ۔ اگر عورت کا بوسہ لیتے وقت مذی آگئی تو امام ابوحنیفہ اور شافعی رضی اللہ عنہما کے مذہب میں روزہ افطار نہیں ہوتا ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

أَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمِيْلَةِ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حَيْضَتِيْ فَقَالَ مَالَكِ أَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ فَدَخَلْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيْلَةِ وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ **باب** اغْتِسَالِ الصَّائِمِ وَبَلَّ ابْنُ عُمَرَ ثَوْبًا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهِ وَهُوَ صَائِمٌ وَدَخَلَ الشَّعْبِيُّ الْحَمَّامَ وَهُوَ صَائِمٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَتَطَعَّمَ الْقِدْرَ أَوِ الشَّيْءَ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالْمَضْمَضَةِ وَالتَّبَرُّدِ لِلصَّائِمِ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ إِذَا كَانَ صَوْمُ أَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحْ دَهِيْنًا مُتَرَجِّلًا وَقَالَ أَنَسٌ إِنَّ لِيْ أَبْزَنَ أَتَقَحَّمُ فِيْهِ وَأَنَا صَائِمٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْتَاكُ أَوَّلَ النَّهَارِ وَآخِرَهُ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَأْسَ بِالسِّوَاكِ الرَّطْبِ قِيْلَ لَهُ طَعْمٌ قَالَ وَالْمَاءُ لَهُ طَعْمٌ وَأَنْتَ تُمَضْمِضُ بِهِ وَلَمْ يَرَ أَنَسٌ وَالْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ بِالْكُحْلِ لِلصَّائِمِ بَأْسًا۔

باب ـــــ روزہ دار کا غسل کرنا "

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کپڑا تر کیا اور اپنے اوپر ڈالا حالانکہ وہ روزہ سے تھے۔ شعبی حمام میں داخل ہوئے جبکہ وہ روزہ سے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہنڈیا یا کوئی اور شئی چکھنے میں حرج نہیں۔ حسن بصری نے کہا روزہ دار کے لئے کلی کرنا اور ٹھنڈک لینا جائز ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو چاہیئے کہ صبح اس حال میں کرے کہ تیل لگایا ہوا اور کنگھی کی ہو۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا میرا حوض ہے میں اس میں غوطہ لگاتا ہوں حالانکہ میں روزہ سے ہوتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے روزہ کی حالت میں مسواک کی ابن عمر نے کہا دن کے اول اور آخر میں مسواک کر سکتا ہے وہ تھوک نہ نگلے۔ عطاء نے کہا اگر تھوک نگلا تو میں نہیں کہتا کہ اس کا روزہ افطار ہو گیا۔ ابن سیرین نے کہا تر مسواک کر لینے میں حرج نہیں ان سے پوچھا گیا کہ مسواک کا ذائقہ ہوتا ہے تو انھوں نے کہا پانی کا بھی ذائقہ ہوتا ہے حالانکہ تم کلی کرتے ہو انس، حسن بصری اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہم نے روزہ دار کے لئے سرمہ لگانے میں کچھ حرج نہ جانا۔

شرح : روزہ دار کپڑا تر کر کے اپنے جسم پر رکھ لے تاکہ گرمی کی شدت جاتی رہے اسی طرح غسل کرے تو یہ مکروہ نہیں جوامع الفقہ میں ہے غسل کرنا، کپڑا تر کرنا اور سر پر پانی ڈالنا مکروہ نہیں۔ ابوداؤد نے صحیح سند سے

marfat.com
Marfat.com

۱۸۰۹ — حدثنا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَاَبِيْ بَكْرٍ قَالَا قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ ۔

۱۸۱۰ — حدثنا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاَبِيْ فَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ قَالَتْ اَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِّنْ جِمَاعٍ غَيْرِ اِحْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُوْمُهُ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اِذَا اَفْطَرَ يُكَفِّرُ مِثْلَ الْمُجَامِعِ قَالَ لَا اَلَا تَرَى الْاَحَادِيْثَ لَمْ يَقْضِهِ وَاِنْ صَامَ الدَّهْرَ ۔

سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام عرج میں دیکھا کہ آپ روزہ کی حالت میں گرمی اور پیاس کی وجہ سے سر مبارک پر پانی ڈال رہے تھے۔ ابن سیرین نے کہا روزہ دار کپڑا تر کرکے اپنے چہرہ پر ڈال لے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ احناف کے مذہب میں روزہ دار کا کوئی شئی چکھنا مکروہ ہے اور روزہ افطار نہیں ہوتا۔ اور کھانا چکھنا اور شہد کو خرید کرتے وقت چکھنا جائز ہے تاکہ اس کا اچھا یا ردی ہونا معلوم ہو جائے اور عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے بچے کے لئے طعام چبائے جبکہ یہ اس پر ضروری ہو جائے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روزہ دار کے لئے تیل لگانا جائز ہے تاکہ روزہ کے باعث جو اس کی پراگندگی ہے وہ زائل ہو جائے۔ اسی طرح مونچھوں کو تیل لگانا جائز ہے بعض فقہاء اس کو مکروہ جانتے ہیں۔ روزہ دار تر یا خشک مسواک کر سکتا ہے اگرچہ زوال کے بعد کرے۔ اگر یہ سوال ہو کہ پانی کا ذائقہ نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ"، صاحب مجمل نے کہا ہر وہ چیز جو کھائی جائے حتیٰ کہ پانی پر طعام کا اطلاق ہوتا ہے۔ روزہ دار کے لئے سرمہ لگانے میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سرمہ لگانے میں کچھ حرج نہیں حلق میں سرمہ کا ذائقہ محسوس ہو یا محسوس نہ ہو۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اس کو مکروہ جانتے ہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا روزہ دار کے لئے سرمہ لگانا بلا کراہت جائز ہے اور اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا حلق میں محسوس ہو یا نہ ہو۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے جواز و کراہت کی دونوں روایات ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۸۰۹ — کو رمضان مبارک میں احتلام کے بغیر صبح نہانے کی ضرورت ہوتی تو آپ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّائِمِ اِذَا اَكَلَ اَوْ شَرِبَ نَاسِيًا وَقَالَ عَطَاءٌ اِنِ اسْتَنْثَرَ فَدَخَلَ الْمَاءُ فِيْ حَلْقِهٖ لَا بَاْسَ اِنْ لَّمْ يَمْلِكْ رَدَّهٗ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ دَخَلَ حَلْقَهُ الذُّبَابُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحَسَنُ وَمُجَاهِدٌ اِنْ جَامَعَ نَاسِيًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ

۱۸۱۱ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَسِيَ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ۔

غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔

۱۸۱۰ — ترجمہ : ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے کہا میں اور میرا باپ چلے حتی کہ ہم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے۔ انھوں نے فرمایا میں گواہی دیتی ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر احتلام کے جماع سے جنابت کی حالت میں صبح کرتے پھر روزہ رکھتے پھر ہم ام سلمہ کے پاس گئے تو انھوں نے بھی اسی طرح فرمایا۔

۱۸۰۹ ، ۱۸۱۰ — شرح : انبیاء کرام علیہم السلام کو احتلام نہیں ہوتا کیونکہ یہ شیطان کی فریب کاری کے باعث ہوتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام اس سے پاک ہیں اور حدیث میں "غیر حلم" صفات لازمہ سے ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے "يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ"، وہ نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے حالانکہ ان کا قتل بالحق ہوتا ہی نہیں۔ ان دونوں حدیثوں کا مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں سے صحبت کرتے اور اگر سوتے میں صبح ہو جاتی تو غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنابت روزہ کے منافی نہیں۔

باب — جب بھول کر کھایا یا پیا

عطاء نے کہا اگر ناک میں پانی ڈالا اور پانی حلق میں اتر گیا اور وہ اس کو واپس کرنے پر قادر نہیں تو کچھ حرج نہیں۔ حسن بصری نے کہا اگر روزہ دار کے حلق میں مکھی چلی گئی تو کچھ حرج نہیں۔ حسن اور مجاہد نے کہا اگر بھول کر بیوی سے جماع کر لیا تو کچھ حرج نہیں۔

۱۸۱۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بھول کر کھا لے یا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ سِوَاكِ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ لِلصَّائِمِ وَيُذْكَرُ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَالَا أُحْصِي أَوْ أَعُدُّ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ وَيُرْوَى نَحْوُهُ عَنْ جَابِرٍ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَخُصَّ الصَّائِمَ مِنْ غَيْرِهِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ وَقَالَ عَطَاءٌ وَقَتَادَةُ يَبْتَلِعُ رِيقَهُ ۔

اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے "

مشرح : یعنی اگر روزہ دار نے ناک میں پانی ڈالا اور پانی کا اس پر غلبہ ہوگیا اگر وہ اس کو واپس لانے پر قادر ہے اور واپس نہ لایا تو اس کا روزہ فاسد ہوگیا۔ احناف کے نزدیک حلق میں پانی داخل ہوجائے تو روزہ فاسد ہوجاتا ہے اگرچہ اس کا قصد نہ کیا ہو اور چاروں ائمہ کرام کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ اگر حلق میں مکھی اُتر جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا اسی طرح دھوئیں یا غبار داخل ہونے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اور کلی کرنے کے بعد اگر منہ میں پانی کی تری باقی رہ جائے اور اس کو تھوک کے ساتھ نگل جائے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ اس سے بچنا مشکل ہے۔ اور اگر حلق میں برف یا بارش کا پانی داخل ہوجائے تو روزہ جاتا رہے گا اگر حوض میں غوطہ لگایا اور اس کے کان میں پانی داخل ہوگیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا،، اور اگر کان میں تیل داخل ہوگیا اگرچہ اس کا قصد نہ کیا ہو روزہ جاتا رہے گا کیونکہ اس میں بدن کی اصلاح ہے۔ اور اگر کان میں پانی کا قطرہ قصداً ڈالا تو صحیح یہ ہے کہ روزہ فاسد نہ ہوگا۔ کیونکہ اس میں بدن کی اصلاح نہیں کیونکہ پانی دماغ کو نقصان پہنچاتا ہے اور اگر حلق میں آنسو یا پیشانی کے پسینہ کے دو تین قطرے داخل ہوگئے تو کچھ حرج نہیں اگر زیادہ آنسو یا پسینہ داخل ہوا اور اس کی نمکینی حلق میں محسوس ہوئی تو روزہ نہ رہے گا اگر نماز میں ایسا ہوا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ناک کے ذریعہ سے کھنکار حلق میں اُترا تو کوئی حرج نہیں اگرچہ قصداً ایسا کیا ہو،، اگر کسی دوسرے کا تھوک نگل لیا تو روزہ فاسد ہوگا مگر اس پر کفارہ واجب نہیں،، اور اگر اپنے محبوب کا تھوک نگل لیا تو روزہ فاسد ہوگا اور کفارہ واجب ہوگا۔ کیونکہ وہ اس کو مکروہ نہیں جانتا بلکہ اس سے لذت پاتا ہے۔ اور اگر منہ میں تھوک جمع کرکے نگل گیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا (عینی)

امام ابوحنیفہ، شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے کہ اگر روزہ دار نے دن میں بھول کر اپنی بیوی سے رمضان مبارک میں صحبت کرلی تو اس کا روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح بھول کر کھانے یا پینے سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ امام مالک کا مذہب ہے کہ اس سے روزہ افطار ہوجاتا ہے اور اس کی قضاء واجب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

۱۸۱۲ ـــ حدثنا عبدان انا عبد الله انا معمر قال حدثني الزهري عن عطاء بن يزيد عن حمران رأيت عثمان توضأ فافرغ على يديه ثلاثا ثم تمضمض واستنثر ثم غسل وجهه ثلاثا ثم غسل يده اليمنى إلى المرفق ثلاثا ثم غسل يده اليسرى إلى المرفق ثلاثا ثم مسح برأسه ثم غسل رجله اليمنى ثلاثا ثم غسل اليسرى ثلاثا ثم قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ نحو وضوئي هذا ثم قال من توضأ وضوئي هذا ثم يصلي ركعتين لا يحدث نفسه فيهما بشيء غفر له ما تقدم من ذنبه ۔

باب تر اور خشک مسواک کرنا

ترجمۃ الباب : عامر بن ربیعہ سے منقول ہے اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار دفعہ دیکھا کہ آپ روزہ کی حالت میں مسواک کرتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت کے لئے دشوار نہ سمجھتا تو ان کو ہر وضوء کے وقت مسواک کرنے کا حکم فرماتا۔ اس جیسی روائت جابر اور زید بن خالد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے۔ اس میں روزہ دار اور غیر روزہ دار کی تخصیص نہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے اور رب کو راضی کرنے کا سبب ہے۔ عطاء اور قتادہ نے کہا اس کا تھوک نگل سکتا ہے۔

شرح : مسواک اللہ تعالیٰ کی رضاء کا سبب اس لئے ہے کہ مستحب امر کو بجا لانا موجب ثواب ہے نیز یہ نماز کا پیش خیمہ ہے اور نماز میں رت کریم سے مناجات ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ خوشبو صاحب مناجات کی رضاء کی مقتضی ہے۔ باب کی احادیث سے ظاہر ہے کہ روزہ دار مسواک کر سکتا ہے اس میں کچھ فرق نہیں۔ مسواک تر ہو یا خشک ہو اور روزہ فرض ہو یا نفل ہو شروع دن میں کرے یا آخر دن میں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۸۱۲ ـــ ترجمہ : حمران سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنھوں نے وضوء کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر تین تین بار پانی بہایا پھر کلی اور ناک میں پانی ڈالا پھر تین بار چہرہ دھویا پھر دایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر بایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر دایاں پاؤں تین بار دھویا پھر بایاں پاؤں تین بار دھویا پھر فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ میرے اس وضوء کی طرح وضوء کیا پھر فرمایا جس نے میرے وضوء جیسا وضوء کیا پھر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرَيْهِ الْمَاءَ وَلَمْ يُمَيِّزْ بَيْنَ الصَّائِمِ وَغَيْرِهِ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ بِالسَّعُوطِ لِلصَّائِمِ إِنْ لَمْ يَصِلْ إِلَى حَلْقِهِ وَيَكْتَحِلُ وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ مَضْمَضَ ثُمَّ أَفْرَغَ مَا فِيهِ مِنَ الْمَاءِ لَا يَضِيرُهُ إِنْ يَزْدَرِدْ رِيقَهُ وَمَا بَقِيَ فِي فِيهِ وَلَا يَمْضَغُ الْعِلْكَ فَإِنِ ازْدَرَدَ رِيقَ الْعِلْكِ لَا أَقُولُ إِنَّهُ يُفْطِرُ وَلٰكِنْ يُنْهَى عَنْهُ ۔

دو رکعتیں نماز پڑھی اور دل میں کوئی خیال نہ لایا تو اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

شرح :۔ اس حدیث کا باب کے عنوان سے تعلق اس طرح ہے کہ حدیث کا معنیٰ ۱۸۱۲ —— یہ ہے کہ جس شخص نے کامل وضو کیا جو وضو کی تمام سنتوں کا جامع ہو تو ان میں مسواک بھی شامل ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک کے خشک تر ہونے میں کوئی فرق نہیں۔ نماز اور ہر نیک عمل سے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف ہو جاتے ہیں قرآن کریم میں ہے " اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ "، لیکن کبیرہ گناہ توبہ سے ہی معاف ہوتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ۔ —— نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جب وضوء کرے تو ناک میں پانی ڈالے روزہ دار اور غیر روزہ دار کی تخصیص نہیں

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا روزہ دار کے لئے ناک میں دوائی لگوانے میں کچھ حرج نہیں جبکہ وہ اس کے حلق میں نہ پہنچے اور وہ سرمہ لگا سکتا ہے۔ عطاء نے کہا اگر کلی کی پھر جو کچھ منہ میں پانی تھا اسے باہر پھینک دیا تو اس میں کچھ حرج نہیں اگر اپنا تھوک نہ نگلا ہو اور نہ ہی اس کے منہ میں باقی ماندہ تری نقصان دہ ہے اور مصطگی نہ چبائے اگر مصطگی کا تھوک نگل جائے تو میں نہیں کہوں گا کہ اس سے روزہ افطار ہو جاتا ہے لیکن اس سے منع کیا جائے اگر ناک میں پانی ڈالے اور وہ حلق میں چلا جائے تو اس میں کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ اس کو واپس لانے پر قادر نہیں تھا۔

شرح :۔ ناک میں پانی ڈالنے میں روزہ دار اور غیر روزہ دار میں کچھ فرق نہیں مگر مبالغہ کرنے میں فرق ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اگر تو روزہ دار نہیں تو غسل کرتے وقت ناک میں خوب پانی ڈال۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا فِي رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صِيَامُ الدَّهْرِ وَإِنْ صَامَهُ وَبِهِ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ وَابْنُ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيمُ وَقَتَادَةُ وَحَمَّادٌ يَقْضِي يَوْمًا مَكَانَهُ۔

۱۸۱۳ ـــــ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ أَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ أَخْبَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ابْنِ خُوَيْلِدٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ إِنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ إِنَّهُ احْتَرَقَ قَالَ مَالَكَ قَالَ أَصَبْتُ أَهْلِي فِي رَمَضَانَ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِكْتَلٍ يُدْعَى الْعَرَقَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ قَالَ أَنَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا۔

باب ـــــ جب رمضان میں بیوی سے قصداً جماع کرے

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جس نے رمضان میں کسی عذر اور بیماری کے بغیر روزہ نہ رکھا تو سال بھر روزہ رکھنا اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہی کہا ہے اور سعید بن مسیب، شعبی، ابن جبیر، ابراہیم، قتادہ اور حماد رضی اللہ عنہم نے کہا اس کے بدلہ ایک دن روزہ رکھ لے۔"

شرح : یعنی اگر کوئی شخص رمضان میں کسی عذر اور مرض کے بغیر قصداً روزہ نہ رکھے تو سال بھر روزے رکھتا رہے وہ رمضان کے ایک دن کے روزہ کا بدل نہیں ہو سکتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث زجر و تشدید اور مبالغہ پر محمول ہے۔

۱۸۱۳ ـــــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا وہ جل گیا ہے آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے اس نے عرض کیا میں نے رمضان میں بیوی سے صحبت کر لی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کا ٹوکرا آیا جس کو عرق کہا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا جلنے والا کہاں ہے اس نے کہا میں ہوں آپ نے فرمایا ان کو صدقہ کر دو۔

marfat.com
Marfat.com

شرح : اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اس شخص نے قصداً بیوی سے صحبت کی تھی کیونکہ بھول کر ایسا کرنے والا بالاتفاق گنہگار نہیں اور جلنے کا مطلب یہ ہے

۱۸۱۳ —

کہ وہ قیامت میں آگ سے جلے گا۔ حدیث میں اگرچہ صدقہ مطلق ذکر کیا ہے مگر اس سے مراد ساٹھ مساکین پر صدقہ کرنا ہے معلوم ہوا کہ رمضان مبارک میں قصداً بیوی سے صحبت کرنے سے کفارہ واجب ہے اسی طرح قصداً کھانے اور پینے سے کفارہ واجب ہے! اس حدیث سے امام شافعی اور اہل ظاہر نے استدلال کیا کہ جماع میں مرد و زن پر ایک ہی کفارہ واجب ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کا حکم ذکر نہیں کیا حالانکہ بیان کے مقام میں یہ ضروری تھا۔ امام ابوحنیفہ اور مالک رضی اللہ عنہما نے کہا اگر عورت کی مرضی سے جماع ہوا تو اس پر بھی کفارہ واجب ہے۔ امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اگر بیوی سے جبراً جماع کیا تو روزہ کے سوا اس کا کفارہ شوہر ادا کرے گا اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ مذکور شخص نے اپنی بیوی سے جبراً جماع کیا تھا یا اس عورت کو روزہ یاد نہ رہا تھا یا بیماری یا سفر یا بچپن یا جنون یا حیض کے عذر کے سبب اس کے لئے روزہ افطار کرنا مباح تھا۔ یا ممکن ہے کہ اس شخص کی بیوی کتابیہ ہو، کفارہ میں ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا واجب ہے اگر ایک مسکین کو ساٹھ دن کھانا کھلانے سے بھی کفارہ ادا ہو جاتا ہے کیونکہ تجدد ایام سے حاجت بھی بدلتی رہتی ہے۔ البتہ اگر ایک مسکین کو ایک دن میں سارا کفارہ ادا کر دیا تو صرف ایک دن کا کفارہ ادا ہوگا۔ کیونکہ کفارہ میں تفریق واجب ہے اور وہ پائی نہیں گئی۔ ساٹھ مساکین کو ایک دن میں صبح و شام سیر کر کے کھانا کھلانا شرط ہے۔ قرآن کریم نے کفارہ میں جن امور کو ذکر کیا ہے ان میں ترتیب واجب ہے۔ لہٰذا پہلے غلام آزاد کرے۔ اگر وہ نہ ملے تو دو ماہ روزے رکھے۔ اگر روزے رکھنے کی طاقت نہیں تو ساٹھ مساکین کو کھانا دے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے مذہب میں تینوں امور میں اختیار ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں "صُمْ شَهْرَيْنِ أَوْ اَطْعِمْ" دو ماہ روزے رکھ یا کھانا کھلا، یہ کلام تخییر چاہتا ہے۔ قرآن کریم نے "رَقَبَةٌ" کو مطلقاً ذکر کیا ہے لہٰذا مسلمان، کافر، مذکر، مؤنث، صغیر و کبیر کفارہ میں آزاد کرنے جائز ہیں جیسا کہ ظہار کے کفارہ میں ہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا کفارہ میں مسلمان غلام آزاد کرنا شرط ہے۔ کیونکہ قتل کے کفارہ میں مومن غلام آزاد کرنا شرط ہے لہٰذا جہاں مطلقاً غلام ذکر کیا گیا ہے اس کو بھی اس پر محمول کیا جائے گا اگر کفارہ میں روزے رکھے تو تتابع شرط ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ دو ماہ کے روزوں میں رمضان نہ ہو اور نہ ہی وہ ایام ہوں جن میں روزہ رکھنا ممنوع ہے اور وہ عیدین اور ایام تشریق ہیں"۔ امام ابوحنیفہ، مالک اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ کفارہ کے ساتھ اس دن کے روزہ کی قضاء بھی واجب ہے۔ اوزاعی نے کہا اگر غلام آزاد کیا یا مساکین کو کھانا کھلایا تو اس دن کا روزہ بھی قضاء کرے جس کو عمداً فاسد کیا تھا اور اگر دو ماہ کے روزے رکھے تو ان میں اس دن کی قضاء بھی داخل ہے لیکن حدیث اس کے خلاف وارد ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا "یَصُوْمُ یَوْمًا مَّا مَکَانَهٗ" اس کی جگہ کسی دن روزہ رکھے"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا جَامَعَ فِیْ رَمَضَانَ وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ شَیْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَیْهِ فَلْیُکَفِّرْ

۱۸۱۴ — حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَکْتُ قَالَ مَا لَکَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰی اِمْرَأَتِیْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قَالَ لَا قَالَ فَمَکُثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِیْهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِکْتَلُ قَالَ اَیْنَ السَّائِلُ فَقَالَ اَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰی اَفْقَرَ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا یُرِیْدُ الْحَرَّتَیْنِ اَهْلُ بَیْتٍ اَفْقَرَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُهٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَکَ ۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر رمضان کا روزہ رکھ کر بیوی سے صحبت کرلی اور کفارہ ادا نہ کیا پھر دوسرے دن قصداً جماع کرلیا اسی طرح کئی دن کیا تو اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہے ۔ امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہ کے مذہب میں اس پر جماع کا کفارہ علیحدہ علیحدہ واجب ہے لیکن اگر ایک دن میں بار بار صحبت کی تو ایک ہی کفارہ واجب ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب — جب رمضان میں بیوی سے صحبت کرلی اور اس کے پاس کوئی شئی نہیں تو اس کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو اس کا کفارہ ادا ہوجاتا ہے

۱۸۱۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمُجَامِعِ فِيْ رَمَضَانَ هَلْ يُطْعِمُ اَهْلَهُ مِنَ الْكَفَّارَةِ اِذَا كَانُوْا مَحَاوِيْجَ

۱۸۱۵ — حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْاٰخَرَ وَقَعَ عَلٰى اِمْرَاَتِهٖ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ اَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً قَالَ

یارسُولَ اللہ! میں ہلاک ہوگیا آپ نے فرمایا تجھے کیا ہُوا اُس نے کہا میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کرلی ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو غلام رکھتا ہے جسے تو آزاد کرے؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا تو متواتر دو ماہ روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے سکتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں،، راوی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر ٹھہرے ہم اسی حال میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں "عرق" سے مراد ٹوکرا ہے۔ آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ اُس نے کہا حاضر ہوں آپ نے فرمایا یہ ٹوکرا پکڑو اور اسے صدقہ کردو اس مرد نے کہا یارسول اللہ! کیا جو مجھ سے زیادہ محتاج ہے اس پر صدقہ کروں؟ اللہ کی قسم! مدینہ منورہ "شرفہا اللہ تعالیٰ" کے دونوں کناروں کے درمیان کوئی گھر والا نہیں جو میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے پھر فرمایا اپنے گھر والوں کو کھلا دو،،

۱۸۱۴ — شرح: اِطعام سے مراد حقیقۃً کھلانا پلانا نہیں کہ فقیر کے منہ میں طعام ڈالا جائے بلکہ اسے کھانے کی کوئی شئی دے دی جائے جو وہ ساٹھ دن کھاتا رہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس شخص کو کیسے اجازت دی گئی کہ وہ اپنے گھر والوں کو کھانا کھلا دے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شخص کفارہ دینے سے قاصر تھا نہ تو وہ غلام آزاد کرسکتا تھا اور نہ ہی اس میں روزے رکھنے کی طاقت تھی کیونکہ وہ کمزور تھا اس لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو صدقہ کرنے کی اجازت دی جب اس نے یہ بیان کیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے زیادہ محتاج کوئی نہیں تو اس کو اس کے گھر والوں کو کھانا کھلانے کی اجازت دے دی۔ بعض علماء نے اس حدیث سے ایک ہزار مسئلہ استنباط کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احکامِ شرع میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مختار ہیں کئی حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ظہار کے کفارہ کی طرح یہ کفارہ بھی مرتب سے۔ البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان تینوں میں اختیار ہے جو چاہے کفارہ میں برتے کام لائے،، اور وہ کھانا کھلانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

لَا قَالَ اَفَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ اَفَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهٖ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَهُوَ الزَّبِيْلُ قَالَ اَطْعِمْ هٰذَا عَنْكَ قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنَّا وَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا قَالَ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ۔ بَابُ الْجَامِعَةِ وَالْقَيْءِ لِلصَّائِمِ

باب — کیا رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کرنے والا کفارہ کا کھانا اپنے گھر والوں کو کھلا دے جبکہ وہ زیادہ محتاج ہوں؟

۱۸۱۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہا بدنصیب نے رمضان مبارک میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا غلام رکھتے ہو جسے آزاد کرو؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا متواتر دو ماہ روزے رکھنے کی طاقت رکھتے ہو؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس کھانا ہے جو ساٹھ مسکینوں کو دو؟ اس نے کہا نہیں راوی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ عرق کا معنیٰ زنبیل ہے۔ آپ نے فرمایا یہ اپنی طرف سے کھلا دو اس نے کہا ہم سے جو زیادہ محتاج ہے اسے کھلاؤں؟ مدینہ منورہ کے دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان کوئی گھر والا نہیں جو ہم سے زیادہ محتاج ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر والوں کو کھلا دو "

باب — روزہ دار کا پچھنے لگوانا اور قئ کرنا

عمرو بن ثوبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جب کوئی قئ کرے تو اس کا روزہ نہیں جاتا کیونکہ وہ باہر نکالتا ہے کچھ داخل نہیں کرتا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس کا روزہ جاتا رہتا ہے اور اوّل صحیح ہے۔ ابن عباس اور عکرمہ رضی اللہ عنہم نے کہا روزہ اس شئی سے جاتا ہے جو داخل ہو اور اس سے نہیں جاتا جو خارج ہو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پچھنے لگوائے حالانکہ وہ روزہ دار ہوتے پھر اس کو ترک کر دیا۔ وہ رات کو پچھنے لگواتے تھے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کو پچھنے لگوائے

حضرت سعد، زید بن ارقم اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ انھوں نے روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے۔ بُکیر نے ام علقمہ سے روایت کی کہ ہم ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں پچھنے لگواتے تھے وہ ہم کو منع نہ فرماتی تھیں حسن بصری نے کئی حضرات سے مرفوع روایت کی انھوں نے کہا پچھنے لگانے والے

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ لِيْ يَحْيٰى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ ثَوْبَانَ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ اِذَا قَاءَ فَلَا يُفْطِرُ اِنَّمَا يَخْرُجُ وَلَا يُوْلِجُ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ يُفْطِرُ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعِكْرِمَةُ الصَّوْمُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ وَكَانَ بْنُ عُمَرَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهٗ فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ وَاحْتَجَمَ اَبُوْ مُوْسٰى لَيْلًا وَيُذْكَرُ عَنْ سَعْدٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَاُمِّ سَلَمَةَ احْتَجَمُوْا صِيَامًا وَقَالَ بُكَيْرٌ عَنْ اُمِّ عَلْقَمَةَ كُنَّا نَحْتَجِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَا تَنْهٰى وَيُرْوٰى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مَرْفُوْعًا فَقَالَ اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ۔ وَقَالَ لِيْ عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلَهٗ قِيْلَ لَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ۔

والے کا اور لگوانے والے کا روزہ جاتا رہتا ہے عیاش نے بیان کیا کہ ہم کو عبدالاعلیٰ نے خبر دی انھوں نے کہا ہم کو یونس نے حسن بصری سے اس جیسی خبر دی۔ ان سے کہا گیا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے؟ تو انھوں نے کہا جی ہاں! پھر کہا اللہ زیادہ جانتا ہے!

شرح : اس باب میں پچھنے لگوانے اور قئی آجانے کے احکام مذکور ہیں۔ امام بخاری نے باب میں حکم ذکر نہیں کیا کیونکہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے لیکن جو آثار اس باب میں ذکر کئے ہیں ان سے یہی واضح ہوتا ہے کہ ان سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عادت کے مطابق "قَالَ لِيْ يَحْيٰى الخ" ذکر کیا کیونکہ جب وہ کوئی موقوف شئی کی سند بیان کرنا چاہیں تو اس طرح ذکر کرتے ہیں۔ اس اثر کا معنیٰ یہ ہے کہ روزہ اس شئی سے فاسد ہوتا ہے جو پیٹ میں داخل ہو اور باہر نکلنے والی شی سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور قئی خارج ہوتی ہے داخل نہیں ہوتی لہٰذا یہ روزہ کے لئے مفسد نہیں مگر یہ قاعدہ مبنی سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ وہ خارج ہوتی ہے اور قضاء اور کفارہ واجب کرتی ہے۔ اگر قئی خود بخود آئے اگرچہ منہ بھر جائے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور اگر قصداً قئی لے تو روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔ اس سے قضاء واجب ہے کفارہ نہیں۔ ائمہ اربعہ کا مذہب یہی ہے۔ اسی پر سب علماء کا اجماع ہے کہ قصداً قئی لینے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔ اگر منہ بھر کر قئی آئی پھر لوٹ گئی تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ اگر یہ سوال ہو کہ امام ترمذی نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قئی کی اور روزہ افطار کر دیا" اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۱۸۱۶ — حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ

۱۸۱۷ — حدثنا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْهُمَا قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ۔

۱۸۱۸ — حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَكُنْتُمْ تَكْرَهُونَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ وَزَادَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَاَفْطَرَ ،، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قئی لی اور افطار کر دیا یعنی آپ قئی سے کمزور ہو گئے اس لئے آپ نے روزہ افطار کر دیا جیسے فضالہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے ۔ وَلٰكِنِّي قِئْتُ فَضَعُفْتُ عَنِ الصِّيَامِ فَاَفْطَرْتُ ،، اس حدیث سے ہرگز یہ ثابت نہیں کہ قئی سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے ۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جب روزہ دار کو قئی آجائے تو اس پر قضا نہیں اور جب وہ قصداً قئی لے تو اس دن کے روزہ کی قضا کرے ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں "

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا " يُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ يُفْطِرُ ،، يُذْكَرُ مجہول کا صیغہ ہے ۔ یہ روایت کی کمزوری کی علامت ہے ۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ يُفْطِرُ ، کا معنیٰ یہ ہے کہ جب قصداً قئی لی تو روزہ افطار ہو جاتا ہے ۔ قولہ والاول اصح یعنی پہلا اسناد صحیح تر ہے اور وہ قال لی یحییٰ بن صالح الخ ،، ہے ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حسن بصری سے روایت ذکر کی " اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ ،، کہ پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے کا روزہ فاسد ہو گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو فسادِ صوم پر دلالت کرتا ہو بلکہ کسی اور وجہ کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا وہ یہ کہ وہ دونوں چغلی کر رہے تھے اس لئے فرمایا ان کا روزہ نہ رہا یعنی اس کا ثواب نہ رہا ۔ جیسے ایک صحابی نے جمعہ کے وقت باتیں کرنے والے سے کہا تیرا جمعہ نہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی ۔ مگر اس کو اعادہ کا حکم نہ فرمایا اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا ثواب ساقط ہو جاتا ہے نیز حضرت ابن عباس کی حدیث سے یہ حدیث منسوخ ہے چنانچہ حدیث ۱۸۱۶ میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا " نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ روزہ کی حالت میں تھے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۱۸۱۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ احرام کی حالت میں تھے ۔ اور آپ نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ روزہ دار تھے ۔

۱۸۱۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ روزہ دار تھے ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِفْطَارِ

۱۸۱۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ سَمِعَ ابْنَ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ اُنْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ اُنْزِلْ فَاجْدَحْ

ترجمہ : شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ثابت بنانی سے سُنا وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کرتے تھے کہ کیا تم روزہ دار کے لئے پچھنے لگوانے مکروہ جانتے ہو؟ اُنھوں نے کہا نہیں۔ لیکن کمزوری کے باعث مکروہ جانتے ہیں۔ شبابہ نے یہ اضافہ کیا کہ ہم کو شعبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خبر دی۔

۱۸۱۸ —

شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث شداد بن اوس کی حدیث "اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ" کی ناسخ ہے کیونکہ فتح مکہ میں ایک شخص روزہ کی حالت میں پچھنے لگوا رہا تھا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِن دونوں کا روزہ جاتا رہا جبکہ مکہ آٹھ ہجری میں فتح ہُوا تھا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حجۃ الوداع میں دس ہجری کا واقعہ ہے اور موخر مقدم کا ناسخ ہوتا ہے۔ دار قطنی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے جبکہ آپ احرام کی حالت میں تھے۔ اور "اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ" کے بعد آپ نے یہ فرمایا" اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ "اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ" منسوخ ہے۔ نیز بخاری میں انس بن مالک سے منقول حدیث سے ظاہر ہے کہ پچھنے لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا بلکہ اس سے کمزور ہو جاتی ہے جس کو صحابہ مکروہ جانتے تھے

باب — سفر میں روزہ رکھنا اور افطار کرنا

۱۸۱۹ —

ترجمہ : ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک سفر میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے ایک شخص سے فرمایا اُتر اور میرے لئے ستو گھول اُس نے عرض کیا یا رسُول اللہ! سُورج باقی ہے آپ نے فرمایا اُتر اور میرے لئے ستو گھول اُس نے عرض کیا یا رسُول اللہ! سُورج باقی ہے آپ نے فرمایا اُتر اور میرے لئے ستو گھول وہ شخص اُترا اور آپ کے لئے ستو گھولے تو آپ نے پی لئے پھر دستِ اقدس سے اِدھر اشارہ کر کے فرمایا جب تم رات کو دیکھو کہ وہ اِدھر سے آئی ہے تو روزہ دار روزہ افطار کر دے۔ سفیان کی جریر اور ابوبکر بن عیاش نے شیبانی کے واسطہ سے ابن ابی اوفی سے روایت کی۔

marfat.com
Marfat.com

لِیْ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِیْ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَہٗ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمٰی بِیَدِہٖ ھَاھُنَا ثُمَّ قَالَ اِذَا رَأَیْتُمُ اللَّیْلَ اَقْبَلَ مِنْ ھَاھُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ تَابَعَہٗ جَرِیْرٌ وَ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ ۔

---

۸۱۹ — شرح : حدیث میں مذکور شخص نے یہ خیال کیا تھا کہ سورج کی روشنی باقی ہے اور یہ افطار سے مانع ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ روشنی مضر نہیں، جب سورج غروب ہونے کے بعد مشرق کی طرف سے سیاہی اوپر آجائے تو روزہ کے افطار کا وقت ہوجاتا ہے۔ علماء رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب روزہ کے افطار کا وقت ہوجائے تو جلد افطار کرنا چاہئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ اس لئے فرمایا کہ مشرق میں سیاہی کا اوپر آجانا سورج کے غروب کی محکم دلیل ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ میں سفر کی حالت میں روزہ دار رہتے اور آپ کا ہر فعل افضل ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ، ابویوسف اور محمد رحمہم اللہ کا مذہب یہی ہے اور توضیح میں امام شافعی اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ذکر کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر مقیم شخص رمضان پائے پھر مسافر ہوجائے اس پر روزہ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میں سے جو کوئی رمضان پائے وہ روزہ رکھے۔

شرح مختصر طحاوی میں ہے سفر میں افضل یہ ہے کہ روزہ رکھے جبکہ وہ روزہ رکھنے سے کمزور نہ ہو اور اگر روزہ رکھنے سے کمزور ہوجائے اور اس کو تکلیف لاحق ہو تو افطار افضل ہے اور اگر سفر کی حالت میں بلا عذر روزہ افطار کیا تو گنہگار نہ ہوگا۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کھجور سے روزہ افطار کرنا واجب نہیں مستحب ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو سے روزہ افطار کیا تھا۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

۱۸۲۰ — حدثنا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَسْرُدُ الصَّوْمَ

۱۸۲۱ — حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ۔

بابٌ اِذَا صَامَ اَيَّامًا مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ

۱۸۲۲ — حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ اَفْطَرَ فَاَفْطَرَ النَّاسُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْكَدِيْدُ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ۔

۱۸۲۰ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں پے در پے روزے رکھتا ہوں۔

۱۸۲۱ — ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا میں سفر میں روزہ رکھ لوں؟ جبکہ وہ بہت روزے رکھا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا اگر چاہتے ہو تو روزہ رکھ لو اور اگر چاہتے ہو تو افطار کر لو"

باب — جب رمضان کے چند روزے رکھے پھر سفر کیا"

۱۸۲۲ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں مکہ مکرمہ کی طرف نکلے اور روزہ رکھا حتی کہ جب مقام کدید پہنچے تو آپ نے افطار کر دیا اور لوگوں نے بھی افطار کر دیا۔ امام بخاری نے کہا کدید، عسفان اور قدید کے درمیان پانی کا چشمہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ

۱۸۲۲ ـــــ حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فِي يَوْمٍ حَارٍّ حَتَّى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ رَوَاحَةَ

۱۸۲۳ ـــــ ترجمہ : ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گرمی کے دن ایک سفر میں روانہ ہوئے حتیٰ کہ آدمی سخت گرمی کے باعث اپنا ہاتھ سر پہ رکھتا تھا اور ہم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عبداللہ بن رواحہ کے سوا کوئی روزہ دار نہ تھا

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دس رمضان کو فتح مکہ میں بدھ کے روز عصر کے بعد مکہ کی طرف روانہ

۱۸۲۲ ، ۱۸۲۳ ـــــ ہوئے جب ذوالحلیفہ کے قریب صلصل پہنچے تو منادی نے اعلان کیا کہ جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے افطار کرے اور جب کدید پہنچے تو اپنی سواری پر عصر کی نماز کے بعد روزہ افطار کر دیا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ لیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے اور افطار مباح ہے اور سفر میں دن کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد افطار جائز ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اس دن میں افطار جائز نہیں جس میں سفر کو روانہ ہو صرف اس دن میں افطار جائز ہے جس میں سفر کی حالت میں فجر طلوع ہو۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا جو شخص رات کو روزہ کی نیت کرے اور سفر میں روانہ ہو جائے اور روزہ افطار کر دے تو اس دن کی قضا اس پر واجب ہے اور کفارہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ابن حزم نے کہا ابوالدرداء کی حدیث سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہ احتمال ہے کہ یہ روزہ نفلی ہو۔ اور اس سفر کو فتح مکہ کا سفر گمان کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حالانکہ وہ فتح مکہ سے پہلے موتہ کی لڑائی میں شہید ہو چکے تھے،، صاحب تلویح نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ سفر بدر کا سفر ہو کیونکہ امام ترمذی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ ہم نے رمضان مبارک میں بدر اور فتح مکہ کے دن سفر کیا۔ اور دونوں سفروں میں روزہ نہ رکھا۔ لہٰذا ابن حزم کا سفر میں نفلی روزہ کا احتمال ذکر کرنا درست نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ وَاشْتَدَّ الْحَرُّ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ۔

۱۸۲۴ — حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَرَأَى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس شخص کے لئے جس پر سایہ کیا گیا اور گرمی سخت تھی کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں"

۱۸۲۴ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے آپ نے ایک ہجوم دیکھا اور ایک مرد کو دیکھا جس پر سایہ کیا گیا تھا۔ فرمایا یہ کیا ہے لوگوں نے عرض کیا یہ شخص روزہ دار ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں"

۱۸۲۴ — شرح : اس حدیث سے بعض ظاہریہ نے استدلال کیا کہ سفر میں روزہ صحیح نہیں اور اگر روزہ رکھ لیا تو وہ روزہ نہ ہوگا۔ حضرت فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے یا افطار افضل ہے۔ اکثر نے یہ کہا کہ اگر سفر میں مشقت اور تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے اور مذکور حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جب تم کو مشقت ہو اور روزہ رکھنے میں تکلیف کا ڈر ہو تو روزہ رکھنا اچھا نہیں۔ لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے تو گناہ ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ زیادہ نیکی نہیں کیونکہ کبھی یوں ہوتا ہے کہ سفر میں افطار زیادہ نیکی ہوتی ہے جبکہ وہ حج یا جہاد کا سفر ہو کیونکہ اس سفر میں افطار سے قوت حاصل ہوتی ہے تاکہ حج اور جہاد پوری طاقت سے ادا کر سکے۔ جیسے حدیث میں ہے "ایک دو کھجوریں مانگنے والا مسکین نہیں۔ حالانکہ یہ یقینی امر ہے کہ وہ شخص صدقہ لینے کا اہل ہے۔ لیکن حدیث میں وہ مسکین مراد لیا ہے جو سخت ترین حال میں ہو۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کا ذکر ایک خاص معین شخص کے بارے میں ہے جس پر سایہ کیا گیا تھا اور وہ ہلاکت کے قریب ہو گیا تھا۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس روزہ میں روزہ دار

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَمْ يَعِبْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الصَّوْمِ وَالْإِفْطَارِ

۱۸۲۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ ۔

بَابُ مَنْ أَفْطَرَ فِي السَّفَرِ لِيَرَاهُ النَّاسُ

۱۸۲۶ — مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهُ إِلَى يَدَيْهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ وَذٰلِكَ فِي رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ قَدْ صَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ ۔

اس حد تک پہنچ جائے وہ روزہ کچھ نیکی نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو افطار کی رخصت عنایت کی ہے۔

——— واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم! ———

باب ——— اصحابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھنے یا افطار کرنے پر ایک دوسرے کو عیب نہیں لگایا

۱۸۲۵ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ کے ساتھ سفر کرتے تھے تو (اس سفر میں) روزہ دار نے افطار کرنے والے کو اور افطار کرنے والے نے روزہ دار کو عیب نہ لگایا۔

۱۸۲۵ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے کیونکہ صائم اور مفطر کو عیب نہ لگانا جواز کی دلیل ہے اور یہ طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں متعارف تھا کہ وہ سفر میں روزہ رکھنے یا افطار پر ایک دوسرے پر عیب لگاتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بابُ (وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ) قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَسَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ نَسَخَتْهَا (شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ

باب — جس نے سفر میں روزہ افطار کیا تاکہ لوگ اسے دیکھیں"

۱۸۲۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے اور روزہ رکھا حتیٰ کہ عسفان پہنچے پھر پانی منگوایا اور اس کو اپنے ہاتھوں کی طرف اٹھایا تاکہ لوگوں کو دکھائیں اور روزہ افطار کر دیا حتیٰ کہ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور یہ سفر رمضان میں تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا اور افطار کیا پس جو کوئی چاہے (سفر میں) روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

۱۸۲۶ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال رمضان مبارک میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو لوگوں نے روزہ رکھا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ لوگوں کو روزہ کے سبب سخت تکلیف ہے اور وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ منگوایا اور دونوں ہاتھوں سے اس کو بلند کیا تاکہ لوگ اس کو اچھی طرح دیکھ لیں اور روزہ افطار کرنے میں آپ کی اتباع کریں۔ کیونکہ ان کے لئے روزہ تکلیف دہ تھا اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر آسانی کرنے کے لئے روزہ افطار کر دیا کیونکہ روزہ کے سبب ضعف و کمزوری ہو جانے سے دشمن کے مقابلہ میں حرج واقع ہونے کا احتمال تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے سفر میں موجود نہ تھے لیکن یہ حدیث ان کی مسند متصل احادیث سے شمار کی جاتی ہے۔ کیونکہ انھوں نے اس کی روایت صرف صحابی سے کی ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — ان لوگوں پر جو طاقت رکھتے ہیں فدیہ ہے

عبداللہ بن عمر اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم نے کہا (باب میں مذکور آیت کو) ان آیات نے منسوخ کر دیا ہے"

marfat.com
Marfat.com

بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ اِلٰى قوله تَشْكُرُوْنَ) وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ لَيْلٰى حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ رَمَضَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَكَانَ مَنْ اَطْعَمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا تَرَكَ الصَّوْمَ مِمَّنْ يُطِيْقُهُ وَرُخِّصَ لَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ فَنَسَخَتْهَا وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ فَاُمِرُوْا بِالصَّوْمِ۔

۱۸۲۷ ـــــ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَرَأَ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ قَالَ هِيَ مَنْسُوْخَةٌ۔

"رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگ کے لئے ہدایت اور راہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے۔ اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو۔ اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی، اور کہیں تم حق گزار ہو"، ابن ابی لیلیٰ نے کہا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ہم سے بیان کیا کہ رمضان نازل ہوا تو لوگوں پر یہ شاق گزرا تو جو کوئی ہر روز مسکین کو کھانا کھلا دیتا حالانکہ روزہ کی طاقت رکھتا تو روزہ چھوڑ دیتا۔ اس کی ان کو رخصت بھی تھی پھر اس کو اس آیت "اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ" "روزہ رکھنے تمہارے لئے بہتر ہیں" نے منسوخ کر دیا اڈان کو روزے رکھنے کا حکم دیا گیا"

۱۸۲۷ ـــــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت "فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ" پڑھی"، اور کہا یہ منسوخ ہے۔

۱۸۲۷ ـــــ شرح: ابتداء اسلام میں سال بھر میں صرف عاشوراء کا ایک روزہ فرض تھا۔ پھر جب یہ حکم ہوا کہ مہینہ میں ایام بیض کے تین روزے رکھو تو عاشوراء کا روزہ منسوخ ہو گیا پھر اس کی فرضیت رمضان مبارک کے روزوں کے سبب منسوخ ہو گئی اس وقت روزہ دار کو اختیار ہوتا تھا کہ وہ روزہ رکھے یا افطار کر دے اور مسکین کو نصف صاع گندم دے دیا کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ" روزہ کی طاقت رکھتے ہیں اور وہ روزہ نہیں رکھتے وہ فدیہ دیں جو ایک مسکین کو ایک دن کا کھانا دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے لئے روزہ رکھنا بہتر ہے اور اختیار ختم ہو کر روزہ رکھنا ضروری ہو گیا۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَتَى يُقْضَى قَضَاءُ رَمَضَانَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ اَنْ يُفَرِّقَ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِيْ صَوْمِ الْعَشْرِ لَا يَصْلُحُ حَتّٰى يَبْدَأَ بِرَمَضَانَ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِذَا فَرَّطَ حَتّٰى جَاءَ رَمَضَانُ اٰخَرُ يَصُوْمُهُمَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ طَعَامًا وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مُرْسَلًا وَابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ يُطْعِمُ وَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ الْاِطْعَامَ اِنَّمَا قَالَ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔

روزہ مشروع ہوگیا۔ اور روزہ دار غروب شمس سے عشاء کی نماز پڑھنے تک کھا پی سکتا تھا۔ اس کے بعد کھانا پینا اور بیوی سے جماع کرنا دوسرے دن کے سورج غروب ہونے تک حرام تھا پھر رات کا روزہ منسوخ ہوگیا اور صبح صادق کے نمودار ہونے سے سورج غروب ہونے تک روزہ فرض ہوگیا اور قیامت تک یہی حکم باقی ہے۔ اس بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رمضان کے روزے ایک ہی مرتبہ فرض نہیں ہوئے بلکہ تدریجاً فرض ہوئے تاکہ لوگوں کو عادت ہوجائے اور وہ آسانی سے روزے رکھ سکیں"

باب ــــ رمضان کے قضاء روزے کب قضاء کئے جائیں

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا متفرق روزے رکھنے میں کچھ حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ" اور سعید بن مسیب نے کہا ذوالحجہ کے دس روزے رکھنے اچھے نہیں حتیٰ کہ رمضان کے قضاء روزے پورے کرے" ابراہیم نے کہا جب تقصیر کی حتیٰ کہ دوسرا رمضان آگیا تو دونوں کے روزے رکھے اور اس پر فدیہ واجب نہیں دیکھا ابوہریرہ سے مرسل اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث ذکر کی جاتی ہے کہ وہ فدیہ دے اللہ تعالیٰ نے فدیہ کو ذکر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے صرف یہ فرمایا کہ دوسرے دنوں کی گنتی پوری کرے۔

شرح : یعنی سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے کسی نے ذوالحجہ کے دس روزوں کے متعلق پوچھا حالانکہ اس کے ذمہ رمضان کے قضاء روزے تھے تو انھوں نے جواب دیا پہلے رمضان مبارک کے قضاء روزے پورے کرو پھر دس روزے رکھو لیکن سعید بن مسیب کا یہ فتویٰ اولویت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ابن ابی شیبہ نے قتادہ کے ذریعہ سعید بن مسیب سے روایت کی کہ وہ رمضان کے قضاء روزے ذوالحجہ کے دس روزوں میں پورے کرنے میں حرج نہ جانتے تھے۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب کوتاہی کی حتیٰ کہ دوسرا رمضان آگیا تو وہ دونوں کے روزے رکھے اور اس پر فدیہ واجب نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابوہریرہ سے مرسل روایت ہے کہ دوسرا رمضان آجائے تو فدیہ واجب ہے اور ابن عباس سے بھی یہ مروی ہے مگر قرآن کریم میں فدیہ کا ذکر

marfat.com
Marfat.com

۱۸۲۸ ـــ حدّثنا اَحمدُ بنُ یُونُسَ حدّثنا زُھَیرٌ حدّثنا یَحیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ تَقُوْلُ کَانَ یَکُوْنُ عَلَیَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَقْضِیَ اِلَّا فِیْ شَعْبَانَ قَالَ یَحیٰی الشُّغْلُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

نہیں ہے اس میں تو صرف یہ مذکور ہے کہ دُوسرے دنوں کی گنتی پُوری کرے لیکن امام بخاری کا یہ استدلال مکمل نہیں کیونکہ اگر قرآن کریم میں کوئی حکم مذکور نہ ہو تو اس کو یہ لازم نہیں کہ وہ حکم سنّت سے بھی ثابت نہ ہو حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے جن میں سے ابو ہریرہ اور ابن عباس ہیں، فدیہ واجب کیا ہے حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا جب دُوسرا رمضان آجائے تو اس کے گزر جانے کے بعد پہلے رمضان کے قضاء روزے رکھے اور اس پر کفارہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۸۲۸ ـــ ترجمہ : ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا وہ فرماتی تھیں مجھ پر رمضان کے قضاء روزے ہوتے اور میں شعبان کے مہینہ کے بغیر ان کو قضاء نہ کر سکتی تھی۔ یحییٰ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشغول ہونے کے سبب قضاء پُوری کرنے کا وقت نہ ملتا،،

۱۸۲۸ ـــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا کوئی وقت ضائع نہ ہونے دیتی تھیں اور جب بھی آپ خدمت لینے کا ارادہ فرمائیں تو وہ اس کے لئے تیار رہتی تھیں۔ شعبان کے مہینہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت روزے رکھتے تھے اس لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا روزوں کی قضاء کے لئے فارغ ہوتی تھیں اور رمضان کے قضاء روزے شعبان میں پُورے کرتی تھیں،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء کا وقت وسیع ہے مگر شعبان میں تنگ ہو جاتا ہے نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ شوہر کی خدمت دوسرے حقوق پر مقدم ہے بشرطیکہ وہ مجبوری وقت میں فرض نہ ہوں!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحَائِضِ تَتْرُكُ الصَّوْمَ وَالصَّلٰوةَ وَقَالَ اَبُو الزِّنَادِ اِنَّ السُّنَنَ وَوُجُوْهَ الْحَقِّ لَتَاْتِیْ كَثِیْرًا عَلٰی خِلَافِ الرَّاْیِ فَمَا یَجِدُ الْمُسْلِمُوْنَ بُدًّا مِنِ اتِّبَاعِهَا مِنْ ذٰلِكَ اَنَّ الْحَائِضَ تَقْضِی الصِّیَامَ وَلَا تَقْضِی الصَّلٰوةَ۔

۱۸۲۹ — حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ زَیْدٌ عَنْ عِیَاضٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَیْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِیْنِهَا۔

باب — حائضہ عورت روزے اور نماز چھوڑ دے

ابو الزناد نے کہا سنتیں اور امورِ حق کے اسباب اور طریقے اکثر عقل کے خلاف ہیں اور مسلمانوں کو ان کی اتباع کے بغیر خلاصی نہیں ان امور میں سے ایک یہ ہے کہ حائضہ عورت روزے قضاء کرے اور نماز قضاء نہ کرے۔

۱۸۲۹ — ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت کو حیض آجائے کیا وہ نماز اور روزہ نہیں چھوڑ دیتی؟ یہ اس کے دین کا نقصان ہے۔

۱۸۲۹ — شرح : یعنی جو امور عقل اور رائے کے خلاف ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حائضہ عورت ایام حیض میں رمضان کے قضاء روزے پورے کرے گی مگر ان دنوں کی نمازیں قضاء نہ کرے گی، حالانکہ عقل کا مقتضیٰ یہ ہے کہ دونوں کو قضاء کرے کیونکہ ان میں سے ہر ایک عبادت ہے جو عذر کے باعث ترک کی گئی لیکن شریعت میں صرف روزوں کی قضاء واجب ہے۔ فقہاء کرام نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ روزے سال میں ایک مرتبہ آتے ہیں ان کو قضاء کرنے میں حرج واقع نہیں ہوتا اور نماز ایک دن میں بار بار پڑھنی ہوتی ہے اس کو قضاء کرنے میں حرج لاحق ہوتا ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ وَقَالَ الْحَسَنُ إِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُونَ رَجُلًا يَوْمًا وَاحِدًا جَازَ۔

۱۸۳۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ۔ تَابَعَهُ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو وَرَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي جَعْفَرٍ۔

۱۸۳۱ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ

باب ـــ جو فوت ہو جائے اور اس پر روزے واجب ہوں

حسن بصری نے کہا اگر اس کی طرف سے تیس (۳۰) آدمی ایک دن روزے رکھیں تو جائز ہے!

۱۸۳۰ ـــ ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی فوت ہو جائے اور اس پر روزے واجب ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے۔

۱۸۳۱ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں فوت ہو گئی ہے اس پر ایک ماہ کے روزے واجب ہیں کیا میں اس کی طرف سے روزے قضا کروں؟ آپ نے فرمایا! ہاں" اور فرمایا اللہ کا قرض زیادہ لائق ہے کہ ادا کیا جائے" سلیمان نے کہا حکم اور سلمہ نے کہا حالانکہ ہم سب بیٹھے ہوئے تھے جبکہ مسلم نے یہ حدیث بیان کی کہ ان دونوں نے کہا ہم نے مجاہد سے سنا وہ یہ ابن عباس سے ذکر کرتے تھے ابو خالد

marfat.com
Marfat.com

اَنْ يُقْضٰى ۔ قَالَ سُلَيْمَانُ فَقَالَ الْحَكَمُ وَسَلَمَةُ وَنَحْنُ جَمِيْعًا جُلُوْسٌ حِيْنَ حَدَّثَ مُسْلِمٌ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ سَمِعْنَا مُجَاهِدًا يَذْكُرُ هٰذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ خَالِدِ الْاَحْمَرِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ وَمُسْلِمِ الْبَطِيْنِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُخْتِيْ مَاتَتْ وَقَالَ يَحْيٰى وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ ۔ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ اُمِّيْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ ۔ وَقَالَ اَبُوْ حَرِيْزٍ حَدَّثَنِيْ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَتْ اُمِّيْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا ۔

سے ذکر کیا جاتا ہے کہ اُنھوں نے کہا ہم سے اعمش نے حکم، مسلم بطین، سلمہ بن کُہیل سے اُنھوں نے سعید بن جبیر، عطاء اور مجاہد سے اُنھوں نے ابن عباس سے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے اور عبید اللہ نے زید بن ابی اُنیسہ سے اُنھوں نے حکم سے اُنھوں نے سعید بن جُبیر سے اُنھوں نے ابن عباس سے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس پر نذر کا روزہ واجب ہے ابو جریر نے کہا ہم سے عکرمہ نے ابن عباس سے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس پر پندرہ دن کے روزے واجب ہیں۔"

شرح : علماء نے اس شخص کے بارے میں اختلاف کیا ہے جو فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ روزے واجب ہوں۔ کیا روزے اس کی طرف سے پُورے کئے جائیں؟ اس میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے دو قول ہیں۔ مشہور تر قول یہ ہے کہ اس کی طرف سے روزے نہ رکھے جائیں اور میت کی طرف سے ہرگز روزہ رکھنا جائز نہیں۔ دُوسرا قول یہ ہے کہ میت کی طرف سے اس کے ولی کا روزے رکھنا مستحب ہے واجب نہیں اس طرح میت بری الذمہ ہو جاتی ہے اور اس کی طرف سے روزے رکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ مشہور قول ہی امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ اکثر علماء کہتے ہیں کوئی بھی کسی کی طرف سے روزے نہیں

۱۸۳۰، ۱۸۳۱ ——

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَتَى يَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ وَ اَفْطَرَ اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ حِيْنَ غَابَ قُرْصُ الشَّمْسِ

۱۸۳۲ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هَاهُنَا وَ اَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هَاهُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ۔

رکھ سکتا ہے۔ وہ اس کو نماز کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک بدنی عبادت ہے اور وہ حدیث کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ولی میت کی طرف سے کھانا کھلا دے یہ اس کے روزے کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔

احناف کہتے ہیں جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ واجب روزے ہوں تو کوئی بھی اس کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتا ہے۔ لیکن اگر اس نے وصیت کی ہو تو اس کی طرف سے ولی ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دے جو گندم کا نصف صاع اور جو کا ایک صاع ہے۔ امام نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بھی کسی کی طرف سے نماز نہ پڑھے لیکن اس کی طرف سے کھانا کھلا دے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ ایک مہینہ کے روزے ہوں تو اس کا ولی ہر روز اس کی طرف سے مسکین کو کھانا کھلائے۔ امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ جب راوی کوئی روایت ذکر کرے پھر اس کے خلاف فتویٰ صادر کرے تو وہ روایت اس کے نزدیک منسوخ ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے اجتہاد سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول روایت کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ امام طحاوی نے صحیح سند سے عمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اس نے کہا میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے اور رمضان کے روزے اس کے ذمہ باقی ہیں کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہوں؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو اس کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتی اس کی طرف سے ہر روز مسکین کو کھانا کھلانا روزے رکھنے سے بہتر ہے۔ سب علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ کوئی بھی کسی کی طرف سے نماز نہ پڑھے اور روزہ بھی ایسا ہی ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک بدنی عبادت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ روزہ دار کب افطار کرے

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے روزہ اس وقت افطار کیا جس وقت سورج کی ٹکیہ غروب ہو گئی!

۱۸۳۲ ـــ ترجمہ: عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم نے اپنے والد سیدی عمر فاروق رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

۱۸۳۳ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَّهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ يَا فُلَانُ قُمْ فَاجْدَحْ لَنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ اِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ ـــ

سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اِدھر سے رات آجائے اور اِدھر سے دن چلا جائے اور سورج غروب ہوجائے تو روزہ دار افطار کردے!

۱۸۳۲ ـــ شرح: سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ جب رات کا اندھیرا اِدھر سے اُوپر آجائے اور مغرب کی طرف اشارہ کرکے فرمایا جب ادھر سے دن چلا جائے اور سورج کی ٹکیہ غروب ہوجائے تو روزہ افطار کردو۔ مشرق کی طرف سے سیاہی کا اُوپر آجانا سورج غروب ہونے کی دلیل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک مشرق کی طرف سے رات کی سیاہی ظاہر نہ ہو سورج غروب نہیں ہوتا اگرچہ ہمیں نظر نہ آئے۔ حدیث شریف میں روزہ جلدی افطار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب سورج غروب ہونا ثابت ہوجائے تو افطار میں تاخیر نہ کرے اور روزہ افطار کردے!

۱۸۳۳ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جبکہ آپ روزہ دار تھے۔ جب سورج غروب ہوا تو ایک شخص سے فرمایا کہ اے فلاں اُٹھ میرے لئے ستو گھول اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! شام ہونے دیجئے آپ نے فرمایا اُتر کر میرے لئے ستو گھول اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! شام ہونے دیجئے آپ نے فرمایا اُتر کر میرے لئے ستو گھول، اس شخص نے عرض کیا ابھی تو دن باقی ہے۔ آپ نے فرمایا اُتر کر ہمارے لئے ستو گھول وہ شخص اُترا اور ستو گھولے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیئے پھر آپ نے فرمایا جب تم رات کو دیکھو کہ وہ ادھر سے آگئی ہے تو روزہ دار روزہ کھول دے۔

اس حدیث کی شرح حدیث ۱۸۱۹ کے تحت دیکھیں۔

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ عَلَيْهِ بِالْمَاءِ وَغَيْرِهِ

۱۸۳۴ ـــ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِي اَوْفٰى قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ ثُمَّ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ اَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ ۔

باب ـــ پانی وغیرہ میں سے جو میسّر ہو اُس سے روزہ افطار کرے

۱۸۳۴ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا جبکہ آپ روزہ دار تھے۔ جب سورج غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا اُتر کر ہمارے لئے ستّو گھول عرض کیا یا رسول اللہ! شام تو ہونے دیجئے، آپ نے فرمایا اُتر کر میرے لئے ستّو گھول عرض کیا یا رسول اللہ! دن باقی ہے فرمایا اُتر کر ستّو گھول وہ اُترے اور ستّو گھولے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رات کو دیکھو کہ وہ ادھر سے آگئی ہے تو روزہ دار افطار کردے اور انگلی شریف کے ساتھ مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔

شرح : ستّو گھولنے والا شخص حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ صاحبِ صدقہ ۱۸۳۴ ـــ ہیں یا کوئی اور شخص ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ ستّو گھولنے والے نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی مخالفت کیوں کی اور بار بار اعادہ کرتا رہا اس کا جواب یہ ہے کہ اس شخص کا یہ گمان تھا کہ ابھی مغرب کی طرف روشنی ہے اس لئے دن باقی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی اس لئے اُس نے روشنی باقی ہونے کی آپ کو خبر دی تھی آپ کے ارشاد کی مخالفت نہیں کی تھی۔ اس حدیث کے متعلق مزید تقریر حدیث ۱۸۱۹ کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْكَامِلِيْنَ الْوَاصِلِيْنَ اَجْمَعِيْنَ !

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ الثَّامِنُ

بَابُ تَعْجِيْلِ الْاِفْطَارِ

۱۸۳۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ۔

۱۸۳۶ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَصَامَ حَتّٰى اَمْسٰى قَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ لَوِ انْتَظَرْتَ حَتّٰى تُمْسِيَ قَالَ اِنْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ اِذَا رَاَيْتَ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — آٹھواں پارہ

باب روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا

۱۸۳۵ — ترجمہ : حضرت سعد بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔

۱۸۳۶ — ترجمہ : ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے روزہ رکھا حتیٰ کہ شام ہوئی تو ایک شخص سے فرمایا اُتر کر میرے لئے ستو گھول اُس نے عرض کیا اگر آپ شام تک انتظار کرتے تو بہتر ہوتا۔ آپ نے فرمایا اُتر کر میرے لئے ستو گھول جب تو دیکھے کہ رات اِدھر سے آگئی ہے تو روزہ دار افطار کر دے۔

۱۸۳۵، ۱۸۳۶ — شرح : اس باب کی دونوں حدیثوں میں روزہ جلد افطار کرنے کی [illegible] امام ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ

۱۸۳۷ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ أَفْطَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمٍ غَيْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ قِيلَ لِهِشَامٍ فَأُمِرُوا بِالْقَضَاءِ قَالَ بُدٌّ مِنْ قَضَاءٍ وَقَالَ مَعْمَرٌ سَمِعْتُ هِشَامًا لَا أَدْرِي أَقَضَوْا أَمْ لَا۔

سے روایت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے وہ لوگ زیادہ محبوب ہیں جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہود بڑی تاخیر سے روزہ افطار کرتے تھے۔ اس لئے ان کی تردید کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میری سُنت پر ہمیشہ کے لئے قائم رہے گی جب تک وہ روزہ کے افطار میں ستاروں کے ہجوم کا انتظار نہ کریں گے۔ مزید تفصیل حدیث ۱۸۱۹ کے تحت ملاحظہ فرمائیں!

باب — جب رمضان میں روزہ افطار کیا پھر سُورج ظاہر ہوگیا

۱۸۳۷ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بادل کے دن روزہ افطار کیا پھر سُورج نکل آیا۔ ہشام سے پُوچھا گیا کہ لوگوں کو قضا کا حکم دیا ہوگا؟ اور معمر نے کہا میں نے ہشام سے سُنا مجھے معلوم نہیں کہ لوگوں نے روزہ قضاء کیا یا نہیں۔

۱۸۳۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے روزہ افطار کیا حالانکہ اس کا گمان تھا کہ سُورج غروب ہوچکا ہے لیکن سُورج غروب نہیں ہُوا تھا وُہ باقی دن کھانے پینے سے رُکا رہے اور رمضان کے بعد روزہ قضاء کرے اس پر کفارہ نہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے اسی طرح جو سحری کھاتا ہے حالانکہ فجر طلوع ہوچکی ہے مگر اس کو طلوعِ فجر کا علم نہیں پھر بعد میں معلوم ہُوا تو وہ روزہ پُورا کرے اور پھر اس کو رمضان کے بعد قضاء کرے اس میں ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر مجاہد اور عطاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا جس نے یہ گمان کیا کہ سُورج غروب ہوگیا اور روزہ افطار کر دیا پھر سُورج ظاہر ہوگیا تو اس پر قضاء واجب نہیں کیونکہ اس کا حال بھُول کر کھانے والے کی طرح ہے۔ اگر کسی نے بھُول کر کھایا اور پیا اور پھر بعد میں قصداً کھایا تو اس کی قضاء [illegible] واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صَوْمِ الصِّبْيَانِ وَقَالَ عُمَرُ لِنَشْوَانَ فِيْ رَمَضَانَ وَيْلَكَ وَصِبْيَانُنَا صِيَامٌ فَضَرَبَهُ۔

۱۸۳۸ — مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ اَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُوْرَاءَ اِلٰى قُرَى الْاَنْصَارِ مَنْ اَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ اَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ قَالَتْ فَكُنَّا نَصُوْمُهُ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَاِذَا بَكٰى اَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ اَعْطَيْنَاهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَ الْاِفْطَارِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْعِهْنُ الصُّوْفُ۔

باب — بچّوں کا روزہ رکھنا

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک نشہ باز سے رمضان میں فرمایا تو ہلاک ہو جائے۔ ہمارے بچے روزہ سے ہیں اور تُو نے شراب پیا ہے، اور اس پر حدّ جاری کی!

۱۸۳۸ — ترجمہ: رُبیّع بنت معوّذ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کی صبح کو انصار کے دیہات میں پیغام بھیجا کہ جو شخص صبح روزے سے نہ ہو وہ باقی دن پُورا کرے اور جو صبح روزے سے ہو وہ روزے رکھے۔ رُبیّع بنت معوّذ نے کہا ہم اس کے بعد روزہ رکھا کرتے تھے اور اپنے بچوں سے روزہ رکھاتے تھے اور ہم ان کے لئے رُوئی کی گڈیا بناتے جب ان میں سے کوئی کھانے کے لئے روتا تو ہم اس کو یہ دیتے حتیٰ کہ افطار کا وقت آتا۔

۱۸۳۸ — شرح: اس میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ بچّوں پر عبادات فرض نہیں اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو ان پر جملہ احکام شرع فرض ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین شخصوں سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے۔ ایک بچہ حتیٰ کہ بالغ ہو جائے دُوسرا سونے والا شخص حتیٰ کہ بیدار ہو جائے تیسرا مسلوب العقل حتیٰ کہ سمجھنے لگے مگر اکثر علماء نے کہا برکت کے لئے بچّوں کو عبادات کی عادت ڈالنا مستحسن ہے۔ تاکہ جب ان پر عبادات واجب ہوں تو ان کے ادا کرنے میں آسانی ہو۔ بہتر یہ ہے کہ سات سال کے بچے کو عبادات

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْوِصَالِ وَمَنْ قَالَ لَيْسَ فِي اللَّيْلِ صِيَامٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ) وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ رَحْمَةً لَهُمْ وَإِبْقَاءً عَلَيْهِمْ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ۔

۱۸۳۹ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوَاصِلُوا قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ قَالَ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى أَوْ إِنِّي أَبِيتُ أُطْعَمُ وَأُسْقَى ـــ

کی ترغیب دلائی جائے اور جب دس برس کے ہو جائیں تو سختی سے ان کو پابند کرنا چاہیئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان مبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشوراء کا روزہ فرض تھا اور عادت ڈالنے کے لئے بچوں کو صوم وصلوٰۃ کی ترغیب دلانی چاہیئے اور صحابی کا یہ کہنا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کہا۔ مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کے فعل پر سکوت فرمانا اور منع نہ کرنا اس کے جواز کی دلیل ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور منع فرما دیتے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ متواتر روزے رکھنا

جس نے کہا رات کو روزہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "پھر رات تک روزہ پورا کرو" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہربانی اور لوگوں کی طاقت باقی رکھنے کے لئے (رات روزہ رکھنے سے) منع فرمایا اور عبادت میں شدت کی کراہت

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۸۳۹ ـــ فرمایا پے در پے روزے نہ رکھو لوگوں نے کہا آپ تو متواتر روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے یا فرمایا۔ میں رات اللہ کے پاس گزارتا ہوں اس حال میں کہ مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۱۸۴۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّيْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى ۔

۱۸۴۱ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَاَيُّكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ لِيْ مُطْعِمٌ يُطْعِمُنِيْ وَسَاقٍ يَسْقِيْنِيْ ۔

۱۸۴۲ ـــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ فَقَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانُ رَحْمَةً لَهُمْ ۔

۱۸۴۰ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ لوگوں نے کہا آپ تو متواتر روزے رکھتے ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔

۱۸۴۱ ـــ ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ متواتر روزے نہ رکھو تم میں سے جب کوئی متواتر روزے رکھنا چاہے تو سحری تک رکھ سکتا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! آپ تو متواتر روزے رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہارے جیسا نہیں۔ میں رات گزارتا ہوں مجھے کھلانے والا کھلاتا ہے اور پلانے والا پلاتا ہے۔

۱۸۴۲ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہربانی کے سبب متواتر روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا آپ تو متواتر روزے رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ مجھے میرا رب کھلاتا ہے پلاتا ہے عثمان نے "مہربانی کے سبب" ذکر نہیں کیا۔

marfat.com
Marfat.com

۱۸۳۹ تا ۱۸۴۲ ــــ

شرح : اس باب کا عنوان تین امور پر مشتمل ہے اول یہ کہ رات روزہ رکھنے کا محل نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا" پھر رات تک روزہ پورا کرو اور رات کو روزہ کی حد بنایا لہٰذا رات روزہ میں داخل نہ ہوگی۔ دوسرا عنوان یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر روزے رکھنے سے منع فرمایا اس میں امت پر رحمت و شفقت اور ان کے لئے قوت باقی رکھنا ہے۔ تیسرا عنوان یہ ہے کہ عبادت میں شدت اختیار کرنا مکروہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی میری صفت جیسی وصف نہیں رکھتا اور نہ ہی کوئی میرے مقام و مرتبہ جیسا مرتبہ رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو متواتر روزے رکھنے سے منع فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ وصال (متواتر روزے) مکروہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ظاہر کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے اور اہلِ ظواہر کا مذہب یہ ہے کہ وصال حرام ہے اور جمہور فقہا و امام ابوحنیفہ، مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ وصال مکروہ ہے۔ بعض فقہا یہ کہتے ہیں کہ قوی شخص کے لئے متواتر روزے رکھنے جائز ہیں۔ قاضی عیاض نے ابن وہب، اسحاق اور امام احمد بن حنبل سے وصال کے جواز کی روائت کی ہے۔ جمہور علماء نے یہ مذہب اختیار کیا ہے کہ متواتر روزے رکھنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا" میں تمہاری مثل نہیں ہوں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُمت کے لئے وصال حرام ہے۔ ابوداؤد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد نماز سے منع فرماتے تھے اور خود پڑھتے تھے اور متواتر روزے رکھنے سے منع فرماتے تھے اور خود رکھتے تھے۔ یہ بھی آپ کی خصوصیت ہے۔

متواتر روزوں کے مجوزین کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت اور مہربانی کے سبب متواتر روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ الزام کے طور پر منع نہیں کیا ہے اور محرمین کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا متواتر روزے رکھنے سے منع فرمانا اس لئے تھا کہ وہ اس کی تکلیف نہ کریں جو ان پر شاق ہو اور آپ کا ان کے ساتھ متواتر روزے رکھنے ان کی زجر و تشدید کے لئے تھا اور ان کو عبرت دلانا تھا کہ وہ وصال ترک کر دیں۔

اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وصال سے منع فرما دیا تو لوگوں نے یہ کیوں کہا کہ آپ تو متواتر روزے رکھتے ہیں حالانکہ وہ بہت متأدب تھے اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ پر اعتراض نہیں کیا تھا بلکہ ان کا مقصد حضور کی وصال میں تخصیص کا سبب معلوم کرنا تھا اور اس کی حکمت دریافت کرنی تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے روحانی طاقت عطاء فرمائی ہے اور میں اللہ کریم کی محبت میں سرشار رہتا ہوں حتیٰ کہ مجھے بھوک پیاس محسوس تک نہیں ہوتی اور مجھے کھانے اور پینے والے شخص کی سی طاقت عطاء کی گئی ہے۔ اس لئے فرمایا" میرا حال تمہارے حال جیسا نہیں کہ تم میں سے جو کوئی کھاتا اور پیتا ہے اس کے روزوں کا تواتر ختم ہو جاتا ہے اور میں تمہاری مثل نہیں مجھے اللہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّنْكِيْلِ لِمَنْ أَكْثَرَ الْوِصَالَ رَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۸۴۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِي فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالتَّنْكِيْلِ لَهُمْ حِيْنَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوْا۔

کا قرب حاصل ہے اور مجھ پر اللہ کا بے پناہ فیضان ہے جو طعام وغیرہ کے قائم مقام ہے اور مجھ میں بھوک اور پیاس کا احساس تک پیدا نہیں ہونے دیتا۔ الحاصل اس باب میں مذکور تمام احادیث کا مقصد یہ ہے کہ متواتر روزے رکھنے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اور دوسرے لوگوں کو اس سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ صبح تک انہیں رخصت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — اکثر متواتر روزے رکھنے والے کو سزا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت کی

۱۸۴۳ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے میں وصال کرنے سے منع فرمایا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو وصال (متواتر روزے) کرتے ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ جب لوگ متواتر روزے رکھنے سے نہ رکے تو آپ نے ان کے ساتھ صوم وصال رکھا پھر لوگوں نے چاند دیکھا تو آپ نے فرمایا اگر چاند مؤخر ہوتا (نظر نہ آتا) تو میں اسی طرح روزہ رکھتا جاتا ان کو سزا دینے کے لئے فرمایا جبکہ انھوں نے وصال کا روزہ نہ رکھنے سے انکار کیا۔

marfat.com
Marfat.com

۱۸۴۴ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ مَرَّتَيْنِ قِيْلَ اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ فَاكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ ـ

بَابُ الْوِصَالِ اِلَى السَّحَرِ

۱۸۴۵ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِيْ اِبْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُوَاصِلُوْا فَاَيُّكُمْ اَرَادَ اَنْ يُّوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ حَتَّى السَّحَرِ قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ لِيْ مُطْعِمٌ يُطْعِمُنِيْ وَسَاقٍ يَسْقِيْنِيْ ـ

۱۸۴۴ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا ۔ وصال کے روزے رکھنے سے بچو آپ سے عرض کیا گیا آپ تو وصال کے روزے رکھتے ہیں آپ نے فرمایا ۔ میں رات اللہ کے پاس گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے ۔ تم وہ عمل کرو جس کی طاقت رکھتے ہو !

۱۸۴۳ ـ ۱۸۴۴ ـــ شرح : اگر یہ سوال ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کیوں کی اس کا جواب یہ ہے کہ انھوں نے یہ سمجھا تھا کہ آپ نے تنزیہاً منع فرمایا ہے ۔ وصال کا روزہ رکھنا حرام نہیں ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وصال کے روزے رکھتا جاتا ہوں حتی کہ تم اس میں عاجز ہو جاؤ گے اور مجبور ہو جاؤ گے تاکہ تم کو عبرت ہو کہ آئندہ وصال کا روزہ رکھنے کا خیال نہ کرو گے اور تخفیف کا مطالبہ کرو گے واللہ ورسولہ اعلم !

باب ـــ صبح تک وصال کا روزہ رکھنا

۱۸۴۵ ـــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا متواتر روزے نہ رکھو

marfat.com
Marfat.com

باب مَنْ اَقْسَمَ عَلٰی اَخِیْهِ لِیُفْطِرَ فِی التَّطَوُّعِ وَلَمْ یَرَ عَلَیْهِ قَضَاءً اِذَا کَانَ اَوْفَقَ لَهٗ

۱۸۴۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْعُمَیْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ آخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَآءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَآءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَآءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَاْنُكِ قَالَتْ اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَآءِ لَیْسَ لَهٗ حَاجَةٌ فِی الدُّنْیَا فَجَآءَ اَبُو الدَّرْدَآءِ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَ کُلْ فَاِنِّیْ صَآئِمٌ قَالَ مَا اَنَا بِاٰکِلٍ حَتّٰی تَاْکُلَ فَاَکَلَ فَلَمَّا کَانَ اللَّیْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَآءِ یَقُوْمُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا کَانَ مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْاٰنَ فَصَلَّیَا فَقَالَ لَهٗ سَلْمَانُ اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَیْكَ وَلِنَفْسِكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَلِاَهْلِكَ عَلَیْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ۔

تم میں سے جو کوئی وصال کا روزہ رکھنا چاہے وہ صبح تک وصال کا روزہ رکھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو وصال کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں رات گزارتا ہوں کھلانے والا مجھے کھلاتا ہے اور پلانے والا مجھے پلاتا ہے!

۱۸۴۵ — شرح: اس حدیث میں صبح تک وصال کا روزہ رکھنے کا جواز ملتا ہے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا مذہب یہی ہے۔ بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ وصال کا روزہ نہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ ابن خزیمہ نے عبیدہ بن حمید کے طریق سے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک صوم وصال رکھتے تھے آپ کے بعض صحابہ نے بھی یہ روزہ رکھنا چاہا تو آپ نے ان کو منع فرما دیا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو یہ کرتے ہیں۔ بظاہر یہ حدیث ابو سعید کی حدیث کے معارض ہے کیونکہ ابو ہریرہ کی حدیث میں مطلقاً صوم وصال سے منع کیا گیا ہے اور ابو سعید خدری کی حدیث میں صبح تک اس کا جواز ثابت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث شاذ ہے۔ محفوظ نہیں۔

باب — جو کوئی اپنے بھائی کو قسم دے کہ وہ نفلی روزہ افطار کر دے اور اس پر قضا واجب نہیں جبکہ روزہ نہ رکھنا اس کے موافق ہو!"

۱۸۴۶ — ترجمہ: عون بن جحیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

سلمان فارسی اور ابو درداء کے درمیان بھائی چارہ کروایا تو سلمان ابو درداء کو ملنے گئے تو اُنھوں نے ام درداء کو پریشان حال دیکھا تو ان سے کہا تمہارا کیا حال ہے۔ ام درداء نے جواب دیا کہ آپ کا بھائی ابو درداء کو دُنیا سے کوئی تعلق نہیں اتنے میں ابو درداء بھی آگئے اور سلمان کے لئے کھانا تیار کیا تو سلمان نے کہا آپ بھی کھائیں۔ ابو درداء نے کہا میں روزے سے ہوں۔ سلمان نے کہا جب تک آپ نہیں کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا تو ابو درداء نے کھانا کھا لیا جب رات ہوئی تو ابو درداء نے اُٹھنے کا ارادہ کیا تو سلمان نے کہا سوئے رہیں وہ سو گئے اُس نے پھر اُٹھنے کا ارادہ کیا تو سلمان نے کہا سوئے رہیں جب رات کا آخر ہوا تو سلمان نے کہا اب اُٹھو اور دونوں نے تہجد کی نماز پڑھی پھر سلمان نے ابو درداء سے کہا تیرے رب کا تجھ پر حق ہے تیری ذات کا تجھ پر حق ہے، تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے ہر حقدار کو اس کا حق دے۔ ابو درداء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ آپ سے عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان نے سچ کہا ہے۔

۱۸۴۶ — شرح : ابو درداء رضی اللہ عنہ نے سلمان فارسی کے لئے کھانا تیار کیا حالانکہ وہ خود روزہ سے تھے اور بڑی بحث تمحیص کے بعد اُنھوں نے روزہ افطار کر دیا پھر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے روزہ کی قضاء کا حکم نہ فرمایا۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی نفلی روزہ میں شروع ہو جائے تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔ امام ترمذی نے کہا نفلی روزہ دار اپنی ذات کا امیر ہے۔ اگر چاہے تو روزہ پورا کرے اگر چاہے تو افطار کر دے جیسے نفلی نماز میں ہے مگر ایسا کرنا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اپنے عمل ضائع نہ کرو۔ البتہ عذر ہو تو نفلی روزہ توڑنا جائز ہے جیسکہ مہمان وغیرہ کا اصرار ہو تو اس وقت روزہ افطار کر دینا مستحب ہے اور اس کو قضاء کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ شافعیہ، حنابلہ اور دیگر علماء کا مذہب یہی ہے۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر نفلی روزہ قصداً افطار کر دیا تو قضاء واجب ہے اور اگر بھول کر افطار کر دیا تو قضا واجب نہیں اور عذر کے بغیر نفلی روزہ افطار کرنا حرام ہے۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر نفلی روزہ کو فاسد کر دیا اگرچہ عذر کے ساتھ ہی افطار کیا ہو اس کی قضاء واجب ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں اور حفصہ ہم دونوں روزہ سے تھیں ہمارے سامنے کھانا آیا تو ہم نے کھا لیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حفصہ نے جلد مجھ سے پہلے دریافت کرنا چاہا کیونکہ وہ اپنے والد کی طرح امور میں بہت جلدی کرتی تھیں۔ حفصہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم دونوں روزہ سے تھیں ہمارے سامنے کھانا لایا گیا اور ہماری خواہش ہوئی کہ اسے کھالیں تو ہم نے کھا لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کسی اور دن میں قضاء کر لینا۔ ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا تم پر گناہ نہیں کسی اور دن میں اس کی قضاء کر لینا، امام طحاوی نے اپنے اسناد کے ساتھ عائشہ بنت طلحہ سے روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے لئے حلوہ رکھا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا میرا ارادہ تھا کہ روزہ پورا کروں گا لیکن لائیں میں اس روزہ کو کسی اور دن قضاء کروں گا" صلی اللہ علیہ وسلم" ان روایات سے ظاہر ہے کہ نفلی روزہ افطار کرنے سے اس کی قضاء

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صَوْمِ شَعْبَانَ

۱۸۴۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ۔

۱۸۴۸ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَقُولُ خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوا وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا دُووِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ وَكَانَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا۔

واجب ہے۔ عذر کے بغیر روزہ افطار کرنا گناہ ہے اس لئے اس کی قضاء واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے نے کہا ضیافت عذر ہے اور عذر یا بغیر عذر نفلی روزہ افطار کرنے سے قضا واجب ہے اسی طرح جب عورت کو حیض آگیا اور وہ روزہ سے تھی تو صحیح تر یہی ہے کہ اس پر اس کی قضاء واجب ہے سورج ڈھل جانے کے بعد نفلی روزہ افطار نہ کرے بشرطیکہ افطار نہ کرنے میں والدین میں سے کسی ایک کی نافرمانی نہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بھائی چارہ جائز ہے اور ضرورت کے تحت اجنبیہ عورت سے گفتگو کرنی جائز ہے۔ اور مستحب امر سے منع کرنا جائز ہے جبکہ یہ ڈر ہو کہ وہ اس سے کسی روز تنگ آجائے گا اور دین میں ملو کرنا جائز نہیں۔

باب — شعبان کے روزے رکھنا

۱۸۴۷ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے حتیٰ کہ ہم یہ خیال کرتے کہ آپ افطار نہیں کریں گے اور روزے افطار کرتے حتیٰ کہ ہم گمان کرتے کہ اب روزے نہیں رکھیں گے ، میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے علاوہ کسی مہینہ کے پورے روزے رکھتے نہیں دیکھا اور نہ ہی شعبان کے

marfat.com
Marfat.com

بابُ ما یُذکرُ مِن صَومِ النَّبیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَ اِفطَارِہٖ

مہینہ سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے رکھتے دیکھا ہے۔

۱۸۴۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے۔ آپ سارا شعبان روزے رکھتے تھے۔ اور فرماتے جس قدر طاقت رکھتے ہو اس قدر عمل کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تنگ نہیں ہوتا حتیٰ کہ تم تنگ ہو جاتے ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نماز پسند تھی جس پر ہمیشگی کی جائے۔ اگرچہ قلیل ہو اور آپ جب نماز پڑھتے تو اس پر ہمیشگی فرماتے۔

۱۸۴۷ ، ۱۸۴۸ — شرح : شعبان شَعَبٌ سے مشتق ہے۔ اس کا معنیٰ اجتماع ہے۔ رمضان کی طرح اس مہینہ میں خیر کثیر مجتمع ہوتی ہے۔ اس لئے اس ماہ کو شعبان کہتے ہیں۔

ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نصف شعبان باقی رہ جائے تو روزے نہ رکھو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شعبان کے نصف آخر میں روزے رکھنے سے منع کیا گیا ہے حالانکہ ترمذی میں ام سلمہ سے روائت مذکور ہے کہ انھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان اور رمضان کے سوا دو مہینے متواتر روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ کی حدیث کو منکر کہا ہے نیز خود ابوہریرہ رضی اللہ عنہ شعبان کے نصف آخر میں روزے رکھا کرتے تھے لہٰذا انہی کی حدیث منسوخ ہے۔ کیونکہ جب راوی کا عمل اس کی روائت کے مخالف ہو تو وہ اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ روائت منسوخ ہے۔ کیونکہ صرف رائے اور عقل سے نص منسوخ نہیں ہو سکتا،،

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عمل کرو جس پر استمرار، مداومت اور ہمیشگی کر سکو اور تمام عبادات میں شدت کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ تم آخر میں تنگ ہو جاؤ گے اللہ تنگ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تنگ کا لفظ استعمال کرنا بطور مشاکلت ہے جیسے قرآن کریم میں ہے" تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ،، اللہ کے لئے لفظِ نفس کا استعمال ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ تم سے اللہ کا فضل منقطع نہیں ہوتا حتیٰ کہ تم سوال کرنے سے تنگ ہو جاؤ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پر لفظ" تنگ" کا اطلاق مجازی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جزاء ترک کر دیتا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے اور افطار کا ذکر،،

marfat.com
Marfat.com

۱۸۴۹ ـــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا صَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ وَيَصُومُ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللهِ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ لَا وَاللهِ لَا يَصُومُ۔

۱۸۵۰ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ وَيَصُومُ حَتَّى نَظُنَّ أَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسًا فِي الصَّوْمِ۔

۱۸۵۱ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا مُفْطِرًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا مَسِسْتُ خَزَّةً وَلَا حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَبِيرَةً أَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۸۴۹ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سوا کبھی پورا ایک مہینہ روزے نہیں رکھے۔ آپ روزے رکھتے حتی کہ کہنے والا کہتا واللہ آپ کبھی افطار نہیں کریں گے اور افطار کرتے حتی کہ کہنے والا کہتا خدا کی قسم! آپ کبھی روزے نہیں رکھیں گے۔

۱۸۵۰ ـــــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینہ میں افطار کرتے جاتے حتی کہ ہم خیال کرتے تھے کہ آپ اس میں روزہ نہیں رکھیں گے اور روزہ رکھتے جاتے حتی کہ ہم گمان کرتے کہ آپ کسی دن افطار نہیں کریں گے اور رات میں اگر تو آپ کو نماز پڑھتے دیکھنا چاہے تو دیکھ لے گا اور اگر سوئے ہوئے دیکھنا چاہے تو دیکھ لے گا۔ سلیمان نے حمید سے روایت کی کہ انھوں نے حضرت

marfat.com
Marfat.com

انس رضی اللہ عنہ سے روزہ کے متعلق دریافت کیا۔

۱۸۵۱ —— ترجمہ : حمید نے کہا میں نے انس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا میں آپ کو مہینہ میں روزہ دار دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اور اگر افطار کی حالت میں چاہتا تو دیکھ لیتا اور رات میں آپ کو نماز پڑھنے کی حالت میں دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا اور سونے کی حالت میں دیکھنا چاہتا تو دیکھ لیتا میں نے کوئی ریشم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی پاک سے نرم محسوس نہیں کیا اور نہ ہی کوئی کستوری اور عنبر کی خوشبو سونگھی جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ اور خوشبودار ہو۔

۱۸۴۹ تا ۱۸۵۱ —— شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اول رات میں نماز پڑھتے کبھی درمیان رات میں اور کبھی آخر رات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور جو کوئی آپ کو رات کے کسی حصہ میں نماز پڑھتے دیکھنا چاہتا تھا یا دن میں روزہ کی حالت میں دیکھنا چاہتا تھا تو وہ حسب خواہش آپ کو صائم یا قائم دیکھتا تھا یہ مقصد نہیں کہ آپ متواتر روزے رکھتے تھے یا ساری ساری رات نماز پڑھتے رہتے تھے۔ علامہ قسطلانی نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر اعتبار سے صفات میں اکمل تھے اور مجسم کمال ہی کمال تھے۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سال بھر نہ تو روزے رکھتے تھے اور نہ ہی ساری ساری رات نماز پڑھتے تھے یہ اس لئے کہ آپ کی اقتداء کرنے میں امت کو تکلیف نہ ہو اگرچہ آپ کو یہ قدرت اور طاقت حاصل تھی کہ اگر اس کا التزام کر لیتے اور ہمیشہ روزے رکھتے اور راتوں بھر نمازیں پڑھتے رہتے تو کر سکتے تھے لیکن آپ نے عبادت میں درمیانہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا آپ روزہ رکھتے افطار بھی کرتے نماز پڑھتے آرام بھی فرما لیتے تاکہ لوگ عبادت کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خوشبو کو پاکیزہ اس لئے کیا کہ آپ سے فرشتے ملاقاتیں کرتے ہیں اور ان سے آپ ہم کلام ہوتے ہیں اور وہ خوشبو کو محبوب جانتے ہیں اور بدبو سے دور بھاگتے ہیں۔

اگر یہ سوال ہو کہ باب کی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ساری ساری رات نماز نہیں پڑھتے تھے حالانکہ حدیث ۱۸۴۸ میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ جب نماز پڑھتے تو ہمیشہ پڑھتے ان میں بظاہر تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو آپ وظیفہ کے طور پڑھتے اس پر ہمیشگی کرتے مطلق نفل نماز مراد نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ

۱۸۵۲ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا يَحْيَى ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ يَعْنِي إِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَقُلْتُ وَمَا صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ

بَابُ حَقِّ الْجِسْمِ فِي الصَّوْمِ

۱۸۵۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

باب — روزہ میں مہمان کا حق

۱۸۵۲ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا میرے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوری حدیث ذکر کی یعنی آپ نے فرمایا "تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ میں نے کہا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روزہ کیسا تھا آپ نے فرمایا نصف دہر تھا (یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار)

۱۸۵۲ — شرح : یہ حدیث لمبی حدیث کا حصہ ہے۔ زور کا معنی مہمان ہے اور یہ مصدر ہے ہے اس کا واحد، تثنیہ اور جمع پر یکساں اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح مذکر اور مؤنث پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ بیوی کا حق اس سے صحبت کرنا ہے اگر شوہر متواتر روزے رکھتا رہے اور رات بھر نماز پڑھتا رہے تو بیوی کا حق نہیں ادا کر سکے گا۔ اور نہ ہی مہمان کی خاطر خواہ خدمت ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — روزہ میں جسم کا حق

۱۸۵۳ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ کیا مجھے خبر نہیں پہنچی کہ آپ دن میں روزہ سے ہوتے ہیں اور رات میں نماز پڑھتے رہتے ہیں میں نے عرض کیا! کیوں نہیں یا رسول اللہ!

marfat.com
Marfat.com

قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ بِحَسْبِكَ اَنْ تَصُوْمَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ اَمْثَالِهَا فَاِذَا ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ فَشَدَّدْتُ عَلَيْهِ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَجِدُ قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوٗدَ وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ قُلْتُ وَمَا كَانَ صِيَامُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوٗدَ قَالَ نِصْفَ الدَّهْرِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعْدَ مَا كَبِرَ يَا لَيْتَنِيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

(ایسا ہے) آپ نے فرمایا اس طرح نہ کرو ۔ روزہ رکھو اور افطار بھی کرو نماز پڑھو اور آرام بھی کرو کیونکہ تم پر تمہارے جسم کا حق ہے اور تم پر تمہاری آنکھوں کا حق ہے اور تم پر تمہاری بیوی کا حق ہے اور تم پر تمہارے مہمان کا حق ہے تجھے یہی کافی ہے کہ ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھے کیونکہ تیرے لئے ہر نیک عمل کا دس مثلیں ثواب ہے ۔ اور یہ سارے سال کے روزے ہیں۔ میں نے سختی کی تو مجھ پر سختی کی گئی ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے اندر قوت پاتا ہوں ۔ آپ نے فرمایا تم اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزوں جیسے روزے رکھو اور اس پر زیادہ نہ کرو میں نے عرض کیا اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزے کیسے تھے ؟ آپ نے فرمایا نصف سال اس کے بعد عبداللہ بن عمرو کہا کرتے تھے جبکہ وہ بوڑھے ہو گئے ۔ افسوس کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو قبول کر لیتا۔

شرح : اس حدیث میں نفلی عبادت کرنے میں جسم کا حق ذکر کیا ہے۔ حق سے مراد واجب نہیں بلکہ رعائت اور نرمی ہے یعنی نفلی روزہ دار

۱۸۵۳ ——

کو اپنے جسم کی رعائت کرنی چاہیئے اور اس پر سختی نہ کرے تاکہ فرائض کی ادائیگی میں کمزور نہ ہو جائے ۔ آخر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے فرمایا اگر تمہارے اندر اتنی طاقت ہے تو داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روزوں جیسے روزے رکھو وہ یہ کہ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو لیکن جب عبداللہ بن عمرو بوڑھے ہو گئے اور جس عبادت کا التزام کر رکھا تھا اس کی حفاظت میں قصور ہونے لگا اور کمزوری کے سبب اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو گئے مگر انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس کا التزام کر رکھا تھا اس کو چھوڑنا پسند نہ کیا تو اس خواہش کا اظہار کیا کہ افسوس میں آپ کی رخصت کو قبول کر لیتا اور آپ کی عطاء

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صَوْمِ الدَّهْرِ

۱۸۵۴ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ فَقُلْتُ لَهٗ قَدْ قُلْتُهٗ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ قَالَ فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ قُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمَيْنِ قُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمًا وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوٗدَ وَهُوَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ فَقُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ۔

تخفیف کو اپنا وظیفہ بنا لیتا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ عمر بھر کے روزے

۱۸۵۴ــــ ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ میں کہتا ہوں کہ بخدا میں جب تک زندہ رہوں گا دن میں روزہ رکھا کروں گا اور رات میں نماز پڑھتا رہوں گا میں نے آپ سے عرض کیا میرا باپ اور میری ماں آپ پر فدا ہوں میں نے یہ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا تم اس کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے روزہ رکھو اور افطار بھی کرو نماز پڑھو اور آرام بھی کرو۔ ہر مہینہ میں تین روزے رکھو کیونکہ ہر نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے۔ اور یہ عمر بھر کے روزہ کے برابر ہے۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت پاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو یہ داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں اور یہ افضل روزے ہیں میں نے عرض کیا اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے کوئی عمل افضل نہیں ہے۔

۱۸۵۴ــــ شرح: عمر بھر روزے رکھنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اہل ظواہر کہتے ہیں کہ یہ ممنوع ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حَقِّ الْاَهْلِ فِي الصَّوْمِ رَوَاهُ اَبُوْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۸۵۵ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً اَنَّ اَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ اَسْرُدُ الصَّوْمَ وَ اُصَلِّيْ اللَّيْلَ فَاِمَّا اَرْسَلَ اِلَيَّ وَ اِمَّا لَقِيْتُهُ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّيْ وَلَا تَنَامُ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِنَفْسِكَ وَاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ اِنِّيْ لَاَقْوٰى لِذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوٗدَ قَالَ فَكَيْفَ قَالَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ وَكَانَ لَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى قَالَ مَنْ لِيْ بِهٰذِهٖ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ عَطَاءٌ لَا اَدْرِيْ كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْاَبَدِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ مَرَّتَيْنِ ۔

جمہور علماء کہتے ہیں عیدین اور ایام تشریق جن میں روزہ رکھنا ممنوع ہے کے سوا سارا سال روزے رکھنے جائز ہیں اور یہ مستحب ہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عمر بھر کے روزے رکھے اس پر دوزخ تنگ ہو جاتی ہے بہت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متواتر روزے رکھا کرتے تھے۔ اگر یہ سوال ہو کہ صیام دہر اور صیام وصال میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے یہ دونوں مختلف حقیقتیں ہیں۔ کیونکہ جو کوئی روزے رکھے اور درمیانی راتوں میں افطار نہ کرے وہ صیام وصال ہیں اور جو رات میں افطار کر دے وہ صیام وصال نہیں ایسے شخص کو صائم الدہر کہا جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — روزہ میں بیوی بچوں کا حق

اس کی ابو جحیفہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

۱۸۵۵ — ترجمہ: ابو العباس شاعر نے بیان کیا کہ انھوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ میں متواتر روزے رکھتا ہوں اور رات میں نماز پڑھتا رہتا ہوں یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام بھیجا یا میں آپ سے ملا تو آپ نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صَوْمِ يَوْمٍ وَ اِفْطَارِ يَوْمٍ

۱۸۵۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ قَالَ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ صُمْ يَوْمًا وَ اَفْطِرْ يَوْمًا وَقَالَ اقْرَإِ الْقُرْاٰنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ فِي ثَلٰثٍ ۔

کیا مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ تم روزے رکھتے ہو اور افطار نہیں کرتے نماز پڑھتے رہتے ہو۔ روزے بھی رکھو اور افطار بھی کرو نماز پڑھو اور سویا بھی کرو کیونکہ تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے تمہاری جان کا تم پر حق ہے تمہاری بیوی اور بچوں کا تم پر حق ہے۔ عبداللہ نے عرض کیا میں اس کی طاقت پاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا داؤد علیہ السلام کے روزوں جیسے روزے رکھو۔ عرض کیا وہ کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ جب دشمن کے مقابلہ میں جاتے تو پیچھے کو نہیں بھاگتے تھے۔ عبداللہ نے عرض کیا۔ میری طرف سے اس کی ذمہ داری کون لیتا ہے؟ عطاء نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ ہمیشہ روزے رکھنے کا ذکر کس طرح کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزے نہیں رکھے۔ یہ آپ نے دو دفعہ فرمایا۔

۱۸۵۵ — شرح : جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا داؤد علیہ السلام کے روزے ذکر فرمائے تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا۔ میرے لئے اس خصلت کا کون ضامن ہے؟ جو داؤد علیہ السلام میں پائی جاتی تھی۔ خصوصاً دشمن کے مقابلہ میں پیچھے نہ ہٹنا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ"، یعنی جس نے عمر بھر کے روزے رکھے اس نے روزے نہیں رکھے"، کیونکہ اس میں عیدین اور ایام تشریق کے روزے بھی داخل ہیں۔ ابد کے روزے رکھنے کو یہ لازم ہے کہ اس نے ان ایام کے روزے بھی رکھے ہیں البتہ جو کوئی مذکور ایام کے روزے نہ رکھے تو وہ حد کراہت سے نکل جاتا ہے۔ نیز جو کوئی ہمیشہ روزے رکھے اس کی یہ عادت ہو جاتی ہے اور اسے روزہ میں مشقت نہیں اٹھانی پڑتی اور روزہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اس لئے فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزے نہیں رکھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا"

۱۸۵۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صَوْمِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۱۸۵۷ — حَدَّثَنَا آدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَبَّاسِ الْمَكِّيَّ وَكَانَ شَاعِرًا وَكَانَ لَا يُتَّهَمُ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَتَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ فَاِنِّيْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوٗدَ وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى۔

نے فرمایا ایک مہینہ میں تین دن روزے رکھا کرو۔ عبداللہ نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں اس طرح کلام ہوتا رہا۔ آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور فرمایا ہر مہینہ میں قرآن ختم کیا کرو۔ عبداللہ نے کہا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ اس طرح گفتگو چلتی رہی حتیٰ کہ آپ نے فرمایا تین دن میں ختم کر لیا کرو۔

۱۸۵۶ — شرح: مستحب یہ ہے کہ تین دن سے کم مدت میں قرآن کریم ختم نہ کرے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قرآن پڑھنے کے وظائف میں علماء سلف کی یہ عادتیں پائی جاتی ہیں کہ ان میں سے بعض ہر مہینہ میں ایک بار قرآن ختم کرتے ہیں یہ اقل مرتبہ ہے ہمیں یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ بعض ایک دن میں آٹھ بار قرآن ختم کرتے تھے اور ایک سال میں ۸۶۷ بار قرآن ختم کرتے تھے اور بعض علماء مغرب اور عشاء کے درمیان دو بار قرآن ختم کر لیتے تھے واللہ ورسولہ اعلم!

باب — داؤد علیہ السلام کے روزے

۱۸۵۷ — ترجمہ: حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا میں نے ابوالعباس مکی سے سنا اور وہ شاعر تھے اور حدیث میں متہم بھی نہ تھے۔ انھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے سنا انھوں نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سارا سال روزے رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے رہتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا جب یہ کرو گے تو اس کے سبب آنکھوں میں گڑھے پڑ جائیں گے اور جان کمزور ہو

marfat.com
Marfat.com

۱۸۵۸ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِیُّ اَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الْمَلِیْحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِیْکَ عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذُکِرَ لَہٗ صَوْمِیْ فَدَخَلَ عَلَیَّ فَاَلْقَیْتُ لَہٗ وِسَادَۃً مِنْ اَدَمٍ حَشْوُھَا لِیْفٌ فَجَلَسَ عَلَی الْاَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَۃُ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ فَقَالَ اَمَا یَکْفِیْکَ مِنْ کُلِّ شَھْرٍ ثَلٰثَۃُ اَیَّامٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِحْدٰی عَشْرَۃَ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاؤُدَ شَطْرُ الدَّھْرِ صُمْ یَوْمًا وَاَفْطِرْ یَوْمًا۔

جائیگی جس نے سارا سال روزے رکھے اس نے روزے نہیں رکھے۔ ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھ لینا یہی صوم دہر ہیں میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا داؤد علیہ السلام کے روزوں جیسے روزے رکھو وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تھا تو پیچھے نہیں ہٹتے تھے۔

۱۸۵۷ — شرح : شاعر کے بعد حدیث میں غیر متہم کو اس لئے ذکر کیا کہ عموماً شعراء اپنے کلام میں غلو کر جاتے ہیں اس لئے کہا کہ وہ ایسے نہ تھے جو غلو کریں اور ان کی حدیث متہم ہو جائے! اس حدیث کی شرح حدیث ۱۸۵۴ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

۱۸۵۸ — ترجمہ : ابو قلابہ نے بیان کیا کہ مجھے ابو الملیح نے کہا میں تیرے والد کے ساتھ عبد اللہ بن عمرو کے پاس گیا۔ اُنھوں نے ہم سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرے روزوں کا تذکرہ ہوا تو آپ میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ کے لئے چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی بچھا دیا۔ آپ زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان رہا آپ نے فرمایا کیا تمہیں ہر مہینہ میں سے تین روزے کافی نہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا پانچ؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا سات؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا نو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا گیارہ؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داؤد علیہ السلام کے روزوں سے افضل کوئی روزہ نہیں جو نصف سال روزے رکھتے تھے تم ایک دن روزہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صِيَامِ الْبِيضِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ

۱۸۵۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ ثَنَا اَبُوالتَّيَّاحِ ثَنَا اَبُوْعُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِثَلٰثٍ صِیَامِ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ وَرَکْعَتَیِ الضُّحٰی وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ ۔

رکھو اور ایک دن افطار کرو ۔

۱۸۵۸ — شرح : خمسًا، سبعا، تسعا اور احدی عشرہ مفعولیت کے سبب منصوب ہیں یعنی صُمْ خَمْسَةَ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ ،، اس حدیث میں سیدنا داؤد علیہ السلام کے روزے افضل ہونے کا بیان اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت اور مہربانی کی وضاحت ہے ۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال، اوراد وظائف کی خبر دینا جائز ہے بشرطیکہ ریاء کا شائبہ نہ ہو ۔ نیز حدیث سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غالب احوال میں مالی وسعت نہ رکھتے تھے ورنہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام و اعظام کے لئے اچھے سے اچھا قالین بچھاتے اور چمڑے کے تکیہ پر اکتفاء نہ کرتے جبکہ آپ پر وہ جان و مال فداء کرنے کو تیار تھے نیز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم امت کو ایسے اعمال کی ترغیب دیتے تھے جن کو لوگ آسانی سے کرسکیں اور اعمال کی شدت میں پڑنے سے ان کو منع کیا ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب — ایام بیض کے روزے

یعنی ہر مہینہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ کو روزہ رکھنا

۱۸۵۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین امور کی وصیت فرمائی ہر مہینہ میں تین دن کے روزے رکھنا، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنا اور یہ کہ میں سونے سے پہلے وتر پڑھوں ۔

۱۸۵۹ — شرح : ایام بیض وہ ایام ہیں جن میں چاند پورا روشن ہوتا ہے اور وہ تیرہ چودہ اور پندرہ تواریخ ہیں یعنی ہر ماہ سے ایک [illegible] رات بعد ایام بیض ہیں ۔ امام ترمذی نے ابوذر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا ذر جب تو ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھنا چاہے تو تیرہ چودہ [illegible] کے روزے رکھ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ يُفْطِرْ عِنْدَهُمْ

۱۸۶۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنِي خَالِدٌ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمِّ سُلَيْمٍ فَاَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ فَقَالَ اَعِيْدُوْا سَمْنَكُمْ فِيْ سِقَائِهٖ وَتَمْرَكُمْ فِيْ وِعَائِهٖ فَاِنِّيْ صَائِمٌ ثُمَّ قَامَ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى غَيْرَ الْمَكْتُوْبَةِ فَدَعَا لِاُمِّ سُلَيْمٍ وَاَهْلِ بَيْتِهَا فَقَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ خُوَيْصَّةً قَالَ مَا هِيَ قَالَتْ خَادِمُكَ اَنَسٌ فَمَا تَرَكَ خَيْرَ اٰخِرَةٍ وَلَا دُنْيَا اِلَّا دَعَا لِيْ بِهٖ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَّوَلَدًا وَبَارِكْ لَهٗ فِيْهِ فَاِنِّيْ لَمِنْ اَكْثَرِ الْاَنْصَارِ مَالًا وَحَدَّثَتْنِيْ ابْنَتِيْ اُمَيْنَةُ اَنَّهٗ دُفِنَ لِصُلْبِيْ مَقْدَمَ الْحَجَّاجِ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُوْنَ وَمِائَةٌ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ ثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ ۱۸۶۱

امام ابوحنیفہ، شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اور اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جس نے ایک قوم کی زیارت کی اور وہاں روزہ افطار نہ کیا

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُم سلیم کے گھر تشریف لے گئے تو وہ آپ کے پاس کھجوریں اور گھی لائیں آپ نے فرمایا گھی کو اس کے مشکیزہ میں اور کھجوروں کو ان کے برتن میں واپس کر دو کیونکہ میں روزہ سے ہوں، پھر گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہوئے اور فرض کے سوا نماز پڑھی (نفل نماز) اور اُم سلیم اور اس کے گھر والوں کے لئے دُعا فرمائی۔ اُم سلیم نے کہا یا رسُول اللہ! صرف میرے لئے خصوصًا دُعا فرمائی ہے؟ آپ نے فرمایا اور کیا؟ عرض کیا آپ کا خادم انس ہے پس آپ نے دُنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی نہ چھوڑی مگر اس کی میرے لئے دُعا فرمائی! آپ نے فرمایا اللّٰھم انس کو مال اور اولاد دے اور اس کو برکت عطا کر میں یقینًا سب انصار سے زیادہ مالدار ہوں اور میری بیٹی اُمینہ نے بیان کیا کہ حجاج کا بصرہ میں آنے سے پہلے میری صلب سے ایک سو بیس سے کچھ زیادہ افراد دفن ہو چکے تھے۔

۱۸۶۰ —

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الصَّوْمِ مِنْ آخِرِ الشَّهْرِ

۱۸۶۲ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ خَيْلَانَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ ثَنَا غَيْلَانُ ابْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَهُ أَوْ سَأَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانُ يَسْمَعُ فَقَالَ يَا أَبَا فُلَانٍ أَمَا صُمْتَ سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ قَالَ أَظُنُّهُ قَالَ يَعْنِي رَمَضَانَ قَالَ الرَّجُلُ لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ لَمْ يَقُلِ الصَّلْتُ أَظُنُّهُ يَعْنِي رَمَضَانَ وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَشَعْبَانُ أَصَحُّ ۔

۱۸۶۱ — ترجمہ: یحییٰ نے کہا مجھ سے حمید نے بیان کیا کہ انھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

۱۸۶۰-۶۱ شرح خویصہ خاصہ کی تصغیر ہے اور خادمک مبتداء اور انس اس کی خبر ہے اس کا خویصہ سے تعلق اس طرح ہے کہ ام سلیم کا مقصد یہ تھا کہ میرا بچہ انس ہے جسے آپ کے ساتھ خصوصیت ہے کیونکہ وہ آپ کا خادم ہے آپ اس کے لئے خاص دعا فرمائیں اس حدیث میں صرف یہ دعا مذکور ہے کہ اے اللہ انس کو مال اور اولاد دے یہ دنیا میں بھلائی کی دعا ہے اور اس کو برکت عطا فرما اس میں آخرت کی بھلائی کی طرف اشارہ ہے اور اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو حلال مال اور نیک اولاد آخرت کی بھلائی ہیں۔ امینہ کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ انس کے حق میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوئی کیونکہ انس کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار مال و دولت اور بکثرت اولاد عطا فرمائی چنانچہ ان کا ایک باغ سال میں دو مرتبہ پھلدار ہوتا تھا۔

: حدیث ۱۸۶۱ کا مقصد یہ ہے کہ حمید کا انس سے سماع ثابت ہے اور اس کی ضرورت اس لئے پڑی کہ مشہور یہ بات ہے کہ حمید اکثر انس سے روایت میں تدلیس کر جاتے ہیں۔

باب — مہینہ کے آخر میں روزہ رکھنا

۱۸۶۲ — ترجمہ: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمران سے یا کسی اور شخص سے اور عمران سن رہے تھے پس فرمایا اے ابا فلاں کیا تو نے اس مہینہ کے آخر میں روزہ نہیں رکھا، ابو عمران نے کہا میرا گمان ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَإِذَا أَصْبَحَ صَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُفْطِرَ يَعْنِي إِذَا لَمْ يَصُمْ قَبْلَهُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ بَعْدَهُ

۱۸۶۳ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرًا أَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ زَادَ غَيْرُ أَبِي عَاصِمٍ أَنْ يَتَفَرَّدَ بِصَوْمِهِ۔

کہ آپ نے فرمایا یعنی رمضان کے آخر میں۔ اس شخص نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا جب روزے افطار کرے تو دو دن روزہ رکھ۔ امام بخاری نے کہا ثابت نے مطرف سے انھوں نے عمران سے ذکر کیا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے "مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ" روایت کی۔

شرح : جمہور علماء نے کہا کہ "سَرَرَ" سے مراد آخر ماہ ہے کیونکہ اس وقت چاند چھپا ہوتا ہے۔ بعض علماء نے کہا وسط مہینہ کو سرر کہا جاتا ہے اور وہ ایام بیض ہیں بعض علماء اول مہینہ کو سرر کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ سرر سے مراد اگر آخر مہینہ ہو تو یہ اس حدیث کے مخالف ہوگا جس میں رمضان سے پہلے ایک دو دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس شخص کی عادت تھی کہ وہ آخر ماہ میں روزے رکھا کرتا تھا اور اس نے اس لئے وہ روزے ترک کر دیئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس لئے آپ نے اسے فرمایا کہ عادت کے طور پر جو روزہ آخر ماہ میں رکھا جائے وہ اس نہی میں داخل نہیں ممانعت تو اس شخص کے لئے ہے جس کی عادت نہ ہو۔ اور جب اس شخص نے عرض کیا کہ اس نے خلاف عادت کیا ہے اور روزے نہیں رکھے تو آپ نے فرمایا عید کے بعد قضاء کر لو تاکہ وظیفہ میں استمرار رہے اور انقطاع واقع نہ ہو۔

باب — جمعہ کا روزہ

جب جمعہ کے دن صبح روزہ سے ہو تو اس پر لازم ہے کہ روزہ افطار کر دے؟

۱۸۶۳ — **ترجمہ** : محمد بن عباد نے کہا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزہ سے منع فرمایا ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں! ابو عاصم کے غیر نے یہ اضافہ کیا کہ صرف ایک دن کا روزہ رکھے۔

marfat.com
Marfat.com

۱۸۶۴ ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا اَبِیْ ثَنَا الْاَعْمَشُ ثَنِیْ اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَصُوْمَنَّ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا یَوْمًا قَبْلَهٗ اَوْ بَعْدَهٗ ۔

۱۸۶۵ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا یَحْیٰی عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ عَنْ جُوَیْرِیَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْهَا یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِیَ صَائِمَةٌ فَقَالَ اَصُمْتِ اَمْسِ قَالَتْ لَا قَالَ اَتُرِیْدِیْنَ اَنْ تَصُوْمِیْ غَدًا قَالَتْ لَا قَالَ فَاَفْطِرِیْ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ الْجَعْدِ سَمِعَ قَتَادَةُ ثَنِیْ اَبُوْاَیُّوْبَ اَنَّ جُوَیْرِیَةَ حَدَّثَتْهُ فَاَمَرَهَا فَاَفْطَرَتْ ۔

۱۸۶۴ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تم میں کوئی جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے مگر ایک دن جمعہ سے پہلے یا ایک دن اس کے بعد ملائے ۔

۱۸۶۵ ـــ ترجمہ : جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ان کے گھر تشریف لے گئے جبکہ وہ روزہ سے تھیں آپ نے فرمایا کیا تو نے کل روزہ رکھا تھا ؟ اس نے کہا نہیں ۔ آپ نے فرمایا کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا روزہ افطار کر دو حماد بن جعد نے کہا کہ انھوں نے قتادہ سے سنا کہ مجھے ایوب نے خبر دی کہ جویریہ نے ان کو بتایا کہ آپ نے اس کو حکم دیا تو اس نے روزہ افطار کر دیا ۔

۱۸۶۳ تا ۱۸۶۵ ـــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفلی روزہ شروع کر کے اس کو پورا کرنا واجب نہیں اور اگر فاسد کر دیا جائے تو اس کی قضاء واجب نہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نفلی روزہ کا پورا کرنا واجب ہے اگر اس کو فاسد کر دیا تو اس کی قضاء واجب ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر عذر کے بغیر فاسد کر دیا تو قضاء واجب ہے ورنہ نہیں اور میں نے کسی کو جمعہ کا روزہ سے منع کرتے نہیں سنا ۔ جمعہ کا روزہ اچھا ہے ۔ داؤدی مالکی نے کہا امام مالک رحمہ اللہ کو یہ حدیث نہیں پہنچی ورنہ وہ اس کی مخالفت نہ کرتے ۔ علماء کہتے ہیں کہ جمعہ کے روزہ سے ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ جمعہ کا دن دعا ذکر اور عبادت کا دن ہے کہ اس میں غسل کیا جاتا ہے تکبیرات کہی جاتی ہیں اور جمعہ کا خطبہ سنا جاتا ہے اس لئے روزہ افطار کرنے سے ان امور میں مدد ملتی ہے ۔ اور آسانی سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْأَيَّامِ

۱۸۶۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُصُّ مِنَ الْأَيَّامِ شَيْئًا قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَاَيُّكُمْ يُطِيْقُ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيْقُ

ان کو سرانجام دے سکتا ہے مگر سوال یہ ہوتا ہے کہ جمعہ کا روزہ نہ رکھنے میں اگر مذکور امور کی تکمیل ہوتی ہے اور ان کے ادا کرنے میں لذت و سرور ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ جب جمعہ سے پہلے یا بعد روزہ رکھ لیا جائے تو کراہت باقی نہیں رہتی اس کا جواب یہ ہے کہ جمعہ کے روزہ سے مذکور امور میں جو قصور واقع ہو جاتا ہے وہ ماقبل یا مابعد کے روزہ سے مندفع ہو جاتا ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ جمعہ کا روزہ رکھنے میں اس کی تعظیم میں مبالغہ کا ڈر ہے جس کی وجہ سے مفتون ہونا ممکن ہے جیسے اہل کتاب سنتہ کی تعظیم میں مبالغہ کے باعث مفتون ہو گئے تھے۔ کیونکہ یہ صورت تو جمعہ کی نماز میں ہو سکتی ہے حالانکہ جمعہ کی نماز میں کسی فتنہ کا ڈر نہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور محمد رحمہم اللہ کہتے ہیں صرف جمعہ کا روزہ مباح ہے۔ احناف نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین روزے رکھا کرتے تھے اور جمعہ کے روز کبھی کبھار افطار کرتے تھے اکثر روزہ سے ہوتے تھے۔ امام ترمذی نے اس کی روائت کی ہے اور اس کو حسن کہا ہے اور نسائی نے بھی اس کی روائت کی ہے ابن حبان ابن عبدالبر اور ابن حزم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ لہذا احناف کے مذہب میں صرف جمعہ کا روزہ رکھنا ممنوع نہیں بلکہ مباح ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

جناب جویریہ خزاعیہ کا نام برّہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام جویریہ رکھا وہ بہت خوش طبع اور خندہ پیشانی تھیں جو بھی انہیں دیکھ لیتا فریفتہ ہو جاتا تھا بنی مصطلق کے قیدیوں میں وہ بھی قید ہو کر آئی تھیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا تو جن صحابہ کے پاس مصطلقی قیدی تھے سب نے ان کو آزاد کر دیا کوئی بھی عورت اپنے قبیلہ کے لئے اس سے زیادہ برکت والی نہیں پائی گئی جبکہ ان کی برکت سے اس قبیلہ کے سارے قیدی آزاد ہو گئے ۵۶ھ ہجری میں وفات فرمائیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باب — کیا روزے کے لئے کوئی دن خاص کر سکتا ہے

۱۸۶۶ — ترجمہ محمد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے انہوں نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

۱۸۶۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ ثَنِي سَالِمٌ ثَنِي عُمَيْرٌ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ حَدَّثَتْهُ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلَتْ أُمُّ الْفَضْلِ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ فَشَرِبَهُ۔

رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دن روزے کے لئے خاص کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا نہیں آپ کا عمل ہمیشہ رہتا تھا تم میں سے کون ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت جیسی طاقت رکھتا ہو۔

۱۸۶۶ — شرح : یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کے لئے ہمیشہ کے لئے کوئی دن مقرر نہ کرتے تھے۔ البتہ شعبان میں اکثر روزہ سے ہوتے تھے اور پیر اور جمعرات کے روزہ کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ لیکن آپ کا روزہ نشاط طبع پر موقوف تھا کبھی ان ایام سے موافقت ہو جاتی جن میں روزہ کی ترغیب دلائی ہے اور کبھی ایسا نہ ہوتا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کے لئے کسی دن کی تخصیص کر لینا مکروہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — عرفہ کے دن روزہ رکھنا

۱۸۶۷ — ترجمہ : ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے اس کے پاس عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ میں جھگڑا کیا بعض نے کہا آپ روزہ سے ہیں اور بعض نے کہا آپ روزہ سے نہیں ہیں۔ ام فضل نے آپ کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا جبکہ آپ اپنے اونٹ پر سوار تھے تو آپ نے دودھ پی لیا۔

۱۸۶۷ — شرح : اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عرفہ میں ٹھہرنے والے کے لئے افطار مستحب ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانہ پیش کرنا جائز ہے اور دیندار مکلوفہ عورت کا نذرانہ قبول کرنا جائز ہے۔ عورت اپنے مال میں تصرف کر سکتی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ پوچھا تھا کہ دودھ

marfat.com
Marfat.com

۱۸۶۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَوْ قُرِئَ عَلَيْهِ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِي صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِحِلَابٍ وَّهُوَ وَاقِفٌ فِي الْمَوْقِفِ فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ ۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ

۱۸۶۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ هٰذَانِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْيَوْمُ الْآخَرُ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَنْ قَالَ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ قَالَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدْ

أَصَابَ

ام فضل کے اپنے مال سے ہے یا اس کے شوہر کے مال سے ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۱۸۶۸ — ترجمہ: میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ میں جھگڑا کیا تو انھوں نے آپ کے پاس دودھ بھیجا جبکہ آپ عرفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے تو آپ نے اس میں سے پیا اور لوگ دیکھ رہے تھے۔

۱۸۶۸ — شرح: اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عرفہ میں عرفہ کے دن افطار مستحب ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے عکرمہ کے طریق سے روایت ذکر کی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ عرفہ میں روزہ سے اس لئے منع فرمایا کہ عرفہ میں ذکر اور دعا مطلوب ہے اور روزہ رکھنے سے کمزوری ہو جانے سے ذکر اور دعاء کی تکمیل نہیں ہوتی۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محافل اور مجالس میں کھانا پینا جائز ہے اور اس میں کراہت نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اجتہاد اور مردوں اور عورتوں کا علم میں مناظرہ جائز ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — عید الفطر کے دن روزہ رکھنا

۱۸۶۹ — ترجمہ: ابوعبید مولی ابن ازہر نے کہا میں عید کے دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس

marfat.com
Marfat.com

۱۸۷۰ ـــــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَعَنِ الصَّمَّاءِ وَاَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ ـــــ

موجود تھا تو انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ایک تمہارے روزہ افطار کرنے کا دن اور دوسرا دن وہ ہے جس میں تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔

۱۸۷۰ ـــــ ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن اور قربانی کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور صماء اور ایک کپڑے میں گھٹ مارنے سے اور صبح اور فجر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے سے منع فرمایا۔

۱۸۶۹، ۱۸۷۰ ـــــ شرح : عمدۃ القاری میں ہے کہ بعض علماء نے کہا اس باب کے عنوان میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ کیا کہ جس کسی نے نذر مانی کہ وہ فلاں دن روزہ سے ہوگا۔ اتفاقاً وہ دن عید کا تھا کیا اس کی نذر صحیح ہے یا نہیں ؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ احناف کہتے ہیں اگرچہ عید کے دن روزہ رکھنا ممنوع ہے مگر اس دن روزہ رکھنے کی نذر ماننا صحیح ہے۔ نذر ماننے والے پر واجب ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھے اور بعد میں قضاء کرے کیونکہ افعال شرعیہ میں نہی سے فعل کی مشروعیت کی نفی نہیں ہوتی۔ صاحب محصول نے کہا اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے کہ نہی فساد کی مفید نہیں رازی نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔ اس اصل کے مطابق احناف نے یہ مسلک اختیار کیا ہے۔ امام بخاری نے حدیث ۱۸۷۲ زیاد بن جبیر سے روایت کی کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آکر کہنے لگا کہ اس نے پیر کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی ہے اور اتفاق سے وہ عید کا دن ہے۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم فرمایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ سے منع فرمایا ہے اور انھوں نے جواب میں توقف کیا اگر اس دن کا روزہ رکھنا ممنوع ہوتا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما توقف نہ کرتے اور جواب کی وضاحت کر دیتے۔

اس حدیث سے احناف کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ کتاب وسنت دونوں پر عمل کا طریقہ یہ ہے کہ نذر صحیح ہے اور روزہ نہ رکھے اور بعد میں قضاء کرلے۔

امام شافعی، زفر اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا عید الفطر اور عید بقرہ میں روزہ رکھنا صحیح نہیں اور نہ ہی ان دنوں میں روزہ کی نذر ماننا صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ

۱۸۷۱ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ يُنْهٰى عَنْ صِيَامَيْنِ وَبَيْعَتَيْنِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ ۔

۱۸۷۲ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثنا مُعَاذٌ اَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ نَذَرَ اَنْ يَصُوْمَ يَوْمًا اَظُنُّهُ قَالَ اثْنَيْنِ فَوَافَقَ يَوْمَ عِيْدٍ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ هٰذَا الْيَوْمِ ۔

باب ـــ قربانی کے دن روزہ رکھنا

۱۸۷۱ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا دو روزوں اور دو خرید و فروخت سے منع کیا گیا ہے۔ عید الفطر اور قربانی کے دن روزہ رکھنا اور بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع کیا گیا۔

۱۸۷۲ ـــ ترجمہ : زیاد بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا ایک شخص نے نذر مانی ہے کہ ایک دن روزہ رکھے گا اس نے کہا میرا گمان ہے کہ وہ پیر کا دن ہے اور اس کا عید کے دن سے اتفاق ہو گیا ہے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے کا حکم فرمایا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے روزہ سے منع فرمایا ہے۔

۱۸۷۱، ۱۸۷۲ ـــ شرح : بیع ملامسہ یہ ہے کہ خریدار کپڑے کو ہاتھ سے مس کرے اور اس کو الٹ کر نہ دیکھے صرف چھونے سے بیع لازم ہو جائے بیع منابذہ یہ ہے کہ بائع کپڑا وغیرہ خریدار کی طرف پھینک دے صرف اس سے بیع لازم ہو جائے خریدار اس کو نہ دیکھے اور نہ کھولے یہ دونوں بیوع جاہلیت کے زمانہ میں معروف تھیں ان کی تفصیل حدیث ۳۶۳ کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں۔ حدیث ۱۸۷۲ کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سوال کا جواب دینے میں توقف فرمایا کیونکہ ان کے نزدیک دلائل میں تعارض تھا یہ بھی احتمال ہے کہ انھوں نے سائل کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا کہ اسے احتیاطاً قضاء کر لینی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مختلف نہ ہو۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا :

marfat.com
Marfat.com

۱۸۷۳ ـــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ وَكَانَ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ سَمِعْتُ اَرْبَعًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْجَبْنَنِيْ قَالَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ اِلَّا وَمَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ وَلَا صَوْمَ فِيْ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ هٰذَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حتمی طور پر جواب دینے میں توقف کیا لیکن فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا جب کسی نے نذر مانی کہ جس دن فلاں شخص آئے وہ روزہ رکھے گا وہ عید کے دن آیا تو وہ نہ تو روزہ رکھے اور نہ ہی قضاء کرے اور فقہاء نے کہا وہ عید کے دن روزہ نہ رکھے اور بعد میں قضاء کرے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ایک جگہ امر و نہی جمع ہو جائیں تو نہی پر عمل کیا جائے۔ اس مسئلہ کی تفصیل حدیث ع ۱۸۷۰ کی شرح میں دیکھیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۱۸۷۳ ـــــ ترجمہ : عبدالملک بن عمیر نے کہا میں نے قزعہ سے سنا اس نے کہا میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بارہ جنگیں لڑی ہیں۔ انھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار باتیں سنیں انھوں نے مجھے بہت خوش کیا فرمایا کوئی بھی عورت اپنے شوہر یا محرم کے سوا دو دن سفر نہ کرے اور عیدالفطر اور قربانی کے دن کا روزہ نہیں اور صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ سورج طلوع ہو جائے اور نہ ہی عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز ہے حتی کہ سورج غروب ہو جائے اور تین مسجدوں کے سوا کسی مسجد کی طرف رختِ سفر نہ باندھے (وہ یہ ہیں) مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد۔

۱۸۷۴ ـــــ شرح : علامہ نووی نے کہا عورت کا محرم وہ ہے جس سے اس کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو اگرچہ اس کی حرمت مباح سبب کے باعث ہو لہٰذا بیوی کی بہن اور شبہ سے موطوءہ کی ماں اس حکم سے خارج ہیں۔ احناف کہتے ہیں محرم وہ ہے جس سے عورت کا نکاح قرابت یا رضاع یا صہریت کے باعث ہمیشہ کے لئے حرام ہو مجوسی کے علاوہ غلام، آزاد، مسلمان اور ذمی سب برابر ہیں۔ اس حدیث کی تفصیل حدیث ع ۱۱۲۷ کی شرح میں دیکھیں!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صِيَامِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَقَالَ لِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ كَانَتْ عَائِشَةُ تَصُوْمُ اَيَّامَ مِنًى وَكَانَ اَبُوْهُ يَصُوْمُهَا

۱۸۷۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عِيْسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ يُرَخَّصْ فِيْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ اَنْ يُّصَمْنَ اِلَّا لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْهَدْيَ۔

۱۸۷۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ عَرَفَةَ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا وَّلَمْ يَصُمْ صَامَ اَيَّامَ مِنًى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ تَابَعَهُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ۔

باب — ایّامِ تشریق کے روزے

مجھے محمد بن مثنّٰی نے کہا کہ یحییٰ نے ہشام سے بیان کیا کہ مجھے میرے باپ نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا منی کے دنوں میں روزے رکھا کرتی تھیں اور ان کے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان ایام میں روزے رکھتے تھے۔

۱۸۷۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے کہا ایام تشریق میں روزے رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی مگر اس شخص کے لئے اجازت ہے جس کو قربانی کا جانور نہ ملے۔

۱۸۷۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا روزے اس شخص کے لئے ہیں جو عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر تمتّع کرے وہ عرفہ تک روزے رکھے اور اگر قربانی کا جانور نہ پائے اور نہ روزے رکھے ہوں تو وہ منیٰ کے دنوں میں روزے رکھ لے ابن شہاب نے عروہ سے انھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس جیسی روایت کی ہے۔ مالک کی متابعت ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب کی روایت میں کی۔

شرح : ایام تشریق گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ ہیں۔ کیونکہ ان دنوں ۱۸۷۴-۱۸۷۵ حج میں بکھیرے جاتے ہیں جبکہ ان دنوں میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ

۱۸۷۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ اِنْ شَاءَ صَامَ۔

حاجی منیٰ میں ہوتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ، مالک اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا ایام تشریق میں قربانی کے دن کے بعد تیسرا دن داخل نہیں۔ ایام تشریق میں روزہ رکھنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم نے کہا یہ ایام روزہ کے قابل نہیں۔ لہٰذا ان ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں نہ تو تمتع کرنے والا رکھ سکتا ہے جسے ہدی نہ ملے اور نہ ہی کوئی اور شخص ان ایام میں روزہ رکھ سکتا ہے۔ اُنھوں نے کہا اگر کسی نے ان ایام میں روزہ کی نذر مانی تو اس پر قضا واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جدید قول یہی ہے اور اسی پر شافعیہ کا فتویٰ ہے۔ بعض شافعیہ کہتے ہیں ان دنوں میں مطلقاً روزہ رکھنا جائز ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جس متمتع کو قربانی کا جانور نہ ملے اور نہ ہی وہ ذوالحجہ کے دس دنوں میں روزہ رکھ سکے وہ ان ایام میں روزے رکھ لے۔ امام مالک رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام شافعی بھی پہلے اسی طرح کہتے تھے لیکن ان کا عمل جدید قول پر ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ مُتَمَتِّع ان دنوں میں روزے رکھ سکتا ہے۔ بعض مالکی بھی یہی کہتے ہیں۔ پانچواں قول یہ ہے کہ پہلے دو دنوں اور تیسرے دن میں فرق ہے پہلے دو دنوں میں روزہ جائز نہیں البتہ تمتع کرنے والا جسے ہدی نہ ملے وہ ان دنوں میں روزے رکھ سکتا ہے۔ اور تیسرے دن روزہ رکھنا جائز ہے اور اس دن میں نذر کا روزہ بھی جائز ہے۔ چھٹا قول یہ ہے کہ ایام تشریق کے آخری دن میں روزہ جائز ہے۔ ابن عربی نے اسی طرح کہا ہے اُنھوں نے کہا عید الفطر کے دن اور قربانی کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اور چوتھے دن روزہ ممنوع نہیں۔ ساتواں قول یہ ہے کہ تمتع کرنے والا جو ہدی نہ پائے ان دنوں میں روزہ رکھ سکتا ہے اور ان میں کفارہ ظہار کے روزے بھی جائز ہیں۔ آٹھواں قول یہ ہے کہ ان دنوں میں قسم کے کفارہ کے روزے جائز ہیں۔ ابن عبدلی نے کہا اس قول میں امام مالک نے توقف کیا ہے جبکہ اس سے پہلے دو قول ان سے منقول ہیں۔ نواں قول یہ ہے کہ ان میں صرف نذر کے روزے جائز ہیں اور متمتع وغیرہ ان میں روزے نہیں رکھ سکتا۔ اہل خراسان نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں (عینی)

باب میں مذکور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمتع کرنے والا شخص جس کو قربانی کا جانور نہ ملے وہ ایام تشریق میں روزے رکھ سکتا ہے۔ امام بخاری کا میلان بھی اس طرف ہے۔

باب ـــ عاشورا کے دن روزہ رکھنا

۱۸۷۶ ـــ ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی چاہے تو عاشورا کا روزہ رکھے۔

marfat.com
Marfat.com

۱۸۷۷ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ۔

۱۸۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تُرِكَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ۔

۱۸۷۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ وَلَمْ يَكْتُبِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَاَنَا صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ۔

۱۸۷۷ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

۱۸۷۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جاہلیت میں قریش عاشوراء کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دن روزہ رکھتے تھے جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کا روزہ چھوڑ دیا گیا پس جو چاہے اس دن روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے۔

۱۸۷۹ — ترجمہ : حمید بن عبدالرحمٰن نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جس سال انھوں نے حج کیا منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ اے مدینہ منورہ میں رہنے والو تمہارے علماء کہاں گئے ؟ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ یہ عاشوراء کا دن ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر اس دن روزہ فرض نہیں کیا اور میں روزہ سے ہوں پس جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

۱۸۷۶ تا ۱۸۷۹ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ حدیث ۱۷۶۳ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۱۸۸۰ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا اَيُّوْبُ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَرَاَى الْيَهُوْدَ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ مَاهٰذَا قَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوْسٰى قَالَ فَاَنَا اَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ ۔

۱۸۸۱ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدٍ ثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ اَبِيْ عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ ابْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كَانَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ تَعُدُّهُ الْيَهُوْدُ عِيْدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصُوْمُوْهُ اَنْتُمْ ۔

نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عاشوراء کا روزہ رکھیں جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو یہ روزہ ترک کر دیا ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عاشوراء کا روزہ فرض تھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو باقی دن کھانے پینے سے روک دیا جبکہ انھوں نے عاشوراء کے دن ناشتہ وغیرہ کر لیا تھا۔ یہ صرف فرض روزہ میں ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں عاشوراء کا روزہ فرض تھا پھر منسوخ ہوگیا۔ مسلم میں جابر بن سمرہ کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو عاشوراء کے دن روزہ کا حکم فرماتے اور اس کی ترغیب دلاتے تھے جب رمضان مبارک فرض ہوا تو نہ تو ہم کو حکم دیا اور نہ ہی اس دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا نیز مسلم میں عبدالرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہ رمضان نازل ہونے سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے جب رمضان نازل ہوا تو چھوڑ دیا ان آثار سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عاشوراء کے روزہ کا وجوب منسوخ ہو چکا ہے۔ علماء اصول نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ جب فرض منسوخ ہو جائے تو اس کی اباحت باقی رہتی ہے یا نہیں امام شافعی کہتے ہیں اگر کوئی حکم منسوخ ہو جائے تو اس کا جواز باقی رہتا ہے۔ احناف کے نزدیک اس کا جواز بھی ختم ہو جاتا ہے اور عاشوراء کا روزہ پہلے فرض تھا پھر منسوخ ہوگیا تو اس کا جواز بھی باقی نہ رہا۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو چاہے روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے سے اس کا جواز ثابت ہوا۔ باقی تقریر حدیث ۷۶۳ کی شرح میں دیکھیں۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ

۱۸۸۰ ـــــ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا آپ نے فرمایا یہ کیا ہے ؟ انھوں نے کہا یہ اچھا دن ہے۔ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دلائی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس دن روزہ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا ہم تمہاری نسبت زیادہ موسیٰ کے حقدار ہیں چنانچہ آپ نے اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

marfat.com
Marfat.com

۱۸۸۲ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهٗ عَلٰى غَيْرِهٖ اِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَهٰذَا الشَّهْرَ يَعْنِيْ شَهْرَ رَمَضَانَ ۔

۱۸۸۳ ـــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا يَزِيْدُ هُوَ ابْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ اَنْ اَذِّنْ فِي النَّاسِ اَنَّ مَنْ كَانَ اَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ اَكَلَ فَلْيَصُمْ فَاِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ

۱۸۸۱ ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی عاشوراء کے دن روزہ رکھنے کو عید شمار کرتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی اس دن روزہ رکھو۔

۱۸۸۲ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ عاشوراء کے دن اور رمضان کے مہینے کے سوا کسی دن کو افضل سمجھ کر اس میں روزہ رکھا ہو۔

۱۸۸۳ ـــ ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کرے کہ جس نے کھا لیا ہے وہ باقی دن روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا وہ پورا روزہ رکھ لے اس لئے کہ آج کا دن عاشوراء کا دن ہے۔

۱۸۸۰ تا ۱۸۸۳ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے دن روزہ رکھنے میں یہودیوں کی موافقت کی حالانکہ آپ کا ارشاد ہے کہ یہودیوں کی مخالفت کرو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہودی مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے اور آپ جانتے تھے کہ اس دن ان کا روزہ رکھنا حقیقت پر مبنی ہے۔ اس لئے ان کی موافقت کی اور جن کی مخالفت کا حکم فرمایا تھا وہ غیر مدنی یہودی تھے کیونکہ وہ آپ کی مخالفت کے درپے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس روز اللہ کی نعمت نازل ہو اس دن کو عید منانا مستحسن ہے یا جس دن کسی مصیبت سے نجات ملے اس دن کو عید منانا جائز ہے۔ لہٰذا بارہ ربیع الاوّل شریف کو عید منانا جائز اور مستحسن ہے کیونکہ اس دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی جو سب سے بڑی نعمت ہے اور آپ کے وجود مسعود کی برکت سے دوزخی دوزخ سے نجات حاصل کریں گے جبکہ آپ کی شفاعت ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

۱۸۸۴ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ رَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

۱۸۸۵ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ اَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً فِيْ رَمَضَانَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّيْ الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّيْ الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ اَرٰى لَوْ

باب ـــ اس شخص کی فضیلت جو رمضان مبارک میں رات نماز پڑھے!

۱۸۸۴ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماہِ رمضان کے متعلق یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو ایمان کے ساتھ طلب ثواب کی نیت سے رمضان کھڑا ہو (رات کو نماز پڑھے) اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

۱۸۸۵ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے کھڑا ہو

marfat.com
Marfat.com

جَمَعْتُ هٰؤُلَآءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً اُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ تَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ اَوَّلَهٗ۔

(رات عبادت کرے) تو اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ابن شہاب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی حالانکہ حال اسی طرح تھا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شروع خلافت میں یہی حال رہا۔ ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے بیان کیا کہ انھوں نے کہا میں رمضان کی رات عمر فاروق کے ساتھ مسجد کی طرف گیا تو لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے کوئی شخص تنہا نماز پڑھتا ہے۔ کوئی نماز پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال ہے کہ اگر میں ان سب کو ایک قاری پر متفق کردوں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ پھر انھوں نے یہ عزم کرلیا اور ان کو اُبی بن کعب پر متفق کیا پھر میں دوسری رات ان کے ساتھ باہر نکلا اور لوگ اپنے قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے عمر فاروق نے فرمایا یہ بدعت اچھی ہے رات جس میں وہ سوئے رہتے ہیں اس سے بہتر ہے جس میں کھڑے رہتے ہیں ان کی مراد رات کا آخری حصہ تھا۔ اور لوگ رات کے پہلے حصہ میں کھڑے ہوتے تھے۔

شرح : یعنی لوگ پہلے تراویح کی نماز باجماعت نہیں پڑھتے تھے اور عشاء کے بعد علیحدہ علیحدہ نوافل پڑھا کرتے تھے۔

۱۸۸۴ ، ۱۸۸۵ —

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو باجماعت تراویح کی نماز پڑھانے کا خیال کیا کیونکہ انھوں نے دو راتیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع نہ کیا تھا اس لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ لوگوں کو ایک قاری پر جمع کریں وہ متفرق نماز نہ پڑھیں اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام بنایا کیونکہ وہ بہت بڑے قاری تھے اور عورتوں کے لئے تمیم داری کو امام بنایا وہ ان کو نماز تراویح پڑھاتے تھے۔ ایک روز عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر سے باہر نکلے تو لوگوں کو باجماعت تراویح کی نماز پڑھتے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور کہا یہ اچھی بدعت ہے اور بدعت اس لئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں باجماعت تراویح نہیں پڑھی جاتی تھی دراصل بدعت کا معنی یہ ہے کہ کوئی ایسا فعل جاری کیا جائے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں نہ تھا اس کی دو قسمیں ہیں اگر وہ شریعت میں مستحسن افعال میں سے ہے تو بدعت حسنہ ہے اور اگر شریعت کے مستحسن افعال سے نہیں ہے تو بدعت سیئہ ہے۔ اس کو بدعت ضلالہ بھی کہا جاتا ہے" اور مَارَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ "کے پیش نظر

marfat.com

Marfat.com

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر نیا فعل اگر مسلمانوں کی نگاہ میں حسن ہے تو وہ بدعت حسنہ ہے۔ اگر اچھا نہیں تو بدعت سیئہ ہے۔ اور حدیث "کل بدعۃ ضلالۃ" مخصوص ہے کیونکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بدعت کی پانچ اقسام ہیں واجبہ، مندوبہ، محرّمہ، مکروہہ اور مباحہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کو جمہور علماء نے پسند کیا اور اس پر سب صحابہ کا اتفاق ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تراویح کی نماز باجماعت واجب کفایہ ہے۔ ابن بطال مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قیام رمضان مسنون ہے کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اس کا اجراء کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام لیل کو اس لئے ترک کر دیا تھا کہ امت پر فرض نہ ہو جائے۔ اور عمر فاروق کے عہد خلافت میں یہ احتمال ختم ہو گیا کہ مداومت و استمرار سے قیام لیل فرض ہو جائے گا۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں کہ حضرت ابی بن کعب کتنی رکعتیں پڑھاتے تھے جمہور علماء نے کہا کہ وہ وتر کے علاوہ پانچ ترویحات یعنی بیس (۲۰) رکعتیں پڑھاتے تھے اور ہر دو رکعتوں پر سلام پھیرتے تھے امام بیہقی نے صحیح اسناد کے ساتھ سائب بن یزید سے روایت کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمر فاروق کے عہد خلافت میں رمضان میں تراویح کی نماز بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤطا میں یزید بن رومان سے روایت کی کہ لوگ عمر فاروق کے عہد خلافت میں رمضان میں تراویح کی نماز بیس رکعتیں پڑھتے تھے اور انکے علاوہ وہ تین وتر پڑھتے تھے۔ علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ تراویح کی نماز بیس رکعتیں ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن بیہقی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں جماعت کے بغیر بیس رکعتیں پڑھتے تھے اور اس کے بعد وتر پڑھتے تھے لیکن بیہقی نے اگرچہ اس حدیث کو ضعیف کہا ہے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر عمل اس کی تقویت کی دلیل ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے ان میں تین وتر شامل ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ تراویح کی نماز نہیں تہجد کی نماز ہے۔ کیونکہ غیر رمضان میں تراویح کی نماز نہیں ہے۔ حنابلہ نے کہا تراویح کی نماز بیس رکعتیں ہیں۔ الحاصل بیس رکعت تراویح پر چاروں اماموں کا اتفاق ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بیس (۲۰) رکعتیں پڑھی جاتی تھیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرو پس تراویح کی نماز آٹھ رکعت صحابہ کرام کے اجماع کے خلاف ہے۔ تراویح کی نماز پر بدعت کا اطلاق مذکورہ صفت کے اعتبار سے ہے کہ اوّل رات میں باجماعت اہتمام سے پڑھی قولہ وَالَّتِیْ یَنَامُوْنَ الخ کا مطلب یہ ہے کہ شروع رات کو نماز تراویح پڑھ کر فارغ ہونا آخر رات کو نماز پڑھنے سے افضل ہے بعض علماء اس کی تفسیر برعکس کرتے ہیں اور بعض علماء یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ جس کو آخر رات بیدار ہونے کا یقین ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ آخر رات میں نماز پڑھے ورنہ اوّل رات کو نماز پڑھنا افضل ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۱۸۸۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ

۱۸۸۷ — وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِّنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلّٰى رِجَالٌ بِصَلٰوتِهٖ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَاجْتَمَعَ اَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلّٰى فَصَلُّوْا مَعَهٗ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَكَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَصَلُّوْا بِصَلٰوتِهٖ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَهْلِهٖ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَلٰكِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ۔

۱۸۸۶ — ترجمہ : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور یہ رمضان میں ہوا تھا ۔

۱۸۸۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات کو باہر تشریف لائے اور مسجد میں نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی ۔ صبح کو لوگوں نے اس کا تذکرہ کیا تو دوسرے روز اس سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے ۔ اور انھوں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی ۔ صبح لوگوں نے اس کا چرچا کیا تو تیسری رات نمازی بہت زیادہ ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور نماز پڑھی لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی ۔ جب چوتھی رات آئی تو مسجد نمازیوں سے عاجز آ گئی (بھر گئی) حتی کہ آپ صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے جب صبح کی نماز پڑھ لی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا اللہ کی حمد و ثنا کے بعد اشان یہ ہے کہ تمہارا موجود ہونا مجھ پر مخفی نہ تھا لیکن مجھے ڈر ہوا کہ تم پر رات کی نماز فرض ہو جائے پھر تم اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے اور یہ معاملہ اسی طرح رہا ۔

marfat.com
Marfat.com

۱۸۸۸ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ كَیْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلَاثًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ یَا عَائِشَةُ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ

۱۸۸۶، ۱۸۸۷ —— شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دو راتیں بیس بیس رکعتیں پڑھائیں ۔ تیسری رات میں بہت لوگ جمع ہو گئے تو آپ اس لئے باہر تشریف نہ لائے کہ ان پر یہ نماز فرض ہو جائے گی اور وہ ادا کرنے سے قاصر رہیں گے ۔ اس پر اعتماد کر کے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں لوگوں کو جمع کیا اور انھوں نے بیس رکعتیں پڑھیں اور ساری اُمت کا اس پر اتفاق ہے ۔ بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے لیکن اہلِ علم کا اس پر عمل اس کو تقویت دیتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

۱۸۸۸ —— ترجمہ : ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں نماز کیسی تھی ؟ تو انھوں نے کہا آپ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے ۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے تو ان کے حسن اور طول کو نہ پوچھ پھر چار پڑھتے تو ان کے حسن اور طول کو نہ پوچھ پھر تین رکعتیں پڑھتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں آپ نے فرمایا اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے ۔

۱۸۸۸ —— شرح : یہ تہجد کی نماز ہے جو آپ رمضان شریف کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی پڑھتے تھے ۔ یہ تراویح کی نماز نہیں کیونکہ آپ یہ ہمیشہ پڑھتے تھے اور ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اسی لئے ان پر دوام و استمرار کے باوجود یہ امت پر فرض نہیں اور تراویح کی نماز تین دن پڑھ کر ترک کر دی اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ آپ اس لئے باہر تشریف نہیں لائے کہ کہیں امت پر یہ نماز فرض نہ ہو جائے ۔ اگر آٹھ رکعتیں تراویح ہوتیں تو مذکور حدیث کی رو سے یہ امت پر فرض ہونی چاہئے تھیں حالانکہ ایسا نہیں ۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہر وقت بیدار رہتا ہے اگرچہ آنکھیں سو جائیں کیونکہ دل وحی کا محل ہے

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَقَوْلِ اللّٰهِ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْاٰنِ وَمَا اَدْرٰىكَ اَعْلَمَهُ وَمَا قَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ فَاِنَّهُ لَمْ يُعْلِمْهُ ۔

ہے اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے اسی لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا جبکہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ لیکن لیلۃ التعریس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح کی نماز قضاء اس لئے ہوئی کہ آپ کو نیند کی حالت میں نسیان ہو گیا تھا تاکہ قضاء کا حکم مشروع ہو جائے۔ علامہ عینی اور ملا عصام رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا شرعی حکم کی مشروعیت کے لئے جس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں نسیان ہوتا تھا نیند کی حالت میں بھی نسیان واقع ہوتا تھا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب ــــ لَيْلَةُ الْقَدْرِ کی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد بے شک ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں نازل کیا تجھے کیا معلوم قدر کی رات کیا ہے؟ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں فرشتے اور جبرائیل اللہ کے حکم سے ہر کام کے لئے اترتے ہیں وہ صبح چمکنے تک سلامتی ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا۔ قرآن میں جہاں "مَا اَدْرٰىكَ" ہے وہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا ہے اور جہاں "مَا يُدْرِيْكَ" فرمایا اس سے خبردار نہیں کیا۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ــــ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس عنوان سے مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر سے خبردار کیا ہے کیونکہ قرآن کریم میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو لفظ ماضی سے خطاب کیا اس کا علم قرآن میں ذکر کر دیا۔ اور جہاں لفظ مضارع سے خطاب کیا جیسے "مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ" اس کا علم قرآن میں ذکر نہیں کیا۔ سید عبداللہ میرغنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا علماء محققین نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب

marfat.com
Marfat.com

۱۸۸۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَفِظْنَاهُ وَاِنَّمَا حَفِظَ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ تَابَعَهٗ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

بَابُ الْتَمِسُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ

کا علم سارا عطا فرمایا حتیٰ کہ سورۂ لقمان کے آخر میں مذکور پانچ امور بھی آپ کی آخر عمر شریف میں عطا فرما دیئے لیکن آپ کو حکم دیا کہ ان میں سے بعض کو صیغۂ راز میں رکھیں۔

ابوبکر وراق رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لیلۃ القدر کا یہ نام اس لئے ہے کہ جو شخص اس رات کو پالے وہ لوگوں میں صاحبِ قدر ہو جاتا ہے اور اس رات میں مومن جو بھی نیک عمل کریں ان کی بڑی قدر ہوتی ہے اور اللہ کے حضور قبول ہوتے ہیں۔ اس کو لیلۃ القدر اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ اس میں قرآن کریم صاحبِ قدر نازل ہوا۔ سہل بن عبداللہ نے کہا اس رات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت کی بارش برساتا ہے۔

بعض علماء نے کہا اس رات میں سال بھر کے تمام احکام کا اندازہ کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ،، اس رات میں ہر اچھے کام کی تقسیم کی جاتی ہے۔

۱۸۸۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں عبادت کرے اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ سلیمان بن کثیر نے زہری سے روایت کرنے میں سفیان کی متابعت کی۔

باب — رمضان کی آخری سات راتوں میں شب قدر کو تلاش کرنا ،،

marfat.com
Marfat.com

۱۸۹۰ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رِجَالًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ۔

۱۸۹۱ ـــــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ وَكَانَ لِي صَدِيقًا فَقَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ فَخَطَبَنَا وَقَالَ إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي الْوِتْرِ فَإِنِّي رَأَيْتُ أَنِّي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتَّى سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ فَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ۔

۱۸۹۰ ـــــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرام کو خواب میں رمضان کی آخری سات راتوں میں شب قدر دکھائی گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارا خواب رمضان کی آخری سات راتوں میں موافق ہوتے دیکھتا ہوں جو اس کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔

۱۸۹۱ ـــــ ترجمہ: ابوسلمہ نے کہا میں نے ابوسعید سے پوچھا اور وہ میرا دوست تھا تو اس نے کہا ہم نے رمضان کے درمیانے عشرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا آپ رمضان کی بیسویں صبح کو باہر تشریف لائے اور ہم کو مخاطب کر کے فرمایا مجھے شب قدر دکھائی گئی پھر مجھے بھلا دی گئی تم اس کو آخری عشرہ کی وتر راتوں میں تلاش کرو میں نے دیکھا ہے کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں پس جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ واپس چلا جائے ہم آسمان میں ذرہ بھی بادل نہیں دیکھتے تھے اچانک بادل آیا اور بارش برسی حتی کہ مسجد کی چھت بہہ پڑی اور وہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَحَرِّیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِیْهِ عَنْ عُبَادَةَ

۱۸۹۲ ـــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا اَبُوْسُهَیْلٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ۔

کھجور کی چھڑیوں کی بھی نماز پڑھی گئی تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے دیکھا حتی کہ مٹی کا نشان آپ کی پیشانی میں تھا۔

۱۸۹۰، ۱۸۹۱ ـــ شرح : آخر عشرہ کی طاق راتیں ۲۱ - ۲۳ - ۲۵ - ۲۷ - ۲۹ میں شب قدر خصوصًا ان راتوں میں ہوتی ہے لیکن اس کی تعیین نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ شب قدر رمضان میں ہے اس سے آگے پیچھے بھی ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے مگر اس کی تعیین نہیں ہے۔ قاضی خان نے ذکر کیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مشہور روایت یہ ہے کہ شب قدر سارے سال میں گردش کرتی ہے۔ کبھی رمضان میں اور کبھی رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

شیخ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی معرفت کے عرفانی اسرار بیان کئے جنہیں ان جیسے اولیاء اللہ ہی معلوم کر سکتے ہیں انھوں نے مختلف راتوں میں لیلۃ القدر کی تعیین بیان فرمائی اور وہ کہتے تھے کہ یہ رات منتقل ہوتی رہتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر لیلۃ القدر آجائے اور میں مرگیا ہوا ہوں میری لاش پھول چکی ہو اور ٹانگیں اوپر اٹھ گئی ہوں جیسے مرے ہوئے گدھے کی لاش پھول جاتی ہے تو مجھے اس کا علم ہو جاتا ہے جبکہ میں مذکورہ حالت میں ہوں تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ کیسے مخفی رہ سکتی ہے (ابویزید ص ۱۲۸) بخاری میں مذکور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مٹی میں سجدہ کرنا جائز ہے اور نمازی کو پیشانی سے مٹی کا اثر نہیں پونچھنا چاہیئے اور انبیاء کرام علیہم السلام پر تشریع احکام کے لئے نسیان جائز ہے جو مستقر نہیں ہوتا اور حکم مشروع ہونے کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف مستحب ہے۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب پر حکم مرتب ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ آخری عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرنا "اس میں عبادہ راوی ہے"

۱۸۹۲ ـــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۱۸۹۳ ـــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ ثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِيْ رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِيْ فِيْ وَسَطِ الشَّهْرِ فَاِذَا كَانَ حِيْنُ يُمْسِيْ مِنْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً تَمْضِيْ وَيَسْتَقْبِلُ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ رَجَعَ اِلٰى مَسْكَنِهٖ وَرَجَعَ مَنْ كَانَ يُجَاوِرُ مَعَهٗ وَاَنَّهٗ اَقَامَ فِيْ شَهْرٍ جَاوَرَ فِيْهِ اللَّيْلَةَ الَّتِيْ كَانَ يَرْجِعُ فِيْهَا فَخَطَبَ النَّاسَ فَاَمَرَهُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ كُنْتُ اُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ ثُمَّ قَدْ بَدَا لِيْ اَنْ اُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيْ فَلْيَثْبُتْ فِيْ مُعْتَكَفِهٖ وَاُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا فَابْتَغُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَابْتَغُوْهَا فِيْ كُلِّ وِتْرٍ وَقَدْ رَاَيْتُنِيْ اَسْجُدُ فِيْ مَاءٍ وَطِيْنٍ فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَاَمْطَرَتْ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِيْ مُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ فَبَصُرَتْ عَيْنِيْ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ انْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهٗ مُمْتَلِئٌ طِيْنًا وَمَاءً ۔

نے فرمایا لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

۱۸۹۲ ـــــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے درمیانہ عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے جب بیسویں رات گزر جاتی اور اکیسویں رات آتی تو اپنے گھر واپس آجاتے اور وہ لوگ بھی اپنے گھروں میں واپس ہو جاتے جو آپ کے ساتھ اعتکاف کرتے تھے ایک رمضان کی رات آپ اعتکاف میں رہے جس میں واپس جایا کرتے تھے۔ آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جو اللہ نے چاہا وہ ان کو حکم دیا پھر فرمایا میں اس عشرہ میں اعتکاف کرتا تھا۔ پھر میرے لئے یہ انکشاف ہوا ہے کہ میں آخری عشرہ میں اعتکاف کروں۔ اس لئے جو میرے ساتھ اعتکاف کرے وہ اپنی اعتکاف کی جگہ رہے اور مجھے اس رات میں شب قدر دکھائی گئی۔ پھر بھلا دی گئی ہے اس کو تم آخری عشرہ میں اور طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ اس رات میں بادل چمکا اور خوب بارش ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلیٰ پر سجد ٹپکنے لگی یہ اکیسویں رات تھی۔ میری آنکھ نے آپ کو دیکھا کہ آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی پیشانی پانی اور کیچڑ سے

marfat.com
Marfat.com

۱۸۹۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنِي يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الْتَمِسُوْا۔

۱۸۹۵ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنِي عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُوْلُ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

۱۸۹۶ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِي رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي تَاسِعَةٍ تَبْقٰى فِي سَابِعَةٍ تَبْقٰى فِي خَامِسَةٍ تَبْقٰى تَابَعَهٗ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ وَعَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْتَمِسُوْا فِي اَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ۔

۱۸۹۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا عَاصِمٌ عَنْ اَبِي مِجْلَزٍ وَعِكْرِمَةَ قَالَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ فِي لَعْشَرِ الْاَوَاخِرِ هِيَ فِي تِسْعٍ يَمْضِيْنَ اَوْ فِي سَبْعٍ يَبْقَيْنَ يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ۔

بھری ہوئی تھی!

۱۸۹۴ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی شب قدر کو تلاش کرو۔

۱۸۹۵ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر کو تلاش کرو۔

۱۸۹۶ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر تلاش کرو جبکہ نو یا سات یا پانچ راتیں باقی رہ جائیں۔

۱۸۹۷ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ لِتَلَاحِيْ النَّاسِ

۱۸۹۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنِيْ خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثنا حُمَيْدٌ ثنا اَنَسٌ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ۔

نے فرمایا۔ یہ رات آخری عشرہ میں ہے جبکہ نو راتیں گزر جائیں یا سات راتیں باقی رہ جائیں یعنی شبِ قدر،، عبدالوہاب نے ایوب سے اُس نے خالد سے اُس نے عکرمہ سے اُس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ چوبیسویں رات میں اس کو تلاش کرو۔

باب — لوگوں کے جھگڑا کرنے کے سبب لیلۃ القدر کی معرفت کا اُٹھ جانا

ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تاکہ ہم کو شبِ قدر کی خبر دیں تو مسلمان جھگڑ پڑے۔

۱۸۹۸ — آپ نے فرمایا میں تم کو شبِ قدر بتلانے باہر آیا تھا فلاں فلاں جھگڑ پڑے تو وہ اُٹھا لی گئی مگر یہ تمہارے لئے اچھی بات ہے اس کو نو، سات اور پانچویں راتوں میں تلاش کرو۔

شرح : قَزَعَة ،، باریک بادل کا ٹکڑا ،، جرید،، کھجور کی ٹہنی ، بَدَالِیْ ،، میرے لئے ظاہر ہُوا۔ قولہٗ یَسْتَقْبِلُ ،، اس کا عطف ہ یُمْسِیْ ،، پر ہے تُمْضِیْ پر نہیں ،، قولہٗ رَاَیْتُنِیْ ،، اس لفظ میں فاعل اور مفعول کی ضمیروں کا مرجع شئی واحد ہے اور یہ افعال قلوب میں جائز ہے۔ یہ اصل میں ،، رَئَیْتُ نَفْسِیْ ،، تھا یعنی میں نے آپ کو دیکھا ،، اگر یہ سوال ہو کہ باب کا عنوان طاق راتوں میں شبِ قدر تلاش کرنا ہے اور آپ کا ارشاد کہ چوبیسویں رات تلاش کرو ،، طاق نہیں لہٰذا حدیث عنوان کے موافق نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اُس کا معنیٰ یہ ہے کہ چوبیس دن پُورے ہو جائیں تو یہ رات تلاش کرو اور ظاہر ہے کہ چوبیس دن پُورے ہونے کے بعد پچیسویں رات ہوتی ہے اور یہ عدد طاق ہے۔ ویسے بھی امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ عنوان کے بعد بعض اوقات ایسی احادیث ذکر کر دیتے ہیں جن کو عنوان سے معمولی سی مناسبت ہوتی ہے۔ اس میں ان کا مقصد

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

۱۸۹۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ ۔

یہ ہوتا ہے کہ اس کا خلاف بھی ثابت ہے ۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں مذکور ہے کہ آخری سات راتوں میں تلاش کرو اور نو باقی رہ جائیں سات باقی رہ جائیں پہلی سات راتوں میں تلاش کرو الغرض مختلف اعداد احادیث میں مذکور ہیں ان میں اتفاق کی کیا صورت ہو سکتی ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد دُوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سوال کے مطابق جواب دیتے تھے اگر کسی نے یہ پُوچھا کہ فلاں رات میں تلاش کریں تو آپ نے فرمایا اس میں تلاش کرو علیٰ ہذا القیاس ،، بعض علماء نے یہ جواب دیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حتمی اور قطعی طور پر شبِ قدر کا وقت بیان نہیں کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک نے جو سُنا وہ اختیار کر لیا اور ستائیسویں رات کی روایت اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کی ہے (کرمانی)

باب — رمضان کے آخری عشرہ میں عمل کرنا

۱۸۹۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب آخری عشرہ آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہ بند مضبوط باندھتے اور رات جاگتے اور گھر والوں کو جگاتے ۔

۱۸۹۹ — شرح : تہ بند باندھنے کا معنی یہ ہے کہ عادت سے زیادہ عبادت کرنے کی کوشش کرنے کی تیاری فرماتے اور بیویوں کے پاس نہ جاتے ۔

قولہ لَيْلَهٗ ،، ضمیر غائب کا مرجع عابد ہے کیونکہ جب عابد عبادت کے لئے نیند ترک کر دے جو موت کی ساتھی ہے تو وہ اپنے نفس کو زندہ کرتا ہے ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا مرجع لیل ،، ہو کیونکہ جب اس میں اللہ کی عبادت کے لئے کھڑا ہو تو وہ اللہ کی پیروی میں رات کو زندہ رکھتا ہے ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں خود بھی اللہ کی عبادت میں رات بیدار رہتے اور گھر والوں کو بھی عبادت کے لئے تیار کرتے ۔ امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ الْاِعْتِكَافِ

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْاِعْتِكَافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا لِقَوْلِهٖ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ۔

سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں بہت عبادت کرتے جبکہ دوسرے اوقات میں اتنی کوشش نہ کرتے تھے۔ اگر یہ سوال ہو کہ احناف کہتے ہیں ساری رات عبادت کے لئے کھڑے رہنا مکروہ ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ہمیشہ ساری ساری رات عبادت کے لئے کھڑے رہنا مکروہ ہے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ایک دو یا دس راتیں ساری رات عبادت کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے سبھی احناف کا اس پر اتفاق ہے کہ عیدین وغیرہ کی راتوں میں جاگنا مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الاعتكاف

باب ـــ آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا اور سبھی مسجدوں میں اعتکاف کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تم اپنی عورتوں سے جماع نہ کرو جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف کرو یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ ان کے قریب نہ جاؤ اسی طرح اللہ اپنی آیات لوگوں کے لئے بیان کرتا

marfat.com
Marfat.com

۱۹۰۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنِیْ ابْنُ وَھْبٍ عَنْ یُوْنُسَ اَنَّ نَافِعًا اَخْبَرَہٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ۔

۱۹۰۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ بَعْدِہٖ۔

تاکہ وہ ڈریں۔

شرح : مسجد کے علاوہ اعتکاف صحیح نہیں اسی لئے اعتکاف میں مسجد کی قید ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جامع مسجد میں اعتکاف کرے بلکہ جس مسجد میں پنجگانہ نماز باجماعت ہوتی ہو اس میں اعتکاف صحیح ہے۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ سب سے افضل اعتکاف مسجد حرام میں ہے۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں پھر بیت المقدس میں پھر جامع مسجد پھر مسجد میں نمازی زیادہ ہوں اور عورت اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے وہ محلہ کی مسجد میں اعتکاف نہ کرے۔ اگر محلہ کی مسجد میں اعتکاف کرے تو جائز ہے مگر اس کے لئے گھر کی مسجد میں اعتکاف افضل ہے۔ معتکف پر حالتِ اعتکاف میں بیوی سے جماع حرام ہے۔ اور اگر قضاءِ حاجت کے لئے گھر جائے تو وہ اسی مقدار گھر میں ٹھہر سکتا ہے۔ اور بیوی سے معانقہ اور بوس وکنار نہیں کر سکتا اور راستہ میں گزرتے وقت بیمار پرسی کر سکتا ہے لیکن بیمار پرسی کے لئے مسجد سے باہر نہیں نکل سکتا۔

۱۹۰۰ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔

۱۹۰۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے یہاں تک کہ وفات فرما گئے پھر آپ کے بعد آپ کی بیبیوں نے اعتکاف کیا۔

marfat.com
Marfat.com

۱۹۰۲ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَعْتَكِفُ فِی الْعَشْرِ الْاَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتّٰی اِذَا كَانَ لَیْلَةُ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ وَهِیَ اللَّیْلَةُ الَّتِیْ یَخْرُجُ مِنْ صَبِیْحَتِهَا مِنِ اعْتِكَافِهٖ قَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِیْ فَلْیَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَقَدْ اُرِیْتُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ ثُمَّ اُنْسِیْتُهَا وَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَسْجُدُ فِیْ مَاءٍ وَّطِیْنٍ مِنْ صَبِیْحَتِهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِیْ كُلِّ وِتْرٍ فَمَطَرَتِ السَّمَآءُ تِلْكَ اللَّیْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰی عَرِیْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَیْنَایَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی جَبْهَتِهٖ اَثَرُ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ مِنْ صُبْحِ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ ۔

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے درمیانہ عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے ۔ آپ نے ایک سال اعتکاف کیا جب اکیسویں رات آئی اور یہ وہ رات ہے جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے باہر ہوتے تھے تو فرمایا جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ بھی اعتکاف کرے ۔ مجھے اس رات میں شب قدر دکھلائی گئی پھر مجھے بھلا دی گئی ۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اسی کی صبح پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں ۔ تم اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو اور ہر طاق رات میں تلاش کرو اس رات بادل برسا اور مسجد کھجور کی شاخوں کی تھی وہ بہہ پڑی میری آنکھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اکیسویں رات کی صبح کو آپ کی پیشانی مبارکہ پر پانی اور مٹی کا نشان تھا ۔

۱۹۰۲ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے درمیانہ عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے ۔ آپ نے ایک سال اعتکاف کیا جب اکیسویں رات آئی اور یہ وہ رات ہے جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے باہر ہوتے تھے تو فرمایا جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ بھی اعتکاف کرے ۔ مجھے اس رات میں شب قدر دکھلائی گئی پھر مجھے بھلا دی گئی ۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اسی کی صبح پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں ۔ تم اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو اور ہر طاق رات میں تلاش کرو اس رات بادل برسا اور مسجد کھجور کی شاخوں کی تھی وہ بہہ پڑی میری آنکھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اکیسویں رات کی صبح کو آپ کی پیشانی مبارکہ پر پانی اور مٹی کا نشان تھا ۔

۱۹۰۰ تا ۱۹۰۲ — شرح : ان احادیث سے واضح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر شریف تک اعتکاف فرماتے رہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے ازواج مطہرات اعتکاف کرتے رہے اور آپ کے بعد یہ حکم ہمیشہ رہا حتی کہ عورتوں کے حق میں بھی باقی رہا اور اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں تھی لہذا اعتکاف منسوخ نہیں ہوا ۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے مہینہ کے آخری عشرہ میں اعتکاف مستحب اور مردوں کو اس کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحَائِضِ تُرَجِّلُ الْمُعْتَكِفَ

۱۹۰۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْغِيْ اِلَيَّ رَاْسَهٗ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ ۔

بَابُ الْمُعْتَكِفُ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةٍ

۱۹۰۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَاِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَاْسَهٗ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةٍ اِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا ۔

تاکید کی گئی ہے اور عورتوں کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے ۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا اعتکاف کرنا صحیح ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اعتکاف کرنے کی اجازت دے رکھی تھی ۔ لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عورتیں گھروں کی مساجد میں اعتکاف کریں مرد کے لئے گھر میں نماز کے لئے تیار کی ہوئی جگہ میں اعتکاف جائز نہیں ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قدیم قول امام ابوحنیفہ کے مذہب کے موافق ہے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب — حیض والی عورت اعتکاف والے مرد کو کنگھی کرے "

۱۹۰۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سر مبارک جھکاتے جبکہ آپ مسجد شریف میں اعتکاف کرتے تھے تو میں آپ کو کنگھی کرتی حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی ۔

باب — معتکف قضاء حاجت کے لئے گھر میں داخل ہو سکتا ہے "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَسْلِ الْمُعْتَكِفِ

۱۹۰۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ

۱۹۰۴ — ترجمہ : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری طرف جھکاتے حالانکہ آپ مسجد میں ہوتے تو میں آپکو کنگھی کرتی اور جب معتکف ہوتے تو حاجت کے بغیر گھر میں داخل نہ ہوتے۔

باب — اعتکاف کرنے والے کا غسل کرنا

۱۹۰۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ مباشرت کرتے حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی اور مسجد سے سر مبارک باہر نکالتے جبکہ آپ اعتکاف میں ہوتے تو میں سر کو دھوتی حالانکہ میں حائض ہوتی تھی۔

۱۹۰۳ تا ۱۹۰۵ — شرح : ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض والی عورت کا بدن پاک ہوتا ہے کیونکہ اگر اس کا بدن پلید ہوتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین سے سر مبارک نہ دھلاتے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کا ہاتھ ان اعضاء میں سے نہیں جو پردہ میں داخل ہیں۔ کیونکہ مسجد بعض صحابہ سے خالی نہیں ہوتی تھی جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک دھویا تھا تو بعض موجود صحابہ کرام نے ام المؤمنین کا ہاتھ دیکھا ہوگا معلوم ہوا کہ مسجد سے باہر اعتکاف جائز نہیں ورنہ آپ کنگھی کرانے کے لئے مسجد سے باہر ہو جاتے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اعضاء کا حکم سارے بدن کے حکم سے مختلف ہے۔ اس لئے اگر قسم کھائی کہ گھر میں داخل نہ ہوگا اور اپنا سر داخل کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔ مباشرت کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم یہ ہے کہ فرج میں مباشرت ہو یہ معتکف کے لئے حرام ہے۔ دوسری قسم فرج کے بغیر مباشرت جس میں شہوت نہ ہو اور وہ یہ کہ بیوی کو بوسہ دے یہ اعتکاف میں جائز ہے۔ تیسری قسم فرج کے بغیر شہوت سے مباشرت کرے وہ یہ کہ شہوت سے بیوی کو مس کرے اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِعْتِكَافِ لَيْلًا

حدّثنا ۱۹۰۶ــــ مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدٍ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَاَوْفِ بِنَذْرِكَ ۔

باب ــــ رات کو اعتکاف کرنا

۱۹۰۶ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نذر پوری کر لو ۔

۱۹۰۶ــــ شرح : مسلم کی روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن اعتکاف کی نذر مانی تھی ۔ ابن حبان نے کہا دونوں روایات میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ انھوں نے ایک دن اور رات کی نذر مانی تھی جس نے رات کو ذکر کیا اس نے دن کا ارادہ بھی کیا ہے اور جس نے دن کو ذکر کیا اس نے رات کا ارادہ بھی کیا ہے کیونکہ نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عمر فاروق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان پر اعتکاف ہے تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ اعتکاف کریں اور روزہ رکھیں ۔

بخاری کی حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ اعتکاف روزہ کے بغیر صحیح ہے کیونکہ رات روزہ کے لئے محل نہیں ہے ۔ اگر روزہ شرط ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق کو حکم فرماتے کہ روزہ رکھ کر اعتکاف کریں ۔ شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب یہی ہے ۔ مالکیہ اور حنفیہ کا مذہب ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف صحیح نہیں کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں کیا ۔

اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شرک و کفر کی حالت میں نذر مانی تھی حالانکہ کافر کی نذر صحیح نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو استحباباً فرمایا تھا کہ وہ نذر پوری کر لیں ۔ ان پر یہ نذر واجب نہیں تھی ۔ حنابلہ کے نزدیک کافر کی نذر صحیح نہیں ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِعْتِكَافِ النِّسَآءِ

۱۹۰۷ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَكُنْتُ اَضْرِبُ لَهٗ خِبَآءً فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُهٗ فَاسْتَاْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ اَنْ تَضْرِبَ خِبَآءً فَاَذِنَتْ لَهَا فَضَرَبَتْ خِبَآءً فَلَمَّا رَاَتْهُ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَآءً اٰخَرَ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَى الْاَخْبِيَةَ فَقَالَ مَا هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبِرَّ تُرَوْنَ بِهِنَّ فَتَرَكَ الْاِعْتِكَافَ ذٰلِكَ الشَّهْرَ ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ ۔

باب ـــ عورتوں کا اعتکاف کرنا

۱۹۰۷ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے ۔ میں آپ کے لئے خیمہ لگاتی آپ صبح کی نماز پڑھتے پھر اس میں داخل ہو جاتے تھے ۔ ام المؤمنین حفصہ نے ام المؤمنین عائشہ سے خیمہ لگانے کی اجازت لی تو ان کو انھوں نے اجازت دے دی اور حفصہ نے خیمہ گاڑ لیا جب اس کو ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انھوں نے ایک اور خیمہ نصب کر لیا جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا یہ کیا ہے ؟ آپ کو خبر دی گئی تو فرمایا کیا تم ان سے نیکی کا ارادہ کرتے ہو اور اس مہینہ کا اعتکاف ترک کر دیا پھر شوال میں دس دن اعتکاف کیا ۔

۱۹۰۷ ـــ شرح : قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو مسجد میں اعتکاف سے اس لئے منع فرما دیا تھا کہ انھوں نے فخر و مباہات کا ارادہ کیا تھا خالص عبادت ان کا مقصود نہ تھا یا اس لئے کہ مسجد میں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اور دیہاتی لوگ اور منافق بھی مسجد میں آجاتے ہیں اور ازواج مطہرات کو خیموں سے باہر جانے اور اندر آنے کی بھی ضرورت تھی نیز جب بیبیاں مسجد میں معتکف ہوں تو گھر والی صورت پیدا ہو جاتی ہے حالانکہ اعتکاف میں تنہائی مقصود ہوتی ہے جو اس صورت میں نہیں پائی جاتی ۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ زیادہ خیموں سے مسجد میں جگہ تنگ ہو جاتی ہے ۔ شوال کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کا مطلب یہ ہے کہ پہلے عشرہ میں اعتکاف شروع کیا اس کو یہ لازم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاَخْبِيَةِ فِي الْمَسْجِدِ

۱۹۰۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ اِذَا اَخْبِيَةٌ خِبَاءُ عَائِشَةَ وَخِبَاءُ حَفْصَةَ وَخِبَاءُ زَيْنَبَ فَقَالَ اَلْبِرَّ تَقُوْلُوْنَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتّٰى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ ۔

بَابُ هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ اِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ

۱۹۰۹ — اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُهُ فِيْ اعْتِكَافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا يَقْلِبُهَا حَتّٰى اِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ اُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

نہیں کہ عید کے دن شروع کیا تھا کیونکہ عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اور عید کے بعد دوسرا دن عشرہ میں داخل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مسجد میں خیمے لگانا

۱۹۰۸ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کا ارادہ کیا جب اس جگہ تشریف لے گئے جہاں اعتکاف کا ارادہ کیا تھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ چند خیمے لگے ہوئے ہیں۔ وہ عائشہ، حفصہ اور زینب رضی اللہ عنہن کے خیمے تھے تو فرمایا کیا تم ان میں بہتری جانتی ہو؟ پھر واپس تشریف لے گئے اور اعتکاف نہ کیا حتیٰ کہ شوال کے عشرہ میں اعتکاف کیا۔

---

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا۔

باب ــــ کیا معتکف اپنی حاجت کے لئے مسجد کے دروازہ تک آسکتا ہے؟

۱۹۰۹ــــ ترجمہ : علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے آئیں جبکہ آپ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں معتکف تھے اُنھوں نے آپ کے پاس کچھ دیر گفتگو کی پھر واپس جانے کے لئے اُٹھیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ کھڑے ہوئے تاکہ ان کو گھر پہنچا دیں حتی کہ جب وہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ کے پاس مسجد کے دروازہ تک پہنچیں تو دو انصاری گزرے اور اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا آپ نے فرمایا ٹھہرو یہ صفیہ بنت حیی ہے۔ اُنھوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ! اور ان پر بہت شاق گزرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں خون کے پہنچنے کی جگہ جاری ہے مجھے ڈر ہوا کہ تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔

۱۹۰۹ــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے آپ کی بیبیاں زیارت کے لئے آپ کے پاس آئیں جب وہ جانے لگیں تو آپ نے حضرت صفیہ سے فرمایا میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں اور مسجد کے دروازہ تک ان کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ تو دو انصاری اُسید بن حضیر اور عباد بن بشر وہاں سے گزرے تو آپ نے ان کو ٹھہرا کر فرمایا یہ میری بیوی صفیہ ہے۔ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ! سبحان اللہ ہم کیسے بدگمانی کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کئے ہوئے ہے شاید تمہارے دلوں میں بدگمانی پیدا کر دیتا اس لئے تمہیں خبردار کیا ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ بدگمانی کر لیتے تو ان کے کفر کا خطرہ تھا اس لئے آپ نے جلدی سے ان کو حال سے آگاہ کر دیا تاکہ شیطان ان کے دلوں میں بدگمانی پیدا نہ کر دے۔ ورنہ وہ تباہ و برباد ہو جاتے! کیونکہ نبیوں کے ساتھ بُرا گمان کفر ہے۔ اس لئے بزار نے جب یہ حدیث ذکر کی تو کہا یہ حدیث منکر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِعْتِكَافِ وَخُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ۔

۱۹۱۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ هَرُوْنَ ابْنَ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ قَالَ نَعَمْ اِعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجْنَا صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ قَالَ فَخَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيْحَةَ عِشْرِيْنَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَاِنِّيْ نَسِيْتُهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِي الْوِتْرِ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ اَنِّيْ اَسْجُدُ فِيْ مَاءٍ وَّطِيْنٍ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَرَجَعَ النَّاسُ اِلَى الْمَسْجِدِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً قَالَ فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطِّيْنِ وَالْمَاءِ حَتّٰى رَاَيْتُ الطِّيْنَ فِيْ اَرْنَبَتِهِ وَجَبْهَتِهِ۔

ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات بدگمانیوں سے بالاتر ہے اور کافر یا منافق ہی آپ کے ساتھ بدگمانی کر سکتا ہے۔ تلویح میں ہے کہ اگر کوئی سوال کرے کہ اس قسم کی احادیث کو ثقہ لوگوں نے نقل کیا ہے تو ان کو احادیث منکرہ کیسے کہا جا سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ کے متعلق بدگمانی کا وہم ہو اگرچہ اس کو ثقہ راوی بیان کریں وہ حدیث قابل قبول نہیں ہوگی۔ کیونکہ ثقہ راوی غلطی کر سکتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ابوداؤد نے یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کرنے والا مباح افعال کر سکتا ہے اور خرید و فروخت بھی کر سکتا ہے بشرطیکہ مال حاضر نہ ہو۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اپنی بیوی سے خلوت کر سکتا ہے اور عورت اپنے معتکف شوہر کی زیارت کے لئے مسجد میں جا سکتی ہے۔ اور تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا جائز ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — اعتکاف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیسویں کی صبح کو اعتکاف سے نکلے

۱۹۱۰ — ترجمہ: یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے سنا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ

۱۹۱۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِّنْ اَزْوَاجِهٖ مُسْتَحَاضَةٌ فَكَانَتْ تَرَى الْحُمْرَةَ وَالصُّفْرَةَ فَرُبَّمَا وَضَعْنَا الطَّسْتَ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّيْ ۔ بَابُ زِيَارَةِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ اعْتِكَافِهٖ ۔

اُنھوں نے کہا میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب قدر ذکر کرتے ہوئے سُنا ہے ؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں ! ہم نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے درمیانہ عشرہ میں اعتکاف کیا ابو سعید خدری نے کہا ہم بیسویں کی صبح کو باہر نکلے اور ہم کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیسویں کی صبح کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا مجھ کو شب قدر دکھائی گئی ہے ۔ اور بُھلا دی گئی ہے ۔ تم اس کو رمضان کے آخری عشرہ میں طاق راتوں میں تلاش کرو ۔ اس لئے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں اور جس نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ اعتکاف میں واپس چلا جائے تو لوگ مسجد میں واپس چلے گئے ۔ ہم آسمان پر ذرہ بھر بادل نہ دیکھتے تھے اچانک تھوڑا سا بادل آیا اور برسا اور اقامت کہی گئی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیچڑ اور پانی میں سجدہ کیا حتیٰ کہ میں نے آپ کی پیشانی اور ناک شریف پر کیچڑ کا نشان دیکھا ،،

باب ۔ مستحاضہ کا اعتکاف کرنا

۱۹۱۱ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ایک بیوی نے استحاضہ کی حالت میں اعتکاف کیا اور وہ سرخی اور زردی دیکھا کرتی تھی اکثر ہم اس کے نیچے طشت رکھ دیتے تھے جبکہ وہ نماز پڑھتی تھی ۔ یہ ام المومنین حضرت ام سلمہ تھیں جس نے استحاضہ کی حالت میں اعتکاف کیا تھا ،

باب عورت کا اپنے شوہر کی زیارت اس کے اعتکاف میں کرنا ،،

marfat.com
Marfat.com

۱۹۱۲ ـــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ ثَنِي اللَّيْثُ ثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ اَنَّ صَفِيَّةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهٗ اَزْوَاجُهٗ فَرُحْنَ فَقَالَ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ لَا تَعْجَلِي حَتّٰى اَنْصَرِفَ مَعَكِ وَكَانَ بَيْتُهَا فِي دَارِ اُسَامَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا فَاَبْصَرَهٗ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَنَظَرَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَجَازَا فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَيَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَاِنِّي خَشِيْتُ اَنْ يُلْقِيَ فِي اَنْفُسِكُمَا شَيْئًا ۔۔۔

بَابُ هَلْ يَدْرَأُ الْمُعْتَكِفُ عَنْ نَفْسِهٖ

۱۹۱۳ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِي اَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدٍ

۱۹۱۲ ـــــ ترجمہ: حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تھے اور آپ کے پاس ازواج مطہرات موجود تھیں وہ اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں تو آپ نے ام المؤمنین صفیہ بنت حیی سے فرمایا تم جانے میں جلدی نہ کرو حتی کہ میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں ان کا گھر حضرت اسامہ بن زید کے گھر کے احاطہ میں تھا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ نکلے تو آپ کو دو انصاری مرد ملے اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر آگے گزر گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ادھر آؤ یہ صفیہ بنت حیی ہے انھوں نے کہا۔ سبحان اللہ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح چلتا ہے۔ مجھے ڈر ہوا کہ تمہارے دلوں میں کوئی شئی نہ پیدا کر دے۔

باب ـــ کیا معتکف اپنی طرف سے بدگمانی دور کرے؟

۱۹۱۳ ـــــ ترجمہ: سیدی زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جبکہ

marfat.com
Marfat.com

بْنِ اَبِیْ عَتِیْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ اَنَّ صَفِیَّةَ اَخْبَرَتْهُ ح وحَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِیَّ یُخْبِرُ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ اَنَّ صَفِیَّةَ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَلَمَّا رَجَعَتْ مَشٰی مَعَهَا فَاَبْصَرَهُ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا اَبْصَرَهُ دَعَاهُ فَقَالَ تَعَالَ هِیَ صَفِیَّةُ بِنْتُ حُیَیٍّ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْیٰنُ هٰذِهِ صَفِیَّةُ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَی الدَّمِ قُلْتُ لِسُفْیٰنَ اَتَتْهُ لَیْلًا قَالَ وَهَلْ هُوَ اِلَّا لَیْلًا۔

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ اِعْتِكَافِهٖ عِنْدَ الصُّبْحِ

۱۹۱۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ اَنَا سُفْیٰنُ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ سُلَیْمَانَ الْاَحْوَلِ خَالِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ح قَالَ سُفْیٰنُ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ وَاَظُنُّ اَنَّ ابْنَ اَبِیْ لَبِیْدٍ ثَنَا عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ اعْتَكَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ فَلَمَّا كَانَتْ صَبِیْحَةُ عِشْرِیْنَ نَقَلْنَا مَتَاعَنَا فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

آپ اعتکاف کی حالت میں تھے۔ جب وہ واپس جانے لگیں تو آپ اُن کے ساتھ چلے تو آپ کو ایک انصاری مرد نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بُلایا اور فرمایا اِدھر آؤ یہ صفیہ ہے بسا اوقات سفیان نے کہا۔ یہ صفیہ ہے۔ کیونکہ شیطان ابن آدم کے جسم میں خون کی طرح جاری ہے میں نے سفیان سے کہا۔ ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس رات کو آئی تھیں تو اُنہوں نے کہا رات ہی تو تھی!

باب جو کوئی اپنے اعتکاف سے صبح کے وقت نکلا

۱۹۱۴ — ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا جب بیسویں کی صبح ہُوئی تو ہم نے اپنا سامان نقل کیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا جو اعتکاف میں تھا وہ اپنی اعتکاف کی جگہ میں واپس چلا جائے اس لئے کہ میں نے اس رات کو خواب میں دیکھا ہے اور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ فَلْيَرْجِعْ إِلَى مُعْتَكَفِهِ فَإِنِّي رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ وَرَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مُعْتَكَفِهِ وَهَاجَتِ السَّمَاءُ فَمُطِرْنَا فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَقَدْ هَاجَتِ السَّمَاءُ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيشًا فَلَقَدْ رَأَيْتُ عَلَى أَنْفِهِ وَأَرْنَبَتِهِ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّينِ۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِي شَوَّالٍ

۱۹۱۵ــــ مُحَمَّدٌ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ فَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ حَلَّ مَكَانَهُ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيهِ قَالَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ أَنْ تَعْتَكِفَ فَأَذِنَ لَهَا فَضَرَبَتْ فِيهِ قُبَّةً فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةُ فَضَرَبَتْ قُبَّةً وَسَمِعَتْ زَيْنَبُ بِهَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً أُخْرَى فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدَاةِ أَبْصَرَ أَرْبَعَ قِبَابٍ فَقَالَ مَا هٰذَا فَأُخْبِرَ خَبَرَهُنَّ

سجدہ کرتا ہوں جب آپ اعتکاف کی جگہ میں لوٹ گئے تو بادل نمودار ہوا اور بارش ہوئی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اس ہی دن کے آخر میں بادل نمودار ہوا اور مسجد کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی تھی میں نے آپ کی ناک شریف اور پیشانی مبارک پر پانی اور کیچڑ کا نشان دیکھا۔

باب شوال میں اعتکاف کرنا

۱۹۱۵ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے جب صبح کی نماز پڑھتے تو اس جگہ تشریف لے جاتے جہاں اعتکاف کرتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اجازت طلب کی کہ وہ اعتکاف کریں آپ نے ان کو اجازت دی تو انھوں نے مسجد میں خیمہ لگا لیا۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو انھوں نے بھی خیمہ نصب کر لیا۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے سنا تو انھوں نے اور خیمہ نصب کر لیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے روز واپس گئے تو چار خیمے دیکھے آپ نے فرمایا یہ کیا بات ہے تو آپ کو ان کا واقعہ بتایا گیا آپ نے

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ مَا حَمَلَهُنَّ عَلٰى هٰذَا الْبِرِّ انْزِعُوْهَا فَلَا اَرَاهَا فَنُزِعَتْ فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِيْ رَمَضَانَ حَتّٰى اعْتَكَفَ فِيْ اٰخِرِ الْعَشْرِ مِنْ شَوَّالٍ ۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ عَلَى الْمُعْتَكِفِ صَوْمًا ۔

۱۹۱۶ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ فَاعْتَكَفَ لَيْلَةً ۔

فرمایا اس نیکی پر ان کو کس نے اُبھارا ہے۔ تمام خیمے اُتار دو میں ان کو نہ دیکھوں تمام خیمے اُتار دیئے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں اعتکاف نہ کیا حتیٰ کہ شوال کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔

۱۹۱۰ تا ۱۹۱۵ ـــــ شرح : ان تمام احادیث کی ابواب کے عنوانات کے ساتھ موافقت واضح ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مسلم اور ابوداؤد میں یہ روایت ابومعاویہ منقول ہے کہ آپ شوال کے پہلے عشرہ میں داخل ہوئے۔ یہ روایت بخاری کی روایت کے خلاف ہے جبکہ بخاری میں شوال کا آخری عشرہ مذکور ہے مگر اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ آخری عشرہ سے مراد یہ ہے کہ آپ نے اعتکاف آخری عشرہ میں ختم کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ جس نے معتکف (اعتکاف کرنے والے) پر روزہ رکھنا ضروری نہ خیال کیا "

۱۹۱۶ ـــــ ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی۔ کہ ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کروں گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو تو انھوں نے ایک رات اعتکاف کیا (حدیث ۱۹۰۶ کے تحت اس کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِذَا نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ اَسْلَمَ۔

۱۹۱۷ — حَدَّثَنَا — عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ يَعْتَكِفَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ اُرَاهُ قَالَ لَيْلَةً فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْاَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ۔

۱۹۱۸ — عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ فِيْ كُلِّ رَمَضَانَ عَشَرَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ اعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ۔

باب — جب جاہلیت کے زمانہ میں اعتکاف کی نذر مانی پھر مسلمان ہوگیا

۱۹۱۷ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جاہلیت کے زمانہ میں مسجد حرام میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی انھوں نے کہا میرا خیال ہے کہ ایک رات کی نذر مانی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا اپنی نذر پوری کرو (حدیث ۱۹۰۶ کے تحت اس کی شرح دیکھیں)

باب — رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کرنا

۱۹۱۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کرتے رہتے جب وہ سال آیا جس میں آپ نے وفات پائی تو بیس دن اعتکاف کیا۔

۱۹۱۸ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پانے کے سال بیس روز اعتکاف اس لئے کیا کہ آپ کو معلوم تھا کہ آپ اس سال وفات پائیں گے اس لئے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ بَدَا لَهٗ اَنْ يَخْرُجَ

۱۹۱۹ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَتْنِيْ عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ اَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَاْذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَاَذِنَ لَهَا وَ سَاَلَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ اَنْ تَسْتَاْذِنَ لَهَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَاَتْ ذٰلِكَ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ اَمَرَتْ بِبِنَاءٍ فَبُنِيَ لَهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى انْصَرَفَ اِلٰى بِنَاءِهٖ فَبَصُرَ بِالْاَبْنِيَةِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا بِنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبِرَّ اَرَدْنَ بِهٰذَا مَا اَنَا بِمُعْتَكِفٍ فَرَجَعَ فَلَمَّا اَفْطَرَ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ ـ

نیک عمل کا اضافہ کیا تا کہ آپ کی امت آخر عمر میں نیک عمل کرنے میں کوشش کرے اور اچھے اعمال کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں بعض علماء کہتے ہیں کہ ان بیس دنوں میں جبرائیل علیہ السلام آپ سے قرآن کا دور کرتے رہے اس لئے آپ اعتکاف میں رہے۔ ابن عربی نے کہا آپ نے آخری عشرہ میں اعتکاف چھوڑ دیا تھا کیونکہ آپ کی بیبیوں نے مسجد میں اعتکاف کے لئے خیمے نصب کر لئے تھے۔ اس لئے آپ نے شوال میں اس کا بدل دس دن اعتکاف کیا پھر اس کے بعد والے رمضان میں بیس دن اعتکاف کیا تا کہ دس دن کی قضاء رمضان میں پوری ہو۔ بعض علماء کا یہ کہنا ہے کہ اس سے پہلے رمضان میں آپ مسافر تھے اس لئے اعتکاف نہ کر سکے تھے پھر دوسرے رمضان میں اس کی قضاء کی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ باب کے عنوان میں رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کا ذکر ہے اور حدیث کی اس پر دلالت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت مطلق ہے اور دوسری روایات میں درمیانی عشرہ کی قید مذکور ہے۔ لہٰذا یہاں مطلق کو مقید پر محمول کیا گیا ہے یا حدیث کا مقصد یہ ہے کہ عشرین سے بظاہر یہی سمجھ آتا ہے کہ متواتر بیس روز اعتکاف کیا اور اس کو لازم یہ ہے کہ درمیانی عشرہ بھی اعتکاف میں شامل ہے۔ ابن بطال مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتکاف پر ہمیشگی کرنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ احناف کے مذہب میں یہ ضابطہ اور قاعدہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی عمل پر دوام و استمرار کرنا اس کے وجوب۔ اور اس کے سنت مؤکدہ ہونے پر دلالت کرتا ہے جو واجب کی قوت میں ہوتی ہے۔ ابن منذر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ عطاء خراسانی نے روایت کی کہ وہ کہتے تھے معتکف کی مثال اس غلام جیسی ہے جو اپنے آپ کو اپنے مالک کے آگے ڈال دے پھر یہ کہے میں یہاں سے ہرگز

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمُعْتَكِفُ يُدْخِلُ رَأْسَهُ الْبَيْتَ لِلْغُسْلِ

نہیں جاؤں گا حتی کہ وہ مجھے معاف کر دے اور میرا گناہ بخش دے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — جس نے اعتکاف کا ارادہ کیا پھر مناسب سمجھا کہ ارادہ ترک کر دے

۱۹۱۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کریں گے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی اجازت چاہی تو انھوں کو بھی اجازت دے دی۔ جب ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو خیمہ لگانے کا حکم دیا اور خیمہ لگایا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح نماز پڑھی اور اپنے معتکف پر تشریف لائے تو وہاں کئی خیمے دیکھے فرمایا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ امہات المومنین عائشہ، حفصہ اور زینب کے خیمے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ اس سے نیکی کا ارادہ کرتی ہیں میں اعتکاف نہیں کروں گا اور واپس لوٹ گئے جب روزے ختم ہوئے تو شوال کے ایک عشرہ میں اعتکاف کیا۔

۱۹۱۹ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا اور یہ مذکور حدیث کے مخالف ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں اعتکاف مختلف اوقات میں تھے اس حدیث سے اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں داخل نہیں ہوئے تھے بلکہ اعتکاف میں داخل ہونے سے پہلے اعتکاف ترک کر دیا تھا یعنی اعتکاف کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا اس کا معنی نہیں کہ اعتکاف میں داخل ہو کر پھر اس کو چھوڑ دیا تھا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اعتکاف کرنے والا اپنا سر غسل کے لئے گھر میں داخل کرے

marfat.com

Marfat.com

۱۹۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامٌ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا يُنَاوِلُهَا رَأْسَهُ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْبُيُوعِ

۱۹۲۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو دھویا کرتی تھیں حالانکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتی تھیں اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف ہوتے تھے اور ام المؤمنین اپنے حجرہ میں ہوتیں آپ سر مبارک ان کی طرف مائل کر دیتے (تو وہ دھو دیتیں)

۱۹۲۰ — شرح : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ کا دروازہ مسجد کی طرف تھا وہ اپنے حجرہ شریفہ میں بیٹھتی تھیں جو مسجد کے پیچھے تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریفہ سے باہر مسجد میں تشریف فرما ہوتے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی طرف سر مبارک مائل فرماتے اور وہ اس کو غسل کر دیتی تھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خرید و فروخت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد" اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا اور اللہ کا ارشاد مگر تجارت موجود جو تم آپس میں جاری کرتے ہو۔

marfat.com

Marfat.com

وَقَوْلُهٗ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا وَقَوْلُهٗ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ۔ **بَابُ** مَاجَاءَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاِذَا رَاَوْ تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ وَقَوْلُهٗ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ۔

۱۹۲۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُوْلُوْنَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُوْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاِنَّ اَخَوَيَّ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَكُنْتُ اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ فَاَشْهَدُ اِذَا غَابُوْا وَاَحْفَظُ اِذَا نَسُوْا وَكَانَ يَشْغَلُ اَخَوَايَ مِنَ الْاَنْصَارِ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَءًا مِسْكِيْنًا مِنْ مَسَاكِيْنِ الصُّفَّةِ اَعِيْ حِيْنَ يَنْسَوْنَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَدِيْثٍ يُحَدِّثُهٗ اِنَّهٗ لَنْ يَّبْسُطَ اَحَدٌ ثَوْبَهٗ حَتّٰى اَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُ اِلَيْهِ ثَوْبَهٗ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد "جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل ڈھونڈو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ" اور جب انھوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے اور تمہیں خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے تم فرماؤ جو اللہ کے پاس ہے کھیل سے اور تجارت سے

marfat.com
Marfat.com

إِلَّا وَعَى مَا أَقُولُ فَبَسَطْتُ نَمِرَةً عَلَيَّ حَتَّى إِذَا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي فَمَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ مِنْ شَيْءٍ۔

بہتر ہے، اور اللہ کا رزق سب سے اچھا ہے اور اللہ کا ارشاد آپس میں مال باطل سے نہ کھاؤ مگر تجارت حاضر ہو تو تمہاری مرضی سے ہو۔

۱۹۲۱ ترجمہ: سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم کہتے ہو کہ ابوہریرہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں بیان کرتا ہے اور تم کہتے ہو مہاجرین اور انصار کا کیا حال ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہ کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے (اصل بات یہ ہے) میرے بھائی مہاجرین کو بازار میں خرید و فروخت مشغول رکھتی اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتا اس حال میں پیٹ بھرنے پر قناعت کرتا میں آپ کی خدمت میں حاضر رہتا جب وہ غائب ہوتے اور حدیثیں یاد کرتا جب وہ بھول جاتے اور میرے انصاری بھائیوں کو کھیتی باڑی مصروف رکھتی اور میں صفہ کے مساکین سے ایک مسکین مرد تھا میں یاد کرتا جب وہ بھول جاتے تھے۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کوئی شخص ہرگز اپنا کپڑا نہ بچھائے حتی کہ میں اپنا یہ کلام پورا کر لوں پھر کپڑے کو اپنے سینے سے لگالے مگر جو بھی کہوں گا وہ اسے یاد رکھے گا میں نے اپنی کملی پھیلا دی جو میرے اوپر تھی حتی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو پوری کر لی تو میں نے اس کو اپنے سینے سے ملایا تو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس گفتگو سے کوئی شئی نہ بھولا۔

۱۹۲۱ شرح: یعنی مہاجر تاجر تھے اور انصار کھیتی باڑی کرتے تھے اس لئے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف سے عموماً غائب رہتے تھے اور وہ وہی احادیث سنتے تھے جبکہ وہ حاضر ہوتے تھے اور ابوہریرہ ہر وقت حاضر رہتے تھے اور جس قدر میسر ہوتا آپ کی حدیثیں سنتے رہتے اور آپ کی برکت اور دعا سے ان کو نسیان بھی طاری نہ ہوتا تھا اس لئے ان کو بہت زیادہ حدیثیں یاد تھیں اگر یہ سوال ہو کہ ابوہریرہ کو اگر زیادہ حدیثیں یاد تھیں اور وہ بہت بڑے زاہد تھے تو ان کو دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے افضل ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ فضیلت علم و عمل میں منحصر ہے حالانکہ ایسا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ علم زیادہ ہونے کو یہ لازم نہیں کہ وہ افضل ہو اور نہ ہی ان کے دنیاوی امور میں مشغول ہونے سے ان کے زہد میں فرق پڑتا ہے۔

افضلیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جسے ثواب زیادہ حاصل اور اس کے اسباب علم حاصل کرنے میں منحصر نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا دین بلند کرنے سے بھی ثواب زیادہ ہوتا ہے خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کو محبت اور سلوک میں وہ مقام حاصل ہے جو وہم و گمان میں نہیں آسکتا ہے واللہ و رسولہ اعلم

marfat.com

Marfat.com

۱۹۲۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اٰخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ اِنِّيْ اَكْثَرُ الْاَنْصَارِ مَالًا فَاُقْسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِيْ وَانْظُرْ اَيَّ زَوْجَتَيَّ هَوِيْتَ نَزَلْتُ لَكَ عَنْهَا فَاِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ ذٰلِكَ هَلْ مِنْ سُوْقٍ فِيْهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوْقُ قَيْنُقَاعَ قَالَ فَغَدَا اِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَتٰى بِاَقِطٍ وَّسَمْنٍ قَالَ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَلَيْهِ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

ترجمہ : حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہم مدینہ منورہ ۱۹۲۲ — میں آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ بنایا۔ سعد بن ربیع نے کہا میں سب انصار سے زیادہ مال دار ہوں میں اپنا آدھا مال تیرے لئے تقسیم کر دیتا ہوں اور دیکھو میری دو بیویوں میں سے جو چاہو وہ میں تمہارے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ اور جب وہ حلال ہو جائے (اس کی عدت طلاق ختم ہو جائے) تو اس سے نکاح کر لو۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے کیا کسی بازار میں خرید و فروخت ہوتی ہے؟ سعد نے کہا قینقاع منڈی میں تجارت ہوتی ہے۔ عبدالرحمٰن صبح کو منڈی گئے اور پنیر اور گھی وغیرہ لائے پھر متواتر ہر روز صبح کو جاتے رہے۔ تھوڑے دن گزرے ہوں گے کہ عبدالرحمٰن آئے جبکہ ان پر زردی کے نشان تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نکاح کر لیا ہے؟ انھوں نے کہا جی ہاں (میں نے شادی کر لی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس سے شادی کی ہے؟ عرض کیا ایک انصاریہ عورت سے،، آپ نے فرمایا کتنا مہر دیا ہے؟ عرض کیا گٹھلی بھر سونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب ولیمہ کرو اور بکری ذبح کرو۔

شرح : ولیمہ وہ طعام ہے جو شادی کے وقت لوگوں کو کھلایا جاتا ہے۔ ۱۹۲۲ —
حدیث شریف میں امر استحباب کے لئے ہے۔ تلویح میں ولیمہ کو مستحب کہا ہے امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے۔ ولیمہ کا وقت عقد نکاح کے بعد ہے۔ ولیمہ میں بکری

marfat.com
Marfat.com

۱۹۲۳ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا زُهَيْرٌ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الْمَدِيْنَةَ فَاٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ سَعْدٌ ذَا غِنًى فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اُقَاسِمُكَ مَالِيْ نِصْفَيْنِ وَاُزَوِّجُكَ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ فَمَا رَجَعَ حَتّٰى اسْتَفْضَلَ اَقِطًا وَّسَمْنًا فَاَتٰى بِهٖ اَهْلَ مَنْزِلِهٖ فَمَكَثْنَا يَسِيْرًا اَوْ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَجَآءَ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَزَوَّجْتُ اِمْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ مَا سُقْتَ اِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ۔

ذبح کرنی ضروری نہیں بلکہ حسب طاقت طعام سے بھی ولیمہ ہو سکتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے عقدِ نکاح کے بعد ستو اور کھجوریں صحابہ کو کھلائی تھیں۔ بخاری میں مذکور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خوب ولیمہ کرو اگرچہ بکری ذبح کرو یہ جملہ کثرت کے لئے استعمال ہوا ہے جیسے فرمایا گیا علم کی تلاش کرو اگرچہ چین جانا پڑے کیونکہ جملۂ متدرس سے چین بہت دور ہے جبکہ وہ اقصاء مشرق میں ہے۔ لہٰذا اس سے کم قدر کا ولیمہ جس میں بکری ذبح نہ ہو وہ بھی ولیمہ ہی ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ مہر میں گٹھلی بھر سونے کی قیمت میں مختلف اقوال ہیں بعض اس کی قیمت پانچ درہم بتاتے ہیں بعض تین درہم کہتے ہیں۔ احناف کے مذہب میں کم از کم مہر دس درہم ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس درہم سے کم مہر نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۱۹۲۳ ـــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا عبدالرحمٰن بن عوف مدینہ منورہ میں آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع انصاری کے درمیان بھائی چارہ بنایا سعد مال دار تھے انھوں نے عبدالرحمٰن سے کہا میں تجھے اپنا مال آدھا آدھا تقسیم کر دیتا ہوں اور تیری شادی کر دیتا ہوں عبدالرحمٰن نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری بیویوں اور تمہارے مال میں برکت کرے مجھے منڈی کا راہ بتاؤ اور وہ منڈی سے واپس نہ آئے حتیٰ کہ پنیر اور گھی نفع حاصل کر لیا اور وہ لے کر اپنے گھر والوں کے پاس آئے۔ ہم چند دن ٹھہرے یا جو بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا عبدالرحمٰن آئے اور ان پر رنگ دار خوشبو لگی ہوئی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے انصاریہ عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کا مہر کیا رکھا ہے عرض کیا گٹھلی بھر سونا یا یہ کہا گٹھلی کا وزن سونا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۱۹۲۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ فَكَأَنَّهُمْ تَأَثَّمُوا فِيهِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ فَقَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ ۔

بَابُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ

۱۹۲۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ لَهُ أَتْرَكَ وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلَى مَا يَشُكُّ فِيهِ مِنَ الْإِثْمِ أَوْشَكَ أَنْ يُوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ وَالْمَعَاصِي حِمَى اللّٰهِ مَنْ يَرْتَعْ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ ۔

نے فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ہو۔

۱۹۲۳ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریف آدمی بازار میں خرید و فروخت کر سکتا ہے اور کاروبار سے اخلاق کی نزاہت اور پاکیزگی ہوتی ہے جبکہ وہ صدقات و خیرات کرے یہ بھی معلوم ہوا کہ تجارت میں برکت ہے۔

۱۹۲۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز جاہلیت کی منڈیاں تھیں جب اسلام کا دور آیا تو لوگوں نے ان منڈیوں میں کاروبار کرنا گناہ تصور کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تم پر کوئی حرج نہیں اس بات میں کہ اپنے رب کا فضل حج کے ایام میں تلاش کرو۔ ابن عباس کی قرأت یہی ہے (یعنی ان منڈیوں میں تجارت سے لوگ رک گئے اور اس

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَفْسِيرِ الْمُشْتَبِهَاتِ وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَهْوَنَ مِنَ الْوَرَعِ دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ ۔

۱۹۲۶ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنَا سُفْيَانُ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ جَاءَتْ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْهُمَا فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ وَكَانَتْ تَحْتَهُ ابْنَةُ أَبِي إِهَابٍ التَّمِيمِيِّ ــــ

کو گناہ سمجھا)

باب ــ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان کے درمیان مشتبہ امور ہیں

۱۹۲۵ ــــ ترجمہ : شعبی نے کہا میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سُنا اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے ان دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہیں اور جس نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس کا گناہ ہونا مشتبہ ہے وہ اس کو بھی چھوڑ دے جس کا گناہ ہونا ظاہر ہے اور جس نے ایسا کام کرنے کی جرأت کی جس کے گناہ ہونے میں شک ہے وہ قریب ہے کہ ایسے کام میں واقع ہو جائے گا جس کا گناہ ہونا واضح ہے۔ گناہ اللہ کی چراگاہ ہیں جو کوئی چراگاہ کے اردگرد جانور چرائے۔ قریب ہے کہ وہ اس کو چراگاہ میں واقع کر دے گا۔

۱۹۲۵ ــــ شرح : اس حدیث کی چار سندیں ہیں ایک سند میں محمد بن مثنیٰ، ابن عدی، ابن عون، شعبی اور نعمان بن بشیر ہیں۔ دوسری سند میں عطاء بن عبد اللہ ابن عیینہ، ابو فروہ، شعبی اور نعمان بن بشیر ہیں تیسری سند میں عبد اللہ بن محمد، ابن عیینہ، ابو فروہ، شعبی اور نعمان بن بشیر ہیں چوتھی سند میں محمد بن کثیر، سفیان، ابو فروہ، شعبی اور نعمان بن بشیر ہیں، یہ اسانید حدیث کی تقویت اور تاکید کے لئے ہیں خصوصاً جبکہ اس میں لفظ "سمعت" ہو کیونکہ یہ سماع پر مبنی ہے اور حدیث کے اسانید اور تحویلات، تحدیث، عنعنہ اور سماع پر مشتمل ہیں اس حدیث کی تشریح حدیث ۵۰ کے تحت دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

باب ــ مشتبہ اُمور کی تفسیر

حسّان بن ابی سنان نے کہا میں نے کوئی شئ تقویٰ سے آسان نہیں دیکھی جو شک میں ڈالے اس کو چھوڑ دو اور وہ اختیار کرو جو شک میں نہ ڈالے۔

۱۹۲۶ــ ترجمہ: عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا ایک کالی عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا اور ہنستے ہوئے فرمایا تم اس عورت کو کیسے رکھ سکتے ہو حالانکہ تمہارے بارے میں ایسا کہا گیا ہے۔ عقبہ بن حارث کی بیوی ابو وہاب تمیمی کی بیٹی تھی۔

۱۹۲۶ــ شرح: علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہر شئ جو ایک طرح سے حلال کے مشابہ ہو اور دوسری طرح سے حرام کے مشابہ ہو وہ مشتبہ ہے۔ حلال وہ شئ ہے جو یقیناً اپنی ملک ہو اور حرام وہ ہے جو یقیناً غیر کی ملک ہو اور مشتبہ وہ ہے جس کا اپنا ہونا یا غیر کا ہونا معلوم نہ ہو یعنی وہ نہ جانے کہ یہ شئ میری ملک ہے یا کسی غیر کی ملک ہے اس میں تقویٰ اور پرہیزگاری یہی ہے کہ اس کو ترک کردے یہ تقویٰ واجب ہے۔ مستحب یہ ہے کہ اس شخص کے ساتھ معاملہ کرنے سے پرہیز کرے جس کا اکثر مال حرام ہے اور مکروہ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصت کو قبول کرنے میں اجتناب کرے۔ منجملہ تقویٰ یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص جو خراسان کا رہنے والا ہو بغداد جائے جبکہ اس کا والد بغداد کا باشندہ رہ چکا ہو تو وہ بغداد میں شادی کرنے سے اجتناب کرے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے باپ نے بغداد میں شادی کرلی ہو اور اس کی لڑکی ہو تو یہ عورت جس سے نکاح کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کی بہن ہو۔

الحاصل اشیاء کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم جو واضح طور پر حلال ہو جیسے روٹی کھانا دوسری قسم جو واضح طور پر حرام ہو جیسے چوری کرنا تیسری قسم جس کا حلال اور حرام ہونا واضح نہ ہو اور اس کی حلت اور حرمت کو صرف علماء جانتے ہوں وہ مشتبہ ہے عوام کو اس سے پرہیز کرنا چاہیئے جب تک کہ علماء اس کی پوری وضاحت نہ کریں۔

حدیث ۱۹۲۶ سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ رضاعت میں ایک عورت کی شہادت کافی ہے۔ یہ امام احمد بن حنبل کا مذہب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک سے زیادہ عورتوں کی شہادت سے رضاعت ثابت ہوجاتی ہے لیکن جمہور علماء نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن حارث کو شبہ سے بچنے کے لئے فرمایا تھا کہ اس سے پرہیز کرو کیونکہ ایک عورت کے کہنے سے اگرچہ حتمی حکم ثابت نہیں ہوتا کیونکہ علماء نے اس بات میں اتفاق کیا ہے کہ اس قسم کے قضایا میں ایک عورت کی گواہی کافی نہیں لیکن اس سے شبہ پیدا ہوجاتا ہے اس لئے تقویٰ کے طور پر اس عورت کو نکاح میں رکھنے سے پرہیز کرنا اچھا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۱۹۲۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ عَبْدُ ابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللهِ ابْنُ أَخِي كَانَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ۔

نیز اس حدیث میں عدمِ تحریم کا اشارہ ظاہر ہے کیونکہ اگر اس عورت کو رکھنا حرام ہوتا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم واضح طور پر حرام ہونے کا فتویٰ دیتے مگر آپ نے تحریم کی صراحت نہیں فرمائی اور تبسم فرماتے ہوئے منہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۱۹۲۷ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے وہ قبضہ میں کر لینا جس سال مکہ فتح ہوا تو اس بچے کو سعد بن ابی وقاص نے پکڑ لیا اور کہا یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے اس کے متعلق مجھے وصیت کی تھی تو عبد بن زمعہ کھڑے ہوئے اور کہا یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور سعد نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے اس کے متعلق مجھے وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ لڑکا تجھ کو ملے گا پھر فرمایا بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی محروم ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے سودہ اس سے پردہ کرو کیونکہ آپ نے اس میں عتبہ کی مشابہت دیکھی تھی۔ تو سودہ رضی اللہ عنہا کو اس لڑکے نے کبھی نہ دیکھا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔

marfat.com
Marfat.com

۱۹۲۷ —— شرح : حافظ ابونعیم نے کہا عتبہ بن ابی وقاص وہ شخص ہے جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو جنگِ اُحد میں زخمی کیا تھا اس کے مسلمان ہونے کی خبر صحیح نہیں اور متقدمین میں سے کسی نے اس کو صحابہ میں سے شمار نہیں کیا اور یہ کافر مرا تھا۔

معمر نے عثمان جزری سے روایت کی کہ مقسم نے کہا عتبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت شریف توڑا تھا اور آپ نے اس کے لئے بد دعاء فرمائی کہ اے اللہ یہ ایک سال زندہ نہ رہے حتیٰ کہ وہ کافر مرجائے چنانچہ وہ ایک سال زندہ نہ رہا اور کافر مرگیا یہ عتبہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بھائی ہے اور ابو وقاص کا نام مالک بن اُھَیْبْ ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص اُن دس صحابہ کرام سے ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس شریف میں جنت کی خوشخبری دی تھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بہت بہادر تھے ان کو فارسِ اسلام کہا جاتا ہے وہ پچپن ہجری میں عقیق کے محل میں فوت ہوئے اور لوگ ان کو کندھوں پر اُٹھا کر مدینہ منورہ لے آئے اور بقیع میں دفن کر دیا عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے سب سے آخر یہ فوت ہوئے جبکہ ان کی عمر اس وقت ۷۳ برس تھی۔ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا عبدالرحمٰن بن زمعہ صحابی ہے جس کا یہ واقعہ ہے۔ سودہ بنت زمعہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المؤمنین ہیں ان کی کنیت اُمّ اَلْاَسْوَدْ ہے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا وہ اس سے پہلے سکران بن عمرو کی بیوی تھی اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آخر میں ان کی وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دراصل صورت حال یہ ہے کہ جاہلیت میں لوگوں کی لونڈیاں زنا کرتی تھیں اور بڑے بڑے امراء ان کے پاس آتے تھے اور جب کوئی حاملہ ہوجاتی تو کبھی اس کا مالک دعوی کرتا اور کبھی زانی دعویٰ کر دیتا کہ یہ حمل اس کا ہے۔ اور اگر لونڈی کا مالک مرجاتا جبکہ اُس نے دعویٰ نہ کیا تھا اور نہ ہی اس حمل کا انکار کیا تھا تو اس کے وارث اس کا دعویٰ کر دیتے تو اس کو ان سے لاحق کر دیا جاتا تھا مگر وہ ان کا وارث نہ ہوتا تھا اگر مالک انکار کر دیتا تو اس کو لاحق نہ کیا جاتا تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ کے والد کی لونڈی کا کچھ ایسا ہی معاملہ تھا اور اس سے عتبہ بن ابی وقاص نے زنا کیا تھا وہ حاملہ ہوگئی تھی اور گمان یہ کیا گیا تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص سے اس کا حمل ظاہر ہوا ہے جو کافر مرگیا تھا اُس نے اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو مرنے سے پہلے وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا حمل اپنے ساتھ لاحق کرے تو جب سعد رضی اللہ عنہ نے حمل اپنے ساتھ لاحق کرنا چاہا تو عبد بن زمعہ نے اُن سے جھگڑا کیا کہ وہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جاہلیت کے زمانہ کے اطوار کے مطابق اس کو اپنے ساتھ لاحق کرنا چاہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد بن زمعہ کے حق میں فیصلہ کر دیا اور جاہلیت کا حکم باطل کر دیا اور فرمایا بچہ صاحبِ فراش کا ہے اور زانی محروم ہے۔

اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جس نے کسی عورت سے زنا کیا وہ عورت اس کی اولاد کے لئے حرام ہوجاتی ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کے نزدیک حرام نہیں ہوتی اور حدیث میں مذکور احتجاب (کہ اس سے پردہ کریں) کو تنزاہت پر محمول

marfat.com
Marfat.com

۱۹۲۸ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ اِذَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّهٗ وَقِيْذٌ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُرْسِلُ كَلْبِيْ وَاُسَمِّيْ فَاَجِدُ مَعَهٗ عَلَى الصَّيْدِ كَلْبًا اٰخَرَ لَمْ اُسَمِّ عَلَيْهِ وَلَا اَدْرِيْ اَيُّهُمَا اَخَذَ قَالَ لَا تَاْكُلْ اِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى الْاٰخَرِ۔

بَابُ مَا يُتَنَزَّهُ مِنَ الشُّبُهَاتِ

۱۹۲۹ ـــ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسٍ

کرتے ہیں احناف کہتے ہیں۔ یہ امر وجوب کے لئے ہے۔ لہذا یہ حدیث احناف کے مذہب کی تائید کرتی ہے واللہ ورسولہ اعلم!

۱۹۲۸ ـــ ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیر کے شکار کے متعلق پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا اگر اس کی نوک کی طرف سے لگے تو کھا لو اور اگر چوڑائی کی طرف سے زخم کر دے تو نہ کھاؤ کیونکہ وہ مُردار ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور بسم اللہ پڑھتا ہوں پھر اس کے ساتھ شکار پر دوسرا کتا پاتا ہوں جس پر میں نے بسم اللہ نہیں کہی اور میں نہیں جانتا ہوں کہ کس کتے نے اس کو پکڑا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے مت کھاؤ تم نے صرف اپنے کتے پر بسم اللہ کہی ہے دوسرے کتے پر تو بسم اللہ نہیں کہی۔

۱۹۲۸ ـــ شرح : یعنی شکاری کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس صورت میں شکار حلال ہے یا حرام ہے اس میں دونوں احتمال یکساں پائے جاتے ہیں اور جب ہر ایک کا شبہ ہو سکتا ہے تو اس سے بچنا بہتر ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے مت کھاؤ،،

باب ـــ جن مشتبہ امور سے پرہیز کیا جائے

۱۹۲۹ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گری ہوئی کھجور کے پاس سے گزرے تو فرمایا اگر یہ کھجور صدقہ نہ ہوتی تو میں اسے کھا

marfat.com
Marfat.com

قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ مَسْقُوطَةٍ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً لَاَكَلْتُهَا وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَجِدُ تَمْرَةً سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِيْ۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الشُّبُهَاتِ

۱۹۳۰ — اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ شُكِيَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يَجِدُ فِي الصَّلٰوةِ شَيْئًا اَيَقْطَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ لَا حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ لَا وُضُوْءَ اِلَّا فِيْمَا وَجَدْتَ الرِّيْحَ اَوْ سَمِعْتَ الصَّوْتَ۔

لیتا ہمام نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کہ آپ نے فرمایا میں اپنے بستر پر گری ہوئی کھجور پاتا ہوں۔

۱۹۲۹ — ترجمہ : شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گری ہوئی کھجور میں شک کیا کہ کہ وہ صدقہ کی کھجور ہے جو آپ کے لئے حرام ہے یا اپنے مال میں سے ہے اس لئے آپ نے مشتبہ چیز سے بچنے کے لئے اس کے کھانے سے پرہیز کیا کیونکہ جس چیز میں حلال و حرام ہونے کے دونوں احتمال ہوں اور کسی ایک پر کوئی دلیل نہ ہو تو اس سے پرہیز کرنا مناسب ہوتا ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جس نے وسوسہ وغیرہ کو مشتبہ امر نہ سمجھا

۱۹۳۰ — ترجمہ : عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روایت کی انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کے متعلق شکایت کی گئی کہ وہ نماز میں کوئی وسوسہ پاتا ہے۔ کیا وہ نماز توڑ دے آپ نے فرمایا نہیں حتی کہ وہ آواز سنے یا بو پائے۔ ابن ابی حفصہ نے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا وضوء واجب نہیں ہوتا مگر جب تو بو پائے یا آواز سنے۔

۱۹۳۰ — مشرح : یعنی ایک شخص کے متعلق یہ شکایت کی گئی کہ وہ وضوء کے ٹوٹ جانے کا وسوسہ پاتا ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طہارت کا یقین شک سے زائل نہیں ہوتا بلکہ جب حدث کا یقین ہو تو وضوء باطل ہوتا ہے۔ حدیث میں ان دونوں کو ذکر کیا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۱۹۳۱ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ ثَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قَوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ قَوْمًا يَاْتُوْنَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِيْ اَذَكَرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَمْ لَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكُلُوْهُ ۔

بَابُ ـــ قَوْلِ اللّٰهِ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا

۱۹۳۲ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ ثَنَا زَائِدَةُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَتْ مِنَ الشَّامِ عِيْرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوْا اِلَيْهَا حَتّٰى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا ۔

حالانکہ نکسیر اور خون نکلنے سے بھی وضوء جاتا رہتا ہے مگر ان کا وقوع شاذ و نادر ہے اور ہوا کا خارج ہونا کثیر الوقوع ہے اس لئے ان کو ذکر کیا ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۱۹۳۱ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ہمارے پاس بعض لوگ گوشت لاتے ہیں اور ہم کو معلوم نہیں کہ وہ ذبیحہ پہ اللہ کا نام ذکر کرتے ہیں یا نہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس پر بسم اللہ پڑھ لو اور کھالو ۔

۱۹۳۱ ـــ شرح : یعنی اس کا معنی یہ نہیں کہ جس جانور کو بسم اللہ ذکر کئے بغیر ذبح کیا جائے اس کا بدل بسم اللہ کہہ کر کھا لینا کافی ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ طعام کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے اور مسلمانوں کے متعلق حسن ظن ہونا چاہیئے کیونکہ گوشت لانے والے لوگ مسلمان تھے اور مسلمان کے متعلق گمان رکھنا چاہیئے کہ اس نے بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا ہے اور یہ شبہ کرنا کہ شاید اس نے ذبح کے وقت بسم اللہ نہ کہی ہوگی محض ایک شبہ ہے اس کا خیال نہیں کرنا چاہیئے اور بسم اللہ کہہ کر گوشت پکا کر کھا لینا چاہیئے ۔ فتح الباری میں ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ۔ یہ حدیث مسلمانوں کے متعلق حسن ظن کی دلیل ہے اور مسلمانوں کے امور کمال پہ محمول ہیں ۔ خصوصًا اس زمانہ میں جبکہ ہر مسلمان اس سے بخوبی واقف ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب اُنھوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے !"

۱۹۳۲ ـــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک وقت ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ شام سے ایک قافلہ آیا جو غلہ لادے ہوئے تھا تو لوگ اس کی طرف چل دیئے حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ مردوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا اور یہ آیت نازل ہوئی ۔

جب اُنھوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے ۔

۱۹۳۲ ـــ شرح : یہ نماز جمعہ تھی جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اور صحابہ کرام خطبہ سن رہے تھے چونکہ نماز کا انتظار کرنے والا نماز میں شمار ہوتا ہے اس لئے خطبہ کی سماعت کرنے والوں کو "نماز پڑھ رہے تھے" کہا گیا ہے ۔ علامہ زمخشری نے کہا روایت کی گئی ہے کہ مدینہ منورہ والے سخت قحط میں مبتلا ہو گئے اور مہنگائی سخت ہو گئی تو دحیہ بن خلیفہ شام سے تجارت کا مال لایا جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے سامعین حضرات سب اس کی طرف چلے گئے اور آپ کے ساتھ صرف بارہ اشخاص باقی رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عتاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باقی رہنا تجارت سے بہتر ہے ۔

اس باب میں اس آیت کریمہ کا اعادہ اس لئے کیا کہ تجارت اگرچہ اچھی چیز ہے کیونکہ یہ کسب حلال ہے لیکن کبھی یہ مذموم بھی ہو جاتی ہے جبکہ اس سے اہم شئی سے اس کو ترجیح دی جائے ضروری امر تو یہ تھا کہ لوگ آخر نماز جمعہ تک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے مگر وہ اس اہم اور ضروری امر کو چھوڑ کر تجارت کی طرف چلے گئے ۔ اس لئے یہ تجارت ان کے لئے عتاب کا سبب بن گئی ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب ـــ جو کوئی پرواہ نہ کرے کہ کہاں سے مال حاصل کیا ہے !"

marfat.com
Marfat.com

۱۹۳۳ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ ثَنَا سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ.

بَابُ التِّجَارَةِ فِی الْبَرِّ وَغَیْرِهٖ وَقَوْلُ اللّٰهِ رِجَالٌ لَا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَقَالَ قَتَادَةُ کَانَ الْقَوْمُ یَتَبَایَعُوْنَ وَیَتَّجِرُوْنَ وَلٰکِنَّهُمْ اِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِّنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ حَتّٰی یُؤَدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ.

۱۹۳۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ کوئی شخص یہ پرواہ نہ کرے گا کہ جو مال اُس نے لیا ہے کیا وہ حلال ہے یا حرام ؟

۱۹۳۳ ـــ مشرح : اس حدیث میں لوگوں کے لئے تحذیر و تخویف ہے کہ مال کا فتنہ سخت ہے ابان بن ابی عیاش نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسول ! مجھے ایسا کر دیں کہ میری ہر دعا قبول ہو آپ نے فرمایا اے انس ! اپنا کسب پاک و صاف کر تیری دعا قبول ہوگی کیونکہ کوئی شخص حرام لقمہ منہ کی طرف اُٹھاتا ہے تو اس کی دعا چالیس دن قبول نہیں ہوتی ۔ واللہ و رسولہ اعلم !

باب ـــ خشکی میں تجارت کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : "وہ لوگ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی" ، اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ خرید و فروخت اور تجارت کرتے لیکن جب ان کے سامنے اللہ کے حقوق سے کوئی حق آ جاتا تو ان کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرتی حتیٰ کہ وہ اسے ادا کر لیتے ۔

marfat.com
Marfat.com

۱۹۳۴ــــ اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ لَيْسَ اَخْبِرُنِي الصَّرْفِ فَسَاَلْتُ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَعَامِرُ ابْنُ مُصْعَبٍ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا الْمِنْهَالِ يَقُوْلُ سَاَلْتُ الْبَرَاءَ ابْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَا كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ اِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَاْسَ وَاِنْ كَانَ نَسِيْئَةً فَلَا يَصْلُحُ۔

ترجمہ : ابوالمنہال رضی اللہ عنہ نے کہا میں بیع صرف کیا کرتا تھا تو میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور مجھ سے فضل بن یعقوب نے حجاج بن محمد، ابن جریج، عمرو بن دینار اور عامر بن مصعب کے واسطہ سے بیان کیا کہ ان دونوں نے ابوالمنہال کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے براء بن عازب اور زید بن ارقم سے بیع صرف کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں تجارت کرتے تھے ہم نے آپ سے بیع صرف کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اگر ہاتھوں ہاتھ ہے تو کچھ حرج نہیں اور اگر ادھار ہے تو جائز نہیں۔

۱۹۳۴ــــ شرح : آیت کریمہ میں تجارت کے بعد بیع کا ذکر اس لئے ہے کہ تجارت سفر میں اور بیع حضر میں ہوتی ہے۔ علامہ زمخشری نے کشاف میں ذکر کیا کہ تجارت کے بعد بیع کو اس لئے ذکر کیا کہ بیع تاجر کو غافل کرنے میں زیادہ مؤثر ہے کیونکہ تاجر جب مال بیچنے سے نفع حاصل ہو تو وہ اس کو غافل کر دیتا ہے اور یہ بات خرید کی صورت میں نہیں کیونکہ خرید میں نفع کی توقع ہوتی ہے یقین نہیں ہوتا محض گمان ہوتا ہے کہ نفع حاصل ہوگا اس لئے یہ تاجر کو غافل کرنے میں مؤثر نہیں اور خرید پر تجارت کا اطلاق ایسا ہے جیسے جنس کا اطلاق نوع پر ہوتا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے اثر میں قوم سے مراد صحابہ کرام ہیں کیونکہ وہ خرید و فروخت میں مصروف ہونے کے باوجود جب یہ سُنتے کہ نماز قائم ہوگئی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے فوراً آتے اور دُکانیں بند کر کے مسجد میں پہنچ جاتے تھے حتیٰ کہ لوہار اگر مطرقہ "ہتھوڑا" اُٹھاتا اور اذان کی آواز سُن لیتا تو اس کو واقع نہ کرتا اور وہیں چھوڑ کر مسجد میں چلا جاتا اور اللہ کے حقوق ادا کرتا۔ حدیث میں بیع صرف ثمن کی بیع ثمن سے ہے اور وہ یہ ہے کہ سونے کی بیع سونے سے اور چاندی کی بیع چاندی سے یا سونے کی چاندی سے یا برعکس ہو جب دونوں ایک جنس سے ہوں تو نفع اور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْخُرُوْجِ فِي التِّجَارَةِ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

۱۹۳۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اَنَّ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ اسْتَاْذَنَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَكَاَنَّهٗ كَانَ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ اَبُوْمُوْسٰى فَفَرَغَ عُمَرُ فَقَالَ اَلَمْ اَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ اِئْذَنُوْا لَهٗ قِيْلَ قَدْ رَجَعَ فَدَعَاهُ فَقَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِذٰلِكَ فَقَالَ تَاْتِيْنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ فَانْطَلَقَ اِلٰى مَجْلِسِ الْاَنْصَارِ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلٰى هٰذَا اِلَّا اَصْغَرُنَا اَبُوْسَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ فَذَهَبَ بِاَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ عُمَرُ اَخْفٰى عَلَيَّ مِنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْهَانِيْ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ يَعْنِي الْخُرُوْجَ اِلَى التِّجَارَةِ ۔

ادھار دونوں ممنوع ہیں اور اگر مختلف ہوں یعنی ایک طرف سونا اور دوسری طرف چاندی ہو تو نفع جائز ہے مگر ادھار حرام ہے۔ "یَدًا بِیَدٍ" کا یہی معنی ہے کہ مجلس میں قبضہ کر لیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — تجارت کے لئے نکلنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو"

۱۹۳۵ — ترجمہ: عُبید بن عُمیر سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ اشعری نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی تو ان کو اجازت نہ دی گئی جبکہ عمر فاروق کسی کام میں مشغول تھے۔ ابوموسیٰ واپس چلے گئے جب عمر فاروق فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں نے عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سنی؟ ان کو اجازت دو کسی نے کہا وہ واپس چلے گئے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو بلوایا تو انھوں نے کہا ہم کو یہی حکم دیا گیا ہے۔ عمر فاروق نے کہا اس پر کوئی گواہ لاؤ ابوموسیٰ انصار کی مجلس میں گئے اور ان سے گواہی کا سوال کیا تو انھوں نے کہا اس کی گواہی تو ہم میں سے سب سے چھوٹا ابوسعید خدری بھی دے سکتا ہے وہ ابوسعید خدری کو ساتھ لے گئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مخفی رہا مجھ کو بازاروں میں تجارت نے یعنی تجارت کے لئے باہر نکلنے نے مشغول کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التِّجَارَةِ فِي الْبَحْرِ وَقَالَ مَطَرٌ لَا بَاسَ بِهِ وَمَا ذَكَرَهُ اللّٰهُ فِي الْقُرْآنِ إِلَّا بِحَقٍّ ثُمَّ تَلَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ الْفُلْكُ السُّفُنُ الْوَاحِدُ وَالْجَمْعُ سَوَاءٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمْخَرُ السُّفُنُ مِنَ الرِّيحِ وَلَا تَمْخَرُ الرِّيحُ مِنَ السُّفُنِ إِلَّا الْفُلْكُ الْعِظَامُ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ خَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضَى حَاجَتَهُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا وَقَوْلِهِ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَقَالَ قَتَادَةُ كَانُوا يَتَّجِرُونَ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا نَابَهُمْ حَقٌّ مِنْ حُقُوقِ اللّٰهِ لَمْ تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ حَتَّى يُؤَدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ۔

۱۹۳۵ ــــ شرح: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ کی خبر کو مسترد نہیں کیا تھا لیکن عمر فاروق کا مقصد یہ تھا کہ لوگ فوراً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بات منسوب نہ کر دیا کریں اور جس کو کوئی مسئلہ درپیش ہو وہ فوراً کوئی حدیث موضع کر لیا کرے۔ اس کی روک تھام کے لئے انھوں نے ابوموسیٰ اشعری سے خبر واحد پر گواہی طلب کی اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ عمر فاروق خبر واحد کو حجت اور دلیل تسلیم نہیں کرتے کیونکہ ابوسعید خدری کی گواہی بھی تو خبر واحد تھی ابوسعید کی حدیث کے ساتھ یہ خبر متواتر نہیں ہو گئی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ کی روایت میں قطعاً شک نہیں کیا تھا کیونکہ وہ ابوموسیٰ اشعری کے متعلق ہرگز یہ گمان نہ کر سکتے تھے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ روایت بیان کر رہے ہیں جو آپ نے نہیں فرمائی بلکہ ابوموسیٰ کے علاوہ دوسرے لوگوں کو زجر و تخویف کی کہ وہ کوئی بات فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ کر دیا کریں۔ الحاصل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدیث وضع کرنے کا دروازہ بند کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ سمندر میں تجارت کرنا

مطر نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن میں ٹھیک ذکر کیا ہے پھر پڑھا اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ پانی کو چیرتی ہیں اور تاکہ اس کا فضل تلاش کرو، فلک کشتیاں ہیں اس کا واحد

marfat.com
Marfat.com

۱۹۳۶ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَقْبَلَتْ عِيرٌ وَنَحْنُ نُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْفَضَّ النَّاسُ إِلَّا اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ

۱۹۳۷ــــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا۔

اور جمع برابر ہیں،، مجاہد نے کہا کشتیاں ہوا کو پھاڑتی ہیں اور بڑی کشتیاں ہی ہوا کو پھاڑتی ہیں۔ لیث نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا انھوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے بنواسرائیل سے ایک شخص کا ذکر کیا جو سمندر کے سفر کو نکلا اور اپنی حاجت پوری کی اور پوری حدیث ذکر کی،،

شرح باب : یعنی اللہ تعالیٰ نے دریا میں سوار ہونے کی مذمت نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تجارت کے لئے سمندر میں سفر جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے رزق تلاش کرنے کے لئے سمندر میں بڑی بڑی کشتیوں کو ان کے تابع کر دیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور اس کی قدرت کا اظہار ہے اس لئے لوگوں کو شکر کرنے کی ترغیب دلائی۔

باب ــــ اور جب انھوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے!

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد،، وہ لوگ ہیں ان کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی" قتادہ نے کہا لوگ تجارت کرتے لیکن جب ان کے سامنے اللہ کے حقوق سے کوئی حق آجاتا تو ان کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرتی حتیٰ کہ وہ اسے ادا کر لیتے!

marfat.com
Marfat.com

۱۹۳۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ۔

۱۹۳۶ — ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا غلہ اٹھائے ہوئے اونٹوں کا قافلہ آیا اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ رہے تھے۔ بارہ مردوں کے سوا سب لوگ اس کی طرف چلے گئے تو آیت کریمہ نازل ہوئی ،، وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً ۔

باب اللہ کا ارشاد "اپنے پاکیزہ کسب سے مال خرچ کرو"

۱۹۳۷ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کا طعام خرچ کرے۔ اس حال میں کہ نقصان نہ پہنچائے تو اس کو خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور شوہر کو کمائی کرنے کا ثواب ملے گا اور خازن کو بھی اس قدر ثواب ملے گا وہ ایک دوسرے کے ثواب سے کچھ کم نہ کرے گا۔

۱۹۳۷ — شرح: غَيْرُ مُفْسِدَةٍ کا معنیٰ یہ ہے کہ ناجائز طریقوں میں خرچ نہ کرے اگر یہ سوال ہو کہ طعام اگر شوہر کا ہے تو عورت اس کو خرچ نہیں کر سکتی اور اگر عورت کا ہے تو شوہر کا اس میں کوئی دخل نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ طعام شوہر کا ہے مگر عادت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیویوں کو گھر کے طعام سے فقراء پر خرچ کرنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔

۱۹۳۸ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کی کمائی سے اس کے حکم کے بغیر خرچ کرے تو شوہر کو آدھا ثواب ملتا ہے۔

۱۹۳۸ — شرح: اگر یہ سوال ہو کہ جب عورت شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ کرے تو اس کو ثواب کیوں ملے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ شوہر نے بیوی کو خرچ کرنے کی اجازت تو دی ہوتی ہے مگر وہ اس کو حکم نہیں کرتا اس صورت میں اس کو آدھا ثواب ملتا ہے کیونکہ اجازت کے ساتھ اس کا حکم نہیں پایا گیا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث ۱۹۳۶ میں ہے کہ وہ ایک دوسرے کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَحَبَّ الْبَسْطَ فِی الرِّزْقِ

۱۹۳۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ یَعْقُوْبَ الْکِرْمَانِیُّ ثَنَا حَسَّانُ ثَنَا یُوْنُسُ قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یُّبْسَطَ لَهٗ رِزْقُهٗ اَوْ یُنْسَاءَ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ ۔

ثواب سے کم نہ کرے گا پھر اس کو نصف ثواب کیوں ملتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو ثواب ملے اس سے کم نہیں کرے گا اس صورت میں ملائکہ ہی نصف ہے ۔ لہذا اس سے کم نہ کرے گا ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جس نے رزق میں وسعت چاہی

۱۹۳۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو یہ پسند ہو کہ اس کا رزق وسیع ہو یا اس کی عمر لمبی ہو تو وہ صلہ رحم کرے ۔

۱۹۳۹ — شرح : جس کے ساتھ نکاح حرام ہو وہ ذی رحم ہے ۔ وارث اور قریبی لوگوں پر بھی رحم کا اطلاق ہوتا ہے ۔ صلہ رحم کبھی تو مال سے ہوتا ہے کبھی خدمت کرنے سے اور کبھی ملاقات اور سلام کرنے سے ہوتا ہے ۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ ایک حدیث میں ہے کہ ماں کے پیٹ میں اس کا رزق اور اجل لکھے جاتے ہیں تو صلہ رحم کس کو زیادہ کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رزق میں وسعت کا معنیٰ یہ ہے کہ اس میں برکت ہو جاتی ہے کیونکہ صلہ صدقہ ہے اور صدقہ مال کو زیادہ کرتا ہے اور اس کو بڑھاتا ہے اور عمر میں وسعت کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کے جسم میں قوت حاصل ہوتی ہے یا اس کی اچھی ثناء باقی رہتی ہے اور لوگوں کی زبانوں پر اس کی اچھی ثنا ہوتی ہے ۔ گویا کہ وہ مرا ہی نہیں ۔ اس کا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی ماں کے پیٹ میں اس طرح لکھا جاتا ہے کہ اگر اس نے صلہ رحم کیا تو اس کا رزق وسیع ہوگا اور عمر لمبی ہوگی ورنہ اس کا رزق اور عمر اس قدر ہوں گے ۔

کتاب الترغیب والترہیب میں حافظ ابو موسیٰ مدینی نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاصی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ انسان صلہ رحم کرتا ہے حالانکہ اس کی عمر کے صرف تین دن باقی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر تیس سال بڑھا دیتا ہے ۔ اور بعض دفعہ یوں ہوتا ہے کہ کوئی انسان قطع رحم کرتا ہے حالانکہ اس کی عمر تیس سال باقی ہوتی ہے تو اس کی عمر صرف تین دن رہ جاتی ہے ۔ اسماعیل بن عیاش نے داؤد بن عیسیٰ سے روایت کی کہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ شِرَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّسِيْئَةِ .

۱۹۴۰ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ اِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْاَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرٰى طَعَامًا مِنْ رَجُلٍ يَهُوْدِيٍّ اِلٰى اَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيْدٍ .

۱۹۴۱ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ثَنَا هِشَامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ ثَنَا اَسْبَاطٌ اَبُو الْيَسَعِ الْبَصْرِيُّ ثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ مَشٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهُ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ وَاَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِاَهْلِهِ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَا اَمْسٰى عِنْدَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ بُرٍّ وَلَا صَاعُ حَبٍّ وَاِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ .

تورات میں یہ لکھا ہے کہ صلۂ رحم حسنِ خلق اور قریبی لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے سے گھر کی آبادی ہوتی ہے۔ اموال زیادہ ہوتے ہیں اور عمریں بڑھ جاتی ہیں اگرچہ صلۂ رحم کرنے والے کافر ہی ہوں۔ نیز کتاب الترغیب والترہیب میں عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے گزشتہ رات ایک عجیب بات دیکھی میں نے خواب میں اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ ملک الموت اس کی روح قبض کرنے آیا تو اُس نے اپنے باپ کے ساتھ جو نیکی کی ہوئی تھی وہ سامنے آگئی اور اُس نے ملک الموت کو واپس کر دیا یہ حدیث حسن ہے ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن آدم اپنے رب سے ڈر، والدین کے ساتھ نیکی کر اور صلہ رحم کر تیری عمر لمبی ہوگی۔ تیرے رزق میں وسعت ہوگی اور تنگی دُور ہوگی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلۂ رحم عمر کو زیادہ کرتا ہے واللہ الموفق وہو علی کل شئ قدیر ،،

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُدھار خریدنا

۱۹۴۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com.
Marfat.com

بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ

۱۹۴۲ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مُؤْنَةِ أَهْلِي وَشُغِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَسَيَأْكُلُ آلُ أَبِي بَكْرٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ۔

نے ایک یہودی سے کچھ مدت کے لئے طعام خریدا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس گروی رکھ دی۔

۱۹۴۱ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جَو کی روٹی اور بدبودار چربی لے کر آئے حالانکہ آپ نے مدینہ منورہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھی ہوئی تھی اور اس سے گھر والوں کے لئے جَو لئے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ آلِ محمد کے پاس ایک صاع گندم اور نہ ایک صاع اناج کسی شام کو رہا حالانکہ آپ کی نو بیویاں تھیں!

۱۹۴۰ - ۱۹۴۱ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں سے معاملہ کرنا بیانِ جواز کے لئے تھا یا کسی اور کے پاس زائد طعام نہ تھا یا اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ پسند نہ کرتے تھے کہ آپ کی کوئی شئ اپنے پاس طعام کے عوض رہن رکھیں اس لئے آپ نے ان کو تنگ نہ کرنا چاہا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے جن کے متعلق یہ گمان ہو کہ ان کا اکثر مال حرام کا مال ہے جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ جو مال اس کے ہاتھ میں آیا ہے وہ حرام مال ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُنیا میں قطعاً رغبت نہ تھی اور دُنیا سے بے نیاز تھے اور ذمّیوں کے پاس جنگی سامان گروی کرنا جائز ہے۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنا مال و دولت نہ تھا کہ آپ وسعت سے خرچ کر سکتے بلکہ بعض اوقات گھر میں کھانے کی چیز نہ ہونے کی وجہ سے قرض لینا پڑتا تھا اس سے یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اضطراری تھا کیونکہ سیّدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے عرض کیا جبکہ آپ نے کئی روز سے کھانا نہ کھایا تھا اگر آپ فرمائیں تو میں اپنا پر مار کر صفا مروہ کی پہاڑیاں سونا بنا دوں تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں چاہوں تو تمام پہاڑ سونے کے ہو جائیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ ایک دن سیر ہو کر کھانا کھاؤں تو اللہ کا شکر ادا کروں اور دوسرے دن بھوکا رہوں تو اللہ کو یاد کروں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۱۹۴۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ ثَنَا سَعِيْدٌ ثَنِيْ اَبُوْ الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَّالَ اَنْفُسِهِمْ فَكَانَ يَكُوْنُ لَهُمْ اَرْوَاحٌ فَقِيْلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ رَوَاهُ هَمَّامٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ ۔ ۱۹۴۴ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَاَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عليه السلام كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ ۔ ۱۹۴۵ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ مُوْسٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ نَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ اَنَّ دَاوٗدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَاْكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ ۔

۱۹۴۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّحْتَطِبَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ اَحَدًا فَيُعْطِيَهٗ اَوْ يَمْنَعَهٗ ۔

۱۹۴۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوْسٰى ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ اَحْبُلَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْاَلَ النَّاسَ قَالَ اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوَابٍ وَثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ الْحَدِيْثَ ۔

باب — مرد کا اپنے ہاتھ سے کمائی کرنا

۱۹۴۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو انھوں نے فرمایا میری قوم کو علم ہے کہ میرا کاروبار میرے اہل و اولاد کی کفالت سے عاجز

marfat.com
Marfat.com

نہیں اور میں مسلمانوں کے امور میں مشغول ہو گیا ہوں ابوبکر کی اولاد اس مال سے کھائے گی اور وہ اس میں مسلمانوں کے لئے تجارت کریں گے۔"

۱۹۴۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود کام کرتے تھے اور ان کے جسم سے بُو آتی تھی تو اُن سے کہا گیا اگر تم غسل کر لیتے تو بہتر ہوتا اس کی ہمام نے ہشام سے اُنھوں نے اپنے باپ سے اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی۔

۱۹۴۴ — ترجمہ : مقدام رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا کوئی بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر طعام ہرگز نہیں کھاتا اور اللہ کا نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتے تھے!

۱۹۴۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھاتے تھے۔

۱۹۴۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص لکڑیاں جمع کر کے گٹھا لاد کر اپنی پیٹھ پر لائے اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے وہ اس کو دے یا نہ دے۔

۱۹۴۷ — ترجمہ : زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنی رسیوں کو لے کر جائے الخ۔

۱۹۴۲ تا ۱۹۴۷ — شرح : حدیث ۱۹۴۲ کے مطابق سرکاری حاکم اس مال سے اُجرت لے سکتا ہے جس میں وہ کام کرتا ہے جبکہ اس کے اُوپر کوئی حاکم نہ ہو جو اس کی تنخواہ کا فیصلہ کرے اور وہ مسلمانوں کے اموال میں تجارت کرے یعنی ان لوگوں کو مال دے جو اس میں تجارت کریں اور اس کا نفع مسلمانوں کو دے جس قدر وہ خود لیتا ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کاروبار ان کے اہل وعیال کے لئے کافی تھا جب خلافت کے وقت آپ لوگوں کے امور میں مشغول ہو گئے تو اپنی ذاتی تجارت کے لئے فارغ نہیں تھے اس لئے آپ نے بیت المال سے بقدر کفائت وظیفہ لینا شروع کیا اور لوگوں سے بطورِ معذرت فرمایا کہ وہ مسلمانوں کے امور میں مشغول ہیں اس لئے وہ اور ان کا عیال بیت المال سے کھائیں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا بہتر کسب وہ ہے جو وہ اپنے ہاتھ سے کرے۔ علامہ ماوردی نے کہا بنیادی کسب زراعت، تجارت اور صناعت ہیں ان میں سے سب سے بہتر کسب میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک زراعت سب سے پاکیزہ پیشہ ہے اگرچہ تجارت بھی اچھی ہے۔ کیونکہ زراعت توکل کے زیادہ قریب ہے۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ زراعت اور صناعت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السُّهُوْلَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَى وَالْبَيْعِ وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ۔ ۱۹۴۸ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ ثَنَا اَبُوْغَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ ثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰى وَاِذَا اقْتَضٰى۔

دونوں کو ترجیح حاصل ہے۔ کیونکہ یہ دونوں ہاتھ کا کسب ہیں لیکن زراعت افضل ہے کیونکہ اس سے آدمی اور دیگر مخلوق کو نفع حاصل ہوتا ہے اور عوام اس کے محتاج ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زہد و تقویٰ کے مراتبِ قصویٰ پر فائز تھے۔

حدیث ۱۹۴۳ سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود مشقت کرتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے تجارت، زراعت اور صناعت وغیرہ کرتے تھے اور ان کے کپڑے صوف وغیرہ کے تھے انہی کپڑوں میں وہ جمعہ کو حاضر ہوتے جبکہ پسینہ آنے سے کپڑوں سے بُو آتی تھی اس لئے ان سے کہا گیا اگر تم غسل کر لیتے تو اچھا ہوتا اور بُو نہ آتی۔ اس وقت جمعہ کے دن غسل واجب تھا جب ان کو وسعت ہوئی اور خدام میسر ہوئے اور وہ لباس بھی عمدہ پہننے لگے تو بسبب جاتا رہا اور غسل کا وجوب منسوخ ہو گیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کو افضل فرمایا۔ **حدیث ۱۹۴۴** سیدنا داؤد علیہ السلام کے ذکر کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اس لئے محنت نہ کرتے تھے کہ وہ اس کے محتاج تھے جبکہ وہ زمین میں خلیفہ تھے بلکہ انھوں نے کھانے پینے کا افضل طریقہ اختیار کیا تھا۔ اس لئے اس عنوان میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا قصہ ذکر کیا اور اس کو کسبِ ید کی دلیل بنایا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حدیث ۱۹۴۵ یہ حدیث مطوّل حدیث کا حصہ ہے۔ بعض روایات میں اس پر اضافہ ذکر کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ سیدنا داؤد علیہ السلام کے لیے زبور شریف کا پڑھنا بہت آسان کیا گیا تھا وہ گھوڑے پر کاٹھی ڈالنے سے پہلے زبور شریف ختم کر لیتے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ کی محنت و مشقت سے کھاتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ خرید و فروخت میں سہولت کرنا اور جو حق طلب کرے تو نرمی سے طلب کرے

۱۹۴۸ ـــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ اَنْظَرَ مُوْسِرًا

۱۹۴۹ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ نَا زُهَيْرٌ نَا مَنْصُوْرٌ اَنَّ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ حَدَّثَهُ اَنَّ حُذَيْفَةَ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَقَالُوْا اَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ كُنْتُ اٰمُرُ فِتْيَانِيْ اَنْ يُّنْظِرُوْا وَيَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُوْسِرِ قَالَ قَالَ فَتَجَاوَزُوْا عَنْهُ وَقَالَ اَبُوْ مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ كُنْتُ اُيَسِّرُ عَلَى الْمُوْسِرِ وَاُنْظِرُ الْمُعْسِرَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ وَقَالَ اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ فَاُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ وَقَالَ نُعَيْمُ بْنُ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ رِبْعِيٍّ فَاُقْبَلُ مِنَ الْمُوْسِرِ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ۔

نے فرمایا اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والے انسان پر رحم کرے جبکہ وہ فروخت کرے اور جب خریدے اور جب حق طلب کرے۔

۱۹۴۸ — شرح : اس حدیث میں لوگوں سے نرمی اور اچھا معاملہ کرنا، اچھے اخلاق استعمال کرنا اور تجارت میں بخل ترک کرنے کی ترغیب دلائی ہے کیونکہ ان امور سے مال میں برکت ہوتی ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم امت کو افضل شئی کی ترغیب دلاتے تھے۔ اس حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ حق کے مطالبہ میں لوگوں پر سختی نہیں کرنی چاہیئے اور حتی الوسع نرمی اختیار کرنی چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ سبحانہ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے مال دار کو مہلت دی

۱۹۴۹ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کی روح سے فرشتے ملے تو انھوں نے کہا کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے اپنے خادموں کو حکم دے رکھا تھا کہ لوگوں کو مہلت دیں اور مال دار سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے فرشتو! تم اس سے درگزر کرو ابو مالک نے ربعی سے روایت کی (اس نے کہا) میں مال داروں سے آسانی کرتا اور غریبوں کو مہلت دیتا تھا۔ ابو مالک کی شعبہ نے عبدالملک ربعی سے روایت میں متابعت کی۔ ابو عوانہ نے عبدالملک، ربعی سے یہ روایت کی کہ میں مال دار کو مہلت دیتا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا

۱۹۵۰ — حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ ثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَاِذَا رَاٰى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

بَابُ اِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا وَيُذْكَرُ عَنِ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ كَتَبَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مَا اشْتَرَى مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلعم مِنَ الْعَدَّاءِ ابْنِ خَالِدٍ بَيْعَ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ لَا دَاءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ وَقَالَ قَتَادَةُ الْغَائِلَةُ الزِّنَا وَالسَّرِقَةُ وَالْاِبَاقُ وَقِيْلَ لِاِبْرَاهِيْمَ اِنَّ بَعْضَ النَّخَّاسِيْنَ يُسَمِّي اَرِيَّ خُرَاسَانَ وَسِجِسْتَانَ فَيَقُوْلُ جَاءَ اَمْسِ مِنْ خُرَاسَانَ وَجَاءَ الْيَوْمَ مِنْ سِجِسْتَانَ فَكَرِهَهُ كَرَاهِيَةً شَدِيْدَةً وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَحِلُّ لِاَمْرِئٍ اَنْ يَبِيْعَ سِلْعَةً يَعْلَمُ اَنَّ بِهَا دَاءً اِلَّا اَخْبَرَهُ ۔

اور غریب سے درگزر کرتا تھا۔ نعیم بن ابی ہند نے ربعی سے یہ روایت کی کہ میں مال دار کا عذر قبول کرتا اور غریب سے درگزر کرتا تھا۔

۱۹۴۹ — شرح : اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے معمولی سی نیکی کے عوض بہت بڑے گنہگار کو بخش دیتا ہے کیونکہ جب انسان اچھی نیت سے کوئی نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ خسارہ میں نہیں رہتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے وقت خاص خاص عمل کا محاسبہ بھی ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے غریبوں کو مہلت دی

۱۹۵۰ — ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ نے ابو ہریرہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک تاجر لوگوں سے قرض کا لین دین کرتا تھا جب وہ دیکھتا

marfat.com
Marfat.com

۱۹۵۱ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ رَفَعَهُ اِلٰى حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ قَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔

کہ یہ غریب ہے تو اپنے خادموں سے کہتا اس کو معاف کر دو۔ شائد اللہ تعالیٰ ہم کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

باب ـــ جب بیچنے اور خریدنے والے صاف بیان کر دیں اور کچھ نہ چھپائیں اور خیر خواہی کریں

عدّاء بن خالد سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لکھ کر دیا۔ یہ وہ ہے جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدّاء بن خالد سے خریدا ہے۔ یہ مسلمان کی مسلمان کے ساتھ بیع جیسی ہے۔ اس میں نہ تو کوئی عیب ہے اور نہ ہی برائی اور غائلہ سے۔ قتادہ نے کہا "غائلہ" زنا، چوری اور بھاگ جانا ہے۔ ابراہیم سے کہا گیا بعض دلال خراسان اور سجستان کے اصطبل کا ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کل خراسان سے آیا آج سجستان سے آیا ابراہیم نخعی نے اس کو سخت مکروہ جانا اور عقبہ بن عامر نے کہا کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ سامان فروخت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس میں عیب ہے مگر اس کو خبردار کر دے۔

شرح : اس حدیث میں "بَيِّعُ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ"، اس لئے ذکر کیا کہ مسلمان مسلمان کا زیادہ خیر خواہ ہوتا ہے کیونکہ ان میں اسلامی علاقہ ہے اس لئے مسلمان سے خیانت کرنا زیادہ بری ہے اگرچہ ذمّی غیر مسلم سے بھی خیانت کرنی جائز نہیں۔ خرید و فروخت کی کتابت کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جبکہ مال یا قیمت موجود نہ ہو۔ اگر دونوں حاضر ہوں تو لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ ابن ماجہ نے مکحول کے ذریعہ حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی خرید و فروخت کرے اور عیب و غیرہ ظاہر نہ کرے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب و قہر میں رہتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں"، نخاسین کا معنی دلال اور آری کا معنی اصطبل ہے جہاں گھوڑے باندھے جاتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا "عقبہ بن عامر"، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی فتح کا پیغام لے کر گئے تھے وہ سات دن میں مدینہ منورہ پہنچے۔ اُنھوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر دُعا کی کہ وہ جلد شام پہنچ جائے چنانچہ وہ اڑھائی دن میں دمشق پہنچ گئے اور ۵۸ھ ہجری میں مصر

marfat.com

Marfat.com

میں فوت ہوئے جبکہ وہ مصر کے حاکم اعلیٰ تھے۔

ترجمہ : عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے حکیم بن حزام کی طرف حدیث مرفوع کرتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خریدنے والے اور بیچنے والے کو اختیار ہے کہ جب تک وہ جدا نہ ہوں اگر انھوں نے سچ بولا اور سودے کا عیب یا نقص بیان کیا تو ان کے لئے اس سودے میں برکت ہوگی اور اگر انھوں نے عیب چھپائے اور جھوٹ بولا تو ان کے سودے کی برکت مٹ جائے گی۔

۱۹۵۱ ——

شرح : یعنی بیچنے والا اور خریدار دونوں سچ بولیں اور سودے اور قیمت میں کسی قسم کا اخفاء نہ کریں تو ان کی یہ بیع نفع مند ہوگی ورنہ اس کی برکت ختم کر دی جائے گی۔ "مَالَمْ يَتَفَرَّقَا" کا معنی یہ ہے کہ بائع اور مشتری جب تک جدا نہ ہوں ان کو بیع رکھنے یا فسخ کرنے کا پورا اختیار ہے۔ اس کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے قول مختلف ہو جائیں ایک یہ کہہ دے کہ اس نے فروخت کر دی اور دوسرا کہے کہ اس نے خرید لی۔ اس کے بعد ان کا اختیار ختم ہو جاتا ہے اور بیع مکمل ہو جاتی ہے اور خریدار اس بیع کو مسترد نہیں کر سکتا البتہ اس کو دیکھے بغیر خریدنے میں اختیار باقی رہتا ہے۔ اسی طرح خیارِ عیب اور خیارِ شرط باقی رہتا ہے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے مراد تفرق بالابدان ہے یعنی جب دونوں مجلس بیع خالی کر دیں اور ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو بیع پوری ہو جاتی ہے جس کے بعد ان کا اختیارِ فسخ ختم ہو جاتا ہے ورنہ ان کو اختیار حاصل رہتا ہے کہ جب تک مجلسِ بیع میں موجود رہیں اور باہر نہ جائیں وہ بیع فسخ کر سکتے ہیں۔

الحاصل احناف کے نزدیک ایجاب اور قبول سے بیع تام ہو جاتی ہے اور سودا خریدار کی ملک میں چلا جاتا ہے اور اس کے باوجود اگر کسی ایک کو خیارِ مجلس باقی رہے جیسے امام شافعی فرماتے ہیں تو اس سے دوسرے کا حق باطل ہوگا جس سے اس کو ضرر پہنچے گی۔ حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لاضرر وَلَاضِرَارَ فِي الْإِسْلَامِ" یعنی اسلام میں کسی کو ضرر پہنچانی جائز نہیں اور بخاری میں مذکور حدیث کا محل خیارِ قبول ہے یعنی جب دونوں میں سے کوئی ایک ایجاب کر دے تو جب تک وہ مجلس میں حاضر رہیں دوسرے کو قبول کا اختیار ہے وہ اگر چاہے تو ایجاب کو قبول کرے اور اگر چاہے تو مسترد کر دے جبکہ وہ کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوں۔

نیز "متبایعان" کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ اس سے مراد خیارِ قبول ہے کیونکہ ایجاب و قبول کرتے وقت وہ حقیقۃً متبایع (بائع مشتری) ہوتے ہیں بیع ہو جانے کے بعد اور پہلے ان کو مجازاً متبایع کہا جاتا ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الْخَلْطِ مِنَ التَّمْرِ

۱۹۵۲ — اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَهُوَ الْخَلْطُ مِنَ التَّمْرِ وَكُنَّا نَبِيْعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِى الْلَّحَّامِ وَالْجَزَّارِ

۱۹۵۳ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ ثَنِىْ شَقِيْقٌ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يُكْنٰى اَبَا شُعَيْبٍ فَقَالَ لِغُلَامٍ لَهٗ قَصَّابٍ اجْعَلْ لِىْ طَعَامًا يَكْفِىْ خَمْسَةً فَاِنِّىْ اُرِيْدُ اَنْ اَدْعُوَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَاِنِّىْ قَدْ عَرَفْتُ فِىْ وَجْهِهِ الْجُوْعَ فَدَعَاهُمْ فَجَاءَ مَعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا قَدْ تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَاْذَنَ لَهٗ فَاْذَنْ لَهٗ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ يَرْجِعَ رَجَعَ فَقَالَ لَا بَلْ قَدْ اَذِنْتُ لَهٗ

باب — کھجور ملا کر بیچنا

۱۹۵۲ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم کو مختلف قسم کی کھجوریں دی جاتی تھیں تو ہم ایک صاع کے عوض دو صاع کھجوریں فروخت کر دیتے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو صاع ایک کے عوض اور دو درہم ایک درہم کے عوض نہ بیچا جائے۔

۱۹۵۲ — شرح : یعنی کھجوریں ایک ہی جنس ہیں ردی اور اعلیٰ کھجوریں سب ایک جیسی ہیں لہٰذا دو صاع کے عوض ایک صاع فروخت نہ کرو کیونکہ ایک جنس میں نفع لینا جائز نہیں۔ اس کی تفصیل آئندہ ابواب میں ہے۔

باب — گوشت بیچنے والے اور اونٹ نحر کرنے والے کے متعلق روایات

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُمْحَقُ الْكَذِبُ وَالْكِتْمَانُ فِي الْبَيْعِ

۱۹۵۴ — بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَبَا الْخَلِيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ

۱۹۵۳ — ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قبیلہ انصار سے ایک شخص ابو شعیب آیا اور اپنے غلام قصاب سے کہا میرے لئے کھانا تیار کرو جو پانچ اشخاص کو کافی ہو کیونکہ میرا ارادہ ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت پانچ آدمیوں کی دعوت کروں ۔ کیونکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ میں بھوک کا اثر دیکھتا ہوں چنانچہ ان کو بلایا تو ان کے ساتھ ایک اور آدمی آگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آدمی ہمارے پیچھے آگیا ہے اگر اس کو اجازت دینا چاہو تو اجازت دو اور اگر اسے واپس کرنا چاہو تو یہ واپس چلا جائے اس نے کہا نہیں بلکہ میں اس کو بھی اجازت دیتا ہوں ۔

۱۹۵۳ — مشرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جانور ذبح کرنے میں حرج نہیں اور اس کو پیشہ بنا لینا جائز ہے اگرچہ اس میں کچھ کمزوری ہے مگر اس میں کوئی نقص نہیں اور اگر وہ عادل ہے تو اس کی عدالت میں کچھ فرق نہیں پڑتا ۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مالک اپنے غلام سے دستکاری کروا سکتا ہے جبکہ وہ کر سکے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھٹے آدمی کو دعوت میں شامل کرنے کے لئے میزبان سے اجازت طلب فرمائی اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی دعوت میں سارا لشکر شریک کر لیا تھا کیونکہ اس دعوت میں پانچ آدمی مخصوص کئے گئے تھے اس لئے داعی کی اطمینان خاطر کے لئے اس کی اجازت ضروری خیال فرمائی اگرچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری امت کے اموال میں ان کی رضاء کے بغیر تصرف کا حق حاصل ہے نیز جو شخص داعی کی اجازت کے بغیر طفیلی بن جائے تو وہ اس کو باہر نکال سکتا ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء ہی سے اس شخص کو نہیں روکا تھا کیونکہ یہ احتمال تھا کہ صاحب دعوت اس کو اجازت دے دیگا جبکہ صاحب دعوت کی اجازت کے بغیر طعام کھانا حرام ہے ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کی کہ جو کوئی کسی طعام میں اجازت کے بغیر شامل ہو جائے اس کا وہاں جانا فسق اور کھانا حرام ہے وہ چور بن کر داخل ہوا اور لوٹ مار کر کے باہر نکلا ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب — بیع میں جھوٹ بولنا اور عیب چھپانا برکت ختم کر دیتا ہے

۱۹۵۴ — ترجمہ : حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ بائع اور مشتری کو اختیار ہے کہ جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا

marfat.com
Marfat.com

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ قَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً الاٰية۔

۱۹۵۵ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ ابْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ ثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا اَخَذَ الْمَالَ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔

نہ ہوں یا یہ فرمایا حتیٰ کہ وہ متفرق ہو جائیں اور اگر وہ سچ بولیں اور عیب کی وضاحت کر دیں تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر عیب چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کی بیع کی برکت ختم کر دی جائے گی،،
(حدیث ۱۹۵۱ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اے ایمان والو سود کئی گنا کر کے نہ کھاؤ اور یہ اُمید کرتے ہوئے اللہ سے ڈرو کہ تم فلاح پا جاؤ۔

۱۹۵۵ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ مال کس طرح حاصل کیا۔ کیا وہ حلال ہے یا حرام ہے؟

۱۹۵۵ — مشرح: جاہلیت کے زمانہ میں رواج تھا کہ جب قرض کی مدت ختم ہو جاتی تو مقروض قرض ادا کر دیتا تو فبہا ورنہ مدت زیادہ کی جاتی اور سود بڑھا دیا جاتا تھا۔ ہر سال اسی طرح کرتے حتیٰ کہ تھوڑا مال کئی گنا زیادہ ہو جاتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے سود سے بچنے کا حکم دیا تاکہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیابی اور سعادت مندی حاصل کریں۔ حدیث ۱۹۳۳ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ـــ اٰكِلِ الرِّبٰوا وَشَاهِدِهٖ وَكَاتِبِهٖ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا اِلٰى قَوْلِهٖ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

۱۹۵۶ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ اٰخِرُ الْبَقَرَةِ قَرَاَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ۔

باب ـــ سُود کھانے والا اور اس کا گواہ اور لکھنے والا ـــ"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ شخص جسے آسیب نے چھو کر مجنون بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ انھوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود۔ تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔

شرح : علامہ ماوردی نے کہا تمام مسلمانوں کا سود کی حرمت پر اتفاق ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے بعض علماء نے کہا پہلے والی ساری امتوں میں سود حرام رہا ہے۔ علامہ طبری نے کہا یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو سود کھاتے تھے ورنہ سود کھائے یا اس کا کاروبار کرے سب کے لئے وعید برابر ہے۔ سود خور مشرکوں نے اعتراض کیا تھا کہ بیع بھی تو سود جیسی ہے پھر بیع کو حلال اور سود کو حرام کیوں کیا ہے؟ اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ عقدِ ربا میں علماء کا اختلاف ہے کہ وہ منسوخ ہے اور کسی حال میں جائز نہیں یا وہ بیع فاسد ہے اور جب اس کا فساد زائل کر دیا جائے تو بیع صحیح ہو سکتی ہے۔ جمہور علماء اس کو بیع منسوخ اور امام ابوحنیفہ بیع فاسد کہتے ہیں جب اس کا فساد زائل کر دیا جائے تو بیع صحیح ہو جاتی ہے (عینی)

۱۹۵۶ ـــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مسجد میں پڑھ کر سنائیں۔ پھر شراب کی تجارت کو حرام کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

۱۹۵۷ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ ثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلٰى وَسَطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ فَإِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالَ الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُ الرِّبَا

بَابُ مُؤْكِلِ الرِّبَا لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِلٰى مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهِ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

---

۱۹۵۷ — ترجمہ : سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات خواب میں دو مرد دیکھے جو میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس کی طرف لے گئے۔ ہم چلتے رہے حتیٰ کہ خون کی نہر پر آئے جس میں ایک مرد کھڑا تھا اور نہر کے درمیان ایک آدمی تھا جس کے آگے پتھر رکھے ہوئے تھے تو وہ شخص جو نہر میں تھا آنے لگا جب نہر سے نکلنے کا ارادہ کیا تو اُس نے پتھر مارا جو اس میں تھا وہ وہیں واپس ہو گیا جہاں تھا میں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے تو مجھے کہا جس کو آپ نے نہر میں دیکھا ہے وہ سُود خور ہے۔

باب — سُود کھلانے والا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود۔ اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو۔ اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پہ بالکل چھوڑ تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر جانو۔ اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھیرو گے اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی۔ اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔ ابن عباس نے کہا یہ آخری آیت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

---

marfat.com

Marfat.com

۱۹۵۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ ابْنِ اَبِیْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ اَبِیْ اشْتَرٰی عَبْدًا حَجَّامًا فَاَمَرَ بِمَحَاجِمِهٖ فَكُسِرَتْ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَثَمَنِ الدَّمِ وَنَهٰی عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمُوْشُوْمَةِ وَاٰكِلِ الرِّبٰوا وَمُوْكِلِهٖ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ۔

۱۹۵۸ — ترجمہ : عون بن ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے والد کو دیکھا اُس نے ایک غلام خریدا جو پچھنے لگاتا تھا۔ میں نے اپنے والد سے پُوچھا (کہ تم نے اس کے ہتھیار کیوں ضائع کر دیئے ہیں) تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کُتّے کی قیمت، خون کی قیمت سے منع فرمایا ہے اور داغ لگانے والی اور داغ لگوانے والی اور سود کھانے اور کھلانے سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔

۱۹۵۸ — شرح : بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عون بن ابوجحیفہ کا سوال یہ تھا کہ غلام کیوں خریدا ہے ؟ لیکن جواب اس کے مناسب نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور خون کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔ دراصل یہ حدیث مختصر ہے بیوع کے آخر میں یہ حدیث اس طرح ہے کہ میرے باپ نے غلام خریدا، جو پچھنے لگاتا تھا۔ میرے باپ نے اس کے ہتھیار توڑ دیئے جن کے ساتھ وہ پچھنے لگاتا تھا تو میں نے سوال کیا کہ ہتھیار کیوں توڑے تو اُنھوں نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت سے منع فرمایا ہے اب جواب سوال کے مطابق ہے۔ اس حدیث میں چھ احکام ہیں :

پہلا حکم یہ ہے کہ پچھنے لگانے والے غلام کو خریدنا جائز ہے۔ دوسرا حکم کتوں کی قیمت ہے۔ امام ابوحنیفہ، ابویوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم نے کہا جن کتوں سے نفع حاصل کیا جائے ان کی بیع جائز ہے اور ان کی قیمت مباح ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کلب عقور (کاٹ کھانے والا کتا) کی بیع جائز نہیں اور نہ ہی اس کی قیمت مباح ہے۔ بدائع میں ہے خنزیر کے سوا تمام درندوں کی بیع جائز ہے۔ امام شافعی کے نزدیک کتے کی بیع جائز نہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شروع اسلام میں کتوں کو قتل کرنے کا حکم تھا اور ان کا رکھنا جائز نہ تھا اس وقت کتوں کی خرید و فروخت حرام تھی پھر جب کتوں سے شکار کرنا اور کھیتی اور جانوروں کی حفاظت کے لئے ان کو استعمال کرنا جائز ہوا تو ان کی بیع بھی جائز ہوگئی اور ان کی قیمت بھی مباح ہوگئی۔ اس حدیث میں تیسرا حکم یہ ہے کہ خون کی قیمت منع ہے اور وہ پچھنے لگانے کی اُجرت ہے اور یہ نہی تنزیہہ کے لئے ہے کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اُجرت دی اگر یہ اُجرت حرام ہوتی تو آپ حجام کو اُجرت نہ دیتے۔

حدیث میں چوتھا حکم واشمہ اور موشومہ کا فعل ہے۔ اس پر سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ وشم یہ ہے کہ ایک عورت دوسری عورت کے کسی عضو سے سوئی کے ساتھ چمڑا ہٹا کر اس میں سرمہ اور نیل وغیرہ بھر دیتی تھی۔ یہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ

۱۹۵۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْبَرَكَةِ۔

فعل کرنے والی عورت واشمہ ہے اور کروانے والی موشومہ ہے۔ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ یہ کرتے تھے اس میں تغییر خلقت ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور یہ فعل کرنے والی اور کروانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ پانچواں حکم سود کھانا اور کھلانا ہے۔ اس گناہ میں دونوں برابر کے شریک ہیں اگرچہ نفع ایک کو حاصل ہوتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ چھٹا حکم تصویر میں ہے یہ بالاتفاق حرام ہے اور تصویر لینے والا لعنت کا مستحق ہے۔ حدیث میں ہے قیامت کے دن تصویر لینے والوں سے کہا جائے گا وہ تصاویر میں جان ڈالیں ظاہر ہے وہ یہ نہ کر سکیں گے اور عذاب میں مبتلا رہیں گے لیکن غیر ذی روح درخت اور پہاڑ وغیرہ کی تصویر لینا مباح ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک مصور سے فرمایا جس کا پیشہ تصویر کشی تھا اگر تو نے ضرور تصویر کشی کا پیشہ اختیار کرنا ہے تو جن میں رُوح نہیں ان کی تصویریں لے لیا کرو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — اللہ سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ ہر ناشکرے اور گنہگار کو پسند نہیں کرتا"

۱۹۵۹ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قسم مال کو رواج دیتی ہے (جلدی بک جاتا ہے) لیکن برکت ختم کر دیتی ہے۔

۱۹۵۹ — شرح: "مَنْفَقَةٌ" اور "مَمْحَقَةٌ" مصدر میمی فاعل کے لئے ہیں اور ان پر تاء مبالغہ کی ہے۔ قسم مبتدا اور منفقہ خبر اول اور ممحقہ دوسری خبر ہے۔ یعنی قسم کھا کر مال بیچنا اچھا نہیں کیونکہ قسم سے مال بک جاتا ہے نفع بھی حاصل ہوتا ہے اور مال زیادہ بھی ہو جاتا ہے مگر برکت ختم ہو جاتی ہے اور برکت ختم ہونے سے دنیا اور آخرت میں خسارہ کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ طبرانی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود اگرچہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ

۱۹۶۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هُشَيْمٌ اَنَا الْعَوَّامُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰى اَنَّ رَجُلًا اَقَامَ سِلْعَةً وَهُوَ فِي السُّوقِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ اُعْطِيَ بِهَا مَا لَمْ يُعْطَ لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَنَزَلَتْ اِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا الْاٰيَةَ۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الصَّوَّاغِ

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْتَلِي خَلَاهَا قَالَ الْعَبَّاسُ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهُ لِقُبُورِهِمْ وَبُيُوتِهِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ۔

زیادہ ہو مگر اس کا مال قلت ہے۔

باب — بیع میں قسم کھانا مکروہ ہے

۱۹۶۰ — ترجمہ: عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سامان منڈی میں لگایا اور اللہ کی قسم کھائی کہ اس کی قیمت اس قدر ملتی ہے جو نہیں دی تاکہ کسی مسلمان کو اس میں واقع کرے (پھنسائے) تو یہ آیت نازل ہوئی۔ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض قلیل قیمت لیتے ہیں۔

۱۹۶۰ — شرح: حدیث کا معنی یہ ہے کہ خریداروں کے آنے سے پہلے اس کو اس قدر رقم ملتی تھی جو لوگ اب نہیں دے رہے ہیں اور جھوٹی قسم سے سامان کو بیچنا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص قیامت کے دن خسارہ میں ہوں گے۔ ایک چادر کو ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر چلنے والا دوسرا جھوٹی قسمیں کھا کر سامان بیچنے والا اور تیسرا کسی پر احسان کر کے جتلانے والا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — زرگروں کے پیشہ کے متعلق روایات

اور طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرم کی گھاس نہ

marfat.com
Marfat.com

۱۹۶۱ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ ابْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِيْ شَارِفٌ نَصِيْبِيْ مِنَ الْمَغْنَمِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِيْ شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا اَرَدْتُ اَنْ اَبْنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا مِنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ اَنْ يَّرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَاْتِيَ بِاِذْخِرٍ اَرَدْتُ اَنْ اَبِيْعَهٗ مِنَ الصَّوَاغِيْنَ وَاَسْتَعِيْنَ بِهٖ فِيْ وَلِيْمَةِ عُرْسِيْ

کاٹی جائے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مگر اذخر کیونکہ وہ ان کے سناروں اور گھروں کے کام آتی ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر گھاس۔

شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ حرم کی گھاس نہ کاٹی جائے تو آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اذخر کو مستثنیٰ فرما دیجئے اور ہمیں اس کے استعمال کی اجازت دے دیں کیونکہ یہ سناروں کے کام آتی ہے اور ہم اس کو اپنے گھروں کی چھتوں پر ڈالتے ہیں۔ یہ سن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درست ہے۔ اذخر استعمال کرنے کی لوگوں کو اجازت ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام شرع کو حلال و حرام کرنے میں اختیار ہے۔ اور آپ کا فیصلہ خدا کا فیصلہ ہے۔

ترجمہ : جناب علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ سیدی حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مالِ غنیمت میں سے مجھے ایک اونٹ حصہ میں ملا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک اور اونٹ خمس سے دیا۔ جب میں نے فاطمہ علیہا السلام بنت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصتی کرانے کا ارادہ کیا تو بنو قینقاع کے ایک زرگر سے طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر کاٹ کر لائیں۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ اسے سناروں کے پاس فروخت کروں گا اور اپنی شادی کے ولیمہ میں اس سے لاد لاؤں گا۔ ۱۹۶۱ —

شرح : اس حدیث سے اذخر کی بیع اور دیگر مباح اشیاء کی بیع کا جواز ملتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ پیشہ ور شخص سے فائدہ لینا جائز ہے۔ اگرچہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو اور دعوتِ ولیمہ پاک و صاف کمائی سے کرنی چاہیے اور یہ دعوت شوہر کے ذمہ ہے۔ اس حدیث میں اشکال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بدر کے دن مالِ غنیمت سے ایک اونٹ عطا فرمایا اور اس سے پہلے ایک اونٹ مجھ کو خمس سے ملا تھا۔ حالانکہ اہل سیر (مؤرخین) کا اس میں اتفاق ہے کہ بدر کے دن خمس نہ تھا اور اسماعیل بن اسحاق نے کہا کہ خمس غزوہ بنی نضیر کے بعد شروع ہوا جبکہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے

marfat.com
Marfat.com

۱۹۶۲ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا لِاَحَدٍ بَعْدِيْ وَاِنَّمَا اُحِلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهَا اِلَّا لِمُعَرِّفٍ فَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِلَّا الْاِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَلِسُقُفِ بُيُوْتِنَا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَقَالَ عِكْرِمَةُ هَلْ تَدْرِيْ مَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا هُوَ اَنْ تُنَحِّيَهُ مِنَ الظِّلِّ وَتَنْزِلَ مَكَانَهُ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ لِصَاغَتِنَا وَقُبُوْرِنَا۔

یہودیوں کے عہد شکن فوجیوں کے قتل کا فیصلہ کیا اور کہا کہ خمس اس کے بعد مشروع ہوا اور بعض علماء یقین سے بیان کرتے ہیں کہ خمس بدر کے بعد مشروع ہوا۔ تو اس صورت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اذخر خمس سے کیسے ملا جبکہ اس وقت خمس مشروع ہی نہ تھا اس کا جواب یہ ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال رجب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کو نخلہ کی طرف سپہ سالار بنا کر بھیجا اور نخلہ فتح ہوا تو وہاں سے غنیمت کا مال لائے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان مبارک میں بدر فتح کیا تو پہلی غنیمت کو (جو نخلہ سے آئی تھی) بدر کی غنیمت سے ملا کر مجاہدین میں تقسیم کیا اور خمس علیحدہ کر لیا۔ اور حضرت علی کے ارشاد سے مراد (کہ مجھ کو غنیمت سے حصہ ملا) جنگ بدر کی غنیمت ہے اور "اَعْطَانِيْ شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ" سے مراد عبداللہ بن جحش کا لایا ہوا غنیمت کا مال ہے جس سے خمس علیحدہ رکھا گیا تھا۔ ابن تین نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ خمس کی آیت بدر کے روز نازل ہوئی کیونکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے پہلے بدر کے علاوہ غنیمت ہی نہ تھی اور یہ سب کچھ دو ہجری میں ہوا اس کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی تھی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۹۶۲ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مکہ کو حرام کیا محمد سے پہلے کسی کے لئے یہ حلال نہ ہوا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا اور میرے لئے صرف دن کی ایک گھڑی حلال ہوا۔ اس کی گھاس نہ اکھیڑی جائے اس کا درخت نہ کاٹا جائے اور نہ ہی اس کا شکار بھگایا جائے اور نہ ہی وہاں کی گری ہوئی کوئی چیز اٹھائی جائے مگر وہ اٹھائے جو اس کی تشہیر کرے۔ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے کہا مگر ہمارے سناروں اور گھروں کی چھت کے لئے اذخر کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا اذخر کی اجازت ہے۔ عکرمہ نے کہا کیا جانتے ہو کہ اس کا شکار بھگانا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ الْقَيْنِ وَالْحَدَّادِ

۱۹۶۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَاَتَيْتُهُ اَتَقَاضَاهُ قَالَ لَا اُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا اَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ دَعْنِي حَتّٰى اَمُوْتَ وَ اُبْعَثَ فَسَاُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا فَاُقْضِيْكَ فَنَزَلَتْ اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا۔

کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کو سایہ سے ہٹا دے اور اس کی جگہ تم لے لو۔ عبدالوہاب نے خالد سے یہ روایت کی ہے کہ ہمارے شناروں اور ہماری قبروں کے لئے اذخر کی اجازت دیجئے (حدیث ۱۱۱ اور ۱۷۱۶ کی شرح دیکھیں)

باب لوہار کا ذکر

۱۹۶۳ — ترجمہ : خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا میں جاہلیت کے زمانہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا کچھ قرض تھا میں اس کے پاس گیا کہ قرض کا مطالبہ کروں تو اس نے کہا میں تجھے قرض نہیں دوں گا حتیٰ کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے۔ میں نے کہا میں آپ کا انکار نہیں کروں گا حتیٰ کہ اللہ تجھے مارے پھر تو اٹھایا جائے (زندہ ہو) اس نے کہا پھر مجھے چھوڑ حتیٰ کہ میں مروں گا اور زندہ اٹھایا جاؤں گا اور مجھے مال و اولاد دی جائے گی تو تیرا قرضہ ادا کر دوں گا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا مجھے مال اور اولاد دی جائے گی اس نے غیب پر اطلاع پالی ہے یا اللہ سے عہد لے رکھا ہے۔

۱۹۶۳ — شرح : حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ لوہار تھے اور عاص بن وائل کا کام اجرت پر کرتے تھے۔ عاص اس کی اجرت میں تاخیر کرتا رہا ایک دن وہ اجرت کا مطالبہ کرنے آئے اور سختی سے مطالبہ کیا اور کہا جب تک میرا قرض ادا نہ کرے گا۔ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ عاص نے کہا اے خباب پہلے تو تم اس قدر سختی نہیں کرتے تھے۔ حضرت خباب نے کہا اس وقت میں تیرے دین میں تھا اور آج دین اسلام میں آگیا ہوں اور میں مسلمان ہوں۔ عاص نے کہا مسلمان یہ کہتے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جنت میں سونا۔ چاندی اور ریشم ہے۔ خباب نے کہا یقیناً ایسا ہی ہے۔ عاص بن وائل نے کہا پھر مجھے چھوڑ دیں جنت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْخَيَّاطِ

۱۹۶۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ۔

میں جا کر تمہارا سارا قرض ادا کر دوں گا اُس نے از روئے مذاق یہ کہا اور پھر یہ کہا اگر یہی بات ہے تو خدا کی قسم جنت میں میرا حصہ تم سے بہتر ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس حدیث میں اشکال یہ ہے کہ عاص نے خباب سے کہا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر تو حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا میں کفر نہیں کروں گا حتیٰ کہ تو مر جائے اور پھر قبر سے اُٹھایا جائے۔ حضرت خباب کے جواب سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کفر کو غائت کے ساتھ معین کر رہے ہیں جس کا معنیٰ یہ ہے کہ تیرے مرنے اور اُٹھنے کے بعد میں انکار کرونگا بھلا صحابی سے یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے حالانکہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا ایمان قوی تر تھا وہ کفر کی مدت کیسے متعین کر سکتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کفر کی مدت کی تعیین نہیں کی اُنھوں نے اپنا کلام عاص بن وائل کے اعتقاد کے مطابق جاری رکھا کیونکہ عاص کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد اُٹھنا محال ہے۔ گویا حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا تیرہ عقیدہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد اُٹھنا محال ہے تو میرا انکار کرنا محال ہے کیونکہ ایک محال دوسرے محال کو مستلزم ہوتا رہتا ہے یعنی میں ہمیشہ کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کروں گا اور آپ کی غلامی میں فوت ہوں گا بعض علماء نے اور بھی جواب ذکر کئے ہیں لیکن مجھے یہی جواب پسند ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوح محفوظ میں نظر کرنا اور غیب پر اطلاع پانا ممکن ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کیا اُس نے لوح محفوظ میں نظر کر لی ہے؟ اور مجاہد نے یہ تفسیر کی ہے کیا اُس نے غیب پر اطلاع پا لی ہے حتیٰ کہ جنت کے احوال کو جان لیا ہے؟ نیز یہ معلوم ہوا کہ قرض کے مطالبہ میں سختی کرنا جائز ہے جبکہ مقروض حق کی مخالفت کرے اور ظلم و دشمنی ظاہر کرے۔

باب — درزی کا ذکر

۱۹۶۴ — حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک درزی نے سید عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

بَابُ النِّسَاءِ ج

۱۹۶۵ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ فَقِيلَ لَهُ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَسَجْتُ هٰذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِزَارُهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اكْسُنِيهَا فَقَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ وَلَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِتَكُونَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ

کو کھانے کی دعوت دی جو اُس نے آپ کے لئے پکایا۔ انس بن مالک نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے کی دعوت پر گیا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روٹی اور شوربا جس میں کدو تھا اور خشک گوشت جو بھنا ہوا تھا لاکر رکھا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ پیالہ کے کونوں میں کدو تلاش کرتے تھے۔ اس لئے میں اس دن سے ہمیشہ کدو کو پسند کرتا رہا ہوں۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت قبول کرنا مسنون ہے۔ اور جو پیالہ آپ کے پاس لایا گیا تھا وہ صرف آپ کے لئے تھا اگر اور کوئی اس میں شریک ہو تو مستحب یہ ہے کہ اپنے آگے سے کھائے۔ اس حدیث سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت معلوم ہوتی ہے کہ وہ ہر اس شئے سے محبت کرتے تھے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہوتی تھی۔ علماء احناف کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدو سے محبت کرتے تھے اگر کوئی یہ کہے کہ مجھ کو کدو سے محبت نہیں اس پر کفر کا خطرہ ہے۔ نیز سلائی پر اُجرت لینا جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — جولاہے کا ذکر

۱۹۶۵ — ترجمہ : ابوحازم نے کہا میں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک عورت چادر لے کر آئی۔ سہل نے کہا تم جانتے ہو کہ بردہ کیا ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ النَّجَّارِ

۱۹۶۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ اَتَی رِجَالٌ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَسْاَلُوْنَهٗ عَنِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی فُلَانَةَ امْرَاَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ اَنْ مُرِیْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِیْ اَعْوَادًا اَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ اِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ فَاَمَرَتْهٗ يَعْمَلُهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ثُمَّ جَاءَ بِهَا فَاَرْسَلَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا فَاَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ فَجَلَسَ عَلَيْهَا۔

تو لوگوں نے کہا ہاں یہ بڑی چادر ہے جس کے کنارے بنے ہوئے ہیں۔ اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اس کو اپنے ہاتھوں سے بُنا ہے۔ تاکہ آپ کو پہناؤں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لے لیا اس حال میں کہ آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور وہ چادر آپ کی تہ بند تھی لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آپ مجھے عنایت کردیں آپ نے فرمایا ہاں (لے لو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس شریف میں بیٹھے پھر واپس تشریف لے گئے اور چادر کو لپیٹ کر اس شخص کے پاس بھیج دیا لوگوں نے اس سے کہا تو نے اچھا نہیں کیا تو نے آپ سے چادر مانگی حالانکہ تو جانتا ہے کہ آپ سائل کو واپس نہیں کرتے تو اس مرد نے کہا میں نے آپ سے چادر اس لئے ہی مانگی ہے کہ جس دن میں مروں میرا کفن یہ چادر ہو سہل نے کہا وہ چادر اس کا کفن بنی۔

۱۹۶۵ — شرح: "بردہ" مربع چادر ہے اسے اعراب پہنتے ہیں۔ "شملہ" بڑی چادر ہے۔ حدیث میں مذکور ہے کہ جولاہے کا پیشہ حلال کسب ہے اور موت سے پہلے کفن تیار کر لینا جائز ہے۔ اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے سخی تھے کہ چادر کی ضرورت ہوتے ہوئے وہ سائل کو عنایت کردی۔ حدیث ۱۲۰۶ کی شرح دیکھیں۔

باب — ترکھان کا ذکر

۱۹۶۶ — ترجمہ: ابو حازم رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس اس حال میں آئے کہ ان میں سے منبر سے متعلق سوال کرتے تھے۔ اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں عورت کو پیغام بھیجا سہل نے اس کا نام ذکر کیا کہ اپنے

marfat.com
Marfat.com

۱۹۶۷ ـــ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَيْمَنَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَاِنَّ لِيْ غُلَامًا نَجَّارًا اِنْ شِئْتَ قَالَ اِنْ شِئْتِ قَالَ فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِيْ صُنِعَ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِيْ كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَاِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ

غلام ترکھان کو کہو کہ وہ میرے لئے لکڑیاں (منبر) بنادے میں ان پر بیٹھوں جبکہ لوگوں سے خطاب کروں اُس نے غلام کو حکم دیا کہ غابہ کے جھاؤ کا منبر بنادے۔ چنانچہ وہ منبر لے کر آیا تو اُس عورت نے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیا آپ نے حکم دیا اور وہ (ایک جگہ) رکھا گیا تو آپ اس پر بیٹھے۔

ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری

۱۹۶۷ ـــ عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے لئے کوئی شی تیار نہ کروں جس پر آپ بیٹھیں کیونکہ میرا ایک غلام ترکھان ہے آپ نے فرمایا اگر چاہتی ہو (تو بناؤ) اُس نے آپ کے لئے منبر بنایا جب جمعہ کا روز آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر تشریف فرما ہوئے جو بنایا گیا تھا اور کھجور کا ستون (ستون حنانہ) جس کے پاس آپ خطاب فرمایا کرتے تھے چیخنے لگا اور قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور اس کو اپنے گلے لگا لیا وہ تنہ اس چھوٹے بچے کی طرح رونے لگا جس کو چُپ کرایا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ خاموش ہوگیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کھجور کا تنہ اس لئے رویا کہ یہ ذکر سُنا کرتا تھا۔

۱۹۶۷-۶۶ ـــ شرح : اس ترکھان کے نام میں اختلاف ہے۔ عباس بن سہل نے اپنے باپ سے روایت کی کہ مدینہ منورہ میں ایک ہی ترکھان تھا جس کو میمون کہا جاتا ہے مگر عورت کا نام معلوم نہیں لیکن وہ انصاریہ ہے۔ ابن تین نے مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ دراصل ان کی بیوی کا غلام ہو اور ان کی طرف مجازاً منسوب ہو ان کی بیوی کا نام فکیہہ بنت عُبید بن دلیم ہے وہ ان کے چچا کی بیٹی ہے ہوسکتا ہے وہی عورت مراد ہو لیکن اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں ابن عیینہ سے روایت کی ہے کہ وہ منوبیاضہ کا غلام ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بعض علماء نے اس کا نام

marfat.com
Marfat.com

بَابُ شِرَى الْاِمَامِ الْحَوَائِجَ بِنَفْسِهٖ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَلًا مِنْ عُمَرَ وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ بِنَفْسِهٖ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ جَاءَ مُشْرِكٌ بِغَنَمٍ فَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَاةً وَاشْتَرَى مِنْ جَابِرٍ بَعِيْرًا۔

۱۹۶۸ — حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا بِنَسِيْئَةٍ وَرَهَنَهٗ دِرْعَهٗ۔

عائشہ ذکر کیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی مراد یہی عورت ہو جس کا اُنھوں نے نام ذکر کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منبر پر نماز پڑھنی جائز ہے اور نماز میں عمل یسیر جائز ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ستون کا رونا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے باعث تھا۔ علامہ عینی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ ستون کے پاس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے تو ستون رونے لگا اور مسجد میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے رونے کی آواز سُنی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُتر کر اس کے پاس تشریف لائے اور اس پر دستِ شفقت رکھا تو وہ خاموش ہوگیا یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اشیاء میں رُوح نہیں وہ بھی سوجھ بوجھ رکھتی ہیں مگر وہ کلام نہیں کرتیں جب تک ان کو اجازت حاصل نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اپنی ضرورت کی اشیاء خریدنا

ترجمۃ الباب : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق سے اونٹ خریدا اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک مشرک بکریاں لے کر آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خریدی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اُونٹ خریدا۔

۱۹۶۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اُدھار طعام خریدا اور اس کے پاس اپنی زرہ رہن رکھی

۱۹۶۸ — شرح : اس باب سے مقصد یہ ہے کہ خرید و فروخت کرنا انسانی مروت کے خلاف نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم امت کے لئے خرید و فروخت کی تاکہ یہ ان کے لئے مشروع ہو اور اس میں تواضع اور انکساری کا اظہار ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ شِرَى الدَّوَابِّ وَالْحَمِيْرِ وَاِذَا اشْتَرَى دَابَّةً اَوْ جَمَلاً وَهُوَ عَلَيْهِ هَلْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَبْضًا قَبْلَ اَنْ يَنْزِلَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيْهِ يَعْنِيْ جَمَلاً صَعْبًا۔

۱۹۶۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ فَاَبْطَاَ بِيْ جَمَلِيْ وَاَعْيَا فَاَتٰى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا شَاْنُكَ قُلْتُ اَبْطَاَ عَلَيَّ جَمَلِيْ وَاَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهٖ ثُمَّ قَالَ اِرْكَبْ فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُ اَكُفُّهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ اَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ اِنَّ لِيْ اَخَوَاتٍ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَتَزَوَّجَ امْرَاَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ اَمَا اِنَّكَ قَادِمٌ فَاِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ ثُمَّ قَالَ اَتَبِيْعُ جَمَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَاشْتَرٰى مِنِّيْ بِاُوْقِيَةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلِيْ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا اِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ اَلْاٰنَ قَدِمْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَدَعْ جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَاَمَرَ بِلَالًا اَنْ يَزِنَ لِيْ اُوْقِيَةً فَوَزَنَ لِيْ بِلَالٌ فَاَرْجَحَ لِيْ فِي الْمِيْزَانِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى وَلَّيْتُ فَقَالَ ادْعُوْا لِيْ جَابِرًا قُلْتُ اَلْاٰنَ يُرَدُّ عَلَيَّ الْجَمَلُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْهُ قَالَ خُذْ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُهُ۔

باب — چوپاؤں اور گدھوں کا خریدنا

ترجمۃ الباب : جب کوئی شخص جانور یا اونٹ خریدے اور وہ اس پر سوار ہو تو کیا اس کے اترنے سے پہلے خریدار کا قبضہ ہوگا؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق سے فرمایا یہ سرکش اونٹ میرے ہاتھ فروخت کر دو۔

marfat.com
Marfat.com

۱۹۶۹— ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میرا اونٹ سست پڑ گیا اور اور عاجز ہو گیا میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا تم جابر ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا تمہارا حال کیسا ہے۔ میں نے عرض کیا میرا اونٹ سست پڑ گیا ہے اور (چلنے سے) عاجز ہو گیا ہے۔ اس لئے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ آپ سواری سے اترے اور اسے اپنی چھڑی سے مارا پھر فرمایا سوار ہو جاؤ میں سوار ہو گیا میں نے اس کو تیز چلتے دیکھا تو اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھنے سے روکتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے جابر) تم نے شادی کر لی ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کنواری عورت سے شادی کی ہے یا ثیبہ سے میں نے عرض کیا ثیبہ سے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا کنواری عورت سے شادی کیوں نہیں کی؟ کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تیرے ساتھ کھیلتی میں نے عرض کیا میری ہمشیرگان ہیں میں نے چاہا ایسی عورت سے شادی کروں جو ان کو اکٹھا رکھے ان کی کنگھی کرے اور ان کا انتظام کرے آپ نے فرمایا تم گھر جانے والے ہو جب گھر پہنچو تو دانائی سے کام لو۔ پھر فرمایا کیا تم اپنا اونٹ فروخت کرو گے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! تو آپ نے مجھ سے چند اوقیہ میں اونٹ خرید لیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پہلے تشریف لے آئے اور میں صبح کو آیا ہم مسجد میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ کو مسجد کے دروازہ پر پایا آپ نے فرمایا اب آئے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا اپنے اونٹ کو چھوڑو اور مسجد میں داخل ہو اور دو رکعت نماز پڑھو۔ میں مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ مجھے اوقیہ چاندی تول دے تو بلال نے چاندی تول دی۔ اور وزن میں اضافہ کیا میں چلا حتی کہ آپ سے پھر اتو فرمایا میرے پاس جابر کو بلا لاؤ۔ میں نے خیال کیا اب آپ میرا اونٹ مجھے واپس کر دیں گے اور اس سے مجھے کوئی چیز زیادہ ناپسند نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا اونٹ لے لو اور اس کی قیمت بھی تمہارے لئے ہے۔

۱۹۶۹— شرح : امام بخاری نے ایک کتاب میں ذکر کیا کہ "کیس" کا معنی بچہ ہے اس کی دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کو بچہ کی ترغیب دلائی کیونکہ اس وقت جابر کا کوئی بچہ نہ تھا اور دانائی بروئے کار لانے کی رغبت دلائی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ نے حضرت جابر کو احتیاط کی ترغیب دلائی جبکہ وہ اپنی بیوی کے پاس جائیں کیونکہ ممکن ہے وہ حیض کی حالت میں ہو اور جابر زیادہ مدت باہر رہنے کے باعث جلدی سے اس حالت میں جماع کر لیں۔ کیس کا معنی کسی شئی کی سخت حفاظت کرنا ہے بعض علماء نے کہا یہاں کیس کا معنی جماع ہے یا عقل ہے۔ گویا کہ آپ نے طلب ولد کی عقل سے تعبیر کی۔ اوقیہ چالیس درہم کی ہوتی ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث کا مضمون باب کے عنوان کے مطابق نہیں کیونکہ حدیث میں اونٹ کا ذکر ہے جبکہ باب کے عنوان میں چوپاؤں اور گدھوں کی خرید کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اونٹ کی خریداری پر گدھوں وغیرہ کی خریداری کو قیاس کر لیا گیا ہے۔ یا "دواب" سے مراد وہ جانور ہیں جو زمین پر چلتے ہوں اور حمیر کا دواب پر عطف خاص کا عام پر عطف ہے اور اونٹ بھی زمین پر چلتا ہے لہٰذا حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مالک

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاَسْوَاقِ الَّتِیْ کَانَتْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَتَبَایَعَ بِهَا النَّاسُ فِی الْاِسْلَامِ

۱۹۷۰ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَتْ عُکَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُوالْمَجَازِ اَسْوَاقًا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَلَمَّا کَانَ الْاِسْلَامُ تَاَثَّمُوْا مِنَ التِّجَارَةِ فِیْهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ قَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ کَذٰلِکَ۔

سے بیع کا مطالبہ کرنا جائز ہے اور بزرگوں کو اپنے عقیدتمندوں کے حالات دریافت کرنا اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنا مستحب ہے اور سفر سے واپسی پر مسجد میں پہلے آنا چاہیئے اور اس میں نماز ادا کرنی چاہیئے اور حقوق کے ادا کرنے میں وکالت جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — وہ منڈیاں جہاں جاہلیت کے زمانہ میں خرید و فروخت ہوتی تھی تو وہاں لوگوں نے اسلام کے زمانہ میں خرید و فروخت کی۔

۱۹۷۰ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ عُکاظ۔ مَجنہ اور ذوالمجاز جاہلیت کے زمانہ کی منڈیاں تھیں جب اسلام کا زمانہ آیا تو لوگوں نے ان میں تجارت کو گناہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "حج کے زمانہ میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ ایسا ہی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا ہے۔

۱۹۷۰ — شرح: یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ قرأت ہے جبکہ انھوں نے آیت میں "فی مواسم الحج" پڑھا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ انھوں نے "اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ" کو آیت میں شامل نہیں کیا جبکہ یہ قرأت متواتر ہے اس کے عدمِ شمول کا امکان ہی نہیں۔ قولہ "تَاَثَّمُوْا" اس کا معنیٰ یہ ہے کہ انھوں نے گناہ سے بچنا چاہا جبکہ وہ ان دنوں میں تجارت گناہ سمجھتے تھے اور تجارت کے سبب گناہ حاصل ہونے سے انھوں نے احتراز کیا۔ حدیث ۱۶۵۶ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ شِرَى الْاِبِلِ الْهِيْمِ اَوِ الْاَجْرَبِ الْهَائِمُ الْمُخَالِفُ لِلْقَصْدِ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ

١٩٧١ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو كَانَ هٰهُنَا رَجُلٌ اسْمُهٗ نَوَّاسٌ وَكَانَتْ عِنْدَهٗ اِبِلٌ هِيْمٌ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ فَاشْتَرٰى تِلْكَ الْاِبِلَ مِنْ شَرِيْكٍ لَّهٗ فَجَآءَ اِلَيْهِ شَرِيْكُهٗ فَقَالَ بِعْنَا تِلْكَ الْاِبِلَ فَقَالَ مِمَّنْ بِعْتَهَا فَقَالَ مِنْ شَيْخٍ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ وَاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ فَجَآءَهٗ فَقَالَ اِنَّ شَرِيْكِيْ بَاعَكَ اِبِلًا هِيْمًا وَلَمْ يَعْرِفْكَ قَالَ فَاسْتَقْهَا فَلَمَّا ذَهَبَ يَسْتَاقُهَا دَعْهَا رَضِيْنَا بِقَضَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى سَمِعَ سُفْيٰنُ عَمْرًا۔

باب — پیاس والے اور خارشی اُونٹ کا خریدنا

ھائم - وہ ہے جو ہر شئی میں میانہ روی کا خلاف کرے (سرکش اونٹ)

١٩٧١ — ترجمہ : عمرو نے کہا یہاں ایک آدمی تھا جس کا نام نواس تھا اس کے پاس اونٹ تھے جن کی پیاس ختم نہ ہوتی تھی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گئے اور اس کے ایک شریک سے اونٹ خرید لائے پھر اس کے پاس اس کا شریک آیا اور کہنے لگا کہ ہم نے تو وہ اونٹ فروخت کر دیئے ہیں اُس نے کہا کس کے ہاتھ فروخت کئے ہیں۔ جواب دیا کہ فلاں بزرگ سے فروخت کئے ہیں جس کی شکل وصورت کچھ ایسی ایسی ہے تو اُس نے اپنے شریک سے کہا تیرے لئے خرابی ہو اللہ کی قسم! وہ تو عبداللہ بن عمر ہے (جس کے ہاتھ اونٹ فروخت کئے) وہ شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا میرے شریک نے آپ کے ہاتھ پیاس والے اونٹ فروخت کر دیئے ہیں اور اُس نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ عبداللہ بن عمر نے کہا ان کو ہانک کر لے جاؤ جب وہ ہانک کر لے جانے لگا تو عبداللہ بن عمر نے کہا ان کو چھوڑ دو ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے خوش ہیں کہ ایک شئی کا مرض دوسرے کو نہیں لگتا سفیان نے عمرو سے سماعت کی ہے۔

١٩٧١ — شرح : هِيْم - ہائم کی جمع ہے۔ ہائم وہ اُونٹ ہے جو میانہ روی کا خلاف کرے اور اجرب خارشی اونٹ ہے۔ اِبِل۔ اسم جنس ہے اس کی وصف جمع اور مفرد آسکتی ہے اسی لئے باب میں ھیم کو جمع اور اجرب کو مفرد ذکر کیا ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ "هِيْم" "اَهْيَم" کی جمع ہے اور "اَهْيَم" "هَيْمَاء" کی مؤنث ہے۔ اور هَيْمَاء وہ اونٹ ہے جس کو استسقاء کا مرض

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ السِّلَاحِ فِي الْفِتْنَةِ وَغَيْرِهَا وَكَرِهَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بَيْعَهُ فِي الْفِتْنَةِ

۱۹۷۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ ابْنِ كَثِيْرِ بْنِ اَفْلَحَ عَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ مَوْلَى اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَاَعْطَاهُ يَعْنِيْ الدِّرْعَ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهٖ مَخْرَفًا فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَاِنَّهٗ اَوَّلُ مَالٍ تَاَثَّلْتُهٗ فِي الْاِسْلَامِ۔

ہو یعنی اس کی پیاس ختم نہ ہوتی ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ اور ارشاد ہے کہ "عَدْوٰی اور طِیَرَہ" کوئی شئی نہیں لہٰذا میں آپ کے فیصلہ سے راضی ہونے کے باعث یہ اونٹ خرید کر لئے ہیں۔ اور ان سے مرض دوسرے اونٹوں کی طرف متجاوز نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — فتنہ و فساد کے زمانہ میں ہتھیار فروخت کرنا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فتنہ کے زمانہ میں ہتھیار کی فروخت کو مکروہ سمجھا۔

۱۹۷۲ — ترجمہ: ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین کے سال نکلے آپ نے ایک زرہ عطا فرمائی۔ تو میں نے اس کے عوض بنی سلمہ میں ایک باغ خرید کیا۔ وہ سب سے پہلا مال ہے جو میں نے اسلام میں حاصل کیا۔

۱۹۷۲ — شرح: یہ حدیث طویل حدیث کا حصہ ہے اس میں یہ ہے کہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو قتل کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مقتول کا سارا سامان دیا جس میں یہ زرہ تھی انھوں نے اس زرہ کو فروخت کر کے بنی سلمہ میں ایک باغ خریدا۔ کتاب المغازی حنین میں پوری حدیث مذکور ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب میں عنوان کی خبر ذکر نہیں کی کیونکہ انھوں نے باب میں مذکور اثر اور حدیث پر ہی اکتفاء کی ہے جیسا کہ بخاری کی عادت ہے کہ فتنہ فساد کے زمانہ میں ہتھیاروں کا بیچنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس طرح خریدار کی اعانت ہوتی ہے جبکہ خریدار کا حال مشتبہ ہو کہ وہ حق پر ہے یا باغی ہے اور اگر اس بات کا یقین ہو جائے کہ خریدار حق پر ہے تو اس کے پاس ہتھیار بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ فِي الْعَطَّارِ وَ بَيْعِ الْمِسْكِ

۱۹۷۳ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السُّوءِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِيرِ الْحَدَّادِ لَا يَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ تَشْتَرِيَهُ وَإِمَّا تَجِدَ رِيحَهُ وَكِيرُ الْحَدَّادِ يُحْرِقُ بَيْتَكَ أَوْ ثَوْبَكَ أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً۔

اور فتنہ و فساد کے زمانہ کے بغیر ہتھیار بیچنے میں کوئی حرج نہیں حُنَین وادی ہے جو مکہ مکرمہ سے تین میل دُور ہے۔ آٹھ ہجری میں حُنَین کی جنگ ہوئی جس میں مسلمانوں کو بہت مال غنیمت میں ملا۔ بنی سلمہ انصار کا ایک قبیلہ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب عطّار کے متعلق اور مشک کا فروخت کرنا

۱۹۷۳ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال مشک والے اور لوہار کی بھٹی کی سی ہے۔ کستوری والے سے کوئی شئی تجھ سے معدوم نہ ہوگی تو اس سے کستوری خریدے گا یا اس کی خوشبو پائے گا اور بھٹی والا تیرا بدن یا کپڑا جلائے گا یا تو اس سے بدبودار ہوا پائے گا۔

۱۹۷۳ — شرح : اس حدیث میں بُرے ساتھی کی مجلس سے ممانعت ہے کیونکہ بُرے لوگوں کا ماحول عموماً بُرا بنا دیتا ہے۔ اور نیک ساتھی کی مجلس اختیار کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ حدیث شریف میں ہے انسان اپنے دوست کے دین پر لبیک کرتا ہے اس کو دیکھ بھال کے بعد اچھا دیندار دوست اختیار کرنا چاہیئے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کستوری پاک ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پاکیزہ ترین فرمایا ہے آپ خوشبو بہت استعمال فرماتے تھے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوشبو کے استعمال پر اجماع ذکر کیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلب کا قول ذکر کیا کہ دراصل مشک حرام ہے کیونکہ یہ خون ہے۔ لیکن جب خون کی مکروہ حالت متغیر ہوگئی اور وہ جم کر مکنے لگا تو حلال اور پاکیزہ ہوگئی اور اس کا حکم بدل گیا جیسے شراب حرام ہے مگر جب اس کی مکروہ حالت متغیر ہو جائے اور وہ سرکہ بن جائے تو حلال اور پاکیزہ ہو جاتی ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ الْحَجَّامِ

۱۹۷۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَجَمَ اَبُوْطَيْبَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَلَهٗ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّاَمَرَ اَهْلَهٗ اَنْ يُّخَفِّفُوْا مِنْ خَرَاجِهٖ ۔

۱۹۷۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِحْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعْطَى الَّذِيْ حَجَمَهٗ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُعْطِهٖ ۔

اور یہ کہنا کہ یہ زندہ حیوان سے جُدا کی جاتی ہے جیسے نافجہ کہتے ہیں اور یہ مردار ہے پلید ہے صحیح نہیں کیونکہ زندہ حیوان سے اس کا جُدا ہونا ایسا ہے جیسے بچہ اور انڈا حیوان سے باہر آتا ہے اسی طرح دودھ زندہ حیوان سے نکالا جاتا ہے اور یہ پاک ہیں لہٰذا حیوان سے جُدا کردہ شئی پر اس کو قیاس کرنا صحیح نہیں کیونکہ جو شئی حیوان سے جُدا ہو اور اس سے خون بہے وہ پلید ہوتی ہے اور نافجہ کا یہ حال نہیں کیونکہ یہ رگڑنے سے گر پڑتی ہے جیسے بال رگڑنے سے گر پڑتے ہیں لہٰذا یہ بھی بالوں کی طرح پاک ہے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب — پچھنے لگانے والے کا بیان

۱۹۷۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ابوطیبہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنے لگائے تو آپ نے اس کو کھجور کا ایک صاع (۴۱/۲ سیر) دینے کا حکم دیا ۔ اور اس کے مالک کو حکم دیا کہ اس کے خراج میں کمی کر دے ۔

۱۹۷۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور جس نے آپ کو پچھنے لگائے اس کو اجرت دی اگر پچھنے لگوانے حرام ہوتے تو آپ اس کو اُجرت نہ دیتے !

۱۹۷۴ — ۱۹۷۵ — شرح : ابوطیبہ کا نام نافع ہے وہ محیصہ بن مسعود انصاری کا غلام تھا ۔ حدیث میں خراج سے مراد یومیہ ٹیکس ہے جو مالک اپنے غلام پر مقرر کرتا ہے ۔ ابوطیبہ سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تمہارا خراج کتنا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التِّجَارَةِ فِيمَا يُكْرَهُ لُبْسُهُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

۱۹۷۶ — حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ حَفْصٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عُمَرَ بِحُلَّةِ حَرِيْرٍ اَوْ سِيَرَاءَ فَرَاٰهَا عَلَيْهِ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اُرْسِلْ بِهَا اِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا اِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ اِنَّمَا بَعَثْتُ لِتَسْتَمْتِعَ بِهَا يَعْنِيْ تَبِيْعُهَا۔

ہے اُس نے کہا تین صاع ہے۔ آپ نے اس سے ایک صاع کم کرنے کا حکم فرمایا اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسبِ حجام سے منع فرمایا ہے چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد سے روایت کی کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھنے لگانے کی اُجرت کے متعلق عرض کیا تو آپ نے اس کو منع کر دیا اُس نے پھر پوچھا تو آپ نے منع فرما دیا اُس نے پھر دریافت کیا تو آپ نے اس کو پچھنے لگانے کی اُجرت کھانے سے منع فرما دیا حتیٰ کہ آپ نے فرمایا یہ اُجرت اپنے اُونٹ کو کھلا دو یا اپنے غلام کو کھلا دو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسبِ حجام حرام ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ یہ اپنے غلام یا اونٹ کو کھلا دو اس کی اباحت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ جو مال حرام ہو وہ غلام اور اُونٹ کو کھلانا جائز نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے غلاموں کو وہ کھلاؤ جو خود کھاتے ہو جب مخیصہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ کسبِ حجام غلام یا اونٹ کو کھلا دے تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ اُجرت حلال ہے اور جس حدیث میں اس کی ممانعت ہے وہ منسوخ ہے اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطیبہ کو پچھنے لگوانے کی اُجرت دی۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے بعض علماء اس کو نہی تنزیہہ پر محمول کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — ان اشیاء کی تجارت کرنا جن کا پہننا مردوں اور عورتوں کے لئے حرام ہے!

۱۹۷۶ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ریشمی جوڑا بھیجا آپ نے وہ ان پر دیکھا تو فرمایا میں نے یہ تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ اس کو پہنو اس کو وہی شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ میں نے تو صرف اس لئے بھیجا تھا کہ اس سے فائدہ اُٹھاؤ اور فروخت کر دو۔ حُلّہ یمنی

marfat.com
Marfat.com

۱۹۷۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهِ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُعَذَّبُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ هٰذِهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۔

کی دو چادریں ہیں۔ باب میں مذکور "لبس" سے مراد استعمال ہے۔ جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننے کے باب میں اس کی شرح دیکھیں)

۱۹۷۷ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا جس پر تصویریں تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازہ پر کھڑے رہے اور گھر میں داخل نہ ہوئے میں نے آپ کے چہرہ انور پر کراہت کا اثر دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور توبہ کرتی ہوں۔ میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے یہ آپ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور تکیہ لگائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔ اور ان سے کہا جائے گا جس کو تم نے بنایا ان کو زندہ کرو اور فرمایا جس گھر میں یہ تصویریں ہوں۔ اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۱۹۷۷ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تجارت خاص ہے اور اشتراء (خریدنا) عام ہے حدیث میں اشتراء کا ذکر ہے۔ تجارت کا ذکر نہیں حالانکہ باب کا عنوان تجارت ہے۔ لہٰذا حدیث عنوان کے مطابق نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جزء کی حرمت کل کی حرمت کو مستلزم ہے اور کل کو ذکر کرکے جزء مراد لیا ہے۔ بظاہر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن کپڑوں میں حرام تصاویر ہوں ان کی خرید و فروخت جائز نہیں لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ بے قدر صورتوں والے کپڑوں کی بیع جائز ہے۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کے خریدکردہ تکیہ کی بیع فسخ نہیں فرمائی تھی لہٰذا ایسے کپڑوں کی بیع مکروہ ہے حرام نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صَاحِبِ السِّلْعَةِ اَحَقُّ بِالسَّوْمِ

۱۹۷۹ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ بِحَائِطِكُمْ وَفِيْهِ خَرِبٌ وَنَخْلٌ۔

جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک جو صورت حیوان کی صورت کے مشابہ نہ ہو جیسے درخت پہاڑ اور پتھر وغیرہ کی تصاویر جائز ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تصریح مذکور ہے کہ اگر تو نے ضرور مصوری کا پیشہ رکھنا ہے تو درخت اور غیر ذی روح کی تصاویر بنا لیا کرو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں کیسے اندر آؤں حالانکہ آپ کے گھر کے پردے پر گھوڑوں اور مردوں کی تصویریں ہیں آپ ان کے سر قطع کر کے بنا لیں کیونکہ ہم فرشتے ہیں ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سر بریدہ تصویریں مباح ہیں کیونکہ اس وقت ذی روح زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ لہٰذا جن میں روح نہ ہو ان کی تصویریں لینا جائز ہے۔ اور یہ کہنا فضول ہے کہ سینہ سے اوپر آدھی تصویر جائز ہے کیونکہ نچلا حصہ علیحدہ ہونے سے انسانی زندگی محال ہے۔ کیونکہ تصویر سے مقصود ہی چہرہ کی تصویر ہے اور یہ سارے جسم کا ترجمان ہے اگر انسان کی پشت کی جانب سے تصویر لی جائے تو اس کے جواز میں کسی کو اختلاف نہیں اور اگر سارے جسم کی تصویر نہ لی جائے اور صرف چہرہ کی تصویر لی جائے تو یہ حرام ہے۔ بعض علماء تصویر کو آئینہ میں عکس پر قیاس کرتے ہیں اور تصویر کے لئے جواز تلاش کرتے ہیں مگر یہ بھی فضول ہے کیونکہ آئینہ میں عکس مستقر نہیں ہوتا اور تصویر مستقر ہوتی ہے اور دونوں کا حکم علیحدہ علیحدہ ہے کیونکہ جب گناہ کا خیال آئے اور فوراً چلا جائے تو گناہ نہ ہوگا مگر جب وہ ذہن میں مستقر ہو جائے تو گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہوا جس معاف ہیں مگر اگر ان پر اصرار و استقرار ہو تو معاف نہیں۔ الحاصل ہر شئی ذی روح کی تصویر کھینچنی حرام ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مصورین پر لعنت فرمائی اور مصوِّر اور مصوَّر لہ دونوں کا حکم واحد ہے کیونکہ مصوَّر لہ مصور کی ساخت کا سبب ہے۔ الحاصل شوقیہ طور پر کتا رکھنا اور تصویر لٹکانا رحمت کے فرشتے کو گھر میں آنے سے روکتا ہے۔ اسی طرح ٹی وی میں تصویر دینا بھی حرام ہے کیونکہ وہ بھی ٹیپ پر مستقر ہوتی ہے اس کو آئینہ کی تصویر پر قیاس کرنا جائز نہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مال کا مالک قیمت بتانے کا زیادہ حقدار ہے

۱۹۷۸ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی نجار تم اپنے باغ کی قیمت مجھے بتاؤ اور اس میں گڑھے تھے اور کچھ حصہ میں کھجوریں تھیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَمْ يَجُوْزُ الْخِيَارُ

۱۹۷۹ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ اَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ فِيْ بَيْعِهِمَا مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ يَكُوْنُ الْبَيْعُ خِيَارًا قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اشْتَرٰى شَيْئًا يُعْجِبُهٗ فَارَقَ صَاحِبَهٗ ۔

۱۹۸۰ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا وَزَادَ اَحْمَدُ ثَنَا بَهْزٌ قَالَ قَالَ هَمَّامٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِي التَّيَّاحِ فَقَالَ كُنْتُ مَعَ اَبِي الْخَلِيْلِ لَمَّا حَدَّثَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ هٰذَا الْحَدِيْثَ

۱۹۷۸ — شرح : یہ وہ باغ ہے۔ جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف ہے۔ (کیا جاہلیت کے مشرکوں کی قبروں کو کھود جانے کے باب میں اس کی شرح دیکھیں)

باب — کب تک بیع کے فسخ کرنے کا اختیار ہے

۱۹۷۹ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری کو اس وقت تک بیع میں اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں یا بیع میں خیار شرط ہو نافع نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی شئی خریدتے جو ان کو پسند ہوتی تو اپنے ساتھی (بائع) سے جدا ہو جاتے۔

۱۹۸۰ — ترجمہ : حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بائع مشتری کو بیع میں اختیار ہے۔ جب تک وہ جدا نہ ہوں۔ احمد نے اضافہ کیا کہ ہم کو بہز نے خبر دی کہ ہمام نے کہا میں نے ابوالتیاح سے اس کا ذکر کیا تو اس نے کہا میں ابوالخلیل کے ساتھ تھا جبکہ عبداللہ بن حارث نے اس حدیث کو بیان کیا۔

۱۹۸۰ — شرح : خیار کا معنی دو امور میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہے اور وہ یہ کہ بیع کو نافذ کرے یا فسخ کر دے۔ اس کی تین قسمیں ہیں خیارِ مجلس، خیارِ شرط اور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا لَمْ يُوَقِّتِ الْخِيَارَ هَلْ يَجُوْزُ الْبَيْعُ

۱۹۸۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ يَقُوْلُ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اخْتَرْ وَرُبَّمَا قَالَ اَوْ يَكُوْنُ بَيْعَ خِيَارٍ۔

خیار عیب ۔ باب کے عنوان میں مدتِ خیار کی طرف اشارہ ہے مگر حدیث میں اس کا ذکر نہیں امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ خیار کی مدت تین دن ہے گویا کہ یہ حدیث اس حدیث کا حصہ ہے جس کو اصحابِ سنن نے ذکر کیا ہے ۔ علماء احناف اور شوافع نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ خیار کی مدت تین دن ہے ۔ قولہ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا ۔ یعنی بائع اور مشتری جب تک جُدا نہ ہوں ان کو بیع کے انفاذ اور فسخ میں میں اختیار ہے ۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس تفرق سے ابدان کا تفرق مراد لیتے ہیں یعنی جب بائع مشتری مجلس سے ادھر ادھر چلے جائیں تو بیع نافذ ہو جاتی ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے اس سے تفرق بالاقوال مراد لیا ہے یعنی بائع کہدے میں نے بیچا اور مشتری کہہ دے میں نے خریدا تو ایجاب و قبول ہو جانے سے بیع مستحکم ہوگئی اس کے بعد کسی کو بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں اور اگر ایجاب بیع کے بعد بائع مشتری کو اختیار دے اور وہ بیع کو مستحکم کر دے تو اس کے بعد بھی کسی کو بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں اور اگرچہ مجلس سے اِدھر اُدھر نہ ہوں اگرچہ وہ اسی مجلس میں موجود رہیں ۔ علماء احناف کہتے ہیں خرید و فروخت کرنے والے جب ایجاب و قبول کر لیں تو بیع مستحکم ہو جاتی ہے اگرچہ وہ مجلس سے جُدا نہ ہوں اور وہ تفرق سے مراد تفرق بالاقوال لیتے ہیں جیسے قرآنِ کریم میں ہے ۔ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ، کیونکہ آیت کریمہ میں تفرق سے مراد بیوی خاوند کا جُدا ہونا ہے جبکہ شوہر طلاق دے کر بیوی کو جُدا کر دے ۔ معلوم ہوا کہ جس طرح نکاح میں تفرق طلاق سے ہوتا ہے اسی طرح بیع میں تفرق ایجاب و قبول سے ہوتا ہے یعنی جب بائع ایجاب کرے تو مشتری کو اختیار ہے قبول کرے اور بیع کو نافذ کر دے یا قبول نہ کرے اور ایجاب کو مسترد کر دے اور اگر بائع نے کہا میں نے بیچا اور مشتری کے قبول کرنے سے پہلے رجوع کرے تو صحیح ہے اور جب مشتری کہے میں نے خریدا اور بائع کے قبول کرنے سے پہلے رجوع کرلے

تو اس کا رجوع صحیح ہے اور بیع نہ ہوگی اور اگر ایک نے ایجاب کیا دوسرے نے قبول کر لیا تو بیع مستحکم ہوگئی یہ تفرق بالاقوال ہے ۔ امام ابوحنیفہ اور اعاظم فقہاء کا یہی مذہب ہے ۔ نیز "متبایعان" کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد خیارِ قبول ہے ۔ کیونکہ ایجاب و قبول کرتے وقت وہ حقیقۃً "متبایعان" ہوتے ہیں بیع ہو جانے کے بعد ان کو بائع مشتری مجازاً کہا جاتا ہے ۔ لہٰذا حدیث میں تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہے ۔ حدیث ۱۹۵۱ کی شرح دیکھیں ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا وَبِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَشُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَ طَاوُسٌ وَعَطَاءٌ وَابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ :

۱۹۸۲ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ اَنَا حَبَّانُ هُوَ ابْنُ هِلَالٍ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قَتَادَةُ اَخْبَرَنِيْ عَنْ صَالِحٍ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ سَمِعْتُ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا ۔

باب — اگر خیار کو معیّن نہ کرے تو کیا بیع جائز ہے

۱۹۸۱ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بائع مشتری کو اختیار ہے جب تک وہ جُدا نہ ہوں یا ایک دوسرے سے کہہ دے تجھے اختیار ہے۔ کبھی یہ کہا یا بیع خیار کی ہو ۔

۱۹۸۱ — شرح : یعنی جب بیع میں خیار کا وقت معین نہ کرے تو بیع لازم ہو جاتی ہے اور اس کو فسخ نہیں کر سکتے بشرطیکہ اس میں کوئی عیب ظاہر نہ ہو جائے جس کو بیان نہ کیا گیا ہو !

باب — بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک وہ جُدا نہ ہوئے ہوں،،

حضرت عبداللہ بن عمر، شریح، شعبی، طاؤس، عطا اور ابن ابی ملیکہ نے یہی کہا ہے ۔

۱۹۸۲ — ترجمہ : حکیم بن حزام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا بیچنے والے اور خریدنے والے کو اختیار ہے جب تک وہ جُدا نہ ہوئے ہوں اور اگر وہ سچ کہیں اور صاف صاف بیان کریں تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر جھوٹ بولیں اور عیب چھپائیں تو ان کی بیع میں سے برکت جاتی رہے گی ۔

marfat.com
Marfat.com

۱۹۸۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ ۔

۱۹۸۳ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہو جائیں مگر جبکہ بیع خیار کی ہو ۔

شرح : مشتری پر بائع کا اطلاق تغلیب کے لئے ہے ۔ جیسے ماں باپ پر ابوین اور شمس و قمر پر قمرین کا اطلاق ہوتا ہے ۔ یا بیع کا لفظ

۱۹۸۲، ۱۹۸۳ — مشترک ہے اور دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے ۔ اگر ان دونوں میں سے ایک دوسرے کو کہہ دے تجھے اختیار ہے اور دوسرا کہہ دے میں نے اختیار کر لی تو دونوں کا اختیار ختم ہو جاتا ہے اور اگر وہ چپ رہے تو اس کا خیار ختم نہیں ہوتا اور "اِخْتَرْ" کہنے والے کا اختیار ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے اِخْتَرْ کہہ کر بیع کو لازم کر لیا ہے ۔ ہاں اگر بیع میں خیار کی شرط ہو تو خیار باقی رہتا ہے اگرچہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور خیار باطل نہیں ہوتا ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیع میں "تَفَرُّقٌ بِالْاَبْدَانِ" کے قائل تھے اسی لئے جب وہ بیع کرتے اور کوئی چیز خریدتے جو ان کو بہت پسند ہوتی تو بائع سے جدا ہو جایا کرتے تھے تاکہ بیع مستحکم ہو جائے ۔ امام ترمذی نے یحییٰ بن فضیل سے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی شئی خریدتے اور وہ بیٹھے ہوتے تو کھڑے ہو جاتے تاکہ مجلس بدل جائے اور بیع مستحکم ہو جائے !

قاضی شریح کا مذہب بھی یہی ہے وہ شریح بن حارث ہیں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہ ہوئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو بدستور قضاء کے عہدہ پر قائم رکھا انھوں نے ساٹھ سال قضاء کی اور اٹھتر ہجری میں فوت ہوئے ان کی عمر ایک سو بیس برس تھی ۔ شعبی ، طاؤس ، عطاء اور ابن ابی ملیکہ بھی تفرق بالابدان کے قائل ہیں ۔ قولہ مالم یتفرقا الا بیع الخیار ۔ اس میں تین اقوال ہیں ان میں صحیح تر قول یہ ہے کہ یہ استثناء اصل حکم سے ہے ۔ یعنی بائع مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار ہے مگر جس بیع میں عقد مکمل کرنے کا اختیار ہو کیونکہ اس سے عقد بیع لازم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ اس کے بعد مجلس سے جدا نہ ہوں ۔ دوسرا قول یہ ہے کہ استثناء غائت کے مفہوم سے ہے یعنی دونوں کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں ۔ مگر وہ بیع جس میں خیار شرط کیا گیا ہو ۔ یہ خیار مدت ختم ہونے تک باقی رہتا ہے اگرچہ وہ جدا ہو جائیں ۔ تیسرے قول کے مطابق اس کا معنی یہ ہے کہ وہ بیع جس میں یہ شرط کیا گیا ہو کہ مجلس میں کسی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا خَيَّرَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بَعْدَ الْبَيْعِ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ

۱۹۸۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيْعًا اَوْ يُخَيِّرُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَاِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ اَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ

کو اختیار نہیں ہے تو اس صورت میں نفسِ عقد سے بیع مستحکم ہوجاتی ہے اور دونوں میں سے کسی کو بھی خیار کا حق نہیں رہتا۔

باب — جب بائع اور مشتری میں ایک دوسرے کو اختیار دیدے تو بیع واجب ہو جاتی ہے

۱۹۸۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مرد خرید و فروخت کریں تو ان میں سے ہر ایک کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں اور ایک جگہ رہیں مگر یہ کہ ایک دوسرے کو اختیار دے اور اس شرط پر انھوں نے بیع کا معاملہ کیا تو بیع واجب ہوگئی اور اگر وہ بیع کرنے کے بعد جدا ہوگئے اور ان میں سے کسی نے بیع کو فسخ نہ کیا تو بیع واجب ہوگئی۔

۱۹۸۴ — شرح : قولہ "اَوْ يُخَيِّرُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ" میں اَوْ حرف عطف نہیں بلکہ اَوْ اِلَّا کے معنی میں ہے اور اس کے بعد حرف اَنْ مقدر ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ دونوں بائع مشتری ایک جگہ رہیں مگر یہ کہ ایک دوسرے کو اختیار دے اور کہے بیع کے استحکام کا تجھے اختیار ہے جب اُس نے بیع کو اختیار کر لیا تو بیع لازم ہوگئی اور اگر وہ چپ رہا تو اس کا اختیار منقطع نہ ہوگا اور اختیار دینے والے کا اختیار ختم ہوجائے گا۔ اس تقریر سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ بائع اور مشتری دونوں میں سے کسی ایک نے دوسرے کو اختیار دیا تو اس کو اختیار ہے وہ خیار کو قبول کرے یا نہ کرے لیکن جب دونوں نے ایجاب و قبول کر لیا تو عقدِ بیع لازم ہوگیا اس کے بعد خیار ختم ہوگیا لیکن خیارِ شرط اور خیارِ عیب باقی رہتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امام نسائی نے سمرہ سے روایت ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بائع مشتری کو اختیار ہے جب تک وہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا كَانَ الْبَائِعُ بِالْخِيَارِ هَلْ يَجُوْزُ الْبَيْعُ۔

۱۹۸۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ۔ ۱۹۸۶ — اِسْحَاقُ ثَنَا حَبَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا

دونوں جُدا نہ ہوں۔ اور ان میں سے ہر ایک جو چاہے اختیار کرلے،، اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ بائع مشتری کا خیار ان میں بیع کے انعقاد سے پہلے ہے۔ اور ان دونوں میں عقد اُن کی مرضی کے مطابق ہوگا اور اس کے سوا جس میں ان کی رضاء نہ ہو عقد بیع نہ ہوگا کیونکہ خریدار کے لئے جائز نہیں کہ جس قدر مبیعہ سے اُسے غنی ہو وہ لے لے اور باقی چھوڑ دے بلکہ وہ مبیعہ سارا لے یا سارا ترک کرے۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ تفرق سے مراد بالاقوال ہے تفرق بالابدان مراد نہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب بائع کے لئے اختیار ہو تو کیا بیع جائز ہے — ؟ ،،

۱۹۸۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بائع اور مشتری کے درمیان بیع نہیں ہوتی حتی کہ وہ جُدا ہو جائیں مگر وہ بیع جس میں خیار ہو۔

۱۹۸۵ — شرح : یعنی جب بائع یا مشتری دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار ہو تو ان میں بیع لازم نہیں ہوتی جب تک وہ مجلس میں موجود رہیں اور اگر بیع میں شرطِ خیار ہو تو بیع لازم ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۹۸۶ — ترجمہ : حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک وہ جُدا نہ ہوں ہمام نے کہا میں نے اپنی کتاب میں اسی طرح پایا کہ تین بار اختیار کرے اگر وہ دونوں بیع بولیں اور صاف صاف بیان کریں

marfat.com

Marfat.com

قَتَادَةُ عَنْ اَبِی الْخَلِیْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَکِیْمِ ابْنِ حِزَامٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ حَتّٰی یَتَفَرَّقَا قَالَ ھَمَّامٌ وَجَدْتُ فِیْ کِتَابِیْ مُخْتَارٌ ثَلٰثَ مِرَارٍ فَاِنْ صَدَقَا وَبَیَّنَا بُوْرِکَ لَھُمَا فِیْ بَیْعِھِمَا وَاِنْ کَذَبَا وَکَتَمَا فَعَسٰی اَنْ یَّرْبَحَا رِبْحًا وَیَمْحَقَا بَرَکَۃَ بَیْعِھِمَا قَالَ وَحَدَّثَنَا ھَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالتَّیَّاحِ اَنَّہٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الْحَارِثِ یُحَدِّثُ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور وہ جھوٹ بولیں اور عیب وغیرہ چھپائیں تو عنقریب ان کو نفع تو ہوگا لیکن ان کی بیع میں برکت نہ ہوگی۔ حبان نے کہا ہم کو ہمام نے خبر دی انھوں نے کہا ہم سے ابوالتیاح نے بیان کیا کہ انھوں نے عبداللہ بن حارث کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا انھوں نے حکیم بن حزام سے اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۱۹۸۶ — مشرح : یعنی اگر کسی نے کوئی شئے خریدی اور جدا ہونے سے پہلے فوراً کسی کو ہبہ کر دی جبکہ بائع نے مشتری پر انکار نہ کیا اور اس کے فعل پر رضامندی کا اظہار کیا یا غلام خریدا اور جدا ہونے سے پہلے اس کو آزاد کر دیا تو بیع جائز ہے اور اگر بائع نے انکار کیا اور راضی نہ ہوا تو حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک بیع جائز ہے کیونکہ بیع ایجاب وقبول سے پوری ہوگئی اور شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ ان کے مذہب میں عقد بیع کے پورا ہونے کے لئے تفرق بالابدان شرط ہے اور مذکور حدیث احناف کی تائید کرتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مصنف نے اِذَا کا جواب ذکر نہیں کیا کیونکہ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ مالکیہ اور حنفیہ کہتے ہیں تمام اشیاء میں تخلیہ سے قبضہ ہو جاتا ہے (لہٰذا بیع پوری ہوگئی) اور شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ زمین اور مکان میں تخلیہ کافی ہے۔ ان کے علاوہ منقولات میں تخلیہ کافی نہیں (لہٰذا ان کی بیع پوری نہ ہوگی) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث حنفیہ اور مالکیہ کے مذہب کی تائید کرتی ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق سے اونٹ خرید کر ان کے صاحبزادے عبداللہ کو ہبہ کر دیا تھا۔ معلوم ہوا کہ عقد بیع کے استحکام کے لئے تفرق بالاقوال کافی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ خرید کر جدا ہونے سے پہلے اونٹ ہبہ کر دیا تھا اگر اونٹ آپ کی ملکیت میں نہ آتا تو ہبہ نہ کرتے اور تفرق بالابدان کے بعد ہبہ کرتے۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حد توقیر وتعظیم کرتے تھے اور آپ کے آگے نہ چلتے تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قیمت ادا کرنے سے پہلے مشتری مبیعہ میں تصرف کر سکتا ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی ثمن ادا کرنے سے پہلے اس کو ہبہ کر دیا تھا اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سامان والے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ عقد کے وقت سامان پیش کرے بلکہ مطلقاً اس کی بیع جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سعر نا عثمان غنی کے ہاتھ بیع کرنا بھی تفرق بالاقول کی تائید

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا فَوَهَبَ مِنْ سَاعَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا وَلَمْ يُنْكِرِ الْبَائِعُ عَلَى الْمُشْتَرِي أَوِ اشْتَرَى عَبْدًا فَأَعْتَقَهُ وَقَالَ طَاوُسٌ فِيمَنْ يَشْتَرِي السِّلْعَةَ عَلَى الرِّضَا ثُمَّ بَاعَهَا وَجَبَتْ لَهُ وَالرِّبْحُ لَهُ وَقَالَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فَكَانَ يَغْلِبُنِي فَيَتَقَدَّمُ أَمَامَ الْقَوْمِ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيَزْجُرُهُ عُمَرُ وَيَرُدُّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِيهِ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيهِ فَبَاعَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ تَصْنَعُ بِهِ مَا شِئْتَ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بِعْتُ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَالًا بِالْوَادِي بِمَالٍ لَهُ بِخَيْبَرَ فَلَمَّا تَبَايَعْنَا رَجَعْتُ عَلَى عَقِبِي حَتَّى خَرَجْتُ مِنْ بَيْتِهِ خَشْيَةَ أَنْ يُرَادَّنِي الْبَيْعَ وَكَانَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ حَتَّى يَتَفَرَّقَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَمَّا وَجَبَ بَيْعِي وَبَيْعُهُ رَأَيْتُ أَنِّي قَدْ غَبَنْتُهُ بِأَنِّي سُقْتُهُ إِلَى أَرْضِ ثَمُودَ بِثَلَاثِ لَيَالٍ وَسَاقَنِي إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثِ لَيَالٍ۔

کرتا ہے کیونکہ اُنھوں نے کہا طریقہ یہ تھا اور لوگ اس طرح بطور استحباب کرتے تھے کیونکہ وہ متبرک زمانہ تھا اور اب جو تفرق بالابدان ذکر کیا گیا ہے متروک ہے۔ اگر تفرق بالابدان واجب ہوتا تو وہ یہ نہ کہتے کہ طریقہ یہ تھا اس لئے وہ پیچھے کی طرف چلے کیونکہ اُنھوں نے یہ مستحب سمجھا تھا اور کسی حد تک یہ درست بھی ہے کیونکہ اُنھوں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ نے جُدا ہونے سے پہلے اُونٹ ہبہ کر دیا تھا۔ الحاصل تفرق بالابدان عبداللہ بن عمر کی رائے تھی یہ نہیں کہ تفرق بالابدان کے بغیر عقد بیع ہی پورا نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی بیع زمین سے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

باب ـــ جب کوئی شئ خریدے اور جُدا ہونے سے پہلے اسی وقت ہبہ کر دے اور بائع مشتری کا انکار نہ کرے یا کوئی غلام خریدے اور اس کو آزاد کر دے

طاؤس نے کہا جس نے رضامندی سے سامان خریدا پھر اس کو بیچ دیا تو بیع واجب ہوگئی اور نفع اس کے لئے ہے حمیدی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا اُنھوں نے کہا ہم کو عمرو نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور میں عمر فاروق کے تندخو اونٹ پر سوار تھا وہ مجھ پر غالب ہو جاتا تھا اور لوگوں کے آگے بڑھ جاتا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو ڈانٹتے اور واپس کرتے تھے وہ پھر آگے بڑھ جاتا تھا پھر عمر فاروق اس کو ڈانٹتے اور واپس کرتے تھے وہ پھر آگے بڑھ جاتا تھا پھر عمر فاروق اس کو ڈانٹتے اور واپس کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق سے فرمایا یہ میرے ہاتھ بیچ دو۔ اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ یہ آپ کا ہے فرمایا میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ تو اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ فروخت کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن عمر! یہ تمہارا ہے اس کے ساتھ جو چاہو کرو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اور لیث نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے ابن شہاب سے اُنھوں نے سالم بن عبداللہ سے اُنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ اُنھوں نے کہا میں نے امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ وادی میں مال اس مال کے عوض بیچا جو خیبر میں تھا جب ہم بیع کر چکے تو میں اُلٹے قدم واپس چلا حتیٰ کہ ان کے مکان سے باہر نکل گیا اس ڈر سے کہ وہ بیع واپس نہ کر دیں۔ اور طریقہ یہ تھا کہ بائع اور مشتری دونوں کو اختیار رہتا حتیٰ کہ وہ جُدا ہو جائے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب میری اور ان کی بیع پُوری ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ میں نے ان سے غبن کیا ہے اس لئے کہ میں نے اُن کو ثمود کی زمین کی طرف تین راتوں کا سفر دُور دکھیل دیا ہے اور اُنھوں نے مجھے مدینہ منورہ کی طرف تین دن کی مسافت بھیج دیا ہے۔

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ

۱۹۸۷ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ ۔ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْاَسْوَاقِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

باب — بیع میں دھوکہ دینا مکروہ ہے

۱۹۸۷ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اُسے خرید و فروخت میں دھوکہ دیا جاتا ہے تو آپ نے فرمایا جب تو بیع کرے تو یہ کہہ دیا کرو مجھے دھوکہ نہ ہو۔

۱۹۸۷ — شرح : خلابہ کا معنیٰ دھوکا ہے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا جب کوئی شئی خرید و تو بائع کے ساتھ یہ شرط کر لیا کرو کہ اس میں دھوکہ نہ ہو۔ یہ شخص حبان بن منقذ صحابی انصاری قبیلہ مازن میں سے تھے غزوۂ اُحد اور اس کے بعد دوسرے غزوات میں لڑتے رہے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک سو تیس برس کی عمر میں فوت ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک جنگ میں ان کا سر پتھر لگنے سے زخمی ہو گیا جس کی وجہ سے ان کی عقل اور زبان متاثر ہو گئیں لیکن اس کے باوجود وہ اشیاء میں امتیاز کر لیتے تھے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حبان کا یہ قول "لَا خِلَابَةَ" بمنزلہ شرط قرار دیا تاکہ جب بیع کرنے کے بعد ان کو یہ علم ہو جائے کہ ان کے ساتھ دھوکا ہوا ہے تو وہ بیع کو فسخ کر دیا کریں۔ احناف اور شوافع کا مذہب یہ ہے کہ غبن لازم نہیں لہٰذا مغبون شخص کو اختیار نہیں اگرچہ غبن تھوڑا ہو یا زیادہ امام مالک رضی اللہ عنہ سے صحیح تر روایت بھی یہی ہے اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ حبان بن منقذ کا واقعہ خاص ہے اور اس میں انہی کی خصوصیت ہے۔ دوسروں کے لئے یہ حکم نہیں لہٰذا اس کو عموم پر محمول نہیں کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — بازاروں کے متعلق روایات

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو میں نے کہا کیا یہاں کوئی بازار ہے جس میں

marfat.com

Marfat.com

ابْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَقُلْتُ هَلْ مِنْ سُوْقٍ فِيْهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوْقُ قَيْنُقَاعَ وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ وَقَالَ عُمَرُ اَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ

۱۹۸۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَاِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ۔

تجارت ہوتی ہو تو لوگوں نے کہا قینقاع بازار ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا بازار کا راہ بتاؤ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ کو بازاروں میں تجارت نے غافل کر دیا۔

(حدیث ۱۸۲۱ء، ۱۸۲۲ء کی شرح دیکھیں)

۱۹۸۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا جب وہ بیداء مقام میں پہنچیں گے تو اول سے آخر تک سب زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے جبکہ ان میں دوکاندار ہوں گے اور وہ لوگ بھی ان میں ہوں گے جو ان میں سے نہیں آپ نے فرمایا اوّل سے آخر تک سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا پھر وہ اپنی نیت کے مطابق قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔

۱۹۸۸ — شرح : یعنی آخر زمانہ میں کچھ لوگ بیت اللہ کو خراب کرنے کے لئے مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہوں گے اور اس لشکر میں وہ لوگ ہوں گے جو بازاروں میں خرید و فروخت کرتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہوں گے جن کا مقصد کعبہ کو خراب کرنا نہیں ہوگا بلکہ وہ کمزور لوگ اور قیدی ہوں گے جو مجبوری کے تحت اس لشکر میں شامل ہوں گے۔ اور بدبختوں کی نحوست سے سب کو بیداء کے مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا پھر اللہ تعالیٰ محشر میں ان کے ساتھ حسبِ نیت معاملہ کرے گا اگر ان کی نیت میں قباحت نہ ہوگی تو ان کے ساتھ اچھا سلوک ہوگا اور اگر ان کی نیت قبیح تھی تو ان کو عذاب ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ کسی قوم کی کثرت میں اضافہ کریں اور وہ قوم نافرمان ہو تو وہ بھی عقوبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں جبکہ وہ مجبور نہ ہوں اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جو کوئی کسی قوم میں شامل

marfat.com
Marfat.com

۱۹۸۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ وَبَيْتِهٖ بِضْعًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَذٰلِكَ بِاَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ لَا يَنْهَزُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ وَالْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ وَقَالَ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ ۔ ۱۹۹۰ — حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ

ہو گیا حالانکہ وہ سب شرابی ہیں اور وہ شخص شراب نہیں پیتا تو اس کو بھی عذاب ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عامل کی نیت کے مطابق اعمال کا اعتبار ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ظالموں کی مجلس سے دُور رہنا چاہیئے اور ان کی محافل میں شامل ہو کر ان کی کثرت کو ظاہر نہیں کرنا چاہیئے بشرطیکہ کوئی مجبوری نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۱۹۸۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کسی کی جماعت کی نماز اس کے گھر اور بازار کی نماز سے بیس اور کچھ عدد زیادہ درجے ثواب رکھتی ہے کیونکہ جب وضوء اچھا کرے پھر مسجد میں آئے اور اس کا ارادہ صرف نماز پڑھنے کا ہو اور اس کو نماز ہی مسجد میں لے جاتی ہے تو وہ کوئی قدم نہیں اُٹھاتا مگر اس کے باعث اس کا ایک درجہ بُلند ہوتا ہے اور اس کے بدلہ اس کا گناہ معاف ہوتا ہے اور فرشتے تم میں سے ہر شخص کے لئے دُعاء کرتے ہیں جب تک وہ اپنے مصلّٰی پر بیٹھا رہے جہاں اُس نے نماز پڑھی ہو اور وہ کہتے ہیں اے اللہ اس شخص پر اپنی رحمت کر اے اللہ اس شخص پر رحم کر جب تک وہ بے وضوء نہ ہو اور کسی کو اذیت نہ پہنچائے اور فرمایا تم میں سے ہر شخص نماز میں ہی شمار ہوتا ہے جب تک اس کو نماز روک رکھے۔

(حدیث ۴۶۷ کی شرح دیکھیں)

۱۹۹۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے تو ایک شخص نے کہا یا ابا القاسم ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اُس نے کہا میں نے تو اس کو بُلایا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

marfat.com

Marfat.com

ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا دَعَوْتُ هٰذَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ۔

۱۹۹۱ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَعَا رَجُلٌ بِالْبَقِيْعِ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ اَعْنِكَ فَقَالَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے

۱۹۹۱ — بقیع میں پکارا "یا ابا القاسم"، تو اس کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اُس نے کہا میں نے آپ کا قصد نہیں کیا آپ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

شرح : اس وقت بقیع میں بازار تھا اس اعتبار سے حدیث

۱۹۹۰، ۱۹۹۱ — باب کے عنوان کے مطابق ہے۔ ابو داؤد نے اپنے اسناد سے محمد بن حنفیہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کے بعد میرا بچہ پیدا ہو تو میں آپ کے نام پر اس کا نام اور آپ کی کنیت پر اس کی کنیت رکھ سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ امام طحاوی نے بھی اس حدیث کی اپنے اسناد سے محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے پھر امام طحاوی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام اور آپ کی کنیت پر کنیت رکھ سکتے ہیں اُنھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جمہور فقہاء اور امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا مذہب بھی یہی ہے اور باب میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا نہی تنزیہہ کے لئے ہے یا ابو القاسم کنیت رکھنا اس کے لئے منع ہے جس کا نام محمد یا احمد ہو اور جس کا نام محمد یا احمد نہ ہو وہ ابو القاسم کنیت رکھ سکتا ہے۔ بہترین جواب یہ ہے کہ آپ کے زمانہ شریف میں آپ کے نام اور کنیت پر نام اور کنیت رکھنی ممنوع تھی لیکن آپ کی وفات کے بعد جائز ہے کیونکہ اس وقت وہ اشتباہ نہیں رہا جس کی وجہ سے آپ نے منع فرمایا تھا اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بعض حضرات کا نام محمد اور کنیت ابو القاسم تھی چنانچہ محمد بن طلحہ، محمد بن اشعث اور محمد بن ابی حذیفہ کی کنیتیں ابو القاسم تھیں۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۱۹۹۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَائِفَةِ النَّهَارِ لَا يُكَلِّمُنِيْ وَلَا اُكَلِّمُهٗ حَتّٰى اَتٰى سُوْقَ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ فَجَلَسَ بِفِنَآءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا فَظَنَنْتُ اَنَّهَا تُلْبِسُهٗ سَخَابًا اَوْ تَغْسِلُهٗ فَجَآءَ يَشْتَدُّ حَتّٰى عَانَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَحْبِبْهُ وَاَحْبِبْ مَنْ يُّحِبُّهٗ قَالَ سُفْيٰنُ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ رَاٰى نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ اَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ۔

ترجمہ : ابوہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن کے بعض حصہ ۱۹۹۲ — میں باہر نکلے نہ تو آپ مجھ سے گفتگو کرتے تھے اور نہ میں نے آپ سے کچھ عرض کیا حتی کہ آپ بنی قینقاع کے بازار میں تشریف لے گئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا وکرم اللہ وجہہا الکریم کے گھر کے صحن میں بیٹھ گئے اور فرمایا۔ کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے ؟ کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے ؟ اور کچھ دیر کے لئے فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو روکے رکھا میرا خیال ہے کہ مائی صاحبہ ان کو ہار پہناتی تھیں یا ان کو نہلا رہی تھیں۔ وہ دوڑتے ہوئے آئے حتی کہ آپ ان سے بغلگیر ہوگئے اور ان کو بوسہ دیا اور فرمایا۔ اے اللہ! اس سے محبت کر اور اس سے بھی محبت کر جو اس سے محبت کرے سفیان نے کہا عبید اللہ نے کہا انھوں نے نافع بن جبیر کو دیکھا کہ وہ وتر کی ایک رکعت پڑھتے تھے۔

شرح : لُکَع ،، کا معنی چھوٹا بچہ ہے اس سے مراد سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ۱۹۹۲ — ہیں لُکَع ،، مذمت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دنیا میں سب سے نیک بخت لکع بن لکع ہوگا یعنی لئیم بن لئیم اس زمانہ میں نیک بخت شمار ہوگا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی میں مستغرق تھے اس لئے آپ خاموشی سے چل رہے تھے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بطور توقیر و تعظیم خاموش جا رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ عادت تھی کہ جب تک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تبسم وغیرہ یا خوشی کی بات نہ کرتے وہ ایسے خاموش رہتے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ بڑے احترام سے چلا کرتے تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت متواضع تھے اور بازار میں بھی تشریف لے جاتے اور کھلی جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معانقہ کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبد اللہ بن جعفر کے ذریعہ روایت کی کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم حبشہ سے رخصت ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے مجھ سے معانقہ فرمایا۔ امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت کی توثیق کی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے معانقہ کیا کرتے تھے اور جو ترمذی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو جھک کر نہ ملے نہ بوسہ دے اور نہ ہی معانقہ کرے بلکہ مصافحہ کرے۔ ابتداء وقت پر محمول ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معانقہ مباح فرمادیا۔ صاحب ہدایہ نے کہا ایک

marfat.com
Marfat.com

۱۹۹۳ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ ثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ ثَنَا ابْنُ عُمَرَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَشْتَرُوْنَ الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُبْعَثُ عَلَيْهِمْ مَنْ يَمْنَعُهُمْ اَنْ يَبِيْعُوْهُ حَيْثُ اشْتَرَوْهُ حَتّٰى يَنْقُلُوْهُ حَيْثُ يُبَاعُ الطَّعَامُ وَقَالَ وَثَنَا ابْنُ عُمَرَ نَهٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُبَاعَ الطَّعَامُ اِذَا اشْتَرَاهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ۔

کپڑے میں معانقہ کرنے میں اختلاف ہے اور جب ہر ایک نے قمیص پہنی ہو یا اس پر جبہ وغیرہ ہو تو احناف کے مذہب میں بالاتفاق جائز ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قمیص کے بغیر معانقہ کو ممنوع فرمایا ہے۔ شرح جامع صغیر میں بوسہ کی پانچ وجہیں بیان کی ہیں ایک سلام کا بوسہ جو مومن ایک دوسرے کی ملاقات کے وقت ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ دوسرا شفقت کا بوسہ جیسے بیٹا اپنے ماں باپ کو بوسہ دیتا ہے تیسرا رحمت کا بوسہ جیسے باپ اپنے بیٹے کا رخسارہ چومتا ہے چوتھا شہوت کا بوسہ جیسے شوہر اپنی بیوی کے منہ پر بوسہ دیتا ہے۔ پانچواں محبت کا بوسہ جیسے بھائی اپنے بھائی کے رخسارہ کا بوسہ لیتا ہے۔ شہوت کا بوسہ بیوی خاوند کے علاوہ جائز نہیں اور مصافحہ مسنون ہے۔ طبرانی نے اوسط میں حذیفہ بن یمان کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب کوئی مومن مومن سے ملے تو اس کو سلام کہے اور مصافحہ کرے تو اس کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں آنے والے قافلوں سے غلہ خریدتے تھے تو آپ ان کے پاس وہ شخص بھیجتے جو ان کو وہاں غلہ فروخت کرنے سے منع کرتا جہاں وہ خریدتے حتی کہ وہ غلہ وہاں لے جائیں جہاں فروخت کیا جاتا ہے۔ نافع نے کہا عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلہ بیچنے سے منع فرمایا جبکہ اس کو خریدے حتی کہ اسے قبضہ میں کرلے۔

۱۹۹۳ ـــ

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مبیعہ قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر وہ مبیعہ جو نقل نہ کیا جاسکے جیسے زمین اور مکان وغیرہ اس کے سوا ہر مبیعہ کو قبضہ کرنے کے بغیر بیچنا جائز نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ قبضہ کئے بغیر ہر شئ کو بیچنے سے منع کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّخَبِ فِي السُّوقِ

۱۹۹۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا فُلَيْحٌ ثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا صَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَتُفْتَحَ بِهَا أَعْيُنٌ عُمْيٌ وَآذَانٌ صُمٌّ وَقُلُوبٌ غُلْفٌ تَابَعَهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ هِلَالٍ وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ غُلْفٌ كُلُّ شَيْءٍ فِي غِلَافٍ فَهُوَ أَغْلَفُ سَيْفٌ أَغْلَفُ وَقَوْسٌ غَلْفَاءُ وَرَجُلٌ أَغْلَفُ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُونًا۔

باب بازار میں آوازیں بلند کرنا مکروہ ہے

۱۹۹۴ — ترجمہ: عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات کی اور ان سے کہا مجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کریں جو تورات میں مذکور ہے۔ انھوں نے کہا اچھا اللہ کی قسم! تورات میں آپ کی بعض صفتیں وہی مذکور ہیں جو قرآن میں ذکر کی گئی ہیں۔ اے غیب کی خبریں دینے والے ہم نے تجھے گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا ہے اور بے پڑھوں کا محافظ بنا کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔ نہ تم بدخو ہو، نہ سخت قلب اور نہ بازار میں شور وغل مچانے والے ہو اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے ہو لیکن معاف کر دیتے ہو اللہ آپ کو ہرگز قبض نہیں کرے گا حتی کہ آپ کے ذریعہ ٹیڑھے مذہب کو سیدھا کر دے۔ اور وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگیں اور ان کے ذریعہ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور پردوں میں دل کھول دے گا۔ عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے ہلال سے روایت کرنے میں فلیح کی متابعت کی اور سعید نے ہلال سے انھوں نے عطاء بن سلام سے روایت کرتے ہوئے کہا "غلف" ہر وہ شئی ہے جو پردہ میں ہو۔ سَيْفٌ أَغْلَفُ اور قَوْسٌ غَلْفَاءُ اس تلوار اور کمان کو کہتے ہیں جو پردہ میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْكَيْلِ عَلَى الْبَائِعِ وَالْمُعْطِي وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ يَعْنِي كَالُوا لَهُمْ أَوْ وَزَنُوا لَهُمْ كَقَوْلِهِ يَسْمَعُونَكُمْ يَسْمَعُونَ لَكُمْ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتَالُوا حَتَّى يَسْتَوْفُوا وَيُذْكَرُ عَنْ عُثْمَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ إِذَا بِعْتَ فَكِلْ وَإِذَا ابْتَعْتَ فَاكْتَلْ ۔

۱۹۹۵ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ ۔

اور "رَجُلٌ أَغْلَفُ" اس مرد کو کہا جاتا ہے جس کا ختنہ نہ ہوا ہو!

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام، بادشاہ اور معزز لوگوں کا بازار میں

۱۹۹۴ ـــ جانا مذموم نہیں البتہ بازار میں بلند آوازیں دینا اور شور وغل کرنا مذموم ہے

ٹیڑھی ملت و مذہب کو سیدھا کرنے کا معنی یہ ہے کہ لوگوں کو کفر سے نکال کر ایمان کی راہ دکھائیں گے حتی کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے لگیں"

باب ـ ناپنے کی اُجرت بیچنے والے اور دینے والے پر ہے

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" جب وہ انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں ان کے لئے ناپ کریں یا ان کے لئے وزن کریں جیسے يَسْمَعُونَ سے مراد" يَسْمَعُونَ لَكُمْ "، ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تول کرا کر لو حتی کہ پورا کر لو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا جب بیچو تو ناپ کر دو اور جب خریدو تو تول کرا لو۔

شرح : کَیل اور اِکتیال، میں فرق یہ ہے کہ اکتیال صرف اپنی ذات کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کَیل عام ہے اپنے لئے ہو یا کسی اور کے لئے ہو۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ خرید و فروخت میں تول کرنا ضروری ہے اندازہ درست نہیں اور ناپ کرنا بائع کے ذمہ ہے خریدار کے ذمہ نہیں فقہاء کہتے ہیں ناپ اور تول کرنا بیچنے والے کے ذمہ ہے۔ لہذا اس کی اُجرت بھی وہی ادا کرے گا۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔

باب ـــ ناپنے کی اُجرت بیچنے والے اور دینے والے پر ہے ـــ ؟؟

۱۹۹۵ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی غلہ خریدے تو اس کو فروخت نہ کرے حتی کہ اس کو اپنے قبضہ میں کر لے (حدیث ۱۹۹۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۱۹۹۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاسْتَعَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُرَمَائِهِ اَنْ يَضَعُوْا مِنْ دَيْنِهِ فَطَلَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلُوْا فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ اَصْنَافًا الْعَجْوَةَ عَلٰى حِدَةٍ وَعَذْقَ زَيْدٍ عَلٰى حِدَةٍ ثُمَّ اَرْسِلْ اِلَيَّ فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَرْسَلْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ فَجَلَسَ عَلٰى اَعْلَاهُ اَوْ فِيْ وَسَطِهِ ثُمَّ قَالَ كِلْ لِلْقَوْمِ فَكِلْتُهُمْ حَتّٰى اَوْفَيْتُهُمُ الَّذِيْ لَهُمْ وَبَقِيَ تَمْرِيْ كَاَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ وَقَالَ فِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ ثَنِيْ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدّٰى وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُذَّ لَهُ فَاَوْفِ لَهُ۔

۱۹۹۶ ـــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا (کہ ان کے والد) عبداللہ بن عمرو بن حرام فوت ہوگئے اور ان پر قرضہ تھا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی کہ قرض خواہ قرضہ کم کردیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی کہ قرضہ خواہ قرضہ کم کردیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرضخواہوں سے یہ مطالبہ کیا اور انھوں نے کم نہ کیا تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اپنی کھجوروں کی چھانٹ کرو عجوہ علیحدہ کرو اور عذق زید، علیحدہ رکھو پھر میری طرف پیغام بھیجو میں نے ایسا ہی کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کے لئے بھیجا آپ کھجوروں کے اوپر یا درمیان بیٹھ گئے اور فرمایا لوگوں کو ناپ کر کے دو میں نے ان کو ناپ کر کے دیا حتی کہ ان کا قرضہ پورا کر دیا اور میری کھجوریں بچ گئیں گویا کہ ان میں سے کچھ کم نہ ہوا۔ فراس نے شعبی سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ مجھ سے حضرت جابر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ جابر ان کے لئے کیل کرتے رہے حتی کہ قرض ادا کر دیا۔ ہشام نے وہب سے انھوں نے جابر سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجوروں کو کاٹ لو اور ان کو قرض ادا کر دو۔

۱۹۹۶ ـــ شرح : اس حدیث کی غرض یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا قرضخواہوں کو کھجوریں کیل کر دو معلوم ہوا کہ قول ناپ کر کے دینا دینے والے کے ذمہ ہے۔ عذق زید اور عجوہ کھجوروں کے اقسام ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور آپ کی برکت ظاہر ہے۔ بعض روایات میں مذکور ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے ڈھیر پر بیٹھ کر کچھ پڑھا اور پھر فرمایا اب ان کو ناپ کر کے دو۔ معلوم ہوا کہ طعام اور کھجوروں وغیرہ پر برکت کی دعا کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَيْلِ

۱۹۹۷ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى ثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ ابْنِ مَعْدِيكَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ ۔ بَابُ بَرَكَةِ صَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُدِّهِ

— فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب — غلّہ ناپنا مستحب ہے

۱۹۹۷ — ترجمہ : مقدام بن معدیکرب سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غلّہ ناپ کر کے لیا کرو تمہارے لئے برکت دی جائے گی ۔

۱۹۹۷ — شرح : کیل کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جو چیز اپنے استعمال کے لئے رکھنی ہو اس کی مقدار معلوم ہو جاتی ہے اور جتنی مدّت کے لئے اس کو استعمال کرنا ہو اس کی تعیین ہو جاتی ہے ۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے مُدّ کے لئے برکت کی دُعاء فرمائی ہے۔ اس لئے کیل کرنے میں یہ دُعاء شامل ہو گی ۔ لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے پاس کچھ جَو تھے جو عرصہ بھر میں کھاتی رہی اور وہ ختم نہ ہوئے حتیٰ کہ میں نے ان کا ناپ کیا تو وہ ختم ہو گئے اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کیل کر لیا تو جس مدّت تک ناپ کا حساب پہنچتا تھا وہ معلوم ہو گیا اور وہ مدّت ختم ہوتے ہی جَو بھی ختم ہو گئے ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا برکت خرید و فروخت کے وقت اور عدمِ برکت نفقہ کے وقت ہے ۔

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع اور مُدّ میں برکت —

اس باب میں امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت ہے !

marfat.com
Marfat.com

۱۹۹۸ ـــــ حَدَّثَنَا مُوسٰی ثَنَا وُهَیْبٌ ثَنَا عَمْرُو بْنُ یَحْیٰی عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ حَرَّمَ مَکَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِیْنَةَ کَمَا حَرَّمَ اِبْرَاهِیْمُ مَکَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فِیْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا اِبْرَاهِیْمُ لِمَکَّةَ

۱۹۹۹ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْ مِکْیَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِیْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ یَعْنِیْ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ

۱۹۹۸ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی اور میں نے مدینہ منورہ کو حرام قرار دیا جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا اور میں نے مدینہ منورہ کے لئے اس کے مد اور صاع کے لئے دعا کی جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے دعا کی۔

۱۹۹۹ ـــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اے اللہ! ان کے کیل میں برکت دے اور ان کے صاع میں برکت دے یعنی مدینہ منورہ کے کیل اور صاع میں برکت دے۔

۱۹۹۸ ، ۱۹۹۹ ـــــ شرح : صاع اور مد میں برکت سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ ان میں ناپ کیا جائے اس میں برکت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء قبول فرمائی اور اس قدر برکت عطاء کی کہ مدینہ منورہ کی پیداوار بہت کھائی جاتی ہے اور ذخیرہ کی جاتی ہے اور دوسرے ملکوں کو سپلائی کی جاتی ہے ـــ مدینہ منورہ کو حرام قرار دینے کا معنی یہ ہے کہ اس کے درخت وغیرہ نہ کاٹے جائیں تاکہ مدینہ منورہ کی زینت بڑھے۔ لیکن اگر کسی نے وہاں کا درخت کاٹ ڈالا تو اس پر کوئی سزا عائد نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ وَالْحُكْرَةِ

۲۰۰۰ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ حَتَّى يُؤْوُوهُ إِلَى رِحَالِهِمْ

۲۰۰۱ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ ذَاكَ قَالَ ذَاكَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ وَالطَّعَامُ مُرْجَأٌ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ مُرْجَوْنَ مُؤَخَّرُونَ۔

باب — غلّہ بیچنے اور ذخیرہ کرنے میں روایات

۲۰۰۰ — ترجمہ : سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے ان لوگوں کو دیکھا جو غلّہ اندازہ سے خریدتے تھے ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں سزا دی جاتی تھی تاکہ اس کو اپنے مقام میں لے جاکر فروخت کریں۔

۲۰۰۱ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی مرد غلہ فروخت نہ کرے حتی کہ اس کو قبضہ میں کرے (طاؤس نے کہا) میں نے ابن عباس سے کہا یہ کیوں ؟ اُنھوں نے کہا یہ درہموں کا درہموں کے عوض بیچنا ہے اور غلّہ بعد میں دیا جاتا ہے۔

۲۰۰۰ ، ۲۰۰۱ — شرح : احتکار یہ ہے کہ گرانی کا انتظار کرتے ہوئے غلّہ کو روک رکھے۔ باب میں مذکور احادیث میں احتکار کا ذکر نہیں ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ احتکار کا لغوی معنی مراد ہے اور وہ غلّہ کو روک رکھنا ہے۔ اس وقت اس کا اطلاق اس غلّہ پر بھی ہوسکتا ہے جو اندازہ سے خریدا جائے اور اس کو اپنے مقام سے نقل نہ کرے یہ لغوی احتکار ہے۔ حدیث شریف میں ہے غلّہ کا ذخیرہ گناہ گار کرتا ہے (مسلم) ابن ماجہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی جس نے مسلمانوں سے غلّہ روکا اور مہنگے داموں فروخت کرنے کے لئے ذخیرہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو کوڑھ اور فقر میں مبتلا کرے گا۔ ایک روایت کے مطابق محتکر ملعون ہے۔ قولہ الطعام مُرْجَأ، یعنی کوئی شخص کسی سے دراہم کے عوض غلّہ خریدے پھر وہ اسی

marfat.com

Marfat.com

۲۰۰۲ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ

۲۰۰۳ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ كَانَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّهُ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ صَرْفٌ فَقَالَ طَلْحَةُ اَنَا حَتّٰى يَجِيْئَ خَازِنُنَا مِنَ الْغَابَةِ قَالَ سُفْيٰنُ هُوَ الَّذِيْ حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ لَيْسَ فِيْهِ زِيَادَةٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَوْسٍ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًى اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًى اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًى اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔

کے پاس یا کسی دوسرے کے پاس قبضہ کرنے سے پہلے دراہم کے عوض فروخت کر دے تو یہ جائز نہیں کیونکہ یہ دراصل دراہم کی بیع دراہم سے ہے اور غلہ غائب ہے اور ظاہر ہے کہ بیع میں نفع مطلوب ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ دراہم کی بیع دراہم سے ہوگی جو پہلے دراہم سے زیادہ ہوں گے اور یہ سود ہے نیز یہ بیع غائب کی حاضر سے ہے جو شرعاً منع ہے۔ ابن تین نے ابن عباس کے کلام کا معنی یہ ذکر کیا ہے کہ کسی سے غلہ ایک سو درہم کے عوض اُدھار خریدے اور قبضہ کرنے سے پہلے اس سے ایک سو بیس دراہم کے عوض فروخت کر دے تو یہ جائز نہیں کیونکہ یہ دراصل دراہم کی بیع دراہم سے ہے اور غلہ غائب ہے۔

۲۰۰۲ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے ابن عمر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی غلہ خریدے تو اُس کو فروخت نہ کرے حتی کہ اس کو قبضہ میں کرلے (حدیث ۱۹۹۳ کی شرح دیکھیں)

۲۰۰۳ ـــ ترجمہ : مالک بن اوس سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کوئی شخص ہے جس کے پاس صرف ہو۔ طلحہ نے کہا میں بیع صرف کرتا ہوں حتی کہ میرا خزانچی غابہ سے آجائے۔ سفیان نے کہا یہ ہم نے زہری سے محفوظ کیا ہے اس میں کسی لفظ کا اضافہ نہیں۔ اور کہا مجھے مالک بن اوس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ آپ نے فرمایا "سونے کے عوض سونا بیچنا سود ہے مگر یہ کہ نقد ہو اور گندم کے عوض گندم بیچنا سود ہے مگر یہ کہ نقد ہو اور کھجوروں کے عوض کھجوریں بیچنا سود ہے مگر یہ کہ نقد ہو اور جَو کے عوض جَو بیچنا سود ہے مگر یہ کہ نقد ہو۔

۲۰۰۳ ـــ شرح : ایک نقد کو دوسرے نقد کے عوض بیچنے کو صرف کہتے ہیں۔ قولہ "مَنْ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ اَنْ يُقْبَضَ وَبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ

۲۰۰۴ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ الَّذِيْ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَمَّا الَّذِيْ نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ اَنْ يُبَاعَ حَتّٰى يُقْبَضَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَا اَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا مِثْلَهُ۔

۲۰۰۵ ـــــ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ زَادَ اِسْمٰعِيْلُ مِنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ۔

"عِنْدَهٗ صَرْفٌ" کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی کے پاس دراہم ہیں جن کو وہ دنانیر کے عوض فروخت کرے؛ بیع صرف میں قبض شرط ہے اگر دونوں عوض ایک جنس ہوں تو کسی طرف سے زیادہ یا کم لینا حرام ہے اور اگر جنس مختلف ہو تو زیادتی اور کمی کرنا جائز ہے۔ مثلاً ایک درہم کی بیع صرف ایک درہم سے جائز ہے اس پر زیادہ کرنا منع ہے اور ایک دینار کی بیع کئی دراہم سے جائز ہے۔ حدیث میں مذکور چار اشیاء میں سود کی حرمت میں سب کا اتفاق ہے۔ چاندی اور نمک کو حدیث میں ذکر نہیں کیا۔ ان میں بھی سود کی حرمت میں سب کا اتفاق ہے۔ ان کے علاوہ باقی اشیاء میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان چھ اشیاء کے علاوہ جہاں بھی قدر اور جنس واحد ہو وہاں بھی سود حرام ہے۔ مثلاً چنے اور مسور کو جب ان کی جنس سے بیچا جائے تو تفاضل حرام ہے علیٰ ہذا القیاس۔ البتہ جو شئی ناپ تول میں نہ آسکے جیسے ایک مٹھی جَو کی بیع دو مٹھی جَو سے جائز ہے۔

باب ـــ قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا اور اس کا بیچنا جو موجود نہ ہو"

۲۰۰۴ ـــــ ترجمہ: طاؤس کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز سے منع فرمایا وہ غلہ ہے جو قبضہ کرنے سے پہلے بیچا جائے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ـــ مَنْ رَاٰی اِذَا اشْتَرٰی طَعَامًا جِزَافًا اَنْ لَا یَبِیْعَهٗ حَتّٰی یُؤْوِیَهٗ اِلٰی رَحْلِهٖ وَالْاَدَبُ فِیْ ذٰلِكَ۔

۲۰۰۶ ـــ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُكَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ النَّاسَ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَبْتَاعُوْنَ جِزَافًا یَعْنِی الطَّعَامَ یُضْرَبُوْنَ اَنْ یَبِیْعُوْهُ فِیْ مَكَانِهِمْ حَتّٰی یُؤْوُوْهُ اِلٰی رِحَالِهِمْ

میں ہر شئ کو اس طرح خیال کرتا ہوں۔

۲۰۰۵ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غلہ خرید کیا ہو وہ اس کو فروخت نہ کرے حتیٰ کہ اس کو قبضہ میں کرلے۔ اسماعیل نے یہ اضافہ کیا کہ جو کوئی غلہ خریدے اس کو نہ بیچے حتیٰ کہ اس کو قبضہ میں کرلے۔ اسماعیل نے یہ اضافہ کیا کہ جو کوئی غلہ خریدے اس کو نہ بیچے حتیٰ کہ اس کو قبضہ میں کرلے۔

شرح : ان دونوں حدیثوں میں قبضہ کرنے سے پہلے بیچنے کا ذکر ہے اور جو موجود نہ ہو اس کے بیچنے کا ذکر نہیں لیکن یہ پہلے ۲۰۰۴ ، ۲۰۰۵ ـــ جزء میں داخل ہے کیونکہ جو پاس موجود نہ ہو اس کی قبضہ سے قبل بیع ہے۔ ترمذی میں ہے" ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے پاس کوئی مرد آتا ہے اور مجھ سے وہ شئ خریدنا چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی کیا میں بازار سے خرید کر پھر اس کے پاس فروخت کردیا کروں ؟ آپ نے فرمایا جو تمہارے پاس موجود نہ ہو اس کو مت بیچو۔ کیونکہ یہ دراصل قبضہ کرنے سے پہلے کی بیع ہے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ اسماعیل نے کیا اضافہ کیا ہے ؟ یہ تو بعینہٖ پہلی حدیث ہے کیونکہ استیفاء کا معنیٰ قبضہ کرنا ہے۔ لہٰذا متنِ حدیث میں کچھ اضافہ نہیں اور نہ ہی اسنادِ حدیث میں کچھ زیادتی ہے کیونکہ پہلے طریق کی طرح اس میں بھی چار راوی ہیں کیونکہ اسماعیل بھی مالک سے روایت کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس زیادتی سے مراد دوسری روایت کی زیادتی ہے اور وہ یَقْبِضَهٗ ، کیونکہ مشہور روایت حتیٰ یَسْتَوْفِیَهٗ ہے (کرمانی) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب ـــ جس نے یہ خیال کیا کہ جب کوئی شخص تخمینہ سے غلہ خریدے کہ وہ اس کو فروخت نہ کرے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا اشْتَرَى مَتَاعًا اَوْ دَابَّةً فَوَضَعَهُ عِنْدَ الْبَائِعِ فَبَاعَ اَوْ مَاتَ قَبْلَ اَنْ يَقْبِضَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا اَدْرَكْتُ الصَّفْقَةُ حَيًّا مَجْمُوْعًا فَهُوَ مِنَ الْمُبْتَاعِ۔

۲۰۰۷ — حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَاءِ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَلَّ يَوْمٌ كَانَ يَاْتِيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا يَاْتِيْ فِيْهِ بَيْتَ اَبِيْ بَكْرٍ اَحَدَ طَرَفَيِ النَّهَارِ فَلَمَّا اُذِنَ لَهُ فِي الْخُرُوْجِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَمْ يَرُعْنَا اِلَّا وَقَدْ اَتَانَا ظُهْرًا فَاُخْبِرَ بِهِ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ مَا جَاءَ نَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَخْرِجْ مَا عِنْدَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ يَعْنِيْ عَائِشَةَ وَاَسْمَاءَ قَالَ اَشَعَرْتَ اَنَّهُ قَدْ اُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ قَالَ الصُّحْبَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الصُّحْبَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عِنْدِيْ نَاقَتَيْنِ اَعْدَدْتُهُمَا لِلْخُرُوْجِ فَخُذْ اَحَدَهُمَا فَقَالَ قَدْ اَخَذْتُهَا بِالثَّمَنِ

حتیٰ کہ اس کو اپنے ٹھکانہ میں لے جائے اور اسکے متعلق سزا

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں لوگوں کو دیکھا جو اندازہ سے خرید و فروخت کرتے تھے یعنی غلہ اندازہ سے خرید کرتے تھے۔ ان کو اسی جگہ بیچنے پر سزا دی جاتی تھی حتیٰ کہ وہ غلہ کو اپنے ٹھکانوں پر لے جائیں

۲۰۰۶ —

باب — جب کسی نے سامان یا جانور خریدا اور اس کو بیچنے والے کے پاس رکھ دیا پھر قبضہ کرنے سے پہلے بیچ دیا یا مر گیا"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر زندہ متغیر نہ ہوا ہو تو وہ خریدار کا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ لَا يَبِيْعُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَسُوْمُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَاْذَنَ لَهٗ اَوْ يَتْرُكَ۔ ۲۰۰۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ۔

۲۰۰۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بہت کم دن ایسا ہوتا جبکہ صبح و شام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف نہ لاتے اور جب آپ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی گئی تو آپ اچانک ظہر کے وقت تشریف لائے۔ اور ابوبکر کو یہ خبر دی گئی تو انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی حادثہ کی وجہ سے آئے ہیں جو پیش آیا ہے جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو ابوبکر سے فرمایا جو تمہارے پاس ہے نکالو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صرف میری دو بیٹیاں ہیں یعنی عائشہ اور اسماء۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے؟ کہ مجھے ہجرت کرنے کی اجازت ہو چکی ہے۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ میں بھی آپ کی صحبت چاہتا ہوں آپ نے فرمایا تم بھی میرے ساتھ رہو گے ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں میں نے ان کو ہجرت کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ آپ ان میں سے ایک لے لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس کو قیمت کے بدل لے لیا۔

۲۰۰۷ — شرح : اس حدیث کا مقصد یہ ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی خریدنے کے بعد اس کو قبضہ میں نہ لیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ہی رہنے دیا اس کی تفصیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ فرمانا کہ میں نے تم سے قیمت کے بدل اونٹنی لی وہ نہ تو آپ نے ہاتھ سے پکڑی تھی اور نہ ہی اس کو علیحدہ کر رکھا تھا وہ تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمت دے کر اونٹنی لینے کا التزام کر لیا تھا جس سے وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ملک سے باہر ہو گئی اور سید عالم صلی اللہ علیہ کی ملک میں آ گئی اور آپ نے وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہنے دی۔ اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا کہ بیع میں تفرق بالاقوال ہے تفرق بالابدان نہیں یعنی ایجاب و قبول سے بیع ہو جاتی ہے۔ مجلس بیع سے علیحدہ ہونا اور بائع مشتری کا ایک دوسرے سے جدا ہو جانا بیع کے استحکام کے لئے ضروری نہیں بلکہ ایک کا یہ کہنا میں نے بیچا اور دوسرے کا اس کے جواب میں کہنا میں نے خریدا یہ بیع کے لئے کافی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا میں نے اونٹنی قیمت کے عوض لی حالانکہ آپ ابوبکر صدیق سے جدا نہیں ہوئے تھے اور یہ بیع مکمل تھی۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

۲۰۰۹ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سُفْيَانُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ وَلَا تَسْئَلُ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْفَاَ مَا فِيْ اِنَائِهَا۔

باب ـــ اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ اس کے مول پر مول کرے حتیٰ کہ وہ اس کو اجازت دے یا بیع چھوڑ دے

۲۰۰۸ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایک دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔

۲۰۰۸ ـــ شرح : قولہ لَا يَسُوْمُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ ، کا معنیٰ یہ ہے کہ بیچنے والا اور خرید کی خواہش کرنے والا دونوں مول پر اتفاق کرلیں اور ایجاب قبول نہ کریں یعنی شئ کا بھاؤ طے کرلیں۔ پھر اور کوئی شخص شئ کے مالک سے کہے یہ شئ میرے پاس زیادہ پیسوں کے عوض فروخت کردو یا خرید کی خواہش کرنے والے سے کہے کہ میں تم کو اس سے سستی لے دیتا ہوں اس طرح دونوں کے درمیان قیمت طے ہوجانے کے بعد کسی اور کا درمیان میں دخیل ہونا حرام ہے۔ البتہ اگر مول طے نہ ہو اور مبیعہ کی بولی ہو رہی ہو تو قیمت بڑھانا جائز ہے۔ اس کو بَيْعُ مَنْ يَّزِيْدُ ، کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں مول طے نہیں ہوتا اور وہ کسی قیمت پر استقرار سے پہلے ثمن بڑھاتا ہے۔ اس بیع میں مسلمان اور کافر میں کوئی فرق نہیں۔

۲۰۰۹ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہری کا دیہاتی کے ہاتھ بیع سے منع فرمایا اور فرمایا بخش نہ کرو اور کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے پیام نکاح پر پیام نکاح بھیجے اور نہ ہی کوئی عورت اپنی بہن کو طلاق دلوائے تاکہ جو کچھ اس کے حصہ میں ہے خود اس کو حاصل کرے۔

۲۰۰۹ ـــ شرح : شہری کا دیہاتی کے ہاتھ بیع کا معنیٰ یہ ہے کہ دیہاتی گاؤں سے مال لاتا ہے تاکہ اس دن کے بھاؤ سے اس کو فروخت کرے تو شہری

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ وَقَالَ عَطَاءٌ اَدْرَكْتُ النَّاسَ لَا يَرَوْنَ بَأْسًا بِبَيْعِ الْمَغَانِمِ فِيْمَنْ يَّزِيْدُ۔

۲۰۱۰ ـــــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا الْحُسَيْنُ الْمُكْتِبُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ غُلَامًا لَهٗ عَنْ دُبُرٍ فَاحْتَاجَ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِكَذَا وَكَذَا فَدَفَعَهُ اِلَيْهِ۔

اس سے کہے یہ مال میرے پاس رہنے دو میں اس کو آہستہ آہستہ مہنگا فروخت کروں گا۔ ایسا کرنا حرام ہے لیکن یہ بیع صحیح ہے کیونکہ اس میں نفس عقد سے خارج امر سے منع کیا گیا ہے بعض علماء اس کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ شہری دیہاتی کے لئے دلال نہ بنے یہ معنی پہلے معنیٰ سے عام ہے کیونکہ یہ بیع اور شراء دونوں کو شامل ہے شہری کا دیہاتی کے ہاتھ بیع سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ اس میں لوگوں کو تنگی میں ڈالا جاتا ہے۔ اس حدیث سے امام مالک، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ یہ بیع حرام ہے۔ البتہ امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے مذہب میں یہ بیع صحیح نہیں اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایسی بیع کرنا حرام ہے لیکن اگر بیع کی تو صحیح ہوگی۔ جمہور علماء کا مسلک بھی یہی ہے۔ قولہ لَا تَنَاجَشُوْا، یعنی خریدنے کا ارادہ نہ ہو تو قیمت نہ بڑھاؤ اگر اس طرح بیع واقع ہو تو مشتری کو فسخ کا اختیار نہیں۔ امام مالک کہتے ہیں جب مشتری کو نجش کا علم ہو جائے تو اس کو فسخ کا اختیار ہے کیونکہ یہ مجملہ عیوب سے ایک عیب ہے۔ اہل ظواہر کے نزدیک یہ بیع باطل ہے۔ قولہ لَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ، کی تفسیر ۲۰۰۸ کی شرح میں دیکھیں اور بَيْعِ مَنْ يَّزِيْدُ، جائز ہے۔ امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کمبل اور پیالہ فروخت کیا اور فرمایا ان دونوں کو کون خریدے گا؟ ایک شخص نے کہا میں ایک درہم سے خریدتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایک درہم سے کون زیادہ کرتا ہے؟ تو ایک اور شخص نے دو درہم دیئے آپ نے اس کے ہاتھ وہ دونوں فروخت کر دیئے۔ جمہور علماء کا مذہب یہی ہے

قولہ لَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ، یعنی جب زن و شوہر نکاح پر راضی ہو جائیں تو اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ عورت کو نکاح کا پیام دے اور اگر صرف مشورہ تک محدود ہو اور صراحتاً ان میں رضامندی نہ ہو تو عورت کو نکاح کا پیام دینا جائز ہے کیونکہ ابوجہم اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما نے فاطمہ بنت قیس کو پیام نکاح دیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع نہ فرمایا اور فاطمہ بنت قیس کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لے۔ قولہ لَا تَسْئَلُ الخ یعنی کوئی اجنبیہ عورت کسی شخص سے کہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور اس سے نکاح کر لے اور جو مہر وغیرہ مطلقہ کا ہو وہی مہر وغیرہ اس کا ہوگا یہ ممنوع ہے۔

marfat.com
Marfat.com

باب ـــ زیادہ قیمت بڑھا کر بیچنا (نیلامی)

اور عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے لوگوں کو دیکھا غنیمت کے مال نیلام کرنے میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے۔

۲۰۱۰ ـــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنا مدبر غلام فروخت کر دیا اور مفلس ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کو لیا اور فرمایا مجھ سے یہ غلام کون خریدتا ہے؟ تو نعیم بن عبداللہ نے اتنے اتنے دراہم سے اس کو خرید لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مدبر غلام نعیم بن عبداللہ کے حوالہ کر دیا۔

۲۰۱۰ ـــ شرح : مدبر وہ غلام ہے جسے اس کا مالک کہے کہ وہ اس کے مرنے کے بعد آزاد ہے اس کی بیع میں فقہاء میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا مدبر کی بیع جائز ہے اور اس حدیث سے انھوں نے استدلال کیا۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا مدبر کی بیع جائز نہیں۔ مدبر کی دو قسمیں ہیں ایک مدبر مطلق اور دوسرا مقید۔ مدبر مطلق وہ غلام ہے جسے اس کا مالک کہے کہ وہ اس کے مرنے کے بعد آزاد ہے یا یہ کہے کہ جس روز وہ مرے فلاں غلام آزاد ہے یا اسے یوں کہے تو مدبر ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ نہ تو اس کو بیچنا جائز ہے اور نہ ہی وہ کسی کو ہبہ کر سکتا ہے۔ البتہ اس سے خدمت لے سکتا ہے اس کو کرایہ کے لئے دے سکتا ہے۔ اور اگر لونڈی مدبرہ ہو تو اس سے مالک صحبت کر سکتا ہے اور کسی سے اس کا نکاح کر سکتا ہے۔ پھر اگر مولیٰ مر جائے اور وہ مفلس ہو تو اس کا تہائی آزاد ہو جائے گا اور باقی دو تہائی مال کسب کر کے وارث کو ادا کرے گا مثلاً اگر اس کی قیمت تین سو درہم ہو تو وہ دو سو درہم کسب کر کے وارث کو دے گا بشرطیکہ مولیٰ کے مرتے وقت صرف وہی غلام ترکہ ہو اور اگر اس پر اتنا قرضہ ہو کہ مدبر کی پوری قیمت سے ادا نہ ہوتا ہو تو وہ پوری قیمت کسب کر کے وارث کو دے گا۔ اور مدبر مقید وہ ہے جسے مولیٰ کہے اگر وہ اس بیماری میں مر جائے یا وہ اس سفر میں مر جائے یا یہ کہے اگر وہ دس سال تک مر جائے یا فلاں شخص مر جائے تو وہ آزاد ہے ان تمام صورتوں میں وہ مقید ہے اگر شرط پائی گئی تو وہ آزاد ہو جائے گا ورنہ اس کا بیچنا جائز ہے۔ مدبر مطلق کو کسی صورت میں بیچنا جائز نہیں۔ دارقطنی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مدبر کو نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے اور وہ مالک کے تہائی مال میں سے آزاد ہے۔ ابوالولید باجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں مدبر کی بیع کو مسترد فرما دیا لہٰذا مدبر کی بیع کے ناجائز ہونے پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس مدبر کے مالک پر قرض تھا اس لئے آپ نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ النَّجْشِ وَمَنْ قَالَ لَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ الْبَيْعُ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ اَوْفٰى النَّاجِشُ اٰكِلُ الرِّبٰوا خَائِنٌ وَهُوَ خِدَاعٌ بَاطِلٌ لَا يَحِلُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَدِيْعَةُ فِي النَّارِ وَمَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔

۲۰۱۱ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّجْشِ۔

اس کا تصرف ممنوع قرار دیا اس لئے اس کو فروخت کر دیا گیا یا اس شخص کا مدبّر کے سوا اور مال نہ تھا یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کرایہ کے لئے دے دیا تھا اور اجارہ پر بھی بیع کا اطلاق ہوتا ہے۔ ابن حزم نے ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبّر کی خدمت کو بیچا۔ ابن سیرین نے کہا مدبّر کی خدمت فروخت کرنے میں حرج نہیں۔ ابو الولید نے جابر سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبّر کی خدمت فروخت کی یعنی اس کو کرایہ کے لئے دیا۔ یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ مدبّر کا مالک سفیہ تھا کم عقل تھا اسی لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مُدبّر کو فروخت کیا حالانکہ جو علماء مدبّر کی بیع کے جواز کے قائل ہیں ان کے نزدیک امام یا بادشاہ کے بیع کرنے کی ضرورت نہیں۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ یہ واقعہ اس زمانہ کا ہو جبکہ مقروض شخص کو قرض کے عوض بیچنا جائز تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقروض شخص کو قرض کے عوض فروخت کر دیا پھر جب یہ آیت کریمہ " وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ " نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ (عینی) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ قیمت بڑھانا اور جس نے کہا یہ بیع جائز نہیں ـــ

ابن ابی اوفی نے کہا قیمت بڑھانے والا سود خور خائن ہے اور یہ دھوکہ ہے باطل ہے جائز نہیں ـــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دھوکا دوزخ کا سبب ہے اور جس نے کوئی کام کیا جو ہمارا حکم نہیں وہ مردود ہے۔

۲۰۱۱ ـــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الْغَرَرِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ

۲۰۱۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُورَ اِلٰى اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِي فِي بَطْنِهَا۔

سے منع فرمایا۔

۲۰۱۱ ـــ شرح : ”نَجْش“ کا لغوی معنی شکار کو اپنی جگہ سے بھگانا ہے تاکہ اس کو شکار کیا جائے۔ اور شرع میں اس کا معنی یہ ہے کہ کسی شئ کی قیمت زیادہ کرے حالانکہ اس کو خریدنے کا ارادہ نہیں تاکہ کسی اور شخص کو خریدپر اکسائے اور دھوکہ میں ڈالے یہ ممنوع ہے۔

حدیث ۲۰۰۹ کی شرح دیکھیں۔

باب ـــ دھوکہ کی بیع اور حبل الحبلہ کی بیع

۲۰۱۲ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حَبَلُ الْحَبَلَہ کی بیع سے منع فرمایا اہلِ جاہلیت یہ بیع کرتے تھے۔ کوئی شخص اونٹنی اس شرط پر خریدتا کہ اس کی قیمت اس وقت دے گا جب اونٹنی بچہ جنے پھر اس بچہ کے بچہ پیدا ہو۔

۲۰۱۲ ـــ شرح : دھوکہ کی بیع کئی بیوع کو شامل ہے۔ مثلاً بھاگنے والے غلام کی بیع معدوم کی بیع مجہول کی بیع مبہم کی بیع وغیرہ وغیرہ یہ تمام بیوع باطل ہیں۔

حبل الحبلہ، ملامسہ اور منابذہ بھی دھوکہ کی بیع میں داخل ہیں۔ حبل الحبلہ کی تفسیر میں کثیر اقوال ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حبل الحبلہ یہ ہے کہ کوئی شئ اُدھار خریدے اور اس کی مدت یہ مقرر کرے کہ اونٹنی بچہ جنے پھر جب اس بچہ کا بچہ پیدا ہوگا تو ثمن ادا کرے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں۔ یہ تفسیر قوی ہے کیونکہ یہ راوی کی بیان کردہ تفسیر ہے۔ بعض علماء یہ تفسیر کرتے ہیں کہ اونٹنی کے بچہ کے بچہ کی بیع کی جائے دونوں تفسیروں کے مطابق یہ بیع باطل ہے کیونکہ پہلی تفسیر کے مطابق اس میں مدت مجہول ہے اور دوسری تفسیر کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ وَقَالَ اَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ

۲۰۱۳ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ ثَنِي اللَّيْثُ ثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهِيَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ بِالْبَيْعِ اِلَى الرَّجُلِ قَبْلَ اَنْ يُقَلِّبَهُ اَوْ يَنْظُرَ اِلَيْهِ وَنَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ

کے مطابق یہ معدوم کی بیع ہے۔

باب ـــ ملامسہ کی بیع

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اس بیع سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے

۲۰۱۳ ـــ ترجمہ : عامر بن سعد نے کہا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع منابذہ سے منع فرمایا اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص بیع میں کپڑا خریدار کی طرف پھینک دے پہلے اس کے کہ وہ اس کو اُلٹ پلٹ کر دیکھے اور بیع ملامسہ سے منع فرمایا اور ملامسہ یہ ہے کہ خریدار کپڑے کو چھُوئے اور اس کو نہ دیکھے۔

۲۰۱۴ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا دو لباسوں سے منع کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ کوئی شخص کپڑے میں اعتباد کرے پھر اس کو مونڈھے تک اُٹھائے اور دو بیوع سے منع فرمایا ایک ملامسہ اور دُوسری منابذہ۔

۲۰۱۳ ، ۲۰۱۴ ـــ مشرح : بیع ملامسہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے جب تو میرے کپڑے کو چھوئے اور میں تیرے کپڑے کو چھوؤں تو بیع واجب ہوجائے گی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ بائع مشتری سے کہے میں یہ سامان تیرے ہاتھ اتنی قیمت سے بیچتا ہوں جب میں تجھے چھوؤں گا تو بیع ثابت ہوجائے گی یا خریدار بائع سے اس طرح کہے کہ میں تجھ سے یہ سامان خریدتا ہوں جب میں تجھے چھوؤں گا تو بیع ہوجائیگی بیع منابذہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری میں سے ہر ایک اپنا اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکتا ہے اور کوئی بھی ایک دوسرے کے کپڑے کو اُلٹ پلٹ کر نہیں دیکھتا

marfat.com
Marfat.com

۲۰۱۴ ـــــ قُتَيْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نُهِيَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ اَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ ثُمَّ يَرْفَعُهُ عَلٰى مَنْكِبِهٖ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ ۔

بَابُ بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ وَقَالَ اَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ

۲۰۱۵ ۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ وَعَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ ۔

۲۰۱۶ ـــــ حَدَّثَنِيْ عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ ۔

بعض علماء یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ بائع کا مشتری کی طرف کپڑا پھینک دینا ہی بیع متصور ہو جاتی تھی ۔ ان دونوں بیعوں سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا جبکہ جاہلیت کے زمانہ میں ان بیوع کا بہت رواج تھا ۔ اور یہ دستور کسی سے مخفی نہیں ۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں سے منع فرمایا ۔ ایک احتباء اور دوسرا اشتمال صماء ۔ حدیث میں دوسرے لباس کا ذکر نہیں کیونکہ وہ مشہور لباس ہے جسے ہر ایک جانتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کپڑا اس طریقہ سے اوڑھے کہ ہاتھ بالکل اس کے اندر محبوس ہو جائیں اور اس وقت تھوڑی سی ٹھوکر سے انسان گر پڑتا ہے ۔ یہ دونوں لباس ممنوع ہیں کیونکہ اِحْتِبَاء میں کشفِ عورت یعنی شرمگاہ برہنہ ہو جاتی ہے ۔ جبکہ کپڑا اُٹھا کر مونڈھے پر رکھا جائے اور اشتمالِ صماء پُرخطر ہے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب ـــــ منابذہ کی بیع

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیع سے منع فرمایا

۲۰۱۵ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ملامسہ اور دوسری منابذہ سے منع فرمایا ۔

۲۰۱۶ ـــــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں اور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ النَّهْيِ لِلْبَائِعِ اَنْ لَّا يُحَفِّلَ الْاِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ وَكُلَّ مُحَفَّلَةٍ وَالْمُصَرَّاةُ الَّتِي صُرِّيَ لَبَنُهَا وَحُقِنَ فِيْهِ وَجُمِعَ فَلَمْ يُحْلَبْ اَيَّامًا وَاَصْلُ التَّصْرِيَةِ حَبْسُ الْمَاءِ يُقَالُ مِنْهُ صَرَّيْتُ الْمَاءَ اِذَا حَبَسْتُهُ۔

۲۰۱۷ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَاِنَّهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ اَنْ يَحْلُبَهَا اِنْ شَاءَ اَمْسَكَ وَاِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْوَلِيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَمُوْسَى بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعَ تَمْرٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ وَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثًا وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ثَلَاثًا وَالتَّمْرُ اَكْثَرُ۔

دو بیوع سے منع فرمایا ایک بیع ملامسہ اور دوسری منابذہ۔
(دونوں لباسوں اور دونوں بیوع کی تفاسیر حدیث ۲۰۱۴ کی شرح میں دیکھیں۔

باب ـــ بائع کے لئے منع ہے کہ وہ اونٹنی، گائے، بکری اور ہر دودھ والے جانور کا دودھ روکے اور "مُصَرَّاۃ" وہ ہے جس کا دودھ نہ دوہا گیا ہو اور اس کے تھن میں دودھ جمع کیا جائے اور کئی دن نہ دوہا جائے۔ "تَصْرِیَہ" کا معنی پانی کو روکنا ہے کہا جاتا ہے۔ میں نے اس سے پانی روک لیا۔

۲۰۱۷ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان

marfat.com
Marfat.com

کرتے ہوئے کہا کہ اونٹ اور بکری کے تھن میں دودھ نہ روکو اور جس کسی نے ایسا جانور خریدا تو دودھ دھونے کے بعد اس کو اختیار ہے کہ اپنے پاس رکھ لے اور اگر چاہے تو اس کو واپس کر دے اور ساتھ ایک صاع کھجور واپس کرے ابو صالح، مجاہد، ولید بن رباح اور موسیٰ بن یسار ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجور کا صاع ذکر کرتے ہیں اور بعض ابن سیرین سے غلہ کا صاع ذکر کرتے ہیں اور کہا کہ اسے تین دن تک اختیار ہے اور بعض نے ابن سیرین سے کھجور کا صاع نقل کیا ہے اور تین دن تک اختیار ذکر نہیں کیا اور اکثر راویوں نے تمر کو ذکر کیا ہے۔

شرح: مُصَرَّاۃ کا معنی ہے جس جانور کا دودھ چند دن اس کے تھن میں روکا جائے اور جمع کیا جائے۔ صَرِیَّۃ کا معنی جمع کرنا ہے۔ اس کا باب تفعیل تصریہ ہے اسی سے مصرات ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "صَرَّیْتُ الْمَاءَ" میں نے پانی روکا اور اس کو جمع کیا۔ لوگوں نے جب کوئی جانور بیچنا ہوتا تھا تو وہ ایک دو دن اس کو دوہتے نہیں تھے اور اس کا دودھ تھن میں جمع ہو جاتا تھا خریدار کے سامنے جب دوہتے تو وہ زیادہ دودھ دیکھ کر خرید لیتا تھا جب وہ گھر جا کر دوہتا تو وہ اتنا ہی دودھ دیتا جو اصل میں دودھ ہوتا تھا اور وہ پریشان ہو جاتا تھا۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی گائے یا بکری یا اونٹنی اس طرح دودھ روک کر بیچی جائے تو خریدار کو اختیار ہے کہ اسی پر راضی ہو جائے یا اسے واپس کر دے اور ایک صاع کھجور یا غلہ ساتھ دے۔ اس حدیث سے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ جو کوئی مُصَرَّاۃ خریدے اور اس کے دوہنے کے بعد وہ راضی نہ ہو تو اگر چاہے تو اس سے راضی ہو جائے یا اس کو واپس کر دے اور ایک صاع کھجور ساتھ دے اور یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا غیر مشہور قول ہے! امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب اس کو تین بار دوہا اور دودھ پورا نہ ہونے کے باعث راضی نہ ہوا تو اس کو واپس کر دے اور اس شہر یا قریہ میں جو تمام چیز کھانے میں آتی ہے کھجور ہو یا جَو ہوں یا گندم وغیرہ کا ایک صاع ساتھ دے۔ حضرات ائمہ کرام ابو حنیفہ، محمد اور مشہور روایت کے مطابق امام ابو یوسف رضی اللہ عنہم اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تھن میں دودھ کا روکنا اور جمع کرنا عیب نہیں اس لئے وہ ایسے جانور کو خیارِ عیب کے باعث واپس نہیں کر سکتا لیکن جو اس کا نقصان ہوا وہ لے سکتا ہے کیونکہ وہ جانور سے ایسی چیز حاصل کر چکا ہے جو اس جانور سے علیحدہ ہو چکی ہے۔ اس لئے وہ اسے واپس نہیں کر سکتا لیکن بائع سے نقصان لے سکتا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کی روایت کے مطابق امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خریدار نقصان پورا نہیں کر سکتا کیونکہ دودھ کا تھن میں جمع ہونا عیب نہیں اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بائع مشتری جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں ان کو اختیار ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کے جدا ہو جانے کے بعد ان کو اختیار نہیں رہا۔ لیکن سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیارِ مجہول کی بیع کو اس سے مستثنیٰ کر دیا ہے کہ مُصَرَّاۃ میں خیارِ مجہول عیب ہے اور اس کو بائع مشتری کا جدا ہونا ختم نہیں کرتا۔ البتہ اگر مصراۃ میں کوئی اور عیب ہو تو وہ خیارِ عیب کے باعث واپس کی جا سکتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دودھ دوہنے کے

۲۰۱۷ ——

marfat.com
Marfat.com

بعد خیار ثابت ہے اور جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ جب مشتری کو معلوم ہو جائے کہ گائے یا بکری وغیرہ کے تھن میں دودھ روکا گیا ہے تو دوہنے کے بغیر ہی خیار ثابت ہو جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا خیار شرط کرنے کے بغیر ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی ایک صاع ساتھ دینا ضروری ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث خبر واحد ہے اور من کل وجہ صحیح قیاس کے خلاف ہے۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ کسی شئی کی ضمان اس کی مثل یا قیمت اور ثمن سے ادا کی جاتی ہے۔ یہ کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور صحیح قیاس کے مطابق دودھ کی قیمت واجب ہے اور کھجوروں کا صاع یقیناً دودھ کی قیمت نہیں اور نہ ہی یہ اس کی ثمن ہے۔ لہذا دودھ اور صاع میں نہ تو مماثلت صوری ہے اور نہ ہی مماثلت معنوی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ دودھ کھجوروں کے مماثل نہیں اور ہر شئی کی مثل معنوی قیمت یا ثمن ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایک صاع کھجور دودھ کی قیمت نہیں ہو سکتی اگر اس حدیث پر عمل کریں تو صحیح قیاس کا دروازہ بالکل بند ہو جاتا ہے حالانکہ قیاس شریعت میں مستقل چوتھا اصل ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ جب راوی عادل، حافظ ہو اور اس کا ضبط کامل ہو مگر وہ فقیہہ نہ ہو جیسے حضرت انس بن مالک اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما تو ان کی روایت اگر قیاس کے موافق ہو تو معمول بہ ہوگی ورنہ ضرورت پڑنے پر اس کو ترک کیا جاتا ہے تاکہ قیاس کا دروازہ بند نہ ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابوصالح، مجاہد، ولید بن رباح اور موسیٰ بن یسار نے ابوہریرہ کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ساتھ کھجور کا ایک صاع دے چنانچہ امام مسلم نے اپنے اسناد سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے تھن میں دودھ روکے ہوئے بکری خریدی تو اس کو تین دن تک اختیار ہے اگر چاہے تو اپنے پاس روک لے اور اگر چاہے تو اس کو واپس کر دے اور ساتھ ایک صاع کھجوریں دے،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مُصَرَّاۃ کی حدیثیں دو قسم پر ہیں ایک مطلق اور دوسری مقید یعنی حدیثوں میں مدت خیار کا ذکر ہے اور بعض میں اس کا ذکر نہیں۔ چونکہ بعض حدیثیں مطلق ہیں اس لئے مالکی کہتے ہیں کہ مطلقاً مصراۃ کو واپس کر دیا جائے اور بعض مدت خیار سے مقید ہیں اس لئے شافعی کہتے ہیں کہ اگر خریدار کو دودھ روکنے کی اطلاع تین دن کے بعد ہو تو اس کا اختیار ختم ہو جاتا ہے کیونکہ ظاہر حدیث سے خیار کی مدت صرف تین دن معلوم ہوتی ہے۔ لیکن شوافع کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ مصراۃ میں خیار کا ثبوت دیگر عیوب کی طرح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض راوی ابن سیرین سے ایک صاع طعام کی روایت کرتے ہیں اور تین دن مدت اختیار ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مصراۃ خریدے اسے تین دن تک اختیار ہے اگر اس کو واپس کرنا چاہے تو اس کے ساتھ ایک صاع دے اور شامی گندم نہ دے کیونکہ وہ قیمتی ہے اور طعام سے مراد غلہ ہے یعنی حجازی گندم دے جس کو قمح کہا جاتا ہے اور بعض لوگوں نے ابن سیرین سے ایک صاع کھجور روایت کیا ہے اور تین دن کی مدت ذکر نہیں کی۔ امام بخاری نے کہا ہو والتمر اکثر،، یعنی اکثر روایات

marfat.com
Marfat.com

۲۰۱۸ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ ثَنَا اَبُوْعُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَنِ اشْتَرٰی شَاۃً مُحَفَّلَۃً فَرَدَّھَا فَلْیَرُدَّ مَعَھَا صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ وَنَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُلَقَّی الْبُیُوْعُ۔

۲۰۱۹ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّکْبَانَ وَلَا یَبِیْعُ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا یَبِیْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْغَنَمَ وَمَنِ ابْتَاعَھَا فَھُوَ بِخَیْرِ النَّظَرَیْنِ بَعْدَ اَنْ یَّحْلُبَھَا اِنْ رَضِیَھَا اَمْسَکَھَا وَاِنْ سَخِطَھَا رَدَّھَا وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ۔

میں "تمر" مذکور ہے۔ الحاصل مصراۃ کی بیع ممنوع ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصراۃ کی بیع فریب ہے۔ مسلم کے ساتھ دھوکہ کرنا جائز نہیں اور سب کا اتفاق ہے کہ تصریہ حرام ہے خیانت اور دھوکہ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۰۱۸ ـــــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جس کسی نے بکری خریدی جس کے تھن میں دودھ روکا گیا ہو تو وہ اس کو واپس کردے اور اس کے ساتھ ایک صاع دے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقّیِ بیوع سے منع فرمایا۔

۲۰۱۹ ـــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قافلوں کے آگے جاکر مال نہ خریدو اور نہ کوئی ایک دوسرے کی بیع پر بیع کرے نہ بخش کرو اور نہ شہری دیہاتی کے ہاتھ بیچے اور نہ ہی بکریوں کے تھن میں دودھ جمع کرو۔ جس نے ایسی بکریاں خریدیں تو دوہنے کے بعد اس کو اختیار ہے اگر ان سے راضی ہو تو ان کو روک رکھے اور راضی نہ ہو تو واپس کردے اور ایک صاع کھجور ساتھ دے۔

۲۰۱۸، ۲۰۱۹ ـــــ شرح: تَلَقِّی الْبُیُوْعِ اور تَلَقِّی الرُّکْبَانِ، کا معنی یہ ہے کہ مثلاً شہریوں کو خبر ملی کہ مالِ تجارت باہر سے آرہا ہے وہ اس کی آمد کی خبر سُن کر شہر سے دُور باہر چلے جائیں اور ان کے شہر میں آنے اور بھاؤ کا علم ہونے سے پہلے کم قیمت پر

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ اِنْ شَاءَ رَدَّ الْمُصَرَّاةَ وَفِيْ حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ

۲۰۲۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو وَثَنَا الْمَكِّيُّ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ اَنَّ ثَابِتًا مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرٰى غَنَمًا مُصَرَّاةً فَاحْتَلَبَهَا فَاِنْ رَضِيَهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ سَخِطَهَا فَفِيْ حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ۔

مالِ تجارت خریدیں۔ حدیث کے باقی الفاظ کی شرح سابق حدیثوں میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اگر چاہے مُصَرَّاۃ کو واپس کر دے اور اس کے دودھ کے عوض ایک صاع کھجور دے

۲۰۲۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی بکری خریدے جس کے تھن میں دودھ روکا گیا ہو پھر اس کو (گھر جاکر) دوہے اگر اس سے راضی ہو جائے تو روک رکھے اور اگر راضی نہ ہو تو اس کے دودھ کے عوض ایک صاع کھجور دے۔

۲۰۲۰ — شرح : علامہ کرمانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ مشتری نے بکری کا جو دودھ دوہا تھا اس کے عوض ایک صاع واجب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے بہتے دودھ کا ایک ہی حکم ہے اور تصریہ سے نہی اور ثبوتِ خیار کا یہ حکم نہیں وہ تمام حیوانات کو شامل ہے اور احناف کہتے ہیں کہ مُصَرَّاۃ میں خریدار کو اختیار نہیں اور نہ ہی وہ اس کو واپس کر سکتا ہے لیکن امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرحِ مسلم میں کہا ہے کہ صاع دیئے بغیر اس کو واپس کرے۔ کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جس نے کسی کی کوئی شئے ضائع کر دی ہو تو اگر اس کی مثل ہو تو وہ اس کی مثل واپس کرے ورنہ قیمت دے اس کے علاوہ کوئی شئی دینا خلافِ اصول ہے۔ حدیث ۲۰۱۷ میں پوری تشریح کر دی گئی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الْعَبْدِ الزَّانِي وَقَالَ شُرَيْحٌ إِنْ شَاءَ رَدَّ مِنَ الزِّنَا

۲۰۲۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِي سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ۔

۲۰۲۲ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَبِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِي بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ

باب — زانی غلام کی بیع

اور قاضی شریح نے کہا اگر چاہے تو زنا کے سبب اس کو واپس کر دے

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب

۲۰۲۱ — لونڈی زنا کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے تو اس کو کوڑے مارے اور جلاوطن نہ کرے اگر وہ پھر زنا کرے تو اس کو کوڑے مارے جلاوطن نہ کرے پھر وہ اگر تیسری بار زنا کرے تو اس کو بیچ دے اگرچہ بالوں کی رسی کے عوض فروخت کرے۔

ترجمہ : ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

۲۰۲۲ — علیہ وسلم سے کنواری لونڈی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اگر وہ زنا کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو اس کو فروخت کر دو اگرچہ بالوں کی رسی کے عوض ہو۔ ابن شہاب نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ تیسری یا چوتھی بار کے بعد یہ فرمایا۔

۲۰۲۱، ۲۰۲۲ — مشرح : احناف کے مذہب میں لونڈی میں زنا عیب ہے غلام میں عیب نہیں کیونکہ لونڈی میں جماع اور طلب ولد مقصود ہے اور زنا ان میں مخل ہے اور غلام سے مقصد خدمت لینا ہے اور زنا اس میں مخل نہیں۔ مذکور حدیث

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الشِّرٰی وَالْبَیْعِ مَعَ النِّسَآءِ

۲۰۲۳ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ عُرْوَۃُ ابْنُ الزُّبَیْرِ قَالَتْ عَائِشَۃُ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ لَہٗ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اشْتَرِیْ وَاَعْتِقِیْ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَشِیِّ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ. مَا بَالُ اُنَاسٍ یَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَھُوَ بَاطِلٌ وَاِنِ اشْتَرَطَ مِائَۃَ شَرْطٍ شَرْطُ اللّٰہِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ

۲۰۲۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ زانی کی بیع جائز ہے۔ اور غلام میں زنا عیب نہیں لیکن اگر زنا اس کی عادت ہو تو یہ عیب ہے اور زانیہ کو کوڑے مارے جائیں مگر بادشاہ کی اجازت ضروری ہے۔ البتہ تعزیر کرنے میں اجازت کی ضرورت نہیں۔ امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کے مذہب میں زانی غلام کا مالک اس پر حد قائم کر سکتا ہے۔ زانی پر حد قائم ہو جانے کے بعد اگر پھر زنا کرے تو اس پر دوسری بار حد قائم کرنا ضروری ہے۔ اس میں چاروں ائمہ کرام رضی اللہ عنہم متفق ہیں۔ اور رجم میں شادی شدہ ہونا شرط ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فحش کے ساتھ بیع جائز ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زانیہ لونڈی کو فروخت کر دینے کا حکم فرمایا اگرچہ معمولی عوض میں اس کو فروخت کیا جائے اور جو شخص اس کو خریدے گا اس پر بھی تو وہی لازم ہوگا جو بائع پر لازم تھا کہ وہ اس سے علیحدہ رہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنے لئے تو کوئی شئے مکروہ جانے اور دوسرے کے لئے پسند کرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے دوسرے شخص کے پاس اس کی ہیبت کے باعث وہ زنا سے رک جائے یا وہ اس کا نکاح کر دے گا یا وہ بذات خود اس کو زنا سے بچانے کی کوئی شکل اختیار کرے گا۔ اگر وہ زنا کرے اور اس پر حد قائم نہ کی جائے اور حد سے پہلے وہ کئی بار زنا کرلے تو آخر میں ایک حد ہی کافی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاسقوں کے ساتھ میل جول ترک کرنا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ عورتوں سے خرید و فروخت کرنا

۲۰۲۳ ـــ ترجمہ: عروہ بن زبیر نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے پاس

marfat.com
Marfat.com

۲۰۲۴ ـــــ حَسَّانُ بْنُ اَبِیْ عَبَّادٍ ثَنَا هَمَّامٌ سَمِعْتُ نَافِعًا یُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَائِشَةَ سَاوَمَتْ بَرِیْرَةَ فَخَرَجَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ اِنَّهُمْ اَبَوْا اَنْ یَبِیْعُوْهَا اِلَّا اَنْ یَشْتَرِطُوْا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قُلْتُ لِنَافِعٍ حُرًّا کَانَ زَوْجُهَا اَوْ عَبْدًا فَقَالَ مَا یُدْرِیْنِیْ

بَابُ هَلْ یَبِیْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَیْرِ اَجْرٍ وَهَلْ یُعِیْنُهُ اَوْ یَنْصَحُهُ وَقَالَ النَّبِیُّ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے (بریرہ کا واقعہ) ذکر کیا (کہ اس کے مالک ولاء اپنے لئے شرط کرتے ہیں)۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم خرید لو اور اس کو آزاد کر دو ولاء اسی کے لئے ہوتی ہے جو آزاد کرے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے وقت لوگوں سے خطاب فرمایا اللہ تعالیٰ کی جس کے وہ اہل ہے ثناء و تعریف کی پھر فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں جس نے ایسی شرط لگائی جو اللہ کی کتاب میں نہیں وہ باطل ہے اگرچہ اس طرح کی سو شرطیں لگائے اللہ کی شرط زیادہ سچی اور مضبوط ہے۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ

۲۰۲۴ ـــــ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کا سودا کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے گئے جب تشریف لائے تو ام المؤمنین نے کہا ان لوگوں نے اپنے لئے ولاء کی شرط لگانے کے سوا بریرہ کو بیچنے سے انکار کر دیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ولاء صرف اس کے لئے ہے جو آزاد کرے میں نے نافع سے کہا کہ بریرہ کا شوہر آزاد تھا یا غلام؟ انھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔

مشرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو اس کے

۲۰۲۳ ، ۲۰۲۴ ـــــ مالک سے خریدا۔ معلوم ہوا کہ مرد عورت سے خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔ بریرہ رضی اللہ عنہا مکاتبہ تھیں اور مال کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گئی تھیں۔ اس لئے مائی صاحبہ نے اس کو خرید کر لیا کیونکہ مکاتب پر جب تک ایک درہم باقی ہو اور وہ اس کو ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو اس کی بیع جائز ہے۔ ارشاد نبوی ہے : اَلْمُکَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِیَ عَلَیْهِ دِرْهَمٌ۔ اس کی پوری تفصیل حدیث ۴۲۶ کی شرح میں دیکھیں۔

باب کیا شہری دیہاتی کے لئے اُجرت کے بغیر بیچے؟ کیا اس کی مدد یا اس کی خیر خواہی کرے۔؟

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ وَرَخَّصَ فِيهِ عَطَاءٌ ۲۰۲۵ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ سَمِعْتُ جَرِيرًا يَقُولُ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے خیر خواہی چاہے تو اس کی خیر خواہی کرے۔ عطاء نے اس کی رخصت دی ـــــ"

۲۰۲۵ ـــــ ترجمہ: قیس سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے جریر رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لا الہ الا اللہ محمد رسُول اللہ، نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، سُننے اور طاعت کرنے اور ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

۲۰۲۵ ـــــ شرح: باب کے ترجمہ اور عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنا اس وقت مکروہ ہے جب وہ اُجرت لے کر بیچے کیونکہ جو شخص اُجرت لے کر بیچے وہ بیع کا خیر خواہ نہیں ہوتا اس کا مقصد صرف اُجرت حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اور جب وہ اُجرت کے بغیر بیچے تو وہ اس میں مخلص ہوگا اس وقت کراہت کے بغیر شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنا جائز ہے۔ معلوم ہُوا کہ جس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے وہ خاص معنی پر محمول ہے وہ یہ کہ اُجرت لے کر بیع کرے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ امام بخاری کی مُراد یہ ہے کہ یہ بیع اُجرت کے بغیر جائز ہے اور اُجرت لے کر بیع کرنا ممنوع ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس میں دلال نہ ہو گویا کہ دلال کے بغیر اس بیع کو وہ جائز کہتے ہیں جبکہ اس میں محض اخلاص ہو قولہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ یہ مذکور بیع کی تائید ہے کیونکہ شہری کی دیہاتی کے لئے بیع اُجرت لینے کے بغیر ہو تو اس میں اخلاص ہوگا اور خیر خواہی اور اعانت ہوگی جس کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی رخصت دی ہے یعنی جب اُجرت کے بغیر ہو۔

حدیث ۲۰۲۵ کی تفصیل حدیث ۵۴ کی شرح میں دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

۲۰۲۶ ـــ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ ابْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا۔

بَابُ مَنْ كَرِهَ اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِاَجْرٍ

۲۰۲۷ ـــ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ ثَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ هُوَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔

۲۰۲۶ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قافلہ والوں سے آگے جاکر نہ ملو اور شہری دیہاتی کے لئے نہ بیچے طاؤس نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا "لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ" کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ اس کا دلال نہ بنے۔

۲۰۲۶ ـــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بیع اور شراء دونوں کو شامل ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی دیہاتی سامان لے کر شہر میں آتا ہے تاکہ اس وقت کے بھاؤ سے اس کو فروخت کرے تو شہری اس سے کہے کہ یہ سامان میرے پاس رہنے دو میں اس کو آہستہ آہستہ مہنگے بھاؤ فروخت کروں گا اگر نہی کی حدیث کی مخالفت کرے اور سامان بیچ دے تو بیع صحیح ہوگی اگرچہ یہ ممنوع ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ" اجرت اور بدون اجرت دونوں کو شامل ہے۔ اور یہ "اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ" کے خلاف نہیں کیونکہ اس میں بھی شہریوں کی خیر خواہی ہے۔ اگر اجرت لے کر بیچنے میں صرف ایک کی خیر خواہی نہیں ہوتی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا شہری کی دیہاتی کے لئے بیع جائز ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین اخلاص اور خیر خواہی ہے۔ اور یہ حدیث کہ شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے منسوخ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ جس نے دیہاتی کے لئے شہری کا اجرت کے ساتھ بیع کرنا مکروہ سمجھا

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ لَا يَشْتَرِي حَاضِرٌ لِبَادٍ بِالسَّمْسَرَةِ وَكَرِهَهُ ابْنُ سِيرِينَ وَإِبْرَاهِيمُ لِلْبَائِعِ وَالْمُشْتَرِي وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ إِنَّ الْعَرَبَ تَقُولُ بِعْ لِي ثَوْبًا وَهِيَ تَعْنِي الشِّرَاءَ.

۲۰۲۸ — حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِيعُ الْمَرْءُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

۲۰۲۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا مُعَاذٌ قَالَ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نُهِينَا أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

۲۰۲۷ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنے سے منع فرمایا ابن عباس نے یہی کہا ہے۔

(یعنی اُجرت کے ساتھ اس بیع سے منع فرمایا)

باب — شہری دیہاتی کے لئے دلالی کے ساتھ نہ بیچے

ابن سیرین اور ابراہیم نخعیؒ نے اس کو مکروہ سمجھا اور ابراہیم نخعیؒ نے کہا عرب کہتے ہیں۔ بِعْ لِيْ ثَوْبًا ،، اور وہ مراد یہ لیتے ہیں میرے لئے خرید (بیع سے شراء مراد لیتے ہیں)

۲۰۲۸ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی اپنے بھائی کے مول پر مول نہ کرے اور نہ نجش کرو اور نہ شہری دیہاتی کے لئے بیع کرے۔

۲۰۲۹ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم کو شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنے سے منع کیا گیا۔

۲۰۲۸، ۲۰۲۹ — شرح: یعنی ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شہری دیہاتی کے لئے دلالی کے ساتھ نہ خریدے اور نہ بیچے اور عرب بیع بول کر شراء مراد

marfat.com
Marfat.com

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَأَنَّ بَيْعَهُ مَرْدُودٌ لِأَنَّ صَاحِبَهُ عَاصٍ آثِمٌ إِذَا كَانَ بِهِ عَالِمًا وَهُوَ خِدَاعٌ فِي الْبَيْعِ وَالْخِدَاعُ لَا يَجُوزُ۔

۲۰۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّي وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔ ۲۰۳۱۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مَا مَعْنَى قَوْلِهِ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ فَقَالَ لَا يَكُونُ لَهُ سِمْسَارًا۔

لیتے رہتے ہیں۔ یعنی عمومِ مجاز کے مطابق بیع کا شراء پر اطلاق ہوتا ہے۔ ایسے ہی شراء کا بیع پر اطلاق ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے "وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ، یعنی بَاعُوهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ"، اُنھوں نے یوسف علیہ السلام کو معمولی داموں کے عوض بیچ دیا۔ یہ تین باب ہیں۔ ہر ایک باب میں یہ مذکور ہے کہ شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے لیکن پہلے باب میں لفظ هَل کے ساتھ استفہام کیا، دوسرے باب میں اُجرت کے ساتھ اس بیع کو مکروہ ذکر کیا اور تیسرے باب میں نفی کی صورت دلال کے ساتھ مقید کیا یہ اچھی ترتیب ہے اور اس میں مذکور احکام کی طرف اور تاکید کے کثیر طریقوں کی طرف اشارہ ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ آگے جاکر قافلہ والوں سے خرید نا مکروہ ہے اور اس کا بیچنا مردود ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے والا نافرمان ہے گنہگار ہے ـــ جبکہ اس کو جانتا ہو اور یہ بیع میں دھوکہ ہے اور دھوکہ جائز نہیں"

۲۰۳۰ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے جاکر قافلہ والوں سے خریدنے سے اور شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنے سے منع کیا ہے۔

۲۰۳۱ ـــ ترجمہ: طاؤس نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ

marfat.com
Marfat.com

۲۰۳۲ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنِ اشْتَرَى مُحَفَّلَةً فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا قَالَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوْعِ ۔

۲۰۳۳ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا اِلَى السُّوْقِ ۔

آپ کا قول "لَا يَبِيْعَنَّ حَاضِرٌ لِبَادٍ" کا معنیٰ کیا ہے؟ ابن عباس نے کہا اس کا دلال نہ بنے۔

۲۰۳۰ ، ۲۰۳۱ ـــ شرح : باب کے عنوان کا معنیٰ یہ ہے کہ دیہاتی لوگ تجارت کا سامان شہر میں لا رہے ہوں اور منڈی میں پہنچنے سے پہلے شہری لوگ آگے جا کر ان سے نہ خریدیں۔ اس میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہل ظواہر کا مذہب اختیار کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ آگے جا کر قافلہ والوں سے خریدنے میں اگر وہاں کے لوگوں کو ضرر پہنچتی ہو تو یہ بیع مکروہ ہے ورنہ کچھ حرج نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم آگے جا کر قافلہ والوں سے غلہ خریدتے تھے تو ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیچنے سے منع فرما دیا حتیٰ کہ ہم اس کو منڈی میں لے جائیں۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عمر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے جا کر قافلہ والوں سے خریدنا جائز ہے اور دوسری حدیثوں میں اس کی ممانعت آئی ہے تو اس تضاد کو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اس بیع سے منڈی والے لوگوں کو ضرر پہنچتی ہو تو یہ بیع ممنوع ہے اور اگر ان کو ضرر نہ پہنچتی ہو تو جائز ہے۔ نیز مسلم اور ابوداؤد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آگے جا کر قافلہ والوں سے نہ خریدو اگر کسی نے ایسی بیع کی تو بائع جب منڈی میں آئے تو اس کو اختیار ہے کہ اس بیع کو جائز رکھے یا فسخ کر دے" اس حدیث میں اس بیع سے منع کرنے کے ساتھ ساتھ بائع کو فسخ کا اختیار دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ بیع صحیح ہے۔ ورنہ اختیار کا کیا معنیٰ ہوگا؟ کیونکہ اگر یہ بیع فاسد ہوتی تو بائع اور مشتری کو اس بیع کو ختم کرنے پر مجبور کیا جاتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۰۳۲ ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا جس کسی نے محفلہ خریدی وہ اس کے ساتھ ایک صاع واپس کرے انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تَلَقِّيْ بُيُوْعٍ سے منع فرمایا۔

۲۰۳۳ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایک دوسرے پر بیع نہ کرو اور نہ ہی باہر جا کر قافلہ سے سامان خریدو حتیٰ کہ وہ بازار میں لایا جائے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مُنْتَهَى التَّلَقِّي

۲۰۳۴ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ فَنَشْتَرِي مِنْهُمُ الطَّعَامَ فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَبِيعَهُ حَتَّى نَنْقُلَهُ إِلَى سُوقِ الطَّعَامِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا فِي أَعْلَى السُّوقِ وَيُبَيِّنُهُ حَدِيثُ عُبَيْدِ اللّٰهِ۔ ۲۰۳۵ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانُوا يَتَبَايَعُونَ الطَّعَامَ فِي أَعْلَى السُّوقِ فَيَبِيعُونَهُ فِي مَكَانِهِ فَنَهَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعُوهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوهُ۔

۲۰۳۲ ، ۲۰۳۳ ـــ شرح : محفلہ کا معنیٰ یہ ہے کہ دودھ والے جانور کا ایک دو دن دودھ نہ دوہا جائے اس طرح دودھ اس کے پستانوں میں جمع ہو جاتا ہے خریدار جب دودھ دوہتا ہے تو دودھ کے زیادہ ہونے کی وجہ سے جانور خرید لیتا ہے لیکن بعد میں جب دودھ دوہتا ہے تو اتنا ہی دودھ ہوتا ہے جو دراصل تھا۔ اس طرح خریدار دھوکا میں آجاتا ہے لہٰذا اس کے بعد اس کو اختیار ہے کہ جانور اپنے پاس رکھے یا واپس کر دے اور یہ اختیار تین دن تک ہے۔

حدیث ۲۰۱۷ کی شرح میں اس کی تفصیل دیکھیں۔

تلقی البیوع کا معنیٰ یہ ہے کہ باہر سے قافلہ تجارت کا سامان لے کر آرہا ہو اور منڈی میں پہنچنے سے پہلے شہری لوگ آگے جاکر ان سے سامان خرید لیں۔ حدیث ۲۰۳۳ کی شرح دیکھیں۔

باب ـــ تلقی جائز ہونے کی انتہاء

۲۰۳۴ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت انھوں نے کہا ہم باہر سے آنے والے قافلوں کو آگے جاکر ملتے تھے اور ان سے غلہ خریدتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو وہ بیچنے سے منع کر دیا حتیٰ کہ اس کو منڈی میں پہنچا دیا جائے۔ امام بخاری نے کہا ان سے یہ ملنا بازار کے اعلیٰ کنارے تھا۔ عبیداللہ کی حدیث اس کی وضاحت کرتی ہے۔

۲۰۳۵ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگ بازار کے بلند کنارے میں غلہ خریدتے اور اسی جگہ فروخت کر دیتے تھے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ بیچنے سے ان کو منع فرما دیا حتیٰ کہ اس کو وہاں سے نقل کر لیں۔

۲۰۳۴ ، ۲۰۳۵ ـــ شرح : یعنی جہاں آگے جاکر آنے والے قافلوں سے مال خریدنا جائز ہے وہ بازار کا بلند کنارہ ہے اور جہاں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ فِي الْبَيْعِ شُرُوطًا لَا تَحِلُّ

۲۰۳۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ نَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ وَقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي فَقُلْتُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّي عَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ۔ ۲۰۳۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا

جاکر خریدنا حرام وہ شہر سے باہر ہے۔ یہ حدیث باب کے عنوان کے ساتھ اس طرح موافق ہے کہ اس میں یہ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اسی جگہ بیچنے سے منع کیا۔ معلوم ہوا کہ ایسی تلقی ممنوع نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو یہ کہ حدیث میں جو تلقی ذکر کی گئی ہے وہ بازار کے بلند کنارے کی طرف حدیث ۲۰۳۵ میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لوگ بازار کے اعلیٰ کنارے میں خرید و فروخت کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس تلقی سے منع کیا گیا ہے وہ شہر سے باہر جاکر خریدنا ہے۔

تلقی ،، کا معنیٰ یہ ہے کہ شہر سے باہر جاکر آنے والے قافلوں سے غلہ خریدا جائے ،، قولہ حتی ینقلوہ ،، اس سے غرض یہ ہے کہ غلہ قبضہ میں کرکے اسے فروخت کریں کیونکہ عرف میں منقول شئی کا قبضہ اس کو نقل کرنے سے ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منقول شئی کی بیع قبضہ سے پہلے صحیح نہیں۔ البتہ غیر منقول جیسے زمین مکان وغیرہ جن کا نقل کرنا محال ہے کی بیع وہیں جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم!

باب جب بیع میں ایسی شرطیں لگائیں جو جائز نہیں

۲۰۳۶ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے پاس بریرہ آئی اور کہا میں نے اپنے مالک سے اس شرط پر نو اوقیہ چاندی کے بدلے مکاتبت کرلی ہے کہ ہر سال ایک اوقیہ

marfat.com
Marfat.com

چاندی دُعدگی آپ میری مدد کریں۔ میں نے کہا (ام المؤمنین نے فرمایا) اگر تیرے مالک یہ خواہش کریں تو میں ان کو ساری رقم دے دوں اور تیری ولاء میرے لئے ہو تو میں تجھے خرید لیتی ہوں، بریرہ اپنے مالک کے پاس گئی اور ان سے واقعہ بیان کیا تو اُنھوں نے اس سے انکار کر دیا وہ ان کے پاس سے آئی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے وہ کہنے لگی میں نے یہ بات ان پر پیش کی ہے اُنھوں نے انکار کر دیا ہے مگر یہ کہ ولاء ان کے لئے ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنا تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ نے فرمایا تم اس کو لے لو اور ان کے لئے ولاء کی شرط کرو ولاء تو صرف اس کے لئے ہوتی ہے جو آزاد کرے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید لیا پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا۔ اَمَّا بَعْدُ! لوگوں کو کیا ہو گیا وہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں جو بھی شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے اگرچہ سَو شرط لگائی جائے اللہ کا فیصلہ حق ہے اور اللہ کی شرط مضبوط ہے ولاء صرف اس شخص کے لئے ہے جو آزاد کرے!

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ کوئی لونڈی خریدیں اور اسے آزاد کریں لونڈی کے مالک نے کہا ہم اس شرط پر آپ کے پاس لونڈی فروخت کرتے ہیں کہ اس کی ولاء ہمارے لئے ہو عائشہ نے یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہ شرط تمہیں خریدنے سے منع نہ کرے ولاء صرف اس کے لئے ہے جو آزاد کرے

۲۰۳۷ ——

مشرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ عظیم حدیث ہے اس میں کثیر احکام اور قواعد ہیں اور اس میں مختلف

۲۰۳۶ و ۲۰۳۷ ——

مذاہب ہیں بریرہ رضی اللہ عنہا مکاتبہ تھی اس کے مالک نے اس کو فروخت کر دیا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے خرید لیا تھا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیع کو برقرار رکھا۔ اس سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ مکاتب کی بیع جائز ہے۔ امام احمد بن حنبل یہی کہتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود امام ابوحنیفہ امام شافعی اور بعض مالکی اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ مکاتب کی بیع جائز نہیں اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ آزاد کرنے کے لئے اس کی بیع جائز ہے البتہ خدمت لینے کے لئے بیع جائز نہیں اور جو حضرات مکاتب کی بیع کو باطل کہتے ہیں۔ وہ بریرہ کی حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ وہ مکاتبت سے عاجز ہو گئی تھی اس لئے اس کے مالک نے اس کی کتابت کو فسخ کر دیا تھا۔ اور جب مکاتب عاجز ہو جائے تو وہ غلام ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس کی بیع جائز ہے۔

اس حدیث میں دوسری بات یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں "کہ اس کو خرید لو الخ" اشکال ہے وہ یہ کہ بریرہ کو خریدنا اور اس کے مالک کے لئے ولاء شرط کرنا اور اس شرط کے باعث بیع فاسد کرنا اور فروخت کرنے والوں کو مخادعت میں رکھنا اور ایسی شرط کرنا جو ان کے لئے صحیح نہ ہو اور نہ ہی انہیں کچھ حاصل ہو اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو خریدنے کی اجازت دینا سب مشکل امور ہیں اس لئے بعض علماء نے اس حدیث کا انکار کر دیا ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے اور وہ اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں وہ یہ کہ بریرہ کے مالک کے لئے شرط کرنے کا معنی یہ ہے کہ ان پر شرط لگا دی جائے کہ ولاء تمہاری نہیں ہوگی جیسے قرآن کریم میں ہے "وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ" یعنی ان

marfat.com
Marfat.com

مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ اَهْلُهَا نَبِيْعُكِهَا عَلٰى اَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ۔

بَابُ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ

۲۰۳۸ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ سَمِعَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًى اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًى اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًى اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔

پر لعنت ہو۔ یہ تاویل امام شافعی نے کی ہے اور بعض علماء کہتے ہیں "اِشْتَرِطِيْ" کا معنی یہ ہے کہ ان کو ولاء کا حکم بتادیں۔ بعض اس کو زجر اور توبیخ پر محمول کرتے ہیں کیونکہ جب بریرہ کے مالک نے ولاء کی شرط پر اصرار کیا اور حکم کی مخالفت کی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سے فرمایا اس شرط کی پرواہ نہ کرو۔ یہ شرط باطل اور مردود ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ ولاء اس کے لئے ہوتی ہے جو غلام کو آزاد کرے اور سب مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کوئی اپنا غلام آزاد کرے اس کی ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے اور وہ اس کا وارث ہے مگر یہ غلام اپنے مالک کا وارث نہیں ہو سکتا جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکاح کے فسخ میں اسے اختیار دیا اور ساری اُمت کا اس میں اتفاق ہے کہ جب منکوحہ لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا شوہر غلام ہو تو اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ امام شافعی کے نزدیک جب شوہر آزاد ہو تو اختیار نہیں امام مالک بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا منکوحہ لونڈی جب آزاد ہو جائے تو اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے اگرچہ اس کا شوہر آزاد ہو یا غلام ہو!

پانچویں بات یہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ہر شرط جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو باطل ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شرط کا اصل کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے اور اجماع بھی اس پر قائم ہے کہ بیع میں جو ناجائز شرط لگا دی جائے وہ باطل ہے اور مذکور حدیث اس کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم!

باب — کھجور کی بیع کھجور سے کرنا

۲۰۳۸ — ترجمہ: مالک بن اوس سے روایت ہے کہ اُنھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الزَّبِيْبِ بِالزَّبِيْبِ وَالطَّعَامِ بِالطَّعَامِ

۲۰۳۹ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ كَيْلًا۔

۲۰۴۰ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ يَبِيْعَ الثَّمَرَ بِكَيْلٍ اِنْ زَادَ فَلِيْ وَاِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا۔

سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گندم کے بدلے گندم بیچنا سود ہے مگر یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو اور جَو کے عوض جَو بیچنے سود ہے مگر یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو اور کھجور کے عوض کھجور بیچنا سود ہے مگر یہ کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔

۲۰۳۸ ـــ شرح: ھاء، ھاء، کا معنیٰ ہاتھوں ہاتھ ہے یعنی مجلس بیع میں گندم قبضہ میں کرلیں اگر ادھار کیا تو سود ہوگا۔

باب ـــ منقّی کی بیع منقّی کے عوض اور غلّہ کی بیع غلّہ کے عوض ”

۲۰۳۹ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا اور بیع مزابنہ یہ ہے کہ تر کھجور کو خشک کھجور کے عوض ناپ کر اور انگور کو منقّی (خشک انگور) کے عوض ناپ کر بیچے۔

۲۰۴۰ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا اور مزابنہ یہ ہے کہ پھل اس طرح ناپ کر بیچے اگر زیادہ ہو تو میرا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ

۲۰۴۱ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَوْسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَدَعَانِيْ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ

میرا اور کم ہو تو میرے ذمہ ہوگا۔ عبداللہ بن عمر نے کہا مجھے زید بن ثابت نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تخمینہ سے بیع عرایا کی رخصت دی۔

۲۰۴۰، ۲۰۳۹ ـــ شرح : زبیب خشک انگور (منقیٰ) اور ثمر سے مراد خشک کھجور ہے ہر پھل مراد نہیں۔ کیونکہ دوسرے پھلوں کی بیع کھجور سے جائز ہے۔ ناپ کر یا بغیر ناپ کے مطلقاً یہ بیع حرام ہے اور ناپ کو اس لئے ذکر کیا کہ وہ لوگ اپنی عادت کے مطابق ناپ کر بیچتے تھے لہٰذا حدیث میں نفس الامر کا بیان ہے۔ "کرم" انگور کے درخت کو کہا جاتا ہے لیکن حدیث میں اس سے مراد انگور ہے۔ بیع مزابنہ یہ ہے کہ اندازہ سے خشک کھجور تر کھجور کے عوض بیچتے وقت کہے کہ اندازہ کردہ کھجور جو ناپ کے مساوی سمجھی گئی ہیں اگر یہ زیادہ ہوجائیں تو میری ہوں گی اور اگر کم رہیں تو کمی پوری کرنا میرے ذمہ ہوگی۔ قولہ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا ، یعنی اندازہ سے بیع عرایا کی رخصت دی!

" عَرَايَا " عَرِيَّة کی جمع ہے فعیلہ مفعولہ کے معنیٰ میں عَرَا یَعْرُوْ سے ہے اس کا معنی قصد ہے۔ عریۃ کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض علماء نے کہا عریۃ یہ ہے کہ فقراء کے پاس خشک کھجوریں ہوتی ہیں۔ جب تر کھجوروں کا موسم آئے تو ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تر کھجوریں کھائیں اس لئے ان کو اجازت ہے کہ کھجور کے درخت پر موجود تر کھجوروں کو خشک کھجوروں کے عوض اندازہ سے خرید لیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ نے کہا عریۃ یہ ہے کہ کھجوروں کے باغ کا مالک کوئی ایک کھجور کسی کو دے لیکن اس کے حوالے نہ کرے حتیٰ کہ یہاں تک نوبت پہنچے کہ کھجور دینا اس کے لئے ممکن نہ ہو تو اخلافِ وعدہ سے بچنے کے لئے وہ اندازہ سے اس کو کھجوریں دے اور یہ کہے کہ درخت پر موجود کھجوریں تخمیناً اتنی ہوں گی تم اس کے عوض اپنی خشک کھجوریں لے لو۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی شخص کسی کو کھجور کا درخت دے پھر جب وہ کھجوریں کھانے باغ میں آئے تو اس کے آنے سے باغ کے مالک کو اذیت ہو تو اس کے لئے اجازت ہے کہ وہ اس سے خشک کھجوریں اس کے عوض دیدے تقریباً یہ دونوں تفسیریں ملتی جلتی ہیں۔ البتہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے " اشتراء " کا لفظ استعمال نہیں کیا اور کہا کہ اس کی بدل وہ خشک کھجوریں اس کو ہبہ کردے اور یہ ہبہ جائز ہے کیونکہ عریۃ کا پھل موہوب لہ کی ملک میں ابھی تک نہیں گیا کیونکہ وہ واہب کی ملکیت کے ساتھ متصل ہے۔ لہٰذا مالک جو کھجوریں دے گا وہ ہبہ ہوگا بیع نہ ہوگی۔ اس کو مجازاً بیع کہا جاتا ہے کیونکہ یہ بظاہر عوض ہے جو وعدہ خلافی سے بچنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

فَتَرَاوَضْنَا حَتّٰى اصْطَرَفَ مِنِّيْ فَاَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَالَ حَتّٰى يَاْتِيَ خَازِنِيْ مِنَ الْغَابَةِ وَعُمَرُ يَسْمَعُ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا تُفَارِقْهُ حَتّٰى تَاْخُذَ مِنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًى اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًى اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًى اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًى اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ

باب — جَو کے عوض جَو بیچنا

۲۰۴۱ — ترجمہ : مالک بن اوس نے بیان کیا اُنھوں نے کہا میں نے سَو دینار کے عوض بیع صرف کرنا چاہی تو مجھے طلحہ بن عُبید اللہ نے بلایا اور ہم نے آپس میں معاملہ طے کر لیا۔ حتیٰ کہ اُنھوں نے مجھ سے بیع صرف کی اور دینار پکڑ کر اپنے ہاتھ میں اُلٹ پلٹ کرنے لگے پھر کہا ٹھہرو حتیٰ کہ میرا خزانچی غابہ سے آجائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سُن رہے تھے تو اُنھوں نے کہا بخدا! تم اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ اس سے چاندی لے لو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سونا سونے کے عوض بیچنا سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور کھجوریں کھجوروں کے عوض بیچنا سود ہے مگر نقد۔

۲۰۴۱ — شرح : سونے کی چاندی کے عوض بیع صرف ہے۔ طلحہ بن عبید اللہ نے مالک بن اوس سے کہا میرے خازن کا غابہ سے آنے تک انتظار کرو پھر ہم تمہیں چاندی دیں گے چونکہ بیع صرف میں فوری طور پر قبض شرط ہے اور کم و بیش اور ادھار حرام ہے اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ اس مقام میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ سونا اور چاندی نقدین ہیں اور تعیین کرنے سے متعین نہیں ہوتے۔ یہ صرف قبضہ سے ہی متعین ہوتے ہیں۔ بخلاف باقی چار چیزوں کے وہ تعیین سے متعین ہو جاتی ہیں اور ان کے قبضہ کے لئے تعیین کافی ہے کیونکہ مقصد صرف یہ ہے کہ قبضہ سے تصرف پر قدرت ہو اور یہ تعیین سے حاصل ہو جاتی ہے۔ لہذا اگر گندم کے عوض گندم فروخت کی جائے اور قبضہ سے پہلے بائع اور مشتری جُدا ہو جائیں تو بیع جائز ہے۔ الحاصل ان چاروں گندم، جَو، نمک، کھجور میں تعیین ہی قبضہ ہے لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ حدیث میں "یَدًا بِیَدٍ" کا معنی ہاتھوں ہاتھ لینا دینا ہے اور یہ بیع صرف کے سوا باقی چار اجناس میں بھی معتبر ہونا چاہیئے حالانکہ ان میں تعیین کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ عدم صحت کی وجہ ہے کہ ان چار میں تعیین ہی قبضہ ہے اور یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ کھجور، نمک، گندم اور جَو کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کیلی فرمایا ہے اس لئے یہ قیامت تک کیلی رہیں گی اگرچہ عرف بدل جائے اور لوگ ان کا وزن کرنے لگیں کیونکہ شارع علیہ السلام جس

marfat.com

Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ

۲۰۴۲ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَنَا اِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي اِسْحَاقَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ اِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ ۔

بَابُ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ

۲۰۴۳ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ ثَنَا عَمِّي يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ

پر نص کر دے اس میں تغیر ناممکن ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت واجب ہے اور نص عرف سے قوی تر ہے اور جس کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نص نہ فرمائی ہو وہ لوگوں کے عادات پر محمول ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم ۔

باب سونے کو سونے کے عوض بیچنا

۲۰۴۲ — ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کو سونے کے عوض نہ بیچو مگر برابر برابر اور چاندی کو چاندی کے عوض نہ بیچو مگر برابر برابر اور سونے کو چاندی کے عوض اور چاندی کو سونے کے عوض جیسے چاہو بیچو!

۲۰۴۲ — شرح : یعنی سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض برابر برابر بیچو اور اگر سونے کو چاندی کے عوض یا چاندی کو سونے کے عوض بیچو تو برابر برابر اور نقد بیشی سے بیچنا جائز ہے۔ مگر مجلسِ بیع میں قبض شرط ہے ادھار کرنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب چاندی کو چاندی کے عوض بیچنا

۲۰۴۳ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابوسعید خدری نے ان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح حدیث

marfat.com
Marfat.com

ثَنَا ابْنُ اَخِی الزُّهْرِیِّ عَنْ عَمِّهِ ثَنِی سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ حَدَّثَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ حَدِیْثًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِیَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ یَا اَبَا سَعِیْدٍ مَا هٰذَا الَّذِیْ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فِی الصَّرْفِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلٌ بِمِثْلٍ وَالْوَرِقُ بِالْوَرِقِ مِثْلٌ بِمِثْلٍ۔

۲۰۴۴ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِیْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ وَلَا تَبِیْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ وَلَا تَبِیْعُوْا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ۔

بیان کی تو ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ملے اور فرمایا اے ابا سعید تم یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا بیان کرتے ہو ابو سعید خدری نے کہا بیع صرف کے بارے میں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سونا سونے کے عوض اور چاندی چاندی کے عوض برابر برابر بیچو۔

۲۰۴۴ ـــــ ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونے کو سونے کے عوض نہ بیچو مگر یہ کہ برابر برابر اور بعض کو بعض سے زیادہ یا کم کر کے نہ بیچو اور چاندی کو چاندی کے عوض نہ بیچو مگر یہ کہ برابر برابر اور بعض کو بعض سے زیادہ کم کر کے نہ بیچو اور ان میں سے غائب کو موجود کے عوض نہ بیچو۔

۲۰۴۴ ـــــ شرح: غائب سے مراد ادھار اور ناجز سے مراد موجود ہے یعنی بیع صرف میں مجلس بیع میں ایک دوسرے کا قبض کرنا شرط ہے اور ادھار ممنوع ہے۔ الحاصل سونے کی بیع سونے کے عوض یا چاندی کے عوض اسی طرح چاندی کی بیع چاندی کے عوض یا سونے کے عوض بیع صرف ہے اگر دونوں طرف چاندی یا سونا ہو تو ان کو ایک دوسرے پر زیادہ یا کم کر کے بیچنا حرام ہے اور ادھار بھی حرام ہے اور اگر دونوں طرفیں مختلف ہوں یعنی ایک طرف چاندی اور دوسری طرف سونا ہو تو زیادہ یا کم کر کے بیچنا جائز ہے ـــ مگر ادھار حرام ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الدِّيْنَارِ بِالدِّيْنَارِ نَسَآءً

۲۰۴۵ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا ضَحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ اَبَا صَالِحٍ الزَّيَّاتَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ فَقُلْتُ لَهُ فَاِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَقُوْلُهُ فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ سَاَلْتُهُ فَقُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ وَجَدْتَهُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ كُلَّ ذٰلِكَ لَا اَقُوْلُ وَاَنْتُمْ اَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّيْ وَلٰكِنْ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِبًا اِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ حَرْبٍ يَقُوْلُ لَا رِبًا اِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ قَالَ هٰذَا عِنْدَنَا فِي الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ وَالْحِنْطَةِ بِالشَّعِيْرِ مُتَفَاضِلًا لَا بَاْسَ بِهٖ يَدًا بِيَدٍ وَلَا خَيْرَ فِيْهِ نَسِيْئَةً ۔

باب دینار کو دینار کے عوض اُدھار بیچنا

۲۰۴۵ ـــــ ترجمہ : ابوصالح زیات بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے ابوسعید خدری کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ دینار کو دینار کے عوض اور درہم کو درہم کے عوض بیچو۔ میں نے ابوسعید سے کہا ابن عباس تو یہ نہیں کہتے۔ ابوسعید خدری نے کہا میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے یا اللہ کی کتاب میں دیکھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ان میں سے کچھ نہیں کہتا اور تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو لیکن مجھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود صرف اُدھار میں ہے۔ **۲۰۴۵** ـــــ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ سود صرف یہ ہے کہ دونوں عوضوں میں سے ایک عوض ادھار ہو اور اگر دونوں عوض ایک دوسرے پر زیادہ یا کم کرکے بیچیں اور اس میں ادھار نہ ہو تو بیع جائز ہے اور یہ سود نہیں یعنی ابن عباس کے مذہب میں دونوں عوضوں کا برابر ہونا شرط نہیں بلکہ ایک درہم کی بیع دو درہموں کے عوض جائز ہے۔ بعض علماء سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث پہنچی تو اُنھوں نے مذکور مذہب سے رجوع کر لیا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل ہے اور ابن عباس کا فرمان کہ سود صرف ادھار میں ہے منسوخ ہے یا مؤوّل ہے یعنی جب دونوں عوض

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسِيْئَةً

۲۰۴۶ ـــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ حَبِيْبُ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ اَبَا الْمِنْهَالِ قَالَ سَاَلْتُ الْبَرَآءَ ابْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا يَقُوْلُ هٰذَا خَيْرٌ مِّنِّيْ فَكِلَاهُمَا يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَيْنًا ۔ بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ يَدًا بِيَدٍ ۔

ایک جنس سے ہوں تو سود صرف اُدھار میں ہے ۔ زیادہ یا کم کر کے بیچنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ چاندی کو سونے کے عوض ادھار بیچنا

۲۰۴۶ ـــ ترجمہ : حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ابوالمنہال کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نے براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف کے متعلق پوچھا۔ ان میں سے ہر ایک دُوسرے کو یہ کہتا تھا کہ وہ مجھ سے افضل ہے اور دونوں یہ کہتے تھے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کو چاندی کے عوض اُدھار بیچنے سے منع فرمایا۔

۲۰۴۶ ـــ مشرح : اگر یہ سوال ہو کہ باب کا عنوان "بَيْعُ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ" ہے۔ حالانکہ حدیث میں "بَيْعُ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ" مذکور ہے لہٰذا حدیث عنوان کے مطابق نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ بیع میں جب دونوں عوض نقد نہ ہوں تو "باء" ثمن پر داخل ہوتی ہے اور جب دونوں نقد ہوں تو ان میں سے ہر ایک معنی میں برابر ہوتے ہیں جس کو چاہیں ثمن کہیں اور جسے چاہیں مُثمّن کہیں لہٰذا حدیث عنوان کے موافق ہے ۔ بیع صرف یہ ہے کہ سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے فروخت کریں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے متواضع اور مُنصف تھے اور ایک دوسرے کا حق پہچانتے تھے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ سونے کو چاندی کے عوض ہاتھوں ہاتھ بیچنا

marfat.com
Marfat.com

۲۰۴۷ ـــــ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ ثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ اَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ اِسْحَاقَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ اِلَّا سَوَآءً بِسَوَآءٍ وَاَمَرَنَا اَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا۔

بَابُ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ وَهِيَ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَبَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ وَبَيْعُ الْعَرَايَا وَقَالَ اَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ۔

۲۰۴۸ ـــــ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَلَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ قَالَ سَالِمٌ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ اَوْ بِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِيْ غَيْرِهٖ۔

۲۰۴۷ ـــــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کو چاندی کے عوض اور سونے کو سونے کے عوض بیچنے سے منع فرمایا مگر برابر برابر۔ اور ہمیں حکم فرمایا کہ سونے کو چاندی کے عوض اور چاندی کو سونے کے عوض جیسے ہم چاہیں خرید کریں۔

۲۰۴۷ ـــــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اشیاء میں سود کا احتمال ہے ان کو ایک دوسرے کے عوض ہاتھوں ہاتھ اور برابر برابر خریدنا یا فروخت کرنا جائز ہے اور اگر وہ دونوں ایک جنس سے نہ ہوں تو جیسے سونے کے عوض چاندی ہو تو زیادتی اور کمی کرنا جائز ہے مگر ادھار جائز نہیں اسی طرح جب گندم یا جَو ہوں تو زیادہ اور کم کر کے بیع کرنی جائز ہے مگر ادھار جائز نہیں۔

باب ـــــ مزابنہ کی بیع اور وہ خشک کھجور کو درخت سے لگی ہوئی کھجور سے اور خشک انگور (منقیٰ) کو انگوروں سے بیچنا ہے اور عرایا کی بیع۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور محاقلہ کی بیع سے منع فرمایا !

۲۰۴۸ ـــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھلوں کو نہ بیچو حتی کہ وہ نفع اٹھانے کے قابل ہو جائیں اور درخت سے لگی ہوئی کھجور خشک کھجور سے نہ بیچو سالم نے کہا مجھے عبداللہ بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد عرایا کی بیع کی اجازت فرما دی کہ خشک کھجور کو درخت پر لگی ہوئی کھجور سے یا درخت پر لگی ہوئی کھجور کو خشک کھجور سے بیچیں اور اس کے علاوہ میں اجازت نہیں دی۔

۲۰۴۸ ـــــ مشرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر نفع اٹھانے کے قابل ہونے سے پہلے پھل کو بیچ دیا اور یہ شرط لگائی کہ اسے درخت سے اتار لے تو بالاتفاق یہ بیع جائز ہے۔ ہمارے علماء یہ کہتے ہیں کہ اگر پھل اتارنے کی شرط لگائی اور خریدار نے پھل نہ اتارا تو بیع صحیح ہے اور بائع پھل اتار دے اور اگر دونوں (بائع مشتری) پھل درخت پر رکھنے پر راضی ہو جائیں تو جائز ہے اور اگر خریدار نے یہ شرط لگائی کہ پھل درخت پر باقی رکھا جائے تو بالاتفاق بیع باطل ہے کیونکہ کبھی پھل پکنے سے پہلے تلف ہو جاتا ہے تو بائع کے لئے جائز نہیں کہ خریدار کا مال باطل طریقہ سے کھائے ہاں اگر پھل اتار لینے کی شرط لگائی تو یہ ضرر منتفی ہو گئی اور اگر کسی نے شرط لگانے کے بغیر مطلقاً پھل بیچا تو ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ یہ بیع باطل ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ بھی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھل اتار لینے کی شرط واجب ہے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سفیان ثوری، ابن ابی لیلی، شافعی، مالک، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک پھل درخت پر پک نہ جائے اس کی بیع جائز نہیں۔ اور امام اوزاعی، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جب پھل درخت پر ظاہر ہو جائے تو اس کی بیع جائز ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام مالک کا مذہب بھی یہ ہے اور اس طرح کا قول امام احمد سے بھی منقول ہے۔ ان حضرات ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کی دلیل یہ ہے کہ بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کھجور فروخت کی حالانکہ اس کی تابیر ہو چکی ہے تو اس پھل کا مالک بائع ہے ہاں اگر خریدار یہ شرط کرے کہ پھل بھی ساتھ شامل ہے تو جائز ہے۔ استدلال کی وجہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے پھل کا مالک بائع کو قرار دیا اور خریدار کے لئے وہ پھل جب ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی بیع میں شرط لگا لے اس سے ظاہر ہے کہ قابل انتفاع ہونے سے پہلے پھل کی بیع مباح ہے کیونکہ جو شرط کے ساتھ بیع میں داخل ہو وہ مستقل علیحدہ مبیعہ ہوتا ہے۔ تابیر کا معنیٰ یہ ہے کہ مؤنث کھجور کے ابتدائی حصہ پر مذکر کھجور کا ابتدائی حصہ ڈالا جائے اور وہ باب میں مذکور حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

۲۰۴۹ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اِشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيْبِ كَيْلًا۔

۲۰۵۰ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ اَبِيْ اَحْمَدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ اِشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِيْ رُءُوْسِ النَّخْلِ۔ ۲۰۵۱ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ۔ ۲۰۵۲ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ اَنْ يَبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا

کہ پھل کے وجود سے پہلے اس کی بیع منع ہے کیونکہ اس وقت بائع ایسی چیز فروخت کرتا ہے جس کا وجود ہی نہیں اس سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ بیع محاقلہ، خوشہ میں گندم کی بیع صاف گندم کے عوض کی جائے۔ بعض علماء اس کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ پکنے سے پہلے کھیتی کی بیع کی جائے" مزابنہ اور محاقلہ دونوں بیوع اس لئے حرام ہیں کہ کیلی یا وزنی شئی کی بیع کیلی یا وزنی شئی کے عوض جائز نہیں مگر برابر برابر جبکہ وہ دونوں ایک جنس سے ہوں" عرایا" عریۃ کی جمع ہے اور یہ عری سے مشتق ہے۔ اس کا معنی خالی ہونا ہے اس کو عریۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا حکم باقی باغات کے حکم سے مختلف ہے۔ اصطلاح میں اس کا معنی یہ ہے کہ کھجور پر موجود کھجوروں کا اندازہ کر لیا جاتا ہے۔ کہ وہ خشک ہونے کے بعد مثلاً دو من یا تین من ہوں گی تو ان کو اسی مقدار خشک کھجوروں سے بیچا جاتا ہے دراصل یہ بیع جائز نہیں کیونکہ کیلی کی بیع کیلی کے عوض جبکہ وہ ہم جنس ہوں جائز نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک طرف کھجوریں زیادہ ہوں مگر شارع علیہ السلام نے اس بیع کی رخصت دی ہے کیونکہ یہ فقراء کی بیع ہے۔

۲۰۴۹ ـــــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا اور وہ درخت پر لگی ہوئی کھجوروں

marfat.com

Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الثَّمَرِ عَلٰى رُءُوسِ النَّخْلِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

۲۰۵۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَطِيبَ وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْهُ اِلَّا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ اِلَّا الْعَرَايَا۔

۲۰۵۴ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا وَسَاَلَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ الرَّبِيعِ اَحَدَّثَكَ دَاوُدُ عَنْ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ قَالَ نَعَمْ۔

۲۰۵۵ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرًا قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ اَبِي حَثْمَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَاْكُلُهَا اَهْلُهَا رُطَبًا وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً اُخْرٰى اِلَّا اَنَّهُ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ يَبِيعُهَا اَهْلُهَا بِخَرْصِهَا يَاْكُلُونَهَا رُطَبًا قَالَ هُوَ سَوَاءٌ وَقَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ لِيَحْيَى وَاَنَا غُلَامٌ اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ يَقُولُونَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فَقَالَ وَمَا يُدْرِي اَهْلُ مَكَّةَ قُلْتُ اِنَّهُمْ يَرْوُونَهُ عَنْ جَابِرٍ فَسَكَتَ قَالَ سُفْيَانُ اِنَّمَا اَرَدْتُ اَنْ جَابِرًا مِنْ اَهْلِ الْمَدِينَةِ قِيلَ لِسُفْيَانَ وَلَيْسَ فِيهِ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ قَالَ لَا ـــــ

کو خشک کیلی کھجوروں کے عوض خریدنا ہے اور درخت لگے ہوئے انگوروں کو منقی کیلی کے عوض بیچنا ہے۔

۲۰۵۰ ـــــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "مزابنہ" اور "محاقلہ" سے منع فرمایا اور مزابنہ یہ ہے کہ خشک کھجور کے عوض درخت سے لگی ہوئی کھجور خریدے۔

۲۰۵۱ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔

۲۰۵۲ ـــــ ترجمہ : امام مالک نے نافع سے انھوں نے ابن عمر سے انھوں نے زید بن ثابت "رضی اللہ عنہم" سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

عریہ کے مالک کو اجازت دی کہ اس کو اندازے سے بیچیں (سابقہ احادیث کی شرح میں ان حدیثوں کی تفصیل دیکھیں۔

باب — سونے چاندی کے عوض درخت سے لگی ہوئی کھجور بیچنا

۲۰۵۳ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کی بیع سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ پک جائے اور کوئی پھل نہ بیچا جائے مگر درہم و دینار کے عوض مگر عرایا (اس کی رخصت ہے)

۲۰۵۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عبدالوہاب نے کہا میں نے مالک سے سنا جبکہ ان سے عبیداللہ بن ربیع نے پوچھا کیا تم کو داؤد نے ابوسفیان سے انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ وسقوں یا اس سے کم میں بیع عرایا کی اجازت دی؟ انھوں نے کہا جی ہاں۔

۲۰۵۵ — ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے بشیر سے سنا انھوں نے کہا میں نے سہل بن ابی حثمہ سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک کھجوروں کے عوض درخت سے لگی ہوئی کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا اور بیع عرایہ کی رخصت دی کہ تخمینہ کرکے بیچی جائے تاکہ اس کے اہل تازہ کھجوریں کھائیں دوسری بار سفیان نے کہا مگر عریہ میں رخصت دی کہ اس کے اہل اندازہ کرکے بیچیں تاکہ تازہ کھجوریں کھائیں۔ مقصد ایک ہی ہے سفیان نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید سے کہا جبکہ میں کہتا تھا مکہ والے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عرایا کی رخصت دی ہے تو انھوں نے کہا مکہ والوں کو کس نے بتایا میں نے کہا وہ جابر سے روایت کرتے ہیں تو یحییٰ خاموش ہوگئے۔ سفیان نے کہا میری مراد صرف یہ تھی کہ جابر مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ سفیان سے کہا گیا کیا اس میں پھل کی بیع سے منع نہیں فرمایا حتیٰ کہ وہ نفع اٹھانے کے قابل ہوجائے انھوں نے کہا نہیں۔

۲۰۵۳ تا ۲۰۵۵ — شرح : حدیث ۲۰۵۳ میں پھل (ثمر) سے مراد وہ پھل ہے جو درخت سے لگا ہوا ہو اس کی دلیل یہ ہے کہ فرمایا "حَتّٰی یَطِیْبَ" کیونکہ تازہ کھجور (رطب) درخت پر ہی پکتی ہے۔ لہٰذا حدیث عنوان پر مکمل مشتمل ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نفع اٹھانے کے قابل ہوجائے۔ قولہ "رَخَّصَ فِیْ بَیْعِ الْعَرَایَا" ابن قدامہ نے کہا بیع عرایا پانچ وسقوں سے کم میں جائز ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَفْسِيْرِ الْعَرَايَا وَقَالَ مَالِكٌ الْعَرِيَّةُ اَنْ يُعْرِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ النَّخْلَةَ ثُمَّ يَتَاَذّٰى بِدُخُوْلِهٖ عَلَيْهِ فَرَخَّصَ لَهٗ اَنْ يَشْتَرِيَهَا مِنْهُ بِتَمْرٍ وَقَالَ ابْنُ اِدْرِيْسَ الْعَرِيَّةُ لَا تَكُوْنُ اِلَّا بِالْكَيْلِ مِنَ التَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ وَلَا تَكُوْنُ

رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک دوسری روایت کے مطابق امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا پانچ وسقوں میں جائز ہے کھجوروں کا اندازہ کرنے کا معنی یہ ہے کہ اندازہ کرنے والا کھجور کا درخت گھوم کر دیکھے کہ اس پر کتنی کھجوریں ہیں اور خشک ہو کر کتنی ہوں گی۔ تو اس مقدار کے برابر خشک کھجوروں سے بیع کی جائے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ بیع عرِیّہ صرف فقراء کے لئے مخصوص ہے اور دوسری روایت کے مطابق مطلقاً غنی اور فقیر کے لئے مباح ہے۔ امام لیث کا مذہب ہے کہ کھجوروں کے سوا بیع عریہ جائز نہیں۔ امام مالک کا ایک قول یہ ہے کہ تمام پھلوں میں بیع عریہ جائز ہے۔ امام شافعی صرف کھجور اور انگور میں جائز کہتے ہیں۔ حدیث ۲۰۵۵ قولہ قَالَ سُفْيَانُ لِيَحْيٰى ،، اس کلام کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث اہل مدینہ میں دائر اور معروف ہے قولہ عریۃ ،، یعنی کوئی شخص کسی کو اپنے باغ میں ایک دو کھجوریں عطیہ کے طور پر دیتا ہے پھر جب وہ باغ میں کھجوریں کھانے آتا ہے تو اس کے آنے سے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ہبہ کرنے والے کو رخصت ہے کہ وہ اس شخص کو خشک کھجوریں دے کر اس درخت سے لگی ہوئی کھجوریں خرید لے جو اس نے ہبہ کیا تھا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بیع عریہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو کھجور کا پھل ہبہ کرتا ہے پھر موہوب لہ جب اس کے باغ میں آتا جاتا ہے تاکہ موہوبہ کھجوریں کھائے تو صاحب بستان کو اس کے بار بار آنے جانے سے، اذیت پہنچتی ہے اور جو پھل ہبہ کر چکا ہے اس میں رجوع کو بھی اچھا نہیں سمجھتا اس لئے وہ اس کے عوض اسے خشک کھجوریں دیتا ہے تو صورۃً یہ بیع معلوم ہوتی ہے۔ حقیقۃً بیع نہیں بلکہ وعدہ کی ایفاء ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا احادیث میں بیع کا لفظ مذکور ہے۔ غائت مافی الباب یہ ہے کہ دونوں اماموں میں اختلاف ظاہری الفاظ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب بیع عرایا کی تفسیر

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا عریہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کے لئے اپنے باغ میں مثلاً ایک دو کھجوریں دیتا ہے پھر باغ میں اس کے داخل ہونے سے اسے

marfat.com
Marfat.com

بِالْجُزَافِ وَمِمَّا يُقَوِّيهِ قَوْلُ سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ بِالْاَوْسُقِ الْمَوْسُقَةِ وَقَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ فِي حَدِيثِهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَتِ الْعَرَايَا اَنْ يُعْرِيَ الرَّجُلُ فِي مَالِهِ النَّخْلَةَ وَالنَّخْلَتَيْنِ وَقَالَ يَزِيدُ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ الْعَرَايَا نَخْلٌ كَانَتْ تُوهَبُ لِلْمَسَاكِينِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ اَنْ يَنْتَظِرُوا بِهَا رَخَّصَ لَهُمْ اَنْ يَبِيعُوهَ بِمَا شَاءُوا مِنَ التَّمْرِ۔

اذیت پہنچتی ہے۔ تو اس کو اجازت ہے کہ خشک کھجور دے کر درخت اس سے خریدے ابن ادریس (امام شافعی) نے کہا عریہ خشک کھجور کے عوض ناپ کر دست بدست ہوتا ہے۔ جزاف (اندازے) سے نہیں ہوتا۔ سہل بن ابی حثمہ کا قول اس کی تائید کرتا کہ عریہ وسقوں سے ناپ کر ہوتا ہے ابن اسحاق نے اپنی حدیث میں نافع سے اُنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ بیع عرایا یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے مال میں سے کھجور کا ایک یا دو درخت کسی کو دیدے۔ یزید نے سفیان بن حُسین سے روائت کرتے ہوئے کہا عرایا کھجوروں کے درخت ہوتے تھے جو مسکینوں کو ہبہ کئے جاتے تھے اور وہ ان کے پکنے کا انتظار نہ کر سکتے تھے تو ان کو اجازت تھی کہ خشک کھجوروں سے جتنی چاہیں بیچ دیں۔

باب العرایا

شرح: عرایا کی تفسیر میں امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما کے اقوال ملتے جلتے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کی تفسیر میں واہب موہوب لہ سے خرید لیتا ہے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے مطابق واہب اس کا بدلی دیتا ہے اور اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔ قولہ ابن ادریس ،، یہ امام محمد بن ادریس شافعی مطلبی ہیں۔ امام بیہقی نے کہا امام بخاری کا اس سے مقصد یہ ہے

marfat.com
Marfat.com

۲۰۵۶ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ مُقَاتِلٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مُوْسَى ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا قَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَالْعَرَايَا نَخَلَاتٌ مَعْلُوْمَاتٌ يَاْتِيْهَا فَيَشْتَرِيْهَا۔

بَابُ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي حَارِثَةَ اَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَاعُوْنَ الثِّمَارَ فَاِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيْهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ اَنَّهُ اَصَابَ الثَّمَرَ الدَّمَانُ اَصَابَهُ مُرَاضٌ اَصَابَهُ قُشَامٌ عَاهَاتٌ يَحْتَجُّوْنَ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخُصُوْمَةُ فِي ذٰلِكَ فَاِمَّا لَا فَلَا تَبْتَاعُوْا حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ كَالْمَشُوْرَةِ يُشِيْرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُوْمَتِهِمْ قَالَ وَاَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ لَمْ يَكُنْ يَبِيْعُ ثِمَارَ اَرْضِهِ حَتّٰى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا فَيَتَبَيَّنَ الْاَصْفَرُ مِنَ الْاَحْمَرِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ ثَنَا حَكَّامٌ ثَنَا عَنْبَسَةُ عَنْ زَكَرِيَّاءَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ سَهْلٍ عَنْ زَيْدٍ

کہ پھل کی مقدار معلوم ہونا ضروری ہے۔ جمہور علماء نے کہا بیع عرایا کی رخصت کا سبب یہ ہے کہ مساکین کے پاس کھجوروں کے درخت نہ ہوتے تھے اور نہ ہی ان کے پاس نقد مال ہوتا جس کے عوض وہ کھجوریں خریدتے اور ان کے پاس خشک کھجوریں بھی ہوتی تھیں لیکن ان کے اہل وعیال کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ درختوں سے لگی ہوئی تازہ کھجوریں کھائیں تو انہیں خشک کھجوروں کے عوض درختوں سے لگی ہوئی کھجوریں خریدنے کی اجازت دی گئی۔

۲۰۵۶ ـــ ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا میں اجازت دی کہ اندازہ سے ناپ کر بیچی جائیں موسیٰ بن عقبہ نے کہا عرایا میں معین کھجوریں ہیں جن کے پاس آکر تم خریدتے ہو۔

۲۰۵۶ ـــ شرح : اگر یہ سوال ہو کہ عرایا کی یہ تفسیر کیسے صحیح ہو سکتی ہے حالانکہ

marfat.com
Marfat.com

یہ تفسیر ہر اس کھجور پر صادق آتی ہے جو دنیا میں کسی کے عوض بیچی جائے وہ جو بھی ہو اس کا جواب یہ ہے کہ اس بحث کا مقصد تو معلوم ہے کہ درخت سے لگی ہوئی کھجوریں خشک کھجوروں کے عوض خرید لی جائیں۔ اس لئے اسے ذکر نہیں کیا اور معلوم ہونے کی وجہ سے تفسیر میں اختصار سے کام لیا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب قابلِ انتفاع ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنا

لیث نے ابوالزناد سے روائت کی کہ عروہ بن زُبیر سہل بن ابی حثمہ انصاری سے جو بنی حارثہ سے تھے خبر دیتے تھے کہ ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ پھل بیچتے تھے جب کاٹنے کا وقت آتا اور ان کے قرض خواہ آتے تو خریدار کہتا پھل کو دُمان ہوگیا، مُراض ہوگیا، قُشام ہوگیا۔ یہ سب بیماریاں ہیں جن کا ذکر کرکے وہ جھگڑتے تھے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ کے پاس اس بارے میں جھگڑے زیادہ آنے لگے کہ اگر تم یہ خرید و فروخت نہیں چھوڑتے ہو تو پھل مت خریدو حتیٰ کہ وہ نفع اُٹھانے کے قابل ہو جائے اور خصومات زیادہ ہو جانے کے سبب آپ نے لوگوں سے مشورہ کے طور پر فرمایا اور خارجہ بن زید بن ثابت نے مجھ سے بیان کیا کہ زید بن ثابت اپنی زمین کے پھل نہیں بیچتے تھے حتیٰ کہ ثریا طلوع ہوتا اور زرد پھل سُرخ پھلوں سے ممتاز ہو جاتے (زردی سرخی سے ظاہر ہو جاتی) ابو عبداللہ (بخاری) نے کہا اس کی علی بن بحر نے روائت کی کہ مجھ سے حکام نے بیان کیا انھوں نے کہا مجھ سے عنبسہ نے زکریاء سے روائت کی انھوں نے ابوالزناد سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے سہل بن زید رضی اللہ عنہ سے روائت کی۔

marfat.com
Marfat.com

۲۰۵۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ ۔ ۲۰۵۸ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ تُبَاعَ ثَمَرَةُ النَّخْلِ حَتّٰى تَزْهُوَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ حَتّٰى تَحْمَرَّ ۔

۲۰۵۹ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ حَيَّانَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَةُ حَتّٰى تُشَقِّعَ قَالَ نَحْمَارُّ اَوْ تَصْفَارُّ وَيُؤْكَلُ مِنْهَا

باب بیع الثمار

شرح : يَبْدُوْ الصَّلَاحُ کا معنیٰ یہ ہے کہ پھل کی ترشی اور سختی جاتی رہے اور اس میں مٹھاس اور نرمی آجائے یعنی قابلِ انتفاع ہو جائے اور ثریا ستارہ کے طلوع ہونے کے وقت پھل انتفاع کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس ستارہ کے طلوع کے بعد پھل بیچا کرتے تھے۔ دُھان پھل سیاہ ہو جاتا ہے۔ مُراض ایک سماوی آفت ہے جس سے پھل خراب ہو جاتا ہے۔ قُشام زرد ہونے سے پہلے کھجور کمزور ہو جاتی ہے۔ یہ تین بیماریاں ہیں جن کے پیش نظر لوگوں میں بکثرت جھگڑے ہونے لگے تھے اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک پھل انتفاع کے قابل نہ ہو اسے مت بیچو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۰۵۷ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ نفع اُٹھانے کے قابل ہو جائیں بیچنے والے اور خریدار دونوں کو منع فرمایا۔

۲۰۵۸ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفع اُٹھانے کے قابل ہونے سے پہلے کھجور کا پھل بیچنے سے منع فرمایا۔

۲۰۵۹ ـــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل بیچنے سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ مشقح ہو جائے کہا گیا تمشقح کیا ہوتا۔ اُنھوں نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا

۲۰۶۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْهَيْثَمِ ثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُوْرٍ الرَّازِيُّ ثَنَا هُشَيْمٌ اَنَا حُمَيْدٌ ثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَعَنِ النَّخْلِ حَتّٰى تَزْهُوَ قِيْلَ لِاَنَسٍ مَا زَهْوُهَا قَالَ اَوْ تَصْفَارُّ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَتَبْتُ اَنَا عَنْ مُعَلَّى بْنِ مَنْصُوْرٍ اِلَّا اَنِّيْ لَمْ اَكْتُبْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْهُ۔

بَابُ اِذَا بَاعَ الثِّمَارَ قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا ثُمَّ اَصَابَتْهُ عَاهَةٌ فَهُوَ مِنَ الْبَائِعِ۔

۲۰۶۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ فَقِيْلَ لَهٗ وَمَا تُزْهِيْ قَالَ حَتّٰى تَحْمَرَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا اِبْتَاعَ ثَمَرًا قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ ثُمَّ اَصَابَتْهُ عَاهَةٌ كَانَ مَا اَصَابَهٗ عَلٰى رَبِّهٖ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا وَلَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ۔

کہا سرخ ہو جائے اور زرد ہو جائے اور کھایا جائے (مُشتَقّ) وہ رنگ ہے جو نہ تو خالص سرخ ہو اور نہ ہی خالص زرد ہے

باب — قابلِ انتفاع ہونے سے پہلے کھجور کو بیچنا —

۲۰۶۰ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل بیچنے سے منع فرمایا حتی کہ وہ نفع کے قابل ہو جائے اور کھجور بیچنے سے منع فرمایا حتی کہ زہو ہو جائے کہا گیا زہو کیا ہے؟ کہا سرخ ہو جائے یا زرد ہو جائے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ شِرَى الطَّعَامِ اِلَى اَجَلٍ

۲۰۶۲ ـــ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا اَبِیْ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ اِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ فِی السَّلَفِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ ثُمَّ ثَنَا عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰی طَعَامًا مِنْ يَهُوْدِیٍّ اِلٰی اَجَلٍ وَرَهَنَهٗ دِرْعَهٗ۔

باب ـــ جب نفع اُٹھانے کے قابل ہونے سے پہلے پھل بیچا پھر اس پر آفت آگئی تو وہ بائع کا ہے

۲۰۶۱ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کو قابلِ انتفاع ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔ ان سے کہا گیا "قَرْهِیَ" کیا شئی ہے تو کہا حتی کہ سُرخ ہو جائے پھر فرمایا بتاؤ تو اگر اللہ تعالیٰ پھل روک لے تو کسی کے عوض تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا مال لے گا۔ لیث نے کہا مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے بیان کیا اُنھوں نے کہا اگر کوئی شخص پھل خریدے پہلے اس کے کہ وہ نفع اُٹھانے کے قابل ہو پھر اس کو آفت پہنچے تو جس کو آفت پہنچتی ہے وہ اس کے مالک کے ذمہ ہوگا۔ مجھے سالم نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھل نہ بیچو یہاں تک کہ وہ نفع اُٹھانے کے قابل ہو جائے اور خشک کھجور کے عوض درخت سے لگی ہوئی کھجور نہ بیچو۔

۲۰۶۱ ـــ شرح : باب کے عنوان کا معنیٰ یہ ہے کہ جس نے قابلِ انتفاع سے پہلے پھل بیچا پھر اس پر آفت آگئی تو وہ بیچنے والے کے مال سے ضائع ہوگا اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ پھل کی بیع صحیح ہے اگرچہ وہ نفع اُٹھانے کے قابل نہ ہو کیونکہ جب وہ خراب نہیں ہوا تو بیع صحیح ہے۔ عنوان سے حدیث کی موافقت اس طرح ہے کہ جب پھل پر آفت آگئی حالانکہ خریدار نے قبضہ میں نہ لیا تھا تو وہ بائع کے ذمہ تھا اور جب خریدار قبضہ کرے تو وہ اس کا مال شمار ہوتا ہے۔ جمہور علماء سلف، سفیان اور امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد، شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ فروخت شدہ پھل تھوڑا ہو یا زیادہ ہو اس پر مشتری نے قبضہ کر لیا ہو پھر اس پر آفت آجائے تو وہ مشتری کے مال سے ضائع ہوگا اور اگر اُس نے قبضہ نہ کیا ہو اور وہ بیچنے والے کے ہاتھ میں ہو پھر اس پر آفت آجائے تو ثمن باطل ہے اور مشتری بائع سے اسے وصول کرے گا کیونکہ جب پھل تلف ہو گیا اور خریدار کی ادائیگی سے پہلے ہو گیا تو مشتری سے ثمن لینا باطل ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا أَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَيْرٍ مِنْهُ

۲۰۶۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ

— جنیبا۔

باب — کچھ مدّت کے وعدہ پر غلّہ خریدنا

ترجمہ : اعمش نے کہا ہم نے ابراہیم نخعی کے پاس قرض میں گرو رکھنے کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں۔ پھر اسود نے

۲۰۶۲ — ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ایک مدت کے وعدہ پر غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنی زرہ رہن رکھی۔ (حدیث ۱۹۴۰ کی شرح کا مطالعہ کریں)

باب جب اچھی کھجور کے عوض خراب کھجور بیچنے کا ارادہ کیا

ترجمہ : ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۲۰۶۳ — جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا عامل مقرر کیا وہ اچھی کھجوریں لایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہیں اس نے کہا نہیں بخدا یا رسول اللہ! ہم اس کے ایک صاع دو صاع کے عوض لیتے ہیں۔ اور دو صاع تین صاع کے عوض لیتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کرو ردی کھجوریں دراہم کے عوض بیچو پھر دراہم سے اچھی کھجوریں خریدو۔

۲۰۶۳ — شرح : جنیب عمدہ کھجوریں ہیں اور "جمع" ردی کھجوریں ہیں۔ اس حدیث سے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَبْضِ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ اَوْ اَرْضًا مَزْرُوْعَةً اَوْ بِاِجَارَةٍ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِیْ اِبْرَاهِیْمُ ثَنَا هِشَامٌ اَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ مُلَیْکَةَ یُخْبِرُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَی ابْنِ عُمَرَ اَیُّمَا نَخْلٍ بِیْعَتْ قَدْ اُبِّرَتْ لَمْ یُذْکَرِ الثَّمَرُ فَالثَّمَرُ لِلَّذِیْ اَبَّرَهَا وَکَذٰلِکَ الْعَبْدُ وَالْحَرْثُ سَمّٰی لَهٗ نَافِعٌ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَ۔

بعض شافعیہ نے استدلال کیا کہ حیلہ حرام نہیں یعنی اگر کوئی کسی شخص کو ایک سو درھم دو سو درھم کے عوض دینا چاہے تو اس کے پاس کپڑا دو سو درہم کے عوض فروخت کر دے پھر اس سے ایک سو درہم سے خریدے اس طرح ایک سو درہم نفع حاصل کرے گا اور سود سے بھی بچ جائیگا اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی سے فرمایا یہ کھجوریں بیچ دو اور ان کی ثمن سے وہ خریدلو اور مشتری یا غیر مشتری میں کوئی امتیاز نہ کیا۔ معلوم ہوا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے مذہب میں یہ حرام نہیں البتہ امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما اسے حرام قرار دیتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمدہ طعام پسند کرنا بہتر ہے۔ ابن جوزی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ کھجوریں لینے میں اختیار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ نفس کا حق ادا کرنے کے لئے اس سے آسانی کرنی چاہیئے برعکس جاہل خود ساختہ صوفیوں کے وہ اپنے نفوس پر اتنا بوجھ ڈال دیتے ہیں جو ان کی طاقت سے باہر ہوتا ہے۔ وہ سنت سے ناواقف ہونے کے باعث ایسا کرتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خرید و فروخت میں وکالت جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

باب ــــ جس نے تابیر کردہ کھجوریں بیچیں یا مزروعہ زمین بیچی یا ٹھیکہ پر دی ــــ"

ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا مجھے ابراہیم نے کہا ہمیں ہشام نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم سے ابن جُریج نے بیان کیا کہ میں نے ابن ابی مُلَیکہ کو ابن عمر کے مَوْلیٰ نافع سے خبر دیتے ہُوئے سُنا کہ جب بھی کھجور کے درخت بیچے جائیں حالانکہ وہ پیوند لگے ہُوئے ہیں اور اس میں پھل کا ذکر نہ کیا جائے تو پھل اس کا ہے جس نے پیوند لگایا ہے۔ ایسے ہی غلام اور کھیت کا حال ہے۔ نافع نے ان سے ان تینوں کا ذکر کیا۔

marfat.com

Marfat.com

۲۰۶۴ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ ۔

۲۰۶۴ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پیوند لگے ہوئے کھجور کے درخت بیچے ان کا پھل بائع کا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط لگالے ۔

۲۰۶۳ ، ۲۰۶۴ ـــ شرح : تابیر ، کا معنی پیوند لگانا ہے۔ "ابراہیم" یہ ابراہیم بن موسیٰ فرآء رازی صغیر ہے ۔ یہ امام بخاری کے ان مشائخ میں سے ہیں جن سے انھوں نے مذاکرہ میں حدیث سُنی ۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے پیوند لگے ہوئے کھجور کے درخت بیچے اور پھل کا ذکر نہیں کیا کہ وہ کس کا ہے ۔ تو وہ بائع کا ہوگا اور اگر وہ شرط لگائیں کہ پھل خریدار کا ہے تو وہ اس کا ہوگا بائع کا نہ ہوگا ۔ یہی حال غلام کا ہے کہ جب حاملہ لونڈی بیچی جائے اور اس کا بچہ غلام اس سے جُدا ہو تو وہ بائع کا ہے اور اگر بچہ پیٹ میں ہو اور ابھی تک اس کا ظہور نہ ہُوا ہو تو وہ مشتری کا ہے ۔ اس کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ جو کوئی غلام خریدے اور اس کا مال ہو تو وہ مال بائع کا ہے مگر یہ کہ مشتری اس کی شرط لگالے تو وہ مشتری کا ہے ۔ یہ معنی اس مذہب کے مطابق ہے جس میں عبد مالک ہوتا ہے ۔ مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ جو کوئی پیوند لگانے سے پہلے کھجور کا درخت بیچے تو اس کا پھل بائع کا ہے مگر یہ کہ مشتری اس کی شرط لگالے کہ پھل بھی مشتری کا ہوگا اور جو کوئی غلام بیچے تو اس کا مال بائع کا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط لگالے ۔ اسی طرح کھیت ہے کہ جو کوئی کھیت فروخت کرے اور اس میں فصل لگی ہُوئی ہو تو وہ بائع کی ہے ۔ اس حدیث سے امام مالک شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ جو کوئی کھجور کا درخت بیچے حالانکہ اس کو پیوند لگایا گیا ہے اور خریدار نے پھل کی شرط نہ لگائی ہو تو پھل بائع کا ہے اور وہ کاٹنے تک کھجور پر رہے گا ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پیوند لگایا جائے یا نہ لگایا جائے اس کا پھل بہرحال بائع کا ہے اور خریدار سے یہ مطالبہ کرسکتا ہے کہ اسے فوراً درخت سے اُتار لے اور کاٹنے تک باقی نہ رہنے دے ۔ اور اگر بائع نے کاٹنے تک پھل رکھنے کی شرط لگائی تو بیع فاسد ہوگی ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ان حضرات ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا حدیث میں اختلاف کے ماخذ کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کو بطور لفظ اور معقول استعمال کیا ہے اور امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے بطور لفظ اور دلیل استعمال کیا ہے ۔ اس کا بیان یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے دونوں حال میں پھل بائع کے لئے کہا ہے اور انھوں نے کہا پیوند کا ذکر پیوند سے قبل پر تنبیہ ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ كَيْلًا ۲۰۶۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ يَبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهٖ اِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَاِنْ كَانَ كَرْمًا اَنْ يَبِيْعَهٗ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا وَاِنْ كَانَ زَرْعًا اَنْ يَبِيْعَهٗ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ

اس کو اصولِ فقہ میں "معقول الخطاب" کہتے ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا مسکوت عنہ کا حکم وہی ہے جو منطوق کا حکم ہے اصولِ فقہ میں اس کو دلیل الخطاب کہتے ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا بہرحال پھل خریدار کے لئے ہے۔ پیوند لگایا جائے یا نہ لگایا جائے۔ لیکن یہ مذہب صراحۃً حدیث کے خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — کھیتی کو غلّہ کے عوض بحسابِ ناپ بیچنا

۲۰۶۵ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُزَابَنَہ سے منع فرمایا وہ یہ کہ اس کے باغ کا پھل اگر کھجور ہو تو خشک کھجور کے عوض ناپ کے حساب سے بیچے اور اگر انگور ہو تو اس کو منقّی کے عوض ناپ کے حساب سے بیچے یا کھیتی ہو تو اس کو غلہ کے عوض ناپ کے حساب سے بیچے ان تمام سے منع فرمایا۔

۲۰۶۵ — شرح: اس حدیث میں تین احکام ہیں۔ اوّل یہ کہ کھجور سے لگی ہوئی کھجوریں خشک کھجور کے عوض بیچنا اس کو بیع مزابنہ کہتے ہیں۔ یہ جائز نہیں دوسرے یہ کہ درخت سے لگے ہوئے انگور ناپ کے حساب سے منقی سے بیچنا یہ بھی مُزَابَنَہ ہے اور جائز نہیں تیسرے یہ کہ کھیتی میں فصل کو غلہ کے عوض ناپ کے حساب سے بیچنا اس کو مُحَاقَلَہ کہتے ہیں۔ یہ بھی جائز نہیں۔

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ بِأَصْلِهِ

۲۰۶۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا امْرِئٍ ابْتَاعَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ أَصْلَهَا فَلِلَّذِي أَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ ۔ بَابُ بَيْعِ الْمُخَاضَرَةِ

۲۰۶۷ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ وَهْبٍ ثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ ثَنِي أَبِي ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُخَاضَرَةِ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَالْمُزَابَنَةِ ۔

۲۰۶۸ — قُتَيْبَةُ ثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى تَزْهُوَ فَقُلْنَا لِأَنَسٍ مَا زَهْوُهَا قَالَ تَحْمَرُّ أَوْ تَصْفَرُّ أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ تَسْتَحِلُّ مَالَ أَخِيكَ ۔

باب — درخت جڑ سمیت بیچنا

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم

۲۰۶۶ — صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی کوئی آدمی کھجور کو پیوند لگائے پھر اسے بیچ دے تو اس کا پھل اس کا ہے جس نے پیوند لگایا ہو مگر یہ کہ خریدار شرط لگالے ۔

باب — مُخاضرہ کی بیع

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ

۲۰۶۷ — صلی اللہ علیہ وسلم نے مُحاقلہ ، مُخاضرہ ، مُلامسہ ، مُنابذہ اور مُزابنہ سے منع فرمایا ۔

۲۰۶۸ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور سے لگے ہوئے پھل کو خشک کھجور کے عوض بیچنے سے منع فرمایا حتی کہ زَہو ہو جائے ہم نے انس سے کہا زَہو کیا چیز ہے انھوں نے کہا سُرخ اور زرد ہو جائے مجھے بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ پھل روک لے تو کس کے عوض تم اپنے بھائی کا مال کھاؤ گے ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الْجُمَّارِ وَاَكْلِهِ ۲۰۶۹ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَاْكُلُ جُمَّارًا فَقَالَ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةٌ كَالرَّجُلِ الْمُؤْمِنِ فَاَرَدْتُ اَنْ اَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ فَاِذَا اَنَا اَحْدَثُهُمْ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ ۔

۲۰۶۷ ، ۲۰۶۸ ـــــ

شرح : اس حدیث میں بیع کی پانچ قسموں سے منع کیا گیا ہے۔ پہلے ابواب میں سب کی تفاسیر گزر چکی ہیں بعض روایات میں مُخَاضَرَہ کا معنی یہ کیا گیا ہے کہ پھل پکنے سے پہلے اور کھیتی پکنے سے پہلے بیچنا۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء نے اس بات میں اتفاق کیا ہے کہ سبز کھیتی کی بیع جائز نہیں لیکن جانوروں کے چارہ کے لئے جائز ہے اور سبزیاں جب زمین سے اُٹھالی جائیں تو ان کی بیع جائز ہے۔ زمین میں چھپی ہوئی سبزیوں کو خریدنے کو بھی مُخَاضَرَہ کہتے ہیں جیسے مولی گاجر، شکر قندی، گندھنا، پیاز اور لہسن وغیرہ۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ان سب کی بیع جائز ہے جبکہ وہ صاف باہر نکال لی جائیں اور خراب نہ ہوں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زمین میں غائب سبزیوں کی بیع جائز ہے لیکن جب نکال کر دیکھے تو اختیار رہے چاہے لے یا نہ لے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بیع جائز نہیں اس میں دھوکہ ہے۔ خربوزے اور تربوز اور ہر وہ بیل جس میں یکے بعد دیگرے پھل لگتا ہے کی بیع میں اختلاف ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ نفع اُٹھانے کے قابل ہو جائیں تو ان کی بیع جائز ہے اور بعد میں جو پھل ظاہر ہوتا رہے گا وہ مشتری کا ہوگا حتیٰ کہ پھل لگنا ختم ہو جائے کیونکہ لوگوں کو اس کے ختم کا وقت معلوم ہوتا ہے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا دوسرے پھل کی بیع جائز نہیں جب تک وہ کھانے کے قابل نہ ہو جیسے پہلے پھل کی بیع قابلِ انتفاع ہونے کے بعد جائز ہے۔ کیونکہ یہ مَعْدُوْم کی بیع ہے اور مَعْدُوْم کی بیع جائز نہیں۔

باب کھجور کے گابھ کا بیچنا اور کھانا

۲۰۶۹ ـــــ

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اور آپ کھجور کی گابھ کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ہے جو مومن مرد جیسا ہے میں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اچانک میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کمسن تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔

۲۰۶۹ ـــــ شرح : حدیث میں صرف جمار کھانے کا ذکر ہے۔ جمار فروخت کرنے کا ذکر نہیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَجْرَى اَمْرَ الْاَمْصَارِ عَلٰى مَا يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ فِي الْبُيُوْعِ وَالْاِجَارَةِ وَالْمِكْيَالِ وَالْوَزْنِ وَسُنَّتِهِمْ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ وَمَذَاهِبِهِمُ الْمَشْهُوْرَةِ وَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْغَزَّالِيْنَ سَنَّتُكُمْ بَيْنَكُمْ وَقَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ لَا بَأْسَ الْعَشَرَةُ بِاَحَدَ عَشَرَ وَيَاْخُذُ لِلنَّفَقَةِ رِبْحًا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاكْتَرَى الْحَسَنُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّدَاسٍ حِمَارًا فَقَالَ بِكَمْ فَقَالَ بِدَانِقَيْنِ فَرَكِبَهُ ثُمَّ جَاءَ مَرَّةً اُخْرٰى فَقَالَ الْحِمَارَ الْحِمَارَ فَرَكِبَهُ وَلَمْ يُشَارِطْهُ فَبَعَثَ اِلَيْهِ بِنِصْفِ دِرْهَمٍ -

---

حالانکہ عنوان میں دونوں مذکور ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جمار کا کھانا اور بیچنا مباح ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور جسے کھایا جائے اس کی بیع بھی جائز ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مجلس و محفل میں اکابر موجود ہوں۔ اصاغر کو ان کے آداب کا لحاظ کرنا چاہیئے!

باب ـــــ جس نے شہروں کا حکم خرید و فروخت۔ ٹھیکہ اور ناپ تول میں لوگوں کے عرف، رسم و رواج، نیتوں اور مشہور طریقوں پر جاری کیا اور قاضی شُریح نے سُوت فروخت کرنے والوں سے کہا تمہارے آپس کے معاملات میں تمہارا طریقہ معتبر ہے۔ عبدالوہاب نے ایوب کے ذریعہ محمد بن سیرین سے روایت کی دس درہم کی خریدی ہوئی شئ گیارہ درہم سے بیچنے میں کوئی حرج نہیں اور خرچہ کے عوض نفع لے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند سے فرمایا رواج کے مطابق اتنا لو جو تجھے اور تیرے بچوں کے لئے کافی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو فقیر ہو وہ معروف طریقہ سے کھائے حسن بصری نے عبداللہ بن مرداس سے کرائے پر گدھا لیا تو پوچھا کتنا کرایہ ہوگا اُس نے کہا دو دانق تو وہ سوار ہوگئے پھر دوسری بار آئے اور کہنے لگے۔ گدھا لاؤ

marfat.com
Marfat.com

۲۰۷۰ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ حَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوطَيْبَةَ فَاَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَاَمَرَ اَهْلَهُ اَنْ يُّخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ

۲۰۷۱ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ثَنَا هِشَامٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ فَرْقَدٍ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا اَكَلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ۔

۲۰۷۲ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُونُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هِنْدُ اُمُّ مُعَاوِيَةَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ اَنْ اٰخُذَ مِنْ مَالِهِ سِرًّا قَالَ خُذِي اَنْتِ وَبَنُوكِ مَا يَكْفِيكِ بِالْمَعْرُوفِ۔

اور اس پر سوار ہو گئے اور کوئی شرط نہ کی اور اس کو نصف درہم بھیج دیا۔

شرح : اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر شہر کے لوگوں کے رسم و رواج اور عرف و عادت پر اعتماد ہے اور اسی پر احکام جاری ہوں گے۔ غَزَّالِین ،، سوت کے تاجر ہیں۔ یعنی قاضی شریح نے سوت کے تاجروں سے کہا جبکہ وہ کسی معاملہ میں ان کے پاس جھگڑا لے گئے اور کہنے لگے ہمارا آپس میں طریقہ اور رواج یہ ہے تو انھوں نے کہا تم اپنے راہ و رسم اور طریقوں پر معاملہ صاف کر لو۔ عبدالوہاب نے بواسطہ ایوب محمد بن سیرین سے روایت کی کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ جس چیز کو دس دراہم سے خریدے اس کو گیارہ درہم سے بیچ دے۔ جبکہ ان میں یہ معروف ہو اور خرچہ کے عوض نفع لے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عرف کے مطابق ہند کو خرچ کرنے کی اجازت دی۔ ہند بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہے۔ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئی اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یتیم کی کفالت کرنے والے فقیر متولی کو اس کے مال سے معروف طریقہ سے کھانے کی اجازت دی۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوسری بار گدھے کا کرایہ طے نہ کیا اور سوار ہو گئے کیونکہ پہلی دفعہ کرایہ معلوم ہو چکا تھا۔ اس لئے انھوں نے گدھے کے مالک کو دو دانق کی بجائے نصف درہم بھیج دیا اور کرم و سخا کے طور پر ایک دانق زیادہ دیا۔ ایک دانق درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے اور نصف درہم کے تین دانق بنتے ہیں۔

۲۰۶۹ ـــــ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الشَّرِيْكِ مِنْ شَرِيْكِهٖ

۲۰۷۳ ـــــ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِیْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ ۔

۲۰۷۰ ـــــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطیبہ نے پچھنے لگائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک صاع کھجور دینے کا حکم فرمایا اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کا خراج کم کردیں ۔

۲۰۷۱ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا امیر معاویہ کی والدہ ہند نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل مرد ہے کیا میرے لئے کوئی حرج ہے ؟ کہ چپکے چپکے اس کے مال سے کچھ لے لیا کروں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اور تمہاری اولاد کو رواج کے مطابق جس قدر کافی ہو لے لیا کرو ۔

۲۰۷۰ ، ۲۰۷۱ ـــــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور حجام سے پچھنے لگوانے میں کوئی اُجرت مقرر نہ کی اور عرف پر اعتماد فرمایا ۔ اس کی تفصیل حدیث ۱۹۷۴ کی شرح میں دیکھیں ۔

بعض علماء نے ہند ،، کی حدیث سے استدلال کیا کہ غائب پر قضاء جائز ہے ۔ کیونکہ ہند کا شوہر ابوسفیان غائب تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مال میں فیصلہ فرمایا ۔ مگر یہ استدلال تام نہیں کیونکہ ہند کے سوال کے وقت وہ وہاں موجود تھے ۔ فیصلہ کے بعد انھوں نے ہند سے کہا تم جو بھی خرچ تمہیں اجازت ہے ۔ لہذا قضاء علی الغائب کے لئے اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے ثابت ہے کہ بیوی اور چھوٹی اولاد کا خرچہ بقدر کفائت ہے ۔

۲۰۷۲ ـــــ ترجمہ : ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو مال دار ہو وہ بچے اور جو فقیر ہو وہ رواج کے مطابق کھائے ،، یہ آیت کریمہ یتیم کے ولی کے حق میں نازل ہوئی جو اس کی سرپرستی کرتا ہے ۔ اور اس کے مال کی حفاظت کرتا ہے اگر وہ فقیر ہو تو رواج کے مطابق اس کے مال سے کھائے ،،

یتیم کا والی وہ ہے جو اس کے امور کی نگرانی کرتا ہے اور اس کی سرپرستی کرتا ہے اور اس کی اور اس کے مال کی حفاظت میں مصروف رہتا ہے اس کے جائز ہے کہ عرف اور رسم و رواج کے مطابق یتیم کے مال سے کھائے اور

marfat.com
Marfat.com

(فضول خرچ نہ کرے اور نہ ہی اس کو جلدی کھانے کی کوشش کرے)

باب — ایک شریک کا دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کرنا

۲۰۷۲ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ ہر اس چیز میں قرار دیا جو تقسیم نہ کیا گیا ہو اور جب حدود قائم ہو جائیں اور راستے پھیر دیئے گئے ہوں تو شفعہ نہیں۔

۲۰۷۳ — شرح : شفعہ شفیع کے ساتھ قائم ہوتا ہے اور جس وقت اُس نے مشترکہ مکان لیا جبکہ وہ فروخت ہُوا تو گویا اُس نے اپنے شریک سے خریدا لہٰذا اس پر شریک کا دُوسرے کے ساتھ بیع کرنا صادق آتا ہے۔ اس طرح یہ حدیث باب کے عنوان کے موافق ہے۔

شفعہ کی دو قسمیں ہیں اوّل یہ کہ مکان یا زمین غیر منقسمہ میں دو شخص شریک ہوں ان میں سے ایک آدمی اپنا حصہ بیچنا چاہے تو اس کے شریک کو خریدنے کی اولیت حاصل ہے اس کو شفعہ شریک کہا جاتا ہے۔ جب تک وہ ساتھی کو خبردار نہ کرے اپنا حصہ فروخت نہیں کر سکتا اگر شریک کو اطلاع کئے بغیر مکان یا زمین بیچ دی تو شفعہ کر سکتا ہے اس کا ہمسایہ شفعہ نہیں کر سکتا۔ حضرات ائمہ کرام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ اُنھوں نے بخاری کی اس حدیث سے استدلال کیا۔ نیز مسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مشترکہ غیر منقسمہ زمین وغیرہ میں شفعہ ہے جب تک اپنے شریک کو بیچنے کی اطلاع نہ کرے وہ فروخت نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ اس کا شریک خریدنے یا نہ خریدنے کا فیصلہ کرلے۔ دوسری قسم شفعہ جوار ہے اور وہ یہ کہ کوئی شخص زمین یا مکان فروخت کرے تو اس کا ہمسایہ خریدنے کا زیادہ حقدار ہے۔ حضرات ائمہ کرام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا مذہب یہی ہے اُنھوں نے ترمذی کی صحیح حدیث سے استدلال کیا ہے کہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکان کا ہمسایہ مکان خریدنے کا زیادہ مستحق ہے۔ فقہاءِ احناف نے مکان یا زمین جو منقسم نہ ہو وہاں صرف شریک ملاصق (ساتھی) ہی شفعہ کا حقدار ہے۔ اگر زمین تقسیم ہو جائے تو تقسیم کرنے والا شریک ہی شفعہ کرے گا جس کے لئے راستہ اور پانی کا حق باقی ہے۔ ان کے بعد ہمسایہ شفع کرے گا جس کے مکان کی چھت وغیرہ اس کے مکان سے ملی ہوئی ہے اور اس کا دروازہ دوسری گلی میں ہے۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے جابر سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمسایہ شفعہ کا زیادہ حق رکھتا ہے اگر وہ غائب ہو اس کا انتظار کیا جائے جبکہ ان کا راستہ واحد ہو۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ شفعہ صرف غیر منقول زمین یا مکان میں جاری ہو سکتا ہے —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الْاَرْضِ وَالدُّوْرِ وَالْعُرُوْضِ مُشَاعًا غَيْرَ مَقْسُوْمٍ۔

۲۰۷۴ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَضَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِیْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

۲۰۷۵ ـــــ مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بِهٰذَا وَقَالَ فِیْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ تَابَعَهٗ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِیْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِیِّ۔

باب ـــــ مشترکہ زمین، مکانات اور سامان جو غیر منقسم ہوں کا بیچنا ـــــ"

۲۰۷۴ ـــــ ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حکم ہر اس شئی میں فرمایا جو تقسیم کی گئی ہو اور حدیں قائم کر دی جائیں اور راستے علیحدہ علیحدہ کر دیئے جائیں تو شفعہ نہیں۔

۲۰۷۴ ـــــ شرح: شفعہ صرف زمین اور مکان میں ہو سکتا ہے اور مشترک سامان کی بیع میں شفعہ نہیں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روضہ میں ذکر کیا کہ اشیاء منقولہ میں شفعہ نہیں اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ ان کو تنہا بیچا جائے یا زمین کے ہمراہ بیچا جائے اور زمین میں شفعہ ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ زمین کا حصہ تنہا بیچا جائے یا کسی منقول کے ہمراہ بیچا جائے اور کوئی منقول شئی جو زمین میں ہمیشہ رہے جیسے درخت اور در و دیوار وغیرہ اگر ان کو تنہا بیچا جائے تو شفعہ نہیں یہی صحیح ہے۔

۲۰۷۵ ـــــ ترجمہ: مسدد نے بیان کیا کہ ہمیں عبدالواحد نے یہی خبر دی اور کہا ہر غیر منقسم میں اس کی ہشام نے معمر سے روایت کرنے میں متابعت کی عبدالرزاق نے کہا "فِیْ كُلِّ مَالٍ" اس کی عبدالرحمٰن بن اسحاق نے زہری سے روایت کی۔

۲۰۷۵ ـــــ شرح: یعنی قولہ فِیْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ" میں اختلاف ہے محمد بن محبوب کی روایت میں فِیْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ" یعنی ہر غیر منقسم شئی میں شفعہ ہے اور مسدد کی روایت میں "فِیْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ یعنی ہر غیر منقسم مال میں شفعہ ہے۔ ہشام نے معمر سے "فِیْ كُلِّ مَالٍ لَمْ يُقْسَمْ" روایت کرنے میں عبدالواحد کی متابعت کی ہے اور عبدالرزاق نے معمر سے فی کل مال ہی سے روایت کیا ہے!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا لِغَيْرِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَرَضِيَ

۲۰۷۶ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَرَجَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ يَمْشُونَ فَأَصَابَهُمُ الْمَطَرُ فَدَخَلُوا فِي غَارٍ فِي جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِمْ صَخْرَةٌ قَالَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ادْعُوا اللّٰهَ بِأَفْضَلِ عَمَلٍ عَمِلْتُمُوهُ فَقَالَ أَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ إِنِّي كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَرْعَى ثُمَّ أَجِيءُ فَأَحْلُبُ فَأَجِيءُ بِالْحِلَابِ فَأَتِي بِهِ أَبَوَيَّ فَيَشْرَبَانِ ثُمَّ أَسْقِي الصِّبْيَةَ وَأَهْلِي وَامْرَأَتِي فَاحْتَبَسْتُ لَيْلَةً فَجِئْتُ فَإِذَا هُمَا نَائِمَانِ قَالَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمَا حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ قَالَ فَفَرَجَ عَنْهُمْ فَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي كُنْتُ أُحِبُّ امْرَأَةً مِنْ بَنَاتِ عَمِّي كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرَّجُلُ النِّسَاءَ فَقَالَتْ لَا تَنَالُ ذٰلِكَ مِنْهَا حَتَّى تُعْطِيَهَا مِائَةَ دِينَارٍ فَسَعَيْتُ فِيهَا حَتَّى جَمَعْتُهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ وَتَرَكْتُهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً قَالَ فَفَرَجَ عَنْهُمُ الثُّلُثَيْنِ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقٍ مِنْ ذُرَةٍ فَأَعْطَيْتُهُ فَأَبَى ذٰلِكَ أَنْ يَأْخُذَ فَعَمَدْتُ إِلَى ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهُ حَتَّى اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَعْطِنِي حَقِّي فَقُلْتُ انْطَلِقْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا فَقَالَ أَتَسْتَهْزِئُ بِي قَالَ قُلْتُ مَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ وَلٰكِنَّهَا لَكَ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فَكُشِفَ عَنْهُمْ۔

باب — جب کسی کے لئے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر خریدی اور وہ راضی ہو گیا،

marfat.com
Marfat.com

۲۰۷۶ ـــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تین آدمی چل رہے تھے ان کو بارش نے آلیا تو وہ پہاڑ کی ایک غار میں داخل ہو گئے ان پر ایک پتھر گر پڑا (جس سے غار کا منہ بند ہو گیا) انھوں نے ایک دوسرے کو کہا اللہ تعالیٰ سے افضل عمل کے وسیلہ سے دعاء کرو جو تم نے کیا ہے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے میں باہر جاتا اور جانور چراتا پھر آتا اور دودھ دوہتا اور دودھ کا برتن لے کر اپنے ماں باپ کے پاس آتا تھا وہ دودھ پی لیتے تو پھر بچوں اور گھر والوں اور بیوی کو پلایا کرتا تھا۔ ایک رات میں رک گیا اور دیر سے آیا تو وہ دونوں سو گئے تھے میں نے ان کو جگانا اچھا نہ سمجھا اور بچے میرے پاؤں کے پاس چلا رہے تھے فجر کے طلوع تک میرا اور ان کا یہی حال رہا اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضاء کی طلب کے لئے کیا ہے تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے ہم آسمان کو دیکھ سکیں چنانچہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔ دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں اپنے چچا کی بیٹی سے بہت ہی محبت کرتا تھا جیسے کوئی آدمی عورتوں سے محبت کرتا ہے۔ تو اس نے کہا تو اس سے وہ مقصد حاصل نہیں کر سکتا حتی کہ اسے ایک سو دینار دے میں نے کوشش کر کے ایک سو دینار جمع کر لیا جب میں اس کے آگے بیٹھا تو اس نے کہا اللہ سے ڈر اور ناحق مہر نہ توڑ (یہ سن کر) میں اٹھ کھڑا ہوا اور اسے چھوڑ دیا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ صرف تیری رضاء کی طلب کے لئے کیا تھا تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے تو وہ تہائی پتھر ہٹ گیا۔ تیسرے آدمی نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور ایک فرق جوار کے عوض اجرت پر لیا تھا میں نے اس کو وہ دیا اور اس نے لینے سے انکار کر دیا میں نے جوار کا فرق زمین میں بو دیا حتی کہ میں نے اس کے عوض گائے اور بیل اور ان کا چرواہا خرید لیا پھر وہ آدمی آیا اور کہنے لگا خدا کے بندے میرا حق مجھے دے دو۔ میں نے کہا یہ گائیں اور بیل اور ان کا چرواہا لے جاؤ یہ تمہارے ہیں اس نے کہا کیا میرے ساتھ مذاق کرتے ہو میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا ہوں لیکن یہ سب تمہارے ہیں۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیری رضاء کو طلب کرتے ہوئے کیا تھا تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے تو پتھر ان سے ہٹ گیا۔

۲۰۷۶ ـــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت دعا کرنا والدین کے ساتھ نیکی کرنا ان کی خدمت کرنا اور بیوی اور اولاد پر ان کو ترجیح دینا افضل عمل ہے۔ حرام کاموں سے بچنا خصوصاً جب ان پر قادر ہو اور کوئی مانع نہ ہوتے ہوئے بچنا بہترین عمل ہے اور امانت کا ادا کرنا افضل عمل ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات ثابت ہیں۔ اور کسی اجنبی کی کوئی چیز اس کے کہنے کے بغیر بیچ دینا اور اس میں تصرف کرنا جائز ہے جبکہ اس کے بعد مالک اس کو جائز قرار دے۔ اور پہلی امتوں کے احکام ہمارے لئے مشروع ہیں جبکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے منع نہ کرے کیونکہ مذکور حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مدح و ثناء یہ واقعہ ذکر فرمایا اور مذکور نیک اعمال کرنے والوں کی مدح فرمائی اور اس امر کو ثابت رکھا۔ اگر یہ ہماری شریعت میں جائز نہ ہوتا تو اس کی وضاحت فرما دیتے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس شخص نے کسی کے مال میں جو اس نے غصب کیا ہو یا اس کے پاس امانت پڑا ہوا ہو تجارت کی تو اس کا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَهْلِ الْحَرْبِ

۲۰۷۷ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ ثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوْقُهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا اَوْ عَطِيَّةً اَوْ قَالَ اَمْ هِبَةً قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً۔

نفع اس کے لئے جائز ہے جبکہ اصلِ مال اس کے مالک کو واپس کر دے۔ امام مالک سفیان ثوری اور امام ابو یوسف کا مذہب یہی ہے لیکن مستحب امر یہ ہے کہ اس سے بچے اور اس کا صدقہ کر دے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے لئے نفع جائز نہیں اور اس کا صدقہ کر دینا ضروری ہے۔ امام محمد اور زفر رحمہما اللہ بھی یہی کہتے ہیں اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ نفع صاحبِ مال کا ہے اور اس میں جو کمی بیشی ہوئی ہے وہ اس کا ضامن ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال کو اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ بنانا مستحب ہے۔ جب نیک اعمال کو وسیلہ بنانا مستحب ہے تو انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو بطریقِ اولیٰ وسیلہ بنانا جائز ہے۔ قرآن کریم میں "وَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا" یعنی وہ لوگ اس سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کو لڑائیوں میں فتح حاصل کرنے کے لئے وسیلہ بنایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے اے اللہ نبی آخر زمان کے وسیلہ ہم کو فتح و نصرت عطا فرما۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ مشرکوں اور حربیوں سے خرید و فروخت کرنا

۲۰۷۷ ـــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک لمبا آدمی مشرک بکھرے بالوں والا بکریاں ہانکتا ہوا آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان کو بیچے گا یا عطیہ دے گا یا فرمایا ہبہ کرے گا؟ اس نے کہا نہیں بلکہ بیچے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خرید لی۔

۲۰۷۷ ـــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں سے خرید و فروخت جائز ہے اور وہ اپنی اشیاء جو ان کے قبضہ میں ہیں کے مالک ہیں اور ان سے ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ عیاض بن حمار نے شرک کی حالت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ پیش کیا تھا تو آپ نے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا ہم مشرکوں کا عطیہ قبول نہیں کرتے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منسوخ ہے کیونکہ اکثر مشرکوں کا ہدیہ آپ نے قبول فرمایا چنانچہ مقوقس اور اکیدر دومہ نے آپ کو ہدایا بھیجے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائے۔ اور ان کا بدل بھی دیا کرتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ شِرَاءِ الْمَمْلُوكِ مِنَ الْحَرْبِيِّ وَهِبَتِهِ وَعِتْقِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَلْمَانَ كَاتِبْ وَكَانَ حُرًّا فَظَلَمُوهُ وَبَاعُوهُ وَسُبِيَ عَمَّارٌ وَصُهَيْبٌ وَبِلَالٌ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَادِّي رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ أَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُونَ۔

چنانچہ ایلہ کے بادشاہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجا اور آپ نے اس کو اپنی چادر دی۔ اس طرح فروہ جذامی نے آپ کو ہدیہ بھیجا جس کو آپ نے قبول فرمالیا اور صلح کے زمانہ میں ابوسفیان بن حرب کا ہدیہ آپ نے قبول فرمایا حالانکہ وہ اس وقت مشرک تھا۔

باب ــــ حربی کافر سے غلام خریدنا اور اس کا ہبہ کرنا اور آزاد کرنا

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی سے فرمایا کتابت کرلے اور وہ آزاد تھے لوگوں نے اس پر ظلم کیا اور اس کو فروخت کر دیا تھا۔ عمار بن یاسر، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم قید کرلئے گئے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" اللہ نے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت بخشی ہے تو جن لوگوں کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا رزق غلاموں اور لونڈیوں پر واپس نہیں کر دیتے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں کیا وہ لوگ اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟

باب تشریح : حضرت سلمان فارسی کا واقعہ یہ ہے کہ وہ حق کی طلب میں اپنے والد کو چھوڑ کر باہر نکل گئے وہ مذہباً مجوسی تھے اور مختلف راہبوں کے پاس گھومتے رہے جب ایک راہب مرجاتا تو وہ دوسرے راہب کے پاس چلے جاتے حتیٰ کہ آخری راہب نے ان کو مدینہ منورہ چلے جانے کا مشورہ دیا اور ان کو بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاچکے ہیں وہاں چلے جاؤ چنانچہ وہ اعراب کے ایک قافلہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے عازم ہوئے لیکن ان لوگوں نے دھوکہ کیا اور سلمان کو وادی القریٰ میں ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر اس یہودی سے بنی قریظہ کے دوسرے یہودی نے ان کو خرید لیا اور انھیں مدینہ منورہ لے آیا۔ جب

marfat.com
Marfat.com

۲۰۷۸ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ اَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ اِبْرَاهِيْمُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيْهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوْكِ اَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ دَخَلَ اِبْرَاهِيْمُ بِامْرَاَةٍ هِيَ مِنْ اَحْسَنِ النِّسَاءِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ اَنْ يَا اِبْرَاهِيْمُ مَنْ هٰذِهِ الَّتِيْ مَعَكَ قَالَ اُخْتِيْ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهَا فَقَالَ لَا تُكَذِّبِيْ حَدِيْثِيْ فَاِنِّيْ اَخْبَرْتُهُمْ اَنَّكِ اُخْتِيْ وَاللّٰهِ اِنْ عَلَى الْاَرْضِ مِنْ مُؤْمِنٍ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ فَاَرْسَلَ بِهَا اِلَيْهِ فَقَامَ اِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّاُ وَتُصَلِّيْ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَاَحْصَنْتُ فَرْجِيْ اِلَّا عَلٰى زَوْجِيْ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغَطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ قَالَ الْاَعْرَجُ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ اللّٰهُمَّ اِنْ يَّمُتْ يُقَلْ هِيَ قَتَلَتْهُ فَاُرْسِلَ ثُمَّ قَامَ اِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّاءُ وَتُصَلِّيْ وَتَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَاَحْصَنْتُ فَرْجِيْ اِلَّا عَلٰى زَوْجِيْ فَلَا تُسَلِّطْ عَلٰى هٰذَا الْكَافِرِ فَغَطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ اِنْ يَّمُتْ يُقَلْ هِيَ قَتَلَتْهُ فَاُرْسِلَ فِي الثَّانِيَةِ اَوْ فِي الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَرْسَلْتُمْ اِلَيَّ اِلَّا شَيْطَانًا اِرْجِعُوْهَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاَعْطُوْهَا اٰجَرَ فَرَجَعَتْ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَتْ اَشَعَرْتَ اَنَّ اللّٰهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَاَخْدَمَ وَلِيْدَةً۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور سلمان نے آپ میں علامات نبوت دیکھے تو مسلمان ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کتابت کرلو اور وہ اڑھائی سو سال زندہ رہے۔ ایک روایت کے مطابق ساڑھے تین سو سال زندہ رہے اور ۳۶ ہجری میں مدائن میں ان کی وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اگرچہ دراصل آزاد تھے مگر بظاہر وہ غلام ہو چکے تھے اس لئے ظاہری صورت کے اعتبار سے آپ نے ان کو کتابت کر لینے کا حکم فرمایا کہ فدیہ دے کر اپنی جان کو آزاد کرالیں اور لوگوں کے ظلم سے نجات حاصل کریں۔ عمار بن یاسر کی والدہ سمیہ ہے۔ وہ ابوحذیفہ بن مغیرہ کی لونڈی تھی انھوں نے یاسر سے اس کا نکاح کر دیا اور اس سے عمار پیدا ہوئے تو ابوحذیفہ نے لونڈی کو آزاد کر دیا لہٰذا عمار ابوحذیفہ کے مولیٰ تھے ـــ (آزاد کردہ غلام)۔

marfat.com
Marfat.com

(۱) صہیب رضی اللہ عنہ ابن سنان رومی ہیں دراصل وہ عربی ہیں اور موصل کے علاقہ میں اچھے نام سے یاد کئے جاتے تھے رومیوں نے اس علاقہ پر حملہ کیا اور صہیب کو قید کر کے لے گئے جبکہ وہ بہت چھوٹے تھے پھر ان کو رومیوں سے قبیلہ کلب نے خرید لیا اور ان کو مکہ لے آئے اور عبداللہ بن جدعان نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ یہ تینوں حضرات کفار کے ہاتھوں میں قید تھے اور قید و بند کی صعوبتیں جھیلتے رہے لیکن انہوں نے اپنے دامن سے اسلام کو دور نہ ہونے دیا۔ بالآخر وہ کامیاب ہو گئے رضی اللہ عنہم۔

(۲) بلال بن رباح رضی اللہ عنہ بنی جمح کے غلام تھے ان کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کے ساتھ ہجرت کی اور ان کو لے کر ایک شہر پہنچے جہاں بادشاہوں

۲۰۷۸ ——

میں سے ایک بادشاہ یا جابروں میں سے ایک جابر تھا اس سے کہا گیا ابراہیم "علیہ السلام" ایک ایسی عورت لائے ہیں جو سب عورتوں سے خوبصورت ہے۔ اس نے ابراہیم "علیہ السلام" کو پیغام بھیجا کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے پھر سارہ کے پاس تشریف لے گئے اور کہا تم نے میرے کلام کو جھٹلانا نہیں ہوگا۔ کیونکہ میں نے ان لوگوں کو بتایا ہے کہ تو میری بہن ہے۔ بخدا! اس زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مومن نہیں (یہ کہہ کر) انھوں نے سارہ کو اس ظالم کے پاس بھیج دیا۔ وہ ظالم سارہ کے پاس جانے کے لئے اٹھا اور سارہ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھنے لگیں اور اللہ سے دعا کی اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ کو اپنے شوہر کے سوا محفوظ رکھا ہے تو اس کافر کو میرے اوپر مسلط نہ کر وہ زمین پر گرا اور اس کا سانس رکنے لگا حتی کہ زمین پر پاؤں مارنے لگا۔ اعرج نے کہا ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ نے کہا سارہ نے کہا اے اللہ! اگر یہ ظالم مر گیا تو کہا جائیگا کہ اس کو "سارہ" نے قتل کیا ہے چنانچہ وہ درست ہو گیا پھر سارہ کی طرف اٹھ کر جانے لگا تو وہ اٹھیں وضو کیا اور نماز پڑھی اور دعا کی کہ اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنی شرمگاہ اپنے شوہر کے سوا محفوظ رکھی ہے تو اس کافر کو میرے اوپر مسلط نہ کر۔ وہ زمین پر گرا اور اس کا سانس رکنے لگا حتی کہ زمین پر پاؤں مارنے لگا۔ عبدالرحمن نے کہا ابوسلمہ نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سارہ نے کہا اے اللہ! اگر یہ مر گیا تو کہا جائیگا اس عورت نے اس کو قتل کیا ہے وہ دوسری بار یا تیسری بار پھر درست ہو گیا۔ اور کہنے لگا بخدا! تم نے میرے پاس نہیں بھیجا مگر شیطان کو۔ اس کو ابراہیم کے پاس لے جاؤ اور اس کو آجرہ "لونڈی" دو چنانچہ سارہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹیں اور کہا کیا پتہ چلا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو ذلیل کیا اور اس نے ایک لونڈی خدمت کرنے کے لئے دی ہے۔

۲۰۷۸ —— شرح: جابر کافر بادشاہ نے جناب سارہ علیہا السلام کو خدمت کے لئے ہاجر علیہا السلام دی جو اس وقت لونڈی تھی تو اسے سارہ علیہا السلام نے قبول فرمالیا یہ کافر کی طرف سے مسلمان کے لئے ہبہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر اپنی ملک میں تصرف کر سکتا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کیوں جھوٹ بولا اس کا جواب

marfat.com
Marfat.com

۲۰۷۹ ـــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِيْ غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ اَخِيْ عُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلَيَّ اَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ اِلٰى شَبَهِهٖ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هٰذَا اَخِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِيْ مِنْ وَلِيْدَتِهٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَبَهِهٖ فَرَاٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ فَلَمْ تَرَهُ سَوْدَةُ قَطُّ۔

یہ ہے کہ یہ جھوٹ نہیں کیونکہ ان کی مراد یہ تھی کہ تو میری اسلامی بہن ہے اسی لئے فرمایا اس زمین پر تیرے اور میرے سوا کوئی مسلمان نہیں گویا ہم دونوں اسلامی بہن بھائی ہیں اور مومن سب ایک دوسرے کے بہن بھائی ہوتے ہیں فقہاء کہتے ہیں کہ اگر کسی ظالم نے کسی شخص کی امانت غصب کرنے کا ارادہ کیا تو امانت رکھنے والے کے لئے ضروری اور واجب ہے کہ وہ اس کا انکار کر دے اور اس کی جگہ بتانے سے جھوٹ بول دے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بہن کہنے میں کیا فائدہ تھا جبکہ ظالم نہ کسی کی بہن کا خیال کرتا ہے اور نہ بیوی وغیرہ کا لحاظ کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جابر کافر کی یہ عادت تھی کہ وہ کسی کی بہن سے بدکاری نہ کرتا تھا یا وہ ان عورتوں سے بدکاری کرتا تھا جن کے شوہر ہوں یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خیال تھا کہ اگر اس کو یہ پتہ چل گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہے تو وہ اس کے حصول کے لئے طلاق لینے کی ناپاک کوشش کرے گا یا آپ کو قتل کر دے گا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میری بہن ہے اور اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو تو ظہار نہ ہوگا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حرف شرط شک کے لئے استعمال ہوتا ہے اور سیدہ سارہ علیہا السلام کا ایمان قطعی اور حتمی تھا تو "اِنْ كُنْتُ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ" یعنی اگر میں تیرے اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں" کا کیا معنی ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدہ سارہ علیہا السلام کا ایمان حتمی تھا لیکن کسر نفسی کے طور پر انھوں نے فرضاً یہ فرمایا تھا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کو کافر کوئی شئی ہبہ کر دے تو جائز ہے اور ظالم بادشاہ کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے جبکہ سیدہ سارہ علیہا السلام نے ہاجرہ کو قبول کیا تھا اور شارع علیہ السلام نے اس پر سکوت فرمایا واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۰۷۹ ـــــ ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ نے ایک بچے کے متعلق جھگڑا کیا۔ حضرت سعد نے کہا یا رسول اللہ! یہ بچہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا لڑکا ہے اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے آپ اس کی شکل وصورت دیکھیں (وہ میرے بھائی سے ملتی ہے) اور عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے میرے بھائی کے بستر پر ان کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے۔ جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

۲۰۸۰ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِصُهَيْبٍ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَدَّعِ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْكَ فَقَالَ صُهَيْبٌ مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا وَاَنِّيْ قُلْتُ ذٰلِكَ وَلٰكِنِّيْ سُرِقْتُ وَاَنَا صَبِيٌّ ۔

صلی اللہ علیہ والسلام نے اس کی شکل دیکھی تو عتبہ سے واضح طور پر مشابہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ تیرا بھائی ہے۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پہ پیدا ہوا اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ اے سودہ بنت زمعہ تو اس لڑکے سے پردہ کر۔ سودہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کبھی نہ دیکھا۔

۲۰۷۹ ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے موافقت اس طرح ہے کہ عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور اس کے بستر پہ پیدا ہوا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے زمانہ کی اس کے باپ کی لونڈی اور ملکیت ثابت کی۔ اور اس کا انکار نہ کیا اور ان دونوں کا جھگڑا اور مقدمہ سنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مشرک کی وصیت نافذ ہے اور مشرک کا اپنی ملکیت میں ہر طرح تصرف جائز ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ بیٹا اس کا ہے جس کے بستر پہ پیدا ہوا اور اس کی شکل و صورت کا اعتبار نہ کیا۔ باقی تفصیل کے لئے حدیث ۱۹۲۷ کی شرح دیکھیں

ترجمہ : حضرت سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم سے روایت ہے

۲۰۸۰ ـــ کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے صہیب سے کہا تو اللہ سے ڈر اور اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت نہ کر صہیب نے کہا مجھے اتنا اتنا مال ملے تب بھی یہ کہنا پسند نہ کروں لیکن میں بچپن میں چرا لیا گیا تھا۔

۲۰۸۱ ـــ شرح : حضرت صہیب رضی اللہ عنہ یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ وہ عربی ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے صہیب تو اپنے آپ کو عربی کہتا ہے حالانکہ تیری زبان رومی ہے۔ صہیب نے کہا واقعی میں قبیلہ نمر سے ہوں اور بچپن میں مجھے رومیوں نے قید کر لیا تھا اس لئے میری زبان رومیوں کی زبان جیسی ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس واقعہ کا تتمہ یہ ہے کہ قبیلہ کلب نے ان کو رومیوں سے خرید لیا تھا اور ان سے ابن جدعان نے خرید کر ان کو آزاد کر دیا تھا۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی گفتگو جس طرح حضرت عبد الرحمٰن بن عوف سے ہوئی تھی اسی طرح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

---

marfat.com

Marfat.com

۲۰۸۱ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اُمُوْرًا كُنْتُ اَتَحَنَّثُ اَوْ تَحَنَّثْتُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعِتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِيْ فِيْهَا اَجْرٌ قَالَ حَكِيْمٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ۔

بَابُ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ قَبْلَ اَنْ تُدْبَغَ

۲۰۸۲ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ ثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِاِهَابِهَا قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ اِنَّمَا حُرِّمَ اَكْلُهَا۔

۲۰۸۱ — ترجمہ : حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حکیم بن حزام نے ان کو خبر دی کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے ان نیک کاموں کے متعلق فرمائیں جو میں جاہلیت کے زمانہ میں صلۂ رحمی ، غلام آزاد کرنا اور صدقہ وغیرہ کیا کرتا تھا کیا مجھے ان کا ثواب ملے گا۔ حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تو نے پہلے نیک کام کئے ہیں انہی پر تو مسلمان ہوا ہے۔

۲۰۸۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مشرک کا صدقہ کرنا اقارب سے احسان کرنا اور غلام آزاد کرنا تب ہی درست ہے کہ ان میں اس کی ملکیت صحیح ہو کیونکہ عتق کی صحت ملکیت کی صحت پر موقوف ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !۔

باب — دباغت سے پہلے مردار کی کھال

۲۰۸۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے اور فرمایا تم نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا لوگوں نے کہا یہ تو مردار ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے ۔

۲۰۸۲ — شرح : اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مردار کی کھال سے فائدہ اٹھانا جائز ہے لہٰذا اس کی بیع بھی جائز ہے کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مردار

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَتْلِ الْخِنْزِيْرِ وَقَالَ جَابِرٌ حَرَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخِنْزِيْرِ

۲۰۸۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُّقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ اَحَدٌ۔

کے کھانے ہی کو حرام فرمایا ہے اور اس کے علاوہ بیع وغیرہ کو حرام نہیں فرمایا لیکن اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردار کی کھال سے فائدہ اُٹھانا جائز ہے اگرچہ دباغت نہ کی گئی ہو۔ زُہری کا مذہب یہی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ لیکن مسلم نے سفیان بن عیینہ کے طریق سے اس میں یہ اضافہ ذکر کیا ہے "تم نے اس کی کھال کو دباغت کیوں نہیں کیا اور اس سے فائدہ کیوں نہیں اُٹھایا"، معلوم ہُوا کہ مردار کی کھال دباغت کرنے کے بغیر بیچنا حرام ہے۔ جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے لیکن امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خنزیر اور کتے کی کھال کو مستثنیٰ کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ دونوں نجس عین ہیں۔ احناف کے نزدیک صرف خنزیر نجس عین ہے اس کے سوا ہر مردار کی کھال کا دباغت کرکے بیچنا جائز ہے۔ البتہ انسان کی کھال بطورِ اکرام دباغت کرنے سے پاک نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — خنزیر کو قتل کرنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خنزیر کی بیع کو حرام کیا

۲۰۸۳ — ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ عنقریب تم میں عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ اس حال میں کہ وہ حاکم منصف ہوں گے صلیب توڑ ڈالیں گے خنزیر کو مار ڈالیں گے جزیہ ختم کردیں گے اور مال زیادہ ہوجائے گا حتیٰ کہ اس کو کوئی بھی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔

۲۰۸۳ — شرح: جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ خنزیر کا مار ڈالنا مطلقاً جائز ہے اور جب دارالحرب میں ہم اس کو مار ڈالنے پر قادر ہوں تو ضرور اس کو قتل کریں گے لیکن اہلِ ذمہ کے خنزیر کو نہیں ماریں گے کیونکہ وہ ان کے نزدیک مال ہے اور ہمیں ان کے مال ضائع کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مطلقاً خنزیر کو مار ڈالیں گے کیونکہ ان کے زمانہ میں کوئی ذمی نہ ہوگا اور اہلِ کتاب

marfat.com

Marfat.com

بَابُ لَا يُذَابُ شَحْمُ الْمَيْتَةِ وَلَا يُبَاعُ وَدَكُهُ رَوَاهُ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۰۸۴ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَخْبَرَنِيْ طَاؤُسٌ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ بَلَغَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنَّ فُلَانًا بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا اَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا۔

۲۰۸۵ ـــ عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ يَهُوْدَ اُحِرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَبَاعُوْهَا وَاَكَلُوْا اَثْمَانَهَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ لَعَنَهُمْ قُتِلَ لَعِنَ الْخَرَّاصُوْنَ الْكَذَّابُوْنَ۔

سب مسلمان ہو جائیں گے اور جو مسلمان نہ ہوگا اس کو قتل کر دیں گے اس لئے جزیہ ختم ہو جائے گا کیونکہ جزیہ کافروں سے لیا جاتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کوئی کافر نہ رہے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو بیوع میں اس لئے ذکر کیا کہ جو شئی حرام ہو اور اس کی بیع جائز نہ ہو اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ اور خنزیر کی بیع کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرام کیا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خنزیر کی بیع کو حرام فرمایا ہے لہٰذا اس اعتبار سے اس کا مار ڈالنا بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ مردار کی چربی نہ پگھلائی جائے اور نہ ہی اس کی چکنائی بیچی جائے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے

۲۰۸۴ ـــ ترجمہ: طاؤس نے بیان کیا کہ انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ فلاں شخص نے شراب بیچا ہے تو انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے کیا وہ جانتا نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ التَّصَاوِيْرِ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا رُوْحٌ وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ

۲۰۸۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا عَوْفٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا بَا عَبَّاسٍ اِنِّيْ اِنْسَانٌ اِنَّمَا مَعِيْشَتِيْ مِنْ صَنْعَةِ يَدِيْ وَاِنِّيْ اَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا اَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَيْحَكَ اِنْ اَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ وَكُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ مِنَ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ هٰذَا

— الواحد

یہودیوں کو ہلاک کرے ان پر چربی حرام کی گئی تو اس کو انھوں نے پگھلایا اور بیچا۔

۲۰۸۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں کو تباہ و برباد کرے ان پر چربی حرام کی گئی انھوں نے اس کو بیچا اور اس کی قیمتیں کھائیں ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا "قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ" کا معنی یہ ہے ان پر لعنت کرے "قُتِلَ" یعنی لُعِنَ الْخَرَّاصُوْنَ یعنی الْكَذَّابُوْنَ یعنی جھوٹوں پر لعنت کی گئی۔

۲۰۸۴، ۲۰۸۵ — شرح : جس کے متعلق سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اس نے شراب بیچا ہے وہ حضرت سمرہ تھے رضی اللہ عنہ انھوں نے شراب کا سرکہ بنا کر بیچا تھا وہ بعینہٖ شراب کیسے بیچ سکتے تھے حالانکہ شراب کی حرمت مشہور و معروف ہے لیکن حضرت سمرہ نے اس کا سرکہ بنا کر نام تبدیل کر دیا تھا اس لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اچھا نہ سمجھا اور فرمایا ایسا تو یہود کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی حرام کی تو انھوں نے اس کو پگھلا کر بیچنا شروع کر دیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سمرہ کا شراب بیچنے میں تین وجوہ ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انھوں نے اہل کتاب سے جزیہ کی قیمت کے عوض شراب لیا تھا اور پھر انھیں کے پاس اس کو فروخت کر دیا تھا کیونکہ ان کا یہ گمان تھا کہ اس طرح جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ انھوں نے انگوروں کا نچوڑ بیچا تھا جس سے شراب تیار کیا جاتا ہے اور عصیر کو مجازاً شراب کہہ دیتے ہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت سمرہ نے انگوروں کا نچوڑ بیچا

marfat.com
Marfat.com

تھا بعینہٖ شراب نہیں بیچا تھا تیسرے یہ کہ انھوں نے شراب کا سرکہ بنالیا تھا پھر فروخت کیا تھا۔ علامہ اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "مَدْخل" میں ذکر کیا کہ حضرت سمرہ کو شراب کی حرمت کا علم تھا مگر اس کی بیع کا علم نہ تھا کیونکہ اگر ان کو شراب کی بیع کی حرمت کا علم ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو فوراً معزول کر دیتے۔

باب ــــ ان اشیاء کی تصاویر کو بیچنا جن میں رُوح نہ ہو اور جو اس میں مکروہ ہے

۲۰۸۶ ــــ ترجمہ : سعید بن ابی الحسن رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک مرد آیا اور کہا اے ابا عباس میں ایک انسان ہوں میرا پیشہ صرف دستکاری ہے میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔ ابن عباس نے کہا میں تجھے وہی بیان کروں گا جو میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا جس نے کوئی تصویر بنائی۔ اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دیتا رہے گا حتیٰ کہ وہ اس میں روح ڈالے اور وہ کبھی اس میں رُوح نہیں ڈال سکے گا۔ اس شخص نے سخت اُبھرا ہوا سانس لیا اور اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تیرا بھلا ہو اگر تو نے ضرور کچھ بنانا ہے تو ان درختوں کی تصویریں اور ہر وہ اشیاء جن میں رُوح نہیں ہے ان کی تصویریں بنا لیا کرو۔ ابو عبداللہ (بخاری) نے کہا سعید بن ابی عروبہ نے نضر بن انس سے یہی ایک حدیث سُنی ہے۔

۲۰۸۶ ــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد "فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهٗ حَتّٰى يَنْفُخَ" سے یہ استنباط کیا ہے کہ تصویریں بنانے والا اس عذاب کا مستوجب اس لئے ہے کہ وہ حیوانوں کی تصویریں بناتا تھا جو صرف خداوند قدوس عزوجل سے مختص ہے اور جن اشیاء میں رُوح نہیں ان کی تصویریں بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی رُوح شئ کی تصویر بنانی حرام ہے اور یہ تصویریں بنانے والا سخت عذاب میں مبتلا رہے گا۔ مسلم کی ایک روائت میں ہے ہر مصور دوزخ میں ہوگا اور اس کے لئے ہر تصویر کے بدل ایک نفس پیدا کیا جائے گا جو اس کو دوزخ میں عذاب دے گا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو جحیفہ کے ذریعہ روائت کی ہے۔ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصورین پر لعنت کی ہے۔ مہلب نے کہا تصویر بنانا اس لئے حرام ہے کہ ذی صورتوں کی جاہلیت میں عبادت کی جاتی تھی اگرچہ ان کا سایہ اور جسم نہ ہوتا کہ اسی ذریعہ کا خاتمہ ہو جائے اور غیر ذی روح کی صورت میں کوئی حرج نہیں کیونکہ جاہلیت میں ان کی عبادت نہیں کی گئی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَحْرِيمِ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ وَقَالَ جَابِرٌ حَرَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ۔ ۲۰۸۷ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَاتٌ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ اٰخِرِهَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ حُرِّمَتِ التِّجَارَةُ فِي الْخَمْرِ۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ بَاعَ حُرًّا۔ ۲۰۸۸ ـــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي سَعِيْدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ ثَلٰثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ اَجْرَهُ۔

باب ـــ شراب کی تجارت کا حرام ہونا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی تجارت کو حرام فرمایا۔

۲۰۸۷ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں نازل ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا شراب کی تجارت حرام کر دی گئی ہے۔

باب ـــ اس شخص کا گناہ جس نے کسی آزاد شخص کو بیچ دیا ـــ"

۲۰۸۸ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں قیامت کے دن تین شخصوں کا دشمن ہوں گا۔ ایک وہ جس نے میرا نام لے کر عہد کیا پھر اس کو توڑ دیا دوسرا وہ جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھائی تیسرا وہ جس نے کوئی مزدور کرایہ پر لیا اور اس سے پورا کام لیا اور اس کی اُجرت نہ دی۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اليَهُودَ بِبَيْعِ اَرَضِيهِمْ حِيْنَ اَجْلَاهُمْ وَبَيْعِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

بَابُ بَيْعِ الْعَبِيْدِ بِالْعَبِيْدِ وَالْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً وَاشْتَرَى ابْنُ عُمَرَ رَاحِلَةً بِاَرْبَعَةِ اَبْعِرَةٍ مَضْمُوْنَةٍ عَلَيْهِ يُوَفِّيْهَا صَاحِبَهَا بِالرَّبَذَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ يَكُوْنُ الْبَعِيْرُ خَيْرًا مِنَ الْبَعِيْرَيْنِ وَاشْتَرَى رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ بَعِيْرًا بِبَعِيْرَيْنِ فَاَعْطَاهُ اَحَدَهُمَا وَقَالَ اٰتِيْكَ بِالْاٰخَرِ غَدًا رَهْوًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ لَا رِبًى فِي الْحَيَوَانِ الْبَعِيْرُ بِالْبَعِيْرَيْنِ وَالشَّاةُ بِالشَّاتَيْنِ اِلٰى اَجَلٍ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَاْسَ بَعِيْرٌ بِبَعِيْرَيْنِ وَدِرْهَمٌ بِدِرْهَمَيْنِ نَسِيْئَةً۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورین اشخاص کو سخت عذاب ہوگا

۲۰۸۸ — پہلے کو اس لئے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کے نام کا احترام نہیں کیا دُوسرے کو اس لئے کہ تمام مسلمان آزاد ہونے میں مساوی ہیں اور مسلمان کو دوسرے مسلمانوں کی مدد کرنی چاہیئے اُن پر ظلم نہیں کرنا چاہیئے۔ اُن سے اخلاص کرنا چاہیئے اور اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا کہ وہ ایک آزاد شخص کو غلامی کی قید میں مقید کر دے اور اس کے تمام تصرفات ختم کر کے اس کی آزادی چھین لے اور ذلت و رُسوائی اس کا مقدر بنا دے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ تیسرے کو اس لئے کہ وہ آزاد شخص کی بیع میں داخل ہے کیونکہ اس سے کسی عوض کے بغیر خدمت لی ہے۔ یہ عین ظلم ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی زمین بیچ دیں جبکہ ان کو جلاوطن کیا اس کے متعلق مقبری کی ابوہریرہ سے حدیث مروی ہے۔" یعنی کتاب الجہاد میں یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دینے کے باب میں یہ حدیث مذکور ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

ایک دفعہ ہم مسجد میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریفہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا یہودیوں کے پاس چلیں ہم یہودیوں کے بیت المدراس میں چلے گئے تو آپ نے فرمایا یہودیو! مسلمان ہو جاؤ سلامتی میں رہو گے اور یقین کر لو زمین اللہ اور اس کے رسُول کی ہے اور میں تم کو اس زمین سے جلاوطن کرنا چاہتا ہوں۔ جس کسی کے پاس کوئی شئی ہے وہ اس کو بیچ ڈالے ورنہ یقین کر لو زمین اللہ اور اس کے رسُول کی ہے۔ یہ وہ یہودی ہیں جو بنی قینقاع قریظہ اور نضیر کے جلاوطن ہو جانے کے بعد مدینہ منورہ میں باقی رہ گئے تھے اور ان کے قضیہ سے فراغت ہو چکی تھی

marfat.com
Marfat.com

کیونکہ یہ ابوہریرہ کے مسلمان ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے
وہ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور خیبر کے یہودیوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تم زمین میں کاشت وغیرہ کرو چنانچہ وہ خیبر میں رہے حتیٰ کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو جلاوطن کر دیا۔ یہ حدیث باب کے عنوان کے موافق اس طرح ہے کہ حدیث کے یہ الفاظ "فَمَنْ يَجِدْ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ" ہیں اس میں لفظ "مال" عام ہے جو زمین کو بھی شامل ہے۔ لہٰذا اس میں زمین بھی داخل ہوگئی۔ یہی بخاری کا مقصد ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ غلاموں اور حیوان کو حیوان کے عوض اُدھار بیچنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اونٹنی چار اونٹنیوں کے عوض خریدی اور یہ ضمانت لی کہ ان کا مالک انہیں ربذہ پہنچا دے گا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کبھی ایک اونٹ دو اونٹوں سے بہتر ہوتا ہے رافع بن خدیج نے ایک اونٹ دو اونٹوں کے عوض خریدا اور اس کو ایک دیا اور کہا دوسرا انشاء اللہ بلا تاخیر کل دوں گا۔ ابن مسیب نے کہا حیوان میں سود نہیں ایک اونٹ دو اونٹ کے عوض اور ایک بکری دو بکریوں کے عوض ادھار خریدنا جائز ہے اور ابن سیرین نے کہا ایک اونٹ کو دو اونٹوں کے عوض ادھار خریدنے میں کچھ حرج نہیں۔

اس باب کا عنوان دو حکموں پر مشتمل ہے۔

شرح ــ ایک یہ کہ غلام کے عوض غلام ادھار بیچنا اسی طرح ایک غلام کو دو غلاموں یا زیادہ کے عوض ادھار بیچنا۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب دونوں طرف مختلف جنسیں ہوں تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے مذہب میں یہ ہرگز جائز نہیں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ حیوان کو حیوان کے عوض بیچا جائے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ حیوانوں کو ایک دوسرے کے عوض ادھار یا نقد بیچنا جائز ہے اگرچہ ان کی جنسیں مختلف نہ ہوں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا اونٹ دو ردی اونٹوں کے عوض اُدھار بیچنا جائز ہے جبکہ وہ مختلف ہوں اور ان کا اختلاف واضح ہو اور اگر وہ ایک۔ دوسرے کے مشتبہ ہوں اور ان کی جنس ایک ہی ہو تو دو کے عوض ایک کو اُدھار بیچنا جائز نہیں اور ہاتھوں ہاتھ جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ ایک حیوان کو دو حیوانوں کے عوض نقد بیچنا جائز ہے اُدھار جائز نہیں۔ اُنھوں نے سمرہ کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوان کو حیوان کے عوض ادھار بیچنے سے منع فرمایا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس پر اہل علم کا عمل ہے کہ ایک عبد کو دو عبدوں کے عوض نقد بیچنا جائز ہے البتہ اُدھار میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا ایک طرف ادھار ہو تو جائز ہے اور اگر دونوں طرف اُدھار ہو تو ممنوع ہے اُنھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا اور اُونٹ ختم ہوگئے تو آپ نے حکم دیا کہ اُونٹ اُدھار خرید لیں جب صدقہ کے اونٹ آئیں تو ان کو ادا کر دیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث آئندہ

marfat.com
Marfat.com

۲۰۸۹ ـــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ اِلَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بَابُ بَيْعِ الرَّقِيْقِ

۲۰۹۰ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ مُحَيْرِيْزٍ اَنَّ اَبَاسَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُصِيْبُ سَبْيًا فَنُحِبُّ الْاَثْمَانَ فَكَيْفَ تَرٰى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ اَوَاِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ لَاعَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَفْعَلُوْا ذٰلِكُمْ فَاِنَّهَا لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللّٰهُ اَنْ تَخْرُجَ اِلَّا وَهِيَ خَارِجَةٌ"۔

سے منسوخ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۰۸۹ ـــــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا قیدیوں میں صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں وہ دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگئیں۔

۲۰۸۹ ـــــ شرح: اس حدیث کی مناسبت باب کے عنوان سے اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر میں قیدی جمع کئے تو دحیہ کلبی نے آپ سے لونڈی طلب کی آپ نے فرمایا جاؤ اور قیدیوں میں سے کوئی ایک لے لو انھوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو پسند کیا تو کسی نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ! یہ قبیلہ نضیر اور قریظہ کی سردار ہے یہ صرف آپ کے لئے موزوں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے عوض کوئی اور لونڈی لے لو ایک اور روایت کے مطابق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ کو سات غلاموں کے عوض خرید لیا! ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لونڈی غیر معین لونڈی سے تبدیل کرنا لونڈی کو لونڈی کے عوض ادھار بیچنے کی طرح ہے۔ باب کا عنوان بھی یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ غلام کا بیچنا

۲۰۹۰ ـــــ ترجمہ: ابن محیریز نے کہا کہ ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو عرض کیا یارسول اللہ! ہم قیدی عورتوں سے مجامعت کرتے ہیں اور ان کی قیمتوں سے محبت کرتے ہیں آپ عزل کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ کرتے ہو؟ یا فرمایا تم عزل کرتے ہو اور نہ کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ ۲۰۹۱ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا اِسْمٰعِيلُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدَبَّرَ ۲۰۹۲ ـــ قُتَيْبَةُ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ بَاعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۲۰۹۳ ـــ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا يَعْقُوبُ ثَنَا اَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ وَاَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْاَمَةِ تَزْنِي وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ اجْلِدُوهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ بِيعُوهَا بَعْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ ۔ ۲۰۹۴ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِذَا زَنَتْ اَمَةُ اَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ

یہ اس لئے کہ کوئی ایسی جان نہیں جس کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہو وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔

۲۰۹۰ ـــ شرح : یعنی ہم قیدی لونڈیوں سے جماع کرتے ہیں اور ہم ان کو بیچ کر مال کے حصول سے بھی محبت کرتے ہیں اگر وہ جماع کرنے سے حاملہ ہو جائیں تو وہ اُم ولدہ بن جائیں گی اور ام ولدہ کو بیچنا حرام ہے یا رسول اللہ! ہم بوقت جماع عزل کر لیا کریں تاکہ بچہ پیدا نہ ہو اور وہ ام ولدہ نہ بنیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عزل نہ کرو جب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ جس جان کا مقدر یہ ہو چکا ہے کہ اُس نے پیدا ہونا ہے تو عزل اس میں اثر انداز نہیں ہو سکتا ہے الحاصل عزل نہ کرنا تم پر واجب نہیں۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْا کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ ترکِ عزل میں تمہیں کوئی ضرر نہیں کیونکہ جس جان کا یہ مقدر ہو چکا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کرنا ہے تو وہ پیدا ہو کر رہے گی تم عزل کرو یا نہ کرو یعنی عزل ایلادِ مقدر کو منع نہیں کرتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ مدبّر کی بیع

۲۰۹۱ ـــ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبّر کو بیچا۔

۲۰۹۲ ـــ ترجمہ : سفیان نے عمرو سے روایت کی کہ انھوں نے جابر بن عبداللہ سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبّر کو بیچا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ هَلْ يُسَافِرُ بِالْجَارِيَةِ قَبْلَ اَنْ يَسْتَبْرِئَهَا وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَاسًا اَنْ يُقَبِّلَهَا اَوْ يُبَاشِرَهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا وُهِبَتِ الْوَلِيْدَةُ الَّتِيْ تُوْطَأُ اَوْ بِيْعَتْ اَوْ عَتَقَتْ فَلْتَسْتَبْرَأْ رَحِمُهَا بِحَيْضَةٍ وَلَا تُسْتَبْرَأُ الْعَذْرَاءُ وَقَالَ عَطَاءٌ لَا بَاسَ اَنْ يُصِيْبَ مِنْ جَارِيَتِهِ الْحَامِلِ مَا دُوْنَ الْفَرْجِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۔

۲۰۹۳ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا عبید اللہ نے اس سے بیان کیا کہ زید بن خالد اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے انھیں خبر دی کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپ سے اس لونڈی کے متعلق سوال کیا گیا جو زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو کہ آپ نے فرمایا اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو کوڑے مارو پھر تیسری یا چوتھی بار کے بعد فرمایا اسے بیچ دو۔

۲۰۹۴ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے تو اس کو کوڑے مارے اور جلاوطن نہ کرے پھر اگر تیسری بار زنا کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے تو اس کو بیچ ڈالے اگرچہ بالوں کی رسی سے بیچے۔

۲۰۹۱ ، ۲۰۹۴ شرح : حدیث ۲۰۹۱ سے امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ مدبّرہ کی بیع ہر حال میں جائز ہے اس مسئلہ کی پوری تفصیل حدیث ۲۰۱۰ کی شرح میں دیکھیں۔ اس مدبّرہ کا نام یعقوب تھا اس کو آٹھ سو درہم کے عوض بیچا گیا جبکہ اس کا مالک بہت محتاج اور غریب تھا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیچ دیا اور نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم کے عوض خرید لیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۲۰۹۳ کا مدبّرہ کی بیع سے کیا تعلق ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لونڈی کا لفظ مدبّرہ کو بھی شامل ہے لیکن یہ جواب محض تکلف ہے۔ اس لئے ابن تین نے یہ باب ہی ساقط کر دیا ہے اور ابن بطال نے اس حدیث کو "بیع الرقیق" کے باب میں ذکر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — کیا کوئی شخص لونڈی کا اِستبراء کرنے سے پہلے اس کے ساتھ سفر کر سکتا ہے؟

marfat.com
Marfat.com

۲۰۹۵ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ بْنِ دَاوُدَ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّ الرَّوْحَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهِ حَتّٰى تَرْكَبَ۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا بوسہ لینے یا اس کے ساتھ مباشرت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب لونڈی ہبہ کر دی جائے جس سے صحبت کی جاتی ہو یا اس کو بیچ دیا جائے یا آزاد کر دیا جائے تو ایک حیض سے اس کے رحم کو صاف کر لیا جائے اور کنواری لونڈی کا رحم صاف کرنا ضروری نہیں۔ عطاء نے کہا حاملہ لونڈی سے اس کی شرمگاہ کے سوا فائدہ حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں پر"

شرح : لونڈی کا استبراء کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا رحم بچہ سے خالی ہو اور حیض سے معلوم ہو جاتا ہے کہ رحم بچہ سے فارغ ہے لہذا اس جماع سے کرنے میں حرج نہیں۔ حدیث میں سفر کی قید اس لئے ہے کہ سفر میں غالباً خلط ملط اور مس وغیرہ ہوتا ہے اس لئے جماع کا امکان قوی ہوتا ہے اگرچہ حضر میں بھی استبراء ضروری ہے کنواری لڑکی کا رحم صاف ہوتا ہے اس لئے اس کے استبراء کی ضرورت نہیں اور حیض آنے سے پہلے اس سے جماع جائز ہے بعض علماء کنواری لونڈی کا استبراء مستحب سمجھتے ہیں۔ عطاء بن رباح کے کلام میں حاملہ لونڈی سے مراد وہ لونڈی ہے جو اس کے مالک کے غیر سے حاملہ ہوئی ہو۔ کیونکہ اگر وہ اپنے مالک سے حاملہ ہوئی ہو تو اس کے جواز میں کوئی شک نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اور آیت کریمہ سے استدلال کی صورت یہ ہے "اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے سوا شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ نے مدح و ثناء فرمائی ہے۔ لہٰذا ہر اعتبار سے ان سے فائدہ اُٹھانا جائز ہوا چونکہ دلیل کے ساتھ دعویٰ خارج ہے لہٰذا باقی وجوہِ استمتاع اپنے حال "پر باقی ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۰۹۵ ——

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر تشریف لائے جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کا قلعہ فتح کرا دیا تو آپ سے صفیہ بنت حیی بن اخطب کا حسن و جمال ذکر کیا گیا اس کا شوہر قتل ہو چکا تھا جبکہ وہ دلہن تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے لئے منتخب فرما لیا آپ ان کو ساتھ لے کر چلے حتیٰ کہ جب سدِ روحاء پہنچے تو صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوگئیں تو آپ نے ان سے مجامعت کی پھر ایک چھوٹے سے دسترخوان پر حیس تیار کر کے رکھوایا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ارد گرد لوگوں میں اعلان کر دو (کہ وہ آکر کھائیں) اور یہ صفیہ کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا پھر ہم مدینہ منورہ کی طرف نکلے انس نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ صفیہ کو اپنی عباء سے گھیرے ہوئے تھے۔ پھر آپ اونٹ کے پاس بیٹھتے اور اپنا گھٹنا رکھتے تو صفیہ گھٹنے پہ اپنا قدم رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتیں۔

۲۰۹۵ ——

شرح: غزوہ خیبر چھ ہجری میں لڑا گیا تھا۔ خیبر قلعہ ہے جس کو فتح کر کے صفیہ اور ان کے چچا کی بیٹی کو قید کر لیا ان کا نام زینب تھا اور قید کرنے کے بعد صفیہ نام رکھا گیا۔ ایک روایت کے مطابق ان کا نام قید ہونے سے پہلے ہی صفیہ تھا۔ اُنھوں نے خواب میں چاند دیکھا تھا جو مدینہ منورہ سے آکر ان کی گود میں واقع ہوا تھا۔ اُس نے اپنے شوہر سے یہ ذکر کیا تو اُس نے اُن کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہنے لگا تیرا گمان یہ ہے کہ یثرب کا بادشاہ تیرے ساتھ نکاح کرے گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرہ پہ آنکھ کے قریب سبز نشان دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ میں نے یہ خواب دیکھا تھا اور طمانچہ کا واقعہ ذکر کیا اور یہ سبز نشان وہ ہے جو میرے شوہر نے میرے منہ پر طمانچہ مارا تھا۔ وہ ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ قاضی ابو عمر محمد بن احمد بن محمد بن سلیمان نوقانی نے کتاب المحنۃ میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صفیہ سے خلوت کا ارادہ کیا تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت طلب کی کہ وہ پردہ میں چلی جائیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر تم صفیہ کا حسن و جمال دیکھ لو تو تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جب انہیں دیکھا تو دیکھتے ہی ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

سوال یہ ہوتا ہے۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب فرمایا تھا حالانکہ حضرت انس کی حدیث میں ہے کہ آپ نے صفیہ دحیہ کلبی کو دی تھی پھر ان سے سات غلام کے عوض واپس کر لی ایک اور روایت کے مطابق صفیہ کے عوض اس کے چچا کی دو بیٹیاں دے کر واپس کر لیا تھا۔ ایک روایت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمَيْتَةِ وَالْاَصْنَامِ ـ ۲۰۹۶ ـ قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهٗ تُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَتُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اَنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا اَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهٗ وَقَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ ثَنَا يَزِيْدُ قَالَ كَتَبَ اِلَيَّ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ہیں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی سے فرمایا کہ صفیہ کے عوض اور کوئی لونڈی لے لو۔ بظاہر صحیح بخاری اور ان روایات میں تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم سے پہلے دحیہ کی رضامندی سے صفیہ واپس کر لی تھی اور اس کو جو عوض دیا تھا وہ بطور بیع نہیں تھا بلکہ بطور ہبہ وغیرہ تھا۔ البتہ بعض راویوں کا کہنا ہے کہ آپ نے دحیہ سے صفیہ کو خرید لیا تھا لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ واہب کو اپنا ہبہ خریدنے سے منع کیا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مال سے صفیہ ہبہ نہیں کی تھی بلکہ اللہ کے مال سے بطور شفقت ہبہ کی تھی۔ جیسے امام لشکر میں سے کسی کو کوئی زائد شئی بطور شفقت دیتا ہے۔ سب فقہاء کا اس میں اتفاق ہے کہ ایک حیض سے رحم کی برأت ہو جاتی ہے اور واضح ہو جاتا ہے کہ رحم خالی ہے اور رحم کی برأت سے پہلے لونڈی کا بوسہ اور اس سے مباشرت ممنوع ہے۔ تاکہ جماع تک نوبت نہ پہنچے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے ایسے ہی اپنی بیوی سے ظہار کرنے والا شخص مظاہرہ عورت کا بوسہ نہیں لے سکتا اور نہ ہی اس سے مباشرت کر سکتا ہے البتہ حسن بصری رحمہ اللہ کے نزدیک جماع کے سوا دیگر امور میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ مردار اور بتوں کو بیچنا

۲۰۹۶ ــــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے سال جبکہ آپ مکہ مکرمہ تھے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام کر دیا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ ثَمَنِ الْكَلْبِ ـــ ۲۰۹۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ ۲۰۹۸ ـــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ اَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ عَوْنُ ابْنُ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ اَبِيْ اشْتَرٰى حَجَّامًا فَاَمَرَ بِمَحَاجِمِهٖ فَكُسِرَتْ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْاَمَةِ وَلَعَنَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَاٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ

عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مردار کی چربی کا کیا حکم ہے وہ کشتیوں کو ملتے ہیں اور اس کو کھالوں پر چڑھاتے ہیں اور لوگ اس سے چراغ روشن کرتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں وہ حرام ہے۔ پھر اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ و برباد کرے۔ اللہ تعالیٰ نے جب چربی کو حرام کیا تو انھوں نے اس کو پگھلا کر بیچا اور اس کی قیمت کھائی۔ ابو عاصم نے کہا مجھے عبدالحمید نے خبر دی انھوں نے کہا مجھ سے یزید نے بیان کیا کہ مجھے عطاء نے لکھا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا ہے۔

۲۰۹۶ ـــ مشرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شراب، مردار، خنزیر کی بیع کی حرمت کی علت نجاست ہے لہذا ہر پلید کی بیع حرام ہے اور بتوں کی بیع میں نفع مباح ہیں اور جب تک ان کی صورتیں باقی رہیں ان کی بیع حرام ہے اور ان کو توڑ دیا جائے اور ان کی صورتیں باقی نہ رہیں تو بعض شافعیہ اور بعض احناف کے مذہب میں ان کی بیع جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب کتے کی قیمت کا بیان

۲۰۹۷ ـــ ترجمہ : ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی اجرت اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا۔

۲۰۹۸ ـــ ترجمہ : ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے باپ کو دیکھا کہ انھوں نے حجام خریدا میں نے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

نے خون اور کتے کی قیمت، لونڈی زانیہ کی کمائی سے منع فرمایا اور چمڑے میں سوئی کے ساتھ رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی پر اور سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی اور تصویر لینے والے پر لعنت فرمائی۔

۲۰۹۷ ، ۲۰۹۸ ——

شرح : حدیث ۲۰۹۷ میں تین احکام ذکر فرمائے۔ پہلا حکم یہ کہ کتے کی قیمت حرام ہے لہٰذا اس کی بیع مطلقاً جائز نہیں شکاری اور حفاظت کے کتے سب کا ایک ہی حکم ہے امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کا مذہب یہی ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ایسی ہے۔ امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ جس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے اس کی بیع بھی جائز ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہاں فالے کتے کی بیع جائز نہیں اور نہ ہی اس کی قیمت مباح ہے۔

اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ شروع اسلام میں کتوں کو قتل کر دینے کا حکم تھا۔ اور کسی بھی کتے سے نفع حاصل کرنا جائز نہ تھا: اس وقت ان کی بیع حرام تھی کیونکہ جس سے انتفاع حرام ہو اس کی بیع بھی حرام ہے اس کے بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار وغیرہ کے لئے کتوں سے نفع اٹھانا مباح فرمایا۔ اور ان کا قتل کرنا منسوخ ہو گیا۔ اسی طرح ان کی بیع کی حرمت وغیرہ بھی منسوخ ہو گئی اور نسخ کی وجہ یہ ہے کہ اشیاء میں اباحت اصل ہے۔ جب کتوں کے قتل کرنے کا حکم تھا ان کی بیع بھی حرام تھی کیونکہ جس سے نفع اٹھانا حرام ہو اس کی بیع بھی حرام ہے پھر جب شکار وغیرہ کے لئے کتوں سے نفع اٹھانا مباح ہو گیا اور ان کا قتل ممنوع قرار دیا تو معلوم ہوا کہ پہلا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے کہ بلی کی بیع جائز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں۔ جمہور فقہاء بھی اسی طرف گئے ہیں اور جس حدیث میں بلی کی بیع سے منع کیا گیا ہے وہ بھی تنزیہہ پر محمول ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی جواب پر اعتماد کیا ہے۔

دوسرا حکم "فاحشہ عورت کی اجرت حرام ہے۔ اس میں سب مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

تیسرا حکم "نجومیوں کی اجرت حرام ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"کِتَابُ السَّلَمِ"

بَابُ السَّلَمِ فِی کَیْلٍ مَعْلُوْمٍ

۲۰۹۹ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَۃَ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عُلَیَّۃَ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِی الْمِنْھَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَالنَّاسُ یُسْلِفُوْنَ فِی الثَّمْرِ الْعَامَ وَالْعَامَیْنِ اَوْ قَالَ عَامَیْنِ اَوْ ثَلٰثَۃً شَکَّ اِسْمٰعِیْلُ فَقَالَ مَنْ سَلَّفَ فِیْ تَمْرٍ فَلْیُسْلِفْ فِیْ کَیْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ۔ ۲۱۰۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ بِھٰذَا فِیْ کَیْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"کِتَابُ السَّلَمِ"

باب — مُعَیَّن ناپ میں سلم کرنا

۲۰۹۹ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے جبکہ لوگ پھلوں میں ایک سال یا دو سال کی مدت پر بیع سلم کرتے تھے یا کہا دو یا تین سال اسماعیل نے شک کیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کھجور میں بیع سلم کرے وہ ناپ معلوم اور وزن معلوم میں بیع سلم کرے۔

۲۱۰۰ — محمد نے کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا انھوں نے ابونجیح سے یہ روایت کی کہ ناپ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السَّلَمِ فِي وَزْنٍ مَعْلُومٍ

۲۱۰۱ ـــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَا ابْنُ نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَفِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ۔

معلوم اور وزن معلوم میں بیع سلم کرے۔

۲۰۹۹ ، ۲۱۰۰ ـــــ مشرح: حدیث میں سلم اور سلف لفظ مذکور ہیں۔ یہ دونوں لفظ ہم وزن اور ہم معنیٰ ہیں۔ علامہ ماوردی نے کہا سلف اہل عراق کی لغت ہے اور سلم اہل حجاز کی لغت ہے۔ بعض نے ان میں فرق ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں راس المال کو آگے کرنا سلف ہے اور اس کو مجلس میں تسلیم کرنا سلم ہے لہذا سلف سلم سے عام ہے! شرعاً سلم کسی کے ذمہ موصوف شئ کا عقد ہے جو مجلس بیع میں نقد رقم کے عوض کیا جائے۔ تمام فقہاء نے اس کی مشروعیت کا قول کیا ہے۔ اور ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کے شرائط وہی ہیں جو بیع کے شرائط ہیں۔ اور اس میں بھی علماء کا اتفاق ہے کہ راس المال مجلس میں بائع کے حوالہ کر دیا جائے (فتح الباری) علامہ قسطلانی نے کہا مالکیہ کے مذہب میں کل یا بعض راس المال تین دن تک مؤخر کرنا جائز ہے۔ لہذا اس میں اتفاق کی حکایت منظور فیہ ہے۔ بیع سلم میں رقم اور نقد مال کو راس المال، مبیعہ کو مُسلَم فیہ، خریدار کو رَبُّ السلم اور بیچنے والے کو مسلم الیہ کہا جاتا ہے۔ بیع سلم کے چند شرائط ہیں ایک یہ کہ کیلی یا وزنی چیزوں میں کیل اور وزن کی تعیین کی جائے کیونکہ ناپ اور تول مختلف ہوتے ہیں ہاں اگر کسی شہر میں ایک ہی ناپ اور ایک ہی تول ہو تو مطلقاً وہی مراد ہوگا بہرحال کیل کی تعیین ضروری ہے جبکہ ناپ سے بیع سلم کی جائے اسی طرح جب وزن کرنے سے بیع سلم کی جائے تو کی تعیین ضروری ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اور ہر وہ شئ جس کی وصف کا ضبط کرنا اور اس کی مقدار کی معرفت ممکن ہو اس میں بیع سلم جائز ہے۔ اسی طرح پیمانہ سے پیمائش ہونے والی اشیاء کپڑے وغیرہ اور تعداد میں آنے والی اشیاء جبکہ ان کے اعداد میں تفاوت نہ ہو کی بیع سلم جائز ہے اور اگر اعداد متفاوت ہوں تو ان میں بیع سلم جائز نہیں ۲ دوسری شرط یہ ہے کہ مسلم فیہ کی جنس بیان کی جائے کہ وہ گندم ہے یا جو یا کھجور ہیں۔ تیسرے ۳ یہ کہ مسلم فیہ کی نوعیت کی وضاحت ہو۔ چوتھے ۴ یہ کہ اس کی وصف معلوم ہو کہ وہ اعلیٰ ہے یا ردی ہے۔ پانچویں ۵ یہ کہ اس کی مقدار بیان کی جائے کہ وہ مثلاً دس رطل ہے یا دس عدد ہے وغیرہ وغیرہ چھٹی ۶ شرط یہ کہ مدت معین ہو کہ ایک مہینہ ہے یا دو مہینے کم از کم ایک مہینہ ہونا ضروری ہے۔ اور ساتویں یہ

marfat.com
Marfat.com

۲۱۰۲ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ وَقَالَ فَلْيُسْلِفْ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ ۔

۲۱۰۳ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا سُفْيٰنُ نَبِيٌّ ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ ۔

کہ جہاں مسلم فیہ کو حوالے کرنا ہے اس کی جگہ مکان، محلہ وغیرہ معلوم ہو جبکہ اس کا بوجھ ہو ورنہ جہاں چاہے ادا کر دے جیسے کستوری وغیرہ اور آٹھویں شرط یہ ہے کہ جدا ہونے سے پہلے راس المال کو مسلم الیہ اپنے قبضہ میں کرلے

باب ـــ وزن معلوم میں بیع سلم کرنا

۲۱۰۱ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے حالانکہ وہاں لوگ دو اور تین سال کی مدت پر بیع سلم کرتے تھے تو آپ نے فرمایا جو کوئی کسی شئی میں بیع سلم کرے تو معین ناپ اور معین وزن میں معین مدت تک کرے ۔

۲۱۰۲ ـــ ترجمہ : سفیان نے کہا مجھ سے ابن نجیح نے بیان کیا اور کہا معین ناپ معین وزن میں معین مدت تک بیع سلم کرے ۔

۲۱۰۳ ـــ ترجمہ : ابوالمنہال نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا معین ناپ اور معین وزن میں مقررہ مدت تک بیع سلم کرے

۲۱۰۱ ، ۲۱۰۲ ، ۲۱۰۳ ـــ مشرح : قولہ اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ سے معلوم ہوتا ہے کہ مدت کے بغیر بیع سلم جائز نہیں ۔ اس بیع کے لئے معین مدت شرط ہے اور جن علماء نے یہ کہا ہے کہ بیع سلم میں مدت شرط نہیں ہے حدیث کے خلاف ہے ۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ ، یعنی جس میں "سلم" جائز ہے اس میں مقرر مدت تک سلم کرے چونکہ یہ قید ہے اور قید شرط ہے لہذا بیع سلم میں مدت کا ہونا لازم ہے ورنہ بیع سلم نہ ہوگی ۔

الحاصل بیع سلم ہر اس شئی میں جائز ہے جس کی وصف ضبط ہو سکے اور اس کی مقدار کی معرفت ممکن ہو اور

marfat.com

Marfat.com

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ ابْنِ اَبِي الْمُجَالِدِ ح و

۲۱۰۴۔ حدثني يحيى ثنا وكيع عن شعبة عن محمد بن ابی المجالد حدثنا

حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدٌ اَوْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ اخْتَلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ وَاَبُوْ بُرْدَةَ فِي السَّلَفِ فَبَعَثُوْنِيْ اِلَى ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ اِنَّا كُنَّا نُسْلِفُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَسَاَلْتُ ابْنَ اَبْزٰى فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

بَابُ السَّلَمِ اِلٰى مَنْ لَيْسَ عِنْدَهُ اَصْلٌ

۲۱۰۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الشَّيْبَانِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ بَعَثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ وَاَبُوْ بُرْدَةَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى فَقَالَا سَلْهُ هَلْ كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَهْدِ

ناپ اور تول والی اشیاء میں منحصر نہیں بلکہ پیمائش والی اور عددی اشیاء میں بھی جائز ہے۔ مدت کی مقدار میں علماء کا اختلاف ہے احناف کہتے ہیں کم از کم ایک ماہ مدت ہو کیونکہ اس سے کم مدت "اجل" نہیں اسی پر فتویٰ ہے۔ مالکیہ کے نزدیک دو دن سے کم مدت مکروہ ہے۔ بعض علماء پندرہ دن کہتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۱۰۴ــــ ترجمہ: شعبہ نے کہا مجھے محمد بن ابی مجالد یا عبداللہ بن ابی مجالد نے خبر دی اُنھوں نے کہا عبداللہ بن شداد بن ہاد اور ابوبردہ نے بیع سلم میں اختلاف کیا تو مجھے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ میں نے ان سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں گندم، جو، منقیٰ اور کھجور میں بیع سلم کرتے تھے۔ میں نے ابن ابی ابزیٰ سے پوچھا تو اُنھوں نے بھی اسی طرح کہا۔

۲۱۰۴ شرح: اس حدیث میں چار اشیاء کا ذکر کیا جن کا ناپ کیا جاتا ہے۔ اس میں تمام ناپ والی اجناس داخل ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے مباحثہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ اس شخص سے بیع سلم کرنا جس کے پاس اصل نہ ہو

marfat.com

Marfat.com

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُوْنَ فِي الْحِنْطَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نُسْلِفُ نَبِيْطَ أَهْلِ الشَّامِ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ فِي كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَعْلُوْمٍ قُلْتُ إِلٰى مَنْ كَانَ أَصْلُهُ عِنْدَهُ قَالَ مَا كُنَّا نَسْأَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ بَعَثَانِيْ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُوْنَ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ أَلَهُمْ حَرْثٌ أَمْ لَا۔

ترجمہ : محمد بن ابی مجالد نے کہا مجھے عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا ان سے

۲۱۰۵ —

پوچھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام عہد نبی صلی اللہ علیہ وسلم گندم میں بیع سلم کرتے تھے؟ عبداللہ نے کہا ہم اہل شام کے کاشتکاروں سے گندم، جو اور زیتون میں معین ناپ میں مقررہ مدت کے لئے بیع سلم کرتے تھے۔ میں نے کہا تم ان لوگوں سے بیع سلم کرتے تھے جن کے پاس اصل ہوتا تھا؟

اُنھوں نے کہا ہم ان سے یہ نہیں پوچھتے تھے پھر اُنھوں نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کے پاس بھیجا میں نے ان سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بیع سلم کرتے تھے اور ہم ان سے یہ نہیں پوچھتے تھے کہ ان کی کھیتی ہے یا نہیں۔

شرح : اس حدیث میں اصل سے مراد "مُسْلَمٌ فِيْهِ" کا اصل ہے۔ چنانچہ

۲۱۰۵ —

گندم کا اصل کھیتی ہے اور پھلوں کا اصل درخت ہیں یعنی مسلم فیہ کا اصل پاس ہونا شرط نہیں۔ اس مسئلہ کی چار صورتیں ہیں پہلی صورت یہ کہ مسلم فیہ عقد کے وقت موجود ہو اور مدت ختم ہونے کے وقت منقطع ہو جائے یہ جائز نہیں۔ دُوسری صورت یہ ہے کہ مسلم فیہ عقد کے وقت سے مدت ختم ہونے تک موجود رہے۔ یہ بالاتفاق جائز ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ مسلم فیہ عقد کے وقت معدوم ہو اور مدت ختم ہونے کے وقت موجود ہو چوتھی صورت یہ ہے کہ عقد کے وقت اور مُدت ختم ہونے کے وقت موجود ہو اور درمیان والی مدت میں معدوم ہو۔ ان دونوں صُورتوں میں احناف کے نزدیک بیع جائز نہیں۔ دُوسرے تینوں ائمہ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں مسلم فیہ کو مسلم الیہ کے حوالہ کرنے کی قدرت حاصل ہے۔ لیکن احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ درمیانی مدت میں مسلم الیہ فوت ہو جائے اور مُدت ختم ہو جائے حالانکہ مسلم فیہ معدوم ہو تو رب السلم کو نقصان ہوگا اور یہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

۲۱۰۶ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ مُجَالِدٍ هٰذَا وَقَالَ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ سُفْيٰنَ ثَنَا الشَّيْبَانِيُّ وَقَالَ وَالزَّيْتِ۔

۲۱۰۷ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيَّ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يُؤْكَلَ مِنْهُ وَحَتّٰى يُوْزَنَ فَقَالَ الرَّجُلُ وَاَيُّ شَيْءٍ يُوْزَنُ فَقَالَ رَجُلٌ اِلٰى جَانِبِهٖ حَتّٰى يُحْرَزَ وَقَالَ مُعَاذٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ اَبُو الْبَخْتَرِيِّ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ۔

۲۱۰۶ ـــ ترجمہ : اسحاق نے خالد بن عبداللہ شیبانی کے ذریعہ محمد بن ابی مجالد نے یہ روایت بیان کی اور کہا کہ ہم ان سے گندم اور جو میں بیع سلم کرتے تھے اور عبداللہ بن ولید نے سفیان سے روایت کی انھوں نے کہا ہم سے شیبانی نے بیان کیا اور کہا اور زیتون میں بیع سلم کرتے تھے۔ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا انھوں نے کہا جریر نے شیبانی سے بیان کیا اور کہا گندم جو اور منقی میں بیع سلم کرتے تھے۔

۲۱۰۷ ـــ ترجمہ : عمرو نے کہا ابوالبختری طائی کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کھجور میں بیع سلم کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا حتی کہ اس کا پھل کھانے کے قابل ہو جائے اور وزن کیا جائے۔ ایک شخص نے کہا کس چیز کا وزن کیا جائے؟ ان کے پاس ایک آدمی نے کہا حتی کہ اس کی محفوظ کیا جائے اور معاذ نے کہا ہم کو شعبہ نے عمرو کے ذریعہ سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ابوالبختری نے کہا میں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسی بیع سے منع فرمایا۔

۲۱۰۷ ـــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ کہا جائے کہ کھجور میں بیع سلم کا معنی کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حالانکہ موصوف فی الذمہ شئی پر یہ عقد نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں سلم کا لغوی معنی مراد ہے اور وہ سلف (قرض) ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ جب یہ پھل کھانے کے قابل نہیں ہوا تھا تو گویا وہ موصوف فی الذمہ تھا۔ لہٰذا سلم کا معنی صحیح ہے۔ کیونکہ بیع سلم کی تعریف بھی یہی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ

۲۱۰۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نُهِيَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَصْلُحَ وَعَنْ بَيْعِ الْوَرِقِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ وَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يُؤْكَلَ مِنْهُ اَوْ يَاْكُلَ مِنْهُ وَحَتّٰى يُوْزَنَ

۲۱۰۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ فَقَالَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَصْلُحَ وَنَهَى عَنِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسَاءً بِنَاجِزٍ وَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يَاْكُلَ اَوْ يُؤْكَلَ وَحَتّٰى يُوْزَنَ قُلْتُ مَا يُوْزَنُ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُحْرَزَ۔

ہے کہ کسی کے ذمہ موصوف شئ کا عقد مجلسِ بیع میں نقد رقم کے عوض کیا جائے۔ اگر کوئی پوچھے کہ اس بیع سے منع کیوں کیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منع اس اعتبار سے ہے کہ یہ خاص پھل تھا۔ مطلقاً موصوف فی الذمہ نہ تھا اور معین شئ میں سلم جائز نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ حدیث اس باب کی نہیں بلکہ اس کے بعد والے باب "السَّلَمُ فِي النَّخْلِ" کی یہ حدیث ہے کاتب نے اسے سہواً اس باب میں لکھ دیا ہے۔

باب — کھجوروں میں سلم کرنا

ترجمہ : ابوالبختری نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کھجور

۲۱۰۸ — میں بیع سلم سے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا کہ کھجور کی بیع سے منع کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اس میں صلاحیت پیدا ہو جائے اور نقد چاندی کے عوض ادھار چاندی سے منع کیا گیا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کھجور میں سلم سے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی بیع سے منع کیا حتیٰ کہ وہ کھانے کے قابل ہو جائیں اور وزن کے لائق ہو جائیں۔

ترجمہ : ابوالبختری نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کھجور میں بیع

۲۱۰۹ — سلم کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کی بیع سے منع کیا حتیٰ کہ اس میں صلاحیت پیدا ہو جائے اور سونے کے عوض چاندی کی بیع سے منع کیا جبکہ ایک ادھار

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْكَفِيلِ فِي السَّلَمِ ۲۱۱۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ ثَنَا يَعْلَى ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ بِنَسِيئَةٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ مِنْ حَدِيدٍ۔ بَابُ الرَّهْنِ فِي السَّلَمِ ۲۱۱۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَفِ فَقَالَ حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ وَارْتَهَنَ مِنْهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ ——————

اور دُوسرا نقد ہو۔ میں نے ابن عباس سے پُوچھا تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی بیع سے منع کیا حتیٰ کہ وہ کھانے کے قابل ہو جائیں اور ان کا وزن کیا جا سکے۔ میں نے کہا وزن کیا جانے کا کیا مطلب ہے؟ ان کے پاس ایک شخص نے کہا کہ ان کو محفوظ کر لیا جائے!

۲۱۰۸ ، ۲۱۰۹ — شرح : ابوالبختری کا نام سعید بن فیروز ہے وہ کوفی طائی ہیں۔ ۸۳ ہجری میں جماجم کی جنگ میں شہید ہوئے

قولہ اَیُّ شَیْءٍ یُوْزَنُ الخ یعنی درخت پر کھجور کا وزن ناممکن ہے تو وزن کس چیز کا کیا جائے تو ایک شخص جو ابن عباس کے پہلو میں تھا نے کہا وزن سے مراد یہ ہے کہ ان کو اُتار کر محفوظ کر لیا جائے۔ خرص، وزن اور اکل سب کا معنی واحد ہے اور وہ یہ کہ پھل کھانے کے قابل ہو جائے۔

اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ معیّن باغ میں سے کسی معیّن کھجور کے درخت میں بیع سَلَم جائز ہے جبکہ وہ کھانے کے قابل ہو جائے یہ مالکیہ کا مذہب ہے مگر یہ استدلال کمزور ہے۔ کیونکہ یہ بیع دھوکہ سے خالی نہیں۔

باب — بیع سَلَم میں کفیل (ضامن) بنانا

۲۱۱۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے ادھار غلّہ خریدا اور اس کے پاس اپنی لوہے کی زرہ رہن رکھ دی!

۲۱۱۰ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ کبھی کسی اور اسناد سے مذکور حدیث کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ رہن کے متعلق

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السَّلَمِ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ وَالْاَسْوَدُ وَالْحَسَنُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَا بَاْسَ بِالطَّعَامِ الْمَوْصُوْفِ بِسِعْرٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ مَالَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ فِیْ زَرْعٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهٗ۔

۲۱۱۲ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِی الثِّمَارِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ اَسْلِفُوْا فِی الثِّمَارِ فِیْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ نَجِيْحٍ وَقَالَ فِیْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ۔

مسدد عبدالواحد اور اعمش کے طریق سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا ہم نے ابراہیم کے پاس رہن اور بیع سلف میں قبیل (کفیل) کا ذکر کیا تو ابراہیم نخعی نے اس حدیث کو ذکر کیا اس میں رہن اور کفیل کی تصریح موجود ہے کیونکہ قبیل کا معنی کفیل ہے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس حدیث میں باب کے عنوان پر دلالت نہیں۔

باب ـــ بیع سلم میں رہن رکھنا

۲۱۱۱ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے معین مدت تک غلہ خریدا اور اس کے پاس لوہے کی زرہ رہن رکھ دی۔

۲۱۱۱ ـــــ شرح : اس حدیث میں باب کے عنوان پر دلالت واضح ہے۔ اس حدیث میں اس شخص کے کلام کی تردید ہے جس نے یہ کہا کہ بیع سلم میں رہن جائز نہیں۔ ایک شخص نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے کہا کہ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ سلم میں رہن رکھنا سود ہے ـــ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث ذکر کرکے اس کی تردید کی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب "مدت معینہ کے وعدے پر سلم کرنا"

marfat.com
Marfat.com

۲۱۱۳ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي الْمُجَالِدِ قَالَ اَرْسَلَنِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى فَسَاَلْتُهُمَا عَنِ السَّلَفِ فَقَالَا كُنَّا نُصِيْبُ الْمَغَانِمَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَاْتِيْنَا اَنْبَاطٌ مِنْ اَنْبَاطِ الشَّامِ فَنُسْلِفُهُمْ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّيْتِ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى قَالَ قُلْتُ اَكَانَ لَهُمْ زَرْعٌ اَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ زَرْعٌ قَالَا مَا كُنَّا نَسْاَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ۔

ابن عباس، ابو سعید، اسود اور حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بیع سلم مدت معینہ کے ساتھ مختص ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس غلہ کی صفت کر دی گئی ہو مدت معینہ کے وعدہ پر معین نرخ کے عوض اس کی بیع سلم کرنے میں حرج نہیں جب تک کھیتی میں اس کی صلاحیت ظاہر نہ ہوئی ہو۔

۲۱۱۲ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے حالانکہ لوگ پھلوں میں دو سال یا تین سال کی بیع سلم کرتے تھے تو آپ نے فرمایا پھلوں میں معین ناپ میں معین مدت کے وعدے پر سلم کیا کرو اور عبداللہ بن ولید نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ ابن ابی نجیح نے ہمیں خبر دی اور کہا معین ناپ اور معین وزن میں ہو۔

شرح : اس تعلیق میں تحدیث کا بیان ہے۔ اور اس سے قبل حدیث عنعنہ ہے اور اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جن اجناس کا وزن کیا جاتا ہے ان میں معین وزن شرط ہے۔

۲۱۱۳ ـــ ترجمہ : محمد بن ابی مجالد نے کہا مجھے ابو بردہ اور عبداللہ بن شداد نے عبدالرحمن بن ابزیٰ اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ کے پاس بھیجا میں نے ان دونوں سے بیع سلم کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غنیمت پاتے اور ہمارے پاس شام کے زمینداروں سے لوگ آتے تو ان سے گندم، جو اور منقی میں معین مدت تک بیع سلم کرتے تھے۔ راوی نے کہا میں نے کہا کیا ان کی کھیتی ہوتی تھی یا نہیں تو ان دونوں نے کہا اس کے متعلق ہم ان سے دریافت نہیں کرتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السَّلَمِ اِلٰی اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ

۲۱۱۴ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا جُوَیْرِیَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ کَانُوْا یَتَبَایَعُوْنَ الْجُزُوْرَ اِلٰی حَبْلِ الْحَبَلَةِ فَنَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَسَّرَهُ نَافِعٌ اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِیْ بَطْنِهَا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الشُّفْعَةِ

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

بَابُ الشُّفْعَةِ فِیْمَا لَمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فَلَا شُفْعَةَ

۲۱۱۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ

باب — اونٹنی کے بچہ جننے تک بیع سلم کرنا —

۲۱۱۴ — ترجمہ : نافع نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا لوگ "حبل حبلہ" کی مدت کے وعدے پر اونٹوں کی خرید و فروخت کرتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا۔ نافع نے اس کی تفسیر یہ کی کہ اونٹنی بچہ جنے جو اس کے پیٹ میں ہے۔

۲۱۱۴ — شرح : قولہ "مَا فِیْ بَطْنِهَا" یہ ناقہ کا بدل ہے۔ یہ بیع دھوکہ سے خالی نہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وبارک وسلم۔

marfat.com
Marfat.com

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَۃِ فِیْ کُلِّ مَالَمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَۃَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الشُّفْعَۃِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

باب ــــ شفعہ اس زمین میں ہے جو تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب اس کی حدبندی ہو جائے تو اس میں شفعہ نہیں

۲۱۱۵ ــــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس زمین میں شفعہ کا حکم دیا جو تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب حدبندی ہو جائے اور راستے بدل دئے جائیں تو اس میں شفعہ نہیں۔

۲۱۱۵ ــــ شرح : شُفْعَہ " شَفَّعْتُ کَذَا بِکَذَا " سے مشتق ہے جبکہ تو اس کو شَفْعَہ کر دے گویا اپنے ساتھی کے حصہ کو اپنی زمین کے ساتھ ملا کر اسے شَفْعَہ کر دیتا ہے۔ اور فقہاء کی اصطلاح میں شفعہ کا معنی ہے۔ خریدے ہوئے زمین کے ٹکڑے کو شرکت یا ہمسائیگی کی وجہ سے شفعہ کرنے والے کی زمین کے ساتھ ملا دینا۔ اس کی مشروعیت میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں۔ حدیث ۲۰۷۳ کی شرح کا مطالعہ کریں "

شفعہ صرف زمین میں ہی ہوتا ہے کیونکہ اس کے ثبوت میں حکمت یہ ہے کہ شریک یا ہمسائے سے ضرر کو زائل کیا جائے۔ علماء نے کہا اشیاء کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس میں شفعہ مستقل ہو جیسے زمین اور مکان دوسری قسم وہ ہے جس میں شفعہ بالتبع ہو جیسے کھجور جو زمین میں قائم ہو تیسری قسم یہ کہ جو مستقل نہ ہو اور نہ ہی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عَرْضِ الشُّفْعَةِ عَلٰى صَاحِبِهَا قَبْلَ الْبَيْعِ وَقَالَ الْحَكَمُ اِذَا اَذِنَ لَهُ قَبْلَ الْبَيْعِ فَلَا شُفْعَةَ لَهُ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ مَنْ بِيْعَتْ شُفْعَتُهُ وَهُوَ شَاهِدٌ لَا يُغَيِّرُ مَا وَ لَا شُفْعَةَ لَهُ۔ ۲۱۱۶ ـــــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ قَالَ وَقَفْتُ عَلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ فَجَاءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى اِحْدٰى مَنْكِبَيَّ اِذْ جَاءَ اَبُوْ رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا سَعْدُ اِبْتَعْ مِنِّيْ بَيْتَيَّ فِيْ دَارِكَ فَقَالَ سَعْدٌ وَاللّٰهِ مَا اَبْتَاعُهُمَا فَقَالَ الْمِسْوَرُ وَاللّٰهِ لَتَبْتَاعَنَّهُمَا فَقَالَ سَعْدٌ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُكَ عَلٰى اَرْبَعَةِ الْاٰفٍ مُنَجَّمَةٍ اَوْ مُقَطَّعَةٍ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ لَقَدْ اُعْطِيْتُ بِهِمَا خَمْسَ مِائَةِ دِيْنَارٍ وَلَوْلَا اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا اَعْطَيْتُكَهُمَا بِاَرْبَعَةِ الْاٰفٍ وَاِنَّمَا اَعْطٰى بِهِمَا خَمْسَ مِائَةِ دِيْنَارٍ فَاَعْطَاهَا اِيَّاهُ۔

تابع ہو جیسے طعام وغیرہ تیسری قسم میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے مذہب میں شفعہ ہو سکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب بیچنے سے پہلے شفعہ کو صاحبِ شفعہ (شفیع) پر پیش کرنا ـــــ

حکم نے کہا جب بیچنے سے پہلے شفیع اجازت دیدے تو وہ شفع نہیں کر سکتا اور شعبی نے کہا جس کا شفعہ بیچا جائے اور وہ (بیع کے وقت) موجود ہو اور وہ اعتراض نہ کرے تو اس کو شفع کا حق نہیں۔

۲۱۱۶ ترجمہ: عمرو بن شرید نے کہا میں سعد بن ابی وقاص کے پاس کھڑا تھا تو مسور بن مخرمہ آئے اور میرے ایک کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ابو رافع بھی آ گئے اور کہنے لگے۔ اے سعد! آپ کے محلہ میں میرے

marfat.com
Marfat.com

دو مکان خرید لو۔ سعد نے کہا بخدا! میں اُن کو نہیں خریدوں گا۔ مسوّر نے کہا آپ ضرور ان کو خریدیں تو سعد نے کہا اللہ کی قسم! میں چار ہزار سے زیادہ نہیں دوں گا اور قسطوں میں ادا کروں گا۔" ابو رافع نے کہا مجھے ان کے عوض پانچ ہزار دینار دیئے جاتے ہیں اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا نہ ہوتا کہ ہمسایہ اپنے قُرب کے سبب زیادہ حقدار ہے تو میں آپ کو وہ چار ہزار سے نہ دیتا۔ حالانکہ مجھے پانچ ہزار دینار دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ابو رافع نے دونوں مکان حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دے دیئے!

۲۱۱۶ —— شرح : حَکَم کے کلام کا معنیٰ یہ ہے کہ جب شریک زمین بیچنے سے پہلے اپنے ساتھی کو اس کے بیچنے کی اجازت دیدے تو اس کا حقِ شفعہ ساقط ہو جاتا ہے!

اس حدیث سے "ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب نے ہمسایہ کے لئے حقِ شفعہ پر استدلال کیا ہے! کیونکہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے محلہ میں ابو رافع کے دو مکان تھے اور ظاہر ہے کہ حضرت سعد ان میں شریک نہ تھے۔ کیونکہ "عمر بن شَبَہ" نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بلاط میں دو مکان تھے ان کے درمیان دس گز فاصلہ تھا اور ان میں سے جو مسجد کے دائیں جانب تھا وہ ابو رافع کا مکان تھا جس کو حضرت سعد نے ان سے خریدا تھا۔ اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ابو رافع سے مکان خریدنے سے پہلے ان کے ہمسایہ تھے۔ ان میں شریک نہ تھے۔

نیز اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شفعہ مطلقاً ثابت ہے اس میں کوئی لحاظ نہیں کہ شفیع حاضر ہو یا غائب ہو وہ دیہاتی ہو یا شہری، مسلمان ہو یا ذمّی ہو چھوٹا ہو یا بڑا ہو یا مجنوں ہو جبکہ وہ ہوش میں آجائے شعبی نے کہا حق شفعہ کو بیچا نہیں جا سکتا اور نہ کسی کو ہبہ کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ ابراہیم نخعی نے نقل کیا ہے۔ عبدالرزاق نے کہا امام ابو حنیفہ، امام احمد اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے جبکہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شفیع مر جائے تو شفع کا حق باطل ہو جاتا ہے اور اس میں وراثت جاری نہیں ہو سکتی اور خریدار کے مر جانے سے باطل نہیں ہوتا کیونکہ اس کا مستحق موجود ہے!

حدیث میں اچھے اخلاق پر دلالت ہے کیونکہ ابو رافع نے اپنے مکان حضرت سعد کے پاس تھوڑی قیمت سے فروخت کر دیئے حالانکہ ان کے علاوہ دوسرے لوگ زیادہ رقم دیتے تھے۔ جب شفیع اور خریدار میں قیمت کی مقدار میں اختلاف ہو جائے تو خریدار کا قول معتبر ہے کیونکہ وہ منکر ہے۔ اور وہ قسمیں نہیں کھائیں گے اور اگر دونوں دلائل پیش کریں تو شفیع کی دلیل معتبر ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے۔ امام ابو یوسف کہتے ہیں مشتری کی دلیل معتبر ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے مذہب میں دونوں کے دلائل ساقط ہیں اور مشتری کا قول معتبر ہے۔ ایک روایت کے مطابق ان سے قرعہ اندازی بھی منقول ہے۔ امام مالک رضی اللہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اَیِّ الْجِوَارِ اَقْرَبُ - ۲۱۱۷ — حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِیْ عَلِیٌّ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْعِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ جَارَیْنِ فَاِلٰی اَیِّهِمَا اُهْدِیْ قَالَ اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا

کا مذہب یہ ہے کہ کسی عادل کو حاکم مقرر کرلیں جو ان میں فیصلہ کرے۔ ورنہ قسم پر فیصلہ ہوگا۔

ابو رافع رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قبطی غلام تھا جو انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانہ پیش کیا تھا جب اُس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی خوشخبری دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آزاد کر دیا۔

باب کونسا ہمسایہ زیادہ قریب ہے

۲۱۱۷ — ترجمہ: طلحہ بن عبداللہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی انھوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے دو ہمسائے ہیں ان میں سے میں کس کو ہدیہ دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہے!

۲۱۱۷ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمسائیگی میں دروازہ کے نزدیک ہونے کا اعتبار ہے دیوار کا قرب معتبر نہیں۔ اس میں راز کی بات یہ ہے کہ جو کوئی اس کے گھر داخل ہو وہ اسے دیکھتا ہے اور اگر غفلت کے اوقات میں کوئی ضرورت درپیش ہو تو وہ جلدی حاجت پوری کر سکتا ہے۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ شفعہ کا زیادہ حقدار ہمسایہ ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ نزدیک تر زیادہ حقدار ہے اور قریبی ہمسایہ دوسروں سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ دوسروں کی نسبت زیادہ حقدار ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہمسایہ کو کوئی نہ کوئی اچھی شئی بھیج کر خوش رکھنا چاہیئے۔ خصوصاً جبکہ وہ فقیر ہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی بھی کامل مومن نہیں جبکہ وہ سیر ہو کر رات بسر کرے اور اس کا ہمسایہ بھوکا سویا رہے"، اور فرمایا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میرا گمان ہوا کہ وہ اس کو وارث بنا دے گا"۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

marfat.com

Marfat.com

اَلْجُزْءُ التَّاسِعُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الْاِجَارَةِ

بَابُ اسْتِيْجَارِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ وَالْخَازِنِ الْاَمِيْنِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَعْمِلْ مَنْ اَرَادَهٗ -

۲۱۱۸ — مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ اَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَازِنُ الْاَمِيْنُ الَّذِيْ يُؤَدِّيْ مَا اُمِرَ بِهٖ طَيِّبَةً نَفْسُهٗ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ -

---

نواں پارہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْاِجَارَةِ

باب — نیک آدمی کو اُجرت پر لگانا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "بے شک بہتر نوکر وہ جو طاقت ور امانت دار ہو"

marfat.com

Marfat.com

۲۱۱۹ ـــــ مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ ثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ ثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ قَالَ فَقُلْتُ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ قَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ۔

اور خزانچی امانت دار اور جو کسی کام کی خواہش کرے جس نے اس سے کام نہ لیا

۲۱۱۸ ـــــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خزانچی امانت دار جو دل کی خوشی سے وہ شئ ادا کر دے جس کا اسے حکم دیا گیا ہو وہ صدقہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا

۲۱۱۹ ـــــ جبکہ میرے ساتھ دو اور آدمی اشعری تھے۔ میں نے عرض کیا مجھے یہ علم نہ تھا کہ یہ دونوں عمل (کام) کی خواہش کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اس شخص کو ہرگز عامل نہیں بناتے جو عامل بننا چاہے۔

شرح : سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک قبطی کو مکہ

۲۱۱۸ ، ۲۱۱۹ ـــــ مارا جس سے وہ مرگیا اس لئے سیدنا موسیٰ علیہ السلام فرعون کے ڈر سے شہر میں چھپ گئے اور حالات کا جائزہ لیتے رہے۔ اُدھر فرعون نے حکم جاری کر دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے۔ فرعون کے چچا کا بیٹا جس کا نام خربیل تھا اور سیدنا ابراہیم علیہ التحیۃ والتسلیم پر ایمان رکھتا تھا اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نبی تسلیم کرتا تھا اور خفیۃً آپ پر ایمان رکھتا تھا اس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی کہ فرعون کی کابینہ نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا ہے۔ میں آپ کو آگاہ کرنے آیا ہوں کہ آپ اس شہر سے باہر تشریف لے جائیں۔ آپ نامعلوم راستہ عازم سفر ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی راہ نمائی کے لئے ایک فرشتہ بھیج دیا جس نے آپ کو مَدْیَن پہنچا دیا جو مصر سے تقریباً دس روز کے سفر کی مسافت پر واقع ہے آپ پاؤں سے ننگے سفر کرتے رہے اور درختوں کے پتے کھاتے تھے حتیٰ کہ مَدْیَن کے ایک کنوئیں کے پاس پہنچ گئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے اردگرد لوگ جانوروں کو پانی پلاتے ہیں اور ان کے ایک طرف دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو روکے ہوئے ہیں تاکہ لوگوں کی بکریوں سے اپنی بکریاں جُدا رکھیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا تمہارا کیا حال ہے کہ ایک طرف کھڑی ہو انھوں نے کہا ہم کمزور ہیں لوگوں کی مزاحمت پر قادر نہیں جب یہ لوگ اپنی بکریوں کو پانی پلا کر فارغ ہو جائیں گے تو ہم اپنی بکریوں کو پانی پلائیں گی۔ چونکہ ہمارا والد اللہ کا نبی ہے اور وہ بوڑھے ہو چکے ہیں وہ نہ تو بکریاں چرا سکتے ہیں اور نہ ہی یہاں ان کو پانی پلا سکتے ہیں کیونکہ یہ کنواں مُدْیَن کے تمام رہنے والوں کا ہے۔ سیدنا شعیب علیہ السلام سے گفتگو کرنے والی یہ لڑکی حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رَعْيِ الْغَنَمِ عَلَى قَرَارِيطَ

۲۱۲۰ ـــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ وَأَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ۔

کی بڑی صاحبزادی صَفُوْرَاء تھی جبکہ چھوٹی صاحبزادی کا نام عَبُوْرَاء ہے۔ سیدہ صَفُوْرَاء نے اپنے والد سے کہا وہ بے شک بہتر نوکر وہ جو طاقت ور امانت دار ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا تجھے کیسے معلوم کہ یہ طاقتور امانت دار ہے۔ صاحبزادی نے کہا انھوں نے تنہا کنوئیں کے منہ سے پتھر اٹھایا تھا حالانکہ اس پتھر کو چالیس نوجوان مرد اٹھا سکتے ہیں اور جب ہم گھر کو واپس ہونے لگیں تو انھوں نے کہا کہ وہ ان کے پیچھے چلیں تاکہ وہ ان پر نظر نہ اٹھائیں بعد میں حضرت شعیب علیہ السلام نے اسی صاحبزادی کا سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح کر دیا اور بکریوں کا چرانا ان کا مہر مقرر کیا اور یہ شعیب علیہ السلام کی شریعت میں جائز تھا جبکہ ہماری شریعت میں اس بارے میں فقہاء کرام رضی اللہ عنہم کی آراء مختلف ہیں احناف اسے جائز نہیں کہتے ہیں۔

اجارہ کا معنی کسی عوض میں منافع کا مالک کرنا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث ۲۱۱۸ کو اس باب میں اس وجہ سے داخل کیا ہے کہ کسی کے مال کا خزانچی صاحبِ مال کا اجیر ہوتا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عمل کی خواہش کرنے والا حریص ہوتا ہے اس سے احتراز کرنا ضروری ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم حریص کو عامل نہیں بنائیں گے۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ظاہر یہی ہے کہ عمل پر حرص کرنا مکروہ تحریمی ہے چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امارت طلب نہ کرو بخدا ہم امارت طلب کرنے والے کو امیر نہیں بناتے اور نہ ہی اس کی حرص کرنے والے کو حاکم بناتے ہیں۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں آدمیوں سے اعراض کیا اور خواہش کرنے کے سبب ان کو عامل نہ بنایا تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر کیا جو اس کے خواہش مند نہ تھے کیونکہ ایسے حاکم کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ فرشتہ بھیج دیتا ہے اور جو حاکم بننے کی خواہش کرے اس کی مدد فرشتہ نہیں کرتا اور وہ اپنے نفس کے حوالہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ قراریط کے عوض بکریاں چرانا

۲۱۲۰ ـــ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اسْتِئْجَارِ الْمُشْرِكِيْنَ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ وَإِذَا لَمْ يُوْجَدْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ وَ عَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ۔

۲۱۲۱ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ وَاسْتَأْجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْبَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيْلِ ثُمَّ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَالْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ يَمِيْنَ حِلْفٍ فِيْ آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلٰثِ لَيَالٍ فَأَتَاهُمَا بِرَاحِلَتَيْهِمَا صَبِيْحَةَ لَيَالٍ ثَلٰثٍ فَارْتَحَلَا وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيْلُ الدِّيْلِيُّ فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيْقَ السَّاحِلِ۔

نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اُس نے بکریاں چرائی ہیں آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور آپ بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں! میں مکہ والوں کی بکریاں چند قراریط پر چرایا کرتا تھا۔

شرح : قراریط قیراط کی جمع ہے اور وہ نصف دانق ہے بعض علماء کہتے ہیں "قراریط" مکہ میں کسی جگہ کا نام ہے۔

۲۱۲۰ — سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع اور انکساری کے طور پر یہ کلام فرمایا۔ نیز اس میں تحدیثِ نعمت بھی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کا سید و آقا بنایا "صلی اللہ علیہ وسلم" بکریاں چرانے میں حکمت یہ ہے کہ ان کے ساتھ رہنے سے بردباری، شفقت اور مہربانی میں اضافہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جب انبیاء کرام علیہم السلام نے بکریاں چرانے کی مشقت برداشت کی اور مختلف مقامات میں پھیلی ہوئی اور مختلف طباع پر مشتمل بکریوں کو اکٹھا کرنے کی مشقت پر صبر و تحمل کیا تو اُمّت کے معاملات کی سیاست اور ان کے تمدّن میں ممارست اور زیادہ ہوئی اور یہ ان کی نبوّت کا مقدمہ ہے اور اس طرح لوگوں کے امور کا انتظام کرنے اور ان کے احوال کی حفاظت کرنے کی عادت ہوجاتی ہے اور اس سے ملول میں نہیں آتے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متخلق ہیں اور تمام مخلوق کے احوال جانتے ہیں سیاستِ مُلکیہ اور احوال سلطنت سے خوب واقف ہیں تواضع اور انکساری آپ کی جبلّت میں داخل ہے۔ الحاصل کائنات کے جملہ احوال کے عالم ہونے کے باوجود آپ کا بکریاں چرانا دیگر انبیاء کرام اور رُسُل عظام کی اتباع اور موافقت پر مبنی ہے کیونکہ سب نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ اس وقت سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بیس برس تھی۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

باب ــــ ضرورت کے وقت مشرکوں کو اجیر بنانا یا جب کوئی مسلمان نہ ملے

اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے معاملہ کیا (نصف بٹائی پر ان کو خیبر کی زمین دی)

۲۱۲۱ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنی دیل کا ایک شخص پھر بنی عبد بن عدی کا ایک ماہر ہوشیار کو اجیر رکھا حالانکہ اُس نے عاص بن وائل کے خاندان سے قسم کا معاہدہ کیا تھا اور وہ کفارِ قریش کے دین پر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں نے اس کو امانت دار سمجھا اور اپنی دونوں سواریاں اس کے حوالہ کر دیں اور اس سے تین دن کے بعد غارِ ثور میں آنے کا وعدہ لیا وہ تیسری رات کی صبح کو دونوں سواریاں لے کر ان کے پاس آیا تو آپ دونوں روانہ ہوئے اور عامر بن فہیرہ بھی روانہ ہوا۔ راستہ بتانے والا "دیلی" یعنی دیل قبیلہ سے تھا وہ ان کو ساحل کے راستہ لے گیا۔

۲۱۲۱ ــــ شرح : قولہ وَاسْتَاجَرَا یہ واؤ عاطفہ ہے معطوف علیہ اور کلمات ہیں جو پوری حدیث میں مذکور ہیں۔

قولہ دِئِیل ،، راستہ بتانے والا شخص قبیلہ دِیل کا فرد تھا اس کا نام عبداللہ بن اُرَیقِط تھا۔ قولہ حِلف ،، عہد ہے جو لوگوں میں قرار پاتا ہے۔ ان لوگوں کی عادت تھی کہ جب آپس میں عہد و پیمان کرتے تو اپنے ہاتھ پانی میں ڈبوتے تھے " عامِر بن فہیرہ ،، یہ کالے رنگ کا غلام طفیل بن عبداللہ کا مملوک تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر آزاد کر دیا تھا اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے وہ مسلمان ہوا اور وہ بہترین مسلمان تھا اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنی دیل کے ایک شخص کو اُجرت پر لیا حالانکہ وہ مشرک تھا جبکہ کوئی مسلمان دستیاب نہ ہوا جو راستہ کا ماہر ہو۔ اور عامر بن فہیرہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سواری پر ان کے پیچھے سوار ہوا اور راستہ میں خدمت کرتا رہا۔ یہ عہد کرنے کا تھا ہے کہ مشرکین عہد کے کسی قدر مضبوط تھے کہ دشمن ہونے کے باوجود اس دیلی شخص نے کسی کو نہیں بتایا۔ حالانکہ کفارِ قریش نے آپ کی گرفتاری پر انعامات رکھے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا اسْتَاجَرَ اَجِيْرًا لِيَعْمَلَ لَهُ بَعْدَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ اَوْ بَعْدَ شَهْرًا وَبَعْدَ سَنَةٍ جَازَ وَهُمَا عَلٰى شَرْطِهِمَا الَّذِىْ اشْتَرَطَاهُ اِذَا جَاءَ الْاَجَلُ ۔

۲۱۲۲ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَاسْتَاْجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ رَجُلًا مِّنْ بَنِى الدِّيْلِ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَدَفَعَا اِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلٰثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلٰثٍ ـــــ

باب جب کسی اجیر کو اُجرت پر رکھا تاکہ تین دن یا مہینہ یا سال کے بعد اس کا کام کرے تو جائز ہے

اور وہ اس شرط پر قائم رہیں جو شرط لگا رکھی ہو جبکہ مدت پوری ہو جائے ـــ"

ترجمہ: ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم پاک ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی دیل کے ایک آدمی جو راستہ کا ماہر تھا کو اُجرت پر لیا حالانکہ وہ کفار قریش کے دین پر تھا اور اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے سپرد کر دیں اور اس سے تین راتوں کے بعد تیسری کی صبح کو غار ثور پر دونوں سواریاں لانے کا عہد کیا۔

۲۱۲۲ ـــــ شرح: حدیث شریف میں تین دن کے بعد عمل کی ابتداء مذکور ہے مگر امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک مہینہ یا ایک سال بعد عمل کی ابتداء کو اس پر قیاس کیا ہے۔ یعنی اجل بعید کو اجل قریب پر قیاس کیا اور حدیث کو اس مسئلہ کی دلیل بنایا کہ مطلق مدت کے لئے اجارہ جائز ہے۔ یہ خیال رہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دیلی کو سواریاں صرف دیکھ بھال کے لئے دی تھیں تاکہ تین روز گزرنے تک ان کی حفاظت کرتا رہے اور تین دن کے بعد اس نے عمل شروع کیا تھا۔ حدیث شریف میں عمل کی صراحت مذکور ہے کہ وہ ان کو راستہ بتائے گا جبکہ خِرِّیت ماہر کو کہا جاتا ہے۔ دراصل عمل یہی تھا جس کے لئے اس کو اجیر بنایا گیا تھا اور یہ عمل تین دن کے بعد شروع ہوا تھا لہٰذا حدیث کی باب سے مناسبت واضح ہے اور یہ کہنا کہ عمل کی ابتداء اسی وقت ہو گئی تھی جبکہ سواریاں اجیر کے حوالہ کی تھیں خلاف تحقیق ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مزدوری سے یہ کہا جائے کہ تین دن یا ایک مہینہ یا ایک سال کے بعد

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاَجِيْرِ فِي الْغَزْوِ

۲۱۲۳ ـــــ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ يَّعْلٰى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَكَانَ مِنْ اَوْثَقِ اَعْمَالِيْ فِيْ نَفْسِيْ وَكَانَ لِيْ اَجِيْرٌ فَقَاتَلَ اِنْسَانًا فَعَضَّ اَحَدُهُمَا اِصْبَعَ صَاحِبِهٖ فَانْتَزَعَ اِصْبَعَهٗ فَاَنْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ وَقَالَ اَفَيَدَعُ اِصْبَعَهٗ فِيْ فِيْكَ تَقْضِمُهَا قَالَ اَحْسِبُهٗ قَالَ كَمَا يَقْضِمُ الْفَحْلُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ جَدَّتِهٖ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَاَنْدَرَ ثَنِيَّتَهٗ فَاَهْدَرَهَا اَبُوْبَكْرٍ۔

یہ کام کرد یہ اجارہ امام مالک اور ان کے اصحاب کے نزدیک جائز ہے جبکہ مزدور کو پہلے اُجرت دیدی جائے اور اگر پہلے مزدوری نہ دی جائے تو امام مالک رضی اللہ عنہ تو اسے جائز کہتے ہیں لیکن بعض فقہاء اس کے خلاف ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ ابتداء مدت سے پہلے ہی مر جائے۔ احناف کہتے ہیں مثلاً شعبان میں کہے میں نے تجھے اپنا مکان یکم رمضان کو کرایہ پر دیا تو یہ علی الاطلاق جائز ہے کیونکہ منافع کی تجدید سے عقد بھی از سر نو منعقد ہوتا رہتا ہے۔ مالکیہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ البتہ شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب مکان کا مالک کہے میں نے تجھے یہ مکان چند دن کے بعد ایک سال کے لئے کرایہ پر دیا تو یہ عقدِ اجارہ صحیح نہیں کیونکہ بوقتِ عقد مکان کے منافع مقدور التسلیم نہیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جہاد میں اجیر ساتھ لینا

۲۱۲۳ ـــــ ترجمہ: یعلیٰ بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیش العسرۃ (غزوہ تبوک) میں شریک ہوا۔ میرے نزدیک یہ غزوہ لڑنا میرا مضبوط عمل تھا۔ میرا ایک مزدور تھا اُس نے ایک شخص سے جھگڑا کیا تو ایک نے دوسرے کی انگلی دانتوں میں دبالی۔ اُس نے اپنی انگلی کھینچی تو اس کے سامنے والے دانت گرا دیئے وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ لے گیا تو آپ نے اس کو لغو قرار دیا اور فرمایا کیا وہ اپنی انگلی تیرے منہ میں چھوڑے رکھے تاکہ تو اسے چباتا رہے۔ یحییٰ نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا جیسے اونٹ چباتا ہے۔ ابن جریج نے کہا کہ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے اپنی دادا سے اسی طرح بیان کیا کہ ایک شخص نے کسی دوسرے کا ہاتھ دبایا تو اس نے اس کے سامنے والے دانت گرا دیئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنِ اسْتَاجَرَ اَجِيْرًا فَبَيَّنَ لَهُ الْاَجَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُ الْعَمَلَ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ اِلٰى قَوْلِهِ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ يَاجُرُ فُلَانًا يُعْطِيْهِ اَجْرًا مِنْهُ فِي التَّعْزِيَةِ اَجَرَكَ اللّٰهُ

نے اس کی دیت باطل کردی۔

شرح : یعنی جہاد میں خدمت کے لئے مزدور کو ساتھ لے جانا جائز ہے یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا ہو کہ اگرچہ جہاد کا مقصد ثواب حاصل کرنا ہے لیکن یہ خادم سے استعانت کے منافی نہیں خصوصاً جبکہ خود کام نہ کرسکتا ہو۔ اس باب میں مذکور حدیث سے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ جب کوئی کسی کا ہاتھ دانتوں میں چبائے اور وہ اپنا ہاتھ کھینچے اور اس سے چبانے والے کے دانت گر جائیں تو اس کی ضمان نہیں ہے اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کسی پر اونٹ نے حملہ کیا اور اُس نے اس کی مدافعت کی جس سے وہ ہلاک ہوگیا تو اس پر حملہ کرنے والے اونٹ کی قیمت لازم نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جس کا ہاتھ چبایا گیا وہ چبانے والے کو گرنے والے دانت کی ضمان ادا کرے۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے کہا قصاص میں کسی فقیہہ کا اختلاف نہیں البتہ ضمان میں اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ضمان ساقط کرتے ہیں جبکہ امام شافعی رضی اللہ عنہ ضمان واجب کرتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مشہور مذہب یہی ہے۔ بعض احناف اس طرف گئے ہیں کہ اگر چبانے والے کے منہ سے آسانی سے ہاتھ نکال لینا ممکن ہو لیکن وہ قصداً سختی سے ہاتھ کھینچے تاکہ اس کے دانت گر جائیں تو اس پر ضمان واجب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد یا دیگر امور میں خدمت کے لئے مزدور ساتھ لے جانا جائز ہے۔ لیکن جنگ کرنے کے لئے مزدور رکھنا جائز نہیں کیونکہ ہر مسلمان پر جہاد فرض ہے تاکہ اللہ کا دین بلند ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۱۲۳ — باب — جس نے کسی مزدور کو اُجرت پر لگایا اور اس سے مُدّت بیان کردی اور کام کی وضاحت نہ کی"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! میری خواہش ہے کہ میں تجھ سے ایک بیٹی کا نکاح کردوں اور اللہ ہماری بات کا وکیل ہے" یاجُرُ فلانًا "، کا معنیٰ اس کو مزدوری دیتا ہے اور اسی سے تعزیہ کے بارے میں ہے۔ کہ اللہ تجھے اجر دے!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا اسْتَاجَرَ اَجِیْرًا عَلٰی اَنْ یُّقِیْمَ حَائِطًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ جَازَ

شرح : یعنی مستاجر نے اجیر سے مدتِ اجارہ تو بیان کر دی لیکن یہ بیان نہ کیا کہ وہ کیا عمل کریگا۔ یہ صحیح ہے امام بخاری کا مقصد بھی یہی ہے اور مذکور آئت کریمہ سے اُنھوں نے استدلال کیا ہے کیونکہ آئت کریمہ میں عمل کی کیفیت مذکور نہیں۔ مگر یہ جواز اس وقت ہے جبکہ نفسِ عقد سے نفسِ عمل کی وضاحت ہو جاتی ہو جیسے کوئی غلام خدمت کے لئے اجیر لایا جائے۔ لیکن اگر نفسِ عقد سے عمل کا بیان معلوم نہ ہوتا ہو تو یہ اجارہ جائز نہیں کیونکہ اس طرح جھگڑے کا احتمال ہے۔ مہلّب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا آئت کریمہ میں اس بات کی قطعاً دلیل نہیں کہ مذکور اجارہ میں عمل مجہول تھا کیونکہ وہ باہم جانتے تھے کہ بکریاں چرانا اور ان کو پانی پلانا اور جنگل سے لکڑیاں وغیرہ لانا یہی کام ہے۔ اور بخاری کا بھی یہی مقصد ہے اور یہ گمان کرنا صحیح نہیں کہ بخاری کے نزدیک مجہول عمل میں اجارہ صحیح ہے! بلکہ بخاری کا مقصد یہ ہے کہ عمل کو صراحتاً بیان کرنا ضروری نہیں۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اکثر علماء کے نزدیک آئت میں مذکور نکاح میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے دیگر لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں کیونکہ لمبی مدت میں دھوکہ ظاہر ہو سکتا ہے" اگر یہ کہا جائے کہ بیٹیوں میں سے کسی ایک بیٹی کا نکاح کسی امتیاز کے بغیر کیسے صحیح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مجلس عقدِ نکاح کی مجلس نہ تھی بلکہ یہ عقدِ مواعدت تھا یعنی سیدنا شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک لڑکی نکاح کر دینے کا وعدہ کیا تھا البتہ عقدِ نکاح میں تمیز ضروری ہے۔ اگر یہ عقد نکاح ہوتا تو اس وقت یوں کہتے کہ میں نے تجھے اپنی فلاں لڑکی نکاح کر دی اور یہ نہ فرماتے کہ میں ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تم سے کرنے کا خیال کرتا ہوں۔

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر کوئی کسی عورت سے نکاح کرے اور مہر یہ مقرر کرے کہ شوہر ایک سال اپنی بیوی کی خدمت کرے گا تو یہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب میں جائز ہے جبکہ وقت معلوم ہو جائے اور وہ پورا سال بیوی کی خدمت کرے گا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر عورت سے ہم بستر نہیں ہوا تو نکاح فسخ کیا جائے ورنہ مہر مثل پر نکاح ثابت ہو جاتا ہے اور امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا اگر شوہر غلام نہیں تو مہر مثل ادا کرے گا۔ اور نکاح صحیح ہے اور اگر غلام ہے تو وہ ایک سال خدمت کرے گا اور نکاح صحیح ہے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ شوہر پر ایک سال کی خدمت کی قیمت واجب ہے۔ کیونکہ خدمت متقوّمہ ہے۔ یعنی اس کی قیمت ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے مزدور کو اس کام پر لگایا کہ وہ دیوار سیدھی کر دے جو گرنے والی ہے تو جائز ہے!

marfat.com

Marfat.com

۲۱۲۴ ـــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا هِشَامُ اَبْنُ يُوْسُفَ اَنَّ اِبْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ اَخْبَرَنِيْ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهٗ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ لِيْ اِبْنُ عَبَّاسٍ ثَنِيْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُرِيْدُ اَنْ يَنْقَضَّ قَالَ سَعِيْدٌ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَهٗ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلَى حَسِبْتُ اَنَّ سَعِيْدًا قَالَ فَمَسَحَهٗ بِيَدِهٖ فَاسْتَقَامَ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ سَعِيْدٌ اَجْرًا نَاْكُلُهٗ۔

۲۱۲۴ ـــــ ترجمہ : ابن جریج نے بیان کیا کہ مجھے یَعلی بن مُسلم اور عمرو بن دینار نے سعید بن جُبیر سے خبر دی وہ ایک دوسرے سے کچھ اضافہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن جُریج نے کہا مجھے یَعلی اور عمرو کے غیر نے خبر دی۔ ابن جریج نے کہا میں نے غیر کو سعید بن جُبیر سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا اُنھوں نے کہا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے اُبی بن کعب نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ اور خضر (علیہ السلام) چلے اور اُنھوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی سعید نے کہا خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا (اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے) اور دیوار سیدھی کھڑی ہوگئی۔ یَعلیٰ نے کہا میرا خیال ہے کہ سعید بن جُبیر نے کہا کہ خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے دیوار کو مس کیا تو وہ سیدھی ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر تم چاہتے تو اس کی اُجرت لیتے سعید نے کہا مزدوری لیتے جو ہم کھاتے۔

۲۱۲۴ ـــــ شرح : قولہ "سَمِعْتُهٗ" منصوب ضمیر غیر کی طرف لوٹتی ہے یعنی ابن جُریج نے کہا "وَسَمِعْتُ غَيْرَهُمَا اَيْضًا يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ" یعنی میں نے یَعلیٰ اور عمرو کے غیر سے بھی سُنا کہ وہ سعید بن جُبیر سے حدیث بیان کرتے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایک راوی کا اپنے ساتھی پر زیادہ کرنے سے محال لازم آئے گا اور وہ یہ کہ ایک ہی شئ مزید اور مزید علیہ ہو اس کا جواب یہ ہے کہ "بِاَحَدِهِمَا" سے اگر ایک معین مراد ہے تو اس میں اشکال نہیں اور اگر ان میں سے ہر ایک مراد ہے تو عبارت کا معنیٰ یہ ہوگا ان میں سے ایک راوی اپنے غیر کی زیادتی کے سوا زیادہ ذکر کیا تو یہ ایک اعتبار سے مزید اور دوسرے لحاظ سے مزید علیہ ہوگا اور یہ محال نہیں جبکہ جہات مختلفہ ہیں اگر یہ کہا کہ یہ "مزید" مجہول ہے کیونکہ اس سے زیادتی کا علم نہیں ہوتا کہ وہ کیا شئ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سیاقِ عبارت سے یَعلیٰ کی زیادتی معلوم ہو جاتی ہے جبکہ اُنھوں نے کہا "حَسِبْتُ" اس سے متعلق مزید تقریر "باب ذِهَابِ مُوسٰى فِي الْبَحْرِ اِلَى الْخَضِرِ" کے باب کی حدیث ۷۳ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِجَارَةِ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ

۲۱۲۵ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَاْجَرَ اُجَرَاءَ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ غُدْوَةٍ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰی صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰی قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰی ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ مِنَ الْعَصْرِ اِلٰی اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ عَلٰی قِيْرَاطَيْنِ فَاَنْتُمْ هُمْ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالُوْا مَا لَنَا اَكْثَرَ عَمَلًا وَاَقَلَّ عَطَاءً قَالَ هَلْ نَقَصْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَاءُ ـــ

باب ـــ دوپہر تک کے لئے مزدور لگانا

۲۱۲۵ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تمہاری مثال اور اہل کتاب کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے چند مزدور اُجرت پر لگائے اور کہا وہ کون ہے جو صبح سے دوپہر تک ایک قیراط پر میرا کام کرے تو یہودیوں نے دوپہر تک کام کیا پھر اُس نے کہا وہ کون ہے جو دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک قیراط پر میرا کام کرے تو نصاریٰ نے عصر تک کام کیا پھر اُس نے کہا وہ کون ہے عصر سے غروبِ شمس تک دو قیراط پر میرا کام کرے اور وہ تم ہو اس پر یہود و نصاریٰ نے غصہ کیا اور کہا ہمارا کیا حال ہے۔ ہم نے کام زیادہ عرصہ کیا اور مزدوری تھوڑی ملی اس شخص نے کہا میں نے تمہارے حق سے کچھ کم کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا نہیں اُس نے کہا یہ اضافہ میری طرف سے ہے جسے چاہوں دوں۔

۲۱۲۵ ـــ شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ دن کے بعض حصہ میں اجارہ جائز ہے جبکہ اس کو معین کر لیا جائے۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ کے لئے کام پر لگایا جائے۔ قیراط نصف دانق ہے اور دانق درہم کا چھٹا حصہ ہے۔ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا ہے کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد مشروع ہوتا ہے کیونکہ اگر عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہو جائے تو غروبِ شمس تک یہ وقت ظہر کے وقت سے زیادہ ہوتا ہے۔ حالانکہ حدیث میں یہود و نصاریٰ کا عمل اس امت کے عمل سے زیادہ فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِجَارَةِ اِلَى صَلٰوةِ الْعَصْرِ ۲۱۲۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَالْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ عَمِلَتِ النَّصَارٰى عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ تَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغَارِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا وَاَقَلُّ عَطَاءً فَقَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَاءُ۔ بَابُ اِثْمِ مَنْ مَنَعَ اَجْرَ الْاَجِيْرِ

۲۱۲۷ — حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ ثَلٰثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اَعْطٰى بِيْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ اَجْرَهُ۔

باب — عصر کی نماز تک کے لئے مزدور لگانا

۲۱۲۶ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری مثال اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی مثل ہے جس نے مزدوری کے لئے مزدور لگائے اور کہا کون ہے جو دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کرے؟ تو یہودیوں نے ایک ایک قیراط پر عمل کیا پھر نصاریٰ نے ایک ایک قیراط پر عمل کیا پھر تم ہو جو عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک دو دو قیراط پر عمل کرتے ہو یہود و نصاریٰ ناراض ہوئے اور کہنے لگے ہمارا کام زیادہ ہے اور مزدوری تھوڑی ہے تو اس نے کہا کیا میں نے تمہارے حق میں سے کوئی شئی کم کی ہے؟ انھوں نے کہا نہیں اس نے کہا یہ میرا احسان ہے جسے چاہوں دوں

باب — اس شخص کا گناہ جو مزدور کی اجرت نہ دے

۲۱۲۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جناب

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِجَارَةِ مِنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ

۲۱۲۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَاْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُوْنَ لَهٗ عَمَلًا يَوْمًا اِلَى اللَّيْلِ عَلٰى اَجْرٍ مَعْلُوْمٍ فَعَمِلُوْا لَهٗ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰى اَجْرِكَ الَّذِيْ شَرَطْتَ لَنَا وَمَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَفْعَلُوْا اَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ وَخُذُوْا اَجْرَكُمْ كَامِلًا فَاَبَوْا وَتَرَكُوْا وَاسْتَاْجَرَ اٰخَرِيْنَ بَعْدَهُمْ فَقَالَ اَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَلَكُمُ الَّذِيْ شَرَطْتُ لَهُمْ مِنَ الْاَجْرِ فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا كَانَ حِيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَالُوْا لَكَ مَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ وَلَكَ الْاَجْرُ الَّذِيْ جَعَلْتَ لَنَا فِيْهِ فَقَالَ اَكْمِلُوْا بَقِيَّةَ عَمَلِكُمْ فَاِنَّمَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ شَيْءٌ يَسِيْرٌ فَاَبَوْا فَاسْتَاْجَرَ قَوْمًا اَنْ يَعْمَلُوْا لَهٗ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ فَعَمِلُوْا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ وَاسْتَكْمَلُوْا اَجْرَ الْفَرِيْقَيْنِ كِلَيْهِمَا فَذٰلِكَ مَثَلُهُمْ وَمَثَلُ مَا قَبِلُوْا مِنْ هٰذَا النُّوْرِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں قیامت کے روز تین شخصوں کا دشمن ہوں گا۔ ایک وہ مرد جو میرے نام کے واسطہ سے عہد کرے پھر عہد شکنی کرے۔ دوسرا وہ شخص جو آزاد مرد کو فروخت کرکے اس کی قیمت کھائے تیسرا وہ انسان جو مزدوری کے لئے کسی مزدور کو لگائے اور اس سے پورا کام لے اور اس کی اُجرت نہ دے (اس حدیث کی شرح حدیث ۲۰۸۸ کے تحت دیکھیں)

باب عصر کے وقت سے رات تک کام پر لگانا

۲۱۲۸ ـــ ترجمہ: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ لوگوں کو کام پر لگایا کہ وہ مقررہ مزدوری کے عوض رات تک کام کریں۔ اُنھوں نے آدھا دن اس کا کام کیا اور کہا ہم کو تمہاری مزدوری کی حاجت نہیں جو تو نے شرط کی ہے اور جو ہم کام کر چکے ہیں وہ یوں ہی کیا ہے اس شخص نے کہا اس طرح نہ کرو اور باقی کام پورا کر لو اور اپنی پوری مزدوری لے جاؤ۔ اُنھوں نے انکار کیا اور چھوڑ گئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ اسْتَاجَرَ اَجِيْرًا فَتَرَكَ اَجْرَهُ فَعَمِلَ فِيْهِ الْمُسْتَاجِرُ فَزَادَ وَمَنْ عَمِلَ فِيْ مَالِ غَيْرِهٖ فَاسْتَفْضَلَ۔

۲۱۲۹ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ انْطَلَقَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰى اٰوَوُا الْمَبِيْتَ اِلٰى غَارٍ فَدَخَلُوْهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ فَقَالُوْا اِنَّهٗ لَا يُنْجِيْكُمْ مِّنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّا اَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ اَعْمَالِكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمُ اللّٰهُمَّ كَانَ لِيْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ لَا اَغْبِقُ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَّلَا مَالًا فَنَاٰى بِيْ طَلَبُ شَيْءٍ يَوْمًا فَلَمْ اُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتّٰى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ فَكَرِهْتُ اَنْ اَغْبِقَ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَّمَالًا فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰى يَدَيَّ اَنْتَظِرُ اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتّٰى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ

اُس نے ان کے بعد اور دو مزدور کام پر لگائے اور ان سے کہا تم باقی دن پورا کرو اور تمہیں وہی مزدوری ملے گی جو میں نے ان لوگوں کے لئے شرط کی تھی اُنھوں نے کام کیا حتی کہ جب عصر کا وقت ہُوا تو ان دونوں مزدوروں نے کہا جو ہم نے تیرا کام کیا ہے وہ یوں ہی کیا ہے اور جو مزدوری ہمارے لئے مقرر تھی وہ اپنے پاس رکھو تو اُس نے کہا تم باقی دن پورا کرلو کیونکہ تھوڑا سا دن باقی رہ گیا ہے اُنھوں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ اُس نے اور لوگوں کو کام پر لگایا اُنھوں نے باقی دن کام کیا حتی کہ سورج غروب ہوگیا اور وہ پہلے دونوں فریقوں کی پوری مزدوری لے گئے پس ان کی مثال ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے اس نورِ ہدایت کو قبول کیا۔

۲۱۲۸ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ مذکور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے کچھ مزدوری نہیں لی۔ حالانکہ اس سے پہلی حدیث ۲۱۱۶ میں ہے کہ اُنھوں نے ایک ایک قیراط پر عمل کیا اور لے کر چلے گئے اس کا جواب یہ ہے کہ مزدوری لینے والے لوگ ہیں جو نسخ سے پہلے مر گئے اور اُنھوں نے بعد میں آنے والے نبی کا انکار نہیں کیا۔ اور مزدوری چھوڑنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے بعد میں آنے والے نبی کا انکار کیا۔ ان دونوں مثالوں سے غرض یہ ہے کہ اس امت کے اعمال کا ثواب دوسری اُمتوں کے

marfat.com
Marfat.com

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْاٰخَرُ اللّٰهُمَّ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيَّ فَاَرَدْتُهَا عَلٰى نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّيْ حَتّٰى اَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِيْنَ فَجَاءَتْنِيْ فَاَعْطَيْتُهَا عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ دِيْنَارٍ عَلٰى اَنْ تُخَلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ حَتّٰى اِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ لَا اُحِلُّ لَكَ اَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوْعِ عَلَيْهَا فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِيْ اَعْطَيْتُهَا اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الثَّالِثُ اللّٰهُمَّ اسْتَاْجَرْتُ اُجَرَاءَ فَاَعْطَيْتُهُمْ اَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ تَرَكَ الَّذِيْ لَهٗ وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُ اَجْرَهٗ حَتّٰى كَثُرَتْ مِنْهُ الْاَمْوَالُ فَجَاءَنِيْ بَعْدَ حِيْنٍ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَدِّ اِلَيَّ اَجْرِيْ فَقُلْتُ لَهٗ كُلُّ مَا تَرٰى مِنْ اَجْرِكَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيْقِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَسْتَهْزِئْ بِيْ فَقُلْتُ اِنِّيْ لَا اَسْتَهْزِئُ بِكَ فَاَخَذَ كُلَّهٗ فَاسْتَاقَهٗ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ

کے اعمال کے ثواب سے زیادہ ہے۔ اور دوسری مثال اس لئے بیان فرمائی کہ جو لوگ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے ان کے پہلے دین میں کئے ہوئے اعمال بے کار ہیں ان کا کچھ ثواب نہیں اور نور سے مراد نورِ ہدایت ہے جو حق کی طرف راہنمائی کرے۔

باب — جس نے کسی کو کام پر لگایا اور وہ اپنی اُجرت چھوڑ گیا اور کام پر لگانے والے نے اس سے کاروبار کرنا شروع کر دیا اور وہ زیادہ ہو گیا۔ یا جس نے غیر کے مال سے کاروبار کیا اور نفع حاصل کیا۔

۲۱۲۹ — ترجمہ: سالم بن عبداللہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے

marfat.com

Marfat.com

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم سے پہلی اُمت کے تین شخص راہ چل رہے تھے حتیٰ کہ رات گزارنے کے لئے ایک غار میں پناہ لی اور اس میں داخل ہوگئے وہ کیا دیکھتے ہیں کہ پہاڑ سے ایک پتھر گرا جس نے غار کا منہ بند کر دیا اُنھوں نے باہم کہا تم اس پتھر سے نجات حاصل نہیں کر سکتے سوا اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے دُعا کرو چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے کہا اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے میں ان سے پہلے بیوی بچوں اور غلام وغیرہ کو دودھ نہ پلایا کرتا تھا۔ ایک دن کسی شئی کی تلاش میں دُور چلا گیا اور شام کو ان کے پاس واپس نہ آیا حتیٰ کہ وہ دونوں سو گئے۔ میں نے ان کے لئے دودھ دوہا اور کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سو رہے ہیں اور ان سے پہلے بیوی بچوں اور غلاموں کو دودھ پلانا اچھا نہ سمجھا چنانچہ میں کھڑا رہا حالانکہ دُودھ کا پیالہ میرے ہاتھ میں تھا اور ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ صبح طلوع ہوگئی اور وہ دونوں جاگے اور اُنھوں نے دُودھ پیا اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے جس کے سبب ہم مصیبت میں مبتلا ہیں پس پتھر تھوڑا سا ہٹا لیکن وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دُوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جو لوگوں میں سے مجھے محبوب تھی میں نے اس سے بُرا کام چاہا جس کا اُس نے انکار کر دیا حتیٰ کہ قحط کے سالوں میں سے قحط کے سال میں مبتلا ہوئی۔ وہ میرے پاس آئی میں نے اس کو ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میرے اور اپنے نفس کے درمیان تخلیہ کر دے (یعنی بُرا کام کرنے سے نہ روکے)۔ اُس نے یہ تسلیم کر لیا حتیٰ کہ میں جب اس پر قادر ہُوا تو اُس نے کہا میں تیرے لئے یہ جائز نہیں سمجھتی کہ تو مُہر کو ناحق توڑے تو میں نے اس سے جماع کرنے کو گناہ سمجھا اور اس سے علیحدہ ہوگیا حالانکہ وہ مجھے لوگوں میں سے بہت زیادہ محبوب تھی اور جو سونا میں نے اس کو دیا تھا وہ اسی کے پاس رہنے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے جس میں ہم مبتلا ہیں چنانچہ پتھر کچھ ہٹ گیا لیکن وہ غار سے باہر نکلنے پر قادر نہ ہُوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تیسرے نے کہا اے اللہ! میں نے مزدوروں کو کام پر لگایا تھا اور ایک آدمی کے سوا سب مزدوروں کو اُجرت ادا کر دی تھی وہ آدمی اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا میں نے اسکی مزدوری کو زیادہ کرنا شروع کیا حتیٰ کہ اس سے بہت مال زیادہ ہوگیا۔ وہ کچھ عرصہ کے بعد میرے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے بندے میری مزدوری مجھے ادا کرو! تو میں نے اسے کہا یہ اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام جو تو دیکھ رہا ہے سب تیری اُجرت سے حاصل ہُوا ہے۔ اُس نے کہا خُدا کے بندے میرے ساتھ مذاق نہ کر۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا چنانچہ اُس نے سارا مال لیا اور چلتا بنا اور کچھ باقی نہ چھوڑا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے جس میں ہم مبتلا ہیں چنانچہ پتھر ہٹ گیا اور وہ باہر نکل کر چلنے لگے۔

(حدیث ۲۰۷۶ کے تحت اس کی شرح دیکھیں)

---

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ اٰجَرَ نَفْسَهٗ لِيَحْمِلَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ثُمَّ تَصَدَّقَ مِنْهُ وَاَجْرِ الْحَمَّالِ

۲۱۳۰ــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدِ الْقُرَشِيُّ ثَنَا اَبِيْ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ اَحَدُنَا اِلَى السُّوْقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيْبُ الْمُدَّ وَاِنَّ لِبَعْضِهِمْ لَمِائَةَ اَلْفٍ قَالَ مَا نُرَاهُ اِلَّا نَفْسَهٗ۔ بَابُ اَجْرِ السَّمْسَرَةِ وَلَمْ يَرَ

باب ــــ جس نے اپنے آپ کو کام پر لگایا تاکہ اپنی پُشت پر بوجھ اُٹھائے پھر اُجرت کا صدقہ کردے اور بوجھ اُٹھانے والے کی اُجرت

۲۱۳۰ــــ ترجمہ : ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقہ کا حکم فرماتے تو ہم میں سے کوئی شخص منڈی جاتا اور بوجھ اُٹھاتا اور ایک مُد حاصل کرتا (اور وہ صدقہ کردیتا) حالانکہ آج ان میں سے بعض کے پاس لاکھوں درہم ہیں۔ شقیق نے کہا میرا خیال ہے کہ ابومسعود نے بعض سے اپنی ذات مراد لی ہے۔

۲۱۳۰ــــ شرح : ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا نام عُقبہ ہے۔ حدیث شریف کا معنیٰ یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب صدقہ کرنے کا حکم فرماتے تو غریب صحابہ کرام صدقہ کرنے میں رغبت کرتے جبکہ وہ سُنا کرتے تھے کہ صدقہ کرنے میں بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بازار میں جاتے اور اپنی پشتوں پر لوگوں کا سامان اُٹھا کر اُجرت حاصل کرتے پھر اُجرت صدقہ کردیتے تھے۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ اس وقت وہ فقراء تھے اور مزدوری کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فتوحات عطا کیں اور وہ مال دار ہوگئے۔ اسی لئے ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اب وہ لاکھوں کے مالک ہیں اُنھوں نے اپنی ذات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ فرمایا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ دلالی کی اُجرت

marfat.com
Marfat.com

ابْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَّاِبْرَاهِيْمُ وَالْحَسَنُ بِاَجْرِ السِّمْسَارِ بَاْسًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَاْسَ اَنْ يَّقُوْلَ بِعْ هٰذَا الثَّوْبَ فَمَا زَادَ عَلٰى كَذَا وَكَذَا فَهُوَ لَكَ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ اِذَا قَالَ بِعْهُ بِكَذَا وَكَذَا فَمَا كَانَ مِنْ رِبْحٍ فَهُوَ لَكَ اَوْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فَلَا بَاْسَ بِهٖ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ۔

۲۱۳۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَلَا يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهٗ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَهٗ سِمْسَارًا۔

اور ابن سیرین، عطاء، ابراہیم نخعی اور حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ نے دلال کی اُجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ تو یہ کپڑا بیچ دے اور اتنی رقم سے جو زیادہ ملے وہ لے لے اور ابن سیرین نے کہا جب کہے "اس کو اتنے سے بیچ دے اور جو نفع ہو وہ تو لے لے یا میرے اور تیرے درمیان آدھا آدھا رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہیں۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر قافلہ والوں کو ملنے سے منع فرمایا اور فرمایا شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے میں نے کہا اے ابن عباس اس ارشاد کا کیا مطلب ہے کہ شہری دیہاتی کے لئے نہ بیچے اُنھوں نے کہا اس کا دلال نہ بنے۔

۲۱۳۱ — شرح : دلالی میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی دلال سے کہے یہ سامان فروخت کرو اور تمہیں ایک درہم اجرت دی جائے گی یہ بیع جائز ہے اگرچہ سامان کی قیمت بیان نہ کی جائے۔ اسی طرح اگر یوں کہے کہ ہر سو دینار میں اتنے درہم دیں گے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ مثلاً ہزار درہم سے دلال کو معین رقم دینے میں کوئی حرج نہیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ يُؤَاجِرُ الرَّجُلُ نَفْسَهُ مِنْ مُشْرِكٍ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ

۲۱۳۲ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ ثَنَا خَبَّابٌ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَاجْتَمَعَ لِي عِنْدَهُ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ فَلَا قَالَ وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لِي ثَمَّ مَالٌ وَوَلَدٌ فَأَقْضِيكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر کسی کو ایک ہزار دینار دیئے کہ وہ ان کے عوض کپڑا خریدے اور اسے دس درہم اُجرت ملے گی تو یہ اجارہ فاسد ہے اگر وہ کپڑا خرید لایا تو اس کو رواج کے مطابق اُجرت ملے گی۔

سفیان ثوری اور حضرت ابن عباس اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم کے قول کے مطابق اکثر علماء اس بیع کو جائز نہیں کہتے امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یہ بیع جائز نہیں اور دلال کو رواج کے مطابق مزدوری ملے گی۔ البتہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اس بیع کو جائز کہتے ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جب دلالی مقرر کرلی جائے تو مناسب یہ ہے کہ دلال اور سامان کا مالک اپنی مقرر کردہ شرط پر ثابت رہیں۔ اسحاق نے اپنی مسند میں مرفوع حدیث ذکر کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنی شرط پر ثابت رہیں بشرطیکہ ایسی شرط نہ ہو جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کردے۔ حدیث ۲۱۳۱ کی شرح حدیث ۲۰۳۰، ۲۰۲۱ کی شرح میں دیکھیں۔

قولہ لَا يَبِيعُ، اگر منصوب پڑھیں تو کلمہ لا زائد ہے اور اگر مرفوع پڑھیں تو اس کا عطف "يَحْيَى" پر ہوگا اور اس سے پہلے "قَالَ" مقدر ہے۔ (کرمانی)

باب — کیا دارالحرب میں کوئی مسلمان مشرک کی مزدوری کرسکتا ہے؟

۲۱۳۲ — ترجمہ: مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ہم سے خباب بن اَرَتّ نے بیان کیا کہ میں ایک لوہار تھا۔ میں نے عاص بن وائل کا ایک کام کیا تھا اس کے پاس میری مزدوری جمع ہوگئی تھی۔ میں نے اس سے اُجرت کا مطالبہ کیا تو اُس نے کہا مجھ سے!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُعْطَى فِي الرُّقْيَةِ عَلَى أَحْيَاءِ الْعَرَبِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا يَشْتَرِطُ الْمُعَلِّمُ إِلَّا أَنْ يُعْطَى شَيْئًا فَيَقْبَلَهُ وَقَالَ الْحَكَمُ لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا كَرِهَ أَجْرَ الْمُعَلِّمِ وَأَعْطَى الْحَسَنُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ وَلَمْ يَرَ ابْنُ سِيرِينَ بِأَجْرِ الْقَسَّامِ بَأْسًا وَقَالَ كَانَ يُقَالُ السُّحْتُ الرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ وَكَانُوا يُعْطَوْنَ عَلَى الْخَرْصِ۔

میں تجھے مزدوری نہیں دوں گا حتیٰ کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے میں نے کہا بخدا! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کروں گا، حتیٰ کہ تو مرجائے پھر زندہ کیا جائے، اس نے کہا کیا میں مروں گا پھر زندہ ہوں گا؟ میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا پھر میرا مال اور اولاد ہوگی تو تیری مزدوری ادا کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "اے نبی کیا آپ نے اس کو دیکھا جس نے میری آیات کا انکار کیا اور کہا میں مال اور اولاد دیا جاؤں گا۔

۲۱۴۲ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ مرنے کے بعد زندہ ہونے کے بعد بھی تو کفر ممکن نہیں اس کا جواب یہ ہے آس سے مراد یہ ہے کہ میں کبھی بھی کفر نہیں کروں گا اور یہ غایت تابید کے لئے ہے جیسے ابلیس پر قیامت تک لعنت ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ قیامت کے بعد اس پر لعنت نہیں مقصد یہ ہے کہ شیطان ہمیشہ کے لئے ملعون ہے۔ حدیث ۱۹۶۳ کے تحت اس حدیث کی شرح دیکھیں۔

باب — عرب کے قبائل کو سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے کے عوض اُجرت دینا،

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ سب سے زیادہ اُجرت لینے کے لائق اللہ کی کتاب ہے۔ شعبی نے کہا معلم شرط نہ کرے لیکن جو اس کو دیا جائے اس کو وہ قبول کرلے اور حکم نے کہا میں نے کسی سے نہیں سُنا کہ وہ معلم کی اُجرت مکروہ سمجھتا ہو اور حسن بصری نے دس درہم اُجرت دی اور ابن سیرین نے تقسیم کرنے والے کی اُجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ اُنھوں نے کہا فیصلہ میں رشوت لینے کو سُحت کہا جاتا ہے اور اندازہ لگانے پر لوگوں کو اُجرت دی جاتی تھی۔

marfat.com

Marfat.com

۲۱۴۳ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ اَبِی الْمُتَوَکِّلِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفْرَۃٍ سَافَرُوْھَا حَتّٰی نَزَلُوْا عَلٰی حَیٍّ مِنْ اَحْیَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْھُمْ فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْھُمْ فَلُدِغَ سَیِّدُ ذٰلِکَ الْحَیِّ فَسَعَوْا لَہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ لَا یَنْفَعُہٗ شَیْءٌ فَقَالَ بَعْضُھُمْ لَوْ اَتَیْتُمْ ھٰؤُلَاءِ الرَّھْطَ الَّذِیْنَ نَزَلُوْا لَعَلَّہٗ اَنْ یَّکُوْنَ عِنْدَ بَعْضِھِمْ شَیْءٌ فَاَتَوْھُمْ فَقَالُوْا یَا اَیُّھَا الرَّھْطُ اِنَّ سَیِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَیْنَا لَہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ لَا یَنْفَعُہٗ فَھَلْ عِنْدَ اَحَدٍ مِّنْکُمْ مِنْ شَیْءٍ فَقَالَ بَعْضُھُمْ نَعَمْ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرْقِیْ وَلٰکِنْ وَاللّٰہِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاکُمْ فَلَمْ تُضَیِّفُوْنَا فَمَا اَنَا بِرَاقٍ لَکُمْ حَتّٰی تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوْھُمْ عَلٰی قَطِیْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ یَتْفُلُ عَلَیْہِ وَیَقْرَاُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فَکَاَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ یَمْشِیْ وَمَا بِہٖ قَلَبَۃٌ قَالَ فَاَوْفَوْھُمْ جُعْلَھُمُ الَّذِیْ صَالَحُوْھُمْ عَلَیْہِ فَقَالَ بَعْضُھُمْ اِقْسِمُوْا فَقَالَ الَّذِیْ رَقٰی لَا تَفْعَلُوْا حَتّٰی نَاْتِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَذْکُرَ لَہُ الَّذِیْ کَانَ فَنَنْظُرَ مَا یَاْمُرُنَا فَقَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ فَذَکَرُوْا لَہٗ فَقَالَ وَمَا یُدْرِیْکَ اَنَّھَا رُقْیَۃٌ ثُمَّ قَالَ قَدْ اَصَبْتُمْ اِقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِیْ مَعَکُمْ سَھْمًا فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَقَالَ شُعْبَۃُ ثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ سَمِعْتُ اَبَا الْمُتَوَکِّلِ بِھٰذَا۔

شرح : اگر یہ سوال ہو کہ عرب کے قبائل کی خصوصیت کی کیا وجہ ہے حالانکہ مکان بدلنے سے حکم نہیں بدلتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عرب کے قبائل کا ذکر واقعہ کا بیان ہے ان کے علاوہ دوسرے قبائل کی نفی نہیں ہے۔ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھونکنے اور قرآن کریم پڑھانے کی اُجرت میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اسے جائز کہتے ہیں اور علامہ قرطبی نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھونکنے کی اُجرت جائز ہے۔ امام زُہری کہتے ہیں قرآن کی تعلیم پہ اُجرت لینا مکروہ ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ حضرات ائمۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا قرآن کی تعلیم پہ اُجرت لینا جائز نہیں۔ مگر علماء احناف متاخرین نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ مدینہ منورہ کے علماء اور فقیہہ ابواللیث اور امام شافعی رضی اللہ عنہم اسے جائز کہتے ہیں۔ علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ جمہور علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ قرآن کریم کی تعلیم پہ اُجرت لینا جائز ہے۔ عامر بن شراحیل شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر قرآن کی تعلیم پہ اُجرت کی شرط نہ لگائی جائے اور جو کچھ بھی معلم کو دے دیا جائے اس کا اسے لینا جائز ہے کیونکہ یہ

marfat.com
Marfat.com

یہ صدقہ یا ہبہ ہے اس کو اُجرت نہیں کہا جاتا۔ احناف بھی اس کو جائز کہتے ہیں۔ شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں کہ اُجرت کی شرط لگانا جائز نہیں۔ اگر شرط کئے بغیر معلم کو کچھ دے دیا جائے تو اس میں مضائقہ نہیں البتہ حکم کا کہنا ہے کہ معلم کی اُجرت مکروہ نہیں اور حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے معلم کو دس درہم اُجرت دی اُنھوں نے کہا کتابت کی اُجرت لینے میں کوئی حرج نہیں اور کتابتِ تعلیم نہیں ہے۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ نے تقسیم کرنے والے اور تخمینہ کرنے والوں کی اُجرت میں کوئی حرج نہیں البتہ فیصلہ رشوت لے کر کرنا حرام ہے۔ اس باب میں قسّام اور خارص کو تبعاً ذکر کر دیا گیا ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۱۳۳ —

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایک سفر میں روانہ ہوئے وہ سفر کرتے ہوئے عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلہ میں پہنچے اور ان سے کھانا طلب کیا تو لوگوں نے ان کو کھانا کھلانے سے انکار کر دیا اس قبیلے کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا لوگوں نے اس کے علاج کی ہر طرح کوشش کی لیکن اس کو کسی شئی نے نفع نہ دیا تو بعض لوگوں نے کہا اگر تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جو اُترے ہیں شائد ان میں سے کسی کے پاس کچھ ہو وہ لوگ صحابہ کرام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے لوگو! ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ہے اور ہم نے ہر طرح کوشش کی ہے لیکن اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ ہے بعض صحابہ نے کہا ہاں بخدا! میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں لیکن واللہ! ہم نے تم سے مہربانی طلب کی اور تم نے ہماری مہمانی نہیں کی میں تمہیں جھاڑ پھونک نہیں کروں گا۔ حتیٰ کہ ہمارے لئے کچھ اُجرت مقرر کرو اُنھوں نے بکریوں کے ایک ریوڑ پر صلح مصالحت کی تو ایک صحابی اُٹھ کر گئے وہ اس پر پھونکتے اور سورۂ فاتحہ پڑھتے گویا کہ وہ رسیوں سے کھولا گیا ہے وہ اس طرح چلنے لگا کہ اس کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ اُس نے کہا ان کو ان کی اُجرت پوری دیدو جس پر تم نے ان سے مصالحت کی ہے۔ بعض صحابہ کرام نے کہا بکریاں تقسیم کر لو اور جس نے جھاڑ پھونک کی تھی اُس نے کہا تقسیم نہ کرو حتیٰ کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ سے سارا واقعہ ذکر کریں جو ہوا ہے اور دیکھیں آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے سارا واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ سے جھاڑ پھونک ہوتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اچھا کیا ہے بکریاں تقسیم کر لو اور میرے لئے اپنے ساتھ حصّہ رکھ لو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ شعبہ نے کہا ہم سے ابوبشر نے بیان کیا اُنھوں نے کہا میں نے ابوالمتوکل سے یہ حدیث سُنی ہے!

۲۱۳۴ —

شرح: "جُعل" کا معنیٰ اُجرت ہے قطیع بکریوں کا ریوڑ ہے۔ اس سے مراد تیس (۳۰) بکریاں ہیں کیونکہ دوسری روایت میں تیس بکریوں کی صراحت مذکور ہے۔ بکریوں کو تقسیم کر دینا اخلاقی چیز ہے ورنہ ان کا واحد مالک جھاڑ پھونک کرنے والا صحابی تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ ان میں میرا حصّہ بھی رکھ لو تاکہ ان کو مزید یقین ہو جائے کہ یہ ان کے لئے حلال ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ رقیہ ہے اور بیمار شخص پر اس کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ضَرِيْبَةِ الْعَبْدِ وَتَعَاهُدِ ضَرَائِبِ الْاِمَاءِ

۲۱۳۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَجَمَ اَبُوْطَيْبَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَلَهُ بِصَاعٍ اَوْصَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفَ عَنْ غَلَّتِهِ اَوْضَرِيْبَتِهِ۔

جائز ہے اور یہ وہ رُقیہ ،، نہیں جس سے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے اور جس سے منع فرمایا ہے وہ کافروں کا کلام ہے اور اُس میں کلماتِ کفریہ ہوتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے وہ لوگ جھاڑ پھونک کرتے کراتے نہیں اور آیات قرآنیہ، اوراد مشروعہ اور اذکار مشہورہ سے جھاڑ پھونک جائز ہے چنانچہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھاڑ پھونک کیا تھا یا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو منع فرمایا جن کا یہ اعتقاد تھا کہ رُقیہ ،، کو دفعِ امراض میں تاثیر ذاتی ہے۔ جیسے جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ تھا اور وہ کثیر اشیاء میں تاثیر ذاتی کے معتقد تھے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ قرآن پاک میں بعض آیات سے رُقیہ کیا جاتا ہے اگرچہ سارا قرآن باعثِ برکت ہے لیکن جس آیت کریمہ میں تعوّذ یا دعا ہو وہ رُقیہ کے ساتھ مختص ہے۔ اس لئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ منتر ہے۔ معلوم ہوا کہ آیات قرآنیہ کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا جائز ہے اسی طرح حدیث شریف میں مذکور دعاؤں سے منتر کرنا جائز ہے اور غیر عربی یا عبرانی الفاظ جن کا معنی معلوم نہ ہو ان کے ساتھ پھونکنے میں علماء کا اختلاف ہے اور کلمات غیر شرعیہ سے پھونکنا حرام ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں قرآن کریم کی بڑی عظمت تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں نص موجود نہ ہو وہاں اجتہاد کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — غلام سے اور لونڈیوں سے مقرر ٹیکس لینا

۲۱۳۴ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ابوطیبہ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھنے لگائے تو آپ نے اس کے لئے ایک صاع یا دو صاع گندم دینے کا حکم فرمایا اور اس کے مالکوں سے گفتگو کی کہ اس سے ٹیکس میں کمی کردیں۔

۲۱۳۴ — شرح: ضَرِيْبَةُ الْعَبْدِ ،، وہ ہے جو مالک اپنے غلام زرخرید پر محصول یا ٹیکس وغیرہ مقرر کرے جو وہ ہر روز ادا کرتا ہے! "مَوَالِيْ" مَوْلٰى کی جمع ہے۔ حدیث میں مذکور غلام چند اشخاص میں مشترک تھا یا مجازاً جمع کا اطلاق کیا ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ تمیم نے فلاں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ خَرَاجِ الْحَجَّامِ ٢١٣٥ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ ـ ٢١٣٦ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَلَوْ عَلِمَ كَرَاهِيَةً لَمْ يُعْطِهِ ـ ٢١٣٧ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ وَلَمْ يَكُنْ يَظْلِمُ أَحَدًا أَجْرَهُ

شخص کو قتل کیا حالانکہ قاتل ایک شخص ہوتا ہے۔ یہ حدیث بعینہٖ "ذکر الحجام" کے باب میں گزری ہے۔ لیکن وہاں کھجور کا صاع ذکر کیا ہے مگر اس میں منافات نہیں کیونکہ طعام سے مراد یہ ہے کہ جسے کھایا جائے اور کھجور بھی کھائی جاتی ہے۔ اس طرح کھجور پر بھی طعام کا اطلاق ہوتا رہتا ہے یا واقعہ متعدد بار ہوا ہے ایک میں کھجور کا ذکر ہے دوسرے میں طعام مذکور ہے ابو طیبہ حجام کا نام نافع ہے۔ وہ مُحَیِّصَہ بن مسعود انصاری کا غلام تھا حدیث ۱۹۷۴ کے تحت اس کی مفصل شرح مذکور ہے! حدیث میں لونڈی کے ٹیکس کا ذکر نہیں لیکن اس کو غلام پر قیاس کر لیا گیا ہے جبکہ ان کی آمدنی زناء وغیرہ سے نہ ہو اور "تَعَاہُد" سے یہی مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ حجام کی اُجرت

٢١٣٥ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اُس کی مزدوری دی۔

٢١٣٦ ـــ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام "پچھنے لگانے والے" کو اس کی مزدوری دی اگر حجام کی اُجرت مکروہ جانتے تو اسے اُجرت نہ دیتے۔

٢١٣٧ ـــ ترجمہ: عمرو بن عامر نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگواتے تھے اور کسی کی مزدوری میں کمی نہیں کرتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ كَلَّمَ مَوَالِيَ الْعَبْدِ اَنْ يُخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهٖ

۲۱۳۸ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا فَحَجَمَهٗ فَاَمَرَ لَهٗ بِصَاعٍ اَوْ صَاعَيْنِ اَوْ مُدٍّ اَوْ مُدَّيْنِ فَكَلَّمَ فِيْهِ فَخَفَّفَ مِنْ ضَرِيْبَتِهٖ ۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ كَسْبِ الْبَغِيِّ وَالْاِمَآءِ وَكَرِهَ اِبْرَاهِيْمُ اَجْرَ النَّائِحَةِ وَالْمُغَنِّيَةِ وَقَوْلُ اللّٰهِ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَتَيَاتِكُمْ اِمَآئُكُمْ ۔

۲۱۳۵ تا ۲۱۳۷ ـــ

شرح : جن روایات میں کَسْبُ الْحَجَّام ،، کو خبیث فرمایا ہے وہ منسوخ ہیں کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطیبہ کو صرف مزدوری ہی دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے مالکوں کو ٹیکس میں کمی کرنے کا حکم دیا۔
حدیث ۱۹۷۴ کے تحت اس کی شرح دیکھیں ۔

باب ـــ جس نے غلام کے مالکوں سے اس کے محصول میں تخفیف کے بارے میں کلام کیا ،،

۲۱۳۸ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگانے والے غلام کو بلایا اس نے آپ کو پچھنے لگائے اور آپ نے اس کے لئے ایک صاع یا دو صاع یا ایک مُدّ یا دو مُدّ دینے کا حکم دیا اور اس کے بارے میں آپ نے کلام فرمایا تو اس کے محصول میں تخفیف کی گئی۔

۲۱۳۸ ـــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کے محصول کی تخفیف میں سفارش فرمائی تھی اور اور ان پر تخفیف لازم نہیں کی گئی تھی ۔ ہاں اگر حجام کا محصول زیادہ ہوتا جس کو ادا کرنے کی اسے طاقت نہ ہوتی تو آپ اس کے مالکوں پر تخفیف لازم کرتے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حجام اپنے کسب سے کھا سکتا ہے ۔ اسی طرح اس کا مالک بھی اس کا کسب کھا سکتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ فاحشہ عورت اور لونڈیوں کی کمائی

marfat.com
Marfat.com

۲۱۳۹ ـــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ

۲۱۴۰ ـــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْاِمَاءِ

اور ابراہیم نخعیؒ نے نوحہ کرنے والی اور گانے والی عورتوں کی اُجرت کو مکروہ سمجھا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اپنی لونڈیوں کو فحش کرنے پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاکدامنی چاہتی ہیں تاکہ تم دُنیاوی زندگی کا سامان تلاش کرو اور جو کوئی ان کو مجبور کرے گا۔ بے شک اللہ ان کو مجبور کرنے کے بعد بخشنے والا ہے" فَتَيَاتِكُمْ" کا معنی تمہاری لونڈیاں ہے۔

شرح : بَغِيّ" فاجرہ عورت لونڈی ہو یا آزاد اس کی جمع بغایا ہے" اِمَاء" اَمَةٌ" کی جمع ہے وہ فاحشہ ہو یا پاکدامن ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کا حکم بیان نہیں کیا کیونکہ فاحشہ عورت کی کمائی مطلقاً حرام ہے اور لونڈی کی کمائی وہ حرام ہے جو زنا سے ہو۔ اس کی دستکاری کی کمائی حرام نہیں۔ چونکہ باب کے حکم میں یہ تفصیل تھی اس لئے اسے ذکر نہیں کیا۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اثر کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ فاحشہ عورت کی کمائی اور نوحہ کرنے والی عورت اور مُغنیہ کی اُجرت میں مناسبت ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کبیرہ گناہ ہے اور ہر ایک کا کرایہ باطل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فاحشہ قحبہ کی کمائی کی حرمت پر قرآن کریم کی آیت ذکر کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نوجوان لونڈیوں کو فجور پر مجبور کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ حرام ہے اور اس کی تحریم ان کے زنا کی حرمت کی مُقتضی ہے اور جب ان کا زنا حرام ہے تو زنا سے حاصل کردہ اُجرت بھی حرام ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ شرط کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لونڈیاں پاک دامنی نہ چاہیں تو ان کو زنا پر مجبور کرنا ممنوع نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مذکور شرط واقعہ کا بیان ہے کیونکہ زنا کی حرمت متفق علیہ ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ لہٰذا مذکور مفہوم بے فائدہ ہے اور آیت کریمہ میں" کلمہ اِن" کو مُحقّقہ کہنا زیادہ مناسب ہے اس تقدیر پر آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ لونڈیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو کیونکہ وہ پاک دامنی چاہتی ہیں جبکہ تمہارا مقصد دنیاوی زندگی کا سامان حاصل کرنا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۱۳۹ ـــــ ترجمہ : ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی کمائی اور کاہن کی اُجرت سے منع فرمایا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عَسْبِ الْفَحْلِ۔ ۲۱۴۱ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ وَ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ۔ بَابُ اِذَا اسْتَاجَرَ اَرْضًا فَمَاتَ اَحَدُهُمَا قَالَ ابْنُ

۲۱۴۰ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کی اُجرت سے منع فرمایا۔

۲۱۳۹ ، ۲۱۴۰ ـــ مشرح : لونڈیوں کی اُجرت سے مراد زناء کرکے اُجرت حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ ان کے ہاتھ کا کسب جائز ہے۔ حدیث ۲۰۹۸ کی شرح میں اس کی تفصیل دیکھیں۔

باب ـــ نَر کی جفتی کرانے کی اُجرت

۲۱۴۱ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نر کی جفتی کرانے کی اُجرت سے منع فرمایا۔

۲۱۴۱ ـــ مشرح : "عسب" کا معنی جفتی کرانے کی اُجرت ہے۔ نر کو اعارۃً دینا ممنوع نہیں کیونکہ اس طرح نسل ختم ہوتی ہے۔ البتہ جفتی کا کرایہ حرام ہے۔ کیونکہ یہ دھوکہ سے خالی نہیں کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ مادہ جفتی سے بارور ہوئی ہے یا نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نر کی جفتی کرانے کا کرایہ حرام ہے۔ اس کو عسبِ فحل کی بیع بھی کہا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ بھی کہتے ہیں کہ یہ بیع حرام ہے کیونکہ نر کا نطفہ قیمتی شئی نہیں۔ اور نہ ہی اس کا تسلیم کرنا مقدور ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جفتی کرانے کے لئے معین جگہوں پر نر کو کرایہ کے لئے لینا جائز ہے جبکہ اس کی مدت معین ہو۔ احناف کے مذہب کی دلیل بخاری کی یہ حدیث ہے۔ البتہ نر والے کو ہدیہ دینا جائز ہے۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے خلاف ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ جب کسی نے زمین کرایہ پر لی اور ان دونوں میں سے ایک مر گیا

marfat.com
Marfat.com

سِيْرِيْنَ لَيْسَ لِاَهْلِهِ اَنْ يُخْرِجُوْهُ اِلٰى تَمَامِ الْاَجَلِ وَقَالَ الْحَسَنُ وَالْحَكَمُ وَاِيَاسُ بْنُ مُعَاوِيَةَ تَمْضِى الْاِجَارَةُ اِلٰى اَجَلِهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَعْطَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِالشَّطْرِ فَكَانَ ذٰلِكَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا اَنَّ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ جَدَّدَا الْاِجَارَةَ بَعْدَ مَا قُبِضَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ابن سیرین نے کہا مدت پوری ہونے تک اس کے گھر والے کرایہ دار کو نکال نہیں سکتے اور حکم، حسن بصری اور ایاس بن معاویہ نے کہا اجارہ مدت مقررہ تک جاری رہے گا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر نصف بٹائی پر دیا اور یہ اجارہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق اور ابتدائی خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک قائم رہا۔ اور کہیں یہ مذکور نہیں کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اجارہ کی تجدید کی ہو۔

شرح: یعنی ابن سیرین نے کہا جب کسی شخص نے زمین اجارہ پر دی اور مؤجر مرگیا تو اس کے وارث کرایہ دار کو مدت مقررہ تک زمین سے نہیں نکال سکتے۔ علماء کوفہ اور فقیہہ ابواللیث نے کہا کسی ایک کی موت سے اجارہ فسخ ہوجاتا ہے۔ کیونکہ جب مؤجر مرجائے تو زمین وارث کی طرف منتقل ہوجاتی ہے اور موجر کی ملکیت میں منافع کا استحقاق اس کی موت سے ختم ہوجاتا ہے لہذا معقود علیہ کے ختم ہونے سے اجارہ باطل ہوجائے گا کیونکہ اس کی موت کے بعد جو منافع ظاہر ہوں گے وہ وارث کی ملکیت میں پیدا ہوں گے اور ان پر اجارہ کا عقد نہیں لہذا اجارہ فسخ ہوجائے گا اور اگر مستاجر مرجائے تو اگر اجارہ کا عقد باقی رہے تو وہ اسی صورت میں ہی باقی رہ سکتا ہے کہ وارث اس کا نائب ہوگا اور یہ غیر متصور ہے کیونکہ مستاجر کی زندگی میں جو منافع ہوئے ہیں وہ ختم ہوچکے ہیں۔ ان میں وراثت متصور نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ معدوم ہیں اور جو منافع پیدا ہوں گے وہ مورث کی مملوک نہیں لہذا ان میں وراثت بھی جاری نہیں ہوسکتی کیونکہ شئی کے وجود سے پہلے اس میں ملکیت متصور نہیں ہوسکتی! تو وراثت کیسے جاری ہوگی لہذا اجارہ فسخ ہوجائے گا۔ حکم، حسن بصری اور ایاس بن معاویہ رضی اللہ عنہم نے کہا مدت مقررہ تک اجارہ جاری رہتا ہے اور کسی کی موت سے فسخ نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر کا معنیٰ یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو خیبر نصف بٹائی پر دیا تو آپ کی حیات طیبہ اور اس کے بعد بھی جاری رہا، معلوم ہو کہ موجر یا مستاجر دونوں میں

marfat.com
Marfat.com

۲۱۴۲ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ الْمَزَارِعَ كَانَتْ تُكْرَى عَلَى شَيْءٍ سَمَّاهُ نَافِعٌ لَا أَحْفَظُهُ وَأَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ حَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ ـــ

سے کسی ایک کی موت سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا۔ علماء احناف اس اثر کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ خیبر کی زمین نصف بٹائی پر نہیں دی گئی تھی بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں پر احسان کیا تھا اور بطورِ خراج ان کو یہ زمین دی تھی اور وہ پیداوار کا نصف بطورِ خراج ادا کرتے تھے اس کو خراجِ مُقاسمہ کہا جاتا ہے اور یہ جائز ہے جیسے خراجِ توظیف جائز ہے۔ اس میں کسی کا نزاع نہیں۔ (خراجِ توظیف وہ ہے جو امام غیر مسلموں پر ٹیکس مقرر کرتا ہے)

خراجِ مقاسمہ یہ ہے کہ امام زمین کی پیداوار کا نصف یا ثلث یا رُبع مقرر کر دے اور بطورِ احسان زمین کفار کی ملک میں رہنے دے اور اگر زمین سے کچھ پیداوار نہ ہو تو اُن پر کوئی شئ واجب نہیں۔ اور یہودیوں اور ان کی اولاد میں کسی قسم کا تصرف کرنا منقول نہیں اور کسی روایت سے ثابت نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات تک ان سے جزیہ وصول کیا ہو اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہم نے ان کو جلاوطن کرنے تک اُن سے جزیہ لیا ہو۔ ورنہ جزیہ کی آیت کے نزول پر یہودیوں سے ضرور جزیہ وصول کیا جاتا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ خیبر کا قضیہ خراجِ مقاسمہ تھا بطور مزارعت وغیرہ نہ تھا چونکہ اس مسئلہ میں علماءِ اُمت کے مختلف خیال ہیں اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب میں کوئی فیصلہ نہیں کیا جیسا کہ ان کی عادت ہے کہ جہاں اختلاف پایا جائے وہاں باب کا حکم ذکر نہیں کرتے "حکم بن عُیَیْنَہ" کوفہ کے بہت بڑے فقیہہ ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔

۲۱۴۲ ـــ **ترجمہ** : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہودیوں کو) خیبر اس شرط پر دیا کہ وہ اس میں کام کریں اور کھیتی باڑی کریں اور جو کچھ اس سے پیداوار ہوگی ان کو اس کا نصف دیا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ زرعی اراضی کچھ حصہ کے عوض جس کا نافع نے ذکر کیا۔ اجارہ پر دی جاتی تھیں (جویریہ نے کہا) مجھے یاد نہیں کہ نافع نے کیا ذکر کیا ہے۔ اور رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعی اراضی کے اجارہ سے منع فرمایا۔ اور عُبید اللہ نے نافع سے اُنھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْحَوَالَةِ

بَابٌ فِي الْحَوَالَةِ وَهَلْ يَرْجِعُ فِي الْحَوَالَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ إِذَا كَانَ يَوْمُ أَحَالَ عَلَيْهِ مَلِيًّا جَازَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَحَارَجُ الشَّرِيكَانِ وَأَهْلُ الْمِيرَاثِ فَيَأْخُذُ هٰذَا عَيْنًا وَهٰذَا دَيْنًا فَإِنْ تَوَى لِأَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلَى صَاحِبِهِ۔

کرتے ہوئے کہا حتیٰ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کر دیا۔

۲۱۴۲ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ موجر اور مستاجر دونوں میں سے کسی ایک کی موت سے اجارہ کے فسخ ہو جانے یا عدم فسخ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ حضرات ائمہ کرام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا دونوں میں سے کسی ایک کی موت سے اجارہ فسخ نہیں ہوتا جبکہ علماء کوفہ کے نزدیک ایسا اجارہ فسخ ہو جاتا ہے۔ باب کے ترجمہ کی شرح میں اس کا مفصل ذکر ہو چکا ہے! واللہ سبحانہ وتعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حوالہ کا بیان

باب — کسی طرف قرض منتقل کرنے کا بیان

کیا حوالہ میں رجوع کر سکتے ہیں؟

ترجمہ : حسن بصری اور قتادہ رضی اللہ عنہما نے کہا جس نے حوالہ کیا اس

marfat.com

Marfat.com

۲۱۴۳ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ

وقت اگر وہ مال دار تھا تو حوالہ (قرض منتقل کرنا) جائز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دو شریک اور وراثت پانے والے اس طرح تقسیم کریں کہ یہ نقد لے لے اور یہ دین (قرض) لے لے اگر کسی ایک کا مال ضائع ہو گیا تو وہ اپنے ساتھی کی طرف رجوع نہیں کر سکتا۔

شرح : "حوالات" حوالہ کی جمع ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ قرض ایک شخص کے ذمہ سے دوسرے شخص کے ذمہ کی طرف نقل کیا جائے۔ فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ حوالہ عقدِ لازم ہے یا نہیں جو اس کو عقدِ لازم کہتے ہیں ان کے نزدیک رجوع نہیں کر سکتا اور جنہوں نے اسے عقدِ لازم نہیں کہا ان کے نزدیک رجوع جائز ہے اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حتمی فیصلہ نہیں کیا۔ صاحبِ دَیْن کو مُحتال اور جس پہ قرض ہو اس کو مُحیل اور جس کے ذمہ قرض منتقل کیا جائے اس کو مُحتال عَلَیْہ کہتے ہیں یعنی بعض دفعہ مقروض شخص صاحبِ دین سے کہتا ہے کہ فلاں شخص سے قرضہ وصول کر لو۔ اور وہ صاحبِ دَیْن کو اس فلاں کے حوالہ کر دیتا ہے اس لئے صاحبِ دَیْن کو مُحتال اور مقروض کو مُحیل اور ذمہ داری لینے والے کو مُحتال عَلَیہ کہا جاتا ہے۔ حضرت قتادہ اور حسن بصری سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص قرضہ کسی کے ذمہ کر دیتا ہے اور مُحتال عَلَیہ مفلس ہو جاتا ہے اور قرضہ ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا کیا صاحبِ دَیْن مُحیل کی طرف رجوع کر سکتا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ جس روز مُحیل نے مُحتال عَلَیْہ کے حوالہ کیا تھا اس روز اگر وہ خوش حال تھا تو یہ حوالہ جائز ہے اس سے یہ مفہوم لیا جا سکتا ہے کہ اگر وہ مفلس ہو تو رجوع ہو سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا صاحبِ دَین مُحیل پر رجوع کرے گا جب مُحتال مفلس ہو جائے یا قاضی اس کو مفلس قرار دے دے یا وہ حوالہ کا انکار کر دے اور مُحتال کے پاس کوئی گواہ نہ ہو۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما کا مسلک بھی یہی ہے۔ حَکَم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب مُحتال عَلَیْہ زندہ رہے رجوع جائز نہیں کیونکہ انسان کے حالات بدلتے رہتے ہیں کبھی خوش حال اور کبھی فقیر ہوتا رہتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر مُحتال عَلَیْہ غربت اور افلاس سے دھوکہ دیتا ہے تو مُحیل پر رجوع جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۱۴۳ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال دار کا قرض ادا کرنے میں تاخیر کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو مال دار کے حوالہ کر دیا جائے تو وہ حوالہ قبول کر لے

۲۱۴۳ ـــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "مَطْل" کا معنیٰ قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا

marfat.com

Marfat.com

بَابُ إِذَا حَالَ عَلَى مَلِيٍّ فَلَيْسَ لَهُ رَدٌّ وَمَنْ أُتْبِعَ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ مَعْنَاهُ إِذَا كَانَ لِأَحَدٍ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَأَحَلْتَهُ عَلَى رَجُلٍ مَلِيٍّ فَضَمِنَ ذٰلِكَ مِنْكَ فَإِنْ أَفْلَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ أَنْ يَتْبَعَ صَاحِبَ الْحَوَالَةِ فَيَأْخُذَ عَنْهُ - ۲۱۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَمَنْ أُتْبِعَ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ -

---

ہے اگر یہ بار بار کرے تو اس کی گواہی قابلِ قبول نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر غریب آدمی قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرے تو یہ ظلم نہیں کیونکہ وہ اس میں معذور ہے۔ اسی طرح امام نووی رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے لیکن علامہ سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے مذہب کا مقتضیٰ یہ ہے کہ قرض ادا کرنے سے ٹال مٹول میں تکرار شرط نہیں ہے۔ کیونکہ کسی کے مطالبہ پر کسی عذر کے بغیر اس کا حق منع کرنا غصب سا ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے اور اس میں تکرار شرط نہیں ہے لہٰذا جب کوئی عذر نہ ہونے کے باوجود قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرے تو اس کی گواہی قابل قبول نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حوالہ قبول کر لینا چاہیے۔ امام شافعی کے مذہب میں قبول کرنا مستحب ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں واجب ہے کیونکہ امر وجوب کو چاہتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق وہ مستحب کہتے ہیں جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ حوالہ قبول کرنا مستحب ہے اور جب محال علیہ غریب اور مفلس ہو جائے تو صاحبِ دین محیل سے قرض وصول نہیں کر سکتا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب محتال علیہ مفلس مر جائے یا قاضی اس کو مفلس قرار دیدے یا وہ حوالہ کا انکار کر دے اور اس کا گواہ وغیرہ نہ ہو تو صاحبِ دین محیل سے قرض وصول کرے گا۔ بعض علماء نے کہا کہ مالدار کا ٹال مٹول کرنا اس وقت ظلم ہوگا جب قرض کے ادا کرنے کی مدت ختم ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب مالدار کے حوالہ کر دیا تو وہ اسے مسترد نہ کرے

اور جس کو مالدار کے حوالہ کیا جائے وہ اس کی پیروی کرے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر کسی کا تجھ پر قرض ہو اور تو اس کو کسی مالدار کے حوالے کرے اور وہ تمہاری طرف سے قرض کا ضامن بن جائے۔ پس اگر اس کے بعد تو غریب مفلس ہو جائے تو وہ صاحب حوالہ ہی سے قرض وصول کرے،،

۲۱۴۴ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جس کو مالدار کے حوالہ کر دیا جائے وہ اسے قبول کرے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِذَا اَحَالَ دَيْنَ الْمَيِّتِ عَلٰى رَجُلٍ جَازَ

۲۱۴۵ ـــــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلِّ عَلَيْهَا قَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا ثَلٰثَةَ دَنَانِيْرَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا ثَلٰثَةُ دَنَانِيْرَ قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ

باب اگر میّت کا قرض کسی کے حوالہ کرے تو جائز ہے

۲۱۴۵ ـــــ ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ آپ اس پر نماز پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس پر قرضہ ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس نے کوئی ترکہ چھوڑا ہے؟ اُنھوں نے کہا نہیں! تو آپ نے اس پر نماز پڑھی پھر ایک اور جنازہ لایا گیا تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس پر پڑھیں آپ نے فرمایا کیا اس پر قرضہ ہے؟ کہا گیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا تین دینار تو آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا تو لوگوں نے عرض کیا۔ آپ اس پر نماز پڑھیں آپ نے فرمایا کیا اس نے کوئی شئی چھوڑی ہے اُنھوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اس پر قرضہ ہے۔ اُنھوں نے کہا تین دینار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھو۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اس پر نماز پڑھیں۔ اس کا قرضہ میرے ذمہ ہے تو آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

۲۱۴۵ ـــــ شرح : یہ ساتویں حدیث ہے جس میں امام بخاری اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں ایسی حدیث کو ثلاثی کہا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ "عَلَيَّ دَيْنُهٗ" ضمان ہے حوالہ نہیں حالانکہ باب کے عنوان میں حوالہ کا ذکر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مفلس میت کی ضمان یہ ہے کہ اس کا قرضہ اس کے ذمہ سے دوسرے ذمہ کی طرف منتقل کیا جائے اور "حوالہ" کا معنیٰ بھی یہی ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "حوالہ اور حمالہ" قریب المعنیٰ ہیں لہٰذا حوالہ کی ضمان سے تعبیر کر سکتے

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْکَفَالَۃِ

بَابُ الْکَفَالَۃِ فِی الْقَرْضِ وَالدُّیُوْنِ بِالْاَبْدَانِ وَغَیْرِھَا وَقَالَ اَبُوالزِّنَادِ

ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں انتقالِ ذمہ پایا جاتا ہے اور ابوقتادہ کی حدیث میں "عَلَیَّ دَیْنُہٗ" یعنی حمالہ کا معنی "میت سے ذمہ سے قرضہ کی برأت ہے۔ لہٰذا یہ اور حوالہ ایک ہی چیز ہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ذمہ کے انتقال سے میت بریٔ الذمہ ہو جاتی ہے جبکہ ضمان معلوم ہو میت مال چھوڑے یا نہ چھوڑے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر نماز اس لئے نہ پڑھی کہ اس کا ذمہ قرضہ میں مرہون ہو چکا تھا اگر ابوقتادہ کی ضمانت سے وہ بریٔ الذمہ نہ ہوتا تو اس پر نماز نہ پڑھتے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میت جب کوئی شئی نہ چھوڑے جس سے اس کا قرضہ ادا کیا جا سکے تو اس کی ضمان صحیح نہیں اور صحیح بخاری کی حدیث اس کے خلاف ہے۔ ابن منذر نے کہا امام ابوحنیفہ نے حدیث کی مخالفت کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کا کلام سوءِ ادب ہے اور یہ ممکن نہیں کہ جو حدیث سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے خلاف کچھ کہیں ادب کا مقتضیٰ یہ تھا کہ وہ یوں کہتے کہ ابوحنیفہ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا۔ لیکن جہاں بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی حدیث پر عمل ترک کیا ہے اس کی کوئی وجہ ہوتی ہے وہ یہ کہ وہ حدیث ان کے نزدیک ثابت نہیں ہوتی یا آپ کو اس حدیث پر اطلاع نہیں ہوئی یا وہ حدیث ان کے نزدیک منسوخ ہوتی ہے۔ یہاں بخاری کی یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ۲۱۵۲ اس حدیث کی ناسخ ہے اور وہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں مومنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہوں جو کوئی مومن فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ قرضہ ہو اس کو میں ادا کروں گا اور جو کوئی مومن مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا ہے۔ یونس بن حبیب نے کہا میں نے ابوالولید کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جن احادیث میں میت پر نماز نہ پڑھنے کا ذکر ہے وہ سب منسوخ ہیں۔ لہٰذا یہ ثابت ہو گیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری کی اس حدیث پر اس لئے عمل نہیں کیا کہ یہ منسوخ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا فَوَقَعَ رَجُلٌ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَأَتِهٖ فَاَخَذَ حَمْزَةُ مِنَ الرَّجُلِ كُفَلَاءَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ وَكَانَ عُمَرُ قَدْ جَلَدَهُ مِائَةً فَصَدَّقَهُمْ وَعَذَرَهُ بِالْجَهَالَةِ وَقَالَ جَرِيْرٌ وَالْاَشْعَثُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فِي الْمُرْتَدِّيْنَ اِسْتَتِبْهُمْ وَكَفِّلْهُمْ فَتَابُوْا وَكَفَلَهُمْ عَشَائِرُهُمْ وَقَالَ حَمَّادٌ اِذَا تَكَفَّلَ بِنَفْسٍ فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحَكَمُ يَضْمَنُ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ هُرْمُزَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ سَاَلَ بَعْضَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَنْ يُّسْلِفَهٗ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَقَالَ ائْتِنِيْ بِالشُّهَدَاءِ اُشْهِدُهُمْ فَقَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا فَقَالَ فَاْتِنِيْ بِالْكَفِيْلِ قَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ الْتَمَسَ مَرْكَبًا يَرْكَبُهَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ لِلْاَجَلِ الَّذِيْ اَجَّلَهٗ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَاَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَاَدْخَلَ فِيْهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ وَّصَحِيْفَةً مِّنْهُ اِلٰى صَاحِبِهٖ ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا ثُمَّ اَتٰى بِهَا اِلَى الْبَحْرِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنِّيْ تَسَلَّفْتُ فُلَانًا اَلْفَ دِيْنَارٍ فَسَاَلَنِيْ كَفِيْلًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا فَرَضِيَ بِكَ فَسَاَلَنِيْ شَهِيْدًا فَقُلْتُ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا فَرَضِيَ بِكَ وَاِنِّيْ جَهَدْتُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كتاب الكفالة

باب — دین اور قرض میں بدنی اور مالی ذمہ واری لینا

ترجمہ: ابوالزناد نے محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو صدقات لینے بھیجا۔ وہاں کسی شخص نے اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کیا۔ تو حمزہ نے زانی مرد سے ضامن

marfat.com
Marfat.com

اَنْ اَجِدَ مَرْكَبًا اَبْعَثُ اِلَيْهِ الَّذِیْ لَهٗ فَلَمْ اَقْدِرْ وَاِنِّیْ اَسْتَوْدِعُكَهَا فَرَمٰى بِهَا
فِی الْبَحْرِ حَتّٰى وَلَجَتْ فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَهُوَ فِیْ ذٰلِكَ يَلْتَمِسُ مَرْكَبًا يَخْرُجُ اِلٰى بَلَدِهٖ
فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِیْ كَانَ اَسْلَفَهٗ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا جَاءَ بِمَالِهٖ فَاِذَا بِالْخَشَبَةِ الَّتِیْ
فِيْهَا الْمَالُ فَاَخَذَهَا لِاَهْلِهٖ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيْفَةَ ثُمَّ قَدِمَ
الَّذِیْ كَانَ اَسْلَفَهٗ فَاَتٰى بِاَلْفِ دِيْنَارٍ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا زِلْتُ جَاهِدًا فِیْ طَلَبِ
مَرْكَبٍ لِاٰتِيَكَ بِمَالِكَ فَمَا وَجَدْتُ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِیْ اَتَيْتُ فِيْهِ قَالَ هَلْ كُنْتَ
بَعَثْتَ اِلَیَّ شَيْئًا قَالَ اُخْبِرُكَ اَنِّیْ لَمْ اَجِدْ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِیْ جِئْتُ بِهٖ قَالَ
فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَدّٰى عَنْكَ الَّذِیْ بَعَثْتَ فِی الْخَشَبَةِ فَانْصَرِفْ بِالْاَلْفِ الدِّيْنَارِ

رَاشِدًا

لیا حتی کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حالانکہ عمر فاروق اس کو پہلے سو کوڑے مار چکے تھے انھوں نے لوگوں سے تصدیق کرائی اور اس کو جہالت کے سبب معذور سمجھا۔ جریر اور اشعث نے عبداللہ بن مسعود سے مرتدین کے بارے میں کہا کہ ان سے توبہ کرائیں اور ان سے کفیل لیں۔ انھوں نے توبہ کی اور ان کے قبیلہ والے لوگ ان کے کفیل بن گئے حماد نے کہا جب کوئی کسی کا کفیل (ضامن) ہو جائے اور وہ مر جائے۔ تو اس پر کچھ واجب نہیں حکم نے کہا وہ ضامن ہوگا۔ امام بخاری نے کہا کہ لیث نے کہا مجھے جعفر بن ربیعہ نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا جس نے ایک بنی اسرائیل سے سوال کیا تھا کہ وہ اس کو ایک ہزار دینار قرضہ دے تو اس نے کہا میرے پاس گواہ لاؤ میں ان کو گواہ بناؤں گا اس نے کہا اللہ گواہ کافی ہے۔ اس نے کہا کوئی ضامن لے آؤ اس نے کہا اللہ ضامن کافی ہے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے تو سچا ہے اور اس کو مقررہ مدت کے لئے قرضہ دے دیا۔ وہ شخص سمندر کی طرف گیا اور اپنی ضرورت پوری کی پھر اس نے سواری تلاش کی کہ اس پر سوار ہو کر مقررہ مدت میں اس کے پاس جائے (تاکہ قرضہ ادا کرے) اس نے کوئی سواری نہ پائی تو ایک لکڑی لے کر اسے کھوکھلا کیا اور ایک ہزار دینار اور قرض خواہ کی طرف ایک خط اس میں رکھا اور اس جگہ کو بند کر دیا پھر اس کو سمندر کے کنارے پر لایا اور کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لیا تھا اس نے مجھ سے کفیل کا سوال کیا تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ کفیل کافی ہے وہ تجھ سے راضی ہو گیا۔ پھر اس نے مجھ سے گواہ مانگا تو میں نے کہا اللہ گواہ کافی ہے وہ تیری گواہی سے راضی ہو گیا۔ میں نے سواری حاصل کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس کا قرضہ اسے بھیجوں لیکن میں اس پر قادر نہ ہوا اور میں اس کو تیرے سپرد کرتا ہوں اور لکڑی کو دریا میں پھینک دیا حتی کہ وہ لکڑی ڈوب گئی پھر وہ لوٹ گیا اور وہ اس مدت میں سواری تلاش کرتا رہا تاکہ اپنے

marfat.com
Marfat.com

اپنے شہر جائے۔ اُدھر وہ شخص جس نے اس کو قرض دیا تھا باہر نکلا تاکہ دیکھے کہ شائد کوئی جہاز اس کا مال لے کر آیا ہو۔ اچانک اُس نے لکڑی دیکھی جس میں مال تھا وہ اسے اپنے گھر ایندھن کی خاطر لے گیا جب اسے پھاڑا تو اپنا مال اور خط پایا پھر وہ شخص جس کو قرض دیا تھا وہ ہزار دینار لے کر آگیا اور کہنے لگا بخدا! میں سواری کی تلاش میں رہا تاکہ تمہارا مال لے کر آؤں لیکن میں جس جہاز میں آیا ہوں اس سے پہلے کوئی جہاز نہ پایا۔ قرض خواہ نے کہا کیا تو نے میری طرف کوئی شئی بھیجی ہے۔ مقروض نے کہا میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ میں جس جہاز میں آیا ہوں اس سے پہلے مجھے کوئی جہاز نہیں ملا۔ قرض خواہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے تیری امانت جو تو نے لکڑی میں بھیجی تھی مجھے پہنچا دی ہے۔ چنانچہ وہ ہزار دینار لے کر خوشی واپس چلا گیا۔

شرح : دین اور قرض میں فرق یہ ہے کہ بیع وغیرہ سے جو شئی کسی کے ذمہ ہو وہ دین ہے اور کسی سے ملفقہ مال لینا قرض ہے۔ کفالہ اور حوالہ قریب المعنی ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں دین کو ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ کی طرف منتقل کرنا ہے اس لئے حوالہ کے باب میں کفالہ ذکر کر دیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفالہ بالابدان اور بالاموال جائز ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرلے اس کا حکم وہ ہے جو حدیث میں مذکور ہے لیکن حضرات ائمہ کرام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اگر زانی محصن ہو تو اس پر رجم ہے اور اگر محصن نہ ہو تو اس کو کوڑے لگائے جائیں۔ انھوں نے نعمان بن بشیر کی حدیث سے استدلال کیا کہ ایک شخص نامی عبدالرحمٰن بن حُنین نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کر لیا اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا جبکہ وہ اس وقت کوفہ کے گورنر تھے۔ انھوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ اگر تیری بیوی نے تیرے لئے یہ لونڈی جائز کر دی تھی تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا اور اگر تیرے لئے اس نے جائز نہ کی تھی تو میں تجھے سنگسار کروں گا۔ جب اس کی بیوی سے پوچھا گیا تو اُس نے کہا کہ اُس نے اپنے شوہر کے لئے لونڈی حلال کر دی تھی تو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اس کو سو کوڑے (ترمذی، ابن ماجہ، طحاوی، ابوداؤد) حضرت نعمان بن بشیر کی اس روائت سے سلمہ بن محبق کی روائت منسوخ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کیا تھا اس کا فیصلہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا تھا کہ اگر اس نے لونڈی سے جبراً ایسا کیا ہے تو وہ آزاد ہے اور اس پر اس جیسی لونڈی تاوان ہے۔ اور اگر اس کی مرضی سے کیا ہے تو وہ لونڈی اس کی ہے اور اس پر اس جیسی لونڈی تاوان ہے۔ جو وہ اپنی بیوی کو ادا کرے گا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل سلمہ بن محبق کی روائت پر تھا کیونکہ ان کو اس حدیث کے منسوخ ہونے کا علم نہ تھا۔ "جریر اور اشعث" کے اثر میں کفالہ سے مراد فقہی کفالہ نہیں بلکہ اس کفالہ سے مراد یہ ہے کہ ان سے وعدہ لیں کہ وہ آئندہ مرتد نہ ہوں گے جبکہ وہ ایک سو ستر کی تعداد میں تھے اور بعض حضرات ان کو قتل کر دینے کے حق میں تھے حضرت حماد رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ کفیل بالنفس اس شئی کا ضامن نہیں جس کا وہ کفیل بنا ہو جبکہ وہ مر جائے اور حکم کے مذہب میں ضامن ہوتا ہے۔

حماد بن ابوسلیمان، کوفی فقہاء میں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے استاد ہیں۔ امام یحییٰ بن معین اور

marfat.com
Marfat.com

بابُ قول اللّٰہ وَالَّذِیْنَ عَاقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْھُمْ نَصِیْبَھُمْ

۲۱۴۶ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ اِدْرِیْسَ عَنْ طَلْحَۃَ ابْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ قَالَ وَرَثَۃٌ وَالَّذِیْنَ عَاقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ کَانَ الْمُھَاجِرُوْنَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِیْنَۃَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرِثُ الْمُھَاجِرُ الْاَنْصَارِیَّ دُوْنَ ذَوِیْ رَحِمِہٖ لِلْاُخُوَّۃِ الَّتِیْ اٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَھُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ نَسَخَتْ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْنَ عَاقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ اِلَّا النَّصْرَ وَالرِّفَادَۃَ وَالنَّصِیْحَۃَ وَقَدْ ذَھَبَ الْمِیْرَاثُ وَیُوْصٰی لَہٗ

امام نسائی نے ان کو ثقہ کہا وہ ایک سو بیس ہجری میں فوت ہوئے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اکثر روایات انہی سے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ کی احادیث کی تحدیث جائز ہے حدیث شریف میں ہے "بنی اسرائیل کی حدیث بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سمندر میں تجارت کرنا جائز ہے اور اس میں جہاز پر سوار ہونا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سمندر سے جو چیز ملے جب تک اس کے مالک کا علم نہ ہو وہ لینے کے لئے جائز ہے۔ کتاب الزکوٰۃ میں باب مایستخرج من البحر" میں اس کی تفصیل مذکور ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور جن سے تم نے قسم کھا کر عہد کیا تو ان کو ان کا حصّہ دے دو"

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ" سے مراد وارث ہیں" اور انھوں نے "وَالَّذِیْنَ عَاقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ" کی تفسیر میں بیان کیا کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو مہاجر انصاری کا وارث ہوتا تھا اس کے قریبی وارث نہ ہوتے تھے اس کی وجہ وہ بھائی چارہ تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان قائم کیا تھا اور جب یہ آیت کریمہ "وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ" نازل ہوئی تو "وَالَّذِیْنَ عَاقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ" منسوخ ہوگئی پھر ابن عباس نے کہا "وَالَّذِیْنَ عَاقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ" صرف مدد، معاونت اور بھلائی کے حق میں باقی رہی اور ان کے لئے وراثت ختم ہوگئی ہے البتہ ان کے لئے وصیت کی جاسکتی ہے۔"

۲۱۴۶ —

marfat.com
Marfat.com

۲۱۴۷ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ ۔

۲۱۴۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا ثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِي ۔

۲۱۴۶ ـــ شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے عنوان سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کفالہ کا مقصد یہ ہے کہ تبرع کے طور پر کسی شئی کو اپنے ذمہ کر لیا جائے تو وہ لازم ہو جاتی ہے جیسے قسم کھا کر عہد کرنے سے وراثت کا استحقاق لازم ہو جاتا ہے۔ لوگ جاہلیت میں قسم کھا کر کسی سے عہد کر لیتے تھے اور اس وجہ سے وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے۔ جب میراث کی آیت نازل ہوئی تو یہ معاقدت (عقد حلف) منسوخ ہو گئی۔ اور اس آیت کریمہ " وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ " نے اس کو منسوخ کر دیا یعنی قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کے وارث ہوں۔ ابو جعفر نحاس نے کہا ضروری بات تو یہ ہے کہ ابن عباس کی حدیث کا محمل یہ قرار دیا جائے کہ " وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ " سے جاہلیت کا طریقہ منسوخ ہے جو وہ کیا کرتے تھے اور " وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ " کو نہ تو ناسخ کہا جائے اور نہ ہی اس کو منسوخ کہا جائے۔ جبکہ حسن بصری اور قتادہ اس کو منسوخ کہتے ہیں۔ اس طرح ابن عباس سے بھی منقول ہے لیکن مجاہد، سعید بن جبیر اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم اس آیت کو محکمہ سمجھتے ہیں اُن کا کہنا ہے کہ یہ حکم باقی ہے منسوخ نہیں اور دونوں آیتوں میں تضاد نہیں کیونکہ " أُولُوا الْأَرْحَامِ " یعنی قریبی رشتہ دار اولیاء معاقدۃ یعنی جن سے عقدِ حلف کیا ہے سے زیادہ قریب ہیں کہ وہ وارث ہوں اور اگر وہ نہ ہوں تو وراثت ان لوگوں کو دی جائے جن سے عقدِ حلف ہو چکا ہے اور وہ بیت المال کی نسبت زیادہ مستحق ہیں (عینی)

۲۱۴۷ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے پاس عبد الرحمٰن بن عوف تشریف لائے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ (حدیث ۱۹۲۳ کا مطالعہ کریں)

۲۱۴۸ ـــ ترجمہ : عاصم نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں عقدِ حلف نہیں تو انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں قریش اور انصار کے درمیان عقدِ حلف کیا تھا۔"

۲۱۴۸ ـــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد " لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ " حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مخالف اور متضاد نہیں کیونکہ شروع اسلام میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ بنایا تھا۔ پھر یہ منسوخ ہو گیا اور آپس

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَيِّتٍ دَيْنًا فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَرْجِعَ وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ

۲۱۴۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَصَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ اَبُوْقَتَادَةَ عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔

میں اسلامی تعاون ایک دوسرے سے بھلائی کرنا خیر خواہی کرنا اور اخلاص باقی رہ گیا جس کو قرآن کریم نے باطل نہیں کیا اس قسم کا حلف اسلام میں باقی ہے اسی کے متعلق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو جاہلیت میں حلف یعنی عہد تھا۔ اسلام اس کو مضبوط کرتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جاہلیت کے اطوار وغیرہ جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ان کو اسلام میں نہ اپنایا جائے چنانچہ فرمایا "لَا حِلْفَ فِي الْاِسْلَامِ" اور حضرت انس کی حدیث میں جو مخالفت مذکور ہے اس کا معنیٰ بھائی چارہ ہے۔ یعنی آپس میں اسلامی تعاون اور اخلاص کریں۔

باب — جو کوئی میت کے قرضہ کا کفیل بنا اسے رجوع کرنے کا اختیار نہیں حسن بصری یہی کہتے ہیں"

۲۱۴۹ — ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جنازہ لایا گیا تاکہ آپ اس پر نماز پڑھیں۔ آپ نے فرمایا کیا اس پر قرضہ ہے؟ لوگوں نے کہا جی نہیں۔ تو آپ نے اس پر نماز پڑھی پھر ایک اور جنازہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا کیا اس پر قرضہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تم اپنے صاحب کی نماز پڑھو۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ عرض کیا یا رسول اللہ اس کا قرضہ میرے ذمہ ہے تو آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

۲۱۴۹ — مشرح: ثلاثیات بخاری سے یہ آٹھویں حدیث ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب الحوالہ میں ذکر کیا ہے۔ یہاں کتاب الکفالہ میں ذکر کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل یہ کفالہ ہی ہے چونکہ اس میں نقل حق پایا جاتا ہے اس لئے اس پر مجازاً حوالہ کا اطلاق کیا ہے یا حوالہ کا لغوی معنیٰ مراد ہے اور یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ بعض علماء کے نزدیک حوالہ اور کفالہ متحد یا متقارب ہیں یا اس لئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں گویا کہ آپ نے میت کا قرضہ ابو قتادہ کی طرف منتقل کر دیا۔ حدیث ۲۱۴۵ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

۲۱۵۰ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا عَمْرٌو سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمْ يَجِئْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَمَرَ اَبُوْبَكْرٍ فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا فَحَثٰى لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَاِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا۔

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بحرین سے مال آیا تو میں تجھے اتنا ۔

۲۱۵۰ـــــ

اتنا اور اتنا (لپ بھر کر) مال دوں گا بحرین سے مال نہ آیا حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ۔ جب بحرین کا مال آیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا اور منادی کرادی کہ جس کسی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہو یا اس کا آپ پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے تو میں اُن کے پاس گیا اور عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اتنا اتنا دینے کا وعدہ کیا تھا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے لپ بھر کر دی میں نے اس کو شمار کیا تو وہ پانچ سو تھے ۔ اور فرمایا اس کی دو مثلیں اور لے لو۔

شرح : سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

۲۱۵۰ـــــ قائم مقام تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہر ضروری اور غیر ضروری ادا کرنے کے کفیل ہوئے اور جب اُنھوں نے اس کا التزام کرلیا تو ان پر آپ کے وعدے اور قرض وغیرہ ادا کرنا لازم ہوگئے ۔ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایفاء وعدہ سے محبت رکھتے تھے ۔ اس لئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو بدستور نافذ کیا ۔ جمہور فقہاء ابوحنیفہ ، شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا وعدہ پورا کرنا مستحب ہے ۔ حسن بصری کے نزدیک واجب ہے ۔ بعض مالکی بھی اس طرح کہتے ہیں ۔ اس حدیث سے بعض شافعیہ استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وعدہ کی ایفاء واجب ہے ۔ کیونکہ ان کا یہ خیال ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات میں سے ہے حالانکہ مذکور حدیث میں وجوب اور خصوصیت پر قطعاً دلالت نہیں ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ جِوَارِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَقْدِهٖ

۲۱۵۱ — یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ قَطُّ اِلَّا وَهُمَا یَدِیْنَانِ الدِّیْنَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اَبُوْ صَالِحٍ ثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ قَطُّ اِلَّا وَهُمَا یَدِیْنَانِ الدِّیْنَ وَلَمْ یَمُرَّ عَلَیْنَا یَوْمٌ اِلَّا یَاْتِیْنَا فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَیِ النَّهَارِ بُکْرَةً وَعَشِیَّةً فَلَمَّا ابْتُلِیَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ اَبُوْ بَکْرٍ مُهَاجِرًا قِبَلَ اَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ بَرْکَ الْغِمَادِ لَقِیَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَیِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ یَا اَبَا بَکْرٍ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ اَخْرَجَنِیْ قَوْمِیْ وَاَنَا اُرِیْدُ اَنْ اَسِیْحَ فِی الْاَرْضِ وَاَعْبُدَ رَبِّیْ قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ اِنَّ مِثْلَكَ لَا یَخْرُجُ وَلَا یُخْرَجُ فَاِنَّكَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ وَاَنَا لَكَ جَارٌ فَارْجِعْ فَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ فَارْتَحَلَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَرَجَعَ مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ فَطَافَ فِیْ اَشْرَافِ کُفَّارِ قُرَیْشٍ فَقَالَ لَهُمْ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ لَا یَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا یُخْرَجُ اَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا یَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیق کو پناہ دینا اور اُن کا عہد کرنا

ترجمہ : حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو دین اسلام پر ہی پایا اور کم ایسا کوئی دن نہ گزرتا کہ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح و شام ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں اور جب مسلمان مشرکوں کی اذیتوں میں مبتلا ہوئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ "حبشہ کی طرف ہجرت کرنے نکلے حتی کہ جب "برک غماد" پہنچے تو انہیں ابن دغنہ ملا جو "قارہ" قبیلہ کا سردار تھا اس نے کہا اے ابابکر کہاں کا ارادہ کر رہے ہو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے میری قوم نے نکال دیا ہے

۲۱۵۱ —

marfat.com
Marfat.com

وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْفَذَتْ قُرَيْشٌ جِوَارَ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَاٰمَنُوْا اَبَابَكْرٍ وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ اَبَابَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ وَلْيَقْرَاْ مَا شَاءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهٖ فَاِنَّا قَدْ خَشِيْنَا اَنْ يَفْتِنَ اَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا قَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَطَفِقَ اَبُوْبَكْرٍ يَعْبُدُ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِالصَّلٰوةِ وَلَا الْقِرَاءَةِ فِيْ غَيْرِ دَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لِاَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ وَبَرَزَ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَبْنَاءُهُمْ وَيَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ دَمْعَهٗ حِيْنَ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ فَاَفْزَعَ ذٰلِكَ اَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاَرْسَلُوْا اِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا لَهٗ اِنَّا كُنَّا اَجَرْنَا اَبَابَكْرٍ عَلٰى اَنْ يَعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ وَاِنَّهٗ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ وَاَعْلَنَ الصَّلٰوةَ وَالْقِرَاءَةَ وَقَدْ خَشِيْنَا اَنْ يَفْتِنَ اَبْنَاءَنَا وَنِسَاءَنَا فَاْتِهٖ فَاِنْ اَحَبَّ اَنْ يَقْتَصِرَ عَلٰى اَنْ يَعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَعَلَ وَاِنْ اَبٰى اِلَّا اَنْ يُعْلِنَ ذٰلِكَ فَسَلْهُ اَنْ يَرُدَّ اِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَاِنَّا كَرِهْنَا اَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِاَبِيْ بَكْرٍ الْاِسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ اَبَابَكْرٍ فَقَالَ

اور میرا ارادہ ہے کہ زمین کی سیر کروں اور اپنے پروردگار کی عبادت کروں۔ ابن دغنہ نے کہا تم جیسا کوئی شخص نہ نکلتا ہے اور نہ ہی نکالا جاتا ہے۔ کیونکہ تم معدوم (فقیر لوگوں کے لئے) کمائی کرتے ہو صلہ رحم کرتے ہو اور عاجز مجبور لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہو مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہو اور حق پہ ثابت قدم رہنے پر آنے والے مصائب میں مدد کرتے ہو میں تمہیں پناہ دیتا ہوں گھر واپس چلے جاؤ اور اپنے ملک میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ ابن دغنہ روانہ ہوا اور ابوبکر کے ساتھ واپس آیا اور کفار قریش کے سرداروں میں گھوما اور ان سے کہا ابوبکر جیسا انسان نہ نکل سکتا ہے اور نہ ہی نکالا جا سکتا ہے کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو بے بس لوگوں کے لئے کمائی کرتا ہے صلہ رحم کرتا ہے۔ عاجز مجبور شخص کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ مہمانوں کو کھانا کھلاتا ہے اور حق پہ ثابت قدم رہنے پر آنے والے مصائب میں مدد کرتا ہے۔ قریش ابن دغنہ کے امان پر راضی ہو گئے اور ابوبکر صدیق کو انھوں نے امن دے دیا اور انھوں نے ابن دغنہ سے کہا ابوبکر کو کہو کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے۔ نماز پڑھے اور جو وہ چاہے پڑھے اور اس سے ہمیں اذیت نہ پہنچائے اور نہ ہی اس کا اعلان کرے۔ کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہمارے بچوں اور عورتوں کو فتنہ میں ڈال دے گا۔ ابن دغنہ نے یہ سب

marfat.com
Marfat.com

قَدْ عَلِمْتَ الَّذِیْ عَاقَدْتُ لَكَ عَلَیْهِ فَاِمَّا اَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰی ذٰلِكَ وَ اِمَّا اَنْ تَرُدَّ اِلَیَّ ذِمَّتِیْ فَاِنِّیْ لَا اُحِبُّ اَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ اَنِّیْ اُخْفِرْتُ فِیْ رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهٗ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنِّیْ اَرُدُّ اِلَیْكَ جِوَارَكَ وَ اَرْضٰی بِجِوَارِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُرِیْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ رَاَیْتُ سَبْخَةً ذَاتَ نَخْلٍ بَیْنَ لَابَتَیْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِیْنَةِ حِیْنَ ذَكَرَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ بَعْضُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ اِلٰی اَرْضِ الْحَبَشَةِ وَتَجَهَّزَ اَبُوْبَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی رِسْلِكَ فَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ یُّؤْذَنَ لِیْ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ هَلْ تَرْجُوْ ذٰلِكَ بِاَبِیْ اَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ اَبُوْبَكْرٍ نَفْسَهٗ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَصْحَبَهٗ وَعَلَفَ رَاحِلَتَیْنِ كَانَتَا عِنْدَهٗ وَرَقَ السَّمُرِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ۔

کچھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا۔ تو وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت میں مصروف ہو گئے اور اپنے گھر کے سوا کسی گھر میں نماز اور قرآن کی تلاوت علانیہ نہ کرتے تھے۔ پھر ان کو خیال آیا تو انھوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی اور (عبادت کرنے کے لئے) باہر نکل آئے اس میں نماز پڑھتے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو ان کے پاس مشرکوں کے بچوں اور عورتوں کا ہجوم ہو جاتا اور وہ تعجب کرتے اور ان کو (عبادت کرتے) دیکھتے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت رونے والے انسان تھے جب قرآن کی تلاوت کرتے تو اپنے آنسوؤں کے مالک نہ ہوتے تھے (زار و قطار روتے تھے) تو اس شئی نے قریش کے مشرک سرداروں کو گھبراہٹ میں ڈال دیا تو انھوں نے ابن دغنہ کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کے پاس آئے مشرکوں نے ابن دغنہ سے کہا ہم نے ابوبکر کو اس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے لیکن انھوں نے اس پر تجاوز کیا ہے اور اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی ہے اور علانیہ نماز اور قرآن کی تلاوت کرنے لگے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہمارے بچوں اور ہماری عورتوں کو فتنہ میں ڈال دیں گے ان کے پاس جاؤ اگر وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنا پسند کرتے ہیں تو بے شک کریں۔

اور اگر علانیہ عبادت کرنا چاہتے ہیں تو ان سے پوچھ لو کہ تمہارا عہد واپس کر دیا جائے کیونکہ ہمیں یہ گوارا نہیں کہ ہم تمہارا عہد توڑیں اور نہ ہی ہم کو ابوبکر کا علانیہ عبادت کرنا گوارا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ ابن دغنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا آپ جانتے ہیں جس شرط پر میں نے آپ کا ذمہ لیا تھا یا تو اس پر قائم رہو یا میرا ذمہ میرے حوالہ کر دو کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ عرب اس بات کو سنیں کہ میں نے ایک شخص کا ذمہ لیا تھا جس کو توڑ دیا گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں تیرا ذمہ تیرے حوالہ کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ

marfat.com
Marfat.com

۲۱۵۲ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ لِدَيْنِهِ وَفَاءً صَلَّى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَالَ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ۔

پر راضی ہوں اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے۔ میں کھاری زمین کھجوروں والی جو دو پتھریلے کناروں کے درمیان ہے جب یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا تو بعض مہاجر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے اور جو لوگ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ کی طرف لوٹ آئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تیاری کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا جلدی نہ کرو مجھے امید ہے کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل جائیگی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا باپ آپ پر قربان ہو کیا آپ بھی ہجرت کے امیدوار ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کے لئے رک گئے۔ اور اپنے دو اونٹوں کو جو ان کے پاس تھے چار مہینے تک کیکر کے پتے چارہ کھلاتے رہے۔

۲۱۵۱ ـــــ شرح : جو شخص کسی کو پناہ دے وہ اس بات کا التزام کر لیتا ہے کہ جس کو پناہ دی گئی ہے اس کو کوئی اذیت نہیں پہنچے گی گویا وہ اس کا ضامن ہوتا ہے کہ اسے کسی قسم کی اذیت نہ ہوگی۔ اس طرح حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس طرح کا ذمہ عربوں میں مشہور ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مومن کو ظالم سے خطرہ ہو تو وہ ایسے شخص کی پناہ حاصل کر سکتا ہے جو اس کی حفاظت کرے اگرچہ وہ کافر ہو اور جو شخص متوکل ہو کر اللہ تعالیٰ کی پناہ سے راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے اور اسے کسی خطرہ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اس حدیث میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی منقبت ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ قدیم الاسلام ہیں انھوں نے اسلام میں بڑے مصائب اٹھائے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے میں مال و دولت اور جان سب قربان کر دیئے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْوَكَالَةِ

وَوَكَالَةُ الشَّرِيْكِ الشَّرِيْكَ فِي الْقِسْمَةِ وَغَيْرِهَا وَقَدْ اَشْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فِيْ هَدْيِهٖ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِقِسْمَتِهَا۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فوت شدہ کوئی شخص لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ پوچھتے

۲۱۵۲ —— کیا اس نے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ مال چھوڑا ہے ؟ اگر آپ کو یہ خبر دی جاتی کہ اس نے مال چھوڑا ہے جس سے قرض کی ادائیگی ہو سکتی ہے تو اس پر نماز پڑھتے۔ ورنہ مسلمانوں سے فرماتے تم اپنے صاحب پر نماز پڑھو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتوحات دیں تو فرمایا میں مومنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔ جو کوئی مومن فوت ہو جائے اور وہ قرضہ چھوڑ جائے تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔

شرح : یہ حدیث ، حدیث ۲۱۴۵ کی ناسخ ہے۔ علماء کا اس بات

۲۱۵۲ —— میں اختلاف ہے کہ مقروض کی نماز جنازہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز تھی یا نہیں دونوں طرف علماء کے اقوال پائے جاتے ہیں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی اس کے قرضہ کا ضامن ہو جاتا تو آپ کے لئے اس پر نماز پڑھنا جائز تھا۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قولہ "مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ" اس حدیث کا ناسخ ہے کہ آپ مقروض شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وسلم تسلیماً

وکالت کا بیان

ایک شریک کا دوسرے شریک کا تقسیم وغیرہ میں وکیل بننا اور

marfat.com

Marfat.com

۲۱۵۳ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِجِلَالِ الْبُدْنِ الَّتِي نُحِرَتْ وَبِجُلُودِهَا۔

۲۱۵۴ ـــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهِ أَنْتَ۔

بَابُ إِذَا وَكَّلَ الْمُسْلِمُ حَرْبِيًّا فِي دَارِ الْحَرْبِ أَوْ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ جَازَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی قربانی میں شریک کیا پھر ان کو اس کی تقسیم کا حکم فرمایا

۲۱۵۳ ـــــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قربانی کے اونٹوں کی جھولوں اور ان کی کھالوں کا صدقہ کردوں جن کو نحر کیا گیا تھا۔

۲۱۵۴ ـــــ ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بکریاں دیں کہ ان کو وہ آپ کے صحابہ میں تقسیم کردیں تو بکری کا بچہ باقی رہ گیا۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اس کی تم قربانی کرلو۔

۲۱۵۳ ، ۲۱۵۴ ـــــ شرح : حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی بکریوں میں شریک کیا پھر ان کو ان کی تقسیم کا وکیل بنایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریک کو وکیل بنانا جائز ہے جیسے وکیل کو شریک بنانا جائز ہے۔

حدیث ۲۱۵۳ کی شرح حدیث ۱۶۰۹ اور ۱۶۱۰ کے تحت دیکھیں۔

---

marfat.com

Marfat.com

۲۱۵۵ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونَ عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ كَاتَبْتُ اُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كِتَابًا بِاَنْ يَحْفَظَنِيْ فِيْ صَاغِيَتِيْ بِمَكَّةَ وَاَحْفَظُهٗ فِيْ صَاغِيَتِهٖ بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الرَّحْمٰنَ قَالَ لَا اَعْرِفُ الرَّحْمٰنَ كَاتِبْنِيْ بِاسْمِكَ الَّذِيْ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَاتَبْتُهٗ عَبْدَ عَمْرٍو فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ خَرَجْتُ اِلٰى جَبَلٍ لِاَحْرِزَهٗ حِيْنَ نَامَ النَّاسُ فَاَبْصَرَهٗ بِلَالٌ فَخَرَجَ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مَجْلِسِ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا اُمَيَّةُ فَخَرَجَ مَعَهٗ فَرِيْقٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فِيْ اٰثَارِنَا فَلَمَّا خَشِيْتُ اَنْ يَّلْحَقُوْنَا خَلَّفْتُ لَهُمُ ابْنَهٗ لِيَشْغَلَهُمْ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ اَبَوْا حَتّٰى يَتْبَعُوْنَا وَكَانَ رَجُلًا ثَقِيْلًا فَلَمَّا اَدْرَكُوْنَا قُلْتُ لَهٗ ابْرُكْ فَبَرَكَ فَاَلْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِيْ لِاَمْنَعَهٗ فَتَخَلَّلُوْهُ بِالسُّيُوْفِ مِنْ تَحْتِيْ حَتّٰى قَتَلُوْهُ وَاَصَابَ اَحَدُهُمْ رِجْلِيْ بِسَيْفِهٖ وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يُرِيْنَا ذٰلِكَ الْاَثَرَ فِيْ ظَهْرِ قَدَمِهٖ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ يُوْسُفُ صَالِحًا وَّاِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ۔

باب ـــ جب مُسلمان کسی حربی کو دارالحرب یا دارالاسلام میں وکیل مقرر کرے تو جائز ہے

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اُمیّہ بن خَلَف کو خط لکھا کہ وہ مکہ میں میرے مال کی حفاظت کرے۔ میں مدینہ منورہ میں اس کے مال کی حفاظت کروں گا اور جب میں نے رحمٰن کا ذکر کیا تو اُس نے کہا میں "رحمٰن" کو نہیں پہچانتا تم اپنا وہ نام لکھو جو جاہلیت میں تمہارا نام تھا تو میں نے عبد عمرو لکھا جب بدر کا دن تھا میں پہاڑ کی طرف نکلا تاکہ اس کی حفاظت کروں جبکہ سب لوگ سو گئے اس کو بلال نے دیکھ لیا وہ نکلے اور انصار کی ایک مجلس کے پاس ٹھہرے اور کہا یہ اُمیّہ بن خَلَف ہے۔ اگر اُمیّہ نجات پاگیا تو میری خیر نہیں اُن کے ساتھ انصار کے چند لوگ ہمارے پیچھے نکلے جب مجھے یہ خوف ہوا کہ وہ ہم تک پہنچ جائیں گے تو میں نے اس کا بیٹا اُن کے لئے چھوڑ دیا تاکہ وہ ان کو

۲۱۵۵ ـــــ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الصَّرْفِ وَالْمِيزَانِ وَقَدْ وَكَّلَ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ فِي الصَّرْفِ

۲۱۵۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُمْ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ قَالَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا وَقَالَ فِي الْمِيزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ

مشغول کر دے اُنھوں نے اس کو قتل کر دیا پھر وہ نہ رُکے اور ہمارے پیچھے چلے اُمیّہ بھاری آدمی تھا جب وہ ہم تک پہنچ گئے تو میں نے اُمیّہ سے کہا بیٹھ جاوہ بیٹھ گیا میں نے اس پر اپنے آپ کو ڈال دیا تاکہ اس کو قتل ہونے سے روکوں اُنھوں نے میرے نیچے سے تلواریں گھسا دیں حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا ان میں سے ایک کی تلوار میرے پاؤں کو لگ گئی۔ عبدالرحمٰن بن عوف اپنے قدم کی پشت پر زخم کا نشان ہم کو دکھاتے تھے۔ امام بخاری نے کہا یوسف نے صالح سے اور ابراہیم نے اپنے باپ سے سماعت کی ہے۔

۲۱۵۵ ــــ شرح : حضرت بلال رضی اللہ عنہ اُمیّہ بن خلف کا غلام تھے۔ وہ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہو گئے تھے اس لئے امیہ ان کو سخت عذاب دیتا تھا وہ اُن کو گرم پتھروں پر پشت کے بل لٹا دیتا پھر بہت بڑا گرم پتھر اس کے سینہ پر رکھتا اور کہتا جب تک تو دینِ اسلام ترک نہیں کرتا تیرے ساتھ اسی طرح کیا جائے گا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ منہ سے "اَحَدٌ اَحَدٌ" پکارتے۔ یہ وہ سبب تھا جس کے باعث حضرت بلال نے انصار کو ساتھ لے کر اس بدبخت کو قتل کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بدر کے دن کفارِ مکہ کے لئے مسلمانوں کی طرف کوئی امان نہ تھا اس لئے حضرت بلال اور انصار نے عبدالرحمٰن بن عوف کا امان جائز نہ سمجھا اس کے بعد یہ منسوخ ہو گیا جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ادنیٰ مسلمان کافر کو پناہ دیدے تو وہ سب مسلمانوں کی پناہ متصوّر ہو گی۔

"قال ابو عبد اللہ الخ" سے بخاری کی غرض یہ ہے کہ یوسف کی صالح سے اور ابراہیم کی اپنے باپ سے ملاقات ثابت ہے۔ تاکہ یہ گمان نہ کیا جائے کہ یہ حدیث عنعنہ ہے اور سماع کا امکان ہی اس کے لئے کافی ہے۔

باب ــــ بیع صرف اور وزن سے خرید و فروخت میں وکیل مقرر کیا ــــ"

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ إِذَا أَبْصَرَ الرَّاعِي أَوِ الْوَكِيلُ شَاةً تَمُوتُ أَوْ شَيْئًا يَفْسُدُ ذَبَحَ وَأَصْلَحَ مَا يَخَافُ الْفَسَادَ۔

۲۱۵۷ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ قَالَ أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ تَرْعَى بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَنَا بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَأْكُلُوا حَتَّى أَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَسْأَلُهُ وَأَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ أَوْ أَرْسَلَ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَيُعْجِبُنِي أَنَّهَا أَمَتُهُ وَأَنَّهَا ذَبَحَتْ تَابَعَهُ عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ۔

سیدنا عمر فاروق اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیع صرف میں وکیل مقرر کیا

ترجمہ : ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر پر حاکم مقرر کیا وہ عمدہ

۲۱۵۶ — کھجور لایا تو آپ نے فرمایا کیا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہیں اُس نے کہا۔ ہم ان کھجوروں کا ایک صاع دو صاع کے عوض اور دو صاع تین صاع کے عوض لیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کرو اچھی اور ردی ملی جلی کھجوریں دراہم کے عوض فروخت کرو پھر دراہم کے عوض عمدہ کھجوریں خرید و اور وزن سے فروخت کرنے والی اشیاء میں بھی اس طرح فرمایا۔

شرح : یعنی وزن سے خرید و فروخت والی اشیاء کو ایک رطل کے عوض دو رطل

۲۱۵۶ — مت لو بلکہ ان کو دراہم سے فروخت کرو پھر دراہم سے کھجور خریدو۔ کیونکہ تول سے خرید و فروخت ہونے والی اشیاء کا حکم وہی ہے جو ناپ والی اشیاء کا حکم ہے۔ باب کے عنوان سے اس حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ جب وکیل کو دو صاع کے عوض ایک صاع لینے سے منع کیا گیا تو معلوم ہوا کہ دراہم کی بیع دراہم سے اور دینار کی بیع دینار سے بھی اسی طرح ہے جبکہ قول بالفصل کا کوئی قائل نہیں اور اس میں توکیل کا معنی واضح ہے کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے عامل کو اس طرح کرنے میں وکیل مقرر کیا تھا۔ حدیث ۲۰۶۲ کی شرح کا مطالعہ کریں۔

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَكَالَةِ الشَّاهِدِ وَالْغَائِبِ جَائِزَةٌ وَكَتَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى قَهْرَمَانِهِ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهُ أَنْ يُزَكِّيَ عَنْ أَهْلِهِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ۔

۲۱۵۸ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِنَ الْإِبِلِ فَجَاءَهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ أَعْطُوهُ فَطَلَبُوا سِنَّهُ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا فَقَالَ أَوْفَيْتَنِي أَوْفَى اللّٰهُ بِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔

باب — جب چرواہا یا وکیل بکری مرتی ہوئی دیکھے یا کوئی شئ خراب ہوتی دیکھے

تو اس کو ذبح کر دے اور جس کے خراب ہونے کا ڈر ہے اس کو درست کر دے"۔

۲۱۵۷ — ترجمہ: نافع سے روایت ہے انھوں نے کعب بن مالک کے بیٹے کو اپنے باپ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ ان کی بکریاں تھیں جو "مقام سَلْع" میں چرتی تھیں۔ ہماری لونڈی نے بکریوں میں سے ایک بکری کو مرتے دیکھا تو اس نے پتھر کو توڑا اور اس کے ساتھ اسے ذبح کر دیا (دیکھنے سے پہلے) کعب نے لوگوں سے کہا اس کو مت کھاؤ حتی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسا شخص بھیجوں جو آپ سے دریافت کرے چنانچہ انھوں نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا کوئی آدمی بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ اسے کھا سکتے ہیں۔ عبید اللہ نے کہا مجھے یہ بات اچھی معلوم ہوئی کہ وہ لونڈی تھی اور اس نے بکری ذبح کر دی۔ مُعْتَمِر بن سلیمان کی عبدہ نے عبید اللہ سے روایت کرنے میں مُعْتَمِر بن سلیمان کی متابعت کی۔

۲۱۵۷ — شرح: "سَلْع" مدینہ منورہ میں ایک پہاڑ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چرواہے اور وکیل کو جس میں وکیل مقرر کیا جائے تو جب تک ان کی خیانت ظاہر نہ ہو ان کی تصدیق کرنا جائز ہے۔ ابن تین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے پانچ مسائل ثابت ہوتے ہیں وہ یہ کہ عورتوں اور لونڈیوں کا ذبح کرنا پتھر سے ذبح کرنا جو بکری مر رہی ہو اس کو فوراً ذبح کر دینا اور غیر مالک کا اجازت و وکالت کے بغیر ذبح کرنا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا اگر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي قَضَاءِ الدُّيُوْنِ

۲۱۵۹ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا نَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ فَقَالَ اَعْطُوْهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔

عورت یا بچہ اچھی طرح ذبح کر سکیں تو بلا ضرورت بھی وہ ذبح کر سکتے ہیں۔ پتھر سے ذبح کرنا اس وقت جائز ہے جبکہ وہ تیز دھار ہو اور رگوں کو کاٹ ڈالے اور خون بہا دے۔ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، امام مالک اور شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ جو جانور مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کر دیا جائے اس کو کھانا جائز ہے اور جو جانور مرا ہوا اور اس میں ابھی زندگی باقی ہو تو اس کو ذبح کر کے کھا لینا جائز ہے اور اگر اس کی زندگی معلوم نہ ہو تو جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ۔ حاضر اور غائب کو وکیل مقرر کرنا جائز ہے

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنے وکیل کو لکھا جبکہ وہ غائب تھا کہ وہ اس کے چھوٹے بڑے گھر والوں کی طرف سے فطرانہ ادا کر دے۔

۲۱۵۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک اونٹ قرض تھا وہ آپ کے پاس قرضہ لینے آیا تو آپ نے فرمایا اس کو اونٹ دے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے اونٹ جیسا اونٹ تلاش کیا لیکن نہ ملا اور اس کے اونٹ سے بہتر اونٹ پایا تو آپ نے فرمایا وہی اس کو دے دو اس شخص نے کہا آپ نے میرا پورا حق ادا کیا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی پورا دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے اچھا شخص وہ ہے جو قرضہ اچھے طریقہ سے ادا کرے۔

۲۱۵۸ — **شرح** : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے موجود صحابہ کرام سے فرمایا کہ اس کو اونٹ دے دو اگرچہ یہ خطاب حاضرین کے لئے ہے لیکن عرف کے اعتبار سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا وَهَبَ شَيْئًا لِوَكِيْلٍ اَوْ شَفِيْعِ قَوْمٍ جَازَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ هَوَازِنَ حِيْنَ سَاَلُوْهُ الْمَغَانِمَ فَقَالَ نَصِيْبِيْ لَكُمْ۔

ہر وکیل کو شامل ہے وہ غائب ہو یا حاضر ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تندرست حاضر کسی کو وکیل بنا سکتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض ادا کرنے میں صحابہ کرام کو وکیل بنایا حالانکہ آپ مقیم اور تندرست تھے نہ آپ غائب تھے نہ بیمار اور مسافر تھے۔ امام مالک شافعی، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک بھی یہی ہے۔ البتہ امام مالک نے کہا یہ جائز ہے اگرچہ مقابل راضی نہ ہو جبکہ وکیل مقابل کا دشمن نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص اپنے شہر میں موجود ہو اور تندرست ہو تو وہ مقابل کی مرضی کے بغیر وکیل نہیں بنا سکتا۔ اور نہ عذرِ مرض کے بغیر وکیل مقرر کرنا جائز ہے اسی طرح تین دن کا سفر ہو تو وکیل مقرر کرنا جائز ہے۔ یعنی یہ لوگ وکیل بنا سکتے ہیں اور یہ وکالت لازم نہیں جائز ہے۔ یعنی خصم خود بخود بھی جواب دے سکتا ہے اور اس کا حق ساقط نہیں ہوتا لہٰذا یہ حدیث امام کے مسلک کے خلاف نہیں ہے۔

باب ــــ قرض ادا کرنے میں وکیل مقرر کرنا

۲۱۵۹ ــــ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے قرض طلب کرنے لگا اور قرض کے تقاضا میں سختی اختیار کی صحابہ کرام نے اس کو مارنا چاہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ صاحب حق ایسی بات کرتا ہے پھر فرمایا اس کو اس کے اونٹ سا اونٹ دے دو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ہمارے پاس) اس کے اونٹ سے افضل اونٹ ہے آپ نے فرمایا وہی اس کو دے دو کیونکہ تم سے بہتر وہ شخص ہے جو قرض ادا کرنے میں اچھا ہو۔

۲۱۵۹ ــــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوان قرض لینا جائز ہے لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں حیوان قرض لینا حرام ہے اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث آیت ربوا سے منسوخ ہے۔ قولہ الا امثل منہ، یہاں مستثنیٰ منہ مقدر ہے۔ اصل عبارت یوں ہے لَا یَجِدُ سِنًّا اِلَّا سِنًّا اَمْثَلَ، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی عادل بادشاہ کو اذیت پہنچائے تو بادشاہ کے ساتھیوں کا اس پر سختی کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۲۱۶۰ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ ثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِيْنَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَاَلُوْهُ اَنْ يَرُدَّ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْحَدِيْثِ اِلَيَّ اَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اِمَّا السَّبْيَ وَاِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَاْنَيْتُ بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ اِلَيْهِمْ اِلَّا اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَاَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَآءِ قَدْ جَآءُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَاِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُطَيِّبَ بِذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَكُوْنَ مِنْكُمْ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهُ اِيَّاهُ مِنْ اَوَّلِ مَا يُفِيْٓءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ اَذِنَ مِنْكُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ اِلَيْنَا عُرَفَآؤُكُمْ اَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَاَذِنُوْا ۔

باب ـــ جب وکیل کو یا کسی قوم کے سفارشی کو کوئی شئی ہبہ کرے تو جائز ہے

کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہوازن کے وفد سے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

جبکہ اُنھوں نے آپ سے غنیمت کا مال واپس مانگا میرا حصہ تمہارے لئے ہے

۲۱۶۰ ـــــ ترجمہ : عروہ نے کہا مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ نے ان سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جبکہ آپ کے پاس قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر آیا اور آپ سے سوال عرض کیا کہ ان کے مال اور قیدی انھیں واپس کر دیں تو ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نزدیک اچھی بات وہ ہے جو سچی ہو۔ تم دو باتوں میں سے ایک پسند کر لو یا تو قیدی واپس کر لو یا مال " میں نے تو ان کے آنے کا انتظار کیا تھا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا چند روز انتظار کیا تھا جبکہ آپ طائف سے واپس ہوئے تھے۔ جب ان کو یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو صرف ایک شئ واپس کریں گے (قیدی یا مال) تو اُنھوں نے کہا ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں " کہ ان کو واپس کر دیں "، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے خطاب کیا اور اللہ تعالیٰ جس ثناء کے لائق ہے اس کی ثناء کی پھر فرمایا۔ اَمَّا بَعْدُ ! تمہارے یہ بھائی تائب ہو کر آئے ہیں اور میری رائے یہ ہے کہ میں ان کے قیدی انھیں واپس کر دوں۔ تم میں سے جو کوئی پسند کرتا ہے کہ خوشی سے قیدی واپس کرنا چاہیے تو کر دے اور جو کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا حصہ باقی رہے حتی کہ ہم پہلی غنیمت سے جو اللہ تعالیٰ ہم کو عطا کرے گا اس کو دے دیں گے وہ بھی قیدی واپس کر دے سب مسلمانوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر خوشی سے ان کو قیدی واپس کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نہیں جانتے کہ اس میں تم میں سے کون اجازت دیتا ہے اور کون اجازت نہیں دیتا۔ سب واپس چلے جاؤ حتی کہ تمہارے سردار ہمارے پاس آکر بیان کریں۔ سب لوگ واپس چلے گئے اور ان کے سرداروں نے ان سے گفتگو کی پھر سردار سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ بیان کیا کہ وہ خوش ہیں اور اُنھوں نے قیدی واپس کرنے کی اجازت دے دی۔

۲۱۶۰ ـــــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد آٹھ ہجری میں پانچ شوال کو وادی حنین میں قبیلہ ہوازن سے جنگ کی یہ وادی مکہ مکرمہ سے تین روز کی مسافت پر واقع ہے۔ ہوازن شکست خوردہ بھاگ گئے اور ان کے مال، اولاد اور عورتیں مسلمانوں کے لئے غنیمت ہاتھ لگیں جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "مقام جعرانہ" میں مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔ قیدی عورتوں اور بچوں کی تعداد چھ ہزار تھی جبکہ اونٹ چوبیس ہزار، بکریاں چالیس ہزار سے زیادہ اور چاندی چار ہزار اوقیہ تھی (ایک اوقیہ کے چالیس درہم ہوتے ہیں) قبیلہ ہوازن کے وفد کی سفارش پر جب کہ وہ مسلمان ہو گئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدی واپس کر دیئے اور اونٹ بکریاں وغیرہ مجاہدین کے پاس رہنے دیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہوازن کے وفد کو جو ان کی طرف سے وکیل بن کر آیا تھا ان کی اولاد ہبہ کر دی تھی۔ اس طرح یہ حدیث باب کے عنوان کے مناسب ہے۔ یہ خیال رہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے واپس ہوئے اور مجاہدین کے ساتھ مقام جعرانہ میں تشریف فرما ہوئے تو چند روز وہاں ہوازن کے وفد کا انتظار کیا جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ اس حدیث سے معلوم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا وَكَّلَ رَجُلًا أَنْ يُعْطِيَ شَيْئًا وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ يُعْطِي فَأَعْطَى عَلَى مَا يَتَعَارَفُهُ النَّاسُ۔ ۲۱۶۱ — حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ وَغَيْرِهِ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ لَمْ يُبَلِّغْ كُلُّهُمْ رَجُلٌ وَاحِدٌ مِنْهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكُنْتُ عَلَى جَمَلٍ ثَقَالٍ إِنَّمَا هُوَ فِي آخِرِ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ مَا لَكَ فَقُلْتُ إِنِّي عَلَى جَمَلٍ ثَقَالٍ قَالَ أَمَعَكَ قَضِيبٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَعْطِنِيهِ فَأَعْطَيْتُهُ فَضَرَبَهُ وَنَخَرَهُ فَكَانَ مِنْ ذٰلِكَ الْمَكَانِ مِنْ أَوَّلِ الْقَوْمِ قَالَ بِعْنِيهِ قُلْتُ بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ بَلْ بِعْنِيهِ قَالَ قَدْ أَخَذْتُهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيرَ وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ أَخَذْتُ أَرْتَحِلُ قَالَ أَيْنَ تُرِيدُ قُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً قَدْ خَلَا مِنْهَا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قُلْتُ إِنَّ أَبِي قَدْ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْكِحَ امْرَأَةً قَدْ جَرَّبَتْ وَخَلَا مِنْهَا قَالَ فَذٰلِكَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ يَا بِلَالُ اقْضِهِ وَزِدْهُ فَأَعْطَاهُ أَرْبَعَةَ دَنَانِيرَ وَزَادَهُ قِيرَاطًا قَالَ جَابِرٌ لَا يُفَارِقُنِي زِيَادَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنِ الْقِيرَاطُ يُفَارِقُ قِرَابَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ۔

ہوتا ہے کہ مجاہدین میں جب غنیمت تقسیم ہو جائے تو وہ اس کے مالک ہو جاتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مال کی واپسی کے لئے فرمایا تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عربوں کو غلام بنانا جائز ہے جیسے عجمیوں کو غلام بنانا جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ عربوں پر شفقت کر کے ان کو آزاد کر دینا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب کسی نے وکیل مقرر کیا کہ وہ کوئی شئی دے اور یہ بیان نہ کیا کہ کتنی دے تو وہ لوگوں کے رواج کے مطابق دیدے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَكَالَةِ الْمَرْأَةِ الْإِمَامَ فِي النِّكَاحِ

۲۱۶۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ لَكَ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔

۲۱۶۱ ـــ ترجمہ: عطاء بن ابی رباح وغیرہ سے روایت ہے۔ وہ ایک دوسرے سے کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ حالانکہ سب نے حدیث کو جابر تک نہیں پہنچایا بلکہ ان میں سے ایک شخص نے جابر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں سست اونٹ پر سوار تھا وہ سب سے پیچھے رہتا تھا میرے پاس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا جابر بن عبداللہ! آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا میں سست اونٹ پر سوار ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس چھڑی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا وہ مجھے دو میں نے آپ کو چھڑی دے دی تو آپ نے اونٹ کو مارا اور ڈانٹا وہ اسی جگہ سے لوگوں کے آگے چلا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ اونٹ تم بیچ دو میں نے عرض کیا بلکہ یہ آپ ہی کا ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا یہ میرے ہاتھ بیچ دو میں نے یہ اونٹ آپ سے خرید لیا اور تو مدینہ منورہ تک اس پر سوار ہوگا۔ جب ہم مدینہ منورہ کے قریب آئے تو میں نے اپنے گھر کی راہ لی آپ نے فرمایا تو نے کہاں کا ارادہ کیا ہے میں نے عرض کیا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے جس کا شوہر فوت ہوگیا تھا آپ نے فرمایا تو نے کنواری لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کیا؟ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی۔ میں نے عرض کیا میرا باپ فوت ہوگیا اور چند لڑکیاں چھوڑ گیا میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو تجربہ کار ہو اور اس کا شوہر فوت ہوگیا ہو آپ نے فرمایا۔ پھر تو اچھا ہے! جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے فرمایا اے بلال! جابر کو پیسے دے دو اور کچھ زیادہ دو بلال نے چار دینار دیئے اور قیراط زیادہ دیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ دیا ہوا مجھ سے جدا نہ ہوا پس وہ قیراط جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے جدا نہ ہوا۔

۲۱۶۱ ـــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے درمیان متعارف شئی کی حیثیت منصوص علیہ کی سی ہے گویا کہ شارع علیہ السلام نے اس کو ذکر کیا ہے۔ اسی لئے ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس کو صدقہ دینے کا حکم دیا جائے اور وہ لوگوں کے تعارف اور دستور کے مطابق دے تو جائز ہے اور اگر دستور سے زیادہ دے گا تو وہ مالک کی رضا پر موقوف ہے۔ اگر وہ

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ اِذَا وَكَّلَ رَجُلًا فَتَرَكَ الْوَكِيْلُ شَيْئًا فَاَجَازَهُ الْمُوَكِّلُ فَهُوَ جَائِزٌ وَاِنْ اَقْرَضَهُ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى جَازَ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ اَبُوْ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ

راضی ہوگیا تو درست ہے ورنہ اتنی مقدار اس سے واپس لے گا چنانچہ اگر کسی کو کہا جائے کہ فلاں شخص کو گندم کی ایک بوری دے دو اُس نے دو بوریاں دے دیں تو تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زائد بوری کا وہ ضامن ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ نکاح میں عورت کا امام کو وکیل بنانا"

ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہما نے کہا ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نے آپ کو اپنا نفس ہبہ کیا تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اس کا میرے ساتھ نکاح کر دیں آپ نے فرمایا ہم نے اس عورت سے تمہارا نکاح قرآن کے عوض کر دیا جو تمہیں یاد ہے!

۲۱۶۲ ــــ

شرح : اس عورت نے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے اپنی جان آپ کو ہبہ کر دی تو گویا کہ اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا وکیل مقرر کر دیا کہ آپ اس کا نکاح اپنے ساتھ کر لیں یا جس کے ساتھ مناسب خیال فرمائیں اس سے اس کا نکاح کر دیں اور باب کا عنوان بھی یہی ہے۔

۲۱۶۲ ــــ

اس عورت کا نام خولہ بنت حکیم ہے یا وہ عورت ام شریک ازدیّہ ہے کیونکہ اُنھوں نے اگرچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نفوس ہبہ کئے تھے لیکن ان میں سے کسی سے آپ نے نکاح نہیں فرمایا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نفس ہبہ کر دے تو جائز ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ آپ کے بعد کسی کے لئے یہ ہبہ جائز نہیں۔ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ لفظِ ہبہ سے نکاح ہو جاتا ہے۔ اگر مہر مقرر کیا گیا ہو تو اس کا ادا کرنا ضروری ہے ورنہ مہرِ مثل دینا ہوگا۔ اور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت بدونِ عوض میں ہے لفظِ ہبہ سے نکاح میں خصوصیت نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ صرف لفظِ تزویج یا انکاح سے عقدِ نکاح ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِيْ آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ وَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَاَرْفَعَنَّكَ
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْنِيْ فَاِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ وَلِيْ حَاجَةٌ
شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ
مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكٰى حَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالًا
فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ سَيَعُوْدُ
لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهٗ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ
فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِيْ فَاِنِّيْ
مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكٰى
حَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ
فَرَصَدْتُّهُ الثَّالِثَةَ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلٰثِ مَرَّاتٍ اَنَّكَ تَزْعَمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ
قَالَ دَعْنِيْ اُعَلِّمْكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا قُلْتُ مَا هُوَ قَالَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى
فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ
فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ

باب ــــ جب کسی شخص کو وکیل مقرر کیا اور وکیل نے کوئی شئ چھوڑ دی اور مؤکل نے اس کو جائز رکھا تو جائز ہے

اور اگر وکیل مدت مقررہ تک قرض دے تو جائز ہے اور عثمان بن ہیثم ابو عمرو نے کہا ہم سے عوف

marfat.com
Marfat.com

سَبِيلَهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ اَنَّهُ يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ مَا هِيَ قَالَ قَالَ لِيْ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ اَوَّلِهَا حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَقَالَ لِيْ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ وَكَانُوْا اَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطَانٌ۔

نے محمد بن سیرین سے انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فطرانہ کی نگہداشت کا وکیل بنایا میرے پاس ایک شخص آیا اور غلہ سے لپ بھرنا شروع کی تو میں نے اس کو پکڑ لیا میں نے کہا بخدا! میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا اُس نے کہا میں غریب ہوں میرے اُوپر بال بچہ کا بوجھ ہے اور مجھے ضرورت ہے۔ ابوہریرہ نے کہا میں نے اس کو چھوڑ دیا صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا ہریرہ گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اُس نے سخت حاجت اور بال بچوں کی شکایت کی مجھے رحم آگیا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار رہو اُس نے جھوٹ بولا ہے وہ عنقریب پھر آئے گا پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مجھے یقین ہوا کہ وہ پھر آئے گا میں نے اس کا انتظار کیا چنانچہ وہ آیا اور غلہ سے لپ بھرنے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا اُس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے میں محتاج ہوں میرے اُوپر بال بچوں کا بوجھ ہے۔ میں پھر نہیں آؤں گا مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا صبح ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابا ہریرہ تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اُس نے سخت حاجت اور بال بچوں کی شکایت کی مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار رہو اُس نے جھوٹ بولا ہے وہ پھر آئے گا۔ میں نے تیسری بار اس کا انتظار کیا وہ آیا اور غلہ سے لپ بھرنے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا تو کہتا ہے کہ نہیں آئے گا پھر آجاتا ہے اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ میں تجھے چند کلمات بتاتا ہوں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تجھے نفع دیگا میں نے کہا وہ کیا ہیں اُس نے کہا جب تو اپنے بستر پر آئے تو آیت الکرسی پڑھو اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ یہاں تک کہ

marfat.com
Marfat.com

آیت ختم کرے تو اللہ کی طرف سے فرشتہ تیری حفاظت کرے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہیں آئیگا میں نے اس کو چھوڑ دیا صبح ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گزشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اُس نے کہا کہ وہ مجھے چند کلمات بتائے گا جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے گا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیا ہیں میں نے عرض کیا اُس نے مجھے کہا جب تو اپنے بستر پر آئے تو اوّل سے آیت الکرسی پڑھو حتیٰ کہ اسے ختم کرو (اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ) اور کہا اللہ کی طرف سے فرشتہ تیری حفاظت کرے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب نہ آئے گا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیر کے بڑے حریص تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار رہو اُس نے بات سچی کہی ہے اور وہ جھوٹا ہے۔ اے ابا ہریرہ جانتے ہو کہ جس سے تم تین دن سے گفتگو کر رہے ہو وہ کون ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

شرح : یعنی جب کوئی وکیل بنائے اور وہ کسی کو کوئی شئ جس میں اس کو وکیل بنایا قرض دے اور مؤکل اس کو جائز رکھے تو اس کا تصرف جائز ہے ورنہ نہیں۔ مذکور حدیث اس کے بعینہٖ موافق ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فطرانہ کی نگہداشت کے وکیل تھے اور جب شیطان نے غلہ سے کچھ لیا تو ابوہریرہ خاموش رہے اور اس کو کچھ نہ کہا اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبردار کیا تو وہ خاموش رہے یہ آپ کی طرف سے اجازت تھی۔ اور قرض کی صورت یہ ہے کہ غلہ مساکین پر صدقہ کرنے کے لئے جمع کیا ہوا تھا۔ جب چور نے اس سے غلہ لیا اور اپنی حاجت اور ضرورت ذکر کرتے ہوئے کہا مجھے چھوڑ دو اور ابوہریرہ نے اس کو چھوڑ دیا تو گویا کہ معینہ مدت کے لئے اس کو قرض دیا جبکہ اس مدت کے بعد فطرانہ مساکین پر تقسیم کرنا ہوتا ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید الفطر سے تین دن پہلے فطرانہ جمع کر لیا کرتے تھے گویا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس مدت کے لئے اس کو قرضہ دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بھوک کے باعث چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں قطع کیا جاتا اور حاکم تک اس کا مقدمہ لے جانے سے پہلے پہلے اس کو معاف کر دینا جائز ہے۔ اس حدیث میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کی دلیل ہے کہ رات کا پورا واقعہ ابوہریرہ سے بیان کر دیا اور مستقبل قریب میں ہونے والا واقعہ بھی اس کو بتا دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ شیطان اور اس کی اولاد اگرچہ نظر نہیں آتے لیکن جب وہ مادی اجسام کی صورت میں ظاہر ہوں تو ان کو دیکھ سکتے ہیں البتہ ان کو اصلی خلقت روحانیہ میں نہیں دیکھ سکتے۔ اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "شیطان اور اس کی ذریت تم کو دیکھتی ہے جبکہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن کھاتے پیتے ہیں چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنوں نے مجھ سے کھانے پینے کا سوال کیا۔ یہ بات ملحوظِ خاطر ہو کہ جنوں اور فرشتوں کا اصل ایک شئ ہے اور وہ نور ہے۔ امام بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا بَاعَ الْوَكِيْلُ شَيْئًا فَاسِدًا فَبَيْعُهُ مَرْدُوْدٌ

۲۱۶۳ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ اَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَيْنَ هٰذَا قَالَ بِلَالٌ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِنُطْعِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَوَّهْ اَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا عَيْنُ الرِّبَا لَا تَفْعَلْ ذٰلِكَ وَلٰكِنْ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ اٰخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ۔

کی ہے کہ فرشتوں کی ایک قسم ہے جن کی اولاد ہوتی ہے ان کو جن کہا جاتا ہے۔ اُن میں سے ابلیس لعین ہے۔ اور قرآن کریم میں "خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ" اس کے خلاف نہیں۔ کیونکہ نور پر بھی نار کا اطلاق کیا جاتا ہے اور نار کی طرح نور میں بھی احراق ہے۔ لہٰذا جب جن کھاتے پیتے ہیں تو فرشتے بھی کھا پی سکتے ہیں مگر وہ کھاتے اس لئے نہیں کہ ان کو کھانے پینے کا حکم نہیں قرآن کریم میں ہے "يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ" اس تقریر سے وہ معروضہ بے اصل ہو کر رہ جاتا ہے کہ نورانی کھاتا پیتا نہیں اور نہ ہی اس کی اولاد ہوتی ہے اور اس کا سہارا لے کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کی نفی کرنا عبث دلیل ہے۔ جبکہ شخص واحد میں بشریت اور نورانیت کا اجتماع ممتنع نہیں چنانچہ قرآن کریم میں ہے "فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا" یعنی سیدنا جبرائیل علیہ السلام مریم علیہا السلام کے سامنے کامل بشر ظاہر ہوئے۔ حالانکہ اس وقت وہ نورانیت سے محروم نہ تھے ورنہ ان کو جبرائیل اور فرشتہ کہنا مشکل ہوگا۔ مذکور حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جھوٹا شخص بھی کبھی سچ بول لیتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی شیطان بھی انسانی لبادہ اوڑھ کر وظائف بتانے لگتا ہے۔ مسلم شریف کے مقدمہ میں ہے کہ شیطان بھی عالم کی صورت میں متمثل ہو کر وعظ کرنے لگتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص علم کے مطابق عمل نہ کرے اس سے علم پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جب وکیل خراب شئی فروخت کرے تو اس کی بیع مردود ہے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْوَقْفِ وَنَفَقَتِهِ وَاَنْ يُطْعِمَ صَدِيْقًا لَهُ وَيَاكُلَ بِالْمَعْرُوْفِ

۲۱۶۴ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ فِيْ صَدَقَةِ عُمَرَ لَيْسَ عَلَى الْوَالِيْ جُنَاحٌ اَنْ يَّاكُلَ وَيُؤْكِلَ صَدِيْقًا لَهُ غَيْرَ مُتَاَثِّلٍ مَالًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ هُوَ يَلِيْ صَدَقَةَ عُمَرَ يُهْدِيْ لِلنَّاسِ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ۔

۲۱۶۳ ـــــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا بلال رضی اللہ عنہ برنی کھجور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہاں سے لائے بلال نے کہا ہمارے پاس ردّی کھجور ہیں میں نے ان میں سے دو صاع ایک صاع کے عوض بیچے ہیں تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا اوہ اوہ یہ تو خالص سود ہے۔ ایسا مت کرو لیکن جب خریدنے کا ارادہ ہو تو کھجور کسی اور شئی کے عوض بیچ دو پھر یہ خرید لو۔

۲۱۶۳ ـــــ شرح : یعنی جب وکیل نے کوئی شئی فروخت کی جس میں اس کو وکیل بنایا گیا ہو اور اُس نے بیع فاسد سے بیچا ہو تو اس کی بیع مردود ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سود حرام ہے اور سود کھانا گناہ عظیم ہے۔ حدیث ۲۰۶۲ کے تحت اس کی شرح دیکھیں۔

باب ـــــ وقف میں وکیل ہونا اور اس کا خرچہ اور اس کا اپنے دوست کو کھلانا اور خود دستور کے موافق کھانا

۲۱۶۴ ـــــ ترجمہ : عمرو بن دینار سے روایت ہے اُنھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صدقہ کے متعلق کہا کہ اس کا مضمون یہ تھا کہ صدقہ کے متولی پر حرج نہیں کہ وہ اس سے خود کھائے اور دوستوں کو کھلائے لیکن وہ اپنے لئے مال جمع نہ کرے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سیدنا عمر فاروق کے صدقہ میں سے مکہ مکرمہ والے لوگوں کو ہدیہ دیتے تھے جب کہ ان کے پاس جاتے تھے

۲۱۶۴ ـــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وقف کا متولی اس سے خود کھا سکتا ہے اور دستور اور رواج کے مطابق مہمانوں اور اَصدقاء کو کھلا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۔ یہ یتیم کے مال کے متعلق ہے اور وقف

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْوَكَالَةِ فِي الْحُدُوْدِ۔ ۲۱۶۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ اَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاغْدُ يَا اُنَيْسُ اِلٰى امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا۔

۲۱۶۶ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ اَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جِيْءَ بِالنُّعَيْمَانِ اَوِ ابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ اَنْ يَضْرِبُوْهُ قَالَ فَكُنْتُ اَنَا فِيْمَنْ ضَرَبَهُ فَضَرَبْنَاهُ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيْدِ۔

کے مال میں تو زیادہ گنجائش ہے۔ ابن مہلب نے کہا ضرورت کے وقت یہ مباح ہے۔ ابن تین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وقف میں واقف کی شرط کے مطابق تصرف ہونا ضروری ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وقف عمر رضی اللہ عنہ میں تصرف کرنے کی دو وجہیں تھیں ایک یہ کہ اس میں یہ شرط تھی کہ مہمان کو کھلایا جائے اور دوسری یہ کہ جب وہ مکہ مکرمہ کے لوگوں کے پاس جاتے تھے وہ ان کو طعام وغیرہ کھلاتے تھے تو وہ اس کی مکافات کے لئے ان کو ہدیہ دیتے تھے گویا کہ وہ خود کھاتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ حدود قائم کرنے میں وکیل بنانا

۲۱۶۵ ـــ ترجمہ: زید بن خالد اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اے اُنیس اِس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زناء کا اقرار کرے تو اس کو رجم کردو۔

۲۱۶۶ ـــ ترجمہ: عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا نُعیمان یا ابن نُعیمان کو لایا گیا جبکہ اُنھوں نے شراب پیا تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ گھر میں موجود ہیں وہ اس کو ماریں اُنھوں نے کہا میں ان لوگوں میں تھا جنھوں نے اس کو مارا تھا ہم نے اس کو جوتوں اور کھجور کی چھڑیوں سے مارا۔

۲۱۶۵ ، ۲۱۶۶ ـــ شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنیس کو حد قائم کرنے کے لئے بھیجا کیونکہ وہ اس عورت کے قبیلہ میں سے تھے اگر کسی دوسرے قبیلہ کے شخص کو حد قائم کرنے بھیجا جاتا تو ممکن تھا کہ وہ اس کے حکم سے نفرت کرتے جبکہ وہ عورت

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْوِكَالَةِ فِي الْبُدْنِ وَتَعَاهُدِهَا

۲۱۶۷ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ عَائِشَةُ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ۔

بھی قبیلہ اسلم سے تھی۔ حدیث ۲۱۶۶ میں نُعیمان بن عمرو انصاری قدیم صحابہ کرام میں سے تھے۔ اور بہت بڑے صحابی تھے ان کی طبع مزاحیہ تھی۔ ابن عبدالبر نے کہا وہ نیک مرد تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پر حد قائم کی تھی وہ ان کا بیٹا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب کی حد سب حدود سے ہلکی حد ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حاکم جب کسی کو حد قائم کرنے کا حکم دے تو وہ بمنزلہ توکیل ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں شرابی کی حد یہی تھی۔ پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں اسی کوڑے حد مقرر کی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — قربانی کے اونٹوں میں وکیل بنانا اور ان کی نگہداشت کرنا

۲۱۶۷ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اپنے ہاتھوں سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کے ہار بُنے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے ان کے گلوں میں ڈالے۔ پھر اُن کو میرے باپ کے ساتھ بھیجا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شئی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی ہے حرام نہ ہوئی حتیٰ کہ اُن کو نحر کیا گیا۔

(حدیث ۱۵۹۲ کے تحت اس کی شرح دیکھیں)

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِوَكِيلِهِ ضَعْهُ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ وَقَالَ الْوَكِيلُ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ۔ ۲۱۶۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرَحَاءُ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا نَزَلَتْ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرَحَاءُ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَيْثُ شِئْتَ فَقَالَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهَا وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ قَالَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ تَابَعَهُ إِسْمٰعِيلُ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ مَالِكٍ رَابِحٌ۔

باب — جب کوئی اپنے وکیل سے کہے اس کو خرچ کرو جہاں چاہو اور وکیل کہے جو تم نے کہا ہے میں نے سُن لیا ہے۔"

۲۱۶۸ — ترجمہ: اسحاق بن عبداللہ نے انس بن مالک کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ابوطلحہ مدینہ منورہ کے انصار میں سب سے زیادہ مال دار تھے اور بَیْرحاء ان کا محبوب مال تھا اور مسجد شریف کے سامنے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا عمدہ پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "تم بھلائی حاصل نہیں کر سکتے حتی کہ اپنی محبوب شئی خرچ کرو"، تو ابوطلحہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَكَالَةِ الْاَمِيْنِ فِي الْخَزَانَةِ وَنَحْوِهَا

۲۱۶۹ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَازِنُ الْاَمِيْنُ الَّذِيْ يُنْفِقُ وَرُبَّمَا قَالَ الَّذِيْ يُعْطِيْ مَا اُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبًا نَفْسُهٗ اِلَى الَّذِيْ اُمِرَ بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ ـ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" اور بَیْرُحَاء میرا محبوب ترین مال ہے وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ میں اللہ کے حضور اس کی نیکی اور ثواب کا امیدوار ہوں یا رسول اللہ! آپ جہاں چاہیں اس کو خرچ فرما دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مال چلا جانے والا ہے اس کے متعلق جو تم نے کہا میں نے سن لیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کو اپنے اقارب میں تقسیم کر دو۔ ابو طلحہ نے کہا یا رسول اللہ! میں کرتا ہوں اور اس کو ابو طلحہ نے اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ اسماعیل نے مالک سے روایت کرنے میں یحییٰ بن یحییٰ کی متابعت کی۔ اور رَوْح نے مالک رَائِح کی بجائے "رَابِح" ذکر کیا ہے۔ یعنی یہ مال فائدہ پہنچانے والا ہے۔

(حدیث ۱۳۷۸ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

باب ـــ خزانہ وغیرہ میں امانت دار کو وکیل بنانا

۲۱۶۹ ـــ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا امانت دار خزانچی جو خرچ کرتا ہے کبھی یوں فرمایا کہ جس کا اس کو حکم دیا جائے خوشی سے اس کو دیتا ہے جس کو دینے کا حکم دیا جائے تو بھی صدقہ کرنے والوں سے ہے۔ حدیث ۱۳۵۷ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے! وصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین!

---

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْوَابُ الْحَرْثِ وَالْمُزَارَعَةِ وَمَا جَاءَ فِيْهِ

بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ اِذَا اُكِلَ مِنْهُ وَقَوْلِ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتُمْ مَا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الزَّارِعُوْنَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا۔

۲۱۷۰ ـــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ بِهٖ صَدَقَةٌ وَقَالَ مُسْلِمٌ ثَنَا اَبَانُ ثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کھیتی اور بٹائی کا بیان

باب ـــــ زراعت اور درخت لگانے کی فضیلت جبکہ اس سے کھایا جائے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بتلاؤ تو تم جو کھیتی کرتے ہو کیا تم اس کو اُگاتے ہو یا ہم اس کو اُگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیں"

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنْ عَوَاقِبِ الْاِشْتِغَالِ بِاٰلَةِ الزَّرْعِ اَوْ جَاوَزَ الْحَدَّ الَّذِيْ اُمِرَ بِهٖ۔

۲۱۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ سَالِمٍ الْحِمْصِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ الْاِلْهَانِيُّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ وَرَاٰى سِكَّةً وَّشَيْئًا مِّنْ اٰلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الذُّلَّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاِسْمُ اَبِيْ اُمَامَةَ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ۔

۲۱۷۰ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان جو بھی پھلدار درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اور اس سے پرندے یا انسان یا چوپائے کھاتے ہیں تو وہ اس کا صدقہ ہو جاتا ہے مسلم نے کہا کہ ہم سے ابان نے ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۲۱۷۰ ــــ شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کو اس لئے ذکر کیا کہ یہ کھیتی اور زراعت پر مشتمل ہے اور اس سے زراعت کی اباحت معلوم ہوتی ہے اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ دوسرے مکاسب سے کھیتی باڑی کرنا افضل ہے۔ بعض علماء صنعت کاری کو افضل کہتے ہیں اور بعض تجارت کو افضل کہتے ہیں لیکن اکثر احادیث دستکاری کی افضلیت پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ مستدرک میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کونسا کسب افضل ہے آپ نے فرمایا انسان کا ہاتھ سے کسب کرنا اور صحیح طور پر بیع کرنا افضل ہے۔ دراصل افضلیت لوگوں کے حال کے اعتبار سے ہے جہاں لوگ خوراک کے زیادہ محتاج ہوں وہاں زراعت افضل ہے تاکہ لوگ قحط زدہ نہ ہوں اور جہاں کاروبار کی زیادہ ضرورت ہو وہاں تجارت افضل ہے اور جہاں دستکاری کی احتیاج زیادہ ہو وہاں صنعت کاری افضل ہے اس زمانہ میں حالات کا مقتضیٰ یہ ہے کہ سب افضل ہیں۔

باب ــ کھیتی کے آلات میں مشغول ہونے یا مامور بہ حد سے تجاوز کرنے کی برائی

۲۱۷۱ ــــ ترجمہ : ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے ہل اور کھیتی کے کچھ آلات دیکھے تو کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اقْتِنَاءِ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ۔ ۲۱۷۲۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَمْسَكَ كَلْبًا فَاِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهٖ قِيْرَاطٌ اِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ اَوْ مَاشِيَةٍ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَاَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا كَلْبَ غَنَمٍ اَوْ حَرْثٍ اَوْ صَيْدٍ وَقَالَ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلْبِ صَيْدٍ اَوْ مَاشِيَةٍ۔

ہوئے سنا یہ کسی قوم کے گھر میں داخل نہیں ہوتے مگر اس میں ذلت داخل ہو جاتی ہے۔

۲۱۷۰ ، ۲۱۷۱ —— شرح: ..... یعنی مسلمان جب کاشتکاری میں مصروف رہیں اور اس میں اپنی ہمتیں صرف کر دیں اور دشمنوں سے بے خوف رہیں اور ان سے اعراض کریں اور جہاد ترک کر دیں تو وہ ذلیل و رسوا ہو جائیں گے کیونکہ ترک جہاد سے دشمن غالب ہو گا اور ان کو اپنا محکوم بنالے گا جو محض ذلت ہے۔ الحاصل زراعت میں دُنیا کی ذلت ہے اور آخرت میں عزت ہے کیونکہ اس میں ثواب بہت ہے۔ بعض علماء نے ذلت کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ زراعت کے سبب ان پر حقوق لازم ہوں گے جن کا مطالبہ حکام کریں گے۔ اور وہ ان پر ظلم کریں گے جو حقوق ان پر واجب ہیں وہ ان سے زیادہ وصول کریں گے اس میں کاشتکار کی ذلت ہو گی جبکہ وہ حقوق لینے میں سختی کریں گے اور دھمکی آمیز سب و شتم کریں گے۔

پھل دار درخت لگانے میں ثواب ہوتا ہے ایک روائت میں ہے کہ ایک شخص حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا جبکہ وہ باداموں کے پودے لگا رہے تھے اُس نے کہا آپ تو بوڑھے ہو چکے ہیں اور یہ پودے دیر بعد پھل دیں گے ہو سکتا ہے کہ تمہاری وفات کے بعد پھل دیں ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا پھل لوگ کھائیں گے اور مجھے اس کا ثواب ہو گا۔

ابو الوفاء بغدادی نے کہا کہ نوشیرواں ایک بوڑھے شخص جو زیتون کے درخت لگا رہا تھا کے پاس سے گزرا تو اسے کہنے لگا تیرے لئے یہ وقت زیتون لگانے کا نہیں تو بوڑھا ہو چکا ہے اور یہ درخت دیر بعد پھل دیتا ہے اُس نے جواب دیا۔ ہمارے بڑے بزرگوں نے درخت لگائے ان کا پھل ہم کھاتے ہیں اور ہم درخت لگاتے ہیں ان کا پھل آنے والے کھائیں گے۔ نوشیرواں نے کہا "زہ" یعنی خوب! اور عادت یہ تھی کہ جس کسی کے لئے نوشیرواں "زہ" کہتا تھا اس کو چار ہزار درہم انعام دیا جاتا تھا بوڑھے نے کہا بادشاہ سلامت آپ میرے درخت لگانے پر تعجب کرتے ہیں کہ یہ دیر بعد پھل دے گا، اُس نے کتنی جلدی یہ پھل دیا ہے (چار ہزار انعام) نوشیرواں نے کہا زہ تو اس کو چار ہزار درہم اور زیادہ دیئے گئے۔ بوڑھے نے کہا۔ ہر درخت ایک سال میں ایک بار پھل دیتا ہے میرے اس درخت

marfat.com
Marfat.com

۲۱۷۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ اَبِيْ زُهَيْرٍ رَجُلًا مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَا يُغْنِيْ عَنْهُ زَرْعًا وَّلَا ضَرْعًا نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهٖ قِيْرَاطٌ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيْ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ ۔

نے ایک سال میں دو بار پھل دیا ہے۔ نوشیرواں نے کہا۔ زہ تو اس کو اور چار ہزار درہم دے کر نوشیرواں آگے چلا گیا اور کہنے لگا اگر ہم اس بڈھے کے پاس اور ٹھہرے تو یہ ہمارا خزانہ خالی کر دے گا۔

باب — کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا

۲۱۷۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کتا رکھا ہر روز اس کے عمل سے ایک قیراط ثواب کم ہوتا رہتا ہے مگر یہ کہ کھیتی یا جانوروں کی حفاظت کے لئے ہو۔ ابن سیرین اور ابو صالح نے ابوہریرہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ بکریوں کی حفاظت یا کھیتی یا شکار کے لئے ہو اور ابوحازم نے بواسطہ ابوہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ شکار کرنے کے لئے یا جانوروں کی حفاظت کے لئے ہو۔

۲۱۷۲ — شرح : قیراط کی مقدار تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مقصد یہ ہے کہ کتا رکھنے والے کے اعمال کا ثواب کم ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ کتا رکھنے سے رحمت کے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے یا اس سے راہ گزروں کو اذیت پہنچتی ہے۔ یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ اس سے بدبو آتی ہے یا یہ کہ بعض کتے شیطان ہوتے ہیں اور گھر والوں کی غفلت کے وقت وہ برتنوں کو سونگھتا پھرتا ہے لیکن وہ کتا مستثنیٰ ہے جس سے نفع ہو اور مصلحت کو اس کے فساد پر ترجیح ہے۔ ابن تین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عمل کم ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر کتا گھر میں نہ ہوتا اس کے عمل کا ثواب کامل ہوتا لیکن کتا رکھنے کی صورت میں اس کے عمل کا ثواب کامل نہ ہوگا یہ مراد نہیں کہ اس کے پہلے کم ہو جاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۱۷۳ — ترجمہ : عبداللہ بن یوسف نے کہا ہم کو مالک نے یزید بن خصیفہ سے خبر دی کہ سائب بن یزید نے ان سے بیان کیا کہ انھوں نے سفیان بن زہیر ح

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اسْتِعْمَالِ الْبَقَرِ لِلْحَرَاثَةِ

۲۱۷۴ — مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلٰى بَقَرَةٍ الْتَفَتَتْ اِلَيْهِ فَقَالَتْ لَمْ اُخْلَقْ لِهٰذَا خُلِقْتُ لِلْحَرَاثَةِ قَالَ اٰمَنْتُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَاَخَذَ الذِّئْبُ شَاةً فَتَبِعَهَا الرَّاعِيْ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمٌ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ قَالَ اٰمَنْتُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَمَا هُمَا يَوْمَئِذٍ فِي الْقَوْمِ۔

قبیلہ اَزْدِ شَنُوْءہ سے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، سے سُنا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جس نے کتا پالا جو کھیتی اور حفاظت کے لئے نہ ہو تو اس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط ثواب کم ہوتا رہتا ہے میں نے کہا تم نے یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے؟ انھوں نے ہاں مجھے اس مسجد شریف کے رب کی قسم ہے!

۲۱۷۳ — شرح : اس حدیث سے بعض مالکیہ نے استدلال کیا کہ جس کُتے کو پالنا جائز ہے وہ پاک ہے۔ کیونکہ اس کو پاس رکھنے کی صورت میں اس سے اختلاط عام ہوتا ہے جس سے احتراز بہت مشکل ہے۔ لیکن احناف کہتے ہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس برتن میں کُتا ولوغ کر جائے اس کو سات مرتبہ دھونا ضروری ہے اور اس حدیث کا مقتضیٰ یہ ہے کہ کُتا پلید ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — گائے بیل کو کھیتی کے لئے استعمال کرنا

۲۱۷۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک دفعہ ایک شخص بیل پر سوار ہو گیا وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا میں اس لئے پیدا نہیں کیا گیا میں تو کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور ابوبکر اور عمر اس پر ایمان لائے۔ ایک بھیڑیا نے ایک بکری پکڑ لی تو چرواہ اس کے پیچھے بھاگا بھیڑیے نے کہا سبُع کے دن ان کو کون بچائے گا۔ اس دن میرے سوا ان کا نگہبان کوئی نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر میں اور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذْ قَالَ اكْفِنِيْ مُؤْنَةَ النَّخْلِ اَوْ غَيْرِهٖ وَتُشْرِكُنِيْ فِي الثَّمَرِ

۲۱۷۵ ـــــ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ اَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اِخْوَانِنَا النَّخِيْلَ قَالَ لَا فَقَالُوْا فَتَكْفُوْنَا الْمُؤْنَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۔

ابو بکر اور عمر ایمان لائے۔ ابو سلمہ نے کہا وہ دونوں حضرات اس دن صحابہ میں موجود نہ تھے۔

شرح : بَقَرَة ،، کا اطلاق بیل اور گائے دونوں پر ہوتا ہے۔ اس پر تاء وحدت کی ہے یعنی ایک بیل نے کہا۔ قولہ یوم السَّبُع ہ باء پر ضمہ ہے یعنی ایک دن آئے گا کہ جب ان کو بھیڑیا پکڑ لے گا تو ان کو چھڑانے والا کوئی نہ ہوگا اور اس وقت ان کو میرے سوا کوئی نہ چرائے گا یعنی تم بھاگ جاؤ گے صرف میں ہی ان کے قریب ہوں گا اور یہ دیکھوں گا کہ ان میں سے میرے لئے کیا بچا ہے؟ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا " سَبُع ،، میں باء ساکن ہے اور وہ مقام محشر ہے۔ گویا کہ بھیڑیے نے کہا قیامت میں ان کا نگہبان کون ہوگا؟ مگر یہ معنی ضعیف ہے کیونکہ قیامت میں بھیڑیا ان کا نگران نہ ہوگا اور نہ ہی اس کا ان سے تعلق ہوگا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ فتنہ کے زمانہ میں لوگ ان کو چھوڑ جائیں گے اور ان کا کوئی نگران نہ ہوگا اور ان کے لئے صرف بکھیاڑ باقی رہ جائیں گے یعنی وہ تنہا ان کے پاس ہوں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا عظیم مرتبہ ہے کہ ان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قائم مقام کیا اور ان کے ایمان کی توثیق کی۔ جس صحابی نے بھیڑیے سے بکری چھین لی تھی وہ سلمہ بن اکوع کے چچا انسان بن عبقہ تھے۔ انھوں نے شجرہ کے تحت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ اس حدیث سے کرامات اولیاء کا ثبوت ملتا ہے۔ صاحب فتح الباری نے ذکر کیا کہ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ حدیث اس شخص کے خلاف دلیل ہے جس نے کہا گھوڑا کھانا اس لئے ممنوع ہے کہ یہ زینت اور سواری کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ " لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ،، حالانکہ بیل کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہے مگر اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔ اسی طرح گھوڑا زینت اور سواری کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا۔ نص قطعی سے بیل کا کھانا ثابت ہے۔ جیسے گھوڑے خچر اور گدھے کی سواری کرنا نص سے ثابت ہے اور بیل سواری کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ اور اس کا یہ کہنا کہ میں کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں اس میں حصر نہیں۔ چونکہ اس میں دو منافع تھے ایک اس کو کھانا اور دوسرا کھیتی کے لئے استعمال

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَطْعِ الشَّجَرِ وَالنَّخْلِ وَقَالَ اَنَسٌ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ ۔ ٢١٧٦ ۔ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ وَلَهَا يَقُوْلُ حَسَّانُ وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرٌ ۔

کرنا تو ایک فعل کے ذکر سے دوسرے کی نفی نہیں ہوتی ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ جب کسی نے کہا میرے کھجور کے درختوں میں محنت کر اور پھل میں ہم دونوں شریک ہو جائیں

٢١٧٥ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا انصار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کھجور کے درخت تقسیم کر دیں۔ آپ نے فرمایا نہیں تو انھوں نے (مہاجرین سے) کہا تم درختوں میں محنت کرو ہم تمہیں پھل میں شریک کرلیں گے ۔ مہاجرین نے کہا ہم نے سنا اور قبول کیا۔

شرح : مؤنت ، کا معنی محنت ہے یعنی درختوں کو پانی پلانا اور ان کی

٢١٧٥ ــــ حفاظت کرنا ہے ۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے اور ہمارے بھائیوں مہاجرین کے درمیان کھجور کے درخت تقسیم کر دیں کیونکہ جب انصار نے لیلۃ العقبہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو آپ نے ان سے مہاجرین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا شرط قرار دیا اور جب مہاجرین آئے تو انصار نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے مہاجرین کے درمیان کھجور کے درخت تقسیم کر دیں تاکہ وہ ان میں محنت کر کے گزارہ کر سکیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہ کیا کیونکہ آپ کو انصار کے قبضہ سے ان کی زمین کا نکل جانا پسند نہ تھا اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہاجرین کھجور کے درختوں کو پالنا نہیں جانتے اس لئے ان کی تقسیم کا انکار کر دیا۔ تب انصار نے مہاجرین سے کہا تم درختوں میں محنت کرو ہم تمہیں پھل میں شریک کرلیں گے تو انصار و مہاجرین نے سید عالم صلی اللہ علیہ کے حکم کو تسلیم کرلیا۔ یہ مساقات کی صورت ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ مساقات جائز ہے اور حدیث سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مساقات نصف نصف پر تھی کیونکہ جب شرکت مبہم ہو اور اس میں کوئی حد معلوم نہ ہو تو وہ نصف نصف پر محمول ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

باب — کھجوروں اور پھلوں والے درختوں کا کاٹنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کاٹنے کا حکم دیا تو ان کو کاٹا گیا۔

۲۱۷۶ — ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے بنی نضیر کی کھجوروں کے درخت جلوا دیئے اور کٹوا دیئے اور اس باغ کا نام بُویرہ تھا اس کے متعلق حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" بنی لوئی کے سرداروں کے لئے غالب آنا آسان ہوگیا کہ بُویرہ میں آگ شعلے پھینک رہی ہے "

۲۱۷۶ — شرح : " بنی نضیر" یہودیوں کا قبیلہ ہے "بنی لوئی" سے مراد قریش کے اکابر ہیں یعنی۔ جب دشمن کے درخت کاٹنے میں مصلحت ہو تاکہ اس کو عبرت ہو اور وہ دشمنی سے رُک جائے تو ان کو کاٹنا جائز ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ دشمنوں کے درخت کاٹنے اور ان کے قلعے تباہ کرنے میں حرج نہیں اور بعض علماء اسے مکروہ کہتے ہیں۔ امام اوزاعی کا یہی مذہب ہے کیونکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھل دار درخت کاٹنے اور آبادی خراب کرنے سے منع کیا تھا ان کے بعد بھی مسلمانوں کا یہی معمول رہا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا دشمن کی زمین میں ان کے درخت جلانے اور کاٹنے اور ان کے پھل تباہ و برباد کرنے میں حرج نہیں۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے کہا جب کبھی ایسا مقام ہو جہاں اس کے سوا چارہ نہ ہو تو حرج نہیں ورنہ درختوں کو خراب نہ کیا جائے۔ اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دشمن کو عبرت کا سبق سکھانے کے لئے ان کے درخت اور پھل تباہ کرنے جائز ہیں۔ بعض علماء نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غصہ کی آگ میں جلانے کے لئے ایسا کروایا تھا۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی " لِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ " ان کے درخت کٹوانے اور جلوانے میں ان کی ذلت و رسوائی تھی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جمہور علماء اور چاروں اماموں کا یہی مذہب ہے۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض علماء کا مسلک یہ ہے کہ اگر یہ اُمید ہو کہ یہ علاقہ مسلمانوں کے ہاتھ آجائے گا تو ان کے پھلوں کو تباہ نہ کیا جائے۔ اگر یہ سوال ہو کہ امام نسائی نے عبداللہ بن حبشی سے روائت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بیری کا درخت کاٹے اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ دوزخ میں ڈالے گا اس کا جواب یہ ہے اگر یہ حدیث صحیح ہے تو اس سے مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کی بیریوں کے درخت مراد ہیں جبکہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زمین میں بیری کے درخت کٹوا دیئے تھے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ۲۱۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسِ الْاَنْصَارِيِّ سَمِعَ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا اَكْثَرَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مُزْدَرَعًا كُنَّا نُكْرِي الْاَرْضَ بِالنَّاحِيَةِ مِنْهَا مُسَمّٰى لِسَيِّدِ الْاَرْضِ قَالَ فَمِمَّا يُصَابُ ذٰلِكَ وَتَسْلَمُ الْاَرْضُ وَمِمَّا تُصَابُ الْاَرْضُ وَيَسْلَمُ ذٰلِكَ فَنُهِيْنَا وَاَمَّا الذَّهَبُ وَالْوَرِقُ فَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ۔ بَابُ الْمُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنَحْوِهٖ

ترجمہ : یحییٰ ابن سعید نے حنظلہ بن قیس انصاری سے روایت نقل کی کہ انھوں نے رافع بن خدیج کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مدینہ منورہ

۲۱۷۷ — میں ہمارے کھیت زیادہ تھے اور ہم زمین کرایہ پر دیا کرتے تھے۔ اس شرط پر کہ زمین کے ایک معین حصہ کی پیداوار اس کے مالک کے لئے ہوگی اور کبھی ایسا ہوتا کہ زمین کے بعض حصہ پر آفت آجاتی اور باقی حصہ سالم رہتا اور کبھی اس حصہ پر آفت آجاتی اور وہ حصہ سالم رہتا اس لئے ہم کو اس سے منع کیا گیا۔ اس وقت سونا چاندی کے عوض کرایہ کا رواج نہ تھا۔

شرح : قولہ مُزْدَرَعًا، یہ دراصل مزترع تھا باب افتعال سے مفعول کا صیغہ ہے تا کو دال سے بدل کیا کیونکہ تاء اور

۲۱۷۷ — دال کا مخرج ایک دوسرے کے موافق ہے۔ اس کا معنی کھیتی کی جگہ ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مصدر ہو یعنی مدینہ منورہ میں ہماری کھیتی زیادہ تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی پیداوار کے بعض حصہ کے عوض کاشت کرنی ممنوع ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ انھوں نے رافع بن خدیج کی مذکور حدیث سے استدلال کیا ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما اس کے جواز کے قائل ہیں۔ امام احمد رضی اللہ عنہ بھی جواز کے قائل ہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ بیج زمین کے مالک کا ہو اور بیل وغیرہ عامل کی طرف سے ہو اور بعض محدثین مطلقاً جائز کہتے ہیں۔ اور ساداتنا ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نصف یا اس کے قریب بٹائی پر مزارعت کے جواز کے قائل ہیں۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — نصف یا اس کے قریب پیداوار پر کاشت کرنا

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ مَا بِالْمَدِيْنَةِ اَهْلُ بَيْتِ هِجْرَةٍ اِلَّا يَزْرَعُوْنَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَزَارَعَ عَلِيٌّ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَعُمَرُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَاٰلُ اَبِيْ بَكْرٍ وَاٰلُ عُمَرَ وَاٰلُ عَلِيٍّ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ كُنْتُ اُشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ فِي الزَّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلٰى اِنْ جَاءَ عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ عِنْدِهٖ فَلَهُ الشَّطْرُ وَاِنْ جَاءُوْا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَذَا وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَاْسَ اَنْ تَكُوْنَ الْاَرْضُ لِاَحَدِهِمَا فَيُنْفِقَانِ جَمِيْعًا فَمَا خَرَجَ فَهُوَ بَيْنَهُمَا وَرَاٰى ذٰلِكَ الزُّهْرِيُّ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَاْسَ اَنْ يُجْتَنَى الْقُطْنُ عَلَى النِّصْفِ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَابْنُ سِيْرِيْنَ وَعَطَاءٌ وَالْحَكَمُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَتَادَةُ لَا بَاْسَ اَنْ يُعْطِيَ الثَّوْبَ بِالثُّلُثِ اَوِ الرُّبُعِ وَنَحْوِهٖ وَقَالَ مَعْمَرٌ لَا بَاْسَ اَنْ تُكْرِيَ الْمَاشِيَةَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۔

ترجمہ : قیس بن مسلم نے ابو جعفر سے نقل کیا کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین کا کوئی ایسا گھر نہ تھا جو تہائی اور چوتھائی پر کاشت نہ کرتا ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ، سعد بن مالک، عبد اللہ بن مسعود، عمر بن عبد العزیز، قاسم، عروہ، ابوبکر، ابوبکر صدیق کے خاندان والے عمر فاروق کے خاندان والے اور علی المرتضیٰ کے خاندان کے لوگ، محمد بن سیرین رضی اللہ عنہم نے مزارعت کی۔ عبد الرحمٰن بن اسود نے کہا میں عبد الرحمٰن بن یزید سے مزارعت میں شریک ہوتا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اس شرط پر معاملہ کیا کہ اگر عمر فاروق اپنی طرف سے بیج دیں تو ان کے لئے نصف پیداوار ہوگی اور مزارعین کی طرف سے بیج ہو تو ان کو اتنا حصہ ملے گا۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں حرج نہیں کہ ایک شخص کی زمین ہو اور وہ دونوں اس پر خرچ کریں تو جو بھی پیداوار ہو وہ ان میں مشترک ہو۔ امام زہری کی رائے بھی یہی ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں حرج نہیں کہ روئی اس شرط پر چنی جائے کہ وہ ان میں آدھی آدھی ہوگی۔ ابراہیم نخعی، ابن سیرین، عطاء، حکم، زہری اور قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں حرج نہیں کہ کپڑا تہائی یا چوتھائی یا اس قسم کی شرط پر جولاہے کو دیا جائے معمر نے کہا اس میں حرج نہیں کہ مویشی تہائی یا چوتھائی پر معین مدت کے لئے دیا جائے۔

شرح : ابراہیم نخعی، محمد بن سیرین، عطاء بن ابی رباح، حکم بن عتیبہ، محمد بن مسلم زہری اور قتادہ بن دعامہ رضی اللہ عنہم نے کہا اس میں حرج نہیں کہ جولاہے کو دھاگہ دیا جائے کہ وہ اس سے کپڑا بُن دے اور کپڑے کی تہائی اس کی اور باقی کپڑا دھاگہ کے مالک کا ہوگا۔ حدیث میں دھاگہ پر کپڑے کا اطلاق مجازی ہے۔ معمر نے کہا کسی کو معین مدت کے لئے کرایہ پر جانور دے کہ وہ اس پر بار برداری کرے اور جو کرایہ حاصل ہو وہ ان میں مشترک

marfat.com
Marfat.com

۲۱۷۸ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ اَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ذَرْعٍ اَوْ ثَمَرٍ وَكَانَ يُعْطِي اَزْوَاجَهُ مِائَةَ وَسْقٍ ثَمَانُوْنَ وَسْقَ تَمْرٍ وَعِشْرُوْنَ وَسْقَ شَعِيْرٍ وَقَسَمَ عُمَرُ خَيْبَرَ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ مِنَ الْمَاءِ وَالْاَرْضِ اَوْ يُمْضِيَ لَهُنَّ فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْاَرْضَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوَسْقَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الْاَرْضَ۔

ہو تو جائز ہے۔ احناف کے مذہب میں یہ جائز نہیں اور مالک کو صرف رواج کے مطابق مزدوری ملے گی اور کرایہ عامل کا ہوگا۔

۲۱۷۸ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے خیبر کے یہودیوں سے پھل یا غلہ کی نصف بٹائی پر معاملہ کیا آپ ازواج مطہرات کو اس میں سے سو وسق دیتے تھے۔ اسی وسق کھجور اور بیس وسق جو دیتے تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر کی زمین تقسیم کی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اختیار دیا کہ انہیں پانی اور زمین دے دیں یا ان کے لئے وہی رہنے دیں "جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں کھجور اور جَو تھے"، ان میں سے بعض بیبیوں نے زمین کو اختیار کیا اور بعض نے وسق کو اختیار کیا اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے زمین کو اختیار کیا۔

۲۱۷۸ — شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر کے یہودیوں سے نصف بٹائی کا معاملہ مجاہدین کی رضامندی سے تھا جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو جلا وطن کر دیا تو خیبر کی زمین مستحق لوگوں میں تقسیم کر دی اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ کھیتی کے لئے خیبر کی صاف زمین درختوں والی زمین سے کم تھی اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ مساقات کی تبعیت میں مزارعت جائز ہے تنہا مزارعت جائز نہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو لوگ مزارعت کے جواز کے قائل ہیں۔ یہ حدیث ان کے لئے عمدہ دلیل ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نصف یا تہائی یا چوتھائی بٹائی پر کاشت کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، سعد، زبیر، عبداللہ بن عمر، معاذ بن جبل، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام احمد رضی اللہ عنہم مزارعت اور مساقات کو جائز کہتے ہیں۔ جبکہ عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو، عکرمہ، ابراہیم نخعی اس کو ناجائز قرار دیتے ہیں امام مالک ابو حنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کا مذہب بھی یہی ہے۔ لیکن امام حنیفہ اور زفر کے سوا ان کے نزدیک مساقات بھی جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں زمین کی پیداوار کے بعض حصہ پر بٹائی جائز نہیں اور مزارعت اور مساقات کسی صورت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا لَمْ يَشْتَرِطِ السِّنِيْنَ فِي الْمُزَارَعَةِ

۲۱۷۹ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عَامَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ اَوْ زَرْعٍ۔

جائز نہیں امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رافع بن خدیج کی حدیث ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا ہے۔ اُنھوں نے اس کی تائید میں عبداللہ بن عمر، ثابت بن ضحاک اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایات ذکر کیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ذکر کیا کہ خیبر کے یہودیوں سے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاملہ کیا تھا وہ بطور مزارعت اور مساقات نہ تھا بلکہ بطریق خراج تھا۔ جو آپ نے ان پر احسان کیا تھا اور خراج مقاسمہ تھا اور یہ سب کے نزدیک جائز ہے خراجِ مقاسمہ یہ ہے کہ امام زمین کی پیداوار کا کچھ حصہ لے لے اور بطور احسان زمین کافروں کی ملک میں رہنے دے اور اگر زمین میں سے کچھ پیداوار نہ ہو تو ان پر کوئی شئی واجب نہیں۔ اس تاویل کی صحت کی وجہ یہ ہے کہ کسی راوی سے یہ منقول نہیں کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے اس کے سوا جزیہ وصول کیا ہو۔ ایسے ہی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو جلاوطن کرنے تک کوئی جزیہ نہیں لیا۔ جن فقہاء نے مزارعت (نصف بٹائی) کو جائز کہا ہے۔ اُنھوں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور دیگر آثار کا یہ جواب دیا ہے کہ لوگ زمین نصف بٹائی پر اس طرح دیتے تھے کہ وہ کھیت کی اس طرح تقسیم کر لیتے تھے کہ جو پیداوار اس طرف ہو وہ مالک کی ہوگی اور جو اُس طرف پیداوار ہوگی وہ مُزارع کی ہوگی۔ بعض اوقات اتفاق ایسا ہوتا کہ زمین کا ایک حصہ میں پیداوار ہوتی اور دُوسرے حصہ میں کچھ نہ ہوتا اس طرح فریقین میں سے ایک کو نقصان اٹھانا پڑتا تھا اس لئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا۔ اور اگر جملہ پیداوار میں اشتراک ہو اور وہ رضامندی سے جو بھی ایک دوسرے کا حصہ مقرر کرلیں اس کو منع نہیں فرمایا چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا ہم کھیتی باڑی بہت کرتے تھے اور زمین کو اس شرط پر کرایہ کے لئے دیتے تھے کہ ہمارے لئے یہ ہوگا اور عامل کے لئے یہ ہوگا تو کبھی یوں ہوتا کہ اِدھر پیداوار ہوتی اور اُدھر نہ ہوتی اس بٹائی سے ہم کو منع کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ طریقہ دھوکا سے خالی نہ تھا۔ امام ابویوسف اور امام محمد اور بعض مالکیہ کا یہی مسلک ہے کہ زمین مزارعت اور ٹھیکہ کے طور پر کاشتکاری کے لئے دینا جائز ہے۔

——— واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم! ———

باب ——— جب مزارعت میں سال متعین نہ کرے

۲۱۷۹ ——— ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر

marfat.com

Marfat.com

۲۱۸۰ — بَابُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لِطَاوُسٍ لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُ قَالَ أَيْ عَمْرُو فَإِنِّي أُعْطِيهِمْ وَأُعِينُهُمْ وَإِنَّ أَعْلَمَهُمْ أَخْبَرَنِي يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَعْلُومًا۔

کے یہودیوں سے اس شرط پر معاملہ کیا کہ اس سے جو پھل اور غلّہ پیدا ہوگا وہ اس کا نصف دیں گے۔ (حدیث ۲۱۷۸ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

باب

۲۱۸۰ — ترجمہ : علی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ سفیان نے ہم کو خبر دی کہ عمرو نے کہا میں نے طاؤس سے کہا اگر تم مخابرت (مزارعت) چھوڑ دیتے تو بہتر ہے کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ طاؤس نے کہا اے عمرو میں ان کو زمین دیتا ہوں اور ان کا فائدہ کرتا ہوں اُن میں سے سب سے عالم یعنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع تو نہیں فرمایا لیکن یہ فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو عطیہ کر دے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ اس سے معیّن پیداوار لے

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مخابرہ جائز ہے کیونکہ ترک میں اولویت

۲۱۸۰ — جواز کے منافی نہیں اور مخابرت اور مزارعت ایک ہی چیز ہے چنانچہ ترمذی کی روائت میں عمرو بن دینار کی حدیث ہے جس سے وہ ابن عباس سے خطاب کرتے ہیں کہ اگر تم مزارعت ترک کر دو تو بہتر ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ مزارعت کے متعلق جواز اور ممانعت کی احادیث میں اتفاق کی کیا صورت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن روایات میں ممانعت مذکور ہے وہ اس پر محمول ہیں جبکہ اس میں شروط فاسدہ لگائی جائیں اور جواز کی روایات اس پر محمول ہیں کہ اس میں شروط فاسدہ نہ لگائی جائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مزارعت جائز ہے اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نہی کی علت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج کو معاف کرے بخدا! میں اس سے یہ حدیث زیادہ جانتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو انصاری مرد جھگڑتے ہوئے آئے تو آپ نے فرمایا اگر تمہارا یہی حال ہے تو زمین کاشتکاری کے لئے نہ دو۔ رافع بن خدیج نے آپ سے صرف یہ جملہ سُنا کہ کرایہ پر نہ دو۔ امام طحاوی نے کہا یہ زید بن ثابت ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہی کی خبر دیتے ہیں۔ لَمْ يَكُونُوا الْأَرْضَ ، جس کو رافع بن خدیج نے سُنا یہ تیدِ علم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمُزَارَعَةِ مَعَ الْيَهُوْدِ

٢١٨١ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ عَلٰى اَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا خَرَجَ مِنْهَا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِي الْمُزَارَعَةِ

٢١٨٢ ـــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيٰى سَمِعَ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيَّ عَنْ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا اَكْثَرَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ حَقْلًا وَكَانَ اَحَدُنَا يُكْرِي اَرْضَهُ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ الْقِطْعَةُ لِيْ وَهٰذِهِ لَكَ فَرُبَّمَا اَخْرَجَتْ ذِهٖ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهٖ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تحریم نہیں فرمایا یہ تو صرف آپ نے اس لئے فرمایا تھا کہ آپ لوگوں میں جھگڑا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

باب ـــ یہود سے مزارعت کرنا

٢١٨١ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خیبر کی زمین اس شرط پر دی کہ وہ اس میں کام کھیں اور کاشتکاری کریں اور اس میں سے جو پیداوار ہوگی ان کو اس کا نصف ملے گا۔

"جب یہود سے مزارعت جائز ہے تو ان کے غیر سے بھی جائز ہے۔ باب کے عنوان کا یہی مقصد ہے"

باب ـــ مزارعت میں جو شرطیں مکروہ ہیں

٢١٨٢ ـــ ترجمہ : رافع رضی اللہ عنہ نے کہا ہم مدینہ منورہ میں بہت کاشت کرتے تھے۔ ہم سے ایک شخص اپنی زمین کرایہ پر دیتا اور کہتا اس قطعہ کی پیداوار میری ہے اور اس قطعہ کی پیداوار تیری ہے۔ بسا اوقات اس قطعہ میں پیداوار ہوتی اور اس میں نہ ہوتی تو ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا زَرَعَ بِمَالِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ وَكَانَ فِي ذٰلِكَ صَلَاحٌ لَّهُمْ

٢١٨٣ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَمْشُونَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَأَوَوْا إِلَى غَارٍ فِي جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا عَنْكُمْ قَالَ أَحَدُهُمْ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ حَلَبْتُ فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ بَنِيَّ وَإِنِّي اسْتَأْخَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ وَلَمْ آتِ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْقِيَ الصِّبْيَةَ وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ فَرَأَوُا السَّمَاءَ وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنَّهَا كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ

٢١٨٢ — شرح : دراصل یہ شرط ایسی تھی کہ اس سے ان میں نزاع پیدا ہو جاتا تھا۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اسی لئے مزارعت سے منع کر دیا تھا کہ اس طرح کی مزارعت سے جھگڑا پیدا ہوتا تھا۔ حدیث ع ٢١٧٨ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب جب لوگوں کی اجازت کے بغیر ان کے روپیہ سے زراعت کرے اور اس میں ان کی بہتری ہو

٢١٨٣ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا۔ ایک وقت تین شخص چل رہے تھے کہ ان کو بارش

marfat.com
Marfat.com

النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا فَأَبَتْ حَتَّى أَتَيْتُهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَبَغَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُهَا فَلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُهُ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً فَفَرَجَ وَقَالَ الثَّالِثُ اللّٰهُمَّ إِنِّي اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أُرْزٍ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرُعَاتَهَا فَجَاءَنِي فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ فَقُلْتُ اذْهَبْ إِلَى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرُعَاتِهَا فَخُذْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ فَخُذْ فَأَخَذَهُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ فَسَعَيْتُ۔

نے آلیا اُنھوں نے ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لی۔ تو ان کی غار کے منہ پر پہاڑ سے ایک پتھر لڑھک پڑا اور غار کا منہ بند ہوگیا اُنھوں نے ایک دُوسرے سے کہا تم اپنے اعمال پر نظر کرو جو تم نے اللہ کے لئے نیک عمل کئے ہیں۔ اور ان کے وسیلے سے اللہ سے دُعاء کرو شائد اللہ اس مصیبت کو تم سے دُور کردے۔ ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے بوڑھے والدین اور چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ میں ان کے لئے بکریاں چرایا کرتا تھا جب شام کو ان کے پاس آتا دودھ دوہتا تو اپنے والدین سے ابتداء کرتا ان کو اپنے بچوں سے پہلے دودھ پلاتا تھا میں ایک دن دیر سے آیا حتیٰ کہ شام ہوگئی ان کو دیکھا کہ وہ سو رہے ہیں میں نے دودھ دوہا جس طرح دوہا کرتا تھا اور ان کے سرہانے کھڑا رہا اور ان کو جگانا اچھا نہ سمجھا اور یہ بھی اچھا نہ سمجھا کہ بچوں کو دودھ پلادوں حالانکہ وہ میرے پاؤں میں چلا رہے تھے۔ حتیٰ کہ فجر نے طلوع کیا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضاء کے لئے کیا ہے تو ہم سے یہ پتھر دُور کردے تاکہ ہم آسمان کو دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کچھ پتھر ہٹادیا تو اُنھوں نے آسمان کو دیکھا۔ دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میرے چچا کی بیٹی تھی میں اس سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا جیسے مرد عورتوں سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔ میں نے اس سے (بُرا فعل) طلب کیا تو اُس نے انکار کردیا حتیٰ کہ میں اس کو سَو دینار دوں۔ میں نے تلاش کی حتیٰ کہ سَو دینار اکٹھے کرلئے جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا تو اُس نے کہا اللہ کے بندے اللہ سے ڈر اور حق کے بغیر مُہر کو نہ توڑ۔ میں اُٹھ کھڑا ہُوا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضاء کی طلب کے لئے کیا ہے تو ہم سے یہ پتھر ہٹادے چنانچہ پتھر ہٹ گیا۔ تیسرے شخص نے کہا اے اللہ! میں نے ایک مزدور چاولوں کے ایک فرق کے عوض کرایہ پر لیا تھا جب اُس نے اپنا کام پُورا کرلیا تو کہا مجھے میری اُجرت دو میں نے اس کو اُجرت پیش کی تو اُس نے اعراض کیا (اور چلا گیا) میں اس سے کاشت کرتا رہا حتیٰ کہ

marfat.com
Marfat.com

میں نے اس سے گائے بیل اور ان کا چرواہا جمع کر لیا۔ وہ میرے پاس آیا اور کہا اللہ سے ڈر۔ میں نے کہا یہ گائے بیل اور ان کا چرواہا لے جاؤ۔ اُس نے کہا اللہ سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا ہوں ان کو لے جاؤ تو وہ لے گیا اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا کی طلب کے لئے کیا ہے تو باقی ماندہ پتھر ہٹا دے اللہ تعالیٰ نے پتھر ہٹا دیا ابو عبداللہ (بخاری) نے کہا عقبہ نے نافع سے "فَسَعَيْتُ" روایت کی۔

شرح : ایک فرق سولہ رطل یعنی آٹھ سیر ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث ۲۰۷۶ میں مکئی کا فرق ذکر کیا ہے اور اس حدیث میں چاول کا فرق مذکور ہے۔ حالانکہ واقعہ ایک ہی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے مکئی اور چاول کے دانے قریب قریب ہیں اس لئے ایک کا دوسرے پر اطلاق ہو سکتا ہے مگر یہ جواب بعید ہے۔ قریب تر جواب یہ ہے کہ بعض اُجرت مکئی تھی اور بعض چاول تھے لہٰذا ہر ایک کا ذکر مناسب ہے۔ اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ متاجر نے اجیر کا حق اس کو پیش کر دیا جب اُس نے لینے سے انکار کیا تو متاجر نے اس میں تصرّف کیا اگر یہ تصرّف جائز نہ ہوتا تو اللہ کی نافرمانی ہوتی جو معصیت ہے تو اس سے توسّل کیسے ہو سکتا۔ اور اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ توسّل تو اس میں تھا کہ اُس نے مستحق کو اس کے حق کے ساتھ اضافہ کر کے واپس کیا تھا اس کے تصرّف کے ساتھ توسّل نہ کیا تھا جیسے بُرے فعل کے لئے عورت کے سامنے بیٹھنا معصیت اور گناہ ہے اور اُس نے توسّل زنا کے ترک سے کیا تھا۔ لہٰذا حدیث کی مناسبت بعید ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب صاحبِ حق نے اپنا حق قبض نہ کیا اور متاجر نے دوبارہ فرق پر قبضہ کر لیا تو غیر کی ملک پر نیا قبضہ ہے۔ اس کا اس میں تصرف کرنا بہتری ہے اِضاعت نہیں اور یہ ظلم نہیں اس کے ساتھ توسّل ممتنع نہیں علاوہ ازیں اس کا بہت بڑا مقصد تو یہ تھا کہ وہ معصیت سے دُور رہے اور اپنی نیّت کے مطابق عمل کرے اس کے باوجود اگر فرق ضائع ہو جاتا تو اس پر ضمان واجب تھی کیونکہ اجیر نے اس کو زراعت کی اجازت نہیں دی تھی لہٰذا عنوان صحیح ہے اور حدیث کے عین مطابق ہے۔

قولہ قال ابو عبداللہ، یعنی امام بخاری نے کہا کہ اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اس حدیث کی روایت نافع سے کی اور اُنھوں نے لفظ "فَسَعَيْتُ" ذکر کیا ہے جس طرح ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ نے روایت کی ہے لیکن اُس نے اس لفظ میں مخالفت کی ہے جبکہ اُس نے لفظ "فَبَغَيْتُ" ذکر کیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال سے توسّل جائز ہے۔ لہٰذا اولیاء اللہ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے بطریق اولیٰ توسّل جائز ہے۔ حدیث ۲۰۷۶ کی شرح میں ہم نے یہ مسئلہ بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَوْقَافِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْضِ الْخَرَاجِ وَمُزَارَعَتِهِمْ وَمُعَامَلَتِهِمْ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ تَصَدَّقْ بِاَصْلِهِ لَا يُبَاعُ وَلٰكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهٗ فَتَصَدَّقَ بِهٖ۔

٢١٨٤ ـــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ اَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ لَوْلَا اٰخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فُتِحَتْ قَرْيَةٌ اِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ اَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ۔

باب ـــ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام کے اوقاف اور خراج کی زمین اور ان میں بٹائی اور معاملہ کرنا۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اصل زمین کو وقف کر دو کہ اس کو بیچا نہ جائے لیکن اس کا پھل کھایا جائے تو حضرت عمر فاروق نے اس کو وقف کر دیا "

٢١٨٤ ـــ ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے چچا سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے آخر اس آنے والے مسلمانوں کا ڈر نہ ہوتا تو میں جو بھی بستی فتح کرتا اس کو وہاں کے لوگوں میں تقسیم کر دیتا جیسے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔

٢١٨٤ ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب کچھ علاقے فتح کئے تو وہ وہاں کے لوگوں میں تقسیم نہ کئے بلکہ وہاں کے اہل ذمہ کے پاس بطور مزارعت اور معاملہ رہنے دیئے۔ یعنی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ مال ہر ایک کو عزیز ہوتا ہے اور لوگوں پر بخل غالب ہے اور کسریٰ کے بعد ملک قائم نہیں رہے گا اس کے خزانے ہم محفوظ کر لیں گے جن سے عزیب مسلمان محتاج نہ رہیں گے۔ لیکن خطرناک بات تو یہ ہے کہ اگر مفتوحہ زمین کو غانمین میں تقسیم کر دیا جائے تو بعد میں آنے والے لوگ خالی رہ جائیں گے اور ان کے پاس کچھ نہ ہوگا اس لئے انھوں نے زمین کو تقسیم نہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَحْيَى اَرْضًا مَوَاتًا وَرَاٰى ذٰلِكَ عَلِيٌّ فِيْ اَرْضِ الْخَرَابِ بِالْكُوْفَةِ وَقَالَ عُمَرُ مَنْ اَحْيَى اَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهٗ وَيُرْوٰى عَنْ عُمَرَ وَبْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ فِيْ خَبَرِهٖ حَقٌّ مُسْلِمٍ وَلَيْسَ لِعِرْقِ ظَالِمٍ فِيْهِ حَقٌّ وَيُرْوٰى فِيْهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

کیا اور آخری لوگوں کے لئے زمین کو سرکاری کر دیا تاکہ وہ لوگوں کو حسب ضرورت تقسیم کر دی جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ جس نے بنجر زمین کو آباد کیا

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی بے آباد زمین کو آباد کرنا مناسب سمجھا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے غیر آباد زمین کو آباد کیا وہ اس کا مالک ہے۔ عمر فاروق اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روائت کی ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بشرطیکہ وہ زمین کسی مسلمان کا حق نہ ہو اور کسی ظالم شخص کا اس میں کوئی حق نہیں اس بارے میں حضرت جابر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے!

شرح : موات کا معنیٰ غیر آباد زمین ہے اور اس کا احیاء اس کا آباد کرنا ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "اَرْضِ مَوَات" وہ ہے جو کسی کی مملوک نہ ہو اور نہ وہ گاؤں یا شہر کے مقاصد میں شامل ہو شہر سے باہر قریب ہو یا بعید ہو۔ جمہور فقہا کا مذہب یہ ہے کہ بنجر زمین کو جو کوئی آباد کرے وہ اس کا مالک تصوّر ہوگا اس میں کوئی فرق نہیں کہ حاکم کی اجازت حاصل کرے یا نہ کرے۔ امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا حکومت سے اجازت حاصل کئے بغیر بنجر زمین کو آباد کرنے والا اس کا مالک نہیں بن سکتا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے بنجر زمین جو کسی مسلمان کے قبضہ میں نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی معاہد کے تصرف میں ہو کو آباد کر لیا

marfat.com
Marfat.com

۲۱۸۵ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ قَالَ عُرْوَةُ قَضَى بِهِ عُمَرُ فِي خِلَافَتِهِ ۔ باب ۲۱۸۶ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيَ وَهُوَ فِي مُعَرَّسِهِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فِي بَطْنِ الْوَادِي فَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ فَقَالَ مُوسَى وَقَدْ أَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ بِالْمُنَاخِ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُنِيخُ بِهِ يَتَحَرَّى مُعَرَّسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ وَسَطٌ مِنْ ذٰلِكَ۔

تو وہ اس کا مالک ہوگا ۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اضافہ یہ کیا کہ غیر آباد بنجر زمین کو آباد کرے بشرطیکہ اس میں کسی مسلمان کا حق نہ ہو وہ اس کا مالک ہوگا اور کسی ظالم کا اس میں کوئی حق نہیں ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے اور امام ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے ۔ نسائی اور ابوداؤد نے بھی اسے روایت کیا ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

ترجمہ ۲۱۸۵ ـــ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی بنجر زمین آباد کی جو کسی کی ملک میں نہ ہو تو آباد کرنے والا زیادہ حقدار ہے ۔ عروہ نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں یہی فیصلہ کیا تھا ۔

شرح ۲۱۸۵ ـــ : سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنجر زمین آباد کرنے میں حکومت کی اجازت ضروری ہے ۔ عمرو بن شعیب کے طریق سے اس طرح مروی ہے کہ جس نے تین سال زمین کو معطل رکھا اور آباد نہ کیا اس کے بعد کسی اور نے آباد کر لیا تو وہ اس کی ملک ہوگی ۔ اس لئے احناف کہتے ہیں کہ اگر بنجر زمین کو تین سال روکے رکھا اور آباد نہ کیا تو حکومت اس پر قبضہ کر کے کسی کو دے جو اس کو آباد کرے کیونکہ زمین کو روک رکھنا آبادکاری نہیں ہے ۔ اس مسئلہ میں اصل بات یہ ہے کہ جو کوئی بنجر زمین کو آباد کرے کیا وہ اس زمین کا مالک ہو جاتا ہے یا نہیں ؟ بعض علماء کہتے ہیں اصل زمین کا مالک نہیں ہوتا وہ صرف اس سے منافع کا مالک ہے ۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول اسی طرح ہے ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ وہ اصل زمین کا مالک ہو جاتا ہے ۔ امام مالک عام مشائخ اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے ۔ اگر ذمی بنجر زمین کو آباد

marfat.com
Marfat.com

۲۱۸۷ ـــــ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ثَنِي يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّيْلَةَ أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي وَهُوَ بِالْعَقِيقِ أَنْ صَلِّ فِي هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقَالَ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ۔

بَابُ إِذَا قَالَ رَبُّ الْأَرْضِ أُقِرُّكَ مَا أَقَرَّكَ اللّٰهُ وَلَمْ يُذْكُرْ أَجَلًا مَعْلُومًا فَهُمَا عَلَى تَرَاضِيهِمَا۔ ۲۱۸۸ ـــــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنَا مُوسَى أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کرے تو وہ بھی مسلمان کی طرح مالک ہو جاتا ہے۔ امام مالک اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل بھی یہی کہتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ دارِ اسلام میں کوئی حربی، ذمی اور مستامن مالک نہیں ہو سکتا ہے۔

باب

۲۱۸۶ ـــــ ترجمہ : سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب دکھلایا گیا جبکہ آپ بطنِ وادی میں ذی الحلیفہ میں رات کو اُترنے کی جگہ آرام فرماتھے۔ آپ سے عرض کیا گیا آپ مبارک وادی میں ہیں موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہمارے ساتھ سالم نے اونٹنی بٹھلائی جہاں عبداللہ بن عمر بٹھلاتے تھے جبکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اونٹنی بٹھلانے کی جگہ تلاش کیا کرتے تھے حالانکہ وہ اس مسجد کے اسفل میں ہے جو بطنِ وادی میں ہے اور مسجد اور راستہ کے درمیان کا حصہ ہے۔

۲۱۸۷ ـــــ ترجمہ : سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا میرے پاس آج رات کو میرے رب کی طرف سے آنے والا آیا جب کہ آپ عقیق وادی میں تھے کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھئے اور فرمائیے عمرہ حج میں داخل ہے۔ اور یہ دونوں حدیثیں کتاب الحج کے شروع میں گزری ہیں،، حدیث ۱۴۴۴ کا مطالعہ کریں۔

باب ـــــ جب زمین کا مالک کہے کہ میں تجھ کو اس وقت تک رہنے دوں گا جب تک تجھے اللہ تعالیٰ رہنے دے اور مدت مقرر نہ کی تو وہ دونوں باہم رضامندی تک معاملہ رکھیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

۲۱۸۸ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ثَنِيْ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ اَرَادَ اِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْاَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فَاَرَادَ اِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا فَسَاَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا عَلٰى اَنْ يَكْفُوْا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ وَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰى اَجْلَاهُمْ عُمَرُ اِلٰى تَيْمَاءَ وَاَرِيْحَاءَ۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق نے یہودیوں اور نصرانیوں کو حجاز مقدس کی زمین سے باہر نکال دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر کی زمین پر غلبہ حاصل کیا تو وہاں سے یہودیوں کو نکالنا چاہا حالانکہ جب آپ نے غلبہ حاصل کیا خیبر کی ساری زمین اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کی تھی اور اس سے یہودیوں کو نکالنے کا ارادہ کیا تو یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کو اس زمین میں رہنے دیں وہ اس میں محنت کریں اور ان کا آدھا پھل ہوگا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شرط پر جب تک ہم چاہیں تم کو رہنے دیں گے۔ چنانچہ وہ وہاں رہے حتی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو تیماء اور اریحاء کی طرف نکال دیا۔

۲۱۸۸ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہل ظواہر نے استدلال کیا کہ مجہول مساقات جائز ہے۔ یعنی پھل حاصل کرنے کے لئے مجہول مدت کے لئے درختوں کو پالنا جائز ہے۔ جمہور علماء اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مساقات بیع کی طرح عقد لازم نہیں بلکہ مدت گزرنے کے بعد اگر چاہیں تو کسی دوسرے سے عقد کر سکتے ہیں اور "اِن شِئْنَا الخ" عقد عہد کی مدت کا زمانہ ہے۔ لہٰذا مجہول مدت کے لئے مساقات جائز نہیں صاحب ہدایہ نے کہا مزارعت کی طرح مساقات ہے لہٰذا اس میں مدت کا معین کرنا ضروری ہے۔ جیسے اجارہ میں مدت کی تعیین شرط ہے۔ ورنہ جائز نہیں امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ بھی یہی کہتے ہیں لیکن کم از کم اتنی مدت مقرر کی جائے کہ اس مدت میں پھل کھانے کے قابل ہو جائے۔

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَاسِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الزِّرَاعَةِ وَالثَّمَرِ

۲۱۸۹ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ مَوْلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ ابْنِ رَافِعٍ عَنْ عَمِّهِ ظُهَيْرٍ لَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا قُلْتُ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ دَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَصْنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ قُلْتُ نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرَّبِيعِ وَعَلَى الْأَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ قَالَ لَا تَفْعَلُوا ازْرَعُوهَا أَوِ ازْرَعُوهَا أَوْ أَمْسِكُوهَا قَالَ رَافِعٌ قُلْتُ سَمْعًا وَطَاعَةً۔

۲۱۹۰ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانُوا يَزْرَعُونَهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ۔

۲۱۹۱ ـــ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ ذَكَرْتُهُ لِطَاوُسٍ فَقَالَ يُزْرَعُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ شَيْئًا مَعْلُومًا۔

باب ـــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کاشتکاری اور پھلوں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے

۲۱۸۹ ـــ ترجمہ: رافع بن خدیج نے اپنے چچا ظہیر بن رافع سے روایت کی انھوں نے کہا

marfat.com
Marfat.com

۲۱۹۲ ـــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِيْ مَزَارِعَهُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَصَدْرًا مِّنْ اِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ ثُمَّ حُدِّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ اِلٰى رَافِعٍ وَذَهَبْتُ مَعَهُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّا كُنَّا نُكْرِيْ مَزَارِعَنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا عَلَى الْاَرْبَعَاءِ مِنَ التِّبْنِ ۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک ایسے کام سے روک دیا جو ہمارے لئے سودمند تھا۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ حق ہے اُس نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بُلایا اور فرمایا تم کاشتکاری کیسے کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہم کھالوں پر چوتھائی اور کھجور اور جَو کے چند وسقوں کے عوض کرایہ پر دے دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کرو خود کھیتی کرو یا کسی سے کاشت کراؤ یا اس کو روک رکھو۔ رافع نے کہا میں نے سُنا اور تسلیم کیا۔

۲۱۹۰ ـــــ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ نہائی، چوتھائی اور نصف بٹائی پر زمین میں کاشت کرتے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی زمین ہو وہ خود کاشت کرے یا کسی کو دے دے اگر ایسا نہ کرے تو زمین کو روک رکھے۔ ربیع بن نافع ابوتوبہ نے کہا ہم سے معاویہ نے یحییٰ سے اُنھوں نے ابوسلمہ سے اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی زمین ہو وہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو دیدے۔ اگر یہ نہ کرے تو اپنی زمین کو روک رکھے۔

۲۱۹۱ ـــــ ترجمہ : عمرو نے کہا میں نے رافع کی حدیث طاؤس سے ذکر کی تو اُنھوں نے کہا تو طاؤس نے کہا کسی کو کاشت کے لئے دے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا لیکن یہ فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو دیدے تو اس سے بہتر ہے کہ کوئی مقرر شئی اس سے لے۔

۲۱۸۹ تا ۲۱۹۱ ـــــ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو طاؤس نے بطور دلیل ذکر کیا ہے یعنی طاؤس کہتا ہے کہ مزارعت

marfat.com
Marfat.com

۲۱۹۳ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَعْلَمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَرْضَ تُكْرَى ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُ اللَّهِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَحْدَثَ فِي ذَلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلِمَهُ فَتَرَكَ كِرَاءَ الْأَرْضِ۔

کے لئے کسی کو زمین دے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حرام نہیں فرمایا چنانچہ امام ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت کو حرام نہیں فرمایا۔ لیکن یہ فرمایا کہ ایک دوسرے کی مدد کیا کرو پھر امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور رافع بن خدیج کی حدیث میں اضطراب ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث کا معنیٰ یہ سمجھا ہے کہ چوتھا، تہائی اور نصف بٹائی پر زمین مزارعت کے لئے دینا حرام نہیں۔ البتہ ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیئے۔ حدیث ۲۱۷۸ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۲۱۹۲ ـــــ ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کھیتوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے ابتدائی عہد حکومت میں کرایہ پر دیا کرتے تھے۔ پھر ان کو رافع بن خدیج کی حدیث بتائی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما رافع کے پاس گئے" نافع نے کہا" میں بھی اُن کے ساتھ گیا اُنھوں نے رافع سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تم جانتے ہو کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اپنے کھیت کھالوں کے پاس پیداوار اور کچھ توڑی وغیرہ کے عوض کرایہ پر دیتے تھے۔

۲۱۹۳ ـــــ ترجمہ : سالم نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جانتا تھا کہ زمین کرایہ پر دی جاتی تھی۔ پھر عبداللہ کو یہ ڈر ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کوئی نیا حکم فرمایا ہوگا جس کو وہ جانتے نہیں ہیں تو اُنھوں نے زمین کرایہ پر دینا ترک کر دی۔

۲۱۹۲ و ۲۱۹۳ ـــــ شرح : حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت کو امارت سے تعبیر اس لئے کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر اس شخص کی بیعت نہ کرتے تھے جس میں لوگوں نے اتفاق نہ کیا ہو اور امیر معاویہ پر سب لوگوں کا اتفاق نہ تھا۔ اسی لئے اُنھوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر اور عبدالملک کی بیعت نہ کی تھی کیونکہ ان پر سب کا اتفاق نہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ اَمْثَلَ مَا اَنْتُمْ صَانِعُوْنَ اَنْ تُشَاجِرُوا الْاَرْضَ الْبَيْضَاءَ مِنَ السَّنَةِ ۔ ۲۱۹۴ ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ رَبِيْعَةَ ابْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ ابْنِ خَدِيْجٍ حَدَّثَنِيْ عُمَّايَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْاَرْضَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْاَرْبِعَاءِ اَوْ بِشَيْءٍ يَسْتَثْنِيْهِ صَاحِبُ الْاَرْضِ فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ فَكَيْفَ هِيَ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ فَقَالَ رَافِعٌ لَيْسَ بِهَا بَاْسٌ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَكَانَ الَّذِيْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ مَا لَوْ نَظَرَ فِيْهِ ذَوُوا الْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِيْزُوْهُ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مِنْ هٰهُنَا قَوْلُ اللَّيْثِ وَكَانَ الَّذِيْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ ۔

نہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ رافع مطلقاً زمین کرایہ پر دینے کو منع کرتے تھے اور عبداللہ بن عمر اس کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اور کہتے تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھیتوں کو کھالوں کے پاس پیداوار اور کچھ توڑی وغیرہ کے عوض کرایہ سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ کبھی اِدھر پیداوار ہوتی اور دوسری طرف آفت کا شکار ہو جاتی اور کبھی اس کا عکس ہوتا تھا اس وجہ سے لوگوں میں جھگڑا ہو جاتا تھا کیونکہ کبھی تو زمین کا مالک پیداوار سے محروم رہتا اور کبھی مزارع نقصان اُٹھاتا تھا اور چوتھائی یا تہائی یا نصف بٹائی وغیرہ کی ممانعت ثابت نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے رافع کی حدیث کی وضاحت کے لئے سالم کی حدیث کو ذکر کیا ہے۔ حالانکہ عبداللہ بن عمر کو یہ معلوم تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں زمین کرایہ پر دی جاتی تھی لیکن وہ اس بات سے ڈرے کہ شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا ہو اور ان کو اس کا علم نہ ہوا ہو اس لئے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے زمین کرایہ پر دینا ترک کر دی ہے۔

باب ــــ سونا چاندی کے عوض زمین کرایہ پر دینا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو کام تم کرنا چاہتے ہو،

marfat.com

Marfat.com

۲۱۹۵۔ بَابٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ثَنَا هِلَالٌ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ ثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي زَرْعٍ فَقَالَ لَهُ أَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ قَالَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاءُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ فَكَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُهُ إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اس میں سب سے افضل یہ ہے کہ صاف زمین کو ایک سال تک کرایہ پر دو"

۲۱۹۴ — ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے چچا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اس کے عوض کرایہ دیتے تھے جو کھالوں کے پاس پیداوار اگتی ہے یا ایسی چیز کے عوض جس کو مالک مستثنیٰ کر لیتا تھا زمین کرایہ پر دیتے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا۔ حنظلہ نے کہا میں نے رافع سے کہا دینار و درہم کے عوض زمین کرایہ پہ دینا کیسا ہے؟ تو رافع نے کہا دینار و درہم کے عوض زمین کرایہ پہ دینے میں حرج نہیں اور لیث نے کہا جس کرایہ سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر حلال و حرام کو سمجھنے والے لوگ اس کو دیکھیں تو اس کو جائز نہ کہیں کیونکہ اس میں خطرہ ہے۔

۲۱۹۴ — شرح : ابن منذر نے کہا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا ٹھیکہ پر زمین دینے کے جواز میں اتفاق ہے۔ ابن بطال نے کہا رافع سے مرفوع حدیث ثابت ہے کہ سونا چاندی کے عوض کرایہ پر زمین دینا جائز ہے۔ اور یہ عموم نہی میں داخل نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ——

۲۱۹۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن یہ وعظ شریف فرما رہے تھے جبکہ ایک دیہاتی آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ جنتیوں میں سے ایک شخص نے اپنے رب سے کاشتکاری کی اجازت طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْغَرْسِ

۲۱۹۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّهُ قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَاْخُذُ مِنْ اُصُوْلِ سِلْقٍ لَنَا كُنَّا نَغْرِسُهُ فِيْ اَرْبِعَائِنَا فَتَجْعَلُهُ فِيْ قِدْرِهَا فَتَجْعَلُ فِيْهِ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ لَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ لَيْسَ فِيْهِ شَحْمٌ وَّلَا وَدَكٌ فَاِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ اِلَيْنَا فَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدّٰى وَلَا نَقِيْلُ اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

کیا تو موجودہ حالت پر خوش نہیں ؟ وہ کہے گا کیوں نہیں (خوش ہوں) لیکن مجھے کھیتی باڑی سے محبت ہے۔ فرمایا وہ بیج بوئے گا تو اس کے دیکھنے سے پہلے بیج اُگ آئے گا اور سیدھا ہو جائے گا اور کاٹنے کے قابل ہو جائے گا۔ اور پہاڑ کی طرح انبار لگ جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے یہ لے لے تجھے کوئی شئی سیر نہیں کر سکتی اس دیہاتی نے کہا بخدا! وہ شخص قریشی ہوگا یا انصاری ہوگا۔ کیونکہ یہی لوگ کھیتی باڑی کرنے والے ہیں ہم تو کھیتی نہیں کرتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

۲۱۹۵ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں دنیاوی اعمال اور ان کی لذات پائی جائیں گی جو لوگوں کو پسند ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے — وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ،، یعنی جنت میں ہر وہ شئی پائی جائے گی جس کو نفس چاہیں اور آنکھیں سرور حاصل کریں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مال کی کثرت اور دنیاوی مال و متاع میں رجحان انسان کی جبلت میں داخل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کو اس سے مستغنی کر دیا ہے اور وہ دنیاوی محنت و مشقت سے بے نیاز ہوں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — درخت لگانے میں جو منقول ہے

۲۱۹۶ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جمعہ کے روز بہت خوش ہوتے تھے۔ کیونکہ ایک بڑھی عورت چقندر کی جڑیں لیتی جسے ہم کیاریوں میں لگاتے تھے۔ اور اس کو ہنڈی میں ڈالتی اور اس میں جَو کے کچھ دانے ڈال دیتی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اس میں چربی

marfat.com
Marfat.com

۲۱۹۷ ـــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ وَاللّٰهُ الْمُوْعِدُ وَيَقُوْلُوْنَ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُوْنَ مِثْلَ اَحَادِيْثِهٖ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَءًا مِسْكِيْنًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ فَاَحْضُرُ حِيْنَ يَغِيْبُوْنَ وَاَعِيْ حِيْنَ يَنْسَوْنَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمًا لَنْ يَبْسُطَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهٗ حَتّٰى اَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ فَيَنْسٰى مِنْ مَقَالَتِيْ شَيْئًا اَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتّٰى قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ ثُمَّ جَمَعْتُهَا اِلٰى صَدْرِيْ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ مِنْ مَقَالَتِهٖ تِلْكَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا وَاللّٰهِ لَوْلَا اٰيَتَانِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا اَبَدًا اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى اِلَى الرَّحِيْمِ۔

یا چکنائی نہ ہوتی تھی۔ جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ لیتے تو اس کے پاس جاتے وہ ہمارے پاس چقندر رکھ دیتی۔ اس لئے ہمیں جمعہ کے دن بڑی خوشی ہوتی تھی۔ ہم جمعہ کی نماز کے بعد ناشتہ اور قیلولہ کرتے تھے

۲۱۹۶ ـــــ شرح : باب کے عنوان سے اس حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ درخت لگانے اور کھیتی کرنے کا ایک ہی حکم ہے۔ اَرْبِعَاء ربیع کی جمع ہے اور یہ چھوٹی نہر ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی نہروں پر درخت لگایا کرتے تھے۔ حدیث ۸۹۷ کی شرح کا مطالعہ کریں۔

۲۱۹۷ ـــــ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ کہتے ہیں ابوہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں حالانکہ اُس نے اللہ سے ملنا ہے۔ لوگ کہتے ہیں مہاجرین اور انصار کا کیا حال ہے۔ وہ ابوہریرہ کی طرح حدیثیں بیان نہیں کرتے ہیں۔ حالانکہ میرے بھائی مہاجرین کو بازاروں میں تجارت مشغول رکھتی تھی اور میرے بھائی انصار کو ان کے مالی معاملات مشغول رکھتے تھے اور میں مسکین آدمی تھا پیٹ بھر جاتا تو ہر وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا جس وقت وہ غائب رہتے میں خدمت اقدس میں موجود رہتا اور جس وقت وہ بھول جاتے میں یاد رکھتا ایک دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو کوئی اپنا کپڑا بچھائے رکھے حتی کہ میں اپنا

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ

بَابٌ فِي الشُّرْبِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ وَقَوْلِهِ أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ءَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا

یہ کلام پورا کرلوں پھر اس کو اپنے سینہ سے ملالے تو وہ میرے اس کلام سے کوئی شئی نہیں بھولے گا۔ میں نے اپنی چادر کو بچھا دیا جبکہ میرے پاس اس کے سوا کوئی کپڑا نہ تھا حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام شریف پورا کرلیا تو میں نے اس کو اپنے سینے سے لپیٹ لیا۔ اس ذات کریمہ کی قسم ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں آپ کا وہ کلام شریف آج تک نہیں بھولا ہوں۔ بخدا۔ اگر اللہ کی کتاب میں یہ دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں تم سے کبھی حدیث بیان نہ کرتا۔ اور وہ یہ ہیں۔ بے شک جو لوگ ہمارے نازل کردہ بینات کو بھول جاتے ہیں الخ حدیث ۱۱۷ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المساقات

باب ــــ پانی کی تقسیم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے پانی سے ہر جاندار کو پیدا کیا۔ کیا وہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور اللہ جل ذکرہ کا ارشاد بتاؤ جو پانی تم پیتے ہو کیا وہ تم

marfat.com
Marfat.com

تَشْكُرُوْنَ وَمَنْ رَاٰى صَدَقَةَ الْمَاءِ وَقِسْمَتَهٗ جَائِزَةً مَقْسُوْمًا كَانَ اَوْ غَيْرَ مَقْسُوْمٍ فَجَاجًا مُنْصَبًّا اَلْمُزْنُ السَّحَابُ وَالْاُجَاجُ الْمُرُّ فُرَاتًا اَعْذَبَ وَقَالَ عُثْمَانُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِيْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَيَكُوْنُ دَلْوُهٗ فِيْهَا كَدِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاشْتَرَاهَا عُثْمَانُ۔

نے بادل سے اُتارا ہے یا اس کو ہم اُتارتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اس کو کھارتی پانی بنا دیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے ہو۔ اُجاج کا معنیٰ۔ کڑوا اور مُزن کا معنیٰ بدلی ہے!

باب پانی کی تقسیم کے متعلق اور جس نے پانی کا صدقہ کرنا اور اس کا ہبہ کرنا اور اس کی وصیت کرنے کو جائز سمجھا وہ تقسیم کیا ہُوا ہو یا نہ ہو۔ اور عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون ہے جو بیئر رُومہ کو خریدے اور اس میں اس کا ڈول ڈالنے کا حق اس طرح ہو جس طرح تمام مسلمانوں کو ڈول ڈالنے کا حق ہے۔ تو اس کو عثمان رضی اللہ عنہ نے خرید لیا۔"

شرح : مساقات کا معنی معاملہ ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی کو درخت یا باغ وغیرہ اس لئے دینا کہ اس کی خدمت کرے اور جو کچھ اس سے پیداوار ہوگی اس کا ایک حصہ کام کرنے والے کو اور ایک حصہ مالک کو دیا جائے گا جس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے بعد وہاں کے باغات یہودیوں کو دے دیئے تھے کہ ان باغات میں کام کریں اور جو کچھ پھل ہوں گے ان میں نصف ان کو دے دیئے جائیں گے۔ جس طرح مزارعت جائز ہے معاملہ بھی جائز ہے۔

مدینہ منورہ والوں کی مخصوص اصطلاحات ہیں وہ مساقات کو معاملہ، مزارعت کو مخابرہ، اجارہ کو بیع، مضاربت کو مقارضہ اور نماز کو سجدہ کہتے ہیں۔ قولہ شِرْب، شین پر کسرہ ہے اس کا معنیٰ پانی کا حصہ ہے اور پینے کا وقت ہے۔ قولہ من رای صدقۃ الماء" امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا مقصد ذکر نہیں کیا کہ یہ جائز ہے یا نہیں بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دونوں صورتیں ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی کا پانی میں حصہ ہو اور وہ مرتے وقت یہ

marfat.com
Marfat.com

۲۱۹۸ ـــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ ثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ ثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَ عَنْ يَمِيْنِهٖ غُلَامٌ اَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْاَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهٖ فَقَالَ يَا غُلَامُ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَهُ الْاَشْيَاخَ قَالَ مَا كُنْتُ لِاُوْثِرَ بِفَضْلِيْ مِنْكَ اَحَدًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ ۔ ۲۱۹۹ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِيْ

وصیت کر جائے کہ اس پانی سے فلاں کی زمین ایک دن یا ایک مہینہ یا ایک سال سیراب کر دی جائے تو اس کی تہائی میں وصیت جاری ہوگی اور جس کے لئے وصیت کی اگر وہ مر گیا تو وصیت باطل ہو جائے گی اور اگر پانی کی بیع یا ہبہ یا صدقہ کر دینے کی وصیت کی تو جائز نہیں کیونکہ یہ مجہول وصیت ہے کیونکہ پانی کبھی آتا رہتا ہے کبھی منقطع ہو جاتا ہے۔

اگر پانی برتن میں محفوظ ہو تو اس کا بیچنا یا ہبہ کرنا یا صدقہ کرنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی اس میں شریک ہو تو تقسیم کرنے سے پہلے بیچنا یا ہبہ وغیرہ جائز نہیں۔ دراصل پانی کے کئی اقسام ہیں۔ ایک وہ پانی ہے جس کا کوئی مالک نہیں اس میں سب لوگ شریک ہیں خود پئیں یا جانوروں کو پلائیں یا اس سے کسی زمین کی طرف نالیاں لے جائیں۔

دوسری قسم وہ ہے جو امام کسی کو تقسیم کر دے اور اس کو مالک بنا دے۔ اس پانی سے دوسرے لوگ پی سکتے ہیں اور جانوروں کو پلا سکتے ہیں لیکن اس سے نالیوں کے ذریعے اپنی زمینوں کو پانی نہیں پلا سکتے۔

تیسری قسم وہ ہے جو برتنوں میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ یہ پانی صرف اسی کا ہے جس نے برتن میں محفوظ کر لیا ہو اس میں کسی اور کا حق نہیں اگر کسی نے ضائع کر دیا تو وہ ذمہ دار ہوگا۔

۲۱۹۸ ـــــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا گیا آپ نے اس سے پیا آپ کی دائیں طرف ایک کم عمر لڑکا تھا۔ جبکہ آپ کے بائیں جانب معمر لوگ بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بچے کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں یہ (پیالہ میں بچا ہوا) ان معمر لوگوں کو دوں ؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں آپ کا جھوٹا لینے کے لئے کسی کو ترجیح نہ دوں گا۔ تو آپ نے اس کو دے دیا۔

۲۱۹۹ ـــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک گھریلو بکری کو دوہا گیا اور وہ بکری انس بن مالک کے گھر میں تھی اور حضرت انس کے گھر میں کنوئیں کے پانی سے اس کا دودھ ملایا گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیالہ دیا گیا آپ نے اس سے پیا جبکہ آپ اپنے منہ شریف سے پیالہ علیحدہ کیا اور آپ کے بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جبکہ آپ کی دائیں جانب

marfat.com
Marfat.com

ایک اعرابی تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خوف ہُوا کہ آپ وہ اعرابی کو دے دیں گے تو اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے پاس ابوبکر صدیق ہیں یہ اُن کو دیں تو آپ نے اعرابی کو دے دیا جو آپ کے دائیں جانب تھا پھر فرمایا دائیں جانب والا زیادہ حقدار ہے۔ پھر جو اس کی دائیں طرف ہو۔

۲۱۹۸ ، ۲۱۹۹ ——

شرح : حدیث ۲۱۹۸ میں دائیں طرف بیٹھنے والا بچہ حضرت ابن عباس تھے "رضی اللہ عنہما" اور بائیں جانب بیٹھنے والے بزرگوں میں حضرت خالد بن ولید تھے "رضی اللہ عنہ"۔ داجن وہ بکری ہے جس کو گھر میں پالا گیا ہو۔ حدیث ۲۱۹۹ میں "اَیْمَنُ" کو اگر مفتوح پڑھیں تو لفظ "اَعْطِ" کا مفعول یہ ہوگا اور اگر مضموم پڑھا جائے تو یہ مبتدا ہوگا اور اس کی خبر محذوف ہوگی اصل عبارت یوں ہوگی۔ "اَلْاَیْمَنُ اَحَقُّ" یعنی دائیں طرف والا زیادہ حقدار ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ پہلی حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام سے اجازت طلب کی اور دوسری حدیث میں اعرابی سے اجازت طلب نہیں کی اور اس کو پانی دے دیا۔ اس میں راز کیا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں دائیں طرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے ان کی دل جمعی کے لئے اجازت طلب کی جبکہ بائیں طرف ابن عباس کے قریبی حضرات تھے اور آپ نے یہ تعلیم دی کہ دائیں طرف والے کی اجازت کے بغیر بائیں طرف والے کو نہ دیا جائے اور اعرابی سے اس لئے اجازت طلب نہ کی کہ وہ بُرا اثر نہ لے کہ اس سے اجازت لے کر اپنے خاص اصحاب کو دیا گیا ہے۔ کیونکہ اعرابی جہالت کے باعث یہ خیال کر سکتا تھا جو اس کی ہلاکت کا سبب ہوتا۔ معلوم ہُوا کہ دائیں طرف سے ابتدا کرنا مستحب ہے۔ اور دائیں جانب والے زیادہ مستحق ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ دائیں طرف والوں سے کم مرتبہ ہوں اور پانی کو دودھ سے ملانا جائز ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ ایک تو دودھ زیادہ ہو جاتا ہے اور دُوسرے یہ کہ دُودھ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ لیکن دودھ کو فروخت کرتے وقت اس میں پانی ملانا خیانت اور دھوکا ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پہلے اور پچھلے زمانہ میں بزرگانِ دین کی عادت رہی ہے کہ وہ دائیں طرف سے ابتدا کیا کرتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ کھانا دے وہ یہ دُعا کرے اے اللہ ہمارے لئے اس طعام میں برکت دے اور ہم کو اس سے بہتر عطا فرما اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ دے وہ یہ دُعا کرے اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت کر اور ہمیں اس سے زیادہ عطا فرما اور جب کھانا کھا کر فارغ ہو تو یہ دُعا کرے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَوَدَّعٍ وَّ لَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا"، یعنی جمیع محامد اللہ کی ہیں جو بہت زیادہ ہیں اس میں برکت ہو جس کو ہم ترک نہ کریں اور نہ ہی اس سے لاپرواہ ہوں بلکہ اے ہمارے پروردگار ہم اس کے محتاج رہیں (ترمذی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد دُعا کرنا سُنّت ہے۔ ان دونوں حدیثوں کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ پانی کی تقسیم مشروع ہے اور اس سے ملک آجاتی ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَتَاهَا حُلِبَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ دَاجِنٌ وَهُوَ فِيْ دَارِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَشِيْبَ لَبَنُهَا بِمَآءٍ مِّنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ فِيْ دَارِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَاُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ حَتّٰى اِذَا نَزَعَ الْقَدَحَ مِنْ فِيْهِ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ وَخَافَ اَنْ يُّعْطِيَهُ الْاَعْرَابِيَّ اَعْطِ اَبَابَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدَكَ فَاَعْطَاهُ الْاَعْرَابِيَّ الَّذِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ۔

بَابُ مَنْ قَالَ اِنَّ صَاحِبَ الْمَآءِ اَحَقُّ بِالْمَآءِ حَتّٰى يَرْوٰى لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ۔ ۲۲۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ وَعَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَاءُ۔

۲۲۰۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوْا فَضْلَ الْمَآءِ لِتَمْنَعُوْا بِهٖ فَضْلَ الْكَلَاءِ۔

باب — جس نے کہا پانی کا مالک اس کا زیادہ حقدار ہے حتی کہ سیراب ہو جائے

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زائد پانی سے کسی کو منع نہ کیا جائے

۲۲۰۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرورت سے زائد پانی اس لئے نہ روکا جائے کہ اس کے باعث گھاس کو روکا جائے (کہ وہ جانور نہ کھا سکیں)

۲۲۰۱ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زائد پانی اس لئے نہ روکو کہ اس طرح زائد گھاس روک لو۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فِي مِلْكِهِ لَمْ يَضْمَنْ۔ ۲۲۰۲ — حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ۔

۲۲۰۰ ، ۲۲۰۱ ـــــ مشرح : یعنی پانی کو اس وقت روک رکھنا ممنوع ہے جبکہ وہ پانی کے مالک کی ضرورت سے زائد ہو اس سے واضح ہوتا ہے کہ جب پانی ضرورت سے زائد نہ ہو تو اس کا روکنا جائز ہے۔ اور زائد پانی وہ ہے جو مالک اور اس کے اہل و عیال اور کاشتکاری اور مویشیوں کی حاجت سے زائد ہو اور صحیح قول یہ ہے کہ یہ پانی وہ ہے جو برتنوں میں محفوظ نہ ہو کیونکہ برتنوں میں محفوظ پانی کا دینا ضروری نہیں جبکہ پانی لینے والا مجبور نہ ہو۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں مذکور وہ پانی ہے جو کوئی غیر آباد زمین میں کنواں کھودے جس سے وہ اس کا مالک ہو جائے اور اس کے قرب و جوار میں غیر آباد زمین میں گھاس وغیرہ ہو جو مویشیوں کا چارہ بنتا ہے۔ اور اگر ان کو پانی پینے سے روکا جائے تو وہ یہ گھاس نہیں کھا سکتے اس لئے کنوئیں کے مالک کو حکم دیا گیا کہ قرب و جوار میں گھاس کو لوگوں کے مویشیوں سے بچانے کے لئے کنوئیں کا پانی پینے سے لوگوں اور مویشیوں کو نہ روکے۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا یہ نہی تحریم کے لئے ہے جبکہ دیگر علماء اس کو استحباب پر محمول کرتے ہیں۔ احناف کے مذہب میں مویشیوں کو پانی دینا ضروری ہے اور ان سے پانی روکنا ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے اپنی ملکیت میں کنواں کھودا وہ ضامن نہیں

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۲۰۲ نے فرمایا کان کھودنے میں مرجائے تو اس کی ضمان نہیں اور کنواں کھودنے میں کوئی مرجائے اس کی ضمان نہیں اور جانور سے کوئی شخص مرجائے تو اس میں ضمان نہیں اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔

۲۲۰۳ مشرح : یعنی جب کسی نے ایسی زمین میں کنواں کھودا جس میں اس کے کنواں کھودنا جائز تھا اور اس میں کوئی شخص گر کر مرجائے تو کنواں کھودنے والے پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ بعض علماء نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ کسی شخص کو کنواں کھودنے کے لئے اجیر بنایا اور کنواں اس پر گر پڑا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْخُصُوْمَةِ فِي الْبِئْرِ وَالْقَضَاءِ فِيْهَا

۲۲۰۳ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ عَلَيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا الْآيَةَ فَجَاءَ الْأَشْعَثُ فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيْ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ كَانَتْ لِيْ بِئْرٌ فِيْ أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِيْ فَقَالَ لِيْ شُهُوْدُكَ قُلْتُ مَا لِيْ شُهُوْدٌ قَالَ فَيَمِيْنُهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَنْ يَحْلِفُ فَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ تَصْدِيْقًا لَهٗ۔

تو کنوئیں کے مالک پر تاوان نہیں۔ حدیث ۱۴۱۲ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب ـــ کنوئیں کے متعلق جھگڑنا اور اس میں فیصلہ کرنا

۲۲۰۳ ـــــ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم کھائے جس کے سبب مال جو اس پر واجب ہے کو ظلم کرے وہ اللہ سے ملے گا حالانکہ وہ اس پر ناراض ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے سبب تھوڑی قیمت لیتے ہیں الخ" اشعث بن قیس آئے اور کہا تم سے ابو عبدالرحمٰن نے کیا بیان کیا ہے۔ میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ میرا کنواں میرے چچا کے بیٹے کی زمین میں تھا (ہمارا اس کے متعلق جھگڑا ہوگیا) تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گواہ لاؤ ورنہ اس سے قسم لے لو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت تو وہ قسم بھی کھا جائے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ذکر فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصدیق کے لئے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

۲۲۰۳ ـــــ شرح : باب کے عنوان سے اس حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور کنوئیں میں مدعی سے گواہ طلب کئے جب وہ گواہ پیش کرنے سے عاجز ہوگیا تو آپ نے مدعی علیہ سے قسم طلب کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کے پاس جب گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ پر قسم واجب ہے جبکہ وہ دعوی کا انکار کرتا ہو۔ اشعث بن قیس کندی دس ہجری میں ساٹھ آدمیوں کو لے کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِثْمِ مَنْ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيْلِ مِنَ الْمَاءِ

۲۲۰۴ ـــ مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ كَانَ لَهُ فَضْلُ مَآءٍ فِي الطَّرِيْقِ فَمَنَعَهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ اِلَّا لِدُنْيَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِيَ وَاِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا سَخِطَ وَرَجُلٌ اَقَامَ سِلْعَتَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ لَقَدْ اُعْطِيْتُ بِهَا كَذَا اَوْ كَذَا فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ ثُمَّ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔

گئے اور وہ سارے مسلمان ہوگئے اور اشعث آپ کا وصال ہوجانے کے بعد شیطان کی تزویر میں آجانے کے بعد پھر مسلمان ہوگیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ جس نے مسافروں کو پانی دینا منع کیا

۲۲۰۴ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تین شخصوں کو قیامت میں نظرِ کرم سے نہ دیکھے گا اور ان کو پاک کرے گا اور ان کو سخت عذاب ہوگا ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں زائد پانی ہو اور وہ مسافروں کو نہ دے دوسرا وہ شخص جو امام کی بیعت صرف دنیا حاصل کرنے کے لئے کرے اگر وہ اس کو دنیا میں سے کچھ دے تو راضی رہتا ہے اگر نہ دے تو ناراض ہوجاتا ہے تیسرا وہ شخص جو عصر کے بعد اپنا سامان بازار میں رکھتا ہے اور کہتا ہے اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود حق نہیں مجھے اس سامان کے عوض اتنا اتنا مال دیا جاتا ہے تو خریدار نے اس کی بات مان لی پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے سبب تھوڑی قیمت لیتے ہیں الخ"

۲۲۰۴ ـــ شرح: قسم کے یہ الفاظ ضروری نہیں اور نہ ہی اس خاص قسم کے ساتھ یہ حکم مخصوص ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ عصر کے بعد قسم کھائے۔ بلکہ ہر وقت قسم کا وقت ہے۔ اور حدیث میں عصر کے بعد کو اس لئے ذکر کیا کہ لوگ عموماً اس وقت تجارت میں زیادہ مشغول ہوتے ہیں۔ اس طرح کہنا بھی صحیح ہے کہ عصر کے بعد اللہ کی قسم کھانے میں بڑی دلیری کا مظاہرہ ہے کیونکہ توحید پاکیزگی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ سَكْرِ الْاَنْهَارِ۔ ۲۲۰۵ ـــــ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِيْ يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَبَّاسِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَيْسَ اَحَدٌ يَذْكُرُ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِلَّا اللَّيْثُ فَقَطْ۔

کی جڑ ہے اور عصر کے وقت فرشتے آسمانوں میں صعود کرتے ہیں اس لئے عصر کے وقت کو خاص کیا ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ بائع نے سامان فروخت کرتے وقت قسم کھائی کہ اس کو اتنا معاوضہ ملتا ہے حالانکہ اس میں وہ جھوٹا تھا مشتری نے اس کی قسم پر اعتماد کرکے بائع کے کہنے کے مطابق خرید لیا۔ اگر یہ سوال ہو کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نظر کرم سے نہ دیکھے گا وہ صرف تین اشخاص نہیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد کی تخصیص اس سے زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی یا پہلے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ کی مخلوق پر شفقت نہیں کرتا اور تیسرے سے اللہ کے حکم کی عدم تعظیم کی طرف اشارہ ہے اور دوسرا دونوں جہتوں کو جامع ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ نہروں کا پانی روکنا

۲۲۰۵ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے حضرت زبیر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حرہ کی نہر جس سے لوگ کھجوروں کو پانی دیتے ہیں کے متعلق جھگڑا کیا۔ انصاری نے کہا پانی کو گزرنے دو اور زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لے گئے تو آپ نے حضرت زبیر سے فرمایا اے زبیر تم زمین سیراب کرلو پھر اپنے ہمسایہ کے لئے پانی چھوڑ دو

marfat.com

Marfat.com

اس پر انصاری غصہ سے بھر گیا اور اُس نے کہا آپ نے یہ فیصلہ اس لئے کیا ہے کہ یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے زبیر اپنی زمین سیراب کرو پھر پانی روکے رکھو حتیٰ کہ دیواروں تک پہنچ جائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا! میرا خیال ہے کہ یہ آیت کریمہ اس جھگڑے کے متعلق نازل ہوئی " اے محبوب تیرے رب کی قسم وہ لوگ مومن نہیں ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ معاملات میں آپ کو حاکم مانیں۔

۲۲۰۵ ـــــ شرح : حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی کے حصہ میں سب سے پہلا مستحق وہ ہے جو نہر کے زیادہ قریب ہو پھر وہ جو اس کے قریب ہو حتیٰ کہ آخر تک پہنچ جائے جیسے اس زمانہ میں دستور ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنے سے منع فرمایا ہے حالانکہ آپ نے غصہ کی حالت میں یہ فیصلہ کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا اس وقت ممنوع ہے جبکہ حاکم کے غصہ کے سبب غلط فیصلہ کرنے کا ڈر ہو اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ تصور نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ غصہ کی حالت میں فیصلہ فرمائیں تو صحیح فیصلہ ہوتا ہے اور عدل و انصاف کا تقاضا پُورا کرتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں غلطی کرنے سے معصوم ہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری کے لئے رعایت فرمائی جبکہ زبیر بن عوام سے فرمایا کہ وہ پہلے زمین سیراب کرلیں پھر وافر پانی انصاری کے لئے چھوڑ دیں لیکن انصاری نے بدگمانی کا اظہار کیا تو آپ نے حضرت زبیر سے فرمایا اپنا حصہ مکمل کرنے کے بعد پانی چھوڑیں۔ اس شخص کے متعلق بعض علماء نے کہا کہ یہ منافق تھا اور بعض نے اس کو یہودی کہا ہے لیکن علامہ تورپشتی نے کہا کہ یہ دونوں باتیں صحیح نہیں کیونکہ یہ صحیح بات ہے کہ وہ انصاری تھا اور انصاری یہودی نہیں اور انصار میں اگرچہ بعض لوگ منافق تھے لیکن سلف اور بعد میں آنے والوں نے ان پر نفاق کا اطلاق کرنے سے احتراز کیا ہے جبکہ وہ انصاری مشہور ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بہتر ہے کہ اس کو شیطان نے بہکایا تھا اور اُس نے غصہ کی حالت میں یہ لفظ کہہ دیا تھا اور صفات بشریہ سے ممکن ہونے کے باعث اس قسم کا لفظ صادر ہو جانا بعید نہیں کیونکہ وہ معصوم نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی انسان اس جیسا لفظ کہہ دے تو اس پر مرتدین کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ نہ کہا کیونکہ آپ ابتداءِ اسلام میں لوگوں سے تالیف کرتے تھے۔ اور ان سے اچھا معاملہ کرتے تھے اور منافقین کی لسانی اذیتیں برداشت کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ مخالف لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حدیث میں مذکور آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ظاہر اور باطن میں تسلیم کرنا فرض ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی تنہا شہادت دو مردوں کی گواہی کے برابر ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں فیصلہ کا معیار دو گواہ ہیں لہٰذا ہم پر فرض ہے کہ آپ کے اس حکم کو تسلیم کریں کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ شُرْبِ الْاَعْلٰی قَبْلَ الْاَسْفَلِ

۲۲۰۶ ـــ عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَیْرُ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا زُبَیْرُ اسْقِ ثُمَّ اَرْسِلْ فَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ اَنَّهٗ ابْنُ عَمَّتِكَ فَقَالَ اسْقِ یَا زُبَیْرُ حَتّٰی یَبْلُغَ الْجَدْرَ ثُمَّ اَمْسِكْ فَقَالَ الزُّبَیْرُ فَاَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ فِیْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علی الاطلاق حاکم بنایا ہے اور زمامِ شریعت آپ کے دستِ اقتدار میں دے دی ہے اور آپ اس میں مختار ہیں۔ لیکن آپ کا ہر فیصلہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے "مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی"، اور حدیث شریف میں ہے "یَقْضِی اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّهٖ مَا یَشَاءُ"، کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان شریف پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے۔" لہٰذا جو فیصلہ آپ کی زبان شریف پر جاری نہ ہو وہ خدا کا فیصلہ نہیں۔ سیدی امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے،

جو وہاں ہو یہیں آکے ہو۔ جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

باب ــــ بلند زمین کا پست زمین سے پہلے سیراب کرنا

۲۲۰۶ ــــ ترجمہ: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زبیر نے ایک انصاری مرد سے جھگڑا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زبیر تم زمین سیراب کرلو پھر (اپنے ہمسایہ کے لئے) پانی چھوڑ دو۔ انصاری نے کہا یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے (اس لئے فیصلہ اس کے حق میں دیا ہے) یہ سُن کر "سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زبیر اپنی زمین سیراب کرو حق کہ پانی دیواروں تک چڑھ جائے پھر سیراب کرنے سے رکو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال ہے کہ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ"

۲۲۰۶ ــــ قولہ اِنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ، اِنْ کا ہمزہ مفتوح اور مکسور دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ جب کسرہ پڑھیں تو اس سے پہلے "فاء" محذوف ہے اور اگر فتح پڑھیں تو اس سے پہلے "لام" مقدر ہے۔ ابن مالک نے کہا کسرہ پڑھنا اچھا ہے۔ صاحب توضیح نے فاء کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ یہ دوسرے متکلم کا مستقل کلام ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ شُرْبِ الْاَعْلٰی اِلَی الْکَعْبَیْنِ

۲۲۰۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا مَخْلَدُ بْنُ یَزِیْدَ الْحَرَّانِیُّ اَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ ثَنِیْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَیْرَ فِیْ شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ یَسْقِیْ بِهَا النَّخْلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ یَا زُبَیْرُ فَاَمَرَهٗ بِالْمَعْرُوْفِ ثُمَّ اَرْسِلِ اِلٰی جَارِكَ قَالَ الْاَنْصَارِیُّ اَنْ کَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰی یَرْجِعَ الْمَاءُ اِلَی الْجَدْرِ وَاسْتَوْعٰی لَهٗ حَقَّهٗ فَقَالَ الزُّبَیْرُ وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذِهِ الْاٰیَةَ اُنْزِلَتْ فِیْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ فَقَالَ لِیْ ابْنُ شِهَابٍ فَقَدَّرَتِ الْاَنْصَارُ وَالنَّاسُ قَوْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰی یَرْجِعَ الْمَاءُ اِلَی الْجَدْرِ فَکَانَ ذٰلِكَ اِلَی الْکَعْبَیْنِ۔

جس سے اس نے کلام کی ابتداء کی ہے اور فتح بھی درست ہے کیونکہ یہ پہلے حکم کی علت ہے۔ صاحبِ مصابیح نے اس پر تنقید کرتے ہوئے طویل کلام ذکر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — بلند کھیت والے کا ٹخنوں تک پانی بھرنا

۲۲۰۷ — ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک انصاری مرد نے زبیر سے حرّہ کی ندی کے متعلق جھگڑا کیا جس سے وہ کھجوروں کے درخت سیراب کرتے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زبیر! تم زمین سیراب کرلو اور ان کو رواج کے مطابق حکم دیا پھر اپنے ہمسایہ کے لئے پانی چھوڑ دو "یہ سن کر" انصاری نے کہا کیونکہ یہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہوگیا پھر آپ نے فرمایا اے زبیر اپنی زمین سیراب کرو پھر پانی روکے رکھو حتی کہ پانی دیواروں تک چڑھ جائے اور آپ نے حضرت زبیر کو ان کا پورا حق دلوایا بجدا۔ یہ آیت کریمہ ان کے متعلق نازل ہوئی۔ مجھے ابن شہاب نے خبر دی کہ انصار اور لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول "اسق الخ" کا اندازہ لگایا کہ یہ ٹخنوں تک تھا (حدیث ۲۲۰۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ سَقْيِ الْمَاءِ

۲۲۰۸ ـــــ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَاْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا مِثْلُ الَّذِيْ بَلَغَ بِيْ فَنَزَلَ بِئْرًا فَمَلَاَ خُفَّهُ ثُمَّ اَمْسَكَهُ بِفِيْهِ ثُمَّ رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ اَجْرًا قَالَ فِيْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ ۔

باب ـــ پانی پلانے کی فضیلت

۲۲۰۸ ـــــ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت ایک شخص چل رہا تھا کہ اسے بہت پیاس لگی تو وہ ایک کنوئیں میں اترا اور اس سے پانی پیا۔ پھر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے تر زمین چاٹ رہا ہے۔ اس نے خیال کیا کہ اس کو اسی قدر پیاس لگی ہوگی جس قدر مجھے لگی تھی۔ اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا بھر اس کو اپنے منہ سے روکا اور اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ نے اس کا عمل قبول کیا اور اس کو بخش دیا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہمارے لئے جانوروں میں ثواب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر تر جگر والی شئ میں ثواب ہے۔ حماد بن سلمہ اور ربیع بن مسلم نے محمد بن زیادہ سے اس کے متابع حدیث ذکر کی ہے۔

شرح : داؤدی نے کہا یہ حکم تمام جانوروں میں یکساں ہے۔ ابوعبدالملک نے

۲۲۰۸ ـــــ کہا یہ حدیث بنی اسرائیل کے زمانہ کی ہے۔ اسلام میں کتوں کے قتل کا حکم ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ہر جاندار میں ثواب ہے۔ یہ بعض جانداروں کے لئے ہے جن سے کوئی ضرر نہیں پہنچتی کیونکہ خنزیر وغیرہ جن کو قتل کرنے کا حکم ہے ان کو زندہ رکھنے میں ضرر کو تقویت پہنچتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث عموم پر محمول نہیں اور عموم بعض محترم حیوان کے ساتھ خاص ہے یعنی جن جانوروں سے انسان کو ضرر نہیں پہنچتی ان کو پانی پلانے میں ثواب ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا کہ حدیث کا مقصد اور مبنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جاندار مخلوق پر شفقت کا اظہار کیا جائے اور شفقت کا اظہار کرنا موذی جانوروں کے قتل کی اباحت کے منافی نہیں یہی ابن تین نے کہا ہے کہ حدیث کو عموم پر جاری رکھنا ممتنع نہیں یعنی موذی

marfat.com
Marfat.com

۲۲۰۹ ـــــ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ ثَنَا نَافِعُ ابْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ مُلَیْکَۃَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃَ الْکُسُوْفِ فَقَالَ دَنَتْ مِنِّیَ النَّارُ حَتّٰی قُلْتُ اَیْ رَبِّ وَاَنَا مَعَھُمْ فَاِذَا امْرَاَۃٌ حَسِبْتُ اَنَّہٗ قَالَ تَخْدِشُھَا ھِرَّۃٌ قَالَ مَا شَاْنُ ھٰذِہٖ قَالُوْا حَبَسَتْھَا حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا۔ ۲۲۱۰ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ

جانوروں کو پانی پلا دیا جائے پھر قتل کر دیا جائے کیونکہ ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ قتل میں اچھا طریقہ اختیار کریں اور مثلہ سے ہم کو روکا گیا ہے واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے بھلائی کرنا چاہیئے کیونکہ جب کتے کو پانی پلانا مغفرت کا سبب بن سکتا ہے تو انسانوں کو پانی پلانے میں عظیم اجر و ثواب کی اُمید ہونی چاہیئے معلوم ہوا کہ مخلوق کو پانی پلانے میں بہت ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ۔ پھر مومنوں کو پانی پلانے میں اور ثواب زیادہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے تو آپ نے فرمایا پانی پلانا افضل عمل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۲۰۹ ـــــ ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز پڑھی اور فرمایا دوزخ میرے قریب ہوئی حتی کہ میں نے کہا اے میرے پروردگار! کیا میں ان کے ساتھ؟ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا اس عورت کو بلی نوچ رہی تھی آپ نے فرمایا یہ کیا بات ہے فرشتوں نے کہا اس عورت نے بلی کو قید کئے رکھا تھا حتیٰ کہ وہ بھوک سے مرگئی۔

۲۲۱۰ ـــــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا جس کو اُس نے روک رکھا تھا حتی کہ وہ بھوک سے مرگئی اور وہ عورت دوزخ میں داخل ہوئی اور آپ نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تو نے اس کو کھانا کھلایا نہ پانی پلایا جبکہ اس کو باندھے رکھا تھا اور تو نے اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھائے۔

۲۲۰۹، ۲۲۱۰ ـــــ شرح: قولہ وَاَنَا مَعَھُمْ ، اس جملہ سے تعجب میں ڈالنا مقصود ہے۔ اور دوزخیوں کے قرب کو بعید خیال کرنا ہے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخی میرے قریب کیسے ہوئے حالانکہ میرے اور ان کے درمیان اس قدر مسافات ہے کہ بُعْدُ الْمَشْرِقَیْنِ کی مقتضی ہے۔ علامہ قرطبی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بلی اس عورت

marfat.com
Marfat.com

ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتْ اِمْرَاَةٌ فِیْ هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ قَالَ فَقَالَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ لَا اَنْتِ اَطْعَمْتِيْهَا وَلَا سَقَيْتِيْهَا حِيْنَ حَبَسْتِيْهَا وَلَا اَنْتِ اَرْسَلْتِيْهَا فَاَكَلَتْ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ ۔

بَابُ مَنْ رَاٰی اَنَّ صَاحِبَ الْحَوْضِ وَالْقِرْبَةِ اَحَقُّ بِمَائِهٖ

۲۲۱۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ غُلَامٌ هُوَ اَحْدَثُ الْقَوْمِ وَالْاَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهٖ فَقَالَ يَا غُلَامُ اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اُعْطِیَ الْاَشْيَاخَ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاُوْثِرَ بِنَصِيْبِیْ مِنْكَ اَحَدًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ ۔

کی مملوکہ تھی کیونکہ آپ نے حدیث میں بلی کی نسبت عورت کی طرف فرمائی ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ دوزخ مخلوق ہے اور بعض لوگوں کو اس میں عذاب دیا جاتا ہے اور بلی کو اذیت پہنچانا کبیرہ گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے یہ خیال کیا کہ حوض اور مشکیزہ کا مالک اس کے پانی کا زیادہ حقدار ہے"

۲۲۱۱ — ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا گیا تو آپ نے پیا اور آپ کی دائیں جانب ایک لڑکا تھا جو لوگوں میں کمسن تھا اور بزرگ لوگ آپ کی بائیں طرف تھے۔ آپ نے فرمایا اے لڑکے کیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں یہ پیالہ ان بزرگوں کو دے دوں؟ اُس نے کہا یا رسول اللہ! آپ کے جھوٹے سے میں اپنے حصہ میں کسی کو ترجیح نہ دوں گا تو آپ نے پیالہ اس کو دے دیا۔

۲۲۱۱ — اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ حوض اور مشکیزہ کے پانی کو پیالہ کے پانی پر قیاس کیا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۲۲۱۲ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَذُوْدَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِيْ كَمَا تُذَادُ الْغَرِيْبَةُ مِنَ الْاِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ تَذُوْدَانِ تَمْتَعَانِ۔

ترجمہ : محمد بن زیاد نے کہا میں نے ابو ہریرہ کو یہ روایت کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں اپنے حوض سے لوگوں کو دور کروں گا جیسے اونٹوں میں سے اجنبی اونٹ کو حوض سے دور کیا جاتا ہے۔

۲۲۱۲ ـــــ شرح : یہ لوگ جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنے حوض کوثر سے دور کریں گے۔ مسیلمہ کذاب کے ساتھی ہیں جنہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ بعض علماء نے کہا وہ منافق ہیں۔ بعض نے کہا وہ اصحاب کبائر ہیں جو علانیہ گناہ کرتے تھے اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اگر دائیں طرف بیٹھنے سے پانی کا مستحق ہو جاتا ہے تو اپنے حوض اور مشکیزہ میں جمع کر لینے سے بطریق اولیٰ مستحق ہوگا۔ واللہ اعلم!۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی پلانا بہت بڑی عبادت ہے۔ اسی طرح راستوں میں پانی کی سبیلیں بنا دینا تاکہ پیاسے راہ گزر یا عام لوگ اس سے پانی پئیں۔ بعض تابعین حضرات کہتے ہیں جس کے گناہ زیادہ ہوں وہ لوگوں کو پانی پلائے کیونکہ ایک کتے کو پانی پلانے سے اگر مغفرت ہو سکتی ہے تو مومنوں کو پانی پلانے میں کس قدر ثواب زیادہ ہوگا؟

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ایک مرفوع روایت میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے جو موت کی کش مکش میں مبتلا تھا آپ نے فرمایا بتاؤ کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں دیکھتا ہوں کہ دو فرشتے پیچھے ہٹ رہے ہیں اور دو سیاہ سانپ میرے قریب آ رہے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ شر بڑھتی ہے اور خیر کم ہو رہی ہے۔ یا نبی اللہ! میرے لئے دعا فرمائیں اور میری مدد کریں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس کا تھوڑا عمل قبول فرما اور اس کے کثیر گناہ معاف فرما دے پھر آپ نے اس سے فرمایا بتاؤ کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا حضور! دو فرشتے میرے قریب آ رہے ہیں اور دو سیاہ سانپ پیچھے ہٹ رہے ہیں اور خیر کو بڑھتی ہوئی اور شر کو زائل ہوتی دیکھ رہا ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کونسا اچھا عمل کیا ہے؟ عرض کیا میں لوگوں کو پانی پلایا کرتا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ کونسا صدقہ افضل ہے تو آپ نے فرمایا پانی پلانا افضل صدقہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۲۲۱۳ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوبَ وَكَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ اَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ عَيْنًا مَعِيْنًا وَاَقْبَلَ جُرْهُمُ فَقَالُوْا اَتَاْذَنِيْنَ اَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ قَالَتْ نَعَمْ وَلَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوْا نَعَمْ۔

۲۲۱۳ ـــــ ترجمہ: سعید بن جبیر نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ "حضرت" اسماعیل" علیہ السلام" کی والدہ ماجدہ پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو چھوڑ دیتیں یا فرمایا اگر پانی مشکیزہ میں نہ بھرتیں تو وہ جاری چشمہ ہوتا۔ جرہم قبیلہ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم کو یہاں اترنے کی اجازت دیتی ہو؟ فرمایا ہاں اجازت ہے لیکن پانی میں تمہارا کوئی حق نہیں ہوگا انھوں نے کہا بہت اچھا!

۲۲۱۳ ـــــ شرح: اگر یہ سوال ہو کہ "نَعَمْ" ماقبل کی تقریر کے لئے ہوتا ہے اور یہاں پہلے نفی مذکور ہے لہٰذا یہ "بَلٰی" کا مقام تھا۔ اس کا جواب یہ ہے اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ "بَلٰی" صرف نفی کے بعد آتا ہے اور "نَعَمْ" نفی اور ایجاب دونوں کے بعد آتا رہتا ہے لہٰذا یہ جواب دینے کی ضرورت نہیں کہ عرف میں "لفظ نَعَمْ" لفظ "بَلٰی" کی جگہ استعمال ہوتا رہتا ہے"

اُمِّ اِسْمَاعِیْل" حضرت ہاجرہ علیہا السلام ہیں۔ جب شام میں قحط پڑا تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام مصر کے عازم سفر ہوئے جبکہ حضرت سارہ اور لوط علیہ السلام دونوں آپ کے رفیق سفر تھے۔ اس وقت مصر میں سب سے پہلا فرعون سنان بن علوان بن عبید بن عُوَیج بن عملاق لاود بن سام بن نوح تھا اس نے حضرت سارہ کو ہاجرہ بطور خادمہ ہبہ کی جبکہ ان کے ساتھ مراودت میں ناکام ہوا تھا۔ یہ مشہور واقعہ ہے جو اہل سیر نے ذکر کیا ہے۔ ضحاک نے ذکر کیا کہ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام مصر کے بادشاہ کی لڑکی تھی جو "منف" میں رہتا تھا۔ دوسرے بادشاہ نے اس پر غلبہ حاصل کر کے اس کو قتل کر دیا اور اس کی بیٹی کو قید کر لیا اور غلام بنا لیا اور سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا انھوں نے اسے سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہبہ کر دیا اور ان کے بطن شریف سے سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے ابراہیم علیہ السلام دونوں کو لے کر مکہ چھوڑ آئے جہاں اس وقت صرف کیکر کے درخت اور جھاڑیاں تھیں۔ آپ نے ان کو ایک پتھر کے پاس بٹھا دیا۔ جب سیدہ ہاجرہ کے مشکیزہ میں پانی ختم ہو گیا اور دونوں پر پیاس نے غلبہ کیا تو سیدنا جبرائیل علیہ السلام آئے اور ان دونوں کو آب زمزم کے پاس لے آئے اور ایڑی مار کر پانی کا چشمہ جاری کر دیا جب پانی بہنے لگا تو سیدہ ہاجرہ نے اس کو مشکیزہ میں بھرنا شروع کر دیا اور پانی جوش سے بہہ رہا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسماعیل "علیہ السلام" کی ماں پر رحم کرے اگر وہ پانی مشکیزہ

marfat.com

Marfat.com

۲۲۱۴ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی سِلْعَتِهٖ لَقَدْ اُعْطِیَ بِهَا اَکْثَرَ مِمَّا اُعْطِیَ وَهُوَ کَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ کَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِیَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ الْیَوْمَ اَمْنَعُکَ فَضْلِیْ کَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَاءٍ لَمْ تَعْمَلْ یَدَاکَ قَالَ عَلِیٌّ ثَنَا سُفْیٰنُ غَیْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ اَبَا صَالِحٍ یُبَلِّغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

مشکیزہ میں نہ بھرتیں تو وہ جاری چشمہ ہوتا جو مکہ کے باغات سیراب کرتا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
۲۲۱۴ ـــــ نے فرمایا تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ قیامت میں کلام نہیں کریگا
اور نہ ہی ان کو نظر کرم سے دیکھے گا۔ ایک وہ شخص جس نے سامان بیچتے وقت قسم کھائی کہ اس کی قیمت اس سے زیادہ مل رہی تھی حالانکہ وہ اس بات میں جھوٹا تھا۔ دوسرا وہ شخص جس نے عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس سے مسلمان مرد کا مال روک لے تیسرا وہ شخص جو زائد پانی سے لوگوں کو روکے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج کے دن میں تجھ سے اپنا فضل روک لیتا ہوں جیسے تو نے زائد شئی روک رکھی تھی جو تیرے ہاتھ کی کمائی نہ تھی علی نے کہا ہم سے سفیان نے کئی مرتبہ عمر سے بیان کیا کہ انھوں نے ابوصالح سے سنا وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے۔

شرح : ایک اور حدیث میں تیسرا شخص امام کی بیعت کرنے والا ہے
۲۲۱۴ ـــــ یعنی دنیاوی مفاد کے لئے امام کی بیعت کرتا ہے اگر اس کو
مفاد حاصل ہو تو بیعت پر ثابت رہتا ہے ورنہ بیعت توڑ دیتا ہے اور اس کے ساتھ دو اور شخص مذکور ہیں۔ لیکن ان دونوں حدیثوں میں منافات نہیں کیونکہ نہ تو ان تین میں حصر ہے اور نہ ہی ان تین میں حصر ہے۔ اور عصر کے وقت کی تخصیص اس لئے ہے کہ اس وقت گناہ کرنا زیادہ برا ہے اگرچہ جھوٹی قسم ہر وقت حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کی شان عظیم بنائی ہے اس وقت فرشتے جمع ہوتے ہیں اور وہ اعمال کی مہر ہے اس لئے اس وقت میں گناہ کی عقوبت سخت کی ہے تاکہ لوگ گناہ پر جرأت نہ کریں۔ کیونکہ جو کوئی اس وقت گناہ پر جرأت کرے وہ دوسرے اوقات میں گناہوں کا عادی ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا حِمَى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ

٢٢١٥ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الصَّعْبَ ابْنَ جَثَّامَةَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِمَى إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَقَالَ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَى النَّقِيعَ وَأَنَّ عُمَرَ حَمَى الشَّرَفَ وَالرَّبَذَةَ۔

باب چراگاہ مقرر لینے کا حق صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے

٢٢١٥ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صعب بن جثامہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چراگاہ مقرر کرنے کا حق صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔ انھوں نے کہا ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیع کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سرف اور ربذہ کو چراگاہ مقرر کیا۔

٢٢١٥ ـــ شرح : حمیٰ کا لغوی معنیٰ منع ہے اور اصطلاحی معنیٰ یہ ہے کہ بادشاہ خشک و ویران زمین کو معین مویشیوں کے لئے مقرر کرلے اور دوسرے لوگوں کو وہاں مویشی چرانے سے منع کردے۔ ابن تین نے کہا اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ چراگاہ وہی مقرر کی جاتی ہے جس کی اللہ اور اس کا رسول اجازت دیں اس کا مقصد جاہلیت کے طریقہ کو باطل کرنا ہے کیونکہ جاہلیت میں رئیس لوگ سرسبز زمین میں جاتے اور کتوں کو بھونکاتے جہاں تک ان کی آواز جاتی ہر طرف سے اتنی زمین روک لیتے اور اس کے اردگرد لوگوں کو مویشی چرانے سے منع کرتے تھے۔ اس طریقہ کو باطل کرنے کے لئے فرمایا کہ چراگاہ مقرر کرنے کا حق صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے پھر آپ کے بعد آنے والے خلفاء کو یہ حق حاصل ہے جبکہ وہ مسلمانوں کی مصلحت کے لئے اس کی ضرورت محسوس کریں چنانچہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے اس کی ضرورت محسوس کی۔ اور کسی شخص کو ان پر اعتراض کرنے کا حق نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء کی اقتداء اور ان سے ہدایت حاصل کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ لیکن بادشاہ صرف اس زمین کو چراگاہ مقرر کرسکتا ہے جو کسی کی مملوک نہ ہو جیسے وادیاں، پہاڑیاں اور بنجر اراضی وغیرہ اگرچہ مسلمان ان سے منافع حاصل کرتے ہوں لیکن وہ ان کے مالک نہیں ہوتے اور بادشاہ کی حمایت میں ان کو زیادہ منافع حاصل ہوسکتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ شُرْبِ النَّاسِ وَالدَّوَابِ مِنَ الْأَنْهَارِ

٢٢١٦ ـــ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِيْ لَهُ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ اَنَّهُ انْقَطَعَ طِيَلُهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَسْقِيَ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ فَهِيَ لِذٰلِكَ اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَّرِيَاءً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا اَنْزَلَ عَلَيَّ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ

باب ـــ لوگوں اور جانوروں کا نہروں سے پانی پینا

٢٢١٦ ـــ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک گھوڑا کسی شخص کے لئے ثواب کا ذریعہ ہے اور کسی کے لئے بچاؤ کا سبب ہے اور کسی کے لئے گناہ کا باعث ہے ثواب کا ذریعہ اس شخص کے لئے ہے جس نے اس کو اللہ کی راہ میں باندھا اور اس کی رسی چراگاہ یا باغ میں لمبی کردی جس قدر وہ چراگاہ یا باغ میں چارہ کھائے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر اس کی رسی ٹوٹ جائے اور وہ ایک یا دو بلندیاں دوڑ جائے تو اس کے قدموں کے آثار اور اس کی لید اس شخص کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ نہر کے پاس سے گزرے اور اس سے پانی پیئے حالانکہ اس کا پانی پینے کا ارادہ نہ تھا یہ اس کی نیکیاں ہوں گی پس یہ گھوڑا اس کے ثواب کا ذریعہ ہے۔ اور جس شخص نے اس کو مالداری کی وجہ سے اور لوگوں سے سوال سے بچاؤ کے لئے باندھا پھر اس کی گردن اور پیٹھ کے متعلق اللہ کا حق نہ بھولا وہ اس کے لئے بچاؤ کی صورت

marfat.com
Marfat.com

۲۲۱۷ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اِعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَآءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَاِلَّا فَشَانُكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْاِبِلِ قَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَاْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا۔

ہوگا اور جس نے فخر اور ریاء کے طور پر اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھا وہ اس کے لئے گناہ کا باعث ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق مجھ پر کوئی آیت نہیں اتری سوا اس جامع متناہی آیت کے فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ الخ۔

۲۲۱۶ ـــــ شرح : مَرْج ،، چراگاہ ہے جس میں مویشی چرتے ہیں ،، طِيَل ،، لمبی رسی ،، شَرَفٌ ،، بلندی ،، تَغَنِّيًا ،، لوگوں سے مستغنی ہونا ،، تَعَفُّفًا ،، سوال سے بچنا ،، اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ جاری نہروں کا پانی کسی ایک شخص کے لئے مختص نہیں سب علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی سے اجازت حاصل کئے بغیر ہر ایک ان سے پانی پی سکتا ہے۔ کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں اور جانوروں کے لئے پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی حقیقی مالک نہیں۔ اگر کوئی ان میں سے پانی برتن میں بھرے تو وہ اس کی مملوک ہوگا۔ وہ اس پانی میں جو چاہے بیع، ہبہ اور صدقہ وغیرہ کر سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا پانی کو پانی کے عوض ادھار اور متفاضل بیچنا جائز ہے۔ البتہ محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پانی کو پانی کے عوض بیچنے میں تفاضل اور اُدھار جائز نہیں کیونکہ پانی کیلی یا وزنی ہے چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُد پانی سے وضوء اور ایک صاع پانی سے غسل فرما لیتے تھے لہٰذا اُدھار اور تفاضل میں ربا کی علت پائی جاتی ہے جو کیل اور وزن ہے چونکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ربا کی "طعم" ہے اور پانی میں طعم پایا جاتا ہے لہٰذا پانی کو پانی کے عوض بیچنے میں اُدھار اور تفاضل جائز نہیں۔ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اگر جاری نہروں کا پانی کسی کے لئے مختص ہوتا تو ان سے پانی پینے کے لئے اجازت حاصل کرنی پڑتی لیکن سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کسی کی ملکیت ظاہر نہیں کیا معلوم ہوا کہ ان کا پانی کسی کے لئے مختص نہیں ہے ـــــ قَوْلُهٗ لَمْ يُرِدْ اَنْ يَّسْقِيَهَا ،، یعنی جب وہ گھوڑے کو پانی پلانے کا ارادہ نہ کرے لیکن وہ پانی پی لے تو اس کو ثواب ملے گا تو جب وہ پانی پلانے کا ارادہ کرے تو اس کو بہت ثواب ملے گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ تمام

marfat.com

Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الْحَطَبِ وَالْكَلَاءِ

۲۲۱۸ ـــــ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

خیرات کو شامل ہے اور جو شخص ان کے ساتھ اخلاص کرے یا بدسلوکی کرے گا وہ اس کی جزاء آخرت میں دیکھ لے گا۔ اس آیت کو "فاذہ" اس لئے کہا ہے کہ یہ تنہا ہے اس کے انواع کی تفصیل بیان نہیں کی گئی گویا کہ لوگوں کا سوال یہ تھا کہ گدھے کے لئے بھی گھوڑے کا سا حکم ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا اگر ان سے خیر مطلوب ہو تو اس کی جزاء دیکھ ہی لے گا اور اس کو قیامت میں ثواب ملے گا ورنہ اس کا برعکس دیکھے گا۔ بعض علماء نے کہا کہ اس آیت کریمہ کو "فاذہ" اس لئے کہا ہے کہ اس کے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں کیونکہ یہ تمام خیرات اور شرور کے احکام پر مشتمل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۲۱۷ ـــــ ترجمہ: زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے لقطہ (گری پڑی شئی) کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کی تھیلی اور اس کے سربند کو پہچان لو پھر ایک سال تک اس کو مشتہر کرو اگر اس کا مالک آجائے تو فبہا ورنہ جو چاہو کرو اس نے کہا اگر کھوئی ہوئی بکری ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیری یا تیرے بھائی یا بھیڑیئے کی ہے اس نے کہا کھویا ہوا اونٹ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے اس سے کیا تعلق! اس کے ساتھ اس کی مشک اور اس کی جوتی ہے وہ پانی پر پہنچ جائے گا اور درخت سے کھالے گا حتیٰ کہ اس کا مالک اس کو پالے گا۔

۲۲۱۷ ـــــ شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کو پکڑنے سے منع فرمایا کیونکہ اس کو بھوک پیاس کا ڈر نہیں وہ خود بخود پانی پر چلا جاتا ہے اور پی لیتا ہے کوئی بھی اس کو روکتا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پانی اپنی مخلوق انسانوں اور جانوروں کے لئے پیدا کیا ہے اللہ کے سوا کوئی بھی اس کا حقیقی مالک نہیں ہے۔ اس طرح حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ حدیث ۹۰ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب لکڑی اور گھاس بیچنا

۲۲۱۸ ـــــ ترجمہ: زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی رسیاں لے کر لکڑیوں کا گٹھا

marfat.com
Marfat.com

الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلًا فَيَأْخُذَ حُزْمَةً مِنْ حَطَبٍ فَيَبِيعَ فَيَكُفَّ اللّٰهُ بِهِ عَنْ وَجْهِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أُعْطِيَ أَوْ مُنِعَ ۔ ٢٢١٩ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ ۔

٢٢٢٠ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ أَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ وَأَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا أُخْرَى فَأَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَيْهِمَا إِذْخِرًا لِأَبِيعَهُ وَمَعِي صَائِغٌ مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَأَسْتَعِينَ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذٰلِكَ الْبَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةٌ فَقَالَتْ أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَمِنَ السَّنَامِ قَالَ قَدْ جَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ

بنائے اور اس کو فروخت کرے اور اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کی عزت بچائے اس سے اچھا ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے اس کو کچھ دیا جائے یا نہ دیا جائے !

٢٢١٩ — ترجمہ : ابو عُبَید مولی عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھہ لائے اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے وہ اس کو دے یا نہ دے

٢٢١٨ ، ٢٢١٩ — شرح : اس باب میں لکڑیوں اور گھاس فروخت کرنے کا حکم بیان کیا ہے۔ "کلأ" خشک یا تر گھاس ہے۔ ان دونوں حدیثوں

marfat.com
Marfat.com

عَلِيٌّ فَنَظَرْتُ إِلَى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِي فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ وَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِآبَائِي فَرَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَهْقِرُ حَتَّى خَرَجَ عَنْهُمْ وَذَلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ

کو پانی پینے کی احادیث میں اس لئے ذکر کیا ہے کہ پانی، گھاس اور لکڑیوں سے نفع اٹھانے میں سب شریک ہوتے ہیں اور یہ ہر ایک کے لئے مباح ہیں ان میں کسی کی تخصیص نہیں جو بھی پہلے ان پر قبضہ کرلے وہی ان کا مالک ہوتا ہے۔ حدیث ۱۳۸۷ و ۱۳۸۸ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے!

ترجمہ : ابن جریج سے روائت ہے اُنھوں نے کہا مجھے ابن شہاب نے

۲۲۲۰

حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے عظیم باپ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ اُنھوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہوئے کہا کہ اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کے دن غنیمت میں ایک اونٹنی حاصل کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک اور اونٹنی دی۔ میں نے ایک دن دونوں کو ایک انصاری کے دروازے پر بٹھایا حالانکہ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں ان پر گھاس لاکر فروخت کروں گا جبکہ میرے ساتھ بنی قینقاع کا ایک زرگر تھا اور اس کے ساتھ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں مدد حاصل کروں گا۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اس گھر میں شراب پی رہے تھے جبکہ انکے ساتھ ایک گانے والی لونڈی تھی۔ اُس نے کہا : خبردار اے حمزہ موٹی موٹی اونٹنیاں لے لو۔ حمزہ رضی اللہ عنہ تلوار لے کر ان کی طرف جھپٹ پڑے۔ اور ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور کولہے کاٹ دیئے پھر ان کی کلیجیاں نکال ڈالیں۔ میں نے ابن شہاب سے کہا کوہان سے، اُنھوں نے کہا ان کے کوہان کاٹ کرلے گئے۔ ابن شہاب نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ایسا منظر دیکھا جس نے مجھے گھبراہٹ میں ڈال دیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ کے پاس زید بن حارثہ تھے میں نے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ چلے اور آپ کے ساتھ زید بھی چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا۔ آپ حمزہ رضی اللہ عنہ، کے پاس پہنچے اور ان پر سخت غصہ فرمایا حمزہ "رضی اللہ عنہ" نے اپنی نگاہ اُوپر اُٹھائی اور کہا تم تو میرے باپ دادوں کے غلام ہو یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الٹے پاؤں لوٹ آئے حتی کہ ان کے پاس باہر تشریف لے گئے یہ واقعہ شراب حرام ہونے سے پہلے کا ہے۔

۲۲۲۰

مشرح : شُرُف شارف کی جمع ہے نَوَاءٍ ناوِيَةٌ کی جمع ہے یعنی فربہ اونٹنیاں۔ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے گھبراہٹ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْقَطَائِعِ ٢٢٢١ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطِعَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ حَتَّى تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِثْلَ الَّذِي تُقْطِعُ لَنَا قَالَ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي۔

اس لئے ہوئی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں متعلقہ اسباب فوت ہو جانے کے باعث تاخیر ہو جائے گی اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے "ھَلْ اَنْتُمْ الَّا عَبِیْدٌ لِاٰبَائِیْ" سے فخر کا اظہار کیا کہ وہ عبدالمطلب کے زیادہ قریب ہیں کیونکہ پوتے کی نسبت بیٹا دادا کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ یہ واقعہ تحریم خمر سے پہلے کا ہے۔ اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر حمزہ کو ان کے کلام میں معذور سمجھا اور کچھ مواخذہ نہ کیا علامہ تیمی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاہد کو غنیمت کے مال سے دو طرح حصہ مل سکتا ہے ایک بطور خمس اور دوسرا باقی چار خمسوں سے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حزن و ملال کے سبب رونا معیوب نہیں اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ شرافت میں عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اعلیٰ مقام پر فائز تھے گویا کہ ان کے غائت احترام کے باعث ان کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ابوطالب ان کے غلام ہیں کیونکہ دادا مولی کی حیثیت رکھتا ہے اور بیہوش جب کسی پر افترا باندھے تو اس پر کوئی تعزیر نہیں حتی کہ اس کی طلاق بھی واقع نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ جاگیریں دینا

ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ

۲۲۲۱ ـــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ بحرین سے لوگوں کو جاگیریں دیں تو انصار نے کہا ہم جاگیریں نہیں لیں گے حتی کہ ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بھی جاگیریں دیں جیسے ہمیں جاگیریں دی ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے بعد عنقریب دیکھو گے کہ لوگوں کو تم پر ترجیح دے جائے گی تو تم صبر کرو حتی کہ میرے ساتھ ملاقات کرو۔

شرح : قطاع جاگیریں ہیں جو بادشاہ خاص لوگوں کو مکان وغیرہ اور غیر آباد زمینیں

۲۲۲۱ ـــ دیا کرتے ہیں۔ جنہیں وہ آباد کر لیتے ہیں اور وہ اس کے مالک قرار پاتے ہیں اور ان کو مالکوں کی طرح اُن میں تصرف کا اختیار ہوتا ہے اور وہ بطور ملکیت اس سے انتفاع کر سکتے ہیں اس میں درخت ان کی ملکیت ہوتے ہیں چشموں کے پانی اور معدنیات ظاہرہ جیسے نمک انارکول اور تیل وغیرہ کو بطور جاگیر دینا جائز نہیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كِتَابَةِ الْقَطَائِعِ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ اَنَسٍ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ لِيُقْطِعَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ فَعَلْتَ فَاكْتُبْ لِاِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اِثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ۔

بَابُ حَلْبِ الْاِبِلِ عَلَى الْمَاءِ

۲۲۲۲ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ حَقِّ الْاِبِلِ اَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ۔

کیونکہ پانی وغیرہ میں سب لوگ شریک ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان پر واحد شخص قابض نہیں ہو سکتا اور وہ معدنیات جو مشقت سے حاصل کی جاتی ہیں وہ بھی کسی کی حتمی ملکیت نہیں بن سکتے ہیں البتہ اپنی محنت سے کام کر کے جو حاصل کرے وہ اس کا مالک ہوگا جب کام کرنا چھوڑ دیا تو وہ اپنے اصلی حال پر باقی رہے گی۔ بادشاہ کو حق حاصل ہے کہ وہ کسی کو بطور انعام دیدے۔ اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفدِ علم شریف پر دلالت ہے جبکہ آپ نے فرمایا اے انصار! تم میرے بعد دیکھو گے کہ دوسرے لوگوں کو تم پر ترجیح دی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب — جاگیریں لکھنا

اور لیث نے یحییٰ بن سعید سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تاکہ ان کو بحرین میں جاگیریں لکھ دیں تو انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ نے ایسا کرنا ہے تو ہمارے قریش بھائیوں کے لئے بھی اس قدر لکھ دیں اور آپ کے پاس اس قدر زمین نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب میرے بعد دوسروں کو تم پر ترجیح دیکھو گے تم صبر کرو حتیٰ کہ مجھ سے ملو۔

مشرح: یعنی قیامت میں مجھے حوضِ کوثر کے پاس دیکھو گے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت انصار

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الرَّجُلِ يَكُوْنُ لَهُ مَمَرٌّ اَوْ شِرْبٌ فِيْ حَائِطٍ اَوْ فِيْ نَخْلٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ وَلِلْبَائِعِ الْمَمَرُّ وَالسَّقْيُ حَتّٰى يُرْفَعَ وَكَذٰلِكَ رَبُّ الْعَرِيَّةِ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا اللَّيْثُ ثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ

میں نہیں ہوگی! سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا تھوڑے عرصہ بعد تم دیکھو گے کہ لوگ اپنے آپ کو تم پر ترجیح دیں گے اور تم کو پورے عطیہ سے محروم کیا جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا جبکہ بحرین کو فتح کیا اور اس کی زمین تقسیم نہ کی اور وہ انصار کو بطور جاگیریں دینے کا ارادہ کیا تھا۔

باب ــــ پانی کے پاس اونٹنیوں کو دوہنا

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کا حق یہ ہے کہ اُن کو پانی کے پاس دوہا جائے۔

۲۲۲۲ــــ

شرح : یعنی جب اونٹوں کو پانی پلانے کے لئے تالابوں یا نہروں کے پاس لے جائیں تو وہاں ان کو دوہا جائے تاکہ فقراء اور مساکین جو وہاں رہتے ہوں اُن کا دُودھ پئیں۔ حدیث میں "حق" سے مراد یہی ہے جو عربوں میں متعارف ہے کہ وہ اونٹوں کو پانی پلاتے وقت دوہتے ہیں اور فقراء و مساکین پر دودھ صدقہ کرتے ہیں۔ جبکہ فقراء اور مساکین ان کے انتظار میں رہتے ہیں تاکہ ان کا دودھ پئیں یہ پانی پر دوہنے کا حق ہے۔ لازم اور فرض نہیں واللہ ورسولہ اعلم

باب ــــ کسی شخص کا باغ میں گزرنے کا حق یا کھجور کے درختوں کے لئے پانی کی باری،،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کھجور کا درخت پیوند لگانے کے بعد فروخت کیا تو اس کا پھل بائع کا ہے اور اس کے لئے باغ میں گزرنے اور کھجور کے درختوں کو پانی پلانے کا حق ہے حتیٰ کہ وہ پھل اُٹھالے صاحب عریہ کا بھی یہی حال ہے۔ عبداللہ بن یوسف، لیث، ابن شہاب، سالم بن عبداللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا

marfat.com
Marfat.com

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلَّذِيْ بَاعَ اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِيْ بَاعَهُ اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَعَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ فِي الْعَبْدِ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُبَاعَ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا۔ ۲۲۲۳

میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی کھجور کا درخت پیوند لگانے کے بعد خریدے تو اس کا پھل بائع کا ہے لیکن جب خریدار اس کی شرط لگالے اور جس نے غلام خریدا حالانکہ غلام کے پاس مال ہے تو اس کا مال بائع کا ہے۔ لیکن جب خریدار شرط کرلے اور امام مالک نے بذریعہ نافع سے انھوں نے ابن عمر سے انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جو روائت کی ہے وہ صرف غلام کے متعلق ہے۔

شرح :۔ عَرِیَّہ وہ کھجور کا درخت ہے جسے اس کا مالک مساکین کو عاریتًا دیتا ہے کہ اس سال وہ اس کا پھل کھائیں۔ لیکن فقراء کا باغ میں آنا اس کو ناگوار گزرتا ہے جبکہ اس کے بال بچے باغ میں رہتے ہوں تو وہ مساکین کو کھجور کے پھل کے عوض خشک کھجور دیتا ہے۔ تاکہ وہ باغ میں داخل نہ ہوں حدیث ۲۰۵۵ کے بعد باب العرایا کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

قولہ وَعَنْ مَالِكٍ الخ علامہ کرمانی نے کہا یہ امام بخاری کی تعلیق ہے یا حَدَّثَنَا اللیث ،، پر اس کا عطف ہے یعنی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبد کے متعلق روائت کی ہے یا عمر فاروق نے عبد کے بارے میں کہا کہ اس کا مال اس کو فروخت کرنے والے کا ہے لیکن جب خریدار اس کی شرط لگائے تو اس کا مال خریدار کا ہوگا۔

۲۲۲۳ ـــــ ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازے سے خشک کھجور کے عوض عرایا کے بیچنے کی اجازت دی۔

marfat.com
Marfat.com

٢٢٢٤ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَنِ الْمُزَابَنَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَأَنْ لَا يُبَاعَ إِلَّا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا۔ ٢٢٢٥ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى بْنِ أَبِي أَحْمَدَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ شَكَّ دَاوُدُ فِي ذٰلِكَ۔

٢٢٢٦ ـــ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ أَخْبَرَنِي (أَخْبَرَنِي) الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ بُشَيْرُ ابْنُ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ وَسَهْلَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ إِلَّا أَصْحَابَ الْعَرَايَا فَإِنَّهُ أَذِنَ لَهُمْ قَالَ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ ثَنِي بُشَيْرٌ مِثْلَهُ۔

٢٢٢٤ ـــ ترجمہ : ابن جُریج نے عطاء سے روایت کی کہ اُنھوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مُحاقلہ، مُحاقلہ اور بیع مُزابنہ سے منع فرمایا اور درختوں پر پھلوں کی بیع سے منع فرمایا حتیٰ کہ وہ کھانے کے قابل ہو جائیں اور یہ کہ درختوں پر لگا ہُوا پھل صرف دینار و درہم سے ہی بیچا جائے لیکن بیع عرایا (کی اجازت ہے)

٢٢٢٥ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازے سے خشک کھجور کے عوض پانچ وسق کے کم یا پانچ وسق میں" اس میں داؤد نے شک کیا"، بیع عرایا کی اجازت دی!

٢٢٢٦ ـــ ترجمہ : ابو اُسامہ نے کہا مجھے ولید بن کثیر نے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے بُشیر بن یسار جو بنی حارثہ کے آزاد کردہ غلام ہیں نے خبر دی کہ رافع بن خدیج اور سہل بن ابی حَثمہ نے اُن سے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے اور درخت پر لگے ہُوئے پھل کی خشک کھجور کے عوض بیع سے منع فرمایا لیکن اصحاب عرایا کو اجازت دی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اور ابن اسحاق نے کہا مجھ سے بُشیر نے اسی طرح بیان کیا۔

(ان احادیث کی شرح کے لئے حدیث ٢٠٤٨ اور ٢٠٥٥ کی شرح کا مطالعہ کریں!)

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاِسْتِقْرَاضِ

كِتَابٌ فِي الْاِسْتِقْرَاضِ وَاَدَاءِ الدُّيُوْنِ وَالْحَجْرِ وَالتَّفْلِيْسِ۔

بَابُ مَنِ اشْتَرٰى بِالدَّيْنِ وَلَيْسَ عِنْدَهٗ ثَمَنُهٗ اَوْلَيْسَ بِحَضْرَتِهٖ۔

٢٢٢٧ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ اَتَبِيْعُنِيْهِ قُلْتُ نَعَمْ فَبِعْتُهٗ اِيَّاهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ اِلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَاَعْطَانِيْ ثَمَنَهٗ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

كِتَابُ الْاِسْتِقْرَاضِ

باب ـــــ قرض لینے اور قرض ادا کرنے اور تصرف روکنے اور افلاس کا حکم کرنے کا بیان"

باب ـــــ جو شخص قرض کوئی چیز خریدے حالانکہ اس کے پاس قیمت نہیں یا اس وقت موجود نہیں"

٢٢٢٧ ـــــ ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا تھا آپ نے فرمایا اے جابر اپنا اونٹ

marfat.com

Marfat.com

٢٢٢٨ ـــ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ ثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ ـــ

بَابُ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَوْ إِتْلَافَهَا۔

٢٢٢٩ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ ـــ

کیسا خیال کرتے ہو کیا یہ میرے ہاتھ بیچتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پس میں نے آپ کے ہاتھ اونٹ بیچ دیا جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں صبح کے وقت اونٹ لے کر آپ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے اس کی قیمت ادا کر دی!

٢٢٢٧ ـــ شرح: حجر کا لغوی معنی منع ہے اور شرعاً تصرف کرنے سے منع کرنا ہے۔ تفلیس کا معنی یہ ہے کہ حاکم کسی کے متعلق یہ فیصلہ کر دے کہ اس کے پاس کوئی درہم و دینار نہیں ہے۔ اس کو مفلس اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دراہم و دینانیر کے نہ ہونے کی وجہ سے فلوس والا ہو گیا ہے۔ مذکور حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا اور آپ کے پاس قیمت موجود نہ تھی اور مدینہ منورہ میں پہنچ کر آپ نے قیمت ادا فرمائی اس حدیث کے متعلق تفصیل حدیث ۱۹۶۹ کی شرح میں دیکھیں۔

٢٢٢٨ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اُدھار طعام خرید فرمایا اور اس کے پاس لوہے کی زرہ گروی رکھ دی (حدیث ۱۹۴۰، ۱۹۴۱ کی شرح دیکھیں)

باب ـــ جس نے لوگوں کے مال ان کو ادا کرنے یا ضائع کرنے کی نیت سے لئے

٢٢٢٩ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ [illegible] کرنے کی نیت سے لوگوں کے مال لے اس نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ أَدَاءِ الدُّيُوْنِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔

کہ وہ ان کے ادا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دیتا ہے اور جو ان کو ضائع کرنے کی غرض سے لے تو اللہ تعالیٰ اس کو تباہ کر دیتا ہے۔

شرح : یعنی جو کوئی لوگوں کے مال بطور قرض لے یا کسی اور مقصد کے لئے لے حالانکہ اس کی نیت یہ ہے کہ ضرورت پوری ہونے کے بعد ۲۲۲۹ ——

مال واپس کر دے گا تو اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ ادا کر دیتا ہے۔ اور اگر اس کی نیت یہ ہو کہ مال واپس نہیں کرے گا اور اس کا مقصد صرف مال لینا ہے اس کا ادا کرنا اس کے مقاصد میں شامل نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو تباہ و برباد کرتا ہے یعنی اس کے ہاتھ سے مال نکال دیتا ہے اور وہ اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتا اور اس پر قرض باقی رہتا ہے جس کے عوض قیامت میں عذاب میں مبتلا ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ثواب کبھی نیکی کی جنس سے ہوتا ہے اور عذاب گناہ کی جنس سے ہوتا ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے ادا کی جگہ اللہ کا ادا کرنا اور اس کے اتلاف کی جگہ اللہ کا اتلاف کرنا فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ لوگوں کو معاملات حسنِ نیت سے کرنا چاہیے کیونکہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔

باب —— قرضوں کا ادا کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں ان کے مالکوں کے سپرد کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کا فیصلہ کرو اللہ تم کو اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

شرح : اس آیت کریمہ کے نزول میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ اکثر مفسرین نے کہا کہ یہ آیت کریمہ عثمان بن طلحہ حَجَبِیْ عَبْدَرِیْ کعبہ کے خادم کے متعلق نازل ہوئی جبکہ فتح مکہ میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے کعبہ کی کنجی جبراً چھین لی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت عام ہے اور تمام امانات کو شامل ہے جو انسان پر واجب ہیں وہ حقوق اللہ ہوں جیسے نماز، زکوٰۃ، کفارہ، نذر اور روزے وغیرہ یا حقوق العباد ہوں جیسے ودیعت وغیرہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے جو دنیا میں ادا نہ کرے گا قیامت میں اسے ادا کرنا ہوگا۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقوق کو ان کے حقوق ادا کئے جائیں گے حتیٰ کہ سینگوں

Marfat.com

٢٢٣٠ ـــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا اَبُوْشِهَابٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَبْصَرَنِيْ اُحُدًا قَالَ مَا اُحِبُّ اَنَّهٗ يُحَوَّلُ لِيْ ذَهَبًا يَمْكُثُ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا دِيْنَارًا اُرْصِدُهٗ لِدَيْنٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَاَشَارَ اَبُوْشِهَابٍ بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِيْلٌ مَا هُمْ وَقَالَ مَكَانَكَ وَتَقَدَّمَ غَيْرَ بَعِيْدٍ وَسَمِعْتُ صَوْتًا فَاَرَدْتُ اَنْ اٰتِيَهٗ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَهٗ مَكَانَكَ حَتّٰى اٰتِيَكَ فَلَمَّا جَاءَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَّذِيْ سَمِعْتُ اَوْ قَالَ الصَّوْتُ الَّذِيْ سَمِعْتُ قَالَ وَهَلْ سَمِعْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَمَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا قَالَ نَعَمْ

والی بکری سے قصاص لیا جائے گا جس نے دنیا میں اس بکری کو مارا ہوگا کہ جس کے سینگ نہ تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرض کو امانت میں اس لئے داخل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے امانت ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اس کے فاعل کی مدح وثناء کی ہے۔ حالانکہ اس کا ذمہ سے تعلق نہیں تو جو انسان کے ذمہ ضروری ہے (قرض) اس کا ادا کرنا بطریق اولیٰ ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا جب آپ نے اُحد کو دیکھا تو فرمایا مجھے یہ پسند نہیں کہ یہ پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے اور میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی تین دن سے زیادہ رہے۔ سوائے اس دینار کے کہ اس کو میں قرض ادا کرنے کے لئے رکھ لوں۔ پھر فرمایا زیادہ مالدار لوگوں کو کم ثواب ملے گا۔ مگر وہ لوگ جو اس طرح اور اس طرح کریں اور اس طرح کریں ان کو بہت ثواب ملے گا، اور ابوشہاب نے آگے اور دائیں بائیں اشارہ کیا حالانکہ ایسے لوگ کم ہیں اور فرمایا اسی جگہ ٹھہرے رہو اور آپ تھوڑا سا آگے تشریف لے گئے اور میں نے ایک آواز سنی تو میں نے وہاں جانے کا خیال کیا پھر مجھے آپ کا ارشاد یاد پڑ گیا کہ اسی جگہ ٹھہرے رہو حتی کہ میں تمہارے پاس آؤں جب آپ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو میں نے سنا یا کہا جو آواز میں نے سنی تھی وہ کیا شئی تھی؟ آپ نے فرمایا کیا تو نے سنا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا جو کوئی آپ کی اُمت میں سے فوت ہو جائے جبکہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا میں نے کہا اگرچہ ایسا ایسا کام کرے؟ جبرائیل نے کہا جی ہاں۔

marfat.com

Marfat.com

۲۲۳۱ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا يَسُرُّنِیْ اَنْ لَّا يَمُرَّ عَلَیَّ ثَلٰثٌ وَعِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ اِلَّا شَیْءٌ اَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ رَوَاهُ صَالِحٌ وَّعُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ ۔

بَابُ اسْتِقْرَاضِ الْاِبِلِ

۲۲۳۲ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ اَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۲۳۱ ـــ فرمایا اگر میرے لئے اُحد پہاڑ سونے کا ہو تو مجھے یہ پسند نہیں کہ تین دن گزریں اور میرے پاس اس میں سے کچھ ہو سوائے اس کے کہ اس کو میں قرض ادا کرنے کے لئے رکھوں اس کی صالح اور عُقیل نے زہری سے روائت کی !

شرح : اس حدیث میں قرض ادا کرنے کی اہمیت بیان کی گئی ہے

۲۲۳۰ ، ۲۲۳۱ ـــ کہ قرض کا حکم بہت سخت ہے اور مقروض شخص جب قرض ادا کرنے کی نیت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ حتی الوسع قرضہ ادا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور نیک کاموں پر مال خرچ کرنا چاہیئے اور جب تک ممکن ہو قرض سے بچنا چاہیئے کیونکہ مقروض جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بول دیتا ہے جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض سے پناہ چاہی ہے۔ نیز جب قرضہ ادا کرنے پر قدرت ہو تو تاخیر نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ اس طرح امانت میں خیانت ہوتی ہے اور خیانت پر سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جہاد سے سب گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے مگر قرض اور امانت معاف نہیں ہوتے۔ جب کسی کے پاس امانت ہو اور وہ اس میں خیانت کرے تو قیامت میں اسے کہا جائے گا امانت ادا کر! وہ کہے گا کہاں سے امانت ادا کروں ؟ حالانکہ دُنیا تو ختم ہو چکی ہے تو اس کو کہا جائے گا ہم تجھے دُنیا دکھاتے ہیں اور وہ اسے جہنم کے نیچے نظر آئے گی تو اسے کہا جائے گا نیچے اُتر کر نکالو وہ اُترے گا اور اسے اپنی گردن پر اُٹھائے گا وہ اس کے کندھے سے گر پڑے گی پھر وہ بھی اس کے پیچھے گر پڑے گا اور دوزخ میں پڑا رہے گا (عینی) اس حدیث سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ... اونٹ قرض لینا

marfat.com
Marfat.com

سَمِعْتُ اَبَاسَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا تَقَاضٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَغْلَظَ لَهٗ فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَاشْتَرَوْا لَهٗ بَعِيْرًا فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ قَالُوْا لَا نَجِدُ اِلَّا اَفْضَلَ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ اشْتَرُوْهُ فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔

بَابُ حُسْنِ التَّقَاضِيْ۔

۲۲۳۳ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَاتَ رَجُلٌ فَقِيْلَ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ قَالَ كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ فَاَتَجَوَّزُ عَنِ الْمُوْسِرِ وَاُخَفِّفُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَغُفِرَ لَهٗ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۲۲۳۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض کا مطالبہ کیا اور بڑی سختی کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو صاحب حق کو بات کرنے کا حق ہے اور اونٹ خرید کر اسے دے دو انھوں نے عرض کیا اس سے زیادہ عمر کا اونٹ ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی خرید لو اور اس کو دو تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اچھے طور پر ادا کرے۔

۲۲۳۲ — شرح : اس حدیث سے حیوان قرض لینے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ امام مالک، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم حیوان قرض لینے کو جائز نہیں کہتے اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ رباوا کی آیت سے منسوخ ہے۔ حدیث ۲۱۵۹ کی شرح دیکھیں۔

باب — قرض طلب کرنے میں نرمی کرنا

۲۲۳۳ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص مر گیا تو اسے پوچھا گیا تو کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا میں لوگوں سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا اور مال دار پر نرمی کرتا تھا اور غریب کو

marfat.com
Marfat.com

بابُ هَلْ يُعْطِي أَكْبَرَ مِنْ سِنِّهِ۔

۲۲۳۴ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ بَعِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوهُ فَقَالُوا مَا نَجِدُ إِلَّا سِنًّا أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ قَالَ الرَّجُلُ أَوْفَيْتَنِي أَوْفَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطُوهُ فَإِنَّ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ أَحْسَنَهُمْ قَضَاءً۔

بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ۔

۲۲۳۵ــــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِنَ الْإِبِلِ فَجَاءَهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ أَعْطُوهُ فَطَلَبُوا سِنَّهُ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا فَقَالَ أَعْطُوهُ فَقَالَ أَوْفَيْتَنِي أَوْفَى اللّٰهُ لَكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔

معاف کر دیتا تھا تو اسے بخشا گیا ابو مسعود نے کہا میں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔
(حدیث ۱۹۴۹ کی شرح دیکھیں)

باب کیا قرض کے اونٹ کے عوض اس سے زیادہ عمر کا اونٹ دیا جائے؟

۲۲۳۴ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ وہ آپ سے اونٹ کا مطالبہ کرتا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اونٹ دو تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم اس کے اونٹ سے بڑی عمر کا بہتر اونٹ پاتے ہیں۔ اس شخص نے کہا آپ نے میرا پورا حق ادا کر دیا اللہ آپ کو پورا بدلہ دے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دو کیونکہ لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو اچھے طور پر ادا کرے (حدیث ۲۲۳۲ کی شرح دیکھیں)

باب ــــ اچھے طور پر قرض ادا کرنا

marfat.com
Marfat.com

۲۲۳۶ ـــــ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى ثَنَا مِسْعَرٌ ثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ اُرَاهُ قَالَ ضُحًى فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي۔

بَابُ اِذَا قَضَى دُوْنَ حَقِّهٖ اَوْ حَلَّلَهٗ فَهُوَ جَائِزٌ۔

۲۲۳۷ ـــــ عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِي ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ شَهِيْدًا وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِيْ حُقُوْقِهِمْ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهٗ اَنْ يَقْبَلُوْا ثَمَرَ حَائِطِيْ وَيُحَلِّلُوْا اَبِيْ فَاَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِيْ وَقَالَ سَنَغْدُوْا عَلَيْكَ فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ اَصْبَحَ فَطَافَ بِالنَّخْلِ وَدَعَا فِيْ ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا۔

۲۲۳۵ ـــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک شخص کا اونٹ قرض تھا وہ آیا اور آپ سے اس کا مطالبہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دے دو صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس کے اونٹ کی عمر کا اونٹ تلاش کیا اور اس کے اونٹ سے بڑی عمر کا اونٹ پایا آپ نے فرمایا اسے دے دو اس نے کہا آپ نے پورا پورا حق دیا اللہ آپ کو پورا بدلہ دے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو اچھے طور پر ادا کرے۔ (حدیث ۲۱۵۹ کی شرح دیکھیں)

۲۲۳۶ ـــــ ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا جبکہ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے مسعر نے کہا میرا خیال ہے کہ چاشت کا وقت تھا آپ نے فرمایا دو رکعتیں نفل پڑھو میرا آپ پر قرض تھا آپ نے مجھے وہ دے دیا اور زیادہ دیا (حدیث ۴۳۳ کی شرح دیکھیں)

باب ـــ جب قرض خواہ کے حق سے کم ادا کیا یا اس کو معاف کر دیا تو جائز ہے

۲۲۳۷ ـــــ ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کے والد جنگ احد میں شہید ہوئے اور ان پر قرض تھا قرضخواہوں نے اپنے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا قَاصَّ اَوْ جَازَفَهُ فِي الدَّيْنِ فَهُوَ جَائِزٌ تَمْرًا بِتَمْرٍ وَغَيْرِهٖ

۲۲۳۸ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ نَا اَنَسٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا لِرَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَاسْتَنْظَرَهٗ جَابِرٌ فَاَبٰى اَنْ يُنْظِرَهٗ فَكَلَّمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَهٗ اِلَيْهِ فَجَآءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ لِيَاْخُذَ تَمْرَ نَخْلِهٖ بِالَّذِيْ لَهٗ فَاَبٰى فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَ فَمَشٰى فِيْهَا ثُمَّ قَالَ لِجَابِرٍ جُدَّ لَهٗ فَاَوْفِ لَهُ الَّذِيْ لَهٗ فَجَدَّهٗ بَعْدَمَا رَجَعَ

حقوق میں سختی برتی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اُن سے فرمایا کہ وہ میرے باغ کا پھل قبول کرلیں اور میرے باپ کو معاف کردیں اُنھوں نے اس کا انکار کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو میرا باغ نہ دیا اور فرمایا ہم صبح تیرے پاس آئیں گے چنانچہ آپ صبح تشریف لائے تو کھجوروں کے باغ میں گھومے اور ان کے پھل میں برکت کی دُعا کی میں نے اُن پھلوں کو کاٹ لیا اور ان کا قرض ادا کردیا اور ہمارے لئے کھجوریں بچ گئیں۔

۲۲۳۷ ـــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قرض خواہ کے حق سے کم ادا کیا جائے یا وہ مقروض کو معاف کردے تو جائز ہے اور عذر کی وجہ سے مقروض کا اگلے روز کے لئے تاخیر کرنا جائز ہے جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے قرض خواہوں کو مؤخر کردیا تھا کیونکہ اُن کو یہ اُمید تھی کہ کل سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ظاہر ہوگی اور اس کا سارا قرضہ ادا ہوجائے گا۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بادشاہ کو لوگوں کی حاجات پُوری کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ جب کوئی قرض خواہ سے قرض میں کھجور یا کسی اور شئی کے عوض مُقاصّات یا مُجازفت کرے

۲۲۳۸ ـــ ترجمہ : وہب بن کیسان نے جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُنھوں نے بیان کیا کہ اُن کے والد وفات پاگئے اور اُن پر ایک یہودی کا تیس وسق قرض تھا جب میں نے یہودی سے مہلت طلب کی اُس نے مہلت دینے سے انکار کردیا تو جابر نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ یہودی کے پاس اس کی سفارش کریں چنانچہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے گفتگو فرمائی تاکہ وہ اپنے قرض کے عوض اس کے درختوں کا پھل لے لے یہودی نے انکار کردیا تو جناب

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَوْفَاهُ ثَلٰثِيْنَ وَسْقًا فَجَاءَ جَابِرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَهُ بِالَّذِيْ كَانَ فَوَجَدَهُ يُصَلِّيْ الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَخْبَرَهُ بِالْفَضْلِ فَقَالَ اَخْبِرْ ذَاكَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَذَهَبَ جَابِرٌ اِلٰى عُمَرَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ عَلِمْتُ حِيْنَ مَشٰى فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُبَارَكَنَّ فِيْهَا ــــــ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوگئے اور اس میں گھومے پھر جابر سے فرمایا یہودی کے لئے پھل کاٹو اور اس کا قرضہ ادا کردو۔ جابر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس تشریف لے جانے کے بعد پھل کاٹا اور اس کے تیس وسق کھجور پورے کردیئے اور سترہ وسق کھجور بچ رہے۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ سے واقعہ بیان کریں تو آپ کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پایا جب آپ فارغ ہوئے تو آپ سے کھجور بچ رہنے کا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا ابن خطاب سے یہ بیان کرو جابر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے واقعہ بیان کیا تو عمر فاروق نے کہا مجھے اسی وقت علم ہوگیا تھا جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درختوں میں گھوم رہے تھے کہ کھجوروں میں برکت ہوگی۔

۲۲۳۸ ــــ شرح : مُقَاصَات کا معنی یہ ہے کہ دو یا زیادہ اشخاص اپنے معاملہ میں ایک ساتھی سے کسی شئی میں تبادلہ کرکے اس کو فارغ کردیں جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے باغ کے کھجور یہودی کے تیس وسق کے عوض دیئے اور اس کو فارغ کردیا اور یہ مُقَاصَات قرضہ میں ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کی تھی کہ قرض کے عوض میں وسق دیئے تھے۔ اور مُجَازَفَت کا معنی تخمینہ اور اندازہ ہے۔ یعنی مقاصات اور مجازفت کھجوروں کے عوض کھجوریں ہوں گی یا گندم یا جَو وغیرہ ہوں جائز ہے۔ دراصل امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ قرض کی ادائیگی میں مسامحت برتی جاتی ہے اور اس میں وہ بات جائز ہوتی ہے جو معاوضات میں جائز نہیں ہوتی چنانچہ درخت پر کھجور خشک کھجور کے معاوضہ میں بیع عرایا کے سوا جائز نہیں حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے خشک کھجوروں کے عوض درخت سے تازہ کھجور کاٹ کر اس کا قرضہ ادا کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر سے فرمایا کہ عمر فاروق کو یہ واقعہ بتاؤ۔ اس تخصیص کا سبب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت جابر کے قرض کی بہت فکر لاحق تھی یا اس وقت وہاں موجود ہی نہ تھے رضی اللہ عنہ!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنَ الدَّيْنِ

۲۲۳۹ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ ـ

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلٰى مَنْ تَرَكَ دَيْنًا

۲۲۴۰ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَاِلَيْنَا ـ ۲۲۴۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ

باب — جس نے قرض سے پناہ چاہی

۲۲۳۹ — ترجمہ : حضرت عروہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دُعا فرماتے تھے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعہ گناہ اور قرض سے پناہ چاہتا ہوں کسی کہنے والے نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا بات ہے کہ آپ قرض سے اکثر پناہ مانگتے ہیں آپ نے فرمایا مرد جب مقروض ہو تو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے۔

۲۲۳۹ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں ذرائع کا قلع قمع ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض سے پناہ مانگی کیونکہ یہ جھوٹ اور وعدہ خلاف کا ذریعہ ہے اور اس میں ذلت اور قرض خواہ کی زجر و تشدید بھی ہے۔ حدیث ۷۹۸ کی شرح دیکھیں۔

باب — اس شخص کی نمازِ جنازہ جس نے قرض چھوڑا

۲۲۴۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مال چھوڑا وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض چھوڑا وہ ہمارے ذمہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰى بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيَاعًا فَلْيَاْتِنِيْ فَاَنَا مَوْلَاهُ۔

بَابُ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ

۲۲۴۲ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ

۲۲۴۱ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مومن نہیں مگر میں دنیا اور آخرت میں اس کے زیادہ قریب ہوں اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو! نبی مومنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ لہٰذا جو بھی مومن فوت ہو جائے اور مال چھوڑ جائے تو اس کے قریبی اس کے وارث ہیں وہ جو بھی ہوں اور جو قرض یا عیال چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئے میں اس کا ولی اور کافل ہوں۔

۲۲۴۰ ، ۲۲۴۱ ـــــ شرح : ان حدیثوں کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء اسلام میں جس مقروض کا مال نہ ہوتا اور وہ مر جاتا تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتوحات عطا کیں اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریب میت کے قرضہ کے کفیل اور ذمہ دار ہو گئے اور نماز نہ پڑھنے کا سبب ختم ہو گیا کیونکہ اس وقت میت پر کوئی قرض وغیرہ نہ رہا لہٰذا ایسے لوگوں کی اس طریقہ سے نماز جنازہ پڑھتے تھے جیسے ان لوگوں کی نماز جنازہ پڑھتے تھے جن پر قرضہ ہوتا تھا!

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا الخ" کا یہ معنی کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت کے تمام امور میں مومنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہیں۔ اس لئے لوگوں پر آپ کے اوامر پر عمل کرنا اور نواہی سے اجتناب کرنا واجب ہے۔ اور اس کی دلیل قرآن کریم کی آیت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــــ مال دار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

۲۲۴۲ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال دار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوْبَتَهُ قَالَ سُفْيَانُ عِرْضُهُ يَقُوْلُ مَطَلْتَنِيْ وَعُقُوْبَتُهُ الْحَبْسُ

۲۲۴۳ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا۔

باب ـــ صاحبِ حق کو مطالبہ کرنے کا حق ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ مالدار کا ٹال مٹول کرنا اس کی عقوبت کو اور عزت کو حلال کر دیتا ہے۔ سُفیان نے کہا اس کی عزت کا حلال ہونا یہ ہے کہ اسے کہے تو نے تاخیر کر دی ہے اور اس کی عقوبت قید ہے "

۲۲۴۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا جو آپ سے قرض کا تقاضا کرتا تھا اور اس نے قرض کے مطالبہ میں سختی کی تو آپ کے اصحاب نے اس کو مارنا چاہا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو صاحبِ حق کو تقاضا کرنے کا حق ہے۔

مشرح : یعنی جو کوئی مالدار ہونے کے باوجود قرض ادا کرنے میں تاخیر کرے اس کی عزت حلال ہے یعنی قرض خواہ اسے کہے تو نے

۲۲۴۲-۲۲۴۳ ـــ میرا حق ادا کرنے میں تاخیر کر دی ہے۔ اور اس کی عقوبت یہ ہے کہ اس کو قید کیا جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مقروض تاخیر کرے حالانکہ وہ قرض ادا کرنے پر قادر ہے تو اس کو قید کرنا مشروع ہے۔ کیونکہ اس وقت وہ ظالم ہے اور ظلم اگرچہ قلیل ہو حرام ہے اور اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ مقروض تنگ دست ہے تو اس کو مہلت دینا واجب ہے اور اس کو قید کرنا حرام ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر اس کا کوئی اور مال ثابت ہو جائے تو قرض خواہ اس کو اپنی حراست میں رکھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا حاکم قرض خواہوں کو اس کی نگرانی سے منع نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا وَجَدَ مَالَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ فِي الْبَيْعِ وَالْقَرْضِ وَالْوَدِيعَةِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا أَفْلَسَ وَتَبَيَّنَ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهُ وَلَا بَيْعُهُ وَلَا شِرَاؤُهُ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَضَى عُثْمَانُ مَنِ اقْتَضَى مِنْ حَقِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفْلِسَ فَهُوَ لَهُ وَمَنْ عَرَفَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.

٢٢٤٤ ـــــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرِ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأَسْمَاءُ كُلُّهُمْ كَانُوا عَلَى الْقَضَاءِ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبُو هُرَيْرَةَ كَانُوا كُلُّهُمْ عَلَى الْمَدِينَةِ.

باب ـــــ بیع، قرض اور امانت میں جب اپنا مال دیوالیہ کے پاس پائے تو وہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔ حسن بصری نے کہا جب کوئی دیوالیہ ہوگیا

اور اس کا دیوالیہ ہونا حاکم کے نزدیک ثابت ہو جائے تو اس کا غلام آزاد کرنا اور خرید و فروخت کرنا جائز نہیں۔ سعید بن مسیب نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ جس نے اس کے دیوالیہ ہونے سے پہلے اپنا حق لے لیا وہ اس کا ہے اور جس نے بعینہٖ اپنا مال پہچان لیا وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

٢٢٤٤ ـــــ ترجمہ: ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے بیان کیا کہ انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا انھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی کسی شخص یا کسی انسان کے پاس بعینہٖ اپنا مال پائے حالانکہ وہ شخص یا انسان دیوالیہ ہو چکا ہے تو وہ دوسروں کی نسبت اس مال کا زیادہ مستحق ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس اسناد میں تمام راوی یحییٰ بن سعید، ابوبکر بن محمد، عمر بن عبدالعزیز، ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں حاکم رہے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۲۲۴۴ ——— **شرح** : باب کے عنوان کا معنی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دیوالیہ جس کے دیوالیہ ہونے کا حاکم نے فیصلہ کیا ہو کے پاس اپنا مال پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ بیع کی صورت یہ ہے کہ کسی نے اپنا مال کسی کے پاس فروخت کیا پھر خریدار مفلس ہوگیا اور بائع نے اپنا مبیعہ اس کے پاس پایا تو وہ دوسرے قرض خواہوں سے اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ اور قرض کی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی کسی کو قرض دے پھر مقروض مفلس ہوجائے اور قرض خواہ اپنا مال اس کے پاس پائے تو وہ دوسرے قرض خواہوں کی نسبت اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اس میں بھی فقہا کا اختلاف ہے اور امانت کی صورت یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس امانت رکھی پھر امین مفلس ہوگیا تو امانت دار اس کا زیادہ حقدار ہے اس میں سب کا اتفاق ہے۔ اس حدیث سے امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ اگر کوئی شخص مفلس (دیوالیہ) ہوجائے اور اس کے پاس سامان پڑا ہوا ہو جو اس نے کسی سے خریدا تھا تو اس کا بائع اس سامان کا زیادہ حقدار ہے۔ اور دوسرے قرض خواہ اس سامان میں شریک نہ ہوں گے۔ لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر قرض خواہ یہ سامان بائع کو دینے سے انکار کردیں اور وہ اپنی طرف سے اس کی قیمت بائع کو دے دیں تو جائز ہے اور بائع کا سامان میں کوئی حق نہیں ہوگا اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ وہ اس طرح نہیں کرسکتے ہیں۔ کیونکہ وہ سامان جب خود مفلس یا اس کے وارث نہیں لے سکتے تو وہ دوسرے قرضخواہوں کے لئے کیسے جائز ہوگا۔ اس مسئلہ میں احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر مفلس کے پاس بعینہٖ اپنا سامان پائے تو اس میں بائع اور دوسرے قرض خواہ سب برابر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر مقروض تنگ دست ہو تو مال آنے تک اس کو مہلت دینی چاہیئے۔ لہٰذا وہ یُسر اور آسانی کا مستحق ہے۔ اس سے پہلے اس سے قرض طلب نہیں کرنا چاہیئے اور قیاس کا مقتضیٰ بھی یہی ہے۔ کیونکہ عقدِ بیع سے بائع صرف قیمت کا مالک ہے جو مشتری کے ذمہ ہے اور وہ قرض ہے۔ اور یہ ایک وصف ہے جو مقروض کے ذمہ ہے اس کا قبض غیر متصور ہے۔ اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مالِ غصب، عاریہ، امانت اور رہن پر محمول ہے۔ کیونکہ یہ اس کا بعینہٖ مال ہے۔ لہٰذا وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اور مبیعہ بعینہٖ بائع کا مال نہیں اور نہ ہی یہ اس کا سامان ہے۔ کیونکہ وہ اس کی ملکیت سے نکل چکا ہے جبکہ مشتری نے اس پر قبضہ کرلیا اور اس کی ضمان میں آچکا ہے۔ اس کی تائید میں امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سَمُرہ بن جُندب سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا سامان چوری ہوجائے یا کوئی غصب کرلے اور وہ اس کو بعینہٖ کسی کے پاس پائے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اور مشتری بائع سے قیمت وصول کرے گا۔ اس حدیث کو طبرانی اور ابن ماجہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ نیز سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ" یعنی مَبِیْعَہ کے مَنَافِع کا مستحق وہ ہے جو اس کا ضامن ہو اور وہ مشتری ہے۔ لہٰذا مَبِیْعَہ بائع کی ملک سے خارج اور مشتری کی ملک میں داخل ہوجاتا ہے جب وہ مشتری کی ملک ہوا تو بائع کا بعینہٖ مال نہ ہوا لہٰذا وہ اور دوسرے قرض خواہ اس میں برابر کے شریک ہیں اور سمرہ کی حدیث کو امام ابوحنیفہ، ثوری، شعبہ اور عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہم نے روائت کیا ہے۔ لہٰذا سمرہ بن جندب کی حدیث کو ضعیف کہنا ضعف سے خالی نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَخَّرَ الْغَرِيْمَ اِلَى الْغَدِ اَوْ نَحْوِهٖ وَلَمْ يَرَ ذٰلِكَ مَطْلًا وَقَالَ جَابِرٌ اشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِيْ حُقُوْقِهِمْ فِيْ دَيْنِ اَبِيْ فَسَاَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقْبَلُوْا ثَمَرَ حَائِطِيْ فَاَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَائِطَ وَلَمْ يُكَسِّرْهُ لَهُمْ وَقَالَ سَاَغْدُوْ عَلَيْكَ غَدًا فَغَدَا عَلَيْنَا حِيْنَ اَصْبَحَ فَدَعَا فِيْ ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَضَيْتُهُمْ ۔ بَابُ مَنْ بَاعَ مَالَ الْمُفْلِسِ اَوِ الْمُعْدِمِ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ اَوْ اَعْطَاهُ حَتّٰى يُنْفِقَ عَلٰى نَفْسِهٖ ۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب مفلس ہو جائے اور اس کا افلاس ظاہر ہو جائے تو اس کا غلام آزاد کرنا اور خرید و فروخت جائز نہیں اور اگر حاکم کے پاس اس کا افلاس ظاہر نہ ہو تو تمام اشیاء میں اس کا تصرف جائز ہے اسی لئے "وَتَثْبِيْتَهُ" فرمایا ہے۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجور کی خرید و فروخت جائز نہیں اور اکثر علماء کے نزدیک قرض ادا کرنے کے لئے جائز ہے۔ بعض علماء اس میں توقف کرتے ہیں۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہی ہے۔ اگر مجور نے اقرار کیا تو جمہور کے نزدیک مقبول ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے قرض خواہ کو کل یا پرسوں تک ٹال مٹول کیا اور اس کو بعض نے تاخیر نہیں سمجھا

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا قرضخواہوں نے میرے باپ کے قرض کے متعلق اپنے حقوق کی ادائیگی میں سختی کی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ وہ میرے باغ کا پھل قبول کر لیں اُنھوں نے انکار کیا تو آپ نے ان کو باغ نہ دیا اور نہ ہی پھل تڑوائے اور فرمایا میں کل تمہارے پاس آؤں گا جب صبح ہوئی تو آپ تشریف لائے اور باغ کے پھل میں برکت کی دعاء فرمائی تو میں نے ان کو سارا قرضہ ادا کر دیا۔ حدیث ۲۲۳۷ کی شرح دیکھیں۔

باب — جس نے مفلس یا تنگدست کا مال بیچ دیا اور اس کو قرضخواہوں میں تقسیم کر دیا یا اسی کے دے دیا تاکہ وہ اپنی ذات پر خرچ کرے

marfat.com

Marfat.com

۲۲۴۵ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ

ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا حُمَيْدٌ الْمُعَلِّمُ ثَنَا عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَّا غُلَامًا لَهٗ عَنْ دُبُرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَاَخَذَ ثَمَنَهٗ فَدَفَعَهٗ اِلَيْهِ۔

بَابُ اِذَا قَرَضَهٗ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى اَوْ اَجَّلَهٗ فِي الْبَيْعِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْقَرْضِ اِلٰى اَجَلٍ لَا بَاْسَ بِهٖ وَاِنْ اُعْطِيَ اَفْضَلَ مِنْ دَرَاهِمِهٖ مَالَمْ يَشْتَرِطْ وَقَالَ عَطَاءٌ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ هُوَ اِلٰى اَجَلِهٖ فِي الْقَرْضِ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ سَاَلَ بَعْضَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَنْ يُسْلِفَهٗ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ۔

۲۲۴۵ ـــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے اپنے مدبر غلام کو آزاد کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے یہ غلام کون خریدے گا چنانچہ نعیم بن عبداللہ نے اسے خرید لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قیمت لے کر اس شخص کو دے دی۔

۲۲۴۵ ـــــ شرح : اس مدبر کا نام یعقوب اور اس کے مالک کا نام ابو مذکور تھا اس کی قیمت آٹھ ہزار درہم تھی۔ اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ کسی شخص کا اپنی ذات پر خرچ کرنا اور قرضخواہوں کو ان کے قرضے ادا کرنے دونوں حقوق ہیں جو اس پر واجب ہیں اور جو ایک حق کا حکم ہے وہی دوسرے حق کا حکم ہے۔ جب اس کا ذات پر خرچ کرنا جائز ہے تو قرض خواہوں کو ادا کرنا بطریق اَولیٰ جائز ہے۔ شارح التراجم نے ذکر کیا ہے کہ ترجمہ میں ان دونوں باتوں کا احتمال ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کی قیمت اس کے مالک کے حوالہ اس لئے کی کہ اس سے قرضہ ادا کرے یا اپنی ذات پر خرچ کرے۔ یہ مدبر مقید تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیچ دیا اور جس مُدبَّر کی بیع جائز نہیں وہ مطلق مُدبَّر ہے۔ اس مسئلہ کی پوری تحقیق حدیث ۲۰۱۰ کی شرح میں دیکھیں!

باب ـــ جب کسی مقررہ مُدّت کے لئے قرض دیا یا بیع میں مُدّت مُقرر کی "

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي وَضْعِ الدَّيْنِ

۲۲۴۶ — حَدَّثَنَا مُوسَىٰ ثَنِي اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرض میں مدت مقرر کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ اگرچہ اس کے دراہم سے زیادہ دے جبکہ اس کی شرط نہ کی ہو۔ عطاء اور عمر بن دینار نے کہا وہ قرض میں مقرر کردہ مدت تک ہے۔ لیث نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ اس نے ایک دوسرے بنی اسرائیل سے قرض طلب کیا تو اس نے مقررہ مدت کے لئے اس کو قرض دے دیا۔

شرح : اس باب کا عنوان دو مسئلے ہیں ان کا جواب محذوف ہے۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ قرض میں مقررہ مدت کے لئے تاخیر کرنا کیسا ہے؟ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا قرض میں مدت مقررہ ہو یا نہ ہو قرض خواہ جب چاہے قرض لے سکتا ہے۔ یہی حال عاریہ وغیرہ کا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ وعدہ اور غیر مقبوضہ ہبہ کی طرح ہے۔ یہی مذہب ابراہیم نخعی کا ہے۔ امام مالک اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا جب مدت مقررہ کے لئے قرض دیا۔ پھر اس مدت سے پہلے قرض لینا چاہا تو جائز نہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بیع میں مدت مقرر کرنا جائز ہے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے۔ کیونکہ یہ معاوضہ ہے لہذا مدت مقررہ سے پہلے قرض نہیں لے سکتے ہیں۔ اس باب میں مذکور حدیث سے یہ استدلال کیا کہ قرض میں تاخیر کرنا جائز ہے۔ کیونکہ پہلی امتوں کی شریعت ہمارے لئے حجت ہے جبکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو مسترد نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — قرض میں کمی کرنے کی سفارش کرنا

۲۲۴۶ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (ان کے والد) عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اور وہ اہل وعیال اور قرض چھوڑ گئے۔ میں نے قرضخواہوں سے ان کا کچھ قرضہ کم کرنا چاہا تو انھوں نے انکار کر دیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور قرضخواہوں سے سفارش کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا ہر قسم کی کھجوریں علیحدہ علیحدہ رکھ

Marfat.com

جَابِرٍ قَالَ اُصِيبَ عَبْدُ اللّٰهِ وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا فَطَلَبْتُ إِلَى أَصْحَابِ الدَّيْنِ أَنْ يَضَعُوا بَعْضًا فَأَبَوْا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَشْفَعْتُ بِهِ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا فَقَالَ صَنِّفْ تَمْرَكَ كُلَّ شَيْءٍ مِنْهُ عَلَى حِدَةٍ عِذْقَ بْنِ زَيْدٍ عَلَى حِدَةٍ وَاللِّينَ عَلَى حِدَةٍ وَالْعَجْوَةَ عَلَى حِدَةٍ ثُمَّ أَحْضِرْهُمْ حَتَّى آتِيَكَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ جَاءَ فَقَعَدَ عَلَيْهِ وَكَالَ لِكُلِّ رَجُلٍ حَتَّى اسْتَوْفَى وَبَقِيَ التَّمْرُ كَمَا هُوَ كَأَنَّهُ لَمْ يُمَسَّ وَغَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاضِحٍ لَنَا فَأَزْحَفَ الْجَمَلُ فَتَخَلَّفَ عَلَيَّ فَوَكَزَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَلْفِهِ قَالَ بِعُنَيْهِ وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمَّا دَنَوْنَا اسْتَأْذَنْتُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَمَا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا أَوْ ثَيِّبًا قُلْتُ ثَيِّبًا أُصِيبَ عَبْدُ اللّٰهِ وَتَرَكَ جَوَارِيَ صِغَارًا فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا تُعَلِّمُهُنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ ثُمَّ قَالَ أَتِ أَهْلَكَ فَقَدِمْتُ فَأَخْبَرْتُ خَالِي بِبَيْعِ الْجَمَلِ فَلَامَنِي فَأَخْبَرْتُهُ بِإِعْيَاءِ الْجَمَلِ وَبِالَّذِي كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَكْزِهِ إِيَّاهُ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَوْتُ إِلَيْهِ بِالْجَمَلِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَالْجَمَلَ وَسَهْمِي مَعَ الْقَوْمِ۔

عذق ابن زید علیحدہ، لین علیحدہ اور عجوہ علیحدہ رکھو پھر ان کو حاضر کرو حتی کہ میں تمہارے پاس آؤں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کھجور کے ڈھیر کے پاس بیٹھ گئے اور ہر قرضخواہ کو ناپ کر دیا حتی کہ سارا قرض ادا کر دیا اور کھجور اسی طرح باقی رہیں جس طرح پہلے تھیں گویا کہ ان کو ہاتھ ہی نہیں لگایا گیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر گیا۔ وہ اونٹ تھک گیا اور لوگوں کے پیچھے رہ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے اس کو چھڑی ماری اور فرمایا یہ میرے ہاتھ فروخت کر دو اور تمہیں مدینہ منورہ تک اس پر سواری کرنے کا حق ہے۔ جب ہم مدینہ منورہ کے قریب آئے تو میں نے آپ سے اجازت چاہی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا کنواری سے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا بیوہ سے! حضرت عبداللہ شہید ہو گئے اور انھوں نے چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چھوڑیں اس لئے میں نے بیوہ سے شادی کی ہے تاکہ وہ ان کی تعلیم و تربیت کرے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر جاؤ میں گھر چلا گیا اور اپنے ماموں کو اونٹ بیچ دینے کی اطلاع دی تو اس نے مجھے ملامت کی میں نے اسے اونٹ کے عاجز ہو جانے اور جو معجزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا اور اس کو آپ کے چھڑی مارنے کی خبر دی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں صبح کو اونٹ لے کر آپ کے پاس گیا آپ نے مجھے اونٹ کی قیمت اور اونٹ بھی دیا اور غنیمت میں میرا حصہ بھی دیا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُنْهَى عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَلَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَقَالَ أَصَلٰوتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَّفْعَلَ فِيْ أَمْوَالِنَا مَا نَشَآءُ وَقَالَ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ أَمْوَالَكُمُ وَالْحَجْرِ فِيْ ذٰلِكَ وَمَا يُنْهَى عَنِ الْخِدَاعِ

٢٢٤٧ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ أُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُهُ۔

٢٢٤٦ ــــ شرح : عجوہ مدینہ منورہ کی بہترین کھجور ہے اور عذق اور لین کھجور کی قسمیں ہیں بعض کا کہنا ہے کہ "لین" ردی کھجور ہے۔ حدیث ١٩٩٦ کی شرح دیکھیں!

باب ــــ مال ضائع کرنے کی ممانعت

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا اور فساد کرنے والوں کے کام درست نہیں کرتا۔ اور اللہ کا ارشاد کیا تیری نماز یہ حکم کرتی ہے کہ ہم ان کو چھوڑ دیں؟ جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے یا اپنے اموال میں جو چاہیں کرنا چھوڑ دیں اور فرمایا اپنا مال بیوقوفوں کو نہ دو۔ اس میں تصرف سے روکنا اور دھوکہ کی ممانعت۔

شرح : اس باب میں مال ضائع کرنے کی ممانعت مذکور ہے۔ قولہ أَوْ أَنْ نَّفْعَلَ "یعنی تمہاری نماز ہمیں یہ حکم کرتی ہے کہ ہم اپنے اموال میں وہی تصرف کریں جو آپ چاہیں اور کم تولنا چھوڑ دیں؟ اور اپنی مرضی سے کچھ نہ کریں؟ قولہ وَالْحَجْرِ فِيْ ذٰلِكَ "، اس کا عطف "اضاعۃ المال" پر ہے۔ حجر کا لغوی معنی منع ہے اور شریعت میں اس کا معنی مال میں تصرف سے منع کرنا ہے۔ سفہ کا معنی شرع کے موجب کے خلاف کام کرنا اور نفسانی خواہش کی اتباع ہے سفیہ کی عادت فضول خرچ کرنا ہے۔ اور ایسے شخص کو مال دینا ممنوع ہے حتیٰ کہ اس کی اصلاح ہو جائے اور فضول خرچ کرنا ترک کر دے یہ امام ابو یوسف، محمد، مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم کا مسلک ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ سفہ کے باعث حجر نہ کیا جائے امام زفر کا مذہب بھی یہی ہے۔ اسی طرح ابراہیم نخعی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ایک شخص خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور اس کے ساتھ غبن کیا جاتا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حجر نہ کیا بلکہ یہ فرمایا کہ جب بیع کرے تو پہلے کہہ دیا کرے کہ دھوکہ نہ کرنا۔ قولہ مَا يُنْهَى مِنَ الْخِدَاعِ "، اس کا عطف مائل پر ہے اصل عبارت یہ ہے باب فی بیان مَا يُنْهَى عَنِ الْخِدَاعِ

marfat.com
Marfat.com

۲۲۴۸ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَاْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ كَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ

۲۲۴۷ ترجمہ : عبداللہ بن دینار سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے خرید و فروخت میں دھوکہ دیا جاتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا جب تو بیع کرے تو یہ کہہ دیا کر مجھے دھوکہ نہ ہو چنانچہ وہ شخص یہ کہہ دیتا تھا۔ (حدیث ۱۹۸۷ کی شرح دیکھیں)

۲۲۴۸ ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا اور واجب حق کو منع کرنا اور کسی کا مال غصب کرنا حرام کیا ہے۔ اور تمہارے لئے فضول بکواس، کثرتِ سوال (مانگنا) اور مال کی اضاعت کو مکروہ جانا ہے۔

۲۲۴۸ شرح : عقوق کا معنی قطع ہے اور والدہ کا نافرمان ماں بیٹا کے درمیان حقوق قطع کرتا ہے۔ ماؤں کو اس لئے خصوصًا ذکر کیا حالانکہ باپوں کی نافرمانی بھی حرام ہے۔ کیونکہ مائیں صنف نازک ہونے کے باعث بیٹوں کی نافرمانی سے زیادہ متأثر ہوتی ہیں نیز ماں کے ساتھ نیکی باپ سے نیکی پر مقدم ہے۔ حدیث شریف میں ماں سے نیکی کی اہمیت زیادہ مذکور ہے اگرچہ باپ سے نیکی نظرانداز نہیں کی گئی چونکہ ماں سے نیکی باپ سے نیکی پر دلالت کرتی ہے اس لئے ماؤں کو ذکر کیا ہے۔ "وَاْدٌ" کا معنی زندہ درگور کرنا ہے۔ جاہلیت میں جب کسی کے گھر لڑکی پیدا ہوتی تو اسے زندہ دفن کر دیا کرتے تھے تاکہ وہ کسی کے سسرال نہ بنیں اور بعض اس پر خرچ کرنے کے ڈر سے زندہ دفن کر دیتے تھے۔ اس کو اسلام نے حرام قرار دیا۔ قرآن کریم میں ہے۔ "وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ" قیامت میں زندہ درگور دفن کی ہوئی لڑکیوں کے متعلق پوچھا جائے گا منعًا وَهَاتِ کا معنی یہ ہے کہ جو تم پر حقوق واجبہ ہیں ان کو نہ دینا اور لوگوں کے مال جو تمہارے لئے حرام ہیں وہ لینا "اضاعت المال" حرام امور میں خرچ کرنا یہ حلال امور میں فضول خرچی کو بھی شامل ہے۔ "لَا خَلَابَةَ" یعنی میرے ساتھ دھوکہ نہ کر کیونکہ میرے ساتھ دھوکہ کرنا جائز نہیں۔ "قِيْلَ وَقَالَ" عملیات اور مالیات میں بکثرت سوال کرنا۔ یہ تمام امور حرام اور مکروہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْعَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهٖ وَلَا يَعْمَلُ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

۲۲۴۹ — اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَّهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ قَالَ وَسَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ اَبِيْهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔

باب — غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اس کی اجازت کے بغیر کوئی تصرّف نہ کرے

۲۲۴۹ — حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اس سے رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ بادشاہ حاکم ہے اس سے رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے گھر میں حاکم ہے اس سے اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں حاکمہ ہے۔ اس سے اپنی رعیت کے متعلق پُوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر میں حاکمہ ہے اس سے اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خادم یا غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے والد کے مال کا نگران ہے اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا تم سب نگران ہو اور سب سے ان کی نگرانی کے متعلق پُوچھا جائے گا۔

۲۲۴۹ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ جس کسی کے اہل و عیال، ماں باپ اور آقا نہ ہو اور نہ ہی وہ بادشاہ ہو تو وہ کس کا نگران ہوگا؟ حالانکہ حدیث شریف میں ہے۔ تم سب نگران ہو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے شخص کے دوست احباب تو ہوں گے یا قبیلہ کے لوگ ہوں گے جن میں رہتا سہتا ہے ان کے حقوق کی نگرانی اس کے ذمہ ہے لیکن سوال یہ ہوتا ہے جب ہر ایک راعی یعنی نگران ہُوا تو رعیت کون لوگ ہوں گے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے اعضاء، قویٰ اور اس کے حواس اس کی رعیت ہیں چنانچہ بیت العلم

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْخُصُوْمَاتِ

بَابُ مَا یُذْکَرُ فِی الْاَشْخَاصِ وَالْخُصُوْمَۃِ بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْیَھُوْدِیِّ

۲۲۵۰ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ ثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ مَیْسَرَۃَ اَخْبَرَنِیْ قَالَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ ابْنَ سَبْرَۃَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ اٰیَۃً سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِلَافَھَا فَاَخَذْتُ بِیَدِہٖ فَاَتَیْتُ بِہٖ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کِلَاکُمَا مُحْسِنٌ قَالَ شُعْبَۃُ اَظُنُّہٗ قَالَ لَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمُ اخْتَلَفُوْا فَھَلَکُوْا۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے تیری آنکھ کا تجھ پر حق ہے۔ ہر ایک کا حق ادا کر نیز ایک شخص کے دو اعتبار ہو سکتے ہیں ایک اعتبار سے راعی اور دوسرے لحاظ سے رعیت ہو سکتا ہے۔ حدیث ۸۵۵ کی شرح دیکھیں"

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جھگڑوں کا بیان

باب — مقروض کو ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنا اور مسلمان اور یہودی کے درمیان جھگڑا ہونے کا بیان "

۲۲۵۰ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایک شخص کو ایک آیت پڑھتے سنا اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف سنا

marfat.com
Marfat.com

٢٢٥١ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعٰلَمِينَ وَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعٰلَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ فَذَهَبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يُصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي كَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ۔

ہُوا تھا میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں کی قرأت اچھی ہے۔ شعبہ نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا اختلاف نہ کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا اور وہ ہلاک ہوگئے!

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب مقروض یا مخاصم ایک جگہ ہو اور وہاں سے اس کے غائب ہو جانے کا ڈر ہو تو اس کو دوسری جگہ لے جانا اور اس کی نگرانی رکھنے میں حرج نہیں اور اگر یہ ڈر نہ ہو تو اس کی نگرانی نہ کی جائے۔

٢٢٥٠ ـــ

علامہ مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قرآن میں اختلاف کرنا جائز نہیں کیونکہ قرآن کے ہر لفظ کا دو یا اس سے زیادہ وجوہ پر پڑھنا جائز ہے۔ اگر کوئی ان وجوہ میں سے کسی ایک کا انکار کر دے تو قرآن کا انکار ہوگا اور اپنی رائے سے قرآن میں کلام کرنا جائز نہیں۔ البتہ جھگڑا کرنے والوں پر لازم ہے کہ اپنے سے بڑے عالم سے استفسار کریں۔ معجم طبرانی میں ابوجہیم بن حرث بن صمہ سے منقول ہے کہ یہ قرآن سات حروف پر نازل ہُوا ہے۔ لہٰذا قرآن میں جھگڑا مت کرو کیونکہ اس میں جھگڑا کرنا کفر ہے (قسطلانی) حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ باب کے عنوان سے حدیث کی مطابقت "فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ الخ" میں ہے کیونکہ اس میں ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف نقل کرنا پایا جاتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "لَا تَخْتَلِفُوا" میں مناسبت ہے کیونکہ جس اختلاف سے ہلاکت ہو وہ سخت جھگڑا ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

٢٢٥١ ـــ **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو شخص جھگڑ پڑے ایک مسلمان اور دوسرا یہودی تھا مسلمان نے کہا قسم اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

کو ساری دُنیا پر فضیلت دی ہے یہودی نے کہا قسم اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو دُنیا پر فضیلت دی ہے ..... یہ سُن کر مسلمان نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور یہودی کے چہرہ پر طمانچہ مارا یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اپنا اور مسلمان کا سارا واقعہ بیان کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو بلایا اور اس کے متعلق اس سے پوچھا تو اُس نے سارا واقعہ بیان کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے روز سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بیہوش ہو جاؤں گا اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا جبکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام "عرش کا کنارا پکڑے ہوں گے مجھے معلوم نہیں کہ وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں سے ہوں گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا اللہ تعالیٰ نے ان کو بے ہوشی سے مستثنیٰ کر رکھا ہے۔

۲۲۵۱ ـــــ **شرح** : یہ جھگڑا کرنے والا مسلمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے سفیان نے جامع میں عمرو بن دینار سے روایت کی کہ جس نے یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا تھا وہ ابوبکر صدیق تھے "رضی اللہ عنہ" اور دُوسرا شخص فنحاص تھا۔ اگر یہ سوال ہو کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور رُسُل سے افضل ہیں؛ چنانچہ آپ نے فرمایا "قیامت کے روز میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا میں فخر نہیں کرتا ہوں اور یہ مذکور حدیث کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری میں مذکور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجھے ایسی فضیلت نہ دو جس سے دوسرے نبیوں کی تنقیص ہو۔ کیونکہ کسی بھی نبی کی تنقیص کفر ہے۔ ظاہر ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ کیفیت ناممکن ہے۔ بعض علما۔ نے یہ جواب دیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی فضیلت دینے سے منع فرمادیا جس سے جھگڑا ہو جائے جیسے اس حدیث میں ہے کہ مسلمان نے یہودی کے چہرہ پر طمانچہ دے مارا۔ بعض علماء نے کہا کہ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تواضع اور انکساری کے طور پر فرمایا تھا تاکہ فخر و غرور کو راہ نہ ملے۔ بعض حضرات نے یہ جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذواتِ انبیاء میں ایک دوسرے پر فضیلت دینے سے منع نہیں کیا بلکہ آپ نے نفسِ نبوت میں تفضیل سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ" اور یہ مسلّم امر ہے کہ بعض مفضّل سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لہٰذا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دُوسرے نبیوں پر نصِ قطعی سے ثابت ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ " یعنی لوگ بیہوش ہو جائیں گے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ لفظ "صَعْقَة" کے معنی میں مفسّرین کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض مفسّرین اس کی تفسیر موت سے کرتے ہیں اور بعض "بیہوشی" سے کرتے ہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ موت محض عدم نہیں ہے بلکہ وہ ایک جہان سے دوسرے جہان کی طرف انتقال کرنا ہے۔ جب شہداء زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام بطریق اولیٰ زندہ ہیں صحیح حدیث میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نبیوں کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی اور شبِ معراج میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس اور آسمانوں میں نبیوں سے ملاقاتیں کیں۔ خصوصاً موسیٰ علیہ السلام سے تو بار بار ان کے مقام میں ملاقات ہوئی جبکہ وہ نمازیں معاف کرواتے تھے۔ اس سے عملی طور پر یہ واضح ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اب زندہ ہیں وہ ہماری نظروں سے غائب ہیں ہم ان کا ادراک نہیں کرتے جیسے سیدنا خضر علیہ السلام زندہ ہیں لیکن ہم سے غائب ہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

۲۲۵۲ ـــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ جَاءَ يَهُودِيٌّ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ضَرَبَ وَجْهِيَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِكَ فَقَالَ مَنْ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ ادْعُوهُ فَقَالَ أَضَرَبْتَهُ فَقَالَ سَمِعْتُهُ بِالسُّوقِ يَحْلِفُ

ہم ان کا ادراک نہیں کرتے ہیں۔ اسی طرح فرشتے زندہ اور موجود ہیں ہماری نظروں میں غائب ہیں اور ان کو وہی انسان دیکھ سکتا ہے جس پر خاص اللہ کی عنایت ہو۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ اور موجود ہیں اور زمین و آسمان کے درمیان ہیں تو جب صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمینوں والے سب مصعوق ہو جائیں گے مگر جس کو اللہ تعالیٰ مستثنیٰ کرے۔ چنانچہ نبیوں کے سوا تمام لوگ مر جائیں گے اور انبیاء بیہوش ہو جائیں گے اور جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو جو پہلے نفخہ سے مر چکے ہوں گے وہ زندہ ہو جائیں گے اور جو بیہوش ہو گئے تھے وہ ہوش میں آجائیں گے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے افاقہ میں آئیں گے اور تمام لوگوں سے حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے سوا سب نبیوں سے پہلے اپنی قبر شریف سے باہر تشریف لائیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تردد واقع ہوا ہے کہ آیا وہ آپ سے پہلے ہوش میں آئیں گے یا پہلی حالت پر باقی رہیں گے۔ جس حال میں بھی ہوں یہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت بڑی فضیلت ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں۔ یا وہ ان حضرات میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بیہوش ہونے سے مستثنیٰ کر رکھا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ" منقول روایات کے مطابق وہ جبرائیل، اسرافیل، میکائیل اور عزرائیل علیہم السلام ہیں۔ کعب نے عرش اٹھانے والے فرشتوں کو بھی ان میں شامل کیا ہے اور ان میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا بیہوش نہ ہونا ان کی فضیلت ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرش کے کونہ کو پکڑے ہونا بھی ان کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جبرائیل، اسرافیل اور میکائیل علیہم السلام پہلے فوت ہوں گے ان کے بعد عزرائیل علیہ السلام فوت ہوں گے۔ پہلے تینوں کو ملک الموت قبض کرے گا اور ملک الموت کو خود اللہ تعالیٰ قبض کرے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک یہودی آیا اور کہا

۲۲۵۲ ـــــ

یا ابا القاسم! آپ کے اصحاب سے ایک صحابی نے میرے چہرے پر تھپڑ مارا ہے۔ آپ نے فرمایا کس نے مارا ہے؟ اس نے ایک انصاری نے مارا ہے آپ نے فرمایا اسے بلاؤ۔ آپ نے اسے فرمایا کیا تو نے اس کو مارا ہے؟ انصاری نے کہا میں نے بازار میں اس کو یہ قسم کھاتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو لوگوں پر فضیلت دی ہے تو میں نے کہا اے خبیث! کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی؟ مجھے غصہ آیا تو میں نے اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں میں سے کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے روز لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور سب سے پہلے جس کی قبر کھلے گی وہ میں ہوں گا تو کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام "عرش کے پاؤں میں

marfat.com
Marfat.com

وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ قُلْتُ أَيْ خَبِيثُ عَلَى مُحَمَّدٍ فَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ فَصَرَبْتُ وَجْهَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى أٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي كَانَ فِيمَنْ صَعِقَ أَوْ حُوسِبَ بِصَعْقَتِهِ الْأُولٰى۔

۲۲۵۲ ـــــ مُوسَى ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِكِ أَفُلَانٌ أَفُلَانٌ سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ

سے ایک پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے میں نہیں جانتا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو بیہوش ہوئے یا ان کی دنیا والی بیہوشی کافی ہوگی۔

۲۲۵۲ ـــــ شرح : اس سے پہلی حدیث میں یہودی کا جس مسلمان سے جھگڑا ہوا تھا وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور اس حدیث میں انصاری کی تصریح ہے لیکن ان دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں کیونکہ یہ متعدد مواقع ہیں ایک میں طمانچہ مارنے والا مسلمان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرے موقعہ پر انصاری سے جھگڑا ہوا تھا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوئے تھے لہٰذا ان کے لئے وہی "صعقہ" کافی تھا۔

۲۲۵۳ ـــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔ اس لڑکی سے کہا گیا تیرے ساتھ یہ کس نے کیا ہے کیا فلاں نے کیا فلاں نے کیا ہے؟ حتیٰ کہ اس یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا تو یہودی کو پکڑا گیا اور اس نے جرم کا اعتراف کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

۲۲۵۳ ـــــ شرح : اس حدیث سے امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ جس شئی کے ساتھ قاتل کسی کو قتل کرے اس کو اسی طرح مارا جائے گا چنانچہ اس نے اگر ڈنڈے مار مار کر قتل کر دیا تو قاتل کو بھی ڈنڈے مار مار کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ ابن حزم نے کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر قاتل نے پتھر یا لاٹھی وغیرہ سے قتل کیا تو اس قسم کے آلہ سے اس کو ہلاک کیا جائے گا۔ امام شافعی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ رَدَّ أَمْرَ السَّفِيهِ وَالضَّعِيفِ الْعَقْلِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ حُجِرَ عَلَيْهِ الْإِمَامُ وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ عَلَى الْمُتَصَدِّقِ قَبْلَ النَّهْيِ ثُمَّ نَهَاهُ وَقَالَ مَالِكٌ إِذَا كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَجُلٍ مَالٌ وَلَهُ عَبْدٌ لَا شَيْءَ لَهُ غَيْرُهُ فَأَعْتَقَهُ لَمْ يَجُزْ عِتْقُهُ وَمَنْ بَاعَ عَلَى الضَّعِيفِ وَنَحْوِهِ وَدَفَعَ ثَمَنَهُ إِلَيْهِ وَأَمَرَهُ بِالْإِصْلَاحِ وَالْقِيَامِ بِشَأْنِهِ فَإِنْ أَفْسَدَ بَعْدُ مَنَعَهُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر قاتل نے کسی کو محبوس کر دیا اور اس کو کھانے پینے کے لئے کچھ نہ دیا تو اس کو اتنا عرصہ قید کیا جائیگا اور کھانے پینے کو کچھ نہ دیا جائے گا اگر وہ اس مدت میں نہ مرا تو اس کو تلوار سے قتل کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر اس نے پانی میں ڈبو کر مارا تھا یا اوپر سے نیچے گرا کر ہلاک کیا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا تمام صورتوں میں قاتل کو تلوار سے ہی قتل کیا جائے گا۔ انھوں نے ابوداؤد طیالسی کی نعمان بن بشیر کی روایت سے استدلال کیا کہ قصاص صرف تلوار سے ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جابر جعفی کے ذریعہ نعمان بن بشیر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا قَوَدَ إِلَّا بِالسَّيْفِ ،، یعنی سوا تلوار کے کسی شئ کے ساتھ قصاص نہ لیا جائے اگر یہ کہا جائے کہ جابر جعفی ضعیف راوی ہے۔ لہٰذا اس کے ذریعہ حدیث سے استدلال صحیح نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ محدث وکیع نے کہا جابر کے ثقہ ہونے میں شک مت کرو۔ امام الحدیث شعبہ نے کہا جابر صدوق یعنی حدیث میں بہت سچا ہے۔ ثوری نے شعبہ سے کہا اگر آپ نے جابر میں طعن کیا تو میں تم میں طعن کروں گا۔ امام ذہبی نے کاشف میں ذکر کیا کہ ابن حبان نے صحیح میں جابر کی حدیث ذکر کی ہے اسی طرح قیس کو سفیان ثوری اور شعبہ نے ثقہ کہا ہے اور سفیان نے قیس کی متابعت بھی کی ہے۔ ابوداؤد طیالسی نے کہا جابر ثقہ ہے۔ لہٰذا جابر جعفی کی حدیث ضعیف نہیں۔ علاوہ ازیں دار قطنی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی رحمہم اللہ نے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ؎ قصاص صرف تلوار کے ساتھ ہے۔

نیز امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ تعالیٰ یہ بھی استدلال کرتے ہیں۔ تیز دھار آلہ کے بغیر اگر کسی مُثقّل شئ سے قتل کر دیا جائے تو اس میں بھی قصاص لیا جائے گا لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ضروری مُثقّل شئ کے ساتھ قتل کرنے میں قصاص نہیں سخت دیت ہے اور یہ قتلِ عمد کے مشابہ ہے۔ اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس یہودی کی عادت تھی کہ وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اس طریقہ سے قتل کیا کرتا تھا۔ گویا کہ وہ زمین میں فساد کی صورت برپا کئے ہوئے تھے اس لئے سیاستہً اس کو اس طرح قتل کیا گیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو عورت قتل کرنے کے باعث قتل کیا جائے گا اور کافر کو مسلم کے بدلہ قتل کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ وَقَالَ لِلَّذِيْ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ وَلَمْ يَاْخُذِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَهُ۔

۲۲۵۴ ـــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ يَقُوْلُهُ۔

۲۲۵۵ ـــــ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ عَبْدًا لَهُ لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَابْتَاعَهُ مِنْهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ۔

باب ـــــ جس نے بیوقوف اور کم عقل کے معاملہ کو مسترد کر دیا اگرچہ امام نے اس پر حجر نہ کیا ہو"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت سے پہلے صدقہ کرنے والے کا صدقہ مسترد کر دیا۔ پھر اس کو تصرف سے روک دیا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب کسی شخص کا کسی پر قرض ہو اور اس کے پاس صرف غلام ہو اور کوئی شئی نہ ہو اور وہ اس کو آزاد کر دے تو اس کا آزاد کرنا جائز نہیں اور جس نے کم عقل وغیرہ کا مال بیچا اور اس کو اس کی قیمت دے دی اور اس کی اصلاح اور حال درست کرنے کا حکم دیا اگر وہ اس کے بعد خرابی کرے تو اس کو تصرف کرنے سے روک دے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس شخص کو جس کو بیوع میں دھوکہ دیا جاتا تھا۔ فرمایا جب تو بیع کرے تو یہ کہہ دیا کر کہ دھوکہ نہ کرو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مال نہیں لیا۔

۲۲۵۴ ـــــ ترجمہ: عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کو بیع میں دھوکہ دیا جاتا تھا تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بیع کرو تو یہ کہہ دیا کرو کہ دھوکہ نہ کرو چنانچہ وہ یہ کہہ دیتا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَلَامِ الْخُصُومِ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ

۲۲۵۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ

۲۲۵۵ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے غلام فروخت کر دیا اور اس کے سوا اس کا کوئی مال نہ تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کو مسترد کر دیا اور غلام کو نعیم بن نحام نے خرید لیا۔

۲۲۵۴، ۲۲۵۵ — شرح : "سفیہ" وہ شخص ہے جو شرع کے موجب کے خلاف عمل کرے اور نفسانی خواہش کی تابعداری کرے اور ایسے کام کرے جس کو عقلمند لوگ اچھا نہ سمجھیں مثلاً سینما بینی کرنا، گانے سننا اور لہو و لعب میں مال خرچ کر دینا یا کبوتر بازی کے لئے مہنگے داموں کبوتر خریدنا وغیرہ وغیرہ اور کم عقل سفیہ سے عام ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سفہ کے باعث حجر نہیں کرتے اور نہ ہی اس کا تصرف منع کرتے ہیں۔ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ اس کے تصرفات کو ممنوع قرار دیتے ہیں اور اس کا بیع، ہبہ، اجارہ اور صدقہ کرنے کو جائز نہیں کہتے اور طلاق و عتاق میں اس پر حجر نہیں کرتے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سفیہ کے ہر تصرف کو ممنوع کہتے ہیں اور جو شخص عقلمند ہو اور مال خراب نہ کرے اور غفلت میں مال خرچ کر دے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس پر بھی حجر نہیں کرتے۔ مالکیہ سفیہ کا تصرف منع نہیں کرتے البتہ حجر کے بعد اس کے تصرف کو جائز نہیں کہتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اثر کی تفصیل حدیث ۲۰۱۰ کی شرح میں دیکھیں اگر یہ سوال ہو کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں جو ذکر کیا ہے۔ وہ صحیح ہے اس کو "یذکر" صیغہ تمریض سے کیوں ذکر کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری نے جس قدر یہاں ذکر کیا ہے۔ وہ اس کی شرط کے مطابق نہیں اور جو شرط کے مطابق نہ ہو اس کو تمریض کے صیغہ سے ذکر کرتے ہیں۔

قولہ مَنْ بَاعَ عَلَى الضَّعِيْفِ آہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبّر کی بیع میں جو کچھ کیا تھا یہ اس کا خلاصہ ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدبّر کو فروخت کیا اور اس کی قیمت مالک کو دے دی اور اس کو اچھی راہ اختیار کرنے کی تلقین کی اور اس کو حکم دیا کہ وہ اپنی اصلاح کرلے اور اس کی کم عقلی صرف غفلت اور اچھے مواقع میں عدم بصیرت کے باعث تھی اسی لئے قیمت اس کے حوالہ کر دی اور اگر حقیقی سفہ کی وجہ کے سبب فروخت کیا جاتا تو اس کی قیمت سفیہ کو نہ دی جاتی لیکن اگر کم عقل شخص اس کے بعد مال کی تباہی کرے تو اس کے تصرف کو ممنوع کر دیا جائے گا۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی تباہی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث ۱۹۸۷ اور ۲۰۱۰ کی شروح کا مطالعہ کریں۔

باب — جھگڑنے والوں کا ایک دوسرے سے گفتگو کرنا

۲۲۵۶ — ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھائے اور وہ اس میں جھوٹا ہو

marfat.com
Marfat.com

عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ وَّهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ فَقَالَ الْاَشْعَثُ فِيَّ وَاللّٰهِ كَانَ ذٰلِكَ كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّبَيْنِيْ اَرْضٌ فَجَحَدَنِيْ فَقَدَّمْتُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَقَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ احْلِفْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا يَحْلِفَ وَيَذْهَبَ بِمَالِيْ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

۲۲۵۷ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ اَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سَجْفَ حُجْرَتِهِ فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا وَاَوْمَاَ اِلَيْهِ اَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهِ ۔

قسم کھا کر وہ مسلمان آدمی کا مال مار لے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر سخت ناراض ہوگا۔ اَشْعَثْ نے کہا بخدا! یہ حدیث میرے متعلق وارد ہوئی ہے میرے اور ایک یہودی کے درمیان زمین مشترک تھی اُس نے میری زمین کا انکار کر دیا تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے گواہ ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ تو آپ نے یہودی سے فرمایا! قسم کھا! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو اس وقت قسم کھا جائے گا اور میرا سارا مال لے جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ الخ ۔ یقیناً جو لوگ اللہ کے عہد کے ساتھ اور اپنی قسموں کے ساتھ تھوڑی قیمت خریدتے ہیں الخ ۔

۲۲۵۷ ـــــ ترجمہ : کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ابن حَدْرَدْ سے مسجد میں اپنا قرضہ طلب کیا جو اس پر تھا ان دونوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں تو ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا جبکہ آپ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے ۔ آپ نے اپنے حجرہ شریفہ کا پردہ اُٹھایا اور باہر تشریف لائے اور آواز دی اے کعب! اُنھوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا! اپنے قرض سے اتنا کم کر دو اور نصف کی طرف اشارہ فرمایا کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آدھا کم کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

۲۲۵۸ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَأُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيْهَا وَكِدْتُ أُعَجِّلُ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيْهَا فَقَالَ لِيْ أَرْسِلْهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ اقْرَأْ فَقَرَأَ فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِيْ اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

آپ نے دوسرے کو فرمایا اٹھو اور باقی قرض ادا کر دو۔ (حدیث ۲۲۵۶ کی شرح حدیث ۲۲۰۲ کے تحت دیکھیں اور حدیث ۲۲۵۷ کی شرح حدیث ۴۴۷ کے تحت دیکھیں)۔

۲۲۵۸ ـــــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبد القاری نے کہا کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سورت فرقان اس کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا جس طرح میں پڑھتا تھا حالانکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پڑھایا تھا میں اس پر جلدی کرنے کے قریب تھا پھر میں نے ان کو مہلت دی حتی کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے پھر میں نے ان کے گلے میں چادر ڈالی اور ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور میں نے عرض کیا کہ میں نے ان کی قرأت اس کے خلاف سنی ہے جو آپ نے مجھے پڑھایا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ پھر ان سے فرمایا پڑھو انھوں نے پڑھا تو آپ نے فرمایا اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی ہے پھر مجھے فرمایا کہ تم پڑھو میں نے پڑھا تو آپ نے فرمایا یہ اس طرح نازل ہوئی ہے۔ بے شک قرآن کریم سات حرفوں میں نازل ہوا اس میں سے جس طرح آسانی ہو پڑھو!

۲۲۵۸ ـــــ شرح: علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حق بات یہ ہے کہ قاری کی آسانی کے لئے قرآن کریم سات حروف میں نازل ہوا جو معنی میں متفق ہیں یہ صحابہ کرام کے اجماع سے پہلے تھا اور اب ان کے اجماع کے خلاف پڑھنے کی ہرگز اجازت نہیں سات حروف کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ان سے مراد سات لغات ہیں۔ یعنی قرآن کریم عرب کی فصیح تر لغات میں نازل ہوا ہے بعض حرف کا معنی اعراب کہتے ہیں کیونکہ حرف کا معنی طرف ہے اور اعراب بھی اسم کے آخر ایک طرف ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں قاری حرف عاصم پر پڑھتا ہے یعنی اس اعراب کے مطابق پڑھتا ہے جو عاصم نے اختیار کیا ہے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ حروف اسماء ہیں جو ان حروف سے مرکب ہیں جن سے کلمہ بنتا ہے اور وہ سات طرح پڑھا جاتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے نَرْتَعْ وَنَلْعَبْ وہ یہ سات طرح پڑھا گیا ہے۔ مگر یہ سوال ہوگا کہ ایک آیت پر عدد کا اطلاق کیسے جائز ہے حالانکہ آیت تو ایک ہی دفعہ نازل ہوئی ہے متعدد بار تو نازل نہیں ہوئی اس کا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِخْرَاجِ اَهْلِ الْمَعَاصِیْ وَالْخُصُوْمِ مِنَ الْبُیُوْتِ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ وَقَدْ اَخْرَجَ عُمَرُ اُخْتَ اَبِیْ بَکْرٍ حِیْنَ نَاحَتْ۔

۲۲۵۹ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَتُقَامَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی مَنَازِلِ قَوْمٍ لَا یَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ۔

جواب یہ ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر رمضان مبارک میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کا دَور کیا کرتے تھے تو ہر دَور میں مختلف طرح پر وہ دُور کرتے تھے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا مجھے جبرائیل نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا میں نے ان سے آسانی کے لئے کہا اور ہر بار میں امت کی آسانی کے متعلق کہتا رہا حتی کہ سات حروف تک پہنچے۔ قاضی عیاض نے کہا ان سات حروف میں حصر مقصود نہیں یہ تو صرف آسانی کے لئے کیا گیا ہے لیکن اکثر علماء ان سات حروف میں قرأت کو منحصر کہتے ہیں۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ سات حروف تلاوت کی صورت اور ادغام، اظہار، تفخیم ترقیق، مدّ، امالہ سے نطق کی کیفیت ہے۔ تاکہ ہر اس لغت میں پڑھ لے جو اس کے لئے آسان ہو۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ الفاظ اور حروف ہیں اور یہ سات لغات عرب کی ہیں یمنی ہوں یا نجدی ہوں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سات مُضر کی لغات ہیں اور یہ سارے قرآن میں متفرقہ ہیں ایک کلمہ میں مجتمعہ نہیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بعض کلمات میں یہ جمع بھی ہو جاتی ہیں۔ داؤدی نے کہا یہ سات قراءتیں جو آجکل لوگ پڑھتے ہیں ان میں سے ہر حرف اس سات قرأتوں میں سے نہیں ہے بلکہ کبھی یہ مختلف مقامات میں ہوتی ہیں (کرمانی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دین میں بہت متصلب تھے اور ان کے بعد ہشام سب سے زیادہ متصلب تھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کوئی مکروہ شئ دیکھتے تو فرماتے جب تک میں اور ہشام زندہ ہیں۔ یہ مکروہ دیکھنے میں نہ آئے گا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء عندہ۔

باب ـــ حال معلوم ہو جانے کے بعد گناہ کرنے والوں اور جھگڑنے والوں کو گھر سے نکال دینا،

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ کو گھر سے نکال دیا جس وقت انھوں نے نوحہ کیا۔

۲۲۵۹ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے چاہا کہ نماز قائم کرنے کا حکم دوں پھر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ دَعْوَى الْوَصِيِّ لِلْمَيِّتِ

۲۲۶۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ وَسَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ اخْتَصَمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ابْنِ اَمَةِ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصَانِيْ اَخِيْ اِذَا قَدِمْتُ اَنْ اَنْظُرَ ابْنَ اَمَةِ زَمْعَةَ فَاقْبِضْهُ فَاِنَّهُ ابْنِيْ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِيْ وَابْنُ اَمَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِيْ فَرَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ۔

لوگوں کے گھروں میں جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھر جلا دوں۔

شرح ۲۲۵۹ — یعنی جس کو شرع نے جائز نہ کیا ہو اس کے مرتکب کو زجر اور تادیب کے طور پر گھر سے نکالنا جائز ہے۔ چنانچہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ اُمِّ فروہ کو گھر سے نکال دیا جبکہ اُنھوں نے حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے وقت نوحہ کیا تھا۔ حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جو لوگ نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوتے اگر ان کے گھروں کو آگ لگا دی جائے تو وہ جلدی سے گھروں سے باہر آجائیں گے کیونکہ نماز باجماعت ترک کرنا گناہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ مال ضائع کر دینے میں بھی عقوبت ہے۔ اور اس کا صرف امیر المؤمنین کو اختیار ہے۔ حدیث ۶۲۰ کی شرح دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — میّت کے وصیّ کا دعویٰ کرنا

ترجمہ ۲۲۶۰ — اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبد بن زمعہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لے گئے۔ حضرت سعد نے کہا یا رسُولَ اللہ! میرے بھائی نے مجھے وصیت کی تھی کہ جب میں مکہ پہنچوں اور زمعہ کی لونڈی کا بیٹا دیکھوں تو اس کو قبضہ میں کر لوں کیونکہ وہ میرا بیٹا ہے۔ اور عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ میرے باپ کے فراش پر پیدا ہُوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بچے کی عتبہ سے) واضح مشابہت دیکھی تو فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ تجھ کو ملے گا۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہُوا اے سودہ اس سے پردہ کرو۔"

شرح ۲۲۶۰ — زمعہ بن قیس عامری صحابی ہیں اور جس بچے میں جھگڑا ہُوا تھا وہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا تھا اس کا نام عبدالرحمٰن ہے وہ صحابی ہے۔ عتبہ بن ابی وقاص کے اسلام میں اختلاف ہے۔ [illegible] سودہ کا ثبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا پردہ

Marfat.com

بَابُ التَّوَثُّقِ مِمَّنْ تُخْشٰى مَعَرَّتُهُ وَقَيَّدَ ابْنُ عَبَّاسٍ عِكْرِمَةَ عَلٰى تَعْلِيْمِ الْقُرْاٰنِ وَالسُّنَنِ وَالْفَرَائِضِ ۔ ۲۲۶۱ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ سَيِّدُ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِيْ الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَ عِنْدِيْ يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ ۔

زخمی کیا تھا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں ان کو پردہ کرنے کا حکم اس لئے فرمایا کہ اس بچے کی شکل وصورت عتبہ سے ملتی جلتی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیافہ دان کے قول پر حکم نہیں کیا جاسکتا۔ حدیث ۱۹۲۷ کی شرح میں تفصیل مذکور ہے۔

باب ـــ جس سے فتنہ و فساد کا خطرہ ہو اس کو باندھنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عکرمہ کو قرآن، سُنن اور فرائض کی تعلیم کے لئے قید کیا تھا۔

ترجمہ : ۲۲۶۱ ـــ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص جس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا اور وہ اہل یمامہ کا سردار تھا کو پکڑ لائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اُس نے کہا یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس خیر ہے اور پوری حدیث ذکر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو!

شرح : ۲۲۶۱ ـــ ثمامہ اہل یمامہ کا سردار تھا اُن کے ساتھ وہ مرتد نہیں ہوا تھا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رہائی کا حکم دیا تو وہ مسلمان ہوگیا اور آخر تک اسلام پر مستحکم رہا۔ حدیث ۴۵۱ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الرَّبْطِ وَالْحَبْسِ فِي الْحَرَمِ وَاشْتَرَى نَافِعُ بْنُ عَبْدِ الْحَارِثِ دَارًا لِلسِّجْنِ بِمَكَّةَ مِنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ عَلَى إِنْ عُمَرُ رَضِيَ بِالْبَيْعِ فَالْبَيْعُ بَيْعُهُ وَإِنْ لَمْ يَرْضَ عُمَرُ فَلِصَفْوَانَ أَرْبَعُ مِائَةِ دِينَارٍ وَسَجَنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ۔

٢٢٦٢ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ۔

باب — حرم میں باندھنا اور قید کرنا

نافع بن عبدالحارث نے صفوان بن اُمیّہ سے مکہ میں جیل کے لئے ایک مکان اس شرط پہ خرید کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ اگر راضی ہوگئے تو بیع تام ہے اور اگر وہ راضی نہ ہوئے تو صفوان کو چار سو دینار ملیں گے اور ابن زبیر نے مکہ میں قید کیا۔

٢٢٦٢ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص جس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا پکڑ لائے اور مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اس کو باندھ دیا۔

٢٢٦٢ — شرح : نافع بن عبدالحارث فضلاء صحابہ کرام میں سے ہیں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو مکہ مکرمہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور صفوان بن اُمیّہ جمحی مکی صحابی ہیں۔ بخاری میں ان دونوں حضرات سے منقول حدیث صرف یہی ہے! یعنی نافع بن عبدالحارث نے صفوان بن اُمیّہ سے مکہ مکرمہ میں اس شرط پر مکان خریدا کہ اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس خریداری پر راضی ہوگئے تو بیع پوری ہے۔ ورنہ جب تک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جواب موصول نہیں ہوتا اس مکان کو بطور حیل استعمال کے عوض صفوان کو چار سو درہم ادا کئے جائیں گے (یہ بیع جائز ہے) اور یہ چار سو درہم مکان کی قیمت نہیں تھی کیونکہ مکان کی بیع چار ہزار درہم پر ہوئی تھی!

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابٌ فِي الْمُلَازَمَةِ۔ ٢٢٦٣ — يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرٍ وَقَالَ غَيْرُهُ ثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ دَيْنٌ فَلَقِيَهُ فَلَزِمَهُ فَتَكَلَّمَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ النِّصْفَ فَأَخَذَ نِصْفَ مَا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا۔

بَابُ التَّقَاضِي۔ ٢٢٦٤ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ أَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَرَاهِمُ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أَقْضِي لَكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتَّى يُمِيتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ فَدَعْنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثَ فَأُوتَى مَالًا وَوَلَدًا ثُمَّ أَقْضِيكَ فَنَزَلَتْ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب — قرض دار کی نگرانی کرنا

ترجمہ : کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان پر عبداللہ بن حدرد اسلمی کا قرضہ تھا وہ اُن سے ملے اور ان کو اپنی نگرانی میں کر لیا دونوں میں جھگڑا ہو گیا حتیٰ کہ ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور ان کے پاس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو فرمایا اے کعب! اور دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا گویا کہ آپ فرماتے تھے آدھا چھوڑ دو تو کعب نے اس پر آدھا لے لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔

٢٢٦٣ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقروض کو پابند کرنا جائز ہے

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ اللُّقَطَةِ

بَابُ إِذَا أَخْبَرَهُ رَبُّ اللُّقَطَةِ بِالْعَلَامَةِ دَفَعَ إِلَيْهِ

۲۲۶۵ ـــ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ

کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ کہا جبکہ انھوں نے اپنے قرضدار کو پابند کر لیا تھا لیکن اگر قرضدار غریب ہو تو پابندی نہیں کرنی چاہیئے اور اس کو مہلت دینی چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ قرض کا مطالبہ کرنا

۲۲۶۴ ـــ ترجمہ: خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں جاہلیت میں لوہاروں کا کاروبار کرتا تھا۔ اور میرا عاص بن وائل پر کچھ درہم قرض تھا۔ میں اس کے پاس آیا اور قرض کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا میں تجھے قرض نہیں دوں گا حتیٰ کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے میں نے کہا نہیں! میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کروں گا حتیٰ کہ تجھے اللہ تعالیٰ مارے پھر زندہ کرے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو حتیٰ کہ میں مروں گا پھر زندہ اٹھایا جاؤں گا اور مجھے مال اور اولاد ملے گی پھر تیرا قرض ادا کر دوں گا۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "کیا تو نے اس کو دیکھا جس نے میری آیات کا انکار کیا اور کہا مجھے مال و اولاد ملے گی الخ"

(اس حدیث کی تفصیل کے لئے حدیث ۱۹۶۳ کی شرح دیکھیں)

باب ـــ گری پڑی چیز اٹھانا

اور جب گری پڑی شئ کا مالک نشانی بتا دے تو اٹھانے والا اس کو واپس کر دے

۲۲۶۵ ـــ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے سوید بن غفلہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو انھوں نے کہا میں نے سو دینار کی ایک تھیلی پائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اس کی ایک برس تشہیر کر دو میں نے ایک برس اس کی تشہیر کی تو اس کو پہچاننے والا کوئی نہ ملا پھر میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا ایک سال اور تشہیر کر دو میں نے اس کی تشہیر کی اور اس کو پہچاننے والا نہ پایا پھر.....

marfat.com
Marfat.com

ثَنَا خُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ لَقِيتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقَالَ أَخَذْتُ صُرَّةً فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ مَنْ يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ ثُمَّ أَتَيْتُهُ ثَالِثًا فَقَالَ احْفَظْ وِعَاءَهَا وَعَدَدَهَا وَوِكَاءَهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا فَاسْتَمْتَعْتُ فَلَقِيتُهُ بَعْدُ بِمَكَّةَ قَالَ لَا أَدْرِي ثَلَاثَةَ أَحْوَالٍ أَوْ حَوْلًا وَاحِدًا۔

تیسری بار آپ کے پاس آیا تو فرمایا اس کا ظرف، گنتی اور تسمہ (سر بندھن) کو یاد رکھو اگر اس کا مالک آجائے تو فبہا ورنہ اس سے فائدہ اُٹھاؤ؛ چنانچہ میں نے اس سے فائدہ اُٹھایا اس کے بعد میں ابی بن کعب سے مکہ میں ملا تو اُنھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں تین سال یا ایک سال تشہیر کے لئے فرمایا۔

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسی فقیہہ نے یہ نہیں کہا کہ گری پڑی شئی کی تین برس تشہیر کی جائے کیونکہ سُوَید بن غفلہ جب

۲۲۶۵ —

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مکہ میں ملے تو ان کی توجہ اس طرف مبذول کروائی تو اُنھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ ایک سال یا تین سال تشہیر کرنا فرمایا۔ تین سال تشہیر مشکوک ہے لہٰذا وہ ساقط ہوگئی۔ علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جب گری پڑی شئی کا مالک آجائے اور وہ اس کی نشانیاں بیان کردے تو وہ شئی اس کو واپس کردی جائے گی یا اس کو کہا جائے گا کہ گواہ لاؤ۔ امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا اس حدیث کے مطابق وہ شئی واپس کردی جائے گی اور دلیل کا مطالبہ نہ کیا جائے گا امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا بَیِّنَہ (دلیل) کے بغیر وہ شئی واپس نہیں کی جائے گی کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُدّعی کا بینہ قائم کرنا ضروری ہے اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے۔ جب مالک نشانی بیان کردے۔ اور وہ شخص اس کی تصدیق کردے تو وہ شئی واپس کرسکتا ہے اگرچہ مالک کے پاس بینہ نہ ہو اور اگر کوئی دُوسرا شخص اس پر بینہ قائم کردے تو سب کا اتفاق ہے کہ وہ شئی پہلے سے لے کر دُوسرے کو دے دی جائے گی کیونکہ نشانی بیان کرنے سے بینہ قوی تر ہے۔ اور اگر اس کو ضائع کردیا ہو تو ضامن ہوگا اور اگر ایک سال سے پہلے وہ شئی ضائع ہوگئی تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے کہا اگر شئی اُٹھاتے وقت کسی کو گواہ بنا لیا تھا کہ وہ اس کو واپس کردے گا تو ضامن نہ ہوگا ورنہ ضامن ہوگا اُنھوں نے ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کی حدیث سے استدلال کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی گری پڑی شئی پائے تو اس پر دو عادل گواہ قائم کرے اور اس میں کسی قسم کا اخفاء نہ کرے اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو دیدے ورنہ وہ اللہ کا مال ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک اس پر شہادت قائم کرنی ضروری نہیں۔ امام شافعی، مالک اور احمد رحمہم اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح کہتے ہیں۔ اور اگر گواہ نہ بنے تو بالاتفاق ضامن نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ضَالَّةِ الْاِبِلِ ۔ ۲۲۶۶ ۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ عَبَّاسٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيْعَةَ ثَنِي يَزِيْدُ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسَالَهُ عَمَّا يَلْتَقِطُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا فَاِنْ جَاءَ اَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِهَا وَاِلَّا فَاسْتَنْفِقْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ فَقَالَ ضَالَّةُ الْاِبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَآءُهَا وَسِقَآءُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَاْكُلُ الشَّجَرَ ۔

باب ــــ کھوئے ہوئے اُونٹ کا حکم

۲۲۶۶ ــــ ترجمہ : زید بن خالد جُہنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے گری پڑی شئی کو اُٹھا لینے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کی ایک سال تشہیر کر پھر اس کی تھیلی اور تسمہ کو یاد رکھ اگر کوئی آئے جو تجھے اس کی خبر دے تو فبہا ورنہ اس کو خرچ کرے اُس نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! تو کھوئی ہوئی بکری؟ آپ نے فرمایا وہ تیری یا تیرے بھائی کی یا پھر بھیڑیئے کی ہے۔ اُس نے عرض کیا تو کھویا ہُوا اُونٹ؟ یہ سُن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سُرخ ہوگیا (غصہ سے) آپ نے فرمایا تجھے اس سے کیا مطلب! حالانکہ اس کے ساتھ اس کا جوتا اور مشک ہے وہ پانی پر آتا جاتا رہے گا اور درخت کھاتا رہے گا۔

۲۲۶۶ ــــ شرح : یعنی اگر تو بکری کو نہ پکڑے گا تو کوئی اور پکڑ لے گا اور اگر وہ بھی نہ پکڑے تو اسے بھیڑیا کھا جائے گا! ابن دقیق العید نے کہا چونکہ اونٹ حفاظت سے مستغنی ہے اور نہ ہی وہ کسی کے نفقہ کا محتاج ہے۔ کیونکہ اس کی طبع میں پیاس برداشت کرنا ہے اس لئے جوتے اور مشکیزے سے تعبیر کی کہ یہ اس کے ساتھ ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ بکری حفاظت کی محتاج ہے ورنہ اس کے ضائع ہونے کا قوی امکان ہے۔ اس لئے اس کو پکڑ لینا ضروری ہے اور اُونٹ حفاظت کا محتاج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قوت، جلادت اور مدافعت پیدا کی ہے اسی طرح گائے، گھوڑا وغیرہ جو چھوٹے درندوں سے اپنی ذاتی قوت کے باعث محفوظ رہتے ہیں یا وہ دوڑ کر اپنی حفاظت کر لیتے ہیں جیسے خرگوش اور ہرن وغیرہ تو ان کو بھی پکڑنا جائز نہیں۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور وہ ظاہر حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ لیکن احناف کہتے ہیں کہ اونٹ وغیرہ کا بھی پکڑ لینا اچھا ہے۔ [illegible] رہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ضَالَّةِ الْغَنَمِ ۲۲۶۷ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ يَقُولُ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَزَعَمَ أَنَّهُ قَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً يَقُولُ يَزِيدُ إِنْ لَمْ تُعْرَفِ اسْتَنْفَقَ بِهَا صَاحِبُهَا وَكَانَتْ وَدِيعَةً عِنْدَهُ قَالَ يَحْيٰى فَهٰذَا الَّذِي لَا أَدْرِي أَفِي حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ أَمْ شَيْءٌ مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرٰى فِي ضَالَّةِ الْغَنَمِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَزِيدُ وَهِيَ تُعَرَّفُ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَرٰى فِي ضَالَّةِ الْإِبِلِ قَالَ فَقَالَ دَعْهَا فَإِنَّ مَعَهَا حِذَاءَهَا وَسِقَاءَهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُوجَدْ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ فَهِيَ لِمَنْ وَجَدَهَا

باب — گمشدہ بکری کا حکم

ترجمہ : زید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گمشدہ

۲۲۶۷ — شئی سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس کی تھیلی اور سر بندھن (قسمہ) کو یاد رکھو پھر اس کا ایک سال اعلان کرو۔ یزید کہتے ہیں اگر کوئی پتہ نہ چلے تو اس کو پکڑنے والا خرچ کرے اور وہ اس کے پاس امانت ہے۔ یحییٰ نے کہا میں نہیں جانتا یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے یا یزید نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے۔ پھر اس نے کہا آپ گم شدہ بکری کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیرے لئے ہے یا تیرے بھائی کے لئے یا بھیڑیئے کے لئے ہے۔ یزید نے کہا اس کی بھی نشاندہی کی جائے پھر اس نے کہا کھوئے ہوئے اونٹ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ اس کے ساتھ اس کا جوتا اور مشکیزہ ہے وہ پانی پر آئے گا اور درخت کھاتا رہے گا حتی کہ اس کا مالک اس کو پالے گا۔ (حدیث ۹۰ کی شرح دیکھیں)

باب — جب ایک سال کے بعد گمشدہ کا مالک نہ ملے تو وہ اس کے لئے ہے جو اس کو پائے

marfat.com
Marfat.com

۲۲۶۸ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَاِلَّا فَشَانُكَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْاِبِلِ قَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَاْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا۔

ترجمہ : زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور گم شدہ شئی کے متعلق پوچھا آپ

۲۲۶۸ ـــــ نے فرمایا اس کی تھیلی اور سر بند (قسمہا) کو پہچان لے پھر اس کا ایک سال اعلان کر اگر اس کا مالک آجائے تو فبہا ورنہ جو چاہو کرو۔ اُس نے کہا تو گمی ہوئی بکری آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی ہے اُس نے کہا بھٹکا ہُوا اُونٹ ؟ آپ نے فرمایا تجھے اس سے کیا سروکار ؟ اس کے ساتھ اس کی مشک اور اس کا جوتا ہے وہ پانی پر آئے گا درخت کھائے گا حتی کہ اس کا مالک اس کو پالے گا !

شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ گری پڑی شئی کو اُٹھالینا

۲۲۶۸ ـــــ جائز ہے۔ اور اگر وہ سوال سے پہلے پہلے خراب نہ ہو تو سال بھر اس کا اعلان کیا جائے اور اگر مالک نہ آئے تو وہ اگر فقیر ہے تو خود استعمال میں لے آئے اور اگر غریب نہیں تو صدقہ کر دے اور دونوں صورتوں میں اگر مالک آجائے تو اس کو ضمان ادا کرنا واجب ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو شئی معمولی ہو اور لوگ اس کے حصول کے اتنے شائق نہ ہوں جیسے ایک آدھ کھجور تو اس کا اعلان ضروری نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جو جنگل میں بھٹکی ہوئی بکری پائے اور کھالے تو اس پر ضمان واجب نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیئے کی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ حدیث میں اس کو مالک نہیں بنایا جیسے بھیڑیئے کو مالک نہیں بنایا۔ تمام فقہا کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ گمشدہ بکری پانے والے نے اگر اس کو نہیں کھایا حتی کہ اس کا مالک آگیا تو وہ اس کو واپس کرے گا۔ معلوم ہُوا کہ وہ بکری پکڑنے سے مالک نہیں ہوتا۔ احناف کے مذہب میں اگر گم شدہ شئی کی قیمت دس درہم سے کم ہے تو اس کی تشہیر ضروری نہیں اور یہ شئی حقیر شمار ہوتی ہے (حدیث ۲۳۰۰ کی شرح دیکھیں)

---

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ إِذَا وَجَدَ خَشَبَةً فِي الْبَحْرِ أَوْ سَوْطًا أَوْ نَحْوَهُ وَقَالَ اللَّيْثُ نَبَّأَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ فَخَرَجَ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا قَدْ جَاءَ بِمَالِهِ فَإِذَا هُوَ بِالْخَشَبَةِ فَأَخَذَهَا لِأَهْلِهِ حَطَبًا فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيفَةَ۔

بَابٌ إِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيقِ۔

باب — جب دریا میں لکڑی یا کوڑا وغیرہ پائے

لیث نے کہا مجھے جعفر بن ربیعہ نے عبدالرحمٰن بن ہرمز سے خبر دی انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا اور پوری حدیث بیان کی اور وہ شخص باہر نکلا کہ شاید کوئی جہاز اس کا مال لے کر آیا ہو تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک لکڑی اس کی طرف آرہی ہے۔ اُس نے ایندھن کے لئے اس کو پکڑ لیا جب اس کو کھولا تو اس میں مال اور خط پایا۔

شرح : یعنی جب کوئی شخص دریا میں سے لکڑی پائے یا کسی جگہ سے کوڑا وغیرہ مل جائے یا کوئی ڈنڈا، رسّی جیسی شئی پائے تو کیا اس کو اپنے پاس رکھ لے یا چھوڑ دے؟ اگر پاس رکھ لے تو اس کا مالک ہو جائے گا یا اس کا حال گم شدہ چیز جیسا ہے؟ اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب دریا سے کوئی چیز ملے تو اس کو ترک کرنا بہتر ہے۔ بعض علماء نے کہا اگر گم شدہ شئی مل جائے تو اس کو لے لے اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو ضمان دیدے اور بعض اہل علم نے کہا اگر معمولی شئی ہو تو وہ اپنے استعمال میں لے آئے اور اس کی تشہیر وغیرہ نہ کرے ہدایہ میں اسی طرح مذکور ہے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ گری پڑی شئی کا مالک اس کو تلاش نہیں کر رہا ہے۔ تو اس کی تشہیر کئے بغیر اس سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ لیکن وہ مالک کی ملک میں رہے گی کیونکہ مجہول شئی کا مالک بنانا جائز نہیں ہے۔

باب — جب راستہ میں کھجور پائے

marfat.com
Marfat.com

٢٢٦٩ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّي اَخَافُ اَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا وَقَالَ يَحْيٰى ثَنَا سُفْيَانُ ثَنِي مَنْصُورٌ ح وَقَالَ زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ الْيَامِيِّ ثَنَا اَنَسٌ ـ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّي لَاَنْقَلِبُ اِلٰى اَهْلِي فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِي فَاَرْفَعُهَا لِاٰكُلَهَا ثُمَّ اَخْشٰى اَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَاُلْقِيهَا ـ بَابُ كَيْفَ تُعَرَّفُ لُقَطَةُ اَهْلِ مَكَّةَ وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ ـــ

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں گری ہوئی کھجور کے پاس سے گزرے تو فرمایا اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ کھجور صدقہ ہوگی تو میں اسے کھا لیتا یحییٰ نے کہا مجھے سفیان نے خبر دی انھوں نے کہا مجھے منصور نے خبر دی اور زائدہ نے منصور سے انھوں نے طلحہ سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا اور محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہ ہم کو عبداللہ نے خبر دی انھوں نے کہا ہم سے معمر نے ہمام بن منبہ سے انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے گھر جاتا ہوں اور اپنے بستر پر گری ہوئی کھجور پاتا ہوں تو اس کو کھانے کے لئے اٹھا لیتا ہوں پھر اس اندیشہ کے پیش نظر کہ یہ صدقہ ہوگی اس کو پھینک دیتا ہوں۔

٢٢٦٩ ـــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقہ حرام تھا اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مشتبہ اشیاء سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اور گری پڑی معمولی شئی کو استعمال میں لے آنا مباح ہے اور اس کی تشہیر کی ضرورت نہیں۔ شیخ عبدالرزاق نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک انار گرا ہوا پایا تو اس کو اٹھا کر کھا لیا۔ حدیث ٢١٢٩ کی شرح دیکھیں۔

باب ـــ اہل مکہ کے لقطہ کی تشہیر کیسے کی جائے

طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کا لقطہ (گری پڑی شئی) وہ اٹھائے جو اس کا اعلان کرے

marfat.com
Marfat.com

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهَا إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُلْتَقَطُ لَقَطَتُهَا إِلَّا لِمُعَرِّفٍ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا رَوْحٌ ثَنَا زَكَرِيَّا ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُعْضَدُ عِضَاهُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ۔

خالد نے عکرمہ سے اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کا لقطہ وہی اُٹھائے جو اس کی تشہیر کرے اور احمد بن سعد نے بیان کیا کہ روح نے زکریا، عمر بن دینار اور عکرمہ کے وسائط سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں کا درخت نہ کاٹا جائے اور نہ وہاں کا شکار بھگایا جائے اور اس کا لُقطہ تشہیر کرنے والے کے سوا کسی کے لئے اُٹھانا جائز نہیں اور نہ ہی وہاں کی گھاس اکھاڑی جائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسُول اللہ! مگر اذخر "گھاس"، آپ نے فرمایا گھاس کی اجازت ہے۔

شرح: باب کے اس عنوان کا مقصد حرم کا لُقطہ ثابت کرنا ہے اور ان لوگوں کے اس قول کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ اہلِ حرم کا لُقطہ نہ اُٹھایا جائے کیونکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجی کی گری پڑی شئی اُٹھانے سے منع فرمایا ہے (مسلم شریف)، علماء نے مسلم کی حدیث کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حرم کا لقطہ اس نیت سے نہ اُٹھائے کہ وہ اس کا مالک ہے اور اس کی حفاظت کرنا مقصد نہ ہو۔ اس باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم کا لُقطہ ثابت ہے اور اس کو حفاظت کے لئے اُٹھایا جائے اور اس کی تشہیر کی جائے۔ فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ مکہ مکرمہ کے لقطہ کا حکم دُوسرے شہروں کے لقطہ کے حکم جیسا ہے یا نہیں سیدنا عمر فاروق، ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم نے کہا مکہ مکرمہ کے لقطہ اور دُوسرے شہروں کے لقطہ کا حکم واحد ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ لیکن امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کا لقطہ حلال نہیں اور اس کا پانے والا صرف اعلان ہی کرے۔ واللہ اعلم

marfat.com
Marfat.com

۲۲۷۰ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَإِنَّهَا لَنْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُفْدَى وَإِمَّا أَنْ يُقِيدَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَامَ أَبُو شَاهٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ الْخُطْبَةُ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۲۲۷۰ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ فتح کرایا تو آپ نے لوگوں میں خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھی روک دیئے اور اس پر اپنے رسول اور مومنوں کو مسلط کیا پس مجھ سے پہلے مکہ کسی کیلئے حلال نہیں ہوا اور میرے لئے صرف دن کی ایک گھڑی میں حلال ہوا اور میرے لئے صرف دن کی ایک گھڑی میں حلال ہوا اور میرے بعد کسی کے لئے حلال نہ ہوگا اس کا شکار نہ بھگایا اور نہ اس کا کانٹا اکھاڑا جائے اور تشہیر کرنے والے کے سوا اس کا لقطہ کسی کے لئے حلال نہیں اور وہاں جس کا کوئی آدمی قتل کیا جائے اس کو دو امروں میں اختیار ہے دیت لے یا قصاص لے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مگر گھاس کیونکہ ہم اسے اپنی قبروں اور گھروں میں استعمال کرتے ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر گھاس (اس کی اجازت ہے) اہل یمن سے ایک آدمی ابوشاہ کھڑا ہوگیا اس نے کہا یا رسول اللہ! مجھے یہ لکھ دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ابوشاہ کے لئے لکھ دو۔ ولید بن مسلم نے کہا میں نے اوزاعی سے کہا کہ ابوشاہ کا یہ کہنا کہ یا رسول اللہ! میرے لئے لکھ دیجئے۔ اس کا کیا مقصد ہے؟ اوزاعی نے کہا یہ خطبہ جو اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

۲۲۷۰ ـــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کے احترام کے لئے مذکور امور

marfat.com

Marfat.com

کو منع فرمایا۔ وہاں قتل و غارت کو حرام فرمایا حتیٰ کہ اگر کوئی قتل کر کے حرم میں داخل ہو جائے تو اس کو باہر نکلنے پر مجبور کیا جائے اور اس کا خورد و نوش بند کر دیا جائے تاکہ وہ مجبور ہو کر حرم سے باہر نکل جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا" جو کوئی حرم میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے اور یہ حکم قیامت تک ہے کہ حرم میں کسی کو خونریزی کی اجازت نہیں حتیٰ کہ حرم کا شکار بھی امن میں ہے کہ اس کو اپنی جگہ سے ڈرایا نہ جائے اور اس کو حرم سے باہر نہ نکالا جائے اور حرم کے درخت بھی محفوظ ہیں کہ ان کو کاٹا نہ جائے البتہ اذخر گھاس کو ان سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم قبروں میں یہ گھاس بچھاتے ہیں اور مکانوں کی چھتوں پر ڈالتے ہیں اس کی ہمیں اجازت دی جائے تو آپ نے اس کی اجازت دے دی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے احکام شرع میں آپ کو اختیار دیا ہے کہ اللہ کے حکم سے تحلیل و تحریم کا فیصلہ کریں!

اسی طرح حرم میں گری پڑی شئی وہی اٹھائے جو اس کی تشہیر کرے۔ ورنہ اسے وہاں ہی پڑا رہنے دے اور اگر کسی کا آدمی وہاں قتل کر دیا جائے تو اس کو اختیار ہے کہ دیت لے یا قصاص لے لیکن اس مسئلہ میں فقہاء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مقتول کے ولی کو اختیار ہے کہ قاتل کو معاف کر دے اور دیت لے یا قصاص لے اس میں قاتل کی رضاء کا کوئی اعتبار نہیں اور سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا قاتل کی رضاء کے بغیر مقتول کے ولی کو دیت لینے کی اجازت نہیں وہ صرف قصاص لے سکتا ہے یا معاف کر دے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حضرت انس کی پھوپھی ربیع بنت نضر نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا جس سے اس کا دانت ٹوٹ گیا تھا اس کے ورثہ پر دیت پیش کی گئی لیکن انھوں نے انکار کر دیا اور ان کو یہ بھی کہا گیا کہ معاف کر دو، انھوں نے اس کا بھی انکار کر دیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ لے گئے تو آپ نے قصاص کا فیصلہ کیا اتنے میں ربیع کا بھائی انس بن نضر بھی آ گئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! اب ربیع کا دانت توڑ دیا جائے گا؟ اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ ربیع کا دانت نہیں توڑا جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس بن نضر اللہ تعالیٰ قصاص کا حکم فرماتا ہے چنانچہ لڑکی کے وارثوں نے معاف کر دیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ وہ اگر قسم کھا کر کوئی بات کر دیں تو اللہ اس کو پورا کر دیتا ہے۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قتل عمد میں کتاب و سنت کا فیصلہ قصاص ہے۔ کیونکہ اگر قصاص اور دیت میں اختیار ہوتا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اختیار دیتے اور بعینہٖ قصاص کا فیصلہ نہ کرتے لہٰذا "فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ" کا معنی یہ ہے کہ قاتل کی رضاء سے دیت لے یا اسے قصاص اور معاف کرنے میں اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا تُحْلَبُ مَاشِيَةُ اَحَدٍ بِغَيْرِ اِذْنٍ

۲۲۷۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَاشِيَةَ امْرِئٍ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تُؤْتٰى مَشْرُبَتُهٗ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهٗ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهٗ فَاِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَاشِيَةَ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

بَابُ اِذَا جَآءَ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ رَدَّهَا عَلَيْهِ لِاَنَّهَا وَدِيْعَةٌ عِنْدَهٗ

۲۲۷۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ ابْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ

باب — کسی کا جانور اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہا جائے

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۲۷۱ — کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بھی کسی کا جانور اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے۔ کیا تم میں سے کسی کو یہ پسند ہے کہ کوئی شخص اس کے بالاخانہ میں جائے اور اس کا خزانہ توڑے اور اس کا غلہ لے جائے۔ ان کے جانوروں کے تھن ان کے لئے کھانے کے خزانے جمع کرتے ہیں۔ پس کوئی بھی کسی کا جانور اس کی اجازت کے بغیر نہ دوہے۔

شرح : مَشْرُبَہ ،، بالاخانہ ، ضُرُوْع ۔ تھن۔ اَطْعِمَات ،، طعام کی جمع ہے۔ یہاں اس سے دودھ مراد ہے۔ جمہور علماء کا

۲۲۷۱ — مذہب یہ ہے کہ کسی کے جانور کا دودھ دوہنا اور کھجوریں وغیرہ مالک کی اجازت کے بغیر لینا جائز نہیں البتہ اگر کوئی بھوک سے مر رہا ہو تو بھوک دفع کرنے کے لئے مالک کی اجازت کے بغیر کھا پی سکتا ہے۔ حضرات ائمہ کرام ابوحنیفہ ، مالک ، شافعی اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب یہی ہے۔

باب — جب سال کے بعد لقطہ کا مالک آجائے تو

marfat.com
Marfat.com

عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا۔ بَابٌ هَلْ يَأْخُذُ اللُّقَطَةَ وَلَا يَدَعُهَا تَضِيعُ حَتَّى لَا يَأْخُذَهَا مَنْ لَا يَسْتَحِقُّ۔ ۲۲۷۳ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ وَزَيْدِ ابْنِ صُوحَانَ فِي غَزَاةٍ فَوَجَدْتُ سَوْطًا فَقَالَا لِي أَلْقِهِ قُلْتُ لَا وَلَكِنْ إِنْ وَجَدْتُ صَاحِبَهُ وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ بِهِ فَلَمَّا رَجَعْنَا حَجَجْنَا فَمَرَرْتُ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلْتُ أُبَيَّ ابْنَ كَعْبٍ فَقَالَ وَجَدْتُ صُرَّةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا مِائَةُ دِينَارٍ فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ أَتَيْتُهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اعْرِفْ عِدَّتَهَا وَوِكَاءَهَا وَوِعَاءَهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا اسْتَمْتِعْ بِهَا۔

اس کو وہ واپس کر دے کیونکہ لقطہ اس کے پاس امانت ہے

۲۲۷۲ ترجمہ: زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اس کی ایک سال تشہیر کرو پھر اس کا سربند اور تھیلی یاد کر لو پھر اسے خرچ کر لو اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کو دے دو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! بھٹکی ہوئی بکری؟ آپ نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا بھیڑیے کی ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! بھٹکا ہوا اونٹ؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں آ گئے حتی کہ آپ کے رخسارے سرخ ہو گئے یا آپ کا چہرۂ انور سرخ ہو گیا پھر فرمایا تمہیں اونٹ سے کیا تعلق۔ جبکہ اس کے ساتھ اس کا جوتا اور مشک ہے حتی کہ اس کا مالک اس کو پا لیتا ہے۔ (حدیث ۲۳۷۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

۲۲۷۴ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ بِهٰذَا قَالَ فَلَقِیْتُهُ بَعْدُ بِمَكَّةَ فَقَالَ لَا اَدْرِیْ ثَلٰثَةَ اَحْوَالٍ اَوْ حَوْلًا وَّاحِدًا۔

باب ـــــ کیا لُقطہ کو اُٹھالے اور ضائع ہونے کے لئے نہ چھوڑے حتیٰ کہ اس کو غیر مستحق شخص اُٹھالے

۲۲۷۳ ـــــ ترجمہ : سلمہ بن کُہیل نے کہا میں نے سُوَیْد بن غَفَلَہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں ایک جنگ سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے ساتھ تھا۔ میں نے ایک کوڑا پایا تو اُنھوں نے مجھے کہا اس کو پھینک دو میں نے کہا میں اس کو نہیں پھینکوں گا لیکن اگر میں نے اس کا مالک پایا تو اس کے حوالہ کردوں گا ورنہ اس سے نفع اُٹھاؤں گا جب ہم واپس آئے اور میں مدینہ منورہ "شَرَّفَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی" سے گزرا تو حضرت اُبَیّ بن کَعب سے پوچھا رضی اللہ عنہ" تو اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں ایک ہمیانی پائی جس میں ایک سو دینار تھے، میں وہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اس کی ایک سال تشہیر کرو میں نے اس کی ایک سال تشہیر کی پھر آیا تو آپ نے فرمایا اس کی ایک سال تشہیر کرو میں نے اس کی ایک سال تشہیر کی پھر آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اس کی ایک سال تشہیر کرو میں نے اس کی ایک سال تشہیر کی۔

پھر چوتھی بار آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی گنتی اور اس کا سر بندھن اور اس کا ظرف پہچان رکھو اگر اس کا مالک آجائے تو فبہا ورنہ اس سے نفع اُٹھالو۔

۲۲۷۳ ـــــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو ایک سال اعلان کرنے کا حکم فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گری پڑی (لقطہ) کا اُٹھا لینا جائز ہے تاکہ اس کو چھوڑنے کی صورت میں وہ ضائع نہ ہوجائے اور ایسے شخص کے ہاتھ نہ آجائے جو اس کے اُٹھانے کا مستحق نہیں۔ حدیث ۲۲۶۵ کی شرح دیکھیں۔

۲۲۷۴ ـــــ ترجمہ : عبدان نے بیان کیا کہ مجھے میرے باپ نے شعبہ سے اُنھوں نے سلمہ سے اس کو بیان کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ میں اس کے بعد مکہ میں سلمہ سے ملا تو اُنھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ تین سال یا ایک سال تشہیر کرنے کے لئے فرمایا۔
(حدیث ۲۲۶۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ عَرَّفَ اللُّقَطَةَ وَلَمْ يَدْفَعْهَا إِلَى السُّلْطَانِ - ٢٢٧٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِعِفَاصِهَا وَوِكَائِهَا وَإِلَّا فَاسْتَنْفِقْ بِهَا وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ دَعْهَا حَتَّى يَجِدَهَا رَبُّهَا وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ -

باب — جس نے لُقطہ کی تشہیر کی اور حاکم کے حوالہ نہ کیا

ترجمہ : زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لُقطہ کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا

٢٢٧٥ — اس کی ایک سال تشہیر کر اگر کوئی آئے اور تجھے اس کی تھیلی اور سر بند کی خبر دے تو فبہا ورنہ اس کو خرچ کرے، اُس نے بھٹکے اونٹ کے متعلق پوچھا تو آپ کا چہرہ انور سُرخ ہوگیا اور فرمایا تجھے اس سے کیا تعلق جبکہ اس کے ساتھ اس کا مشک اور جوتا ہے وہ پانی پر آئے گا اور درخت کھائے گا اس کو چھوڑ حتیٰ کہ اس کا مالک اس کو پالے گا، اس اعرابی نے آپ سے بھٹکی بکری کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کے لئے ہے یا بھیڑیئے کے لئے ہے۔ ٢٢٧٥ — شرح : گری پڑی شئی جہاں ملے وہاں کے بازاروں، مساجد اور لوگوں کے اجتماعات میں اس طرح اعلان کرے کہ جس کسی کی کوئی گم ہوگئی ہو وہ اس کی نشانیاں بتا کر لے جائے۔ امام مالک، شافعی، احمد اور محمد کے مذہب میں ایک سال تشہیر کرتا رہے۔ انھوں نے بخاری میں مذکور احادیث سے استدلال کیا جبکہ تین سال تشہیر کرنا مشکوک ہے تو ایک سال حتمی طور پر ثابت ہوگیا۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ نے کہا تشہیر کی مدت معین نہیں اور حدیث میں ایک سال کا ذکر اتفاقی ہے۔ کیونکہ عموماً تشہیر میں اتنی مدت گزر جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر وہ شئی دس درہم سے کم ہو تو چند دن اعلان کرے اگر دس درہم ہوں تو ایک مہینہ تعریف کرے اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو ایک سال تشہیر کرے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ماہ و سال کی کوئی قید نہیں اگر تشہیر کرنے والے کو یقین ہو جائے کہ اس کا اعلان کافی ہو چکا ہے تو اسی پر اکتفاء کرے۔ اگر اس مدت میں مالک آجائے اور وہ گواہ قائم کر دے تو اس کو لقطہ واپس کرنا ضروری ہے۔ حدیث ٢٢٦٥ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بابُ ۲۲۷۶ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَا النَّضْرُ اَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ اَخْبَرَنِي الْبَرَاءُ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءَ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ انْطَلَقْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَاعِيْ غَنَمٍ يَسُوْقُ غَنَمَهُ فَقُلْتُ مِمَّنْ اَنْتَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَسَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ فَقُلْتُ هَلْ فِيْ غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ قَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ فَهَلْ اَنْتَ حَالِبٌ لِيْ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهٖ ثُمَّ اَمَرْتُهُ اَنْ يَنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ اَمَرْتُهُ اَنْ يَنْفُضَ كَفَّيْهِ فَقَالَ هٰكَذَا ضَرَبَ اِحْدٰى كَفَّيْهِ بِالْاُخْرٰى فَحَلَبَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدَاوَةً عَلٰى فِيْهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهُ فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ۔

باب ——

۲۲۷۶ —— ترجمہ : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں چلا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بکریوں کا چرواہا بکریاں ہانک رہا ہے میں نے کہا تو کس کا چرواہا ہے اُس نے کہا ایک قریشی کا اور اس کا نام لیا جسے میں نے پہچان لیا میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے ؟ اُس نے کہا جی ہاں۔ میں نے کہا کیا تو میرے لئے دوہے گا ؟ اُس نے کہا جی ہاں۔ تو میں نے اس کو دوہنے کے لئے کہا اُس نے بکریوں میں سے ایک بکری کو روکا پھر میں نے اسے کہا کہ اس بکری کے تھن غبار سے صاف کرے پھر میں نے اسے کہا کہ اپنے ہاتھ صاف کرلے اُس نے ایسا ہی کیا اور ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور ایک پیالہ دودھ دوہا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک مشکیزہ رکھا تھا جس کے منہ پر کپڑا باندھا ہوا تھا۔ میں نے پانی دودھ میں ڈالا حتی کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! نوش فرمایئے آپ نے پیا حتی کہ میں خوش ہوگیا ،،

۲۲۷۶ —— شرح : اس حدیث کو لقطہ کے ابواب میں اس لئے ذکر کیا ہے کہ اس حدیث میں ایک شخص مذکور ہے جس کا حال لقطہ کے حال کے مشابہ ہے اور وہ بکری کا دودھ پینا ہے جس کا چرواہا تنہا جنگل میں ہے اور اس حالت میں اس کا حال ضائع ہونے والے کے

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْمَظَالِمِ وَالْقِصَاصِ

اَبْوَابُ الْمَظَالِمِ وَالْقِصَاصِ - بَابٌ فِي الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ رَافِعِيْ رُءُوْسِهِمُ الْمُقْنِعُ وَالْمُقْمِحُ وَاحِدٌ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ جُوْفًا لَا عُقُوْلَ لَهُمْ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مُهْطِعِيْنَ مُدِيْمِيْ النَّظَرِ وَيُقَالُ مُسْرِعِيْنَ -

بَابُ قِصَاصِ الْمَظَالِمِ ٢٢٧٥

حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوْا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَتَقَاصُّوْنَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا نُقُّوْا

حال جیسا ہے لہٰذا وہ کوڑے کے حکم میں ہو گیا جس کا اٹھا لینا مباح ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کسی کے جانور کا دودھ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر دوہنا ممنوع ہے اور اس حدیث میں مذکور چرواہا بکری کا مالک نہ تھا اس کا مالک تو قریشی آدمی تھا جس کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جانتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان بکریوں کا مالک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دوست تھا یا وہ حربی کافر تھا اور حربی کافر کا مال مباح ہوتا ہے۔ یا عادۃً بکریوں کے چرواہوں کو مالک کی طرف سے اجازت ہوتی ہے کہ اگر کوئی ضرورت مند ہو تو بقدر ضرورت اس کو دودھ دوہ دیا کریں جیسے شوہر کی طرف سے بیوی کو اجازت ہوتی ہے کہ مٹی یا دو مٹھی آٹا وغیرہ سائل کو دے دیا کرے۔ اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آداب اور صفائی کا خوب خیال فرمایا جبکہ چرواہے سے فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ صاف کر لے اور بکری کے پستان بھی صاف کرے پھر ان کی محبت کا یہ عالم ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کچی لسی پیتے ہیں اور صدیق خوش ہوتے ہیں رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

وَهُذِّبُوا اُذِنَ لَهُمْ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَاَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهٖ فِی الْجَنَّةِ اَدَلُّ بِمَسْكَنِهٖ كَانَ فِی الدُّنْیَا وَقَالَ یُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا شَیْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا اَبُو الْمُتَوَكِّلِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الْمَظَالِمِ

ظلم اور غصب کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تعالیٰ کو اس سے غافل نہ کرو جو ظالم لوگ کرتے ہیں وہ تو انھیں صرف اس دن کے لئے مہلت دے رہا ہے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی اس حال میں کہ لوگ سر اُٹھائے ہوئے دوڑتے نکلیں گے۔ مُقنِع کا معنی اُٹھائے ہوئے مقنع اور مصعّح کا معنی واحد ہے۔ مجاہد نے کہا نظریں جمائے ہوئے ہوں گے،، کہا جاتا ہے تیز دوڑنے والے ہوں گے ان کی پلکیں نہ جھکیں گی اور ان کے دل عقل سے خالی ہوں گے۔

'ہَوَاء" سے مراد خالی ہوں گے ان میں عقل نہ ہوگی،، اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جب ان پر عذاب آئے گا تو ظالم کہیں گے اے ہمارے رب تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے کہ ہم تیری دعوت قبول کریں گے اور رسولوں کی غلامی کریں گے (اب تم یہ کہتے ہو) کیا اس سے پہلے تم قسمیں نہیں کھاتے تھے کہ ہمیں زوال نہیں اور تم ان لوگوں کے گھروں میں بسے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور تمہارے لئے واضح ہو گیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسے کیا اور ہم نے تمہیں مثالیں دے دے کر بتایا اور انھوں نے بڑی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ خفیہ تدبیروں کو جانتا ہے اگرچہ ان کی خفیہ تدبیروں سے پہاڑ زائل ہو جانے والے ہیں تم اللہ کو اپنے رسول سے وعدہ خلاف کرنے والا خیال نہ کرو بے شک اللہ غالب انتقام لینے والا ہے!

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

٢٢٧٨ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزِ الْمَازِنِيِّ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِيْ مَعَ ابْنِ عُمَرَ اِذْ عَرَضَ رَجُلٌ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوٰى فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ يَسْتُرُهُ فَيَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ اَيْ رَبِّ حَتّٰى قَرَّرَهُ بِذُنُوْبِهِ وَرَاٰى فِيْ نَفْسِهِ اَنَّهُ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ وَاَمَّا الْكَافِرُوْنَ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ـ

باب ـــ مظالم کا قصاص

٢٢٧٧ ـــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مومن دوزخ سے خلاصی پائیں گے تو ان کو جنت اور دوزخ کے درمیان پل پر روک دیا جائے گا اور انھوں نے دنیا میں جو ایک دوسرے پر ظلم کئے تھے ان کا بدلہ لیا جائے گا حتی کہ جب بالکل صاف اور پاک ہو جائیں گے تو ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ وہ دنیا میں اپنے مکان کی نسبت جنت میں اپنے مسکن کو زیادہ پہچانے گا۔ یونس بن محمد نے کہا ہم کو شیبان نے قتادہ سے خبر دی انھوں نے کہا ہم سے ابوالمتوکل نے بیان کیا۔

٢٢٧٧ ـــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں دو پل ہوں گے ایک پر جس پر مظالم کا بدلہ لیا جائے گا اور دوسرا جو دوزخ پر ہے جسے پلصراط کہا جاتا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بخاری میں مذکور حدیث میں مظالم کا بدلہ ان لوگوں سے لیا جائے گا جن کے مظالم اتنے نہ ہوں جو ان کی تمام نیکیوں سے زیادہ ہوں کیونکہ ایسے لوگ جن کی نیکیوں سے گناہ زیادہ ہوں گے وہ دوزخ میں ہوں گے۔ ان کے متعلق نہیں کہا جائے گا کہ جب وہ دوزخ سے نجات پائیں گے۔ یَتَقَاصُّوْنَ" صیغہ سے پتہ چلتا ہے کہ دو شخصوں میں سے ہر ایک کا دوسرے پر کوئی ظلم ہو اور اس کی وجہ سے وہ دوزخ کا مستحق

marfat.com
Marfat.com

نہ ہو تو ان کا بدلہ نیکیوں میں ہوگا گناہوں میں نہیں ہوگا لہذا جس کے مظالم اپنے ساتھی کے مظالم سے زیادہ ہوں گے وہ اس کی نیکیاں لے لے گا اور دونوں جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اپنی اپنی باقی ماندہ نیکیوں کے اعتبار سے جنت میں منازل اختیار کریں گے اسی لئے دوزخ سے نجات پانے کے بعد وہ مظالم کا بدلہ لیں گے۔

بعض علماء نے کہا انھوں نے ایک دوسرے کو تھپڑ وغیرہ مارے ہوئے تھے ان کا بدلہ ہوگا۔ جیسے سینگوں والی بکری سے وہ بکری بدلہ لے گی جس کے دنیا میں سینگ نہیں تھے۔ وہ جنت میں داخل ہونے کے بعد اپنے اپنے کو خوب پہچانتے ہوں گے۔ کیونکہ وہ صبح و شام ان کے سامنے کئے جاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے

ترجمہ ــــ ۲۲۷۸ : صفوان بن محرز مازنی سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑے ہوئے ان کے ساتھ چل رہا تھا ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص سامنے آیا اور کہا تم نے "نجویٰ" کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح سنا ہے حضرت عبداللہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے قریب کرے گا اور اس پر پردہ ڈال کر اس کو چھپا لے گا اور فرمائے گا۔ کیا تو فلاں گناہ پہچانتا ہے؟ تو وہ کہے گا جی ہاں اے میرے پروردگار حتیٰ کہ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرالے گا اور وہ شخص اپنے دل میں خیال کرے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ پر دنیا میں پردہ ڈالا آج میں وہ بخش دیتا ہوں اور اس کی نیکیوں کی کتاب اس کے ہاتھ میں دے دی جائے گی۔ بہرحال کافر اور منافق لوگوں کے متعلق فرشتے اور انبیاء کرام علیہم السلام کہیں گے ان لوگوں نے اپنے رب سے جھوٹ بولا خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

شرح ــــ ۲۲۷۸ : "نجویٰ" کا معنی سرگوشی ہے جو قیامت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے فرمائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے گناہ پردہ میں بتائے گا۔ "کنف" کا معنی پردہ ہے اور یہ حدیث متشابہات سے ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر فضل و کرم کرنا چاہے گا اس کے سب گناہ معاف کر دے گا خارجی اس کو تسلیم نہیں کرتے وہ کہتے ہیں گناہ کرنا کفر ہے اس کی مغفرت نہیں۔ اس حدیث سے معتزلہ کا مذہب باطل ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کبیرہ گناہ اللہ نہیں بخشے گا۔ اور کبائر کا مرتکب نہ تو مومن ہے اور نہ ہی کافر ہے اور وہ کفر و ایمان میں واسطہ ثابت کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ لَا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُسْلِمُهُ

۲۲۷۹ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ بَابُ أَعِنْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا۔

باب ـــ ایک مُسلمان دُوسرے مُسلمان پر ظلم نہ کرے اور نہ ہی اس کو ذلیل وخوار کرے"

۲۲۷۹ ـــ ترجمہ : سالم نے بیان کیا کہ ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اس کو ذلیل وخوار کرے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پُوری کرے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پُوری کرے گا اور جو کوئی مسلمان کی مصیبت دُور کرے گا ۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے مصائب اس سے دُور کرے گا اور جو کسی مسلمان کے عیب چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا ۔

۲۲۷۹ ـــ مشرح : اس حدیث میں اس بات کی ترغیب دلائی ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں تعاون اور اچھا معاملہ کرنا چاہیئے ۔ حدیث میں اور بھی کئی آداب کی نشاندہی کی ہے ۔ اگر یہ کہا جائے کہ قرآن کریم نے منکر امور سے منع فرمایا ہے اور اس حدیث میں معاصی پہ پردہ ڈالنے کی ترغیب دلائی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو معاصی ہو چکے ہیں اُن پہ پردہ کا ذکر ہے اور متوقع معاصی سے منع کرنا واجب ہے ۔ قرآن میں ان کی ممانعت ہے اور جس حدیث کا راوی کی جرح سے تعلق ہے اس پہ پردہ ڈالنا جائز نہیں اور راوی کی جرح کرنا غیبت نہیں جو شرع میں حرام ہے بلکہ اس کے حق میں اخلاص ہے ۔

باب ـــ اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کر

marfat.com
Marfat.com

٢٢٨٠ ـــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا هُشَيْمٌ اَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ وَحُمَيْدٌ سَمِعَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا۔

٢٢٨١ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَاْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ۔

بَابُ نَصْرِ الْمَظْلُوْمِ۔

٢٢٨٢ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدٍ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ فَذَكَرَ عِيَادَةَ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعَ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتَ الْعَاطِسِ وَرَدَّ السَّلَامِ وَنَصْرَ الْمَظْلُوْمِ وَاِجَابَةَ الدَّاعِيْ وَاِبْرَارَ الْمُقْسِمِ۔

٢٢٨٠ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کر۔

٢٢٨١ ـــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کر۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم اس کی مدد کریں گے جبکہ مظلوم ہو لیکن ظالم کی کیسے مدد کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کا ہاتھ پکڑ لو۔

٢٢٨٠ ـ ٢٢٨١ ـــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عربوں کے نزدیک نصرت کا معنی اعانت ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ تفسیر فرمائی کہ ظالم کی مدد اس کو ظلم سے روکنا ہے۔ کیونکہ اگر اس کو ظلم سے نہ روکو گے تو وہ ظلم میں اور آگے بڑھ جائے گا اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایک دن اس سے قصاص لیا جائے گا لہٰذا اس کو ظلم سے روکنے میں اس کو قصاص سے نجات دلانا ہے اور یہ اس کی مدد ہے۔

باب ـــ مظلوم کی مدد کرنا

marfat.com
Marfat.com

۲۲۸۳ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ ۔ بَابُ الْاِنْتِصَارِ مِنَ الظَّالِمِ لِقَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ

ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۲۸۲ ـــــ سات باتوں کا حکم اور سات سے منع فرمایا اور مریض کی بیمار پرسی، جنازہ کے پیچھے چلنا، چھینک لینے والے کا جواب دینا، سلام کا جواب دینا، مظلوم کی مدد کرنا۔ دعوت قبول کرنا اور قسم پوری کرنے کو ذکر کیا۔

شرح : فقہا کہتے ہیں کہ مظلوم کی مدد کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔

۲۲۸۲ ـــــ بعض لوگ اس کی مدد کردیں تو سب کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے اوّلاً حاکم اس کی مدد کرے اور اگر حاکم وغیرہ موجود نہ ہو تو جو اس کی مدد کرسکتا ہو وہ مدد کرے۔ مریض کی بیمار پرسی سنت ہے اور جنازہ کے پیچھے چلنا فرض کفایہ ہے۔ چھینک کا جواب دینا سنت ہے بعض علماء فرض کفایہ کہتے ہیں بعض کہتے ہیں سلام کا جواب دینے کی طرح یہ بھی واجب ہے اور ولیمہ کے بغیر دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ قسم پوری کرنا مستحب ہے جبکہ وہ پوری کرسکتا ہو اور اگر ناجائز قسم ہے یا وہ پوری نہیں کرسکتا تو اس کا پورا کرنا مستحب نہیں (عینی)

ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ

۲۲۸۳ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لئے دیوار کی طرح ہے۔ ایک دوسرے کو تقویت دیتا ہے اور انگلیوں کو انگلیوں میں داخل کیا۔

شرح : جب ایک مومن دوسرے مومن کو تقویت دیتا ہے تو وہ اس کی

۲۲۸۳ ـــــ مدد کرتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انگلیوں کو آرام پہنچانا ہو تو انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا جائز ہے اور جس حدیث میں اس کی ممانعت مذکور ہے کہ تشبیک شیطان کے سبب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو وہ ایسا کرے اور بطور عبث کرے۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ ظالم سے بدلہ لینا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ پسند نہیں کرتا بڑی بات کا اعلان کرنا مگر مظلوم

marfat.com
Marfat.com

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اِلٰى قَوْلِهٖ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ۔

سے اور اللہ سُنتا جانتا ہے اور جب ان پر ظلم ہو تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔ ابراہیم رضی اللہ عنہ نے کہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ذلیل و رُسواء کئے جانے کو بُرا سمجھتے تھے اور جب انتقام پر قادر ہوتے تو معاف کر دیتے تھے۔

شرح : یعنی جب مسلمانوں کو مشرک اذیت پہنچائیں اور ان کو دین اسلام سے روکیں تو وہ تلوار سے اس کا انتقام لیتے ہیں اور اگر باغی ان پر زیادتی کرے تو وہ ذلت و رُسوائی کو بُرا جانتے ہیں تاکہ فاسق ان پر کسی قسم کی جرأت نہ کرے اور جب انتقام لینے پر قادر ہوں تو معاف کر دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ تھا کہ وہ مومنوں کے لئے یہ پسند نہ کرتے تھے کہ وہ خود کو کمزور سمجھیں ورنہ فُساق دلیر ہو جائیں گے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب ــــ مظلوم کا معاف کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر تم نیکی ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ یا بُرائی سے درگزر کرو، بے شک اللہ! معاف کرنے والا قدرت والا ہے اور بُرائی کی جزاء اس کی مثل برائی ہے اور جو کوئی درگزر کرے اور بھلائی کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ بے شک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور جو کوئی ظلم کئے جانے کے بعد انتقام لے تو ایسے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں۔ ملامت تو ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق زمین میں ظلم کرتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور جو کوئی صبر کرے اور معاف کر دے تو یہ بہت بڑا کام ہے۔ تم ظالموں کو دیکھو گے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

٢٢٨٤ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمَاجِشُونِ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ بَابُ الْاِتِّقَاءِ وَالْحَذَرِ مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ۔

٢٢٨٥ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ مُوسٰى ثَنَا وَكِيعٌ ثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ اِسْحَاقَ الْمَكِّيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ ۔

جبکہ وہ عذاب دیکھیں گے اور وہ کہتے ہوں گے یا واپس ہونے کی کوئی راہ ہے ۔

باب ـــ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا

٢٢٨٤ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ظلم کرنا قیامت میں تاریکیوں کا سبب ہوگا!

٢٢٨٤ ـــ شرح : یعنی قیامت میں ظالم کو ہر طرف سے اندھیرا گھیرے گا اور وہ انوار جو مومنوں کے نصیب میں ہیں ان سے محروم ہوگا۔ جبکہ مومنوں کے سر طرف نور ہوگا قرآن کریم میں ہے "نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ" یعنی مومنوں کے آگے اور دائیں نور ہی نور ہوگا یا ظلمات سے مراد مصائب اور عقوبات ہیں جن میں قیامت کے روز گرفتار ہوگا۔ واللہ ورسولہ الاعلی اعلم!

باب ـــ مظلوم کی بد دعاء سے بچنا اور ڈرنا ،،

٢٢٨٥ ـــ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تو انھیں فرمایا مظلوم کی بددعاء سے بچتے رہنا کیونکہ اس کی بددعاء اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلِمَتَهُ

۲۲۸۶ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ قَالَ ثَنَا سَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلِمَةٌ لِاَخِیْهِ مِنْ عِرْضِهِ اَوْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَكُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ وَاِنْ لَّمْ یَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّاٰتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَیْهِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ اِنَّمَا سُمِّیَ الْمَقْبُرِیَّ لِاَنَّهُ كَانَ یَنْزِلُ نَاحِیَةَ الْمَقَابِرِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِیْدُ الْمَقْبُرِیُّ هُوَ مَوْلًی لِبَنِیْ لَیْثٍ وَهُوَ سَعِیْدُ ابْنُ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاسْمُ اَبِیْ سَعِیْدٍ كَیْسَانُ۔

۲۲۸۵ — مشرح : یعنی مظلوم کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہؓ سے مرفوع روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مُجَابَةٌ وَاِنْ كَانَ فَاجِرًا یعنی مظلوم اگرچہ فاجر ہو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور مسترد نہیں ہوتی۔ ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ تین شخصوں کی دعا مسترد نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی دعا جبکہ روزہ افطار کرتے وقت دعا کرے۔ دوسرا امام عادل اور تیسرا مظلوم کی دعا فوراً قبول ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھے اپنے غلبہ کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد کروں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے کسی پر ظلم کیا پھر مظلوم سے معاف کرا لیا تو کیا وہ اس کا ظلم بیان کرے؟

۲۲۸۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے کسی کی عزت اور یا کسی اور چیز پر ظلم کیا ہو۔ وہ اس سے آج ہی معاف کرا لے اس کے پہلے کہ وہ دن آئے کہ نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم ہوں گے۔ اگر ظالم کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کی مقدار اس سے لے لیا جائے گا اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ لے کر ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے۔ ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا اسماعیل بن ابی اُویس کو مقبری اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ قبرستان کے ایک کنارے رہتے تھے۔ بخاری نے کہا اور سعید مقبری بنو لیث

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا حَلَّلَهُ مِنْ ظُلْمِهِ فَلَا رُجُوعَ فِيهِ

۲۲۸۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا عَبْدُ اللهِ أَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا قَالَتِ الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُرِيدُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُولُ اجْعَلْكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي ذٰلِكَ۔

کا آزاد کردہ غلام ہے اور اس کا نام سعید بن ابوسعید ہے اور ابوسعید کا نام کیسان ہے۔

شرح ، مَظْلِمَہ ،، اس کو کہتے ہیں جو کسی سے ناحق چھین لیا جائے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر کسی کا دوسرے کے ساتھ کوئی معاملہ ہو جائے

۲۲۸۶ —

اور وہ ایک دوسرے سے معاف کرالیں تو بعض علماء نے کہا کہ ان کی دنیا اور آخرت میں برأت ہو جاتی ہے اور مواخذہ نہیں ہوتا اگرچہ ظلم کی نوعیت بیان نہ کرے لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ برأت جب صحیح ہے کہ جب ظلم کی وضاحت کرے اور بخاری میں مذکور حدیث اس قول کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کے ظلم کی مقدار" اس سے ظاہر ہے کہ اس کی مقدار معلوم ہو اور اس کی وضاحت ہو کہ اس کے فلاں ظلم کو جو اس نے مجھ پر کیا ہے معاف کرتا ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مظلوم کی برائیاں ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں ہے "لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ" یعنی کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور مذکور حدیث اس کے معارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ "ظالم پر ڈالنے" کا معنی یہ ہے کہ اس کے ظلم کے سبب اس کو عذاب دیا جائے گا اور اس کے گناہ کے بغیر عذاب نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ جب قرض خواہوں کے حقوق (قرضے) ادا نہ کرے اور وہ مقروض سے اپنے حقوق کا مطالبہ کریں تو ان کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور جب قرض کے مقابلہ کوئی نیکی نہ بچے گی تو اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کا مقتضیٰ یہ ہے کہ قرض کے مطابق قرض خواہ کی برائیوں کے عوض مقروض کو عذاب دیا جائے گا۔ لہٰذا نیکیاں اور برائیاں لینے کا معنیٰ یہ ہے کہ نیکیوں کا ثواب مظلوم کو دیا جائیگا اور ظلم کی مقدار برائیوں کے عوض ظالم کو عذاب دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اگر کوئی شخص کسی کا ظلم معاف کر دے تو اس میں رجوع نہیں کر سکتا"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا اَذِنَ لَهٗ اَوْ حَلَّلَهٗ وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ هُوَ

۲۲۸۷ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ اس آیت کریمہ " وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا " کی تفسیر بیان کی کہ کسی شخص کے پاس بیوی ہوتی ہے وہ اس کے پاس زیادہ آنا جانا نہیں چاہتا جبکہ وہ اس کو جدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ اسے کہتی ہے کہ میں نے تجھ کو اپنا حق معاف کر دیا تو یہ آیت کریمہ اس کے بارے میں نازل ہوئی۔

۲۲۸۷ ـــــ شرح : یعنی کسی کی بیوی بوڑھی ہو جاتی ہے یا وہ بدخلق ہوتی ہے اس لئے شوہر اس کے پاس آنے جانے کو برا سمجھتا ہے اور اس کو طلاق دینا چاہتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ میں نے زوجیت کے حقوق معاف کر دیئے ہیں مجھے طلاق دیئے بغیر اپنے پاس رکھ لے۔ اس وقت مذکور آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے اس کے دور رہنے کا ڈر محسوس کرے یا اس سے اعراض کرے اور اس کے ساتھ مجالست کم کر دے تو ان کو صلح کرنے میں حرج نہیں کہ عورت اپنے حقوق معاف کر دے اور شوہر اس پیش کش کو قبول کرے کیونکہ مفارقت اور طلاق وغیرہ سے صلح بہتر ہے۔ اسی لئے جب ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہوگئیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو انھوں نے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ اپنی باری ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کرتی ہیں اور ان کو مومنوں کی امومیت کا شرف باقی رہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمالیا اور ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو طلاق نہ دی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کی متعدد بیویاں ہوں اور ان میں سے بعض بیویاں اپنی باری بعض بیویاں اپنی باری بعض بیویوں کو ہبہ کرنا چاہیں تو جائز ہے اور یہ شوہر کی رضامندی سے ہوگا۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی بیبیوں میں برابری کرنا واجب نہ تھا آپ تو محض بطور احسان برابری فرماتے تھے۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر ایک بیوی اپنی باری دوسری کو ہبہ کر کے رجوع کر سکتی ہے۔ کیونکہ اس نے اپنا حق ساقط کیا ہے جس کا سقوط ضروری نہ تھا لہذا وہ ساقط نہ ہوگا اور اس کا حال عاریہ جیسا ہے کہ عاریۃ کا مالک جب چاہے رجوع کر سکتا ہے۔

باب کا عنوان یہ ہے کہ اگر مظلوم ظلم کو معاف کر دے تو پھر اس میں رجوع نہیں کر سکتا ظلم معلوم ہو یا مجہول ہو۔ اس کی حدیث سے مناسبت اس طرح ہے کہ عنوان کا مضمون یہ ہے کہ اگر تحلیل ظلم بطور صلح یا ہبہ یا ابراء وغیرہ کے ہو تو اس میں اسقاط حق ہے اور آیت کریمہ کا مضمون بھی اسقاط حق ہے۔

باب ـــ اگر کوئی شخص کسی کو اجازت دے یا اس کو معاف کر دے اور اس کی مقدار بیان نہ کرے

marfat.com
Marfat.com

۲۲۸۸ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْاَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهٖ۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِّنَ الْاَرْضِ

۲۲۸۹ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِيْ طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَمْرِو بْنِ سَهْلٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا طُوِّقَهٗ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ۔

۲۲۸۸ ـــــ ترجمہ : سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی لایا گیا تو آپ نے اس سے کچھ پیا جبکہ آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب بڑی عمر کے صحابہ کرام بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا کیا مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں یہ ان بزرگ صحابہ کو دوں؟ لڑکے نے کہا نہیں یا رسول اللہ! میں آپ کے جھوٹے سے اپنے حصہ میں کسی کو ترجیح نہ دوں گا۔ راوی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے پیالہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

۲۲۸۸ ـــــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر وہ لڑکا اپنا حصہ بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دینے پر راضی ہو جاتا تو اس کی مقدار معلوم نہ ہوتی کیونکہ پیالہ سے پانی پینے کی مقدار کا اندازہ نہیں ہوتا اور امام مالک رضی اللہ عنہ نے مجہول شئی کے ہبہ کو جائز کہا ہے۔ جیسے کوئی وراثت سے اپنا حصہ کسی کو ہبہ کر دے۔ حدیث ۲۱۹۹ کی شرح کا مطالعہ کریں۔

باب ـــــ ظلم کے طور پر کسی کی زمین لینے والے کو گناہ

۲۲۸۹ ـــــ ترجمہ : سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ زمین بطریق ظلم چھین لی تو اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا

marfat.com
Marfat.com

٢٢٩٠ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ ثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اُنَاسٍ خُصُوْمَةٌ فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَا اَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْاَرْضَ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ ـ ٢٢٩١ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَيْسَ بِخُرَاسَانَ فِيْ كُتُبِ ابْنِ الْمُبَارَكِ اِنَّمَا اُمْلِيْ عَلَيْهِمْ بِالْبَصْرَةِ ـ

٢٢٩٠ ـــ ترجمہ : محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوسلمہ نے ان کو خبر دی کہ اُن کے اور لوگوں کے درمیان ایک جھگڑا تھا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا تو اُنھوں نے فرمایا اے ابوسلمہ زمین سے بچو ! کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ظلماً کسی کی ایک بالشت زمین لے لے تو اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا ۔

٢٢٩١ ـــ ترجمہ : موسیٰ بن عُقبہ نے سالم سے اُنھوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کی زمین ناحق قبضہ میں کرلی اس کو قیامت کے دن سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا ۔ ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا یہ حدیث عبداللہ بن مبارک کی کتاب میں نہیں ہے جو اُنھوں نے خراسان میں تصنیف کی تھی وہ تو لوگوں کو بصرہ میں لکھوائی تھی ۔

٢٢٨٩ تا ٢٢٩١ ـــ ترجمہ : یعنی جو کوئی کسی کی زمین غصب کرلے اگرچہ قلیل تر ہو تو اس کو قیامت کے روز زمین میں دھنسایا جائے گا اور مغصوبہ زمین اس کے گلے میں طوق کی مانند ہوگی اور اس کی گردن کو بڑھا دیا جائے گا تاکہ مغصوبہ زمین اس کا طوق بن سکے جیسے کافر کا چمڑا موٹا کر دیا جائے گا اور اس کا دانت بڑھا دیا جائے گا جو اُحد کی مثل ہوگا ۔ امام احمد نے حسن اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کونسا ظلم بڑا ہے آپ نے فرمایا جو کسی کی زمین غصب کرلے اگر کوئی کسی کی زمین غصب کرلے تو زمین کی تہ تک سات زمینوں کا طوق اس کو پہنایا جائے گا یا طوق سے مراد گناہ ہے تو معنی یہ ہوگا کہ ظلم اس کی گردن پر ہوگا جیسے گناہ گردن پر ہوتا ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ إِذَا أَذِنَ إِنْسَانٌ لِآخَرَ شَيْئًا جَازَ

۲۲۹۲ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فِي بَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ مُرَّ بِنَا فَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ۔

اس حدیث شریف میں ان لوگوں کے لئے عبرت ہے جو دوسروں کے حقوق غصب کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خالق کائنات جل مجدہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میں قیامت کے دن تین شخصوں سے جھگڑا کروں گا ایک وہ شخص جو میرے نام پر عہد کرے پھر عہد شکنی کرے دوسرا وہ جو آزاد انسان کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے تیسرا وہ جو کسی مزدور سے پورا کام لے اور اس کو مزدوری نہ دے (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی زمین کا مالک ہو جائے تو وہ تحت الثریٰ (زمین کے نیچے پانی کی تری) تک اس کا مالک ہو جاتا ہے لہٰذا اس کے لئے جائز ہے کہ اپنی زمین میں کسی کو تہ خانہ یا سرنگ بنانے سے منع کر دے اگرچہ اس سے زمین کو نقصان نہ پہنچے (خطابی) کیونکہ زمین کی تہ کا وہی حکم ہے جو زمین کی سطح کا حکم ہے (ابن جوزی) اور جو شخص اپنی زمین کی کھدائی کرے اور اس میں سے سونے چاندی کی کان مل جائے تو وہ اس کا مالک ہے۔ بعض علماء نے کہا اس میں سب مسلمان شریک ہیں۔ زمین کا مالک جس قدر چاہے اپنی زمین کی کھدائی کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے ہمسایہ کا نقصان نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اگر کوئی شخص کسی کو کسی شئی کی اجازت دے تو جائز ہے

۲۲۹۲ — ترجمہ: جبلہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہم عراق کے ایک شہر میں تھے ہم کو قحط سالی نے آلیا تو ابن زبیر ہم کو کھجوریں دیتے تھے۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرے تو کہتے بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ مگر یہ کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے اس کی اجازت حاصل کرلے۔

۲۲۹۲ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ اکٹھے کھجوریں کھائیں تو دو دو یا تین تین کھجوریں ملا کر کھانی ممنوع ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم نے اس کو قبیح اور شر قرار دیا ہے انھوں نے کہا اس طرح کھانے والے کو حقیر سمجھا جاتا

marfat.com
Marfat.com

٢٢٩٣ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ اَبِي مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ شُعَيْبٍ كَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ شُعَيْبٍ اِصْنَعْ لِيْ طَعَامًا خَمْسَةٍ لَعَلِّيْ اَدْعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ وَالْصَرَفَ وَجْهَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوْعَ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ لَمْ يُدْعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا قَدْ اتَّبَعَنَا اَتَاْذَنُ لَهٗ قَالَ نَعَمْ۔ بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ۔

ہے۔ نیز یہ کھجوریں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی تھیں۔ ان میں سب لوگوں کی ملکیت برابر تھی لہٰذا جو کوئی ملا کر کھجوریں کھائے وہ زیادہ کھا جاتا ہے۔ اس طرح دوسرے غیر کا حق بھی کھا جاتا ہے اور یہ ممنوع ہے البتہ اگر اپنی ملکیت ہو جیسے کوئی شخص بازار سے انگور خریدے تو وہ اس کی ملکیت ہیں ان کو مشت بھر کر بھی کھا سکتا ہے۔ مشارکت کی صورت میں جائز نہیں جمہور فقہاء کرام نے مذکور حدیث کو اسی پر محمول کیا ہے۔ بعض علماء نے کہا ملا کر کھجوریں کھانے کی ممانعت منسوخ ہے کیونکہ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ معیشت نہایت کمزور تھی اور طعام کی فراوانی نہ تھی۔ اس لئے فقراء، ضعیف لوگوں اور مساکین کی رعایت کرنے اور اپنی ذات پر دوسروں کی ذوات کو ترجیح دینے اور اجتماع و اشتراک کی حالت میں برابری میں رغبت دلانے کے لئے اقران سے منع فرمایا اور رب اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی اور ہر غریب اور امیر کی معیشت اچھی ہوگئی تو فرمایا اب جس طرح چاہو کھاؤ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

٢٢٩٣ ـــ ترجمہ: ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری جس کا نام ابوشعیب لیا جاتا ہے کا ایک غلام تھا جو گوشت اچھا پکاتا تھا۔ اس کو ابوشعیب نے کہا پانچ اشخاص کے لئے کھانا تیار کرو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ پانچ اشخاص میں سے پانچویں ہوں گے۔ ابوشعیب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور میں بھوک کے آثار دیکھ تھے انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا تو ان کے پیچھے پیچھے ایک اور شخص چل دیا جس کو کھانے کی دعوت نہ تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص ہمارے پیچھے آگیا ہے کیا اس کو اجازت دیتے ہو؟ ابوشعیب نے کہا جی ہاں! (اس حدیث کی شرح حدیث ١٩٥٣ کے تحت دیکھیں)

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور وہ سخت جھگڑالو ہے"

marfat.com

Marfat.com

۲۲۹۴ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ ـ بَابُ اِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِیْ بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ ـ

۲۲۹۵ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّهَا اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاَنَّهُ يَاْتِيْنِی الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاَحْسِبُ اَنَّهُ قَدْ صَدَقَ وَاَقْضِیْ لَهُ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا هِیَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ فَلْيَاْخُذْهَا اَوْ فَلْيَتْرُكْهَا ـ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کو سب لوگوں سے مبغوض اور ناپسند شخص سخت جھگڑالو ہے۔

۲۲۹۴ ـــــ شرح : یہ آیت کریمہ اور اس کے بعد والی تین آیات اخنس بن شریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئیں۔ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بظاہر ایمان لایا لیکن وہ خبث باطن سے معمور تھا۔ اس آیت کے نزول میں اور بھی کئی اقوال ہیں۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے قرآن کریم کی ان آیات میں تدبر کیا تو یہ ہی معلوم ہوا کہ وہ لوگ منافق تھے جن کی شان میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "اَلْبَغْضُ" تو کافر ہے۔ حالانکہ آیت میں عموم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں "الف لام" عہد خارجی کا ہے اور مراد اخنس بن شریق ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ اس شخص کو گناہ جو ناحق جھگڑا کرے حالانکہ اس کے بطلان کو جانتا ہے

۲۲۹۵ ـــــ شرح زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ان کی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

marfat.com
Marfat.com

۲۲۹۵ ـــــ **شرح** : زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ان کی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ہیں ان کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ شریفہ کے دروازہ کے پاس جھگڑا سنا تو آپ جھگڑنے والوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا میں بشر ہوں میرے پاس لوگ جھگڑا لے کر آتے ہیں اور تم میں سے بعض دوسروں سے زیادہ بلیغ ہوتے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں پس میں جس کے لئے کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کر دیا تو وہ آگ کا قطعہ ہوگا اس کو لے لے یا چھوڑ دے۔

۲۲۹۵ ـــــ **شرح** : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر حال پر فیصلہ فرمایا تاکہ لوگ آپ کی اقتداء کریں اور فیصلہ کرتے وقت شرعی ضابطہ کو مشعل راہ بنائیں۔ شروع اسلام میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر حال کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے اور بواطن امور کو اللہ کے حوالے کرتے تھے۔ اسی طرح تمام انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات ظاہر حال کے مطابق فیصلہ فرماتے تھے۔ پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شرف خصوصیت سے نوازا اور آپ کو باطن کے مطابق بھی فیصلہ کرنے کی اجازت دے دی۔ اس خصوصیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ساری اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنے کی اجازت نہیں۔ اسی لئے فقہاء کہتے ہیں کہ قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے اگرچہ اس کا علم واقعہ کے مطابق ہو وہ صرف شہادت یا قسم پر ہی اکتفاء کر سکتا ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا کہ جس کے لئے کسی مسلمان کے حق فیصلہ کر دیا تو وہ آگ کا شعلہ ہوگا اس کو لے یا چھوڑ دے،، علامہ سبکی نے کہا یہ قضیہ شرطیہ ہے یہ اس بات کو ہرگز نہیں چاہتا کہ آپ نے کوئی فیصلہ اس طرح کیا ہو بلکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ نے اس امر کی وضاحت فرمائی کہ یہ ممکن ہے لیکن یہ ہرگز ثابت نہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسا فیصلہ فرمایا ہو جس کا بعد میں خلاف واقع ہونا ظاہر ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے حکم سے محفوظ فرمایا ہے ،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا (ابوداؤد) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مُتَلَاعِنَہ عورت کے متعلق فرمایا لَوْ مَا مَضَىٰ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَانٌ یعنی اگر قرآن کریم مُتَلَاعِنَیْن پر حد اور تعزیر جاری کرنے کا حکم فرماتا تو میں اس عورت پر حد جاری کرتا لیکن قرآن کا فیصلہ اس سے مانع ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مُتَلَاعِنَہ عورت کے فعل کی حقیقت جانتے تھے لیکن کتاب اللہ نے مُتَلَاعِنَہ پر حد قائم کرنے سے منع کر دیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بخاری میں مذکور حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ظاہر حال پر فیصلہ کرنے میں اس اُمت کی شرافت ہے اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا کہ ایک روایت میں ہے "اِنَّمَا اَحْكُمُ بِمَا اَسْمَعُ" کلمہ اِنَّمَا ،، حصر کے لئے ہے۔ گویا کہ آپ نے فرمایا میں وہی فیصلہ کروں گا جو سنوں گا۔ علامہ طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض علماء نے کہا اگر قاضی تملیک مال یا ازالۂ مال یا اثبات نکاح یا طلاق وغیرہ کا فیصلہ کرے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

۲۲۹۶ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا أَوْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ أَرْبَعٍ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

بَابُ قِصَاصِ الْمَظْلُومِ إِذَا وَجَدَ مَالَ ظَالِمِهِ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ يُقَاصُّهُ وَقَرَأَ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ۔

۲۲۹۷ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا فَقَالَ لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ بِالْمَعْرُوفِ۔

اور واقعہ میں گواہوں کی شہادت اور اس کے مطابق فیصلہ کا خلاف ہو تو قاضی کا فیصلہ تملیکِ مال اور تحلیل و تحریم کو واجب نہیں کرتا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہی ہے۔ لیکن امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا کہ قاضی شہادت کے مطابق جو بھی فیصلہ کر دے جبکہ گواہ عادل ہوں تو وہ فیصلہ ظاہر اور باطن میں نافذ العمل ہے۔

باب — جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے

۲۲۹۶ — ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چار خصلتیں ہیں جس شخص میں وہ پائی جائیں وہ خالص منافق ہے یا ان چار میں سے کوئی ایک پائی جائے تو اس میں نفاق کی خصلت پائی جاتی ہے حتی کہ اس کو چھوڑ دے جب بات کرے تو جھوٹ بولے وعدہ کرے تو خلاف کرے عہد کرے تو غدر (عہد شکنی) کرے جب جھگڑا کرے تو بدکلامی کرے (صحیح بخاری ۱۰۱ کتاب الایمان)

marfat.com
Marfat.com

۲۲۹۸ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَقْرُوْنَنَا فَمَا تَرٰى فِيْهِ فَقَالَ لَنَا اِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَاَمَرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِيْ لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ۔

باب ـــ جب مظلوم اس پر ظلم کرنے والا کا مال پائے تو وہ اپنا بدلہ لے ،،

ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اپنے حق کے برابر لے اور یہ آیت پڑھی "اگر تم ان کو عذاب دینا چاہو تو اس قدر عذاب دو جتنا انھوں نے تم کو عذاب دیا ہے"

۲۲۹۷ ـــــ ترجمہ : حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہند بنت عُتبہ بن ربیعہ آئی اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، ابوسفیان بخیل شخص ہے کیا مجھ پر گناہ تو نہیں کہ میں اس کے مال سے اپنے بال بچوں کو کھلا دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچوں کو رواج کے مطابق کھلا دو تجھے گناہ نہیں۔

۲۲۹۸ ـــــ ترجمہ : عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ ہم کو باہر بھیجتے ہیں اور ہم ایسے لوگوں میں اُترتے ہیں جو ہماری مہمانی نہیں کرتے آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا اگر تم کسی قوم میں اُترو اور تمہاری مہمانی کی جائے جو مہمان کے مناسب ہے تو اسے قبول کرو اور اگر وہ نہ کریں تو ان سے مہمان کا حق لے سکتے ہو۔

۲۲۹۷ ـــــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو شخص کسی کی امانت کا انکار کردے پھر امانت رکھنے والے کو اس امین کا مال مل جائے جس نے امانت کا انکار کر دیا تھا کیا وہ اپنے حق کا عوض اس مال سے لے سکتا ہے؟ اس مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ امام مالک سے مروی ہے کہ وہ نہیں لے سکتا۔ لیکن ان سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب امین کے مال سے زیادہ نہ لے تو لے سکتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح کہا امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس کا کسی کے پاس حق ہو اور وہ لینے سے عاجز ہو تو وہ جب اس کا مال پائے تو اس کی اجازت کے بغیر اپنا حق [illegible] امام نووی نے کہا

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِي السَّقَائِفِ وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ۔ ۲۲۹۹ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ ثَنِي مَالِكٌ ح وَأَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُمَرَ قَالَ حِينَ تُوُفِّيَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْصَارَ اجْتَمَعُوا فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا فَجِئْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ۔

یہ ہمارا مذہب ہے امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما اس کا خلاف فرماتے ہیں ابن بطال نے کہا ابن وہب نے امام مالک سے روایت کی کہ جب مال کا انکار کرنے والے پر قرض ہو تو وہ اس قدر لے سکتا ہے جس میں دوسرے قرضخواہ برابر ہوں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر ظالم کا مال سونا اور چاندی پایا تو اگر اُس نے اس سے سونا لینا ہے تو سونے سے لے اگر چاندی لینی ہے تو چاندی سے لے یعنی اپنے مال کی جنس سے اپنا حق پُورا کر سکتا ہے اسی طرح کیلی اور وزنی اشیاء کا حال ہے۔ اگر سونا لینا ہے تو وہ چاندی سے پُورا نہیں کر سکتا اور اگر چاندی لینی ہے تو وہ سونے سے پُوری نہیں کر سکتا۔ علامہ عینی نے مذکور تفصیل کے بعد کہا ہمارا مذہب یہ ہے کہ اپنی جنس سے جب اس کا حق پُورا نہ ہو تو دُوسری جنس سے لے سکتا ہے ورنہ نہیں اس باب میں مذکور حدیث کا معنی یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی بیوی کو اُن کے مال سے اپنا حق لینے کی اجازت دی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی کسی کا حق نہ دے یا انکار کرے تو صاحب حق اپنا حق لے سکتا ہے۔ یہی باب کا عنوان ہے۔

۲۲۹۸ ـــ مشرح : بظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمانی واجب ہے اور اگر کوئی مہمانی کا حق ادا نہ کرے تو مہمان جبراً اپنا حق لے سکتا ہے۔ لیکن یہ مجبور لوگوں کے لئے ہے اور یہ شروع اسلام میں تھا جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عطا کیں تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ، یعنی آپس میں ایک دُوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ عوامی جگہ میں بیٹھنے کے متعلق روایات

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سقیفہ بنی ساعدہ میں بیٹھے،،

۲۲۹۹ ـــ ترجمہ : عُبَیْدُ اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ ابن عباس نے ان سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِيْ جِدَارِهٖ

۲۳۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِيْ جِدَارِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَالِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ وَاللّٰهِ لَاَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ۔

عمر فاروق" رضی اللہ عنہم" سے روایت کی۔ اُنھوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بُلا لیا تو انصار بنی ساعدہ کے سقیفہ میں جمع ہو گئے۔ میں نے ابوبکر سے کہا آپ ہمارے ساتھ چلیں تو ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کے پاس آئے۔

۲۲۹۹ — شرح : "سَقَائِفُ" "سَقِيفَة" کی جمع ہے۔ یہ سایہ دار جگہ ہے۔ جہاں لوگ بیٹھا کرتے ہیں۔ عموماً دیہات میں ایسی جگہ مقرر ہوتی ہے۔ جہاں سایہ دار درخت ہوتے ہیں یا چھپر ڈال کر بیٹھنے کی جگہ بنائی جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس عنوان سے مقصد یہ ہے کہ عوامی جگہوں میں بیٹھنا جائز ہے جبکہ وہاں سے گزرنے والوں کو اذیت نہ پہنچے اور وہاں بیٹھنے والے اپنی نظریں راہ گزروں کی طرف نہ اُٹھائیں اور ان کے سلام کا جواب دیں اور بھولے بھٹکے کو راہ بتائیں۔ ان شروط کا لحاظ رکھتے ہوئے بیٹھیں تو کچھ حرج نہیں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جب انتقال ہُوا تو انصار و مہاجرین سقیفہ بنی ساعدہ میں بیٹھے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ یہ حدیث ان کی بیعت کے واقعہ سے اختصار کی گئی ہے۔ انشاء اللہ پوری حدیث ہجرت کے باب میں آئے گی۔

باب — کوئی شخص اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار پر کھونٹیاں رکھنے سے منع نہ کرے"

۲۳۰۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار پر کھونٹیاں رکھنے سے منع نہ کرے پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے کیا وجہ ہے کہ میں تم کو اس حدیث سے اعراض کرنے والے دیکھتا ہوں۔ بخدا! میں یہ حدیث تم سے بیان کرتا رہوں گا!

۲۳۰۰ — شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم نہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَتَى الْخَمْرُ فِي الطَّرِيقِ

۲۳۰۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ وَكَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ اخْرُجْ فَأَهْرِقْهَا فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قَدْ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا۔

کے ساتھ اس حدیث کو قبول نہ کرو گے تو گویا تم اس کو اچھا نہ سمجھو میں برابر یہ حدیث بیان کرتا رہوں گا۔ گویا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو واجب سمجھتے تھے لیکن عام علماء اس کو مستحب کہتے ہیں کیونکہ کسی کی دیوار کو اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں۔ البتہ دیوار کا مالک بطیب خاطر اجازت دیدے تو اس کی دیوار پر ہمسایہ کھونٹیاں گاڑ سکتا ہے۔ کیونکہ جب جانبین سے ایک ہمسائیگی کا حق ادا کرے تو دوسرے کو بھی اسی طرح کرنا چاہیئے۔ لہذا یہ مستحب ہے واجب نہیں یعنی ہمسایہ کی دیوار پر کھونٹیاں گاڑنے کا اس کو استحقاق نہیں ہے۔ یہ دونوں طرف سے استحسان ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا اگر ہمسایہ کی دیوار کو نقصان نہ پہنچتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ ہمسایہ کو اپنی دیوار پر کھونٹیاں گاڑنے دے۔

باب — راستہ میں شراب بہانا

۲۳۰۱ — ترجمہ : انس بن مالک نے کہا میں ابوطلحہ کے مکان میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا۔ اس وقت لوگ کھجور کا شراب استعمال کرتے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ شراب حرام ہو گیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ابوطلحہ نے کہا باہر نکلو اور تمام شراب بہا دو۔ میں باہر نکلا اور سارا شراب بہا دیا۔ وہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں بہنے لگا تو بعض لوگوں نے کہا کہ جو لوگ قتل ہو گئے ہیں حالانکہ ان کے پیٹوں میں شراب تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی " جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے عمل اچھے کئے جو وہ کھا پی چکے ہیں ان پر حرج نہیں

۲۳۰۱ — شرح : فضیخ " وہ شراب ہے جو کھجوروں سے بنایا جائے اور اس کو آگ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَفْنِيَةِ الدُّوْرِ وَالْجُلُوْسِ فِيْهَا وَالْجُلُوْسِ عَلَى الصَّعَدَاتِ وَقَالَتْ عَائِشَةُ فَابْتَنَى اَبُوْبَكْرٍ مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَيَتَقَصَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَبْنَآؤُهُمْ وَهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ۔ ۲۳۰۲ ـــــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ ثَنَا اَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا مَا لَنَا بُدٌّ اِنَّمَا هُوَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِيْهِ قَالَ فَاِذَا اَبَيْتُمُ اِلَّا الْمَجَالِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهَا قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

نے مس نہ کیا ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ انگوروں کا کچا پانی جب کھولنا شروع کر دے اور سخت ہو جائے تو وہ شراب بن جاتا ہے۔ اس کے تقریباً دو سو نام ہیں اس کو فضیخ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ پینے والے کو رسوا کرتا ہے اسی طرح خشک کھجوروں کا فضیخ بھی شراب کہلاتا ہے۔ اس حدیث سے شراب کی حرمت واضح ہوتی ہے۔ ابن سعد وغیرہ نے کہا ہجرت کے دوسرے سال جنگ اُحد کے بعد شراب حرام ہوا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ شراب کا اپنے پاس رکھنا بھی حرام ہے اسی لئے اس کو بہا دینے کا حکم دیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ قرآن کریم نے اس کو نجس اور پلید کہا ہے اس لئے اگر شراب کا ایک قطرہ کنوئیں میں گر پڑے تو کنواں کا سارا پانی نکالنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ گھروں کے صحن اور ان میں بیٹھنا اور راستہ میں بیٹھنا

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی۔ اور وہاں وہ نماز قرآن پڑھتے تو مشرکوں کی عورتیں اور ان کے بچے جمع ہو جاتے اور سن کر تعجب کرتے۔ ان دنوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف فرما تھے۔ (حدیث ۴۶۶ کی شرح کا مطالعہ کریں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاَبَارِ عَلَى الطَّرِيْقِ اِذَا لَمْ يَتَاَذَّ بِهَا

۲۳۰۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَاْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ بَلَغَ مِنِّيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَاَ خُفَّهُ مَاءً فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَاَجْرًا قَالَ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ

۲۳۰۲ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستوں میں بیٹھنے سے بچو لوگوں نے عرض کیا ہمارے لئے وہاں بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں وہ ہمارے بیٹھنے کی جگہیں ہیں۔ وہاں ہم باتیں کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے ضرور ہی بیٹھنا ہے تو راستہ کو اس کا حق دو لوگوں نے عرض کیا راستہ کا حق کیا ہے۔ آپ نے فرمایا نظر نیچی رکھنا اذیت پہنچانے سے رکنا سلام کا جواب دینا اچھائی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا۔

۲۳۰۲ — شرح : علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں مذکور مجالس میں بیٹھنا حرام نہیں اور ممانعت صرف اس لئے ہے کہ اس سے عوام کو تکلیف ہوتی ہے اس سے بُرے ذرائع کا سدِ باب کرنا مقصود ہے اور اچھے راہ کی ہدایت مطلوب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو بیٹھنے کی مجالس وہ اختیار کرنی چاہئیں جہاں مکروہ امور نہ دیکھیں اور وہ باتیں نہ سُننے پائیں جن کا شرع میں سُننا حرام ہے۔ لہٰذا گھروں میں ویڈیو وغیرہ گانے سُننے اور مکروہ ڈرامے سُننے کے لئے رکھنا حرام ہیں اور ٹیلیویژن گھر میں رکھنے کی شریعت مطہرہ کے نصاب میں کہیں جواز کی صورت نظر نہیں آتی ہاں اگر ریڈیو میں صرف نعت خوانی سُننا اور ملکی اخبار پر اطلاع حاصل ہونا مطلوب ہو تو شرعی حدود کے تحت جائز ہوگا بشرطیکہ اصولِ شرع کی خلاف ورزی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — راستوں میں کنوئیں کھودنا جبکہ ان سے کسی کو اذیت نہ پہنچے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِمَاطَةِ الْاَذٰى وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُمِیْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَةٌ بَابُ الْغُرْفَةِ وَالْعُلِّیَّةِ الْمُشْرِفَةِ وَغَیْرِ الْمُشْرِفَةِ فِی السُّطُوْحِ وَغَیْرِهَا۔ ۲۳۰۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ اٰطَامِ الْمَدِیْنَةِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى اِنِّیْ اَرٰى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُیُوْتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ۔

۲۳۰۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ ایک شخص راستہ چل رہا تھا کہ اس کو سخت پیاس لگی۔ اُس نے ایک کنواں دیکھا تو اس میں اُترا اور پانی پیا پھر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے تر مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس مرد نے خیال کیا کہ کہ اس کو اسی قدر پیاس لگی ہوگی جس قدر مجھے پیاس لگی تھی۔ وہ کنوئیں میں اُترا اور پانی سے موزہ بھرا اور کتے کو پلا دیا اللہ تعالیٰ نے اس کا عمل قبول کیا اور اس کو بخش دیا لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہمارے لئے جانوروں میں ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر تر جگر والی شئی میں ثواب ہے۔

(حدیث ۲۲۰۸ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں)

باب — اذیت پہنچانے والی چیز کو ہٹانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔

شرح : صدقہ کا معنی متصدق علیہ (جس پر صدقہ کرے) کو نفع پہنچانا ہے اور جو کوئی راستہ سے تکلیف دہ شئی ہٹاتا ہے وہ لوگوں کو نفع دیتا ہے اور ان کے لئے سلامتی کا راہ کھولتا ہے لہٰذا اس کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار ایک شخص چل رہا تھا وہ کیا دیکھتا ہے کہ راستہ میں خاردار شاخ پڑی ہوئی ہے اُس نے اس کو راستہ سے ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا عمل قبول کیا اور اس کو بخش دیا ۔ رحمتِ خدا بہانہ ے جوید واللہ تعالیٰ وسبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

٢٣٠٥ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ
أَزَلْ حَرِيصًا عَلَى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللهُ لَهُمَا إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا فَحَجَجْتُ مَعَهُ
فَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِالْإِدَاوَةِ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ
فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمَا إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا
فَقَالَ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيثَ
يَسُوقُهُ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ وَجَارًا لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ
عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا
وَأَنْزِلُ يَوْمًا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ مِنْ خَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْأَمْرِ وَغَيْرِهِ وَإِذَا
نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَهُ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ
إِذَا هُمْ قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ أَدَبِ نِسَاءِ
الْأَنْصَارِ فَصِحْتُ عَلَى امْرَأَتِي فَرَاجَعَتْنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تُرَاجِعَنِي فَقَالَتْ وَلِمَ
تُنْكِرُ أَنْ أُرَاجِعَكَ فَوَاللهِ إِنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهُ وَ
إِنَّ إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ فَأَفْزَعَنِي فَقُلْتُ خَابَتْ مَنْ فَعَلَ

باب ـــ بالاخانوں وغیرہ میں بلند اور پست روشندان بنانا

٢٣٠٤ ـــ ترجمہ : حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے محلات میں سے ایک اونچے محل پر چڑھے پھر فرمایا کیا جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم دیکھتے ہو؟ میں تمہارے گھروں میں فتنوں کی جگہیں دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہ دیکھتے ہیں،،

٢٣٠٤ ـــ شرح : عرفہ اور علیہ دونوں مترادف اور عطف تفسیری ہے۔ چنانچہ جوہری نے عرفہ کی علیہ کے ساتھ اور علیہ کی عرفہ کے ساتھ تفسیر کی ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بالاخانہ پر روشن دان رکھنا مباح ہے جبکہ کسی پردہ دار پر نظر نہ پڑے۔ حدیث ۱۷۵۹ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں۔

marfat.com
Marfat.com

مِنْهُنَّ بِعَظِيْمٍ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ اَيْ حَفْصَةُ
اَتُغَاضِبُ اِحْدَاكُنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ
حَتَّى اللَّيْلِ فَقَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ خَابَتْ وَخَسِرَتْ اَفَتَاْمَنُ اَنْ يَّغْضَبَ اللّٰهُ
لِغَضَبِ رَسُوْلِهٖ فَتَهْلِكِيْنَ لَا تَسْتَكْثِرِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا
تُرَاجِعِيْهِ فِيْ شَيْءٍ وَّلَا تَهْجُرِيْهِ وَسَلِيْنِيْ مَا بَدَا لَكِ وَلَا يَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ
هِيَ اَوْضَاُ مِنْكِ وَاَحَبُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ وَكُنَّا
تَحَدَّثْنَا اَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ النِّعَالَ لِغَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِيْ يَوْمَ نَوْبَتِيْ فَرَجَعَ
عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِيْ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَقَالَ اَنَائِمٌ هُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ
وَقَالَ حَدَثَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ فَقُلْتُ مَا هُوَ اَجَاءَتْ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ اَعْظَمُ مِنْهُ
وَاَطْوَلُ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهٗ قَالَ قَدْ خَابَتْ حَفْصَةُ
وَخَسِرَتْ كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ هٰذَا يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَصَلَّيْتُ
صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ مَشْرُبَةً لَّهٗ فَاعْتَزَلَ
فِيْهَا فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَاِذَا هِيَ تَبْكِيْ قُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ اَوَلَمْ اَكُنْ حَذَّرْتُكِ
اَطَلَّقَكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا اَدْرِيْ هُوَ ذَا فِي الْمَشْرُبَةِ
فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ الْمِنْبَرَ فَاِذَا حَوْلَهٗ رَهْطٌ يَّبْكِيْ بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلًا
ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِيْ هُوَ فِيْهَا فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَّهٗ اَسْوَدَ اِسْتَاْذِنْ
لِعُمَرَ فَدَخَلَ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ ذَكَرْتُكَ لَهٗ فَصَمَتَ

۲۳۰۵ ـــــ ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری یہ خواہش رہی کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں میں سے وہ کونسی دو بیبیاں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا «اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا» یعنی نبی کی دونوں بیبیو اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں۔ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو گیا وہ راستہ سے ایک طرف مائل ہوئے اور میں ان کے ساتھ مشکیزہ لے کر راستہ سے پھرا۔ انھوں نے قضاء حاجت کی جب وہ آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر مشکیزہ

marfat.com
Marfat.com

فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اسْتَاْذِنْ لِعُمَرَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا فَاِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِيْ قَالَ اُذِنَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَاِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ لَهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهٖ مُتَّكِئٌ عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَاَنَا قَائِمٌ طَلَّقْتَ نِسَآءَكَ فَرَفَعَ بَصَرَهٗ اِلَيَّ فَقَالَ لَا ثُمَّ قُلْتُ وَاَنَا قَائِمٌ اَسْتَاْنِسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَاَيْتَنِيْ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلٰى قَوْمٍ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَذَكَرَهٗ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْتُ لَوْ رَاَيْتَنِيْ وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَا يَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَ جَارَتُكِ هِيَ اَوْضَاُ مِنْكِ وَاَحَبُّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ اُخْرٰى فَجَلَسْتُ

سے پانی ڈالا۔ آپ نے وضوء کیا تو میں نے کہا یا امیر المؤمنین! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے وہ کون سی دو عورتیں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا «اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ» حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عباس تعجب ہے تم پر۔ وہ عائشہ اور حفصہ ہیں پھر عمر فاروق نے پورا واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔ انھوں نے کہا میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ بنی اُمیہ بن زید کے محلہ میں رہتے تھے۔ اور وہ مدینہ منورہ کے عوالی میں تھا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری آیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آتا اور ایک دن میں آیا کرتا تھا۔ جب میں آتا تو اس دن میں وحی کے احکام اس کو بتاتا اور جب وہ آتا تو وہ بھی اسی طرح کرتا۔ ہم قریش عورتوں پر غالب رہتے تھے۔ جب ہم انصار میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی عورتیں اُن پر غالب رہتی ہیں تو ہماری عورتوں انصار عورتوں کی عادات سیکھنے لگیں۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کے ساتھ بلند آواز سے کلام کیا تو اس نے مجھ کو جواب دیا مجھ کو اس کا جواب اچھا نہ لگا تو اس نے کہا میرا آپ کو جواب دینا کیوں پسند نہیں کرتے ہو بخدا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کو جواب دیتی ہیں اور اُن میں سے بعض تو رات تک سارا دن آپ سے علیحدہ رہتی ہیں۔ اس سے میں گھبرایا اور میں نے کہا اُن میں سے جس نے ایسا کیا وہ عظیم خسارہ میں ہے پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ کے پاس گیا تو میں نے کہا اے حفصہ! کیا تم میں سے بعض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا دن رات تک ناراض رکھتی ہیں اُنھوں نے کہا جی ہاں! میں نے کہا وہ تو

marfat.com

Marfat.com

حِيْنَ رَاَيْتُهٗ تَبَسَّمَ ثُمَّ رَفَعْتُ بَصَرِيْ فِيْ بَيْتِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ فِيْهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ اَهَبَةٍ ثَلٰثَةٍ فَقُلْتُ اُدْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى اُمَّتِكَ فَاِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَاُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ اَوَفِيْ شَكٍّ اَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِيْ فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حِيْنَ اَفْشَتْهُ حَفْصَةُ اِلٰى عَائِشَةَ وَكَانَ قَدْ قَالَ مَا اَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهٖ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَاَ بِهَا فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ اِنَّكَ اَقْسَمْتَ اَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَاِنَّا اَصْبَحْنَا بِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً اَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ وَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاُنْزِلَتْ اٰيَةُ التَّخْيِيْرِ فَبَدَاَ بِيْ اَوَّلَ اِمْرَاَةٍ فَقَالَ اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا وَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَّا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِيْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ قَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَاْمُرَانِّيْ بِفِرَاقِكَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِلٰى عَظِيْمًا قُلْتُ اَفِيْ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهٗ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ۔

خسارے میں پڑ گئی کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے باعث اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے تو تم تباہ ہو جاؤ؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باتیں مت کرو اور نہ آپ کو کوئی جواب دو اور نہ ہی آپ سے علیحدہ رہو جو ضرورت ہو وہ مجھ سے لو اور اس ... دھوکہ میں نہ رہو کہ تمہاری ہمسائی تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے۔ اس سے اُن کی مراد ام المومنین عائشہ تھیں۔ ہم آپس میں یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ غسانی ہمارے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے گھوڑوں کی نعل بندی کر رہے ہیں میرا ساتھی اپنی باری کے دن دربار رسالت میں آیا پھر عشاء کے وقت واپس گیا تو میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور کہا کیا وہ سو رہے ہیں؟ میں گھبرایا اور اس کی طرف گیا اس نے بیان کیا ایک بہت بڑا حادثہ ہوا ہے میں نے کہا وہ کیا ہے؟

marfat.com

Marfat.com

کیا غسّان کے لوگ حملہ آور ہوئے ہیں؟ اُس نے کہا نہیں۔ بلکہ اس سے عظیم تر حادثہ سخت ہوا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے عمر فاروق نے کہا حفصہ نقصان میں پڑ گئی اور خسارے والی ہو گئی۔ میں پہلے ہی خیال کرتا تھا کہ عنقریب ایسا ہو جائے گا میں نے اپنے کپڑے پہنے اور فجر کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور آپ بالاخانہ میں تشریف لے گئے اور اس میں تنہائی اختیار کی۔ میں حفصہؓ کے پاس گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رو رہی ہے۔ میں نے کہا تمہیں کونسی چیز رولا رہی ہے کیا میں نے تمہیں ڈرایا نہ تھا؟ کیا تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی ہے؟ حفصہ نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ آپ اُس بالاخانہ میں تشریف رکھتے ہیں میں باہر نکلا اور اس بالاخانہ کی طرف گیا جہاں آپ تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کے کالے غلام سے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو وہ اندر گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا پھر باہر نکلا اور کہا میں نے تمہارا ذکر کیا ہے۔ آپ خاموش رہے میں واپس ہو گیا اور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر شریف کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر میرا خیال غالب آیا اور میں غلام کے پاس آیا اور اسے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو اُس نے پہلے کی طرح ذکر کیا جب میں واپس ہونے لگا تو غلام نے مجھے آواز دیتے ہوئے کہا تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی ہے۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی کی بنی ہوئی رسیوں پر لیٹے ہوئے تھے آپ کے جسم شریف اور چٹائی کے درمیان کوئی بستر نہ تھا اور رسیوں سے آپ کے پہلو پر نشان پڑے ہوئے تھے۔ آپ چمڑے کے تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے سلام عرض کیا پھر میں نے عرض کیا جبکہ میں کھڑا تھا کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے آپ نے میری طرف نظر اُٹھائی اور فرمایا نہیں۔ پھر میں نے کہا حالانکہ میں کھڑا تھا کہ دل بہلائی کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ! آپ دیکھیں ہم قریش لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے جب ہم ان لوگوں کے پاس آئے تو ان پر ان کی عورتیں غالب تھیں اور سارا واقعہ بیان کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر میں نے عرض کیا۔ کاش آپ مجھے دیکھ لیتے جبکہ میں حفصہؓ کے پاس گیا تو میں نے اسے کہا تمہیں یہ چیز دھوکہ میں نہ رکھے کہ تمہاری پڑوسن تم سے زیادہ خوبصورت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ترین ہے۔ ان کی مراد ام المؤمنین عائشہ تھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اور تبسم فرمایا جب میں نے آپ کا تبسم دیکھا تو میں بیٹھ گیا پھر میں نے آپ کے گھر میں نظر اُٹھائی بخدا! میں نے اس میں تین کچی کھالوں کے سوا کوئی چیز نہ دیکھی تو میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ" آپ اللہ سے دُعاء فرمائیں کہ آپ کی اُمت پر وسعت کرے کیونکہ فارس اور روم کے لوگوں پر وسعت کی گئی ہے اور ان کو دُنیا دی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے ہیں اس وقت آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا اے ابن خطاب! ایسی باتیں کرتے ہو کیا تمہیں شک ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال کی جزاء دُنیاوی زندگی میں دے دی گئی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے استغفار فرمائیں۔ یہ وہ بات تھی جس کے باعث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہائی اختیار کر لی تھی جبکہ حفصہؓ نے عائشہ سے راز ظاہر کر دیا تھا۔ اور آپ نے فرمایا تھا میں ان کے پاس ایک مہینہ تک نہیں جاؤں گا کیونکہ آپ کو ان پر سخت غصہ آیا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عتاب فرمایا۔ جب انتیس ۲۹ دن گزر گئے تو آپ عائشہ کے پاس

marfat.com
Marfat.com

تشریف لے گئے اور اُن سے ابتداء فرمائی تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ ہمارے پاس تشریف نہ لائیں گے ابھی تو ہم پر انتیس راتیں گزری ہیں۔ میں اُن کو شمار کرتی رہی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ انتیس (۲۹) دن کا ہے اور وہ مہینہ انتیس (۲۹) دن کا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تخییر کی آیت نازل ہوئی تو آپ پہلے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تجھ سے ایک بات ذکر کرتا ہوں تجھ پر حرج نہیں کہ جلدی نہ کرے حتیٰ کہ اپنے ماں باپ سے مشورہ کرلے۔ ام المؤمنین نے کہا میں جانتی ہوں کہ میرے ماں باپ آپ کے فراق کا کبھی مشورہ نہ دیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِلٰی قَوْلِهٖ عَظِیْمًا"، میں نے کہا کیا میں اس میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں؟ میں تو اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو ہی پسند کرتی ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب بیویوں کو اختیار دیا تو سب نے یہی کہا جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا۔

۲۳۰۵ —

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیبیاں تھیں ام المؤمنین عائشہ بنت ابوبکر صدیق ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق ام المؤمنین اُم حبیبہ بنت ابوسفیان ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ وام المؤمنین ام سلمہ بنت ابوالحارث ہلالیہ خاندانِ قریش سے تھیں اور چار کا تعلق خاندانِ قریش سے نہ تھا ان میں سے ام المؤمنین صفیہ بنت حیی خیبریہ، ام المؤمنین میمونہ بنت حارث، ام المؤمنین زینب بنت جحش اسدیہ اور ام المؤمنین جویریہ بنت حارث مصطلقیہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن ماریہ رضی اللہ عنہا سے صحبت فرمائی جس کا ام المؤمنین کو علم نہ تھا اور ام المؤمنین حفصہ کو اس کا پتہ چل گیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا کہ عائشہ کو نہ بتائے اور یہ معاملہ صیغہ راز میں رہے۔ میں نے ماریہ کو اپنے پر حرام کر دیا ہے۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات نکل گئی تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سخت غصہ سے بھر گئیں تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ بیویوں کے قریب نہیں جائیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے نبی جو چیز اللہ نے آپ کے لئے حلال کی ہے اس کو کیوں حرام کرتے ہو اس میں اپنی بیویوں کی رضامندی چاہتے ہو۔ بعض علماء سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیا تھا اور جب آپ کی بعض بیویوں نے کہا کہ اس سے مغافیر (گوند) کی بُو آتی ہے تو آپ نے شہد حرام کر دیا۔ اور فرمایا میں نے شہد کو اپنے پر حرام کر دیا ہے۔ کسی کو اس کا پتہ نہ چلے لیکن ان سے یہ راز افشاء ہو گیا اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور قسم کھائی کہ ایک ماہ بیویوں کے پاس نہ جائیں گے اور مسجد کے بالاخانہ میں تشریف لے گئے اس وقت بعض منافقوں نے یہ مشہور کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ ان کی باتوں پر دوسرے لوگوں نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عفافِ عادت اور

marfat.com
Marfat.com

مطہرات سے علیحدگی اختیار کر کے بالاخانہ میں تشریف لے گئے تو لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ آپ نے طلاق دیدی ہے۔ اس لئے اوس بن خولی انصاری نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دیدی ہے اور وہ یہ خبر سنتے ہی مدینہ منورہ تشریف لائے جبکہ ان کی رہائش عوالی مدینہ میں تھی اور صبح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تحقیق حق پر اطلاع پائی۔ حضرات مفسرین کرام نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے دُنیاوی چیزوں اور کچھ نفقات وغیرہ کا مطالبہ کیا تو اس سے آپ کو غم لاحق ہوا تو ان سے علیحدگی کی یہ صورت اختیار کی کہ آپ نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ ان کے قریب نہیں جائیں گے۔ اس پر صحابہ کرام پریشان ہوئے کہ کیا وجہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا رہنا شروع کر دیا ہے تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں حالات کی وضاحت معلوم کرتا ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ جب ایک مہینہ گزر گیا تو تخییر کی آیت کریمہ نازل ہوئی اس کے نزول میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا تھا کہ وہ اگر دنیا پسند کرتی ہیں تو آپ ان کو جدا کر دیں گے اور اگر آخرت پسند کرتی ہیں تو ان کو اپنی زوجیت میں باقی رکھتے ہیں تو انھوں نے حضور کی غلامی اور زوجیت کو اختیار کیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق اور آپ کے پاس رہنے میں اختیار دیا تھا تو انھوں نے طلاق کو اختیار نہ کیا اور آپ کی زوجیت پر دنیاوی بہجت و نضارت کو قربان کر دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اس کی وجہ یہ ہے کہ خداوند قدوس جل مجدہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مملکت دُنیا اور آخرت کی نعمتوں میں اختیار دیا تو آپ نے دُنیا پر آخرت کو ترجیح دی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو اختیار کیا تو آپ کو حکم فرمایا کہ اپنی بیویوں کو اختیار دیں تاکہ وہ بھی آپ کی طرح آخرت کو ترجیح دیں۔ جب پروردگارِ عالم کے حکم کے مطابق آپ نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو آپ نے سب سے پہلے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو اختیار دیا جبکہ وہ آپکو سب بیویوں میں سے زیادہ محبوب تھیں اور ان کے پاس قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ پڑھی تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور دارِ آخرت کو اختیار کیا اس پر جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے پھر اسی طرح دوسری بیویوں نے بھی وہی اختیار کیا جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اختیار کیا تھا جب انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کر لیا تو اللہ تعالیٰ ان کے اختیار سے راضی ہوا اور اس کو قبول فرماتے ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے محبوب ان نو بیویوں کے بعد آپ کے لئے کوئی عورت حلال نہیں اور ان کا کسی دوسری بیوی سے تبادلہ نہیں کر سکتے ہیں رضی اللہ عنہن۔

اس حدیث سے فقہاء نے استدلال کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اختیار دے اور وہ اپنے شوہر کو اختیار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ حضرت امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے (نووی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ اپنی بیٹی کے گھر میں اس کے شوہر کی اجازت کے بغیر جا سکتا ہے اسی لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تھے نیز

marfat.com
Marfat.com

۲۳۰۶ ـــــ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ اَنَا الْفَزَارِیُّ عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِہٖ شَھْرًا وَکَانَتْ اِنْفَکَّتْ قَدَمُہٗ فَجَلَسَ فِیْ عُلِّیَّۃٍ لَہٗ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ اَطَلَّقْتَ نِسَاءَکَ قَالَ لَا وَلٰکِنِّیْ اٰلَیْتُ مِنْھُنَّ شَھْرًا فَمَکَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ عَلٰی نِسَائِہٖ۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وضو میں استعانت جائز ہے مسلم شریف میں سماک بن ولید سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے اور ان سے فرمایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر دیتی ہے اور آپ کے سامنے بولتی ہے۔ حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ تیرے ساتھ زیادہ محبت نہیں کرتے اور اگر میں نہ ہوتا تو تجھے طلاق دے دیتے تو ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا بہت رونے لگیں کیونکہ ایک تو ان کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کا غم تھا اور دوسری بات یہ کہ ان کو یہ توقع نہ تھی کہ ان کے والد اس قدر سخت غضب ناک ہوں گے چنانچہ ابن مردویہ نے روایت ذکر کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا بخدا! اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے طلاق دے دی تو میں کبھی بھی تیرے ساتھ کلام نہیں کروں گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا تھا کہ وہ دو عورتیں کونسی ہیں جن کے متعلق قرآن کریم میں ذکر ہے تو اس کا اتنا ہی جواب کافی تھا کہ وہ عائشہ اور حفصہ ہیں لیکن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زیادہ وضاحت کے لئے پوری تفصیل ذکر کر دی۔ الحاصل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بی بی سے ایک راز کی بات فرمائی پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے نبی کریم پر ظاہر کر دیا تو آپ نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضور کو کس نے بتایا ہے آپ نے فرمایا مجھے علیم خبیر نے بتایا ہے" اللہ تعالیٰ نے فرمایا" نبی کی دونوں بیویو اگر اللہ تعالیٰ کی طرف تم رجوع کرو حالانکہ یہ تم پر واجب ہے تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں کہ تمہیں وہ بات پسند آئی جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گراں ہے یعنی تم کو یہ پسند ہے کہ ماریہ کو حرام کر دیں لیکن یہ آپ کو گراں ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں مذکور واقعہ پر جو بھی مرتب ہوا اس پر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی عظمت اور فضیلت اہلِ دنیا پر واضح ہوئی کہ وہ دارِ آخرت میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم سرائے میں جلوہ افروز ہوں گی اور عظمت کی چادریں اوڑھے ہوئے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ پاک سے سرفراز ہوں گی" رضی اللہ تعالیٰ عنہن"

۲۳۰۶ ـــــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنی بیویوں کے قریب نہیں جائیں گے کیونکہ آپ کے پاؤں کا جوڑ نکل گیا تھا اور آپ اپنے بالاخانہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ عَقَلَ بَعِيرَهُ عَلَى الْبَلَاطِ أَوْ بَابِ الْمَسْجِدِ

۲۳۰۷ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ ثَنَا أَبُو عَقِيلٍ ثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ . وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ هٰذَا جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْجَمَلِ فَقَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ .

بیٹھ گئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا (یا رسول اللہ) کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں۔ لیکن میں نے ان سے ایک ماہ کے لئے "اِیلَاءِ" کیا ہے (قسم کھائی ہے) تو آپ انتیس روز ٹھہرے پھر بالاخانہ سے اُترے اور اپنی بیویوں کے پاس گئے۔

(اس حدیث میں ایلاء سے مراد فقہی ایلاء نہیں یہ محض تنہائی میں رہنے کے لئے آپ نے قسم کھائی تھی۔ فقہی ایلاء یہ ہے کہ شوہر قسم کھائے کہ وہ چار ماہ اپنی بیوی کے قریب نہ جائے گا۔ اگر چار ماہ اپنی بیوی کے پاس نہ جائے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔

باب — جس نے اپنا اُونٹ بچھے ہوئے پتھروں یا مسجد کے دروازہ پر باندھا!"

۲۳۰۷ — ترجمہ : ابوالمتوکل ناجی نے کہا میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس آیا انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو میں بھی آپ کے پاس آیا اور بچھے ہوئے پتھروں کے کنارے میں اونٹ کو باندھ دیا۔ اور میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ" یہ آپ کا اونٹ ہے آپ باہر تشریف لائے اور اونٹ کے پاس گھومنے لگے اور فرمایا قیمت اور اُونٹ دونوں تمہارے ہیں۔

۲۳۰۷ — شرح : یعنی اونٹ اور اس کی قیمت جس کے عوض آپ نے اُونٹ خریدا تھا دونوں کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو مالک بنا دیا ابن بطال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رحاب مسجد میں اُونٹ داخل ہو سکتے ہیں لہٰذا اور سامان بھی مسجد میں داخل کر سکتے ہیں اس سے امام مالک اور علماء کوفہ نے استدلال کیا کہ اونٹوں کا پیشاب پاک ہے۔ اسی طرح ان کے ارواث بھی پاک ہیں اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کا ان کو پلید کہنا صحیح نہیں ورنہ اونٹ کو مسجد میں داخل نہ کیا جاتا۔ علامہ کرمانی نے اس کا جواب دیا کہ حدیث سے کہیں بھی یہ ثابت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْوُقُوفِ وَالْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ

۲۳۰۸ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى قَالَ لَقَدْ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا

نہیں کہ اونٹ کو مسجد میں داخل کیا تھا اور نہ ہی یہ ثابت ہے کہ اونٹ نے پیشاب وغیرہ کیا تھا اگر بالفرض کر بھی دیا ہو تو اس کو دھویا جا سکتا ہے اور مسجد کی صفائی کر لی جاتی ہے لہٰذا یہ حدیث اونٹ کا پیشاب ظاہر ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔

باب — کسی قوم کے کوڑا کرکٹ کے پاس ٹھہرنا اور پیشاب کرنا

۲۳۰۸ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یا کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑا پھینکنے کی جگہ تشریف لائے اور کھڑے کھڑے پیشاب فرمایا۔

۲۳۰۸ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کے کوڑا کرکٹ کی جگہ کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا اس کی کئی وجوہ ہیں ایک یہ کہ وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی اور کوڑا کرکٹ کی جگہ اونچی تھی اگر بیٹھ کر پیشاب کرتے تو کپڑوں کے خراب ہونے کا ڈر تھا اس لئے مجبوراً کھڑے ہو کر پیشاب کرنا پڑا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے پاؤں میں زخم تھا جو بیٹھنے نہ دیتا تھا تیسری وجہ یہ ہے کہ امام شافعی سے روایت ہے کہ عرب درد صلب کا علاج کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے کرتے ہیں یعنی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا درد صلب کے لئے مفید ہے۔ اور اس روز آپ کو درد صلب تھا اس لئے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ چوتھی وجہ یہ کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے مقعد سے آواز نہیں نکلتی اور بیٹھنے کی حالت میں مقعد کے نرم ہونے سے ہوا خارج ہوتی ہے اور سننے والے کو ناگوار گزرتی ہے اس لئے آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا پانچویں وجہ یہ ہے کہ خاص ضرورت کے تحت آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اور عام حالات میں حسب عادت مستمرہ آپ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشاب کو روکنا نقصان دہ ہے۔ علماء نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو مکروہ کہا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ اَخَذَ الْغُصْنَ وَمَا يُؤْذِي النَّاسَ فِي الطَّرِيْقِ فَرَمٰى بِهٖ۔

۲۳۰۹ ـــ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ ۔

بَابُ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِي الطَّرِيْقِ الْمِيْتَاءِ وَهِيَ الرَّحْبَةُ تَكُوْنُ بَيْنَ الطَّرِيْقِ ثُمَّ يُرِيْدُ اَهْلُهَا الْبُنْيَانَ فَتُرِكَ مِنْهَا لِلطَّرِيْقِ سَبْعَةُ اَذْرُعٍ ۔

باب ـــ جس نے شاخ اور راستہ میں لوگوں کو تکلیف دینے والی شئی کو اُٹھا کر پھینک دیا"

۲۳۰۹ ـــ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ ایک راستہ میں چل رہا تھا اُس نے کانٹے دار شاخ پائی تو اس کو اُٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ عمل قبول کیا اور اس کو بخش دیا ۔

شرح : یعنی راستہ میں پڑی ہُوئی درخت کی شاخ یا جو بھی شئی ہو جو راہ گزروں کو پریشان کرے گی اُٹھا کر پھینک دینا باعثِ اجر و ثواب ہے کیونکہ جو شئی لوگوں کو اذیت پہنچائے اس کا زائل کرنا حصولِ ثواب کا ذریعہ ہے ۔ اگرچہ وہ کوڑا کرکٹ ہو یا پتھر یا کانٹا وغیرہ ہو اور یہ نیکی کا کام ہے اور مغفرت کا سبب ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی ذی ہوش انسان کو نیک کام کرنے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے اگرچہ وہ لوگوں کی نگاہوں میں کوئی اہمیت نہ رکھتا ہو کیونکہ نیک اعمال سے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور قرآن میں فرماتا ہے" جو ذرہ بھر نیک کام کرے وہ اس کا ثواب دیکھ لے گا ۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم !

باب ـــ جب لوگ عام راستہ میں اختلاف کریں اور وہ راستہ میں وسیع میدان ہے ۔ پھر وہاں کے رہنے والے لوگ مکانات بنانا چاہیں تو اس سے سات گز راستہ چھوڑ دیا جائے"

marfat.com
Marfat.com

۲۳۱۰ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا جَرِيرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ ابْنِ خِرِّيتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَشَاجَرُوا فِي الطَّرِيقِ بِسَبْعَةِ أَذْرُعٍ ۔ بَابُ النَّهْبِى بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهِ وَقَالَ عُبَادَةُ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا نَنْتَهِبَ ۔

۲۳۱۱ — حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ إِيَاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ جَدُّهُ أَبُو أُمِّهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبَى وَالْمُثْلَةِ ۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب لوگوں نے راستہ کے متعلق جھگڑا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا کہ اس سے سات گز راستہ چھوڑ دیا جائے۔

۲۳۱۰ — شرح : طَرِیقِ مِیتَاء، عام راستہ ہے جہاں سے لوگ بکثرت گزرتے ہیں۔ مہلب نے کہا ہر وہ شئ جو راستہ میں لوگوں کو تکلیف دہ ہو اس کے اٹھانے میں ثواب ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجھ وغیرہ لانے اور نکالنے اور سواریاں وغیرہ لانے اور نکالنے کے لئے سات گز راستہ مقرر فرمایا ہے اور اس بڑے راستہ کے علاوہ لوگ چھوٹے چھوٹے راستے بنانا چاہیں تو اتفاقی رائے سے جتنا بھی راستہ مقرر کرلیں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب تم عام راستہ کی مقدار میں جہاں سے لوگ بکثرت گزرتے ہوں۔ اختلاف اور جھگڑا کرو تو اس کو سات گز چوڑا بناؤ۔ پھر اس کے بعد زمین کے شرکاء کو اختیار ہے کہ اپنی اپنی ضرورت کے مطابق چھوٹے راستے بنالیں جن سے لوگوں کو ضرر نہ پہنچتی ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — مالک کی اجازت کے بغیر کوئی شئ قبضہ میں کرلینا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شرط پر بیعت کی کہ لوٹ کھسوٹ نہ کریں گے،،

۲۳۱۱ — ترجمہ : عدی بن ثابت نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن یزید انصاری جو ان کے نانا ہیں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ کھسوٹ اور مُثلہ سے منع فرمایا۔

۲۳۱۱ — شرح : حسن بصری، ابراہیم نخعی اور قتادہ رضی اللہ عنہم نے کہا اس حدیث کا

marfat.com
Marfat.com

۲۳۱۲ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ فِيْهَا اَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَعَنْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ اِلَى النُّهْبَةِ قَالَ الْفِرَبْرِيُّ وَجَدْتُ بِخَطِّ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَفْسِيْرُهُ اَنْ يُنْزَعَ مِنْهُ نُوْرُ الْاِيْمَانِ ـ

معنیٰ یہ ہے کہ حرام نُہبہ وہ ہے کہ کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر قبضہ میں کر لیا جائے۔ اور لوگ جو بچوں کے اُوپر سے یا شادیوں میں پیسے بکھیرتے ہیں اس کو نُہبہ قرار دینے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ اسے مکروہ کہتے ہیں اور علماء کوفہ اس کو جائز کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ خالد بن معدان نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک مقام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ چند لڑکیاں تھالیوں میں شرنی لئے آئیں تو لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے لوٹتے کیوں نہیں ہو؟ اُنھوں نے کہا آپ نے اس سے منع فرمایا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غنیمت کے مال میں لوٹ کھسوٹ کرنی حرام ہے۔ شادیوں وغیرہ میں کوئی حرج نہیں چنانچہ اُنھوں نے جس قدر میسر ہوا ایک دُوسرے سے قوتِ بازو سے لیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت منقطع ہے استدلال کے قابل نہیں کیونکہ خالد بن معدان کی معاذ بن جبل سے سماعت ثابت نہیں۔ امام بیہقی نے کہا اس حدیث کے اسناد میں عَوْن اور عصمہ ہیں ان کی حدیث ناقابلِ استدلال ہے۔ اس حدیث میں ایک راوی لماذہ ہے اور وہ مجہول ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حرام نُہبہ وہ ہے جو کسی کی اجازت کے بغیر اُس کے مال پر قبضہ کر لیا جائے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیعت کا واقعہ اسی پر محمول ہے۔ ابن منذر نے کہا مکروہ نہبہ وہ ہے کہ مال کا مالک لوگوں کو لوٹنے کی اجازت دیدے اور وہ ان کے لئے مباح کر دے حالانکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس میں تمام برابر لیں لیکن طاقتور کمزور پر غلبہ کر کے زیادہ مال حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ اس طرح کے مال میں مالک کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جتنا کوئی لے لے تو اس تقدیر پر کراہت ختم ہو جاتی ہے جیسے شادیوں میں جو پیسے بکھیرے جاتے ہیں اُن کے بکھیرنے والے کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ برابر برابر بچے لیں لہٰذا یہ نہبہ جائز ہے۔ علماء کوفہ بھی یہی کہتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَسْرِ الصَّلِيْبِ وَقَتْلِ الْخِنْزِيْرِ

۲۳۱۳ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ اَحَدٌ۔

۲۳۱۲ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی مومن ہنے کی حالت میں زنا نہیں کرتا ہے اور شرابی مومن ہونے کی حالت میں شراب نہیں پیتا ہے اور نہ ہی مومن ہونے کی حالت میں چوری کرتا ہے اور نہ مومن ہونے کی حالت میں لوٹ کھسوٹ کرتا ہے جس میں لوگ اس کی طرف نظر اٹھائیں۔ سعید اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہما سے ان کی ابوہریرہ سے ان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہبہ کے سوا اس جیسی روایت ہے (مومن یہ کام نہیں کرتا ہے)

۲۳۱۲ ـــ شرح : اس حدیث سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب مومن نہیں کیونکہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مومن زنا نہیں کرتا مومن شراب نہیں پیتا مومن چوری نہیں کرتا اور مومن لوگوں کا مال لوٹتا نہیں ہے۔ لہٰذا ان معاصی کا مرتکب مومن نہیں ہو سکتا ہے۔ اہلسنت وجماعت حضرات اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ایمان صرف قلبی تصدیق ہے اور حدیث میں کمالِ ایمان کی نفی ہے یعنی زنا کرنے کی حالت میں زانی کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ مقصد یہ ہے کہ مومنوں میں ایسی خصلتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو کوئی زنا، چوری وغیرہ کو حلال سمجھ کر کرے وہ کافر ہے اور اس حدیث کا محمل بھی یہی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا زانی سے نورِ ایمان جاتا رہتا ہے نفسِ ایمان زائل نہیں ہوتا یا مقصد یہ ہے کہ جو کوئی چوری کو عادت بنالے اس کو زجر اور تشدید کے لئے یہ فرمایا ہے۔ الحاصل یہ امور کبیرہ گناہ ہیں ان کا مرتکب کامل مومن نہیں رہتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ صلیب توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا

۲۳۱۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تم میں ابن مریم حاکم اور منصف بن کر اتریں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ (ٹیکس) ختم کر دیں گے اور مال عام ہو جائے گا حتیٰ کہ اس کو کوئی بھی قبول نہیں کرے گا

marfat.com

Marfat.com

بَابُ هَلْ تُكْسَرُ الدِّنَانُ الَّتِي فِيهَا الْخَمْرُ وَتُخَرَّقُ الزِّقَاقُ فَإِنْ كُسِرَ صَنَمًا أَوْ صَلِيبًا أَوْ طُنْبُورًا أَوْ مَا لَا يُنْتَفَعُ بِخَشَبِهِ وَأُتِيَ شُرَيْحٌ فِي طُنْبُورٍ كُسِرَ فَلَمْ يَقْضِ فِيهِ بِشَيْءٍ۔

شرح : صلیب وہ مربع لکڑی ہے جس کے متعلق نصاریٰ کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اس جیسی لکڑی پر پھانسی دی گئی تھی۔ اس کے توڑنے کا

۲۳۱۳ ——

مطلب یہ ہوگا کہ ان کی تعظیم کرنے میں نصاریٰ کا دعویٰ باطل ہے۔ یہی مطلب قتل خنزیر میں ہے اور وہ لوگوں سے صرف اسلام قبول کریں گے جزیہ نہ لیں گے۔ اسلام میں اگرچہ اہلِ کتاب سے جزیہ قبول کر لیا جاتا ہے اور ان کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا جاتا لیکن یہ حکم نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت ختم ہو جائے گا اور یہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو منسوخ کر دیں گے کیونکہ وہ ہماری شریعت کو منسوخ نہیں کر سکتے ہیں وہ تو نزول کے وقت ہماری شریعت کے تابع ہوں گے۔ اور مال و دولت اس لئے عام ہو جائے گا کہ برکات بکثرت نازل ہوں گی اور خیرات کا ظہور عام ہوگا اور لوگوں کی اُمیدیں کم ہو جانے کے باعث دُنیا میں رغبت نہ رہے گی کیونکہ ان کو علم ہوگا کہ قیامت قریب تر ہو چکی ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ——— کیا مٹکے توڑ دیئے جائیں جن میں شراب رکھی جاتی ہے اور مشکیزے پھاڑ دیئے جائیں؟

ترجمہ : اگر بُت یا صلیب یا طنبور یا جس کی لکڑی سے نفع حاصل نہیں کیا جاتا کو توڑ دیا۔ شُریح کے پاس طنبور کا مقدمہ پیش ہُوا جس کو توڑ دیا گیا تھا تو اُنھوں نے اس میں کوئی فیصلہ نہ کیا۔

شرح : یعنی اگر کسی نے بُت یا صلیب یا طنبور کو توڑ دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ یا وہ شئی توڑ دی جس کی لکڑی توڑنے سے پہلے بے فائدہ ہو جیسے آلاتِ ملاہی سرنگی وغیرہ جو لکڑی سے بنائے جاتے ہیں۔ اس کا حکم کیا ہے؟ قاضی شُریح رضی اللہ عنہ کے پاس اس قسم کا مقدمہ پیش ہُوا تو آپ نے ان کے تاوان کا حکم نہ دیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے آلاتِ ملاہی کے توڑنے کا حکم ذکر نہیں کیا کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔ اگر شراب کے مٹکے مسلمان کے ہیں تو امام ابو یُوسف ایک روائت میں امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا توڑنے والے پر تاوان نہیں چنانچہ ترمذی نے حضرت انس

marfat.com
Marfat.com

۲۳۱۴ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمِ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نِيْرَانًا تُوْقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ عَلٰى مَا تُوْقَدُ هٰذِهِ النِّيْرَانُ قَالُوْا عَلَى الْحُمُرِ الْاَنْسِيَّةِ قَالَ اكْسِرُوْهَا وَاَهْرِيْقُوْهَا قَالُوْا اَلَا نُهْرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اغْسِلُوْا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ كَانَ ابْنُ اُوَيْسٍ يَقُوْلُ الْحُمُرُ الْاَنْسِيَّةُ بِنَصْبِ الْاَلِفِ وَالنُّوْنِ

رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شراب بہا دینے اور مٹکے توڑ دینے کا حکم فرمایا تھا حالانکہ ان میں یتامیٰ کا شراب تھا۔ جمہور علماء جن میں سے امام شافعی بھی ہیں نے کہا کہ شراب کے مٹکے توڑنے ضروری نہیں اور حدیث میں مذکور حکم کو وہ استحباب پر محمول کرتے ہیں۔ اگر مٹکا ذمی کا ہو تو اس کی ضمان ہے کیونکہ یہ ان کا قیمتی مال ہے۔ امام شافعی اور امام احمد کے مذہب میں اس کی ضمان نہیں کیونکہ یہ مسلمانوں کے لئے قیمتی مال نہیں اسی طرح ذمی کے حق میں یہ مالِ متقوم نہیں (قیمتی) اگر مٹکا حربی کافر کا ہو تو بالاتفاق اس کی ضمان نہیں بشرطیکہ وہ مستامن نہ ہو۔ اسی طرح اگر شراب کا مشکیزہ اگر مسلمان کا ہے تو اس کے پھاڑ دینے سے امام محمد ایک روایت میں امام احمد کے نزدیک تاوان ہے لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اس میں کوئی تاوان نہیں کیونکہ ان کا توڑ ڈالنا امر بالمعروف ہے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شراب کا مشکیزہ پانی سے پاک نہیں ہوتا کیونکہ اس کے اندر شراب جما ہوا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے توڑنے میں تاوان نہیں بعض علماء کہتے ہیں وہ پانی سے پاک ہو جاتا ہے لہٰذا اس کے توڑنے میں تاوان لازم ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مذاہب کی تفصیل کے بعد کہا کہ اس زمانہ میں امام ابو یوسف کے مذہب پر فتویٰ ہے۔ اگر کسی نے مسلمان کی طنبور یا ڈھول یا سرنگی یا دُف وغیرہ توڑ دی تو اس پر تاوان واجب ہے کیونکہ ان اشیاء کی خرید و فروخت جائز ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کہتے ہیں تاوان واجب نہیں اور ان کی بیع بھی جائز نہیں ہے۔ شوافع نے کہا اگر توڑنے کے بعد ان کی لکڑی سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے تو تاوان لازم ہے ورنہ نہیں جنگ کے وقت جو ڈھول بجایا جاتا ہے یا شادی وغیرہ پر جو دُف بجائی جاتی ہے ان کے توڑنے میں بالاتفاق تاوان لازم ہے۔ قاضی شُریح بن حارث کندی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا لیکن آپ سے ملاقات نہ ہو سکی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو قاضی بنایا اور وہ ساٹھ برس قضاء کے عہدہ پر فائز رہے۔ وہ بصرہ میں ایک سال قاضی رہے اور ۷۸ ہجری میں ایک سو بیس برس کی عمر میں فوت ہوئے ان کے پاس طنبور کا مقدمہ پیش کیا گیا جبکہ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ دائر کیا کہ اس نے اس کی طنبور توڑ دی ہے تو انھوں نے تاوان کا حکم نہ کیا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم

۲۳۱۴ــــ ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے

marfat.com
Marfat.com

۲۳۱۵ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلٰثُمِائَةٍ وَسِتُّوْنَ نُصُبًا فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَجَعَلَ يَقُوْلُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الْاٰيَةَ ۔

دن روشن آگ دیکھی تو فرمایا یہ کس پر روشن کی جا رہی ہے۔ لوگوں نے کہا اہلی گدھوں پر! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہنڈیوں کو توڑ دو اور گوشت پھینک دو لوگوں نے کہا کیا ہم گوشت کو پھینک دیں اور ہنڈیوں کو دھو ڈالیں؟ آپ نے فرمایا دھو لو۔ ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا ابن ابی اُویس نے کہا "اَنْتِنَہٗ" کا اَلف اور نُون مفتوح ہے۔

۲۳۱۴ ـــــ مشرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرینہ سے معلوم کر لیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وجوب کے لئے نہیں اس لئے انھوں نے کہا ہم گوشت کو پھینک دیں اور توڑنے کی بجائے ہنڈیوں کو دھو لیں لہٰذا یہ آپ کے حکم کی مخالفت نہیں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گدھوں کا گوشت پلید ہے کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پھینک دینے کا حکم فرمایا حالانکہ اس سے پہلے ان کا گوشت کھایا جاتا تھا۔ یہ تحریم کی واضح دلیل ہے۔ بعض علماء نے کہا ان کا گوشت کھانا مباح ہے۔ اور حدیث میں ممانعت اس لئے ہے کہ بوجھ اُٹھانے میں مشکل پیش نہ آئے لہٰذا ممانعت بطورِ تحریم نہیں چنانچہ طحاوی میں صحیح اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں گدھوں کا گوشت کھانے سے اس لئے منع فرمایا تھا کہ ان پر بوجھ لادا جاتا ہے۔ اسی طرح بخاری اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے منع فرمایا کہ یہ لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں تو ان کو کھانے سے بوجھ اُٹھانے میں مشکل پیش آنے کی یا خیبر میں ان کو حرام کر دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا گوشت تنزیہاً مکروہ ہے۔

اس طرح آیت کریمہ کے عموم اور نہی کی احادیث میں مطابقت ہو جاتی ہے۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے۔ گدھوں کے گوشت کی اباحت اور تحریم میں اہلِ علم کا اختلاف ہے اور اس میں احادیث و آثار بھی مختلف ہیں اس لئے گدھے کا جھوٹا مشکوک ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۳۱۵ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لائے جبکہ کعبہ شریف کے اردگرد تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت تھے آپ نے اپنے ہاتھ کی چھڑی سے ان کو مار کر گرانا شروع کیا جبکہ یہ فرماتے تھے "حق آیا اور باطل گیا"۔

۲۳۱۵ ـــــ مشرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بتوں کو اپنی چھڑی شریف سے مار کر

marfat.com
Marfat.com

۲۳۱۶ ـــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ اتَّخَذَتْ عَلٰى سَهْوَةٍ لَّهَا سِتْرًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَهَتَكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ نُمْرُقَتَيْنِ فَكَانَتَا فِي الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا ـ

گرانے میں بتوں اور ان کے پجاریوں کی رسوائی کرنا مقصود تھا اور عبادات کا اظہار تھا کہ یہ بت اپنے آپ کو نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں تو دوسروں کو کیا فائدہ دے سکتے ہیں۔ تحقیق مقام یہ ہے کہ بتوں کو لوگوں نے جہالت کے باعث اپنے معبود تصور کر لیا تھا اور ان کی تضلیل و تذلیل کے لئے شیطان نے ان کے دلوں میں یہ خواہش پیدا کی تھی اس میں شیطان کے مقصد کی تکمیل تھی کہ ایک تو وہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور دوسرے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنی شقاوت ابدیہ کا انتقام کا خواہش مند ہے اور بیٹے کی تذلیل میں باپ کو اذیت پہنچانا ایک قدرتی بات ہے اسی لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کو روتے دیکھا جبکہ اپنی دوزخی اولاد کو دیکھتے تھے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دوزخ کا ایندھن پتھروں کو بھی بنایا تاکہ مشرکوں کی مزید رسوائی اور ذلت ہو کہ ان کے معبود بھی ان کے ہمراہ دوزخ کا سامان بنے ہوئے ہیں۔ لیکن جو پتھر خداوند قدوس کے حضور منظور و مقبول ہیں ان کی حیثیت جداگانہ ہے وہ نفع اور نقصان دیتے ہیں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا یا امیر المؤمنین یہ حجر اسود نفع اور نقصان دیتا ہے۔ قیامت میں اس کی دو آنکھیں اور زبان ہوگی جس نے بیت اللہ کا طواف کیا ہوگا اس کے لئے یہ گواہی دے گا۔ حدیث میں ہے کہ جب حجر اسود کو جنت سے اتارا گیا تو سفید اور روشن تھا اور روشنی دیتا تھا لیکن انسانوں کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا ہے۔ یہ لوگوں کے گناہ ایسے چوستا ہے جیسے خشک کاغذ سیاہی جذب کر لیتا ہے۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کو چوما کرتے تھے تاکہ لوگوں کے لئے ایک طریقہ مسلوکہ معین ہو جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بری شئی کے آلات کو ضائع کر دینا جائز ہے اور طنبور اور سرنگیوں وغیرہ کو توڑ کر ان کی شکل و صورت تبدیل کرنا جائز ہے بلکہ ہر وہ شئی جو اللہ کے ذکر سے روکے اور اس میں مشغول ہونا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دے اس کو اپنی حالت سے تبدیل کر دینا جائز ہے حتیٰ کہ اس کا مکروہ نام بدل جائے اور اگر بت سونے چاندی کے بنائے ہوں تو ان کو توڑنے کے بعد ان کے ٹکڑوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۳۱۶ ـــــ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے حجرے کے طاق پر کپڑا تنکا دیا جس پر تصاویر تھیں اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھاڑ ڈالا تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس کے دو گدے بنائے اور وہ گھر ہی میں تھے ان پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا کرتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ

۲۳۱۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَبْنُ يَزِيْدَ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ ثَنِيْ اَبُو الْاَسْوَدِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ -

---

۲۳۱۶ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تصویر کا کچھ حصہ کاٹ دیا جائے تو اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ چنانچہ جب تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تو وہ تصویر کا حکم نہیں رکھتی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کپڑوں میں بنی ہوئی اور ان پر منقوش یا دیوار پر ممثل صورتوں پر تصویر کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ تصویر صرف وہ ہے جو ہاتھ سے بنائی جائے اور کیمرے سے لیا ہوا فوٹو تصویر نہیں اور اس کو آئینہ میں عکس پر قیاس کرنا غیر صحیح ہے۔ کیونکہ آئینہ میں عکس مستقر نہیں ہوتا اور فوٹو مستقر ہوتا ہے اور ان دونوں کے احکام مختلف ہیں۔ شرح مسلم میں ہے کہ قلب کے خطرات جو آتے ہی زائل ہو جاتے ہیں۔ پر گناہ کا اطلاق نہیں اور جو خطرات قلب میں مستقر ہو جاتے ہیں وہ گناہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو جائے

ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے۔

۲۳۱۷ — شرح : ایک روایت ہے کہ اگر حملہ آور قتل ہو جائے تو اس کی نہ تو دیت (خون بہا) ہے اور نہ ہی قصاص ہے۔ اور اپنے مال کی حفاظت کرنے والا اگر مارا جائے تو وہ شہید ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ شہید تو وہ ہوتا ہے جو کافروں کے ساتھ جنگ کرتا ہوا قتل ہو جائے اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مرنے والا کیسے شہید ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شہید کی کئی قسمیں ہیں ترمذی میں مرفوع حدیث ہے۔ کہ جو کوئی اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو گیا یا خود اپنی حفاظت کرتا ہوا مارا گیا یا اپنے دین اور بال بچوں کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو گیا وہ شہید ہے لیکن مذکور مقتول آخرت کے حکم میں شہید ہیں، دنیاوی احکام میں شہید نہیں یعنی ان کو غسل اور کفن دیا جائے گا لیکن ان کو ثواب شہیدوں جیسا ملے گا اگرچہ دونوں ثوابوں میں کثیر تفاوت ہے جیسے کافروں کے ساتھ جنگ میں شہید ہونے والوں کے ثواب میں تفاوت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا كَسَرَ قَصْعَةَ أَوْ شَيْئًا لِغَيْرِهِ

۲۳۱۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ بِيَدِهَا فَكَسَرَتِ الْقَصْعَةَ فَضَمَّهَا وَجَعَلَ فِيهَا الطَّعَامَ وَقَالَ كُلُوا وَحَبَسَ الرَّسُولَ وَالْقَصْعَةَ حَتَّى فَرَغُوا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ وَحَبَسَ الْمَكْسُورَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ ثَنَا حُمَيْدٌ ثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی کے مال پر ناحق قبضہ کرنا چاہے اگرچہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ تو صاحب مال کا اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے لیکن بعض مالکی یہ کہتے ہیں کہ اگر تھوڑا مال ہو جیسے روٹی کپڑا وغیرہ تو اس پر قبضہ کرنے والے کو قتل نہ کیا جائے۔ ابن منذر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ راہزنوں کو قتل کرنا جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے گھر میں ایک چور کو پکڑ لیا اور اس پر تلوار سے حملہ کیا سالم رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں اس وقت موجود نہ ہوتا تو وہ اس کو مار دیتے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر چور سے خطرہ ہو تو اس پر پہلے حملہ کر دو۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر چور کو دیکھو کہ وہ رات مسلح ہو کر پھر رہا ہے تو اس کو قتل کر دو۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر مسافروں کو چور ملیں تو ان سے لڑائی کریں اگرچہ ان کے پاس مال قلیل تر ہو۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر چور کسی کی چوری کرنے اس کے گھر میں داخل ہوا اور مال چوری کر کے لے گیا اور صاحب خانہ نے اس کا پیچھا کر کے اسے قتل کر دیا تو اس میں حرج نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر شہر یا صحراء میں چوروں نے کسی کے مال کا قصد کیا تو صاحب مال لوگوں سے استغاثہ کر سکتا ہے۔ اگر وہ اس کا مال چوری کرنے سے رک گئے تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔ اگر وہ نہ رکیں تو ان سے لڑے اور اگر چور کو قتل کر دیا تو اس کا خون بہا یا قصاص یا کفارہ وغیرہ نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو ان ابواب میں اس لئے ذکر کیا ہے کہ یہ معلوم ہو کہ جو کوئی کسی کے مال پر ظلماً قبضہ کرنا چاہے تو وہ اس کی مدافعت کر سکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

باب — جب کسی کا پیالہ یا کوئی اور شئی توڑ دی

۲۳۱۸ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

ایک بیوی کے پاس تھے اور امہات المؤمنین میں سے ایک نے اپنے خادم کو پیالہ دیکر بھیجا جس میں کھانا تھا تو ام المؤمنین نے اپنا ہاتھ مار کر پیالہ توڑ دیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جوڑا اور اس میں کھانا رکھا اور صحابہ کرام سے فرمایا کھاؤ اور قاصد اور ٹوٹے ہوئے پیالہ کو روکے رکھا حتی کہ وہ کھانے سے فارغ ہوگئے تو آپ نے صحیح پیالہ خادم کے حوالہ کیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اپنے پاس رکھ لیا۔ ابن ابی مریم نے کہا ہم کو یحیی بن ایوب نے خبر دی انھوں نے کہا ہم سے حمید نے بیان کیا انھوں نے کہا ہم سے حضرت انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی!

شرح : ام المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کھانا بہترین پکاتی تھیں انھوں نے کھانا پکا کر پیالہ میں بھیجا جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین

۲۳۱۸ —

عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے انھوں نے ہاتھ مار کر پیالہ توڑ دیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری ماں کو غیرت آئی ہے۔ اور طعام جمع کر کے پیالہ میں ڈال دیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ روک لیا اور صحیح پیالہ واپس کر دیا۔ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ اگر کوئی کسی کا سامان ضائع کر دے تو اس کی ضمان میں سامان دینا پڑے گا جو اس جیسا ہو۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ لیکن امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اگر وزنی اور کیلی اشیاء کو ضائع کر دیا جائے تو جس روز ضائع کیا اس دن کی قیمت لی جائے گی اور اگر وزنی یا مثلی ہیں تو اس جیسی شئی لی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مثلی شئی کو ہلاک کر دیا تو اس کی ضمان مثلی واجب ہے۔ اور اگر قیمتی شئی ہلاک کر دی تو اس کی ضمان قیمت واجب ہے۔ مثلی وہ ہے جسے ناپا جائے جیسے گندم وغیرہ اور وزنی وہ ہے جس کا وزن کیا جائے۔ جیسے دراہم و دنانیر ہیں۔ لیکن وزنی میں شرط ہے کہ توڑنے سے وہ ضائع نہ ہو جائے اور جو اشیاء عددی ہیں جیسے انار، تربوز، بادام، پشتہ، نارنگی، کپڑے، جانور وغیرہ کا حکم کیلی کا ہے اور بخاری میں مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی اشیاء آپ کی ملک ہیں تو آپ نے ضمان کا خیال کئے بغیر اپنی ملک سے ملک کی طرف نقل کر دیا اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا جنہوں نے پیالہ توڑ دیا تھا کے گھر سے پیالہ لینا عقوبت ہے اور عقوبت بالاموال مشروع ہے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ پیالہ قیمتی شئی ہے اور اس کی ضمان مثلی لی گئی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک بیوی سے غیرت کے باعث نقصان ہو جائے تو وہ اس میں معذور ہے کیونکہ کسی حدیث میں یہ منقول نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیالہ توڑنے پر زجر یا عتاب فرمایا ہو۔ آپ نے صرف اسی پر اکتفاء فرمائی کہ تمہاری ماں نے غیرت کی بعض علماء نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے عتاب نہ فرمایا کہ آپ جانتے تھے کہ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر طعام بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ دل میں کچھ خیال کریں گی۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہی الفاظ پر اکتفاء کی کہ تمہاری ماں کو غیرت آئی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابن حزم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ جس نے طعام کا پیالہ بھیجا تھا وہ ام المؤمنین زینب تھیں رضی اللہ عنہا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ اور ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا هَدَمَ حَائِطًا فَلْيَبْنِ مِثْلَهُ

۲۳۱۹ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَجُلٌ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ يُصَلِّي فَجَاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ فَأَبَى أَنْ يُجِيبَهَا فَقَالَ أُجِيبُهَا أَوْ أُصَلِّي ثُمَّ أَتَتْهُ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وُجُوهَ الْمُومِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لَأَفْتِنَنَّ جُرَيْجًا فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَكَلَّمَتْهُ فَأَبَى فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ فَأَتَوْهُ وَكَسَرُوا صَوْمَعَتَهُ وَأَنْزَلُوهُ وَسَبُّوهُ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ أَبُوكَ يَا غُلَامُ قَالَ الرَّاعِي قَالُوا نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا إِلَّا مِنْ طِينٍ۔

باب — اگر کسی کی دیوار گرا دے تو اس جیسی بنا دے

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۳۱۹ — فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کا نام جُرَیج تھا وہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کی ماں آئی اور اس کو آواز دی اور اُس نے جواب نہ دیا اور دل میں کہا میں ماں کو جواب دوں یا نماز پڑھوں؟ وہ پھر آئی اور کہا اے اللہ! اس کو موت نہ دے حتیٰ کہ وہ فاحشہ عورت کا مُنہ دیکھ لے جُرَیج اپنے عبادت خانہ میں رہتا تھا۔ ایک عورت نے کہا میں جُرَیج کو فتنہ میں ڈالوں گی وہ اس کے پاس آئی اور اس سے گفتگو کی لیکن جُرَیج نے انکار کر دیا پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور اس کو اپنے نفس پر قادر کیا تو اس کا بچہ پیدا ہو گیا تو کہنے لگی یہ بچہ جُرَیج کا ہے لوگ جُرَیج کے پاس آئے اور اس کا عبادت خانہ توڑ دیا اور اس کو عبادت خانہ سے نیچے اُتارا اور اس کو گالی گلوچ کیا۔ جُرَیج نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر اس بچہ کے پاس آیا اور اسے کہا اے بچہ تیرا باپ کون ہے اُس نے کہا "میرا باپ" بکریوں کا چرواہا ہے لوگوں نے جُرَیج سے کہا ہم تمہارا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں۔ جُرَیج نے کہا ایسا نہیں صرف مٹی ہی کا بنا دو۔

شرح : اس حدیث سے اولیاء کی کرامات کا ثبوت ملتا ہے اور یہ کہ والدین

۲۳۱۹ — کی دُعاء قبول ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ تنگ آ کر دُعاء کریں اور وضو اس

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ الشِّرْكَةِ

بَابُ الشِّرْكَةِ فِي الطَّعَامِ وَالنَّهْدِ وَالْعُرُوْضِ وَكَيْفَ قِسْمَةُ مَا يُكَالُ وَيُوْزَنُ مُجَازَفَةً اَوْ قَبْضَةً قَبْضَةً لِمَا لَمْ يَرَ الْمُسْلِمُوْنَ فِي النَّهْدِ بَاْسًا اَنْ يَاْكُلَ هٰذَا بَعْضًا وَهٰذَا بَعْضًا وَكَذٰلِكَ مُجَازَفَةً الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْقِرَانِ فِي التَّمْرِ۔

امت سے مخصوص نہیں اس امت کا خاصہ صرف یہ ہے کہ امت قیامت میں آثارِ وضوء سے پانچ گلیاں ہوں گی جبکہ دوسری اُمتیں ایسا نہ ہوں گی۔ اس حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت ان الفاظ میں ہے کہ لوگوں نے جُرَیج سے کہا تھا ہم تمہارا عبادت خانہ ایسا بنا دیتے ہیں کیونکہ پہلی اُمتوں کے احکام ہمارے لئے مشروع ہیں جبکہ ہماری شریعت میں ان کے خلاف حکم نہ ہو۔ لیکن اس قصہ سے استدلال میں کچھ ضعف ہے کیونکہ ہماری شریعت میں مثلی کا تاوان مثلی ہے اور دیوار تو متقوم (قیمتی) ہے۔ مثلی نہیں ہے۔ لیکن جب گرانے والا اس کے اعادہ کا التزام کرے اور اس کا مالک اس سے راضی ہو جائے تو بالاتفاق جائز ہے (قسطلانی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کی اطاعت نفلی نماز سے مقدم ہے۔ کیونکہ نفلی نماز میں مصروف ہونا نفل ہے اور ماں کی اطاعت واجب ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جُرَیج کی والدہ نے اس لئے بددُعاء دی جو قبول ہوئی کہ جُرَیج کو چاہیئے تھا کہ نماز میں تخفیف کر کے اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوتا لیکن اسے یہ ڈر تھا کہ وہ اس کو اس بات پر مجبور کرے گی کہ میں عبادت خانہ چھوڑ کر دنیاوی امور میں مشغول ہو جاؤں اس لئے وہ نماز میں مصروف رہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر جُرَیج فقیہہ ہوتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ کی نفلی عبادت سے والدہ کی اطاعت بہتر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کو غلام کہہ سکتے ہیں۔ چھ بچوں نے آغوشِ مادر میں کلام کیا ہے ایک سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی برأت کی گواہی دینے والا دوسرا فرعون کو کنگھی کرنے والی عورت کا بچہ تیسرا سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چوتھا جُرَیج کی برأت کرنے والا، پانچواں صاحبِ خندق، چھٹا بنی اسرائیل کی اس عورت کا بچہ جو اس کو دودھ پلا رہی تھی اور ایک شخص خوبصورت گزرا تو اس عورت نے کہا اے اللہ میرے بچہ کو بھی اس طرح کر، اُس نے پستان چھوڑا اور کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ کر ضحاک نے اپنی تفسیر میں یحییٰ علیہ السلام کو بھی ذکر کیا ہے اگر یہ ثابت ہو تو گہوارہ میں کلام کرنے والے بچوں کی تعداد سات ہو جاتی ہے لیکن صاحبِ روح البیان نے "وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ" کے تحت اس سے بھی زیادہ ذکر کئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرکت

باب — طعام، زادِ راہ اور سامان میں شرکت کرنا اور کیلی اور وزنی چیز کو کیسے تقسیم کیا جائے۔ اندازے سے یا مٹھی مٹھی کرکے تقسیم کی جائے؟ جبکہ زادِ راہ میں مسلمان کوئی حرج نہ سمجھیں کہ کوئی شئی یہ کھالے اور کوئی یہ کھالے اسی طرح سونا اور چاندی کو اندازہ سے بانٹنا اور کھجوروں کو ملاکر کھانا،،

شرح : شرکت کی دو قسمیں ہیں ایک شرکتِ اَملاک اور دوسری قسم شرکتِ عُقُود ہے۔ شرکتِ اَملاک وہ ہے کہ ایک شئی کے دو شخص وارث ہوجائیں یا وہ اس کو خرید لیتے ہیں تو ان میں سے کوئی بھی دُوسرے کے حصہ میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کرسکتا اور ہر ایک دُوسرے کے حصہ میں اجنبی سا ہوتا ہے۔ دُوسری قسم شرکتِ عُقُود ہے وہ یہ کہ ایک شخص دُوسرے سے کہے میں نے تیرے ساتھ اس شئی میں شرکت کی دُوسرے نے اس کو قبول کرلیا۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔ مفاوضہ، عِنان، شرکت صنائع اور شرکتِ وجوہ،، شرکتِ مفاوضہ یہ ہے کہ دو شخص ایک شئی میں شرکت کریں جبکہ ان کے مال اور تصرف وغیرہ میں مساوات ہو اسی طرح ان کا دین بھی واحد ہو اس لئے یہ آزاد شخص اور غلام میں جائز نہیں اور نہ بالغ اور نابالغ میں جائز ہے اور نہ ہی مسلمان اور کافر میں جائز ہے۔ ان دونوں شرکاء میں سے ہر ایک اپنے نصف حصہ کے خریدنے میں اَصِیل اور دُوسرے نصف حصہ میں اپنے شریک کا وکیل ہوتا ہے تاکہ خرید کردہ شئی دونوں میں مشترک ہو اسی طرح وہ اس میں عمل کریں گے۔ اور اگر مشترک مال کی خرید و فروخت میں کسی ایک پر قرض ہوگیا تو دوسرا شریک برابر کا ضامن ہوگا۔ یہ شرکت صرف درہم و دینار کے ساتھ ہوسکتی ہے یا مروّج روپوں پیسوں کے ساتھ ہوگی اس کے علاوہ کسی اور شئی میں جائز نہیں ہاں اگر ان کے علاوہ میں بھی لوگ معاملہ کرنے لگیں جیسے ناخالص سونے اور چاندی میں لوگ شرکت کرنے لگیں تو صحیح ہے اور اگر سامان میں شرکت کرنا چاہیں تو ہر ایک اپنا آدھا سامان دُوسرے کے آدھے سامان سے فروخت کردے پھر عقدِ شرکت کریں۔

دُوسری قسم، شرکتِ عنان ہے اس میں ہر ایک دُوسرے کا وکیل ہوتا ہے کفیل نہیں ہوتا اور اس میں مساوات ضروری نہیں لہٰذا اگر ایک کا مال زیادہ ہو تو جائز ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ دونوں کے مال برابر ہوں اور منافع مختلف ہوں۔ یہ شرکت بھی نقد مال سے جائز ہے سامان میں صحیح نہیں۔ مفاوضہ اور عنان کے شرکاء مال کو مضاربت وغیرہ کے لئے دے سکتے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

تیسری قسم شرکت صنائع ہے وہ یہ کہ دو شخص عمل کرنے میں شرکت کرتے ہیں اور دونوں میں کسب مشترک ہوتا ہے۔ جیسے دھوبی کپڑے دھونے میں شرکت کر لیتے ہیں ان میں سے اگر ایک نے کام لیا تو اس عمل میں دونوں شریک ہوتے ہیں۔ چوتھی شرکتِ وجوہ ہے وہ یہ کہ دو شخصوں میں سے کسی کے پاس مال نہیں وہ صرف ادھار خرید و فروخت کرتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک خرید کردہ شئی میں دوسرے کا وکیل ہوتا ہے۔ اگر اس میں مناصفت کی شرط کر لیں تو منافع بھی اسی طرح آدھا آدھا ہوگا۔ لکڑی، گھاس چننے اور شکار کرنے میں شرکت جائز نہیں۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

نُہد،، میں شرکت یہ ہے کہ چند ساتھی سفر کرتے ہیں وہ اپنا سارا خرچہ ایک ساتھ کر لیتے ہیں اور اس کو ملا لیتے ہیں اس کو "مُخَارَجَہ"، بھی کہتے ہیں یہ ایک جنس یا مختلف اجناس میں جائز ہے۔ اگرچہ وہ کھانے پینے میں مختلف ہوں یعنی کوئی زیادہ کھائے کوئی کم کھائے۔ اور یہ سود نہیں کیونکہ انھوں نے خرچ کو اکٹھا کر کے ہر ایک نے ایک دوسرے کے لئے مباح کر دیا ہوتا ہے۔ اس طرح کرنے میں طعام میں برکت ہوتی ہے۔

شرکت فی العروض،، یہ ہے کہ سامان میں شرکت کی جاتی ہے اس میں احناف کا اختلاف ہے ان کے نزدیک شرکتِ مُفَاوَضَہ اور شرکتِ عِنَان بصرف دراہم و دنانیر اور تبر و نقرہ میں جائز ہے۔ البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک جنس کے سامان میں شرکت جائز ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب میں جنس مثلی ہو تو جائز ہے جیسے گندم جو وغیرہ میں شرکت کر لی جائے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیسوں میں بھی جائز ہے جبکہ ان میں رواج عام ہو جائے کیونکہ اس وقت وہ درہم دینار کی طرح ہو جاتے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما پیسوں میں جائز نہیں کہتے ہیں کیونکہ رواج ایک عارضی شئی ہے آج ہے کل نہیں اس لئے شرکت صرف نقدین درہم و دینار میں جائز ہے۔ "کَیْفَ قِسْمَۃُ مَا یُکَالُ"، یعنی ناپ، تول والی اشیاء کی تقسیم اندازہ سے جائز ہے یا متساوی جائز ہے؟ ابنِ بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سونے اور چاندی کی تقسیم اندازہ سے جائز نہیں جبکہ ایک جنس کی تقسیم ہو اس میں سب کا اتفاق ہے اور سونے کی چاندی کے ساتھ اندازہ سے تقسیم کو امام مالک رضی اللہ عنہ مکروہ کہتے ہیں اور علماءِ کوفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم جائز کہتے ہیں۔ اسی طرح اندازہ سے گندم اور ہر وہ جنس جس میں تفاضل حرام ہے کی تقسیم جائز نہیں۔ سونے کی چاندی سے بیع کی صورت میں تفاضل جائز ہے اس لئے ان میں اس طرح تقسیم بھی جائز ہے۔ کیونکہ تقسیم بیع ہے! "لِمَا لَمْ یَرَ الْمُسْلِمُوْنَ"، یہ سونے کی سونے سے اور چاندی کی چاندی سے اندازہ سے تقسیم کے ناجائز ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی مسلمانُ نُہد،، میں حرج خیال نہیں کرتے اس لئے سونے کی سونے سے اور چاندی کی چاندی سے اندازہ سے تقسیم کو جائز کہتے ہیں۔

کیونکہ دونوں طرف جنسیں مختلف ہیں لیکن ہم جنس ہونے کی صورت میں سود ہو جاتا ہے۔ چونکہ نُہد اباحت پر مبنی ہے اگرچہ کھانے پینے میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ اس لئے سونے کی چاندی سے اندازہ سے تقسیم میں حرج نہیں اگرچہ کمی بیشی ہو جائے (عینی)

اَلْقِرَانُ فِی التَّمْرِ،، یعنی کھجوروں کو ملا کر کھاتے ہیں کہ کوئی یہ کھائے اور کوئی وہ کھائے کوئی ایک ایک کھائے کوئی دو۔ دو کھائے کوئی حرج نہیں۔ [illegible] دیکھیں،،

marfat.com
Marfat.com

۲۳۲۰ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ فَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلٰثُمِائَةٍ وَاَنَا فِيْهِمْ فَخَرَجْنَا حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَنِيَ الزَّادُ فَاَمَرَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بِاَزْوَادِ ذٰلِكَ الْجَيْشِ فَجُمِعَ ذٰلِكَ كُلُّهٗ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ وَكَانَ يُقَوِّتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى فَنِيَ فَلَمْ تَكُنْ تُصِيْبُنَا اِلَّا تَمْرَةً تَمْرَةً فَقُلْتُ وَمَا تُغْنِيْ تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَنِيَتْ قَالَ ثُمَّ انْتَهَيْنَا اِلَى الْبَحْرِ فَاِذَا حُوْتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَاَكَلَ مِنْهُ ذٰلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ اَمَرَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بِضِلْعَيْنِ مِنْ اَضْلَاعِهٖ فَنُصِبَا ثُمَّ اَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا۔

۲۳۲۰ ـــــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل کی طرف ایک لشکر بھیجا اور ابوعُبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا اور وہ لشکری تین سو تھے میں بھی اُن میں تھا ہم نکلے حتیٰ کہ اثناءِ سفر میں زادِ راہ ختم ہوگیا تو ابوعُبیدہ نے حکم دیا کہ لشکر کا سارا توشہ ایک جگہ جمع کیا جائے چنانچہ سارا توشہ جمع کیا گیا تو وہ سارا کھجور کے دو تھیلے ہوئے ابوعُبیدہ ہم کو اس سے ہر دن تھوڑا تھوڑا دیتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی ختم ہوگیا۔ ہم کو صرف ایک ایک کھجور ملتی تھی۔ وہب نے کہا ایک کھجور سے کیا ہوتا ہوگا؟ تو جابر نے کہا جب کھجوریں ختم ہوگئیں تو ان کا ہونا ہم پر شاق ہوا۔ ان کے ختم ہونے سے ہم غمناک ہوئے،، جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سمندر کے پاس پہنچے تو ہم کو پہاڑی کی طرح ایک مچھلی نظر آئی اس کو وہ لشکر اٹھارہ دن کھاتا رہا پھر ابوعبیدہ نے اس کی پسلیوں میں سے دو پسلیاں کھڑا کرنے کا حکم دیا ان کو کھڑا کیا گیا پھر ایک اُونٹ کو گزارنے کا حکم دیا تو وہ ان کے نیچے سے گزر گیا اور پسلیوں تک نہ پہنچ سکا،،

۲۳۲۰ ـــــ شرح : حضرت ابوعُبیدہ بن جرّاح رضی اللہ عنہ نے اِس لشکر کا سارا توشہ جمع کیا اور وہ ان کو ہر روز تھوڑا تھوڑا دیتے تھے اور اس میں سب برابر کے حق دار تھے اور حسبِ عادت اُنھوں نے اندازے سے بانٹا اور کھایا یہی باب کا عنوان ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں توشہ ایک جگہ اکٹھا کر لینا جائز ہے جبکہ اس میں ان کا فائدہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ۔ اللہ اور اس کے رسُول کے حکم کے پابند تھے اگرچہ ان کو کتنے مصائب برداشت کرنے پڑیں۔

marfat.com

Marfat.com

۲۳۲۱ ـــــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَاعِ قَالَ خَفَّتْ اَزْوَادُ الْقَوْمِ وَاَمْلَقُوْا فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَحْرِ اِبِلِهِمْ فَاَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا بَقَاءُكُمْ بَعْدَ اِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا بَقَاءُهُمْ بَعْدَ اِبِلِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ يَاْتُوْنَ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَبُسِطَ لِذٰلِكَ نِطَعٌ وَجَعَلُوْهُ عَلَى النِّطَعِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِاَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتّٰى فَرَغُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

اور وہ غائت درجہ کے متوکل تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام عامر بن عبداللہ بن جرّاح ہے جرّاح ان کا دادا ہے۔ وہ قرشی اور اس امت کے اَمین۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ وہ تمام جنگوں میں شریک ہوئے اور اُحد کی جنگ میں سیدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہے۔ اور طاعونِ عمواس کی بیماری سے اٹھارہ ہجری میں وفات پاگئے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھی ان کی قبر غورِ نیسان میں عمتا گاؤں کے پاس ہے ان کی عمر شریف اٹھاون برس تھی، سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آٹھ ہجری کو رجب کے مہینہ میں اس لشکر کا امیر مقرر کرکے ساحل کی طرف بھیجا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں کے توشے ختم ہوگئے اور وہ محتاج ہوگئے تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اونٹ نحر کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی ان سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملے تو انھوں نے ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو عمر فاروق نے کہا اونٹ نحر کرنے کے بعد تم کیسے باقی رہوگے؟ اور وہ یہ کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! اونٹ نحر کرنے کے بعد ان لوگوں کی بقاء کیسے ہوگی؟ تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لوگوں میں اعلان کردو کہ وہ اپنے زائد توشے لے آئیں اور ایک دسترخوان بچھا دیا گیا لوگوں نے توشے اس پر رکھ دیئے تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُٹھے اور اس پر برکت کی دُعاء کی پھر ان کو اپنے برتنوں سمیت بُلایا تو لوگوں نے لپ بھر بھر کر لیا حتی کہ سب فارغ ہوگئے پھر جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

۲۳۲۱ ـــــ

marfat.com
Marfat.com

۲۳۲۲ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يُوسُفَ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنَا اَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَنَنْحَرُ جَزُوْرًا فَنُقَسِّمُ عَشْرَ قِسَمٍ فَنَاْكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

۲۳۲۳ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ اَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْا بَيْنَهُمْ فِيْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ۔

نے فرمایا "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ" میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کی گواہی دیتا ہوں

۲۳۲۱ ـــــ شرح : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے توشے جمع کئے اور ان پر برکت کی دعا فرمائی پھر لوگوں نے جس قدر چاہا وہاں سے اُٹھایا یہی ہدیہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آگے کھانا رکھ کر اس پر برکت کی دعا کرنا مستحب ہے اور اس میں ہاتھ اُٹھانا جائز ہے۔ کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی دعا کرتے ہاتھ اُٹھا کر دعا فرماتے تھے اور یہ کہنا کہ کھانے پر دعا کرنا ممنوع ہے اس سے کھانا حرام ہو جاتا ہے بہت بڑی جرأت ہے اور حدیث کی خلاف ورزی ہے۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي السَّبِيْلَ "

۲۳۲۲ ـــــ ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے پھر اونٹ نحر کرتے اور اس کے گوشت کے دس حصے کئے جاتے تو سورج غروب ہونے سے پہلے ہم پکا ہوا گوشت کھاتے تھے۔

۲۳۲۲ ـــــ شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے۔ ابن تین نے کہا اس حدیث میں اس شخص کے لئے دلیل ہے جو کہتا ہے کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کا خلاف بیان کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۳۲۳ ـــــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشعری لوگ جب جہاد میں محتاج ہو جاتے ہیں یا مدینہ منورہ میں ان کے بال بچوں کا طعام کم ہو جاتا ہے تو جو کچھ اُن کے پاس ہوتا ہے اس کو ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں پھر اس کو آپس میں ایک برتن سے برابر تقسیم کر لیتے ہیں وہ مجھ سے ہیں میں اُن سے ہوں

۲۳۲۳ ـــــ شرح : یمن میں ایک قبیلہ ہے اس قبیلہ کے لوگوں کو اشعری کہتے ہیں اشعر قبیلہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمْ بِالسَّوِيَّةِ فِي الصَّدَقَةِ۔

۲۳۲۴ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنّٰى ثَنِي أَبِي ثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ فَرِيضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ۔

کا باپ ہے اور "یا" نسبت کے لئے ہیں کبھی یاء کو حذف بھی کر دیتے ہیں۔ حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت واضح ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں" یعنی وہ میرے ساتھ متصل ہیں اور کلمہ مِنْ دو اتصال کے لئے ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی طاعت میں ان کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ اور میں اس میں متفق ہیں (نووی) بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ میری موافقت میں ہیں اس میں اشعریوں کی بہت بڑی منقبت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی موافقت اور فضیلت کی شہادت ثبت فرمائی ہے۔ ان کی یہ بہت بڑی عظمت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر اور حضر میں توشے ملانے جائز ہیں اور جمع کردہ طعام کو بانٹنے اور تقسیم کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ وہ سارا طعام ایک دوسرے کے لئے مباح کر دیتے ہیں جس قدر کوئی چاہے اس میں سے کھالے اس کو ہبہ نہیں کہا جاتا ہے کیونکہ ہبہ میں ایجاب و قبول شرط ہے جو اس میں نہیں نیز ہبہ میں مال کی تملیک ہوتی ہے اور تملیک کو اباحت نہیں کہا جاتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ دو شریکوں میں مشترک مال ہو تو زکوٰۃ میں دونوں آپس میں برابری کرلیں"

۲۳۲۴ ـــ ترجمہ: ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو فرض زکوٰۃ کے متعلق لکھا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض فرمایا کہ جو مال دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو وہ صدقہ میں ایک دوسرے سے برابری کرلیں"

۲۳۲۴ ـــ شرح: یعنی جب دو شریک اپنے اصل مال ملالیں اور نفع اُن کے درمیان مشترک ہو تو مشترک مال سے جس نے زیادہ خرچ کرلیا تو وہ منافع کے حصول کے وقت اس کی تقسیم میں برابری کرلے۔ جس نے کم خرچ کیا ہے وہ زیادہ خرچ کرنے والے سے اس قدر لے لے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں میں شرکاء کو حکم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَمِ

۲۳۲۵ حدثنا علیُّ بنُ الحکمِ الانصاریُّ انا ابو عوانۃ عن سعید بن مسروقٍ عن عبایۃ بن رفاعۃ بن خدیجٍ عن جدہٖ قال کنا مع النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بذی الحلیفۃ فاصاب الناسَ جوعٌ فاصابوا ابلاً وغنماً قال و کان النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فی اخریاتِ القومِ فعجلوا وذبحوا ونصبوا القدورَ فامرَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بالقدورِ فاکفئت ثم قسم فعدل عشرۃً من الغنمِ ببعیرٍ فندَّ منہا بعیرٌ فطلبوہ فاعیاہم وکان فی القومِ خیلٌ یسیرۃٌ فاہوی رجلٌ منہم بسہمٍ فحبسہ اللہ ثم قال ان لہذہ البہائمِ اوابدَ کاوابدِ الوحشِ فما غلبکم منہا فاصنعوا بہ ہکذا فقال جدی انا نرجو او نخافُ العدوَّ غداً اولیستْ معنا مُدًی افنذبحُ بالقصبِ قال ما انہرَ الدمَ وذکرَ اسمُ اللہِ علیہ فکلوہ لیسَ السنَّ والظفرَ وسأحدثکم عن ذلک امّا السنُّ فعظمٌ وامّا الظفرُ فمُدَی الحبشۃِ۔

دیا ہے کہ وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کریں۔ معلوم ہوا کہ ہر شریک کا یہی حکم ہے۔ حدیث ۱۳۶۹ کی شرح دیکھیں۔

باب ــــ بکریوں کو تقسیم کرنا

۲۳۲۵ ــــ ترجمہ: عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج نے اپنے دادا رافع سے روایت کی کہ انھوں نے کہا ہم ذوالحلیفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگوں کو بھوک معلوم ہوئی تو انھوں نے اونٹ اور بکریاں ذبح کیں۔ رافع نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے بہت پیچھے تھے لوگوں نے جلدی کی اور مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے ان کو ذبح کر کے ہنڈیاں چڑھا دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈیاں الٹ دینے کا حکم فرمایا۔ پھر آپ نے مال غنیمت تقسیم کیا اور ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں کیں ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا لوگوں نے اس کو پکڑنا چاہا لیکن اس نے ان کو عاجز کر دیا لوگوں میں گھوڑے تھوڑے تھے ان میں سے ایک شخص نے اس کو تیر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان جانوروں میں بھی جنگلی

marfat.com
Marfat.com

جانوروں کی طرح وحشی ہو جاتے ہیں جو ان میں سے تم پر غالب آجائے اس کے ساتھ اس طرح کرو میرے دادا رافع نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ کل دشمن سے سامنا ہوگا اور ہمارے پاس کوئی چھری نہیں کیا ہم اس کو بانس سے ذبح کر لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شئی خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو اس کو کھا لو سوائے دانت اور ناخن کے میں عنقریب اس کی وجہ بیان کروں گا دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

۲۳۲۵ —— شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈیاں اُلٹ دینے کا حکم اس لئے دیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غنیمت کی بکریاں تقسیم کرنے سے پہلے ذبح کی تھیں اس لئے آپ نے یہ اچھا نہ سمجھا۔ بعض علماء نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ صحابہ کرام دار الاسلام پہنچ چکے تھے اور دار الاسلام میں مشترک مالِ غنیمت میں سے کھانا جائز نہیں۔ مہلب رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے پیچھے تشریف لا رہے تھے تاکہ ان کی دشمن سے حفاظت کریں اور لوگوں نے آپ کا انتظار کئے بغیر بکریاں ذبح کر دیں اس لئے بطورِ عتاب آپ نے ہنڈیاں اُلٹ دیں۔ ایک اونٹ کے مقابلہ میں دس بکریاں اس لئے دیں کہ اس وقت ایک اونٹ کی قیمت دس بکریوں کی قیمت کے برابر تھی۔ لیکن درمیانی سات بکریاں ایک اونٹ کے برابر ہوتی ہیں اس لئے قربانی میں ایک اونٹ سات بکریوں کے برابر ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ بانس کے ساتھ ذبح کرنے کے سوال کے وقت دشمن سے مقابلہ ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سائل کا مقصد یہ تھا کہ اگر ہم تلواروں سے ذبح کریں گے تو وہ کُند ہو جائیں گی اور دشمن سے مقابلہ کرنے میں دشواری ہوگی اس لئے بانس سے ذبح کرنے کی اجازت حاصل کرنا چاہی تھی۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ظاہر حدیث سے یہ مفہوم ہے کہ حبشیوں کی چھری سے ذبح جائز نہیں حالانکہ کافر حبشی کی چھری سے اگر مسلمان ذبح کرے تو جائز ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ لہٰذا مقصد یہ ہے کہ حبشی لوگ بکری کی ذبح کی جگہ کو اپنے ناخنوں سے خون آلود کر دیتے ہیں حتیٰ کہ اس کی جان ختم ہو جائے اس طرح جانور کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی مثال بیان کی ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہڈی سے ذبح کرنا اس لئے جائز نہیں کہ وہ خون سے پلید ہو جاتی ہے حالانکہ ہمارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔ اسی لئے ہڈی سے استنجا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا نام ہڈی ہے اس سے ذبح کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ناخن سے ذبح درست ہے۔ کیونکہ حبشی کافر ہیں اور کافروں کے اطوار سے مشابہت جائز نہیں۔ اسی طرح آدمی اور غیر آدمی کے ناخن سے ذبح درست نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ناخن انگلیوں کے ساتھ قائم ہو تو اس سے ذبح جائز نہیں اگر جدا ہو تو جائز ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب کھجوروں میں شرکاء کا دو کھجوریں ایک ساتھ کھانا جبکہ اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل کرے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ حَتّٰى يَسْتَاذِنَ أَصْحَابَهُ

۲۳۲۶ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ جَمِيْعًا حَتّٰى يَسْتَاذِنَ أَصْحَابَهُ

۲۳۲۷ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَأَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا فَيَقُوْلُ لَا تَقْرِنُوْا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْإِقْرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَاذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ أَخَاهُ

ترجمہ: جبلہ بن سُحَیم نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص دو کھجوریں ایک ساتھ کھائے حتیٰ کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل کرلے۔

۲۳۲۶ —

۲۳۲۷ — ترجمہ: جبلہ سے روایت ہے کہ ہم مدینہ منورہ میں قحط سالی میں مبتلا ہوگئے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہم کو ایک ایک کھجور دیتے تھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے تو فرماتے کھجوریں ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے اجازت حاصل کرلے۔

شرح: یعنی کھانے کے آداب سے یہ ہے کہ جب کھجوروں میں کئی شریک مل کر

۲۳۲۶ - ۲۳۲۷ — کھجوریں کھائیں تو ان میں سے کوئی بھی دو کھجوریں ایک ساتھ نہ کھائے حتیٰ کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل کرے۔ کیونکہ جن لوگوں کے آگے کھجوریں رکھی گئی ہوں وہ سب کھانے میں برابر ہوتے ہیں اگر ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے زیادہ کھائے گا تو اس کے لئے یہ جائز نہ ہوگا۔ اور آداب کے خلاف اور صاحبِ طعام کی خواہش کے بھی خلاف ہوگا۔ مگر یہ مساوات واجب نہیں کیونکہ لوگوں کے طباع مختلف ہوتے ہیں بعض کو تھوڑی شئی کفایت نہیں کرتی اور وہ زیادہ کھانے میں مجبور ہوتے ہیں اس لئے آداب کا تقاضا پورا کرنے کے لئے اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل کرے اور حدیث شریف میں نہی تنزیہہ ہے۔ اہل ظاہر کے مذہب میں دو کھجوریں ایک ساتھ کھانا تحریماً مکروہ ہے۔ اس کے باوجود اگر کسی نے دو کھجوریں ایک ساتھ کھائیں تو ہم یہ نہیں کہتے کہ اس نے حرام کھایا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بحمداللہ تواں پارہ ختم ہوا اس کے بعد دسواں پارہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے شروع ہوگا!

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مُّحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَبَارِكْ وَسَلِّمْ

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرس تفہیم البخاری

حصہ سوم ، پارہ : ۷ تا ۹

باب	صفحہ	حدیث نمبر
ساتواں پارہ		
باب ــ منیٰ میں نماز پڑھنا	۳	۱۵۲۲
سفر میں نماز قصر کی تحقیق	۵	۱۵۵۴
باب ــ عرفہ کے دن روزہ رکھنا	۶	۱۵۵۵
جب منیٰ سے عرفات جائے تو تکبیر اور تلبیہ کہنا۔	۷	۱۵۵۶
باب ــ عرفہ کے دن دوپہر کو روانہ ہونا	۷	۱۵۵۷
باب ــ عرفہ میں سواری پر وقوف کرنا	۹	۱۵۵۸
باب ــ عرفہ میں دو نمازوں کو جمع کرنا	۱۰	
باب ــ عرفہ میں خطبہ مختصر پڑھنا	۱۱	۱۵۵۹
باب ــ عرفہ میں وقوف کرنا	۱۲	۱۵۶۰
باب ــ عرفہ سے واپسی کے وقت چلنے کی کیفیت۔	۱۴	۱۵۶۲
باب ــ عرفات اور مزدلفہ کے درمیان اترنا	۱۵	۱۵۶۳
باب ــ عرفات سے لوٹتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آرام سے چلنے کا حکم فرمانا اور لوگوں کی طرف کوڑے سے اشارہ کرنا۔	۱۷	۱۵۶۶
باب ــ مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کرکے پڑھنا۔	۱۸	۱۵۶۷
باب ــ جس نے دونوں کو ملا کر پڑھا اور بیچ میں نفل نہ پڑھے۔	۱۹	۱۵۶۸
باب ــ جس کسی نے مغرب و عشاء میں ہر ایک کے لئے اذان و اقامت کہی	۲۰	۱۵۷۰
باب ــ جو اپنے گھر کے کمزور افراد کو رات کو بھیج دے تاکہ وہ مزدلفہ میں ٹھہریں اور دعا کریں اور جب چاند غروب ہو جائے تو بھیجیں۔	۲۲	۱۵۷۱
باب ــ جس نے فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھی۔	۲۵	۱۵۷۷
		۱۵۷۸

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب - مزدلفہ سے کب لوٹے	۲۷	۱۵۷۹
باب - یوم نحر کی صبح تلبیہ اور تکبیر کہنا جبکہ جمرہ کو رمی کرے اور راستہ چلتے وقت کسی کو پیچھے بٹھانا۔	۲۸	۱۵۸۰
باب - جو حج کے ساتھ عمرہ کو ملا کر تمتع کرے تو وہ جو بھی قربانی میسر ہو کرلے۔	۳۰	۱۵۸۲
باب - قربانی کے جانور بدنہ پر سوار ہونا	۳۱	
باب - جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے جائے	۳۲	۱۵۸۵
باب - جو قربانی کا جانور راستہ میں خریدے۔	۳۵	۱۵۸۶
باب - جو ذوالحلیفہ میں پہنچ کر اشعار اور تقلید کرے پھر احرام باندھے۔	۳۶	۱۵۸۷
باب - قربانی کے اونٹوں اور گایوں کے لئے ہار بٹنا۔	۳۸	۱۵۸۹
باب - قربانی کے جانور کو اشعار کرنا۔	۳۹	۱۵۹۱
باب - جس نے اپنے ہاتھ سے ہار بٹنے۔	۴۰	۱۵۹۲
باب - بکری کے گلے میں قلادہ (ہار) ڈالنا	۴۲	۱۵۹۳
باب - روئی کے ہار بٹنے۔	۴۲	۱۵۹۷
باب - جوتوں کے ہار بنانا۔	۴۳	۱۵۹۸
باب - قربانی کے جانور کو جھل ڈالنا	۴۳	۱۶۰۰
باب - جس نے قربانی کا جانور راستہ میں خریدا اور اس کو قلادہ ڈالا۔	۴۴	۱۶۰۱
باب - کسی مرد کا اپنی بیویوں کے کہنے کے بغیر ان کی طرف سے قربانی کرنا		
باب - منیٰ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نحر	۴۶	۱۶۰۲
کرنے کی جگہ میں نحر کرنا۔	۴۷	۱۶۰۳
باب - جس نے اپنے ہاتھ سے نحر کیا۔	۴۸	۱۶۰۵
باب - اونٹ کو باندھ کر نحر کرنا	۴۸	۱۶۰۵
باب - اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا	۴۹	۱۶۰۶
باب - قصاب کو قربانی سے کچھ نہ دیا جائے	۵۰	۱۶۰۸
باب - قربانی کا چمڑہ صدقہ کر دیا جائے	۵۱	۱۶۰۹
باب - قربانی کے جانوروں کی جلیں صدقہ کر دی جائیں۔	۵۱	۱۶۱۰
باب - قربانی کے جانور سے کیا کھائے اور کیا صدقہ کرے۔	۵۲	
باب - سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کرنا	۵۵	۱۶۱۳
باب - جس نے احرام کے وقت اپنے سر کے بال جمائے اور احرام کھولتے وقت سر منڈایا۔	۵۸	۱۶۱۷
باب - احرام کھولتے وقت بال منڈانا یا کترانا۔	۵۹	۱۶۱۸
باب - تمتع کرنے والا عمرہ کرنے کے بعد بال کترائے۔	۶۱	۱۶۲۳
باب - دسویں ذوالحجہ کو طواف زیارت کرنا۔	"	
باب - جب شام کے بعد جمرہ کو پتھر مارے یا بھول کر یا لاعلمی کے باعث قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا۔	۶۲	۱۶۲۵
باب - جمرہ کے پاس سواری پر سوار ہو کر مسائل بیان کرنا۔	۶۴	۱۶۲۷

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ منیٰ کے دنوں میں خطبہ دینا	۶۶	۱۶۳۰
باب ۔ کیا پانی پلانے والے یا اور لوگ منیٰ کی راتوں میں مکہ مکرمہ میں رات گزار سکتے ہیں ۔	۷۰	۱۶۳۴
باب ۔ جمرہ کو کنکریاں مارنا ۔	۷۱	۱۶۳۶
باب ۔ وادی کے نشیب سے رمی کرنا	۷۲	۱۶۳۷
باب ۔ جمار کو سات کنکریاں مارنا	۷۳	۱۶۳۸
باب ۔ جمرہ عقبہ کو رمی کی اور بیت اللہ کو بائیں طرف کیا ۔		۱۶۳۹
باب ۔ ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہے	۷۴	۱۶۴۰
باب ۔ جس نے جمرہ عقبہ کو رمی کی اور وہاں نہ ٹھہرا ۔	۷۵	
باب ۔ جب دو جمروں کو رمی کرے تو قبلہ رُو ہو کر نرم زمین پر کھڑا ہے ۔	"	۱۶۴۱
باب ۔ جمرۂ اُولیٰ اور وُسطیٰ کے پاس دونوں ہاتھ اُٹھانا	۷۶	۱۶۴۲
باب ۔ دونوں جمروں کے پاس دُعا کرنا	۷۷	
باب ۔ جمرہ کو رمی کرنے کے بعد خوشبو لگانا اور طوافِ زیارت سے پہلے سر منڈانا ۔	۷۷	۱۶۴۳
باب ۔ طوافِ وداع	۷۸	۱۶۴۴
باب ۔ جب طوافِ زیارت کے بعد عورت کو حیض آجائے ۔	۷۹	۱۶۴۶
باب ۔ جس نے زوالِ عمر کے وقت	۸۲	۱۶۴۹
عصر کی نماز ابطح میں پڑھی ۔	۸۲	۱۶۵۰
باب ۔ محصّب میں اُترنا	"	۱۶۵۲
باب ۔ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے ذی طویٰ میں اور مکہ سے لوٹنے کے وقت بطحاء میں اُترنا جو ذوالحلیفہ میں ہے ۔	۸۳	۱۶۵۴
باب ۔ جب مکہ سے لوٹے تو ذی طُویٰ میں ٹھہرے ۔	۸۴	۱۶۵۶
باب ۔ حج کے دنوں میں تجارت کرنا اور جاہلیت کی منڈیوں میں خرید و فروخت کرنا ۔	۸۵	۱۶۵۶
باب ۔ محصّب سے آخیر رات کو چلنا ۔	۸۶	۱۶۵۷
عمرہ کا بیان		
باب ۔ عمرہ کا وجوب اور اس کی فضیلت	۸۷	۱۶۵۸
باب ۔ جس نے حج سے پہلے عمرہ کیا	۸۹	۱۶۵۹
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے ۔	"	۱۶۶۱
باب ۔ رمضان مبارک میں عمرہ کرنا	۹۲	۱۶۶۷
باب ۔ محصب کی رات یا اس کے علاوہ عمرہ کرنا ۔	۹۴	۱۶۶۸
باب ۔ تنعیم سے عمرہ کرنا ۔	"	۱۶۶۹
باب ۔ حج کے بعد ہدی کے بغیر عمرہ کرنا	۹۷	۱۶۷۱
باب ۔ عمرہ کا ثواب مشقت کے مطابق ہے ۔	۹۸	۱۶۷۲

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب - جو کام حج میں کرتا ہے وہی کام عمرہ میں کرے۔	۱۰۱	۱۶۷۴
باب - عمرہ کرنے والا کب احرام سے باہر ہوتا ہے۔	۱۰۲	۱۶۷۵
باب - حج یا عمرہ یا غزوہ سے لوٹے تو کیا کہے۔	۱۰۵	۱۶۸۰
باب - حج کرکے آنے والوں کا استقبال کرنا اور ایک جانور پر تین آدمیوں کا سوار ہونا۔	۱۰۶	۱۶۸۱
باب - صبح کے وقت واپس آنا	۱۰۷	۱۶۸۲
باب - شام کو گھر واپس آنا	″	۱۶۸۳
باب - جب شہر میں پہنچے تو اپنے گھر رات کو نہ اُترے۔	۱۰۸	۱۶۸۴
باب - جس نے سواری کو تیز کیا جبکہ مدینہ منورہ پہنچا۔	۱۰۸	۱۶۸۵
باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد - اپنے گھروں میں دروازوں سے آؤ۔	۱۰۹	۱۶۸۷
باب - سفر عذاب کا ایک ٹکڑہ ہے	۱۱۰	۱۶۸۸
باب - مسافر کو جب چلنے کی جلدی ہو تو جلدی گھر واپس آئے۔	۱۱۱	۱۶۸۹
باب - محصر اور شکار کی جزاء	۱۱۲	
باب - جب عمرہ کرنے والے کو روک دیا جائے۔	۱۱۲	۱۶۹۰
باب - حج میں روکا جانا	۱۱۶	۱۶۹۴
باب - روکے جانے کے وقت سر منڈانے سے پہلے قربانی کرنا۔	۱۱۶	۱۶۹۵
باب - جس نے کہا محصر پر بدل واجب نہیں	۱۱۷	″
باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو روزوں کا فدیہ ہے یا صدقہ یا قربانی اور اسے اختیار ہے اور روزے تین دن رکھے۔	۱۲۰	۱۶۹۸
باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد - یا صدقہ یہ چھ مساکین کو کھانا کھلانا ہے۔	۱۲۱	۱۶۹۹
باب - فدیہ میں آدھا صاع کھانا کھلانا ہے۔	″	۱۷۰۰
باب - نسک ایک بکری کی قربانی ہے	۱۲۲	۱۷۰۱
باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد "فَلَا رَفَثَ"	۱۲۳	-
باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد "حج میں نہ بُری بات اور نہ جھگڑا کرو۔	۱۲۴	۱۷۰۳
باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد "شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو۔	″	
باب - اگر غیر محرم شکار کرے تو محرم کو شکار تحفہ بھیجے تو وہ اسے کھا سکتا ہے۔	۱۲۶	۱۷۰۴
باب - اگر محرم شکار دیکھیں اور ہنس پڑیں تو غیر محرم سمجھ جائے۔	۱۲۸	۱۷۰۵
باب - شکار مارنے میں محرم غیر محرم کی مدد نہ کرے۔	۱۲۹	۱۷۰۶
باب - محرم شکار کی طرف اشارہ نہ کرے	۱۳۰	

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
تاکہ غیر محرم اس کا شکار کرے۔		
باب ۔ اگر محرم کو گورخر زندہ تحفہ دیا جائے تو وہ اسے قبول نہ کرے	۱۳۱	۱۷۰۸
باب ۔ محرم کون سے جانور مار سکتا ہے	۱۳۲	۱۷۰۹
باب ۔ حرم کا درخت نہ کاٹا جائے ۔	۱۳۶	۱۷۱۵
باب ۔ حرم کا شکار ڈرایا نہ جائے۔	۱۳۸	۱۷۱۶
باب ۔ مکہ مکرمہ میں جنگ کرنی جائز نہیں	۱۳۹	۱۷۱۷
باب ۔ محرم کا سنگی لگوانا (پچھنے لگوانا)	۱۴۰	۱۷۱۸
باب ۔ احرام باندھنے والے کا نکاح کرنا	۱۴۱	۱۷۲۰
باب ۔ محرم مرد اور عورت کو خوشبو لگانے سے منع کیا جائے۔	۱۴۲	۱۷۲۱
باب ۔ بحالتِ احرام غسل کرنا	۱۴۴	
باب ۔ محرم جب جوتے نہ پائے تو موزے پہن لے ۔	۱۴۶	۱۷۲۴
باب ۔ جب محرم تہ بند نہ پائے تو شلوار پہن لے ۔	۱۴۷	۱۷۲۶
باب ۔ محرم کا ہتھیار پہننا	۱۴۷	۱۷۲۷
باب ۔ مکہ اور حرم میں احرام کے بغیر داخل ہونا۔	۱۴۸	۱۷۲۹
باب ۔ جب ناواقف احرام باندھ لے اور اس پر قمیص ہو۔	۱۵۰	۱۷۳۰
باب ۔ جو محرم عرفہ میں مر جائے۔	۱۵۱	۱۷۳۱
باب ۔ محرم کی تجہیز و تکفین کا طریقہ جب وہ مر جائے	۱۵۲	۱۷۳۲

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ میت کی طرف سے حج اور نذر ادا کرنا اور مرد عورت کی طرف سے حج کرے۔	۱۵۲	
باب ۔ اس شخص کی طرف سے حج کرنا جو سواری پر نہیں بیٹھ سکتا ہو۔	۱۵۳	
باب ۔ مرد کی طرف سے عورت کا حج کرنا۔	۱۵۴	۱۷۳۶
باب ۔ بچوں کا حج کرنا۔	۱۵۵	۱۷۳۷
باب ۔ عورتوں کا حج کرنا۔	۱۵۷	۱۷۴۱
باب ۔ جس نے کعبہ کی طرف پیدل جانے کی نذر مانی۔	۱۶۰	۱۷۴۵
باب ۔ حج کا اجمالی بیان	۱۶۲	
باب ۔ فضائلِ مدینہ۔ حرم مدینہ شرفہا اللہ تعالیٰ۔	۱۶۴	۱۷۴۸
باب ۔ مدینہ منورہ کی فضیلت اور وہ بُرے آدمی کو نکال دیتا ہے۔	۱۶۸	۱۷۵۲
باب ۔ مدینہ منورہ طابہ ہے۔	۱۶۹	۱۷۵۳
باب ۔ مدینہ منورہ کے دو کنارے	۱۷۰	۱۷۵۴
باب ۔ جس نے مدینہ منورہ سے اعراض کیا۔		۱۷۵۵
باب ۔ ایمان مدینہ منورہ کی طرف سمٹ آئے گا۔	۱۷۲	۱۷۵۷
باب ۔ مدینہ منورہ والوں سے مکر و فریب کرنے کا گناہ۔	۱۷۳	۱۷۵۸

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب۔ مدینہ منورہ کے محل۔	۱۷۳	۱۷۵۹
باب۔ مدینہ منورہ میں دجال داخل نہ ہوگا۔	۱۷۴	۱۷۶۰
باب۔ مدینہ منورہ خبیث آدمی کو دُور کر دیتا ہے۔	۱۷۶	۱۷۶۴
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو خالی کرنے کو پسند نہیں کیا۔	۱۷۸	۱۷۶۸
کتاب الصوم		
باب۔ صوم رمضان کا وجوب۔	۱۸۱	
باب۔ روزہ گناہوں کا کفارہ ہے۔	۱۸۶	۱۷۷۶
باب۔ روزہ داروں کے لئے ریان ہے	۱۸۷	۱۷۷۷
باب۔ کیا رمضان یا شہر رمضان کہنا جائز ہے اور جس نے دونوں کو جائز سمجھا ہے۔	۱۸۹	
باب۔ چاند دکھائی دینے کا بیان	۱۹۰	۱۷۸۱
باب۔ جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی غرض سے نیت کر کے رمضان کے روزے رکھے!	۱۹۲	۱۷۸۲
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بہت سخی ہوتے تھے۔	۱۹۳	۱۷۸۳
باب۔ جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ اور اس پر عمل ترک نہ کرے۔	۱۹۴	۱۷۸۴
باب۔ جب روزہ دار کو گالی دی جائے تو وہ کہے میں روزہ سے ہوں۔	۱۹۴	۱۷۸۴
باب۔ اس شخص کا روزے رکھنا جو غیر شادی شدہ ہونے کے باعث زنا سے ڈرے۔	۱۹۵	۱۷۸۶
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھو اور جب چاند دیکھو تو افطار کرو۔	۱۹۶	
باب۔ عید کے دو مہینے کم نہیں ہوتے۔	۱۹۹	
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہم نہیں لکھتے اور نہ حساب جانتے ہیں	۲۰۰	
باب۔ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے۔	۲۰۱	۱۷۹۵
باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: تمہارے لئے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے جماع کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔ الخ	۲۰۲	۱۷۹۶
باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ تمہارے لئے سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ممتاز ہو جائے۔	۲۰۴	۱۷۹۷
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بلال کی اذان تم کو سحری کھانے	۲۰۶	۱۷۹۹

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ سحری میں تاخیر کرنا ۔	۲۰۷	۱۸۰۰
باب ۔ سحری اور فجر کی نماز کے درمیان کتنا وقت ہوتا تھا ۔	۲۰۷	۱۸۰۱
باب ۔ سحری کھانے کی برکت مگر یہ واجب نہیں ۔	۲۰۸	۱۸۰۲
باب ۔ جب دن میں روزہ کی نیت کی ۔	۲۱۰	۱۸۰۴
باب ۔ روزہ دار جنابت کی حالت میں صبح اٹھے ۔	۲۱۱	۱۸۰۵
باب ۔ روزہ دار کا مباشرت کرنا ۔	۲۱۴	۱۸۰۶
باب ۔ روزہ دار کا بوسہ لینا ۔	〃	
باب ۔ روزہ دار کا غسل کرنا ۔	۲۱۶	
باب ۔ جب بھول کر کھایا یا پیا ۔	۲۱۸	۱۸۱۱
باب ۔ تر اور خشک مسواک کرنا	۲۲۰	۱۸۱۲
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جب وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے روزہ دار اور غیر روزہ دار کی تخصیص نہیں ۔	۲۲۱	
باب ۔ جب رمضان میں بیوی سے صحبت کرلی اور اس کے پاس کوئی شئی نہیں تو اس کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو اس کا کفارہ ادا ہوجاتا ہے ۔	۲۲۲	۱۸۱۴
باب ۔ کیا رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کرنے والا کفارہ کا کھانا اپنے گھر	۲۲۶	۱۸۱۵

باب	صفحہ	حدیث نمبر
والوں کو کھلا دے جبکہ وہ زیادہ محتاج ہو	۲۲۶	۱۸۱۵
باب ۔ روزہ دار کا پچھنے لگوانا اور قئی کرنا ۔	〃	
باب ۔ سفر میں روزہ رکھنا اور افطار کرنا ۔	۲۲۹	۱۸۱۹
باب ۔ جب رمضان کے چند روزے رکھے پھر سفر کرے ۔	۲۳۱	۱۸۲۲
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس شخص کے لئے جس پر سایہ کیا گیا اور گرمی سخت تھی کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں ۔	۲۳۳	۱۸۲۴
باب ۔ اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھنے یا افطار کرنے پر ایک دوسرے کو عیب نہیں لگایا ۔	۲۳۴	۱۸۲۵
باب ۔ جس نے سفر میں روزہ افطار کیا تاکہ لوگ اسے دیکھیں ۔	۲۳۵	۱۸۲۶
باب ۔ ان لوگوں پر جو طاقت رکھتے ہیں فدیہ ہے ۔	〃	
باب ۔ رمضان کے قضاء روزے کب قضاء کئے جائیں ۔	۲۳۷	
باب ۔ حائضہ عورت روزے اور نماز چھوڑ دے ۔	۲۳۹	۱۸۲۹
باب ۔ جو فوت ہوجائے اور اس پر	۲۴۰	۱۱۳۰

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب - روزہ دار کب افطار کرے ؟	۲۴۲	۱۸۳۲
باب - پانی وغیرہ میں سے جو میسر ہو۔ اس سے روزہ افطار کرے	۲۴۴	۱۸۳۴
آٹھواں پارہ		
باب - روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا۔	۲۴۵	۱۸۳۵
باب - جب رمضان میں روزہ افطار کیا پھر سورج ظاہر ہو گیا۔	۲۴۶	۱۸۳۷
باب - بچوں کا روزہ رکھنا۔	۲۴۷	۱۸۳۸
باب - متواتر روزے رکھنا۔	۲۴۸	۱۸۳۹
باب - صبح تک وصال کا روزہ رکھنا۔	۲۵۲	۱۸۴۵
باب - جو کوئی اپنے بھائی کو قسم دے کہ وہ نفلی روزہ افطار کر دے اور اس پر قضاء واجب نہیں جبکہ روزہ نہ رکھنا اس کے موافق ہو۔	۲۵۲	۱۸۴۶
باب - شعبان کے روزے رکھنا۔	۲۵۵	۱۸۴۷
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے اور افطار کا ذکر۔	۲۵۶	
باب - روزہ میں مہمان کا حق۔	۲۵۹	۱۸۵۲
باب - روزہ میں جسم کا حق۔	"	۱۸۵۳
باب - عمر بھر کے روزے۔	۲۶۱	۱۸۵۴
باب - روزہ میں بیوی بچوں کا حق۔	۲۶۲	۱۸۵۵
باب - ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا۔	۲۶۳	۱۸۵۶
باب - داؤد علیہ السلام کے روزے۔	۲۶۴	۱۸۵۷
باب - ایام بیض کے روزے۔	۲۶۶	۱۸۵۹
باب - جس نے ایک قوم کی زیارت کی اور وہاں روزہ افطار نہ کیا۔	۲۶۷	۱۸۶۰
باب - مہینہ کے آخر میں روزہ رکھنا۔	۲۶۸	۱۸۶۲
باب - جمعہ کا روزہ۔	۲۶۹	۱۸۶۳
باب - کیا روزے کے لئے کوئی دن خاص کر سکتا ہے؟	۲۷۱	۱۸۶۶
باب - عرفہ کے دن روزہ رکھنا۔	۲۷۲	۱۸۶۷
باب - عید الفطر کے دن روزہ رکھنا۔	۲۷۳	۱۸۶۹
باب - قربانی کے دن روزہ رکھنا۔	۲۷۵	۱۸۷۱
باب - ایام تشریق کے روزے	۲۷۷	۱۸۷۴
باب - عاشورہ کے دن روزہ رکھنا	۲۷۸	۱۸۷۶
باب - اس شخص کی فضیلت جو رمضان مبارک میں رات نماز پڑھے۔	۲۸۲	۱۸۸۴
باب - لیلۃ القدر کی فضیلت۔	۲۸۷	
باب - رمضان کی آخری سات راتوں میں شب قدر کو تلاش کرنا۔	۲۸۸	
باب - آخری عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر کی تلاش کرنا۔	۲۹۰	۱۸۹۲
باب - لوگوں کے جھگڑا کرنے کے سبب لیلۃ القدر کی معرفت اٹھ جانا	۲۹۲	۱۸۹۸
باب - رمضان کے آخری عشرہ میں عمل کرنا۔	۲۹۲	۱۸۹۹
کتاب الاعتکاف		
باب - آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا اور سبھی مسجدوں میں اعتکاف کرنا۔	۲۹۵	
باب - حیض والی عورت اعتکاف والے مرد کو کنگھی کرے۔	۲۹۸	۱۹۰۳
باب - معتکف قضاء حاجت کے لئے گھر میں داخل ہو سکتا ہے	"	"
باب - اعتکاف کرنے والے کا غسل کرنا۔	۲۹۹	۱۹۰۵
باب - رات کو اعتکاف کرنا۔	۳۰۰	۱۹۰۶
باب - عورتوں کا اعتکاف کرنا۔	۳۰۱	۱۹۰۷
باب - مسجد میں خیمے لگانا۔	۳۰۲	۱۹۰۸
باب - کیا معتکف اپنی حاجت کے لئے مسجد کے دروازہ تک آ سکتا ہے؟	۳۰۲	۱۹۰۹
باب - اعتکاف	۳۰۲	۱۹۱۰
باب - مستحاضہ کا اعتکاف کرنا۔	۳۰۵	۱۹۱۱
باب - عورت کا اپنے شوہر کی زیارت کیلئے اس کے اعتکاف میں جانا۔	"	"
باب - کیا معتکف اپنی طرف سے بیگانی دور کرے؟	۳۰۶	۱۹۱۳
باب - جو کوئی اپنے اعتکاف سے صبح کے وقت نکلا۔	۳۰۶	۱۹۱۴
باب - شوال میں اعتکاف کرنا۔	۳۰۸	۱۹۱۵
باب - جس نے معتکف پر روزہ رکھنا ضروری خیال نہ کیا۔	۳۰۹	۱۹۱۶
باب - صبح کے وقت اعتکاف کی جگہ میں پہنچنا	۳۱۰	۱۹۱۷

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب - رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کرنا	۳۱۰	۱۹۱۸
باب - جس نے اعتکاف کا ارادہ کیا پھر شتاب سمجھ کر ارادہ ترک کر دے۔	۳۱۲	۱۹۱۹
باب - اعتکاف کرنیوالا اپنا سر غسل کے لئے گھر میں داخل کرے۔	۳۱۲	۱۹۲۰
کتاب البیوع		
باب - خرید و فروخت کا بیان	۳۱۳	
باب - حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان کے درمیان مشتبہ امور ہیں	۳۱۹	۱۹۲۵
باب - مشتبہ امور کی تفصیل	۳۲۰	۱۹۲۶
باب - جن مشتبہ امور سے پرہیز کیا جائے۔	۳۲۲	۱۹۲۹
باب - جس نے وسوسہ وغیرہ کو مشتبہ امر نہ سمجھا	۳۲۴	۱۹۳۰
باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد - جب انھوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے۔	۳۲۶	۱۹۳۲
باب - جو کوئی پرواہ نہ کرے کہ کہاں سے مال حاصل کیا ہے	۳۲۶	۱۹۳۲
باب - خشکی میں تجارت کرنا	۳۲۷	
باب - تجارت کے لئے نکلنا	۳۲۹	۱۹۳۵
باب - سمندر میں تجارت کرنا	۳۳۰	
باب - اور جب انھوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے۔	۳۳۱	
باب - اللہ کا ارشاد - اپنے پاکیزہ کسب سے مال خرچ کرو۔	۳۳۲	۱۹۳۷/۱۹۳۸
باب - جس نے رزق میں وسعت چاہی	۳۳۳	۱۹۳۹
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُدھار خریدنا۔	۳۳۴	۱۹۴۰
باب - مرد کا اپنے ہاتھ سے کمائی کرنا	۳۳۶	۱۹۴۲
باب - خرید و فروخت میں سہولت کرنا اور جو حق طلب کرے تو نرمی سے طلب کرے۔	۳۳۸	۱۹۴۸
باب - جس نے مال دار کو مہلت دی	۳۳۹	۱۹۴۹
باب - جس نے غریبوں کو مہلت دی	۳۴۰	۱۹۵۰
باب - جب بیچنے اور خریدنے والے صاف بیان کر دیں اور کچھ نہ چھپائیں اور خیر خواہی کریں۔	۳۴۱	
باب - کھجور ملا کر بیچنا۔	۳۴۲	۱۹۵۲
باب - گوشت بیچنے والے اور اونٹ نحر کرنے والے کے متعلق روایات۔	//	
باب - بیع میں جھوٹ بولنا اور عیب چھپانا برکت ختم کر دیتا ہے	۳۴۴	۱۹۵۴
باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد - اے ایمان والو	۳۴۵	۱۹۵۵

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
سود کئی گنا کرکے نہ کھاؤ اور یہ اُمید کرتے ہوئے اللہ سے ڈرو کہ تم فلاح پاؤ گے۔	۳۴۵	۱۹۵۵
باب - سود کھانے والا اور اس کا گواہ اور لکھنے والا۔	۳۴۶	۱۹۵۶
باب - سود کھلانے والا۔	۳۴۷	
باب - اللہ سود کو مٹا دیتا ہے اور صدقات بڑھاتا ہے اور اللہ ہر ناشکرے اور گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔	۳۴۹	۱۹۵۹
باب - بیع میں قسم کھانا مکروہ ہے۔	۳۵۰	۱۹۶۰
باب - زرگروں کے پیشہ کے متعلق روایات۔	۳۵۰	،،
باب - لوہار کا ذکر	۳۵۳	۱۹۶۳
باب - درزی کا ذکر	۳۵۴	۱۹۶۴
باب - جولاہے کا ذکر	۳۵۵	۱۹۶۵
باب - ترکھان کا ذکر	۳۵۶	۱۹۶۶
باب - اپنی ضرورت کی اشیاء خریدنا۔	۳۵۸	۱۹۶۸
باب - چوپاؤں اور گدھوں کا خریدنا	۳۵۹	
باب - وہ منڈیاں جہاں جاہلیت کے زمانہ میں خرید و فروخت ہوتی تھی تو وہاں لوگوں نے اسلام کے زمانہ میں خرید و فروخت کی۔	۳۶۱	۱۹۷۰
باب - پیاس والے اور خارشی اونٹ کا خریدنا حرام وہ ہے جو ہر شئی میں میانہ روی کا خلاف کرے۔	۳۶۲	۱۹۷۱
باب - فتنہ و فساد کے زمانہ میں ہتھیار فروخت کرنا۔	۳۶۳	۱۹۷۲
باب - عطار کے متعلق اور مشک کا فروخت کرنا	۳۶۴	۱۹۷۳
باب - پچھنے لگانے والے کا بیان	۳۶۵	۱۹۷۴
باب - ان اشیاء کی تجارت کرنا جن کا پہننا مردوں اور عورتوں کے لئے حرام ہے۔	۳۶۶	۱۹۷۶
باب - مال کا مالک قیمت بتانے کا زیادہ حقدار ہے۔	۳۶۸	۱۹۷۸
باب - کب تک بیع کے فسخ کا اختیار ہے	۳۶۹	۱۹۷۹
باب - اگر خیار کو معین نہ کرے تو کیا بیع جائز ہے؟	۳۷۱	۱۹۸۱
باب - بائع اور مشتری کو اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوئے ہوں	۳۷۱	۱۹۸۲
باب - جب بائع اور مشتری میں ایک دوسرے کو اختیار دیدے تو بیع واجب ہو جاتی ہے۔	۳۷۳	۱۹۸۴
باب - جب بائع کے لئے اختیار ہو تو کیا بیع جائز ہے؟	۳۷۴	۱۹۸۵
باب - جب کوئی شئی خریدے اور جدا ہونے سے پہلے اسی وقت سپرد کر دے اور بائع مشتری کا انکار نہ کرے یا کوئی عذر خرچے	۳۷۷	

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
اور اس کو آزاد کر دے		
باب - بیع میں دھوکہ دینا مکروہ ہے	۳۷۸	۱۹۸۷
باب - بازاروں کے متعلق روایات	۳۷۸	
باب - بازار میں آوازیں بلند کرنا مکروہ ہے۔	۳۸۴	۱۹۹۴
باب - ناپنے کی اُجرت بیچنے والے اور دینے والے پر ہے۔	۳۸۵	۱۹۹۵
باب - غلّہ ناپنا مستحب ہے	۳۸۷	۱۹۹۷
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاع اور مُدّ میں برکت۔	〃	〃
باب - غلّہ بیچنے اور ذخیرہ کرنے میں روایات۔	۳۸۹	۲۰۰۰
باب - قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا اور اس کا بیچنا جو موجود نہ ہو	۳۹۱	۲۰۰۴
باب - جس نے یہ خیال کیا کہ جب کوئی شخص تخمینہ سے غلّہ خریدے کہ وہ اس کو فروخت نہ کرے۔ حتیٰ کہ اس کو اپنے ٹھکانہ میں لے جائے اور اس کے متعلق سزا	۳۹۲	۲۰۰۶
باب - جب کسی نے سامان یا جانور خریدا اور اس کو بیچنے والے کے پاس رکھ دیا پھر قبضہ کرنے سے پہلے بیچ دیا یا مر گیا۔	۳۹۲	۲۰۰۷
باب - اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ	۳۹۵	۲۰۰۸

باب	صفحہ	حدیث نمبر
کرے اور نہ اس کے مول پر مول کرے حتیٰ کہ وہ اس کو اجازت دے۔		
باب - زیادہ قیمت بڑھا کر بیچنا۔	۳۹۷	۲۰۱۰
باب - قیمت بڑھانا اور جس نے کہا یہ بیع جائز نہیں۔	۳۹۸	۲۰۱۱
باب - دھوکہ کی بیع اور حبل الحبلہ کی بیع۔	۳۹۸	۲۰۱۱
باب - ملامسہ کی بیع	۴۰۰	۲۰۱۳
باب - منابذہ کی بیع	۴۰۱	۲۰۱۵
باب - بائع کے لئے منع ہے کہ وہ اونٹنی، گائے، بکری اور ہر دودھ والے جانور کا دُودھ روکے۔	۴۰۲	۲۰۱۶
باب - اگر چاہے مُصرّاۃ کو واپس کر دے اور اس کے دُودھ کے عوض ایک صاع کھجور دے۔	۴۰۶	۲۰۲۰
باب - زانی غلام کی بیع	۴۰۷	۲۰۲۱
باب - عورتوں سے خرید و فروخت کرنا	۴۰۸	۲۰۲۳
باب - کیا شہری دیہاتی کے لئے اُجرت کے بغیر بیچے کیا اس کی مدد یا اس کی خیر خواہی کرے۔	۴۰۹	
باب - جس نے دیہاتی کے لئے شہری کا اُجرت کے ساتھ بیع کرنا مکروہ سمجھا۔	۴۱۱	

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ شہری دیہاتی کے لئے دلالی کے ساتھ نہ بیچے ۔	۴۱۲	۲۰۲۸
باب ۔ آگے جاکر قافلہ والوں سے خریدنا مکروہ ہے اور اس کا بیچنا مردود ہے ۔	۴۱۳	۲۰۳۰
باب ۔ تلقی جائز ہونے کی انتہا	۴۱۵	۲۰۳۴
باب ۔ جب بیع میں ایسی شرطیں لگائیں جو جائز نہیں ۔	۴۱۶	۲۰۳۶
باب ۔ کھجور کی بیع کھجور سے کرنا	۴۱۸	
باب ۔ منقّٰی کی بیع منقّٰی کے عوض اور غلّہ کی بیع غلّہ کے عوض ۔	۴۱۹	۲۰۳۹
باب ۔ جَو کے عوض بیچنا ۔	۴۲۱	۲۰۴۱
باب ۔ سونے کو سونے کے عوض بیچنا ۔	۴۲۲	۲۰۴۲
باب ۔ چاندی کو چاندی کے عوض بیچنا	״	۲۰۴۳
باب ۔ دینار کو دینار کے عوض ادھار بیچنا	۴۲۴	۲۰۴۵
باب ۔ چاندی کو سونے کے عوض ادھار بیچنا	۴۲۵	۲۰۴۶
باب ۔ سونے کو چاندی کے عوض ہاتھوں ہاتھ بیچنا ۔	״	
باب ۔ مزابنہ کی بیع ۔	۴۲۶	
باب ۔ سونے چاندی کے عوض درخت سے لگی ہوئی کھجور بیچنا ۔	۴۳۰	
باب ۔ بیع عرایا کی تفسیر	۴۳۱	
باب ۔ العرایا	۴۳۲	
باب ۔ قابلِ انتفاع ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنا ۔	۴۳۴	
باب ۔ قابلِ انتفاع ہونے سے پہلے کھجور کو بیچنا ۔	۴۳۶	۲۰۶۰
باب ۔ جب نفع اُٹھانے کے قابل ہونے سے پہلے پھل بیچا پھر اس پر آفت آگئی تو وہ بائع کا ہے ۔	۴۳۷	۲۰۶۱
باب ۔ کچھ مدّت کے وعدہ پر غلّہ خریدنا ۔	۴۳۸	۲۰۶۳
باب ۔ جب اچھی کھجور کے عوض خراب کھجور بیچنے کا ارادہ کیا ۔	״	۲۰۶۴
باب ۔ جس نے تابیر کردہ کھجوریں بیچیں یا مزروعہ زمین بیچی ۔	۴۳۹	
باب ۔ کھیتی کو غلّہ کے عوض بحساب ناپ بیچنا ۔	۴۴۱	۲۰۶۵
باب ۔ درخت جڑ سمیت بیچنا ۔	۴۴۲	۲۰۶۶
باب ۔ مخاضرہ کی بیع	״	۲۰۶۷
باب ۔ کھجور کے گابھ کا بیچنا اور کھانا ۔	۴۴۳	۲۰۶۹
باب ۔ ایک شریک کا دُوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کرنا	۴۴۷	۲۰۷۳
باب ۔ مشترکہ زمین، مکانات اور سامان جو غیر منقسم ہوں کا بیچنا ۔	۴۴۸	۲۰۷۴
باب ۔ جب کسی کے لئے کوئی چیز اس کی اجازت کے بغیر خریدی اور وہ راضی ہوگیا ۔	۴۴۹	
باب ۔ مشرکوں اور حربیوں کے ہاتھ فروخت کرنا	۴۵۱	۲۰۷۷

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب - حربی کافر سے غلام خریدنا اور اس کا ہبہ کرنا اور آزاد کرنا۔	۴۵۲	
باب - دباغت سے پہلے مردار کی کھال	۴۵۷	۲۰۸۲
باب - خنزیر کو قتل کرنا	۴۵۸	۲۰۸۳
باب - مردار کی چربی نہ پگھلائی جائے اور نہ ہی اس کی چکنائی بیچی جائے۔	۴۵۹	۲۰۸۴
باب - ان اشیاء کی تصاویر کو بیچنا جن میں رُوح نہ ہو اور جو اس میں مکروہ ہے۔	۴۶۱	۲۰۸۶
باب - شراب کی تجارت کا حرام ہونا	۴۶۲	۲۰۸۷
باب - اس شخص کا گناہ جس نے کسی آزاد شخص کو بیچ دیا	۴۶۲	۲۰۸۸
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو حکم دیکر وہ اپنی زمین بیچ دیں جبکہ ان کو جلاوطن کیا۔	۴۶۳	
باب - غلاموں اور حیوان کو حیوان کے عوض ادھار بیچنا۔	۴۶۴	
باب - غلام کا بیچنا	۴۶۵	۲۰۹۰
باب - مدبر کی بیع	۴۶۶	۲۰۹۱
باب - کیا کوئی شخص لونڈی کا استبراء کرنے سے پہلے اس کے ساتھ سفر کر سکتا ہے؟	۴۶۷	
باب - مردار اور بتوں کو بیچنا۔	۴۷۰	۲۰۹۶
باب کتے کی قیمت کا بیان	۴۷۱	۲۰۹۷

کتاب السلم

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب - معین ناپ میں سلم کرنا۔	۴۷۳	۲۰۹۹
باب - وزن معلوم میں بیع سلم کرنا	~	~
باب - اس شخص سے بیع سلم کرنا جس کے پاس اصل نہ ہو۔	۴۷۶	
باب - کھجوروں میں سلم کرنا۔	۴۷۹	۲۱۰۸
باب - بیع سلم میں کفیل (ضامن) بنانا	۴۸۰	۲۱۱۰
باب - بیع سلم میں رہن رکھنا۔	۴۸۱	۲۱۱۱
باب - مدت معینہ کے وعدے پر سلم کرنا۔	~	۲۱۱۴
باب - اونٹنی کے بچہ جننے تک بیع سلم کرنا۔	۴۸۱	

کتاب الشفعہ

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب - شفعہ اس زمین میں ہے جو تقسیم نہ ہوئی ہو اور جب اس کی حدبندی ہو جائے تو اس میں شفعہ نہیں۔	۴۸۴	۲۱۱۵
باب - کونسا ہمسایہ زیادہ قریب ہے۔	۴۸۷	۲۱۱۷

نواں پارہ

کتاب الاجارہ

	۴۸۸	

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ نیک آدمی کو اُجرت پر لگانا۔	۴۸۸	
باب ۔ قرار لیطہ کے عوض بکریاں چرانا	۴۹۰	۲۱۲۰
باب ۔ ضرورت کے وقت مشرکوں کو اجیر بنانا یا جب کو مسلمان نہ ملے	۴۹۲	۲۱۳۱
باب ۔ جب کسی اجیر کو اُجرت پر رکھا تاکہ تین دن یا مہینہ یا سال کے بعد اس کا نام کرے تو جائز ہے۔	۴۹۲	۲۱۴۲
باب ۔ دوپہر تک کے لئے مزدور لگانا۔		
باب ۔ عصر کی نماز تک کے لئے مزدور لگانا۔	۴۹۹	۲۱۲۶
باب ۔ اس شخص کا گناہ جو مزدور کی اُجرت نہ دے۔	۴۹۹	۲۱۲۷
باب ۔ عصر کے وقت سے رات تک کام پر لگانا۔	۵۰۰	۲۱۲۸
باب ۔ جس نے کسی کو کام پر لگایا اور وہ اپنی اُجرت چھوڑ گیا اور کام پر لگانے والے نے اس سے کاروبار کرنا شروع کر دیا۔	۵۰۲	۲۱۲۹
باب ۔ جس نے اپنے آپ کو کام پر لگایا تاکہ اپنی پشت پر بوجھ اُٹھائے پھر اُجرت کا صدقہ کر دے اور بوجھ اُٹھانے والے کی اُجرت	۵۰۴	۲۱۳۰
باب ۔ دلالی کی اُجرت	۵۰۴	
باب ۔ کیا دارالحرب میں کوئی مسلمان مشرک کی مزدوری کر سکتا ہے۔	۵۰۶	۲۱۳۲
باب ۔ عرب کے قبائل کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے کے عوض اُجرت دینا۔	۵۰۷	
باب ۔ غلام سے اور لونڈیوں سے مقررہ ٹیکس لینا۔	۵۱۰	۲۱۳۴
باب ۔ حجام کی اُجرت	۵۱۱	۲۱۳۵
باب ۔ جس نے غلام کے مالکوں سے اس کے محصول میں تخفیف کے بارے میں کلام کیا۔	۵۱۲	۲۱۳۸
باب ۔ فاحشہ عورت اور لونڈیوں کی کمائی	۵۱۲	۲۱۳۸
باب ۔ نر کی جفتی کرانے کی اُجرت۔	۵۱۴	۲۱۴۱
باب ۔ جب کسی نے زمین کرایہ پر لی اور ان دونوں میں سے ایک مر گیا۔	۵۱۴	

کتاب الحوالہ (حوالہ کا بیان)

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ کسی طرف قرض منتقل کرنے کا بیان۔ کیا حوالہ میں رجوع کر سکتے ہیں	۵۱۷	
باب ۔ جب مالدار کے حوالہ کر دیا۔ تو وہ اسے مسترد نہ کرے	۵۱۹	۲۱۴۴
باب ۔ اگر میت کا قرض کسی کے ذمہ کرے تو جائز ہے۔	۵۲۰	۲۱۴۵

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
	۵۲۱	
کتاب الکفالہ		
باب ۔ دین اور قرض میں بدنی اور مالی ذمہ واری لینا	۵۲۲	
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور جن سے تم نے قسم کھا کر عہد کیا تو ان کو ان سے حصہ دے دو ۔	۵۲۵	۲۱۴۶
باب ۔ جو کوئی میت کے قرضہ کا کفیل بنا اسے رجوع کرنے کا اختیار نہیں ۔	۵۲۷	۲۱۴۹
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیق کو پناہ دینا اور ان کا عہد کرنا ۔	۵۲۹	۲۱۵۱
کتاب الوکالہ		
باب ۔ وکالت کا بیان	۵۳۲	
باب ۔ جب مسلمان کسی حربی کو دارالحرب یا دارالاسلام میں وکیل مقرر کرے تو جائز ہے ۔	۵۳۵	۲۱۵۵
باب ۔ بیع صرف اور وزن سے خرید و فروخت میں وکیل مقرر کیا ۔	۵۳۶	
باب ۔ سیدنا عمر فاروق اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیع صرف میں وکیل مقرر کیا ۔	۵۳۷	۲۱۵۶
باب ۔ جب چوراہا یا وکیل بکری مرتی	۵۳۸	۲۱۵۷

باب	صفحہ	حدیث نمبر
ہوئی دیکھے یا کوئی شئی خراب ہوتی دیکھے ۔	۵۳۸	۲۱۵۷
باب ۔ حاضر اور غائب کو وکیل مقرر کرنا جائز ہے ۔	۵۳۹	۲۱۵۸
باب ۔ جب وکیل کو یا کسی قوم کے سفارشی کو کوئی شئی ہبہ کرے تو جائز ہے ۔	۵۴۱	
باب ۔ جب کسی نے وکیل مقرر کیا کہ وہ کوئی شئی دے اور یہ بیان نہ کیا کہ کتنی دے ۔ تو وہ لوگوں کے رواج کے مطابق دے ۔	۵۴۳	
باب ۔ نکاح میں عورت کا امام کو وکیل بنانا ۔	۵۴۵	۲۱۶۲
باب ۔ جب کسی شخص کو وکیل مقرر کیا اور وکیل نے کوئی شئی چھوڑ دی اور موکل نے اس کو جائز رکھا تو جائز ہے ۔	۵۴۶	
باب ۔ جب وکیل خراب شئی فروخت کرے تو اس کی بیع مسترد ہے	۵۴۹	
باب ۔ وقف میں وکیل ہونا اور اس کا خرچہ اور اس کا اپنے دوست کو کھلانا اور خود دستور کے موافق کھانا	۵۵۰	۲۱۶۴
باب ۔ طلاق نامہ کرنے میں وکیل بنانا ۔	۵۵۱	۲۱۶۵

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب - قربانی کے اونٹوں میں وکیل بنانا اور ان کی نگہداشت کرنا۔	۵۵۲	۲۱۶۷
باب - جب کوئی اپنے وکیل سے کہے اس کو خرچ کرو جہاں چاہو اور وکیل کہے جو تم نے کہا ہے میں نے سن لیا ہے۔	۵۵۳	۲۱۶۸
باب - خزانہ وغیرہ میں امانت دار کو وکیل بنانا۔	۵۵۴	۲۱۶۹
ابواب الحرث والمزارعۃ		
باب - کھیتی اور بٹائی کا بیان۔	۵۵۵	
زراعت اور درخت لگانے کی فضیلت جبکہ اس سے کھایا جائے		
باب - کھیتی باڑی کے آلات میں مشغول ہونے یا مامور بہ حد سے تجاوز کرنے کی برائی۔	۵۵۶	۲۱۷۱
باب - کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا۔	۵۵۸	۲۱۷۲
باب - گائے بیل کو کھیتی کے لئے استعمال کرنا	۵۵۹	۲۱۷۴
باب - جب کسی نے کہا میرے کھجور کے درختوں میں محنت کر اور پھل میں ہم دونوں شریک ہوں گے	۵۶۱	۲۱۷۵
باب - کھجوروں اور پھلوں والے درختوں	۵۶۲	۲۱۷۶

باب	صفحہ	حدیث نمبر
کو کاٹنا۔	۵۶۲	۲۱۷۶
باب - نصف یا اس کے قریب پیداوار پر کاشت کرنا۔	۵۶۳	
باب - جب مزارعت میں سال متعین نہ کرے۔	۵۶۶	۲۱۷۹
باب - یہود سے مزارعت کرنا۔	۵۶۸	۲۱۸۱
باب - مزارعت میں جو شرطیں مکروہ ہیں	-	۲۱۸۲
باب - جب لوگوں کی اجازت کے بغیر ان کے روپیہ سے زراعت کرے اور اس میں ان کی بہتری ہو۔	۵۶۹	۲۱۸۳
باب - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے اوقاف اور خراج کی زمین اور ان میں بٹائی اور معاملہ کرنا۔	۵۷۲	۲۱۸۴
باب - جس نے بنجر زمین کو آباد کیا۔	۵۷۳	
باب - جب زمین کا مالک کہے کہ میں تجھ کو اس وقت تک رہنے دوں گا جب تک اللہ تعالیٰ تجھے رہنے دے اور مدت مقرر نہ کی تو وہ دونوں باہم خاطر تک معاملہ رکھیں گے۔	۵۷۵	
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا مشترکہ اور	۵۷۶	۲۱۸۹

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
پھلوں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے	۵۷۷	۲۱۸۹
باب - سونے چاندی کے عوض نقد کرایہ پر دینا۔	۵۸۰	
باب - درخت لگانے میں جو منقول ہے	۵۸۲	۲۱۹۶

کتاب المساقات

باب - پانی کی تقسیم	۵۸۴	
باب - پانی کی تقسیم کے متعلق اور جس نے پانی کا صدقہ کرنا اور اس کا ہبہ کرنا اور اس کی وصیت کرنے کو جائز سمجھا وہ تقسیم کیا ہو یا نہ ہو	۵۸۵	
باب - جس نے کہا پانی کا مالک اس کا زیادہ حقدار ہے حتیٰ کہ سیراب ہو جائے۔	۵۸۸	۲۲۰۰
باب - جس نے اپنی ملکیت میں کنواں کھودا وہ ضامن نہیں۔	۵۸۹	۲۲۰۲
باب - کنواں کے متعلق جھگڑنا اور اس میں فیصلہ کرنا۔	۵۹۰	۲۲۰۳
باب - جس نے مسافروں کو پانی دینا منع کیا۔	۵۹۱	۲۲۰۴
باب - نہروں کا پانی روکنا۔	۵۹۲	۲۲۰۵
باب - بلند زمین کا پست زمین [illegible]	۵۹۴	۲۲۰۶
باب - بلند کھیت والے کا تھنوں تک پانی بھرنا۔	۵۹۵	۲۲۰۷
باب - پانی پلانے کی فضیلت	۵۹۶	۲۲۰۸
باب - جس نے یہ خیال کیا کہ حوض اور مشکیزہ کا مالک اس کے پانی کا زیادہ حقدار ہے۔	۵۹۸	۲۲۱۱
باب - چراگاہ مقرر کر لینے کا حق صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے	۶۰۲	۲۲۱۵
باب - لوگوں اور جانوروں کا نہروں سے پانی پینا۔	۶۰۳	۲۲۱۶
باب - لکڑی اور گھاس بیچنا۔	۶۰۵	۲۲۱۸
باب - جاگیریں دینا۔	۶۰۸	۲۲۲۱
باب - جاگیریں لکھنا۔	۶۰۹	
باب - پانی کے پاس اونٹنیوں کو دھونا	۶۱۰	۲۲۲۲
باب - کسی شخص کا باغ میں گزرنے کا حق یا کھجور کے درختوں کے لئے پانی کی باری۔	۶۱۰	

کتاب الاستقراض

قرض لینے اور قرض ادا کرنے اور تصرف روکنے اور مفلس کا حکم کرنے کا بیان۔	۶۱۳	
باب - جو شخص قرض کوئی چیز خریدے حالانکہ اس کے پاس قیمت نہیں یا اس وقت موجود نہیں	۶۱۳	۲۲۲۷

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب - جس نے لوگوں کے مال ان کو ادا کرنے یا ضائع کرنے کی نیت سے لئے۔	۶۱۴	۲۲۲۹
باب - قرضوں کا ادا کرنا۔	۶۱۵	
باب - قرض طلب کرنے میں نرمی کرنا۔	۶۱۸	۲۲۳۳
باب - کیا قرض کے اونٹ کے عوض اس سے زیادہ عمر کا اونٹ دیا جائے؟	۶۱۹	۲۲۳۴
باب - اچھے طور پر قرض ادا کرنا۔	"	
باب - جب قرضخواہ کے حق سے کم ادا کیا یا اس کو معاف کر دیا تو جائز ہے۔	۶۲۰	۲۲۳۷
باب - جب کوئی قرض خواہ سے قرض میں کھجور یا کسی اور شئی کے عوض مقاصات یا مجازفت کرے۔	۶۲۱	۲۲۳۸
باب - جس نے قرض سے پناہ چاہی۔	۶۲۳	
باب - اس شخص کی نمازِ جنازہ جس نے قرض چھوڑا۔	۶۲۳	۲۲۴۰
باب - مال دار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے	۶۲۴	۲۲۴۲
باب - صاحبِ حق کو مطالبہ کرنے کا حق ہے۔	۶۲۵	۲۲۴۳
باب - بیع، قرض اور امانت میں جب اپنا مال دیوالیہ کے لئے پائے تو وہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔	۶۲۶	۲۲۴۴
باب - جس نے قرض خواہ کو کل یا پرسوں تک ٹال مٹول کیا اور اس کو بعض نے تاخیر نہ سمجھا۔	۶۲۸	
باب - جس نے مفلس یا تنگدست کا مال بیچ دیا اور اس کو قرضخواہوں میں تقسیم کر دیا یا اسی کو دے دیا۔ تاکہ وہ اپنی ذات پر خرچ کرے۔	۶۲۸	
باب - جب کسی مقررہ مدت کے لئے قرض دیا یا بیع میں مدت مقرر کی	۶۲۹	
باب - قرض میں کمی کرنے کی سفارش کرنا	۶۳۰	۲۲۴۶
باب - مال ضائع کرنے کی ممانعت	۶۳۲	
باب - غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اس کی اجازت کے بغیر کوئی تصرف نہ کرے۔	۶۳۲	۲۲۴۹

کتاب الخصومات

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب - جھگڑوں کا بیان۔ مقروض کو ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنا اور مسلمان اور یہودی کے درمیان جھگڑا ہونے کا بیان	۶۳۵	۲۲۵۰
باب - جس نے بیوقوف اور کم عقل کے معاملہ کو مسترد کر دیا اگرچہ امام نے اس پر حجر نہ کیا ہو۔	۶۴۱	۲۲۵۲
باب - جھگڑنے والوں کا ایک دوسرے	۶۴۲	۲۲۵۶

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
سے گفتگو کرنا	۶۴۲	۲۲۵۶
باب ۔ حال معلوم ہو جانے کے بعد گناہ کرنے والوں اور جھگڑنے والوں کو گھر سے نکال دینا۔	۶۴۵	۲۲۵۹
باب ۔ میت کے وصی کا دعویٰ کرنا۔	۶۴۶	۲۲۶۰
باب ۔ جس سے فتنہ و فساد کا خطرہ ہو اس کو باندھنا۔	۶۴۷	۲۲۶۱
باب ۔ حرم میں باندھنا اور قید کرنا	۶۴۸	۲۲۶۲
باب ۔ قرض دار کی نگرانی کرنا۔	۶۴۹	۲۲۶۳
باب ۔ قرض کا مطالبہ کرنا۔	۶۴۹	۲۲۶۳
کتاب اللقطہ		
باب ۔ گری پڑی چیز اٹھانا۔	۶۵۰	۲۲۶۵
باب ۔ کھوئے ہوئے اونٹ کا حکم۔	۶۵۲	۲۲۶۶
باب ۔ گمشدہ بکری کا حکم۔	۶۵۳	۲۲۶۷
باب ۔ جب ایک سال کے بعد گم شدہ کا مالک نہ ملے تو وہ اس کے لئے ہے جو اس کو پائے۔	۶۵۳	
باب ۔ جب دریا میں لکڑی یا کوڑا وغیرہ پائے۔	۶۵۵	
باب ۔ جب راستہ میں کھجور پائے	۶۵۵	
باب ۔ اہلِ مکہ کے لقطہ کی تشہیر کیسے کی جائے۔	۶۵۶	
باب ۔ کسی کا جانور اس کی اجازت	۶۶۰	۲۲۷۱

باب	صفحہ	حدیث نمبر
نہ دوہا جائے۔		
باب ۔ جب سال کے بعد لقطہ کا مالک آجائے تو اس کو وہ واپس کر دے کیونکہ لقطہ اس کے پاس امانت ہے۔	۶۶۱	۲۲۷۲
باب ۔ کیا لقطہ کو اٹھالے اور ضائع ہونے کے لئے نہ چھوڑے حتی کہ اس کو غیر مستحق شخص اٹھالے۔	۶۶۲	۲۲۷۳
باب ۔ جس نے لقطہ کی تشہیر کی اور حاکم کے حوالہ نہ کیا۔	۶۶۳	۲۲۷۵
کتاب المظالم والقصاص	۶۶۶	
باب ۔ ظلم اور غصب کا بیان	۶۶۷	۲۲۷۷
باب ۔ مظالم کا قصاص	〃	
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔	۶۶۸	۲۲۷۸
باب ۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر ظلم نہ کرے اور نہ ہی اس کو ذلیل و خوار کرے۔	۶۶۹	۲۲۷۹
باب ۔ اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کر۔		
باب ۔ مظلوم کی مدد کرنا۔	۶۷۰	
باب ۔ ظالم سے بدلہ لینا	۶۷۱	
باب ۔ مظلوم کا معاف کرنا	۶۷۲	

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا ۔	۶۷۳	۲۲۸۴
باب ۔ مظلوم کی بددعاء سے بچنا اور ڈرنا ۔	۶۷۳	۲۲۸۵
باب ۔ جس نے کسی پر ظلم کیا پھر مظلوم سے معاف کرالیا تو کیا وہ اس کا ظلم بیان کرے ۔	۶۷۴	۲۲۸۴
باب ۔ اگر کوئی شخص کسی کا ظلم معاف کر دے تو اس میں رجوع نہیں کرسکتا ۔	۶۷۵	
باب ۔ اگر کوئی شخص کسی کو اجازت دے یا اس کو معاف کر دے اور اس کی مقدار بیان نہ کرے ۔	۶۷۶	
باب ۔ ظلم کے طور پر کسی کی زمین لینے والے کو گناہ	۶۷۷	۲۲۸۹
باب ۔ اگر کوئی شخص کسی کو کسی شئی کی اجازت دے تو جائز ہے ۔	۶۷۹	۲۲۹۲
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور وہ سخت جھگڑالو ہے ۔	۶۸۰	
باب ۔ اس شخص کو گناہ جو ناحق جھگڑا کرے حالانکہ اس کے بطلان کو جانتا ہے ۔	۶۸۱	۲۲۹۵
باب ۔ جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے	۶۸۳	۲۲۹۶
باب ۔ جب مظلوم اس پر ظلم کرنے والا	۶۸۴	۲۲۹۷
کا بدلہ پائے تو وہ اپنا بدلہ لے ۔	۶۸۴	۲۲۹۸
باب ۔ عوامی جگہ میں بیٹھنے کے متعلق روایات ۔	۶۸۵	۲۲۹۹
باب ۔ کوئی شخص اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار پر کھونٹیاں رکھنے سے منع نہ کرے ۔	۶۸۶	۲۳۰۰
باب ۔ راستہ میں شراب بہانا ۔	۶۸۷	۲۳۰۱
باب ۔ گھروں کے صحن اور ان میں بیٹھنا اور راستہ میں بیٹھنا ۔	۶۸۸	
باب ۔ راستوں میں کنوئیں کھودنا جبکہ ان سے کسی کو اذیت نہ پہنچے ۔	۶۸۹	
باب ۔ اذیت پہنچانے والی شئی کو ہٹانا ۔	۶۹۰	
باب ۔ بالاخانوں وغیرہ میں بلند اور پست روشن دان بنانا	۶۹۱	۲۳۰۴
باب ۔ جس نے اپنا اونٹ بچھے ہوئے پتھروں یا مسجد کے دروازے پر باندھا ۔	۶۹۹	۲۳۰۷
باب ۔ کسی قوم کے کوڑا کرکٹ کے پاس ٹھہرنا اور پیشاب کرنا ۔	۷۰۰	۲۳۰۸
باب ۔ جس نے شارع اور راستہ میں لوگوں کو تکلیف دینے والی شئی کو اٹھا کر پھینک دیا ۔	۷۰۱	۲۳۰۹
باب ۔ جب لوگ عام راستہ میں اختلاف کریں ۔	۷۰۱	

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب ۔ مالک کی اجازت کے بغیر کوئی شئ قبضہ میں کر لینا ۔	۷۰۲	۲۳۱۱
باب ۔ صلیب توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا ۔	۷۰۴	۲۳۱۳
باب کیا مٹکے توڑ دیئے جائیں جن میں شراب رکھی جاتی ہے اور مشکیزے پھاڑ دیئے جائیں ۔	۷۰۵	
باب ۔ جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو جائے	۷۰۹	۲۳۱۷
باب ۔ اگر کسی کی دیوار گرا دے تو اس جیسی بنا دے ۔	۷۱۲	۲۳۱۹

باب	صفحہ	حدیث نمبر
باب الشرکت	۷۱۴	
باب ۔ طعام، زادراہ اور اور سامان میں شرکت کرنا اور کیل اور وزنی اشیاء کو کیسے تقسیم کیا جائے ۔	۷۱۴	
باب ۔ دو شریکوں میں مشترک مال ہو تو زکوٰۃ میں دونوں آپس میں برابری کر لیں	۷۱۹	۲۳۲۴
باب ۔ بکریوں کو تقسیم کرنا	۷۲۰	۲۳۲۵

marfat.com
Marfat.com

تفسیر خزائن العرفان

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

تفہیم البخاری

— حصہ چہارم —

بار اوّل : گیارہ سو (۱۱۰۰)

مطبع : عبدالحمید الجدہ پرنٹرز

$\frac{22}{S/R}$ حاطہ نزلرک چند اردو بازار۔ لاہور

ناشر : صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ

کتابت : حکیم محمود الحسن خان خوشنویس

محلہ اسلام پورہ منڈی فاروق آباد

ضلع شیخوپورہ

ہدیہ 135/

marfat.com

Marfat.com

۲۳۲۹ ـــــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ ابْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ شَقِيْصًا مِنْ مَمْلُوْكِهٖ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهٗ فِیْ مَالِهٖ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِيْمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِیَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ۔

۲۳۲۹ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے مملوک کا کچھ حصہ آزاد کر دیا اس پر لازم ہے کہ اپنے مال سے اس کو پورا آزاد کرے اور اگر اس کے پاس مال نہیں تو مملوک کی منصفانہ قیمت کی جائے پھر اس سے اس حال میں مزدوری کرائی جائے کہ اس کو تکلیف نہ ہو۔

۲۳۲۸ - ۲۳۲۹ ـــــ شرح : مشترک سامان وغیرہ کی منصفانہ قیمت لگانے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ قیمت لگانے کے بغیر مشترک مال تقسیم کر لیا جائے اگر رضامندی سے ہو تو اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قیمت لگانے کے بغیر مشترک غلام کو تقسیم کرنا جائز نہیں انھوں نے مذکور دونوں حدیثوں سے استدلال کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشترک غلام کو آزاد کرنے کے لئے اس کی قیمت لگا کر فروخت کرنے کو جائز کیا ہے لہذا تقسیم کرنے میں بھی اس کی قیمت لگانا ضروری ہے۔ امام مالک، ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا شرکاء کی باہم رضامندی سے قیمت لگانے کے بغیر مشترک مال کی تقسیم جائز ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی غنیمت کا مال تقسیم فرمایا جبکہ ان میں سے اکثر قیدی اور جانور تھے اور غلاموں اور دوسرے حیوانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ حالانکہ ان کی قیمت لگانے کا کہیں ذکر نہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ کہنا بجا ہوگا کہ آپ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک غلام کے ہمراہ کوئی دوسری شئی نہ ہو اس کی تقسیم درست نہیں کیونکہ باطنی امور جیسے ذہین ہونا، دانا ہونا، امانت دار ہونا، فروست و کتابت میں مہارت حاصل کرنا وغیرہ وغیرہ یہ ایسے امور ہیں جن کے باعث آدمیوں میں بہت زیادہ تفاوت پایا جاتا ہے۔ لہذا جب تک آدمی کے ساتھ کوئی اور شئی نہ ہو منصفانہ قیمت لگانا بڑا مشکل ہے۔ اس طرح شرکاء کی رضامندی کے بغیر تقسیم ہو سکتی ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ غلام کو بالتبع کیا جائے جیسے پانی کا حصہ اور راستہ وغیرہ بالتبع بیچا جاتا ہے۔ امام ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا غلام کو جبراً تقسیم کیا جائے امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم بھی یہی کہتے ہیں کیونکہ یہ جنس واحد ہے۔ تفاوت صرف قیمت میں ہے اور یہ تفاوت صحتِ تقسیم کو مانع نہیں ہے جیسے اونٹ، گائے اور بکریاں تقسیم کر لی جاتی ہیں۔ لیکن امام ابوحنیفہ اس کا جواب یہ ذکر کرتے ہیں کہ حیوانات میں ایک جنس ہونے کے باعث تفاوت کم ہوتا ہے چنانچہ مذکر و مؤنث ہونا انسانوں میں دو جنسیں ہیں اور حیوانات میں صرف ایک جنس ہے۔ اسی لئے اگر کسی شخص کو اس شرط پر خریدا کہ وہ غلام ہے جب اس کو دیکھا تو وہ لونڈی تھی تو عقد

marfat.com
Marfat.com

باب ــــ کیا تقسیم کرنے اور حصّہ لینے میں قُرعہ اندازی کی جائے؟

۲۳۳۰ ترجمہ : عامر کہتے ہیں میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ آپ نے فرمایا اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور ان میں واقع ہونے والے کی مثال ان لوگوں سی ہے جنہوں نے کشتی میں قرعہ اندازی کی تو ان میں سے بعض نے اُوپر حصّہ اور بعض نے نیچے والا حصّہ پایا۔ تو جو لوگ اس کے نچلے حصّہ میں تھے وہ جب پانی پینا چاہتے تو ان کو بالائی حصّہ والوں سے گزرتا پڑتا اُنھوں نے کہا اگر ہم اپنے نچلے حصّہ میں ہی سوراخ کرلیں اور اُوپر والوں کو تکلیف نہ دیں تو آسانی رہے گی تو اگر اُوپر والے ان کو چھوڑے رکھیں اور جو ان کا ارادہ بنے وہ کرنے دیں تو سب ہلاک ہوجائیں گے اور اگر ان کے ہاتھ پکڑ لیں تو وہ نجات پائیں گے اور سب لوگ نجات پائیں گے۔

۲۳۳۰ شرح : یہاں استہام کا معنی اَخْذُ السَّہم ہے یعنی حصّہ لینا اور "فِیْہِ" میں ضمیر کا مرجع قسمۃ بمعنی قسم ہے۔ لہٰذا یہ سوال نہ کیا جائے کہ "اِستِہام" کا معنی اِقْتِراع ہے تو باب کا عنوان یہ ہُوا هَلْ يُقْرَعُ فِي الاِقْتِرَاعِ ،، یہ بے معنی عبارت ہے۔ اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ استہام کا معنیٰ اخذ السہم ہے قرعہ اندازی نہیں ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ کے حدود قائم رکھے جائیں تو سب کی نجات ہوگی ورنہ گنہگار تو گناہ کے باعث ہلاک ہوجائیں گے اور دُوسرے لوگ اس لئے ہلاک ہوں گے کہ اُنھوں نے منع نہیں کیا۔ معلوم ہُوا کہ بعض لوگوں کے گناہوں کے باعث عوام کو عذاب ہوگا جبکہ عوام ان کو گناہ سے منع نہ کریں اور ہمسایہ کی اذیّت پر صبر کرنا اچھی بات ہے۔ ابن مُنذر نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ اُنھوں نے قرعہ اندازی کو جائز کہا ہے۔ قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ جائز نہ ہو لیکن ان آثار اور روایات کے سبب قیاس کو ترک کیا گیا ہے۔ چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کو جاتے تو اپنی بیویوں میں سے کسی کو ساتھ لے جانے کے لئے ان میں قرعہ اندازی فرماتے جن کا نام قرعہ میں نکلتا ان کو ساتھ لے جاتے۔ اس طرح کثیر احادیث سے قرعہ کا ثبوت ملتا ہے اور جس قرعہ اندازی کو اہلِ کوفہ جائز نہیں کہتے وہ یہ ہے کہ قرعہ اندازی کرنے والوں میں سے ہر ایک خاص جگہ کو اختیار کرلے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مثال بیان کرنا اور قرعہ اندازی جائز ہیں۔ کیونکہ جہاز میں قرعہ اندازی کرنے والوں کی آپ نے مذمت نہیں کی۔ جہاز کی مناسبت سے کسی مکان اور اس کے بالاخانہ کی وضاحت ضروری ہے۔ وہ یہ کہ احناف کے مذہب کے مطابق جب نچلا مکان گر جائے تو اس پر بالاخانہ کے مالک کو کہا جائے کہ اگر تو چاہتا ہے تو نچلا مکان تعمیر کرے حتیٰ کہ جب تیرے بالاخانہ تک مکان تیار ہوجائے تو اس پر اپنا بالاخانہ تعمیر کرلے اور نچلے مکان والا جب تک تعمیر پر مصارف ادا نہ کرے اس کو مکان میں سکونت کرنے کی اجازت نہیں اور بالاخانہ والا شخص نچلا مکان تیار کرنے کے بعد اس میں رہنے والے سے پُورا خرچہ لے اگرچہ وہ یہ کہے کہ مجھے اس میں رہائش کی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ ورسُولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الشِرْكَةِ فِي الْاَرْضِيْنَ وَغَيْرِهَا

۲۳۳۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامٌ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّمَا جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِیْ كُلِّ مَا لَمْ یُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

اس یتیم عورت کے متعلق نازل ہوئی جو اپنے ولی کی پرورش میں ہوتی اور اس کے مال میں شریک ہوتی اور اس (ولی) کو اس کا مال اور حسن وجمال خوش کرتا تو وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا مگر اس کے مہر میں انصاف نہ کرتا کہ اس کو اس قدر مہر دے جو دُوسرے لوگ مہر دیتے ہیں تو لوگوں کو ان سے نکاح کرنے سے روک دیا گیا مگر یہ کہ ان کے لئے انصاف کریں (ان کو پُورا مہر دیں جتنا دُوسرے لوگ مہر دیتے ہیں) اور ان کے حال کے مطابق ان کو مہر دیں اور ان کو حکم دیا گیا کہ ان کے سوا جو عورتیں ان کو اچھی لگیں ان سے نکاح کرلیں۔ عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر لوگوں نے اس آیت کریمہ کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ "لوگ عورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں ..... اور تم ان سے نکاح کی رغبت کرتے ہو،، اور جو اللہ نے ذکر کیا ،، اَنَّهٗ یُتْلٰی عَلَیْكُمْ فِی الْكِتَابِ ،، سے مراد پہلی آیت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتامیٰ کے متعلق انصاف نہ کرسکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے قول" وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ ،، سے مراد وہ یتیم لڑکی ہے جو ولی کی پرورش میں ہو جبکہ اس کا مال تھوڑا ہو اور وہ خوبصورت بھی نہ ہو تو اس کے یتیم ہونے کے سبب اس سے تم میں سے کوئی اعراض کرتا ہے تو ان کو ان یتیم عورتوں سے بے رغبتی کی وجہ سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا جن کے مال اور خوبصورتی میں وہ رغبت کریں مگر یہ کہ انصاف کریں (ان کو مہر پُورا دیں)۔ ۲۳۳۱ ـــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یتیم کے مال کے ساتھ مال ملانا جائز نہیں جب تک کہ یتیم اس میں رغبت نہ کرے اور اس میں اس کی مصلحت ہو،، اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جب کسی شخص کی تربیت میں کوئی یتیم لڑکی ہوتی اور وہ اس کی پرورش کرتا اور اس کے لئے اس سے نکاح کرنا جائز ہوتا تو اگر وہ خوبصورت ہوتی اور اس کے پاس مال ودولت ہوتی تو وہ اس سے نکاح کرلیتا مگر اس کو مہر دینے میں انصاف نہ کرتا یعنی جتنا مہر عورتوں کا ہوتا ہے اتنا مہر نہ دیتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اگر ان سے نکاح کرے تو پُورا مہر دے ورنہ ان کے سوا جس سے چاہے نکاح کرلے اور اگر یتیم عورت خوبصورت نہ ہوتی تو اس میں نکاح کی رغبت نہ کرتا اور اس کو کسی سے نکاح بھی نہ کرنے دیتا تاکہ کوئی اس کے مال میں شریک نہ ہو جو ولی اور یتیم عورت کے درمیان مشترک ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ولی کو ایسا کرنے سے منع کردیا اور جاہلیت کے طریق کار کو مسترد کردیا۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

باب زمین وغیرہ میں شرکت کرنا

۲۳۳۲ ـــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ صرف

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مُشَارَكَةِ الذِّمِّيِّ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِي الْمُزَارَعَةِ

٢٣٣٥ــــ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ اَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا۔

اُنھوں نے کہا میں نے اور میرے شریک نے ایک شئ دست بدست اور ادھار خریدی اور ہمارے پاس براء بن عازب آئے تو ہم نے ان سے دریافت کیا اُنھوں نے کہا میں اور میرے شریک زید بن ارقم نے بیع صرف کی اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا جو نقد ہو لے لو اور جو ادھار ہو چھوڑ دو۔

شرح ٢٣٣٤ــــ : سونے اور چاندی میں اشتراک جائز ہے جبکہ ہر شریک کی طرف سے چاندی یا سونا ہو لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مال کو ملالیں حتی کہ ان کا امتیاز نہ رہے۔ پھر دونوں اس میں شرکت کریں اور ان میں سے ہر ایک دُوسرے کے قائم مقام ہوگا یہ شرکت بلا خلاف صحیح ہے۔ لیکن اختلاف اس میں ہے کہ جب ایک طرف سے دینار اور دُوسری طرف سے درہم ہوں یہ امام مالک، علماء کوفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک جائز نہیں۔ کیونکہ یہ بیع صرف اور شرکت ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس طرح جائز ہے کہ ان میں سے ایک کے درہم اور دُوسرے کے دینار ہوں اور وہ ان کو ملالیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنا نصف حصہ اپنے شریک کے نصف حصہ کے بدل فروخت کر دیتا ہے۔ حدیث ١٩٣٢ کی شرح دیکھیں۔

باب ذِمّی اور مُشرکوں کا مزارعت میں شرکت کرنا

ترجمہ ٢٣٣٥ــــ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خیبر کی زمین اس شرط پہ دی کہ وہ کام کریں اور کھیتی باڑی کریں اور اس میں سے جو کچھ پیداوار ہوگی ان کو اس کا نصف ملے گا"

شرح ٢٣٣٥ــــ : مشرکین سے مراد وہ کافر ہیں جو دارالاسلام میں امن لے کر رہتے ہوں۔ وہ اہلِ ذمہ کی مثل ہیں اور مُشرک حربی اور مُسلمان کے درمیان شرکت نہیں ہوسکتی۔ مسلمان اور ذِمّی کے درمیان شرکت جائز ہے کیونکہ یہ دراصل اجارہ ہے اور ذمّی کو اُجرت پر رکھنا جائز ہے۔ مزارعت کے علاوہ مسلمان اور ذِمّی میں مشارکت امام مالک کے مذہب میں جائز نہیں البتہ اگر مسلمان کی موجودگی میں ذِمّی تصرُّف کرے یا خرید و فروخت خود مسلمان کرے تو جائز ہے کیونکہ ذِمّی کبھی شراب میں تجارت کر لیتا ہے یا سُودی کاروبار

marfat.com
Marfat.com

وغیرہ وَیُذْکَرُ اَنَّ رَجُلًا سَاوَمَ شَیْئًا فَعَمَزَہٗ آخَرُ فَرَاٰی عُمَرُ اَنَّ لَہٗ شَرِکَۃً۔

۲۳۳۷ــــ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ ابْنُ الْفَرَجِ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدٌ عَنْ زُھْرَۃَ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّہٖ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ ھِشَامٍ وَکَانَ قَدْ اَدْرَکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذَھَبَتْ بِہٖ اُمُّہٗ زَیْنَبُ بِنْتُ حُمَیْدٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَایِعْہُ فَقَالَ ھُوَ صَغِیْرٌ فَمَسَحَ رَأْسَہٗ وَدَعَالَہٗ وَعَنْ زُھْرَۃَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّہٗ کَانَ یَخْرُجُ بِہٖ جَدُّہٗ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ ھِشَامٍ اِلَی السُّوْقِ فَیَشْتَرِیْ الطَّعَامَ فَیَلْقَاہُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَیْرِ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ اَشْرِکْنَا فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَالَکَ بِالْبَرَکَۃِ فَیُشْرِکُھُمْ فَرُبَّمَا اَصَابَ الرَّاحِلَۃَ کَمَا ھِیَ فَیَبْعَثُ بِھَا اِلَی الْمَنْزِلِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ اَشْرِکْنِیْ فَاِذَا سَکَتَ فَیَکُوْنُ شَرِیْکَہٗ بِالنِّصْفِ۔

۲۳۳۷ــــ ترجمہ : عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے اُن کو ان کی والدہ زینب بنت حُمَید جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی اور عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا یہ چھوٹا ہے اور اس کے سَر کو مسلح کیا اور اس کے لئے دُعا فرمائی۔ زہر بن معبد (عبداللہ بن ہشام کا پوتا) کا بیان ہے کہ ان کا دادا عبداللہ بن ہشام اس کو بازار میں لے جاتا اور طعام خرید کرتا تو اس کو حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم ملتے اور کہتے ہمیں بھی ساتھ شریک کر لو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے برکت کی دُعا فرمائی ہے۔ تو وہ ان دونوں کو اپنے ساتھ شریک کر لیتے اور اکثر اوقات ایک اونٹ فلّہ نفع پاتے اور اس کو گھر بھیج دیتے!

۲۳۳۷ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹے بچّہ کے سر کو مسح کرنا جائز ہے اور نابالغ کو بیعت نہیں کیا جاتا۔ داؤدی نے کہا مراہق جو جنگ لڑ سکتا ہو کو بیعت کرنا جائز ہے اور طلبِ معاش کے لئے بازار میں جانا جائز ہے۔ اور بزرگانِ دین سے برکت کی دُعا کرانا جائز ہے۔ نیز اس حدیث میں ان جاہل صوفیوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ حلال روزی کی فراوانی بھی مذموم ہے۔ عقلمند بچہ صحابی ہو سکتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے بچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاتی تھیں تاکہ آپ ان کے لئے برکت کی دُعا کریں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً شرکت مناصفت کے لئے ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

وَاِذَا اَشْرَكَ الرَّجُلُ رَجُلًا فِی هَدْیِهٖ بَعْدَ مَا اَهْدٰی

۲۳۴۰ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ اَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ صُبْحَ رَابِعَةٍ مِّنْ ذِی الْحِجَّةِ مُهِلِّیْنَ بِالْحَجِّ لَا یَخْلِطُهُمْ شَیْءٌ فَلَمَّا قَدِمْنَا اَمَرَنَا فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً وَاَنْ نَحِلَّ اِلٰی نِسَآءِنَا فَفَشَتْ فِیْ ذٰلِكَ الْقَالَةُ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَیَرُوْحُ اَحَدُنَا اِلٰی مِنًی وَذَكَرُهٗ یَقْطُرُ مَنِیًّا فَقَالَ جَابِرٌ بِكَفِّهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ خَطِیْبًا فَقَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ اَقْوَامًا یَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهِ لَاَنَا اَبَرُّ وَاَتْقٰی لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُمْ وَلَوْ اَنِّیْ اِسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَیْتُ وَلَوْلَا اَنَّ مَعِیَ الْهَدْیَ لَاَحْلَلْتُ فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هِیَ لَنَا اَوْ لِلْاَبَدِ فَقَالَ لَا بَلْ لِلْاَبَدِ قَالَ وَجَآءَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ اَحَدُهُمَا یَقُوْلُ لَبَّیْكَ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْاٰخَرُ لَبَّیْكَ بِحَجَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّقِیْمَ عَلٰی اِحْرَامِهٖ وَاَشْرَكَهٗ فِی الْهَدْیِ۔

اور جب کوئی شخص قربانی کا جانور بھیجنے کے بعد اس میں کسی کو شریک کرے

۲۳۴۰ — ترجمہ: عطاء نے جابر سے اور طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کی چار تاریخ کو مکہ تشریف لے گئے جبکہ لوگوں نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا اور کسی شئی (عمرہ) کا احرام نہ باندھا تھا جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو ہم کو حکم دیا کہ ہم اس کو عمرہ بنا دیں تو ہم نے اس کو عمرہ بنا دیا اور یہ کہ اپنی بیویوں سے جماع کریں۔ یہ کلام لوگوں میں مشہور ہو گیا۔ عطاء نے کہا کہ جابر نے بیان کیا ہم میں سے کوئی منیٰ کو جاتا اور اس کے آلۂ تناسل سے منی کے قطرے گرتے تھے (تازہ جماع کیا ہوتا تھا) جابر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ بخدا! میں سب سے زیادہ نیک ہوں اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ اگر میں اپنے امر کی طرف پہلے متوجہ ہوتا جو بعد میں متوجہ ہوا تو میں قربانی کا جانور

marfat.com
Marfat.com

الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَاَصَبْنَا غَنَمًا اَوْ اِبِلًا فَعَجِلَ الْقَوْمُ فَاَغْلَوْا بِهَا الْقُدُوْرَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِهَا فَاُكْفِئَتْ ثُمَّ عَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِجَزُوْرٍ ثُمَّ اِنَّ بَعِيْرًا نَدَّ وَلَيْسَ فِى الْقَوْمِ اِلَّا خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بِسَهْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا قَالَ قَالَ جَدِّىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَرْجُوْ اَوْ نَخَافُ اَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ اَعْجِلْ اَوْ اَرِنْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْا لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ ۔

۲۳۴۱ ـــــ ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہامہ کے علاقہ ذُوالْحُلَیْفَہ میں تھے۔ ہم نے بکریاں اور اُونٹ غنیمت پائی اور لوگوں نے جلدی کی اور ان کا گوشت ہانڈیوں میں پکایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہانڈیوں کے اُلٹ دینے کا حکم دیا تو ان کو الٹ دیا گیا پھر آپ نے ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں کیں پھر ایک اُونٹ بھاگ گیا اور لوگوں کے پاس گھوڑے بہت تھوڑے تھے تو ایک آدمی نے اس کو تیر مارا اور اس کو تیر کے ساتھ روک لیا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان جانوروں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح وحشی ہو جاتے ہیں۔ جو ان میں سے تم پر غالب آجائے اس کے ساتھ اس طرح کرو۔ عبایہ نے کہا میرے دادا رافع نے کہا یا رسُول اللہ! "صلی اللہ علیہ وسلم"! ہمیں ڈر ہے کہ کل دشمن سے سامنا ہوگا اور ہمارے پاس کوئی چھری نہیں (جس سے جانور ذبح کریں) کیا ہم بانسوں سے ذبح کرلیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی کرو جو شئ خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو کھالو۔ دانت اور ناخن نہ ہو میں تمہیں اس کی خبر دیتا ہوں دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے!

۲۳۴۱ ـــــ شرح : قولہ اَرِنْ ،، ہمزہ مفتوح راء مکسور اور نون ساکن ہے اور راء اور نون پر کسرہ بھی پڑھا گیا ہے اور نون کے مکسور ہونے کے باعث اس کے بعد یاء بطور اشباع زیادہ کی جاتی ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اَرِنْ ،، اعجل کے وزن پر ہے اور اسی کے معنی میں ہے اس کی ماضی ارن اور مضارع یارن ہے۔ یعنی اس کو جلدی ذبح کر کہیں وہ مر نہ جائے۔ کیونکہ جب لوہے کے بغیر ذبح کیا جائے تو ذبح کرنے والے کو ہاتھ ہلکا رکھنا پڑتا ہے اور وہ جلدی سے کام لیتا ہے۔ اَدِنْ ،، اَطِعْ کے وزن پر بھی پڑھا گیا ہے یعنی اس کو ذبح سے ہلاک کردو چنانچہ کہا جاتا ہے رَانَ الْقَوْمُ ،، جب ان کے مویشی ہلاک ہوگئے۔ علامہ تورپشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ جلدی اور طلبِ خفت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس حدیث کی پوری شرح حدیث ۲۳۲۵ کے تحت دیکھیں!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ رَهَنَ دِرْعَهُ

۲۳۴۳ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ اِبْرَاهِيْمَ الرَّهْنَ وَالْقَبِيْلَ فِي السَّلَمِ فَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ ثَنَا الْاَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا اِلٰى اَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ۔

۲۳۴۲ ـــــ شرح : قرض واپس لینے کے لئے اس کی توثیق کے لئے مقروض کا مال روکنے کو رہن کہتے ہیں ۔ رہن ، حضر اور سفر میں جائز ہے اور قرآن کریم میں سفر کا ذکر اتفاقی ہے۔ کیونکہ سفر میں غالبًا کاتب نہیں ملتا اور بعض اوقات سفر میں کاتب بھی مل جاتا ہے اور رہن بھی کی جاتی ہے ۔ دراصل رہن قرضہ کے حصول کی توثیق ہوتی ہے جیسے کفیل یا ضامن لیا جاتا ہے۔ اس کی سفر میں خصوصیت نہیں لہٰذا حضر و سفر دونوں میں رہن کر سکتے ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمام فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضر اور سفر میں رہن جائز ہے۔ البتہ مجاہد حضر میں منع کرتے ہیں چنانچہ طبری نے نقل کیا ہے کہ مجاہد اور ضحاک کہتے ہیں کہ سفر میں جبکہ کاتب نہ ملے تو رہن کرنا جائز ہے حضر میں جائز نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں سے معاملہ کرنا بیان جواز کے لئے تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے جن کے متعلق یہ گمان ہو کہ ان کا اکثر مال حرام کا مال ہے ۔ جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ جو مال اس کے ہاتھ لگا ہے وہ حرام مال ہے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں قطعًا رغبت نہ تھی اور آپ دنیاء کی اشیاء سے بے نیاز تھے ۔ حدیث ۱۹۲۰ کی شرح دیکھیں۔

باب ـــ جس نے اپنی زرہ رہن رکھی

۲۳۴۳ ـــــ ترجمہ : اعمش نے بیان کیا کہ ہم نے ابراہیم نخعی کے پاس قرض یا بیع سلم میں رہن اور کفیل کا ذکر کیا ۔ تو ابراہیم نے کہا ہم سے اسود نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ مدت تک طعام خریدا اور اس کے پاس اپنی زرہ رہن رکھ دی۔

۲۳۴۳ ـــــ شرح : حضرت ابراہیم نخعی نے حدیث سے یہ استدلال کیا کہ رہن جب قیمت میں جائز ہے تو قیمت والی شئ میں بھی جائز ہے ۔ اور وہ "مسلم" ہے ۔ چونکہ رہن صرف قرض کے حصول کی توثیق کے لئے ہوتی ہے جیسے ضامن لیا جاتا ہے۔ اس لئے سفر اور حضر دونوں میں رہن جائز ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں یہودی کے پاس زرہ رہن رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ رہن حضر میں جائز ہے۔ مذکور حدیث کی شرح میں اس کی تفصیل گزری ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

بھاگ کر مکہ مکرمہ چلا گیا اور مطلب بن ابی وداعہ سہمی کے پاس رہنے لگا مطلب نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ کعب بن اشرف نے اس کے پاس واویلا کرنا شروع کیا اور بدر میں قتل ہونے والوں پر نوحہ کرنے لگا اور لوگوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکانے لگا اور آپ کی ہجو میں اشعار بکنے شروع کئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کعب بن اشرف کو قتل کر دیا جائے اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "میں اس کو قتل کروں گا۔

اس کے قتل کی دو صورتیں ہیں ایک تو بخاری اور مسلم کے متن میں مذکور ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرنے کے بعد اپنے گھر چلے گئے اور کھانا پینا چھوڑ دیا اس طرح تین دن گزر گئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا تم نے کھانا پینا کیوں ترک کر دیا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا میں نے ایسا کلام کیا ہے معلوم نہیں وہ پورا کر سکوں گا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کوشش کرو عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وہاں کوئی بات کہنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا تم جو چاہو کہو اس پر کسی قسم کی گرفت نہ ہوگی، چنانچہ محمد بن مسلمہ، سلکان بن سلامہ ابو نائلہ اشہلی جو کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی بھی تھا، عباد بن بشر، ابو عبس بن جبر اور حارث بن اوس تیار ہو کر کعب بن اشرف کی طرف چل دیئے۔ یہ حضرات تو ایک جگہ علیحدہ بیٹھے رہے اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب کے پاس جا کر باتیں کرنا شروع کر دیں اور باہم شعر پڑھتے رہے۔ پھر محمد بن مسلمہ نے کہا اے کعب میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تیرے ساتھ ایک راز کی بات کروں کسی سے یہ ذکر نہ کرنا اس نے کہا کہو کیا بات ہے محمد بن مسلمہ نے کہا ہم کو اس شخص سے بہت تکلیف پہنچی ہے۔ سارا عرب ہمارا دشمن ہو گیا ہے اور وہ بیک کمان ہمیں تیر مارتے ہیں ہماری روزی کے ذرائع منقطع ہو گئے ہیں بال بچہ بھوکا مرنے لگا ہے۔ ہم تو سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں کعب بن اشرف نے کہا میں نے تو پہلے ہی تمہیں خبردار کیا تھا کہ تمہارا یہ حال ہو جائے گا۔ سلکان ابو نائلہ نے کہا ہماری یہ خواہش ہے کہ تو ہمارے پاس غلہ فروخت کرے ہم تیرے پاس کچھ رہن رکھ دیتے ہیں کعب نے کہا کیا رہن کرو گے؟ کیا اپنے بیٹے رہن کر دو گے؟ سلکان نے کہا کیا تو ہم کو عربوں میں ذلیل و خوار کرنا چاہتا ہے۔ میرے ساتھ اور لوگ بھی ہیں ان کی بھی یہی رائے ہے میں ان کو تیرے پاس لے آتا ہوں ان سے خود سودا کر لے ہم اچھا معاملہ کریں گے اور تیرے پاس ہتھیار رہن رکھ دیں گے یہ کہہ کر ابو نائلہ لوٹ گئے اور اپنے ساتھیوں سے گفتگو کی وہ ہتھیار لے کر باہر نکلے ان کے ساتھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع تک باہر تشریف لائے اور ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کو الوداع کہتے ہوئے فرمایا اللہ کے نام اور اس کی برکت سے جاؤ رات چاندنی تھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے اور وہ کعب بن اشرف کے قلعہ کی طرف چلے گئے۔ کعب بن اشرف نے نئی شادی کر رکھی تھی جب ابو نائلہ نے آواز دی تو وہ بستر سے اچھلا تو اس کی بیوی نے اسے پکڑ لیا اور کہا اس وقت کہاں جاتے ہو اس نے کہا ابو نائلہ نے آواز دی ہے اگر اس نے مجھے سویا ہوا پایا تو بیدار کر دے گا وہ میرا بھائی ہے وہ کہنے لگی بخدا! اس کی آواز خطرہ سے باہر نہیں اس سے خون کے قطرے ٹپکتے ہیں لیکن کعب نے بیوی کی ایک نہ سنی اور نیچے اتر آیا اور کچھ وقت ان سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الرَّهْنِ مَرْكُوْبٌ وَّمَحْلُوْبٌ وَقَالَ الْمُغِيْرَةُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ تُرْكَبُ الضَّآلَّةُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا وَتُحْلَبُ بِقَدْرِ عَلَفِهَا وَالرَّهْنُ مِثْلُهُ۔

۲۳۴۵ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ وَيُشْرَبُ لَبَنُ الدَّرِّ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا۔

۲۳۴۶ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَّعَلَى الَّذِيْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ۔

باب مرہون جانور پر سواری کی جائے اور اس کا دودھ دوہا جائے؟

مغیرہ نے ابراہیم نخعیؒ سے روائت کی کہ گمشدہ جانور کے چارہ کے مطابق اس پر سواری کی جائے اور اس کے چارہ کے مطابق اس کا دودھ دوہا جائے۔ رہن گمشدہ جانور کی طرح ہے

۲۳۴۵ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا مرہون جانور پر اس کے خرچ کے عوض سواری کی جائے اور جب وہ مرہون ہو تو اس کا دودھ پیا جائے۔

۲۳۴۶ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرہون جانور پر اس کے خرچ کے عوض سواری کی جائے اور اس کا دودھ دوہا جائے جبکہ وہ مرہون ہو اور اس شخص پر اس کا خرچہ ہے جو اس پر سواری کرے اور اس کا دودھ پیئے۔

۲۳۴۵ - ۲۳۴۶ ـــــ شرح : اس حدیث سے امام شافعی اور ابراہیم نخعیؒ رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ راہن مرہون جانور پر خرچ کرنے کے عوض

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ وَنَحْوُهُ فَالْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ

۲۳۴۸ حَدَّثَنَا خَلَّادُ ابْنُ يَحْيٰى ثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ اِلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ فَكَتَبَ اِلَيَّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ۔

۲۳۴۷ —— ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اس کے پاس اپنی زرہ رہن رکھ دی۔

۲۳۴۷ —— شرح : اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ غیر مسلموں سے معاملات کرنے جائز ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم عظیم زاہد اور عظیم متواضع تھے۔ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں پاس ہوتے ہوئے بھوکے وقت گزارتے تھے اور بسا اوقات رہن رکھ کر قرض حاصل کرتے تھے۔ بعض صحابہ کرام مال دار بھی تھے لیکن ان سے یہ معاملہ نہ کیا کیونکہ یہ ڈر تھا کہ وہ آپ سے غلہ کی قیمت نہیں لیں گے یا اس وقت ان کے پاس زائد غلہ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جب راہن اور مُرتہن یا کوئی اور لوگ اختلاف کریں تو مدّعی پر گواہ پیش کرنا اور مدعیٰ علیہ پر قسم واجب ہے"

۲۳۴۸ —— ترجمہ : ابن ابی مُلَیکہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھا تو اُنھوں نے مجھے جواب لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ قسم مدعیٰ علیہ پر واجب ہے۔

۲۳۴۸ —— شرح : یعنی مثال کے طور پر اگر راہن اور مرتہن قرضہ کی مقدار میں اختلاف کریں اور مرہون موجود ہو۔ راہن کہے میں نے ایک سَو روپیہ کے عوض رہن رکھا ہے۔ اور مرتہن کہے میں نے دوسَو روپیہ کے عوض لیا ہے۔ تو حضرات ائمہ کرام امام ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہ کے نزدیک قول راہن کا معتبر ہے اور وہ قسم کھائے گا کیونکہ وہ زیادتی کا منکر ہے اور قول منکر کا معتبر اور وہ قسم کھائے گا کیونکہ وہ زیادتی کا منکر ہے اور قول منکر کا معتبر ہے۔ مرتہن پر بیّنہ واجب ہے کیونکہ وہ مدعی

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْعِتْقِ

بَابٌ فِي الْعِتْقِ وَفَضْلِهِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ

۲۳۵۰ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنِيْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ مَرْجَانَةَ صَاحِبُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ قَالَ لِيْ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ اَعْتَقَ اِمْرَءً مُسْلِمًا اِسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ مَرْجَانَةَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَعَمَدَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ اِلٰى عَبْدٍ لَّهٗ قَدْ اَعْطَاهُ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشَرَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ اَوْ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَاَعْتَقَهٗ۔

تصدیق نازل فرمائی پھر یہ آیت کریمہ پڑھی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا.... وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (حدیث ۲۲۰۳ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْعِتْقِ

ـــــ باب ـــــ غلام آزاد کرنا اور اس کی فضیلت میں روایات

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! غلام آزاد کرنا یا بھوک کے دن کسی رشتہ دار یتیم کو کھانا کھلانا،،

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهٖ قُلْتُ فَاَيُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَعْلَاهَا ثَمَنًا وَّاَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِيْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰى نَفْسِكَ۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعَتَاقَةِ فِي الْكُسُوْفِ وَالْاٰيَاتِ

۲۳۵۲ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ مَسْعُوْدٍ ثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ تَابَعَهٗ عَلِيٌّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنْ هِشَامٍ۔

۲۳۵۳ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ ثَنَا عُثْمَانُ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ كُنَّا نُؤْمَرُ عِنْدَ الْكُسُوْفِ بِالْعَتَاقَةِ۔

اعمال سے افضل تھا۔ اخرق ،، کا معنی ہے جو ہنر مند نہ ہو۔ ابن بطال نے کہا اس کا معنی فقیر ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ شر کا ترک کرنا بہتر اور مُوجبِ ثواب ہے۔ اور مومن کا اقل مرتبہ یہ ہے کہ شر سے رُکا رہے۔ ایک عمدہ غلام سے دو غیر عمدہ غلام آزاد کرنے بہتر ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ کیا وجہ ہے کہ دو کمزور بکریوں سے ایک موٹی تازی بکری کی قربانی بہتر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قربانی میں گوشت مقصود ہوتا ہے۔ اور موٹے تازے جانور کا گوشت لاغر جانوروں کے گوشت سے بہتر ہوتا ہے اور غلام آزاد کرنے میں مقصود یہ ہوتا ہے کہ انسان کو غلامی سے چھڑایا جائے اور زیادہ لوگوں کو غلامی سے نجات دلانا بہتر ہوتا ہے۔

باب ـــ سُورج گرہن اور دُوسری نشانیوں کے وقت غلام آزاد کرنا مستحب ہے،،

۲۳۵۲ ـــ ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سُورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔ علی نے داؤدی کا ہشام سے روائت کرنے میں موسیٰ بن مسعود کی متابعت کی۔

۲۳۵۳ ـــ شرح : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم کو سُورج گرہن کے وقت غلام

marfat.com
Marfat.com

۲۳۵۶ــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهٗ فِيْ مَمْلُوْكٍ فَعَلَيْهِ عِتْقُهٗ كُلِّهٖ إِنْ كَانَ لَهٗ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهٗ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ يُقَوَّمُ عَلَيْهِ قِيْمَةَ عَدْلٍ عَلَى الْمُعْتِقِ فَاُعْتِقَ مِنْهُ مَا اُعْتِقَ ۔

۲۳۵۷ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اخْتَصَرَهٗ ح وَثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ نَصِيْبًا لَهٗ فِيْ مَمْلُوْكٍ اَوْ شِرْكًا لَهٗ فِيْ عَبْدٍ وَكَانَ لَهٗ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ قِيْمَتَهٗ بِقِيْمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيْقٌ قَالَ نَافِعٌ وَاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ قَالَ اَيُّوْبُ لَا اَدْرِيْ اَشَيْءٌ قَالَهٗ نَافِعٌ اَوْ شَيْءٌ فِي الْحَدِيْثِ ۔

اور اس کے پاس اتنا مال ہے جو غلام کی کل قیمت کو پہنچتا ہو تو غلام عادلانہ قیمت کی جائے گی اور وہ اپنے شریکوں کو ان کے حصے دے گا اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا ورنہ جتنا آزاد ہوا اتنا ہی آزاد رہے گا۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

۲۳۵۶ ــــ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مشترک غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اگر اس کے پاس مال ہے جو غلام کی قیمت کو پہنچے تو وہ سارا غلام آزاد کرے اور اگر اس کے پاس مال نہیں تو غلام کی عادلانہ قیمت کی جائے گی اور جتنا اُس نے آزاد کیا اتنا ہی آزاد ہوگا۔

۲۳۵۷ ــــ ترجمہ : بشر نے عبیداللہ سے اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے۔

نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مملوک میں اپنا حصہ یا غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے جو مملوک کی عادلانہ قیمت کو پہنچتا ہے تو وہ غلام آزاد ہو جائے گا نافع نے کہا اگر اس کے پاس مال نہیں تو وہ آزاد ہوگا۔ ایوب نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ نافع نے یہ اپنی طرف سے کہا ہے یا یہ حدیث میں مذکور ہے۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

۲۳۵۸ ــــ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مشترک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے جو غلام کی عادلانہ کل قیمت کو پہنچتا ہو۔ تو وہ غلام آزاد ہو جاتا ہے۔ نافع نے کہا ورنہ جو حصہ آزاد ہو گیا وہی آزاد ہوگا۔ ایوب نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ نافع نے اپنی طرف سے کہا ہے یا یہ حدیث میں مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا اَعْتَقَ نَصِيْبًا فِىْ عَبْدٍ وَّلَيْسَ لَهُ مَالٌ اُسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ عَلٰى نَحْوِ الْكِتَابَةِ

۲۳۶۰ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِىْ رَجَاءٍ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ قَتَادَةَ ثَنِى النَّضْرُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ شَقِيْصًا مِّنْ عَبْدٍ وَثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ نَصِيْبًا اَوْ شَقِيْصًا فِىْ مَمْلُوْكٍ فَخَلَاصُهُ عَلَيْهِ فِىْ مَالِهٖ اِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَاِلَّا قُوِّمَ عَلَيْهِ فَاسْتُسْعِيَ بِهٖ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ تَابَعَهُ حَجَّاجُ بْنُ حَجَّاجٍ وَاَبَانُ وَمُوْسٰى بْنُ خَلَفٍ عَنْ قَتَادَةَ اَخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ

باب ــــ اگر مشترک غلام میں اپنا حصّہ آزاد کر دیا حالانکہ اس کے پاس مال نہیں تو غلام سے اس حال میں محنت کرائی جائے کہ اس کو تکلیف میں نہ ڈالا جائے جس طرح مکاتبت میں کیا جاتا ہے،،

۲۳۶۰ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غلام میں اپنا حصّہ آزاد کر دیا تو اس کے مال سے اس کو پورا آزاد کرنا اس کے ذمّہ ہے اگر اس کے پاس مال ہے ورنہ غلام کی قیمت کی جائے گی اور اس سے اس حال میں محنت کرائی جائے گی کہ اس پر مشقت نہ ڈالی جائے۔ سعید کی حجاج بن حجاج، ابان اور موسیٰ بن خلف نے قتادہ سے روایت کرنے میں متابعت کی شعبہ نے اس کو مختصر ذکر کیا ہے۔

۲۳۶۰ــــ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اگر آزاد کرنے والا مال دار ہو تو اس کے شریک کے حصّہ کے متعلق کئی مذاہب ہیں۔ پہلا مذہب جمہور علماء کا ہے کہ اس کے آزاد کرنے سے غلام آزاد ہو جائے گا اور پورے غلام کی قیمت ادا کرنے کا وہ ذمّہ دار ہے اور پورے غلام کی ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے اور اس کا شریک اس سے صرف اپنے حصّہ کی قیمت کا مطالبہ

marfat.com
Marfat.com

۲۳۶۲ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِامْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ -

---

۲۳۶۲ ـــــ ترجمہ : علقمہ بن وقاص لیثی نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال نیّت کے ساتھ ہیں اور ہر شخص کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیّت کرے جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسُول کے لئے ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسُول کے لئے ہی ہوگی اور جس کی ہجرت دُنیا کے لئے ہے جس کی وہ خواہش کرتا ہے یا عورت کے لئے ہے جس سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اُس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی جس کی وہ نیّت کرے۔

۲۳۶۱ - ۲۳۶۲ شرح : اس امّت کی یہ خصوصیت ہے کہ ان کے قلوب پر آنے والے خطرات معاف ہیں جبکہ وہ مستقر نہ ہوں یعنی ان پر عمل نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کے ساتھ کلام کیا جائے جبکہ پہلی اُمتوں سے ان پر مواخذہ کیا جاتا تھا۔ حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ شروع اسلام میں خطراتِ قلوب پر مواخذہ کیا جاتا تھا پھر منسوخ ہوگیا اور اس امّت سے تخفیف کی گئی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ،، یعنی اللہ تعالیٰ ہر نفس کی طاقت کے مطابق اسے تکلیف دیتا ہے۔ بعض اہل علم نے کہا کہ یہ منسوخ نہیں صرف اس اُمت کی خصوصیت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ،، اگر یہ کہا جائے کہ جو شخص دل میں گناہ کا قصد کرے اگرچہ اس پر عمل نہ کرے۔ کیا اس پر مواخذہ ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ معصیت (گناہ) پر عزم کرنا اسی طرح قلب کے تمام اعمال حسد اور بری چیزوں کی اشاعت سے محبت وغیرہ پر عزم کرنے پر مواخذہ ہے جبکہ ان پر قلب کا استقرار ہو اور حدیث میں مذکور وہ خطرہ ہے جو مستقر نہ ہو اور اس کو ھَمّ کہا جاتا ہے۔ جبکہ ہَمّ اور عزم میں واضح فرق ہے۔ کیونکہ "ہم" وہ ہے جو دل میں آئے اور اس کا استقرار نہ ہو۔ اور "عزم" وہ ہے جو دل میں جم جائے اور مستقر ہو جائے۔ گناہ پر نفس اصرار اور عزم معصیت لکھی جاتی ہے اور جب اس پر عمل کرے گا تو دوسری معصیت لکھی جاتی ہے۔ اور اگر اللہ سے ڈر کر اسے ترک کردے تو نیکی لکھی جاتی ہے۔ اگرچہ لوگوں سے حیاء کر کے ترک کردے اور ہَمّ جو لکھا نہیں جاتا وہ قلب کے خطرات ہیں جو مستقر نہیں ہوتے اور نہ ہی ان پر عقد اور عزم ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث کے یہ الفاظ "مَالَمْ تَعْمَلْ" دلالت کرتے ہیں کہ جو شی دل میں آجائے وہ مستقر ہو یا نہ، اس پر مواخذہ نہیں حالانکہ ایسا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا محمل وہ شئی ہے جو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا قَالَ لِعَبْدِهٖ هُوَ لِلّٰهِ وَنَوَى الْعِتْقَ وَالْاِشْهَادِ فِی الْعِتْقِ

۲۳۶۳ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ

کے روزے بھی نیت کے محتاج نہیں۔ بشرطیکہ مسافر یا مریض نہ ہو۔ اور حدیث میں کچھ الفاظ مقدر ہیں وہ یہ کہ ثَوَابُ الْاَعْمَالِ بِالنِّيَّاتِ ،، کیونکہ اکثر اعمال ایسے ہیں جو شریعت میں نیت کے بغیر معتبر ہوتے ہیں اور صحت کی نفی سے ثواب کی نفی نہیں ہوتی لہٰذا ثواب کو مقدر ماننا سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ کیونکہ صحت کی نفی سے ثواب کی نفی ہو جاتی ہے۔ اور ثواب کی نفی سے صحت کی نفی نہیں ہوتی اور اس میں جواز اور صحت کی نسبت اضحا کم ہے۔ لہٰذا ثواب کو مقدر ماننا اچھا ہے۔ کیونکہ عدمِ نیت سے اصلِ عمل باطل نہیں ہوتا اور صحت کی تقدیر پر اس کی نفی سے عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جب عمل کے بطلان اور عدمِ بطلان میں شک واقع ہوا تو شک سے عمل باطل نہ ہوگا۔ نیز ،، لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوٰى ،، کی ثواب پر دلالت ہے۔ کیونکہ جو انسان کے لئے ہے وہ تو ثواب اور اجر ہے عمل تو انسان پر ہے۔ اس کے لئے نہیں لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔ علاوہ ازیں مذکور حدیث عام ہے اور اس سے بعض افعال مخصوص ہیں۔ چنانچہ قرض ادا کرنا، امانت واپس کرنا، اذان، تلاوت، اذکار و اوراد، راستہ بتانا، اور اس سے کانٹے وغیرہ دور کرنا تمام عبادات ہیں اور بالاتفاق نیت کے بغیر صحیح ہیں۔ لہٰذا وضوء اور غسل میں بھی نیت معتبر نہیں اور علماء سلف اور خلف میں سے کسی نے ان اعمال میں نیت کو شرط قرار نہیں دیا ہے۔ اگرچہ ان اعمال کے وقت نیت ہوتی ہے مگر نیت شرط نہیں اور دعویٰ بھی یہی ہے کہ ان اعمال میں نیت شرط نہیں ہے مثلاً قرض ادا کرنے والا جب بریٔ الذمہ ہونے کا قصد کرے گا تو قرض ادا کرنے وہ بریٔ الذمہ ہو جائے گا۔ اور اس کو ثواب حاصل ہوگا اس میں کوئی نزاع نہیں اور جب ذمہ کی برأت کے قصد کے بغیر قرض ادا کرے تو جب بھی وہ بریٔ الذمہ ہوگا لیکن ثواب نہ ہوگا (عینی) الحاصل حدیث کا معنی یہ ہے کہ ثَوَابُ الْاَعْمَالِ بِالنِّيَّةِ ،، کہ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے جس کسی نے ہجرت اس نیت سے کی کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے دنیا یا عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی نیت سے ہجرت کی تو اس کو یہی کچھ ملے گا اور آخرت میں کچھ ثواب نہ ملے گا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں ایک ہی شئی شرط اور وہی جزاء ہے حالانکہ شرط و جزاء متغایر ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جزاء عینِ شرط نہیں بلکہ جزاء محذوف ہے اور حدیث میں مذکور جزاء کے قائم مقام ہے۔ اور وہ پہلی صورت میں ،، وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ،، اور دوسری صورت میں ،، فَهِيَ حَظُّهٗ وَلَا نَصِيْبَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ ،، ہے پہلی تعظیم کے لئے اور دوسری تحقیر کے لئے لہٰذا شرط و جزاء متحد نہیں ہیں۔ اس حدیث سے متعلق کچھ حدیث ۱ کی شرح میں ذکر کر چکے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہے۔ مدینہ پہنچ کر ابوہریرہ کہتے ہیں۔
؎ میں رات کی درازی اور سختیوں کی شکائت کرتا ہوں علاوہ اس کے کہ اُس نے دارِ کفر سے نجات دلائی۔

۲۳۶۴ —— ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے کہا جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا تو میں نے راستہ میں کہا ؎ رات کی درازی اور اس کی سختیوں سے شکائت ہے۔ علاوہ اس کے کہ اس نے دارِ کفر سے نجات دلائی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا راستہ میں میرا غلام بھاگ گیا جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ میں آپ کے پاس بیٹھا ہُوا تھا کہ اچانک غلام بھی آگیا تو مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا ہریرہ! یہ تیرا غلام ہے۔ میں نے کہا یہ اللہ کے لئے آزاد ہے اور میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ ابوکریب نے جو ابواسامہ سے روائت کی ہے اس میں آزاد کا لفظ نہیں ہے۔

۲۳۶۵ —— ترجمہ : قیس نے کہا جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے اور ان کے ساتھ ان کا غلام تھا جبکہ وہ اسلام قبول کرنے آئے تھے تو ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے بھٹک گیا اور کہا یا رسُول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" میں آپ گواہ بناتا ہوں کہ وہ اللہ کیلئے ہے (آزاد ہے)

۲۳۶۳ تا ۲۳۶۵ —— شرح : اس باب کے دو عنوان ہیں ایک یہ کہ اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا وہ اللہ کے لئے ہے۔ اس حال میں کہ اُس نے غلام آزاد کرنے کی نیّت کی ہو تو غلام آزاد ہو جائے گا۔ دوسرا عنوان یہ ہے کہ اس باب میں غلام کے آزاد کرنے پر گواہی کا ذکر ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں مذکور شعر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے لیکن ابوہریرہ کا شعر کہنا غیر معروف ہے۔ ابن تین نے کہا یہ ابوہریرہ کے غلام کا شعر ہے۔ علامہ فاکہی نے کتاب مکہ میں ذکر کیا کہ یہ بیت ابومرثد کا ہے۔ اس تقدیر پر ممکن ہے کہ ابوہریرہ نے اس کا شعر پڑھا ہو۔ سب علماء کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام سے کہے کہ وہ آزاد ہے یا اللہ کی رضاء کے لئے اس کو آزاد کیا یا وہ اللہ کے لئے ہے اور آزادی کی نیّت کرے تو غلام آزاد ہو جائے گا۔ بلکہ متکلم کا ہر کلام جس سے غلام کی آزادی مفہوم ہو اس سے غلام آزاد ہو جاتا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی شخص اپنی اُمید کو پالے یا اس کو کسی مصیبت سے نجات ملے تو اس کے لئے غلام آزاد کرنا مستحبّ ہے۔ اسی لئے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے جب دارِ کفر سے نجات پائی تو اُنھوں نے غلام آزاد کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے چھ ہجری میں اسلام قبول کیا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ایسے اشعار پڑھنے جائز ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی ثنا کرنا مقصود ہو۔ یا ان میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء ہو بشرطیکہ اس میں غلو نہ ہو یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا یا خُدا کا بیٹا نہ بنائے اس کے علاوہ جو ثناء مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں کہے جائز ہے۔ علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمْ ۞ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ " یعنی جو نصاریٰ

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی "

۲۳۶۶ ـــــ ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عُتبہ بن ابی وقّاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی تھی کہ وہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا اپنے قبضہ میں لے لے عُتبہ نے کہا وہ میرا بیٹا ہے ۔جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فتح مکّہ کے زمانہ میں مکہ مکرمہ تشریف لائے تو حضرت سَعد نے زَمعہ کی لونڈی کا بیٹا پکڑا اور اس کو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے آیا اور عبد بن زمعہ کو بھی ساتھ لے آئے سَعد نے کہا یا رسُولَ اللہ ! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اُس نے مجھے وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے ۔ عبد بن زمعہ نے کہا یا رسُول اللہ ! یہ میرا بھائی ہے زمعہ کی لونڈی کا بیٹا ہے ۔ اس کے بستر پر پیدا ہُوا ہے ۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھا وہ سب لوگوں میں سے عتبہ کے زیادہ مشابہ تھا تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ تیرا ہے کیونکہ تیرے والد کے بستر پر پیدا ہُوا ہے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے سَودہ بنت زمعہ اس سے حجاب میں رہنا کیونکہ آپ نے اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ دیکھی تھی ۔ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زوجہ محترمہ ہیں ۔

شرح : عبد بن زمعہ نے کہا یہ لڑکا میرا بھائی ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہُوا ہے ۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ اس کا بھائی ہے ۔ اس سے معلوم ہُوا کہ اس لڑکے کی ماں اُمِّ ولدہ ہے ۔ یہی باب کا عنوان ہے ۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس میں ام ولد کی آزادی اور غلامی کا ذکر تک نہیں ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں ام ولد کی آزادی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس کو زمعہ کا فراش بنایا ہے لہذا اس میں ام ولد اور بیوی دونوں برابر ہیں ۔ لہذا ام ولدہ اپنے مالک کی وفات کے بعد آزاد ہو جائے گی ۔ اس حدیث کی مزید تفصیل حدیث ع۱۹۲۷ کی شرح میں دیکھیں ۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس مقام میں اشکال یہ ہے کہ عبد بن زمعہ نے جب کہا کہ یہ میرا بھائی ہے تو اُس نے اپنے باپ پر دعویٰ کیا کہ یہ اس کا بیٹا ہے اور اس کے اقرار پر کوئی دلیل پیش نہ کی تو یہ دعویٰ کیسے قبول ہو سکتا ہے ؟ اسی لئے امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے یہ اختیار کیا کہ جب کوئی اپنی لونڈی سے صحبت کرے تو اس کے بعد جو بھی بچّہ پیدا ہوگا وہ مالک کا ہی تصور ہوگا وہ اس کا دعویٰ کرے یا دعویٰ نہ کرے اور علماءِ کوفہ کہتے ہیں جب تک مالک اقرار نہ کرے وہ بچّہ اس کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا ۔ چنانچہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " وہ تیرا ہے " اور یہ نہیں فرمایا وہ تیرا بھائی ہے لہذا اس کا یہ معنیٰ ہو سکتا ہے کہ وہ تیرا مملوک ہے اور تجھے اس پر تصرف کا حق حاصل ہے ۔ اسی لئے ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اس سے پردہ کرو اگر آپ اس کو زمعہ کا بیٹا ہونے کا حکم فرماتے تو اس کی بہن کو اس سے پردہ کرنے کا حکم نہ فرماتے ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا ابنِ زمعہ کا ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنا مباح تھا لیکن اس کی مشابہت عُتبہ سے تھی اس لئے **تَنَزُّهًا** فرمایا کہ وہ اس سے پردہ کرے ۔ بعض علماء نے کہا کہ اس حدیث سے

۲۳۶۶ ـــــ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهِبَتِهِ

۲۳۶۹ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ۔

۲۳۶۹ــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطَ اَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْطَى الْوَرِقَ فَاَعْتَقْتُهَا فَدَعَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ لَوْ اَعْطَانِيْ كَذَا وَكَذَا مَا ثَبَتُّ عِنْدَهُ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا۔

باب ــــ ولاء کی بیع اور اس کا ہبہ کرنا

۲۳۶۸ــــ ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کی بیع اور اس کو ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

۲۳۶۸ــــ شرح : اگر کوئی شخص اپنا غلام آزاد کر دے تو غلام کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ کا استحقاق آزاد کرنے والے کے لئے ہوتا ہے۔ اس کو بیچنا اس لئے ممنوع ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْرَثُ"، اس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ اور تحویلِ نسب کے عدمِ جواز پہ اجماع قائم ہے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو اپنی نسبت اپنے والد کے غیر کی طرف کرے اور ولاء نسب کی طرح ہے اس لئے جو حکم نسب کا ہے وہی حکم ولاء کا ہے جیسے نسب کو بیچنا اور اس کا ہبہ کرنا جائز نہیں ایسے ہی ولاء کا نقل کرنا جائز نہیں ایسے ہی ولاء کا نقل کرنا جائز نہیں وہ صرف آزاد کرنے والے کے لئے ہے۔ اس کو ولاء العتاقہ کہتے ہیں اس کا سبب آزاد ہونا ہے آزاد کرنا نہیں کیونکہ اگر ولاء کا سبب اِعتاق (آزاد کرنا) ہو تو جب غلام خود بخود آزاد ہو جائے تو اس کی ولاء کا حق نہیں ہونا چاہیئے جیسے کوئی اپنے ذی محرم کو خریدے تو وہ فوراً آزاد ہو جاتا ہے اگرچہ اس کو آزاد نہ کرے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۳۶۹ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے بریرہ کو خریدا تو اس کے مالکوں نے اس کی ولاء کی شرط کی (کہ بریرہ کی ولاء ان کے لئے ہے) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ اِذَا اُسِرَ اَخُو الرَّجُلِ اَوْ عَمُّهُ

هَلْ يُفَادٰى اِذَا كَانَ مُشْرِكًا وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ لَهُ نَصِيْبٌ فِيْ تِلْكَ الْغَنِيْمَةِ الَّتِيْ اَصَابَ مِنْ اَخِيْهِ عَقِيْلٍ وَعَمِّهِ عَبَّاسٍ۔

۲۳۷۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رِجَالًا مِنَ الْاَنْصَارِ اِسْتَاْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ائْذَنْ فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ اُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَآءَهٗ فَقَالَ لَا تَدَعُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا۔

باب — جب کسی کا بھائی یا چچا قید ہو جائے

کیا اگر وہ مُشرک ہو تو فدیہ دے کر اس کو چھڑایا جا سکتا ہے؟

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے اپنا فدیہ دیا اور عَقِیل کا فدیہ دیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غنیمت میں حصّہ تھا جو ان کو اپنے بھائی عَقِیل اور چچا حضرت عباس سے ملا تھا۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار سے بعض لوگوں نے جناب

۲۳۷۰ — رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت چاہی اور عرض کیا کہ آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم ان سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے عنوان کا حکم ذکر نہیں کیا کیونکہ

۲۳۷۰ — اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کی حدیث سے استدلال کیا کہ اگر کوئی اپنے چچا یا بھائی اسی طرح چچا کے بیٹے کا مالک ہو جائے وہ آزاد نہ ہوں گے۔ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم جنگ بدر میں اپنے چچا عباس اور چچا کے بیٹے عقیل کے مالِ غنیمت کے عوض جو آپ کا حصّہ تھا مالک ہو گئے تھے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بھائی عقیل اور چچا عباس کے غنیمت میں

marfat.com
Marfat.com

عقیل ابوطالب کے بیٹے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیس (۲۰) برس بڑے تھے۔ وہ اور حضرت عباس جنگِ بدر میں مشرکوں کے ساتھ مجبوراً شریک ہوئے اور قید ہوگئے تو حضرت عباس نے اپنا اور عقیل کا فدیہ ادا کیا اور قید سے رہائی پائی۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وَلاَء کی بیع یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے آزاد کردہ غلام کی ولاء کو مال کے عوض فروخت کردیتا تھا یہ عربوں میں رواج تھا۔ یا کوئی شخص کسی کے پاس غلام اس شرط پر فروخت کرتا کہ وہ اس کو آزاد کردے اور اس کی وَلاَء بائع کے لئے ہوگی۔ اور وہ قیمتِ فروخت میں سے کچھ رقم کم کردیتا تھا۔ یہ وَلاَء کی بیع ہے۔ اس تقریر کے بعد علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جنگِ بدر میں جہاں اور مشرک قیدی ہوئے وہاں حضرت عباس اور عقیل بھی قیدی ہوئے۔ تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فدیہ لے کر چھوڑنے کا حکم دیا تو انصار نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِکرام کے باعث حضرت عباس کے فدیہ سے درگزر کرنا چاہا۔ نیز حضرت عباس کی انصار سے قرابت بھی تھی کیونکہ حضرت ہاشم بن عبد مناف نے بنی نجار قبیلہ کی عورت سے شادی کی تھی اور ان سے عبدالمطلب پیدا ہوئے تھے اس لئے حضرت عباس کی دادی انصار سے تھی اسی لئے اُنھوں نے کہا تھا کہ عباس ہمارا بھانجہ ہے ان کے فدیہ سے درگزر کریں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی اس درخواست کو شرفِ قبولیت نہ فرمایا۔ جبکہ حضرت عباس مالدار تھے تو ان سے فدیہ لے کر مجاہدین میں تقسیم کردیا۔ اس قصہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ جو کوئی چچا یا چچا کے بیٹے کا مالک ہوجائے تو وہ آزاد نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــ مُشرک کا آزاد کرنا

۲۳۷۱ ــ ترجمہ : ہشام سے روایت ہے کہ میرے باپ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اُنھوں نے جاہلیت میں ایک سَو غلام آزاد کئے تھے اور سَو اُونٹ سواری کے لئے دیئے (خیرات کی) جب وہ مسلمان ہوئے تو ایک سَو اونٹ سواری کے لئے دیئے اور سَو غلام کو آزاد کیا اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چند اشیاء کے متعلق بتائیں جو میں جاہلیّت کے زمانہ میں کرتا رہا ہوں میں وہ چیزیں ثواب کے لئے کرتا تھا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اسلام لے آئے ہو اور جو نیک کام تم نے پہلے کئے ہیں وہ قائم رہیں گے!

۲۳۷۱ ــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرک کا ثواب کے لئے غلام آزاد کرنا جائز ہے۔ لیکن اس کا ثواب جب ہی ملے گا کہ وہ اسلام قبول کرلے چنانچہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ"، اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ کفر کی حالت میں عبادت صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کافروں کی عبادت بے کار ہے۔ بلکہ اس کے بعد جب مسلمان ہوگا تو کفر کی حالت میں

marfat.com
Marfat.com

امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے۔ اُنھوں نے باب کی احادیث سے استدلال کیا ہے علماء کوفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلک بھی یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

قولہ وقولہ تعالیٰ الخ یعنی یہ باب کا دُوسرا عنوان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے عبد مملوک مطلقاً ذکر کیا ہے۔ مقید ذکر نہیں کیا۔ معلوم ہُوا اس حکم میں اعرابی اور عجمی میں کوئی فرق نہیں۔ اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو امثال بیان کرنے سے منع فرمایا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا "لَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ" یعنی اللہ کے لئے امثال و اشباہ بیان نہ کرو۔ وہ ہر شئی کو جانتا ہے اور ان کو بتایا کہ مثال کیسے بیان کی جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا تمہارا بتوں کو اللہ کا شریک بنانے کی مثال اس شخص کی مثل ہے جس نے عبد مملوک جو تصرف کرنے سے قاصر ہو اور آزاد شخص جو مالک ہو اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں جیسے چاہے تصرف کرتا ہے، میں برابری کرتا ہے کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں یعنی تمہارے شرکاء بُت محض عاجز ہیں وہ اللہ کا شریک کیسے ہو سکتے ہیں۔ لیکن مشرک چونکہ جاہل ہیں اس لئے وہ اس فرق کو نہیں جانتے ہیں۔

۲۳۷۲ —— ترجمہ: عروہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ نے اُن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جبکہ آپ کے پاس قبیلہ ہوازن کا وفد آیا اور اُنھوں نے آپ سے سوال عرض کیا کہ آپ اُن کے مال اور قیدی واپس کر دیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھ اور لوگ بھی ہیں جنہیں تم دیکھ رہے ہو میرے نزدیک اچھی بات وہ ہے جو سچی ہو۔ تم دو باتوں میں سے ایک اختیار کر لو یا تو مال لے لو یا قیدی چھڑا لو۔ میں نے تو ان کا انتظار کیا تھا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دن سے زائد ان کا انتظار کیا پھر آپ طائف سے واپس ہُوئے تھے۔ جب انھیں یہ معلوم ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دو چیزوں سے صرف ایک چیز واپس کریں گے تو اُنھوں نے کہا ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں خُطبہ دیا اور اللہ کی ثناء کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ! تمہارے بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں اور میری رائے یہ ہے کہ میں اُن کو ان کے قیدی واپس کروں۔ جو کوئی تم میں سے بخوشی یہ کرنا چاہے وہ کرے۔ اور جو کوئی اپنا حصہ پسند کرتا ہے حتی کہ ہم اس کو وہ پہلی غنیمت سے دیں جو اللہ تعالیٰ ہمیں دے گا تو وہ بھی کرے (قیدی واپس کرے) لوگوں نے کہا ہم بخوشی یہ کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے اجازت نہیں دی تم سب واپس چلے جاؤ حتی کہ ہمارے پاس تمہارے نمبردار تمہاری رائے ظاہر کریں۔ پس لوگ واپس چلے گئے اور ان کے سرداروں نے ان سے گفتگو کی پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی کہ اُنھوں نے بخوشی کیا ہے اور سب نے اجازت دے دی ہے۔ یہ واقعہ ہے جو ہمیں قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کی طرف سے پہنچا ہے۔ انس نے کہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا ہے (غزوۂ بدر میں)

۲۳۷۲ شرح: ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ اس کی روایت

marfat.com
Marfat.com

الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّوْنَ وَاَنْعَامُهُمْ تُسْقٰى عَلَى الْمَآءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَ
سَبٰى ذَرَارِيَّهُمْ وَاَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ ثَنٰى بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَكَانَ
فِيْ ذٰلِكَ الْجَيْشِ۔ ۲۳۷۴ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا
مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ
مُحَيْرِيْزٍ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا سَعِيْدٍ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَاَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا
النِّسَآءَ فَاشْتَدَّ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ فَاَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَسَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ اَلَّا تَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ۔

قیدی بنالیا اور اس روز آپ نے جُویریہ کو پایا مجھ سے عبداللہ بن عمر نے یہ بیان کیا جبکہ وہ اس لشکر میں تھے۔

۲۳۷۴ ـــــ ترجمہ : ابن مُحَیریز نے کہا میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان سے عزل کے متعلق پُوچھا تو اُنھوں نے کہا ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بنی مصطلق میں نکلے تو ہم کو عرب کے چند قیدی ہاتھ لگے ہم کو عورتوں کی خواہش تھی کیونکہ عورتوں سے علیحدگی ہمارے لئے سخت دشوار تھی۔ اس لئے ہم نے عزل کرنا چاہا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تم پر حرج نہیں کہ عزل نہ کرو کوئی بھی جان نہیں جو قیامت تک پیدا ہونے والی ہو مگر وہ پیدا ہو کر رہے گی۔

۲۳۷۳ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کے قیدی مجاہدین میں تقسیم کر دیئے تو جُویریہ بنتِ حارث حضرت ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے چچا کے بیٹے کے حصہ میں آئی۔ تو اُس نے عقدِ کتابت کر لیا اور وہ بڑی خوش طبع تھی۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی جبکہ آپ سے کتابت کی رقم اداء کرنے میں مدد چاہتی تھی۔ اُس نے عرض کیا یا رسُول اللہ! "صلی اللہ علیہ وسلم" میں جُویریہ بنتِ حارث ہوں میرا باپ اپنی قوم کا سردار تھا میں مصائب میں مبتلاء ہو چکی ہوں جو آپ پر مخفی نہیں۔ میں ثابت بن قیس یا ان کے چچا کے بیٹے کے حصہ میں آئی ہوں اور میں نے ان سے کہا ہے کہ اتنی رقم اداء کرنے پر مجھے آزاد کر دو جس کو اُنھوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ اب میں حاضر ہوئی ہوں کہ عقدِ کتابت میں میری مدد فرمائیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے اس سے بہتر مشورہ نہ دوں؟ عرض کیا یا رسُولَ اللہ! وہ کیا ہے فرمایا میں تیری کتابت کی رقم اداء کر دوں اور تجھ سے نکاح کر لوں عرض کیا یا رسُولَ! میں راضی ہوں۔ لوگوں کو یہ خبر پہنچی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جُویریہ بنتِ حارث سے نکاح کر لیا ہے تو اُنھوں نے کہا کہ جُویریہ کا خاندان تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سُسرال ہو گئے تو اُنھوں نے تمام قیدی بخوشی آزاد کر دیئے

marfat.com
Marfat.com

۲۳۷۵ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَا اَزَالُ اُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ ح وَحَدَّثَنِيْ ابْنُ سَلَامٍ اَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ اُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلٰثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِمْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ۔

۲۳۷۵ —— ترجمہ : ابوزُرعہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی اُنھوں نے کہا میں ہمیشہ سے بنی تمیم سے محبت کرتا ہوں جبکہ میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ان کے متعلق تین باتیں سُنیں۔ میں نے آپ کو ان کے متعلق فرماتے ہوئے سُنا کہ وہ میری اُمت میں دَجّال پر بہت سخت ہیں۔ ایک دفعہ ان کے صَدَقات آئے تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ ہماری قوم کے صَدقات ہیں۔ ان میں سے ایک قیدی عورت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس کو آزاد کر دو کیونکہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

۲۳۷۵ —— شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمیم افضل مال صدقہ کیا کرتے تھے اس لئے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ان سے بہت خوش تھے چونکہ وہ اللہ اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حقوق میں بہت مخلص تھے۔ جبکہ وہ بہتر سے بہتر صدقہ کرتے تھے اس لئے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی تعریف فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر عرب کی طرح عربوں کو بھی غلام بنانا جائز ہے اور عربی غلام کو آزاد کرنا افضل ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عزل کرنا مکروہ نہیں کیونکہ جب لوگوں نے آپ سے عزل کے متعلق عرض کیا تو آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا کہ جب بچہ کی پیدائش اس کا مقدر بن چکی ہو تو عزل منع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ عورت کے رحم میں نطفہ پہنچا دے جس سے بچہ پیدا ہو جائے۔ اگرچہ اقل قلیل نطفہ ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ !

marfat.com
Marfat.com

۲۳۷۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اَیَاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا وَاصِلُ الْاَحْدَبُ قَالَ سَمِعْتُ الْمَعْرُوْرَ بْنَ سُوَیْدٍ قَالَ رَاَیْتُ اَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِیَّ وَعَلَیْهِ حُلَّةٌ وَعَلٰی غُلَامِهٖ حُلَّةٌ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّیْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَشَكَانِیْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ اَعَیَّرْتَهٗ بِاُمِّهٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَیْدِیْكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ یَدِهٖ فَلْیُطْعِمْهُ مِمَّا یَاْكُلُ وَلْیُلْبِسْهُ مِمَّا یَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا یَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ مَا یَغْلِبُهُمْ فَاَعِیْنُوْهُمْ۔

کا ارشاد اللہ کی عبادت کرو اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور ماں باپ، رشتہ دار یتیموں، مسکینوں، قریب پڑوسیوں اور بعید پڑوسیوں، ساتھ بیٹھنے والو، مسافروں لونڈیوں اور غلاموں سے اخلاص کرو۔ بے شک اللہ متکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ ذِی الْقُرْبٰی سے مراد رشتہ دار اور جُنُب سے مراد اجنبی اور جار جُنب سے مراد سفر کا ساتھی ہے"

شرح ترجمۃ الباب "، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ کیونکہ وہی خالق و رزاق اور حقیقی منعم ہے جو ہر حال میں اپنے بندوں پر مہربانی کرتا ہے۔ پھر والدین سے احسان کرنا ذکر کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو عدم سے وجود کی طرف لانے کا ان کو سبب بنایا ہے پھر رشتہ داروں سے احسان کو ذکر کیا کیونکہ ان سے احسان کرنے میں زیادہ ثواب ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ مسکین پر صدقہ کرنے سے صرف صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور رشتہ دار پر احسان کرنے سے صدقہ اور صلہ رحمی کا ثواب ملتا ہے۔ پھر یتامیٰ کو ذکر کیا کیونکہ ان کے احوال کی اصلاح کرنے والا کوئی نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی ان کی کفالت کرنے والا ہوتا ہے جو ان پر خرچ وغیرہ کرے پھر مساکین کو ذکر کیا کیونکہ یہ تمام حاجت مندوں سے زیادہ محتاج ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی دیکھ بھال اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کا حکم فرمایا پھر قریب اور بعید پڑوسیوں کو ذکر کیا کیونکہ شریعت میں ان کی بہت اہمیت ہے۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے خوف لاحق ہوا کہ اس کو میرا وارث بنا دے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا " ذِی الْقُرْبٰی" قریبی مرد و عورتیں ہیں چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ذی القربیٰ وہ ہیں جن کی تم سے قرابت ہو اور " جُنُب غریب وہ ہے جس کی تم سے قرابت نہ ہو۔ مجاہد نے کہا "جار جُنب"

marfat.com
Marfat.com

۲۳۷۹ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهٗ جَارِيَةٌ اَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَاَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ وَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ فَلَهٗ اَجْرَانِ

باب ــ غُلام جب اپنے ربّ کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے مالک سے اخلاص (بھلائی) کرے

۲۳۷۸ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غلام اپنے مالک کی خیرخواہی کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت اچھی طرح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

۲۳۷۹ ــــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مرد کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھا ادب سکھائے اور اس کو آزاد کردے پھر اس سے نکاح کرلے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا اور جو غلام اللہ تعالیٰ کا حق اور اپنے مالکوں کا حق ادا کرے اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

۲۳۷۸ ، ۲۳۷۹ ــــ شرح : مذکور غلام کو دوہرا ثواب اس لئے ملتا ہے کہ وہ دو حق ادا کرتا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک عمل پر دو مرتبہ ثواب دیا جاتا ہے حالانکہ ایک عمل پر ایک ہی دفعہ ثواب ملتا ہے لیکن غلام کو دوہرا ثواب اس لئے ملتا ہے کہ وہ دو عمل کرتا ہے ایک وہ اللہ کی عبادت کرتا ہے دوسرے مالک کی خیرخواہی کرتا ہے۔ اسی طرح جو کوئی دو عمل کرے اس کو ہر عمل پر ثواب ملتا ہے اس میں غلام کی کیا خصوصیت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دوہرا ثواب اس عمل کے ساتھ مختص ہے جس میں اللہ کی طاعت اور مالک کی طاعت متحد ہوں تو وہ ایک عمل کرے گا اور دو اعتباروں سے اس پر دوہرا ثواب حاصل کرے گا اور جن اعمال کی جہتیں مختلف ہوں اس کا دوہرے ثواب سے قطعًا اختصاص نہیں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو غلام اللہ کا حق اور اپنے مالک کا حق ادا کرے وہ آزاد شخص سے افضل ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۲۳۸۱ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ مَالِاَحَدِهِمْ یُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَیَنْصَحُ لِسَیِّدِهٖ۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيْقِ وَقَوْلِهٖ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ وَقَوْلِ اللّٰهِ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ وَقَالَ عَبْدًا مَّمْلُوْكًا وَاِلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ وَاذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ يَعْنِیْ عِنْدَ سَيِّدِكَ

۲۳۸۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ غلام بہت اچھا ہے جو اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے مالک سے خیر خواہی کرے۔

۲۳۸۱ — شرح : قولہ "نِعِمَّا"، نون مفتوح عین مکسور اور "ما" مشدد ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے "اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ" اور مخصوص بالمدح محذوف ہے اور وہ المملوک ہے۔ یعنی نِعْمَ الْمَمْلُوْكُ لِاَحَدِهِمْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهٖ یعنی واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — غلام پر تکبّر کرنے کی ممانعت، اور یہ کہنا میرا عبد، میری لونڈی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور تمہارے نیک غلام اور نیک لونڈیاں اور فرمایا مملوک غلام اور فرمایا۔ ان دونوں نے اپنے سردار کو دروازہ کے پاس پایا اور فرمایا تمہاری مومن لونڈیاں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اپنے مالک کے پاس میرا ذکر کرنا"، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "تمہارا سردار کون ہے؟"

شرح ترجمۃ الباب : یعنی غلام پر دست درازی مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ سب لوگ اللہ کے بندے ہیں اور

marfat.com
Marfat.com

٢٣٨٢ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَيِّدَهٗ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ كَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ۔

٢٣٨٣ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمَمْلُوْكِ الَّذِيْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهٖ وَيُؤَدِّيْ اِلٰى سَيِّدِهِ الَّذِيْ لَهٗ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيْحَةِ وَالطَّاعَةِ اَجْرَانِ۔

٢٣٨٤ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ اَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ اِسْقِ رَبَّكَ وَلْيَقُلْ سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ عَبْدِيْ اَمَتِيْ وَلْيَقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِيْ وَغُلَامِيْ۔

٢٣٨٢ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی غلام اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے

٢٣٨٣ ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے اور اس پر جو مالک کا حق ہے وہ ادا کرے اور اسی کی خیر خواہی اور تابعداری کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملتا ہے ۔ (ان دونوں حدیثوں کی شرح عنقریب گزری ہے) ۔

٢٣٨٤ ـــ ترجمہ : ہمام بن مُنَبِّہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ اپنے رب (مالک) کو کھانا کھلا اور اپنے رب (مالک) کو وضوء کرا اپنے رب (مالک) کو پانی پلا، بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اے میرے آقا و مالک اور تم میں سے کوئی شخص "عبدی امتی"، میرا غلام میری لونڈی نہ کہے یہ کہنا چاہیئے ۔ فَتَاتِیْ وغلامی"

٢٣٨٤ ـــ شرح : یعنی مالک اپنے مملوک سے یہ نہ کہے" اَطْعِمْ رَبَّكَ "، اپنے مالک کو کھانا کھلا، کیونکہ اس میں تکبر اور فخر و غرور پایا جاتا ہے اور نہ ہی غلام کوئی ایسا لفظ کہے جس میں پُوری تعظیم ہو بلکہ وہ یہ کہے میں نے اپنے سیّد اور اپنے آقا کو کھانا کھلایا۔ اور کسی پر "رب" کا اطلاق مطلقاً

marfat.com
Marfat.com

٢٣٨٧ ـــ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِذَا زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ فَبِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ۔

بَابُ اِذَا اَتَاهُ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ

٢٣٨٨ ـــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَاِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ اَوْ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ فَاِنَّهُ وَلِيَ عِلَاجَهُ۔

٢٣٨٧ ـــ ترجمہ : عُبَید اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روائت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا جب لونڈی زناء کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر زناء کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر زناء کرے تو اس کو کوڑے مارو تیسری یا چوتھی بار فرمایا اس کو بیچ دو اگرچہ رسّی کے عوض بیچو ! (اس حدیث کی شرح حدیث ع ٢٠٢١ ، ٢٠٢٢ کے تحت دیکھیں)

ان تینوں حدیثوں کی مناسبت باب کے عنوان سے اس طرح ہے کہ حدیث ع ٢٣٨٥ میں اگر غلام کا کچھ حصّہ آزاد کیا جائے اور آزاد کرنے والا مالدار ہو تو اگر پُورے غلام کی آزادی کا فیصلہ نہ کیا جائے تو یہ غلام پر دست درازی ہوگی جو مکروہ ہے اور حدیث ع ٢٣٨٦ میں اگر غلام اپنے مالک کی خیر خواہی نہ کر سکے اور اس کا حق اداء نہ کر سکے تو اس کو اس کی مدد کرنی چاہیئے اور اس پر دست درازی نہیں کرنی چاہیئے اور حدیث ع ٢٣٨٦ میں لونڈی جب زناء کرے تو اس پر دست درازی مکروہ نہیں۔ دست درازی اس وقت مکروہ ہے جبکہ وہ اپنے مالک کی خیر خواہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا حق اداء کرے اور اگر وہ زناء کرے تو دونوں حقوق ضائع ہو جاتے ہیں اس لئے اس کو تادیب کرنی چاہیے اور اگر اس کے باوجود وہ نہ رُکے تو اس کو فروخت کر دے اگرچہ رسی کے عوض فروخت کرنا پڑے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

باب ـــ جب کسی کا خادم اس کے پاس کھانا لے کر آئے"

٢٣٨٨ ـــ ترجمہ : محمد بن زیاد نے بیان کیا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا ضَرَبَ الْعَبْدَ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ

٢٣٩٠ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ ثَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ ابْنُ فُلَانٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ ابْنُ حَرْبٍ الَّذِيْ قَالَ ابْنُ فُلَانٍ هُوَ قَوْلُ ابْنِ وَهْبٍ وَهُوَ ابْنُ سِمْعَانَ ۔

مرد اپنے گھر کا نگران ہے۔ اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خادم اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے یہ کلمات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور مرد اپنے باپ کے مال کا نگران ہے۔ اس سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا پس تم سب نگران ہو اور سب سے اس کی نگرانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔

(اس حدیث کی شرح حدیث ع ۲۲۴۹ کے تحت دیکھیں)

باب ـــ اگر غلام کو مارے تو چہرہ سے بچے

٢٣٩٠ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جھگڑ پڑے تو چہرہ پر مارنے سے بچے۔

٢٣٩٠ ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ جب کافر کے چہرہ پر مارنے سے بچنا ضروری ہے۔ تو مومن غلام کے چہرہ پر مارنے سے بچنا بطریقِ اولیٰ ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ المُکَاتَبِ

باب — اس شخص کا گناہ جو اپنے غلام پر تہمت لگائے اور مُکاتب اور اس کی قسطیں" ہر سال ایک قسط"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ،، اور جو لوگ تمہارے غلام اور لونڈیوں میں کتابت کرنا چاہیں تو ان سے کتابت کرلو اگر ان میں بھلائی سمجھو اور ان کو اللہ کے مال میں سے دو جو اُس نے تم کو دیا ہے "۔ شرح ترجمۃ الباب : مکاتب غلام کا اپنے آپ کو قسطوں پر بیچنا ہے جو وہ قسطوں میں ادا کرے گا۔ جوہری نے کہا مکاتب وہ ہے جو اپنے آپ پر اپنی قیمت فرض کرلیتا ہے جس کو وہ ادا کرکے آزاد ہوجاتا ہے" نجم "، کا معنی قِسط ہے۔ علامہ رافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "نجم" دراصل وقت ہے۔ عرب اپنے جملہ امور ستارہ کے طلوع ہونے پر کرتے تھے کیونکہ وہ حساب نہ جانتے تھے چنانچہ کوئی یہ کہتا کہ جب نجمِ ثریا طلوع ہوگا میں تیرا قرض ادا کردوں گا اس لئے اوقات کو نجوم کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پھر جو شئ وقت میں ادا کی جائے اس کو نجم کہا گیا۔ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ مکاتب بناتے تھے۔ اسلام میں سب سے پہلے بریرہ رضی اللہ عنہا کو مکاتب بنایا گیا بعض علماء نے کہا مَردوں میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے عقدِ کتابت کیا تھا جبکہ وہ کسی کے غلام تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا غلام اَبُو امیہ کو مکاتب بنایا گیا پھر حضرت انس کے غلام سیرین کو!

جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ غلام کو مکاتب بنانا مستحب ہے۔ اور آئت کریمہ میں خَیر سے مراد کسب کرنے کی قوت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر غلام کوئی کسب نہ جانتا ہو تو اس کو مکاتب بنانا مکروہ ہے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "خیر" سے مراد صدق و امانت اور وفاء ہے۔ مجاہد نے کہا "خیر" سے مراد مال ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ غلام تو خود اپنے مالک کا مال ہے۔ اس کا مال کیسے ہوسکتا ہے؟ لہٰذا آئت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر تم اپنے مملوک کو دیندار اور باصلاحیت دیکھو اور تمہیں یہ علم ہو کہ وہ تمہارے ساتھ اچھا معاملہ کریں اور مالِ کتابت جو ان کے ذمہ ہے اس کے اداء کرنے میں کوئی حیل وحجت سے کام نہ لیں گے تو ان کو مکاتب بنادو۔ اور جو

marfat.com
Marfat.com

٢٣٩١ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ بَرِيْرَةَ جَآءَتْ تَسْتَعِيْنُهَا فِيْ كِتَابَتِهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِيْ اِلٰى اَهْلِكِ فَاِنْ اَحَبُّوْٓا اَنْ اَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنَ وَلَآؤُكِ لِيْ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ لِاَهْلِهَا فَاَبَوْا وَقَالُوْا اِنْ شَآءَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنَ لَنَا وَلَآؤُكِ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُبْتَاعِيْ فَاَعْتِقِيْ فَاِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قَالَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ اُنَاسٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهٗ وَاِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرْطُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ۔

شرح ترجمۃ الباب : قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زیادہ ظاہر یہی ہے کہ اللہ کی شرط وہ ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے اور وہ یہ کہ ولاء کا مستحق وہی ہے جو آزاد کرے۔ دوسرا یہ کہ آپ نے فرمایا "جن لوگوں نے غلام آزاد کیا ہو وہ ان میں سے ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا "اللہ کی کتاب زیادہ لائق ہے۔ اس حدیث کی شرح کئی بار گزری ہے۔

باب ــــ مکاتب کی طرف سے کونسی شرط جائز ہے

اور جس نے کوئی شرط لگائی حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں نہیں ہے۔ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ــــ"

٢٣٩١ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کے پاس بریرہ آئی جبکہ اپنی کتابت میں ان سے استعانت کرتی تھی اور ابھی تک اپنی کتابت سے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اپنے مالکوں کے پاس واپس جاؤ اگر وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ میری تیری کتابت کی رقم ادا کردوں اور تیری ولاء میرے لئے ہو تو میں کرتی ہوں۔ بریرہ نے اپنے مالکوں سے یہ ذکر کیا تو انھوں نے انکار کر دیا اور کہا اگر وہ ثواب کی غرض سے کرنا چاہتی ہیں تو کریں اور تیری ولاء ہمارے لئے ہوگی۔ ام المؤمنین نے یہ معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

باب ـــــ مکاتب کا مدد چاہنا اور لوگوں سے مدد کا سوال کرنا

۲۳۹۳ ـــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ بریرہ آئی اور کہنے لگی کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ چاندی پر کتابت کی ہے جو ہر سال ایک وقیہ ادا کرنا ہوگی۔ آپ میری مدد کریں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر تیرے مالک یہ پسند کریں کہ میں ان کو ایک ہی بار ساری رقم ادا کردوں اور تجھے آزاد کر دوں تو میں کرتی ہوں اور تیری ولاء میرے لئے ہوگی۔ وہ اپنے مالکوں کے پاس گئی تو انھوں نے اس کا انکار کر دیا۔ بریرہ نے کہا میں نے یہ معاملہ ان پر پیش کیا ہے انھوں نے انکار کر دیا ہے مگر یہ کہ ولاء کے مالک وہ ہوں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سُنا تو مجھ سے دریافت کیا میں نے آپ سے سارا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا اس کو لے لو اور آزاد کر دو اور ان کے لئے ولاء کی شرط کر لو۔ ولاء کا مالک صرف وہ ہوتا ہے جو آزاد کرے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب فرمایا اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اما بعد! تم میں سے ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو بھی شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے اگرچہ سو شرط ہو اللہ کا فیصلہ قبول کے زیادہ لائق ہے۔ اور اللہ کی شرط مضبوط ہے تم میں سے ان لوگوں کو کیا ہو گیا جو ان میں سے کوئی کہتا ہے اے فلاں! تو آزاد کر اور ولاء کا مالک میں ہوں۔ ولاء کا مالک صرف وہ ہے جو آزاد کرے۔

۲۳۹۳ ـــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سے فرمایا کہ ان کے لئے شرط کر لو اور خرید لو یہ بظاہر مشکل ہے کیونکہ شرط عقد کو فاسد کر دیتی ہے۔ نیز اس میں فروخت کرنے والوں کو دھوکہ میں ڈالنا ہے۔ جبکہ ان کے لئے ولاء کی شرط کر کے خریدنے کے بعد ان کو ولاء سے محروم کر دیا گیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کی اجازت کیسے دے دی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ان پر یہ شرط کرو اور لام علیٰ کے معنیٰ میں ہے جیسے قرآن کریم میں ہے۔ اِنْ اَسَأْتُمْ فَلَهَا ،، فَلَهَا، عَلَيْهَا ،، کے معنی میں ہے یعنی اگر تم نے گناہ کیا تو اس کا بوجھ اس پر ہے۔ اسی طرح حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ان پر شرط کرو لہٰذا اس میں صاف صاف واضح کر دیا گیا کہ شرط ان کے فائدہ کے لئے نہیں ہے یا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، ان کے لئے ولاء کا حکم ظاہر کر دو ،، یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زجر و توبیخ کے لئے فرمایا تھا کیونکہ ان کو واضح کر دیا گیا تھا کہ یہ شرط جائز نہیں جب انھوں نے اپنے لئے شرط لگانے پر اصرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی پرواہ نہ کرو شرط کرو یا نہ ولاء تو اسی کی ہے جو آزاد کرے۔ صحیح تر جواب یہ ہے کہ اس میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت ہے۔ یہ حکم عام نہیں۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اجازت دینا پھر شرط کو باطل کر دینے میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کی غلط عادت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا جائے اور

marfat.com
Marfat.com

شئ باقی ہو"

شرح الترجمہ : مکاتب جب مالِ کتابت اداء کرنے سے عاجز نہ ہو اور اپنی بیع سے راضی ہو تو اس کی بیع جائز ہے۔ امام احمد، اوزاعی، امام مالک ایک قول کے مطابق امام شافعی رضی اللہ عنہم نے اسی کو پسند کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور صحیح تر قول کے مطابق امام شافعی اور بعض مالکی یہ کہتے ہیں کہ یہ بیع جائز نہیں۔ علامہ ابوعمر نے تمہید میں ذکر کیا ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک مکاتب مالِ کتابت اداء کرنے سے عاجز نہ ہو اس کی بیع جائز نہیں اور اگر وہ اس سے عاجز نہ ہو تو وہ نہ تو اپنے آپ کو بیچ سکتا ہے اور نہ ہی اس کے مالک کو اس کے فروخت کرنے کا حق ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جب تک مکاتب ہے اس کی بیع جائز نہیں ہاں اگر وہ مالِ کتابت اداء کرنے سے عاجز ہو جائے تو اس کی بیع جائز ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ جب مصر میں تھے تو یہی فتوی دیتے تھے۔ اور جب عراق میں گئے تو اس کے برعکس کو اختیار کیا لیکن مکاتب کی کتابت کی بیع کسی حال میں جائز نہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب تک مکاتب پر ایک درہم باقی ہو اور وہ اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو وہ عبد ہے اس کی بیع جائز ہے۔ یہی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا وہ اپنی زندگی میں جب تک اس پر ایک درہم باقی ہو غلام ہی شمار ہوتا ہے۔ جب تک مالِ کتابت اداء نہ کرے گا آزاد نہ ہوگا۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور جب مالِ کتابت پورا ادا کر دے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس کا مالک یہ نہ کہے کہ جب تو مالِ کتابت اداء کر دے گا تو آزاد ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ہے۔ البتہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب میں اس کے مالک کا یہ کہنا ضروری ہے کہ وہ غلام سے کہے اگر تو مالِ کتابت اداء کر دے تو آزاد ہے۔
اور اگر مکاتب مر جائے اور اس کے پاس مال موجود ہو تو احناف کا مذہب یہ ہے کہ اس کی کتابت فسخ نہ ہوگی اور کتابت کا بدل اس سے اداء کیا جائے گا اور وہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں آزاد ہو جائے گا۔
اور اس کا ترکہ اگر بدلِ کتابت سے زیادہ ہے تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہوگا اور کتابت کے زمانہ میں اس کی اولاد سب آزاد ہو جائے گی۔
حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، حسن بصری اور محمد بن سیرین رضی اللہ عنہم بھی یہی کہتے ہیں البتہ امام شافعی کہتے ہیں کہ جب مکاتب غلام مر جائے تو اس کی کتابت باطل ہو جاتی ہے اور اس کا سارا ترکہ اس کے مالک کی مِلک متصور ہوگا۔ امام احمد رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔
اور مکاتب کی جنائت کی صورت میں اس کا مالک اس کی ایک بار کی قیمت جنائت میں دے گا اور اس پر زیادہ نہ کیا جائے گا اگرچہ وہ بار بار جنائت کرے البتہ غلام نے اگر بار بار جنائت کی تو بار بار اس کو جنائت کے عوض دفع کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ كُنْتُ غُلَامًا لِعُتْبَةَ بْنِ اَبِىْ لَهَبٍ وَمَاتَ وَوَرِثَنِىْ بَنُوْهُ وَاَنَّهُمْ بَاعُوْنِىْ مِنِ ابْنِ اَبِىْ عَمْرٍو الْمَخْزُوْمِىِّ فَاَعْتَقَنِىْ ابْنُ اَبِىْ عَمْرٍو وَاشْتَرَطَ بَنُوْ عُتْبَةَ الْوَلَاءَ فَقَالَتْ دَخَلَتْ بَرِيْرَةُ وَهِىَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ اِشْتَرِيْنِىْ وَاَعْتِقِيْنِىْ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ لَا يَبِيْعُوْنِىْ حَتّٰى يَشْتَرِطُوْا وَلَائِىْ فَقَالَتْ لَهَا لَا حَاجَةَ لِىْ بِذٰلِكِ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ بَلَغَهٗ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ مَا قَالَتْ لَهَا فَقَالَ اشْتَرِيْهَا وَاَعْتِقِيْهَا وَدَعِيْهِمْ يَشْتَرِطُوْا مَا شَاءُوْا فَاشْتَرَتْهَا عَائِشَةُ فَاَعْتَقَتْهَا وَاشْتَرَطَ اَهْلُهَا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَاِنِ اشْتَرَطُوْا مِائَةَ شَرْطٍ۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا میں عُتبہ بن ابو لہب کا غلام تھا وہ مرگیا ہے اور اس کے بیٹے میرے وارث بنے ہیں۔ اُنھوں نے مجھے ابو عمرو کے بیٹے کے پاس فروخت کر دیا ہے اور اُس نے مجھے آزاد کر دیا ہے۔ اور عُتبہ کے بیٹے میری ولاء کی شرط لگاتے ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا بریرہ "میرے پاس" آئی جبکہ وہ مکاتبہ تھی۔ اور مجھ سے کہنے لگی کہ مجھے خرید کر کے آزاد کر دیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہاں "میں یہ کرتی ہوں"، بریرہ نے کہا وہ مجھے فروخت نہیں کریں گے حتیٰ کہ میری ولاء کی شرط لگائیں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سُنا یا آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ام المؤمنین سے یہ واقعہ دریافت کیا تو اُنھوں نے جو کچھ بریرہ نے کہا تھا بیان کیا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو خرید لو اور آزاد کر دو اور وہ جو بھی شرط لگائیں اس کا خیال نہ کرو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دیا اور اس کے مالکوں نے ولاء کی شرط لگائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے اگرچہ وہ سَو شرطیں لگائیں۔

۲۳۹۵ ـــــ شرح : یہ عُتبہ بن ابولہب وہ نہیں جس کے لئے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بَددُعاء فرمائی تھی جبکہ ابولہب کے بیٹے نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو طلاق دی تو آپ نے فرمایا "اے اللہ کتوں میں سے کوئی کتا اس پر مسلط فرما"، چنانچہ ایک سفر میں جنگل کے شیر نے اس کو ہلاک کر دیا۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکاتب کا سوال کر کے مال اپنے مالک کو دینا جائز ہے۔ اور اس کے مالک کے لئے وہ پاک مال ہے کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بریرہ پر جو گوشت صدقہ کیا گیا ہے۔ وہ ہمارے لئے ہدیہ اور نذرانہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتابت کا عقد کرنے سے وہ آزاد نہ ہوگا جب تک سارا مال کتابت ادا نہ کرے کیونکہ جب تک ایک درہم بھی مکاتب کے ذمہ باقی ہو وہ غلام ہی رہتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شادی شدہ لونڈی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عقدِ کتابت کر سکتی ہے اگرچہ اس کا نتیجہ ان میں فراق اور جدائی ہو اور وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر آزادی حاصل کر سکتی ہے۔ بعض علماء نے بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ایک سَو مسائل کا استخراج کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۲۳۹۷ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْاُوَيْسِيُّ ثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ اُخْتِیْ اِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ اِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ اَهِلَّةٍ فِیْ شَهْرَيْنِ وَمَا اُوْقِدَتْ فِیْ اَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ يَا خَالَةُ مَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ قَالَتِ الْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَآءُ اِلَّا اَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيْرَانٌ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَتْ لَهُمْ مَنَآئِحُ وَكَانُوْا يُمْنِحُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَلْبَانِهِمْ فَيَسْقِيْنَاهُ۔

۲۳۹۷ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عُروہ سے فرمایا اے میرے بھانجے واقعہ یہ ہے کہ ہم ایک چاند دیکھتے پھر دُوسرا چاند دیکھتے۔ دو ماہ میں تین چاند دیکھتے دو ماہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں سُلگتی تھی میں نے کہا اے خالہ! آپ کو کون سی چیز زندہ رکھتی تھی تو اُنھوں نے فرمایا۔ دو کالی چیزیں یعنی کھجور اور پانی۔ البتہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاری ہمسائے تھے ان کے پاس دودھ دینے والی بکریاں تھیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ دیتے تو آپ ہم کو پلاتے تھے۔

شرح ۲۳۹۷ــــ : حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مذکور حدیث ۲۳۹۶ میں تحفے تحائف اور ہدیہ دینے کی رغبت دلائی ہے۔ اگرچہ قلیل ترشئ ہی ہدیہ دی جائے کیونکہ اس طرح محبت بڑھتی ہے اور دشمنی اور حسد و بُغض زائل ہوتا ہے۔ اور معیشت میں ایک دوسرے کی مدد ہوتی ہے۔ اور معاشرہ میں اتحاد و اتفاق ہوتا ہے۔ اور اگر ہدیہ تھوڑا تو اس سے محبت کی راہ ملتی ہے اور مشقت بھی کم ہوتی ہے اس میں ہدیہ دینے والے کے لئے سہولت ہے۔ اور کھر سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ ہدیہ دو اگرچہ قلیل تر ہو حقیقۃً کھُر مراد نہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تَهَادَوْا تَحَابُّوْا" ایک دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ دو تم آپس میں محبت کرنے لگو گے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مذکور حدیث ۲۳۹۷ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دُنیا میں زہد اور قلیل ترین شئ پر صبر و اکتفاء کرنا اور دُنیا پر آخرت کو ترجیح ظاہر ہوتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سُنّت یہ ہے کہ مال دار شخص غریب سے اچھا سلوک کرے اور اس کو اپنے مال میں سے عطیہ کرتا رہے اور دُنیا میں تھوڑی شئ پر قناعت کرے کیونکہ قناعت میں عزّت و آبرو ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۲۳۹۹ ـــــ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اِلٰی امْرَاَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَكَانَ لَهَا غُلَامٌ نَجَّارٌ قَالَ لَهَا مُرِیْ عَبْدَكِ فَلْیَعْمَلْ لَنَا اَعْوَادَ الْمِنْبَرِ فَاَمَرَتْ عَبْدَهَا فَذَهَبَ فَقَطَعَ مِنَ الطَّرْفَاءِ فَصَنَعَ لَهٗ مِنْبَرًا فَلَمَّا قَضَاهُ اَرْسَلَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَدْ قَضَاهُ قَالَ اَرْسِلِیْ بِهٖ اِلَیَّ فَجَاءُوْا بِهٖ فَاحْتَمَلَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهٗ حَیْثُ تَرَوْنَ ۔

۲۴۰۰ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِیْ مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ السَّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ كُنْتُ یَوْمًا جَالِسًا

۲۳۹۹ ـــــ ترجمہ : حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہاجرہ عورت کو پیغام بھیجا جس کا غلام ترکھان تھا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ اپنے غلام سے کہو کہ وہ ہمارے لئے منبر کی لکڑیاں تیار کرے اس عورت نے اپنے غلام کو حکم دیا وہ جنگل کی طرف چلا گیا اور جھاؤ کی لکڑی کاٹ لایا اور آپ کے لئے منبر بنایا جب اُس نے منبر تیار کر لیا تو اس عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام عرض کیا کہ غلام نے منبر تیار کر دیا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میرے پاس بھیج دو لوگ منبر لے کر آئے تو آپ نے اس کو اُٹھایا اور اس جگہ رکھ دیا جہاں تم دیکھتے ہو۔

شرح ۲۳۹۹ ـــــ : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو پیغام بھیجا کہ اپنے غلام سے کہے ہمارے لئے منبر تیار کرے۔ ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس عورت سے ہدیہ طلب فرمایا تھا یہی باب کا عنوان ہے۔ اس حدیث میں مہاجرہ عورت ذکر کیا ہے اور بعض روایات میں انصاریہ عورت مذکور ہے۔ اس میں تطبیق اس طرح ہے کہ وہ عورت مہاجرہ تھی۔ اور انصار کا فرد تھی اس میں تضاد نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۰۰ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے باپ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، اُنھوں نے کہا میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بعض لوگوں کے ساتھ مکہ کے راستہ میں بیٹھا ہُوا تھا۔ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آگے تشریف فرما تھے۔ اور لوگوں نے اِحرام باندھا ہُوا تھا۔ اور میں نے احرام نہیں باندھا تھا۔ اُنھوں نے ایک گورخر دیکھا جبکہ میں اپنی جُوتیاں ٹانکنے میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ اسْتَسْقَى

وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِنِيْ "

٢٤٠١ ـــ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ثَنِيْ اَبُوْطُوَالَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَارِنَا هٰذِهٖ فَاسْتَسْقٰى فَحَلَبْنَا شَاةً لَنَا ثُمَّ شُبْتُهٗ مِنْ مَاءِ بِئْرِنَا هٰذِهٖ فَاَعْطَيْتُهٗ وَ اَبُوْبَكْرٍ عَنْ يَسَارِهٖ وَعُمَرُ تُجَاهَهٗ وَاَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ فَضْلَهٗ ثُمَّ قَالَ اَلْاَيْمَنُوْنَ اَلْاَيْمَنُوْنَ اَلَا فَيَمِّنُوْا قَالَ اَنَسٌ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ۔

باب جس نے پانی طلب کیا

سہل نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانی پلاؤ "

٢٤٠١ ـــ ترجمہ : ابوطوالہ جن کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن ہے نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا۔ ہم نے آپ کو اپنی بکری کا دودھ دوہا پھر اس کو اپنے کنوئیں کے پانی سے ملایا اور آپ کو دیا جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی بائیں جانب، عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے اور ایک اعرابی آپ کی دائیں جانب بیٹھے تھے۔ جب آپ پی کر فارغ ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ ابوبکر ہے تو آپ نے اعرابی کو (بچا ہوا پانی) دیا پھر فرمایا دائیں جانب والے دائیں جانب والے ہیں خوب سن لو پس دائیں طرف والے کو دو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سنت ہے یہ سنت ہے۔ یہ تین بار فرمایا۔

شرح : ٢٤٠١ ـــ یعنی دائیں جانب والے مقدم ہیں " اَلْاَيْمَنُوْنَ اَلْاَيْمَنُوْنَ " کی ترکیب یہ ہے کہ ایمنون مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی اَلْاَيْمَنُوْنَ مُقَدَّمُوْنَ اور دوسرا ایمنون تاکید کے لئے ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شئ لوگوں میں معروف ہو جیسے پانی اور دودھ وغیرہ کا طلب کرنا جائز ہے اس میں بخل نہ کیا جائے۔ خصوصاً سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانہ میں تو قطعاً بخل نہ کیا جاتا تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآن کریم میں صفت کی ہے کہ وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو

marfat.com
Marfat.com

۲۴۰۳ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اَنَّهٗ اَهْدٰی لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِیًّا وَهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَیْهِ فَلَمَّا رَاٰی مَا فِیْ وَجْهِهٖ قَالَ اَمَا اِنَّا لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَیْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ

۲۴۰۲ ـــــ شرح : مرّ ظہران ،، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب پانچ میل دُور ایک جگہ ہے۔ قولہ لاشك فیه ،، ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شعبہ نے پہلے فَخِذَیْن میں شک کیا تھا پھر ان کو اس کا یقین ہوگیا اسی طرح آخر میں کھانے میں شک کیا اور اپنی حدیث کو قبول پر موقوف کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شکار پکڑنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑنا جائز ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ ابوداؤد ترمذی، اور نسائی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہُوا اس کا جواب یہ ہے کہ غفلت اس تقدیر پر ہے جبکہ وہ پیچھا کرنے میں دُور نکل جائے حتی کہ اس کی نماز فوت ہوجائے۔ یا شکار کا پیچھا کرنے میں دینی یا دنیاوی مصلحتیں جاتی رہیں اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ جب شکار کے پیچھے بہت لوگ دوڑیں تو جو کوئی اس کو پکڑے وہی اس کا مالک ہوتا ہے۔ دُوسرے لوگ اس میں شریک نہیں ہوسکتے ہیں۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خرگوش کا کھانا مباح ہے۔ چاروں ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔ البتہ عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا آزاد کردہ غلام عکرمہ اس کو کھانا مکروہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن عام علماء اس کو کھانا مباح کہتے ہیں۔ اور اس کی اباحت میں کثیر احادیث نسائی، ابن ماجہ، بیہقی اور طبرانی میں مذکور ہیں۔ البتہ طبرانی میں عبداللہ بن مُغَفَّل رَضِیَ اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خرگوش کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ میں نہ تو اس کو کھاتا ہوں اور نہ ہی حرام کرتا ہوں۔ لیکن یہ اباحت کے منافی نہیں ہے اور یہ مسئلہ واضح ہوگیا کہ جس شئ کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حرام نہ فرمائیں وہ مباح ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۰۳ ـــــ ترجمہ : صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گورخر ہدیہ بھیجا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اَبْوَاء یا وَدّان میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے اس کو واپس کردیا اور جب اس کے چہرہ کا رنگ دیکھا تو فرمایا ہم نے صرف اس لئے واپس کیا ہے کہ ہم احرام سے ہیں۔

۲۴۰۳ ـــــ شرح : اگر یہ سوال ہو کہ آپ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے شکار قبول فرمایا اور صعب بن جثامہ کا شکار کیوں واپس کردیا۔ حالانکہ دونوں حالتوں میں آپ

marfat.com
Marfat.com

۲۴۰۶ ـــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مَعْنٌ ثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طُهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْهُ اَهَدِيَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ قِيْلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا وَلَمْ يَاْكُلْ وَاِنْ قِيْلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهٖ فَاَكَلَ مَعَهُمْ۔

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پنیر، گھی اور گوہ بطور ہدیہ بھیجے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر اور گھی تو کھا لیا اور گوہ کو نفرت کرتے ہوئے ترک کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی۔ اگر وہ حرام ہوتی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھائی نہ جاتی۔

۲۴۰۵ ـــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر اور گھی کھایا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ نے اُمّ حفید کا ہدیہ قبول فرمایا تھا۔ اُمّ حفید، کا نام ہُزَیلہ ہے۔ وہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں اور گاؤں میں رہتی تھیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدیہ بھیجنا اور اس کو قبول کرنا جائز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ گوہ کو کھانا جائز ہے۔ کیونکہ اگر وہ حرام ہوتی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔ صاحبِ ہدایہ نے کہا گوہ کا کھانا ممنوع ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس سے منع فرمایا جبکہ اُنھوں نے آپ سے پوچھا کہ وہ گوہ کا گوشت کھا سکتی ہیں؟ ابوداؤد نے کتاب الاطعمہ میں عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ سے منع فرمایا۔ ابوداؤد کا اس حدیث پر سکوت کرنا اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں عبدالرحمٰن بن حَسَنَہ سے ذکر کیا کہ اُنھوں نے کہا ہم ایک زمین میں ٹھہرے جہاں گوہ بہت تھیں ہمیں بھوک لگی تو ہم نے گوہ کا گوشت پکایا ابھی گوشت پک رہا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا یہ کیا پک رہا ہے؟ ہم نے عرض کیا تو آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کی ایک جماعت مسخ ہوگئی تھی۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ یہی ہے لہٰذا ہنڈیوں کو اُلٹ دو۔

جہاں تک احناف کے مذہب کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ جن احادیث میں گوہ کے کھانے کا ذکر ہے۔ وہ سب منسوخ ہیں۔ کیونکہ جب ایک حدیث سے حرمت اور دُوسری سے اباحت ثابت ہو تو حرمت ثابت کرنے والی حدیث کو ترجیح ہوگی۔ کیونکہ جو حدیث حرمت کو واجب کرے وہ اس حدیث سے متاخر ہوتی ہے جو اباحت کو ثابت کرے ورنہ نسخ مرتین لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں لہٰذا معلوم ہُوا کہ گوہ کا کھانا حرام ہے۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۰۶ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب

marfat.com
Marfat.com

٢٤٠٩ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُوالْحَسَنِ اَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ اَعِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهِ اُمُّ عَطِيَّةَ مِنَ الشَّاةِ الَّتِيْ بَعَثْتَ اِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ اِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا ۔

بَابُ مَنْ اَهْدٰى اِلٰى صَاحِبِهِ وَتَحَرّٰى بَعْضَ نِسَائِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ ۔

٢٤١٠ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ

٢٤٠٨ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنھوں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو بریرہ کے مالکوں نے اس کی ولاء کی شرط لگائی (کہ ولاء ان کے لئے ہوگی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو خرید لو اور آزاد کر دو ولاء صرف اس کے لئے ہے جو آزاد کرے اور بریرہ کو گوشت بھیجا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے اور اس کو (شوہر کے بارے میں) اختیار دیا گیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا اس کا شوہر حُرّ (آزاد) تھا یا غلام تھا۔ شُعبہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن سے اس کے شوہر کے متعلق دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ وہ حُرّ تھا یا غلام تھا۔ (کئی بار یہ حدیث گزری ہے)

٢٤٠٩ــــ ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لئے ہے اُنھوں نے کہا صرف بکری کا گوشت ہے جو ام عطیہ نے بریرہ کو صدقہ بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ اپنے مقام کو پہنچ چکا ہے۔

٢٤٠٩ــــ شرح : یعنی وہ اب صدقہ نہیں رہا اور ہمارے لئے جائز ہو چکا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے تغیر سے شئی میں تغیر آجاتا ہے۔

باب ــــ جس نے اپنے دوست کو ہدیہ بھیجا۔ اور اس نے اس دن کا ارادہ کیا جس میں وہ اپنی کسی ایک بیوی کے پاس ہو"

marfat.com
Marfat.com

حِيْنَ دَارَ اِلَيْهَا فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ مَا قَالَ لِيْ شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْهِ
حَتّٰى يُكَلِّمَكِ فَدَارَ اِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ
يَاْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ
مِنْ اَذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اِنَّ نِسَآءَكَ يُنَاشِدْنَكَ
الْعَدْلَ فِيْ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَابُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ مَا اُحِبُّ فَقَالَتْ
بَلٰى فَرَجَعَتْ اِلَيْهِنَّ فَاَخْبَرَتْهُنَّ فَقُلْنَ ارْجِعِيْ اِلَيْهِ فَاَبَتْ اَنْ تَرْجِعَ فَاَرْسَلْنَ
زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ فَاَتَتْهُ فَاَغْلَظَتْ وَقَالَتْ اِنَّ نِسَآءَكَ يَنْشُدْنَكَ اللّٰهَ الْعَدْلَ
فِيْ بِنْتِ ابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ فَرَفَعَتْ صَوْتَهَا حَتّٰى تَنَاوَلَتْ عَائِشَةَ وَهِيَ قَاعِدَةٌ
فَسَبَّتْهَا حَتّٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْظُرُ اِلٰى عَائِشَةَ هَلْ تَكَلَّمُ
قَالَ فَتَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ تَرُدُّ عَلٰى زَيْنَبَ حَتّٰى اَسْكَتَتْهَا قَالَتْ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَائِشَةَ وَقَالَ اِنَّهَا بِنْتُ اَبِيْ بَكْرٍ وَقَالَ اَبُوْمَرْوَانَ الْغَسَّانِيُّ عَنْ
هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ
رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَرَجُلٍ مِنَ الْمَوَالِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاسْتَاْذَنَتْ فَاطِمَةُ۔

حفصہ، صفیہ اور سودہ تھیں اور دوسری جماعت ام سلمہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویاں تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کو جانتے تھے۔ جب کسی کے پاس کچھ ہدیہ ہوتا اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجنے کا ارادہ کرتا تو اس میں تاخیر کرتا حتی کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما ہوتے تو ہدیہ بھیجنے والا عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہدیہ بھیجتا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی جماعت نے گفتگو کی اور ان سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں عرض کریں کہ آپ لوگوں سے کلام کریں اور فرمائیں کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجنا چاہے وہ آپ کو ہدیہ بھیج دیا کرے آپ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَالَا يُرَدُّ مِنَ الْهَدِيَّةِ

۲۴۱۲ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيُّ ثَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَنَاوَلَنِيْ طِيْبًا قَالَ كَانَ اَنَسٌ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ قَالَ وَزَعَمَ اَنَسٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرُدُّ الطِّيْبَ۔

طبعی شئی ہے اس پر انسان کو قدرت نہیں اور افعال مقدورہ سے خارج ہے۔ البتہ علماء کا اس بات میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ پر بیویوں کے پاس جانے کی باری لازم تھی یا نہیں محققین کی رائے یہ ہے کہ تقسیم آپ پر واجب نہیں تھی صرف آپ بیویوں کے تطیبِ قلوب کے لئے مساوی تقسیم کرتے تھے قولہ اِنَّهَا بِنْتُ اَبِيْ بَكْرٍ ،، یعنی عائشہ شریفہ اور عقلمند ہیں اور معاملات کو خوب پہچانتی ہیں جیسے ان کا والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شریف اور عاقل ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مدح وثناء کے وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کی نسبت ان کے باپ کی طرف کی اور اس سے پہلے ابو قحافہ کی طرف نسبت کی جبکہ ان کی طرف سے انتقام لینے کا ارادہ کیا تھا تاکہ اس معاملہ میں حضرت ابوبکر صدیق کو درمیان سے نکال دیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بہت ہے اور شوہر کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بعض بیویوں کو تحف وتحائف سے مختص کرے۔ البتہ اس پر ان امور میں مساوات لازم ہے جن کا تعلق رہائش، نفقہ اور لباس وغیرہ سے ہو اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کی متعدد بیویاں ہوں اور وہ آپس میں جھگڑنے لگیں تو شوہر کو خاموش رہنا چاہیئے۔ اس حدیث کے سیاق سے واضح ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہیبت تھی اور وہ آپ سے بہت حیاء کرتی تھیں اسی لئے انھوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی خدمت میں بھیجا جو آپ کے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ معزز تھیں۔ اور ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا یہ جرأت کرنا اس لئے تھا کہ وہ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھی جبکہ ان کی والدہ "اُمَیْمہ" حضرت عبدالمطلب کی بیٹی تھی۔ انھوں نے ہی پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا تھا پھر خود تشریف لے گئیں۔

اس حدیث میں راویوں کے تصرف کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آخری کلام سیدہ فاطمہ کا قصہ ہشام بن عروہ سے منقول ہے کیونکہ اس حدیث کو بعض راویوں نے زیادہ اور بعض نے کم ذکر کیا ہے حتی کہ بعض نے اس کی تین حدیثیں بنادی ہیں۔ "ابومروان" یحیی بن یحیٰی زکریا غسانی ہے وہ واسط میں سکونت پذیر تھے۔ ایک سو نوے ہجری میں فوت ہوئے۔ علامہ کرمانی نے کہا بعض علماء کا کہنا ہے کہ ان کا نام محمد بن عثمان ہے مگر یہ محض وہم ہے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محمد بن عثمان کی کنیت بھی ابومروان ہے لیکن اُس نے ہشام بن عروہ کو نہیں پایا۔ وہ ان سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلی اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمُكَافَأَةِ فِي الْهِبَةِ

۲۴۱۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عِيسٰى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا قَالَ اَبُوْعَبْدُ اللّٰهِ لَمْ يَذْكُرْ وَكِيْعٌ وَمُحَاضِرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ۔

کرتا ہے وہ قیدی واپس کر دے اور جو شخص اپنا حصہ قائم رکھنا چاہے حتیٰ کہ سب سے پہلے جو اللہ تعالیٰ ہم کو غنیمت دے ہم اس کو دے دیں۔ لوگوں نے کہا یا رسُول اللہ! ہم بخوشی یہ کرتے ہیں۔"

۲۴۱۳ — شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غنیمت کے قیدیوں کو تقسیم سے پہلے چھوڑ دیا تھا۔ گویا کہ وہ غائب تھے اور ان کا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ترک کر دینا ہبہ تھا۔ امام بخاری نے اس باب کے عنوان سے یہی ارادہ کیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ عنوان قائم کر کے اس حدیث کو ذکر کرنے میں تعسُّف ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس کے مالک نہ تھے اگرچہ مستحق تھے۔ دُوسرے یہ کہ ترک پر ہبہ کا اطلاق بہت بعید ہے تیسرے یہ کہ یہ ہبہ مجہول شئ کا ہے کیونکہ تقسیم سے پہلے ہر ایک کا استحقاق معلوم نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — ہبہ کا بدلہ دینا"

۲۴۱۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس کا بدلہ دیتے تھے۔ وکیع اور محاضر نے بواسطہ ہشام، عروہ، ام المؤمنین عائشہ سے روائت نہیں کی۔

۲۴۱۴ — شرح : یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ کا بدلہ دیتے تھے۔ صاحبِ توضیح نے کہا ہمارے نزدیک اس میں مطلقاً ثواب نہیں چاہیے۔ اعلیٰ ادنیٰ کو ہدیہ دے یا ادنیٰ اعلیٰ کو دے یا اپنے برابر کے کسی کو ہدیہ دے۔ مہلب نے کہا ہدیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہدیہ ہے جس کا بدلہ لینا مطلوب ہو یہ بیع ہے اس میں بدلہ دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ دُوسرا وہ ہدیہ ہے جو محض اللہ کے لئے اور صلہ رحمی کے لئے ہدیہ دیا جاتا ہے۔ اس میں بدلہ دینا ضروری نہیں۔ اگر دیدے تو اچھا ہے۔ جو شخص ہبہ کر کے اس کا بدلہ طلب کرے اس میں علماء کے آراء مختلف ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اس شخص کا حال دیکھا جائے اگر اس جیسا شخص موہوب لہ سے بدلہ طلب کرتا ہے جیسے فقیر مال دار کو ہبہ کرے یا مرد اپنی بیوی کو ہبہ کرے تو اس کو ہبہ کا بدلہ دیا جائے

marfat.com
Marfat.com

۲۴۱۵ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهٗ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ۔

باپ اگر اس مال سے بیٹے کو ہبہ کرے تو لازم آئے گا کہ اس کا مال اسی کو ہبہ کیا جائے اندفاع کی وجہ حدیث سے ظاہر ہے اور اَنْتَ وَمَالُكَ صحیح حدیث ہے۔ اس مسئلہ میں جبکہ والد بعض اولاد کو کوئی شئی ہبہ کردے علماء کا اختلاف ہے۔ طاؤس، عطاء بن ابی رباح، عروہ، ابراہیم نخعی، شعبی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اس کو باطل قرار دیتے ہیں۔ ابو عمرو نے کہا امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے صحیح تر یہ منقول ہے کہ جب باپ اپنی بعض اولاد کو عطیہ دے تو اس کو واپس کرنے کا حکم دیا جائے اور اگر وہ واپس نہ کرے اور مرجائے تو اگر اس نے صحت کی حالت میں عطیہ دیا تھا تو وہ اس کا مالک ہوجائے گا۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد اور شافعی اور ایک روائت کے مطابق امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اگر باپ نے اپنی بعض اولاد کو عطیہ میں مخصوص کیا تو جائز ہے۔ اس باب کے عنوان میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ والد اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرنے کے بعد اس کو واپس لے سکتا ہے؟ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا واہب کوئی شئی ہبہ کرکے واپس نہیں لے سکتا البتہ والد اپنے بیٹے کو ہبہ کرکے واپس لے سکتا ہے۔ اور والد کے علاوہ دوسرے آباؤ اجداد جو اس کے اصول ہیں بھی والد کی طرح ہیں۔ امام شافعی کا صحیح قول یہی ہے۔ توضیح میں ذکر کیا ہے کہ اصول میں سے باپ ہو یا ماں یا دادا ہو رجوع کرسکتے ہیں ان کے علاوہ دوسرے رجوع نہیں کرسکتے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں والدہ کے سوا اور کوئی رجوع نہیں کرسکتا احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر ذی رحم محرم (یعنی جن سے نکاح حرام ہے) کو کوئی شئی ہبہ کی تو اس کو واپس نہیں کرسکتا جیسے باپ بیٹا، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی وغیرہ امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ دستور کے مطابق والد اپنے بیٹے کے مال سے کھاسکتا ہے۔ حاکم نے اپنے اسناد سے مرفوع روائت ذکر کی کہ انسان کا پاکیزہ کھانا وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کمائے اور اس کا بیٹا اس کی اپنی کمائی ہے لہٰذا تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھاسکتے ہو۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر باپ غریب ہو اور اس کا بیٹا کہیں غائب ہوگیا ہو تو وہ اس کا مال اپنے خرچہ کے مطابق بیچ سکتا ہے کیونکہ ضرورت کے وقت والد بیٹے کے مال کا مالک ہوجاتا ہے لیکن اس کی زمین فروخت نہیں کرسکتا امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ والد اپنا خرچہ پورا کرنے میں بیٹے کا مال اور زمین فروخت کرسکتا ہے اور اس بات میں اتفاق ہے کہ والدہ اپنے بیٹے کا مال نہیں بیچ سکتی اگرچہ بیٹا چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ واللہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ أَعْطَيْتُ ابْنِيْ مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرَتْنِيْ أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ

بَابُ هِبَةِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا

قَالَ إِبْرَاهِيْمُ جَائِزَةٌ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَا يَرْجِعَانِ وَاسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءُهُ فِيْ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شرح : ۲۴۱۶ ـــــ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی اولاد لڑکے ہوں یا لڑکیاں ہبہ وغیرہ میں ان میں مساوات کرنی چاہیئے۔ اگر بعض کو ہبہ کیا اور دوسروں کو نہ دیا تو یہ حرام نہیں مکروہ ہے اور ہبہ صحیح ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ حرام اور ظلم ہے۔ کیونکہ بعض روایات میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا"، اس کا جواب یہ ہے کہ ظلم کا معنی حد اعتدال سے میلان کرنا ہے۔ اس لحاظ سے مکروہ بھی ظلم ہے۔ نیز اس کے معارض دوسری روائت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو۔ اگر یہ عطیہ حرام ہوتا تو آپ اس پر کسی اور کو گواہ بنانے کی ترغیب کیوں دلاتے۔ اور یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عاصم کو عطیہ دیا اور باقی اولاد کو نہیں دیا تھا۔ اگر یہ سوال ہو کہ بشیر نے عطیہ واپس کر لیا تھا اگر یہ جائز ہوتا تو واپس کیوں کرتے اس کا جواب یہ ہے کہ بشیر رضی اللہ عنہ کا عطیہ واپس کر لینا ان کے اپنے اختیار سے تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے واپس نہ کیا تھا۔ کیونکہ انھوں نے یہ سنا تھا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو"، اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں صراحۃً واپس کر لینے کا حکم ہے جبکہ آپ نے فرمایا اس کو واپس کر لو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امر ایجاب کے لئے نہیں آپ نے یہ بطور احسان فرمایا تھا۔ کما مر۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــــ شوہر کا اپنی بیوی کو اور بیوی کا اپنے شوہر کو ہبہ کرنا

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ ہبہ جائز ہے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا

marfat.com
Marfat.com

۲۴۱۷ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْأَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَذَكَرْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي وَهَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔

ہبہ کیا اور اس نے بدلہ نہ دیا تو جب تک موہوب قائم ہے اس کو واپس لے سکتا ہے۔ حضرت عمر فاروق، علی ابن ابی طالب، عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ اور فضالہ بن عبیداللہ سے بھی یہی منقول ہے اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہبہ کرکے واپس لینے والے کی مثال کتے کی طرح ہے جو قے کرکے کھا جاتا ہے یہ تشبیہ بظاہر قبیح ہے اور مروت کے خلاف ہے۔ لیکن شرعاً مروت کے خلاف نہیں کیونکہ کتا حلال و حرام میں مکلف نہیں تو معنی یہ ہوگا کہ ہبہ واپس لینے والا بُری شئی کی طرف لوٹتا ہے جیسے کتا غلاظت کھا جاتا ہے۔ تو اس سے ہبہ میں رجوع کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ لیکن یہ اچھا نہیں اور احناف بھی اس کو مکروہ کہتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۴۱۷ — بھارے ہو گئے اور آپ کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ مرض کی حالت میں میرے گھر رہیں۔ تو انھوں نے آپ کو اجازت دیدی۔ آپ دو شخصوں کے درمیان باہر نکلے اس حال میں کہ آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ جبکہ آپ حضرت عباس اور ایک اور شخص کے درمیان تھے عُبَید اللہ نے کہا میں نے ابنِ عباس سے ام المؤمنین عائشہ کا قول ذکر کیا تو انھوں نے کہا کیا تم اس شخص کو جانتے ہو کہ جس کا عائشہ نے نام نہیں لیا؟ میں نے کہا نہیں ابن عباس نے کہا وہ حضرت علی تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

شرح : اس حدیث سے روافض استدلال کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے حضرت علی ۲۴۱۷ — کا نام اس لئے ذکر نہیں کیا کہ وہ حضرت علی سے عداوت رکھتی تھیں لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے جو آخر تک رہے اور دوسری طرف تین شخص تھے جو باری باری آپ کو اٹھاتے تھے اور وہ حضرت علی، فضل بن عباس اور اسامہ بن زید تھے چونکہ ان میں سے کوئی ایک معین نہ تھا اس لئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ دوسری طرف ایک اور شخص تھا اس تعبیر کو عداوت پر محمول کرنا بعید از انصاف ہے۔ بلکہ ام المؤمنین کے متعلق سوءِ ظن پر مبنی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ!

marfat.com
Marfat.com

٢٤١٩ ـــ حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ مَالِي مَالٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَأَتَصَدَّقُ قَالَ تَصَدَّقِي وَلَا تُوعِي فَيُوعَى عَلَيْكِ۔

٢٤٢٠ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللهُ عَلَيْكِ۔

٢٤٢١ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيدَ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ

امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر عطیہ نہیں دے سکتی البتہ اپنے مال کی تہائی سے صلۂ رحمی یا خیرات کر سکتی ہے وہ اس کو وصیت پہ قیاس کرتے ہیں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قولہ اِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ " اذا شرطیہ نہیں بلکہ ظرفیہ ہے۔ کیونکہ کلام اس تقدیر پر ہے جبکہ اس کا شوہر عتق اور ہبہ کے وقت موجود ہو اور اگر اس کا شوہر نہ ہو تو بلا نزاع اس کا عتق اور ہبہ کرنا جائز ہے۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

٢٤١٩ ـــ ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے پاس کچھ مال نہیں سوا اس کے جو مجھ کو زبیر دے تو کیا میں وہ صدقہ میں دے سکتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کر اور مت روک ورنہ اللہ تجھ سے روک لے گا۔

٢٤٢٠ ـــ ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال خرچ کرو اور اس کو محفوظ نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تجھ سے محفوظ کرے گا اور روک کر نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تم سے روک لے گا۔

شرح : اسماء رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور حضرت زبیر بن عوام کی بیوی ہے۔ اس حدیث میں "اِحْصَاء اور اِیْعَاء" کی نسبت اللہ کی طرف بطور مشاکلت ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "تصدقی" اس پہ دلالت کرتا ہے کہ جس عورت کا شوہر ہو وہ اس کی اجازت کے بغیر صدقہ کر سکتی ہے۔ اور ہبہ کا لغوی معنیٰ مراد ہے اور وہ صدقہ کو بھی شامل ہے۔

٢٤٢١ ـــ ترجمہ : ابن عباس کے غلام کریب سے روایت ہے کہ میمونہ بنت حارث

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بِمَنْ يُبْدَأُ بِالْهَدِيَّةِ

وَقَالَ بَكْرٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً لَهَا فَقَالَ لَهَا لَوْ وَصَلْتِ بَعْضَ أَخْوَالِكِ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكِ ـ

٢٤٢٣ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي قَالَ إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا

لئے ہبہ کر دیا تھا وہ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چاہتی تھیں۔

شرح : اس حدیث کی مطابقت عنوان کے ساتھ اس طرح ہے کہ ام المومنین

٢٤٢٢ ـــ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری دن رات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے ہبہ کر دی تھی۔ جو ان کے شوہر کی غیر تھیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس بیوی کو چاہے سفر میں ساتھ لے جائے اگرچہ سفر کس قسم کا ہو۔ قرعہ اندازی صرف اطمینانِ قلب کے لئے ہے!

باب ـــ کس کو ہدیہ پہلے دیا جائے

ترجمہ : بکر نے بواسطہ عمرو، بکیر، کریب، مولی ابن عباس رضی اللہ عنہم روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی لونڈی آزاد کی تو آپ نے انھیں فرمایا اگر اسے اپنے ماموں کو پہنچا دیتی تو تمہیں بہت ثواب ہوتا۔

شرح : اس حدیث میں دو چیزیں ہیں ایک لونڈی کو آزاد کرنا دوسری اپنے ماموں کو دینا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ اپنے ماموں کو لونڈی دینے میں صلہ رحمی ہے اور یہ اچھا ہے اس میں ثواب بہت ہے۔

٢٤٢٣ ـــ **ترجمہ** : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے کس کو ہدیہ بھیجوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا دروازہ تمہارے زیادہ قریب ہے۔ (کتاب الشفعہ کی حدیث ۲۱۱۷ کے تحت اسکی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهٗ ابْنُ الْاُتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِيْ قَالَ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ بَيْتِ اُمِّهٖ فَيَنْظُرَ اَيُهْدٰى لَهٗ اَمْ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَاْخُذُ اَحَدٌ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا جَآءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَّهٗ رُغَآءٌ اَوْ بَقَرَةً لَّهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْنَا عُفْرَةَ اِبْطَيْهِ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا ۔

بَابُ اِذَا وَهَبَ هِبَةً اَوْ وَعَدَ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ اَنْ تَصِلَ اِلَيْهِ

وَقَالَ عُبَيْدَةُ اِنْ مَاتَ وَكَانَتْ فَصَلَتِ الْهَدِيَّةُ وَالْمُهْدٰى لَهٗ حَيٌّ فَهِيَ لِوَرَثَتِهٖ وَاِنْ لَمْ تَكُنْ فَصَلَتْ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الَّذِيْ اَهْدٰى وَقَالَ الْحَسَنُ اَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ فَهِيَ لِوَرَثَةِ الْمُهْدٰى لَهٗ اِذَا قَبَضَهَا الرَّسُوْلُ ۔

آئے گا اگر وہ اونٹ ہو تو اس کی آواز ہوگی اگر گائے ہو تو اس کی آواز ہوگی اگر بکری ہو تو وہ بول رہی ہوگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے حتی کہ ہم نے ان کی بغلوں کی سپیدی دیکھ لی (اور دعا فرمائی) اے اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا اے اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا یہ تین بار فرمایا۔

شرح ۲۴۲۵ : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی فراہمی کرنے والوں کا وظیفہ بیت المال میں سے دیا جائے اور وہ مال صدقہ سے امام کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں لے سکتے رُغَآءٌ ،، اونٹ کی آواز، خوار گائے بیل کی آواز اور "تیعر" بکری کی آواز کا نام ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مقروض سے نذرانہ لینا مکروہ ہے ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جب کوئی شئی ہبہ کی یا وعدہ کیا پھر موہوب لہ تک ہدیہ پہنچنے سے پہلے فوت ہوگیا"

marfat.com
Marfat.com

٢٤٢٦ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا ثَلٰثًا فَلَمْ يَقْدَمْ حَتّٰى تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ اَبُوْبَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَدَنِيْ فَحَثٰى لِيْ ثَلٰثًا ـ

بَابُ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعَبْدُ وَالْمَتَاعُ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كُنْتُ عَلٰى بَكْرٍ صَعْبٍ فَاشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ـ ٢٤٢٧ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

٢٤٢٦ ـــ ترجمہ : ابن منکدر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر بحرین" سے مال آیا تو میں تجھے اتنا اتنا اتنا دوں گا (تین بار فرمایا) چنانچہ بحرین سے مال نہ آیا حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کردے کہ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وعدہ کیا ہو یا آپ پر اس کا قرض ہو تو وہ ہمارے پاس آئے چنانچہ میں اُن کے پاس گیا اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا تو اُنھوں نے مجھے تین لپ بھر کر دیئے۔

٢٤٢٦ ـــ شرح : کتاب الکفالہ میں گزرا ہے کہ ہر ایک لپ پانچ سو درہم پر مشتمل تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر سے کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا اور اس کی وفاء سے پہلے آپ انتقال فرما گئے۔ اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں لازم نہ تھا لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے احسان کے طور پر یہ کیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اس میں سے کوئی شئ لازم نہ تھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے طریقہ کی اقتداء کرتے ہوئے وعدہ پورا کیا کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر ہی عظیم انسان تھے جو لوگوں کے عہد اور وعدے پورے کیا کرتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ غُلام اور سامان پر کس طرح قبضہ کیا جائے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں سرکش اونٹ پر سوار تھا۔ تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدا اور فرمایا اے عبداللہ یہ تیرا ہے"

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ اِذَا وَهَبَ هِبَةً فَقَبَضَهَا الْاٰخَرُ وَلَمْ يَقُلْ قَبِلْتُ

٢٤٢٨ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِاَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجَ مِنَّا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ

اَهْلَكَ

میں فوت ہوئے اس حدیث میں اس شخص کے قول کی تردید ہے جس نے کہا کہ مخرمہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی آپ سے کچھ سُنا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تالیف قلب کرنا اچھا ہے اور موہوب شئی کا موہوب لہ کی طرف منتقل ہو جانے سے اس پر قبضہ تصور ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ جب کوئی شئی ہبہ کی اور دُوسرے نے اس پر قبضہ کر لیا اور یہ نہ کہا کہ میں نے قبول کیا،،

٢٤٢٨ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں ہلاک ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کیا ہُوا۔ اس نے کہا میں نے رمضان مبارک میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی غلام ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو دو مہینے متواتر روزے رکھ سکتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ اتنے میں ایک انصاری عَرَق ٹوکرا لے آیا۔ عَرَق ٹوکرا ہے جس میں کھجور تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لے جاؤ اور اس کو صدقہ کر دو اُس نے کہا یا رسُول اللہ! کیا ہم سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسُول بھیجا ہے۔ مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اپنے بال بچوں کو یہ کھلا دو۔

marfat.com
Marfat.com

۲۴۲۹ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا يُونُسُ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِي ابْنُ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ شَهِيدًا فَاشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ فَاَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمْتُهُ فَسَاَلَهُمْ اَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِي وَيُحَلِّلُوا اَبِي فَاَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِي وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ وَلٰكِنْ قَالَ سَاَغْدُ عَلَيْكَ قَالَ فَغَدَا عَلَيْنَا حِينَ اَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ فَدَعَا فِي ثَمَرِهِ بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ حُقُوقَهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا بَقِيَّةٌ ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَاَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ اِسْمَعْ وَهُوَ جَالِسٌ يَا عُمَرُ فَقَالَ عُمَرُ اَلَا نَكُونُ قَدْ عَلِمْنَا اَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ۔

تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ جائز ہے جبکہ قرض کا اشٹام اس کے حوالہ کر دے اور اگر اشٹام حوالہ نہ کرے اور اس کا اعلان کر دے تو جائز ہے۔ ابو ثور نے کہا جب وہ اس کا پختہ اقرار کر لیں تو جائز ہے۔ اعلان کریں یا نہ کریں۔ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ ہبہ جائز نہیں کیونکہ ان کے مذہب کے مطابق ہبہ میں قبضہ شرط ہے جو یہاں نہیں پایا جاتا۔ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو اپنا قرضہ ہبہ کر دیا تھا اس میں بھی اختلاف نہیں کیونکہ یہ دراصل قرض سے بریٔ الذمہ کرنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پر کسی کا کوئی حق ہو تو وہ اس کو ادا کرے یا اس سے معاف کرا لے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا باپ قتل ہو گیا اور ان پر قرض تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرض خواہوں سے فرمایا کہ میرے باغ کا پھل قبول کر لیں اور میرے باپ کا قرض معاف کر دیں۔ اس میں بھی اتفاق ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۲۹ ـــــ ترجمہ: ابن کعب بن مالک نے کہا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے تو اُن کے قرضخواہوں نے اپنے حقوق کا سختی سے مطالبہ کیا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ سے گفتگو کی تو آپ نے ان سے کہا کہ میرے باغ کا پھل قبول کر لیں اور میرے والد کا قرض معاف کر دیں اُنھوں نے اس کا انکار کر دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو میرا باغ نہ دیا اور نہ اُن کے لئے پھل تڑوایا لیکن یہ فرمایا کہ میں کل تیرے پاس آؤں گا آپ اگلے روز صبح کو ہمارے پاس تشریف لائے اور کھجوروں کے درختوں میں گھومے اور پھل میں برکت

marfat.com
Marfat.com

۲۴۳۰ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْاَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ اِنْ اَذِنْتَ لِيْ اَعْطَيْتُ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاُوْثِرَ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدًا فَتَلَّهٗ فِيْ يَدِهٖ۔

ذخیرہ ہے لیکن یہاں وہ جگہ مراد جو مدینہ منورہ کے قریب اس کے عوالی میں ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس ترکہ کا ایک لاکھ اسماء کو دیتے تھے مگر انھوں نے اُن کے ہاتھ فروخت نہ کیا اور اپنے دونوں بھتیجوں کو ہبہ کر دیا اور دو پر جمع کا اطلاق ہوتا رہتا ہے اس لئے یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ اس سے بخاری کا مقصد یہ کہ ایک شخص جماعت کو ہبہ کر سکتا ہے۔ اس کو ہبہ مُشَاع کہا جاتا ہے۔ وہ اس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کا رد کرتے ہیں کیونکہ امام ابوحنیفہ مشاع کا ہبہ ناجائز قرار دیتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مُشاع کے ہبہ کے عدم جواز کی نسبت امام ابوحنیفہ کی طرف صحیح نہیں۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس مشاع اور مشترک شئ کے ہبہ کو جائز نہیں کہتے جو تقسیم کیا جا سکتا رہو اور جو مشاع اور مشترک شئ تقسیم نہیں ہو سکتی اس کا ہبہ جائز ہے۔ نیز اس شیوع کا اعتبار ہے جو قبض کے وقت ہو عقد کے وقت شیوع کا اعتبار نہیں۔ لہٰذا اگر مشاع و مشترک شئ کو ہبہ کیا اور اس کو تقسیم کر کے موہوب لہ کے حوالہ کر دیا تو یہ ہبہ جائز ہے۔ الحاصل امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں قبض کے وقت شیوع نہیں ہونا چاہیئے! ہو سکتا ہے کہ مذکور ترکہ تقسیم کر کے ان کے قبضہ میں دیا ہو۔ لہٰذا امام صاحب کا مسلک مذکور اثر کے خلاف نہیں۔

۲۴۳۰ ـــــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا پیالہ حاضر کیا گیا تو آپ نے پانی پیا جبکہ آپ کی دائیں جانب غلام تھا اور بائیں طرف کبار صحابہ کرام بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام سے فرمایا اگر تو مجھے اجازت دے تو میں پیالہ میں بچا ہوا پانی ان کو دے دوں ؟

غلام نے کہا میں آپ کے جھوٹے سے اپنا حصہ کسی کو دینا پسند نہیں کرتا تو آپ نے زور سے پیالہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

(حدیث ۲۱۹۹ اور ۲۲۸۸ کی شرح کا مطالعہ کریں)

---

marfat.com
Marfat.com

۲۴۳۱ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيْرًا فِيْ سَفَرٍ فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ اْئْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَوَزَنَ قَالَ شُعْبَةُ اُرَاهُ فَوَزَنَ لِيْ قَالَ فَاَرْجَحَ فَمَا زَالَ شَيْءٌ حَتّٰى اَصَابَهَا اَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ ۔

۲۴۳۲ ـــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ اَشْيَاخٌ فَقَالَ لِلْغُلَامِ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ وَاللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا فَتَلَّهُ فِيْ يَدِهٖ ۔

۲۴۳۳ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَهَمَّ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَقَالَ اشْتَرُوْا لَهٗ سِنًّا فَاَعْطُوْهَا اِيَّاهُ فَقَالُوْا اِنَّا لَا نَجِدُ سِنًّا اِلَّا سِنًّا هِيَ اَفْضَلُ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ فَاشْتَرُوْهَا فَاَعْطُوْهَا اِيَّاهُ فَاِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ اَوْ خَيْرُكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَآءً ـــــ

۲۴۳۱ ـــــ ترجمہ : مُحَارِبؒ سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سفر میں اونٹ فروخت کیا جب میں مدینہ منورہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں آؤ۔ اور دو رکعتیں نماز پڑھو اور آپ نے اس کی قیمت تول کر دی۔ شعبہ نے کہا میرا خیال ہے آپ نے مجھے تول کر دی اور جھکتی ہوئی دی۔ وہ زیادتی میرے پاس ہمیشہ رہی تا آنکہ حرہ کے روز شامیوں نے اس کو چھین لیا۔ ۲۴۳۲ ـــــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا پیالہ لایا گیا آپ کی دائیں طرف غلام اور بائیں طرف کبار صحابہ کرام تھے آپ نے غلام سے فرمایا کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں (بچا ہوا پانی) ان لوگوں کو دوں غلام نے کہا بخدا! آپ کے جھوٹے میں اپنا حصہ کسی کو دینا پسند نہیں کرتا تو آپ نے زور سے اس کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔

(اس سے بھی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ غیر مقسومہ کا ہبہ جائز ہے۔ مگر اس سے استدلال صحیح

marfat.com
Marfat.com

اَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ مَعِیَ مَنْ تَرَوْنَ وَاَحَبُّ الْحَدِیْثِ اِلَیَّ اَصْدَقُهٗ
فَاخْتَارُوْا اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اِمَّا السَّبْیَ وَاِمَّا الْمَالَ وَقَدْ کُنْتُ اسْتَاْنَیْتُ وَکَانَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ انْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشْرَةَ لَیْلَةً حِیْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ
فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ غَیْرُ رَآدٍّ اِلَیْهِمْ اِلَّا اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ
قَالُوْا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْیَنَا فَقَامَ فِی الْمُسْلِمِیْنَ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ
فَاِنَّ اِخْوَانَکُمْ هٰٓؤُلَآءِ جَآءُوْنَا تَآئِبِیْنَ وَاِنِّیْ رَاَیْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَیْهِمْ سَبْیَهُمْ فَمَنْ اَحَبَّ
مِنْکُمْ اَنْ یُّطَیِّبَ ذٰلِکَ فَلْیَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ عَلٰی حَظِّهٖ حَتّٰی نُعْطِیَهٗ
اِیَّاهُ مِنْ اَوَّلِ مَا یَفِیْٓءُ اللّٰهُ عَلَیْنَا فَلْیَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ طَیَّبْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ فَقَالَ
لَهُمْ اِنَّا لَا نَدْرِیْ مَنْ اَذِنَ مِنْکُمْ فِیْهِ مِمَّنْ لَمْ یَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰی یَرْفَعَ اِلَیْنَا عُرَفَآؤُکُمْ
اَمْرَکُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَکَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّهُمْ طَیَّبُوْا وَاَذِنُوْا فَهٰذَا الَّذِیْ بَلَغَنَا مِنْ سَبْیِ هَوَازِنَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ
هٰذَا الْاَخِیْرُ قَوْلُ الزُّهْرِیِّ فَهٰذَا الَّذِیْ بَلَغَنَا۔

جب ان کو واضح ہوگیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دو چیزوں میں سے صرف ایک ان کو واپس کریں گے تو اُنھوں نے کہا ہم اپنے قیدیوں کو پسند کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطاب کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر فرمایا حمد وثنا کے بعد! تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس مسلمان ہوکر آئے ہیں اور میں ان کو ان کے قیدی واپس کرنا چاہتا ہوں تم میں سے جو کوئی پسند کرتا ہے کہ خوشی سے یہ کرے تو وہ کرے اور جو کوئی یہ پسند کرے کہ وہ اپنے حصہ پر قائم رہے حتیٰ کہ ہم اس کو پہلی غنیمت سے دیں جو اللہ تعالیٰ ہم کو غنیمت دے وہ کرے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم راضی ہیں آپ نے انھیں فرمایا ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کس نے اجازت اور کس نے اجازت نہیں دی تم واپس چلے جاؤ حتیٰ کہ ہمارے پاس تمہارے نمبردار تمہاری رائے پہنچائیں چنانچہ لوگ واپس ہوگئے اور ان کے نمبردار نے ان سے کلام کیا پھر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے عرض کیا کہ وہ خوش ہیں اور اُنھوں نے (قیدی آزاد کرنے کی) اجازت دیدی ہے۔ قبیلہ ہوازن کے قیدیوں سے یہ خبر ہم کو ملی ہے۔ یہ زہری کا آخری قول ہے یعنی فَهٰذَا الَّذِیْ بَلَغَنَا، زہری کا آخری قول ہے۔

۲۴۳۴ —— شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ غانمین نے ان کو قیدی

marfat.com
Marfat.com

۲۴۳۶ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَكَانَ عَلٰى بَكْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ كَانَ يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَبُوْهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا يَتَقَدَّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيْهِ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ لَكَ فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ قَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ فَاصْنَعْ بِهٖ مَا شِئْتَ۔

بَابٌ اِذَا وَهَبَ بَعِيْرًا لِرَجُلٍ وَهُوَ رَاكِبُهٗ فَهُوَ جَائِزٌ

۲۴۳۵ــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق سے زیادہ دیا اور اس کے حق سے زیادہ دینا ہدیہ تھا اور اس کے ساتھ قرضخواہ مخصوص تھا اور وہاں موجود لوگ اس میں شریک نہ ہوئے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہارون الرشید نے بہت سا مال ہدیہ بھیجا حالانکہ ان کے پاس اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے تو کسی نے ان سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پاس بیٹھنے والے تمہارے شریک ہیں۔ قاضی ابو یوسف نے فرمایا اس جیسے مال میں کوئی حدیث وارد نہیں البتہ معمولی ہدیہ کے متعلق حدیث منقول ہے۔ اور وہ یہ کہ کھانے پینے کی چیزوں میں پاس بیٹھنے والے بھی شریک ہوتے ہیں۔

۲۴۳۶ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ وہ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اور عمر فاروق کے سرکش اونٹ پر سوار تھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھ جاتا تھا تو ان کے والد عمر فاروق کہتے اے عبداللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کوئی نہیں بڑھتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اس کو میرے ہاتھ بیچ دو۔
عمر فاروق نے عرض کیا یہ آپ کا ہے۔ آپ نے اس کو حضرت عمر سے خرید لیا پھر فرمایا اے عبداللہ! یہ اونٹ تیرا ہے۔ جو چاہو اس کے ساتھ کرو۔ (حدیث ۱۹۸۶ کی شرح دیکھیں)

باب جب کسی کو اونٹ ہبہ کرے حالانکہ وہ اونٹ پر سوار ہو تو یہ جائز ہے"

marfat.com
Marfat.com

۲۴۳۸ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا وَجَاءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهٗ ذٰلِكَ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ عَلٰى بَابِهَا سِتْرًا مُوَشًّا فَقَالَ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا فَاَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ لِيَاْمُرْنِيْ فِيْهِ بِمَا شَاءَ قَالَ تُرْسِلُ بِهٖ اِلٰى فُلَانٍ اَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو تو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ پھر بڑی بڑی چادریں آئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک عمر فاروق کو دی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے یہ مجھے دی ہے حالانکہ آپ نے حلہ عطارد کے متعلق اس طرح فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو یہ پہننے کے لئے نہیں دی تو عمر فاروق نے وہ چادر مکہ میں اپنے مشرک بھائی کو دے دی!

۲۴۳۷ ـــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حلہ ہدیہ بھیجا حالانکہ اس کا پہننا مکروہ تھا۔ اس طرح حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے۔

کتاب الجمعہ باب احسن مایجد کی حدیث ۸۴۸ کی شرح دیکھیں!

"حلہ" یمنی چادر ہے جو دو کپڑوں تہبند اور چادر سے بنائی جاتی ہے۔ حضرت عمر فاروق نے جس کو مکہ چادر بھیجی تھی۔ وہ اُن کا اخیافی بھائی تھا بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ اُن کا رضاعی بھائی تھا! واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۳۸ ـــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور گھر میں داخل نہ ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو سیدہ نے ان سے یہ واقعہ ذکر کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا میں نے اُن کے دروازہ پر نقش ونگار سے سجا ہوا پردہ دیکھا اور فرمایا مجھے دُنیا سے کیا سروکار! حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے یہ واقعہ ذکر کیا تو سیدہ نے فرمایا اس کے متعلق آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں اہل خانہ کے پاس بھیج دے جو غریب ہیں۔

۲۴۳۸ ـــــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کے لئے ریشم کو مکروہ خیال فرمایا کیونکہ ریشمی کپڑے آخرت میں پہنا جائے گا تو آپ ان کی دُنیاوی زندگی میں ان کے لئے یہ پسند نہ کیا یا اس میں صورتیں اور نقوش تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ اکیدر دومۃ الجندل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی جبہ ہدیہ بھیجا نیز احمد اور بزار نے اپنے مُسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ اکیدر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ترنجبین کا مٹکا بھیجا آپ نے وہ صحابہ میں تقسیم کر دیا۔ بزار نے کہا آپ نے اس کو قبول فرمایا۔ ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ذی یزن نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۳۲ اونٹنیوں کے عوض بہت بڑی چادر خرید کر بھیجی تو آپ نے اس کو قبول فرما لیا۔ ابو داؤد نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے چار اونٹنیاں بیٹھی ہُوئی نہیں دیکھیں؟ میں نے عرض کیا، دیکھی ہیں آپ نے فرمایا وہ اونٹنیاں اور جو کچھ اُن پر سامان ہے وہ تیرا ہے۔ ان پر کپڑا اور طعام ہے جو فدک کے حاکم نے بھیجا ہے وہ قبضہ کر لو اور اپنا قرض ادا کرو۔ مُسند امام احمد اور طبرانی نے کبیر میں حکیم بن حزام سے روائت ہے کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قیمتی چادر ہدیہ پیش کی تو آپ نے فرمایا ہم مشرکوں کا ہدیہ قبول نہیں کرتے البتہ ہم اس کو خرید لیتے ہیں۔ حکیم بن حزام نے کہا جب آپ نے ہدیہ قبول کرنے سے انکار کر دیا تو میں نے وہ آپ کے ہاتھ فروخت کر دی۔ بزار نے مُسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ مقوقس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیالہ ہدیہ بھیجا آپ اس میں پانی پیا کرتے تھے۔ طبرانی نے کبیر میں روائت ذکر کی کہ مقوقس نے آپ کو خچر ہدیہ بھیجی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول کر لیا۔ ترمذی نے شعبی سے روائت کی کہ دحیہ کلبی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزے ہدیہ بھیجے آپ وہ پہنا کرتے تھے۔ اگر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے اس عنوان کی حدیث سے مشرک کا ہدیہ قبول کرنے پر استدلال کیا ہے۔ لیکن علماء کہتے ہیں کہ ان احادیث میں مشرک کا ہدیہ قبول کرنے میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخصیص ہے۔ دُوسرے امراء کے لئے مشرک کا ہدیہ قبول کرنے کی اجازت نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ منع کی احادیث سے قبول کی احادیث منسوخ ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

حضرت سارہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی بیٹی ان کی فرمانبردار بیوی تھی وہ حسن وجمال میں یکتائے زمان تھیں۔ حضرت ابراہیم، لوط اور سارہ علیہم السلام مصر کی سرزمین میں سفر کر رہے تھے تو مصر کے جابر بادشاہ کو کسی نے سارہ کے حسن وجمال سے آگاہ کیا۔ تو اس نے ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور کہا تمہارے ساتھ وہ عورت کون ہے آپ نے فرمایا وہ میری بہن ہے کیونکہ یہ خطرہ تھا کہ اگر آپ سارہ کو اپنی بیوی ظاہر کرتے تو وہ آپ کو قتل کر دیتا اُس نے کہا اسے میرے پاس بھیجو میں اسے دیکھوں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سارہ کے پاس گئے اور اُن سے فرمایا۔ اس جابر بادشاہ نے تمہارے متعلق مجھ سے پوچھا ہے میں نے اس کو کہا ہے کہ وہ میری بہن ہے تو نے یہی کہنا کہ وہ میرا بھائی ہے کیونکہ اللہ کی کتاب میں تو میری بہن ہے کیونکہ رُوئے زمین پر ہمارے سوا کوئی مسلمان نہیں صرف ہم تینوں مسلمان ہیں (یہاں یہ یاد رہے کہ ہر بیوی خاوند آپس میں اسلامی بہن بھائی ہیں) پھر سارہ جابر بادشاہ کے پاس چلی گئیں اور ابراہیم علیہ السلام نے نماز شروع کر دی۔ جب اُس نے سارہ کو دیکھا تو بُری نیت سے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ سینہ تک خشک ہو گیا۔ جب جابر بادشاہ نے یہ دیکھا تو اس کے دل پر سارہ کی عظمت غلبہ کر گئی اور کہنے لگا کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ میرا ہاتھ ٹھیک کر دے۔ بخدا میں تمہیں کوئی اذیت نہیں پہنچاؤں گا۔ سارہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اے اللہ! اگر یہ اپنے کلام میں

marfat.com
Marfat.com

۲۴۴۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُوْمَةٍ فَاَكَلَ مِنْهَا فَجِيْءَ بِهَا فَقِيْلَ اَلَا نَقْتُلُهَا قَالَ لَا قَالَ فَمَا زِلْتُ اَعْرِفُهَا فِيْ لَهَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

جنت میں عالی مقام کی طرف اشارہ ہے اور ان کا ادنی کپڑا ریشمی جُبّہ سے افضل ہے کیونکہ رومال ادنی کپڑا ہے اور مَیل کُچیل کے لئے بنایا جاتا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس کے سردار ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو "سیّد الانصار" کا لقب دیا تھا حضرت سعد بن معاذ کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ خوش ہونے والے لوگ انصار تھے۔ اس لئے فرمایا تمہارے سردار کا رومال اس سے بہتر ہے صاحبِ استیعاب نے کہا کہ حضرت سعد کے جنازہ میں جبرائیل علیہ السلام ریشمی عمامہ باندھکر شامل ہوئے تھے۔ "اُکَیْدِر" عبدالملک کِندی کا بیٹا نصرانی تھا اور "دُومَہ" کا بادشاہ تھا اس کے اسلام میں اختلاف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف خالد بن ولید "رضی اللہ عنہ" کو لشکر دیکر بھیجا اس کے بھائی کو تو قتل کر دیا اور اس کو مدینہ منورہ میں لے آئے اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جزیہ ادا کرنے پر صلح کرلی تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ وہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو مسلمان ہوگیا اور اپنی قوم کی طرف واپس چلا گیا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو وہ مرتد ہوگیا اور جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عراق سے شام کی طرف لشکر لے کر گئے تو اس کو قتل کر دیا۔

"اکیدر" دومہ کا بادشاہ تھا۔ دومہ شام میں تبوک کے قریب ایک شہر ہے۔ اس کو دومۃ الجندل بھی کہا جاتا ہے "جندل" چھوٹے چھوٹے پتھر ہیں دومۃ الجندل پتھریلی زمین ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اکیدر دومہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑا تحفہ بھیجا آپ نے وہ حضرت علی کو دیا اور فرمایا اس کو فواطم میں تقسیم کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس کے چار ٹکڑے کئے اور وہ اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد اور اپنی زوجۂ محترمہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب اور فاطمہ بنت ابی طالب ام ہانی کو تقسیم کر دیئے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۴۱ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکری کا گوشت لائی جس میں زہر ملایا گیا تھا آپ نے اس سے کچھ کھایا پھر اس عورت کو حاضر کیا گیا تو آپ سے عرض کیا گیا کیا آپ اس کو قتل نہیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِيْنَ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے پاس طعام ہے۔ چنانچہ ایک شخص کے پاس ایک صاع یا ایک صاع کے قریب آٹا تھا۔ وہ گوندھا گیا پھر ایک مشرک بکھرے بالوں والا بکریاں ہانکتا ہوا آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ بیچو گے یا عطیہ کرو گے یا فرمایا ہبہ کرو گے اُس نے کہا نہیں بلکہ بیچتا ہوں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خرید لی اسے ذبح کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلیجی بھننے کا حکم دیا۔ بخدا ایک سو تیس میں سے کوئی بھی نہیں تھا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلیجی کا ٹکڑا نہ دیا ہو۔ موجود کو دیا اور غائب کے لئے چھپا رکھا پھر آپ نے اس کے دو پیالے بنائے اور تمام لوگوں نے کھایا اور خوب سیر ہو کر کھایا اور دو پیالوں میں گوشت بچ بھی گیا ہم نے اس کو اونٹ پر رکھ لیا جیسے راوی نے کہا۔

۲۴۴۲ — شرح : اس حدیث میں دو معجزے ہیں ایک یہ کلیجی کا زیادہ ہو جانا حتی کہ اس سے ایک سو تیس آدمی خوب سیر ہوئے۔ دوسرا یہ کہ ایک صاع آٹا اور گوشت کا زیادہ ہو جانا حتی کہ اس سے سب سیر ہو گئے۔ اور گوشت بچ بھی گیا۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مشرکین جیسے عیاض بن حمار کا ہدیہ مسترد کر دیا تھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہم مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ اہلِ کتاب کا قبول کر لیتے تھے۔ مشرکوں کا ہدیہ قبول نہ کرتے تھے یا اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ان مشرکوں سے قبول کرتے جن کے ایمان کی توقع ہوتی اور کسی مصلحت کی وجہ سے قبول کرتے جس کی مسلمانوں کے لئے اُمید رکھتے تھے (کرمانی) وغیرہ

باب — مُشرکوں کو ہدیہ دینا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ،، اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں سے نیکی کرنے اور ان سے انصاف کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے تم سے دین میں جھگڑا نہیں کیا اور نہ ہی تم کو گھروں سے نکالا ہے "

اس آیتِ کریمہ کے ذکر کرنے میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ کن مشرکوں کو ہدیہ دینا جائز اور

marfat.com
Marfat.com

۲۴۴۴ ـــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَهِیَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُ اُمِّیْ قَالَ نَعَمْ صِلِیْ اُمَّكِ۔

بَابٌ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَرْجِعَ فِیْ هِبَتِهٖ وَصَدَقَتِهٖ

۲۴۴۵ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا هِشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالَا ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَآئِدُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالْعَآئِدِ فِیْ قَيْئِهٖ۔

آپ نے اس کے متعلق اس طرح فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے اس لئے نہیں بھیجا کہ اس کو پہنو تو اس کو عمر فاروق نے اپنی بھائی کو جو مکہ میں رہتا تھا اور ابھی مسلمان نہ ہوا بھیج دیا۔

۲۴۴۳ ـــ ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مشرک اخیافی یا رضاعی بھائی کو بھیجا تاکہ اس سے وہ اسلام سے انس و محبت اور کفر و شرک کی غلاظت سے پاک ہو جائے چنانچہ وہ اس کے بعد مسلمان ہو گیا واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۴۴ ـــ ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میری والدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں میرے پاس آئی حالانکہ وہ مشرکہ تھی۔ تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور میں نے کہا وہ اسلام سے اعراض کرتی ہے۔ کیا میں اس سے اچھا سلوک کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو (اچھا سلوک کرو)

۲۴۴۴ ـــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدہ کافرہ سے اچھا سلوک کرنا جائز ہے اس حدیث سے بعض علماء یہ استدلال کرتے ہیں کہ کافر والدین کا نان نفقہ مسلمان بیٹے پر لازم ہے۔ اس حدیث سے اسماء رضی اللہ عنہا کی فضیلت واضح ہے کہ وہ دین کے معاملہ میں سوچ بچار رکھتی تھیں۔ اسی لئے کافرہ والدہ سے سلوک کرنے میں تامل کیا حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنے کے بعد اس کو گھر میں داخل ہونے دیا اور اس سے صلہ رحمی کی حالانکہ وہ بہت تحائف لائی تھی جنکو اُنھوں نے قبول نہ کیا اور حضرت کے فرمانے سے قبول کیے صلی اللہ علیہ وسلم

باب ـــ کسی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے ہبہ اور صدقہ کو واپس لے

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ ۲۴۴۸ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ اِبْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ بَنِيْ صُهَيْبٍ مَوْلٰى اِبْنِ جُدْعَانَ اِدَّعَوْا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى ذٰلِكَ صُهَيْبًا فَقَالَ مَرْوَانُ مَنْ يَشْهَدُ لَكُمَا عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا اِبْنُ عُمَرَ فَدَعَاهُ فَشَهِدَ لَاَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُهَيْبًا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً فَقَضٰى مَرْوَانُ بِشَهَادَتِهٖ لَهُمْ۔

بَابُ مَا قِيْلَ فِي الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرٰى جَعَلْتُهَا لَهٗ اِسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا جَعَلَكُمْ عُمَّارًا

باب ـــ ۲۴۴۸ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی مُلیکہ نے بیان کیا کہ بنی صہیب جو ابن جُدْعان کے غلام ہیں نے دو مکان اور ایک حُجرے کے متعلق دعویٰ کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ صہیب کو دیئے تھے۔ مروان نے کہا تمہارے لئے اس پر کوئی گواہی دے گا اُنھوں نے کہا ابن عمر گواہی دیں گے۔ مروان نے ان کو بُلایا تو اُنھوں نے گواہی دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صُہیب کو دو مکان اور حجرہ دیئے تھے تو ان کی گواہی پر مروان نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

شرح : یعنی اگر ہبہ کرنے والوں اور موہوب لہ کے وارثوں کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو ان میں فیصلہ کا وہی طریقہ ہے جو دُوسرے دعاوی میں ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے یا مدعی علیہ قسم کھائے! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان نے صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی گواہی اور قسم پر فیصلہ کر دیا تھا اور قسم کا حدیث میں ذکر نہیں کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ ایک گواہ کی شہادت پر فیصلہ نہیں دیا جا سکتا لہذا فیصلہ کرنے کے لئے دو گواہ یا ایک گواہ اور قسم کا ہونا ضروری ہے۔ یہ اس شخص کے مذہب کے مطابق ہے جو اس کو جائز سمجھتا ہے،، لیکن احناف کہتے ہیں کہ ایک گواہ اور قسم والی حدیث منسوخ ہے کیونکہ یہ نصِ قطعی کے خلاف ہونے کے علاوہ مشہور حدیث کے بھی خلاف ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدعی دو گواہ پیش کرے یا مُدعیٰ علیہ قسم کھائے۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ـــ عُمرٰی اور رُقبیٰ کا بیان

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الْفَرَسَ وَالدَّآبَّةَ وَغَيْرَهَا

۲۴۵۱ ـــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا مِنْ اَبِيْ طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوْبُ فَرَكِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَا رَاَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَاِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا۔

اور رُقبیٰ ،، کوئی شئی نہیں اور ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رُقبیٰ اور عُمریٰ ،، نہ کرو ایک دوسری روائت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مال روک رکھو اور ان کو خراب نہ کرو "مسلم شریف" تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان احادیث کا محمل یہ ہے کہ عُمریٰ اور رُقبیٰ سے اگر تمہارا مقصد یہ ہے کہ تمہارا مال تم کو واپس آجائے گا تو عُمریٰ نہ کرو کیونکہ جب تم نے عُمریٰ کر دیا تو وہ تم کو واپس نہیں ہوگا اس لئے فرمایا اپنی مالیت کو خراب نہ کرو کیونکہ وہ تمہیں واپس نہیں ہوگی لہٰذا جواز اور نہی کی حدیثوں میں تعارض نہ رہا ،،

باب ـــــ جس نے لوگوں سے گھوڑا اور چارپایہ وغیرہ مستعار لیا

ترجمہ : قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انس کو یہ کہتے ہوئے سنا

۲۴۵۱ ـــــ کہ ایک بار مدینہ منورہ میں لوگوں کو دشمن کے حملہ کا خوف ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے گھوڑا مستعار لیا جس کو "مَنْدُوب" کہا جاتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے اور جب واپس آئے تو فرمایا ہم نے کوئی شئی نہیں دیکھی (لہٰذا تم مت گھبراؤ) اور ہم نے اس گھوڑے کو نہ پایا مگر یہ دریا ہے ،،

شرح : حضرت ابوطلحہ انصاری کے گھوڑے کا نام "مَنْدُوب" تھا۔

۲۴۵۱ ـــــ کیونکہ اس کے جسم پر زخم کا نشان تھا۔ اور ندب کا معنی زخم کا نشان ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو امن و امان کی خوشخبری دینا مستحب ہے۔ اور ایک شئی کو دوسری شئی کے ساتھ تشبیہ دینا جائز ہے۔ جانوروں کا نام رکھنا اور ان کو مستعار لینا جائز ہے۔

قولہ "اِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا ،، میں اِن نافیہ ہے۔ اور "لَبَحْرًا ،، میں لام اِلّا کے معنی میں ہے یعنی ہم نے اس کو نہ پایا مگر دریا۔ اور بَحْر گھوڑوں کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

۲۴۵۴ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ وَاِسْمٰعِيلُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ۔

۲۴۵۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ مَكَّةَ وَلَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَيْءٌ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ اَهْلَ الْاَرْضِ وَالْعَقَارِ فَقَاسَمَهُمُ الْاَنْصَارُ عَلٰى اَنْ يُعْطُوْهُمْ ثِمَارَ اَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ وَيَكْفُوْهُمُ الْعَمَلَ وَالْمُؤْنَةَ وَكَانَتْ اُمُّهٗ اُمُّ اَنَسٍ اُمُّ سُلَيْمٍ كَانَتْ اُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ فَكَانَتْ اَعْطَتْ

دودھ دینے والی صاف اونٹنی اور صاف بکری جو صبح کو برتن بھر کر دودھ دے اور شام کو برتن بھر کر دودھ دے اچھا اور عمدہ عطیہ ہے۔

۲۴۵۳ ـــــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا منیحہ مستعار جانور ہے جس کے منافع حاصل کرنے مطلوب ہوتے ہیں اور وہ جانور بدستور مستعار منہ کی ملک ہوتا ہے۔ لقحہ لقحہ ،، دودھ والی اونٹنی ہے ۔ قولہ ،، اللَّقْحَةُ الصَّفِيُّ ،، میں صفی لقحہ کی صفت ہے۔ اس کا وزن فَعِيْل بافعُوْل ہے۔ اس میں مذکر مونث یکساں ہوتے ہیں اس لئے اس پہ تانیث کی تاء نہیں لائی گئی اور مَنِيْحَة پہ تانیث کی تاء لائی گئی ہے۔ حالانکہ اس کا وزن بھی فعیل ہے کیونکہ یہ لفظ وصفیت سے اسمیت کی طرف منقول ہوچکا ہے یا اس لئے کہ تذکیر و تانیث میں یکسانیت اس وقت ہے جبکہ موصوف مذکور ہے (کرمانی)

سنت یہ ہے کہ مستعار جانور سے جب منافع حاصل کر لئے جائیں تو اس کو واپس کر دیا جائے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس کی والدہ کو ان کے عطایا واپس کر دیئے جبکہ ان سے مستغنی ہو گئے تھے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۴۵۴ ـــ ترجمہ : ترجمہ عبداللہ بن یوسف اور اسماعیل نے مالک سے "نِعْمَ الصَّدَقَة" روائت کی ہے۔

۲۴۵۵ ـــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب مہاجرین مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئے تو ان کے پاس کچھ نہ تھا اور انصار زمین اور مکانات کے مالک تھے تو انصار نے مہاجرین کو زمین اور جائیدادیں اس شرط پر تقسیم کر دیں کہ وہ ہر سال ان کے پھل اور پیداوار دیا کریں گے اور مہاجرین محنت اور مشقت کیا کریں گے اور انس کی والدہ اُمِّ سُلَيْم جو عبداللہ بن ابی طلحہ کی بھی ماں ہے اور انس کی ماں نے

marfat.com
Marfat.com

۲۴۵۶ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِي كَبْشَةَ السَّلُوْلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً اَعْلَاهُنَّ مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَآءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعُوْدِهَا اِلَّا اَدْخَلَهُ بِهَا الْجَنَّةَ قَالَ حَسَّانُ فَعَدَدْنَا مَا دُوْنَ مَنِيْحَةِ الْعَنْزِ مِنْ رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَاِمَاطَةِ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَنَحْوِهٖ فَمَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نَبْلُغَ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً

زید بن حارثہ سے اس کا نکاح کر دیا۔ اور ان سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے جس سے آپ بہت محبت کیا کرتے تھے۔ ان کا رنگ کالا تھا۔ اُنھوں نے ۵۸ ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں وفات پائی اَیمَنْ" ان کا اخیافی بھائی تھا جو غزوۂ حُنَین میں شہید ہو گیا تھا (رضی اللہ عنہ)۔ اُمِّ اَیمَنْ رضی اللہ عنہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے پانچ ماہ بعد فوت ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

۲۴۵۶ــــ ترجمہ : عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چالیس خصلتیں ہیں ان میں سب سے اعلیٰ کسی کو بکری عطاء کرنا ہے جو کوئی ان خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت پر ثواب کی اُمید اور اس کے وعدہ کی تصدیق کی غرض سے عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ حسان نے کہا ہم نے بکری عطاء کرنے کے سوا جو شمار کیں وہ سلام کا جواب، چھینک لینے والے کا جواب، راستہ سے اذیت وغیرہ دُور کرنا وغیرہ وغیرہ ہیں اور ہم پندرہ خصلتیں شمار نہ کر سکے!

۲۴۵۶ــــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس خصلتیں کسی مقصد کے تحت ذکر نہ فرمائیں۔ کیونکہ وہ ان کے ذکر کرنے کی نسبت ہمارے لئے زیادہ مفید تھا۔ وہ یہ کہ ان کی تعیین سے دُوسرے نیک کاموں میں کمی نہ ہو۔ حسان کا یہ کہنا کہ ہم پندرہ خصلتیں شمار نہ کر سکے اس کو یہ لازم نہیں کہ ان کے علاوہ اور لوگ بھی شمار نہیں کر سکے۔ ابن بطال نے کہا ہم کو معلوم ہُوا ہے کہ ہمارے بعض معاصرین نے ان کو احادیث میں تلاش کیا تو ان کو چالیس سے زیادہ پایا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا قَالَ اَخْدَمْتُكَ هٰذِهِ الْجَارِيَةَ عَلٰى مَا يَتَعَارَفُ النَّاسُ فَهُوَ جَائِزٌ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ هٰذِهِ عَارِيَةٌ وَاِنْ قَالَ كَسَوْتُكَ هٰذَا الثَّوْبَ فَهٰذِهِ هِبَةٌ۔ ۲۴۵۹ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاجَرَ اِبْرَاهِيْمُ بِسَارَةَ فَاَعْطَوْهَا اٰجَرَ فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ اَشَعَرْتَ اَنَّ اللّٰهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَاَخْدَمَ وَلِيْدَةً وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ۔

علماء اس کو باب افتعال کا مضارع پڑھتے ہیں۔ اس وقت تاء مشدد پڑھیں گے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تخفیف کی روائت صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : طاؤس نے کہا مجھے صحابہ میں سے بڑے عالم یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما

۲۴۵۸ ـــــ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک زمین کے پاس سے گزرے جس میں فصل لہلہا رہے تھے فرمایا یہ کس کی زمین ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اس کو فلاں شخص نے کرایہ پر لے رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! اگر وہ اس کو عطیہ کر دیتا تو اس سے بہتر ہوتا کہ اس پر مقررہ اجرت لے۔

مشرح: یعنی اگر یہ زمین کسی غریب کو عطیہ کر دیتا تو اس پر مقررہ اجرت لینے سے بہتر

۲۴۵۸ ـــــ تھا۔ کیونکہ اس میں ایک تو ثواب زیادہ ہے۔ دوسرے یہ کہ لوگ زمین کے کرایہ میں اختلاف کرتے ہیں نیز زمین کی کاشت میں مشغول ہونے سے جہاد فی سبیل اللہ سے قاصر ہو جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے تجھے یہ لونڈی لوگوں کے عادات کے مطابق خدمت کیلئے دی تو یہ جائز ہے! بعض لوگوں نے کہا یہ عاریہ ہے اور اگر یہ کہے کہ میں نے تجھے یہ کپڑا پہننے کو دیا تو یہ ھبہ ہے "

۲۴۵۹ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کے ساتھ ہجرت کی تو کافروں نے ان کو آجرہ دی وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس واپس آئیں تو کہنے لگیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر ذلیل کیا اور اس نے ایک

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الشَّهَادَاتِ

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْبَيِّنَةِ عَلَى الْمُدَّعِیْ

لِقَوْلِهٖ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ الْاٰيَةَ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ الٰى قَوْلِهٖ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔

۲۴۶۰ — ترجمہ : حمیدی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا اُنھوں نے کہا میں نے مالک سے سُنا کہ وہ زید بن اسلم سے دریافت کرتے تھے (کہ گھوڑے پر سوار کرنے کا حکم کیا ہے) تو اُنھوں نے کہا میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ عمر فاروق نے کہا "میں نے گھوڑا اللہ کی راہ میں دیا پھر اس کو دیکھا کہ وہ فروخت ہو رہا ہے تو میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس کو مت خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو۔

۲۴۶۰ — شرح : اس عنوان سے بھی امام بخاری امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر کوئی گھوڑا کسی کو سواری کے لئے دے تو امام ابوحنیفہ کے مذہب میں وہ رجوع کر سکتا ہے حالانکہ یہ عُمریٰ اور صدقہ کی طرح ہے۔ اور عُمریٰ کو جب معمر لہ قبضہ میں کرلے تو اس میں رجوع جائز نہیں اسی طرح صدقہ میں رجوع جائز نہیں ایسے ہی گھوڑا سواری کے لئے دینے کے بعد اس میں رجوع جائز نہیں۔ کیونکہ گھوڑے پر سوار کرنے سے مراد اس کا مالک بنا دینا ہے تو وہ صدقہ کی طرح ہے اور اگر اس کو اللہ کی راہ میں محبوس رکھنا ہے تو وقف ہے۔ لہذا اس میں رجوع کرنا جائز نہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ۲۴۵۹ کی شرح میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ گھوڑا سواری کے لئے دینے میں تملیک نہیں پائی جاتی یہ تو صرف عاریہ ہے اور معترض بھی اس کو تسلیم کرتا ہے کہ عاریۃً دینے والا اس میں رجوع کر سکتا ہے۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی رضاء کے لئے گھوڑا اپنی ملک سے باہر کر دیا ہو اور ان کے دل میں اس کا کچھ خیال ہو تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر شفقت فرماتے ہوئے یہ خطرہ محسوس کیا کہ اس خیال سے ان کی نیت میں فساد نہ آئے جس سے ثواب ضائع ہو جائے تو ان کو وہ گھوڑا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا عَدَّلَ رَجُلٌ أَحَدًا فَقَالَ لَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا أَوْ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا۔ ۲۴۶۱ — حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ ثَنَا يُونُسُ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَقَالَ أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَقَالَتْ بَرِيرَةُ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ يَبْلُغُنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا۔

سے استدلال کی تقریر یہ ہے کہ اگر گواہ کے بغیر مدّعی کا قول مُعتبر ہوتا تو کتابت کی ضرورت نہ پڑتی لیکن کتاب کی ضرورت کے پیشِ نظر گواہ لانا مدّعی کے ذمّہ ہے۔ دُوسری آئت سے استدلال کی صُورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی کے حق کا اقرار کرے لہٰذا مدعی علیہ کا قول معتبر ہوگا لیکن جب مدّعی اس کی تکذیب کر دے تو اس بیّنہ ضروری ہے۔ شہادت اور روائت میں فرق یہ ہے کہ روائت میں مُخبَرٌ بِہٖ عام ہوتا ہے اور کسی معیّن شئ کے ساتھ خاص نہیں ہوتا جیسے حدیث "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" وَالشُّفْعَةُ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ "کسی معین شئ کے مختص نہیں بلکہ تمام مخلوق اور ہر زمانہ اور ہر شئ میں یہ حکم نافذ ہے۔ بخلاف عادل کا یہ کہنا کہ فلاں کا اس کے پاس دینار ہے۔ یہ معیّن شخص پر الزام ہے۔ اس کا حکم دُوسرے کسی شخص پر عائد نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اگر کوئی شخص کسی کی تعدیل کرے اور کہے کہ ہم اسے نہیں جانتے مگر بھلا آدمی۔ یا کہے میں نے نہیں جانا مگر بھلا آدمی!

marfat.com
Marfat.com

۲۴۶۲ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْاَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِيْ فِيْهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتّٰى اِذَا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ اَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهٗ فِيْهَا رَمْرَمَةٌ اَوْ زَمْزَمَةٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ اَيْ صَافِ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ ۔

شرح : یعنی چھپ کر گواہ بننے والے کی گواہی جائز ہے یا نہیں؟ عمرو بن حریث اس کو جائز کہتے ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا " وَكَذٰلِكَ يُفْعَلُ بِالْكَاذِبِ الْفَاجِرِ "، کا معنیٰ یہ ہے کہ جس نے کسی کا قرض دینا ہو جس کا وہ بظاہر اقرار نہیں کرتا پھر قرضخواہ اس کو تنہائی کے مقام میں لے جاتا ہے جہاں کوئی شخص چھپا بیٹھا تھا جب تنہائی کے مقام میں قرضخواہ کے پاس قرض کا اقرار کرتا ہے تو وہاں چھپنے والا شخص اس کے اقرار کو سن لیتا ہے۔ پھر اس کے بعد چھپنے والا شخص عدالت میں گواہی دے تو عمرو بن حریث کے نزدیک جائز ہے۔ کیونکہ ایسے جھوٹے دغاباز کے ساتھ اس طرح ہی کرنا چاہیئے لیکن شعبی اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مختفی کی گواہی جائز نہیں کیونکہ جب وہ اس شخص سے چھپ گیا جس پر وہ گواہی دینا چاہتا ہے تو وہ عادل نہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے اور قدیم قول کے مطابق امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔

قولہ قَالَ الشَّعْبِيُّ الخ یعنی جب کسی سے کوئی شئی سنی اور اس نے اس کو اس پر گواہ نہ بنایا تو شعبی، ابن سیرین، عطاء اور قتادہ کے نزدیک اس کی گواہی مقبول ہے جبکہ وہ یہ کہے کہ میں نے اس سے سنا ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی شخص کسی سے کوئی بات سنے تو وہ قاضی کے پاس آئے اور کہے انھوں نے مجھے گواہ تو نہیں بنایا لیکن میں نے ایسا ایسا سنا ہے۔ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ ،، مخزومی ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر بارہ برس تھی۔ وہ پہلے قریشی ہیں جنہوں نے کوفہ میں مکان بنایا تھا اور وہیں ۸۵ ہجری میں فوت ہوئے ،،

ترجمہ : سالم نے کہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اُبَی بن کعب اس باغ کا ارادہ کر کے چلے جس میں ابن صیاد تھا حتی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو آپ کھجوروں کی آڑ میں چھپ چھپ کر چلنے لگے تاکہ

۲۴۶۲

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا شَهِدَ شَاهِدٌ اَوْ شُهُوْدٌ بِشَيْءٍ فَقَالَ اٰخَرُوْنَ مَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ يُحْكَمُ بِقَوْلِ مَنْ شَهِدَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ هٰذَا كَمَا اَخْبَرَ بِلَالٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ الْفَضْلُ لَمْ يُصَلِّ فَاَخَذَ النَّاسُ بِشَهَادَةِ بِلَالٍ كَذٰلِكَ اِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ اَنَّ لِفُلَانٍ عَلٰى فُلَانٍ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَشَهِدَ اٰخَرَانِ بِاَلْفٍ خَمْسِمِائَةٍ يُقْضٰى بِالزِّيَادَةِ۔ ۲۴۶۴ — حَدَّثَنَا حِبَّانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا عُمَرُ

کے پاس رفاعہ کی بیوی کی باتوں کو اچھا نہ سمجھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر خاموشی فرمائی اور خالد نے اس عورت کی آواز دروازہ پر سُنی تھی اس سُننے پر اس نے کلام کیا جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہ کیا لہٰذا خالد چھپنے والے کی طرح ہُوئے جنہوں نے سُن کر گواہی دی۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے پھر وہ اس کو اپنی بیوی بنانا چاہے تو یہ ضروری ہے کہ وہ عورت کسی اور شخص سے نکاح کرے اور وہ اس سے ہم بستر ہونے کے بعد اس کو طلاق دے۔ یہ حدیث مشہور ہے۔ اس سے نص قطعی پر زیادتی جائز ہے۔ خالد بن سعید بن عاص بنو امیہ سے ہیں اور ابتداء اسلام میں وہ مسلمان ہُوئے وہ ان مہاجرین میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ہجرت کی تھی۔ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے خیبر فتح کیا اس وقت مدینہ منورہ میں آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن میں صدقات کی فراہمی کے لئے بھیجا تھا وہ یمن میں ہی تھے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون "

باب — جب ایک گواہ یا کئی گواہ کسی شئ سے متعلق گواہی دیں اور دُوسرے کہیں ہم اس کو نہیں جانتے تو ان لوگوں کے قول پر فیصلہ دیا جائے گا جنہوں نے گواہی دی۔

حُمَیدی نے کہا یہ اس طرح ہے جیسے بلال نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ نے کعبہ میں نماز پڑھی اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نہیں پڑھی تو لوگوں نے بلال کی گواہی پر عمل کیا ایسے ہی اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص کا فلاں پر ایک ہزار درہم قرض ہے اور دُوسرے دو گواہوں نے

marfat.com
Marfat.com

تَزَوَّجَ بِنْتًا لِاَبِیْ اِهَابِ بْنِ عَزِیْزٍ فَاَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِیْ تَزَوَّجَ فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِیْ وَلَا اَخْبَرْتِنِیْ فَاَرْسَلَ اِلٰی اَبِیْ اِهَابٍ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَةِ فَسَاَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ فَفَارَقَهَا وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَیْرَهٗ۔

بَابُ الشُّهَدَآءِ الْعُدُوْلِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَمِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ

۲۴۶۵ — حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ ثَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ اِنَّ اُنَاسًا كَانُوْا یُؤْخَذُوْنَ بِالْوَحْیِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ الْوَحْیَ قَدِ انْقَطَعَ وَاِنَّمَا نَاْخُذُكُمُ الْاٰنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ اَعْمَالِكُمْ فَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا خَیْرًا اَمِنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ وَلَیْسَ اِلَیْنَا مِنْ سَرِیْرَتِهٖ شَیْءٌ اَللّٰهُ یُحَاسِبُهٗ فِیْ سَرِیْرَتِهٖ وَمَنْ اَظْهَرَ لَنَا سُوْٓءًا لَمْ نَاْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَاِنْ قَالَ اِنَّ سَرِیْرَتَهٗ حَسَنَةٌ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں مدینہ منورہ پہنچے اور آپ سے یہ دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ کہا گیا ہے (کہ اُس نے تمہیں دودھ پلایا ہے) تو عقبہ نے اپنی بیوی کو جُدا کر دیا اور اس کے سوا کسی اور عورت سے نکاح کر لیا۔

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں نہ تو شہادت کا کہیں ذکر ہے" اور نہ ہی کوئی فیصلہ کیا گیا ہے۔ تو اس کی عنوان سے مطابقت کس طرح ہے۔ ۲۴۶۴ —

اس کا جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کو تورُّعًا اور تنزہًا جُدا کرنے کا حکم فرمایا جبکہ آپ نے فرمایا "کیف" گویا کہ یہ آپ کا فیصلہ تھا اور اس عورت کا خبر دینا کہ اُس نے ان دونوں کو دُودھ پلایا ہے شہادت کی مثل ہے تفصیل مقام یہ ہے کہ ایک عورت کی گواہی ناقابلِ قبول ہے اور اس پر کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ کے طور پر ان میں جُدائی کر دی تھی۔ البتہ امام احمد رضی اللہ عنہ کے نزدیک دودھ پلانے والی عورت کی

marfat.com
Marfat.com

۲۴۶۷ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِي الْفُرَاتِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ فَهُمْ يَمُوْتُوْنَ مَوْتًا ذَرِيْعًا فَجَلَسْتُ اِلٰى عُمَرَ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَاُثْنِيَ خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِالثَّانِيَةِ فَاُثْنِيَ شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهٗ اَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلٰثَةٌ قَالَ وَثَلٰثَةٌ قُلْنَا وَاِثْنَانِ قَالَ وَاِثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْاَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ

باب ـــ کتنے آدمیوں کی تعدیل (نیک چلنی کی گواہی) جائز ہے

۲۴۶۶ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی اچھی ثناء کی تو آپ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی بُرائی بیان کی یا اس کے علاوہ کچھ اور کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واجب ہوگئی۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اس کے لئے فرمایا واجب ہوگئی اور اس کے لئے بھی فرمایا واجب ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں کی گواہی مقبول ہے۔ مومن زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔

۲۴۶۶ ـــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نیک چلنی کی گواہی دینے والوں کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا جرح میں ان کی گواہی مقبول نہیں اور تعدیل کم از کم دو آدمی کر سکتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک آدمی کی تعدیل اور جرح مقبول ہے۔ امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتے لیکن امام محمد اس مسئلہ میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں۔

۲۴۶۷ ـــ ترجمہ : ابواسود نے کہا میں مدینہ منورہ آیا جبکہ وہاں بیماری پڑی ہوئی تھی اور لوگ بہت تیزی سے فوت ہو رہے تھے۔ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا تو ایک جنازہ گزرا اور اس کی بھلائی بیان کی گئی تو عمر فاروق نے کہا واجب ہوگئی پھر دوسرا جنازہ گزرا اور اس کی بُرائی بیان کی گئی تو عمر فاروق نے کہا واجب ہوگئی۔ میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین! کیا واجب ہوگئی۔ اُنھوں نے کہا میں نے وہی کہا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان کی بھلائی کی چار آدمی گواہی دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ ہم نے عرض کیا تین میں بھی آپ نے فرمایا تین میں بھی۔ میں نے عرض کیا دو میں بھی؟ آپ نے فرمایا دو میں بھی پھر ہم نے ایک کے متعلق آپ سے نہ پوچھا (یہ حدیث باب الثناء علی المیت میں گزری ہے) حدیث ۱۲۸۰ کی شرح دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

۲۴۶۹ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بِنْتِ حَمْزَةَ لَا تَحِلُّ لِيْ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ هِيَ بِنْتُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ۔

ہوئے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ لوگوں سے سن کر نکاح میں گواہی دینا جائز ہے طلاق میں جائز نہیں اور احناف کے مذہب میں کسی شئی کی ملکیت سُن کر اس پر گواہی دینا جائز نہیں ہے — امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نسب اور ولاء کے اثبات کے لئے مَردوں کے ساتھ عورتوں کی گواہی جائز نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں۔ وہ صرف اموال میں یہ جائز کہتے ہیں اور احناف کے مذہب میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے مال ثابت ہو جاتا ہے اور جس گواہی سے مال ثابت ہو اس سے رضاعت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ البتہ تنہا عورتوں کی گواہی جائز نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب میں چار عورتوں کی گواہی سے رضاعت ثابت ہو جاتا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک صرف دو عورتوں کی گواہی کافی ہے اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دودھ پلانے والی عورت کی گواہی سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رضاعی چچا مَحرَم ہے۔ اور عورت کے لئے جائز نہیں کہ غیر مَحرَم کو اندر آنے کی اجازت دے اور اس سے پردہ لازم ہے۔ مَحرَم کو بھی اندر آنے کے لئے اجازت لینا ضروری ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مَحرَمہ ایسی حالت میں ہو کہ اس حال میں اس کو مَحرَم کا دیکھنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۶۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے متعلق فرمایا کہ وہ میرے لئے جائز نہیں اور جو نسب میں حرام ہے وہ رضاع میں بھی حرام ہے وہ (حمزہ کی بیٹی) میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

۲۴۶۹ شرح : یعنی جو نسب میں حرام ہیں رضاعت میں حرام میں ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ لفظ عام ہے اس کا معنی خاص ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ دودھ پلانے والی عورت اور اس کے محارم کا نکاح دودھ پینے والے سے جائز نہیں جیسے نسب میں ماں اور اس کے محارم سے نکاح جائز نہیں۔ لیکن بچہ کی طرف سے یہ عموم نہیں کیونکہ اگر عورت کسی بچہ کو دودھ پلائے تو وہ اس کی ماں تو بن جاتی ہے لیکن وہ بچہ کے باپ پر حرام نہیں اور نہ ہی اس کی اولاد کے سوا دوسرے نسبی اقارب پر وہ حرام ہے۔ علامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے توضیح سے نقل کیا کہ جو نسب میں حرام وہ رضاعت میں بھی حرام ہے اس میں سے کوئی صورت مستثنیٰ نہیں، لیکن احناف کہتے ہیں کہ اس عموم سے بعض اشیاء مخصوص ہیں

marfat.com
Marfat.com

۲۴۷۱ — شرح : یعنی جس رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بچہ کمسنی میں دودھ پیئے حتی کہ صرف دودھ ہی اس کی بھوک روکے۔ اس کمسنی کی مدت دوسال "مفتیٰ بہ" ہے اگر دوسال کے بعد دودھ پیئے تو اس رضاعت سے حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ دوسال کے بعد بچہ کی بھوک کو صرف دودھ نہیں روکتا بلکہ روٹی کھانے سے اس کی بھوک زائل ہوتی ہے۔

اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ یہاں دو مسئلے ہیں ایک یہ کہ امام شافعی اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ پانچ گھونٹ دودھ سے کم میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ ایک روائت کے مطابق امام احمد کا مذہب بھی یہی ہے لیکن جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ ایک گھونٹ دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوجاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، سفیان ثوری، حضرت علی المرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ قرآن میں پہلے دس گھونٹ حرمت ثابت کرتے تھے پھر پانچ گھونٹ نازل ہوئے اور دس گھونٹ منسوخ ہوگئے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرماگئے اور قرآن میں پانچ گھونٹ پڑھے جاتے تھے۔ امام مسلم نے بھی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روائت کی ہے کہ ایک گھونٹ یا دو گھونٹ دودھ سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب نے قرآن کریم کی اس آئت کریمہ سے استدلال کیا ہے" وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ "، قرآن کریم میں دودھ کی مقدار ذکر نہیں کی ہے۔ اس سے مطلق دودھ مراد ہے کیونکہ مطلق اپنے اطلاق پر رہتا ہے اگر اس آئت کو تین یا پانچ گھونٹ سے مقید کیا جائے تو یہ قرآن پر زیادتی ہے اور خبرِ واحد سے قرآن پر زیادتی جائز نہیں کیونکہ یہ نسخ ہے اور خبر واحد سے نصِ قطعی کا نسخ جائز نہیں۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رضاع سے ہر وہ شئ حرام ہوجاتی ہے جو نسب میں حرام ہے اور جو امام شافعی رضی اللہ عنہ نے روائت کی ہے وہ منسوخ ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روائت کی ہے کہ شروع اسلام میں ایک یا دو گھونٹ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہ ہوتی تھی لیکن اب ایک گھونٹ سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔ اس روائت سے واضح ہوتا ہے کہ ان عباس رضی اللہ عنہما مذکور حدیث کو منسوخ قرار دیتے ہیں جس سے امام شافعی نے استدلال کیا ہے۔ علاوہ ازیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ پہلے قرآن میں "عَشْرُ رَضَعَاتٍ" پڑھا جاتا تھا جو "پانچ رَضَعَات" سے منسوخ ہوگیا۔ یہ بہرحال خبرِ واحد ہے اور خبر واحد سے قرآن منسوخ نہیں ہوسکتا۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رضاعت میں منقول تمام احادیث مضطرب ہیں ان کو چھوڑ کر قرآن کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں رضاعت کی مدت اڑھائی برس ہے جبکہ اُن کے تلامذہ ابویوسف اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما مدتِ رضاع دوسال بیان کرتے ہیں۔ امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم بھی صاحبین کے قول سے اتفاق کرتے ہیں۔ البتہ امام زفر مدتِ رضاع تین سال بتلاتے ہیں۔ صاحبین قرآن کریم کی اس آئت سے استدلال کرتے ہیں۔ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا "، استدلال کی وجہ

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ الثَّوْرِيُّ اِذَا جُلِدَ الْعَبْدُ ثُمَّ اُعْتِقَ جَازَتْ شَهَادَتُهٗ وَاِذَا اسْتُقْضِيَ الْمَحْدُوْدُ فَقَضَا يَاهُ جَائِزَةٌ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا يَجُوْزُ شَهَادَةُ الْقَاذِفِ وَاِنْ تَابَ ثُمَّ قَالَ لَا يَجُوْزُ نِكَاحٌ بِغَيْرِ شَاهِدَيْنِ فَاِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ مَحْدُوْدَيْنِ جَازَ وَاِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ عَبْدَيْنِ لَمْ يَجُزْ وَاَجَازَ شَهَادَةَ الْمَحْدُوْدِ وَالْعَبْدِ وَالْاَمَةِ لِرُؤْيَةِ هِلَالِ رَمَضَانَ وَكَيْفَ تُعْرَفُ تَوْبَتُهٗ وَقَدْ نَفَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّانِيَ سَنَةً وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِكًا وَصَاحِبَيْهِ حَتّٰى مَضٰى خَمْسُوْنَ لَيْلَةً۔

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکرہ، شِبْل بن مَعْبَد اور نافع کو مغیرہ بن شعبہ کو تہمت لگانے کے سبب کوڑے مارے پھر ان سے توبہ کروائی اور فرمایا جو توبہ کرے میں اس کی گواہی قبول کرلوں گا۔ اور عبداللہ بن عُتبہ، عمر بن عبدالعزیز، سعید بن جُبَیر، طاؤس، مجاہد، شعبی، عکرمہ، زہری، مُحَارِب بن دثار، شُرَیح اور معاویہ بن قُرَّہ نے اس کو جائز کہا۔ ابوالزناد نے کہا ہمارے نزدیک مدینہ منورہ میں حکم یہ ہے کہ اگر تہمت لگانے والا اپنے قول سے رجوع کرلے اور اپنے رب سے معافی مانگے تو اس کی گواہی قبول کرلی جائے گی۔ شَعْبی اور قتادہ نے کہا جب (تہمت لگانے والا) اپنے آپ کو جھٹلادے تو اس کو کوڑے مارے جائیں اور اس کی گواہی قبول کرلی جائے۔ ثوری نے کہا جب غلام کو کوڑے مارے جائیں پھر وہ آزاد ہوجائے تو اس کی گواہی جائز ہے۔ جس شخص کو حد لگائی جائے اگر اس کو قاضی بنایا جائے تو اس کے فیصلے جائز ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا قَاذِف (تہمت لگانے والا) کی گواہی جائز نہیں اگرچہ وہ توبہ کرلے پھر کہا دو گواہوں کے بغیر نکاح جائز نہیں اور اگر دو محدود (جن کو حد لگائی) کی گواہی سے نکاح کیا تو جائز ہے۔ اگر دو غلاموں کی گواہی سے نکاح کیا تو جائز نہیں اور رمضان کا چاند دیکھنے کے لئے محدود (سزایافتہ) غلام اور لونڈی کی گواہی کو جائز کہا ہے (نیز اس باب میں ہے) اور توبہ کیسے قبول ہوگی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کو ایک سال ملک بدر کردیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالک اور اس کے دونوں ساتھیوں سے کلام کرنے سے منع کردیا حتی کہ پچاس راتیں گزر گئیں۔

شرح: اس مقام میں تفصیل یہ ہے کہ احناف اور شوافع کے درمیان اس مسئلہ میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ فاسق جب توبہ کرلے تو اس کی گواہی قبول ہے یا نہیں۔ شوافع کہتے ہیں فاسق توبہ کرلے تو وہ مقبول الشہادت ہے۔ احناف اس کے خلاف ہیں اور دونوں حضرات قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں اور وجہ استدلال ہر ایک کی علیحدہ ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

یعنی جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں۔ پھر چار گواہ معائنہ کے لئے نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی

marfat.com
Marfat.com

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے گیارہ حضرات کو ذکر کیا کہ اُنھوں نے محدود کی گواہی کو قبول کیا۔ جبکہ وہ توبہ کرلے۔ لیکن جو علماء قاذف کی گواہی قبول نہیں کرتے اُنھوں نے کہا کہ ابن حزم نے جید اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا قاذف کی گواہی مقبول نہیں۔ اگرچہ وہ توبہ کرلے۔ یہ حضرت ابن عباس تنہا ہی گیارہ افراد کے مقابلہ میں کافی ہیں۔ اور ان پر فضیلت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ان کا کلام حجت ہے۔ نیز ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابوداؤد طیالسی حماد بن سلمہ، قتادہ کے ذریعے حسن بصری اور سعید بن مسیب سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا قاذف کی گواہی غیر مقبول ہے اور اس کی توبہ کو اللہ جانتا ہے یہ اسناد صحیح ہے اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوالزناد کا اثر اپنے مقصد کی تائید میں ذکر کیا اور کہا کہ شعبی اور قتادہ نے کہا جب قاذف اپنے آپ کو جھٹلا دے تو اس پر حدّ قائم کی جائے اور اس کی گواہی مقبول ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حزم نے شعبی سے روائت کی ہے کہ قاذف کی گواہی غیر مقبول ہے پھر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "قَالَ بَعْضُ النَّاسِ"، اس سے مراد حنفی ہیں۔ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ احناف کے کلام میں تناقض ہے۔ ع احنفی قاذف (تہمت لگانے والا) کی گواہی قبول نہیں کرتے حالانکہ ان کا مذہب ہے کہ نکاح میں قاذف کی گواہی صحیح ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ محدود فی القذف کی گواہی نکاح میں اس لئے صحیح ہے کہ وہ والی بننے کا اہل ہے لہٰذا وہ شہادت کا اہل بھی ہے اگرچہ محدود کی گواہی عدالت میں مقبول نہیں یعنی محدود گواہی اُٹھا سکتا ہے اداء نہیں کرسکتا۔ اور ایسی گواہی نکاح میں معتبر ہے۔ کیونکہ نکاح گواہوں کی موجودگی پر موقوف ہے اداء کے وقت اُن کی گواہی کی مقبولیت پر موقوف نہیں۔

(۲) حنفی نکاح میں محدود کی گواہی کو جائز کہتے ہیں اور غلام کی گواہی کو جائز نہیں کہتے حالانکہ محدود اور غلام ان کے نزدیک دونوں ناقص ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ غلام کی گواہی جائز نہیں کیونکہ شہادت کا تعلق ولائت اور حاکمیت سے ہے۔ غلام کو اپنے آپ پر ولائت حاصل نہیں تو دوسرے پر کیسے حاصل ہوگی اور محدود فی القذف میں یہ بات نہیں کیونکہ وہ ولائت کا اہل ہے لہٰذا شہادت کا بھی اہل ہے۔ لہٰذا نکاح میں غلاموں کو گواہ بنانا جائز نہیں۔

(۳) حنفی محدود اور غلام کی شہادت کو جائز نہیں کرتے حالانکہ رمضان مبارک کے چاند میں ان کی گواہی کو تسلیم کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ محدود، غلام اور لونڈی کی گواہی رمضان کا چاند دیکھنے میں اس لئے مقبول ہے کہ یہ صرف خبر ہے اس لئے اس میں لفظِ شہادت کی خصوصیت نہیں ہے۔ اور یہ لوگ خبر دے سکتے ہیں واللہ ورسولہ اعلم!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "كَيْفَ تُعْرَفُ تَوْبَتُهُ"، اس کا شروع عنوان پر عطف ہے ایسا کرنا بخاری کی عادت ہے کہ وہ عنوان کے بعد عنوان ذکر کرتے رہتے ہیں۔ یعنی قاذف (تہمت لگانے والے) کی توبہ کیسے قبول ہوگی اس میں اختلاف ہے اسی لئے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم ذکر نہیں کیا اکثر علماء کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو جھٹلا دے امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں اس طرح سیدنا عمر فاروق سے بھی منقول ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ نیک کام بکثرت کرنے لگے اور اپنے آپ کو جھٹلانا شرط نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ نفس الامر میں قاذف ہو۔ امام بخاری کا مسلک بھی یہی ہے اور

marfat.com
Marfat.com

۲۴۷۴ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا اَبُوْحَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَأَلَتْ اُمِّيْ اَبِيْ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِيْ مِنْ مَالِهٖ ثُمَّ بَدَا لَهٗ فَوَهَبَهَا لِيْ فَقَالَتْ لَا اَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ بِيَدِيْ وَاَنَا غُلَامٌ فَاَتٰى بِيْ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمَّهٗ بِنْتَ رَوَاحَةَ سَأَلَتْنِيْ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِهٰذَا فَقَالَ اَلَكَ وَلَدٌ سِوَاهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَرَاٰهُ قَالَ لَا تُشْهِدْنِيْ عَلٰى جَوْرٍ وَقَالَ اَبُوْ حَرِيْزٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ

عورت کا نام فاطمہ بنت اسود ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چوری کے حکم میں عورت مرد جیسی ہے اور چور جب توبہ کرے اور اپنا حال درست کرے تو اس کے بعد اس کی گواہی مسترد نہیں ہوتی ۔ اور حدیث ۲۴۷۲ کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی کہ جس پر حد قائم کی گئی ہو، پر توبہ کرنا شرط نہیں لگائی۔ اس حدیث سے امام شافعی، مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ زانی جب شادی شدہ نہ ہو اس کو کوڑے مارنے کے بعد ایک سال ملک بدر کیا جائے گا لیکن احناف کہتے ہیں کہ حد اور جلاوطنی دونوں جمع نہیں ہوسکتے کیونکہ قرآن کریم نے زانی کی حد صرف کوڑے ذکر کئے ہیں۔ اگر جلاوطنی کو حد میں شامل کر دیا جائے تو خبر واحد سے نص قطعی کا نسخ لازم آئے گا کیونکہ مطلق نص پر زیادتی نسخ ہے اور بخاری میں مذکور حدیث منسوخ ہے۔ نیز جلاوطنی فساد کا پیش خیمہ ہے کیونکہ زانی اور زانیہ ملک بدر ہوکر وہاں فساد برپا کریں گے اس لئے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جلاوطنی میں فتنہ ہے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جلاوطن کیا تو وہ مرتد ہوگیا (معاذ اللہ) اور کفار سے جاملا۔ اس کے بعد انھوں نے قسم کھائی کہ آئندہ کسی کو جلاوطن نہیں کریں گے اسی لئے علماء احناف نے "تغریب عام" جلاوطنی کو سیاست پر محمول کیا ہے اور یہ حد میں داخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلی اعلم!

باب ـــ جب کسی کو گواہ بنایا جائے تو وہ ظلم کی بات پر گواہی نہ دے

۲۴۷۴ ـــ ترجمہ : نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میری والدہ نے میرے باپ سے کہا کہ اپنے مال سے میرے لئے کچھ ہبہ کرے۔ پھر ان کا خیال ہوا (انکار کے بعد) تو مجھے مطلوبہ شئی ہبہ کردی۔ میری والدہ نے کہا میں خوش نہیں حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤ۔ میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا حالانکہ میں کمسن تھا اور مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور کہا اس کی والدہ بنتِ رواحہ نے کہا ہے کہ میں اسے کچھ ہبہ کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۲۴۷۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ اَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَيَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَكَانُوْا يَضْرِبُوْنَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ

خیانت اس قدر ظاہر ہوگی کہ ان میں سے کسی پر اعتماد نہ رہے گا اور وہ دیانتداری کھو بیٹھیں گے اور ان کا حال یہ ہوگا کہ ان کو شہادت کے لئے نہ کہا جائے گا لیکن وہ از خود شہادتیں دیتے پھریں گے۔ ہاں بعض ایسی شہادتیں ہیں جو مطالبہ کے بغیر شہادت دینا واجب یا مستحب ہے۔ اور وہ ایسی شہادتیں ہیں جن سے مظلوم کی مدد ہوتی ہو۔ مثلاً کسی شخص کا کسی نے حق غصب کر لیا اور اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔ لیکن زید مثلاً اس واقعہ کے وقت حاضر تھا تو زید کو اگرچہ گواہ نہ بنایا وہ مغصوب منہ کے حق کی بازیابی کی گواہی دے سکتا ہے اور حدیث میں مذکور گواہی سے یہ گواہی مراد نہیں۔ ان لوگوں میں موٹاپا ظاہر ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ لوگ موٹاپا کو اچھا سمجھیں گے بعض لوگوں نے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ لوگ اچھے کھانے پسند کرنے لگیں گے یہ بھی موٹاپے کے اسباب ہیں۔ ابن تین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس سے مراد موٹاپا کی مذمت ہے اور اگر کوئی طبعی طور پر موٹا ہو تو وہ اس میں داخل نہیں۔ اس کا معنی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں میں جو نہ ہوگا اس کا دعویٰ کریں گے اور لافیں مارنے لگیں گے کہ ہمارا اتنا مال ہے، اتنے مربعے ہیں، اتنے کارخانے ہیں، اتنی کوٹھیاں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال سارے معانی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۴۷۶ — فرمایا بہتر لوگ وہ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے پھر قومیں پیدا ہوں گی ان میں ایک کی گواہی اس کی قسم سے آگے اور قسم شہادت کے آگے ہوگی۔ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہم کو گواہی اور عہد پر مار پڑتی تھی۔

شرح : یعنی وہ لوگ گواہی اور قسم میں بہت تیز ہوں گے اور گواہی دینا ان کا شغف

۲۴۷۶ — ہوگا وہ کبھی گواہی سے پہلے قسمیں کھائیں گے۔ کبھی قسم سے پہلے گواہی دیں گے جیسے آج کل پولیس کے ٹوٹ ہیں۔ انھوں نے گواہی اپنا پیشہ بنا رکھا ہے اور جھوٹی قسمیں کھانا ان کا معمول بن چکا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ دین کے احکام کی پرواہ نہیں کریں گے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا معنی یہ ہے کہ ہم چھوٹے تھے اور لوگ ہم کو شہادت اور عہد پر قسم کھانے سے منع کیا کرتے تھے۔ کیونکہ گواہی دینے والا یہ کہتا تھا میں اللہ کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ ایسی ایسی بات ہے۔ اس سے ہم کو منع کیا جاتا تھا اور اس پر ہم کو مار پڑتی تھی تاکہ لوگ اس طرح کی گواہی کو عادت نہ بنالیں۔ واللہ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۲۴۷۸ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلٰثًا قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا الْجُرَيْرِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ۔

ذکر کیا ہے کہ یہ سب سے بڑے ہیں چنانچہ حدیث ۲۴۷۸ میں ان کی اہمیت مذکور ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو قتل کرنے پر وہی زجر اور تشدید فرمائی ہے جو شرک کرنے پر زجر فرمائی ہے چنانچہ فرمایا" مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهٗ جَهَنَّمَ "، یعنی کسی مومن کو جائز سمجھ کر قصداً قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے۔ والدین کی نافرمانی بہت کبیرہ گناہ ہے اور وہ یہ کہ ہر غیر ضروری فعل کہ جس سے ماں باپ کو اذیت پہنچے وہ عقوق (نافرمانی) ہے۔ والدین کی طاعت واجب ہے اور ان کے حکم کی نافرمانی عقوق ہے بشرطیکہ ان کا حکم معصیت (اللہ کی نافرمانی) نہ ہو۔ کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر شارع علیہ السلام نے خصوصاً زجر فرمائی ہو کہ اس کے مرتکب کو دنیا میں حد لگے گی اور آخرت میں عذاب ہوگا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۷۸ ـــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " کیا میں تم کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں۔ یہ کلمہ تین بار فرمایا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیوں نہیں (آپ ضرور بیان فرمائیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ بیٹھ گئے حالانکہ آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ فرمایا خبردار جھوٹی گواہی راوی کا بیان ہے کہ آپ اس کو بار بار کہتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں۔ اسماعیل بن ابراہیم نے کہا ہم سے جریری نے بیان کیا انھوں نے کہا ہم کو عبدالرحمٰن نے خبر دی ہے!

۲۴۷۸ ـــــ شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹی گواہی اور جھوٹ بولنے کی حرمت کی تاکید کرتے ہوئے بیٹھ گئے حالانکہ اس سے پہلے آپ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے لوگوں کا یہ کہنا کہ کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں اس لئے تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور سے بہت شفقت تھی اور آپ کی تکلیف کو وہ بُرا خیال کرتے تھے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اس میں شک نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا بہت کبیرہ گناہ ہے۔ دوسروں کے بہت کبیرہ گناہ ہونے کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں اشراک باللہ کے مشابہ ہیں کیونکہ بظاہر والد بیٹے کے وجود کا سبب ہے اور وہ اس کی تربیت کرتا ہے اور جھوٹی گواہی غیر مستحق کے لئے حق ثابت کرتی ہے۔ اسی طریق سے اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن کریم میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا! وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا

marfat.com
Marfat.com

۲۴۷۹ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ ثَنَا عِيْسَى ابْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِيْ كَذَا اٰيَةً اَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا وَزَادَ عَبَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ تَهَجَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَسَمِعَ صَوْتَ عَبَّادٍ يُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اَصَوْتُ عَبَّادٍ هٰذَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبَّادًا۔

اُن سے کہا جاتا کہ فجر طلوع ہوگئی ہے تو صبح کی دو رکعتیں پڑھتے۔ سلیمان بن یسار نے کہا میں نے اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی تو اُنھوں نے میری آواز پہچان کر فرمایا سُلیمان اندر آجاؤ کیونکہ جب تک تم پر کچھ رقم باقی ہے تم غلام ہو۔ اور سَمُرہ بن جُنْدَب نے نقاب پوش عورت کی گواہی کو جائز کہا ہے۔"

شرح : نابینا کے عقلمند ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ ذہین ہو اور اُمور کی باریکی کو جاننے والا ہو ورنہ ہر شہادت میں گواہ کا عاقل ہونا ضروری ہے۔ شَعبیؒ کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آخری عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ وہ کسی شخص کو بھیجتے کہ وہ جستجو کرے کہ سُورج غروب ہوگیا ہے یا نہیں جب ان کو سُورج غروب ہونے کی خبر دیتے تو وہ روزہ افطار کرتے۔ اس اثر میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ غروب و طلوع میں نابینا شخص کسی کا قول قبول کرے تو جائز ہے اور اس میں نابینا کا کسی کو حکم دینے کا بیان ہے اس طرح یہ ترجمہ عنوان کے مطابق ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سلیمان بن یسار ام المؤمنین مَیمُوْنہ کا مُکاتب تھا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکاتب نہ تھا تو مائی صاحبہ کا سلیمان بن یسار کو یہ کہنا کہ اندر آجاؤ تو غلام ہے جب تک تجھ پر کوئی پیسہ باقی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ "اِسْتَاْذَنْتُ عَلٰى عَائِشَةَ" میں کلمہ "عَلٰى" "مِن" کے معنیٰ میں ہے۔ یعنی سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں میمونہ کے پاس جانے کے لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی، یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ مذہب ہے کہ غلام مستورات کو دیکھ سکتا ہے اگرچہ وہ کسی اور کا مملوک ہو۔ یُوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ مائی صاحبہ کا غلام تھا لیکن صحیح نہیں کیونکہ سُلیمان بن یسار میمونہ کا مکاتب تھا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو سُنا کہ وہ مسجد میں پڑھ رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۲۴۷۹ — اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے اُس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلائی ہے جو میں فلاں فلاں سورت سے بھول گیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ شَهَادَةِ النِّسَآءِ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ

۲۴۸۲ — حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِیْ زَیْدٌ عَنْ عِیَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَیْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا

آئے تو میرے باپ نے مجھے کہا میرے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ اُمید ہے کہ آپ ہم کو کوٹوں میں کوئی کوٹ عطاء فرمائیں گے۔ میرے والد نے دروازہ پر کھڑے کھڑے کلام کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز پہچان لی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے حالانکہ آپ کے ہاتھ میں کوٹ تھا اور آپ میرے باپ کو اس کی خوبیاں دکھاتے تھے اور فرماتے تھے میں نے یہ تمہارے لئے چھپا رکھا تھا میں نے یہ تمہارے لئے چھپا رکھا تھا۔

۲۴۸۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرمہ کو دیکھنے سے پہلے ان کی آواز پر اعتماد کیا (حدیث ۲۴۲۷ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں)

باب عورتوں کے گواہی دینے کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اگر دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہی دیں)

۲۴۸۲ — ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی نصف گواہی کے برابر نہیں ؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ان کی عقل میں نقصان کے باعث ہے۔

۲۴۸۲ — شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدود و قصاص میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں۔ علماء کوفہ اور امام مالک، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا مسلک یہی ہے۔ نکاح، طلاق، عتق، نسب اور ولاء میں ان کی گواہی کو بعض علماء جائز کہتے ہیں لیکن امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ ان میں عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ بھی جائز نہیں اور علماء کوفہ کا مسلک یہ ہے کہ ان میں عورتوں کی مردوں کے ساتھ گواہی جائز ہے۔ نیز اس مسئلہ میں بھی علماء کا اتفاق ہے کہ حیض، ولادت، ولادت کے بچہ کا آواز بلند کرنا، عورتوں کے عیب اور وہ امور جن پر مرد اطلاع نہ پا سکیں۔ ان مسائل میں تنہا عورتوں کی گواہی جائز ہے۔ البتہ رضاعت

marfat.com
Marfat.com

۲۴۸۳ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ اَوْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ اَنَّهُ تَزَوَّجَ اُمَّ يَحْيَى بِنْتَ اَبِیْ اِهَابٍ قَالَ فَجَآءَتْ اَمَةٌ سَوْدَآءُ فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا فَنَهَاهُ عَنْهَا۔

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

۲۴۸۴ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ تَزَوَّجْتُ اِمْرَأَةً فَجَآءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ اِنِّیْ اَرْضَعْتُكُمَا فَاَتَيْتُ فَذَكَرْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ دَعْهَا عَنْكَ اَوْ نَحْوَهٗ۔

۲۴۸۳ــــ ترجمہ : یحیی بن سعید نے ابن جُریج سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے ابن ابی مُلَیکہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مجھ سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا یا میں نے اس سے سُنا کہ اُنھوں نے ایک عورت اُمِ یحیٰی بنت ابی اہاب سے نکاح کیا تو ایک کالی لونڈی آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے مجھ سے اعراض فرمایا میں ایک طرف ہوگیا اور آپ سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: "کیسے یہ ہوسکتا ہے"، حالانکہ اس عورت نے کہا ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اور عقبہ کو اس عورت سے منع کردیا۔

شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اگر اس عورت کی گواہی قبول نہ ہوتی تو اس پر عمل نہ کیا جاتا اسی لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کو انکی بیوی سے علیحدہ ہوجانے کا حکم فرمایا۔ احناف اس حدیث کو تنزہ اور تقویٰ پر محمول کرتے ہیں کیونکہ تنہا ایک عورت کی گواہی سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ دُودھ پلانے والی عورت کی گواہی کا بیان

۲۴۸۴ــــ ترجمہ : عُقبہ بن حارث نے کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ایک عورت آکر کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

marfat.com
Marfat.com

أُنْزِلُ فِيهِ فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحْلِ فَلَمَسْتُ صَدْرِي فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ أَظْفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ فَأَقْبَلَ الَّذِينَ يَرْحَلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَثْقُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ وَإِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ حِينَ رَفَعُوهُ ثِقَلَ الْهَوْدَجِ فَاحْتَمَلُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنْزِلَهُمْ وَلَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ

ہے۔ اُن سب نے کہا کہ مائی صاحبہ نے فرمایا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں نکلنے کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے ان میں جس کا قرعہ میں نام نکلتا اس کو اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ ایک جنگ میں جانے کے لئے آپ نے ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی تو میرا نام قرعہ میں نکلا اور میں آپ کے ساتھ نکلی جبکہ پردہ کی آیت نازل ہو چکی تھی۔ میں ہودج میں سوار رہتی اور اسی میں اُتاری جاتی تھی۔ ہم چلے حتیٰ کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے فارغ ہو گئے اور واپس ہوئے۔ ہم مدینہ منورہ کے قریب آئے تو آپ نے رات کو کوچ کا اعلان کر دیا میں اُٹھی جبکہ لوگوں نے کوچ کا اعلان کر دیا تھا۔ میں اُٹھی اور چلتی رہی حتیٰ کہ لشکر سے باہر چلی گئی اور جب قضاءِ حاجت سے فارغ ہُوئی تو ہودج کی طرف آئی تو میں نے اپنے سینہ پر ہاتھ پھیرا تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرا جزع اظفار کا ہار ٹوٹ کر گر گیا ہے میں واپس گئی اور ہار تلاش کرنے لگی تو اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا۔ وہ لوگ جو میرا ہودج اُٹھاتے تھے آئے اور میرا ہودج اُٹھایا اور اس کو میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار تھی۔ ان کا خیال تھا کہ میں ہودج میں ہی ہوں۔ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہُوا کرتی تھی بھاری نہ ہوتی تھیں اور نہ ہی

marfat.com
Marfat.com

اَسْتَيْقِنُ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا فَاذِنَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُ اَبَوَيَّ فَقُلْتُ مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِيْ عَلٰى نَفْسِكِ الشَّانَ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيْئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَائِرُ اِلَّا اَكْثَرْنَ عَلَيْهَا فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ لَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى اَصْبَحْتُ لَا يَرْقَاُ لِيْ دَمْعٌ وَلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ اَصْبَحْتُ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَاُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَشِيْرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ اَهْلِهٖ فَاَمَّا اُسَامَةُ فَاَشَارَ عَلَيْهِ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ فِيْ نَفْسِهٖ مِنَ الْوُدِّ لَهُمْ قَالَ اُسَامَةُ اَهْلَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا نَعْلَمُ وَاللّٰهِ اِلَّا خَيْرًا وَاَمَّا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَنْ يُضَيِّقَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ يَا بَرِيْرَةُ هَلْ رَاَيْتِ فِيْهَا شَيْئًا يَرِيْبُكِ فَقَالَتْ بَرِيْرَةُ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنْ رَاَيْتُ فِيْهَا اَمْرًا اَغْمِصُهٗ عَلَيْهَا اَكْثَرَ مِنْ اَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنِ الْعَجِيْنِ فَتَاْتِي الدَّاجِنُ فَتَاْكُلُهٗ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهٖ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ

اپنی بیماری کی حالت میں شک ہوا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ لطف اور مہربانی نہ دیکھتی تھی جو آپ سے بیماری کی حالت میں دیکھا کرتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور سلام فرماتے پھر فرماتے کیسا حال ہے۔ میں اس سے کچھ معلوم نہ کر سکی حتی کہ میں بیماری سے کمزور ہو گئی (ایک رات) میں اور مِسطح کی والدہ مَنَاصِع کی طرف نکلے جو ہماری قضاء حاجت کی جگہ تھی۔ ہم رات ہی کو باہر جایا کرتے تھے! اور یہ اپنے گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے پہلے کی بات ہے۔ اور جنگل میں جا کر قضاء حاجت کرنے میں ہمارا دستور وہی تھا جو پہلے عربوں کا تھا۔ میں اور مِسطح کی والدہ جو ابو رُہم کی بیٹی ہے چل کر آ رہے تھے کہ اچانک وہ اپنی چادر میں پھسل کر گری اور کہا مِسطح ہلاک ہو جائے میں نے اسے کہا تو نے بہت بُری بات کی ہے کیا تو ایسے شخص کو گالی دیتی ہے جو جنگ بدر میں حاضر رہا ہے۔ اُس نے کہا اے بھولی بی بی کیا تو نے نہیں سُنا جو لوگ کہتے ہیں اور بہتان لگانے والوں کا واقعہ ذکر کیا میں پہلے بیمار تھی اس سے میری بیماری اور زیادہ ہو گئی جب میں اپنے گھر آئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا تمہارا کیسا حال ہے میں نے عرض کیا مجھے اپنے ماں، باپ کے پاس جانے کی اجازت فرمائیں اس وقت میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اپنے والدین سے اِس خبر کی تصدیق کروں گی۔ جناب

marfat.com
Marfat.com

اَظُنَّ اَنَّ الْبُكَآءَ فَالِقٌ كَبِدِیْ قَالَتْ فَبَيْنَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِیْ وَاَنَا اَبْكِیْ اِذَا اسْتَاْذَنَتْ اِمْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِیْ مَعِیَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ اِذْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِیْ مُنْذُ يَوْمِ قِيْلَ لِیْ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ مَكَثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى اِلَيْهِ فِیْ شَاْنِیْ شَیْءٌ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنِیْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِیْ اللّٰهَ وَتُوْبِیْ اِلَيْهِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ قَلَصَ دَمْعِیْ حَتّٰى مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً وَ قُلْتُ لِاَبِیْ اَجِبْ عَنِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِاُمِّیْ اَجِيْبِیْ عَنِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا اَقْرَاُ كَثِيْرًا مِنَ

آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے گھریلو بکری آتی ہے اور اس کو کھا جاتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی روز خطبہ دیا اور عبداللہ بن ابی بن سلول سے انصاف کی بات چاہی اور فرمایا "صلی اللہ علیہ وسلم"، کون شخص ہے جو ایسے شخص کے مقابلہ میں میری مدد کرے جس سے مجھے میری بیوی کے متعلق اذیت پہنچی ہے۔ بخدا! میں نے اپنی بیوی کے بارے میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا لوگوں نے ایسے شخص کا ذکر کیا ہے جس کے متعلق میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ گھر داخل ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا! آپ کی طرف سے میں اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو ہم اس کی گردن اڑا دیتے ہیں اور اگر ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں ہم اس میں آپ کا حکم پورا کریں گے (یہ سن کر) سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اس سے پہلے وہ نیک شخص تھا لیکن قبیلہ کی غیرت نے اس میں غصہ بھر دیا اس نے کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ بولتا ہے تو اس کو قتل نہیں کر سکتا اور نہ ہی تجھے اس پر قدرت ہے۔ اُسید بن حضیر اٹھا اور کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ بولتا ہے۔ بخدا! ہم اس کو ضرور قتل کریں گے یقیناً تو منافق ہے اور منافقوں کی طرف سے جھگڑا کرتا ہے۔ یہ دونوں قبیلے اوس اور خزرج بھڑک گئے حتی کہ لڑائی کو تیار ہو گئے اور جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِيْ يَوْمٍ شَاتٍ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ لِيْ يَا عَائِشَةُ احْمَدِيْ اللّٰهَ فَقَدْ بَرَّءَكِ اللّٰهُ فَقَالَتْ لِيْ أُمِّيْ قُوْمِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمُ الْآيَاتِ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَآءَتِيْ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ مَا قَالَ لِعَائِشَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْا إِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّيْ

نہیں کرو گے اور اگر میں تمہارے سامنے کسی شئ کا اعتراف کروں اور بخدا! اللہ جانتا ہے کہ میں پاک دامن ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے! بخدا! میں اپنی اور تمہاری مثال یوسف کے باپ کی طرح پاتی ہوں جب اُنھوں نے کہا "صبر اچھا ہے اور جو باتیں تم بیان کرتے ہو ان میں اللہ ہی مددگار ہے۔ پھر میں نے اپنے بستر پر کروٹ بدل لیا حالانکہ مجھے یہ اُمید تھی کہ اللہ مجھے بری کرے گا لیکن خُدا کی قسم میرا یہ خیال نہ تھا کہ میری شان میں اللہ قرآن نازل کرے گا۔ میں اپنے دل میں اپنے آپ کو اس کے لائق نہ سمجھتی تھی کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہو۔ لیکن مجھے یہ اُمید تھی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند میں خواب دیکھیں گے جس میں اللہ مجھے بَری کرے گا خُدا کی قسم اجناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس سے جُدا نہ ہوئے اور نہ ہی کوئی گھر والوں سے باہر نکلا۔ حتیٰ کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی۔ اور آپ کو وہی شدت ہونے لگی جو نزولِ وحی کے وقت شدّت ہوتی تھی حتیٰ کہ سخت سردی کے دن آپ سے موتیوں جیسے پسینے کے قطرے گرتے تھے۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی چلا گیا تو آپ ہنس رہے تھے اور پہلا کلمہ جو آپ نے ذکر فرمایا وہ یہ تھا اے عائشہ! اللہ کی حمد کرو اللہ نے تجھے بری کر دیا ہے۔ میری والدہ نے مجھے کہا عائشہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُٹھ کر جاؤ میں نے کہا اللہ کی قسم میں آپ کے پاس نہیں جاتی اور میں تو صرف اللہ کی حمد کرتی ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں "اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ"، جب اللہ تعالیٰ نے میری پاکدامنی میں یہ نازل کیا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ مِسْطَح بن اُثَاثہ پر اس کی قرابت کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم میں مِسْطَح پر کبھی کچھ خرچ نہ کروں گا جبکہ اُس نے عائشہ پر تہمت لگائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "تم میں سے صاحبِ فضل اور مال دار قسم نہ کھائیں "غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ"، تک، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا! کیوں نہیں میں اس سے محبت کرتا ہوں کہ

marfat.com
Marfat.com

اور سینتیس (۳۷) روز کے بعد ناپاک منصوبے کا خاتمہ ہُوا اور اِس غلیظ منافق کے ساتھیوں کو حدِ قذف اَسّی اَسّی کوڑے لگائے گئے۔ نیز اس واقعہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا امتحان بھی تھا کہ جب ان کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اَساوَنت نبوّت کا یقین محکم تھا اور وہ جانتے تھے کہ نبی کا حرم پاک غلاظتِ فحش کے تصوّر سے بھی پاک و صاف ہے تو انہیں تہمت کی خبر ملنے کے بعد ذرہ بھر تامل نہیں کرنا چاہیئے تھا اور فوراً اس کو مسترد کر کے جانِ عالم کو راحت پہنچانی چاہیئے تھی چنانچہ قرآن کریم میں ہے: لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ، یعنی کیوں نہ ہُوا جب تم نے اسے سُنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ،، یعنی کیوں نہ ہُوا جب تم نے سُنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔ نیز خداوند قدوس نے فرمایا يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ،، یعنی اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو ،، یہ بات تو واضح ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نفس الامر میں پاک و صاف تھیں اور بعض منافقوں کی گندہ دہنی کا قرآن نے جواب دے دیا۔ اب نزولِ قرآن کے بعد کمزور ایمان والوں کو اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ورنہ نورِ ایمان کی سعادت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ رہا یہ کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نزولِ وحی سے پہلے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا علم تھا یا نہیں۔ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ احادیث کی روشنی میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو نزولِ وحی سے قبل برأت کا علم تھا۔ کیونکہ بخاری (ص ۵۵۱) میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں فرمایا کہ تم دو مرتبہ مجھے نیند میں دکھائی گئی ہو میں نے تجھے ریشمی لباس میں لپٹی ہُوئی دیکھا اور مجھے کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ اس حدیث سے یہ صراحت ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے نسبتِ نکاح کی تھی اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہوتی ہیں اور اگر یہ وہم کر لیا جائے کہ جنابِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مائی صاحبہ کی براءت کا علم نہ تھا تو لازم آئے گا کہ آپ کا خواب اچھا نہ تھا حالانکہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے اسی لئے خواب پر یقین کرتے ہُوئے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے صاحبزادے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے جب اللہ تعالیٰ ام المؤمنین کی منگنی کرنے والا ہو تو کیا اللہ تعالیٰ جانتا نہیں کہ اپنے پیارے محبوب کو کیسی عورت بیوی بنا کر دے رہا ہے حالانکہ پاک مَردوں کی بیویاں پاک ہوتی ہیں۔ ورنہ رب العزّت کی ذات ستودہ صفات پر عدمِ علم کا بدنما دھبہ لگے گا (معاذ اللہ) نیز اگر حدیث کے سیاق و سباق کو دیکھا جائے تو یہی سمجھ آتی ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نزولِ وحی سے پہلے برأت کا علم تھا۔ چنانچہ بخاری میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم ام المؤمنین کے پاس جا کر بیٹھ گئے حالانکہ اس سے پہلے ایک ماہ تک کبھی نہیں بیٹھے تھے اور ام المؤمنین سے گفتگو فرمائی جو بخاری میں مذکور ہے۔ پھر وہیں بیٹھے رہے اور گھر والوں سے بھی کوئی باہر نہ نکلا حتیٰ کہ برأت کی آیات نازل ہُوئیں۔ حالانکہ اس سے پہلے آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطبہ میں فرما چکے تھے۔ بخدا میں نے اپنی بیوی

marfat.com
Marfat.com

۔ رضی اللہ عنہا ۔ اس طرح اہلِ سیر اور بخاری کی روائت میں موافقت ہو جاتی ہے ۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !
قولہ لا ندری ما نقول الخ یعنی جس شئ سے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ سے دریافت فرمایا ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے کسی زائد حکم پر واقف نہیں جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزولِ وحی سے پہلے ام المؤمنین سے حسنِ ظن ہے ۔ قولہ تُسَامِينِي الخ یعنی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے حسن و جمال اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مرتبہ میں وہ میری ہمسر ہے ۔ کیوں نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح آسمانوں پہ کیا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی منگنی بھی اللہ تعالیٰ نے کی ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک حدیث کی روائت ایک جماعت اس طرح کرے کہ بعض لوگ حدیث کا ایک حصہ اور بعض اس کا دوسرا حصہ روائت کریں تو جائز ہے اور بیوی کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے اور عورت شوہر کی اجازت کے بغیر قضاء حاجت کے لئے باہر جا سکتی ہے ۔ اور عورتوں کے لئے ہار پہننا جائز ہے اور مرد کسی واقعہ میں اپنے خاص احباب سے مشورہ کر سکتا ہے ۔ اور قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا چاہیئے اگرچہ وہ گناہ گار ہوں اور فتنہ اور لڑائی جھگڑہ جلدی ختم کرنا چاہیئے ۔ اس حدیث سے ابوبکر صدیق، ام المؤمنین عائشہ صفوان ، سعد بن معاذ، اُسید بن حُضیر اور ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہم کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے صاحبِ فضل فرمایا ، ام المؤمنین کی برأت میں قرآن نازل فرمایا ، حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفائی دی ، سعد بن معاذ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے جواب میں سعی جمیل کا اظہار فرمایا ، اُسید بن حُضیر نے سعد کی تائید میں پُورے اخلاص کا اظہار کیا اور ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے سوکن ہونے کے باوجود اپنے زہد و تقویٰ کے پیشِ نظر مائی صاحبہ کے متعلق اچھا خیال بیان فرمایا اس کے علاوہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی مزید عیاں ہوتی ہے کہ اُنھوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے جامع الفاظ بیان کئے اور بریرہ رضی اللہ عنہا بھی صد آفرین کے لائق ہیں کہ اُنھوں نے عجیب مثال ذکر کر کے نفس الامر میں حقیقت کی وضاحت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ،، عبداللہ بن ابی سلول رئیس المنافقین تھا اُبی اس کا باپ اور سلول ماں ہے جنگِ بدر کے بعد جبکہ مسلمانوں کو غلبہ ہُوا اور صنادیدِ قریش قتل ہو گئے تو عبداللہ نے اپنے ماننے والوں سے کہا اب اس کے سوا ہمارے لئے کوئی راہ نہیں کہ ہم اسلام کا اظہار کریں ۔ اُمِ مِسطَحؓ ،، کا نام سَلمیٰ ہے یہ ابورُہم کی بیٹی ہے وہ اپنے بیٹے پر بہت سختی کیا کرتی تھیں کیونکہ وہ صحیح مسلمان ہونے کے باوجود تہمت لگانے والوں میں شریک تھا مِسطَحؓ ،، یہ مِسطَح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب بن عبدمناف قرشی ہے جنگ بدر اور اُحد میں حاضر ہوئے تہمت لگانے والوں میں شریک تھے ان کو حدِ قذف لگائی ۔ وہ ۳۴ھ ہجری میں فوت ہوئے ۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصاری اَوسی ہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سید الانصار کا لقب دیا وہ اپنے قبیلے کے سردار اور شریف طبع تھے ۔ علامہ کرمانی نے قاضی رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ یہاں اشکال ہے کیونکہ اِفک ،، کا واقعہ ،، غزوۂ مُرَیسِیع جسے غزوہ بنی مصطلق کہا جاتا ہے ۔ ۵ھ ہجری میں ہُوا حالانکہ سعد بن معاذ غزوہ خندق کے بعد بازو میں تیر لگنے سے فوت ہو گئے تھے اور یہ ۵ھ ہجری کا واقعہ ہے اس لئے

marfat.com
Marfat.com

۲۴۸۶ ـــــ مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَّامٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَثْنٰی رَجُلٌ عَلٰی رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَیْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا اَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْیَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِیْبُهٗ وَلَا اُزَكِّیْ عَلَی اللّٰهِ اَحَدًا اَحْسِبُهٗ كَذَا وَكَذَا اِنْ كَانَ یَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ ۔

تھا کہ یہ اس کا لڑکا ہے اسے ان کے پاس اس لئے لایا ہے کہ اس کا خرچہ بیت المال سے نکالیں یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ گمان کیا ہو کہ ابو جمیلہ کی یہ خواہش ہو کہ اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے اور وہ اس کا والی ہو اور جو کچھ بیت المال سے اس کے لئے مقرر کیا جائے وہ خود لے لے اور جو چاہے کرے۔ جب اس کے عریف (نقیب) نے عمر فاروق سے کہا ابو جمیلہ مرد صالح ہے تو اس کی تصدیق کی۔ ابن بطال نے کہا سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا اور ہر دفتر میں ایک نقیب مقرر کیا ہوا تھا جو ان پر کڑی نگاہ رکھتا تھا اور پڑے ہوئے لڑکے کو اٹھانے والا مرد اس شخص کے دیوان (دفتر) سے تھا جس نے عمر فاروق کے پاس اس کی صفائی دی تھی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۸۶ ـــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی شخص کی تعریف کی تو آپ نے کئی بار فرمایا تو نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی ہے پھر فرمایا تم میں سے جو کوئی اپنے بھائی کی ضرور مدح کرنا چاہے تو یہ کہے" میں فلاں شخص کو ایسا خیال کرتا ہوں ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے۔ میں اللہ کے آگے کسی کو بے عیب خیال نہیں کرتا میں اس کو ایسا ایسا گمان کرتا ہوں اگر وہ اس کے متعلق کچھ جانتا ہو!

۲۴۸۶ ـــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کا کسی کی صفائی دینے کا اعتبار کیا ہے ۔ اور صفائی دینے والا ایک مرد ہی کافی ہے ۔ جبکہ وہ اس میں میانہ راستہ اختیار کرے اور غلو نہ کرے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدح میں بے حد مبالغہ کو معیوب فرمایا ہے ۔ اگر یہ سوال ہو کہ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منہ پر مدح کرنا جائز ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن احادیث میں ممانعت کا ذکر ہے اس مدح پر محمول ہیں جس میں مبالغہ ہو یا ایسے شخص کی تعریف کرے جو اپنی مدح سن کر فخر میں آجائے ۔ اور جس شخص سے اس کے کمال تقویٰ کے باعث فخر و مباہات کا خطرہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ مدح میں کوئی مصلحت ہو کہ لوگ اس کے تقویٰ کے باعث اس کی اقتداء کریں۔ یہ حکم عوام کے لئے ہے ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مدح کے مستحق ہیں

marfat.com
Marfat.com

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا الْاٰيَةَ وَقَالَ الْمُغِيْرَةُ اِحْتَلَمْتُ وَاَنَا ابْنُ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَبُلُوْغُ النِّسَآءِ فِي الْحَيْضِ لِقَوْلِ اللّٰهِ وَالّٰلَائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰلَائِيْ لَمْ يَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ اَدْرَكْتُ جَارَةً لَنَا جَدَّةً بِنْتَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ سَنَةً ۔

سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو عورتیں حیض سے ناامید ہو جائیں اَنْ یَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ تک۔ اور حسن بن صالحؒ نے کہا میں نے اپنی ہمسائی کو دیکھا وہ اکیس برس کی دادی تھی!

شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ علماء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ مرد احتلام سے اور عورتیں حیض سے بالغ ہو جاتی ہیں۔ اس وقت ان پر عبادات، حدود اور اندر داخل ہونے کے لئے اجازت لینا وغیرہ احکام لازم ہو جاتے ہیں۔ البتہ اس مرد اور عورت میں اختلاف ہے جس کو احتلام نہ آئے اور عورت کو حیض نہ آئے اور ان میں تاخیر ہو جائے۔ امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ زیرِ ناف بال ظاہر ہو جائیں یا اس مدت کو پہنچ جائے جس مدت میں اس کی مثل دوسرے لڑکے بالغ ہو جاتے ہیں لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر بچہ کا بلوغ انبات (بال ظاہر ہو جائے) سے ہو تو اگر وہ زنا کرلے یا چوری کرے تو جب تک اس کو احتلام نہ ہو یا اس مدت تک نہ پہنچے جس میں اس جیسے بچے بالغ ہو جاتے ہیں تو میں اس پر حد قائم نہیں کروں گا جب تک اس کو احتلام نہ ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اِنْبَات کا اعتبار نہیں کرتے وہ لڑکی میں حدِ بلوغ میں سترہ برس اور لڑکے میں اٹھارہ یا انیس برس کہتے ہیں۔ سفیان ثوری بھی یہی کہتے ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ کافر کے لئے اِنبات بلوغ کی علامت ہے مسلمان کے لئے نہیں۔ اُنہوں نے لڑکی اور لڑکے نے پندرہ سال بلوغ کی حد قرار دیا ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مذہب بھی یہی ہے اور اسی پر احناف کا فتویٰ ہے۔ البتہ بعض علماء کہتے ہیں کہ لڑکی بارہ سال کی بالغ ہو جاتی ہے۔

کتاب خلق انسان "میں ذکر کیا کہ جب تک بچہ شکمِ مادر میں ہو تو وہ جنین ہے جب پیدا ہو جائے اور دودھ پیتا رہے تو صبی (بچہ) ہے۔ جب روٹی کھانا شروع کر دے تو سات سال تک اس کو غلام کہا جاتا ہے۔ پھر دس سال

marfat.com
Marfat.com

۲۴۸۹ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

بَابُ سُؤَالِ الْحَاكِمِ الْمُدَّعِيَ هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ قَبْلَ الْيَمِيْنِ

۲۴۹۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ

جائے گا۔ اور حاکم لڑائی سے پہلے لوگوں کا جائزہ لے جو لڑائی کے قابل ہو اس کو لشکر میں شامل کرے اور جو اس کے قابل نہ ہو اس کو مسترد کر دے۔ بعض علماء نے کہا کہ مالکیہ اور حنفیہ کے مذہب میں جہاد کے لئے اجازت بلوغ پر موقوف نہیں بلکہ حاکم اعلیٰ کے لئے جائز ہے کہ جو بچہ طاقتور ہو تو اس کو بھرتی کر لے کیونکہ بعض اوقات مراہق جو بلوغ کے قریب ہوتے ہیں وہ بالغ سے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں۔ مراہق بالغ کے حکم میں ہے حتی کہ مراہق اگر کہہ دے کہ وہ بالغ ہے۔ تو اس کی تصدیق کرائی جائے گی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۴۸۹ ترجمہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔

۲۴۸۹ ـــــ شرح : اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ احتلام ہونے سے بچہ بالغ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس پر شرعی احکام واجب ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کو جنگ کے لئے اجازت دی جا سکتی ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں لڑکا اٹھارہ برس کا اور لڑکی سترہ برس کی بالغہ ہوتی ہے۔ لیکن احناف کا فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے کہ لڑکا پندرہ سال کا بالغ ہو جاتا ہے ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بلوغ کا ذکر نہیں اس میں صرف لڑائی میں اجازت کا ذکر ہے اور اس کا تعلق قوت وضعف سے ہے اور بچہ جب لڑائی کے قابل ہو تو ہمارے (مالکیہ) مذہب میں اس کو لڑائی میں جانے کی اجازت دی جائے گی۔

باب ـــــ حاکم کا مدعی سے پوچھنا کہ کیا تیرے پاس کوئی گواہ ہے؟

۲۴۹۰ ـــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى قُلْتُ اِذَا كَانَ يَكْتَفِي بِشَهَادَةِ شَاهِدٍ وَّيَمِيْنِ الْمُدَّعِي فَمَا يُحْتَاجُ اَنْ تُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى مَا كَانَ يُصْنَعُ بِذِكْرِ هٰذِهِ الْاُخْرٰى۔

مجھ سے کلام کیا تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اپنے مردوں سے دو گواہ بنالو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں سے جن کو تم پسند کرتے ہو تاکہ ان میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلادے! ابن شبرمہ نے کہا کہ میں نے کہا اگر ایک گواہ کی گواہی اور مدعی کی قسم کافی ہے تو اس کی کیا ضرورت ہے کہ ان میں سے ایک دوسری کو یاد دلا دے۔ دوسری عورت کے یاد دلانے کو کیا کیا جائے؟

شرح : حدیث کا معنی یہ ہے کہ ابن شبرمہ نے کہا کہ جب ایک گواہ اور قسم فیصلہ کے لئے کافی ہے تو ایک عورت کا دوسری کو یاد دلانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس وقت قسم دو عورتوں کے قائم مقام ہوگی تو قرآن کریم میں "تذکیر" کا کیا فائدہ ہے لہذا فیصلہ کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے ایک گواہ اور قسم فیصلہ کے لئے کافی نہیں۔

ابوالزناد مدینہ منورہ کے قاضی اُن کا نام عبداللہ بن ذکوان ہے اور ابن شُبرُمہ کا نام عبداللہ بن شُبرُمہ ہے وہ کوفہ کے قاضی تھے ایک سو چوالیس ہجری میں فوت ہوئے! ابوالزناد کا مذہب یہ ہے کہ اگر مدعی کے پاس دو گواہ نہ ہوں صرف ایک ہی گواہ ہو تو مدعی سے قسم لے کر فیصلہ ہو سکتا ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ کیا ہے۔ اہلِ مدینہ کا عمل اسی پر ہے اور ابن شُبرُمہ کا مذہب یہ ہے کہ ایک گواہ اور قسم فیصلہ کے لئے کافی نہیں بلکہ مدعی دو گواہ پیش کرے ورنہ مدعی علیہ سے قسم لے کر فیصلہ کر دیا جائے گا احناف کا مذہب یہی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس باب کے عنوان سے مقصد احناف کا رد ہے کہ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعیٰ علیہ سے قسم لی جائے گی اور یہ حکم اموال، حدود اور نکاح اور طلاق میں عام ہے لیکن احناف کہتے ہیں کہ صرف اموال کے دعویٰ میں قسم لی جائے گی حدود میں قسم جائز نہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ جب مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی اگرچہ دعویٰ طلاق و نکاح وغیرہ میں ہو انھوں نے صحیح بخاری میں مذکور حدیث سے استدلال کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے دعویٰ کو ثابت کرنے والے دو گواہ ہیں یا مدعی علیہ کو قسم دی جائے گی اور یہ حکم عام دعویٰ میں ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مدعی علیہ سے نکاح میں قسم نہیں لی جائے گی مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کا دعویٰ کرے اور وہ اس کا انکار کرے یا عورت کسی مرد سے نکاح کا دعویٰ کرے اور وہ اس کا

marfat.com
Marfat.com

۲۴۹۱ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِلَيَّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ ۔

بَابٌ

۲۴۹۲ ـــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا لَقِیَ اللّٰهَ وَ هُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى قَوْلِهٖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ثُمَّ اِنَّ الْاَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ اِلَيْنَا فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا قَالَ فَقَالَ صَدَقَ لَفِیَّ نَزَلَتْ كَانَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُوْمَةٌ فِیْ شَیْءٍ فَاخْتَصَمْنَا اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُهٗ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّهٗ اِذًا يَحْلِفُ وَلَا يُبَالِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ ،، احناف کی تائید کرتی ہے۔ اور مدعی کی قسم کو منسوخ کرتی ہے۔ اگر ہم مدعی پر قسم لازم کریں جو دُوسرے گواہ کے قائم مقام ہے تو خبر واحد سے نصِ قطعی کا نسخ لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۴۹۱ ـــ ترجمہ : ابن ابی مُلیکہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیٰ علیہ پر قسم کا فیصلہ کیا۔

(یہ حدیث احناف کے مذہب کی مؤید ہے)

باب ـــ ۲۴۹۲ ـــ

ترجمہ : ابو وائل رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن مسعود نے کہا جس نے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس کے ساتھ کسی کے مال کا مستحق ہو جائے وہ اللہ کو ملے گا۔ حالانکہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق نازل فرمائی : اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ الخ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تک ،، پھر اَشْعَثْ بن قیس ہمارے پاس آئے اور کہا تم کو ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود) نے کیا خبر دی ہے۔ ہم نے ان سے بیان کیا جو اُنھوں نے کہا تھا اَشْعَثْ نے کہا عبداللہ بن مسعود نے سچ کہا ہے۔ یہ آیتِ کریمہ میرے متعلق نازل ہوئی جبکہ میرے اور ایک آدمی

marfat.com
Marfat.com

۲۴۹۳ ــــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہلال بن اُمیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی بیوی کو شریک بن سحماء کے ساتھ زناء کی تہمت لگائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس بینہ (گواہ) ہے یا تیری پشت پر حد لگائی جائے گی اُس نے عرض کیا یارسول اللہ! جب کوئی شخص اپنی بیوی پر کسی آدمی کو دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرنے جائے آپ بدستور فرماتے رہے گواہ پیش کرو ورنہ تمہاری پیٹھ پر کوڑے لگائے جائیں گے پھر لعان کی حدیث ذکر کی۔

۲۴۹۳ ــــــ شرح : بظاہر حدیث عنوان کے موافق نہیں کیونکہ حدیث میں بیوی خاوند کا ذکر ہے اور عنوان عام ہے۔ لیکن یہ لعان کی آئت کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس وقت شوہر اور اجنبی برابر تھے پھر جب قاذف کے لئے یہ حکم ثابت ہوگیا تو ہر مدّعی کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہوگا۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ زوجین کے بارے میں یہ حدیث ہے اگر اجنبی ہوں تو ان کو گواہی طلب کرنے کی مہلت نہ دی جائے گی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ دوڑ جائے لہٰذا اس کو فوراً قید کردیا جائے گا!

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو زناء کی تہمت لگائے تو وہ لعان کریں گے اور اس کے بعد قاضی دونوں میں تفریق کردے گا نفسِ لعان سے تفریق نہ ہوگی پھر اس کے بعد وہ نکاح کرنا چاہیں تو جائز ہے۔ احناف کے نزدیک لعان یہ ہے کہ زن وشوہر دونوں قسم کھا کر شہادت دیں اور اس کے ساتھ لعنت بھی مذکور ہو چنانچہ قرآن کریم میں ہے جو لوگ اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہے کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو اور عورتوں سے یوں سزا ٹل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں یوں کہے کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو۔

لعان مرد کے حق میں قذف کے قائم مقام ہے لہٰذا لعان کے لئے یہ شرط ہے کہ عورت ایسی ہو کہ اس کو تہمت لگانے والے کو حد لگائی جاتی ہو اور لعان کے بعد شوہر کی گواہی کبھی قبول نہ ہوگی اور عورت کے حق میں زناء کے قائم مقام ہے۔ لہٰذا اگر اس کو متعدد بار تہمت لگائے تو صرف ایک بار لعان کرنا ہوگا بار بار لعان نہ ہوگا۔ اور امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ لعان قسمیں ہیں جو لفظِ شہادت سے ان کی تاکید کی جاتی ہے۔ لہٰذا وہ قسم کھانے کے اہل ہونے چاہئیں۔ ان حضرات کے نزدیک مسلمان اور اس کی کافر بیوی کے درمیان لعان ہوسکتا ہے اور کافر اور اس کی کافرہ بیوی کے درمیان بھی لعان ہوسکتا ہے۔ اسی طرح غلام اور اس کی بیوی کے درمیان لعان ہوگا کیونکہ یہ سب قسم کھانے کے اہل ہیں۔ احناف کے نزدیک لعان میں یہ شرط ہے کہ وہ شہادت کے اہل ہوں لہٰذا لعان صرف مسلمانوں میں جاری ہوسکتا ہے جو آزاد، عاقل، بالغ اور غیر محدود ہوں (یعنی ان کو حد نہ لگی ہو) احناف کے نزدیک فاسق اور اس کی بیوی، نابینا اور اس کی بیوی کے درمیان لعان ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ شہادت تہمت کے مقام میں مشروع ہے۔ اگرچہ فاسق اور نابینا کی گواہی باقی مقامات میں غیر مقبول ہے اور یہ شرط ہے کہ عورت ایسی ہو کہ اس کو تہمت لگانے والے کو حد

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يُحْلَفُ الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ حَيْثُمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْيَمِيْنُ وَلَا يُصْرَفُ مِنْ مَوْضِعٍ اِلٰى غَيْرِهٖ وَقَضٰى مَرْوَانُ بِالْيَمِيْنِ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اَحْلِفُ لَهٗ مَكَانِيْ فَجَعَلَ زَيْدٌ يَحْلِفُ وَاَبٰى اَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَجَعَلَ مَرْوَانُ يَتَعَجَّبُ مِنْهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُهٗ وَلَمْ يَخُصَّ مَكَانًا دُوْنَ مَكَانٍ

٢٤٩٥ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ اَلْقٰى اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ ـ

باب ـــ مُدّعیٰ علیہ وہاں قسم کھائے جہاں اس پر قسم واجب ہُوئی ہو اور دُوسری جگہ پر منتقل نہ کیا جائے!

مروان نے زید بن ثابت کو منبر پر قسم کھانے کا حکم دیا تو اُنھوں نے کہا میں اپنی جگہ قسم کھاؤں گا اور وہیں قسم کھانے لگے اور منبر پر قسم کھانے سے انکار کر دیا اور مروان ان پر تعجّب کرے گا۔ اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تیرے دو گواہ یا اس کی قسم اور کسی مکان کی تخصیص نہ کی۔

شرح : احناف اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے کہ جہاں قسم واجب ہو وہیں قسم کھائے۔ دوسری جگہ منتقل نہ ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا میلان بھی اسی طرف ہے اور مذکور حدیث سے اُنھوں نے استدلال کیا ہے۔

ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس کے ذریعے مال کا مستحق ہو جائے وہ اللہ سے ملے گا حالانکہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔ (عنقریب اس کی شرح گزری ہے)

٢٤٩٥ ـــ

marfat.com
Marfat.com

۲۴۹۸ ـــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی يَمِيْنٍ كَاذِبًا لِيَقْتَطِعَ مَالَ رَجُلٍ اَوْ قَالَ اَخِيْهِ لَقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ فِی الْقُرْاٰنِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰی قَوْلِهٖ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فَلَقِيَنِیْ الْاَشْعَثُ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ الْيَوْمَ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا قَالَ فِیَّ نَزَلَتْ

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "جو لوگ اللہ کے عہد اور قسموں کے ذریعہ قلیل ثمن لیتے ہیں"

۲۴۹۷ ـــ ترجمہ : ابراہیم ابو اسماعیل سکسکی نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے اپنا سامان بازار میں لگایا اور قسم کھائی کہ بخدا! اس نے اس کو اتنے سے مول لیا ہے حالانکہ اتنے سے مول نہیں لیا تھا تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ الخ ابن ابی اوفیٰ نے کہا ناجش سود خور خائن ہے"

۲۴۹۷ ـــ شرح : اگر یہ سوال ہو کہ حدیث ۲۴۹۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آئت کریمہ اَشْعَث بن قیس کے حق میں نازل ہوئی اور اس حدیث میں اس کا خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں معارضہ نہیں۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس آئت کا نزول دونوں کے بارے میں ہو اس کی مزید شرح کتاب البیوع میں باب مایکرہ من الحلف فی البیع کی حدیث ۱۹۶۰ کے تحت مطالعہ فرمائیں!

۲۴۹۸ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھائی تاکہ کسی شخص کا مال یا اپنے بھائی کا مال ہضم کرجائے تو وہ اللہ سے ملے گا حالانکہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق قرآن کریم میں نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ الخ پھر مجھے اَشْعَث بن قیس ملے تو انھوں نے کہا آج عبداللہ نے تم سے کیا بیان کیا ہے۔ میں نے کہا ایسا ایسا بیان کیا ہے۔ انھوں نے کہا میرے متعلق یہ نازل ہوئی۔

marfat.com
Marfat.com

۲۵۰۰ــــ حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ قَالَ ذَكَرَ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ۔

ذکر کرے اور حرفِ قسم جو بھی استعمال کرے صحیح ہے ،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۴۹۹ــــ ترجمہ : مالک نے اپنے چچا ابوسہیل سے اُنھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ اُنھوں نے طلحہ بن عُبَیْدُ اللہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ ایک شخص جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آتے ہی اُس نے اسلام کے متعلق سوال کیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھنا اُس نے کہا کیا مجھ پر ان کے سوا اور بھی کوئی نماز فرض ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے روزے رکھنے اس نے کہا کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر روزے فرض ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفل روزے رکھ لیا کر اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوٰۃ کا ذکر کیا تو اُس نے کہا کیا مجھ پر زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی فرض ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ نفلی صدقہ دے وہ شخص چلا گیا حالانکہ وہ کہہ رہا تھا بخدا! میں اس سے زیادہ اور کم نہیں کروں گا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اُس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہے (کتاب الایمان میں حدیث ۴۴ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں)

۲۵۰۰ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھانے تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

۲۵۰۰ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی قسم کھانا جائز ہے۔ قسم کھانے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ صرف اللہ یا اس کے صفات کی قسم کھائے۔ یہ بالاتفاق مباح ہے۔ دُوسرے یہ کہ بتوں وغیرہ کی قسم کھائے یہ بالاتفاق حرام ہے۔ اگر ان کی قسم سے ان کی تعظیم کا ارادہ کرے تو یہ کفر ہے۔ ورنہ حرام ہے۔ دراصل کسی شئی کی قسم کھانے سے اس کی تعظیم ہی مقصود ہوتی ہے ہاں اگر قصد کے بغیر زبان بُت وغیرہ کی قسم آجائے تو یہ کفر نہیں تیسرے یہ کہ ان کے سوا کسی کی قسم کھائے اور تعظیم کا قصد نہ کرے! ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ حاکم صرف اللہ کی قسم لے غلام آزاد کرنے یا طلاق دینے یا حج یا قرآن کی قسم نہ لے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قصد کرنے کے بغیر مخلوق کی قسم کھانا مکروہ ہے۔ جیسے نبی، کعبہ، جبرائیل اور صحابہ کی قسم کھائے۔ صحیحین میں ہے کہ اللہ نے تم کو آباؤ اجداد کی قسموں سے منع کیا ہے۔ امام نسائی نے روایت ذکر کی ہے جس کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے کہ اپنے باپوں اور ماؤں کی قسمیں نہ کھاؤ صرف اللہ کی قسم کھاؤ۔ اگر مخلوق کی قسم کھائی تو یہ قسم نہ ہوگی۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَمَرَ بِاِنْجَازِ الْوَعْدِ

وَفَعَلَهُ الْحَسَنُ وَذَكَرَ اِسْمٰعِيْلُ اَنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَقَضٰى ابْنُ اَشْوَعَ بِالْوَعْدِ وَذَكَرَ ذٰلِكَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ قَالَ وَعَدَنِيْ فَوَفَّانِيْ قَالَ اَبُوْعُبَيْدِ اللّٰهِ وَرَاَيْتُ اِسْحٰقَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ يَحْتَجُّ بِحَدِيْثِ ابْنِ اَشْوَعَ ۔

شخصوں کے جھوٹ بولنے سے وقوع کے زیادہ قریب ہے۔ یعنی ایک آدمی کا جھوٹ بولنا ممکن الوقوع ہے لیکن زیادہ لوگوں کا جھوٹ بولنا بعید ہے۔ خصوصًا جب کسی کو اپنا نفع مطلوب ہو تو اس سے جھوٹ کا وقوع اغلب ہوتا ہے! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسم کے بعد بینہ قابل قبول ہے۔ جمہور علماء سفیان ثوری، امام شافعی، فقہاءِ کوفہ اور امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر قاضی نے قسم لی حالانکہ اس کو بینہ کا علم نہیں پھر اس کا علم ہوا تو وہ بینہ پر فیصلہ کرے گا اور اگر اس سے قسم لی اور اس کی قسم سے راضی ہو گیا اور بینہ غائب ہو یا حاضر اس کو ترک کر دیا تو یہ اس کے لئے جائز نہیں جبکہ بینہ پیش کیا گیا ہو،، ابوعبید اور اہل ظاہر نے کہا کہ مدعی علیہ سے قسم لینے کے بعد بینہ غیر مقبول ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۵۰۱ — نے فرمایا تم میرے پاس جھگڑے لاتے ہو اور شائد تم میں سے بعض ایک دوسرے سے دلیل پیش کرنے میں زیادہ ہوشیار ہو تو اس کے کہنے کے مطابق جس کے لئے میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں وہ میں آگ کا ایک ٹکڑا ہے جو میں اسے دے رہا ہوں۔ اس کو نہ لے!

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم کا حکم حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں
۲۵۰۱ — کرتا اس میں اموال اور غیر اموال مساوی ہیں۔ اس میں سب علماء کا اتفاق ہے۔ لہذا اگر دو جھوٹے گواہ کسی شخص کے لئے مال کی شہادت دیں اور قاضی نے بظاہر ان کی سچائی پر فیصلہ کر دیا تو جس کے لئے مال کا فیصلہ کیا گیا ہو اس کے لئے مال حلال نہیں۔ اور اگر جھوٹے گواہ کسی پر قتل کی گواہی دیں تو مقتول کے وارث کے لئے جائز نہیں کہ اس سے قصاص لے جبکہ وہ جانتا ہو کہ اس کے گواہ جھوٹے ہیں۔ البتہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ جھوٹے گواہوں کی شہادت پر عقود میں قاضی کا فیصلہ نافذ ہو جاتا ہے جیسے نکاح، طلاق اور خرید و فروخت وغیرہ! کیونکہ شہادت پر فیصلہ واجب ہے اور گواہ جھوٹے ہیں تو تقصیر گواہوں کی طرف سے ہے ان کی شہادت پر فیصلہ میں کوئی

marfat.com
Marfat.com

۲۵۰۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْ سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ

۲۵۰۴ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ اَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ اَوْ كَانَتْ لَهٗ قِبَلَهٗ عِدَةٌ فَلْيَاْتِنَا قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ وَعَدَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُعْطِيَنِيْ هٰكَذَا اَوْ هٰكَذَا اَوْ هٰكَذَا فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ جَابِرٌ فَعَدَّ فِيْ يَدِيْ خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ ۔

نے فرمایا ابو العاص نے مجھ سے بات کی تو سچی کہی وعدہ کیا تو پورا کیا ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۵۰۲ ترجمہ : عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ ابوسفیان نے مجھے خبر دی کہ ہرقل نے اس سے کہا کہ میں نے تم سے پوچھا ہے کہ وہ تمہیں کیا حکم کرتے ہیں تو نے کہا وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو نماز، سچائی، پاک دامنی، وعدہ کی وفاء اور امانت ادا کرنے کا حکم فرماتے ہیں ہرقل نے کہا یہ نبی کی وصف ہے (اس کی شرح حدیث ۶ کے تحت دیکھیں)

۲۵۰۳ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں وہ اگر بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے اور جب وعدہ کرے تو اس کا خلاف کرتا ہے ! (اس کی شرح حدیث ۳۲ کے تحت دیکھیں)

۲۵۰۴ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس علاء بن حضرمی کی طرف سے مال آیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا جس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرضہ ہو یا اس سے آپ نے کوئی وعدہ فرمایا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھے اتنا اتنا اتنا مال دیں گے اور تین بار اپنے ہاتھ پھیلائے ۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ میں پانچ سو پھر پانچ سو پھر پانچ سو

marfat.com
Marfat.com

٢٥٠٦ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ اَهْلَ الْكِتَابِ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ اُنْزِلَ عَلٰى نَبِيِّهٖ اَحْدَثُ الْاَخْبَارِ بِاللّٰهِ تَقْرَءُوْنَهٗ لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ بَدَّلُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ وَغَيَّرُوْا بِاَيْدِيْهِمُ الْكِتَابَ فَقَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اَفَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَآءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ وَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ اُنْزِلَ عَلَيْكُمْ

باب مشرکوں سے گواہی وغیرہ کے متعلق نہ پوچھا جائے

اور شعبی نے کہا کفر یہ مذہب والوں کی گواہی ایک دُوسرے کے معاملہ میں جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ہم نے ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا ہے۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہلِ کتاب کی تصدیق و تکذیب نہ کرو اور یہ کہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس پر ایمان لائے جو ہم پر نازل کیا گیا ہے "

٢٥٠٦ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے مسلمانوں کی جماعت تم اہلِ کتاب سے کیونکر پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے ۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی نئی خبریں ہیں جو تم پڑھتے ہو ان میں کوئی ملاوٹ نہیں اور اللہ تعالیٰ نے تم کو بتایا ہے کہ اہلِ کتاب نے اللہ کے لکھے کو تبدیل کر دیا ہے۔ اور اللہ کی کتاب کو اپنے ہاتھوں سے متغیر کر کے کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعے وہ تھوڑی قیمت لیں کیا اللہ نے جو علم تم کو دیا ہے۔ وہ تم کو ان سے سوال کرنے سے منع نہیں کرتا؟ بخدا ! ہم نے ان میں سے کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ تم سے اس کے متعلق سوال کرتا ہو جو تم پر نازل ہوا ۔

٢٥٠٦ ــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس میں اہلِ کتاب سے سوال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ چونکہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتابوں

marfat.com
Marfat.com

کہ قرعہ کے ساتھ فیصلہ کرنا صحیح ہے۔ کیونکہ پہلی امتوں کے احکام ہمارے لئے مشروع ہیں جبکہ شارع علیہ السلام نے ان کا انکار نہ کیا ہو۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمران علیہ السلام کی بیوی حنہ بنت فاقود حاملہ نہیں ہوتی تھیں اُنھوں نے ایک دن ایک پرندہ کو دیکھا کہ وہ بچہ اُٹھائے ہُوئے ہے اس لئے اُنھوں نے بچہ کی خواہش کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور دُعاء کی کہ اس کو بچہ عنائت کرے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی چنانچہ ان کے شوہر نے ان سے جماع کیا تو وہ حاملہ ہوگئیں جب محسوس کیا تو نذر مانی کہ اس کے پیٹ کا بچہ صرف بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہوگا جب بچی پیدا ہُوئی تو اس کو کپڑے میں لپیٹ کر حضرت موسیٰ بن عمران علیہما السلام کے بھائی کاہن بن ہرون کے بیٹوں کے پاس لے گئیں اور وہ اس وقت بیت المقدس کے متولی تھے جیسے کعبہ مکرمہ کے متولی حجبی ہیں۔ اور ان سے کہا یہ میری بیٹی بیت المقدس کے لئے نذرانہ ہے اس کو اپنی تحویل میں کرلو میں نے اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کردیا ہے۔ میں اس کو اپنے گھر نہیں لے جاؤں گی۔ اُنھوں نے کہا یہ ہمارے امام کی صاحبزادی ہے اس وقت حضرت عمران نماز میں ان کی امامت کرتے تھے۔ زکریاء علیہ السلام نے کہا یہ میرے حوالہ کردو کیونکہ میری بیوی اس کی خالہ ہے۔ اُنھوں نے کہا یہ ہمارے امام کی صاحبزادی ہے۔ ہماری خوشی اس میں ہے کہ یہ ہمارے پاس رہے اس وقت اُنھوں نے قرعہ اندازی کی کہ جن قلموں سے وہ تورات لکھا کرتے ہیں ان کو پانی کی نہر میں ڈالیں جس کا قلم پانی پر تیرتا ہُوا اُوپر کو جاکر ٹھہر جائے اور پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ نہ جائے وہ مریم کی کفالت کرے حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم پانی پر تیرتا ہُوا اس کی سطح پر ٹھہر گیا جبکہ دوسرے تمام قلم پانی کے بہاؤ میں بہہ گئے۔ اس لئے زکریاء علیہ السلام نے مریم علیہا السلام کی کفالت کی!

قرطبی نے کہا حضرت یونس بن متی نے دریائے دجلہ کے کنارے پر موصل کے علاقہ میں اہل نینوی کو اپنے دین کی دعوت دی اور اُنھوں نے ایمان لانے میں لیت ولعل کی تو آپ نے ان پر بددُعا فرمائی اور ان سے کہا کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب الٰہی آئے گا اور خود ان میں سے باہر نکل گئے جب ان کی قوم نے دھوآں اور عذاب کی نشانیاں دیکھیں تو وہ ایمان لے آئے اور کفر سے توبہ کرلی اور جو کچھ کسی کے پاس کسی کا حق تھا وہ سب واپس کردیئے اور حضرت یونس کو تلاش کرنے باہر نکلے لیکن وہ نہ ملے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب واپس کرلیا پھر حضرت یونس علیہ السلام کشتی پر سوار ہُوئے تو وہ رُک گئی ملاحوں نے کہا تم میں کوئی شخص دوڑ کر آیا ہے اُنھوں نے قرعہ اندازی کی تو یونس کا نام نکلا اور اُنھوں نے اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا اور مچھلی نے ان کا لقمہ کرلیا اور چالیس روز اس کے پیٹ میں رہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مچھلی نے ان کی کوئی ہڈی نہ توڑی بعض روایات میں ہے کہ چھ بار قرعہ اندازی کی گئی ہر بار یونس علیہ السلام کا نام نکلتا رہا۔ یہ واقعات اِس امت کے لئے حجت ہیں ان سے استدلال کرنا صحیح ہے کیونکہ شارع علیہ السلام نے ان کا انکار نہیں فرمایا اور شارع کا سکوت اس کی حجیت کی دلیل ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

خبر دی کہ عثمان بن مظعون قرعہ اندازی میں ہمارے حصہ میں آئے جبکہ انصار نے مہاجرین کو ٹھہرانے میں قرعہ اندازی کی۔ ام علاء نے کہا عثمان بن مظعون ہمارے پاس رہنے لگے۔ ایک دفعہ وہ بیمار ہوگئے تو ہم نے ان کی خوب دیکھ بھال کی حتیٰ کہ جب وہ فوت ہوگئے اور ہم نے ان کو کفن پہنایا اور ہمارے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا اے ابا سائب تم پر اللہ کی رحمت ہو میں تیرے لئے گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تجھے عزت بخشی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تجھے کیسے معلوم کہ اللہ تعالیٰ اس کو عزت بخشی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں مجھے تو معلوم نہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! عثمان کو موت آچکی ہے اور میں اس کے لئے خیر کی اُمید کرتا ہوں بخدا! میں نے نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ اس کے ساتھ کیا کچھ کیا جائے گا۔ ام علاء نے کہا بخدا! آئندہ میں کسی کی برآءت بیان نہ کروں گا اور اس گفتگو نے مجھے غمناک کر دیا۔ ام علاء نے کہا میں سو گئی تو مجھے خواب میں عثمان بن مظعون کا چشمہ دکھایا گیا جس میں پانی جاری تھا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ واقعہ آپ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا یہ عثمان کا عمل ہے!

شرح : اس حدیث سے قرعہ اندازی کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص کے فوت ہونے سے اس کے عمل مکمل ہو جاتے ہیں لیکن جو کوئی صدقہ جاریہ کر جائے تو اس کا عمل منقطع نہیں ہوتا اور قیامت تک بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے نہیں معلوم کہ عثمان بن مظعون کے ساتھ قیامت میں کیا معاملہ ہوگا حالانکہ اہلسنت وجماعت کے فحول علماء کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے تمام احوال جانتے ہیں چنانچہ کتاب الانبیاء کی ابتداء میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ میں کائنات میں ہونے والے سب امور بیان فرما دیئے اور ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا کہ علم وعمل میں باکمال ہونے کے بعد انسان کا قلب صاف ہو جاتا ہے اور اس پر لوح محفوظ منقش ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ متجلی ہوتا ہے تو اور کونسی چیز مخفی رہ سکتی ہے۔ اور عثمان بن مظعون کے متعلق یہ فرمانا کہ میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ اس کے ساتھ کیا برتاؤ ہوگا اس میں کیا حکمت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ام علاء نے حضرت عثمان بن مظعون کے متعلق آخر میں ہونے والا حال بیان کیا اور محض اپنے ذاتی خیال سے یہ کہا اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہدایت کی کہ قیامت کے احوال جاننے میں عقل کو رہائی نہیں۔ چنانچہ میں اللہ کا رسول ہوں میں بھی بذریعہ عقل قیامت کے احوال بیان نہیں کرتا بلکہ یہ امور بذریعہ وحی معلوم ہوتے ہیں۔ الحاصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عثمان بن مظعون کے جنتی ہونے کا علم تھا کیونکہ آپ نے فرمایا میں عثمان کے لئے خیر کی اُمید رکھتا ہوں اور نبی کے کلام میں اُمید یقین کے لئے ہوتی ہے چنانچہ مجمع البحار میں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے کلام میں رجاء یقین کے معنیٰ میں ہوتی ہے۔ اس کی تائید بدر کے واقعہ سے ہوتی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بدر کی جنگ ہو رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے بدر میں لڑنے والوں پر تجلی فرمائی اور کہا "اے بدر والو! اس کے بعد جو چاہو کرو میں نے تم کو

۲۵۰۸ —

marfat.com
Marfat.com

۲۵۱۰ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی ابْنِ بَكْرٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الصُّلْحِ

بَابُ مَا جَآءَ فِی الْاِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَا خَيْرَ فِیْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ الْاٰيَةَ وَخُرُوْجِ الْاِمَامِ اِلَی الْمَوَاضِعِ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ بِاَصْحَابِهٖ

۲۵۱۱ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ ثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ ثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ اُنَاسًا مِنْ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَیْءٌ فَخَرَجَ اِلَيْهِمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَحَضَرَتِ

کی رضامندی چاہتی تھیں۔

۲۵۱۰ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ اذان اور صفِ اوّل میں شامل ہونے کا ثواب جانتے پھر قرعہ اندازی کے سوا کوئی راہ نہ پاتے تو وہ قرعہ اندازی کرتے اور اگر وہ جانتے کہ نماز میں جلدی جانے کا کیا ثواب ہے تو وہ قرعہ اندازی کرکے اس کی طرف سبقت کرتے اور اگر وہ جانتے کہ عشاء اور صبح کی نماز باجماعت میں کیا ثواب ہے تو وہ ضرور آتے اگرچہ ان کو گھٹنوں کے بل آنا پڑتا۔

حدیث ۵۹۲ کی شرح دیکھیں (مواقیت صلوٰۃ)

marfat.com
Marfat.com

الصَّلٰوةُ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبِسَ وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَهَلْ لَكَ اَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ فَقَالَ نَعَمْ اِنْ شِئْتَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَتَقَدَّمَ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فِي الصُّفُوْفِ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَاَخَذَ النَّاسُ فِي التَّصْفِيْحِ حَتّٰى اَكْثَرُوْا وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ لَا يَكَادُ يَلْتَفِتُ فِي الصَّلٰوةِ فَالْتَفَتَ فَاِذَا هُوَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَآءَهٗ فَاَشَارَ اِلَيْهِ بِيَدِهٖ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُصَلِّيَ كَمَا هُوَ فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآءَهٗ حَتّٰى دَخَلَ فِي الصَّفِّ فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِيْ صَلٰوتِكُمْ اَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيْحِ اِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَآءِ مَنْ نَابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا الْتَفَتَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ حِيْنَ اَشَرْتُ اِلَيْكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جھگڑا ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کو ساتھ لے کر ان کے پاس گئے تاکہ ان میں صلح کرائیں نماز کا وقت قریب آگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے۔ حضرت بلال آئے اور انھوں نے اذان کہی پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے وہ ابوبکر کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رُک گئے اور نماز کا وقت بھی ہوگیا ہے کیا آپ لوگوں کی نماز میں امامت کریں گے؟ انھوں نے کہا ہاں اگر تم چاہو! چنانچہ حضرت بلال نے اقامت کہی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے (اور نماز پڑھانے لگے) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں میں چلتے ہوئے تشریف لائے حتیٰ کہ پہلی صف میں کھڑے ہوگئے اور لوگوں نے تالی بجانی شروع کی

حتیٰ کہ انھوں نے بکثرت تالی بجائی اور حال یہ تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف التفات نہیں کرتے (تالی کی کثرت کے سبب) وہ متوجہ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے پیچھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ آپ نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ کرتے ہوئے ان کو حکم دیا کہ وہ بدستور نماز پڑھاتے رہیں۔ ابوبکر صدیق

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَيْسَ الْكَاذِبُ الَّذِىْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ

۲۵۱۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اُمَّهٗ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عُقْبَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِىْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِىْ خَيْرًا اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا

سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ عبداللہ بن اُبی (رئیس المنافقین) کے پاس تشریف لے جائیں تو اچھا ہوتا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہو کر اس کے پاس تشریف لے گئے اور مسلمان آپ کے ساتھ چلتے رہے اور وہ تھور زمین تھی۔ جب اس کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو عبداللہ نے کہا مجھ سے دُور رہیئے۔ اللہ کی قسم! مجھے آپ کے گدھے کی بُو سے تکلیف ہُوئی ہے۔ اُن میں سے ایک انصاری شخص نے کہا بخدا! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھا تجھ سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ عبداللہ کی طرف سے اس کی قوم کا ایک شخص غُصّہ میں آیا اور انصاری کو گالی دی اس طرح ہر ایک کی طرف سے ان کے ساتھی مشتعل ہوگئے۔ اور اُن میں چھڑیوں، ہاتھوں اور جوتوں سے مار دھاڑ شروع ہوگئی۔ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ اس پر موقع پر یہ آیت نازل ہُوئی "اگر مومنوں کی دو جماعتیں جھگڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔

شرح : جس گدھے پر سوار ہو کر آپ تشریف لے گئے تھے اس کا نام یعفور تھا اور وہ صحابہ کو بلایا کرتا تھا۔ اُس نے پیشاب کیا تو عبداللہ نے کپڑے سے ناک کو

۲۵۱۲ —

ڈھانپ لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا اس گدھے کی بُو سے ہمیں بہت تکلیف ہُوئی ہے لوگوں کے لئے راستہ خالی کر دو۔ یہ سُن کر آپ کو بہت صدمہ ہُوا عبداللہ بن رواحہ مداح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا گدھے کے پیشاب سے ناک کو کیوں ڈھانپ لیا ہے وہ تجھ سے بہت زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہے اس پر ان میں جھگڑا طول پکڑ گیا تو ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کرائی۔ اس حدیث سے امام بخاری کا یہی مقصد ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت بُردبار اور حلیم تھے اور لوگوں کی اذیت پر صبر و تحمل کرتے تھے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ گدھے کی سواری کرنے میں نقص نہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیانِ جواز کے لئے گدھے پر سواری فرمائی۔ اسی طرح بعض مقامات میں گھوڑے، خچر اور اُونٹ پر سوار ہُوئے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ صحابہ کے دل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے معمور تھے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اُستاد سوار ہو اور شاگرد پیدل چلیں تو کوئی حرج نہیں۔

واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ

۲۵۱۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَاِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا قَالَتْ هُوَ الرَّجُلُ يَرٰى مِنِ امْرَأَتِهٖ مَا لَا يُعْجِبُهٗ كِبَرًا اَوْ غَيْرَهٗ فَيُرِيْدُ فِرَاقَهَا فَتَقُوْلُ اَمْسِكْنِيْ وَاقْسِمْ لِيْ مَا شِئْتَ قَالَتْ فَلَا بَاْسَ اِذَا تَرَاضَيَا

کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ چلو ان کے درمیان صلح کرائیں۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے درمیان جب جھگڑا شدت اختیار کر جائے تو امام کو ان میں صلح کرا دینی چاہیئے اور وہ ۲۵۱۴ —

اپنے ساتھیوں کے ساتھ جائے وقوعہ پر پہنچے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں اختلاف کو اچھا نہ سمجھتے تھے اور آپ بہت متواضع تھے!

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور وہ دونوں آپس میں صلح کرلیں، صلح بہتر ہے!"

۲۵۱۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنھوں نے اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے نشوز یا اعراض کا خوف کرے ،، کی تفسیر یوں بیان فرمائی کہ کوئی شخص اپنی بیوی میں وہ چیز دیکھے جو اس کو پسند نہ ہو مثلاً بڑھاپا وغیرہ اور اس کو علیحدہ کرنا چاہے تو وہ اس کو کہے مجھے اپنے پاس رکھ اور جو تو چاہتا ہے مجھے دے مائی صاحبہ نے فرمایا اگر وہ راضی ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں۔

شرح : یعنی اگر عورت اپنے شوہر کو دیکھے کہ وہ اس سے نفرت کرنے لگا ہے اور اس کو ۲۵۱۵ —

پسند نہیں کرتا تو وہ نفقہ اور رہائش وغیرہ جو اس کے حقوق ہیں، اس سے ساقط کر دے یا ان میں کچھ ساقط کر دے اور اس سے اپنے پاس رکھنے کی درخواست کرے اور شوہر اس پر راضی ہو جائے تو کچھ حرج کی بات نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ،، یعنی ان کا آپس میں صلح کر لینے میں حرج نہیں۔ اور صلح علیحدگی سے بہتر ہے۔ ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ام المؤمنین کو یہ خوف لاحق ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو

marfat.com
Marfat.com

۲۵۱۷ــــ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَبِي عَوْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ

ایک سال کے لئے جلاوطنی لازم ہے۔ پھر ایک آدمی سے فرمایا اے اُنیس! اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اور اس کو سنگسار کر دو اُنیس اس عورت کے پاس گیا اور اس کو سنگسار کر دیا،،

۲۵۱۶ شرح : یعنی ان دونوں نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔ صلح کے طور پر فیصلہ نہ کریں اور حاکم کے لئے جائز ہے کہ ان کی رضاء کے مطابق فیصلہ کرے۔

حضرت اُنیس رضی اللہ عنہ ابن ضحاک اسلمی ہیں جو اس شخص کے قبیلہ میں سے ہیں اور وہ عورت بھی اسلمیہ تھی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قبیلہ کے شخص کو اس کے پاس بھیجا کہ اگر وہ گناہ کا اعتراف کرے تو اس کو سنگسار کر دے۔ اُنیس اسلمی کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ دوسرے قبیلہ والے شخص کے فیصلہ سے نفرت کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فاسد صلح مردود ہے اور فاسد حکم میں جس چیز کا فیصلہ کیا جائے اس کو واپس کر دیا جائے گا جیسے بکریاں اور لونڈی واپس کر دی گئی تھی۔ احناف کا مسلک یہ ہے کہ اگر غیر شادی شدہ زناء کرے تو اس کو صرف سَو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن نہیں کیا جائے گا اور حدیث میں جلاوطنی کا ذکر بطور سیاست ہے۔ اگر جلاوطنی کو حد کا حصہ کہا جائے تو خبرِ واحد سے نصِ قطعی کا نسخ لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۵۱۷ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی جو دین میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ عبداللہ بن جعفر مخرمی اور عبدالواحد بن ابی عون نے سعد بن ابراہیم سے اس کی روایت کی۔

۲۵۱۷ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جس نے ظلم پر صلح کی وہ دین میں نئی بات ہے۔

احداث ،، نئی بات،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں نئی بات دین میں کوئی ایسی نئی بات اختراع کرنا ہے جو کتاب وسنت میں نہیں پائی جاتی اور نہ ہی وہ کتاب وسنت کے موافق ہے۔ اور اگر کتاب وسنت سے اس کو مستنبط کیا جائے اور اس کا اصل کتاب وسنت میں ہو تو اس پر مذکور احداث (بدعت) کا اطلاق نہیں ہوتا۔

marfat.com
Marfat.com

۲۵۱۹ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ فَاَبٰى اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يَدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى اَنْ يُقِيْمَ بِهَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوْا هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا لَا نُقِرُّ بِهَا فَلَوْ نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مَنَعْنَاكَ لٰكِنْ اَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اَمْحُوْكَ اَبَدًا فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ بِسِلَاحٍ اِلَّا فِي الْقِرَابِ وَاَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ اَهْلِهَا بِاَحَدٍ اِنْ اَرَادَ اَنْ يَتْبَعَهُ وَاَنْ لَا يَمْنَعَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِهِ اَرَادَ اَنْ يُقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْاَجَلُ اَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ اُخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْاَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُمْ اِبْنَةُ حَمْزَةَ يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَاَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ دُوْنَكِ اِبْنَةَ عَمِّكِ حَمَلْتِيْهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ فَقَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَحَقُّ بِهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّيْ وَقَالَ جَعْفَرٌ بِنْتُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ وَقَالَ زَيْدٌ بِنْتُ اَخِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَقَالَ لِزَيْدٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا

حال میں کہ ہتھیار جلبان میں ہوں گے لوگوں نے پوچھا ہتھیار جلبان میں ہونے کیا معنیٰ ہے۔ آپ نے فرمایا نیام اور جو اس میں ہے!

۲۵۱۸ ـــــ شرح : یعنی فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں پر اکتفاء کی جائے جبکہ وہ لوگوں میں مشہور ہوں اور قبیلہ اور نسب کی طرف منسوب کرنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ اور وثیقہ نویس جو اس کا نام اور اس کے باپ اور دادا کا نام لکھتے ہیں اور اس میں اور بھی کئی اشیاء لکھتے ہیں وہ بطورِ احتیاط لکھی جاتی ہیں تاکہ کسی سے اشتباہ نہ ہو لیکن فقہا کہتے ہیں کہ صلح کرنے والے کے باپ اور دادا کا نام لکھا جائے اور نسب بھی

marfat.com
Marfat.com

۲۵۲۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ ثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهٗ وَحَلَقَ رَأْسَهٗ بِالْحُدَيْبِيَّةِ وَقَاضَاهُمْ عَلٰى اَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ اِلَّا السُّيُوْفَ وَلَا يُقِيْمَ بِهَا اِلَّا مَا اَحَبُّوْا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا اَقَامَ بِهَا ثَلٰثًا اَمَرُوْهُ اَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ .

وہ لوہے کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا کیونکہ وہ مکہ میں مسلمان ہوگیا تھا اور اس کے باپ نے اس کو قید کر رکھا تھا وہ بیڑیوں سمیت بھاگ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا جب اس کے باپ سہیل نے اسے دیکھا تو اس کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹا تاکہ اس کو واپس کر دے ابو جندل نے چلا کر کہا اے مسلمانو! کیا میں مشرکوں کے حوالہ کیا جاؤں گا جو میرا دین خراب کریں گے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا جندل صبر سے کام لو اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے دوسرے کمزور ساتھیوں کو نجات دلائے گا۔ اور ہم نے صلحنامہ لکھ لیا ہے اب ہم عہد شکنی کرنا نہیں چاہتے اور اس کو واپس کر دیا،، اس موقعہ پر سہیل بن حنیف نے کہا اس دن ہم مشرکوں کے ساتھ لڑائی سے رجوع نہ کرتے لیکن ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مسترد نہیں کر سکتے تھے اگر طاقت ہوتی تو ہم صلحنامہ رد کر دیتے لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہم پر لازم تھی۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

۲۵۲۰ — علیہ وسلم عمرہ کرنے نکلے تو کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوگئے آپ نے حدیبیہ میں ہدی نحر کی اور سر مبارک کے بال منڈائے اور مشرکوں کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ آپ آئندہ سال عمرہ کریں گے اور تلواروں کے ہتھیار نہیں اٹھالائیں گے اور جس قدر وہ چاہیں ہم مکہ میں ٹھہریں گے چنانچہ آپ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور حسب شرائط صلح مکہ میں داخل ہوئے جب تین دن ٹھہر چکے تو انھوں نے کہا کہ مکہ سے چلے جائیں تو آپ مکہ سے چلے گئے۔

شرح : صلح حدیبیہ میں کفار مکہ نے سخت شرائط لگائیں جو بظاہر مسلمانوں کے حق میں

۲۵۲۰ — نہ تھیں لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوبی ان کو قبول کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس صلح پر عظیم مصالح مرتب ہوں گے جن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نگاہیں نہ تھیں اس لئے اس صلحنامہ کو انھوں نے دل سے قبول نہ کیا اور پریشان ہوئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اس صلحنامہ کا فائدہ یہ ہوا کہ مکہ فتح ہوا اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ہونے لگے کیونکہ صلح سے پہلے مسلمان سے ملاقات نہ کر سکتے تھے اور نہ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی مشافہۃً سماعت کر سکتے تھے۔ جب

marfat.com
Marfat.com

میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو قصاص کا حکم دیا۔ انس بن نضر نے کہا یا رسول اللہ! کیا ربیع کا دانت توڑ دیا جائیگا نجدا! اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس! اللہ کی کتاب حکم قصاص ہے یہ سن کر دوسرے لوگ راضی ہوگئے اور انھوں نے قصاص معاف کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے بندے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر یقین محکم رکھتے ہوئے قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ وہ پوری کر دیتا ہے۔ فزاری نے حمید اور انس سے روائت میں اضافہ ذکر کیا کہ لوگ راضی ہوگئے اور دیت قبول کر لی!

۲۵۲۲ شرح : اگر یہ سوال ہو کہ حضرت انس بن نضر نے شرع کے حکم کا انکار کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انس نے یہ سمجھا تھا کہ قصاص اور دیت میں اختیار ہے جو بھی ان دونوں میں سے اداء کر دیا جائے جائز ہے اور ان کو قصاص کی تعیین کا علم نہ تھا یا انس کا یہ خیال تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں گے یا اس نے انکار کی غرض سے یہ نہ کہا تھا بلکہ اس کو امید تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رحم ڈال دے گا اور وہ معاف کر دیں گے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ انس بن نضر کے کلام میں حرف "لا" حکم کو رد کرنے کے لئے نہ تھا بلکہ قصاص کے وقوع کی نفی مراد تھی کہ واقعہ اور نفس الامر میں ان سے قصاص نہیں لیا جائے گا اور "لا تکسر" سے قصاص کے واقعہ نہ ہونے کی خبر دینا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کا مقبول بندہ تھا اور اس کو اللہ کے فضل وکرم پر پورا بھروسہ اور اعتماد تھا اور اس کو یقین محکم تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کو نا امید نہیں کرے گا اور دوسرے فریق کے دلوں میں رحم ڈال دے گا اور وہ معاف کر دیں گے اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض مخلص بندے جو اس کے مقرب ہیں جو بات کہہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دیتا ہے۔ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ یہ دسویں حدیث ہے جس میں امام بخاری اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں!

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دانت میں قصاص واجب ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب دانت کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے تو اس کے قصاص میں سب کا اتفاق ہے اور اگر سارا دانت نہ توڑا جائے اسی طرح کسی کی ہڈی توڑ دی جائے تو احناف اور امام شافعی رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ دانت کے سوا ہڈی توڑ ڈالنے میں قصاص نہیں کیونکہ بعض دانت یا ہڈی توڑنے کی صورت میں قصاص میں مماثلت یقینی نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان سب میں قصاص واجب ہے جبکہ مماثلت ممکن ہو۔ لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ "ہڈی میں قصاص نہیں" نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑ کے بغیر ہڈی توڑنے میں قصاص نہیں لیا۔ یہ روائت اگرچہ قوی نہیں مگر ابن عباس کی روائت سے اس کو تقویت ملتی ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ انسان اپنے گمان کے مطابق قسم کھا سکتا ہے۔ اور اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں اور قصاص معاف کر دینا مستحب ہے اور جس کی تعریف کرنے

marfat.com
Marfat.com

بْنُ عَلِيٍّ إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَإِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا قَالَ فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا أَوْ كَذَا أَوْ يَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ قَالَ فَمَنْ لِي بِهٰذَا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَصَالَحَهُ قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرٰى وَيَقُولُ إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِنَّمَا صَحَّ عِنْدَنَا سِمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِي بَكْرَةَ بِهٰذَا

الحدیث

وہ واپس نہ جائیں گے۔ حتیٰ کہ اپنے مخالفوں کو قتل کر دیں گے اور امیر معاویہ نے جو دو مَردوں (معاویہ اور عمرو بن عاص) سے بہتر تھے۔ عمرو بن عاص سے کہا اے عمرو اگر اُنھوں نے اِن کو قتل کر دیا اور اُنھوں نے اُن کو قتل کر دیا تو لوگوں کے امور کی نگرانی کون کرے گا؟ ان کی عورتوں کی کفالت کون کرے گا؟ اور ان کے بچوں اور بوڑھوں کی حفاظت کون کرے گا؟ پھر قریش کے قبیلہ بنی عبد شمس سے دو مَرد عبدالرحمٰن بن سَمُرہ اور عبداللہ بن عامر بن کُرَیز کو بھیجا اور کہا اس مَرد کے پاس جاؤ اور صلح پیش کرو اور اُن سے بات کرو اور ان کو صلح کی طرف بلاؤ چنانچہ وہ دونوں امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے بات چیت کی اور صلح کرنا چاہی ان سے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے کہا ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں۔ ہم نے بہت مال خرچ کیا ہے اور یہ لوگوں کے خونوں میں فتنہ انگیزی کرتے ہیں۔ ان دونوں نے کہا وہ آپ کے سامنے صلح پیش کرتے ہیں اور آپ کے ساتھ صلح چاہتے ہیں امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا ضامن کون ہوگا ان دونوں نے کہا ہم ضامن ہیں اور اس کی ذمہ داری لیتے ہیں امام حسن نے ان سے جس شئ کے متعلق سوال کیا اُنھوں نے کہا ہم اس کی ذمہ داری لیتے ہیں چنانچہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ اور فرمایا میں نے ابوبکرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر دیکھا جبکہ حسن بن علی آپ کے پہلو میں تھے اور آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف توجہ کر کے فرماتے میرا یہ بیٹا سید ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا۔ مجھے علی بن عبداللہ نے کہا حسن بصری کا ابوبکرہ سے سماع اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

۲۵۲۳ شرح : اس مقام میں تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن ملجم مُرادی نے چالیس

marfat.com
Marfat.com

۲۵۲۵ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ ثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَانَ لَهٗ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ حَدْرَدَ الْاَسْلَمِيِّ مَالٌ قَالَ فَلَقِيَهٗ فَلَزِمَهٗ حَتّٰى ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ كَاَنَّهٗ يَقُوْلُ النِّصْفَ فَاَخَذَ نِصْفَ مَا عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا .

باب کیا امام صلح کا اشارہ کر سکتا ہے

۲۵۲۴ــــ ترجمہ : محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ کی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ انصاری کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ پر دو جھگڑنے والوں کی آوازیں سُنیں جو بلند ہو رہی تھیں کیا دیکھتے ہیں کہ ان میں سے ایک دُوسرے سے قرضہ کم کرانا چاہتا ہے اور دُوسرا کہتا ہے بخُدا ! میں قرضہ کم نہیں کروں گا ؛ چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اللہ کی قسم کھانے والا کہاں ہے وہ اچھا کام نہیں کرتا ہے اُس نے عرض کیا یا رسولَ اللہ ! میں ہوں وہ جو چاہتا ہے۔ میں چھوڑتا ہوں !

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقروض کے ساتھ احسان کرنا چاہیئے اور یہ ۲۵۲۴ــــ بھی معلوم ہُوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت جلد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو سمجھ کر آپ کی اطاعت کرتے تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو کوئی قسم کھائے کہ وہ نیکی نہیں کرے گا تو مستحب یہ ہے کہ وہ اس میں حانث ہو جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے !

ترجمہ : عبداللہ بن کعب بن مالک نے کعب بن مالک سے روایت کی اُن کا ابوحدرد اسلمی پر قرض تھا وہ اس کو ملے اور اسے گرفتار کر لیا۔ حتیٰ کہ ان کی ۲۵۲۵ــــ آوازیں بلند ہونے لگیں۔ ان کے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو فرمایا اے کعب ! اور اپنے دستِ اقدس سے اشارہ کیا گویا کہ آپ فرماتے تھے۔ نصف چھوڑ دو چنانچہ اُنھوں نے جو قرضہ تھا اس کا نصف لیا اور باقی نصف چھوڑ دیا۔

(اس حدیث کی شرح کتاب الصلوٰۃ کے باب التقاضی والمعاملہ فی المسجد کی حدیث ۴۴۷ کے تحت دیکھیں)

---

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ اِلٰى جَارِكَ فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْجَدْرَ فَاسْتَوْعٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَئِذٍ حَقَّهٗ لِلزُّبَيْرِ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذٰلِكَ اَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيٍ سَعَةٍ لَهٗ وَلِلْاَنْصَارِيِّ فَلَمَّا اَحْفَظَ الْاَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْعٰى لِلزُّبَيْرِ حَقَّهٗ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ قَالَ عُرْوَةُ قَالَ الزُّبَيْرُ وَاللّٰهِ مَا اَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ اِلَّا فِيْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ الْاٰيَةَ ۔

باب — جب امام صُلح کی طرف اشارہ کرے اور وہ اس کا انکار کر دے تو وہ اپنا فیصلہ کر دے

۲۵۲۷ — ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ زُبَیر بیان کرتے تھے۔ اُنھوں نے ایک انصاری جو بدر میں حاضر ہُوا تھا سے حرّہ کی نہر جس سے وہ دونوں پانی پلایا کرتے تھے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا کیا۔ تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زُبَیر سے فرمایا اے زُبَیر تم زمین سیراب کر لو پھر اپنے ہمسایہ کے لئے چھوڑ دو اس سے انصاری غصہ سے بھر گیا اور کہنے لگا یا رسولَ اللہ! وہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو گیا پھر فرمایا اے زُبیر تم زمین سیراب کر لو پھر اس کو روک رکھو حتیٰ کہ دیواروں تک پہنچ جائے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت زُبیر کو ان کا پُورا حق دیا۔ حالانکہ اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زُبیر کو جو مشورہ دیا تھا اس میں ان کے لئے اور انصاری کے لئے وسعت تھی۔ جب انصاری نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غضبناک کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے واضح حکم میں زُبیر کو ان کا پُورا حق دیا۔ عروہ نے کہا زُبیر نے کہا بخدا! میرا خیال ہے کہ یہ آیت کریمہ "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ" اس جھگڑے کے متعلق نازل ہُوئی یعنی اے محبوب تیرے رب کی قسم وہ لوگ مومن نہیں ہوں گے حتیٰ کہ اپنے معاملات میں آپ کو حاکم مانیں (حدیث ۲۲۰۵ کی شرح کا مطالعہ کریں)

marfat.com
Marfat.com

فَاَخْبِرْهُمَا فَقَالَا لَقَدْ عَلِمْنَا اِذْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ اَنْ سَيَكُوْنُ ذٰلِكَ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ اَبَا بَكْرٍ وَلَا ضَحِكَ وَقَالَ وَتَرَكَ اَبِيْ عَلَيْهِ ثَلٰثِيْنَ وَسْقًا دَيْنًا وَقَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلٰوةَ الظُّهْرِ۔

اُنھوں نے انکار کیا اور ان کھجوروں سے قرضہ پُورا نہ ہوتا دیکھا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا جب کھجوریں اُتارو اور ان کو کھلیان میں رکھو تو مجھے اطلاع کر دو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی آپ تشریف لائے جبکہ آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق تھے۔ آپ کھلیان کے پاس بیٹھ گئے اور اس پر برکت کی دُعاء کی۔ پھر فرمایا اپنے قرضخواہوں کو بلاؤ اور ان کا قرض ادا کر دو میں نے کسی شخص کو نہ چھوڑا جس کا میرے باپ پر قرض تھا مگر میں نے اس کو ادا کر دیا اور تیرہ وسق کھجوریں بچ گئیں (جن میں) سات وسق عجوہ چھ وسق لَون یا سات وسق عجوہ اور سات وسق لَون تھی۔ پھر میں مغرب کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اور آپ سے یہ ذکر کیا تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا ابوبکر اور عمر کے پاس جاؤ ان سے یہ بیان کرو انھوں نے کہا ہم نے اسی وقت سمجھ لیا تھا جبکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا تھا کہ عنقریب ایسا ہوگا (اس میں برکت ہوگی) ہشام نے وہب کے ذریعہ جابر سے صلاۃِ عصر کا ذکر کیا اور ابوبکر کو ذکر نہیں کیا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ضحک (ہنسنا) ذکر کیا ہے۔ اور کہا میرے والد نے تیس (۳۰) وسق قرض چھوڑا۔ ابن اِسحاق نے وہب کے ذریعہ جابر سے صلوٰۃ ظہر کی روائت کی ہے۔

شرح : عجوہ اور لَون کھجوروں کے اقسام ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ "کتاب الاستقراض — ۲۵۲۸ — میں ذکر کیا ہے کہ سترہ وسق بچ رہے اور یہاں تیرہ وسق ذکر کئے ہیں اور "باب الشفاعة فی وضع الدین" میں ذکر کیا کہ قرض ادا کرنے کے بعد کھجوریں بچ رہیں گویا کہ ان کو مس ہی نہیں کیا ان میں اتفاق کی صُورت کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں اور یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ دیگر اخراجات سے پہلے قرض ادا کرنے کے بعد سترہ وسق بچ گئے اور اس کے بعد اپنے لئے تیرہ وسق باقی رہ گئے۔ اور کھجوروں کا جوں کا توں رہنا برکت کے اعتبار سے تھا دراصل کھجوریں سترہ وسق تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کا قرض ادا کرنے کے لئے اتنی قدر کھجوریں بڑھا دیں اور یہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ حدیث میں نمازوں میں منافات مضر نہیں کیونکہ نماز کی تعیین پر کوئی مزید مفہوم مرتب نہیں ہوتا۔

"واللہ علی ما یشاء قدیر"

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الشُّرُوطِ

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْأَحْكَامِ وَالْمُبَايَعَةِ

٢٥٣٠ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ يُخْبِرَانِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَاتَبَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو يَوْمَئِذٍ كَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا أَحَدٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُونَ ذٰلِكَ وَامْتَعَضُوا مِنْهُ وَأَبَى سُهَيْلٌ إِلَّا ذٰلِكَ فَكَاتَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذٰلِكَ فَرَدَّ يَوْمَئِذٍ أَبَا جَنْدَلٍ إِلَى أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَأْتِهِ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا وَجَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ وَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ عَاتِقٌ فَجَاءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَرْجِعْهَا إِلَيْهِمْ لِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِنَّ إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ الْآيَةَ. قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهٰذِهِ الْآيَةِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

marfat.com
Marfat.com

جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ اِلٰى غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ اَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا يُكَلِّمُهَا بِهٖ وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهٗ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا بَايَعَهُنَّ اِلَّا بِقَوْلِهٖ ۔

نے فرمایا جو عورت نے اس شرط کا اقرار کرلیتی اس کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے میں نے تجھے بیعت کرلیا۔ صرف اس سے یہی کلام کرتے ،، بخُدا بیعت کرتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو مَس نہیں کیا اور آپ عورتوں کو صرف کلام سے بیعت کرتے تھے (یعنی عورت سے فرماتے میں نے تجھے بیعت کرلیا)

۲۵۳۰ — شرح : یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ مروان اور مِسْوَر بن مخرمہ دونوں صلح حُدیبیہ میں حاضر نہ تھے۔ کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروان کا سماع ثابت نہیں جبکہ اس کے باپ حَکَمْ کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطن کر دیا تھا اور وہ اپنے باپ کے ساتھ طائف میں چلا گیا تھا جبکہ وہ لَایَعْقِلُ بچہ تھا وہ اپنے باپ کے ساتھ طائف میں رہا حتی کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین منتخب ہُوئے تو اُنھوں نے دونوں کو واپس بُلا لیا۔ اور مِسْوَر بن مَخْرَمَہْ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع ثابت ہے لیکن وہ اپنے والد کے ساتھ فتح مکہ کے بعد آئے تھے جبکہ وہ کمسن تھے۔ اور صلح حُدیبیہ کا واقعہ اس سے دو سال پہلے ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ حدیث مرسل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ روایت مجہول لوگوں سے ہے کیونکہ مروان اور مِسْوَر نے کسی صحابی کا نام ذکر نہیں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب عادل ہیں تو ان سے روایت کرتے وقت ان کے نام ذکر نہ کئے جائیں تو اس سے حدیث میں کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔ سُہیل بن عمرو عبد الشمس قرشی ہیں اور کفارِ قریش کے سردار تھے بدر کی جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہُوئے اور وہ قریش کے بہت بڑے خطیب تھے۔ صلحنامہ لکھواتے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کے دانت نکال دیجئے یہ آپ کے سامنے کوئی بیان نہ دے سکے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اس بات کو چھوڑو! یہ عنقریب ایسے مقام میں پہنچے گا کہ تم اس کی تعریف کرو گے (مسلمان ہو جائے گا) چنانچہ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہو گئے اور قرآن پڑھتے وقت بہت رویا کرتے تھے۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہُوا تو مکہ والوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور بہت لوگ مرتد ہو گئے تو سُہیل بن عمرو نے ان سے بلیغ خطاب کیا تو لوگ خاموش ہُوئے اور اختلاف ترک کر دیا۔ یہ وہ مقام ہے جس کی طرف جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا تھا کہ اے عمر! ایک وقت آئے گا کہ یہ ایسے مقام میں کھڑا ہو گا کہ تم اس کی تعریف کرو گے۔ وہ اٹھارہ ہجری کو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ

۲۵۳۳ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ ـ

نصیحت (اخلاص) یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے کسی کو اس کا شریک نہ کرے اس کی صفات جمال وکمال میں الحاد نہ کرے اس کی ذات کو نقائص سے مُبَرّا جانے اس کی ہمیشہ اطاعت کرتا رہے اور نافرمانی سے بچتا رہے۔ اللہ کی کتاب کے لئے نصیحت (اخلاص) یہ ہے کہ اس کو اللہ کی کتاب جانے اور یہ عقیدہ رکھے کہ یہ اللہ کا کلام ہے مخلوق کا کلام اس جیسا نہیں ہوسکتا۔ اس کی تعظیم کرے ہمیشہ اس کی اطاعت کرتا رہے اور اس کے احکام پر عمل کرے۔ اللہ کے رسول کے لئے نصیحت یہ ہے کہ اس کو رسول جانے اور اس کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے۔ اوامر ونواہی میں اس کی اطاعت کرے اور ہر حال میں اس کی مدد کرے اس کے آداب سیکھے اس کے اہلِ بیت، اولاد اور اصحاب سے محبت کرے۔ مسلمان حاکموں کے لئے نصیحت یہ ہے کہ ان کی حق پر مدد کرے ان کی اطاعت کرے اور ان کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند نہ کرے۔ عوام الناس کے لئے نصیحت (اخلاص) یہ ہے کہ ان کی راہنمائی کرے اور ان کو تکلیف نہ دے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـــ اگر کھجور کا درخت بیچے حالانکہ اس کو پیوند لگایا گیا ہو

۲۵۳۳ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص کھجور کا درخت فروخت کرے حالانکہ اس کو پیوند لگایا گیا ہو تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہے مگر یہ کہ خریدار شرط کرے (پھل بھی ساتھ)

(اس حدیث کی تفصیل من باع نخلا قد ابرت کے باب کی حدیث ۲۰۶۴ کی شرح میں مذکور ہے)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا اشْتَرَطَ الْبَائِعُ ظَهْرَ الدَّآبَّةِ اِلٰى مَكَانٍ مُسَمًّى جَازَ

۲۵۳۵ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ اَنَّهٗ كَانَ يَسِيْرُ عَلٰى جَمَلٍ لَهٗ قَدْ اَعْيَا فَمَرَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَهٗ فَدَعَالَهٗ فَسَارَ بِسَيْرٍ لَيْسَ يَسِيْرُ مِثْلَهٗ ثُمَّ قَالَ بِعْنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ بِعْنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ فَبِعْتُهٗ فَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهٗ اِلٰى اَهْلِيْ فَلَمَّا قَدِمْنَا اَتَيْتُهٗ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِيْ ثَمَنَهٗ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَاَرْسَلَ عَلٰى اِثْرِيْ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُ لِاٰخُذَ جَمَلَكَ فَخُذْ جَمَلَكَ ذٰلِكَ فَهُوَ مَالُكَ وَقَالَ شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ اَفْقَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهٗ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ شَرَطَ ظَهْرَهٗ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَلَكَ ظَهْرُهٗ حَتّٰى تَرْجِعَ وَقَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَفْقَرَنَاكَ ظَهْرَهٗ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ تَبَلَّغْ عَلَيْهِ اِلٰى اَهْلِكَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَابْنُ اِسْحٰقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوُقِيَّةٍ وَتَابَعَهٗ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ وَغَيْرِهٖ عَنْ جَابِرٍ اَخَذْتُهٗ بِاَرْبَعَةِ دَنَانِيْرَ وَهٰذَا يَكُوْنُ اُوْقِيَّةً عَلٰى حِسَابِ الدِّيْنَارِ

باب ــــ جب بائع خاص مقام تک پہنچنے کے لئے جانور پر سواری کی شرط کرے تو جائز ہے"

۲۵۳۵ــــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اپنے اونٹ پر چل رہے تھے جو چلنے سے عاجز ہو چکا تھا (اس کے پاس سے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو اس اونٹ کو مارا اور اس کے لئے دعا فرمائی تو وہ اتنا تیز چلنے لگا کہ وہ اس جیسا کبھی نہیں چلا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا یہ میرے ہاتھ ایک اوقیہ کے عوض فروخت کر دو۔ میں نے عرض کیا۔ نہیں! آپ

marfat.com
Marfat.com

سے خریدا ابو نضرہ نے جابر سے روائت کی کہ اس کو بیس دینار سے خریدا۔ شعبی کا قول کہ ایک وُقیہ سے خریدا تھا اکثر روایات میں ہے اور یہ میرے نزدیک صحیح تر ہے۔ یہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے!

۲۵۲۵ ــــ شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے اونٹ خریدا جو چلنے سے عاجز تھا۔ شعبی کے خیال کے مطابق یہ سفر تبوک کے راستہ کا ہے۔ پھر آپ نے عادت مبارکہ کے مطابق اس کو ہبہ کر دیا بلکہ قیمت پر اضافہ بھی دیا اور اونٹ اور اضافہ سمیت قیمت اس کو واپس کر دی۔ "فَقَار" کا معنی پیٹھ کی ہڈی کے جوڑ ہیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں روایات مختلفہ ہیں اور پیٹھ پر سوار ہونے کا لفظ صراحۃً شرط پر دلالت کرتا ہے لیکن احناف کہتے ہیں کہ یہ شرط نفسِ عقد میں نہ تھی۔ یہ عقد سے پہلے یا بعد میں تھی۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر پر احسان کیا اور اس کو نفع حاصل کرنے کی اجازت دی جیسے آخر میں اونٹ ہی دے دیا۔ اگر یہ سوال ہو کہ طبری شافعی نے اس حدیث کے بعض طرق کے ذریعہ ذکر کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قیمت دینا چاہا تو میں نے مدینہ منورہ تک سواری کی شرط لگا لی۔ اس سے علامہ طبری نے استدلال کیا کہ شرط عقد کے بعد تھی اس کا جواب یہ ہے کہ "نَقَدَنِی الثَّمَنَ" کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ نے ثمن (قیمت) مقرر کر دی اور اس کو معین کر دیا اور مدینہ منورہ جا کر ادا کیا چنانچہ صریح روایات میں ہے کہ جابر نے مدینہ منورہ جا کر ثمن پر قبضہ کیا تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب بائع کوئی جانور فروخت کرے اور کچھ دیر کے لئے اس پر سواری کی بائع شرط کرے تو اس بیع کے جواز میں اختلاف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس کو جائز کہتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل کا مسلک بھی یہی ہے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ اگر مسافت قریب ہو تو اس کو جائز امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما اس جائز نہیں کہتے مسافت مختصر ہو یا مطول ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع میں کچھ مستثنیٰ کر لینے سے منع فرمایا ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع اور شرط سے منع فرمایا ہے۔ اور وہ بخاری میں مذکور اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقۃً بیع نہیں کی تھی بلکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اس صورت میں کچھ عطاء کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ یا یہ شرط نفسِ عقد میں تھی بلکہ اس سے پہلے یا اس کے بعد تھی۔ اور جابر کو بطور احسان اور تبرُّع مدینہ منورہ تک سواری کرنے کی اجازت دی تھی۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس بیع کی قیمت کے متعلق بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ حالانکہ واقعہ بھی ایک ہی ہے آخر مبیعہ کی قیمت نفس الامر میں ایک ہی ہو گی تو باقی کا کیا حکم ہو گا جبکہ تمام روایات کے راوی عادل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سونے کی وقیہ کبھی دو سو درہم کی ہوتی ہے جو بیس دینار کے برابر ہیں جبکہ ایک دینار کو دس دراہم کے مساوی شمار کیا جاتا ہے اور چاندی کی وقیہ چالیس درہم کی ہوتی ہے جو چار دینار کے مساوی ہیں اور جہاں چار اوقیہ کا ذکر ہے وہاں اس اصطلاح کا اعتبار کیا ہے کہ ہر وقیہ دس درہم کی شمار کرتے ہیں اور یہ بھی پہلی اصطلاح میں وقیہ ہے اور سب کا مرجع وقیہ ہوتا ہے اور اس کی مقدار اور کیفیت میں اختلاف ہے۔ ابوجعفر داؤدی نے کہا سونے کی اوقیہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمَهْرِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ

وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ مَقَاطِعَ الْحُقُوقِ عِنْدَ الشُّرُوطِ وَلَكَ مَا اشْتَرَطْتَ وَقَالَ الْمِسْوَرُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَانِي۔

۲۵۳۸ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوسُفَ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ۔

کو پھلوں میں شریک اس شرط پر کیا گیا کہ وہ ان میں محنت کریں گے۔ حدیث ۲۱۷۵ کی شرح میں اس حدیث کی تفصیل مذکور ہے۔

باب عقدِ نکاح کے وقت مہر میں شرط لگانا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حقوق کی قطعیت شرط کے پورا ہونے کے وقت ہوتی ہے اور تم کو وہی ملے گا جو تم نے شرط کی ہے۔ مِسور نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے اپنے داماد کو ذکر کیا اور اس کی دامادی کی تعریف کی اور اچھی تعریف کی۔ فرمایا اُس نے میرے ساتھ بات کی اور سچی کی مجھ سے وعدہ کیا تو اس کو پورا کیا۔

۲۵۳۸ ترجمہ : عُقبہ بن عامر نے کہا "رضی اللہ عنہ" کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شرطیں جن کو پورا کرنا زیادہ لائق ہے وہ یہ کہ جس کے ساتھ تم نے شرمگاہوں کو حلال جانا (حقوقِ زوجیت)

۲۵۳۸ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مصاہرت سے مراد عورت کے گھر والے ہیں۔ اور یہاں اس سے مراد ابوالعاص بن ربیع ہیں جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوہر تھے۔ وہ بدر کے روز گرفتار کئے گئے تھے لیکن صحابہ کرام

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الشُّرُوْطِ فِى النِّكَاحِ

۲۵۴۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَزِيْدَنَّ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبَنَّ عَلٰى خِطْبَتِهٖ وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِئَ اِنَآءَهَا۔

بَابُ الشُّرُوْطِ الَّتِىْ لَا تَحِلُّ فِى الْحُدُوْدِ

۲۵۴۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّهُمَا قَالَا اِنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَعْرَابِ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ اِلَّا قَضَيْتَ لِىْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْخَصْمُ الْاٰخَرُ وَهُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاْذَنْ لِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ قَالَ اِنَّ ابْنِىْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ

نے منع کر دیا اور سونا چاندی کے عوض کرایہ پر دی جائے تو کوئی حرج نہیں ایسے ہی مثلاً نصف یا ثلث بٹائی پر دی جائے کہ اس زمین سے جو بھی پیداوار ہو وہ اس طریقہ پر تقسیم کریں گے اور کسی خاص قطعہ کی پیداوار کی تعیین نہ کریں تو یہ جائز ہے!

باب جو شرطیں نکاح میں جائز نہیں

۲۵۴۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شہری دیہاتی کے لئے نہ بیچے اور نہ بخش کرو اور اپنے بھائی کی بیع پر زیادہ نہ کرو اور نہ اس کی منگنی پر منگنی کی جائے اور نہ ہی کوئی عورت اپنی بہن کو طلاق دلوائے تاکہ اس کے برتن کو اپنے لئے مائل کرے۔

۲۵۴۰ — شرح : یعنی کوئی بھی عورت کسی شخص کو یہ نہ کہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر اس سے نکاح کرلے اور جو کچھ اس کے لئے حقوقِ زوجیت ہیں وہ خود لے لے اس حدیث کی شرح کتاب البیوع کی حدیث ۲۰۰۹ کی شرح میں دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ شُرُوْطِ الْمُكَاتَبِ اِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ عَلٰى اَنْ يُعْتَقَ

۲۵۴۲ــــ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَيْمَنَ الْمَكِّيُّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ بَرِيْرَةُ وَهِيَ مُكَاتَبَةٌ فَقَالَتْ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اشْتَرِيْنِيْ فَاِنَّ اَهْلِيْ يَبِيْعُوْنِيْ فَاَعْتِقِيْنِيْ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ اِنَّ اَهْلِيْ لَا يَبِيْعُوْنِيْ حَتّٰى يَشْتَرِطُوْا وَلَآئِيْ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْكِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ بَلَغَهٗ فَقَالَ مَا شَاْنُ بَرِيْرَةَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا فَاَعْتِقِيْهَا وَلْيَشْتَرِطُوْا مَا شَآءُوْا فَاشْتَرَيْتُهَا فَاَعْتَقْتُهَا وَاشْتَرَطَ اَهْلُهَا وَلَآءَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَآءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَاِنْ اشْتَرَطُوْا مِائَةَ شَرْطٍ

باب ــــ مکاتب کے متعلق جو شرط لگانا جائز ہے جبکہ وہ اس شرط پر فروخت ہونے پر راضی ہو کہ اس کو آزاد کیا جائے

۲۵۴۲ ــــ ترجمہ : عبدالواحد بن اَیمن مکی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے فرمایا میرے پاس بریرہ آئی اور کہنے لگی یا ام المؤمنین مجھے آپ خرید لیں کیونکہ میرے مالک مجھے بیچنا چاہتے ہیں پھر مجھے آزاد کر دیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہاں! بریرہ نے کہا میرے مالک اس شرط پر مجھے بیچتے ہیں کہ میری ولاء اُن کے لئے ہو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سُن لیا یا کسی نے آپ تک یہ خبر پہنچا دی تو آپ نے فرمایا بریرہ کا کیا حال ہے؟ اور ام المؤمنین سے فرمایا اس کو خرید لو اور آزاد کر دو وہ لوگ جو بھی چاہیں شرطیں لگاتے پھریں ام المؤمنین نے فرمایا میں نے اس کو خرید لیا پھر آزاد کر دیا اس کے مالکوں نے اس کی ولاء کی شرط کا ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ولاء اسی کی ہے جو آزاد کرے اگرچہ وہ سَو شرطیں لگائیں"

۲۵۴۲ شرح : بریرہ رضی اللہ عنہا مکاتبہ تھیں اس نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اس کو خرید لیں اور یہ شرط لگائی کہ خریدنے کے بعد وہ اس کو آزاد کر دیں۔ معلوم ہُوا کہ مکاتب اس شرط پر فروخت ہونے کو راضی ہو جائے کہ اس کو خرید کر آزاد کر دیا جائے تو جائز ہے۔ یہ حدیث کئی بار گزری ہے!

marfat.com
Marfat.com

اَلْجُزْءُ الْحَادِیْ عَشَرَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ الشُّرُوطِ مَعَ النَّاسِ بِالْقَوْلِ

۲۵۴۴ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی اَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یَعْلَی بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ اِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ثَنِیْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا کَانَتِ الْاُوْلٰی نِسْیَانًا وَالْوُسْطٰی شَرْطًا وَالثَّالِثَۃُ عَمْدًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا لَقِیَا غُلَامًا فَقَتَلَہٗ فَانْطَلَقَا فَوَجَدَ فِیْهَا جِدَارًا یُرِیْدُ اَنْ یَنْقَضَّ فَاَقَامَہٗ قَرَأَهَا

ــــ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَامَهُمْ مَلِکٌ

کرنے کا فائدہ نہ ہوگا۔ "تَلَقِّیْ" کا معنیٰ یہ ہے کہ شہر کے لوگوں نے سُنا کہ تجارت کا قافلہ آرہا ہے۔ تو وہ شہر سے باہر چلے جائیں اور شہر کا بھاؤ بتائے بغیر ان سے سامان خریدیں۔ مہاجر سے مراد شہری اور اعرابی سے مراد دیہاتی ہے جو شہر سے باہر دُور رہتا ہے۔ بظاہر تو اس سے شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنا ہے مگر یہ خرید و فروخت دونوں کو شامل ہے۔ "نجش" یہ ہے کہ چند آدمی کسی شئی کا بھاؤ چڑھانے کے لئے زیادہ قیمت کے عوض خریدنے کا اظہار کریں لیکن ان کا مقصد صرف بھاؤ کا زیادہ کرنا ہو خریدنا مقصد نہ ہو اس سے خریدار دھوکہ میں آجاتا ہے۔ "تَصْرِیَہ" یہ ہے کہ دودھ والے جانور کے تھنوں میں دودھ ایک دو دن روک دیا جائے تاکہ خریدار دودھ زیادہ سمجھ کر خریدے۔ یہ دھوکہ ہے اس سے منع کیا گیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث کے آخر میں ذکر کیا کہ غُنْدَ اور عبدالرحمٰن نے نَہٰی مجہول ذکر کیا ہے۔ اور آدم نے نَہَیْنَا، متکلم مجہول ذکر کیا ہے اور نَضْر اور حجاج بن منہال نے نَہٰی معروف ذکر کیا ہے۔ ان تینوں الفاظ میں قرینہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ منع کرنے والے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْوَلَاءِ

٢٥٤٥ــــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي فَقَالَتْ إِنْ أَحَبُّوا أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلٰى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذٰلِكِ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ .

قرآن کی ترتیب نہیں پائی جاتی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ وَلَاء میں شرط لگانا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے پاس بریرہ آئی اور کہنے لگی میں نے اپنے مالکوں سے نو اُوقِیہ پر عقدِ کتابت کیا ہے کہ ہر سال ایک اوقیہ ادا کریں گی۔ آپ میری مدد کریں مانی صاحبہ نے کہا اگر وہ پسند کریں تو میں ان کو ایک ہی دفعہ ادا کر دیتی ہوں بشرطیکہ ولاء میری ہوگی! تو میں کرتی ہوں۔ بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور اُن سے کہا لیکن

٢٥٤٥ــــ

marfat.com
Marfat.com

أَعْطَاهُمْ قِيمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَإِبِلًا وَعُرُوضًا مِنْ أَقْتَابٍ وَحِبَالٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَحْسِبُهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَصَرَهُ ۔

شرط کرلیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ولاء اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے ۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بریرہ کا واقعہ چودھویں بار ذکر کیا ہے (عینی)

باب ــــ جب کوئی مزارعت میں شرط لگائے کہ جب میں چاہوں تجھے باہر کر دوں گا "

۲۵۴۶ ــــ ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی اُنھوں نے کہا خیبر کے یہودیوں نے عبداللہ بن عمر کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے اُن کے اموال میں عہد کیا اور فرمایا جب تک تم کو اللہ تعالیٰ ثابت رکھے ہم تم کو ثابت رہنے دیں گے اور عبداللہ بن عمر اپنے مال کے لئے وہاں باہر نکلے تو رات کے وقت اُن پر زیادتی کی گئی اور اُن کے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیئے گئے وہاں ان کے سوا ہمارا کوئی دشمن نہیں وہی لوگ ہمارے دُشمن ہیں اور انہیں ہم متہم کرتے ہیں اور میں نے ان کو جلاوطن کرنے کا ارادہ کر لیا ہے ۔ چنانچہ جب اُنھوں نے اس کا مصمم ارادہ کر لیا تو بنی ابی الحقیق سے ایک شخص اُن کے پاس آیا اور کہا یا امیر المؤمنین ! آپ ہم کو نکالتے ہیں حالانکہ ہم کو محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" نے رہنے کی جگہ دی ہے اور ہمارے اموال پر ہم سے عہد کیا اور یہ ہم پر شرط عائد کی ہے ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تیرا یہ گمان ہے کہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھُول گیا ہوں تیرا حال کیسا ہوگا جبکہ تو خیبر سے نکالا جائے گا تیری اونٹنیاں راتوں رات تجھے بھگا لے جائیں گی ۔ یہودی نے کہا ابوالقاسم "صلی اللہ علیہ وسلم" نے بلا قصد یہ بات کر دی تھی ۔ عمر فاروق "رضی اللہ عنہ" نے فرمایا اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے اور ان کو جلاوطن کر دیا اور ان کو ان کے پھلوں ، مال ، اونٹوں اور سامان کی قیمت ادا کر دی جو کجاوے رسیاں وغیرہ تھیں ۔ اس کی حماد بن سلمہ نے عبید اللہ سے روائت کی اور نافع نے ابن عمر اور عمر فاروق کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر روائت کی!

۲۵۴۶ ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو خیبر سے جلاوطن کیا تھا کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کی زمین میں دو

marfat.com
Marfat.com

زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ بِالْغَمِيمِ فِي خَيْلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيعَةً فَخُذُوا ذَاتَ الْيَمِينِ
فَوَاللّٰهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ خَالِدٌ حَتّٰى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ فَانْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيرًا
لِقُرَيْشٍ وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهْبَطُ
عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ فَلَحَّتْ فَقَالُوا خَلَأَتِ
الْقَصْوَاءُ خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَأَتِ
الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ ثُمَّ قَالَ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعَظِّمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ إِلَّا
أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ قَالَ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتّٰى نَزَلَ بِأَقْصَى
الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يُلْبِثْهُ النَّاسُ
حَتّٰى نَزَحُوهُ وَشُكِيَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَطَشُ فَانْتَزَعَ
سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَجِيشُ لَهُمْ

باب — اہلِ حرب کے ساتھ جہاد اور مصالحت میں شرطیں لگانا اور ان کو لکھنا ۔"

۲۵۴۷ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مسور بن مخرمہ اور مروان سے بیان کیا اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی حدیث کی تصدیق کرتا ہے۔ ان دونوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال نکلے حتی کہ جب راستہ میں تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خالد بن ولید قریش کے ایک قافلہ جو مقدمۃ الجیش ہے کو لے کر مقام غمیم میں پہنچ گیا ہے۔ تم راستہ کی دائیں چلو۔ بخدا! خالد ان کو معلوم نہ کر سکا حتی کہ اس نے لشکر کا سیاہ غبار دیکھا تو گھوڑے کو دوڑاتا ہوا قریش کو ڈرانے کے لئے گیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے حتی کہ جب آپ اس گھاٹی میں پہنچے جہاں سے مکہ جاتے ہیں تو وہاں آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے اونٹنی کو ڈانٹنا شروع کیا لیکن وہ نہ

marfat.com
Marfat.com

ذَوُوالرَّأْیِ مِنْهُمْ هَاتِ مَا سَمِعْتَهٗ یَقُوْلُ قَالَ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ کَذَا وَکَذَا
فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ
اَیْ قَوْمِ اَلَسْتُ بِالْوَالِدِ قَالُوْا بَلٰی قَالَ اَوَلَسْتُمْ بِالْوَلَدِ قَالُوْا بَلٰی قَالَ
فَهَلْ تَتَّهِمُوْنِیْ قَالُوْا لَا قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اسْتَنْفَرْتُ اَهْلَ عُکَاظٍ
فَلَمَّا بَلَّحُوْا عَلَیَّ جِئْتُکُمْ بِاَهْلِیْ وَوَلَدِیْ وَمَنْ اَطَاعَنِیْ قَالُوْا بَلٰی
قَالَ فَاِنَّ هٰذَا قَدْ عَرَضَ لَکُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ اِقْبَلُوْهَا وَدَعُوْنِیْ اٰتِیْهِ
قَالُوْا ائْتِهِ فَاَتَاهُ فَجَعَلَ یُکَلِّمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِّنْ قَوْلِہٖ لِبُدَیْلٍ فَقَالَ عُرْوَۃُ عِنْدَ ذٰلِکَ اَیْ
مُحَمَّدُ اَرَاَیْتَ اِنِ اسْتَاْصَلْتَ اَمْرَ قَوْمِکَ هَلْ سَمِعْتَ بِاَحَدٍ مِّنَ الْعَرَبِ
اجْتَاحَ اَصْلَهٗ قَبْلَکَ وَاِنْ تَکُنِ الْاُخْرٰی فَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَرٰی وُجُوْهًا وَاِنِّیْ

کی مقدار میں ہیں چھوڑ کر آیا ہوں۔ اُن کے ساتھ اونٹ اور ان کے بچے بڑے اور چھوٹے سب ہیں وہ آپ سے جنگ کرنے آئے ہیں اور آپ کو بیت اللہ کا طواف کرنے سے روکیں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کسی کے ساتھ جنگ کرنے نہیں آئے لیکن ہم تو عمرہ کرنے آئے ہیں اور قُریش کو لڑائیوں نے کمزور کر دیا ہے اور ان کو سخت تکالیف دی ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو ہم اُن سے کچھ مدت کے لئے صلح کر لیتے ہیں وہ ہمارے اور کفار مکہ کے درمیان تخلیہ کر دیں اگر میں غالب آگیا تو اگر وہ چاہیں تو اس طریقہ (اسلام) میں داخل ہو جائیں جس میں لوگ داخل ہیں تو یہ منظور کر لیں ورنہ وہ آرام کر لیں اور اگر وہ ہمارے دینِ اسلام میں داخل ہونے سے انکار کریں تو اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں اُن سے اپنے اس امر (اسلام) میں ان سے جنگ کروں گا حتی کہ میری گردن تن سے جُدا ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنا حکم ضرور نافذ کرے گا بُدَیل نے کہا میں آپ کا ارشاد ان تک پہنچا دیتا ہوں چنانچہ بُدَیل روانہ ہو گیا حتی کہ قُریش کے پاس آیا اور اُن سے کہا ہم اس عظیم شخص کی طرف سے تمہارے پاس آئے ہیں ہم نے اُن کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے اگر چاہو تو تم سے بیان کرتے ہیں۔ کفار مکہ کے بیوقوف لوگوں نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں کہ تم ہم کو اُن کی کوئی خبر دو اور عقلمند لوگوں نے کہا جو کچھ اُن سے تم نے سُنا ہے وہ بیان کرو۔ بُدَیل نے کہا میں نے ان کو یہ فرماتے سُنا ہے اور جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ اُن سے بیان کیا۔ تو عروہ بن مسعود کھڑا ہو گیا اور کہا اے میری قوم کیا تم (شفقت اور محبت میں) والد کی مثل نہیں ہو؟ اُنھوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ عُروہ نے کہا کیا میں والد

marfat.com
Marfat.com

فِیْ غَدْرَتِكَ وَكَانَ الْمُغِيْرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِی الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَاَخَذَ اَمْوَالَهُمْ
ثُمَّ جَآءَ فَاَسْلَمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا الْاِسْلَامُ فَاَقْبَلُ وَاَمَّا
الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْهُ فِیْ شَیْءٍ ثُمَّ اَنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَ
هُمُ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ
خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَهٗ فَرَجَعَ عُرْوَةُ
اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُ عَلٰى
قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِیِّ وَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ مَا
يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا وَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ كَفِّ رَجُلٍ
مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ
كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ

اپنا سر اُوپر کو اُٹھایا تو کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مغیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے کہا اے دھوکہ کرنے والے انسان کیا میں نے تیرے جرم کی مدافعت میں کوشش نہیں کی تھی؟ مغیرہ بن شعبہ جاہلیت کے زمانہ میں ایک قوم کا ساتھی بنا اور ان سب کو قتل کر کے ان کا مال چھین لیا۔ پھر مسلمان ہو گئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام تو میں قبول کرتا ہوں اور مال سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔ پھر عروہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھوں کے کناروں سے دیکھنا شروع کیا۔ اس نے کہا بخدا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کھنگار نہ نکالتے مگر وہ صحابہ میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر گرتا اس کو وہ اپنے چہرے اور جسم کی جلد سے مل لیتا تھا۔ جب آپ ان کو حکم کرتے تو جلدی سے اس کی تعمیل کرتے اور جب آپ وضوء کرتے تو گرنے والے پانی لینے میں جھگڑتے جب آپ کلام کرتے تو اس وقت آوازیں پست کرتے اور آپ کی تعظیم کرتے تجھے آپ کی طرف نگاہیں نہ اُٹھاتے۔ عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا۔ اور ان سے کہا اے میری قوم وَاللّٰہ! میں بادشاہوں کے پاس گیا میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا۔ خدا کی قسم میں کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جو محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کے ساتھی محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کی تعظیم کرتے ہیں خدا کی قسم! اگر آپ کھنگار پھینکیں تو وہ ان میں کسی نہ کسی کے ہاتھ میں واقع ہوتا ہے جس کو وہ اپنے چہرہ اور جسم کی جلد پر مل لیتا ہے۔ جب

marfat.com
Marfat.com

هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَاتِبَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ
سُهَيْلٌ اَمَّا الرَّحْمٰنُ فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا هُوَ وَلٰكِنْ اُكْتُبْ بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ كَمَا
كُنْتَ تَكْتُبُ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ وَاللّٰهِ لَا نَكْتُبُهَا اِلَّا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبْ بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَا
قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللّٰهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلٰكِنِ اُكْتُبْ مُحَمَّدُ
بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِنْ
كَذَّبْتُمُوْنِيْ اُكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَذٰلِكَ لِقَوْلِهٖ لَا يَسْاَلُوْنِيْ
خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ اِلَّا اَعْطَيْتُهُمْ اِيَّاهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْ تُخَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوْفَ بِهٖ
فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللّٰهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ اَنَّا اُخِذْنَا ضُغْطَةً وَلٰكِنْ ذٰلِكَ
مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَكَتَبَ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَعَلٰى اَنَّهٗ لَا يَاْتِيْكَ مِنَّا رَجُلٌ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مکر زہے فاجر مرد ہے اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنا شروع کی ابھی وہ بات کر رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آگیا۔ معمر نے کہا مجھ سے ایوب نے عکرمہ سے بیان کہ جب سہیل بن عمرو آیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارا امر آسان کر دیا ہے۔ معمر نے کہا کہ زہری نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ سہیل بن عمرو نے آتے ہی کہا آیئے ہمارے اور اپنے درمیان صلحنامہ لکھئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب کو بلایا اور فرمایا "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سہیل نے کہا اللہ کی قسم ہم رحمٰن کو نہیں جانتے ہیں۔ آپ یوں لکھیں اے اللہ تیرے نام سے لکھتا ہوں جیسے آپ لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا خدا کی قسم ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے سوا اور کچھ نہیں لکھیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو" اے اللہ ہم تیرے نام سے لکھتے ہیں۔ پھر فرمایا یہ وہ صلحنامہ ہے جس کو "محمد رسول اللہ" لکھتے ہیں۔ سہیل نے کہا بخدا! اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے اور نہ ہی آپ سے جنگ کرتے۔ لیکن محمد بن عبداللہ لکھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واللہ! میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم میری تکذیب کرو۔ لکھو محمد عبداللہ

marfat.com
Marfat.com

إِنِّي رَسُولُ اللهِ وَلَسْتُ أَعْصِيهِ وَهُوَ نَاصِرِي قُلْتُ أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا
أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوفُ بِهِ قَالَ بَلَى فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيهِ الْعَامَ قُلْتُ لَا
قَالَ فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ قَالَ فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَيْسَ هٰذَا
نَبِيَّ اللهِ حَقًّا قَالَ بَلَى قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلَى
قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِينِنَا إِذَنْ قَالَ أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّهُ رَسُولُ اللهِ
وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ وَهُوَ نَاصِرُهُ فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ فَوَاللهِ إِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ
قُلْتُ أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوفُ بِهِ قَالَ بَلَى أَفَأَخْبَرَكَ
أَنَّكَ تَأْتِيهِ الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ
قَالَ عُمَرُ فَعَمِلْتُ لِذٰلِكَ أَعْمَالًا قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا قَالَ فَوَاللهِ
مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتّٰى قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ
دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا نَبِيَّ

میری بات مانو اور اس کی واپسی کا مطالبہ نہ کرو۔ سُہیل نے کہا میں نہیں مانوں گا اس کو ضرور واپس کیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ضرور مان لو۔ اُس نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا۔ مِکرز نے کہا چلو ہم آپ کے لئے اس کی اجازت دیتے ہیں (اس گفتگو کے دوران) ابوجندل نے کہا اے مسلمانو! کیا مجھے مشرکوں کی طرف واپس کر دیا جائے گا؟ حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے؟ جبکہ اس کو مسلمان ہونے کے سبب سخت عذاب دیا گیا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا اس وقت ہم اپنے دین میں کیوں کمزوری دکھا رہے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اللہ کا رسول اللہ ہوں" اس کی نافرمانی نہیں کرتا وہ میرا مددگار ہے۔ میں نے عرض کیا کیا آپ ہم کو یہ خبر نہیں دیتے تھے کہ ہم بیت اللہ آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں (میں نے کہا تھا) کیا میں نے یہ خبر دی تھی کہ ہم اسی سال آئیں گے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ضرور بیت اللہ آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ عمر فاروق نے کہا پھر میں

marfat.com
Marfat.com

بِهٖ ثُمَّ جَرَّبْتُ فَقَالَ اَبُوْبَصِيْرٍ اَرِنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْهِ فَاَمْكَنَهٗ مِنْهُ فَضَرَبَهٗ حَتّٰى بَرَدَ وَفَرَّ الْاٰخَرُ حَتّٰى اَتَى الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُوْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰى لَقَدْ رَاٰى هٰذَا ذُعْرًا فَلَمَّا انْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُتِلَ وَاللّٰهِ صَاحِبِيْ وَاِنِّيْ لَمَقْتُوْلٌ فَجَاءَ اَبُوْ بَصِيْرٍ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ وَاللّٰهِ اَوْفَى اللّٰهُ ذِمَّتَكَ قَدْ رَدَدْتَنِيْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ اَنْجَانِيَ اللّٰهُ مِنْهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلُ اُمِّهٖ مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ اَنَّهٗ سَيَرُدُّهٗ اِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى اَتٰى سِيْفَ الْبَحْرِ قَالَ وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ اَبُوْجَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ اَسْلَمَ اِلَّا لَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ حَتّٰى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَوَاللّٰهِ مَا يَسْمَعُوْنَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ

کرتے ہیں، آپ تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی سے کوئی بات نہ کریں حتیٰ کہ اپنا اونٹ نحر کر دیں اور حجام کو بلائیں وہ آپ کے سر مبارک کے بال منڈے۔ چنانچہ آپ باہر تشریف لے گئے اور صحابہ میں سے کسی سے کوئی بات نہ کی حتیٰ کہ یہ کیا اور اونٹ کو نحر کیا اور حجام کو بلایا تو اُس نے آپ کے سر کے بال مونڈھے۔ جب صحابہ کرام نے یہ دیکھا تو سب اُٹھے اور اپنے اپنے اونٹوں کو نحر کیا اور وہ ایک دُوسرے کے بال منڈانے لگے حتیٰ کہ قریب تھا کہ غم کے باعث ایک دُوسرے کو قتل کر دیں گے۔ پھر آپ کے پاس مسلمان عورتیں آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اے مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان کرو۔ حتیٰ کہ "عِصَمَ الْكَوَافِرِ" تک پہنچے۔ اس روز عمر فاروق نے اپنی دو بیویوں کو طلاق دے دی جو شرک کے زمانہ میں تھیں تو ان میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کر لیا اور دوسری سے صفوان بن ابی اُمیّہ نے نکاح کر لیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس ہوئے تو آپ کے پاس ابوالبصیر آگیا۔ وہ قریش میں سے ایک شخص ہے جو مسلمان ہو چکا تھا قریش نے اس کی تلاش میں دو شخص بھیجے اور اُنھوں نے کہا آپ نے جو عہد ہمارے ساتھ کیا ہے اس کو پورا کیجئے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالبصیر کو اُن کے حوالہ کر دیا وہ اس کو لے کر چلے گئے حتیٰ کہ ذوالحلیفہ پہنچ گئے وہ وہاں اُترے اور اپنی کھجوریں کھانے لگے تو ابوالبصیر نے ان میں سے ایک شخص سے کہا اللہ کی قسم! اے فلاں شخص میں تیری تلوار کو بہت اچھی دیکھ رہا ہوں۔ دوسرے شخص نے تلوار کو میان سے نکالا اور کہا ہاں یہ تلوار بہت اچھی ہے

marfat.com
Marfat.com

يَمْتَحِنُهُنَّ وَبَلَغَنَا أَنَّهُ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ أَنْ يَرُدُّوا إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا أَنْفَقُوْا عَلَى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَحَكَمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ لَا يُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ أَنَّ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَيْنِ قُرَيْبَةَ بِنْتَ أَبِيْ أُمَيَّةَ وَبِنْتَ جَرْوَلَ الْخُزَاعِيِّ فَتَزَوَّجَ قُرَيْبَةَ مُعَاوِيَةُ وَتَزَوَّجَ الْأُخْرَى أَبُوْ جَهْمٍ فَلَمَّا أَبَى الْكُفَّارُ أَنْ يُقِرُّوْا بِأَدَاءِ مَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَنْزَلَ اللّٰهُ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ وَالْعُقْبُ مَا يُؤَدِّي الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى مَنْ هَاجَرَتِ امْرَأَتُهُ مِنَ الْكُفَّارِ فَأَمَرَ أَنْ يُعْطِيَ

کا اقرار کرتے تھے اور وہ مسلمانوں اور بیبیوں کے درمیان حائل ہوگئے۔

(امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں واقع تین الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا) ابوعبداللہ بخاری نے کہا "مَعَرَّةٌ" عَرّ سے مشتق ہے۔ اس کا معنیٰ خارش ہے (دوسرا لفظ) تَزَيَّلُوْا اس کا معنیٰ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جُدا ہوگئے (تیسرا لفظ) حمیّہ ہے (اس کے چھ معانی ذکر کئے چنانچہ بخاری نے کہا)

(۱) حَمِيَتْ أَنْفِيْ حَمِيَّةً وَحَمْيَةً "مجھے غیرت آئی۔

(۲) حَمَيْتُ الْمَرِيْضَ حِمْيَةً "میں نے بیمار کو طعام سے منع کیا۔

(۳) حَمَيْتُ الْقَوْمَ مَنَعْتُهُمْ "میں نے لوگوں کو شر سے بچایا۔

(۴) أَحْمَيْتُ الْحِمَى جَعَلْتُهُ حِمًى لَا يُدْخَلُ "میں نے چراگاہ کی حفاظت کی اس میں کوئی داخل نہیں ہوتا۔

(۵) أَحْمَيْتُ الْحَدِيْدَ "میں نے لوہے کو بھٹی میں گرم کیا۔

(۶) أَحْمَيْتُ الرَّجُلَ إِذَا أَغْضَبْتَهُ إِحْمَاءً "جب تو کسی شخص کو سخت غضبناک کرے تو کہے گا أَحْمَيْتُ الرَّجُلَ

اور عُقَیل نے زُہری سے روایت کی کہ عروہ نے کہا مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کا امتحان کرتے تھے۔ اور ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ وہ مشرکوں کو جو اُنھوں نے اپنی بیویوں میں سے ہجرت کرنے والی عورتوں پر خرچ کیا ہے۔ وہ واپس کردیں اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ کافرہ عورتوں کے نکاح پہ جمے نہ رہو تو عمر فاروق نے اپنی دو بیویوں قُرَيْبَه بنت ابی اُمَيّه اور جَرْوَل خُزاعی کی بیٹی کو طلاق دے دی تو قُریبہ سے معاویہ نے نکاح کرلیا اور دُوسری بیوی سے ابوجہم نے نکاح کرلیا۔ جب کافروں نے مسلمانوں کی بیویوں کے مہر ادا کرنے کا اقرار نہ کیا (یہ وہ عورتیں ہیں جو مکہ میں کافرہ رہیں) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ عورتیں کافروں کی طرف

marfat.com
Marfat.com

اور اُنھوں نے خالد بن ولید کے ساتھ کچھ لوگ بھیجے ہیں جو مقدمۃ الجیش ہیں اور مقام غمیم میں ٹھہرے ہیں۔ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ تبدیل کر دیا تو وہ واپس قریش کے پاس چلے گئے۔ اور ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے خوف دلاتے ہوئے کہا کہ وہ وادیٔ مُرار پہنچ گئے ہیں جو مکہ کی نچلی جانب ہے۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے کچھ دُور تھے کہ جس اونٹنی پر آپ سوار تھے وہ بیٹھ گئی لوگوں نے تو یہ گمان کیا کہ وہ تھک گئی ہے لیکن وہ کچھ مطالبے پُورے کرانا چاہتی تھی جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی سے وعدہ کر لیا کہ قریش جو بھی مطالبہ پیش کریں گے بشرطیکہ وہ اللہ کے حرم کی تعظیم کے خلاف نہ ہو وہ آپ تسلیم کریں گے تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اس ذات نے روکا ہے جس نے فیل کو روکا تھا۔ اسی اونٹنی پر آپ نے ہجرت کی تھی اس کو عَضبا اور جَدْعاء بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تیز دوڑتی تھی کوئی اونٹ اس کے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ ایک دفعہ ایک اعرابی کا اونٹ اس کے آگے بڑھ گیا تھا جس سے صحابہ کرام بڑے پریشان ہوئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر یہ ہے کہ اس دنیا میں جس کو بُلند کرے اس کو نیچا بھی کر دیتا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ جو اونٹنی دوڑنے میں پیچھے رہ گئی تھی وہ عضباء ہے اور جو اونٹنی تیز دوڑا کرتی تھی وہ قَصْوَآء ہے۔ حدیث میں جن لوگوں کا ذکر ہے کہ بیوقوف لوگوں نے کہا ہم ان کی کوئی بات نہیں سُنیں گے ان میں سے عِکرمہ بن ابی جہل اور حَکَم بن ابی عاص بھی تھے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کی گفتگو کرنے والوں میں سے عروہ بن مسعود ثقفی بھی تھے جو اس کے بعد مسلمان ہو کر اپنی قوم کے پاس گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی تو اُنھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ اُنھوں نے مُغیرہ بن شعبہ کو غادر اس لئے کہا تھا کہ مغیرہ بن شعبہ ثقیف کے تیرہ افراد کو ساتھ لے کر باہر نکلے پھر ان سے بیوفائی کی اور سب کو قتل کر دیا اور ان کے مال اپنے قبضہ میں کر لئے اس واقعہ پر بنو مالک جن کے تیرہ افراد قتل کئے گئے تھے اور مغیرہ بن شعبہ کا خاندان احلاف میں اشتعال پیدا ہو گیا تو عروہ بن مسعود جو مغیرہ کے چچا بھی ہیں نے کوشش کر کے لڑائی رکوا دی اور تیرہ آدمیوں کی دیت دلوا کر معاملہ رفع دفع کر دیا۔ واقدی نے یوں ذکر کیا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ ان تیرہ افراد کے ساتھ مقوقس کو ملنے مصر گئے تھے مقوقس نے ان کا بہت احترام کیا اور ان کو بہت انعام دیا اور مغیرہ کو کچھ کم انعام ملا تو اس کو غیرت آئی جب وہ واپس ہوئے تو راستہ میں اُنھوں نے شراب پیا جس سے وہ بیہوش ہو گئے تو ان کی بیہوشی میں مغیرہ نے سب کو قتل کر کے تمام انعام و اکرام اپنے ہاتھ میں کر لیا اور مدینہ منورہ آکر مسلمان ہو گیا اسی لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام تو ہم قبول کرتے ہیں اور مال سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں کیونکہ یہ غدر کا مال ہے۔ جب مغیرہ مدینہ منورہ آکر مسلمان ہو گئے تو ان سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا بنو مالک جو تیرے ساتھ تھے ان کا کیا حال ہے۔ مغیرہ نے کہا میں سب کو قتل کر کے ان کے مال ساتھ لے آیا ہوں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کرتا ہوں تاکہ آپ اس سے خُمس لیں یا جو بھی مناسب خیال فرمائیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال سے ہمارا کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ مال غدر سے حاصل کیا گیا ہے۔ مشرکوں کے مال اگرچہ ہمارے لئے مباح ہیں لیکن امن کے زمانہ میں وہ ہمارے لئے حلال نہیں اور کفار سے بھی غدر جائز نہیں اس لئے آپ نے مال سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا۔ الخ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْقَرْضِ

وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَعَطَاءٌ إِذَا أَجَّلَهُ فِي الْقَرْضِ جَازَ

بَابُ الْمُكَاتَبِ وَمَا لَا يَحِلُّ مِنَ الشُّرُوطِ الَّتِي تُخَالِفُ كِتَابَ اللّٰهِ

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِي الْمُكَاتَبِ شُرُوطُهُمْ بَيْنَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَعُمَرُ كُلُّ شَرْطٍ خَالَفَ كِتَابَ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ

باب — قرض میں شرطیں لگانا

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے ایک شخص کو ذکر کیا جس نے ایک اسرائیلی سے سوال کیا کہ اس کو ایک ہزار دینار قرض دے تو اُس نے معین مدت تک اس کو قرض دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عطاء نے کہا اگر قرض میں مدت مقرر کرے تو جائز ہے۔

(اس کی شرح جلد سوم صـ ۵۲۲ پر دیکھیں)

باب — مکاتب کا حکم اور جو شرطیں کتاب اللہ کے خلاف ہیں جائز نہیں"

marfat.com
Marfat.com

اَلَّذِیْ یَتَعَارَفُهُ النَّاسُ بَیْنَهُمْ وَاِذَا قَالَ مِائَةٌ اِلَّا وَاحِدَةً اَوْ ثِنْتَیْنِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ رَجُلٌ لِکَرِیِّهٖ اِرْحَلْ بِکَابَكَ فَاِنْ لَمْ اَرْحَلْ مَعَكَ یَوْمَ کَذَا وَکَذَا فَلَكَ مِائَةُ دِرْهَمٍ فَلَمْ یَخْرُجْ فَقَالَ شُرَیْحٌ مَنْ شَرَطَ عَلٰی نَفْسِهٖ طَائِعًا غَیْرَ مُکْرَهٍ فَهُوَ عَلَیْهِ وَقَالَ اَیُّوْبُ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ اَنَّ رَجُلًا بَاعَ طَعَامًا وَقَالَ اِنْ لَمْ اٰتِكَ الْاَرْبَعَاءَ فَلَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ بَیْعٌ فَلَمْ یَجِئْ فَقَالَ شُرَیْحٌ لِلْمُشْتَرِیْ اَنْتَ اَخْلَفْتَ فَقَضٰی عَلَیْهِ ۲۵۴۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ ثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

اور وہ شرطیں جائز ہیں جو لوگوں میں متعارف ہوں اور اگر کسی نے کہا سَو مگر ایک یا دو " ابن عون نے ابن سیرین سے روایت کی کہ ایک شخص نے اپنے کرایہ دار سے کہا اپنے اونٹ لاؤ اگر میں تیرے ساتھ فلاں فلاں روز نہ جاؤں تو تیرے لئے سَو درہم ہیں چنانچہ باہر نہ نکلا قاضی شُریح نے کہا جو اپنی مرضی سے اپنے آپ پر شرط لگائے جبکہ اس کو مجبور نہ کیا گیا ہو تو اس کو وہ شرط لازم ہے۔ ایوب نے ابن سیرین سے روائت کی کہ ایک شخص نے طعام بیچا اور کہا اگر میں تیرے پاس بدھ کے روز نہ آؤں تو میرے اور تیرے درمیان کوئی بیع نہیں چنانچہ وہ بُدھ کے روز نہ آیا تو قاضی شریح نے خریدار سے کہا تُو نے خلاف ورزی کی ہے اور اس کے خلاف فیصلہ کر دیا۔

۲۵۴۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

نہ کرے) ابن عون نے کہا میں نے یہ حدیث محمد بن سیرین سے ذکر کی تو اُنھوں نے کہا "غَیْرُ مُتَمَوِّلٍ مالاً" یعنی مال جمع نہ کرے۔

۲۵۵۰ شرح : اس حدیث سے جمہور فقہاء، امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہم نے وقف کے جواز کا استدلال کیا ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ جب تک واقف زندہ رہے۔ وقف کی آمدنی کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی اپنا مکان یا زمین وقف کرے اس پر وقف کی آمدنی کا صدقہ کرنا لازم ہے۔ اور اس کی کیفیت نذر سی ہوگی جبکہ کہے کہ اس کی آمدنی فلاں کی نذر ہے۔ نیز فقہاء کا اس بات میں بھی اتفاق ہے کہ جب قاضی اس وقف کا فیصلہ کر دے یا موت کے بعد کے وقت کی طرف نسبت کرے اور کہے جب میں مر جاؤں تو میرا مکان اور زمین فلاں کے لئے وقف ہے یا یوں کہے کہ میری زندگی میں وقف اور مرنے کے بعد صدقہ ہے تو اس کی ملکیت اس موقوف سے زائل ہو جائے گی۔ البتہ اگر موت کے بعد کی طرف نسبت کرے اور نہ ہی اس کا قاضی نے فیصلہ دیا ہو۔ تو اس صورت میں واقف کی ملکیت کے زائل ہونے میں فقہا کا اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس صورت میں واقف کی ملکیت زائل نہیں ہوتی وہ اس کو بیچ سکتا ہے ہبہ کر سکتا ہے اور اسکے مرنے کے بعد اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے امام ابو یوسف اور جمہور فقہاء نے کہا اس صورت میں واقف کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے اس کا بیچنا، ہبہ کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وقف شی کو بیچنا، ہبہ کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وقف کرنے سے شئ اللہ کی ہو جاتی ہے اور واقف کی ملک سے نکل جاتی ہے۔ احناف کہتے ہیں موقوف واقف کی ملکیت نہیں رہتی اور نہ ہی جس پر وقف کیا گیا ہو (موقوف علیہ) کی ملک میں داخل ہوتی ہے۔ لیکن وہ اس کی آمدنی سے نفع حاصل کر سکتا ہے کیونکہ وقف میں اصل شئ محبوس ہوتی ہے اور اس کی آمدنی صدقہ ہوتی ہے اور حبس سے محبوس کی ملکیت نہیں ہوتی۔ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے فرمایا۔ اگر موقوف علیہ ملکیت کا اہل ہو تو موقوف اس کی ملکیت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ امام شافعی کا ایک یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

احناف بھی یہی کہتے ہیں۔ اگر کسی معین شخص پر وقف کیا ہو تو اس کا قبول کرنا ضروری ہے جیسے وصیت اور ہبہ میں قبول کرنا ضروری ہے

وقف کا ناظم بقدر ضرورت وقف سے کھا پی سکتا ہے اور ضرورت سے زائد اس کے لئے جائز نہیں جبکہ واقف نے اس کے لئے کسی شئ کو معین نہ کیا ہو اور اگر واقف منتظم کے لئے کوئی شئ معین کر دے تو وہی کھا پی سکتا ہے وہ تھوڑی ہو یا بہتی ہو اس سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وقف میں شرطیں لگانا جائز ہے اور خیبر کو قوت سے فتح کیا گیا تھا۔ اور مجاہدین اس کے مالک ہو گئے تھے اور اپنے حصوں کے مطابق مالک تھے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا محض وقف و حبس سے واقف کی ملک زائل نہیں ہوتی۔ بیہقی کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْوَصَايَا

وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ِالْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ اِلٰى جَنَفًا مَيْلًا مُتَجَانِفٌ مَائِلٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْوَصَايَا

وصایا کا باب اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد "مرد کی وصیت اس کے پاس لکھی ہونی چاہیئے"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : تم پر فرض کیا گیا ہے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے اگر وہ مال چھوڑ جائے تو والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لئے بھلائی کے ساتھ وصیت کرے یہ متقی لوگوں پر واجب حق ہے۔ جو کوئی یہ سُننے کے بعد اس کو تبدیل کر دے تو اس کا گناہ صرف ان لوگوں پر ہے جو اس کو تبدیل کرتے ہیں بے شک اللہ سُننے والا جاننے والا ہے۔ اور جو کوئی وصیّت کرنے والے سے کسی طرف میلان

marfat.com
Marfat.com

۲۵۵۲ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ خَتَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخِيْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِرْهَمًا وَلَا دِيْنَارًا وَلَا اَمَةً وَلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَآءَ وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً

۲۵۵۱ — شرح : دو راتوں کی حد مقرر نہیں ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جس چیز میں وصیت کرنا ہو۔ اس کے پاس وصیت لکھی ہونی چاہیئے اور اس کے بغیر تھوڑا سا وقت بھی نہیں گزرنا چاہیئے۔ اس حدیث سے ظاہریہ نے استدلال کیا کہ وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھنا واجب ہے! حناف کا مذہب یہ ہے کہ وصیت مستحب ہے کیونکہ یہ اپنے مال میں حق کا اثبات ہے۔ لہٰذا یہ ہبہ کی طرح ہے واجب نہیں۔ باب کی حدیث سے وجوب وصیت پر استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وصیت نہیں کی تھی اگر وصیت واجب ہوتی تو ابن عمر کا اپنی روائت کے خلاف کرنا محال ہوتا۔ کیونکہ راوی اپنی رائے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں کرسکتا اور جب ان سے یہ مروی ہے کہ انھوں نے وصیت نہیں کی تو معلوم ہوا کہ حدیث کی دلالت وجوب کے لئے نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۵۵۲ — ترجمہ : عمرو بن حارث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سالا ام المؤمنین جُوَیریہ بنت حارث کا بھائی ہے نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت کوئی درہم و دینار چھوڑا اور نہ ہی کوئی غلام، لونڈی اور کوئی شئی چھوڑی مگر سفید خچر، ہتھیار اور زمین چھوڑی جس کو صدقہ کر دیا تھا۔

۲۵۵۲ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد خچریں تھیں۔ ع۱ مقوقس نے آپ کو خچر ہدیہ بھیجی اس کو دُلدل کہا جاتا ہے اس کو بَغْلَہ شہبا بھی کہتے ہیں۔

ع۲ بَغْلَہ فضہ ،، یہ آپ کو فروہ بن عمرو جذامی نے ہدیہ بھیجی تھی۔ پھر آپ نے وہ ابوبکر صدیق کو ہبہ کردی۔

ع۳ بَغْلَہ اَیْلِیَہ ،، یہ آپ کو ایلہ کے بادشاہ ابنِ عُلماء نے بھیجی تھی۔ مسلم نے کہا یہ سفید رنگ کی تھی۔

ع۴ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے آپ کو ہدیہ بھیجا تھا۔

ع۵ کسریٰ نے آپ کو خچر نذرانہ بھیجی صرف ایلیہ خچر سفید تھی۔ اہل سیر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف ایک خچر باقی رہی تھی جس کو دُلدل کہا جاتا ہے۔ وہ آپ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی اور ان کے بعد

marfat.com
Marfat.com

۲۵۵۴ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ ذَكَرُوْا عِنْدَ عَائِشَةَ اَنَّ عَلِيًّا كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ مَتٰى اَوْصٰى اِلَيْهِ وَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهٗ اِلٰى صَدْرِيْ اَوْ قَالَتْ حَجْرِيْ فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِيْ حَجْرِيْ فَمَا شَعَرْتُ اَنَّهٗ قَدْ مَاتَ فَمَتٰى اَوْصٰى اِلَيْهِ

صحیفہ میں ہے کے سوا کوئی شئی نہیں ،، اس سے اہلِ تشیع کے زعم فاسد کی واضح تردید ہوتی ہے۔نیز سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین، ہتھیار اور خچروں میں اس طرح وصیت نہیں فرمائی جو لوگ اپنے مال میں وصیت کرتے ہیں۔کیونکہ آپ نے فرمایا "ہماری کوئی وراثت نہیں جو ہم ترکہ چھوڑیں وہ صدقہ ہے" جب آپ کا ترکہ صدقہ ہُوا تو اس کے بعد کوئی شئی باقی نہ رہی جس میں مالیت کے اعتبار سے وصیت کی جائے۔ البتہ کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی۔

۲۵۵۴ــــ ترجمہ : ابراہیم نخعی نے اسود سے روائت کی کہ لوگوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "وصی" ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو کب وصیت فرمائی ؟ حالانکہ (آخری لمحاتِ حیات میں) میں آپ کو اپنے سینے سے لگایا ہُوا تھا یا فرمایا اپنی گود میں تکیہ لگایا تھا۔آپ نے طشت منگوایا اور میری گود میں آپ زمین کی طرف مائل ہوگئے اور مجھے معلوم نہ ہُوا کہ آپ وفات فرما گئے ہیں تو آپ نے وصیت کب کی ؟۔

۲۵۵۴ــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں وصیت کا حکم ہے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے معہود وصیت کا انکار کیا۔علامہ قرطبی نے کہا اثنا عشریہ نے اس بارے میں احادیث وضع کی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو خلافت کی وصیت کی تھی۔صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے اہلِ علم نے ان کی تردید کی ہے۔ اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ارشاد کہ آپ نے کب انکو وصیت کی اس کی ایک کڑی ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ ام المؤمنین کا انکار تو موت کے وقت عدمِ وصیت پر دلالت کرتا ہے۔ہوسکتا ہے کہ اس سے پہلے وصیت فرمائی ہو اس کا جواب یہ ہے کہ ابھی ابھی ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلافت کے متعلق وصیت کا انکار کیا تھا۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

اور تیرے ذریعے بعض لوگ (مسلمان) نفع اُٹھائیں اور بعض (کافر) اذیت پائیں گے اس روز سعد بن ابی وقاص صرف ایک لڑکی تھی۔

۲۵۵۵ — شرح : زُہری اور اُن کے ساتھیوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے اور سفیان بن عیینہ نے کہا یہ مکہ کا واقعہ ہے۔ چنانچہ بخاری نے اپنے اسناد سے مکہ کی روایت کی ہے۔ اور امام بخاری نے تاریخ میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔ اگرچہ اس کے الفاظ مختلف ہیں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ مکہ کا واقع ہے۔ حجۃ الوداع کا نہیں مگر یہ تضاد نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ یہ واقعہ دو مرتبہ ہُوا ہو۔ ایک دفعہ مکہ میں اور ایک دفعہ حجۃ الوداع میں ہُوا ہو۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سعد بن عفراء پر رحم کرے۔

داؤدی نے کہا ابن عفراء غیر محفوظ ہے۔ دمیاطی نے کہا یہ وہم ہے اور معروف سعد بن خولہ ہے۔ امام نسائی نے بھی سعد بن خولہ ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ سعد کی والدہ کے دو نام خولہ اور عفراء ہوں یا ایک نام اور دوسرا اس کا لقب ہو یا ایک اس کی ماں کا نام اور دوسرا اس کی دادی کا نام ہو۔ حدیث میں اس امر کی تصریح ہے کہ اس وقت حضرت سعد بن ابی وقاص کی صرف ایک لڑکی تھی۔ لیکن سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وارثوں کو ذکر کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ سعد زندہ رہیں گے اور مذکورہ لڑکی کے سوا ان کی اور اولاد ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اس واقعہ کے بعد وہ چالیس برس سے زیادہ زندہ رہے اور ان کے چار صاحبزادے اور بارہ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں اور انھوں نے اس مدت میں بہت فتوحات حاصل کیں چنانچہ قادسیہ وغیرہ کو انھوں نے فتح کیا تھا اور حسبِ ارشاد مہتابِ نبوت واقعات رُونما ہوئے اور وہ اس مدت میں معجزاتِ رسالت کا مظہر بننے کے بعد حجۃ الوداع کے اڑتالیس سال بعد اٹھاون ہجری میں فوت ہوئے "انا للہ وانا الیہ راجعون" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکمِ وقت کو رعایا کی بہبودی کرنی چاہیے اور ان کے لئے طولِ عمر کی دعا کرنی چاہیے۔ اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا چاہیے اور نیک کاموں میں روپیہ خرچ کرنا چاہیے۔ کیونکہ جب مباح کام میں طاعت مقصود ہو تو وہ طاعت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بیوی کے منہ میں لقمہ دینا غالباً اس کے ساتھ خوش طبعی کے وقت ہوتا ہے مگر اس کے باوجود شوہر کو ثواب ملتا ہے جبکہ اس کا قصد صحیح ہے۔

نیز معلوم ہوتا ہے کہ وصیت ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے اگر کسی نے زیادہ کر دی تو نافذ نہ ہوگی جبکہ اس کے وارث ہوں اور اگر اس کے وارث نہ ہوں تو تہائی سے زائد وصیت کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۲۵۵۷ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ ثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ ثَنَا مَرْوَانُ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرِضْتُ فَعَادَنِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ لَا يَرُدَّنِيْ عَلٰى عَقِبِيْ قَالَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْفَعُكَ وَيَنْفَعُ بِكَ نَاسًا قُلْتُ اُرِيْدُ اَنْ اُوْصِيَ وَاِنَّمَا لِيْ اِبْنَةٌ فَقُلْتُ اُوْصِيْ بِالنِّصْفِ قَالَ النِّصْفُ كَثِيْرٌ قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ اَوْ كَبِيْرٌ قَالَ فَاَوْصَى النَّاسُ بِالثُّلُثِ فَجَازَ ذٰلِكَ لَهُمْ

بَاب ـــ قَوْلِ الْمُوْصِيْ لِوَصِيِّهٖ تَعَاهَدْ وَلَدِيْ وَمَا يَجُوْزُ لِلْوَصِيِّ مِنَ الدَّعْوٰى

سدس اور عشر وغیرہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، عبید، مسروق اور اسحاق رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ایک تہائی مال سے زائد کی وصیت جائز ہے جبکہ وارث نہ ہوں۔ جبکہ امام مالک، شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم جائز نہیں کہتے ہیں۔

ترجمہ : عامر بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کی "رضی اللہ عنہ"

۲۵۵۷ ـــ کہ اُنھوں نے کہا میں بیمار ہوگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی تو میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ،، اللہ سے دُعاء کریں کہ وہ مجھے میری ایڑی کے بل مجھے واپس نہ کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تمہاری عمر لمبی کرے گا اور تمہارے ذریعہ بعض لوگوں کو نفع پہنچے گا۔ میں نے عرض کیا میرا ارادہ وصیت کرنے کا ہے۔ اور میری صرف ایک ہی بیٹی ہے کیا میں آدھے مال کی وصیت کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف مال زیادہ ہے۔ میں نے عرض کیا تہائی مال کی وصیت کردوں؟ آپ نے فرمایا تہائی بھی زیادہ ہے یا بڑا ہے۔ اُنھوں نے کہا لوگوں نے تہائی مال کی وصیت کی اور یہ ان کے لئے جائز تھا۔

(اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں لعل تحقیق کے لئے آتا ہے (مجمع البحار)۔ اس سے پہلے حدیث میں اس حدیث کی شرح ہوچکی ہے۔

باب مُوصِی کا اپنے وَصِیّ سے کہنا میرے بچّہ کی حفاظت کر اور وصی جو دعویٰ کرسکتا ہے"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا اَوْمَأَ الْمَرِيْضُ بِرَأْسِهٖ اِشَارَةً بَيِّنَةً جَازَتْ

۲۵۵۹ — حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ اَبِیْ عَبَّادٍ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ يَهُوْدِيًا رَضَّ رَاْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ اَفُلَانٌ اَوْ فُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَاَوْمَاَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيْئَ بِهٖ فَلَمْ يَزَلْ حَتّٰى اعْتَرَفَ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ

بَابُ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ

۲۵۶۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ وَرْقَآءَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا اَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْاَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْاَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ

باب — مریض اگر سر سے واضح اشارہ کرے تو جائز ہے"

۲۵۵۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا۔ اس سے کہا گیا یہ فعل تیرے ساتھ کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں شخص یا فلاں شخص نے کیا ہے؟ حتیٰ کہ یہودی کا نام لیا گیا تو اس لڑکی نے سر سے اشارہ کیا تو اس یہودی کو لایا گیا اور اس سے پوچھ گچھ کی گئی تو اُس نے اقرار کر لیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اس کا سر پتھروں سے کچل دیا گیا (حدیث ۲۲۵۳ کی شرح کا مطالعہ کریں)

باب وارث کے لئے وصیت نہیں

۲۵۶۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مال اولاد کے لئے تھا۔ اور والدین کے لئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الصَّدَقَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ

۲۵۶۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِیْحٌ حَرِیْصٌ تَاْمُلُ الْغِنٰی وَتَخْشَی الْفَقْرَ وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمُ قُلْتَ لِفُلَانٍ کَذَا وَلِفُلَانٍ کَذَا وَقَدْ کَانَ لِفُلَانٍ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصٰی بِهَا اَوْدَیْنٍ وَیُذْکَرُ اَنَّ شُرَیْحًا وَعُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ وَطَاؤُسًا وَعَطَاءً وَابْنَ اُذَیْنَةَ

باب — وفات کے وقت صدقہ کرنا

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی علیہ وسلم
۲۵۶۱ — سے عرض کیا یا رسول اللہ! کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا
تم صدقہ کرو حالانکہ تم تندرست ہو مال میں حرص کرتے ہو اور مالداری کے اُمیدوار ہو اور فقر سے ڈرتے ہو
(ان حالات میں صدقہ کرنا افضل ہے) اور (یہاں تک) مہلت نہ دو حتی کہ جب روح حلق تک پہنچے تو کہے
فلاں کے لئے اتنا مال ہے اور فلاں کے لئے اتنا مال ہے حالانکہ مال فلاں کے لئے ہو چکا ہے۔

شرح: علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پہلا اور دوسرا فلاں مُوْصٰی لَہٗ
۲۵۶۱ — ہے۔ اور آخری فلاں وارث ہے۔ کیونکہ وہ اگر چاہے تو اس کو
باطل کردے اور اگر چاہے تو جائز کردے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "قَدْ کَانَ لِفُلَانٍ" وارث
ہے۔ دوسرا فلاں مُورث اور تیسرا فلاں مُوْصٰی لہ" ہے۔
باب ای الصدقہ افضل کی حدیث ۲۹-۱۳۲۸ کی شرح کا مطالعہ کریں

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد "بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دین کے"

marfat.com
Marfat.com

بعض لوگوں نے کہا مریض کا اقرار جائز نہیں کیونکہ اس میں وارثوں کو بدگمانی ہوگی۔ پھر استحسانًا کہا کہ مریض کا امانت، بضاعت اور مضاربت کا اقرار کرنا جائز ہے۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچو۔ کیونکہ یہ جھوٹی بات ہے اور مسلمانوں کا مال لینا حلال نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی علامت ہے کہ اگر اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت رکھنے والوں کی امانت ادا کرو اس میں وارث اور غیر وارث کو خاص نہیں کیا۔ اس کے متعلق عبداللہ بن عمرو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی۔

شرح : اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ مریض کسی کے لئے دَین کا مطلقاً اقرار کر سکتا ہے۔ مُقَرّ لَہٗ وارث ہو یا اجنبی شخص ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وصیت اور دَین (قرض) دونوں کو میراث پر مقدم کیا اور ان میں فرق نہ کیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ" سے وصیت تو خارج ہو گئی اور دَین کا اقرار اپنے حال پر باقی رہا لہٰذا دَین کا اقرار کر سکتا ہے۔ لیکن احناف کہتے ہیں کہ مذکور حدیث کے باعث وارث کے لئے وصیت نہیں کر سکتے اسی طرح وارث کے لئے قرض کا اقرار بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وَلَا إِقْرَارَ لَهٗ بِدَيْنٍ" یعنی وارث کے لئے دَین کا اقرار نہ کرے۔ لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا احناف پر رد غیر مفہوم ہے۔

قَوْلُهٗ وَيُذْكَرُ أَنَّ شُرَيْحًا آہ یعنی مریض نے جب بحالتِ مرض وارث کے لئے دین کا اقرار کیا تو تو اگر اس پہ دلیل قائم ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں اور اگر وارث کے لئے اقرار کیا تو جائز ہے۔ لیکن اس کے اسناد میں جابر جُعفی ہے اور وہ ضعیف ہے۔ ایسے ہی طاؤس کے اثر کے اسناد میں لَیث بن سلیم ہے وہ بھی ضعیف ہے۔ چونکہ ان آثار کے اسانید میں ضُعف ہے اس لئے امام بخاری نے "يُذْكَرُ" تمریض کا صیغہ ذکر کیا ہے اور ان کی صحت کا یقین نہیں کیا۔ قولہ قال الحسن آہ اس کا مقصد یہ ہے کہ مرضِ موت میں مریض کے اقرار کی تصدیق کرنا لائق تر ہے اور اس کو نافذ کیا جائے کیونکہ یہ دن اس کی زندگی کا آخری دن ہے۔ قولہ قَالَ اِبْرَاہِیْم آہ یعنی اگر مریض وارث کو دَین سے بریٔ کر دے تو وہ بری ہو جائے گا۔ قولہ واوصی رافع بن خدیج آہ یعنی عورت سے اس کے شوہر کی موت کے بعد کوئی شئی نہ لی جائے کیونکہ گھر میں جو کچھ ہے وہ عورت کے لئے ہے اگرچہ شوہر نے اس کے لئے کوئی گواہ قائم نہ کیا ہو۔ گواہ بنانے اور اقرار کی ضرورت تو اس وقت محسوس ہوتی ہے جبکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے فقیر عورت سے نکاح کیا تھا اور اس کے گھر میں جو کچھ ہے وہ مَردوں کا سامان ہے عورتوں کو اس سامان سے کوئی تعلق نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۲۵۶۲ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوٗدَ اَبُوالرَّبِيْعِ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرٍ اَبُوْسُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ ۔ **بَابُ تَأْوِيْلِ قَوْلِهٖ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا**

ہیں اور یہ بھی کہتے کہ مریض وارث کے لئے اقرار نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں بدگمانی پائی جاتی ہے۔ مذکور بالا تقریر سے واضح ہوگیا کہ تناقض نہیں اور حنفیہ کو ہدفِ تنقید بنانا درست نہیں بلکہ دیگر فقہاء بھی اس میں شامل ہیں۔

قولہ لَا يَحِلُّ الخ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ جس طرح وارث کے لئے امانت کا اقرار جائز ہے۔ دَیْن (قرض) کا اقرار بھی جائز ہے۔ کیونکہ مریض پر ترکِ خیانت واجب ہے اسی طرح اقرار بھی واجب ہے۔ اور دونوں کے وجوب میں فرق نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دُرست ہے کہ ترکِ خیانت واجب ہے لیکن یہ قرض کے اقرار کا وجوب غیر مُسَلَّم ہے۔ البتہ وہاں اقرار واجب ہے جہاں تہمت کا مقام نہ ہو اور نہ ہی کسی غیر کو اذیت پہنچتی ہو۔ جیسے مریض کسی اجنبی شخص کے لئے اقرار کرے تو جائز ہے اور وارث کے لئے اقرار کرنے میں تہمت کا خطرہ ہے اور باقی دوسرے وارثوں کو اذیت بھی پہنچتی ہے۔ لہٰذا قرض کے اقرار کو امانت کے اقرار پر قیاس کرنا لاحاصل ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں وہ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے جب اس کو امانت دی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے اور جب وہ وعدہ کرتا ہے تو اس کا خلاف کرتا ہے! **۲۵۶۲ــــ**

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "جو وصیّت تم کر جاؤ اور دَیْن نکال کر" کی تاویل ــــ"

اور ذکر کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصیت سے پہلے قرض ادا کرنے کا فیصلہ کیا" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اللہ تم کو حکم کرتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں اُن کے سپرد کرو" پس امانت کا اداء کرنا نفلی وصیت سے زیادہ حق دار ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا وَقَفَ اَوْ اَوْصٰى لِاَقَارِبِهٖ وَمَنِ الْاَقَارِبُ وَقَالَ ثَابِتٌ
عَنْ اَنَسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ طَلْحَةَ اجْعَلْهُ لِفُقَرَآءِ
اَقَارِبِكَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ
ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ثَابِتٍ قَالَ اجْعَلْهَا لِفُقَرَآءِ قَرَابَتِكَ قَالَ
اَنَسٌ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَكَانَا اَقْرَبَ اِلَيْهِ مِنِّيْ وَكَانَ قَرَابَةَ
حَسَّانَ وَاُبَيٍّ مِنْ اَبِيْ طَلْحَةَ وَاسْمُهٗ زَيْدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ حَرَامِ
ابْنِ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ وَحَسَّانُ
ابْنُ ثَابِتِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ حَرَامٍ فَيَجْتَمِعَانِ اِلٰى حَرَامٍ وَهُوَ الْاَبُ الثَّالِثُ
وَحَرَامُ بْنُ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ فَهُوَ
يُجَامِعُ حَسَّانَ وَاَبَا طَلْحَةَ وَاُبَيًّا اِلٰى سِتَّةِ اٰبَآءٍ اِلٰى عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ اُبَيُّ
ابْنُ كَعْبِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ
عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ يَجْمَعُ حَسَّانَ وَاَبَا طَلْحَةَ وَاُبَيًّا وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَوْصٰى
لِقَرَابَتِهٖ فَهُوَ اِلٰى اٰبَآئِهٖ فِي الْاِسْلَامِ

باب — جب اقارب کے لئے وقف کیا یا وصیّت کی اور قریبی لوگ کون ہیں ؟ ”

ثابت نے انس سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ سے فرمایا اس کو اپنے غریب قریبی لوگوں کے لئے وقف کر دو۔ تو ابو طلحہ نے اسے حسان بن ثابت اور اُبَیّ بن کعب کے لئے کر دیا۔ انصاری نے کہا مجھے میرے باپ نے ثمامہ اور انس کے ذریعہ ثابت کی حدیث جیسی خبر دی۔ اُنھوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے کر دو۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا ابو طلحہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ يَدْخُلُ النِّسَآءُ وَالْوَلَدُ فِي الْاَقَارِبِ

۲۵۶۶ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا تَابَعَهُ اَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

ماموں ہوں تو وصیت چچوں کی طرف جائے گی اور اگر ایک چچا اور دو ماموں ہوں تو چچا کو نصف اور دونوں ماموں کو نصف دیا جائے گا۔ (عینی)

ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے فرمایا۔ مجھے یہ پسند ہے کہ اسے تو قریبی رشتہ داروں کو دے ابوطلحہ نے کہا یا رسُولَ اللہ! میں کرتا ہوں اور اس کو ابوطلحہ نے اپنے اقرباء میں تقسیم کر دیا جو ان کے چچا کے بیٹے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ"، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے قریش کی جماعت"

۲۵۶۵ —

(باب الزکاۃ علی الاقارب کی حدیث ۱۳۷۸ کی شرح دیکھیں)

باب — کیا عورتیں اور اولاد قریبی رشتہ داروں میں داخل ہے،

ترجمہ : زُہری نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۵۶۶

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهٖ وَقَدِ اشْتَرَطَ عُمَرُ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهٗ اَنْ يَاْكُلَ مِنْهَا وَقَدْ يَلِي الْوَاقِفُ وَغَيْرُهٗ وَ كَذٰلِكَ كُلُّ مَنْ جَعَلَ بَدَنَةً اَوْ شَيْئًا لِلّٰهِ فَلَهٗ اَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا كَمَا يَنْتَفِعُ بِهٖ غَيْرُهٗ وَاِنْ لَمْ يَشْتَرِطْ

مَنْ ذَكَرٌ وَّ اُنْثٰى ،، ماں کی اولاد بھی باپ کی اولاد سی ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے" وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ ،، الخ اس میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی اولاد میں داخل کیا حالانکہ وہ آپ کی بیٹی کی بیٹی کے لڑکے ہیں۔

اس حدیث سے بعض لوگ استدلال کرتے ہیں کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت میں اللہ کی طرف سے کوئی مدافعت نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی کو نفع دیں گے (معاذ اللہ) مگر یہ استدلال کمزور تر ہی نہیں بلکہ باطل ہے کیونکہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے جبکہ آپ کے اقارب اکثر کافر تھے۔ تو آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اے کافرو اگر تم اسی حال میں مرگئے تو یقیناً تمہاری شفاعت نہیں کرسکوں گا کیونکہ کافروں کو دوزخ سے نکالنے کی شفاعت نہ ہوگی۔ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ اے فاطمہ میرے اختیار والی شئ کا مجھ سے سوال کرو اور وہ ایمان پر خاتمہ ہونے کی صورت بے شمار انعامات سے سرفراز ہونا ہے۔ اور اس میں کافروں کے لئے تالیف بھی ہے۔ تاکہ وہ یہ خیال کریں کہ اللہ سے ڈرانے میں صرف انہی کو خاص نہیں کیا بلکہ آپ کا انذار سب کو شامل ہے اور یہ مسلّم امر ہے کہ قیامت میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور قرآن کریم میں شفاعت کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ لہٰذا مذکور استدلال ناقابلِ التفات ہے۔ واللہ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ کیا واقف اپنے وقف سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے؟

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ شرط کی کہ وقف کے متولی پر کوئی حرج نہیں کہ اس سے کھائے پیئے اور کبھی واقف اور غیر واقف اس کے متولی ہوتے ہیں۔ ایسے ہی جس نے بدنہ (اونٹ، گائے) یا کوئی اور شئ اللہ کے لئے کی تو وہ اس سے نفع لے سکتا ہے جیسے اس کا غیر نفع لے سکتا ہے۔ اگرچہ واقف یہ شرط نہ کرے۔

شرح : (حدیث ۲۵۵۰ کی شرح دیکھیں۔ وہاں اس مسئلہ کی تفصیل بیان کردی ہے)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا قَالَ دَارِیْ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ وَلَمْ یُبَیِّنْ لِلْفُقَرَآءِ اَوْ غَیْرِهِمْ فَهُوَ جَائِزٌ وَیَضَعُهَا فِی الْاَقْرَبِیْنَ اَوْ حَیْثُ اَرَادَ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ طَلْحَةَ حِیْنَ قَالَ اَحَبُّ اَمْوَالِیْ اِلَیَّ بَیْرُحَیٰ وَاَنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ فَاَجَازَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ لَا یَجُوْزُ حَتّٰی یُبَیِّنَ لِمَنْ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ

کیونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور فرمایا جو کوئی اس کا متولی ہو اس کا اس سے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور یہ تخصیص نہ کی کہ اس کا متولی عمر ہوں گے یا کوئی اور متولی ہوگا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ سے فرمایا مجھے یہ پسند ہے کہ اس کو اقارب کے لئے کر دو انھوں نے کہا میں کرتا ہوں اور اسے اپنے اقارب اور اپنے چچا کی اولاد میں تقسیم کر دیا۔

شرح : یعنی اگر کوئی شخص وقف کرے اور اس کو اپنے غیر کے حوالہ نہ کرے اور اس کو اپنے قبضہ سے باہر نہ کرے تو وقف صحیح ہے۔ کسی اور کے قبضہ میں دینا شرط نہیں۔ کیونکہ سادا تنا عمر فاروق علی المرتضیٰ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم نے وقف کئے اور ان کو اپنے ہاتھوں میں رکھا اور ان کا نفع غریبوں میں تقسیم کرتے تھے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو طلحہ کو فرمانا کہ اس کو اقرباء میں کر دیں اس بات کی دلیل ہے وقف کی صحت کے لئے قبض شرط نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اگر کہے میرا مکان اللہ کے لئے صدقہ ہے اور فقراء وغیرہم کی تصریح نہ کی تو جائز ہے اور اسے اقارب میں یا جہاں چاہے صرف کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ سے فرمایا جبکہ اُس نے کہا میرا پسندیدہ مال بیرحاء ہے اور وہ صدقہ ہے تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز

marfat.com
Marfat.com

تھا۔کیا اگر میں کوئی شئ اس کی طرف سے صدقہ کروں تو وہ اس کو نفع دے گی ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (ضرور نفع دے گی) سعد نے کہا (یارسول اللہ) میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ اس کے لئے صدقہ ہے۔

۲۵۶۹ ——

شرح : جب باغ کے چاروں طرف دیوار ہو تو اس کو حائط" کہا جاتا ہے اس کی جمع حَوَائِط ہے۔اور حدیث میں مذکور "مِخراف، عطفِ بیان ہے۔اس کا معنیٰ بھی باغ ہے۔لیکن ابن اثیر نے کہا کھجوروں اور رطب (تر کھجوریں) پر مخراف بولا جاتا ہے۔ علامہ خطابی نے کہا "مخراف"، پھل ہے اس کو مخراف اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا پھل چُنا جاتا ہے۔بعض علماً نے کہا "مِخراف"، درخت ہے۔ الحاصل مِخراف "سعد بن عبادہ کے باغ کا نام ہے۔ وہ انصار کے سردار تھے۔ اور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے ان کی والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود ہے۔ وہ مسلمان ہوگئی تھی اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور پانچ ہجری میں فوت ہوگئی جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم دومۃ الجندل کے غزوہ میں مصروف تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کی طرف سے اگر صدقہ کیا جائے تو اس کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اور اس کو نفع دیتا ہے۔علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى "، کو اس حدیث نے خاص کر دیا۔ آئت اپنے عموم پر نہیں یعنی اس آئت کے مفہوم کا مصداق کافر ہے۔ اس کو صدقہ کا ثواب نہیں پہنچتا۔ ابو داؤد نے کتاب الوصیت میں ادزاعی سے روائت ذکر کی کہ عاص بن وائل نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے ایک سَو غلام آزاد کیا جائے اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے اور اس کے دوسرے بیٹے عَمرو نے جب بقیہ پچاس غلام آزاد کرنے چاہیئے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور واقعہ عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے اور صدقہ خیرات کرتے یا اس کی طرف حج کرتے تو وہ اس کو پہنچتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اموات کو صدقات کا ثواب پہنچتا ہے۔ البتہ کافر کو ثواب نہیں پہنچتا اور قرآن کی مذکورہ آئت کریمہ کا محمل بھی کافر انسان ہے۔نیز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک عورت نے عرض کیا یارسُولَ اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے۔ اگر وہ اچانک فوت نہ ہوتی تو صدقات وخیرات کرتی۔ کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اس کے لئے کافی ہوگا اور اس کو نفع دے گا آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس کی طرف سے صدقہ کرو (ابو داؤد) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان فوت ہوجائے تو تین اشیاء کے سوا اس کا ہر عمل ختم ہوجاتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ، دوسرے تعلیمِ دین اور تیسرا نیک لڑکا جو اس کے لئے دعاء کرے (ابو داؤد) ان کا ثواب بدستور میت کو پہنچتا رہتا ہے۔نیز حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انھوں نے کہا یارسول اللہ! سعد کی ماں فوت ہوگئی ہے۔ اس کے لئے کونسا صدقہ

marfat.com
Marfat.com

مسجد عشّار میں دو یا چار رکعتیں پڑھے اور کہے یہ ابوہریرہ کے لئے ہیں۔ معلوم ہُوا کہ عبادات مال اور بدنیہ کا ثواب اموات کو پہنچتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — اگر اپنا بعض مال یا غلام یا اپنے جانور صدقہ یا وقف کر دے تو جائز ہے —"

۲۵۷۰ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب نے کہا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سُنا (کہ اُنھوں نے کہا) میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! میری توبہ کا اتمام یہ ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر قربان کر کے دست بردار ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کچھ مال روک رکھو یہ تیرے لئے اچھا رہے گا میں نے عرض کیا میں وہ حصّہ روک رکھتا ہوں جو خیبر میں ہے۔

۲۵۷۰ — شرح : اگر کسی نے اپنا کچھ مال صدقہ کر دیا تو بلا اختلاف جائز ہے اور اگر اپنا سارا مال بھی صدقہ کر دے تو جائز ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام مالک، علماء کوفہ، امام شافعی اور اکثر علماء نے کہا کہ تندرست آدمی اپنی صحت کے زمانہ میں اگر سارا مال صدقہ کر دے تو جائز ہے۔ لیکن اچھا یہ ہے کہ اپنے گزارے کے لئے کچھ مال رکھ لے۔ تاکہ دُنیاوی آفات فقر اور غربت وغیرہ سے محفوظ رہے۔ اور بسا اوقات یوں ہوتا ہے کہ انسان کی عمر طویل ہوتی ہے اور اس وقت ممکن ہے کہ آخر عمر میں بینائی جاتی رہے یا کمزور تر ہو جائے یا کوئی اور خطرناک مرض لاحق ہو جائے جس کے باعث وہ کاروبار بدستور قائم نہ رکھ سکے تو اپنے پاس مال نہ ہونے سے سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا اسی لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنا بعض مال روک رکھو! تمہارے لئے بہتر رہے گا اور ان کو افضل شئی کی ترغیب دلائی۔ ابن تین نے کہا امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی کا کاروبار اس قسم کا ہو کہ اس کی مجبوری کی حالت میں اس کو پریشان ہونا نہیں پڑتا تو سارا مال صدقہ کر دینا جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور اگر بعض مال وقف کر دیا تو یہ وقف مشاع (مشترک غیر ممتاز) ہے امام مالک ابو یوسف اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ ان کے مذہب میں قبض شرط نہیں۔ البتہ امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وقفِ مشاع جو تقسیم کے قابل ہو جائز نہیں کیونکہ ان کے نزدیک قبض شرط ہے۔ اور غلام کا کچھ حصّہ وقف کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ مشاع ہے اور اس کا حکم اوپر ذکر ہو چکا ہے اور دُوسرے یہ کہ منقول شئی کا وقف ہے لہٰذا امام مالک، ابو یوسف اور شافعی کے مذہب کے مطابق جائز ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس کو جائز کہتے ہیں کیونکہ یہ لوگوں میں عام ہوتا رہتا

marfat.com
Marfat.com

باب ــــ جس نے اپنا صدقہ وکیل کے حوالہ کیا پھر وکیل نے صدقہ کرنے والے کو واپس کر دیا "

اسماعیل نے کہا ہم کو عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روائت کی میرے علم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جب یہ آئت کریمہ نازل ہوئی " لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ "، تو ابو طلحہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے " لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ " اور میرا محبوب مال جو مجھے بہت پسند ہے وہ بَیْرَحَاء ہے۔ اُنھوں نے کہا وہ باغ تھا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں سایہ میں بیٹھا کرتے تھے اور اس کا پانی پیتے تھے (ابو طلحہ نے کہا) یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے میں اس کے ثواب اور ذخیرہ کی اُمید کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ آپ اسے رکھ لیں جہاں مناسب خیال فرمائیں اسے خرچ کریں۔ انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واہ واہ شاباش یہ تو مفید مال ہے ہم اس کو تم سے قبول کرتے ہیں اور تمہیں واپس کرتے ہیں اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو تو ابو طلحہ نے اپنے ذی رحم لوگوں کو وہ تقسیم کر دیا۔ ان میں سے اُبَی اور حسان بن ثابت تھے۔ انس نے کہا حسان نے اس میں سے اپنا حصہ امیر معاویہ کے پاس فروخت کر دیا ان سے کہا گیا کیا تم ابو طلحہ کا صدقہ کردہ مال بیچتے ہو حسان نے کہا کیا میں کھجور کا ایک صاع دراہم کے ایک صاع سے نہ فروخت کروں؟ انس نے کہا وہ باغ بنی حُدَیْلَہ کے محل

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً اَنْ يَّتَصَدَّقُوْا عَنْهُ وَقَضَاءِ النُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ

٢٥٧٢ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمِّيَ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا

دُوسرے وہ لوگ جو وارث نہیں جیسے یتیم کا ولی ،، پہلی قسم والے لوگ موجودین کو دیتے ہیں ان کے اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا ،، فَارْزُقُوْهُمْ ،، کہ ان کو دو اور دُوسرے وہ لوگ جو دیتے نہیں کیونکہ ترکہ میں ان کا کوئی حصّہ ہی نہیں جو وہ کسی کو دیں۔ بلکہ وہ اچھی بات ہے۔ ان لوگوں کے متعلق خطاب فرمایا کہ قُوْلُوْا لَهُمْ ،، یعنی ان کو اچھی بات کہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ ہے کہ تقسیم کے طور پر یہ دو خطاب ہیں۔ علامہ زمخشری نے کہا خطاب صرف وارثوں کو ہے کہ وہ دو کام کریں ایک یہ کہ ان کو کچھ دیں اور دوسرا یہ کہ مال کم ہونے کے باعث اُن سے معذرت کر دیں (کرمانی) اہلِ علم کا اس آئت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض اس کو محکم کہتے ہیں اور یہ منسوخ نہیں چنانچہ حسن بصری، مجاہد ابراہیم۔ ابن سیرین اور عطاء بن رباح رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ یہ آئت کریمہ واجبہ ہے اور زہری نے کہا یہ آئت محکمہ ہے۔ اہلِ علم کی ایک جماعت نے کہا کہ یہ آئت کریمہ منسوخ ہے۔ میراث کے مشروع ہونے سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ جو کوئی مال چھوڑ جاتا اور وارثوں میں اس کا ترکہ تقسیم کرنے کے وقت یتامیٰ، فقراء، مساکین اور قریبی رشتہ دار آجاتے تو ان کو بھی ترکہ سے کچھ دیا جاتا اگرچہ اس کی مقدار معین نہ تھی لیکن جب میراث مشروع ہوئی تو یہ آئت منسوخ ہوگئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حصّہ اور حق دیا اور قریبی رشتہ کے لئے صرف وصیت رہ گئی کہ مرتے وقت ان کے لئے کچھ وصیت کر دے۔ جمہور علماء ائمہ اربعہ اور ان کے تلامذہ کا مسلک یہی ہے۔ الحاصل جو علماء اس آئت کو مُحکمہ کہتے ہیں اور اس کو منسوخ نہیں کہتے ان کے نزدیک ،، قولِ معروف ،، سے مراد یہ ہے کہ ان سے کہے اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے اور جو علماء اس کو منسوخ کہتے ہیں ان کے نزدیک ،، قولِ معروف ،، سے مراد یہ ہے کہ یہ یتیموں کا مال ہے میرا اس میں کوئی حق نہیں اور نہ ہی میں اس کا مالک ہوں لہٰذا یہ مال میت کی اولاد کا ہے۔ اس میں سے میں تجھے دینے کا مجاز نہیں ہوں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِشْهَادِ فِي الْوَقْفِ وَالصَّدَقَةِ وَالْوَصِيَّةِ

۲۵۷۴ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَعْلٰى اَنَّهٗ سَمِعَ عِكْرِمَةَ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اَخَا بَنِيْ سَاعِدَةَ تُوُفِّيَتْ اُمُّهٗ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّيْ اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا

کرتی ہیں کہ اموات کو صدقات کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور یہ آیتِ کریمہ کہ " اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى " مخصوص ہے یعنی کافر انسان کے لئے وہی کچھ ہے جو وہ دُنیا میں عمل کر گیا ہو۔ اگر اس کے وارث اس کی طرف سے صدقہ کریں تو اس کو فائدہ نہ پہنچے گا۔ اگر میت کی طرف سے غلام آزاد کر دیا جائے تو اس کا ثواب اسے پہنچے گا۔ چنانچہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے کیا اگر میں اس کی طرف سے غلام آزاد کروں تو اس کو ثواب پہنچے گا آپ نے فرمایا ہاں پہنچے گا۔ نیز ابوداؤد میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اَنَّهٗ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذَالِكَ "، یعنی اگر تمہارا باپ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقات وخیرات کرتے یا اس کی طرف سے حج کرتے تو اس کو ان کا ثواب پہنچتا "۔ معلوم ہوا غلام آزاد کرنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے ؛ بشرطیکہ وہ مسلمان صحیح العقیدہ ہو۔ نیز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف سے غلام آزاد کیا تھا جبکہ وہ فوت ہوگئے تھے اور انھوں نے یہ وصیت بھی نہیں کی تھی۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ اسی طرح قرأتِ قرآن اور اوراد و وظائف کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے۔ مزید تفصیل حدیث ۲۵۶۹ کی شرح میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — وقف اور صدقہ میں گواہ مقرر کرنا "

۲۵۷۴ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عِکرِمہ نے کہا کہ ہم کو ابن عباس نے خبر دی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم بنی ساعدہ کے بھائی

marfat.com
Marfat.com

فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ هِيَ الْيَتِيْمَةُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِاَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ فِيْ اِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَاُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سَوَاهُنَّ مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ قَالَتْ فَبَيَّنَ اللّٰهُ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّ الْيَتِيْمَةَ اِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ اَوْ مَالٍ رَغِبُوْا فِيْ نِكَاحِهَا وَلَمْ يُلْحِقُوْهَا بِسُنَّتِهَا بِاِكْمَالِ الصَّدَاقِ فَاِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبًا عَنْهَا فِيْ قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَالْتَمَسُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَنْكِحُوْهَا اِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوْا لَهَا الْاَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا

کہا عروہ بن زُبیر بیان کرتے تھے کہ اُنہوں نے کہا عروہ بن زُبیر بیان کرتے تھے کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا (وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ) عروہ نے کہا وہ یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہوتی اور وہ اس کے حسن وجمال اور اس کے مال میں رغبت کرتا اور اس کی یہ خواہش ہوتی کہ عورتوں کے مہر سے کم مہر کے عوض اس سے نکاح کرلے اس لئے ان کو ان سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا مگر یہ کہ مہر پُورا کرنے میں ان سے انصاف کریں اور ان کو حکم دیا گیا کہ ان کے علاوہ دوسری عورتوں سے نکاح کریں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر لوگوں نے اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرمادیں اللہ ان کے بارے میں تمہیں جواب دیتا ہے" ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بیان کیا کہ یتیم لڑکی جب خوبصورت اور مال دار ہوتی تو وہ اس سے نکاح میں رغبت کرتے اور ان کو مہر پُورا نہ دیتے تھے اور اگر اس کا مال تھوڑا ہونے اور خوبصورت نہ ہونے کے باعث اس میں رغبت نہ کرتے تو اس کے علاوہ اور عورتیں تلاش کرتے۔ عروہ نے کہا جب وہ ان میں رغبت نہ کرنے کے وقت ان کو چھوڑے رکھتے ہیں تو ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب ان میں رغبت کریں تو اُن سے نکاح کریں مگر یہ کہ اُن کو پُورا مہر دیں اور ان کا حق ان کو دیں۔

marfat.com
Marfat.com

۲۵۷۶ — حَدَّثَنَا هَارُوْنُ ثَنَا اَبُوْسَعِيْدٍ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ ثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَهٗ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُقَالُ لَهٗ ثَمْغٌ وَكَانَ نَخْلًا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اسْتَفَدْتُ مَالًا وَهُوَ عِنْدِيْ نَفِيْسٌ فَاَرَدْتُ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْ بِاَصْلِهٖ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَلٰكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهٗ فَتَصَدَّقَ بِهٖ عُمَرُ فَصَدَقَتُهٗ ذٰلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَفِي الرِّقَابِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَلَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهٗ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يُوْكِلَ صَدِيْقَهٗ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ بِهٖ

ہو یا بہت حصّہ ہے اندازہ باندھا ہُوا۔

شرح : قولہ حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ،، جمہور عُلماء نے کہا لڑکا کبھی احتلام سے بالغ ہوتا ہے۔ ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا کہ احتلام کے بعد یتیمی ختم ہوجاتی ہے اور رات تک خاموش رہنا کوئی شئی نہیں (یعنی خاموشی کا روزہ) یا لڑکا پندرہ برس کا ہوجائے تو بالغ شمار ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں اُحد کی جنگ میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہُوا جبکہ میں چودہ برس کا تھا آپ نے مجھے جنگ میں شامل ہونے کی اجازت نہ دی پھر خندق کے دن جبکہ میں پندرہ برس کا تھا پیش ہُوا تو آپ نے مجھے جنگ لڑنے کی اجازت دے دی قولہ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ،، امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد سے حدیث ذکر کی ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے پاس مال نہیں اور میری حفاظت میں یتیم ہے تو آپ نے فرمایا تم یتیم کے مال سے کھا سکتے ہو لیکن اسراف نہ کرو اور نہ ہی اس کا مال اپنے لئے جمع کرنے کی کوشش کرو۔ اور اس کے مال سے اس قدر کھا سکتے ہو کہ تم زندہ رہ سکو اور معمول کے مطابق اس کے مال سے لباس پہنو قولہ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ،، یعنی جب وہ بالغ ہوجائیں اور ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال ان کے سپرد کرتے وقت گواہ بنالو۔ لیکن یہ ضروری نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا گواہ بنانا منسوخ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا

۲۵۷۸ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِىْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِى الْغَيْثِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّىْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ

باب ــــ وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے میں جائیں گے۔ ۲۵۷۸ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سات مہلک چیزوں سے بچتے رہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا۔ اللہ کا شریک بنانا۔ جادو کرنا۔ کسی جان کو ناحق قتل کرنا جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے سود کھانا۔ یتیم کا مال کھانا۔ لڑائی کے دن بھاگ جانا۔ پاک دامن مومن عورتوں کو تہمت لگانا جو زناء سے غافل ہیں۔

شرح : اس حدیث میں کبائر (بڑے بڑے گناہ) سات ذکر کئے ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں کہ ان کے سوا اور کبائر نہیں ہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا۔ احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا میں اور بھی کبائر مذکور ہیں۔ مثلاً جھوٹی گواہی دینا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ بیت اللہ کی بے حرمتی کرنا، پاک دامن عورت کو زانی کے قبضہ میں دینا۔ مسلمان کو اس کے قاتل کے قبضہ میں دینا۔ کافروں کو مسلمانوں کے اسرار پر مطلع کرنا حالانکہ وہ جانتا ہے اس طرح کافر مسلمانوں کو ہلاک کر دیں گے یا ان کو قید کر لیں گے اور ان کے مال لوٹ کر لے جائیں گے۔ چھوٹے گناہ پر اصرار کرنا۔ حضرت ابن عباس نے کبائر کو ستر شمار کئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک روایت میں سات سو کبائر مذکور ہیں تحقیق یہ ہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مجلس میں سارے کبائر ذکر نہیں فرمائے بلکہ مجلس کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اسْتِخْدَامِ الْيَتِيْمِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ إِذَا كَانَ لَهُ صَلَاحًا وَنَظَرِ الْأُمِّ وَزَوْجِهَا لِلْيَتِيْمِ

۲۵۷۹ — حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ ثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کا علاج یہ ہے کہ بیری کے درخت کے سات پتے دو پتھروں کے درمیان باریک کر لئے جائیں پھر ان کو پانی میں ملا کر اس پر آیت الکرسی پڑھی جائے مسحور شخص اس پانی کے تین گھونٹ پی کر باقی پانی سے غسل کرے تو جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ خصوصًا وہ جادو جس کے باعث انسان بیوی سے جماع پر قادر نہ ہو سکے اس کے لئے یہ اکسیر ہے (ماخوذ از عینی)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ آپ سے یتیموں کے متعلق پوچھتے ہیں آپ فرما دیں ان کی اصلاح بہتر ہے اور اگر کھانے پینے کی چیزیں ان کی چیزوں سے ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ خرابی کرنے والے کو اور بھلائی کرنے والے کو جانتا ہے اگر اللہ چاہتا تو تمہیں تنگی کرتا بے شک اللہ غالب، حکمت والا ہے" "اَعْنَتَكُمْ" کا معنی "اَحْرَجَكُمْ" ہے یعنی تمہیں تنگی کرتا حرج میں ڈال دیتا۔ عَنَتَتْ کا معنی ذلیل ہونا ہے۔ سلیمان نے کہا ہم کو حماد نے ایوب، نافع کے ذریعہ خبر دی نافع نے کہا ابن عمر نے کسی کی وصیت مسترد نہیں کی۔ ابنِ سیرین کو یتیم کے کے مال میں پسند یہ تھا کہ اس کے مخلص اور ولی جمع ہو جائیں اور دیکھیں کہ یتیم کی بہتری کس میں ہے۔ اور طاؤس سے اگر یتیموں کی کسی شئ سے متعلق پوچھا جاتا تو وہ یہ آیت پڑھتے۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ" عطاء نے چھوٹے بڑے یتیم کے متعلق کہا کہ ولی ہر انسان پر اس کے حصہ کے مطابق خرچ کرے۔

---

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا وَلَمْ يُبَيِّنِ الْحُدُودَ فَهُوَ جَائِزٌ وَكَذٰلِكَ الصَّدَقَةُ

٢٥٨٠ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَى وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ أَوْ رَايِحٌ شَكَّ ابْنُ مَسْلَمَةَ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَفِي بَنِي عَمِّهِ وَقَالَ إِسْمٰعِيْلُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ وَيَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ رَابِحٌ

باب — اگر زمین وقف کی اور اس کی حدود بیان نہ کیں تو جائز ہے اور یہی صدقہ کا حال ہے"

ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ ابوطلحہ مدینہ منورہ میں انصار میں سب سے زیادہ مال دار تھے۔ ان کے پاس کھجوروں کے باغات تھے۔ ان کو اپنے تمام مالوں میں بیرحآء زیادہ محبوب تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جایا کرتے تھے حضرت انس نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ"، تو ابوطلحہ

٢٥٨٠ —

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ اِذَا وَقَفَ جَمَاعَةٌ اَرْضًا مُشَاعًا فَهُوَ جَائِزٌ

۲۵۸۲ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِبَنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَا بَنِیْ النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِیْ بِحَائِطِکُمْ ھٰذَا قَالُوْا لَا وَاللّٰہِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَہٗ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ

بَابُ الْوَقْفِ وَکَیْفَ یُکْتَبُ

باب ــــ اگر ایک جماعت مشترکہ زمین وقف کرے تو وقف جائز ہے "

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو فرمایا اے بنی نجار تم اپنا یہ باغ میرے ہاتھ فروخت کر دو اُنھوں نے کہا بخدا۔ ہم اس باغ کی قیمت صرف اللہ سے لیں گے۔

۲۵۸۲ــــ

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ بنو نجار نے اپنا باغ اللہ کے لئے صدقہ کر دیا تھا جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کر لیا تھا۔ یہی وقفِ مشاع ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنو نجار میں سے باغ کے مالک کو اس کی دس دینار قیمت ادا کی تھی۔ لہٰذا وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مملوک ہو گیا تھا پھر اُنھوں نے اس کو صدقہ کر دیا تو یہ باغ وقفِ مشاع (مشترکہ کا وقف) نہ رہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار کے کلام کا انکار نہیں کیا تھا۔ اگر وقفِ مشاع جائز نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا وقف مسترد فرما دیتے اور اس کو قبول نہ فرماتے! لیکن بنظرِ غائر دیکھا جائے تو یہ وقف مشاع نہیں ہے کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار سے باغ کا مول کیا تھا۔ جو قیمت ادا کرنے کے وقت بیع ہو گئی جس کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کیا تھا پھر اُنھوں نے اللہ کے لئے صدقہ کر دیا تھا۔ لہٰذا یہ وقف مشاع نہ رہا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ وقف کیسے لکھا جائے "

marfat.com
Marfat.com

۲۵۸۴ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ وَجَدَ مَالاً بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنَ وَذِي الْقُرْبٰى وَالضَّيْفِ

بَابُ وَقْفِ الْاَرْضِ لِلْمَسْجِدِ

۲۵۸۵ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ ثَنَا اَبُوالتَّيَّاحِ ثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَمَرَ بِالْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ حَائِطَكُمْ هٰذَا فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۲۵۸۴ ـــ نے خیبر میں مال پایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو اس کو صدقہ کر دو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ مال فقیروں، مسکینوں، قریبی لوگوں اور مہمانوں پر صدقہ کر دیا۔

(اس حدیث کی تشریح عنقریب گزری ہے)

باب ـــ مسجد کے لئے زمین وقف کرنا

شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب جناب

۲۵۸۵ ـــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو فرمایا اے بنی نجار! تم اپنا یہ باغ میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ انصار نے کہا بخدا! ہم اس کی قیمت صرف اللہ سے لیں گے۔

(حدیث ۲۵۸۲ کی شرح دیکھیں)

باب ـــ چارپائے، گھوڑے، سامان اور نقد مال وقف کرنا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ نَفَقَةِ الْقَيِّمِ لِلْوَقْفِ

۲۵۸۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي زِنَادٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَآئِيْ وَ مُؤْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ

۲۵۸۷ - ل — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ اشْتَرَطَ فِيْ وَقْفِهٖ اَنْ يَّاْكُلَ مَنْ وَلِيَهٗ وَيُوْكِلَ صَدِيْقَهٗ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَالًا

باب — وقف کے متولی کا نفقہ

۲۵۸۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے وارث کچھ دینار تقسیم نہ کریں میں نے اپنی بیویوں کے نفقہ اور عاملوں کی اُجرت کے بعد جو چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے۔

شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سفیان بن عُیَینہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ

۲۵۸۷ — علیہ وسلم کی بیویاں جب بقیدِ حیات رہیں وہ عدت پوری کرنے والی عورتوں کے حکم میں ہیں کیونکہ ان کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص سے نکاح کریں۔ اس لئے ان کے لئے نفقہ تاحیات جاری رہا اور ان کی سکونت کے لئے حجرے باقی رہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فدک وغیرہ سے اپنی بیویوں کا خرچہ نکال کر باقی مال مسلمانوں کے عام مصالح میں خرچ کر دیتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۵۸۷ ل — ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے اپنے وقف میں شرط کی کہ جو شخص اس کا متولی ہو وہ اس سے کھا سکتا ہے اور اپنے دوست کو کھلا سکتا ہے مال جمع نہیں کر سکتا۔

marfat.com
Marfat.com

کے مکان میں سے اپنا حصّہ عبداللہ کی اولاد میں سے محتاجوں کے لئے رہائش گاہ کردی!

شرح : اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ واقف اپنے وقف میں اپنے نفع کی شرط لگا سکتا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں کسی فقیہہ کا اختلاف نہیں کہ جس نے اپنے وقف اپنے لئے یا اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے شرط لگائی تو جائز ہے۔ حدیث ع ۲۵۵۰ کی شرح دیکھیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر کا معنیٰ یہ ہے کہ عبداللہ کے اہل واولاد میں سے اگر کوئی رہائش گاہ کا محتاج ہو تو وہ اس مکان میں رہائش کر سکتا ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدقہ کیا ہے۔ جبکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا صدقہ کردہ زمین کو نہ بیچا جائے اور نہ ہی کسی کو ہبہ کیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : عبدان نے کہا مجھے میرے باپ نے شعبہ سے روائت بیان کی اُنھوں نے ابو اسحاق سے اُنھوں نے ابو عبدالرحمٰن سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب محصور ہوئے تو باغیوں کو اُوپر سے جھانکا اور فرمایا۔ میں تم سے پُوچھتا ہوں اور پُوچھتا بھی صرف نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ سے ہوں کہ کیا تم جانتے نہیں؟ کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی رُومہ کنواں کھودے اس کے لئے جنّت ہے تو میں نے رُومہ کنواں کھودا۔ کیا تم جانتے نہیں؟ کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی جنگِ تبوک کے لئے لشکر تیار کرے اس کے لئے جنّت ہے تو میں نے لشکر تیار کیا تو لوگوں نے حضرت عثمان کے کلام کی تصدیق کی!

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں ذکر کیا کہ جو کوئی اس کا انتظام کرے وہ اس سے کھا پی سکتا ہے اور کبھی وقف کا متولی خود واقف ہوتا ہے۔ اور کبھی کوئی دوسرا اس کا اہتمام کرتا ہے۔ اس کی ہر ایک کے لئے گنجائش ہے۔

اس حدیث کے بعض الفاظ میں سقم ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت

شرح : عثمان رضی اللہ عنہ کنواں کھودا۔ حالانکہ اُنھوں نے کنواں خریدا تھا کھودا نہیں تھا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ ثمامہ بن حزن قُشیری نے کہا جب عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا باغیوں نے گھیراؤ کر لیا تو میں وہاں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمان نے مکان کے اُوپر سے لوگوں

marfat.com
Marfat.com

بِحَائِطِكُمْ قَالُوا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اِثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ

وَقَالَ لِىْ عَلِىُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ اٰدَمَ ثَنَا ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِى الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِىْ سَهْمٍ مَعَ تَمِيْمٍ الدَّارِىِّ وَعَدِىِّ ابْنِ بَدَّاءٍ فَمَاتَ السَّهْمِىُّ بِاَرْضٍ لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهٖ فَقَدُوْا جَامًا مِّنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا مِّنْ ذَهَبٍ فَاَحْلَفَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَجَدُوا الْجَامَ بِمَكَّةَ فَقَالُوا اشْتَرَيْنَاهُ مِنْ تَمِيْمٍ وَعَدِىٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ اَوْلِيَائِهٖ فَحَلَفَا لَشَهَادَتُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَاَنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ قَالَ وَفِيْهِمْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

باب — اگر واقف کہے کہ ہم اس کی قیمت صرف اللہ سے مانگتے ہیں تو یہ جائز ہے!

۲۵۸۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی نجار! تم اپنا باغ میرے پاس فروخت کر دو انھوں نے کہا ہم اس کی قیمت صرف اللہ ہی سے لیں گے۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اے ایمان والو! تمہاری آپس میں گواہی جب تم میں سے کسی کو موت آئے وصیت کرتے وقت تم میں سے دو معتبر شخص ہوں یا غیروں میں سے دو۔ جب تم ملک میں سفر کو جاؤ پھر تمہیں موت کا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَضَآءِ الْوَصِيِّ دُيُوْنَ الْمَيِّتِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِّنَ الْوَرَثَةِ

۲۵۹۰ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ اَوِ الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ عَنْهُ ثَنَا شَيْبَانُ اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ فِرَاسٍ قَالَ قَالَ الشَّعْبِيُّ ثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ اَبَاهُ اُسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا فَلَمَّا حَضَرَ جَدَادُ النَّخْلِ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِيْ اُسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا كَثِيْرًا وَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَآءُ قَالَ اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَتِهٖ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهٗ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَيْهِ اُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰى مَا يَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ اَصْحَابَكَ فَمَا نَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدّٰى اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَاَنَا وَاللّٰهِ رَاضٍ اَنْ يُؤَدِّيَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا اَرْجِعُ اِلٰى اَخَوَاتِيْ تَمْرَةً فَسَلَمَ وَاللّٰهِ الْبَيَادِرُ كُلُّهَا حَتّٰى اَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ اُغْرُوْا بِيْ هَيَّجُوْا بِيْ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ

صاحب کشاف نے کہا اس پیالہ کا وزن تین سو مثقال یعنی سوا گیارہ سیر تھا۔ اس پر سونے کے نقش بنے ہوئے تھے علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بخاری نے کہا اس روائت کا اسناد حسن نہیں میں نے اس کو باب میں اس لئے داخل کیا ہے کہ کوئی حدیث بیان کروں۔

باب ــــ وارثوں کی موجودگی کے بغیر وصی کا میت کے قرضے ادا کرنا

۲۵۹۰ــــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کا والد اُحُد

marfat.com
Marfat.com

اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اِلٰى قَوْلِهٖ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُدُوْدُ الطَّاعَةُ ۲۵۹۱ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ ثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ الْوَلِيْدَ بْنَ الْعَيْزَارِ ذَكَرَ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ

باب — جہاد اور سیرت کی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد " اللہ نے مومنوں کی جانیں اور مال ان سے خرید لی ہیں کہ ان کے لئے جنّت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں، کافروں کو قتل کرتے ہیں اور جہاد میں شہید ہوتے ہیں۔ تورات و انجیل اور قرآن میں یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔ اللہ سے زیادہ وعدہ پُورا کرنے والا کون ہے۔ تم اس تجارت سے خوش ہو جو تم نے اللہ سے کی ہے۔ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ " تک۔

شرح : لغت میں جہاد کا معنیٰ مشقت ہے۔ اور شرع میں اس کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کا دین بلند کرنے کے لئے کافروں کے ساتھ لڑائی میں طاقت صرف کرنا" سِیَر" کا معنی طریقہ ہے۔ محاورہ ہے" سِیرت القمرین"، سورج اور چاند کا طریقہ"، اور یہاں سیرت کا معنیٰ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اور خلفاءِ راشدین کے حالات ہیں جو جنگوں میں رُونما ہُوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "حدود" اللہ کی تابعداری ہے۔ کیونکہ جو کوئی اللہ کی اطاعت کرے وہ اس کے اوامر پُورا کرنے اور نواہی سے بچنے پر واقف ہو جاتا ہے۔

۲۵۹۱ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا اور عرض کیا یا رسُول اللہ! کونسا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا نماز اس کے وقت میں پڑھنا میں نے عرض کیا پھر (اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے) آپ

marfat.com
Marfat.com

۲۵۹۳ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا خَالِدٌ ثَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَىٰ الْجِهَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لٰكِنَّ اَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ

۲۵۹۴ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَنَا عَفَّانُ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَحَادَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ حَصِيْنٍ اَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا اَجِدُهٗ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِیْ طِوَلِهٖ فَيُكْتَبُ لَهٗ حَسَنَاتٍ

کافر مسلمان ہو جائیں یا وہ اپنی قوم میں رہائش پذیر ہوں اور ان کو اذیت پہنچائی جائے تو ان کا دارالسلام کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے تاکہ ان کا دین سالم رہے اور وہ اذیت سے محفوظ رہیں۔ دوسری ہجرت مکہ مکرمہ سے ہے۔ کیونکہ مکہ میں مسلمان تھوڑے تھے اور وہ بھی کمزور تھے اور اس وقت جو کوئی اسلام قبول کرتا تھا اس پر واجب تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرے تاکہ اگر کوئی حادثہ دیکھنے میں آئے تو اس میں صحابہ سے استعانت کر سکے۔ لیکن جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو یہ خطرہ بھی جاتا رہا کیونکہ زیادہ خطرہ مکہ والوں سے ہی لاحق تھا۔ لہٰذا اس کے بعد جب کوئی اسلام قبول کرتا تو اس کو کہا جاتا کہ وہ اپنے وطن میں ہی رہائش رکھے اور ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہے تاکہ جب بھی جہاد کا مسئلہ درپیش ہو تو ضرورت پوری ہو سکے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۲۵۹۳ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ جہاد کو افضل عمل خیال کرتے ہیں کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل جہاد حج مبرور ہے (جس میں کوئی خلافِ شرع کام نہ ہو)

۲۵۹۳ــــ شرح : حج مبرور وہ ہے جس افعال میں گناہ شامل نہ ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حج اسلام کا رکن ہے اور فرض عین ہے۔ تو چاہیے کہ حج مبرور مطلقاً مردوں اور عورتوں کے لئے جہاد سے افضل ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حج سے مراد نفلی حج ہے۔ اس سے جہاد افضل ہے اور عورتوں کے لئے حج جہاد سے افضل ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو فرمایا تمہارا جہاد حج ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۵۹۴ــــ ترجمہ : ابو حَصین نے بیان کیا کہ ذکوان نے کہا ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

marfat.com
Marfat.com

۲۵۹۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ ثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِيْ عَطَاءُ
ابْنُ يَزِيْدَ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ حَدَّثَهٗ قَالَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ
اَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ قَالَ مُؤْمِنٌ فِيْ شِعْبٍ مِنَ
الشِّعَابِ يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ

۲۵۹۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ
بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهٖ
كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَنْ
يَتَوَفَّاهُ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا مَعَ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ

۲۵۹۵ ـــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کسی نے عرض کیا یارسول اللہ لوگوں میں سے کون افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ لوگوں نے کہا پھر اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن کسی گھاٹی میں رہے اور اللہ سے ڈرتا رہے اور لوگوں کو شر نہ پہنچائے۔

شرح : یعنی وہ لوگوں سے علیحدہ رہے اور غالباً گھاٹی لوگوں سے خالی ہوتی ہے اس لئے اس کو ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے الگ تھلگ ہوکر رہنا اور تنہائی اختیار کرنا افضل ہے خصوصاً جبکہ فتنوں کا شدید خطرہ ہو اور لوگوں سے اختلاط میں مصائب کا سامنا درپیش ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ امام شافعی اور اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ لوگوں میں میل جول تنہائی سے افضل ہے۔ بشرطیکہ اختلاط میں سلامتی کی اُمید ہو چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مومن لوگوں سے اختلاط کرے اور ان کی اذیتوں پر صبر اور تحمل کرے تو اس کو اس مؤمن سے ثواب زیادہ ملے گا جو لوگوں سے اختلاط نہیں کرتا اور ان کی اذیتوں پر صبر نہیں کرتا (ترمذی، ابن ماجہ)

۲۵۹۶ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اور اللہ

marfat.com
Marfat.com

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَرْکَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْکًا عَلَی الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْکِ عَلَی الْاَسِرَّةِ شَکَّ اِسْحٰقُ قَالَتْ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ فَدَعَالَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ وَهُوَ یَضْحَکُ فَقُلْتُ مَا یُضْحِکُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَا قَالَ فِی الْاُوْلٰی قَالَتْ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَجْعَلَنِیْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ فَرَکِبَتِ الْبَحْرَ فِیْ زَمَانِ مُعَاوِیَةَ ابْنِ اَبِیْ سُفْیٰنَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِیْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَکَتْ

۲۵۹۷ — ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حضرت انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تھے وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھی۔ اور ام حرام حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے (ایک روز) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر گئے تو اُنھوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور آپ کے سَر مبارک کو آرام پہنچانے لگیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر بیدار ہوئے جبکہ آپ ہنس رہے تھے۔ ام حرام کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کس نے ہنسایا ہے؟ آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس حال میں پیش ہوئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں کہ وہ اس سمندر کے درمیان بادشاہوں کے تختوں پر سوار ہیں یا وہ تختوں پر بادشاہوں کی طرح بیٹھے ہیں اسحاق نے یہ شک سے بیان کیا ہے۔ ام حرام نے کہا۔ میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دُعاء کریں کہ مجھے ان لوگوں میں کرے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دُعاء فرمائی پھر سَر مبارک رکھا اور سو گئے پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا۔ یا رسُول اللہ! آپ کو کس نے ہنسایا ہے؟ آپ نے فرمایا میری امت میں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ میرے سامنے پیش ہوئے جیسے پہلی دفعہ فرمایا تھا۔ ام حرام نے کہا۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! اللہ سے دُعاء کیجئے کہ مجھے ان لوگوں میں کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلے لوگوں میں شامل ہو چکی ہو۔ ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ میں سمندر پر سوار ہوئیں اور جس وقت سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر کر ہلاک ہوگئیں (شہید ہوگئیں)۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُقَالُ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ وَهٰذَا سَبِيْلِيْ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ غُزِّيَ وَاحِدُهَا غَازٍ هُمْ دَرَجَاتٌ لَهُمْ دَرَجَاتٌ

۲۵۹۸ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ ثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِيْ اَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ اُرَاهُ قَالَ وَفَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ وَفَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ

بن اوس اور ابوالدرداء تھے رضی اللہ عنہم اور اُنھوں نے غلبہ کے ساتھ روم فتح کیا
ابو داؤد کی روائت میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سمندر میں حاجی یا عمرہ کرنے والا یا
غازی سوار ہو کیونکہ سمندر کے تحت آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے (عینی)

باب ــــ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے درجات

کہا جاتا ہے (محاورہ) هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ وَهٰذَا سَبِيْلِيْ "یہ میری راہ ہے۔ امام بخاری نے کہا

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے

۲۵۹۸ ــــ فرمایا جو کوئی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے
اور رمضان کے روزے رکھے اللہ پر حق ہے کہ اس کو جنّت میں داخل کرے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ

٢٦٠٠ــــ حَدَّثَنَا مُعَلّٰى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

٢٦٠١ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ ثَنِي اَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ وَقَالَ الْغَدْوَةُ اَوِ الرَّوْحَةُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ

٢٦٠٢ــــ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

باب — صبح و شام اللہ کی راہ میں جانا اور تم میں سے کسی کے لئے جنّت میں دو ہاتھ جگہ کی فضیلت —

٢٦٠٠ــــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ کی راہ میں صبح یا شام جانا دُنیا اور دُنیا کی تمام اشیاء سے افضل ہے۔

٢٦٠١ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا جنت میں دو ہاتھ جگہ ہر اس شئی سے بہتر ہے جس پہ سُورج کا طلوع یا غروب ہو اور فرمایا صبح یا شام اللہ کی راہ میں جانا ہر اس شئی سے بہتر ہے جس پر سُورج طلوع ہوتا ہو یا غروب ہوتا ہو۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَ صِفَتِهِنَّ

مُحَارِفِهَا الطَّرْفُ شَدِيْدَةُ سَوَادِ الْعَيْنِ شَدِيْدَةُ بَيَاضِ الْعَيْنِ

زَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ اَنْكَحْنَاهُمْ

۲۶۰۳ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوْتُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ يَسُرُّهٗ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَاَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اِلَّا الشَّهِيْدُ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فَاِنَّهٗ يَسُرُّهٗ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً اُخْرٰى قَالَ وَسَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَوْحَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اَوْ مَوْضِعُ قِيْدِهٖ يَعْنِيْ سَوْطَهٗ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْهُ رِيْحًا وَلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَاْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

۲۶۰۳ــــ ترجمہ : ابو اسحاق نے حمید سے بیان کیا اُنھوں نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے ہوئے سُنا کہ آپ نے فرمایا جو کوئی شخص فوت ہو جائے اور اللہ کے پاس اس کی کوئی نیکی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے دُنیا کی طرف لوٹنا آسان کر دے جبکہ اس کے لئے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ہو تو وہ کبھی دنیا میں واپس آنا پسند نہیں کرے گا لیکن شہید جو شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہو تو اس کو یہ پسند ہوگا کہ وہ دُنیا میں واپس چلا جائے اور پھر دوسری بار قتل ہو میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں شام یا صبح کو جانا دنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے سے بہتر ہے اور تمہارے لئے جنت کی دو ہاتھ زمین یا کوڑے کی مقدار جگہ دنیا اور دُنیا کی ہر شئی سے بہتر ہے۔ اور اگر جنت کی عورت زمین کے باشندوں کی طرف ایک نظر دیکھے تو ان کے درمیان والے پڑاؤں کو روشن کر دے اور ان کو خوشبو سے بھر دے اس کے سر کا دوپٹہ دُنیا

marfat.com
Marfat.com

اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّيْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ

۲۶۰۴ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مومنوں کے دل اس سے خوش نہ ہوں گے کہ وہ جنگ میں میرے پیچھے رہ جائیں اور نہ ہی میں اس قدر سواریاں پاتا ہوں کہ ان کو اُن پر سوار کروں تو میں کسی چھوٹے لشکر سے بھی پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤں۔

۲۶۰۴ —— شرح : یعنی لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ میں جہاد کے لئے نکلوں اور وہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور عجز اور کمزوری کے باعث سفر کے لئے ان کو سواریاں بھی میسّر نہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ آپ جہاد میں قتل نہیں ہوں گے تو آپ کا قسم کھانا کہ میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں بار بار قتل ہوں کا کیا مطلب ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں جہاد کی ترغیب دلائی ہے مؤدت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مودّتِ انشاء اور دوسری مودّتِ ترغیب اور مودّتِ ترغیب وقوع کو مستلزم نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد ہر ایک مسلمان پر فرض نہیں ورنہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں پیچھے نہ رہتے اور نہ ہی دوسروں کے لئے تخلّف کو مباح فرماتے البتہ اگر دشمن حملہ آور ہو جائے تو ہر مسلمان پر جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے جبکہ وہ جہاد کی قوت رکھتا ہو۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جب امام یا عالم کے معتقد اور مخلص لوگ ان کی حسبِ منشاء اطاعت کی قوت نہ رکھتے ہوں تو وہ فعلِ طاعت ترک کر سکتے ہیں حتیٰ کہ وہ سب اس پر قادر ہو جائیں۔ نیز معلوم ہوا کہ بشہادت کی بہت فضیلت ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ
وَقَوْلِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ
يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَقَعَ وَجَبَ

٢٦٠٥ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنِي اللَّيْثُ ثَنِي يَحْيٰى عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهٖ اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ
مِلْحَانَ قَالَتْ نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيْبًا مِّنِّيْ ثُمَّ
اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ مَا اَضْحَكَكَ قَالَ اُنَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا
عَلَيَّ يَرْكَبُوْنَ هٰذَا الْبَحْرَ الْاَخْضَرَ كَالْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ قَالَتْ
فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا
فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَاَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ
فَقَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا
اَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُوْنَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا مِنْ غَزْوَتِهِمْ
قَافِلِيْنَ فَنَزَلُوا الشَّامَ فَقُرِّبَتْ اِلَيْهَا دَآبَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ

باب — جو کوئی اللہ کی راہ میں سواری سے گر کر مرجائے وہ مجاہدین میں سے ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور اُس کے رسول کی خاطر ہجرت کے لئے نکلے پھر اس کو موت پالے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہوجاتا ہے۔

٢٦٠٦ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سے روایت کی اُنھوں نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آرام فرما ہوئے پھر ہنستے بیدار ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو کس نے ہنسایا ہے۔ فرمایا، میری

marfat.com
Marfat.com

فَتَقَدَّمَ فَامَنُوْهُ فَبَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ اَوْمَوْا
اِلٰى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَطَعَنَهٗ فَاَنْفَذَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثُمَّ
مَالُوْا عَلٰى بَقِيَّةِ اَصْحَابِهٖ فَقَتَلُوْهُمْ اِلَّا رَجُلًا اَعْرَجَ صَعِدَ الْجَبَلَ قَالَ
هَمَّامٌ فَاَرَاهُ اٰخِرَ مَعَهٗ فَاَخْبَرَ جِبْرَئِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَدْ
لَقُوْا رَبَّهُمْ فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَاَرْضَاهُمْ فَكُنَّا نَقْرَأُ اَنْ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا اَنْ قَدْ
لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ فَدَعَا عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا
عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَبَنِيْ لِحْيَانَ وَبَنِيْ عُصَيَّةَ الَّذِيْنَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

وہ (حضرت انس کا ماموں) ان کے پاس گئے تو انھوں نے ان کو امن دیا وہ ان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرنے لگے تو انھوں نے اپنوں میں سے کسی شخص کو اشارہ کیا تو اس نے ان کو (ماموں) نیزہ مارا اور ان کو گھائل کر دیا۔ میرے ماموں نے فوراً کہا "اللہ اکبر" رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوا پھر کافروں نے ان کے باقی ساتھیوں پر حملہ کیا اور سب کو ہلاک کر دیا صرف ایک لنگڑا شخص بچا جو پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔ ہمام نے کہا میرا خیال ہے کہ اس کے ساتھ ایک اور تھا اس کی حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ سب قاری اپنے رب سے جا ملے ہیں اور اللہ نے اُن کو راضی کر دیا ہے۔ (انس نے کہا) ہم یوں تلاوت کیا کرتے تھے "اَنْ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا اَنْ قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا" (یعنی ہماری قوم کو ہمارا پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں اور وہ ان سے راضی ہو گیا ہے اور ان کو راضی کر دیا ہے) پھر اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز رِعْل، ذَکْوَان، بنی لِحْیَان اور بنی عُصَیَّہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی پر بددعا فرمائی"

۲۶۰۷ —— شرح : قریشی نے ذکر کیا کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا گیا تھا وہ قاری اور متقی پرہیزگار تھے ان کو اصحابِ صُفّہ بھی کہا جاتا ہے جب مسلمانوں پر کوئی سخت مصیبت نازل ہوتی تو وہ ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نجد کے لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کرنے بھیجا تھا جب وہ بیر مَعُونہ ٹھہرے تو عامر بن طفیل نے بنو سلیم، رعل، ذکوان اور عصیہ عرب قبائل کی مدد سے ان کو قتل کر دیا۔ ان پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز بددعا کی۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر یہ علم تھا کہ وہ لوگ اِن قُرّاء کو قتل کر دیں گے تو آپ نے ان کو وہاں کیوں بھیجا؟ حالانکہ مسلمان کا خون بہت قیمتی ہے اور اگر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

٢٦٠٩ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ

ہونے کے سوا کسی شئ سے موصوف نہیں لہٰذا اپنے حال پر ثابت رہ نہ تو ہلاک ہوئی ہے اور نہ ہی جسم سے علیحدہ ہوئی ہے اور اللہ کی رضاء میں تو زخمی ہوئی ہے۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور آپ کی خصوصیت ہے کہ اپنے اعضاء کو ایسے ہی خطاب فرماتے ہیں جیسے ہم انسان ذی روح کو خطاب کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ قرآن کریم میں ہے۔ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ، یعنی ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے ،، حالانکہ اہلسنت وجماعت کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر شئ کا علم دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ ہم نے آپ کو شعر گوئی کا ملکہ نہیں دیا - یا یہ کہ قرآن کریم تعلیم شعر نہیں ہے اور شعر سے مراد کلام کاذب ہے۔ خواہ موزوں ہو یا غیر موزوں۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم اولین وآخرین تعلیم فرمائے گئے جن سے کشفِ حقائق ہوتا ہے اور آپ کے معلومات واقعی ونفس الامری ہیں کذب شعری نہیں جو حقیقت میں جہل ہے وہ آپ کی شان کے لائق نہیں اور آپ کا دامنِ تقدس اس سے پاک ہے۔ اس میں شعر بمعنی کلام موزوں کے جاننے اور اس کے صحیح وسقیم کو پہچاننے کی نفی نہیں۔ لہٰذا اس آیت کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی کی سند بنانا صحیح نہیں۔ نیز یہ مسلم امر ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علوم بدیہی ہوتے ہیں ان میں نظر وفکر کی احتیاج نہیں جبکہ مبادی اور مطالب ان کے لئے دفعۃً موجود ہوتے ہیں وہ مطالب سے مبادی کی طرف اور مبادی سے مطالب کی طرف نظر کرنے کے محتاج نہیں کیونکہ ان کو اللہ کی طرف سے قوۃ قدسیہ حاصل ہوتی ہے۔ اور شعر نظر اور فکر کرنے سے بنتا ہے۔ چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں تصریح کی ہے کہ شعر کی شرط یہ ہے کہ وہ قصد سے ہو اور قصد نظر وفکر کا محتاج ہوتا ہے۔ اور نبی کا علم بدیہی ہونے کے باعث وہ نظر وفکر کے محتاج نہیں ہوتے ہیں۔ لہٰذا معنیٰ یہ ہوگا کہ نبی شعر کے جاننے میں نظر فکر کا محتاج نہیں اور نہ ہی یہ آپ کے لائق ہے اور کسی شئ کے عدمِ احتیاج سے لازم نہیں کہ اس کی معرفت بھی حاصل نہ ہو۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آیت کریمہ میں شاعریت کی صنعت کی نفی ہے اور کسی شئ کی نفی نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۲۶۱۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سُفْيٰنَ بْنَ حَرْبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ هِرَقْلَ قَالَ سَاَلْتُكَ كَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ فَزَعَمْتَ اَنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ وَدُوَلٌ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ

"سِجَالٌ"، سَجْل کی جمع ہے اس کا معنی ڈول ہے جبکہ وہ پانی سے بھرا ہوا ہو خالی ڈول کو سجل نہیں کہا جاتا۔ یہاں سجال مُسَاجَلَہ سے ماخوذ ہے۔ یعنی مقابلہ کرنے والوں میں سے ہر ایک اپنے مقابل کی مثل کرتا ہے۔ کبھی اس کا رُخ ایک کے لئے کبھی دوسرے کے لئے ہوتا ہے"، مقصد یہ ہے کہ دو فریقوں میں سے کبھی کوئی غالب آجاتا ہے کبھی کوئی غلبہ پاتا ہے"

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابوسفیان

۲۶۱۰ — نے ان سے بیان کیا کہ ہرقل نے اس سے کہا میں نے تم سے پوچھا ہے کہ اُن سے (سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا جنگ وجدال کیسا رہا ہے تو تم نے کہا ہے کہ جنگ سجال اور دول ہے۔ اسی طرح رسولوں کو ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے۔ آخر کامیابی انہی کی ہوتی ہے۔

شرح : سجال کا معنیٰ پانی سے بھرا ہُوا ڈول ہے۔ خالی ڈول کو سجال

۲۶۱۰ — نہیں کہا جاتا ہے "دُول" "دُوْلَہ" کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ایک شئی کبھی تیری طرف آجائے اور کبھی تیرے ساتھی کی طرف لوٹ جائے اور وہ تم دونوں کے درمیان متداول رہتی ہے۔ ہرقل کے سوال کے جواب میں ابوسفیان نے کہا ہماری سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ رہتی ہے اس میں کبھی وہ غالب ہوجاتے ہیں اور کبھی ہمیں غلبہ ہوتا ہے۔ بدءالوحی کے باب میں یہ حدیث گزری ہے۔ یہ اس کا کچھ حصہ ہے۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد : مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پُوری

marfat.com
Marfat.com

الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَهُ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُهُ بِبَنَانِهٖ قَالَ اَنَسٌ كُنَّا نُرٰى
اَوْ نَظُنُّ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ اَشْبَاهِهٖ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَقَالَ اِنَّ اُخْتَهُ
وَهِيَ تُسَمَّى الرُّبَيِّعَ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ امْرَاَةٍ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ
لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَرَضُوْا بِالْاَرْشِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ
لَاَبَرَّهٗ

اللہ دیکھے گا میں کیا کروں گا۔ جب جنگِ احد کا وقت آیا اور مسلمان بھاگ گئے تو کہا اے اللہ! ان لوگوں نے یعنی ان کے ساتھیوں نے جو کچھ کیا میں اس کی معذرت چاہتا ہوں۔ پھر آگے بڑھے تو ان کو حضرت سعد بن معاذ سامنے آتے ہوئے ملے تو ان سے کہا اے سعد بن معاذ! میں جنت کا ارادہ کرتا ہوں۔ نضر کے رب کی قسم میں اُحد کے سامنے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ حضرت سعد نے کہا یا رسولَ اللہ! انس نے جو کچھ کیا میں اس طرح نہیں کر سکا (حالانکہ میں اس سے طاقتور ہوں) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے انس بن نضر کے جسم پر چند اور بیاسی تلوار کے نشان یا نیزہ کے زخم یا تیر کے زخم پائے اور ان کو ہم نے مقتول پایا جبکہ مشرکوں نے ان کے ناک اور کان وغیرہ کاٹ دیئے ہوئے تھے۔ ان کو کسی نے نہ پہچانا صرف ان کی ہمشیرہ نے ان کی انگلیوں سے پہچانا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خیال کرتے تھے یا ہمارا یہ گمان تھا کہ یہ آیتِ کریمہ ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ"، حضرت انس نے کہا انس بن نضر کی ہمشیرہ جس کا نام رُبَیّع ہے نے ایک عورت کا سامنے والا دانت توڑ دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ رُبَیّع سے اس کا بدلہ لیا جائے انس بن نضر نے کہا یا رسولَ اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ رُبَیّع کا دانت توڑا نہیں جائے گا چنانچہ مُدَّعی راضی ہو گئے اور انھوں نے دیت قبول کر لی۔ اور انتقام لینا ترک کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے بعض وہ بندے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے نام کی قسم کھائیں تو اللہ ان کو بری کر دیتا ہے (ان کی قسم پوری کر دیتا ہے)

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا غزوۂ بدر لڑا تھا جو ہجرت کے دوسرے سال لڑا گیا تھا۔ اس میں حضرت انس بن نضر

٢٦١١

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ الْقِتَالِ وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ اِنَّمَا تُقَاتِلُوْنَ بِاَعْمَالِكُمْ وَقَوْلُهٗ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهٖ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ

سے ایک سورت کو گم پایا جسے میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پڑھتے ہُوئے سُنتا تھا۔ اس کو میں نے خزیمہ بن ثابت انصاری جس کی گواہی کو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو گواہوں کے برابر کیا تھا کے پاس پایا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "مومنوں میں سے بعض لوگوں نے اللہ سے کئے ہُوئے عہد کو سچ کر دکھایا۔

شرح : صُحُف " صحیفہ کی جمع ہے اور وہ کاغذ کا ٹکڑا ہے جس پر کچھ لکھا ہُوا ہو اور مصحف مرتب کاغذوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں کئی صحیفے ہوں۔ حدیث میں مذکور ۲۶۱۲ —— آئت کے گم ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ لوگ اس کو بھُول گئے تھے اور وہ ان کو یاد نہ رہی تھی بلکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی کے پاس لکھی ہُوئی نہیں پائی گئی تھی اس کی دلیل یہ ہے کہ زید بن ثابت کو وہ یاد تھی اس لئے اُنھوں نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ پڑھتے ہُوئے سُنا کرتا تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس متواتر موجود تھی اور وہ ان کو یاد تھی البتہ ان کے پاس لکھی ہُوئی نہ تھی صرف خُزیمہ کے پاس لکھی پائی گئی تھی۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ قرآن کے لئے تواتر سے نقل ہونا شرط ہے اور یہ آئت خزیمہ سے ملی لہٰذا تواتر نہ پایا گیا۔ عدمِ صحت کی وجہ یہ ہے کہ خزیمہ کے پاس لکھی ہُوئی پائی گئی تھی یہ معنیٰ نہیں کہ صرف خُزیمہ ہی کو یاد تھی۔

حضرت خُزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی دو گواہیوں کے برابر ہونے کا سبب یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص سے کسی معاملہ میں بات کی جس کا اُس نے انکار کر دیا تو خزیمہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسولَ اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اس سے گفتگو کی ہے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم وہاں موجود نہ تھے اُس نے عرض کیا یا رسُول اللہ! آسمان کی خبریں جو آپ فرماتے ہیں ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں تو زمین پر ہونے والی بات کی گواہی کیوں نہ دیں جبکہ آپ صادق مصدوق ہیں۔ اس لئے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی گواہی دو مردوں کی گواہی کے برابر کر دی اور یہ حضرت خُزیمہ رضی اللہ عنہ کی خصوصیّت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب —— جنگ سے پہلے نیک عمل کرنا

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا تم اپنے اعمال کے مطابق مقاتلہ کرتے! اور اللہ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ کیسی سخت ناپسند ہے اللہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهٗ

۲۶۱۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْ اَحْمَدَ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ اُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ اُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلَا تُحَدِّثُنِيْ عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَهٗ سَهْمٌ غَرْبٌ فَاِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَآءِ قَالَ يَا اُمَّ حَارِثَةَ اِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَاِنَّ ابْنَكِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰى

باب — جس کو نامعلوم تیر لگا اور اس کو قتل کر دیا

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام ربیع بنت براء اور
۲۶۱۴ — وہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئیں اور عرض کیا یا نبی اللہ! کیا آپ مجھے حارثہ کی خبر نہیں دیتے جبکہ وہ بدر کے روز شہید ہو گئے تھے ان
کو نامعلوم تیر لگا (جو جان لیوا ثابت ہوا) اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کرتی ہوں اور اگر اس کے برعکس ہے
تو میں اس پر رونے کی کوشش کروں گی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام حارثہ ایک جنت
کی بات کرتی ہو۔ کئی جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا اعلیٰ جنت میں ہے۔

شرح : قولہ "غرب" اس کا معنی غریب ہے۔ اور وہ ایسا تیر ہے جس کے مارنے
۲۴۱۴ — والے کا پتہ نہ ہو اور نہ ہی یہ معلوم ہو کہ وہ کدھر سے آیا ہے۔ ابن اثیر
کی جامع الاصول میں ہے کہ ام حارثہ ربیع بنت نضر انس بن مالک کی پھوپھی ہیں جس نے ایک عورت کا دانت
توڑ دیا تھا۔ حدیث ع۲۵۲۲ اور ع۲۶۱۱ میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ ترمذی میں قتادہ سے مروی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ
نے کہا ربیع بنت نضر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس کا بیٹا حارثہ بن سراقہ بدر کی جنگ میں شہید ہو گیا
تھا الخ لہذا معتمد علیہ کلام یہی ہے کہ ربیع بنت نضر ہی ام حارثہ بن سراقہ ہے۔ اسی لئے بعض محدثین نے کہا کہ
بخاری کا ام حارثہ کو ام ربیع بن براء کہنا موہوم ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس وہم کے جواب میں متعدد

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اِغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَقَوْلِ اللّٰہِ مَا کَانَ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ وَمَنْ حَوْلَھُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی قَوْلِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ

۲۶۱۶ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَکِ ثَنَا یَحْیَی ابْنُ حَمْزَۃَ ثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ اَخْبَرَنِیْ عَبَایَۃُ بْنُ رِفَاعَۃَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْعَبْسٍ اِسْمُہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَبْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَمَسَّہُ النَّارُ

باب — جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد " مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ وہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں یہ اس لئے کہ انھیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں اس سب کے بدلے ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بے شک اللہ نیکوں کا نیک ضائع نہیں کرتا "

۲۶۱۶ — ترجمہ : عَبایہ بن رافع بن خدیج نے کہا مجھے ابو عبس عبدالرحمٰن بن جبر نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود نہیں ہوتے کہ اس کو آگ مس کرے"

۲۶۱۶ — مشرح : اس حدیث کی آئت کریمہ سے مناسبت اس طرح ہے کہ آئت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کو ان کے قدموں کے آثار پر ثواب ملتا ہے۔ اگرچہ وہ لڑائی نہ کریں۔ یہی حدیث کا مطلب ہے کہ جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے وہ لڑیں یا نہ لڑیں۔

حدیث ۸۶۸، ۸۶۹ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْغُسْلِ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْغُبَارِ

۲۶۱۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ ثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَاَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَقَدْ عَصَبَ رَاْسَهُ الْغُبَارُ فَقَالَ وَضَعْتَ السِّلَاحَ فَوَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ قَالَ هٰهُنَا وَاَوْمَاَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ قَالَتْ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

منحرف کرنا چاہتے تھے جو وہ نہ کرتے تھے بلکہ ان کو اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ان کو اللہ کی طرف بلائیں اور وہ لوگ اسے آگ کی طرف بلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ابن بطال پر رحم کرے اُنھوں نے کس قدر آدابِ صحابیت کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عمار زمانۂ مستقبل میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں گے کہ وہ آپس میں جنگ نہ کریں۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ جبکہ اُنھوں نے باغی لوگوں کو حق کی دعوت دی اور وہ اس کو بغاوت کی طرف کھینچ رہے تھے "التعاون فی بناء المسجد" کے باب میں اس کی تفصیل دیکھیں۔ الحاصل جنگ صفین میں ہر ایک جماعت اپنے آپ کو حق پر سمجھتی تھی اور دوسروں کو باغی کہتے تھے۔ اگرچہ نفس الامر میں حق پر ایک ہی گروہ تھا۔ دوسرا مخطی تھا لیکن مجتہد کو خطاء پر بھی ثواب ملتا ہے "

باب — لڑائی اور غبار کے بعد غسل کرنا "

۲۶۱۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خندق کے روز واپس تشریف لائے اور جسم پاک سے ہتھیار اتار دیئے اور غسل فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے جبکہ اُنھوں کے سر کو غبار نے ڈھانپا ہوا تھا اور عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے تو ہتھیار اُتار دیئے ہیں بخدا! میں نے ابھی ہتھیار نہیں اُتارے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کہاں کا ارادہ ہے جبرائیل علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ اِدھر کا ارادہ ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

۲۶۱۹ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الَّذِیْنَ قَتَلُوْا اَصْحَابَ بِئْرِ مَعُوْنَۃَ ثَلٰثِیْنَ غَدَاۃً عَلٰی رِعْلٍ وَّذَکْوَانَ وَعُصَیَّۃَ عَصَتِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ اَنَسٌ اَنْزَلَ فِی الَّذِیْنَ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَۃَ قُرْاٰنٌ قَرَأْنَاہُ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا اَنْ قَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَ رَضِیْنَا عَنْہُ

شرح : اس باب میں ان لوگوں کی فضیلت کا بیان ہے جن کے حق میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ ان کا شانِ نزول یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے بھائی اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کی پوروں میں رکھ دیں وہ جنت کے پھل کھاتے ہیں اور اس کی نہروں کی سیر کرتے ہیں اور عرش کے نیچے لٹکنے والی سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں۔ جب انھوں نے کھانا، پینا اور رہنا سہنا بہترین پایا تو اپنے دلوں میں خیال کرنے لگے کہ ہمارے دنیا میں رہنے والے بھائی ہمارے ساتھ ہونے والا اچھا معاملہ دیکھ لیتے تو کیا اچھا ہوتا تاکہ جہاد میں سستی نہ کرتے اور کفار کا مقابلہ جرأت سے کرتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری طرف سے یہ کلام میں لوگوں کو پہنچائے دیتا ہوں اور یہ دو آیات نازل فرمائیں

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۶۱۹ — نے ان لوگوں پر ایک مہینہ بد دعا فرمائی جنھوں نے بئر معونہ کے پاس قاریوں کو قتل کیا تھا چنانچہ آپ نے رعل ذکوان اور عُصَیّہ پر بد دعاء کی اُنھوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ان لوگوں کے حق میں جو بئر معونہ کے پاس قتل کئے گئے تھے یہ قرآن نازل ہُوا جو ہم پڑھا کرتے تھے پھر وہ حصہ منسوخ ہوگیا اور وہ یہ ہے کہ "ہماری قوم میں یہ بات پہنچا دو کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی ہے وہ ہم سے خوش ہے اور ہم اس سے راضی ہیں"

شرح : بنو عامرہ اور بنو سلیم کی پتھریلی زمین کے درمیان نجد کی سمت میں بئر معونہ

۲۶۱۹ — واقعہ ہے وہاں ستر قرآء کو دھوکہ کے ساتھ شہید کر دیا گیا تھا۔ یہ چار ہجری کا واقعہ ہے۔

شہید کی زندگی

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ شہید کی حیات میں علماء کے مختلف خیال ہیں ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شہداء کی روحوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ابن حبان کی صحیح میں ہے کہ مومن کی روح پرندہ ہے جو جنت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ظِلِّ الْمَلَآئِكَةِ عَلَى الشَّهِيْدِ

٢٦٢١ــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ اَنَّه سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جِيْءَ بِاَبِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهٖ وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبْتُ اَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهٖ فَنَهَانِيْ قَوْمِيْ فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ فَقِيْلَ اِبْنَةُ عَمْرٍو اَوْ اُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ فَلِمَ تَبْكِيْ اَوْ فَلَا تَبْكِيْ مَا زَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا قُلْتُ لِصَدَقَةَ اَفِيْهِ حَتّٰى رُفِعَ قَالَ رُبَّمَا قَالَهٗ

باب ــــ شہید پر فرشتوں کا سایہ کرنا

ترجمہ : ابن عُیینہ نے کہا کہ میں نے محمد بن منکدر کو یہ کہتے ہُوئے سُنا

٢٦٢١ــ کہ اُنھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میرے باپ کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر کیا گیا جبکہ مشرکوں نے ان کے ناک اور کان وغیرہ کاٹ دیئے تھے۔ ان کو آپ کے آگے رکھ دیا گیا اور میں نے ان کے چہرہ سے کپڑا اُٹھانا چاہا تو میری قوم نے مجھے روک دیا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی عورت کی آواز سُنی تو آپ سے عرض کیا گیا وہ عمرو کی بیٹی یا (یہ کہا گیا) کہ وہ جابر کی بہن ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ کیوں روتی ہے یا (یہ فرمایا) وہ نہ روئے فرشتے تو اس پر اپنے پَروں سے سایہ کئے ہُوئے ہیں۔ میں نے صدقہ سے کہا۔ کیا اس حدیث میں یہ لفظ ہے ،، حتیٰ کہ ان کو اٹھا لیا گیا ،، اُس نے کہا کبھی یہ بھی کہا ہے۔

شرح : اس حدیث سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حال کی عظمت

٢٦٢١ــ بیان کرنی مقصود ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو زندہ کر کے اس سے ہر ملا کلام کیا۔ صَدَقہ بن فضل امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاد ہیں ان سے امام بخاری نے استفسار کیا کہ کیا حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت جابر کی میت اٹھانے تک فرشتے ان کو سایہ کرتے رہے؟

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۲۶۲۳ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ مُوْسٰى اِبْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ اَبِى النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَكَانَ كَاتِبَهٗ قَالَ كَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِى اَوْفٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ تَابَعَهٗ اُلْاُوَيْسِىُّ عَنِ ابْنِ اَبِى الزِّنَادِ عَنْ مُوْسٰى اِبْنِ عُقْبَةَ

والے لوگ جنّت میں نہیں جائیں گے ؟ اور کفار میں سے مرنے والے دوزخ میں ہوں گے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیوں نہیں (ہمارے شہداء جنت میں اور کافروں میں سے مرنے والے دوزخ میں ہوں گے)

شرح : اس ترجمہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ تلواروں کے لئے چمک ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کے نیچے سایہ بھی ہوگا چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے۔ الحاصل اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے جنت میں جائیں گے لہٰذا مسلمانوں کو جہاد سے ڈرنا نہیں چاہیئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کلام کا بھی یہی مطلب ہے کہ جب مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں قتل ہونے سے جنّت ملتی ہے۔ تو کفار کے ساتھ جنگ کرنے میں ہمیں تامّل نہیں کرنا چاہیئے اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی تصدیق فرمائی۔

ترجمہ : موسیٰ بن عقبہ نے عمر بن عُبید اللہ کے آزاد کردہ غلام ابو نضر سالم سے روائت کی۔ اور وہ ان کے کاتب تھے اُنھوں نے کہا کہ عبداللہ ۲۶۲۳ــــ بن ابی اَوْفیٰ نے ان کو خط لکھا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ یقین کرو کہ جنّت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔ اُوَیسی نے ابن ابی الزناد سے اُنھوں نے موسیٰ بن عقبہ سے روائت کرنے میں معاویہ بن عمرو کی موافقت کی ہے۔

شرح : سالم عبداللہ بن اوفیٰ کا کاتب تھا۔ اور ان کو عمر بن عبید اللہ کا ۲۶۲۳ــــ کاتب کہنا صحیح نہیں۔ صاحبِ تلویح نے ذکر کیا کہ اس حدیث کی کتابت صحیح نہیں کیونکہ ابن ابی اوفی نے سالم کو خط نہیں لکھا تھا اُنھوں نے تو عمر بن عُبید اللہ کو لکھا کیونکہ عمر بن عبید اللہ خوارج کے ساتھ جنگ میں سپہ سالار تھے اور سالم نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

عدد کا مفہوم یہی ہے۔
حضرت سلیمان علیہ السلام کے صاحب سے مراد اِن کی مجلس کا ساتھی ہے یا ان کا وزیر مراد ہے جن ہو یا انسان ،، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو ان کے پاس وحی لایا کرتا تھا اور لفظ سے ظاہر بھی یہی ہے اور یہی درست ہے۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے زبان سے اِنْ شَاءَ اللّٰہُ ،، نہیں کہا تھا یہ مطلب نہیں کہ وہ دل میں جملہ امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے سے غافل تھے کیونکہ یہ منصب نبوت کے لائق نہیں اور نبی کا دل کسی وقت اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو اَللّٰھُمَّ غُفْرَانَکَ ،، فرماتے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا وقت جو زبانی ذکر نہیں ہوسکا اس کی مغفرت چاہتے ہیں چونکہ مقامِ نبوت بلند مقام ہے اس لئے مباح کے ترک کو وہ عظیم تر سمجھتے ہیں اور نبی کا اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا کسی گناہ کے باعث نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام نبوت کے اظہار سے قبل اور بعد ہر صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے معصوم ہوتے ہیں اور کسی وقت بھی اللہ کے حکم کا خلاف نہیں کرتے ،،

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ فقہاء اور متکلمین کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام صغائر اور کبائر گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور منصب نبوت اس سے بلند و بالا ہے کہ ان سے کوئی گناہ صادر ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان کی اقتداء کا حکم فرمایا ہے اور اگر ان سے گناہ کا صدور ہو تو ہم پر ان کی اقتداء لازم نہ ہوگی۔ اور نہ ہی ان کے اقوال اور افعال ہم پر لازم ہوں گے۔ الحاصل انبیاء کرام علیہ السلام سے بعض امور کا صدور حکمت غامضہ پر مبنی ہے۔ جیسے سیدنا آدم علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے کہ اُنھوں نے باری تعالیٰ کے حکم کا خلاف کیا اور شجرہ ممنوعہ سے تناول فرمایا اس میں ان کو اگرچہ بظاہر منع کیا گیا تھا مگر درحقیقت وہ اس کے تناول کے مامور تھے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم سے پہلے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ پھر جب ان کو پیدا کیا تو ان کو جنت میں بسا کر فرمایا کہ اس درخت سے تناول نہ کرنا۔ اگر بالفرض وہ اس پر عمل پیرا ہوتے اور اور ہمیشہ کے لئے شجر ممنوعہ سے تناول نہ کرتے تو وہ ہمیشہ کے لئے زمین پر نہ اُترتے اور نہ اللہ تعالیٰ کا زمین میں خلیفہ ہوتے تو اللہ کی خبر جھوٹی ہوجاتی (معاذ اللہ) چونکہ اللہ کی خبر کا جھوٹا ہونا محال ہے اور اس کو لازم یہ ہے کہ شجرہ ممنوعہ سے تناول کریں لہذا آدم علیہ السلام پر اس سے تناول کرنا فرض تھا اور فرض پر عمل کرنے والے کو گنہگار نہیں کہا جاتا۔ اسی لئے شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں آدم کی جگہ ہوتا اور مجھے یہ معلوم ہوتا کہ درخت کے تناول پر بے شمار مصلحتیں مرتب ہوں گی خصوصاً سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دُنیا میں ظہور ہوگا تو میں اس درخت کو جڑوں سمیت کھا جاتا ،، یہی حال حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا ہے جبکہ وہ تمام نبی تھے۔ کہ ان سے جو کچھ صادر ہُوا وہ یوسف علیہ السلام کے لئے چاہِ کنعان میں نبوت کا مقدمہ تھا اور ذبح کا مقدمہ بھی فرض ہوتا ہے اس

marfat.com
Marfat.com

۲۶۲۵ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ اَنَّهٗ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَهٗ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلَقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهٗ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى شَجَرَةٍ فَخَطَفَتْ رِدَآءَهٗ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَلَا كَذُوْبًا وَلَا جَبَانًا

اس لئے احسنیت، اشجعیت اور اجودیت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صفات ہیں۔

ترجمہ : محمد بن جبیر نے کہا مجھ سے جبیر بن مطعم نے بیان کیا کہ وہ ایک وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہے تھے آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے جبکہ غزوہ حنین سے واپس آئے لوگوں نے آپ کو گھیر لیا جبکہ وہ آپ سے کچھ مانگتے تھے حتیٰ کہ آپ کو کیکر کے درخت تک لے گئے تو اس درخت نے آپ کی چادر تھام لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور فرمایا میری چادر تو مجھے دے دو۔ اگر میرے پاس اس درخت کے کانٹوں کی تعداد میں اونٹ ہوتے تو میں سب تم میں تقسیم کر دیتا پھر تمہیں مجھے بخیل نہ پاتے اور نہ جھوٹ بولنے والا اور بزدل پاتے۔

۲۶۲۵ ـــــ

شرح : حُنَین مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے۔ اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت واضح ہوتی ہے جبکہ آپ نے فرمایا اس درخت کے کانٹوں کی تعداد میں اُونٹ سخاوت کرنے میں تم مجھے بخیل نہ دیکھو گے۔ نیز اس حدیث میں آپکے عظیم اخلاق کی ایک جھلک نظر آتی ہے کہ شاہِ کونین ہوتے ہوئے لوگوں کی سختیاں فراخدلی سے برداشت کرتے ہیں اور ان کی غیر مہذب گفتگو اور ہٹ دھرمی کی پرواہ تک نہیں کرتے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کَذُوب مبالغہ کا صیغہ ہے اسی طرح جبان صفت مشبہ ہے یہ اصول ہے کہ مبالغہ کی نفی سے نفس شئ کی نفی نہیں ہوا کرتی۔ لہذا کذوب کی نفی سے نفس کا ذبیت کی نفی نہیں ہوتی اور بخیل کی نفی سے باخلیت کی نفی نہیں ہوتی اور نہ جبان کی نفی سے نفس جُبن کی نفی ہوتی ہے۔ حالانکہ اس مقام میں نفس کا ذبیت باخلیت اور جبن کی نفی مطلوب ہے اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی فعُّول کا وزن نفس شی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور مبالغہ مطلوب نہیں ہوتا اسی طرح فعِیل کا وزن نفس صفت کے معنی میں آتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ" میں

marfat.com
Marfat.com

۲۶۲۷ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِیْ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

۲۶۲۷ ـــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے " اے اللہ میں تیرے ذریعہ عجز کاہلی، بزدلی اور بڑھاپے سے پناہ چاہتا ہوں اور میں تیرے ذریعہ زندگی اور موت کے فتنہ سے اور عذابِ قبر سے پناہ چاہتا ہوں۔

شرح : بزدلی سے اس لئے پناہ چاہتے ہیں کہ یہ آخرت کے عذاب کا سبب بنتی ہے۔ کیونکہ بزدلی کے سبب انسان جہاد سے بھاگے گا تو اللہ تعالیٰ کی وعید میں داخل ہوگا اور جو کوئی جہاد سے جی چراتا ہے وہ اللہ کے غضب کا مستوجب ہوتا ہے۔ بسا اوقات تو یہ ہوتا ہے کہ وہ دینِ اسلام سے منحرف ہوجاتا ہے اور بزدلی کے باعث مرتد ہوجاتا ہے۔ رذیل عمر یہ ہے کہ انسان بڑھاپے کے باعث بچپن کی سی عادات کی طرف لوٹ جاتا ہے اس کا جسم کمزور، عقل ماؤف ہوجاتی ہے اور سمجھ میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ نیز بڑھاپے کے باعث فرائض کی ادائیگی سے قصور واقع ہوتا ہے حتیٰ کہ اپنی ذات کی بھی خدمت سے قاصر ہوجاتا ہے اور گھر والوں کے بوجھ بن جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس کی موت کی خواہش کرنے لگتے ہیں اور اگر اس کے گھر والے نہ ہوں تو اور زیادہ مصیبت بن جاتی ہے (العیاذ باللہ) دُنیا کا فتنہ یہ ہے کہ دُنیاوی مال و دولت کی حرص میں عاقبت سے غافل ہوجاتا ہے اور آخرت کو دُنیا کے عوض فروخت کر دیتا ہے (معاذ اللہ)

عجز قدرت کی ضد ہے اور وہ یہ ہے کہ جس کام کے کرنے کا ارادہ کرے اس پر قادر نہ ہو۔

کسل کا معنیٰ یہ ہے کہ ہمت کمزور پڑ جائے اور مشقت پر جسم کے آرام کو ترجیح دے۔ اس سے اس لئے پناہ چاہی کہ اس کے باعث اعمالِ صالحہ سے دُوری ہوجاتی ہے۔

حیات و ممات ،، حیات کا فتنہ یہ ہے کہ آخرت سے غافل ہوکر تحصیل دنیا میں مصروف ہوجاتا ہے اور دُنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگتا ہے اور ممات کا فتنہ یہ ہے کہ موت کے وقت بُرے خاتمہ کا ڈر ہونے لگتا ہے۔ عذاب کا فتنہ یہ ہے کہ اپنے بُرے اعمال کو بُری صُورت میں دیکھنے لگتا ہے (العیاذ باللہ)

واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وُجُوْبِ النَّفِيْرِ وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ

وَقَوْلِهٖ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا اِلٰى قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ وَقَوْلِهٖ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ سَرَايَا مُتَفَرِّقِيْنَ وَيُقَالُ وَاحِدُ الثُّبَاتِ

ثُبَةٌ

کے ساتھ حضرت طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی باقی نہ رہا تھا۔ اس لئے حضرت طلحہ جنگِ اُحُد کے مواقع بیان کرتے تھے تاکہ لوگ ان کی اقتداء کریں وہ اس طرح کے بیان سے لوگوں کو اس طرح کے حال کی ترغیب دلایا کرتے تھے "رضی اللہ عنہ"

باب — کافروں کے ساتھ جنگ کے لئے نکلنے کا وجوب اور جس قدر جہاد واجب ہے اور اس میں نیت کرنا"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں لڑو۔ اپنے مال اور جان سے" یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر جانو۔ اگر کوئی قریب مال یا متوسط سفر ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے۔ مگر ان پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا۔ اور اللہ نے فرمایا اے ایمان والو تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ خدا کی راہ میں کوچ کرو تو بوجھ کے مارے زمین پر بیٹھ جاتے ہو۔ کیا تم نے دُنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کر لی اور جیتی دُنیا کا اسباب آخرت کے سامنے نہیں مگر تھوڑا" اور اگر کوچ نہ کرو گے تو تمہیں سخت سزا دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ لے آئے گا۔

marfat.com
Marfat.com

٢٦٣١ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحُوْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْهِمْ لِيْ فَقَالَ بَعْضُ بَنِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُسْهِمْ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ ابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَاعَجَبًا لِوَبْرٍ تَدَلّٰى عَلَيْنَا مِنْ قَدُوْمِ ضَأْنٍ يَنْعٰى عَلَيَّ قَتْلَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّيْ عَلٰى يَدَيْهِ قَالَ فَلَا اَدْرِيْ اَسْهَمَ لَهٗ اَوْ لَمْ يُسْهِمْ لَهٗ قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِيْهِ السَّعِيْدِيُّ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ السَّعِيْدِيُّ هُوَ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ

٢٦٣٠ ـــ شرح : اللہ کے ضحک کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ اس سے راضی ہوجاتا ہے۔ ضحک کو رضاء لازم ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی اللہ کی راہ میں قتل ہوجائے وہ جنتی ہے، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

٢٦٣١ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ خیبر فتح کرنے کے بعد وہاں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی غنیمت سے حصہ دیں تو بنی سعید سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! اس کو غنیمت سے کچھ نہ دیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو ابن قوقل کا قاتل ہے۔ ابن سعید بن عاص نے کہا اس جانور پر تعجب ہے جو پہاڑ کے کنارے سے ہم پر گر پڑا ہے۔ مجھے ایک مسلمان کے قتل کا عیب لگاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر عزت دی اور مجھے اس کے ہاتھ سے ذلیل نہیں کیا پھر نامعلوم کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو غنیمت سے کچھ دیا یا نہ دیا سفیان نے کہا مجھ سے سعیدی نے اپنے دادا سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا۔ سعیدی عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص ہے"

٢٦٣١ ـــ شرح : ابن قوقل نعمان بن مالک بن ثعلبہ ہے وہ اُحد کی جنگ میں شہید ہوگئے تھے۔ بنی سعید میں سے ابوہریرہ پر اعتراض کرنے والا " ابان بن سعید

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ

۲۶۳۳ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ

باب جس نے روزہ پر غزوہ کو پسند کیا

۲۶۳۲ ـــ ترجمہ : ثابت بنانی نے کہا میں نے حضرت انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوطلحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غزوہ کے سبب روزہ نہ رکھا کرتے تھے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے بظاہر انتقال فرما گئے تو میں نے ان کو عیدالفطر اور عیدبقرہ کے سوا کبھی روزہ کے بغیر نہیں دیکھا "

شرح : ابوطلحہ کا نام زید بن سہل انصاری ہے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ کے شوہر تھے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چالیس برس بقید حیات رہے اور وہ بدستور روزہ سے ہوتے تھے۔ صرف ان دنوں روزہ افطار کرتے جن میں نہی وارد ہے۔ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس لئے روزہ سے نہ ہوتے تھے کہ دشمن کے مقابلہ میں کمزور نہ ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ جہاد کی بہت فضیلت ہے اور دوسرے نفلی اعمال پر اس کو ترجیح حاصل ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوطلحہ نے اس لئے روزے رکھنے شروع کر دیئے کہ اسلام طاقتور ہو گیا تھا اور دشمن پر اسلام کو غلبہ حاصل ہو چکا تھا اور جہاد میں آسانی ہو گئی تو پھر وہ روزہ بھی رکھتے اور جہاد بھی کرتے تھے تاکہ دونوں طاعتیں جمع کر لیں اور قیامت میں باب الریان سے جنت میں داخل ہوں۔ یہ بات ذہن نشین ہو کہ رمضان مبارک کے روزوں کے علاوہ دوسرے دنوں کے روزوں میں یہ کلام ہے " واللہ ورسولہ اعلم !

باب ـــ اللہ کی راہ میں قتل کے سوا سات شہادتیں ہیں"

۲۶۳۳ ـــ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

۲۶۳۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَجَآءَ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا وَشَكَا ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ ضَرَارَتَه فَنَزَلَتْ لَا يَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِی الضَّرَرِ

۲۶۳۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ الزُّهْرِیُّ ثَنِیْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِیِّ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِی الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰی جَلَسْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ فَاَخْبَرَنَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْلٰی عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَجَآءَهُ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ

کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے۔ اس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (نساء ۶ ۱۰)

۲۶۳۵ ـــ ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب یہ آئت (لَا يَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ) نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کو بلایا وہ چوڑی ہڈی لے کر آئے اور یہ آئت لکھی اور ابن ام مکتوم نے نابینا ہونے کی شکائت کی تو یہ آئت کریمہ (لَا يَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِی الضَّرَرِ) نازل ہوئی (ابن ام مکتوم عمرو بن قیس عامری ہے اس کی والدہ عاتکہ مخزومیہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب رکھنا اور علم لکھنا جائز ہے)

۲۶۳۶ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی سے روائت ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھا تو میں اس کے پہلو میں بیٹھ گیا اس نے ہم سے بیان کیا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الْقِتَالِ وَقَوْلِ اللّٰهِ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ

٢٦٣٨ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيدٌ يَعْمَلُونَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوعِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ فَقَالُوا مُجِيبِينَ لَهُ (شعر)

نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا ۞ عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا

نے لکھا اور میں نے وہ پڑھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دشمن سے جنگ کرو تو صبر سے کام لو! (یعنی دشمن کے ساتھ جنگ کرتے ثابت قدم رہو اور اس کی طاقت سے مت گھبراؤ)

باب — دشمن کے ساتھ جنگ کی ترغیب دلانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی! مومنوں کو جنگ کی ترغیب دلائے"

٢٦٣٨ — ترجمہ: حمید سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق کے لئے نکلے کیا دیکھتے ہیں کہ مہاجر اور انصار سخت سردی میں خندق کھود رہے ہیں ان کے پاس خادم نہیں تھے جو یہ کام کرتے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کی مشقت اور بھوک وغیرہ دیکھی تو فرمایا "اے اللہ بے شک زندگی آخرت کی زندگی ہے تو انصار اور مہاجرین کو بخش دے انھوں نے جواب میں کہا "ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے محمد" صلی اللہ علیہ وسلم "کی ہمیشہ کے لئے جہاد پر بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ باقی رہیں گے۔

٢٦٣٨ — شرح: خداوند قدوس کے ارشاد کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو جنگ کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ چنانچہ جنگِ بدر میں جب مشرک پوری قوت اور آلاتِ حرب سے مسلح ہوکر

marfat.com
Marfat.com

۲۶۴۰ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ۲۴۴۱ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ

لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ۞ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ۞ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا
اِنَّ الْاُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ۞ اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

باب خندق کھودنا

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجروں اور انصار

۲۶۳۹ — نے مدینہ منورہ کے گرداگرد خندق کھودنا شروع کی اور وہ اپنی پیٹھوں پر مٹی اُٹھا کر باہر لاتے اور یہ کہتے تھے ؎ ہم نے ہمیشہ کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کی ہے جب تک ہم باقی رہیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں فرماتے تھے ؎ اے اللہ! آخرت کی بہتری کے سوا کوئی بہتری نہیں ہے۔ اور انصار و مہاجرین میں برکت فرما۔

ترجمہ : ابواسحاق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سُنا

۲۶۴۰ — کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (خندق کے روز) مٹی اُٹھاتے اور یہ فرماتے تھے۔
اے اللہ! اگر تیرا کرم نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔

ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے احزاب کے روز جناب رسول اللہ

۲۶۴۱ — صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مٹی باہر نکالتے تھے اور غبار نے آپ کے بطن شریف کی سفیدی کو چھپایا ہوا تھا۔ جبکہ آپ یہ فرما رہے تھے ؎
اگر تیرا کرم نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ کرتے اور نہ نمازیں پڑھتے ہم کو عزت و وقار عنایت کر اور اگر ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔ بے شک مکہ والوں نے ہم پر زیادتی کی جب اُنھوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے اس کا انکار کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

۲۶۴۴ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَسُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

۲۶۴۵ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ أَيْ فُلْ هَلُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

باب — اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت

۲۶۴۴ — ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ جس کسی نے اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے ستر برس دُور کر دے گا۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جاوے کہ حدیث ۲۶۳۲ میں ہے کہ ابوطلحہ غزوہ

۲۶۴۴ — میں افطار کرتے تھے اور اس کو روزہ پہ ترجیح دیتے تھے اور یہ حدیث اس کے خلاف معلوم ہوتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص جہاد میں روزہ سے ضعیف نہ ہو اس کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے اور جو ضعیف ہو جائے وہ افطار کرے۔ حدیث میں ستر سال کا ذکر تحدید کے لئے نہیں مبالغہ کے لئے ہے اور اس سے کثرت مراد ہے۔ یعنی وہ دوزخ کی آگ سے غیر متناہی وقت دُور رہے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

marfat.com
Marfat.com

بَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ لِمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَنْ لَمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ فَهُوَ كَالْآكِلِ لَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

بَابُ فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا أَوْ خَلَفَهُ بِخَيْرٍ

۲۶۴۷ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا الْحُسَيْنُ ثَنِي يَحْيَى قَالَ ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ ثَنِي بُسْرُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا

کیا اچھا چیز بُری چیز کو لائے گی ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چُپ رہے ۔ ہم نے کہا آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ چنانچہ لوگ خاموش ہو گئے۔ گویا کہ ان کے سَروں پر پرندے ہیں ۔ پھر آپ نے چہرۂ انور سے پسینہ پونچھا اور فرمایا ابھی ابھی سوال کرنے والا شخص کہاں ہے ؟ کیا مال اچھا ہے ؟ بے شک اچھی چیز بُرائی نہیں لاتی ۔ موسم ربیع جو گھاس اُگاتا ہے وہ مار ڈالتا ہے یا مرنے کے قریب کر دیتا ہے ۔ جب جانور گھاس چرے حتیٰ کہ جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جائیں تو وہ سُورج کے سامنے آجائے (اس کی گرمی سے) وہ لید اور پیشاب کرے پھر چرنے لگے ۔ بے شک یہ مال سرسبز میٹھا ہے ۔ مسلمان کا مال کیا ہی اچھا ہے جو اس کو حق سے حاصل کرے اور اللہ کی راہ میں اور یتیموں اور مسکینوں میں خرچ کرے اور جو شخص اس کو حق سے حاصل نہ کرے وہ اس کھانے والے کی طرح ہے جو سیر نہ ہو اور وہ مال قیامت کے روز اس پر گواہ ہوگا ۔

(اس حدیث کی شرح حدیث ۱۳۸۲ کے تحت گزری ہے)

باب — اس شخص کی فضیلت جو غازی کو تیار کرے یا اس کا اچھا خلیفہ بنے

۲۶۴۷ — ترجمہ : زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۲۶۴۹ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ قَالَ وَذَكَرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَالَ أَتَى أَنَسٌ ثَابِتَ ابْنَ قَيْسٍ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنَّطُ فَقَالَ يَا عَمِّ مَا يَحْبِسُكَ أَلَا تَجِيءُ قَالَ الْآنَ يَا ابْنَ أَخِي وَجَعَلَ يَتَحَنَّطُ يَعْنِي مِنَ الْحَنُوطِ ثُمَّ جَاءَ فَجَلَسَ فَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ انْكِشَافًا مِنَ النَّاسِ فَقَالَ هٰكَذَا عَنْ وُجُوهِنَا حَتَّى نُضَارِبَ الْقَوْمَ مَا هٰكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا عَوَّدْتُمْ أَقْرَانَكُمْ رَوَاهُ حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ

۲۶۴۹ ــــ ترجمہ : ابن عون نے موسیٰ بن انس سے بیان کیا اور یمامہ کے غزوہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ثابت بن قیس کے پاس آئے جبکہ ان کی دونوں رانیں برہنہ تھیں اور وہ خوشبو لگائے ہوئے تھے۔ اور کہنے لگے اے چچا! آپ کو کس نے آنے سے منع کیا انھوں نے کہا اب چلتے ہیں اور خوشبو لگانے لگے پھر آئے اور بیٹھ گئے اور اپنی گفتگو میں لوگوں کی شکست ذکر کی اور کہا اس طرح ہم کافروں سے لڑتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس طرح نہ کرتے تھے جو تم نے اپنے ساتھیوں کو بری عادت ڈال رکھی ہے۔ اس کی حماد نے ثابت سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

۲۶۴۹ ــــ شرح : یمامہ۔ یمن میں ایک شہر ہے جو طائف سے دو مرحلوں پر واقع ہے ایک نیلی آنکھوں والی عورت جو قافلہ کو تین دن کی مسافت سے دیکھ لیتی تھی کے نام سے موسوم ہے۔ اس مقام میں مسلمانوں اور مسیلمہ کذاب کے ساتھیوں میں زبردست جنگ لڑی گئی تھی یہ غزوہ بارہ ہجری میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں لڑا گیا تھا۔ جو گیارہ ہجری میں شروع ہوا اور بارہ ہجری میں ختم ہوا تھا۔ اس میں چار سو پچاس قاری صحابی شہید ہوئے ان میں سے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ اس جنگ میں انہی کے ہاتھ میں انصار کا جھنڈا تھا اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے سپہ سالار تھے۔ جبکہ بنو حنیفہ جو مسیلمہ کذاب کا لشکر تھا چالیس ہزار کی تعداد میں تھا۔ ان میں سے اکیس ہزار مارے گئے تھے اور مسیلمہ کذاب بھی مارا گیا اور اس کو وحشی بن حرب نے قتل کیا جس نے کفر کے زمانہ میں جنگ اُحد میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ اُس نے مسیلمہ کو برچھا مارا جو اس کے جسم میں سے دوسری طرف نکل گیا پھر جلدی سے ابو دجانہ نے اُس کو تلوار ماری اور وہ گر کر مر گیا۔

marfat.com
Marfat.com

بابٌ هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيْعَةُ وَحْدَهٗ

۲۶۵۱ــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ اَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَالَ صَدَقَةُ اَظُنُّهٗ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَاَنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ

باب ــــ کیا ایک شخص کو دشمن کی اطلاع پانے بھیجا جائے؟

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو پکارا صدقہ نے کہا میرا خیال ہے کہ یہ غزوہ خندق کا واقعہ ہے۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پکارا تو حضرت زبیر نے جواب دیا آپ نے پھر پکارا تو زبیر نے جواب دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے مخلص دوست ہوتے ہیں میرا مخلص دوست زبیر بن عوام ہے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۲۶۵۱ــــ شرح : جس کسی شخص کو دشمن کے احوال معلوم کرنے کے لئے بھیجا جائے اس کو "طَلِيْعَةُ الْجَيْشِ" کہا جاتا ہے۔ یہ غزوۂ خندق کا واقعہ ہے جبکہ بنو قریظہ نے نقض عہد کیا اور دوسرے کافروں کی معیت میں مدینہ منورہ پر حملہ بول دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی کے مشورہ کے مطابق مدینہ منورہ کے اردگرد خندق کھدوا دی تھی اس کو غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ اس روز جب حالات سخت سے سخت ہو گئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو آواز دی کہ بنو قریظہ کے حالات کون معلوم کرے گا؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے قبول کیا اور دشمن کی جاسوسی کرنے تشریف لے گئے۔ اس طرح تین بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا اور تین بار حضرت زبیر نے جواب دیا تو آپ نے خوش ہو کر فرمایا۔ ہر نبی کے مخلص ہوتے ہیں میرا مخلص زبیر بن عوام ہے رضی اللہ عنہ۔

"حَوَارِی" کا معنیٰ ناصر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری بھی ان کے ناصر اور مددگار تھے اس کا مادہ "تَحْوِیر" ہے اور معنیٰ سفید کرنا ہے۔ چنانچہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے انصار کو حواری کہا گیا ہے اور وہ کپڑے صاف کیا کرتے تھے۔ چھانے ہوئے آٹا کی پکی ہوئی روٹی کو بھی حواری کہا جاتا ہے۔ جب لفظ "حواری" کو متکلم کی

marfat.com
Marfat.com

۲۶۵۴ــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ وَابْنُ اَبِی السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ سُلَيْمٰنُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ وَتَابَعَهٗ مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عُرْوَةَ اِبْنِ اَبِی الْجَعْدِ

۲۶۵۵ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰی عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِی التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَرَكَةُ فِیْ نَوَاصِی الْخَيْلِ

۲۶۵۴ ــــ ترجمہ : عروہ بن جعد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانیوں کو قیامت تک خیر لازم ہے۔ سلیمان نے شعبہ سے اُنھوں نے عروہ بن ابی الجعد سے یہ روائت کی ہے اور مُسَدَّد نے ہُشَیم سے اُنھوں نے حُصَین سے اُنھوں نے شعبی سے اُنھوں نے عروہ بن ابی الجعد سے روائت میں سلیمان کی متابعت کی۔

۲۶۵۵ ــــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔

۲۶۵۳ تا ۲۶۵۵ ــــ شرح : اس حدیث کا عنوان بعینہٖ حدیث کے الفاظ ہیں۔ یعنی جو گھوڑے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے ہیں ان کی پیشانی میں قیامت تک برکت رہے گی۔ اور وہ اجر اور غنیمت ہے۔ معلوم ہُوا کہ قیامت تک جہاد جاری رہے گا لہٰذا جہاد کے لئے گھوڑے تیار رکھنا باعثِ اجر و ثواب ہے۔ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے کی پیشانی پر ہاتھ مبارک پھیرتے اور اس کو مَلا کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ فرماتے کہ اس میں قیامت تک برکت ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

متابعت کا مقصد یہ ہے کہ سلیمان نے جَعْد کا باپ ذکر کیا ہے۔ اور مسدد نے ان کی موافقت کی۔

marfat.com
Marfat.com

۲۶۵۷ ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ اَنَا طَلْحَةُ بْنُ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ الْمَقْبُرِيَّ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبْعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِيْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

۲۶۵۷ ــــ ترجمہ : طلحہ بن ابی سعید نے کہا میں نے سعید مقبری کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہوئے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا روکا تو اس گھوڑے کا چارے اور پانی سے سیر ہونا اور اس کا پیشاب قیامت میں اس کی میزان میں ہوں گے"

۲۶۵۷ ــــ شرح : یعنی جو کوئی اپنے لئے گھوڑا روک رکھتا ہے تاکہ دشمن کے مقابلہ کی جب بھی مسلمانوں کو ضرورت پڑے وہاں اس گھوڑے سے کام لیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم دشمن کے مقابلہ کے لئے قوت اور گھوڑے تیار رکھو۔ اس طرح تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو مرعوب کر سکو گے تو اس گھوڑے کے پیشاب اور لید وغیرہ کے برابر اس کو ثواب حاصل ہوگا!

حدیث شریف میں قوت کی تفسیر تیر اندازی سے کی گئی ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ" خبردار قوت تیر اندازی ہے" مگر یہ اس زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ جبکہ اس کے سوا دور مار آلات نہ تھے لیکن اس زمانہ میں حدیث کی روشنی میں اس کے ساتھ بموں اور میزائلوں کا اضافہ کر دیا جائے تو بجا ہوگا جبکہ اس دور میں ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور میزائل ہی طاقت سمجھتے جاتے ہیں۔ جس ملک کے پاس ایٹم بم نہ ہو وہ کمزور ملک کہلاتا ہے۔ اور برتری انہی ممالک کو حاصل ہے جو اس دوڑ میں آگے آگے جا رہے ہیں۔ ہمارے نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ دراصل قوت رمی ہے اور مذکور بم اور میزائل رمی میں داخل ہیں۔ آج سے چودہ سو برس پہلے آپ نے تنبیہ کر دی کہ خبردار اصل قوت رمی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایٹم بم اور میزائل وغیرہ آپ کے علم میں تھے۔ اور ان کی ہیئت ترکیبی آپ کے پیش نظر تھی چنانچہ حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہارے گھروں میں فتنے اس طرح گرتے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کے قطرے گرتے ہیں اور فرمایا "میں دنیا اور اس میں موجود ہر شئی کو کف دست کی طرح دیکھ رہا ہوں" اگر اللہ تعالیٰ اپنے عظیم فضل کے باعث اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم عطا فرما دے تو بعید نہیں چنانچہ قرآن کریم میں ہے "عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا" اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے"

گھوڑے کا کھانا، پینا اور بول و براز بعینہا کا وزن نہ کیا جائے گا بلکہ ان کے ذرات کے برابر حصولِ ثواب مقصود

marfat.com
Marfat.com

۲۶۶۰ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ اٰدَمَ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهٗ عُفَيْرٌ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَلَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا

۲۶۶۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهٗ مَنْدُوْبٌ فَقَالَ مَا رَاَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَاِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

اس کا ایک ٹکڑا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑا اور تناول فرمالیا۔

ترجمہ : اُبَیّ بن عباس بن سہل نے اپنے باپ سے اُنھوں نے ان کے دادا سے روایت
۲۶۵۹ — کی۔ کہ ہمارے باغ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گھوڑا تھا جس کو "لُحَیف"
کہا جاتا تھا۔

۲۶۶۰ — ترجمہ : حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک گدھے پر سوار تھا جس کو "عُفَیر" کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے۔ اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو کوئی اس کا شریک نہ بنائے اس کو عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کو خوشخبری نہ دو وہ توکل کر بیٹھیں گے۔

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مدینہ منورہ
۲۶۶۱ — میں دہشت طاری ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے گھوڑا مستعار لیا جس کو مندوب کہا جاتا تھا اور فرمایا ہم نے تو کوئی ڈر کی چیز نہیں دیکھی اور اس گھوڑے کو تو ہم نے سمندر پایا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلْخَيْلُ لِثَلٰثَةٍ

وَقَوْلِ اللّٰهِ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً

۲۶۶۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخَيْلُ لِثَلٰثَةٍ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِيْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ

ترجمہ : سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نحوست اگر کسی شئی میں ہے تو وہ عورت گھوڑے اور مکان میں ہو سکتی ہے

شرح : اگر یہ سوال ہو کہ ان تین میں نحوست کی تخصیص کی کیا وجہ ہے

۲۶۶۳ — اس کا جواب یہ ہے کہ ان تین اشیاء کی خلقت میں نحوست

۲۶۶۲ ، ۲۶۶۳ — نہیں ان میں نحوست صرف عادۃً ہے۔ بعض علماء نے یہ کہا کہ ان تین کو اس لئے خاص کیا ہے کہ انسان طبعًا ان سے مستغنی نہیں ہوتا کیونکہ اس نے کسی نہ کسی جگہ رہائش کرنی ہوتی ہے تو مکان کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے زندگی بسر کرنے کے لئے رفیق کی بھی ضرورت ہوتی ہے جس کے ساتھ بود و باش کر سکے تو اس کے لئے بیوی کی ضرورت ہے۔ پھر انسان کی حیات صرف اللہ کے دین کو عروج وارتقاء تک پہنچانے کے لئے ہے اس کے لئے جہاد کی ضرورت ہے لہٰذا گھوڑے کا پاس ہونا ضروری ہے تو لمبی مدت میں مکروہ شئی بھی لاحق ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان کی طرف نحوست کی نسبت کی گئی ہے۔ حالانکہ نحوست و برکت اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے لاحق ہوتی ہے۔ عورت میں نحوست یہ ہے کہ اس سے بچہ پیدا نہ ہو۔ گھوڑے میں نحوست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کر سکے۔ دار میں نحوست یہ ہے کہ ہمسایہ اچھا نہ ہو ،، یعنی اگر نحوست ہو تو ان تین میں ہو سکتی ہے اور یہ معنی نہیں کہ یہ تین منحوس ہیں ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے کہ گھوڑے کی پیشانی پر قیامت تک خیر باندھی گئی ہے اور یہ برکت ہے نحوست نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان گھوڑوں میں نحوست مراد ہے جو جہاد کے لئے نہ ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خیر و شر دونوں گھوڑے میں پائی جاتی ہیں گویا کہ اجر و غنیمت سے خیر کی تفسیر کی اور اس کو یہ لازم نہیں کہ گھوڑے میں نحوست ممتنع ہو جبکہ کبھی اس کا خلاف بھی ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ ضَرَبَ دَآبَّةَ غَيْرِهٖ فِي الْغَزْوِ

۲۶۶۵ ـــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اَبُوْعَقِيْلٍ ثَنَا اَبُوالْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ اَتَيْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ فَقُلْتُ لَهٗ حَدِّثْنِيْ مَاسَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَافَرْتُ مَعَهٗ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ قَالَ اَبُوْعَقِيْلٍ لَا اَدْرِيْ غَزْوَةً اَوْعُمْرَةً فَلَمَّا اَنْ اَقْبَلْنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَتَعَجَّلَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَلْيَتَعَجَّلْ قَالَ جَابِرٌ فَاَقْبَلْنَا وَاَنَا عَلٰى جَمَلٍ لِّيْ اَرْمَكَ لَيْسَ فِيْهِمَا شِيَةٌ وَالنَّاسُ خَلْفِيْ فَبَيْنَا اَنَا كَذٰلِكَ اِذْ قَامَ عَلَيَّ فَقَالَ لِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ اَتَبِيْعُ الْجَمَلَ قُلْتُ نَعَمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَثَبَ الْبَعِيْرُ مَكَانَهٗ فَقَالَ اَتَبِيْعُ الْجَمَلَ قُلْتُ نَعَمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فِيْ طَوَائِفِ اَصْحَابِهٖ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِيْ نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ لَهٗ هٰذَا جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيْفُ بِالْجَمَلِ وَيَقُوْلُ لِيْ اَلْجَمَلُ جَمَلُنَا فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَاقِيَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ اَعْطُوْهَا جَابِرًا ثُمَّ قَالَ اسْتَوْفَيْتَ الثَّمَنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ

پوری تقریر حدیث ع ۲۲۱۶ کی شرح میں دیکھیں"

باب ــــ جس نے جہاد میں کسی کے جانور کو مارا

ترجمہ : ابوالمتوکل ناجی نے کہا میں جابر بن عبداللہ انصاری کے پاس آیا اور اُن سے کہا مجھ سے وہ حدیث بیان کیجئے جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ ابوعقیل نے کہا مجھے معلوم نہیں وہ سفرِ جہاد تھا یا عُمرہ کا سفر تھا جب ہم آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے گھر جلدی جانے کی خواہش کرتا ہے وہ جلد جلد جائے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم واپس آئے جبکہ میں اپنے

۲۶۶۵ ـــــ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ سِهَامِ الْفَرَسِ

وَقَالَ مَالِكٌ يُسْهَمُ لِلْخَيْلِ وَالْبَرَاذِيْنِ مِنْهَا لِقَوْلِهٖ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَلَا يُسْهَمُ لِاَكْثَرَ مِنْ فَرَسٍ

۲۶۶۷ــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِصَاحِبِهٖ سَهْمًا

باب ــــ گھوڑے کا مال غنیمت میں حصّہ

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا گھوڑے اور براذین کا غنیمت سے حصّہ نکالا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا اور ایک گھوڑے سے زیادہ کو حصّہ نہ دیا جائے

۲۶۶۷ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے لئے مالِ غنیمت سے دو حصّے اور اس کے مالک کا ایک حصّہ مقرر کیا۔ امام مالک نے کہا عربی گھوڑے اور ترکی گھوڑے کو مالِ غنیمت سے حصّہ دیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے۔ اور ایک گھوڑے سے زیادہ گھوڑوں کو حصّہ نہ دیا جائے "

۲۶۶۷ شرح : اس حدیث سے جمہور علماء نے استدلال کیا کہ مالِ غنیمت سے گھوڑے کے لئے دو حصّے اور گھوڑے والے کا ایک حصّہ ہے یعنی صاحبِ فرس غازی کو غنیمت کے مال سے تین حصّے ملتے ہیں۔ اور اگر گھوڑے کے بغیر جہاد کرے تو اس کو صرف ایک حصّہ ملتا ہے۔ امام مالک، شافعی، احمد، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے۔ ابوداؤد نے بھی ابن عمر سے، دار قطنی نے ابورہم اور جابر سے اور امام احمد رحمہ اللہ نے طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار کے لئے دو حصّے اور پیادہ کو ایک حصہ دیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سوار کے لئے صرف دو حصّے ہیں ایک اس کا اور ایک گھوڑے کا حصّہ ،، حضرت عمر فاروق، ابوموسیٰ اشعری اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا مسلک بھی یہی ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے طبرانی کی مقداد بن عمرو کی روایت سے استدلال کیا کہ وہ بدر کی جنگ میں گھوڑے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ قَادَ دَآبَّةَ غَيْرِهٖ فِي الْحَرْبِ

۲۶۶۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ اَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ اِنَّ هَوَازِنَ كَانُوْا قَوْمًا رُمَاةً وَاِنَّا لَمَّا لَقِيْنَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوْا فَاَقْبَلَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى الْغَنَآئِمِ وَاسْتَقْبَلُوْنَا بِالسِّهَامِ فَاَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفِرَّ فَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ وَاِنَّهٗ لَعَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَاَنَّ اَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

نہ دیا جائے گا بلکہ اس کو پیدل کا حصہ ملے گا۔ الحاصل امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ ہے کہ غنیمت کے استحقاق کا معیار دشمن کی زمین میں داخل ہونے کی حالت ہے اگر داخل ہوتے وقت سوار ہو تو اس کو دو حصے ملیں گے اور اگر پیدل ہو تو ایک حصہ ملے گا اگرچہ داخل ہونے کے بعد حال مختلف ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے میدانِ جنگ میں غیر کا جانور کھینچا

۲۶۶۸ — ترجمہ : ابواسحاق سے روایت ہے کہ ایک شخص نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم حُنین کی جنگ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ؟ اُنھوں نے کہا لیکن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے تھے۔ بے شک قبیلہ ہوازن کے لوگ بہت تیر انداز تھے جب ہم ان سے ملے تو ہم نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ بھاگ گئے تو مسلمان غنیمت کی طرف متوجہ ہو گئے تو اُنھوں نے آگے سے ہم پر تیروں سے حملہ کر دیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہیں بھاگے تھے۔ میں نے آپ کو دیکھا جبکہ آپ سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے " میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

۲۶۶۸ — شرح : یعنی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ تم حُنین کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الرِّكَابِ وَالْغَرْزِ لِلدَّآبَّةِ

۲۶۶۹ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَدْخَلَ رِجْلَهٗ فِی الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ قَائِمَةً اَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَيْفَةِ

بَابُ رُكُوْبِ الْفَرَسِ الْعَرِیِّ

۲۶۷۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَرَسٍ عُرْیٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِیْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ

باب — جانور کی رکاب

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

۲۶۶۹ — روایت کی کہ آپ نے فرمایا جب آپ اپنا قدم میمنت رکاب معلّٰی میں داخل فرماتے اور آپ کی سواری سیدھی کھڑی ہو جاتی تو مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھتے۔

شرح : رکاب اور غرز میں فرق یہ ہے کہ رکاب لوہے یا لکڑی کی ہوتی ہے اور

۲۶۶۹ — غرز چمڑے کی۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں مترادف ہیں اونٹ کی رکاب کو غرز کہا جاتا ہے اور گھوڑے کے لئے رکاب مستعمل ہے۔ اسی لئے حدیث میں رکاب کا ذکر نہیں کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

باب — برہنہ گھوڑے پر سوار ہونا ،،

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برہنہ

۲۶۷۰ — گھوڑے جس پر کاٹھی نہ تھی پر سوار لوگوں سے پہلے آئے اور آپ کی گردن میں تلوار تھی ،،

شرح : عُرْیٌ برہنہ گھوڑا جس پر کاٹھی نہ ہو اس کی جمع اَعْرَاءٌ ہے۔ اس حدیث سے

marfat.com
Marfat.com

۲۶۷۲ ـــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے اُنھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مُضَمَّر گھوڑے کو مقامِ حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑایا اور جو گھوڑا مُضَمَّر نہ تھا اس کو "ثنیۃ" سے مسجد بنی زُرَیق تک دوڑایا ابن عمر نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے گھوڑے دوڑائے تھے۔ عبداللہ بن ولید نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی۔ اُنھوں نے کہا ہم سے عُبیداللہ نے بیان کیا سفیان نے کہا حفیاء اور ثنیۃ الوداع کے درمیان پانچ یا چھ میل ہیں اور ثنیۃ سے مسجد زُرَیق صرف ایک میل ہے۔

شرح : ۲۶۷۲ ـــــ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت "اَجْرٰی" کے لفظ میں ہے کیونکہ اجراء میں "سبق" دوڑ کا معنی پایا جاتا ہے۔ اس باب کے عنوان کا بیان یہ ہے کہ گھوڑوں میں دوڑ لگانا مشروع ہے۔ اور گھوڑے سخت اور مضبوط کرنے کے لئے اس کی تضمیر جائز ہے تضمیر کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ گھوڑے کو چالیس روز خوب چارہ کھلایا جائے حتیٰ کہ وہ موٹا تازہ ہو جائے پھر اس کا چارہ کم کر کے آہستہ آہستہ بھوکا رکھنا شروع کر دے حتیٰ کہ وہ دُبلا پتلا ہو جائے ایسا گھوڑا بہت دوڑتا ہے۔ جتنے وقت میں دوسرا گھوڑا ایک میل دوڑتا ہے۔ یہ اتنے وقت میں چھ سات میل دوڑتا ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس پر کاٹھی باندھی جاتی ہے اور موٹے پالان اس پر ڈالے جاتے ہیں حتیٰ کہ ان کے نیچے پسینہ آجاتا ہے اس طرح اس کا گوشت سخت ہو جاتا ہے۔ اور اس کی نرمی جاتی رہتی ہے۔ حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے لئے جانور کو بھوکا رکھنا جائز ہے جبکہ اس میں اس کی اصلاح ہو۔ تضمیر کا فائدہ یہ ہے کہ جنگ میں ضرورت کے وقت ان گھوڑوں سے انتفاع کیا جاتا ہے۔ گھوڑے کی تضمیر میں علماء کا اجماع ہے۔ شوافع اس کو سنت کہتے ہیں اور بعض لوگ مباح کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس طرح کرتے تھے اسلام نے اس کو برقرار رکھا اور گھوڑوں میں دوڑ لگانے کو جائز کہا۔ اور اس میں شرط لگانا حرام قرار دیا۔ حدیث شریف بھی اسی گھوڑ دوڑ پر محمول ہے جس میں کوئی شرط نہ لگائی جائے۔ فقہاء کہتے ہیں کہ دونوں طرف سے شرط لگانا جائز نہیں ایک طرف سے شرط لگا سکتے ہیں اور حدیث میں اس کے جواز اور عدم جواز پر قطعاً دلالت نہیں۔ اور یہ اباحت کے منافی نہیں۔ ابن تین نے ذکر کیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کو یمنی چادروں کے عوض دوڑایا جو گھوڑا سب سے آگے بڑھ گیا تھا اس کو تین چادریں دیں۔ دوسرے نمبر والے کو دو چادریں اور تیسرے نمبر والے کو ایک چادر دی۔ چوتھے نمبر والے کو ایک دینار پانچویں کو ایک درہم اور چھٹے کو چاندی دی۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ تم سب کے لئے برکت کرے۔

قولہ قال عبداللہ حدثنا سفیان الخ اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ سفیان ثوری کی اپنے شیخ سے روائت کی تصریح ہے جبکہ پہلے اسناد میں تحدیث کی صراحت نہیں کیونکہ روائت عَنْعَنَہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَآءِ
وَقَالَ الْمِسْوَرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَآءُ

۲۶۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا كَانَ نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا الْعَضْبَآءُ مِنْ هٰهُنَا طَوَّلَهُ مُوْسٰى عَنْ حَمَّادٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ

مُضَمَّر کردہ گھوڑوں کو دوڑایا اور ان کو حَفْیَاء سے چھوڑا اور ان کی انتہاء ثنیۃ الوداع تھی۔ ابو اسحاق نے کہا میں نے موسیٰ سے کہا اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ موسیٰ نے کہا چھ یا سات میل کا فاصلہ ہے اور جو گھوڑے مُضَمَّر نہ تھے ان کو دوڑایا اور ثَنِیَّۃُ الوداع سے چھوڑا اور اس کی انتہا مسجد بنی زُرَیق تھی۔ میں نے کہا اس کا فاصلہ کتنا تھا۔ موسیٰ نے کہا صرف ایک میل یا اس جیسا ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے گھوڑے دوڑائے تھے۔
(حدیث ۲۶۷۲ کی شرح دیکھیں)

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قَصْوَآ، اونٹنی پر اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور مِسْوَر نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قَصْوَآء عاجز نہیں ہوئی،،

ترجمہ : حُمَید نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی

۲۶۷۵ —

کو عضباء کہا جاتا تھا

---

marfat.com
Marfat.com

۲۶۷۸ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيٰنَ ثَنِيْ اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا اَبَا عُمَارَةَ وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ وَلّٰى سُرْعَانُ النَّاسِ فَلَقِيَهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَةٍ بَيْضَآءَ وَاَبُوْ سُفْيٰنَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

کو سفید خچر نذرانہ پیش کیا تھا "

۲۶۷۷ — ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے عمرو بن حارث کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سفید خچر، ہتھیار اور زمین باقی چھوڑی اور ان کو صدقہ کر دیا۔

۲۶۷۸ — ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا اے " ابا عمارہ " تم حنین کی جنگ میں پشت پھیر گئے تھے انھوں نے کہا بخدا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ سے پیچھے نہیں ہٹے تھے لیکن پہلی صف والے پشت پھیر گئے جبکہ قبیلہ ہوازن نے تیروں سے ان کا مقابلہ کیا تھا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر تھے اور ابو سفیان بن حارث اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

۲۶۷۷ - ۲۶۷۸ — شرح : عمرو بن حارث مصطلقی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ام المؤمنین جویریہ کے بھائی ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ترکہا" کی ضمیر سب طرف راجع ہے صرف " ارض " کی طرف راجع نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " ہم نبیوں کی جماعت ہیں ہمارا کوئی وارث نہیں ہم جو کچھ باقی چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ساری اُمت کے باپ ہیں جبکہ آپ کی بیبیاں اُمہات المؤمنین ہیں۔ اور باپ کا مال ساری اُمت کا حصہ ہے۔ اسی حدیث کو اساس بناتے ہوئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدک کی زمین کو وراثت بنانے سے معذرت کر دی تھی۔ اس حدیث کو حضرت عباس، علی المرتضی رضی اللہ عنہما اور اکابر صحابہ کرام نے تسلیم کیا تھا اسی لئے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فدک کو حضرت عباس اور علی میں تقسیم کرنے سے معذوری ظاہر کر دی تھی۔ کیونکہ ان دونوں میں اگر فدک تقسیم کر دیتے تو وقت گزرنے کے بعد ان کی اولاد یہ سمجھنے لگتی کہ یہ ہماری وراثت ہے جو آدھی عباس کو بحیثیت عصبہ ملی ہے اور آدھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بذریعہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ

۲۶۸۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بِنْتِ مِلْحَانَ فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُوْنَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَلَسْتِ مِنَ الْآخِرِيْنَ قَالَ قَالَ أَنَسٌ فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَةَ ابْنَ الصَّامِتِ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرَظَةَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَابَّتَهَا فَوَقَصَتْ بِهَا فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ

باب ــــ عورت کا سمندر میں جہاد کے لئے جانا

ترجمہ : عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ

۲۶۸۱ ــــ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس تکیہ لگا کر سو گئے پھر آپ (بیداری کے بعد) ہنسے تو اُنھوں نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ،، آپ کیوں ہنسے ہیں ؟ آپ نے فرمایا میری اُمت کے لوگ اللہ کی راہ میں سبز سمندر پر سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں اُس نے عرض کیا یا رسُول اللہ! اللہ سے دُعا کریں کہ مجھے ان میں سے کرے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! اِس کو اِن میں سے کر دے پھر آپ دوبارہ ہنسے تو ام حرام بنتِ ملحان نے آپ سے اسی طرح عرض کیا یا یہ کہا کہ یہ ہنسنا کیسا ہے ؟ تو آپ نے اسی طرح جواب دیا ۔ ام حرام نے عرض کیا اللہ سے دُعا کریں کہ مجھے ان میں سے کر دے آپ نے فرمایا تو پہلے لوگوں میں سے ہے اور دُوسرے لوگوں میں سے تو نہیں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اور بنت قرظہ کے ساتھ سمندر پر سوار ہوئیں جب واپس آئیں تو جانور پر سوار ہوئیں اور وہ اچھلا تو اس سے گر پڑیں اور فوت ہو گئیں ۔

(حدیث ۲۵۹۷ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوِ النِّسَآءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ

۲۶۸۳ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ اِنْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّاُمَّ سُلَيْمٍ وَاَنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ اَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ وَقَالَ غَيْرُهٗ تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا ثُمَّ تُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَاَنِهَا ثُمَّ تَجِيْٓانِ فَتُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ

کے مونہوں میں ڈالتی تھیں۔

۲۶۸۳ــــ شرح : اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں عورتوں کے لڑائی کرنے کا ذکر نہیں لہٰذا یہ عنوان کے موافق نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا یہ کام جو وہ کر رہی تھیں لڑائی کے حکم میں ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "نقر" کا معنی اچھلنا ہے اور "زفر" کا معنی بھاری مشکیزہ کو اُٹھانا ہے امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا عورتوں کی پنڈلیوں کو دیکھنا اس وقت ممنوع نہ تھا کیونکہ اس وقت عورتوں کو حجاب کا حکم نہ دیا گیا تھا۔ یا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کو قصداً نہیں دیکھا تھا اور قصد کے بغیر انس کی نظر پنڈلیوں پر پڑ گئی تھی۔ اگر اجنبیہ پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو اس پر حکم مرتب نہیں ہوتا۔

غنیمت کے مال سے عورتوں کو حصہ دینے میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ امام اوزاعی نے کہا عورتوں کو غنیمت کے مال سے حصہ دیا جائے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی غنیمت میں سے عورتوں کو حصہ دیا تھا سفیان ثوری، علماء کوفہ لیث اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا عورتوں کو غنیمت سے کچھ نہ دیا جائے البتہ ان کو امام لشکر اپنی مرضی سے کچھ نہ کچھ دیدے صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عورتوں کو غنیمت سے عطیہ دیا جاتا تھا اور ان کا حصہ مقرر نہ تھا۔ اسی طرح بچوں کا بھی غنیمت میں حصہ نہیں ہے۔ تاجر اور نوکر جب میدانِ جنگ میں حاضر ہوں تو ان کو حصہ ملے گا۔ اگرچہ وہ لڑائی نہ کریں۔ بعض علماء کہتے ہیں اگر وہ لڑائی کریں تو حصہ ملے گا ورنہ نہیں اور بعض علماء کے نزدیک ان کو مطلقاً کچھ نہ ملے گا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا تاجر اور ملازم کا غنیمت میں کچھ حصہ نہیں جب تک وہ جنگ نہ کریں۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ بھی یہی کہتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مُدَاوَاةِ النِّسَآءِ الْجَرْحٰى فِي الْغَزْوِ

۲۶۸۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ اِبْنَتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي الْمَآءَ وَنُدَاوِي الْجَرْحٰى وَنَرُدُّ الْقَتْلٰى

سے اسی طرح کہہ دیا تو اُنھوں نے فرمایا علی المرتضٰی سے جاکر کہہ دو میں راضی ہوں اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے اور ام کلثوم کی پنڈلی پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس کو برہنہ کر دیا۔ سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ نے ایسا کیا ہے اگر آپ امیر المؤمنین نہ ہوتے تو میں تمہاری ناک توڑ دیتی پھر اپنے والد حضرت علی کے پاس آئیں اور ان سے واقعہ ذکر کیا اور کہا آپ نے مجھے بُرے شخص کے پاس بھیجا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی وہ تیرا شوہر ہے (عینی، کرمانی)

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں میری نسب کے سوا تمام انساب ختم ہو جائیں گے۔ اس لئے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیّدہ ام کلثوم سے نکاح کیا تاکہ آپ کی نسب منقطع نہ ہو۔ اہل تشیع کو بھی یہ تسلیم کرنے سے انکار نہیں لیکن وہ اس کو غصب سے تعبیر کرتے ہیں حالانکہ اس طرح کی تعبیر کرنے میں سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی سخت توہین ہے اور ان کی شجاعت پر بدنما دھبہ لگتا ہے کہ جس نے لڑکی غصب کر لی، اسی کے وہ لمبی مدت مشیر اور معاون رہے واللہ اعلم!

اُمّ سَلِیط ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی وہ جنگِ اُحد میں گئی تھیں۔ ان کا نام غیر معروف ہے لیکن طبقاتِ نساء میں ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ اس کا نام ام قَیْس بنت عُبید بن زیاد بن ثعلبہ تھا اس سے ابوسُلیط نے نکاح کیا اور سلیط اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

باب — غزوہ میں عورتوں کا زخمیوں کی دوا کرنا

۲۶۸۵ — ترجمہ: رُبَیِّع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زخمیوں کو پانی پلاتیں اور ان کی دوا کیا کرتی تھیں اور جو شہید ہو جاتے ان کو مدینہ منورہ پہنچاتی تھیں۔

۲۶۸۵ شرح: اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عورتیں اجنبی لوگوں کی دوا کر سکتی ہیں اور مقتول

marfat.com
Marfat.com

۲۶۸۶ ـــ شرح : علامہ کرمانی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں جہاد میں جاسکتی ہیں اور لوگوں کو پانی وغیرہ پلاسکتی ہیں اور ضرورت کے وقت غیر محرم کی دواء کرسکتی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ بدن سے تیر نکالنا

۲۶۸۷ ـــ ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ابوعامر کے گھٹنے میں تیر لگ گیا اور میں ان کے پاس گیا تو انھوں نے مجھے کہا کہ یہ تیر کھینچو میں نے تیر کھینچا تو زخم سے پانی بہنے لگا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ خبر دی تو آپ نے فرمایا "اے اللہ اپنے چھوٹے سے بندے ابوعامر کو بخش دے"

شرح : ابوعامر ابن سلیم ابوموسیٰ اشعری کے چچا اور اکابر صحابہ کرام سے ہیں وہ

۲۶۸۷ ـــ غزوۂ اوطاس میں شہید ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کے لئے دعاء کی۔ چنانچہ صحیح بخاری کی کتاب المغازی کے غزوۂ اوطاس میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضوء کیا پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر ابوعامر کے لئے دعاء کی اور فرمایا "اے اللہ اپنے چھوٹے سے بندے ابوعامر کو بخش دے میں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی کو دیکھا جبکہ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعاء کی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اموات کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنا مستحب ہے۔ اس زمانہ میں لوگ کسی کے مرنے کے بعد چند روز تک اس کے گھر بیٹھتے ہیں اور دونوں ہاتھ اٹھا کر میت کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور اس کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں یہ جائز اور مستحب ہے اس میں کوئی قباحت نہیں اور نہ ہی یہ خلاف سنت ہے اور جو فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور اس پر صحابہ کرام کے عمل کا علم نہ ہو تو وہ فعل ہمارے لئے مستحب ہے۔ اس زمانہ میں بعض لوگ میت کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کو منع کرتے ہیں ان کا یہ عمل خلافِ سنت ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الدعوات میں ایک باب کا عنوان "رَفْعُ الْاَیْدِیْ فِی الدُّعَاءِ" ذکر کر کے اس میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے۔ اور دعاء کے وقت قبلہ رُو ہونا ضروری نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لئے دعاء کی حالانکہ آپ غیر قبلہ کی طرف متوجہ تھے۔ واللہ یہدی السبیل"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید کے جسم سے تیر نکال لیا جائے اور اس کو کپڑوں کی طرح جسم میں باقی نہ رکھا جائے گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زندہ زخمی سے تیر نکال لیا جائے اگرچہ اس کے بعد اس کی موت واقع ہو جائے۔ اور اس طرح زخمی کو ہلاکت میں ڈالنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ تیر نکالنے سے اس کی بہتری مقصود ہوتی ہے۔

واللہ یفعل مایشاء

marfat.com
Marfat.com

۲۶۸۹ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ ثَنَا أَبُوبَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ وَالْخَمِيصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ لَمْ يَرْفَعْهُ إِسْرَائِيلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَزَادَ لَنَا عَمْرٌو قَالَ أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ أَشْعَثَ رَأْسُهُ مُغْبَرَّةٌ قَدَمَاهُ إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ تَعْسًا كَأَنَّهُ يَقُولُ فَأَتْعَسَهُمُ اللهُ خَيَّبَهُمُ اللهُ طُوبَى فُعْلَى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ طَيِّبٍ وَهِيَ يَاءٌ حُوِّلَتْ إِلَى الْوَاوِ وَهِيَ مِنْ يَطِيبُ

ہے اگر دیا جائے تو راضی رہتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض رہتا ہے ۔ یہ شخص بدبخت خسارے والا ہے اور جب اس کو کانٹا لگ جائے تو اس کو نکال نہیں سکتا ۔ اس شخص کو خوشخبری ہو جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہو اس کا سر پراگندہ قدم غبار آلود ہوں اگر اس کو حفاظت پر مامور کیا جائے تو وہ حفاظت پر قائم رہے اور اگر اس کو لشکر کے پیچھے کیا جائے تو وہ پچھلے لوگوں میں رہے ۔ اگر وہ اجازت طلب کرے تو اس کو اجازت نہ دی جائے ۔ اگر شفاعت کرے تو وہ قبول نہ کی جائے ۔ ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا اس حدیث کو اسرائیل اور محمد جحادہ نے ابوحصین سے مرفوع نہیں کیا (بلکہ اس پر موقوف رکھا ہے) اور کہا تعسًا ،، گویا کہ فرمایا اللہ ان کو ہلاک کرے ۔ طُوبٰی کا وزن فُعْلٰی ہے ۔ اور وہ ہر پاکیزہ شئی سے زیادہ پاکیزہ ہے (اصل میں طَيْبَى تھا) یاء کو واؤ سے تبدیل کر دیا گیا ہے اور یہ یَطِیبُ سے ہے ،،

۲۶۸۹ــــ شرح : قولہ ،، تَعِسَ ،، امام نووی نے کہا عین مفتوح اور مکسور دونوں طرح پڑھا جاتا ہے ۔ جوہری نے مفتوح العین اور قاضی نے مکسور العین پڑھا ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

۲۶۹۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ اَخْدُمُهٗ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ رَاجِعًا وَبَدَا لَهٗ اُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ ثُمَّ اَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَتَحْرِيْمِ اِبْرَاهِيْمَ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَ مُدِّنَا ۲۶۹۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ دَاوٗدَ اَبُو الرَّبِيْعِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ زَكَرِيَّاءَ ثَنَا عَاصِمٌ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا

تشریف لائے اور اُحد پہاڑ سامنے ظاہر ہُوا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ ہم اس سے محبت کرتے ہیں پھر دستِ اقدس سے مدینہ منوّرہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اے اللہ! میں مدینہ منوّرہ کے دونوں کناروں کے درمیان حرام کرتا ہوں جیسے ابراہیم "علیہ السلام" نے مکہ کو حرام کیا تھا۔ اے اللہ! ہمارے صاع اور مدّ میں برکت عطا فرما۔

شرح : اس باب میں غزوات میں غازی کی خدمت کی فضیلت کا ذکر ہے۔ امام بخاری نے اس میں تین احادث حضرت **۲۶۹۰ - ۲۶۹۱** — انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کی ہیں۔ پہلی حدیث میں بڑے کا چھوٹے کی خدمت کرنا دوسری میں چھوٹے کا بڑے کی اور تیسری حدیث میں اپنے ہم عمر کی خدمت کرنا مذکور ہے۔ حدیث ع ۲۶۹۰ میں دلکش چیز یہ ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انصار کو دیکھا کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے ہیں اور آپ کی تعظیم میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں اس لئے انصار میں سے جو کوئی مجھے ملے میں اس کا اکرام کرتا ہوں۔ معلوم ہُوا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنے والا اکرام کا مستحق ہے۔ حدیث ع ۲۶۹۱ میں غزوۂ خیبر کا ذکر ہے جو چھ یا سات ہجری میں لڑا گیا تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُحد ہم سے محبت کرتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں محبت پیدا کردے جبکہ اللہ تعالیٰ ہر چاہے پر قادر ہے۔ اس حدیث میں صغیر کا بڑے کی خدمت کرنے کا ذکر ہے۔ جبکہ بڑے کی ذات میں کوئی دینی کمال ہو وہ متقی پرہیزگار یا عالم دین ہو یا اس میں کوئی اور صلاحیت ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم **۲۶۹۲** — کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے۔ ہم میں سے زیادہ سایہ والا وہ شخص تھا

marfat.com
Marfat.com

كُلَّ يَوْمٍ يُعِيْنُ الرَّجُلَ فِيْ دَابَّتِهٖ يَحَامِلُهٗ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبُ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَمْشِيْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَدَلُّ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ

بَابُ فَضْلِ رِبَاطِ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوا وَرَابِطُوا الْاٰيَةَ الخ

۲۶۹۴ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ اَبَا النَّضْرِ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا

سوار ہونے اور اس پر بوجھ لادنے میں مدد کرنا صدقہ ہے، کسی سے اچھی بات کرنا اور نماز کے لئے ہر قدم اُٹھا کر چلنا صدقہ ہے۔ کسی کو راستہ بتانا صدقہ ہے"

شرح : قولہ "یُعِیْنُ" اس سے پہلے "اَنْ" مصدریہ مقدر ہے۔ اور یہ بتقدیر اَنْ مبتداء ہے۔ جیسے "تَسْمَعُ بِالْمُعَيْدِيِّ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَرَاهُ" میں تسمع بتقدیر اَنْ مبتداء اور "خَيْرٌ" خبر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے "وَاِعَانَتُكَ الرَّجُلَ فِي الرَّكُوْبِ وَفِي الْحَمْلِ عَلَى الدَّابَّةِ صَدَقَةٌ" حدیث میں سفر کا ذکر نہیں لیکن یہ کلام مطلق ہے حالتِ سفر کو بطریقِ اَوْلٰی شامل ہے۔

۲۶۹۳ــــ

باب ــــ اللہ کی راہ میں گھوڑا روکنے کی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اے ایمان والو صبر کرو الخ

۲۶۹۴ــــ ترجمہ : سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں ایک دن گھوڑا روکنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سے بہتر ہے اور جنت میں تمہارے

marfat.com
Marfat.com

اُذِنَ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآءَهُ بِعَبَآءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهٗ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلٰى الْمَدِيْنَةِ نَظَرَ إِلٰى أُحُدٍ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ

قریب تھا جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں کہیں اُترتے تو میں آپ کی خدمت کرتا تھا۔ میں بکثرت آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنتا تھا اے اللہ میں تیرے ذریعہ غم و حزن، عجز و کاہلی، بخل و بزدلی، قرضے کے بوجھ اور لوگوں کا مجھ پر غلبہ کر لینے سے پناہ چاہتا ہوں۔ پھر ہم خیبر پہنچے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو قلعہ فتح کر دیا۔ تو آپ کے پاس صفیہ بنت حیی بن اخطب کی خوبصورتی کا تذکرہ ہُوا جبکہ اس کا شوہر قتل ہو چکا تھا اور وہ دلہن تھی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی ذاتِ کریمہ کے لئے مختص فرمایا اور اس کو ساتھ لے کر نکلے حتّٰی کہ ہم سَدِّ صہباء پہنچے۔ تو صفیہ حلال ہو گئی (حیض ختم ہو گیا) تو آپ نے اُن سے شب باشی فرمائی پھر چھوٹے سے دسترخوان پر حلوہ سا تیار کر کے رکھوایا پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اردگرد لوگوں میں اعلان کر دو (کہ وہ آ کر کھائیں) اور یہ صفیہ کے متعلق جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ پھر ہم مدینہ منورہ کی طرف نکلے انس نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ صفیہ کو اپنی عباء سے گھیرے ہُوئے تھے۔ پھر آپ اونٹ کے پاس بیٹھتے اور اپنا گھٹنا رکھتے تو صفیہ گھٹنے پر اپنا قدم رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتیں۔ ہم چلتے رہے حتّٰی کہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ نے اُحد کو دیکھا اور فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور فرمایا اے اللہ! میں مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو حرم بناتا ہوں جیسے ابراہیم "علیہ السلام" نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔ اے اللہ! مدینہ منورہ والوں کے مُد اور صاع میں برکت کر!

۲۶۹۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نو برس اور ایک روایت کے مطابق دس برس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خیبر سے اُنھوں نے خدمت کی ابتداء کی تو اس کو یہ لازم ہے کہ اُنھوں نے صرف چار سال خدمت کی کیونکہ غزوہ خیبر سات ہجری میں لڑا گیا تھا۔ اس کا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ فِي الْحَرْبِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسُفْيٰنَ قَالَ قَالَ لِيْ قَيْصَرُ سَاَلْتُكَ اَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ اَمْ ضُعَفَآؤُهُمْ فَزَعَمْتَ ضُعَفَآؤُهُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ

۲۶۹۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَاٰى سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن میرے گھر میں قیلولہ کیا اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو اُس نے کہا یا رسول اللہ! آپ کس لئے ہنس رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میری امت سے ایک قوم سے تعجب لاحق ہوا ہے۔ جو بادشاہوں کے تخت پر بیٹھنے کی طرح سمندر میں سواری کریں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے کردے فرمایا تو اُن میں سے ہے۔ آپ پھر سو گئے اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے اور اسی طرح فرمایا۔ یہ واقعہ ایک دو دفعہ ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ سے دُعاء کریں کہ مجھے ان میں سے کردے آپ نے فرمایا تو پہلے لوگوں کے ساتھ ہے۔ ام حرام سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہا نے نکاح فرمایا اور ان کو ساتھ لے کر غزوہ کے لئے گئے۔ جب واپس لوٹے اور سواری اس کے قریب کی گئی تاکہ اس پر سوار ہو تو گر پڑی اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جہاد کے لئے سمندر میں سواری کرنا جائز ہے۔ اور اس میں مَردوں اور عورتوں کی کوئی تخصیص نہیں لہٰذا حج کے لئے بھی عورتوں اور مردوں کے لئے سمندر میں سوار ہونا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ظاہر کلام یہی ہے۔ البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ لوگوں کو سمندر میں سوار ہونے سے منع فرماتے تھے اور خود بھی ساری عمر سوار نہ ہوئے لیکن حدیث کا مفہوم اس کے مطابق نہیں۔ کیونکہ جہاد میں مردوں اور عورتوں کے لئے سمندر میں سواری کرنا مباح ہے۔ قرآن کریم میں ہے "هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ"، لہٰذا تجارت وغیرہ کے لئے بھی سمندر میں سواری جائز ہے۔ باقی تقریر ۲۵۹۷ حدیث کی شرح میں دیکھیں"

۲۶۹۶ —

باب — جس نے غزوہ میں کمزور اور نیک لوگوں سے استعانت کی

ترجمۃ الباب — حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے ابوسفیان نے بتایا کہ مجھے قیصر نے کہا میں نے تجھ سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يَقُوْلُ فُلَانٌ شَهِيْدٌ

قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهٖ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِهٖ

۲۶۹۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَسْكَرِهٖ

اور کہا جائے گا تم میں وہ شخص ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی معیت اختیار کی ہو تو کہا جائے گا! جی ہاں! تو فتح حاصل ہوگی پھر ایک زمانہ آئے گا اور کہا جائے گا تم میں وہ شخص ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی معیت اختیار کرنے والے کی صحبت اختیار کی ہو تو کہا جائے گا جی ہاں! تو فتح حاصل ہوگی!"

۲۶۹۸ — شرح : یعنی ایک زمانہ آئے گا کہ مسلمان کافروں سے جنگ لڑیں گے تو ان کو صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کی برکت اور اُن کے وسیلہ سے فتح حاصل ہوگی۔ کیونکہ یہ حضرات دنیاوی امور میں ضعیف اور کمزور ہیں اور امورِ آخرت میں قوی تر ہیں۔ اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور آپ کے صحابہ کرام اور تابعین کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ بہتر قرن میرا زمانہ ہے پھر صحابہ کرام پھر تابعین عظام کا زمانہ ہے، سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت کے باعث فتح ہوگی پھر اسی طرح تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت کے سبب فتح ہوگی،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب — یہ نہ کہے کہ فلاں شخص شہید ہے"

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ اللہ اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی کیا جاتا ہے"

۲۶۹۹ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَ
اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ
اَهْلِ الْجَنَّةِ

جلدی کی اور اپنی تلوار کی مٹھی زمین پر اور اس کی نوک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان رکھی پھر اس پر گر پڑا اور اپنے آپ کو ہلاک کر دیا (خودکشی کر لی) اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص لوگوں کی نگاہ میں جنتیوں کے سے عمل کرتا ہے۔ حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور کوئی شخص لوگوں کی نگاہ میں دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخص کے جہاد میں رجحان کا مشاہدہ کیا اور یہ گمان کیا کہ اگر یہ شخص قتل ہو گیا تو یقیناً جنتی ہے۔ پھر جب یہ معلوم ہوا کہ اس کا کافروں کو قتل کرنا اللہ کی راہ میں جہاد نہ تھا اور اس نے خودکشی کر لی ہے تو معلوم ہوا کہ جہاد میں ہر مرنے والے شخص کو شہید نہیں کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جہاد میں قتل ہونے والا شخص اس شخص جیسا ہو جس نے کفار کو قتل کرنے کے بعد خودکشی کر لی تھی۔ اگرچہ ظاہری احکام میں اس پر شہید کے احکام جاری ہوں اس طرح حدیث کی عنوان سے مناسبت واضح ہے جس جنگ میں اس شخص نے بہادری کا مظاہرہ کرنے کے بعد خودکشی کر لی تھی وہ خیبر کی جنگ تھی ابن جوزی نے اُحد کی جنگ کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس شخص کا نام قزمان تھا اور منافقوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ وہ اُحد کی لڑائی میں شریک نہیں ہوا تھا جب عورتوں نے اس کو شرمندگی دلائی کہ یہ عورت ہے اسی لئے جنگ اُحد میں نہیں گیا تو جنگ میں شریک ہو گیا اور ایک آدھ تیر چلانے کے بعد اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا اور بلند آواز سے پکارنے لگا اے اوس کی اولاد خاندانی وجاہت پر لڑائی کرو۔ جب اس شخص نے خودکشی کر لی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی امداد فاجر لوگوں سے کروا لیتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ خودکشی گناہ ہے۔ اور گناہ کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا لہٰذا یہ شخص دوزخی نہ ہوا کیونکہ وہ مومن تھا اس کا جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نورِ نبوت سے جانتے تھے کہ یہ شخص مومن نہیں یا یہ خودکشی کو حلال کو سمجھ کر مرتد ہو جائے گا یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ ان گنہگاروں میں سے ہے جو دوزخ میں داخل ہوں گے پھر باہر نکل آئیں گے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ اگر علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس بات پر مطلع ہوتے کہ یہ شخص منافق تھا یا اس کے اس کلام پر اطلاع پاتے جو اس نے کہا تھا کہ میں قومی عصبیت کی وجہ سے لڑتا ہوں اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے نہیں لڑتا تو ان کو جواب میں مذکور تکلفات نہ کرنے پڑتے اس حدیث میں نبوت کی واضح دلیل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ کا اعتبار ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد کافروں سے کروا لیتا ہے "شاذہ" اس کو کہتے ہیں جو لوگوں میں رہنے سہنے کے

marfat.com
Marfat.com

۲۷۰۱ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْغَسِيْلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ حِيْنَ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوْا لَنَا اِذَا اَكْثَبُوْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اَكْثَبُوْكُمْ يَعْنِيْ اَكْثَرُوْكُمْ

ہوسکتے ہیں جبکہ ان دونوں فریقوں میں سے ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں کے ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اچھے قصد، اصلاحِ نیت اور جنگی تجربہ میں دونوں کے ساتھ ہوں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراندازی کی ترغیب دلائی ایک اور حدیث میں فرمایا "اچھی طرح سمجھ لو کہ طاقت رمی ہے اور بار بار فرمایا "اَلَا اَنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ"، خبردار قوت رمی ہے۔ یہ آپ نے قیامت تک کے حالات پر نگاہ رکھتے ہوئے فرمایا چنانچہ آج ہر حکومت کو رمی پر فخر ہے۔ جس حکومت کو رمی جیسی پوری قوت حاصل ہے اسی کی دوسروں پر برتری ہے بم، میزائل وغیرہ وغیرہ سب کو رمی شامل ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عرب سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور کتاب الزہیر میں مکحول کے طریق سے ذکر کیا کہ چار قبائل کے سوا کہ تمام عرب سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور وہ چار قبائل سلف، اوزاع، حضرموت اور ثقیف ہیں اور جس نے یہ کہا ہے کہ یمن اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اسلم قحطان سے ہیں۔ یہ حدیث اس قائل کی تائید کرتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سربراہِ مملکت کو ملکی حفاظت کے لئے حالات کے اعتبار سے عسکری تجربہ میں پوری ترغیب دلانی چاہیئے۔ ترمذی صحیح حسن حدیث ہے کہ جس نے اللہ کی راہ میں نیزہ مارا اس کو غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔ امام نسائی نے کعب بن مُرّہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے اس کو غلام آزاد کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔ ابن حبان نے بن مُرّہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی دشمن کو تیر مارے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن نحام نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ درجہ کیسا ہے آپ نے فرمایا وہ تیری ماں کی دہلیز نہیں دو درجوں کے مابین سو سال کی مسافت ہے۔ ایک حدیث میں یوں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک تیر سے تین شخص جنت میں داخل ہوتے ہیں۔ ایک تیراندازی کرنے والا دوسرا اس کو بنانے والا اور تیسرا تیرانداز کو تیر پکڑانے والا۔ ایک حدیث میں ہے جو کوئی عربی کمان اور ترکش اپنے ساتھ رکھے وہ کبھی غریب نہ ہوگا۔ ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فارسی کمان سے تیراندازی کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے تیراندازی کرو پھر آپ نے عربی کمان پر نظر ڈالی تو فرمایا ایسی کمانوں سے تیراندازی کیا کرو کیونکہ ان کے سبب تم کو اللہ تعالیٰ دوسرے علاقوں پر غلبہ دے گا اور تمہاری مدد زیادہ کرے گا امام بیہقی نے ذکر کیا کہ فارسی قوس سے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جب اس کی رسّی ٹوٹ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمِجَنِّ وَمَنْ تَتَرَّسَ بِتُرْسِ صَاحِبِهِ

۲۷۰۳ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتُرْسٍ وَاحِدٍ وَكَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْیِ فَكَانَ اِذَا رَمٰى تَشَرَّفَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ اِلٰى مَوْقِعِ نَبْلِهٖ

عبدالرزاق نے بتایا کہ ہم کو معمر نے یہ خبر دی کہ وہ مسجد میں کھیل رہے تھے۔

شرح : احادیث میں مروی ہے کہ تین کھیلوں کے سوا تمام کھیل حرام ہیں ایک ۲۷۰۲ــ کھیل کہ گھوڑے کو جنگی تجربہ کرائے۔ دوسرے یہ کہ کوئی اپنی بیوی سے ملاعبت کرے تیسرے تیر کمان سے تیر اندازی کرے اور اس حدیث میں لہو سے مراد محض لہو نہیں بلکہ جنگی تیاری ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حبشیوں کو اس لئے کنکریاں مارنی شروع کیں کہ انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا اور نہ وہ یہ معلوم کر سکے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متأوّل کو ملامت نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ملامت نہیں کی جبکہ وہ تاویل کی اساس پر حبشیوں کو منع کر رہے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــ عام ڈھال اور جس نے اپنے ساتھی کی ڈھال استعمال کی

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ ۲۷۰۳ــ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ڈھال سے کام لیتے تھے اور وہ بہت اچھے تیر انداز تھے وہ جب تیر مارتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک اُٹھا کر اس کے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھتے تھے۔

شرح : مِجَنّ، میم مکسور، جیم مفتوح اور نون مشدد ہے اس کا معنیٰ ڈھال ۲۷۰۳ــ ہے۔ اس کو ترس بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ اس کے اُٹھانے والے کو چھپا لیتی ہے۔ ابن منیر نے کہا ان تراجم کا ذکر ان لوگوں کا رد ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ آلاتِ حرب کا استعمال توکل کے منافی ہے۔ کیونکہ حق بات یہ ہے کہ احتیاط قدر کو رد نہیں کرتا لیکن بشر کی طبیعت میں وساوس راہ پاتے ہیں اور احتیاط کرنے سے وسوسہ کے راہ تنگ ہو جاتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۲۷۰۵ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهٖ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ

ابلیس لعین کو اس قسم کے وساوس اور مکر و فریب کی باتوں میں راہ نہ ملی اور رسواء اور خوار ہو کر ناامید لوٹا ،،

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ڈھال درمیان میں گہری تھی اسی لئے اس میں پانی لایا جاتا تھا ـــــ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتیں زخمیوں کے علاج میں زیادہ مفید ہوتی ہیں لیکن محارم کا خیال کرنا ضروری ہے۔ اجنبیہ عورت سے علاج کرانا کسی صورت میں اچھا نہیں بلکہ یہ فتنہ کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ قرون اُولیٰ میں عورتیں اپنے شوہر یا محارم کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ اس لئے وہ جنگوں میں جاتی تھیں۔ اور غیر محرم کو مس کئے بغیر پردہ میں ان کی خدمت کرتی تھیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۷۰۵ ـــــ ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بنی نضیر کے اموال ایسے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو فئی دیئے تھے (یعنی جنگ کے بغیر، ان پر مسلمانوں نے نہ تو گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ ہی اونٹ۔ وہ خالص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے آپ اس مال سے اپنے گھر والوں کا ایک سال کا خرچ دیتے پھر جو بچ رہتا اس کو ہتھیاروں اور گھوڑوں کی فراہمی میں اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری میں خرچ کرتے۔

۲۷۰۵ ـــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسب ظاہر ہے۔ "بنی نضیر" اور بنی قُریظہ یہودیوں کے دو قبیلے تھے۔ فئی کافروں کے مال کو کہا جاتا ہے جو جنگ کئے بغیر مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ چار ہجری میں بنی نضیر سے غزوہ ہُوا۔ اور لڑائی کئے بغیر فتح حاصل ہوئی اور یہ اموال خالصتًا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے ان میں کسی کی شرکت نہ تھی ـــــ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان اموال میں سے گھر کا سال بھر کا خرچ نکالنے کے بعد باقی مال سے گھوڑے اور اسلحہ جنگی تیاری کے لئے خرید تے تھے۔ کتاب المغازی میں تفصیل مذکور ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الدَّرَقِ

۲۷۰۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِیْ اِبْنُ وَهْبٍ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِیْ اَبُو الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِیْ جَارِیَتَانِ تُغَنِّیَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ فَاضْطَجَعَ عَلَی الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهٗ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَانْتَهَرَنِیْ وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا قَالَتْ وَكَانَ يَوْمَ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَاِمَّا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِمَّا قَالَ لِیْ اَتَشْتَهِیْنَ اَنْ تَنْظُرِیْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَاَقَامَنِیْ وَرَاءَهٗ خَدِّیْ عَلٰی خَدِّهٖ وَيَقُوْلُ دُوْنَكُمْ بَنِیْ اَرْفِدَةَ حَتّٰی اِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِیْ وَقَالَ اَحْمَدُ عَنِ اِبْنِ وَهْبٍ فَلَمَّا غَفَلَ

احساسی پر محمول ہے تاکہ جس طرح وہ حقیقۃً مسلمان ہیں احساساً بھی ان کا ایمان واضح ہوجائے۔ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے بُت کو سجدہ نہیں کیا اور وہ سب مُوَحِّد تھے،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب ڈھال رکھنا۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ میرے پاس

۲۷۰۸ — دو بچیاں جنگ بُعاث کے گانے گا رہی تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر لیٹ گئے اور چہرۂ انور دوسری طرف پھیر لیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور مجھے ڈانٹنے لگے اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شیطانی سُر نگی؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان کو چھوڑو جب آپ کی توجہ کسی اور طرف مبذول ہوئی تو میں نے ان دونوں کو اشارہ کیا اور باہر چلی گئیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا عید کے روز حبشی ڈھالوں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِی حِلْیَةِ السُّیُوْفِ

۲۷۱۰ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ سَمِعْتُ سُلَیْمٰنَ بْنَ حَبِیْبٍ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ یَقُوْلُ لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوْحَ قَوْمٌ مَاکَانَتْ حِلْیَةُ سُیُوْفِهِمُ الذَّهَبَ وَلَا الْفِضَّةَ اِنَّمَا کَانَتْ حِلْیَتُهُمُ الْعَلَابِیَّ وَالْاُنُكَ وَالْحَدِیْدَ

مت گھبراؤ پھر فرمایا ہم نے اس گھوڑے کو دریا کی طرح سبک رفتار پایا۔

۲۷۰۹ــ شرح "حمائل" حمالہ کی جمع ہے۔ اصمعی کا کہنا ہے کہ "حمائل السیف" کا واحد اس کے لفظ سے نہیں اس کا واحد مُحمَل ہے اس کو حمیلہ کی جمع کہنا صحیح نہیں کیونکہ اس کا معنی سیلاب کا خس وخاشاک ہے،، اس حدیث میں حمائل کا ذکر نہیں لیکن سیف کے ذکر میں اس کا ذکر بھی آجاتا ہے۔ قولہ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا ،، یعنی یہ گھوڑا دریا کے پانی کی طرح تیز چلتا ہے گویا کہ وہ پانی پہ تیرتا ہے۔ اور سوار کو ذرہ بھر کوفت نہیں ہوتی،، حدیث ۲۶۲۴ کی شرح دیکھیں

باب ــ تلواروں کا زیور

ترجمہ : اوزاعی نے کہا میں نے سلیمان بن حبیب کو کہتے ہوئے سُنا اُنھوں نے

۲۷۱۰ــ کہا میں نے ابوامامہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ بے شک یہ ان لوگوں نے فتوحات کی ہیں جن کی تلواروں پر سونا نہیں لگا ہوا تھا اور نہ ہی چاندی جڑی ہوئی تھی: ان کی تلواروں کا زیور صرف چمڑے رانگے، سیسہ اور لوہا تھا۔

شرح : علابی وہ چمڑا ہے جس کی دباغت نہ کی گئی ہو۔ بعض یہ کہتے ہیں وہ ترپٹھ

۲۷۱۰ــ ہے جس سے تلواروں کے میان مضبوط کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کو میانوں پر لپیٹا جاتا ہے وہ خشک ہوکر ان کو مضبوط کر دیتے ہیں۔ داؤدی نے کہا علابی تانبے کی قسم ہے۔ منتہی الارب میں بھی اس کو تانبا کہا ہے اسی طرح جوہری نے کہا ہے۔ آنک کا وزن فاعل ہے اَفْعَل نہیں۔ مُہلب نے کہا تلواروں کو سونے اور چاندی سے اس لئے مزین کیا جاتا ہے کہ دشمن خوفزدہ ہے لیکن حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے مستغنی تھے کیونکہ وہ کم ہونے کے باوجود ایمانی قوت کے باعث دشمنوں پر غالب تھے ان کو کسی مصنوعی طاقت کی حاجت نہ تھی۔

marfat.com
Marfat.com

يَدْعُونَا وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي قُلْتُ اللّٰهُ اللّٰهُ ثَلٰثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ وَرَوٰى مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ

بَابُ لُبْسِ الْبَيْضَةِ

۲۷۱۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُسِرَتْ

تر ہو گئے تھے۔ پھر آپ سایہ تلے لیٹ گئے۔ کفار نے اپنے سردار دَعْثُور سے کہا کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم اس تنہا درخت تلے ہیں۔ آپ پر حملہ کر کیونکہ دَعْثُور بہت بہادر انسان تھا چنانچہ وہ تلوار لٹکاتا ہوا آیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا "اے محمد" صلی اللہ علیہ وسلم میری تلوار سے تجھے کون بچائے گا آپ نے فرمایا میرا اللہ مجھے بچائے گا۔ یہ کہنا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سینہ پر دھپڑ مارا تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور لرزہ براندام ہوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا آج تجھے کون بچائے گا۔ اُس نے کہا مجھے آپ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ آپ نے فرمایا جاؤ اپنا کام کرو وہ جب پھرا تو کہنے لگا آپ مجھ سے بہتر ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے معاف کرنے کے زیادہ لائق ہوں وہ یہ سن کر مسلمان ہو گیا۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ درخت پر تلوار لٹکانا جائز ہے۔ اور جب خطرہ نہ ہو تو مسافر آرام کر سکتا ہے۔

باب — خَود پہننا

۲۷۱۲ — ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے اُحُد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے متعلق پوچھا گیا تو اُس نے کہا نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَفَرُّقِ النَّاسِ عَنِ الْاِمَامِ عِنْدَ الْقَآئِلَةِ وَالْاِسْتِظْلَالِ بِالشَّجَرِ

۲۷۱۴ — ثنا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِیْ سِنَانُ
۲۷۱۵ — حد بْنُ اَبِیْ سِنَانَ وَاَبُوْسَلَمَةَ اَنَّ جَابِرًا اَخْبَرَهُمَا
ح وَحَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ اَنَا ابْنُ شِهَابٍ
عَنْ سِنَانَ بْنِ اَبِیْ سِنَانَ الدُّؤَلِیِّ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ غَزَا
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِیْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ
فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِی الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَرَجُلٌ عِنْدَهُ
وَهُوَ لَا يَشْعُرُ بِهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِیْ
فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّیْ قُلْتُ اللّٰهُ فَشَامَ السَّيْفَ وَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ
لَمْ يُعَاقِبْهُ

ادر زمین کا صدقہ کر دیا۔ حدیث کی عنوان سے موافقت واضح ہے۔ عمرو بن حارث، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی جُوَیریہ بنت حارث کے بھائی ہیں۔ حدیث ۲۵۵۲ کی شرح دیکھیں۔

باب قیلولہ کے وقت امام سے لوگوں کا جُدا جُدا ہو جانا اور درختوں سے سایہ لینا

۲۷۱۴ ، ۲۷۱۵ — ترجمہ: سنان بن ابی سنان اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کیا اور (واپسی میں) ایک وادی میں قیلولہ کا وقت ہو گیا جس میں بہت کانٹے دار درخت تھے۔ لوگ سایہ لینے کی غرض سے ان درختوں میں پھیل گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے اور اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا دی۔ وہاں ایک شخص تھا جس کی طرف آپ نے توجہ نہ کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے میری تلوار کھینچ لی تھی اور

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوْهُ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ اِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ فِيْ الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِي النَّضْرِ وَقَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهٖ شَيْءٌ

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمِيْصِ فِي الْحَرْبِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

سے نہ تھے۔ اُنھوں نے جنگلی گدھا دیکھا (گاؤخر) تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ اسے کوڑا پکڑا دیں۔ اُنھوں نے انکار کیا پھر ان سے نیزہ مانگا اُنھوں نے نیزہ کا بھی انکار کر دیا۔ ابوقتادہ نے نیزہ پکڑا پھر گورخر پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے وہ کھایا اور بعض نے انکار کیا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ سے اس کے متعلق سوال عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے۔
اور زید بن اسلم سے روائت ہے کہ اُنھوں نے عطاء بن یسار کے ذریعہ ابوقتادہ سے گورخر کے متعلق ابوالنضر کی حدیث کی مثل روائت کی کہ آپ نے فرمایا کہ تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت ہے؟

شرح : ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے اپنا نیزہ پکڑنا چاہا لیکن ۲۷۱۶ — اُنھوں نے مُحرِم ہونے کے باعث ان کو نیزہ دینے سے احتراز کیا۔ ورنہ وہ گورخر کا گوشت نہیں کھا سکتے تھے کیونکہ اس طرح شکار میں مُحرِم کی اعانت ہو جاتی ہے۔ حالانکہ محرم شکار کی طرف اشارہ بھی نہیں کر سکتا واللہ و رسولہ اعلم!

باب — لڑائی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ اور قمیص کا بیان

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد نے اپنے زرہیں اللہ کی راہ میں روک رکھی ہیں"

marfat.com
Marfat.com

یا نبی اللہ آپ نے بڑے مبالغہ سے دُعاء کی ہے ۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بہت سے لوگ اس حدیث کا معنی سمجھنے میں اشکال میں مبتلا ہوئے اشکال کی وجہ یہ ہے کہ اُنھوں نے یہ دیکھا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم وعدہ پُورا کرنے میں اپنے مولیٰ کریم سے مبالغہ سے سوال کر رہے تھے ۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت ہی مطمئن تھے اس سے لوگوں کو یہ وہم گزرا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے وعدہ کی ایفاء میں مطمئن تھے اور ان کو ایفاءِ وعدہ میں پُورا وثوق تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ یقیناً پُورا کرے گا ۔ جبکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم وعدہ کی ایفاء میں مُضطرب تھے اور یہ یقیناً محال ہے ۔ اس اشکال کا ازالہ اس طرح ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ کے وعدہ کی ایفاء پر پُورا وثوق تھا اور آپ مبالغہ سے سوال اس لئے کر رہے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مطمئن ہو جائیں کیونکہ صحابہ کا یہ عقیدہ تھا کہ جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم الحاح سے دُعاء کریں تو وہ یقیناً مستجاب ہوتی ہے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا الحاح سے دعاء کرنا اضطراب کے باعث نہ تھا بلکہ صحابہ کرام کی اطمینان کے لئے تھا اسی لئے جب سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ ! اللہ تعالیٰ ضرور وعدہ پُورا کرے گا تو آپ نے دعاء ترک کر دی کیونکہ ابوبکر صدیق کے کلام سے یہ ظاہر ہو گیا تھا کہ صحابہ کرام کو فتح کا یقین ہو گیا ہے اور وہ مطمئن ہو گئے ہیں ۔

اسی لئے اس کے بعد فرمایا سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ،، کفارِ مکہ عنقریب شکست خوردہ ہوں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے لہٰذا لوگوں کا یہ وہم کرنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے وعدہ کی ایفاء میں آپ کی نسبت مطمئن تھے ۔ فاسد وہم ہے ۔ نیز سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کا خلاف کرنا محال بالذات ہے ۔ تو اس کی ایفاء میں اضطراب بھی محال ہے لہٰذا خلافِ وعدہ کا استحالہ عدمِ ایفاء کے استحالہ کو مستلزم ہے جبکہ محال محال کو مستلزم ہوتا ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ کے ایفاءِ وعدہ میں اضطراب بے معنیٰ مفہوم ہے ۔

اس حدیث سے یہ مفہوم سامنے آتا ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ کا کسی شئی سے متعلق پُوچھنا یا سوال کرنا اس شئی کے علم کے منافی نہیں ۔ کیونکہ آپ کو یہ علم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فتح بدر کا وعدہ کیا ہے اور وہ اسے ضرور پُورا کرے گا جبکہ خلفِ وعد محال ہے تو اس کے باوجود فتح کا مبالغہ سے سوال کرنا صرف کسی حکمت پر مبنی تھا اور وہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مطمئن ہو جائیں ،،

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ

۱۷۲۰ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحٰى مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتُ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلٰى خُفَّيْهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ وہ آدمی اس کو پھیلانے کی کوشش کرتا ہے اور وہ کھلتے نہیں"

۲۷۱۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ ساری حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے تو آخری کلمہ کو سُننے کی کیا وجہ تخصیص ہے اس کا جواب یہ ہے کہ "لفظ یقول" استمرار و تکرار پر دلالت کرتا ہے۔ شاید سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلمہ کو بار بار فرمایا ہوگا۔

(حدیث ع ۱۳۶۱ کی شرح دیکھیں)

باب — سفر اور لڑائی میں جُبّہ پہننا

۲۷۲۰ — ترجمہ : مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے پھر واپس آئے تو میں پانی لے کر آپ سے ملا۔ جبکہ آپ شامی جُبّہ پہنے ہُوئے تھے آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور چہرۂ انور کو دھویا آپ آستینوں سے اپنے دونوں ہاتھ نکالنے لگے اور وہ تنگ تھیں تو اُن کے اندر سے نکالا اور ان کو دھویا اور سر مبارک اور موزوں پر مسح کیا۔

۲۷۲۰ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ قمیص وغیرہ کے اندر سے آستینیں نکالنی جائز ہیں اور سفر میں عالمِ دین کی خدمت کرنی چاہیئے۔

باب الصلوٰۃ فی الجبّۃ الشامیہ .. کی شرح دیکھیں ..

marfat.com
Marfat.com

۲۷۲۲ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ح
وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ
وَالزُّبَيْرَ شَكَوَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ الْقَمْلَ فَاَرْخَصَ
لَهُمَا فِي الْحَرِيْرِ فَرَاَيْتُ عَلَيْهِمَا فِيْ غَزَاةٍ

۲۷۲۳ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ اَخْبَرَنِيْ قَتَادَةُ
اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ
وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِيْ حَرِيْرٍ

۲۷۲۴ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ
عَنْ اَنَسٍ رَخَّصَ اَوْ رُخِّصَ لَهُمَا لِحَكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي السِّكِّيْنِ

۲۷۲۵ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ

۲۷۲۲ــــ ترجمہ : ہمام نے قتادہ سے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور زُبیر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جوؤں کی شکائت کی تو آپ نے دونوں کو ریشم پہننے کی اجازت دی میں نے ایک جنگ میں دونوں پر ریشمی لباس دیکھا ،،

۲۷۲۳ــــ ترجمہ : شعبہ نے کہا مجھے قتادہ نے خبر دی کہ ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوّام کو ریشمی لباس کی اجازت دی۔

۲۷۲۴ــــ ترجمہ : شُعبہ نے کہا میں قتادہ سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ ان دونوں کو خارش کی وجہ سے رخصت دی یا رخصت دی گئی ،،

باب ــ چُھری استعمال کرنے کا بیان

۲۷۲۵ــــ ترجمہ : جعفر بن عمرو بن اُمیہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ شانہ کا گوشت چھری

marfat.com
Marfat.com

قَدْ اَوْجَبُوْا قَالَتْ اُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا فِيْهِمْ قَالَ اَنْتِ فِيْهِمْ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَهُمْ فَقُلْتُ اَنَا فِيْهِمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا

وہ جنت کے مستحق ہوں گے۔ ام حرام نے کہا میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں ان میں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا تو ان میں ہوگی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا سب سے پہلا لشکر قیصر کے شہر میں جنگ کرے گا وہ مغفور ہوگا! میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں ان میں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

۲۷۲۶ — شرح : جوہری نے ذکر کیا کہ رومی لوگ روم بن عیصو بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ رشاطی نے کہا کہ رومی روم بن لنطاق یونان بن یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہ یونانی رومی ہیں۔ اس حدیث کی عنوان سے مطابقت "یَغْزُوْنَ الْبَحْرَ" میں ہے کیونکہ غزو بحر سے مراد رومیوں سے جنگ ہے جو شور دریا کے پار رہتے تھے۔ مدینہ قیصر سے مراد قسطنطنیہ ہے اور اس لشکر سے مراد حضرت امیر معاویہ کا لشکر ہے۔ چنانچہ مہلب نے کہا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے دریا میں جنگ کی۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سب سے پہلے یزید بن معاویہ نے قسطنطنیہ کی جنگ لڑی تھی۔ مہلب نے کہا اس حدیث میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے کیونکہ انھوں نے سب سے پہلے دریا میں جنگ کی اور اُن کے لڑکے یزید کی بھی منقبت ہے کیونکہ سب سے پہلے اُس نے قسطنطنیہ کی جنگ لڑی۔"

ابن تین اور ابن منیر نے مہلب کا تعاقب کیا کہ یزید کا اس عموم میں داخل ہونے کو یہ لازم نہیں کہ وہ دلیل خصوص کے سبب اس عموم سے نہ نکلے کیونکہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "مغفور لہم" مشروط ہے اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اہل مغفرت سے ہوں۔ تو حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ امت سے پہلے لوگ جو قسطنطنیہ کی جنگ لڑیں گے وہ مغفور ہوں گے بشرطیکہ وہ مغفرت کے لائق ہوں" حتی کہ اس کے بعد ان لوگوں میں سے کوئی مرتد ہو جائے تو بالاتفاق وہ اس عموم میں داخل نہیں۔

بعض علماء نے کہا کہ مدینہ قیصر سے مراد وہ شہر ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشاد فرمانے کے روز تھا اور وہ حمص ہے جو اس وقت دار مملکت تھا مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں جو دریا میں جنگ لڑیں گے اور ام حرام ان میں ہوں گی حالانکہ حمص اس غزوہ میں جس میں ام حرام تھیں سے پہلے فتح ہو چکا تھا علامہ عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یزید نے ۵۲ھ ہجری میں یہ جنگ لڑی تھی اسی جنگ میں ابو ایوب انصاری شہید ہوئے تھے اُنھوں نے وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ ان کو قسطنطنیہ کے دروازہ کے پاس دفن کیا جائے اور ان کی قبر کا نشان مٹا دیا جائے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا رومی لوگ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر پر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِتَالِ الْيَهُوْدِ

۲۷۲۸ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مُحَمَّدِ الْفَرْوِيُّ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقَاتِلُوْنَ الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ اَحَدُهُمْ وَرَاءَ الْحَجَرِ فَيَقُوْلُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَآئِيْ فَاقْتُلْهُ

۲۷۲۹ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْحَجَرُ وَرَاءَهُ الْيَهُوْدِيُّ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَآئِيْ فَاقْتُلْهُ

باب یہودیوں سے جنگ

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہودیوں سے جنگ کروگے حتی کہ کوئی یہودی پتھر کے پیچھے چھپا ہوگا تو وہ کہے گا اے اللہ کے بندے یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اس کو قتل کردو۔

۲۷۲۸۰ —

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تم یہودیوں سے جنگ کروگے یہاں تک کہ پتھر کہے گا جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا اے مسلمان یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اس کو قتل کرو۔

۲۷۲۹ —

شرح : یہ جنگ اس وقت ہوگی جب سیدنا عیسٰے بن مریم علیہ السلام نزول فرمائیں گے کیونکہ وہ ہمارے شریعت

۲۷۲۸ — ۲۷۲۹ —

پر عامل ہوں گے اور مسلمان ان کے ساتھ ہوں گے جبکہ یہودی دجال کا ساتھ دے رہے ہوں گے۔"

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہے کہ آپ نے مستقبل میں ہونے والے حالات کی پہلے ہی خبر دی کہ عیسٰی علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس وقت جامد اشیاء باتیں کریں گی اور مسلمانوں کو یہودیوں کی خبریں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِتَالِ الَّذِيْنَ يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعَرَ

۲۷۳۲ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ قَالَ سُفْيٰنُ وَزَادَ فِيْهِ اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رِوَايَةً صِغَارَ الْاَعْيُنِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ

نے کہا ترک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی لونڈی قَنْطُوْرَاء کی اولاد ہیں ابن عبدالبر نے کہا ترک یافث کی اولاد ہے۔ ان میں سے بعض شہروں اور قلعوں میں رہتے ہیں بعض پہاڑوں کی چوٹیوں اور جنگلوں میں رہتے ہیں شکار کرنے کے سوا اُن کا کوئی کام نہیں اور کوّے وغیرہ کھاتے ہیں ان کا کوئی دین نہیں ان میں سے اکثر مجوسی دین رکھتے ہیں اور بعض یہودی ہیں۔ ان کا بادشاہ ریشمی لباس اور سونے کا تاج پہنتا ہے اور اکثر حجاب میں رہتا ہے۔ ان میں جادوگر بھی ہیں۔ وہب بن منبہ نے کہا وہ یاجوج ماجوج کے چچا کی اولاد ہیں۔

کتاب الطبقات میں اس طرح مذکور ہے کہ ترک تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ وہ خراسان کے مشرقی علاقہ اور چین کے مغربی علاقہ کے درمیان اور ہندوستان کے شمال میں انتہائی آبادی تک کے علاقہ میں رہتے ہیں اور جنگجو قوم ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ترک اور چینی اور یاجوج و ماجوج یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہے۔ یافث کے سات لڑکے تھے۔ ان میں سے ایک لڑکے کا نام کومر تھا تمام ترک کومر کی اولاد ہیں۔ ان کے جوڑ نرم، پنڈلیاں ٹیڑھی اور ہڈیاں نرم ہوتی ہیں،، بالوں والی جوتیوں کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ بالوں کی رسیاں بناتے ہیں اور ان کے ساتھ جوتیاں بناتے ہیں۔ یا ان کی جوتیوں کے چمڑے بالوں والے ہوتے ہیں۔ وہ بھیڑ کے چمڑے سے جوتیاں بناتے ہیں۔ قاضی بیضاوی نے کہا کہ ان کے چہروں کو "مجان مطرقہ" سے تشبیہ اس لئے دی ہے کہ ان کے چہرے ڈھال کی طرح چوڑے اور گول ہوتے ہیں۔ مطرقہ کا معنی مضبوط سخت ہے ان کے چہرے بھی موٹے اور سخت ہوتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر کا وقوع ہوا ہے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کا کچھ واقعہ ۶۱۷ ہجری میں ہو چکا ہے جبکہ ترکوں کا ایک عظیم لشکر نکلا اور اُنھوں نے ماوراءالنہر کے لوگوں کو قتل کیا پھر خراسان کے تمام شہروں کے لوگوں کو قتل کیا صرف وہی لوگ بچے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ صَفَّ اَصْحَابَهٗ عِنْدَ الْهَزِيْمَةِ وَنَزَلَ عَنْ دَآبَّتِهٖ وَاسْتَنْصَرَ

۲۷۳۳ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ خَالِدِ الْحَرَّانِيُّ ثَنَا زُهَيْرٌ ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ وَسَأَلَهٗ رَجُلٌ اَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ يَا اَبَا عُمَارَةَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنَّهٗ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهٖ وَاَخِفَّاؤُهُمْ حُسَّرًا لَيْسَ بِسِلَاحٍ فَاَتَوْا قَوْمًا رُمَاةً جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِيْ نَصْرٍ مَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَا يُقَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَالِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَابْنُ عَمِّهٖ اَبُوْ سُفْيَانَ ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُوْدُ بِهٖ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّ اَصْحَابَهٗ

باب ــــ جس نے اپنے ساتھیوں کی ہزیمت کے وقت صف بندی کی اور اپنے گھوڑے سے اُتر کر مدد طلب کی

۲۷۳۳ــــ ترجمہ : ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء سے سُنا جبکہ ان سے ایک آدمی نے پوچھا اے اباعمارہ کیا تم حنین کی جنگ میں بھاگ گئے تھے تو براء نے کہا بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے لیکن آپ کے نوجوان ساتھی جن کے پاس ہتھیار نہ تھے وہ صف سے باہر نکل گئے تھے "اس کی وجہ یہ تھی"، کہ وہ ہوازن اور بنی نضرہ کے تیراندازوں کے سامنے آگئے تھے جن کا کوئی تیر ضائع نہ جاتا تھا انھوں نے ان کو تیر مارے جو خطاء نہ جاتے تھے اس وقت وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آئے جبکہ آپ سپید خچر پر تھے اور آپ کے چچا کا بیٹا ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اس کو چلا رہے تھے آپ اُترے اور اللہ سے مدد مانگی پھر فرمایا "میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں" پھر

marfat.com
Marfat.com

۲۷۳۶ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا اِسْمٰعِيْلُ اَبْنُ اَبِیْ خَالِدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی یَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

۲۷۳۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ ظِلِّ الْکَعْبَةِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَنَاسٌ مِنْ قُرَیْشٍ وَنُحِرَتْ جَزُوْرٌ بِنَاحِیَةِ مَکَّةَ فَاَرْسَلُوْا فَجَاءُوْا مِنْ سَلَاهَا وَطَرَحُوْهُ عَلَیْهِ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَلْقَتْهُ عَنْهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ لِاَبِیْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ وَشَیْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ وَالْوَلِیْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَیْتُهُمْ فِیْ قَلِیْبِ بَدْرٍ

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافروں نے صلوٰۃ وسطیٰ کی نماز سے روک رکھا حتی کہ سورج غروب ہوگیا اور ظاہر ہے کہ عصر کے بعد ہی سورج غائب ہوتا ہے۔ یہ نماز اس لئے قضاء ہوئی کہ اس وقت صلوٰۃِ خوف مشروع نہیں ہوئی تھی۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ صبح کی نماز کو صلوٰۃِ وسطیٰ، کہتے ہیں اور یہ اس حدیث کے خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۷۳۵ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قنوت میں یہ دعاء پڑھتے تھے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! کمزور مسلمانوں کو نجات دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی سختی کر۔ اے اللہ! ان پر قحط سالی کر جو یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط سالی کی تھی۔

۲۷۳۶ ـــ ترجمہ : اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا کہ انھوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے روز مشرکوں کے لئے بددعاء

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ اَهْلَ الْكِتَابِ اَوْ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

۲۷۳۹ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا ابْنُ اَخِيْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى قَيْصَرَ وَقَالَ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْاَرِيْسِيِّيْنَ

ابو اسحاق کے واسطہ سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ اُمّیہ بن خَلَف تھا اور شعبہ نے کہا یا اُبَی تھا۔ صحیح یہ ہے کہ وہ اُمّیہ تھا (اُبَی نہ تھا)

۲۷۳۷ — شرح : ابوجہل اور قریش کے چند لوگوں نے کہا جن کو دُعاء میں ذکر کیا کہ مکہ سے باہر اونٹنی نحر کی گئی ہے اس کی اوجھ لاؤ اور آپ پر ڈالو "یہی قال ابوجہل الخ" کا مقولہ ہے۔ اس حدیث سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا گوبر وغیرہ پاک ہے اور جن علماء نے اس کو پلید کہا ہے وہ کہتے ہیں اس میں خون نہیں ہوتا اور وہ ایک عضو کی طرح ہے۔ ابتداء اسلام میں مشرکوں کے ذبائح جائز تھے جیسے ان سے نکاح وغیرہ جائز تھے لہٰذا اس کو مردار کہنا بھی صحیح نہیں اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس وقت نجاست سے پاکیزگی کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ سورۂ مدثر میں کپڑوں کی پاکیزگی کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ" اور یہ سورت مکیہ ہے۔

الحاصل اس باب میں پانچ احادیث مذکور ہیں پہلی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہے جس میں احزاب کے دن آپ نے دُعاء فرمائی۔ دوسری ابوہریرہ کی ہے جس میں دعاء قنوت کا ذکر ہے۔ تیسری ابن ابی اوفیٰ کی ہے جس میں صراحۃً مشرکوں کے لئے احزاب کے دن بددُعاء کا ذکر ہے۔ چوتھی حدیث عبداللہ بن مسعود کی ہے جس میں اوجھ کا واقعہ ہے۔ اس میں قریش کے لئے بددعاء کا ذکر ہے۔ پانچویں حدیث ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جس میں یہودیوں کے سلام کا ذکر ہے۔

۲۷۳۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا "اَلسَّامُ عَلَيْكَ" میں نے ان پر لعنت کی تو آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوگیا میں نے عرض کیا کیا آپ نے سُنا نہیں جو اُنھوں نے کہا ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے سُنا نہیں جو میں نے کہا ہے "وعلیکم" تم پر موت ہو"

marfat.com
Marfat.com

نے قیصر کو خط لکھا اور فرمایا۔ اگر تو نے اسلام سے منہ پھیرا تو عوام لوگوں کا گناہ تیرے اُوپر ہوگا!

شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ اہلِ کتاب کو راہِ ہدائت کی رہنمائی کرنی چاہئیے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ کتاب کے قیصر کو خط لکھا اور اس کو راہِ ہدائت کی راہنمائی کی۔ ۲۷۳۹ ——

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہلِ کتاب کو اسلام کی دعوت دینا امام پر واجب ہے۔ اور اہلِ کتاب کو قرآن کی تعلیم دینے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حربی اور ذمی کو قرآن کریم اور فقہ کی تعلیم دینے میں حرج نہیں سمجھا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ قرآن و فقہ کی تعلیم سے اسلام کی طرف مائل ہوجائیں امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔ البتہ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان کو قرآن کی تعلیم نہ دیں۔ امام شافعی کا بھی ایک قول اسی طرح ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ کے مسلک کی تائید میں اس آئت کریمہ سے استدلال کیا ہے "وَاِنْ اَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ"، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن اُبَیّ کے مسلمان ہونے سے پہلے اس کے پاس سے گزرے جبکہ اس کے ساتھ مجلس میں مسلمان، مشرک اور یہودی بیٹھے تھے تو آپ نے ان پر قرآن پڑھا، معلوم ہُوا کہ غیر مسلم کو قرآن و فقہ کی تعلیم دے سکتے ہیں۔

باب — مشرکوں کے لئے ہدائت کی دعاء کرنا "تاکہ ان کی تالیف قلب ہو"

۲۷۴۰ —— ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا طفیل بن عمرو دوسی اور اس کے ساتھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہُوئے اور کہا یارسُول اللہ! دوس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور فرمانبردار ہونے سے انکار کیا ہے آپ ان کے لئے بددعاء فرمائیں (اس وقت) کسی نے کہا دوس ہلاک ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! دوس کو ہدائت دے اور ان کو اسلام میں لے آ۔

شرح : اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ جب مشرکوں سے کوئی اذیت نہ پہنچے تو ان کے لئے دُعاء اور یہ اُمید کریں کہ اللہ ان کو ہدائت دے اور ۲۷۴۰ ——

جب ان کا غلبہ زیادہ ہو ان کی اذیت زیادہ ہوجائے اور ان کی شر سے مسلمان امن میں نہ ہوں تو ان کے لئے بددُعا کرے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ لوگوں نے دوس کے لئے بددُعا کے لئے عرض کیا لیکن جناب

marfat.com
Marfat.com

۲۷۴۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرٰى فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرٰى خَرَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ

یہ نقش کندہ تھا "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا

۲۷۴۱ — کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے بادشاہ کو خط لکھنے کا ارادہ کیا، اس سے معلوم ہُوا کہ آپ نے لکھا اور یہ ظاہر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سونے کی انگوٹھی جائز نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔ امام نسائی نے کتاب الزینت میں زید بن جناب کے ذریعے حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ اُس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی ہُوئی تھی آپ نے فرمایا میں تجھ پر دو زخیوں کا زیور دیکھتا ہوں پھر دوسری بار آیا اُس نے تانبے کی انگوٹھی پہنی ہُوئی تھی آپ نے فرمایا میں تجھ پر بتوں کی بُو پاتا ہوں اُس نے عرض کیا یارسُول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی پہنوں آپ نے فرمایا چاندی کی انگوٹھی پہنو اور ایک مثال (۴½ ماشہ) سے زیادہ نہ کرو۔ چاندی کی صرف ایک انگوٹھی جائز ہے دو جائز نہیں اگرچہ دونوں کا وزن ایک مثقال سے کم ہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس پر نقش "محمد رسول اللہ" تھا آپ نے فرمایا کوئی شخص یہ نقش کندہ نہ کرے لیکن یہ آپ کی حیات طیبہ سے خاص تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ خلفاء راشدون نے آپ کے بعد یہ انگوٹھی پہنی اور جب یہ انگوٹھی حضرت عثمان غنی سے بیر اریس میں گم ہوگئی تو اُنھوں نے چاندی کی نئی انگوٹھی بنوائی اور اس پر نقش "محمد رسول اللہ" کندہ کیا معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں یہ نقش کندہ کرنے کی کسی اور کو اجازت نہ تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ کو خط بھیجا اور قاصد کو حکم دیا کہ یہ عظیم البحرین

۲۷۴۲ —

marfat.com
Marfat.com

۲۷۴۳ ـــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى قَيْصَرَ يَدْعُوْهُ اِلَى الْاِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى لِيَدْفَعَهٗ اِلٰى قَيْصَرَ وَكَانَ قَيْصَرُ لَمَّا كَشَفَ اللّٰهُ عَنْهُ جُنُوْدَ فَارِسَ مَشٰى مِنْ حِمْصَ اِلٰى اِيْلِيَاءَ شُكْرًا لِمَا اَبْلَاهُ اللّٰهُ فَلَمَّا جَآءَ قَيْصَرَ كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ قَرَأَهٗ اِلْتَمِسُوْا لِيْ هٰهُنَا اَحَدًا مِنْ قَوْمِهٖ لِاَسْاَلَهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سُفْيَانَ اَنَّهٗ كَانَ بِالشَّامِ فِيْ رِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدِمُوْا

لگا اگر آپ نبی ہیں تو عنقریب آپ کا ارشاد پورا ہوگا چنانچہ اس تاریخ کو کسریٰ قتل ہوگیا جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی ۔ زہری نے کہا اس کے بعد باذان اور اس کے ساتھی سب مسلمان ہوگئے! اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے لئے بددُعا کرنا جائز ہے ۔

باب ـــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام اور نبوت کی طرف بُلانا، اور یہ کہ ان میں سے بعض بعض کو اللہ کے سوا معبود نہ بنائے،،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کسی بشر کو لائق نہیں کہ اللہ اس کو نبوت و کتاب دے پھر وہ کہے اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ ۔

۲۷۴۳ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر کو خط لکھا اس حال میں کہ اس کو اسلام کی طرف بلا

marfat.com
Marfat.com

كَيْفَ نَسَبُ هٰذَا الرَّجُلِ فِيْكُمْ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْنَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ
هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ مِنْكُمْ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ عَلَى
الْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ
مَلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَاَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهٗ اَوْ ضُعَفَآؤُهُمْ قُلْتُ
بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ فَيَزِيْدُوْنَ اَوْ يَنْقُصُوْنَ قُلْتُ بَلْ يَزِيْدُوْنَ
قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ سُخْطَةً لِدِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ قُلْتُ لَا قَالَ
فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ الْاٰنَ مِنْهُ فِيْ مُدَّةٍ نَحْنُ نَخَافُ اَنْ يَغْدِرَ
قَالَ اَبُوْسُفْيٰنَ وَلَمْ تُمْكِنِّيْ كَلِمَةٌ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا اَنْتَقِصُهٗ بِهٖ لَا اَخَافُ
اَنْ يُؤْثَرَ عَنِّيْ غَيْرُهَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ وَقَاتَلَكُمْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ
كَانَ حَرْبُهٗ وَحَرْبُكُمْ قُلْتُ كَانَتْ دُوَلًا وَّسِجَالًا يُدَالُ عَلَيْنَا الْمَرَّةَ وَ
نُدَالُ عَلَيْهِ الْاُخْرٰى قَالَ فَمَاذَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖ قُلْتُ يَاْمُرُنَا اَنْ نَعْبُدَ اللّٰهَ

وہ میرے چچا کے بیٹے ہیں۔ اس روز قافلہ میں میرے سوا بنی عبد مناف میں سے کوئی نہ تھا۔ قیصر نے کہا اس کو میرے قریب کرو اور میرے ساتھیوں کے متعلق حکم دیا وہ میرے کندھوں کے پاس میرے پیچھے کھڑے کئے گئے پھر اُس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہا میں اس شخص سے ان کے متعلق پوچھتا ہوں جو کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کی تکذیب کر دو۔ ابوسفیان نے کہا بخدا! اگر اس چیز کی شرم نہ ہوتی کہ میرے ساتھی میرا جھوٹ نقل کریں گے تو میں جھوٹ بول دیتا جبکہ مجھ سے ان کے متعلق پوچھا لیکن مجھے شرم آئی کہ میرے ساتھ میرا جھوٹ مشہور کریں گے (اس لئے) میں نے قیصر کے سامنے سچی بات کی۔ پھر اُس نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے کہو تم میں اس شخص کی نسب کیسی ہے؟ میں نے کہا وہ ہم میں عالی نسب ہیں۔ قیصر نے کہا کیا اُن سے پہلے تم میں سے کسی نے یہ بات کہی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ قیصر نے کہا جو دعویٰ کیا یہ دعویٰ کرنے سے پہلے تم نے ان کو جھوٹ بولتے دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں اُنھوں نے لیا ہے قیصر نے کہا کیا اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہُوا ہے میں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا کیا بڑے بڑے لوگ اس کی طاعت کرتے ہیں یا کمزور لوگ تابعداری کرتے ہیں؟ میں نے کہا بلکہ کمزور لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں۔ اُس نے کہا کیا وہ زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہوتے ہیں؟ میں نے کہا بلکہ زیادہ ہوتے ہیں۔ اُس نے کہا کیا کوئی شخص ان کے

marfat.com
Marfat.com

يَزِيْدُوْنَ اَوْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى
يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ سُخْطَةً لِدِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ
فَزَعَمْتَ اَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهٗ الْقُلُوْبَ
لَا يَسْخَطُهٗ اَحَدٌ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ
لَا يَغْدِرُوْنَ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ وَقَاتَلَكُمْ فَزَعَمْتَ اَنْ قَدْ
فَعَلَ وَاَنَّ حَرْبَكُمْ وَحَرْبَهٗ تَكُوْنُ دُوَلًا يُدَالُ عَلَيْكُمُ الْمَرَّةَ وَتُدَالُوْنَ
عَلَيْهِ الْاُخْرٰى وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى وَيَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَاَلْتُكَ
بِمَاذَا يَاْمُرُكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا
وَيَنْهَاكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ وَيَاْمُرُكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ
وَالْعَفَافِ وَالْوَفَآءِ بِالْعَهْدِ وَاَدَآءِ الْاَمَانَةِ قَالَ وَهٰذِهٖ صِفَةُ نَبِيٍّ
قَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهٗ خَارِجٌ وَلٰكِنْ لَمْ اَظُنَّ اَنَّهٗ مِنْكُمْ وَاِنْ يَّكُ مَا
قُلْتَ حَقًّا فَيُوْشِكُ اَنْ يَّمْلِكَ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَلَوْ اَرْجُوْ اَنْ اَخْلُصَ

تم سے پوچھا کہ یہ دعویٰ کرنے سے پہلے تم نے ان کو جھوٹ بولتے دیکھا ہے؟ تو نے کہا نہیں اس سے میں یہ پہچانا وہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگوں پر جھوٹ بولنا چھوڑ دیں اور اللہ پر جھوٹ بولیں، میں نے تم سے پوچھا کیا ان کے باپ دادے میں سے کوئی بادشاہ تھا تم نے کہا نہیں میں کہتا ہوں اگر ان کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ وہ اپنے باپ دادا کا ملک طلب کر رہے ہیں میں نے تم سے پوچھا بڑے بڑے سرداران کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور لوگ؟ تم نے کہا کمزور لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ رسولوں کی پیروی کیا کرتے ہیں میں نے کہا کیا وہ زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہوتے ہیں تم نے کہا زیادہ ہوتے ہیں ایمان کا یہی حال ہے حتیٰ کہ وہ کامل ہو جائے، میں نے تم سے پوچھا کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کو ناپسند سمجھ کر پھر جاتا ہے؟ تم نے کہا نہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے جبکہ اس کا سرور دلوں میں خلط ملط ہو جاتا ہے تو اس کو کوئی ناپسند نہیں کرتا۔ میں نے تم سے پوچھا کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ تم نے کہا نہیں رسولوں کا یہی حال ہے وہ عہد شکنی نہیں کرتے میں نے تم سے پوچھا کیا تم نے ان سے جنگ کی ہے اور انھوں نے تم سے جنگ کی ہے؟ تم نے کہا جنگ کی ہے اور تمہاری لڑائی ڈول کی طرح رہی ہے کبھی وہ تم پر غالب اور کبھی تم ان پر غالب رہے ہیں۔ رسولوں کو یہی حال ہے کہ ان کو امتحان میں ڈالا جاتا ہے اور آخر اچھا انجام انہیں کا ہوتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا وہ تم کو کیا حکم کرتے ہیں؟ تم .....

marfat.com
Marfat.com

قَضٰی مَقَالَتَهٗ عَلَتْ اَصْوَاتُ الَّذِیْنَ حَوْلَهٗ مِنْ عُظَمَآءِ الرُّوْمِ وَ
كَثُرَ لَغَطُهُمْ فَلَا اَدْرِیْ مَاذَا قَالُوْا وَاُمِرَ بِنَا فَاُخْرِجْنَا فَلَمَّا اَنْ خَرَجْتُ
مَعَ اَصْحَابِیْ وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ لَهُمْ لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِیْ كَبْشَةَ هٰذَا
مَلِكُ بَنِی الْاَصْفَرِ یَخَافُهٗ قَالَ اَبُوْ سُفْیٰنَ وَاللّٰهِ مَا زِلْتُ ذَلِیْلًا مُسْتَیْقِنًا
بِاَنَّ اَمْرَهٗ سَیَظْهَرُ حَتّٰی اَدْخَلَ اللّٰهُ قَلْبِیَ الْاِسْلَامَ وَاَنَا كَارِهٌ

نے کہا بخدا میں ہمیشہ اپنے دل میں ذلت محسوس کرتا رہا اور مجھے یقین ہوگیا کہ ان کا کام عنقریب غالب ہوگا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام داخل کر دیا حالانکہ میں اس کو پسند نہ کرتا تھا،،

۲۷۴۳ — شرح : قیصر روم کے بادشاہ کا لقب ہے۔ جیسے فارس کے بادشاہ کو کسریٰ ترک کو خاقان، حبشہ کو نجاشی، قبط کو فرعون، مصر کو عزیز، حمیر کو تبع، ہند کو دہمی چین کو فغفور، زنجی کو غانہ، یونان کو بطامیوں، یہود کو قیطون یا ماتح، بربر کو جالوت، صابئہ کو مزدد، یمن کو تبع، فرغانہ اخشید، عرب کو نعمان، افریقیہ کو جرجیر، خلاط کو شہرمان، طبرستان کو سالار اور اسکندریہ کو مقوقس کہتے ہیں،، سب سے پہلے ہرقل نے دینار بنایا اور گرجا کی تعمیر کی اگر یہ سوال ہو کہ صحیح حدیث میں ہے کہ جب قیصر ہلاک ہوگیا اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہوگیا اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا۔ اس حدیث کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قیصر و کسریٰ کی شوکت و سطوت اور دبدبہ ختم ہو جائے گا اور وہ کسی کو مرعوب نہ کر سکیں گے،، امام شافعی نے مختصر میں یہ ذکر کیا کہ اس کے بعد شام میں قیصر نہ ہوگا اور عراق میں کسریٰ نہ ہوگا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے فرمایا کہ قریش شام اور عراق میں تجارت کے لئے جایا کرتے تھے جب وہ مسلمان ہوگئے تو انھوں نے ان ملکوں کی طرف سفر کرنے میں کچھ خوف محسوس کیا کیونکہ مسلمان ہو جانے کے باعث وہ ان کے مخالف ہوگئے تھے۔ اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے بعد ان دونوں ملکوں میں قیصر و کسریٰ نہ ہوں گے لہٰذا تم کو ان سے نہیں ڈرنا چاہیئے اور بے خوف ان ملکوں سے لین دین کرو۔ اس وقت موجود قیصر کے بعد شام میں قیصر نہ ہوگا اور نہ ہی عراق میں کسریٰ ہوگا۔ قیصر کو یہ لقب اس لئے دیا گیا ہے کہ قیصر کا معنی تبقیر بمعنی قطع کرنا ہے۔ اس کی والدہ کو جب دردِ زہ ہونے لگی جبکہ یہ اس کے پیٹ میں تھا اور وہ اس درد سے مرگئی تو اس کا پیٹ چیر پھاڑ کر اس کو نکالا گیا جبکہ وہ زندہ تھا اس طرح کی ولادت پر وہ فخر کیا کرتا تھا کیونکہ وہ فرج کے ذریعہ نہیں پیدا ہوا تھا۔ وہ بڑا بہادر اور جنگوں میں سب سے پیش پیش رہا کرتا تھا۔ رومیوں کو بنی اصفر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اصفر بن روم بن عیصو بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں۔ عیصو بن اسحاق نے اپنے چچا اسماعیل علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کیا تو ان سے روم بن عیصو

marfat.com
Marfat.com

یعنی وہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں اور اپنے الٰہ کے حضور نیازمندی، سچائی، پاکدامنی اور اقارب سے اچھا سلوک ہے۔ کیونکہ فضیلت یا تو قولی ہوتی ہے اور وہ صدق ہے یا فعلی ہوتی ہے اگر یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ہو تو نماز ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے یا اپنی ذات کی نسبت ہو تو عفت (پاکدامنی) ہے۔ یا دوسرے لوگوں کی نسبت ہے تو یہ صلۂ رحمی ہے۔ ان تمام امور کی بنیاد صدق پر ہے اور ان کی صحت توحید اور ترکِ شرک پر موقوف ہے۔ اس لئے ابوسفیان نے کہا کہ وہ کہتے ہیں اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اس سے رذیل اخلاق سے دُور رہنے اور پہلی قسم سے فضائل کی زینت سے آراستہ ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو بُری چیزوں سے منع کرتے ہیں اور اچھی چیزوں کا حکم کرتے ہیں۔ قولہ "لَا تُشْرِكُوْا"، اس سے مراد توحید ہے یعنی ہم کو توحید کا حکم دیتے ہیں کیونکہ عدمِ شرک عدم ہے اور عدم مامور بہ نہیں ہوتا۔ ہرقل نے کہا کہ رسولوں کا یہی حال ہے کہ وہ اپنی قوم میں عالی نسب ہوتے ہیں کیونکہ وہ پہلی کتابوں میں یہ پڑھ چکے تھے۔ اسی لئے اُس نے کہا میں پہلے ہی جانتا تھا کہ آپ تشریف لانے والے ہیں۔ کیونکہ پہلی کتابوں میں اس کی تصریح تھی کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی یہ علامات ہیں۔ ہرقل نے کہا اگر میں ان کی خدمت میں حاضر ہو سکتا تو ضرور ان کی ملاقات کرتا اور اگر وہاں ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔ اب یہ سوال ہوتا ہے کہ کیا اس کلام کے مطابق یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہرقل مسلمان ہو گیا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرقل سے ایسی بات ظاہر ہوئی تھی جس کے باعث اس کو مسلمان نہیں کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اس نے اساطین مملکت سے کہا تھا کہ میں نے تم کو جو کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ میرا مقصد ... تمہارا امتحان لینا تھا کہ آیا تم اپنے دین پر پختہ ہو یا نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے جو کچھ کہا تھا محض ... کے امتحان کے طور پر کہا تھا تصدیقِ قلب اور اعتقادِ صحیح سے نہیں کہا تھا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہرقل نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقتِ نبوت کو جان لیا تھا صرف ملک پر حکمرانی باقی رکھنے کے باعث اسلام پر بقاءِ اقتدار کو ترجیح دی چنانچہ بخاری کی دوسری روایت میں اس کی تصریح موجود ہے وہ یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اس کی ہدایت منظور ہوتی تو اس کو توفیق دیتا جیسے نجاشی کو اسلام کی توفیق دی۔ اور اس کا اقتدار ختم نہ ہوا اور وہ بدستور حکمران رہا۔ بلکہ وہ بدستور مسلمانوں کے مخالف رہا اور اس کے آٹھ سال بعد غزوہ موتہ میں ایک لاکھ فوج لے کر مسلمانوں سے جنگ کرنے آیا معلوم ہوا کہ وہ کفر پر مصر رہا تھا اور اُس نے دل سے اسلام قبول نہ کیا تھا جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خط شریف میں یہ تحریر فرما دیا تھا کہ مسلمان ہو جا تو سلامتی میں رہے گا تو نبوت کا اقرار کر لینے کے بعد اس کو ہلاکت کا خوف نہیں ہونا چاہیے تھا لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس نے ایمان مخفی رکھا تھا۔ مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے کہ ہرقل نے تبوک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ میں مسلمان ہوں تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ بولتا ہے تو بدستور نصرانی ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کہنا صحیح نہیں کہ ہرقل نے ظاہری طور پر اسلام قبول کیا تھا ہم تو اس کے متعلق یہی جانتے ہیں کہ اس نے اسلام پر ملک کو ترجیح دی اور ظاہری طور پر اسلام قبول کرنے پر اس کو مسلمان کہیں گے۔ ہرقل

marfat.com
Marfat.com

۲۷۴۴ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ
اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُفْتَحُ عَلٰی يَدَيْهِ فَقَامُوْا يَرْجُوْنَ
لِذٰلِكَ اَيُّهُمْ يُعْطٰی فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُوْا اَنْ يُعْطٰی فَقَالَ اَيْنَ عَلِیٌّ فَقِيْلَ
يَشْتَكِیْ عَيْنَيْهِ فَاَمَرَ فَدُعِیَ لَهٗ فَبَصَقَ فِیْ عَيْنَيْهِ فَبَرَاَ مَكَانَهٗ حَتّٰی كَاَنَّهٗ
لَمْ يَكُنْ بِهٖ شَیْءٌ فَقَالَ نُقَاتِلُهُمْ حَتّٰی يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ عَلٰی رِسْلِكَ
حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ اُدْعُهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ
فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يُهْدٰی بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کفار کو دعوتِ اسلام پہنچ چکی ہو تو اِنذار میں مبالغہ کے لئے دوبارہ دعوت دینا مستحب ہے واجب نہیں جیسے جمہور کہتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے امور اور دین و دنیا کے اہم کاموں کو سرانجام دینے کے لئے خاندانی اشخاص کو منتخب کرنا چاہیئے۔ اسی لئے سیدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلْخُلَفَآءُ مِنْ قُرَيْشٍ" اور فرمایا جب تک دو قرشی بھی ہوں خلافت انہی میں ہوگی۔ کیونکہ قریش اعلیٰ خاندان ہے اور وہ عالی نسب ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر ملت میں جھوٹ حرام اور معیوب رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول اعلیٰ خاندانوں میں سے مبعوث کرتا ہے کیونکہ جس کا نسب بلند ہو وہ باطل کی طرف مائل نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ دنیاوی حرص کا شکار ہوتا ہے اور کمزور نسب میں یہ چیز نہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور علاماتِ نبوت و رسالت اہلِ کتاب کو حتمی طور پر معلوم تھیں اور جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لائے تھے وہ صرف عناد اور حسد کے سبب ایمان نہ لائے تھے۔ اُنھوں نے دُنیاوی مناصب کو برقرار رکھنے کے لئے آپ کی نبوت و رسالت کو قبول نہ کیا اور نارِ عدوان میں جل کر خاکستر ہوگئے اور ہمیشہ کے لئے "وقود النار" بنے "اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ"

۲۷۴۴ــــ ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر کے دن یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں جھنڈا ایک شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ خیبر فتح کرے گا لوگ اس کی اُمید کرتے ہوئے کھڑے ہوئے کہ کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے۔ وہ صبح کو آئے ہر ایک کو یہ اُمید تھی کہ اس کو جھنڈا دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۲۷۴۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يُغِرْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَاِنْ لَمْ يَسْمَعْ اَذَانًا اَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ فَنَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلًا

۲۷۴۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا غَزَا بِنَا ۷ وَحَدَّثَنَا ۲۷۴۷ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰى خَيْبَرَ فَجَآءَهَا لَيْلًا وَكَانَ اِذَا جَآءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لَا يُغِيْرُ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَلَمَّا اَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُوْدُ بِمَسَاحِيْهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ

کرتا ہے ،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۷۴۵ — ترجمہ : حُمَیْدُ نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم سے جنگ کرتے تو ان پر حملہ نہ کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی اگر اذان سُنتے تو رُک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو صبح کے بعد حملہ کرتے اور ہم بھی خیبر میں رات کو پہنچے تھے۔

۲۷۴۵ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک اس لئے انتظار کرتے تھے تاکہ صحابہ کو معلوم ہو جائے کہ اس علاقہ کے لوگ مسلمان ہیں یا نہیں اس لئے صبح کا انتظار کرتے اذان وغیرہ اسلامی شعائر سے ان کا حال معلوم ہو جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۷۴۶ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم کو ساتھ لے کر غزوہ کرتے ،،

۲۷۴۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف نکلے اور وہاں رات کو پہنچے آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ جب کسی قوم کے پاس رات کو آتے تو ان پر حملہ نہ کرتے حتیٰ کہ صبح ہو جاتی چنانچہ جب صبح ہوئی تو یہودی کسیاں ٹوکریاں لے کر باہر نکلے اور جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے واللہ! محمد لشکر سمیت آگئے صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَرَادَ غَزْوَةً فَوَرّٰى بِغَيْرِهَا وَمَنْ اَحَبَّ الْخُرُوْجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ ۲۷۴۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا ح وَحَدَّثَنِي اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۷۵۰

علیہ وسلّم نے بُت پرستوں کو جو توحید کا اقرار نہ کرتے تھے جن کے متعلق قرآن کریم میں ہے کہ جب ان کو کہا جائے کہ لا الہ الا اللہ کہو تو وہ تکبّر کرتے ہیں۔ توحید کے اقرار کی دعوت دی کہ وہ بت پرستی ترک کریں اور توحید کا اقرار کریں اور اسلام میں داخل ہوں اور دُوسرے کافر جو توحید کا اقرار کرتے تھے لیکن وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت کے مُنکر تھے ان کے متعلق آپ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ شہادتین کا اقرار کریں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا محمل یہ ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا محمل کافروں کی پہلی قسم ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — جس نے جہاد کا ارادہ کیا اور اس کے غیر کی طرف اشارہ کیا اور جس نے جمعرات کو سفر کرنا پسند کیا،،

۲۷۴۹ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے روائت ہے کہ عبداللہ بن کعب جو کعب کے بیٹوں میں سے اس کو لے کر چلتے تھے نے کہا میں نے کعب بن مالک سے سُنا جبکہ وہ (غزوہ تبوک میں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پیچھے رہ گئے تھے اور جناب رسُول اللہ

marfat.com
Marfat.com

۲۷۵۱ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامٌ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَکَانَ یُحِبُّ اَنْ یَّخْرُجَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ

بَابُ الْخُرُوْجِ بَعْدَ الظُّهْرِ

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اکثر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی جنگ کرنے کا ارادہ کرتے تو اس کے غیر کی طرف اشارہ کرتے حتیٰ کہ جنگ تبوک کا موقعہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی میں اس جنگ کا ارادہ کیا اور دُور دراز کا سفر اور جنگلات کا سامنا کیا اور کثیر تعداد دشمن کا مقابلہ کیا اس لئے مسلمانوں سے اس کا صاف صاف حال بیان کر دیا تاکہ وہ اپنے دشمن کی تیاری کے مطابق پوری تیاری کریں۔ اور ان کو اسی جہت کی خبر دی جو آپ نے ارادہ کیا تھا اور یونس نے زہری کے ذریعہ سے کہا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے سوا سفر میں بہت کم نکلتے تھے "

۲۷۵۰ ـــ شرح : لَقَلَّمَا " میں لام تاکید کے لئے ہے " قَلَّ " فعل ماضی ہے۔ اس پر کلمہ ما داخل ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر میں جمعرات کے سوا نکلنا بہت کم تھا۔ کیونکہ آپ اکثر سفر جمعرات کے روز کرتے تھے جیسے کہا جاتا ہے " قَلَّ رَجُلٌ یَفْعَلُ کَذَا اِلَّا زَیْدٌ " یعنی زید کے سوا یہ کام بہت تھوڑے لوگ کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

۲۷۵۱ ـــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں جمعرات کے دن سفر میں نکلے۔ اور جمعرات کے روز سفر کرنا پسند کرتے تھے "

باب ـ نمازِ ظہر کے بعد سفر کرنا "

marfat.com
Marfat.com

الْقَعْدَةِ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدَخَلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالَ نَحَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَنْتَكَ وَاللّٰهِ بِالْحَدِيثِ عَلٰى وَجْهِهِ

۲۷۵۳ ـــــ ترجمہ : عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روائت ہے کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پچیس ذوالقعدہ کو نکلے اور حج کے سوا ہمارا کوئی ارادہ نہ تھا جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب ہوئے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہیں وہ جب بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرے تو احرام کھول دے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قربانی کے دن ہمارے پاس گائے کی قربانی کا گوشت لایا گیا تو میں نے کہا یہ کیا ہے؟ کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔ یحییٰ نے کہا میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد سے ذکر کی تو اُنھوں نے کہا بخدا! مائی صاحبہ نے یہ حدیث تم سے درست بیان کی ہے۔

شرح : یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سفر کی ابتداء ہفتہ کے روز تھی تو ذوالقعدہ کے چار دن باقی رہتے

۲۷۵۴ ـــــ ہیں کیونکہ ذوالحجہ یکم جمعرات کو تھی اور اگر سفر جمعرات کو شروع کیا تھا تو باقی چھ رہتے ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روائت کے مطابق آپ کا سفر جمعہ کو شروع نہیں ہوتا کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں چار رکعت پڑھی اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز سفر شروع کیا تھا۔ اور مہینہ کے پُورا ہونے کی تقدیر پر نکلنے کے وقت ان کا خیال تھا کہ پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ اتفاقاً مہینہ پُورے تیس دن کا نہ تھا۔ اس لئے عام اذہان کے لحاظ سے خبر دی کہ پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ کیونکہ دراصل مہینہ تیس روز کا ہوتا ہے۔

(باقی تقریر حدیث ع ۱۶۰۲ کی شرح میں دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّوْدِيعِ عِنْدَ السَّفَرِ

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ وَقَالَ لَنَا إِنْ لَقِيتُمْ فُلَانًا وَّ فُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ قَالَ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ نُوَدِّعُهُ حِيْنَ أَرَدْنَا الْخُرُوْجَ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوْا فُلَانًا وَّ فُلَانًا بِالنَّارِ وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ أَخَذْتُمُوْهُمَا فَاقْتُلُوْهُمَا

۲۷۵۴ ـــــ شرح : علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جس شخص نے رمضان کا چاند دیکھا پھر سفر شروع کر دیا تو وہ افطار نہیں کر سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میں کوئی یہ مہینہ پائے تو ضرور روزے رکھے ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی تضعیف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل لیا جاتا ہے اور وہ پہلے فعل کا ناسخ ہوتا ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو امور میں سے افضل کیا کرتے تھے ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ زہری کا مذہب ہے کہ رمضان میں سفر افطار کو مباح نہیں کرتا کیونکہ اس نے رمضان پایا ہے لہذا وہ ضرور روزے رکھے جیسے کوئی دن کے کسی وقت میں سفر شروع کرے تو افطار نہیں کر سکتا ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مذہب کی تردید کی ہے کدید مکہ مکرمہ کے قریب دو مرحلہ پر ایک مقام ہے ،،

باب ـــ لوگوں کو وداع کرنا

ابن وہب نے کہا مجھے عمرو نے بکیر اور سلیمان بن یسار کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا اور قریش کے دو آدمیوں کا نام لے کر فرمایا کہ فلاں فلاں کو ملو تو ان کو آگ سے جلا دو ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جب ہم چلنے لگے اور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَالَمْ يَأْمُرْ بِمَعْصِيَةٍ

٢٧٥٥ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ

باب ـــ امام کا حکم سُننا اور اطاعت کرنا

٢٧٥٥ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کی بات سُننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے جب تک گناہ کا حکم نہ کیا جائے اور جب گناہ کا حکم کرے تو نہ اس کی بات سُنی جائے اور نہ اطاعت کی جائے۔

٢٧٥٥ ـــ شرح : یعنی جب امیر کی بات طاعت ہو تو اس کا سُننا لازم ہے اور اس کے حکم کی تعمیل واجب ہے جب تک وہ معصیت کا حکم نہ کرے ورنہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی طاعت کا کوئی معنی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ معصیت میں طاعت نہیں طاعت تو صرف بھلے کاموں میں ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ غیر معصیت میں امام کی طاعت واجب ورنہ حرام ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے خارجیوں نے استدلال کیا کہ امام ظالم کی اطاعت لازم نہیں اس کے خلاف بغاوت کرنا ضروری ہے۔ لیکن جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ جب ظالم امام ملک کا انتظام اچھا چلا رہا ہو تو اس کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کی بیعت کو مسترد کرنا جائز ہے۔ البتہ اگر آئمہ جور سے کفر صادر ہو اور وہ نمازیں قائم نہ کریں تو اس کی طاعت نہ کی جائے اگر اس کے علاوہ کوئی ظلم کریں لیکن ملکی مفاد ان کے پیش نظر ہو تو ان کے خلاف بغاوت نہ کی جائے ورنہ عورتوں کی عصمت باقی نہ رہے گی مال محفوظ نہ رہیں گے اور خون خرابہ ہوگا اور تشتت و افتراق کی تند ہواؤں سے اللہ کے کلمہ کی ضیاء میں کمی واقع ہو جائے گی اسلام کمزور ہو جائے گا اس لئے آئمہ جور کے خلاف جنگ جائز نہیں بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جہاد

marfat.com
Marfat.com

میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے اپنے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اپنے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

امام ڈھال ہے جس کی طرف سے جنگ کی جاتی ہے اور اپنا بچاؤ کیا جاتا ہے۔ اگر امیر اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا حکم دے اور عدل و انصاف کرے تو اس وجہ سے اس کو اجر ملے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی حکم دے تو اس کا گناہ اس پر ہوگا۔

شرح : یعنی امام کی طرف سے مدافعت کے لئے جنگ کی جائے اور اس کے آگے پیچھے ہو کر لڑائی کی جائے "وراء" کا اطلاق

۲۷۵۶ —— دونوں معنوں پر ہوتا ہے۔ "آخرون و سابقون" کا معنی یہ ہے کہ ہم دُنیا میں آنے میں آخر ہیں اور جنت میں داخل ہونے میں سابق۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ قریش اور ان کے گرد و نواح کے عرب امارت کو نہ جانتے تھے اور وہ اپنے قبائل کے رؤساء کے علاوہ کسی کی اطاعت نہ کرتے تھے۔ جب اسلام میں امراء ملک کے اہتمام کے ولی بنے تو ان کے دل اطاعت کی طرف راغب نہ ہوئے اور بعض نے امیر کی اطاعت سے انکار کر دیا اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر امراء کی اطاعت واجب ہے ان کی نافرمانی کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرو گے اور یہ حکم عام ہے مسلمانوں کا جو بھی عادل امیر ہو اس کی اطاعت واجب ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو ولی مقرر کریں اس کی ہی اطاعت واجب ہے بلکہ جس کو امیر تصور کر لیا جائے اور وہ مسلمانوں میں عدل و انصاف کرے اس کی اطاعت لازم ہے اور اگر وہ معصیت کا حکم دے تو اطاعت لازم نہیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو ڈھال قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ سُترہ ہے دشمن کے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے سے منع کرتا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام ڈھال ہے اس کی معیت میں کافروں، باغیوں اور فتنہ و فساد کرنے والوں سے جنگ کی جاتی ہے۔ اگر اس کی معیت میں قتال نہ کیا جائے تو حربی کافر مسلمانوں پر فخر اور غلبہ کی باتیں کریں گے اور حدود و فرائض ضائع ہو جائیں گے اور اسلام کی شوکت و سطوت کمزور پڑ جائے گی۔ اسی لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" قیامت تک جہاد جاری رہے گا۔ کیونکہ اسلام کا غلبہ اسی پر موقوف ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام کے ساتھ ہی بچاؤ کیا جاتا ہے۔ یعنی کوئی رائے قائم کرنے اور معقول امر اختیار کرنے میں امام سے تقویت حاصل کی جاتی ہے۔ اور تقویٰ اور عدل و انصاف اپنایا جاتا ہے۔ اگر وہ عدل و انصاف اور تقویٰ کی بات کرے گا تو اس کو ثواب ملے گا۔ ورنہ اس پر بوجھ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

٢٧٥٨ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ أَتَاهُ اٰتٍ فَقَالَ لَهُ اِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا أُبَايِعُ عَلٰى هٰذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چھ ہجری کے ذی القعدہ میں صحابہ کرام سے بیعت تھی۔ حدیث ع۲۷۵۷ میں صبر پر بیعت کا ذکر ہے۔ یہ عنوان کے مطابق ہے کیونکہ صبر سے مراد میدانِ جنگ سے نہ بھاگنا ہے۔ دوسرے سال جب صحابہ کرام واپس آئے تو اس درخت کو تلاش کرنے لگے جس کے تحت اُنھوں نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیعتِ رضوان کی تھی مگر دو آدمی بھی درخت کے مقام پر متفق نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو جو رحمت کی جگہ تھی لوگوں کی نگاہوں میں چھپا دیا اس کا سبب یہ تھا کہ وقت گزرنے کے بعد جاہل لوگ اس کی عبادت کرنا شروع کر دیں گے اور شرعًا ممنوع تعظیم کرنے لگیں گے لہٰذا اس کی خفاء ان کے لئے رحمت تھی (نووی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے شعائر رحمت کے محل ہیں۔ وہاں دُعاء کریں تو اللہ قبول کرتا ہے۔ مگر ایسے مقامات پر حدِّ اعتدال میں رہنا چاہیئے اور اس قسم کی حرکات اور افعال کا اظہار نہ کیا جائے جو شرعًا ممنوع ہیں۔ لہٰذا اولیاء اللہ کے مقابر ان کے لئے ایصالِ ثواب کریں ان سے دُعاء کرائیں اور ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعاء کریں اور ان کو متصرف باذن اللہ سمجھیں کیونکہ یہ مُسلّم ہے کہ اللہ کے اذن سے ارواح کائنات میں تصرف کرتی ہیں۔ شیخ نے ترجمہ مشکوٰۃ میں اس کی تصریح کی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

٢٧٥٨ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا حرہ کے واقعہ کے زمانہ میں ان کے پاس ایک شخص آیا اور ان سے کہنے لگا کہ ابن حنظلہ لوگوں سے موت پر بیعت لے رہا ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کسی سے اس شرط پر بیعت نہیں لوں گا۔

٢٧٥٨ ـــ شرح : حَرَّہ مدینہ منوّرہ میں پتھریلی زمین ہے۔ حرہ کا واقعہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ سے عبداللہ بن حنظلہ اور دیگر چند لوگ یزید کے پاس وفد بن کر گئے۔ اور اس سے نامناسب چیزیں دیکھیں تو اُنھوں نے مدینہ منوّرہ واپس آکر یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی یزید کو جب یہ خبر پہنچی

marfat.com
Marfat.com

۲۷۶۱ ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنِ اَخِیْ فَقُلْتُ بَايِعْنَا عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِاَهْلِهَا قُلْتُ عَلَامَ تُبَايِعُنَا قَالَ عَلَى الْاِسْلَامِ وَالْجِهَادِ

فرمایا کہ بیعت کرو اور آپ نے پھر فرمایا بیعت کرلو تو سلمہ بن اکوع نے دُوسری بار بیعت کی اسی لئے اُنھوں نے کہا تھا کہ میں نے دُوسری بار بیعت کی ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

ترجمہ : حُمید نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا

۲۷۶۰ ــــ کہ انصار خندق کے دن یہ شعر پڑھتے تھے ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد پر بیعت کی جب تک کہ ہم زندہ رہیں گے ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب دیا اور فرمایا "اے اللہ ! آخرت کی زندگی کے سوا کوئی زندگی نہیں انصار و مہاجرین کو عزت عطاء کر

۲۷۶۰ ــ شرح : اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ جنگ میں ہرگز پشت نہیں پھیریں گے لہذا حدیث عنوان کے مناسب ہے ۔ حدیث ع۲۶۲۸ کی شرح دیکھیں ۔

ترجمہ : مجاشع رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا کہ میں اور میرا

۲۷۶۱ ــــ بھائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو میں نے عرض کیا ہم کو ہجرت پر بیعت کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہجرت تو مسلمانوں کے لئے ختم ہوچکی ہے میں نے عرض کیا آپ ہم کو کس بات پر بیعت فرمائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام اور جہاد پر "

شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جہاد پر بیعت کرنا اسی لئے تھا کہ وہ میدانِ

۲۷۶۱ ــــ جنگ سے نہیں بھاگیں گے اگرچہ مرجائیں ۔ باب کا عنوان بھی یہی ہے ۔ مجاشع نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ہجرت پر بیعت لیجئے ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہجرت پر بیعت ان لوگوں کے لئے تھی جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہُوئے تھے ۔ ان پر جہاد ہمیشہ کے لئے جب تک وہ زندہ رہیں لازم تھا اور جو لوگ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہُوئے ہیں ان پر ہجرت فرض نہیں کیونکہ فتح مکہ کے بعد اسلام کو غلبہ حاصل ہوگیا تھا اور مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کے دین و ایمان میں فساد کا احتمال مرتفع ہوگیا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاشع بن مجالد سے فرمایا ہجرت مسلمان کے لئے ختم ہوچکی ہے کیونکہ مجاشع فتح مکہ کے بعد مسلمان ہُوئے تھے اور فتح مکہ کے بعد صرف اخلاص نیت اور جہاد باقی رہ گیا ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ يُقَاتِلْ اَوَّلَ النَّهَارِ اَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ ،،

۲۷۶۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ

سے رہے گا جب تک وہ اللہ سے ڈرتا رہے گا جب اس کے دل میں کسی شئی کا شک ہو تو وہ کسی اور آدمی سے پوچھ لے جو اس کی تسلی کر دے۔ عنقریب تم ایسا شخص نہ پاؤ گے اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں دُنیا میں جو کچھ گزر چکا ہے اس کی مثال میں صرف یہ ذکر کرتا ہوں کہ وہ ٹھنڈے پانی کے حوض کی مانند ہے جس کا صاف شفاف پانی تو پی لیا گیا ہے اور گندلا پانی باقی رہ گیا ہے۔

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ "اَرَئَیْتَ اَخْبِرْنِیْ" کے معنی میں ہے۔ اس میں تصرف کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ مطلق رویت ذکر کر کے اِخبار مراد لینا دوسرے یہ کہ استفہام ذکر کر کے حکم مراد لینا۔ گویا کہ اس شخص نے کہا مجھے ایسے شخص کا حکم بتائیں جس پر امیر کی اطاعت فرض ہے یا نہیں اگر تو پوچھے کہ اس کا جواب کیا ہے؟ تو میں کہوں گا کہ وجوبِ طاعت استثناء یعنی "اِلَّا مَرَّةً" سے سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ درست نہ ہوتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو واجب نہ کرتے اور آپ کا اس دفعہ کا حکم ضرورت پر محمول کیا جاتا جو اس کی علت باعثہ ہوتی۔ "ثغب" کا معنی پانی کا گہرا تالاب ہے۔ اس کی جمع "ثغاب" ہے۔ حدیث شریف میں دُنیا کی بقاء کو اس گہرے تالاب سے تشبیہ دی جس کا صاف پانی پی لیا گیا ہو اور گندلا پانی باقی رہ گیا ہو۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی بات ہے حالانکہ وہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور اُنھوں نے بعد میں آنے والے عظیم فتنے نہ دیکھے تھے۔ خدا جانے بعد میں آنے والے فتنوں کے متعلق ان کا اعتقاد کیا ہوتا ،، واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

بابُ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع دن میں جنگ نہ کرتے تو اس میں تاخیر کرتے حتیٰ کہ سورج ڈھل جاتا ،،

۲۷۶۳ — ترجمہ : ابو نضر سالم مولیٰ عُمر بن عُبید اللہ جو ان کے کاتب تھے۔ ان کو عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے خط لکھا جسے میں نے پڑھا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز

marfat.com
Marfat.com

عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ

۲۷۶۴ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ لَنَا قَدْ اَعْيَا فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ مَا لِبَعِيْرِكَ قَالَ قُلْتُ اَعْيٰى قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهٗ وَدَعَا لَهٗ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ اَفَتَبِيْعُنِيْهِ قَالَ فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاضِحٌ غَيْرُهٗ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَبِعْنِيْ قَالَ فَبِعْتُهٗ اِيَّاهُ عَلٰى اَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهٖ حَتّٰى اَبْلُغَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ

اور جب آپ کے ساتھ کسی امر پر اکٹھے ہوں تو اجازت لئے بغیر نہیں جاتے" الایۃ

۲۷۶۴ ـــــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان جنگ میں تھا۔ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملے جبکہ میں پانی بھرنے والے اونٹ پر سوار تھا جو تھک چکا تھا اور چل نہیں سکتا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا حضور! یہ تھک گیا ہے۔ (یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے ہو کر اس کو ڈانٹا اور اس کے لئے دُعاء فرمائی۔ چنانچہ وہ سب اونٹوں کے آگے آگے چلنے لگا (یہ دیکھ کر) آپ نے مجھے فرمایا اپنا اونٹ کیسے دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا بہت اچھا ہوگیا ہے۔ اس کو آپ کی برکت حاصل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے میرے ہاتھ فروخت کرو گے؟ جابر نے کہا مجھے شرم آئی جبکہ اس کے سوا ہمارے پاس پانی بھرنے والا کوئی اونٹ نہ تھا۔ تو میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا میرے ہاتھ فروخت کرو تو میں نے اس کو آپ کے ہاتھ فروخت کر دیا اور یہ شرط کی کہ مدینہ منورہ پہنچنے تک اس پر سواری کروں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! میں نے حال ہی میں شادی کی ہے اور آپ سے اجازت چاہی تو آپ نے مجھے اجازت دے دی چنانچہ میں مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ غَزَا وَهُوَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسِهٖ فِيْهِ جَابِرٌ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابُ اِخْتَارَ الْغَزْوَ بَعْدَ الْبِنَاءِ
فِيْهِ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَابُ مُبَادَرَةِ الْاِمَامِ عِنْدَ الْفَزَعِ
۲۷۶۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ ثَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ
اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِيْ طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَاَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَاِنْ وَجَدْنَاهُ
لَبَحْرًا

کا معنیٰ تھک گیا چلنے سے عاجز ہوگیا۔ "فَقَار" کا معنیٰ جانور کی پشت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ماموں نے ان کو ملامت اس لئے کی کہ ان کے پاس اور کوئی اونٹ نہ تھا جس پر پانی بھر سکیں۔ عقد بیع نامناسب شرط سے فاسد ہوجاتا ہے۔ لیکن جابر نے عقدِ بیع کے بعد شرط کی تھی صلبِ عقد میں شرط نہ کی تھی۔ یہ حدیث کئی بار گزری ہے

باب — جو میدان جنگ میں گیا حالانکہ اس کی نئی شادی ہو

اس کے متعلق حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے

باب — جس نے زفاف کے بعد میدانِ جنگ میں جانا پسند کیا

اس میں ابوہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

باب — گھبراہٹ کے وقت امام کا سب سے پہلے آگے جانا

۲۷۶۵ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ مدینہ منورہ میں گھبراہٹ پھیل گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے گھوڑے پر سوار ہوکر باہر گئے اور واپس آکر فرمایا ہم نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْخُرُوْجِ فِي الْفَزَعِ وَحْدَهٗ

بَابُ الْجَعَآئِلِ وَالْحُمْلَانِ فِي السَّبِيْلِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ الْغَزْوَ وَقَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اُعِيْنَكَ بِطَآئِفَةٍ مِّنْ مَالِيْ قُلْتُ قَدْ اَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَيَّ قَالَ اِنَّ غِنَاكَ لَكَ وَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ مَالِيْ فِيْ هٰذَا الْوَجْهِ وَقَالَ عُمَرُ اِنَّ نَاسًا يَّاْخُذُوْنَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ لِيُجَاهِدُوْا ثُمَّ لَا يُجَاهِدُوْنَ فَمَنْ فَعَلَهٗ فَنَحْنُ اَحَقُّ بِمَالِهٖ حَتّٰى نَاْخُذَ مِنْهُ مَا اَخَذَ وَقَالَ طَاؤُسٌ وَمُجَاهِدٌ اِذَا دُفِعَ اِلَيْكَ شَيْءٌ تَخْرُجُ بِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاصْنَعْ بِهٖ مَا شِئْتَ وَضَعْهُ عِنْدَ اَهْلِكَ

کہ اس کے بعد کبھی گھوڑوں کے پیچھے نہ رہا تھا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دریا اس لئے فرمایا کہ وہ نہایت ہی سبک رفتار تھا جیسے پانی پر چلتا ہے۔ یہ حدیث کئی بار گزری ہے۔

باب ــــ خوف و ہراس میں تنہا باہر نکلنا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ کیونکہ اس عنوان میں ان کی شرط کے مطابق کوئی حدیث نہیں پائی گئی یا اُنھوں نے عنوان قائم کیا مگر اتفاق سے کوئی حدیث نہیں ملی۔ یا اس سے پہلی حدیث پر اکتفاء کی (کرمانی)

باب ــــ اللہ کی راہ میں مزدوری دینا اور سوار کرنا

مجاہد نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں تو اُنھوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنے کچھ مال سے تمہاری مدد کروں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت وسعت دی ہوئی ہے۔ اُنھوں نے کہا تمہاری مالداری

marfat.com
Marfat.com

۲۷۶۷ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيٰنُ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ اَسْلَمَ فَقَالَ زَيْدٌ سَمِعْتُ اَبِیْ يَقُوْلُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَرَاَيْتُهٗ يُبَاعُ فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْتَرِيْهِ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِكَ ۲۷۶۸ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهٗ يُبَاعُ فَاَرَادَ اَنْ يَبْتَاعَهٗ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِكَ

۲۷۶۷ ـــ ترجمہ : سفیان نے کہا میں نے مالک بن انس سے سنا کہ انھوں نے زید بن اسلم سے پوچھا تو زید نے کہا میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اللہ کی راہ میں گھوڑا دیا پھر میں نے اس کو دیکھا کہ وہ فروخت ہو رہا ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ میں اس کو خرید لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مت خرید و اور اپنا صدقہ واپس نہ لو۔

۲۷۶۸ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں گھوڑا دیا تو اس کو فروخت ہوتا پایا اُنھوں نے ارادہ کیا کہ اس کو خرید لیں اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا اسے نہ خریدو اور اور اپنا صدقہ واپس نہ لو۔

شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو گھوڑا ۲۷۶۷ - ۲۷۶۸ ـــ اللہ کی راہ میں دیا تھا وہ حملان تھا یعنی بطور امداد جہاد کے لئے دیا تھا وہ وقف نہ تھا ورنہ اس کو بیچنا جائز نہ تھا۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اپنا صدقہ واپس نہ لو۔ بھی اس بات کی تائید کرتا ہے کہ وہ گھوڑا وقف نہ تھا بلکہ غازی کی ملک کیا تھا۔

حدیث ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴ کا مطالعہ کریں۔

marfat.com
Marfat.com

۲۷۷۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَحَمَلْتُ عَلٰى بَكْرٍ فَهُوَ اَوْثَقُ اَعْمَالِيْ فِيْ نَفْسِيْ فَاسْتَاجَرْتُ اَجِيْرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَّ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ فَانْتَزَعَ يَدَهٗ مِنْ فِيْهِ وَنَزَعَ ثَنِيَّتَهٗ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهْدَرَهَا وَقَالَ اَيَدْفَعُ يَدَهٗ اِلَيْكَ فَتَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ

ترجمہ ۲۷۷۰ــــ صفوان بن یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں غزوہ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں نے اپنا نوجوان اونٹ سواری کے لئے دے دیا جو میرے خیال میں میرا مضبوط تر عمل تھا تو میں نے ایک مزدور کرایہ پر لیا وہ ایک آدمی سے لڑ پڑا تو ایک نے دوسرے کا ہاتھ چبا لیا دوسرے نے جھٹکا دے کر اپنا ہاتھ اس کے منہ سے نکالا تو اس کے اگلے دو دانت نکال دیئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لغو قرار دیا اور فرمایا کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں ڈالے رکھنا کہ تو اس کو چباتا رہتا جیسے اونٹ گھاس چباتا ہے۔

شرح ۲۷۷۰ــــ : اس باب میں مزدور کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ اس کو جہاد میں غنیمت میں سے حصہ ملے گا یا نہیں۔ حسن بصری اور محمد بن سیرین نے کہا کہ اگر کوئی کرایہ پر جہاد میں جائے تو اس کو غنیمت میں سے حصہ دیا جائے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب اجیر لڑے تو اس کو حصہ دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ اور اگر کسی کو جہاد کرنے کے لئے کرایہ پر لیا تو احناف اور مالکیہ کے مذہب میں مزدور کو غنیمت سے حصہ نہ دیا جائے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر امام مزدور کو دینا چاہے تو صرف اس کی اُجرت دے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ اس مزدور کے لئے ہے جس پر جہاد فرض نہیں لیکن آزاد شخص جو بالغ ہو جب وہ صفِ قتال میں حاضر ہو تو اس پہ جہاد واجب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ اُجرت کا مستحق نہیں رہتا۔

عطیہ بن قیس نے جو اجارہ کیا تھا وہ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم کے مذہب میں جائز نہیں کیونکہ مجہول اجارہ ہے۔ البتہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اس کو جائز کہتے ہیں۔

حدیث ۲۱۲۳ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

۲۷۷۲ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ بِهٖ رَمَدٌ فَقَالَ اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ فَتَحَهَا فِيْ صَبَاحِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ اَوْ لَيَاْخُذَنَّ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَوْ قَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

کے بعد ذکر کیا کہ جھنڈوں کے الوان مختلف اوقات میں تھے۔ لہذا ان میں تضاد نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۷۷۲ ـــ ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خیبر کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ ان کی آنکھ میں درد تھا۔ اُنھوں نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہوں گا؟ چنانچہ وہ باہر نکلے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے جب اس رات کی شام ہُوئی جس کی صبح میں خیبر کو فتح کیا تھا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس آدمی کو کل جھنڈا دوں گا یا فرمایا یہ جھنڈا کل وہ آدمی پکڑے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں یا فرمایا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علی آگئے ہیں حالانکہ ہم کو اُن کے آنے کی اُمید نہ تھی لوگوں نے کہا یہ علی ہیں تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا اور ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح دی۔

۲۷۷۲ ـــ شرح: اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے غیب کی خبر دی کہ کل علی کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا! چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔

حدیث ۲۷۴۴ کی شرح دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

۲۷۷۴ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا

۲۷۷۴ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا ہے اور رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں دے دی گئیں۔ ابوہریرہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے اور تم وہ خزانے نکال رہے ہو"۔

شرح : اس حدیث میں ایک ماہ کا ذکر ہے کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم

۲۷۷۴ ـــــ اور بڑے بڑے بادشاہوں کے درمیان ایک ماہ سے زیادہ مسافت نہ تھی۔ چنانچہ شام، عراق، مصر اور یمن وغیرہ سب مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ سے ایک ماہ یا اس کے کم مسافت واقع ہیں۔ یہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں اور مشرکوں کے دلوں میں آپ کا رعب جما رکھا ہے۔ اور وہ رعب کے باعث آپ سے جنگ کرنے کی ہمت نہ رکھتے تھے۔ اور جنگ کے بغیر علاقہ فتح ہوجاتا مسلمانوں کو وہاں گھوڑے اونٹ نہ دوڑانے پڑتے اور ان کا مال بصورتِ فَیٔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ آجاتا تھا۔ طبرانی نے ابوامام باہلی سے روایت میں دو ماہ کو ذکر کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ماہ کی مسافت میرے آگے اور ایک ماہ کی مسافت میرے پیچھے دشمن مرعوب ہیں۔ دو مہینوں کی خصوصیت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خصوصیات عطاء فرمائی ہیں جن میں اور کوئی شریک نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم کافروں کے دلوں میں رُعب ڈال دیں گے کیونکہ اُنھوں نے اللہ کا شریک بنایا ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ بہت سے لوگ ایک ماہ کی مسافت میں بادشاہوں سے ڈرتے ہیں تو تخصیص کی وجہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب محض خوف ہی سے نہیں بلکہ اللہ کی مدد و نصرت سے ہے جس کی ہیبت دشمنوں کے دلوں میں ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے اور ان میں سے کچھ نہ لیا بلکہ جو کچھ پایا وہ تم میں تقسیم کر دیا اور ان میں تم کو ترجیح دی پھر تم آپ کے وعدہ کے مطابق وہ خزانے نکال رہے ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ هِشَامٌ وَحَدَّثَتْنِیْ اَیْضًا فَاطِمَةُ عَنْ اَسْمَآءَ قَالَتْ صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِ اَبِیْ بَکْرٍ حِیْنَ اَرَادَ اَنْ یُّهَاجِرَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ قَالَتْ فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهٖ وَلَا لِسِقَائِهٖ مَا نَرْبِطُهُمَا بِهٖ فَقُلْتُ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُ شَیْئًا اَرْبِطُ بِهٖ اِلَّا نِطَاقِیْ قَالَ فَشُقِّیْهِ بِاثْنَیْنِ فَارْبِطِیْ بِوَاحِدٍ لِسِقَآءِ وَبِالْاٰخِرِ السُّفْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلِذٰلِكَ سُمِّیْتُ ذَاتَ النِّطَاقَیْنِ ۲۷۷۷ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا

۲۷۷۶ — ترجمہ : فاطمہ نے بیان کیا کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا جبکہ آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا اسماء نے کہا ہم نے طعام اور پانی کے برتن باندھنے کے لئے کوئی شئ نہ پائی جس سے وہ باندھیں تو میں نے ابوبکر سے کہا بخدا! میں کوئی چیز نہیں پاتی جس کے ساتھ (طعام اور پانی کے برتن) باندھوں۔ لیکن یہ میرا کمر بند ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے دو ٹکڑے کر دو ان میں سے ایک کے ساتھ مشکیزہ باندھو اور دوسرے کے ساتھ توشہ دان باندھ دو میں نے ایسا ہی کیا اسی لئے مجھے ذاتِ نطاقین کہا جاتا ہے۔ فاطمہ منذر کی بیٹی اور ہشام کی بیوی ہے۔

۲۷۷۶ — شرح : سفرہ وہ طعام ہے جس کو مسافر سفر میں لے جاتے ہیں وہ عموماً چمڑے کے بنے ہوئے توشہ دان میں رکھا جاتا ہے اور طعام کا جلد (چمڑے) پر اطلاق کیا گیا ہے۔ اور یہ اسماءِ منقولہ سے ہے جیسے مزادہ کو راویہ کہا جاتا ہے۔ نطاق کا معنی یہ ہے کہ عورت کپڑے پہنتی ہے۔ پھر اپنی کمر کو کسی شئ سے باندھتی ہے۔ اور وسط کپڑا اٹھا کر نیچے لٹکا دیتی ہے۔ تاکہ کاروبار کے وقت اپنے دامن میں پھسل نہ پڑے اسی لئے اسماء کو ذاتِ نطاقین کہا جاتا ہے کہ اس کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔

ترجمہ: عطاء نے کہا کہ لوگوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

۲۷۷۷ — قربانی کا گوشت مدینہ منورہ تک لے جاتے تھے۔

۲۷۷۷ — شرح : اس حدیث کا مدلول بھی یہی ہے کہ سفر میں طعام وغیرہ لے جانا مستحسن ہے جیسے اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ ہم نے توشہ دان اور پانی کا مشکیزہ باندھنے کے لئے کوئی شئ نہ پائی تو اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے نطاق کے دو ٹکڑے کر دیئے اور

marfat.com
Marfat.com

۲۷۷۹ ـــــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَرْحُوْمٍ ثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ خَفَّتْ اَزْوَادُ النَّاسِ وَاَمْلَقُوْا فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَحْرِ اِبِلِهِمْ فَاَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا بَقَآؤُكُمْ بَعْدَ اِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا بَقَآؤُهُمْ بَعْدَ اِبِلِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ يَاْتُوْنَ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِاَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتّٰى فَرَغُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ : یزید بن ابی عُبَید نے سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا لوگوں کے توشے کم ہوگئے اور خالی ہاتھ ہوگئے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے اونٹ نحر کرنے کی اجازت لینے آئے آپ نے اُن کو اجازت دے دی ان کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملے تو اُنھوں نے واقعہ بیان کیا تو اُنھوں نے کہا اُونٹوں کے بعد تمہاری بقاء کیسے ہوگی پھر عمر فاروق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض کیا یا رسُولَ اللہ! اونٹوں کے نحر ہوجانے کے بعد لوگوں* میں اعلان کردو کہ بچے ہُوئے توشے لے آئیں تو آپ نے ان کھانوں پر برکت کی دُعاء فرمائی پھر ان کو برتنوں سمیت بلایا تو سب لوگوں نے اپنے برتن بھر لئے حتی کہ بھر کر فارغ ہوگئے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور میں اللہ کا رسُول ہُوں۔

* کی بقا کی کیا صورت ہوگی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں

شرح ۲۷۷۹ ـــــ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ " اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ معجزہ کا ظہور رسالت کی تائید کرتا ہے کیونکہ معجزات انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی صداقت پر شہادت کے موجب ہیں۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے پر دعاء کرنا مستحب ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ذکر کی کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" مَنْ اَطْعَمَهُ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ اَخِيْهَا

۲۷۸۱ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْاَسْوَدِ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ اَصْحَابُكَ بِاَجْرِ حَجٍّ وَّعُمْرَةٍ وَلَمْ اَزِدْ عَلَى الْحَجِّ فَقَالَ لَهَا اِذْهَبِیْ وَلْيُرْدِفْكِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَنْ يُّعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ فَانْتَظَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَعْلٰى مَكَّةَ حَتّٰى جَآءَتْ

۲۷۸۲ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ قَالَ اَمَرَنِی النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُرْدِفَ عَائِشَةَ فَاُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ

اپنا زادِ راہ کندھوں پر اُٹھایا ہوا تھا قولہ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا الخ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جس وقت ہم نے ایک کھجور بھی نہ پائی تو اس کو نہ پانے سے ہم غمزدہ ہوگئے۔ اور کھجور کا فقدان ہمارے غم میں مؤثر ہوا۔ حدیث ع ۲۳۲۰ کی شرح دیکھیں۔

باب — عورت کو اس کے بھائی کے پیچھے سوار کرنا،

۲۷۸۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا رسول اللہ! آپ کے صحابہ حج اور عمرہ دونوں کا ثواب لے کر واپس جا رہے ہیں اور میں نے حج سے زائد کچھ نہیں کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا تم جاؤ اور عبدالرحمٰن تم کو اپنے پیچھے بٹھالیں اور آپ نے عبدالرحمٰن کو حکم دیا کہ ان کو (ام المؤمنین) تنعیم سے عمرہ کرائیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ مکہ میں ان کا انتظار کیا حتیٰ کہ وہ تشریف لے آئیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الرَّدْفِ عَلَى الْحِمَارِ

۲۷۸۴ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اَبُوْصَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى اِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ وَرَآءَهٗ

۲۷۸۵ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ قَالَ ثَنَا يُوْنُسُ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُرْدِفًا اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهٗ بِلَالٌ وَّ مَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتّٰى اَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَاْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ اُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ فَمَكَثَ فِيْهَا نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَآءَ الْبَابِ

۲۷۸۳ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں سواری پہ ابوطلحہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور لوگ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ تلبیہ کہہ رہے تھے (یہ حدیث کئی بار گزری ہے)

باب ـــ گدھے پر پیچھے بٹھانا

۲۷۸۴ ـــ ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس کی زین پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی اور اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔

۲۷۸۵ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهٖ

۲۷۸۶ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ سُلَامَیٰ مِنَ النَّاسِ عَلَیْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ یَوْمٍ تَطْلُعُ فِیْهِ الشَّمْسُ یَعْدِلُ بَیْنَ اثْنَیْنِ صَدَقَةٌ وَیُعِیْنُ الرَّجُلَ عَلٰی دَابَّتِهٖ فَیَحْمِلُ عَلَیْهَا اَوْ یَرْفَعُ عَلَیْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ یَخْطُوْهَا اِلَی الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَیُمِیْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَةٌ

باب — جس نے رکاب یا اس جیسی کسی شئ کو تھاما

۲۷۸۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں کے ہر جوڑ پر ہر روز جس میں سورج طلوع کرے صدقہ ہے۔ دو شخصوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے۔ کسی شخص کا اس کے جانور پر سامان لاد دینا صدقہ ہے۔ اچھا کلام کرنا صدقہ ہے۔ ہر قدم جو نماز کے لئے اُٹھائے صدقہ ہے۔ راستہ سے کانٹے علیحدہ کرنا صدقہ ہے۔

۲۷۸۶ — شرح : کسی شخص کی اعانت کرنا اس کی رکاب وغیرہ پکڑنے کو شامل ہے۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ سُلَامَیٰ ،، دراصل اونٹ کے پاؤں میں ہڈی ہے۔ اس میں واحد اور جمع مساوی ہیں اس کی جمع کبھی سلامیات بھی آجاتی ہے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ہر چھوٹی ہڈی جو اندر سے خالی ہو وہ سُلَامَیٰ ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر شخص پر اس کے اعضاء کے جوڑوں کی تعداد کے مطابق صدقہ واجب ہے تاکہ وہ اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ نے اس کی ہڈیوں کے جوڑ بنائے ہیں تاکہ اعضاء کو ادھر ادھر پھیرنے کے سارے اعضاء میں سے جوڑوں کی تخصیص اس لئے ہے کہ ان میں وہ باریکیاں ہیں جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے۔ قولہ ،، یَعْدِلُ ،، بتقدیر اَنْ مبتداء ہے جیسے تَسْمَعُ بِالْمُعَیْدِیْ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَرَاهُ ،، میں تَسْمَعُ مبتداء ہے۔

حدیث ۲۶۹۳ کی شرح دیکھیں ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الْحَرْبِ

۲۷۸۸ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَبَّحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَقَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِيْ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا هٰذَا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسَ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسَ فَلَجَأُوْا اِلَى الْحِصْنِ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ وَاَصَبْنَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ممکن ہے کہ دشمن قرآن لے کر بے ادبی کرے۔ دراصل قرآن کریم کو ساتھ لے کر دشمن ملک میں سفر کرنے کی ممانعت عام حالات میں نہیں، یہ صرف ان فوجی لشکروں کے لئے ہے جو دشمن کی طرف سے خطرات میں گھرے ہوں اور اگر مسلمانوں کا لشکر جرار ہو تو اس وقت بے ادبی کا خطرہ نہیں لہٰذا اس حال میں قرآن ساتھ لے کر سفر کرنا جائز ہے۔ نیز صحابہ کرام تمام تو حافظِ قرآن نہ تھے اس لئے وہ ایک دوسرے کو قرآن پڑھاتے تھے۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ بعض کے پاس قرآن کریم ہو اور اس سے دیکھ کر پڑھتے پڑھاتے ہوں۔ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک ہے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے عدمِ جواز میں چھوٹے بڑے لشکر میں کوئی فرق نہیں کیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ جنگ کے وقت تکبیر کہنا

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر

۲۷۸۸ــــ صبح کے وقت حملہ کیا جبکہ یہودی کسیاں اپنے کندھوں پر رکھے باہر نکل رہے تھے۔ جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" اور لشکر، محمد" صلی اللہ علیہ وسلم لشکر سمیت آ گئے اور وہ سب قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے"، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا "اللہ اکبر"، خیبر تباہ ہو گیا ہم جب کسی قوم کے میدان میں ڈیرے ڈال دیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ

۲۷۸۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ

باب — تکبیر کہنے میں زیادہ بُلند آواز کرنا مکروہ ہے

ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۷۸۹ — کے ہمراہ تھے ہم جب کسی وادی پر چڑھتے تو لا إله إلا الله پڑھتے اور اللہ اکبر
کہتے ہماری آوازیں زیادہ بُلند ہوگئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنی جانوں کو آرام دو اور میانہ روی
اختیار کرو تم کسی بہرے کو نہیں بُلا رہے ہو اور نہ ہی کسی غائب کو پُکار رہے ہو۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے وہ سننے والا
قریب ہے اس کا نام برکت والا اور اس کی بُزرگی بہت بُلند ہے "

شرح : اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر اور دعا میں
۲۷۸۹ — بلند آواز کرنے کو منع فرما دیا تھا۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق
ہے۔ دراصل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آوازیں بہت ہی بُلند کر دی تھیں اور جب اُنھوں نے رفع اصوات میں مبالغہ
کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کر دیا۔ لیکن مبالغہ کی نفی سے اصل شئی کی نفی نہیں ہوتی لہٰذا ذکر اور دُعاء
کے وقت آواز بلند کرنا جائز ہے لیکن اتنی بلند نہ ہو کہ حاضرین کو تشویش میں ڈال دے۔ چنانچہ " رفع الذکر بعد
الصلوٰۃ " کے باب میں ابن عباس سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا جب میں اپنے گھر میں ہوتا اور بلند آواز سے
ذکر سُنتا تو میں پہچان لیتا کہ جماعت ہو چکی ہے بعض لوگ نماز کے بعد بلند ذکر کو اس لئے منع کرتے ہیں کہ نمازی کے
پاس باتیں نہیں کرنی چاہئیں حالانکہ یہ تعلیل بیمار ہے کیونکہ حدیث شریف میں باتیں کرنے والوں کے پاس نماز
پڑھنے سے منع کیا ہے اور یہ کہنا نہائت ہی کمزور ہے کہ نمازی کے پاس بُلند آواز سے قرآن پڑھنا ممنوع ہے
لہٰذا ذکر بالجہر بھی منع ہے۔ حالانکہ یہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ قرآن پڑھنا اگرچہ مسنون ہے لیکن اگر قرآن

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلَا شَرَفًا

۲۷۹۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا

۲۷۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الْغَزْوِ يَقُولُ كُلَّمَا أَوْفَى عَلَى ثَنِيَّةٍ أَوْ فَدْفَدٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ قَالَ صَالِحٌ فَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَقُلْ عَبْدُ اللهِ إِنْ شَاءَ اللهُ قَالَ لَا

باب — جب اُونچی جگہ چڑھے تو تکبیر کہے

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہم بلند جگہ چڑھتے تو تکبیر کہتے
۲۷۹۱ — اور جب نیچی جگہ اُترتے تو تسبیح کہتے تھے۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۲۷۹۲ — جب حج یا عمرہ کرکے واپس ہوتے۔ میرا گمان ہے کہ اُنھوں نے یہ
کہا کہ جب جنگ سے واپس آتے تو جب بھی کسی اُونچی جگہ پر چڑھتے یا نشیب مقام میں اُترتے تو تین بار اللہ اکبر
فرماتے پھر فرماتے " اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السَّيْرِ وَحْدَهٗ

۲۷۹۴ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثَلٰثًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بزید بن ابی کبشہ ایک دفعہ ہم سفر تھے اور یزید سفر میں روزہ سے ہوتے تھے تو ان کو ابو بردہ نے کہا میں نے ابوموسیٰ کو کئی بار یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص بیمار ہو جائے یا سفر میں جائے تو جتنی عبادت وہ اقامت اور صحت کی حالت میں کیا کرتا تھا اس کے لئے اس جیسی عبادت لکھی جاتی ہے۔

۲۷۹۳ــــ شرح : یعنی جب کوئی شخص صحت وسکونت کے زمانہ میں جو عبادت کیا کرتا تھا اگر وہ بیمار ہو جائے یا سفر میں چلا جائے اور وہ بیماری یا سفر کے باعث بالفعل عبادت نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کے لئے اتنی عبادت لکھنے کا حکم دیتا ہے جتنی وہ بحالت صحت وسکونت کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ابوداؤد نے عوام بن حوشب کے ذریعہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب کوئی شخص نیک عمل کرے پھر وہ بیمار ہو جائے یا اس کو سفر درپیش ہو اور وہ بدستور نیک عمل نہ کر سکے جو بحالت صحت وسکونت کیا کرتا تھا۔ تو اس کے لئے وہ عمل لکھا جاتا ہے جو صحت وسکونت کی حالت میں کرتا تھا۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرفوع روایت کی کہ جب کوئی مسلمان جسمانی مرض میں مبتلا ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتہ سے فرماتا ہے اس کا عمل بدستور لکھتے رہو جو وہ صحت یا سکونت کی حالت میں کرتا تھا۔ اگر اس کو شفا ہو جائے تو گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اگر اس کو فوت کر دے تو اس کو بخش دیتا ہے۔ امام نسائی نے اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی کہ اُنھوں نے فرمایا جو کوئی رات کو بیدار ہو کر نماز پڑھا کرتا ہو اگر وہ بیمار ہو جائے یا اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے تو اس کو بدستور رات کی نماز کا ثواب حاصل ہوتا رہتا ہے۔ اور اس کی نیند اس پر صدقہ بن جاتی ہے (عینی) واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ جو کوئی رات میں تنہا سفر کرے

۲۷۹۴ــــ ترجمہ : محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السُّرْعَةِ فِي السَّيْرِ

وَقَالَ اَبُوْحُمَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ مُتَعَجِّلٌ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِيَ فَلْيَتَعَجَّلْ فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ الْحَدِيْثَ

۲۷۹۷ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ سُئِلَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ كَانَ يَحْيٰى يَقُوْلُ وَاَنَا اَسْمَعُ فَسَقَطَ عَنِّيْ عَنْ مَسِيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ

خوف زدہ انسان کو مہیب کر دیتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں مختلف وساوس ڈالتے ہیں اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ رات کے اندھیرے میں بچوں کو باہر پھرنے سے روکیں اس کے باوجود تنہا سفر کرنا حرام نہیں البتہ مکروہ ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ــــ وطن کی طرف واپس ہونے کے وقت تیز رفتاری

ابوحمید نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے مدینہ منورہ جلدی جانا ہے۔ جو کوئی میرے ساتھ جلدی جانا چاہے تو وہ جلدی کرے "

ترجمہ : ہشام بن عروہ نے کہا مجھے میرے باپ نے خبر دی کہ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حجۃ الوداع میں رفتار کے متعلق پوچھا گیا۔ یحییٰ کہتے تھے اور میں سن رہا تھا اور مجھ سے یہ ساقط ہوگیا "، اور اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی رفتار سے چلتے تھے۔ اور جب وسیع میدان پاتے تو رفتار تیز کر دیتے تھے "نص"، درمیانی رفتار سے تیز رفتار ہے "

۲۷۹۷ــــ شرح : یعنی امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محمد بن مثنیٰ نے کہا اور یحییٰ نے عروہ

marfat.com
Marfat.com

٢٧٩٩ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهٗ وَطَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ فَاِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ نَهْمَتَهٗ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ

بَابُ اِذَا حُمِلَ عَلٰى فَرَسٍ فَرَاٰهَا تُبَاعُ

٢٨٠٠ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَجَدَهٗ يُبَاعُ فَاَرَادَ اَنْ يَبْتَاعَهٗ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ ـ

٢٧٩٩ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر عذاب کا حصہ ہے تم میں سے کسی کی نیند اور کھانے پینے سے روک دیتا ہے جب تم میں سے کوئی اپنی حاجت پوری کرے تو اپنے گھر جلدی واپس آجائے۔

شرح : یعنی سفر میں نہ تو نیند ہی پوری ہوتی ہے اور نہ ہی کھانے پینے میں کوئی مزا ہوتا ہے۔ جبکہ اس میں تعب و مشقت ہوتی ہے گرمی سردی کی صعوبت برداشت کرنا ہوتی ہے۔ رات کو چلنا، خوف و ہراس اور اہل و اولاد اور وطن کی مفارقت اور بھی پریشانی پیدا کرتی ہے۔ ان حالات میں طبع کا مقتضیٰ یہی ہے کہ جب ضرورت و حاجت پوری ہو جائے جس کے لئے سفر کیا تھا تو جلدی گھر واپس آجائے "نہمۃ" کا معنی حاجت اور مقصد ہے"

٢٧٩٩ ـــ

باب ـــ جب کسی کو گھوڑا دے دیا پھر اس کو دیکھا کہ وہ فروخت ہو رہا ہے"

٢٨٠٠ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا قِيْلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهِ فِي أَعْنَاقِ الْإِبِلِ

۲۸۰۳ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيْرٍ الْأَنْصَارِيَّ اخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِيْ مَبِيْتِهِمْ فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا أَنْ لَا تَبْقَيَنَّ فِيْ رَقَبَةِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ

بن عمرو کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے جہاد میں جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا تیرے والدین زندہ ہیں اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا ان کی خدمت میں کوشش کرو یہی تمہارا جہاد ہے)

۲۸۰۲ــ شرح : جہاد کے لئے جانے میں والدین کی اجازت حاصل کرنے میں اختلاف ہے اسی لئے باب کے عنوان کا حکم بیان نہیں کیا۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا مسلک ہے کہ جب تک جہاد کی ضرورت اشد نہ ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نہ جائے اگر دشمن حملہ کر دے تو جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ اس وقت سب پر واجب ہے اور والدین کی اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ ابن حزم نے کہا اگر کسی کے جہاد میں جانے سے والدین ضائع ہوتے ہوں تو بالاتفاق اس کا فرض ساقط ہو جاتا ہے ورنہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ والدین کی اجازت ضروری ہے۔ دادے دادیاں بھی اسی پر قیاس کی جاتی ہیں اگر والدین کافر ہوں تو جہاد اگرچہ فرض عین نہ ہو ان کی طاعت نہ کرے کیونکہ اس وقت ان کی اطاعت معصیت ہے "وَلَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ"، اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے والدین میں جہاد کر۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کو حکم کرنا اس بات کا مقتضی ہے کہ والدین کی رضامندی ضروری ہے۔ لہٰذا ان کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نہ نکلے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا ان کی تعظیم کرنا بہت ضروری ہے اور ان کی رضامندی ثواب کا دارومدار ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــ اُونٹ کے گلے میں گھنٹی وغیرہ باندھنا

۲۸۰۳ــ ترجمہ : عباد بن تمیم سے روایت ہے کہ ابو بشر انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ اكْتُتِبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَّةً وَكَانَ لَهُ عُذْرٌ هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ

٢٨٠٤ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ

باب — جس شخص کا نام لشکر میں لکھا گیا اور اس کی بیوی حج کرنے نکلی یا اسے کوئی عذر ہو۔ کیا اس کو اجازت دی جائے گی —؟"

٢٨٠٤ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کوئی شخص اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کرے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا نام فلاں فلاں غزوہ (جہاد) میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کے لئے روانہ ہوئی تو آپ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

شرح : "محرم" وہ شخص ہے جس کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ نکاح حرام ہو۔ اس

٢٨٠٤ — حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا نام جہاد میں لکھا جائے اور اس کی بیوی حج کے لئے روانہ ہو تو ایسے شخص کے لئے حج کرنا جہاد سے افضل ہے۔ کیونکہ اس کے نفلی حج میں اس کی بیوی کے فرض حج کی تکمیل ہے۔ اور ان دونوں (نفل و فرض) کا اجتماع محض جہاد سے افضل ہے جو اس کے بغیر بھی سرانجام پا سکتا ہے۔ نیز معلوم ہُوا کہ فوجیوں کے نام رجسٹر میں درج ہونے چاہئیں اور امام کو رعیت کی مصلحت کا خیال رکھنا چاہیے۔ حدیث ١٧٤٢ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ اِلٰی اُنَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ
بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ اِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِّنْ
اَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُوْنَ بِهَا
اَهْلِيْهِمْ وَاَمْوَالَهُمْ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِيْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ
عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَّلَا اِرْتِدَادًا وَّلَا رِضًا بِالْكُفْرِ
بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَدَقَكُمْ قَالَ
عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ اِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا
وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَكُوْنَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا
مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَقَالَ سُفْيٰنُ وَاَيُّ اِسْنَادٍ هٰذَا

فرمایا۔ اے حاطب! یہ کیا بات ہے۔ حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ پر جلدی نہ کریں میں قریش میں باہر سے آکر رہ رہا ہوں ان کے خاندان سے نہیں ہوں اور آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان سب کی مکہ مکرمہ میں رشتہ داریاں ہیں جن کے سبب وہ ان کے اہل واولاد اور ان کے اموال کی حفاظت کرتے ہیں میں نے یہ اچھا سمجھا کہ اگر ان میں میری نسب نہیں ہے تو میں ان پر کوئی احسان دھروں جس کے سبب وہ میرے قرابتداروں کی حفاظت کریں گے میں نے یہ کفر کے سبب نہیں کیا اور نہ ہی میں دین اسلام سے پھرا ہوں اور نہ ہی اسلام کے بعد کفر کے ساتھ رضامندی سے کیا ہے۔ (یہ سُن کر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس نے تم سے سچ کہا ہے۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھوڑیئے میں اِس منافق کی گردن اُڑاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ شخص جنگ بدر میں حاضر تھا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کو دیکھ کر فرمایا (اے جنگ بدر میں حاضر ہونے والو) جو چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے۔ سفیان نے کہا یہ اسناد اچھا ہے۔

شرح: "خاخ" مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام ہے "ظعینہ" اس عورت کو کہا جاتا ہے جو ہودج میں ہو کیونکہ وہ شوہر کے چلانے

marfat.com
Marfat.com

ہے اس کو کپڑے وغیرہ اور دیگر اشیاء دیں۔ حاطب بن بلتعہ اس عورت کے پاس آئے اور اس کو ایک رقعہ دیا جس میں لکھا تھا کہ مسلمان مکہ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں تم نے احتیاط سے رہنا ہوگا اور اس کو دس دینار بھی دیئے۔ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی تو آپ نے حضرت علی عمار بن یاسر، زبیر، طلحہ اور مقداد بن اسود اور ابو مرثد غنوی کو بھیجا اور یہ تمام حضرات گھوڑے کی سواری کرنے میں خوب مہارت رکھتے تھے آپ نے ان سے فرمایا روضہ خاخ جاؤ وہاں ایک عورت ہے اس کے پاس خط ہے جو مشرکوں کو لکھا گیا ہے۔ وہ لے آؤ اور اس عورت کو کچھ نہ کہنا اور اگر وہ رقعہ دینے سے انکار کرے تو اس کو قتل کر دینا اور تفسیر نسفی میں ہے کہ بدر کی فتح کے بعد ساره مکہ سے مدینہ منورہ پہنچی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی کرتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو مسلمان ہو کر آئی ہے؟ اس نے کہا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا ہجرت کرکے آئی ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تو کیسے آئی ہے؟ اس نے کہا میرے آقا سارے بدر کی جنگ میں قتل ہو چکے ہیں اور میں سخت محتاج ہو گئی ہوں میں آپکے پاس اپنی حاجت لے کر آئی ہوں کہ مجھے عطایا سے نوازیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد المطلب اور بنی مطلب کو اس کی مدد کے لئے توجہ دلائی اور اس کو بہت عطایا عنایت کئے پھر اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ گئے اور اس کو رقعہ دیا کہ وہ مکہ میں مشرکوں تک پہنچا دے اور اس کو دس دینار دیئے اور بھی سامان وغیرہ دیا حاطب نے رقعہ میں یہ لکھا تھا اے مکہ والو خبردار ہو جاؤ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر حملہ کرنے والے ہیں اپنا انتظام کر لو بہرکیف مفسرین نے خط کے مختلف الفاظ ذکر کئے ہیں جن میں انھوں نے یہی ظاہر کیا ہے کہ یہ رقعہ بھیج کر حاطب نے مکہ والوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے سے خبردار کرنا چاہا تھا۔ اور یہ جاسوسی ہے جس کے لئے باب کا عنوان وضع کیا گیا ہے۔ اور اس عورت کو مسلمان کہنا اور جملہ صحابیات میں سے شمار کرنا بہت مشکل معاملہ ہے۔ تحقیق یہی ہے کہ وہ عورت کافرہ تھی اور جن مشرکوں کو حاطب نے خط لکھا تھا وہ صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور عکرمہ بن ابی جہل تھے طبری نے کہا حاطب بن ابی بلتعہ سے یہ سخت لغزش ہوئی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "اَقِيلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ" کے تحت جب اس کا باطن صحیح دیکھا تو اس کو معاف کر دیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ ہم ظاہری امور پر مامور ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے بھی معاف کر دیا تھا کہ وہ جنگ بدر میں شریک تھے اور اہل بدر سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جو چاہو کرو اللہ نے تم کو بخش دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد مستقبل میں ہونے والے ذنوب مغفور ہیں کیونکہ "اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ"، جو چاہو کرو مستقبل سے ہی متعلق ہے اور حاطب کا واقعہ اس کی تائید کرتا ہے۔ بعض شراح حدیث نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ یہ خطاب اکرام و تشریف کے لئے ہے جس کے ضمن میں یہ بات ہے کہ ان حضرات میں ایسی حالت پیدا ہو گئی تھی جس کی وجہ سے ان کے پہلے گناہ معاف ہو گئے اور وہ اس لائق ہو گئے کہ ان کے ہونے والے گناہ بھی معاف ہو جائیں اور یہ معنی نہیں کہ ان کے ہونے والے گناہ فی الحال معاف کر دیئے گئے ہیں۔ بلکہ ان میں یہ صلاحیت پیدا ہو گئی ہے کہ اگر ان سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ مَنْ اَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ رَجُلٌ

٢٨٠٧ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ اَخْبَرَنِىْ سَهْلٌ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُفْتَحُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَى فَغَدَوْا كُلُّهُمْ يَرْجُوْهُ فَقَالَ اَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيْلَ يَشْتَكِىْ عَيْنَيْهِ وَدَعَالَهٗ فَبَرَاَ كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ فَقَالَ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِىَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

جبکہ عبداللہ کا قد بھی لمبا تھا۔ پھر سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس احسان کا بدلہ اس وقت اتارا جبکہ عبداللہ مرا معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد بھی احسان اُتارا جاتا ہے (حدیث ۱۲۷۱ کی شرح دیکھیں)

باب ـــ اس شخص کی فضیلت جس کے ہاتھ پر کوئی شخص مسلمان ہو

۲۸۰۷ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خیبر کی جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ لوگ رات بھر انتظار میں رہے کہ کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے۔ صبح کو وہ سب آئے اور وہ سب اس کے اُمیدوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی کہاں ہے۔ تو عرض کیا گیا ان کو آشوب چشم ہے (ان کی آنکھیں دکھتی ہیں) آپ نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب ڈالا اور اُن کے لئے دُعا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ مَنْ اَسْلَمَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ

٢٨٠٩ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا صَالِحُ ابْنُ حَيٍّ اَبُوْ حَسَنٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ ثَنِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ سَمِعَ اَبَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ اَلرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْاَمَةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيُحْسِنُ تَعْلِيْمَهَا وَيُؤَدِّبُهَا فَيُحْسِنُ اَدَبَهَا ثُمَّ يُعْتِقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا فَلَهُ اَجْرَانِ وَمُؤْمِنُ اَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْ كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ اٰمَنَ بِالنَّبِيِّ فَلَهُ اَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِيْ يُؤَدِّيْ حَقَّ اللّٰهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهٖ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَاَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْ اَهْوَنَ مِنْهَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ

باب — اہل کتاب میں سے مسلمان ہونے والے کی فضیلت

٢٨٠٩ — ترجمہ : ابوبردہ نے بیان کیا کہ انھوں نے اپنے والد سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشخاص ہیں جن کو دوگنا ثواب ملے گا۔ اوّل وہ شخص جس کی لونڈی ہو وہ اس کی تعلیم و تربیت کرے اور اچھی تعلیم دے اور اس کو ادب سکھائے پھر اس کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرے اس کو دوگنا ثواب ملے گا۔ دوسرا اہلِ کتاب کا مومن شخص ہے جو پہلی کتاب پر ایمان لایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اس کو دوگنا ثواب ملے گا۔ تیسرا وہ غلام ہے جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالک کا مخلص ہو۔ پھر شعبی نے کہا میں نے تم کو یہ مسئلہ کسی شئ کے عوض کے بغیر بتادیا ہے حالانکہ اس سے چھوٹی بات میں لوگ مدینہ منورہ کا سفر کیا کرتے تھے۔

٢٨٠٩ — شرح : یعنی تین اشخاص ہیں جن کو دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے ایک وہ شخص جو اہلِ کتاب سے ہے لفظِ کتاب مفہوم کے اعتبار سے اگرچہ تورات و انجیل سے عام ہے لیکن شریعت کے استعمال میں یہ تورات و انجیل کے ساتھ خاص ہے کیونکہ بعثت کے زمانہ میں یہود و نصاریٰ کے سوا اور کوئی اہلِ کتاب نہ پایا جاتا تھا۔ یعنی جو شخص بعثت سے پہلی نصرانی ہوچکا تھا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الدَّارِ يُبَيَّتُوْنَ فَيُصَابُ الْوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ بَيَاتًا لَيْلٌ لَنُبَيِّتَنَّهٗ لَيْلًا بَيَّتَ لَيْلًا

۲۸۱۰ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْوَآءِ اَوْ بِوَدَّانَ وَسُئِلَ عَنْ اَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُوْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِّسَآئِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَاحِمًى اِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ثَنَا الصَّعْبُ فِي الذَّرَارِيِّ وَكَانَ عَمْرٌو يُحَدِّثُنَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَلَمْ يَقُلْ كَمَا قَالَ عَمْرٌو هُمْ مِنْ اٰبَآئِهِمْ

باب ــ دارالحرب والوں پر شبخون کیا جائے اور ان کے بچّے اور اولاد ہلاک کی جائے،،

بَيَاتٌ کا معنی رات ہے

ترجمہ : صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابواء یا ودّان کے مقام پر میرے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو حربی مشرکوں کے متعلق آپ سے پوچھا گیا جن پر رات کو حملہ کیا جائے اور ان کی عورتیں اور بچے ہلاک ہو جائیں آپ نے فرمایا وہ مشرکوں میں سے ہیں۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا چراگاہ صرف اللہ اور اس کے رسُول کی ہے۔ زہری نے کہا

۲۸۱۰ــــ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ

۲۸۱۱ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ امْرَاَةً وُجِدَتْ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُوْلَةً فَاَنْكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ الصِّبْيَانِ وَالنِّسَآءِ

بَابُ قَتْلِ النِّسَآءِ فِي الْحَرْبِ

۲۸۱۲ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ اُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وُجِدَتِ امْرَاَةٌ مَقْتُوْلَةٌ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهٰى رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ

شخص بنجر زمین کو دیکھتا تو میں اس کتے کو بھونکاتا تو جہاں تک اس کے بھونکنے کی آواز جاتی اس پر قبضہ کر لیتا اور کسی کو اس کے قریب نہ آنے دیتا تھا۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کر دیا اور حِمیٰ کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا۔ البتہ وہ زمین جو جہاد کے گھوڑوں اور اونٹوں کے کام آتے یا زکوٰۃ کے جانور وہاں رکھے جائیں وہ اس سے خارج ہے۔ جیسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے جانوروں اور جہاد کے گھوڑوں کے لئے علیحدہ زمین مقرر کر رکھی تھی۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حِمیٰ کا معنیٰ منع ہے۔ یعنی جس زمین کا کوئی شخص مالک نہ ہو اس کا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی مالک ہیں یا جو اُن کے قائم مقام ہوں اور وہی اس سے لوگوں کو منع کر سکتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — لڑائی میں بچّوں کو قتل کرنا

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُن سے بیان کیا

۲۸۱۱ — کہ ایک جنگ میں ایک عورت مقتولہ پائی گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

۲۸۱۴ — ترجمہ : عکرمہ سے روائت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بعض لوگوں کو جلا دیا ابن عباس کو یہ خبر پہنچی تو انھوں نے کہا اگر میں ہوتا ہے تو ان کو نہ جلاتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب جیسا عذاب نہ دو البتہ میں ان کو قتل کرتا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دینِ اسلام کو تبدیل کرے اس کو قتل کردو"

۲۸۱۳ — ۲۸۱۴ — شرح : مہلب نے ذکر کیا کہ آگ سے جلانے سے نہی تحریم کے لئے نہیں - یہ صرف اللہ تعالیٰ کے حضور بطور تواضع ہے - عدمِ تحریم کی دلیل یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ چوری کرنے والوں کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلاخیں ڈالی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں مدینہ منورہ میں فجاہ کو آگ سے جلا دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کو آگ سے جلا دیا تھا۔ مدینہ منورہ کے اکثر علماء کہتے ہیں کہ قلعوں میں محصور ہونے والے کافروں کو آگ سے جلانا جائز ہے۔ یہ آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مذکور حدیث ندب و استحباب پر محمول ہے۔ حضرت عمر فاروق ابن عباس اور عمر بن عبدالعزیز کا مسلک یہ ہے کہ مشرکوں کو آگ سے جلانا مکروہ ہے امام مالک رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح منقول ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب مرتدین کو آگ سے جلایا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس شخص کو روکئے جو اللہ کے عذاب کی مثل عذاب دے رہا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو تلوار مشرکوں پہ مسلط کی ہے میں اس کو پیچھے نہیں ہٹاؤں گا۔ سفیان ثوری نے بھی قلعوں کو آگ سے جلانے کو جائز کہا ہے۔ امام اوزاعی نے کہا جب قلعوں میں صرف لڑنے والے مشرک ہوں تو ان کو جلا دیا جائے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو اپنے دین کو تبدیل کرلے اس کو قتل کردو" اس کا مدلول یہ ہے کہ جو کوئی مرتد ہوجائے اس کو قتل کردو آگ سے نہ جلاؤ۔ اس حدیث سے ابن ماجشون نے استدلال کیا کہ مرتد کو بہر کیف قتل کردیا جائے اور اس سے توبہ نہ کرائی جائے۔ لیکن جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ مرتدین سے توبہ کرائی جائے اگر وہ توبہ کرلیں تو ان کی توبہ مقبول ہے۔ اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ اگر کوئی ایک کفر سے دوسرے کفر کی طرف منتقل ہوجائے تو اس کو تبدیلِ دین کے تحت قتل کردیا جائے۔ اگرچہ وہ مسلمان نہ ہو۔ چنانچہ یہودی اگر نصرانی ہوجائے یا نصرانی یہودی ہوجائے تو اس کو قتل کردیا جائے۔ امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر نصرانی یہودی ہوجائے یا اس کا برعکس ہو تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ کفر ملتِ واحدہ ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ مرتد عورت کو بھی قتل کردیا جائے گا۔ لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عورت مرتدہ کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ قید میں رکھا جائیگا یعنی واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ هَلْ لِلْاَسِیْرِ اَنْ یَقْتُلَ اَوْ یَخْدَعَ الَّذِیْنَ اَسَرُوْهُ حَتّٰی یَنْجُوَ مِنَ الْکَفَرَةِ فِیْهِ الْمِسْوَرُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

احسان کیا ہوازن کے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ ثمامہ بن اثال پر احسان کیا اس سے جمہور کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ قتل و احسان اور فدیہ وغیرہ بادشاہ کی رائے پر موقوف ہے۔ اور اس کو اختیار ہے کہ کافروں کو قید کرنے کے بعد ان سے جزیہ لے جبکہ ان میں یہ مشروع ہو یا ان کو قتل کرے یا غلام بنالے یا بلا عوض احسان کرے یا فدیہ لے کر ان کو رہا کر دے لیکن عورتوں کو قید کر کے لونڈیاں بنا لیا جائے گا اگر کافروں کے پاس مسلمان قیدی ہوں تو ان کے قیدی کفار کے عوض تبادلہ کر کے رہا کرا جائے۔ قولہ تعالیٰ مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ تَکُوْنَ لَهٗ اَسْرٰی الایۃ حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب بدر میں کافروں کو قید کر کے لایا گیا اور ان میں حضرت عباس بھی تھے۔ ان کو ایک انصاری نے قید کیا تھا انصار نے اس سے کہا کہ عباس کو قتل کر دو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا میں اپنے چچا کے باعث ساری رات نہیں سویا جبکہ انصار نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اُن کے پاس جاؤں؟ فرمایا ہاں جاؤ۔ حضرت عمر فاروق انصار کے پاس گئے اور اُن سے کہا عباس کو رہا کر دو انصار نے کہا بخدا! ہم اس کو ہرگز رہا نہیں کریں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو رہا کر دینے پر راضی ہوں تو پھر بھی تم ان کو قتل کرو گے اُنھوں نے کہا اگر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو رہا کرنا چاہتے ہیں تو لے لیجئے حضرت عمر فاروق ان کو لے کر اپنے قبضہ میں لے کر فرمایا اے عباس اسلام قبول کر لو خدا کی قسم۔ اگر تم اسلام قبول کر لوگے تو اس سے مجھے میرے باپ کے مسلمان ہونے کی نسبت زیادہ خوشی ہوگی۔ کیونکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا اسلام قبول کر لینا بہت پسند ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا تو اُنھوں نے کہا یہ آپ کا خاندان ہے۔ ان کو چھوڑ دیا جائے حضرت عمر فاروق سے مشورہ لیا تو اُنھوں نے کہا سب کو قتل کر دیجئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق بدر کے قیدیوں کو رہا کر دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

باب ــــ کیا قیدی کے لئے جائز ہے کہ جنہوں نے اس کو قید کیا ہو ان کو قتل کر دے یا ان سے دھوکہ سے نجات پالے ،، اس کے متعلق مسور نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی "

marfat.com
Marfat.com

بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ فَاَتَى الصَّرِيْخُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتّٰى اُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ ثُمَّ اَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَاُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا يُسْقَوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ قَتَلُوْا وَسَرَقُوْا وَ حَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَسَعَوْا فِي الْاَرْضِ فَسَادًا

بَابُ ۲۸۱۶ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ

اونٹ چلا کر لے گئے اور مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر ملی تو آپ نے ان کے پکڑنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا ابھی سورج اونچا نہ ہوا تھا۔ ان کو لایا گیا ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے پھر لوہے کی سلاخیں گرم کی گئیں اور ان کی آنکھوں میں پھروا دیں اور ان کو پتھریلی زمین میں پھینک دیا وہ پانی مانگتے تھے اُن کو پانی نہ دیا گیا حتیٰ کہ وہ مر گئے۔ ابو قلابہ نے کہا اُنھوں نے قتل کیا پھر چوری کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی اور زمین میں فتنہ و فساد کیا۔

۲۸۱۵ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن مرتدوں کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو اُنھوں نے چرواہے کے ساتھ کیا تھا۔ چنانچہ مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مرتدوں کی آنکھوں میں گرم سلاخیں اس لئے پھروا دیں کہ اُنھوں نے چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھروائی تھیں اور اللہ کے عذاب جیسا تم عذاب نہ دو کا معنی یہ ہے "کہ جب اُنھوں نے ایسا نہ کیا ہو لہٰذا جواز اور نہی کی دونوں حدیثوں کے محمل علیحدہ علیحدہ ہیں واللہ اعلم!

بَابٌ — ۲۸۱۶ —

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ نبیوں میں سے ایک نبی کو چیونٹی نے کاٹ لیا تو ان نے چیونٹیوں کے چھتہ کو جلا دینے کا حکم دیا چنانچہ اس کو جلا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ تم کو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا تم نے سب چیونٹیوں کا چھتہ جلا دیا جو اللہ کی تسبیح کرتی تھیں۔

۲۸۱۶ — شرح : یعنی جو کوئی تحریق (جلانے) کا مستحق نہ ہو اس کو جلانا جائز نہیں کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

الْيَمَانِيَةَ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ قَالَ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ أَوْ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ

نے فرمایا کیا تم مجھے ذی خلصہ سے آرام نہیں پہنچائے ؟ وہ قبیلہ خثعم میں ایک مکان تھا جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ جریر نے کہا میں قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس گھوڑ سواروں کو لے کر چلا جبکہ وہ گھوڑوں والے تھے اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر تھپکی دی حتیٰ کہ میں نے اپنے سینہ میں آپ کی انگلیوں کا اثر پایا۔ اور فرمایا اے اللہ ! اس کو ثابت قدم رکھ اور اس کو ہدائت کرنے والا اور ہدائت یافتہ بنا دے۔ جریر ذی خلصہ طرف چلے اور اس کو توڑ کر جلا دیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی شخص کو بھیجا کہ آپ کو حالات کی خبر دے تو اس نے آپ سے بیان کیا کہ اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ میں آپکے پاس نہیں آیا حتی کہ اس کو ایسے چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ خالی پیٹ والا یا خارش زدہ اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے گھوڑ سواروں اور پیادوں کے لئے پانچ بار دعاء فرمائی ،،

شرح : ذوخلصہ مکان کا نام ہے۔ ابن اثیر نے کہا ذوخلصہ دوس میں بہت بڑا بت تھا جس کی وہ لوگ عبادت کیا کرتے تھے۔ اس کی تائید مسلم کی مرفوع حدیث سے ہوئی ہے جو انھوں نے ابوہریرہ رضی عنہ سے روائت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دوس کی عورتوں کے سرین ذی خلصہ کے اردگرد گھومیں گے۔ ابن دحیہ نے کہا ذی خلصہ دوس، خثعم اور بجیلہ وغیرہ کا بت خانہ تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ عمرو بن لحی کا بت تھا جس کو اس نے بت نصب کرتے وقت اسفل مکہ میں نصب کیا تھا مشرک اس کو شتر مرغ کے انڈوں کے ہار پہناتے تھے اور اس کے پاس جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ حضرت جریر نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو ماہ پہلے اس بت خانہ کو برباد کیا تھا جس شخص کو خوشخبری دینے کے لئے جریر نے بھیجا تھا اس کا نام حصین بن ربیعہ تھا جو اس لشکر میں جریر کے ساتھ تھا۔ قولہ أَجْوَف أَوْ أَجْرَب ،، یہ راوی کو شک ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بت خانہ کو جلا دیا گیا حتیٰ کہ وہ اس اونٹ کی طرح سیاہ ہوگیا جس کو خارش

۲۸۱۷ —

marfat.com
Marfat.com

ثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَھْطًا مِنَ الْاَنْصَارِ اِلٰی اَبِیْ رَافِعٍ لِیَقْتُلُوْہُ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْھُمْ فَدَخَلَ حِصْنَھُمْ قَالَ فَدَخَلْتُ فِیْ مَرْبَطِ دَوَابَّ لَھُمْ قَالَ وَاَغْلَقُوْا بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ اَنَّھُمْ فَقَدُوْا حِمَارًا لَّھُمْ فَخَرَجُوْا یَطْلُبُوْنَہٗ فَخَرَجْتُ فِیْمَنْ خَرَجَ اُرِیْھِمْ اَنِّیْ اَطْلُبُہٗ مَعَھُمْ فَوَجَدُوا الْحِمَارَ فَدَخَلُوْا وَدَخَلْتُ وَاَغْلَقُوْا بَابَ الْحِصْنِ لَیْلًا فَوَضَعُوا الْمَفَاتِیْحَ فِیْ کُوَّۃٍ حَیْثُ اَرَاھَا فَلَمَّا نَامُوْا اَخَذْتُ الْمَفَاتِیْحَ فَفَتَحْتُ وَاَغْلَقْتُ بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَیْہِ فَقُلْتُ یَا اَبَا رَافِعٍ فَاَجَابَنِیْ فَتَعَمَّدْتُ الصَّوْتَ فَضَرَبْتُہٗ فَصَاحَ فَخَرَجْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ کَاَنِّیْ مُغِیْثٌ فَقُلْتُ یَا اَبَا رَافِعٍ وَغَیَّرْتُ صَوْتِیْ فَقَالَ مَا لَکَ لِاُمِّکَ الْوَیْلُ قُلْتُ مَا شَاْنُکَ قَالَ لَا اَدْرِیْ مَنْ دَخَلَ عَلَیَّ فَضَرَبَنِیْ قَالَ

باب سوئے ہوئے مشرک کو قتل کرنا

۲۸۱۹ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کا ایک گروہ ابورافع کی طرف بھیجا تاکہ اس کو قتل کر دیں ان میں سے ایک شخص چلا۔ اور ان کے قلعہ میں داخل ہو گیا اس کا کہنا ہے کہ میں ان کے گھوڑوں کے اصطبل میں چھپ گیا اور انھوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا پھر انھوں نے گدھا گم پایا تو اس کی تلاش کو باہر نکلے میں بھی ان لوگوں میں باہر نکلا ان کو یہ معلوم کرانے کے لئے کہ میں بھی ان کے ساتھ گدھا تلاش کر رہا ہوں انھوں نے گدھا تلاش کر لیا اور قلعہ میں داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا اور ایک طاق میں اس کی کنجیاں رکھ دیں جس کو میں دیکھ رہا تھا۔ جب وہ سو گئے تو میں نے کنجیاں لیں اور قلعہ کا دروازہ کھولا۔ پھر میں ابورافع کے پاس گیا۔ میں نے کہا یا ابارافع! اس نے مجھے جواب دیا تو میں نے اس کی آواز کا قصد کر کے اس کو مارا تو وہ چلایا میں باہر آ گیا پھر اندر گیا گویا کہ میں اس کا فریاد رس ہوں میں نے کہا یا ابارافع! اور اپنی آواز تبدیل کر لی۔ اس نے کہا تو کون ہے تیری ماں کی ہلاکت ہو میں نے کہا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا تَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ

۲۸۲۱ ـ حَدَّثَنَا يُوسُفُ ابْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ الْيَرْبُوعِيُّ ثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوسٰى بْنِ عُقْبَةَ ثَنِيْ سَالِمٌ اَبُو النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ كُنْتُ كَاتِبًا لَّهٗ قَالَ كَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اَوْفٰى حِيْنَ خَرَجَ اِلَى الْحَرُوْرِيَّةِ فَقَرَاْتُهٗ فَاِذَا فِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِيْ لَقِيَ فِيْهَا الْعَدُوَّ اِنْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً آٹھ آدمی بھیجے تھے جن کے یہ نام ہیں ۱ عبداللہ بن عتیک ، ۲ عبداللہ بن عتبہ ، ۳ عبداللہ بن انیس ۴ ابو قتادہ ، ۵ اسود بن خزاعی ، ۶ مسعود بن سنان ، ۷ عبداللہ بن عقبہ ، اور ۸ اسعد بن حرام جو بنی سواد کا حلیف تھا رضی اللہ عنہم" ابو رافع کو قتل کرنے کا سبب یہ تھا کہ جب غزوہ خندق اور بنی قریظہ کا قضیہ ختم ہوا تو ابو رافع ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے احزاب و مشرکین کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کے لئے اکسایا تھا تو انصار کے ایک قبیلہ خزرج نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو رافع کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دیدی - ابو رافع وہ شقی بدبخت انسان تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کی آگ کو مشتعل کر کے مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنی اور قدرت نے اس سے پورا انتقام لیا اور وہ جہنم واصل ہوا - یہ چھ ہجری کے رمضان مبارک کا واقعہ ہے جیسا کہ ابن سعد نے ذکر کیا ہے - اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عتیک کو یہ سعادت عظمیٰ نصیب کی اور وہ جنگ اُحد میں بھی حاضر ہوئے تھے ایک روایت کے مطابق ابن انیس بھی ان کے ساتھ قتل کرنے میں شریک تھے - اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں مال و دولت خرچ کرے یا آپ کے خلاف مشورہ دے اس کو اچانک قتل کرنا جائز ہے - اس لئے ابو رافع کو قتل کیا گیا تھا کیونکہ وہ آپ کے ساتھ عداوت رکھنے کے ساتھ مشرکوں کو آپ کے خلاف غلط مشورے دیتا اور آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اکسایا کرتا تھا یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرکوں کی جاسوسی کرنا جائز ہے - نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جہاد میں اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا جائز ہے - البتہ فی سبیل اللہ زیادہ مال خرچ کرنا کہ خود خالی ہو جائے اور بھوکا مرنے لگے یہ جائز نہیں -

واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلیٰ اعلم -

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ

٢٨٢٣ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكَ كِسْرٰی ثُمَّ لَا یَكُوْنُ كِسْرٰی بَعْدَهٗ وَقَیْصَرُ لَیَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا یَكُوْنُ قَیْصَرُ بَعْدَهٗ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَسَمَّی الْحَرْبَ الْخُدْعَةَ

٢٨٢٤ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَصْرَمَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبَ خُدْعَةً قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ بَكْرٍ هُوَ بْنُ اَصْرَمَ

٢٨٢٥ــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خُدْعَةٌ

باب ــــ لڑائی دھوکہ ہے

٢٨٢٣ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسریٰ ہلاک ہوگیا پھر اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر ہلاک ہوجائے گا پھر اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کروگے اور لڑائی کا نام دھوکا رکھا۔

٢٨٢٤ ــــ ترجمہ : ہمام بن منبہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کا نام دھوکا رکھا۔

٢٨٢٥ ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑائی دھوکہ ہے۔

٢٨٢٣ تا ٢٨٢٤ ــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں کسریٰ ہلاک

marfat.com
Marfat.com

اَمْرُهٗ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهٗ حَتّٰى اسْتَمْكَنَ مِنْهُ فَقَتَلَهٗ

بَابُ الْفَتْكِ بِاَهْلِ الْحَرْبِ

۲۸۲۶ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاْذَنْ لِّيْ فَاَقُوْلَ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ

دی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں فرمایا۔ ہاں جابر نے کہا محمد بن مسلمہ اس کے پاس گئے اور کہنے لگے۔ اُنھوں نے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مشقت میں ڈال رکھا ہے۔ ہم سے صدقات مانگتے ہیں کعب نے کہا تم اس سے بھی زیادہ تنگ پڑ جاؤ گے محمد بن مسلمہ نے کہا ہم نے ان کی اتباع کی ہے اور ان کو چھوڑنا اچھا نہیں سمجھتے ہیں حتیٰ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا معاملہ کدھر جاتا ہے۔ وہ بہت دیر اس کے ساتھ گفتگو کرتے رہے حتیٰ کہ اس پر قادر ہو گئے اور اس کو قتل کر دیا۔

باب ــــ دار الحرب کے رہنے والوں کو اچانک قتل کرنا

۲۸۲۶ ــــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے؟ جو کعب بن اشرف کو قتل کر دے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کیا آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کروں آپ نے فرمایا ہاں! محمد بن مسلمہ نے کہا آپ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دے دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اجازت ہے۔

۲۸۲۵ ــ ۲۸۲۶ ــــ شرح : کعب بن اشرف کو یہودیوں کا طاغوت کہا جاتا تھا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا اور آپ کو اذیت پہنچایا کرتا تھا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا اس کی تفصیل حدیث ۲۳۴۴ کی شرح میں دیکھیں۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ محمد بن مسلمہ نے کعب بن اشرف کو امن دے کر قتل کیا تھا یہ جائز نہیں۔ کیونکہ محمد بن مسلمہ نے اس کو امن نہیں دیا تھا اُنھوں نے اس سے خرید و فروخت کی گفتگو کی تھی اور اس سے اُنس پیدا کر کے ہجری کے تیسرے سال رمضان مبارک میں قتل کیا تھا۔ محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے کہا جب مسلمانوں کو جنگ بدر میں فتح نصیب ہوئی تو کعب بن اشرف مدینہ منورہ آیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے سرداروں کو قتل کر دیا ہے۔ بخدا! اگر وہ حق پہ ہیں تو ہمیں ایسی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الرَّجَزِ فِي الْحَرْبِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِي حَفْرِ الْخَنْدَقِ

فِيهِ سَهْلٌ وَ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ يَزِيْدُ عَنْ سَلَمَةَ

۲۸۲۷ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ حَدَّثَنَا اَبُو اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ

گئے۔ تو آپ کھجوروں کے تنوں کی آڑ لیتے ہوئے وہاں پہنچے جبکہ ابن صیاد ایک چادر میں لپٹا ہوا تھا جس سے آواز آرہی تھی۔ ابن صیاد کی ماں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور کہنے لگی اے صاف یہ محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" ہیں۔ پس ابن صیاد اچھل کر اٹھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس کو چھوڑے رکھتی تو کئی امور کی وضاحت ہو جاتی

۲۸۲۷ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کی ماں سے چھپ کر ابن صیاد کے پاس پہنچنے کی کوشش فرما رہے تھے۔ یہ ایک حیلہ تھا جس کے باعث ابن صیاد کی ماں کی شر سے آپ بچتے تھے۔ اگر وہ اس کو اس حال میں چھوڑ دیتی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ابن صیاد کو مطلع نہ کرتی تو کئی امور کی حقیقت واضح ہو جاتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ جنگ میں رجز کہنا اور خندق کھودتے وقت آواز بلند کرنا

اس کے متعلق سہل اور انس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی اور یزید نے بواسطہ سلمہ اس حدیث کی روائت کی

۲۸۲۸ ــــ ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے خندق کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ مٹی اٹھا کر لا رہے تھے اور غبار نے آپ کے سینہ شریف کے بالوں کو ڈھانپا ہوا تھا۔ آپ زیادہ بالوں والے بہادر مرد تھے اور عبداللہ بن رواحہ کا رجز پڑھتے تھے "اے اللہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہدائت نہ پاتے۔ نہ صدقہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ دَوَاءِ الْجُرْحِ بِاِحْرَاقِ الْحَصِيْرِ

وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ عَنْ اَبِيْهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَحَمْلِ الْمَآءِ فِي التُّرْسِ

۲۸۳۰ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَاَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ بِاَيِّ شَيْءٍ دُوْوِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ كَانَ عَلِيٌّ يَجِيْءُ بِالْمَآءِ فِيْ تُرْسِهٖ وَكَانَتْ يَعْنِيْ فَاطِمَةَ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَاُخِذَ حَصِيْرٌ فَاُحْرِقَ ثُمَّ حُشِيَ بِهٖ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو تبسم فرماتے۔ میں نے آپ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا۔ آپ نے میرے سینہ میں اپنا دستِ اقدس مارا اور فرمایا اے اللہ! اس کو ثابت رکھ اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ کر۔

۲۸۲۹ــ شرح : حضرت جریر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ذی وجاہت سردار تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کا اکرام کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ بندہ پیشانی سے کسی کو ملنا نبوی خلق ہے جس سے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ گھوڑے کی سواری میں مہارت حاصل کرنا چاہئیے!

باب ــ جلائی ہُوئی چٹائی سے زخم کا علاج کرنا

اور عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا اور ڈھال میں پانی لانا

۲۸۳۰ــ ترجمہ : ابوحازم نے کہا لوگوں نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کا علاج کس شئی سے کیا گیا اُنھوں نے کہا لوگوں میں کوئی شخص باقی نہیں رہا جو اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جانتا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے چہرۂ انور سے خون دھوتی تھیں پھر چٹائی جلاکر

marfat.com
Marfat.com

۲۸۳۲ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ ثَنَا زُهَيْرٌ ثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوا خَمْسِيْنَ رَجُلًا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ فَهَزَمُوهُمْ قَالَ فَأَنَا وَاللّٰهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِيلُهُنَّ وَسُوقُهُنَّ

آخرت میں ہلاکت کا باعث ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپس میں اختلاف اور مخاصمت نہ کرو اس طرح تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری قوت ضائع ہو جائے گی۔ دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو اور صبر و استقلال سے کام لو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکام سے فرمایا وہ امور اختیار کرو جن میں آسانی ہو اور مشقت و سختی نہ ہو اور لوگوں کو اچھی خبریں دو اور ان سے ایسی بات ذکر نہ کرو جس سے وہ نفرت کر جائیں۔ ایک دوسرے سے محبت کرو اور اختلاف سے بچو۔ یہ افراتفری پیدا کرتا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا : میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے

۲۸۳۲ ـــ سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی جنگ میں پچاس پیادہ مجاہدوں پر عبداللہ بن جبیر کو سپہ سالار مقرر کیا اور فرمایا اگر تم ہمیں دیکھو کہ پرندے ہمیں کھا رہے ہیں (ہم کو شکست ہو گئی ہے) تو اپنی جگہ سے نہ ہٹو حتیٰ کہ میں تم کو پیغام بھیجوں اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے کفار کو شکست دے دی ہے اور ان کو پاؤں میں روند ڈالا ہے تب بھی اپنی جگہ پر قائم رہو حتیٰ کہ میں تم کو پیغام بھیجوں۔ چنانچہ مسلمانوں نے کفار کو شکست دی۔ براء بن عازب نے کہا بخدا! میں نے کافروں کی عورتوں کو دیکھا کہ وہ دوڑ رہی تھیں اور ان کے خلخال اور پنڈلیاں ننگی ہو رہی تھیں وہ اپنے کپڑے اُٹھائے ہوئے تھیں۔ (یہ دیکھ کر) عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا اے لوگو غنیمت کا مال لو غنیمت کا مال لو تمہارے ساتھی غالب آ گئے۔ تم کس انتظار میں ہو حضرت عبداللہ بن جبیر نے کہا کیا تم وہ بھول گئے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں فرمایا تھا اُنھوں نے کہا بخدا! ہم لوگوں کے پاس جائیں گے اور غنیمت کا مال پائیں گے۔ جب وہ ان کے پاس گئے (اور درّہ خالی ہو گیا) تو ان کے رُخ بدل گئے اور وہ بھاگتے ہوئے سامنے آ گئے (جہاں سے وہ بھاگے تھے اور لڑائی دوبارہ ہونے لگی) تو صحابہ کرام شکست کھا گئے۔ یہی اللہ کا ارشاد ہے کہ جب رسول پیچھے والی جماعت میں اُن کو بلا رہے تھے (کہ اللہ کے بندو میری طرف آؤ جو کوئی دوبارہ ان پر حملہ کرے گا وہ جیتی ہوگا)

marfat.com
Marfat.com

لَاحْيَآءٌ كُلُّهُمْ وَقَدْ بَقِيَ لَكَ مَا يَسُوْءُكَ قَالَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ
اِنَّكُمْ سَتَجِدُوْنَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَةً لَمْ اٰمُرْبِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِيْ ثُمَّ اَخَذَ يَرْتَجِزُ
اُعْلُ هُبَلْ اُعْلُ هُبَلْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُجِيْبُوْهُ لَهٗ
قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ قَالَ اِنَّ لَنَا الْعُزّٰى
وَلَا عُزّٰى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُجِيْبُوْهُ لَهٗ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ

ہے تمہارے پاس عزّیٰ نہیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تم اس کو جواب نہیں دیتے ہو۔ صحابہ نے کہا یا رسُول اللہ "صلّی اللہ علیہ وسلّم" ہم کیا کہیں آپ نے فرمایا تم کہو اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

شرح : جنگ اُحُد ہجرت کے تیسرے سال سات شوال میں ہفتہ کے روز ہوئی۔ جبکہ سن عیسوی مارچ ۶۲۵ء تھا۔ اس کا باعث یہ تھا کہ جب بدر کی لڑائی میں قریش کے سردار مارے گئے جن کو بدر کے بے آباد کنوئیں میں پھینکا گیا تھا اور باقی شکست خوردہ مکہ مکرمہ چلے گئے جبکہ ستر کو قید کر لیا گیا تھا۔ تو عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن اُمیّہ اور دوسرے چند لوگ جن کے باپ بیٹے اور بھائی وغیرہ بدر میں قتل ہو گئے تھے مکہ جا کر ابوسفیان سے ملے اور اس سے یہ بات کی کہ بدر میں قتل ہونے والوں کا انتقام لیں۔ چنانچہ اُنھوں نے چند قبائل کنانہ اور تہامہ کے لوگوں کو جمع کیا اور دوسرے لوگوں کو بھی ساتھ لیا جو ان کے مطیع اور فرمانبردار تھے اور وہ سب ایک لشکر جرّار کی صورت میں نکلے اور ابوسفیان ان کا کمانڈر تھا جبکہ اس کی بیوی ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بھی ساتھ تھی۔ یہ لشکر کفار تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں دو سو گھوڑ سوار جو لشکر کے اردگرد چل رہے تھے۔ خالد بن ولید میمنہ پر اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل مقرر تھے جبکہ گھوڑ سوار پر صفوان بن امیہ ❊ تیراندازوں کی تعداد ایک سو تھی اور سات سو نوجوان زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ اس لشکر میں تقریباً پندرہ عورتیں تھیں۔ ادھر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک ہزار صحابہ کرام کا لشکر لے کر اُحُد کے میدان میں پہنچ گئے لیکن عبداللہ بن ابی بن سلول تین سو ساتھیوں کو ہمراہ لے کر واپس مدینہ منوّرہ چلا گیا۔ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ صرف سات سو صحابہ کرام رہ گئے۔ واقدی کے مطابق ان میں ایک سو زرہ تھی۔ صرف دو گھوڑے تھے ایک جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اور دُوسرا ابوبردہ کا گھوڑا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیراندازوں پر جو پچاس کی تعداد میں تھے۔ حضرت عبداللہ بن جُبیر کو امیر مقرر کیا تھا۔ اور جبل اُحُد کے ساتھ مسلمانوں نے صف بندی کی اور مشرکوں نے تھوڑی زمین

۲۸۳۲ ——

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا فَزِعُوا بِاللَّيْلِ

۲۸۳۳ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ قَالَ وَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَيْلَةً سَمِعُوْا صَوْتًا قَالَ فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهٗ فَقَالَ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُّهٗ بَحْرًا يَعْنِي الْفَرَسَ

تبدیل ہوگئی مسلمانوں کو اس ہزیمت سے سخت صدمہ پہنچا اور وہ اپنے شہدآء پر رو رہے تھے اور منافق بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ ادھر یہودیوں کے سینہ کی جلن بھی آشکارا ہونے لگی اور مدینہ منورہ میں منافق شادیانے بجا رہے تھے۔ یہودیوں نے بات کرنے کا موقعہ غنیمت سمجھا اور یہ کہنا شروع کیا کہ اگر آپ نبی ہوتے تو مکہ والوں پر غلبہ کرتے اور ان کو ہزیمت کا منہ دیکھنا نہ پڑتا وغیرہ وغیرہ بکتے رہے۔ لیکن حضرات علماء کرام کہتے ہیں کہ احد کے واقعہ اور وہاں مسلمانوں کی ہزیمت اور ان کے قتل ہونے میں کئی فائدے ہیں۔ ایک تو وہ وعدہ پورا ہوا جو بدر کی جنگ میں قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کرنے کے متعلق کہا تھا کہ ان کو قتل نہ کیا جائے ان کے بدل آئندہ اُحد کی جنگ میں اتنی تعداد میں جامِ شہادت نوش کریں گے۔ (ترمذی) دوسرا یہ کہ مسلمانوں کو پتہ چل گیا کہ نبی کے حکم کی نافرمانی میں کتنا نقصان ہوا اور اس کی نحوست ستر صحابہ کے قتل پر منتج ہوئی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ فوج پر کمانڈر کے حکم کی پابندی لازم ہے۔ تیسرا یہ کہ رسولوں کی عادت ہے کہ ان کو ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے آخر وہ اس میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر رسول ہمیشہ ہمیشہ فاتح رہیں تو مومنوں میں غیر لوگوں کا بھی داخل ہوجانے کا امکان تھا جس سے سچے اور جھوٹے کا امتیاز نہ رہتا اور اگر ہمیشہ وہ کمزور رہتے تو بعثت کا مقصد ختم ہوجاتا تھا۔ اس لئے حکمت مقتضی یہی تھا کہ فتح و نصرت اور ابتلاء میں رہیں تاکہ سچے اور جھوٹے کا امتیاز ہوتا رہے۔ اُحد کے واقعہ کو لیجئے کتنے منافق مخفی تھے جو اس جنگ کے بعد ظاہر ہوگئے۔ اور مسلمانوں کو بھی پتہ چل گیا کہ ان کے گھروں میں ان کے دشمن موجود ہیں اور وہ ان سے احتراز کرنے لگے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے جنت میں درجات تیار کر رکھے ہیں وہاں تک ان کے اعمال نہیں پہنچتے اس لئے ان کو ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے اور ان پر تکالیف صدمات اور بلیات کے پہاڑ گرائے جاتے ہیں جن میں وہ ثابت قدم رہ کر ان درجات تک پہنچ سکتے ہیں۔ نیز ولی اللہ کا اعلیٰ مرتبہ شہادت ہے جس کی کنہ کا درک نہیں ہوسکتا۔ علیٰ ہذا القیاس مسلمانوں کو کسی جنگ میں شکست ہوجانا ان کے دین

marfat.com
Marfat.com

سَلَمَةَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ قَالَ خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ حَتّٰى
اِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيَنِيْ غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قُلْتُ وَيْحَكَ
مَا بِكَ قَالَ اُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ اَخَذَهَا قَالَ
غَطَفَانُ وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ اَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا
يَا صَبَاحَاهُ يَا صَبَاحَاهُ ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتّٰى اَلْقَاهُمْ وَقَدْ اَخَذُوْهَا فَجَعَلْتُ
اَرْمِيْهِمْ وَاَقُوْلُ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمَ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ
قَبْلَ اَنْ يَشْرَبُوْا فَاَقْبَلْتُ بِهَا اَسُوْقُهَا فَلَقِيَنِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ وَاِنِّيْ اَعْجَلْتُهُمْ اَنْ يَشْرَبُوْا سِقْيَهُمْ
فَابْعَثْ فِيْ اِثْرِهِمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ مَلَكْتَ فَاَسْجِحْ اَنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ
فِيْ قَوْمِهِمْ

باب — جس نے دشمن کو دیکھا اور بلند آواز سے پکارا "یَاصَبَاحَاہ" حتیٰ کہ لوگوں کو سنایا"

۲۸۳۴ — ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے خبر دی انھوں نے کہا میں مدینہ منورہ سے غابہ کی طرف جانے کو نکلا اور جب غابہ کی پہاڑی پر پہنچا تو مجھے عبدالرحمٰن بن عوف کا غلام ملا۔ میں نے اسے کہا تیری خرابی ہو تیرا کیا حال ہے (تو گھبرایا ہوا ہے) اس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں چوری کر لی گئیں۔ میں نے کہا کس نے لیں اس نے کہا غطفان اور فزارہ پکڑ کر لے گئے۔ میں نے زور سے تین آوازیں دیں اور مدینہ منورہ کے دو کناروں کے درمیان آواز پہنچائی "اے مدینہ والو فریاد کو پہنچو، اے لوگو فریاد کو پہنچو" پھر میں تیز دوڑا حتیٰ کہ ان کو جا لیا جبکہ وہ اونٹنیاں لے جا رہے تھے۔ میں نے ان کو تیر مارنے شروع کئے اور یہ کہتا جاتا تھا کہ میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج ذلیل کی ہلاکت کا دن ہے۔ میں نے ان کا دودھ پینے سے پہلے سب اونٹنیاں ان سے واپس لے لیں اور ان کو ہانکتا ہوا آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے آکر مجھے ملے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ پیاسے ہیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ خُذْهَا وَاَنَا ابْنُ فُلَانٍ وَقَالَ سَلَمَةُ خُذْهَا وَاَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ

٢٨٣٥ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَاَلَ اَوَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ الْبَرَاءُ وَاَنَا اَسْمَعُ اَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُوَلِّ يَوْمَئِذٍ كَانَ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذًا بِعِنَانِ بَغْلَتِهٖ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُوْنَ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ۞ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ قَالَ فَمَا رُئِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ اَشَدُّ مِنْهُ

باب — جس نے کہا اس کو پکڑ لو اور میں فلاں کا بیٹا ہوں اور سلمہ بن اکوع نے کہا میں اکوع کا بیٹا ہوں"

٢٨٣٥ — ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا ایک شخص نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور کہا یا ابا عمارہ، کیا حنین کی جنگ میں بھاگ گئے تھے۔ براء نے کہا اور میں سن رہا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن نہیں بھاگے۔ ابوسفیان بن حارث ان کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ جب مشرکوں نے آپ کو گھیر لیا تو آپ اترے اور یہ فرمانا شروع کیا، میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ۞ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اس روز آپ سے بڑا کسی کو بہادر نہیں دیکھا گیا۔

شرح : اس حدیث کے باب کے عنوان اس سے پہلے حدیث کا حصہ ہے اس ٢٨٣٥ — کی تفصیل یہ ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں پکڑنے کے لئے قبیلہ غطفان سے چالیس گھوڑ سوار لئے اور اونٹنیاں لے کر چلے گئے تو صبح کو ایک آواز سنی گئی کہ اے اللہ کے بہادر شاہسوار و جلدی فریاد کو پہنچو چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی صبح کو لوہے کا لباس پہن کر نکلے سب سے پہلے آپ کے پاس مقداد بن عمرو ندہ اور خود پہنے ہوئے تلوار کو لہراتے ہوئے آئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نیزے کے ساتھ جھنڈا باندھا اور فرمایا جاؤ گھوڑ سوار تمہارے پیچھے آ رہے

marfat.com
Marfat.com

۲۸۳۶ — شرح : بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو قلعہ میں محصور تھے اور اُنھوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حکم تسلیم کیا کہ ہم کو سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور ہے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جاہلیت میں یہ ان کے حلیف رہے ہیں اس لئے وہ ان کے موافق فیصلہ کریں گے جب اُنھوں نے ان کا فیصلہ تسلیم کر لیا اور قلعہ سے باہر آ گئے تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو بُلانے بھیجا وہ تشریف لائے جبکہ گدھے پر سوار تھے اور یہ فیصلہ کیا کہ جو بالغ ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو غلام بنا لیا جائے اولاد میں ان کی عورتیں بھی شامل ہیں ،، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا یہی فیصلہ ہے۔ چنانچہ صحیح میں ہے ،، قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ ،، تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ،، مَلِک ،، کا لام مفتوح و مکسور پڑھا گیا ہے۔ اگر مفتوح پڑھنا صحیح ہو تو معنی یہ ہوگا تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ کی طرف سے جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے ہیں۔ اس احتمال کو ابن جوزی نے مسترد کرتے ہُوئے کہا اگر فرشتہ حکم لے کر نازل ہوتا تو اس حکم پر عمل کیا جاتا اور حضرت سعد بن مُعاذ کا اجتہاد ترک کر دیا جاتا۔ نیز صحیح کے بعض الفاظ یہ ہیں ،، قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ ،، ابن جوزی کے خیال کے مطابق ،، ملک ،، کے لام کو مکسور پڑھا جائے کہ تم نے وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ کا فیصلہ ہے۔ لیکن بخاری کے علاوہ ایک روائت میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کے فیصلہ کے بعد فرمایا سحری کے وقت میرے پاس فرشتہ یہی حکم لے کر آیا تھا۔ اور ابن جوزی کا یہ کہنا کہ اس وقت سعد کے اجتہاد کی ضرورت نہ ہوتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ سعد کا فیصلہ یہودیوں کی اطمینان کے لئے تھا۔ وہ سعد کے فیصلہ پر اعتماد کرتے تھے اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس فیصلہ کو پہلے سے جانتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے امور میں کسی کو حاکم بنانا جائز ہے۔ اس میں خوارج کے مذہب کی تردید ہوتی ہے جبکہ ان کے مذہب میں تحکیم جائز نہیں اسی لئے اُنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تحکیم کو مسترد کر دیا تھا جبکہ اُنھوں نے جنگ صفین میں ابو موسیٰ اشعری کو حاکم تسلیم کیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص کو حاکم تسلیم کیا تھا اور اُنھوں نے بیک زبان کہا تھا کہ جو فیصلہ یہ دونوں حضرات کر دیں وہ فیصلہ دونوں کے لئے قابل قبول ہوگا۔ اس پر بعض لوگ حضرت علی کے مخالف ہو گئے اور کہنے لگے ،، اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ،، کہ حکم صرف اللہ کا ہے۔ لہٰذا یہ تحکیم صحیح نہیں اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ،، كَلِمَةُ حَقٍّ اُرِيْدَ بِهَا الْبَاطِلُ ،، یہ کلام حق ہے کہ فیصلہ صرف اللہ کا ہے لیکن اُنھوں نے اس سے باطل شئی کا ارادہ کر لیا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ ثالثی فیصلہ جائز ہے۔ اور ثالث کے فیصلہ کرنے سے پہلے فریقین یا کوئی اس کی تحکیم مسترد کر سکتا ہے لیکن جب ثالث فیصلہ کر دے تو اس کو مسترد نہیں کر سکتے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ یا حاکم کو چاہیئے کہ اہلِ علم و فضل کا اکرام و اعزاز کریں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہلِ فضل کا اکرام اور اُن کے استقبال کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے۔ اور جس قیام سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جب تک کوئی امیر وغیرہ بیٹھا رہے وہ بے جان ہو کر اس کے سامنے کھڑے رہیں۔ لہٰذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْسِرْ
وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ

۲۸۳۸ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ اَبِي سُفْيَانَ بْنِ اَسِيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالْهَدْاَةِ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا

تھا پھر مرتد ہو گیا اور اس شخص کو قتل کر دیا جو اس کی خدمت کیا کرتا تھا اُس نے دو لونڈیاں رکھی تھیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتی تھیں اور مسلمانوں کی مذمت کے گانے گاتی تھیں اگر یہ سوال ہو کہ صحیح حدیث ہے کہ جو کوئی مسجد میں داخل ہو وہ امن میں ہے۔ لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں تضاد پایا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں ابن خطل کا قتل مخصوص ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کچھ وقت کے لئے حرم میں قتال کی اجازت دی گئی اس کے بعد قیامت تک کسی کے لئے حرم میں قتال جائز نہیں۔

باب ـــ کیا کوئی شخص اپنے آپ کو گرفتار کرا دے اور جو گرفتاری نہ دے؟ اور جس نے قتل ہونے کے وقت دو رکعت نماز پڑھی!

ترجمہ : عمرو بن ابی سفیان بن اُسید بن جاریہ ثقفی نے کہا اور وہ بنی زُہرہ کے

۲۸۳۸ ـــ حلیف اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کا گروہ جاسوس بنا کر بھیجا اور عاصم بن ثابت انصاری کو جو عاصم بن عمر کا دادا ہے ان کا سردار مقرر کیا وہ چلتے رہے حتّٰی کہ جب مقام ہَدَاہ میں پہنچے اور وہ عُسفان اور مکہ کے درمیان ہے تو ہُذَیل کے ایک قبیلہ جس کو بنو لِحْیَان کہا جاتا ہے سے ان کا ذکر کیا گیا ہے تو وہ تقریباً دو سو آدمی جو تمام تیر انداز تھے ان کے

marfat.com
Marfat.com

عَبْدِ مَنَافٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ
عِنْدَهُمْ أَسِيرًا فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ
أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسًى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَأَخَذَ ابْنًا لِي وَ
أَنَا غَافِلَةٌ حَتَّى أَتَاهُ قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ فَفَزِعْتُ
فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِي فَقَالَ أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ
وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ فَوَاللهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ
مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ وَكَانَتْ
تَقُولُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ
قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ
تَظُنُّوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا وَقَالَ .....

یعنی جو قتل ہو گئے ہیں اُنھوں نے اس کو کھینچا گھسیٹا اور اس کو مجبور کیا کہ ان کا ساتھی بنے لیکن اس نے انکار کر دیا تو اُنھوں نے اس کو قتل کر دیا اور وہ خبیب اور زید بن دثنہ کو ساتھ لے گئے حتی کہ اُن کو مکہ مکرمہ میں فروخت کر دیا یہ بدر کے بعد کا واقعہ ہے۔ خُبیب کو تو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خرید لیا اور خبیب نے بدر کی جنگ میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ حضرت خُبیب ان کے پاس کچھ مدت قیدی رہے (راوی نے کہا) مجھے عُبید اللہ بن عیاض نے بتایا کہ حارث کی بیٹی نے ان سے بیان کیا کہ جب حارث کے بیٹوں نے خُبیب کو قتل کرنے پر اتفاق کیا تو اُس نے اس سے اُسترا مانگا تاکہ زیر ناف بال اُتار دیں۔ حارث کی بیٹی نے اس کو اُسترا دے دیا۔ خبیب نے میرا بیٹا پکڑ لیا جبکہ میری غفلت کی حالت میں وہ اس کے پاس چلا گیا تھا۔ میں نے خبیب کو دیکھا کہ اُس نے اس کو اپنی گود میں بٹھایا ہے اور استرا خبیب کے ہاتھ میں ہے۔ میں سخت گھبرائی جس کو خبیب نے میرے چہرے سے پہچانا اور کہنے لگا کیا تو ڈرتی ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں گا میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ بخدا میں نے خُبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا خُدا کی قسم میں نے ایک دن اس کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں انگور ہیں جو وہ کھا رہا ہے۔ حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہُوا تھا اور اس وقت مکہ میں کوئی پھل نہ تھا۔ وہ کہتی تھی کہ وہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اللہ نے خبیب کو دیا تھا جب اس کو قتل کرنے کے لئے حرم سے حل میں لے گئے تو ان سے خبیب نے کہا مجھے چھوڑ دیں دو رکعت نماز پڑھ لوں اُنھوں نے چھوڑ دیا تو خُبیب نے دو رکعتیں پڑھیں پھر کہا اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ میں قتل سے گھبرایا ہوں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فِكَاكِ الْاَسِيْرِ

٢٨٣٩ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُكُّوا الْعَانِيَ يَعْنِيْ الْاَسِيْرَ وَاَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ

وہ باقی دونوں کو مکہ لے گئے۔ وہاں جُبَیْر بن ابی اہاب تمیمی بنو حارث کا حلیف تھا۔ اُس نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو عقبہ بن حارث کے لئے خرید لیا۔ تاکہ وہ ان کو اپنے والد کے بدلہ میں قتل کر دے۔ بعض ناقلین کہتے ہیں کہ ابو اہاب بن عزیز، عکرمہ بن ابی جہل، اخنس بن ابی شریق، عبیدہ بن حکیم بن اوقص، امیہ بن ابی عتبہ، حضرمی کے بیٹوں اور صفوان بن امیہ نے حضرت خبیب کو خریدا یہ سب لوگ بدر میں قتل ہونے والے کافروں کے بیٹے ہیں اُنھوں نے خبیب کو خرید کر عقبہ بن حارث کے حوالہ کر دیا۔ اُس نے کچھ عرصہ اس کو قید رکھا حتی کہ حرم کے مہینے گزر گئے پھر تنعیم میں لے جا کر اس کو قتل کر دیا۔ کیونکہ اُس نے بدر کی لڑائی میں کفار کا ایک سردار قتل کیا تھا جس کو عقبہ بن ابی معیط کہا جاتا تھا اور حضرت عاصم نے سلافہ بنت سعد کے دو بیٹے احد کی لڑائی میں قتل کئے تھے اُس نے نذر مانی ہوئی تھی کہ اگر وہ عاصم کے سر کی کھوپڑی پر قادر ہوئی تو اس میں شراب ڈال کر پیئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا ایک گروہ بھیج دیا جس نے عاصم کی حفاظت کی اور وہ عاصم کے جسم سے کچھ بھی نہ کاٹ سکے،، وہ جب اس سے عاجز ہو گئے تو کہنے لگے یہ مکھیاں رات کو چلی جائیں گی تو پھر کاٹ لیں گے جب رات ہوئی تو ان کو زمین نگل گئی۔ تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عاصم کے جسم کا کوئی حصہ کاٹنے سے کفار کو منع کیا اور مکھیوں کے ذریعہ ان کی حفاظت کی اور ان کے قتل ہونے سے حفاظت نہ کی اس کا سبب یہ تھا کہ قتل شہادت کا سبب ہے اور ان کے جسم کا کوئی حصہ کٹ جانے میں کوئی ثواب نہ تھا بلکہ ان کے جسم کی توہین تھی اس لئے کافروں کو ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹنے کی جرأت نہ ہوئی۔ نیز حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ کسی مشرک کو مس نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کو کوئی مشرک مس کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو قسم سے بری کیا اور کسی مشرک کو ان تک پہنچنے کی قدرت میسر نہ ہوئی۔ الحاصل محمد بن اسحاق نے عاصم اور قتادہ کے ذریعہ بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ عضل اور قارہ سے چند لوگ آئے اور اُنھوں نے کہا ہم اسلام قبول کر چکے ہیں۔ ہمارے ساتھ چند صحابہ کرام بھیجیں جو ہمیں اسلام کے احکام کی تعلیم دیں اور قرآن پڑھائیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مرثد بن ابی مرثد غنوی، خالد بن بکیر لیثی، ثابت بن ابی افلح، خُبیب بن عدی، زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق کو بھیجا اور مرثد بن ابی مرثد غنوی کو ان کا امیر مقرر کیا۔ لیکن صحیح تر روائت وہ ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح میں ذکر کی ہے کہ دس جاسوس بھیجے گئے تھے اور حضرت عاصم بن ثابت ان کے امیر تھے جن میں سے سات کو مقام رجیع میں قتل کر دیا گیا اور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَدَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ

۲۸۴۱ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسَى ابْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رِجَالًا مِنَ الْاَنْصَارِ اسْتَاْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ اُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَآءَهٗ فَقَالَ لَا تَدَعُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَجَآءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ فَاِنِّيْ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا فَقَالَ خُذْ فَاَعْطَاهُ فِيْ ثَوْبِهٖ

سُنت مؤکدہ کہتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وصی نہ تھے جیسا کہ بعض لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے کہ اِس صحیفہ میں دیت کے احکام قیدیوں کو رہائی دلانا مکتوب ہے اور یہ کہ کافر حربی کے عوض مسلمان کو قتل نہ کیا جائے اگر آپ وصی ہوتے تو اس میں وصیت کا بھی ذکر ہوتا نیز ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گود میں وفات پائی تو آپ نے خلافت کی وصیت کس وقت فرمائی؟ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

باب — مشرکوں کا فدیہ ادا کرنا

۲۸۴۱ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار سے چند لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی، اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ اجازت دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس سے فدیہ چھوڑ دیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم فدیہ ایک درہم بھی نہیں چھوڑو گے" ابراہیم نے عبدالعزیز بن صُہیب کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال آیا تو آپ کے پاس حضرت عباس آئے اور کہا یا رسول اللہ! مجھے مال دیجئے میں نے اپنی جان کا فدیہ دیا ہے اور عَقیل کا بھی فدیہ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لے لو اور ان کے کپڑے میں ان کو مال دیا"

۲۸۴۲ — ترجمہ: محمد بن جُبیر نے اپنے باپ جُبیر بن مطعم سے روایت کی جبکہ وہ بدر کے قیدیوں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحَرْبِيِّ اِذَا دَخَلَ دَارَ الْاِسْلَامِ بِغَيْرِ اَمَانٍ

٢٨٤٣ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا اَبُوالْعُمَيْسِ عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ اَصْحَابِهٖ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْلُبُوْهُ وَاقْتُلُوْهُ فَنَفَلَهٗ سَلَبَهٗ يَعْنِيْ اَعْطَاهُ

باب ــ جب حربی دارالاسلام میں امان لئے بغیر داخل ہو

٢٨٤٣ ــــ ترجمہ : ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم نے اپنے والد سلمہ بن اکوع سے روائت کی اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکوں کا جاسوس آیا جبکہ آپ ایک سفر میں تھے وہ آپ کے صحابہ کرام کے پاس بیٹھ گیا اور باتیں کرنے لگا پھر وہ جلدی سے اُٹھ کر چلا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو تلاش کرو اور قتل کر دو۔ حضرت سلمہ بن اکوع نے اس کو قتل کیا تو آپ نے اس کا سارا سامان سلمہ بن اکوع کو دے دیا ،،

٢٨٤٣ ــــ شرح : حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے جس حربی کو قتل کیا تھا وہ امان لے کر نہ آیا تھا بلکہ وہ فساد ڈالنے آیا تھا۔ دراصل مذکور جاسوس سے بظاہر یہ موہوم تھا کہ وہ امان لے کر آیا تھا لیکن جب اُس نے اپنا کام کر لیا اور جاسوسی پُوری کر لی تو جلدی سے دوڑنے لگا جس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ حربی ہے اور امان لئے بغیر دارالاسلام میں داخل ہُوا ہے اس لئے اس کو قتل کر دیا گیا۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے ،،

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حربی جاسوس کو قتل کیا جائے گا اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے۔ لیکن جاسوس معاہد یا ذمی میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جاسوس معاہد یا ذمی جب جاسوسی کرے تو اس کا معاہدہ اور ذمہ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر حکومت اس کو غلام بنانا چاہے تو بنا سکتی ہے۔ اور اس کو قتل کر دینا بھی جائز ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں اس طرح معاہدہ ختم نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی شرط نہ کی جائے کہ اگر اس معاہد نے جاسوسی کی تو معاہدہ ختم ہوگا۔ اگر جاسوس مسلمان ہو تو امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور بعض مالکی علماء رضی اللہ عنہم کہتے ہیں حکومت حسبِ منشا اس کو تعزیر لگا سکتی ہے قتل نہیں کر سکتی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے متعلق امام اجتہاد کرے جو بھی اس کے علم و یقین میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ جَوَائِزِ الْوَفْدِ

٢٨٤٥ ـــ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَنَ الْاَحْوَلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَآءَ فَقَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهٗ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكِتَابٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا اَهَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ وَاَوْصٰى عِنْدَ مَوْتِهٖ بِثَلَاثٍ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَنَسِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اَبُوْ يَعْقُوْبَ بْنُ مُحَمَّدٍ سَاَلْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ فَقَالَ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَالْيَمَامَةُ وَالْيَمَنُ وَقَالَ يَعْقُوْبُ وَالْعَرْجُ اَوَّلُ تِهَامَةَ

باب ـــ وفد کو عطیہ دینا

٢٨٤٥ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جمعرات کا دن اور جمعرات کا دن کیسا دن ہے۔ پھر وہ رو پڑے حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں نے کنکریاں تر کر دیں اور کہا جمعرات کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت ہوگیا ،، تو آپ نے فرمایا میرے پاس کتاب لاؤ میں تمہارے لئے تحریر کر دوں پھر میرے بعد کبھی نہ پھسلو گے لوگوں نے جھگڑا کیا اور "نبی" علیہ الصلوٰۃ والسلام ،، کے پاس جھگڑا مناسب نہیں لوگوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا چھوڑ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو میں جس حالت میں ہوں اس سے بہتر ہوں جس طرف تم مجھے بُلا رہے ہو اور وفات کے وقت آپ نے تین باتوں کی وصیت کی عرب کے جزیرہ سے مشرکوں کو نکال دو ، وفد کو اسی طرح عطیہ دو جس طرح میں ان کو دیا کرتا تھا۔ تیسری بات کو میں بھُول گیا۔ یعقوب بن محمد نے کہا میں نے مغیرہ بن عبد الرحمٰن سے جزیرۂ عرب کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا مکہ مکرمہ ، مدینہ منورہ ، یمامہ اور یمن ہے۔ یعقوب نے کہا عرج سے مراد تہامہ کی ابتدائی حصہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

فیصلہ کرلیں اگر ہمارے لئے ہو تو ہم کو معلوم ہو جائے گا اور ہم لوگوں کو کہہ سکیں گے اور اگر کسی اور کے لئے فرمائیں گے تو ہم اس کو خبردار کر سکیں گے اس کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا میں اس کے لئے آپ سے ہرگز کچھ عرض نہیں کروں گا کیونکہ اگر آپ نے انکار کر دیا تو لوگ ہم کو کبھی خلافت پر فائز نہیں ہونے دیں گے میں تو آپ سے خلافت کے متعلق کبھی عرض نہیں کروں گا۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت علی وصی نہیں تھے ورنہ ان کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے میں کیا مانع تھا؟

علاوہ ازیں ایامِ مرض میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نماز کی امامت پر مامور تھے۔ اور کسی کو نماز پڑھانے کی ہرگز ہرگز اجازت نہ تھی حتی کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ایک نماز میں امامت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سُن کر فرمایا "لا" "یہ نماز نہ پڑھائیں۔ اور فرمایا: مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ "کہ ابوبکر کو کہو وہ نماز پڑھائیں" غالباً اثنا عشریہ کی کتب میں بھی یہ مذکور نہیں کہ حضرت علی نے کوئی نماز ایامِ مرض میں پڑھائی ہو" البتہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نماز پڑھاتے رہے حتی کہ آخری نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پڑھا رہے تھے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ طیبہ کا پردہ اُٹھا کر دیکھا اور مُسکرائے اور فرمایا اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں نے تبلیغ کر دی ہے۔ اس کے بعد آپ وفات فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن" اگر بنظرِ انصاف دیکھا جائے تو دلائل سے یہی ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت مبرہن اور مُجْمَعٌ عَلَیْہِ ہے۔ جبکہ اطراف واکناف کے لوگ اور جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر متفق تھے۔ حتی کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر کوئی تنقید نہ کی تھی اور برضاء عام صحابہ کرام کے ہجوم میں آپ کی بیعت کی واللہ یہدی السبیل" قولہ اَھَجَرَ" ہمزہ استفہام ماضی کے صیغہ پر داخل ہے۔ ایک روائت میں ہمزہ نہیں۔ یعنی جب اُنھوں نے دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں دارِ فنا سے انتقال کی علامات ظاہر ہو رہی ہیں تو اُنھوں نے کہا کیا آپ ہم کو داغِ مفارقت دے رہے ہیں؟ اس کا صحیح معنی یہی ہے۔ بعض علماء نے کچھ اور معانی بھی بیان کئے ہیں لیکن آپ کی شان کے لائق نہیں اور نہ ہی وہ عقل کا مقتضیٰ ہیں۔ چنانچہ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ لوگوں نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام خلط ملط ہو رہا ہے اور یہ قابلِ فہم نہیں۔ ابنِ تین نے کہا "محاورہ ہے" کہ ہجر العلیل" جبکہ بیمار اِدھر اُدھر کی باتیں کرے۔ ابن درید نے کہا۔ کہا جاتا ہے" ھَجَرَ الرَّجُلُ فِی الْمَنْطِقِ" جب وہ ایسی باتیں کرے جن کا کوئی مفہوم نہ ہو اور اَھَجَرَ کا معنیٰ ان میں اضافہ ہے" ان تمام معانی میں ترکِ ادب ہے اور یہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی شان کے لائق نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ "اَھَجَرَ" میں ہمزہ استفہام انکاری کا ہے۔ یعنی جن لوگوں نے کہا تھا کہ نہ لکھو اُنھوں نے ان کے کلام کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ آپ کو ایسا نہ سمجھو جیسے کوئی بے مقصد بات کر رہا ہے۔ اور اگر ہمزہ کے بغیر روائت صحیح ہو تو معنیٰ یہ ہوگا کہ راوی نے جب آپ کی وفات کی حالت اور عظیم مصیبت دیکھی تو اس کو حیرت اور دہشت لاحق ہوئی اور تکلیف کی شدت کی ہجر سے تعبیر کی" اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "دَعُوْنِیْ" مجھے چھوڑو اور میرے پاس جھگڑا نہ کرو" کا معنی یہ ہے کہ میں خالقِ کائنات سے ملاقات کی تیاری میں مصروف و مراقب ہوں اور اس کی فکر میں پوری توجہ مبذول کر رکھی ہے لہٰذا میرے پاس جھگڑا کرنا مناسب

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَيْفَ يُعْرَضُ الْاِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ

٢٨٤٧ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامٌ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِيْ رَهْطٍ

باب قاصدوں کی آمد پر زیبائش کرنا "

٢٨٤٦ — ترجمہ : سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ریشمی جوڑا بازار میں فروخت ہوتا پایا تو وہ لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" یہ جوڑا خرید لیجئے اور عید اور وفود (قاصدوں) کی آمد کے وقت زیب تن کیا کریں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لباس صرف اُن لوگوں کے لئے ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں پھر ماشاء اللہ کچھ دن ٹھہرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی جبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تو وہ اس کو لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا کہ یہ اُن لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں یا یہ فرمایا۔ اس کو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں حصہ نہیں پھر آپ نے میری طرف یہ بھیجا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو فروخت کر دو یا اس سے کوئی حاجت پوری کرلو۔

٢٨٤٦ — شرح : چادر اور تہبند کا حلّہ کہلاتا ہے۔ استبرق موٹا ریشمی کپڑا ہے یہ غیر عربی لفظ ہے دراصل یہ اِستَبْرَہ ہے "وفد" وافد کی جمع ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رسول یا امیر کے پاس باہر سے آتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ریشم مردوں کے لئے ضرورت کے بغیر حرام ہے۔ البتہ جسم پر خارش ہو جائے یا جنگ میں پہننا جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کے روز اور قاصدوں کی آمد پر نفیس اور عمدہ کپڑے پہننے چاہئیں اور قریبی رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرنا چاہئے اگرچہ وہ کافر ہوں جیسے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ریشمی جبہ اپنے مشرک بھائی کو مکہ بھیج دیا تھا نیز نیک اور صالح لوگ خود بخود خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔ یہ حدیث (ح ۸۴۸) کتاب الجمعہ میں بھی گزری ہے

باب — بچّوں پر اسلام کیسے پیش کیا جائے

٢٨٤٧ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر فاروق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ایک گروہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابن صیاد کی طرف گئے اور بنی مغالہ کے ٹیلوں کے پاس اس کو بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا جبکہ اس وقت ابن صیاد

marfat.com
Marfat.com

النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ اَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ
مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهٗ فِيْهَا رَمْزَةٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ اَيْ صَافُ وَهُوَ اسْمُهٗ
فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ
ابْنُ عُمَرَ ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ
اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ اُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَهٗ
قَوْمَهٗ لَقَدْ اَنْذَرَهٗ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ
لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہے تو تم اس پر ہرگز مسلط نہیں ہو سکتے ہو اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل میں بہتری نہیں۔ ابن عمر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُبی بن کعب چلتے ہوئے کھجور کے درختوں میں آئے جن میں ابن صیاد رہتا تھا حتیٰ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کے تنوں میں چھپنے لگے (تاکہ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیلہ کر رہے تھے تاکہ ابن صیاد کے دیکھنے سے پہلے آپ اس سے کچھ سُن لیں جبکہ ابن صیاد اپنے بستر پر اپنی چادر میں لیٹا ہُوا لیٹا تھا جس میں گنگناہٹ کی آواز آ رہی تھی۔ ابن صیاد کی ماں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا جبکہ آپ کھجور کے تنوں کی آڑ میں چُھپتے چھپاتے تشریف لے جا رہے تھے۔ اس نے ابن صیاد کو کہا۔ اے صاف۔ یہ اس کا نام ہے۔ ابن صیاد جلدی سے اُٹھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ عورت اس کو چھوڑے دیتی (بیدار نہ کرتی) تو وہ بہت کچھ بیان کرتا۔ سالم نے کہا ابن عمر نے کہا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطب کیا اور اللہ کی ثناء کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر دجال کو ذکر کیا اور فرمایا میں تم کو دجال سے ڈراتا ہوں کوئی بھی نبی نہیں ہُوا لیکن اس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے عنقریب اس کے متعلق بات کروں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کی۔ تم یقین کرو کہ وہ بھینگا ہے اور اللہ تعالیٰ بھینگا نہیں ہے۔ (حدیث ۱۲۷۵ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود سے فرمانا "مُسلمان ہو جاؤ سلامتی میں رہو گے"

marfat.com
Marfat.com

٢٨٥٠ــــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ
أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعَى هُنَيًّا عَلَى الْحِمٰى فَقَالَ يَا هُنَيُّ
اُضْمُمْ جَنَاحَكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ
مُسْتَجَابَةٌ وَأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ وَإِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ
وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَانِ إِلَى زَرْعٍ وَنَخْلٍ وَإِنَّ
رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَأْتِنِي بِبَنِيهِ فَيَقُولُ يَا
أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ فَالْمَاءُ وَالْكَلَأُ أَيْسَرُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیل کے مسلمان ہونے سے پہلے اس کے تصرف کو تسلیم کیا اور جو تصرف اسلام کے بعد ہو وہ بطریق اَولیٰ مسلّم ہے۔ باب کے عنوان کی توضیح یہ ہے کہ جب دارالحرب میں حربی مسلمان ہوجائیں۔ حالانکہ وہاں ان کے اموال اور زمینیں اور دیگر سرمایہ ہے جب ان پر مسلمان غلبہ حاصل کرلیں تو وہ اپنے سرمایہ وغیرہ کے حقدار ہیں۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص دارالحرب میں مسلمان ہوجائے جبکہ وہاں اس کی زمینیں اور دیگر اموال ہیں۔ اس کے بعد وہ سب کچھ چھوڑ کر دارالاسلام میں آگیا پھر مسلمانوں نے دارالحرب پر حملہ کیا اور وہ شخص مسلمان فوج میں شامل تھا وہ اپنے اموال، زمینیں اور چھوٹے چھوٹے بچے اپنی تحویل میں کرلے کیونکہ چھوٹے بچے اسلام میں اپنے والد کے تابع ہوتے ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا تمام سرمایہ مفتوح علاقہ کے تابع ہیں لہٰذا وہ سب فئ ہوں گے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان میں فرق کیا ہے انھوں نے کہا جب وہ اپنے شہر میں مسلمان ہوگیا پھر وہ دارالاسلام میں آگیا اس کی چھوٹی اولاد آزاد مسلمان ہیں اور جو سرمایہ مسلمان یا ذمی کے پاس امانت رکھا ہے وہ اس کی ملکیت ہے۔ اور جو سرمایہ حربی کے پاس امانت تھی ہے وہ اور اس کی زمین فئ شمار ہوگی وہ اس کا حقدار نہ ہوگا اور جب وہ دارالاسلام میں مسلمان ہوا پھر مسلمانوں نے دارالحرب پر غلبہ حاصل کرلیا تو اس کا سارا مال مسلمانوں کے لئے فئ ہے۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک دارالاسلام اور دارالحرب کا حکم مختلف ہے۔ امام شافعی اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے دارالاسلام میں مسلمان ہونے اور دارالحرب میں مسلمان ہونے میں فرق نہیں کیا (عینی) واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

٢٨٥٠ ــــ اپنے آزاد کردہ غلام ہُنَیّ کو چراہ گاہ پر حاکم مقرر کیا اور فرمایا اے ہُنَیّ مسلمانوں پر مہربانی کرنا اور مظلوم کی بددعاء سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا مقبول ہے۔ اور اس چراگاہ میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كِتَابَةِ الْإِمَامِ النَّاسَ

۲۸۵۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبُوا لِي مَنْ يَلْفِظُ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَمِائَةِ رَجُلٍ فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ابْتُلِينَا حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ

دونوں کو بطور مثال ذکر کیا ہے کیونکہ ان کے مویشی بہت زیادہ تھے جبکہ وہ مال دار صحابہ میں سے تھے۔ ان کو حتمی طور پہ منع کرنا مقصود نہیں تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ اگر چراہ گاہ میں صرف ان دونوں کے جانوروں کی گنجائش ہو تو تھوڑے جانوروں والے زیادہ مستحق ہیں۔ قولہ لَيَرَوْنَ ،، یعنی تھوڑے جانور والے یہ اعتقاد کرلیں گے کہ میں نے چراگاہ مقرر کرکے ان پر ظلم کیا ہے جبکہ وہ کثیر تعداد میں ہیں اور مدینہ منورہ کے اطراف واکناف کے رہنے والے ہیں اور یہ زمینیں ان کی ہیں انھوں نے جاہلیت کے زمانہ میں جنگیں کرکے ان کی حفاظت کی ہے اس لئے ان کو چراگاہ سے روکنا اچھا نہ ہوگا اور ان کو گھاس اور پانی دینا سونے چاندی دینے سے آسان ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو چراگاہ اس لئے بنایا کہ وہ بنجر زمین تھی انھوں نے اس کو صدقہ کے جانوروں اور عام لوگوں کی مصلحت کے لئے حکومت کی تحویل میں کیا تھا۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی گاؤں کی شاملات جہاں لوگ مویشی وغیرہ چراتے ہیں اس گاؤں والوں کا حق ہے۔ بادشاہ اس کو فروخت نہیں کرسکتا جبکہ وہ ان کی ضرورت سے زائد نہ ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چراگاہ میں چالیس ہزار اونٹ اور گھوڑے وغیرہ تھے۔

باب بادشاہ کا مسلمانوں کے نام لکھنا

ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن

۲۸۵۱ لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے ان کے نام لکھ کر مجھے دو۔ ہم نے ایک ہزار پانچ سو مردوں کے نام لکھ کر دیئے۔ میں نے سوچا کہ ہم ڈرتے ہیں حالانکہ ہم ڈیڑھ ہزار ہیں۔ اور اپنے کو فتنہ میں مبتلاء دیکھتے ہیں حتی کہ ہم سے بعض ڈر کے باعث تنہا نماز پڑھتے ہیں۔

۲۸۵۱ مشرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ،، نَخَافُ ،، پر ہمزہ استفہام مقدر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

٢٨٥٤ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ يَّدَّعِي الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيْدًا فَاَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الَّذِيْ قُلْتَ لَهُ اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاِنَّهُ قَدْ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيْدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّارِ قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ اَنْ يَّرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ قِيْلَ اِنَّهُ

حدیث کا دارومدار اعمش پر ہے۔ اور تعداد میں ان کے تلامذہ کا اختلاف ہے۔ اور اتفاق کی صورت اوپر ذکر کر دی گئی ہے"

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض

٢٨٥٢ــــ کیا یا رسول اللہ! فلاں فلاں جنگ میں میرا نام لکھا گیا ہے جبکہ میری بیوی حج کے لئے تیار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم واپس چلے جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

(حدیث ع ٢٨٠٤ اور ع ١٧٤٢ کی شرح دیکھیں)

باب ــــ اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر کے ذریعہ دین اسلام کی مدد کرتا ہے

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

٢٨٥٤ــــ ایک غزوہ (جنگ) میں تھے۔ تو آپ نے ایک شخص جو مسلمان ہونے کا مدعی تھا کے متعلق فرمایا یہ شخص دوزخی ہے جب لڑائی شروع ہوئی تو اس شخص نے بہت سخت جنگ کی (کئی لوگوں کو تہ تیغ کیا) اور وہ بہت زخمی ہو گیا تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے۔ اُس نے آج سخت لڑائی کی ہے اور فوت ہو گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخ میں گیا! ابوہریرہ نے کہا کہ قریب تھا کہ بعض لوگ شک و شبہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ إِذَا خَافَ الْعَدُوَّ

٢٨٥٦ — حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ عَلَيْهِ وَمَا يَسُرُّنِي أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا قَالَ وَإِنَّ عَيْنَيْهِ لَتَذْرِفَانِ

باب — جو شخص جنگ میں امیر بنائے بغیر امیر بن جائے جبکہ دشمن سے خطرہ ہو"

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا جھنڈا زید نے پکڑا اور وہ شہید ہو گیا پھر اس کو جعفر نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گیا۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گیا پھر اس کو خالد بن ولید نے پکڑ لیا حالانکہ امیر نہ بنایا گیا تھا اُن کے ہاتھ پر فتح ہو گی"، مجھے اس کی خوشی نہیں یا یہ فرمایا کہ ان کو اس کی خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس رہتے انس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں"

٢٨٥٦ — شرح : یہ غزوہ موتہ کا بیان ہے جو آٹھ ہجری کو جمادی الاولیٰ میں لڑا گیا تھا واقدی نے کہا اس کا سبب یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عمیر غفاری کو پندرہ اشخاص کے ساتھ بھیجا جب شام میں ذات طلاع کے مقام پر پہنچے تو ان کو بنو قضاعہ کے بہت سے لوگ ملے ان کو اُنھوں نے اسلام کی دعوت دی۔ اُنھوں نے اسلام تو قبول نہ کیا اور ان کو تیر مارنے شروع کر دیئے جب اُنھوں نے دیکھا کہ یہ لوگ لڑنے کے لئے تیار ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سخت جنگ کی اور سب شہید ہو گئے ایک شخص ان میں سے نکل گیا جو زخموں سے گھائل تھا۔ اُس نے سردارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچائی تو آپ نے تین ہزار کا لشکر بلقاء کے علاقہ کی طرف حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا اور فرمایا اگر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْعَوْنِ بِالْمَدَدِ

۲۸۵۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ وَسَهْلُ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ رِعْلٌ وَذَکْوَانُ وَعُصَیَّةُ وَبَنُوْ لَحْیَانَ فَزَعَمُوْا اَنَّهُمْ قَدْ اَسْلَمُوْا وَاسْتَمَدُّوْهُ عَلٰی قَوْمِهِمْ فَاَمَدَّهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِیْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ اَنَسٌ کُنَّا نُسَمِّیْهِمُ الْقُرَّاءَ یَحْطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَیُصَلُّوْنَ بِاللَّیْلِ فَانْطَلَقُوْا بِهِمْ حَتّٰی بَلَغُوْا بِئْرَ مَعُوْنَةَ غَدَرُوْا بِهِمْ وَقَتَلُوْهُمْ فَقَنَتَ شَهْرًا یَدْعُوْ عَلٰی رِعْلٍ وَّذَکْوَانَ وَبَنِیْ لَحْیَانَ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّهُمْ قَرَءُوْا بِهِمْ قُرْاٰنًا اَلَا بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا بِاَنَّا قَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَاَرْضَانَا ثُمَّ رُفِعَ ذٰلِكَ بَعْدُ

آجاتا تو مسلمانوں کی قوت کو ناقابلِ تلافی دھچکا لگتا جو کسی صورت میں مستحسن نہ تھا اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اسرار کے پیشِ نظر خالد بن ولید اور فتح موتہ کو ذکر نہیں کیا تھا جن کا اخفاء ضروری تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ امداد کے لئے کمک بھیجنا

۲۸۵۷ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رِعْل، ذکوان، عُصَیَّہ اور بنو لُحیان قبائل کے لوگ آئے اور اُنھوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ وہ اسلام قبول کر چکے ہیں اور اپنی قوم کے لئے آپ سے مدد طلب کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر انصار سے ان کی مدد کی انس نے کہا ہم ان کو قاری کہتے تھے وہ دن میں جنگل سے لکڑیاں چن کر لایا کرتے تھے اور رات کو نماز پڑھنے میں مشغول رہتے۔ وہ ان کو اپنے ساتھ لے کر چلے گئے حتیٰ کہ بئرِ معونہ پہنچے تو ان سے دھوکا کیا اور ان کو قتل کر دیا (جب آپ کو خبر پہنچی) تو آپ نے ایک مہینہ دعاءِ قنوت پڑھی اور رِعل، ذَکْوَان اور بنو لُحیان کے لئے بددُعا فرماتے رہے۔ حضرت قتادہ نے کہا ہم سے انسان نے بیان کیا کہ مسلمان ان کی شان میں ایک عرصہ تک یہ آیت پڑھتے رہے۔ خبردار ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ بات پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور ہم کو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ قَسَمَ الْغَنِيْمَةَ فِيْ غَزْوِهٖ وَسَفَرِهٖ وَقَالَ رَافِعٌ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَاَصَبْنَا غَنَمًا وَاِبِلًا فَعَدَلَ عَشْرَةٌ مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ

۲۸۵۹ــ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا اَخْبَرَهٗ قَالَ اِعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ

جنگ میں تین دن قیام فرماتے تھے اس کی معاذ اور عبدالاعلی نے متابعت کی اور کہا ہم سے سعید نے اُنھوں نے قتادہ سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے ابو قتادہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی۔

مشرح ۲۸۵۸ــــ : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی علاقہ فتح کرتے تو وہاں اس علاقہ میں کم از کم تین روز ٹھہرتے تاکہ غلبہ کے اثرات ظاہر ہو جائیں، احکام نافذ ہو جائیں گویا کہ آپ کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ہم یہاں قیام پذیر ہیں اگر تم میں کچھ طاقت ہو تو آؤ اور رہی سہی قوت کا مظاہرہ کر لو۔ بعض علماء نے بہ وجہ بیان کی ہے کہ عموماً مسافر تین روز آرام کرتا ہے۔ چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ نے حجۃ الوداع کیا تھا۔ کوئی شخص حج کے احکام پورے کرنے کے بعد تین روز سے زیادہ مکہ میں نہ ٹھہرے یا اس لئے کہ غنیمت وغیرہ کی تقسیم میں اتنے دن گزر جاتے تھے۔ ابن منیر نے کہا شائد مقصد یہ ہوتا ہوگا کہ اس زمین میں اسلام کی قوت اور غلبہ کا پورا اظہار ہو جائے اور مسلمانوں کے شعائر کا شہرہ ہو" واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ جس نے میدانِ جنگ اور سفر میں غنیمت تقسیم کی"

رافع نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ذوالحلیفہ میں تھے حالانکہ ہم بکریاں اور اونٹ غنیمت پائی تھی تو آپ نے دس بکریاں ایک اُونٹ کے برابر دیں۔

۲۸۵۹ ــــ ترجمہ : قتادہ سے روائت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

۲۸۶۱ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ عَبْدًا لِابْنِ عُمَرَ اَبَقَ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَرَدَّهٗ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَ اَنَّ فَرَسًا لِابْنِ عُمَرَ عَارَ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ فَرَدُّوْهُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَارَ اُشْتُقَّ مِنَ الْعَيْرِ وَهُوَ حِمَارُ الْوَحْشِ اَیْ هَرَبَ ۔ ۲۸۶۲ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ عَلٰى فَرَسٍ يَوْمَ لَقِيَ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَمِيْرُ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعَثَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَخَذَهُ الْعَدُوُّ فَلَمَّا هُزِمَ الْعَدُوُّ رَدَّ خَالِدٌ فَرَسَهٗ

۲۸۶۱ ــــ ترجمہ : نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا غلام بھاگ گیا اور رومیوں سے جا ملا۔ جب ان پر مسلمانوں نے غلبہ حاصل کیا تو وہ اُن کو واپس کر دیا۔ اُن کا ایک گھوڑا بھی بھاگ گیا اور رومیوں سے جا ملا جب ان پر خالد بن ولید نے غلبہ پایا وہ عبداللہ بن عمر کو واپس کر دیا۔ بخاری نے کہا "عَارَ" عیر سے مشتق ہے اور وہ حمارِ وحشی ہے یعنی بھاگ گیا۔

۲۸۶۲ ــــ ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی جب مسلمانوں نے رومیوں سے مقابلہ کیا تو عبداللہ بن عمر گھوڑے پر سوار تھے۔ اس دن مسلمانوں کے امیر خالد بن ولید تھے ان کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امیر مقرر کیا تھا۔ اس گھوڑے کو دشمن نے پکڑ لیا۔ جب وہ شکست کھا گیا تو حضرت خالد بن ولید نے ان کا گھوڑا واپس کر دیا۔

۲۸۶۰ تا ۲۸۶۲ ــــ شرح : اس حدیث سے بعض علماء اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ حربی کافر جب مسلمانوں کی کسی شئ پر غلبہ سے قبضہ کر لیں تو وہ اس کے مالک نہیں ہوتے جب ان پر مسلمان غلبہ حاصل کر لیں تو مالِ غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے یا بعد وہ شئ لے سکتا ہے۔ حضرت علی، حسن بصری اور عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا وہ شئ [illegible] اس شخص کو کسی صورت میں واپس نہ کی جائے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہم نے کہا مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اگر وہ شخص اس کو پہچان لے تو وہ کوئی عوض دیئے بغیر اس کو لے سکتا ہے اور تقسیم کے بعد اس کی قیمت ادا کر کے لے گا۔ اُنھوں نے ابوداؤد کی حدیث سے استدلال کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے اپنا اُونٹ پا لیا جس کو مشرک لے گئے تھے۔ تو سید عالم

marfat.com
Marfat.com

۲۸۶۴ــ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰى اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِيْ وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ اَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَّهْ سَنَّهْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ

٢٨٦٦ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ ثَنِيْ اَبُوْزُرْعَةَ ثَنِيْ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهٗ وَعَظَّمَ اَمْرَهٗ قَالَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ لَهٗ حَمْحَمَةٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ وَعَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيْرٌ لَهٗ رُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ وَعَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ وَعَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ وَقَالَ اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ فَرَسٌ لَهٗ حَمْحَمَةٌ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا اور خیانت کا ذکر کیا اور اس کو بھاری گناہ ظاہر کیا اور اس کو بڑا جرم قرار دیا، آپ نے فرمایا قیامت کے دن میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں جس کی گردن پر بکری ہو جو آواز دیتی ہو اس کی گردن پر گھوڑا ہو جو ہنہنا رہا ہو اور وہ کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد فرمائیے تو میں کہوں گا تیرے لئے میں کسی شئ کا مالک نہیں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا اور اس کی گردن پر اونٹ ہو جو بلبلا رہا ہو اور وہ کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد کیجئے تو میں کہوں گا میں تیرے لئے کسی شئ کا مالک نہیں ہوں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا اور اس کی گردن پر سونا چاندی ہو وہ کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد فرمائیے تو میں کہوں گا میں تیرے لئے کسی شئ کا مالک نہیں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا۔ یا اس کی گردن پر ٹکڑے حرکت کر رہے ہوں وہ کہے گا یا رسول اللہ! میری امداد فرمائیے تو میں کہوں گا میں تیرے لئے کسی شئ کا مالک نہیں میں نے تجھے حکم پہنچا دیا تھا۔ ایوب نے ابوحیان سے "فرس له حمحمة" روایت کی ہے

٢٨٦٦ ـــ شرح : علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ان لوگوں کی فریاد کے جواب میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ میں تیرے لئے مغفرت کا مالک نہیں میں نے تجھے اللہ کا حکم پہنچا دیا تھا اس کے بعد تیرے لئے کوئی عذر قابلِ قبول نہیں یہ انتہا زجر و تغلیظ ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گنہگاروں کے لئے صاحبِ شفاعت ہیں۔ آپ ان کی شفاعت کے مالک ہیں۔ یہ حدیث اس آیت کریمہ "مَنْ يَغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" کی تفسیر ہے۔ یعنی دنیا میں جو خیانت کی ہوگی قیامت میں ساری مخلوق کے سامنے اس کو اپنے مونڈھوں پر اٹھا کر لائیگا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ذَبْحِ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ فِي الْمَغَانِمِ

۲۸۶۸ــــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ فَاَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ

اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر ایک شخص مقرر تھا۔ اس کو کرکرہ کہا جاتا تھا وہ مرگیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آگ میں جل رہا ہے۔ پھر لوگوں نے اس کا اسباب دیکھنا شروع کیا تو اس میں عباء دیکھی جو اس نے خیانت کی تھی۔ امام بخاری نے کہا۔ ابن سلام نے کہا کرکرہ کے کاف پر فتحہ ہے اسی طرح لکھا جاتا ہے۔

۲۸۶۷ــــ شرح : یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے اس میں اُنھوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ نے اس شخص کا سامان جلوا دیا ہو جس کو کرکرہ کہا جاتا تھا جس نے عباء خیانت کی تھی۔ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ صحیح تر یہی ہے کہ خیانت کرنے والے کا سامان جلانا جائز نہیں۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ ابوداؤد نے صالح بن محمد بن زائدہ لیثی کے طریق سے روائت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا میں مسلمہ بن عبدالملک کے ساتھ روم گئے تو ایک شخص کو لایا گیا جس نے خیانت کی تھی تو اُنھوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے اس کے متعلق پُوچھا تو اُنھوں نے کہا میں نے اپنے باپ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی شخص کو پاؤ کہ اس نے خیانت کی ہے تو اس کا سامان جلا دو اس کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید اور دارقطنی نے صالح بن محمد کو ضعیف کہا ہے لہٰذا ابوداؤد میں مذکور حدیث ضعیف ہے۔ اسی لئے امام بخاری نے کہا کہ صحیح تر روائت وہ ہے جس میں سامان جلانے کا ذکر نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو سے مذکور حدیث میں ہے کہ وہ آگ میں ہے۔ ابن تین سے داؤدی سے روائت کی ہے کہ خیانت والے شخص کی سزا تو یہی ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس کو قبر میں یہ عذاب ہو اور جہنم سے نجات پا جائے۔ نیز ہو سکتا ہے کہ اُس نے نفاق چھپا رکھا ہو یا اس کا خیانت کے علاوہ اور گناہ بھی ہو جس کے باعث وہ آگ میں داخل ہو۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ سے نکالا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْبَشَارَةِ فِي الْفُتُوحِ

٢٨٦٩ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ ثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيهِ خَثْعَمُ يُسَمّٰى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةٍ مِنْ اَحْمَسَ وَكَانُوا اَصْحَابَ خَيْلٍ فَاَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ اَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي فَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ اِلَيْهَا فَكَسَرَهَا

ڈ ہے ۔ رجاء اور نخاف کا معنی واحد ہے ۔ یعنی ہمارے پاس چھریاں نہیں اور دشمن سے مقابلہ کا ڈر ہے ۔ اگر ہم تلواروں سے ذبح کریں گے تو وہ کند ہو جائیں گی اور دشمن کے مقابلہ میں دشواری ہوگی اس لئے بانس سے ذبح کرنے کی اجازت چاہی چونکہ ذبح سے مقصد خون بہانا ہے جو نجس ہے اور وہ بانس سے بھی ہو سکتا ہے ۔ اس لئے فرمایا جو شئی خون بہا دے اس سے ذبح کر سکتے ہو ۔ مہلب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈیاں اُلٹ دینے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ اُنھوں نے ذوالحلیفہ میں ذبح کیا تھا اور وہ دارالاسلام کی زمین ہے ۔ اس میں مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ تقسیم کے بغیر کوئی شئی ذبح کریں ۔ علامہ قرطبی نے کہا لوگوں کو صرف شوربا ضائع کرنے کا حکم دیا گیا گوشت کو ضائع نہیں کیا گیا تھا کیونکہ وہ مجاہدین کا مال تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ اس گوشت کو اکٹھا کر کے غنیمت میں شامل کر دیا گیا تھا کیونکہ کسی روائت سے یہ ثابت نہیں کہ گوشت کو ضائع کر دیا گیا تھا ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حدیث ٢٣٢٥ کی شرح دیکھیں

باب — فتوحات کی بشارت دینا

٢٨٦٩ — ترجمہ : قیس نے کہا مجھے جریر بن عبداللہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم ذی الخلصہ کو خراب کر کے مجھے آرام نہیں پہنچاتے ہو؟

ذی خلصہ قبیلہ خثعم میں ایک مکان تھا جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا ۔ میں احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوا ان کے پاس گھوڑے تھے ۔ میں نے آپ سے عرض کیا کہ میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا ہوں ۔ آپ نے میرے سینہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ

٢٨٧٠ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ ثَنَا شَیْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰکِنْ جِهَادٌ وَّنِیَّةٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا

٢٨٧١ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی اَنْبَاَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ مُجَاشِعٌ بِاَخِیْهِ مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذَا مُجَالِدٌ یُبَایِعُكَ عَلَی الْهِجْرَةِ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَکَّةَ وَلٰکِنْ اُبَایِعُهٗ عَلَی الْاِسْلَامِ

٢٨٧٢ــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ عَمْرٌو وَابْنُ جُرَیْجٍ سَمِعْتُ عَطَآءً یَقُوْلُ ذَهَبْتُ مَعَ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ اِلٰی عَائِشَةَ وَهِیَ مُجَاوِرَةٌ بِثَبِیْرٍ فَقَالَتْ لَنَا انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ مُنْذُ فَتَحَ اللّٰهُ عَلٰی نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَکَّةَ

علامہ قسطلانی نے نقل کیا ہے کہ جس نے کعب کو ان کی توبہ قبول ہونے کی خوشخبری سنائی تھی اور اس کی طرف سعی کی تھی وہ حمزہ بن عمرو اسلمی تھے

باب ــ فتح مکّہ کے بعد ہجرت نہیں

٢٨٧٠ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز فرمایا۔ اب ہجرت ختم ہوگئی لیکن جہاد اور نیت ہے جب تم کو جہاد کے لئے نکالا جائے فوراً نکلو۔

٢٨٧١ــ ترجمہ : ابوعثمان نہدی نے مجاشع بن مسعود سے خبر دی کہ وہ اپنے بھائی مجالد بن مسعود کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یہ مجالد ہے ہجرت پر آپ کی بیعت کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں رہی لیکن اس کی اسلام پر بیعت لیتا ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَآءِ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَعَثَنِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ فَقَالَ ائْتُوْا رَوْضَةَ كَذَا وَكَذَا وَتَجِدُوْنَ بِهَا امْرَأَةً اَعْطَاهَا حَاطِبٌ كِتَابًا فَاَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَقُلْنَا الْكِتَابَ قَالَتْ لَمْ يُعْطِنِيْ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ اَوْ لَاُجَرِّدَنَّكِ فَاَخْرَجَتْ مِنْ حُجْزَتِهَا فَاَرْسَلَ اِلٰى حَاطِبٍ فَقَالَ لَا تَعْجَلْ وَاللّٰهِ مَا كَفَرْتُ وَلَا ازْدَدْتُ لِلْاِسْلَامِ اِلَّا حُبًّا وَلَمْ يَكُنْ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِكَ اِلَّا وَلَهٗ بِمَكَّةَ مَنْ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَلَمْ يَكُنْ لِيْ اَحَدٌ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِيْ اَضْرِبْ عُنُقَهٗ فَاِنَّهٗ قَدْ نَافَقَ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَهٰذَا الَّذِيْ جَرَّاَهٗ

بن ابی بلتعہ نے رقعہ دیا ہے۔ ہم اس باغ میں آئے تو ہم نے اس سے کہا وہ رقعہ دو۔ اُس نے کہا مجھے حاطب نے کوئی رقعہ نہیں دیا۔ ہم نے کہا رقعہ نکالو یا میں تجھے ننگا کر دوں گا پھر اس نے خط اپنے مقعدِ ازار سے نکالا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کو پیغام بھیجا تو حاطب نے کہا حضور آپ جلدی نہ فرمائیں۔ خدا کی قسم میں نے کفر نہیں کیا اسلام کی محبت کے سوا میں نے کوئی شئ زیادہ نہیں کی۔ آپ کے صحابہ کرام میں کوئی شخص نہیں مگر مکہ میں اس کے وہاں عزیز ہیں جو اس کے اہل وعیال اور مال سے مدافعت کرتے ہیں (حفاظت کرتے ہیں) اور میرا وہاں کوئی عزیز نہیں۔ میں نے چاہا کہ ان پر احسان کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کی تصدیق کر دی تو حضرت عمر فاروق نے کہا مجھے چھوڑیئے میں اس کی گردن اُڑاؤں کیونکہ اُس نے منافقت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر نظرِ کرم کی اور فرمایا جو چاہو عمل کرو۔ یہ بات ہے جس نے حضرت علی کو دلیر کیا ہے۔

۲۸۷۳ — شرح : حُجْز ،، کا معنی ازار باندھنے کی جگہ ہے یا شلوار کا نیفہ ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث ۲۸۰۵ میں مذکور ہے کہ اُس عورت نے اپنے سر کے جوڑے سے رقعہ نکالا تھا اور اس حدیث میں ہے کہ اس نے شلوار کے نیفہ سے رقعہ نکالا۔ ان حدیثوں میں بظاہر تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے اس عورت نے جوڑے سے رقعہ نکالا پھر اس کو نیفہ میں چھپا لیا تھا پھر وہاں سے نکالنے میں مجبور ہو گئی یا حُجْزَہ ،، سے مطلقاً گرہ دینے کی جگہ ہے یا اس کے سر کے گیسو نیفہ تک پہنچتے تھے اس طرح اس پر دونوں لفظوں کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ یا اس کے پاس دو خط تھے اگرچہ دونوں کا مضمون واحد ہے جیسے واقعہ ایک ہے۔ اگر یہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ

٢٨٧٦ــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ كَبَّرَ ثَلَاثًا قَالَ اٰئِبُوْنَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ حَامِدُوْنَ لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

عبداللہ بن جعفر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد، حج یا دیگر سفر سے آنے والے کا خوشی اور سرور سے استقبال کرنا مستحسن ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام ہمارے لئے باعثِ فخر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سات سال کے بچہ کا روایت کرنا جائز ہے اور حضرت عبداللہ بن زبیر صحابی تھے۔ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی تھی۔ اس وقت وہ آٹھ برس کے تھے نیز ایک سواری پر تین اشخاص سوار ہو سکتے ہیں جبکہ وہ ان کو اُٹھانے کا متحمل ہو،، واللہ ورسولہ اعلم

باب ــ جب جہاد سے واپس آئے تو کیا کہے

ترجمہ ــ ٢٨٧٦ ــ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد سے واپس تشریف لاتے تو تین بار فرماتے "ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں "انشاء اللہ"، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے، اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے والے اور سجدے کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور کافروں کے لشکروں کو شکست دی"

شرح ــ ٢٨٧٦ ــ : "لِرَبِّنَا"، جار مجرور کا تعلق تمام صفات سے ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "اِنْ شاء اللہ"، کا تعلق "آئبون" سے نہیں کیونکہ "اَیاب (لوٹنا) کا وقوع ہو چکا ہے۔ البتہ اس کا باقی صفات سے تعلق ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تائب، عابد اور ساجد رہتے تھے۔ اس کے باوجود یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے آداب میں شامل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج و افتقار کا اظہار کرتے ہیں تاکہ اس کا شکر پوری طرح ادا ہو اگرچہ وہ اللہ کے پاس اپنے مقامِ شریف کو جانتے ہیں اور وہ ہر خوف سے مامون ہوتے ہیں۔ ابن منیر نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا "ان شاء اللہ"، سے صرف ایاب متعلق ہے اور یہ کہنا کہ ایاب واقع ہو چکا ہے۔ محض وہم ہے کیونکہ جو ایاب مقصود ہے وہ وطن کی طرف لوٹنا ہے وہ زمانہ مستقبل میں ہے۔ اور باقی افعال کو مشیت کے ساتھ معلق کرنا صحیح نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حال میں حمد کی ہے آپ

marfat.com
Marfat.com

٢٨٧٨ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ يُرْدِفُهَا عَلٰى رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَإِنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ قَالَ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ فَأَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلٰى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصَدَهَا فَأَلْقٰى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلٰى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوا حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِينَةَ

البتہ صحیح وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ غزوہ عسفان خیبر کے بعد متصل تھا اور دونوں غزووں کے درمیان مدت کو نظرانداز کر دیا گیا کیونکہ وہ بہت تھوڑی مدت تھی۔ جیسے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں متعہ کی تحریم کو غزوہ اوطاس میں ذکر کیا حالانکہ متعہ کی تحریم فتح مکہ میں ہوئی تو غزوۂ اوطاس کے فتح مکہ سے متصل ہونے کے باعث غزوۂ اوطاس کی طرف نسبت کر دی گئی ہے۔

ترجمہ : ٢٨٧٨ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور ابو طلحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر سے واپس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جن کو آپ نے اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھایا ہوا تھا۔ راستہ میں اونٹنی کا پاؤں پھسل گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صفیہ گر پڑے۔ انس نے کہا میرا خیال ہے کہ ابو طلحہ اپنے اونٹ سے کود پڑے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے کیا آپ کو چوٹ آئی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! صفیہ کا پتہ کرو! ۔ ابو طلحہ اپنے چہرہ پر کپڑا ڈال کر صفیہ کی طرف گئے پھر وہ کپڑا اُن پر ڈال دیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اُٹھ کھڑی ہوگئیں اور دونوں کی سواری ٹھیک کی تو وہ اس پر سوار ہوگئے۔ وہ راستہ میں چلتے رہے۔ حتیٰ کہ جب مدینہ منورہ کے قریب زمین میں تھے یا اُنھوں نے دُور سے مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُفْطِرُ لِمَنْ يَغْشَاهُ

٢٨٨١ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً وَزَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اشْتَرَى مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ بَعِيرًا بِوُقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ أَوْ دِرْهَمَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذُبِحَتْ فَأَكَلُوا مِنْهَا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَنِي أَنْ أَتِيَ الْمَسْجِدَ فَأُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَوَزَنَ لِي ثَمَنَ الْبَعِيرِ۔ ٢٨٨٢ــ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ صِرَارٌ مَوْضِعٌ نَاحِيَةَ الْمَدِينَةِ

باب ــ سفر سے واپس آنے کے وقت کھانا کھلانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں کو افطار کراتے تھے جو ان کے پاس شام کو آتے تھے

ترجمہ : ٢٨٨١ــ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو اونٹ یا گائے ذبح کرائی معاذ نے شعبہ کے ذریعہ محارب سے یہ الفاظ زائد کہے ہیں کہ جابر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو اوقیہ اور درہم یا دو درہموں سے مجھ سے اونٹ خریدا جب آپ مقام صرار پہنچے تو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا وہ ذبح کی گئی اور لوگوں نے اس کا گوشت کھایا جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو مجھے حکم فرمایا کہ میں مسجد میں آؤں اور دو رکعتیں پڑھوں اور آپ نے مجھے اونٹ کی قیمت تول کر دی۔

marfat.com
Marfat.com

اَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَاُخِذَ مِنْ اَكْبَادِهِمَا فَلَمْ اَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِيْنَ
رَأَيْتُ ذٰلِكَ الْمَنْظَرَ مِنْهُمَا فَقُلْتُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَالُوْا فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ فِيْ شَرْبٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ
فِيْ وَجْهِيْ الَّذِيْ لَقِيْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَكَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ عَدَا حَمْزَةُ عَلٰى نَاقَتَيَّ
فَاَجَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِيْ بَيْتٍ مَعَهٗ شَرْبٌ
فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَآئِهٖ فَارْتَدٰى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِيْ
وَاتَّبَعْتُهٗ اَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَآءَ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ حَمْزَةُ فَاسْتَاْذَنَ
فَاَذِنُوْا لَهُمْ فَاِذَا هُمْ شَرْبٌ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ
حَمْزَةَ فِيْمَا فَعَلَ فَاِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ اِلٰى رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ اِلٰى رُكْبَتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ
فَنَظَرَ اِلٰى سُرَّتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ اِلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ هَلْ
اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيْدٌ لِاَبِيْ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَدْ

دی تھی۔ جب میں نے سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رخصتی کرا لانے کا ارادہ کیا۔ تو میں نے ایک شخص سے معاہدہ کیا جو بنی قینقاع کا سنار تھا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر گھاس لائیں۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں گھاس سناروں کے پاس فروخت کروں گا اور اس کی قیمت سے اپنی بیوی کے ولیمہ میں مدد لوں گا چنانچہ میں اپنی اونٹنیوں کے لئے سامان کجاوہ، گھاس کا جال اور رسیاں وغیرہ جمع کر رہا تھا۔ اور دونوں اونٹنیاں ایک انصاری کے مکان کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں جب میں جمع کردہ سامان لے کر واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں میری دونوں اونٹنیوں کے کوہان کاٹ لئے گئے ہیں اور اُن کے کولہے پھاڑ دیئے گئے ہیں۔ اور ان کے جگر نکال لئے گئے ہیں۔ جب میں نے ان کا یہ منظر دیکھا تو میں اپنی آنکھوں کا مالک نہ رہا (رونے لگا) میں نے کہا یہ کس نے کیا ہے؟ تو لوگوں نے کہا یہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا فعل ہے اور وہ اس گھر میں شراب پینے کیلئے چند انصاریوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں وہاں سے چلا اور سیدھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہوا جبکہ آپ کے

marfat.com
Marfat.com

٢٨٨٤ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے لشکر نے جو مالِ غنیمت حاصل کیا تھا اس میں سے خُمس سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ رکھ لیا گیا تھا اور بدر کے مالِ غنیمت کو مجاہدین میں برابر برابر تقسیم کر دیا اور اس آیت کریمہ "وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ الآية" میں خمس کے مصرف کا بیان ہے۔ اس کی مشروعیت کا بیان نہیں۔ چونکہ عبداللہ بن جحش کے لشکر کے مالِ غنیمت سے علیحدہ کردہ خمس باقی رہا تھا اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بدر کے روز خمس سے ایک اونٹنی دی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت میں علماء کے مختلف خیالات ہیں اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بدر کے بعد رخصتی ہُوئی تھی۔ شائد ہجرت کے دوسرے شوال میں رخصتی ہُوئی ہو کیونکہ بدر کی جنگ رمضان المبارک میں لڑی گئی تھی۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ ہجرت کے پہلے سال عقدِ نکاح ہُوا تھا۔ ابن جوزی نے یہ نقل کیا کہ ہجرت کے دُوسرے صفر میں ہُوا۔ بعض رجب میں اور بعض کہتے ہیں کہ ذی الحجہ میں رخصتی ہُوئی تھی۔ ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ ہجرت کے تیسرے سال اُحُد کے بعد رخصتی ہُوئی لیکن یہ معنی بعید ہے" حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے علی المرتضیٰ کی دونوں اونٹنیاں ہلاک کر دیں تو وہ بہت پریشان ہُوئے اور روتے ہُوئے دربار رسالت میں حاضر ہُوئے اور سارا واقعہ عرض کیا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراب نوشی کے مقام میں تشریف لے گئے اور حمزہ کو ملامت کی تو اُنھوں نے کہا تم میرے والد کے غلام ہو۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ گویا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ابوطالب دونوں عبدالمطلب کے غلام ہیں کیونکہ دادا کو سید اور مولیٰ کہا جاتا ہے۔ حمزہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نسبت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے زیادہ قریب ہیں اس وجہ سے اُنھوں نے بطور افتخار اور مباہات یہ کہا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع اسلام میں مسلمان شراب پیتے اور غناء سُنا کرتے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے

marfat.com
Marfat.com

فَاَمَّا صَدَقَتُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ اِلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَاَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكٌ فَاَمْسَكَهُمَا عُمَرُ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتَا لِحُقُوْقِهِ الَّتِيْ تَعْرُوْهُ وَنَوَائِبِهٖ وَاَمْرُهُمَا اِلٰى مَنْ وَلِيَ الْاَمْرَ قَالَ فَهُمَا عَلٰى ذٰلِكَ اِلَى الْيَوْمِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اِعْتَرَاكَ اِفْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهٗ اَصَبْتُهٗ وَمِنْهُ يَعْرُوْهُ وَ اعْتَرَانِيْ

ہے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوبکر صدیق کے پاس تشریف لائیں اور اُن سے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ترکہ سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور فئی مدینہ منورہ میں، فدک اور جو کچھ خُمسِ خیبر میں سے بچا ہے۔ ان کو حصّہ دیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ سیّدہ نے خیبر کے خمس کا بھی وراثت میں ذکر کیا تھا۔ لہٰذا یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ حدیث میں خُمس کے لفظ کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا حدیث کی عنوان سے مطابقت نہیں۔ اس حدیث سے روافض استدلال کرتے ہیں کہ سیّدہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میراث کا مطالبہ کیا اور ابوبکر کے انکار کرنے سے ناراض ہوگئیں اور آخر تک ناراض رہیں۔ اور ان سے کلام تک نہ کیا،، یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ سیّدہ کا ابوبکر سے ہجران کا معنی یہ ہے کہ وہ ان کی ملاقات سے انقباض میں رہیں اور آنا جانا ترک کر دیا۔ اس ہجران سے وہ ہجران مراد نہیں جو شرعاً حرام ہے۔ کیونکہ جو ہجران حرام ہے وہ یہ ہے کہ جو ایک دوسرے سے ناراض ہو جائیں جب وہ اتفاقاً اکٹھے ہوں تو ایک دُوسرے کو سلام نہ کہیں ایک ادھر منہ کرے اور دُوسرا اُدھر چلا جائے۔ اور یہ ثابت نہیں کہ کہ ابوبکر سے سیّدہ نے ملاقات کی ہو اور ان سے سلام نہ کہا ہو۔ سیّدہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر سے باہر نہ نکلی تھیں حتیٰ کہ انتقال فرما گئی تھیں حدیث کے راوی نے اس کی ہجران سے تعبیر کی ہے۔ امام بیہقی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ جب سیّدہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوگئیں تو ابوبکر صدیق ان کی عیادت کو گئے اور اجازت طلب کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے فاطمہ! ابوبکر اجازت طلب کرتے ہیں۔ سیّدہ نے کہا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں ان کو اجازت دے دوں حضرت علی نے کہا جی ہاں! سیّدہ کی اجازت سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا اندر تشریف لے گئے اور عیادت کے بعد خمس خیبر اور فدک کے متعلق گفتگو ہوتی رہی ابوبکر صدیق نے کہا بخدا میں نے مکہ میں اپنا مکان، مال، اہل و اولاد اور برادری صرف اللہ تعالیٰ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی رضاء اور اہلِ بیت اطہار کی رضامندی کے لئے چھوڑے ہیں، پھر سیّدہ کو راضی کیا اور وہ خوش ہوگئیں۔ یہ حدیث جید ہے اور شعبی نے حضرت علی سے یا اس شخص سے یہ روایت سُنی ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت سُنی ۔علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا غصّہ سے بھر جانا طبعی امر تھا اور بشریت کے مقتضیٰ کے مطابق تھا جو بعد میں جاتا رہا تھا۔ دراصل سیّدہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث "لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ" کا محمل یہ سمجھا تھا کہ نبی کی اولاد اور وارثوں کی ضروریات کے علاوہ جو مال ہو وہ صدقہ ہے۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو عموم پر محمول

marfat.com
Marfat.com

بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ فِرَاشٌ مُتَّكِئٌ عَلٰى وِسَادَةٍ مِنْ اَدَمٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ
جَلَسْتُ فَقَالَ يَامَالُ اِنَّهٗ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ قَوْمِكَ اَهْلُ اَبْيَاتٍ وَقَدْ
اَمَرْتُ فِيْهِمْ بِرَضْخٍ فَاقْبِضْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ
اَمَرْتَ بِهٖ غَيْرِیْ قَالَ فَاقْبِضْهُ اَيُّهَا الْمَرْءُ فَبَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ عِنْدَهٗ اَتَاهُ
حَاجِبُهٗ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِیْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ وَ
سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ يَسْتَاْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَاَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَسَلَّمُوْا
وَجَلَسُوْا ثُمَّ جَلَسَ يَرْفَا يَسِيْرًا ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِیْ عَلِیٍّ وَّعَبَّاسٍ قَالَ
نَعَمْ فَاَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلَا فَسَلَّمَا فَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

امیر المؤمنین بُلا رہے ہیں چلئے،، میں اس کے ساتھ روانہ ہو گیا حتیٰ کہ عمر فاروق کے پاس آیا جبکہ کھجور کی چھال سے بُنی ہُوئی چارپائی پر چمڑے کے تکیہ پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا پھر میں بیٹھ گیا۔ تو مجھے فرمایا اے مالک تمہاری قوم کے کچھ لوگ ہمارے پاس آئے ہیں۔ میں نے ان کو مال دینے کا حکم دیا ہے وہ اپنے قبضہ میں کرلو اور ان میں تقسیم کر دو۔ میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین! اگر آپ میرے علاوہ کسی کو حکم دیتے تو اچھا تھا۔ اُنھوں نے کہا خُدا کے بندے تم اپنے قبضہ میں کر کے ان کو دو۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہی تھا کہ اتنے میں ان کا دربان یرفا آیا اور کہنے لگا کیا آپ عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر اور سعد بن ابی وقاص کو اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں وہ اندر آنا چاہتے ہیں فرمایا ہاں! اور ان کو اجازت دے دی وہ اندر آئے اور سلام عرض کر کے بیٹھ گئے پھر یرفا تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد آیا اور کہا کیا علی اور عباس کو آنے کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں اور اُن کو اجازت دیدی وہ اندر آئے اور سلام عرض کر کے بیٹھ گئے پھر حضرت عباس نے کہا اے امیر المؤمنین! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دیں ان کا اس مال میں جھگڑا تھا جو اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کے اموال اپنے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور فئی دیئے تھے۔ حضرت عثمان اور دُوسرے ان کے ساتھیوں نے بھی کہا اے امیر المؤمنین اِن میں تصفیہ کر دیں اور ایک کو دوسرے سے آرام میں کر دیجئے (جھگڑا نہ کریں) حضرت عمر فاروق نے کہا۔ ذرا سا صبر کرو۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان کھڑے ہیں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،، ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

ان کی مراد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ کریمہ تھی۔ اُنھوں نے کہا یقیناً حضورؐ نے یہ فرمایا ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق علی اور عباس کی طرف متوجہ ہُوئے اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کیا تم

marfat.com
Marfat.com

يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَاْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ
مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ حَيَاتَهٗ
اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ
اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَ عُمَرُ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا
اَبُوْبَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
اِنَّهٗ فِيْهَا لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ فَكُنْتُ اَنَا
وَلِيُّ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ مِنْ اِمَارَتِيْ اَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيْهَا اَبُوْبَكْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ فِيْهَا لَصَادِقٌ
بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ تُكَلِّمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَاَمْرُكُمَا
وَاحِدٌ جِئْتَنِيْ يَا عَبَّاسُ تَسْاَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ وَجَآءَنِيْ هٰذَا
يُرِيْدُ عَلِيًّا يُرِيْدُ نَصِيْبَ اِمْرَاَتِهٖ مِنْ اَبِيْهَا فَقُلْتُ لَكُمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَا لِيْ اَنْ

نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی اور ابوبکر صدیق نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہوں۔ اور انھوں نے یہ اموال اپنے قبضہ میں لئے اور ان میں وہی عمل کیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے۔ اللہ جانتا ہے کہ وہ سچے نیک ہدایت یافتہ اور حق کے تابع تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق کو وفات دی اور میں ابوبکر کا جانشین ہوا اور اپنی امارت کے دو سال تک ان میں وہ عمل کرتا رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے رہے اور جو ابوبکر نے عمل کیا اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس میں سچا نیک ہدایت یافتہ اور حق کے تابع ہوں پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور گفتگو کر رہے ہو۔ تمہارا مقصد ایک ہے اور بات بھی ایک ہے۔ اے عباس تم میرے پاس آئے ہو اپنے بھتیجے کے ترکہ سے اپنا حصہ طلب کرتے ہو۔ اور یہ یعنی علی المرتضیٰ آئے وہ اپنی بیوی کے باپ کے مال سے ان کا حصہ مانگ رہے ہیں۔ میں نے تم دونوں سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پھر جب مجھے خیال آیا کہ وہ مال تمہیں دوں تو میں نے کہا اگر تم چاہتے ہو تو میں تم کو اس شرط پر تمہارے حوالہ کرتا ہوں کہ تم اللہ کا عہد و پیمان دو کہ تم اس میں وہی کچھ کرو گے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

وہ اس جنگ میں قتل ہوگیا اور اس کے تمام اموال جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحویل میں آگئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُخیریق تمام یہودیوں سے سبقت لے گیا۔ پس خیبر کا کچھ حصّہ، فدک اور بنی نضیر کے اموال جن میں مخیریق کے اموال بھی شامل ہیں کو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیّت تصوّر کرتے ہُوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وراثت کا مطالبہ کیا اور فرمایا اے ابابکر اگر آپ فوت ہو جائیں تو آپ کے ترکہ کا وارث کون ہوگا حضرت ابوبکر نے کہا میری اولاد وارث ہے۔ سیّدہ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ مجھے اپنے باپ کے ترکہ کا وارث نہیں بنایا جاتا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ہم انبیاء کی جماعت کسی کا وارث نہیں ہوتے اور نہ ہی کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ میں ان اموال میں وہ ہی تصرف کروں گا جو سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے ہیں" یہ سُن کر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا غُصّہ سے بھر گئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ میں پھر کبھی کلام نہ کیا حتی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد انتقال فرماگئیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خیبر، فدک اور مدینہ منورہ میں صدقات کا بطور وراثت مطالبہ کیا تھا جو سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکہ چھوڑا تھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بُنیاد پر انکار کیا تھا کہ ان اموال میں اسی طرح عمل کیا جائے گا جس طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے ورنہ ہم راہِ حق سے اور طرف پھر جائیں گے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منوّرہ کے صدقات حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے حوالہ اس شرط پر کئے کہ وہ اس وقف صدقہ سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کریں گے۔ اور اس کو اپنی ملکیت تصوّر نہ کریں گے۔ اور فدک و خیبر کو حکومت کی تحویل میں رہنے دیا کہ ہر جانشین ان کی حفاظت کرے اور ملکی ضروریات میں ان سے استفادہ کرے چنانچہ وہ اسی حال پر ہیں۔ اس میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق رہا ہے کسی کو ان میں اختلاف کی راہ نہیں ملی حتی کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بھی اس کو تسلیم کیا اور "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ" پر انھوں نے عمل کیا البتہ ان دونوں حضرات کا جھگڑا اس بات میں تھا کہ ان کی تحویل میں دیئے گئے صدقات کو آدھا آدھا تقسیم کر لیا جائے تاکہ روزمرّہ کا اختلاف ختم ہو جائے اور وہ آرام سے اس وقف سے استفادہ کرتے رہیں لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر ان سے اتفاق نہ کیا اور تقسیم کرنے کا انکار کر دیا کہ اگر ان صدقات کو تقسیم کر دیا جائے تو وقت گزرنے پر ان کی اولاد میں یہ تاثّر پیدا ہونے کا امکان ہے کہ عباس کی اولاد ان صدقات کو اپنی جائیداد خیال کرنے لگیں گے جبکہ حضرت علی کی اولاد یہ تصوّر کر کے ان کو اپنی ملکیّت سمجھ لیں گے کہ یہ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے نصف سیّدہ فاطمہ کا ہے جو ان کو بطورِ وراثت ملا ہے کیونکہ ایک مسلمان کا ترکہ اس کی بیٹی اور چچا میں آدھا آدھا تقسیم ہوتا ہے،، اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ اسی حال میں رہنے دیں اور اس سے اپنی ضروریات پُوری کرتے رہیں تو فبہا ورنہ میرے حوالہ کر دیں۔ میں تمہارے اخراجات پُورے کرتا رہوں گا اور ان صدقات کو تقسیم نہ کیا جائے گا۔ البتہ اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا نے یہ کہا کہ نبی کی وراثت جاری نہیں ہوتی اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی گواہ تھے اور سیّدہ فاطمہ بھی اس کو جانتی تھیں بایں ہمہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَدَآءُ الْخُمُسِ مِنَ الدِّيْنِ

۲۸۸۶ — حَدَّثَنَا اَبُوا لنُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ الضُّبَعِیِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَیْسِ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا هٰذَا الْحَیَّ مِنْ رَبِیْعَةَ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَصِلُ اِلَیْكَ اِلَّا فِی الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ نَا خُذُ مِنْهُ وَنَدْعُوْا اِلَیْهِ مَنْ وَرَآئَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَعَقَدَ بِیَدِهٖ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَصِیَامِ رَمَضَانَ وَاَنْ تُؤَدُّوْا لِلّٰہِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ

کو حاضر ہونے کا ارادہ کیا تھا لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنازہ کو اخفاء میں رکھا اور حضرت ابوبکر صدیق کو خبر نہ دی اور نہ ہی اُن کی طرف کسی شخص کو بھیجا تو اُنھوں نے خیال کیا کہ جنازہ کی اخفاء میں کوئی مصلحت ہے۔ اس لئے مصلحت کے خلاف کرنے کو اُنھوں نے پسند نہ کیا اور وہاں تشریف نہ لے گئے۔ شیخ ابن حجر عسقلانی نے ذکر کیا ہے۔ یہ احتمال ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس انتظار میں رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو بُلائیں گے اور خود بخود اس لئے نہ گئے کہ حضرت علی یہ خیال کریں گے کہ بلائے بغیر آپ آگئے ہیں اسی انتظار میں وقت گزر گیا۔ بعض روایات میں یہ مذکور ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وراثت کے متعلق باقتضاء طبع بشریت انقباض کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے دروازہ پر تشریف لے گئے اور گرمی میں وہاں کھڑے رہے اور ان سے عذر خواہی کی کہ بخدا مجھے اپنی قرابت سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت زیادہ محبوب ہے لیکن میں کیا کروں میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سُنی ہے اور صحابہ اس کے گواہ ہیں۔ اس لئے میں اس فیصلہ میں مجبور تھا یہ سُن کر سیدہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں۔ ہم حدیث ۲۸۸۴ کی شرح میں بھی اس کے متعلق کچھ ذکر کر چکے ہیں۔

باب — خمس ادا کرنا دین کا حصّہ ہے

۲۸۸۶ — ترجمہ : ابوجمرہ ضُبَعِیّ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ عبدالقیس کا وفد آیا تو اُنھوں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! ہم ربیعہ قبیلہ کے رہنے والے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان کُفّارِ مضر رہتے ہیں۔ ہم ماہِ حرام کے سوا آپ کے پاس نہیں

marfat.com
Marfat.com

باب ــــ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی بیبیوں کا خرچہ"

٢٨٨٧ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے وارث دینار تقسیم نہ کریں میں نے اپنی بیویوں کے نان نفقہ اور صدقات پر کام کرنے والوں کے اخراجات کے بعد جو چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔

٢٨٨٨ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ میرے گھر میں کوئی کھانے کی شئی نہ تھی۔ صرف کچھ جَو تھے جو طاق میں رکھے ہوئے تھے میں ان میں سے لمبی مدت تک کھاتی رہی۔ پھر میں نے ان کو تولا تو وہ ختم ہو گئے۔

٢٨٨٧ ــ ٢٨٨٨ ــــ شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دینار کا ذکر فرمایا اور یہ ادنیٰ مال ہے یعنی ہمارا کوئی ترکہ نہیں جو وارث تقسیم کریں جیسے قرآن کریم میں ہے "مِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ" یعنی بعض یہودی ہیں کہ اگر اس کے پاس ایک دینار امانت رکھو تو وہ بھی ادا نہیں کرے گا وہ زیادہ مال کیسے ادا کرے گا۔ حدیث کے ان الفاظ سے ترکہ کی تقسیم سے ممانعت مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کے ترکہ کی تقسیم ممکن نہیں یعنی میں نے کوئی مال بطور وراثت نہیں چھوڑا جس کو وہ تقسیم کریں "قولہ بَعْدَ نفقة نسائی سے وراثت مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کی بیویاں آپ کے بعد نکاح نہیں کر سکتیں اس لئے وہ آپ کے ازدواج میں محبوس رہیں گی۔ اس لئے ان کو اس مال سے خرچہ دیا جائے گا اور عامل سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدقات کی نگہبانی کرتے ہیں یا آپ کے بعد آنے والے خلفاء کے عامل مراد ہیں کیونکہ وہ دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل ہیں جبکہ آپ کے خلفاء آپ کی اُمّت میں آپ کے نوّاب ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عامل سے مراد فدک، اموال بنی نضیر اور مدینہ منوّرہ میں صدقات کے محافظ ہیں۔ جن اموال سے آپ خرچ کرتے تھے اور جو بچتا تھا وہ مسلمانوں کے امور میں صرف کیا کرتے تھے۔ آپ کے بعد ان اموال میں سے امہات المؤمنین کو خرچہ دیا جاتا تھا۔ اور ان کی حفاظت کرنے والے عاملین کو وظیفہ دیا جاتا تھا یعنی ان اموال سے امہات المؤمنین کے نفقات اور ان کی نگہبانی کرنے والوں کے وظائف کے بعد جو بچے وہ صدقہ ہے اور اس کو مسلمانوں کے امور میں صرف کیا جائے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں امہات المؤمنین کو اختیار دیا تھا کہ وہ اسی طرح خرچہ لیتی رہیں یا وہ زمین کے قطعات لے لیں اور ان میں مزارعت کرائیں چنانچہ ام المؤمنین عائشہ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہما نے زمین کو پسند کیا تو ان کو غابہ میں زمین دے دی اور

marfat.com
Marfat.com

میں مت داخل ہو مگر یہ کہ تم کو اجازت دی جائے

۲۸۹۰ — ترجمہ : عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے اپنی بیویوں سے یہ اجازت طلب کی کہ آپ میرے گھر میں رہیں تو انھوں نے اجازت دے دی۔

۲۸۹۰ — شرح : اس باب میں وہ احادیث مذکور ہیں جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے گھروں کا ذکر ہے۔ اور جو مکان ان کی طرف منسوب ہیں۔ اس کے مطابق قرآن کریم کی دو آئتیں ذکر کی ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اپنے گھروں میں رہو اور باہر نہ نکلو اور لوگوں کے سامنے اپنے محاسن اور زیب و زینت ظاہر نہ کرو۔ نماز پڑھو زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو،،

قولہ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى ،، یہ وہ زمانہ ہے جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ اس زمانہ کی عورتیں موتیوں والی قمیصیں پہن کر راستہ میں چلا کرتی تھیں اور لوگوں کے لئے اپنا حسن و جمال ظاہر کرکے جانبین کی طرف سے شہوانی قوی کو مشتعل کرتی تھیں یہ نمرود کا زمانہ تھا اور سب لوگ کافر تھے دوسری آئت کریمہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ،، اے مومنو تم نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ تم کو اجازت دی جائے اور طعام پکنے کے وقت کی انتظار نہ کرو،،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آئت کریمہ ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام کے وقت کا انتظار کرتے اور کھانا پکنے سے پہلے آپ کے گھر میں داخل ہوتے حتی کہ کھانا پک جاتا پھر کھانا کھا کر باہر نہ نکلتے اور باتوں میں مشغول رہتے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی تو یہ آئت نازل ہوئی کہ جب کھانا کھا چکو تو باہر چلے جاؤ،،

ان آیات میں حجاب کی فضیلت بیان فرمائی۔ اور عورتوں کو بے حجاب باہر جانے سے منع فرمایا گیا ہے۔

اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت یوں ہے کہ بیت کی نسبت ام المؤمنین نے اپنی طرف کی اس کی وجہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا آپ کے گھر میں سکونت کرنا ان کی خصوصیت ہے جب وہ گھروں میں محبوس رہنے کے باعث نان و نفقہ کی مستحق ہیں تو اپنی ساری عمر میں سکونت کی بھی مستحق ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ سات احادیث ذکر کرکے اس امر کی وضاحت کر دی کہ اس نسبت سے وہ زندگی بھر گھروں میں سکونت کرنے کی مستحق ہیں۔

واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ قَرِيْبًا مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا

۲۸۹۳ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ وَاسِعِ ابْنِ حَبَّانَ عَنْ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا آرام سے جاؤ (کوئی خیال نہ کرو یہ صفیہ ہے) انھوں نے کہا "سبحان اللہ" یا رسول اللہ! اور ان پر یہ شاق گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح پھرتا ہے۔ مجھے ڈر ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی شئ ڈال دے گا"

شرح : مسجد کے دروازے سے گزرنے والے دو انصاری اُسید بن حضیر اور عباد بن بشر تھے رضی اللہ عنہما" وہ سیدہ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے ساتھ کھڑی دیکھ کر جلدی سے چلنے لگے تو آپ نے ان سے فرمایا یہ صفیہ ہے۔ کوئی اجنبیہ عورت نہیں تم نے دل میں کوئی ایسا ویسا خیال نہ کرنا۔

۲۸۹۲ —

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی سے یہ فرمایا کہ یہ صفیہ ہے کہ آپ نے یہ ڈر محسوس کیا کہ اگر انھوں نے آپ کے متعلق کسی تہمت کا خیال کر لیا تو ان کی عاقبت تباہ ہو جائے گی اور وہ ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا گمان کرنا کفر ہے۔ اس لئے ان کے کسی خیال کرنے سے پہلے ہی آپ نے اس کا ازالہ کر دیا۔ کیونکہ شیطان ایسے خیالات پیدا کرنے میں جری ہے اور انسان کے رگ و ریشہ میں سرائت کئے ہوئے ہے۔ "هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ اِلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ" کے باب میں یہ حدیث مذکور ہے"

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حفصہ کے گھر کی چھت پر چڑھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قبلہ کی طرف

۲۸۹۳ —

marfat.com
Marfat.com

٢٨٩٦ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ اِنْسَانٍ يَسْتَاذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاذِنُ فِيْ بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرِّضَاعَةِ اِنَّ الرِّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ وَخَاتَمِهِ وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ تُذْكَرْ قِسْمَتُهُ وَمِنْ شَعْرِهِ وَنَعْلِهِ وَاٰنِيَتِهِ مِمَّا شَرِكَ فِيْهِ اَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ شخص آپ کے گھر جانے کی اجازت طلب کر رہا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہے اور ام المؤمنین حفصہ کے رضاعی چچا کی طرف اشارہ فرمایا۔ فرمایا رضاعت ہر اس شئی کو حرام کر دیتی ہے جس کو نسب حرام کرتی ہے۔

شرح : اگر یہ سوال ہو کہ قولہ "فِيْ بَيْتِكَ"، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ"، سے معلوم ہوتا ہے کہ "بُيُوْت"، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اور حدیث میں مذکور "بیت عائشہ اور بیت حفصہ"، اور قرآن کریم میں مذکور "وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ"، سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے ہیں۔ بظاہر یہ تضاد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بیوت جناب رسول اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہیں اور آپ کی بیویاں ان میں رہتی تھیں اس لئے ان کی طرف مجازاً نسبت کر دی گئی ہے۔ حدیث ع ٢٤٧١ کی شرح دیکھیں"

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ، عصا اور انگوٹھی کا ذکر

marfat.com
Marfat.com

٢٨٩٨ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَسَدِيُّ ثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ اَخْرَجَ اِلَيْنَا اَنَسٌ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَحَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ بَعْدُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٢٨٩٩ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَآءً مُلَبَّدًا وَّقَالَتْ فِيْ هٰذَا نُزِعَ رُوْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ سُلَيْمٰنُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ اَزَارًا غَلِيْظًا مِّمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَآءً مِّنْ هٰذِهِ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْمُلَبَّدَةَ

کی تقسیم ہے۔ شارح تراجم نے کہا اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد امہات المؤمنین کے نان ونفقہ کا بیان کرنا ہے اور جو کچھ ان کے پاس تھا۔ اس میں وراثت جاری نہیں کیونکہ جس ام المؤمنین کے پاس ان کے گھر میں کوئی چیز تھی وہ اِن کے گھر کی ہی شمار ہوتی تھی۔ اگر وہ وراثت میں شامل ہوتی تو وہ ان کو استقلالاً استعمال نہ کرتیں اور نہ ہی صحابہ کرام ان کی موافقت کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بیوی دوسری بیوی کے پاس والی شئی میں اپنے حصہ کا مطالبہ کرتی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

٢٨٩٨ ـــ ترجمہ : عیسیٰ بن طہمان نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے بالوں سے خالی جوڑا پاک نکالا ان کے دو تسمے تھے۔ اس کے بعد ثابت بنانی نے حضرت انس سے روائت کی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوڑا پاک تھا "

٢٨٩٩ ـــ ترجمہ : ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے موٹی چادر نکالی اور فرمایا اس چادر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک قبض ہوئی تھی۔ سلیمان حمید، ابوبردہ سے یہ اضافہ کیا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے موٹی چادر نکالی جو یمن میں بنائی جاتی ہے اور ایک وہ چادر نکالی جس کو ملبدہ کہتے ہیں۔

٢٨٩٨ ، ٢٨٩٩ ـــ شرح : جَرْدَاوَيْنِ ، جَرْد اء ، کا تثنیہ اور یہ اَجْرَدُ کی مؤنث ہے۔ یعنی چمڑے کا جوڑا جو بالوں سے خالی ہو۔ قولہ كِسَاءً مُلَبَّدًا ، کساء صوف کی چادر ہے۔ مُلَبَّد ، اسم مفعول ہے۔ ایک دوسرے سے جڑی ہوئی یعنی موٹی گویا کہ

marfat.com
Marfat.com

سَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَئِنْ اَعْطَيْتَنِيْهِ لَا تُخْلَصُ اِلَيْهِ اَبَدًا حَتّٰى تُبْلَغَ نَفْسِيْ اِنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ اَبِيْ جَهْلٍ فَاطِمَةَ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى مِنْبَرِهٖ هٰذَا وَاَنَا يَوْمَئِذٍ لَمُحْتَلِمٌ فَقَالَ اِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّيْ وَاَنَا اَتَخَوَّفُ اَنْ تُفْتَنَ فِيْ دِيْنِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهٗ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ فَاَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهٖ اِيَّاهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ فَصَدَقَنِيْ وَوَعَدَنِيْ فَوَفّٰى لِيْ وَاِنِّيْ لَسْتُ اُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا اُحِلُّ حَرَامًا وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ اَبَدًا

نے حجاج بن حسان سے روایت ذکر کی کہ ہم حضرت انس کے پاس تھے۔ اُنھوں نے برتن منگوایا جس میں تین ٹھڑے لوہے کے لگے ہُوئے تھے اُنھوں نے وہ پیالہ سیاہ غلاف سے نکالا ہم نے اس میں پانی ڈالا اور پیا اور اپنے سروں اور مونہوں پر اس کا پانی ڈالا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا (عینی باختصار)

۲۹۰۱ ترجمہ : محمد بن عمرو بن حلحلہ دُعوَلِی نے بیان کیا کہ ابن شہاب نے ان کو خبر دی کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے اُن سے بیان کیا کہ جب وہ امام حسین کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہ سے فارغ ہو کر مدینہ منوّرہ آئے تو اُن کو مسور بن مخرمہ ملے اور ان سے کہا کیا آپ کو مجھ سے کوئی حاجت ہے ؟ تو مجھے حکم فرمائیں میں نے اُن سے کہا مجھے کوئی حاجت نہیں مِسْوَر نے زین العابدین سے کہا کیا آپ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار دیتے ہیں ؟ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ لوگ اس کے متعلق آپ پر غلبہ کریں گے۔ بخدا! اگر آپ مجھے یہ دیں گے تو یہ اُن کے پاس نہیں جا سکے گی حتیٰ کہ میری روح قبض ہو جائے بے شک حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی موجودگی میں ابوجہل کی بیٹی سے منگنی کی۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر لوگوں کو خطاب کرتے ہُوئے سُنا اور میں اس روز بالغ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اس کے دین میں فتنہ برپا کیا جائے گا۔ پھر آپ نے بنو عبد شمس والے داماد کا ذکر کیا اور اس کی دامادی کی تعریف کرتے ہُوئے فرمایا اس نے مجھ سے بات کی اور سچی بات کی مجھ سے وعدہ کیا اور پُورا کیا۔ میں حلال شئی کو حرام نہیں کرتا ہوں اور نہ حرام کو حلال کرتا ہوں لیکن بخدا! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں"

۲۹۰۱ شرح : حضرت علی بن حسین زین العابدین ہیں۔ جب وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہید

marfat.com
Marfat.com

٢٩٠٢ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ مُنْذِرٍ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ لَوْ كَانَ عَلِيٌّ ذَاكِرًا عُثْمَانَ ذَكَرَهُ يَوْمَ جَاءَهُ نَاسٌ فَشَكَوْا سُعَاةَ عُثْمَانَ فَقَالَ لِي عَلِيٌّ اذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُرْ سُعَاتَكَ يَعْمَلُوا بِهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ اغْنِهَا عَنَّا فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ضَعْهَا حَيْثُ أَخَذْتُهَا وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ ٢٩٠٣ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوقَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُنْذِرًا الثَّوْرِيَّ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ أَرْسَلَنِي أَبِي خُذْ هٰذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ بِهِ إِلَى عُثْمَانَ فَإِنَّ فِيهِ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّدَقَةِ

ترجمہ : ابن حنفیہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بدی سے یاد کرتے تو ان کو اس روز بدی

٢٩٠٢ ـــ سے یاد کرتے جب اُن کے پاس لوگوں نے آکر اُن کے حاکموں کی شکایت کی تھی۔ مجھے حضرت علی نے فرمایا عثمان کے پاس جاؤ اور ان کو خبر دو کہ یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات ہیں اپنے گورنروں کو حکم دو کہ وہ ان کے مطابق کام کریں۔ میں حضرت عثمان کے پاس صدقات کا صحیفہ لے کر گیا تو اُنھوں نے کہا اس کو ابھی روکے رکھو (کیونکہ مجھے اس کے مندرجات کا پُورا علم ہے) میں وہ صحیفہ حضرت علی کے پاس واپس لے آیا۔ اور ان کو حالات سے آگاہ کیا تو اُنھوں نے فرمایا جہاں سے یہ صحیفہ لیا تھا وہاں رکھ دو۔

ترجمہ : حُمیدی نے کہا ہم سے سفیان نے محمد بن سُوقہ کے ذریعہ بیان کیا کہ اُنھوں نے کہا

٢٩٠٣ ـــ میں نے مُنذِر ثوری کو ابن حنفیہ سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ مجھے میرے والد نے بھیجا کہ یہ صحیفۂ صدقات لو اور یہ عثمان کے پاس لے جاؤ کیونکہ اس میں صدقات کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے"

شرح : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے محمد بن حنفیہ کو صحیفہ جس میں صدقات کے احکام کی تفصیل تھی دے

٢٩٠٢ ، ٢٩٠٣ ـــ کر حضرت عثمان کے پاس بھیجا کہ وہ اپنے حکام کو جو صدقات پر مامور ہیں حکم دیں کہ وہ اس کے مطابق ان پر عمل کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر وہ صحیفہ واپس کر دیا کہ جو کچھ اس میں تحریر ہے مجھے اس کا علم ہے میں اس میں مندرجات کا محتاج نہیں ہوں اور اس کے مطابق عمل کروا رہا ہوں چنانچہ طبرانی نے ابو حمید کے ذریعہ

marfat.com
Marfat.com

الرَحیٰ مِمَّا تَطْحَنُ فَبَلَغَهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِسَبْیٍ فَاَتَتْهُ تَسْاَلُهٗ خَادِمًا فَلَمْ تُوَافِقْهُ فَذَکَرَتْ لِعَائِشَةَ فَجَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ لَهٗ فَاَتَانَا وَقَدْ دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُوْمَ فَقَالَ عَلٰی مَکَانِکُمَا حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَیْهِ عَلٰی صَدْرِیْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّکُمَا عَلٰی خَیْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَاهُ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَکُمَا فَکَبِّرَا اللّٰهَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ فَاِنَّ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّکُمَا مِمَّا سَاَلْتُمَاهُ

۲۹۰۴ ترجمہ : حکم نے بیان کیا کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے چکی پیسنے کی تکلیف کی شکائت کی اور ان کو یہ خبر پہنچی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے ہیں تو وہ آپ کی خدمت میں آئیں اس حال میں کہ وہ آپ سے ایک خادمہ کا سوال عرض کریں گی ،، لیکن آپ سے ملاقات نہ کر سکیں تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ام المؤمنین نے آپ سے ذکر کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں میں جا چکے تھے۔ ہم کھڑے ہونے لگے تو آپ نے فرمایا اپنے بستروں میں بیٹھے رہو (کھڑا ہونے کی ضرورت نہیں) پھر آپ بیٹھ گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جس کا تم نے سوال عرض کیا ہے۔ جب تم اپنے بستروں میں داخل ہو تو ۳۴ بار اللہ اکبر، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۳ بار سبحان اللہ کہہ لیا کرو۔ یہ اس سے بہتر ہے جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے۔

۲۹۰۴ شرح : اس باب میں اس بات کی دلیل ہے کہ غنیمت کے مال کا پانچواں حصہ جسے خمس کہا جاتا ہے۔ یہ ملکی ضروریات و حوادث اور مساکین کی ضروریات پورا کرنے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے غریب طلبہ مساکین جو مسجد کے صفہ میں رہتے تھے۔ اور بیوہ عورتوں پر خرچ کرنے کو ترجیح دینا ہے۔ جبکہ سیدۃ النساء فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا نے چکی پیسنے کی مشقت کی شکائت کی اور قیدیوں میں سے کوئی خادمہ حاصل کرنی چاہی تو آپ نے ان کو خادمہ تو نہ دی اور ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ اور اہل صفہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ترجیح دی۔ اس میں اگرچہ خمس کا ذکر نہیں لیکن حدیث کا مفہوم یہی ہے۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ سوال تو صرف سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے کیا تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تسبیح و تہلیل اور تکبیر تم دونوں کے سوال سے بہتر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا سوال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رضاء سے تھا گویا کہ دونوں نے سوال کیا تھا اگر سوال پوچھا جائے کہ دنیا و آخرت کی خیریت کی وجہ کہاں پائی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ذکر کا فائدہ آخرت میں

marfat.com
Marfat.com

رکھے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام پر نام رکھ لیا کرو، اور میری کنیت نہ رکھو۔ کیونکہ مجھے قاسم بنایا گیا ہے۔ میں تم میں تقسیم کرتا ہوں۔ حصین نے کہا (آپ نے فرمایا) میں قاسم بنا کر بھیجا گیا ہوں میں تم میں تقسیم کرتا ہوں

ترجمہ : عمرو نے کہا ہم کو شعبہ نے قتادہ سے خبر دی انھوں نے کہا میں نے سالم کو جابر سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ اس شخص نے چاہا کہ بچہ کا نام قاسم رکھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھ سکتے ہو میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

۲۹۰۶ —

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ "قاسم" نام نہ رکھے۔ حالانکہ قاسم نہ تو

۲۹۰۵ - ۲۹۰۶ —

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور نہ ہی آپ کی کنیت ہے۔ بلکہ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا نام "قاسم" رکھا جائے تو یہ ضروری امر ہے کہ اس کا باپ ابوالقاسم ہوگا۔ تو باپ کی کنیت خاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی کنیت ہوگی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت "ابوالقاسم" اس لئے تھی کہ آپ کا صاحبزادہ قاسم تھا۔ "رضی اللہ عنہ" اس لئے یہ کنیت نہ تھی کہ آپ تقسیم کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اشتراکِ لفظی کی بنیاد پر اس سے احتراز کیا ہے (کرمانی)

حدیث کے سیاق اور الفاظ سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت "ابوالقاسم" اس لئے تھی کہ آپ لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں اگرچہ آپ کے صاحبزادے قاسم بھی تھے لیکن آپ نے اس وجہ سے کنیت ابوالقاسم ذکر نہیں فرمائی۔ اہلِ معانی کا اصول ہے کہ جب فعل متعدی کا معمول مذکور نہ ہو تو وہ عموم پر محمول ہوتا ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شئ تقسیم کرتے ہیں اگر کسی کو مال و اولاد یا حکومت و امارت ملتی ہے تو وہ آپ ہی کے دستِ اقتدار سے تقسیم ہوتی ہے بلکہ جنت میں مقامات و مراتب بھی آپ ہی تقسیم کریں گے شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات (صفحہ : ۲۹۶ جلد اوّل) میں ذکر کرتے ہیں "کہ از اطلاق سوال کہ ذمہ بخواہ و تخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کارِ ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد بدہد بفضلِ پروردگار خود بدہد۔ بیت : فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا ۔ وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بیت : اگر خیریت دُنیا و عُقبیٰ آرزو داری ۔ بدرگاہش بیاؤ ہر چہ مے خواہی تمنا کن

باب کا عنوان قرآن کریم کی اس آیت "وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ الآیۃ کا حصہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے مالِ غنیمت حلال کیا ہے۔ جبکہ پہلی اُمتوں کے لئے مالِ غنیمت حلال نہ تھا "مالِ غنیمت وہ مال ہے جو کافروں سے جنگ کرکے حاصل کیا جائے "فئ" وہ مال ہے جو کافروں سے جنگ کئے بغیر ہاتھ آئے اور وہ مال ہے جس پر وہ صلح کریں یا وہ مال چھوڑ کر مرجائیں اور ان کا کوئی وارث نہ ہو اور جزیہ اور خراج بھی فئ میں داخل ہیں" امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس کو تقسیم کرتے ہیں۔ اس میں کسی شئ کے آپ مالک نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شارح تراجم نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ

marfat.com
Marfat.com

٢٩٠٧ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ اَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ بِكُنْيَتِكَ فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ

ترجمہ : جابر بن عبد انصاری رضی اللہ عنہما نے کہا ہم انصار میں ایک شخص کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اُس نے اس کا نام قاسم رکھا! انصار نے کہا ہم تمہاری کُنیت ابو القاسم نہیں رکھنے دیں گے اور نہ ہی تیری آنکھ کو اس نام سے ٹھنڈا کریں گے۔ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کیا یا رسولَ اللہ! میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے۔ انصار کہتے ہیں ہم تمہاری کنیت ابو القاسم نہیں رکھنے دیں گے اور نہ ہی تیری آنکھ کو اس نام سے ٹھنڈا کریں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار نے اچھا کہا ہے تم میرے نام پہ نام رکھ لیا کرو میری کنیت پر کنیت نہ رکھو میں تو صرف قاسم ہوں"

٢٩٠٧ ـــ شرح : اہلِ علم میں اس مسئلہ کے متعلق اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی کنیت پر کسی کا کنیت رکھنے سے منع کرنا عام ہے یا خاص ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ ابو القاسم کنیت رکھنا ممنوع ہے نام جو بھی ہو۔ بعض علماء نے کہا بیٹے کا نام قاسم اور باپ کا ابو القاسم کنیت رکھنا ممنوع ہے۔ کیونکہ اگر بیٹے کا نام قاسم رکھا جائے تو یہ ضروری بات ہے۔ اس کا باپ ابو القاسم ہوگا تو یہ کنیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت پر ہوگی۔ بعض علماء نے کہا کہ آپ کا نام اور کنیت دونوں کو جمع کرنا ممنوع ہے۔ اگر نام محمد یا احمد نہ ہو تو ابو القاسم کنیت رکھنے میں حرج نہیں۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جمہور علماء اور فقہاءِ مطلقاً جواز کے قائل ہیں اور مذکور حدیث منسوخ ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسولَ اللہ! اگر آپ کے بعد میرا بچہ پیدا ہو تو میں اس کا نام آپ کے نام پر اور کنیت آپ کی کنیت پر رکھ سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں رکھ سکتے ہو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کا نام اور کنیت کو جمع کرنا آپ کے زمانہ شریف میں ممنوع تھا اب جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحِلَّتْ لَكُمُ الْغَنَائِمُ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِهِيَ لِلْعَامَّةِ حَتّٰى يُبَيِّنَهُ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٢٩١١ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا خَالِدٌ ثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ اَلْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

ہوئے سُنا کہ لوگ حق کے بغیر اللہ کے مال میں تصرف کرتے ہیں ان کے لئے قیامت میں آگ ہوگی "

٢٩٠٩ ـ ٢٩١٠ ـــ شرح : یعنی دراصل عطاء کرنے والا اور منع کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ جس قدر مجھے الہام کرتا ہے اور حکم فرماتا ہے۔ اسی قدر میں تم کو تقسیم کر دیتا ہوں۔ فاضل بریلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ؎ اللہ ہے مُعطی یہ ہیں قاسم ٭ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

خولہ انصاریہ کی حدیث میں " بغیر حق " کا معنی اگرچہ عام ہے لیکن یہاں مراد یہ ہے کہ مالِ غنیمت کی تقسیم کے بغیر اس میں تصرف کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح باب کا عنوان صراحۃً سمجھا جاتا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قتیبہ، لیث، سعید مقبری اور ابوالولید کے ذریعہ روائت ذکر کی ہے کہ ابوالولید نے کہا میں نے خولہ بنت قیس سے سُنا اور وہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی رفیقہ حیات ہیں اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا وہ کہ یہ مال سبز میٹھا ہے جو کوئی اس کو حق سے لے اس کے لئے اس میں برکت ہے اور جو کوئی حق کے بغیر اس میں تصرف کرے اس کے لئے دوزخ ہے۔ خولہ بنت قیس کی کنیت " ام محمد " ہے۔ اور خولہ بنت ثامر بھی وہی ہیں کیونکہ ثامر قیس بن قیس کا لقب ہے۔

باب ـــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تمہارے ہی لئے مالِ غنیمت حلال کر دیئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اللہ

نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے۔ جن کو تم حاصل کرو گے اور یہ تم کو بہت جلد دے دی ہیں اور یہ سب لوگوں کے لئے ہیں جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کر دیا ہے "

marfat.com
Marfat.com

حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ
۱۹۱۵ — هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ
اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِیْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِهٖ وَتَصْدِيْقُ
كَلِمَاتِهٖ بِاَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهٗ اِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ
مَعَ مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ

۱۹۱۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ
هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
غَزَا نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا يَتْبَعْنِیْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ
وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِیَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا اَحَدٌ بَنٰى بُيُوْتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا
وَلَا اَحَدٌ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ
الْقَرْيَةِ صَلٰوةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ اِنَّكِ مَاْمُوْرَةٌ وَ

۲۹۱۱ تا ۲۹۱۴ — شرح : یعنی مالِ غنیمت تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں تم سے پہلے یہ کسی کے لئے حلال نہ کئے گئے تھے۔ اور یہ عام لوگوں کے لئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں قرآن کریم نے اگرچہ ان کی تفصیل ذکر نہیں کی لیکن حدیث نے ان کی وضاحت کر دی ہے۔ عراق کے حکمران کو کسریٰ اور شام کے بادشاہ کو قیصر کہا جاتا تھا۔ حدیث ۲۸۲۴ء کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسریٰ کا تو نام و نشان ختم ہوگیا۔ اور اس کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیئے گئے۔ ان کا رہنا سہنا شام میں ہے۔ وہیں بیت المقدس ہے۔ جس میں نصاریٰ عبادت کرتے ہیں اور ان کے بادشاہ روم پر غالب نہ رہ سکے۔ ان کو وہاں سے جلاوطن کر دیا گیا اور ان کے خزانوں کے تمام ذخائر مسلمانوں کے ہاتھ لگے اور اس کے بعد کوئی قیصر نہ رہا حتی کہ آخر زمانہ میں قسطنطنیہ کی فتح میں اللہ کا مکمل وعدہ پورا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۹۱۵ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمہ لے رکھا ہے کہ جو کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا جس کو صرف اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کے وعدوں کی تصدیق نے باہر نکالا ہو۔ وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اس کو

marfat.com
Marfat.com

ہفتہ شروع ہو جاتا اس میں ان کے لئے جنگ کرنا حرام تھا۔ ممکن تھا کہ دشمن کو کمک پہنچ جاتی اور اس کو فتح کرنے میں دشواری ہوتی اس لئے سورج رکنے سے فتح میں آسانی رہی نیز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی سورج رُک گیا تھا۔ جبکہ آپ نے اہلِ مکہ کو شبِ اسراء کی صبح کو خبر دی کہ اس روز سورج چمکنے کے وقت قافلہ مکہ آئے گا چنانچہ لوگ قافلہ کا انتظار کرنے لگے تو اس کے آنے تک سورج رُکا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمانوں کی سیر کر کے واپس آئے اور بیت المقدس سے مکہ مکرمہ کو تشریف لا رہے تھے تو موضع ضجنان میں ایک قافلہ ملا جو مکہ کی طرف آرہا تھا۔ جب آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو لوگوں کو اس قافلہ کی خبر دی اور فرمایا اس وقت ان کا قافلہ تنعیم بیضاء سے اُتر رہا ہے۔ اس کے آگے آگے سیاہ رنگ کا اونٹ ہے۔ اس پر دو بوریاں ہیں ایک سیاہ اور دوسری سفید ہے۔ لوگ جلدی سے اس وادی میں پہنچے اور جو کچھ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہی دیکھا اور قافلہ آنے تک سورج رکا رہا اور غروب نہ ہوا۔ نیز خندق کے روز بھی سورج رُک گیا جبکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے رُک گئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تھا تو آپ نے عصر کی نماز ادا فرمائی۔ نیز ابن اسحاق نے مبتدا میں یحییٰ بن عروہ کے ذریعے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے روانہ ہو جائیں اور یوسف "علیہ السلام" کا تابوت ساتھ لے لیں جو دریائے نیل کے نصف میں مدفون تھا۔ اس کی تلاش میں کافی وقت گزر گیا حتیٰ کہ فجر طلوع ہونے کو تھی۔ اور انھوں نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ طلوعِ فجر میں تاخیر کرے گا تابوت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تابوت مل جائے۔ چنانچہ سورج رُک گیا حتیٰ کہ وہ طلوعِ فجر کے وقت روانہ ہو گئے۔ نیز حاکم نے اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ران پہ سر مبارک رکھ کر آرام فرما تھے۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا جب آپ بیدار ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم "میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ اے اللہ تیرے بندے علی نے اپنی ذات کو تیرے نبی کے لئے روکے رکھا تھا۔ سورج کو واپس لوٹا دے تاکہ علی نماز کو اپنے وقت میں ادا کرے چنانچہ سورج طلوع ہوا اور پہاڑوں اور زمین پر اس کی روشنی اور چمک ظاہر ہو گئی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضوء کیا اور عصر کی نماز ادا کی۔ یہ اسماء بنت عمیس کی حدیث ہے اور علاماتِ نبوت سے ہے۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں (طحاوی فی مشکل الآثار) ابن جوزی کا اس حدیث کو معلول کہنا صحیح نہیں۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے کعب الاحبار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک روز گھوڑوں کی دیکھ بھال میں مشغول رہے حتیٰ کہ سورج چھپ گیا۔ تو سلیمان علیہ السلام نے کہا ان گھوڑوں کو میرے پاس لاؤ جبکہ ان کی تعداد چودہ تھی۔ اور ان کی ٹانگیں اور گردنیں اُڑا دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ گھوڑوں کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے چودہ روز تک ان سے ملک چھین لیا کیونکہ یہ گھوڑوں پہ ظلم تھا۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کعب نے جھوٹ بولا البتہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دشمن سے جہاد کا ارادہ کیا تو گھوڑوں کی دیکھ بھال میں سورج چھپ گیا تو سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ هَلْ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ

٢٩١٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ ثَنَا اَبُوْمُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ قَالَ قَالَ اَعْرَابِيٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ وَيُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهٗ مَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

یہ آئت کریمہ تمام مسلمانوں کو شامل ہے اور اس مال میں ہر ایک کا حق ہے حتی کہ بکریاں چرانے والا جو میرے بعد آئے اس کا بھی اس میں حق ہے۔ اس لئے اُنھوں نے بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال کرتے ہُوئے ہر مفتوحہ علاقہ کو فاتحین میں تقسیم نہیں کیا تھا۔ مفتوحہ علاقہ کی تقسیم میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ اگر اس علاقہ کے لوگ مسلمان ہو جائیں تو وہ اس کے مالک ہیں اور وہ زمین عُشری کہلاتی ہے اس میں صرف عُشر واجب ہے اور اگر وہ معین خراج پر صلح سے فتح ہو تو جس پر مصالحت ہُوئی ہو اس سے زیادہ ان لوگوں پر واجب نہ ہوگا اور اگر غلبہ اور جنگ کے ساتھ علاقہ فتح ہو تو اس میں مسلمانوں کے مختلف آراء ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس کا حال غنیمت کے مال کی طرح ہے۔ اس کا خمس نکالنے کے بعد باقی چار اخماس غانمین میں تقسیم ہوں گے۔ جنہوں نے اس کو فتح کیا ہو امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا یہ امام کے سپرد ہے اگر وہ چاہے تو اس کو غنیمت قرار دے کر خمس نکالنے کے بعد باقی چار اخماس فاتحین میں تقسیم کر دے جس طرح جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اگر چاہے تو اس کو مسلمانوں کے لئے وقف کر دے

جس طرح جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں اجتہاد کرے اور اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرے۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہ فاتحین کا حق ہے ان میں تقسیم کیوں نہ کیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو راضی کر کے تمام پر وقف کر دے۔ قنیہ میں ہے کہ اگر امام کوئی علاقہ جنگ سے فتح کرے تو اس کو تقسیم نہ کرے اور اپنے حال پر رہنے دے جس طرح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ـ کیا جو کوئی حصُولِ غنیمت کے لئے جہاد کرے اس کے ثواب میں کمی ہوگی؟

٢٩١٨ـ ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

marfat.com
Marfat.com

هٰذَا لَكَ يَا اَبَا الْمِسْوَرِ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ وَكَانَ فِي خُلُقِهٖ شِدَّةٌ رَوَاهُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْيِئَةٌ تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ

بَابُ كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ وَمَا اَعْطٰى مِنْ ذٰلِكَ فِيْ نَوَائِبِهٖ

٢٩٢٠ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ ثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتّٰى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ

٢٩١٩ــــ شرح : باب کے عنوان کا معنیٰ یہ ہے کہ امام کے پاس جو کچھ آئے وہ حاضرین اور غائبین میں تقسیم کر دے۔ حاضرین کو عطاء کر دے اور غائبین کے لئے چھپا رکھے اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مخرمہ کے لئے سونے کے بٹنوں والی قباء چھپا رکھی تھی۔ جب مخرمہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر گیا اور اپنے بیٹے مسور سے کہا کہ حضرت سے اندر جا کر عرض کرو کہ میں حاضر ہو گیا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز پہچان کر قباء ہمراہ لائے اور مخرمہ کو اس کی خوبصورتی بتا رہے تھے کیونکہ مخرمہ کا مزاج طبعاً سخت تھا۔ حدیث ع ٢٤٨١ کی شرح دیکھیں "

باب بنو قُریظہ اور بنو نَضِیر کے اموال کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے تقسیم کیا اور اپنی ملکی ضرورتوں کے لئے اس میں سے کیا دیا؟

٢٩٢٠ــــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے کھجور کے درختوں میں سے کچھ درخت دیئے تھے۔ حتیٰ کہ قریظہ اور نضیر دونوں قبیلے فتح ہو گئے تو اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درخت ان کو واپس کر دیئے

marfat.com
Marfat.com

مِنْهُ فَاسْتَعِيْنُوْا بِيْ قَالَ وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِيْنَ وَمِائَةِ
اَلْفٍ فَبَاعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بِاَلْفِ اَلْفٍ وَسِتِّمِائَةِ اَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ
عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُوَافِنَا بِالْغَابَةِ فَاَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَكَانَ لَهُ عَلَى
الزُّبَيْرِ اَرْبَعُمِائَةِ اَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ اِنْ شِئْتُمْ تَرَكْتُهَا لَكُمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
لَا قَالَ فَاِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوْهَا فِيْمَا تُؤَخِّرُوْنَ اِنْ اَخَّرْتُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
لَا قَالَ فَاقْطَعُوْا لِيْ قِطْعَةً فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَكَ مِنْ هٰهُنَا اِلٰى هٰهُنَا قَالَ فَبَاعَ
مِنْهَا فَقَضٰى دَيْنَهُ فَاَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَنِصْفٌ فَقَدِمَ
عَلٰى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ
فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ قَالَ سَهْمٌ بِمِائَةِ اَلْفٍ قَالَ كَمْ
بَقِيَ قَالَ اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَّنِصْفٌ فَقَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَدْ اَخَذْتُ
سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَدْ اَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ وَقَالَ
ابْنُ زَمْعَةَ قَدْ اَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ اَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمْ بَقِيَ قَالَ

مدد لے لینا عبداللہ نے کہا زُبیر نے "غابہ" کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار سے خریدی تھی۔ اس کو عبداللہ نے سولہ لاکھ (۱۶,۰۰۰,۰۰۰) سے فروخت کیا پھر وہ کھڑے ہوئے اور کہا جس کسی کا زُبیر پہ قرض ہے وہ ہم سے غابہ میں پُورا کرلے اُن کے پاس حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ آئے جبکہ ان کا زبیر پہ چار لاکھ قرض تھا اُنھوں نے عبداللہ بن زُبیر سے کہا اگر تُم چاہو تو میں قرض چھوڑ دیتا ہُوں۔ عبداللہ نے کہا جی نہیں حضرت عبداللہ بن جعفر نے کہا اگر تم قرض کو مؤخر کرنا چاہو تو میں قرضہ مؤخر کرسکتا ہوں۔ عبداللہ نے کہا جی نہیں (یہ سُن کر) عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے غابہ میں سے کچھ حصّہ دے دو تو عبداللہ بن زبیر نے کہا آپ کے لئے یہاں سے وہاں تک ہے۔ راوی نے کہا عبداللہ نے غابہ کا کچھ حصّہ فروخت کیا اور حضرت عبداللہ بن جعفر کا پُورا قرض ادا کر دیا اور اس میں ساڑھے چار حصّے باقی بچ رہے۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ ان کے پاس عمرو بن عثمان مُنذر بن زبیر اور ابن زمعہ بیٹھے ہُوئے تھے۔ تو امیر معاویہ نے کہا غابہ کی زمین کی کتنی قیمت لگی ہے۔ عبداللہ نے کہا ہر حصّہ کی ایک لاکھ قیمت لگی ہے۔ امیر معاویہ نے کہا کتنا باقی رہ گیا ہے۔ عبداللہ نے کہا ساڑھے چار حصّے رہ گئے

marfat.com
Marfat.com

روانہ ہوگئے جبکہ لوگوں کی بہت بڑی جماعت بھی ان کے پیچھے چلی گئی۔ ان ایام میں یعلیٰ بن امیہ بھی مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے جبکہ ان کے پاس چھ لاکھ درہم اور چھ سو اونٹ تھے۔ انھوں نے اونٹوں کو ابطح وادی میں بٹھا دیا۔ اُدھر بصرہ سے ابن عامر اس سے زیادہ لوگ لے کر آگیا اور سب بنو امیہ ابطح وادی میں اکٹھے ہوگئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے فرمایا کہ حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہیئے۔ تو سب لوگوں نے آپ کی موافقت کی اور سب بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پر سوار تھیں جس کا نام "عسکر" تھا اس کو یعلیٰ بن اُمیہ نے قبیلہ عزینہ کے ایک شخص سے دوسو دینار سے خرید کیا تھا اور یہی ان کی راہنمائی کر رہا تھا۔ وہ جس وادی اور پانی سے گزرتے اس سے پوچھتے حتیٰ کہ حوءب کے مقام پر پہنچ گئے جو بصرہ کے قریب تھا تو وہاں کے کتوں نے بھونکنا شروع کیا لوگوں نے پوچھا یہ کونسا مقام ہے تو راہنمائی کرنے والے نے کہا یہ مقام حوءب ہے۔ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سُنا تو آپ نے آواز بلند فرمائی اور اپنے اونٹ کو وہاں بٹھا کر فرمایا "اللہ کی قسم! میں ہی صاحبۃ الحوءب ہوں۔ مجھے یہاں سے واپس کردو۔ آپ بار بار یہ فرماتی رہیں۔ یہ سُن کر لوگوں نے آپ کے اردگرد اونٹ بٹھا دیئے۔ اور وہ اصرار کرتے رہے لیکن ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سفر کرنے سے انکار کرتی رہیں۔ حتیٰ کہ شب و روز وہیں گزر گیا۔ پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما آپ کے پاس آئے اور کہا حضرت علی بھی لشکر لے کر آگئے ہیں۔ اس وقت اُنھوں نے سفر شروع کر دیا۔

مقام حوءب میں کتوں کے بھونکنے کی آواز سُن کر ام المؤمنین کا یہ فرمانا کہ میں ہی "صاحبۃ الحوءب" ہوں اس لئے کہا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا تم میں سے کسی ایک بیوی کا کیا حال ہوگا جبکہ اس کو دیکھ کر حوءب کے کتے بھونکیں گے۔ اس لئے ام المؤمنین نے حقیقتِ حال کو پہچانا اور اس حدیث کا مصداق اپنے آپ کو پایا اور واپس ہو جانا چاہا تھا۔ ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ۳۶ ہجری میں ربیع الآخر کے آخر میں نو سو نوجوانوں لے کر مدینہ منورہ سے نکلے جب ان کو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور طلحہ و زبیر کا بصرہ کی طرف آنے کی خبر پہنچی تو وہ مدینہ منورہ والوں میں سے چار ہزار کا لشکر لے کر ان کی طرف آگے بڑھے ان چار ہزار میں سے چار سو وہ صحابہ کرام تھے جنہوں نے شجرہ کے نیچے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور آٹھ سو انصار تھے۔ حضرت علی اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کے ساتھ تھے جبکہ لشکر کے میمنہ میں امام حسن اور میسرہ میں امام حسین تھے۔ گھوڑ سواروں پر عمار بن یاسر تھے جبکہ پیادہ فوج پر محمد بن ابی بکر تھے۔ اور لشکر کے مقدمہ پر حضرت عبداللہ بن عباس تھے رضی اللہ عنہم۔ پھر سب قصرِ عُبیداللہ بن زیاد کے پاس جمع ہوگئے اور ہر طرف لوگ ہی لوگ نظر آتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکر بیس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ جبکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا لشکر تیس ہزار کے لگ بھگ تھا۔ دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا اور وہ ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوئے اور جن لوگوں نے مبارزت کی ان میں سے حضرت زبیر بن عوام اور عمار بن یاسر تھے۔ عمار نے نیزہ کے ساتھ زبیر پر حملہ کیا جبکہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس پر حملہ کرنے سے رکتے تھے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "اے عمار تجھے باغی لوگ قتل کریں گے"، بہت لوگ قتل ہوئے اور حضرت زبیر میدان جنگ سے واپس ہوگئے۔ واقدی کی روائت کے مطابق ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ

marfat.com
Marfat.com

کو تحائف جو آپ کے مناسب تھے دے کر روانہ کیا اور جو لوگ ام المؤمنین کے ساتھ قتل سے بچ گئے تھے ان کو بھی ساتھ روانہ کیا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ہمراہ بصرہ کی معروف چالیس خواتین بھیجیں اور خود ام المؤمنین کو وداع کرنے گئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۳۶ ہجری میں رجب کی ابتداء میں ہفتہ کے روز روانہ ہوئیں اور کئی میل تک حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو وداع کرنے ہمراہ گئے۔ اور اپنے بیٹوں کو اُن کے ساتھ روانہ کیا کہ ایک دن اور رات ان کے ساتھ سفر میں رہیں پھر واپس آجائیں۔ واقدی نے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں کو حکم دیا جن کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ روانہ کیا تھا کہ وہ اپنے سروں پہ عمامے باندھیں اور تلواریں زیب تن کرلیں اور اُن سے فرمایا کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ عورتیں ہیں اور ام المؤمنین کے اردگرد دُور رہیں اور ان کے قریب نہ ہوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اسی حالت میں سفر کرتی رہیں حتی کہ مکہ مکرمہ تشریف لے آئیں اور وہاں اقامت کی اور حج کیا۔ مکہ کی عورتیں روتی ہوئی آپ کے پاس جمع ہوگئیں جبکہ آپ بھی رو رہی تھیں۔ ام المؤمنین سے سفر کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا علی نے مجھے بہت کچھ دیا لیکن انھوں نے میرے ساتھ مرد بھیج دیئے اُن عورتوں کو جب یہ خبر پہنچی تو وہ ام المؤمنین کے پاس آئیں اور اپنے چہروں سے حجاب اُٹھائے اور صورتِ حال سے آپ کو خبردار کیا تو ام المؤمنین سجدہ میں گر گئیں اور فرمایا خُدا کی قسم علی بن ابی طالب بہت کریم ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر سے علیحدہ ہوگئے تو عمرو بن جرموز اور فضالہ بن حابس جو بنی تمیم میں گمراہ شخص تھے۔ ان کے پیچھے لگ گئے اور راستہ میں اُنھوں نے حضرت زبیر کو پایا اور قتل کر دیا۔ بلکہ یوں کہا جاتا ہے کہ عمرو بن جرموز نے ان کو کہا مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ حضرت زبیر نے کہا قریب آجاؤ۔ حضرت زبیر کے آزاد کردہ غلام عطیہ نے کہا اس کے پاس اسلحہ ہے۔ زبیر نے کہا کوئی بات نہیں۔ وہ آگے آیا اور باتیں کرتا رہا اور نماز کا وقت ہوا تو حضرت زبیر نے کہا نماز پڑھو۔ اُس نے کہا اچھا نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت زبیر ان کو نماز پڑھانے آگے بڑھے تو عمرو بن جرموز نے نیزہ مار کر ان کو قتل کر دیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ عمرو بن جرموز نے حضرت زبیر کو وادی السباع میں پایا جبکہ وہ قیلولہ کر رہے تھے۔ تو سوتے میں اُن کو قتل کر دیا۔ یہ روایت زیادہ مشہور ہے۔ پھر حضرت زبیر کا سر علیحدہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ کسی نے حضرت علی سے کہا کہا ابن جرموز زبیر کا سر لایا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برجستہ فرمایا۔ جس نے زُبیر کو قتل کیا ہے اس کو دوزخ کی بُری خبر دو۔ اس وقت عمرو نے کہا ؎

میں علی کے پاس زُبیر کا سر لایا۔ حالانکہ میں اس کو اپنا قریب کا ساتھی شمار کرتا تھا ؛ سر دیکھنے سے پہلے اُس نے آگ کی بدخبری دی۔ یہ بشارت اور تحفہ بہت بُرا ہے ؛ میرے نزدیک زُبیر کا قتل اور ذی مُجفر میں بکری کا ضرطہ برابر ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

میں ہُوئی جبکہ ام المؤمنین اونٹ پر ہودج میں سوار تھیں - یہ لڑائی ۳۶ ہجری میں بصرہ کے قریب ہُوئی - چونکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اس جنگ میں اونٹ پر سوار تھیں اس لئے اس کو جنگ جمل کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے یہ جنگ ہُوئی تھی - اس میں ہر دو فریق یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ حق پر ہے اور دُوسرا فریق حق پر نہیں۔ اسی لئے وہ کہتے تھے کہ اس میں ظالم یا مظلوم قتل ہوں گے کیونکہ ان میں ہر ایک یہی خیال کرتا تھا کہ وہ فی نفسہٖ مظلوم ہے اور اپنے مخالف کے نزدیک ظالم ہے اور ہر ایک اپنے آپ کو مصیب کہتا تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ آج ظالم یا مظلوم قتل ہوگا اور میرا خیال ہے کہ میں مظلوم قتل ہوں گا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ صحابہ کی آپس میں جنگ باغیوں کی جنگ جیسی نہیں تھی جو عصبیت کی وجہ سے لڑتے ہیں کیونکہ ان میں قاتل و مقتول دونوں ظالم ہیں - چنانچہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے سامنے آجائیں تو قاتل و مقتول دونوں دوزخی ہیں - کیونکہ ان کی جنگ کسی صحیح تاویل کے بغیر ہوتی ہے جس کے باعث ان کا اللہ کے پاس کوئی عذر نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان میں سب ظالم ہی ظالم ہیں اور کوئی بھی مظلوم نہیں - حضرت زبیر، طلحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی جماعت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی معیت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کرنے نکلے تھے کہ عثمان کے قاتلوں پر حد قائم کی جائے۔ وہ حضرت علی سے جنگ کے لئے نہیں نکلے تھے۔ کیونکہ ساری امّت کا اس میں اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں سب سے زیادہ خلافت کے حق دار تھے - اس لئے جنگ کا جواز ہی ختم ہو جاتا ہے دراصل وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پناہ لے رکھی تھی حضرت علی نے خود ان کو نہیں چاہا تھا بلکہ اُنھوں نے یہ خیال کیا تھا کہ حالات درست ہو جائیں اور تمام امور اپنے طریقہ پر جاری ہو جائیں - حتیٰ کہ ان کے اعتبار سے اللہ کا حکم نافذ ہو - پھر ان لوگوں سے قصاص لیا جائے گا اس میں تاخیر کی وجہ صرف یہی تھی - لیکن اللہ کی تقدیر جاری ہُوئی اور دونوں طرف سے اجتہاد اور اصابت کی انتہاء خوشگوار ماحول سے تجاوز کر گئی اسی لئے حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا تھا کہ معاملہ سنگین حالات میں داخل ہو چکا ہے اور اس کے ٹلنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی - اور جنگ کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور مجھے نظر آرہا ہے کہ میں مظلوم قتل ہوں گا کیونکہ ان کی جنگ میں شرکت کی نیّت نہیں تھی اسی لئے وہ حضرت عمار سے مبارزت کے وقت بچاؤ کرتے رہے اور عمار پر حملہ نہ کیا حتیٰ کہ لشکر سے جُدا ہو کر واپس لوٹے اور راستے میں شہید ہو گئے -

حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد

جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ کو وصیت کی تھی اس وقت ان کے نَو بیٹے اور نَو بیٹیاں تھیں جبکہ اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر کے صرف چار بیٹے خُبَیب، عبّاد، ہاشم اور ثابت تھے اور باقی اولاد اس کے بعد پیدا ہُوئی تھی - ان کے نَو بیٹے عبداللہ، عروہ، مُنذِر، اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کے بطن سے عمرو اور خالد

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا بَعَثَ الْإِمَامُ رَسُولًا فِي حَاجَةٍ أَوْ أَمَرَهُ بِالْمُقَامِ هَلْ يُسْهَمُ لَهُ

۲۹۲۲ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا أَبُوعَوَانَةَ ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَوْهَبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ

باب ــ جب امام کسی کو ضرورت سے بھیجے یا اس کو کسی جگہ ٹھہرنے کا حکم دے کیا اس کو حصّہ دیا جائے؟

۲۹۲۲ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے اُنھوں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بدر کے روز صرف اس لئے حاضر نہ ہو سکے تھے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی جو اُن کی بیوی تھی بیمار تھیں تو اُن کو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ تمہیں اس شخص کے برابر ثواب اور حصّہ ملے گا جو بدر میں شریک ہُوا ہے۔

شرح : حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا ۲۹۲۲ــــ بیمار ہوگئیں تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمان سے فرمایا کہ ان کی تیمارداری کریں چونکہ وہ ان کی دیکھ بھال میں مصروف تھے اس لئے جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بدر میں شریک ہونے والوں کے برابر ان کو حصّہ دیا اور فرمایا اے اللہ! عثمان تیرے رسُول کے کام میں مصروف ہے۔ محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے ذکر کیا کہ بدر کی جنگ میں شریک نہ ہونے والے حضرت عثمان کے علاوہ اور آٹھ صحابہ کرام تھے "رضی اللہ عنہم"، ان کو بھی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شریک ہونے والوں کے برابر حصّہ دیا تھا وہ یہ حضرات ہیں :

(۱) طلحہ بن عُبیداللہ اس وقت شام میں تھے (۲) سعید بن زید بن عمرو بن نُفَیل بھی شام میں تھے
(۳) ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر کو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے روحاء سے واپس کر دیا تھا جبکہ آپ کو یہ خبر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَآئِبِ الْمُسْلِمِيْنَ
مَا سَأَلَ هَوَازِنُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَضَاعَةٍ فِيْهِمْ فَتَحَلَّلَ مِنَ
الْمُسْلِمِيْنَ وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعِدُ النَّاسَ اَنْ يُعْطِيَهُمْ
مِنَ الْخُمُسِ وَمَا اَعْطَى الْاَنْصَارَ وَمَا اَعْطٰى جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ مِنْ تَمْرِ خَيْبَرَ
۲۹۲۳ــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ ثَنِي اللَّيْثُ ثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَزَعَمَ عُرْوَةُ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ

باب ــ اس بات کی دلیل کہ خُمس مسلمانوں کی ضروریات

کے لئے ہے۔ قبیلہ ہوازن کا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے سامان کی واپسی کی درخواست کرنا ہے۔ کیونکہ آپ کی رضاعت بنو ہوازن میں ہُوئی تھی اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا لوگوں سے وعدہ کرنا ہے کہ آپ فئی اور انفال کے خمس سے ان کو بھی دیں گے اور جو انصار اور جابر بن عبداللہ کو تمرِ خیبر سے عطا فرمایا

شرح الباب

اس کے باب کے عنوان میں "واؤ عاطفہ" نہیں بلکہ استفتاح کی واؤ ہے اور ایسا ہوتا رہتا ہے کہ معطوف علیہ کے بغیر واؤ ذکر کی جائے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ذکر کیا کہ "خُمس جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ضروریات کے لئے ہے۔ اس کے بعد ذکر کیا کہ مسلمانوں کی ضروریات کے لئے ہے۔ پھر ذکر کیا کہ خمس امام کے لئے ہے۔ دراصل ان کے لئے ہے۔ پھر آپ کے بعد جو خلیفہ اور مسلمانوں کے امور کا متولی ہو اس کے لئے ہے وہ اس کا متولی ہوگا اور جس طرح جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تصرف فرماتے تھے اس طرح اس میں تصرف کرے گا اور اس باب میں جو ذکر کیا ہے کہ خمس مسلمانوں کی ضروریات کے لئے ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے متولی ہیں اور آپ جس قدر چاہیں اپنی ضروریات کے مطابق لے کر باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دیں۔ ایسے ہی خلفاء اور امراء کریں گے جو آپ کے بعد مسلمانوں کے امور کے متولی ہوں گے۔ عنوان کی ترکیب اس طرح ہے کہ لفظ

marfat.com
Marfat.com

قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ اَذِنَ مِنْكُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ
اِلَيْنَا عُرَفَآءُ وُكُمْ اَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَاَذِنُوْا
فَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنَا عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ

۲۹۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا حَمَّادٌ ثَنَا اَيُّوْبُ
عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ ح قَالَ اَيُّوْبُ وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ عَاصِمِ الْكُلَيْبِيُّ
وَاَنَا لِحَدِيْثِ الْقَاسِمِ بْنِ عَاصِمٍ اَحْفَظُ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ
مُوْسٰى فَاُتِيَ بِذِكْرِ دَجَاجَةٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ اَحْمَرُ كَاَنَّهُ
مِنَ الْمَوَالِيْ فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُهُ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ

ان کو صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے تو انھوں نے کہا ہم اپنے قیدی پسند کرتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے خطاب کیا اور جس کے اللہ تعالیٰ اہل ہے اس کی تعریف کی پھر فرمایا حمد وثنا کے بعد۔ یہ تمہارے بھائی تائب ہو کر آئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ میں ان کے قیدی انہیں واپس کر دوں جو کوئی خوشی سے یہ پسند کرے وہ ضرور کرے اور جو کوئی تم میں سے یہ پسند کرے کہ اپنے حصہ پر قائم رہے حتی کہ ہم اس کو وہ پہلی فئ سے ادا کر دیں گے جو اللہ تعالیٰ ہم کو دے گا۔ تو وہ بھی ضرور کرے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم ان کے قیدی واپس کرنے میں خوش ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے اس کی کس نے اجازت دی ہے اور کس نے اجازت نہیں دی۔ تم واپس چلے جاؤ حتی کہ تمہارے سردار تمہاری بات ہم تک پہنچائیں چنانچہ لوگ واپس چلے گئے اور ان کے سرداروں نے اُن سے کلام کیا پھر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ وہ سب خوش ہیں اور انھوں نے اجازت دے دی ہے۔ یہ واقعہ ہے جو ہوازن کے قیدیوں کے متعلق ہم تک پہنچا ہے۔ (حدیث ۲۳۷۲ کی شرح دیکھیں) اس حدیث کی عنوان سے مناسبت ”حَتّٰى نُعْطِيَهُ مِنْ اَوَّلِ مَا يَفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا“ کے الفاظ میں ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ یہ خُمس سے ہے۔

۲۹۲۴ — ترجمہ: ایوب نے ابو قلابہ سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھے قاسم بن عاصم کلیبی نے خبر دی اور میں قاسم کی حدیث زہدم سے یاد کرتا ہوں کہ ہم ابو موسیٰ کے پاس تھے

marfat.com
Marfat.com

۲۹۲۵ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرًا فَكَانَتْ سِهَامُهُمْ اِثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا

ہے۔ البتہ اس مُرغ میں اختلاف ہے جو نجاست کھاتا ہو۔ ابن عدی نے کامل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مُرغ کا گوشت کھانا چاہتے تو اس کو باندھنے کا حکم فرماتے۔ چند روز باندھنے کے بعد اس کو ذبح کر کے کھاتے تھے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی نے کوئی سُنّی کرنے یا ترک کرنے کی قسم کھائی حالانکہ قسم توڑنا اس پر قائم رہنے سے بہتر ہے۔ تو اس کے لئے قسم توڑ دینا مستحب ہے اور کفارہ لازم ہے اس میں سب علماء کا اتفاق ہے اور قسم توڑنے سے پہلے کفارہ کے عدمِ وجوب پر بھی سب کا اتفاق ہے۔ نیز اس میں بھی اتفاق ہے کہ حنث (قسم توڑنا) سے کفارہ کی تاخیر جائز ہے۔ اور قسم سے پہلے کفارہ دینا جائز نہیں۔ البتہ اختلاف اس میں ہے کہ قسم کھانے کے بعد حانث ہونے سے پہلے کفارہ جائز ہے یا نہیں" امام مالک، سفیان ثوری اور امام شافعی جائز کہتے ہیں۔ اور اگر کفارہ روزوں سے ادا کرنا ہو تو امام شافعی کہتے ہیں کفارہ بالصیام حنث سے پہلے جائز نہیں البتہ تکفیر بالمال حنث سے پہلے جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں حنث سے پہلے ہر حال میں کفارہ جائز نہیں۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی کھانا کھا رہا ہو تو اس حال میں اس کے پاس جانا جائز ہے۔ بشرطیکہ ان میں دوستانہ تعلقات ہوں ورنہ اجتناب کرنا مستحسن ہے اور صاحب طعام کو چاہیے کہ آنے والے کو ساتھ کھانے کی دعوت دے کھانا کم ہو یا زیادہ ہو۔ کیونکہ ایک کا کھانا دو (۲) کے لئے کافی ہوتا ہے ایسے ہی دو (۲) کا چار (۴) کے لئے اور چار (۴) کا آٹھ (۸) کے لئے کافی ہوتا ہے۔ کھانے پر زیادہ لوگ جمع ہو جائیں تو اس میں برکت آجاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف چھوٹا سا لشکر بھیجا جس میں عبداللہ بھی تھے۔ انھوں نے بہت اونٹ غنیمت حاصل کی۔ ان کے حصے میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ آئے۔ اور ایک ایک اونٹ حصہ سے زیادہ دیا گیا"

۲۹۲۵ ـــ

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چھوٹا لشکر بھیجتے تو بعض خاص آدمیوں کو عام لشکریوں کے حصہ سے زیادہ حصہ دیا کرتے تھے۔

۲۹۲۶ ـــ

marfat.com
Marfat.com

وَالْاٰخَرُ اَبُوْرُهْمٍ اِمَّا قَالَ فِیْ بِضْعٍ وَاِمَّا قَالَ فِیْ ثَلٰثَةٍ وَخَمْسِیْنَ اَوِاثْنَیْنِ وَخَمْسِیْنَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِیْ فَرَکِبْنَا سَفِیْنَةً فَاَلْقَتْنَا سَفِیْنَتُنَا اِلَی النَّجَاشِیِّ بِالْحَبَشَةِ وَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَاَصْحَابَهٗ عِنْدَهٗ فَقَالَ جَعْفَرٌ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هٰهُنَا وَاَمَرَنَا بِالْاِقَامَةِ فَاَقِیْمُوْا مَعَنَا فَاَقَمْنَا مَعَهٗ حَتّٰی قَدِمْنَا جَمِیْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ افْتَتَحَ خَیْبَرَ فَاَسْهَمَ لَنَا اَوْقَالَ فَاَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِاَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَیْبَرَ مِنْهَا شَیْئًا اِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهٗ اِلَّا اَصْحَابَ سَفِیْنَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَاَصْحَابِهٖ فَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ

ہم کشتی میں سوار ہوئے وہ ہم کو حبشہ میں نجاشی کی طرف لے گئی۔ ہم نے اس کے پاس حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کو پایا۔ تو جعفر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہاں بھیجا ہے اور ہم کو یہاں اقامت کا حکم فرمایا ہے۔ تم بھی ہمارے ساتھ رہو۔ ہم ان کے ساتھ رہے حتی کہ ہم سب مدینہ منورہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے جبکہ آپ نے خیبر فتح کیا تھا۔ تو آپ نے ہم کو مالِ غنیمت سے حصہ دیا اور آپ نے کسی کو غنیمت سے کچھ نہ دیا جو فتح خیبر سے غائب تھا صرف انہی لوگوں کو دیا جو آپ کے ساتھ تھے اور حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں سمیت اصحابِ سفینہ کو غنیمت کے مال سے دیا۔

۲۹۲۷ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ علماء نے کہا اس حدیث کے معنی میں تاویلات ہیں۔ ایک یہ کہ موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غانمین کے دل خوش کر لئے تھے۔ جیسے قبیلہ ہوازن کے لوگوں کو دیا تھا اور صحابہ کو آپ نے خوش کر لیا تھا۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ آپ نے ان کو اس مال سے دیا تھا جو جنگ کے بغیر حاصل ہوا تھا۔ کیونکہ سارا خیبر جنگ سے فتح نہیں ہوا۔ بعض جنگ سے اور بعض صلح سے فتح ہوا تھا۔
تیسری تاویل یہ کہ ان کو خمس سے دیا تھا جو فئی کے حکم میں ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں صرف کر سکتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام بخاری کا میلان تیسری تاویل کی طرف ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ کہیں بھی یہ منقول نہیں کہ آپ نے خیبر کے مجاہدین سے اجازت لی ہو۔
واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ وَقَالَ يَعْنِي ابْنُ الْمُنْكَدِرِ أَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ

۲۹۲۹ــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ غَنِيمَةً بِالْجِعِرَّانَةِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ اِعْدِلْ قَالَ لَقَدْ شَقِيتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ

ارادہ تھا کہ میں تمہیں دوں گا۔ سفیان نے کہا ہم کو عمرو نے محمد بن علی سے اُنھوں نے جابر سے روائت کی کہ مجھ کو لپ بھر کر دیا اور کہا ان کو شمار کرو تو میں نے وہ پانچ سَو پائے اور کہا اس کی دو مثلیں لے لو اور ابن مُنکدر نے کہا۔ بخل سے زیادہ کونسی بیماری ہے۔

۲۹۲۸ــ شرح : غالباً یہ منادی حضرت بلال تھے رضی اللہ عنہ،، اگر یہ سوال ہو کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارادہ تھا کہ جابر کو مال دیں گے تو ان کے بار بار مانگنے سے کیوں نہ دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی اور اہم امر کی وجہ سے منع کیا تھا یا اس لئے کہ جابر میں مانگنے کی حرص نہ بڑھے یا وہاں لوگوں کا ہجوم ہوگا یا کوئی اور مانع ہوگا۔ اُنھوں نے مطلقاً مال دینے سے منع نہیں کیا تھا۔

۲۹۲۹ــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ایک دفعہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اچانک ایک آدمی بولا عدل کریں۔ آپ نے اسے فرمایا : بدبخت اگر میں عدل نہ کروں تو اور کون عدل کرے گا،،

۲۹۲۹ــ شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ جعرانہ میں قبیلہ ہوازن کے غنائم تقسیم فرما رہے تھے۔ یہ غنائم چھ ہزار بچوں، عورتوں اور بے شمار اونٹوں اور بکریوں پر مشتمل تھیں۔ ایک روائت کے مطابق چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زائد بکریاں اور چار ہزار اوقیہ سے زیادہ چاندی تھی۔ واقدی کے مطابق ہر غازی کے حصّہ چار اونٹ چالیس بکریاں آئیں۔ سفیان بن عیینہ نے رافع بن خدیج سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤلفۃ القلوب کو ایک ایک سَو اونٹ دیئے چنانچہ ابوسفیان بن حرب کو ایک سو اونٹ، صفوان بن امیّہ کو ایک سَو اونٹ، عیینہ بن حصین کو ایک سَو اونٹ، اقرعِ بن حابس کو ایک سو اونٹ، علقمہ بن علاثہ کو ایک سو اونٹ، مالک بن عوف کو ایک سو اونٹ اور عباس بن مرداس کو سَو سے کم اونٹ دیئے۔

قولہ شَقِيتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ،، اکثر رواۃ ،، شقیت،، کی تا پر ضمہ پڑھتے ہیں اور شرط وقوع کو مستلزم نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں سے نہیں جو عدل و انصاف نہیں کرتے بلکہ آپ مجسّم عادل ہیں لہٰذا شقاوت

marfat.com
Marfat.com

باب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خُمس لئے بغیر قیدیوں پر احسان کیا"

۲۹۳۰ــــ ترجمہ : محمد بن جُبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان بدبودار لوگوں کے بارے میں مجھ سے بات کرتا تو میں اس کی خاطر ان کو چھوڑ دیتا۔

شرح ۲۹۳۰ــــ : جُبیر بن مُطعِم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قرشی ہے۔ مطعم بن عدی بدر سے سات ماہ قبل صفر کے مہینہ میں بحالتِ کفر فوت ہُوا تھا قریش نے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب سے بائیکاٹ کیا اور ایک صحیفہ لکھا کہ ان سے خرید و فروخت نہ کی جائے اور نہ ہی ان کے ساتھ شادی نکاح کیا جائے اور تین برس تک شعب میں ان کو محصور رکھا۔ مطعم بن عدی نے قریش کے اس صحیفہ کو ضائع کرنے کی ہر ممکن سعی کی تھی اس لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مکافات کے لئے یہ فرمایا تھا۔ ایک روایت کے مطابق ابو طالب اور ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف تبلیغ کرنے گئے تو طائف والوں نے آپ سے اچھا سلوک نہ کیا تو آپ کو مُطعم بن عدی نے مکہ میں پناہ دی اور آپ مکہ تشریف لے آئے۔ "نُتْنیٰ"، نتن کی جمع بمعنی ناپاک ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فدیہ کے بغیر امام قیدیوں پر احسان کر سکتا ہے۔ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ غنیمت کا مال تقسیم کے بعد غانمین کی مستقل ملکیت ہوتی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا نفسِ غنیمت کے حصُول سے وہ مالک ہو جاتے ہیں۔ بعض علماء نے استدلال کا جواب دیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غانمین کو خوش کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ حدیث میں کوئی لفظ نہیں جو اس کو منع کرے۔ اس لئے اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ استدلال صحیح ہے کیونکہ غانمین کی اس طرح طیبِ خاطر عقد اختیاری ہے یہ ہو سکتا ہے کہ بعض اس کا اذعان نہ کریں اور حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو اس کو چاہتا ہو۔ ابن قصار نے کہا اگر نفسِ عقد سے غانمین مالک ہو جائیں تو اگر غنیمت میں وہ لوگ ہوں جو غانمین میں سے کسی کے باپ یا اولاد وغیرہ ہوں تو اُن کا آزاد ہونا لازم ہوگا اور وہ اس کے حصہ میں شمار کیا جائے گا۔ جس کا وہ باپ وغیرہ ہوگا لہٰذا یہ امر ضروری ہے کہ غانمین تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت کے مالک نہیں ہوتے۔

واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۲۹۳۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُو الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ وَقَالَ اللَّيْثُ فِي يُونُسَ وَزَادَ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ وَقَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ وَعَبْدُ شَمْسٍ وَهَاشِمٌ وَالْمُطَّلِبُ إِخْوَةٌ لِأُمٍّ وَأُمُّهُمْ عَاتِكَةُ بِنْتُ مُرَّةَ وَكَانَ نَوْفَلٌ أَخَاهُمْ لِأَبِيهِمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب میں اسلام کے سبب ان کو اپنی قوم کے حلیفوں سے تکالیف پہنچی تھیں اس میں ان تکالیف کی طرف اشارہ ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام کی وجہ سے مکہ میں قریش نے پہنچائی تھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : جُبَیر بن مُطعِم رضی اللہ عنہ نے کہا میں اور عثمان بن عفان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بنی عبد المطلب کو مال دیئے اور ہم کو چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ ہم اور وہ آپ کی نسبت ایک ہی حیثیت میں ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنو مطلب اور بنو ہاشم ایک ہی شئی ہیں۔ لَیث نے کہا مجھے یُونس نے بتایا اور یہ اضافہ کیا کہ جُبیر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد شمس کے لئے تقسیم نہیں کیا اور نہ ہی بنی نوفل کے لئے تقسیم کیا۔ محمد بن اسحاق نے کہا عبد شمس، ہاشم اور مطلب اخیافی (ماں جائے) بھائی ہیں ان کی والدہ عاتکہ بنت مُرّہ ہے اور نوفل ان کے باپ کی طرف سے بھائی ہے (علاتی بھائی)۔

۲۹۳۱ — شرح : ابو داؤد کی روایت اس طرح ہے کہ جُبیر بن مُطعِم نے بیان کیا کہ وہ اور عثمان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرنے آئے کہ آپ نے بنی المطلب میں مال تقسیم فرمایا ہے اور ان کو نظر انداز کر دیا ہے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ہمارے بھائیوں بنی المطلب میں مال تقسیم فرمایا اور ہمیں نہیں دیا حالانکہ ہماری اور ان کی قرابت آپ سے برابر ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی شئی ہیں۔ کیونکہ عثمان اور جُبیر کی نسب

marfat.com
Marfat.com

۲۹۳۲ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنَ عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ بَيْنَا اَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ نَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَاِذَا اَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ حَدِيْثَةٍ اَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ بَيْنَ اَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِيْ اَحَدُهُمَا فَقَالَ يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ اَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ مَا حَاجَتُكَ اِلَيْهِ يَا ابْنَ اَخِيْ قَالَ اُخْبِرْتُ اَنَّهٗ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَئِنْ رَاَيْتُهٗ لَا يُفَارِقُ سَوَادِيْ سَوَادَهٗ حَتّٰى يَمُوْتَ الْاَعْجَلُ مِنَّا فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ فَغَمَزَنِيْ الْاٰخَرُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَهَا فَلَمْ اَنْشَبْ اَنْ نَظَرْتُ اِلٰى اَبِيْ جَهْلٍ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ اَلَا اِنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِيْ سَاَلْتُمَانِيْ عَنْهُ فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَضَرَبَاهُ

متعلق امام کا حکم ،،

شرح : اس مسئلہ میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہر مالِ غنیمت سے خُمس لیا جائے۔ البتہ مقتول کافر کے سامان سے خمس نہیں لیا جائے گا۔ امام احمد رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ امام کو اختیار ہے کہ سَلَب سے خُمس لے یا نہ لے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر سلب زیادہ ہو تو خمس لیا جائے گا ورنہ نہیں۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ نے کہا لشکر کے مالِ غنیمت سے سَلَب کا حکم اور دوسرے غنائم کا حکم ایک ہی ہے۔ لیکن جب امام یہ کہہ دے کہ جو کوئی کسی کافر کو قتل کرے وہ اس کے ساز و سامان کا مالک ہے تو وہ صرف قاتل کے لئے ہوگا۔ امام مالک بھی یہی کہتے ہیں۔ امام احمد نے کہا امام کی اجازت کے بغیر سَلَب نہ لے۔ کافر مقتول کے ساز و سامان کو سَلَب کہا جاتا ہے۔

۲۹۳۲ــــ ترجمہ : صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف اپنے باپ دادے سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا ایک دفعہ بدر کی جنگ میں میں صف میں کھڑا تھا۔ میں اپنے دائیں اور بائیں دیکھا تو دو انصاری کمسن لڑکے دکھائی دیئے۔ میری خواہش یہ تھی کہ میں دو طاقتور آدمیوں کے درمیان ہوتا۔ اس اثنا میں ان میں سے ایک نے مجھ سے آہستہ آواز سے پوچھا اے چچا ابوجہل کو پہچانتے

marfat.com
Marfat.com

نے کہا اگر سَلَب قاتل کے لئے ضروری ہوتا تو صرف قتل ہی سے وہ سَلَب کا مستحق ہو جاتا اور وہ دونوں کو دیا جاتا کیونکہ محض قتل میں دونوں شریک تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی کو سَلَب سے مخصوص کیا تو معلوم ہُوا کہ محض قتل سے استحقاقِ سَلَب نہیں ہوتا بلکہ امام کے معیّن کرنے سے سَلَب کا استحقاق پیدا ہوتا ہے۔ علماءِ مالکیہ کہتے ہیں۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سَلَب ایک کو دیا۔ کیونکہ امام کو سَلَب میں اختیار ہے جس کو چاہے دے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن مسعود ابوجہل کے پاس سے گزرے اور اس کو زمین پر گرا پڑا پایا تو کہا اللہ کی حمد ہے جس نے اسلام کو غالب کیا۔ ابوجہل نے کہا مجھے گالی دیتے ہو عبداللہ نے کہا ہاں بخدا میں تجھے قتل کروں گا۔ ابوجہل نے عبداللہ کی طرف تلوار پھینکی اور کہا اگر یہی بات ہے تو یہ لو حضرت عبداللہ نے تلوار پکڑ کر اس کو قتل کر دیا۔ پھر دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسولَ اللہ میں نے ابوجہل کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے اس سے قسم لی تو عبداللہ نے قسم کھا کر کہا میں نے قتل کیا ہے پھر آپ کو دکھایا تو آپ نے تین بار فرمایا اللہ کی حمد ہے جس نے اسلام اور مسلمانوں کو غالب کیا۔ ان روایات میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ ابوجہل کے قتل میں یہ سب حضرات شریک تھے مگر سَلَب اسی کو دیا جس نے اس کو شدید زخمی کیا تھا جو حقیقۃً اس کی موت کا سبب تھا۔ الحاصل سَلَب کے مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ نفسِ قتل سے قاتل سَلَب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ ،، امام کہے یا نہ کہے امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا مسلک یہ ہے کہ نفسِ قتل سے قاتل سَلَب کا مستحق نہیں ہوتا جب تک قتال سے پہلے امام یہ نہ کہے ،، جو کسی کافر کو قتل کرے اس کا مال و اسباب قاتل کے لئے۔ البتہ امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ سَلَب قاتل کو دیدے یا اس سے خمس لے سفیان ثوری نے مطلقاً کہا کہ سَلَب سے خُمس لیا جائے سلب زیادہ ہو یا کم ہو۔ امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔ اسحاق نے کہا اگر سلب زیادہ ہوں تو ان سے خمس لیا جائے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا : اگر یہ سوال ہو کہ غزوۂ بدر میں اس طرح مذکور ہے کہ جنہوں نے ابوجہل کو قتل کیا تھا وہ معاذ و معوّذ عفراء کے بیٹے تھے۔ اور وہاں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا اور اس کا سر اُتارا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ تینوں نے قتل کیا ہو اور شدید ضرب ابن جموح نے ماری ہو جس کے بعد زندہ رہنا محال ہو۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود آئے ہوں جبکہ اس ملعون کا آخری سانس ہو اور اس کے سر کو علیحدہ کر دیا ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک کام میں جلدی کرنا چاہیئے اور اللہ اور اس کے رسُول کے لئے غصّہ کرنا مستحب ہے۔ اور بڑے بڑے امور میں چھوٹے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ قولہ قَالَ مُحَمَّدٌ الخ اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث منقطع نہیں اور یوسف نے صالح سے اور ابراہیم نے اپنے باپ سے سماعت کی ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

وَجَلَسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا لَہٗ عَلَیْہِ بَیِّنَۃٌ فَلَہٗ سَلَبُہٗ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ یَّشْھَدُ لِیْ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِیْلًا لَہٗ عَلَیْہِ بَیِّنَۃٌ فَلَہٗ سَلَبُہٗ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ یَّشْھَدُ لِیْ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَۃَ مِثْلَہٗ فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَالَکَ یَا اَبَا قَتَادَۃَ فَاقْتَصَصْتُ عَلَیْہِ الْقِصَّۃَ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَدَقَ وَسَلَبُہٗ عِنْدِیْ فَارْضِہٖ عَنِّیْ فَقَالَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ لَاھَا اللّٰہِ اِذًا لَّا یَعْمِدُ اِلٰی اَسَدٍ مِّنْ اُسْدِ اللّٰہِ یُقَاتِلُ عَنِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ یُعْطِیْکَ سَلَبَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَاَعْطَاہُ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ مَخْرَفًا فِیْ بَنِیْ سَلِمَۃَ فَاِنَّہٗ لَاَوَّلُ مَالٍ تَاَثَّلْتُہٗ فِی الْاِسْلَامِ

لیا اس سے خُمس نہیں لیا گیا تھا۔ حُنین مکّہ سے تین میل دُور ہے۔ آٹھ ہجری میں وہاں جنگ لڑی گئی قولہ لَاھَا اللّٰہِ اِذًا اس کا معنیٰ لَا وَاللّٰہِ ،، ہے۔ واؤ قسم کی جگہ "ھا" کو ذکر کیا ہے۔ یعنی وَاللّٰہِ لَا یَکُوْنُ ذَا ،، ھا اور واو کو جمع نہیں کیا جاتا اور لَاھَا وَاللّٰہِ ،، نہیں کہا جاتا۔ ابوعثمانی مازنی نے کہا جس نے لاھا اللہ اذا کہا اس نے غلطی کی ہے یہ لاھَا اللّٰہ ذا ہے۔ جوہری نے کہا ھا حرفِ تنبیہ ہے۔ کبھی اس کو قسم میں ذکر کیا جاتا ہے۔ اور لاھا اللّٰہ مَا فَعَلْتُ ،، کہا جاتا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "لاھا اللّٰہ اذًا ،، کی تقدیر پر معنیٰ صحیح ہے یہ دراصل لَا وَاللّٰہِ اِذَا صَدَقَ لَا یَکُوْنُ ،، حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم شیر جیسے مرد کا قصد نہیں کریں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دین کی مدد کے لئے لڑتا ہے کہ اس کا حق لیں اور تجھے دے دیں لا واللہ! تجھے کیسے دیں گے حالانکہ وہ اللہ کا شیر ہے۔ یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابوبکر نے سچ کہا ہے اور ابوقتادہ کو سَلَب دے دیا۔ اور گواہ طلب نہ کیا کیونکہ آپ کو یقین ہوگیا تھا کہ ابوقتادہ ہی قاتل ہے۔ اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ جس کے قبضہ میں سلب تھا اس نے ابوقتادہ کے لئے اقرار کر لیا تھا کیونکہ مال سارے لشکر کی طرف منسوب ہے۔ اس شخص کے اقرار کا اعتبار نہیں۔ اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ سَلَب نفسِ غنیمت میں سے ہے۔ خُمس میں سے نہیں۔ کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابوقتادہ کو سَلَب تقسیم غنیمت سے پہلے دیا تھا جبکہ لڑائی ختم ہُوئی تھی۔ احناف اور مالکیہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لڑائی ختم ہونے کے بعد یہ فرمایا تھا حالانکہ اموالِ غنیمت جمع کئے جا چکے تھے۔ یہ وہ حالت ہے کہ غانمین کا حق چار خمس ادا کئے گئے تھے اور سَلَب خُمس

marfat.com
Marfat.com

بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَأُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يَدْعُوْ حَكِيْمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَآءَ فَيَاْبٰى اَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ اَنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَاَبٰى اَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنِّيْ اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِيْ قَسَمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَاْخُذَهٗ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ

۲۹۳۴ — ترجمہ : سعید بن مسیب اور عروہ بن زُبیر نے کہا کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو آپ نے مجھے دیا میں نے پھر مانگا تو آپ نے دیا۔ پھر مجھے فرمایا اے حکیم یہ مال سرسبز میٹھا ہے جو کوئی اس کو حرص کے بغیر لے گا اس کے لئے اس میں برکت ہوگی اور جو کوئی لالچ کے ساتھ لے اس کے لئے اس میں برکت نہ ہوگی مثل اس شخص کے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم نے کہا میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں آپ کے بعد کسی سے کچھ نہ لوں گا حتیٰ کہ دُنیا سے مفارقت کر جاؤں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حکیم کو وظیفہ دینے کے لئے بلاتے تو وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو بلاتے تاکہ ان کو وظیفہ دیں تو وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا معشر المسلمین! اے مسلمانوں میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اس مال سے حکیم کا حق اس کے سامنے پیش کرتا ہوں لیکن وہ لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ حکیم نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے کسی سے کچھ نہ لیا حتیٰ کہ فوت ہوگئے!

(حدیث ۱۳۸۹ کا مطالعہ کریں)

۲۹۳۵ — ترجمہ : نافع سے روائت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جاہلیت کے زمانہ میں مجھ پر ایک دن کا اعتکاف تھا

marfat.com
Marfat.com

۲۹۳۶ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ ثَنَا الْحَسَنُ ثَنِیْ عَمْرُو ابْنُ تَغْلِبَ قَالَ اَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَوْمًا وَمَنَعَ اٰخَرِیْنَ فَکَاَنَّہُمْ عَتَبُوْا عَلَیْہِ فَقَالَ اِنِّیْ اُعْطِیْ قَوْمًا اَخَافُ ظَلَعَہُمْ وَجَزَعَہُمْ وَاَکِلُ قَوْمًا اِلٰی مَا جَعَلَ اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مِنَ الْخَیْرِ وَالْغِنٰی مِنْہُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِکَلِمَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ زَادَ اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ یَقُوْلُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِمَالٍ اَوْ بِسَبْیٍ فَقَسَمَہٗ بِھٰذَا

یہ بھی مرسل ہے۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا۔ یہ بھی مرسل ہے مگر نافع کے قول کو حجت بنانا درست نہیں۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر نے ہر حدیث نافع سے بیان نہیں کی۔ اور نہ ہی عبداللہ بن عمر کی ہر حدیث نافع کو یاد ہے۔ اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ عبداللہ بن عمر خود نہ بھولے ہوں کیونکہ کسی شک وشبہ کے بغیر جعرانہ سے عمرہ ثابت ہے۔ قولہ زَادَ آہ ،، اس سے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث موصول ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دو لونڈیاں خمس سے حاصل کی تھیں۔ قولہ رواہ معمر آہ یعنی اعتکاف کی حدیث معمر نے بیان کی ہے۔ اور انھوں نے یوم کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ یوم ظرفیت کی بناء پر منصوب اور حکائت کی بناء پر مجرور ہے۔

۲۹۳۶ — ترجمہ: عمرو بن تَغْلِب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو مال دیا اور بعض کو نہ دیا جن کو نہ دیا انھوں نے غصہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا میں بعض لوگوں کو دیتا ہوں جبکہ ان کی کجروی اور بے صبری دیکھتا ہوں اور دوسروں کو میں اس کے سپرد کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں خیر اور استغناء رکھی ہے۔ ان میں سے عمرو بن تَغْلِب ہیں۔ عمرو بن تغلب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کے عوض میں نہیں پسند کرتا کہ میرے لئے سُرخ اُونٹ ہو۔ ابوعاصم نے جریر سے اضافہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا میں نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم سے عمرو بن تغلب نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال یا قیدی لائے گئے۔ تو آپ نے کو اس طرح تقسیم کیا

marfat.com
Marfat.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَاَمَّا اُنَاسٌ مِّنَّا حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ يُعْطِىْ قُرَيْشًا وَيَتْرُكُ الْاَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ اُعْطِىْ رِجَالًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْا اِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ مَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِىْ اِثْرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ عَلَى الْحَوْضِ قَالَ اَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ

حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون کے قطرے ٹپکا رہی ہیں۔ انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی یہ بات کہی گئی۔ تو آپ نے انصار کو پیغام بھیجا اور اُن کو چمڑے کے قبہ میں جمع کیا اور ان کے ساتھ ان کے علاوہ اور کسی کو نہ بُلایا جب وہ سب جمع ہوگئے تو اُن کے پاس جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا یہ کیسی بات ہے جو تمہاری طرف سے پہنچی ہے۔ ان میں سے سمجھدار لوگوں نے کہا یا رسُولَ اللہ! ہم سے سمجھدار لوگوں نے کچھ نہیں کہا البتہ ہم میں سے نوعمر لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشے آپ قریش کو دیتے ہیں اور انصار کو نظر انداز کرتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون ٹپکا رہی ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بعض لوگوں کو دیتا ہوں جن کے کفر کا زمانہ قریب ہے (نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں) کیا تم خوش نہیں کہ لوگ مال و دولت لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کا رسُول صلی اللہ علیہ وسلم لے کر جاؤ۔ اللہ کی قسم! جو تم لے کر جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر جائیں گے۔ انصار نے کہا کیوں نہیں یا رسُولَ اللہ! ہم خوش ہیں پھر آپ نے ان سے فرمایا تم عنقریب میرے بعد لوگوں کو ترجیح پاتا دیکھو گے تم صبر کرتے رہو حتیٰ کہ اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر پہ ملو حضرت انس نے کہا ہم نے صبر نہ کیا۔

۲۹۳۸ — شرح : محمد بن اسحاق صاحبِ مغازی نے کہا جن لوگوں کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز سَو سَو اونٹ ان کی تالیفِ قلب کے لئے دیئے تھے تاکہ وہ ایمان پر مضبوط رہیں۔ وہ ابوسفیان بن حرب، امیر معاویہ، حکیم بن حزام، حارث بن حارث، حارث بن ہشام سہل بن عمرو، مخویطب بن عبد العزیٰ، علاء بن حارثہ ثقفی، عُیینہ بن حصن، صفوان بن امیہ، اقرع بن حابس اور

marfat.com
Marfat.com

۲۹۴۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهُ اَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهُ جَذْبَةً شَدِيْدَةً حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِهٖ حَاشِيَةُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهٖ ثُمَّ قَالَ مُرْلِيْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَلَهٗ بِعَطَآءٍ

صفاتِ ذمیمہ کی کلیتہً نفی مقصود ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی یُوں ہوتا ہے کہ مفعول بمعنی ذی کذا آتا ہے لیسے فعیل بمعنی ذی کذا آتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ذی کذا کا باب فاعل اور فعال کے ساتھ خاص نہیں۔ لہٰذا ان الفاظ میں اصلِ فعل کی نفی ہوجاتی ہے اور یہی مقصد ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ یہاں کذوب وجبان کے ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقام کا مقتضیٰ یہ تھا کہ بخل کی نفی کی جائے پھر آپ نے فرمایا میں بخل کی نفی کرنے میں جھوٹا نہیں اور لو تم سے ڈر کر میں اس کی نفی نہیں کر رہا ہوں۔ پھر یہ مقام جوامع کلم سے ہے کیونکہ اصولِ اخلاق بردباری، سخاوت اور شجاعت ہیں، عدمِ کذب سے کمال قوتِ عقلیہ کی طرف اشارہ کیا جو حکمت ہے، عدمِ جُبن سے کمال قوت غضبیہ کی طرف اشارہ کیا جو شجاعت ہے اور عدمِ بُخل سے کمال قوت شہویہ کی طرف اشارہ کیا جو جود وسخا ہے۔ یہ تینوں صفات اصولِ اخلاق ہیں۔ پہلا صدیقین کا مرتبہ، دوسرا شہدآء کا مرتبہ اور تیسرا صالحین کا مرتبہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ (کرمانی)

(حدیث ۲۶۲۵ کی شرح دیکھیں)

۲۹۴۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ جبکہ آپ پر نجرانی چادر تھی جس کا حاشیہ موٹا تھا۔ آپ کو ایک اعرابی ملا۔ اس نے زور سے چادر کو کھینچا حتیٰ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کے ایک طرف دیکھا کہ اعرابی کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کنارے کا نشان پڑ گیا تھا۔ پھر اس اعرابی نے کہا میرے لئے اللہ کے مال سے حکم دیجئے جو آپ کے پاس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ہنس پڑے پھر اس کو کچھ دینے کا حکم فرمایا۔

۲۹۴۰ — شرح : اس حدیث کی مناسبت عنوان کے ساتھ اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کی اساءت کرنے کے باوجود اس کی تالیف کے لئے اس کو کچھ دیا۔ اعرابی کا یہ فعل اگرچہ ادب کے خلاف تھا اور قابلِ گرفت تھا لیکن آپ نے مسامحت اس لئے فرمائی کہ وہ جاہل آدابِ رسالت سے ناآشنا تھا۔ اس کی یہ حرکت جفاءِ قلب کا نتیجہ تھا اگر یہی فعل کوئی کرے تو یقیناً کفر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اَبِیْ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ کُنْتُ اَنْقُلُ النَّوٰی مِنْ اَرْضِ الزُّبَیْرِ الَّتِیْ اَقْطَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَاْسِیْ وَهِیَ مِنِّیْ عَلٰی ثُلُثَیْ فَرْسَخٍ وَقَالَ اَبُوْضَمْرَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ الزُّبَیْرَ اَرْضًا مِنْ اَمْوَالِ بَنِی النَّضِیْرِ

۲۹۴۳ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ ثَنَا الْفُضَیْلُ بْنُ سُلَیْمَانَ ثَنِیْ مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَجْلَی الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰی اَهْلِ خَیْبَرَ اَرَادَ اَنْ یُّخْرِجَ الْیَهُوْدَ مِنْهَا وَکَانَتِ الْاَرْضُ لَمَّا ظَهَرَ عَلَیْهَا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ فَسَاَلَ الْیَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّتْرُکَهُمْ عَلٰی اَنْ یَّکْفُوْا الْعَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ نُقِرُّکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ مَا شِئْنَا فَاَقَرُّوْا حَتّٰی اَجْلَاهُمْ عُمَرُ فِیْ اِمَارَتِهٖ اِلٰی تَیْمَآءَ وَاَرِیْحَآءَ

صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ انھیں وہاں اس شرط پر رہنے دیں کہ وہ زمین میں کاروبار کریں گے اور اُن کو آدھا پھل دیا جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تم کو جب تک ہم چاہیں رہنے دیتے ہیں وہ اس شرط پر وہاں رہنے لگے حتیٰ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ امارت میں تیماء یا اریحاء کی طرف جلاوطن کر دیا۔

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ جزیرۂ عرب میں دو دین اکٹھے نہیں رہ سکتے کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودیوں اور

۲۹۴۳ — نصاریٰ کو عرب سے باہر نکالنا چاہا تھا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو اس لئے نہیں نکالا تھا کہ وہ مرتدین کے ساتھ جنگ و جدال میں مشغول رہنے کے باعث فارغ نہیں ہوئے تھے یا ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی تھی یہودیوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کرنے سے پہلے کہ وہ مصالحت کے طور پر ان کو وہاں رہنے دیں خیبر کی زمین یہودیوں کی ملکیت تھی پھر جب اس پر آپ نے غلبہ حاصل کر لیا تو وہ زمین اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کی ملکیت ہو گئی۔ تیماء بلادِ طئی میں سے سمندر کے کنارے ایک گاؤں ہے اور اریحاء شام میں ایک گاؤں ہے۔
حدیث ۲۱۸۸ کی شرح دیکھیں ،،

marfat.com
Marfat.com

زِيَادٌ ثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ اَوْفٰى يَقُوْلُ اَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا فَلَمَّا غَلَتِ الْقُدُوْرُ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ وَلَا تَطْعَمُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقُلْنَا اِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ قَالَ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ وَسَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَرَّمَهَا الْبَتَّةَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ الْجِزْيَةِ وَالْمُوَادَعَةِ مَعَ اَهْلِ الذِّمَّةِ وَالْحَرْبِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

ہنڈیوں کو الٹ دو اور گدھوں کے گوشت سے کچھ نہ کھاؤ۔ عبداللہ نے کہا ہم نے خیال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے منع فرمایا ہے کہ اِن سے خُمس نہیں لیا جاتا۔ اور بعض لوگوں نے کہا ان کو قطعی طور پر حرام کر دیا ہے۔ میں نے سعید بن جُبَیر سے پُوچھا تو اُنھوں نے کہا ان کو بالکل حرام کر دیا۔

۲۹۴۶ — شرح : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ وہ کھانے کی اشیاء کھانے میں جلدی کیا کرتے تھے۔ اسی لئے اُنھوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس کا اقدام کیا اور جب ہنڈیاں اُلٹ دینے کا حکم ہُوا تو رُک گئے۔ گدھوں کی تحریم کی علت میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان کی تحریم کی علت یہ ہے کہ ان سے خُمس نہیں لیا جاتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خمس لیا جاتا تو حرام نہ ہوتے۔ بعض علماء نے کہا تحریم کی علت یہ ہے کہ یہ نجاست کھاتے ہیں۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ بوجھ اُٹھاتے ہیں اگر یہ حرام نہ کئے جاتے تو یہ ختم ہو جاتے اور بوجھ اُٹھانے میں تکلیف ہوتی۔ اور بعض صحابہ کرام نے کہا کہ ان کو حتمی طور پر حرام کر دیا صحیح احادیث سے یہی ثابت ہے۔ اور ان میں کوئی شک نہیں جس کسی حدیث میں ان کے حلال ہونے کا ذکر ہے وہ ان احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے بلکہ تفحص سے یہی ثابت ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے وہ نہی کی حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعَمْرِو بْنِ اَوْسٍ فَحَدَّثَهُمَا بَجَالَةُ سَنَةَ سَبْعِيْنَ عَامَ حَجَّ مُصْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَا اَهْلَ الْبَصْرَةِ عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْاَحْنَفِ فَاَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ فَرِّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوْسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ هَجَرَ

ہے ان سے فی کس چار دینار لئے جاتے ہیں جبکہ اہلِ یمن سے ایک دینار لیا جاتا ہے۔ اُنھوں نے کہا یہ مال داری کے باعث ہے (شامی یمنیوں سے زیادہ مالدار ہیں)

۲۹۴۷ — ترجمہ : سفیان نے کہا میں نے عمرو سے سُنا اُنھوں نے کہا میں جابر بن زید اور عمرو بن اوس کے پاس بیٹھا ہُوا تھا کہ ان سے بجالہ نے آبِ زمزم کی سیڑھیوں کے پاس ستر ہجری سنہ میں جس سال مصعب بن زُبیر نے اہلِ بصرہ کے ساتھ حج کیا تھا یہ کہا کہ میں اَحنف کے چچا جزء بن معاویہ کا کاتب تھا۔ ہمارے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط ان کی وفات سے ایک سال پہلے آیا کہ مجوسیوں کے ہر ذی رحم کے درمیان تفریق کر دو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے جزیہ نہ لیا حتّٰی کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس ہجر سے جزیہ لیا تھا۔

۲۹۴۷ — شرح : جزیہ جزآء سے ہے۔ وہ اہلِ کتاب سے مال لیا جاتا ہے جو ان کو دارالاسلام میں سکونت دینے کا عوض ہوتا ہے۔ مُوَادَعَتْ کا معنی متارکت ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کچھ مدت کے لئے مصلحت کی بناء پر اہلِ حرب سے لڑائی ترک کی جاتی ہے۔ باب کے عنوان میں لَفّ نشر مرتّب ہے کیونکہ جزیہ اہلِ ذمّہ سے لیا جاتا ہے اور مُوَادَعَتْ اہلِ حرب سے ہوتی ہے "

جب مشرکوں کی طاقت کمزور پڑ گئی اور وہ مسلمان ہونے لگے اور شرک و کفر خطۂ عرب سے رخصت ہُوا تو اللہ تعالیٰ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود و نصاریٰ سے جنگ کرنے کا حکم دیا اسی لئے آپ نے رومیوں سے جنگ کی تیاری کی اور عرب کے قبائل کو جنگ کے لئے طلب کیا۔ وہ سب جمع ہُوئے جن میں سے تیس ہزار نوجوان تھے۔ البتہ مدینہ منورہ اور اس کے ارد گرد کے بعض منافق نہ آئے یہ شدت کی گرمی کا زمانہ تھا اور سفر بھی بہت بعید تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رومیوں سے جنگ کرنے تبوک پہنچے اور بیس روز تک وہاں ٹھہرے اور

marfat.com
Marfat.com

۲۹۴۸ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَمْرَوبْنَ عَوْفٍ الْاَنْصَارِيَّ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِيْ عَامِرِ ابْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَاعُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَاْتِيْ بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَصَالَحَ اَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَآءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ فَوَافَتْ صَلٰوةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلّٰى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَهٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ وَقَالَ اَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَاعُبَيْدَةَ قَدْ جَآءَ بِشَيْءٍ قَالُوْا اَجَلْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ

رَسُوْل اللہ صَلَّی اللہ علیہ وَسَلَّم نے اہلِ بَحْرَیْن سے صلح کی تھی اور اُن پر علاء بن حضرمی کو امیر بنایا تھا ابوعُبَیْد بحرین سے مال لائے۔ تو انصار نے ابوعبیدہ کے آنے کی خبر سُنی۔ تو اُنھوں نے صبح کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ جب آپ ان کو نماز پڑھا چکے تو وہ آپ کے سامنے آئے جب ان کو جناب رَسُوْل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ مسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے یہ سُنا ہے کہ ابوعبیدہ کچھ لائے ہیں۔ اُنھوں نے کہا جی ھاں یارَسُوْل اللہ! آپ نے فرمایا تم کو خوشخبری ہو اور اس کی اُمید کرو جو تم کو خوش کرے گا بخدا! مجھے تم پر فقر کا ڈر نہیں لیکن مجھے خوف اس بات کا ہے کہ تمہارے لئے دُنیا اس طرح وسیع کر دی جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں کے لئے وسیع کر دی گئی۔ تم اس کی رغبت کرو گے جیسے اُنھوں نے رغبت کی وہ تم کو ہلاک کر دے گی جیسے ان کو ہلاک کیا۔

شرح ۲۹۴۸ــ : حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لائے۔ اس وقت بحرین کے لوگ مجوسی تھے۔ اور مُوَادَعت سے مراد ترکِ قتال ہے۔ لہٰذا ان سے جزیہ

marfat.com
Marfat.com

حَيَّةَ قَالَ فَنَدَبَنَا عُمَرُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِأَرْضِ الْعَدُوِّ وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرٰى فِي أَرْبَعِيْنَ أَلْفًا فَقَامَ تُرْجُمَانُهُ فَقَالَ لِيُكَلِّمْنِي رَجُلٌ مِّنْكُمْ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ سَلْ عَمَّا شِئْتَ قَالَ مَا أَنْتُمْ فَقَالَ نَحْنُ نَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شَقَاءٍ شَدِيْدٍ وَبَلَاءٍ شَدِيْدٍ نَمُصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوٰى مِنَ الْجُوْعِ وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعْرَ وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْأَرَضِيْنَ إِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُوْلُ رَبِّنَا أَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتّٰى تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ أَوْ تُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيْمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ فَقَالَ النُّعْمَانُ رُبَّمَا أَشْهَدَكَ اللّٰهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْدِمْكَ وَلَمْ يُخْزِكَ وَلٰكِنِّي شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتّٰى تَهُبَّ الْأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ

لگیں گے اور اگر سر توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں، دونوں پر اور سر ختم ہو جائیں گے۔ پس سر کسریٰ ہے پر قیصر ہے اور دوسرا پر فارس ہے۔ آپ مسلمانوں کو حکم دیں کہ وہ کسریٰ پر حملہ کریں۔ بکر اور زیاد دونوں نے جبیر بن حیہ سے روایت کی۔ انھوں نے کہا ہمیں عمر فاروق نے بلایا اور نعمان بن مقرن کو ہم پر حاکم مقرر کیا حتی کہ جب ہم دشمن کی زمین میں پہنچے تو ہمارے مقابلہ میں کسریٰ کی فوج کا سپہ سالار چالیس ہزار فوجی لے کر آیا۔ ترجمان اٹھا اور کہنے لگا تم میں سے کوئی آدمی میرے ساتھ بات کرے۔ مغیرہ نے کہا جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ اس نے کہا تم کون ہو مغیرہ نے کہا ہم عرب لوگ ہیں ہم سخت بدبختی کا شکار اور سخت مصیبت میں مبتلا تھے۔ بھوک کی وجہ سے چمڑے اور کھجوروں کی گٹھلیاں چوسا کرتے تھے اونٹوں اور بکریوں کے بالوں کے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ درختوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ زمین و آسمان کے پروردگار تعالیٰ ذکرہ وجلت عظمتہ نے ہم میں سے ہماری طرف نبی بھیجا ہم ان کے والد اور والدہ کو جانتے ہیں۔ ہمارے نبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا ہے کہ تم سے جنگ کریں حتی کہ تم صرف اللہ کی

marfat.com
Marfat.com

ہو کر بھاگا مسلمانوں نے اس کا تعاقب کر کے قتل کر دیا۔ اور فارس شکست کھا گئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے بہت لوگوں کو قتل کیا۔ ان میں تیس ہزار زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ان سب کو قتل کر دیا گیا۔ اور وہ لڑائی میں دس ہزار قتل ہوئے۔ مسلمان ان کا تعاقب کرتے رہے حتیٰ کہ وہ مدائن میں داخل ہو گئے جہاں ایوان کسریٰ تھا۔ بھاگنے والے لوگوں میں ہرمزان بھی تھا۔ پھر ان کے اور مسلمانوں کے مابین جنگ ہوئی پھر ان میں صلح ہو گئی۔ پھر صلح ختم ہو گئی تو ابو موسیٰ اشعری نے لشکر جمع کیا تو انھوں نے تستر میں ہرمزان کا محاصرہ کر لیا۔ جب ہرمزان تنگ پڑ گیا تو اس نے ابو موسیٰ کو پیغام بھیجا اور ان سے امن طلب کرتے ہوئے کہا کہ ان کو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا جائے ابو موسیٰ نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا اور اس کے ساتھ مسلمانوں کے مال غنیمت سے خمس روانہ کیا۔ جب وہ عمر فاروق کے پاس گیا اور ان کے چہرے پر اس کی نظر پڑی تو وہ سجدہ میں چلا گیا۔ پھر اس کی امیر المومنین سے گفتگو ہوتی رہی حتیٰ کہ وہ کسی جبر و اکراہ کے بغیر برضاء قلب مسلمان ہو گیا اور اس کے گھر کے افراد اور خدام جو اس کے ہمراہ تھے سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی قریبی لوگوں میں شمار کیا اور اس کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کبھی جدا نہیں ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ آپ شہید ہو گئے۔ ان کو ابو لؤلؤ نے شہید کیا تھا بعض لوگوں نے ہرمزان کو متہم کیا کہ اس نے ابو لؤلؤ کی معاونت کی ہے۔ اس لئے حضرت عبید اللہ بن عمر نے اس کو قتل کر دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہرمزان سے فارس، اصبہان اور آذربیجان کے متعلق مشورہ کیا تھا کہ پہلے کس سے جنگ کی جائے کیونکہ وہ ان لوگوں کے حالات کو خوب جانتا تھا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کے مقابلہ میں چالیس ہزار اہل فارس اور کرمان سے بیس ہزار نہاوند سے، بیس ہزار اصبہان سے، قم اور قاشان سے بیس ہزار، آذربیجان سے تیس ہزار اور دوسرے علاقوں سے بیس ہزار کے لشکر جمع کئے گئے جن کی کل تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار سوار تھے اس لشکر کا سپہ سالار غیرزان تھا بعض بندار اور بعض ذوالحاجبین کے نام ذکر کرتے ہیں۔ ابن اثیر نے کہا وہ خرزادبن ہرمز تھا۔ یہ جنگ نہاوند میں ہوئی تھی۔ اس کو مسلمان فتح الفتوح کہتے ہیں۔

واقدی کے مطابق ۲۱ ہجری میں یہ جنگ لڑی گئی۔ بعض نے ۱۷ ہجری بعض نے ۱۹ ہجری ذکر کی ہے۔ یہ بار بار واقعہ ہوا دوسرے واقعہ میں نعمان بن مقرن شہید ہوئے جو امیر لشکر تھے اور حضرت حذیفہ بن یمان ان کے قائم مقام ہوئے تھے"

اس حدیث سے زوال شمس کے بعد جنگ کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت مدد کی ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور مسلمان نمازوں میں عساکر اسلام کے لئے دعائیں کرتے ہیں

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْوُصَاةِ بِاَهْلِ ذِمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالذِّمَّةُ الْعَهْدُ وَاِلٌّ الْقَرَابَةُ

۲۹۵۱ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا اَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُوَيْرِيَةَ بْنَ قُدَامَةَ التَّمِيْمِیَّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قُلْنَا اَوْصِنَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِذِمَّةِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ ذِمَّةُ نَبِيِّكُمْ وَرِزْقُ عِيَالِكُمْ

بَابُ مَا اَقْطَعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ وَمَا وَعَدَ مِنْ مَالِ الْبَحْرَيْنِ وَالْجِزْيَةِ وَلِمَنْ يُقْسَمُ الْفَیْءُ وَالْجِزْيَةُ

۲۹۵۲ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ

باب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امن میں آنے والے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا،،

ذمہ کا معنی عہد اور اِلّ کا معنی قرابت ہے ،،

۲۹۵۱ — ترجمہ : جُویریہ بن قُدامہ تمیمی نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سُنا جبکہ ہم نے اُن سے کہا یا امیر المؤمنین آپ ہم کو وصیت کریں۔ آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ کے عہد کی وصیت کرتا ہوں اس کو پورا کرو، کیونکہ وہ تمہارے نبی کا عہد ہے اور تمہارے بال بچوں کا رزق ہے۔

۲۹۵۱ — شرح : کیونکہ ذمہ کے باعث جزیہ حاصل ہوتا ہے جو مسلمانوں میں تقسیم ہوتا ہے اور ان کی ضروریات میں خرچ ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمَّا قَبَضَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ
مَنْ كَانَتْ لَهٗ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَلْيَاْتِنِيْ
فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ قَالَ
لِيْ لَوْ قَدْ جَآءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَاَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا
فَقَالَ لِيْ اِحْثُهْ فَحَثَوْتُ حَثْوَةً فَقَالَ لِيْ عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا فَاِذَا هِيَ
خَمْسُمِائَةٍ فَاَعْطَانِيْ اَلْفًا وَّخَمْسَمِائَةٍ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ طَهْمَانَ
عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ اُنْثُرُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ اَكْثَرَ مَالٍ اُتِيَ
بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ اَنِّيْ فَادَيْتُ نَفْسِيْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا فَقَالَ

لڑائی کے بغیر کافروں کا مال حاصل ہو۔ بحرین ہندوستان کی جانب ایک شہر ہے۔ اس باب میں تین عنوان ہیں اور تین حدیثیں ہیں اور بالترتیب ہر حدیث عنوان کے ہر حصہ کے مطابق ہے۔ حدیث ۲۲۲۱ اور باب القطاع کی شرح دیکھیں "

۲۹۵۳ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اگر ہمارے پاس بحرین کا مال آیا تو میں تجھے اتنا اتنا اتنا دوں گا۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے اور بحرین کا مال آیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا جس کسی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہو۔ وہ میرے پاس آئے میں اُن کے پاس گیا اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا اگر بحرین کا مال آیا تو میں تجھے اتنا اتنا دوں گا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا تم دونوں ہاتھ بھر کر لے لو۔ میں نے ایک بار دونوں ہاتھ بھر کر لئے اُنھوں نے مجھے فرمایا ان کو شمار کرو میں نے شمار کئے تو وہ پانچ سو ہوئے تو آپ نے مجھے ایک ہزار پانچ سو دیئے۔ ابراہیم طہمان نے عبدالعزیز بن صہیب سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین کا مال آیا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِخْرَاجِ الْيَهُوْدِ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ

وَقَالَ عُمَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُقِرُّكُمْ مَا اَقَرَّكُمُ اللّٰهُ بِهٖ

۲۹۵۵ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ

باب اس کا گناہ جس نے ذمی عہد کو کسی جرم کے بغیر قتل کیا"

۲۹۵۴ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ذمی عہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔

۲۹۵۴ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مومن دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا اور یہ حدیث اس کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے مومن جنہوں نے کبیرے گناہ نہیں کئے وہ سب جنت کی خوشبو سونگھیں گے اور مذکورہ شخص اس وقت خوشبو نہ سونگھے گا۔ یا مراد یہ ہے کہ اُس نے ذمی کو جائز سمجھ کر قتل کیا تھا یا یہ حدیث تغلیظ پر محمول ہے۔

باب یہودیوں کو جزیرہ عرب سے نکالنا

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا میں تم کو اس وقت تک رہنے دوں گا جب تک تم کو اللہ رکھے گا !"

۲۹۵۵ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ہم مسجد میں تھے کہ نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهٗ فَقَالَ اِئْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا لَهٗ اَهَجَرَ اِسْتَفْهِمُوْهُ فَقَالَ ذَرُوْنِيْ الَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنِيْ اِلَيْهِ فَاَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ فَقَالَ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوٍ مِمَّا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَالثَّالِثَةُ اِمَّا اَنْ سَكَتَ عَنْهَا وَاِمَّا اَنْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيٰنُ هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمٰنَ

بَابُ اِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُوْنَ بِالْمُسْلِمِيْنَ هَلْ يُعْفٰى عَنْهُمْ

۲۹۵۷ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِيْ سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ اُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سَمٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا

پہلے کا واقعہ ہے جبکہ ابوہریرہ فتح خیبر کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

۲۹۵۶ــ ترجمہ : سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا جمعرات کا دن آہ جمعرات کا دن۔ پھر رو پڑے حتی کہ ان کے آنسوؤں نے کنکریاں تر کر دیں۔ میں نے کہا اے ابا العباس جمعرات کا دن کیسا تھا انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری زیادہ سخت ہوگئی۔ تو آپ نے فرمایا میرے پاس شانہ کی کوئی ہڈی لاؤ میں تمہارے لئے لکھ دوں اس کے بعد تم کبھی نہیں پھسلو گے۔ لوگ باہم جھگڑنے لگے اور نبی کے پاس جھگڑا کرنا نامناسب ہے۔ لوگوں نے کہا آپ کا حال کیسا ہے۔ کیا آپ دنیا سے ہجرت فرما رہے ہیں؟ اچھی طرح آپ کی بات سمجھو۔ آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو میں جس حال میں ہوں وہ اس حال سے اچھا ہے جس طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔ آپ نے ان کو تین امور کا حکم دیا۔ آپ نے فرمایا۔ مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو اور دوسرے ملکوں سے آنے والے وفد کو عطایا دو جیسے میں ان کو عطایا دیا کرتا تھا۔ تیسری بھی اچھی بات تھی یا تو آپ نے وہ بیان نہیں فرمائی یا اسے میں بھول گیا۔ سفیان نے کہا یہ سلیمان کا قول ہے۔

marfat.com
Marfat.com

میں رہیں گے پھر اس میں ہمارے بعد تم جاؤ گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی اس میں ذلیل و خوار ہو کر رہو گے بخدا! ہم تمہارے بعد ہرگز دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں تم سے کوئی سوال پوچھوں تو میرے سامنے سچ بولو گے؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں! یا ابا القاسم!! آپ نے فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا اس پر تم کو کس نے آمادہ کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا ہمارا خیال یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم کو آپ کی طرف سے آرام ہوگا اور اگر آپ نبی ہیں تو یہ آپ کو ضرر نہیں دے گا۔

۲۹۵۷ — شرح : خیبر کے یہودیوں نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو بطور ہدیہ بھیجا یہ ان کی بے وفائی تھی اور دھوکہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف کر دیا یا قتل کیا اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ یہ عورت مرحب یہودی کی بہن تھی اس کا نام زینب بنت حارث تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا تو کہنے لگی آپ نے میرے باپ، چچا، بھائی اور شوہر کو قتل کیا ہے۔ اس کا بھائی زُبیر شوہر سلام بن مشکم اور چچا بشار تھا۔ قاضی عیاض نے کہا اس عورت کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ مسلم کی روائت میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ! کیا ہم اس عورت کو قتل کر دیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ ابو سلمہ کی روائت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روائت کے مطابق جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بِشر بن براء بن معرور کے اولیاء کے سپرد کر دیا۔ کیونکہ بشر وہ گوشت کھانے سے ہلاک ہو گئے تھے تو اُنھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ ابن سحنون نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کر دیا تھا۔ ابو داؤد کی روائت میں ہے کہ آپ کے حکم سے اس کو قتل کر دیا گیا۔ زُہری کی روائت کے مطابق وہ مسلم ہو گئی تھی اس لئے اسے چھوڑ دیا گیا تھا۔ سہیلی نے کہا اس سے درگزر کر دیا گیا تھا۔ قاضی عیاض نے کہا ان روایات میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ پہلے اس عورت کو قتل نہیں کیا تھا پھر جب بِشر بن براء ہلاک ہُوئے تو اس ان کے وارثوں کے سپرد کر دیا اُنھوں نے اس کو قصاصًا قتل کر دیا۔ لہٰذا یہ صحیح ہے کہ فی الحال اس کو قتل نہ کیا اور اس کے بعد قتل کر دیا گیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اس حدیث سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ زہر سے قتل کرنا تیز دھار آلہ سے قتل کرنے کے مترادف ہے یہ بھی قصاص کو واجب کرتا ہے۔ علماء کوفہ نے کہا اس میں قصاص نہیں بلکہ عاقلہ پر دیت لازم ہے اُنھوں نے کہا اگر زہر پانی یا کھانے میں خلط ملط کر دیا جائے تو اس میں کوئی شئ واجب نہیں اور نہ ہی عاقلہ پر دیت لازم ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب جبرًا ایسا کیا تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ صحیح تر یہ ہے اس میں قصاص نہیں یہ ظاہر معجزہ ہے کہ زہر نے آپ کو اثر نہ کیا اور دوسرے لوگ جنہوں نے آپ کے ساتھ وہ وہ فوت ہو گئے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ زہر بذاتِ خود مؤثر نہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے اثر کرتا ہے۔ اسی لئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَمَانِ النِّسَآءِ وَجُوَارِهِنَّ

۲۹۵۹ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِي طَالِبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ اَبِي طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقُلْتُ اَنَا اُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ اَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّيْ عَلِيٌّ اَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ اَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا اُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ اُمُّ هَانِئٍ وَذٰلِكَ ضُحًى

تھے۔ اُنھوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر قاری مشرکوں کی طرف بھیجے تو ان لوگوں نے ان کو پکڑ کر قتل کر دیا حالانکہ ان کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ کسی پر غضبناک ہوئے ہوں جو ان لوگوں پر غضبناک ہوئے (حدیث ۹۵۴ کی شرح دیکھیں)

باب عورتوں کا کسی کو امان اور پناہ دینا

۲۹۵۹ ـــ ترجمہ: عمر بن عبیداللہ کے آزاد کردہ غلام ابونضر سے روایت ہے کہ ابومرہ مولیٰ ام ہانی بنت ابی طالب نے بیان کیا کہ اُنھوں نے ام ہانی بنت ابی طالب کو یہ کہتی ہوئی سنا کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے آپ کو غسل کرتے پایا جبکہ آپ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو پردہ کر رہی تھیں۔ میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ کون ہے۔ میں نے کہا میں ام ہانی بنت

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ إِذَا قَالُوا صَبَأْنَا وَلَمْ يُحْسِنُوا أَسْلَمْنَا

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ وَقَالَ مَتْرِسٌ فَقُدْ أَمَنَّهُ إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ الْأَلْسِنَةَ كُلَّهَا وَقَالَ تَكَلَّمْ لَا بَأْسَ

۲۹۶۰ — ترجمہ : ابراہیم تیمی نے اپنے باپ سے روائت کی کہ حضرت علی نے ہم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہمارے پاس اللہ کی کتاب کے سوا کوئی کتاب نہیں جسے ہم پڑھیں یا جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ اس میں زخموں کے احکام اور (دیت میں) اونٹوں کی عمریں ہیں اور مدینہ منورہ عَیر سے فلاں مقام تک حرم ہے جس نے اس میں کوئی نیا کام کیا یا کسی بدعتی کو جگہ دی اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا کوئی فرض اور نفل قبول نہ ہوگا اور جس نے غیر موالی کو اپنا ولی بنایا اس پر بھی اسی طرح لعنت ہو۔ تمام مسلمانوں کی ایک ہی ذمہ واری ہے جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا اس پر اس کی مثل لعنت ہو۔

شرح : یعنی جس نے کسی حربی کو امان دیا تو وہ امان تمام مسلمانوں کی طرف سے

۲۹۶۰ — متصوّر ہوگا امان دینے والا بڑا ہو یا چھوٹا غلام ہو یا آزاد مرد ہو یا عورت کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے دیئے ہوئے امان کو ختم کر سکے۔ امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا غلام کا امان دینا جائز ہے۔ وہ جنگ میں شریک ہو یا شریک نہ ہو۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا غلام کا امان جائز نہیں جب تک وہ جنگ میں شریک نہ ہو۔ امام مالک کے نزدیک بچہ کا امان دینا جائز ہے جبکہ وہ اسلام کو سمجھتا ہو۔ امام ابوحنیفہ، شافعی اور جمہور فقہاء بچہ کے امان کو جائز نہیں کہتے ہیں۔ اسی طرح مجنون کا امان جائز نہیں جیسے کافر کا امان جائز نہیں۔ اس میں سب کا اتفاق ہے۔ ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مسلمانوں کے خون برابر ہیں۔ مسلمان کے ذمہ کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک کوشش کرے۔

باب جب لوگوں نے کہا صَبَأْنَا اور أَسْلَمْنَا نہ کہہ سکے"

۲۹۶۱ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا خالد بن ولید نے ان کو قتل

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمُوَادَعَةِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهٖ وَاِثْمِ مَنْ لَمْ يَفِ بِالْعَهْدِ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

۲۹۶۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا بِشْرٌ هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ اِلٰى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ فَتَفَرَّقَا فَاَتٰى مُحَيِّصَةُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِيْ دَمِهٖ

باب مشرکوں کے ساتھ مال وغیرہ کے عوض صلح کرنا اور اس شخص کو گناہ جو عہد پورا نہ کرے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ ان سے صلح کرلیں"

۲۹۶۲ — ترجمہ: سہل بن ابی حثمہ نے کہا عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود بن زید خیبر کی طرف گئے۔ اس وقت خیبر والوں سے صلح تھی وہاں دونوں جدا جدا ہو گئے تو محیصہ عبداللہ بن سہل کے پاس آئے جبکہ عبداللہ خون میں لتھڑا ہوا تھا اور اس کو قتل کر دیا گیا تھا۔ محیصہ نے اس کو دفن کر دیا پھر مدینہ منورہ آیا اور عبدالرحمٰن بن سہل اور مسعود کے دونوں بیٹے محیصہ اور حویصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے کلام کرنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا بڑے کو بات کرنے دو جبکہ وہ سب سے چھوٹے تھے۔ وہ چپ ہو گئے اور دوسرے دونوں نے بات شروع کی۔ تو آپ نے فرمایا کیا تم قسمیں کھاؤ گے اور اپنے قاتل کے مستحق ہو جاؤ۔ انھوں نے کہا ہم کیسے قسمیں کھائیں حالانکہ ہم وہاں موجود نہ تھے اور نہ ہی ہم نے کچھ دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچاس یہودی قسمیں کھا کر بری الذمہ ہو جائیں گے۔ انھوں نے کہا ہم کافر لوگوں سے قسمیں کیسے لیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے دیت دے دی۔

marfat.com
Marfat.com

بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سُفْيٰنَ بْنَ حَرْبِ بْنِ اُمَيَّةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ هِرَقْلَ اَرْسَلَ اِلَيْهِ فِيْ رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ كَانُوْا تُجَّارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِيْ مَادَّ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا سُفْيٰنَ فِيْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ

بَابُ هَلْ يُعْفٰى عَنِ الذِّمِّيِّ اِذَا سَحَرَ

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سُئِلَ اَعَلٰى مَنْ سَحَرَ مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ قَتْلٌ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صُنِعَ لَهٗ ذٰلِكَ فَلَمْ يَقْتُلْ مَنْ صَنَعَهٗ وَكَانَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ

باب وفاءِ عہد کی فضیلت

۲۹۶۳ — ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ بن عُتبہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ ابوسفیان بن حرب نے اُن سے بیان کیا کہ ہرقل نے ان کی طرف پیغام بھیجا جبکہ وہ شام میں قریش تاجروں کے قافلہ میں تھے۔ اس مُدت میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسُفیان سے قریش کے کافروں کے ساتھ صلح کر رکھی تھی۔

۲۹۶۳ — شرح : اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ہرقل جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی تحقیق کفارِ قریش سے کرنا چاہتا تھا کہ غدر یعنی عہد شکنی ہر اُمّت میں مذموم اور قبیح رہی ہے اور پہلے نبیوں نے اس سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے اگر یہ شخص جنہوں نے نبوّت کا اعلان کیا ہے عہدِ شکنی کرتے ہیں اور عہد پُورا نہیں کرتے تو یہ نبی و رسول نہیں ہو سکتے کیونکہ جو شخص ایفاءِ عہد کرے رسُول ہمیشہ اس کی فضیلت بیان کرتے رہے ہیں (حدیث ۶ کی شرح دیکھیں)

باب ذمی جب جادو کرے تو کیا اسے معاف کر دیا جائے؟

۲۹۶۴ — ترجمہ : ابن وہب نے کہا مجھ سے یونس نے ابن شہاب کے ذریعہ بیان کیا کہ ابن شہاب زُہری سے پُوچھا گیا کیا ذمّی اگر جادو کرے تو اس کو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الْغَدَرِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ الْاٰيَةَ هُوَالَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ الْاٰيَةَ

۲۹۶۶ــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا اِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ فَقَالَ اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِيْ ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَاْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اِسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ

اس کنوئیں کا سارا پانی نکالا گویا کہ مہندی رنگ والا تھا پھر پتھر کو اٹھایا اور اس کے نیچے آپ کے سر مبارک کے بال شریف اور کنگھی کے دندانے اور ایک دھاگا ملا جس میں گیارہ گرہیں لگا رکھی تھیں اور ہر گرہ میں سوئی گاڑی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دو سورتیں مُعَوِّذَتَیْن نازل فرمائیں جب آپ آیت پڑھتے تو گرہ کھل جاتی اور جب آخری گرہ کھلی تو آپ کو افاقہ ہوگیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے گویا کہ رسیوں سے باہر نکلے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس خبیث کو پکڑ کر قتل کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تو اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی ہے اور میں لوگوں میں شر پھیلانا نہیں چاہتا ہوں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی غضبناک کرتا تو آپ اپنی ذات کے لئے اس سے انتقام نہیں لیتے تھے۔ البتہ شرعی امور میں آپ کے لئے انتقامی کارروائی فرماتے تھے۔ اسی لئے آپ نے یہودی جادوگر سے انتقام نہ لیا تھا۔ ملحدوں نے مائی صاحبہ کی اس حدیث پر اعتراض کیا کہ جادو کفر اور عمل شیطان ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ضرر کیسے پہنچی حالانکہ اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ اور فرشتے آپ کی حفاظت کرتے ہیں لیکن یہ اعتراض فاسد اور قرآن کریم کے ساتھ عناد ہے۔ کیونکہ آپ پر جادو کے جواز کو یہ لازم نہیں کہ وہ آپ پر ہمیشہ رہا اور اس نے شریعت مطہرہ میں کوئی اثر کیا ہو وہ مرض کی طرح تھا جو زائل ہوگیا۔ (اس کی مزید تشریح حدیث ۳۰۵۵ کی شرح میں دیکھیں)

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَيْفَ يُنْبَذُ إِلَى أَهْلِ الْعَهْدِ وَقَوْلِهِ

وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَآءٍ الْآيَةَ

۲۹۶۷ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِيمَنْ يُؤَذِّنُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَيَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ يَوْمُ النَّحْرِ وَإِنَّمَا قِيلَ الْأَكْبَرُ مِنْ أَجْلِ قَوْلِ النَّاسِ الْحَجُّ الْأَصْغَرُ "العمرة" فَنَبَذَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى النَّاسِ فِي ذٰلِكَ الْعَامِ فَلَمْ يَحُجَّ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الَّذِي حَجَّ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْرِكٌ

مسجون پائے گا وہ صلیب کو اُٹھا کر بلند آواز سے کہے گا جو صلیب کی عبادت کرنے والا ہے وہ اس کی مدد کرے ایک مسلمان کھڑا ہوگا وہ صلیب کو توڑ دے گا۔ اور کہے گا اللہ تعالیٰ ہی غالب ہے۔ اس وقت رومی عہد شکنی کریں گے اور صلح ختم ہو جائے گی۔ پھر روم کے بادشاہ خفیۃً جمع ہوں گے اور مسلمانوں کے مُلک پر حملہ کریں گے جبکہ مسلمان ان کی طرف سے غافل ہوں گے اور وہ صلح ہی خیال کئے ہوں گے کیونکہ عہد شکنی رومیوں کی طرف سے ہوگی وہ بارہ ہزار جھنڈے لے کر انطاکیہ پہنچیں گے جبکہ ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار فوجی ہوں گے۔ اس وقت سیدنا مہدی علیہ السلام شام، حجاز، کوفہ، بصرہ اور عراق کی طرف پیغام بھیجیں گے اور ان سے مدد طلب کریں گے۔ مشرق والے تو یہ جواب دیں گے کہ ہمارے دشمن خراسان سے حملہ آور ہُوا ہے ہم اس دھندے میں مشغول ہونے کے باعث مدد نہیں دے سکتے جبکہ کوفہ اور بصرہ سے کچھ مدد ملے گی وہ ان کو ہمراہ لے کر دمشق پہنچیں گے حالانکہ رومیوں نے وہاں چالیس ؒ کی اقامت میں بہت فتنہ فساد کیا ہوگا اور قتل و غارت کا بازار گرم کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صبر دے گا اور وہ ان کے مقابلہ میں نکلیں گے اور اس گھمسان کی جنگ ہوگی۔ بے شمار مسلمان شہید ہوں گے اور یہ ہولناک منظر ہوگا جس کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت عرب قبائل میں سے چار قبائل سلیم، فہد، غسان اور طی مرتد ہو کر رومیوں سے مل جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو استقلال اور نصرت و اعانت عطا کرے گا اور کافروں پر اپنا قہر و غضب نازل کرے گا۔ اس وقت کے مسلمان تمام مخلوق سے بہتر ہوں گے اور وہ اللہ کے مخلص بندے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِثْمِ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ

وَقَوْلِ اللّٰهِ اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ الاٰية ۲۹۶۸ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعُ خِلَالٍ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا مَنْ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ مَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا ۲۹۶۹ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

باب اس شخص کو گناہ جس نے عہد کر کے توڑ دیا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : جن لوگوں سے تم نے عہد کیا پھر وہ ہر دفعہ عہد توڑتے ہیں اور وہ ڈرتے نہیں ہیں "

۲۹۶۸ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں جس میں وہ پائی جائے وہ منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک ہو اس میں منافقت کی خصلت پائی جائے گی حتیٰ کہ اس کو چھوڑ دے (حدیث ۳۲ ، ۳۳ کی شرح دیکھیں) جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے جب عہد و پیمان کرے تو توڑ دے جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ کرے اور

۲۹۶۹ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے کے سوا کچھ نہیں لکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ مدینہ منورہ عَیر سے فلاں تک حرم ہے۔ جس نے اس میں کوئی بدعت شروع کی یا بدعتی کو جگہ دی اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کی کوئی فرض اور نفل عبادت قبول نہ ہوگی اور مسلمانوں کا ایک ہی ذمہ ہے جس کو پورا کرنے کی ادنیٰ شخص بھی سعی کرے جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا اس پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کی کوئی

marfat.com
Marfat.com

باب ۲۹۷۱ــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا اَبُوْحَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا وَائِلٍ شَهِدْتَ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ اتَّهِمُوْا رَاْيَكُمْ رَاَيْتُنِيْ يَوْمَ اَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَرُدَّ اَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهٗ وَمَا وَضَعْنَا اَسْيَافَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا لِاَمْرٍ يُفْظِعُنَا اِلَّا اَسْهَلْنَ بِنَا اِلٰى اَمْرٍ نَعْرِفُهٗ غَيْرَ اَمْرِنَا هٰذَا

کیسے معلوم ہے (کہ لوگ ہم کو جزیہ نہ دیں گے) ابوہریرہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں ابوہریرہ کی جان ہے۔ صادق مصدوق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لوگوں نے کہا ایسا کیوں ہوگا انھوں نے کہا اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کی بے حرمتی کی جائیگی تو اللہ تعالیٰ ذمیوں کے دل سخت کر دے گا اور وہ اپنے ہاتھوں میں جزیہ وغیرہ روک لیں گے۔

شرح : قولہ لَمْ تَجْتَبُوْا ،، تم بطور جزیہ اور خراج نہ لے سکو گے

۲۹۷۰ــ قولہ المصدوق ،، جس کو سچی خبر دی گئی۔ یعنی ایک زمانہ آئیگا کہ جو لوگ مسلمانوں کو جزیہ اور خراج ادا کرتے ہوں گے وہ روک لیں گے اس کا سبب یہ ہوگا کہ مسلمان احکام شرعیہ میں کاہلی کریں گے اور خدا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کا احترام نہ کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ جزیہ اور خراج ادا کرنے والے کافروں کے دل سخت کر دے گا اور وہ خراج ادا کرنا بند کر دیں گے اسی طرح مسلمانوں کی اقتصادی حالت کمزور ہو جائے گی کسی شخص کے سوال کے جواب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے یہ اس ذات ستودہ صفات اور سچ بولنے والی ذات مکرمہ نے بتایا ہے۔ جن کو جبرائیل علیہ السلام سچی خبریں دیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب

ترجمہ : ابوحمزہ نے کہا میں نے اعمش سے سنا کہ انھوں نے کہا میں نے

۲۹۷۱ــ ابووائل سے پوچھا کیا آپ جنگ صفین میں حاضر تھے انھوں نے کہا جی ہاں! اور میں نے سہل بن حنیف سے سنا کہ انھوں نے کہا تم اپنی رائے کو تہمت لگاؤ میں نے اپنی ذات کو ابوجندل کے روز دیکھا اگر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مسترد کرنے کی طاقت رکھتا تو مسترد کر دیتا ہم

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہرگز ضائع نہیں کرے گا تو سورۂ فتح نازل ہوئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر تک عمر فاروق کے پاس تلاوت فرمائی تو عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ فتح ہے!

۲۹۷۱ - ۲۹۷۲ - شرح "صفین"، دریائے فرات کے کنارے ایک مقام ہے۔ وہاں حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ اس جنگ میں سہل بن حُنیف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ ہر فریق کی رائے اجتہاد پر مبنی تھی اور وہ خود کو حق پر یقین کر رہے تھے۔ سہل دونوں فریقوں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے کہ تم اپنی اپنی رائے پر تہمت لگاؤ اور آپس میں نہ لڑو اس لئے وہ حضرت سہل بن حُنیف کو جنگ میں تقصیر کی تہمت لگا رہے تھے۔ اس لئے سہل نے کہا تم اپنی رائے پر تہمت لگاؤ میں تقصیر نہیں کر رہا ہوں اور میں اپنے ساتھیوں سے تقصیر ہرگز نہیں کر سکتا جیسے حدیبیہ کے روز ہم نے تقصیر نہیں کی تھی تم مجھے تقصیر کی طرف کیسے منسوب کرتے ہو اگر مجھ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مسترد کرنے کی طاقت ہوتی تو میں مسترد کر دیتا اس روز میرا جنگ سے رُکنا تقصیر کے طور نہیں تھا وہ صرف اس لئے تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح پر آمادہ تھے۔ ابو جندل کا نام عاص بن سہل ہے۔ وہ مکہ میں مسلمان ہو گئے تو مشرکوں نے ان کو سخت عذاب دیا وہ کسی حیلہ سے قیود و سلاسل سمیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تو ان کے والد سہل نے کہا یا محمد! پہلے یہ فیصلہ کریں اور ابو جندل کو واپس کریں ورنہ صلح نامکمل ہے تو آپ نے ابو جندل کو واپس کر دیا حالانکہ ابو جندل پکار پکار کہہ رہا تھا کیا مجھے مشرکوں کو واپس کر دیں گے حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ آپ دیکھ رہے ہیں مجھے کس قدر صعوبتوں اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے اور مجھے جسمانی تکالیف پہنچائی جا رہی ہیں۔ سہل پتھر اُٹھا کر اپنے بیٹے کے پاس گیا اور ان کی قید کو توڑ دیا۔ اس روز مسلمانوں کو بہت غیرت آئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہم حق پر نہیں؟ ہم کو کس لئے رُسوا کیا جا رہا ہے۔ ہم ابو جندل کو مشرکوں کے حوالے نہیں کریں گے اور اُن سے جنگ کریں گے اور اس صلح سے ہم راضی نہیں ہیں۔ چونکہ صلح کے اسرار کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے تھے اس لئے آپ نے صحابہ کو صلح پر مجبور کیا اور فرمایا یہ صلح ہماری کامیابی ہے یہ وہ امر تھا جس کو سہل اور دیگر صحابہ مسترد نہ کر سکتے تھے۔ سہل کا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنے کندھوں پر تلوار فتنہ ختم کرنے کے لئے رکھتے تھے اور تم فتنہ کو فروغ دینے کے لئے تلواریں کندھوں پر رکھتے ہو۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ صلح حدیبیہ دراصل فتح ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صلح پر آمادہ کیا اور ان کو بتایا کہ اس کے بعد اس کے مستحسن اثرات مرتب ہوں گے اسی طرح حضرت سہل بن حُنیف رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ تحکیم کو پسند نہیں کرتے اور جنگ کے التواء پر راضی نہیں کہ حدیبیہ کے روز بھی ہم صلح پر راضی نہ تھے لیکن صلح میں ہی فتح تھی اگرچہ بظاہر ابتداء میں ہم اس کو پسند نہ کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صلح پر مجبور کیا کیونکہ آپ ہی صلح کی مصلحت کو جانتے تھے۔ صلح

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہرگز ضائع نہیں کرے گا تو سورۂ فتح نازل ہوئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر تک عمر فاروق کے پاس تلاوت فرمائی تو عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ فتح ہے!

۲۹۷۱ - ۲۹۷۲ - شرح "صفین"، دریائے فرات کے کنارے ایک مقام ہے۔ وہاں حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ اس جنگ میں سہل بن حنیف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ ہر فریق کی رائے اجتہاد پر مبنی تھی اور وہ خود کو حق پر یقین کر رہے تھے۔ سہل دونوں فریقوں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے کہ تم اپنی اپنی رائے پر تہمت لگاؤ اور آپس میں نہ لڑو اس لئے وہ حضرت سہل بن حنیف کو جنگ میں تقصیر کی تہمت لگا رہے تھے۔ اس لئے سہل نے کہا تم اپنی رائے پر تہمت لگاؤ میں تقصیر نہیں کر رہا ہوں اور میں اپنے ساتھیوں سے تقصیر ہرگز نہیں کر سکتا جیسے حدیبیہ کے روز ہم نے تقصیر نہیں کی تھی تم مجھے تقصیر کی طرف کیسے منسوب کرتے ہو اگر مجھ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مسترد کرنے کی طاقت ہوتی تو میں مسترد کر دیتا اس روز میرا جنگ سے رکنا تقصیر کے طور نہیں تھا وہ صرف اس لئے تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح پر آمادہ تھے۔ ابو جندل کا نام عاص بن سہل ہے۔ وہ مکہ میں مسلمان ہو گئے تو مشرکوں نے ان کو سخت عذاب دیا وہ کسی حیلہ سے قیود و سلاسل سمیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تو ان کے والد سہل نے کہا یا محمد! پہلے یہ فیصلہ کریں اور ابو جندل کو واپس کریں ورنہ صلح نامکمل ہے تو آپ نے ابو جندل کو واپس کر دیا حالانکہ ابو جندل پکار پکار کہہ رہا تھا کیا مجھے مشرکوں کو واپس کر دیں گے حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ آپ دیکھ رہے ہیں مجھے کس قدر صعوبتوں اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے اور مجھے جسمانی تکالیف پہنچائی جا رہی ہیں۔ سہل پتھر اٹھا کر اپنے بیٹے کے پاس گیا اور ان کی قید کو توڑ دیا۔ اس روز مسلمانوں کو بہت غیرت آئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہم حق پر نہیں؟ ہم کو کس لئے رسوا کیا جا رہا ہے۔ ہم ابو جندل کو مشرکوں کے حوالے نہیں کریں گے اور ان سے جنگ کریں گے اور اس صلح سے ہم راضی نہیں ہیں۔ چونکہ صلح کے اسرار کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے تھے اس لئے آپ نے صحابہ کو صلح پر مجبور کیا اور فرمایا یہ صلح ہماری کامیابی ہے یہ وہ امر تھا جس کو سہل اور دیگر صحابہ مسترد نہ کر سکتے تھے۔ سہل کا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنے کندھوں پر تلوار فتنہ ختم کرنے کے لئے رکھتے تھے اور تم فتنہ کو فروغ دینے کے لئے تلواریں کندھوں پر رکھتے ہو۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ صلح حدیبیہ دراصل فتح ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صلح پر آمادہ کیا اور ان کو بتایا کہ اس کے بعد اس کے مستحسن اثرات مرتب ہوں گے اسی طرح حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ تحکیم کو پسند نہیں کرتے اور جنگ کے التوا پر راضی نہیں کہ حدیبیہ کے روز بھی ہم صلح پر راضی نہ تھے لیکن صلح میں ہی فتح تھی اگرچہ بظاہر ابتداء میں ہم اس کو پسند نہ کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صلح پر مجبور کیا کیونکہ آپ ہی صلح کی مصلحت کو جانتے تھے۔ صلح

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمُصَالَحَةِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ اَوْ وَقْتٍ مَعْلُوْمٍ

۲۹۷۴ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ ثَنِیْ شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ اَبِیْ اِسْحٰقَ ثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ ثَنِی الْبَرَاءُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَرَادَ اَنْ يَعْتَمِرَ اَرْسَلَ اِلٰى اَهْلِ مَكَّةَ يَسْتَاْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهِ اَنْ لَا يُقِيْمَ بِهَا اِلَّا ثَلٰثَ لَيَالٍ وَلَا يَدْخُلَهَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ وَلَا يَدْعُوَ مِنْهُمْ اَحَدًا قَالَ فَاَخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا لَوْ عَلِمْنَا اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَمْ نَمْنَعْكَ وَلَبَايَعْنَاكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اَنَا وَاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَنَا وَاللّٰهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَكَانَ لَا يَكْتُبُ قَالَ فَقَالَ لِعَلِیٍّ اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِیٌّ وَاللّٰهِ لَا اَمْحُوْهُ اَبَدًا قَالَ فَاَرِنِيْهِ فَاَرَاهُ اِيَّاهُ فَمَحَاهُ

باب تین دنوں یا وقت معلوم پر صلح کرنا

۲۹۷۴ــ ترجمہ : ابواسحاق نے کہا مجھ سے براء بن عازب نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو مکہ والوں کو پیغام بھیجا جبکہ آن سے اجازت حاصل فرما رہے تھے تاکہ مکہ میں داخل ہوں تو انھوں نے یہ شرط لگائی کہ آپ مکہ میں صرف تین دن ٹھہر سکتے ہیں اور غلاف پوش ہتھیاروں کے سوا اس میں داخل نہ ہوں اور نہ کسی کو اسلام کی دعوت دیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان میں شرط لکھنا شروع کیا اور یہ لکھا "اس شرط پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی ہے۔ قریش نے کہا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو منع نہ کرتے اور آپ کی بیعت کر لیتے لیکن یہ لکھو اس شرط پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا میں محمد بن عبداللہ ہوں اور بخدا

marfat.com
Marfat.com

أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهٗ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِذْ جَآءَهٗ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ بِسَلَا جَزُوْرٍ فَقَذَفَهٗ عَلٰى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهٗ حَتّٰى جَآءَتْ فَاطِمَةُ فَأَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهٖ وَدَعَتْ عَلٰى مَنْ صَنَعَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَعُقْبَةَ بْنَ أَبِيْ مُعَيْطٍ وَ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوْا فِيْ بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ أَوْ أُبَيٍّ فَإِنَّهٗ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَلَمَّا جَرَرُوْهُ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهٗ قَبْلَ أَنْ يُلْقٰى فِي الْبِئْرِ

اور اُن سے قیمت نہ لی جائے"

۲۹۷۵ ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فرما رہے تھے اور آپ کے اردگرد مشرک قریش تھے۔ اچانک عُقبہ بن ابی مُعَیط اونٹ کی جیر (الائش) لے کر آیا اور اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر ڈال دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک سجدہ سے نہ اُٹھایا حتی کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام تشریف لائیں اور اس کو آپ کی پشت مبارک سے ہٹایا اور اس کے لئے بددُعا کی جس نے یہ فعل کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! قریش کی جماعت کو سخت پکڑ۔ اے اللہ ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف یا ابی بن خلف کو ہلاک کر۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ بدر کی جنگ میں قتل ہوگئے اور اُمیہ بن خلف یا ابی بن خلف کے علاوہ ان کو کنوئیں میں پھینکا گیا کیونکہ امیہ بن خلف موٹا آدمی تھا جب اس کو کھینچا گیا تو کنوئیں میں پھینکنے سے پہلے اس کے سارے جوڑ علیحدہ علیحدہ ہوگئے۔

۲۹۷۵ ــــ شرح : جن کے لئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعاء کی وہ عقبہ بن ابی معیط

marfat.com
Marfat.com

۲۹۷۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ

دن پہچانا جائے گا۔

۲۹۷۷ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہر غدّار کا جھنڈا ہوگا جو اس کے غدر کے سبب گاڑا جائے گا۔

۲۹۷۶ ۲۹۷۷ — شرح : جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی غدر کرتا تو حج کے ایام میں اس کے لئے جھنڈا بلند کیا جاتا۔ تاکہ لوگ اس کو پہچان کر اس سے اجتناب کریں۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ قیامت میں اعلان کیا جائے گا کہ یہ فلاں شخص کا غدرہ ہے۔ قولہ لِغَدْرَتِهٖ "یعنی دُنیا میں اس کے غدر کے باعث، ابن عساکر کی روایت میں "بِغَدْرَتِهٖ" ہے۔ یعنی اس کے غدر کے سبب۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ غدّار کو قیامت میں اس کی بُری صفت کے باعث اس کو مشہور کیا جائے گا تاکہ محشر والے اس کی مذمت کریں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غدر حرام ہے۔ خصوصًا بادشاہ کے لئے سخت حرام ہے کیونکہ اس کے غدر کی ضرر اور اذیت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ بعض علماء نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ رعیت کو امام کے خلاف غدر سے منع کیا گیا ہے تاکہ وہ امام پہ خروج نہ کریں اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۹۷۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرس

تَفْہِیْمُ الْبُخَارِیْ

حصّہ چہارم ، پارہ : ۱۰ تا ۱۲

باب	صفحہ
دسواں پارہ	
باب ۔ شریکوں کے درمیان چیزوں کی منصفانہ قیمت لگانا ۔	۳
باب ۔ کیا تقسیم کرنے اور حصّہ لینے میں قرعہ اندازی کی جائے ؟	۶
باب ۔ یتیم اور اہلِ میراث کی شرکت ۔	۷
باب ۔ زمین وغیرہ میں شرکت کرنا ۔	۸
باب ۔ جب شرکاء مکان وغیرہ تقسیم کرلیں تو انہیں رجوع کا حق نہیں اور نہ ہی انھیں شفعہ کا حق ہے ۔	۹
باب ۔ سونے اور چاندی اور جس میں بیع صرف ہوتی ہے میں شرکت کرنا ۔	۹
باب ۔ ذمی اور مشرکوں کا مزارعت میں شرکت کرنا ۔	۱۰
باب ۔ بکریوں کو تقسیم کرنا اور ان میں انصاف کرنا	۱۱
باب ۔ طعام وغیرہ میں شرکت کرنا	۱۱
باب ۔ رقیق (غلام ، لونڈی) میں شرکت کرنا	۱۳
باب ۔ قربانی کے جانور اور اونٹوں میں شریک ہونا	۱۳
باب ۔ جس نے تقسیم میں دس بکریاں ایک اونٹ کے برابر کیں ۔	۱۵
کتاب الرھن	
باب ۔ حضر میں رہن رکھنا	۱۷

marfat.com

Marfat.com

باب	صفحہ
باب ۔ مکاتب کی طرف سے کونسی شرط جائز ہے ۔	۶۷
باب ۔ مکاتب کا مدد چاہنا اور لوگوں سے مدد کا سوال کرنا ۔	۷۰
باب ۔ مکاتب کی بیع جبکہ وہ راضی ہو ۔	۷۱
باب ۔ جب مکاتب کسی سے کہے مجھے خرید لو اور آزاد کر دو تو اُس نے آزاد کرنے کے لئے اُسے خرید لیا	۷۲
باب ۔ ہبہ کرنے کا بیان اور اُس کی فضیلت اور اس کی رغبت دلانا	۷۵
باب ۔ تھوڑی شئی ہدیہ کرنا	۷۷
باب ۔ جو کوئی اپنے دوستوں سے کوئی چیز طلب کرے	۷۷
باب ۔ جس نے پانی طلب کیا	۸۰
باب ۔ شکار ہدیہ قبول کرنا	۸۱
باب ۔ ہدیہ قبول کرنا	۸۳
باب ۔ جس نے اپنے دوست کو ہدیہ بھیجا اور اُس نے اُس دن کا ارادہ کیا جس میں وہ اپنی کسی ایک بیوی کے پاس ہو ۔	۸۶
باب ۔ ہدیہ واپس نہ کرنے کا بیان	۹۱
باب ۔ جس نے غائب چیز کے ہبہ کو جائز خیال کیا	۹۱
باب ۔ ہبہ کا بدلہ دینا	۹۲
باب ۔ اولاد کو ہبہ کرنے کا بیان	۹۲
باب ۔ ہبہ میں گواہ بنانا ۔	۹۵
باب ۔ شوہر کا اپنی بیوی کو اور بیوی کا شوہر کو ہبہ کرنا ۔	۹۶
باب ۔ عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کو ہبہ کرنا ۔	۹۹
باب ۔ کس کو ہدیہ پہلے دیا جائے	۱۰۲
باب ۔ جو کسی مجبوری کے باعث ھدیہ قبول نہ کرے ۔	۱۰۳
باب ۔ جب کوئی شئی ہبہ کی یا وعدہ کیا پھر موہوب لہٗ تک ہدیہ پہنچنے سے پہلے فوت ہوگیا ۔	۱۰۴
باب ۔ غلام اور سامان پر کس طرح قبضہ کیا جائے ۔	۱۰۶
باب ۔ جب کوئی شئی ہبہ کی اور دوسرے نے اُس پر قبضہ کر لیا ۔ اور یہ نہ کہا کہ میں نے قبول کیا	۱۰۸
باب ۔ جب کوئی شخص اپنا قرض کسی کو ہبہ کر دے ۔	۱۰۹
باب ۔ ایک شخص کا جماعت کو ہبہ کرنا	۱۱۱
باب ۔ مقبوضہ اور غیر مقبوضہ اور مقسومہ اور غیر مقسومہ ہبہ کرنا	۱۱۳
باب ۔ اگر ایک جماعت چند لوگوں کو ہبہ کرے ۔	۱۱۵
باب ۔ جس کو کوئی شئی ہدیہ بھیجی گئی جبکہ اُس کے پاس اور لوگ بیٹھے ہوں تو وہ ہدیہ کا زیادہ حقدار ہے ۔	۱۱۷

marfat.com
Marfat.com

کرے تو یہ جائز ہے	۱۸۳
باب ۔ مدح میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے	۱۸۵
اُتنا ہی کہے جو جانتا ہو۔	″
باب ۔ حاکم کا مدعی سے پُوچھنا کہ کیا تیرے پاس کوئی گواہ ہے ؟	۱۸۸
باب ۔ اموال اور حدود میں قسم مدعیٰ علیہ پر ہے	۱۸۹
باب ۔ اگر کوئی دعویٰ کرے یا کسی کو تہمت لگائے تو وہ گواہ تلاش کرے اور ان کی طلب میں سعی کرے۔	۱۹۳
باب ۔ عصر کے بعد قسم کھانا	۱۹۵
باب ۔ مدعیٰ علیہ وہاں قسم کھائے جہاں اس پر قسم واجب ہوئی ہو اور دوسری جگہ پر منتقل نہ کیا جائے۔	۱۹۶
باب ۔ جب لوگ قسم کھانے میں جلدی کریں	۱۹۷
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو لوگ اللہ کے عہد اور قسموں کے ذریعے قلیل ثمن لیتے ہیں۔	۱۹۸
باب ۔ قسم کس طرح لی جائے ۔	۱۹۹
باب ۔ جو کوئی قسم کے بعد بیّنہ (گواہ) پیش کرے۔	۲۰۱
باب ۔ جس نے وعدہ پُورا کرنے کا حکم دیا ۔	۲۰۲
باب ۔ مشرکوں سے گواہی وغیرہ کے متعلق نہ پُوچھا جائے ۔	۲۰۶
باب ۔ مشکل اُمور میں قرعہ اندازی کرنا	۲۰۷
کتاب الصلح	۲۱۲
باب ۔ لوگوں کے درمیان صلح کرا دینے کے متعلق منقول روایات	۲۱۳
باب ۔ جو لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولے اس کو جھوٹا نہ کہا جائے	۲۱۷
باب ۔ امام کا اپنے ساتھیوں سے کہنا ہمارے ساتھ چلو صلح کرائیں ۔	۲۱۷
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور وہ دونوں آپس میں صلح کرلیں۔ صلح بہتر ہے ۔	۲۱۸
باب ۔ اگر لوگ ظلم کی صلح کریں تو وہ صلح مردود ہے ۔	۲۱۹
باب ۔ مشرکوں کے ساتھ صلح کرنا ۔	۲۲۴
باب ۔ دیت میں صلح کرنا ۔	۲۲۷
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق ارشاد : کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان کے درمیان صلح کرا دو ۔	۲۲۹
باب ۔ کیا امام صلح کا اشارہ کر سکتا ہے ؟	۲۳۲
باب ۔ لوگوں کے درمیان صلح کرانے اور ان کے درمیان انصاف کی فضیلت	۲۳۳
باب ۔ جب امام صلح کی طرف اشارہ کرے اور وہ اس کا انکار کر دے تو وہ اپنا فیصلہ کر دے ۔	۲۳۴
باب ۔ قرضخواہوں اور میراث والوں میں صلح کرانا اور قرضخواہوں کو اندازہ سے ادا کرنا ۔	۲۳۵
باب ۔ قرض اور نقد مال کے عوض صلح کرنا ۔	۲۳۷

marfat.com

Marfat.com

باب	صفحہ
تم کر جاؤ اور دَین نکال کر،، کی تاویل۔	۲۹۸
باب۔ جب اقارب کے لئے وقف کیا یا وصیت کی اور قریبی لوگ کون ہیں۔	۳۰۲
باب۔ کیا عورتیں اولاد، قریبی رشتہ داروں میں داخل ہیں؟	۳۰۴
باب۔ کیا واقف اپنے وقف سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے؟	۳۰۶
باب۔ جب کوئی شئ وقف کی اور اور غیر کے حوالہ نہ کیا تو وقف جائز ہے	۳۰۷
باب۔ اگر کہے میرا مکان اللہ کے لئے صدقہ ہے اور فقراء وغیرہم کی تصریح نہ کی تو جائز ہے اور اسے اقارب میں جہاں چاہے صرف کرے	۳۰۸
باب۔ اگر کہے میری زمین یا میرا باغ میری والدہ کی طرف سے صدقہ ہے تو جائز ہے۔ اگرچہ یہ وضاحت نہ کرے کہ یہ کس کے لئے ہے	۳۰۹
باب۔ اگر اپنا بعض مال یا غلام یا اپنے جانور صدقہ یا وقف کر دے تو جائز ہے۔	۳۱۲
باب۔ جس نے اپنا صدقہ وکیل کے حوالہ کیا۔ پھر وکیل نے صدقہ کرنے والے کو واپس کر دیا۔	۳۱۴
باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جب تقسیم کرتے وقت قریبی لوگ اور یتیم و مسکین لوگ آئیں تو ان کو اس سے کچھ دو۔	۳۱۵
باب۔ کوئی اچانک فوت ہو جائے تو مستحب یہ ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کریں اور	۳۱۷
اور میت کی طرف سے نذر پوری کرنا۔	۳۱۷
باب۔ وقف اور صدقہ میں گواہ مقرر کرنا۔	۳۱۸
باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور یتیموں کو ان کے مال دے دو۔ اور ستھرے کے بدلے گندا نہ لو! الخ	۳۱۹
باب۔ اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو۔ الخ	۳۲۱
باب۔ یتیم کے مال میں وصی عمل کرے اور بقدرِ عمل اس سے کھائے	۳۲۲
باب۔ وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بڑی آگ بھرتے ہیں الخ	۳۲۴
باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وہ آپ سے یتیموں کے متعلق پوچھتے ہیں الخ	۳۲۶
باب۔ سفر اور حضر میں یتیم سے خدمت لینا جبکہ یتیم کے لئے بہتر ہو اور عورت اور اس کے شوہر کا یتیم کی دیکھ بھال کرنا۔	۳۲۷
باب۔ اگر زمین وقف کی اور اس کی حدود بیان نہ کیں تو جائز ہے اور یہی صدقہ کا حال ہے	۳۲۸
باب۔ اگر ایک جماعت مشترکہ زمین وقف کرے تو وقف جائز ہے	۳۳۰
باب۔ وقف کیسے لکھا جائے	"
باب۔ غنی، فقراء اور مہمان کے لئے وقف کرنا	۳۳۱

marfat.com

Marfat.com

باب	صفحہ
باب ۔ کافر مسلمان کو قتل کرے پھر خود مسلمان ہو جائے۔ اور اس کے بعد اپنا حال درست کرے اور قتل ہو جائے ۔	۳۸۹
باب۔ جس نے روزہ پر عزوہ کو پسند کیا ۔	۳۹۲
باب۔ اللہ کی راہ میں قتل کے سوا سات شہادتیں ہیں ۔	۳۹۲
باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھے رہیں اور وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں الخ	۳۹۲
باب۔ جنگ میں صبر کرنا۔	۳۹۵
باب۔ دشمن کے ساتھ جنگ کی ترغیب دلانا۔	۳۹۶
باب۔ خندق کھودنا۔	۳۹۸
باب۔ جس کو غزوہ سے عذر نے روک رکھا ۔	۳۹۹
باب۔ اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت۔	۴۰۰
باب۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت	۴۰۰
باب۔ اُس شخص کی فضیلت جو غازی کو تیار کرے یا اُس کا اچھا خلیفہ بنے ۔	۴۰۲
باب۔ کافروں کے ساتھ لڑائی کے وقت خوشبو لگانا۔	۴۰۳
باب ۔ دشمن کی جاسوسی کرنے کی فضیلت ۔	۴۰۵
باب۔ کیا ہم شخص کو دشمن کی اطلاع پانے بھیجا جائے؟	۴۰۶
باب۔ دو شخصوں کا سفر کرنا ۔	۴۰۷
باب۔ گھوڑوں کی پیشانیوں پر قیامت تک خیر باندھی گئی ہے	۴۰۷
باب ۔ جہاد نیک اور فاجر حاکم کی معیت میں جاری رہے گا۔	۴۰۹
باب ۔ جس نے اللہ کی راہ میں گھوڑا روکا۔	۴۰۹
باب ۔ گھوڑے اور گدھے کا نام ۔	۴۱۱
باب ۔ گھوڑے کے منحوس ہونے میں روایات۔	۴۱۲
باب ۔ گھوڑے تین قسم ہیں ۔	۴۱۵
باب ۔ جس نے جہاد میں کسی کے جانور کو مارا۔	۴۱۶
باب ۔ اکھڑ گھوڑے پر سواری کرنا۔	۴۱۷
باب ۔ گھوڑے کا مالِ غنیمت میں حصہ۔	۴۱۸
باب ۔ جس نے میدانِ جنگ میں غیر کا جانور کھینچا۔	۴۲۰
باب ۔ جانور کی رکاب	۴۲۲
باب ۔ برہنہ گھوڑے پر سوار ہونا ۔	۴۲۲
باب ۔ سُست گھوڑا ۔	۴۲۳
باب ۔ گھوڑوں کے درمیان دوڑ لگانا۔	۴۲۳
باب ۔ دوڑانے کے لئے گھوڑوں کو مضمر کرنا۔	۴۲۵
باب ۔ مضمر گھوڑوں کی دوڑ کی انتہا۔	۴۲۵
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ۔	۴۲۶
باب ۔ گدھوں پر جہاد کے لئے جانا ۔	۴۲۷
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید خچر۔	۴۲۷
باب ۔ عورت کا جہاد کرنا۔	۴۲۹
باب ۔ عورت کا سمندر میں جہاد کے لئے جانا۔	۴۳۰
باب ۔ کسی شخص کا اپنی بیوی کو جہاد میں ہمراہ لے جانا ۔	۴۳۱
باب ۔ عورتوں کا مردوں کے ساتھ مل کر	

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ
کریں اور انھیں کتاب اللہ کی تعلیم دیں۔	۴۸۵
باب ۔ مشرکوں کے لئے ہدائت کی دُعا کرنا تاکہ اُن کی تالیف قلب ہو ۔	۴۸۶
باب ۔ یہود و نصاریٰ کو دعوتِ اسلام دینا	۴۸۷
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام اور نبوّت کی طرف بُلانا اور یہ کہ اُن میں سے بعض بعض کو اللہ کے سوا معبود نہ بنائیں ۔	۴۹۰
باب ۔ جس نے جہاد کا ارادہ کیا اور اُس کے غیر کی طرف اشارہ کیا اور جس نے جمعرات کو سفر کرنا پسند کیا ۔	۵۰۴
باب ۔ نمازِ ظہر کے بعد سفر کرنا ۔	۵۰۶
باب ۔ مہینے کے اخیر میں نکلنا۔	۵۰۷
بارھواں پارہ	
باب ۔ رمضان مبارک میں سفر کرنا۔	۵۰۹
باب ۔ لوگوں کو وداع کرنا ۔	۵۱۰
باب ۔ امام کا حکم سُننا اور اطاعت کرنا	۵۱۲
باب ۔ امام کی طرف سے جنگ کی جائے اور اس کے ذریعے سے اپنا بچاؤ کیا جائے۔	۵۱۳
باب ۔ میدان جنگ میں فرار نہ ہونے کی بیعت کرنا۔	۵۱۵
باب ۔ امام کا لوگوں کی طاقت کے مطابق حکم کرنا۔	۵۱۹
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب شروع دن میں جنگ نہ کرتے تو اس میں تاخیر کرتے حتی کہ سُورج ڈھل جاتا :	۵۲۰
باب ۔ لوگوں کا امام سے اجازت لینا ۔	۵۲۱
باب ۔ جو میدان جنگ میں گیا حالانکہ اس کی نئی شادی ہُوئی ہو۔	۵۲۴
باب ۔ جس نے رُخصتی کے بعد میدان جنگ میں جانا پسند کیا ۔	۵۲۴
باب ۔ گھبراہٹ کے وقت امام کا سب سے پہلے آگے جانا ۔	۵۲۴
باب ۔ خوف و ہراس کے وقت تیزی کرنا اور گھوڑے کو ایڑی لگانا۔	۵۲۵
باب ۔ خوف و ہراس میں تنہا باہر نکلنا۔	۵۲۶
باب ۔ مزدور کا بیان۔	۵۲۹
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے میں روایات	۵۳۱
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ایک ماہ کی مسافت تک میری رعب سے مدد کی گئی ہے ۔	۵۳۲
باب ۔ جنگ میں زادِ راہ لے جانا	۵۳۵
باب ۔ کندھوں پر زادِ راہ اُٹھانا	۵۳۹
باب ۔ عورت کو اس کے بھائی کے پیچھے سوار کرنا	۵۴۰
باب ۔ غزوہ اور حج میں کسی کو پیچھے بٹھانا۔	۵۴۱
باب ۔ گدھے پر پیچھے بٹھانا	۵۴۲
باب ۔ جس نے رکاب یا اس جیسی کسی	

marfat.com

Marfat.com

باب	صفحہ
لئے حیلہ اور احتیاط کرنا۔	۵۸۹
باب ۔ جنگ میں رجز کہنا اور خندق کھودتے وقت آواز بلند کرنا۔	۵۹۰
باب ۔ جو کوئی گھوڑے پر نہ ٹھہر سکے۔	۵۹۱
باب ۔ جلائی ہوئی چٹائی سے زخم کا علاج کرنا۔	۵۹۲
باب ۔ لڑائی کے میدان میں جھگڑا اور اختلاف کی کراہت اور امام کے حکم کی نافرمانی کرنے کی عقوبت۔	۵۹۲
باب ۔ جب لوگ رات کے وقت خوف زدہ ہوں۔	۵۹۹
باب ۔ جس نے دشمن کو دیکھا اور بلند آواز سے پکارا "یاصباحاہ"، حتیٰ کہ لوگوں نے سنا۔	۶۰۰
باب ۔ جس نے کہا اس کو پکڑ لو اور میں فلاں کا بیٹا ہوں۔	۶۰۲
باب ۔ جب دشمن کسی مرد کے حکم پر اتر آئے۔	۶۰۳
باب ۔ قیدی کو قتل کرنا اور ایک جگہ روک کر قتل کرنا۔	۶۰۵
باب ۔ کیا کوئی شخص اپنے آپ کو گرفتار کرا دے اور جو کوئی گرفتاری نہ دے	۶۰۶
باب ۔ قیدی کو رہائی دلوانا۔	۶۱۱
باب ۔ مشرکوں کا فدیہ ادا کرنا۔	۶۱۲
باب ۔ جب حربی دار الاسلام میں امان لئے بغیر داخل ہو۔	۶۱۴
باب ۔ اہلِ ذمہ کی طرف سے لڑائی کی جائے اور ان کو غلام نہ بنایا جائے۔	۶۱۵
باب ۔ کیا ذمیوں اور ان کے معاملات میں سفارش کی جائے۔	۶۱۵
باب ۔ وفد کو عطیہ دینا۔	۶۱۶
باب ۔ قاصدوں کی آمد پر زیبائش کرنا۔	۶۲۰
باب ۔ بچوں پر اسلام کیسے پیش کیا جائے۔	۶۲۰
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود سے فرمانا مسلمان ہو جاؤ۔ سلامتی میں رہو گے!	۶۲۲
باب ۔ جب دار الحرب میں لوگ مسلمان ہو جائیں اور وہاں ان کے مال اور زمینیں ہوں تو وہ ان کی ہیں۔	۶۲۳
باب ۔ بادشاہ کا مسلمانوں کے نام لکھنا۔	۶۲۶
باب ۔ اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر کے ذریعہ دین اسلام کی مدد کرتا ہے۔	۶۲۸
باب ۔ جو شخص جنگ میں امیر بنائے بغیر امیر بن جائے۔ جبکہ دشمن سے خطرہ ہو۔	۶۳۰
باب ۔ امداد کے لئے کمک بھیجنا۔	۶۳۲
باب ۔ جس نے دشمن پر غلبہ پایا اور میدانِ جنگ میں تین دن اقامت کی	۶۳۳
باب ۔ جس نے میدانِ جنگ اور سفر میں غنیمت تقسیم کی۔	۶۳۴

marfat.com
Marfat.com

باب	صفحہ
غازی کے مال میں برکت	۷۰۰
باب ۔ جنگ جمل کے بعد	۷۰۵
باب ۔ حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت ۔	۷۰۶
باب ۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی سیرت ۔	۷۰۷
باب ۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا حُلیہ ۔	۷۰۷
باب ۔ جنگ جمل کی وجہ تسمیہ اور اس کا باعث ۔	۷۰۷
باب ۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد ۔	۷۰۸
باب ۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر کثرتِ قرض کا سبب	۷۰۹
باب ۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیویاں ۔	۷۰۹
باب ۔ جب امام کسی کو ضرورت سے بھیجے یا اس کو کسی جگہ ٹھہرنے کا حکم دے کیا اس کو حصّہ دیا جائے ؟	۷۱۰
باب ۔ اس بات کی دلیل کہ خمس مسلمانوں کی ضروریات کے لئے ہے ۔	۷۱۲
باب ۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس لئے بغیر قیدیوں پر احسان کیا ۔	۷۲۲
باب ۔ اس بات کی دلیل کہ خمس امام کے لئے ہے ۔	۷۲۳
باب ۔ جس نے مقتول کافروں کے سامان سے خمس نہیں لیا	۷۲۵
باب ۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤلفۃ القلوب وغیرہ کو خمس اور دوسرے مال میں سے دیا ۔	۷۲۶
باب ۔ دارالحرب میں جو کھانے کی چیز ملے	۷۴۱
باب ۔ ذمی کافروں سے جزیہ وصول کرنا اور حربی کافروں سے کچھ مدت کے لئے مصلحت کی وجہ سے لڑائی نہ کرنا ۔	۷۴۲
باب ۔ اگر امام کسی ملک کے بادشاہ سے مصالحت کرے تو کیا یہ باقی لوگوں کے لئے بھی ہوگا ۔	۷۵۱
باب ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امن میں آنے والے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا ۔	۷۵۲
باب ۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین میں جاگیریں دیں اور جو بحرین کے مال و دولت اور جزیہ سے دینے کا وعدہ کیا	۷۵۳
باب ۔ اس کا گناہ جس نے ذمی عہد کو کسی جرم کے بغیر قتل کیا	۷۵۶
باب ۔ یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکالنا	"
باب ۔ جب مشرک لوگ مسلمانوں سے دھوکہ کریں تو کیا انھیں معاف کر دیا جائے ۔	۷۵۹
باب ۔ امام کا ان لوگوں کے لئے بددُعا کرنا جو عہد شکنی کریں	۷۶۱
باب ۔ عورتوں کا کسی کو امان اور پناہ دینا	۷۶۲
باب ۔ مسلمانوں کا ذمہ اور ان کا پناہ دینا واحد ہے اور چھوٹے سے چھوٹا شخص اس کو پورا کرنے کی کوشش کرے ۔	۷۶۳
باب ۔ جب لوگوں نے کہا صباْنا اور اسلمنا نہ کہہ سکے ۔	۷۶۴
باب ۔ مشرکوں کے ساتھ مال وغیرہ کے عوض صلح کرنا اور اس شخص کو گناہ جو عہد پورا نہ کرے ۔	۷۶۶
باب ۔ وفاء عہد کی فضیلت	۷۶۸
باب ۔ ذمی جب جادو کرے تو کیا اسے معاف کر دیا جائے ۔	۷۷۱
باب ۔ غدر (عہد شکنی) سے بچنا ۔	۷۷۳
باب ۔ ذمیوں سے نقضِ عہد کس طرح کیا جائے ۔	۷۷۴
باب ۔ اس شخص کو گناہ جس نے عہد کر کے توڑ دیا ۔	۷۸۰
باب ۔ تین دنوں یا وقتِ معلوم پر صلح کرنا ۔	۷۸۱
باب ۔ غیر معین وقت کے لئے صلح کرنا ۔	۷۸۱
باب ۔ مشرکوں کی لاشوں کو کنوئیں میں پھینکنا اور ان سے قیمت نہ لی جائے ۔	۷۸۲
باب ۔ نیک اور بد سے غداری (عہد شکنی) کرنے والے کو گناہ	۷۸۳

Marfat.com

تفہیم البخاری

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

جامعہ رضویہ فیصل آباد

حقوق طبع مؤلف کے لئے محفوظ

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

اور جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸ سورۂ حشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

حصّہ پنجم (۵)

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد

ناشر: محمد حبیب الرحمٰن رضوی
جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد۔ فیصل آباد

marfat.com
Marfat.com

بار اوّل : ایک ہزار

مطبع :

الجدہ پرنٹرز 22/SR

احاطہ ترلوک چند

اردو بازار ، لاہور

ناشر : صاحبزادہ حبیب الرحمٰن جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ فیصل آباد

کتابت : حکیم محمود احسن محلہ اسلام پورہ منڈی چوہڑکانہ

ضلع شیخوپورہ

ھدیہ : 150/00

؎ نورِ نگاہِ چشمِ رسالت ہے فاطمہ ٭ تابندگیٔ اوجِ امامت ہے فاطمہ

تنویر الاَزہار ترجمہ نُور الاَبصَار

مترجم : شیخ الحدیث علامہ غُلام رسُول رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد

marfat.com

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الجزء الثالث عشر

كتاب بدء الخلق

باب ما جاء في قول الله وهو الذي يبدؤا الخلق ثم يعيده

marfat.com
Marfat.com

يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ وَقَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ وَالْحَسَنُ كُلٌّ عَلَيْهِ هَيِّنٌ وَهَيِّنٌ مِثْلُ لَيِّنٍ وَلَيِّنٍ وَمَيِّتٍ وَمَيْتٍ وَضَيِّقٍ وَضَيْقٍ اَفَعَيِينَا اَفَاَعْيٰ عَلَيْنَا حِيْنَ اَنْشَاَكُمْ وَاَنْشَاَ خَلْقَكُمْ لُغُوْبٌ اَللُّغُوْبُ النَّصَبُ اَطْوَارًا طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا اَعَدَا طَوْرَهٗ اَیْ قَدْرَهٗ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد "، اللہ وہ ہے جو مخلوق کو اوّل بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ زندہ کرے گا "، ربیع بن خُثیم اور حسن بصری نے کہا ہر شئ اللہ کے لئے آسان ہے۔ ہَیِّن اور ہَیِن لَیِّنٌ اور لَیِن، مَیِّت اور مَیِت، ضَیِّق اور ضیق کی طرح ہے۔ اَفَعَیِینَا کا معنیٰ ہے۔ کیا ہمارے لئے مشکل ہے جب تم کو اور تمہاری خلقت کو پیدا کیا۔ لُغُوب کا معنیٰ تَعَب و مشقّت ہے " اطوار "، کبھی ایک حال کبھی دُوسرا حال " عَدَا طَوْرَهٗ " وہ اپنی قدر سے بڑھ گیا "

شرح : یعنی ہَیِّن اور ہَیِن مشدّد اور مخفّف" دو لغتیں ہیں جیسے مَیِّت اور مَیِت اور دُوسرے الفاظ مشدّد و مخفّف ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ " اَهْوَن ہَیِّن کے معنی میں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے ابتداء اور اعادہ میں کوئی فرق نہیں۔ سہولت میں یہ دونوں مساوی ہیں (کرمانی) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد " اَفَعَیِینَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ "، کا معنیٰ ہے۔ کیا یہ ہمارے لئے مشکل ہے یعنی ہم کو ابتداء خلق نے عاجز نہیں کیا جبکہ ہم نے تم کو اور تمہاری خلقت کو پیدا کیا۔ اس میں تکلّم سے غیبت کی طرف التفات ہے اور ظاہر یہی ہے کہ " حِيْنَ اَنْشَاَكُمْ "، سے دوسری مستقل آیت کی طرف اشارہ ہے اور " اَنْشَاَ خَلْقَكُمْ "، اس کی تفسیر کی طرف اشارہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ " امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا معنیٰ ذکر کیا ہے چنانچہ اُنھوں نے اِذْ اَنْشَاَكُمْ کا بدل حِيْنَ اَنْشَاَكُمْ ذکر کیا ہے۔ (قسطلانی) قولہ " لُغُوب "، اس کا معنیٰ تعب و مشقت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام کی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ اور یہودیوں کی تردید ہے جبکہ اُنھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اتوار کے روز دُنیا کی خلقت کی ابتداء کی اور جمعہ کے روز اس سے فارغ ہو گیا اور ہفتہ کے روز آرام کیا اور عرش پر لیٹ گیا (معاذ اللہ) تمام علماء اسلام کا اس بات میں اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے کو چھ دن میں پیدا کیا جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ البتہ ان ایام میں اختلاف ہے

marfat.com
Marfat.com

۲۹۷۹ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا سُفْيٰنُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَآءَ نَفَرٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ اَبْشِرُوْا فَقَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَتَغَيَّرَ وَجْهُهٗ فَجَآءَهٗ اَهْلُ الْيَمَنِ فَقَالَ يَا اَهْلَ الْيَمَنِ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ بَدْءَ الْخَلْقِ وَالْعَرْشِ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ رَاحِلَتُكَ تَفَلَّتَتْ لَيْتَنِيْ لَمْ اَقُمْ

کہ یہ دُنیا کے ایام جیسے ہیں یا آخرت کے ایام جیسے ہیں کہ ہر دن ہزار سال کا ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ان ایام جیسے ہیں البتہ ابن عباس، مجاہد، ضحاک اور کعب نے کہا کہ ہر دن ہزار سال کا ہے۔ ابن جریر نے کہا پہلے دن کی تعیین میں تین اقوال ہے محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ یہودیوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ابتداء اتوار کے روز کی نصاریٰ یہ کہتے ہیں کہ پیر کے روز مخلوق کو پیدا کرنا شروع کیا، اہلِ اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کی ابتداء ہفتہ کے روز کی چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی ہفتہ کے روز پیدا کی،، لیکن ابن جریر نے سدی، ابوصالح اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کی کہ اتوار کے روز ابتداء کی اس طرح چھ دن میں تخلیق پُوری ہوجاتی ہے اور آخری دن جمعہ ہے جو مسلمانوں کی عید کا دن ہے (قسطانی) اَطْوَارًا،، اس سے "وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا" طرف اشارہ ہے۔ یعنی کبھی تم کو نطفہ، کبھی علقہ اور کبھی مضغہ تمہارے مختلف اطوار پیدا کئے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو کہتا ہے اے میرے پروردگار یہ نطفہ ہے اے میرے پروردگار یہ اب دمِ جامد ہوگیا ہے اے میرے پروردگار یہ اب گوشت کا ٹکڑا ہوگیا ہے۔ الحدیث حصہ اول میں حدیث ۲۱۴ کی شرح میں اس کی تفصیل دیکھیں،، محاورہ ہے "عَدَا طَوْرَهٗ" یعنی وہ اپنی قدر سے تجاوز کرگیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ عنوان میں جب کوئی آیت یا حدیث ذکر کریں تو مزید فائدہ کے لئے تبعًا اس کے مناسب کوئی شئ ذکر کردیتے ہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۲۹۷۹ــ ترجمہ: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا قبیلہ بنی تمیم کے چند لوگ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے اُن سے فرمایا اے بنی تمیم تمہیں خوشخبری ہو اُنھوں نے کہا آپ نے ہم کو خوشخبری دی ہے ہم کو مال و دولت دیں (یہ سن کر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہوگیا اس کے بعد یمن کے لوگ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے یمن والو! تمہیں خوشخبری (بشارت) ہو جبکہ بنو تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا اُنھوں نے کہا حضور ہم نے قبول کی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

٢٩٨٠ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا اَبِیْ ثَنَا الْاَعْمَشُ ثَنَا جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلْتُ نَاقَتِيْ بِالْبَابِ فَاَتَاهُ نَاسٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا اَهْلَ الْيَمَنِ اِنْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالُوْا

مخلوق اور عرش کی ابتداء بیان کرنا شروع فرمائی اچانک ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے عمران تمہاری سواری بھاگ گئی ہے افسوس! میں مجلسِ وعظ سے اُٹھ کر نہ جاتا "

۲۹۷۹ــــ شرح : جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مبدء، معاد اور اصولِ عقائد کی تعلیم دینے کے بعد فرمایا تم کو جنت کی خوشخبری ہو یعنی ان عقائد پر ایمان رکھنا دخولِ جنت کا مقتضی ہے۔ لیکن بنو تمیم کے لوگوں نے دنیاوی مال کی طرف میلان کرتے ہوئے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف التفات نہ کی اور دُنیاوی مال طلب کیا یہ لوگ تقریباً تیرہ افراد تھے جن میں سے اقرع بن حابس بھی تھے ان میں کچھ دیہاتی لوگوں کے اخلاق پائے جاتے تھے یہ لوگ نو ہجری میں آئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سُن کر اس لئے افسوس کا اظہار کیا کہ ان لوگوں نے دُنیاوی مال کی طرف زیادہ توجہ دی ہے یہ مسلمان کی شان کے لائق نہیں ہے یا اس لئے کہ یہ لوگ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے اور اس وقت آپ کے پاس مال نہ تھا جس سے ان کی تالیف فرماتے۔ اس کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھی دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور حضور کی بیان کردہ بشارت کو قبول کیا اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق اور عرش کی ابتدائے خلق بیان کرنا شروع کی جو سماعت کے قابل تھی لیکن سواری کا چلے جانا سماعتِ ارشادات نبویہ میں حائل واقع ہوا اور باقی کلام نہ سُن سکا۔ یہ بزرگ "حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہیں ان کو فرشتے سلام کیا کرتے تھے اور صفوان "محرز" مازنی بصری ہیں۔ ۷۴ ہجری میں اُنھوں نے وفات پائی"۔

۲۹۸۰ــــ ترجمہ : صفوان بن محرز نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی اونٹنی کو دروازہ کے پاس باندھ دیا (اس اثنا میں) آپ کے پاس قبیلہ بنی تمیم میں سے چند لوگ آئے تو آپ نے ان سے فرمایا: اے بنی تمیم کے لوگو! جنت کی خوشخبری کو قبول کرو اُنھوں نے کہا آپ نے ہمیں خوشخبری دی ہے مال دیں دوبارہ اُنھوں نے یہی کہا۔ پھر آپ کی خدمت میں یمن کے لوگ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے یمن والو! تم ہی جنت کی

marfat.com
Marfat.com

جِئْنَاكَ لِنَسْأَلَكَ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ وَخَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَنَادٰى مُنَادٍ ذَهَبَتْ نَاقَتُكَ يَا ابْنَ الْحُصَيْنِ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا هِيَ تَقْطَعُ دُوْنَهَا السَّرَابُ فَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ تَرَكْتُهَا وَرَوٰى عِيْسٰى عَنْ رَقَبَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ

خوشخبری قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ اُنھوں نے کہا یا رسُولَ اللہ! ہم نے جنّت کی بشارت قبول کی پھر اُنھوں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہُوئے ہیں۔ آپ سے احوالِ عالَم کے متعلّق دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابتداء میں اللہ تھا اس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ اور اُس نے لوحِ محفوظ میں ہر شئی لکھ دی ہے اس نے سارے آسمان اور زمینیں پیدا کیں۔ ایک شخص نے مجھے آواز دی اے ابن حصین تمہاری اونٹنی بھاگ نکلی ہے۔ میں اس کی تلاش میں نکلا تو وہ بہت دُور جا چکی تھی اور سُراب بیچ میں حائل ہو گیا تھا۔ خدا کی قسم! میری خواہش تھی کہ میں اس کو چھوڑ دیتا۔ عیسیٰ نے رقبہ، قیس بن مسلم اور طارق بن شہاب کے ذریعہ روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہو کر مخلوق کو ابتداء سے بیان کرنا شروع کیا حتّٰی کہ جنتی اپنے منازل میں اور دوزخی اپنی جگہوں میں داخل ہو گئے۔ اس کو کسی نے یاد رکھا اور کسی نے یاد نہ رکھا۔

شرح : سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ نے پانی کو پہلے پیدا کیا پھر عرش کو پانی پر پیدا کیا اور عرش کے نیچے صرف پانی ہی پانی تھا دوسری کوئی شئی نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی اور عرش زمین و آسمان سے پہلے پیدا ہُوئے ہیں۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ پہلا جملہ "وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهٗ" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا عرش اور پانی تھا۔ ان دونوں جملوں میں تضاد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ "وَكَانَ" میں واؤ ثُمّ کے معنیٰ میں ہے اور دُوسرا جملہ بنفسہٖ مستقل ہے پہلے کا متمم نہیں اور حدیث میں دونوں جملوں کی خبر دی ہے۔ پہلے جُملہ میں کونِ ازلی بیان فرمایا اور دُوسرے جملہ میں عدم

marfat.com
Marfat.com

کے بعد حدوث کا ذکر کیا۔ حدیث شریف میں ہے یا رسُولَ اللہ! زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عَمَآء" میں تھا اس کے اُوپر ہوا نہ تھی پھر عرش کو پانی پر پیدا کیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ امامِ ترمذی نے حضرت عبادہ بن صامت سے صحیح حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا پھر اسے فرمایا: لکھ تو قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا اُس نے لکھ دیا۔ اور ابن جریر نے محمد بن اسحاق سے روایت ذکر کی کہ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نُور اور ظلمت (اندھیرا) کو پیدا کیا پھر ان کے درمیان امتیاز کیا ظلمت کو رات اور نُور کو دن بنایا۔ ایک روائت کے مطابق سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نُور پیدا کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایات میں تضاد نہیں کیونکہ اَوّلیت نسبی امر ہے۔ ہر وہ شئی جس کے متعلق کہا جائے کہ وہ پہلے ہے تو وہ مابعد کے اعتبار سے اوّل ہے۔ قُلْتُ، ابتداء کی تین قسمیں ہیں۔ حقیقی، اضافی اور عرفی۔ مذکور بعض روایات میں ابتداء حقیقی اور بعض میں اضافی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نُور پیدا کیا اور قلم میں ابتداء اضافی ہے۔ یہ اس تقدیر پر ہوگا جبکہ قلم سے مراد نُورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو اور اگر قلم سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نُور ہو تو نور اور قلم میں ابتداء حقیقی اور باقی میں ابتداء اضافی ہوگی۔ لہٰذا سوال میں مذکور روایات میں تضاد نہ رہا اور حدیث میں مذکور "کَتَبَ فِی الذِّکْرِ" کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو تفصیلاً لوحِ محفوظ میں ذکر فرمایا ہے۔ رسالہ قطبیہ کے خطبہ کے حواشی میں ہے کہ لوحِ محفوظ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا احاطہ نہیں کر سکا۔ قولہ سراب،، وہ ہے جو دوپہر کے وقت وسیع میدان میں پانی کی طرح دیکھا جاتا ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ سواری اتنی دُور چلی گئی کہ بیچ میں سراب حائل ہو گیا حالانکہ میری خواہش تھی کہ اگر میں اس کے پیچھے نہ جاتا تو اچھا تھا تاکہ اس کے باعث جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف کا سماع فوت نہ ہوتا۔

قولہ قَامَ فِیْنَا آلخ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام احمد اور مسلم نے ابوذر انصاری رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقام میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا حتیٰ کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے منبر سے اُتر کر ظہر کی نماز پڑھی پھر منبر پر تشریف لائے اور خطبہ دیا پھر عصر کی نماز پڑھی حتیٰ کہ سورج غائب ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن خطابات میں جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا سب بیان فرمایا ہم سے زیادہ عالم ان کو زیادہ یاد کرنے والا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اِن روایات میں اس بات کی تصریح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے مغرب کی نماز تک جو کچھ کائنات میں ہونے والا اور مقدر ہے سب کو بیان کر دیا حتیٰ کہ اہل جنت کے جنت میں اور اہل نار کے نار میں داخل ہونے تک سب کچھ بیان فرمایا۔ اتنے قلیل وقت میں قیامت تک ہونے والی ہر شئی کا بیان کرنا عقل سے بعید ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو عقل کے نزدیک محال ہو ضروری نہیں کہ وہ شرعاً بھی محال ہو۔ خرقِ والتیام عقلاً محال ہے شرعاً ممکن اور جائز ہے۔ ورنہ بابِ نبوت مسدود ہو گا کیونکہ جبرائیل علیہ السلام تمام آسمانوں میں سے گزرتے ہوئے انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی لاتے تھے اور معراج کی شب میں ام ہانی کے مکان کی چھت کو

marfat.com
Marfat.com

۲۹۸۱ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ اَبِیْ اَحْمَدَ عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ شَتَمَنِیْ ابْنُ اٰدَمَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَّشْتِمَنِیْ وَیُکَذِّبُنِیْ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اَمَّا شَتْمُهٗ اِیَّایَ فَقَوْلُهٗ اِنَّ لِیْ وَلَدًا وَّاَمَّا تَکْذِیْبُهٗ فَقَوْلُهٗ لَنْ یُّعِیْدَنِیْ کَمَا بَدَأَنِیْ ۲۹۸۲ــــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ ثَنَا مُغِیْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِیُّ

پھاڑ کر داخل ہوئے جو خود بخود مل گئی۔ جب یہ ثابت ہے کہ جو عقلاً محال ہو ضروری نہیں کہ وہ شرعاً بھی محال ہو تو قیامت تک تمام ہونے والے امور بیان کرنا ممکن ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سوار ہونے لگتے اور رکاب پر قدم رکھ کر قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے تو دوسرا قدم دوسری رکاب میں رکھنے تک سارا قرآن کریم ختم کر لیتے تھے حالانکہ عقل کے نزدیک یہ بعید تر ہے۔ جب اقل قلیل وقت میں سارے قرآن کریم کی تلاوت ممکن ہے تو صبح سے مغرب تک قیامت تک کے احوال بیان کر دینے بھی ممکن اور جائز ہیں یہ اعجاز ہے لَا یُصَادِمُهُ الْعَقْلُ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ!

عیسیٰ بن موسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ غنجار معروف ہیں کیونکہ ان کے دونوں رخسارے سُرخ تھے۔ وہ بہت عابد تھے اور ۱۸۶ ہجری میں وفات پائی۔

۲۹۸۱ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خیال ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ یہ اس کے لئے مناسب نہیں کہ مجھے گالی دے وہ مجھے جھوٹا سمجھتا ہے حالانکہ یہ اس کے لئے مناسب نہیں اس کا گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میری اولاد ہے اور جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ مجھے دوبارہ زندہ نہیں کرے گا جیسے اُس نے پہلے زندہ کیا تھا۔

۲۹۸۱ــــ شرح : یہ حدیث قدسی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو خبر دی اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی۔ گالی یہ ہے کہ کسی کی طرف، وہ شئی منسوب کی جائے جس کے سبب اس کی تذلیل و تحقیر ہو۔ اللہ کے لئے اولاد ثابت کرنا امکان کو مستلزم ہے جو حدوث کو چاہتا ہے تو لازم آئے گا کہ اللہ ممکن ہو حالانکہ اس کی ذات واجب الوجود ہے اس میں کسی قسم کے تغیر، انتقال اور حدوث وغیرہ کا تصور محال ہے کیونکہ یہ تمام صفاتِ امکان ہیں اور یہ کہنا کہ اللہ ہم کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا بعثت کا انکار ہے اور اللہ کو عاجز خیال کرنا ہے یہ اس کے لئے گالی ہے۔

۲۹۸۲ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَی اللّٰهُ الْخَلْقَ کَتَبَ فِیْ کِتَابِهٖ فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ اَنَّ رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ غَضَبِیْ

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ الْاٰیَةَ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ السَّمَآءُ سَمْکُهَا بِنَآءُهَا وَالْحُبُکُ اِسْتَوَاُوْهَا وَحُسْنُهَا اَذِنَتْ سَمِعَتْ وَاَطَاعَتْ وَاَلْقَتْ اَخْرَجَتْ مَا فِیْهَا مِنَ الْمَوْتٰی وَتَخَلَّتْ عَنْهُمْ طَحٰهَا دَحٰهَا بِالسَّاهِرَةِ وَجْهِ الْاَرْضِ کَانَ فِیْهَا الْحَیَوَانُ نَوْمُهُمْ وَسَهَرُهُمْ

نے مخلوق کو پیدا کرنے کا فیصلہ کر لیا تو اُس نے اپنی کتاب میں لکھ دیا اور وہ اس کے پاس عرش پہ موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

شرح : یعنی اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کی تخلیق کا فیصلہ کیا تو اپنے پاس لکھ کر رکھ لیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ پاس رکھنے کا معنیٰ ۲۹۸۲ — یہ ہے کہ وہ مخلوق سے چھپی ہوئی ہے وہ اس کا ادراک نہیں کر سکتے ہیں۔ پاس رکھنے سے مراد یہ نہیں کہ وہ کسی مکان میں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ غضب کا معنیٰ ہے کسی سے انتقام کے ارادہ سے دل کے خون کا جوش مارنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے متصور نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ غضب سے مراد اس کا لازم ہے وہ یہ کہ کسی کو عذاب دینے کا ارادہ کرنا۔ اگر یہ سوال ہو کہ اللہ کی صفات قدیمہ ہیں تو ان کا ایک دوسرے سے آگے یا پیچھے ہونا کیسے متصور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معنی یہ ہے کہ رحمت کا تعلق غضب کے تعلق سے مقدم ہے کیونکہ رحمت کا مقتضی ذات ہے اور غضب انسان کے عمل پر موقوف ہے نیز رحمت اور غضب اللہ تعالیٰ کی صفات نہیں بلکہ یہ اس کے افعال ہیں اور افعال ایک دوسرے سے مقدم مؤخر ہوتے ہیں۔ "فوق العرش" علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فوق کا معنی اس کے قریب ہے اس میں عرش کی عظمت ہے کہ کوئی مخلوق عرش کے اُوپر نہیں بعض علماء کہتے ہیں کہ لفظ "فوق" زائد ہے جیسے "اِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ" میں فوق زائد ہے کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

کیونکہ دو عورتیں وراثت کی دو تہائی کی وارث ہیں۔ جیسے دو سے زائد دو تہائی کی وارث ہیں لیکن احسن معنیٰ یہ ہے کہ وہ عرش کے اُوپر اللہ کے پاس ہے یعنی اس کا علم عرش کے اُوپر اللہ کے پاس ہے جو منسوخ نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی بدل سکتا ہے یا عرش کے اُوپر اس کا ذکر ہے۔ تو لفظ علم یا ذکر مقدر ماننے میں کوئی حرج نہیں۔ علاوہ ازیں عرش مخلوق ہے۔ اس کو کسی مخلوق کتاب کا مس کرنا محال نہیں۔ کیونکہ عرش کو کندھوں پہ اُٹھانے والے فرشتے اس کو مس کرتے ہیں۔ لہٰذا اس کی کتاب کا عرش کے اُوپر ہونا ممنوع نہیں۔

باب سات زمینوں کے متعلق روایات

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "وہ اللہ جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان کی طرح زمینیں"، ان میں اللہ کا حکم نازل ہوتا ہے تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر شئی پر قدرت رکھتا ہے۔ اور اس کا علم ہر شئی کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اَلسَّقفِ الْمَرْفُوْعِ "آسمان سَمْكُهَا"، اس کی بنا جس میں حیوان تھے "اَلْحُبُكُ"، اس کی ہمواری اور خوبصورتی اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ"، اور اپنے رب کا حکم سُنے اور اسے لائق ہی یہ ہے۔ اور جب زمین لمبی کی جائے اور جو کچھ اس میں مردے ہیں نکال دے اور ان سے خالی ہو جائے اور اپنے رب کا حکم سنے "طَحَاهَا"، بچھایا اس کو السَّاهِرَة"، یعنی زمین کی سطح جس میں جانوروں کا سونا اور جاگنا ہوتا ہے"۔

شرح: یعنی زمینیں آسمانوں کی طرح سات ہیں جیسا کہ اس آیت کریمہ کا مدلول ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کی طرح زمینیں بھی ایک دوسری کے اُوپر نیچے ہیں۔ حاکم اور بیہقی نے عطاء بن سائب ابوالضحیٰ کے ذریعہ روایت کی کہ ہر زمین میں تمہارے آدم کی طرح آدم ہے۔ نوح کی طرح نوح ہے ابراہیم کی طرح ابراہیم ہے عیسیٰ کی طرح عیسیٰ اور تمہارے نبی کی طرح نبی ہے۔ بیہقی نے اس حدیث کے اسناد کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے بعض علماء نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اگر بالفرض جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ کے بعد کوئی نبی تجویز کر لیا جائے تو حضور کی خاتمیت بدستور قائم رہتی ہے اور اس میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اس

marfat.com
Marfat.com

۲۹۸۳ــــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اُنَاسٍ خُصُوْمَةٌ فِيْ اَرْضٍ فَدَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَذَكَرَ لَهَا ذٰلِكَ فَقَالَتْ يَا اَبَا سَلَمَةَ اجْتَنِبِ الْاَرْضَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهٗ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ

استدلال نے علماءِ امّت میں ایک ہیجان پیدا کر دیا بلکہ اس کو اساس بناتے ہُوئے ایک جاہل نے نبوّت کا دعویٰ بھی کر دیا جس کو پاکستان کی حکومت نے علماءِ کرام کی مساعی کے سبب کفر قرار دیا،، میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا جبکہ اس کے متعلق بہت کچھ کہا جا چکا ہے۔ لیکن اگر بعض علماء اس استدلال کی طرف توجہ نہ کرتے تو مناسب ہوتا کیونکہ اس حدیث کا اسناد اگرچہ صحیح ہے مگر اسناد کی صحت سے متن کی صحت ضروری نہیں اور یہ محدثین میں معروف ہے کہ کبھی یوں ہوتا ہے کہ اسناد تو صحیح ہوتا ہے اور متن شاذ یا معلول ہوتا ہے جو حدیث کی صحت میں قادح ہوتا ہے۔ اس طرح ضعیف حدیث سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا ہے،، بدایہ میں ہے اگر یہ نقل صحیح بھی ہو تو اس بات پر محمول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ اسرائیلیات (یہودی روایات) سے لیا ہے۔ اور اگر اس حدیث کو صحیح فرض کر لیا جائے تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ رسولوں کے بھیجے ہُوئے علماء ہیں جو تبلیغ کرتے تھے۔ تو ان کو بھیجنے والے کے نام سے موسوم کر دیا ہے۔ دراصل یہ مبلغ ہیں نبی نہیں (قسطلانی) اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ الْاٰيَةَ،، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دو حواریوں صادق و مصدوق کو انطاکیہ بھیجا تھا تاکہ وہاں کے لوگوں کو جو بت پرست تھے دینِ حق کی دعوت دیں جب یہ دونوں شہر کے قریب پہنچے تو اُنھوں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ بکریاں چرا رہا ہے اس کا نام حبیب نجار تھا۔ اس نے ان کا حال دریافت کیا اُن دونوں نے کہا ہم عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہُوئے ہیں تمہیں دینِ حق کی دعوت دینے آئے ہیں کہ بت پرستی چھوڑ کر حق پرستی اختیار کرو القصۃ،، نبی و رسُول دراصل سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تھے اور صادق و مصدوق پر رسل کا اطلاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہر زمین میں نبیوں کے نام پر ان کے دین کی تبلیغ کرنے والے موجود ہوتے ہیں جو ان کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ دراصل نبی و رسُول وہی ہیں جو مبعوث من عند اللہ ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اللہ نے زمین کو ہفتہ کے روز پیدا فرمایا اور اس میں پہاڑ اتوار کے دن درخت پیر کے دن مکروہ امور منگل کے

marfat.com
Marfat.com

۲۹۸۴ ـــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْاَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ

۲۹۸۵ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَةِ يَوْمِ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَلسَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ

دن نور بدھ کے روز اور چوپائے جمعرات کو اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز عصر کے بعد پیدا فرمایا۔

۲۹۸۴ ـــ ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ان کے اور لوگوں کے درمیان ایک زمین کے متعلق جھگڑا تھا وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو ام المؤمنین نے فرمایا اے ابا سلمہ زمین سے دور رہو کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ظلماً ایک بالشت کی مقدار کسی کی زمین لے لے تو اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

۲۹۸۴ ـــ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ حق کے بغیر زمین چھینی تو اس کو قیامت کے روز سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔ (حدیث ۲۲۸۹ تا ۲۲۹۱ کی شرح دیکھیں)

۲۹۸۵ ـــ ترجمہ : ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا زمانہ اسی حالت میں گھوم رہا ہے جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار حرم کے مہینے ہیں تین تو مسلسل ہیں۔ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب مضر ہے جو جمادی الاخری اور شعبان کے مابین ہے۔

۲۹۸۵ ـــ شرح : حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ جاہلیت میں محرم کو صفر تک مؤخر کرتے تھے قرآن کریم نے اس کی "نسیٔ" سے تعبیر کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

marfat.com
Marfat.com

۲۹۸۶ ـــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّهٗ خَاصَمَتْهُ أَرْوٰى فِيْ حَقٍّ زَعَمَتْ أَنَّهٗ انْتَقَصَهٗ لَهَا إِلٰى مَرْوَانَ فَقَالَ سَعِيْدٌ أَنَا انْتَقَصْتُ مِنْ حَقِّهَا شَيْئًا أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِيْنَ قَالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ لِيْ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّمَا النَّسِيْءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ،، وہ یہ اس لئے کرتے تھے کہ اس مہینہ میں جنگ کرسکیں۔ اس لئے وہ محرم کو صفر بنالیتے تھے۔ وہ ہر سال اسی طرح کرتے اور محرم کو دوسرے مہینہ کی طرف منتقل کرتے رہتے حتیٰ کہ وہ سال کے سارے مہینوں میں اس طرح کرتے حتیٰ کہ وہ اپنے مخصوص وقت میں گھوم آتا جس سے اس کو وہ آگے لے گئے تھے۔ الحاصل مہینے اسی حالت کی طرف لوٹ آئے جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تھا اور حج ذوالحجہ میں عود کر آیا ہے اور جاہلیت کی نسیٔ باطل ہوگئی ہے۔ اتفاق یہ ہُوا کہ حجۃ الوداع ذوالحجہ میں ہی ہُوا جو اس کا وقت ہے۔ جبکہ اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذوالقعدہ میں ہُوا تھا۔

۲۹۸۶ ـــــ ترجمہ : سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت ہے کہ ایک عورت مسماۃ اَرْوٰی کسی حق کے بارے میں ان کے ساتھ جھگڑے کا فیصلہ مروان کے پاس لے گئی کہ اُنھوں نے اس کا حق کم کر دیا ہے۔ سعید نے کہا میں اس کا حق کم کر سکتا ہوں؟ جبکہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو کوئی کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً چھینے تو اس کو قیامت کے روز سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا ابن ابی الزناد نے ہشام سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ مجھے سعید بن زید نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا

۲۹۸۶ ـــــ شرح : سعید بن زید عدوی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جس عورت نے آپ سے جھگڑا کیا کہ اُنھوں نے میرا حق لے لیا ہے۔ سعید بن زید نے سارا حق اس عورت کے حوالہ کر دیا جس نے ان پر مروان کے پاس مقدمہ دائر کیا تھا وہ اس وقت مدینہ منورہ میں حاکم تھا۔ سعید بن زید نے اس عورت کے لئے بددعاء کی جو اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ فِی النُّجُوْمِ

وَقَالَ قَتَادَةُ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ خَلَقَ هٰذِهِ النُّجُوْمَ لِثَلٰثٍ جَعَلَهَا زِيْنَةً لِلسَّمَآءِ وَرُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنِ وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدٰى بِهَا فَمَنْ تَاَوَّلَ فِيْهَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ اَخْطَأَ وَاَضَاعَ نَصِيْبَهٗ وَتَكَلَّفَ مَا لَا عِلْمَ لَهٗ بِهٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَشِيْمًا مُتَغَيِّرًا وَّالْاَبُّ مَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالْاَنَامُ الْخَلْقُ بَرْزَخٌ حَاجِزٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْفَافًا مُلْتَفَّةً وَالْغُلْبُ الْمُلْتَفَّةُ فِرَاشًا مِهَادًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ نَكِدًا قَلِيْلًا

باب ستاروں کے بارے میں

قتادہ نے "وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ" کی تفسیر میں کہا اِن ستاروں کو تین امور کے لئے پیدا فرمایا انہیں آسمان کی زینت بنایا، شیطانوں کے لئے انگارے اور علامات بنایا جن کے ساتھ راہنمائی حاصل کی جائے، جس نے ان تینوں کے سوا کوئی اور تاویل کی اُس نے غلطی کی اور اپنا حصہ ضائع کر دیا۔ اور وہ تکلف کیا جس کا اس کو علم نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا هَشِيْمًا، متغیر، اَبٌّ، وہ شئی جو چارپائے کھاتے ہیں، اَنام، مخلوق اور بَرْزَخ، آڑ ہے۔ مُجاہد نے کہا "اَلْفَافًا" ایک دُوسرے سے ملے ہُوئے۔ غُلْب "ملے ہُوئے۔ فِراش، بچھونا جیسے اللہ کا ارشاد ہے۔ تمہارے لئے زمین میں ٹھہرنے کی جگہ ہے اور نَکِد کے معنی قلیل ہیں۔

شرح : اس باب میں ستاروں کے متعلق ذکر ہوگا۔ جاہل لوگوں نے ستاروں کے متعلق بہت لغو باتیں بنا رکھی ہیں۔ کوئی کہتا ہے فلاں ستارے میں سفر اچھا ہوتا ہے۔ فلاں میں درخت لگانے موزوں ہوتے ہیں۔ شریعت مطہرہ میں ستاروں میں اختراعات کی سخت مذمت وارد ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث منقول ہے کہ ستاروں سے متعلق کچھ نہ پوچھو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستاروں میں نظر کرنے سے مجھے منع فرمایا۔ اگر ستاروں سے راہنمائی مقصود ہو تو حرج نہیں البتہ ان سے وہ ارادہ کرنا جو کاہن اور نجومی کرتے ہیں۔ ممنوع ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے "کتاب الانواء" میں ذکر کیا کہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ بِحُسْبَانٍ

قَالَ مُجَاهِدٌ كَحُسْبَانِ الرَّحٰى وَقَالَ غَيْرُهٗ بِحِسَابٍ وَمَنَازِلَ لَا يَعْدُوَ انِهَا حُسْبَانٌ جَمَاعَةُ حِسَابٍ مِثْلُ شِهَابٍ وَّشُهْبَانٍ ضُحَاهَا ضَوْءُهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ اَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْاٰخَرِ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُمَا ذٰلِكَ سَابِقُ النَّهَارِ يَتَطَالَبَانِ حَثِيْثَيْنِ نَسْلَخُ نُخْرِجُ اَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ وَيَجْرِيْ

کہ ستاروں کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ امورِ کائنات میں مُؤثر ہیں سخت مذموم ہے اور جس نے یہ اعتقاد کیا کہ تاثیر کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور ستارے محض امور کے ظہور کی علامت ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں قولہ ہَشِیْمًا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر متغیر سے کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب وہ کوئی آیت کریمہ یا حدیث شریف ذکر کریں تو اس کے مناسب بالتبع وہ بھی ذکر کر دیا کرتے ہیں جس کو آیت یا حدیث سے ادنیٰ سی مناسبت ہوتا کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "وَالاَبُّ" کی تفسیر میں کہا اَبّ وہ شئی ہے جو زمین اُگاتی ہے اور اس کو چارپائے کھاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس طرح ہے "وَحَدَائِقَ غُلْبًا وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا"، قرآن کریم کی اس آیت "وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ" میں اَنام کی تفسیر خلق سے فرمائی اور اس سے مراد مخلوق ہے۔ بعض علماء نے اس کی تفسیر جن و انس سے کی ہے۔ اور شعبی نے ہر ذی روح سے تفسیر کی ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت "بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ" میں برزخ کی تفسیر حاجب سے کی ہے یعنی دونوں سمندروں کے درمیان آڑ ہے کہ وہ ایک دوسرے سے ملتے نہیں یہ تفسیر بھی ابن عباس سے منقول ہے رضی اللہ عنہما"، مجاہد نے اس آیت "وَجَنّٰتٍ اَلْفَافًا"، میں الفاف کی تفسیر ملتفہ سے کی ہے۔ اور "حَدَائِقَ غُلْبًا"، میں غُلْبًا کی تفسیر ملتفہ سے کی ہے یعنی ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور "وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا"، میں فراش کی تفسیر مہاد یعنی بچھونا سے کی ہے۔ اور "وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ" میں مستقر کی تفسیر موضع قرار سے کی ہے۔ اور "وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا"، میں نکدًا کی تفسیر قلیل سے کی ہے یعنی نَکِد وہ قلیل شئی ہے جس سے نفع نہ ہو۔ یعنی کافر کی مثال تھوڑ زمین سی ہے جس میں برکت نہیں ہوتی۔

باب ۔ چاند اور سُورج کی گردش کی حالت کی تفسیر

marfat.com
Marfat.com

كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاهِيَةٌ وَهْيُهَا تَشَقُّقُهَا أَرْجَآؤُهَا مَا لَمْ يَنْشَقَّ مِنْهَا فَهِيَ عَلَى حَافَتَيْهِ كَقَوْلِكَ عَلَى أَرْجَاءِ الْبِئْرِ اَغْطَشَ وَجَنَّ اَظْلَمَ قَالَ الْحَسَنُ كُوِّرَتْ تُلَفُّ حَتّٰى تَذْهَبَ ضَوْءُهَا وَيُقَالُ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ جَمَعَ مِنْ دَآبَّةٍ اِتَّسَقَ اسْتَوٰى بُرُوْجًا مَنَازِلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ الْحَرُوْرُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَرُؤْيَةُ الْحَرُوْرِ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّهَارِ وَيُقَالُ يُوْلِجُ يُكَوِّرُ وَلِيْجَةً كُلُّ شَيْءٍ أَدْخَلْتَهُ فِي شَيْءٍ

مجاہد نے کہا چکی کی گردش کے مثل، اور ان کے غیر نے کہا حساب سے، اور منازل جن سے وہ تجاوز نہیں کرتے، حُسْبَان، حساب کی جمع ہے جیسے شُہبان شِہاب کی جمع ہے ضُحَاہا یعنی اس کی روشنی، اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ، یعنی ان میں سے ایک دوسرے کی روشنی چھپا نہیں سکتے، اور نہ ہی یہ ان کو مناسب ہے اور نہ رات دن پر سبقت کر سکتی ہے۔ اس حال میں کہ دونوں تیز گردش کر رہے ہیں "نَسْلَخُ" یعنی رات اور دن میں سے ایک کو دوسرے سے نکالتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو ہم چلا رہے ہیں۔ وَاهِيَةٌ وَهْيُهَا، یعنی اس کا پھٹ جانا اَرْجَاؤُهَا، یعنی اس سے جو حصہ نہیں پھٹا تو یہ اس کے دونوں کناروں پر ہوگا۔ جیسے تم کہتے ہو عَلٰى اَرْجَاءِ الْبِئْرِ، کنوئیں کے کنارے پر اَغْطَشَ وَجَنَّ، یعنی تاریک ہوگیا۔ حَسَن نے کہا كُوِّرَتْ یعنی سورج لپیٹ دیا جائے گا حتیٰ کہ اس کی روشنی جاتی رہے گی۔ وَاللَّيْلِ، یعنی رات نے جو جانور جمع کئے۔ اِتَّسَقَ، برابر ہوا۔ بُرُوج یعنی سورج اور چاند کے منازل۔ حَرُوْر، دن میں گرم ہوا جو سورج کے ساتھ ہوتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حَرُوْر، رات میں گرم ہوا اور سَمُوْم دن میں گرم ہوا، کہا جاتا ہے۔ يُوْلِجُ یعنی داخل کرتا ہے۔ وَلِيْجَةً، ہر وہ شئی ہے جس کو تو دوسری شئی میں داخل کرے۔

شرح : كَحُسْبَانِ الرَّحٰى، یعنی چاند اور سورج معلوم حساب سے گردش کرتے ہیں۔ جیسے چکی خاص حساب سے گردش کرتی ہے۔ مجاہد کے غیر نے مذکور آیت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ خاص اندازے

marfat.com
Marfat.com

سے چلتے ہیں اور اپنے منازل سے تجاوز نہیں کرتے۔ حُسْبَان ،، کبھی مصدر استعمال ہوتا ہے چنانچہ حَسِبْتُ حُسْبَانًا وحِسَابًا کہا جاتا ہے۔ جیسے غُفْران ،کُفران ،رُجْحان ، نقصان اور بُرْہان وغیرہ اور کبھی جمع استعمال ہوتا ہے اور حساب کی جمع ہے جیسے شُہْبَان شِہاب کی جمع ہے۔ اس آیتِ کریمہ ،، وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ،، میں ضُحیٰ کی تفسیر ضوء سے کی یعنی شروع دن میں ضوء ہوتی ہے۔ پھر سورج کی روشنی سخت ہو جاتی ہے۔ بعض علماء نے کہا ضحوہ سورج کی بلندی اور ضُحی اس کے اُوپر ہوتی ہے۔ قولہ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ یعنی رات سے دن کو نکالتے ہیں۔ سَلْخ کا معنی نکالنا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ ،، سَلَخْتُ الشَّاةَ مِنَ الْاِهَابِ وَالشَّاةُ مَسْلُوْخَةٌ یعنی دن کو رات سے نکالا پھر سَلْخ کو ضوء کے ازالہ کے لئے مُستعار لیا گیا چونکہ سلخ کا معنی دن کو رات سے اور رات کو دن سے نکالنا ہے اس لئے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تعمیم کرتے ہوئے ،، اَحَدُهُمَا ،، کا لفظ اختیار کیا (ع۔ق) ،، وَاهِيَةٌ ،، سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے ،، وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر یہ ذکر کی کہ وہ پھٹ جائے کمزور ہو جائے گا اور ،، اَرْجَاءِهَا ،، سے ،، وَالْمَلَكُ عَلٰى اَرْجَائِهَا ،، طرف اشارہ ہے یہ رجاء کی جمع ہے۔ اور وہ کنوئیں کا کنارہ ہے۔ ابن عباس نے ،، وَالْمَلَكُ عَلٰى اَرْجَائِهَا ،، کی تفسیر کی کہ آسمان جب پھٹ جائے گا تو ملک اس کے کناروں پر ہوگا۔ قولہ اَغْطَشَ وَجَنَّ ،، اَغْطَشَ سے ،، اَغْطَشَ لَيْلَهَا کی طرف اور جَنَّ سے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ طرف اشارہ کیا اور ،، اَظْلَمَ سے ان کی تفسیر کی۔ كُوِّرَتْ تَكَوَّرُ ،، سے ،، اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ حسن بصری نے کہا ،، كُوِّرَتْ ،، کا معنی ،، تَكَوَّرُ ،، ہے۔ یعنی سورج کو لپیٹا جائے گا حتیٰ کہ اس کی روشنی جاتی رہے گی۔ دراصل تکور کا معنی لپیٹنا ہے چنانچہ جب عمامہ کو سر پر لپیٹا جائے تو کہا جاتا ہے كُوِّرَتِ الْعِمَامَةُ ،، قرآن کریم کی اس آیت ،، وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ،، کی تفسیر ،، اِسْتَوٰى ،، سے کی اور بُرُوْجًا ،، سے تَبَارَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوْجًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور بروج کی منازل سے تفسیر کی یعنی سورج اور چاند کے منازل۔ بعض علماء نے بروج کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ یہ آسمانوں کی حفاظت کے لئے محل ہیں۔ بعض نے کہا یہ بڑے بڑے ستارے ہیں اور سورج چاند کے منازل بارہ ہیں۔ اہلِ ہیئت کہتے ہیں بروج اور ہیں اور منازل اور ہیں۔ بروج بارہ ہیں اور منازل ۲۸ ہیں۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ بروج کی تفسیر منازل سے صحیح نہیں کیونکہ بروج بارہ ہیں جبکہ منازل اٹھائیس ۲۸ ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہر برج دو منازل اور ایک تہائی پر مشتمل ہے لہذا برج اور منازل میں مساوات ہے اور مذکور تفسیر درست ہے۔ حَرُوْر ،، سے ،، وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ،، طرف اشارہ کیا اور حَرور کی تفسیر یہ ہے کہ دن میں سورج کے ساتھ گرم ہوا حَرُوْر ہے۔ فراء نے کہا دائمی گرمی حرور ہے رات میں ہو یا دن میں ،، اور سموم دن میں گرم ہوا ہے۔ سدی نے ظل اور حرور کی تفسیر جنت و دوزخ سے کی ہے۔ يُوْلِجُ ،، سے يُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ ،، طرف اشارہ کیا اور ،، وَلِيْجَه ،، سے ،، اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ،، کی طرف اشارہ کیا اور ولیجہ کا معنیٰ ہے۔ ہر وہ شئی جس کو کسی شئی

marfat.com
Marfat.com

٢٩٨٧ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ ذَرٍّ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَتَدْرِيْ اَيْنَ تَذْهَبُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَأْذِنُ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ فَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَأْذِنُ فَلَا يُؤْذَنُ لَهَا يُقَالُ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ

شئ میں داخل کرے۔ اِبنِ قُتَیبہ نے کہا ہر شئ جس کو تو کسی میں داخل کرے اور وہ کوئی اور شئ ہو تو وہ وَلِیجہ ہے۔

٢٩٨٧ــــ ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر سے فرمایا جبکہ سُورج غروب ہُوا تم جانتے ہو کہ سُورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسُول جانتے ہیں (کہ یہ کدھر جاتا ہے) آپ نے فرمایا یہ جاتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اللہ سے اجازت طلب کرتا ہے تو اس کو اجازت دی جاتی ہے۔ عنقریب یہ جاکر سجدہ کرے گا اور قبول نہ ہوگا اور طلوع ہونے کی اجازت طلب کرے گا اور اس کو اجازت نہ دی جائے گی۔ جبکہ اس سے کہا جائے گا۔ جہاں سے آئے ہو اُدھر چلے جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع کرے گا۔ اسی لئے اللہ کا ارشاد ہے "اور سُورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا ہے۔ یہ عزیز علیم کا مقرر کردہ اندازہ ہے۔

٢٩٨٧ــــ شرح : سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر سے استفہام اس لئے فرمایا تھا کہ ان کو حقیقتِ حال سے خبردار فرمائیں۔ سُورج کی اگرچہ پیشانی نہیں لیکن اس کو ساجد کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو کہ غروب کے وقت اس کا حال ساجد سا ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سُورج چلتا ہے اور اہلِ ہیئت کی باتوں کا اعتبار نہیں کہ سُورج آسمان میں نصب ہے اور آسمان حرکت کرتا ہے۔ دراصل تمام آسمان اور زمینیں عرش کے نیچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سُورج کے سجدہ کے لئے جو بھی جگہ مقرر کی ہے وہ عرش کے نیچے ہے۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ اس نے عرش کے نیچے سجدہ کیا۔ بعض ملاحدہ کا سجودِ شمس کا انکار کرنا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے منافی ہے۔ کیونکہ صحیح روایاتِ مرفوعہ کا مدلول یہی ہے کہ سُورج سجدہ کرتا ہے۔ اور اللہ کی قدرت سے یہ بعید نہیں کہ تمام حیوانات اور جمادات اس کو سجدہ کریں۔ قرآن کریم میں ہے "یَسْجُدُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ" عمُوم میں ہر ذی روح اور غیر ذی روح داخل

marfat.com
Marfat.com

۲۹۸۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الدَّانَاجُ ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

۲۹۸۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ ثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا

ہے اور سورج تحتِ عرش سجدہ کرنے کے بعد مشرق سے طلوع کی اجازت چاہتا ہے اور اس کو حسبِ عادت اجازت حاصل ہو جاتی ہے۔ جب قیامت کا دن قریب ہوگا تو وہ حسبِ عادت اجازت طلب کرے گا تو اس کو مشرق سے طلوع کی اجازت نہ ملے گی اور کہا جائے گا کہ جدھر سے آئے ہو ادھر واپس ہو جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سورج اپنے مستقر تک چلتا رہے گا۔ اس کا مستقر وہ مدت ہے جس سے یہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بعض علماء کہتے ہیں دنیا کے اختتام کے وقت اس کا چلنا رک جائے گا۔ سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے جس کا ہم ادراک نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کا مشاہدہ کرتے ہیں البتہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیبی ارشاد پر ہمارا ایمان ہے نہ تو اس کو ہم جھٹلا سکتے ہیں اور نہ ہی اس کی کیفیت بیان کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارا علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۹۸۸ — **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹے جائیں گے۔

۲۹۸۸ — **شرح** : سورج اور چاند کی تکویر (لپیٹنا) ان کی صفت ہے۔ اس طرح یہ حدیث عنوان کے موافق ہے۔ خطابی نے کہا اس حدیث پر کچھ اضافہ بھی مروی ہے جس کو امام بخاری نے ذکر نہیں کیا اور وہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سورج اور چاند دو ثور ہیں جو قیامت کے دن دوزخ میں لپیٹے جائیں گے،، حسن نے کہا ان دونوں کا کیا قصور ہے کہ ان کو دوزخ میں بھیجا جائے گا؟ ابوسلمہ نے کہا میں تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دے رہا ہوں اور تم کہتے ہو ان کا

marfat.com
Marfat.com

۲۹۹۰ــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ ثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ

۲۹۹۱ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ قَامَ فَكَبَّرَ وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَقَامَ كَمَا هُوَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً

کیا قصور ہے یہ سُن کر حسن بصری خاموش ہو گئے۔ عطاء بن یسار نے اس آیت کریمہ "وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ" کی تلاوت کی اور کہا ان دونوں کو جمع کر کے دوزخ میں پھینکا جائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی آگ میں رہیں گے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان کو دوزخ میں اس لئے نہ ڈالا جائے گا کہ ان کو وہاں عذاب دیا جائے گا بلکہ ان لوگوں کو حسرت دلانا مقصود ہے جو دنیا میں ان کی عبادت کرتے تھے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ان کی عبادت رائگاں گئی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جو دوزخ میں ہوگا اس کو ضرور عذاب ہوگا کیونکہ دوزخ میں عذاب دینے والے فرشتے ہوں گے حالانکہ وہ معصوم ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۲۹۸۹ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا سورج اور چاند کو کسی شخص کی موت اور پیدائش کے سبب گرہن نہیں لگتا۔ لیکن یہ اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں۔ جب یہ دیکھو تو نماز پڑھو۔

۲۹۹۰ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں کسی شخص کی موت اور پیدائش کے سبب ان کو گرہن نہیں لگتا جب تم دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو (نماز پڑھو) (حدیث ۹۸۷ ، ۹۸۹ کی شرح دیکھیں)

۲۹۹۱ — ترجمہ : حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ام المؤمنین زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ جس روز سورج کو گرہن لگا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور لمبی قرأت فرمائی پھر لمبا رکوع کیا پھر سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" اور اسی حال میں کھڑے رہے اور لمبی قرأت فرمائی جبکہ وہ پہلی رکعت سے

marfat.com
Marfat.com

طَوِيلَةً وَهِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهِيَ أَدْنَى مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولَى ثُمَّ سَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلٰوةِ

۲۹۹۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمٰعِيلَ ثَنِي قَيْسٌ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا

بَابُ مَا جَآءَ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ قَاصِفًا تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ لَوَاقِحَ مَلَاقِحَ مُلْقِحَةٍ أَعْصَارٌ رِيحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَآءِ كَعَمُودٍ فِيهِ نَارٌ صِرٌّ بَرْدٌ نُشُرًا مُتَفَرِّقَةً

سے کم لمبی تھی۔ پھر لمبا رکوع کیا دراں حالیکہ وہ پہلے رکوع سے کم لمبا تھا۔ پھر لمبا سجدہ فرمایا پھر اسی طرح دوسری رکعت میں کیا پھر سلام پھیرا جبکہ سورج روشن ہو چکا تھا اور لوگوں کو خطبہ دیا اور سورج اور چاند گرہن کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے یہ دو نشانیاں ہیں۔ جو کسی کی موت اور حیات کے باعث بے نور نہیں ہوتے تم جب ان کو دیکھو تو التجاء کرتے ہوئے نماز پڑھو۔

۲۹۹۲ — ترجمہ : ابومسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا سورج اور چاند کسی شخص کی موت یا پیدائش کے سبب بے نور نہیں ہوتے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب ان کو دیکھو تو نماز پڑھو!

(حدیث ۲۹۹۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۲۹۹۳ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَ اُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ

۲۹۹۴ــ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأَى مَخِيْلَةً فِي السَّمَآءِ اَقْبَلَ وَاَدْبَرَ وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهٗ فَاِذَا اَمْطَرَتِ السَّمَآءُ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَّفَتْهُ عَائِشَةُ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ كَمَا قَالَ قَوْمٌ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ الْاٰيَةَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور وہ وہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے بطور بشارت ہواؤں بھیجتا ہے ،،

قَاصِفًا ،، کا معنیٰ ہے جو ہر شئی کو توڑ ڈالے۔ لواقح اور ملاقح ،، مُلْحِقَۃ کی جمع ہے (بھری ہوئی) اِعْصَار ،، سخت ہوا ہے جو زمین سے آسمان کی طرف عمود کی طرح اُٹھتی ہے، جس میں آگ ہوتی ہے۔ صِرٌّ ٹھنڈک ، نُشُرًا کا معنی متفرق اور جُدا جُدا۔

شرح : قَاصِفًا ،، سے فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيْحِ ،، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور لواقح کی تفسیر ،، تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ ،، سے کی۔ اور لَوَاقِحَ سے وَاَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ ،، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور لواقح کی تفسیر مَلَاقِح سے کی جو ملقحۃ کی جمع ہے یہ نادر تفسیر ہے۔ کہا جاتا ہے۔ اَلْقَحَ الْفَحْلُ النَّاقَةَ ،، اونٹ نے اونٹنی بار ور کردی۔ آثت کا معنی یہ ہے کہ ہم نے ہواؤں کو پانی سے بھر کر بھیجا ریح کا معنی بادل ہے اور نُشُرًا ،، هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ الرِّيَاحَ نُشُرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یہ نشور کی جمع ہے۔

۲۹۹۳ ــــ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ ذِكْرِ الْمَلَآئِكَةِ

وَقَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَآئِكَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ الْمَلَائِكَةُ

نے فرمایا باد صبا سے میری مدد کی گئی اور پچھم کی ہوا سے قوم عاد کو ہلاک کیا گیا حدیث ۹۸۲ کی شرح دیکھیں)

۲۹۹۴ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان میں بادل دیکھتے تو آپ کبھی آتے کبھی جاتے اندر داخل ہوتے کبھی باہر تشریف لے جاتے اور آپ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہو جاتا جب آسمان سے بارش برستی تو آپ سے یہ حال کھل جاتا اسے ام المومنین رضی اللہ عنہا نے پہچانا تو آپ سے عرض کیا، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نامعلوم شائد یہ اس طرح ہو جیسے ایک قوم نے اپنی وادیوں کے آگے بادل سامنے آتے دیکھا۔ (باب الاستسقاء میں اس کی شرح دیکھیں)

باب فرشتوں کا ذکر

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ فرشتوں میں سے جبرائیل علیہ السلام یہود کا دشمن ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا "لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ" فرشتے ہیں۔

شرح : ملائکہ ملاک کی جمع ہے۔ مَلک اصل میں مَألَکٌ تھا تخفیف کے لئے لام کو مقدم کر دیا گیا اور ہمزہ کو مؤخر کر دیا گیا۔ اس کا وزن مَفْعَلٌ ہے۔ اس کا ماخذ الوکہ بمعنی رسالت ہے۔ کثرتِ استعمال کے باعث ہمزہ ترک کر دیا گیا ہے۔ اس لئے مَألَکٌ کو مَلَکٌ پڑھا جاتا ہے۔ جب اس کی جمع مطلوب ہو تو اس کو اصل طرف رَدّ کر کے مَلَائِکٌ پڑھتے ہیں اور بعد میں مبالغہ کی تاء لگا دیتے ہیں اس تاء کو تاء جمع اور تاء تانیث بھی کہتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

فرشتوں کو ملائکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے درمیان وسائط ہیں یہ اللہ کے رسول ہیں۔ ان کی حقیقت میں اہلِ عقل کے مختلف اقوال ہیں۔ لیکن اس بات میں سب متفق ہیں کہ فرشتے ذوات موجودہ بنفسہا قائم ہیں اکثر مسلمانوں کا مذہب یہ ہے کہ فرشتے اجسامِ لطیفہ ہیں اور مختلف اشکال اختیار کر سکتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرات انبیاء اور رسلِ کرام علیہم السلام ان کو اسی طرح دیکھتے تھے۔ بعض نصاریٰ کہتے ہیں یہ نفوس بشریہ فاضلہ ہیں جو اپنے ابدان سے جدا ہو چکے ہیں۔ حکماء کا خیال یہ ہے کہ یہ جواہر مجردہ ہیں جو حقیقت میں نفوس ناطقہ کے مخالف ہیں ان میں سے بعض نفوس معرفتِ حق میں مستغرق اور غیر کی طرف قطعاً متوجہ نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف قرآنِ کریم میں فرمائی ہے کہ وہ رات دن اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور ذرہ بھر سست نہیں ہوتے ان کو علیّون اور ملائکہ مقربون کہا جاتا ہے اور بعض آسمان سے زمین تک اُن امور کی تدبیر کرتے ہیں جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور قلم الٰہی ان کا نقش کر چکی ہے۔ وہ اللہ کے حکم میں نافرمانی نہیں کرتے اور جو اللہ فرمائے وہی کرتے ہیں۔ ان فرشتوں کو "مدبرات" کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا "ان میں سے بعض آسمانوں میں رہتے ہیں اور بعض زمین میں رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض عرش کو اُٹھا رہے ہیں۔ بعض کروبی ہیں جو عرش کے اردگرد رہتے ہیں۔ یہ سب ملائکہ سے اشرف ہیں اور یہ مقرب فرشتے ہیں۔ ان میں سے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل ہیں۔ یہ غائبانہ طور پر مومنوں کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض ساتوں آسمانوں میں رہتے ہیں اور اللہ کی عبادت سے آسمانوں کو آباد کرتے ہیں اور ذرہ بھر سستی نہیں کرتے۔ ان میں سے بعض ہمیشہ رکوع میں رہتے ہیں اور بعض سجدہ میں رہتے ہیں اور بعض دائماً کھڑے رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض گروہ گروہ کی شکل میں آتے ہیں اور بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں ہر روز ستر ہزار فرشتہ بیت المعمور کا طواف کرتا ہے جو ایک بار طواف کر لے قیامت تک اس کی باری نہیں آتی۔ بعض فرشتے جنت میں اہلِ جنت کے اکرام و اعزاز کے لئے مقرر ہیں۔ وہ ان کی ضیافت لباس، خورد و نوش اور رہنے کے مکانات کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ دیگر اشیاء سے ان کو نوازتے ہیں جو دُنیا میں کسی آنکھ نے دیکھی نہیں نہ کان نے سُنی اور نہ ہی اس کا کسی بشر کے دل و دماغ میں تصور آیا ہے۔ بعض فرشتے دوزخ پر مقرر ہیں ان کو زبانیہ کہا جاتا ہے ان سے آگے انیس ۱۹ فرشتے ہیں اور جہنم کا داروغہ مالک ہے۔ وہ جہنم کے تمام فرشتوں سے اعلیٰ حیثیت رکھتا ہے۔ بعض فرشتے انسانوں کی حفاظت پر مامور ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے نفوذ کا وقت ہو تو وہ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ بعض فرشتے انسانوں کے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں وہ انسان سے جُدا نہیں ہوتے البتہ جب انسان ناپاک ہو یا پیشاب و پاخانہ کرے تو کچھ وقت کے لئے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا آپ کس شئ پر مامور ہیں۔ جبرائیل نے کہا میں ہوا اور لشکروں پر مقرر ہوں آپ نے میکائیل کے متعلق پوچھا تو عرض کیا وہ نباتات اور بارش پر مامور ہیں طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا کیا ہے۔ میکائیل علیہ السلام کبھی نہیں ہنسے۔ ان کے مددگار اور فرشتے ہیں جو ان کے حکم کی پابندی کرتے ہیں۔ وہ ہوا

marfat.com
Marfat.com

اور بادلوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق چلاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے آسمان سے گرنے والے ہر قطرہ کے ساتھ فرشتہ ہوتا ہے جو اس کو زمین پر لاتا ہے۔ فرشتوں میں سے بعض فرشتے رسُول ہیں وہ رسل عظام علیہم السلام کی طرح گناہوں سے معصوم ہیں اور جو فرشتے اور رسُول نہیں ان کی عصمت میں علماء میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء ان کو معصوم خیال نہیں کرتے جیسے ہاروت و ماروت کا واقعہ ہے کہ اُنھوں نے شراب پیا، زنا کیا اور قتل بھی کیا ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرفوع روائت کی ہے۔ اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے اور " اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ الایۃ اس کا مفہوم یہی ہے کہ ابلیس فرشتوں میں شامل تھا ورنہ وہ مامور بہ نہ ہوتا اور نہ ہی اس کو فرشتوں سے مستثنیٰ کرنا درست ہوتا جبکہ مستثنیٰ متصل ہی اصل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں " لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور وہ جن ہے "، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُس نے جنوں کا کردار ادا کیا تھا۔ اس کی جنس جن نہیں فرشتہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ فرشتوں کی ایک قسم جن کی اولاد ہوتی ہے اور ان کو جن کہا جاتا ہے اُن میں سے ابلیس لعین ہے۔ الحاصل بعض فرشتے معصوم نہیں اگرچہ عموماً وہ معصوم ہوتے ہیں۔ جیسے انسانوں میں سے بعض انسان معصوم ہیں اور عموماً معصوم نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بعض فرشتے ذاتی طور پر شیطانوں کے مخالف نہ ہوں اور عوارض وصفات میں مخالفت رکھتے ہوں جیسے جنّ اور انسان نیک اور فاسق ہیں۔

لیکن اہلِ تحقیق علماء کہتے ہیں فرشتے مطلقاً گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور ابلیس جن تھا جس نے فرشتوں میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ اور ہزارہا فرشتوں میں مغمور رہا تھا۔ اس لئے غلبہ کے طور پر اس کو فرشتہ کہہ دیا گیا ہے۔ یا جن بھی فرشتوں کے ساتھ آدم کو سجدہ کرنے میں مامور تھے لیکن ان کو ذکر نہیں کیا اور فرشتوں کے ذکر پر اکتفاء کی گئی جب اکابر کسی کے لئے عاجزی اور فروتنی کرنے میں مامور ہوں تو اصاغر بطریق اولیٰ مامور ہوتے ہیں اس لئے جنّ جو اصاغر ہیں فرشتوں کے ساتھ سجدہ کرنے میں مامور تھے۔ اور ہاروت و ماروت کا قصہ یہ ہے کہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین پر اُتارا گیا تو فرشتوں نے کہا اے پروردگارِ عالم ایسے شخص کو خلعتِ خلافت پہنائی ہے جو زمین میں فتنہ و فساد کرے گا جبکہ ہم انسانوں سے زیادہ فرمانبردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میں سے دو فرشتے منتخب ہو جائیں میں ان کو زمین پر اُتارتا ہوں اُنھوں نے ہاروت و ماروت کا انتخاب کیا جبکہ وہ بہت نیک فرشتے تھے۔ وہ زمین پر اُتارے گئے تو ان کے پاس ایک خوبصورت عورت آئی تو اُنھوں نے اس کے نفس پر قدرت حاصل کرنا چاہی تو اُس نے اس شرط پر ان کو اپنے نفس پر قادر کرنا چاہا کہ وہ اس بچہ کو قتل کریں۔ اُنھوں نے قتل سے انکار کر دیا وہ واپس چلی گئی اور شراب کا پیالہ لے کر آئی اُنھوں نے پھر وہی خواہش ظاہر کی تو اُس نے کہا بشرطیکہ یہ شراب پیو اُنھوں نے شراب پیا اور اس سے بداخلاقی کی اور بچے کو قتل کر دیا جب ہوش میں آئے تو اس عورت نے کہا تم نے جس جس شئی کا انکار کیا تھا وہ سب کر دکھایا تم نے شراب پیا اور بچے کو قتل کیا اب دُنیا کا عذاب پسند کرو یا آخرت کا عذاب اختیار کر لو۔ اُنھوں نے دُنیا کا عذاب اختیار کر لیا اس اسناد سے یہ حدیث غریب ہے اگرچہ اس کے راوی صحیحین کے راوی ہیں لیکن موسیٰ بن

marfat.com
Marfat.com

۲۹۵۵ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ ح وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيدٌ وَهِشَامٌ ثَنَا قَتَادَةُ ثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ فَذَكَرَ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُلِئَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِّ الْبَطْنِ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا وَأُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ الْبُرَاقُ فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيلَ حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا قِيلَ مَنْ هٰذَا قِيلَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قِيلَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَأَتَيْتُ عَلَى آدَمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ

جبیر مستور الحال ہے اور کئی طرق سے بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے (قسطلانی باختصار)

۲۹۹۵ ترجمہ : مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں بیت اللہ کے پاس نیند و بیداری میں تھا اور آپ نے اپنی ذات کریمہ کو دو مردوں کے درمیان ذکر کیا کہ میرے پاس سونے کا طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا پھر سینے سے پیٹ کے نیچے تک چاک کیا گیا پھر پیٹ کو آبِ زمزم سے دھویا گیا پھر حکمت اور ایمان سے بھرا گیا اور ایک سفید چارپایہ لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا وہ بُراق ہے۔ میں جبرائیل کے ساتھ روانہ ہوا حتی کہ ہم دنیا کے آسمان تک پہنچے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ اُس نے کہا میں جبرائیل ہوں پھر پُوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" پوچھا گیا آپ کو پیغام بھیجا گیا ہے؟ جبرائیل سے کہا جی ہاں! کہا گیا مرحبا۔ آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ میں آدم علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کہا تو اُنھوں نے کہا اے بیٹے اور نبی مرحبا! پھر ہم دوسرے آسمان پہ آئے تو کہا گیا یہ کون؟ اُس نے کہا میں جبرائیل ہوں پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ اُس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا آپ کو تشریف آوری کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ جبرائیل نے کہا جی ہاں! کہا گیا مرحبا آپ کی تشریف آوری بہت اچھی ہے۔ (اس آسمان پر) میں عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام کے پاس آیا تو اُنھوں نے

marfat.com
Marfat.com

مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ
قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ
الْمَجِيْءُ جَآءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى عِيْسٰى وَيَحْيٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا
السَّمَآءَ الثَّالِثَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ
وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى
يُوْسُفَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ
قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قِيْلَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى
اِدْرِيْسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ
قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ
اِلَيْهِ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَاَتَيْنَا عَلٰى هَارُوْنَ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ فَاَتَيْنَا عَلَى السَّمَآءِ

کہا اے بھائی اور نبی مرحبا پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ کہا جبرائیل ہے کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا گیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا آپ کو تشریف لانے کے لئے پیغام بھیجا گیا ہے؟ جبرائیل نے کہا جی ہاں! کہا گیا مرحبا آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ میں یوسف "علیہ السلام" کے پاس آیا اور ان کو سلام کہا تو انھوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحبا! پھر ہم چوتھے آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ کہا جبرائیل ہے۔ کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہا گیا کیا ان کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے کہا جی ہاں! کہا مرحبا آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ میں ادریس "علیہ السلام" کے پاس آیا اور ان کو سلام کہا تو انھوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحبا۔ پھر ہم پانچویں آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ اس نے کہا جبرائیل ہوں کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہا گیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! کہا گیا مرحبا۔ آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے۔ ہم ہارون "علیہ السلام" کے پاس آئے تو انھوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحبا۔ پھر ہم چھٹے آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے؟ کہا جبرائیل ہے۔ کہا گیا آپ کے

marfat.com
Marfat.com

السَّادِسَةِ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَعَكَ قِيْلَ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ
فَاَتَيْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ فَلَمَّا
جَاوَزْتُ بَكٰى فَقِيْلَ مَا اَبْكَاكَ قَالَ يَا رَبِّ هٰذَا الْغُلَامُ الَّذِيْ
بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِيْ
فَاَتَيْنَا السَّمَآءَ السَّابِعَةَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ مَعَكَ قِيْلَ
مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَاَتَيْتُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ فَرُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ فَسَاَلْتُ
جِبْرِيْلَ فَقَالَ هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ يُصَلِّيْ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ
اِذَا خَرَجُوْا لَمْ يَعُوْدُوْا اٰخِرُ مَا عَلَيْهِ وَرُفِعَتْ لِيَ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا نَبْقُهَا
كَاَنَّهٗ قِلَالُ هَجَرَ وَوَرَقُهَا كَاَنَّهٗ اٰذَانُ الْفُيُوْلِ فِيْ اَصْلِهَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ

ساتھ کون ہے ؟ کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ کہا گیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے ؟ کہا جی ہاں کہا مرحبا آپ کا تشریف بہت اچھا ہے ۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کہا تو اُنھوں نے کہا اے بھائی اور نبی مرحبا ۔ جب میں ان کے پاس سے آگے نکل گیا تو وہ رونے لگے اُن سے کہا گیا آپ کس لئے رو رہے ہیں اُنھوں نے کہا اے اللہ یہ لڑکا جو میرے بعد نبی مبعوث ہوئے اِن کی امت کے لوگ میری اُمت کے لوگوں سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے ۔ پھر ہم چھٹے آسمان پر آئے تو کہا گیا یہ کون ہے ؟ جبرائیل نے کہا میں جبرائیل ہوں "علیہ السلام" کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے ؟ کہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے ؟ کہا جی ہاں ! کہا گیا آپ کا تشریف لانا بہت اچھا ہے ۔ میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کہا تو اُنھوں نے جواب دیا اے بیٹے اور نبی مرحبا ۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور ظاہر کیا گیا میں نے جبرائیل سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں ۔ جب وہ چلے جائیں تو دوبارہ واپس نہیں آتے آخر تک اُن کی باری نہیں آتی ۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور ظاہر کیا گیا میں نے جبرائیل سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا یہ بیت المعمور ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں ۔ جب وہ چلے جائیں تو دوبارہ واپس نہیں آتے آخر تک اُن کی باری نہیں آتی ۔ پھر میرے سامنے سِدرۃُ المُنتہیٰ کیا گیا اس کے پھل ہجر

marfat.com
Marfat.com

نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَسَأَلْتُ جِبْرَئِيْلَ فَقَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فِى الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَىَّ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى جِئْتُ مُوْسٰى فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ فُرِضَتْ عَلَىَّ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً قَالَ اَنَا اَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ عَالَجْتُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهُ فَجَعَلَهَا اَرْبَعِيْنَ ثُمَّ مِثْلَهُ ثُمَّ ثَلٰثِيْنَ ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عِشْرِيْنَ ثُمَّ مِثْلَهُ فَجَعَلَ عَشْرًا فَاَتَيْتُ مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهُ فَجَعَلَهَا خَمْسًا فَاَتَيْتُ مُوْسٰى فَقَالَ مَا صَنَعْتَ قُلْتُ جَعَلَهَا خَمْسًا فَقَالَ مِثْلَهُ قُلْتُ سَلَّمْتُ فَنُوْدِىَ اَنِّىْ قَدْ اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِىْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِىْ وَاَجْزِى الْحَسَنَةَ عَشْرًا وَقَالَ هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ

کے مشکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں جیسے تھے اس کی جڑ میں چار نہریں جاری تھیں دو باطنی اور دو ظاہری۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا تو انھوں نے کہا باطنی نہریں جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری نہریں نیل و فرات ہیں۔ پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس آیا حتیٰ کہ موسیٰ کے پاس آیا تو انھوں نے کہا آپ نے کیا کیا؟ میں نے کہا مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں انھوں نے کہا میں لوگوں کا حال زیادہ جانتا ہوں میں نے بنی اسرائیل کا بہت تجربہ کیا ہے۔ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ آپ اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیں اور عرض معروض کریں میں واپس چلا گیا اور اللہ تعالیٰ سے (تخفیف) کا سوال کیا تو اللہ نے چالیس نمازیں کر دیں پھر اسی طرح کیا پھر تیس کر دیں پھر اسی طرح ہوا تو بیس کر دیں پھر اسی طرح کیا تو دس کر دیں۔ میں موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آیا تو انھوں نے پہلے کی طرح کہا تو اللہ نے ان کو پانچ کر دیا۔ میں موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آیا تو انھوں نے کہا آپ نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ نے نمازیں پانچ کر دیں ہیں انھوں نے اسی طرح کہا میں نے کہا میں نے بھلائی سے تسلیم کر لیا ہے تو نداء آئی میں نے اپنا فریضہ نافذ کر دیا ہے اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی ہے اور میں نیکی کی دس گنا جزا دوں گا۔ ہمام نے قتادہ حسن اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فی البیت المعمور کے الفاظ روایت کئے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۲۹۹۵ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حکمت اور ایمان معانی ہیں اور بھرنا جسم کی صفت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طشت میں کوئی شئی تھی جس سے کمال ایمان وحکمت حاصل ہوتے ہیں چونکہ وہ شئی ایمان وحکمت کا سبب ہے اس لئے اس کو ایمان وحکمت کہا گیا ہے۔ مَراق ،، پیٹ کا نچلا حصہ۔ یہ شق اس شقِ صدر کا غیر ہے جو چھوٹی عمر شریف میں ہُوا تھا۔ معلوم ہُوا آپ کا شقِ صدر دو دفعہ ہُوا ہے (کرمانی) براق وہ چوپایہ ہے جس پر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم شبِ اسریٰ میں سوار ہُوئے تھے۔ بُراق برق سے مشتق ہے۔ کیونکہ اس کی رفتار بہت تیز تھی اس لئے اس کو براق کہا جاتا ہے یا اس لئے کہ وہ بہت صاف تھا اور اس کا رنگ چمکدار تھا۔ بعض علماء نے کہا کہ اس چوپایہ کے دو رنگ تھے اس لئے اس کو براق کہا جاتا ہے ،، شَاۃٌ بَرْقَاءُ ،، جبکہ اس کے بالوں کے دو رنگ ہوں۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے جدّ امجد ہیں۔ لہٰذا مناسب یہ تھا کہ وہ آپ کو بھائی نہ کہتے بیٹا کہتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام بھائی ہیں اور ادریس علیہ السلام نے بطور ادب واحترام بیٹا نہیں کہا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی اُمت پر شفقت کے باعث رونے لگے تھے جبکہ اُنھوں نے آپ کی متابعت سے وہ نفع نہ حاصل کیا جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمتِ مرحومہ نے آپ کی متابعت سے نفع حاصل کیا ہے اور ان کی امت کی تعداد سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی تعداد کو نہیں پہنچ سکی۔ آپ کا رونا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت وعظمت اور رفعت مقام پر بطورِ حسد نہ تھا (معاذ اللہ) رونے کی کئی قسمیں ہیں کبھی حزن وملال کے باعث رویا جاتا ہے کبھی تعجُّب کے سبب رونا ہوتا ہے اور کبھی فرح وسرور سے رونا آجاتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غلام کہنا آپ کی قصرِ شان اور تحقیر کے لئے نہیں تھا بلکہ اس احسان کی تعظیم کے لئے تھا جس سے پروردگارِ عالم نے آپ کو نوازا ہے۔ اور آپ کو تھوڑی عمر میں بے شمار تحائف و کرامات عنایت فرمائی ہیں۔ عرب کے محاورات میں جب کسی شخص میں قوتِ بازو ہو اس کو غلام کہا جاتا ہے اگرچہ اس کی عمر بڑی ہو۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ اس حدیث میں موسیٰ علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر ذکر کیا ہے حالانکہ کتاب الصلوٰۃ کی حدیث ع۳۴۲ میں ان کو ساتویں آسمان میں ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر بھی تھے اور ساتویں آسمان پر بھی تھے کیونکہ ایک شئی ایک وقت کئی جگہ موجود ہو سکتی ہے یہ شرعاً جائز ہے اگرچہ اہلِ میزان کے نزدیک محال ہے لیکن محال عقلی کو یہ لازم نہیں کہ وہ شرعاً بھی محال ہو۔ سدرۃ المنتہیٰ کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ وہاں تک فرشتوں کے علوم پہنچ سکتے ہیں اور اس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا ہے۔ البتہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یہ عظمت حاصل ہے کہ آپ نے تمام منازل سماویہ اور آفاقِ عُلویہ کو طے کر کے حضور رب العالمین کے حضور قدم میمنت رکھا اور خالقِ کائنات سے کمالات علمیہ سے سرفراز ہُوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ،، بَیْتُ الْمَعْمُوْر ،، کعبہ کی محاذات میں آسمانوں پر مقام ہے جس کا فرشتے طواف کرتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے حقیقۃً دروازے ہیں اور ان کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

قاضی عیاض ،، رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ علماء کرام میں شب اسراء کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج خواب میں ہوئی لیکن حق بات وہ ہے جو جمہور علماء نے کہا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسم پاک کے ساتھ ہوئی ،، میں کہتا ہوں اس مسئلہ میں علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آپ کو خواب میں معراج ہوئی۔ بایں ہمہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں لہذا ان میں قطعاً شک و شبہ نہیں ہوتا، ان حضرات علماء نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کہ ،، مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ،، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن پاک مفقود نہ ہوا۔ نیز انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کیا ،، بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ ،، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قول کے پیش نظر کہ ،، کُنْتُ نَائِمًا فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ،، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سویا ہوا تھا اور انس نے کہا آپ مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے اور معراج کا تذکرہ کیا اور آخر میں یہ الفاظ ذکر فرمائے کہ میں بیدار ہوا تو مسجد حرام میں تھا۔ اکثر اہل علم فقہاء، محدثین، مفسرین، اور متکلمین کا مسلک یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج روح مع البدن حالت بیداری میں ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ روایت کی ہے اور ابن جان نے اس کو صحیح کہا ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک بیداری کی حالت میں بدن مع روح آپ نے سیر کی اور بیت المقدس سے آسمانوں تک صرف روحانی معراج ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے بیت المقدس تک پھر وہاں سے آسمانوں تک بدن مع روح سیر کرائی گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الآیۃ عبد کا اطلاق جسم مع روح پر ہوتا ہے اگر روحانی معراج ہوتی تو بِرُوْحِہٖ کہا جاتا۔ ظاہر الفاظ اور حقیقت سے تاویل کی طرف رجوع اس وقت کیا جاتا ہے جبکہ حقیقت محال ہو اور جسم مع روح کا بیداری کی حالت میں آسمانوں کی سیر کرنا محال نہیں۔ ورنہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی اس میں اشکال پیدا ہوگا حالانکہ وہاں صریح نص قطعی ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں اٹھا لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ یہ رؤیا عین تھا رؤیا منام نہ تھا اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کلام کا جواب یہ ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے مشاہدہ سے یہ بیان نہیں کیا کیونکہ اس وقت آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر نہ تھیں کیونکہ معراج مکہ مکرمہ میں ہوئی اور ام المومنین مدینہ منورہ میں آپ کے گھر تشریف لائیں۔ بعض علماء نے کہا لیکن ہے کہ اس وقت آپ پیدا بھی نہ ہوئی ہوں ،، لہذا انھوں نے یہ حدیث کسی سے سنی ہوگی تو اس خبر کو ان کے غیر کی خبر پر ترجیح نہیں دے سکتے ہیں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب براق پر سوار ہونا چاہا تو وہ اچھلنے لگا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ براق آپ سے وعدہ لینا چاہتا تھا کہ قیامت میں بھی آپ اسی پر سوار ہوں جبکہ میدانِ محشر میں شان و شوکت سے تشریف لائیں گے۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وعدہ کر لیا تو وہ اچھلنے سے رک گیا۔ ابن حبان نے روایت کی کہ جبرائیل علیہ السلام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کیا

marfat.com
Marfat.com

۲۹۹۶ــــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ ثَنَا اَبُوْ الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يُبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا وَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَيُقَالُ لَهٗ اُكْتُبْ عَمَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَاَجَلَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهٗ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

اور خود آپ کے پیچھے بیٹھے جب واپس آئے تو بیت المقدس میں نماز نہیں پڑھی ورنہ نماز پڑھنی سنت قرار پاتی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فعل کے واجب ہونے کے بعد اس پر عمل کرنے سے پہلے وہ منسوخ ہو سکتا ہے۔ (حدیث ۳۴۴ کی شرح دیکھیں)

۲۹۹۶ــــ ترجمہ : زید بن وہب سے روایت ہے اُنھوں نے کہا عبداللہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ آپ سچے ہیں اور آپ کی تصدیق کی گئی ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں مکمل کی جاتی ہے۔ چالیس دن نطفہ رہتا ہے پھر چالیس روز خون بستہ رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں تک مضغہ گوشت رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اس کو چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے اس کا عمل، رزق، عمر اور بدبخت یا نیک بخت لکھ۔ پھر اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔ بے شک تم میں سے ایک آدمی عمل کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اس کی تقدیر آگے بڑھتی ہے اور وہ دوزخیوں کے عمل کرنے لگتا ہے اور کوئی آدمی عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس پر تقدیر غالب آتی ہے۔ اور وہ جنتیوں کے عمل کرنے لگتا ہے۔

۲۹۹۶ــــ شرح : نطفہ کا ماں کے پیٹ میں جمع ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ نطفہ جب عورت کے رحم میں واقع ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے بچہ پیدا کرنا چاہے تو نطفہ عورت

marfat.com
Marfat.com

۲۹۹۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ ثَنَا مَخْلَدٌ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَابَعَهٗ اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرِيْلَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهٗ جِبْرِيْلُ فَيُنَادِیْ جِبْرِيْلُ فِیْ اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ

کے ہر حصّہ میں پھرتا ہے ناخن اور بال وغیرہ کے تحت چلتا ہے۔ اور چالیس روز ٹھہرتا ہے۔ پھر خون بن کر رحم میں اُترتا ہے۔ یہ جمع ہونے کا معنیٰ ہے۔ حدیث ع ۳۱۴ کی شرح دیکھیں "

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی اور ابن جریج سے روائت کرکے ابوعاصم نے ان کی متابعت کی۔ اُنھوں نے کہا مجھے موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے اُنھوں نے ابوہریرہ سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبّت کرتا ہے تو جبرائیل کو نداء فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبّت کرتا ہے تم اس سے محبّت کرو تو آسمان والے اس سے محبّت کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مقبولیّت زمین میں اُتاری جاتی ہے (اور لوگ اس سے محبّت کرنے لگتے ہیں)

۲۹۹۷ —

شرح : یعنی جو لوگ اس کو پہچانتے ہیں ان کے دلوں میں اس کی محبّت ڈال دی جاتی ہے اور وہ اس کا اچھا ذکر کرتے ہیں اس کی مدح وثناء کرتے ہیں حتیٰ کہ لوگوں میں اس کا نیک ذکر باقی رہتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی لوگوں کے دلوں میں محبوب ہو وہ اللہ کا محبوب ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے محبّت کو ذکر کیا ہے بغض کو ذکر نہیں کیا چنانچہ بعض روایات میں ہے جب اللہ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے بغض رکھتا ہوں وہ اس کے ساتھ بغض رکھے تو جبرائیل علیہ السلام اس سے بغض کرنے لگتا ہے پھر وہ آسمان والوں کو نداء کرتا ہے کہ اللہ فلاں سے بغض رکھتا ہے تم اس سے بغض رکھو تو وہ اس سے بغض کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مبغوضیت زمین میں اُتاری جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ جس شخص کے متعلق لوگوں کے دلوں میں بغض ہو وہ اللہ کے نزدیک مبغوض ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

٢٩٩٨ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنَا ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَآءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوحِيهِ إِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ

٢٩٩٩ــــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَآءُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ

٢٩٩٨ــــ ترجمہ : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ جناب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ فرشتے عنان یعنی بادل میں اترتے ہیں اور اس امر کا ذکر کرتے ہیں جس کا فیصلہ آسمانوں میں ہوتا ہے۔ تو شیطان چھُپ کر سُن لیتے ہیں اور وہ کاہنوں کو بتا دیتے ہیں وہ اپنی طرف سے اس میں سَو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

٢٩٩٩ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے دروازے پر فرشتے بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ پہلے پہلے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ جب امام (خطبہ کے لئے) باہر آئے تو فرشتے اپنی کتابیں لپیٹ لیتے ہیں۔ اور (مسجد میں) آکر خطبہ سُننے لگتے ہیں۔

(حدیث ٨٨٨ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

٣٠٠٠ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَرَّ عُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ وَحَسَّانُ يُنْشِدُ فَقَالَ كُنْتُ أُنْشِدُ فِيْهِ وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ اَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ نَعَمْ

٣٠٠١ ـــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانٍ اُهْجُهُمْ اَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرَئِيْلُ مَعَكَ

٣٠٠٢ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ ثَنَا اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى غُبَارٍ سَاطِعٍ فِيْ سِكَّةِ بَنِيْ غَنْمٍ وَزَادَ مُوْسٰى مَوْكِبُ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

٣٠٠٠ ـــ ترجمہ : سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت عمر فاروق مسجد میں سے گزرے جبکہ حسان اشعار پڑھ رہے تھے (عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جواب میں) حسان نے کہا میں مسجد میں اشعار پڑھا کرتا تھا حالانکہ اس میں آپ سے بہتر ذات ستودہ صفات موجود ہوتے تھے۔ پھر وہ ابوہریرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تجھے قسم دیتا ہوں کیا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری طرف سے کفار کی ہجو کا جواب دو۔ اے اللہ روح القدس سے حسان کی تائید فرما۔ ابوہریرہ نے کہا جی ہاں!

٣٠٠١ ـــ ترجمہ : حضرت برآء رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا۔ کفار کی ہجو کرو اور جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں۔

(حدیث ع ۴۴۴ کی شرح دیکھیں)

٣٠٠٢ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا گویا کہ میں وہ غبار اب دیکھ رہا ہوں جو بنی غنم کی گلیوں میں بلند ہو رہا تھا۔ موسیٰ نے یہ اضافہ کیا کہ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکر کی وجہ سے،،

marfat.com
Marfat.com

۳۰۰۳ ـــ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ قَالَ كُلُّ ذَاكَ يَاتِيْ الْمَلَكُ اَحْيَانًا فِيْ مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ فَيُفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ وَيَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ اَحْيَانًا رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ

۳۰۰۴ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شَيْبَانُ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ اَيْ فُلُ هَلُمَّ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ ذَاكَ الَّذِيْ لَا تَوٰى عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ

۳۰۰۱ ، ۳۰۰۲ ـــ شرح : حدیث ۳۰۰۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین کی ہجو کرنا اور ان کو اذیت پہنچانا جائز ہے جبکہ ان کو امن نہ دیا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے جہاد کرنے اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا ہے۔ جبکہ ان پر سختی کرنے میں ان سے بغض کی وضاحت ہوتی ہے ۱۲ ۔ جو مسلمانوں کی وہ ہجو کرتے ہیں اس کا انتقام ظاہر ہوتا ہے لیکن ابتداء مسلمانوں کی طرف سے جائز نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم ان لوگوں کو گالی مت دو جو اللہ کے سوا بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ دشمنی اور جہالت کے باعث اللہ کو گالی دیں گے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ روح القدس سے حسان کی تائید فرما یہ اس لئے فرمایا کہ مشرکین کی ہجو کرنے میں فحش اور زبانی بدگوئی تک پہنچنے کا گمان ہوتا ہے جو غیر مستحسن ہے اس لئے روح قدس کی تائید کی دعا فرمائی کہ روح قدس حسان کو فحش و بدگوئی سے پاک رکھے اور ہجو صرف ان کے جواب تک محدود رہے اور اس میں تجاوز نہ ہو حدیث ۳۰۰۲ میں مَوْكِبٌ حرف جر محذوف ہونے کے باعث منصوب ہے۔ بعض روایات میں "مَوْكِبٍ" مذکور ہے۔ یہ سیر کی قسم ہے اور جو لوگ زینت کے لئے اونٹوں پر سوار ہوں ان پر بھی مَوْكِبٌ کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور لشکر پر موکب بولا جاتا ہے۔

۳۰۰۳ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے۔ آپ نے فرمایا ہر وحی میں فرشتہ آتا ہے کبھی گھنٹی کی آواز کی مثل آتی ہے اور فرشتہ مجھ سے جدا ہوتا ہے حالانکہ

marfat.com
Marfat.com

اُس نے جو کچھ کہا ہوتا ہے میں نے یاد کر لیا ہوتا ہے اور وہ مجھ پہ بہت سخت ہوتی ہے اور کبھی میرے سامنے فرشتہ مرد کی صورت اختیار کرتا ہے اور میرے ساتھ کلام کرتا ہے تو جو وہ کہتا ہے میں یاد کرتا جاتا ہوں "

۳۰۰۳ شرح : كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ آہ دراصل عبارت اس طرح ہے "كَيْفَ يَأْتِيكَ حَامِلُ الْوَحْيِ "، یعنی سائل کا سوال یہ ہے کہ آپ کے پاس وحی لانے والا کیسے آتا ہے۔ لیکن حدیث میں اتیان کا اسناد وحی کی طرف کیا گیا ہے لہٰذا یہ مجاز عقلی یا مجاز فی الاسناد ہے۔ کیونکہ حامل اور محمول میں مناسبت ہے۔ اس کو استعارہ بالکنایہ بھی کہتے ہیں یعنی وحی کو رجل سے تشبیہ دی اور اس کی طرف مشبہ کی نسبت کی گئی اور مشبہ کو ذکر کر کے مشبہ بہ کا ارادہ کیا۔ " أَحْيَانًا "، حین کی جمع ہے اور وہ وقت ہے اس کا قلیل وکثیر پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک لحظہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ یہ ظرف منصوب ہے، يَأْتِينِي مؤخر اس کا عامل ہے۔ قولہ مثل صَلْصَلَةٍ ، ہر آواز والی شئی کی آواز کو صلصلہ کہا جاتا ہے۔ جیسے زنجیر کی آواز ہے۔ یعنی کبھی میرے پاس وحی آتی ہے جس کی آواز گھنٹی کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ فَيُفْصَمُ ، کا معنیٰ جُدا ہوتا ہے یعنی وہ مجھ سے اس صورت میں جُدا ہوتا ہے کہ پھر واپس آئے گا اور فَصَمَ سے مراد وحی کا جُدا ہونا یعنی فرشتہ کا جُدا ہونا یا اس کی شدت کا جُدا ہونا ہے۔ یعنی مجھے کرب وشدت نے ڈھانپ لیا ہوتا ہے وہ مجھ سے کھل جاتا ہے۔ قولہ يَتَمَثَّلُ آہ یعنی فرشتہ آدمی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ قولہ وَهُوَ أَشَدُّ عَلَيَّ یعنی وحی کی پہلی قسم دوسری قسم سے سخت ہے کیونکہ گھنٹی کی آواز جیسا کلام سمجھنا مشکل ہوتا ہے اور مرد کا کلام سمجھنا آسان ہوتا ہے۔ پہلی قسم میں فرشتہ کی آواز گھنٹی کی آواز جیسی ہوتی ہے اور دوسری قسم میں متکلم آدمی ہوتا ہے اس کا کلام سمجھنا آسان ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ اس نے قائل اور سامع میں مناسبت ضروری کی ہے۔ تاکہ دونوں میں تعلیم وتعلم ہو سکے یہ مناسبت یا تو اس طرح ہو گی کہ سامع پہ روحانیت کا غلبہ ہو اور وہ وصفِ قائل سے متصف ہو یہ پہلی قسم ہے یا قائل سامع کی وصف سے متصف ہو یہ دوسری قسم ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ فرشتہ آدمی کی صورت میں متمثل ہوتا ہے اور یہ مسلم امر ہے کہ پہلی صورت بہت سخت ہے۔ حدیث میں اس کی صورت یہ ہے کہ کبھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتہ کی وصف اختیار فرماتے اور کبھی فرشتہ آدمی کی صورت اختیار کرتا۔ ان دونوں طریقوں سے وحی کا افہام وتفہیم ہوتا ایک تیسری صورت بھی ہے اور وہ نیک خواب ہیں لیکن اس کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ سوال کا اصل مقصد وحی کا وہ طریقہ معلوم کرنا ہے جو مخصوص ومخفی ہو اور عموماً معلوم نہ ہو اور خواب معروف ہوتا ہے اس کو اس میں دخل نہیں یا سوال ہی یہ تھا کہ بیداری میں وحی آنے کی کیفیت کیا ہے یا سوال کے وقت نزولِ وحی انہی دو طریقوں سے ہوتا تھا اور نیک خواب ابتداءِ نبوت میں وحی کی صورت ظاہر کرتے تھے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی ابتداء اچھے خوابوں کے ذریعہ بھی اور یہ چھ ماہ تک رہی پھر آپ نے تنہائی اختیار کر لی اور غارِ حرا میں تشریف لے گئے وہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ بشر کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ علماء کلام کا کہنا ہے کہ فرشتے لطیف

marfat.com
Marfat.com

اجسام ہیں اور جو شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سائل نے وحی آنے کی کیفیت پوچھی ہے اور جواب میں وحی کی دوسری قسم حامل وحی کی کیفیت بیان کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سائل نے وحی آنے کی کیفیت کا سوال نہیں پوچھا بلکہ وحی کے حامل کی کیفیت سے سوال پوچھا ہے۔ علاوہ ازیں حامل کی کیفیت سے وحی کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی قسم میں "لفظ وَعَیْتُ" ذکر کیا ہے جو ماضی کا صیغہ ہے اور دوسری قسم میں مضارع کا صیغہ استعمال کیا ہے چنانچہ فرمایا "اَعِیْ مَا یَقُوْلُ"، اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی دو طرح سے آتی تھی۔ ایک حالت میں سخت تر ہوتی تھی۔ کیونکہ اس حالت میں اوضاع ملکیہ اختیار فرماتے اور طباع بشریہ سے بالاتر ہوتے تھے تو جس طرح ملائکہ پر وحی کی جاتی ہے۔ اسی طرح آپ پر وحی کی جاتی۔ پھر جب آپ طباع بشریہ کی طرف واپس لوٹتے تو جو کچھ آپ پر وحی کیا ہوتا وہ سب کچھ آپ کو یاد ہوتا تھا۔ اسی لئے "وَعَیْتُ" ماضی کا صیغہ ذکر فرمایا۔ دوسری حالت میں فرشتہ بشر کی شکل میں آتا تھا اس کا وحی کا یاد کرنا آسان ہوتا تھا اور اس حالت میں جو کچھ فرشتہ ذکر کرتا اس کو آپ یاد کرتے جاتے اس لئے "اَعِیْ"، مضارع کا صیغہ ذکر فرمایا حدیث ۲ کی شرح دیکھیں"، شیخ شہاب الدین نے ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے اور غیبی علوم کی خبریں دیا کرتے تھے اور لوگوں کو ان کی استعداد کے مطابق علوم کا فیضان فرماتے تھے۔ جب آپ کا یہ ارادہ ہوتا کہ وہ ان علوم کی گہرائیوں تک نہیں پہنچتے تو آپ ظاہری مثالیں بیان کر کے علوم کی وضاحت فرماتے تاکہ علوم کے حقائق ان کے لئے واضح ہو جائیں اور وہ مثالوں کے مشاہدہ سے ان حقائق سے آگاہ ہو جائیں جن کا انھوں نے مشاہدہ نہیں کیا ہوتا۔ جب کسی صحابی نے آپ سے کیفیت وحی سے متعلق سوال عرض کیا اور یہ مسئلہ بہت مشکل تھا تو آپ نے اس کی مثال بیان فرمائی کہ وحی کبھی گھنٹی کی طرح آتی ہے جس کی آواز باہم خلط ملط ہوتی ہے وہ سنی جاتی ہے سمجھی نہیں جاتی اور اس وقت دل پر خطابِ الٰہی کی ہیبت ہوتی ہے اور قولِ ثقیل کا القاء ہوتا ہے اور جب یہ حال کھل جائے تو نازل شدہ کلام واضح ہو جاتا ہے اور وہ آپ کے قلب شریف میں ایسا مستقر اور واضح ہوتا ہے جیسے وہ کانوں سے سنائی دیتا ہے اور اس میں کسی شئ کا اشتباہ نہیں ہوتا۔ وحی کی یہ قسم ملائکہ پر وحی کے مشابہ ہے اور دوسری قسم واضح ہے کہ فرشتہ دحیہ کلبی کی صورت میں آکر آپ کو اللہ کا حکم پہنچایا کرتا تھا۔ ان دو طریقوں سے آپ پر وحی نازل ہوتا تھا البتہ ابتداءِ نبوت میں خواب میں رؤیا صالحہ سے وحی کی ابتداء ہوئی۔ کیونکہ اچانک فرشتہ کی آمد کی بشری قوت متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ اسی لئے نبوت کی ابتداء رؤیا صالحہ سے ہوئی جیسے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روایت سے واضح ہوتا ہے اور رؤیا صالحہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے خواب کی حالت میں اس کے دل میں کوئی شئ ڈال دیتا ہے یا اس کے حواس میں کوئی شئ ظاہر کرتا جیسے بیداری میں قلبِ یقظان پر القاء کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۰۰۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی اللہ کی راہ میں ایک جوڑہ خرچ کرے۔ جنت کے فرشتے اس کو (آٹھ دروازوں سے) بلاتے ہیں کہ اے فلاں شخص ادھر سے آؤ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اس

marfat.com
Marfat.com

۳۰۰۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٌ ثَنَا هِشَامٌ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا یَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرَئِیْلُ یَقْرَأُ عَلَیْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تَرٰی مَا لَا اَرٰی تُرِیْدُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

شخص کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یقین رکھتا ہوں کہ تم اُن لوگوں میں سے ہو"
(حدیث ۲۶۴۵ کی شرح دیکھیں)

۳۰۰۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ یہ جبرائیل (علیہ السلام) تجھے سلام کہتے ہیں ام المؤمنین نے عرض کیا (یارسول اللہ) وعلیہ السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ' آپ وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔

۳۰۰۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جناب مریم علیہا السلام سے خطاب فرمایا تھا تو اس طرح ام المؤمنین سے خطاب فرماتے ہوئے کیوں نہ کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ" اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کا مقدر یہ کیا تھا کہ ان کو شوہر کے بغیر بچہ عطا کرے گا تو جبرائیل علیہ السلام کو ان سے گفتگو کرنے بھیج دیا تاکہ حمل کے زمانہ میں مریم کا دل مطمئن رہے اور وہ یہ خیال کرے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر ولادت کے وقت جبریل کو بھیجا جبکہ وہ اس وقت تنہا تھیں اور کہا آپ کسی قسم کا فکر نہ کریں۔ اللہ نے تمہارے نیچے نہر جاری کی ہے تو ان سے فرشتہ کا خطاب ان کی تسکین کے لئے تھا تاکہ ان کا قلب مطمئن رہے۔ اور انہیں اضطراب لاحق نہ ہو۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ مریم علیہا السلام کا شوہر نہ تھا اس لئے ان سے خطاب کیا اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا احترام کیا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جنت میں محل کا احترام کیا جس کو آپ نے خواب میں دیکھا تھا تاکہ عمر فاروق کو غیرت نہ آئے اس میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی منقبتِ عظیمہ ہے کہ جب سیدنا جبرائیل علیہ السلام جو شہوت سے خالی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرتے ہیں اور آپ کی زوجہ محترمہ سے مشافہۃً خطاب نہیں کرتے تاکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب شریف مضطرب نہ ہو تو جو کچھ اہلِ افک نے ان کے متعلق زہر اگلا تھا وہ کس قدر احترام سے بعید تھا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ایک قول کے مطابق مریم علیہا السلام نبی ہیں اس لئے ان سے مشافہۃً خطاب کیا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا میں یہ وصف نہ تھی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا سلام کے جواب میں یہ کہنا وعلیک السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ" کتاب اللہ پر امتثال ہے قرآن کریم میں ہے جب تمہیں سلام کہا جائے تو اچھا جواب دو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

۳۰۰۶ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيٰى يَعْنِيْ ابْنَ جَعْفَرٍ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيْلَ اَلَا تَزُوْرُنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا قَالَ فَنَزَلَتْ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا اَلْاٰيَةَ

۳۰۰۷ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ سُلَيْمٰنُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقْرَأَنِيْ جِبْرَائِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِيْدُهٗ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ

نے فرمایا سلام کے جواب میں اضافہ کرنا سنّت ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبیہ عورت کو سلام کہنا جائز ہے جبکہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو لیکن بہتر یہی ہے کہ اس زمانہ میں اجنبیہ عورت کو سلام نہ کہے کیونکہ اس پُر آشوب دَور میں ان کو سلام کہنا فتنہ سے خالی نہیں جبکہ انہی کے ذریعہ شیطان لوگوں کو شکار کرتا ہے۔

۳۰۰۶ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا جتنا تم اب ہمارے پاس آتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہم آپ کے ربّ کے حکم بغیر نہیں آتے جو ہمارے سامنے یا پیچھے ہے اسی کا ہے

۳۰۰۷ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے قرآن ایک قرأت میں پڑھایا پھر میں اس سے اضافہ طلب کرتا رہا حتیٰ کہ وہ سات قرأت تک پہنچا۔

۳۰۰۷ــــ شرح : حرف سے مراد لغت ہے قرآن مجید سات حرفوں میں نازل ہوا یعنی سات لغات میں نازل ہوا۔ جس لغت میں قرآن کریم پڑھیں اس کا معنی تبدیل نہیں ہوتا۔ بعض علماء حرف سے اعراب مراد لیتے ہیں بعض حرف کا معنی کیفیت کہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت میکائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے ان سے مشورہ

marfat.com
Marfat.com

۳۰۰۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَكَانَ جِبْرَئِيْلُ يَلْقَاهُ فِیْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرَئِيْلُ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَا مَعْمَرٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَرَوٰى اَبُوْهُرَيْرَةَ وَفَاطِمَةُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْاٰنَ

طلب کیا تو وہ اضافہ کا مشورہ دیتے رہے۔ حتیٰ کہ سات حروف تک پہنچے ہر حرف کافی شافی تھا۔ اسی لئے قرآن میں جھگڑا کرنا ممنوع ہے۔ بعض تو اس کو کفر کہتے ہیں۔ اور یہ کہنا مناسب نہیں کہ قرآن کی آئت کے متعلق کہا جائے کہ یہ آئت اس طرح نہیں یا بعض آیات بعض سے بہتر ہیں۔ الحاصل قرآن کریم سات لغات میں نازل ہوا۔ بعض قریش کی لغت میں بعض ہذیل کی لغت میں بعض ہوازن کی لغت میں اور بعض یمن کی لغت میں نازل ہوا۔ اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ ایک لفظ میں سات وجہیں ہیں۔ البتہ بعض الفاظ ہیں جو متعدد لغات میں پڑھے جاتے ہیں جیسے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اس میں کئی لغات ہیں۔ جیسا کہ مفسرین نے ذکر کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۰۰۸ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ بہت زیادہ سخی رمضان میں ہوتے تھے۔ جبکہ آپ سے جبرائیل علیہ السلام ملاقات کرتے تھے اور وہ رمضان مبارک میں ہر رات آپ سے ملاقات کرتے تھے اور آپ سے رمضان مبارک میں قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے یقیناً جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سخاوت میں کھلی تیز ہوا سے عمومِ نفع میں زیادہ سخی تھے۔
عبداللہ نے کہا ہم سے مَعْمَر نے اس اسناد کے ساتھ اس طرح بیان کیا۔ ابو ہریرہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی کہ جبرائیل آپ سے قرآن کا دَور کرتا تھا۔
(حدیث ۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۰۰۹ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلَّى أَمَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ اعْلَمْ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ قَالَ سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ

۳۰۱۰ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ قَالَ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ

۳۰۰۹ ــــ ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عصر کی نماز میں کچھ تاخیر کی تو اُن سے عروہ نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں امامت کی تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا اے عروہ! ذرا خیال کرو! عروہ نے کہا میں نے بشیر بن ابی مسعود کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابومسعود نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جبرائیل اُترے اور میری امامت کی تو میں نے اُن کے ساتھ نماز پڑھی ان کے ساتھ پھر نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ پانچ نمازوں کو اپنی انگلیوں پر شمار کر رہے تھے۔
(حدیث ۵۰۱ کی شرح دیکھیں)

۳۰۱۰ ــــ ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرائیل نے کہا آپ کی امت میں سے جو کوئی شخص فوت ہو جائے حالانکہ اُس نے اللہ کا کسی کو شریک نہ کیا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا یا (فرمایا) دوزخ میں داخل نہ ہوگا! آپ نے فرمایا اگرچہ وہ زنا کرے اگرچہ وہ چوری کرے تو جبرائیل نے کہا اگرچہ زنا اور چوری کرے!

marfat.com
Marfat.com

۳۰۱۱ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمَلَآئِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ مَلَآئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَآئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ اَلَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ فَيَقُوْلُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِیْ فَقَالُوْا تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ يُصَلُّوْنَ

بَابُ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَالْمَلَآئِكَةُ

۳۰۱۰ شرح : یعنی جو شخص اللہ کا شریک نہ بنائے اور اسی حال میں فوت ہو جائے وہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا اور دوام کی نفی سے اصل شئی کی نفی نہیں ہوتی۔ لہذا جن احادیث میں گنہگار مسلمانوں کا دوزخ میں جانا مذکور ہے وہ اس حدیث کے منافی نہیں کیونکہ گنہگار مسلمان ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں جنت میں دخول کا اثبات ہے۔ اور نفی کا بھی اثبات ہے۔ اور ہر ایک دوسرے سے وصف یا وقت میں ممتاز ہے۔ یعنی جو شخص توحید پر مرجائے وہ بہرحال جنت میں جائے گا اگرچہ اس سے پہلے اس کو عذاب دیا جائے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فعل شرط کا حذف کرنا جائز ہے اور صرف حرفِ شرط پر اکتفاء کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے کلام میں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

۳۰۱۱ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں۔ کچھ فرشتے رات میں اور کچھ دن میں اور فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں پھر جو فرشتے تم میں رات بھر رہتے ہیں وہ آسمان میں چلے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے اور فرماتا ہے تم نے (میرے بندوں کو) کیسے چھوڑا وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو چھوڑا جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے پاس آئے تھے حالانکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

۳۰۱۱ شرح : یعنی فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں جب ایک گروہ آئے تو دوسرا چلا جاتا ہے (حدیث ۵۳۲ کی شرح دیکھیں)

باب جب کوئی تم میں سے آمین کہے حالانکہ آسمان میں فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جب دونوں کی

marfat.com
Marfat.com

فِی السَّمَآءِ اٰمِیْن فَوَافَقَتْ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ

۳۰۱۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا مُخَلَّدٌ اَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اُمَیَّۃَ اَنَّ نَافِعًا حَدَّثَہٗ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَہٗ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ حَشَوْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وِسَادَۃً فِیْھَا تَمَاثِیْلُ کَاَنَّھَا نُمْرُقَۃٌ فَجَآءَ فَقَامَ بَیْنَ الْبَابَیْنِ وَجَعَلَ یَتَغَیَّرُ وَجْھُہٗ فَقُلْتُ مَا لَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا بَالُ ھٰذِہِ الْوِسَادَۃِ قُلْتُ وِسَادَۃٌ جَعَلْتُھَا لَکَ لِتَضْطَجِعَ عَلَیْھَا قَالَ اَمَا عَلِمْتِ اَنَّ الْمَلَائِکَۃَ لَا تَدْخُلُ بَیْتًا فِیْہِ صُوْرَۃٌ وَاَنَّ مَنْ صَنَعَ الصُّوَرَ یُعَذَّبُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیُقَالُ اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ

۳۰۱۳ — حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا طَلْحَۃَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَلَا صُوْرَۃُ تَمَاثِیْلَ

اُمین ایک دوسرے کے موافق پڑے تو اس کے پچھلے سب گناہ مُعاف ہوجاتے ہیں!"

۳۰۱۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک تکیہ بھرا جس پر تصاویر تھیں۔ آپ تشریف لائے تو دونوں دروازوں کے درمیان کھڑے ہوگئے اور آپ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہونے لگا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سے کیا گناہ ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے ام المؤمنین نے کہا یہ تکیہ میں نے آپ کے لئے تیار کیا ہے تاکہ آپ اس پر آرام فرمایا کریں۔ آپ نے فرمایا کیا تو جانتی نہیں کہ جس گھر میں تصویر ہو اس گھر میں فرشتے نہیں آتے اور جو کوئی تصویر بنائے اس کو قیامت تک عذاب دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا جو تصویر

marfat.com
Marfat.com

۳۰۱۴ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنَا عَمْرٌو اَنَّ بُكَيْرَ بْنَ الْاَشَجِّ حَدَّثَهٗ اَنَّ بُسْرَ بْنَ سَعِيْدٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيَّ حَدَّثَهٗ وَمَعَ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عُبَيْدُ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيُّ الَّذِيْ كَانَ فِيْ حَجْرِ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمَا زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَآئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ قَالَ بُسْرٌ فَمَرِضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ فَعُدْنَاهُ فَاِذَا نَحْنُ فِيْ بَيْتِهٖ بِسِتْرٍ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ اَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي التَّصَاوِيْرِ فَقَالَ اِنَّهٗ قَالَ اِلَّا رَقْمًا فِيْ ثَوْبٍ اَلَا سَمِعْتَهٗ قُلْتُ لَا قَالَ بَلٰى قَدْ ذَكَرَهٗ

۳۰۱۵ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٰنَ ثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ ثَنِيْ عُمَرُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ وَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ

تو نے مائی ہے اس کو زندہ کر"

۳۰۱۳ ـــ ترجمہ : عُبَید اللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے ابوطلحہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس گھر میں کُتّا یا جاندار کی تصویر ہو اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۳۰۱۴ ـــ ترجمہ : بُکیر بن اَشَجّ نے بیان کیا کہ بُسر بن سعید نے ان کو خبر دی کہ زید بن خالد جُہنی رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا اور بُسر بن سعید کے ساتھ عُبَید اللہ خولانی تھے جو ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت تھے۔ اُن دونوں سے زید بن خالد نے بیان کیا کہ ابوطلحہ نے ان کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے

marfat.com
Marfat.com

۳۰۱۶ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ سُمَیٍّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

۳۰۱۷ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُلَیْحٍ ثَنَا اَبِیْ

جس میں جاندار کی تصویر ہو بُسر نے کہا زید بن خالد بیمار ہو گئے تو ہم اُن کی بیمار پرسی کو گئے تو اُن کے گھر میں ہم نے پردہ دیکھا جس میں تصویریں تھیں میں نے عُبید اللہ خولانی سے کہا کیا ہم کو تصاویر کے متعلق اُنھوں نے خبر نہیں دی تھی تو عبید اللہ نے کہا اُنھوں نے یہ کہا تھا کہ کپڑے کے نقوش اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کیا تم نے سُنا نہیں تھا میں نے کہا نہیں تو اُنھوں نے کہا کیوں نہیں اُنھوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔

۳۰۱۵ــــ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا (کہ وہ آئیں گے) اور کہا ہم اس گھر میں نہیں آتے جس میں جاندار کی تصویر اور کتا ہو۔

۳۰۱۶ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم (اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد) کہو کیونکہ جس کا کلام فرشتوں کے کلام کے موافق ہو جائے اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۳۰۱۳، ۳۰۱۴، ۳۰۱۵، ۳۰۱۶ ــــ شرح : وِسَادَةٌ تکیہ ہے۔ اس کی جمع وَسَائِدُ ہے۔ تَمَاثِیل تمثال کی جمع ہے اس کا معنیٰ اگرچہ مطلقاً صُورت ہے لیکن یہاں اس سے مراد حیوان کی صورت ہے۔ نُمْرُقَةٌ کی جمع نَمَارِقُ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "ملائکہ" سے مراد رحمت اور برکت کے فرشتے ہیں جو لوگوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ وہ فرشتے مراد نہیں جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ جن کتوں کا گھر میں رکھنا حرام نہیں جیسے کھیتی باڑی اور جانوروں کی حفاظت کرنے والے یا شکار کرنے والے کتے وہ مذکور حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ اور کپڑوں پر منقوش تصاویر جن کی کوئی عظمت و حُرمت نہیں اور وہ پاؤں میں روندی جاتی ہیں وہ رحمت کے فرشتوں کو منع نہیں کرتیں۔ تصویر کا دخولِ ملائکہ سے مانع ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ معصیّت فاحشہ ہے اور اس میں اللہ کی تخلیق سے مشابہت ہے اور بعض وہ صورتیں ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ فِیْ صَلٰوةٍ مَّا دَامَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ وَالْمَلٰٓئِكَةُ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ یَقُمْ مِنْ صَلَاتِهٖ اَوْ یُحْدِثْ ۳۰۱۸ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَعْلٰی عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ عَلَی الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا یَا مَالِكُ قَالَ سُفْیٰنُ فِیْ قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ وَنَادَوْا یَا مَالِ

اس لئے جہاں حیوان کی تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اسی طرح جہاں کتا ہو کیونکہ کتا عموماً نجاست کھاتا ہے اور بعض کتوں کو شیطان بھی کہا جاتا ہے اور فرشتے اس کو نہیں چاہتے۔ نیز کتا بدبودار ہوتا ہے اور بدبو سے فرشتے بھاگتے ہیں۔ ہاں اگر کپڑوں پر نقش ونگار ہوں اور حیوانات کی تصاویر نہ ہوں تو یہ جائز ہیں۔ ابن اثیر نے کہا رَقم کا معنیٰ نقش ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ حسبِ وعدہ نہ آئے تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ آنے کا سبب پوچھا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا یا تصویر ہو۔
(حدیث ع ۳۶۹، حدیث ع ۳۰۱۶ کی تفصیل حدیث ع ۷۶۷ کی شرح میں دیکھیں)

۳۰۱۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص نماز میں ہی شمار ہوتا ہے جب تک اس کو نماز روک رکھے اور فرشتے کہتے ہیں۔ اے اللہ اس کو بخش اور اس پر رحم کر جب تک وہ نماز سے فارغ نہ ہو یا بے وضوء نہ ہو (حدیث ع ۴۳۵ کی شرح دیکھیں)

۳۰۱۸ — ترجمہ : صفوان بن یعلی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ پکاریں گے اے مالک (دوزخ کا داروغہ) سفیان نے کہا عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں "وَنَادَوْا یَا مَالِ"

marfat.com
Marfat.com

۳۰۱۹ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ عَلَيْكَ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيْتُ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِيْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرَئِيْلُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذٰلِكَ فِيْمَا شِئْتَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْ اَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا

۳۰۱۹ ـــ ترجمہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (یا رسول) اللہ، کیا آپ پر اُحد کے دن سے سخت دن بھی کبھی آیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تمہاری قوم سے سخت تکالیف کا سامنا کیا اور لوگوں سے سخت تکلیف جو میں نے پائی وہ عقبہ کے دن تھی جبکہ میں نے اپنے آپ کو ابنِ عبد یالیل بن عبد کُلال پر پیش کیا۔ اُس نے میری خواہش کے مطابق جواب نہ دیا میں غمناک ہو کر سیدھا چلا۔ ابھی مجھے افاقہ نہ ہُوا تھا۔ کیا دیکھتا ہُوں کہ میں قرنِ ثعالب میں ہوں میں نے اپنا سر اُٹھایا تو مجھے ایک بادل سا نظر آیا جس نے مجھے سایہ کئے ہُوئے تھا اور اس میں جبرائیل (علیہ السلام) تھے اُنھوں نے مجھے آواز دی اور کہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا کلام سُنا ہے جو کچھ اُنھوں نے آپ کو جواب دیا ہے اور آپ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے۔ آپ اُن کے متعلق جو چاہیں فرشتہ کو حکم دیں تو اچانک مجھے پہاڑوں کے فرشتہ

marfat.com
Marfat.com

۳۰۲۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ ثَنَا اَبُوْاِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى قَالَ ثَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ رَاٰى جِبْرَئِيْلَ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ

نے آواز دی اور مجھے سلام عرض کیا پھر کہا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم"، جس کے متعلق آپ چاہیں (میں کرنے کو تیار ہوں)، اگر آپ چاہیں تو ان کافروں پر سخت دو پہاڑ ابوقبیس اور ثور ڈال دیتا ہوں (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے وہ لوگ نکالے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔

۳۰۱۹ — مشرح : غزوۂ اُحد تین ہجری میں لڑا گیا تھا اس میں مسلمانوں کو سخت تکلیف اُٹھانی پڑی اور ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس جنگ میں شہید ہوئے "عقبہ" منیٰ کے میدان میں ایک وادی ہے۔ جب ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابوطالب کا انتقال ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمید پر طائف تشریف لے گئے کہ آپ کو وہاں کچھ سہارا ملے گا۔ آپ قبیلہ ثقیف کے تین سرداروں عبد یالیل، حبیب اور مسعود سے ملے جو ایک دوسرے کے بھائی اور عمرو کے بیٹے تھے اور آپ نے اُن سے اپنی قوم کے مظالم کی شکایت کی تو اُنھوں نے آپ کی مدد کرنے کی بجائے آپ سے سخت رویہ اختیار کیا جس سے آپ کو شدید دُکھ پہنچا یہ واقعہ دس ہجری کے شوال میں ہوا۔ آپ طائف میں دس روز ٹھہرے تھے۔ قرن ثعالب، مکہ سے دو مرحلوں پر واقع ہے وہاں آپ کو وہ فرشتہ ملا جس کو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں پر مامور کیا ہوا ہے اور تمام پہاڑ اس کے تابع ہیں۔ اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کش کی کہ اگر آپ حکم فرمائیں تو میں مکہ کے سخت دو پہاڑ ان لوگوں پر گرادوں جس سے یہ سب ہلاک ہوجائیں گے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ دو سخت پہاڑ ابوقبیس اور ثور ہیں لیکن عمدۃ القاری میں اس کو وہم قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ دو پہاڑ ابوقبیس اور قیقان ہیں"

۳۰۲۰ — ترجمہ : ابواسحاق شیبانی نے کہا میں نے زر بن حُبَیش سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا" کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ اس کے چھ سَو پر تھے"

marfat.com
Marfat.com

۳۰۲۱ــــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ رَاٰى رَفْرَفًا اَخْضَرَ سَدَّ اُفُقَ السَّمَآءِ

۳۰۲۲ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ اَنْبَاَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهٗ فَقَدْ اَعْظَمَ وَلٰكِنْ قَدْ رَاٰى جِبْرِيْلَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَخَلْقِهٖ سَادًّا مَا بَيْنَ الْاُفُقِ

۳۰۲۳ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنِ ابْنِ الْاَشْوَعِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَاَيْنَ قَوْلُهٗ ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى قَالَتْ ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ كَانَ يَاْتِيْهِ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ وَاَنَّهٗ اَتَاهُ هٰذِهِ الْمَرَّةَ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ هِيَ صُوْرَتُهٗ فَسَدَّ الْاُفُقَ

۳۰۲۱ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیتِ کریمہ "بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں" کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز کپڑا دیکھا جس نے آسمان کے کنارے ڈھانپ لئے تھے"

۳۰۲۲ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس نے یہ خیال کیا کہ "محمد" مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اُس نے بہت بڑی غلطی کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ان کی صورت اور خلقت میں دیکھا جس نے اُفق اور کنارے بھرے ہوئے تھے۔"

۳۰۲۳ــــ ترجمہ : مسروق نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ جب جبرائیل کی رؤیت بار بار ہو چکی ہے تو اس آیت "دَنٰى فَتَدَلّٰى الخ" کا معنیٰ کیا ہوگا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام ہے جو کسی مرد کی

marfat.com
Marfat.com

صُورت میں آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اس دفعہ وہ اپنی اصلی صورت میں آئے اور سب کنارے ڈھانپ رکھے تھے

۳۰۲۰ تا ۳۰۲۳ — شرح : ان تمام احادیث کا مطلب یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت اور خلقت میں دیکھا جس نے آسمانوں کے افق بھرے ہُوئے تھے اور اس کے چھ سَو پَر تھے ،، جیسا کہ ابن مسعود کی روایت سے واضح ہوتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دِحیہ کلبی اور کسی اعرابی کی صورت میں آیا جایا کرتے تھے صرف دو مرتبہ اپنی اصل صورت میں آئے۔ ایک بار فضا میں آسمان سے اُترے اور دُوسری بار سدرۃ المنتہیٰ پہ ظاہر ہُوئے جبکہ ان کے چھ سَو پر تھے۔

اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں عُلمائے کرام کے خیالات ،،

حضرت ابن عباس ، ابوذر ، کعب بن مالک ، حسن بصری رضی اللہ عنہم نے کہا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو سَر مبارک کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ حضرت ابن عباس جو اس امت کے بہت بڑے مُحدِّث اور مُفسِّر ہیں، نے کہا کیا تم اس میں تعجب کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلّت سے، موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے اور جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رُویت سے مختص فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن عباس سے بار بار گفتگو کی اور ان کو پیغام بھیجا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب لکھا کہ ہاں دیکھا ہے۔ قتادہ نے انس سے روایت کی کہ آپ نے اللہ کو دیکھا ہے اور امام حسن بصری قسم کھاتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے۔ البتہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے وہ فرماتی ہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو نہیں دیکھا مگر ان کا اختلاف مُضر نہیں کیونکہ اُنھوں نے یہ نہیں فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ۔ تم نے فرمایا میں نے اللہ کو نہیں دیکھا وہ تو صرف آیت کریمہ سے استنباط کرتی ہیں۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ،، صحابی جب کوئی قول بیان کرے اور دوسرا صحابی اس کی مخالفت کرے تو اس کا قول حجت قرار نہیں پاتا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اثباتِ رؤیت کی روایات پائی جاتی ہیں لہٰذا ان کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ایسا نہیں جس کو عقل ادراک کر سکے یا اس کے متعلق اپنے گمان سے کچھ کہا جائے۔ اس کا تعلق تو صرف سماع سے ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ صحابی کی روایت جس کا عقل ادراک نہ کر سکے وہ سماع پہ مبنی ہوتی ہے۔ معلوم ہُوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلہ

marfat.com
Marfat.com

۳۰۲۴ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰی ثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ ثَنَا اَبُوْ رَجَآءٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ اللَّیْلَةَ رَجُلَیْنِ اَتَیَانِیْ فَقَالَا الَّذِیْ یُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَاَنَا جِبْرَئِیْلُ وَهٰذَا مِیْكَائِیْلُ

کی سماعت کی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ رویت کلام کے بغیر جائز ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ رؤیت کے وقت کلام بھی ہو۔ لہذا کلام کی نفی سے رویت کی نفی نہیں ہوتی۔ دوسری آیت سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ ادراک کا معنیٰ احاطہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو احاطہ کرنا ممکن نہیں قرآن کریم نے احاطہ کی نفی کی ہے اس کو یہ لازم نہیں کہ احاطہ کے بغیر رویت نہیں ہوسکتی لیکن یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہو اور اس کا احاطہ نہ کیا ہو۔ عبدالرزاق نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہتے تھے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ اشعری اور ان کے ساتھی علماء نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو سر مبارک کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا جو معجزہ کسی نبی کو عطا ہوا اس جیسا معجزہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور عطا ہوا۔ اور آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کو رویت عطا ہوئی جو دوسرے کسی نبی کو عطا نہ ہوئی بلکہ ہر نبی کو معجزہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے عنایت ہوا۔ علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ؎

وَمَا اَتَتِ الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا ۞ فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهِمْ

شریعت مطہرہ میں کوئی قطعی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ اللہ کی رؤیت محال اور ممتنع ہے بلکہ ہر موجود کی رؤیت جائز ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نہیں دیکھ سکتے ہو۔ قولہ فَاَیْنَ ،، اس مقام میں " فاء کا معنیٰ یہ ہے کہ مسروق نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ آپ تو اللہ تعالیٰ کی رویت کا انکار کرتی ہیں تو اس آیت کریمہ " دَنَا فَتَدَلّٰی ،، کا معنیٰ کیا ہوگا۔ ام المؤمنین نے اس کے جواب میں کہا آیت کریمہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کے قریب ہوئے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اگرچہ ہمیشہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کیا کرتے تھے لیکن وہ ملاقات اس حال میں ہوتی تھی جبکہ جبرائیل علیہ السلام بشری صورت میں آیا کرتے تھے اور ان کی ایک خاص صورت ہے جس پہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اس صورت میں ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دفعہ یا ایک اور دفعہ دیکھا تھا۔

۳۰۲۴ ـــ ترجمہ : سمرہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات دو مرد دیکھے جو میرے پاس آئے انھوں نے کہا جو شخص آگ روشن کر رہا تھا وہ مالک دوزخ کا داروغہ تھا۔ میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہے "علیہم السلام" (حدیث ۱۳۰۶ کی شرح دیکھیں پ۲)

marfat.com
Marfat.com

۳۰۲۵ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ تَابَعَهٗ شُعْبَةُ وَاَبُوْحَمْزَةَ وَابْنُ دَاوٗدَ وَاَبُوْمُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ

۳۰۲۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا اللَّیْثُ ثَنِیْ عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاسَلَمَةَ اَخْبَرَنِیْ جَابِرُبْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثُمَّ فَتَرَ الْوَحْیُ عَنِّیْ فَتْرَةً فَبَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِیْ قِبَلَ السَّمَآءِ فَاِذَا الْمَلَکُ الَّذِیْ جَآءَنِیْ بِحَرَآءَ قَاعِدٌ عَلٰی کُرْسِیٍّ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ حَتّٰی هَوَیْتُ اِلَی الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِیْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ اِلٰی قَوْلِهٖ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ وَالرُّجْزُ الْاَوْثَانُ

۳۰۲۵ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے وہ انکار کردے اور وہ اس پر ناراض ہو کر سو رہے تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔ ابوعوانہ شعبہ بن حجاج، ابوحمزہ محمد بن میمونہ سکری، عبداللہ بن داؤد اور ابومعاویہ محمد بن خازم نے اعمش سے روائت کرنے میں اس کی متابعت کی۔

۳۰۲۶ ـــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ پھر لمبی مدت وحی رُک گئی میں ایک وقت جا رہا تھا کہ میں نے آسمان سے آواز سُنی میں نے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی تو اسی فرشتہ کو دیکھا جو میرے پاس غارِ حرا میں تھا وہ زمین اور آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں اس سے گھبرایا حتی کہ میں زمین پر گرنے لگا۔ پھر میں اپنے گھر آیا اور کہا مجھے کمبل اوڑھا دو مجھے کمبل اوڑھا دو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل کی اے کمبل اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب کی ہی بڑھائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دُور رہو۔ ابوسلمہ نے کہا رجز بُت ہیں ،، (حدیث ۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۰۲۷ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ ثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مُوسَى رَجُلًا آدَمَ مَطْوَالًا رَجِعًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوعًا مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبْطَ الرَّأْسِ وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ إِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ قَالَ أَنَسٌ وَأَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرُسُ الْمَلَائِكَةُ الْمَدِينَةَ مِنَ الدَّجَّالِ

۳۰۲۷ــــ ترجمہ : ابوعالیہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا ہم سے تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا میں نے اس رات جس میں مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی موسیٰ "علیہ السلام" کو دیکھا وہ گندمی رنگ والے دراز قد اور گھنگریالے بال والے ہیں گویا کہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ "علیہ السلام" کو دیکھا وہ میانہ قد درمیانہ اعضاء والے سُرخ سفید رنگ سیدھے بالوں والے ہیں اور میں نے دوزخ کے داروغہ مالک اور دجال کو دیکھا۔ یہ ان نشانیوں میں سے تھیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھائیں۔ تمہیں اس کی ملاقات میں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ انس اور ابوبکرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ فرشتے مدینہ منورہ کی دجال سے حفاظت کرتے ہیں۔

۳۰۲۷ــــ شرح : شنوءہ ایک قبیلہ کا نام ہے۔ جس کے لوگ لمبے قد والے ہوتے ہیں۔ "سبطہ" کا معنی سیدھے بال ہیں۔ "فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ" کا معنیٰ یہ ہے کہ اے مخاطب جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا ہے۔ اس میں شک کر

باب ان روایات کا بیان جو جنت کی صفت میں وارد ہیں اور یہ کہ جنت مخلوق ہے"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا جَآءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهَا مَخْلُوقَةٌ

قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ مُطَهَّرَةٌ مِنَ الْحَيْضِ وَالْبَوْلِ وَالْبُزَاقِ كُلَّمَا رُزِقُوا ثَمَرَةً قَالُوا هٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوا بِهٖ مُتَشَابِهًا يُشْبِهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَيَخْتَلِفُ فِي الطَّعْمِ قُطُوفُهَا يَقْطِفُونَ كَيْفَ شَآءُوا دَانِيَةٌ قَرِيبَةٌ الْاَرَآئِكُ السُّرُرُ وَقَالَ الْحَسَنُ النَّضْرَةُ فِي الْوَجْهِ وَالسُّرُورُ فِي الْقَلْبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ سَلْسَبِيلًا حَدِيدَةُ الْجَرْيَةِ غَوْلٌ وَجَعُ الْبَطْنِ يُنْزَفُونَ لَا يَذْهَبُ عُقُولُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ دِهَاقًا مُمْتَلِئًا كَوَاعِبَ نَوَاهِدَ الرَّحِيقُ الْخَمْرُ التَّسْنِيمُ يَعْلُو شَرَابَ اَهْلِ الْجَنَّةِ خِتَامُهٗ طِينُهٗ مِسْكٌ نَضَّاخَتَانِ فَيَّاضَتَانِ يُقَالُ مَوْضُونَةٌ مَنْسُوجَةٌ وَمِنْهُ وَضِينُ النَّاقَةِ وَالْكُوبُ مَا لَا اُذُنَ لَهٗ وَلَا عُرْوَةَ وَالْاَبَارِيقُ ذَوَاتُ الْاٰذَانِ وَالْعُرُبُ مُثَقَّلَةٌ وَاحِدَتُهَا عَرُوبٌ مِثْلُ صَبُورٍ وَصُبُرٍ يُسَمِّيهَا اَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ وَاَهْلُ الْمَدِينَةِ الْعَنِجَةَ وَاَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَوْحٌ

ابو عالیہ نے کہا "عورتیں حیض، پیشاب اور تھوک سے پاک ہوں گی"، انھیں جب بھی کوئی شئی دی جائے گی۔ پھر ان کو دُوسری شئی دی جائے گی تو وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے دی گئی تھی۔ "اُتُوا بِهٖ مُتَشَابِهًا"، یعنی وہ ایک دُوسرے کے مشابہ ہوں گی"، اور وہ ذائقہ میں مختلف ہوں گی، "قُطُوفُهَا"، یعنی وہ جس طرح چاہیں گے اس کے پھل توڑیں گے"، "دَانِيَةٌ"، کا معنی قریب ہے۔ "اَلْاَرَائِكُ"، کا معنی تخت ہیں۔ حسن نے کہا چہرے کی تروتازگی کو "نَضْرَةٌ"، اور دل کی خوشی کو سرور کہا جاتا ہے۔ مجاہد نے کہا "سلسبیل"، کا معنی تیز چلنے والا پانی "غَوْلٌ"، پیٹ کا درد، "يُنْزَفُونَ"، کا معنی ان کی عقلیں زائل نہ ہوں گی"، ابن عباس رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَالْمَنْضُوْدُ الْمَوْزُ وَالْمَخْضُوْدُ الْمَوْقَرُ حَمْلًا وَيُقَالُ اَيْضًا لَا شَوْكَ لَهٗ وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ اِلٰى اَزْوَاجِهِنَّ يُقَالُ مَسْكُوْبٌ جَارٍ وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ لَغْوًا بَاطِلًا تَاْثِيْمًا كَذِبًا اَفْنَانٍ اَغْصَانٍ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ مَا يُجْتَنٰى قَرِيْبٌ مُدْهَامَّتَانِ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرَّيِّ

نے کہا " دِهَاقًا " بھرا ہُوا " كَوَاعِب " وہ عورتیں جن کی چھاتی ابھرنے کو ہو " الرَّحِيْق " شراب " التَّسْنِيْم " اہلِ جنت کے شراب کے اُوپر ہوگی " خِتَامُهٗ " اس کی مہر کستوری ہوگی " نَضَّاخَتَانِ " زور سے بہنے والے، کہا جاتا ہے " مَوْضُوْنَةٌ " کا معنی بُنے گئے اسی سے " وَضِيْنُ النَّاقَة " ہے۔ اَلْكُوْبُ " جس برتن کی ٹونٹی اور دستہ نہ ہو۔ اباریق وہ برتن جن کی ٹونٹیاں اور دستے ہوں۔ عُرُبًا " مضموم الراء اس کا واحد عَرُوْبٌ " ہے۔ جیسے صَبُوْر اور صُبُرٌ ہے۔ مکہ والے اس کو " عَرَبَةٌ " مدینہ منورہ والے " عَنِجَةٌ " اور عراق والے شَكِلَةٌ " کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا " رَوْحٌ " جنت اور اچھی زندگی ہے۔ رَيْحَان " رزق ہے " مَنْضُوْدٌ " کیلا ہے " مَخْضُوْدٌ " بوجھ سے بھرا ہُوا " نیز کہا جاتا ہے۔ جس کا کانٹا نہ ہو۔ اَلْعُرُبُ " وہ عورتیں جو اپنے شوہروں سے محبت کریں۔ کہا جاتا ہے " مَسْكُوْبٌ " جاری۔ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ " اور تلے بچھے ہُوئے فرش۔ لَغو " باطل " تَاثِيْمًا " جھوٹ اَفْنَانٌ شاخیں " جَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ " دونوں باغوں کا پھل قریب سے توڑا جاتا ہے۔ مُدْهَامَّتَانِ " سبز ہونے کے باعث سیاہ رنگ والے "

شرح ترجمۃ الباب

: اس باب میں ان روایات کو ذکر کیا گیا ہے جو جنت کی صفت میں وارد ہیں اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ جنت مخلوق ہے اور اب موجود ہے۔ اس میں " مُعْتَزِلَہ " کا رد ہے جو کہتے ہیں جنت و دوزخ قیامت میں پیدا کی جائیں گی اور جنت وہ باغ ہے۔ جن میں بہت سایہ دار درخت ہوں جن کی شاخیں ایک دوسرے سے ملی ہُوئی ہوں اور زیادہ گھناؤ کے باعث اُن کے تلے ہر شئی مستور ہوتی ہے اسی لئے ان کو جنت کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جنت کی ترکیب ستر پر مبنی ہے۔ علامہ بیضاوی نے کہا جس اسم کا فاء

marfat.com
Marfat.com

اور عین کلمہ جیم اور نون ہو اس میں ستر کا معنیٰ پایا جاتا ہے اور دارِ ثواب کو جنت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں سایہ دار درخت ہوں گے جو لوگوں کو ڈھانپ لیں گے۔ ابو عالیہ نے اس آیت "وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ جنتیوں کی بیویاں حیض، بول و براز اور کھنکار وغیرہ سے پاک و صاف ہوں گی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد "لفظ مطہرہ" کی تفسیر کرنا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "كُلَّمَا رُزِقُوا" سے قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے "كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا" یعنی اہلِ جنت کو جنت میں پھل دیئے جائیں گے جب وہ ان کو دیکھیں گے تو کہیں گے یہ پھل تو دُنیا میں ہمیں دیئے گئے تھے۔ کیونکہ جنت کے پھلوں کی شکل و صورت دُنیا کے پھلوں کی شکل و صورت سے ملتی جلتی ہو گی۔ بعض علماء نے اس کا معنیٰ یہ لیا ہے کہ جو پھل ہم کو کل کے روز دیا گیا تھا یہ تو وہی پھل ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جنت کے پھل رنگ اور مزہ میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے۔ ذائقہ میں مختلف ہوں گے اور یہ دُنیا کے پھلوں سے بہت زیادہ لذیذ ہوں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ" کی تفسیر میں "يَقْطِفُونَ كَيْفَ شَاءُوا" ذکر کیا یعنی وہ جس طرح چاہیں گے پھل توڑیں گے اور "قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ" جملہ حالیہ ہے۔ یعنی اس حال میں کہ اس کے پھل قریب ہوں گے اس کو لازم یہ ہے کہ جس طرح چاہیں توڑیں گے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ" کی تفسیر میں کہا کہ "أَرَائِكِ" کا معنیٰ تخت ہیں یہ "أَرِيكَةٌ" کی جمع ہے۔ "أَرَائِك" وہ تخت اور صوفے ہیں جو حجال میں ہوتے ہیں اور حجال حجلہ کی جمع ہے اور حجلہ وہ قبہ ہے جس پر کپڑے تنے جاتے ہیں اور اس کے بڑے بڑے بٹن ہوتے ہیں حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ نضرہ چہروں کی تروتازگی اور سرور دلوں میں ہوتا ہے۔

مجاہد نے اس آیت "عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ سلسبیل کا معنیٰ ہے تیز چلنے والا یعنی وہ جنت میں چشمہ سے پانی پئیں گے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا پانی آسانی سے حلق سے گزر جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ "لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ جنت کا شراب پیتے وقت ان کی عقلیں زائل نہ ہوں گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "وَكَأْسًا دِهَاقًا" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ دہاق" کا معنیٰ ہے بھرا ہوا یعنی جنت میں پرہیزگاروں کے لئے شراب سے بھرے ہوئے پیالے ہوں گے اور "وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا" کی تفسیر میں ذکر کیا۔ کہ کواعب کا معنیٰ ہے نواہد" یعنی اہلِ جنت کے لئے دوشیزہ نوجوان ہم عمر عورتیں ہوں گی" اور "رَحِيقٍ مَخْتُومٍ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ رحیق شراب ہے جس پر کستوری کی مہر لگائی گئی۔ بعض علماء نے کہا ہر شئی جو ملاوٹ سے خالص ہو اس کو رحیق کہا جاتا ہے۔ یعنی اہلِ جنت خالص شراب پئیں گے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ وہ اہلِ جنت کے شراب کے اُوپر ہوگی۔ جوہری نے کہا تسنیم جنت میں پانی کا نام ہے۔ اس کو تسنیم

marfat.com
Marfat.com

اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بالاخانوں اور محلات کے اُوپر جاری ہوگا۔ اور " رَحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ "، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ اس کی مُہر کستوری اور مُشک سے ہوگی " اور " فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ "، کی تفسیر " فَیَّاضَتٰنِ " سے کی یعنی ان میں چشمے زور سے بہتے ہوں گے "

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ "، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ موضونہ کا معنیٰ ہے جو سونے یا جواہر و یواقیت سے جڑا ہُوا ہو۔ اسی سے " وَضِئْنُ نَاقَةٍ "، کہا جاتا ہے یعنی اونٹنی کا جال جو سخت بنا گیا ہوتا ہے۔ اور " بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِیْقَ "، کی تفسیر میں کہا کہ کوب وہ ہے جس کی ٹونٹی اور دستہ نہ ہو۔ اور اباریق ابریق کی جمع ہے جس کی ٹونٹی اور دستہ ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا "، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ عُرُب کی راء پر ضمہ ہے اور عروب کی جمع ہے۔ صَبُوْرٌ صَبُوْرٌ کی جمع ہے۔ امام نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ ہم نے جنت کی عورتوں کو باکرہ کیا جو اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی ہوں گی اور ان پر عاشق ہوں گی۔ عربہ کا معنی وہ عورت بھی ہے جو اپنے شوہر کی خواہشمند ہو۔ اس عورت کو مکہ والے عربہ کہتے ہیں اور مدینہ منورہ والے عَنِجَہ کہتے ہیں اور اہلِ عراق اس کو شَکِلَہ کہتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ وَّجَنَّةُ نَعِیْمٍ "، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ رَوح جنت اور اچھی زندگی ہے اور رَیحان رزق ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ " فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ "، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ طلح منضود کیلا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا یہاں کچھ غلط واقع ہُوا ہے۔ درست بات یہ ہے کہ طلح کا معنی کیلا ہے اور منضود کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ زیادہ ہونے کے باعث ایک دوسرے کے ساتھ ملے جلے ہُوئے ہوں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہی صحیح ہے کیونکہ منضود کیلے کا نام نہیں بلکہ طلح کی وصف ہے۔ نسفی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ طلح کیلے کا درخت ہے۔ حسن بصری نے کہا طلح کیلا نہیں اُس کا درخت ہے جس کا سایہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ بہرکیف طلح کا معنی درخت ہو یا کیلا ہو منضود اس کی صفت ہے۔ اس کا معنی ہے ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہُوئے۔ مسروق نے کہا جنت کے درخت نیچے سے اُوپر تک پھل سے بھرے ہُوئے ہیں۔

ماء مسکوب " کا معنیٰ ہے جاری پانی جو قوت سے جاری ہوتا ہے۔ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ "، یعنی فرش اتنے بلند ہوں گے کہ اُن کی بلندی پانچ سو سال کی راہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد " لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا " کی تفسیر میں ذکر کیا کہ لغو باطل ہے اور تاثیم جھوٹ ہے۔ اور " ذَوَاتَا اَفْنَانٍ "، کی تفسیر میں کہا کہ افنان شاخیں ہیں۔ اس کا واحد فَنَنٌ ہے۔ حسن بصری نے سایہ دار سے تفسیر کی ہے۔ قولہ مُدْهَامَّتٰنِ "، بہت زیادہ سبز کیونکہ سبزی جب زیادہ ہو جائے تو سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔ دُہمہ کا معنی سیاہ ہے "

marfat.com
Marfat.com

٣٠٢٨ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَاِنَّهٗ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ فَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ

٣٠٢٩ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ ثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ ثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ

٣٠٢٨ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کا ٹھکانا صبح و شام اس کو دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہو تو جنت اور اگر دوزخی ہو تو دوزخ دکھائی جاتی ہے (حدیث ع۱۲۹۹ کی شرح دیکھیں)

٣٠٢٩ ـــ ترجمہ : عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں نظر کی تو اکثر جنتی فقراء تھے اور میں نے دوزخ میں نظر کی تو اکثر دوزخی عورتیں دیکھیں ،،

٣٠٢٩ ـــ شرح : مہلب نے کہا عورتیں دوزخ میں اس لئے زیادہ ہوں گی کہ یہ اپنے شوہروں کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہیں۔ علامہ قرطبی نے کہا عورتیں جنت میں اس لئے کم ہوں گی کہ ان میں نفسانی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے اکثر دیکھا جاتا ہے کہ زیادہ عورتیں جلدی بے دین لوگوں کے دھوکہ میں آجاتی ہیں جو ان کی خواہش کرتے ہیں اور اگر کوئی ان کو آخرت کی توجہ دلائے تو اس طرف کان تک نہیں دھرتیں ،، اور دنیاوی زیب و زینت کی طرف مائل ہوتی ہیں اور فقراء اس لئے جنت میں زیادہ ہوں گے کہ ان کو اتنا مال میسر نہیں ہوتا جس کے سبب وہ بداعمالیوں کی طرف مائل ہو سکیں کیونکہ غالباً کثرتِ اموال معاصی کا وسیلہ بنتے ہیں اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کے فتنہ کی شر سے پناہ چاہی ہے۔ کیونکہ اس کی شر کفر تک پہنچا دیتی ہے اور اگر فقر شر سے خالی ہو تو اس کی بہت فضیلت ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ،، الفقر فخری ،، اسی طرح غناء و امارت کے فتنہ کی شر سے آپ نے پناہ چاہی ہے اس کے فتنہ کی شر انسان کا قلب سخت کر دیتی ہے اور جور و استبداد پر آمادہ کرتی ہے ،،

marfat.com
Marfat.com

٣٠٣٠ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ ثَنِی اللَّيْثُ ثَنِیْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ فَاِذَا امْرَاَةٌ تَتَوَضَّاُ اِلٰی جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰی عُمَرُ فَقَالَ اَعَلَيْكَ اَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنت میں کوئی بھی کنوارہ نہ ہوگا ہر ایک جنتی کی کم از کم دو بیویاں ہوں گی تو وہ جنت میں کم کیسے ہوں گی اور دوزخ میں ان کی کثرت کیسے ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے پہلے عورتیں دوزخ میں زیادہ ہوں گی اور ہر شخص کے لئے دو بیویاں ہونے کی تقدیر پر وہ جنت میں زیادہ ہوں گی، كَذَا قَالَ الْعُلَمَاءُ۔

راقم کی رائے میں اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک جنتی کی دو بیویاں حورعین سے ہوں گی اور وہ یقیناً جنت میں ہوں گی۔ بات اس میں ہے کہ دنیاوی عورتیں اکثر دوزخ میں ہوں گی کیونکہ وہی دنیاوی زینت کی طرف مائل ہوتی ہیں اور وہی فساق کے دھوکہ میں جلدی آجاتی ہیں اور وہی اپنے شوہروں کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہیں جنت کی عورتیں تو شوہروں سے محبت کرتی ہیں۔ ان کا ناشکری کرنا غیر متصور ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ ٣٠٣٠ — : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ نے فرمایا ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا (خواب میں) کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت ایک محل کے کنارے میں وضو کر رہی ہے۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے۔ تو انھوں نے کہا یہ محل عمر بن خطاب کا ہے۔ میں نے ان کی غیرت کا خیال کیا اور پیچھے کی طرف واپس آگیا۔ عمر فاروق رو پڑے اور کہنے لگے یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں؟

شرح ٣٠٣٠ — : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب کا واقعہ ذکر کیا ہے یعنی میں گذشتہ رات کو جنت میں داخل ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کا خواب حق ہوتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنتی ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیداری اور خواب میں دیکھنا برابر ہے۔ اور آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں اور میں نے اس میں ایک لونڈی دیکھی تو پوچھا یہ کس کی ہے فرشتوں نے کہا یہ عمر بن خطاب کی ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رَئَيْتُ اِمْرَاَةً شَوْهَاءَ"

marfat.com
Marfat.com

٣٠٣١ــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا هَمَّامٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عِمْرَانَ الْجَوْنِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الْاَشْعَرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ طُوْلُهَا فِي السَّمَآءِ ثَلٰثُوْنَ مِيْلًا فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا لِلْمُؤْمِنِ مِنْ اَهْلٍ لَا يَرَاهُمُ الْاٰخَرُوْنَ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ الصَّمَدِ وَالْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ سِتُّوْنَ مِيْلًا

٣٠٣٢ــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ

اور شَوْہاء کا معنی خوبصورت عورت ہے جس کا منہ وسیع ہو۔ کیونکہ جنت میں عمل نہیں لہٰذا وضوء بھی نہیں۔ علامہ قرطبی نے کہا حدیث "تَتَوَضَّأُ" ہی ہے۔ یعنی وہ عورت وضوء کر رہی تھی اور اس عورت کا وضوء کرنا اس لئے تھا کہ اس کا حسن زیادہ ہو جائے اور اس کی نورانیت میں اضافہ ہو جائے میل کچیل کے ازالہ کے لئے وضوء نہ تھا کیونکہ جنت میں میل کچیل نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ وَرَسُوْلُہ اعلم!

٣٠٣١ — ترجمہ: ابوبکر بن عبداللہ بن قیس اشعری اپنے والد عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جنت میں) خیمہ ہے جو اندر سے خالی موتی ہے آسمان کی طرف اس کی بلندی تیس میل ہے اس کے ہر کونہ میں مومن کی بیویاں ہیں جن کو دوسرے لوگ نہیں دیکھیں گے ابوعبدالصمد اور حارث بن عُبَید نے ابوعمران سے روایت میں کہا کہ (اس موتی کی اونچائی) ساٹھ میل ہے۔

٣٠٣١ — شرح: علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں عورتیں جو حوروں اور دنیاوی عورتوں پر مشتمل ہیں وہ مردوں سے زیادہ ہیں حضرت ابودرداء کی روایت میں جنت کا خیمہ ایک موتی ہے جس کے ستر دروازے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا خیمہ کے لفظ میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے "حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ"

marfat.com
Marfat.com

٣٠٣٣ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوْرَتُهُمْ عَلٰی صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ لَا یَبْصُقُوْنَ فِیْهَا وَلَا یَمْتَخِطُوْنَ وَلَا یَتَغَوَّطُوْنَ اٰنِیَتُهُمْ فِیْهَا الذَّهَبُ وَاَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمُ الْاُلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ یُرٰی مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَّرَآءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَیْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ قَلْبٌ وَّاحِدٌ یُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِیًّا

٣٠٣٢ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں کسی کان نے سُنی نہیں اور نہ ہی کسی بشر کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے ۔ اگر چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو ،، کوئی جان نہیں جانتی کہ ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک سے کیا مخفی رکھا گیا ہے ۔

٣٠٣٢ ـــ شرح : جنت کی نعمتوں سے بشر ہی مستفید ہوتے ہیں اس لئے حدیث میں بشر کو خصوصیت سے ذکر کیا ہے ۔ بظاہر حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نفس بھی جنت کی نعمتوں پر مطلع نہیں اور نہ ہی کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل مطلع ہے ۔ علامہ زمخشری نے ،، فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ ،، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ جنت میں عظیم ثواب جو اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے اس پر کسی مخلوق کو اطلاع نہیں حتیٰ کہ نفوس قدسیہ سے بھی وہ مخفی ہے ۔ اسے صرف اللہ ہی جانتا ہے ۔ کیونکہ حرف نفی کے بعد نکرہ عموم کا فائدہ دیتا ہے ۔ لیکن راقم کو اس تفسیر سے اتفاق نہیں کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس عموم سے خارج ہیں ۔ اور آپ نعیم جنت پر مطلع ہیں ۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ کسوف میں جنت اور اس کے پھل دیکھے اور ان کو دُنیا میں لانا چاہا اور بعض مصالح کی خاطر یہ ارادہ ترک کر دیا ۔ اس کے علاوہ یہ ثابت ہے کہ آپ جنت میں تشریف لے گئے ۔ اور اس کی نعمتوں کا معائنہ فرمایا نیز جنت آپ کے نُور سے پیدا ہُوئی تو اس کی نعمتوں کا آپ سے اخفاء کیسے ممکن ہے ۔

٣٠٣٣ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند

marfat.com
Marfat.com

٣٠٣٤ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِيْنَ عَلٰى اِثْرِهِمْ كَاَشَدِّ كَوْكَبٍ اِضَاءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا اِخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرَءٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا يُرٰى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَآءِ

کی طرح چمکتے ہوں گے وہ اس میں نہ تھوکیں گے نہ سنکیں گے اور نہ ہی بول و براز کریں گے اس میں ان کے برتن سونے کے ہوں گے ان کی کنگھیاں سونے چاندی کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیاں عُود سے سُلگتی رہیں گی، ان کا پسینہ مشک ہوگا اور ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی۔ خوبصورتی کے باعث ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اُوپر سے دکھائی دے گا ان میں اختلاف نہ ہوگا اور نہ ہی ان میں بغض ہوگا ان کے دل ایک دل جیسے ہوں گے وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح کریں گے "

شرح : ٣٠٣٣ ـــ مجامر اگرچہ جمع ہے لیکن اَلُوَّہ اس کی خبر ہو سکتی ہے کیونکہ یہ جنس ہے۔ اہلِ جنت کا پسینہ اس قدر خوشبودار ہوگا گویا کہ وہ مشک ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اہلِ جنت کی بیویاں دو سے زائد ہوں گی حالانکہ اس حدیث میں صرف دو بیویوں کا ذکر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جنتیں دو سے زیادہ ہیں لیکن قرآن کریم میں جنّتانِ مذکور ہے اسی طرح عینان اور مدھامتان ہے حالانکہ جنت کے چشموں اور باغات کی کثرت ہے۔ اسی طرح بیویوں کی کثرت ہوگی اور دو بیویوں کا ذکر جنّتان کے قبیلہ سے ہے۔ یا اس تثنیہ سے تکثیر مراد ہے جیسے لبیک و سعدیک یا اس سے دو صنفیں مراد ہیں یعنی ان کی بیویاں دو طرح کی ہوں گی بعض لمبی اور بعض چھوٹی ہوں گی یا بڑی ہوں گی بعض صغیرہ ہوں گی واللہ اعلم! اگر یہ سوال ہو کہ صبح و شام سُورج کے طلوع و غروب سے ہوتی ہے جنت میں سُورج نہ ہوگا تو صبح و شام کیسے ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی مقدار مراد ہے یا دوام و استمرار مراد ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے رات دن تمہارا یہی کام ہے یعنی تم ہمیشہ اسی طرح کرتے رہتے ہو۔ اگر یہ سوال ہو کہ جنت دارِ ثواب ہے دارِ تکلیف نہیں تو صبح و شام تسبیح کا کیا مقصد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تسبیح تکلیف نہیں بلکہ ان کا تسبیح و تکبیر کہنا ایسا ہوگا جیسے وہ سانس لیتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دل نورِ معرفت سے روشن ہوں گے اور اس کی محبت سے ان کے دل بھرے ہوں گے جس کے باعث وہ اس کا ذکر بکثرت کریں گے " مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ " یعنی اہلِ جنت ہمیشہ اللہ کے ذکر سے لذت و سرور پاتے رہیں گے " واللہ و رسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

لَحْمُهَا مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا لَا يَسْقَمُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَبْصُقُوْنَ اٰنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوَقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْاَلُوَّةُ قَالَ اَبُوالْيَمَانِ يَعْنِيْ الْعُوْدَ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْاِبْكَارُ اَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ اِلٰى اَنْ تَرَاهُ تَغْرُبُ

۳۰۳۴ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے بدرِ منیر کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کے چہرے روشن ستارے کی طرح چمکیں گے۔ ان کے دل ایک دل جیسے ہوں گے۔ ان میں قطعًا اختلاف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ آپس میں بغض وعناد کریں گے ان میں ہر ایک مرد کی دو بیویاں ہوں گی اور خوبصورتی کے سبب ہر بیوی کی پنڈلی کا گودا گوشت کے اُوپر سے دیکھا جائے گا۔ وہ صبح وشام اللہ کی تسبیح کریں گے نہ وہ بیمار ہوں گے نہ سنکیں گے اور نہ ہی تھوکیں گے، ان کے برتن سونے چاندی کے اور کنگھیاں سونے کی ہوں گی ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا رہے گا۔ ابوالیمان نے کہا یعنی عُوْد اور ان کا پسینہ مشک ہوگی۔ مجاہد نے کہا اوّلِ فجر اِبکار ہے اور عَشِیّ" کا معنیٰ سورج کا ڈھل جانا کہ تو اس کو غروب ہوتا دیکھ رہا ہے۔

۳۰۳۴ ـــــ شرح : امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جنتی لوگ جنت میں کھائیں پئیں گے اور پیشاب، پاخانہ نہ کریں گے اور ان کا طعام ایک جشاء سے ہضم ہو جائے گا اور جشاء مشک سا ہوگا۔ امام نسائی نے زید بن ارقم سے روائت کی کہ اہلِ کتاب میں سے ایک شخص نے کہا یا ابا القاسم آپ کہتے ہیں جنتی کھائیں پئیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے کہا ہے اور ایک جنتی کو کھانے پینے اور جماع کرنے میں سَو آدمی کی طاقت دی جائے گی۔ اس کتابی نے کہا جو کھائے اور پئے اس کو قضاءِ حاجت لاحق ہوتی ہے، حالانکہ جنت میں نجاست نہ ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے چمڑوں سے کستوری کی طرح خوشبودار پسینہ نکلے گا وہی ان کی قضاءِ حاجت ہوگی۔ راقم کا خیال ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابی پر یہ واضح کر دیا کہ جنت میں قضاءِ حاجت دُنیا میں قضاءِ حاجت کی طرح نہ ہوگی کہ قضاءِ حاجت کے وقت ہوا بدبودار ہو جاتی ہے بلکہ جنتیوں کے جسموں سے خوشبودار پسینہ نکلے گا جس سے ان کی حاجت رفع ہو جائے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاءِ حاجت کے لئے بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے۔ اور پھر باہر تشریف لاتے تو میں بیت الخلاء میں سوائے خوشبو کے کچھ نہ پاتی سُبْحَانَ مَنْ اَعْطٰى نَبِيَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم كَمَا اَعْطَاكَ مَا لَمْ يُعْطِ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ "

marfat.com
Marfat.com

٣٠٣٥ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِيُّ ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا اَوْ سَبْعُمِائَةِ اَلْفٍ لَا يَدْخُلُ اَوَّلُهُمْ حَتّٰى يَدْخُلَ اٰخِرُهُمْ وُجُوْهُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

٣٠٣٦ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِيُّ ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ اُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٠٣٥ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے ستر ہزار یا سات لاکھ لوگ جنت میں داخل ہوں گے کہ اُن میں سے پہلا شخص داخل نہ ہوگا حتیٰ کہ ان کا آخری شخص داخل ہو (اکٹھے داخل ہوں گے) اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔"

شرح : مسلم نے عمران بن حصین سے مرفوع روایت کی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے داخل ہوں گے

٣٠٣٥ ـــ اور ترمذی میں ابوامامہ سے مرفوع روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری اُمت میں سے ستر ہزار لوگ جنت میں داخل کرے گا جن کا حساب نہ لیا جائے گا اور نہ ہی ان کو عذاب دیا جائے گا اور ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔ بایں ہمہ اللہ تعالیٰ تین لپ بھر کر جنت میں داخل کرے گا۔ ایک روایت میں چار لاکھ کا ذکر ہے۔ بہرکیف ان اعداد سے کثرت مراد ہے۔ علامہ کلاباذی نے کہا کہ جو لوگ اُمت میں سے جنت میں داخل ہوں گے وہ کون ہیں؟ اس بارے میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے اس کو ملتِ اسلامیہ پر محمول کیا ہے اور بعض نے اُمتِ دعوت مراد لی ہے۔ امتِ دعوت میں وہ لوگ شامل ہیں جن کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کی لیکن اُنھوں نے قبول نہ کی وہ اہلِ کتاب اور مشرک ہیں۔ یہ لوگ جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گے۔ اور بعض وہ لوگ ہیں جن کو دعوتِ اسلام دی گئی اور اُنھوں نے اس کو قبول کیا اور توحید و رسالت کا اقرار کیا اور شرع کے احکام کی اتباع نہ کی جو اقرارِ توحید و رسالت کو لازم ہیں۔ یہ لوگ مومن ہیں اور توحید و رسالت کے معترف ہیں۔ یہ امت دعوت و اجابت میں داخل ہیں۔ امتِ اتباع میں داخل نہیں اور بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے توحید و رسالت کے اقرار کے ساتھ احکامِ شریعت کی بھی اتباع کی یہ لوگ امتِ دعوت و اجابت اور اتباع میں داخل ہوں گے (عینی)۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

٣٠٣٦ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی جُبّہ ہدیہ

marfat.com
Marfat.com

جُبَّةُ سُنْدُسٍ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِى الْجَنَّةِ اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا

٣٠٣٧ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيٰنَ ثَنِىْ اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَجَعَلُوْا يَعْجَبُوْنَ مِنْ حُسْنِهٖ وَلِيْنِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِى الْجَنَّةِ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا

٣٠٣٨ — حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِى الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

پیش کیا گیا۔ حالانکہ آپ ریشم پہننے سے منع فرماتے تھے۔ لوگ اس جُبّہ سے بہت خوش ہوئے تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ جنّت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے اچھے ہیں

٣٠٣٧ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑا پیش کیا گیا لوگ اس کی خوبصورتی اور نرمی سے خوش ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنّت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے اچھے ہیں،، (حدیث ٢٤٤٠ کی شرح دیکھیں)

٣٠٣٨ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنّت میں ایک کوڑے کی مقدار جگہ دُنیا اور دُنیا کی ہر شئی سے بہتر ہے،،

٣٠٣٨ — شرح : یعنی جنت میں ایک کوڑے کی مقدار جگہ ہمیشہ رہے گی کبھی فنا نہ ہوگی اور دُنیا کی ہر شئی فانی ہے اس لئے جنّت میں اتنی مقدار جگہ دینا اور اس کی ہر شئی سے بہتر ہے۔ کوڑے کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ جب سوار گھوڑے سے اُترنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اپنا کوڑا زمین پر پھینکتا ہے تاکہ اس جگہ اور کوئی نہ بیٹھے،،

marfat.com
Marfat.com

۳۰۳۹ ـــ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ ثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا

۳۰۴۰ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ ثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ وَّلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْ تَغْرُبُ

۳۰۴۱ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ ثَنَا اَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِيْنَ عَلٰى اٰثَارِهِمْ كَاَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً

۳۰۳۹ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سایہ میں سو سال چلتا رہے تو بھی اس کو طے نہ کر سکے گا "

(یہ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کی شرح ہے)

۳۰۴۰ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے سایہ میں سوار سو سال چلتا رہے گا اور پڑھو اگر چاہو " وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ " اور تمہاری کمان بھر جگہ جنت میں اس ہر شئی سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع یا غروب کرتا ہے "

۳۰۴۰ ـــ شرح : اس حدیث میں ظل سے مراد راحت اور نعمت ہے۔ کیونکہ جنت میں متعارف سایہ نہیں ہوگا کیونکہ وہ سورج کی گرمی سے بچاتا ہے اور جنت میں سورج نہ ہوگا۔ جنت تو صرف نور ہی نور ہے اس میں گرمی اور سردی نہیں بلکہ وہاں سرور ہی سرور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا تَبَاغُضَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَحَاسُدَ وَلِكُلِّ امْرِئٍ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يُرَىٰ مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَرَآءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ

٣٠٤٢ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ اَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ اِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ

٣٠٤٣ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَآءَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَآءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَآءِ

اور بے شمار نعمتیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

٣٠٤١ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ جنت میں پہلی جماعت داخل ہوگی۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے ہوں گے اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کے چہرے آسمان میں روشن ستارے کی طرح روشن ہونگے ان کے دل ایک مرد کے دل کی طرح ہوں گے ان کا آپس میں بغض نہ ہوگا اور نہ ہی ان میں حسد ہوگا۔ ہر مرد کیلئے حُوْرِ عِیْن سے دو بیویاں ہوں گی ان کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے اُوپر سے دیکھا جائے گا۔

٣٠٤١ — شرح : اس باب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تین بار ذکر کیا ہے یہ تیسری بار ہے۔ پہلی حدیث محمد بن مقاتل سے اور دوسری ابوالیمان سے روائت کی۔ قولہ کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ ، لفظ "دُرِّیّ" میں کئی لغات ہیں اس میں دال مضموم ہے اور راء اور یاء مشدود ہیں اور ہمزہ نہیں۔ دوسری لغات میں ہمزہ ہے۔ تیسری لغت یہ ہے کہ دال مکسور ہے اور ہمزہ بھی ہے۔ یہ بہت بڑا چمکدار ستارہ ہے۔ چمک کی وجہ سے اس کو موتی کہا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم!

٣٠٤٢ — ترجمہ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلٰى وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ صَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ

بَابُ صِفَةِ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ

وَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ دُعِىَ مِنْ بَابِ الْجَنَّةِ فِيْهِ عُبَادَةُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۰۴۴ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ ثَنِىْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِى الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ فِيْهَا بَابٌ يُسَمّٰى الرَّيَّانَ لَا يَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ

نے فرمایا جنت میں اِن کو دودھ پلانے والی موجود ہے (حدیث ۱۳۰۱ کی شرح دیکھیں)

۳۰۴۳ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا کہ جنتی اپنے اُوپر کے بالاخانہ والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے چمکدار عظیم ستارہ کو مغرب یا مشرق کے قریب میں دیکھتے ہیں۔ یہ ان کی آپس میں فضیلت کے باعث ہوگا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! یہ نبیوں کے منازل ہوں گے جہاں ان کے سوا کوئی نہیں پہنچ سکے گا؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ منازل ان لوگوں کے ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور اُنھوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔

۳۰۴۳ — شرح : یعنی ان لوگوں نے اللہ اور رسولوں کی تصدیق کا حق ادا کیا ہوگا! جنت میں سب مومن اور اللہ و رسول کی تصدیق کرنے والے ہی ہوں گے لیکن یہ لوگ مذکور صفت کے باعث ان سے ممتاز ہوں گے۔ ترمذی میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اُن لوگوں میں سے ہوں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جنت میں بلند منازل ہوں گے جن کا بیرون اندر سے اور اندرون باہر سے دیکھا جائے گا۔ ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ منازل کن لوگوں کے ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ منازل اِن لوگوں کے ہیں جو نرم بات کرتے ہیں ہمیشہ روزے سے ہوتے ہیں اور رات کو اُٹھ نماز پڑھتے ہیں جبکہ تمام لوگ سو رہے ہوتے ہیں علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا تمام رسولوں کی تصدیق کرنے والی صرف یہ ہی امّت مرحومہ ہے۔ تمام امتوں کے

marfat.com
Marfat.com

مومن جنّت میں ہوں گے لیکن بُلند منازل صرف اس امّت کے مومنوں کے ہوں گے۔کیونکہ تمام رسولوں کی تصدیق صرف انھیں سے متصوّر ہوسکتی ہے۔ اگرچہ پہلی امتوں میں بھی ایسے لوگ گزرے ہیں جو آنے والے رسولوں کی تصدیق کرتے تھے لیکن وہ صرف متوقع تصدیق ہے۔

باب جنّت کے دروازوں کی صفت

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی جوڑا جوڑا (اللہ کی راہ میں)
میں خرچ کرے اس کو جنّت کے دروازے سے بُلایا جائے گا "
اس میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی"

۳۰۴۴ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا جنّت کے آٹھ دروازے ہیں اس میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہا جاتا ہے۔ اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

۳۰۴۴ — شرح : اس باب میں جنت کے دروازوں کی صفت کا ذکر ہے اور حدیث باب کے مطابق ہے کیونکہ حدیث میں آٹھ دروازوں کا ذکر ہے اور ریّان باب کی صفت ہے جس سے روزہ دار گزریں گے۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں یہ مذکور ہے کہ ایک دروازے کا نام ریّان ہے۔ لہٰذا یہ باب کی صفت نہ ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ ریّان درحقیقت باب کی صفت ہے کیونکہ روزے داروں نے دنیا میں پیاس برداشت کی جب وہ اس دروازے سے گزر کر جنت میں داخل ہوں گے اور جنت کی نہر سے پانی پئیں گے تو ان کو کبھی پیاس محسوس نہ ہوگی۔ لہٰذا اِسمیّت کو صفت پر غلبہ دیا اور دروازہ کو ہی ریّان کہا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی اللہ کی راہ میں ایک جوڑہ خرچ کرے اس کو جنّت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ کتاب الصیام میں "باب الصلوٰۃ" باب الجہاد، باب الصدقۃ، باب الحج، باب العمرہ اور ایک نادر روائت میں "باب الرحمت مذکور ہے اور وہ باب التوبہ ہے۔ اور تمام دروازے لوگوں کے اعمال کے مطابق منقسم ہیں جو کوئی بکثرت نمازیں پڑھتا ہوگا وہ باب الصلوٰۃ سے گزرے گا اور جو بکثرت جہاد کرتا ہوگا وہ باب الجہاد سے گزرے گا۔ علیٰ ہذا القیاس "

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ صِفَةُ النَّارِ وَاِنَّهَا مَخْلُوقَةٌ

غَسَّاقًا يَقُوْلُ غَسَقَتْ عَيْنُهٗ وَيَغْسِقُ الْجُرْحُ كَاَنَّ الْغَسَّاقَ وَالْغِسِيْقَ وَاحِدٌ غِسْلِيْنُ كُلُّ شَيْءٍ غَسَلْتَهٗ فَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ فَهُوَ غِسْلِيْنٌ فِعْلِيْنٌ مِنَ الْغَسْلِ مِنَ الْجُرْحِ وَالدَّبَرِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ حَصَبُ جَهَنَّمَ حَطَبٌ بِالْحَبْشِيَةِ وَقَالَ غَيْرُهٗ حَاصِبًا اَلرِّيْحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ مَا تَرْمِيْ بِهِ الرِّيْحُ وَمِنْهُ حَصَبُ جَهَنَّمَ مَا يُرْمٰى بِهٖ فِيْ جَهَنَّمَ هُمْ حَصَبُهَا وَيُقَالُ حَصَبَ فِي الْاَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِنَ الْحَصْبَاءِ الْحِجَارَةِ صَدِيْدٌ قَيْحٌ وَدَمٌ خَبَتْ طَفِئَتْ تُوْرُوْنَ تَسْتَخْرِجُوْنَ اَوْرَيْتُ اَوْقَدْتُ لِلْمُقْوِيْنَ لِلْمُسَافِرِيْنَ وَاَلْقَى الْقَفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صِرَاطُ الْجَحِيْمِ سَوَاءُ الْجَحِيْمِ وَوَسَطُ الْجَحِيْمِ لَشَوْبًا يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ زَفِيْرٌ وَشَهِيْقٌ صَوْتٌ شَدِيْدٌ وَصَوْتٌ ضَعِيْفٌ وِرْدًا عِطَاشًا غَيًّا خُسْرَانًا قَالَ مُجَاهِدٌ يُسْجَرُوْنَ تُوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ

باب دوزخ کی وصف اور وہ مخلوق ہے"

قولہ غَسَّاقًا ،، دوزخیوں کے جسموں سے نکلنے والا بدبودار مادہ کہا جاتا ہے ،، غَسَقَتْ عَيْنُهٗ وَيَغْسِقُ الْجُرْحُ ،، گویا کہ غسّاق اور غسق ایک ہی شئ ہے (یعنی آنکھ اور زخم بہہ پڑے) ،، غِسْلِيْن ،، کسی چیز کو دھوئے تو اس سے کوئی شئ نکلے (دھوون) وہ غِسْلِين ہے (اس کا وزن) فِعْلِيْن ، ہے اس کا مادہ غَسْل ہے جو زخم اور جانوروں کے زخم سے نکلے ،، عکرمہ نے کہا ،، حَصَبُ جَهَنَّم ،، جہنم کا ایندھن ،، حبشی زبان میں حصب لکڑی کو کہتے ہیں۔ عکرمہ کے غیر نے کہا ،، حَاصِبًا ،، کا معنیٰ تیز ہوا ، حاصب وہ ہے جسے ہوا پھینکے۔ اسی سے ،، حَصَبُ جَهَنَّم ،، ماخوذ ہے۔ جو چیز جہنم میں پھینکی جائے وہ لوگ اس کا ایندھن ہیں۔ اور کہا جاتا ہے (محاورہ) حَصَبَ فِي الْاَرْضِ ،، جو دور چلا گیا

marfat.com
Marfat.com

نُحَاسُ الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلٰى رُؤُسِهِمْ يُقَالُ ذُوْقُوْا بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ مَارِجٍ خَالِصٍ مِنَ النَّارِ مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهٗ اِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُوْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مَرِيْجٍ مُلْتَبِسٍ مَرِجَ اَمْرُ النَّاسِ اخْتَلَطَ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ اِذَا تَرَكْتَهَا

حَصَبَ حَصْبَاءِ حجارہ سے مشتق ہے۔ صَدِيْدًا ،، کا معنیٰ پیپ اور خون ہے۔ خَبَتْ کا معنیٰ ہے۔ بجھ گئی۔ تُوْرُوْنَ کا معنیٰ ہے تم نکالتے ہو۔ اَوْرَيْتُ کا معنیٰ ہے میں نے روشن کیا۔ لِلْمُقْوِيْنَ یعنی مسافروں کے لئے۔ اَلْقِيُّ ،، صاف میدان ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا صِرَاطُ الْجَحِيْمِ ،، کا معنیٰ دوزخ کا بیچ اور دوزخ کا وسط "لَشَوْبًا مِنْ حَمِيْمٍ ،، ان کے کھانے میں گرم پانی ملایا جائے گا ،، زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ سخت آواز اور کمزور آواز ، وِرْدًا پیاسے ،، غَيًّا ، نقصان مجاہد نے کہا يُسْجَرُوْنَ ،، ان پر آگ جلائی جائے گی۔ نُحَاسٌ تانبا جو ان کے سروں پر ڈالا جائے گا۔ ذُوْقُوْا ،، تجربہ کرو۔ یہ چکھنے کے معنی میں نہیں۔ مَارِجٌ خالص آگ (کہا جاتا ہے) مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهٗ ،، جب وہ لوگوں کو چھوڑ دے کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم کریں۔ مَرِيْجٌ ملا جلا (کہا جاتا ہے) مَرَجَ اَمْرُ النَّاسِ ،، لوگوں کا کام خلط ملط ہو گیا۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ۔ دونوں سمندروں کو ملا دیا مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تو نے اپنا چوپایہ چھوڑ دیا ،،

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے بارے میں مذکور آیات کی طرف مختصر الفاظ میں اشارات کئے ہیں۔ چنانچہ غَسَّاقًا سے اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ،، طرف اشارہ کیا ہے۔ قولہ غَسَقَتْ عَيْنُهٗ یعنی اس کی آنکھ سے سرد پانی بہنے لگا۔ غَسَّاق ،، کا معنیٰ ٹھنڈا بدبودار پانی ہے۔ یہ مشدد اور مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ غساق کا معنیٰ بدبودار پیپ بھی آتا ہے۔ ترمذی نے ابوسعید سے مرفوع روایت کی کہ اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں بہایا جائے تو ساری دنیا بدبودار ہو جائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا گویا کہ غساق اور غسق ایک ہی شئی ہے۔ لیکن یہ ایک شئی نہیں کیونکہ غساق کا معنیٰ ٹھنڈا بدبودار پانی یا بدبودار پیپ ہے اور غَسَق کا معنی اندھیرا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ،، غِسْلِيْنٍ ،، سے وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ،، طرف اشارہ کیا اور بعد میں مذکور عبارت سے اس کی تفسیر کی اور غِسْلِيْن کا وزن۔ فِعْلِيْن ، بیان کیا۔ دبر اونٹوں کا زخم ہے

اگر یہ سوال ہو کہ قرآن کریم میں دوزخیوں کا طعام ،، ضَرِيْعٍ ،، مذکور ہے بظاہر دونوں آیتوں میں تضاد ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ،، اس کا جواب یہ ہے کہ ضَرِيْعٍ ،، بھی غِسْلِيْن ہے یا مختلف لوگوں کے لئے مختلف عذاب ہیں بعض دوزخیوں کو ان کے اعمال کے باعث وہ جزا دی جائیگی جس کے وہ مستحق ہوں گے اور وہ دوزخیوں کی جلن سے نکلنے والی پیپ ان کو کھانا دیا جائے گا اور بعض دوزخیوں

marfat.com
Marfat.com

کو ایسا طعام دیا جائے گا جو ان کے حلق میں پھنس جائے گا اس طرح ان کو عذاب دیا جائے گا لہٰذا ان میں معارضہ نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "حاصِبًا" سے "اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا" طرف اشارہ کیا ہے اور وہ تیز ہوا ہے۔ نیز حَصَب، کا معنی پھینکنا ہے اور حَاصِب جس کو ہوا پھینکے اس سے "حَصَبُ جَهَنَّمَ" ہے یعنی اس کو دوزخ میں پھینکا جائے گا اور حاصب کا معنی عذاب بھی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: هُمْ حَصَبُهَا۔ یعنی دوزخی جہنم کا ایندھن ہیں۔ اور وہ حصباء حجارہ سے مشتق ہے۔ اس کا معنی کنکریاں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صَدِيْد" سے "وَيُسْقَىٰ مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ" طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر پیپ اور خون سے کی اور "خَبَتْ" سے "كُلَّمَا خَبَتْ" طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر طفئت سے کی یعنی بجھ گئی۔ اور "تُوْرُوْنَ" سے "اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ" طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر تَسْتَخْرِجُوْنَ سے کی۔ اَوْرَيْتُ کا معنی ہے۔ میں نے روشن کیا۔ لِلْمُقْوِيْنَ" سے "تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ" طرف اشارہ کیا اور مقوین کی تفسیر مسافرین سے کی۔ مقوین "اَقْوَى الرَّجُلُ" سے مشتق ہے جبکہ وہ اپنی منزل کو پہنچ جائے۔ قوآء کا معنی وہ مقام ہے جہاں کوئی نہ ہو۔ اور "اَلْقَىٰ" کی تفسیر قفر سے کی اور قفر وہ صاف میدان ہے جہاں پانی اور گھاس وغیرہ نہ ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صِرَاطُ الْجَحِيْمِ سے فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر سواء اور وسط سے کی یعنی جہنم کا بیچ۔ اور لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ" سے "ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مخلط ہے۔ اور زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ" سے "فَفِي النَّارِ لَهُمْ زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ" طرف اشارہ کیا اور زفیر کی تفسیر سخت آواز سے اور شہیق کی تفسیر کمزور آواز سے کی۔ داؤدی نے کہا گدھا جب سخت آواز نکالے اور پھر اس کے بعد ہلکی سی جو آواز باقی رہتی ہے وہ شہیق ہے اور وِرْدًا" سے "وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا" طرف اشارہ کیا اور "وِرْد" کی عطاش سے تفسیر کی۔ یعنی ہم مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانکیں گے۔ اور "غَيًّا" سے "فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر خسران سے کی غی جہنم میں ایک وادی ہے جو بہت گہری ہے جس میں سخت عذاب ہوگا۔ اور "يُسْجَرُوْنَ" سے "ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ" طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "تُوْقَدُ بِهِمُ النَّارُ" سے کی۔ یعنی ان کے ساتھ آگ روشن کی جائیگی اور وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے نُحَاسٌ" سے "وَيُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ" کی طرف اشارہ کیا اور نحاس کی صُفر سے تفسیر کی یعنی تانبا گرم کر کے دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا اور ذُوْقُوْا سے "وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ" طرف اشارہ کیا اور "ذُوْقُوْا" کی تفسیر بَاشِرُوْا سے کی اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ یہاں ذَوْق چکھنے کے معنی میں مستعمل نہیں بلکہ ملنے جلنے اور تجربہ کے معنی میں مستعمل ہے اور یہ مجاز ہے

marfat.com
Marfat.com

۳۰۴۵ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُهَاجِرٍ اَبِى الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ فَقَالَ اَبْرِدْ ثُمَّ قَالَ اَبْرِدْ حَتّٰى فَآءَ الْفَيْءُ يَعْنِىْ لِلتُّلُوْلِ ثُمَّ قَالَ اَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

۳۰۴۶ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

۳۰۴۷ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ ثَنِىْ اَبُوْسَلَمَةَ

امام بخاری رحمہ اللہ نے "مَارِج" سے "وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَّارٍ" طرف اشارہ کیا اور مارج کی خالص نار سے تفسیر کی قولہ "مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهٗ" یعنی امیر نے لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اور "مَرِيْجٍ" سے "فِىْ اَمْرٍ مَرِيْجٍ" طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ملتبس سے کی اسی سے "مَرَجَ اَمْرُ النَّاسِ" ہے یعنی لوگوں کا معاملہ خلط ملط ہوگیا اور اسی سے "مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ" یعنی میٹھا اور نمکین پانی والے سمندروں کو ایک دوسرے سے ملے ہوئے چھوڑ دیا دیکھنے میں ایک ہی پانی معلوم ہوتا ہے ان کے درمیان اللہ کی قدرت و حکمت سے ایک حائل اور مانع ہے کہ وہ اپنی معین حد سے بڑھ نہیں سکتے اور نہ ہی وہ ایک دوسرے سے خلط ملط کرتے ہیں اور نہ ہی ان میں کسی قسم کا تغیر آتا ہے۔ قولہ "مَرَجْتَ دَابَّتَكَ" یعنی تو نے اپنا چوپایہ چرنے کے لئے چراگاہ میں چھوڑ دیا۔"

۳۰۴۵ــــ ترجمہ : زید بن وہب نے کہا میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپ نے (مؤذن) سے فرمایا (ظہر کی نماز) ٹھنڈا کر کے پڑھو پھر فرمایا ٹھنڈا کر کے پڑھو حتیٰ کہ ٹیلوں کے سائے اتر گئے پھر فرمایا (ظہر) کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش و خروش سے ہے۔

۳۰۴۶ــــ ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو، کیونکہ گرمی کی شدت

marfat.com
Marfat.com

بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ اَكَلَ بَعْضِىْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِى الشِّتَآءِ وَنَفَسٍ فِى الصَّيْفِ فَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ ۳۰۴۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْعَامِرٍ هُوَ الْعَقَدِىُّ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اَبِىْ جَمْرَةَ الضُّبَعِىِّ قَالَ كُنْتُ اُجَالِسُ ابْنَ عَبَّاسٍ بِمَكَّةَ فَاَخَذَتْنِى الْحُمّٰى فَقَالَ اَبْرِدْهَا عَنْكَ بِمَآءِ زَمْزَمَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هِىَ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ اَوْقَالَ بِمَآءِ زَمْزَمَ شَكَّ هَمَّامٌ

دوزخ کے جوش وخروش سے ہے (حدیث ع ۱۲-۵۱۳ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
۳۰۴۷ — آگ نے اپنے رب عزجمالہ سے شکائت عرض کی اور کہا میرا بعض میرے بعض کو کھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت دے دی - ایک سانس سردیوں میں اور ایک سانس گرمیوں میں تم جو سخت گرمی اور سخت سردی پاتے ہو اس کا یہی سبب ہے۔

شرح : مذکور احادیث میں دوزخ کی گرمی اور سردی کا ذکر ہے اور باب
۳۰۴۷ — کا عنوان بھی یہی ہے - حدیث میں آگ سے مُراد دوزخ ہے صرف آگ مراد نہیں کیونکہ دوزخ میں آگ اور سردی دونوں ہیں جو سخت گرم اور سخت سرد ہیں دوزخ میں یہ دونوں عذاب ہیں اس کے علاوہ اور بھی عذاب کے اقسام ہیں (اعاذنا اللہ منھا) اس حدیث سے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں ادراک پیدا کیا ہے۔ بعض علماء نے کہا جنت اور دوزخ تمام مخلوقات سے زیادہ سُنتی ہیں اور جب انسان جنت کی دعا کرے تو وہ اٰمین کہتی ہے اور جب دوزخ سے پناہ چاہے تو دوزخ اس کی دُعا پر اٰمین کہتی ہے (عینی) (حدیث ع ۵۱۲ تا ع ۵۱۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابوجمرہ ضُبَعِی نے کہا میں مکہ مکرمہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا کرتا
۳۰۴۸ — تھا (ایک دفعہ) مجھے بخار آگیا تو اُنھوں نے کہا اس کو آبِ زمزم سے ٹھنڈا کر کیونکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخار جہنم کے جوش و خروش سے ہے۔ اس کو پانی سے ٹھنڈا کر دیا فرمایا زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ ہمام نے شک کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۰۴۹ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ اَخْبَرَنِيْ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحُمّٰى مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا عَنْكُمْ بِالْمَآءِ

۳۰۵۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ

۳۰۵۱ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا زُهَيْرٌ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَآءِ

۳۰۴۹ — ترجمہ : رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۳۰۵۰ — ترجمہ : عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۳۰۵۱ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے جوش و خروش سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

۳۰۴۸ تا ۳۰۵۱ — شرح : ان احادیث میں نماز ٹھنڈی کرنے کی کیفیت مذکور نہیں۔ البتہ مسلم شریف میں ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس بخار کی مریضہ عورت حاضر کی جاتی تو وہ اس کے سارے بدن پر پانی ڈالا کرتی تھیں جناب اسماء جو عموماً سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتی تھیں اس کیفیت کو دوسروں سے زیادہ جانتی تھیں جبکہ وہ صحابیہ ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی ہمشیرہ بھی ہیں وہ اسے دوسروں کی نسبت زیادہ جانتی ہیں اور اطباء بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ گرمی کا بخار ٹھنڈا کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں ڈاکٹر مریض کے سر پہ برف سے ٹھنڈی کی ہوئی پٹیاں رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں اور اس کو سخت ٹھنڈا برفانی پانی پلاتے ہیں اور اس کے ہاتھ اور پاؤں کو ٹھنڈے پانی سے دھوتے ہیں۔ لیکن یہ بخار کا علاج نہیں بلکہ گرمی کے بخار کا علاج ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے اس کو پسند کیا ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۳۰۵۲ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُکُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِیْنَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ کَانَتْ لَکَافِیَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَیْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّیْنَ جُزْءًا کُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا

نے اہلِ حجاز اور ان کے قرب و جوار کے لوگوں کو یہ علاج بتایا ہے۔ کیونکہ ان کو بکثرت گرمی سے بخار ہوتا ہے اور اسے ٹھنڈا پانی پینا اور اس سے غسل کرنا فائدہ دیتا ہے (قسطلانی)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری آگ دوزخ کی آگ کا ستر واں حصّہ ہے۔ عرض کیا گیا : یارسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ! یہی آگ کافی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر انہتر حصّہ زیادہ کر دی گئی ہے ان میں سے ہر حصّہ میں اتنی ہی گرمی ہے۔

شرح : مسلم شریف کی روائت میں ہے کہ تمہاری آگ کی حرارت دوزخ کی آگ کے ستر حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے۔ ابن ماجہ میں مرفوع روائت ہے کہ تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے۔ اگر یہ پانی سے بار بار نہ بجھائی جاتی تو تم اس سے انتفاع نہ کر سکتے اور یہ آگ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتی ہے کہ اسے دوبارہ دوزخ میں داخل نہ کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی روائت میں ہے کہ اس آگ کو سمندر میں دس بار ڈالا گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دُنیا کی آگ کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ آگ کس شئی سے پیدا کی گئی ہے

اُنھوں نے جواب دیا یہ دوزخ کی آگ سے پیدا کی گئی ہے اور اس کو سمندر کے پانی سے ستر بار دھویا گیا ہے۔ ورنہ لوگ اس کے قریب جانے پر قادر نہ ہوتے کیونکہ یہ دوزخ کا حصّہ ہے۔ دُنیا کی آگ دوزخ کی آگ کا ستر واں حصّہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ساری دُنیا کی آگ جسے لوگ جلاتے ہیں کو جمع کیا جائے تو یہ دوزخ کی آگ کا ایک حصّہ ہوتی ہے اور دوزخ کی آگ اس آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے محمد بن منذر سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا جب آگ کو پیدا کیا گیا تو تمام فرشتے گھبرا گئے۔ اور ان کے دل خائف ہوئے اور جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا تو ان کو کچھ سکون ہُوا۔ اور میمون بن مہران نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا تو اس کو حکم دیا اُس نے اللہ کے حکم سے ایک بار سانس لیا تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے مونہوں کے بل گر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا اپنے سر اُٹھاؤ کیا تم کو معلوم نہیں کہ میں نے تم کو طاعت کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کو نافرمانوں کے لئے پیدا کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۰۵۳ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَطَآءً يُخْبِرُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ

۳۰۵۴ــــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قِيْلَ لِاُسَامَةَ لَوْ اَتَيْتَ فُلَانًا فَكَلَّمْتَهٗ قَالَ اِنَّكُمْ لَتَرَوْنَ اَنِّيْ لَا اُكَلِّمُهٗ اِلَّا اُسْمِعُكُمْ اِنِّيْ اُكَلِّمُهٗ فِي السِّرِّ دُوْنَ اَنْ اَفْتَحَ بَابًا لَا اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ فَتَحَهٗ وَلَا اَقُوْلُ لِرَجُلٍ اَنْ كَانَ عَلَيَّ اَمِيْرًا اَنْتَ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَمَا سَمِعْتَهٗ يَقُوْلُ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يُجَآءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فِي النَّارِ فَيَدُوْرُ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَيْ فُلَانُ مَا شَانُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهٰكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ وَرَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ

فرشتوں نے عرض کیا اے پروردگارِ عالم ہمیں اس میں جلنے والے دکھا پھر ہمیں سکون ہوگا اور ہمارے دل مطمئن ہوں گے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے "هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُوْنَ"
"وہ اللہ کے خوف سے ڈرتے ہیں"

۳۰۵۳ــــ ترجمہ : صفوان بن یعلیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ تلاوت کرتے ہوئے سُنا : "وَنَادَوْا يَا مَالِكُ" دوزخی آوازدیں گے اے مالک"

۳۰۵۴ــــ شرح : مالک دوزخ کا سپرنٹنڈنٹ یعنی خازنِ نار ہے۔ جو دوزخ پہ مامور ہے۔ دوزخی ان کو نداء دیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے ہماری

marfat.com
Marfat.com

خلاصی کی درخواست کریں تو وہ ایک ہزار سال کے بعد ان کو جواب دے گا - مت بکواس کرو تم دوزخ میں ہمیشہ رہو گے اس وقت وہ بلند آوازوں سے رونے لگیں گے ،، جیسے گدھا بلند آواز نکالتا ہے -

۳۰۵۴ — ترجمہ : ابووائل سے روایت ہے اُنھوں نے کہا حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کہا گیا اگر آپ فلاں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے پاس جائیں اور اُن سے بات کریں حضرت اسامہ نے کہا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں عثمان سے گفتگو نہیں کرتا مگر اس وقت کہ تم سنو میں ان سے تنہائی میں گفتگو کرتا ہوں سوا اس کے کہ میں فتنہ کا دروازہ کھولوں - میں فتنہ کرنے والا سب سے پہلا شخص نہیں بن سکتا - اور میں اس شخص سے جو میرا حاکم ہے یہ نہ کہوں گا کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہے - بعد اس کے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سُن چکا ہوں لوگوں نے کہا آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا فرماتے سُنا ہے ؟ اسامہ نے کہا میں نے سُنا کہ آپ فرماتے تھے - قیامت میں ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا - دوزخ میں اس کی ساری انتڑیاں نکل پڑیں گی اور وہ (ان کے اردگرد) ایسے چکر کاٹے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے - اُس پہ دوزخی جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلان ! تیرا یہ حال کیوں ہے ؟ کیا تو ہمیں اچھی باتوں کا حکم اور بُری باتوں سے منع نہیں کرتا تھا ؟ وہ کہے گا میں تم کو امر بالمعروف کرتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا اور تم کو بُری اشیاء سے منع کرتا تھا اور خود کرتا تھا - اس حدیث کی غندر نے شعبہ سے اُنھوں نے اعمش سے روایت کی "

۳۰۵۴ — شرح : یعنی لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ولید بن عقبہ کے متعلق گفتگو کریں کہ وہ ان پر حد قائم کریں کیونکہ ولید نے شراب پیا تھا یا مراد یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بلوہ قائم کر رکھا ہے - اس فتنہ کو ختم کرنے کے بارے میں ان سے گفتگو کریں - حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا کہ تمہارا یہ خیال ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تمہارے سُنانے کے لئے بات کرتا ہوں یا اس وقت ہی ان سے گفتگو کرتا ہوں جب تم موجود ہو بلکہ میں ان سے تنہائی میں بات کرتا ہوں کیونکہ علانیہ بات کرنے میں فتنہ کی آگ بھڑک اُٹھے گی اور میں اس کا آغاز کرنے والا بن جاؤں گا - میں جس طرح لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرتا ہوں ایسے ہی ان کو اچھی بات واضح کرتا ہوں اگر میں امر بالمعروف ترک کر دوں تو میری اور ان کی مثال اس شخص کی مثال ہوگی جو دوزخ میں اپنی انتڑیاں باہر نکالے ہوئے ان کے اردگرد گدھے کی طرح گھومے گا اور لوگوں کے پوچھنے پہ کہے گا کہ میں لوگوں کو بھلائی کی بات بتاتا تھا خود نہ کرتا تھا لہٰذا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ضرور بات کرتا ہوں اگرچہ وہ مجھ پہ امیر ہیں کیونکہ میرے دل میں اللہ کا خوف ہے - الحاصل حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ علانیہ امرآء کے ساتھ سخت بات کرنا بے ادبی ہے - اس سے تم یہ خیال نہ کرلو کہ میں ان سے فتنہ یا ولید کے متعلق بات ہی نہیں کرتا ہوں کیونکہ یہ امر بالمعروف کے خلاف ہے - اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امرآء کا ادب ملحوظ خاطر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صِفَةِ اِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَيُقْذَفُوْنَ يُرْمَوْنَ دُحُوْرًا مَطْرُوْدِيْنَ وَاصِبٌ دَائِمٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَدْحُوْرًا مَطْرُوْدًا وَيُقَالُ مَرِيْدٌ اَمْتَمَرِّدًا بَتَّكَهٗ قَطَعَهٗ وَاسْتَفْزِزْ اِسْتَخِفَّ بِخَيْلِكَ الْفُرْسَانُ وَالرَّجِلُ الرَّجَّالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ لَاَحْتَنِكَنَّ لَاَسْتَأْصِلَنَّ قَرِيْنٌ شَيْطَانٌ

ہونا چاہیئے اور ان کے بارے میں لوگ جو بات کریں جس میں ان کی تقصیر ہوتی ہو وہ ان تک پہنچنا چاہئے تاکہ وہ اس کا ازالہ کر سکیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ابلیس اور اس کے لشکر کی وصف

مجاہد نے کہا۔ يُقْذَفُوْنَ۔ ان کو پھینکا جاتا ہے۔ دُحُوْرًا۔ دھتکارے ہوئے۔ وَاصِبٌ۔ ہمیشہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مَدْحُوْرًا۔ دھتکارا ہوا۔ مَرِيْدٌ۔ سرکش۔ بَتَّكَهٗ۔ اس کو کاٹ ڈالا۔ وَاسْتَفْزِزْ۔ بہکا لے۔ خَيْلِكَ۔ سوار۔ الرَّجِلُ۔ پیادے۔ الرَّجَّالَةُ۔ اس کا واحد بصیغہ تانیث جیسے صاحب و صحب۔ تاجر و تجر۔ لَاَحْتَنِكَنَّ۔ تیرے بس میں کر لوں گا۔ قَرِيْنٌ۔ ساتھی۔

شرح

marfat.com
Marfat.com

٣٠٥٥ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا عِيْسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ اِلَيَّ هِشَامٌ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ وَوَعَاهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهٗ حَتّٰى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَدَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِيْ فِيْمَا فِيْهِ شِفَآئِيْ اَتَانِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ فَخَرَجَ اِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ حِيْنَ رَجَعَ نَخْلُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ فَقُلْتُ اِسْتَخْرَجْتَهٗ فَقَالَ لَا اَمَّا اَنَا فَقَدْ شَفَانِيَ اللّٰهُ وَخَشِيْتُ اَنْ يُّثِيْرَ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا ثُمَّ دُفِنَتِ الْبِئْرُ

فرشتہ ہو۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ فرشتوں کی ایک قسم ہے جن کی اولاد ہوتی ہے ان کو جن کہا جاتا ہے ان میں سے ابلیس ہے۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ ابلیس فرشتہ نہیں جن ہے اور ہزارہا فرشتوں میں وہ چھپا ہُوا تھا فرشتوں کی کثرت کے اعتبار سے اس پر ان کا غلبہ ہُوا اور تغلیبًا اس کو فرشتہ کہہ دیا گیا ہے۔ غالبًا فرشتوں کی ایک قسم ہے جو بالذات شیطانوں کے مخالف نہیں لیکن صفات میں ان کے مخالف ہیں جیسے نیک اور بد انسانوں کی ذات ایک ہی ہے اور ان کے صفات مختلف ہیں۔ اسی طرح فرشتوں کی ایک قسم ہے جو ذات میں متحد اور صفات میں مختلف ہیں اور "لفظ" جن دونوں کو شامل ہے اس قسم سے ابلیس ہے۔ مقاتل سے روائت ہے کہ ابلیس نہ جن ہے اور نہ ہی فرشتہ ہے بلکہ یہ علیحدہ مخلوق ہے جو آگ سے پیدا ہُوا ہے اس کو خوبصورت ہونے کے باعث "طاؤس الملائکہ" کہا جاتا تھا پھر اس کو اللہ تعالیٰ نے مسخ کر دیا اس کا اصل نام "عَزَازِیْل" ہے۔ پھر اس کے بعد اس کا نام اِبلیس رکھ دیا گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٣٠٥٥ ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو

marfat.com
Marfat.com

کیا گیا۔ لیث نے کہا مجھے ہشام نے خط لکھا کہ اُنھوں نے یہ اپنے والد سے یہ سُنا اور یاد کیا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا اور آپ کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ کوئی کام کیا ہے حالانکہ وہ نہ کیا ہوتا تھا حتیٰ کہ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی پھر دعا کی پھر فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ شئی بتا دی ہے جس میں میری شفا ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے ایک میرے "سر مبارک" کے پاس بیٹھ گیا ہے اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس مرد کو کیا بیماری ہے دوسرے نے کہا ان کو جادو کیا گیا ہے۔ اُس نے کہا کس نے جادو کیا ہے۔ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے کیا ہے اُس نے کہا کس شئی میں جادو کیا ہے۔ دوسرے نے کہا کنگھی اور روئی کے گالے میں اور کھجور کی کلی کے اُوپر والے چھلکے میں۔ اُس نے کہا وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا ذروان کے کنوئیں میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے۔ پھر واپس آئے تو ام المؤمنین سے فرمایا جبکہ آپ کی واپسی ہوئی۔ اس کنوئیں کی کھجوریں شیطانوں کے سروں کی طرح ہیں (ام المؤمنین نے فرمایا) میں نے عرض کیا (یارسول اللہ) آپ نے اس کو باہر نکالا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بہرکیف اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی ہے اور یہ ڈر ہے کہ یہ لوگوں میں شرارت پھیلائے گا پھر وہ کنواں بند کر دیا گیا،،

۳۰۵۵ — شرح : مطبوب کا معنی ہے جس پہ جادو کیا گیا ہو۔ قولہ مُشْط ومُشَاقہ،، دھاگہ کاتنے کے وقت باریک سی جو شئی خارج ہوتی ہے وہ مُشَاقہ ہے۔ مَشْق کا معنی ہے کسی شئی کو کھینچنا تاکہ وہ لمبی ہو جائے۔ ایک روایت میں "مشاطہ" مذکور ہے۔ اور وہ شئی ہے جو کنگھی کرتے وقت بالوں سے نکلے "جُفّ" کھجور کی کلی کے اوپر والا چھلکا ہے۔ اس کا مذکر اور مؤنث کھجور پر اطلاق ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کو لفظ مذکر سے مقید کیا ہے۔ اس کو کفریٰ بھی کہا جاتا ہے۔ قولہ ذَرْوان،، یہ مدینہ منورہ میں بنو زُریق کا کنواں ہے۔ بنو زُریق یہودی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کھجوروں کو بدنما منظر اور قبیح اشکال کے سبب رؤس الشیاطین سے تشبیہ دی۔ علامہ خطابی نے کہا اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ وہ سانپوں کے سروں کی طرح باریک ہیں سانپ کو بھی شیطان کہا جاتا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اُن کا منظر بدصورت ہے اور ان کی اشکال قبیح ہیں۔ جادو کے متعلق علماء کے مختلف خیالات ہیں۔ بعض نے جادو کی حقیقت کا انکار کیا ہے اور اُنھوں نے کہا جادو محض تمویہ اور تخییل ہے۔ یعنی یہ خیالی چیز ہے اس کا خارج میں ثبوت و وجود نہیں اور یہ محض غیر واقعی شئی لوگوں کے خیال میں ظاہر کی جاتی ہے چنانچہ لوگوں کی نظروں میں رسیوں کو سانپ ظاہر کیا جاتا ہے اور یہ محض حیلہ گری اور ہاتھ کی صفائی ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ"، یعنی جادوگروں کے جادو سے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے یہ خیالی شکل پیدا ہوئی کہ وہ چلتے پھرتے سانپ ہیں۔ یہ علماء معتزلی ہیں۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ جادو فی نفسہ امر ممکن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شامل ہے۔ کیونکہ وہ اس کا خالق ہے۔ جادوگر تو صرف کسب کرتا ہے اور یہ حقیقت واقعیہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے: "وَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ"، یعنی وہ ان سے سیکھتے وہ جس سے جُدائی ڈالیں۔ مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے نہ پہنچا سکتے کسی کو مگر خُدا کے حکم سے،، اس

marfat.com
Marfat.com

معلوم ہوتا ہے کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور اسباب کی تاثیر اس کی مشیت کے تحت ہے اور یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جادو کی حقیقت ہے جو خارج میں موجود اور ثابت ہے۔ محض خیالی چیز نہیں ہے۔ خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور ہاتھ کی صفائی وغیرہ جس سے عجیب امور ظاہر ہوتے ہیں اس پر جادو کا اطلاق مجازی ہے اور جادو کا ماخذ لطیف اور سبب خفی ہے۔ بعض علماء نے اس حدیث کو ناقابل قبول قرار دیتے ہوئے کہا اگر انبیاء کرام علیہم السلام میں جادو کی تاثیر ظاہر ہونا ممکن ہو تو امورِ دین میں جو اُن پر وحی نازل ہوتی ہے وہ مشکوک ہو کر رہ جائے گی جبکہ یہ احتمال ہے کہ یہ جادو کا اثر ہوگا لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ جادو کی حقیقت موجود ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ذکر کیا اور ہاروت و ماروت کا واقعہ ذکر کیا کہ ان پر بابل میں جادو اُتارا گیا اور قرآن کریم میں ہے " وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ " اور عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں اور جو نبوت میں ضرر خیال کرتے ہیں یہ ان کا فاسد خیال ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام بشر ہیں ان پر بشروں کے امراض اور اعراض جاری ہو سکتے ہیں۔ البتہ ان کی بعض خصوصیات ہیں جن میں وہ معصوم و محفوظ ہوتے ہیں وہ امورِ دینیہ ہیں اور جادو ان کے ابدان میں قتل اور زہر کی تاثیر سے زیادہ اثر نہیں کر سکتا ہے چنانچہ زکریا اور یحییٰ علیہما کو قتل کیا گیا اور خیبر میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا گیا۔ اس سے نبیوں کی فضیلت میں کمی نہیں آتی یہ تو محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء و امتحان ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نبی ہیں ہم پر سختی زیادہ ہوتی ہے جیسے ہمارا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور جن امور کا نبوت سے تعلق ہے ان میں اللہ تعالیٰ نبیوں کو محفوظ رکھتا ہے اور ان میں کسی قسم کا فساد نہیں آنے دیتا۔ وہ تو صرف ان کو خیال ظاہر ہوتا ہے کہ جو انھوں نے نہیں کیا ہوتا اس کو کیا ہوا خیال فرماتے ہیں۔ خصوصاً عورتوں کے بارے میں اس قسم کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت دُعاء کرنا مستحب ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجرموں کو معاف کرنے میں وہ کمال رکھتے تھے جس کی دُنیا میں مثال نہیں ہے اور عظیم فتنہ و فساد کے خطرہ کے باعث مصلحت کو ترک کرنا جائز ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جادو صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری اعضاء اور جسم شریف پر مسلط ہوا تھا آپ کی عقل شریف اور اعتقاد پر قطعاً اثر انداز نہ ہوا تھا۔ اُس نے آپ کی عادت قدیمہ اور نشاطِ طبع پر اثر کیا تھا کہ جب آپ ازواج مطہرات کے پاس جاتے تو جادو کا اثر ظاہر ہوتا اور ان کے پاس جانے پر قادر نہ ہوتے (اس حدیث کے متعلق مزید تقریر حدیث ۲۹۶ کی شرح میں دیکھیں)

۳۰۵۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کی گدی پر شیطان تین گانٹھیں لگا دیتا ہے۔ جبکہ وہ سو رہا ہو ہر گانٹھ پر پھونکتا ہے ابھی رات بہت لمبی ہے سوئے رہو اگر وہ بیدار ہوا اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اگر وضوء کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وہ نماز پڑھنے لگے تو

marfat.com
Marfat.com

۳۰۵۶ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اَبِیْ اُوَيْسٍ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَاْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ مَكَانَهَا عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقَدُهٗ كُلُّهَا فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ

۳۰۵۷ ـــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى اَصْبَحَ قَالَ ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِیْ اُذُنَيْهِ اَوْ قَالَ فِیْ اُذُنِهٖ

۳۰۵۸ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَتٰى اَهْلَهٗ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَرُزِقَا وَلَدًا لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ

توسب گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ صبح خوش طبع اور پاکیزہ نفس ہوتا ہے۔ ورنہ صبح خبیث النفس سست ہوتا ہے۔ حدیث ع۱۰۸۰ کی شرح دیکھیں)

۳۰۵۷ ـــ **ترجمہ** : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد کا ذکر کیا گیا جو رات بھر صبح تک سویا رہتا تھا آپ نے فرمایا اس شخص کے دونوں کانوں یا ایک کان میں شیطان پیشاب کر گیا ہے (حدیث ع۱۰۸۲ کی شرح دیکھیں)

۳۰۵۸ ـــ **ترجمہ** : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے اور یہ کہے : بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ،، اللہ کے نام سے۔ اے اللہ ہمیں شیطان سے علیحدہ رکھ اور شیطان کو اس سے دور رکھ جو اولاد ہم کو عنایت کرے۔ اور ان کو بچہ عنایت کیا جائے تو اس کو شیطان اذیت نہیں پہنچا سکے گا (حدیث ع۱۴۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٣٠٥٩ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ وَلَا تَحَيَّنُوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ اَوِ الشَّيْطَانِ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَ هِشَامٌ ٣٠٦٠ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا يُوْنُسُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْ اَحَدِكُمْ شَيْءٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَمْنَعْهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيَمْنَعْهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ ثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِيْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ

٣٠٥٩ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج کا کنارہ طلوع کرے تو نماز نہ پڑھو حتیٰ کہ سورج چمکنے لگے اور جب سورج کا کنارہ غروب ہو جائے تو نماز چھوڑ دو حتیٰ کہ وہ پورا غائب ہو جائے اور سورج کے طلوع و غروب کے وقت نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ راوی کا بیان ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ہشام نے شیطان فرمایا یا الشیطان فرمایا (حدیث ع ٥٥٩ کی شرح دیکھیں)

٣٠٦٠ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے

marfat.com
Marfat.com

۳۰۶۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتَّى يَقُولَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ وَلْيَنْتَهِ

کسی کے آگے سے کوئی شئی گزرے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اس کو گزرنے سے منع کرے اگر وہ انکار کرے تو پھر منع کرے اگر وہ انکار کرے تو پھر منع کرے اگر وہ انکار کرے تو اس سے جھگڑا کرے وہ شیطان ہے۔ عثمان بن ہیثم، عوف، محمد بن سیرین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فطرانہ کی نگہداشت پر مقرر فرمایا تو میرے پاس کوئی آنے والا آیا اور دونوں ہاتھ بھر کر غلہ لینے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاتا ہوں اور پوری حدیث ذکر کی اس شخص (چور) نے کہا جب تو اپنے بستر پر سونے کے لئے آئے تو آیت الکرسی پڑھا کرو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرتا رہے گا اور شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا حتیٰ کہ صبح ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تم سے سچ کہا حالانکہ وہ خود جھوٹا ہے اور وہ شیطان تھا۔ (حصہ سوم کے صـ ۵۴۸ پر اس کی شرح دیکھیں)

۳۰۶۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے فلاں شئی کو کس نے پیدا کیا اور فلاں کو کس نے حتیٰ۔ وہ کہتا ہے۔ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا جب یہاں تک بات پہنچے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ پناہ چاہے اور اس خیال سے رک جائے!

۳۰۶۱ — شرح : یعنی جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا تو یقین کرے کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے اور اس کو رد کرنے کے لئے "اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھے۔ میں اللہ کے ذریعے راندے ہوئے شیطان کے شیطانی شبہات سے پناہ چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وجوب الوجود اور وحدانیت کے دلائل اور براہین قاطعہ بیان کرنے سے رک جائے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایسے خواطر میں سوچ بچار سے رک جائے اور ادھر خیال تک نہ کرے کیونکہ ایسے خواطر کا سبب احساس ہے۔ اور جب تک یہ احساس کرتا رہے گا اس میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا اور ایمان کا استحکام متاثر ہوگا۔ لہٰذا اس سے خلاصی کا واحد علاج یہی ہے کہ اللہ کی پناہ لے اور کسی طرف توجہ نہ کرے کیونکہ ایسے خیالات کا علاج صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ ہی ہے۔ اس کی ذات کے جوار میں داخل ہو کر بچاؤ حاصل کر سکتا ہے۔ البتہ اگر خواطر سلفر

marfat.com
Marfat.com

۳۰۶۲ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ اَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّيْنَ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيٰطِيْنُ

۳۰۶۳ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا عَمْرٌو اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ثَنَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مُوْسٰى قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا قَالَ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسَانِيْهِ اِلَّا الشَّيْطَانُ اَنْ اَذْكُرَهُ وَلَمْ يَجِدْ مُوْسٰى النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِيْ اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ

۳۰۶۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ اِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

ہو جائیں اور اِعراض کرنے سے مندفع نہ ہوں تو پھر نظر و فکر اور استدلال سے ان کو ردّ کرے کذا قیل"

۳۰۶۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (حدیث ۱۷۷۹ کی شرح دیکھیں)

۳۰۶۳ — ترجمہ : سعید بن جُبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا تو اُنھوں نے کہا مجھ سے اُبی بن کعب نے بیان کیا کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ "حضرت" موسیٰ "علیہ السلام" نے اپنے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ تو اُس نے کہا دیکھئے تو جب اُس نے چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بے شک میں مچھلی بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اس کو یاد رکھوں

marfat.com
Marfat.com

٣٠٦٥ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ اَوْقَالَ كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَآءِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَاَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَاَوْكِ سِقَآءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرْ اِنَآءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ تَعْرِضُ عَلَيْهِ شَيْئًا

اور موسیٰ علیہ السلام نے تھکن اُسی وقت محسوس کی جبکہ وہ اسی جگہ سے آگے چلے گئے تھے جس کا ان کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا۔ حدیث ۱۲۲-۷۷ کی شرح دیکھیں۔ اس حدیث کو یہاں ذکر کرنے کا مقصد شیطان کی رمضان شریف میں وصف بیان کرنا ہے۔

٣٠٦٤ ـــ **ترجمہ** : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا خبردار! فتنہ یہاں ہے فتنہ یہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا!

٣٠٦٤ ـــ **شرح** : اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ مشرق کی طرف سے فتنوں کا آغاز ہوگا اور جیسے آپ نے خبر دی وہی ہُوا اور مشرق سے فتنہ نکلا۔ یہ حدیث سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلام نبوّت سے ہے۔

٣٠٦٥ ـــ **ترجمہ** : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کا اندھیرا ہونے لگے تو اپنے بچوں کو باہر جانے سے روکو کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں جب رات کا کچھ حصّہ گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو اور اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کرو اور اللہ کا نام لے کر چراغ بجھا دو اور اللہ کا نام لے کر مشکیزہ کو تسمہ لگا دو اور اللہ کا نام لے کر برتن ڈھانپ دو اگرچہ اس پر کوئی چیز رکھ دو!

٣٠٦٥ ـــ **شرح** : ابن جوزی نے کہا اس وقت بچوں پر خوف کا سبب یہ ہے کہ بچوں کے ساتھ نجاست وغیرہ لگی ہوتی ہے جس سے شیطان متعلق ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے ذکر کے ساتھ بچاؤ ہو سکتا ہے۔ وہ بچوں میں معدوم ہوتا ہے اور شیطان جب پھیلنے لگتے ہیں تو جو اُن کے مناسب شئی ہوتی ہے اس کے ساتھ متعلق ہو جاتے ہیں اس لئے اس وقت بچوں پر خوف کیا گیا ہے اور اس وقت شیطانوں کے پھیلنے کا سبب یہ ہے کہ روشنی کی نسبت اندھیرے میں ان کی حرکات زیادہ متمکن ہوتی ہیں اور وہ اندھیرے سے استعانت کرتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

۳۰۶۶ ـــ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَاَتَيْتُهٗ اَزُوْرُهٗ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهٗ ثُمَّ قُمْتُ فَانْقَلَبْتُ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِيْ وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِيْ دَارِ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا رَاَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا سُوْءًا اَوْ قَالَ شَيْئًا

اور وشنی کو مکروہ جانتے ہیں۔ اسی طرح ہر سیاہ شئی کو وہ اچھا جانتے ہیں۔ چراغ بجھا دینے کا حکم اس لئے ہے کہ رات کو جب گھر والے سوئے ہوں تو چوری سکاں کرلے جاتا ہے۔ اور گھر کو آگ لگنے سے ان کو جلا دیتا ہے۔ اور اگر گیس اور قندیل یا بجلی کے بلب وغیرہ سوئیچ کے باعث جلنے جلانے تک معاملہ نہ پہنچے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس وقت حکم کی علت نہیں پائی جاتی اس کا سبب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصلّٰی پر نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک چوہے نے بتی کھینچی اور مصلّٰی پر اس کو لے آیا جس سے اس کا کچھ حصہ جل گیا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا سوتے وقت چراغ کو بجھا دیا کرو جہاں یہ علت پائی جائے وہاں یہ حکم عام ہے۔ برتنوں کو ڈھانپنے کے کئی فوائد ہیں وہ شیطانوں اور نجاستوں سے محفوظ رہتے ہیں اور کیڑے مکوڑے ان میں داخل نہیں ہوتے۔ اور وہ وبا بھی ان میں داخل نہیں ہوتی جو سال کی ایک رات میں نازل ہوتی ہے اور ننگے برتن میں داخل ہو جاتی ہے جو کوئی اس برتن میں موجود شئی کو کھائے یا پیئے وہ بیمار ہو جاتا ہے اگر ڈھکنا وغیرہ نہ ملے تو برتن پر لکڑی وغیرہ رکھ دی جائے۔ حدیث میں اوامر استحباب کے لئے ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ ان اوامر پر عمل رکھے کیونکہ جو کوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امر پر عمل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے تکلیفوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اگر کوئی عناد سے آپ کے حکم کی مخالفت کرے تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا کیونکہ آپ کے حکم سے عناد کفر ہے اور اگر کوئی عناد سے نہیں بلکہ غفلت ہو جائے اور وہ برتن کو نہ ڈھانپ سکے تو اس میں کھانے پینے والی شئی کو کھانا پینا حرام نہیں (یعنی

ترجمہ : صفیہ بنت حُیَی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معتکف تھے

۳۰۶۶ ـــ تو میں ایک رات آپ کی زیارت کے لئے آئی اور آپ سے باتیں کرتی رہی پھر میں اٹھی اور گھر جانے کی تو آپ بھی میرے ساتھ اٹھے تاکہ مجھے گھر چھوڑ آئیں اور ام المومنین صفیہ بنت حُیَی رضی اللہ عنہا کا گھر اسامہ بن زید

marfat.com
Marfat.com

کی حویلی میں تھا۔ اتنے میں دو انصاری مرد گزرے اُنھوں نے جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا تو تیزی سے گزرنے لگے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا اپنے حال پر چلتے جاؤ۔ یہ صفیہ بنت حیی ہے (اور کوئی خیال نہ کرنا) اُنھوں نے کہا سُبحان اللہ یا رسُول اللہ ،، (ہم ایسا ویسا گمان کر سکتے ہیں ؟) آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح جاری ہے اور مجھے ڈر ہے کہ وہ تمہارے دلوں میں بُری بات ڈال دے یا فرمایا کوئی شئی ڈال دے۔

۳۰۶۶ — شرح : یعنی ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب میں واپس جانے لگی تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے ساتھ کھڑے ہُوئے تاکہ میرے ساتھ میرے گھر تک تشریف لے جائیں۔ اتنے میں دو انصاری گزر رہے تھے تو آپ نے ان سے فرمایا دل میں کوئی خیال نہ کرنا اپنے حال پر گزرتے جاؤ یہاں کوئی ایسی چیز نہیں جس کو تم اچھا نہ سمجھو۔ پھر آپ نے ان کی معذرت پر ارشاد فرمایا : شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ تمہارے دلوں میں کوئی ایسی بات ڈال دے۔ جو تمہاری ہلاکت کا سبب بن جائے اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُمّت پر بہت شفقت اور مہربانی ہے۔ کیونکہ آپ نے یہ ڈر محسوس کیا کہ شیطان ان کے دلوں میں کوئی ایسی ویسی خطرناک بات ڈال دے گا جو ان کی ہلاکت کا باعث ہوگا کیونکہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے ساتھ بدگمانی کرنا کفر ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا انسان کے بدن میں شیطان کا گردش کرنا ظاہر پر محمول ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرنے کی قوت و قدرت دی ہے۔

بعض علماء اس کو شیطان کے وسوسہ کی کثرت کے باعث استعارہ پر محمول کرتے ہیں گویا کہ وہ خون کی طرح انسان کے جسم سے علیحدہ نہیں ہوتا بعض علماء کہتے ہیں انسان کے بدن میں لطیف مسامات ہیں وسوسہ ڈالتا ہے اور وہ اس کے دل تک پہنچ جاتا ہے۔

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ سہیلی نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت نقل کی کہ ایک شخص نے اللہ تعالیٰ سے سوال عرض کیا کہ اس کو انسان کے بدن میں شیطان کی جگہ دکھائے تو اُس نے ایک جسم دیکھا جس کا اندرون باہر سے دیکھا جاتا تھا اور شیطان مینڈک کی صُورت میں اس کے دونوں کندھوں کے درمیان دل کے سامنے ہے اس کی سونڈھ مچھر کی سونڈھ کی طرح ہے۔ اس کو وہ اس شخص کے دل میں کئے ہُوئے اس کو وسوسہ دے رہا ہے۔ جب انسان اللہ کا ذکر کرے تو علیحدہ ہو جاتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ شیطان اپنی سونڈھ ابن آدم کے دل پر رکھتا ہے اگر وہ اللہ کا ذکر کرے تو علیحدہ ہو جاتا ہے اور اگر اللہ کا ذکر بھُول جائے تو اس کے دل کا گھیراؤ کر لیتا ہے ..

(مزید تقریر حدیث ع ۱۹۰۹ کی شرح میں دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۰۶۷ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سُلَیْمٰنَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَانِ یَسْتَبَّانِ فَاَحَدُھُمَا اِحْمَرَّ وَجْھُہٗ وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَةً لَوْ قَالَھَا لَذَھَبَ عَنْہُ .... مَا یَجِدُ لَوْ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ ذَھَبَ عَنْہُ مَا یَجِدُ فَقَالُوْا لَہٗ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ فَقَالَ وَھَلْ بِیْ جُنُوْنٌ

۳۰۶۷ــــ ترجمہ : سُلیمان بن صُرَد نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا اور دو آدمی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کر رہے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور رگیں پھُول گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک بات جانتا ہوں اگر وہ یہ کہے تو اس کا غُصّہ جاتا رہے گا۔ یہ کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" تو اس کا غصّہ ختم ہو جائے گا لوگوں نے اس سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ذریعے شیطان سے پناہ لے۔ اُس نے کہا کیا مجھے جنون ہوگیا ہے ؟

۳۰۶۷ــــ شرح : علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایسی بات وہ شخص کرتا ہے جس کو دین میں سمجھ نہ ہو اور انوارِ شریعت مکرمہ سے فیض یاب نہ ہُوا ہو اور اس کا یہ گمان ہو کہ شیطان سے پناہ چاہنا صرف جنون والوں کے ساتھ مختص ہے اور اس کو یہ علم نہیں کہ غصّہ شیطان کی تحریک سے آتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ شخص منافق ہو یا جاہل بدوی ہو جو آدابِ رسالت سے واقف نہ ہو۔ دراصل شیطان سے استعاذہ غصّہ کو ختم کر دیتا ہے اور شیطان کے ہتھیاروں کو کُند کرنے کا یہ بہترین ہتھیار ہے۔ عطیہؓ کی حدیث میں ہے۔ غصّہ شیطان سے ہے شیطان آگ سے پیدا ہُوا ہے اور آگ کو پانی سے ہی بجھایا جاتا ہے۔ جب تم میں سے کسی کو غصّہ آئے تو وہ وضوء کرے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روائت ہے جب انسان غصّہ میں ہو اس وقت وہ اللہ کے غضب کے بہت قریب ہوتا ہے۔ بکر بن عبداللہ نے کہا غصّہ کی آگ کو دوزخ کی آگ یاد کر کے بجھاؤ۔ جوزی نے ترغیب میں معاویہ بن قرّہ سے روائت کی کہ ابلیس کہتا ہے میں انسان کے پیٹ میں کوئلہ ہوں۔ جب وہ غصّہ میں آئے تو میں اس کو گرم کرتا ہوں۔ جب خوش ہو تو اس کو خواہش یاد کراتا ہوں۔ (عینی)

marfat.com
Marfat.com

۳۰۶۸ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَتٰی اَھْلَہٗ قَالَ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنِی الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنِیْ فَاِنْ کَانَ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ لَمْ یَضُرَّہُ الشَّیْطَانُ وَلَمْ یُسَلَّطْ عَلَیْہِ قَالَ وَثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَہٗ

۳۰۶۹ــــ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ ثَنَا شَبَابَۃُ ثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ صَلّٰی صَلٰوۃً فَقَالَ اِنَّ الشَّیْطَانَ عَرَضَ لِیْ فَشَدَّ عَلَیَّ لِیَقْطَعَ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ فَاَمْکَنَنِیَ اللّٰہُ مِنْہُ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ

۳۰۷۰ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ وَلَہٗ ضُرَاطٌ فَاِذَا قُضِیَ اَقْبَلَ فَاِذَا ثُوِّبَ بِھَا اَدْبَرَ فَاِذَا قُضِیَ اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطُرَ بَیْنَ الْاِنْسَانِ وَقَلْبِہٖ فَیَقُوْلُ اُذْکُرْ

۳۰۶۸ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آنا چاہے تو کہے اے اللہ مجھے شیطان سے دُور کر اور شیطان کو اس سے دُور کر جو تو ہم کو دے تو اگر ان کے بچہ پیدا ہو شیطان اس کو اذیت نہیں پہنچا سکے گا اور نہ اس پر قابو پا سکے گا شعبہ نے کہا سلیمان اعمش نے سالم سے اُنھوں نے کریب سے اُنھوں نے ابن عباس سے اس جیسی روائت کی۔ اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اس میں شعبہ کے دو استاذ مذکور ہیں۔ (حدیث ع ۱۴۱ کی شرح دیکھیں)

۳۰۶۹ــــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان کہی جائے تو شیطان گوز مارتا ہُوا بھاگ جاتا ہے جب اذان پُوری ہو جائے تو آجاتا ہے جب تکبیر کہی جائے تو بھاگ جاتا ہے اور جب اقامت پُوری ہو جائے تو آجاتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسے اور خیالات ڈالنے لگتا ہے اور کہتا ہے فلاں شئی یاد کر فلاں شئی یاد کر حتیٰ کہ نمازی نہیں جانتا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور جب اس کو پتہ نہ چلے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو سہو کے

marfat.com
Marfat.com

كَذَا وَكَذَا حَتّٰى لَا يَدْرِىْ اَثَلٰثًا صَلّٰى اَمْ اَرْبَعًا فَاِذَا لَمْ يَدْرِ اَثَلٰثًا صَلّٰى اَمْ اَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتَىِ السَّهْوِ

۳۰۷۱ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِىْ اٰدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطَانُ فِىْ جَنْبِهٖ بِاِصْبَعَيْهِ حِيْنَ يُوْلَدُ غَيْرَ عِيْسٰى بْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعُنُ فَطَعَنَ فِى الْحِجَابِ

دو سجدے کر لے۔ (حدیث ع ۱۱۵۲، ۵۸۶ اور ع ۱۱۶۲ کی شروح دیکھیں)

۳۰۶۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی اور فرمایا شیطان میرے سامنے آیا اور مجھ پر اُس نے پورا زور لگایا کہ میری نماز قطع کرے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دی۔ اور ابوہریرہ نے پوری حدیث بیان کی۔ (حدیث ع ۴۵۱ کی شرح دیکھیں)

۳۰۷۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی کے پیدا ہوتے وقت شیطان اس کے پہلوؤں میں اپنی انگلی سے ٹھوکے مارتا ہے سوا عیسیٰ بن مریم ,, علیہما السلام ,, کے وہ ان کو ٹھوکا مارنے گیا اور پردہ میں ہی ٹھوکا مار دیا۔

۳۰۷۱ — شرح : یعنی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور شیطان نے ان کو ٹھوکا مارنا چاہا تو اس کا ہاتھ اُن تک نہ پہنچا تو اُس نے حجاب میں ہی ٹھوکا مار دیا۔ حجاب سے مراد وہ جھلی ہے جس میں بچہ ہوتا ہے یا وہ کپڑا جس میں لپیٹا جاتا ہے۔ اس حدیث میں سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ کی بہت بڑی فضیلت ہے شیطان نے مریم علیہا السلام سے چارہ جوئی کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ ,, حنہ بنت فاقوذ بن ماثان کی برکت سے شیطان کو ان تک نہ پہنچنے دیا۔ کیونکہ مریم کی والدہ نے کہا تھا وَاِنِّىْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ,, عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں وہب بن مُنبّہ سے روایت ذکر کی کہ جب عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو سارے شیطان ابلیس لعین کے پاس آکر کہنے لگے کہ تمام بُت اوندھے منہ گر گئے ہیں۔ ابلیس نے کہا کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے تم یہاں ٹھہرو میں اس کا کھوج لگاتا ہوں۔ شیطان چشم زدن میں ساری زمین پر پھر گیا اس کو کوئی شئ نہ ملی پھر سمندروں میں گھوما وہ کوئی شئ معلوم کرنے پر قادر نہ ہوا۔ پھر وہ بھاگا تو ایک مقام میں حضرت

marfat.com
Marfat.com

۳۰۷۲ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ قَالُوْا اَبُوالدَّرْدَآءِ قَالَ اَفِيْكُمُ الَّذِیْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۰۷۳ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ قَالَ الَّذِیْ اَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِیْ عَمَّارًا قَالَ وَقَالَ اللَّيْثُ ثَنِیْ خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِلَالٍ اِنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ اَخْبَرَهٗ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَحَدَّثُ فِی الْعَنَانِ وَالْعَنَانُ الْغَمَامُ بِالْاَمْرِ يَكُوْنُ فِی الْاَرْضِ فَتَسْمَعُ الشَّيَاطِيْنُ الْكَلِمَةَ فَتَقَرُّهَا فِیْ اٰذَانِ الْكُهَّانِ كَمَا تُقَرُّ الْقَارُوْرَةُ فَيَزِيْدُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پایا کہ آپ تولّد فرما چکے ہیں اور ان کو فرشتوں نے ڈھانپا ہُوا ہے۔ ابلیس شیطانوں کی طرف لوٹا اور کہنے لگا آج رات ایک نبی پیدا ہُوا ہے۔ کوئی بھی عورت حاملہ ہو یا وہ بچہ کو جنم دے تو میں وہاں موجود ہوتا ہوں لیکن اس خاتون کا مجھے پتہ نہیں چلا اور وہ اس شہر میں جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں کی پُوجا سے ناامید ہو گئے۔ لیکن قاضی نے اشارۃً کہا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس فضیلت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شریک ہیں۔ قرطبی نے کہا یہ مجاہد کا قول ہے (عینی) صاحب مظہری نے کہا یہ امر مسلّم اور صحیح ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے دُعاء فرمائی جب ان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیا۔ اے اللہ میں فاطمہ کو تیرے ذریعہ اور اس کی اولاد کو راندے ہُوئے شیطان سے پناہ دیتا ہوں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دُعاء فرمائی۔ اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی دُعاء زیادہ مقبول ہے۔ لہٰذا بعض روایات میں جو دعاء کا حصر مریم اور عیسیٰ علیہ السلام میں ہے وہ اضافی حصہ ہے حقیقی نہیں۔

۳۰۷۲ — ترجمہ : علقمہ نے کہا میں شام میں گیا تو لوگوں نے کہا یہاں ابودرداء صحابی ہیں اسود نے کہا کیا تم میں وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی شیطان سے حفاظت کی ہے۔

۳۰۷۳ — ترجمہ : مغیرہ سے روائت ہے کہ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

۳۰۷۴ ــ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلتَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ

کی زبان شیطان سے محفوظ رکھا ہے۔ وہ حضرت عمار بن یاسر ہے۔ لیث نے کہا مجھے خالد بن یزید نے سعید بن ابی ہلال سے بیان دیا کہ ابو اسود کو عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فرشتے عنان میں اس شئے کا ذکر کرتے ہیں جو زمین میں ہونے والی ہوتی ہے اور عنان بادل ہے تو اس بات کو شیطان سُن لیتے ہیں اور اس کو کاہن کے کان میں ڈالتے ہیں جیسے شیشی میں (پانی) ڈالا جاتا ہے اور وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ کا اضافہ کر دیتے ہیں۔

۳۰۷۳ ــ شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا محاورہ ہے "قَرَرْتُ الْكَلَامَ فِیْ اُذُنِ الْاَصَمِّ" یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ تو اپنا منہ بہرے کے کان سے لگائے اور اس سے بات کرے اور "كَمَا تَقَرُّ الْقَارُورَةُ" سے مراد برتن کا منہ ہے جس میں بوتل میں سے پانی ڈالا جاتا ہے یعنی بوتل سے کسی برتن میں پانی ڈالتے وقت اس کو اس کے بہت قریب کرتے ہیں۔ اسی طرح کاہن کے کان کے قریب قارورہ کی حس کی طرح کچھ محسوس ہوتا ہے۔ علماء لغت کے نزدیک "قر" کا معنی مخاطب کے کان میں بار بار کلام کرنا حتیٰ کہ وہ اسے سمجھ لے۔

۳۰۷۴ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے۔ جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لے تو جس قدر ہو سکے اس کو روکے۔ کیونکہ جب تم میں سے کوئی (جمائی کے وقت) ہا ہا کہے تو شیطان ہنستا ہے۔

۳۰۷۴ ــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمائی لینے کو شیطان کی طرف منسوب کیا کیونکہ یہ بدن کا بھارا ہو جانے اور اس کا سستی اور نیند کی طرف مائل ہونے کے باعث آتی ہے اور اس کا سبب شیطان ہے کیونکہ وہی نفس کو شہواتِ نفسانیہ کی طرف مائل کرتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کے سبب سے نفرت دلائی جس سے یہ پیدا ہوتی ہے اور وہ کھانے پینے میں وسعت ہے جس سے انسان عبادت کو گراں بار سمجھنے لگتا ہے اور نیک کاموں میں سستی کرتا ہے۔ جمائی کی حقیقت سانس ہے جس سے منہ زور سے کھلنے لگتا ہے تاکہ اس کی دونوں ہڈیوں کے عضلات میں رُکے ہوئے بخارات کو نکالے۔ جو معدہ کے زیادہ بھر جانے اور بدن بھارا ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ داؤدی نے کہا اگر انسان جمائی لیتے وقت منہ کو کھول دے تو اس میں

marfat.com
Marfat.com

۳۰۷۵ — حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا يَحْيٰى ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ اَخْبَرَنَا عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَاحَ اِبْلِيْسُ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ اُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ اُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَاُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ اَبِيْ اَبِيْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

شیطان تھوک دیتا ہے اور ہنستے ہوئے ہا کہتا ہے ،،

بعض علماء نے کہا کسی نبی کو جمائی نہیں آئی کیونکہ اس کا سبب شیطان ہے اور شیطان کو کسی نبی پر تسلّط حاصل نہیں - واللہ تعالیٰ و رسُولہ اعلم!

۳۰۷۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب اُحد کی جنگ میں مشرک شکست خوردہ ہُوئے تو ابلیس لعین نے چلّا کر کہا اے اللہ کے بندو اپنے پیچھے والوں کو لو یا قتل کرو تو آگے والے پچھلوں پر ٹوٹ پڑے اور آپس میں الجھ گئے - اچانک حُذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو دیکھا (ان کو مسلمان قتل کر رہے ہیں) تو اُنھوں نے کہا اے اللہ کے بندو! یہ میرا والد ہے - بخدا! مسلمان نہ رُکے حتّٰی کہ اس کو قتل کر دیا - حُذَیفہ نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو بخشے - عروہ نے کہا اس کے باعث حذیفہ ہمیشہ دُعا کرتے رہے حتی کہ فوت ہو گئے!

۳۰۷۵ — شرح : یعنی جنگ اُحد میں جب مشرک شکست خوردہ بھاگنے لگے تو شیطان نے مسلمانوں سے کہا اے اللہ کے بندو اپنے پچھلے لوگوں کو قتل کرو حالانکہ وہ بھی مسلمان تھے اس سے ابلیس لعین کا مقصد یہ تھا کہ ان کو غلط فہمی میں ڈال کر آپس میں لڑا دے چنانچہ اگلے لوگوں نے پچھلوں کو مشرک سمجھتے ہُوئے اُن پر حملہ کر دیا - اور وہ آپس میں الجھ گئے اس کے نتیجہ میں حضرت حذیفہ بن یمان کے والد بھی غلط فہمی میں قتل کر دیئے گئے - ہو سکتا ہے کہ یَا عِبَادَ اللّٰہ! سے ابلیس نے مشرکوں کو خطاب کیا ہو یعنی اے مشرکو! اپنے پچھلے لوگوں پر حملہ کرو جو مسلمان ہیں اور کفار و مشرکین اور مسلمانوں میں جنگ شروع ہو گئی - بہرکیف حضرت حذیفہ کے والد اس جنگ میں شہید ہو گئے چونکہ وہ ہیجان کی لڑائی تھی مسلمان غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے اس لئے اس غلطی میں حذیفہ کے والد قتل ہو گئے جس نے ان کو قتل کیا تھا وہ عقبہ بن مسعود تھے - حضرت حذیفہ نے ان کو معاف کر دیا اور وہ ان کے قاتل کے لئے ہمیشہ دُعاء اور استغفار کرتے رہے -

marfat.com

Marfat.com

۳۰۷۶ ـــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ ثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْتِفَاتِ الرَّجُلِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ اَحَدِكُمْ

۳۰۷۷، ۳۰۷۸ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيرَةِ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي سُلَيْمٰنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا الْوَلِيدُ ثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ ثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ ثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا حَلَمَ اَحَدُكُمْ حُلْمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد "حُسَیل بن جابر عبسی ہیں اور "یمان" ان کا لقب ہے وہ اپنے بیٹے حذیفہ کے ساتھ مسلمان ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور جنگ اُحد میں ان کو مسلمانوں نے ہی قتل کر دیا کیونکہ اُنھوں نے اسے مشرکین میں سے خیال کیا تھا۔ حضرت حذیفہ چیختے رہے کہ یہ میرا والد ہے اس کو قتل نہ نہ کرو لیکن ان کی آواز کی شنوائی نہ ہوئی اور مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یتیمی نے کہا "بقیۃ خَیرٌ" کا معنی یہ ہے کہ حضرت حذیفہ اپنے والد ماجد کے قتل سے ہمیشہ غمناک رہے اور اس غم واندوہ میں وہ فوت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون"

۳۰۷۶ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں التفات کرنے کے متعلق سوال عرض کیا: تو آپ نے فرمایا نماز میں التفات (اِدھر اُدھر توجہ کرنا) اُچک لینا ہے۔ شیطان تم میں سے کسی ایک کی نماز اُچک لے جاتا ہے (حدیث ۷۲۰-۷۲۱ کی شرح دیکھیں)

۳۰۷۷-۳۰۷۸ ـــ ترجمہ: پہلی سند ابو مغیرہ، اوزاعی، یحیی، عبداللہ بن ابی قتادہ سے اور

marfat.com
Marfat.com

٣٠٧٩ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى اَبِي بَكْرٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

قتادہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی۔ دوسری سند سلیمان بن عبدالرحمٰن، ولید، اوزاعی، یحیی بن ابی کثیر، عبداللہ بن ابی قتادہ سے اور قتادہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہیں اور حلم شیطان کی طرف سے ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی برا خواب دیکھے جس سے وہ ڈرتا ہو تو وہ اپنی بائیں طرف تھوکے اور اللہ کے ذریعہ اس کی شر سے پناہ چاہے کیونکہ اس طرح وہ اس کو اذیت نہیں پہنچائے گی۔

٣٠٧٧ - ٣٠٧٨ ـــ

شرح : رؤیا کا وزن فُعْلٰی ہے جیسے بُشْرٰی۔ تخفیف کے لئے ہمزہ کو ترک بھی کر دیا جاتا ہے۔ رؤیا نیند میں خیالی صورت کا نام ہے اور صالحہ اس کی صفتِ مُوضحہ ہے۔ کیونکہ غیر صالحہ کو حُلم کہا جاتا ہے۔ اور اگر رؤیا کو عموم پر محمول کیا جائے تو صالحہ اس کی صفت مُخصصہ ہوگی اور صلاحیت صورت کے اعتبار سے ہے یا تعبیر کے لحاظ سے یعنی اس کی صُورت اچھی ہوتی ہے یا تعبیر بہتر ہوتی ہے۔ اس کو رؤیا صادقہ کہا جاتا ہے اور رُؤیا غیر صالحہ حُلم ہے یعنی جھوٹ ہے اور یہ شیطان کی طرف منسوب ہے کیونکہ یہ شیطان کی تخییل ہوتی ہے جس سے وہ انسان کو غمناک کرتا ہے۔ اس لئے بُرا خواب دیکھنے والے کو بائیں جانب تھوکنے کا حکم ہے۔ ابن جوزی نے کہا رُؤیا اور حُلم ایک ہی چیز ہے کیونکہ حُلم وہ ہے جو انسان خواب میں دیکھے لیکن شریعت مطہرہ میں اچھے خواب کو رُؤیا کہا جاتا ہے اور بُرے خواب کا نام حُلم رکھا گیا ہے۔ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا رُؤیا صالحہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے جس سے انسان کو خوشخبری دی جاتی ہے۔ تاکہ اس کا گمان اچھا ہو اور وہ اس کا بکثرت شکر کرے اور رؤیا کاذبہ شیطان کی طرف سے ہے جس سے وہ انسان کو غمزدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی پیدا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس کا شکر نہ کرے۔ اسی لئے اس کو رانندے کے لئے بائیں کندھے سے تھوکنے کا حکم ہے تاکہ اس کی شر سے محفوظ رہے تیسرا خواب بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ دِن میں انسان کا کسی شئی میں شغف مستحکم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ رات کو نیند

marfat.com
Marfat.com

٣٠٨٠ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ فَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ يَهَبْنَ ثُمَّ قَالَ أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ نَعَمْ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

میں بھی وہی دیکھتا ہے یہ خواب اور حلم قابل تعبیر نہیں رؤیا حسنہ تعبیر کے قابل ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٣٠٧٩ — نے فرمایا جو کوئی ایک دن میں سو بار لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ " کہے اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا! اور اس کے لئے سو نیکی لکھی جاتی ہے اور سو بدی مٹا دی جاتی ہے اور وہ شام تک سارا دن شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ اس عمل سے کسی کا افضل عمل نہیں ہوتا البتہ وہ شخص جو اس سے زیادہ عمل کرے اس کو زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔

ترجمہ : محمد بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا کہ ان کے والد سعد بن ابی وقاص نے

٣٠٨٠ — کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی جبکہ آپ کے پاس قریش قبیلہ کی عورتیں تھیں (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) اور وہ بلند آواز

marfat.com
Marfat.com

۳۰۸۱ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ ثَنِی ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عِيْسٰى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهٖ فَتَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلٰثًا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيْشُوْمِهٖ

سے آپ سے باتیں کر رہی تھیں۔ جب عمر فاروق نے اجازت طلب کی تو وہ اُٹھیں اور جلدی سے حجاب میں چلی گئیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی جبکہ آپ تبسّم فرما رہے تھے۔ عمر فاروق نے عرض کیا : یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے (یہ تبسّم کیسا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان عورتوں پر تعجب کر رہا ہوں جو میرے پاس تھیں اور جب تمہاری آواز سُنی تو جلدی سے حجاب میں چلی گئیں۔ عمر فاروق نے کہا یارسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ زیادہ لائق ہیں کہ یہ عورتیں آپ سے ڈریں۔ پھر کہا اے اپنے نفسوں کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی ہو۔ اُنھوں نے کہا: جی ہاں! تم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت ہو۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ تجھے شیطان راستہ میں چلتا ہُوا دیکھ لے تو وہ دُوسرا راستہ پر چلنے لگتا ہے (تمہارا راستہ چھوڑ جاتا ہے)

۳۰۸۰ شرح : فج کا معنی وسیع راستہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہوں کیونکہ اُنھوں نے کہا تھا اے اللہ مجھے شیطان نے بہت تکلیف پہنچائی ہے اس کا جواب یہ ہے۔ یہ لزوم غیر لازم ہے کیونکہ یہ شیطان کے دُور ہونے کی مثال ہے۔ یعنی شیطان اور اس کی اولاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دُور رہتی ہے اور وہ آپ پر تسلّط قائم نہیں کر سکتے۔ یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر جب تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے چلو تو اس کو ضرور پُورا کر دیتے ہو۔ اور اس کو نامکمل اور ادھورہ نہیں چھوڑتے ہو۔ اور اس میں شیطان وسوسہ دینے سے ناامید ہے۔ اس لئے وہ کوئی اور راستہ اختیار کر لیتا ہے اور یہ راہ چھوڑ دیتا ہے۔ یہاں حقیقی معنی مراد نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ (عینی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی گھر میں صاحبِ خانہ کی اجازت کے بغیر نہیں داخل ہونا چاہیئے۔

۳۰۸۱ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو وضو کرے اور تین بار ناک میں پانی ڈال کر سنکے کیونکہ شیطان اس کی ناک پر رات بسر کرتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيَاتِيْ الْاٰيَةَ بَخْسًا نَقْصًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ اَلْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ وَاُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ عِنْدَ الْحِسَابِ

۳۰۸۱ شرح یعنی وضو کرتے وقت ناک میں پانی لے کر اسے سنکے تاکہ مخاط اور غبار وغیرہ سے ناک اچھی طرح صاف ہوجائے اور پڑھنے میں آسانی ہو۔ شیطان لعین ہر سونے والے کی ناک پر رات بسر نہیں کرتا۔ البتہ جو شخص اللہ کا ذکر کئے بغیر سوجائے اس کی ناک پر شیطان رات بسر کرتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اللہ کا ذکر کرنے سے انسان شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم

باب جنّات اور ان کو ثواب وعقاب کا ذکر

اس باب میں جنات کے موجود ہونے کا بیان ہے اور یہ بیان ہوگا کہ ان کو نیک کام کرنے پر ثواب اور بُرا عمل کرنے پر عذاب ہوگا۔ بیشتر مسلمان اور کفار جنات کے وجود پر متفق ہیں۔ البتہ جہمیہ اور معتزلہ ان کا انکار کرتے ہیں جیسے بعض کفار ان کے وجود کے منکر ہیں مسلمانوں کے بعض فرقوں کا انکار کرنا تعجب سے خالی نہیں جبکہ کتاب وسنت میں ان کا وجود ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا ایک روایت کے مطابق وہ دو ہزار سال زمین میں آباد رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت ہے کہ جن زمین میں اور فرشتے آسمانوں میں رہتے ہیں اور وہ ان میں آباد ہیں۔ اسحاق بن بشر نے کہا مجھ سے جویبر اور عثمان نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ اللہ نے جنات کو پیدا کیا اور ان کو زمین میں آباد ہونے کا حکم دیا۔ وہ بہت عرصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے۔ پھر انہوں نے سرکشی نافرمانی کی اور قتل وغارت شروع کردی۔ ان میں ایک فرشتہ تھا جس کا نام یوسف تھا اس کو انہوں نے قتل کردیا تو اللہ تعالیٰ نے پہلے آسمان کے فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا جن میں ابلیس لعین بھی تھا تو فرشتوں نے جا کر ان کے لشکر نے جنات کو زمین سے باہر نکال دیا اور سمندروں کے جزیروں میں ان کو بھیج دیا اور ابلیس نے اپنے لشکر سمیت زمین میں سکونت اختیار کرلی اور وہیں میں رہنا پسند کیا۔

marfat.com
Marfat.com

جنّات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں

قرآن کریم میں ہے : وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ،، اور اللہ نے خالص بے دھوئیں والے شعلہ سے جنّات کو پیدا کیا ،، مسلم میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے نور سے پیدا کئے گئے اور جنّات خالص بے دھواں والے شعلہ سے پیدا کئے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ،، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوں کی اصل آگ ہے جیسے انسان کی اصل مٹی ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا ،، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنات ناری مخلوق ہے۔ اس بات میں اگر شیطان جھوٹا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا جھوٹ بیان فرماتا کیونکہ جھوٹے کی تکذیب کرنا ضروری ہے۔ ان نصوص قطعیہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جنوں کی اصل نار ہے اور یہ ناری مخلوق ہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آگ میں اتنی خشکی ہے کہ اس میں زندگی کا وجود ناممکن ہے۔ کیونکہ حیات کے لئے رطوبت کا ہونا ضروری ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ آگ میں اس قدر رطوبت پیدا کر دے جو حیات کے لئے کافی ہو۔ بعض اہل علم تو یہ کہتے ہیں سانس لینے کے بغیر حیات کا وجود ممکن ہے اور انھوں نے کہا دوزخی آگ میں سانس نہیں لیں گے ،، (عینی)

جن جسم رکھتے ہیں اور انکی شکلیں مختلف ہیں ،،

قاضی ابویعلی محمد بن حسین بن فراء حنبلی نے کہا جنوں کے جسم مرکب ہیں اور انکی شکلیں مختلف ہیں اور وہ لطیف و کثیف ہوتے ہیں۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ جن لطیف ہیں ان کی لطافت کے باعث ہم ان کو دیکھتے نہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں لطافت ان کی رؤیت سے مانع نہیں۔ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ کثیف اجسام موجود ہوں اور وہ ہم کو نظر نہ آئیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ان کا ادراک پیدا نہ کیا ہو۔ ابوالقاسم انصاری نے قاضی ابوبکر سے حکایت کی ہے کہ جس نے جنات کو دیکھا ہے وہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں رؤیت کا ادراک پیدا کر دیا تھا اور جس میں اللہ تعالیٰ ان کو دیکھنے کی قوت پیدا نہ کرے وہ نہیں دیکھ سکتا اور وہ مرکب اجسام ہیں۔ قاضی عبدالجبار معتزلی نے کہا جنوں کے اجسام لطیف ہیں ہماری نظریں کمزور ہیں اس لئے ہم ان کو نہیں دیکھتے ہیں۔ ان کو نہ دیکھنے کی اور کوئی وجہ نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہماری نظروں میں قوت پیدا کر دے یا ان کے جسم کثیف ہوں تو ہم ان کو دیکھ لیں (عینی)

جنّات کی تین قسمیں ہیں

حدیث شریف میں ہے کہ جنوں کی ایک قسم سانپ ہیں دوسری قسم کالے کتے ہیں اور تیسری قسم اڑنے والی ہوا

marfat.com
Marfat.com

ہیں ۔ وہ سانپوں ، بچھوؤں ، اونٹوں ، بیلوں ، بکریوں ، گھوڑوں ، گدھوں ، پرندوں اور انسانوں کی شکلیں اختیار کر لیتے ہیں ۔ قاضی ابو یعلی نے کہا شیطانوں کو اپنی خلقت کی تغییر پر قدرت نہیں اور نہ ہی مختلف شکلوں میں منتقل ہونے کی ان کو قدرت ہے ۔ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایسے کلمات کی تعلیم دی ہو جس کے پڑھنے سے وہ دوسری صورت کی طرف منتقل ہو جاتے ہوں ۔ بذاتِ خود دوسری شکل اختیار کرنا ان کے لئے محال ہے ۔ (عینی)

جنّات کے اقسام

جنّوں میں سے ایک غُول ہے اور وہ خبیث جن ہے ۔ جب وہ تنہا ہو وحشی بن جاتا ہے کسی سے مانوس نہیں ہوتا اور جنگلات کا رُخ کرتا ہے اور مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے ۔ عموماً رات کو دیکھا جاتا ہے یا مسافروں کو ایسے اوقات میں دکھائی دیتا ہے جبکہ اور کوئی وہاں نہ ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی انسان ہے اور مسافر کو راہ سے بھٹکاتا ہے ۔ (۲) "سِعْلَاۃٌ" یہ غول سے مختلف ہے ۔ عموماً جنگلات میں پایا جاتا ہے ۔ جب کوئی انسان ملے تو اس کے سامنے رقص کرتا ہے اور جس طرح بلی چوہے کے ساتھ کھیلتی ہے ایسے وہ انسان سے کھیل کود کرتا ہے ۔ (۳) غُدار : یہ یمن کے علاقہ میں پایا جاتا ہے اس کو انسان دیکھ کر بے ہوش ہو جاتا ہے (۴) "وَلْہَانُ" یہ سمندر کے جزیروں میں پایا جاتا ہے ۔ اور ایسی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی انسان اپنے جانور پر سوار ہے ۔ اس کی خوراک وہ انسان ہیں جن کو سمندر کنارے پر پھینکتا ہے (۵) شِقّ نصف آدمی تک لمبا ہوتا ہے ۔ عموماً سفر میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے ۔ بعض جن آدمیوں سے محبت کرتے ہیں اور ان کو اذیت نہیں پہنچاتے ۔ بعض نوجوان دوشیزہ عورتوں کو اچانک اُٹھا لے جاتے ہیں ۔ بعض سانڈوں کی صورتیں اختیار کرتے ہیں بعض کی صورت کُتّوں سی ہوتی ہے ۔

جنّوں کا یہ نام اس لئے ہے کہ یہ لوگوں کی نگاہوں سے چُھپے ہوتے ہیں ۔ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ فرشتوں کو جن کہتے تھے کیونکہ وہ ان کی آنکھوں سے مستور ہوتے ہیں ۔ (عینی)

جن کھانے پیتے ہیں اور نکاح وغیرہ کرتے ہیں "

ان کے متعلق علماء کے مختلف خیالات ہیں ۔ بعض کا یہ کہنا ہے کہ تمام جن کھاتے پیتے نہیں یہ خیال ناقابل التفات ہے ۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ جنّوں کی ایک قسم کھاتی پیتی ہے اور ایک قسم نہ کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے ۔ بعض علماء کہتے ہیں تمام جن کھاتے پیتے ہیں یہ قول معتبر ہے ۔ لیکن ان کے کھانے پینے کی کیفیت مختلف ہے ۔ اس میں ایک قول یہ ہے کہ ان کا کھانا پینا صرف سونگھنا ہے وہ کھانا چباتے اور نگلتے نہیں ۔ لیکن یہ قول بلا دلیل ہے ۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ یہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں ۔ ابو داؤد کی مرفوع حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اس کے ساتھ کھانا پیتا رہا حتی کہ اس نے جب اللہ کا نام لیا تو جو کچھ کھایا تھا وہ اگل کر دیا وہب بن مُنبّہ سے جنّات کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا جن کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں کیا ان کی اولاد ہوتی ہے اور

marfat.com
Marfat.com

یہ جیتے مرتے ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا جنوں کی کئی قسمیں ہیں۔ خالص جن تو صرف ہوا ہیں وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ نکاح کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی اولاد ہوتی ہے اور بعض کھاتے پیتے ہیں نکاح کرتے ہیں اور ان کی اولاد بھی ہوتی ہے۔

کیا جنّات عبادت میں مُکلّف ہیں؟

ابو عمر نے کہا علماء کی ایک جماعت نے کہا جنات عبادات میں مکلف ہیں اور ان پر شریعت کے احکام لازم ہیں۔ البتہ حشویہ ان کو غیر مکلف جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک جو وہ کرتے ہیں اس میں مجبور ہوتے ہیں لیکن یہ صریح نص کے خلاف ہے قرآن کریم میں ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ "ہم نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جنوں کو ثواب صرف یہی حاصل ہوگا کہ ان کو دوزخ سے نجات ہوگی۔ پھر انھیں کہا جائے گا مٹی ہو جاؤ جیسے جانور مٹی ہو جائیں گے۔ ابن حزم نے اس کو روایت کیا ہے ابن ابی دنیا نے اپنے اسناد سے لیث بن ابی سُلیم سے روایت کی کہ جنات کو ثواب صرف یہی حاصل ہوگا کہ وہ دوزخ سے نجات پائیں گے۔ پھر ان کو کہا جائے گا مٹی ہو جاؤ۔ اس میں دوسرا امام مالک کا قول ہے کہ ان کو نیک اعمال پر ثواب ہوگا اور گناہوں پر عذاب ہوگا۔ امام ابو یوسف اور محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل سے بھی یہ مروی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ ان کو ثواب و عقاب ہوگا۔ اس میں تمام علماء متفق ہیں کہ کافر جنوں کو آخرت میں عذاب ہوگا۔ قرآن کریم میں ہے "اَلنَّارُ مَثْوٰىكُمْ" تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے۔ البتہ مومن جنوں کے متعلق اختلاف ہے کہ کیا وہ جنت میں داخل ہوں گے؟

جمہور علماء نے کہا وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ سفیان ثوری نے کہا:

وہ جنت میں داخل ہوں گے اور کھائیں پئیں گے۔ مجاہد نے کہا وہ صرف دھواں لیں گے نہ کھائیں گے اور نہ پئیں گے اور تسبیح و تہلیل ان کو الہام ہوگی جس سے وہ جنت کے کھانوں کی لذت پائیں گے۔ حارث محاسبی نے کہا وہ جنت میں داخل ہوں گے ہم ان کو دیکھیں گے وہ ہمیں نہیں دیکھیں گے۔ بعض علماء نے کہا وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے بلکہ اس کے کنارے میں ہوں گے ان کو انسان دیکھیں گے وہ انسانوں کو نہیں دیکھیں گے جبکہ دنیا میں اس کا برعکس ہے۔ امام مالک، شافعی احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ فحول علماء نے اس کو پسند کیا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں وہ اعراف میں ہوں گے۔ (عینی)

کیا جنّات میں سے کوئی نبی و رسُول ہُوا ہے؟

متقدمین اور متاخرین جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ جنوں میں کوئی نبی اور رسُول نہیں ہُوا۔ رسُول صرف

marfat.com
Marfat.com

انسانوں میں سے ہوئے ہیں۔ حضرت ابن عباس یہی فرماتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے جنّوں نے اپنے نبی کو قتل کر دیا جس کا نام یوسف تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں جنّوں میں نبی ہیں قرآن کریم میں ہے اے جنّوں اور انسانوں کے گروہ کیا تم میں سے تمہارے پاس رسُول نہیں آئے؟"

کیا جنّوں میں مختلف فرقے ہیں؟

قرآن کریم میں ہے "وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا"، ہم میں سے نیک اور ان کے علاوہ بھی ہیں اور ہم مختلف گروہ ہیں۔ یعنی ہم مسلمان، یہودی وغیرہ ہیں۔ چنانچہ نَصِیبَین کے جن یہودی تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں ذکر کیا کہ جنّوں میں سے قدریہ، مُرجئہ اور شیعہ وغیرہ ہیں۔ سُدی نے بھی اپنے مشائخ سے ذکر کیا ہے کہ جنّوں میں مومن، کافر، معتزلی، جہمیہ اور دیگر فرقے پائے جاتے ہیں (ماخوذ از عینی) تجربہ سے ثابت ہے کہ جنّوں میں اہلسنت وجماعت، دیوبندی اور اہل حدیث بھی ہیں۔ ابوالبقاء عکبری حنبلی سے پوچھا گیا کہ کیا جنّوں کی اقتداء میں نماز صحیح ہے اُنھوں نے کہا جی ہاں کیونکہ وہ مکلف ہیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف مبعوث ہیں (ماخوذ)

قَوْلُہٗ، لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ، الْاٰیَۃ

یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے جنّوں اور انسانوں کے گروہ کیا تمہارے پاس رسُول تم میں سے نہیں آئے جو تم پر میری آیات پڑھتے تھے۔ بَخْسًا کا معنیٰ ہے نقص۔ مجاہد نے کہا اُنھوں نے اللہ اور جنّوں کے درمیان قرابت قائم کی یعنی کفار قریش نے کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں سردار جنّوں کی لڑکیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جنوں نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ وہ حاضر کئے جائیں گے (حساب وکتاب کے لئے) عنقریب حساب کے وقت حساب دینے کے لئے ان کے لشکر حاضر ہوں گے"

شرح : صحیح بات یہ ہے کہ جنوں میں تابعدار اور نافرمان دونوں پائے جاتے ہیں۔ نیک جنّوں کو ثواب اور گنہگاروں کو عذاب دیا جائے گا!

امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے درمیان مناظرہ۔

امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کے درمیان مسجدِ حرام میں اس مسئلہ میں مناظرہ ہوا۔ تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جنّوں کے لئے ثواب کی یہ صُورت ہے کہ وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

٣٠٨٢ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ وَبَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَآءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ،، یعنی اللہ تمہارے گناہ بخشے گا اور تم کو دردناک عذاب سے نجات دے گا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جنوں کو جنت میں اعزاز حاصل ہوگا۔ کیوں جنوں اور انسانوں کا حکم واحد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ،، اللہ سے ڈرنے والے کے لئے دو جنتیں ہیں اور فرمایا : "لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ" جنت کی حوروں سے کسی جن اور انسان نے جماع نہیں کیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر دلیل بیان کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے؟ کیونکہ اس آیت کریمہ میں "يُنْذِرُونَكُمْ" سے عذاب کی واضح دلیل ہے اور ثواب کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے : وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا ،، ان کے عملوں کے باعث سب کو درجات دیئے جائیں گے اور اللہ کا ارشاد "فَمَنْ يُؤْمِنْ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا" ،، جو اپنے رب پر ایمان لائے اس کا ثواب کم نہ ہوگا۔ اس میں ہر مومن شامل ہے انسان ہو یا جن ،،

٣٠٨٢ــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوصعصعہ انصاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے بیان کیا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو جب تم اپنی بکریوں کے ساتھ جنگل میں ہوا کرو تو نماز کے لئے اذان کہہ لیا کرو اور اذان میں آواز بلند کیا کرو کیونکہ مؤذن کی آواز کو جو بھی جن اور انسان سنے گا وہ اس کے لئے قیامت میں گواہ بن جائے گا۔ ابوسعید نے کہا میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

(حدیث ٥٨٧ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ اِلٰى قَوْلِهٖ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ مَصْرِفًا مَعْدِلًا صَرَفْنَا وَجَّهْنَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جب ہم نے تیری طرف جنّوں کا گروہ پھیر دیا ،،

اس باب میں مذکور آیات "اِذْ صَرَفْنَا" سے لے کر فی ضلال مبین تک کی تفسیر بیان کرنا مقصود ہے۔ اس میں کئی امور کی طرف اشارہ ہے۔ ایک یہ کہ ان آیات میں جنات کے وجود پہ دلالت ہے۔ دوسرے یہ کہ جن بھی مومن ہیں۔ تیسرے یہ کہ مومن جنوں کو ثواب اور کافر جنوں کو عذاب ہوگا۔ اور وہ بھی انسانوں کی طرح کافر و مومن ہیں اور ثواب و عقاب کے مستحق ہیں۔ جن جنوں کا مذکور آیات میں تذکرہ ہوا ہے وہ نصیبین کے جن ہیں۔ ان کا واقعہ یہ ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ ثقیف سے ناامید ہو کر طائف سے مکہ مکرمہ کی طرف لوٹے اور کھجوروں کا ایک باغ راستہ میں آیا تو آپ نے رات وہاں قیام فرمایا اور آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا شروع کی تو نصیبین کے جنات کا وہاں سے گزر ہوا، کیونکہ جن آسمانوں سے مستقبل میں ہونے والے واقعات کی سماعت چوری کیا کرتے تھے جب ان کو آسمان تک جانے سے روک دیا گیا اور ان کو آگ کے شعلے پڑنے لگے تو ابلیس نے کہا یہ اس لئے ہوا ہے کہ زمین میں کوئی سانحہ ہوا ہے تو اس نے جنوں کو زمین کے ہر کنارہ کی طرف بھیج دیا تاکہ وہ صورتِ حال سے آگاہی حاصل کریں تو اس نے جنوں کا پہلا لشکر جو نصیبین کے رہنے والے تھے اور وہ دوسرے جنوں کے سردار تھے کو تہامہ کی طرف بھیجا۔ وہ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے اور ان سے کہنے لگے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی ہے اور پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور سیدھے راہ کی ہدایت دیتی ہے۔ اے ہماری قوم تم اللہ کے داعی کی دعوت قبول کرو اور اس پر ایمان لاؤ وہ تمہارے تمام گناہ بخش دے گا اور تمہیں سخت تر عذاب سے نجات دے گا اور جو کوئی اللہ کی دعوت قبول نہ کرے گا اور ایمان نہ لائے گا وہ زمین میں کسی کو عاجز نہیں کر سکتا اور اللہ کے سوا اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور وہ کھلی گمراہی میں ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان جنوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام نہیں سنا تھا اس لئے انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد کہا تھا..... یہ نصیبین کے جن تھے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے ان کو آپ نے دوسرے جنوں کو تبلیغ کرنے بھیجا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلثُّعْبَانُ اَلْحَيَّةُ الذَّكَرُ مِنْهَا يُقَالُ اَلْحَيَّاتُ اَجْنَاسُ الْجَآنِّ وَالْاَفَاعِيْ وَالْاَسَاوِدُ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا فِيْ مُلْكِهٖ وَسُلْطَانِهٖ يُقَالُ صَآفَّاتٍ بُسُطٍ اَجْنِحَتَهُنَّ يَقْبِضْنَ يَضْرِبْنَ بِاَجْنِحَتِهِنَّ

٣٠٨٣ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ اقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مَصْرِفًا" سے اللہ تعالیٰ کا کلام "وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا" کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کی تفسیر "مَعْدِل" سے کی ہے۔ اور "صَرَفْنَا" کا معنیٰ وَجَّهْنَا کیا۔ یعنی ہم نے کو پھیر دیا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور اللہ نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے!

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "ثُعْبَانٌ" سانپوں میں سے نر سانپ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ"، سانپ نر اور مادہ دونوں ہوتے ہیں اور لفظ "حَيَّةٌ"، دونوں کو شامل ہے۔ اس میں تاء تانیث کی نہیں ہے۔ اس لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "الحَيَّة" کو "الذَّكَرُ" سے مقید کیا ہے۔

کہا جاتا ہے : سانپ مختلف قسمیں ہیں چنانچہ جِنّان جانّ کی جمع ہے یہ باریک سانپ ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں۔ "اَفَاعِيْ" اژدہے۔ اساود کالے ناگ۔

marfat.com
Marfat.com

فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ الْحَبَلَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَيْنَا اَنَا اُطَارِدُ حَيَّةً لِاَقْتُلَهَا فَنَادَانِيْ اَبُوْلُبَابَةَ لَا تَقْتُلْهَا فَقُلْتُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فَقَالَ اِنَّهُ نَهٰى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ وَهِيَ الْعَوَامِرُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فَرَاٰنِيْ اَبُوْلُبَابَةَ اَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَتَابَعَهُ يُوْنُسُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَاِسْحٰقُ الْكَلْبِيُّ وَالزُّبَيْدِيُّ وَقَالَ صَالِحٌ وَابْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ وَابْنُ مُجَمِّعٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَرَاٰنِيْ اَبُوْلُبَابَةَ وَزَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ

قولہ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ،، یعنی سب اس کی ملک میں ہیں۔ کہا جاتا ہے "صَافَّاتٍ ،، یعنی وہ اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے ہیں۔ یَقْبِضْنَ ،، یعنی اپنے پروں کو سمیٹتے اور پھٹ پھٹا کر مارتے ہیں۔

۳۰۸۳ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سانپوں کو قتل کرو۔ خصوصًا وہ سانپ جن کے سر پہ دو نقطے (سیاہ و سفید) اور دم بریدہ سانپوں کو مارو کیونکہ یہ دونوں آنکھ کی روشنی مٹاتے اور حمل گرا دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا ایک دن میں سانپ کو تلاش کر رہا تھا تاکہ اس کو قتل کروں تو مجھے ابولبابہ نے آواز دی اس کو قتل نہ کرو میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے تو اس نے کہا اس کے بعد آپ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے روک دیا تھا۔ عبدالرزاق نے معمر سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے ابولبابہ یا زید بن خطاب نے دیکھا اس کی یونس، ابن عُیَیْنَہ، اسحاق کلبی اور زُبیدی نے متابعت کی۔ صالح، ابن ابی حفصہ اور ابن مُجَمِّع نے زہری اور سالم کے ذریعہ ابن عمر سے روایت کی کہ مجھے ابولبابہ یا زید بن خطاب نے دیکھا ،،

۳۰۸۳ — شرح : "ذُوْ طُفْيَتَيْنِ ،، وہ سانپ ہے جس کے سر پہ دو نقطے سیاہ اور سفید ہوں یا اس کی پشت پر دو سفید خط ہوں۔ اَبْتَرُ ،، دم کٹا سانپ ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ خَيْرِ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ

۳۰۸۴ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اَنْ يَكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ

یہ دونوں شرارتی شانپ ہیں جب ان کو حاملہ عورت دیکھ لے تو اس کا حمل گر جاتا ہے اور جب ان کی نظر کسی انسان کی نظر پر پڑ جائے تو اس کو اندھا کر دیتے ہیں۔ نیز ایک سانپ ہے جس کو ناظر کہا جاتا ہے۔ جب اس کی نظر انسان کی آنکھ پر پڑ جائے تو وہ انسان اسی وقت مر جاتا ہے ،، ذَوَاتُ الْبُيُوْتِ ،، سفید لمبے سانپ ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں وہ اذیت نہیں پہنچاتے ان کو عَوَامِر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی عمریں بہت لمبی ہوتی ہیں۔

مسلم شریف میں ہے مدینہ منورہ میں مسلمان جنّ ہیں جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اس کو تین روز تک خبردار کرو۔ اس مدت کے بعد اگر وہ ظاہر ہو تو اسے قتل کر دو کیونکہ اگر وہ مسلمان جنّ ہوتا تو باہر چلا جاتا۔ وہ شیطان ہے اس کو قتل کر دو اور ذوالطفیتین اور ابتر گھروں یا جنگلوں میں جہاں پائے جائیں ان کو بالاتفاق قتل کر دیا جائے۔ ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کے گھروں کی خصوصیت نہیں ہے اور اگر جنگلات میں پائے جائیں تو تین دن خبردار کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عام ہے کہ پانچ خبیث جانور ہیں ان کو حل و حرم میں جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔ ان میں سانپ کا ذکر فرمایا ؛ قولہ قَالَ عبد الرزاق الخ ،، اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ معمر نے یہ حدیث اسی اسناد سے زہری سے روایت کی ہے اور اس بات میں شک کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر کو ابولبابہ ملے یا زید بن خطاب رضی اللہ عنہم ،،

باب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہیں جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں میں چلا جائیگا ،،

۳۰۸۴ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

۳۰۸۵ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ

۳۰۸۶ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمٰعِيلَ ثَنِي قَيْسٌ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَمْرٍو أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ أَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ الْإِيمَانُ يَمَانٍ هٰهُنَا أَلَا إِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ

فرمایا عنقریب مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور جنگلوں میں لے کر چلا جائے گا۔ وہ اپنے دین کی سلامتی کے لئے فتنوں سے دُور بھاگے گا "

۳۰۸۴ ــــ شرح : شَعَفُ الْجِبَالِ " کا معنی پہاڑوں کی چوٹیاں اور مَوَاقِعُ الْقَطْرِ کا معنی جنگلات اور صاف میدان ہے۔ خَيْرُ مَالِ الرَّجُلِ " کان کی خبر مقدم اور غَنَمٌ " موصوف يُتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ صفت کان کا اسم مؤخر ہے۔ اور " يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ " جملہ حالیہ ہے (حدیث ۱۸ کی شرح دیکھیں)

۳۰۸۵ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کفر کا سر مشرق کی طرف ہے اور فخر و غرور گھوڑوں والوں اور کاشتکاروں جو میدانوں میں رہتے ہیں اور سکون بکریوں والوں میں ہے

۳۰۸۶ ــــ ترجمہ : اسماعیل نے کہا ہم سے قیس نے عقبہ بن عمرو ابی مسعود سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ایمان ادھر یمن میں ہے۔ خبردار! سختی اور سنگدلی اونٹوں کے پیچھے بلند آوازیں کرنے والوں میں ہے۔ جہاں شیطان کے دو سینگ نکلیں گے یعنی ربیعہ اور مضر قبیلوں میں "

۳۰۸۵ - ۳۰۸۶ ــــ شرح : فَدَّادِينَ کی تفسیر دو طرح کی جاتی ہے۔ ایک یہ کہ یہ فدّاد

marfat.com
Marfat.com

۳۰۸۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَسْئَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا

کی جمع ہے اس کا معنی سخت آواز ہے اور اگر دال کو مشدّد نہ پڑھا جائے تو یہ فدان کی جمع ہے۔ اس کا معنی کھیتی باڑی کا آلہ ہے اور کھیتی باڑی کرنے والوں کی مذمت اس لئے کی کہ کاشتکاری کے باعث دینی امور کی طرف توجّہ نہیں رہتی اور آخرت سے غفلت ہو جاتی ہے اور اس سے سنگدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ قولہ "اَهْلِ الْوَبَرِ" یہ فدادین کا بیان ہے اس سے مراد گاؤں میں رہنے والے لوگ ہیں۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجوسیوں کے کفر کی شدّت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کیونکہ فارسی حکومت اور ان کے تابعدار عرب مدینہ منوّرہ کے مشرق کی طرف پڑتے ہیں اور یہ لوگ نہائت ہی سنگدل، بدبخت اور کفر میں سخت جمے رہنے والے تھے حتّٰی کہ انہی کے بادشاہ کسریٰ نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا والا نامہ پھاڑا تھا جو آپ نے اس کی طرف لکھا تھا۔ طبری نے ذکر کیا ہے کہ دجّال بھی مشرق کی طرف سے استباذ گاؤں سے نکلے گا۔ یہ لوگ کفر و سرکشی میں معروف تھے اور آگ کے پجاری تھے چنانچہ ایک ہزار سال سے ان کے آتشکدہ کی آگ نہیں بجھی تھی۔ اور اس کے پجاری ہزار پجاری مستقل تھے۔ قولہ "اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ" جب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یمن کی طرف اشارہ کرکے یہ فرمایا تھا اس وقت آپ تبوک میں تھے۔ اس سے آپ کا مقصد مکہ مکرمہ تھا۔ اس وقت مدینہ منورہ آپ کے اور یمن کے درمیان تھا یہ اس لئے فرمایا کہ ایمان کی ابتداء مکّہ سے ہوئی ہے اور یہ تہامہ کی زمین میں ہے اور تہامہ یمن کی زمین ہے اسی لئے کعبہ یمانیہ کہا جاتا ہے۔ علّامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالٰی نے کہا اچھی بات یہ ہے کہ اس سے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مقصد اہلِ یمن کی کمالِ ایمان سے تعریف کرنا ہے کیونکہ جس شئ کے ساتھ کسی کا ایمان قوی ہو اس کو اس شئ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ الایمان مبتداء اور یمان خبر ہے یہ اصل میں یمانی تھا تخفیف کے لئے یاء کو حذف کر دیا گیا ہے۔ قولہ فی رَبِيعَةَ وَمُضَرَ، اس کا تعلق فدّادین سے ہے۔ یعنی اونٹوں گھوڑوں اور گاؤں میں رہنے والے جو سخت آوازیں نکالتے ہیں وہ مشرق کی طرف رہتے ہیں جہاں ربیعہ اور مضر کی رہائش ہے۔ واللہ تعالٰی و رسولہ الاعلٰی اعلم!

۳۰۸۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر تم مُرغ کی آواز سُنو تو اللہ تعالٰی سے اس کے فضل کی دُعاء کرو کیونکہ اُس نے

marfat.com
Marfat.com

۳۰۸۸ــــ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ اَنَا رَوْحٌ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ اَوْ اَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ نَحْوَمَا اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ وَلَمْ يَذْكُرْ اُذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ

فرشتہ کو دیکھا ہے۔ اور اگر گدھے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کے ذریعہ شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ اُس نے شیطان کو دیکھا ہے۔

۳۰۸۷ــــ شرح : مرغ کی اذان کے وقت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم طلب کرنے کی دُعاء کا حکم اس لئے فرمایا کہ اس کی اذان کے وقت جب دُعاء کرے گا تو فرشتے اُمین کہیں گے اس کی مغفرت کی دُعاء کریں گے اور اس کے اخلاص اور انکساری کے گواہ بن جائیں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے پاس دُعاء کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جب دعاؤں میں موافقت ہوجائے تو اللہ دُعاء قبول فرماتا ہے صحیح ابن حبان میں ہے "مرغ کو گالی نہ دو یہ نماز کے لئے پکارتا ہے۔ مرغ میں خصوصیت ہے جو دوسرے جانوروں میں نہیں پائی جاتی اس کو رات کے وقت کی پہچان ہوتی ہے کیونکہ رات چھوٹی ہو یا بڑی اس کی اذان میں خطاء نہیں ہوتی اور وہ فجر سے پہلے اور بعد بدستور اذانیں کہتا ہے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرغ کو ادراک دیا ہے۔ اسی طرح گدھے کو بھی ادراک حاصل ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گدھا جب آواز نکالتا ہے تو وہ شیطان کو دیکھتا ہے یا اس کے سامنے شیطان کی صورت ہوتی ہے۔ لہٰذا تم اللہ کا ذکر کرو اور مجھ پر درود پڑھو۔ داؤدی نے یہاں ایک فائدہ ذکر کیا ہے کہ مرغ سے پانچ چیزیں سیکھنی چاہئیں اچھی آواز، آخر رات بیداری، سخاوت، غیرت اور کثرتِ نکاح" (عینی)

ترجمہ : عطاء نے بیان کیا کہ اُنھوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سُنا

۳۰۸۸ــــ کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کا اندھیرا ہونے لگے یا جب شام ہونے لگے تو اپنے بچّوں کو روکے رکھو کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں جب رات کا کچھ حصہ چلا جائے

marfat.com
Marfat.com

۳۰۸۹ــ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا وُھَیْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فُقِدَتْ اُمَّۃٌ مِنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ لَا یُدْرٰی مَا فَعَلَتْ وَاِنِّیْ لَا اُرَاھَا اِلَّا الْفَارَ اِذَا وُضِعَ لَھَا اَلْبَانُ الْاِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ وَاِذَا وُضِعَ لَھَا اَلْبَانُ الشَّآءِ شَرِبَتْ فَحَدَّثْتُ کَعْبًا فَقَالَ اَاَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُہٗ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِیْ مِرَارًا فَقُلْتُ اَفَاَقْرَأُ التَّوْرٰۃَ

تو ان کو چھوڑ دو اور دروازوں کو بند کر لو اور (ان پر) اللہ کا نام ذکر کرو کیونکہ شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔ عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ اُنھوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے وہی سُنا جو عطاء نے بیان کیا تھا اور اُنھوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ "اللہ کا نام لے کر دروازے بند کرو" (حدیث ۳۰۶۵ کی شرح دیکھیں)

۳۰۸۹ــ **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بنی اسرائیل کی ایک جماعت گم ہوگئی۔ نامعلوم اُنھوں نے کیا کیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ چوہے ہی ہیں کیونکہ جب ان کے آگے اونٹوں کا دودھ رکھا جائے تو اسے نہیں پیتے اور اگر بکریوں کا دودھ رکھا جائے تو پی جاتے ہیں۔ میں نے کعب سے یہ بیان کیا تو اُنھوں نے کہا کیا تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا ہے میں نے کہا جی ہاں! اُنھوں نے کئی بار مجھ کو یہی کہا تو میں نے کہا کیا میں تورات پڑھ رہا ہوں۔

۳۰۸۹ــ **شرح** : یعنی یہودیوں کا ایک گروہ گم ہوگیا معلوم نہیں انھیں کیا ہُوا اور میرا خیال ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے چوہے مسخ کر دیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ بنی اسرائیل اونٹوں کا دودھ نہیں پیتے تھے ایسے ہی چوہے یہ دودھ نہیں پیتے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسناد سے سُورہ یُوسُف کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہودیوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ بتائیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے لئے اونٹوں کا دُودھ کیوں حرام کیا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ عرقِ نساء کے مرض میں مبتلا ہُوئے اور اونٹوں کے گوشت اور دُودھ کے سوا اُنھوں نے کوئی مناسب شئ نہ پائی اس لئے اسے حرام کر دیا۔ یہودیوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ جب کعب نے بار بار یہ سوال کیا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تورات پڑھ رہا ہوں یعنی میں نے جو کچھ تم سے بیان کیا ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ کعب مسلمان نہیں ہُوئے تھے۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مسلمان ہُوئے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چوہے

marfat.com
Marfat.com

۳۰۹۰ــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ ثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ الْفُوَيْسِقُ وَلَمْ اَسْمَعْهُ اَمَرَ بِقَتْلِهٖ وَزَعَمَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِهٖ

۳۰۹۱ ــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ ابْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اُمَّ شَرِيْكٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهَا بِقَتْلِ الْاَوْزَاغِ

انسان مسخ ہوئے ہیں اس سے پہلے چوہے نہ تھے۔ مسخ کے بعد انہی سے چوہے پیدا ہوتے رہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بندروں اور خنزیروں کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسخ شدہ کی نسل باقی نہیں رکھی اور بندر اور خنزیر اس سے پہلے بھی تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوہریرہ اور کعب کو یہ حدیث نہیں پہنچی تھی اور یہ حدیث صحیح ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ابوہریرہ کی حدیث کے بعد ارشاد فرمائی اسی لئے ابوہریرہ کی حدیث میں گمان وخیال سے ذکر فرمایا اور بعد میں یہ توثیق کر دی کہ یہ چوہے وہ نہیں ہیں جو مسخ ہوئے تھے تین دن کے بعد وہ نسل ختم ہوگئی تھی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۰۹۰ ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سانڈے کو فُویسق فرمایا میں نے آپ سے یہ نہیں سُنا کہ آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا ہو۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

۳۰۹۱ ــــ ترجمہ : ام شریک نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سانڈے کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

۳۰۹۰ — ۳۰۹۱ ــــ شرح : ابن تین نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے قول سے یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ آپ کا نہ سُننا عدمِ وقوع کی دلیل نہیں حالانکہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ اور لوگوں نے یہ سُنا ہے۔ نیز مائی صاحبہ سے بھی باسنادِ دیگر روایت ہے جس کو امام احمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ام المؤمنین کے گھر ایک نیزہ پڑا ہُوا تھا۔ جب ان سے پوچھا گیا تو

marfat.com
Marfat.com

۳۰۹۲ــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ فَاِنَّهُ يَلْتَمِسُ الْبَصَرَ وَيُصِيْبُ الْحَبَلَ تَابَعَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ اَبَا اُسَامَةَ ۳۰۹۳ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ ثُنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْاَبْتَرِ وَقَالَ اِنَّهُ يُصِيْبُ الْبَصَرَ وَيُذْهِبُ الْحَبَلَ

۳۰۹۴ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ اَبِيْ يُوْنُسَ الْقُشَيْرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ ثُمَّ نَهٰى قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَمَ حَائِطًا فَوَجَدَ فِيْهِ سِلْخَ حَيَّةٍ فَقَالَ انْظُرُوْا اَيْنَ هُوَ فَنَظَرُوْا فَقَالَ اقْتُلُوْهُ فَكُنْتُ اَقْتُلُهَا لِذٰلِكَ فَلَقِيْتُ

اُنھوں نے فرمایا اس کے ساتھ ہم سانڈھے کو مارتے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نمرود کی آگ میں ڈالے گئے تو زمین کا ہر جانور اس کو بجھاتا تھا اور سانڈھا اس میں پھونکیں مار مار کر آگ کو روشن کرتا تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا۔ ام شریک کا نام غزیہ ہے وہ عامریہ انصاریہ ہیں۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نفس ہبہ کیا تھا پھر آپ نے رُخصتی سے پہلے ہی ان کو طلاق دے دی تھی۔ رضی اللہ عنہا۔ (حدیث ۱۷۱۴ کی شرح دیکھیں)

۳۰۹۲ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : دو دھاری سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ اندھا کر دیتا ہے اور حمل گرا دیتا ہے"

۳۰۹۳ــ ترجمہ : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دم بریدہ سانپ کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا کیونکہ وہ اندھا کر دیتا ہے اور حمل گرا دیتا ہے (حدیث ۳۰۸۳ کی شرح دیکھیں)

۳۰۹۴ــ ترجمہ : ابن ابی مُلیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سانپوں کو قتل کیا کرتے تھے پھر منع کرنے لگے۔ اور کہا ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

اَبَا لُبَابَةَ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْتُلُوا الْجِنَّانَ اِلَّا کُلَّ اَبْتَرَ ذِیْ طُفْیَتَیْنِ فَاِنَّہٗ یُسْقِطُ الْوَلَدَ وَیُذْھِبُ الْبَصَرَ فَاقْتُلُوْہُ

۳۰۹۵ — حَدَّثَنَا مَالِکُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ کَانَ یَقْتُلُ الْحَیَّاتِ فَحَدَّثَہٗ اَبُوْ لُبَابَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُیُوْتِ فَاَمْسَکَ عَنْھَا

نے اپنی دیوار گرائی تو اس میں سانپ کی کینچلی دیکھی اور فرمایا دیکھو سانپ کہاں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو آپ نے فرمایا اس کو مار ڈالو۔ اس لئے میں سانپوں کو مارا کرتا تھا پھر میں ابولبابہ سے ملا تو اُنھوں نے مجھے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنان یعنی سفید سانپوں کو نہ مارو ان کے سوا ہر دم کٹا دو دھاری سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ حمل گرا دیتا ہے اور بینائی کو لے جاتا ہے (اندھا کر دیتا ہے) اس لئے اسے قتل کر دو!

۳۰۹۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ وہ سانپوں کو مارا کرتے تھے۔ تو ان کو ابولبابہ نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں کے سانپوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے تو وہ ان کو مارنے سے رُک گئے!

۳۰۹۴ — ۳۰۹۵ — شرح : سلخ کا معنی کینچلی ہے جو سانپ اُتار پھینکتا ہے وہ سفید ملیّن کاغذ کی طرح ہوتی ہے۔

جنّان ،، کا معنیٰ سفید سانپ یا چھوٹا سانپ یا پتلا سا یا ہلکا سا سانپ ہے۔ اگر سوال یہ پُوچھا جائے کہ پہلی حدیثوں میں اس طرح مذکور ہے کہ دو دھاری اور دم بریدہ سانپوں کو مار ڈالو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو قسمیں ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی قسم ہے کیونکہ ابتر اور ذی الطفیتین کے درمیان حرف عطف نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ واؤ دو وصفوں کو جمع کرنے کے لئے لائی جاتی ہے۔ دو ذاتوں کو جمع نہیں کرتی لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اس سانپ کو قتل کر دو جو ابتریت کی وصف اور دو دھاری کی وصف کا جامع ہے۔

نیز یہ دونوں وصفیں کبھی ایک سانپ میں جمع ہو جاتی ہیں کبھی علیحدہ علیحدہ پائی جاتی ہیں اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دونوں قسموں کو شامل ہے (کرمانی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَآبِّ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ

٣٠٩٦ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْحُدَيَّا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ

٣٠٩٧ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَآبِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ

٣٠٩٨ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا كَثِيْرٌ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَفَعَهُ قَالَ خَمِّرُوا الْاٰنِيَةَ وَاَوْكُوا الْاَسْقِيَةَ وَاَجِيْفُوا الْاَبْوَابَ وَاكْفِتُوا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْمَسَآءِ فَاِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا وَخَطْفَةً وَاَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ عِنْدَ الرُّقَادِ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا اَجَّجَتِ الْفَتِيْلَةَ

باب پانچ موذی جانوروں کو حرم میں قتل کر دیا جائے

٣٠٩٦ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ موذی جانوروں کو حرم میں مار ڈالا جائے۔ وہ چوہا، بچھو، چیل، کوا اور باؤلا کتا ہیں

٣٠٩٧ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

فَاَحْرَقَتْ اَهْلَ الْبَيْتِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَحَبِيْبٌ عَنْ عَطَآءٍ فَاِنَّ لِلشَّيَاطِيْنِ

۳۰۹۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ يَحْيٰى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ فَنَزَلَتْ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فَاِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ اِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ مِنْ جُحْرِهَا فَابْتَدَرْنَاهَا لِنَقْتُلَهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّهَا وَعَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهٗ قَالَ وَاِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ رُطْبَةً وَتَابَعَهٗ اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ وَقَالَ حَفْصٌ وَاَبُوْمُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمٰنُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهٗ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی پانچ جانوروں کو مار ڈالے حالانکہ وہ احرام باندھے ہوئے ہو تو اس پر کوئی حرج نہیں اور وہ بچھو، چوہا، باؤلا کتا، کوّا اور چیل ہیں۔ (حدیث ع ۱۷۱۲ کی شرح دیکھیں)

۳۰۹۸ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے اس حدیث کو مرفوع ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شام کے وقت برتنوں کو ڈھانک دو، مشکیزوں کو تسمے سے باندھ دو، دروازے بند کر لو اور بچوں کو باہر جانے سے منع کرو کیونکہ یہ جنوں کے پھیلنے اور اچک لے جانے کا وقت ہے اور سوتے وقت چراغ بجھا دیا کرو کیونکہ چوہا بتی لے جاتا ہے اور سارے گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔ ابن جُرَیج اور حبیب نے عطاء سے روایت کرتے ہوئے فَاِنَّ لِلشَّيَاطِيْنِ کہا ہے۔ (حدیث ع ۳۲۶۵ کی شرح دیکھیں) جن اور شیطان کی حقیقت ایک ہے صفات مختلف ہیں۔

۳۰۹۹ — ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک غار میں ٹھہرے تھے تو یہ سورت نازل ہوئی "وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا" ہم اس کو آپ کی زبان مبارک سے سیکھ رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ غار کے سوراخ سے ایک سانپ نکلا ہم

marfat.com
Marfat.com

۳۱۰۰ــــ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ اَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلَتِ امْرَاَةُ النَّارِ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

۳۱۰۱ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَاَمَرَ بِجَهَازِهٖ فَاُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ثُمَّ اَمَرَ بِبَيْتِهَا فَاُحْرِقَ بِالنَّارِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَّاحِدَةً

اس کو قتل کرنے کے لئے اس کے پیچھے بھاگے وہ ہم سے آگے بڑھ گیا اور اپنے بل میں داخل ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہاری اذیت سے بچ گیا جیسے تم اس کی اذیت سے بچ گئے۔ اسرائیل، اعمش، ابراہیم اور علقمہ نے عبداللہ بن مسعود سے اس جیسی روایت کی انھوں نے کہا ہم آپ کی زبان مبارک سے سیکھ رہے تھے حالانکہ وہ تروتازہ تھی۔ ابوعوانہ نے مغیرہ سے روایت کرنے میں اسرائیل کی متابعت کی۔ اور حفص، ابومعاویہ اور سلیمان بن قرم نے اعمش سے انھوں نے ابراہیم نخعی سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی (حدیث ۱۷۱۳ کی شرح دیکھیں)

۳۱۰۰ــــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت ایک بلی کے سبب دوزخ میں ڈالی گئی جس نے اس کو باندھ رکھا تھا نہ تو اس کو کچھ کھلایا اور نہ ہی اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتی۔ عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے عبیداللہ نے سعید مقبری سے انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی۔
(حدیث ۲۲۰۹ کی شرح دیکھیں)

۳۱۰۱ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں میں سے ایک نبی ایک درخت کے نیچے اترے تو ان کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو نبی نے چیونٹیوں کے چھتہ کے متعلق حکم دیا تو چھتہ درخت کے نیچے سے نکالا گیا پھ

marfat.com
Marfat.com

اس کے گھر کے متعلق حکم دیا اور اس کو آگ سے جلا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ ایک ہی چیونٹی کو جلاتے۔

۳۱۰۱ ـــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس نبی کی شریعت میں چیونٹی کو قتل کرنا اور اس کو آگ سے جلانا جائز تھا۔ اسی طرح سیس وغیرہ کو جلانا ان کی شریعت میں جائز تھا۔ وہ نبی حضرت عُزَیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

تفسیر قرطبی میں ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ہماری شریعت میں جانوروں کو آگ سے جلانا جائز نہیں۔ لہذا چیونٹی کو جلانا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹی اور مکھی کو آگ سے جلانے سے منع فرمایا۔ چیونٹی کی یہ خصوصیت ہے کہ اگر وہ تھوڑی سی چیز بھی دیکھ لے تو دوسری چیونٹیوں کو بُلا لاتی ہے اور وہ اس کو کھینچ کر بل میں لے جاتی ہیں۔ یہ گرمیوں میں سردیوں کا کھانا جمع کر لیتی ہیں اور جب ان کو معلوم ہو کہ دانا بدبودار ہو جائے گا تو اس کو باہر نکال پھینکتی ہیں۔ جب وہ زمین میں اپنا چھتہ بناتی ہیں تو اس کی طرف ٹیڑھا راستہ بناتی ہیں تاکہ اس میں بارش کا پانی داخل نہ ہو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک چیونٹی سے پُوچھا تو ایک سال میں کتنا کھاتی ہے اس نے کہا وہ سال میں گندم کا ایک دانہ کھاتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کو بوتل میں بند کر دیا جائے اور اس کے پاس گندم کا ایک دانہ رکھ دیا جائے۔ چنانچہ اس کو سال بھر بوتل میں بند رکھا جب سال گزرنے کے بعد بوتل کا منہ کھولا تو چیونٹی اس میں موجود تھی اور اس نے گندم کا آدھا دانہ کھایا اور آدھا باقی رہا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تیرا کہنا تھا کہ تو سال میں گندم کا ایک دانہ کھاتی ہے۔ چیونٹی نے کہا اے اللہ کے نبی میں نے درست کہا تھا لیکن آپ عظیم الشان بادشاہ ہیں۔ امور مملکت میں آپ بکثرت مصروف رہتے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ شائد آپ میرے متعلق بھُول جائیں اور دو سال تک توجہ نہ فرمائیں اس لئے میں نے نصف دانہ کھایا اور نصف دوسرے سال کے لئے رکھ لیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کے ادراک اور سمجھ سے بہت خوش ہُوئے

چیونٹی کی یہ بات کوئی عجیب تر نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا اپنے اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت سلیمان کا لشکر آ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بے خبری میں تمہیں پاؤں تلے روند ڈالیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت میں چیونٹی کو قتل کرنا اور آگ میں جلانا جائز تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف یہی فرمایا کہ ایک چیونٹی سے زیادہ کو نہیں جلانا تھا اسی کو عذاب دینا تھا جس نے آپ کو اذیت پہنچائی تھی اور اس ایک کو جلانے پر کوئی عتاب نہ فرمایا۔ اور ہماری شریعت میں جانداروں کو آگ سے جلانا جائز نہیں۔ حضرت ابن عباس سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چیونٹی اور شہد کی مکھی کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

قاضی عیاض نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موذی جانور کو قتل کرنا جائز ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ شَرَابِ اَحَدِکُمْ

فَلْیَغْمِسْهُ فَاِنَّ فِیْ اِحْدٰی جَنَاحَیْهِ دَآءً وَفِی الْاُخْرٰی شِفَآءً

۳۱۰۲ــ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ ثَنِیْ عُتْبَةُ ابْنُ مُسْلِمٍ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ حُنَیْنٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ شَرَابِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْمِسْهُ ثُمَّ لِیَنْزِعْهُ فَاِنَّ فِیْ اِحْدٰی جَنَاحَیْهِ دَآءً وَفِی الْاُخْرٰی شِفَآءً

باب — جب تمہارے مشروب میں مکھی گر پڑے تو اُسے اِسی میں ڈبو دو، کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری اور دُوسرے پَر میں شفا ہوتی ہے!"

۳۱۰۲ — ترجمہ : عُبید بن حُنین نے بیان کیا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے مشروب میں مکھی گر پڑے تو اس کو پانی میں ڈبو دے پھر اس کو باہر نکال پھینکے کیونکہ اس کے دو پَروں میں سے ایک پَر میں بیماری اور دوسرے پَر میں شفا ہے۔

شرح : پرندے کا پَر اس کا ہاتھ ہوتا ہے اور ہاتھ مؤنث ہے اس لئے پَر کو ہاتھ کے اعتبار سے مؤنث ذکر کیا ہے۔ پُوری حدیث کی روائت میں ہے کہ مکھی زہریلے پَر کو پانی میں ڈبو دیتی ہے اور شفا والے پر کو اُونچا رکھتی ہے،" اس طرح کی اور بھی بکثرت مخلوقات ہیں۔ چنانچہ شہد کی مکھی کے پیٹ سے شہد نکلتا ہے اور اس کے ڈنگ میں زہر ہے۔ ذُباب : ذبابہ کی جمع ہے۔ جاحظ نے کہا مکھی کی عمر صرف چالیس روز ہے۔ اور وہ آگ میں ہوگی یہ اس کو عذاب نہیں ہوگا بلکہ اس کے ساتھ دوزخیوں کو عذاب دیا جائے گا جبکہ یہ ان کے جسموں پر واقع ہوگی کیونکہ زخموں پر مکھیوں کے بیٹھنے سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ ــ ۳۱۰۲

marfat.com
Marfat.com

۳۱۰۳ــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ ثَنَا إِسْحٰقُ الْاَزْرَقُ ثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُفِرَ لِاِمْرَأَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ قَالَ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَآءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ ۳۱۰۴ــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَفِظْتُهُ مِنَ الزُّهْرِیِّ كَمَا اَنَّكَ هٰهُنَا اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ ۳۱۰۵ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ۳۱۰۶ــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى ثَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ

۳۱۰۳ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بدکار عورت کو بخش دیا گیا جو کنوئیں کے قریب ایک ہانپتے ہوئے کتے کے پاس سے گزری۔ قریب تھا کہ پیاس اس کو ہلاک کر دے اُس نے اپنا موزہ اُتارا اور اُس کو اپنے دوپٹہ سے مضبوط باندھا اور کتے کے لئے پانی نکالا۔ اس کے سبب اس عورت کو بخش دیا گیا

۳۱۰۳ ــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مسلمان کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اس کا چھوٹا سا گناہ قبول ہو سکتا ہے جو اس کی مغفرت کا سبب ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور احسان و امتنان سے صغیرہ عمل کے سبب کبیرہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یہ حدیث زانیہ عورت کے بارے میں ہے اور حدیث ع ۱۷۲ میں مرد کا ذکر ہے۔ اسی طرح حدیث ع ۲۲۰۸ بھی مرد کے بارے میں مذکور ہے اور دونوں کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے جیسے اس حدیث کی ابوہریرہ نے روایت کی ہے مگر ان میں تضاد نہیں کیونکہ مرد کے متعلق دونوں حدیثوں میں سے ہر ایک حدیث مستقل بالذات ہے اور یہ مستقل تین واقعات ہیں ان میں سے دو مرد کے بارے میں ہیں اور ایک زانیہ عورت کے بارے میں ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۳۱۰۴ ــ ترجمہ : عُبید اللہ نے ابن عباس سے اُنھوں نے ابوطلحہ سے روایت کی "رضی اللہ تعالیٰ عنہم"

marfat.com
Marfat.com

اَبَاهُرَيْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَمْسَكَ كَلْبًا يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ اِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ اَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ

۳۱۰۷ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا سُلَيْمٰنُ اَخْبَرَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ اَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّهٗ سَمِعَ سُفْيٰنَ بْنَ اَبِيْ زُهَيْرِ الشَّنَوِيَّ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَا يُغْنِيْ عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ فَقَالَ السَّائِبُ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيْ وَرَبِّ هٰذِهِ الْقِبْلَةِ

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کُتّا یا تصویر ہو (حدیث ۳۰۱۳ تا ۳۰۱۶ کی شرح دیکھیں)

۳۱۰۵ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتّوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا۔

۳۱۰۶ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے کتّا پالا اس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے۔ سوا اس کتّے کے جو کھیتی یا بھیڑ بکریوں کی حفاظت کرتا ہے۔

۳۱۰۷ــــ ترجمہ : سُفیان بن زُہیر شنویؓ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس کسی نے کتّا پالا جس سے نہ تو کھیتی کو فائدہ پہنچتا ہے اور نہ ہی مویشیوں کو۔ تو اس کے اعمال میں سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے۔ سائب نے کہا کیا تم نے یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! اس قبلہ کے ربّ کی قسم (میں نے سُنا ہے)

۳۱۰۴ تا ۳۱۰۷ــــ شرح : اس حدیث کے مطابق امام مالک، ان کے تلامذہ اور دیگر علماء نے کہا کہ کتّوں کو قتل کرنا جائز ہے اور جن کتّوں کو قتل کرنے سے مستثنیٰ کیا گیا ان کے ماسوا کتّوں میں یہ حکم محکم ہے اور ان میں سے باؤلے کتّے کو قتل کرنے میں سب کا اتفاق ہے۔ البتہ بے ضرر کتّوں کے قتل میں اختلاف ہے۔ امام الحرمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شارع علیہ السلام نے پہلے سب

marfat.com
Marfat.com

كِتَابُ الْاَنْبِيَآءِ

بَابُ خَلْقِ اٰدَمَ وَذُرِّيَّتِهٖ

کتوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور کالے کتے کے سوا باقی کتوں کو مار ڈالنا ممنوع قرار دیا گیا اور یہ حکم مستقر رہا۔ چنانچہ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے مرفوع حدیث بیان کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کتے گروہوں میں سے گروہ نہ ہوتے تو میں ان کو مار ڈالنے کا حکم دیتا۔ اور کالا کتا شیطان ہے اس سے قطعاً نفع نہیں ہوتا بلکہ وہ اذیت پہنچاتا ہے۔ اس لئے اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ ان امور میں قیاس کو دخل نہیں۔ لہٰذا جو بھی شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ وہی معمول بہ ہے۔ حسن بصری اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ نے کہا کالے کتے کا شکار مکروہ ہے۔ امام احمد بن حنبل اور بعض شافعیہ بھی یہی کہتے ہیں کہ کالے کتے نے اگر شکار کو قتل کر دیا تو اس کو کھانا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ، مالک اور شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کالے کتے کا شکار جس کو وہ قتل کر دے حلال ہے۔ ابوعمرو نے کہا ہمارے نزدیک مختار یہ بات ہے کہ جس کتے سے ضرر نہ پہنچے اس کو قتل کرنا جائز نہیں کیونکہ ذی روح شئی کو قتل کا نشانہ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ نیز کتے کو پانی پلانے کی حدیث کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ بے ضرر کتوں کو قتل نہ کیا جائے اور کالے کتے کو شیطان کہنے کو یہ لازم نہیں کہ اس کو مار ڈالا جائے کیونکہ جن لوگوں سے ضرر زیادہ ہو ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے شیطان کہا ہے۔ نیز مرفوع حدیث میں ہے کبوتر کے پیچھے دوڑنے والے کے متعلق فرمایا کہ شیطان شیطان کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جن کالا کتا یا کبوتر مسخ ہو گیا ہے۔ لہٰذا ان کو قتل کرنا واجب ہے۔ الحاصل بے ضرر حیوان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث ع ۳۱۰۶ میں کتا پالنے والے کے عمل کی جزاء سے ہر روز ایک قیراط کم ہوتا رہتا ہے۔ ایک اور روایت کے مطابق دو قیراط کم ہوتے رہتے ہیں لیکن ان دونوں میں تضاد نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تغلیظ اور زجر دو قیراط فرمایا جبکہ لوگ کتوں کو پالنے سے باز نہ آئے تھے یہ کتے کی اذیت کے پیش نظر فرمایا کہ جس کتے سے اذیت زیادہ ہو اس کو پالنے میں دو قیراط ثواب اور جس سے اذیت کم ہو اس کے پالنے سے ایک قیراط ثواب کم ہوتا رہتا ہے پھر نقصان کے محل میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ رات دن کے اعمال کے ثواب سے ایک ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔ بعض کا کہنا ہے کہ قیراط عمل فرض سے اور قیراط عمل نفل سے کم ہوتا رہے گا۔ اور جو کتے مویشیوں یا کھیتی باڑی کی حفاظت کے لئے ہوں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

(حدیث ع ۲۱۷۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

وَقَوْلِ اللّٰهِ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً
صَلْصَالٌ طِیْنٌ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا یُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَیُقَالُ
مُنْتِنٌ یُرِیْدُوْنَ بِهٖ صَلَّ كَمَا یُقَالُ صَرَّ الْبَابُ وَصَرْصَرَ عِنْدَ الْاِغْلَاقِ
مِثْلُ كَبْكَبْتُهٗ یَعْنِیْ كَبَبْتُهٗ فَمَرَّتْ بِهٖ اِسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَاَتَمَّتْهُ اَنْ لَا تَسْجُدَ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ اِلَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ فِیْ كَبَدٍ فِیْ شِدَّةِ خَلْقٍ وَرِیْشًا
اَلْمَالُ وَقَالَ غَیْرُهٗ الرِّیَاشُ وَالرِّیْشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ مَا تُمْنُوْنَ
النُّطْفَةُ فِیْ اَرْحَامِ النِّسَآءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِنَّهٗ عَلٰی رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ اَلنُّطْفَةُ
فِی الْحِلْیَةِ كُلُّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ فَهُوَ شَفْعٌ اَلسَّمَآءُ شَفْعٌ وَالْوَتْرُ اللّٰهُ فِیْ اَحْسَنِ
تَقْوِیْمٍ فِیْ اَحْسَنِ خَلْقٍ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ خُسْرٍ ضَلَالٍ

كِتَابُ الْاَنْبِیَآءِ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

باب ۔ حضرت آدم علیہ السّلام اور انکی اولاد کی پیدائش

آپ کو آدم اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ زمین کے ادمہ سے پیدا ہوئے ہیں اور ادمہ گندمی رنگ ہے۔ حضرت

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ اسْتَثْنٰى فَقَالَ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ لَا رَيْبَ لَازِمٌ نُنْشِئُكُمْ فِيْ اَيِّ خَلْقٍ نَشَآءُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ نُعَظِّمُكَ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ فَتَلَقّٰى اٰدَمُ هُوَ قَوْلُهٗ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَقَالَ فَاَزَلَّهُمَا اسْتَزَلَّهُمَا يَتَسَنَّهْ يَتَغَيَّرْ اٰسِنٍ مُتَغَيِّرٍ اَلْمَسْنُوْنُ الْمُتَغَيِّرُ حَمَاٍ جَمْعُ حَمْاَةٍ وَهُوَ الطِّيْنُ الْمُتَغَيِّرُ يَخْصِفَانِ اَخْذُ الْخِصَافِ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ يَخْصِفَانِ بَعْضَهٗ اِلٰى بَعْضٍ سَوْاٰتُهُمَا كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ هٰهُنَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَالْحِيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ اِلٰى مَا لَا يُحْصٰى عَدَدُهٗ قَبِيْلُهٗ جِيْلُهُ الَّذِيْ هُوَ مِنْهُمْ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کے چہرے سے پیدا کیا۔ ابو اسحاق ثعلبی نے کہا عبرانی زبان میں مٹی کو آدام کہا جاتا ہے۔ پھر دوسرا الف حذف کر دیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام کا نام رکھا گیا۔ مشہور یہ ہے کہ آپ کی کنیت ابو البشر ہے۔ دالبی نے ابن عباس سے روایت کی کہ آپ کی کنیت ابو محمد ہے قتادہ نے کہا جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے سوا کسی کی کنیت نہ ہوگی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت اور بزرگی کے پیش نظر آدم علیہ السلام کو کہا جائے گا یا ابا محمد" صلی اللہ علیہ وسلم۔ امام بخاری نے صَلْصَالٌ سے اللہ تعالیٰ کے کلام "خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ صَلْصَالٍ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر صلصال کی تفسیر اس مٹی سے کی جس میں ریت ملائی گئی ہو۔ پھر وہ ایسے بجے جیسے ٹھیکری بجتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا معنی خمیر کی ہوئی بدبودار اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ "صَلّ" سے ماخوذ ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ صَرَّ الْبَابُ وَصَرْصَرَ عِنْدَ الْاِغْلَاقِ "یعنی دروازہ نے بند کرتے یعنی دروازہ نے بند کرتے وقت آواز دی۔ ان کے نزدیک صَلّ اور صلصل ہم معنی ہیں اور جیسے كَبْكَبْتُهٗ بمعنی كَبَبْتُهٗ کہا جاتا ہے یعنی میں نے اسے اوندھا کر دیا۔ امام نے "فَمَرَّتْ بِهٖ" سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ کیا "فَلَمَّا تَغَشّٰاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ" پھر اس کی "اِسْتَمَرَّ بِهِ الْحَمْلُ" سے تفسیر کی یعنی حوا علیہا السلام کو حمل برابر رہا اور اس کی مدت پوری ہوگئی۔

امام بخاری نے "اَنْ لَّا تَسْجُدَ" سے "مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ" طرف اشارہ کیا ہے۔ اور اَنْ لَا تَسْجُدَ "، اَنْ تَسْجُدَ کے معنی میں ہے اور "لا" زائدہ ہے۔

باب ۳۱۰۹-۳۱۱۰

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: یاد کیجئے جب تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں" یعنی اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

نے بنی آدم کو پیدا کرنے سے پہلے ان پر احسان کی فرشتوں کو خبر دی کہ وہ ایسے لوگ پیدا کرنے والا ہے جو ایک دوسرے کے خلیفہ اور نائب ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا " وہ ایسی ذات ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفے بنایا۔ اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ "خلیفہ" سے مراد آدم علیہ السلام بخصوصہ نہیں ورنہ ملائکہ کا یہ کہنا کہ تو زمین میں اس کو خلیفہ بنا رہا ہے جو اس میں فتنۂ فساد اور خونریزی کرے گا اچھا نہ ہوگا۔ کیونکہ مذکور قباحتیں تو بعد میں ہونے والی ہیں۔ فرشتوں کا مقصد اعتراض نہ تھا اور نہ ہی حسد و بغض کا اظہار تھا بلکہ وہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان میں اتنے مفاسد ہونے کے باوجود ان کو خلیفہ بنانے میں کیا حکمت ہے۔ اور اگر تیری عبادت مراد ہے کہ یہ لوگ تیری عبادت کریں گے تو اس کے لئے ہم کافی ہیں۔ ہم نمازیں پڑھتے ہیں اور تیری رضا کے خلاف ہم کچھ نہیں کرتے ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو پیدا کرنے میں جو حکمتیں ہیں وہ ان کے مفاسد پر غالب ہیں جبکہ ہیں ان میں نبی، رسول بناؤں گا نیز ان میں صدیق، شہداء، صالحین، زاہد اولیاء، ابرار، علماء عاملین جو اللہ سے ڈرنے والے اور اس کے رسولوں کی اتباع کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ خبر دی جبکہ آدم علیہ السلام کو ابھی پیدا نہیں فرمایا تھا اور جب پیدا کیا تو ان کو جنت میں ٹھہرایا اور جنت کا ہر پھل کھانے کی ان کو اجازت دی سوائے ایک شجرہ ممنوعہ کے کہ اس سے وہ تناول نہ کریں اگر بالفرض وہ ہمیشہ ہمیشہ اس درخت سے تناول نہ فرماتے تو وہ کبھی زمین پر نہ اترتے اور اللہ تعالیٰ کی خبر جو یقیناً سچی ہے کا کذب لازم آتا۔ حالانکہ اللہ کی خبر میں کذب محال ہے۔ لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام کا شجرۂ ممنوعہ سے تناول کرنا ضروری تھا۔ جس میں وہ مجبور تھے اور اگر انسان مجبوراً کوئی فعل کرے تو وہ گناہ شمار نہیں ہوتا لہٰذا شجرۂ ممنوعہ سے تناول کرنا آدم علیہ السلام کے لئے گناہ نہ تھا اور وہ اس کے مامور تھے۔ البتہ ظاہری صورت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے اس پر عصیاں کا اطلاق فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا " لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ " یعنی لَمَّا بمعنی اِلَّا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ کیا " اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ "، پھر لَمَّا کی اِلَّا سے تفسیر کی جو استثناء کے لئے ہے۔ یعنی ہر نفس کا اللہ کی طرف سے محافظ ہے اور وہ فرشتے ہیں۔ قتادہ نے کہا وہ تمہارے اعمال، ارزاق اور آجال کی حفاظت کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " فِي كَبَدٍ " سے " لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِي كَبَدٍ " کی طرف اشارہ کیا۔ پھر " كَبَد " کی شدتِ خلق سے تفسیر کی اور " رِيَاشًا " سے " قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيَاشًا " کی طرف اشارہ کیا پھر ریاش کی مال سے تفسیر کی اور کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے ریاش اور ریش کو ایک ہی کہا ہے اور اس کا معنیٰ ہے ظاہر لباس " بعض علماء نے " ریش " کا معنیٰ خوبصورتی اور اچھی حالت کیا ہے اور بعض نے اس کا معنیٰ معاش " کیا ہے۔ امام نے " مَا تُمْنُوْنَ " سے " اَفَرَءَيْتُمْ مَا تُمْنُوْنَ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر نطفہ سے کی جو عورتوں کے ارحام میں واقع ہوتا ہے اور مجاہد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نطفہ کو آلۂ تناسل میں واپس کرنے پر قادر ہے۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ انسان کو اٹھانے اور لوٹانے پر قادر ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے كُلِّ شَيْءٍ سے " وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ " کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی ہر شئی

marfat.com
Marfat.com

کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور وہ جوڑا جوڑا ہے۔ آسمان شفع ہے (یعنی زمین کے لئے آسمان شفع ہے جیسے گرمی سردی کے لئے شفع ہے تو آسمان اگرچہ سات ہیں لیکن زمین کے لئے شفع ہیں جبکہ زمینیں بھی سات ہیں لہٰذا زمین، آسمان، پانی خشکی، جن وانس اور شمس وقمر شفع ہیں) اور وتر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

اور "فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ" سے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ "کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی اچھی خلقت سے تفسیر کی (یعنی انسان کی شکل وصورت اور اعضاء کا تناسب بہتر کیا)

اور "اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ" سے ثُمَّ رَدَدْنَاهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کی طرف اشارہ کیا (یعنی جب انسان اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمتوں حُسنِ خِلقت، تناسبِ اعضاء کا شکریہ ادا نہ کرے تو اس کو ہم بہت بُری خلقت اور قبیح صُورت میں جہنم کے نچلے طبقہ میں رکھیں گے)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "خُسْرٍ" سے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ "کی طرف اشارہ کیا پھر خُسر کی تفسیر ضلال سے کی پھر اللہ تعالیٰ نے اہلِ خُسر سے مومنوں اور اچھے اعمال کرنے والوں کو مستثنیٰ کر دیا۔

اور نُنْشِئَكُمْ" سے "نُنْشِئَكُمْ فِیْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر "اَیَّ خَلْقٍ نَشَآءُ" سے کی اور نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ" سے "وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ" کی طرف اشارہ کیا اور نُعَظِّمُكَ" سے اس کی تفسیر کی"

ابوالعالیہ نے کہا حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے اور وہ یہ ہیں "رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ" ابوالعالیہ کا نام رفیع بن مہران ریاحی ہے وہ پہلے کافر تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو سال بعد اسلام قبول کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے رہے اور کئی صحابہ کرام سے حدیث کی روایت کی "رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

اور "فَاَزَلَّهُمَا" سے "فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطَانُ عَنْهَا الآیۃ کی طرف اشارہ کیا اور "فَاَسْتَزَلَّهُمَا" سے اس کی تفسیر کی (یعنی ان کو پھسلایا) اور "یَتَسَنَّهْ" "فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ" کی طرف اشارہ کیا اور یَتَغَیَّرْ سے اس کی تفسیر کی (یعنی اپنا کھانا دیکھو اتنی مدت گزرنے کے باوجود وہ متغیر اور بدبودار نہیں ہوا) آسِن کا معنیٰ متغیر ہے اور مَسْنُوْن متغیر ہے۔ اس آیت کا حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ سے مناسبت "مسنون" کے لفظ میں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "حَمَاءٍ" سے "مِنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کی طرف اشارہ کیا اور "طین متغیر سے اس کی تفسیر کی یعنی آدم کو متغیر مٹی سے پیدا کیا۔ حَمَاٌ حماء کی جمع ہے۔

اور یَخْصِفَانِ" سے "فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا یَخْصِفَانِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ" کی طرف اشارہ کیا اور اَخَذَ الْخِصَافَ سے اس کی تفسیر کی (یعنی وہ جنت کے پتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر چادر بنا کر پردہ کرنے لگے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۱۱۱ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَطُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی اُولٰٓئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَاسْتَمِعْ مَا یُحَیُّوْنَكَ بِهٖ فَاِنَّهٗ تَحِیَّتُكَ وَتَحِیَّةُ ذُرِّیَّتِكَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ فَقَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ اٰدَمَ فَلَمْ یَزَلِ الْخَلْقُ یَنْقُصُ حَتّٰی الْاٰنَ

اور "سَوْاٰتُمَا" سے "بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا" کی طرف اشارہ کیا اور سَوْاٰۃ کی تفسیر یہ کی کہ یہ شرمگاہ سے کنایہ ہے۔ یعنی جنت میں شجرۂ ممنوعہ سے تناول کرنے کے باعث حضرت آدم اور حواء علیہما السلام کی شرمگاہیں ظاہر ہونے لگیں، تو انھوں نے جنت کے پتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ کر ستر عورت کیا،

اور "مَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ" سے "وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ" کی طرف اشارہ کیا اور "حِیْن" کی تفسیر "اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ" سے کی "یعنی اس وقت سے لے کر قیامت تک تم نے زمین پر رہنا ہے اور فائدہ حاصل کرنا ہے۔ "حِیْن" دراصل "حِیْن" کا معنیٰ وقت ہے اور عرب "حِیْن" کو گھڑی سے غیر متناہی تک استعمال کرتے ہیں۔ اور "قَبِیْلُهٗ" سے "اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ" کی طرف اشارہ کیا اور قبیل کی "جِیْل" سے تفسیر کی (یعنی شیطان اور اس کی جماعت تم کو دیکھتے ہیں جبکہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو،

۳۱۱۱ــــ ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا جبکہ اس کا قد کا طول ساٹھ گز تھا پھر اسے فرمایا جاؤ اور اُن فرشتوں کو سلام کہو اور سنو کہ وہ تجھے کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ آدم نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ، فرشتوں نے جواب میں کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اُنھوں نے رحمۃ اللہ کا اضافہ کیا پس جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ آدم کی صورت پر ہوگا۔ اور اب تک آدمیوں کا قد کم ہوتا رہا۔

۳۱۱۲ــــ شرح: حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں پیدا کیا اور لمبائی میں ان کا قد ساٹھ گز کیا پھر وہ زمین پر اُتارے گئے تو ان کی اولاد کا قد کم ہونا شروع ہوا اور موجودہ صورتِ حال سامنے آئی لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں لے جائے گا تو ان کے اصل قد کو لوٹائے گا جو حضرت آدم علیہ السلام کا قد تھا یعنی جنت میں ہر شخص ساٹھ گز لمبا ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے

marfat.com
Marfat.com

۳۱۱۲ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ نَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰى اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِی السَّمَآءِ اِضَآءَةً لَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ الْاَنْجُوْجُ عُوْدُ الطِّيْبِ وَاَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِی السَّمَآءِ

۳۱۱۳ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِیْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ الْغُسْلُ اِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ

سعید بن مسیب کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت کی کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قد طول میں ساٹھ گز اور عرض میں سات گز تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۱۱۲ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جو جماعت جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ اور جو ان کے بعد داخل ہوں گے ان کے چہرے آسمان میں روشن ستارے کی طرح چمکیں گے۔ نہ وہ بول وبراز کریں گے نہ تھوکیں گے اور نہ سنکیں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ ان کا پسینہ مشک ہوگا ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا رہے گا۔ ان کی بیویاں بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی ہوں گی وہ پیدائش میں ایک جیسے ہوں گے اپنے باپ آدم کی صورت میں آسمان میں ساٹھ گز لمبے ہوں گے۔
(حدیث ۳۰۳۳ء ، ۳۰۳۴ء کی شرح دیکھیں)

۳۱۱۳ــ ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ام سلیم نے (دربارِ رسالت میں) عرض کیا یارسول اللہ اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے میں نہیں

marfat.com
Marfat.com

اِذَا رَأَتِ الْمَآءَ فَضَحِكَتْ اُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِمَ يُشْبِهُ الْوَلَدُ

۳۱۱۴ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ ثَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَلَغَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ مَقْدَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِيٌّ قَالَ مَا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاكُلُهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَمِنْ اَيِّ شَيْءٍ يُنْزَعُ الْوَلَدُ اِلٰى اَبِيْهِ وَمِنْ اَيِّ شَيْءٍ يُنْزَعُ اِلٰى اَخْوَالِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَّرَنِيْ بِهِنَّ اٰنِفًا جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ

شرماتا کیا جب عورت کو احتلام ہو جائے اس پر غسل واجب ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں (اس پر غسل واجب ہے) جبکہ وہ منی کو دیکھ لے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہنس کر کہا کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے ؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بچہ اس کے مشابہ کیسے ہوتا ہے (اگر اس کا نطفہ نہ ہو تو بچہ اس کے مشابہ کیسے ہوگا

۳۱۱۳ — شرح : علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قاضی بیضاوی سے نقل کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کی طرح عورت کی منی اور نطفہ ہے اور مرد و عورت کے نطفوں کے اجتماع سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر عورت کا نطفہ نہ ہو اور بچہ صرف مرد کے نطفہ سے پیدا ہو تو وہ عورت کے کبھی مشابہ نہ ہوگا کیونکہ مرد و عورت کا اصلی معتین مزاج جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تشکلات و کیفیات معینہ کو قبول کرنے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ میں مشارکت کے سبب مشابہت ہوتی ہے۔ اگر مرد کا نطفہ عورت کی منی پر غلبہ کر جائے اور رحم میں سبقت کر جائے تو بچہ مرد کے مشابہ ہوگا۔ غالباً وہ لڑکا ہوگا اور اگر اس کے برعکس ہو تو بچہ عورت کے مشابہ ہوگا غالباً وہ لڑکی ہوگی

(حدیث ع۱۳۰ ، ع۲۸۰ کی شرح دیکھیں)

۳۱۱۴ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا عبداللہ بن سلام کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں تشریف لانے کی خبر ملی تو وہ آپ

marfat.com
Marfat.com

فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاْكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ
فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ وَاَمَّا الشَّبَهُ فِى الْوَلَدِ فَاِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَشِيَ الْمَرْاَةَ
فَسَبَقَهَا مَآؤُهٗ كَانَ الشَّبَهُ لَهٗ وَاِذَا سَبَقَتْ كَانَ الشَّبَهُ لَهَا قَالَ اَشْهَدُ
اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهْتٌ اِنْ عَلِمُوْا
بِاِسْلَامِىْ قَبْلَ اَنْ تَسْاَلَهُمْ بَهَتُوْنِىْ عِنْدَكَ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ وَدَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ
الْبَيْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ رَجُلٍ فِيْكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ
اِبْنُ سَلَامٍ قَالُوْا اَعْلَمُنَا وَابْنُ اَعْلَمِنَا وَاَخْيَرُنَا وَابْنُ اَخْيَرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ
فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَوَقَعُوْا فِيْهِ

کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور کہا میں آپ سے تین سوالات عرض کرنا چاہتا ہوں ان کو صرف نبی ہی جانتے ہیں۔ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ پہلا طعام جو جنتی جنت میں کھائیں گے وہ کیا ہوگا؟ اور کس لئے بچہ اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور کس لئے اپنے ماموؤں کے مشابہ ہوتا ہے؟ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: مجھے ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام نے ان کی خبر دی ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا وہ فرشتہ تو یہودیوں کا دشمن ہے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی اور جنّتیوں کا سب سے پہلا کھانا جو وہ کھائیں گے مچھلی کے جگر کا ٹکڑہ ہوگا اور بچہ میں مشابہت اس لئے ہوتی ہے کہ مرد جب عورت سے جماع کرے اور اس کا نطفہ عورت کے نطفہ سے پہلے رحم میں چلا جائے تو بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ سبقت کر جائے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلم!! یہودی بہت بہتان باندھنے والے لوگ ہیں اگر ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم ہو گیا تو پہلے اس کے کہ آپ اُن سے پوچھیں وہ آپ کے پاس مجھ پر بہتان باندھیں گے اتنے میں یہودی آگئے اور عبداللہ بن سلام کمرہ میں چلے گئے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بتاؤ تم میں عبداللہ بن سلام کیسا شخص ہے۔ اُنھوں نے کہا وہ ہمارے سب سے بڑے عالم اور عالم کے بیٹے ہیں اور ہم سب سے نیک اور سب سے نیک کے بیٹے ہیں۔ جناب رسُول اللہ

marfat.com
Marfat.com

۳۱۱۵ــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ یَعْنِیْ لَوْلَا بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ لَمْ یُخَنَّزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّآءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰی زَوْجَهَا

۳۱۱۶ــ حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ وَمُوْسٰی بْنُ حِزَامٍ قَالَا ثَنَا حُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَیْسَرَةَ الْاَشْجَعِیِّ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر عبداللہ مسلمان ہو جائے (تو تمہارا خیال ہوگا) اُنھوں نے کہا اللہ تعالیٰ اس کو اسلام سے پناہ دے اتنے میں عبداللہ بن سلام نے ان کے سامنے آکر کہا "اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدًا رسول اللہ" تو یہودی کہنے لگے یہ ہم سب سے بڑا شرارتی ہے اور سب سے بڑے شرارتی کا بیٹا ہے اور ان کو بُرا بھلا کہنے لگے۔"

۳۱۱۴ــ شرح : باب کا عنوان حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش ہے اور حدیث میں بچہ کی ماں یا باپ سے مشابہت کا ذکر ہے اس طرح حدیث اور عنوان میں مطابقت واضح ہے۔ اشراط شرط کی جمع بمعنی علامت ہے۔ بادشاہ کے خاص خادم کو بھی شرط کہا جاتا ہے کیونکہ اُنھوں نے اپنی علامت منتخب کی ہوتی ہیں جن سے وہ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا شرطِ سلطان بادشاہ کے مخصوص ساتھی ہیں جن کو وہ لشکر میں دُوسروں سے آگے رکھتا ہے۔ قولہ بُهُت "بہوت کی جمع ہے بہوت کا معنیٰ بہت بہتان لگانے والا۔ بعض علماء نے کہا بُهُت جھوٹے لوگ ہیں جو حق کی طرف نہیں آتے۔ یہی حال یہودیوں کا ہے۔

۳۱۱۵ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روائت کی ہے۔ یعنی اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت بدبودار نہ ہوتا اور اگر حوا نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی۔

۳۱۱۵ــ شرح : اس حدیث میں کچھ حصہ محذوف ہے۔ اس سے پہلے محمد بن رافع، عبدالرزاق، معمر، ہمام کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو کھانا خراب نہ ہوتا اور گوشت نہ سڑتا اور اگر حوا نہ ہوتی تو کوئی عورت عمر بھر اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی پھر اس کو بشر بن محمد، عبداللہ، معمر اور ہمام کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاہُ فَاِنْ ذَھَبْتَ تُقِیْمُہٗ کَسَرْتَہٗ وَاِنْ تَرَکْتَہٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ

صَلَّی اللہُ علیہ وسلم سے اس جیسی روائت کی — یعنی مذکور حدیث جیسی روائت کی پھر اس کی اس طرح تفسیر کی کہ اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑتا اور اگر حواء نہ ہوتی تو کوئی اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی کیونکہ بنو اسرائیل نے تیہ کے میدان میں بٹیروں کا گوشت جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔ حالانکہ ان کو اس سے منع کیا گیا تھا۔ اس لئے ان کو سزا یہ ملی کہ گوشت بدبودار ہو گیا پھر اس وقت اسی طرح رہا کہ زیادہ دیر رکھنے سے گوشت سڑنے لگتا ہے اور حوآء علیہا السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو شجرۂ ممنوعہ سے تناول کرنے کی رغبت دلائی تھی اور یہ حال ان کی اولاد میں سرائت کر گیا۔ لہٰذا عورت اپنے شوہر سے فعل یا قول میں خیانت کر لیتی ہے اور اس سے سالم نہیں رہتی (قسطلانی)

۳۱۱۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور بہت زیادہ ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہے اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اس کو توڑ ڈالے گا۔ اور اگر اسے چھوڑے رکھے گا تو ٹیڑھی رہے گی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

۳۱۱۶ — شرح : یعنی اے مردو! عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان کے ساتھ نرمی کرو اور اخلاص سے رہو اُن کے کمزور اخلاق پر صبر کرو اور یہ خیال نہ کرو کہ وہ مردوں کی طرح سیدھی ہو جائیں گی۔ "بِالنِّسَآءِ" میں باء تعدیہ کے لئے ہے۔ اور استفعال افعال کے معنی میں ہے جیسے استجابت اجابت کے معنی میں ہے۔ ضِلَع میں لام مفتوح ہے اس کو ساکن کرنا بھی جائز ہے۔ اہلِ صرف کا قانون ہے کہ جو فعل رنگ یا عیب ظاہر کرے تو اس سے اسم تفضیل "اَفْعَلُ" نہیں آتا۔ حدیث میں "اَعْوَجَ" عیب پر مشتمل ہے لیکن یہ شاذ ہے۔ یعنی عورت سب سے اوپر والی پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ وہ کم ٹیڑھی ہوتی ہے اور اقامت کو قبول نہیں کرتی تو سب سے نچلی پسلی زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے وہ کیسے سیدھی ہو سکتی ہے؟ قاضی بیضاوی نے کہا استیصاء کا معنی وصیت قبول کرنا ہے۔ یعنی میں تم کو عورتوں کے بارے میں اچھی وصیت کرتا ہوں تو ان کے حق میں میری وصیت قبول کرو کیونکہ ان کی تخلیق میں کجی ہے۔ لہٰذا اسی حالت میں ان سے استفادہ کرو اور ان کو سیدھا کرنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اصلی مزاج کے اعتبار سے تمہارے خیالات سے اتفاق نہ کرے اور جھگڑے اور جدال تک نوبت پہنچے جو ان میں افتراق کا باعث بن جائے۔ اس لئے ان سے اچھا سلوک کرو۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۱۱۷ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا الْاَعْمَشُ ثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ

۳۱۱۸ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ ثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ فِي الرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَا رَبِّ

۳۱۱۷ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ صادق و مصدوق ہیں کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن یا پوری کی جاتی ہے۔ پھر اتنی مدت میں خون جم جاتا ہے پھر اتنے ہی عرصہ میں مضغہ گوشت ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ کو چار کلمات کا حکم دے کر بھیجتا ہے وہ اس کا عمل، موت، رزق اور بدبختی یا نیک بختی لکھتا ہے پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے پس کوئی شخص دوزخیوں کے عمل جیسے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو لکھی ہوئی تقدیر اس کے آگے آتی ہے اور جنتیوں کے عمل سے عمل کرنے لگتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور کوئی شخص جنتیوں کے عمل سے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کے آگے لکھی ہوئی تقدیر آتی ہے اور وہ دوزخیوں کے عمل جیسے عمل کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔

۳۱۱۸ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عورت کے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے۔ جو کہتا ہے اے میرے پروردگار یہ نطفہ ہے اے میرے پروردگار یہ اب دمِ جامد (خون بستہ) ہو گیا ہے۔ اے میرے پروردگار

marfat.com
Marfat.com

مُضْغَةٌ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْلُقَهَا قَالَ يَارَبِّ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى يَارَبِّ اَشَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْاَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ

۳۱۱۹ — حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ اَنَسٍ يَرْفَعُهُ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَقَدْ سَاَلْتُكَ مَا هُوَ اَهْوَنُ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِيْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَا تُشْرِكَ بِيْ فَاَبَيْتَ اِلَّا الشِّرْكَ

یہ اب گوشت کا ٹکڑا ہوگیا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اس کی اِتمامِ تخلیق کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ کہتا ہے۔ کیا میں اسے مذکر بناؤں یا مؤنث بدبخت بناؤں یا نیک بخت اس کا رزق کیا ہے؟ اور عمر کیا ہے؟ بس یہ سب کچھ اس کی ماں کے پیٹ میں لکھا جاتا ہے۔

۳۱۱۸ — شرح : اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ اس روائت میں عمل کا ذکر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ سعادت وشقاوت کے ضمن میں عمل بھی آجاتا ہے اور اس کی عمل پہ دلالت التزامی ہے!

اگر یہ سوال ہو کہ جب فرشتہ رحم پہ مقرر ہے تو "ثُمَّ يُبْعَثُ" کا معنی کیا ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ ایک اور فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور "بَعْث" سے مراد یہ ہے کہ وہ ان اُمور کا حکم کرتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ کا فیصلہ تو ازل میں ہوچکا ہے پھر رحم میں لکھنے کا کیا مطلب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو فرشتہ کے لئے ظاہر کرتا ہے اور اس کو اس کے اِنفاذ اور کتابت کا حکم فرماتا ہے۔ حدیث میں ذراع سے مراد خصوصاً گز نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ موت کے قریب ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کتنا مہربان ہے کہ شر سے خیر طرف انقلاب بکثرت ہے اور اس کا برعکس قلیل کیونکہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پہ غالب ہے (باقی تفصیل حدیث ع ۳۱۴ کی شرح میں دیکھیں)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دوزخی شخص سے

۳۱۱۹ — جس کو سب سے کم عذاب ہوگا فرمائے گا جو کچھ زمین میں ہے اگر وہ تیری ملک ہو تو کیا تُو عذاب کے بدل فدیہ میں وہ دیدے گا؟ وہ کہے گا جی ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ سے وہ شئی طلب کی تھی جو اس سے بہت آسان تھی حالانکہ تو آدم کی پشت میں تھا کہ تو کسی کو میرا شریک نہ بنا لیکن تو نے شرک کے سوا اس کا انکار کیا۔

۳۱۱۹ — شرح : اس حدیث میں دوزخیوں کا حال مذکور ہے اور وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام

marfat.com
Marfat.com

۳۱۲۰ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا اَبِیْ ثَنَا الْاَعْمَشُ ثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا کَانَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ کِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ

کی اولاد میں۔ یہی باب کا عنوان ہے۔ قولہ یَرْفَعُهٗ ، یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ اس حدیث کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں۔ اور حضرات محدثین کرام یہ لفظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ شرک و کفر کے سوا ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے اور شرک کبھی معاف نہ ہوگا اور نہ ہی مشرک کی مغفرت ہوگی۔ قرآن کریم میں ہے " اللہ شرک کرنے کو نہیں بخشے گا۔ اس کے سوا جسے چاہے بخش دے"

۳۱۲۰ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی نفس ظلماً قتل ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے (قابیل) پر اس کے گناہ کا حصہ ہوتا ہے کیونکہ اسی نے سب سے پہلے قتل کرنے کا طریقہ نکالا تھا۔

۳۱۲۰ــــ شرح : قابیل حضرت آدم علیہ السلام کا حقیقی بیٹا ہے اور آپ کی اولاد میں داخل ہے۔ اس طرح حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ آدم اوّل نبی ہیں " علیہ السلام" جو قابیل کے باپ تھے۔ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا جبکہ ان کی عمر صرف بیس برس تھی اور قابیل پچیس برس کا تھا۔ اس قتل کا سبب یہ تھا کہ جناب حوّاء علیہا السلام ہر حمل میں دو بچوں کو جنم دیتی تھیں ان میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوتی تھی۔ البتہ حضرت شیث علیہ السلام تنہا پیدا ہوئے تھے۔ زمین پر اُترنے کے ایک سو سال بعد قابیل اور اس کی ہمشیرہ " اَقْلِیْمَا " پھر اس کے بعد ہابیل اور اس کی ہمشیرہ " لَیُوْذَا " کو جنم دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے اور بیٹی کا باہم نکاح کر دیتے تھے جو ایک بطن سے نہیں ہوتے تھے یعنی ایک بطن سے لڑکے کا نکاح دوسرے بطن کی لڑکی سے کرتے تھے۔ جب قابیل اور ہابیل بالغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا کہ وہ قابیل کا نکاح ہابیل کی حقیقی بہن لیوذا سے اور اس کی بہن " اَقْلِیْمَا " کا نکاح ہابیل سے کر دیں جبکہ اقلیما بہت خوبصورت تھی تو قابیل راضی نہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میں اور میری حقیقی بہن اقلیما ، اولادِ جنت سے ہیں اور ہابیل اور اس کی بہن اولادِ دُنیا سے ہے اس لئے میں اپنی بہن اقلیما سے نکاح کروں گا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تم دونوں قربانیاں دو۔ قابیل کھیتی باڑی کرتا اور ہابیل کی بکریاں تھیں۔ قابیل نے گندم کا ڈھیر قربانی میں دیا جو کہ ردّی گندم تھی۔ اور خیال یہ کیا کہ کیا پتہ ہے قربانی قبول ہوتی ہے یا نہیں۔ جبکہ ہابیل نے میری بہن سے نکاح کر لیا ہے۔ ہابیل کی بکریاں تھیں اُس نے بہترین موٹا تازہ خوشنما مینڈھا ، دودھ اور مکھن قربانی کے لئے پیش کیا اور خیال

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اِئْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اِخْتَلَفَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ ثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ هٰذَا

کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اسے قبول کر لے قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے سفید آگ آتی اور اسے کھا جاتی۔ چنانچہ آسمان سے سفید آگ آئی اور ہابیل کی قربانی کھا گئی جبکہ قابیل کی قربانی میں سے کچھ نہ کھایا۔ قابیل کو غصہ آیا اور اُس نے ہابیل کو قتل کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مینڈھا جنت میں چرتا رہا حتیٰ کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ بنا اور اُن کے عوض ذبح کیا گیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اہلِ علم میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ اُنھوں نے قربانی کہاں پیش کی تھی۔ اکثر علماء کا کہنا ہے کہ ہندوستان میں قربانی دی تھی۔ ابن جُریج نے کہا قابیل ہابیل کو قتل کرنے آیا جبکہ ہابیل سو رہا تھا تو وہ یہ معلوم نہ کر سکا کہ وہ اسے کیسے قتل کرے گا تو اس کے پاس شیطان انسانی صُورت میں آیا اور ایک پرندے کو پکڑ کر اس کا سر پتھر پر رکھا پھر دُوسرا پتھر لے کر اس کے سر پہ مارا جس سے پرندہ مر گیا۔ قابیل یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اُس نے ہابیل کے ساتھ یہی حربہ استعمال کیا اور اس کو پتھر سے ہلاک کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو ہندوستان میں نوذ پہاڑ پر قتل کیا۔ یہی صحیح بات ہے۔ اس میں اور بھی اقوال ہیں جن پر سبطہ بن جوزی نے سخت تنقید کی ہے اور اُن اقوال پر تعجب کا اظہار کرتے ہُوئے کہا کہ سب مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ واقعہ ہندوستان میں ہُوا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے۔ اور قابیل نے آدم علیہ السلام کی عدم موجودگی کو غنیمت جانا اور ہابیل کو قتل کر دیا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا اس لئے دُنیا میں قیامت تک جو بھی ناحق قتل ہوتا ہے اس کے گناہ کا قابیل بھی ذمہ دار ہے اور اس کے اعمالنامے میں بدستور گناہ لکھا جاتا ہے اور اس کو قتل کی بنیاد قائم کرنے پر گناہ ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے کوئی بُرا طریقہ رائج کیا اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا اور جو قیامت تک لوگ اس پر عمل کریں گے۔ ان کا گناہ بھی اس کے ذمہ ہوگا جبکہ وہ خود بھی اس گناہ کے ذمہ دار ہوں گے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

باب تمام روحیں مجتمع لشکر تھیں

۳۱۲۱ ترجمہ : لیث نے یحییٰ بن سعید سے انھوں نے عمرہ سے انھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم روحیں مجتمع لشکر تھیں جس جس نے ایک دوسرے کو پہچانا وہ یہاں ایک دوسرے سے اُلفت کرتے ہیں اور جس جس روح نے وہاں پہچان نہ کی وہ یہاں ایک دُوسرے سے اختلاف کرتے ہیں۔ یحییٰ بن ایوب نے مجھ سے یحییٰ بن سعید نے یہ بیان کیا۔

۳۱۲۱ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "مُجَنَّدَہ" کا معنیٰ ہجوم کا اجتماع اور انواعِ مختلفہ ہے اور ایک دُوسرے کی پہچان کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ اُن صفات اور اخلاق کے موافق و متناسب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان میں پیدا کئے ہیں۔ بعض علماء نے کہا تمام ارواح اکٹھی پیدا ہوئیں پھر وہ اپنے جسموں میں متفرق ہوگئیں، جس نے کسی انسان کو موافق پایا وہ اس سے محبت کرتا ہے جس نے اس سے دُوری اختیار کی وہ اس سے نفرت کرتا ہے۔ اس حدیث کا مقصد ارواح کی ابتداء اور ان کا جسموں سے مقدم ہونے کی خبر دینا ہے۔ یعنی تمام روحیں ابتداء میں جب پیدا ہوئیں تو جب وہ ایک دوسری کے مقابل ہوئیں تو وہ ایک دوسری سے محبت کرتی تھیں یا نفرت کرتی تھیں۔ یعنی ان کی اول خلقت میں اللہ تعالیٰ نے ان میں سعادت وشقاوت اور اخلاق پیدا کر دیئے تو جن جسموں میں یہ روحیں گئیں جب وہ دُنیا میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں تو ابتدائی خلقت کے اعتبار سے ان کی محبت و اُلفت ہوتی ہے۔ اسی لئے نیک نیکوں کو پسند کرتا ہے اور ان طرف میلان کرتا ہے۔ اور شریر اشرار سے محبت کرتا ہے اور ان کی طرف میلان رکھتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ تمام روحیں ایک جگہ جمع تھیں جنہوں نے وہاں ایک دوسرے سے محبت اور انس کیا وہ دُنیا میں بھی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور جنہوں نے وہاں ایک دُوسرے سے نفرت کی وہ دُنیا میں بھی ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں۔ اگر کوئی مومن کسی مجلس میں جائے جہاں سَو منافق بیٹھا ہُوا ہو ان میں صرف ایک ہی مومن ہو تو وہ اس مومن کے پاس بیٹھے گا اور اگر کوئی منافق کسی مجلس میں جائے جہاں سو مومن ہے اور منافق صرف ایک ہے تو وہ منافق کے پاس بیٹھے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں الہام ڈال دیتا ہے حالانکہ پہلی خلقت کو نہیں جانتے ہیں۔ دیلمی نے بلاسند معاذ بن جبل سے مرفوع روائت کی کہ اگر کوئی مومن کسی شہر میں داخل ہو جس میں ایک ہزار منافق ہو اور مومن صرف ایک ہی ہو تو اس کی روح اُس مومن کی روح کی خوشبو سونگھے گی اسی طرح

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَادِیَ الرَّأْیِ مَاظَهَرَ لَنَا اَقْلِعِیْ اَمْسِکِیْ وَفَارَ التَّنُّوْرُ نَبَعَ الْمَآءُ وَقَالَ عِکْرِمَةُ وَجْهُ الْاَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْجُوْدِیُّ جَبَلٌ بِالْجَزِیْرَةِ دَابٌّ حَالٌ اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ

برعکس ہے۔ حافظ ابونعیم نے حلیہ میں اویس قرنی کے سوانح میں ذکر کیا کہ جب اویس کے ساتھ ہرم بن حیان عبدی کی ملاقات ہوئی حالانکہ اس سے پہلے ان کی کبھی ملاقات نہ ہوئی تھی تو اویس قرنی نے ہرم بن حیان کا نام لے کر اس سے خطاب کیا تو ہرم نے کہا تم نے مجھے اور میرے والد کو کیسے پہچانا حالانکہ اس سے پہلے نہ میں نے آپ کو دیکھا ہے اور نہ ہی آپ نے ہمیں دیکھا ہے۔ اویس قرنی نے کہا جب میری اور آپ کی گفتگو ہوئی تو میری روح نے آپ کی روح کو پہچان لیا۔ اللہ کی رحمت سے مومن ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔ بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ زیادہ قرب دلوں کی محبت ہے اگرچہ جسم دور ہوں اور زیادہ بُعد قرب سے نفرت کرنا ہے (قسطلانی)

قرطبی نے کہا جب کوئی شخص کسی نیک عالم فاضل کے متعلق اپنے دل میں نفرت پائے تو اس کا سبب تلاش کرے تو اس کو حقیقت کا انکشاف ہو جائے گا اور اس کے ازالہ میں کوشش کرے حتیٰ کہ اس کے دل سے نفرت نکل جائے جو بُری وصف ہے۔ اسی طرح جب دل میں اس شخص کی طرف میلان پائے جو شریر انسان ہے اور وہ لوگوں میں بدنام اور رُسوائے زمان ہے تو اس کا سبب تلاش کرے۔ لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ مناسبت لوگوں میں محبت پیدا کرتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ گئے تو فرمایا اے کوفہ کے لوگو! ہم نے نیک اور بد کو پہچان لیا ہے اُنھوں نے کہا یہ کیسے؟ تو آپ نے فرمایا ہمارے ساتھ نیک لوگ ہیں وہ لوگوں کے پاس گئے ہیں۔ ہمیں معلوم ہو گیا کہ جن کے پاس یہ نیک لوگ گئے ہیں وہ بھی نیک ہیں اور ہمارے ساتھ شرارتی لوگ بھی ہیں وہ بھی لوگوں کے پاس گئے ہیں ہمیں معلوم ہو گیا کہ جن کے پاس شرارتی لوگ گئے ہیں وہ بھی شرارتی ہیں۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْئَلْ وَسَلْ عَنْ قَرِیْنِهٖ فَکُلُّ قَرِیْنٍ بِالْمُقَارِنِ یَقْتَدِی

کسی شخص کا حال نہ پوچھو اس کے ساتھی کا حال پوچھو۔ ہر ساتھی اپنے ساتھی کی اقتدی اور پیروی کرتا ہے (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو ہمارے سامنے ظاہر ہے۔ اَقْلِعِیْ کا معنی ہے رُک جا۔ فَارَ التَّنُّوْرُ "پانی نکل پڑا" عکرمہ نے کہا ساری زمین۔ مجاہد نے کہا جودی "جزیرہ کا پہاڑ۔ داب "حال۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شجرۂ نسب یہ ہے : نُوح بِنْ لَمَك بن مَتُوشَلِخ بن خَنُوخ بن یَارَد بن مہلائیل بن قَینان اَنُوش بن شِیث بن آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے والدین مومن تھے آپ کی والدہ کا نام قَینُوش بنت بَرکائیل بن مَحُوایِیل بن اُخنُوح یہ خَنُوح ہی ہیں۔ عربی میں اس کا معنیٰ ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے ان کو ادریس اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کتابوں اور حضرت آدم وشیث علیہما السلام کے صحیفوں کا بکثرت درس دیا کرتے تھے۔ اُنھوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی حیات طیبہ کے تین سو آٹھ سال پائے ان کی والدہ کا نام اَشلُوث ہے۔ "لمك" کا معنی عربی میں متواضع ہے، مَتُوشَلِخ کا معنی "مات الرسول" ہے۔ کیونکہ ان کا باپ رسول تھا، خَنُوح اور اَخنُوح کا معنی ادریس علیہ السلام ہے۔ "یَارِدُ" یہ عبرانی ہے اس کا معنیٰ "ضابطہ" ہے۔ "مَہلَائیل" کا معنیٰ "ممدح" ہے مدح کرنے والا۔ عبرانی میں مَہلَائیل کہا جاتا ہے۔ اس کا معنیٰ "ممدوح" ہے۔ سریانی زبان میں نابل کہا جاتا ہے اس کا معنیٰ "مسیح اللہ" ہے۔ ان کے زمانہ میں بتوں کی پُوجا کی ابتداء ہوئی۔ "قَینَان" انجیل میں ماقیاں مذکور ہے۔ معنیٰ عیسیٰ ہے۔ اَنُوش کا معنیٰ صادق ہے۔ عبرانی میں ایناش کہا جاتا ہے۔ اس کا معنیٰ انسان ہے۔ "یانش" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا معنیٰ مُستَوِی ہے۔ "شِیث" کا معنیٰ ہبۃ اللہ یا عطیۃ اللہ ہے۔ شیث عبرانی لفظ ہے جبکہ سریانی زبان میں شاث کہا جاتا ہے۔ حضرت شیث علیہ السلام کی عمر شریف نوسو بارہ سال ہوئی ہے۔ وہ غار ابی قُبَیس میں اپنے والدین حضرت آدم اور حواء کے پاس مدفون ہیں۔ اُنھوں نے کعبہ کو مٹی اور پتھروں سے بنایا۔ وہاں حضرت آدم علیہ السلام کا خیمہ تھا جو ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت سے بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو قابیل کی اولاد اور شیث کی اولاد کے لئے نبی بھیجا جبکہ ان کی عمر تین سو پچاس ۳۵۰ برس تھی۔ مقاتل نے کہا حضرت نوح اور آدم علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار سال کی مدت ہے اور ان کے اور ادریس علیہ السلام کے درمیان ایک سو سال ہے حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد وہ پہلے نبی ہیں۔ ان کو نوح اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بہت روتے تھے۔ ان کے زیادہ رونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بھیجا کہ "لِمَ تَنُوحُ" اتنا کیوں روتے ہو۔ اس لئے ان کا نام نوح مشہور ہوگیا۔ ان کا نام سکن اور ساکن بھی ہے۔ ایک دفعہ اُنھوں نے بدصورت کتا دیکھا تو اسے فرمایا یہ کتنا کتنا بدصورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کتے کو بولنے کی طاقت دی تو اُس نے جواب دیا اے مسکین! آپ نے نقش پر عیب لگایا ہے یا نقاش پر، اگر نقش پر عیب لگایا ہے تو اگر میری پیدائش میرے اختیار میں ہوتی تو میں اسے خوبصورت بناتا۔ اور اگر نقاش پر عیب لگایا ہے تو اس پر عیب اعتراض ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو معلوم ہوگیا کہ اس کو اللہ نے بولنے کی طاقت دی ہے۔ اس لئے اُنھوں نے رونا شروع کیا اور چالیس برس روتے رہے۔ سُدی نے اپنے اشیاخ سے بیان کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار چار سو سال تھی۔ ابن جوزی نے بھی کتاب "اعمار الاعیان" میں یہی ذکر کیا ہے۔ بعض نے تیرہ سو سال بعض نے ایک ہزار سات سو اسی (۱۷۸۰) سال عمر ذکر کی ہے۔ ان کی وفات جودی پہاڑ کے پاس ایک گاؤں ثمانین میں ہوئی جس کی اُنھوں نے خود تعمیر کی تھی۔ محمد بن اسحاق نے کہا ان کی وفات ہندوستان کے نوذ پہاڑ پر ہوئی۔ عبدالرحمٰن بن ساباط نے کہا ہود، صالح، شعیب اور نوح علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبریں زمزم، رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ہیں۔ ابن کثیر نے بروائت ابن جریر عن ازرقی ذکر کیا کہ ان کی قبر مسجد حرام میں ہے۔ یہ روائت قوی تر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ابن کثیر نے بروائت ابن جریر اور ازرقی ذکر کیا کہ ان کی قبر مسجد حرام میں ہے۔ یہ روائت قوی تر ہے۔
امام بخاری نے حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کو ذکر کیا کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کے بعد زمین میں پہلے رسُول مبعوث ہُوئے ہیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا کسی نبی نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہیں دیکھی جو نُوح علیہ السلام کی قوم نے ان کو اذیت پہنچائی تھی سوائے ان نبیوں کے جن کو قتل کیا گیا ہے (عینی)
حضرت نوح علیہ السلام کے شجرۂ نسب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے آباؤ اجداد میں سے کوئی کافر نہ تھا جیسا کہ ان کے اسماء سے ظاہر ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!
امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " بادیُ الرائی سے فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ " اور بروائت ابن عباس اس کی تفسیر " مَا ظَهَرَ لَنَا " سے کی۔ اَرَاذِل، اَرْذَل کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ ہے ہر شئی سے ذلیل، زجاج نے اس کا معنی جو لاہے ذکر کیا ہے (عینی) " بَادِيَ الرَّاي " کا معنیٰ سرسری نظر ہے اور " اَقْلِعِيْ " سے " يَا سَمَاءُ اَقْلِعِيْ " کی طرف اشارہ کیا اور " اَمْسِكِي " سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اے آسمان بارش روک لے۔ اور " فَارَ التَّنُّوْرُ " سے " حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ " کی طرف اشارہ کیا اور " تَبَعَ الْمَآءُ " سے اس کی تفسیر کی یعنی پانی نکل پڑا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عِکرِمہ نے کہا " تَنُّوْر " کا معنیٰ زمین کا چہرہ ہے۔ یعنی ساری زمین سے پانی نکل پڑا۔ اور " اَلْجُوْدِيُّ " سے " وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ " کی طرف اشارہ کیا اور بروائت مجاہد " جَبَلٌ بِالْجَزِيْرَةِ " سے اس کی تفسیر کی یعنی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی۔
امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے " دَأْبُ " سے " مِثْلُ دَأْبِ قَوْمِ نُوْحٍ " کی طرف اشارہ کیا اور " دَأْبُ " کی حال سے تفسیر کی یعنی نوح کی قوم کی عادت کی طرح "

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈراؤ، اس سے پہلے کہ دردناک عذاب پہنچے " الخ

اور ان کو نوح کی خبر پڑھ کر سُناؤ۔ جب اُس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اگر تمہیں میرا کھڑا ہونا اور اللہ تعالیٰ کی آیات یاد دلانا تم کو شاق گزرا ہے الخ تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہے تو مل کر کام کرو اور اپنے چھوٹے معبودوں سمیت اپنا کام پکا کر لو تمہارے کام میں تم پر کچھ مخفی بات نہ رہے۔ پھر جو ہو سکے میرا کر لو اور مجھے مہلت نہ دو پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تم سے اُجرت طلب نہیں کرتا۔ میرا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔
شرح: اس باب میں سُورۂ نوح کا ذکر ہے اور عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہے۔ بعض علماء نے طوفان اور غرق کا عذاب مراد لیا ہے۔ جُودی جزیرہ میں ایک پہاڑ ہے جو دجلہ اور فُرات کے درمیان ہے۔ ابن ابی حاتم نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ جودی پہاڑ نے طوفانِ نوح کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور تواضع کی اور وہ پانی میں غرق نہ ہُوا اس پر

marfat.com
Marfat.com

اس پر نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری۔ روائت کی گئی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام دس رجب کو کشتی میں سوار ہوئے اور دس محرم کو اس سے باہر نکلے اور اس دن روزہ رکھا جو بعد میں مسنون قرار پایا۔ ایک روائت کے مطابق حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی قوم کی اصلاح سے نا امید ہو گئے تو ان پہ بد دعاء کی اور ان پہ اللہ کے غضب کو دعوت دی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور انہیں حکم دیا کہ زمین پر درخت لگائیں تاکہ ان سے کشتی بنائی جائے۔ حضرت نوح نے درخت لگائے اور ایک سو سال انتظار میں رہے۔ پھر سو سال ان کو کاٹتے اور بناتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ کشتی اسی گز لمبی اور پچاس گز چوڑی بنائیں۔ حسن بصری کی روائت میں ۶۰۰ × ۳۰۰ گز اور ابن عباس کی روائت میں ۱۲۰۰ × ۶۰۰ گز مربع کی کشتی تیار کریں۔ اس میں تین طبقات تھے۔ ہر طبقہ دس گز تھا۔ نچلا چار پایوں وحشیوں کے لئے۔ درمیانہ لوگوں کے لئے اور اوپر والا پرندوں کے لئے تھا۔ اس کے اوپر مکمل پردہ تھا جو ساری کشتی کو ڈھانکے ہوئے تھا۔ آسمان کے دروازوں نے پانی کھول دیا اور زمین سے چشمے جاری ہو گئے اور حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمام حیوانات کا جوڑا جوڑا اور کھانے کی چیزیں اس میں سوار کر لیں تاکہ ان کی نسل باقی رہے اور مومن لوگ اور آپ کے اہلِ بیت اس میں سوار ہو جائیں۔ لیکن کسی کافر کو اس میں سوار ہونے کی اجازت نہ دی گئی پانی کی اتنی بہتات ہوئی کہ پانی پہاڑوں پر پندرہ پندرہ گز چڑھ گیا۔ ایک روائت کے مطابق پہاڑوں پر اسی گز پانی چڑھ گیا اور ساری زمین اس کی لپیٹ میں آگئی اور کوئی شئی زمین پر نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعاء قبول کی کہ اے اللہ زمین میں کوئی کافر بسنے والا نہ چھوڑ سب کو ہلاک کر دے چنانچہ سب ہلاک ہوئے اور چند افراد کے علاوہ کوئی بھی زندہ نہ بچا۔ اس سے اس حکائت کی تردید ہوتی ہے کہ عوج بن عنق ہلاک نہیں ہوا تھا۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ عوج بن عنق ہلاک نہیں ہوا تھا۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ عوج بن عنق نوح کے زمانہ سے پہلے موجود تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک رہا اور وہ سرکش کافر تھا عنق اس کی ماں ہے اور وہ بہت زیادہ لمبا ہونے کے باعث سمندر کی تہ سے مچھلی پکڑ کر قرص شمس سے بریاں کر لیتا تھا اور وہ حضرت نوح علیہ السلام سے کہتا تھا جبکہ وہ کشتی میں سوار تھے۔ تمہارے پاس یہ پیالی کیسی ہے اور اُن کا مذاق اُڑاتا تھا۔ لوگ ذکر کرتے ہیں کہ عوج بن عنق تین ہزار تین سو تینتیس گز لمبا تھا۔ اس قسم کی مذلیات ذکر کی جاتی ہیں اور یہ عقل و نقل کے خلاف ہیں۔ عقلی طور پر تو اس لئے کہ یہ کیسے جائز ہے کہ نوح کا بیٹا کفر کرے تو اس کو ہلاک کر دیا جائے اور عوج بن عنق جو سرکش ظالم کافر ہو اس کو ہلاک نہ کیا جائے۔ اور کسی پر قطعاً رحم نہ ہو اور یہ سرکش فاجر سخت کافر شیطان کو چھوڑ دیا جائے۔ نقلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر ہم نے دوسرے سب لوگوں کو ہلاک کر دیا اور نوح علیہ السلام کی دعاء بھی یہی تھی کہ اے اللہ زمین پر کوئی رہنے والا کافر باقی نہ چھوڑ۔ پھر انسانی قد کی اتنی لمبائی صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا جبکہ ان کا قد ساٹھ گز لمبا تھا۔ پھر زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ قد و قامت کم ہوتے رہے حتیٰ کہ یہ صورت ہو گئی جو اب سامنے ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کا قد و قامت ساٹھ گز سے زیادہ ہو۔ دراصل یہ اسرائیل حکایات ہیں جنہوں نے

marfat.com
Marfat.com

۳۱۲۲ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا اَنْذَرَ قَوْمَهٗ لَقَدْ اَنْذَرَ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ اَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ

اللہ کی کتابوں میں تحریف کی اور ان کو بدل ڈالا تھا اور اپنی مرضی کے مطابق تاویلات کیں۔ لہٰذا یہ حکائت اور اس قسم کی دُوسری حکایات محض کذب و افتراء اور بہتانِ عظیم ہے اور اسرائیلی کفار نے جو انبیاء علیہم السلام کے دشمن ہیں من گھڑت حکایات کتابوں میں درج کر رکھی ہیں (قسطلانی)

۳۱۲۲ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور جس حمد و ثناء کے اللہ لائق ہے اس کی حمد و ثناء کی پھر دجال کو ذکر کیا اور فرمایا میں تم کو دجال سے ڈراتا ہوں۔ ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے۔ نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا میں تمہیں اس کے بارے میں ایک بات کہتا ہوں۔ جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم جانتے ہو کہ وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔

۳۱۲۲ ــــ شرح : یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثناء کے بعد وعظ فرمایا پھر اس سے فارغ ہونے کے بعد دجال کو ذکر کیا۔ دجال کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہ بہت جھوٹا ہوگا اس کا مادہ دجل ہے۔ دجل کا معنیٰ ہے جھوٹی بات کو خوبصورتی سے بیان کرنا۔ حدیث میں حضرت نوح علیہ السلام کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہوں نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا تھا۔ ان سے پہلے تمام انبیاء کرام لوگوں کی تربیت کرتے تھے جیسے باپ اولاد کی تربیت کرتا ہے یا وہ پہلے صاحبِ شرع رسول ہیں یا وہ ابوالبشر ثانی ہیں اور دُنیا میں انہی کی اولاد باقی ہے اور باقی سب ختم ہو چکی ہے۔ دجال کی وصف میں بہت بُرے کلمات مذکور ہیں لیکن ان میں تضاد نہیں کیونکہ دجال کی ایک آنکھ ختم ہے اور دُوسری میں عیب ہے۔ تو ہر صورت میں اس کو کانا کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اعور دراصل عیب ہے اور اللہ تعالیٰ کی نزاہت کے لئے فرمایا کہ وہ کانا نہیں ہے۔

اس حدیث کی پُوری تفصیل حدیث ۱۲۷۵ کی شرح میں دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۱۲۳ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَاحَدَّثَ بِهٖ نَبِيٌّ قَوْمَهٗ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّهٗ يَجِيْءُ مَعَهٗ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِىْ يَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِىَ النَّارُ وَاِنِّىْ اُنْذِرُكُمْ بِهٖ كَمَا اَنْذَرَ بِهٖ نُوْحٌ قَوْمَهٗ

۳۱۲۴ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيْءُ نُوْحٌ وَّاُمَّتُهٗ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ اَىْ رَبِّ فَيَقُوْلُ لِاُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَا مَا جَآءَنَا مِنْ نَبِيٍّ فَيَقُوْلُ لِنُوْحٍ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ فَنَشْهَدُ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ وَهُوَ قَوْلُهٗ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ

۳۱۲۳ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو دجال کے متعلق خبر نہ دوں ؟ جو کسی نبی نے اپنی قوم کو خبر نہیں دی وہ کانا ہے وہ اپنے ساتھ جنت اور دوزخ کی شبیہ لائے گا جسے وہ جنت کہے گا وہ آگ ہوگی اور میں تمہیں ڈراتا ہوں جیسے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا

۳۱۲۴ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوح علیہ السلام اور اُن کی اُمت آئے گی (قیامت میں) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے تبلیغ کر دی تھی۔ وہ کہیں گے جی ہاں ! میرے پروردگار ! (میں نے ان کو تیرا پیغام پہنچا دیا تھا) پھر اللہ تعالیٰ ان کی امت سے پوچھے گا کیا تم کو پیغام پہنچایا تھا وہ کہیں گے نہیں۔ ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا تمہارا گواہ کون ہے ؟ وہ کہیں گے (میرا گواہ) جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی

marfat.com
Marfat.com

۳۱۲۵ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ ثَنَا اَبُوْحَيَّانَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ دَعْوَةٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَ قَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هَلْ تَدْرُوْنَ بِمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِیْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَيُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِیْ وَتَدْنُوْ مِنْهُمُ الشَّمْسُ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَلَا تَرَوْنَ اِلٰى مَا اَنْتُمْ فِيْهِ اِلٰى مَا بَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ اِلٰى مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ اَبُوْكُمْ اٰدَمُ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اٰدَمُ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ وَاَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ وَمَا بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ رَبِّیْ غَضِبَ الْيَوْمَ

امت مرحومہ ہے۔ پس ہم گواہی دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور وہ اللہ جل وعلا کا ارشاد ہے اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے کیا تم کو سب امتوں سے افضل تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو وسط کا معنیٰ عدل ہے۔

۳۱۲۴ — **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" آج ہم ان کے مونہوں پر مُہریں لگاتے ہیں وہ بات نہ کرسکیں گے تو وہ مذکور کلام کیسے کریں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قیامت میں مختلف حالات ہوں گے۔ ایک وقت ایسا ہوگا کہ وہ باتیں کریں گے۔ اور ایک وقت ایسا بھی ہوگا کہ وہ خاموش رہیں گے۔ وسط کا معنیٰ عدل اور فضیلت ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے۔ اُنھوں نے کہا

۳۱۲۵ — ایک دعوت میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ کے سامنے دست[1] پیش کیا گیا اور وہ آپ کو بہت پسند تھا۔ آپ اس کو دانتوں کے ساتھ نوچ کر کھانے لگے اور فرمایا کہ میں قیامت کے روز سب لوگوں کا سردار ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کس لئے؟ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے

[1] گوڈی کا گوشت سالم حصّہ

marfat.com
Marfat.com

غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَنَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ
فَعَصَيْتُ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا
فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَسَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا
شَكُوْرًا اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا بَلَغَنَا اَلَا تَشْفَعُ لَنَا اِلٰى
رَبِّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَا
يَغْضَبُ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِيْتُوا النَّبِيَّ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ
فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهٗ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ

سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا۔ دیکھنے والا اُن سب کو دیکھے گا اور پکارنے والا ان کو آواز سُنائے گا اور سُورج ان کے قریب ہو جائے گا تو بعض لوگ کہیں گے کیا تم دیکھتے نہیں تمہارا کیا حال ہے اور تمہیں کتنی تکلیف پہنچی ہے۔ کیا تم کسی شخص پر نظر نہیں رکھتے جو تمہارے رب کے پاس تمہاری شفاعت کرے تو بعض لوگ کہیں گے تمہارا باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں وہ ان کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے آدم! آپ ابوالبشر (سب انسانوں کے باپ) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ میں روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا اُنھوں نے آپ کو سجدہ کیا اور اللہ نے آپ کو جنت میں ٹھہرایا کیا آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت نہیں فرماتے؟ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اور ہمیں کتنی مشقت پہنچ رہی ہے تو وہ فرمائیں گے اللہ ایسا غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس طرح غضبناک نہیں ہُوا اور نہ ہی اس کے بعد ہوگا۔ اُس نے مجھے شجرہ ممنوعہ سے روکا تھا تو میں نے اس کی نافرمانی کی میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ نوح کے پاس چلے جاؤ۔ وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے اے نوح ساری زمین پر بسنے والے لوگوں کے آپ پہلے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاکر بندہ کہا ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں ہیں۔ ہمیں کتنی تکلیف پہنچ رہی ہے۔ کیا اپنے رب کے پاس آپ ہماری سفارش نہیں فرماتے؟ وہ فرمائیں گے آج کے دن میرا رب بہت غضبناک ہے۔ اتنا پہلے کبھی غضبناک نہیں ہُوا اور نہ اس کے بعد ہوگا میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ پس لوگ میرے پاس آئیں گے میں عرش کے نیچے سجدہ کروں گا تو کہا جائے گا اے محمد! "صلی اللہ علیہ وسلم" سر مبارک اُٹھائیں اور شفاعت فرمائیں قبول کی جائے گی جو آپ چاہیں گے آپ کو دیا جائے گا!

محمد بن عُبید نے کہا مجھے ساری حدیث یاد نہیں "

marfat.com
Marfat.com

عُبَيْدٍ لَا اَحْفَظُ سَائِرَهٗ

۳۱۲۶ — حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ اَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ مِثْلَ قِرَآءَةِ الْعَآمَّةِ

۳۱۲۵ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً ساری کائنات کے سردار ہیں اور قیامت کے دن سیادت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس روز صرف آپ کی سیادت ظاہر ہوگی اور تمام انبیاء اور لوگ آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے اور آپ کا یہ فرمانا کہ مجھے یونس بن متّی پر فضیلت نہ دو تواضع اور انکساری پہ مبنی ہے۔ یا مراد یہ ہے کہ نفسِ نبوت میں مجھے کسی نبی پر فضیلت نہ دو۔ کیونکہ اس وصف میں سب انبیاء کرام علیہم السلام مساوی ہیں۔ اور درجات و مراتب میں متفاوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ اور بعض سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قولہ فَيُبْصِرُهُمُ النَّاظِرُ "یعنی لوگ وسیع صاف میدان میں ہونگے اور دیکھنے والے سے کوئی بھی مخفی نہ رہ سکے گا وہ سب کو دیکھے گا۔ اور نہ ہی کوئی حجاب میں ہوگا۔ اور "مِنْ رُوْحِهٖ" میں اضافت تشریف و تعظیم کے لئے ہے۔ غضبناک" سے مراد اس کا لازم ہے۔ یعنی وہ عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے اور اس کا انتقام ظاہر ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی و رسول ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام صحائف لے کر ان پہ نازل ہوئے۔ انھوں نے اپنی اولاد کو احکام کی تعلیم دی۔ ابن بطال کا یہ کہنا کہ آدم علیہ السلام رسول نہ تھے صحیح نہیں۔ اور جنہوں نے یہ کہا ہے کہ وہ رسول تھے نبی نہ تھے غلط ہے کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور نبوت رسالت کو لازم ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ پھر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس یکے بعد دیگرے جائیں گے آخر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور حضرت آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک جانے کے لئے ایک ہزار سال کی مدت ہوگی۔ اسی طرح ہر نبی سے دوسرے نبی تک جانے کے لئے ایک ایک ہزار سال کی مدت ہوگی۔ حتیٰ کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور آپ کی طرف جانے کی رہنمائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا اس روز انبیاء کرام علیہم السلام منبروں پر ہوں گے اور علماء کرام جو علم کے مطابق عمل کرتے تھے وہ کرسیوں پہ ہوں گے۔ اور محشر کے دن اہلِ محشر کے روساء ہوں گے۔ اور رسولوں کے پیروکاروں میں سے روسا لوگوں کی شفاعت کریں گے۔ اور سب سے پہلے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے۔ آپ کے بعد دوسرے حضرات شفاعت کریں گے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ اِلٰى وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اِلْيَاسَ هُوَ اِدْرِيْسُ

۳۱۲۶ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" یعنی کیا کوئی نصیحت لینے والا ہے" مشہور قرآءت کے موافق پڑھا،،

۳۱۲۶ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت دُوسری آئت کریمہ میں ہے وَتَذْكِيْرِىْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ،، اور یہ آئت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ سے پہلے یہ آئت ہے ،،وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَا اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ،، یعنی ہم نے کشتی کو لوگوں کی عبرت کے لئے باقی رکھا حتیٰ کہ اس اُمت کے پہلے لوگوں نے اسے دیکھا۔ مُّدَّكِرٍ دراصل مُذْتَكِرٌ ،، تھا تاء کو دال سے بدل کیا تو مُذَّدَكِرٌ ،، ہُوا آگے دو صورتیں ہیں ذال کو دال سے یا دال کو ذال سے بدل کریں تو مُدَّكَر اور مُذَّكِر ہُوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُدَّكِر دال پڑھایا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب بے شک الیاس پیغمبروں میں سے ہے

جب اُس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں کیا بعل کو پُوجتے ہو اور چھوڑتے ہو سب سے اچھّا پیدا کرنے والے اللہ کو جو رب ہے تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا۔ پھر اُنھوں نے اسے جھٹلایا تو وہ ضرور پکڑے جائیں گے مگر اللہ کے چُنے ہُوئے بندے

marfat.com
Marfat.com

اور ہم نے پچھلوں میں سے اس کی ثناء باقی رکھی۔ سلام ہو الیاس پر بے شک ہم
ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے

حضرت الیاس بن تسبی بن فخاص بن عیزار بن ہارون بن عمران ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا الیاس ادریس علیہ السلام ہے جیسے یعقوب اسرائیل ہے۔ بعض علماء نے کہا الیاس بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ہیں۔ حضرت ابن عباس نے کہا وہ یسع کے چچا ہیں۔ دیگر علماء نے کہا ان کو اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کی طرف بھیجا جبکہ حزقیل علیہ السلام وفات پا گئے۔ وہب نے کہا جب حزقیل فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں بہت بُرے افعال ہونے لگے اور وہ اللہ کے عہد کو بھول گئے حتیٰ کہ اُنھوں نے بُت کھڑے کر کے ان کی پُوجا شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت الیاس علیہ السلام کو رسُول بھیجا۔ وہ بنو اسرائیل کے ایک بادشاہ کے ساتھ رہتے تھے اس کا نام جابر تھا۔ بنو اسرائیل نے ایک بُت بنایا جس کو بعل کہا جاتا تھا۔ حضرت الیاس ان کو اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے لیکن وہ ان کی کوئی بات نہ سنتے تھے البتہ ان کے ساتھی بادشاہ کی بات سُنتے تھے۔ اُس نے ایک روز الیاس علیہ السلام سے کہا نجدا! جو کچھ آپ کہتے ہیں محض باطل ہے۔ میں بنی اسرائیل کے چند بادشاہوں کو جانتا ہوں۔ وہ ملک شام میں بتوں کی پُوجا کرتے ہیں۔ وہ کھاتے پیتے ہیں ان کا دُنیا میں کچھ نقصان نہیں ہُوا۔ یہ سُن کر الیاس نے اس کو چھوڑ دیا اور وہاں سے چلے گئے ان کے جانے کے بعد اس بادشاہ نے بھی بتوں کی پُوجا شروع کر دی۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا اے اللہ! بنو اسرائیل کفر پہ جم گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی ہم نے ان کی روزی کا معاملہ تمہارے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ حتیٰ کہ تم ہی اس بارے میں ان کو اجازت دو گے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے کہا اے اللہ! اُن سے بارش روک لے تو اللہ تعالیٰ نے اُن سے تین سال بارش روک لی حتیٰ کہ مویشی اور دیگر جانور ہلاک ہو گئے اور درخت اور فصلیں خشک ہو گئیں اور جب اُن کے لئے بد دُعا فرمائی تو اپنی حفاظت کے لئے اُن سے چھُپ گئے۔ وہ جہاں بھی جاتے رزق میں فراوانی پاتے اور بنو اسرائیل کا یہ حال تھا کہ جہاں سے وہ روٹی کا معمولی سا ٹکڑا پاتے تو اس کی تلاش وطلب کے لئے لوگ وہاں پہنچ جاتے تو وہاں کے لوگوں کو سخت مصیبت اُٹھانی پڑتی حضرت الیاس نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی۔ وہ بنو اسرائیل کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اگر تم یہ تسلیم کرو کہ جس طرف میں تمہیں بلاتا ہوں وہ حق بات ہے۔ اور تم باطل پر قائم ہو اور جن بتوں کی پُوجا کرتے ہو ان کو باہر نکالو اور ان سے دُعا کرو اگر وہ تمہاری فریاد پُوری کریں تو اس پہ قائم رہو۔ اور اگر وہ کچھ نہ کر سکیں تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ تم باطل پہ قائم ہو اور میں اللہ سے دُعا کروں گا کہ تم سے قحط سالی دُور کر دے۔ اُنھوں نے کہا آپ نے انصاف کی بات کہی ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے اپنے بتوں کو باہر نکالا اور اُن کو پکارا تو ان کی کوئی آرزو پُوری نہ ہُوئی۔ اب اُن کو پتہ چل گیا کہ وہ گمراہی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِکْرِ اِدْرِیْسَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَرَفَعْنَاہُ مَکَانًا عَلِیًّا

پھر اُنھوں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ دُعاء کریں حضرت نے اپنے رب کی بارگاہ میں دُعاء کی تو اسی وقت بارش ہونے لگی اور لوگوں نے قحط سالی سے نجات پائی اور آرام کا سانس لیا اور وہ اُسی حال پر قائم رہے اور کُفر سے باز نہ آئے تو حضرت الیاس علیہ السلام نے دُعاء کی کہ اے اللہ مجھے قبض کرلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بہترین نورانی لباس پہنایا اور کھانے پینے کی لذت اُن سے منقطع کردی وہ انسانی فرشتہ ہوگئے جو فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اُڑتے اور زمین پر چلتے پھرتے تھے حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث ذکر کی ہے کہ وہ بعض سفروں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کیا کرتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم! الیاس کو الیاسین بھی پڑھا جاتا ہے جیسے ادریس کو ادریسین پڑھا جاتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کا اصل نام "یاس" ہے اور اس پر الف لام داخل کیا گیا ہے!

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ الیاس ہی ادریس علیہ السلام ہیں، اس روایت سے ابن عربی نے استدلال کیا کہ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے جدامجد نہیں بلکہ وہ بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ کیونکہ حضرت الیاس کے بارے میں روایات منقول ہیں کہ وہ بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ نیز اُنھوں نے معراج کی رات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام سے بھی استدلال کیا جبکہ آپ کو حضرت الیاس نے کہا مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح۔ اگر وہ حضرت نوح علیہ السلام کا دادا ہوتے تو آپ وہ الفاظ ذکر فرماتے جو ابراہیم اور آدم علیہما السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمائے تھے! مرحبا بالابن الصالح لیکن ہوسکتا ہے کہ یہ اُنھوں نے تواضع کے طور پر فرمایا ہو۔ جمہور علماء میں مشہور یہ ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام علیحدہ علیحدہ نبی ہیں کیونکہ حضرت الیاس علیہ السلام کے نسب شریف میں خنوخ آتے ہیں اور وہ ادریس علیہ السلام ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے جدامجد ہیں،،

باب حضرت ادریس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ذکر

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم نے ان کو بُلند مکان میں اُٹھالیا،،

marfat.com
Marfat.com

۲۱۲۷ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ
ح وَثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا عَنْبَسَةُ ثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ
اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ كَانَ اَبُوْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِيْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَآءِ
زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهَا فِيْ صَدْرِيْ
ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ فَلَمَّا جَآءَ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا
قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ اِفْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ قَالَ
مَا مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَفَتَحَ فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَآءَ
اِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَعَنْ يَسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ فَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ

حضرت ادریس نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں جیسا کہ ان کے نسب شریف سے ظاہر ہے اور بلند مکان سے مراد چوتھا آسمان ہے۔ یعنی حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پہ اُٹھا لیا جبکہ بقیدِ حیات تھے۔

۳۱۲۷ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ابوذر رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب میں مکہ میں تھا پھر جبرائیل علیہ السلام نازل ہُوئے اور میرا سینہ کھول دیا پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا پھر سونے کا تھال لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہُوا تھا اور اسے میرے سینہ میں بھر دیا پھر اسے بند کر دیا پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے پہلے آسمان کی طرف لے گئے۔ جب پہلے آسمان کے قریب آئے تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے خادم (داروغہ) سے کہا۔ دروازہ کھولو اس نے کہا کون ہو؟ کہا جبرائیل! اُس نے کہا کیا آپ کے ساتھ بھی کوئی ہے؟ کہا جی ہاں! جب اُس نے دروازہ کھولا ہم دُنیا والے آسمان پہ چڑھ گئے وہاں ایک شخص بیٹھا تھا۔ جس کے دائیں بائیں کالے کالے ذرات تھے۔ جب وہ اپنی دائیں طرف دیکھتا تو ہنس پڑتا اور جب بائیں طرف دیکھتا تو رونے لگتا اس نے مجھے دیکھ کر کہا اے نیک نبی اور نیک بیٹے مرحبا۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہے؟ اُس نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ کالے کالے ذرّے ان کی اولاد کی روحیں ہیں۔ ان میں سے دائیں طرف والے جنتی ہیں جبکہ بائیں طرف والے دوزخی ہیں جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوشی سے ہنستے ہیں اور جب بائیں طرف نظر کرتے ہیں تو رونا آجاتا ہے حتی کہ

marfat.com
Marfat.com

ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ
الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰذَا آدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ
عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ
وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ
وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى ثُمَّ عَرَجَ بِيْ جِبْرَئِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ
الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ فَفَتَحَ
قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَ
وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يَثْبُتْ لِيْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهٗ قَدْ ذَكَرَ اَنَّهٗ قَدْ وَجَدَ
اٰدَمَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّادِسَةِ وَقَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا مَرَّ
جِبْرَئِيْلُ بِاِدْرِيْسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ
هٰذَا قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى

وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے۔ جبرائیل نے اس کے داروغہ سے کہا دروازہ کھولو۔ اس نے وہی کہا جو پہلے آسمان کے خازن نے کہا تھا پھر دروازہ کھول دیا۔ انس نے کہا ابوذر نے ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں میں حضرت آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم صلوات اللہ وسلامہ علیہم سے ملے اور یہ نہ بیان کیا کہ اُن کے منازل کیسے ہیں مگر یہ ذکر کیا کہ آپ نے آدم کو پہلے آسمان میں سیدنا ابراہیم کو چھٹے آسمان میں دیکھا۔ انس نے کہا۔ جب جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو اُنھوں نے کہا اے نیک نبی اور نیک بھائی مرحبا! میں نے کہا یہ کون ہے؟ اُس نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر میں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو اُنھوں نے کہا اے نیک نبی اور نیک بھائی مرحبا! میں نے کہا یہ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا یہ عیسیٰ ہیں۔ پھر میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ
عِيْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ
الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِيْ
ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَرَجَ بِيْ جِبْرَئِيْلُ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوٰى اَسْمَعُ
صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى اَمُرَّ
بِمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى مَا الَّذِيْ فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيْهِمْ
خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَرَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ
فَرَاجَعْتُ رَبِّيْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَذَكَرَ

تو اُنھوں نے کہا اے نیک نبی اور نیک بیٹے مرحبا! میں نے کہا یہ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا یہ ابراہیم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم" ابن شہاب نے کہا مجھ سے ابن حزم نے بیان کیا کہ ابن عباس اور ابو حبۃ انصاری ذکر کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے اُوپر لے گئے حتیٰ کہ میں صاف برابر جگہ پہنچا وہاں میں اقلام کی آواز سُن رہا تھا۔ ابن حزم اور انس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں ان کے ساتھ واپس آیا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو اُنھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا؟ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ اُنھوں نے کہا آپ اپنے رب کے پاس تشریف لے جائیں۔ کیونکہ آپ کی اُمت اتنی نمازیں پڑھنے کی طاقت نہ رکھے گی۔ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا کچھ حصہ کم کر دیا میں موسیٰ کی طرف لوٹا اور کہا اللہ تعالیٰ نے کچھ کم کر دی ہیں۔ اُنھوں نے کہا اپنے رب کے پاس دوبارہ جائیں، کیونکہ آپ کی اُمت اس کی متحمل نہ ہوگی۔ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ پھر کم کر دیا۔ میں موسیٰ کی طرف لوٹا تو اُنھوں نے کہا آپ اپنے رب کے پاس دوبارہ جائیں آپ کی اُمت اتنی نمازیں پڑھنے کی متحمل نہ ہوگی۔ میں دوبارہ واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ پانچ نمازیں ہیں مگر یہ پچاس ہی ہیں میرے ہاں کلام

marfat.com
Marfat.com

فَذَكَرَ مِثْلَهٗ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ ذٰلِكَ فَفَعَلْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّیْ فَقَالَ هِیَ خَمْسٌ وَّهِیَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّیْ ثُمَّ انْطَلَقَ حَتّٰى اَتٰى بِیَ السِّدْرَةَ الْمُنْتَهٰى فَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَا اَدْرِیْ مَا هِیَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا وَقَوْلِهٖ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ اِلٰى قَوْلِهٖ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْهِ عَنْ عَطَآءٍ وَسُلَيْمٰنَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ شَدِيْدَةٍ عَاتِيَةٍ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ

بدلا نہیں کرتا۔ میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا تو انھوں نے کہا آپ اپنے رب کے پاس دوبارہ جائیں۔ میں نے کہا: اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔ پھر جبرائیل میرے ساتھ ہمسفر ہوئے حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اسے مختلف رنگوں نے ڈھکا ہوا تھا۔ نامعلوم وہ کیا تھے۔ پھر جنت میں لے جایا گیا اس میں موتیوں کے قبے تھے اور اس کی مٹی کستوری تھی (حدیث ۳۴۴ کی شرح ملاحظہ فرمائیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: **قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو** نبی بھیجا۔ اُس نے کہا" اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو الخ اس باب میں حضرت ھود

marfat.com
Marfat.com

سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا مُتَتَابِعَةً فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ اُصُوْلُهَا فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ بَقِيَّةٍ

علیہ السلام کو ان کی قوم عاد کی طرف بھیجنے کا ذکر ہے۔ ان کا نسب شریف یہ ہے :
ہود بن عبداللہ بن رباح بن خلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام
آپ حضرت یُوسف علیہ السلام کے سوا آدم علیہ السلام کے بہت مشابہ تھے۔ عاد تیرہ[۱۳] قبائل تھے اور صحرا میں رہتے تھے۔ ان کا ملک بہت زرخیز اور سرسبز و شاداب تھا۔ جب ان پہ اللہ تعالیٰ کا غضب وقہر نازل ہُوا تو ان کو جنگلات بنا دیا۔ اور حضرت ہود علیہ السلام عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کے قبیلہ میں سے تھے۔ یہ پہلا عاد ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام اُن کے نسبی بھائی تھے۔ دینی بھائی نہ تھے عاد اس قبیلہ کا بادشاہ تھا جس کی طرف وہ قبیلہ منسوب ہے وہ چاند کی پُوجا کرتا تھا اُس کی لمبی عمر ہُوئی اُس نے اپنی پشت سے چار ہزار بچے دیکھے اور ایک ہزار عورت سے شادی کی۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد یہ پہلا شخص تھا جو زمین کا مالک بنا اس کی عمر بارہ سَو سال تھی۔ جب وہ مرا تو اس کا ملک اس کے بڑے لڑکے شدید بن عاد کی طرف منتقل ہُوا وہ پانچ سو اسّی سال زندہ رہا جب مرگیا تو ملک اس کے بھائی شدّاد کی طرف منتقل ہُوا جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ عاد کے قبیلے اپنی قوت سے زمین کے مالک بنے اور بہت فخر و غرور میں رہتے تھے اور کہتے تھے ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے۔ جب وہ زیادہ سرکش ہُوئے اور حد سے بڑھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو نبی بھیجا،،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : جب اُس نے اپنی قوم کو احقاف "اللہ کے عذاب" سے ڈرایا "یہاں عاد کے مساکن مراد ہیں" ایسے ہی مجرموں کو سزا دیتے ہیں (منہ) حضرت ہود علیہ السلام کا مختصر قصہ یہ ہے کہ جب اُنھوں نے اپنی قوم پر بددُعا

marfat.com
Marfat.com

کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پہ آٹھ روز مسلسل ہوا چھوڑی جو بُدھ کے دن صبح شروع ہوئی اور آٹھویں روز کے آخر میں ٹھہری اور حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جو لوگ ان پر ایمان لائے تھے ایک محفوظ جگہ چلے گئے ان کو ہوا صرف اتنی پہنچتی تھی جس سے جان کو استراحت ہو۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ ان پہ صرف چار ہزار لوگ ایمان لائے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے ہود کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو عذاب سے بچا لیا۔ ہوا اس قدر تیز چلی کہ اُس نے درخت اکھاڑ ڈالے مکانات گرا دیئے اور جو گھروں میں موجود نہ تھے۔ وہ جہاں بھی تھے صاف میدانوں میں تھے یا پہاڑوں میں ان کو وہیں ہلاک کر دیا۔ سدی نے کہا جب اُنھوں نے اونٹوں اور لوگوں کو تیز ہوا میں زمین و آسمان کے درمیان اُڑتے دیکھا تو وہ گھروں میں داخل ہو گئے تو ہوا بھی اُن کے گھروں میں داخل ہو گئی اور ان کو باہر نکال کر ہلاک کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر کالے پرندے بھیجے اُنھوں نے اُن کو سمندر میں پھینک دیا۔ پھر ان کی ہلاکت کے بعد حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ عرصہ بقیدِ حیات رہ کر وفات پا گئے۔ جبکہ ان کی عمر شریف ایک سو پچاس برس تھی۔ خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ چار سو ساٹھ برس زندہ رہے اُنکے اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان آٹھ سو سال کی مدت ہے۔ وہ حضرموت کی درختوں والی زمین میں فوت ہوئے وہاں ان کی قبر شریف ہے یہ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے اور عبدالرحمٰن بن سابا طنے ذکر کیا کہ رکن اور مقام ابراہیم اور آب زمزم کے درمیان ننانوے ۹۹ نبیوں کی قبریں ہیں اور ہود، شعیب، صالح اور اسماعیل علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی قبریں اسی جگہ ہیں۔ ابن کلبی نے کہا حضرت نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان صرف ہود اور صالح علیہما السلام تشریف لائے ہیں۔ اس میں عطاء اور سلیمان نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ روایت کی ہے۔

اَحْقَاف، حَقو کی جمع ہے۔ وہ لمبا ریتلا ٹیڑھا ٹیلہ ہے۔ جو عمان اور مہرہ کے درمیان ہے اس میں اور اقوال بھی ہیں۔ (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: قوم عاد کو تو بہت تیز اور سخت ہوا سے ہلاک کر دیا گیا!

سُفیان ابن عُیینہ نے کہا ہوا نے اس کی نگہداشت کرنے والے فرشتوں پر سرکشی کی اور ان کی اطاعت نہ کرتی ہوئی حدِ مقدار سے بڑھ گئی۔ اس کو قوم عاد پر ان کی ہلاکت کے لئے سات روز اور آٹھ راتیں مسلسل پے در پے چلایا۔ تم اُن لوگوں کو وہاں گرے ہوئے دیکھتے ہو گویا کہ وہ کھجور کے درختوں کی جڑیں ہیں دیکھتے ہو۔ کیا ان کا بچا کھچا کوئی نشان دیکھتے ہو؟

marfat.com
Marfat.com

٣١٢٨ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَ أُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ نُعْمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ بَعَثَ عَلِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ اَرْبَعَةِ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِيِّ وَعُيَيْنَةَ بَدْرِ الْفَزَارِيِّ وَزَيْدِ الطَّائِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ نَبْهَانَ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ كِلَابٍ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ فَقَالُوْا يُعْطِيْ صَنَادِيْدَ اَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا قَالَ اِنَّمَا اَتَاَلَّفُهُمْ فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقٌ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ مَنْ يُطِيْعُ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُ اَيَاْمَنُنِيْ اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَلَا تَاْمَنُوْنِيْ فَسَاَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ اَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا اَوْ فِيْ عَقِبِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَنَا اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مدد بادِ صبا سے کی گئی اور قومِ عاد کو پچھم کی ہوا سے ہلاک کر دیا گیا۔ محمد بن کثیر نے سفیان ثوری، ان کے والد سعید بن مسروق بن حبیب ثوری کوفی، ابن ابی نعم کے ذریعہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے کا ٹکڑا بھیجا (جو مٹی سے جدا نہیں کیا گیا تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چار آدمیوں اقرع بن حابس، حنظلی مجاشعی، عیینہ بن بدر فزاری،

٣١٢٨ــــ

marfat.com
Marfat.com

زید طائی جو بعد میں بنی بنہان میں شامل ہو گئے تھے اور علقمہ بن علاثہ عامری جو بعد میں بنو کلاب سے مل گئے تھے میں تقسیم کر دیا تو قریش اور انصار غصہ سے بھر گئے۔ انھوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نجدی سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں انہیں تالیف قلوب کے لئے دیتا ہوں۔ اتنے میں ایک شخص سامنے آیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئیں، رخسار ابھرے ہوئے، ماتھا اونچا، داڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے کہا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ سے ڈر! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں نے اللہ کی نافرمانی کی تو اور کون اس کی تابعداری کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے ہو۔ ایک شخص نے جو میرے خیال میں خالد بن ولید تھے، نے اسے قتل کر دینے کی اجازت مانگی تو آپ نے اس کو منع کر دیا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نسل میں یا فرمایا اس کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے۔ اگر میں ان کو پاتا تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کر دیتا"

شرح الترجمہ : محمد بن اسحاق نے کہا فتح مکہ کے بعد اقرع بن حابس تمیمی بنو تمیم کے سرداروں میں عطارد بن حابس کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور وہ اور عیینہ بن حصن فتح مکہ، حنین اور طائف کی جنگوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ ابو عبیدہ نے کہا ان کے بائیں قدم میں لنگڑاپن تھا وہ تیرہ ہجری میں جنگ یرموک میں اپنے دس بیٹوں سمیت شہید ہوئے اس کو حنظلی اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی نسبت حنظل بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کی طرف ہے اور مجاشعی اس لئے کہ وہ مجاشع بن دارم بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کی طرف منسوب ہیں۔ حدیث میں مذکور چار شخص جن میں یمن سے آیا ہوا مال تقسیم ہوا ان میں سے دوسرا شخص **عُیَیْنَہ بن بدر فزاری** ہیں۔ بدر ان کے دادا ہیں جبکہ ان کے والد حصن ہیں۔ ان کا نسب عُیَیْنہ بن حصن بن بدر بن عمرو بن جویرۃ بن لوذان بن ثعلبہ بن عدی بن فزارہ بن ذبیان بن لغیض بن ریث بن غطفان ہے۔ توضیح میں ذکر کیا کہ عُیَینہ کا نام حذیفہ بن حصن بن بدر ہے اور یہ ان کا لقب ہے۔ کیونکہ اس کی ایک آنکھ میں تیر لگ گیا تھا ان کی کنیت ابو مالک ہے۔ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوا اور طلیحہ بن خویلد کے ساتھ مرتد ہو گیا۔ حضرت عثمان نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا۔ وہ اپنے قبیلہ کا سردار تھا اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ احمق سردار تھا (عینی)

ان چار میں سے تیسرا زید طائی ہے اس کو زید الخیر طائی بھی کہا جاتا ہے اور جاہلیت میں اس کو زید الخیل طائی کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید الخیر نام رکھا کیونکہ عرب میں اس کے گھوڑوں سے زیادہ کسی کے گھوڑے نہ تھے۔ ابو عبید نے کہا وہ شاعر، خطیب، بہادر اور سخی تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس ہوئے تو بخار سے فوت ہو گئے۔ جب وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو بیٹھنے کے لئے تکیہ دیا لیکن اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور تکیہ لگا کر بیٹھنے کو بہت جسارت سمجھا اور تکیہ واپس کر دیا۔ اس طرح تین بار کیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تکیہ دیا اور آپ نے ان کو کچھ دعائیں سکھائیں جو قبول ہوتی تھیں وہ بارش کی

marfat.com
Marfat.com

دُعاء کرتے تو بارش ہو جایا کرتی تھی۔ اُس نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! مجھے سَو بہادر سوار دیں میں ان کو ساتھ لے کر رومیوں سے جنگ کروں اور دربارِ رسالت سے واپسی کے تھوڑی دیر بعد بیمار ہُوئے اور فوت ہو گئے اُنھوں نے جاہلیت میں عامر بن طفیل کو قید کیا اور اُن کی پیشانی کے بال کاٹ کر آزاد کر دیا۔

ابن درید نے کہا وہ جب مکہ میں داخل ہوتے تھے تو مُنہ چُھپا لیتے تھے وہ عورتوں سے خوف محسوس کرتے تھے اور اُن چار میں سے چوتھا شخص عَلْقَمَہ بِنْ عُلَاثَہْ ،، وہ علقمہ بن عُلاثہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صَعْصَعَہ ہے۔ وہ اپنی قوم کا سردار تھا اور بہت بردبار تھا۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم طائف کی طرف تشریف لے گئے تو یہ مرتد ہو گیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو حوران کا حاکم مقرر کیا اور وہیں فوت ہُوئے۔ عَلْقَمَہ بِنْ عُلَاثَہ کو عامری اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ عامر بن صَعْصَعَہ بن مالک بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس بن غیلان کی طرف منسوب ہیں۔ اور ان کو کلابی اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا پانچواں باپ کلاب بن ربیعہ ہے۔ یہ چاروں اشخاص اپنے اپنے قبیلوں کے سردار تھے۔ صنادید صِنْدِید کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ ہے سردار ،، ان کو سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بہت مال دیا تاکہ یہ اسلام پر مستحکم رہیں کیونکہ ان کا ایمان کمزور تھا۔

یہ عطایا نبویہ دیکھ کر قبیلہ بنو تمیم کا ایک نامراد کریہہ المنظر بدبخت شخص جس کو ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا اور حَرقُوص بن زُہَیر کے نام سے موسوم اور ذوالثدیہ اس کا لقب تھا اُس نے سامنے آکر کہا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! عدل کریں۔ اس ناعاقبت اندیش شخص کی اس جسارتِ مہلکہ سے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پریشانی تو ضرور لاحق ہُوئی اسی لئے آپ نے فرمایا تُو خسارے میں ہے۔ اگر میں عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا۔ گو حضرت خالد بن ولید یا عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اس کو قتل کرنے کی آپ سے اجازت چاہی لیکن بعض مصلحت آمیز وجوہ کی بناء پر آپ نے ان کو منع کر دیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ ہوں گے جو نمازیں پڑھیں گے اور قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کی رگوں سے نیچے نہ اُترے گا اور دین متین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے تیزی سے نکل جائے تو اس کو خون اور دیگر نجاسات نہیں پہنچتیں جن سے وہ گزرتا ہے۔ ان لوگوں کو بھی دین سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس فتین بے دین کا حُلیہ یہ تھا کہ اس کے چہرے کی دونوں ہڈیاں رخساروں پر اُبھری ہُوئی تھیں، ماتھا اُونچا تھا اور آنکھیں سَر کے اندر کی طرف کھچی ہُوئی تھیں داڑھی بے پناہ بھاری اور سَر کے بال اُسترے سے اُتارے ہُوئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ازار کو بہت اُونچا اُٹھایا ہُوا تھا۔ گویا کہ وہ ایسا کریہہ المنظر تھا کہ اگر کسی اکیلے بچہ کو مل جائے تو وہ دیکھ کر خوف زدہ ہو جائے۔

کامل مبرّد میں روائت ہے کہ اس شخص کی خِلقت مکروہ تھی اور سیاہ رنگ تھا اس کی اور اس کے ساتھیوں کی شر انگیز خبر ہو گی۔ توضیح میں ہے کہ حدیث میں منقول ہے جو لوگ جنگِ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہُوئے تھے وہ سب جنّتی ہیں اور وہ دوزخ میں داخل نہ ہوں گے وہ معروف شخص جس کا نام حرقوص ہے ،، یہی وہ شخص ہے جو بعد میں خارجیوں کا سرپرست تھا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۱۲۹ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ ثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

بَابُ قِصَّةِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ

اسی نے مسلمانوں پر خروج کیا تھا اور اسی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں نے اُن کے خروج کا زمانہ پایا تو ان کو قوم عاد کی طرح قتل کروں گا حالانکہ قوم عاد تو سخت تیز ہوا چلنے سے مر گئے تھے قتل نہیں ہوئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ ان کا کلیتہً خاتمہ کروں گا جیسے قوم عاد کا خاتمہ ہوا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۱۲۹ ترجمہ : اسود نے کہا میں نے عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا "فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" (حدیث ۳۱۲۶ کی شرح دیکھیں)

باب یاجوج و ماجوج کا بیان

یاجوج و ماجوج دو مرد ہیں جو یافث بن نوح علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ یہ تَاَجُّجٌ سے مشتق ہیں کہا جاتا ہے۔ تَاَجَّجَ النَّارُ، یعنی آگ کی حرارت شدت اختیار کر گئی ان کو یاجوج، ماجوج اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ بہت کثرت سے ہیں اور سخت ہیں۔ جید سند کے ذریعے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت تک تمام انسان دس حصے ہوں گے جن میں سے نو حصے یاجوج و ماجوج ہوں گے اور ایک حصہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ

اِلٰی قَوْلِہٖ سَبَبًا طَرِیْقًا اِلٰی قَوْلِہٖ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ وَاحِدُھَا زُبْرَۃٌ وَھِیَ الْقِطَعُ حَتّٰی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ یُقَالُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْجَبَلَیْنِ

باقی لوگ رہ گئے۔ ان میں سے ایک قسم ہے جو بہت لمبے ہیں اور وہ حشراتِ ارض، سانپ، بچھو اور پرندے وغیرہ کھاتے ہیں۔ جتنے ایک سال میں وہ بڑھتے ہیں اتنی کوئی مخلوق نہیں بڑھتی۔ وہ ایک دوسرے کو کبوتروں کی طرح بُلاتے ہیں اور کتوں کی طرح بھونکتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے سینگ، دُم اور لمبے لمبے دانت ہیں جو کچا گوشت کھا جاتے ہیں۔ وہ چالیس گروہ ہیں جن کی خِلقت ایک دوسرے سے نہیں ملتی اور ہر گروہ کا بادشاہ اور زبان علیحدہ ہے۔ ان کا اکثر طعام شکار ہے اور وہ ایک دُوسرے کو بھی کھا لیتے ہیں۔ ابن مردویہ نے تفسیر میں ابوسعید خدری سے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یاجوج و ماجوج کو ذکر کیا اور فرمایا ان میں سے کوئی شخص اس وقت مرتا ہے جبکہ اس کی پشت سے ایک ہزار مرد پیدا ہو جائیں اور اُنھوں نے اپنے اسناد کے ساتھ حذیفہ سے مرفوع روائت کی کہ یاجوج ایک گروہ ہے اور ماجوج چار سَو گروہ ہیں۔ ہر گروہ میں چار لاکھ افراد ہیں۔ اور ہر شخص مرنے سے پہلے ایک ہزار اولاد در اولاد دیکھ لیتا ہے اور سب مسلّح ہیں۔ محدّث ابونعیم نے ذکر کیا ان میں سے ایک گروہ چار چار گز لمبا اور چار چار گز چوڑا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ان کی ایک قسم کا قد صرف ایک بالشت ہے ان کے چرندوں جیسے پنجے اور درندوں جیسے دانت ہیں اور ان کے لمبے لمبے بال ہیں جو ان کو گرمی، سردی سے بچاتے ہیں۔ ان کے کان لمبے لمبے ہیں۔ ایک کان میں گرمی اور دوسرے میں سردی بسر کرتے ہیں اور ایک قسم ایسی ہے جو سوتے وقت ایک کان نیچے بچھا لیتے ہیں اور دوسرا اُوپر اوڑھ لیتے ہیں اور جو کوئی ان میں سے مر جائے اس کو کھا جاتے ہیں۔ مقاتل بن حیان نے عکرمہ سے مرفوع روائت کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شبِ اسریٰ

marfat.com
Marfat.com

وَالسَّدَّيْنِ الْجَبَلَيْنِ خَرْجًا اَجْرًا قَالَ انْفُخُوا حَتّٰى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا اَصُبُّ عَلَيْهِ قِطْرًا رَصَاصًا وَيُقَالُ الْحَدِيْدُ وَيُقَالُ الصُّفْرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ النُّحَاسُ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ يَعْلُوْهُ اِسْتَطَاعَ اِسْتَفْعَلَ مِنْ طُعْتُ لَهٗ فَلِذٰلِكَ فُتِحَ اَسْطَاعَ يَسْطِيْعُ وَقَالَ بَعْضُهُمُ اسْتَطَاعَ يَسْتَطِيْعُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ اَلْزَقَهٗ بِالْاَرْضِ وَنَاقَةٌ دَكَّآءُ لَاسَنَامَ لَهَا وَالدَّكْدَاكُ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلُهٗ حَتّٰى صَلُبَ مِنَ الْاَرْضِ وَتَلَبَّدَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ حَتّٰى اِذَا فُتِحَتْ يَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ قَالَ قَتَادَةُ حَدَبٌ اَكَمَةٌ وَقَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ السُّدَّ مِثْلَ الْبُرْدِ الْمُحَبَّرِ قَالَ رَاَيْتَهٗ

میں یاجوج وماجوج کے پاس بھیجا۔ میں نے ان کو دینِ اسلام کی تبلیغ کی۔ اُنھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وہ دوزخی لوگوں اور شیطانوں کے ہمراہ دوزخ میں جائیں گے (یعنی مختصر)

باب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اُنھوں نے کہا اے ذوالقرنین یاجوج وماجوج زمین میں فساد کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور تم سے ذوالقرنین کا پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ میں تمہیں اس کا واقعہ پڑھ کر سُناتا ہوں بیشک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔ تو وہ ایک سامان کے

marfat.com
Marfat.com

کے پیچھے چلا ..... اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ تک ۔ زُبَر کا واحد زُبْرَہ ہے۔ اس کا معنیٰ لوہے کے ٹکڑے (چادریں) یہاں تک کہ وہ جب دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے برابر کر دی ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ صَدَفَین" سے مراد دو پہاڑ ہیں اور سُدَّیْن بھی دو پہاڑ ہیں ۔ خَرْجًا " کا معنیٰ اُجرت ہے تو ذوالقرنین نے کہا اس کو دھونکو یہاں تک کہ جب اسے آگ کر دیا کہا : لاؤ میں اس پر گلا ہُوا تانبہ انڈیل دوں ۔ کہا جاتا ہے ۔ اصاص کا معنیٰ لوہا اور تانبہ بھی کہا جاتا ہے ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا " اصاص " پیتل " ہے ۔ تو یاجوج و ماجوج اس پہ نہ چڑھ سکے ۔ اِسطَاعَ کا باب اِستَفعَال ہے ۔ یہ اَطعْتُ لہٗ سے ہے ۔ اسی لئے مفتوح پڑھا گیا ۔ اَسْطَاعَ یَسْطِیْعُ "، اور اور بعض نے کہا استطاع یَسْتَطِیْعُ " اور نہ اس کو سوراخ کر سکے ۔ ذوالقرنین نے کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا اسے پاش پاش کر دے گا ۔ یعنی اس کو زمین کے ساتھ ملا دے گا جس اونٹنی کی کوہان نہ ہو اسے " ناقۃٌ دَکَّاء " کہا جاتا ہے ۔ اسی طرح " دَکْدَاک " وہ صاف زمین ہے ۔ جو سخت ہو گئی ہو اور اس میں اونچائی نہ رہے " میرے رب کا وعدہ سچا ہے ۔ اور اس دن ہم انھیں چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے گروہ پر ریلا آئے گا ۔ حتیٰ کہ جب یاجوج و ماجوج کھول دیئے جائیں گے تو وہ ہر بلندی سے تیز دوڑیں گے ۔ قتادہ نے کہا " حَدَبٌ " ٹیلہ ہے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے ایک دیوار دیکھی ہے جو منقش چادر کی طرح ہے تو آپ نے فرمایا تو نے اسے دیکھ لیا ہے "

شرح الترجمہ : جس ذوالقرنین کا ذکر قرآن کریم میں ہے ۔ اُن کا نام اسکندر ہے حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اور خالہ زاد بھائی ہیں ۔ اُنھوں نے اسکندریہ بنایا اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا ۔ اسی لئے نام میں ان کا اسکندر یونانی سے اشتباہ پڑتا ہے ۔ بہت سے لوگوں نے اس میں خطاء کی اور کہا جس اسکندر کا ذکر قرآن میں ہے وہ اسکندر یونانی ہے ۔ لیکن یہ غلط ہے کیونکہ سکندر یونانی مشرک تھا ۔ اور سکندر ذوالقرنین نیک بندہ تھا جو روئے زمین کا مالک تھا ۔ حتیٰ کہ بعض لوگ اسے نبی کہتے ہیں اور بعض

marfat.com
Marfat.com

رسُول کہتے ہیں۔ ثعلبی نے کہا صحیح بات یہ ہے کہ سکندر نبی تھے رسُول نہیں تھے اور ان کے وزیر حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ جبکہ سکندر یُونانی کا وزیر ارسطاطالیس تھا اور وہ مشرک تھا تو دونوں برابر کیسے ہوسکتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سکندر نبی نہ تھے اور نہ ہی رسول اور نہ فرشتے تھے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے بندے تھے اللہ نے انہیں محبوب بنایا، دُنیا میں ایسے چار بادشاہ ہُوئے ہیں جو تمام دنیا پر حکمران تھے۔ دو مؤمن حضرت ذوالقرنین اور حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہما السلام اور دو کافر نمرود اور بخت نصر (صاوی) ایک پانچویں بادشاہ اِس امّت سے ہونے والے ہیں جن کا اسم مبارک حضرت امام مہدی ہے۔ ان کی حکومت تمام روئے زمین پر ہوگی۔ ذوالقرنین نے کتابوں میں دیکھا تھا کہ اولادِ سام میں سے ایک شخص چشمۂ حیات میں سے پانی پیئے گا اور اس کو موت نہ آئے گی۔ یہ دیکھ کر وہ چشمۂ حیات کی طلب میں مغرب و مشرق کی طرف روانہ ہُوئے اور آپ کے ساتھ حضرت خضر بھی تھے۔ تو وہ چشمۂ حیات تک پہنچ گئے اور اُنھوں نے اس سے پانی پی لیا۔ مگر ذوالقرنین کے مقدر میں نہ تھا۔ اُنھوں نے نہ پایا۔ اس سفر میں مغرب کی جانب روانہ ہوئے تو جہاں تک آبادی ہے وہ سب منازل قطع کر ڈالے اور سمتِ مغرب میں وہاں پہنچے جہاں آبادی کا نام و نشان باقی نہ تھا۔ وہاں انھیں آفتاب غروب کے وقت ایسا نظر آیا گویا کہ وہ سیاہ چشمہ میں ڈوبتا ہے۔ جیسا کہ دریائی سفر کرنے والے کو پانی میں ڈوبتا نظر آتا ہے۔

صحیح تر بات یہ ہے کہ ذوالقرنین حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھے اور شام میں ان سے ملاقات کی تھی۔ جب چشمۂ حیات کے حصُول میں کامیاب نہ ہُوئے اور حضرت خضر علیہ السّلام اس سعادت سے مشرف ہوگئے تو اُن کو بہت غم لاحق ہُوا اور اسی فکر و حزن میں دومۃ الجندل میں فوت ہوگئے۔ جہاں ان کا مکان تھا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ ذوالقرنین کی عمر ایک ہزار برس تھی۔ جتنی عمر حضرت آدم علیہ السلام کی تھی۔ ان کو ذوالقرنین اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زمین کے دونوں کناروں تک پہنچے تھے یا اس لئے کہ وہ اندھیرے اور روشنی میں چلتے رہتے تھے یا اس لئے کہ ان کو ظاہر و باطن کا علم دیا گیا تھا یا اس لئے کہ اس کی زندگی میں لوگوں کے دو قرن گزرے تھے یا اس لئے کہ وہ مشرق و مغرب کے مالک تھے۔

قولہ وَاٰتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا، سبب سے مراد علم و قدرت ہے۔ عبد الرحمٰن بن زید نے کہا اس سے مراد ہر زبان کی تعلیم ہے۔ وہ جس قوم کو فتح کرتے تھے ان سے انہی کی زبان میں کلام کرتے تھے۔ بعض نے اس سے مراد طرق اور مسالک لئے ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ خلیفہ واثق نے اپنے عہد میں اپنے ایک وزیر کو لشکر دے کر بھیجا کہ وہ سدِ سکندری کو دیکھیں اور پھر اس کو بتائیں کہ وہ کیسی دیوار ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے اس کو دیکھا کہ وہ لوہے اور پیتل سے بنائی گئی ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا دروازہ ہے جس کو بہت وزنی قفل لگے ہُوئے ہیں۔ اُنھوں نے ذکر کیا کہ وہ دیوار بہت بُلند ہے۔ اس لئے یاجوج ماجوج اس پر چڑھ نہیں سکتے۔ قولہ اَسْطَاعَ، یہ طَاعَ یَطِیْعُ سے ہے جب طَاعَ کو باب استفعال کی طرف نقل کیا تو اِسْتَطَاعَ ہُوا جس کا وزن اِسْتَفْعَلَ ہے۔ پھر تاء کی حرکت ہمزہ کی طرف نقل کرنے کے بعد تخفیف کے لئے اس کو حذف کر دیا تو اَسْتَطَاعَ ہُوا۔ اسی لئے اَسْتَطَاعَ یَسْتَطِیْعُ

marfat.com
Marfat.com

پڑھا جاتا ہے۔ قولہ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ،، یعنی وہ دیوار بہت سخت اور بلند ہے اس میں سُوراخ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس پر چڑھ سکتے ہیں۔

قولہ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ آہ یعنی یہ دیوار اللہ تعالیٰ کی اس کے بندوں کے لئے رحمت ہے۔ اور جب قیامت کا قرب ہوگا تو اس دیوار کو پاش پاش کر کے زمین کے برابر کر دے گا۔

دَكَّآءَ مِنَ الْاَرْضِ ،، کا معنیٰ ہے زمین کے ساتھ مل کر برابر ہونے والی ،، چنانچہ جس اونٹنی کی کوہان پست ہو کر اس کی پشت کے ساتھ برابر ہو گئی ہو اس کو ناقہ دَکَّاءَ ،، کہا جاتا ہے۔

قولہ تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ الخ یعنی یاجوج ماجوج جب دیوار کے پیچھے سے نکلیں گے تو بڑی شدت اور تیزی سے نکلیں گے اور تمام دنیا میں ان کا سخت ہجوم ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے وہ بحیرہ طبریہ پہ آئیں گے اس کا سارا پانی پی جائیں گے اور اس کے جانور کھا جائیں گے۔ جب ان میں آخری شخص وہاں سے گزرے گا تو کہے گا یہاں بھی کبھی پانی تھا وہ جوشش دیکھیں گے اس کو کھاتے چلے جائیں گے۔ لیکن مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ان کو داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی جبکہ فرشتے ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔

قولہ رَاَيْتُهٗ ،، یعنی ایک شخص نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم (میں نے اس دیوار کو دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیسی ہے اُس نے عرض کیا لکیردار چادر کی طرح جس میں سفید اور سیاہ یا سُرخ لکیریں ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً تُو نے اس کو دیکھا ہے۔ اور تُو اس بات میں سچا ہے نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں قتادہ سے روائت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! میں نے اس دیوار کو دیکھا ہے لیکن لوگ تسلیم نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کیسے دیکھا ہے۔ اُس نے عرض کیا میں نے اسے ایسے دیکھا ہے جیسے لکیردار چادر ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا تُو نے سچ کہا ہے۔ میں نے معراج کی رات میں اس کو دیکھا کہ اس کی بعض اینٹیں سونے کی اور بعض تانبے کی ہیں۔

حوفی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ دونوں پہاڑوں کا درمیانی فاصلہ ایک سو فرسخ ہے۔

جب ذوالقرنین نے دیوار کو بنانا شروع کیا تو پانی تک اس کی بنیاد کھودی۔ اس کی چوڑائی پچاس فرسخ۔ موٹائی میں پتھر اور پگھلایا ہُوا پیتل رکھا۔ پھر اس کے اُوپر لوہے کی چادریں اور پگھلایا ہُوا پیتل کیا اس کے اندر بھی اس طرح پیتل کیا حتیٰ کہ وہ لکیردار چادر نظر آنے لگی۔

marfat.com
Marfat.com

۳۱۳۰ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدْ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ

۳۱۳۰ــــ ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زینب بنت ام سلمہ نے ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے انھوں نے زینب بنت جحش ام المومنین رضی اللہ عنہن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لے گئے درانحالیکہ آپ فرما رہے تھے۔ لا الہ الا اللہ " عربوں کی خرابی اس شر سے جو قریب آ رہی ہے۔ آج یاجوج و ماجوج کی دیوار سے اس کی شکل کھل گیا ہے اور آپ نے اپنے انگوٹھے اور اس کے متصل انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ زینب بنت جحش نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوگا ! جبکہ فسق و فجور زیادہ ہونے لگے گا۔

۳۱۳۰ــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان فتنوں میں عربوں کی ہلاکت کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ عظیم تر مفاسد کا مرجع عرب ہی ہوں گے وہ بنا بر ارشاد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض فتنوں کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔ کیونکہ ایک قول کے مطابق یاجوج ترک ہیں اور انھوں نے خلیفہ مستعصم کو ہلاک کیا اور بغداد میں بہت کہرام برپا کیا جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جمہور علماء نے خبث کی تفسیر فسق و فجور سے کی ہے۔ بعض نے اس سے زنا سے پیدا ہونے والے انسان مراد لئے ہیں لیکن ظاہر وہ واضح بات یہی ہے کہ خبث سے مراد معاصی گناہ ہیں یعنی جب عام لوگ گناہوں میں مبتلا ہونے لگیں گے تو ان پر قہر خدا نازل ہوگا اور وہ ہلاک ہو جائیں گے اگرچہ ان میں سے گنہگار اور نیک لوگ بھی ہوں گے کیونکہ خشک لکڑیوں میں تر لکڑیاں بھی جل جاتی ہیں حالانکہ وہ جلنے کے قابل نہیں ہوتیں۔ علامہ قسطلانی نے کہا مسلم کی روایت کے اس سند میں " حبیبہ بنت ام حبیبہ بنت ابی سفیان

marfat.com
Marfat.com

۳۱۳۱ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَحَ اللّٰهُ مِنْ رَدْمِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلَ هٰذَا وَعَقَدَ بِيَدِهٖ تِسْعِيْنَ

عَنْ اُمِّهَا اُمِّ حَبِيْبَةَ ہے لیکن بخاری نے حَبِیْبَہ کو ساقط کر دیا ہے۔ اس اسناد میں زہری اور عروہ دونوں تابعی ہیں جبکہ اس میں چار خواتین صحابیات ہیں اور وہ ایک دوسری سے روائت کرتی ہیں۔ ان میں سے دو رَبِیْبَہ ہیں اور وہ زینب بنت ابی سلمہ اور حبیبہ بنت ام حبیبہ ہیں اور دو امہات المؤمنین ہیں اور وہ زینب بنت جحش اور ام حبیبہ ہیں یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس اسناد میں دو تابعی

قَوْلُهٗ حَلَقَ بِاِصْبَعِهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِیْ تَلِیْهَا ،، یعنی سبابہ انگلی کو انگوٹھہ کی جڑ میں رکھا اور اس کو ملایا حتیٰ کہ ان دونوں میں تھوڑا سا فرجہ رہ گیا۔ یہ حساب کی وضع اور طریقہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھہ کی جڑ سے سبابہ کو ملایا۔ حالانکہ مسلم کی روائت کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ سفیان نے اپنے ہاتھ سے دس کا عقد بنایا۔ اور بخاری کی کتاب الفتن میں روائت کے پیش نظر سفیان نے نوّے یا سَو کا عقد بنایا اور ابوہریرہ کی روائت میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا سا کھول دیا ہے۔ اور نوّے کا عقد بنایا ،، اس سے یہ واضح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد بنایا اور مسلم میں وہیب کے طریق سے ابوہریرہ سے روائت ہے کہ وہیب نے نوّے کا عقد بنا کر دکھایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وُہَیب عاقد ہیں تو اس تقریر سے تین چیزیں سامنے آگئیں۔ ایک عقد بنانے والے میں اختلاف ہے کہ وہ کون ہے؟ دوسرے عدد میں اختلاف ہے کہ عدد دس کا بنایا یا نوّے کا یا سَو کا یا کوئی اور تیسری بات یہ کہ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عرب حساب و کتاب جانتے ہیں حالانکہ دوسری روائت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم بے پڑھے ہیں حساب و کتاب نہیں جانتے ،، تو بظاہر ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔

اس مستخرج کا جواب یہ ہے کہ پہلی صورت میں نفسِ عقد حدیث کا لفظ نہیں اس کو داخل کیا گیا۔ راویوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ "مثل ھٰذا ،، سے تعبیر کی ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے اشارہ کو آنکھوں سے دیکھا تھا اور دوسرے کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد مثال ہے تاکہ صورت ذہن نشین ہو جائے۔ کوئی خاص حد مراد نہیں اور تیسرے کا جواب یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ہم بے پڑھے ہیں حساب و کتاب نہیں جانتے ہیں ،، اس سے مراد خاص معیّنہ صورت کا بیان ہے۔

۳۱۳۱ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے

marfat.com
Marfat.com

۳۱۳۲ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ ثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یَا اٰدَمُ فَیَقُوْلُ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ فَیَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ فَعِنْدَهٗ یَشِیْبُ الصَّغِیْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَی النَّاسَ سُكَارٰی وَمَا هُمْ بِسُكَارٰی وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَیُّنَا ذَاكَ الْوَاحِدُ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَمِنْ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَلْفًا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ فِی النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَآءِ فِیْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَبْیَضَ اَوْ كَشَعْرَةٍ بَیْضَآءَ فِیْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَسْوَدَ

نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یاجوج و ماجوج کی دیوار سے اتنا سا کھول دیا ہے اور اپنے ہاتھ مبارک سے نوّے کا عقد بنایا۔ (حدیث ۳۱۳۰ کی شرح دیکھیں)

۳۱۳۲ــــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے آدم! وہ عرض کریں گے میں حاضر ہوں اور بار یابی میں ہوں اور ہر بھلائی تیرے دستِ قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دوزخ میں بھیجے جانے والے کتنے لوگ ہیں اللہ فرمائے گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ اس وقت بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور حاملہ عورتیں اپنے حمل وضع کر دیں گی اور تو لوگوں کو بیہوش دیکھے گا وہ بیہوش نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ایک ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا تمہیں خوشی ہونی چاہیئے تم میں سے ایک اور یاجوج و ماجوج ہزار ہوگا۔ پھر فرمایا! اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا

وَقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِلّٰہِ وَقَوْلِہٖ جَلَّ ذِکْرُہٗ اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ وَقَالَ اَبُوْمَیْسَرَۃَ الرَّحِیْمُ بِلِسَانِ الْحَبَشَۃِ

میری جان ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ تم جنتیوں میں چوتھا حصہ ہوگے۔ ہم نے زور سے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے اُمید ہے کہ تم جنتیوں میں نصف ہوگے۔ ہم نے پھر اللہ اکبر کہا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں صرف سفید بیل کے جسم میں سیاہ بال کی طرح ہو یا سیاہ بیل کے جسم میں سفید بال کی مثل ہو۔

مشرح ۳۱۳۲ : یعنی جب قیامت میں پروردگار عالم جل مجدہ الکریم کا یہ ارشاد لوگ سُنیں گے تو خوف و ہراس اور دہشت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔ یعنی سخت خوف ہوگا حتیٰ کہ اگر عورتوں کو حاملہ تصوّر کیا جائے تو وہ اپنے حمل وضع کر دیں گی۔ عربوں میں محاورہ ہے کہ وہ کہا کرتے ہیں۔ ہمیں اتنی سختی آپہنچی ہے کہ اس سے ہمارے بچے بوڑھے ہوگئے ہیں تو یہ کلام مجاز پر مبنی ہے۔ بعض علماء نے اس کو حقیقت پر محمول کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دُنیا سے نکلنے سے پہلے قیامت کا زلزلہ آئے گا۔ اس میں لوگوں کا یہ حال ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خوشی کے وقت نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنا مستحب ہے۔ اور نعمتوں کی تحدید اور کثرت پر خوشی کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کی بہت کثرت ہوگی اُن کی نسبت جنتی بہت تھوڑے ہوں گے جیسے بیل کا ایک سفید یا کالا بال دوسرے بالوں کی نسبت نہایت ہی قلیل ہے اور کچھ نسبت نہیں رکھتا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد
اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا "

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : بے شک ابراہیم عبادت گزار بندے تھے۔ اور اس کا ارشاد : بے شک ابراہیم نرم دل اور بردبار تھے۔ ابومیسرہ نے کہا اوّاہ کا معنی، حبشی زبان میں مہربان ہے!

marfat.com
Marfat.com

حضرت ابراہیم خَلِیْلُ اللّٰہِ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ شیخ الانبیاء ہیں ۔ آپ کا نسب شریف یہ ہے ۔ ابراہیم بن تارخ بن ناخور بن ساروح بن راعو بن فالح بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام یہ سُدی نے اپنے اشیاخ سے بیان کیا ہے اور بعض علماء نے یوں بیان کیا ہے ابراہیم بن تارخ بن اسوع بن ارغو بن فالغ بن شالح بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام اور قینان کو عمودِ نسب سے خارج کر دیا ۔ ثعلبی نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد تارخ ہے ۔ وہب نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نونابنت کرنبا ہیں اور کرنبا سام کی اولاد میں سے ہے ۔ ہشام نے کہا حضرت نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان صرف حضرت ہود اور صالح علیہما السلام ہیں ۔ حضرت ابراہیم اور ہود کے درمیان چھ سو تیس سال کا عرصہ ہے اور حضرت نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار ایک سو بیالیس سال کی مُدّت ہے ۔ ثعلبی نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی پیدائش اور طوفانِ نوح کے درمیان ۱۲۶۲ سال کا عرصہ ہے اور یہ حضرت آدم علیہ السّلام کی پیدائش کے ۳۲۲۷ سال کا واقعہ ہے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود بن کنعان ملعون کے زمانہ میں نمرود کے شہر کے متعلق ایک گاؤں بابل میں پیدا ہوئے ۔ آپ کی کنیت ابوالاضیاف ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت ناموں سے یاد کیا ہے ۔ چنانچہ اوّاہ حلیم ، منیب ، حنیف ، قانع اور شاکر ایسے اسماء ذکر کئے ہیں ۔ آپ کی عمر شریف دو سو سال ہوئی ہے ۔ جبرون کے ایک محلہ میں آپ مدفون ہیں جس کو اب مدینۃ الخلیل کہا جاتا ہے ۔ آپ کو ابراہیم اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ آپ اب رحیم یعنی رحمدل باپ ہیں ۔ آپ بچوں سے محبت بہت کیا کرتے تھے ۔ ابن جریر نے تفسیر میں ذکر کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اس لئے کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ لوگ قحط سالی کا شکار ہو گئے تو آپ کا ایک دوست مصر میں رہتا تھا جو آپ کو طعام بھیجا کرتا تھا ۔ آپ نے اس کے پاس اپنے خدام کو بھیجا کہ وہ اس سے طعام لائیں تو اُس نے کہا اگر آپ اپنے ہی لئے طعام طلب کرتے تو میں بھیج دیتا ۔ لیکن آپ تو لوگوں کے لئے طعام طلب کر رہے ہیں کیونکہ وہ لوگ آپ کے مہمان ہیں جبکہ آپ بہت مہمان نواز تھے اور لوگوں کی طرح ہم بھی قحط میں مبتلا ہیں اور طعام بھیجنے سے معذرت کر دی چنانچہ خدام خالی واپس لوٹے جب وہ ایک ریتلے نرم میدان سے گزرے تو اُنھوں نے خیال کیا کہ اگر یہاں سے بوریوں میں ریت بھر لیں تو بہتر رہے گا تاکہ جب لوگ بوریوں کو بھرا ہُوا دیکھیں گے تو وہ سمجھیں گے کہ ہم طعام لائے ہیں اور یہ شرم کی بات ہے کہ ہم خالی بوریاں لے کر لوگوں کے سامنے جائیں تو اُنھوں نے نرم ریت بوریوں میں بھر لی ۔ جب وہ ابراہیم علیہ السّلام کے پاس آئے اور آپ کو حالات سے آگاہ کیا تو آپ کو صدمہ پہنچا اور آپ پر نیند کا غلبہ ہو گیا تو آپ سو گئے جبکہ آپ کی بیوی سیّدہ سارہ علیہا السّلام بھی سو رہی تھیں ۔ جب سُورج بُلند ہُوا تو وہ بیدار ہوئیں اور کہنے لگیں سبحان اللہ ! خدّام آئے نہیں ؟ عرض کیا گیا وہ آ گئے ہیں ۔ آپ اُٹھیں اور ایک بوری کو کھولا تو اس میں بہترین آٹا تھا اور یہی حال دُوسری بوریوں کا تھا ۔ آپ نے آٹا نکالا اور گوندھ کر روٹیاں پکائیں اور مہمانوں کو کھانا کھلایا ۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام بیدار ہُوئے تو آپ کو روٹیوں کی خوشبو آئی ۔ فرمایا یہ کہاں سے آئی ہیں ؟ سیّدہ سارہ علیہا السلام نے عرض کیا یہ آٹا آپ کے مصری خلیل (دوست) نے بھیجا ہے ۔ آپ نے یہ سُن کر فرمایا بلکہ میرے خلیل اللہ نے یہ بھیجا ہے ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو

marfat.com
Marfat.com

۳۱۳۳ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ اُرَاهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... قَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَآ اِنَّا كُنَّا

خلیل سے موسوم کیا ۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ پر خلّت کا اطلاق بطور مشاکلت ہے۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمانا بلکہ میرے خلیل اللہ نے بھیجا ہے یہ سارہ کے کلام آپ کے مصری خلیل نے بھیجا ہے کے مقابلہ میں ہے جیسے نفس کا اطلاق بطور مشاکلت ہے ۔ قرآن کریم میں ہے تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ " ایک یہ وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ نے مشرکوں کو دعوتِ توحید دی اور اُن کو چاند، ستاروں، سُورج اور بتوں کی پُوجا سے منع کیا۔ جس کے باعث آپ کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ اپنے آپ کو نمرود کی آگ میں ڈال دیا ..... اللہ کی رضا میں بیٹے کی قربانی کرنے تیار ہو گئے اور لوگوں کی مہمانی آپ کا شعار رہا۔ یہ ایسے امور تھے جن سے اللہ بہت خوش ہوتا ہے اس لئے آپ کو خلیل بنایا۔ علماء اور وجوہ بھی بیان کرتے ہیں ۔ نیز آپ اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرتے تھے اور اللہ کی مرضی کے مطابق اس کی طاعت کرتے تھے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے ابراہیم کو خلیل بنایا ہے ۔ ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد سے عبداللہ ابن عمیر کا ذکر کیا کہ ابراہیم علیہ السلام لوگوں کی مہمانی کیا کرتے تھے ۔ ایک روز کسی شخص کی تلاش میں باہر نکلے تاکہ اس کی مہمانی کریں تو کوئی شخص نہ ملا۔ آپ اپنے گھر واپس آئے تو اس میں ایک شخص کھڑا دیکھا تو اس سے فرمایا اے خدا کے بندے میری اجازت کے بغیر تم کو کس نے گھر میں داخل کیا۔ اُس نے کہا اس کے مالک کی اجازت سے داخل ہوا ہوں ۔ فرمایا تو کون ہے؟ کہا میں ملک الموت ہوں ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کی طرف بھیجا ہے جس کو اللہ نے خلیل بنایا ہے۔ فرمایا وہ شخص کون ہے؟ بخدا! اگر مجھے اس کی خبر دے تو وہ جہاں بھی ہوگا تو میں اس کے پاس ضرور جاؤں گا اگرچہ دنیا کے ایک کونہ میں ہو۔ اور وفات پانے تک میں اس کا ساتھی رہوں گا ملک الموت نے کہا وہ آپ ہی تو ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا درست ہے پھر فرمایا کس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا ہے۔ ملک الموت نے کہا آپ لوگوں کو عطایا دیتے ہیں اور پھر ان سے واپسی کا مطالبہ نہیں کرتے واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تم قیامت میں برہنہ پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے

۳۱۳۳ ـــ

marfat.com
Marfat.com

فاعِلِيْنَ وَاَوَّلُ مَنْ يُكْسَىٰ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِیْ يُوْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَيْحَابِیْ اُصَيْحَابِیْ فَيَقُوْلُ اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ

کے اُٹھائے جاؤ گے پھر پڑھا جس طرح ہم نے ابتداءً تم کو پیدا کیا دوبارہ اسی طرح لوٹائیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے ہمارے ذمہ ہے۔ ہم اس کو ضرور پورا کریں گے یا قیامت کے روز سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا۔ وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور میرے چند اصحاب کو بائیں جانب لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا یہ میرے اصحاب ہیں یہ میرے اصحاب ہیں تو کہا جائے گا جب آپ ان سے جُدا ہُوئے وہ اپنی ایڑھیوں کے بل اسلام سے مرتد ہوگئے تھے تو میں کہوں گا جیسے عبد صالح (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا جب تک میں ان میں رہا ان پر گواہ رہا۔ اور جب تُو نے مجھے فوت کیا تو تُو ہی ان پر نگہبان ہے۔ العزیز الحکیم تک۔

۳۱۲۳ — شرح : ابوداؤد نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جب وہ فوت ہونے لگے تو اُنھوں نے نئے کپڑے منگوا کر پہنے اور کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ یہ میّت کو اسی لباس میں اُٹھایا جائے گا جس میں اس کا انتقال ہُوا ہوگا۔ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ جبکہ امام ترمذی نے مرفوع حدیث ذکر کی کہ تم پیادے اور سوار اُٹھائے جاؤ گے اور تم چہروں کے بل چلو گے لیکن اس کا بخاری کی اس حدیث سے معارضہ نہیں کیونکہ لوگ قبروں میں سے اپنی کپڑوں میں اُٹھائے جائیں گے جن میں وہ فوت ہُوئے ہوں گے پھر محشر کے میدان میں جب لوگ جمع ہوں گے تو ان کا یہ لباس اُتر جائے گا تو ان کا برہنہ حشر ہوگا یا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ بعض لوگ حسابِ کتاب کی جگہ ننگے چل کر آئیں گے پھر ان کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا۔

اس حدیث میں سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت بڑی فضیلت ہے جیسے سیدنا موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ فضیلت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرش کا پایا پکڑے ہُوئے پائیں گے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اپنی قبر شریف سے باہر تشریف لائیں گے لیکن اس کو یہ لازم نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام آپ سے افضل ہیں کیونکہ یہ جزوی فضیلت ہے جو کلی فضیلت کے منافی نہیں یا معنیٰ یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم متکلم ہیں اور مذکور حکم سے خارج ہیں چنانچہ علماء اصول نے ذکر کیا ہے کہ متکلم اپنے عمومی خطاب میں داخل نہیں ہوتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم

marfat.com
Marfat.com

علیہ السلام جنتی چادر پہنائی جائے گی ۔ پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور پھر دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو جنتی چادریں پہنائی جائیں گی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ ان کو برہنہ نمرود کی آگ میں ڈالا گیا تھا ۔ حدیث میں لفظ "اصحابی" کا تکرار تاکید کے لئے ہے ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ لوگ منافق اور مرتد ہیں جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام سے منحرف ہو گئے تھے اور ابو عُمر نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے خلاف نئی اشیاء پیدا کیں جیسے روافض اور خوارج اور دیگر اہلِ اہواء وغیرہ ان کو حوض سے دھکیل دیا جائے گا ۔ اسی طرح حق کو مٹانے والوں اور علانیہ کبیرہ گناہ کرنے والوں کو حوض سے دُور رکھا جائے گا جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پانی عنایت فرمانے کا ارادہ فرمائیں گے تو فرشتے یہ عرض کرتے ہوئے روک دیں گے کہ یہ لوگ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے لیکن اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ارتداد اور رفض و خروج کا علم نہیں ہوگا کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا میری اُمت کے اعمال صبح و شام مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں ۔ چونکہ آپ سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور اگر کسی نے آپ سے مانگا تو آپ نے کبھی انکار نہیں کیا اس غایت شفقت کے باعث آپ ان کو بھی پانی دینے کا ارادہ فرمائیں گے جیسے عبداللہ بن ابی بن سلول جو رئیس المنافقین تھا ۔ آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی نمازِ جنازہ سے آپ کو منع نہیں کیا تھا اس کے بعد جب منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کر دیا تو آپ نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھی ایسے ہی پہلے آپ کو ان لوگوں کے متعلق پانی دینے سے منع نہیں کیا گیا تھا ۔ جب فرشتوں نے اللہ کے حکم کے مطابق روک دیا تو آپ نے ان کو پانی دینے کا ارادہ ترک فرما دیا مسلم نے باب الحوض میں حدیث ذکر کی کہ جب آپ ان کو پانی دینے کا ارادہ فرمائیں گے تو فرشتے عرض کریں گے کیا آپ جانتے نہیں کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے ؟ یعنی جب آپ کو علم ہے کہ یہ لوگ بعد میں منحرف ہو گئے تھے ۔ تو آپ انہیں پانی نہ دیں اس حدیث سے یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو پانی دینا رحمت و شفقت پر مبنی ہے جو آپ کی عادت کریمہ ہے ۔ علاوہ ازیں قیامت کی بات آپ اب دُنیا میں فرما رہے ہیں کہ حوض پر اس طرح ہوگا پھر کیسے یہ تصور ممکن ہے کہ قیامت میں آپ کو علم نہ ہوگا ۔ یاد رہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی صحابی مرتد نہیں ہُوا ۔ حدیث میں مذکور وہ لوگ ہیں جو جاہل عرب تھے اور وہ دُور دور سے خوف زدہ ہو کر اور نفسانی طمع کے باعث اسلام میں داخل ہو گئے تھے ۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ لوگ دو قسم کے تھے ۔ ایک قسم وہ تھی جو نافرمان اور استقامت سے منحرف ہُوئے اسلام سے منحرف نہ ہُوئے تھے ۔ یہ لوگ اعمال صالحہ کی جگہ بُرے عمل کرنے لگے تھے ۔ دوسری قسم وہ لوگ تھے جو دین سے مرتد ہو کر کفر میں داخل ہو گئے تھے ۔ (اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے ۔ غالباً یہ لوگ منکرینِ زکوٰۃ تھے ۔

marfat.com
Marfat.com

۳۱۳۴ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقٰى اِبْرَاهِيْمُ اَبَاهُ اٰزَرَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَعَلٰى وَجْهِ اٰزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ فَيَقُوْلُ لَهٗ اِبْرَاهِيْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ لَا تَعْصِنِيْ فَيَقُوْلُ اَبُوْهُ فَالْيَوْمَ لَا اَعْصِيْكَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ يَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَّنِيْ اَنْ لَّا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ فَاَيُّ خِزْيٍ اَخْزٰى مِنْ اَبِي الْاَبْعَدِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِنِّيْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَا اِبْرَاهِيْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِيْخٍ مُتَلَطِّخٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ

۳۱۳۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم (علیہ السلام) اپنے چچا آزر کو قیامت کے روز ملیں گے جبکہ اس کے چہرہ پر سیاہی اور غبار چھایا ہوگا۔ ابراہیم (علیہ السلام) اسے فرمائیں گے۔ کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی مت کر تو ان کا چچا آزر کہے گا آج میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا (یہ سُن کر) ابراہیم اللہ سے عرض کریں گے اے میرے پروردگار! تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ جس روز لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے تو مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ تیری رحمت سے دُور میرے چچا کی رُسوائی سے بڑھ کر کیا رُسوائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے کافروں کے لئے جنت حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا اے ابراہیم تمہارے پاؤں کے نیچے کیا ہے؟ وہ دیکھیں گے تو بہت بالوں والا نر بجھو خون آلودہ ہے اس کی ٹانگیں پکڑ کر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا!

۳۱۳۴ — شرح : قرآن کریم میں چچا پہ باپ کا اطلاق ہے چنانچہ ارشاد ہے "وَمِنْ اٰبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ" یہ خطاب حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہے اور اسماعیل علیہ السلام آپ کے چچا تھے جن پر باپ کا اطلاق ہوا ہے۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کے چچا آزر پہ باپ کا اطلاق ہے۔ حالانکہ آپ کے والد تارخ ہیں جیسا کہ آپ کے نسب میں ذکر ہو چکا ہے۔ آزر کو بجھو اس لئے مسخ کر دیا جائے گا کہ یہ تمام جانوروں سے زیادہ بیوقوف ہے۔ اس کی ایک بیوقوفی یہ ہے کہ یہ ضروری شئی سے بھی غافل ہو جاتا ہے جس سے

marfat.com
Marfat.com

۳۱۳۵ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنِي ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي عَمْرٌو اَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَوَجَدَ فِيْهِ صُوْرَةَ اِبْرَاهِيْمَ وَصُوْرَةَ مَرْيَمَ فَقَالَ اَمَّا هُمْ فَقَدْ سَمِعُوْا اَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ مُصَوَّرٌ فَمَالَهُ يَسْتَقْسِمُ

۳۱۳۶ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاَى الصُّوَرَ فِي الْبَيْتِ لَمْ يَدْخُلْ حَتّٰى اَمَرَ بِهَا فَمُحِيَتْ وَرَاَى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ بِاَيْدِيْهِمَا الْاَزْلَامُ فَقَالَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهِ اِنِ اسْتَقْسَمَا بِالْاَزْلَامِ قَطُّ

غفلت نہیں برتی جاتی۔ جب آزر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام جو تمام لوگوں سے زیادہ شفیق تھے کی نصیحت قبول نہ کی اور شیطان کے دھوکہ فریب میں پھنسا رہا اور ضروری امر سے غافل ہوا تو اس کو بجو مسخ کر دیا گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں سے کافروں کو فائدہ نہیں پہنچے گا جبکہ ان کا خاتمہ کفر پہ ہو گیا ہو۔

۳۱۳۵ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں ابراہیم علیہ السلام کی صورت اور مریم علیہا السلام کی صورت پائی تو فرمایا کیا انھوں نے سنا نہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی صورت ہو۔ یہ ابراہیم کی صورت ہے یہ کیسی تقسیم کرتے ہیں۔

۳۱۳۶ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ میں صورتیں دیکھیں تو اس میں داخل نہ ہوئے حتیٰ کہ ان کے متعلق حکم دیا اور ان کو مٹا دیا گیا اور حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے ہاتھوں میں تیر دیکھے تو فرمایا اللہ ان کو ہلاک کرے بخدا! انھوں نے کبھی تیروں سے تقسیم نہیں کی۔

marfat.com
Marfat.com

۳۱۳۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتْقَاهُمْ فَقَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْئَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا قَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ وَمُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بیشک اللہ کی سنت ان کی سنت

۳۱۳۵ ، ۳۱۳۶ — شرح : یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ آپ تیروں سے لوگوں کے امور کی تقسیم کرتے تھے بے بنیاد افتراء ہے کیونکہ آپ ان الائش سے معصوم تھے کیونکہ تیروں سے لوگوں کے مقسوم کا فیصلہ کرنا حرام ہے اور یہ قمار بازی ہے جس کی انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف نسبت کرنا ان کی ذوات مطہرہ پر بدنما دھبہ لگانا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے تقدس کی پامالی ہے اور اس کی ذات منزہ صفات پر افتراء ہے حدیث میں مذکور لفظ "اما" کا قسیم "ھٰذا ابراہیم" ہے یا محذوف ہے جیسے وَاَمَّا صُوْرَتُ مَرْيَمَ فَكَذَا ،، قولہ اِنِ اسْتَقْسَمَا ،، میں اِنْ نافیہ ہے۔ یعنی حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے تیروں سے تقسیم نہیں کی ،،

۳۱۳۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ ،، لوگوں میں سے سب سے زیادہ مکرم ومعظم کون ہے۔ آپ نے فرمایا جو ان میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ لوگوں نے کہا ہم نے یہ سوال نہیں کیا تو آپ نے فرمایا اللہ کا نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ۔ اللہ کے نزدیک معظم ہیں۔ لوگوں نے کہا ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب خاندانوں سے متعلق پوچھ رہے ہو ان میں سے جو زمانۂ جاہلیت میں سردار تھے وہ اسلام میں بھی سردار ہیں جبکہ وہ دین میں فقاہت حاصل کرلیں۔ ابواُسامہ اور معتمر نے عبیداللہ سعید اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۳۱۳۷ — شرح : یعنی یہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اشرف ہیں کیونکہ جو کوئی اللہ سے ڈرے وہ اشرف ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ تقویٰ انسان میں عزت و وقار

marfat.com
Marfat.com

۳۱۳۸ — حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ ثَنَا عَوْفٌ ثَنَا أَبُو رَجَاءٍ ثَنَا سَمُرَةُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ أَتَانِي اللَّيْلَةَ إِتْيَانِ فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ طَوِيلٍ لَا أَكَادُ أَرٰى رَأْسَهُ طُوْلًا وَأَنَّهُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۳۱۳۹ — حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا النَّضْرُ أَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَذَكَرُوا لَهُ الدَّجَّالَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ أَوْ كَ ف ر قَالَ لَمْ أَسْمَعْهُ وَلٰكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلٰى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسٰى فَجَعْدٌ آدَمُ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُكَبِّرُ

کے اسباب پیدا کرتا ہے اور اس کے باعث انسان حرص وطمع سے دُور رہتا ہے حتی کہ وہ مباح امور سے بھی اجتناب کرتا ہے گناہ کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس حدیث سے قرطبی نے استدلال کیا کہ حضرت یُوسف علیہ السلام کے بھائی نبی نہیں تھے کیونکہ وہ نبی ہوتے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس منقبت میں شامل کرتے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ یُوسف علیہ السلام کا حدیث میں ذکر اس لئے ہے کہ آپ اپنے بھائیوں سے افضل تھے۔ جبکہ بعض علماء نے حضرت یوسف علیہ السلام کو رسُول مانا ہے۔ "مَعَادِن" کا معنیٰ اصول ہے جن طرف لوگ منسوب ہوتے ہیں اور ان کے سبب ایک دوسرے سے فخر کی باتیں کرتے ہیں۔ ان کو معادن اس لئے کہا ہے کہ ان میں مختلف قابلیت پائی جاتی ہے۔ ان میں سے بعض تو اللہ کے فیض کو قبول کی صلاحیت رکھتے ہیں اور بعض میں یہ قابلیت نہیں۔ جبکہ معدن میں مختلف اقسام کے نفیس جواہر ہوتے ہیں۔ یہ لوگ بھی علوم کی معادن ہیں بشرطیکہ وہ علم دین میں فقاہت حاصل کریں۔ واللہ اعلم!

۳۱۳۸ — ترجمہ : سَمُرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرے پاس دو شخص آئے۔ اور ہم سب ایک آدمی کے پاس آئے جس کا قد بہت لمبا تھا میں اس کی لمبائی کے سبب اس کا سر نہ دیکھ سکتا تھا اور وہ ابراہیم علیہ السلام تھے۔ (حدیث ع ۱۳۰۶ کی شرح دیکھیں)

۳۱۳۹ — ترجمہ : مُجاہد سے روائت ہے کہ اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سُنا جبکہ لوگوں نے ان کے پاس دجال کو ذکر کیا کہ اس کی دو آنکھوں کے درمیان کافر یا ک ف ر لکھا ہُوا ہے۔ ابن عباس نے کہا یہ میں نے نہیں سُنا لیکن آپ نے فرمایا کہ بہرحال ابراہیم

marfat.com
Marfat.com

۳۱۴۰ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَتَنَ اِبْرَاهِيْمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اِبْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ وَتَابَعَهُ عَجْلَانُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ

۳۱۴۱ــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ نَا شُعَيْبٌ نَا اَبُو الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقَدُوْمِ مُخَفَّفَةً

کو دیکھنا ہے تو اپنے صاحب (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لو لیکن موسیٰ گھنگھریالے بالوں والے گندمی رنگ والے تیز اونٹ جس کی نکیل کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھی پر سوار تھے۔ گویا کہ میں ان کو اب دیکھ رہا ہوں کہ وہ وادی میں اترتے ہوئے تلبیہ کہہ رہے ہیں۔

۳۱۳۹ــ شرح : وَذَكَرُوْا لَهُ الدَّجَالَ سے قال تک جملہ معترضہ ہیں اور ف ر سے دجال کے کفر کی طرف اشارہ ہے۔ محققین کا مسلک یہ ہے کہ دجال کے ماتھے پر حقیقۃً کافر لکھا ہوا ہے۔ جو مومن کو نظر آئے گا اگرچہ وہ پڑھا ہوا نہ ہو جس سے وہ اس کے کفر پر اطلاع پائے گا "صاحب" سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں کا تصور کرنا جائز ہے۔

۳۱۴۰ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم "علیہ السلام" نے قدوم میں ختنہ کیا جبکہ آپ کی عمر شریف اسی برس تھی۔ عبدالرحمٰن بن اسحاق ابوالزناد سے روایت کرنے میں اور عجلان نے ابوہریرہ سے روایت کرنے میں شعیب کی متابعت کی ہے۔ اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے اس کی روایت کی ہے!

۳۱۴۱ــ ترجمہ : ابوالیمان نے بیان کیا کہ ہمیں شعیب بن ابی حمزہ حمصی نے خبر دی انھوں نے کہا ابوالزناد نے "قدوم" مخفف روایت کیا ہے

۳۱۴۰ ، ۳۱۴۱ــ شرح : یعنی لفظ "قدوم" کو اکثر علماء نے دال مخفف پڑھا ہے اس کا معنیٰ تیشہ ہے۔ اور بعض علماء نے "دال" مشدد

marfat.com
Marfat.com

۳۱۴۳ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلِيدٍ الرُّعَيْنِيُّ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثًا ۳۱۴۴ وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللهِ قَوْلُهُ إِنِّي سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا قَالَ مَنْ هٰذِهِ قَالَ أُخْتِي فَأَتَى سَارَةَ فَقَالَ يَا سَارَةُ لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرُكِ وَإِنَّ هٰذَا سَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِي فَلَا تُكَذِّبِينِي فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهِ

پڑھا ہے یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ الحاصل تمام روایات کا اس پر اتفاق ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسّی برس کی عمر شریف میں خود اپنا ختنہ کیا تھا۔

۳۱۴۲ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین بار کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

۳۱۴۳ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابراہیم علیہ السلام نے تین بار کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ان میں سے دو تو اللہ کی ذات ستودہ صفات کے واسطے تھے وہ ان کا فرمانا کہ میں بیمار ہوں اور ان کا ارشاد کہ بلکہ یہ اُن کے بڑے بُت نے کیا ہے۔ ایک روز وہ اور ان کی بیوی سارہ سفر کر رہے تھے کہ (دوران سفر) ایک جابر بادشاہ کی مملکت میں سے گزرے تو اس سے کسی نے کہا یہاں ایک مرد (آیا) ہے اس کے ساتھ بہت خوبصورت عورت ہے۔ اس جابر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیغام بھیجا اور حضرت سارہ کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے۔ پھر آپ سارہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا اے سارہ میرے اور تیرے سوا اس زمین پر کوئی مومن نہیں ہے۔ اس ظالم بادشاہ نے مجھ سے پوچھا تھا تو میں نے

marfat.com
Marfat.com

فَأُخِذَ فَقَالَ اُدْعِيْ اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا ثَانِيَةً فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ فَقَالَ ادْعِيْ اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتْ فَاُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ اِنَّكَ لَمْ تَأْتِنِيْ بِاِنْسَانٍ اِنَّمَا اَتَيْتَنِيْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَاَوْمَأَ بِيَدِهٖ مَهْيَا قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ اَوِ الْفَاجِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَآءِ السَّمَآءِ

اسے بتایا کہ تو میری بہن ہے تو نے مجھے جھٹلانا نہ ہوگا! اتنے میں اس ظالم نے سارہ کو بلوا بھیجا جب آپ اس کے پاس پہنچیں تو اُس نے اپنے ہاتھ سے سارہ کو پکڑنا چاہا تو وہ (زمین میں) پکڑا گیا۔ اُس نے سارہ سے کہا میرے لئے اللہ سے دُعاء کرو میں تجھے اذیت نہیں پہنچاؤں گا۔ سارہ نے اللہ سے دُعاء کی تو وہ چھوڑا گیا۔ پھر اس نے دوبارہ سارہ کو پکڑنا چاہا تو وہ اسی طرح پکڑا گیا یا اس سے سخت گرفت میں آگیا۔ اُس نے سارہ سے کہا میرے لئے اللہ سے دُعاء کرو میں تجھے کوئی اذیت نہیں پہنچاؤں گا۔ آپ نے دعاء کی تو اس کی خلاصی ہوگئی۔ پھر اس نے ایک خادم کو بلایا اور اسے کہا تم میرے پاس انسان نہیں لائے ہو تم تو میرے پاس شیطان لے آئے ہو اور سارہؓ کو بطور خدمت ہاجرہ دے کر واپس بھیج دیا۔ سارہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں جبکہ آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ اُنھوں نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کیسے حال رہا۔ سارہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے کافر یا فاجر کے فریب کو اس کے سینے میں لوٹا دیا اور اس نے ہاجرہ خدمت کے لئے دی ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے آسمان کے پانی کے بیٹو! یہ تمہاری ماں ہے!

۳۱۴۲ ، ۳۱۴۳ — شرح : مسلم کی روائت میں تیسرا کذب کوکب، قمر اور سورج کے طلوع وغروب ہونے کو ذکر کیا ہے جبکہ آپ نے ستارہ کے طلوع کے وقت فرمایا: "یہ میرا رب ہے" اسی طرح چاند کے طلوع کے وقت فرمایا یہ "میرا رب ہے" اسی طرح سورج کے طلوع کے وقت یہ فرمایا تو بخاری میں مذکور تین کذبات میں حصر نہ رہا اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اگر کمسنی میں یہ فرمایا ہے تو یہ کسی شمار میں نہیں اور اگر بلوغ کے بعد فرمایا ہے تو یہ لوگوں پر حجت قائم کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ اور ان کو یہ بتانا مقصود تھا کہ جو شئی تغیر کو قبول کرے وہ ربوبیت کی صلاحیت نہیں رکھتی متغیر خدا نہیں ہوسکتا یا ان کو توبیخ وتہکم کے لئے فرمایا تھا اس پر جھوٹ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لہذا حصر میں نقض نہیں۔

تین امور پر کذب اور جھوٹ کا اطلاق ظاہری اعتبار سے ہے اور یہ سامعین کی نسبت جھوٹ ہیں درحقیقت جھوٹ نہیں کیونکہ آپ کا ارشاد "اِنِّیْ سَقِیْمٌ" کا معنی یہ ہے میں بیمار ہونے والا ہوں کیونکہ انسان پر بیماری آتی رہتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

یا اس وقت میں آپ کو بخار کی صورت پیدا ہو رہی تھی یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ مشرکوں کی عید کے مقام میں میرا جانا میرے لئے بیماری ہے اور آپ کا ارشاد : بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ ،، اس میں آپ نے بُت کی طرف اسناد کیا کیونکہ بتوں کو توڑنے پھوڑنے کا سبب وہی تھا۔ یا بَلْ فَعَلَهٗ پر وقف ہے اور ،، كَبِيْرُهُمْ هٰذَا ،، نیا کلام ہے ۔ تو آئت کا معنیٰ یہ ہے کہ بلکہ اس کو کرنے والے نے کیا ہے۔ تم ان بتوں سے پوچھ لو اگر یہ بولنے کی طاقت رکھتے ہیں اور سارہ علیہا السلام کو بہن کہنا اس لحاظ سے ہے کہ وہ آپ کی اسلامی بہن تھیں ۔ فقہاء نے تصریحات کی ہیں کہ بعض صورتوں میں جھوٹ بولنا ضروری ہو جاتا ہے ۔ اور سارہ کا واقعہ اگرچہ یہ بھی اللہ کے لئے تھا ،لیکن اس میں کچھ حظِ انسان بھی پایا جاتا ہے ۔ اور پہلی دونوں باتیں خالص اللہ کے لئے ہیں۔ اس لئے ان کی نسبت اللہ کی طرف کی ۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سفر میں لوط علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ تھے تو آپ کا یہ فرمانا کہ میرے اور تیرے سوا اس زمین میں کوئی مومن نہیں ۔ کیسے صحیح ہوگا ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام اگرچہ سفر میں آپ کے ہمراہ تھے لیکن مصر میں داخل ہتے وقت ساتھ نہ تھے جب وہ مصر میں داخل ہوئے تھے۔ اس وقت صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سارہ تھیں ۔ اس لئے آپ کا ارشاد صحیح ہے ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سفر اس وقت کیا جبکہ شام میں قحط پڑا تھا ۔ اس وقت مصر کا بادشاہ فرعون تھا یہ سب سے پہلا فرعون ہوا ہے جس کی عمر بہت لمبی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون اور تھا

قوله فَتِلْكَ أُمَّكُمْ الخ اس سے مراد عرب کے لوگ ہیں کیونکہ وہ بارش کے پانی پر گزارا کرتے تھے اور جہاں بھی بارش کا جمع پانی مل جاتا وہیں اقامت کر لیتے تھے ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں ۔

بعض علماء نے بیان کہ حدیث میں مذکور پانی سے مراد آبِ زمزم ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہاجرہ کے لئے جاری کیا تھا اس پر ان کی زندگی کا انحصار تھا گویا کہ لوگ اس کی اولاد ہیں ۔

ابن حبان نے صحیح میں ذکر کیا کہ جو کوئی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہے اس کو ابنِ ماءِ السماءِ کہا جاتا ہے ۔ کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہاجرہ کے صاحبزادے ہیں اور اُنھوں نے آبِ زمزم سے پرورش پائی ہے جو آسمان کا پانی ہے ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر نسبی کو بھی بھائی کہہ سکتے ہیں اور اس سے مراد اسلامی بھائی ہے۔ بعض لوگوں نے ہاجرہ کو نبی کہا ہے مگر یہ درست نہیں ۔

(حدیث ۲۰۷۸ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۱۴۴ــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى اَوِ ابْنُ سَلَامٍ عَنْهُ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَقَالَ وَ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۳۱۴۵ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ثَنَا اَبِیْ اَنَا الْاَعْمَشُ ثَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهٗ قَالَ لَيْسَ كَمَا تَقُوْلُوْنَ لَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ بِشِرْكٍ اَوَلَمْ تَسْمَعُوْا اِلٰى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

۳۱۴۴ــــ ترجمہ : ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانڈے کو مار دینے کا حکم فرمایا اور فرمایا یہ ابراہیم علیہ السلام پر پھونکیں مار رہا تھا۔

۳۱۴۴ــــ شرح : یعنی ام شریک رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سانڈے کو مار دینے کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔ بعض علماء نے ذکر کیا کہ اصم ابرص ہے۔ جس گھر میں زعفران ہو۔ وہاں یہ داخل نہیں ہوتا اور اس کی مادہ منہ کے ذریعہ بارور ہو کر انڈے دیتی ہے۔ اگر یہ جسیم ہو جائے تو اس کو سام ابرص کہتے ہیں۔ یہ کھانے کے برتن پیشاب ڈال دیتی ہے جس سے انسان بدترین مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اگر پسا ہوا نمک مل جائے تو اس میں لیٹتی ہے اور اس میں برص کا مادہ ہو جاتا ہے۔ یہ سانپ کی طرح سردی کے چار مہینوں میں کچھ نہیں کھاتی اور ان دونوں میں بہت الفت ہے جیسے غلاظت کے کیڑے اور بچھو میں الفت ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو ہر جانور آگ کو بجھانے کی کوشش میں تھا۔ اور سانڈھا ان پر آگ پھونکنے میں مصروف تھا۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب بیت المقدس کو آگ لگائی گئی تھی تو سانڈھے آگ کو پھونکتے تھے۔ طبرانی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سانڈھے کو مار ڈالو اگرچہ وہ کعبہ کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يَزِفُّوْنَ النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ

۳۱۴۶ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَصْرٍ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِلَحْمٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِيْ وَيُنْفِذُهُمُ الْبَصَرُ

کے اندر ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۱۴۵ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی " اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ " جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنا ایمان ظلم سے نہ ملایا تو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی بات نہیں جو تم کہتے ہو آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ انھوں نے ایمان کو شرک سے نہ ملایا کیا تم نے سنا نہیں ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

۳۱۴۵ــــ شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مذکور تمام احادیث حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر سے خالی نہیں اگرچہ ذکر کم وبیش ہو اور مناسبت سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ حدیث میں عنوان کا کوئی لفظ پایا جائے اگرچہ قلیل تر ہو۔ حدیث ع ۳۱ کی شرح دیکھیں۔

باب يَزِفُّوْنَ یعنی رفتار میں تیزی کرنا

۳۱۴۶ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز پہلے اور پچھلے لوگوں کو ایک وسیع میدان میں جمع کرے گا تو ان کو پکارنے والا اپنی آواز ان کو سنا سکے گا اور سب کو نظر پہنچے گی اور سورج لوگوں کے

marfat.com
Marfat.com

وَتَدْنُوا الشَّمْسُ مِنْهُمْ فَذَكَرَ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهٗ مِنَ الْاَرْضِ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ وَذَكَرَ كَذِبَاتِهٖ نَفْسِىْ نَفْسِىْ اِذْهَبُوْا اِلٰى مُوْسٰى تَابَعَهٗ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۱۴۷ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ لَوْلَا اَنَّهَا عَجِلَتْ لَكَانَ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِيْنًا وَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَمَّا كَثِيْرُ بْنُ كَثِيْرٍ فَحَدَّثَنِىْ قَالَ اِنِّىْ وَعُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ سُلَيْمٰنَ جُلُوْسٌ مَعَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ مَا هٰكَذَا حَدَّثَنِىْ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلٰكِنَّهٗ قَالَ اَقْبَلَ اِبْرَاهِيْمُ بِاِسْمٰعِيْلَ وَاُمِّهٖ وَهِىَ تُرْضِعُهٗ مَعَهَا شَنَّةٌ لَمْ يَرْفَعْهُ

کے قریب ہوگا۔ پھر شفاعت کی حدیث ذکر کی ور فرمایا" لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ اللہ کے نبی ہیں اور زمین میں اللہ کے خلیل ہیں۔ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں تو وہ فرمائیں گے اور اپنے محض سوی کذب ذکر کریں گے میں اپنی ذات کا بچاؤ چاہتا ہوں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ حضرت انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں ابوہریرہ کی متابعت کی۔

۳۱۴۶ — شرح : یہ باب پہلے باب وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا کی فصل کی طرح ہے کیونکہ امام بخاری نے اس کا عنوان ذکر نہیں کیا اور يَزِفُّوْنَ " سے فَاَقْبَلُوْا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ "کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف دوڑتے ہوئے آئے جبکہ آپ نے ان کے بت توڑ دیئے تھے۔ نَسْلَان کا معنیٰ تیز چلنا ہے۔

۳۱۴۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم کرے

marfat.com
Marfat.com

اگر وہ جلدی نہ کرتیں تو آبِ زمزم جاری چشمہ ہوتا۔ انصاری نے کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا بہرحال کثیر بن کثیر نے یہ بیان کیا کہ میں اور ابوسلیمان سعید بن جبیر کے پاس بیٹھے تھے۔ اور انھوں نے کہا کہ ابن عباس نے مجھ سے ایسے نہیں بیان کیا لیکن انھوں نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے کر آئے جبکہ وہ ان کو دودھ پلایا کرتی تھیں ان کے ساتھ ایک چھوٹی سی مشک تھی۔ اس حدیث کو انھوں نے مرفوع بیان نہیں کیا پھر ابراہیم علیہ السلام ہاجرہ اور ان کے بیٹے اسماعیل کو لے آئے۔

۳۱۴۷ — شرح : ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھائی کہ وہ ہاجرہ کے ساتھ اکٹھی نہیں رہیں گی اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو براق پر سوار کرکے مکہ لے آئے اُس وقت مکہ کی سرزمین میں جھاڑ اور کیکر وغیرہ کے درخت تھے اور کوئی آبادی نہ تھی۔ البتہ بیت کی جگہ کچھ دوسری زمین سے اُونچی تھی ابراہیم علیہ السلام نے اُن دونوں کو پتھر کی جگہ رکھ دیا اور واپس چلے گئے۔ ہاجرہ نے ان کا پیچھے کرتے ہوئے کہا آپ ہم کو کس کے حوالہ کر رہے ہیں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ فرمایا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جی ہاں! یہ سُن کر ہاجرہ نے کہا اب ہمیں کوئی خطرہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ضائع نہ ہونے دے گا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کو چلے گئے ہاجرہ کے پاس صرف پانی کا مشکیزہ تھا۔ جب پانی ختم ہوگیا اور دونوں کو سخت پیاس لگی تو ہاجرہ دوڑ کر صفا پہاڑی پر چڑھیں کہ کوئی آواز سُنے یا کوئی انسان نظر آئے لیکن نہ تو کوئی آواز سُنی اور نہ کوئی انسان نظر آیا پھر وہ مروہ پہاڑی کی طرف گئیں اور اس کے اُوپر چڑھ کر دیکھا لیکن کوئی آواز اور انسان دکھائی نہ دیا۔ اس طرح ہاجرہ نے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر کاٹے۔ اسی لئے حاجی ان کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ پھر اُنھوں نے ایک آواز سُنی تو بلند آواز سے کہا اے اللہ میری بات سُن لے میں اور میرا بچہ پیاس کے باعث ہلاک ہو رہے ہیں۔ وہ کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اسے کہہ رہے ہیں : تو کون عورت ہے؟

ہاجرہ نے کہا "میں ابراہیم کی امانت ہوں وہ مجھے اور میرے بیٹے کو یہاں چھوڑ گئے ہیں۔"

جبرائیل نے کہا "وہ تم کو کس کے حوالہ کر گئے ہیں؟"

ہاجرہ نے کہا "اللہ کے سپرد کر گئے ہیں!"

جبرائیل نے کہا "وہ تم کو اس کے حوالہ کر گئے ہیں جو تمہارے لئے کافی ہے۔"

پھر اُن دونوں کو زمزم کی جگہ لے آئے اور اپنی ایڑھی مار کر پانی جاری کر دیا۔ اسی لئے زمزم کو جبرائیل کی ایڑھی کی مار کہا جاتا ہے۔ جب پانی نکلنا شروع ہوا تو ہاجرہ نے مشکیزہ پانی سے بھرا اور پانی جمع کرنے لگیں لیکن پانی بدستور بہہ رہا تھا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ جلدی نہ کرتیں تو زمزم جاری چشمہ ہوتا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۱۴۸ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ
اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَكَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِيْ وَدَاعَةَ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا
عَلَى الْاٰخِرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَوَّلُ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ
مِنْ قِبَلِ اُمِّ اِسْمٰعِيْلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لِتُعَفِّيَ اَثَرَهَا عَلٰى سَارَةَ ثُمَّ جَآءَ
بِهَا اِبْرَاهِيْمُ وَبِابْنِهَا اِسْمٰعِيْلَ وَهِيَ تُرْضِعُهٗ حَتّٰى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ
دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِيْ اَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا
مَآءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيْهِ تَمْرٌ وَسِقَآءً فِيْهِ مَآءٌ ثُمَّ
قَفّٰى اِبْرَاهِيْمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ فَقَالَتْ يَا اِبْرَاهِيْمُ اَيْنَ تَذْهَبُ
وَتَتْرُكُنَا فِيْ هٰذَا الْوَادِي الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ اَنِيْسٌ وَلَا شَيْءٌ فَقَالَتْ لَهٗ ذٰلِكَ
مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهٗ آٰللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَتْ اِذَنْ
لَا يُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ اِبْرَاهِيْمُ حَتّٰى اِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ

۳۱۴۸ ـــ ترجمہ : سعید بن جُبَیر سے روائت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سب سے پہلے عورتوں نے اسماعیل علیہ السلام کی والدہ سے کمر بند بنانا سیکھا۔ اُنھوں نے کمر بند اس لئے بنایا کہ اپنے نشانات سارہ سے چھپائیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السّلام ان کو اور ان کے بیٹے اسماعیل کو لائے حالانکہ وہ ان کو دودھ پلاتی تھی۔ حتّٰی کہ ان دونوں کو مسجد کی اُوپر کی طرف زمین کے اُوپر بیت اللہ کے قریب ایک درخت کے پاس بٹھا دیا۔ اس دن مکہ میں نہ کوئی آدمی تھا اور نہ ہی وہاں پانی تھا۔ ابراہیم علیہ السّلام نے دونوں کو وہاں بٹھا دیا اور ان کے پاس ایک چمڑے کے تھیلے میں کھجوریں اور ایک مشکیزہ میں پانی رکھ دیا۔ پھر واپس مُڑے تو ہاجرہ نے ان کا پیچھا کرتے مُڑے کہا اے ابراہیم ہم کو اس جنگل میں جہاں کوئی انسان ہے اور نہ کوئی شئی ہے۔ چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو اور ان سے بار بار یہ کہا لیکن ابراہیم علیہ السلام نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی پھر ہاجرہ نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں "اللہ نے کہا ہے"، ہاجرہ نے کہا اس وقت ہم کو وہ ضائع نہ ہونے دے گا پھر واپس آگئیں اور ابراہیم علیہ السلام چلے گئے حتّٰی کہ جب گھاٹی کے پاس پہنچے جہاں وہ ان کو نہ دیکھ سکتے تھے تو بیت اللہ

marfat.com
Marfat.com

لَا يَرَوْنَهُ اِسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَآءِ الدَّعَوَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ
فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ
حَتّٰى بَلَغَ يَشْكُرُوْنَ وَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ تُرْضِعُ اِسْمٰعِيْلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذٰلِكَ
الْمَآءِ حَتّٰٓى اِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَآءِ عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ
اِلَيْهِ يَتَلَوّٰى اَوْقَالَ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ اَنْ تَنْظُرَ اِلَيْهِ فَوَجَدَتِ
الصَّفَا اَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْاَرْضِ يَلِيْهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ
تَنْظُرُ هَلْ تَرٰى اَحَدًا فَلَمْ تَرَ اَحَدًا فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ
رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْاِنْسَانِ الْمَجْهُوْدِ حَتّٰى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ
ثُمَّ اَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا فَنَظَرَتْ هَلْ تَرٰى اَحَدًا فَلَمْ تَرَ اَحَدًا فَفَعَلَتْ
ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِذٰلِكَ
سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا اَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ صَهٍ

کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کلمات سے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعاء فرمائی "اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد ایسی وادی میں ٹھہرا دی ہے جہاں کوئی کھیتی باڑی نہیں حتیٰ کہ یشکرون تک پہنچے۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کو دودھ پلاتی رہیں اور اس مشکیزہ سے پانی پیتی رہیں حتیٰ کہ مشکیزہ کا پانی ختم ہوگیا اور وہ اور ان کا بیٹا دونوں کو پیاس لگی۔ وہ اپنے بیٹے کو دیکھتی کہ وہ پیاس سے تڑپ رہا ہے یا کہا زمین پر ایڑیاں مار رہا ہے تو ایسی حالت میں اس کو دیکھنا برداشت نہ کیا تو اس زمین کے پاس زیادہ قریب پہاڑ صفا کو پایا تو اس پر چڑھ کر کھڑی ہوئیں پھر جنگل کی طرف متوجہ ہوکر دیکھنے لگیں کہ کوئی نظر آتا ہے؟ تو کسی کو نہ دیکھا اور صفا سے اُتر گئیں حتیٰ کہ جب نشیب میں پہنچیں تو اپنی قمیص کا کنارہ اُٹھایا اور مصیبت زدہ انسان کی طرح دوڑنے لگیں حتیٰ کہ نشیب سے گزر گئیں پھر مروہ پہاڑی پر آئیں اور اس پر چڑھ کر کھڑی ہوئیں اور نظر دوڑائی کہ شاید کسی کو دیکھے لیکن کوئی بھی نظر نہ آیا اس طرح اُنھوں نے سات بار کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی لئے لوگوں کا صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے جب ہاجرہ مروہ پر چڑھیں تو اُنھوں نے کوئی آواز سُنی اور (دل میں) کہا خاموش (یہ آواز کیسی ہے) پھر کان لگایا اور آواز بھی سُنی تو کہا تو نے

marfat.com
Marfat.com

تُرِيْدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ اَيْضًا فَقَالَتْ قَدْ اَسْمَعْتَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ
غِوَاثٌ فَاِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهٖ اَوْقَالَ بِجَنَاحِهٖ
حَتّٰى ظَهَرَ الْمَآءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهٗ وَتَقُوْلُ بِيَدِهَا هٰكَذَا وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ
الْمَآءِ فِيْ سِقَآئِهَا وَهُوَ يَفُوْرُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ اَوْقَالَ لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ
الْمَآءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِيْنًا قَالَ فَشَرِبَتْ وَاَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا
الْمَلَكُ لَا تَخَافِيْ الضَّيْعَةَ فَاِنَّ هٰهُنَا بَيْتَ اللّٰهِ يَبْنِيْ هٰذَا الْغُلَامُ وَاَبُوْهُ
وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضَيِّعُ اَهْلَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْاَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَاْتِيْهِ
السُّيُوْلُ فَتَاْخُذُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ فَكَانَتْ كَذٰلِكَ حَتّٰى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ
مِنْ جُرْهُمَ اَوْ اَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِيْنَ مِنْ طَرِيْقِ كَدَآءٍ فَنَزَلُوْا
فِيْ اَسْفَلِ مَكَّةَ فَرَاَوْا طَآئِرًا عَآئِفًا فَقَالُوْا اِنَّ هٰذَا الطَّآئِرَ لَيَدُوْرُ عَلٰى مَآءٍ
لَعَهْدُنَا بِهٰذَا الْوَادِيْ وَمَا فِيْهِ مَآءٌ فَاَرْسَلُوْا جَرِيًّا وَجَرِيَّيْنِ فَاِذَا هُمْ بِالْمَآءِ

آواز سُنائی ہے اگر تیرے پاس کوئی فریادرس ہے تو میری فریاد پُوری کرے کیا دیکھتی ہیں کہ مقام زمزم کے پاس فرشتہ ہے اس نے اپنی ایڑھی یا کہا اپنے پَر سے زمین کریدی حتیٰ کہ پانی نکل آیا۔ ہاجرہ اس کو حوض کی طرح کرنے لگیں تاکہ پانی نہ نکل جائے اور اپنے ہاتھ سے اِدھر اُدھر کرنے لگیں اور اپنے مشکیزہ میں پانی بھرنا شروع کیا اور اُن کے چلّو بھرنے کے بعد پانی جوش مارتا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی ماں پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو چھوڑتیں یا فرمایا اگر پانی کے چلّو نہ بھرتیں تو زمزم جاری چشمہ ہوتا۔ راوی نے کہا ہاجرہ نے پانی پیا اور اپنے بچّہ کو پلایا تو انھیں فرشتہ نے کہا تم ضائع ہونے کا خوف مت کرو اس جگہ بیتُ اللہ ہے جس کو یہ بچّہ اور اس کا والد بنائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے اہل کو ضائع نہیں کرے گا۔ بیت اللہ زمین سے ٹیلہ کی طرح اُونچا تھا اس کے پاس سیلاب آتے اور دائیں بائیں گزر جاتے۔ ہاجرہ اسی حال میں رہیں حتیٰ کہ قبیلہ جرہم کے لوگ

marfat.com
Marfat.com

فَرَجَعُوْا فَاَخْبَرُوْهُمْ بِالْمَآءِ فَاَقْبَلُوْا قَالَ وَاُمُّ اِسْمٰعِيْلَ عِنْدَ الْمَآءِ فَقَالُوْا
اَتَاْذَنِيْنَ لَنَا اَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ قَالَتْ نَعَمْ وَلٰكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَآءِ قَالُوْا
نَعَمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْفٰى ذٰلِكَ اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ
وَهِيَ تُحِبُّ الْاِنْسَ فَنَزَلُوْا وَاَرْسَلُوْا اِلٰى اَهْلِيْهِمْ فَنَزَلُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ
بِهَا اَهْلُ اَبْيَاتٍ مِنْهُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَاَنْفَسَهُمْ
وَاَعْجَبَهُمْ حِيْنَ شَبَّ فَلَمَّا اَدْرَكَ زَوَّجُوْهُ اِمْرَأَةً مِنْهُمْ وَمَاتَتْ اُمُّ
اِسْمٰعِيْلَ فَجَآءَ اِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ اِسْمٰعِيْلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ فَلَمْ يَجِدْ اِسْمٰعِيْلَ
فَسَاَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ يَبْتَغِيْ لَنَا ثُمَّ سَاَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ
فَقَالَتْ نَحْنُ بِشَرٍّ نَحْنُ فِيْ ضِيْقٍ وَشِدَّةٍ فَشَكَتْ اِلَيْهِ قَالَ فَاِذَا جَآءَ زَوْجُكِ
اِقْرِئِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُوْلِيْ لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ فَلَمَّا جَآءَ اِسْمٰعِيْلُ كَاَنَّهُ
اٰنَسَ شَيْئًا فَقَالَ هَلْ جَآءَكُمْ مِنْ اَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ جَآءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا
فَسَاَلَنَا عَنْكَ فَاَخْبَرْتُهُ وَسَاَلَنِيْ كَيْفَ عَيْشُنَا وَسَاَلَنِيْ كَيْفَ عَيْشُنَا فَاَخْبَرْتُهُ

وہاں سے گزرے جو کدا کے راستہ آئے تھے وہ مکہ کے نشیب میں اُترے اور پرندے کو اُڑتے ہوئے دیکھا تو اُنھوں نے کہا یہ پرندا پانی پر چکر کاٹ رہا ہے۔ ہم اس وادی میں عرصہ سے پھر رہے ہیں اس میں پانی تو نہ تھا اُنھوں نے ایک یا دو آدمیوں کو بھیجا اُنھوں نے پانی دیکھا اور واپس چلے آئے اور قافلہ کو پانی سے خبردار کیا تو وہ پانی پر آئے۔ راوی نے کہا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پانی کے پاس بیٹھی ہوئیں تھیں۔ اُنھوں نے کہا کیا ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہارے پاس اقامت کریں۔ اُنھوں نے کہا ہاں لیکن تمہارا پانی میں کوئی حق نہ ہوگا اُنھوں نے کہا ہاں منظور ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسماعیل ؑ علیہ السلام ؑ کی والدہ کو جرہمی قبیلہ نے پایا حالانکہ وہ انسانوں سے انس پیدا کرتی تھیں وہ لوگ وہاں مقیم ہوگئے۔ اور اپنے اہل وعیال کو پیغام بھیجا وہ بھی ان کے ساتھ مقیم ہوگئے حتیٰ کہ جب وہاں ان میں سے کئی خاندان مقیم ہوگئے اور بچہ بھی جوان ہوگیا اور ان سے

marfat.com
Marfat.com

اَنَا فِیْ جَھْدٍ وَشِدَّۃٍ قَالَ فَھَلْ اَوْصَاكِ بِشَیْءٍ قَالَتْ نَعَمْ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَیْكَ
السَّلَامَ وَیَقُوْلُ غَیِّرْ عَتَبَۃَ بَابِكَ قَالَ ذَاكِ اَبِیْ وَقَدْ اَمَرَنِیْ اَنْ اُفَارِقَكِ
اَلْحِقِیْ بِاَھْلِكِ فَطَلَّقَھَا وَتَزَوَّجَ مِنْھُمْ اُخْرٰی فَلَبِثَ عَنْھُمْ اِبْرَاھِیْمُ مَا شَآءَ اللّٰہُ
ثُمَّ اَتَاھُمْ بَعْدُ فَلَمْ یَجِدْہُ وَدَخَلَ عَلٰی اِمْرَاَتِہٖ فَسَاَلَھَا عَنْہُ فَقَالَتْ خَرَجَ
یَبْتَغِیْ لَنَا قَالَ كَیْفَ اَنْتُمْ وَسَاَلَھَا عَنْ عَیْشِھِمْ وَھَیْئَتِھِمْ فَقَالَتْ نَحْنُ بِخَیْرٍ وَسَعَۃٍ
وَاَثْنَتْ عَلَی اللّٰہِ قَالَ مَا طَعَامُكُمْ قَالَتِ اللَّحْمُ قَالَ فَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتِ الْمَآءُ
قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِی اللَّحْمِ وَالْمَآءِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ
یَكُنْ لَھُمْ یَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَھُمْ دَعَا لَھُمْ فِیْہِ قَالَ فَھُمَا لَا یَخْلُوْ عَلَیْھِمَا
اَحَدٌ بِغَیْرِ مَكَّۃَ اِلَّا لَمْ یُوَافِقَاہُ قَالَ فَاِذَا جَآءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِیْ عَلَیْہِ
السَّلَامَ وَمُرِیْہِ یُثَبِّتُ عَتَبَۃَ بَابِہٖ فَلَمَّا جَآءَ اِسْمٰعِیْلُ قَالَ ھَلْ اَتَاكُمْ
مِنْ اَحَدٍ قَالَتْ نَعَمْ اَتَانَا شَیْخٌ حَسَنُ الْھَیْئَۃِ وَاَثْنَتْ عَلَیْہِ فَسَاَلَنِیْ عَنْكَ
فَاَخْبَرْتُہٗ فَسَاَلَنِیْ كَیْفَ عَیْشُنَا فَاَخْبَرْتُہٗ اَنَّا بِخَیْرٍ قَالَ فَاَوْصَاكِ بِشَیْءٍ

عربی زبان سیکھی جب وہ جوان ہوئے تو ان کو بہت اچھے معلوم ہوئے (اور اپنے حسن وجمال سے ان کو حیرت میں ڈال دیا) جب اسماعیل بالغ ہوئے تو اُنھوں نے اپنے قبیلہ کی عورت سے اُن کا نکاح کر دیا اور اسماعیل کی والدہ وفات پاگئیں۔ اسماعیل علیہ السلام کے نکاح کر لینے کے بعد ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تاکہ اپنے اہل و اولاد کو دیکھیں اور اسماعیل کو نہ پایا اور ان کی بیوی سے ان کے متعلق دریافت کیا تو اُس نے کہا ہمارے لئے خوراک تلاش کرنے گئے ہیں۔ پھر اس سے گذر اوقات اور ان کے حالات پوچھے تو اُس نے کہا ہم بہت تنگی اور سختی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام سے شکوی شکائت کی تو آپ نے فرمایا جب تمہارا شوہر آئے تو ان کو میرا اسلام کہنا اور ان سے کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دیں جب اسماعیل علیہ السلام باہر سے آئے تو گویا کوئی شئ معلوم کی اور فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ اُن کی بیوی نے کہا ہاں ہمارے

marfat.com
Marfat.com

قَالَتْ نَعَمْ هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ اَنْ تُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ
قَالَ ذَاكَ اِبِيْ وَاَنْتِ الْعَتَبَةُ اَمَرَنِيْ اَنْ اُمْسِكَكِ ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَاشَاءَ
اللّٰهُ ثُمَّ جَآءَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِسْمٰعِيْلُ يَبْرِيْ نَبْلًا لَهٗ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيْبًا
مِنْ زَمْزَمَ فَلَمَّا رَاٰهُ قَامَ اِلَيْهِ فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ
بِالْوَالِدِ ثُمَّ قَالَ يَا اِسْمٰعِيْلُ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ بِاَمْرٍ قَالَ فَاصْنَعْ مَا اَمَرَكَ
رَبُّكَ قَالَ وَتُعِيْنُنِيْ قَالَ وَاُعِيْنُكَ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَبْنِيَ هٰهُنَا
بَيْتًا وَاَشَارَ اِلٰى اَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلٰى مَا حَوْلَهَا قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ رَفَعَا
الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ فَجَعَلَ اِسْمٰعِيْلُ يَاْتِيْ بِالْحِجَارَةِ وَاِبْرَاهِيْمُ يَبْنِيْ حَتّٰى
اِرْتَفَعَ الْبِنَآءُ جَآءَ بِهٰذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهٗ لَهٗ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِيْ وَاِسْمٰعِيْلُ
يُنَاوِلُهٗ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُوْلَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ قَالَ
فَجَعَلَا يَبْنِيَانِ حَتّٰى يَدُوْرَا حَوْلَ الْبَيْتِ وَهُمَا يَقُوْلَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

پاس ایسا ایسا ایک بزرگ آیا تھا اور ہم سے آپ کے متعلق پوچھا تو میں نے اس کو بتایا اُنھوں نے مجھ سے پُوچھا تو میں نے اس کو بتایا اُنھوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ تمہاری گزراوقات کیسی ہے؟ تو میں نے ان سے بیان کر دیا تھا کہ ہم مشقت اور سختی میں ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ تمہیں کوئی وصیت کر گئے تھے۔ بیوی نے کہا ہاں مجھے حکم دے گئے تھے کہ میں آپ کو سلام کہوں اور ساتھ یہ بھی فرما گئے کہ آپ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل دیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ تو میرے والد ہیں اور مجھے حکم فرما گئے ہیں کہ میں تجھے جُدا کر دوں تم اپنے اہل کے پاس چلی جاؤ اور اس کو طلاق دے دی اور قبیلہ جرہم کی کسی دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔ جتنا عرصہ اللہ نے چاہا ابراہیم علیہ السلام رُکے رہے پھر اس کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اور اسماعیل کو (گھر میں) نہ پایا آپ ان کی بیوی کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو اُس نے کہا وہ باہر کہیں خوراک تلاش کرنے گئے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تمہارا حال کیسا ہے؟ اور اس سے ان کی گزر اوقات اور ان کے حالات دریافت کئے تو اُس نے کہا ہم بہت اچھے حال میں ہیں اور نہایت ہی اچھی زندگی بسر کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تمہارا طعام کیا ہے؟ بہو نے کہا گوشت فرمایا تم کیا پیتے ہو؟ بہو نے کہا پانی۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے اللہ! ان کے گوشت اور پانی میں برکت فرما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس زمانہ میں ان کے پاس غلہ نہ تھا اگر ہوتا تو غلہ کی دُعا بھی فرماتے۔ فرمایا مکہ مکرمہ کے سوا کسی اور جگہ گوشت اور پانی پر گزارا نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی یہ دونوں اس کے موافق پڑتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تمہارا شوہر آئے تو ان کو سلام کہو اور اُن سے کہو کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بحال رکھے! جب اسماعیل تشریف لائے تو فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ بیوی نے کہا جی ہاں! ایک بزرگ خوبصورت شکل والے آئے اور ان کی تعریف کی۔ اُنھوں نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا تھا میں نے آپ کو بتایا تو اُنھوں نے پوچھا کہ ہماری گزر اوقات کیسی ہے میں نے بیان کیا کہ ہم آرام میں ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا تمہیں کوئی وصیت بھی کی تھی۔ کہا جی ہاں وہ آپ کو سلام کہتے تھے اور آپ کو فرما گئے تھے کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بحال رکھیں۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے والد ہیں اور تو دروازہ کی چوکھٹ ہے وہ مجھے فرما گئے ہیں کہ میں تمہیں اپنے پاس ہی رکھوں پھر جتنی مدت اللہ تعالیٰ نے چاہا رُکے رہے پھر اس کے بعد تشریف لائے جبکہ اسماعیل علیہ السلام زمزم کے پاس درخت کے نیچے تیر درست کر رہے تھے۔ جب اُنھوں نے اپنے والد کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور اُنھوں نے وہ کیا جو والد بیٹے اور بیٹا والد سے کرتا ہے پھر فرمایا اے اسماعیل! اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک حکم دیا ہے اسماعیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے جو حکم فرمایا ہے وہ بجا لائیے ابراہیم علیہ السلام نے کہا تم میری مدد کرو گے؟ اسماعیل علیہ السلام نے کہا میں آپ کی مدد کروں گا۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں یہاں بیت اللہ بناؤں اور اونچے ٹیلہ کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے اردگرد۔ راوی نے کہا اس وقت اُنھوں نے بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھائیں اسماعیل علیہ السلام پتھر اُٹھا کر لاتے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے تھے حتیٰ کہ جب بنیاد بلند ہو گئی تو اسماعیل ان کے لئے پتھر اٹھا کر لائے اور پاس رکھ دیا۔ ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے جبکہ وہ تعمیر کر رہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام آپ کو پتھر لا کر دیتے تھے اور دونوں یہ کہہ رہے تھے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ راوی نے کہا وہ دونوں کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور بیت اللہ کے اردگرد گھومتے اور کہتے تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

۲۱۴۸ — شرح "منطق" بکسر المیم۔ خدمت کرتے وقت خادم اپنی کمر کو کپڑے سے باندھ لیتے ہیں اس کو منطق کہتے ہیں۔ جب سے جناب ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے منطق باندھا تھا اس سے ان کا مقصد جناب سارہ رضی اللہ عنہا کو خوش کرنا تھا اُنھوں نے اپنی حالت خادموں سی بنائی تاکہ سارہ پر یہ ظاہر کریں کہ وہ ان کی خادمہ ہے اور ان کا دل ان کی طرف مائل ہو اور ان کو مطمئن کریں کہ وہ ان کی سوتن کی طرح نہیں بلکہ ان کی خادمہ ہے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ سارہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہاجرہ ہبہ کر دی تھی جب

marfat.com

Marfat.com

جب وہ حاملہ ہوئی اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام ان کے بطنِ شریف سے پیدا ہوئے تو سارہ کو غیرت آئی اور قسم کھائی کہ وہ ہاجرہ کے تین اعضاء کاٹ ڈالیں گی۔ اس لئے ہاجرہ نے منطق اپنی کمر پر باندھا تاکہ اپنے نشانات کو سارہ سے چھپائیں اور اپنے دامن کو لٹکا کر کھینچ کر چلنے لگیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارہ کے پاس ہاجرہ کی سفارش کی کہ وہ اپنی قسم سے اس طرح باہر ہوں کہ ہاجرہ کے دونوں کانوں میں سوراخ کر دیں۔ سب سے پہلے انہی نے کانوں میں سوراخ کئے اور عربوں نے سب سے پہلے اسماعیل علیہ السلام کی والدہ سے ہی دامن لٹکا کر چلنا سیکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے مکہ بذریعہ براق پہنچتے تھے۔ اس وقت وہاں نہ تو کوئی مکان تھا اور نہ ہی مسجد تھی صرف یہ مقامات موجود تھے جہاں اب بیت اللہ اور مسجد حرام کی تعمیر ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کی تعمیر کی۔

قولہ فَاِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ الخ یعنی ہاجرہ کیا دیکھتی ہیں کہ فرشتہ سامنے کھڑا ہے۔ طبری نے اسنادِ حسن سے بیان کیا کہ جبرائیل علیہ السلام نے ہاجرہ کو آواز دی کہ تم کون ہو ہاجرہ نے جواب دیا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی والدہ ہوں۔ جبریل نے کہا وہ تمہیں کس کے سپرد کر گئے ہیں۔ ہاجرہ نے کہا اللہ کے حوالے کر گئے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا پھر تمہیں وہی کافی ہے۔ پھر جبرائیل نے پاؤں کی ایڑھی زمین کو ماری تو پانی بہنے لگا۔ ہاجرہ اس کو حوض کی شکل بنانے لگی تاکہ پانی بہہ نہ جائے۔ فرشتے نے کہا تم ہلاکت سے مت ڈرو۔ ایک روایت کے مطابق جبرائیل نے کہا اس وادی میں رہنے والوں کو پیاس کا ڈر نہیں اس چشمہ سے اللہ کے مہمان پانی پیا کریں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ غیر نبی سے کلام کر سکتا ہے۔ جُرہُمؓ، یمن کا قبیلہ ہے اس کا نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ جرہم بن قحطان بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام جرہم اور ان کے بھائی قطورا نے سب سے پہلے عربی میں کلام کیا جبکہ زبانوں میں خلط ملط ہوا۔ اس قبیلہ کے بچوں میں اسماعیل علیہ السلام نے نشوونما پایا اور اسی قبیلہ سے عربی زبان سیکھی اور ابراہیم کی اولاد میں سے سب سے پہلے اسماعیل علیہ السلام نے عربی میں کلام کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام جوں جوں نشوونما پاتے گئے تو ان کے حسن و جمال اور اخلاق کریمہ کے باعث لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہونے لگے اور انھوں نے اپنے خاندان سے ایک عورت کا اسماعیل علیہ السلام سے نکاح کر دیا۔ اس عورت کے نام میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ سہیلی نے کہا اس کا نام جدآء بنت سعد تھا۔ محمد بن اسحاق نے عمارہ بنت سعد کہا ہے۔ ابوجہم اس کا نام ذکر کئے بغیر بنت صدی کہا ہے۔ عمر بن شبہ نے حیۃ بنت اسعد بیان کیا ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ابراہیم علیہ السلام سے نسبت کا ذکر کیا تو انھوں نے اس عورت سے اسماعیل علیہ السلام کا نکاح کر دیا اور ہاجرہ علیہا السلام کا اسی اثناء میں انتقال ہو گیا جبکہ ان کی عمر شریف نوّے برس تھی اور اسماعیل علیہ السلام نے ان کو حجر میں دفن کر دیا۔ ابن تین نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذبیح اللہ، حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم اس وقت دیا گیا تھا جبکہ وہ جوانی کو پہنچا تھا۔ حالانکہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کو دودھ پینے کی حالت میں چھوڑ گئے تھے اور جب اپنا ترکہ "یعنی اہل و اولاد" دیکھنے آئے تو اسماعیل علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

شادی شدہ تھے ۔ اگر اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوتا تو اس حدیث میں یہ ضرور ذکر کیا جاتا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کی شادی سے پہلے بھی آیا کرتے تھے ۔ حالانکہ اس حدیث میں یہ کہیں بھی مذکور نہیں لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث میں یہ قطعاً مذکور نہیں کہ رضاعت کے زمانہ سے لے کر اسماعیل کی شادی ہونے تک ابراہیم علیہ السلام نہیں آئے بلکہ آپ کا بار بار آنا ثابت ہے چنانچہ ابوجہم کی روائت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر مہینہ میں بُراق پر صبح مکہ تشریف لاتے اور پھر واپس چلے جاتے اور قیلولہ شام میں کرتے ۔ نیز ابوجہم نے ذکر کیا کہ اسماعیل علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے اور ساتھ تیر کمان بھی لے جاتے تھے اور آتے وقت شکار کر لاتے تھے ۔ جب ابراہیم علیہ السلام ان کی ملاقات کو تشریف لائے تو اسماعیل علیہ السلام گھر میں نہیں تھے وہ بکریاں چرانے گئے تھے گھر میں صرف ان کی بیوی تھی عطاء بن سائب کی روائت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا "کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے اور ابوجہم کی روائت کے مطابق حضرت نے پوچھا کیا تمہارا کوئی مکان ہے تو آپ کی بہو نے کہا ہم تنگ حال ہیں نہ تو ہمارا کوئی مکان ہے اور نہ ہی کھانے پینے کی فراوانی ہے یہ سُن کر ابراہیم علیہ السلام اس کو پیغام دے کر واپس چلے گئے جبکہ آپ کی بہو نے اضطراب کا اظہار کیا تھا اور اسماعیل علیہ السلام شام کو تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کے اثرات دیکھے تو استفسار پر آپ کی بیوی نے ہلکے الفاظ میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا چنانچہ حسبِ ارشاد والدِ محترم اسماعیل علیہ السلام نے اس بیوی کو طلاق دے دی اور قبیلہ جرہم کی کسی دوسری عورت سے شادی کر لی ۔ اس کا نام سامہ بنت مہلہل تھا بعض عاتکہ کہتے ہیں بعض نے شامہ بنت مہلہل ذکر کیا ہے ۔ ابن سعد نے محمد بن اسحاق سے روائت میں کہا کہ اس خاتون کا نام رعلہ بنت السبجب بن لیعرب بن یوذان بن جرہم تھا ۔ دارقطنی نے سیدہ بنت مضاض کہا ہے اور جوانی نے ھالہ بنت حارث بن مضاض بیان کیا ہے ۔ اور بعض علماء اس کا نام سلمیٰ کہتے ہیں اور بعض حنفاء ذکر کرتے ہیں ۔ واللہ اعلم!

ابوجہم نے کہا جب اسماعیل کی دوسری شادی کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور اس بہو سے حالات دریافت کئے تو اس نے کہا بحمد اللہ ہم نہایت آسودگی میں ہیں ۔ دودھ میں فراوانی ہے ۔ گوشت بہت ہے اور میٹھا پانی پیتے ہیں ۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کی برکت ہے کہ وہ گوشت اور پانی پر اکتفاء کرتے تھے ورنہ ان دونوں پر مداومت سے انسان بیمار ہو جاتا ہے ۔ چنانچہ ابوجہم کی حدیث میں ہے کہ مکہ مکرمہ کے علاوہ کسی اور جگہ صرف گوشت اور پانی پر اکتفا نہیں ہو سکتی ۔ اس بار میں جب حضرت اسماعیل علیہ السلام شام کو گھر آئے اور والد محترم کی آمد کے آثار نظر آئے تو اپنی اہلیہ سے فرمایا آج کون آیا تھا؟ اُس نے بہترین الفاظ میں جواب دیا کہ ایک خوبصورت بزرگ تشریف لائے تھے جن سے خوشبو مہکتی تھی ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بہو کے متعلق فرما گئے تھے کہ انہی کو اپنی زوجیت میں رکھیں ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ صاحبزادے نابتؔ ، قیذارؔ ، ادمیلؔ ، میشیؔ ، مشمعؔ ، ذومؔا ، ماشیؔ ، ازرؔ ، فطورؔ ، نافشؔ . ظمیاؔ ، اور قیذماؔ پیدا ہوئے اور صاحبزادی صرف ایک تھی ۔ ان کا نام "نسمہ" تھا جب حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے ابوت و بنوت کے آداب کے تقاضے پورے کئے مصافحہ، معانقہ کیا جبکہ بیٹے نے باپ کے ہاتھ چومے ۔ اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو برس تھی جبکہ اسماعیل علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

تیس برس کے تھے ۔ اب دونوں پیغمبروں نے بیت اللہ شریف کی دیواریں انہی بنیادوں پر بلند کیں جو اس سے پہلے موجود تھیں ۔ ابن ابی حاتم نے کہا بیت اللہ شریف کی بنیادیں ساتویں زمین میں ہیں ۔ ابوجہم کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی بنیادوں پر کعبہ کی تعمیر کی اور اس کی دیواریں نو گز بلند کیں اور حطیم کو بیت اللہ میں داخل کیا اور پتھروں سے بیت اللہ کی دیواریں بلند کر کے چھوڑ دیں اور چھت نہ ڈالی صرف ایک دروازہ بنایا اور اس کے پاس گڑھا بنایا جس میں لوگ بیت اللہ کے لئے ہدایا اور نذرانے ڈالتے تھے ۔ سدی کی روایت میں ہے کہ جب بیت اللہ کی تعمیر کرتے ہوئے حجرِ اسود کی جگہ پہنچے تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے میرے بیٹے کوئی خوبصورت پتھر لاؤ جو اس جگہ رکھا جائے ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا اباجان ! میں تھک گیا ہوں تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اتنے میں تھک گئے پھر آپ کوئی اچھا پتھر تلاش کرنے نکلے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ہندوستان سے حجر اسود لے کر آئے حجر اسود سفید یاقوت تھا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے زمین پر اُتارے گئے تھے تو اس پتھر کو اپنے ساتھ اُٹھا لائے تھے ۔ لوگوں کے گناہ چوس لینے کے باعث یہ سیاہ ہو گیا ہے ۔ اسماعیل علیہ السلام ایک اچھا پتھر لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رکن کے پاس حجرِ اسود رکھا ہوا ہے عرض کیا اباجان ! اس پتھر کو کون لایا ہے ؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس کو جبرائیل لائے ہیں ۔ اس وقت دونوں باپ بیٹا یہ دعا پڑھ رہے تھے ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ،،

ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ سکندر ذوالقرنین مکہ مکرمہ آئے تو ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو دیکھا کہ اُنھوں نے بیت اللہ کی دیواریں پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے اُٹھا رکھی ہیں کہنے لگا تم کیا کر رہے ہو مجھے یہ پسند نہیں اُنھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم کعبہ کی تعمیر کریں ۔

ذوالقرنین نے کہا تمہارے پاس اس کی کیا دلیل ہے ؟

اتنے میں پانچ مینڈھے سامنے آ گئے ۔ اُنھوں نے کہا ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو یہ کعبہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے !

یہ سن کر ذوالقرنین نے کہا میں تسلیم کرتا ہوں اور اس سے خوش ہوں یہ کہہ کر وہ آگے چلے گئے ۔ ازرقی نے تاریخ مکہ میں ذکر کیا کہ ذوالقرنین نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا ۔

حضرت آدم علیہ السلام نے بھی بیت اللہ پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے بنایا تھا اور وہ حراء ، طور زیتا ، طور سینا ، جودی اور لبنان ہیں ۔ جبکہ ابراہیم علیہ السلام نے حراء ، ثبیر ، لبنان ، جبل طور اور جبل خمر سے بنایا ۔

قولہ جَاءَهُ بِهٰذَا الْحَجَرَ ،، سے مراد مقام ابراہیم ہے ۔ ابراہیم نے نافع سے روایت کی کہ جب ابراہیم علیہ السلام کمزور ہو گئے تو اس پتھر پر کھڑے ہو گئے اور اس پر کھڑے ہو کر دیواریں اُٹھانے لگے جب رکن کے مقام پر پہنچے تو اس کو اس جگہ رکھ دیا اور مقام کو بیت اللہ کے ساتھ ملا دیا

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

۳۱۴۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْعَامِرٍ عَبْدُالْمَلِكِ ابْنِ عَمْرٍو ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ بَيْنَ اِبْرَاهِيْمَ وَبَيْنَ اَهْلِهٖ مَاكَانَ خَرَجَ بِاِسْمٰعِيْلَ وَاُمِّ اِسْمٰعِيْلَ وَمَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيْهَا مَآءٌ فَجَعَلَتْ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ اِبْرَاهِيْمُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاتَّبَعَتْهُ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ حَتّٰى لَمَّا بَلَغُوْا كَدَآءً نَادَتْهُ مِنْ وَّرَائِهٖ يَا اِبْرَاهِيْمُ اِلٰى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ اِلَى اللّٰهِ قَالَتْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ قَالَ فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا حَتّٰى لَمَّا فَنِيَ الْمَآءُ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ اُحِسُّ اَحَدًا قَالَ فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ اَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتْ اَتَتِ الْمَرْوَةَ وَفَعَلَتْ ذٰلِكَ اَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ تَعْنِي الصَّبِيَّ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَاِذَا

۳۱۴۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی کے درمیان کچھ جھگڑا ہوگیا تو آپ اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے کر باہر نکل آئے اور ان کے پاس صرف ایک مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اس میں سے پانی پیتی رہیں اور ان کا دودھ بچہ کے لئے جوش مارتا رہا۔ حتیٰ کہ آپ مکہ مکرمہ میں آئے اور ان کو ایک درخت تلے بٹھا دیا پھر آپ اپنی بیوی سارہ کی طرف واپس چلے تو اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے آئی حتیٰ کہ وہ کداء میں پہنچے تو ان کو پیچھے سے آواز دی کہ اے ابراہیم! ہم کو کس کے پاس چھوڑ رہے ہو انھوں نے فرمایا اللہ کے پاس۔ ہاجرہ نے کہا میں اللہ سے راضی ہوں یہ کہہ کر واپس چلی آئیں اور مشکیزہ سے پانی پیتی رہیں اور بچہ کے لئے دودھ جوش مارتا رہا حتیٰ کہ جب پانی ختم ہوگیا تو کہنے لگیں اگر میں اِدھر اُدھر جاؤں شاید مجھے کوئی دکھائی دے وہ چلیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ کر دیکھنے

marfat.com
Marfat.com

هُوَ عَلٰى حَالِهٖ كَاَنَّهٗ يُنْشَغُ لِلْمَوْتِ فَلَمْ تَقَرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّيْ اُحِسُّ اَحَدًا فَذَهَبَتْ فَصَعَدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ فَلَمْ تُحِسَّ اَحَدًا حَتّٰى اَتَمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ فَاِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ اَغِثْ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَاِذَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ فَقَالَ بِعَقِبِهٖ هٰكَذَا وَغَمَزَ بِعَقِبِهٖ عَلَى الْاَرْضِ قَالَ فَانْبَثَقَ الْمَآءُ فَدَهِشَتْ اُمُّ اِسْمٰعِيْلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِرُ قَالَ فَقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ كَانَ الْمَآءُ ظَاهِرًا قَالَ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الْمَآءِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلٰى صَبِيِّهَا قَالَ فَمَرَّ نَاسٌ مِنْ جُرْهُمَ بِبَطْنِ الْوَادِيْ فَاِذَا هُمْ بِطَيْرٍ كَاَنَّهُمْ اَنْكَرُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا مَا يَكُوْنُ الطَّيْرُ اِلَّا عَلٰى مَآءٍ فَبَعَثُوْا رَسُوْلَهُمْ فَنَظَرَ فَاِذَا هُوَ بِالْمَآءِ فَاَتَاهُمْ فَاَخْبَرَهُمْ فَاَتَوْا اِلَيْهَا فَقَالُوْا يَا اُمَّ اِسْمٰعِيْلَ اَتَاْذَنِيْنَ لَنَا اَنْ نَكُوْنَ مَعَكِ اَوْ نَسْكُنَ مَعَكِ فَبَلَغَ اَبْنَهَا فَنَكَحَ فِيْهِمِ امْرَاَةً قَالَ ثُمَّ اَنَّهٗ بَدَا لِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لِاَهْلِهٖ اِنِّيْ مُطَّلِعٌ تَرِكَتِيْ قَالَ فَجَآءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ اِسْمٰعِيْلُ فَقَالَتِ امْرَاَتُهٗ ذَهَبَ

لگیں لیکن کوئی شخص دکھائی نہ دیا۔ جب وادی (ڈھلان) پر پہنچیں تو دوڑیں اور مروہ پر آگئیں اس طرح انھوں نے کئی بار کیا پھر خیال کیا کہ میں جاؤں اور دیکھوں بچہ کا کیا حال ہے جب وہاں گئیں اور بچہ کو دیکھا تو وہ اس حالت میں ہے گویا کہ وہ موت کے لئے بیقرار ہے۔ ہاجرہ کے دل کو قرار نہ آیا تو خیال کیا کہ میں جاؤں شائد کوئی شخص نظر آجائے وہ چلیں اور صفا پہاڑی پر چڑھ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگیں حتی کہ سات چکر پورے کئے پھر کہنے لگیں جاؤں اور بچہ کو دیکھوں اس کا کیا حال ہے۔ اچانک ان کو آواز سنائی دی تو کہنے لگیں اگر تیرے پاس بھلائی ہے تو میری فریاد رسی کر کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں ابن عباس نے کہا اس نے اس طرح اپنی ایڑی سے اشارہ کیا اور زمین پر ایڑی ماری ابن عباس نے کہا پانی پھوٹ پڑا اسماعیل کی والدہ حیران رہ گئیں اور گڑھا کھودنا شروع کیا۔ ابن عباس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس کو چھوڑے دیتیں تو پانی بہت ہو جاتا۔ ابن عباس نے کہا ہاجرہ وہ پانی پینے لگیں تو بچہ

marfat.com
Marfat.com

يَصِيْدُ قَالَ قُوْلِيْ لَهُ اِذَا جَآءَ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَيْتِكَ فَلَمَّا جَآءَ اَخْبَرَتْهُ فَقَالَ
اَنْتِ ذَاكِ فَاذْهَبِيْ اِلٰى اَهْلِكِ قَالَ ثُمَّ اَنَّهٗ بَدَا لِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لِاَهْلِهٖ اِنِّيْ
مُطَّلِعٌ تَرِكَتِيْ فَجَآءَ فَقَالَ اَيْنَ اِسْمٰعِيْلُ فَقَالَتْ اِمْرَاَتُهٗ ذَهَبَ يَصِيْدُ فَقَالَتْ
اَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبَ فَقَالَ وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ قَالَتْ طَعَامُنَا
اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَآءُ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ قَالَ
فَقَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةٌ بِدَعْوَةِ اِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا
وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ اَنَّهٗ بَدَا لِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لِاَهْلِهٖ اِنِّيْ مُطَّلِعٌ تَرِكَتِيْ فَجَآءَ فَوَافَقَ
اِسْمٰعِيْلَ مِنْ وَرَآءِ زَمْزَمَ يُصْلِحُ نَبْلًا لَهٗ فَقَالَ يَا اِسْمٰعِيْلُ اِنَّ رَبَّكَ اَمَرَنِيْ اَنْ
اَبْنِيَ لَهٗ بَيْتًا قَالَ اَطِعْ رَبَّكَ قَالَ اِنَّهٗ قَدْ اَمَرَنِيْ اَنْ تُعِيْنَنِيْ عَلَيْهِ قَالَ اِذَنْ
اَفْعَلَ اَوْ كَمَا قَالَ فَقَامَا فَجَعَلَ اِبْرَاهِيْمُ يَبْنِيْ وَاِسْمٰعِيْلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ قَالَ حَتّٰى ارْتَفَعَ الْبِنَآءُ وَضَعُفَ
الشَّيْخُ عَلٰى نَقْلِ الْحِجَارَةِ فَقَامَ عَلٰى حَجَرِ الْمَقَامِ فَجَعَلَ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَيَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

کے لئے ان کا دودھ جوش مارنے لگا۔ ابن عباس نے کہا اس وادی میں سے قبیلہ جُرہم کے کچھ لوگ گذرے تو اُنھوں نے پرندے کو دیکھا اور حیران رہ گئے اور کہنے لگے پرندے تو پانی پر ہی اُڑتے ہیں اُنھوں نے اپنا قاصد بھیجا اُس نے دیکھا تو وہاں پانی تھا۔ قاصد اُن کے پاس آیا اور ان کو پانی سے آگاہ کیا وہ لوگ ہاجرہ علیہا السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے اسماعیل کی والدہ کیا ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم آپ کے پاس رہیں یا آپ کے قریب سکونت کر لیں جب ان کا بچہ بالغ ہُوا تو اس قبیلہ کی ایک عورت سے نکاح کر لیا پھر ابراہیم علیہ السلام کو خیال ہُوا تو اپنی بیوی سارہ سے کہا میں اپنا ترکہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ ابن عباس نے کہا وہ مکہ آئے اور سلام کہا اور فرمایا اسماعیل کہاں ہیں ان کی بیوی نے کہا وہ شکار کرنے گئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب اسماعیل آئے تو انھیں کہنا کہ اپنے دروازہ کی دہلیز کو

marfat.com
Marfat.com

تبدیل کردیں۔ جب اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو انھوں نے فرمایا تو ہی وہ دہلیز ہے اپنے گھر چلی جاؤ۔ ابن عباس نے کہا پھر ابراہیم علیہ السلام کو خیال آیا تو اپنی بیوی سارہ سے فرمایا میں اپنا تھ کہ (چھوڑے ہوئے) کا حال دیکھنا چاہتا ہوں آپ تشریف لائے اور فرمایا اسماعیل کہاں ہے۔ اُن کی بیوی نے کہا وہ شکار کرنے گئے ہیں آپ گھوڑے سے اُتریں اور کچھ کھا پی لیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تمہارا خورد و نوش کیسا ہے؟ اُس نے کہا ہم گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ! ان کے کھانے پینے میں برکت فرما۔ ابن عباس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مکہ کے طعام اور پانی میں ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کی برکت ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پھر ابراہیم علیہ السلام کو خیال آیا تو اپنی بیوی سارہ سے فرمایا میں اپنے چھوڑے ہوئے کو دیکھنا چاہتا ہوں؟ تو آپ تشریف لائے اور اسماعیل علیہ السلام کو زمزم کے پیچھے بیٹھے ہوئے پایا جبکہ وہ تیر درست کر رہے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے اسماعیل! تیرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں بیت اللہ کی تعمیر کردوں۔ اسماعیل علیہ السلام نے کہا ابا جان اپنے رب کی فرمانبرداری کیجئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تعمیرِ کعبہ میں تم میری اعانت کرو۔ اسماعیل علیہ السلام نے کہا میں حاضر ہوں یا جو بھی کہا۔ ابن عباس نے کہا پھر دونوں کھڑے ہوئے ابراہیم پتھر لگا رہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ "

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حتی کہ بنیادیں اُونچی ہوگئیں اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پتھر اُٹھانے سے عاجز ہوگئے تو وہ مقامِ ابراہیم پر کھڑے ہوگئے اور اسماعیل علیہ السلام اُن کو پتھر دینے لگے جبکہ دونوں یہ کہہ رہے تھے اے ہمارے پروردگار ہمارا عمل قبول فرما! تو سننے والا جاننے والا ہے۔

اس حدیث کی شرح ع ۳۱۴۸ کے تحت دیکھیں!

عثمان کی حدیث میں ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام رکن اور مقام نازل ہوئے تو آپ مقام پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے رہے اور اسماعیل علیہ السلام آپ کو پتھر دیتے رہے۔ جب رکن کی جگہ پہنچے تو اس روز اس کو اپنی جگہ رکھ دیا اور مقام کو بیت اللہ کے ساتھ ملا دیا۔ جب کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کو حج کے مناسک دکھائے۔

پھر ابراہیم علیہ السلام مقام پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! اپنے رب کی دعوت قبول کرو (حج کرو)۔ اور دونوں حضرات ان مواقف پر مطلع ہوئے۔

اور ابراہیم اور سارہ علیہما السلام بیت المقدس سے آئے اور بیت اللہ کا حج کیا پھر ابراہیم علیہ السلام واپس شام چلے گئے اور وہیں آپ نے وفات پائی۔

marfat.com
Marfat.com

۳۱۵۰ — حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ثَنَا الْأَعْمَشُ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَىٰ قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ بَعْدُ فَصَلِّهِ فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيهِ

ترجمہ : ابراہیم تیمی نے اپنے والد سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے ابوذر کو یہ کہتے ہوئے سُنا یا رسولَ اللہ! سب سے پہلے زمین میں کونسی

۳۱۵۰ — مسجد بنائی گئی؟ فرمایا مسجدِ حرام۔ ابوذر نے کہا میں نے کہا پھر اس کے بعد کونسی مسجد بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا مسجدِ اقصیٰ میں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! ان میں کتنا فرق ہے۔ آپ نے فرمایا چالیس برس۔ پھر جہاں بھی تجھے نماز کا وقت پائے وہیں نماز پڑھ لو۔ کیونکہ فضیلت اسی میں ہے۔

۳۱۵۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے سب سے پہلے تو مکہ بنا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ ،، اور مسجد اقصیٰ کو حضرت داؤد علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔ ان دونوں کے درمیان ایک ہزار سال سے زیادہ سال کا فرق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آئت کریمہ اور حدیث کا یہ مدلول نہیں کہ ابراہیم اور سلیمان علیہما السلام نے ان کو سب سے پہلے بنایا تھا بلکہ اُنھوں نے پہلی بنیادوں کی تجدید کی تھی۔ جبکہ ایک روائت میں ہے کہ سب سے پہلے آدم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے اس کے چالیس سال بعد بیت المقدس کی تعمیر کی ہو۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حق بات یہ ہے کہ اللہ کے کسی ولی نے داؤد و سلیمان علیہ السلام سے پہلے مسجدِ اقصیٰ بنائی پھر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے اس میں اضافہ کر کے وسیع تر کر دیا اس لئے ان کی طرف تعمیر کی نسبت کی گئی ہے۔ یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ مسجد حرام اور مسجدِ اقصیٰ کو سب سے پہلے فرشتوں نے بنایا تھا۔ اس تعمیر میں چالیس سال کا فرق ہے اور حضرت ابراہیم اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی طرف نسبت اس لئے کی گئی ہے کہ انھوں نے ان کی تجدید کی تھی۔ مسجدِ اقصیٰ کو اس لئے اقصیٰ کہا جاتا ہے کہ یہ بیت اللہ سے بہت دُور ہے یا اس لئے اقصیٰ کہا جاتا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا مقام نہیں یا اس لئے کہ یہ مقدس خطہ اقذار اور خباثت سے پاک ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۱۵۱ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ عَمْرٍو مَوْلَی الْمُطَّلِبِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهٗ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا وَرَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۱۵۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ اَبِیْ بَكْرٍ اَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَمْ تَرَیْ اَنَّ قَوْمَكِ لَمَّا بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرُدُّهَا عَلٰی قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَاِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جبل اُحد آیا تو آپ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان حرم بناتا ہوں اس کو عبداللہ بن زید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ (حدیث ۲۶۹۵ کی شرح دیکھیں)

۳۱۵۱ ـــ

ترجمہ : سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عائشہ تم نے دیکھا نہیں کہ تمہاری قوم نے کعبہ کی تعمیر کی تو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرنے سے قاصر ہوگئے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ بیت اللہ کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر کیوں نہیں تعمیر کر دیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہاری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا "تو میں ایسا کر دیتا" حضرت عبداللہ بن عم

۳۱۵۲ ـــ

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرَى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اِسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ الَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ وَ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ

۳۱۵۳ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ اَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

رضی اللہ عنہما نے کہا اگر ام المومنین عائشہ نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حطیم کے قریب دونوں رکنوں کو اس لئے نہیں چوما کہ بیت اللہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر نہیں کیا گیا۔ اسماعیل نے کہا "اس اسناد میں" ابن ابی بکر عبداللہ بن محمد بن ابی بکر صدیق ہے رضی اللہ عنہ (مکہ مکرمہ اور اس کی عمارتوں کی فضیلت کا باب اور اس کے بعد والی احادیث کی شرح دیکھیں)

۳۱۵۳ ـــ ترجمہ : ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر درود شریف کیسے پڑھا کریں آپ نے فرمایا کہو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"

۳۱۵۲ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیاق عبارت کا مقتضی یہ ہے کہ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ لفظ آل کے بغیر کہا جاتا اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ آل زائد ہے یا عرف میں ابراہیم علیہ السلام بھی آل میں داخل ہیں۔ یا ابراہیم علیہ السلام بطریق اولی مراد ہیں معنی یہ ہے کہ اے اللہ جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رحمتیں نازل کی ہیں ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بطریق اولیٰ رحمتیں نازل فرما۔ اس معنی کے مطابق یہ سوال نہ ہوگا کہ تشبیہ میں یہ شرط ہے کہ مشبہ بہ مشبہ

marfat.com
Marfat.com

۳۱۵۴ حَدَّثَنَا قُتَيْبُ بْنُ حَفْصٍ وَمُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَا
ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ ثَنَا أَبُو فَرْوَةَ مُسْلِمُ بْنُ سَالِمٍ الْهَمْدَانِيُّ ثَنَا
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيسٰى أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِي كَعْبُ
ابْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ بَلٰى فَأَهْدِ هَالِيَ فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا
يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ
نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى
آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

سے اقوی ہو۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اس مقام میں تشبیہ کامل کو اکمل کے ساتھ لاحق کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ تہلیح کے باب سے ہے یعنی رحمت کا سوال مطلوب ہے۔ اور غیر معروف کے حال کو معروف کے ساتھ بیان کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل پہ درود معروف ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ،، لہٰذا صلوٰۃ میں تشبیہ یا تو شہرت کے اعتبار سے ہے اور ظاہر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام پہلی اُمتوں میں بہت مشہور تھے اور ان پہ صلوٰۃ وسلام بھی ان میں معروف تھا یا طریقہ اور جہت بیان کرنے کے لئے تشبیہ ذکر کی ہے اور اللہ کی رحمت مرحوم کے رتبہ کے مطابق نازل ہوتی ہے اور یہ مخفی نہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ سب نبیوں سے فائق ہے لہٰذا آپ پر اللہ کی رحمت بھی غیر متناہی ہے۔ نیز کبھی مشبّہ بہ مشبّہ سے ادنیٰ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس آیت کریمہ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ،، میں مشبّہ مصباح ہے اور ظاہر ہے کہ یہ نور سے ادنیٰ ہے۔ برکت سے مراد خیر، کرامت، عیوب سے طہیر اور تزکیہ ہے یا اس کا ثبات و دوام مطلوب ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے : بَرَكَتِ الْإِبِلُ ،، اونٹ زمین میں ہمیشہ رہے۔ یعنی اے اللہ تو نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مرتبہ عظمت، شرافت و کرامت عطا کی ہے اسکو ہمیشہ رکھ اور اس میں اضافہ فرما! ابن حزم نے کہا ہر انسان پر عمر میں ایک بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر "بارک علیہ" پڑھنا واجب ہے۔

۳۱۵۴ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا

marfat.com
Marfat.com

۳۱۵۵ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْمِنْهَالِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَیَقُوْلُ اِنَّ اَبَاکُمَا کَانَ یُعَوِّذُ بِهَا اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اُعَوِّذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّهَآمَّةٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَآمَّةٍ

کہ مجھے کعب بن عجرہ ملے اور کہا کیا میں تمہیں تحفہ نہ دوں جسے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں مجھے تحفہ دیں (ضرور بیان کرو) انھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر یعنی اہل بیت پر کیسے درود شریف پڑھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ تو بتا دیا ہے کہ ہم سلام کیسے پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

۳۱۵۴ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ نے سلام کی تعلیم کہاں دی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تشہد میں تعلیم دی ہے اور وہ یہ ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حدیث ۳۱۵۳ اور ۳۱۵۴ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے درود شریف کی تعلیم دی ہے۔ لہٰذا جو بھی درود شریف پڑھیں افضل ہیں۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مذکور درود شریف نماز میں پڑھنا افضل ہے۔ حدیث ۳۱۵۳ کی شرح دیکھیں۔

۳۱۵۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما پر ان کلمات کے ساتھ دم کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے تمہارا باپ (ابراہیم علیہ السلام) ان کلمات کے ساتھ اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو دم کیا کرتے تھے۔ میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے ذریعہ ہر شیطان، زہریلے جانور اور ہر ضرر دینے والی آنکھ کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

۳۱۵۵ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزدگاں رضی اللہ عنہما کو یہ دم فرماتے تھے "اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّهَآمَّةٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَآمَّةٍ" تعوذ، استعاذہ اور تعویذ سب کا ایک ہی معنیٰ ہے کہ میں تم کو ان کلمات کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ الْاٰيَةَ لَا تَوْجَلْ لَا تَخَفْ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى الْاٰيَةَ

ذریعہ ان اشیاء سے اللہ کی پناہ دیتا ہوں ،، اور انہی کلمات کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو دم کیا کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باپ اس لئے فرمایا کہ وہ ان کی نسل سے ہیں۔ قولہ کلمات اللّٰہ التامۃ ،، التامّۃ ،، کلمات اللہ کی صفات لازمہ ہے کیونکہ اللہ کے سارے کلمات تامہ ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ تامہ کا معنی کاملہ ہے بعض نافعہ کہتے ہیں بعض شافیہ ذکر کرتے ہیں بعض مبارکہ بیان کرتے ہیں اور بعض علماء اس کا معنیٰ قاضیہ بتاتے ہیں جو ہمیشہ رہنے والے ہیں اور ان میں کوئی نقص وعیب واقعہ نہیں ہوتا۔ شیطان میں جنّ اور انسانی شیطان بھی داخل ہیں۔ کیونکہ انسانوں میں سے بھی شیطان ہوتے ہیں۔ هَامّة ،، کا معنی زہریلے جانور ہے۔ یعنی ہر زہریلا جانور جو قتل کر دے اور جو قتل نہ کرے اس کو "سوام" کہا جاتا ہے۔ ہوام کا معنیٰ حشراتِ ارض ابن فارس نے بیان کیا ہے۔ علامہ ہروی نے اس کا معنیٰ سانپ بیان کیا ہے اور زمین پر چلنے والے ہر جانور کو بھی ہوام کہا جاتا ہے۔ چنانچہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جبکہ حدیبیہ میں ان کے سر پر جوئیں چلتی پھرتی دیکھیں۔ کیا ہوام تمہیں اذیت پہنچا رہی ہیں؟ لَآمَّةٌ ،، کا معنی ہر وہ شئی ہے جو اذیت پہنچائے۔ اس کا معنیٰ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جو مُغَيِّرُ الشَّعْرِ جمع کرے۔ یعنی جو کسی کو نظر لگا دے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وہ اللامّة ،، ہر بُری بیماری اور آفت ہے جو انسان میں جنون وغیرہ پیدا کرے۔ داؤدی نے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ ہر آنکھ جو انسان کو لگ جائے وہ لامّہ ہے۔ (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان ان سے ابراہیم کے مہمانوں کا واقعہ بیان کریں جبکہ وہ ابراہیم کے پاس آئے لَا تَوْجَلْ کا معنیٰ ہے ،، لَا تَخَفْ ،، یعنی خوف نہ کر

اس آیت کریمہ میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے واقعات میں سے ایک واقعہ کا ذکر ہے جبکہ ان کے پاس فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے آئے تھے۔ اُن سے ابراہیم علیہ السلام نے خوف محسوس کیا جبکہ وہ کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا رہے تھے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی

marfat.com
Marfat.com

قوم میں بھیجا کہ وہ اپنی قوم کو اخلاق سوز اعمال اور فواحش سے روکیں وہ لوگ رکنے کی بجائے اور زیادہ سرکش ہو گئے اور فتنہ برپا کر دیا اور لوط سے مذاق اور تمسخر کرنے لگے کہ لاؤ عذاب ہم تمہارا عذاب دیکھتے ہیں وہ کیسا ہوتا ہے حضرت لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے قوم کا مقابلہ کرنے کے لئے مدد چاہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کو چار فرشتے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور درداٹیل بھیج دیئے کہ وہ لوط کی مدد کریں اور بدکردار قوم کو ہلاک کریں اور ان کا نشان تک نہ رہنے دیں اور ساتھ ہی ابراہیم علیہ السلام کو بچہ پیدا ہونے کی خوشخبری دیں۔ فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادت تھی کہ آپ ہمیشہ مہمان کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ اتفاق یہ ہوا کہ پندرہ روز تک کوئی مہمان نہ آیا تھا جس کا ابراہیم علیہ السلام کو بہت دکھ تھا۔ جب نوجوان خوبصورت مہمان دیکھے تو بہت خوش ہوئے اور خود ان کی خدمت کرنا فخر محسوس کیا اور بچھڑے کا گوشت بریاں کر کے لائے اور ان کے آگے رکھ دیا۔ فرشتوں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے اور کہنے لگے آپ جانتے ہیں کہ ہم یہ نہیں کھائیں گے اس سے حضرت نے دل میں خوف محسوس کیا کہ یہ لوگ غصہ کے باعث کھانا نہیں کھاتے۔ حضرت کا یہ حال دیکھ کر فرشتوں نے کہا آپ خوف نہ کھائیں۔ ہم آپ کو بچہ کی خوشخبری دینے آئے ہیں جبکہ ہمارے اس سفر میں لوط کی قوم کو ہلاک کرنا بھی شامل ہے۔

وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ”

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب اس وقت کو یاد کیجئے جبکہ ابراہیم نے کہا اے پروردگار مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے یہ سوال کیا مفسرین اس کے کئی اسباب بیان کرتے ہیں :

۱ : جب ابراہیم علیہ السلام نے نمرود لعین سے کہا میرا رب زندہ کرتا اور مارتا ہے تو علم یقین سے عین یقین کی طرف ارتقاء کی خواہش کی اور احیاء اموات کو آنکھوں سے دیکھنا چاہا تو عرض کیا اے اللہ مجھے دکھلا تو کیونکر مردے جلائے گا۔ چنانچہ انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جس کا اسے علم ہو وہ اسے دیکھنا پسند کرتا ہے۔

۲ : حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا جب ابراہیم علیہ السلام کو ”خلّت“ کی خوشخبری دی گئی تو یہ سوال عرض کیا تاکہ اس کی قبولیت سے یقین ہو جائے کہ خوشخبری صحیح ہے۔

۳ : ابراہیم نے یہ سوال اس لئے کیا کہ مُردوں کے اجزاء متفرق ہو جانے کے بعد ان کے اکٹھے ہونے کی کیفیت کو آنکھوں سے دیکھیں اور یہ دیکھ لیں کہ اعصاب اور چمڑے وغیرہ ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد کیسے ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور علم یقین، عین یقین اور حق یقین کو جمع ہوتے دیکھیں۔ ہم یقین کی ان تین صورتوں کی مثال ذکر کرتے ہیں تاکہ ان کی پوری وضاحت ہو جائے۔ چنانچہ ہوائی جہاز ہی کو لیجئے ہم نے سنا تھا کہ وہ ہوا میں اڑتا ہے لیکن اس کو دیکھا نہیں تھا یہ علم الیقین ہے۔ جب جہاز اڑتا ہوا ہمارے اوپر سے گزر گیا تو ہمیں عین الیقین ہو گیا پھر اتفاق یہ ہوا کہ ہم نے اس میں بیٹھ کر سیر کی تو اب اس کا حق الیقین ہوا۔ جب ابراہیم علیہ السلام کے

marfat.com
Marfat.com

کے مشاہدہ میں قرآن میں زکور تمام امور آئے تو یقین کی تینوں صورتیں جمع ہوتی دیکھ لیں۔

۴ : حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس یہ تذکرہ ہوا۔ ابراہیم علیہ السلام نے ایک جانور دیکھا جس کو درندے چرندے نوچ نوچ کر کھا رہے تھے تو انھوں نے حیرت سے پوچھا اے رب مجھے دکھلا تو مُردوں کو کیونکر زندہ کرے گا تاکہ اس کو آنکھوں سے دیکھ لیں کیونکہ نفوس انسانیہ معاینہ کے مشتاق ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے خبر معاینہ جیسی نہیں ہوتی۔

۵ : ابن درید نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مچھلی کے پاس سے گزرے جس کا آدھا حصہ پانی میں اور آدھا خشکی میں تھا جو پانی میں تھا اس کو پانی کے جانور کھا رہے تھے اور جو خشکی میں تھا اس کو خشکی کے جانور کھاتے ہیں۔ ابلیس لعین نے کہا اس مچھلی کا گوشت مختلف پیٹوں میں پچ گیا اور ہر ایک پیٹ کا ہضم علیحدہ ہے تو یہ کیونکر اللہ جمع کرے گا؟ اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے مُردوں کے زندہ کرنے کے متعلق سوال عرض کیا کہ ان کو میرے ہاتھوں میں زندہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادہ کو پورا کیا۔ علامہ قرطبی نے کہا کیف کے ساتھ شئ موجود سے سوال کیا جاتا ہے جو سائل اور مسئول کے نزدیک متقرر الوجود ہو۔ جیسے کہا جائے "کَیْفَ زَیْدٌ"، اس آیت کریمہ میں کَیْفَ کے ساتھ احیاء کی ہیئت کا سوال ہے اور احیاء متقرر الوجود ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پختہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ تو انھوں نے احیاءِ موتیٰ کا سوال کیوں کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ سوال بطورِ ادب تھا یعنی ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے اللہ! مجھے مردہ زندہ کرنے میں قادر کرتا کہ میری اس خواہش سے دل مطمئن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے سوال کا جواب دیا کہ چار پرندے چیل، مور، مرغ اور کوا پکڑیں اور ان کے سروں کو کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیں اور باقی جسموں کے ٹکڑے کر کے ایک دوسرے سے ملا کر ان کے چار حصے کر کے چار پہاڑوں پر رکھ دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کو اپنی طرف بلاؤ جب آپ نے ان کو بلایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہر پرندے کے بال گوشت ہڈیاں وغیرہ تمام اجزاء اپنے اپنے جسم کا قصد کرتے ہوئے ہر پرندہ علیحدہ علیحدہ کھڑا ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اپنے سروں سے ملنے لگا اور اللہ کی قدرت کاملہ سے ہر پرندہ زندہ ہو گیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ" یعنی اللہ تعالیٰ کو کوئی شئ مغلوب نہیں کر سکتی اور وہ اپنے اقوال و افعال میں حکیم ہے۔ زمین میں چلنے والوں کی نسبت پرندوں کو زندہ کرنے میں عجوبہ زیادہ ہے۔ اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا میں پرندہ پیدا کرتا ہوں اور چمگادڑ کو پیدا کیا کیونکہ اس میں وہ خصوصیت پائی جاتی ہے جو دوسرے پرندوں میں نہیں۔ کیونکہ اس کو حیض آتا ہے اور یہ حاملہ ہوتی ہے۔ اندھیرے میں ڈرتی ہے اور سورج کی روشنی میں دیکھ نہیں سکتی پھر اس کے دانت بھی ہیں یہ امور پرندوں میں معدوم ہیں چار پرندے اس لئے پکڑے کہ عناصر چار ہیں جن سے اجسام کی ترکیب ہوتی ہے اور پہاڑ بھی چار تھے اور وہ جبل لبنان، جبل سینین، طور سینین اور طور زیتا ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۱۵۶ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِیْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ وَیَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ یَاْوِیْ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ یُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِیَ

۳۱۵۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ابراہیم کی نسبت شک کے زیادہ لائق ہیں بکہ اُنھوں نے کہا اے رب مجھے دکھلا کہ تو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ اللہ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ابراہیم نے کہا کیوں نہیں مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے اور اللہ تعالیٰ لوط پر رحم کرے کہ وہ مضبوط رکن سے پناہ لینا چاہتے تھے اور اگر میں قید خانہ میں اتنی مدت ٹھہرتا جو یوسف ''علیہ السلام'' ٹھہرے تو میں بلانے والے کی بات قبول کر لیتا۔

۳۱۵۶ — شرح : حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریا کے کنارے پر مرا ہُوا گدھا دیکھا جب سمندر کا پانی باہر آتا تو اس میں سے سمندری جانور بھی باہر آتے اور وہ اس مرے ہُوئے گدھے کو کھاتے جب سمندر کا پانی واپس سمندر میں چلا جاتا تو جنگل کے درندے اس کو کھانے لگتے جب درندے سیر ہو کر چلے جاتے تو پرندے آتے اور اس کا گوشت کھا کر اڑ جاتے یہ حال دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا اے پروردگارِ عالم تو سمندر کے جانوروں، پرندوں اور درندوں کے پیٹوں میں متفرق ہونے والے حیوان کے اجزاء کو کیونکر جمع کرے گا۔ اس لئے اُنھوں نے یہ سوال اُٹھایا بعض علماء احیاء موتی کے سوال کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خبر دی کہ میں کسی بشر کو اپنا خلیل بنا رہا ہوں تو ابراہیم علیہ السلام نے اس کی عظمت جانتے ہُوئے عرض کیا اے میرے اِلٰہ اس کی علامت کیا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی دعاء سے مردے زندہ ہو جایا کریں گے چونکہ ابراہیم علیہ السلام کا مقامِ عبودیت عظیم تھا اس لئے انہیں خیال گزرا کہ شائد آپ ہی وہ خلیل ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے مردے زندہ کرنے کا سوال عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمام متفرق اجزاء کو جمع کرنے پر قادر ہوں یا میں اجسام کی ترکیب و روح کے اعادہ پر قادر ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سُن کر

marfat.com
Marfat.com

عرض کیا اے رب کیوں نہیں لیکن میں نے سوال اس لئے عرض کیا ہے کہ میرا دل قرار پکڑے تاکہ دلیل کے ساتھ معلوم ہونے اور مشاہدہ سے معلوم ہونے میں فرق حاصل ہو یا میری دلیل کے قوی ہونے سے میرا دل مطمئن ہو اور جب مجھے کہا جائے کہ تو نے مردے زندہ ہوتے دیکھے ہیں تو میں کہہ سکوں کہ ہاں میں نے آنکھوں سے ان کا معائنہ کیا ہے۔ یا اس لئے کہ اطمینان ہو جائے کہ میں ہی اللہ کا خلیل ہوں۔ اس تقریر سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا احیاءِ موتیٰ سے متعلق سوال عرض کرنا شک پر مبنی نہ تھا بلکہ وہ مشاہدہ اور معائنہ سے علم میں اضافہ چاہتے تھے۔ کیونکہ آنکھوں دیکھی شئی سے وہ معرفت و طمانیت حاصل ہوتی ہے جو استدلال سے نہیں ہوتی۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا احیاء موتی میں شک کرنا محال تھا کیونکہ اگر نبی شک کرتے تو ہم شک و شبہات کے زیادہ لائق تھے لیکن یہ مسلم امر ہے کہ ہم نے تو شک نہیں کیا لہذا ابراہیم علیہ السلام نے بھی شک نہیں کیا جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ علماء نے کہا اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے اِنَّ الشَّكَّ مُسْتَحِيْلٌ فِيْ حَقِّ اِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّ الشَّكَّ فِيْ اِحْيَاءِ الْمَوْتٰى لَوْ كَانَ مُتَطَرِّقًا اِلَى الْاَنْبِيَآءِ لَكُنْتُ اَنَا اَحَقَّ بِهٖ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ وَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ لَمْ اَشُكَّ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَشُكَّ ،، اس کی تقریر یہ ہے کہ یہ قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ ہے۔ اس قضیہ کا نتیجہ وضع مقدم سے وضع تالی ہوتی ہے یا رفع تالی سے رفع مقدم ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں تالی لَكُنْتُ اَنَا اَحَقَّ بِهٖ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ کا رفع ثابت ہے جس کی دلیل یہ ہے ،، قَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ لَمْ اَشُكَّ ،، لہذا مقدم کا رفع بھی ثابت ہو گیا اور وہ لَوْ كَانَ الشَّكُّ مُتَطَرِّقًا اِلَى الْاَنْبِيَاءِ ،، ہے لہذا نتیجہ یہ نکلا فَاعْلَمُوْا اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَشُكَّ اسی سوال پر یہ آیت کریمہ ہے ،، لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ،، یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، اگر میں غیب جانتا تو خیر جمع کرتا ،، تم جانتے ہو کہ میں نے خیر جمع کی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،، اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ،، اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کی ہے۔ لہذا مقدم کا رفع ہو گیا اور وہ ہے ،، میں غیب جانتا ہوں ،، کیونکہ اس قضیہ شرطیہ متصلہ موجبہ میں مقدم اور تالی دونوں منفی ہیں کیونکہ لفظ ،، لَوْ ،، مثبت کو منفی اور منفی کو مثبت کر دیتا ہے۔ لہذا رفع تالی سے نتیجہ مثبت ہو گا اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم غیب کا کبھی دعویٰ نہیں کیا اور اس استدلال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے علمِ غیب کا دعویٰ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بذاتِ خود غیب جانتے ہیں حالانکہ بذاتِ خود غیب کا علم صرف اللہ کو ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تالی کا حال مقدم کے حال پر دلالت کرتا ہے کہ جس تقدیر پر تالی کا رفع ہو اسی تقدیر پر مقدم کا رفع ہوتا ہے اور یہ مسلم الثبوت امر ہے کہ تالی کا رفع عرضی ہے ذاتی نہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود خیر کثیر جمع نہیں کی لہذا اسی تقدیر پر مقدم کا رفع ہو گا کہ آپ بذاتِ خود غیب نہیں جانتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیر کثیر عطا کی ہے تو غیب کا علم بھی آپ کو اللہ نے عطاء کیا ہے اور یہ استدلال نص قطعی کے موافق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ،، اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اسے غیب پر مطلع کرتا ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ،،

قولہ ویرحم لوطاً آہ حضرت لوط علیہ السلام ابن ہاران بن آزر ہیں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے

marfat.com
Marfat.com

ہیں۔ آپ پر ایمان لائے اور ان کے ساتھ ہجرت کر کے مصر چلے گئے پھر ان ہی کے ساتھ شام چلے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو فلسطین رہ گئے اور لوط اردن میں مقیم ہو گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اہلِ سدوم کے دیہات کے لئے نبی بھیجا جبکہ وہ لوگ شام اور حجاز کے درمیان بستے تھے۔ ان کے بارہ گاؤں تھے جن کو "مُؤْتَفِکَاتُ" کہا جاتا ہے۔ وہ لوگ بُت پرست اور بدکردار تھے اور راستوں میں علانیہ لواطت کرتے تھے اس قسم کے اخلاق سوز افعال اُن کا شیوہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ فرشتے بھیجے اور ان کو ہلاک کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی محبت حضرت ابراہیم کے قلب شریف میں تھی اس لئے ان کو لوط کہا جاتا ہے۔ یہ لَاطَ یَلُوْطُ سے ہے اس کا معنیٰ ہے "تَعَلَّقَ وَلَصَقَ"، قولہ لَقَدْ کَانَ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ آہ اس میں آیت کریمہ "قَالَ لَوْ اَنَّ بِیْ بِکُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ"، کی طرف اشارہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس لئے کہ حضرت لوط علیہ السلام کا کلام نہایت ہی ناامیدی پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر تعجب کا اظہار فرمایا اور اس کو اعجوبہ شمار فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ طاقت ور رکن اور کون ہے جس طرف وہ رجوع کریں۔

الحاصل جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے لڑکوں کی صورتوں میں آئے اور ان کی قوم نے ان نفوس قدسیہ مہمانوں کا قصد کیا تو کہا کاش کہ تمہارے مقابلہ کی مجھے طاقت ہوتی تو میں تمہاری مدافعت کرتا یا میں قوی مرد یا طاقتور قوم کی پناہ لیتا اور ان کی قوت کے باعث تمہاری شر سے محفوظ رہتا۔ اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم کرے وہ لوگوں میں سے قوی اور سخت قوم کی پناہ تلاش کرتے رہے حالانکہ رکنِ شدید کی پناہ کافی تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے اور اس کی حفاظت چاہتے۔ عربوں کی عادت کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "یَرْحَمُ لُوْطًا"، فرمایا کیونکہ جب کوئی شخص کسی امر میں قاصر ہو جائے اور وہ ایسی بات کرے جو نہیں کرنی چاہیئے تو عرب کہتے ہیں اللہ اس پر رحم کرے اور اس کی مغفرت کرے کہ اُس نے نامناسب کام کیا ہے۔

قولہ لَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ آہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تعریف کی جبکہ وہ قید خانہ میں سات سال، سات ماہ، سات دن اور سات گھنٹے ٹھہرے تو ان کو بادشاہ کی طرف سے بلانے والا آیا لیکن اُنھوں نے قید خانہ سے باہر نکلنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ان پر عورتوں کے بہتان کا تصفیہ کر لیا جائے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اگر میں قید خانہ میں اتنی دیر ٹھہرتا تو کوئی عذر کئے بغیر قید خانہ سے جلدی باہر آجاتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بطور تواضع اور انکساری فرمایا تھا اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اگر یوسف علیہ السلام کی جگہ ہوتے تو قید خانہ سے نکلنے میں جلدی کرتے اور صفائی وغیرہ کا تقاضا نہ کرتے تواضع سے اللہ تعالیٰ انسان کی عظمت زیادہ کرتا ہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تواضع اور انکساری فرمایا۔ مجھے یونس بن متّی پر فضیلت نہ دو حالانکہ آپ تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل ہیں نصوص قطعیہ اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ کَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ"، تمام مفسرین کا اس بات میں اتفاق ہے کہ بعضہم درجات کا مصداق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ ۳۱۵۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَفَرٍ مِنْ اَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْمُوْا بَنِيْ اِسْمٰعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا اِرْمُوْا وَاَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ فَاَمْسَكَ اَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِاَيْدِيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بالجملہ حضرت یوسف علیہ السلام تقریباً آٹھ سال قید خانہ میں رہے۔ جب مصر کے بادشاہ نے ان کو طلب کیا کہ انہیں جیل سے آزاد کر کے ... اپنے پاس جگہ دیں تو یوسف علیہ السلام نے جیل سے باہر نکلنے میں توقف کیا اور بادشاہ کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ اور فرمایا کہ وہ قید خانہ سے اس صورت میں باہر نکل سکتے ہیں کہ جن عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے اور میرے تقدس کو پامال کرنا چاہا تھا۔ پہلے ان کے مکر و فریب کو آشکارا کر کے میرے دامان عصمت کی تحقیق کریں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یوسف کی جگہ میں ہوتا تو فوراً بادشاہ کی دعوت کو قبول کر کے قید خانہ سے باہر آجاتا اور تحقیق حال کا انتظار نہ کرتا اور اس قدر توقف نہ کرتا جو یوسف "علیہ السلام" نے کیا۔ اس کلام میں حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر و تحمل اور ثبات و متانت کی تعریف ہے کہ اتنا عرصہ قید خانہ میں رہنے کے باوجود بیزاری کا اظہار نہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عجز و انکساری و تواضع کے طور پر فرمایا اگر میں یوسف کی جگہ ہوتا تو فوراً باہر آجاتا۔ بعض علماء نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام ان کی طرف مرسل تھے۔ اس لئے ان کے جلدی باہر آنے پر، ان کو جلد ہدایت کی اُمید تھی۔ لہٰذا انہیں جلدی باہر آنا چاہیئے تھا اور بادشاہ کی دعوت میں تامل اور توقف نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ مگر یہ مفہوم ضعیف ہے۔ کیونکہ دعوت و ابلاغ سے پہلے نفس کی برأت کا اثبات ضروری ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت دین میں ضروری ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان قرآن مجید میں اسماعیل کا ذکر پڑھو وہ وعدہ کے سچے تھے

۳۱۵۷ ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کے چند لوگوں کے پاس سے گزرے جو تیر اندازی کر رہے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

مَالَكُمْ لَا تَرْمُوْنَ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَرْمِيْ وَاَنْتَ مَعَهُمْ فَقَالَ
اِرْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ

بَابُ قِصَّةِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِيْهِ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے فرمایا ! اے اسماعیل کے بیٹو ! تیراندازی کرتے رہو تمہارا باپ ماہر تیرانداز تھا۔ اور میں بنو فلان کی طرف ہوں دو فریقوں میں سے ایک فریق نے اپنے ہاتھ روک لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا ہوا کہ تیراندازی نہیں کرتے ہو۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم تیراندازی کیسے کریں حالانکہ آپ دوسرے فریق کی طرف ہیں۔ آپ نے فرمایا تیراندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں !

(حدیث ۲۷۰۰ کی شرح دیکھیں)

باب اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام کا قصہ

اس کے بارے میں عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم سے روایت کی !

محمد بن اسحاق نے کہا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری دی کہ سارہ کے بطن سے اسحاق پیدا ہوں گے چنانچہ سارہ حاملہ ہوگئیں جبکہ ان کی عمر نوے برس تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو بیس برس تھی۔ حالانکہ اس وقت ہاجرہ علیہا السلام بھی حاملہ تھیں اور اسماعیل علیہ السلام ان کے بطن شریف میں تھے دونوں نے بیک وقت اپنے بچوں کو جنم دیا اور دونوں بچے بیک وقت نوجوان ہوئے۔ ابن جوزی نے "اعمار الاعیان" میں ذکر کیا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو اسی برس تھی۔ وہب بن منبہ نے ۱۸۵ برس ذکر کی ہے۔ ان کی قبر شریف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ الْاٰيَةَ

٣١٥٨ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ الْمُعْتَمِرَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَكْرَمُهُمْ اَتْقَاهُمْ قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَاَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ اَفَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِيْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا

باب کیا تم یعقوب کی وفات کے وقت حاضر تھے جبکہ اُس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

٣١٥٨ — ترجمہ سے عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم کون ہے؟ آپ نے فرمایا ان میں زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ ڈرنے والا ہے۔ اُنھوں نے کہا یا نبی اللہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم یوسف نبی اللہ بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ۔ لوگوں نے کہا ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے۔ آپ نے فرمایا عرب خاندانوں سے متعلق پوچھ رہے ہو۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا تم میں سے جو زمانہ جاہلیت میں سردار تھے وہ اسلام میں بھی تمہارے سردار ہیں جبکہ وہ دین میں فقاہت حاصل کریں۔

(حدیث ٣١٢٧ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ اِلٰى فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ

۳۱۵۹ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ ثَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِلُوْطٍ اِنْ كَانَ لَيَاوِىْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ

بَابٌ قَوْلُهٗ فَلَمَّا جَاءَ اٰلَ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلُوْنَ

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ اَنْكَرَهُمْ وَنَكِرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ يُهْرَعُوْنَ يُسْرَعُوْنَ دَابِرَ اٰخِرَ صَيْحَةً هَلَكَةً لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ لَبِسَبِيْلٍ لَبِطَرِيْقٍ بِرُكْنِهٖ بِمَنْ مَعَهٗ لِاَنَّهُمْ قُوَّتُهٗ تَرَكَنُوْا تَمِيْلُوْا

باب اور لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم بے حیائی پر آتے ہو

۳۱۵۹ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوط کو بخشے کہ وہ مضبوط رکن کی پناہ لینا چاہتے تھے

۳۱۵۹ــــ شرح : یعنی لوط کا ذکر پڑھو جبکہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم بیحیائی پر آتے ہو جبکہ تم راستوں میں علانیہ لواطت کرتے ہو حالانکہ تم جانتے

marfat.com
Marfat.com

۳۱۶۰ــــ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَأَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

کہو یہ بُرا فعل ہے تم سے پہلے ایسا قبیح فعل کسی نے نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو مردوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ مَردوں کو مَردوں کے لئے پیدا نہیں کیا اور نہ ہی عورتوں کو عورتوں کے لئے پیدا کیا ہے اور تم یہ بے حیائی کرتے وقت ایک دوسرے کو دیکھتے ہو اور اپنی سرکشی کے باعث پردہ تک نہیں کرتے ہو یہ تمہاری بہت بڑی جہالت ہے۔ لیکن وہ بدبخت استہزار کے طور پر یہ جواب دیتے تھے کہ یہ پاک لوگ ہیں۔ اس لئے ہم نے لوط اور ان کے گھرانے کو ان کی بیوی کے سوا نجات دی اور اس قوم کو پتھروں سے ہلاک کر دیا جس کے وہ لائق تھے۔ داؤدی نے کہا قرآن کریم میں جہاں بھی "مَطر" کا لفظ آتا ہے اس کا معنیٰ عذاب ہوتا ہے۔ اس حدیث شریف میں رکن شدید سے مراد مضبوط رکن ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب حضرت لوط علیہ السلام اپنے مہمانوں کا حال دیکھ کر گھبرائے تو اس وقت فرمایا کہ وہ مضبوط رکن کی پناہ لینا چاہتے ہیں یا انھوں نے باطن میں اللہ کی پناہ حاصل کر لی اور معذرت کے طور پر مہمانوں سے یہ کلام ظاہر فرمایا۔ قبیلہ کو بھی رکن کہا جاتا ہے کیونکہ رکن وہ ہوتا ہے جس طرف نسبت کی جائے۔

باب ۶ جب لوط "علیہ السلام" کے پاس فرشتے آئے تو انھوں نے کہا تم اجنبی لوگ ہو۔

فَانْكَرَهُمْ، نَكَرَهُمْ، اِسْتَنْكَرَهُمْ، کے ایک ہی معنیٰ ہیں۔ يُهْرَعُوْنَ، کا معنیٰ وہ دوڑتے تھے۔ دَابِر، کا معنیٰ آخر۔ صَيْحَةٌ، کا معنیٰ ہلاک کرنے والی آواز۔ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ، کے معنیٰ دیکھنے والوں کے لئے۔ لَبِسَبِيْلٍ، یعنی راستہ میں۔ برکنہ، سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کے تھے، کیونکہ وہ ان کی طاقت تھے۔ تَرْكَنُوْا، کا معنیٰ تم مائل ہوتے ہو۔

۳۱۶۰ــــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا وقولہٖ كَذَّبَ اَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ اَلْحِجْر مَوْضِعُ ثَمُوْدَ وَاَمَّا حَرْثٌ حِجْرٌ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوْعٍ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ حِجْرٌ مَحْجُوْرٌ وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ تَبْنِيْهِ وَمَا حَجَرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْاَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيْمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَاَنَّهٗ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُوْمٍ مِثْلُ قَتِيْلٍ مِنْ مَقْتُوْلٍ وَيُقَالُ لِلْاُنْثٰى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى وَاَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ الْمَنْزِلُ

۳۱۶۰ شرح : بِرُكْنِهٖ سے آیت کی طرف اشارہ ہے۔ "فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ" "تَرْكَنُوْا" سے وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تم ان کی طرف مائل نہ ہو۔ "فَاَنْكَرَهُمْ وَنَكَرَ" سے فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ۔ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ "يُهْرَعُوْنَ" سے وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ" کی طرف اشارہ ہے یعنی لوط علیہ السلام کے پاس ان کی قوم دوڑتی ہوئی آئی جبکہ ان کو لوط علیہ السلام کی بیوی نے خبر دی کہ ان کے گھر خوبصورت نوجوان لڑکے آئے ہیں حالانکہ وہ فرشتے تھے جو مردوں کی صورت میں آئے تھے۔

"دَابِرَ" سے "وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ" ہم نے ان سے یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ لوگ ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ "صَيْحَةً" سے "اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ" کی طرف اشارہ ہے۔ "لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ" سے "اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ" کی طرف اشارہ ہے اور "لَبِسَبِيْلٍ" سے "وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ" سے "وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ" کی طرف اشارہ ہے اور سبیل کی تفسیر طریق سے کی ہے۔

اس حدیث کو یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ہے اور وہ اللہ کا یہ کلام ہے "كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ بِالنُّذُرِ" الآیۃ حدیث میں عبداللہ سے مراد عبداللہ بن مسعود ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۱۶۱ــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ فَقَالَ انْتَدَبَ لَهَا رَجُلٌ ذُو عِزٍّ وَمَنَعَةٍ فِي قَوْمِهِ كَأَبِي زَمْعَةَ

باب اللہ کا فرمان: ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو رسول بھیجا۔ حجر والوں نے جھٹلا دیا"

حِجر، ثمود کی جگہ کا نام ہے۔ رہا "حِجْرٌ حِجْرٌ"، اس کا معنیٰ حرام ہے۔ ہر ممنوع شئ حرام محرّم ہے۔ حِجر ہر وہ عمارت ہے جسے تم بناؤ جس زمین پر تم نے پتھر نصب کر دیئے وہ حجر ہے۔ اسی وجہ سے بیت اللہ کے حطیم کو حِجر کہا جاتا ہے۔ گویا کہ وہ مَحْطُوم کے معنیٰ میں ہے جیسے قتیل مقتول کے معنیٰ میں ہے اور گھوڑی کو بھی حِجر کہا جاتا ہے۔ عقل کو حِجر اور حِجیً کہا جاتا ہے۔ بہر حال حجر الیمامہ وہ ایک منزل کا نام ہے۔

ترجمہ: عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا جبکہ آپ نے اس شخص کو ذکر کیا جس نے "صالح علیہ السلام کی" اونٹنی کو ہلاک کیا تھا کہ اس کو مارنے کے لئے وہ شخص تیار ہُوا جو غلبہ اور قوت میں ابوزمعہ کی طرح رستہ گیر تھا۔

۳۱۶۱ــ

شرح: قوم عاد کی ہلاکت کے بعد ان کے شہروں میں قوم ثمود آباد ہُوئی اور اُنھوں نے بلند و بالا اور مضبوط مکانات بنائے اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی جو شہروں میں نہیں سما سکتی تھی تو اُنھوں نے پہاڑوں کو کرید کر مکانات بنانے شروع کئے۔ ان کی معاشی حالت بہت اچھی اور دنیاوی وسعت ان کو حاصل تھی۔ اس لئے وہ کثرتِ مال اور عیش و عشرت کے باعث فخر و غرور میں آگئے اور زمین میں فساد برپا کر دیا اور بُت پرستی شروع کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن میں اعلیٰ خاندان میں سے

marfat.com
Marfat.com

۳۱۶۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ اَبُو الْحَسَنِ ثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَسَّانَ بْنِ حَيَّانَ اَبُوْ زَكَرِيَّا ثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَمَرَهُمْ اَنْ لَا يَشْرَبُوْا مِنْ بِئْرِهَا وَلَا يَسْتَقُوْا مِنْهَا فَقَالُوْا قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَطْرَحُوْا ذٰلِكَ الْعَجِيْنَ وَيُهَرِيْقُوْا ذٰلِكَ الْمَآءَ وَيُرْوٰى عَنْ سَبُرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ وَاَبِي الشَّمُوْسِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِاِلْقَآءِ الطَّعَامِ وَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اِعْتَجَنَ بِمَآئِهٖ

سے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اُنھوں نے لوگوں کو تبلیغ کرنا شروع کی تو لوگوں نے کہا آپ نبوت کی علامت بتائیے آپ نے فرمایا تم کیسی علامت دیکھنا چاہتے ہو اُنھوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ عید میں شرکت کریں وہاں جاکر تم اپنے خُدا سے دُعاء کرو او۔ ہم اپنے معبودوں سے دُعاء کریں گے جس کی دُعاء قبول ہو جائے اس کی اطاعت کرلی جائے چنانچہ آپ اُن کے ساتھ تشریف لے گئے اور اُنھوں نے اپنے معبودوں سے دُعاء کی جو قبول نہ ہُوئی۔ پھر ان کے سردار، جندع بن عمرو نے ایک علیحدہ پڑے ہُوئے پتھر کی طرف اشارہ کرکے کہا اس پتھر سے کالے رنگ کی اونٹنی نکالئے جو حاملہ ہو اور اس کے ماتھے اور گردن پر بال ہوں جس کی نظر بجلی کی طرح اور گلے کی آواز کڑکنے والے بادل کی طرح ہو وہ ایک سو ہاتھ لمبی ہو اور اتنی ہی چوڑی ہو۔ اس کے چار پستان ہوں ایک سے پانی دوسرے سے شہد تیسرے سے دودھ اور چوتھے پستان سے شراب دوہیں اسی طرح کی اس کی بچی ہو وہ آپ کے رب کی توحید کا ذکر اور آپ کی نبوت کا اقرار کرتی ہو اگر آپ ایسا کرسکتے ہیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے پختہ وعدہ لیا اور فرمایا اگر میں ایسا کردوں تو تم نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہوگا اُنھوں نے کہا یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ کی نبوت کو تسلیم کریں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے نماز پڑھنے کے بعد اپنے رب سے دُعاء کی تو پتھر ایسے چلایا جیسے بچہ پیدا ہوتے وقت اونٹنی آواز نکالتی ہے۔ پھر پتھر پھٹا اور ان کی خواہش کے مطابق پتھر سے اونٹنی نکلی جس کا اُنھوں نے مطالبہ کیا تھا اور ان کے دیکھتے دیکھتے اتنی ہی لمبی چوڑی اس کے پیٹ سے بچی پیدا ہُوئی یہ دیکھ کر جندع بن عمرہ چند ساتھیوں سمیت ایمان لے آیا اور باقی لوگوں کو دؤاب بن عمرو اور ان کے بتوں کے محافظ حباب اور ان کے کاہن کے

marfat.com
Marfat.com

بیٹے رباب نے ان کو ایمان لانے سے روک دیا۔ اونٹنی اپنی بچی سمیت بقید حیات رہی اور درختوں کے پتے کھایا کرتی اور ان کے کنوئیں سے ایک دن وہ پانی پیتی اور ایک دن وہ لوگ پیا کرتے تھے جب وہ کنوئیں پر منہ ڈالتی تو جب تک سارا پانی ختم نہ ہوجاتا کنوئیں سے منہ باہر نہ نکالتی تھی وہ لوگ اس کو دوہتے حتیٰ کہ ان کے سارے برتن بھر جاتے تھے وہ دودھ پیتے اور اس کا ذخیرہ کر لیتے تھے جب وہ اس وادی میں آواز نکالتی تو ان کے سارے جانور بھاگ نکلتے۔ الحاصل وہ لوگ اس سے تنگ آگئے اور کہنے لگے اس اونٹنی نے ہم کو تنگی میں ڈال دیا ہے۔ سارا پانی یہ پی جاتی ہے گھاس کھا جاتی ہے۔ اس لئے انھوں نے اس کو قتل کرنے کا مصمم خیال کر لیا تو قدار نام والے ایک شخص نے جو اس قوم میں طاقت ور مرد تھا اور وہ ولدِ زنا تھا۔ اونٹنی کو ہلاک کرنے کا ذمہ لیا۔ وہب نے کہا ان کے شہر میں آٹھ جولاہے فسادی تھے۔ ان کی عادت فتنہ و فساد تھی صلاحیت ان سے معدوم ہو چکی تھی۔ یہ بدبخت قُدار بن سلف بھی ان کے پاس چلا گیا۔ اور وہ نو ہو گئے۔ اس بدبخت نے اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اس کو ہلاک کر دیا۔

ابن درید نے وشاح میں نو کے نام ذکر کئے ہیں اور وہ یہ ہیں :

(۱) قدار بن سالف بن جدع (۲) مصدع بن مہرج بن مُہذیل بن المحیا۔
(۳) مُہزیل بن عزنر بن عنم بن میلع (۴) سبیع بن مکیف بن سیحان
(۵) عرام بن نہبی بن لقیط (۶) مہرب بن زُہیر بن سبیع
(۷) سبیع بن رغام بن ملدع (۸) عرید بن نجد بن مہمان
(۹) رُعین بن عمر بن داعر (عینی)

۳۱۶۲ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں جب مقامِ حجر میں اُترے تو صحابہ کو حکم دیا کہ اس مقام کے کنوئیں سے پانی نہ پئیں اور نہ ہی پانی بھر کر رکھیں۔ صحابہ نے عرض کیا ہم نے اس کے پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے اور مشکیزوں میں پانی بھر لیا ہے آپ نے ان کو حکم دیا کہ یہ آٹا پھینک دیں اور وہ پانی گرا دیں۔ سبرہ بن معبد اور ابی شموس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھانا پھینک دینے کا حکم دیا اور ابو ذر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جس نے اس کے پانی سے آٹا گوندھا،،

۳۱۶۲ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ حجر کے کنوئیں کا پانی پینے سے اس لئے منع کیا کہ وہ منحوس مقام تھا جبکہ وہاں ایک قوم پر عذاب نازل ہوا تھا اور یہ ڈر تھا کہ یہ دلوں کو سخت نہ کر دے یا کوئی ایسا وبال نہ پیدا ہو جائے جو ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہو۔ بزاز نے عبداللہ بن قدامہ کے طریق سے ذکر کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غزوۂ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب وہ اس وادی میں پہنچے تو فرمایا تم اب ملعون وادی میں پہنچ چکے ہو۔ جلدی جلدی یہاں سے نکل چلو اور

marfat.com
Marfat.com

۳۱۶۳ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّاسَ نَزَلُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْضَ ثَمُوْدَ الْحِجْرَ وَاسْتَقَوْا مِنْ بِيَارِهَا وَاعْتَجَنُوْا بِهٖ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُهْرِيْقُوْا مَا اسْتَقَوْا مِنْ بِيَارِهَا وَاَنْ يَعْلِفُوا الْاِبِلَ الْعَجِيْنَ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَسْتَقُوْا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ كَانَ تَرِدُهَا النَّاقَةُ تَابَعَهٗ اُسَامَةُ عَنْ نَافِعٍ

۳۱۶۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ اَنْ يُصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَهُمْ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِرِدَآئِهٖ وَهُوَ عَلَى الرَّحْلِ

جس کسی نے اس وادی کے کنوئیں کے پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے یا ہنڈیا پکالی ہے اس کو پھینک دو!"

۳۱۶۳ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا کہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ثمود کے علاقہ میں مقام حجر میں اترے اور اس کے کنوئیں سے پانی بھر لیا اور آٹا گوندھ لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کنوئیں کے پانی سے جو مشکیزوں میں پانی بھرا ہے اس کو گرا دیں اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اس کنوئیں کے پانی سے مشکیزے بھریں جس سے صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی۔ نافع سے روایت کرنے میں عبیداللہ کی اسامہ بن زید نے متابعت کی۔

۳۱۶۳ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم ثمود کے کنوئیں سے پانی لینا مکروہ ہے اسی طرح ان مقامات کے کنوؤں سے پانی لینا مکروہ ہے جہاں کے لوگ اللہ کے عذاب سے ہلاک ہوئے ہیں اس پانی کے استعمال کی کراہت میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض اس کو مکروہ تحریمی اور بعض مکروہ تنزیہی کہتے ہیں اور مکروہ تحریمی ہونے کی صورت میں اس پانی سے طہارت درست ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۱۶۴ — ترجمہ : سالم بن عبداللہ نے اپنے والد عبداللہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۳۱۶۵ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا وَهْبٌ ثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاکِنَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اِلَّا اَنْ تَکُوْنُوْا بَاکِیْنَ اَنْ یُّصِیْبَکُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَهُمْ

بَابُ قَوْلِهٖ اَمْ کُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ الاٰیۃ

۳۱۶۶ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الْکَرِیْمُ ابْنُ الْکَرِیْمِ ابْنِ الْکَرِیْمِ ابْنِ الْکَرِیْمِ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ

جب مقامِ حجر سے گزرے تو فرمایا جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ان کے مکانات میں مت داخل ہو مگر یہ کہ روتے ہوئے وہاں سے گزر جاؤ تاکہ تم کو وہ سختی نہ پہنچے جو ان کو پہنچی تھی۔ پھر اپنی چادر شریف سے چہرہ مبارک ڈھانپ لیا حالانکہ آپ اونٹنی پر سوار تھے۔

۳۱۶۵ ـــ ترجمہ یہ سالم سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُن لوگوں کی رہائش گاہوں میں مت داخل ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا مگر یہ کہ تم روتے ہوئے گزر جاؤ کہ تم کو وہ مصیبت نہ پہنچے جو ان کو پہنچی تھی۔ (حدیث ۴۲۵ کی شرح دیکھیں)

باب کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام نے وفات پائی

۳۱۶۶ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کریم بن کریم بن کریم بن کریم۔ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں علیہم السلام!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ الاٰیہ

۳۱۶۷ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتْقٰهُمْ لِلّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَاَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِيْ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا

۳۱۶۶ — شرح : کریم ، لَئِیْم کی ضد ہے ۔ ہر نفس کریم ہے اور وہ ہر اس شخص کو شامل ہے جو دین و دُنیا میں صالح ہو نیک ہو ۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصد کے ساتھ نہیں فرمایا بلکہ یہ بالبداہت آپ کی زبان سے جاری ہوگیا اور شعر قصد کے ساتھ کہا جاتا ہے لہذا یہ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ ، کے منافی نہیں ، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام مکارمِ اخلاق کے جامع ہونے کے باوجود آپ کو شرفِ نبوت اور عادلانہ مملکت بھی حاصل تھی ۔ اور آپ کے نسل بہ نسل تین آباء انبیاء کرام علیہم السلام ہیں (نووی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : یُوسف اور ان کے بھائیوں کے بارے میں پُوچھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں

۳۱۶۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال پُوچھا گیا کہ لوگوں میں کون سب سے زیادہ معظم ہے ۔ آپ نے فرمایا جو اللہ سے زیادہ

marfat.com
Marfat.com

۳۱۶۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ اَخْبَرَنِیْ عَبْدَةُ عَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

۳۱۶۹ — حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا مُرِیْ اَبَابَكْرٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ قَالَتْ اِنَّهٗ رَجُلٌ اَسِیْفٌ مَتٰی یَقُوْمُ مَقَامَكَ رَقَّ فَعَادَ فَعَادَتْ قَالَ شُعْبَةُ فَقَالَ فِی الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ مُرِیْ اَبَابَكْرٍ

ڈرنے والا ہے۔ اُنھوں نے کہا ہم نے اس کے متعلق نہیں پوچھا آپ نے فرمایا لوگوں میں معظم اللہ کا نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ انھوں نے کہا ہم نے اس کے متعلق عرض نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عربوں کے خاندانوں کے متعلق پوچھتے ہو؟ لوگ معدنین ہیں جو جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو دین میں فقاہت حاصل ہو۔

۳۱۶۷ — شرح : معادنِ عرب سے عرب قبائل اور ان کے سردار مراد ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت اور ملک عطاء فرمایا۔ لفظ یوسف کے عربی اور عجمی ہونے میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء عجمی کہتے ہیں اس لئے غیر منصرف ہے۔ بعض نے کہا یہ لفظ عربی ہے۔ اسف بمعنی حزن سے ماخوذ ہے یا اسیف بمعنی عبد سے ماخوذ ہے دونوں معنے یوسف میں موجود ہیں۔ اسی لئے آپ کا نام یوسف ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی تھے۔ فرُوبیل سب سے بڑا بھائی تھا۔ شمعون، لاوی، یہودا، رویالون، یسخران کو ساخر بھی کہا جاتا ہے۔ ان حضرات کی والدہ ماجدہ لیا بنت لایان تھی۔ لایان حضرت یعقوب علیہ السلام کے ماموں تھے۔ دانی، یفتالی، جاد اور اشران حضرات کی والدہ دو لونڈیاں تھیں پھر جب لیا فوت ہوگئیں تو ان کی ہمشیرہ راحیل سے یعقوب علیہ السلام نے نکاح کر لیا ان کے بطن شریف سے یوسف و بنیامین پیدا ہوئے اور وہ کل بارہ بھائی تھے "

۳۱۶۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کی ہے!

۳۱۶۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے

marfat.com
Marfat.com

۳۱۷۰ — حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ كَذَا فَقَالَ مِثْلَهٗ فَقَالَتْ مِثْلَهٗ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ فَاَمَرَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ حَيٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ رَجُلٌ رَقِيْقٌ

۳۱۷۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ

فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ام المؤمنین نے کہا وہ رقیق القلب اور غمناک انسان ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو اُن پر رقت طاری ہو جائے گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ وہی حکم فرمایا (اس کے جواب میں) ام المؤمنین نے بھی وہی جواب عرض کیا شعبہ نے کہا تیسری یا چوتھی بار آپ نے فرمایا تم یوسف کی ساتھی عورتوں کی طرح ہو ابوبکر کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ اس کی حدیث کی شرح حدیث ۶۸۲-۶۲۵ کے تحت دیکھیں)

۳۱۷۰ — ترجمہ : ابوبردہ نے اپنے والد ابوموسیٰ "رضی اللہ عنہما" سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوگئے تو آپ نے فرمایا ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر رقیق القلب مرد ہے۔ آپ نے اس طرح فرمایا تو ام المؤمنین نے اس طرح فرمایا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کو حکم دو تم عورتیں یوسف کی ساتھی عورتوں جیسی ہو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں نمازیں پڑھاتے رہے حسین نے زائدہ سے ذکر کیا کہ ابوبکر رقیق القلب مرد ہے۔ (حدیث ۶۲۵-۶۴۸ کی شرح دیکھیں)

۳۱۷۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! عیاش بن ربیعہ کو نجات دے اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ! ولید بن ولید

marfat.com
Marfat.com

۳۱۷۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ هُوَ ابْنُ اَخِیْ جُوَیْرِیَةَ ابْنِ اَسْمَآءَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ وَاَبَا عُبَیْدٍ اَخْبَرَاهُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ یَاْوِیْ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ مَا لَبِثَ یُوْسُفُ ثُمَّ اَتَانِیَ الدَّاعِیْ لَاَجَبْتُهٗ

۳۱۷۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ اَنَا ابْنُ فُضَیْلٍ ثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ اُمَّ رُوْمَانَ وَهِیَ اُمُّ عَائِشَةَ عَمَّا قِیْلَ فِیْهَا مَا قِیْلَ قَالَتْ بَیْنَمَا اَنَا مَعَ عَائِشَةَ جَالِسَتَانِ اِذْ وَلَجَتْ عَلَیْنَا امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهِیَ تَقُوْلُ فَعَلَ اللّٰهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ قَالَتْ فَقُلْتُ لِمَ قَالَتْ اِنَّهٗ نَمٰی ذِكْرَ الْحَدِیْثِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَیُّ حَدِیْثٍ فَاَخْبَرَتْهَا قَالَتْ فَسَمِعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِیًّا عَلَیْهَا فَمَا اَفَاقَتْ اِلَّا وَعَلَیْهَا حُمّٰی بِنَافِضٍ فَجَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِهٰذِهٖ

کو نجات دے۔ اے اللہ! کمزور مومنوں کو نجات دے۔ اے اللہ! مضر قبیلہ پر سخت تنگی کر اور وہ ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط سالی جیسی ہو۔ (حدیث: ۷۷۱، ۷۶۶ کی شروح دیکھیں)

۳۱۷۲ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوط "علیہ السلام" پر رحم کرے۔ وہ کسی مضبوط رکن سے پناہ لینا چاہتے تھے۔ اگر میں قید خانہ میں اتنی مدت رہتا جتنی مدت یوسف "علیہ السلام" رہے پھر میرے پاس بلانے والا آتا تو میں اس بلانے والے کی بات مان لیتا" (حدیث ۳۱۵۶ کی شرح دیکھیں)

۳۱۷۳ — ترجمہ: مسروق سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے ام رومان رضی اللہ عنہا جو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ ہیں سے مائی صاحبہ

marfat.com
Marfat.com

قُلْتُ حَتّٰى اَخَذْتَهَا مِنْ اَجَلِ حَدِيْثٍ تُحُدِّثَ بِهٖ فَقَعَدَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنْ اِعْتَذَرْتُ لَا تَعْذِرُوْنِيْ فَمَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ يَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ مَا اَنْزَلَ فَاَخْبَرَهَا فَقَالَتْ بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا بِحَمْدِ اَحَدٍ

۳۱۷۴ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتِ قَوْلَهٗ حَتّٰى اِذَا اسْتَيْاَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا اَوْ كُذِبُوْا قَالَتْ بَلْ كَذَّبَهُمْ قَوْمُهُمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا

کے بارے میں بہتان کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا ایک دفعہ میں اور عائشہ دونوں بیٹھی ہوئی تھیں کیا دیکھتی ہیں کہ ایک انصاریہ عورت آئی اور کہنے لگی۔ فلاں پر اللہ کی مار ہو اور مار پڑ بھی گئی۔ میں نے کہا یہ کیوں؟ اُس نے کہا اُس نے یہ بات مشہور کی ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا وہ کونسی بات ہے؟ اس عورت نے مائی صاحبہ کا واقعہ بیان کیا تو ام المؤمنین نے فرمایا ابوبکر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سُنا ہے؟ اس عورت نے کہا جی ہاں" یہ سُن کر" ام المؤمنین غشی (بیہوش ہوکر) سے گر پڑیں۔ جب ہوش آئی تو انہیں جاڑے کے ساتھ بخار چڑھا ہُوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا ان کو کیا ہُوا ہے؟ میں نے عرض کیا جو باتیں کہی جا رہی ہیں ان کے باعث انہیں بخار آگیا ہے۔ یہ سن کر" ام المؤمنین بیٹھ گئیں اور کہنے لگیں: اگر میں قسم کھاؤں تو تم مجھے سچی نہیں کہو گے اور اگر میں عذر خواہی کروں تو نہ مانو گے۔ میری مثال اور تمہاری مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں سی ہے۔ پس اس میں اللہ ہی مددگار ہے جو تم کہتے ہو" یہ سن کر" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا جو بھی نازل فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو بتایا تو انھوں نے کہا اللہ کی تعریف ہے اور کسی کی نہیں۔

۳۱۷۳ — شرح: اس حدیث کی شرح حدیث ۲۴۸۵ کے تحت دیکھیں۔ (اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا چھ ہجری میں فوت ہُوئیں اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں اُترے۔ (واقدی) مسروق نے ام رومان سے سماعت کی ہے۔ چنانچہ مغازی میں "حدیث الافک" میں مسروق نے کہا مجھ سے ام رومان نے بیان کیا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ مسروق نے ام رومان سے نہیں سُنا محلِ نظر ہے۔ اور خطابی کا یہ عذر کرنا

marfat.com
Marfat.com

اَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ وَمَا هُوَ بِالظَّنِّ فَقَالَتْ يَا عُرَيَّةُ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوْا بِذٰلِكَ قُلْتُ فَلَعَلَّهَا اُوْكُذِبُوْا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا وَاَمَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ قَالَتْ هُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوْهُمْ وَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَآءُ وَاسْتَاْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتّٰى اِذَا اسْتَيْاَسَتِ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنُّوْا اَنَّ اَتْبَاعَهُمْ كَذَّبُوْهُمْ جَآءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ اِسْتَيْاَسُوْا اِسْتَفْعَلُوْا مِنْ يَئِسْتُ مِنْهُ اَىْ مِنْ يُوْسُفَ لَا يَيْئَسُوْا مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ مَعْنَاهُ الرَّجَآءُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

کہ سُئِلَتْ ، مجہول کا صیغہ ہے بھی محل نظر ہے۔

ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ ۳۱۷۴
اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی مجھے خبر دیں ﴿حَتّٰى اِذَا اسْتَيْاَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا﴾ یہ لفظ كُذِبُوْا ہے یا كُذِّبُوْا ہے۔ (یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہوگئے اور انہیں گمان ہوا کہ اُن کی قوم ان کو جھٹلا دے گی) ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا بلکہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلا دیا تھا۔ میں نے کہا بخدا! رسولوں کو تو یہ یقین تھا کہ ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی ہے یہ محض گمان تو نہ تھا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عُرَيَّةُ ، رسولوں کو اس کا یقین تھا۔ میں نے کہا شاید یہ لفظ ﴿اَوْ كُذِبُوْا﴾ ہو یعنی ان سے جھوٹی بات کہی گئی ہے ، ام المؤمنین نے فرمایا ، معاذ اللہ ، رسول اپنے رب کے متعلق یہ گمان نہیں کر سکتے ہیں۔ رہی یہ آیت ، اس کا معنی یہ ہے ، رسولوں کے پیروکار جو ان کے رب پر ایمان لائے اور اُنھوں نے رسولوں کی تصدیق کی اور ان پر مصائب زیادہ دیر رہے اور اللہ کی مدد میں کچھ دیر ہوگئی حتیٰ کہ جب رسول ان لوگوں سے ناامید ہوگئے جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی اور اُنھوں نے گمان کیا کہ ان کے پیروکار ان کی تکذیب کر دیں گے تو اللہ کی مدد آئی۔ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اِسْتَيْاَسُوْا يَئِسْتُ مِنْهُ سے باب افتعال ہے۔ یعنی وہ یوسف سے ناامید ہوگئے۔ لَا يَيْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ کے معنی ہیں۔ اللہ کی رحمت کے امیدوار رہو۔ عَبْدَةُ نے مجھ سے بیان کیا کہ عبد الصمد نے عبد الرحمٰن سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کریم بن کریم بن کریم بن کریم۔ یوسف بن یعقوب بن

marfat.com
Marfat.com

عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْکَرِیْمُ ابْنُ الْکَرِیْمِ ابْنُ الْکَرِیْمِ ابْنُ الْکَرِیْمِ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ الاٰیۃ اُرْکُضْ اِضْرِبْ یَرْکُضُوْنَ یَعْدُوْنَ

اسحاق بن ابراہیم ہیں عَلَیْہِمَا الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ ۔

۳۱۷۴ — شرح : یعنی رسولوں نے گمان کیا کہ ان کی تکذیب کی گئی ہے اور لوگوں نے ان کو جھٹلا دیا ہے ۔عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظاہری کلام سے سمجھ لیا کہ تکذیب کے گمان کی نسبت رسولوں کی طرف مناسب نہیں وہ تکذیب کا گمان نہیں کر سکتے ۔ اس لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے عروہ واقعہ اس طرح نہیں جو تو نے سمجھا ہے بلکہ معنیٰ یہ ہے کہ رسولوں نے جو اپنی قوم سے عذاب کا وعدہ کیا تھا اس میں اُنھوں نے رسولوں کو جھٹلا دیا پھر عروہ نے کہا کہ لفظ " ظَنُّوْا " میں اشکال ہے کیونکہ اُنھوں نے یقین کیا تھا گمان نہیں کیا تھا اور کہا بخدا ! رسُولوں نے یقین کیا تھا کہ ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی ہے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے " یَا عُرَیَّۃُ " سے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں ظن یقین کے معنیٰ میں ہے ۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ " یعنی اُنھوں نے یقین کیا کہ اللہ کے سوا کوئی جگہ پناہ کی نہیں ۔ پھر حضرت عروہ رضی اللہ نے کہا یا یہ لفظ " کُذِبُوْا " مخفف ہے ۔ یعنی رسُولوں نے گمان کیا کہ رب کی طرف سے ان کی تکذیب کی گئی ہے ۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ ہرگز نہیں بلکہ یہ گمان ان کے پیروکار کی طرف سے ہے ۔اور اَمَّا کا جواب محذوف ہے ۔یعنی اس آئت میں گمان کرنے والے رسولوں کے پیروکار ہیں جو اپنے رب پر ایمان لائے اور اُنھوں نے رسولوں کی تصدیق کی جب وہ زیادہ دیر مصائب میں رہے ۔ اور اللہ کی مدد میں تاخیر ہوئی حتیٰ کہ جب وہ جھٹلانے والوں سے ناامید ہو گئے اور گمان کیا کہ ان کے پیروکار تکذیب کر دیں گے تو اللہ کی مدد آئی " قولہ اِسْتَیْئَسُوْا اس کا وزن اِفْتَعَلُوْا " ہے ۔لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ اس کا وزن اِسْتَفْعَلُوْا ہے اور کاتب سے سہواً " اِفْتَعَلُوْا " لکھا گیا ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

۳۱۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِيُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رَجُلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَحْثِي فِي ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى قَالَ بَلَى يَا رَبِّ وَلٰكِنْ لَا غِنًى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور ایوّب جبکہ اُنھوں نے اپنے ربّ کو پُکارا کہ مُجھے تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے۔ اُرکُضْ کا معنی ہے تو مار۔ یرکضون کے معنی ہیں وہ دوڑتے ہیں "

۳۱۷۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک وقت ایوب "علیہ الصلوٰۃ والسلام" برہنہ غسل کر رہے تھے کہ ان کے اُوپر سونے کی بُہت سی ٹڈیاں گریں وہ ان کو اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آواز دی اے ایوّب! میں نے تجھے اس سے مستغنی نہیں کیا؟ ایوب "علیہ السلام" نے کہا کیوں نہیں اے میرے ربّ لیکن میں تیری برکت سے مستغنی نہیں ہوں۔

۳۱۷۵ — شرح : حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ ایوب بن اموص بن رزاخ بن روم بن عیصو بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے جبکہ ان کو نمرود کی آگ میں ڈالا گیا تھا۔ اور وہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ" یعنی ابراہیم کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان اور ایوب علیہم السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائی تھیں۔ حسن صورت بھی کثرتِ اولاد بھی کثرتِ اموال بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابتلاء میں ڈالا اور آپ کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلِصًا اِلٰى قَوْلِهٖ نَجِيًّا يُقَالُ لِلْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ نَجِيٌّ وَيُقَالُ خَلَصُوْا نَجِيًّا اِعْتَزَلُوْا نَجِيًّا وَالْجَمِيْعُ اَنْجِيَةٌ يَتَنَاجَوْنَ تَلَقَّفُ تَلَقَّمُ

فرزند و اولاد مکان کے گرنے سے دب کر فوت ہو گئے تمام جانور جن میں ہزارہا اونٹ ہزارہا بکریاں تھیں سب مر گئیں تمام کھیتیاں اور باغات برباد ہو گئے کچھ بھی باقی نہ رہا اور جب آپ کو ان چیزوں کے ہلاک ہونے اور ضائع ہونے کی خبر دی جاتی تھی تو آپ اللہ کی حمد بجا لاتے تھے۔ اور فرماتے تھے میرا کیا ہے جس کا تھا اُس نے لیا جب تک مجھے دیا اور میرے پاس رکھا اس کا شکر ہی ادا نہیں ہو سکتا میں اس کی مرضی پر راضی ہوں پھر آپ بیمار ہوئے تمام جسم شریف میں آبلے پڑ گئے بدن مبارک سب کا سب زخموں سے بھر گیا۔ سب لوگوں نے چھوڑ دیا صرف آپ کی بیوی صاحبہ جو حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی افراہیم کی صاحبزادی تھیں ان کا نام رحمت تھا۔ وہ آپ کی خدمت کرتی رہیں اور یہ حالت سات سال سات ماہ اور سات گھنٹے رہی۔ ایک روائت کے مطابق ایک دن آپ کی بیوی نے کہا اگر آپ اللہ سے دُعاء کریں تو آپ کو صحت ہو جائے فرمایا ہماری عیش و عشرت کی مدت کیا تھی۔ بیوی صاحبہ نے کہا اسّی برس فرمایا مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں اس سے دُعاء کروں حالانکہ میرے ابتلاء کی مدت بہت تھوڑی ہے۔ آخر کار کوئی سبب پیش آیا کہ آپنے بارگاہِ الٰہی میں دُعاء کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعاء قبول کی اور فرمایا کہ آپ زمین میں پاؤں ماریں اُنھوں نے پاؤں مارا تو ایک چشمہ ظاہر ہو گیا حکم دیا گیا اس سے غسل کریں غسل کیا تو ظاہری بدن کی تمام بیماریاں دُور ہو گئیں پھر آپ چالیس قدم چلے پھر دوبارہ زمین میں پاؤں مارنے کا حکم ہوا پھر آپ نے پاؤں مارا اس سے بھی ایک چشمہ ظاہر ہوا جس کا پانی نہائت سرد تھا۔ آپ نے وہ پیا غسل کرنے سے آپ کی نوجوانی اور حسن و جمال لوٹ آئے اور آپ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئے اور پانی پینے سے پیٹ کی سب بیماریاں جاتی رہیں اور آپ صحیح سالم تندرست ہو گئے۔ سدی نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام جنّت سے جوڑا لائے اور آپ کو پہنایا پاؤں مارنے سے چشمہ جاری ہو جانا آپ کا معجزہ تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "یرکضون" سے اِس آیت "اِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر "یَعْدُوْنَ" سے اس کی تفسیر کی۔ (حدیث ۲۷۷ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان: اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو

marfat.com
Marfat.com

۳۱۷۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَدِيجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ فَانْطَلَقَتْ بِهِ إِلَى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ وَكَانَ رَجُلًا تَنَصَّرَ يَقْرَأُ الْإِنْجِيلَ بِالْعَرَبِيَّةِ فَقَالَ وَرَقَةُ مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

بے شک وہ چنا ہُوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا اور اسے ہم نے طور کی دائیں جانب سے ندا فرمائی اور اسے اپنے راز کہنے کو قریب کیا اور اپنی رحمت سے اس کا بھائی ہارون عطاء کیا۔ غیب کی خبریں بتانے والا نبی —

لفظ نَجِیٌّ واحد، تثنیہ اور جمع کے لئے بولا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "خَلَصُوْا نَجِیًّا، اِعْتَزَلُوْا نَجِیًّا"، اس کی جمع اَنْجِیَةٌ ہے۔ "یَتَنَاجَوْنَ"، وہ ایک دوسرے سے راز کی باتیں کرتے ہیں۔

شرح الباب : حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شجرۂ نسب یہ ہے، "موسیٰ بن عمران بن قاھت بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام"، آپ کے والد عمران نے یجیب بنت اشویل بن برکیا بن یقشان بن ابراہیم سے نکاح کیا اور ہارون و موسیٰ علیہما السلام پیدا ہوئے۔ ثعلبی نے آپ کی والدہ کا نام یوحانذ ذکر کیا ہے اور مشہور بھی یہی ہے۔ جب عمران کی عمر ستر برس ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور عمران کی کل عمر ۱۳۷ برس تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "خَلَصُوْا نَجِیًّا"، سے "فَلَمَّا اسْتَیْئَسُوْا خَلَصُوْا نَجِیًّا"، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ان سے ناامید ہوگئے تو ایک طرف

marfat.com
Marfat.com

عَلٰی مُوْسٰی وَاِنْ اَدْرَکَنِیْ یَوْمُکَ اَنْصُرْکَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا اَلنَّامُوْسُ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِیْ یُطْلِعُہٗ بِمَا یَسْتُرُہٗ عَنْ غَیْرِہٖ

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ مُوْسٰی ۱؎ اِذْ رَاٰی نَارًا اِلٰی قَوْلِہٖ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی اٰنَسْتُ اَبْصَرْتُ نَارًا لَّعَلِّیْ اٰتِیْکُمْ مِّنْھَا بِقَبَسٍ الْاٰیَۃَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْمُقَدَّسُ اَلْمُبَارَکُ طُوًی اِسْمُ الْوَادِیْ سِیْرَتُھَا حَالَتُھَا وَالنُّھٰی اَلتُّقٰی یُمْلِکُنَا بِاَمْرِنَا ھَوٰی شَقِیَ فَارِغًا اِلَّا مِنْ ذِکْرِ مُوْسٰی رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْ وَیُقَالُ مُعِیْثًا اَوْمُعِیْنًا

جاکر سرگوشی کرنے لگے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا وہ الجمع اَنْجِیَۃٌ، یعنی جب نَجِیٌّ سے مراد فرد واحد ہو تو اس کی جمع انجیہ آتی ہے۔ اور "یَتَنَاجَوْنَ" سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا "اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُھُوْا عَنِ النَّجْوٰی ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُھُوْا عَنْہُ وَیَتَنَاجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" یہ آیت کریمہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ان کے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح تھی جب آپ کے صحابہ کرام میں سے کوئی شخص ان کے پاس سے گزرتا تو الگ بیٹھ جاتے اور آپس میں سرگوشی کرنے لگتے حتیٰ کہ گزرنے والا شخص گمان کرتا کہ وہ اس کو قتل کرنے کی سازش کر رہے ہیں یا کوئی اذیت پہنچانے کی صورت بنا رہے ہیں تو وہ اس ڈر سے راستہ چھوڑ دیتا جب یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان کو اس طرح کرنے سے منع کیا لیکن وہ نہ رکے اور بدستور اسی طرح کرتے رہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تَلَقَّفُ کا معنی تَلْقَمُ ہے یعنی وہ ان کو نگلنے لگا"

۳۱۷۵ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا میں نے عروہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کا قلب شریف خائف اور مضطرب تھا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں وہ شخص نصرانی ہو گیا تھا اور انجیل کو عربی میں پڑھا کرتا تھا ورقہ بن نوفل نے کہا آپ کیا دیکھتے ہیں آپ نے اس سے سارا واقعہ بیان فرمایا تو اس نے کہا یہ وہ راز دان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا اگر مجھ کو آپ کے زمانہ نے پایا تو میں آپ کی پوری مدد کروں گا۔ ناموس کا معنیٰ ہے راز دان جو دوسرے لوگوں سے راز میں رکھتے ہوئے کسی چیز کی اطلاع دے (حدیث ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

يَبْطِشُ وَيَبْطُشُ يَأْتَمِرُونَ يَتَشَاوَرُونَ رِدْأً عَوْنًا يُقَالُ قَدْ اَرْدَأْتُهُ عَلٰى
صَنْعَتِهِ اَىْ اَعَنْتُهُ عَلَيْهَا وَالْجُدُوَّةُ قِطْعَةٌ غَلِيْظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيْهَا
لَهَبٌ سَنَشُدُّ سَنُعِيْنُكَ كُلَّمَا عَزَزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا وَ
قَالَ غَيْرُهُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ اَوْ فِيْهِ تَمْتَمَةٌ اَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِىَ عُقْدَةٌ
اَزْرِىْ ظَهْرِىْ فَيُسْحِتَكُمْ فَيُهْلِكَكُمُ الْمُثْلٰى تَأْنِيْثُ الْاَمْثَلِ يَقُوْلُ بِدِيْنِكُمْ
يُقَالُ خُذِ الْمُثْلٰى خُذِ الْاَمْثَلَ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا يُقَالُ هَلْ اَتَيْتَ الصَّفَّ
الْيَوْمَ يَعْنِى الْمُصَلّٰى الَّذِىْ يُصَلِّىْ فِيْهِ فَاَوْجَسَ اَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ
الْوَاوُ مِنْ خِيْفَةٍ لِكَسْرَةِ الْخَآءِ فِىْ جُذُوْعِ النَّخْلِ عَلٰى جُذُوْعِ خَطْبُكَ
بَالُكَ مِسَاسَ مَصْدَرُ مَآسَّهُ مِسَاسًا لَنَنْسِفَنَّهُ لَنُذَرِّيَنَّهُ الضَّحْلُ الْحَرُّ
قُصِّيْهِ اتَّبِعِىْ اَثَرَهُ وَقَدْ يَكُوْنُ اَنْ تَقُصَّ الْكَلَامَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ
عَنْ جُنُبٍ عَنْ بُعْدٍ وَعَنْ جَنَابَةٍ وَعَنْ اِجْتِنَابٍ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
عَلٰى قَدَرٍ مَوْعِدٍ لَا تَنِيَا لَا تَضْعُفَا مَكَانًا سُوًى مِنْصِفٌ بَيْنَهُمْ يَبَسًا
يَابِسًا مِنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ الْحُلِىِّ الَّذِىْ اسْتَعَارُوْا مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور کچھ تمہیں موسیٰ کی خبر آئی ہے۔ جب اُس نے ایک آگ دیکھی بالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى تک

marfat.com
Marfat.com

فَقَذَفْتُهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۚ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

فَقَذَفْتُهَا اَلْقَيْتُهَا اَلْقَى صَنَعَ فَنَسِيَ مُوْسٰى هُمْ يَقُوْلُوْنَهٗ اَخْطَأَ الرَّبَّ اَنْ لَا يَرْجِعَ اِلَيْهِمْ قَوْلًا وَّلَا فِي الْعِجْلِ

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی حیات طیبہ میں مختلف ادوار سے گزرنا پڑا ابتداءِ آفرینش میں آغوشِ مادر سے جُدا ہو کر سمندر کی لہروں سے دوچار ہو کر فرعونی محل میں پہنچے اور اسی کی تربیت میں عنفوانِ شباب کو پہنچے اور سرزمین مصر کو خیر باد کہہ کر حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے اور غیر معمولی مدّت وہاں رہے اور ان کی مصاہرت کا شرف حاصل کرنے کے بعد واپس ہُوئے اور راستہ میں کوہِ طور پر شرفِ نبوّت سے مشرف ہو کر عازمِ مصر ہُوئے اور جابر فرعون کے مقابلہ میں کامیابی سے ہمکنار ہُوئے لیکن ان کی قوم میں ایک منافق سے آپ کو سخت صدمہ پہنچا جو سامری نام سے موسوم تھا اس کی شیطانی تحریک سے صرف بارہ افراد کے سوا تمام بچھڑے کی پوجا میں لگ گئے جبکہ آپ کوہِ طور پر گئے ہُوئے تھے۔

سامری کا واقعہ

سامری کا نام بھی موسیٰ ہے وہ ولدِ زناء تھا اس کی والدہ نے پہاڑ میں اسے جنم دیا اور اپنی قوم کے خوف سے اسے وہیں چھوڑ کر چلی آئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سامری کی پرورش کی اور اسے اپنی انگلی سے دودھ پلاتے رہے۔ اس سے وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کے اثر سے واقف ہو چکا تھا کہ جب اسے مردہ پر ڈال دیا جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں اُس نے لوگوں سے زیورات لے کر ان کو

÷ اور ان آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احوال کا بیان فرمایا گیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ انبیاء کرام علیہم السلام جو درجہ عُلیا پاتے ہیں۔ وہ ادائے فرائض نبوّت و رسالت میں کس قدر مشقتیں برداشت کرتے اور کیسے کیسے شدائد پر صبر فرماتے ہیں یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس سفر کا واقعہ بیان فرمایا جاتا ہے۔ جس میں آپ مَدْیَن سے مصر کی طرف حضرت شُعیب علیہ السلام سے اجازت لے کر اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے کے لئے روانہ ہُوئے تھے۔ آپ کے اہلِ بیت ہمراہ تھے اور آپ نے بادشاہانِ شام کے اندیشہ سے سڑک چھوڑ کر جنگل میں قطع مسافت اختیار فرمائی تھی بی بی صاحبہ حاملہ تھیں چلتے چلتے طور کے غربی جانب پہنچے وہاں رات کے وقت بی بی صاحبہ کو دردِ زہ شروع ہُوا یہ رات اندھیری تھی برف پڑ رہا تھا سردی شدت کی تھی آپ کو دُور سے آگ معلوم ہُوئی وہ جمعہ کی رات تھی موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم یہیں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شائد وہاں سے آگ کا شعلہ مل جائے یا کوئی ایسا شخص ہو جو مجھے راہ بتائے یا وہ ابوابِ دین میں میری رہنمائی کرے جب موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس آئے تو اُنھوں نے سبز درخت دیکھا جو اُوپر سے نیچے تک نہائت روشن تھا وہاں فرشتوں کی تسبیح سنی اور

marfat.com
Marfat.com

عظیم نور دیکھا تو خوف محسوس فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو سکون دیا اور ایک آواز سُنائی دی کہ اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں اپنا جوڑا اُتار دو اس کی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ جوڑہ مردہ گدھے کے چمڑے سے بنا ہوا تھا اور چمڑہ دباغت نہیں کیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جوڑا اُتار کر وادی کے نیچے رکھ دیا۔ "اٰنَسْتُ"، کے معنیٰ ہیں میں نے دیکھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "مقدس"، کا معنیٰ ہے مبارک "طُوًی"، وادی کا نام ہے۔ "سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی"، پہلی حالت۔ "النُّهٰی تقوی۔ عقل "بِمُلْكِنَا"، ہماری طاقت سے۔ "هَوٰی"، بدبخت ہوا۔ "فَارِغًا اِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوْسٰی"، یعنی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل اُن کی یاد سے خالی نہ تھا۔ "رِدْءًا یُّصَدِّقُنِیْ"، مددگار جو میری تصدیق کرے۔ اس کی تفسیر مغیث اور معین سے بھی کی جاتی ہے۔ "یَبْطُشُ" اس کو "یَبْطِشُ" بھی پڑھا جاتا ہے۔ "یَاْتَمِرُوْنَ" آپس میں مشورہ کرتے ہیں۔ "الْجَذْوَة"، لکڑی کا سخت کوئلہ جس میں روشنی کی تیزی نہ ہو۔ "سَنَشُدُّ"، عنقریب تیری مدد کریں گے جب بھی تو کسی شئی کو مضبوط کرے اس کے لئے تو نے بازو بنا دیا۔ ابن عباس کے غیر نے کہا جو کوئی حرف نہ بول سکے اور تاتا کرے یا فافا کرے وہ عقدہ ہے۔ طبری کی روائت کے مطابق جب موسیٰ علیہ السلام حرکت کرنے لگے تو فرعون کی بیوی آسیہ نے ان کو ہلاتے ہوئے فرعون کے ہاتھ میں دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی داڑھی پکڑی اور اکھاڑنے لگے یہ دیکھ کر فرعون نے بچے ذبح کرنے والوں کو بلایا تو آسیہ نے کہا یہ بچہ ہے۔ اس کو کیا سمجھ ہے اور موسیٰ کے سامنے کوئلہ اور یاقوت رکھ دیا اور فرمایا اگر یہ بچہ یاقوت پکڑے تو اس کو ذبح کر دے اگر کوئلہ پکڑے تو سمجھو کہ اس نے قصداً نہیں کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور موسیٰ کا ہاتھ کوئلہ کی طرف کر کے ان کے ہاتھ میں کوئلہ دے دیا اُنھوں نے وہ اپنے منہ میں ڈال لیا اور آپ کی زبان شریف متاثر ہوگئی۔ اس روز سے اس میں عقدہ سا ہوگیا جس کے باعث آپ کی زبان شریف میں الفاظ کی روانگی نہ رہی۔ ایک روائت میں ہے فرعون کی داڑھی سات بالشت لمبی تھی اور وہ دراز قد نہ تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کی داڑھی پکڑ کی اور اس کو کھینچا۔ ایک روائت میں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بچوں میں کھیل رہے تھے جبکہ آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی وہ فرعون کے سر پہ ماری جس سے وہ غصہ سے بھر گیا اور برجستہ کہا یہی بچہ میرا دشمن ہے جس کی تلاش میں ہم سرگرداں ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو تنور میں ڈال دیا تھا اس وقت آپ کو آگ نے کیوں نہ جلایا تھا اور اس روز ذرا سے کوئلہ سے زبان شریف متاثر ہوگئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک روز فرعون سے کہا تھا یا بابا اس لئے زبان شریف کوئلہ کی حرارت سے نہ بچی اور ہاتھ میں کوئلہ نے کوئی اثر نہ کیا کیونکہ وہ فرعون کی داڑھی نوچنے کے لئے بڑھا تھا۔ اس لئے ہاتھ میں معجزہ کا اظہار ہوا زبان میں نہ ہوا (عینی)

"اَزْرِیْ"، میری پیٹھ۔ "فَیُسْحِتَكُمْ"، پس تم کو ہلاک کرے گا۔ "اَلْمُثْلٰی"، امثل کی تانیث ہے۔ محاورہ ہے۔ امثل کر لو طریق کا معنیٰ دین ہے اور "مُثْلٰی" کا معنیٰ مستقیم ہے۔ یعنی فرعون نے کہا موسیٰ اور ہارون چاہتے ہیں کہ تمہارے مستقیم دین کو ختم کر دیں۔ شعبی نے کہا معنیٰ یہ ہے کہ یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کی توجہات اپنی طرف پھیر لیں اور خود ہی عوام کی نگاہوں کا مرکز بن جائیں۔ "ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا"، یہ جادوگروں کو خطاب ہے کہ پھر پیا باندھ کر آؤ

marfat.com
Marfat.com

مروی ہے کہ جادوگر ستر ہزار تھے۔ ہر ایک کے پاس لاٹھی اور رسی تھی۔ وہ سب ایک ہی دفعہ آگئے۔ کہا جاتا ہے۔ کیا تو آج مصلّٰی پر آیا تھا۔ یعنی جہاں نماز پڑھی جاتی ہے۔ صَفًّا کا معنی مجتمع اور مصلّٰی ہے۔ فَاَوْجَسَ موسیٰ علیہ السلام نے دل میں خوف پایا۔ خِیْفَۃ اصل میں خِوْفَۃٌ تھا واؤ ساکن ماقبل مکسور ہونے کے باعث واؤ کو یا سے بدل دیا۔ خِیْفَۃً مُّوْسٰی۔ خَطْبُكَ تیرا حال کیسا ہے۔ مِسَاسَ۔ مَاسَّۃَ کی مصدر ہے مس نہ کر۔ لَنَنْسِفَنَّہٗ۔ ہم اس کو ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بہا دیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے فرمایا یہاں سے دفع ہو تو جب تک زندہ رہے گا۔ لا مساس ،، ہی کہتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سامری کو دُنیا میں اس قدر سخت عذاب دیا کہ اس سے سخت دنیاوی عذاب کسی کو نہیں دیا گیا چنانچہ سامری کو لوگوں کے ساتھ میل جول سے کلیتہً روک دیا گیا وہ نہ تو کسی سے بات کر سکتا تھا اور نہ ہی خرید و فروخت کرنے پر قادر تھا جب اتفاقاً وہ کسی مرد یا عورت کو ہاتھ لگا دیتا تو دونوں کو بخار ہو جاتا تھا اس لئے لوگوں نے اس سے ملاقات اور گفتگو ترک کر دی تھی اور وہ دُور سے کہا کرتا تھا ،، لا مساس ،، مجھے ہاتھ نہ لگانا ،، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے بچھڑے کو پکڑ کر ذبح کیا تو اس سے خون بہنے لگا۔ کیونکہ اگرچہ وہ بچھڑا سونے کا بنایا گیا تھا لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی مٹی ڈالنے سے اس میں گوشت پوست اور خون وغیرہ جاری ہو گیا تھا پھر اس کو آگ میں جلا کر سمندر میں بہا دیا۔

الضَّحٰی ،، کا معنی گرمی ہے۔ یہ آدم علیہ السلام سے خطاب ہے یعنی اے آدم تمہیں جنت میں بھوک پیاس نہ لگے۔ قُصِّیْہِ ہے ،، اس کا نشان تلاش کر یعنی اس کی خبر لاؤ۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ مریم بنت عمران سے خطاب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بھی مریم بنت عمران ہے یہ عجیب اتفاق ہے کبھی القصّ ،، کا معنی کلام بیان کرنا بھی ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ ،، عَنْ جُنُبٍ دُور سے عن جنابۃ اور عَنْ اجْتِنَابٍ کا معنی بھی یہی ہے۔ مجاہد نے کہا ہے عَلٰی قَدْرٍ ،، کا معنی علی مَوْعِدٍ ،، ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام مَدْیَنْ میں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس ۲۸ برس ٹھہرے تھے۔ ان میں سے دس برس ان کی بیوی صفورا بنت شعیب علیہ السلام کا مہر تھا۔ اس مدت کے بعد انہوں نے اپنی طرف سے اٹھارہ برس ان کے پاس اقامت کی حتیٰ کہ مدین میں ان کا بچہ پیدا ہوا۔ پھر موعود قدر پوری کر کے روانہ ہو گئے۔ لَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ ،، میرا ذکر کرنے میں کاہلی نہ کرو۔ یہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے خطاب ہے۔ مَکَانًا سُوًی ،، دونوں فریقوں کے درمیان برابر مسافت ،، یَبَسًا ،، خشک۔ مِنْ زِیْنَۃِ الْقَوْمِ ؛ زیورات جو فرعون کے خاندان سے مانگ کر لائے تھے فَقَذَفْنٰھَا ،، میں نے اس کو ڈالا ،، اَلْقٰی ،، نکالا ، یعنی سامری کے پاس جو جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی مٹی تھی وہ سونے کے بچھڑے میں ڈالی اور آواز والا بچھڑا باہر نکالا۔ فَنَسِیَ مُوْسٰی ،، سامری اور لوگ کہتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام یہ بھول گئے ہیں کہ تمہیں خبر دیں کہ ان کا رب ہے۔ یا وہ اپنے رب کی راہ بھول گئے ہیں۔ اور وہ اپنے رب کو یہاں چھوڑ کر طور پر جا کر تلاش کر رہے ہیں۔ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْھِمْ قَوْلًا ،، انہیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا۔

واللہ سبحانہٗ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۱۷۶ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ ابْنُ خَالِدٍ ثَنَا هَمَّامٌ ثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ فَاِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ تَابَعَهٗ ثَابِتٌ وَعَبَّادُ بْنُ اَبِيْ عَلِيٍّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ اِلٰى مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

ترجمہ : مالک بن صَعْصَعَہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس رات کی خبر دی جس میں آپ کو سیر کرائی گئی اور فرمایا حتیٰ کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور ہارون علیہ السّلام سے ملے جبرائیل نے کہا یہ ہارون ہیں ان کو سلام کہئے۔ میں نے ان کو سلام کہا اُس نے جواب دیا اور کہا نیک بھائی اور نبی صالح مرحبا! ثابت اور عباد بن ابی علی نے انس سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرنے میں قتادہ کی متابعت کی۔

۳۱۷۶ — شرح : یعنی ثابت اور عباد نے ہارون علیہ السّلام کو پانچویں آسمان میں ذکر کرنے میں قتادہ کی متابعت کی۔ تمام حدیث میں متابعت نہیں اور نہ ہی اسناد میں متابعت ہے (فتح الباری)

باب فرعون کے خاندان میں سے ایک مردِ مومن نے کہا جس نے ایمان چھپایا ہُوا تھا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا

۳۱۷۸ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ رَاَيْتُ مُوْسٰى وَاِذَا هُوَ رَجُلٌ ضَرْبٌ رَجِلٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَيْتُ عِيْسٰى فَاِذَا هُوَ رَجُلٌ رَبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِ اِبْرَاهِيْمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَآءَيْنِ فِيْ اَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْاٰخَرِ خَمْرٌ فَقَالَ اشْرَبْ اَيَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِيْلَ اَخَذْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ

مقاتل نے کہا یہ مردِ مومن فرعون کے خاندان میں سے تھا کیونکہ اگر وہ بنی اسرائیل میں سے ہوتا تو فرعون اس کی بات نہ سُنتا۔ اُس نے ایک سو سال فرعون سے ایمان پوشیدہ رکھا تھا۔ فرعون کی موت کے بعد یہی مردِ مومن بادشاہ بنا اور وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھا۔ ابن خالویہ نے کہا مصر والوں میں سے صرف چار شخص ایمان لائے۔ ایک آسیہ، حزقیل مرد مومن مریم بنت لابوس جس نے یوسف علیہ السلام کا تابوت بنایا تھا اور فرعون کی خادمہ "

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان : اور کچھ تمہیں موسیٰ کی خبر آئی۔ اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا "

marfat.com
Marfat.com

۳۱۷۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس رات مجھے سیر کرائی گئی۔ میں نے موسیٰ "علیہ السلام" کو دیکھا وہ نحیف البدن مرد تھے بالوں کو کنگھا کئے ہُوئے تھے گویا کہ وہ شنوءہ قبیلہ میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰ "علیہ السلام" کو دیکھا وہ میانہ قد سرخ رنگ کے تھے گویا کہ وہ حمام سے باہر آئے ہیں اور میں ابراہیم کی اولاد میں سے ان کے بہت مشابہ ہوں۔ پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ان میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھا جبرائیل نے کہا ان میں سے جو چاہیں پیجئے۔ میں نے دودھ لیا اور وہ پیا پھر کہا گیا آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے اگر آپ شراب پیتے تو آپ کی امّت گمراہ ہوجاتی۔

مشرح : طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے انبیاء کرام علیہم السّلام کی روحیں ان صورتوں میں ظاہر ہُوئی تھیں

۳۱۷۸ — یا آپ نے نیند یا بیداری میں ان کے بدنوں کی صورتیں دیکھیں۔ "ضَرْب" کا معنی خفیف ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نحیف البدن تھے۔ "شنوءۃ" یمن میں ایک قبیلہ ہے۔ اگر یہ سوال ہو کہ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم "علیہم السلام" کو دیکھا عیسیٰ سرخ رنگ کے گھنگریالے بالوں والے تھے ان کا سینہ خوب چوڑا تھا اور موسیٰ گندمی رنگ کے جسیم تھے اور ان کے بال سیدھے تھے۔ گویا کہ وہ زُط قبیلہ کا فرد ہیں۔ اس حدیث اور باب کی حدیث جو ابوہریرہ سے منقول ہے میں بظاہر تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوہریرہ کی حدیث میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں لمبا ہونے میں شنوءہ کے لوگوں سے تشبیہ دی ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث میں بھی لمبا ہونے میں زُط کے لوگوں سے تشبیہ دی ہے کیونکہ حبشی لمبے ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں سیدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دو برتن پیش کئے گئے ایک میں دودھ اور دُوسرے میں شراب تھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ بیت المعمور پر آسمانوں کے اُوپر شراب، دودھ اور شہد پیش کیا گیا ہے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مقامات میں آپ کو پیش کیا گیا بیت المقدس میں شراب اور دودھ کے برتن اور آسمانوں پر شراب، دودھ اور شہد کے برتن پیش کئے گئے۔ جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ لے کر پی لیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے کہا اگر آپ شراب پیتے تو آپ کی امت گمراہ ہوجاتی۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جو شراب کا برتن پیش کیا گیا تھا وہ جنّتی شراب تھی لیکن اِس جہان میں اس کی تعبیر یہی تھی جو حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے فرمائی شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا "۔ اگرچہ خمر دراں زماں مباح بود خصوصًا خمر جنّت اما تعبیرش دریں جہاں ایں بود "

۳۱۷۹ — ترجمہ : قتادہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے ابوالعالیہ سے سُنا کہ اُنھوں نے کہا ہم سے تمہارے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا کے بیٹے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس رات آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی (منجملہ) آپ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

۳۱۷۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ ثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَ نَسَبَهُ اِلٰى اَبِيْهِ وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ فَقَالَ مُوْسٰى اٰدَمُ طُوَالٌ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَقَالَ عِيْسٰى جَعْدٌ مَرْبُوْعٌ وَذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ

گندمی رنگ دراز قد تھے۔ گویا کہ آپ شنوءۃ قبیلہ کے ایک فرد ہیں۔ اور فرمایا عیسیٰ "علیہ السلام" گھنگریالے بالوں والے میانہ قد تھے اور دوزخ کے داروغہ مالک کو ذکر کیا اور دجّال کو بھی ذکر کیا۔

۳۱۷۹ — شرح : مَتّٰی، میم مفتوح تاء مشدّد اور آخر میں اَلِف ہے حضرت یونس علیہ السلام کے والد کا نام ہے۔ حضرت یونس کو ذوالنون بھی کہا جاتا ہے آپ موصل والوں کے لئے مبعوث ہوئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کو مچھلی کے پیٹ سے باہر آنے کے بعد نبوت عطاء ہوئی۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی انسان کو یہ لائق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو یونس علیہ السلام سے افضل سمجھے یہ بھی احتمال ہے کہ معنی یہ ہو کہ مجھے یونس بن متی سے افضل نہ کہے۔ اس تقدیر پر یہ کلام تواضع اور انکساری پر محمول ہوگا اور یہ "اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ" کے منافی نہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فخر و مباہات کے طور پر نہیں فرمایا۔ آپ نے صرف تحدیثِ نعمت کے طور پر ذکر کیا ہے اور سیادت سے مراد قیامت کے روز آپ کی عظمت ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ" اس سے یونس علیہ السلام کے مرتبہ کا انحطاط موہوم تھا۔ اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا وہم کرنے پر زجر کرتے ہوئے فرمایا: مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو۔ حضرت یونس علیہ السلام کی تخصیص کا یہی سبب تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو ان کی قوم کو تبلیغ کرنے بھیجا جبکہ ان کی عمر صرف تیس برس تھی اُنھوں نے ۳۲ سال لوگوں کو تبلیغ کی اس مدت میں صرف دو شخص ایمان لائے ایک رُوبیل یہ عالم اور حکیم تھا۔ دُوسرا تنوخایہ زاہد اور عابد تھا۔ بعض علماء نے کہا "مَتّٰی" حضرت یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے صرف دو نبی اپنی اپنی والدہ کی طرف منسوب ہیں ایک یونس اور دوسرے حضرت مسیح علیہما السلام فریری نے کہا متّٰی نیک مرد خاندانِ نبوت سے تھا۔ اس کا کوئی لڑکا نہ تھا ایک دن اُنھوں نے اس چشمہ سے غسل

marfat.com
Marfat.com

۳۱۸۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنِ ابْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَجَدَهُمْ يَصُوْمُوْنَ يَوْمًا يَعْنِيْ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالُوْا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ وَهُوَ يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَاَغْرَقَ اٰلَ فِرْعَوْنَ فَصَامَ مُوْسٰى شُكْرًا لِلّٰهِ فَقَالَ اَنَا اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْهُمْ فَصَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَوَاعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ يُقَالُ دَكَّةً زَلْزَلَةً فَدُكَّتَا فَدُكِّنَ جَعَلَ الْجِبَالَ كَالُوَا حِدَةٍ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا وَلَمْ يَقُلْ كُنَّ رَتْقًا مُلْتَصِقَتَيْنِ اُشْرِبُوْا ثَوْبٌ مُشَرَّبٌ مَصْبُوْغٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنْبَجَسَتْ اِنْفَجَرَتْ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ رَفَعْنَا

کیا جس سے حضرت ایوب علیہ السلام نے غسل کیا تھا جبکہ ان کی بیوی بھی ان کے ساتھ غسل میں شریک تھی غسل کے بعد دونوں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ ان کو نیک بچہ عطا کرے اور اس کو بنی اسرائیل کو ہدائت کرنے پہ مامور کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول فرمائی اور ان کو یونس علیہ السلام عنائت کیا ابھی یونس علیہ السلام اپنی والدہ کے شکم میں تھے کہ آپ کے والد فوت انتقال کر گئے جبکہ حمل کی مدّت صرف چار ماہ تھی (کرمانی عینی)

۳۱۸۰ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منوّرہ میں تشریف لائے تو لوگوں کو عاشوراء کے دن روزہ سے پایا اُنھوں نے کہا یہ دن عظمت والا ہے اس روز اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون کے خاندان کو غرق کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر اداء کرنے کے لئے روزہ رکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ان کی نسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا (حدیث ۱۸۷۹ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور ہم نے تیس رات کا وعدہ کیا اور ہم نے انھیں دس رات کا اضافہ کرکے پُورا کیا تو ان کے ربّ کا وقت چالیس راتیں پُوری ہوگئیں اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا تم میری قوم میں میری نیابت کرو اور ان کی اصلاح کرو اور فساد کرنے والوں کی راہ کا پیچھا نہ کرو اور جب موسیٰ ہمارے وقت پر آئے تو ان کے ربّ نے ان سے کلام فرمایا موسیٰ نے کہا اے میرے ربّ مجھے اپنی ذات دکھا میں تجھے دیکھوں اللہ نے فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا.... انا اوّل المؤمنین تک۔ کہا جاتا ہے "دَکَّہٗ" اسے ہلا ڈالا۔ فَدُکَّتَا یعنی فَدُکِکْنَ "تمام پہاڑوں کو بمنزلہ واحد کیا گیا جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بے شک تمام آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے۔ اور کُنَّ رَتْقًا "نہیں فرمایا یعنی ملے ہوئے۔ اُشْرِبُوْا ان کے دلوں میں رچ گئی۔ ثَوْبٌ مُشَرَّبٌ "رنگا ہوا کپڑا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اِنْبَجَسَتْ "پھوٹ پڑے۔ اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ "ہم نے پہاڑ کو اُٹھایا۔

شرح : حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا جبکہ وہ مصر میں تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو ہلاک کیا تو وہ ان کے پاس اللہ کی کتاب لائیں گے جس میں ان کے لئے اوامر اور نواہی کا ذکر ہوگا جب فرعون ہلاک ہوگیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال عرض کیا کہ ان کو کتاب عنایت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ذوالقعدہ کے تیس روزے رکھنے کا حکم فرمایا جب آپ نے تیس روزے پُورے کرلئے اور اپنے منہ میں تغفن محسوس کیا اور مسواک کرلی تو فرشتوں نے کہا ہم آپ کے منہ سے خوشبو سونگھا کرتے تھے آپ نے مسواک کرکے اس کو خراب کردیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اب ذوالحجہ کے اور دس روزے رکھیں اور اپنے ربّ کے وقت کے چالیس دن پُورے کریں۔ وقت اور

marfat.com
Marfat.com

۳۱۸۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يُوْسُفَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَآئِمَةٍ مِّنْ قَوَآئِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَفَاقَ قَبْلِیْ اَمْ جُوْزِیَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ

میقات میں فرق یہ ہے کہ میقات وہ ہے جو کسی عمل کے لئے مقرر کیا جائے اور وقت کسی عمل کے لئے مقرر نہیں ہوتا اگرچہ دونوں کی جنس ایک ہی ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی مہربانی دیکھی اور اندازِ لطف سے مسرور ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی زیارت کی خواہش فرماتے ہوئے رؤیت کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا اور اپنے قریب قوی تر شئی کو دیکھو اگر وہ جلوۂ قدرت کے وقت اپنی جگہ مستقر رہے تو تم بھی دیکھ سکو گے اور اگر اس نے جلوہ کو برداشت نہ کیا تو آپ بھی برداشت نہ کر سکو گے اس کے لئے پہاڑ کو منتخب فرمایا جب پہاڑ پہ اللہ تعالیٰ کی تجلی پڑی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ قتادہ کی روائت کے مطابق موسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا پہاڑ زمین میں دھنس گیا حتی کہ سمندر میں گر گیا اور ابھی تک دھنسا جا رہا ہے۔ ابوبکر ہذلی نے کہا وہ زمین میں دھنس گیا۔ قیامت تک ظاہر نہ ہوگا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ بعض اخبار میں ہے کہ وہ زمین میں دھنس گیا اور قیامت تک دھنستا رہے گا۔ دکّ کی تفسیر زلزل سے کی یعنی اس کو ہلا دیا۔ "دُکّتا" سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا "وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً" قیاس تو یہ تھا کہ "دُکِکْنَ" کہا جاتا کیونکہ جبال جمع ہے اور "ارض" جمع کے حکم میں ہے۔ لیکن سب کو بمنزلہ واحد کر کے تثنیہ کا صیغہ ذکر کیا گیا ہے جیسے اس آیت میں "اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا" سموات اور ارض کو بمنزلہ واحد کر کے تثنیہ کا صیغہ ذکر فرمایا اور "كُنَّ رَتْقًا" نہ فرمایا "قُوْلُهُ اُشْرِبُوْا" یعنی ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت سرائت کر گئی جیسے رنگ کپڑے میں سرائت کر جاتا ہے اور ان کو بچھڑے سے محبت ہو گئی۔ قولہ اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ الخ جب ہم نے پہاڑ کو اٹھایا۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنی قوم کے پاس تورات لے کر آئے تو انھوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے مندرجات اعمال شاقہ پر عمل نہ کیا اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ پہاڑ کو اٹھا کر ان کے سروں پر کھڑا کر دیں۔ اس وقت ان کی تعداد تقریباً چھ لاکھ تھی اور انسان کے قد کے برابر اونچا ان پر کھڑا کر دیا اور ان سے کہا اگر تم تورات کو قبول نہ کرو گے تو یہ پہاڑ تم پر ڈال دیا جائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ ان کے اوپر کوہِ طور کھڑا کیا ان کے مونہوں کے آگے آگ اور پیچھے نمکین پانی کا دریا کر دیا (عینی)

marfat.com
Marfat.com

۳۱۸۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِیُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا بَنُوْا اِسْرَائِیْلَ لَمْ یُخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّآءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰی زَوْجَهَا الدَّهْرَ

بَابُ طُوْفَانٍ مِنَ السَّیْلِ

وَیُقَالُ لِلْمَوْتِ الْکَثِیْرِ اَلطُّوْفَانُ الْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ یُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ حَقِیْقٌ حَقٌّ سُقِطَ کُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِیْ یَدِهٖ

۳۱۸۱ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا قیامت کے روز سب لوگ بیہوش ہوجائیں گے اور مجھے سب سے پہلے ہوش آئے گی تو میں موسیٰ کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کے پایہ کو پکڑے ہوں گے۔ نامعلوم وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا انہیں کوہِ طور کی بیہوشی کا بدلہ دیا جائے گا

شرح **۳۱۸۱** — : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر فوت ہوگئے تھے ان کو بیہوشی کیسے ہوئی۔ حالانکہ بیہوشی زندوں پر آتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ بیہوشی گھبراہٹ کی بیہوشی ہو جبکہ قبروں سے اُٹھنے کے بعد آسمان اور زمین ٹوٹ پھوٹ جائیں گے کیونکہ صُعِقَ کا لفظ بتاتا ہے کہ اِفَاقَہ غَشِیَ کے بعد ہے۔ اور کوہ طور کی بیہوشی موت نہ تھی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ نامعلوم وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ آپ کو یہ نہ بتایا گیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے پہلے قبر شریف سے باہر تشریف لائیں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے روضۂ اطہر سے باہر تشریف لائیں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں تشریف فرما ہوں گے (عینی)

۳۱۸۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت بدبو دار نہ ہوتا اور اگر حوا آ نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے شوہر سے خیانت نہ کرتی (حدیث ۳۱۱۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حَدِيْثِ الْخَضِرِ مَعَ مُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

۳۱۸۳ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسٍ الْفَزَارِىُّ فِىْ صَاحِبِ مُوْسٰى الَّذِىْ سَأَلَ السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهٗ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا مُوْسٰى فِىْ مَلَإٍ مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ جَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ

باب سیلاب سے طوفان ہے

کثرتِ موت کو طوفان کہا جاتا ہے۔ القمل کے معنی چیچڑی جو چھوٹی جوں کے مشابہ ہوتی ہیں، حقیق کے معنیٰ ہیں لائق۔ سقط کے معنیٰ ہیں پشیمان، ہر وہ شخص جو نادم ہوتا ہے وہ اپنے ہاتھوں پر گرتا ہے۔

باب خضر اور موسیٰ علیہ السلام کی حدیث

۳۱۸۳ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے اور حُرّ بن قیس فزاری نے صاحبِ موسیٰ علیہ السلام میں جھگڑا کیا۔ ابن عباس نے کہا وہ خضر علیہ السلام ہے ان کے قریب سے ابی بن کعب گزرے تو ان کو ابن عباس نے بُلایا اور کہا میں نے اور میرے اس ساتھی نے صاحبِ موسیٰ جس کی ملاقات کا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا جھگڑا کیا ہے کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ لَا فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مُوْسٰى بَلٰى عَبْدُنَا لْخَضِرُ فَسَاَلَ مُوْسٰى السَّبِيْلَ اِلَيْهِ فَجُعِلَ لَهُ الْحُوْتُ اٰيَةً وَقِيْلَ لَهُ اِذَا فَقَدْتَّ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَاِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ يَتْبَعُ اَثَرَ الْحُوْتِ فِى الْبَحْرِ فَقَالَ لِمُوْسٰى فَتٰهُ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطَانُ اَنْ اَذْكُرَهُ قَالَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَاْنِهِمَا الَّذِىْ قَصَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِىْ كِتَابِهٖ

۳۱۸۴ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ

سے اس کا ذکر کرتے ہوئے سُنا۔ اُبَیّ نے کہا ہاں میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ کہ ایک وقت موسیٰ بنی اسرائیل کے مجمع میں وعظ کر رہے تھے کہ ایک شخص نے اُن کے قریب آکر کہا کیا آپ کسی کو اپنے سے زیادہ عالم سمجھتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا نہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو وحی کی کہ کیوں نہیں، ہمارا بندہ خضر ہے (جو تم سے زیادہ عالم ہے) موسیٰ نے خضر کی ملاقات کے لئے راہ پوچھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مچھلی ملاقات کی علامت بنادی ہے اور ان سے کہا گیا جب تم مچھلی کو مفقود پاؤ تو واپس لوٹ آؤ (واپسی میں) تم عنقریب اس کو پالوگے وہ مچھلی کے نشان کی تلاش میں سمندر کے کنارے چلنے لگے تو موسیٰ کے ساتھی نے ان سے کہا۔ کیا آپ نے دیکھا کہ جب ہم پتھر کے پاس بیٹھے تھے۔ تو میں مچھلی کو بھول گیا تھا۔ اور مجھے شیطان ہی۔ بھلایا تھا کہ میں اس کو یاد کروں۔ موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے (اس کی تلاش میں تھے) تو وہ دونوں پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے تو انھوں نے خضر کو پالیا اور ان کا وہی قصہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے!
(حدیث ۷۴ــ کی شرح دیکھیں)

۳۱۸۴ــ ترجمہ: سعید بن جُبَیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس سے کہا نوف بکالی کا خیال ہے کہ موسیٰ جو حضرت خضر کا صاحب ہے وہ موسیٰ بنی اسرائیل نہیں وہ کوئی اور موسیٰ ہے۔ ابن عباس نے کہا اللہ کے دشمن نے جھوٹ کہا ہے۔ ہمیں ابی بن کعب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے کہ موسیٰ نے

marfat.com
Marfat.com

دِيْنَارٍ اَخْبَرَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَوْفًا
الْبَكَالِیَّ يَزْعَمُ اَنَّ مُوْسٰی صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوْسٰی بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ
اِنَّمَا هُوَ مُوْسٰی اٰخَرُ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مُوْسٰی قَامَ خَطِيْبًا فِیْ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ
فَسُئِلَ اَیُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ
اِلَيْهِ قَالَ لَهٗ بَلٰی لِیْ عَبْدٌ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ اَیْ رَبِّ
وَمَنْ لِیْ بِهٖ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ اَیْ رَبِّ فَكَيْفَ لِیْ بِهٖ قَالَ تَاْخُذُ
حُوْتًا فَتَجْعَلُهٗ فِیْ مِكْتَلٍ حَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ وَرُبَّمَا قَالَ فَهُوَ
ثَمَّهٗ فَاَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهٗ فِیْ مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يُوْشَعُ بْنُ
نُوْنٍ حَتّٰی اِذَا اَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُءُوْسَهُمَا فَرَقَدَ مُوْسٰی وَاضْطَرَبَ
الْحُوْتُ فَخَرَجَ فَسَقَطَ فِی الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِی الْبَحْرِ سَرَبًا فَاَمْسَكَ
اللّٰهُ عَنِ الْحُوْتِ جَرْيَةَ الْمَآءِ فَصَارَ فِیْ مِثْلِ الطَّاقِ فَقَالَ هٰكَذَا مِثْلُ

بنی اسرائیل میں خطبہ دیا تو آپ سے پوچھا گیا لوگوں میں سے زیادہ عالم کون ہے؟ فرمایا میں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عتاب کیا جبکہ انھوں نے علم کو اللہ کی طرف ردّ نہیں کیا۔ اور موسیٰ سے فرمایا کیوں نہیں مجمع البحرین میں میرا بندہ ہے جو تجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ موسیٰ نے کہا۔ اس تک پہنچانے کا کون کفیل ہوگا۔ بسا اوقات سفیان نے کہا اے رب میں اس تک کیسے پہنچوں گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک مچھلی لے لو۔ اور اس کو توشہ دان میں رکھ لو جہاں بھی اس مچھلی کو گم پاؤ وہ بندہ وہاں ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی پکڑی اور اس کو توشہ دان میں رکھ لیا پھر وہ اور ان کا خادم یوشع بن نون چلتے رہے حتیٰ کہ پتھر کے پاس پہنچ گئے اور دونوں نے اس پر سر رکھا اور موسیٰ سو گئے مچھلی حرکت میں آئی اور توشہ دان سے باہر نکلی اور سمندر میں گر گئی اور اس نے سمندر میں اپنا راستہ سُرنگ جیسا بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کا بہاؤ روک دیا اور وہ طاق کی مانند ہو گیا اور

marfat.com
Marfat.com

الطَّاقِ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ بَقِيَّةَ لَيْلِهِمَا وَيَوْمِهِمَا حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ
قَالَ لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَ نَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا وَلَمْ يَجِدْ
مُوْسَى النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ حَيْثُ اَمَرَهُ اللّٰهُ قَالَ لَهٗ فَتَاهُ اَرَاَيْتَ اِذْ
اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ
اَنْ اَذْكُرَهٗ فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا فَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا وَلَهُمَا
عَجَبًا قَالَ لَهٗ مُوْسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا رَجَعَا
يَقُصَّانِ اٰثَارَهُمَا حَتّٰى اَتَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ
مُوْسٰى فَرَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ وَاَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ اَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى
بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ قَالَ نَعَمْ اَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ يَا مُوْسٰى
اِنِّيْ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ اللّٰهُ لَا تَعْلَمُهٗ وَاَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ

آپ نے اشارہ سے بتایا کہ طاق جیسا ہوگیا۔ وہ دونوں باقی دن رات چلتے رہے حتیٰ کہ جب دوسرا دن ہُوا تو موسیٰ نے اپنے خادم یوشع سے کہا ناشتہ لاؤ اس سفر میں ہم نے بہت مشقت دیکھی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے تکلیف کو محسوس نہ کیا حتیٰ کہ وہ اس مقام سے گزر گئے جس کا اللہ نے ان کو حکم فرمایا تھا۔ موسیٰ کے خادم نے کہا مجھے بتائیے جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تھا میں مچھلی کو بھول گیا ہوں اور مجھ کو شیطان ہی نے بھلایا ہے کہ میں اسے یاد کروں۔ اُس نے سمندر میں اپنی راہ لی اچنبا ہے۔ وہ مچھلی کے لئے سرنگ اور ان دونوں کے لئے تعجب کا باعث بنا۔ موسیٰ نے خادم سے کہا اسی کو تو ہم چاہتے تھے۔ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے پیچھے پلٹے۔ وہ اپنے نشان دیکھتے رہے۔ حتیٰ کہ پتھر کے پاس پہنچے لیا دیکھتے ہیں کہ ایک مرد کپڑا اوڑھے ہُوئے ہے۔ موسیٰ نے اس کو سلام کہا اُس نے جواب دیا اور کہا۔ اس زمین میں تو سلام کا رواج نہیں۔ اُنھوں نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ خضر نے کہا تم بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ کہا جی ہاں! میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ مجھ کو نیک بات سکھا دو جو تم کو تعلیم ہُوئی ہے۔ خضر نے کہا اے موسیٰ! مجھے اللہ نے علم سکھایا ہے جو تم نہیں جانتے ہو اور تم کو اللہ نے علم دیا ہے جس کو میں نہیں جانتا ہوں۔ موسیٰ نے کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں
خضر نے کہا تم میرے

marfat.com
Marfat.com

عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا اَعْلَمُهٗ قَالَ هَلْ اَتَّبِعُكَ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا وَ
كَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا اِلٰى قَوْلِهٖ اَمْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى
سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ كَلَّمُوْهُمْ اَنْ يَحْمِلُوْهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُ
بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ جَآءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ
فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً اَوْ نَقْرَتَيْنِ قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوْسٰى مَا نَقَصَ عِلْمِيْ وَ
عِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ
اِذْ اَخَذَ الْفَاْسَ فَنَزَعَ لَوْحًا فَلَمْ يَفْجَأْ مُوْسٰى اِلَّا وَقَدْ قَلَعَ لَوْحًا بِالْقَدُّوْمِ
فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى مَا صَنَعَتْ قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَّ اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ
فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ
مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا

ساتھ صبر نہ کرسکو گے اور اس بات پہ کیونکر صبر کرو گے جسے آپ کا علم محیط نہیں۔ الی قولہ اِمرًا ،، وہ سمندر کے کنارے کنارے چلتے۔ ہے سٹی کہ ان کے پاس سے کشتی گزری تو اُنھوں نے کشتی والوں سے پوچھا کہ وہ ان کو سوار کرلیں اُنھوں نے خضر کو پہچان لیا اور اُجرت لئے بغیر ان کو کشتی میں سوار کرلیا۔ جب وہ کشتی میں سوار ہوئے تو ایک چڑیا آئی اور وہ کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ اور سمندر میں سے ایک یا دو چونچیں ماریں تو خضر نے کہا اے موسیٰ! میرے اور تیرے علم نے اللہ کے علم سے کچھ کم نہیں کیا جیسے اس چڑیا نے اپنی چونچ سے سمندر کا پانی کم نہیں کیا۔ اچانک خضر نے کلہاڑا لیا اور کشتی کا ایک تختہ اُکھاڑ دیا۔ اچانک موسیٰ نے دیکھا کہ خضر نے کلہاڑے سے کشتی کا تختہ اُکھاڑ دیا ہے تو کہا یہ تم نے کیا کیا ہے۔ ان لوگوں نے ہم کو اُجرت کے بغیر کشتی میں سوار کیا اور تم نے ان کی کشتی کو توڑ دیا ہے۔ تاکہ اس کے سواروں کو غرق کرے یہ تم نے بُری بات کی ہے۔ خضر نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ موسیٰ نے کہا مجھ سے میری بھول پہ گرفت نہ کرو اور مجھ پہ میرے کام میں مشکل نہ ڈالو۔ موسیٰ "علیہ السلام" سے پہلی بار بھول ہوئی تھی۔ جب وہ سمندر سے باہر آئے اور ایک بچے کے پاس سے گزرے جو بچوں میں کھیل رہا تھا تو خضر نے اس کا سر پکڑا اور ہاتھ سے اس کا سر جسم سے نکال پھینکا سفیان نے اپنی انگلیوں کے اطراف سے اشارہ

marfat.com
Marfat.com

فَكَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا فَلَمَّا خَرَجَا مِنَ الْبَحْرِ مَرُّوْا بِغُلَامٍ
يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَاَخَذَ الْخَضِرُ رَأْسَهٗ فَقَلَعَهٗ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَوْمٰى
سُفْيٰنُ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِهٖ كَاَنَّهٗ يَقْطِفُ شَيْئًا فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَقَتَلْتَ نَفْسًا
زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ
تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِيْ
قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا
اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ
مَائِلًا اَوْمٰى بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَشَارَ سُفْيٰنُ كَاَنَّهٗ يَمْسَحُ شَيْئًا اِلٰى فَوْقُ وَلَمْ
اَسْمَعْ سُفْيٰنَ يَذْكُرُ مَائِلًا اِلَّا مَرَّةً قَالَ قَوْمٌ اَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُوْنَا
وَلَمْ يُضَيِّفُوْنَا عَمَدْتَ اِلٰى حَائِطِهِمْ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ
هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا اَنَّ مُوْسٰى كَانَ صَبَرَ فَقُصَّ عَلَيْنَا

کہہ کے بتایا گویا کہ وہ کچھ پکڑتے ہیں۔ موسیٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان بے کسی جان کے بدلے قتل کر دی بے شک تم نے بہت بُری بات کی خضر کہا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔ کہا اس کے بعد میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا۔ بے شک میری طرف سے تمہارا عذر پُورا ہو چکا ہے۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس آئے ان دھکانوں سے کھانا مانگا اُنھوں نے انھیں دعوت دینی قبول نہ کی پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے۔ اس طرح اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سفیان نے اشارہ کیا گویا کہ وہ اُوپر کی طرف کسی شئی کو مس کرتے ہیں میں نے سفیان کو مائل ذکر کرتے صرف ایک بار سُنا ہے۔ موسیٰ نے کہا ہم ان لوگوں کے پاس آئے اُنھوں نے ہمیں کھانا نہ کھلایا اور نہ دعوت دینی قبول کی۔ آپ نے ان کی دیوار کو سیدھا کر دیا تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے۔ کہا یہ میری اور آپ کی جُدائی ہے۔ اب میں آپ کو ان باتوں کی حقیقت

marfat.com
Marfat.com

مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَوْ كَانَ صَبَرَ لَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَمْرِهِمَا قَالَ وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ كَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَاخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ اَبَوَاهُ مُؤْمِنِيْنَ ثُمَّ قَالَ لِيْ سُفْيَانُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ قَبْلَ لِسُفْيٰنَ حَفِظْتَهُ قَبْلَ اَنْ تَسْمَعَهُ مِنْ عَمْرٍو اَوْ تَحَفَّظْتَهُ مِنْ اِنْسَانٍ فَقَالَ مِمَّنْ اَتَحَفَّظُهُ وَرَوَاهُ اَحَدٌ عَنْ عَمْرٍو غَيْرِيْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ

۳۱۸۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ثنا سُفْيٰنُ بن عُيَيْنَةَ الحديث بطوله

۳۱۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ ثَنَا

ناتا ہوں۔ جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری خواہش تھی کہ موسیٰ ذرا صبر کرتے تو اللہ تعالیٰ ہم سے اس کا مزید حال بیان کرتا سفیان نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَاخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ" پڑھا ہے اور وہ جو لڑکا تھا وہ کافر تھا اور اس کے ماں باپ مومن تھے پھر سفیان نے مجھے کہا میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے دو دفعہ سُنی اور انہی سے یاد کی۔ سفیان سے کہا گیا تم نے عمرو سے سُننے سے پہلے یہ یاد کی ہے یا کسی اور انسان سے یاد کی ہے؟ سفیان نے کہا میں کس سے یہ حدیث یاد کرتا کیا اس کو میرے سوا کسی اور نے روایت کیا ہے میں نے ہی یہ حدیث عمرو سے دو بار یا تین بار سُنی اور اس کو انہی سے یاد کیا۔ (حدیث ۱۲۲ کی شرح دیکھیں)

۳۱۸۵ — ترجمہ: علی بن خشرم نے بیان کیا کہ سفیان بن عُیَیْنَہ رضی اللہ عنہ نے یہ طویل حدیث بیان کی ہے

marfat.com
Marfat.com

ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سُمِّیَ الْخَضِرَ لِاَنَّهٗ جَلَسَ عَلٰی فَرْوَةٍ بَیْضَآءَ فَاِذَا هِیَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهٖ خَضْرَآءَ

۳۱۸۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خضر کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہ صاف خشک زمین پر بیٹھتے تو ان کے اُٹھنے کے بعد وہ سبزے سے لہلانے لگتی

۳۱۸۵ — شرح : یعنی حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام خشک صاف زمین پر بیٹھتے جب وہ اُٹھتے تو وہ زمین سرسبز ہوجاتی تھی۔ حضرت کا نام بلیا بن ملکان بن یقطن بن فالغ بن عامر بن شالغ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے۔ مجاہد نے کہا ان کا نام لیسع بن ملکان بن فالغ الخ علاوہ ازیں ان کے نام میں بہت اقوال ہیں۔ ان کی کنیت ابو العباس ہے۔ جمہور علماء نے کہا حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہی صحیح ہے کہ وہ نبی تھے۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ نبی تھے۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ نبی تھے بعض نے ولی کہا ہے یہ قول مرجوح ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جمہور علماء خصوصاً مشائخ طریقت وحقیقت اور ارباب مجاہدات و مشاہدات رحمہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ وہ اب زندہ ہیں کھاتے پیتے ہیں۔ ان کو جنگلوں میں دیکھا جاتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز، ابراہیم بن ادہم، بشر حافی، معروف کرخی، سری سقطی، ابراہیم خواص اور ان کے علاوہ بیشتر ارباب مشاہدہ نے ان کو دیکھا ہے۔ جمہور علماء نے کہا ان کا اب زندہ ہونا ان کے ہمیشہ زندہ رہنے پر دلالت نہیں کرتا البتہ وہ دنیا باقی رہنے تک زندہ رہیں گے اور جب قرناء پھونکی جائے گی اس وقت وہ فوت ہوجائیں گے۔ بحسب ارشاد خداوند قدوس "کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" اور بخاری میں مذکور حدیث کہ جو اس وقت زمین کی سطح پر زندہ موجود ہے وہ ایک سو سال کے بعد زندہ نہ رہے گا کا محل یہ ہے جو انسان اس کلام کے بعد پیدا ہوں گے وہ اس میں داخل نہیں جبکہ سرور کائنات کے کلام شریف کا معنی یہ ہے جو اس وقت زمین کی سطح پر زندہ ہیں وہ سو سال کے بعد زندہ نہ رہیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں ہیں خضر علیہ السلام سمندروں میں ہیں اور ابلیس لعین ہوا میں ہے۔ ان میں سے کوئی بھی زمین کی سطح پر نہیں۔ لہٰذا یہ اگر زندہ ہیں تو حدیث کے مفہوم سے متصادم نہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۳۶ ہجری میں فوت ہوگئے تھے۔ اگرچہ ان کی عمر ساڑھے تین سو سال تھی۔ نیز حکیم بن حزام ساٹھ برس بعد مسلمان ہوئے تھے ان کی کل عمر ایک سو بیس (۱۲۰) برس تھی۔ یہ دونوں حضرات سو سال سے پہلے فوت ہوگئے تھے واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لِبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى اَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوْا حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ

٣١٨٧ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا رَوْحُ ابْنُ عُبَادَةَ ثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَّخِلَّاسٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اِسْتِحْيَاءً مِنْهُ فَاٰذَاهُ مَنْ اٰذَاهُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقَالُوْا

باب

٣١٨٦ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل سے کہا گیا کہ تم سجدہ کرتے ہوئے دروازہ میں داخل ہو اور یہ کہو "حِطَّةٌ" انھوں نے اس کو تبدیل کر دیا اور اپنے سرینوں کو گھسیٹتے ہوئے داخل ہوئے زبان سے "حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ" کہہ رہے تھے۔

شرح : ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ تم بیت المقدس ٣١٨٦ — میں داخل ہو اور سروں کو جھکا کر دروازہ سے داخل ہونا ہوگا اور زبان سے یہ کہو کہ اے اللہ ہم کو بخش دے لیکن انھوں نے کلام تبدیل کر دیا اور اکڑ اکڑ کر داخل ہونے لگے اور زبان سے مہمل کلام کرنے لگے۔ یہ ان کی نادانی اور سرکشی تھی اور ان کا مقصد اللہ کے حکم کی مخالفت تھی۔ جب وہ اس قدر سرکش ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر طاعون کی بیماری مسلط کر دی جس سے وہ ایک گھڑی میں ستر ہزار مر گئے۔ اعاذنا اللہ!۔

٣١٨٧ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ "علیہ السلام" بہت حیادار اور ستر پوش مرد تھے ان کے

marfat.com
Marfat.com

مَا يَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ وَاِمَّا اُدْرَةٌ وَ
اِمَّا اٰفَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَرَادَ اَنْ يُبَرِّئَهٗ مِمَّا قَالُوْا بِمُوْسٰى فَخَلَا يَوْمًا
وَحْدَهٗ فَوَضَعَ ثِيَابَهٗ عَلَى الْحَجَرِ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ اِلٰى ثِيَابِهٖ
لِيَأْخُذَهَا وَاِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهٖ فَاَخَذَ مُوْسٰى عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ
فَجَعَلَ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ حَجَرُ ثَوْبِيْ حَجَرُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى مَلَاٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ
فَرَاَوْهُ عُرْيَانًا اَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَاَبْرَأَهٗ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَاَخَذَ
ثَوْبَهٗ فَلَبِسَهٗ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ
اَثَرِ ضَرْبِهٖ ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا
كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا

حیاء کی وجہ سے ان کے بدن کی کوئی شئی نہیں دیکھی جاتی تھی۔ بنی اسرائیل کے لوگوں نے ان کو بہت اذیت پہنچائی اور اُنھوں نے کہا یہ اس قدر چشم پوشی اسی لئے کرتے ہیں کہ ان کے جسم میں کوئی عیب ہے یا تو ان کو برص ہے یا فتق ہے یا کوئی اور بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ "علیہ السلام" کو ان کے اس قول سے بَری کرنا چاہا تو موسیٰ نے ایک روز تنہائی میں کپڑے اتارے اور پتھر پر رکھ دیئے پھر نہانے لگے جب غسل سے فارغ ہو کر اپنے کپڑوں کی طرف آئے تاکہ وہ پہنیں پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگ نکلا موسیٰ نے اپنا عصا لیا اور پتھر کی تلاش میں نکلے اور یہ کہہ رہے تھے اے پتھر میرے کپڑے دے۔ حتیٰ کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچے تو اُنھوں نے موسیٰ "علیہ السلام" کو برہنہ حالت میں دیکھا کہ آپ اللہ کی پیدا کردہ مخلوق سے زیادہ خوبصورت تھے اور جو بات وہ ان کی طرف منسوب کرتے تھے اس سے ان کو بَری کیا۔ پتھر وہاں ٹھہر گیا۔ آپ نے اپنے کپڑے لے کر پہنے پھر اپنے عصا سے پتھر کو مارنا شروع کر دیا۔ بخدا موسیٰ کے مارنے کے باعث پتھر تین یا چار یا پانچ نشانات ہو گئے اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی تھی ان کی باتوں سے اللہ نے اس کو بری کیا اور وہ اللہ کے نزدیک معزز باوقار تھے۔

۳۱۸۷ —— شرح : اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ والوں کو خطاب کیا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۳۱۸۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ سَمِعْتُ اَبَاوَائِلٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا اُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتّٰى رَاَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

کو اذیت نہ پہنچاؤ جیسے بنو اسرائیل نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی تھی تو جو باتیں وہ موسیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے ان کو غلط قرار دیتے ہوئے ان کو بری الذمہ قرار دیا۔ وہ کہتے تھے موسیٰ کو فتق کی بیماری ہے اور وہ ان پر اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو قتل کرنے کا بہتان لگاتے تھے۔ ان سب باتوں سے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پاک صاف کیا۔ وہ اللہ کے حضور باعزت انسان تھے۔ اے مدینہ منورہ والو تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے سے احتیاط کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے۔ حسان بن ثابت کہتے ہیں

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ۞ كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ "

یعنی یا رسول اللہ آپ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے ہیں۔ گویا کہ آپ اپنی خواہش کے مطابق پیدا ہوئے ہیں "سبحان اللہ" بنی اسرائیل میں ایک دوسرے کے سامنے غسل کرنا جائز تھا اور موسیٰ علیہ السلام حیادار ہونے کے باعث پردہ پوشی میں غسل کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت برہنہ چلنا جائز ہے اور ضرورت کے وقت مثلاً دواء اور آپریشن وغیرہ کے وقت شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے اور انبیاء کرام ظاہری اور باطنی عیوب سے پاک ہوتے ہیں اور جو کوئی کسی نبی کی خلقت میں عیب لگائے اس سے نبی کو اذیت پہنچتی ہے۔ باقی تشریح حدیث ۲۷۶ کی شرح میں دیکھیں۔

ترجمہ : اعمش نے کہا میں نے ابو وائل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کیا تو ایک شخص نے کہا اس تقسیم میں اللہ کی رضاء کا ارادہ نہیں کیا گیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کو یہ خبر دی تو آپ غصہ سے بھر گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے چہرۂ انور پر غصہ کا اثر دیکھا پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم کرے ان کو اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی اور انھوں نے صبر کیا۔ (حدیث ۲۹۲۹ کی شرح دیکھیں)

۳۱۸۸ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ يَعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ

مُتَبَّرٌ خُسْرَانٌ وَلِيُتَبِّرُوْا يُدَمِّرُوْا مَا عَلَوْا غَلَبُوْا

۳۱۸۹ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ اَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجْنِى الْكَبَاثَ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهٗ اَطْيَبُهٗ قَالُوْا اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا

باب وہ اپنے بتوں کے پاس ڈیرہ ڈالے بیٹھے تھے

مُتَبَّر، نقصان ، وِلِيُتَبِّرُوْا، وہ ہلاک کر دیں گے، مَاعَلَوا، جس پر وہ غالب آئے،

۳۱۸۹ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روائت ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پیلو کے پھول چن رہے تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان میں سے سیاہ دانے چنو کیونکہ وہ زیادہ عمدہ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا آپ بکریاں چراتے تھے؟ فرمایا ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

۳۱۸۹ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں داخل ہیں جنہوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ نے دنیاداروں اور متکبرین میں نبوت نہیں رکھی۔ تواضع و انکساری کرنے والوں اور بکریاں چرانے والوں کو خلعتِ نبوت پہنائی کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ نبوت کے مستحق کون لوگ ہیں۔ علامہ نووی نے کہا

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً الْاٰيَةَ قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ عَوَانٌ النَّصَفُ بَيْنَ الْبِكْرِ وَالْهَرِمَةِ فَاقِعٌ صَافٍ لَا ذَلُوْلٌ لَمْ يُذِلَّهَا الْعَمَلُ تُثِيْرُ الْاَرْضَ لَيْسَتْ بِذَلُوْلٍ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَعْمَلُ فِي الْحَرْثِ مُسَلَّمَةٌ مِنَ الْعُيُوْبِ لَا شِيَةَ بَيَاضٌ صَفْرَآءُ اِنْ شِئْتَ سَوْدَآءُ وَيُقَالُ صَفْرَآءُ كَقَوْلِهٖ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ فَادَّارَأْتُمْ اِخْتَلَفْتُمْ

نبیوں کا بکریاں چرانے میں حکمت یہ ہے کہ وہ متواضع رہیں اور تنہائی اختیار کرنے میں ان کے قلوب صاف رہیں اور بکریوں کا نظم ونسق کرنے کے بعد وہ امت کا نظم ونسق کرسکیں کیونکہ منتشر بکریوں کو جمع کرکے ان کو ایک نظم میں رکھنے سے اُمت کے مختلف افراد کو یکجا کرنے کی صلاحیت میں استحکام ہوتا ہے
(حدیث ع۲۱۲۰ کی شرح دیکھیں)

باب جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو"

ابوالعالیہ نے کہا "اَلْعَوَانَ" کے معنی نوجوان اور بڑھیا کے درمیان "فَاقِعٌ" صاف "لَاذَلُوْلٌ" کام نے اسے کمزور نہ کیا ہو اور نہ ہی وہ زمین جوتتی ہو اور کھیتی باڑی میں کام کرتی ہو "مُسَلَّمَةٌ" عیبوں سے سالم ہو۔ قولہ صَفْرَاءُ الخ اس سے غرض یہ ہے کہ صفراء کا مشہور معنی بھی لے سکتے ہیں اور سیاہ معنی بھی لیا جاتا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَفَاةِ مُوسٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَذِکْرُہٗ بَعْدُ

۳۱۹۰ ۔ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ مُوْسٰی ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اُرْسِلَ مَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی فَلَمَّا جَآءَہٗ صَکَّہٗ فَرَجَعَ اِلٰی رَبِّہٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ قَالَ ارْجِعْ اِلَیْہِ فَقُلْ لَہٗ یَضَعُ یَدَہٗ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَہٗ بِمَا غَطَّتْ یَدُہٗ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ سَنَۃٌ قَالَ اَیْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ فَسَأَلَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یُدْنِیَہٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ

جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جِمَالَتٌ صُفْرٌ ، اس کی تفسیر میں سیاہ اونٹ جو زردی مائل ہوں۔ ذکر کیا جاتا ہے۔ فَادّٰرَاْتُمْ ،تم نے اختلاف کیا ،

گائے کا واقعہ یہ ہے کہ بنو اسرائیل میں ایک بوڑھا شخص تھا جو بہت مالدار تھا۔ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کا وارث صرف اس کا بھتیجہ تھا۔ اس نے بوڑھے کو قتل کر کے کسی شخص کے دروازے پر رکھ دیا پھر صبح ان لوگوں پہ دعویٰ دائر کر دیا کہ اُنھوں نے اس کے چچا کو قتل کیا ہے۔ اس میں جھگڑا طول پکڑ گیا اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے تو ان میں سمجھدار لوگوں نے کہا تم آپس میں لڑتے مرتے کیوں ہو تم میں اللہ کا رسُول تشریف فرما ہے۔ ان سے دریافت کر لیا جائے۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور سارا واقعہ ذکر کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کا حکم ہے کہ گائے ذبح کی جائے لوگوں نے کہا آپ ہمارے ساتھ مذاق کرتے ہیں ایک تو ہمارا بوڑھا قتل ہو گیا ہے دوسرے آپ گائے ذبح کرانا چاہتے ہیں کیا آپ ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مذاق کرنا جاہلوں کا کام ہے ہوش کی بات کرو۔ اُنھوں نے گائے کے بارے میں بہت لیت ولعل کی اگر وہ اس قدر تعرض نہ کرتے تو جو بھی گائے خرید کر ذبح کر دیتے ان کے مقصود کے لئے کافی تھی۔ لیکن ان لوگوں نے اپنی جانوں پر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر سختی کی اور گراں قیمت سے مطلوبہ گائے ملی جس کو قرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔ اُنھوں نے وہ گائے خرید کر لی اور اس چمڑے میں جتنا سونا آجائے اس کی قیمت قرار پائی۔ گائے خریدنے کے بعد ذبح کی گئی اور اس کی دم یا زبان مقتول کے ساتھ لگا دی گئی تو وہ زندہ ہو گیا۔ لوگوں نے کہا تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ اُس نے کہا اِس شخص نے قتل کیا ہے۔ اور اپنے بھتیجے

marfat.com
Marfat.com

رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْكُنْتُ ثَمَّ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَانِبِ الطَّرِيْقِ تَحْتَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ قَالَ وَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ تَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نحوہ

کی طرف اشارہ کرکے مرگیا اور اس کے قاتل کو وراثت سے محروم کر دیا گیا پھر یہی قانون قرار پایا کہ جو کوئی اپنے مُورِث کو قتل کر دے اس کو وراثت سے محروم کر دیا جائے۔

باب حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی وفات اور اس کے بعد کا واقعہ

۳۱۹۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف موت کا فرشتہ بھیجا گیا جب وہ ان کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو طمانچہ مارا۔ فرشتہ اپنے رب کے پاس واپس چلا گیا اور کہا اے اللہ تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو مرنا نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا واپس اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھے تو جتنے بال ان کا ہاتھ ڈھانپ لے گا۔ ہر بال کا بدل ایک سال عمر دی جائے گی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! پھر کیا ہوگا فرمایا پھر موت! موسیٰ علیہ السلام نے کہا ابھی فوت کر دے اور اللہ تعالیٰ سے سوال عرض کیا کہ ان کو بیت المقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ کے قریب کر دے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس وجود عنصری سے وہاں موجود ہوتا تو تمہیں ان کی قبر شریف دکھاتا جو سُرخ ٹیلہ کے پاس راستہ کی جانب ہے۔ عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو معمر نے ہمام سے خبر دی انھوں نے کہا ہم کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ سے اس طرح خبر دی!

۳۱۹۰ — شرح : ملک الموت لوگوں کے پاس علانیہ آیا کرتا تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی اسی طرح آیا تو انھوں نے مکہ مارا۔ امام احمد رحمہ اللہ کی روائت میں ہے کہ اس کو طمانچہ مار کر اس کی آنکھ نکال دی۔ عمار کی روائت میں ہے کہ ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کے حضور شکوی عرض کرتے ہوئے کہا۔ اگر وہ تیرے نزدیک مکرم و معظم نہ ہوتا تو میں اس پر سختی کرتا حضرت

marfat.com
Marfat.com

۳۱۹۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَدِ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ فِيْ قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهٖ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذٰلِكَ يَدَهٗ فَلَطَمَ الْيَهُوْدِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ الَّذِيْ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

موسیٰ علیہ السلام نے یہ خواہش کی کہ ان کو ارضِ مقدسہ کے قریب دفن کیا جائے کیونکہ اس مقام میں بکثرت انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں۔ اور وہ مشرف و مقدس خطۂ ارض ہے۔ معلوم ہوا کہ مواضع فاضلہ، مواطن مبارکہ اور مدافن صالحین کے قرب و جوار میں دفن ہونا مستحب ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کو مبہم رکھا اور سرخ ٹیلہ کے پاس راستہ کی جانب کے ذکر پہ اکتفاء کی اور اگر اس کی وضاحت کا ارادہ فرماتے تو صراحۃً بیان فرما دیتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر یہودیوں کو حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی قبروں کا علم ہو جاتا تو وہ ان کی پوجا شروع کر دیتے۔ حضرت وہب نے کہا فرشتوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکفین و تدفین کی تھی آپ کی عمر شریف ایک سو بیس برس تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ نے حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات سے گیارہ ماہ بعد وفات پائی و حدیث ۱۲۶۱ کی شرح دیکھیں "

۳۱۱۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک مسلمان مرد اور ایک یہودی شخص لڑ پڑے مسلمان نے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۳۱۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِىْ اَخْرَجَتْكَ خَطِيْئَتُكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهٗ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسَى الَّذِىْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ ثُمَّ تَلُوْمُنِىْ عَلٰى اَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَىَّ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى مَرَّتَيْنِ

کو سب جہانوں پر فضیلت دی ہے اس نے یہ قسم کھائی اور یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو جہانوں پر فضیلت دی اس وقت مسلمان نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور یہودی کو طمانچہ مارا یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اپنے اور مسلمان کے واقعہ کی آپ کو خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو کیونکہ لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا اور موسیٰ عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے ہوں گے نا معلوم وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو بیہوش ہو گئے تھے۔ اور مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بیہوشی سے مستثنیٰ کر رکھا ہے۔

(حدث ع ۲۲۵۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم نے موسیٰ سے بحث کی "علیہما السلام"، تو ان سے موسیٰ نے کہا آپ وہ آدم ہو کہ تم کو تمہارے گناہ نے جنت سے باہر کرایا آدم نے موسیٰ سے کہا تم وہی موسیٰ ہو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے رسالت اور کلام میں منتخب کیا پھر تم مجھے ایسی بات پر ملامت کرتے ہو جو میرے پیدا ہونے سے پہلے میرا مقدر بن چکا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم موسیٰ پر غلبہ پا گئے یہ دو دفعہ فرمایا۔

۳۱۹۲ — شرح : حضرت آدم علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام سے مباحثہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ ابوالحسن قابسی رحمہ اللہ نے کہا ان دونوں حضرات کی روحوں کی آسمانوں میں ملاقات ہوئی وہاں ان میں یہ بحث ہوئی۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ ظاہر

marfat.com
Marfat.com

۳۱۹۳ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ قَوْمِهٖ

پر محمول ہے اور انھوں نے بعینہٖ ایک دوسرے سے ملاقات کی تھی اور یہ امر مسلّم ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آسمانوں میں ملاقات کی اور بیت المقدس میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو نماز پڑھائی تھی لہٰذا یہ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہداء کی طرح زندہ کر دیا اور انھوں نے یہ گفتگو کی۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ یہ مباحثہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں ہُوا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا ہو کہ ان کو آدم علیہ السلام دکھائیں اور ان سے یہ بحث کی

حضرت آدم علیہ السلام کی خطیئہ یہی تھی کہ انھوں نے شجرۂ ممنوعہ سے تناول فرمایا تھا۔ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب دیا کہ آپ جانتے ہو کہ شجرۂ ممنوعہ سے تناول کرنا میرا مقدّر تھا اور میں اس میں مجبور تھا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی۔ " اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً " میں زمین میں اپنا نائب بنا رہا ہوں۔ اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام نے زمین میں اللہ کا خلیفہ بننا ہے۔ یہ خبر واجب الوقوع ہے اس کا خلاف محال ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو فرمایا۔ " يٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ " اے آدم تم اور تمہاری بیوی دونوں جنّت میں رہو اور اس شجرۂ ممنوعہ کے پاس نہ جانا اور نہ ہی اس سے تناول کرنا۔ اگر بالفرض آدم علیہ السلام شجرہ مذکورہ کے قریب ہمیشہ کے لئے نہ جاتے تو ہمیشہ جنت میں رہتے اور زمین میں اللہ کی نیابت اور خلافت کی خبر جھوٹی ہو جاتی حالانکہ اللہ کی خبر کا جھوٹا ہونا محال ہے۔ لہٰذا آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ کے پاس نہ جانا محال ہُوا کیونکہ ایک محال دوسرے محال کو مستلزم ہوتا ہے۔ لہٰذا آدم علیہ السلام کا شجرۂ ممنوعہ سے تناول کرنا ضروری اور واجب تھا یہی آپ کا مقدّر تھا اس لئے حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔ " تَلُوْمُنِيْ عَلٰى اَمْرٍ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ " یعنی اے موسیٰ آپ مجھے ایسے امر پر ملامت کرتے ہیں جو میرے پیدا ہونے سے پہلے میرا مقدّر بن چکا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس مباحثہ میں آدم موسیٰ پر غالب آگئے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۳۱۹۳ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا ساری اُمتیں میرے سامنے پیش کی گئیں میں نے بہت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اِلٰى قَوْلِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ

۳۱۹۴ ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا اٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَاَنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

زیادہ مخلوق کو دیکھا جس نے آسمان کے کناروں کو بھرا ہُوا تھا تو مجھ سے کہا گیا یہ موسیٰ اپنی قوم میں ہیں۔

۳۱۹۳ ــ شرح : بہت بڑی جماعت کی سواد سے تعبیر کی جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت تمام نبیوں کی امتوں سے زیادہ ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان .....

اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے ۔ فرعون کی بی بی جب اُس نے عرض کیا اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش ۔

۳۱۹۴ ــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت مرد کمال کو پہنچے اور عورتوں میں سے صرف فرعون کی بیوی آسیہ اور عمران کی بیٹی مریم کمال کو پہنچیں اور عائشہ کو تمام عورتوں پر فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت ہے ۔

۳۱۹۴ ــ شرح : لفظ کمال سے یہ لازم نہیں کہ وہ نبی ہیں کیونکہ کمال کا اطلاق شئی کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى الاٰية لَتَنُوْٓءُ لَتُثْقِلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اُولِى الْقُوَّةِ لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ يُقَالُ الْفَرِحِيْنَ الْمَرِحِيْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ مِثْلُ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ

انتہاء پر ہوتا ہے۔ لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ عورتوں کے تمام فضائل میں یہ انتہاء کو پہنچی ہیں اور عورتوں کے نبی نہ ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ فرعون کی بیوی آسیہ نے ایمان چھپا رکھا تھا۔ جب فرعون کو ان کے ایمان کا علم ہوا تو ان کو بہت اذیت پہنچائی۔ مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں وہ تیرہ برس کی حاملہ ہوئیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا اور اُن کے آسمانوں پر تشریف لے جانے کے بعد ۶ برس زندہ رہیں ان کی عمر ایک سو بارہ سال ہوئی (کرمانی)

ابوالحسن اشعری سے منقول ہے کہ عورتوں میں سے بھی نبی ہیں اور وہ چھ عورتیں ہیں حواء، سارہ، ام موسیٰ، ہاجرہ، آسیہ اور مریم قرآن کریم میں بعض عورتوں کی طرف وحی کا آنا مذکور ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے جب مریم کے بعد نبیوں کو ذکر کیا تو فرمایا یہ وہ نبی ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔ اس عموم میں مریم بھی داخل ہیں۔ قرطبی نے کہا صحیح یہی ہے کہ مریم نبیہ ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کے واسطے سے ان کو وحی کی تھی۔ البتہ آسیہ کی نبوت پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ عورت کی عدم نبوت پر اجماع قائم ہے کہ کوئی عورت نبی نہیں ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلتِ عائشہ کی مثال ثرید بیان فرمائی لیکن اس میں ان کی افضلیت پر دلالت نہیں۔ احمد ابن حبان، ابویعلی، طبرانی، ابوداؤد اور حاکم سب نے موسیٰ بن عقبہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنت کی عورتوں میں سے خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون سب عورتوں سے افضل ہیں اور ان چار میں سے فاطمہ اور مریم افضل ہیں۔ امام احمد نے ابوسعید سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ سوا مریم بنت عمران کے اس استثناء سے معلوم ہوتا

marfat.com
Marfat.com

ہوتا ہے کہ مریم فاطمہ سے افضل ہے یہ بھی احتمال ہے کہ افضلیت میں دونوں برابر ہیں۔ البتہ ابن عباس کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم فاطمہ سے افضل ہیں۔ چنانچہ ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنت کی عورتوں کی سردار مریم بنت عمران پھر فاطمہ پھر خدیجہ اور پھر آسیہ زوجہ فرعون ہیں۔ اس ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم فاطمہ سے افضل ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ (عینی) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا

لَتَنُوْءُ، بھاری ہوتی تھیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "اُولِی الْقُوَّۃِ" جن کو مَردوں کی جماعت بھی نہ اُٹھا سکے" کہا جاتا ہے، اَلْفَرِحِیْنَ "فخر کرنے والے وَیْکَاَنَّ اللّٰہَ" جیسے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ "کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس پر چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس پر چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا" مدین والوں کی طرف ہم نے شعیب "علیہ السلام" کو بھیجا۔ مَدْیَنَ" سے مراد اہلِ مدین ہیں کیونکہ مدین شہر ہے اسی طرح " وَاسْئَلِ الْقَرْیَۃَ اور وَاسْئَلِ الْعِیْرَ" ہے یعنی بستی والوں اور قافلہ والوں سے پوچھئے۔ وَرَاءَکُمْ ظِھْرِیًّا" اُنھوں نے ان کی طرف التفات نہ کی۔ محاورہ ہے کہ جب وہ اس کی حاجت پوری نہ کرے تو اسے کہا جاتا ہے تُو نے میری حاجت کو پسِ پشت ڈال دیا ہے " جَعَلْتَنِیْ ظِھْرِیًّا" اور مجھے نظر انداز کر دیا ہے۔ ظِھْرِیّ" یہ ہے کہ تُو اپنے ساتھ سواری یا برتن لے جس سے تو مدد چاہے۔ مَکَانَتِھِمْ اور مَکَانَتِکُمْ ایک ہی چیز ہے۔ یَغْنَوْا" زندہ رہے۔ یَأْیَسُ" اندوہناک ہُوا۔ آسٰی" رنجیدہ ہُوا۔ حسن نے کہا اِنَّکَ لَاَنْتَ الْعَلِیْمُ" تو حلیم ہے۔ یہ مذاق کے طور پر کہتے تھے۔ مجاہد

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا اِلٰى اَهْلِ مَدْيَنَ لِاَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَمِثْلُهٗ وَاسْاَلِ الْقَرْيَةَ وَاسْاَلِ الْعِيْرَ يَعْنِيْ اَهْلَ الْقَرْيَةِ وَاَهْلَ الْعِيْرِ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا لَمْ تَلْتَفِتُوْا اِلَيْهِ وَيُقَالُ اِذَا لَمْ تَقْضِ حَاجَتَهٗ ظَهَرْتَ حَاجَتِيْ وَجَعَلْتَنِيْ ظِهْرِيًّا وَالظِّهْرِيُّ اَنْ تَاْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً اَوْ وِعَآءً تَسْتَظْهِرُ بِهٖ مَكَانَتُهُمْ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ يَغْنَوْا يَعِيْشُوْا تَاْسَ تَحْزَنُ اَسٰى اَحْزَنَ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ يَسْتَهْزِءُوْنَ بِهٖ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَيْكَةُ اَلْاَيْكَةُ يَوْمُ الظُّلَّةِ اَظْلَالُ الْعَذَابِ عَلَيْهِمْ

نے کہا "لَيْكَة" "اَيْكَة" ہے۔ يَوْمِ الظُّلَّة "ان پر اس دن عذاب کے بادل چھائے ہوں گے

شرح : قارون ہارون کی طرح عجمی نام ہے۔ علمیت اور عجمہ ہونے کے سبب یہ غیر منصرف ہے اگر اس کا وزن فَاعُوْلٌ ہو تو منصرف ہے "قارون" حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کا بیٹا تھا۔ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی خالہ کا بیٹا تھا۔ محمد بن اسحاق نے کہا وہ آپ کا چچا تھا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا اور بنی اسرائیل میں سے تورات کا سب سے بڑا قاری تھا۔ لیکن یہ بھی سامری کی طرح منافق تھا اور کہتا تھا اگر نبوت موسیٰ کے لئے ہے اور ذبح و قربانی ہارون کے لئے تو میرے لئے کیا ہے ؟ اس لئے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ابن ابی حاتم نے صحیح اسناد سے ابن عباس سے روائت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنو اسرائیل سے کہا کہ موسیٰ کا کہنا ہے کہ جو کوئی زناء کرے اس کو سنگسار کیا جائے گا۔ آؤ ہم ایک فاحشہ عورت کو کچھ مال دیکر تیار کریں جو کہے کہ موسیٰ نے اس سے زناء کیا ہے۔ تو ہم موسیٰ کو سنگسار کر کے آرام پائیں گے چنانچہ انھوں نے ایک فاحشہ کو تیار کر لیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام لوگوں سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے اپنے تیار کردہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ
اِلٰى قَوْلِهٖ وَهُوَ مُلِيْمٌ قَالَ مُجَاهِدٌ مُذْنِبٌ اَلْمَشْحُوْنُ الْمُوْقَرُ فَلَوْلَآ
اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ اَلْاٰيَةَ فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَآءِ بِوَجْهِ الْاَرْضِ
وَهُوَ سَقِيْمٌ وَاَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ مِنْ غَيْرِ ذَاتِ
اَصْلٍ الدُّبَّآءُ وَنَحْوُهٗ وَاَرْسَلْنَاهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ
فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنَاهُمْ اِلٰى حِيْنٍ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى
وَهُوَ مَكْظُوْمٌ كَظِيْمٌ وَهُوَ مَغْمُوْمٌ

منصوبہ کے مطابق کہا اے موسیٰ آپ نے زانی کو رجم کرنا کہا ہے اگر تُم اس کے مرتکب ہو تو کیا تُمہیں بھی رجم کیا جائے گا آپ نے فرمایا یقیناً اگرچہ میں ہوں قانونِ خداسب کے لئے مساوی ہے۔ اُنھوں نے کہا تم نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے۔ آپ بہت گھبرائے

اُنھوں نے اس عورت کو بُلایا جب وہ آئی تو موسیٰ علیہ السّلام نے اس کو اس ذات کی قسم دی جس نے بنی اسرائیل کے لئے سمندر کو پھاڑا کہ وہ سچ بیان کرے اس عورت نے حقیقت کا اقرار کیا اور موسیٰ علیہ السّلام روتے ہُوئے سَر بسجود ہُوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی فرمایا میں نے زمین کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہاری اطاعت کرے موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ وہ قارون اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لے۔ وہ اب تک زمین میں دھنسا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ قارون کے پاس بہت مال تھا اس کے خزانوں کی کنجیاں چالیس خچر اُٹھاتے تھے اور وہ تنیس میں رہتا تھا۔ عبدالعزیز حروری نے اس کے بعض خزانے اپنے قبضہ میں کئے جبکہ وہ تنیس کا حاکم تھا۔ جب فوت ہُوا تو اپنے بیٹے کو اپنی جگہ امیر مقرر کیا تو اُس نے اس مال کی طرف قطعاً توجہ نہ دی (فتح الباری)

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان بے شک یُونس "علیہ السلام" رسولوں میں سے ہیں وَهُوَ مَلِيْمٌ تک"

marfat.com
Marfat.com

مجاہد نے کہا گنہگار اَلْمَشْحُوْن ،، بھری ہوئی۔ پس اگر وہ تسبیح پڑھنے والے نہ ہوتے الایۃ فَنَبَذْنَاہُ بِالْعَرَآءِ ،، ہم نے اس کو زمین پر ڈال دیا اور وہ بیمار تھے اور ان پر یَقْطِیْن کا درخت پیدا کر دیا جس کا تنا نہیں اور وہ کدّو وغیرہ ہے۔ ہم نے یونس کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان کو کچھ مقررہ مدّت تک نفع دیا (اے حبیب) تم نے مچھلی والے جیسا نہ ہو جانا جب اُس نے پکارا جبکہ وہ سخت غمزدہ تھے۔

شرح : متّٰی یونس علیہ السّلام کی والدہ ہیں حضرت مسیح علیہ السّلام اور آپ کے سوا کوئی نبی اپنی ماں کی طرف منسوب نہیں۔ عبدالرزاق کی روائت کے مطابق متّٰی یونس علیہ السّلام کی والدہ کا نام ہے لیکن صحیح تر یہ ہے کہ متّٰی ان کا باپ ہے جو صالح مرد خاندانِ نبوّت سے تھا اس کا کوئی لڑکا نہ تھا وہ اس چشمہ پر گئے جہاں حضرت ایوب علیہ السلام نے غسل کر کے شفا پائی تھی اور اُنھوں نے اور ان کی بیوی نے اس پانی سے غسل کر کے نماز پڑھی اور دعاء کی کہ اللہ تعالیٰ ان کو بچّہ عطاء کرے جو نیک بابرکت ہو اور بنی اسرائیل کو ہدائت کرے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول کی اور ان کو یونس عنائت کیا ابھی وہ اپنی والدہ کے بطن میں تھے اور حمل کی مدت صرف چار ماہ ہُوئی تو متّٰی انتقال کر گئے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے بنیامین علیہ السّلام کی اولاد سے ہیں اور موصل کے متعلقہ دیہات میں سے ایک گاؤں نینوی میں رہتے تھے ان کی ساری قوم بت پرست تھی ان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو نبی بھیجا۔ مجاہد نے کہا "مُلِیْم" کا معنیٰ گنہگار ہے جبکہ وہ کوئی ایسا کام کرے جس پر اس کو ملامت کی جائے قولہ فَلَوْلَا الخ یعنی یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں جانے سے پہلے اللہ کی تنزیہہ و تقدیس کیا کرتے تھے۔ اگر وہ اس زمانہ میں تسبیح و تقدیس نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ تفسیر نسفی میں ہے وہ قیامت تک زندہ رہتے۔ قتادہ سے روائت ہے کہ قیامت تک مچھلی کا پیٹ ان کی قبر ہوتی۔ کلبی نے کہا مچھلی کے پیٹ میں چالیس روز رہے اس میں اور اقوال بھی ہیں۔ قولہ اَنْبَتْنَا عَلَیْہِ الخ یَقْطِیْن کا وزن یَفْعِیْل ہے جب کوئی کسی جگہ ایسی اقامت کرے جہاں سے جلدی چلا جائے اس کو کہتے ہیں ،، قَطَنَ بِالْمَکَانِ ،، کدّو کے درخت کو بھی یقطین کہا جاتا ہے۔ قولہ مِنْ غَیْرِ ذَاتِ اَصْلٍ یقطین کی صفت ہے قولہ الدُّبَّاءُ" یقطین کا بدل یا اس کا بیان ہے۔ یہ مضاف الیہ نہیں۔ نحوہ سے ککڑی اور تربوز وغیرہ کی طرف اشارہ

marfat.com
Marfat.com

۳۱۹۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ ثَنِی الْاَعْمَشُ ح وَثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اِنِّیْ خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ زَادَ مُسَدَّدٌ يُوْنُسَ بْنَ مَتّٰى

۳۱۹۶ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اِنِّیْ خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهٗ اِلٰى اَبِيْهِ

کیا ہے۔ قولہ وَاَرْسَلْنَاهُ اس سے غرض یہ ہے کہ جن کی طرف حضرت یونس علیہ السلام مبعوث ہوئے وہ بہت لوگ تھے۔ معیّن عدد مراد نہیں۔ قولہ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ہے۔ یعنی اے حبیب آپ یونس کی طرح غضبناک نہ ہوں اور نہ ہی ان کی طرح جلدی کریں۔ یونس علیہ السلام کے والدین کے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے مقامات، نشانات کے پاس دعاء کریں تو اللہ قبول کرتا ہے جیسے ذوالنون کے والدین نے اس پانی سے غسل کیا جہاں سے ایوب علیہ السلام نے غسل کیا تھا۔ اس طرح کا واقعہ قرآن کریم میں بھی ہے۔ جبکہ زکریا علیہ السلام نے مریم کے پاس کھڑے ہوکر بچہ کے لئے دعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے عطاء کر دیا۔

۳۱۹۵ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں

۳۱۹۵ — شرح : علماء نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے ذکر فرمایا کہ یونس کا قصہ سُن کر کوئی ان کی تنقیص شان نہ کرے

حدیث ۳۱۷۹ کی شرح دیکھیں!

۳۱۹۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی انسان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں ان کے باپ کی طرف ان کی نسبت کی۔

marfat.com
Marfat.com

۳۱۹۷ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا يَهُوْدِىٌّ يَعْرِضُ سِلْعَتَهٗ اُعْطِىَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهٗ فَقَالَ لَا وَالَّذِىْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ فَسَمِعَهٗ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَامَ فَلَطَمَ وَجْهَهٗ وَقَالَ تَقُوْلُ وَالَّذِىْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ وَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَذَهَبَ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِنَّ لِىْ ذِمَّةً وَعَهْدًا فَمَا بَالُ فُلَانٍ لَطَمَ وَجْهِىْ فَقَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ فَذَكَرَهٗ فَغَضِبَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى رُؤِىَ فِىْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَاِذَا مُوْسٰى اٰخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا اَدْرِىْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَتِهٖ يَوْمَ الطُّوْرِ اَمْ بُعِثَ فَاِذَا مُوْسٰى اٰخِذٌ بِالْعَرْشِ فَلَا اَدْرِىْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقَتِهٖ يَوْمَ الطُّوْرِ اَمْ بُعِثَ قَبْلِىْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى

۳۱۹۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ایک یہودی نے اپنا سامان بیچنے کے لئے رکھا۔ اس کو اس کی قیمت تھوڑی دی جا رہی تھی جس سے وہ خوش نہ تھا۔ اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی۔ یہ ایک انصاری مرد نے سُن لیا۔ وہ کھڑا ہُوا اور اس کے مُنہ پر طمانچہ مارا اور کہا تو کہتا ہے قسم اس ذات کی جس نے موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود ہیں۔ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا اور کہا

marfat.com
Marfat.com

۳۱۹۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی

یا ابا القاسم مجھے امان اور عہد مل چکا ہے۔ فلاں شخص کا کیسا حال ہے اس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے پھر سارا واقعہ ذکر کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے بھر گئے حتیٰ کہ آپ کے چہرہ انور پر غصہ کا اثر دیکھا گیا۔ پھر فرمایا اللہ کے نبیوں کے درمیان ایک دوسرے کو فضیلت نہ دو کیونکہ قرناء پھونکا جائے گا اور تمام آسمانوں اور زمینوں والے بے ہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے گا (وہ بیہوش نہ ہوگا) پھر اس میں دوبارہ پھونکا جائے گا اور میں سب سے پہلے اُٹھایا جاؤں گا تو کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کو پکڑے ہوں گے میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کو طور کے دن کی بیہوشی کا عوض ملا ہے۔ یا ان کو مجھ سے پہلے اُٹھا دیا گیا ہے۔ اور نہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی یونس بن متی سے افضل ہے۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۳۱۹۸ — فرمایا کسی انسان کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں "

شرح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے

۳۱۹۶ تا ۳۱۹۸ — نبیوں پر ایسی فضیلت مت دو جس سے دوسرے نبی کی تنقیص شان ہو یا اس سے جھگڑا وغیرہ ہو جائے اور تمام انواع فضائل میں فضیلت نہ دو اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں سے مطلقاً افضل ہیں۔ کیونکہ امام مطلقاً مؤذن سے افضل ہے اگرچہ اذان دینے کی فضیلت امام میں موجود نہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فضیلت دی ہے اور ہم کو تفضیل سے منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو فضیلت نہیں دی کیونکہ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ پہلے ہوش میں آنا فضیلت ہے یا نہیں یا ان کے لئے جائز ہے دوسروں کے لئے جائز نہیں۔ الحاصل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں سے افضل ہیں اور انہیں جملہ کمالات آپ ہی سے ملے ہیں۔ امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

كُلُّ اٰيٍ اٰتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا ۞ فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمْ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِیْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِی السَّبْتِ يَتَعَدَّوْنَ يَتَجَاوَزُوْنَ اِذَا تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا شَوَارِعَ وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ خَاسِئِيْنَ بَئِيْسٌ شَدِيْدٌ

اگر یہ سوال ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر تجلّی کی تو موسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے تھے۔ ان کو صعقہ (بیہوشی) کیسے آیا نیز حدیث شریف میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں سب سے پہلے میری قبر شریف کھلے گی اس پر امت کا اجماع بھی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ "بَعْث" سے مراد افاقہ ہے۔ دوسری روایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا "اَفَاقَ قَبْلِیْ" موسیٰ کو مجھ سے پہلے افاقہ ہوگا۔ اور یہ صعقہ وہ غشی ہے جو فزع اکبر کے نفخہ کے وقت بعث کے بعد ہوگا (عینی)، الحاصل نفسِ نبوت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام مساوی ہیں اور درجات و فضائل میں مختلف ہیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں جبکہ آپ ہی کے فیضان سے ان کو نبوت حاصل ہوئی ہے اور آپ ہی کے فیضانِ وجود سے ان کو وجود ملا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا "اَوَّلُ مَا خَلَقَ نُوْرِیْ وَكُلُّ خَلَائِقَ مِنْ نُوْرِیْ"، اور کسرِ نفسی کے طور پر فرمایا مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو (مزید تفصیل حدیث ۲۲۵۱ کی شرح میں دیکھیں)

باب اور ان سے اس بستی کا حال پوچھیں جو دریا کے کنارے تھی

جبکہ ہفتہ کے دن حد سے گزرتے تھے جس وقت ان کے پاس ہفتہ کے روز مچھلیاں اُوپر آجاتی تھیں۔ شُرَّعًا، پانی پر ظاہر ہوئیں كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ تک بئیس، سخت۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا الزَّبُرُ الْكُتُبُ وَاحِدُهَا زَبُوْرٌ وَزَبَرْتُ كَتَبْتُ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا يَا جِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ قَالَ مُجَاهِدٌ سَبِّحِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتِ الدُّرُوْعِ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ الْمَسَامِيْرَ وَالْحَلَقَ لَا تُدِقَّ الْمِسْمَارَ فَيَتَسَلْسَلَ وَلَا تُعَظِّمْ فَيَفْصِمَ اَفْرِغْ اَنْزِلْ بَسْطَةً زِيَادَةً وَفَضْلًا

شرح : یعنی اے حبیب ان یہودیوں سے جو آپ کے پاس موجود ہیں ان کے ساتھیوں کا حال پوچھیں جنہوں نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی اور ان کی نافرمانی کے باعث ان پر اچانک اللہ کا عذاب آیا جبکہ انھوں نے حد سے بڑھنا شروع کر دیا اور اس کی مخالفت میں حیلے بہانے کرنے لگے اور ان کو آپ کی صفات جو وہ تورات میں پاتے ہیں چھپانے سے ڈرائیں کہ کہیں ان پر بھی اللہ کا عذاب نہ آجائے جو ان کے دوسرے ساتھیوں پر عذاب آیا تھا۔ یہ بستی بحر قلزم کے کنارے پر تھی۔ اس بستی والوں کو ہفتہ کے روز مچھلی کے شکار سے منع فرمایا تھا۔ انھوں نے ان کا شکار کرنے میں حیلے اختیار کئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بندر اور خنزیر بنا دیا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : ہم نے داؤد "علیہ السلام" کو زبور عنائت کی !"

زُبُر ،، کتابیں اس کا واحد زَبُور ہے۔ زَبَرْتُ ،، میں نے لکھا۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا الخ ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے نبوّت عنائت کی اے پہاڑو اس کے ساتھ تسبیح پڑھو۔ مجاہد نے کہا "سَبِّحِيْ مَعَهٗ۔ اس کے ساتھ تسبیح پڑھو۔

marfat.com
Marfat.com

۳۱۹۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُفِّفَ عَنْ دَاوٗدَ الْقُرْاٰنُ فَکَانَ یَاْمُرُ بِدَوَآبِّهٖ فَتُسْرَجُ فَیَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهٗ وَلَا یَاْکُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ یَدَیْهِ رَوَاهُ مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

وَالطَّیْرَ "، ہم نے پرندے اس کے تابع کر دیئے ۔ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ "، ہم نے داؤد کے لئے لوہا نرم کر دیا ۔ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ "، کہ زرہیں بنائیں وَقَدِّرْ فِی السَّرْدِ کیلیں اور حلقے بنانے میں خاص انداز رکھو۔ کیلیں باریک نہ کرو کہ وہ ڈھیلی ہو جائیں اور نہ موٹی کرو کہ وہ ٹوٹ جائیں اور نیک عمل کرو میں تمہارے عملوں کو دیکھتا ہوں۔

۳۱۹۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داؤد علیہ السلام پر زبور آسان کر دی گئی وہ اپنی سواری کے متعلق حکم دیتے تو اس پہ زین کسی جاتی اور سواری پر زین کسنے سے پہلے وہ زبور پڑھ لیتے اور اپنے ہاتھ سے محنت کر کے کھاتے تھے ۔ اس کی موسیٰ بن عُقبہ نے صفوان سے اُنھوں نے عطاء بن یسار سے اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ۔

۳۱۹۹ — شرح : زبور پر قرآن کا اطلاق کیا کیونکہ نبی کی کتاب جو اس کی طرف وحی کی جاتی ہے اس کو قرآن کہا جاتا ہے ۔ قرآن کو قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ قرآن کا معنیٰ جمع کرنا ہے۔ اور وہ امر اور نہی وغیرہ کو جمع کرتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کے لئے چاہے۔ زمانہ اکٹھا کر دیتا ہے جیسے مکان جمع کر دیتا ہے۔ اس کا ادراک فیض ربانی سے ہی ہو سکتا ہے ۔ حدیث شریف میں ہے کہ قلیل زمانہ میں برکت واقع ہوتی ہے اور اس میں کثیر عمل ہو سکتا ہے۔ جیسے شبِ اسریٰ میں اللہ تعالیٰ نے برکت کی اور کثیر عمل سرانجام پایا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہمارے پاس اس قسم کی بہت مثالیں ہیں کہ ایک شخص ایک دن چار بار قرآن ختم کر لیتا ہے اسی طرح رات میں ! میں نے ایک حافظِ قرآن کو دیکھا کہ وہ لیلۃ القدر میں وتر کی ہر رکعت میں قرآن ختم کرتا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۲۰۰ ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ اَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَهُ وَاَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسَلَّمَ اَنِّيْ اَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ قُلْتُ قَدْ قُلْتُهُ قَالَ اِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ فَقُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمَيْنِ فَقُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمًا وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوٗدَ وَهُوَ اَعْدَلُ الصِّيَامِ قُلْتُ اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ

اَقُوْلُ حدیث شریف میں ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم تہجد آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے ہر قیام، رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی مقدار ٹھہرتے تھے۔ اندازاً اس طرح چوبیس گھنٹوں سے زیادہ وقت میں آٹھ رکعتیں پوری ہوتی ہیں حضرت داؤد کے ہاتھ کی محنت یہ تھی کہ وہ زرہیں بنا کر فروخت کرتے تھے

ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیّب نے ان کو اور

۳۲۰۰ ــ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو خبر دی کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بتایا گیا کہ میں کہتا ہوں بخدا! میں جب تک زندہ رہوں گا دن کو روزہ سے رہوں گا اور رات کو نماز پڑھتا رہوں گا۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں فرمایا تو نے کہا ہے کہ بخدا میں زندگی بھر دن کو روزے رکھوں گا اور رات کو نماز پڑھتا رہوں گا؟ میں نے عرض کیا میں نے یہ کہا

marfat.com
Marfat.com

۳۲۰۱ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى ثَنَا مِسْعَرٌ ثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أُنَبَّأْ أَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ وَنَفِهَتِ النَّفْسُ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ أَوْ كَصَوْمِ الدَّهْرِ قُلْتُ إِنِّيْ أَجِدُ بِيْ قَالَ مِسْعَرٌ يَعْنِيْ قُوَّةً قَالَ فَصُمْ صَوْمَ دَاوٗدَ وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى

ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کی طاقت نہیں رکھتا روزہ رکھو اور افطار بھی کرو رات کو نماز پڑھو اور نیند بھی کرو ہر ماہ میں تین روزے رکھ لیا کرو کیونکہ ہر نیکی کا دس گنا بدل ملتا ہے اور یہ سال بھر کے روزوں کی طرح ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایک روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ یہ داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں اور یہ افضل روزے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے افضل کوئی روزہ نہیں!

(حدیث ۱۸۵۴ کی شرح دیکھیں)

۳۲۰۱ — ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے یہ خبر نہیں ملی کہ تم رات بھر نماز پڑھتے رہتے ہو اور دن کو روزے رکھتے رہتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو نظر کمزور پڑ جائے گی اور جسم کمزور ہو جائے گا۔ ہر ماہ میں تین روزے رکھ لیا کرو یہ سال بھر کے روزے ہیں یا فرمایا سال بھر کے روزوں جیسے ہیں۔ میں نے عرض کیا میں اپنے میں پاتا ہوں۔ مسعر نے کہا یعنی (قوت) آپ نے فرمایا داؤد علیہ السلام جیسے روزے رکھو وہ ایک دن روزے سے ہوتے اور ایک دن افطار کرتے تھے جب دشمن کا مقابلہ کرتے تھے تو پیچھے نہیں بھاگتے تھے

(حدیث ۱۰۹۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ
وَاَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ

وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ عَلِيٌّ وَهُوَ قَوْلُ عَائِشَةَ مَا اُلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِيْ اِلَّا نَائِمًا ۳۲۰۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ الثَّقَفِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوٗدَ وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَاَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَيَنَامُ سُدُسَهٗ

باب اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے زیادہ محبوب روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے

وہ آدھی رات سوتے، ایک تہائی رات نماز پڑھتے اور رات کا چھٹا حصہ سوتے تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ علی رضی اللہ نے کہا اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا کلام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سحر

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ اِلٰى
وَفَصْلِ الْخِطَابِ قَالَ مُجَاهِدٌ اَلْفَهْمُ فِي الْقَضَآءِ وَلَا تُشْطِطْ وَلَا
تُسْرِفْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ
نَعْجَةً يُقَالُ لِلْمَرْأَةِ نَعْجَةٌ وَيُقَالُ لَهَا اَيْضًا شَاةٌ وَّلِيْ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ
فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا مِثْلُ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّآءُ ضَمَّهَا وَعَزَّنِيْ غَلَبَنِيْ صَارَ اَعَزَّ مِنِّيْ
اَعْزَزْتُهٗ جَعَلْتُهٗ عَزِيْزًا فِي الْخِطَابِ يُقَالُ الْمُحَاوَرَةُ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ
نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ الشُّرَكَآءِ فَتَنَّاهُ قَالَ ابْنُ
عَبَّاسٍ اِخْتَبَرْنَاهُ وَقَرَأَ عُمَرُ فَتَنَّاهُ بِتَشْدِيْدِ التَّآءِ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا
وَّاَنَابَ

کے وقت میرے پاس سوئے ہُوئے پایا۔

۳۲۰۲ — ترجمہ : عمرو بن دینار نے عمرو بن اوس ثقفی سے روائت کی کہ اُنھوں نے عبداللہ بن عمرو کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پسندیدہ روزے اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور پسندیدہ نماز اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ وہ آدھی رات سوتے تھے ایک تہائی عبادت کرتے تھے اور آخری چھٹا حصہ پھر سوتے تھے (حدیث ۱۰۶۸ کی شرح دیکھیں)

باب اور ہمارے بندے داؤد صاحبِ قوت کو یاد کرو بے شک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے۔ الی قولہ

فصل الخطاب،، مجاہد نے کہا،، فَصْلَ الْخِطَابِ،، فیصلہ میں سمجھ، وَلَا تُشْطِطْ،،

marfat.com
Marfat.com

۳۲۰۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَوَّامَ بْنَ حَوْشَبٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَلسَّجْدُ فِيْ صٓ فَقَرَأَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ حَتّٰى اَتٰى فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اُمِرَ اَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ

اسراف نہ کیجئے۔ وَاهْدِنَا اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ،، اور ہمیں سیدھی راہ بتائیے یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ننانوے (۹۹) دنبیاں ہیں عورت کو بھی ،، نَعْجَۃ ،، کہا جاتا ہے اور شاۃ (بکری) بھی کہا جاتا ہے۔ میرے پاس ایک دُنبی ہے۔ اب یہ کہتا ہے وہ بھی میرے حوالے کر دو۔ جیسے كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ،، یعنی اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور مجھ پر غلبہ کرتا ہے۔ اَعَزَّنِيْ کے معنی ہیں میں نے اس کو غالب کر دیا۔ فِي الْخِطَابِ بات چیت میں بے شک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دنبی اپنی دنبیوں میں لینے کو مانگتا ہے۔ بے شک اکثر شرکاء ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ بہت تھوڑے ہیں۔ اب داؤد سمجھے کہ ہم نے یہ اس کی جانچ کی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ،، فَتَنَّاهُ ،، کے معنی میں ہم نے ان کو آزمایا (جانچ کی) اور عمر فاروق نے فَتَنَّاهُ میں تاء کو مشدّد پڑھا ہے۔ تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدے میں گر پڑے اور اس کی طرف متوجہ ہو گئے!

۳۲۰۳ — ترجمہ : مجاہد نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا میں سورۂ صٓ میں سجدہ کروں تو اُنھوں نے پڑھا وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ ،، فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ تک اور فرمایا تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۳۲۰۴ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا وُهَيْبٌ أَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ صٓ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُودِ وَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيهَا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهٗ أَوَّابٌ الرَّاجِعُ الْمُنِيبُ وَقَوْلِهٖ وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي وقولِهٖ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِينُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وقوله وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَّأَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْ

اُن لوگوں میں سے ہیں جن کو پہلے نبیوں کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

۳۲۰۳ ـــ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجاہد کے سوال کے جواب میں پانچ آیات پڑھیں حتیٰ کہ ان کے بعد پڑھا۔ ان کو اللہ نے ہدائت دی ہے آپ ان کی ہدائت کی اقتداء کریں۔ لہٰذا یہ سجدہ واجب نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اس استدلال میں مناقشہ ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے نبیوں کی اقتداء کا حکم اصولِ دین میں ہے فروعِ دین میں ان کی اقتداء کا حکم نہیں دیا گیا کیونکہ اصول میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام متفق ہیں جبکہ ان کے فروع مختلف ہیں اور مختلفات میں سب رسولوں کی اقتداء ممکن نہیں ورنہ تناقض لازم آئے گا اور سجدہ فروع میں سے ہے۔ سورۂ صٓ میں سجدہ عزائم سجود سے نہیں جن کا حکم کیا گیا ہو لیکن حضرت داؤد علیہ السلام کی موافقت کے لئے سجدہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول کی تھی اس کے شکر میں انھوں نے سجدہ کیا تھا ہم بھی شکر کے طور پر یہ سجدہ کرتے ہیں دراصل اس میں احناف کے مذہب کی دلیل ہے۔ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے مطابق عمل کرنا ابن عباس کے فعل کے مطابق عمل کرنے سے بہتر ہے اور یہ سجدہ توبہ کے

marfat.com
Marfat.com

عَيْنَ الْقِطْرِ الْحَدِيْدِ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ قَالَ مُجَاهِدٌ بُنْيَانٌ مَا دُوْنَ الْقُصُوْرِ وَتَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ كَجَوَابِ الْاِبِلِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْاَرْضِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَّقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ الْاَرَضَةُ تَاْكُلُ مِنْسَأَتَهٗ عَصَاهُ فَلَمَّا خَرَّ اِلٰى فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ حُبَّ الْخَيْلِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ مِنْ ذِكْرِ رَبِّيْ فَطَفِقَ مَسْحًا يَمْسَحُ اَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيْبَهَا الْاَصْفَادُ الْوَثَاقُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الصَّافِنَاتُ صَفَنَ الْفَرَسُ رَفَعَ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ عَلٰى طَرْفِ الْحَافِرِ الْجِيَادُ السِّرَاعُ جَسَدًا شَيْطَانًا رُخَآءً طَيِّبَةً حَيْثُ اَصَابَ حَيْثُ شَآءَ فَامْنُنْ اَعْطِ بِغَيْرِ حِسَابٍ بِغَيْرِ حَرَجٍ

طور پر کرنا عزائم میں سے ہونے کے منافی نہیں۔ سیدنا داؤد علیہ السلام نے بطور توبہ کیا تھا ہم شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام پر مغفرت، وعدہ، حسن مآب ایسے انعامات فرمائے اسی لئے حسن مآب کے بعد سجدہ کیا جاتا ہے۔

۳۲۰۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ص عزائم سجود میں سے نہیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سجدہ کرتے دیکھا۔

(حدیث ۱۰۱۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ہم نے داؤد "علیہ السلام" کو

marfat.com
Marfat.com

سلیمان عنائت کیا وہ اچھا بندہ تھا وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان اے میرے ربّ مجھے ایسا ملک دے جو میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو "

اور اللہ تعالیٰ کا قول : اور ان لوگوں نے اس شئی کی پیروی کی جو سلیمان "علیہ السلام" کے عہد نبوّت و حکومت میں شیطان پڑھا کرتے تھے۔ ہم نے ہوا کو سلیمان کے تابع کر دیا صبح ایک ماہ اور شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتی تھی۔ اور ہم نے ان کے لئے لوہے کا چشمہ بہا دیا۔ بعض جنّوں میں سے وہ جن تھے جو ان کے سامنے کام کرتے تھے (الی قولہ من محاریب) مجاہد نے کہا "بُنیَان" وہ عمارت ہے جو محل سے کم ہو۔ تماثیل" مورتیں۔ وجِفَانٍ کَالْجَوَابِ "یعنی بڑے بڑے پیالے اونٹوں کے حوضوں کی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جیسے زمین میں گڑھے۔ وقُدُوْرٍ رَّاسِیَاتٍ "اور جمی ہوئی دیگیں الیٰ قولہ الشکور" الشُّکُوْر" بہت شکر گزار" فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْہِ الْمَوْتَ الخ جب ہم نے سلیمان کی موت کا حکم دیا تو ان کی موت کی خبر صرف گھن کے کیڑے نے دی۔ جو ان کا عصا کھاتا تھا۔ پس جب سلیمان گرے الخ المہین تک حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ "مال کی محبّت کو اپنے ربّ کے ذکر پر پسند کیا۔ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ "تو وہ ان کی ٹانگیں اور گردنیں کاٹنے لگے۔ اَلْاَصْفَادِ رسّیاں "

شرح : علامہ سدی نے کہا کہ شیطان آسمان میں چڑھ جایا کرتے تھے اور جو کچھ زمین والوں کے متعلق آسمانوں میں فیصلہ ہوتا وہ فرشتوں سے سُن کر کاہنوں کو بتاتے آگے وہ لوگوں

marfat.com
Marfat.com

سے ذکر کرتے تھے اس میں اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا لیتے لوگوں نے یہ لکھ لیا اور بنی اسرائیل میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ جن غیب جانتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگوں میں اپنے خادموں کو بھیج کر سب کتابیں جمع کرلیں اور ان کو صندوق میں بند کرکے اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیا جنوں میں سے کسی کو کرسی کے قریب جانے کی طاقت نہیں تھی۔ اگر کوئی اس کے پاس چلا بھی جاتا تو جل کر راکھ ہو جاتا۔ جب سلیمان علیہ السلام وفات پا گئے تو شیطان آدمی کی صورت میں ظاہر ہوا اور بنی اسرائیل میں سے چند لوگوں کو ہمراہ لے کر کرسی کے نیچے مدفون کتابوں کی طرف راہنمائی کی تو انھوں نے ان کو نکال لیا شیطان نے ان سے کہا بس سلیمان اسی جادو کی وجہ سے انسانوں، جنوں اور پرندوں پر حکومت کرتے تھے۔ یہ کہہ کر شیطان دفع ہوگیا اور لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ سلیمان جادوگر تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی " وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ "، اور فرمایا ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا وہ صبح ایک ماہ اور شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کرتی تھی۔ قولہ " مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ "، ابوعبیدہ نے کہا " مَحَارِيْبَ " محراب کی جمع ہے۔ اور ہر مکان کا اگلا حصہ ہے۔ بعض علماء نے کہا مساجد مراد ہیں۔ جنوں نے بیت المقدس کی تعمیر کی جس کو حضرت داؤد علیہ السلام نے صرف قدِ آدم اٹھایا تھا اور سلیمان علیہ السلام نے اس کی تکمیل کی۔ اور سفید، زرد اور سبز پتھروں سے اس کی تعمیر کی، خوبصورت ستون بنائے اور قیمتی جواہرات مختلف قسموں سے اس کی چھت بنائی اور موتیوں، یواقیت اور خوبصورت جواہرات سے دیواروں میں جڑاؤ کیا اور اس کے صحن کی زمین پر فیروزہ کی تختیاں لگائیں۔ اس سے خوبصورت اور خوشنما کوئی عمارت نہ تھی۔ وہ اندھیری رات میں چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا اور جس روز بیت المقدس کی تکمیل سے فارغ ہوئے اس دن کو عید کا دن مقرر کیا۔ بیت المقدس اس حال پر رہا حتیٰ کہ بخت نصر نے اسے خراب کر دیا اور اس کی چھت اور دیواروں کے جواہرات وغیرہ نکال کر اپنی حکومت عراق میں لے گیا۔ قولہ تماثیل "، بنی اسرائیل نے فرشتوں، نبیوں اور نیک لوگوں کی تصویریں مساجد میں رکھی ہوئی تھیں تاکہ لوگ ان کو دیکھ کر زیادہ عبادت کریں اس شریعت مطہرہ میں تصاویر کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کی صورت یہ تھی کہ اس کے نیچے دو شیر بنائے تھے اور دو چیلیں اس کے اوپر بنائیں۔ جب سلیمان علیہ السلام کرسی پر چڑھنے کا ارادہ کرتے تو دونوں شیر اپنے بازو اٹھا لیتے اور جب اس پر بیٹھ جاتے تو دونوں چیلیں اپنے پر کھول لیتی تھیں۔ قولہ " تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ "، جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آگیا اور آپ کو وفات کا علم ہوا تو کہا اے اللہ! جنوں پر میری موت کو مخفی رکھ تاکہ انسانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ جن غیب نہیں جانتے ہیں جبکہ جن لوگوں کو بتاتے تھے کہ وہ غیب کی خبریں جانتے ہیں۔ اس کے بعد سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کے محراب میں تشریف لے گئے جب آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور عصا پر تکیہ لگایا تو اسی حال میں کھڑے وفات پا گئے اور محراب کے آگے اور پیچھے روشندان تھے جن بدستور اعمال شاقہ کرتے رہے وہ سلیمان علیہ السلام کو کھڑے ہوئے دیکھتے تو ان کو یہی گمان ہوتا کہ

marfat.com
Marfat.com

نماز پڑھنے کھڑے ہیں کسی کو آپ کی موت کا علم نہ ہُوا حتیٰ کہ گھن نے عصا کو کھایا اور سلیمان علیہ السلام زمین پر گر گئے پھر اُنھوں نے کمرہ کھولا اور یہ معلوم کرنا چاہا کہ آپ نے کب وفات پائی ہے تو اُنھوں نے گھن کو عصا پر رکھا تو اُس نے ایک دن اور رات میں کچھ حصہ کھایا اس سے اُنھوں نے اندازہ کیا کہ آپ ایک سال سے انتقال فرما چکے ہیں۔ آپ کی ساری عمر ۵۳ برس تھی جبکہ تیرہ برس کی عمر میں حکمران ہُوئے تھے اور اس کے چار سال بعد بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تھی قولہ فَطَفِقَ مَسْحًا الخ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہر کی نماز پڑھی اور کرسی پر بیٹھ کر گھوڑوں کا معائنہ شروع کیا جبکہ وہ آپ پر پیش کئے جا رہے تھے اُن کی کل تعداد ایک ہزار تھی جو دمشق اور نصیبین کی جنگ میں ہاتھ لگے تھے۔ ابھی ان کا معائنہ مکمل نہ ہُوا تھا کہ سُورج غروب ہو گیا اور عصر کی نماز قضاء ہو گئی اور آپ کو علم تک نہ ہُوا آپ کو عصر کی نماز قضاء ہونے سے بہت دکھ ہُوا اور گھوڑوں کی ٹانگیں کٹوا دیں۔ قولہ اصفاد الخ یعنی ہم نے شیطانوں کو سلیمان کے تابع کر دیا اور دیگر سرکش جنّ رسیوں میں جکڑے ہوئے آپ کے تابع کر دیئے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ الخ یعنی صَافِنَاتٍ۔ صَفْنَ الْفَرَسُ سے مشتق ہے جب گھوڑا ایک قدم اُٹھا کر سُم کی نوک پر کھڑا ہو۔ الْجِيَاد ،، تیز رفتار، جَسَدًا ،، جسم، دھاء ،، عمدہ۔ حَيْثُ أَصَابَ ،، جہاں چاہے۔ هَامِنْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ،، کسی شمار کے بغیر دو۔ قولہ جَسَدًا الخ اگرچہ بعض نے جَسَد سے شیطان مراد لیا ہے لیکن صحیح اور زیادہ مناسب یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کا بیٹا ہے۔ جب وہ پیدا ہُوا تو شیطانوں نے کہا ہم اسے قتل کرتے ہیں۔ جب سُلیمان علیہ السلام کو شیطانوں کے مشورہ سے آگاہی ہُوئی تو آپ نے بادل کو حکم دیا اور وہ آپ کے بیٹے کو اُٹھا کر لے گیا۔ آپ نے شیطانوں کی مضرت کے پیش نظر یہ طریقہ اختیار کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عتاب کیا آپ کا بیٹا فوت ہو گیا اور اس کو آپ کی کرسی پر رکھ دیا وہ یہی جسد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ یہ تفسیر بہت مناسب ہے کیونکہ خلیل نے ذکر کیا ہے کہ انسان کے سوا زمین کی کسی مخلوق پر جَسَد کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مفسرین نے اور بھی کئی احتمال ذکر کئے ہیں لیکن وہ سب بعید تر ہیں محمد بن اسحاق نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سبز یاقوت کی تھی۔ اسے جبرائیل علیہ السلام جنّت سے لائے تھے اس پر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہُوا تھا۔ یہ وہی انگوٹھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنّت میں پہنائی تھی (عینی) علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح ذکر کیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے صیدون جزیرہ پر چڑھائی کی اور وہاں کے بادشاہ کو قتل کر دیا اور اس کی بیٹی جرادہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا چونکہ وہ بہت خوبصورت تھی اس لئے آپ اس سے محبت کرتے تھے لیکن اس کا حال یہ تھا کہ ہر وقت اپنے باپ کے غم میں روتی رہتی تھی اور اس کے آنسو نہ رکتے تھے۔ آپ نے شیطانوں کو حکم دیا تو اُنھوں نے جرادہ کے باپ کی مورتی اس کو میسّر کر دی اس شریعت میں تصاویر جائز تھیں۔ اب جرادہ کا یہ معمول بن گیا کہ وہ اپنی لونڈیوں کے ہمراہ صبح و شام اس تصویر کو سجدہ کرتی تھیں جیسے ان کی قدیم عادت تھی۔ آپ کے وزیر

marfat.com
Marfat.com

آصف بن برخیا نے آپ کو اس واقعہ سے خبردار کیا تو آپ نے اس مورتی کو توڑ پھوڑ دیا اور جرادہ کو بہت مارا اور غرّوتے ہوئے جنگل کی طرف چلے گئے آپ کی ایک ام ولدہ امینہ تھی جب آپ بیت الخلاء میں جاتے تھے تو انگوٹھی اُتار کر اس کو دیتے تھے اور آپ کے ملک کا استحکام اسی انگوٹھی کی بدولت تھا۔ آپ نے حسبِ عادت ایک دن انگوٹھی اُتار کر امینہ کو دی تو شیطان نے آپ کی شکل اختیار کر لی اور امینہ سے انگوٹھی لے کر خود پہن لی اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ لوگ اس کے حکم کے مطابق کاروبار کرتے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کے سوا باقی ہر شئی میں اس کا حکم جاری رہا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام متغیر حالت میں امینہ کے پاس آئے اور اس سے انگوٹھی طلب کی تو اُس نے آپ کو کچھ اہمیت نہ دی۔ اب آپ کو پتہ چلا کہ آپ سے خطاء ہوئی ہے آپ اسی حال میں اِدھر اُدھر پھرتے اور انگوٹھی تلاش کرتے رہے۔ حتّٰی کہ چالیس روز گزر گئے اتنے ہی روز آپ کے گھر میں مورتی کی پوجا کی گئی تھی۔ وہ شیطان بھاگا اور انگوٹھی کو سمندر میں پھینک دیا اسی وقت ایک مچھلی نے انگوٹھی کو نگل لیا۔ وہ مچھلی آپ کے ہاتھ لگی اور اس کا پیٹ چاک کیا تو اندر سے انگوٹھی مل گئی۔ آپ نے انگوٹھی لی اور سجدہ میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ نے پھر آپ کو ملک واپس کر دیا اس خطاء نے آپ کو گھر کے حال سے غافل رکھا اور ان کے علم کے بغیر مورتی کو سجدہ کیا جاتا رہا۔

اَقُوْلُ: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ انگوٹھی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں پہنائی تھی اور اس پر "لا الہ اللہ محمد رسول اللہ" کندہ تھا۔ اسی کلمہ طیبہ کی برکت سے سلیمان علیہ السلام ساری دنیا پر حکومت کرتے تھے انس و جن اور تمام وُحُوش و طیور آپ کے تابع تھے۔ یہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام کی برکت تھی تو آپ کی ذات ستودہ صفات میں کس قدر برکت ہوگی۔ بوصیری نے فرمایا ؎

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا ۞ وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

مجاہد سے روایت ہے جسے فریابی نے نقل کیا ہے کہ جسد سے مراد شیطان ہے۔ اس کو آصف کہا جاتا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے فرمایا تو لوگوں کو کیسے بھٹکاتا ہے۔ اُس نے کہا مجھے انگوٹھی دکھائیے میں آپ کو بتاتا ہوں۔ حضرت نے اس کو انگوٹھی دے دی اُس نے انگوٹھی کو سمندر میں پھینک دیا اس کے بعد سلیمان علیہ السلام کہیں چلے گئے اور آصف آپ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ کی بیویوں کے پاس نہ جانے دیا تھا۔ لیکن یہ روایت بھی اسرائیلی ہے کیونکہ جب سلیمان علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اس انگوٹھی کی برکت سے آپ کا ملک قائم ہے۔ تو اس کو اُتار کر شیطان کے ہاتھ میں دینا بعید تر ہے۔ نیز نبی کی کرسی پر شیطان کو بیٹھنے کی جرأت کیسے ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں شیطان نبی کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ نیز شیطان نجس ہے پلید ہے۔ انگوٹھی پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا لہٰذا ایسا مقدس نام پلید ہاتھ میں کیونکر دیا جا سکتا ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد "اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَمَثَّلُ بِهٖ" کے مقابلہ میں اسرائیلی حکایت کو ترجیح دینا صحیح نہیں محدثین نے ذکر کیا ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شیطان مسلمان مومن ہو چکا تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی

marfat.com
Marfat.com

۳۲۰۵ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَیَّ صَلَاتِیْ فَاَمْكَنَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاَخَذْتُهٗ فَاَرَدْتُ اَنْ اَرْبُطَهٗ عَلٰى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِیْ الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَنْظُرُوْا اِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ اَخِیْ سُلَيْمٰنَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ فَرَدَدْتُهٗ خَاسِئًا عِفْرِيْتٌ مُتَمَرِّدٌ مِنْ اِنْسٍ اَوْ جَانٍّ مِثْلُ زِبْنِيَةٍ جَمَاعَتُهٗ زَبَانِيَةٌ

کے مقارن نجس شئی نہیں ہوسکتی ہے۔ لہٰذا اس قسم کی اسرائیلیات پر اعتماد کرنا درست نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۲۰۵ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ایک سرکش جن آج رات میرے پاس آیا تاکہ میری نماز قطع کرے پس اللہ نے مجھے اس پر قدرت دی میں نے اس کو پکڑ لیا اور مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اس کو باندھنے کا ارادہ کیا تاکہ تم سب اس کو دیکھو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی دعاء یاد آئی "اے میرے رب مجھے ملک عطاء فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے"، تو میں نے اس کو ذلیل وخوار کرکے چھوڑ دیا۔ عفریت کے معنی سرکش ہے چاہے انسان ہو یا جن ہو۔ عِفرِیہ زِبنِیَۃ کی طرح ہے اس کی جمع زَبَانِیَۃ ہے"،

۳۲۰۵ــ شرح : عفریت کا انسان پر اطلاق بطور استعارہ ہے۔ اس استعارہ کی شہرت کے باعث بعض نے کہا انسانوں میں سے عفریت خبیث منکر ہے۔ ربیع نے کہا عفریت کے معنی شدید ہے۔ کہا جاتا ہے۔ شیطان جن سے قوی تر ہے اور سرکش جن شیطانوں سے اقویٰ ہیں اور عفریت دونوں سے اقویٰ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عِفرِیَۃٌ روایت کیا گیا ہے۔ اور یہ زِبنِیَۃٌ" کی طرح ہے۔ اِس کی جمع زبانیۃ ہے۔ یہ زبن سے مشتق ہے۔ اس کا معنی دفعہ کرنا ہے۔ اس کا فرشتوں پر اطلاق اس لئے ہے کہ وہ دوزخیوں کو آگ میں دفع کریں گے بعض نے کہا اس کا واحد" زَبَانِیٌّ"، ہے۔ بعض نے زابنٌ"، کہا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زِبنِیَۃٌ"، عفریت کی طرح ہے عرب میں یہ معروف نہیں وہ اس کو ان جموع سے شمار کرتے ہیں جن کا واحد نہیں جیسے ابابیل اور عبادید ہیں

marfat.com
Marfat.com

۳۲۰۶ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ سُلَيْمٰنُ ابْنُ دَاوٗدَ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَبْعِيْنَ اِمْرَأَةً تَحْمِلُ كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا يُجَاهِدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ فَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا اِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا اَحَدُ شِقَّيْهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَهَا لَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ شُعَيْبٌ وَابْنُ اَبِی الزِّنَادِ تِسْعِيْنَ وَهُوَ اَصَحُّ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سلیمان بن داؤد "علیہما السلام" نے کہا میں آج ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا ہر عورت کو بہادر اور مجاہد فی سبیل اللہ کا حمل ٹھہر جائے گا اُن کے صاحب نے کہا انشاء اللہ کہئے۔ اُنھوں نے انشاء اللہ نہ کہا تو ایک عورت کے سوا کسی عورت کو حمل نہ ٹھہرا اور وہ بھی ایک طرف سے گرا ہُوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو سب اللہ کی راہ میں جہاد کرتے۔ شُعَیب اور ابن ابی زناد نے نوّے عورتیں روائت کی ہیں اور یہ صحیح تر ہے۔

۳۲۰۶ — شرح : امام نسائی اور ابن حبان نے ہشام بن عروہ کے طریق سے سَو عورتوں کی روائت کی ہے۔ ابوہریرہ سے ساٹھ عورتیں مروی ہیں اور کتاب الجہاد میں جعفر بن ربیعہ اور اعرج کے طریق سے سَو یا ننانوے عورتوں کی روائت ہے۔ ان سب روایات کے جمع کی صورت یہ ہے کہ عورتیں ساٹھ تھیں اور ان سے زائد عورتیں لونڈیاں تھیں۔

الحاصل اس مسئلہ میں کثیر روایات ہیں۔

قولہ صَاحِبُهٗ ، صاحب سے مراد فرشتہ ہے۔ امام نووی نے بھی یہی کہا اور لفظ سے بھی یہی ظاہر ہے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۲۰۷ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ اَنَا اَبِیْ ثَنَا الْاَعْمَشُ اَنَا اِبْرَاهِیْمُ التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلًا قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ کَمْ کَانَ بَیْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ ثُمَّ حَیْثُ مَا اَدْرَکَتْکَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ وَالْاَرْضُ لَکَ مَسْجِدٌ

۳۲۰۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ اَنَا شُعَیْبٌ اَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَثَلِیْ وَمَثَلُ النَّاسِ کَمَثَلِ رَجُلٍ یَسْتَوْقِدُ نَارًا فَجَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَآبُّ تَقَعُ فِی النَّارِ قَالَ وَکَانَتِ امْرَأَتَانِ

۳۲۰۷ — ترجمہ : ابوذرؓ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی۔ آپ نے فرمایا "مسجد حرام" میں نے کہا پھر اس کے بعد کونسی مسجد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسجد اقصٰی" میں نے کہا ان دونوں کے درمیان کتنی مدت تھی فرمایا: چالیس برس۔ پھر فرمایا جہاں بھی تجھے نماز پالے پڑھ لو۔ ساری زمین تمہارے لئے مسجد ہے (حدیث ۳۱۵۰ کی شرح دیکھیں)

۳۲۰۸ — ترجمہ : عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ میری اور لوگوں کی مثال اس شخص کی مثل ہے جو آگ روشن کرے تو پروانے اور کیڑے آگ میں گرنے لگیں اور فرمایا دو عورتیں تھیں ان کے پاس ان کے دو لڑکے تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک عورت کا لڑکا اُٹھا لے گیا اس کی ساتھی عورت نے کہا بھیڑیا تیرا بچہ لے گیا ہے۔ دوسری نے کہا وہ تیرا بچہ لے گیا اور دونوں داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑا لے گئیں تو اُنھوں نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دیا پھر وہ سلیمان "علیہ السلام" کے پاس آئیں اور یہ واقعہ عرض کیا تو اُنھوں نے کہا میرے پاس چھری لاؤ میں اس کے دو ٹکڑے کر کے تم میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ چھوٹی عورت نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ اس طرح نہ کریں وہ اسی کا بیٹا ہے (اس کو دے دیں)

marfat.com
Marfat.com

مَعَهُمَا اِبْنَاهُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدٰهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰى اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا اِلٰى دَاوٗدَ فَقَضٰى بِهِ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمٰنَ بْنِ دَاوٗدَ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهِ لِلصُّغْرٰى قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ اِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ اِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا نَقُوْلُ اِلَّا الْمُدْيَةَ

تو آپ نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ ابوہریرہ نے کہا بخدا! میں نے اسی روز سکین کا نام سُنا تھا ہم تو "مُدیہ" کہتے تھے۔

۳۲۰۸ — شرح : یعنی میری اور تمہاری مثال اس شخص کی مثال ہے جو آگ روشن کرے اور پروانے وغیرہ اس میں گرنے لگیں وہ ان کو روکتا ہے کہ اس میں نہ گریں لیکن وہ اس پر غالب آجاتے ہیں اور آگ میں واقع ہو جاتے ہیں۔ ایسے میرا حال ہے میں تم کو تمہاری کمروں سے پکڑتا ہوں اور آگ میں داخل ہونے سے روکتا ہوں اور تم مجھ پر غلبہ کر کے آگ میں واقع ہوتے ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کا داؤد علیہ السلام کے واقعہ سے کیا تعلق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصود تو وہی ہے جو بعد میں ذکر کیا ہے۔ لیکن راوی نے اس کے ساتھ جو کچھ سُنا وہ بھی ذکر کر دیا اور یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی متابعت اخلاص نجات کا سبب ہے جیسے اس فیصلہ نے بڑی عورت کو باطل امر اختیار کرنے سے نجات دی اور دوسری عورت کو مصیبت سے بچا دیا اور چھوٹی عورت کو اس کے بچے کے فراق کے دکھ سے نجات دی اور بچہ کو قتل سے بچا دیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سلیمان علیہ السلام نے داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کو کالعدم قرار دے دیا تھا حالانکہ اس کو غلط فیصلہ تو نہیں کہا جاتا اور نہ ہی نبی غلط فیصلے کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر دونوں حضرات نے بذریعہ وحی فیصلہ کیا تھا تو سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ نے داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کو منسوخ کر دیا۔ اگر انھوں نے اجتہاد سے فیصلہ کیا تھا تو سلیمان علیہ السلام کا اجتہاد قوی تر تھا کیونکہ انھوں نے عجیب حیلہ سے واقعی بات کو ظاہر کر دیا تھا۔ اگرچہ داؤد علیہ السلام کا فیصلہ بھی درست تھا اور نقض میں ضمیر کا مرجع داؤد بھی ہو سکتا ہے اور قوی تر دلیل کے ساتھ نقض جائز ہے (کرمانی)

واقدی نے کہا یہ دونوں کے مشورہ سے تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام کی رائے درست

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ
اِلٰى قَوْلِهٖ عَظِيْمٌ يَا بُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ
اِلٰى فَخُوْرٍ تُصَعِّرْ الْاِعْرَاضُ بِالْوَجْهِ

۳۲۰۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْ الْوَلِيْدِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ اِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ فَنَزَلَتْ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

معلوم ہوئی تو اس کو نافذ کر دیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سلیمان علیہ السلام نے اظہارِ حق کے لئے یہ حیلہ اختیار کیا جب بڑی نے اقرار کر لیا تو اس کے اقرار کے مطابق فیصلہ کر دیا اگرچہ حکم کا نفوذ ہو چکا تھا جیسے فیصلہ کے بعد وہ شخص جس کے حق میں فیصلہ کیا گیا ہو اپنے مقابل کے لئے حق کا اقرار کرے۔ ابن جوزی نے کہا اُنھوں نے یہ فیصلہ اجتہاد سے کیا تھا اگر بذریعہ وحی فیصلہ ہوتا تو پہلے کا خلاف نہ ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فہم و فراست اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جسے چاہے عطا کرے۔ اور یہ کہنا بے محل ہے کہ اجتہاد اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ نص نہ ہو اور انبیاء کرام علیہم السلام سے نص مفقود نہیں ہوتا کیونکہ وہ وحی کے حصول پر قدرت رکھتے ہیں۔ سکین کو مدیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حیوان کی زندگی کی مدت قطع کر دیتی ہے اور سکین کو سکین لئے کہتے ہیں کہ یہ حیوان کی حرکت کو ساکن کر دیتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطاء کی کہ اللہ کا شکر کریں فخور تک لَا تُصَعِّرْ، یعنی اعراض نہ کر ——

marfat.com
Marfat.com

۳۲۱۰ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ اَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيُّنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهٗ فَقَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ اَلَمْ تَسْمَعُوْا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

باب قَوْلِ اللّٰهِ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا اَصْحَابَ الْقَرْيَةِ

۳۲۰۹ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ" نازل ہوئی۔ (جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم شامل نہیں کیا) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے ایمان میں ظلم کو شامل نہ کیا ہو تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ کا شریک نہ بنا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

۳۲۱۰ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو شامل نہ کیا" تو مسلمانوں پر یہ شاق گزرا انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے آپ پر ظلم نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں۔ بلکہ ظلم شرک ہے کیا تم نے سنا نہیں جو لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا جبکہ وہ اسے وعظ کر رہے تھے اے میرے بیٹے اللہ کا شریک نہ کرو بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

۳۲۰۹ - ۳۲۱۰ — شرح : یعنی ظلم لفظ عام ہے جو شرک اور غیر شرک کو شامل ہے۔ آیت کریمہ میں ظلم کو شرک کے ساتھ مختص کر دیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایمان کے ساتھ کفر کا اختلاط کیسے ہو سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تصدیق بتوں کو الٰہ ماننے کے منافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۔

(حدیث ۳۱ کی شرح دیکھیں)

باب ان کے لئے قریہ والوں کی مثال بیان کریں جب

marfat.com
Marfat.com

اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ قَالَ مُجَاهِدٌ فَعَزَّزْنَا شَدَّدْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَائِرُكُمْ مَصَآئِبُكُمْ

بَابُ قَوْلِهٖ ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا اِلٰى قَوْلِهٖ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلًا يُقَالُ رَضِيًّا مَرْضِيًّا عُتِيًّا عَصِيًّا عَتَا يَعْتُوْ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلَامٌ وَّكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عُتِيًّا اِلٰى قَوْلِهٖ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا يُقَالُ صَحِيْحًا فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا فَاَوْحٰى فَاَشَارَ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ اِلٰى يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا حَفِيًّا لَطِيْفًا عَاقِرًا الذَّكَرُ وَالْاُنْثٰى سَوَآءٌ

ان کے پاس رسُول پہنچے "

مجاہد نے " فَعَزَّزْنَا " کی تفسیر " شَدَّدْنَا " کی ہے۔ ہم نے ان کو قوّت دی۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا " طَائِرُكُمْ " تمہاری مصیبتیں "

باب اللہ تعالیٰ کا فرمان : یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر کی"

marfat.com
Marfat.com

جب اُس نے اپنے
ربّ کو آہستہ سے پُکارا عرض کی اے میرے رب میری
ہڈی کمزور ہوگئی اور میرے سَر میں بڑھاپے کی چمک آگئی "
لَمْ نَجْعَلْ لَهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا تک۔ یعنی اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی
نہیں کیا" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سَمِيًّا کے معنی مثل رَضِيًّا، پسندیدہ
عَتِيًّا" سرکش "عَتَا يَعْتُوْ" اس کا باب ہے۔ زکریاء نے کہا اے میرے رب
میرے لڑکا کہاں سے ہوگا میری عورت تو بانجھ ہے۔ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا" تک
سَوِيًّا کے معنیٰ صحیح۔ پھر زکریاء اپنی قوم کے پاس مسجد سے باہر آئے۔ تو انہیں اشارہ
سے کہا کہ صبح شام تسبیح کرتے رہو۔ فَاَوْحٰى" کے معنیٰ فَاَشَارَ ہے۔ اے یحییٰ کتاب
مضبوط تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوّت دی۔ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا" تک،
حَفِيًّا" مہربان، عاقر بانجھ اس میں مذکر و مؤنث برابر ہیں"

شرح : صاحب کشاف نے کہا اللہ تعالیٰ کے حضور جہر اور خفاء دونوں برابر
ہیں۔ خفاء میں اولیّت ہے کیونکہ یہ ریاء سے بعید تر ہے اور اس میں اخلاص زیادہ ہے۔ حسن بصری نے کہا
حَفِيًّا جس نداء میں ریاء نہ ہو۔ فتوح الغیب میں ہے اخفاء کو وہ اخلاص لازم ہے جس میں ریاء نہ ہو کیونکہ
اخفاء ریاء سے بہت دُور ہے۔ جب عدمِ ریاء کی تعبیر اخفاء سے کی تو معلوم ہُوا کہ ظاہر کا اعتبار نہیں اور درحقیقت
اخلاص پر ہی دارومدار ہے۔ حتیٰ کہ اگر علانیہ ریاء کے بغیر نداء دی جائے تو بھی اس میں ریاء کا دخل ممکن ہے
حضرت زکریاء علیہ السلام نے خُفیہ نداء اس لئے دی تاکہ بڑھاپے میں طلبِ ولد پر آپ کو ملامت نہ کی جائے
یا بڑھاپے نے ان کی آواز کمزور کر دی تھی۔ اس وقت آپ کی عمر ساٹھ، پینسٹھ یا ستر پچھتر برس تھی۔ پچاسی سال
بھی بتائی جاتی ہے۔ واللہ اعلم!
قولہ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ" یعنی میرا بدن کمزور ہوگیا ہے۔ ہڈی کو اس لئے ذکر کیا کہ یہ جسم کی اساس

marfat.com
Marfat.com

۳۲۱۱ ـــ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا خَالَةَ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ

ہے۔ جیسے مکان کے لئے ستون ہوتا ہے۔ جب اساس میں کوئی خلل پڑ جائے اور عمود گر جائے تو مکان گر پڑتا ہے یا اس لئے کہ انسان میں ہڈی مضبوط ہوتی ہے۔ اس کے کمزور ہونے سے سارے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں۔ قولہ سَمِيًّا، یعنی یحییٰ علیہ السلام سے پہلے یہ نام کسی کا نہ تھا۔ اس میں ان کی بہت فضیلت ہے کہ ان کا نام خود اللہ تعالیٰ نے رکھا جو پہلے کسی کا نام نہ تھا اور ان کے والدین کو نام نہ رکھنے دیا۔

قولہ فَاَشَارَ، یعنی آنکھ یا آبرو یا ہاتھ وغیرہ سے اشارہ کیا یا زمین پر لکھ دیا۔ قولہ عَاقِرًا، جس مرد کا بچہ پیدا نہ ہوتا ہو اس کو عَاقِر کہا جاتا ہے۔ ایسے ہی جس عورت کا بچہ نہ پیدا ہو اس کو عاقر کہا جاتا ہے اس میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔

۳۲۱۱ ـــ ترجمہ : مالک بن صَعْصَعَہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شبِ اسریٰ کا واقعہ بیان کیا (آپ نے فرمایا) کہ جبرائیل اُوپر لے چلے حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوانا چاہا تو پوچھا گیا۔ یہ کون ہے؟ اُس نے کہا میں جبرائیل ہوں پھر پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟۔ کہا محمد ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" پوچھا آپ کو بلایا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! جب وہاں پہنچے تو کیا دیکھتا ہوں کہ یحییٰ اور عیسیٰ "علیہما السلام" ہیں اور وہ دونوں خالہ کے بیٹے ہیں۔ جبرائیل نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں ان کو سلام فرمائیں میں نے ان کو سلام دیا اُنھوں نے جواب دیا پھر اُنھوں نے کہا اے بھائی صالح اور نبی صالح مرحبا!

۳۲۱۱ ـــ شرح : حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام میں سے ہر ایک دوسرے کی خالہ کا بیٹا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ وَقَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاٰلُ عِمْرٰنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ يٰسِيْنَ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ يُقَالُ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيُقَالُ اٰلُ يَعْقُوْبَ اَهْلُ يَعْقُوْبَ اِذَا صَغَّرُوْا اٰلَ رَدُّوْهُ اِلَى الْاَصْلِ قَالُوْا اُهَيْلٌ

ہے۔ یہ قرابت ان دونوں کے ایک آسمان میں رہنے کا سبب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم علیہا السلام اور یحییٰ علیہ السلام "اِیسا بنت خالہ" ہے (حدیث ۲۹۹۵ کی شرح دیکھیں)

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: کتاب میں مریم کا ذکر کریں جبکہ وہ اپنے گھر والوں سے شرقی مکان میں علیحدہ ہو گئی جب فرشتے نے کہا اے مریم! اللہ تجھے کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے! اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں پر بزرگی دی۔ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ "تک ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ آل عمران سے آل ابراہیم، آل عمران، آل یاسین اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنین مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابراہیم کے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنہوں نے

marfat.com
Marfat.com

۳۲۱۲ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ثَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَامِنْ بَنِيْ اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

ان کی پیروی کی اور وہ مؤمنین ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ آلِ یعقوب سے مراد اہلِ یعقوب ہیں جب وہ آل کی تصغیر کرتے ہیں تو اُس کو اصل کی طرف ردّ کر کے اُھَیْل کہتے ہیں۔

۳۲۱۲ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا بنی آدم میں سے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو مس کرتا ہے۔ پس وہ شیطان کے مس کی وجہ سے چیخنے لگتا ہے سوا مریم اور اُن کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کے۔ پھر ابوہریرہ نے کہا "اور میں مریم اور اس کی اولاد کو شیطان مرجوم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

۳۲۱۲ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس کلام کا حاصل کیا ہے اور آلِ عمران آلِ عمران کا بعض کیسے ہو سکتے ہیں ایسے ہی آلِ ابراہیم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض کیسے ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ ان کے درمیان لمبی مدّت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مومنین ان کی آل ہیں پھر ان کا سلسلہ نسب شروع ہوتا ہے اور بعض دوسرے بعض سے نکلتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ" اور اِلْيَاسِيْنَ" سے مراد یہ ہے "وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ"، بعض علمائے کہا الیاس سے مراد ادریس علیہ السلام ہیں بعض کچھ اور کہتے ہیں "والعلم عند اللہ"، "آل" اصل میں اہل تھا ھاء کو ہمزہ سے بدل کیا کیونکہ جب کسی لفظ کا اصل معلوم کرنا ہو تو اس کی تصغیر کی جاتی ہے اور آل کی تصغیر اُھَیْلٌ ہے۔ قولہ يَسْتَهِلُّ الخ جب بچہ ولادت کے وقت چیخے تو کہا جاتا ہے "اِسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ"، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ع ۳۰۷۱ میں حصر صرف عیسیٰ علیہ السلام میں ہے اور اس حدیث میں ان کی والدہ کو بھی حصر میں شامل کر لیا ہے۔ لہٰذا "اُمّ" کے اضافہ سے پہلا حصر باطل ہو گیا اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ع ۳۰۷۱ میں بچہ کے پہلو میں انگلی مارنے کے اعتبار سے حصر تھا اور اس حدیث میں "مس" کے اعتبار سے حصر ہے اور یہ دونوں حکم مختلف ہیں۔ (حدیث ع ۳۰۷۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ اِلٰى قَوْلِهٖ اِيَّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ يُقَالُ يَكْفُلُ يَضُمُّ كَفَلَهَا ضَمَّهَا فَخَفَّفَهُ لَيْسَ مِنْ كَفَالَةِ الدَّيْنِ وَشِبْهِهَا

٣٢١٣ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِىْ رَجَآءٍ ثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَآئِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ

باب اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے چُن لیا اور خوب سُتھرا کیا اور آج سارے جہان کی عورتوں سے تجھے پسند کیا۔ اے مریم اپنے ربّ کے حضور ادب سے کھڑی ہو اور اس کے لئے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر۔ یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔ اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔ کہا جاتا ہے "یَکْفُلُ" یعنی ملاتا ہے۔ کَفَّلَهَا "اس کو ملایا یہ تخفیف

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ جَلَّ جَلَالُهٗ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِلٰى قَوْلِهٖ كُنْ فَيَكُوْنُ يُبْشُرُكَ وَيُبَشِّرُكَ وَاحِدٌ وَجِيْهًا شَرِيْفًا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ الْمَسِيْحُ الصِّدِّيْقُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْكَهْلُ

سے ہے اور کفالتِ دیون وغیرہ سے نہیں۔

۳۲۱۳ — ترجمہ : مشام سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ دُنیا کی عورتوں میں سب سے بہتر مریم بنت عمران ہیں اور سب خواتین سے بہتر خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

۳۲۱۳ — شرح : اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جو حکم دیا تھا کہ وہ مریم علیہا السلام تک پہنچا دیں اس کی خبر دیتا ہے کہ اے مریم اللہ تعالیٰ نے تجھے پسند کیا اور کدورتوں اور وساوس سے تجھے پاک کیا اور اپنے زمانہ کی سب عورتوں پر فضیلت دی۔ تو اپنے رب کے لئے سجدہ اور رکوع کر۔ ان کی شریعت میں سجدہ رکوع سے مقدم تھا۔ پھر فرمایا اے میرے حبیب یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں جب وہ مریم علیہا السلام کی تربیت کرنے میں باہم جھگڑتے تھے۔ آپ اس وقت وجود عنصری میں ان کے پاس نہ تھے۔ بیت المقدس کے خدام جن قلموں سے تورات لکھتے تھے وہ قلمیں بطور تبرک نہر میں ڈالیں اور ان سے مریم کی کفالت کی قرعہ اندازی کی کہ کون ان کی پرورش کرے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "یُقَال" سے اَیُّهُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ" کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا اور انھوں نے مریم کی پرورش اپنے ذمہ کر لی کیونکہ وہ یتیم بچی تھی

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مُخَفَّفَةٌ" سے اشارہ کیا کہ آیت میں کَفَّلَهَا" مخفف ہے اور کفالۃ الدیون سے نہیں لیکن یہ کلام محل نظر ہے۔ کیونکہ کفالہ دیون میں بھی "ضم" کا معنیٰ ہے۔ چنانچہ فقہاء نے کفالہ کی تعریف میں ذکر کیا "اَلْکَفَالَةُ ضَمُّ الذِّمَّةِ اِلَى الذِّمَّةِ فِی الْمُطَالَبَةِ" جمہور نے اس کو مخفف پڑھا ہے اور کوفیوں نے مشدد پڑھا ہے یہی قرأت حمزہ اور کسائی کی ہے (عینی)

marfat.com

Marfat.com

اَلْحَلِيْمُ وَالْاَكْمَهُ مَنْ يُبْصِرُ بِالنَّهَارِ وَلَا يُبْصِرُ بِاللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهٗ مَنْ يُوْلَدُ اَعْمٰى

٣٢١٤ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَآئِرِ الطَّعَامِ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

قولہ خیرنسائہا ، یعنی اپنے زمانہ میں دنیا کی عورتوں سے وہ بہتر ہیں ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں سے بہتر ہیں اور عرب یا اس امت کی عورتوں سے خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا بہتر ہیں ۔ امام نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جنت کی عورتوں سے خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت عمران بہتر ہیں (حدیث ٣١٩٤ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : جب فرشتوں نے کہا : اے مریم : فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ تک

يُبَشِّرُ اور يَبْشُرُ کا ایک ہی معنی ہے ۔ وَجِيْهًا ، شریف اور ابراہیم نے کہا ، اَلْمَسِيْحُ ، صدیق مجاہد نے کہا اَلْكَهْلُ ، بردبار ، اَلْاَكْمَهُ جو دن میں دیکھے رات میں نہ دیکھ سکے ۔ مجاہد کے غیر نے کہا جو مادرزاد نابینا ہو ۔

٣٢١٤ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں پر

marfat.com
Marfat.com

نِسَآءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَآءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ اَحْنَاهُ عَلٰى طِفْلٍ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَلٰى اِثْرِ ذَالِكَ وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيْرًا قَطُّ تَابَعَهُ ابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ وَاِسْحٰقُ الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عائشہ کی فضیلت تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت جیسی ہے۔ مردوں میں سے بہت لوگ کمال کو پہنچے اور عورتوں میں سے مریم بنت عمران اور آسیہ زوجۂ فرعون کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی۔ ابن وہب نے کہا مجھے یونس نے ابن شہاب سے خبر دی انھوں نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابوہریرہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قریش کی عورتیں اونٹ پر سواری ہونے والی تمام عورتوں سے بہتر ہیں۔ وہ بچے سے سب سے زیادہ محبت کرتی ہیں اور اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی ہیں۔ اس کے بعد ابوہریرہ کہا کرتے تھے۔ مریم بنت عمران اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں۔ زہری کے بھتیجے اور اسحاق کلبی نے زہری سے روائت کرنے میں متابعت کی

۳۲۱۴ شرح : مَسِیْحٌ کا وزن مَفْعِلٌ ہے۔ یاء کو ساکن کرکے اس کی حرکت سین کو دی گئی۔ تاکہ کلمہ خفیف ہو جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی بیمار کو ہاتھ لگاتے تو وہ تندرست ہو جاتا تھا اگر مردہ کو ہاتھ لگاتے تو وہ زندہ ہو جاتا تھا۔ نیز مسیح کا لغوی معنی خوبصورت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت خوبصورت تھے اس لئے بھی ان کو مسیح کہا جاتا ہے۔ مسح کے معنی پیمائش کے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ساری دنیا میں سیر کرتے تھے کبھی آپ آبادی میں ہوتے کبھی جنگلات میں پھرتے نظر آتے چونکہ وہ ساری دنیا میں پھرتے تھے اس لئے ان کو مسیح کہا جاتا ہے۔ دَجّال کو بھی مسیح اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بھی ساری دنیا کا چکر کاٹے گا۔ اس معنی کے اعتبار سے دونوں میں بظاہر اشتراک لفظی ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام میں مسیح مسوح سے ہے۔ یعنی گناہوں اور ہر بری شئی سے پاک ہیں اس کا وزن فعیل بمعنی مفعول ہے۔ اور دجال فعیل بمعنی فاعل ہے یعنی زمین کی گردش کرنے والا ہے۔

اَلْکَھْلُ جو چالیس سال کے قریب ہو بعض نے کہا جو تیس سال سے اوپر ہو اور بعض نے ۳۳ سال کی عمر کو کہا ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام گہوارہ اور کہولت میں باتیں کریں گے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقید حیات ہیں اور قیامت سے قبل آسمانوں سے زمین پر نزول فرمائیں گے اور سن کہولت میں لوگوں سے کلام کریں گے!

marfat.com
Marfat.com

قولہ اَحْنَاہٗ ، قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ اَحْنَاہُنَّ ۔ کہا جاتا لیکن عرب ایسے مواقع میں اسی طرح کلام کرتے ہیں اور مفرد ضمیر استعمال کرتے ہیں ۔ چنانچہ کہا جاتا ہے اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْہًا وَ اَحْسَنُہٗ خُلُقًا ، حالانکہ وہ " اَحْسَنُہُمْ خُلُقًا " مراد لیتے ہیں ۔ عربی زبان میں یہ کثیر الاستعمال ہے اور یہ فصیح ترین کلام ہے ۔ اَحْنٰی" اسم تفضیل حنی یحنو سے ہے ۔ اسی مادہ سے حانیۃٌ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے بچے سے بہت شفقت کرے اور بطور شفقت نکاح نہیں کرتی جبکہ بچہ کا والد فوت ہو جائے ۔ اَرْعٰی بھی رَعٰی یَرْعٰی ، سے اسم تفضیل ہے ۔ اس میں بھی " اَحْنَاہٗ " اس طرح کلام ہے ۔ قولہ فِیْ ذَاتِ یَدِہٖ ، یعنی شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہے ۔ اس حدیث میں قریش کی عورتوں کی واضح فضیلت ہے کہ ان میں یہ خصلتیں پائی جاتی ہیں کہ وہ اولاد پر بہت شفقت کرتی ہیں اور ان کی اچھی تربیت کرتی ہیں اپنے شوہر کے مال میں اس کے حق کی رعائت کرتی ہیں اور اس کی حفاظت کرتی ہیں اس کو بطور امانت محفوظ رکھتی ہیں اور فضول خرچی نہیں کرتیں اور نہایت ہی سنجیدگی سے اس کو استعمال کرتی ہیں ۔

قولہ لم تَرْکَبْ مریم ، یعنی مریم علیہا السلام اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں ۔ اور قریش کی عورتیں اونٹ پر سوار ہوتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم علیہا السلام خدیجۃ الکبریٰ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی افضل ہیں ۔

قولہ لَا تَغْلُوْا آہ یعنی اے اہل کتاب تم حد سے آگے نہ بڑھو ۔ نصاریٰ کا غلو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے ہیں اور وہ فرقہ یعقوبیہ ہے ان میں سے فرقہ نسطوریہ ان کو خدا کا بیٹا کہتا ہے اور فرقہ مرتوسیہ تیسرا خدا کہتا ہے ۔ یہود کا غلو یہ ہے کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا جانتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں بہت برا خیال کرتے ہیں ۔ ہم اشتر الناس ،

قولہ لَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ آہ یعنی تم اچھی بات کرو اور اللہ پر بہتان نہ لگاؤ اس کی اولاد نہ مانو وہ بیوی بچوں سے پاک ہے ۔ قولہ روح منہ ، یعنی عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندوں میں سے بندہ اور اس کی مخلوق میں سے مخلوق ہیں ۔ اور روح کی اللہ کی طرف اضافت تشریفیہ ہے جیسے ناقۃ اللہ میں اضافت تشریفیہ ہے ۔ ایسے ہی بیت اللہ ، ہے ۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا جزو ہوں جیسے قرآن کریم میں ہے ۔ وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ ، یعنی زمین و آسمان کی ہر شئی تمہارے لئے مسخر کر دی یہ سب اللہ کی مخلوق ہے ۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ زمین و آسمان کی تمام اشیاء اللہ کا جزو بن جائیں ۔ اسی منوال پر یہ حدیث شریف اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ ، ہے ۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ مادہ پیدا کیا ہے اور میں اس کی مخلوق ہوں ۔ اس میں مِنْ ، ابتدائیہ ہے ۔ یعنی میری ابتداء نور سے ہے جو اللہ ہے اور نور کی اللہ کی طرف اضافت بیانیہ ہے ۔ تو حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ میں بلا واسطہ مادہ پیدا ہوا ہوں ۔ رہا یہ مسئلہ کہ اللہ تعالیٰ نور ہے ۔ سو اس کی تفصیل یہ ہے کہ نور کا ایک معنی ضیاء اور روشنی ہے جو سورج چاند سے ظاہر ہوتی ہے اور دوسرا معنیٰ ظَاھِرٌ بِنَفْسِہٖ مُظْھِرٌ لِغَیْرِہٖ ، یعنی بذات خود موجود ہو اور دوسروں کو وجود دے یعنی اللہ وجود مطلق ہے ۔ اس معنی کے اعتبار سے نور کا اطلاق صرف اللہ پر ہے مخلوق پر اس معنی کا اطلاق محال ہے اسی طرح پہلے معنی کا اطلاق اللہ پر محال ہے کیونکہ پہلا معنیٰ صفات اجسام سے ہے اور اللہ ان سے پاک ہے لہٰذا یہ کہنا کہ " اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ " سے لازم آئے گا کہ اللہ کے نور کا کچھ حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہو غلط فاحش ہے ۔ واللہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ يَا اَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ اِلٰى وَكِيْلًا
قَالَ اَبُوْعُبَيْدٍ كَلِمَتُهٗ كُنْ فَكَانَ وَقَالَ غَيْرُهٗ وَرُوْحٌ مِنْهُ اَحْيَاهُ
فَجَعَلَهٗ رُوْحًا وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلَاثَةٌ

٣٢١٥ ـــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ
ثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ ثَنِيْ جُنَادَةُ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا
اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى
مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ قَالَ الْوَلِيْدُ فَحَدَّثَنِيْ ابْنُ جَابِرٍ عَنْ عُمَيْرٍ عَنْ جُنَادَةَ
وَزَادَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ اَيَّهَا شَآءَ

باب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اے اہلِ کتاب تم اپنے دین میں غُلُوّ نہ کرو ! وکیلاً تک ،،

ابوعُبَید نے کہا اس کا کلمہ کُن ہے اور کام ہوجاتا ہے۔ ابوعبید کے غیر نے کہا اور وہ اللہ کے رُوح ہیں یعنی اللہ نے ان کو زندہ کیا اور روح دی اور تم تین خدا نہ کہو

٣٢١٥ ـــ ترجمہ : عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا اعْتَزَلَتْ نَبَذْنَاهُ اَلْقَيْنَاهُ شَرْقِيًّا مِمَّا يَلِي الشَّرْقَ فَاَجَآءَهَا اَفْعَلَ مِنْ جِئْتُ وَيُقَالُ اَلْجَاَهَا اضْطَرَّهَا تَسَّاقَطْ تُسْقِطْ قَصِيًّا قَاصِيًا فَرِيًّا عَظِيمًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نِسْيًا لَمْ اَكُنْ شَيْئًا وَقَالَ غَيْرُهُ النَّسِيُّ الْحَقِيْرُ وَقَالَ اَبُوْ وَائِلٍ عَلِمَتْ مَرْيَمُ اَنَّ التَّقِيَّ ذُوْ نُهْيَةٍ حِيْنَ قَالَتْ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا وَقَالَ وَكِيْعٌ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ سَرِيًّا نَهْرٌ صَغِيْرٌ بِالسُّرْيَانِيَّةِ

جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عبد اور رسول ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے عبد اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے مریم تک پہنچایا اور اس کی مخلوق ہیں اور جنت حق ہے دوزخ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا جو بھی اس نے عمل کیا ہو۔ ولید نے کہا مجھ سے ابن جابر نے عُمَیر سے اُنھوں نے جنادہ سے بیان کیا اور یہ اضافہ کیا کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے گزرے گا۔

۳۲۱۵ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ بدء الخلق میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنت میں داخل ہونے والے ہر شخص کے لئے ایک دروازہ معین ہے جس سے وہ جنت میں داخل ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل جنت میں داخل ہونے والا شخص مختار ہے جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو لیکن وہ دیکھے گا کہ جو دروازہ اس کے لئے مختص ہے اس کے حق میں دوسروں سے افضل ہے تو وہ اس کو پسند کرے گا اور اپنے اختیار سے جنت میں داخل ہوگا اس میں نہ تو وہ مجبور ہوگا اور نہ ہی اس کو کوئی داخل ہونے سے منع کرے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اور کتاب میں مریم کا ذکر کریں جبکہ وہ اپنے

marfat.com
Marfat.com

گھر والوں سے علیحدہ ہوگئی۔

نَبَذْنَاہُ ،، ہم نے اسے ڈال دیا۔ وہ شرقی جانب کے گوشہ میں علیحدہ ہوگئیں فَاَجَاءَ ،، جِئْتُ کا باب افعال ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے معنی اَلْجَاَ نا ہے اس کو مجبور کر دیا۔ تَسَّاقَطُ ،، گرائے گی۔ قَصِیًّا ،، بہت دُور۔ فَرِیًّا ،، بڑی بات ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نَسِیًّا ،، میں کچھ نہ ہوتی۔ ان کے غیر نے کہا: النَّسِیُ کے معنی حقیر کے ہیں۔ ابو وائل نے کہا کہ مریم علیہا السلام کو معلوم تھا کہ متقی ہی عقلمند ہوتا ہے۔ جبکہ اُنھوں نے فرمایا اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا ،، اگر تو متقی ہے۔ وکیع نے اسرائیل سے اُنھوں نے ابو اسحاق سے اُنھوں نے براء سے روائت کی کہ ،، سَرِیًّا ،، سریانی میں چھوٹی نہر کو کہتے ہیں ،،

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ع ۳۲۱۱ کے بعد یہ باب بعینہ گزر چکا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال کا ذکر ہے اور پہلے باب میں ان کی والدہ مریم علیہا السلام کا ذکر ہے قولہ فَاَجَاءَھَا۔ یہ جاء کا باب مزید ہے۔ چنانچہ جب کوئی اپنی خبر دے تو کہے گا جِئْتُ میں آیا اور اگر اس کو غیر کی طرف متعدی کرنا ہو تو کہے گا ،، فَاَجَاءَ ،، ضمیر مفعول کا مرجع مریم ہے اور اَجَاءَ کا فاعل۔ مَخَاض ہے۔ صاحبِ کشاف نے کہا فَاَجَاءَھَا ،، کے معنی اَلْجَاءَھَا ،، یہ ،، جَاءَ ،، سے منقول ہے۔ لیکن نقل کے بعد اس کا استعمال الجاء سے تبدیل ہوگیا ہے۔ قولہ تَسَّاقَطُ ،، اصل میں تَتَسَاقَطُ تھا۔ دوسری تاء کو سین میں ادغام کر دیا گیا ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وہ خشک کھجور کا درخت تھا اس کا نہ تو سَر تھا اور نہ ہی اس پر پھل تھا اور موسم بھی سردی کا تھا۔ مریم علیہا السلام نے اس کو ہلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا سَر اور اس پہ شاخیں اور تر کھجور پیدا کر دیئے۔ اس میں مریم علیہا السلام کو تسلی دینی تھی کہ یہ معجزہ اُن کی پاکدامنی پر دلالت کرتا ہے۔ قولہ قَاصِیًّا ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ یہ وادی بیت لحم کا آخری کنارہ ہے۔ کیونکہ مریم علیہا السلام دوڑ کر وہاں چلی گئی تھیں تاکہ ان کی قوم یہ کہہ کر ان کو شرمندہ نہ کرے کہ مریم کنواری کو بچہ پیدا ہوگیا ہے۔ جب مریم علیہا السلام کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام خوبصورت نوجوان اَمْرَد کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ تاکہ وہ اس سے کلام کر کے مانوس ہو تو اُنھوں نے کہا ،، میں رحمٰن کے ذریعہ تجھ

marfat.com
Marfat.com

٣٢١٦ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ اِلَّا ثَلٰثَةٌ عِيْسٰى وَكَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ جُرَيْجٌ يُصَلِّيْ جَآءَتْهُ اُمُّهٗ فَدَعَتْهُ فَقَالَ اُجِيْبُهَا اَوْ اُصَلِّيْ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهٗ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِيْ صَوْمَعَتِهٖ فَتَعَرَّضَتْ لَهٗ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فَاَبٰى فَاَتَتْ رَاعِيًا فَاَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقِيْلَ لَهَا مِمَّنْ فَقَالَتْ مِنْ جُرَيْجٍ فَاَتَوْهُ فَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهٗ وَاَنْزَلُوْهُ وَسَبُّوْهُ فَتَوَضَّاَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ اَبُوْكَ يَا غُلَامُ فَقَالَ الرَّاعِيْ قَالُوْا اَنَبْنِيْ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا اِلَّا مِنْ طِيْنٍ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُوْ شَارَةٍ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهٗ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا

سے پناہ چاہتی ہوں اگر تو اللہ سے ڈرتا ہے تو مجھ سے علیحدہ ہو جا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یہاں نَبَذْنَاہُ کا ذکر نامناسب ہے۔ کیونکہ مریم علیہا السلام کے واقعہ میں لفظ "اِنْتَبَذَتْ" مذکور ہے۔ اور اس کا معنی اور "نَبَذْنَاہُ" کا معنی ایک نہیں ہے۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گہوارہ میں صرف تین بچوں نے کلام کیا ہے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسرا بنی اسرائیل میں ایک شخص جسے جریج کہا جاتا تھا وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کے پاس اس کی ماں آئی اور اس کو بلایا تو اس نے خیال کیا کہ میں والدہ کو جواب دوں یا نماز پڑھوں اس کی ماں نے کہا اے اللہ! اس کو فوت نہ کرنا حتی کہ اسے زانی عورتوں کے منہ دکھائے۔ جریج اپنی عبادت گاہ میں تھے کہ ایک عورت اس کے سامنے آئی اور اس سے گفتگو کی۔ جُریج نے انکار کر دیا۔ وہ ایک چرواہے کے پاس آئی

— ٣٢١٦

marfat.com
Marfat.com

فَاَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِىْ مِثْلَهٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى ثَدْيِهَا يَمَصُّهٗ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُصُّ اِصْبَعَهٗ ثُمَّ مُرَّ بِاَمَةٍ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِىْ مِثْلَ هٰذِهٖ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِثْلَهَا فَقَالَتْ لِمَ ذٰلِكَ فَقَالَ الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَهٰذِهِ الْاَمَةُ يَقُوْلُوْنَ سَرَقْتِ زَنَيْتِ وَلَمْ تَفْعَلْ

اور اس کو اپنے نفس پر قادر کیا تو اُس نے بچہ کو جنم دیا۔ اس عورت نے کہا یہ بچہ جریج سے ہے لوگ جُریج کے پاس آئے اور اس کی عبادت گاہ کو توڑ پھوڑ دیا اور اس کو باہر نکالا اور گالی گلوچ کیا۔ جریج نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر اس بچہ کے پاس آئے اور کہا اے بچے تیرا باپ کون ہے اس نے جواب دیا بکریوں کا چرواہا میرا باپ ہے (یہ سُن کر) لوگوں نے کہا ہم تمہارا عبادت خانہ از سرِ نو سونے کا بنا دیتے ہیں۔ جُریج نے کہا ایسا نہ کرو تم مٹی کا ہی بنا دو۔ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی اس کے پاس سے ایک خوبصورت اچھے لباس والا سوار گزرا تو اُس نے کہا اے اللہ میرا بچہ اس جیسا کر دے اس بچہ نے اس کا پستان چھوڑ دیا اور سوار کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کر پھر اس کے پستان کی طرف متوجہ ہو کر اس کو چوسنے لگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا گویا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ اپنی انگلی کو چوس رہے تھے۔ پھر اس عورت کے پاس سے ایک لونڈی گزری تو اس عورت نے کہا اے اللہ میرے بچہ کو اس لونڈی جیسا نہ کر بچے نے اس کا پستان چھوڑ دیا اور کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا کر عورت نے کہا یہ کیوں بچے نے کہا سوار شخص سرکشوں میں سے سرکش تھا اور اس لونڈی کو کہتے ہیں کہ تو نے چوری کی زناء کیا حالانکہ اُس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

۳۲۱۶ — شرح : قرطبی نے کہا حدیث میں مذکور حصر میں نظر ہے لیکن ایسا کہنا ادب کے خلاف ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بچوں کو ذکر کیا جبکہ اس وقت ان تینوں کے متعلق آپ کو وحی کی گئی تھی بعد میں اور بھی ذکر فرمائے چنانچہ سات بچوں نے گہوارہ میں کلام کیا ہے۔ چوتھا حضرت یوسف علیہ السلام کا گواہ پانچواں وہ شیر خوار بچہ جس نے اپنی ماں سے کہا جبکہ وہ فرعون کی بیٹی کی مشاطہ (کنگھی کرنے والی) تھی۔ جب فرعون نے اس بچہ کی ماں کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو اُس نے کہا اے میری ماں صبر کر ہم حق پر ہیں۔ چھٹا وہ شیر خوار بچہ جو اصحابِ اخدود کے قصہ میں مذکور ہے کہ ایک عورت کو آگ میں ڈالنے کے لئے لایا گیا تو وہ کچھ ڈر سی گئی بچے نے کہا اے میری ماں صبر کر تو حق

marfat.com
Marfat.com

٣٢١٧ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ
ح وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ
سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ لَقِيْتُ مُوْسٰى قَالَ فَنَعَتَهٗ فَاِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهٗ قَالَ
مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّاسِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ قَالَ وَلَقِيْتُ عِيْسٰى
فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ

پر ہے۔ ساتویں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے گہوارہ میں کلام کیا۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ سیرت واقدی میں ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدائش کے وقت کلام فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ اکبر کبیرًا والحمد للہ کثیرًا وسبحان اللہ بکرۃً وّ اصیلاً"، اس کو بیہقی نے روایت کیا۔ مُعَیْقِیْب یمانی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے حجۃ الوداع کیا تو میں ایک مکان میں داخل ہُوا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے میں نے ایک عجیب چیز دیکھی آپ کے پاس اہلِ یمامہ کا ایک شخص ایک بچہ لے کر آیا جبکہ وہ اسی روز پیدا ہُوا تھا۔ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بچے میں کون ہوں؟ اُس نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے پھر اس کے بعد اس بچہ نے کلام نہ کیا حتیٰ کہ وہ نوجوان ہوگیا ہم اس کو "مبارک الیمامہ" کہا کرتے تھے واللہ ورسولہ اعلم! اس حدیث سے بعض شوافع نے استدلال کیا کہ والدہ کے بلانے پر نماز قطع کر دینا جائز ہے۔ فرض نماز ہو یا نفل نماز ہو لیکن اُن کے مذہب میں صحیح تر بات یہ ہے کہ اگر نفل نماز پڑھ رہا ہو اور والد یا والدہ کو کوئی تکلیف محسوس کرے تو ان کی آواز پر نماز قطع کر دینا واجب ہے۔ اگر فرض نماز ہو اور وقت بھی تنگ ہو تو ان کی اجابت واجب نہیں اور اگر وقت تنگ نہ ہو تو امام الحرمین کے نزدیک ان کی اجابت ضروری ہے۔ لیکن ان کے علاوہ دوسروں نے ان کی مخالفت کرتے ہُوئے کہا شروع کرنے سے نماز لازم ہوجاتی ہے۔ لہٰذا اجابت نہ کرے مالکیہ کے نزدیک نفلی نماز میں والدین کی اجابت افضل ہے اور نماز کو لمبا نہ کرے۔ قاضی ابوالولید نے کہا یہ صرف ماں کے ساتھ مخصوص ہے۔ ابن بطال نے کہا جریج پیغمبر تھے اور یہ ان کا معجزہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کی بہت عظمت ہے اور ان کی دعاء مقبول ہے۔ (عینی باختصار و قسطلانی باختصار) (حدیث ع ۱۱۳۶ کے بعد باب کی شرح دیکھیں)

٣٢١٧ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس

marfat.com
Marfat.com

دِيمَاسٍ يَعْنِي الْحَمَّامَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ قَالَ وَأُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْآخَرُ فِيهِ خَمْرٌ فَقِيلَ لِي خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقِيلَ لِي هُدِيتَ الْفِطْرَةَ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ

رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی میں موسیٰ سے ملا آپ نے ان کی وصف بیان فرمائی کہ وہ مرد تھے میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا وہ طویل القامت سیدھے بالوں والے تھے گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عیسیٰ سے ملا اور ان کی وصف (حلیہ) بیان کرتے ہوئے فرمایا وہ میانہ قد کے سُرخ رنگ والے تھے۔ گویا کہ وہ حمام سے باہر آئے ہیں اور میں نے ابراہیم کو دیکھا ان کی اولاد میں سے میں اُن کے بہت مشابہ ہوں۔ فرمایا میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھا اور مجھے کہا گیا ان دونوں میں سے جو چاہیں پسند کریں تو میں نے دودھ لیا اور اسے پی لیا تو مجھے کہا گیا آپ کو فطرت کی راہ دکھائی گئی ہے یا آپ فطرت کو پہنچے ہیں۔ اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

۳۲۱۷ — **شرح** : مذطرب کے معنی طویل ہیں۔ بعض علماء نے کہا جس کا گوشت خفیف ہو یعنی نحیف البدن تھے اور جس حدیث میں ان کی وصف میں لفظ جسیم" مذکور ہے۔ وہاں جسیم سے مراد طویل القامت ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو پیالے پیش کئے گئے ان میں سے ایک میں شراب تھی آپ نے اس کو اختیار نہ کیا اور دودھ کا پیالہ پی لیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ کیونکہ جو شراب آپ کو پیش کی گئی تھی اگرچہ وہ جنت کی پاک شراب تھی لیکن اس دنیا میں اس کی تاویل یہی تھی جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بیان فرمائی چنانچہ شیخ محمد عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات میں یوں ذکر کیا ہے "اگرچہ خمر دراں زماں مباح بود خصوصاً خمر جنت اما تعبیرش دریں جہاں ایں بود"

اور یہ ناممکن ہے کہ آپ کو پلید شراب پیش کی جائے جبکہ اس کا ایک قطرہ کنوئیں کو پلید کر دیتا ہے۔ لہذا اس شراب کو شراب طہور پر ہی محمول کیا جائے گا جو منصبِ رسالت کے موافق ہے۔

(حدیث ۳۱۷۸ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٣٢١٨ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ثَنَا إِسْرَآئِيلُ أَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عِيسٰى وَمُوسٰى وَإِبْرَاهِيمَ فَأَمَّا عِيسٰى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ وَأَمَّا مُوسٰى فَآدَمُ جَسِيمٌ سَبْطٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ

٣٢١٩ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَنَا أَبُو ضَمْرَةَ ثَنَا مُوسٰى عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا

٣٢١٨ — ترجمہ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم "علیہم السلام" کو دیکھا عیسیٰ تو سرخ رنگ کے گھنگھریلے بالوں والے عریض الصدر تھے (ان کا سینہ چوڑا تھا) موسیٰ گندمی رنگ کے طویل القامت تھے۔ ان کے بال سیدھے تھے۔ گویا کہ وہ زُطّ قبیلہ کے لوگوں میں سے ہیں۔

شرح : اس حدیث کی سند میں مجاہد نے ابن عمر سے روایت کی ہے

٣٢١٨ — حالانکہ مجاہد نے ابن عباس سے روایت کی ہے اور بخاری نے ابن عمر سے روایت کرنے میں خطاء کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا درست یہی ہے کہ مجاہد نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ابن مندہ نے یہ حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا کہ درست یہی ہے کہ مجاہد نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ بعض علماء نے کہا اس میں بخاری کے شیر کو وہم ہوا ہے بخاری کو وہم نہیں ہوا۔ کیونکہ اسماعیلی نے اس حدیث کو نصر بن علی اور ابو احمد کے طریق سے ذکر کیا ہے اور ابن عباس سے روایت ذکر کی ہے اور وہ اس پر مطلع نہیں ہوئے کہ بخاری نے اس کو ابن عمر سے ذکر کیا ہے اور اگر واقعہ ایسا ہی ہوتا تو وہ اس پر مطلع ہو جاتے جیسا کہ اُن کی عادت ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا اس پر مطلع نہ ہونے کو یہ لازم نہیں کہ اس میں بخاری کو وہم نہیں ہوا کسی اور کو ہوا ہے۔ کیونکہ بخاری معصوم نہیں۔

قولہ جسیم " پہلی حدیث میں گزرا ہے کہ وہ مضطرب تھے یعنی ان پر گوشت خفیف تھا اور یہ جسیم کے مضاد ہے۔ اسی لئے تیمی نے کہا اس حدیث کے بعض الفاظ بعض میں داخل ہیں کیونکہ جسیم دجّال کی صفت میں وارد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جسامت کبھی تو جسم کے موٹا ہونے سے ہوتی ہے اور کبھی لمبا ہونے سے ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام طویل القامت تھے۔ اس لئے ان پر جسیم کا اطلاق درست ہے اسی لئے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

بَيْنَ ظَهْرَانِيَ النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ
اَلَا اِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ
وَاَرَانِي اللَّيْلَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ كَاَحْسَنِ مَا تَرٰى
مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهٗ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ
رَأْسُهٗ مَآءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ
فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا
وَرَآءَهٗ جَعْدًا قَطَطًا اَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ
قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ
مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ تَابَعَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

گویا کہ وہ قبیلہ زط کے لوگوں میں سے ہیں کیونکہ وہ لوگ حبشی طویل القامت تھے لہذا ان میں تضاد نہیں!

۳۲۱۹ — ترجمہ : نافع سے روائت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں میں مسیح دجال کو ذکر کیا اور فرمایا اللہ کانا نہیں مسیح دجال کی داہنی آنکھ کانی ہے۔ اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور جیسی ہے۔ میں نے آج رات خواب میں اپنے آپ کو کعبہ کے پاس دیکھا کہ ایک گندمی رنگ والا مرد ہے جو گندمی رنگ والے مردوں سے بہت زیادہ خوبصورت دیکھا جاتا ہے۔ اس کے بال دونوں کندھوں تک سیدھے لٹکے ہوئے ہیں۔ اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ اپنے دونوں ہاتھ دو مردوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہیں اور وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے تو انھوں نے کہا یہ مسیح بن مریم "علیہما السلام" ہے۔ پھر میں نے اس کے بعد ایک شخص کو دیکھا جس کے بال سخت پیچیدہ ہیں۔ داہنی آنکھ سے کانا ہے۔ وہ ابن قطن سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ ایک آدمی کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کے ارد گرد پھر رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے روائت کرنے میں عبیداللہ کی متابعت کی۔

۳۲۱۹ — شرح : صحیح مسلم کی روائت میں اس کی بائیں آنکھ کانی مذکور ہے۔ لیکن ان میں تضاد نہیں کیونکہ "اعور" عیب والی شئی ہے۔ دجال کی دونوں آنکھیں عیب دار

marfat.com
Marfat.com

۳۲۲۰ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرٰهِيْمَ ابْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ الزُّهْرِيَّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِيْسٰى اَحْمَرُ وَلٰكِنْ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا نَآئِمٌ اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطُفُ رَأْسُهٗ مَآءً اَوْ يُهْرَاقُ رَاْسُهٗ مَآءً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ

میں ایک تو بالکل ختم ہے اور دُوسری مَعیب ہے :۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ" موٹا دانہ ہے جو دوسرے دانوں سے باہر نکلا ہُوا ہو۔ لِمَّةٌ "، سر سے لٹکے ہوئے بال جو کانوں کی لَو سے نیچے نہ ہوں اگر وہ کندھوں تک پہنچ جائیں تو ان کو جمّہ کہا جاتا ہے۔ اس حدیث میں عیسیٰ علیہ السّلام کے بال شریف سیدھے ذکر فرمائے ہیں اور اس سے پہلے گزرا ہے کہ آپ جَعْد تھے یعنی گنگھریالے تھے۔ لیکن اس میں تضاد نہیں کیونکہ جعد سے مراد مضبوط جسم ہے۔ قَطَطًا "، سخت پیچیدہ بال دجال کی وصف میں جَعْد کا ذکر بطور مذمّت ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السّلام کی وصف میں بحیثیت مدح وثناء مذکور ہے۔ " عَيْنُ الْيُمْنٰى "، اضافت موصوف کی صفت طرف ہے یہ کوفیوں کے نزدیک واضح ہے لیکن بصری موصوف محذوف بیان کرتے ہیں گویا کہ یہ دراصل "عَيْنُ صَفْحَةِ وَجْهِهِ الْيُمْنٰى" ہے۔ ابن قطن بن عبد العُزّیٰ خزاعی کافر تھا جس سے دجال کو تشبیہ دی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دجّال کا مکہ مکرمہ میں داخلہ حرام ہے وہ کعبہ کے اردگرد کیسے گھوم رہا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ دجال کا مکہ مکرمہ میں داخلہ اس وقت حرام ہوگا جب وہ خروج کرے گا اور باطل دعویٰ کرے گا۔ نیز حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ داخل نہ ہوگا ان میں زمانہ ماضی میں دخول کی نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۲۲۰ — ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ بخدا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ کے متعلق نہیں فرمایا کہ وہ سُرخ رنگ کے تھے لیکن آپ نے فرمایا ایک وقت میں خواب میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ گندمی رنگ کا سیدھے بالوں والا ایک آدمی دو مردوں کے درمیان چل رہا ہے۔ اس کے سَر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں یا ان کے سَر سے پانی بہہ رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے۔ اُنھوں نے کہا یہ ابن مریم ہے۔ میں نے اِدھر اُدھر نگاہ کی تو ایک سُرخ رنگ کا موٹا آدمی جس کے سر کے بال سخت پیچیدہ تھے اس کی

marfat.com
Marfat.com

أَعْوَرُ عَيْنُهُ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِئَةٌ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ وَأَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ هَلَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

۳۲۲۱ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَا أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ

داہنی آنکھ کانی تھی گویا کہ اس کی آنکھ پھولا ہوا انگور ہے۔ اُس نے کہا یہ کون ہے اُنھوں نے کہا یہ دجّال ہے۔ ابن قطن اس کے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ زُہری نے کہا ابن قطن قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی ہے جو جاہلیت میں مر گیا تھا۔

۳۲۲۰ — شرح : یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قسم کھا کر کہا کہ تم نے عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتے وقت کہا کہ وہ سُرخ رنگ کے تھے حالانکہ وہ ایسے نہ تھے لیکن ان کی وصف یہ تھی جو حدیث میں بیان کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غلبہ ظن پر اعتماد کر کے قسم کھانا جائز ہے۔ کیونکہ عبداللہ بن عمر نے گمان کیا کہ راوی پر عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مشتبہ ہو گیا ہے اور وہ ان کو سُرخ رنگ کا خیال کر رہا ہے حالانکہ ایسا نہیں سُرخ رنگ کا تو دجال ہے ان دونوں کو مسیح کہا جاتا ہے اور یہ صفت عیسیٰ کے حق میں اچھی وصف ہے اور دجّال کے حق میں مذموم صفت ہے۔ گویا کہ عبداللہ بن عمر نے اس کی تحقیق کرنے کے بعد فرمایا کہ وہ گندمی رنگ کے ہیں اُنھوں نے اپنی تحقیق اور غلبہ ظن پر اعتماد کر کے قسم کھائی ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شبِ اسریٰ میں بیداری کی حالت میں آسمانوں کی سیر کی اور اسی سیر میں آپ نے نبیوں کو دیکھا تھا اور وہ بعینہٖ بدن سمیت اشخاص موجود تھے۔ انبیاء کرام علیہم السلام شہداء کرام سے افضل ہیں۔ جب شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو انبیاء کرام بطریق اولیٰ قبروں میں زندہ ہیں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ ، لہٰذا یہ بعید نہیں کہ وہ نمازیں پڑھیں یا روزے رکھیں۔

۳۲۲۱ — ترجمہ : ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں سب لوگوں

marfat.com
Marfat.com

٣٢٢٢ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ ثَنَا هِلَالُ ابْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَلْاَنْبِيَآءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاٰى عِيْسٰى

سے ابن مریم کے زیادہ قریب ہوں تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں۔ میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

٣٢٢١ــ شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں اس لئے آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بہت قریب ہیں اُنھوں نے ہی دُنیا میں آکر یہ خوشخبری سُنائی تھی کہ میرے بعد نبی آخرالزماں تشریف لا رہے ہیں جن کا اسم گرامی احمد ہے۔ پھر وہ دوبارہ تشریف لانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہوں گے اور آپ کے دین کی تبلیغ کریں گے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا اصول واحد ہے اور ان کے فروع مختلف ہیں یعنی اعتقادیات میں تمام انبیاء کرام علیہما السلام متفق ہیں اور وہ توحید ہے اور شرائع اور احکام میں مختلف ہیں گویا کہ وہ علاتی بھائی ہیں جن کا والد ایک اور والدات مختلف ہوتی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اس سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد صرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہیں اور کوئی نبی نہیں مگر یہ استدلال کچھ ضعیف ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جرجیس اور خالد بن سنان تھے اور وہ دونوں نبی تھے۔ لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی صاحبِ شریعت نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ خالد بن سنان کا کوئی اعتبار نہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ خالد کا کوئی ثبوت نہیں اور صحیح حدیث اس کو مسترد کرتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

رَجُلاً يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ اَسَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَالَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيسٰى اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ عَيْنِيَ

٣٢٢٤ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ عُمَرَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُطْرُوْنِي كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ —

٣٢٢٢ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم کے بہت قریب ہوں تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں ان کے فروع مختلف ہیں اور دین ایک ہے۔ ابراہیم بن طہمان نے موسیٰ بن عقبہ سے اُنھوں نے صفوان بن سلیم سے اُنھوں نے عطاء بن یسار سے اُنھوں نے ابوہریرہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(یہ حدیث کی دوسری سند ہے)

٣٢٢٣ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم "علیہ السلام" نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو فرمایا تو نے چوری کی ہے۔ اُس نے کہا ہرگز نہیں اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو عیسیٰ "علیہ السلام" نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنی آنکھوں کو جھٹلاتا ہوں۔

٣٢٢٤ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میری مدح میں اتنا مبالغہ نہ کرو جیسے نصاریٰ نے ابن مریم کی مدح میں مبالغہ کیا میں تو صرف اللہ کا عبد ہوں لیکن تم کہو کہ آپ اللہ کے عبد اور رسول ہیں (نہ خدا ہوں اور نہ خدا کا بیٹا ہوں)

٣٢٢٣ - ٣٢٢٤ — شرح : قرطبی نے کہا بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو چوری کرتے دیکھا کہ اس نے محفوظ مال کو خفیۃً پکڑا ہے۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ لفظ "سَرَقْتَ" سے پہلے استفہام

marfat.com

Marfat.com

مقدر ہو جیسا کہ بعض نسخوں میں پایا جاتا ہے تو معنی یہ ہوگا۔ کیا تو نے چوری کی ہے؟
مگر یہ امکان بعید ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جزم سے فرمایا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے چوری کرتے دیکھا ،، جب اُس نے قسم کھائی تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو سچ کہتا ہے اور جو میں نے دیکھا تھا کہ تو نے یہ مال بطریق سرقہ پکڑا ہے۔ اس کی تکذیب کرتا ہوں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس مال میں پکڑنے والے کا حق ہوگا یا اس کو دیکھنے کے لئے پکڑا ہو اور غصب کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ظاہری حکم کے اعتبار سے تصدیق و تکذیب کی تھی باطنی حکم میں نہیں کی تھی ورنہ مشاہدہ اعلیٰ یقین ہے اس کی تکذیب کیسے ہو سکتی ہے۔

قولہ لَا تُطْرُوْنِیْ آہ یعنی باطل کلام سے میری مدح نہ کرو جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ کی باطل مدح کی اور ان کو الٰہ تسلیم کر لیا اور کہا عیسیٰ تیسرا خدا ہے۔ اور ان کو اللہ کا بیٹا سمجھنے لگے یہ عیسیٰ علیہ السلام کی مدح میں مبالغہ تھا۔ اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات کسرِ نفسی فرمائی۔ الحاصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی باطل مدح حرام ہے کہ آپ کو خدا کہیں۔ ورنہ اس کے علاوہ جو بھی آپ کی مدح کی جائے آپ اس سے زیادہ کے مستحق ہیں۔ علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ ؎

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ — وہ مدح چھوڑ و جو عیسائیوں نے اپنے نبی کی شان میں کہی (کہ ابن اللہ بنا ڈالا)

وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَکِمِ — اور اس کے سوا جو کچھ مدح میں کہنا چاہو حکم لگا کر اور فیصلہ کر کے کہو۔

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ — آپ کی ذات کی طرف جو تعظیم و شرافت چاہے نسبت کرو۔

وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ — اور آپ کے مرتبہ کی طرف جو بھی چاہے عظمتوں کی نسبت کرو۔

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ — کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کی کوئی حد نہیں۔

حَدٌّ فَیُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ — جو با لفاظ فصیح بولنے والا اپنے منہ سے بول سکے!

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کمالات، عظیم درجات اللہ تعالیٰ نے عطاء کئے ہیں اور جو کمال بشر کو عطاء کرنا ممکن تھا۔ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء کیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ کے کمالات، محاسن اور مناقب بیان کرنے سے ہم بشریہ قاصر ہیں۔ الوہیت کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالات کے جامع ہیں۔

لَهٗ هِمَمٌ لَا مُنْتَهٰی لِکِبَارِهَا ۞ وَهِمَّتُهُ الصُّغْرٰی اَجَلُّ مِنَ الدَّهْرِ

marfat.com
Marfat.com

٣٢٢٥ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا صَالِحٌ ابْنُ حَيٍّ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ خُرَاسَانَ قَالَ لِلشَّعْبِيِّ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدَّبَ الرَّجُلُ اَمَتَهٗ فَاَحْسَنَ تَاْدِيْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا اٰمَنَ بِعِيْسٰى ثُمَّ اٰمَنَ بِيْ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَالْعَبْدُ اِذَا اتَّقٰى رَبَّهٗ وَاَطَاعَ مَوَالِيَهٗ فَلَهٗ اَجْرَانِ ٣٢٢٦ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ نَا سُفْيٰنُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَآ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ

٣٢٢٥ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مرد اپنی لونڈی کی اچھی تربیت کرے اور اس کو اچھے طریقہ سے تعلیم دے پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوگنا ثواب ملے گا اور جو عیسیٰ پر ایمان لایا پھر مجھ پر ایمان لایا اس کو دوگنا ثواب ملے گا۔ اور جب بندہ اللہ سے ڈرے اور اپنے مالکوں کی اطاعت کرے اس کو دوگنا ثواب ملے گا۔

٣٢٢٥ — شرح : اس حدیث میں کچھ حصہ محذوف ہے۔ ابن حبان بن موسیٰ نے ابن مبارک سے روایت کی کہ اہل خراسان سے ایک شخص نے شعبی سے کہا ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی ام ولدہ کو آزاد کر کے پھر اس سے نکاح کر لے تو وہ شخص اس شخص کی طرح ہے جو اپنے بدنہ پر سوار ہو جاتا ہے۔ شعبہ نے اس کے جواب میں مذکور حدیث بیان کی۔ حدیث ع ۹۶ کی شرح دیکھیں۔

٣٢٢٦ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بے ختنہ اٹھائے جاؤ گے۔ پھر آپ نے پڑھا "جیسے ہم نے پہلی دفعہ پیدا کیا،

marfat.com
Marfat.com

فَاَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى اِبْرَاهِيْمُ ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ اَصْحَابِيْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اَصْحَابِيْ فَيُقَالُ اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ذُكِرَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَبِيْصَةَ قَالَ هُمُ الْمُرْتَدُّوْنَ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰى عَهْدِ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَاتَلَهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۲۲۷ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ اَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ

دوبارہ بھی پیدا کریں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے ہم ضرور پورا کریں گے سب سے پہلے ابراہیم کو لباس پہنایا جائے گا پھر میرے اصحاب میں سے داہنی طرف اور بائیں لے جایا جائے گا اور میں کہوں گا یہ میرے اصحاب ہیں تو کہا جائے گا۔ جب آپ ان سے جدا ہوئے تھے۔ وہ اپنی ایڑھیوں کے بل پھر گئے تھے (مرتد ہوگئے تھے) تو میں کہوں گا جو عبد صالح عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا میں جب تک ان میں تھا ان پر گواہ تھا جب تو نے مجھے آسمانوں پر اٹھا لینے کا وعدہ پورا کر دیا تو تو ہی ان کی نگہبانی کرنے والا تھا اور تو ہر شئی پر گواہ ہے۔ عزیز حکیم تک محمد بن یوسف نے کہا کہ ابوعبداللہ نے قبیصہ کے ذریعے بیان کیا کہ وہ لوگ وہ ہیں جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مرتد ہوگئے تھے اور انھوں نے ان سے جنگ کی تھی (حدیث ۳۱۲۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

اَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْحَرْبَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ اَبُوهُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا

باب: حضرت ابن مریم علیہما السلام کا آسمان سے نزول

۳۲۲۷ — ترجمہ: سعید بن مسیب نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے درانحالیکہ وہ منصف حاکم ہوں گے وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور مال زیادہ ہو جائے گا حتی کہ اس کو کوئی بھی قبول نہیں کرے گا حتی کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی نعمتوں سے بہتر ہوگا پھر ابوہریرہ نے کہا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو۔ کوئی بھی اہلِ کتاب میں سے نہیں مگر وہ ان کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔ اور وہ قیامت میں ان پر گواہ ہوں گے،،

۳۲۲۷ — شرح: کسرِ صلیب سے مراد نصرانیت کو ختم کرنا ہے اور ساری دنیا میں صرف ایک دینِ اسلام رہ جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو قبول نہیں کریں گے اور ان کے نزول سے قبل جزیہ باقی رہے گا۔ کیونکہ ہم مال کے محتاج ہیں اور آپ کے نزول کے بعد مال کی کثرت کے باعث مال کی احتیاجی نہ رہے گی اور جزیہ ختم ہو جائے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت سے عدل و انصاف کے سبب برکات نازل ہوں گی اور خیرات کی بارشیں ہوں گی اس وقت زمین اپنے تمام خزانے باہر نکال دے گی اور قیامت کے قرب کے باعث لوگوں کی مال و دولت کی طرف رغبت نہ رہے گی اور ایک سجدہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس زمانہ میں قربِ الٰہی صدقات و خیرات سے نہ ہوگا صرف عبادات سے ہی قربِ الٰہی حاصل ہوگا۔ لوگوں کے حال کی اصلاح ہوگی ان کا ایمان مضبوط ہوگا ان کا مطمحِ نگاہ صرف اللہ کی عبادت ہوگی اور وہ ایک رکعت کو ساری دنیا کے حصول پر ترجیح دیں گے اور نماز کثرتِ صدقہ

marfat.com
Marfat.com

سے بہتر ہوگی۔ سجدہ سے مراد ایک رکعت ہے۔ قولہ "اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ الخ میں اِنْ" نافیہ ہے۔ اور "بِهٖ" میں ضمیر کے مرجع میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن جریر نے اپنے اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے ایسے ہی ابو رجاء کے طریق سے حسن بصری سے مروی ہے۔ اُنھوں نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل سب اہلِ کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ بخدا! وہ زندہ ہیں جب ان کا نزول ہوگا تو وہ سب کے ایمان کا مرجع ہوں گے۔ بعض علماء نے کہا ضمیر کا مرجع اللہ ہے اور بعض نے اس کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا ہے۔ اور "قَبْلَ مَوْتِهٖ" میں ضمیر کا مرجع اہل کتاب ہیں۔ چنانچہ ابن جریر نے عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی "کہ کوئی یہودی اور نصرانی عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بغیر نہیں مرے گا" عکرمہ نے ابن عباس سے سوال پوچھا کہ اگر وہ چھت سے گر کر مرجائے یا آگ میں جل جائے یا اس کو درندہ کھا جائے تو پھر بھی وہ عیسیٰ علیہ السلام پر لائے گا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے بغیر نہیں مرے گا حتیٰ کہ اپنے ہونٹوں کو حرکت دے کر عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا۔ علامہ عینی نے کہا اس حدیث میں ضعف ہے۔ اور ایک جماعت نے اس قول کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ ابی بن کعب کی قرأت یہ ہے "اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ قَبْلَ مَوْتِهِمْ" یعنی اہل کتاب موت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے۔

لیکن اس حال میں ان کا ایمان مفید نہ ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں کیا حکمت ہے اور اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے نزول میں یہودیوں کا ردّ ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے کہا تھا کہ اُنھوں نے عیسیٰ کو قتل کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب بیان کی کہ اُنھوں نے قتل نہیں کیا بلکہ وہ ان کو قتل کریں گے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس وقت ان کی موت کا وقت قریب ہوگا اس لئے وہ زمین پر اُتریں گے تاکہ اس میں دفن ہوں کیونکہ جو مٹی سے پیدا ہوئے ہیں وہ مٹی کے سوا دوسرے مکان میں فوت نہیں ہوتے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی صفات کی سماعت کی تو انہیں شوق ہوا کہ وہ بھی آپ کی اُمت کا فرد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعاء قبول کی اور ان کو زندہ باقی رکھا حتیٰ کہ وہ آخر زمان میں تشریف لائیں گے اور اسلام کے امور کی تجدید کریں گے اور ان کے زمانہ میں دجال کا خروج ہوگا وہ اس کو قتل کریں گے۔

چوتھا جواب یہ ہے آسمان سے نزول کے سبب نصاریٰ کی تکذیب کریں گے اور ان کے باطل دعووں کے بطلان کا اظہار کریں گے کہ انھوں نے عیسیٰ کو قتل کر دیا ہے۔

(عینی و کرمانی و فتح باختصار) (بقیہ تقریر حدیث ۲۰۸۲ کی شرح میں دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۲۲۸ — حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ

۳۲۲۸ — ترجمہ : ابوقتادہ کے آزاد کردہ غلام نافع سے روائت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری اس وقت کیسی شان ہوگی جبکہ تمہارے درمیان ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ یونس کی عقیل بن خالد اور اوزاعی نے متابعت کی!

۳۲۲۸ — شرح : امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الایمان میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کیفیت یہ ہوگی کہ آپ ہلکے زرد رنگ کی چادریں پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے سفید مینار کے پاس شرقی دمشق کے دروازہ پر نزول فرمائیں گے۔ جب سر نیچا کریں گے تو موتیوں کی طرح قطرے ٹپکتے نظر آئیں گے آپ کے پاس یہودی آکر کہیں گے ہم آپ کے اصحاب ہیں آپ انہیں فرمائیں گے تم جھوٹ بولتے ہو نصاریٰ بھی اسی طرح کہیں گے آپ فرمائیں گے میرے اصحاب مہاجرین ہیں جو جنگ سے بچ نکلے ہیں۔ آپ ان کے خلیفہ کو دیکھیں گے کہ وہ انہیں نماز پڑھا رہے ہیں آپ پیچھے ہو جائیں گے اور اسے فرمائیں گے اللہ آپ سے راضی ہے میں تو صرف وزیر بن کر آیا ہوں امیر بن کر نہیں آیا ہوں۔ آپ کے تشریف لاتے ہی امارت ختم ہو جائے گی۔ نیز کعب احبار نے کہا دجال مومنوں کا بیت المقدس محاصر کئے ہوگا لوگوں کو سخت بھوک پیاس لگے گی حتی کہ وہ اپنی کمانوں کی رسیاں کھانے لگیں گے وہ اسی حال میں ہوں گے کہ وہ صبح کے اندھیرے میں ایک بلند آواز سنیں گے اور وہ عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے نماز قائم ہوگی مسلمانوں کا امام متاخر ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آپ آگے امامت کے لئے مصلی پر تشریف لائیے! چنانچہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔ پھر اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام ہی امام ہوں گے اور وہ شخص حضرت مہدی علیہ السلام ہیں۔ ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے کہ آپ اذان و اقامت کے درمیان نزول فرمائیں گے اور ابن عمر کی مرفوع روائت میں ہے کہ مسلمان بیت المقدس میں محصور ہوں گے۔ اس وقت عورتیں ایک لاکھ ہوں گی اور بائیس ہزار مجاہد مرد ہوں گے۔ اچانک ان کو بادل ڈھانپ لے گا۔ صبح کے وقت بادل کھلے گا تو عیسیٰ علیہ السلام ان میں موجود ہوں گے۔ مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد زمین میں عیسیٰ علیہ السلام کی

marfat.com
Marfat.com

مدت اقامت سات سال ہوگی۔ ابو نعیم نے کتاب الفتن میں ابن عباس سے روائت کی کہ اس وقت عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے اور انیس سال زمین میں اقامت فرمائیں گے۔ اسی اسناد سے انھوں نے ابوہریرہ سے روائت کی کہ آپ زمین میں چالیس سال اقامت کریں گے۔ احمد اور ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ عبدالرحمٰن بن آدم کے طریق سے ابوہریرہ سے اس طرح مرفوع روائت کی ہے۔ کعب سے روائت ہے کہ آپ لوگوں میں چوبیس سال اقامت کریں گے ان میں سے دس سال لوگوں کو جنت میں درجات کی تفصلات بیان کریں گے۔ ابن عباس سے روائت ہے کہ آپ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی اور انیس سال اقامت کریں گے۔ یزید بن ابی حبیب سے روائت ہے کہ آپ قبیلہ ازد کی عورت سے نکاح کریں گے تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ آپ خدا نہیں ہیں۔ ایک روائت کے مطابق آپ شادی کریں گے۔ آپ کی اولاد بھی ہوگی اور پینتالیس سال اقامت کریں گے پھر فوت ہوں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں مدفون ہوں گے۔ عبداللہ بن عمر کی حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین میں صرف سات برس ٹھہریں گے۔ آپ کے دو صاحبزادے محمد اور موسیٰ ہوں گے۔ آپ کے زمانہ میں کوئی امام، قاضی اور مفتی نہ ہوگا اللہ تعالیٰ علم کو قبض کرے گا اور لوگ علم سے خالی ہوں گے جب آپ نازل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس شریعت کا علم عطا کرے گا تاکہ لوگوں میں فیصلے کریں اور سب مومن جمع ہوکر آپ کو حاکم تسلیم کریں گے جبکہ ان کے سوا کوئی اس کے لائق نہ ہوگا (عینی باختصار)

قولہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ ،، علامہ قسطانی نے ذکر کیا مسلم کی روائت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا جائے گا کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں تو آپ اس امت کے احترام و اعزاز کے طور پر فرمائیں گے تم میں سے ہی بعض امام ہوں گے۔ ابن جوزی نے کہا اگر عیسیٰ علیہ السلام بحیثیت امامت آگے ہوں تو دلوں میں ان خطرات کو راہ ملے گی کہ آپ تو شرع نبی ہیں اس لئے وہ مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھیں گے۔ تاکہ شبہ کے غبار سے ،، لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ،، کا روئے مبارک غبار آلود نہ ہو۔ طیبی نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہاری امامت اس حال میں کریں گے کہ آپ تمہارے دین پر ہوں گے!

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھنا حالانکہ وہ آخر زمانہ ہوگا اور قیامت قریب ہوگی اس میں اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ کی زمین حجت قائم کرنے والے سے خالی نہ ہوگی۔ حدیث شریف میں ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ،، لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُقَالَ اَللّٰہُ اَللّٰہُ ،، واللہ ورسولہ اعلم!

عقیل بن خالد اور عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی دونوں نے ابن شہاب سے یہ حدیث روائت کرنے میں یونس کی متابعت کی۔

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ

٣٢٢٩ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ اَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ اِذَا خَرَجَ مَآءً وَّنَارًا فَاَمَّا الَّذِيْ يَرَى النَّاسُ اَنَّهَا النَّارُ فَمَآءٌ بَارِدٌ وَاَمَّا الَّذِيْ يَرَى النَّاسُ اَنَّهٗ مَآءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِيْ يُرٰى اَنَّهَا نَارٌ فَاِنَّهٗ عَذْبٌ بَارِدٌ قَالَ حُذَيْفَةُ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوْحَهٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنی اسرائیل کے واقعات کا ذکر

٣٢٢٩ ترجمہ : ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عقبہ بن عمرو نے حذیفہ سے کہا آپ ہم سے وہ حدیث کیوں نہیں بیان کرتے جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ حذیفہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دجال جب خروج کرے گا اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی جس کو لوگ آگ گمان کریں گے وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور جس کو ٹھنڈا پانی خیال کریں گے وہ جلا دینے والی آگ ہوگی

marfat.com
Marfat.com

فَقِيْلَ لَهٗ هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا اَعْلَمُ قِيْلَ لَهٗ اُنْظُرْ قَالَ مَا اَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَاُجَازِيْهِمْ فَاُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الْحَيٰوةِ وَصّٰى اَهْلَهٗ اِذَا اَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوْا لِيْ حَطَبًا كَثِيْرًا وَاَوْقِدُوْا فِيْهِ نَارًا حَتّٰى اِذَا اَكَلَتْ لَحْمِيْ وَخَلَصَتْ اِلٰى عَظْمِيْ فَامْتُحِشْتُ فَخُذُوْهَا فَاطْحَنُوْهَا ثُمَّ انْظُرُوْا يَوْمًا رَاحًا فَاذْرُوْهُ فِي الْيَمِّ فَفَعَلُوْا فَجَمَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقَالَ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ قَالَ عُقْبَةُ ابْنُ عَمْرٍو وَاَنَا سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَكَانَ نَبَّاشًا

تم میں سے جو کوئی اسے پائے تو وہ اس میں واقع ہو جس کو وہ یہ دیکھے کہ یہ آگ ہے۔ کیونکہ وہ ٹھنڈا پانی ہوگا حذیفہ نے کہا میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا۔ اس کے پاس فرشتہ آیا تاکہ اس کی روح قبض کرے اس شخص سے کہا گیا کیا تو نے کوئی اچھا عمل کیا ہے؟ اُس نے کہا میں نہیں جانتا پھر اس سے کہا ذرا نظر تو ڈال اس نے کہا میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا ہوں کہ میں دُنیا میں لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا اور ان سے قرض طلب کرتا تو مال دار کو میں مہلت دیتا اور غریب سے درگزر کر دیتا تھا اس کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس کو جنّت میں داخل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کی موت قریب آئی اور جب وہ زندگی سے نا امید ہو گیا تو اپنے گھر والوں کو وصیّت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کر کے اُن میں آگ لگا دو حتیٰ کہ جب آگ میرے گوشت کو جلا کر میری ہڈیاں تک پہنچے اور وہ جل جائیں تو ان کو پکڑ کر پیس لو پھر جس دن تیز ہوا ہو اس کو (راکھ) دریا میں ڈال دو اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس راکھ کے ذرّات کو جمع کر کے فرمایا تو نے یہ کیوں کیا اُس نے کہا تجھ سے ڈرتے ہوئے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ عقبہ بن عمرو نے کہا میں نے حذیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ شخص کفن چور تھا۔

۳۲۲۹ ـــــ شرح : یہ حدیث تین احادیث پر مشتمل ہے۔ پہلی حدیث دجّال سے متعلق

marfat.com
Marfat.com

۳۲۲۳۰ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَعْمَرٌ وَیُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ یَطْرَحُ خَمِیْصَةً لَّهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ فَاِذَا اغْتَمَّ کَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ کَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِهِمْ مَسَاجِدَ یُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا

ہے دوسری حدیث اس شخص کے بارے میں ہے جو لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور مطالبہ کے وقت مالدار سے تاخیر کرتا اور تنگ دست سے درگزر کر دیتا تھا اس کے باعث اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا تیسری حدیث کفن چور کے متعلق ہے۔ دوسری کو قال حذیفہ سے شروع کیا اور تیسری حدیث کو "فَقَالَ وَسَمِعْتُهٗ" سے شروع کیا۔ قولہ اِمْتَخَشَتْ" مَخش کا معنی چمڑے کو جلا کر ہڈیوں کو ظاہر کر دینا ہے۔ "یَوْمًا حَارًّا" یعنی وہ دن جس میں سخت ہوا چل رہی ہو۔ قولہ قال عقبہ بن عمرو" بظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابو مسعود نے صرف آخری حدیث سنی ہے لیکن عبد الملک سے شعبہ کی روایت ہے کہ انھوں نے تینوں حدیثیں سنی ہیں۔ اس باب کے آخر میں اس کی وضاحت ہوگی۔

قولہ "وَکَانَ نَبَّاشًا" بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابو مسعود نے اضافہ کیا ہے لیکن ابن حبان نے ربعی اور حذیفہ کے طریق سے بیان کیا کہ فرمایا "تُوُفِّیَ رَجُلٌ کَانَ نَبَّاشًا" یعنی ایک شخص مر گیا جو کفن چور تھا اس نے اپنے لڑکے سے کہا میرے مرنے کے بعد جلا دینا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ "وَکَانَ نَبَّاشًا" حذیفہ اور ابو مسعود دونوں سے مروی ہے۔ طبرانی کی روایت میں یہ لفظ ہے "بَیْنَمَا حُذَیْفَةُ وَاَبُوْ مَسْعُوْدٍ جَالِسَیْنِ" الخ یعنی ایک دفعہ حذیفہ اور ابو مسعود دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ایک نے دوسرے سے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص قبور میں مردوں کے کفن چوری کرتا تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ روایت دونوں سے مروی ہے۔

۳۲۲۳۰ ترجمہ: عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے چہرۂ انور پر کمبل ڈالا جب گھبراہٹ محسوس ہوتی تو اس کو چہرۂ انور سے ہٹا

marfat.com
Marfat.com

۳۲۲۱ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ قَالَ قَاعَدْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِيْنَ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَآءَ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فُوْا بِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَآئِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ

دیا اور فرمایا جبکہ آپ اسی حال میں تھے۔ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے اُنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا آپ ان کے اس فعل سے بچانا چاہتے تھے۔ (حدیث ۴۲۷ کی شرح دیکھیں)

۳۲۲۱ ـــ ترجمہ : فرات قزاز نے کہا میں نے ابوحازم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ بنی اسرائیل کے امور کا انتظام انبیاء کرام علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی وفات پا جاتا تو دوسرا نبی اس کے بعد آتا اور واقعہ یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ عنقریب خلفاء بہت ہوں گے۔ لوگوں نے کہا آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ فرمایا پہلے کی بیعت پوری کرو پھر اس کے بعد والے کی اور ان کے حقوق پُورے کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں جن پر حکمران بنایا ہے۔ ان کے متعلق وہ اُن سے پوچھے گا۔

۳۲۲۱ ـــ شرح : سیاست کے معنی کسی شئ کی اصلاح کرنے کے ہیں۔ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام بنی اسرائیل کے امور کی اصلاح کرتے تھے کیونکہ جب وہ فتنہ و فساد کرتے تو اللہ تعالیٰ ان سے فساد زائل کرنے کے لئے نبی بھیجتا تھا وہ ان کے امور درست کرتے تھے اور جس قدر اُنھوں نے تورات کی تحریف و تغییر کی ہوتی تھی اس کو درست کرتے تھے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو پہلے نبیوں سا کام کرے البتہ میرے بعد خلفاء بکثرت ہوں گے۔ تم ان کی اطاعت کرو جب ایک خلیفہ کی بیعت کرلو تو وہی بیعت صحیح ہوگی۔ اگر کوئی دوسرا خلیفہ بن بیٹھے تو اس کی گردن اُڑا دو۔ پہلے خلیفہ کی ہی بیعت صحیح ہوگی۔ اس کے ساتھ وفاء کرو دوسرے کی بیعت باطل ہے اس کے ساتھ وفا نہ کرو۔

marfat.com
Marfat.com

۳۲۳۲ــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ سَلَكُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوْهُ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ

۳۲۳۳ــــ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَكَرُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ

۳۲۳۲ــــ ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلے لوگوں کی بالشت بالشت اور گز گز بھر پیروی کرو گے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوں گے تو تم وہی راہ اختیار کرو گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہود و نصاریٰ ہیں فرمایا تو اور کون؟

۳۲۳۲ــــ شرح : یعنی تم یہود و نصاریٰ کی پیروی کرو گے وہ کریں گے ویسا کرو گے۔ گوہ کی تخصیص اس لئے ہے کہ ایک تو وہ ذلیل جانور ہے دوسرے اس کی بل تنگ ہوتا ہے وہ ان کی پیروی کریں گے اور ان کی ایسا اختیار کریں گے اگر وہ تنگ سوراخ میں داخل ہوں گے ان کی ضرور موافقت کرو گے۔ مراد یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی غیبی خبریں بتائیں کہ ایسا ہوگا کہ ان کے بد اخلاق عادات اور دیگر ان کے اعمال قبیحہ میں مشغول ہو گئے ہو اس کو ہوتا ہوا دیکھ لو۔ ایسا ہی ہوا۔ فللہ الحمد علی ذلک

۳۲۳۳ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

marfat.com
Marfat.com

۳۲۲۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ تَكْرَهُ اَنْ يَجْعَلَ يَدَهٗ فِیْ خَاصِرَتِهٖ وَتَقُوْلُ اِنَّ الْيَهُوْدَ تَفْعَلُهٗ تَابَعَهٗ شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ

۳۲۲۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِیْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی كَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ

بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان دو دو بار اور اقامت ایک ایک بار کہیں (حدیث ۵۸۲، ۵۹۳ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنا ہاتھ

۳۲۲۴ — کوکھ پر رکھنا مکروہ جانتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ یہ یہودی کرتے ہیں۔ شعبہ نے اعمش سے روایت کرنے میں سفیان کی متابعت کی۔

۳۲۲۴ — شرح : یعنی نمازی حالتِ نماز میں اپنے ہاتھ کوکھ پر نہ رکھے۔ حدیث میں اگرچہ مطلقاً کوکھ پر ہاتھ رکھنے کو مکروہ فرمایا گیا ہے لیکن یہ نماز کی حالت سے مقید ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ابونعیم نے احمد بن فرات کے طریق سے بخاری کے شیخ محمد بن یوسف سے روایت کی ہے۔ اس میں یہ لفظ ہے "ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے نماز کی حالت میں اختصار (کوکھ پر ہاتھ رکھنا) کو مکروہ سمجھا اور فرمایا اس طرح یہودی کرتے ہیں" اسماعیلی نے یزید بن ہارون کے طریق سے سفیان ثوری سے اسی اسناد کے ساتھ روایت کی کہ نماز میں ہاتھ کوکھ پر رکھنے کو مکروہ سمجھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس طرح جابر لوگ کرتے ہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دوزخی اس طرح آرام کریں گے نیز اس طرح وہ شخص کرتا ہے جس کو مصیبت نے نڈھال کر دیا ہو۔ جب شیطان کو زمین پر اتارا گیا تو وہ اس حال میں اترا تھا (عینی باختصار)

marfat.com
Marfat.com

اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَعْمَلُ لِیْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰی صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰی مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰی صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَعْمَلُ لِیْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ قَالَ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِیْنَ تَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ اَلَا لَکُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَیْنِ فَغَضِبَ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالُوْا نَحْنُ اَکْثَرُ عَمَلًا وَاَقَلُّ عَطَآءً قَالَ اللّٰهُ وَهَلْ ظَلَمْتُکُمْ مِنْ حَقِّکُمْ شَیْئًا قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنَّهٗ فَضْلِیْ اُعْطِیْهِ مَنْ شِئْتُ

۳۲۳۶ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ یَقُوْلُ قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا

۳۲۳۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا زمانہ پہلی امتوں کے زمانہ کی نسبت ایسا ہے جیسے نماز عصر اور سورج کے غروب ہونے کے درمیان وقت ہے۔ تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے۔ جس نے چند لوگوں کو کرایہ پر لیا اور کہا تم میں سے کون ہے جو آدھا دن ایک ایک قیراط پر کام کرے تو یہود نے ایک ایک قیراط پر آدھا دن کام کیا پھر اُس نے کہا کون ہے جو آدھے دن سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کرے تو نصاریٰ نے آدھے دن سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر اُس نے کہا کون ہے جو عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کرے۔ دیکھو تم وہ لوگ ہو جو عصر کی نماز سے سُورج غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کرتے ہو۔ تمہارے لئے دوگنا اجر ہے۔ یہود و نصاریٰ غصہ سے بھر گئے اور کہنے لگے ہم نے کام زیادہ کیا اور اجر کم ملا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہارے حق سے کچھ کم کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا نہیں اللہ نے فرمایا میرا اپنا فضل ہے جسے چاہوں عطاء کروں۔ (حدیث ۵۲۴ء ، ۵۲۵ء کی شرح دیکھیں)

۳۲۳۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو

marfat.com
Marfat.com

اَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا ثُمَّ

۳۲۳۷ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ كَبْشَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو ہلاک کرے کیا اس کو معلوم نہیں ہُوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں پہ لعنت کرے کہ ان پہ چربی حرام کی گئی تو اُنھوں نے اس کو پگھلایا اور بیچا۔ جابر بن عبداللہ اور ابوہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت میں ابن عباس کی متابعت کی۔

(حدیث ع۲۰۸۴ ، ع۲۰۸۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۳۲۳۷ — نے فرمایا میرا کلام لوگوں تک پہنچادو اگرچہ وہ ایک آئت ہی ہو۔ بنی اسرائیل کے واقعات بیان کرو اس میں حرج نہیں اور جس نے مجھ پہ قصداً جھوٹ بولا وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے

شرح : یعنی میرے کلام کی ظاہری علامت اگرچہ فعل یا اشارہ ہو لوگوں ۳۲۳۷ — تک پہنچادو۔ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "حدیث" کو ذکر نہیں فرمایا کیونکہ قرآن کی آیات کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ اُٹھایا ہے۔ اس کے باوجود آیات کی تبلیغ واجب ہے تو حدیث کی تبلیغ بطریق اولیٰ واجب ہے۔ ایک آئت کا ذکر اس لئے کیا کہ سامع کے پاس قرآن کا جو بھی حصہ ہو وہ لوگوں تک پہنچانے میں سُستی نہ کرے اگرچہ وہ اقل قلیل ہو۔

قولہ "حَدِّثُوْا عَنِّيْ" یعنی بنی اسرائیل کے عجیب وغریب واقعات بیان کرنے میں حرج نہیں لیکن ان کے واقعات بیان کرنا مباح ہے واجب نہیں اور نہ ہی اُن پر افتراء جائز ہے۔ اور رسول سے ثقہ اسناد کے بغیر ابلاغ جائز نہیں۔ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ ان پر جھوٹ بولنا مباح ہے بلکہ معنیٰ یہ ہے کہ جب ان کی کوئی بات ذکر کرنی ہو تو حرج نہیں کیونکہ اُن کی شریعت ہم پر لازم نہیں اور جب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی روائت کرنی ہو تو ضروری ہے کہ ثقہ راوی سے روائت کی جائے تاکہ جناب رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جھوٹ نہ بولا جائے (حدیث ع۱۰۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۲۳۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ

۳۲۳۸ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاریٰ مہندی نہیں لگاتے تم اُن کی مخالفت کرو!

۳۲۳۸ — شرح : بالوں کو مہندی لگانا مستحب ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بالوں کی سپیدی زائل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تعارض نہیں کیونکہ رنگ یا مہندی سے سپیدی کا ازالہ نہیں ہوتا بلکہ سفیدی ڈھانپی جاتی ہے۔ بعض علماء نے کہا "ازالہ" سے مراد سفید بالوں کو اکھاڑنا ہے۔ بالوں کو سیاہ کرنا ممنوع ہے۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بالوں کو رنگ کرو اور سیاہ کرنے سے بچو! ابوداؤد نے ابن عباس سے مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ آخر زمانہ میں لوگ بالوں کو ایسا رنگ کریں گے جیسے کبوتر کی گردن کے ہوتے ہیں وہ لوگ جنت کی ہوا نہ پائیں گے۔ اس حدیث کو حاکم نے بھی ذکر کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔ حدیث تو بہرکیف صحیح ہے لیکن اس کے مرفوع یا موقوف ہونے میں کلام ہے۔ اگر حدیث موقوف بھی ہو تو اس طرح کا حکم عقل سے معلوم نہیں ہو سکتا اور وہ حدیث رفع کے حکم میں ہوتی ہے۔ اسی لئے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار کیا ہے کہ سیاہ رنگ کرنا تحریمًا مکروہ ہے۔ حلیمی نے کہا یہ کراہت صرف مَردوں کے لئے ہے عورتیں اپنے شوہروں کے لئے خوبصورتی بنانے کے لئے لگا سکتی ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ سفید بال مہندی اور وسمہ سے رنگ کرنے میں وسعت ہے۔ سیاہ رنگ مجھے پسند نہیں اور جہاد میں بالاتفاق سیاہ رنگ کرنا جائز ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ کرنے میں مختلف اقوال ہیں۔ مؤطا میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ کرتے دیکھا ہے۔ میں بھی یہ پسند کرتا ہوں۔ بعض علماء نے کہا عبداللہ بن عمر زرد رنگ کرتے تھے۔ بعض علماء نے کہا عبداللہ بن عمر کی حدیث میں زردی سے مراد کپڑوں کو زرد رنگ کرنا ہے۔ چنانچہ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے ایک بار زرد رنگ کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، علی المرتضیٰ، ابی

marfat.com
Marfat.com

۳۲۳۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ وَمَا نَسِيْنَا مُنْذُ حَدَّثَنَا وَمَا نَخْشٰى اَنْ يَّكُوْنَ جُنْدَبٌ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهٖ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَاَخَذَ سِكِّيْنًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهٗ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بَادَرَنِيْ عَبْدِيْ بِنَفْسِهٖ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ **حدیث** اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰى

بن کعب، ابن مسیب، سائب بن یزید اور ابن شہاب نے کبھی بالوں کو رنگ نہیں کیا تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رنگ نہیں کیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بالوں کو رنگ کرتے تھے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنگ کرتے تو میں ہی رنگ کرتی۔ امام مالک نے کہا کالے رنگ سے بال رنگنے کے متعلق میں نے کوئی روائت نہیں سُنی۔ مہندی اور وسمہ سے رنگنا مجھے پسند ہے۔ بس یہی، کافی ہے (عینی) واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہم سے جُندب نے اس مسجد میں بیان کیا اور جب سے اُنھوں نے بیان کیا ۳۲۲۹ — ہم اس کو بھولے نہیں ہیں اور اس کا ہمیں ڈر نہیں کہ جندب نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا ہو۔ اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص کو بہت زخم آئے اور وہ گھبرا گیا تو اُس نے چھری لی اور اس کے ساتھ اپنا ہاتھ کاٹ دیا اس کا خون بند نہ ہُوا حتیٰ کہ وہ مرگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے اپنی جان میں مجھ سے جلدی کی ہے۔ میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے!

شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت مِنْ قَبْلِكُمْ ،، میں ہے۔ یہ بنی اسرائیل کو بھی شامل ہے۔ مسجد سے مراد بصرہ کی مسجد ہے۔ ۳۲۲۹ —

قولہ مَا نَخْشٰى ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل تھے اور جھوٹ سے محفوظ تھے۔ وہ خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی جھوٹی بات نسبت نہ کرتے تھے۔ حدیث میں مذکور شخص

marfat.com
Marfat.com

۳۲۴۰ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ قَالَ اَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ثَلَاثَةً فِیْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَبْرَصَ وَ اَقْرَعَ وَاَعْمٰی بَدَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یَّبْتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ مَلَکًا فَاَتَی الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ قَدْ قَذِرَنِیَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ فَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا فَقَالَ وَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ فَقَالَ الْاِبِلُ اَوْ قَالَ

کے متعلق فرمایا کہ اس پر جنت حرام کردی تغلیظ اور زجر پر محمول ہے۔ یا اُس نے خودکشی کو جائز سمجھا تھا۔ یہ کفر ہے کافر پہ جنت حرام ہے یا اس پہ خاص جنت حرام کردی اور وہ جنت الفردوس ہے (عینی وکرمانی)

بنی اسرائیل کے کوڑھے، اندھے اور گنجے کے متعلق حدیث

۳۲۴۰ — ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

الْبَقَرُ هُوَ شَكَّ فِي ذٰلِكَ اَنَّ الْاَبْرَصَ اَوِ الْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا الْاِبِلُ
وَقَالَ الْاٰخِرُ الْبَقَرُ فَاُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَآءَ فَقَالَ يُبَارَكُ لَكَ فِيْهَا قَالَ وَ
اَتَى الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ هٰذَا
عَنِّيْ قَدْ قَذِرَنِيَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ وَاُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا
قَالَ فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَاَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا وَقَالَ
يُبَارَكُ لَكَ فِيْهَا وَاَتَى الْاَعْمٰى فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ يَرُدُّ اللّٰهُ
اِلَيَّ بَصَرِيْ فَاُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَاَيُّ
الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْغَنَمُ فَاَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا فَاَنْتَجَ هٰذَانِ وَ
وَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنْ بَقَرٍ وَلِهٰذَا وَادٍ
مِّنْ غَنَمٍ ثُمَّ اَنَّهُ اَتَى الْاَبْرَصَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ

علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ بنی اسرائیل کے تین اشخاص کوڑھے، اندھے، اور گنجے کی اللہ تعالیٰ نے آزمائش کرنا چاہی تو ان کے پاس فرشتہ بھیجا وہ کوڑھے کے پاس آیا اور کہا تجھے کونسی چیز پسند ہے اُس نے کہا رنگ اچھا اور جلد اچھی لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا تو اس کا کوڑھ جاتا رہا اور اچھی رنگت اور خوبصورت جلد اس کو دی گئی۔ پھر اسے کہا کونسا مال تجھے پسند ہے۔ اس نے اونٹ یا گائے کہا۔ راوی نے اس میں شک کیا کہ کوڑھے اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کہے اور دوسرے نے گائے بیل، تو اس کو دس ماہ کی گابھن اونٹنی دی گئی۔ اور فرشتہ نے کہا اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت کرے پھر وہ گنجے کے پاس گیا اور کہا تجھے کونسی شئی پسند ہے اس نے کہا بال اچھے ہوں اور یہ گنج مجھ سے جاتا رہے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیر دیا تو اس کا گنج جاتا رہا اور اس کو خوبصورت بال دیئے گئے۔ پھر کہا کونسا مال تجھے پسند ہے۔ اس نے کہا گائے مجھے پسند ہے اُس نے اس کو گابھن گائے دے دی اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت کرے۔ پھر وہ اندھے کے پاس آیا اور کہا تجھے کونسی شئی پسند ہے اُس نے کہا اللہ تعالیٰ اُس کی بینائی اسے واپس کر دی۔ فرشتہ نے کہا تجھے کونسا مال پسند ہے۔ اُس نے کہا بکری۔ اس کو حاملہ بکری دیدی

marfat.com
Marfat.com

تَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ
اَسْئَلُكَ بِالَّذِيْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا
اَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ الْحُقُوْقَ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ لَهٗ كَاَنِّيْ
اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰى
فَقَالَ لَقَدْ وَرِثْتُ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ
اِلٰى مَا كُنْتَ وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ
لِهٰذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هٰذَا فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ
اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ وَاَتَى الْاَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ وَابْنُ السَّبِيْلِ
وَتَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ

اُن دونوں نے بچے دیئے اور اس نے بھی بچہ دیا تو اس کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور اس کی گائے سے جنگل بھر گیا اور اس کی بکریوں سے جنگل بھر گیا پھر فرشتہ کوڑھے کے پاس اسی شکل وصورت میں آیا اور کہنے لگا میں مسکین مرد ہوں میرے سفر کا سارا سامان ختم ہو گیا ہے۔ آج اللہ کے بغیر پھر تیرے بغیر پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں میں تجھ سے اللہ کے ذریعے جس نے تجھے اچھی رنگت اور اچھی جلد اور مال عطا فرمایا ہے۔ تجھ سے اونٹ مانگتا ہوں تاکہ میں اُس پر سوار ہو کر سفر طے کر لوں۔ گنجے نے کہا حقوق بہت ہیں۔ فرشتے نے اسے کہا غالباً میں تجھے پہچانتا ہوں کیا تو گنجہ نہ تھا؟ تجھ سے لوگ نفرت کرتے تھے کیا تو فقیر نہ تھا؟ اللہ نے تجھے مال دیا اُس نے کہا میں آباؤ اجداد سے وارث در وارث چلا آ رہا ہوں لہٰذا میں سے ہر ایک بڑا بڑے کا وارث ہوا ہے۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے وہی کر دے جو تو تھا پھر وہ گنجے کے پاس اسی شکل وصورت میں آیا اور اسے وہی کہا جو پہلے سے کہا تھا اُس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے نے جواب دیا تھا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے وہی کر دے جو تو تھا پھر وہ نابینا کے پاس اسی صورت میں آیا اور کہا مسکین مرد اور مسافر ہوں میرے سفر کا سامان ختم ہو گیا ہے۔ آج اللہ کے بغیر پھر تیرے بغیر کفائت نہیں ہے۔ میں تجھ سے اس ذات کے ذریعہ سے سوال کرتا ہوں جس نے تیری بینائی واپس کی ہے اور تجھے بکری دی ہے۔ میں اپنے سفر میں کفائت چاہتا ہوں۔ اور گھر پہنچنا چاہتا ہوں۔ نابینا نے کہا میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے میری بینائی

marfat.com
Marfat.com

أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي وَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللهُ بَصَرِي وَفَقِيرًا فَأَغْنَانِي اللهُ فَخُذْ مَا شِئْتَ فَوَاللهِ لَا أَحْمَدُكَ الْيَوْمَ لِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلهِ فَقَالَ أَمْسِكْ مَالَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا الْكِتَابُ الْمَرْقُومُ مَكْتُوبٌ مِنَ الرَّقْمِ رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا شَطَطًا إِفْرَاطًا

واپس کی اور میں فقیر تھا۔ اللہ نے مجھے غنی کیا جو چاہو لے جاؤ! بخدا! آج تو نے اللہ کے لئے جو شئی لے لی میں تجھے منع نہیں کروں گا۔ فرشتے نے کہا تم اپنا مال اپنے پاس روکو! تمہارا امتحان لیا گیا بے شک اللہ تجھ سے راضی ہے اور تیرے دونوں ساتھیوں پر ناراض ہے۔

۳۲۴۰ — شرح: یعنی ان اشخاص کو اللہ تعالیٰ ازل میں ہی جانتا تھا۔ اب اس کے اظہار کا ارادہ کیا یہ مقصد نہیں کہ اب اس کے لئے ان کا حال ظاہر ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ محال ہے اس پر کوئی شئی مخفی نہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشخاص کے ابتلاء کا فیصلہ کیا کیونکہ شئی پر قضاء مقدم ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے "اَرَادَ اللهُ اَنْ يَبْتَلِيَهُمْ"، یعنی اللہ نے ان کے امتحان کا ارادہ کیا۔ قولہ "قَذَرَنِي"، یعنی لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ ایک روایت میں "قَذَرُونِي النَّاسُ" اور یہ "اَكَلُونِي الْبَرَاغِيثُ"، کی طرح ہے یعنی اَكَلُوا کا فاعل ضمیر جمع ہے اور "براغیث"، ضمیر سے بدل ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ، "الذین" ضمیر مرفوع متصل سے بدل واقع ہے۔ قولہ "فَمَسَحَهُ"، یعنی فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیر دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے بندے کے ہاتھ میں اثر رکھا ہے اور اس سے لوگ شفایاب ہوتے ہیں "رقیہ"، کے باب میں اس کی پوری وضاحت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے"

marfat.com
Marfat.com

الوَصِيدُ الْفِنَاءُ وَجَمْعُهُ وَصَآئِدُ وَوُصُدٌ وَيُقَالُ الْوَصِيدُ الْبَابُ
اَلْمُؤْصَدَةُ الْمُطْبَقَةُ اَصَدَ الْبَابَ وَاَوْصَدَ بَعَثْنَاهُمْ اَحْيَيْنَاهُمْ
اَزْكٰى اَكْثَرُ رَيْعًا فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰى اٰذَانِهِمْ فَنَامُوْا رَجْمًا بِالْغَيْبِ لَمْ
يَسْتَبِنْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَقْرِضُهُمْ تَتْرُكُهُمْ

اس باب میں قرآن کریم میں سورۂ کہف کی بعض آیات کا ذکر ہے۔ صحیح خبر یہی ہے کہ اصحابِ کہف نے جہاں پناہ لی تھی وہ روم کا علاقہ ہے۔ ان کے شہر کا نام "افسوس" اور بادشاہ کا نام "دقیانوس" تھا۔ وہ قسطنطنیہ سے تقریباً چالیس کلومیٹر دُور ہے۔ اصحابِ کہف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت حج کریں گے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ہے کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کے مددگار ہوں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق اصحابِ کہف کے نام یہ ہیں۔ مَكْسَلِمِينَا، يَمْلِيخَا، مَرْطُونَس بَيْنُونَس، سَارِينُونَس، ذُدُنَاس، كَشْفِيطَ طَنُونَس" اور ان کے کتے کا نام قِطمیر ہے۔ ان ناموں کی خاصیت یہ ہے کہ لکھ کر جس گھر کے دروازے پر لگا دیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے۔ سرمایہ پر رکھ دیئے جائیں تو چوری نہیں جاتا۔ کشتی یا جہاز ان کی برکت سے غرق نہیں ہوتا۔ بھاگا ہوا شخص ان کی برکت سے واپس آجاتا ہے۔ کہیں آگ لگی ہو یہ اسماء کپڑے پر لکھ کر ڈال دیئے جائیں تو وہ بجھ جاتی ہے۔ بچہ کے رونے، باری کے بخار، دردِ سر، ام الصبیان، خشکی و تری کے سفر میں جان و مال کی حفاظت، عقل کی تیزی، قیدیوں کی آزادی کے لئے یہ اسماء لکھ کر بطریق تعویذ بازو میں باندھے جائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا رقیم اس وادی کا نام ہے جس میں کہف ہے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ ان سے یہ بھی منقول ہے کہ رقیم تانبے کی تختی ہے جس میں اصحابِ کہف کے نام درج ہیں۔ وہ اپنی قوم سے نکل کر کسی طرف چلے گئے تھے۔

رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوبِهِمْ ہم نے ان کو صبر کا الہام کیا۔ شَطَطًا" حد سے گزری ہوئی بات اَلْوَصِيد صحن اس کی جمع "وَصَائِد اور وُصُد" آتی ہے۔ دروازہ کو بھی وصید کہا جاتا ہے۔ مُؤْصَدَةٌ" بھڑکتی رہی۔ یہ سورۂ کہف میں نہیں اس کو بالتبع ذکر کیا ہے۔ کیونکہ دونوں کا مشتق منہ وَاحِدٌ ہے۔ اَصَدَ الْبَاب" دروازہ کو بند کر دیا۔ بَعَثْنَاهُمْ" ہم نے ان کو زندہ کیا۔ اَزْكٰى" ستھرا طعام فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰى اٰذَانِهِمْ" وہ سو گئے رَجْمًا بِالْغَيْبِ" غیر واضح۔ مجاہد نے کہا "تَقْرِضُهُمْ" ان سے کترا جاتا ہے۔ یعنی سورج اصحابِ کہف سے ایک طرف نکل جاتا ہے اور ان کو چھوڑ دیتا ہے اور ان پر تھوڑی سی شعاع پڑتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ"

marfat.com
Marfat.com

أَلْجُزْءُ الرَّابِعُ عَشَرَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ حَدِيْثُ الْغَارِ

۳۲۴۱ — حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشُوْنَ اِذَا اَصَابَهُمْ مَطَرٌ فَاَوَوْا اِلٰى غَارٍ فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ

چودھواں پارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب حدیثِ غار

۳۲۴۱ — ترجمہ : نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ تم سے پہلی امت کے تین شخص چل رہے تھے کہ اچانک ان پر بارش آگئی وہ ایک غار میں داخل ہوگئے تو ان پر غار کا منہ بند ہوگیا۔ اُنھوں نے ایک

marfat.com
Marfat.com

لِبَعْضٍ اِنَّهٗ وَاللّٰهِ يَا هٰؤُلَاءِ لَا يُنَجِّيْكُمْ اِلَّا الصِّدْقُ فَلْيَدْعُ كُلُّ
رَجُلٍ مِّنْكُمْ بِمَا يَعْلَمُ اَنَّهٗ قَدْ صَدَقَ فِيْهِ فَقَالَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ
اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ لِيْ اَجِيْرٌ عَمِلَ لِيْ عَلٰى فَرَقٍ مِنْ اُرُزٍّ
فَذَهَبَ وَتَرَكَهٗ وَاِنِّيْ كُنْتُ عَمَدْتُ اِلٰى ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهٗ فَصَارَ
مِنْ اَمْرِهٖ اَنِّيْ اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَّاَنَّهٗ اَتَانِيْ يَطْلُبُ
اَجْرَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ اعْمِدْ اِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ فَسُقْهَا فَقَالَ لِيْ اِنَّمَا لِيْ عِنْدَكَ
فَرَقٌ مِّنْ اُرُزٍّ فَقُلْتُ لَهٗ اعْمِدْ اِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ فَاِنَّهَا مِنْ ذٰلِكَ الْفَرَقِ
فَسَاقَهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا
فَانْسَاخَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ فَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ
لِيْ اِبْوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ اٰتِيْهِمَا كُلَّ لَيْلَةٍ بِلَبَنِ غَنَمٍ لِيْ
فَاَبْطَأْتُ عَنْهُمَا لَيْلَةً فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا وَاَهْلِيْ وَعِيَالِيْ يَتَضَاغَوْنَ

دوسرے سے کہا خدا کی قسم اے ساتھیو! تمہیں سچائی کے سوا کوئی شئی نجات نہیں دلا سکتی۔ تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اس شئی کے وسیلہ سے دعاء کرے جسے وہ جانتا ہو اور وہ اس کے بیان کرنے میں سچا ہو چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرا ایک مزدور تھا جس نے ایک فرق چاول کے عوض میرا کام کیا وہ چلا گیا اور اُجرت چھوڑ گیا میں نے اس فرق کو لے کر زراعت کی تو میں نے اس سے ایک گائے خرید کی
وہ میرے پاس آیا اور اپنی مزدوری طلب کی تو میں نے کہا وہ گائے ہانک کر لے جاؤ اُس نے کہا تمہارے پاس میری اُجرت صرف ایک فرق چاول ہیں میں نے اسے کہا وہ گائے ہانک لے جاؤ وہ اسی فرق سے خریدی ہے۔
وہ گائے ہانک لے گیا اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیرے ڈر سے کیا تھا تو ہم

marfat.com
Marfat.com

مِنَ الْجُوْعِ وَكُنْتُ لَا اَسْقِيْهِمْ حَتّٰى يَشْرَبَ اَبَوَايَ فَكَرِهْتُ اَنْ
اُوْقِظَهُمَا وَكَرِهْتُ اَنْ اَدَعَهُمَا فَيَسْتَكِنَّا لِشَرْبَتِهِمَا فَلَمْ اَزَلْ اَنْتَظِرُ
حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ
عَنَّا فَانْسَاخَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ حَتّٰى نَظَرُوْا اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ الْاٰخَرُ اللّٰهُمَّ
اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنِّيْ
رَاوَدْتُّهَا عَنْ نَفْسِهَا فَاَبَتْ اِلَّآ اَنْ اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَطَلَبْتُهَا حَتّٰى
قَدَرْتُ فَاَتَيْتُهَا بِهَا فَدَفَعْتُهَا اِلَيْهَا فَاَمْكَنَتْنِيْ مِنْ نَفْسِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ
بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ وَ
تَرَكْتُ الْمِائَةَ الدِّيْنَارِ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ
فَفَرِّجْ عَنَّا فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوْا

سے یہ پتھر ہٹا دے چنانچہ پتھر کچھ ہٹ گیا پھر دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے میں ہر رات ان کے لئے بکریوں کا دودھ لے جاتا تھا۔ ایک رات دیر ہو گئی میں آیا تو وہ سو رہے تھے اور میری بیوی اور بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے تھے میں ان کو دودھ نہ پلاتا تھا حتیٰ کہ میرے ماں باپ دودھ پی لیں لیکن ان کو بیدار کرنا اچھا نہ سمجھا اور یہ بھی اچھا نہ سمجھا کہ انہیں چھوڑ دوں کہ وہ اس کے نہ پینے کی وجہ سے کمزور ہو جائیں اس لئے میں انتظار کرتا رہا حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیرے ڈر سے کیا ہے تو ہم سے پتھر ہٹا دے چنانچہ ان سے پتھر کچھ ہٹ گیا اور انھوں نے آسمان دیکھ لیا پھر تیسرے شخص نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے چچا کی بیٹی مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھی میں نے اس کا دل لبھایا اس نے انکار کر دیا مگر یہ کہ میں اسے سو دینار دوں میں نے دینار تلاش کئے اور وہ مجھے مل گئے میں وہ لے کر اس کے پاس آیا اور اس کے حوالہ کئے تو اس نے مجھے اپنے نفس پر قادر کر دیا جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا اللہ سے ڈر اور مہر کو ناحق نہ توڑ تو میں اٹھ کھڑا ہوا اور سو دینار بھی چھوڑ دیئے اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیرے خوف سے کیا تھا

marfat.com
Marfat.com

تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے پورا پتھر ہٹا دیا اور وہ باہر نکل آئے۔

۳۲۴۱ **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان لوگوں کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو جانتا ہے۔ تو انھوں نے کیوں یہ کہا کہ اگر تو جانتا ہے جبکہ یہ شک کے الفاظ ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام مقتضیٰ ظاہر کے خلاف ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ ان کو یہ علم نہ تھا کہ اللہ کے نزدیک ان کے اعمال معتبر ہیں اور وہ اس کا جزم نہ کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ ہمارے اعمال تیرے حضور معتبر ہیں تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے (کرمانی)

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی اس سے پہلے ابرص، اقرع اور نابینا کی حدیث سے کیا مناسبت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں مذکور رقیم "اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ" وہی غار ہے جس میں مذکور تین اشخاص نے پناہ لی تھی۔ بزار اور طبرانی نے حسن اسناد سے ذکر کیا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین شخص چل رہے تھے اور وہ غار میں چلے گئے۔ ان پر غار کا دروازہ بند ہوگیا (عینی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت دعا کرنا، والدین کے ساتھ نیکی کرنا ان کی خدمت کرنا بیوی اور اولاد پر ان کو ترجیح دینا افضل عمل ہے۔ حرام کاموں سے بچنا خصوصاً جب ان پر قادر ہو اور کوئی مانع نہ ہوتے ہوئے بچنا بہترین عمل ہے اور امانت کا ادا کرنا افضل عمل ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات ثابت ہیں اور کسی اجنبی کی کوئی چیز اس کے کہنے کے بغیر بیچ دینا اور اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔ جبکہ اس کے بعد مالک اس کو جائز قرار دیدے اور پہلی امتوں کے احکام ہمارے لئے مشروع ہیں۔ جب کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن سے منع نہ کرے کیونکہ مذکور حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مدح و ثنا یہ واقعہ ذکر فرمایا اور مذکور نیک اعمال کرنے والوں کی مدح فرمائی اور اس امر کو ثابت رکھا۔ اگر یہ ہماری شریعت میں جائز نہ ہوتا تو اس کی وضاحت فرما دیتے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس شخص نے کسی کے مال میں جو اُس نے غصب کیا ہو یا اس کے پاس امانت پڑا ہو۔ تجارت کی تو اس کا نفع اس کے لئے جائز ہے۔ جبکہ اصل مال اس کے مالک کو واپس کر دے۔

امام مالک، سفیان ثوری اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن مستحب امر یہ ہے کہ اس سے بچے اور ایسے نفع کا صدقہ کر دے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے لئے نفع جائز نہیں اور اس کو صدقہ کر دینا ضروری ہے۔ امام محمد اور امام زفر رحمہما اللہ تعالیٰ بھی یہی کہتے ہیں اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ نفع صاحبِ مال کا ہے اور اس میں جو کمی بیشی ہوئی ہو وہ اس کا ضامن ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال کو اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ بنانا مستحب ہے جب نیک اعمال کو وسیلہ بنانا جائز ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہ اللہ تعالیٰ کو بطریق اولیٰ

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ ۳۲۴۲ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا امْرَاَةٌ تُرْضِعُ ابْنَهَا اِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ وَهِيَ تُرْضِعُهٗ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْ اِبْنِيْ حَتّٰى يَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فِي الثَّدْيِ وَمُرَّ بِامْرَاَةٍ تُجَرَّرُ وَيُلْعَبُ بِهَا فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا فَقَالَ اَمَّا الرَّاكِبُ فَاِنَّهٗ كَافِرٌ وَاَمَّا الْمَرْاَةُ فَاِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ لَهَا تَزْنِيْ وَتَقُوْلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ لَهَا تَسْرِقُ وَتَقُوْلُ حَسْبِيَ اللّٰهُ

وسیلہ بنانا جائز ہے۔ قرآن کریم میں ہے " وَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ بِهٖ مِنْ قَبْلُ "، یعنی وہ لوگ اس سے پہلے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ ستودہ صفات کو لڑائیوں میں فتح حاصل کرنے کے لئے وسیلہ بنایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے اے اللہ! نبی آخر الزمان کے وسیلہ سے ہمیں فتح و نصرت عطاء فرما! (تفاسیر)

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث کتاب البیوع میں مذکور ہے۔ وہاں مکی کا فرق مذکور ہے۔ چاول نہیں لیکن مکی اور چاول کے دانے مخلوط ہوں تو ادنی مشابہت کے باعث ہر ایک کا دوسرے پر اطلاق جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب

۳۲۴۲ — ترجمہ : ابوالزناد نے بیان کیا کہ ان سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھی کہ اس کے پاس سے ایک سوار گزرا جبکہ وہ عورت بچے کو دودھ پلا رہی تھی تو اُس نے کہا اے اللہ میرے بچہ کو فوت نہ کر حتی کہ وہ اس شخص جیسا ہو جائے۔ (یہ سن کر) شیر خوار بچہ نے کہا اے اللہ! مجھے اُس جیسا نہ کرنا پھر

marfat.com
Marfat.com

پھر وہ دودھ پینے لگا اور ایک عورت کو گھسیٹا جا رہا تھا اور اس سے ہنسی کی جا رہی تھی تو اس عورت نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ کرنا تو بچہ نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا کر شیر خوار بچہ نے کہا سوار کافر تھا اور عورت کو لوگ کہہ رہے تھے تو نے زناء کیا ہے اور وہ کہتی تھی میرا اللہ مجھے کافی ہے لوگ کہتے تھے تو نے چوری کی ہے اور وہ کہتی تھی میرا اللہ مجھے کافی ہے۔

۳۲۴۲ — شرح : شیر خوارگی اور بچپن میں کئی بچوں نے کلام کیا ہے۔ اوّل حضرت یوسف علیہ السّلام کی برأت کی شہادت زلیخا کے ماموں کے لڑکے نے دی جو اس وقت گہوارہ میں تھا۔

دوم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اوائل ولادت میں یہ کلام فرمایا «اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً»

۳ : عیسیٰ علیہ السلام نے کلام فرمایا جو قرآن کریم میں مذکور ہے۔

۴ : حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی والدہ مریم بنت عمران علیہم السّلام نے کلام کیا سورۂ مریم میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۵ : حضرت یحییٰ علیہ السّلام نے بچپن میں کلام کیا۔

۶ : حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام جب پیدا ہوئے تو اپنے دونوں قدموں پر کھڑے ہو کر فرمایا «لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَلْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا

۷ : حضرت نوح علیہ السّلام کی والدہ خطرات کے پیش نظر آپ کی ولادت کے وقت ایک غار میں تشریف لے گئیں اور وہاں ان کو جنم دیا جب واپس ہونے لگیں تو کہا ہائے نوح! اسی وقت حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: اے میری پیاری ماں فکر نہ کر وجس نے مجھے پیدا کیا ہے وہ میری حفاظت کرے گا۔

۸ : حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جب آپ کو جنم دیا تو آپ نے دونوں قدموں پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے میری ماں! فرعون سے کوئی ڈر خطرہ محسوس نہ کرنا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

۹ : جب حضرت یوسف علیہ السّلام اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے تو بحالت جنین فرمایا میں گم ہونے والا ہوں اور لمبا زمانہ اپنے والد سے غائب رہوں گا۔ آپ کی والدہ نے یہ سُن کر حضرت یعقوب علیہ السلام سے ذکر کیا تو اُنھوں نے فرمایا اس کو راز میں رہنے دو کسی سے یہ ذکر نہ کرنا

۱۰ : ایک بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا جب اُس نے چھینک لی تو بچے نے پیٹ میں چھینک کا جواب دیا۔ موجود لوگوں نے پیٹ میں سے آواز کو سنا

۱۱ : ایک عورت اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اس کے پاس سے ایک عورت کو گھسیٹ کر لے جایا جا رہا تھا اور لوگ کہتے تھے تو نے زناء کیا ہے تو نے چوری کی ہے تو اس بچے نے اس عورت کی برأت کی شہادت دی۔

marfat.com
Marfat.com

۳۲۴۳ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيْفُ بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ اِذْ رَاَتْهُ بَغِیٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهٖ

۱۲ : اصحابِ خندق جن کو عذاب دیا جا رہا تھا ایک شیر خوار بچّہ نے اپنی والدہ سے کہا فکر مت کر تو حق پہ ہے۔

۱۳ : فرعون کی لڑکی کی نوکرانی جو اسے کنگھی کیا کرتی تھی جب وہ مسلمان ہوگئی اور فرعون کی بیٹی کو پتہ چلا تو اس نے فرعون کو بتایا کہ ہماری مشاطہ مسلمان ہوچکی ہے۔ فرعون نے تانبے کے برتن کو گرم کرکے اس میں مشاطہ اور اس کی اولاد کو ڈالنے کا حکم دیا تو بچے نے کہا اے میری ماں صبر کر یقیناً تو حق پہ ہے۔ حالانکہ بچّہ شیر خوار تھا۔

۱۴ : بعض صحابہ نے بیان کیا میں مکہ مکرمہ گیا اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک عجیب شئی دیکھنے میں آئی۔ ایک شخص نومولود بچہ کو کپڑے میں لپیٹ کر آپ کے پاس لایا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بچّہ سے فرمایا میں کون ہوں؟ بچے نے فصیح زبان سے کہا آپ اللہ کے رسُول ہیں آپ "صلّی اللہ علیہ وسلّم" نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے برکت والا کرے۔ اس کے بعد اس بچہ نے کلام نہ کیا ہم اس کو "مبارک یمامہ" کہتے تھے۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

۱۵ : جُریج راہب کا واقعہ : فاحشہ عورت کے نومولود بچہ نے جُریج کی برأت کی شہادت دی۔ حدیث ع ۱۱۳۶ ، ع ۳۲۱۶ میں اس کی تفصیل ہے۔

۱۶ : شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ میں نے اپنی بیٹی زینب سے کہا جو شیر خوار تھی اور اس کی عمر تقریباً ایک برس تھی۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جمع کرے اور انزال نہ ہو تو کیا اس پہ غسل واجب ہے یا نہیں تو اس نے فوراً جواب دیا اس پر غسل واجب ہے۔ موجود لوگ یہ سُن کر حیران رہ گئے اس کے بعد میں اپنی بیٹی سے جُدا ہو کر مکہ مکرمہ چلا گیا اور ایک سال غائب رہا۔ میں نے اس کی والدہ کو حج کرنے کی اجازت دی وہ آئی تو میں اس کی ملاقات کرنے نکلا میری بیٹی نے اونٹ کے اُوپر مجھے دیکھ لیا حالانکہ وہ شیر خوار تھی۔ ابھی اس کی والدہ نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔ لڑکی نے کہا یہ میرا باپ ہے اور ہنس کر میری طرف مائل

marfat.com
Marfat.com

۳۲۴۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِیْ سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ وَكَانَتْ فِیْ يَدِ حَرَسِیٍّ فَقَالَ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُوْلُ اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَآؤُهُمْ

ہونے لگی ۔ الحاصل شیرخوارگی، بچپن اور شکم مادر میں کئی بچوں نے کلام کیا حضرت عیسٰی علیہ السلام نے مریم کے پیٹ میں انجیل یاد کرلی تھی ۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی والدہ کے پیٹ میں آدھا قرآن یاد کرلیا تھا ۔ فَسُبْحَانَ مَنْ شَرَّفَ عِبَادَهٗ هٰكَذَا ،، (ماخوذ از روح البیان)

۳۲۴۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دفعہ ایک کتا ایک کنوئیں کے چاروں طرف گھوم رہا تھا قریب تھا کہ پیاس اس کو ہلاک کردے ۔ اچانک بنی اسرائیل کی فاحشہ عورتوں میں سے ایک فاحشہ عورت نے اس کو دیکھا تو اُس نے اپنا جُوتا اُتارا اور اس کو پانی پلایا تو اس کے سبب اس کو بخش دیا گیا

۳۲۴۳ — شرح : یہ حدیث کتاب المساقات میں گزری ہے ۔ وہاں یہ واقعہ مرد کے متعلق ہے ۔ ایسے ہی کتاب الطہارۃ میں یہ واقعہ مرد کے متعلق ہے ۔ بعض علماء نے کہا یہ متعدد واقعات ہیں ۔ ایک مرد کے متعلق ہے ۔ دوسرا عورت کے متعلق ہے ۔ حدیث ۲۲۰ اور حدیث ۱۷۲ کی شروح دیکھیں ۔

۳۲۴۴ — ترجمہ : حُمَید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ اُنھوں نے امیر معاویہ بن ابوسفیان کو جس سال اُنھوں نے حج کیا یہ فرماتے ہوئے سُنا جبکہ اُنھوں نے بالوں کی ایک دیگ جو اُنھوں نے ایک سپاہی کے ہاتھوں سے لی تھی پکڑ کر کہا اے مدینہ منورہ والو! تمہارے علماء کہاں ہیں ۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع کرتے ہوئے سُنا ہے ۔ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کی عورتوں نے جب ان کو اپنا شعار بنایا تو وہ ہلاک ہوگئے ۔

۳۲۴۴ — شرح : حرسی کا معنی سپاہی ہے ۔ حرا اس طرف منسوب ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بادشاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔ قولہ اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ ،، اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے علماء ایسی بُری شئی سے عورتوں کو منع کیوں نہیں

marfat.com
Marfat.com

۳۲۴۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُونَ وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِي أُمَّتِي هٰذِهِ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

۳۲۴۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ

نہیں کرتے اور وہ اس جیسے منکرات کو روکنے سے غافل کیوں ہیں؟ یہ مقصد نہیں کہ اس وقت علماء قلیل تعداد میں تھے جبکہ اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم وفات پاچکے تھے اور کم علم لوگ رہ گئے تھے جو ایسے امور کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اس لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے غفلت برتنے پر ان کو زجر و تہدید کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منکرات اور خلافِ شرع امور کے ازالہ کا حکام کو اہتمام کرنا چاہئیے۔ کیونکہ یہ امور لوگوں کی ہلاکت کا باعث ہیں۔ ایسے ہی عورتوں کا جاذب القلوب لباس پہن کر بازاروں کی زینت بننا غضبِ خدا کو دعوت دینا ہے (اعاذنا اللہ منہ)

۳۲۴۵ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی اُمتوں میں مُحَدَّث ہُوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں ایسا کوئی ہے تو یقیناً وہ عمر بن خطاب ہے۔

شرح : مُحَدَّث مفتوح الدال ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ مُحدَّث وہ ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ اچھی شئ کا اِلقاء کرتا ہے۔ گویا کہ وہ جو گمان کرتا ہے درست ہوتا ہے اور اس کے دل میں کوئی بات آتی ہے تو نفس الامر کے مطابق ہوتی ہے۔ یہ اولیاء اللہ کا بہت بڑا مقام ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں مُحَدَّث وہ ہے جس کی زبان پر حق جاری ہو۔ بعض کہتے ہیں جس سے فرشتے گفتگو کریں اس حدیث سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور اولیاء اللہ کی کرامات ثابت ہوتی ہیں جو قیامت تک منقطع نہ ہوں گی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۲۴۶ — ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ لَهٗ هَلْ تَوْبَةٌ قَالَ لَا فَقَتَلَهٗ فَجَعَلَ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِئْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَاَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاٰءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِيْ وَقَالَ لِهٰذِهٖ تَقَرَّبِيْ وَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰى هٰذِهٖ اَقْرَبُ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ

میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے انسان قتل کر دیئے تھے۔ پھر وہ اس کے متعلق دریافت کرنے نکلا تو ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا اور کہا کیا اس کی توبہ قبول ہے؟ راہب نے کہا نہیں۔ تو اُس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر وہ دریافت کرنے نکلا تو ایک شخص نے اسے کہا فلاں فلاں گاؤں میں جاؤ۔ (وہ اس طرف جا رہا تھا) اس کو موت نے پالیا تو اُس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف مائل کر دیا (جدھر وہ توبہ کرنے جا رہا تھا) اس کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم تکرار ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو اشارہ کیا کہ تو اس کے قریب ہو جا اور اس بستی (جس سے نکلا تھا) کو حکم دیا کہ تو دُور ہو جا۔ اور فرمایا دونوں بستیوں کا درمیان پیمائش کرو تو وہ اس بستی کے ایک بالشت زیادہ قریب پایا گیا (جدھر وہ جا رہا تھا) اللہ نے اس کو بخش دیا۔

۳۲۴۶ — شرح : طبرانی کی روایت میں ہے اُس نے ظلماً ننانوے انسان قتل کئے تھے مسلم نے ہمام کے طریق سے قتادہ سے روایت کی کہ وہ روئے زمین پر بہت بڑے عالم کی جستجو میں نکلا تاکہ اس سے پوچھے کہ اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ ایک نصرانی راہب کے پاس گیا۔ راہب کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر رفع کے بعد کا ہے کیونکہ رہبانیت کی ابتداء ان لوگوں سے ہوئی تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبع تھے۔ اس حدیث میں اشکال ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ اگر ہم یہ کہیں کہ ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں تو سارے نصوص کی مخالفت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا" الایۃ۔ اور اگر ہم یہ کہیں کہ توبہ قبول ہے تو نصوصِ شرع کی مخالفت ہوتی ہے۔ کیونکہ توبہ کے ساتھ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔ بلکہ ان میں توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ حقوق العباد اُن لوگوں کے سپرد کئے جائیں جو اُن کے مستحق ہیں یا ان سے معاف کرا جائیں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اس شخص سے راضی ہو گیا اور اس کی توبہ قبول کر لی تو وہ لوگ بھی راضی ہو جائیں گے جن کے حقوق اس نے غصب کر رکھے تھے۔ جب وہ شخص مر گیا تو رحمت اور عذاب کے فرشتے پہنچ گئے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے دِل سے توبہ کر لی ہے اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اُس نے کوئی نیک کام نہیں کیا ہے۔ ہشام کی روایت میں ہے کہ فرشتوں نے دونوں بستیوں کے درمیان مسافت کی پیمائش کی تو جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا وہ دوسری بستی سے جہاں سے

marfat.com
Marfat.com

۳۲۴۷ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً اِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ

آیا تھا۔ زیادہ قریب تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام گناہوں سے توبہ کرنی مشروع ہے حتّٰی کہ قتل وغیرہ کبائر سے توبہ کرنی مشروع ہے۔ قاضی نے کہا اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ دوسرے گناہوں کی طرح قتل سے بھی توبہ قبول ہے۔ اور جن نصوص سے توبہ کی عدم قبولیت معلوم ہوتی ہے وہ زجر و تہدید پر محمول ہیں تاکہ لوگ قتل پر جرأت نہ کرنے لگیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ، لہٰذا شرک کے سوا ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ ، جو کوئی عمداً مومن کو قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قتل عمد معاف نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو سزا دینا چاہے تو اس کی سزا یہی ہے جو آیت کریمہ میں مذکور ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو سزا نہ دے اور معاف کر دے۔ یا معنی یہ ہے کہ قاتل مومن کے قتل کو حلال سمجھ کر قتل کرے تو یقیناً قاتل ہمیشہ دوزخ میں رہے گا کیونکہ مومن کے قتل کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ قاعدہ ہے کہ جب مشتق پر حکم کیا جائے تو اس کا ماخذ حکم کی علت ہوتا ہے۔ لہٰذا وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا ، میں قتل کا سبب ایمان ہے۔ یعنی قاتل نے مقتول کو اس لئے قتل کیا تھا کہ وہ مومن ہے۔ لہٰذا اس کا حکم یہ ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اس میں سب کا اتفاق ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو عابد پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ پہلے راہب نے جو فتویٰ دیا تھا کہ اس کی توبہ قبول نہیں اس پر عبادت کا غلبہ تھا۔ اس نے ننانوے انسانوں کے قتل کو بہت بڑا گناہ سمجھا تھا جبکہ دوسرے راہب پر علم کا غلبہ تھا اس نے اچھا جواب دیا اور اس کو نجات کی راہ بتائی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دو شخصوں کا اپنے جھگڑے کے تصفیہ کے لئے تیسرے کو حاکم تسلیم کر لینا جائز ہے اور اس کا فیصلہ دونوں کے لئے قابل قبول ہوگا۔ کیونکہ رحمت اور عذاب کے فرشتوں نے باہم جھگڑا کیا تو تیسرے فرشتہ نے ان میں فیصلہ کر دیا جو انسانی شکل و صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ فرشتوں نے اس کے فیصلہ کو تسلیم کیا اور اس پر عمل کیا۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ علماء اور نیک لوگوں کے مقامات

marfat.com
Marfat.com

تَكَلَّمُ قَالَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٰذَا اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَبَيْنَمَا
رَجُلٌ فِیْ غَنَمِهٖ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ فَطَلَبَ حَتّٰى
كَاَنَّهٗ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ هٰذَا اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّیْ
فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِیَ لَهَا غَيْرِیْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ
اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ قَالَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٰذَا اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ
حَدَّثَنَا عَلِیٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ
اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِثْلَهٗ

کی طرف قصد کر کے جانا باعثِ برکت ہے۔ اور ان کے توسّل سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دیتا ہے۔
واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۲۴۷ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا فرمائی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ایک دفعہ ایک شخص بیل کو چلا رہا تھا اچانک وہ اس پر سوار ہو گیا اور اس کو مارا تو اس نے کہا میں اس لئے پیدا نہیں ہوا ہوں ہم تو صرف کھیتی باڑی کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! بیل باتیں کرتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اور ابوبکر و عمر اس پر یقین رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں (ابوبکر و عمر) وہاں موجود نہ تھے۔

ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریوں میں موجود تھا۔ اچانک بھیڑیئے نے حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری اُٹھا کر لے بھاگا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے بکری چھڑا لی پھر بھیڑیئے نے اس سے کہا یہ بکری تم نے مجھ سے چھڑا لی ہے۔ سبُع کے روز ان کا محافظ کون ہوگا جس دن میرے سوا ان کا چرواہا کوئی نہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور ابوبکر و عمر اس پر یقین رکھتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اس محفل میں موجود نہ تھے۔ علی، سفیان نے مِسعَر سے روایت کی انھوں نے سعد بن ابراہیم سے انھوں نے ابوسلمہ سے انھوں نے ابوہریرہ سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی (حدیث ۲۱۷۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۲۴۸ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰی رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهٗ فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِیْ اشْتَرَی الْعَقَارَ فِیْ عَقَارِهٖ جَرَّةً فِیْهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِیْ اشْتَرَی الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّیْ اِنَّمَا اشْتَرَیْتُ مِنْكَ الْاَرْضَ وَلَمْ اَبْتَعِ الذَّهَبَ وَقَالَ الَّذِیْ لَهُ الْاَرْضُ اِنَّمَا بِعْتُكَ الْاَرْضَ وَمَا فِیْهَا فَتَحَاكَمَا اِلٰی رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِیْ تَحَاكَمَا اِلَیْهِ اَلَكُمَا وَلَدٌ قَالَ اَحَدُهُمَا لِیْ غُلَامٌ وَقَالَ الْاٰخَرُ لِیْ جَارِیَةٌ قَالَ اَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِیَةَ وَاَنْفِقُوا عَلٰی اَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا

۳۲۴۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص نے دوسرے شخص سے اس کی زمین خریدی تو جس شخص نے زمین خریدی اس نے اس زمین میں ایک مٹکا پایا جس میں سونا تھا تو زمین کے خریدار نے کہا مجھ سے اپنا سونا لے لو میں نے تم سے زمین خریدی ہے۔ سونا نہیں خریدا۔ زمین کے مالک نے کہا میں نے زمین اور جو چیز اس میں تھا بیچ دیا تھا۔ چنانچہ وہ دونوں ایک شخص کے پاس جھگڑا لے گئے تو جس کے پاس وہ جھگڑا لے گئے اس نے کہا کیا تمہاری اولاد ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا میرا لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا میری لڑکی ہے۔ اُس نے کہا لڑکے کا لڑکی کے ساتھ نکاح کر دو اور اس سونے میں سے ان پر خرچ کرو!

شرح : عقار کا معنیٰ اصلِ مال ہے۔ جو زمین وغیرہ کی قسم سے ہو۔ کسی شئ کے اصل کو عقر کہا جاتا ہے۔ مکان اور کھجور پر بھی عقار کا اطلاق ہوتا ہے

۳۲۴۸ — حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بائع مشتری نے تیسرے شخص کو اس فیصلہ کا حاکم مقرر کیا تھا لیکن اسحاق بن بشر کی حدیث میں تصریح موجود ہے کہ وہ شخص حکومت کی طرف سے حاکم مقرر تھا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ اَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِیَةَ وَاَنْفِقُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمَا وَتَصَدَّقَا ،، اس میں جمع کا صیغہ مذکور ہے اور ،، تَصَدَّقَا ،، تثنیہ کا صیغہ ہے۔ جمع اور تثنیہ کے صیغوں کے ذکر کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عقدِ نکاح

marfat.com
Marfat.com

٣٢٤٩ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَعَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُونِ فَقَالَ أُسَامَةُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونُ رِجْسٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ فِيهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ

میں دو گواہ ہونے ضروری ہیں اس طرح وہ چار ہو جائیں گے۔ اس لئے "أَنْكِحُوا" جمع ذکر کیا اور خرچ کرنے میں کبھی مددگار کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ وکیل مقرر کیا جاتا ہے کہ وہ خرچ کرے تو اس اعتبار سے "أَنْفِقُوا" جمع ذکر کیا ہے۔ اور صدقہ کرنے میں تثنیہ کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بیوی خاوند دونوں ہی مخصوص ہوتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ کے لئے اپنے طور پر حاکم بنانا جائز ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر "حَكَمَ" کا فیصلہ شہر کے قاضی کی رائے کے موافق ہو تو نافذ ہوگا ورنہ نہیں۔ امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا اس میں شرط یہ ہے کہ اس میں فیصلہ کرنے کی اہلیت ہو اور وہ حق فیصلہ کرے اگرچہ قاضی کی رائے کے موافق ہو یا مخالف ہو۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ ہے کہ جو کوئی زمین کا مالک ہو جائے تو وہ عطاء کردہ باطن کی ہر شئ کا مالک ہو جاتا ہے اور زمین فروخت کرتے وقت اس کو زمین کے باطن میں کسی شئ کا علم نہ ہونا اس کی ملکیت کو ساقط نہیں کرتا (عینی) اس حدیث سے واضح ہوتا کہ وہ لوگ بہت محتاط اور متقی تھے بخلاف اس پُرآشوب دور کے کہ ذرہ ذرہ پر بددیانتی کرتے ہیں اور لوگوں کے مال غصب کرنے میں فخر کرتے ہیں "أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ"

٣٢٤٩ — **ترجمہ** : عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے سعد سے سنا کہ انھوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تم نے طاعون کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

marfat.com
Marfat.com

سے کیا سُنا ہے ؟ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا طاعون عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر آیا تھا یا تم سے پہلے لوگوں پر آیا تھا جب تم سنو کہ کسی زمین میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی جگہ طاعون آئے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے بھاگ کر نہ جاؤ۔ ابو نضر نے کہا صرف طاعون سے بھاگنے کی غرض سے نہ نکلو۔

۳۲۴۹ —

شرح : طاعون مرض ہے جس سے کثیر اموات مواقع ہوتی ہیں اور وہ سخت دردناک ورم ہے جو عموماً بغلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ وہ جلن کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور اس کی چاروں اطراف سیاہ یا سبز ہو جاتی ہیں اس کے ساتھ دل گھبراتا ہے اور قئی آتی ہے۔ یہ عذاب ہے جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا۔ لیکن یہ اس امّت مرحومہ کے لئے رحمت ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو طاعون سے مرجائے وہ شہید ہے۔ اسی لئے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جہاں طاعون آئی ہو وہاں سے صرف طاعون کے خوف سے بھاگ کر نہیں نکلنا چاہیئے۔ البتہ کسی اور غرض کے لئے نکلنا جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔ فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا منہ ،، کوفہ میں طاعون آئی تو مغیرہ بن شعبہ وہاں سے بھاگ نکلے جب بنی عوف کی بستی میں پہنچے تو طاعون کا شکار ہو گئے اور فوت ہو گئے۔ البتہ جہاں یہ مرض ہو وہاں جانے سے منع کیا گیا ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب کسی جگہ طاعون آئی ہو وہاں مت جاؤ اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب شام پر حملہ کا ارادہ کیا اور سرغ مقام میں پہنچے تو وہاں سے واپس آگئے۔ تاکہ نفوس انسانیہ کو اوہام پریشان نہ کریں۔ جہاں یہ مرض واقع ہُوئی ہو وہاں سے اس کے ڈر سے بھاگ نکلنا ممنوع ہے۔ اور بھاگنے والا صحیح سلامت نہیں رہتا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ،، طاعون سے بھاگنا ایسا ہے جیسے کافروں کے ساتھ جنگ میں معرکہ سے بھاگ جائے۔ قرآن کریم میں ہے جو لوگ اپنے گھروں سے ہزاروں کی تعداد میں نکلے وہ سب مر گئے کیونکہ وہ طاعون سے ڈر کر بھاگ نکلے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ چالیس ہزار آدمی تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کے آخر میں ہے ،، قَالَ اَبُوالنضرِ لَا یُخْرِجُکُمْ اِلَّا فِرَارًا مِنْہُ ،، بظاہر اس سے یہی سمجھ آتا ہے کہ جہاں طاعون واقع ہو وہاں سے تمہیں کوئی شئی سوا فرار کے نہ نکالے۔ یعنی طاعون سے بھاگ نکلنا صحیح ہے حالانکہ یہ حدیث کے مقصود کے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ،، لفظ اِلَّا ،، استثناء کے لئے نہیں ایجاب کے لئے ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے۔ لَا تَخْرُجُوْا اِذَا لَمْ یَکُنْ خُرُوْجُکُمْ اِلَّا فِرَارًا مِنْہُ ،، یعنی جب تمہارا نکلنا صرف طاعون سے فرار کے لئے ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ بعض علماء نے یہ جواب دیا کہ ،، اِلَّا ،، زائد ہے۔ جیسے اس آیت کریمہ ،، مَا مَنَعَکَ اللّٰہُ اِلَّا تَسْجُدَ ،، میں لَا زائد ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اِلَّا کو حذف کر دیا جائے علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس سے مراد حصر ہے یعنی جس خروج سے منع کیا گیا ہے۔ وہ محض فرار کے طور پر ہو۔ اور کسی غرض کے لئے نہ ہو لہٰذا مُعَلَّل منہی عنہ کی تفسیر ہے نہی کی تفسیر نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ کلمہ اِلَّا ذکر کرنے میں راوی سے غلطی ہُوئی ہے۔ درست یہ ہے کہ اس کو حذف کیا جائے لہٰذا کسی دوسری غرض جیسے تجارت

marfat.com
Marfat.com

۳۲۵۰ حَدَّثَنَا مُوسٰی ابْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ ابْنُ اَبِی الْفُرَاتِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بُرَیْدَۃَ عَنْ یَحْیٰی بْنِ یَعْمَرَ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ عَذَابٌ یَبْعَثُہُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَاَنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ جَعَلَہٗ رَحْمَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ لَیْسَ مِنْ اَحَدٍ یَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَیَمْکُثُ فِیْ بَلَدِہٖ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُہٗ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اِلَّا کَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِ شَہِیْدٍ ۔ ۳۲۵۱ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

وغیرہ کے لئے نکلنا مباح ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ "اَلْاِفْرَارُ" میں ہمزہ مکسور ہے اور فاء ساکن ہے۔ یعنی تم کو اِفرار نہ نکالے۔ مگر اس توجیہ میں تامل ہے کیونکہ افرّ اِفرارًا نہیں کہا جاتا فَرَّ فِرَارًا، کہا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

۳۲۵۰ — ترجمہ : سیدعالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق سوال عرض کیا تو آپ نے بیان فرمایا طاعون عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ جس پر چاہے بھیجتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے رحمت کیا ہے۔ جہاں طاعون واقع ہو اور وہاں کوئی مومن ٹھہرا رہے اور صبر کرے اور اللہ سے ثواب کا طلبگار رہے اس حال میں کہ وہ جانتا ہو کہ اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقدر کی ہے تو اسے شہید کا ثواب ملتا ہے۔

۳۲۵۰ — شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اس امت مرحومہ پر اللہ تعالیٰ کی بہت مہربانی ہے۔ کیونکہ جو بیماری دوسری امتوں کے لئے عذاب مقرر کی گئی ہے وہ اس امت مکرمہ کے لئے اللہ کی رحمت ہے۔ جبکہ طاعون بنی اسرائیل کے لئے عذاب اور اس امت کے لئے رحمت ہے۔ اور "لَیْسَ مِنْ اَحَدٍ" میں کلمہ مِنْ زائد ہے۔ اور صَابِرًا مُحْتَسِبًا اور یَعْلَمُ احوال مترادفہ یا متداخلہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۳۲۵۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو ایک عورت مخزومیہ جس نے چوری کی تھی نے غم میں ڈالا۔ انھوں نے

marfat.com
Marfat.com

لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهٗ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمِ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

کہا اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون کلام کرے؟ اُنھوں نے کہا اسامہ بن زید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں وہ آپ سے کلام کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اُسامہ نے آپ سے گفتگو کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اللہ کی حدود میں سے کسی کے متعلق گفتگو کرتے ہو؟ پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا تم سے پہلے لوگوں کو اس شئ نے ہلاک کیا کہ جب ان میں کوئی دولتمند چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حدّ قائم کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر فلان خاتون چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ قطع کروں گا!

۳۲۵۱ —

شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ،، کے الفاظ میں ہے۔ کیونکہ ،، مِنْ قَبْلِكُمْ ،، سے بنی اسرائیل مراد ہیں۔ جس مخزومیہ عورت نے چوری کی تھی وہ فاطمہ بنت اسود بن عبد الاسد تھی۔ اُس نے زیور چوری کیا تھا۔ یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے۔ اس عورت کا والد جنگِ بدر میں کافر قتل ہو گیا تھا۔ اُس نے قسم کھائی تھی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود توڑے گا۔ وہ بڑے زور سے لڑتا رہا۔ حتیٰ کہ آپ تک پہنچ گیا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو پکڑا اور قتل کر دیا اور اس کا خون پانی سے مل گیا۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ اس حدیث میں ان کی واضح منقبت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۲۵۲ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ الْهِلَالِيَّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ اٰيَةً وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَ قَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا

۳۲۵۳ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۲۵۲ — ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایک شخص کو آیت پڑھتے ہوئے سنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا۔ میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور آپ سے واقعہ عرض کیا تو میں نے آپ کے چہرۂ انور پر کراہیت کا اثر محسوس کیا اور آپ نے فرمایا تم دونوں درست پڑھتے ہو ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرو۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا اور وہ ہلاک ہوگئے

۳۲۵۲ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اختلاف سے منع فرمایا جو کفر اور بدعتِ ضالہ تک پہنچائے جیسے نفسِ قرآن میں اختلاف کرنا اسی طرح جو اختلاف فتنہ وفساد کا سبب بنے وہ بھی ممنوع ہے۔ دین کے فروعی مسائل میں اختلاف کرنا اور اظہارِ حق کے لئے علماء کا اختلاف نہی میں داخل نہیں بلکہ ایسا اختلاف مامور بہ ہے۔ حدیث ع۲۲۵۰ کی شرح دیکھیں!

۳۲۵۳ — ترجمہ : شقیق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا گویا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ نبیوں میں سے ایک نبی کی حکایت بیان کر رہے تھے جس کو ان کی قوم نے مار کر خون آلود کر دیا تھا اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتے تھے اور کہہ رہے تھے اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ جانتے نہیں ہیں۔

۳۲۵۳ — شرح : ممکن ہے یہ نبی حضرت نوح علیہ السلام ہوں کیونکہ ان کی قوم ان کو پکڑ کر ان کا گلا گھوٹا کرتی تھی حتیٰ کہ وہ بیہوش ہو جایا کرتے تھے۔ جب ان کو افاقہ ہوتا تو فرماتے اے اللہ میری قوم کو معاف کر دے وہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔ لیکن اس تقدیر پر

marfat.com
Marfat.com

يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَآءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

۳۲۵۴ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ رَغَسَهُ اللّٰهُ مَالًا فَقَالَ لِبَنِيهِ لَمَّا حُضِرَ أَيَّ أَبٍ كُنْتُ لَكُمْ قَالُوا خَيْرَ أَبٍ قَالَ إِنِّي لَمْ أَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَإِذَا مِتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ ذَرُونِي فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ فَفَعَلُوا فَجَمَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ قَالَ مَخَافَتُكَ فَتَلَقَّاهُ رَحْمَتُهُ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ عُقْبَةَ ابْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

حدیث کی باب سے مناسبت نہ ہوگی۔ لہٰذا ظاہر یہ ہے کہ یہ بنی اسرائیل میں سے نبی ہوں گے۔ اگر یہ سوال ہو کہ اگر نوح علیہ السلام مراد ہوں تو قرآن کی یہ آیتِ کریمہ اس کے متضاد ہوگی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے حکایت فرمائی در کہ اے میرے پروردگار زمین پر کوئی کافر زندہ نہ چھوڑ،، اس کا جواب یہ ہے کہ مقامات مختلف ہیں جب حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم سے ایمان کے امیدوار تھے تو ان کے دُعاء فرمائی کہ ان کو معاف کردے اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح تیری قوم جو ایمان لے آئے ان کے سوا کوئی ایمان نہیں لائے گا تو آپ نے ان کے ایمان سے ناامید ہوکر ان کے لئے بد دعاء فرمائی۔

۳۲۵۴ — ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ تم سے پہلے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال دیا۔ تو اُس نے اپنے بیٹوں سے کہا جبکہ اس پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ میں تمہارا کیسا باپ ہوں؟ اُنھوں نے کہا تو بہت اچھا باپ ہے۔ اُس نے کہا میں نے کوئی اچھا عمل نہیں کیا۔ جب میں مَر جاؤں تو مجھے جلا دو!

marfat.com
Marfat.com

٣٢٥٥ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ قَالَ عُقْبَةُ لِحُذَيْفَةَ اَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتُ لَمَّا اَيِسَ مِنَ الْحَيٰوةِ اَوْصٰى اَهْلَهُ اِذَا مِتُّ فَاجْمَعُوْا لِيْ حَطَبًا كَثِيْرًا ثُمَّ اَوْرُوْا نَارًا حَتّٰى اِذَا اَكَلَتْ لَحْمِيْ وَخَلَصَتْ اِلٰى عَظْمِيْ فَخُذُوْهَا فَاطْحَنُوْهَا فَذَرُّوْنِيْ فِي الْيَمِّ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ اَوْ رَاحٍ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ فَقَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَغَفَرَلَهُ قَالَ عُقْبَةُ وَاَنَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ

پھر مجھے پیس ڈالو۔ پھر مجھے تیز ہوا کے روز اُڑا دو۔ اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس (ذرات) کو جمع کیا اور فرمایا۔ اس فعل پر تجھے کس نے اُبھارا؟ اُس نے کہا اے اللہ! تیرے خوف نے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت میں لے لیا۔ معاذ نے کہا ہمیں شعبہ نے قتادہ سے خبر دی کہ قتادہ نے کہا میں نے عُقبہ بن عافر سے یہ سُنا کہ میں نے ابوسعید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سُنا

٣٢٥٤ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور شخص اگر مومن تھا تو اُس نے اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کیوں کیا جبکہ اُس نے کہا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہُوا تو مجھے سخت عذاب دے گا اور اگر یہ مومن نہ تھا تو اسے کیوں بخشا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شخص مومن تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اُس نے اللہ سے کہا میں نے تیرے خوف سے ایسا کیا تھا۔ اور "قَدَرَ" کو مخفف یا مشدد پڑھا جائے۔ اس کا معنی ہے فیصلہ کیا یا مجھ پر تنگی کی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ اپنے ظاہر پر ہے اور اُس نے یہ کلمہ دہشت حال میں کیا تھا جبکہ خوف کا سخت غلبہ تھا۔ اور اس کا تدبُّر جاتا رہا تھا۔ اور کوئی شئی سوچنے سے غافل ہو چکا تھا اور ہر شئی کو بھول چکا تھا۔ لہٰذا اس پر کوئی مواخذہ نہیں تھا یا وہ ایسے زمانہ میں تھا کہ محض توحید ہی مغفرت کے لئے کافی تھی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

٣٢٥٥ ـــ ترجمہ : رِبعی بن حراش نے کہا کہ عُقبہ بن عمرو بدری نے حُذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ ہم سے وہ حدیث بیان نہیں کرتے۔ جو آپ نے جناب

marfat.com
Marfat.com

٣٢٥٦ — حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ وَقَالَ يَوْمَ رَاحٍ

٣٢٥٧ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِىَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی۔ حذیفہ نے کہا میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک شخص کی موت قریب آئی جب وہ زندگی سے نا اُمید ہو گیا تو اپنے گھر والوں کو یہ وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو میرے لئے بہت زیادہ لکڑیاں جمع کرو پھر آگ جلاؤ جب آگ میرا گوشت کھا جائے اور ہڈیوں تک پہنچ جائے تو ان کو لے کر پیس ڈالو اور گرم دن میں یا آندھی کے روز مجھے دریا میں بہا دو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جمع کیا اور فرمایا تو نے یہ کیوں کیا ہے؟ اُس نے کہا تیرے خوف سے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ عقبہ نے کہا میں نے حذیفہ سے سُنا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بیان کرتے تھے۔

شرح : ربعی بن حراش تابعی کبیر جلیل ہیں۔ اُنھوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا

٣٢٥٥ — اُنھوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک ان کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ان کا مقام کیا ہے۔ وہ کبھی نہیں ہنسیں گے اس لئے وفات کے بعد وہ ہنسے تھے نیز اُن کے بھائی ربیع نے بھی قسم کھائی تھی کہ جب تک ان کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ جنت میں ہوں گے یا دوزخ میں جائیں گے وہ کبھی نہیں ہنسیں گے ان کے فوت ہونے کے بعد جو شخص ان کو غسل دے رہا تھا اُس نے کہا وہ غسل کے تختہ پر لیٹے ہنس رہے تھے اور ہم ان کو غسل دے رہے تھے حتیٰ کہ جب ہم غسل دے کر فارغ ہو گئے تو وہ خاموش ہو گئے۔ ربعی بن حراش ۱۰۱ یا ۱۰۴ ہجری میں فوت ہوئے (نووی ص۷) عقبہ بن عمرو ابومسعود بدری ہیں۔ ایک عقبہ بن عبدالغافر ہیں جو حدیث ۳۲۵۴ کی سند میں ہیں یہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

٣٢٥٦ — ترجمہ : عبدالملک نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس نے "سخت تیز ہوا کے روز" کہا۔

٣٢٥٧ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

٣٢٥٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ
أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلٰى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ
الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اطْحَنُونِي ثُمَّ ذَرُّونِي فِي
الرِّيحِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيَّ لَيُعَذِّبَنِّي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا
فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذٰلِكَ فَأَمَرَ اللّٰهُ تَعَالَى الْأَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِي مَا فِيكِ
مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ قَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ
يَا رَبِّ فَغَفَرَ لَهُ وَقَالَ غَيْرُهُ خَشْيَتُكَ

نے فرمایا ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اُس نے اپنے خادم سے کہا تھا کہ جب تو تنگ دست کے پاس جائے تو اس سے درگزر کر دیا کر شائد اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کر دے۔ آپ نے فرمایا وہ اللہ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر کر دیا۔

٣٢٥٨ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک شخص بہت گنہگار تھا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اُس نے اپنے بیٹوں سے کہا جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا پھر مجھے باریک کر کے تیز ہوا میں اُڑا دینا بخدا ! اگر میرا ربّ مجھ پر قادر ہو گیا تو مجھے ایسا سخت عذاب دے گا جو اُس نے کسی کو عذاب نہیں دیا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے ساتھ وہی کچھ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا اور فرمایا اس شخص کے سارے اجزاء جمع کر زمین نے جمع کر دیا اچانک وہ شخص کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کچھ تو نے کیا اس پر تجھے کس نے اُبھارا تھا ؟ اُس نے کہا اے میرے پروردگار تیرے خوف نے ! تو اللہ تعالیٰ نے اُسے بخش دیا۔ ابوہریرہ کے غیر نے کہا اے میرے ربّ تیرے ڈر نے !

٣٢٥٨ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت "فَكَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلٰى نَفْسِهِ" کے الفاظ میں ہے۔ لفظ غیر سے مراد عبدالرزاق ہے کیونکہ ہشام نے معمر سے اُنھوں نے زہری سے "خَشْيَتُكَ" روائت کی ہے اور عبدالرزاق نے معمر سے خشیتک کا بدل "مَخَافَتُكَ" ذکر کیا ہے

marfat.com
Marfat.com

۳۲۵۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَآءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ لَاهِيَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا اِذْ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ

۳۲۶۰ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ زُهَيْرٍ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

۳۲۶۱ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

دونوں کا معنی واحد ہے (حدیث ۳۲۵۴-۳۲۲۹ کی شرح دیکھیں)

۳۲۵۹ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عورت کو اس بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جس کو اس نے باندھ رکھا تھا حتیٰ کہ وہ مر گئی وہ اس کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہو گئی نہ تو اس کو کھلایا اور نہ ہی پلایا جبکہ اس کو روک رکھا تھا اور نہ ہی اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھائے۔

(حدیث ۲۲۰۹ کی شرح دیکھیں)

۳۲۶۰ — ترجمہ : ابومسعود عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں نے جو کلماتِ نبوت سے پایا ان میں سے یہ جملہ بھی ہے جب تو شرم و حیا نہ کرے تو جو چاہے کر)

marfat.com
Marfat.com

۳۲۶۲ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهٗ مِنَ الْخُيَلَآءِ خُسِفَ بِهٖ وَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ تَابَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۳۲۶۱ — ترجمہ : ربعی بن حراش ابومسعود عقبہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں نے جو کلمات نبوت میں سے پایا ان میں یہ جملہ بھی ہے جب تو شرم و حیاء نہ کرے تو جو چاہے کر،،

۳۲۶۰ - ۳۲۶۱ — مشرح : یعنی جس بات پر سب نبیوں کا اتفاق ہے اور ہر نبی نے اس کو بیان کیا ہے۔ اور وہ دیگر احکام کی طرح منسوخ بھی نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کے حسن و کمال پر عقول کا اتفاق ہے۔ وہ یہ جملہ شرطیہ ہے کہ جب تو حیاء نہ کرے تو جو چاہے کر۔ یہ امر زجر و تہدید کے لئے ہے۔ یعنی جو چاہے کر اللہ تجھے اس کی جزاء دے گا جیسے قرآن میں ہے۔ مَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ،، یا اس کا معنی یہ ہے کہ جب تو اللہ سے حیاء نہ کرے کہ جس شئی سے بحسب دین حیاء کرنا ضروری نہیں وہ کر اور مخلوق کی پرواہ نہ کر یا اس میں حیاء کی فضیلت ہے۔ یعنی جو تو چاہے جب اس کا کرنا جائز نہیں تو ترک حیاء بھی جائز نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے ،، اَلْحَيَآءُ مِنَ الْاِيْمَانِ ،، حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جو تو کرنا چاہتا ہے اس میں نظر کر اگر وہ ایسی چیز ہے کہ اس سے حیاء نہیں کیا جاتا تو اسے کر اور اگر اس سے حیاء کیا جاتا ہے تو چھوڑ دے۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ نیک کام کرنے میں حیاء نہ کر (کرمانی) اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ ،، جملہ ہے۔ اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ ،، بتقدیر قول اِنَّ کا اسم ہے۔ اور لفظ اِصْنَعْ ،، امر بمعنی خبر ہے۔

۳۲۶۲ — ترجمہ : سالم نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دفعہ ایک شخص تکبر کے سبب اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے جا رہا تھا کہ اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔ عبدالرحمٰن بن خالد نے زہری سے روایت کرنے میں یونس کی مطابقت کی !

marfat.com
Marfat.com

٣٢٦٣ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَيْدَ كُلِّ اُمَّةٍ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَغَدًا لِلْيَهُوْدِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمٌ يَغْسِلُ رَأْسَهٗ وَجَسَدَهٗ

٣٢٦٤ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ الْمَدِيْنَةَ اٰخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَاَخْرَجَ كُبَّةً مِّنْ شَعْرٍ فَقَالَ مَا كُنْتُ اُرٰى اَنَّ اَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّوْرَ يَعْنِيْ الْوِصَالَ فِي الشَّعْرِ تَابَعَهٗ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ

٣٢٦٣ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم (دنیا میں آنے میں) آخر میں اور آخرت میں پہلے ہیں۔ کیونکہ ہم سے پہلے ہر اُمت کو کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد کتاب دی گئی۔ یہ وہ دن ہے جس میں اُنھوں نے اختلاف کیا۔ اس سے اگلا دن یہود کے لئے مقرر ہوا اور اس کے بعد کا دن، نصاریٰ کے لئے مقرر ہوا۔ ہر سات روز میں ایک دن مقرر ہے جس میں ہر مسلمان پر سر اور بدن دھونا ضروری ہے۔ یعنی جمعہ کے دن غسل کرے

شرح : اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پہلی امتوں کے اختیار میں یہ چیز کر دی کہ وہ ایک دن عبادت کے لئے جمع ہوں۔ یہودیوں نے ہفتہ کا دن پسند کیا اور نصاریٰ نے اتوار کا دن اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن کی طرف راہنمائی کی اور وہ جمعہ کا دن ہے جو تمام دنوں سے افضل ہے۔ (حدیث ٨٣٨ کی شرح دیکھیں)

٣٢٦٤ ـــ

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

كِتَابُ الْمَنَاقِبِ

بَابُ الْمَنَاقِبِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى الْاٰيَةَ وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا الْاٰيَةَ وَقَوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا وَمَا يُنْهٰى مِنْ دَعْوٰى الْجَاهِلِيَّةِ الشُّعُوْبُ النَّسَبُ الْبَعِيْدُ وَالْقَبَآئِلُ دُوْنَ ذٰلِكَ

٣٢٦٤ ـــــ ترجمہ : سعید بن مسیب نے کہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آخری بار مدینہ منورہ آئے تو ہمارے سامنے خطبہ پڑھا اور مصنوعی بالوں کی لٹ نکالی اور کہا میں نہیں جانتا تھا کہ یہودیوں کے سوا کوئی اور یہ کرتا ہوگا۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام "زُور" رکھا ہے۔ یعنی اصلی بالوں میں مصنوعی بال ملانا۔ غندر نے شعبہ سے روایت کرنے میں آدم کی متابعت کی۔

(حدیث ٣٢٤٤ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

كتابُ المناقب

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری مختلف قومیں اور مختلف خاندان

marfat.com
Marfat.com

٣٦٦٥ــــ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكَاهِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرٍ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ جَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا قَالَ الشُّعُوْبُ الْقَبَآئِلُ الْعِظَامُ وَالْقَبَائِلُ الْبُطُوْنُ

بنائے۔ تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں وہ شخص مُعزز ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔ بیشک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے اور جو جاہلیت کے دعووں سے منع کیا گیا ہے "شُعُوب" کے معنیٰ دور کا نسب اور قبائل کے معنیٰ اس سے قریب کا نسب "

شرح: یہ آیت کریمہ ثابت بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ اُنھوں نے ایک شخص کو کہا اے فلاں عورت کے بیٹے! تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں عورت کو کس نے ذکر کیا ہے۔ ثابت بن قیس نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسُول اللہ! میں نے ذکر کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو لوگوں کے چہرے کیسے ہیں؟ ثابت نے ان کی طرف دیکھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثابت کیا دیکھا ہے عرض کیا میں نے سفید، کالے اور سُرخ چہرے دیکھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان سے صرف دین اور تقویٰ میں افضل ہو تو اللہ تعالیٰ نے ثابت کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ ایک مرد اور ایک عورت سے مراد حضرت آدم اور حوآء علیہا السلام ہیں یا ماں باپ مراد ہیں۔ یعنی ہم نے تم میں سے ہر ایک کو ماں باپ سے پیدا کیا پس تم میں سے ہر ایک، ایک دوسرے کے ذریعہ منسوب ہیں تو نسب میں ایک دوسرے پر فخر کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ قولہ والارحام، یعنی رشتوں کا لحاظ رکھو قطع رحمی نہ کرو اور ایک دوسرے سے میل جول رکھو۔ جمہور نے کہا ارحام منصوب اتقوا کا مفعول بہ ہے۔ یعنی قطع رحمی سے بچو۔ عبداللہ بن زید مُقرِی نے اَرْحَام کو مرفوع پڑھا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ یعنی الْاَرْحَام مما یتقی بہ، اور مجرور بھی پڑھا گیا ہے۔ اس تقدیر پر "بہ" پر عطف ہوگا اس میں کوفیوں اور بصریوں کا اختلاف

marfat.com
Marfat.com

٣٢٦٦ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ أَتْقَاهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ

٣٢٦٧ — حَدَّثَنَا قَيْسُ ابْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي رَبِيبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا أَرَأَيْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَانَ مِنْ مُضَرَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ إِلَّا مِنْ مُضَرَ مِنْ بَنِي النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ

ہے کوفی جائز سمجھتے ہیں اور بصری ناجائز کہتے ہیں۔ کیونکہ ضمیرِ مجرور پر حرفِ جار کے اعادہ کے بغیر عطف جائز نہیں۔ قولہ "وَمَا يُنْهٰى عَنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ" مجرور ہے۔ اس کا عطف "قول اللہ" پر ہے۔ یعنی اور جو جاہلیت کی باتیں ممنوع ہیں۔

٣٢٦٥ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا" کی تفسیر میں مروی ہے کہ "شُعُوب" بڑے قبیلے اور "قبائل" چھوٹے قبیلے ہیں (کیونکہ شعوب میں کئی قبائل پائے جاتے ہیں۔ انھوں نے قبائل کی تفسیر افخاذ سے بھی کی ہے۔ اس تقدیر پر جو انھوں نے قبائل کی تفسیر بطون سے کی ہے اس میں کئی افخاذ پائے جاتے ہیں۔

٣٢٦٦ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا عرض کیا گیا "یا رسولَ اللہ" سب سے زیادہ مکرم اور معزز کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ انھوں نے عرض کیا ہم نے یہ سوال نہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا نبی یوسف زیادہ معزز ہے۔ (حدیث ٣١٦٩ کی شرح دیکھیں)

٣٢٦٧ — ترجمہ : کُلَیب بن وائل نے کہا مجھ سے زینب بنت ابی سلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ نے بیان کیا جبکہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ بتائیں کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "مُضَر" قبیلہ میں سے تھے؟ تو انھوں نے کہا آپ صرف مُضَر قبیلہ میں سے ہی تھے اور کسی

marfat.com
Marfat.com

٣٢٦٨ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا كُلَيْبٌ قَالَ حَدَّثَتْنِي رَبِيبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَظُنُّهَا زَيْنَبَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقُلْتُ بِمَا اَخْبَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ كَانَ مِنْ مُضَرَ كَانَ قَالَتْ فَمِمَّنْ كَانَ اِلَّا مِنْ مُضَرَ كَانَ مِنْ وَلَدِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ

قبیلہ میں سے نہ تھے۔ آپ بنی نضر بن کنانہ میں سے تھے۔

ترجمہ : کُلَیْب نے کہا مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ نے بیان کیا میرا خیال ہے کہ وہ زینب ہے اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٣٢٦٨ ـــ نے دباء، حنتم، مقیّر اور مزفّت کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ میں نے اُن سے کہا مجھے یہ بتائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قبیلہ میں سے تھے کیا آپ مضر قبیلہ میں سے تھے۔ زینب نے کہا آپ مضر قبیلہ میں سے تھے آپ نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے۔

شرح : مُضَر نزار بن معد بن عدنان کے بیٹے ہیں۔ ابن سیدہ نے کہا ان کو مُضر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ترش دودھ بڑے

٣٢٦٧ ، ٣٢٦٨ ـــ شوق سے پیا کرتے تھے۔ ماضر کا معنیٰ ترش ہے۔ لبن ماضر، ترش دودھ۔ عرب میں سب سے پہلے اُنھوں نے خوبصورت آواز سے اونٹوں کو چلانے کا طریقہ نکالا تھا۔ کیونکہ ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ ایک روز وہ اپنے اونٹ سے گر گئے اور ان کا ہاتھ زخمی ہو گیا تو اُنھوں نے یہ کہنا شروع کیا۔ وَایَدَاہُ ، وَا یَدَاہُ تو اونٹ بڑے آرام سے چلنے لگے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین پہ تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عدنان کے والد اود، عدنان، معد، ربیعہ، مضر، قیس عیلان، تمیم، اسد اور ضبہ سب مسلمان اور ابراہیم علیہ السلام کے دین پہ تھے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ اختلاف کریں تو حق مُضَر کے ساتھ ہوگا قولہ فَمِمَّنْ كَانَ اِلَّا مِنْ مُضَرَ، یا مستثنیٰ منہ محذوف ہے یعنی لَمْ يَكُنْ اِلَّا مِنْ مُضَرَ، اور كَانَ سے پہلے ہمزہ محذوف ہے اور مِمَّنْ كَانَ مستقل کلمہ ہے یا استفہام انکاری ہے۔ نضر کا نام قیس ہے ان کو نضر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ خوبصورت تھے اور ان کے

marfat.com
Marfat.com

۳۲۶۹ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا وَتَجِدُوْنَ خَيْرَ النَّاسِ فِيْ هٰذَا الشَّاْنِ اَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَاْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَيَاْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

چہرہ چمکا کرتا تھا۔ سرخ سونے کو بھی نضر کہا جاتا ہے۔ نضر کی کنیت ابو نخلا ہے۔ نخلا ان کے بیٹے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انساب کا پہچاننا بہت ضروری ہے۔ اور ان کو سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے (عینی باختصار)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد سب مسلمان تھے۔ دباء کدو کا برتن۔ حنتم سبز رنگ کا مٹکا، مقیر وہ برتن ہے جو لکڑی کو کرید کر بنایا جاتا ہے۔ مزفت۔ جس برتن پر تارکول لگی ہوئی ہو جاہلیت میں ان برتنوں میں شراب بنایا جاتا تھا۔ اس لئے شروع اسلام میں ان برتنوں میں نبیذ بنانے سے روک دیا گیا۔ پھر جب شراب کا اثر زائل ہوگیا تو ان کو استعمال کرنے کی اجازت دی گئی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۲۶۹ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو کانوں کی طرح پاؤ گے ان میں سے جو جاہلیت کے دور میں بہتر تھے وہ اسلام کے زمانہ میں بھی بہتر ہیں۔ جبکہ وہ دین میں سمجھدار ہوں۔ تم اسلام میں سب سے بہتر اسے پاؤ گے جو اسلام کو بہت برا سمجھتا تھا۔ اور لوگوں میں شرارتی ان لوگوں کو پاؤ گے جو دو چہروں والے ہیں جو ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے آتے ہیں اور ان لوگوں کے پاس دوسرے منہ سے آتے ہیں۔

۳۲۶۹ — شرح: یعنی لوگ اختلاف طبائع میں کان جیسے ہیں جس میں مختلف دھاتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے "اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ"، یعنی لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح ہیں جیسے کان میں اچھے اور ردی جواہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح لوگوں کی مختلف طبائع ہیں۔ جاہلیت میں بھی لوگوں کے کچھ اصول تھے جن پر وہ گامزن ہو کر فواحش سے اجتناب کرتے تھے۔ لہٰذا جو لوگ جاہلیت میں شریف اور بہتر تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین میں سمجھدار ہوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صرف جاہلیت میں اسلام کو برا سمجھنے پر وہ

marfat.com
Marfat.com

۳۲۷۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِىْ هٰذَا الشَّانِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِى الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا تَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ اَشَدَّ النَّاسِ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الشَّانِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ

اسلام لانے کے بعد سب لوگوں سے کیسے بہتر ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ جب وہ تمام فضائل میں مساوی ہوں تو ان میں سے زیادہ بہتر وہ شخص ہوگا جو کفر کی حالت میں اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا اور ذو منہ والا انسان منافق ہے جو دو گروہوں کے درمیان رہتا ہے۔ ایک گروہ کے پاس کوئی بات کرتا ہے تو دوسرے گروہ کے پاس اور بات کرتا ہے اور مُذَبْذَبْ رہتا ہے نہ اِدھر کا نہ اُدھر کا،، حدیث میں منافق کو اس بکری سے تشبیہ دی گئی ہے جو بکرے کو چاہتی ہے کبھی اس کے پاس جاتی ہے کبھی اس کے پاس چلی جاتی ہے

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کام میں لوگ قریش کے تابع ہیں ان کے مسلمان ان کے مسلمانوں کے تابع ہیں اور ان کے کافران کے کافروں کے تابع ہیں لوگ مختلف طبائع ہونے میں کانوں کی مانند ہیں۔ جو لوگ جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بہتر ہیں جبکہ وہ دین میں سمجھدار ہوں۔ تم سب سے اچھا شخص وہ پاؤ گے جو اسلام کو بہت بُرا جانتا تھا حتی کہ وہ اس میں واقع ہوگیا۔

۳۲۷۰ —

شرح : یعنی قریش کو تمام قبائلِ عرب پر فضیلت حاصل ہے اور وہ امامت و امارت میں تمام عرب پر سبقت رکھتے ہیں لہٰذا جو کوئی مسلمان ہے وہ ان کی تابعداری کرے اور اُن کے خلاف عَلَمِ بغاوت بُلند نہ کرے۔ وہ کُفر کے زمانہ میں بھی متبوع رہے ہیں اور عرب ہر مرحلہ میں ان کی تابعداری اور تعظیم و تکریم کرتے رہے ہیں۔ وہی بیت اللہ کے محافظ اور حجاج کو کھلایا پلایا کرتے تھے۔ اس لئے ان کو تمام عرب پر شرف و فضل حاصل ہے اور جن کو جاہلیت کے زمانہ میں شرف و فضل حاصل ہے وہ اسلام لانے اور دین میں فقاہت کے بعد اپنی پُرانی شرافت و

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ ۳۲۷۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى قَالَ فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ اِلَّا وَلَهٗ فِيْهِ قَرَابَةٌ فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا قَرَابَةً بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ

فضیلت کی ریاست کے مالک ہیں اور جنہوں نے اسلام سے انکار کیا اُنھوں نے شرف و فضل کے قصر کی جُدران کو منہدم کر دیا اور عظمت و کرامت کے قباب کو تباہ و برباد کر کے ذلت و رسوائی کو شعار بنا لیا — "اعاذنا اللہ منہ"، پھر بیان فرمایا کہ بہتر لوگ وہ ہیں جو امارت و ولائت سے بچتے ہیں اور اس کو مکروہ جانتے ہیں حتی کہ جب اُنھوں نے امارت و ولائت میں رغبت کی تو اُن سے وصفِ خیریت زائل ہوگئی چنانچہ ارشاد نبوی ہے "قاضی چھری کے بغیر ذبح ہوگیا"، یا معنی یہ ہے کہ بہتر لوگ وہ ہیں جو امارت و ولائت سے احتیاط کرتے ہیں اور اس کو مکروہ جانتے ہیں اور جب وہ اس میں واقع ہوگئے تو کراہت جاتی رہی اب ان کے لئے جائز نہیں کہ اس کو مکروہ سمجھیں اور واجبات کی ادائیگی میں تقصیر کریں بلکہ امارت کے حقوق کی تکمیل میں کوشش کریں۔ اور اس کے حقوق ایسے ادا کریں جیسے اس میں رغبت کرنے والا ادا کرتا ہے۔

باب

۳۲۷۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما "اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى" کی تفسیر میں ذکر کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ قربیٰ سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ہے اور فرمایا کہ قریش کا کوئی بطن نہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ قرابت حاصل ہے۔ اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ میرے اور اپنے درمیان قرابت کا خیال کرو اور صلہ رحمی کرو"

۳۲۷۱ — شرح : پہلی حدیث میں یہ ذکر تھا کہ قریش کو سارے عرب پر فضیلت حاصل ہے اور اس باب میں یہ ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۳۲۷۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هٰهُنَا جَآءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَآءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِی الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ فِیْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ

۳۲۷۳ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْفَخْرُ وَالْخُيَلَآءُ فِی الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ وَالْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ

کو قریش کے ہر خاندان سے نسبت اور قرابت ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے عرب پر فضیلت حاصل ہے۔ قولہ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا الخ الاصلۃ الرحم یعنی میں تم سے صرف یہ سوال کرتا ہوں کہ تم میرے اہل قرابت سے محبت کرو اور ان سے صلۂ رحمی کرو! اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا .. نازل ہوئی اور اہل قرابت سے محبت نازل نہیں ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا معنی نازل ہوا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی"، یعنی الْمَوَدَّةُ ثَابِتَةٌ فِیْ اَهْلِ الْقُرْبٰی یا نَزَلَتْ"، میں ضمیر اس آیت طرف راجع ہے جس میں مَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ہے اور لفظ "اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا"، اس کی تفسیر ہے۔

۳۲۷۲ — ترجمہ ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اس طرف یعنی مشرق سے فتنے نکلیں گے ظلم اور سنگدلی بلند آواز کرنے والوں میں ہے جو اونی خیموں والے ہیں اونٹ اور گائے کے دنبوں کے پاس یعنی ربیعہ اور مضر میں۔

۳۲۷۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فخر اور تکبر بلند آواز کرنے والوں میں ہے جو

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ سُمِّيَتِ الْيَمَنُ لِاَنَّهَا عَنْ يَمِيْنِ الْكَعْبَةِ وَالشَّامُ لِاَنَّهَا عَنْ يَسَارِ الْكَعْبَةِ وَالْمَشْاَمَةُ الْيَسْرَةُ وَالْيَدُ الْيُسْرٰى الشُّؤْمٰى وَالْجَانِبُ الْاَيْسَرُ الْاَشْاَمُ

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ

۳۲۷۴ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

گوئی خیموں میں رہتے ہیں (شتربان) سکون بکریاں والوں میں ہے۔ ایمان یمانی ہے اور حکمت بھی یمانی۔ یمن کا نام اس لئے یمن رکھا گیا ہے کہ وہ کعبہ مکرمہ کے داہنی طرف ہے اور شام کا نام اس لئے شام رکھا گیا ہے کہ وہ کعبہ مکرمہ کے بائیں جہت میں ہے۔ مَشْأَمہ بائیں طرف کو کہتے ہیں اور بائیں ہاتھ کو شُؤمیٰ کہتے ہیں اور بائیں جانب کو اَشْاَم کہا جاتا ہے "

۳۲۷۲ - ۳۲۷۳ — شرح : بیشتر کفار مشرق کی جانب ہیں وہاں سے دجال نکلے گا اس لئے فرمایا کہ فتنے مشرق سے اُٹھیں گے۔

فدّادین فدّاد کی جمع ہے اس کا معنیٰ سخت آواز ہے یہ فدیسے مشتق ہے۔ اونٹوں والوں کی عادت ہے کہ وہ سخت آوازیں نکالتے ہیں۔ یہ اس وقت ہے جبکہ فدّاد کا دال مشدد ہو اور اگر دال کو مخفف پڑھا جائے تو یہ فَدَان کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ آلہ حرث ہے۔ یعنی کھیتی باڑی کرنے والے ان لوگوں کی مذمت اس لئے کی کہ یہ لوگ اونٹوں اور کھیتی باڑی میں مصروف رہنے کے باعث آخرت کے امور سے غافل بنتے ہیں اس طرح ان کے قلوب سخت ہو جاتے ہیں۔ " قولہ اہل الوَبَر " یہ فدادین کا بیان ہے۔ یعنی جنگلات میں رہنے والے ان دونوں حدیثوں کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ لوگ صفات کے اعتبار سے قبائل کی مثل ہیں اور ان میں سے زیادہ متقی وہ شخص ہے جو زیادہ باعزت ہے۔ قولہ الایمان یمان یہ اپنے ظاہر پر نہیں کیونکہ ایمان کا مبدء مکہ مکرمہ ہے پھر مدینہ منورہ ہے ابوعبید نے اس میں کئی اقوال ذکر کئے ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے کیونکہ وہ تہامہ سے ہے اور تہامہ یمن کی زمین سے ہے۔ دوسرا یہ اس سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں مراد ہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام تبوک میں فرمایا تھا اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں تبوک اور یمن کے درمیان تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ تو یمن کی جانب فرمایا لیکن آپ کا ارادہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں تھے۔ اس لئے فرمایا الایمان یمان " اس کی نسبت یمن کی

marfat.com
Marfat.com

قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ
وَهُوَ عِنْدَهٗ فِيْ وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِيْ
يُحَدِّثُ اَنَّهٗ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ فَقَامَ
فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ رِجَالًا
مِّنْكُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ اَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُولٰٓئِكَ جُهَّالُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَالْاَمَانِيَّ
الَّتِيْ تُضِلُّ اَهْلَهَا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ

کی طرف کی کیونکہ وہ اس وقت اس جہت میں تھے جسے رکن یمانی کہا جاتا ہے حالانکہ وہ مکہ مکرمہ میں ہیں کیونکہ وہ یمن کی جہت میں ہے۔ تیسرے یہ کہ اس سے مراد انصار ہیں کیونکہ وہ دراصل یمنی ہیں۔ ان کی طرف ایمان کی نسبت کی کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار تھے۔

باب مناقب قریش

مَنَاقِب، مَنْقَبَتْ کی جمع ہے اس کا معنیٰ فضیلت ہے۔ قاموس نے مَنْقَبَتْ کا معنیٰ مَفْخَر ذکر کیا ہے جبکہ صراح میں اس کا معنی ہنر و ستودگی مذکور ہے۔ قریش عرب میں ایک خاص قبیلہ ہے دراصل یہ نضر بن کنانہ کے لڑکے کا نام ہے اور باپ کے نام سے یہ قبیلہ موسوم ہے۔ بعض علماء نے ذکر کیا قریش فہر بن مالک بن نضر کی اولاد ہے اور جو فہر کی اولاد نہیں وہ قریش نہیں۔ ابن سعد نے روایت کی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے محمد بن جبیرہ سے پوچھا قریش اس نام سے کب موسوم ہوئے۔ انھوں نے کہا جب لوگ جدا جدا ہونے کے بعد حرم میں جمع ہوئے تو اس نام سے موسوم ہوئے۔ چنانچہ ابن سعد نے مقداد کے طریق سے بیان کیا کہ جب قصی خزاعہ قبیلہ کو حرم سے جلا وطن کر کے فارغ ہوئے او اس کے پاس قریش جمع ہوئے تو ان کے ایک مقام میں جمع ہونے کے باعث انھیں قریش کہا گیا کیونکہ تقریش کا معنی تجمع ہے۔ مطرزی نے کہا قریش

marfat.com
Marfat.com

هٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَیْشٍ لَا یُعَادِیْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا کَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّیْنَ

ایک دریائی طاقتور جانور ہے جو تمام دریائی جانوروں کا سردار ہے،، اسی طرح قریش بھی تمام لوگوں کے سردار ہیں۔ صاحبِ محکم نے ذکر کیا۔ قریش سمندری جانور ہے جو سمندر کے چھوٹے چھوٹے تمام جانور کھا جاتا ہے۔ اور وہ سب اس سے ڈرتے ہیں بیہقی نے ابن عباس کے طریق سے ذکر کیا کہ قریش قرش کی تصغیر ہے۔ یہ سمندری جانور ہے جو ہر چھوٹے بڑے جانور کو کھا جاتا ہے۔ بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ قریش لوگوں کی حاجات پوری کیا کرتا تھا۔ تقریش کا معنی تفتیش ہے۔ بعض نے یہ ذکر کیا ہے کہ تقریش کا معنی نیزوں کا واقع ہونا ہے۔ یہ لوگ نیزہ بازی میں خوب مہارت رکھتے ہیں اس لئے ان کو قریش کہا جاتا ہے۔ بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ تقرش کا معنیٰ رذیل امور سے برأت ہے اور بھی کئی وجوہ بیان کی جاتی ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قریش قرش سے ہے اس کا معنیٰ کسب اور جمع ہونا ہے اور تعظیم کے لئے قرش کو قریش تصغیر کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔ اگر اس سے قبیلہ مراد ہو تو یہ غیر منصرف ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ منصرف ہے۔ اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے پانچ احادیث ذکر کی ہیں۔

۳۲۷۴ — ترجمہ : زہری نے کہا محمد بن جبیر بن مطعم نے بیان کیا کہ امیر معاویہ کو یہ خبر پہنچی جبکہ وہ قریش کے وفد میں اس کے پاس موجود تھے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عنقریب قحطان کے قبیلہ میں سے کوئی بادشاہ ہوگا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غصہ سے بھر گئے اور کھڑے ہوگئے پھر اللہ کی صفت وثنا کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر حمد وثنا کے بعد کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے بعض لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں اور نہ ہی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ تم میں سے یہ لوگ جاہل ہیں اپنے آپ کو ایسی گمراہ کن باتوں سے بچاؤ۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت قریش میں رہے گی۔ جب تک وہ دین کو درست رکھیں گے ان سے جو لوگ دشمنی کریں گے ان کو اللہ تعالیٰ اوندھے منہ گرائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۲۷۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَعْدٍ ح قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ وَقَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَاَسْلَمُ وَاَشْجَعُ وَغِفَارُ مَوَالِىَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

۳۲۷۵ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قریش ، انصار ، جُہَینہ ، مُزَینہ یا اسلم ، غفار اور اشجع موالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کے سوا ان کا کوئی مولیٰ نہیں۔

(حدیث ۳۲۷۷ کی شرح دیکھیں)

ابُونعیم بن دُکین قرشی تیمی طلحی ہیں۔ آل طلحہ بن عبیداللہ کوفی کا آزاد کردہ غلام ہیں۔ بڑے بڑے مشائخ سے حدیث کی سماعت کرتے رہے۔ بہت کم لوگ ہیں جن کے مشائخ اتنے ہوں گے۔ ابونعیم نے کہا میں اپنے شیخ سفیان ثوری سے چالیس یا پنجاہ شیوخ میں شریک ہوں۔ انہیں کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا ہے ؟ کیونکہ آپ حدیث کی تدریس پر اُجرت لیتے تھے۔ اُنھوں نے جواب میں کہا کہ قاضی نے میرا حال دیکھا کہ میں عیال دار ہوں تو مجھے معاف کر دیا۔ ایک شخص نے انہیں کہا کہ آپ حدیث کی تدریس پر اُجرت کیوں لیتے ہیں۔ اُنھوں نے جواب دیا مجھے حدیث کی اُجرت پہ ملامت کرتے ہو۔ میرے گھر کے تیرہ افراد ہیں اور گھر میں ایک روٹی بھی نہیں۔ ابن منجویہ نے کہا وہ ۲۱۹ ہجری کو کوفہ میں فوت ہُوئے وہ اپنے زمانہ میں مضبوط اور ثقہ راوی تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۲۷۶ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ ھٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَا بَقِیَ مِنْھُمْ اِثْنَانِ

۳۲۷۵ — ترجمہ : عاصم بن محمد نے کہا میں نے اپنے والد کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روائت کرتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی جب تک اُن میں سے دو شخص باقی رہیں گے،،

۳۲۷۴ - ۳۲۷۶ — شرح : یعنی جب تک قریش دین کو درست رکھیں گے خلافت انھیں میں رہے گی اگرچہ ان میں سے دو قریشی باقی رہ جائیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قریش دین کو درست نہ رکھیں گے ان میں خلافت نہیں رہے گی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت نہ ہوگی حتیٰ کہ قحطان سے ایک شخص خروج کرے گا جو اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہانکے گا۔ اس وقت قریش دین کو درست نہیں رکھتے ہوں گے اور یہ قیامت کے قریب ہوگا اس سے پہلے قریش ہی خلافت کے مستحق ہوں گے۔ دوسرے لوگوں میں یہ نہ پائی جائے گی۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں کیونکہ عبداللہ بن عمرو کی حدیث میں قحطانی کا خروج آخر زمانہ میں ہے اور امیر معاویہ کی حدیث استحقاق خلافت پر محمول ہے اور وہ اقامتِ دین سے مقید ہے۔ اسی لئے جب خلفاء نے امورِ دین میں کمزوری ظاہر کی تو حالات متغیر ہوگئے اور بعض علاقوں میں خلافت کا صرف نام ہی باقی رہ گیا۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہمارے اس زمانہ میں قریش کی حکومت نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مغرب کے علاقہ میں خلافت ہے اسی طرح مصر میں خلیفہ ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا مغرب میں کوئی خلیفہ نہیں اور نہ ہی مصر میں خلیفہ ہے وہ برائے نام ہے۔ حل وعقد کا ہرگز مالک نہیں اگر کرمانی کی بات تسلیم بھی کرلیں تو اس سے لازم آئے گا کہ ایک زمانہ میں متعدد خلفاء ہو سکتے ہیں حالانکہ ایک خلیفہ سے زائد کا وجود جائز نہیں کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خلیفہ کی بیعت سے وفاء کا حکم دیا ہے۔ اگر کوئی دوسرا منازعت کرے اور خلافت کا دعویٰ کرے تو اس کی گردن اُڑا دینے کا حکم دیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ مختص ہے صحابہ کرام اور تابعین کا اس پر اتفاق ہے اور اہل بدعت کی مخالفت صحابہ کرام کے اجماع سے متصادم ہے لہٰذا اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک دو قریشی باقی رہ جائیں گے

marfat.com

Marfat.com

۳۲۷۷ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ اَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَاِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بَنُوْهَاشِمٍ وَبَنُوْ مُطَّلِبٍ شَيْءٌ

خلافت اِن ہی میں رہے گی اور یہ آخر زمانہ تک ہمیشہ رہے گی۔ اگرچہ قریش کے علاوہ بعض لوگ زبردستی کسی علاقہ میں غلبہ کرلیں گے اور لوگوں پر جبراً حکومت کرنے لگیں گے مگر وہ قریش کی خلافت کے معترف ہوں گے لہٰذا ان میں خلافت کا نام باقی رہے گا لہٰذا حدیث سے مراد یہ ہے کہ محض خلافت کا نام قریش میں رہے گا اور وہ مستقل فرمانروا نہ ہوں گے۔ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد خلافت صرف تیس برس رہے گی پھر یہ ملک عضوض ہوجائے گا۔ ایک روائت میں ہے کہ اللہ اس کے بعد جسے چاہے حکومت عنایت کرے گا۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ سے تیس سال پورے ہوجاتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے مسلم میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا جب تک اس میں بارہ خلفاء رہیں گے اور وہ سب قریشی ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس خلافت سے مراد خلافت نبوت ہے۔ اور بارہ[۱۲] خلفاء تک دین قائم رہا۔ وہ سب قریشی تھے۔ یہ مراد نہیں کہ ان کے علاوہ کوئی خلیفہ ہی نہ ہوگا۔ بعض علماء نے کہا اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ قریش میں بارہ عادل خلفاء ہوں گے۔ اگرچہ مسلسل نہ ہوں اتفاق یہ ہوا کہ تیس برس تک مسلسل خلافت علی منہاج نبوت رہی۔ اس کے بعد بھی خلفاء راشدون ہوتے رہے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز، مہتدی بامر اللہ عباسی اور مہدی جو آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے ان بارہ میں سے ہیں۔ چونکہ لوگ جاہلیت کے زمانہ میں قریش کے تابع تھے اور اسلام میں بھی عرب کے سردار اصحابِ خلافت کے تابع رہے جو قیامت تک باقی ہے حتیٰ کہ اگر دو قریشی بھی باقی رہ جائیں گے تو خلافت انہی میں رہے گی۔

ترجمہ : جُبَیر بن مُطعِم سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں اور

۳۲۷۷ — عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایک ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عثمان نے کہا یا رسول اللہ! آپ عبدالمطلب کی اولاد کو عنایت فرماتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

وَاحِدٌ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ مُحَمَّدٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ذَهَبَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَ النَّاسِ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَكَانَتْ أَرَقَّ شَيْءٍ عَلَيْهِمْ لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٢٧٨ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَحَبَّ الْبَشَرِ إِلَى عَائِشَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِهَا وَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا مِمَّا جَاءَهَا مِنْ رِزْقِ اللهِ إِلَّا تَصَدَّقَتْ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْبَغِي أَنْ يُؤْخَذَ عَلَى يَدَيْهَا فَقَالَتْ أَيُؤْخَذُ عَلَى يَدَيَّ عَلَيَّ نَذْرٌ إِنْ كَلَّمْتُهُ فَاسْتَشْفَعَ إِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِنْ

اور ہمیں نظر انداز کر رکھا ہے۔ حالانکہ ہم اور وہ آپ کی نسبت ایک ہی درجہ میں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک شئی ہیں۔ لیث نے کہا ابوالاسود محمد نے عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ عبداللہ بن زبیر بنو زہرہ کے لوگوں کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بڑی مہربانی کرتی تھیں کیونکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار تھے۔

(حدیث ۲۹۳۱ کی شرح دیکھیں)

٣٢٧٨ — ترجمہ: عروہ بن زبیر نے کہا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تمام لوگوں سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کے بعد سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھے اور وہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بہت خدمت کرتے تھے۔ ام المؤمنین کے پاس جو رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا وہ اس میں سے کچھ نہ جمع کرتی تھیں اور اسے صدقہ کر دیتی تھیں۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا ام المؤمنین کے ہاتھوں کو روک دینا چاہیے ام المؤمنین نے فرمایا کیا میرے ہاتھ روک دیئے جائیں گے اور نذر مانی کہ میں اس سے کلام نہ کروں گی!

marfat.com
Marfat.com

قُرَيْشٍ وَبِاَخْوَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَآصَّةً فَامْتَنَعَتْ فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِيُّوْنَ اَخْوَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ ابْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ اِذَا اسْتَاْذَنَّا فَاقْتَحِمِ الْحِجَابَ فَفَعَلَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا بِعَشْرِ رِقَابٍ فَاَعْتَقَتْهُمْ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تُعْتِقُهُمْ حَتّٰى بَلَغَتْ اَرْبَعِيْنَ وَقَالَتْ وَدِدْتُّ اَنِّيْ جَعَلْتُ حِيْنَ حَلَفْتُ عَمَلًا اَعْمَلُهُ فَاَفْرُغَ مِنْهُ

حضرت عبداللہ بن زُبیر نے قریش چند لوگوں خصوصًا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں سے سفارش کرائی ،، لیکن آپ نہ مانیں تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں زہریون جن میں سے عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث اور مسور بن مخرمہ ہیں نے عبداللہ بن زبیر سے کہا۔ جب ہم اجازت لے لیں تو تم فورًا پردہ میں داخل ہو جاؤ۔ چنانچہ عبداللہ بن زبیر نے ایسا ہی کیا اور مائی صاحبہ کے پاس دس غلام بھیجے تو ام المؤمنین نے ان کو آزاد کر دیا۔ پھر آزاد کرتی رہیں حتی کہ چالیس غلام آزاد کر دیئے۔

۔ امّ المؤمنین نے فرمایا میری خواہش ہے کہ اپنی قسم کے بعد کوئی ایسی بات کروں کہ اس قسم سے فارغ ہو جاؤں۔

شرح : حضرت عبداللہ بن زُبیر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ اسماء بنت ابی بکر کے بڑے لڑکے ہیں۔

٣٢٧٨ —

اسماء کی والدہ قیلہ بنت العزیٰ ہے جبکہ ام المؤمنین عائشہ کی والدہ ام رومان بنت عامر ہے۔ اور اسماء ام المؤمنین کی علاتی بہن ہیں۔ امّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی نرینہ اولاد نہ تھی اس لئے وہ اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر سے محبت کیا کرتی تھیں۔ آپ بہت سخی تھیں کوئی شئی اپنے پاس جمع نہ کرتی تھیں آپ کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن زبیر نے کہا ہے ام المؤمنین کو سخاوت کرنے سے رُک جانا چاہیئے ورنہ وہ اُن کو جبرًا منع کر دیں گے۔ اس لئے مائی صاحبہ نے نذر مان لی کہ وہ عبداللہ بن زبیر سے ہرگز کلام نہ کریں گی جب حضرت عبداللہ کو یہ خبر پہنچی کہ مائی صاحبہ اس پر سخت ناراض ہو گئی ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننہال سے سفارش کرائی کہ آپ راضی ہو جائیں اور زہریوں سے عبد الرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف قرشی زُہری اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہا کو سفارش کے لئے ام المؤمنین کے پاس لے گئے اُنھوں نے عبداللہ بن زُبیر سے کہا جب ہمیں اجازت ملے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

٣٢٧٩ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّينَ الثَّلٰثَةِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا ذٰلِكَ

تو آپ بے ساختہ ام المؤمنین کے گلے لگ جائیں چنانچہ جب انھیں اجازت مل گئی تو عبداللہ بن زبیر پردہ اٹھا کر ام المؤمنین کے پاس چلے گئے۔ اور منت سماجت کرتے رہے۔ حتی کہ آپ راضی ہوگئیں۔ پھر حضرت عبداللہ نے ام المؤمنین کے پاس دس غلام بھیجے تاکہ وہ اپنی قسم کے کفارہ میں ان کو آزاد کریں۔ چنانچہ مائی صاحبہ نے سب کو آزاد کر دیا پھر اس کے بعد مسلسل غلام آزاد کرتی رہیں حتی کہ چالیس غلام آزاد کر دیئے۔ الحاصل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مبہم نذر مانی تھی اس لئے یہ احتمال تھا کہ مذکور آزاد کردہ غلاموں سے زیادہ پر اس کا اطلاق ہو۔ اسی لئے ایک دو غلام آزاد کرنے سے ان کا دل مطمئن نہ ہوا تھا۔ البتہ اگر آپ نذر معین کر لیتیں تو دس آزاد کرنے سے آپ فارغ ہو جاتیں ،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ مبہم مجہول نذر ماننے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نذر منعقد ہو جائے گی اور قسم کا کفارہ لازم ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ ہے کہ قسم منعقد نہ ہوگی۔ جس کسی نے نذر مانی اور اس کو ذکر نہ کیا تو اس پر قسم کا کفارہ لازم ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔ شائد ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو یہ حدیث نہیں پہنچی ورنہ وہ یہ نہ فرماتیں اور چالیس غلام آزاد نہ کرتیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا

٣٢٧٩ — **ترجمہ** : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ اِلٰى اِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْهُمْ اَسْلَمُ بْنُ اَفْصٰى بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِنْ خُزَاعَةَ

٣٢٨٠ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْمٍ مِنْ اَسْلَمَ يَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ ارْمُوْا بَنِىْ اِسْمٰعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَاَنَا مَعَ بَنِىْ فُلَانٍ لِاَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ فَاَمْسَكُوْا بِاَيْدِيْهِمْ قَالَ فَقَالَ مَا لَهُمْ قَالُوْا وَكَيْفَ نَرْمِىْ وَاَنْتَ مَعَ بَنِىْ فُلَانٍ قَالَ ارْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ

نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو بلایا پھر اُنھوں نے قرآن مصاحف میں لکھا۔ حضرت عثمان نے تینوں قریشیوں سے کہا تھا جب تم اور زید بن ثابت قرآن میں سے کسی شئی میں اختلاف کرو تو اسے قریش کی زبان میں لکھو قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہُوا ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے ایسا ہی کیا،،

شرح : ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس قرآنی صحیفے تھے۔ ان کو اِن حضرات نے مصحفوں میں لکھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

٣٢٧٩ —

نے ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کے پاس قرآنی صحیفے بھیج دیں جو ان کے پاس ہیں۔ ہم وہ مصاحف میں لکھ کر واپس کر دیں گے۔ پھر مذکور حضرات کو حکم دیا کہ وہ ان کو لکھیں۔ مَصَاحِف، مُصْحَف کی جمع ہے۔ مُصْحَف کا معنیٰ کاپی ہے جو کاغذات کا مجموعہ ہے۔

باب اہل یمن کی نسبت حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہے،، اہلِ یمن میں سے اسلم بن افصیٰ بن حارثہ بن عمرو بن عامر ہیں جو خزاعہ مشہور ہیں

٣٢٨٠ — ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ ۳۲۸۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ يَعْمَرَ اَنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ اِدَّعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهٗ اِلَّا كَفَرَ بِاللّٰهِ وَمَنِ ادَّعٰى قَوْمًا لَيْسَ لَهٗ فِيْهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

قبیلہ اسلم کے چند لوگوں کی طرف تشریف لے گئے جو بازار میں تیراندازی کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسماعیل کی اولاد تیراندازی کرو کیونکہ تمہارا باپ اسماعیل علیہ السلام تیرانداز تھے۔ اور میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں۔ یہ دو فریقوں میں سے ایک فریق کے لئے فرمایا۔ اُنھوں نے اپنے ہاتھ روک لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو کیا ہوا اُنھوں نے کہا ہم کیسے تیراندازی کریں جبکہ آپ بنی فلاں کے ساتھ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تیراندازی کرتے رہو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔
(حدیث ۲۷۰۰ کی شرح دیکھیں)

باب

۳۲۸۱ — ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو کوئی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے (کہ یہ نسبت غیر کی طرف ہے) وہ کافر ہو جائے گا اور جس نے کسی قوم کی طرف اپنی نسبت کی حالانکہ اس کی ان میں قرابت نہیں تو وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنا لے۔

۳۲۸۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ انسان گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا ہے۔ اور حدیث میں اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرنے کو کفر قرار دیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مؤوّل ہے۔ تاویل یہ ہے کہ جو کوئی اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کو حلال اور جائز سمجھے وہ کافر ہے یا مراد کفرانِ نعمت ہے۔ یا مراد یہ ہے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

۳۲۸۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَرِيزٌ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّصْرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرَآءِ اَنْ يَّدَّعِيَ الرَّجُلُ اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْ يُرِيْ عَيْنَهٗ مَا لَمْ تَرَ اَوْ تَقَوَّلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْ

حق اور اپنے والد کے حق کا انکار کر دیا یا زجر و تہدید کے لئے فرمایا۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جو کوئی اپنی نسبت غیر کی طرف کرے یا اپنے آپ کو غیر خاندان میں شمار کرے اور اس کو جائز سمجھے وہ شخص کافر ہے۔ اس زمانہ میں دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض سادات کی طرف اپنی نسبت کر لیتے ہیں تاکہ عوام کی نگاہوں میں محترم ہوں وہ اس حدیث کے مصداق ہیں ،،

۳۲۸۱ — ترجمہ : عبدالواحد بن عبداللہ النصری نے بیان کیا کہ میں نے واثلہ میں اسقع کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی نسبت اپنے والد کے غیر کی طرف کرے یا اپنی آنکھ کو وہ دکھائے جو اس نے نہیں دیکھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کی نسبت کرے جو آپ نے نہیں فرمائی !

۳۲۸۲ — شرح : یعنی اپنی آنکھوں کی طرف وہ رؤیت منسوب کرے جسے نہ دیکھا ہو یعنی جھوٹا خواب بیان کرے اور کہے کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے حالانکہ اس نے کچھ نہیں دیکھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بیداری میں جھوٹ بولنے سے یہ جھوٹ زیادہ نہیں تو اس کی عقوبت کیوں زیادہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خواب نبوت کا ایک حصہ ہے اور نبوت وحی کے بغیر نہیں ہوتی تو جو کوئی خواب جھوٹا بیان کرتا ہے وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وہ دکھایا ہے جو اس نے نہیں دیکھا اور اس کو نبوت کا جزو عطاء کیا ہے جو اس کو نہیں ملا۔ اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا بہت بڑا بہتان ہے۔ قرآن کریم میں ہے : فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ،، علامہ طیبی نے کہا خواب جھوٹا بیان کرنا دراصل اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی خواب میں فرشتہ بھیجتا ہے جو خواب دکھلاتا ہے۔

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

۳۲۸۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَیْسِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا الْحَیَّ مِنْ رَبِیْعَةَ قَدْ حَالَتْ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ اِلَیْكَ اِلَّا فِیْ كُلِّ شَھْرٍ حَرَامٍ فَلَوْ اَمَرْتَنَا بِاَمْرٍ نَاْخُذْہُ عَنْكَ وَنُبَلِّغُہٗ مَنْ وَرَآءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعَةٍ وَاَنْھَاكُمْ عَنْ اَرْبَعَةٍ اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَشَھَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا اِلَی اللّٰہِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْھَاكُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ

۳۲۸۴ — حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ اَلَا اِنَّ الْفِتْنَةَ ھٰھُنَا یُشِیْرُ اِلَی الْمَشْرِقِ وَمِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ

۳۲۸۳ — ترجمہ : ابوجمرہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ عبدالقیس کا وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسُولَ اللہ! ہم ربیعہ قبیلہ میں سے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مُضَر کے کافر حائل ہیں۔ ہم آپ کے پاس صرف حرم کے مہینوں میں ہی آسکتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں فیصلہ کن حکم فرمائیں جس کو ہم یاد کر کے پیچھے والوں کو بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور جو مالِ غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے حضور پیش کرنا اور میں تمہیں کدو کے برتن سبز مٹکے، لکڑی کریدکر بنائے ہوئے برتنوں اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کرتا ہوں۔ (حدیث نمبر ۵۰ کی تشریح دیکھیں)

۳۲۸۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ اَسْلَمَ وَغِفَارٍ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَاَشْجَعَ

٣٢٨٥ — حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ ابْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُرْمُزٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشٌ وَّالْاَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارُ وَاَشْجَعُ مَوَالِيَ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

٣٢٨٦ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سُنا خبردار! فتنہ یہاں ہے۔ اور مشرق کی جانب اشارہ فرمایا جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع کرے گا (حدیث ٣٠٥٩ کی شرح دیکھیں)

باب اسلم، غِفار، مُزینہ، جُہینہ اور اشجع کا ذکر

٣٢٨٥ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریش، انصار، جُہینہ، مُزینہ یا اسلم، غفار اور اشجع موالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سوا ان کا کوئی مولی نہیں،، (حدیث ٣٢٧٧ کی شرح دیکھیں)

٣٢٨٦ — ترجمہ: نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر فرمایا:

marfat.com
Marfat.com

۳۲۸۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَغِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا

قبیلہ غفار کو اللہ بخشے اور اسلم کو سلامتی دے اور قبیلہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔

۳۲۸۶ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غفار اور سالم قبائل کے لئے دعاء فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کو اچھی توفیق دے اور ان کو سلامت رکھے۔ کیونکہ یہ دونوں قبیلے جنگ و جدال کے بغیر مسلمان ہوئے تھے اور قبیلہ غفار کے متعلق یہ معروف تھا کہ وہ حاجیوں کی چوری کرتے ہیں۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعاء فرمائی تاکہ آئندہ ان سے یہ تہمت جاتی رہے اور پہلے گناہ معاف ہو جائیں۔ قبیلہ عُصَیّہ والوں نے بیرِ معونہ پر اُن قاریوں کو قتل کر دیا تھا جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ اُنھوں نے دھوکہ سے انھیں قتل کیا جس سے آپ کو سخت صدمہ پہنچا اور مہینہ بھر نماز میں اُن کے لئے بد دُعاء کرتے رہے اور قبیلہ رِعل، ذَکوان پر لعنت کرتے رہے اور فرماتے تھے کہ عُصَیّہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کی نافرمانی کی ہے۔

۳۲۸۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبیلہ سالم کو اللہ تعالیٰ سالم رکھے اور قبیلہ غفار کی مغفرت فرمائے۔

۳۲۸۷ — شرح : اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث میں نہایت ہی عمدہ سیاق ہے جس سے کانوں کو لذت پہنچتی ہے اور دلوں میں کشش پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس میں کچھ تکلیف نہیں۔ بلکہ یہ عجیب اتفاق ہے کہ ہر ایک قبیلہ کے پہلے حرف کے مطابق اس کی جنس کے حروف سے دُعاء فرمائی۔ بھلا ایسا کیوں نہ ہو جبکہ یہ اِس ذات ستودہ صفات کا کلام ہے جو وحی کے بغیر کلام نہیں کرتی۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى اور آپ کی زبان کی فصاحت ایسی غایت کو پہنچی ہے۔

امام بوصیری فرماتے ہیں: فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ ∴ وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ
فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ ∴ حَدٌّ فَيُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

آپ کے متعلق ہمارے علم کی انتہاء صرف یہ ہے کہ آپ بشر ہیں اور آپ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔
بے شک اللہ کے رسُول کی فضیلت کی کوئی حد نہیں۔ جو کوئی بولنے والا منہ سے ظاہر کرے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۲۸۸-۳۲۸۹ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارٌ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ خَابُوا وَخَسِرُوا فَقَالَ هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي أَسَدٍ وَمِنْ بَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ

۳۲۹۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۲۸۸-۳۲۸۹ — ترجمہ : قبیصہ اور محمد بن بشار دونوں اپنے اسناد سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ جُہینہ، مُزَینہ، اَسلم اور غفار قبائل بنو تمیم، بنو اسد، بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صعصعہ سے بہتر ہیں۔ ایک مرد نے کہا یہ قبیلے تو خسارہ میں پڑ گئے آپ نے فرمایا جُہینہ، مُزَینہ، اسلم اور غفار، بنی تمیم، بنو اسد، بنی عبداللہ بن غطفان اور بنی عامر بن صَعْصَعَہ سے بہتر ہیں (یہ شخص اقرع بن حابس تھا جس نے کہا تھا خَابُوا وَخَسِرُوا،

۳۲۹۰ — ترجمہ : محمد بن ابی یعقوب نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے اُنھوں نے اپنے والد ابوبکرہ سے سُنا کہ اقرع بن حابس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اسلم، غفار، مُزینہ میرا خیال ہے کہ جہینہ ابن ابی یعقوب نے شک کیا ہے۔ قبائل کے چوروں نے آپ کی بیعت کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ کہ اگر اسلم،

marfat.com
Marfat.com

إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةَ ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ شَكَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَأَحْسِبُهُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَبَنِي عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطَفَانَ خَابُوا وَخَسِرُوا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِنْهُمْ

٣٢٩١ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةُ أَوْ قَالَ شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللهِ أَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ

غفار اور مُزَینہ میرا خیال ہے کہ جُہینہ، بنی تمیم، بنی عامر، اسد اور غطفان سے بہتر ہوں تو کیا وہ خسارہ میں رہے اقرع بن حابس نے کہا جی ہاں! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات ستودہ صفات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے وہ قبائل اِن قبائل سے افضل ہیں۔

٣٢٩٠ — شرح : یعنی اسلم، مُزینہ اور جُہینہ قبائل بنی تمیم، بنی عامر اور اسد و غطفان سے بہتر ہیں کیونکہ ان قبائل نے بہت جلد اسلام قبول کیا اور ان میں اچھے اخلاق پائے جاتے ہیں اس کے علاوہ ان کے قلوب بہت نرم ہیں۔ بنی تمیم، مُرّ بن اُدّ بن طابخہ بن الیاس بن مُضر بن نزار بن معد بن عدنان کی اولاد ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے کئی قبائل ہیں۔ بنی اَسد، خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مُضر کی اولاد ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد طلحہ بن خُوَیلد کے ساتھ مل کر مرتد ہو گئے تھے۔ اور بنی تمیم بھی سجاح جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا کے ساتھ مرتد ہو گئے تھے۔ بنی عبداللہ بن غطفان، سعد بن قیس غیلان بن مُضر کی اولاد ہیں۔ عبداللہ بن غطفان کا جاہلی نام عبدالعزیٰ تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام تبدیل کر کے عبداللہ رکھا۔ بنی عامر صَعْصَعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ کی اولاد ہیں۔ قولہ خابُوا و خسِرُوا، میں ہمزہ مقدر ہے اصل عبارت یوں ہے " اَخَابُوا وَخَسِرُوا "، کیا یہ لوگ خسارہ میں پڑ گئے ؟

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ

۳۲۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ

۳۲۹۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبیلہ اسلم، غفار اور بعض قبیلہ مُزینہ اور جُھَینہ یا کہا بعض قبیلہ جہینہ یا مُزَینہ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر ہیں یا فرمایا وہ قیامت کے دن اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان کے قبائل سے افضل ہیں۔

۳۲۹۱ — شرح : یہ حدیث ابوہریرہ پر موقوف ہے، لیکن مسلم نے اسے مرفوع ذکر کیا ہے۔ قولہ قَالَ قَالَ ،، ظاہر یہ ہے کہ پہلے قَالَ کا فاعل ابوہریرہ اور دوسرے قَالَ کا فاعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فاعل ذکر نہیں کیا اسی لئے یہ حدیث بصورت موقوف ہے۔ خطیب اور ابن صلاح نے کہا محمد بن سیرین کی یہ اصطلاح ہے کہ جب وہ یہ کہیں عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اور دوسرے قَالَ کا فاعل ذکر نہ کریں تو اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں لہذا اس طرح یہ حدیث مرفوع ہے۔ جیسا کہ مسلم نے اسے مرفوع ذکر کیا ہے اور دوسرے قَالَ کا فاعل صراحۃً ذکر کیا ہے۔ اسلم معطوف علیہ اور اس کے بعد معطوفات کا مجموعہ مبتداء اور خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ خبر ہے۔ قولہ شَكَّ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ ،، یعنی ان دونوں قبیلوں میں سے بعض لوگ۔ اس سے پہلے ابوبکرہ کی حدیث میں مطلقاً مذکور ہے اور اس حدیث نے اس کو مقید کر دیا ہے۔ قولہ اَوْ قَالَ شَكَّ مِنْ جُهَيْنَةَ اور مُزَيْنَةَ یہ راوی کا شک ہے۔ یعنی اِن دونوں قبیلوں کے بعض لوگ یا بعض لوگ اِس قبیلہ کے اور بعض اُس قبیلہ کے یعنی اس بات میں شک ہے کہ راوی نے دونوں قبیلوں کو جمع کیا ہے یا ان میں سے ایک پر اقتصار کیا ہے۔ قولہ : اَوْ قَالَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یہ بھی راوی کا شک ہے کہ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ فرمایا یا خَيْرٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فرمایا اس میں بھی ابوبکرہ کی حدیث کی مقید ہے۔ جبکہ ابوبکرہ کی حدیث میں مطلقاً مذکور ہے کیونکہ خیریت کا ظہور قیامت کے دن ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ذکرِ قحطان

۳۲۹۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنْ دَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

۳۲۹۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ثَابَ مَعَهٗ نَاسٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حَتّٰى كَثُرُوْا وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلٌ لَعَّابٌ فَكَسَعَ اَنْصَارِيًّا فَغَضِبَ الْاَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَدَاعَوْا

نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ قحطان سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہانکے گا۔

۳۲۹۲ — شرح : حدیث میں اس شخص کا نام مذکور نہیں لیکن قرطبی نے اس کا نام جہجاہ ذکر کیا ہے۔ مسلم نے کتاب الفتن میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ زمانہ ختم نہ ہوگا حتی کہ ایک شخص دنیا کا مالک ہوگا اس کو جہجاہ کہا جائے گا۔ قولہ یَسُوْقُ النَّاسَ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ لوگوں کو مسخر کرے گا اور ان کو اپنی رعیت بنائے گا۔ جیسے چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتا ہے۔ توضیح میں ہے کہ قحطان کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ شخص جبراً خلیفہ ہوگا۔ نعیم بن حماد نے فتن میں ارطاۃ بن مُنذِر سے ذکر کیا کہ قحطانی مہدی علیہ السلام کے بعد ہوگا اور اُن کی سیرت اختیار کرے گا اور وہ ملک میں بیس برس رہے گا (عینی) واللہ ورسولہ اعلم!

باب جاہلیّت کی پُکار ممنوع ہے

۳۲۹۳ — ترجمہ : عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ اُنھوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کیا جبکہ آپ کے ساتھ کثیر تعداد میں مہاجرین جمع ہُوئے۔ مہاجرین میں سے ایک شخص خوش طبع تھا اُس نے ایک انصاری کی پیٹھ پر تھپڑ مارا اس سے انصاری غصّہ سے بھر گیا حتی کہ انہوں نے اپنے اپنے ساتھیوں کو پکارا۔ انصاری نے کہا اے انصار مدد کو پہنچو اور مہاجر نے کہا اے مہاجرو مدد کو پہنچو!

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ یَا لَلْاَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِیُّ یَا لَلْمُهَاجِرِیْنَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوٰی اَهْلِ الْجَاهِلِیَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا شَاْنُهُمْ فَاُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِیِّ الْاَنْصَارِیَّ قَالَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا خَبِیْثَةٌ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیٍّ ابْنُ سَلُوْلَ اَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَیْنَا لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ اَلَا نَقْتُلُ هٰذَا الْخَبِیْثَ یَعْنِیْ عَبْدَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّهٗ كَانَ یَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ

یہ سُن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ پھر فرمایا واقعہ کیا ہے؟ تو آپ کو عرض کیا گیا ایک مہاجر نے ایک انصاری کی پیٹھ پر تھپڑ مارا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑو یہ بُری بات ہے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا کیا اُنھوں نے ہم پر پکار کی ہے؟ اگر ہم مدینہ منورہ لوٹ کر گئے۔ تو جو ہم میں عزت والا ہوگا وہ کمزور کو اس سے نکال باہر کرے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ کے متعلق کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اس خبیث کو قتل نہ کردیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مت کرو۔ لوگ یہ باتیں بنائیں گے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اس حدیث میں اُمورِ دین کے اہتمام اور آنے والے حالات میں نظر کی طرف اشارہ ہے۔ **۳۲۹۳**

کیونکہ لوگ بظاہر دینِ اسلام قبول کرتے ہیں لیکن ان کے قلوب کے کوائف کی طرف راہ پانا مشکل ہے۔ اگر منافق کو باطنی کفر کے باعث سزا دی جائے تو دشمنانِ دینِ اسلام لوگوں کو ایمان لانے سے نفرت دلائیں گے۔ اور یہ کہتے پھریں گے اس کی کیا ضمانت ہے کہ یہ لوگ تمہیں امان دیں گے۔ ممکن ہے تم پہ باطنی کفر کا الزام عائد کر کے تمہیں قتل کر دیں اور تمہارے مال و متاع پر قابض ہو جائیں۔ لہٰذا اپنی جانوں کو ان کے حوالہ نہ کرو اور اسلام سے دُور رہو اور یہ دین متین سے نفرت دلانے کا سبب ہے تھا اس لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی بن سلول منافق کو قتل کرنے سے روک دیا۔ اس حدیث میں مہاجر کا نام جہجاہ انصاری کا نام سنان جہنی تھا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۲۹۴ ـــ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ

۳۲۹۵ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَمْرُو بْنُ لُحَيِّ بْنِ قَمْعَةَ بْنِ خِنْدَفٍ اَبُوْ خُزَاعَةَ

۳۲۹۴ ـــ ترجمہ : مسروق نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مصیبت کے وقت رخساروں کو پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار کرے وہ ہم سے نہیں۔ (حدیث ۱۲۲۰ کی شرح دیکھیں)

باب خزاعہ کا واقعہ

۳۲۹۵ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف خزاعہ کا باپ تھا۔

۳۲۹۵ ـــ شرح : لُحَیّ کی لام مضموم، حاء مفتوح اور یاء مشدد۔ عمرو بن لحی مبتدا اور ابوخزاعہ خبر ہے۔ ابن قمعہ، ہ قاف اور میم مفتو

marfat.com
Marfat.com

۳۲۹۶ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيْرَةُ الَّتِيْ يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ وَلَا يَحْلُبُهَا اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالسَّآئِبَةُ الَّتِيْ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ عَمْرَوْ بْنَ عَامِرِ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَآئِبَ

قاف مکسور اور میم کو مشدد مفتوح و مکسور بھی پڑھا جاتا ہے۔ بعض قاف کو مفتوح اور میم کو ساکن پڑھتے ہیں۔ ابن خِنْدِف ،، کی خاء مکسور، نون ساکن اور دال مکسور یا مفتوح ہے اور آخر میں فاء ہے یہ غیر منصرف ہے اور ایک قبیلہ کی ماں ہے۔ اور ،، قمعہ ،، ماں کی طرف منسوب ہے ورنہ اس کے باپ کا نام ،، الیاس بن مضر ،، ہے اور ابو خزاعہ قبیلہ اَزْد ،، کا باپ ہے۔

ترجمہ : زہری نے کہا میں نے سعید بن مسیب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ،، بحیرہ ،، وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روکا جائے اسے کوئی شخص نہیں دوہ سکتا۔ ،، سائبہ ،، وہ جانور ہیں جنہیں وہ اپنے بتوں کے لئے چھوڑتے تھے اور ان پر کوئی شئی نہیں لادی جاتی تھی۔ انھوں نے کہا کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر بن لحی خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیاں دوزخ میں کھینچ رہا تھا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے بتوں کے لئے جانور چھوڑے تھے۔

۳۲۹۶ — شرح : اہل جاہلیت کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی اونٹنی پانچ بچوں کو جنم دے لیتی اور پانچواں بچہ مذکر ہوتا تو وہ اونٹنی کا کان کاٹ دیتے اور اسے آوارہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس پر سواری اور اس کا دودھ اپنے لئے حرام قرار دیتے تھے اور اس کو کسی چراگاہ اور پانی سے روکا نہ جاتا تھا اس طرح وہ بتوں کی تعظیم کیا کرتے تھے ،، طاغوت ،، شیطان یا ہر وہ شخص ہے جو لوگوں کو گمراہ کرنے میں پیش پیش ہو۔ سائبہ ،، جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتا یا بیمار ہو جاتا تو کہتا تھا اگر میں اپنے سفر سے واپس آگیا یا اس بیماری سے تندرست ہو گیا تو میری اونٹنی سائبہ ہے۔ اور اس کا ہر نفع اپنے لئے حرام

marfat.com
Marfat.com

قِصَّۃُ اِسْلَامِ اَبِیْ ذَرٍّ

بَابُ قِصَّۃِ زَمْزَمَ

۳۲۹۷— حَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ اَخْزَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْقُتَیْبَۃَ سَلْمُ بْنُ قُتَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُثَنّٰی بْنُ سَعِیْدِ الْقَصِیْرُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْجَمْرَۃَ قَالَ قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاِسْلَامِ اَبِیْ ذَرٍّ

کر دیتا تھا جیسے بحیرہ سے انتفاع حرام کرتے تھے۔ عمرو بن عامر، ابن قمعہ کے چچوں میں سے ہے اور وہی عمرو بن لُحَیّ ہے۔ عامر نام اور لُحَیّ لقب ہے یا ایک اس کے باپ کا نام اور دوسرا اس کے دادوں میں سے کسی دادے کا نام ہے۔ اسی لئے بعض روایات میں عمرو بن لحی مذکور ہے اور بعض میں عمرو بن عامر ہے۔ یہ چند جانور ہیں جو مشرک اپنے بتوں کی تعظیم کے لئے چھوڑ دیتے تھے اور ان کو اپنے لئے حرام کر دیتے تھے۔ قرآن کریم نے ان کی سخت تردید کی ہے کہ یہ جانور ان کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی جانور کسی کے لئے نامزد کر دیا جائے تو وہ حرام نہیں ہوتا اور اس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے اور "ما اہل بہ لغیر اللہ" کے مفہوم میں داخل نہیں کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے جو بتوں کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث میں حضرت ابو ذر کے اسلام لانے کا واقعہ مذکور ہے،

آبِ زمزم کا واقعہ

۳۲۹۷— ترجمہ: ابو جمرہ نے کہا ابن عباس نے ہمیں کہا۔ کیا میں تمہیں ابو ذر کے اسلام لانے کی خبر نہ دوں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں (ضرور بیان کرو) اُنھوں نے کہا۔ ابو ذرؓ نے کہا۔ میں قبیلہ غفار میں سے ہوں۔ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ ایک شخص مکہ میں ظاہر ہوا ہے جو خیال کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو اُس نے اپنے بھائی سے کہا تم اِس شخص کے پاس جاؤ اور اُس سے بات کرو اور مجھے اس کی خبر دو۔ چنانچہ میرا بھائی گیا اور ان سے ملاقات کر کے واپس آیا تو میں نے کہا۔ کیا خبر لائے ہو؟ میرے بھائی نے کہا بخدا! میں نے اس شخص کو دیکھا ہے وہ اچھی بات کا حکم (نیکی) کا حکم دیتے ہیں برائی سے منع کرتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ قَالَ اَبُوْذَرٍّ كُنْتُ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ فَبَلَغَنَا اَنَّ رَجُلًا
قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ فَقُلْتُ لِاَخِيْ اِنْطَلِقْ اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ
وَكَلِّمْهُ وَأْتِنِيْ بِخَبَرِهٖ فَانْطَلَقَ فَلَقِيَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فَقُلْتُ مَا عِنْدَكَ
فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهٰى عَنِ الشَّرِّ فَقُلْتُ
لَهٗ لَمْ تَشْفِنِيْ مِنَ الْخَبَرِ فَاَخَذْتُ جِرَابًا وَعَصًا ثُمَّ اَقْبَلْتُ اِلٰى مَكَّةَ
فَجَعَلْتُ لَا اَعْرِفُهٗ وَاَكْرَهُ اَنْ اَسْاَلَ عَنْهُ وَاَشْرَبُ مِنْ مَآءِ زَمْزَمَ
وَاَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ فَمَرَّ بِيْ عَلِيٌّ فَقَالَ كَاَنَّ الرَّجُلَ غَرِيْبٌ قَالَ
قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ فَانْطَلِقْ اِلَى الْمَنْزِلِ قَالَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ لَا يَسْاَلُنِيْ عَنْ
شَيْءٍ وَلَا اُخْبِرُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ غَدَوْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ لِاَسْاَلَ عَنْهُ وَلَيْسَ
اَحَدٌ يُخْبِرُنِيْ عَنْهُ بِشَيْءٍ قَالَ فَمَرَّ بِيْ عَلِيٌّ فَقَالَ اَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ
مَنْزِلَهٗ بَعْدُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ مَعِيْ قَالَ فَقَالَ مَا اَمْرُكَ وَ
مَا اَقْدَمَكَ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لَهٗ اِنْ كَتَمْتَ عَلَيَّ اَخْبَرْتُكَ

میں نے اسے کہا تم نے اس خبر سے میری تسلی نہیں کی پھر میں نے توشہ دان اور عصا لیا اور مکہ کی طرف روانہ ہُوا۔ میں آپ کو پہچانتا نہیں تھا اور ان سے متعلق کسی سے دریافت کرنے کو بھی اچھا نہ سمجھتا تھا۔ میں آبِ زمزم پیتا رہا اور مسجد میں رہا (ایک دفعہ) میرے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے اور کہنے لگے یہ شخص مسافر ہے۔ میں نے کہا جی ہاں (میں مسافر ہوں) اُنھوں نے فرمایا ہمارے گھر چلو۔ میں ان کے ہمراہ چل دیا (راہ میں) اُنھوں نے مجھے کوئی شئی نہ پوچھی اور نہ ہی میں نے اُن سے کچھ بیان کیا۔ جب صبح ہُوئی تو میں مسجد میں گیا۔ تاکہ آپ کے متعلق دریافت کروں لیکن کوئی شخص مجھے آپ کے متعلق کچھ خبر نہ دیتا تھا۔ پھر میرے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے اور کہا کیا اس شخص کے لئے ابھی تک اپنی قیام گاہ پہچاننے کا وقت قریب نہیں آیا؟ میں نے کہا جی نہیں۔ اُنھوں نے کہا میرے ساتھ چلو۔ پھر مجھے کہا تمہارا کیا مقصد ہے اور اس شہر

marfat.com
Marfat.com

قَالَ فَاِنِّیْ اَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهٗ بَلَغَنَا اَنَّهٗ قَدْ خَرَجَ هٰهُنَا رَجُلٌ یَزْعُمُ
اَنَّهٗ نَبِیٌّ فَاَرْسَلْتُ اَخِیْ لِیُکَلِّمَهٗ فَرَجَعَ وَلَمْ یَشْفِنِیْ مِنَ الْخَبَرِ فَاَرَدْتُ
اَنْ اَلْقَاهُ فَقَالَ لَهٗ اَمَا اَنَّکَ قَدْ رَشَدْتَ هٰذَا وَجْهِیْ اِلَیْهِ فَاتَّبِعْنِیْ
اُدْخُلْ حَیْثُ اَدْخُلُ فَاِنِّیْ اِنْ رَاَیْتُ اَحَدًا اَخَافُهٗ عَلَیْکَ قُمْتُ
اِلَی الْحَائِطِ کَاَنِّیْ اُصْلِحُ نَعْلِیْ وَامْضِ اَنْتَ فَمَضٰی وَمَضَیْتُ مَعَهٗ
حَتّٰی دَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهٗ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ
لَهٗ اَعْرِضْ عَلَیَّ الْاِسْلَامَ فَعَرَضَهٗ فَاَسْلَمْتُ مَکَانِیْ فَقَالَ لِیْ یَا
اَبَا ذَرٍّ اَکْتُمْ هٰذَا الْاَمْرَ وَارْجِعْ اِلٰی بَلَدِکَ فَاِذَا بَلَغَکَ ظُهُوْرُنَا
فَاَقْبِلْ فَقُلْتُ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَاَصْرُخَنَّ بِهَا بَیْنَ اَظْهُرِهِمْ
فَجَاءَ اِلَی الْمَسْجِدِ وَقُرَیْشٌ فِیْهِ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ

میں تمہیں کون لایا ہے۔ میں نے ان سے کہا اگر آپ بات راز میں رکھیں تو میں آپ سے بیان کرتا ہوں۔ حضرت علی نے کہا (کوئی حرج کی بات نہیں) میں بات راز میں رکھوں گا۔ میں نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہاں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے میں نے اپنا بھائی بھیجا تھا کہ وہ اُن سے گفتگو کرے لیکن وہ واپس آیا اور حالات سے مجھے مطمئن نہ کیا اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ میں خود اُن سے ملوں۔ حضرت علی نے کہا یقین کر لو۔ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہو۔ میں ادھر جا رہوں تم میرے پیچھے چلے آؤ اور جہاں میں داخل ہوں وہاں تم بھی داخل ہو جاؤ۔ میں اگر راستہ میں کسی کو دیکھوں جس سے تمہارے لئے خطرہ محسوس کروں۔ تو میں دیوار کے پاس ٹھہر جاؤں گا تاکہ یہ معلوم ہو کہ میں اپنا جوتا درست کر رہا ہوں تو تم آگے گزر جاؤ (میرے پاس کھڑے نہ ہونا) چنانچہ وہ چل دیئے اور میں ان کے ساتھ چلتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ ایک مکان میں داخل ہو گئے تو میں بھی ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھ پر اسلام پیش کریں۔ آپ نے مجھ پر اسلام پیش کیا تو میں اسی جگہ مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابا ذرؓ! اس بات کو راز میں رکھو اور اپنے گھر

marfat.com
Marfat.com

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَقَالُوْا قُوْمُوْا اِلٰى هٰذَا الصَّابِئِ فَقَامُوْا فَضُرِبْتُ لِاَمُوْتَ فَاَدْرَكَنِى الْعَبَّاسُ فَاَكَبَّ عَلَىَّ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ وَيْلَكُمْ تَقْتُلُوْنَ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ وَ مَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلٰى غِفَارٍ فَاَقْلَعُوْا عَنِّىْ فَلَمَّا اَنْ اَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْاَمْسِ فَقَالُوْا قُوْمُوْا اِلٰى هٰذَا الصَّابِئِ فَصُنِعَ بِىْ مِثْلَ مَا صُنِعَ بِالْاَمْسِ فَاَدْرَكَنِى الْعَبَّاسُ فَاَكَبَّ عَلَىَّ وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ بِالْاَمْسِ قَالَ فَكَانَ هٰذَا اَوَّلَ اِسْلَامِ اَبِىْ ذَرٍّ

واپس چلے جاؤ۔ جب تمہیں ہمارے غلبہ کی خبر پہنچے تو ہمارے پاس آنا۔ میں نے عرض کیا اس ذاتِ ستودہ صفات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ میں قریش میں اس کو زور سے ذکر کروں گا۔ پھر مسجد میں آیا جبکہ قریش وہاں موجود تھے اور کہا اے قریش کی جماعت! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ لوگوں نے کہا اس بے دین کی طرف اُٹھو۔ لوگ میرے پاس آئے اور مجھے بہت پیٹا گیا تاکہ میں مَرجاؤں۔ اتنے میں حضرت عباس میرے پاس آئے اور میرے اُوپر گر پڑے۔ پھر قریش کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تمہاری ہلاکت ہو تم قبیلۂ غفار کے مرد کو قتل کر رہے ہو۔ حالانکہ تمہاری تجارتی منڈی اور گزرگاہ قبیلہ غفار کی طرف سے ہے۔ چنانچہ وہ لوگ رُک گئے جب آئندہ روز کی صبح ہوئی تو میں لوٹا اور وہی کہا جو کل کہا تھا۔ اُنھوں نے کہا اس بے دین کی طرف اُٹھو تو میرے ساتھ وہی کیا گیا جو کل کیا گیا تھا۔ پھر عباس میرے پاس آئے اور میرے اُوپر اوندھے منہ گر پڑے اور وہی کلام کیا جو کل کیا تھا۔ ابوذر نے کہا یہ ابوذرؓ کے اسلام کی ابتداء ہے۔

شرح : اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ہیں۔ لیکن اعلانِ نبوّت کے طویل مدّت کے بعد وہ مشرف باسلام ہوئے تھے۔ صحیح تر یہ ہے کہ بعثت کے وقت ان کی عمر دس برس تھی۔ بعض لوگ اس سے کم بتاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوذرؓ بعثت کے دو سال سے زائد مدت بعد مسلمان ہوئے تھے۔

۳۲۹۷

marfat.com
Marfat.com

بَابُ جَهْلِ الْعَرَبِ

۳۲۹۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ ثَنَا اَبُوعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِذَا سَرَّكَ اَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلٰثِیْنَ وَمِائَةٍ فِیْ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَیْرِ عِلْمٍ اِلٰی قَوْلِهٖ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ

باب — عربوں کی جہالت

۳۲۹۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تیری خواہش ہے کہ عربوں کی جہالت معلوم کرے تو سورۂ انعام میں ایک سو تیس سے اُوپر والی آیات پڑھو۔ وہ لوگ خسارہ میں پڑ گئے جنہوں نے جہالت کے باعث بیوقوفی سے اپنی اولاد کو قتل کیا اور اللہ تعالیٰ نے جو ان کو حلال چیزیں دی تھیں ان کو حرام کر لیا صرف اللہ تعالیٰ پر افتراء بازی سے یقیناً وہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے اور وہ کبھی سیدھی راہ پہ چلنے والے نہیں!

۳۲۹۹ — مشرح : یعنی وہ لوگ غربت اور فقر کے ڈر سے اپنی بیٹیوں کو قتل کر دیتے تھے۔ یہ عربوں کی جہالت اور نادانی تھی۔ کیونکہ فقر اگرچہ تکلیف دہ ہے لیکن قتل اس سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ نیز قتل فیصلہ کن اذیت ہے اور فقر کی اذیت موہوم ہے۔ عربوں کا قطعی طور پر اذیت پہنچانے والی شئی کو جو قتل ہے اختیار کر لینا اور موہوم کو ترک کر دینا بہت بڑی جہالت تھی۔ کیونکہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کا رازق ہے وہ اس بے علمی میں لڑکیوں کو قتل کر دیتے تھے۔ "قَدْ ضَلُّوْا" کے بعد "وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ" کو ذکر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ کبھی انسان گمراہ ہو جانے کے بعد حق کی طرف لوٹ آتا ہے اور ہدایت پاتا ہے۔ لیکن یہ لوگ اس قدر گمراہ ہو چکے ہیں کہ انھیں ہدایت کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس میں ان کی انتہائی مذمت ہے۔ یہ آیت کریمہ ربیعہ، مُضَر اور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ انْتَسَبَ اِلٰی اٰبَآئِهٖ فِی الْاِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْكَرِيْمَ ابْنَ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

۳۳۰۰ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا اَبِیْ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ ثَنِیْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

کنانہ کے علاوہ بعض عربوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ فاقہ کے ڈر سے زندہ لڑکیوں کو دفن کر دیا کرتے تھے البتہ بنی کنانہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جس نے اپنے آپ کو اسلام یا زمانۂ جاہلیّت میں اپنے باپ دادا کی طرف منسوب کیا"

حضرت عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ کریم بن کریم بن کریم بن کریم، یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور براء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا: میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے آباؤ اجداد کی طرف منسوب کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ بِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ وَقَالَ لَنَا قَبِيْصَةُ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْهُمْ قَبَآئِلَ قَبَآئِلَ

۳۳۰۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ يَا اُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اشْتَرِيَا اَنْفُسَكُمَا مِنَ اللّٰهِ لَا اَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلَانِيْ مِنْ مَّالِيْ مَا شِئْتُمَا

یوسف علیہ السلام کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی ان کے آباؤ اجداد کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے اور براء کی روایت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو اپنے جد امجد عبدالمطلب کی طرف منسوب کیا۔ ان دونوں روایتوں میں باب کے دونوں عنوانوں سے مناسبت ظاہر ہے۔

۳۳۰۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" یعنی اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے پکارا کہ اے بنی فہر، اے بنی عدی یہ قریش کے چھوٹے قبیلے ہیں قبیصہ نے ہم سے کہا ہمیں سفیان نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انھوں نے ابن عباس سے بیان کیا کہ جب یہ آیت کریمہ "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" نازل ہوئی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے تمام قبائل کو بلانا شروع کیا۔

۳۳۰۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے بنی عبد مناف تم اپنی جانیں اللہ سے خرید لو اے بنی عبدالمطلب

marfat.com
Marfat.com

تم اپنی جانیں اللہ سے خرید لو۔ اے زُہیر بن عوام کی ماں رسُول اللہ کی پھوپھی اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ،، تم اپنی جانیں اللہ سے خرید لو۔ میں تمہارے لئے اللہ سے کسی شئی کا مالک نہیں۔ تم وہ چیز مجھ سے لو جو میرے اختیار میں ہے۔

۳۳۰۰ - ۳۳۰۱ ——

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور لوگ تو فروخت کرنے والے ہیں خریدار نہیں ہیں تو حدیث میں اشتراء (خرید و) کا معنی کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عَبد کے دو اعتبار ہیں۔ ایک اعتبار سے وہ اپنی جان کو اللہ کے عذاب سے بچاتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ خریدار ہے اور ایک ، اعتبار سے وہ ثواب حاصل کرتا ہے اس لحاظ سے وہ بائع ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ تم اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے بچالو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تدریجًا ہر طبقہ کو آواز دی اور شاہزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر اعلام کی انتہاء کی ،، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو اسلام کی طرف بلایا۔ تاکہ جب ان پر حجتِ دعوت قائم ہو جائے تو دوسری مخلوق پر بھی حجت قائم ہوگی۔ جن کو تبلیغ کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا " سَلَانِیْ مِنْ مَالِیْ مَاشِئْتُمَا ،، اس سے بظاہر ذہن اس طرف جاتا ہے کہ آپ نے انہیں مال کے سوال کی ترغیب دلائی ہے لیکن درحقیقت مفہوم کچھ اور ہے وہ یہ کہ مِنْ مَالِیْ ،، دراصل " مِمَّالِیْ " ہے۔ کاتب نے حروف کو علیحدہ علیحدہ تحریر کر دیا ہے۔ اور مِمَّالِیْ ،، کی تقدیر پر حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو چیز میرے اختیار میں ہے اس کا سوال مجھ سے کر سکتے ہو اور جو میرے اختیار سے باہر ہے۔ اس کا سوال نہیں کر سکتے ہو۔ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ کفار کے لئے شفاعت آپ کے اختیار میں نہیں۔ کیونکہ ان کی مغفرت محال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ ،، اللہ کفر کو نہیں بخشے گا۔ یہ اللہ نے خبر دی ہے جس کا خلاف محال ہے اور محال مقدور نہیں۔ لہٰذا کفار کی مغفرت مقدور نہیں ہے۔ اسی لئے قبائل کو پکارا اور فرمایا اب اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے بچالو اور اسلام قبول کر لو ورنہ قیامت میں تمہاری شفاعت میرے اختیار میں نہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تخذیر میں مساوی مقام دیا تاکہ لوگوں کے دل اس بات پر مطمئن ہوں کہ تبلیغ میں سب مساوی ہیں۔ ورنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کہ وہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور قیامت میں جب وہ پل صراط پر گزرنا چاہیں گی تو اہلِ محشر کو حکم ہوگا کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور سر جھکا لیں حتیٰ کہ سیدہ پل صراط سے گزر جائے۔

اس عظیم انعام کے ہوتے ہوئے کیسے ممکن ہے کہ تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکوں گا سیدہ رضی اللہ عنہا کی یہ عظمت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بدولت ہے۔

سُبْحَانَ مَنْ عَظَّمَ شَانَ نَبِیِّہٖ حَیْثُ یَتَحَیَّرُ فِیْہِ الْعُقُوْلُ ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ

۳۳۰۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ خَاصَّةً فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ اَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ قَالُوْا لَا اِلَّا اِبْنُ اُخْتٍ لَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ

باب — قوم کا بھانجہ اور مولی ان ہی میں شمار ہوتا ہے

۳۳۰۱ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بُلایا اور فرمایا کیا اس جگہ تمہارے علاوہ کوئی اور بھی موجود ہے۔ لوگوں نے کہا جی نہیں صرف ہمارا بھانجہ موجود ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم کا بھانجہ انہی میں شمار ہوتا ہے۔

۳۳۰۱ — شرح : اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا ہے کہ جب وارثوں میں صاحبِ فرض اور عصبہ نہ ہو تو ترکہ ذوالارحام میں تقسیم کیا جائے گا اور ماموں وارث ہوسکتا ہے کیونکہ وہ ذوالارحام میں شمار ہوتا ہے۔ چنانچہ طبرانی میں عتبہ بن عزوان کی حدیث میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن قریش سے فرمایا۔ کیا یہاں تمہارے علاوہ کوئی اور موجود ہے۔ اُنھوں نے کہا صرف ہمارا بھانجہ عتبہ بن عزوان ہے۔ آپ نے فرمایا قوم کا بھانجہ قوم میں ہی شمار ہے۔ نیز طبرانی میں عمرو بن عوف کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کا وارث ماموں ہے۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ ذوالارحام کو وارث نہیں خیال کرتے ہیں۔ اور یہ حدیث ان پر حجت قائم ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِصَّةِ الْحَبَشِ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ

۳۳۰۲ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتَدَفَّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمْ أَمْنًا بَنِي أَرْفِدَةَ يَعْنِي الْأَمْنَ

باب حبشیوں کا قصہ

اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد : اے بنی ارفدہ

۳۳۰۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے جبکہ ان کے پاس دو لڑکیاں ایام منیٰ میں دف بجا رہی تھیں اور گا رہی تھیں اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم چادر اوڑھے آرام فرما رہے تھے ابوبکر صدیق نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چہرۂ انور سے کپڑا اٹھا کر فرمایا اے ابابکر انہیں چھوڑ دیں یہ عید کے دن ہیں اور منیٰ کے دن ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ آپ مجھے پردہ کر رہے تھے اور میں حبشیوں کی طرف دیکھ رہی تھی جبکہ وہ مسجد میں گتکا بازی کر رہے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسَبَّ نَسَبُهٗ

۳۳۰۳ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ ثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَاذَنَ حَسَّانُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِیْنَ قَالَ كَیْفَ بِنَسَبِیْ فَقَالَ حَسَّانُ لَاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِیْنِ وَعَنْ اَبِیْهِ قَالَ ذَهَبْتُ اَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهٗ فَاِنَّهٗ كَانَ یُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ الْهَیْثَمِ نَفَحَتِ الدَّابَّةُ اِذَا رَمَتْ بِحَوَافِرِهَا وَنَفَحَهٗ بِالسَّیْفِ اِذَا تَنَاوَلَهٗ مِنْ بَعِیْدٍ

ابوبکر صدیق نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھیں چھوڑ دیجیے اے بنی ارفدہ تم آرام سے اپنے کرتب میں رہو۔

۳۳۰۲ — شرح : یعنی اے بنی ارفدہ تم آرام اور امن و امان سے اپنے کام میں مشغول رہو تمہیں کوئی منع نہیں کرے گا۔ اگر یہ سوال ہو کہ حدیث میں "یَعْنِیْ مِنَ الْاَمْنِ" سے کیا غرض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ اَمْن سے مشتق ہے جو خوف کی ضد ہے۔ ایمان سے مشتق نہیں۔ حدیث ع۹۰۸ ، ع۹۱۰ کی شرح دیکھیں "

باب جس نے یہ پسند کیا کہ اس کے نسب کو گالی نہ دی جائے

۳۳۰۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حسان بن ثابت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا میرے نسب کا کیا حال ہوگا۔ حسان نے کہا میں آپ کو اُن سے ایسے نکال لوں گا جیسے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا جَاءَ فِی اسمَآءِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَقَوْلُ اللّٰہِ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ الاٰیۃ وقولہٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ وقولہ مِنْ بَعْدِیْ اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ

بال آٹے سے نکال لیا جاتا ہے اور عروہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ کے پاس حسان کو سب وشتم کرنا شروع کیا تو اُنھوں نے فرمایا اسے بُرا بھلا مت کہو کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جھگڑا کیا کرتا تھا۔

۳۳۰۳ — شرح : یعنی حضور نے فرمایا اے حسان تو قریش کی ہجو کیسے کرے گا حالانکہ میرا نسب ان کے نسب سے ملا ہُوا ہے۔ حسان نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ کا نسب اُن کے نسب سے ایسے نکال لوں گا جیسے بال آٹے سے نکال لیا جاتا ہے اور ان کے نسب کی ہجو ہوگی آپ کا نسب محفوظ رہے گا اور ان کی ہجو سے آپ کے نسب شریف کو بہترین طریقہ سے نکال لوں گا اور آپ کے نسب کے کسی جزو کو ہجو میں شامل نہیں ہونے دوں گا جیسے آٹے سے بال کو نکال لیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ کوئی ذرّہ باقی نہیں رہتا بال کو اس لئے خاص کیا کہ یہ آٹے سے صاف نکل آتا ہے اور اس کے ساتھ آٹا نہیں لگتا بخلاف کسی اور سخت شئی کے اس کے ساتھ آٹا چمٹا رہتا ہے۔ ایک روائت میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ ان سے انساب دریافت کرے کیونکہ وہ انساب کے جاننے میں ماہر ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

"یُنَافِحُ" کا معنی مدافعت ہے۔ یعنی حضرت حسان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دشمنوں کی مدافعت کیا کرتے تھے!

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماءِ گرامی کے متعلق روایات

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: مُحَمَّدٌ اللہ کے رسُول ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" اور

marfat.com
Marfat.com

۳۳۰۴ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنِیْ مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِیْ خَمْسَةُ اَسْمَآءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ يَمْحُوا اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ

جو آپ کے ساتھی ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں بہت سخت ہیں اور اللہ کا ارشاد

میرے بعد نبی آئے گا جس کا نام احمد ہے!"

شرح : محمد بابِ تفعیل سے مبالغہ کے لئے ہے اور احمد برائے تفضیل ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا نام احمد ہے کیونکہ یہ نام پہلی کتابوں میں مذکور ہے۔ اور آپ کا اسم گرامی محمد قرآن کریم میں مذکور ہے۔ یہ اس لئے کہ لوگوں کے تعریف کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف کی۔ اسی طرح قیامت میں اللہ تعالیٰ آپ کی تعریف کریگا اور آپ کی شفاعت قبول کرے گا اور لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔ لواءِ حمد آپ کے دستِ اقتدار میں ہوگا اور مقامِ محمود میں آپ جلوہ فروز ہوں گے جس کی پہلے اور پچھلے سب لوگ تعریف کریں گے۔ قرآن کریم میں ہے "عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا"، آپ کے لئے کھانے، پینے، سفر سے واپسی اور دعاء کے بعد حمد مشروع ہے۔ اور آپ کی امت کا نام حَمَّادُوْن رکھا گیا ہے یعنی حمد کرنے والی امت۔ بعض علماء نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آسمانوں میں احمد، زمین میں محمود اور دنیا میں محمد ہے اور بعض نے کہا تمام انبیاء کرام حمّاد ہیں "حمد کرنے والے"، اور ہمارے نبی احمد ہیں بہت حمد کرنے والے اور بعض نے کہا تمام انبیاء کرام محمود ہیں اور ہمارے نبی احمد ہیں یعنی آپ زیادہ مناقب و محاسن والے ہیں۔ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"، کی ترکیب میں کئی احتمال ہیں۔ لفظ محمد مبتداء محذوف کی خبر ہے اور وہ هُوَ ہے۔ اس سے پہلے "هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ"، حذفِ مبتداء کا قرینہ ہے یعنی ہو محمد یا محمد مبتداء ہے۔ "رَسُوْلُ اللّٰهِ"، عطفِ بیان ہے اور "وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ"، کا مبتداء پر عطف ہے اور "اَشِدَّآءُ" سب کی خبر ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ اور آپ کے اصحاب کفار پر سختی کرنے والے ہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ لفظ محمد مبتداء اور رسول اللہ خبر ہو۔ محمد رسول اللہ "وَالَّذِيْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ"، اور مع پر وقف مستحسن ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حواریوں کو خوشخبری دی کہ آن کے بعد احمد تشریف لا رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عظیم رسول

marfat.com
Marfat.com

۳۳۰۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّیْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ

ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا ہمارے بعد کوئی امت ہوگی تو انھوں نے فرمایا ہاں ہمارے بعد اُمّتِ احمد آنے والی ہے جو حکماء، علماء ربانی اور ابرار و اتقیاء ہوں گے "

۳۳۰۴ — ترجمہ : محمد بن جُبَیر بن مطعم نے اپنے والد جُبیر بن مطعم سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پانچ اسماء گرامی ہیں۔ میں محمد اور احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا۔ اور میں حاشر ہوں۔ تمام لوگ میرے قدموں تلے جمع ہوں گے اور میں عاقِب ہوں۔

۳۳۰۴ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ "ماحی وغیرہ" صفت ہے۔ اسم نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بکثرت صفت پر اسم کا اطلاق ہوتا رہتا ہے۔ اور اگر کوئی یہ پوچھے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ان پانچ سے زیادہ ہیں کیونکہ آپ خاتم النبیین، نبی الرحمت اور ان کے علاوہ کثیر صفات ہیں۔ حتیٰ کہ ابوبکر بن عربی نے عارض الاحوذی شرح ترمذی میں بعض علماء سے نقل کیا کہ اللہ کے ایک ہزار نام ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہزار نام ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں اور ایک عدد اس سے زیادہ عدد کی نفی نہیں کرتا بعض علماء نے کہا ان پانچ پر اقتصار اس لئے کیا ہے کہ یہ پہلی کتابوں میں موجود ہیں اور پہلی اُمتیں یہ جانتی تھیں" حدیث میں تیسرا نام "ماحی" ذکر کیا ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کافروں کو مٹاتا ہے۔

چوتھا نام "حاشر" ذکر کیا اور اس کی یہ تفسیر کی کہ لوگ میرے قدموں پر اُٹھائے جائیں گے۔ "قَدَمِیْ" میں یاء کو مخفف اور مشدد پڑھا جاتا ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ لوگ میرے بعد قبروں سے اُٹھائے جائیں گے اور میں سب سے پہلے اُٹھوں گا۔ چنانچہ حدیث میں ہے سب سے پہلے میری قبر کھلے گی۔ پانچواں نام عاقِب ہے اس کی تفسیر یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ تمام نبیوں کے بعد تشریف لائے ہیں۔ دلائل بیہقی میں عاقب کی تفسیر خاتم سے کی ہے۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۳۳۰۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ

۳۳۰۶ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَيَّانَ ثَنَا سَعِيدُ ابْنُ مِيْنَآءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَآءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَاَكْمَلَهَا وَاَحْسَنَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ

فرمایا کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے قریش کی گالیاں اور لعنت کیسے دفع کرتا ہے۔ وہ "مذمم" کو گالی دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں اور میں محمد ہوں"

۳۳۰۵ ـــ شرح : یعنی کفارِ مکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کو بدل کر اس کی ضد مذمم ذکر کرتے اور مذمم کو گالی دیتے تھے حالانکہ آپ کا نام محمد ہے یعنی بہت زیادہ اچھی خصلتوں والے تو ان کی اس تحویل و تصریف سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کی گالی گلوچ اور لعن طعن سے بچایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جد امجد عبد المطلب کو یہ الہام کیا تھا کہ وہ آپ کا نام محمد رکھیں کیونکہ آپ بہترین اخلاق پر فائز تھے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کے لقب آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ابولہب کی بیوی "عوراء" نے کہا ؎

مُذَمَّمٌ قَلَيْنَا وَدِيْنَهٗ اَبَيْنَا وَاَمْرَهٗ عَصَيْنَا ..

یعنی ہم نے مذمم سے دشمنی کی۔ اس کے دین سے انکار کیا اور اس کے حکم کی نافرمانی کی

باب ـــ خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم

۳۳۰۶ ـــ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور انبیاء کی مثال ایک مرد جیسی ہے جس نے مکان بنایا اس کو مکمل اور خوبصورت کیا۔ صرف ایک اینٹ کی جگہ

marfat.com
Marfat.com

۳۳۰۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بُنْيَانًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَتَعَجَّبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ

خالی چھوڑ دی لوگ اس میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے اور کہتے کاش اس اینٹ کی جگہ خالی نہ چھوڑی جاتی۔

۳۳۰۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مکان بنایا اور اسے بہت خوبصورت کیا مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس کو دیکھتے اور خوش ہوتے اور کہتے یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں۔ اور میں خاتم النبیین ہوں۔

۳۳۰۶ تا ۳۳۰۷ — شرح : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی

حدیث لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ،، میں ،،موضع،، مبتداء مرفوع ہے اس کی خبر محذوف ہے اور وہ لَكَانَ بِنَاءُ الدَّارِ كَامِلًا ،، ہے۔ یعنی اگر اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی تو مکان مکمل ہو جاتا۔ اسماعیلی نے اس روائت میں کچھ اضافہ ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے وَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ خَتَمْتُ الْاَنْبِيَآءَ۔ یعنی میں اینٹ کی جگہ ہوں کیونکہ میں نے نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ اس حدیث میں انبیاء کرام علیہم السلام کو اور جس مقصد کے لئے ان کو بھیجا گیا ہے اور وہ لوگوں کو مکارم اخلاق کی طرف راہ نمائی ہے کو اس مکان سے تشبیہ دی جس کی بنیادیں مضبوط بنائی گئی ہوں اور اس کو مکمل کر لیا ہو لیکن ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تتمیم اخلاق کے لئے مبعوث ہوئے ہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ،، اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ ،، لہٰذا آپ وہ اینٹ ہیں جس سے باقی ماندہ مکان کی تکمیل ہوتی ہے۔ اور مکارم اخلاق کی تکمیل آپ نے کی ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قادیانوں کا دعویٰ کہ مرزا غلام احمد بھی نبی ہے محض باطل ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجراء نبوت کا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَفَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۰۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهٗ

امکان نہیں رہا اور نہ ہی آپ کے بعد کسی اور نبی کو تجویز کرنا ممکن ہے ۔ ”واللہ الہادی“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اینٹ کی جگہ ایک کونہ میں ذکر کی ہے ۔ چنانچہ مسلم نے ہمام کے طریق سے ”مِنْ زَوَايَاهُ“ ذکر کیا ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اینٹ مکان کے لئے بنیادی حیثیت نہیں رکھتی کہ اس کے بغیر مکان کا وجود ختم ہو جائے ۔ بلکہ یہ اینٹ مکان کی خوبصورتی میں اضافہ کرتی ہے اور مکان کو خوبصورت کرتی ہے ورنہ لازم آئے گا کہ اس کے بغیر مکان ناقص رہے حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ ہر نبی کی شریعت اس زمانہ میں کاملہ تھی ۔ تو مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت تمام شرائع سے اکمل اور احسن ہے ۔ جبکہ پہلے نبیوں کی شریعتیں کامل اور حسن تھیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کے افہام تفہیم کے لئے مثال بیان کرنا مستحسن ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر قصرِ نبوت کی تکمیل کی ہے اور احکامِ دین کو مکمل کیا ہے ۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

۳۳۰۸ — ترجمہ : عروہ بن زُبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جبکہ آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی ۔ ابنِ شہاب نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے اسی طرح بیان کیا ہے ۔

۳۳۰۸ — شرح : صحیح تر قول یہی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ شریف تریسٹھ برس تھی ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث ۴۱۵۴ میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۰۹ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي

۳۳۱۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي

۳۳۱۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر شریف میں وفات پائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ سہیلی نے روض میں ذکر کیا کہ اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاوّل میں پیر کے روز وفات پائی۔ البتہ تاریخ وفات میں مختلف اقوال ہیں۔ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ ہجری میں بارہ ربیع الاوّل کو پیر کے روز سات جون ۶۳۲ عیسوی میں چاشت کے وقت وفات پائی جبکہ بارہ ربیع الاوّل ہی کو پیر کے روز چاشت کے وقت مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منوّرہ تشریف فرما ہوئے تھے۔ مزید تفصیل باب وفات النبی حدیث ۴۱۵۴ کی شرح میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب ۳۳۰۹ — سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کُنیت

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے کہا یا اَبَا الْقَاسِمِ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میرا نام رکھ لیا کرو اور کنیت نہ رکھو!

۳۳۱۰ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا میرا نام رکھ لیا کرو اور میری کنیت نہ رکھو!

۳۳۱۱ ترجمہ : ابن سیرین نے کہا میں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام تو رکھ لیا کرو۔ میری کنیت نہ رکھو!

۳۳۰۹ تا ۳۳۱۱ شرح : ان احادیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت کا ذکر ہے کُنیت کنایہ سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ کَنَیْتُ عَنِ الْاَسْرِ بِکَذَا ، جب کہ وہ لفظ ذکر کیا جائے جو صراحۃً اس پر دلالت نہ کرے۔ عربوں میں کنیت شائع ذائع ہے۔ بعض تو وہ لوگ ہیں کہ ان کی کنیت غالب ہے اور نام غیر معروف ہے جیسے ابوطالب ان کا نام عمران ہے اور ابولہب اس کا نام عبدالعزیٰ ہے۔ بعض کا نام مشہور ہے اور کنیت معروف نہیں جیسے عمر فاروق ان کی کنیت ابوالحفص ہے۔ اور بعض کے نام اور کنیت دونوں معروف ہیں۔

بہر حال کنیت، نام اور لقب سب علم ہیں لیکن کُنیت وہ ہے جس سے پہلے اَبْ یا اُمّ ہو۔ اور لقب وہ ہے جو مدح یا ذم ظاہر کرے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے کیونکہ آپ لوگوں میں مال و دولت اور دیگر اشیاء تقسیم کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ عطاء کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن دحیہ سے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم اس لئے ہے کہ آپ قیامت میں لوگوں میں جنت تقسیم کریں گے یہ بھی ممکن ہے کہ اپنے شاہزادے حضرت قاسم علیہ السلام کی نسبت ابوالقاسم کنیت رکھی ہو۔ بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جب آپ کے شاہزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کا تولد ہوا جو ماریہ کے بطن سے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف میں اس کے متعلق کچھ واقع ہونے والا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا السلام علیکم یا ابا ابراہیم اس کو ابن سعد نے بھی ذکر کیا ہے توضیح میں آپ کی کنیت ابوالارامل بھی ذکر کی ہے۔ حدیث شریف میں ابوالقاسم کنیت رکھنے سے منع کیا گیا ہے لیکن یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی تھا۔ آپ کی وفات کے بعد ابوالقاسم کنیت رکھنی جائز ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کے بعد میرا بیٹا پیدا ہو تو میں اس کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھ سکتا ہوں؟

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ ۳۳۱۲ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَا الْفَضْلُ ابْنُ مُوْسٰى عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ رَاَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ ابْنَ اَرْبَعٍ وَتِسْعِيْنَ جَلْدًا مُعْتَدِلًا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ مَا مُتِّعْتُ بِهٖ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ اِلَّا بِدُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَالَتِيْ ذَهَبَتْ بِيْ اِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ شَاكٍ فَادْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ فَدَعَا لِيْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکھ لینا ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب

۳۳۱۲ — ترجمہ : جُعید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے سائب بن یزید کو اُن کی چورانوے ۹۴ برس کی عمر میں قوی وتندرست دیکھا۔ اُنھوں نے کہا (سائب) میں جانتا ہوں کہ میری سماعت اور بصارت کو صرف جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء سے فائدہ پہنچ رہا ہے۔ کیونکہ میری خالہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی اور عرض کیا یا رسُول اللہ یہ میرا بھانجہ بیمار ہے آپ اللہ سے دُعاء کریں تو آپ نے میرے لئے دُعاء فرمائی"

۳۳۱۲ — شرح : یہ باب پہلے باب کی نسبت اس کی فصل ہے۔ کیونکہ جن الفاظ سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا جاتا تھا وہ "یا محمد، یا ابا القاسم اور یا رسول اللہ،، تھے لیکن ادب یہ ہے بلکہ احسن یہ ہے کہ آپ کو "یا رسُول اللہ" کہہ کر پکارا جائے۔ یہ حدیث اس کو متضمّن ہے۔ اس طرح اس کا پہلی حدیث سے تعلق ہے لہٰذا یہ باب بمنزلہ فصل ہُوا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شیخ سراجدین بن ملقن صاحب التوضیح نے ذکر کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگرچہ بہت نام ہیں لیکن آپ کو یا رسُولَ اللہ،، کہہ کر پکارا جائے۔ جیسے حضرت سائب رضی اللہ عنہ کی خالہ نے پکارا تھا۔ سائب کی والدہ کا نام عُلبہ بنت شریح ہے۔ وہ مخرمہ بن شریح کی ہمشیرہ ہیں ان کی خالہ کا نام معلوم نہیں ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ خَاتِمِ النُّبُوَّةِ

۳۳۱۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ وَقَعَ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِهٖ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّحِيْحُ الرَّاءُ قَبْلَ الزَّاىِ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہرِ نبوّت

۳۳۱۳ — ترجمہ : سائب بن یزید نے کہا میری خالہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا بھانجہ بیمار ہے تو آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعاء فرمائی۔ آپ نے وضوء فرمایا تو میں نے وضوء سے بچا ہوا پانی پیا۔ پھر میں آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت دیکھی۔ ابن عُبید اللہ نے کہا "حُجلہ" وہ پسیدی ہے جو گھوڑے کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہوتی ہے۔ ابراہیم بن حمزہ نے کہا "ڈولی کے بٹن کی طرح دیکھی۔ بخاری نے کہا صحیح یہ ہے کہ (رزر) میں "راء" "زاء" سے پہلے ہے۔

شرح : محمد بن عبید اللہ۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔ قال ابن عبید اللہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ انھوں نے اس حدیث میں مذکور لفظ "حُجلہ" کی تفسیر کی ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں "سائب نے کہا میں نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان ڈولی کے بٹن کی طرح مہرِ نبوّت دیکھی" اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب اس حدیث میں یہ الفاظ مذکور نہیں تو ان کی تفسیر کس لئے کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری نے جب یہ حدیث اپنے شیخ محمد بن عبید اللہ سے روایت کی تو اس مجلس میں مہرِ نبوّت کی کیفیت سے متعلق سوال پوچھا گیا تو جواب دیا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۱۴ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى اَبُوْبَكْرِ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ فَرَاَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَقَالَ بِاَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاشَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ

کہ ابن عبداللہ نے کہا ہے کہ وہ "زرّ حجلہ" کی مانند تھی۔ پھر ان سے حجلہ کا معنی پوچھا گیا تو جواب دیا کہ وہ "حجل فرس" ماخوذ ہے جو گھوڑے کی دونوں آنکھوں کے درمیان سپیدی ہوتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زرّ حجلہ" کی تفسیر "حجل فرس" گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی سے کی حالانکہ ایسے "غرّہ" کہا جاتا ہے۔ حجل نہیں کہا جاتا۔ حجل تو گھوڑے کے پاؤں میں ہوتی ہے اور اگر یہ تفسیر صحیح ہو اور اس سے مراد سپیدی ہو تو "زرّ" کا ذکر بے فائدہ ہوگا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زرّ" بکسر الزاء اور راء مشدد ہے۔ اس کی جمع ازرار ہے۔ یہ ازرارِ قمیص ہیں یعنی قمیص کے بٹن اور حجلہ دلہن کی ڈولی ہے جو کپڑوں سے سجائی جاتی ہے۔ اس کے بڑے بڑے بٹن ہوتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا "حجلہ" بفتح الحاء والجیم ہے۔ یہ ایک پرندہ ہے جو کبوتر کی طرح ہے اس کی چونچ اور پاؤں سُرخ ہوتے ہیں اس کا گوشت خوب لذیذ ہوتا ہے اور "زرّ" اس کا انڈا ہے۔ اور رأء کو زاء سے پہلے بھی پڑھا جاتا ہے اس سے مراد انڈا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "ازرَتِ الْجَرَادَةُ" جبکہ وہ اپنی دم زمین میں داخل کر کے انڈا دے۔ امام بخاری نے کہا یہ معنیٰ درست ہے اور ابراہیم بن حمزہ نے بھی یہ روائت کی ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھے سمجھ نہیں آتی کہ بخاری نے جو حجلہ کی تفسیر کی ہے اس کا کیا معنیٰ ہے اور گھوڑا اور اس کی پیشانی کی سپیدی کیا چیز ہے؟

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حجلہ دلہن کی ڈولی ہے جو کپڑوں اور پردوں سے مزیّن کی جاتی ہے۔ اس کے بٹن وغیرہ ہوتے ہیں لہٰذا "زرّ" کا حقیقی معنی درست ہے۔ امام ترمذی نے کہا حجلہ سے مراد پرندہ اور زرّ سے مراد اس کا انڈا ہے۔ امام مسلم نے اس کی وصف میں جابر بن عبداللہ سے روائت کی گویا کہ وہ کبوتر کا انڈا ہے۔ امام ترمذی نے مہرِ نبوت کی وصف اُبھرنے والے گوشت سے کی ہے۔ حاکم نے مستدرک میں وہب بن مُنبّہ سے روائت کی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کے لئے دائیں ہاتھ میں نبوت کی علامت رکھی ہے لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان قلب شریف کے موازی مہرِ نبوت وضع کی ہے اور یہ صرف آپ ہی کی خصوصیت ہے صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم بن حمزہ امام بخاری کے شیخ ہیں اُنھوں نے دوسو تیس ہجری مطابق ۸۴۴ عیسوی میں وفات پائی۔

marfat.com
Marfat.com

۳۳۱۵ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ثَنَا زُهَيْرٌ ثَنَا اِسْمٰعِيلُ عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ يُشْبِهُهُ

۳۳۱۶ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اَبِي خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ قُلْتُ لِاَبِي جُحَيْفَةَ صِفْهُ لِي قَالَ كَانَ اَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ وَاُمِرَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلٰثَةَ عَشَرَ قَلُوصًا قَالَ فَقُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ نَقْبِضَهَا

باب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف طیبہ

۳۳۱۴ — ترجمہ : عقبہ بن حارث نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی اور امام حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں میں کھیلتے ہوئے دیکھا تو ان کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور کہا میرا باپ قربان ہو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں علی کے مشابہ نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔

۳۳۱۵ — ترجمہ : ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے بہت مشابہ تھے۔

۳۳۱۴ - ۳۳۱۵ — شرح : اس باب کی احادیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت اور خلق کا بیان ہے۔

عقبہ بن حارث کی حدیث میں ابو بکر صدیق نے امام حسن کو خلقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشبیہ دی یہ آپ کی وصف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہنسنا ابو بکر صدیق کی موافقت پر دلالت کرتا ہے۔ ابو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پانچ اشخاص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور وہ جعفر بن ابی طالب، حسن بن علی، قثم بن عباس، ابو سفیان بن حارث اور سائب بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۳۱۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ نَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ وَهْبِ اَبِیْ جُحَيْفَةَ السُّوَائِیِّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ شَفَتِهِ السُّفْلٰى الْعَنْفَقَةَ

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ عیون الاثر میں ان کے علاوہ اور حضرات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں چنانچہ عبداللہ بن عامر بن کعب بن ربیعہ بن عبدِ شمس آپ کے بہت مشابہ تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بچپن کی حالت میں دیکھا تو فرمایا یہ شخص ہمارے مشابہ ہے۔ مراۃ میں مسلم بن مُعَتَّب کو اور انس بن ربیعہ بن مالک بیاضی بصری جو بنی اسامہ بن لوئی سے ہیں کو ذکر کیا کہ وہ خلقت اور خلق میں آپ کے بہت مشابہ تھے حضرت انس بن مالک جب انھیں دیکھتے تو اُن سے معانقہ کرتے اور رو پڑتے اور کہتے جس کی یہ خواہش ہو کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے وہ ان کو دیکھ لے۔ حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ ان کو اپنے آگے جگہ دیتے تھے وہ جب ان کے پاس آتے تو احتراماً کھڑے ہو جاتے ان سے معانقہ کرتے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے تھے ایک دفعہ ان کو مال اور زمین نذرانہ کے طور پر دی تو انھوں نے مال واپس کر دیا اور زمین قبول کر لی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے بہت محبت تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سمجھ دار بچے کو جب بچوں میں کھیلتا ہوا پائے تو اس کو کھیلنے دے کیونکہ اس وقت امام حسن رضی اللہ عنہ سات برس کے تھے۔ اتنی عمر شریف میں انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی اور آپ سے احادیث یاد کیں اور کھیل سے مراد وہ کھیل ہے جو اس زمانہ میں ان کے حال کے مطابق مباح کھیل تھا۔ بلکہ اسے تمرین و مشق پر محمل کرنا زیادہ مناسب ہے (یعنی)

ترجمہ : اسماعیل بن خالد نے کہا میں نے ابوجُحَیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا

۳۳۱۶ — کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن بن علی علیہما السلام آپ کے مشابہ تھے۔ اسماعیل نے کہا میں نے ابوجُحَیفہ سے کہا میرے سامنے آپ کی وصف بیان کرو ابوجُحیفہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ تھے۔ آپ کے سر مبارک کے بالوں کی سیاہی سفیدی سے ملی جلی تھی (یعنی آپ کے سر کے بال آدھے پکے ہو گئے تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرہ اونٹنیاں دینے کا حکم دیا تو ہمارے قبضہ کرنے سے پہلے آپ وفات پا گئے۔

ترجمہ : ابوجُحیفہ سُوائی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور

۳۳۱۷ — آپ کے نچلے ہونٹ کے نیچے ٹھوڑی کے بالوں میں سفیدی دیکھی۔

marfat.com
Marfat.com

۳۳۱۸ — حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا قَالَ كَانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ

ترجمہ : حریز بن عثمان نے بیان کیا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابی عبداللہ بن بُسر سے پُوچھا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم بوڑھے تھے؟ عبداللہ نے کہا آپ کی ٹھوڑی پر چند سفید بال تھے۔

۳۳۱۸ —

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو جُحَیفہ اور ان کے ساتھیوں نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات سے قبل اونٹنیاں اپنے قبضہ میں کرلی تھیں یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے خلیفہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات کے بعد اعلان کیا تھا کہ جس سے آپ نے وعدہ کیا تھا وہ ہم سے پُورا کرلے تو میرے عرض کرنے پر آپ نے ہمیں اونٹنیاں عنائت کردی تھیں۔

۳۳۱۶ تا ۳۳۱۸ —

قولہ اَلْعَنْفَقَةُ ، مجرور "مِنَ الشَّفَةِ" کا بدل ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ "بَيَاضًا" کا بدل ہو تو منصوب ہوگا۔ یہ نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان والی جگہ ہے اس پر بال ہوں یا نہ ہوں۔ بعض علماء نے کہا وہ نچلے ہونٹ کے بال ہیں۔ خلیل نے ذکر کیا ہے کہ یہ نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان والے تھوڑے سے بال ہیں۔ ابوبکر نے کہا عنفقہ کا معنی خِفَّتْ وَقِلَّتْ ہے۔ اسی سے "اَلْعُنْفُقَةُ" مشتق ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عنفقہ بال ہیں چونکہ یہ بال تھوڑے ہوتے ہیں اس لئے اسے عنفقہ کہتے ہیں (عینی)

قولہ اَرَيْتَ النَّبِيَّ ، اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ "اَرَيْتَ" بمعنی "اَخْبِرْنِيْ" ہے۔ اور لفظ "اَلنَّبِيُّ" مبتداء مرفوع ہے اور "اَكَانَ شَيْخًا" بتاویل "هَلْ يُقَالُ فِيْهِ" خبر ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں "اَلنَّبِيُّ" مرفوع اسم کان ہے مگر یہ ترکیب کمزور ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ "اَرَيْتَ" میں استفہام ہے یعنی "هَلْ رَئَيْتَ النَّبِيَّ اَكَانَ شَيْخًا" اس وقت لفظ "النبی" مفعول بہ منصوب ہوگا!

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے اپنے استاذ سے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عَنْفَقَہ پر صرف سترہ بال سفید تھے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

۳۳۱۹ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنِي اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ أَزْهَرَ اللَّوْنِ لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَمْهَقَ وَلَا آدَمَ لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطَطٍ وَلَا سَبْطٍ رَجِلٍ أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَقُبِضَ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ قَالَ رَبِيعَةُ فَرَأَيْتُ شَعْرًا مِنْ شَعَرِهِ فَإِذَا هُوَ أَحْمَرُ فَسَأَلْتُ فَقِيلَ احْمَرَّ مِنَ الطِّيبِ

۳۳۱۹ ـــ ترجمہ : ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے کہا میں نے انس بن مالک کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف بیان کرتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں درمیانہ قد تھے نہ زیادہ لمبے اور نہ پست قد تھے نہ بالکل سفید تھے اور نہ گندمی رنگ تھا سَر مبارک کے بال زیادہ بل کھائے نہ تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے (آپ کے بال شکن دار تھے) آپ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی جبکہ آپ کی عمرِ شریف چالیس برس تھی۔ آپ اس (نزولِ وحی) کے بعد مکہ مکرمہ میں دس برس رہے اور آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا۔ مدینہ منورہ میں دس برس رہے آپ کے سَر مبارک اور داڑھی شریف میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ ربیعہ نے کہا میں نے آپ کے بالوں میں سے ایک بال دیکھا تو وہ سرخ تھا۔ میں نے پوچھا تو کہا گیا کہ یہ بال خوشبو کے استعمال سے سرخ ہوگیا ہے۔

۳۳۱۹ ـــ شرح : لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ ،، رَبْعَةً کی تفسیر ہے یعنی آپ کا قد شریف درمیانہ تھا زیادہ لمبا نہ تھا۔ کیونکہ زیادہ لمبا قد عیب شمار کیا جاتا ہے۔ أَزْهَرُ اللَّوْنِ ،، کا معنی سفید سرخی مائل ہے۔ کیونکہ خالص سفید رنگ میں خوبصورتی نہیں۔ آپ ،، أَبْيَضُ أَمْهَقُ ،، نہ تھے۔ یعنی خالص سفید نہ تھے بلکہ اس میں سُرخ جھلک تھی۔ اس میں بہت خوبصورتی ہے اور آپ کا رنگ زیادہ گندمی بھی نہ تھا۔ عرب اس کو ،، أَسْمَرَ ،، کہتے ہیں۔ اسی لئے بعض احادیث میں ،، أَسْمَرَ ،، مذکور ہے ان میں کثیر مختلف روایات ہیں ان کا بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سمرہ سے مراد وہ سُرخی ہے جس میں سفیدی

marfat.com
Marfat.com

کی جھلک ہو۔ اور بیاض سے مراد وہ سفیدی ہے جس میں سُرخی کی جھلک ہو۔ یعنی آپ کا رنگ شریف نہ تو خالص سفید اور نہ ہی خالص سُرخ تھا بلکہ سُرخ سفید ملا جُلا تھا۔ یہ نہایت خوبصورت رنگ ہے۔ اس تقریر سے واضح ہوتا ہے کہ جن روایات میں یہ مذکور ہے کہ آپ کا رنگ سفید تھا ان سے مراد یہ ہے کہ سفید سُرخی مائل تھا اور جن روایات میں ہے کہ آپ کا رنگ سفید تھا ان سے مراد یہ ہے کہ سفید سُرخی مائل تھا اور جن روایات میں ہے کہ آپ کا رنگ سفید نہ تھا۔ ان سے مراد وہ سفید رنگ ہے جس میں سُرخی نہ ہو یہ رنگ عربوں کے نزدیک اچھا نہیں۔

قولہ لَیْسَ بِجَعْدٍ قَطَطٍ ،، جَعْد کا معنیٰ پیچدار دو قَطَط ، کا معنی سخت پیچدار اور سبط اس کی ضدّ ہے۔ رَجِلٌ ، کا معنیٰ سیدھے ہے۔ یعنی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بال شریف نہ تو سخت پیچدار تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے بلکہ ان دونوں کے درمیان تھے۔ قولہ رَجِلٌ ، بفتح الراء والجیم ، یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے ، ای ہو رَجِلٌ ، یعنی آپ کے بال شریف لٹکے ہوئے خمدار تھے۔ ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر مبارک کے بال شریف نہ تو زیادہ بل کھائے ہوئے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے بلکہ سیدھے پیچدار تھے ایسے بال خوبصورت ہوتے ہیں۔

اکثر علماء نے کہا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر چالیس برس کی عمر شریف میں وحی نازل ہوئی۔ بعض علماء نے کہا چالیس برس، دس دن بعد نازل ہوئی اور بعض نے کہا دو ماہ بعد نازل ہوئی الحاصل چالیس سال کے بعد سترہ رمضان میں پیر کے روز آپ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی۔ بعض علماء نے سات اور بعض نے چوبیس رمضان ذکر کیا ہے اس میں اور بھی مختلف اقوال ہیں۔ قولہ فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ ، یعنی ابتداء نزولِ وحی کے بعد آپ دس سال مکہ مکرمہ میں رہے لیکن صحیح یہ ہے کہ آپ مکہ میں تیرہ برس رہے کیونکہ وفات کے وقت آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی۔ جبکہ گیارہ ہجری میں بارہ ربیع الاوّل کو پیر کے روز بمطابق ۸ جون ۶۳۲ء میں آپ نے وفات پائی تھی "صلّی اللہ علیہ وسلّم"۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں بیس سفید بال نہ تھے بلکہ اس سے کم تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ ابن حبان نے بھی اسے ذکر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بیس بال سفید تھے۔ حضرت انس کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دس سے زیادہ اور بیس سے کم بال سفید تھے۔ اور عبداللہ بن بُسر کی حدیث کا مدلول یہ ہے کہ دس بال سفید تھے۔ کیونکہ اُنھوں نے "عشر شعرات" کہا ہے اور یہ جمع قلّت کا صیغہ ہے اور وہ دس کی تعداد سے آگے نہیں بڑھتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بُسر کی حدیث کا محمل عنفقہ کے بال ہیں اور جو اس سے زیادہ تھے وہ صدغین میں تھے۔ جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن سعد نے صحیح اسناد کے ساتھ حمید کے ذریعے انس سے روایت کی ہے کہ آپ کی داڑھی شریف میں بیس سے زیادہ بال سفید نہ تھے۔ حُمید نے کہا کہ انس نے عنفقہ کی طرف اشارہ کر کے سترہ بال ذکر کئے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۳۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَا بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَ لَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ وَلَيْسَ فِىْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ

نیز ثابت کے ذریعہ انس کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں صرف سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے اور ابن ابی خیثمہ نے حمید کے ذریعہ انس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی شریف میں بیس سفید بال نہ تھے۔ حُمَید نے کہا سترہ تھے۔ حاکم نے مستدرک میں عبداللہ بن محمد بن عقیل کے طریق سے حضرت انس سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا کہ اگر میں آپ کے سر مبارک اور داڑھی شریف کے سفید بال شمار کرنے لگوں تو وہ گیارہ سے زائد نہ ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ چار روایات ہیں سب کا مدلول یہی ہے کہ آپ کے سفید بال بیس تک نہیں پہنچے اور دوسری روایت سے واضح ہوتا ہے کہ بیس سے کم سترہ یا اٹھارہ سفید بال تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دس سفید بال نچلے ہونٹ کے نیچے تھے اور زائد باقی داڑھی شریف پر تھے۔ کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی شریف میں بیس سفید بال نہ تھے۔ اور داڑھی عنفقہ وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ اس طرح روایات میں مطابقت ہے۔ اور عبداللہ بن بُسر کی حدیث کے مطابق دس بال عنفقہ میں ہونا اور دوسری احادیث کے مطابق باقی بال باقی داڑھی شریف میں ہونا اور حُمَید کا عنفقہ کی طرف اشارہ کرکے سترہ بال کہنا نفس حدیث کا مفہوم نہیں ہے اور چوتھی روایت جو حاکم نے مستدرک میں ذکر کی ہے۔ وہ عنفقہ اور غیر میں سفید بالوں کے منافی نہیں (عینی)

۳۳۲۰ — ترجمہ : ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت لمبے قد کے تھے نہ پست قد کے اور نہ بالکل سفید رنگ کے تھے نہ گندمی رنگ کے۔ آپ کے بال شریف نہ تو زیادہ پیچ دار تھے نہ بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر شریف میں

marfat.com
Marfat.com

۳۳۲۱ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَحْسَنَهُمْ خُلُقًا لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَآئِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ

۳۳۲۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ اَنَسًا هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِيْ صُدْغَيْهِ

۳۳۲۳ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهٗ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ رَاَيْتُهٗ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ وَقَالَ يُوْسُفُ بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْهِ اِلٰى مَنْكِبَيْهِ

نبی مبعوث فرمایا (نبوت کے بعد) آپ نے مکہ مکرمہ میں دس سال اقامت فرمائی اور دس سال ہی مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی حالانکہ آپ کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں بیس بال سفید نہ تھے

۳۳۲۱ — ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا اور آپ سب سے زیادہ خوش خلق تھے۔ آپ نہ تو بہت لمبے تھے اور نہ پست قد تھے "صلی اللہ علیہ وسلم"

۳۳۲۲ — ترجمہ : قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت انس سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا تھا انھوں نے کہا نہیں۔ صرف آپ کی کنپٹیوں میں کچھ سفیدی تھی۔

۳۳۲۳ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے۔ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان بہت کشادگی تھی۔

marfat.com
Marfat.com

۳۳۲۴ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ هُوَ السَّبِيْعِيُّ قَالَ سُئِلَ الْبَرَاءُ اَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ

آپ کے سر مبارک کے بال شریف کانوں کی لَو تک پہنچتے تھے۔ میں نے آپ کو سُرخ دھاری دار چادر میں دیکھا آپ سے زیادہ خوبصورت میں نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔ یوسف بن اسحاق نے اپنے باپ سے روائت کی ہے کہ آپ کے سر مبارک کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

۳۳۲۴ــــ ترجمہ : زُہَیر نے ابواسحاق سے روائت کی کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور تلوار کی مثل تھا؟ اُنھوں نے کہا نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔

۳۳۲۰ تا ۳۳۲۴ ــــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف میں مذکور الفاظ کی وضاحت کچھ یُوں ہے "رَبْعَۃ" میانہ قد نہ لمبا نہ پست۔ اگر یہ کہا جائے کہ "لفظ ربعۃ" مؤنث کیوں ہے۔ حالانکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ رَبْعَۃ کی تانیث "نفس" کے اعتبار سے ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "رَجُلٌ رَبْعَۃٌ اِمْرَءَۃٌ رَبْعَۃٌ"، "اَمْهَقُ"، جو زیادہ سفید نہ ہو۔ "لَيْسَ بِاَبْيَضَ"، کا یہی معنیٰ ہے۔ بعض نسخوں میں اَمْہَق لفظ نہیں ہے اور یہی زیادہ واضح ہے۔ "قَطَطٌ" سخت پیچدار۔ اس کی ضد سَبْطٌ ہے۔ "رَجِلٌ"، لٹکنے والے بال۔ "بَائِنٌ"، زیادہ لمبے۔ جو کنواں زیادہ گہرا اور وسیع ہو اسے "بِئْرٌ بَائِنَۃٌ"، کہا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم "اَمْهَق"، تھے تو "وَلَا بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ"، کا معنی کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف میں مشہور یہ ہے کہ آپ "اَمْهَق"، نہ تھے اور جہاں "اَمْهَقُ لَيْسَ بِاَبْيَضَ" مذکور ہے، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ سفید تھے اور سخت سفید نہ تھے اور جہاں "لَا بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ"، مذکور ہے۔ وہاں شدتِ بیاض کی نفی کی ہے۔ نفسِ بیاض کی نفی نہیں۔ "خَلْقًا"، خاء پر فتح صحیح تر ہے۔ "الصُّدْغ"، آنکھ اور کان کے درمیان والی جگہ ہے۔ اس جگہ لٹکنے والے بالوں کو بھی صُدْغ کہا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ زرد رنگ لگاتے تھے جیسا کہ بخاری اور مسلم میں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کبھی رنگ کرتے کبھی ترک کر دیتے تھے۔ جس حال میں کسی راوی نے دیکھا وہی روائت کر دی۔ اس میں رنگ کرنے اور ترک کرنے کی روائت کرنے والے دونوں راوی سچے ہیں اور "شَيْءٌ فِيْ شَيْءٍ غَيْرِهٖ"، سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صُدْغیں

marfat.com
Marfat.com

۳۳۲۵ــــ حَدَّثَنَا اَلْحَسَنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَبُوْعَلِیٍّ ثَنَا الْحَجَّاجُ ابْنُ مُحَمَّدِ الْاَعْوَرُ بِالْمِصِّیْصَةِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَکَمِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَیْفَةَ

پر معمولی سا رنگ تھا کیونکہ وہاں چند بال سفید تھے۔ ان کو رنگنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ "شَحْمَةَ اُذُنِهٖ" کانوں کی لو۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔ اور ابو اسحاق کی روائت میں ہے کہ مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔ یہ مختلف اوقات میں تھے۔ کبھی کانوں کی لو تک کبھی مونڈھوں تک یا معنیٰ یہ ہے کہ عام بال تو کانوں کی لو تک پہنچتے تھے اور جو بال بڑھے ہوتے تھے وہ مونڈھوں تک پہنچ جاتے تھے۔ اِن دونوں روایات میں اختلاف نہیں

الحاصل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عَنْفَقہ، صُدْغین اور سَر مبارک میں کچھ کچھ بال شریف سفید تھے اور ان کی سفیدی سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن و جمال اور خوبصورتی میں کچھ فرق نہیں پڑتا لہٰذا حاکم کی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روائت کہ "مَاشَانَهُ اللّٰهُ بِبَیْضَاءَ"، یعنی اللہ تعالیٰ نے سفید بالوں سے آپ کی خوبصورت کو کم نہیں کیا کا یہی معنی ہے۔ اور آپ کے بالوں کی کیفیت یہ تھی کہ جب کنگھی فرماتے تو مونڈھوں تک پہنچ جاتے پھر کچھ وقت گزرنے تک کانوں کی لو تک آجاتے کیونکہ آپ کے بال شریف شکن دار تھے "صلی اللہ علیہ وسلم"، ابو اسحاق کی روائت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور تلوار کی طرح نہ تھا بلکہ چاند جیسا تھا۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جب حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور لمبائی میں تلوار جیسا تھا تو اُنھوں نے کہا ایسا نہ تھا بلکہ آپ کا چہرۂ انور گولائی میں چاند جیسا تھا یا اس کا معنی یہ ہے کہ سائل نے دریافت کیا کہ کیا آپ کا چہرۂ انور چمک میں تلوار جیسا تھا تو جواب دیا گیا کہ نہیں بلکہ چاند جیسا تھا کیونکہ چاند میں گولائی اور چمک دونوں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا تلوار سے تشبیہ دینے کی نسبت چاند سے تشبیہ دینے میں فوقیت پائی جاتی ہے۔

مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ایک شخص نے اُن سے پوچھا کیا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور تلوار جیسا تھا؟ تو اُنھوں نے کہا نہیں بلکہ شمس و قمر کی طرح گول تھا۔ یعنی آپ کے چہرۂ انور میں گولائی اور حسن و جمال دونوں پائے جاتے تھے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَحْسَنَ بِنَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَیْثُ لَا مِثْلَ لَهٗ۔ علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْكٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ ۞ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ یعنی آپ کے حسن و جمال میں کوئی آپ کا شریک نہیں اور اس میں آپ یکتائے دُنیا ہیں۔ تذکرہ قرطبی میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کمالِ حسن ظاہر نہیں ہُوا۔ ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھیں آپ کو دیکھنے سے عاجز رہ جاتیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا۔ گویا کہ آپ کے چہرۂ انور پر سُورج چل رہا ہے۔ جب آپ ضَحک فرماتے (ہنستے) تو سامنے والی دیواریں

marfat.com
Marfat.com

قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ اِلَى الْبَطْحَآءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَزَادَ عَوْنٌ بِهِمَا وُجُوْهَهُمْ قَالَ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَوَضَعْتُهَا عَلٰى وَجْهِيْ فَاِذَا هِيَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَاَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ

روشن ہو جایا کرتی تھیں (خرپوتی)

ترجمہ : حکم نے کہا میں نے ابوجُحَیفہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ "صلّی اللہ علیہ وسلّم" دوپہر کے وقت بطحاء کی طرف تشریف لے گئے پھر آپ نے وضوء کیا اور ظہر اور عصر کی نمازیں دو۔ دو رکعتیں پڑھیں۔ اور آپ کے آگے برچھا تھا اس میں عون نے اپنے باپ ابوجحیفہ سے یہ اضافہ کیا کہ برچھے کے پیچھے سے لوگ گزرتے تھے "نماز کے بعد"، لوگ کھڑے ہوئے اور آپ کے ہاتھ پکڑ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے۔ ابوجُحَیفہ نے کہا میں نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑا اور اسے اپنے چہرہ پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

۳۳۲۵ —

شرح : سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈے ہونے میں حکمت یہ ہے کہ آپ کے ہاتھ کی برودت آپ کے جسم شریف کی ہر عیب سے سلامتی پر دلالت کرتی ہے اور آپ کا دستِ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا اور خوشبو آپ کی وصف ہے اگرچہ آپ خوشبو استعمال نہ کریں۔ لیکن اس کے باوجود آپ خوشبو بکثرت استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کی فرشتوں سے بکثرت ملاقات رہتی تھی اور لوگ بھی آپ کی محفل شریف میں حاضر ہوتے تھے۔ بزار نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب مدینہ منورہ کے کسی راستہ سے گزرتے تو وہ راستہ خوشبو سے مہک جاتا تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ اس راستہ سے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم گزرے ہیں۔ طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی تھی اور اس کے پاس خوشبو نہ تھی تو اُس نے بوتل میں آپ کا پسینہ شریف بھر لیا۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے فرمایا کہ اسے کہو یہ خوشبو استعمال کیا کرے چنانچہ جب وہ یہ خوشبو استعمال کرتی تو مدینہ منورہ کے سارے لوگ وہ خوشبو سونگھتے تھے۔ اسی وجہ سے اس کے گھر کو بَیْتُ الْمُطَیَّبِیْن کہا جاتا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ کے چہرۂ انور کا پسینہ موتیوں کی طرح تھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا (عینی۔ فتح الباری۔ قسطلانی) سیّدۃ النساء فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی قبر شریف کی مٹی

marfat.com
Marfat.com

۳۳۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرَائِيلُ وَكَانَ جِبْرَئِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ فَلَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ

۳۳۲۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَسْمَعِي إِلَى مَا قَالَ الْمُدْلِجِيُّ لِزَيْدٍ وَأُسَامَةَ وَرَأَى أَقْدَامَهُمَا إِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْأَقْدَامِ مِنْ بَعْضٍ

لے کر سونگھی تو وہ ہر خوشبو سے زیادہ خوشبودار تھی اس لئے اُنھوں نے فرمایا : ؎

مَا ذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ أَحْمَدٍ ۞ أَنْ لَّا يَشُمَّ مُدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا ،،
صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ أَنَّهَا ۞ صُبَّتْ عَلَى الْأَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا ،،

حدیث ۱۸۶ کی شرح دیکھیں ،،

۳۳۲۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور بہت زیادہ سخی رمضان مبارک میں ہوتے تھے۔ جبکہ جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے اور وہ رمضان مبارک کی ہر رات کو آپ سے ملاقات کرتے اور آپ کے ساتھ قرآن کریم کا دَور کیا کرتے تھے۔ بے شک جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھلی تیز ہوا سے عمومِ نفع میں زیادہ سخی تھے۔ (حدیث ۱ کی شرح دیکھیں)

۳۳۲۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ

marfat.com
Marfat.com

۳۳۲۸ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ

صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش خوش میرے پاس تشریف لائے جبکہ آپ کی پیشانی طیبہ کے خطوط چمک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ تو نے زید اور اُسامہ کے بارے میں جو کچھ مُدلجی نے کہا ہے سُنا نہیں۔ اس نے اُن دونوں کے قدموں کو دیکھ کر کہا ہے یہ باپ بیٹے کے قدم ہیں۔

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے روائت ہے کہ عبداللہ بن کعب

۳۳۲۸ — نے کہا میں نے کعب بن مالک کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا جبکہ وہ جنگِ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ کہ جب میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ حالانکہ خوشی سے آپ کی پیشانی طیبہ کے خطوط چمک رہے تھے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوشی میں ہوتے تو آپ کا چہرۂ انور روشن ہوجاتا تھا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم آپ کے چہرۂ انور سے یہ معلوم کرلیتے تھے

شرح : حضرت اسامہ زید بن حارثہ کے بیٹے ہیں۔ ان کا

۳۳۲۸ - ۳۳۲۸ — رنگ سیاہ تھا جبکہ زید کا رنگ سفید تھا اس لئے جاہلیت کے لوگ اسامہ کے نسب میں طعن کرتے تھے۔ ایک دن وہ دونوں چادر اوڑھ کر سو رہے تھے جبکہ ان کے قدم ننگے تھے۔ مُدلجی قیافہ دان شخص تھا جب اُس نے یہ قدم دیکھے تو کہا یہ قدم باپ اور بیٹے کے قدم ہیں۔ جب قائف نے یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ دونوں شخص باپ بیٹا ہیں کیونکہ ان کے قدم ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور عرب لوگ قیافہ دان کی بات پر بہت اعتماد کیا کرتے تھے اور قیافہ کو حق جانتے تھے۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے کہ اب لوگ ان کے نسب میں طعن نہیں کریں گے لیکن قائف کے قول کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ البتہ اس کے ساتھ تائید ہوسکتی ہے۔ احناف کا یہی مسلک ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حبشیہ عورت تھی اس کا نام برکت تھا وہ کالے رنگ کی تھی حضرت

marfat.com
Marfat.com

۳۳۲۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ مِنْهُ

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ قائف کے قول کو دلیل سمجھتے ہیں کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم حق بات پر خوشی کا اظہار فرماتے ہیں لہذا قائف کا قول حق ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ لونڈیوں میں قائف کا قول دلیل مانتے ہیں اور حرائر میں نفی کرتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ مطلقاً قائف کے قول کو حجت تسلیم نہیں کرتے اور حدیث میں مذکور مُدلجی کا قول وجوبِ حکم کی دلیل نہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا نسب ثابت تھا کہ وہ زید کے بیٹے ہیں۔ اس میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دلیل کے محتاج نہ تھے۔ آپ نے تعجُّب تو صرف اس لئے فرمایا تھا کہ مُجزِّز مُدلجی نے درست بیان کیا تھا لیکن اس سے حکم ثابت نہیں ہوتا۔

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدلجی کی بات کا انکار اس لئے نہ کیا تھا کہ اس نے کوئی ایسا حکم ثابت نہ کیا تھا جو پہلے ثابت نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حدیث ع۳۳۲۸ ایک طویل حدیث کا کچھ حصہ ہے جس میں حضرت کعب بن مالک کی توبہ مذکور ہے۔

قولہ فَلَمَّا سَلَّمْتُ کا جواب محذوف ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے۔ فَلَمَّا سَلَّمْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْشَرْ، اور وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ، جملہ حالیہ ہے۔

قولہ اِذَا سُرَّ، یعنی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت کریمہ تھی کہ خوشی کے مقام میں آپ کا چہرۂ انور ایسے چمکتا تھا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

۳۳۲۹ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بنی آدم کے بہترین قرنوں میں سے بہتر قرن میں بھیجا گیا ہوں حتی کہ میں اس قرن میں پیدا ہوا جس میں ہوں۔

۳۳۲۹ — شرح: یعنی جب بہترین قرنوں کو شمار کیا جائے تو اوّل سے آخر تک جو بہتر قرن ہیں اس میں پیدا ہوا ہوں۔ لہٰذا تمام قرنوں سے بہتر قرن آپ کا قرن ہے۔ پھر صحابہ کا قرن پھر تابعین کا قرن بہتر ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات میں سے ایک یہ ہے

marfat.com
Marfat.com

۳۳۲۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدُلُ شَعَرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرِقُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُونَ رُءُوسَهُمْ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ

کہ آپ بہتر قرن میں پیدا ہوئے ہیں۔ ایک زمانہ میں لوگوں کے اجتماع کو قرن کہا جاتا ہے۔ بعض علماء نے اس کی حد سو سال بیان کی ہے اور بعض نے ستر سال ذکر کی ہے۔ قولہ قَرْنًا ،، تفضیل کی کیفیت بیان کرنے کے لئے منصوب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک کے بالوں کو یوں ہی چھوڑے رکھتے تھے۔ جبکہ مشرک اپنے بالوں کے دو حصے کرتے تھے۔ اہل کتاب بھی اپنے سروں کے بالوں کو یوں ہی چھوڑے رکھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن چیزوں کا حکم نہیں دیا گیا ان میں اہلِ کتاب کی موافقت کرتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کے بالوں کے دو حصے کر دیئے تھے۔

۳۳۲۰ —

شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت یوں ہے کہ آخر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک کے بالوں کے دو حصے کرتے تھے یہ آپ کی ایک صفت ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی پر بال چھوڑ دیتے تھے ان کو دائیں بائیں نہیں کرتے تھے۔ جبکہ مشرک اپنے سروں کے بالوں کو دائیں بائیں ڈال دیتے تھے۔ اور پیشانی پر کوئی بال نہیں چھوڑتے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جن امور میں حکم نہیں دیا گیا تھا ان میں اہلِ کتاب کی موافقت کرتے تھے کیونکہ وہ مشرکوں کی نسبت حق کے زیادہ قریب تھے۔ اس حدیث سے علماء محققین نے استدلال کیا ہے کہ پہلی امتوں کے شرائع اور احکام جب کتاب وسنت میں مذکور ہوں اور ان کا شریعت نے انکار نہ کیا ہو تو وہ ہم پر لازم ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۳۳۱ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَکَانَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا

۳۳۳۱ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو نہ تھے اور نہ ہی تکلف سے فحش گو بنتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

۳۳۳۱ ـــــ شرح : یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع شریف میں فحش گوئی نہ تھی اور نہ ہی آپ تکلف فحش گو بنتے تھے۔ آپ طبعًا اور کسبًا فحش گو نہ تھے۔ ترمذی میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت فحش گوئی نہ تھی اور نہ ہی کبھی تکلف سے آپ نے فحش گوئی کی تھی اور نہ بازاروں میں آواز بلند کرتے تھے اور نہ ہی بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیتے تھے لیکن معاف کر دیتے تھے اور درگزر فرماتے تھے۔ حُسنِ خُلق یہ ہے کہ فضائل کو اختیار کرے اور رذائل کو ترک کرے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رضی اللہ عنہم کی یہی وصف ہے۔ مسلم میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ قرآن کریم پر عمل کرنا آپ کا خلق تھا۔ عقلمند انسان کو چاہیئے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے اخلاق سے متخلق ہو۔ اور اِن کے آداب سیکھے۔ کیونکہ وہ لوگوں کی اذیت پر صبر کرتے تھے۔ اور بیوقوفوں سے اُن سا مقابلہ نہ کرتے تھے اور جب لغو امور دیکھتے تو اپنی وجاہت کے پیشِ نظر آگے گزر جاتے تھے۔ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینا آسان ہے عقلمندی تو یہ ہے کہ بُرائی کا بدلہ احسان و اخلاص سے دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کرتے ہوئے فرمایا ۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ آپ بُلند پایہ اخلاق پر فائز ہیں۔ خُلق کی عظمت کا دارومدار لوگوں سے بھلائی کرنا اور ان کی اذیت کو برداشت کرنا ہے۔ اس وصف سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موصوف تھے۔ اذیت کی برداشت قوی صبر کے باعث ہوتی ہے۔ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برداشت کرنے میں بہت صابر تھے۔ اس کی بیشمار مثالیں ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ وَاَحْسِنْ اِلٰى مَنْ اَسَاءَ اِلَيْكَ ،، جو کوئی تم سے تعلق قطع کرلے اسے ملو جو کوئی تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو اور جو کوئی تم سے برائی کرے تم اس کے ساتھ احسان کرو اور بھلائی سے پیش آؤ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۳۳۳۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا

کا لوگوں کو یہ حکم کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ان امور سے متخلق تھے لہٰذا امت کو بھی چاہیئے کہ لوگوں کی اذیت برداشت کرنے میں آپ کی اتباع کریں۔ ایک بار لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ مشرکوں کے لیے بددعا کریں وہ آپ کو سخت اذیت پہنچاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً وَلَمْ اُبْعَثْ عَذَابًا میں تو رحمت مبعوث ہوا ہوں عذاب بن کر نہیں آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ" رسولوں کی طرح لوگوں کی اذیت کو برداشت کرو۔ یہ عظیم خلق ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اور جس قدر مجھے اذیت پہنچائی گئی کسی نبی کو اتنی اذیت نہیں پہنچائی گئی لیکن آپ نے فراخ دلی سے ان کو برداشت کیا اور اذیت پہنچانے والوں کو دعائیں دیں" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ

۳۳۳۲ ـــ علیہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ اُن میں سے آسان کو اختیار کرتے جبکہ وہ گناہ نہ ہوتا اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ اس کام سے سب لوگوں سے زیادہ دُور رہنے والے ہوتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ کریمہ کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا مگر جب کوئی اللہ کی حرمت کا ارتکاب کرتا تو اس سے اللہ کے لئے انتقام لیتے"

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن

۳۳۳۲ ـــ دو کاموں میں کیسے اختیار دیا جاتا جن میں سے ایک گناہ ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ اختیار کافروں کی طرف سے ہوتا تو یہ واضح ہے اور اگر اللہ یا مسلمانوں کی طرف سے ہوتا تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جو شئ گناہ کا سبب نہ بنتی ہو جیسے عبادت میں مجاہدہ اور اس میں میانہ روی پسند کرنے میں اختیار دیا جائے تو میانہ روی اختیار کرے کیونکہ جو مجاہدہ ہلاکت تک پہنچائے وہ جائز نہیں۔ انتہاک" کا معنیٰ ہے ایسی شئ کرنا جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آسان کام اختیار کرنا چاہیئے اور حاکموں کے لئے مستحب امر یہ ہے کہ اچھے اخلاق اختیار کریں اور اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہ لیں اور اللہ کے حق بیکار نہ چھوڑیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۳۳۳ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَلَا دِيْبَاجًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ رِيْحًا قَطُّ اَوْ عَرْفًا قَطُّ اَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ اَوْ عَرْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۳۳۴ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى

۳۳۳۳ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کسی قسم کے ریشم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے نرم نہیں پایا اور نہ ہی میں نے کوئی خوشبو سونگھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہو۔

۳۳۳۳ــــ شرح : دیباج وہ کپڑا ہے جس کا تانا اور بانا دونوں ریشم ہوں یہ خاص ریشم ہے۔ حریر عام ریشم۔ دیباج کا حریر پر عطف خاص کا عطف عام پر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ترمذی میں ہند بن ہالہ کی حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف بیان کیا ہے۔ اس میں یہ مذکور ہے کہ آپ کی ہتھیلیاں اور قدم سخت تھے۔ لہٰذا یہ بخاری کی حدیث کے معارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ترمذی کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں " كَانَ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ

شثن کا معنیٰ سخت مضبوط ہے۔ یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور قدم مضبوط قوی تر تھے اور جلد نرم تھا۔ لہٰذا نبیوں کی نرمی اور اس کا قوی ہونا دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ طبرانی میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا تو میں نے آپ کی جلد شریف سے نرم کوئی شئ نہیں پائی۔ الحاصل بخاری کی حدیث میں جلد شریف کے اعتبار سے " اَلْيَنَ " فرمایا ہے اور ترمذی میں ہڈیوں کے مضبوط اور سخت ہونے کے باعث " شثن " فرمایا ہے۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں معارضہ نہیں ہے۔ قولہ " اَوْ عَرْفِ " یہ راوی کو شک ہے عرف بھی ریح اور خوشبو ہے۔

۳۳۳۴ــــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پردہ دار کنواری لڑکیوں سے

marfat.com
Marfat.com

عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ عُتْبَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَیَآءً مِنَ الْعَذْرَآءِ فِیْ خِدْرِهَا

۳۳۳۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا یَحْیٰی وَابْنُ مَهْدِیٍّ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ مِثْلَهٗ وَاِذَا کَرِهَ شَیْئًا عُرِفَ فِیْ وَجْهِهٖ

۳۳۳۶ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْجَعْدِ اَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَکَلَهٗ وَاِلَّا تَرَکَهٗ

زیادہ حیادار تھے۔

۳۳۳۵ — ترجمہ : یحییٰ اور ابن مہدی نے اس جیسی روائت کی ہے (اُنھوں نے یہ اضافہ ذکر کیا ہے) کہ جب آپ کسی شئ سے کراہت کرتے تو یہ آپ کے چہرۂ انور سے معلوم ہو جاتا تھا۔

۳۳۳۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر کھانے کی خواہش ہوتی تو تناول فرمالیتے ورنہ اسے چھوڑ دیتے۔

۳۳۳۴ تا ۳۳۳۶ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت حیادار تھے۔ یہ آپ کی عظیم صفت ہے۔ اس اعتبار سے یہ حدیث باب کے عنوان کے مناسب ہے۔ اگر کھانا آپ کو پسند نہ ہوتا تو ناپسندیدگی کے اثرات چہرۂ انور پر ظاہر ہوتے تھے اور چہرۂ انور متغیر ہو جاتا تھا جسے صحابہ پہچان لیتے تھے۔ لیکن آپ کسی سے ذکر نہیں کرتے تھے۔ یہ بہترین خصلت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۳۳۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْاَسَدِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى نَرٰى اِبْطَيْهِ قَالَ قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ وَقَالَ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ

۳۳۳۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِنْ دُعَآئِهٖ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَآءِ فَاِنَّهٗ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ

۳۳۳۷ — ترجمہ : عبداللہ بن مالک بن بُحَیْنہ اَسَدِی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو خوب کھُلا رکھتے تھے حتّٰی کہ ہم آپ کی بغلوں کو دیکھ لیتے تھے۔ ابن بُکیر نے کہا ہم سے بکر نے بیان کیا کہ ہم آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لیتے تھے۔

شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کہنیاں جسم شریف کے ساتھ نہیں ملاتے تھے۔ سجدہ کا یہی طریقہ ہے اور بغلوں کی سفیدی سے مراد یہ ہے کہ ان میں بال نہ تھے اور وہ دوسرے جسم کی طرح بالکل صاف تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۳۸ — ترجمہ : قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ استسقاء کے سوا کسی دعاء میں ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے۔ نمازِ استسقاء میں اس حد تک ہاتھ اُٹھاتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی جاتی تھی۔ ابو موسیٰ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعاء کی اور دونوں ہاتھ اس حد تک اُٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی (استسقاء کی نماز میں ہاتھ اُٹھانے میں مبالغہ کرتے تھے۔ دوسری دعاؤں میں مبالغہ سے ہاتھ نہ اُٹھاتے تھے)

marfat.com
Marfat.com

۳۳۳۹۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ ثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَوْنَ بْنَ اَبِیْ جُحَیْفَةَ ذَکَرَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ دُفِعْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِیْ قُبَّةٍ کَانَ بِالْهَاجِرَةِ فَخَرَجَ بِلَالٌ فَنَادٰی بِالصَّلٰوةِ ثُمَّ دَخَلَ فَاَخَذَ فَضْلَ وَضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَیْهِ یَاْخُذُوْنَ مِنْهُ ثُمَّ دَخَلَ فَاَخْرَجَ الْعَنَزَةَ وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ سَاقَیْهِ فَرَکَزَ الْعَنَزَةَ ثُمَّ صَلَّی الظُّهْرَ رَکْعَتَیْنِ وَالْعَصْرَ رَکْعَتَیْنِ یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیْهِ الْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ

۳۳۴۰۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ ثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُحَدِّثُ حَدِیْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ وَقَالَ اللَّیْثُ ثَنِیْ

۳۳۳۹۔ ترجمہ : عون بن ابی جُحیفہ نے اپنے باپ سے ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا جبکہ آپ البطح وادی میں ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ دوپہر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے اور نماز کے لئے اذان کہی پھر اندر چلے گئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہُوا پانی باہر لائے تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اس پانی سے تبرک لینے کے لئے پھر وہ اندر چلے گئے اور ایک نیزہ باہر نکال لائے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ گویا کہ میں اب آپ کی پنڈلیوں کی سپیدی دیکھ رہا ہوں۔ حضرت بلال نے نیزہ گاڑ دیا۔ پھر ظہر کی دو رکعت نماز پڑھی اور عصر بھی دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کے سامنے سے گدھے اور عورتیں گزر رہی تھیں "

(حدیث غ ۱۸۶ کی شرح دیکھیں)

۳۳۴۰۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَلَا يُعْجِبُكَ أَبُو فُلَانٍ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ حُجْرَتِي يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْمِعُنِي ذٰلِكَ وَكُنْتُ أُسَبِّحُ فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِي وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ

بَابٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات بیان کرتے اگر کوئی شمار کرنے والا شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔ لَیْث نے کہا مجھ سے یُونس نے ابنِ شہاب سے روائت کی اُنھوں نے کہا مجھے عروہ بن زُبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ اُنھوں نے فرمایا کیا تمہیں ابوفلاں کے حال پر تعجب نہیں آتا وہ آیا اور میرے حجرے کے قریب بیٹھ گیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے لگا حالانکہ وہ مجھے یہ سُنانا چاہتا تھا۔ میں نماز پڑھ رہی تھی وہ میری نماز پُوری ہونے سے پہلے اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اگر میں اُسے پاتی تو ضرور اس کی تردید کرتی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح اس قدر جلد جلد باتیں نہیں کرتے تھے۔

۳۳۴۰ — شرح : ابوفلاں سے مراد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اسماعیلی نے ابن وہب کے ذریعہ یونس سے روائت کی کہ "کیا تجھے ابوہریرہ تعجب میں نہیں ڈالتا وہ آیا اور بیٹھ گیا۔ اسی طریق سے مسلم اور ابوداؤد نے ابوہریرہ کو ذکر کیا ہے۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر جلد جلد باتیں نہیں کرتے تھے۔ جیسے تم کرتے ہو۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتے تھے کہ سُننے والے کو پُوری طرح سمجھ آجاتی تھی۔ بخلاف ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے وہ جلد جلد بات کرتے تھے کیونکہ ان کو بہت روایات یاد تھیں وہ بیان کرتے وقت ٹھہر ٹھہر کر بیان کرنے پر قادر نہ تھے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سوتی تھی اور

marfat.com
Marfat.com

تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَآءَ عَنْ جَابِرٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۴۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلٰثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ تَنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ

دل نہیں سوتا تھا۔ اِسے سعید بن مِیْنَآء نے جابر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے!

ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ام المؤمنین

۳۳۴۱ — عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں کتنی رکعت نماز پڑھتے تھے؟ اُنھوں نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے ان کی خوبصورتی اور درازی کا حال مت پوچھو پھر چار رکعتیں پڑھتے اُن کے حسن وطوالت کا حال نہ پوچھئے۔ پھر تین رکعت وتر پڑھتے میں نے عرض کیا یارسُول اللہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوجاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میری آنکھ سوتی ہے دل نہیں سوتا ہے۔

شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ سیدِ عالم

۳۳۴۱ — صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں سے ایک وصف یہ ہے کہ آپ کی آنکھ سوجاتی تھی اور دل بیدار رہتا تھا۔ اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بیدار رہتا تھا تو لیلۃ التعریس میں آپ کی صبح کی نماز کیوں قضاء ہوگئی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طلوعِ شمس کا تعلق آنکھ سے ہے دل سے نہیں کیونکہ یہ محسوس ہے معقول نہیں اور

marfat.com
Marfat.com

دل سے محسوسات کا ادراک نہیں ہوتا ہے۔ مُلّا عصام رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُمورِ شرعیہ کے اجراءِ احکام کے لئے نسیان طاری ہوتا تھا لہٰذا لیلۃ التعریس میں صبح کی نماز کا فوت ہونا نسیان کے باعث تھا جیسے بیداری کی حالت میں نسیان طاری ہونے سے نماز فوت ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نیند کی حالت میں بھلا دیا تاکہ قضاء کا حکم جاری ہو۔ معلوم ہُوا کہ لیلۃ التعریس میں صبح کی نماز کے فوت ہونے میں حکمت یہ تھی کہ نماز کی قضا کا حکم مشروع ہو۔ اور نسیان کا طاری ہونا اس کا سبب تھا۔ اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ تراویح کی نماز صرف آٹھ رکعت ہیں۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث تہجُّد کی نماز پر محمول ہے۔ اس طائفہ کے سوا کسی اہلِ علم کا یہ مسلک نہیں۔ اس حدیث کے الفاظ سے یہی ظاہر ہے کہ آٹھ رکعتیں تہجُّد کی نماز ہے۔ کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے ان میں تین وتر شمار ہیں۔ یہ واضح ہے کہ غیر رمضان میں تراویح نہیں پڑھی جاتیں اگر اس حدیث سے استدلال صحیح ہو تو لازم آئے گا کہ غیر رمضان میں بھی نمازِ تراویح پڑھی جائے یہ کسی کا مذہب ہی نہیں۔ البتہ تراویح کی نماز کا ثبوت "قیام شہرِ رمضان" میں مذکور حدیث سے ہے جو ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا ہم نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ جب سات دن باقی رہ گئے تو آپ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی حتیٰ کہ ایک تہائی رات گزر گئی پھر چھٹی رات کو آپ تشریف نہ لائے اور پانچویں رات کو ہمارے ساتھ نماز پڑھی حتیٰ کہ آدھی رات گزر گئی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، اگر رات کی نماز اور زیادہ کرتے تو بہتر تھا۔ آپ نے فرمایا جو کوئی امام کے ساتھ نماز پڑھے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہوجائے تو اس کے لئے ساری رات کا قیام لکھا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ رمضان کے صرف تین باقی رہ گئے تو آپ نے اپنے گھر والوں کو بلایا اور ہمارے ساتھ نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ ہمیں سحری فوت ہوجانے کا ڈر ہُوا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی)، امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اکثر اہلِ علم کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی نماز بیس رکعتیں ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھتے پایا ہے۔ البتہ مدینہ منورہ میں وتر سمیت اکتالیس رکعتیں پڑھتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رمضان مبارک میں بیس ۲۰ رکعتیں پڑھتے تھے۔ گو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کے اسناد کو ضعیف کہا ہے۔ لیکن فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بیہقی نے معرفت میں صحیح اسناد کے ساتھ سائب بن یزید سے روایت کی کہ ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے۔ اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیس رکعت مقرر کرنا سماع پر محمول ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کے سوا کسی اور کو

marfat.com
Marfat.com

۳۳۴۲ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيْكِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ جَآءَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ اَنْ يُّوْحٰى اِلَيْهِ وَهُوَ نَآئِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ اَوَّلُهُمْ

مقادیرِ زکوٰۃ اور تعدادِ رکعات کو معین کرنے کا حق نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مذکور حدیث کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی راتوں میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ مذکور صحابہ کے عمل سے قوی ہوگئی اور ضعف جاتا رہا۔ نیز ایک روایت میں ہے کہ تیسرے یا چوتھے روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہ لائے اور فرمایا اگر اس بار آپ صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تو ان پر یہ نماز فرض ہو جاتی۔ اگر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو نمازِ تراویح پر محمول کیا جائے تو لازم آئے گا کہ تہجد کی نماز لوگوں پر فرض ہو کیونکہ اس نماز پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی فرمائی ہے۔ اسی لئے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ماہِ رمضان کی نماز کی طرف اشارہ ہے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تہجد کی نماز مراد ہے۔ چنانچہ وہ فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعتیں پڑھتے ان کے طول قیام اور حسن سے مت پوچھو! تعجب تو یہ ہے کہ جو لوگ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حدیث سے آٹھ نماز تراویح ثابت کرتے ہیں اور وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ حالانکہ ام المؤمنین کی حدیث میں تین وتر واضح طور پر مذکور ہیں کیونکہ گیارہ رکعات سے جب آٹھ رکعات تراویح ہوئیں تو لازماً باقی تین وتر ہیں۔ چنانچہ مسند امام ابوحنیفہ میں ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے۔ ان میں سے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى دوسری رکعت میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ وتر کی نماز تین رکعت ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اُبَیّ بن کعب سے یہ حدیث ذکر کی ہے جس میں وتر کی تین رکعات اسی ترتیب سے مذکور ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۴۲ ترجمہ : شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے کہا کہ انس بن مالک نے ہم سے اس رات کا حال بیان کیا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے سیر کرائی گئی آپ کے پاس وحی نازل ہونے سے پہلے تین شخص آئے جبکہ آپ مسجدِ حرام

marfat.com
Marfat.com

اَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ اَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ وَقَالَ اٰخِرُهُمْ خُذُوْا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى جَآءُوْا لَيْلَةً اُخْرٰى فِيْمَا يَرٰى قَلْبُهٗ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهٗ وَكَذٰلِكَ الْاَنْبِيَآءُ تَنَامُ اَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ فَتَوَلَّاهُ جِبْرَئِيْلُ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَآءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

میں سو رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: وہ کون شخص ہیں۔ دوسرے نے کہا جو درمیان میں ہیں وہی سب لوگوں سے بہتر اور افضل ہیں۔ تیسرے نے کہا جو ان سب میں بہتر ہے اسی کو لو۔ صرف یہی گفتگو ہوئی پھر ان کو نہ دیکھا گیا (غائب ہوگئے) حتی کہ پھر دوسری رات کو آئے اس حالت میں کہ آپ کا قلب شریف بیدار تھا کیونکہ آپ کی آنکھیں سو جاتی تھیں۔ دل نہیں سوتا تھا تمام انبیاء کرام کا یہی حال ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں۔ دل نہیں سوتے پھر جبرائیل علیہ السلام آپ کا ساتھی بنا اور آپ کو لے کر آسمان کی طرف چڑھ گئے۔

۴۲۴۲ شرح: علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا آنے والے تین شخص فرشتے تھے جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ یہ ہے تین فرشتے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہ السلام آئے تھے۔ کیونکہ میں نے کئی کتابوں میں دیکھا ہے جن میں معراج کا ذکر ہے کہ وہی تینوں براق لے کر آپ کے پاس آئے تھے، البتہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ مجھے ان کے ناموں کی تحقیقی روایت نہیں ملی۔

قولہ فَقَالَ اَوْلَهُمْ اَيُّهُمْ، یعنی ان میں سے ایک نے کہا ان میں سے وہ کون ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دو شخصوں یا زیادہ لوگوں میں سو رہے تھے۔ بعض علماء نے کہا آپ اپنے چچا حمزہ اور جعفر بن ابی طالب کے درمیان سو رہے تھے۔ پھر بیدار ہو کر ان کے ساتھ آسمانوں کی طرف چڑھ گئے۔ لہٰذا یہ واقعہ بیداری کا ہے جیسا کہ روایات سے ثابت ہے۔ اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج اظہارِ نبوت کے بعد ہوئی ہے۔ تو شریک نے کیوں کہا کہ وحی نازل ہونے سے پہلے فرشتے آپ کو لے کر آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ دراصل شریک سے غلطی ہوئی ہے اور ان الفاظ میں کوئی راوی ان کے موافق نہیں اور نہ ہی وہ حافظ حدیث ہیں۔ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرنے میں منفرد ہیں دوسرے کسی حافظِ حدیث نے یہ روایت ذکر نہیں کی۔ اگر یہ روایت صحیح ہو تو حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ پہلی رات فرشتے غائب ہوگئے۔ اس کے بعد متصل دوسری رات کو نہیں آئے بلکہ دو سال بعد

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ

۳۳۴۲ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا رَجَاءٍ ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ فَاَدْلَجُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰى اِذَا كَانَ فِيْ وَجْهِ الصُّبْحِ عَرَّسُوْا فَغَلَبَتْهُمْ اَعْيُنُهُمْ حَتّٰى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَكَانَ لَا يُوْقَظُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَامِهٖ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَعَدَ اَبُوْبَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ وَصَلّٰى بِنَا الْغَدَاةَ فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا فُلَانُ مَا يَمْنَعُكَ

آئے کیونکہ ہجرت سے تین سال قبل آپ کو معراج کرائی گئی تھی۔ بعض علماء کچھ اور بیان کرتے ہیں (قسطلانی)

باب اسلام میں علاماتِ نبوّت

۳۳۴۲ — ترجمہ: عمران بن حُصین نے بیان کیا کہ لوگ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ وہ رات بھر چلتے رہے۔ حتی کہ جب صبح ہونے کو تھی تو آرام کرنے ٹھہرے تو ان کی آنکھوں نے ان پر غلبہ کر لیا حتی کہ سورج بلند ہو گیا۔ سب سے پہلے نیند سے بیدار ہونے والے حضرت ابوبکر صدیق تھے "رضی اللہ عنہ"، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند سے بیدار نہیں کیا جاتا تھا حتی کہ آپ خود بیدار ہوا کرتے تھے۔ پھر عمر فاروق بیدار ہوئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس بیٹھ گئے اور بلند آواز سے تکبیر کہنا شروع

marfat.com
Marfat.com

أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا قَالَ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيدِ
ثُمَّ صَلَّى وَجَعَلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ
وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيدًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ
سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ فَقَالَتْ إِنَّهُ لَا مَاءَ
قُلْنَا كَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ فَقُلْنَا انْطَلِقِي
إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ وَمَا رَسُولُ اللهِ فَلَمْ
نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا حَتَّى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَتْنَا غَيْرَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا مُؤْتَمَةٌ فَأَمَرَ
بِمَزَادَتَيْهَا فَمَسَحَ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا أَرْبَعُونَ رَجُلًا حَتَّى

کی حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔ آپ (ایک مقام میں) اُترے اور ہمیں صبح کی نماز نہ پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اے فلاں! ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے کس نے منع کیا ہے اُس نے عرض کیا مجھے جنابت لاحق ہو گئی ہے (غسل کی حاجت ہو گئی ہے) آپ نے اسے پاک مٹی سے تیمم کرنے کا حکم دیا پھر اُس نے نماز پڑھی۔ اور مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سواروں میں آگے بھیج دیا۔ ہم بہت پیاسے تھے۔ ایک دفعہ ہم چل رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت دو بڑی مشکوں کے درمیان اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے ہے۔ ہم نے اسے کہا پانی کہاں ہے اس نے کہا پانی نہیں ہے۔ ہم نے اسے کہا تیرے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ اُس نے کہا ایک دن اور ایک رات کا سفر ہے۔ ہم نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو! اُس نے کہا کون رسُول اللہ؟ ہم نے اسے نہ چھوڑا حتی کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ اُس نے آپ سے وہی گفتگو کی جو ہم سے کی تھی۔ اس کے علاوہ اس نے یہ بیان دیا کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مشکوں کو کھولنے کا حکم دیا۔ اور ان کے دہانہ پر ہاتھ پھیرا۔ ہم نے پانی پیا جبکہ ہم چالیس آدمی پیاسے تھے حتی کہ ہم سیر ہو گئے اور ہم نے اپنے مشکیزوں اور برتنوں کو جو ہمارے ساتھ تھے بھر لیا۔ لیکن ہم نے اونٹوں کو پانی نہ پلایا اور وہ مشک

marfat.com
Marfat.com

رَوِيْنَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيْرًا وَهِيَ تَكَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمَلْأِ ثُمَّ قَالَ هَاتُوا مَا عِنْدَكُمْ فَجُمِعَ لَهَا مِنَ الْكِسَرِ وَالتَّمْرِ حَتّٰى أَنَتْ أَهْلَهَا فَقَالَتْ لَقِيْتُ أَسْحَرَ النَّاسِ أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوا فَهَدَى اللّٰهُ ذٰلِكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوْا

پانی بھرنے کی وجہ سے پھٹنے کے قریب ہوگئی۔ پھر آپ نے فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ اس کے لئے روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں اکٹھی کی گئیں حتی کہ وہ عورت اپنے اہل کے پاس پہنچی تو کہنے لگی میں نے لوگوں میں ایک بہت بڑا جادوگر دیکھا ہے یا وہ نبی ہیں جیسے لوگ کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے باعث اس گاؤں کے رہنے والوں کو ہدایت دی اور وہ عورت اور سب لوگ مسلمان ہوگئے!

۳۳۴۳ ـــــ شرح : اس باب میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ذکر ہے جو آپ کی نبوّت پر دلالت کرتے ہیں۔ اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف آواز بلند کرنے کی نسبت ہے حالانکہ کتاب الیتیم میں حدیث ع۳۳۹ میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دلیر مرد تھے تو انھوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا تھا حالانکہ یہ واقعہ ایک ہی ہے۔ لیکن ان میں تضاد نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دونوں حضرات نے کہا ہو۔ مزید تفصیل حدیث ع۳۳۹ کی شرح میں مذکور ہے۔ لغات حدیث ،، فادلجوا ،، اِدْلَاج سے ہے۔ اوّل رات کی سیر۔ اور آخر رات کی سیر کو اِدْلَاج کہا جاتا ہے۔ عَرَّسُوْا ،، تعریس سے ہے۔ اس کا معنی آخر رات کو آرام کے لئے ٹھہرنا ہے۔ رَکُوْب۔ راکب کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ سوار ہے۔ سَادِلَتٰنِ ،، پاؤں لٹکائے ہوئی۔ مُزَادَتَیْن ،، مَزَادَۃٌ ،، کا تثنیہ ہے۔ دو بڑی مشکیں۔ مُؤْتَمَۃ ،، جس کی اولاد یتیم ہو۔ عَزْلَاوَیْنِ ،، عَزْلَاء ،، کا تثنیہ ہے۔ مشک کا نچلا منہ۔ تَنِضُّ ،، پھٹ پڑے اور پانی نکلنے لگے۔ صِرْمٌ ،، پانی کے تالاب کے پاس چند گھروں کا اجتماع ،، علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکوں کے برتن پاک ہیں اور ضرورت کے وقت کسی کا مملوک پانی استعمال کرنا جائز ہے جبکہ اس کا کچھ معاوضہ دیا جائے۔ اس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے کہ قلیل پانی سے چالیس آدمی سیراب ہوگئے اور انھوں نے اپنے برتن بھی پانی سے بھر لئے"

marfat.com
Marfat.com

۳۳۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَآءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ یَدَهٗ فِی الْاِنَآءِ فَجَعَلَ یَنْبَعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثُمِائَةٍ اَوْ زُهَآءَ ثَلٰثِمِائَةٍ

۳۳۴۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَالْتُمِسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ یَجِدُوْهُ فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ الْاِنَآءِ یَدَهٗ فَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ یَّتَوَضَّئُوْا مِنْهُ فَرَاَیْتُ الْمَآءَ یَنْبَعُ مِنْ تَحْتِ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ النَّاسُ حَتّٰی تَوَضَّئُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِهِمْ

۳۳۴۴ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا جبکہ آپ مقامِ زَوْرَآء میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے اپنا دستِ اقدس برتن میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی نکلنے لگا جس سے سب لوگوں نے وضوء کر لیا۔ قتادہ نے کہا میں نے انس سے کہا تم کتنے لوگ تھے انھوں نے کہا ہم تین سو یا اس کے لگ بھگ تھے۔

۳۳۴۵ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ عصر کی نماز کا وقت قریب آگیا تھا پانی تلاش کیا گیا مگر لوگوں نے کہیں بھی پانی نہ پایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا۔ آپ نے اس برتن میں اپنا دستِ اقدس رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس پانی سے وضوء کریں۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا

marfat.com
Marfat.com

۳۳۴۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ ثَنَا حَزْمٌ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ ثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ مَخَارِجِهٖ وَمَعَهٗ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَانْطَلَقُوْا يَسِيْرُوْنَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلَمْ يَجِدُوْا مَآءً يَتَوَضَّؤُنَ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَجَآءَ بِقَدَحٍ مِنْ مَآءٍ يَسِيْرٍ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَدَّ اَصَابِعَهُ الْاَرْبَعَ عَلَى الْقَدَحِ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا تَوَضَّؤُا فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتّٰى بَلَغُوْا فِيْمَا يُرِيْدُوْنَ مِنَ الْوَضُوْءِ وَكَانُوْا سَبْعِيْنَ اَوْ نَحْوَهٗ

۳۳۴۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ يَزِيْدَ اَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ وَبَقِيَ قَوْمٌ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَآءٌ فَوَضَعَ كَفَّهٗ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا قُلْتُ كَمْ كَانُوْا قَالَ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا

تھا۔ لوگوں نے وُضو کرنا شروع کیا حتی کہ سب نے وُضوء کر لیا۔

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ

۳۳۴۶ — علیہ وسلم بعض سفروں میں باہر نکلے حالانکہ آپ کے ساتھ صحابہ کرام تھے وہ چلتے رہے۔ حتی کہ نماز کا وقت آگیا تو انہیں پانی نہ ملا جس سے وہ وضوء کریں۔ لوگوں میں سے ایک شخص گیا اور ایک پیالہ لے آیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا اور وُضوء فرمایا۔ پھر پیالہ پہ اپنی اُنگلیاں رکھ دیں اور لوگوں سے فرمایا اُٹھو اور وضوء کرو۔ پس سب

marfat.com
Marfat.com

۳۳۴۸ حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ اِسْمٰعِيلَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ

لوگوں نے وضوء کر لیا حتیٰ کہ اُنھوں نے پانی سے اپنا ہر مقصد پُورا کر لیا اور وہ ستر یا اس کے لگ بھگ تھے۔

۳۳۴۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نماز کا وقت ہو گیا تو جس کا گھر مسجد کے قریب تھا وہ اپنے گھر وُضوء کرنے چلا گیا۔ کچھ لوگ باقی رہ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پتھر کا برتن لایا گیا جس میں پانی تھا۔ آپ نے کفِ دست اس میں رکھ دی۔ برتن چھوٹا تھا اس میں انگلیاں پھیل نہ سکتی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں ملا لیں اور ان کو برتن میں رکھا پھر تمام لوگوں نے وضوء کر لیا میں نے (انس سے) کہا وہ لوگ کتنے تھے فرمایا اسی (۸۰) مرد تھے۔

۳۳۴۴ تا ۳۳۴۷ — شرح : تھوڑے پانی کے اضافہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ چار احادیث ذکر کی گئی ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پانی نکلتا تھا۔ علامہ عینی اور کرمانی رحمہا اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یہ پانی یا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں ہی سے نکل رہا تھا۔ یا بذاتِ خود پانی زیادہ ہو رہا تھا اور انگلیوں سے جوش مار کر بہہ رہا تھا یہ بہت بڑا معجزہ ہے۔ گو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پتھر پر لاٹھی مار کر اس سے پانی جاری کیا تھا لیکن پتھروں سے طبعًا پانی نکلتا رہتا ہے اُن سے چشمے پھوٹتے رہتے ہیں ہاتھ کی انگلیوں سے پانی بہہ نکلنا عجیب تر ہے۔ اس لئے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ پر فوقیت حاصل ہے۔

قولہ وَزُرَارَۃُ الخ جملہ حالیہ ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے بازار میں ایک جگہ ہے۔ حافظ ابونعیم نے شریک بن ابی نمر کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت انس نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے پانی لا کر حضور کی خدمت میں پیش کیا تھا اور لوگوں کا پانی سے فارغ ہونے کے بعد وہ پانی سیدہ ام سلمہ کو واپس کر دیا گیا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ چار احادیث بیان کی ہیں۔ پہلی حدیث قتادہ سے دوسری اسحاق سے تیسری حسن سے اور چوتھی حمید کے طریق سے مذکور ہیں ان کے متن اور تعیینِ مکان میں واضح مغایرت ہے اور وضوء کرنے والوں کی تعداد بھی مختلف ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک واقعہ نہیں بلکہ متعدد واقعات ہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ قرطبی نے ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے

marfat.com
Marfat.com

۳۳۴۸ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَةِ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ یَدَیْهِ رَکْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهَشَ النَّاسُ نَحْوَهٗ قَالَ مَا لَکُمْ قَالُوْا لَیْسَ عِنْدَنَا مَآءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا بَیْنَ یَدَیْكَ فَوَضَعَ یَدَهٗ فِی الرَّکْوَةِ فَجَعَلَ الْمَآءُ یَثُوْرُ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ لَوْ کُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً

۳۳۴۹ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ کُنَّا یَوْمَ الْحُدَیْبِیَةِ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَیْبِیَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا حَتّٰی لَمْ نَتْرُكْ فِیْهَا قَطْرَةً فَجَلَسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَفِیْرِ الْبِئْرِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِی الْبِئْرِ فَمَکَثْنَا غَیْرَ بَعِیْدٍ ثُمَّ اسْتَقَیْنَا حَتّٰی رَوِیْنَا وَرَوَتْ اَوْ صَدَرَتْ رَکَائِبُنَا

پانی نکلنا کئی مواضع میں ظہور پذیر ہوا ہے۔ اور بہت مقامات میں ایسا پایا گیا ہے۔ کئی طریقوں اور مختلف اسانید سے یہ احادیث مروی ہیں جو حتمی طور پر یقینی علم پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ اگرچہ اخبار احاد ہیں لیکن معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی سے ایسا معجزہ نہیں دیکھا گیا کہ کسی نبی کی ہڈیوں، پٹھوں اور گوشت پوست سے پانی جوش مار کر نکلا ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۴۸ — ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چھاگل تھی جس سے آپ نے وضوء کیا جب آپ وضوء کر چکے تو لوگ گھبرائے آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضوء کریں اور نہ ہی پینے کے لئے پانی

marfat.com
Marfat.com

۳۳۵۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْطَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَیْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِیْ وَلَاثَتْنِیْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِیْ اِلٰی

پانی ہے صرف وہی پانی ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھاگل پر دستِ اقدس رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ ہم سب نے وہ پیا اور وضوء بھی کیا۔ میں نے جابر سے کہا تم کتنے لوگ تھے۔ جابر نے کہا اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو ہمیں کافی تھا لیکن ہم صرف پندرہ سو تھے۔

۳۳۴۹ ـــ ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا حدیبیہ کے دن ہم ایک سو چودہ افراد تھے۔ حدیبیہ ایک کنواں ہے ہم نے اس کا سارا پانی نکال لیا اور اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں کے کنارے بیٹھ گئے اور پانی کے لئے دعاء فرمائی اور کنوئیں میں پانی کی کلی ڈال دی۔ ہم تھوڑا سا ہی ٹھہرے ہوں گے کہ کنواں پانی سے بھر گیا ہم نے پانی پیا، حتی کہ ہم سیراب ہو گئے اور ہمارے مال مویشی بھی تمام سیراب ہو گئے۔

۳۳۴۸ - ۳۳۴۹ ـــ شرح : یوم حدیبیہ سے مراد غزوہ حدیبیہ ہے جو بلاخوف چھ ہجری کے ذی القعدہ میں پیش آیا تھا۔ حدیبیہ ایک مقام ہے جو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جہت میں ایک مرحلہ پر واقع ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیبیہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہاں کبڑا درخت تھا۔ محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالقعدہ میں عمرہ کرنے نکلے۔ لڑائی کرنا آپ کا مقصد نہ تھا۔ جبکہ مہاجرین، انصار اور دیگر عرب کے لوگ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ کے پاس ستر اونٹ تھے جو حرم میں نحر کرنے کے لئے ہمراہ لے گئے تھے۔ اس وقت صحابہ کی کل تعداد ایک ہزار پانچ سو تھی۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے واضح ہے۔ البتہ براء بن عازب کی حدیث میں چودہ سو کا ذکر ہے لیکن اس میں تضاد نہیں کیونکہ ایک عدد دوسرے عدد کی نفی نہیں کرتا۔ قولہ فجهش الناس "لوگوں نے پانی لینے

marfat.com
Marfat.com

میں جلدی کی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "جہش" جہش سے ہے۔ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ انسان گھبرا کر کسی طرف جائے اور رونے کی تیاری کرے جیسے بچہ گھبرا کر اپنی ماں کی طرف جاتا ہے اور رونے کی تیاری کرتا ہے۔ قولہ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِأَةً "قیاس تو یہ ہے کہ اَلْفَ واربع مائۃ" کہا جاتا لیکن کبھی بات کا اعتبار کر لیا جاتا ہے۔ اور اَلْف" کے بغیر ذکر کیا جاتا ہے۔ یہی حال جابر کی روائت کا ہے جس میں خَمْسَمِائَةٍ" مذکور ہے۔ قولہ رُوِیَتْ" سیراب ہوگئے۔ قولہ اوصَدَرَتْ" اونٹ لوٹ آئے"

۳۳۵۰ — ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روائت ہے کہ انھوں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوطلحہ نے اُمِّ سُلَیْم سے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کمزور پایا ہے۔ میں آپ میں بھوک محسوس کرتا ہوں۔ کیا تمہارے پاس کچھ ہے ام سُلیم نے کہا ہاں اور جَو کی چند روٹیاں نکالیں۔ پھر اپنا دوپٹہ لیا اس کے ایک حصّہ میں ان کو لپیٹا اور چھپا کر میرے ہاتھ میں دے دیں اور دوپٹہ کا کچھ حصّہ مجھے اوڑھا دیا۔ پھر مجھے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجا۔ انس نے کہا میں وہ لے کر گیا اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس حال میں مسجد شریف میں پایا آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو مجھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا کھانا دے کر بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ساتھ والے لوگوں سے فرمایا سب اُٹھو اور آپ چل پڑے۔ میں اُن کے آگے آگے چلا حتیٰ کہ میں ابوطلحہ کے پاس آیا اور اُن سے واقعہ بیان کیا۔ ابوطلحہ نے کہا اے اُمِّ سُلَیم جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لوگوں سمیت تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس کوئی شئی بھی نہیں جو ہم انہیں کھلا سکیں۔ اُم سُلَیم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانیں۔ ابوطلحہ چلے حتیٰ کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات کی آپ صلّی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابوطلحہ آپ کے ساتھ تھے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے اُمِّ سُلَیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ! ام سُلیم روٹیاں لے کر آئیں تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ ان کے ٹکڑے بنا دیئے جائیں چنانچہ ٹکڑے بنا دیئے گئے۔ اور اُمِّ سلیم نے گھی کے برتن کو نچوڑا اور اس کو سالن بنا لیا۔ پھر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ پڑھا جو کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا (برکت کی دُعاء کی) پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ چنانچہ اُنھیں بلا کر کھانے کی اجازت دی تو اُنھوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر وہ باہر چلے گئے۔ پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلاؤ پس انہیں بلایا گیا اور کھانے کی اجازت دی گئی تو اُنھوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر وہ چلے گئے پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلاؤ۔ پس انھیں بلایا گیا اور کھانے کی اجازت دی گئی تو اُنھوں نے پیٹ بھر کر کھایا پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلاؤ تو سب لوگوں نے کھایا اور پیٹ بھر کر کھایا حالانکہ وہ ستر یا اسی مرد تھے۔

۳۳۵۰ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرائن پر عمل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ حضرت ابوطلحہ نے سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَھَبْتُ بِہٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ وَمَعَہُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَیْھِمْ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَکَ اَبُوْطَلْحَۃَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَہٗ قُوْمُوْا فَانْطَلِقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ حَتّٰی جِئْتُ اَبَا طَلْحَۃَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَۃَ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَیْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُھُمْ فَقَالَتْ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْطَلْحَۃَ حَتّٰی لَقِیَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَۃَ مَعَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلُمِّیْ یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَا عِنْدَکِ فَاَتَتْ بِذٰلِکَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ عُکَّۃً فَاَدَمَتْہُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْہِ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَۃٍ فَاَذِنَ لَھُمْ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ

چہرۂ انور پر ناتوانی اور ضعف کے اثرات دیکھے تھے۔ اس لئے حتی الوسع آپ کے لئے کھانے کا اہتمام کیا۔

ابویعلی نے حضرت انس سے روائت کی کہ ابوطلحہ کو خبر پہنچی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا نہیں تو انھوں نے مزدوری کرکے چار پانچ سیر جَو حاصل کئے اور وہ گھر لے کر آئے۔ مسلم نے انس سے روائت کی کہ ابوطلحہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک کے باعث بیقرار پایا۔ مسلم کی دوسری روائت میں ہے کہ حضرت انس نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ

marfat.com
Marfat.com

اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا

صحابہ کو حدیثیں سُنا رہے تھے اور پیٹ شریف پر کپڑا باندھا ہُوا تھا۔ میں نے استفسار کیا تو معلوم ہُوا کہ بھُوک کے باعث پیٹ پر کپڑا باندھا ہے۔ میں ابوطلحہ کے پاس گیا اور واقعہ بیان کیا تو اُنھوں نے کھانے کا انتظام کیا۔ حافظ ابونعیم نے محمد بن کعب کے طریق سے حضرت انس سے روائت کی کہ ابوطلحہ ام سلیم کے پاس گئے اور کہنے لگے کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی شئ ہے۔ میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے گزرا جبکہ آپ اصحابِ صُفّہ کو سُورۂ نساء پڑھا رہے تھے۔ حالانکہ بھُوک کے باعث آپ نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ بخاری کی اس حدیث میں ہے کہ ام سلیم نے چند روٹیاں نکالیں اور امام احمد نے ابن سیرین کے طریق سے انس سے روائت کی کہ انس نے کہا میں ام سلیم کے پاس آدھا سیر جَو لایا تو اُنھوں نے ان کو پیسا اور مسلم نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کے واسطہ سے انس سے روائت کی کہ ابوطلحہ دو سیر جَو لائے اور ان سے کھانا تیار کیا لیکن ان روایات کے اختلاف میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ متعدد بار واقعہ ہُوا ہو۔ یا بعض راویوں کو یاد رہا اور بعض کو یاد نہ رہا۔ اور یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ دراصل جو ایک صاع (۵½ سیر) تھے تو ام سلیم نے کچھ بچوں کے لئے رکھ لئے اور بعض سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے طعام تیار کیا (عینی فتح الباری)

قولہ علیہ السلام لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا ، یعنی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ساتھ والے لوگوں سے فرمایا اٹھو، ابوطلحہ کے گھر چلیں، بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ خیال فرمایا ہوگا کہ ابوطلحہ آپ کو گھر تشریف لانے کی دعوت دے رہے ہیں۔ اسی لئے صحابہ سے فرمایا اُٹھو طلحہ کے گھر چلیں اور پہلے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوطلحہ اور ام سلیم نے انس کو کھانا دے کر بھیجا تھا۔ اس میں اتفاق کی یہ صورت ہے کہ ابوطلحہ اور ام سلیم نے انس کو کھانا دے کر بھیجا تھا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن سے لے کر تناول فرمالیں گے۔ لیکن جب انس وہاں پہنچے تو صحابہ کا ہجوم دیکھ کر شرما گئے اور یہ خیال کر لیا کہ وہ صرف سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ساتھ لے کر گھر چلے جاتے ہیں اور آپ گھر جاکر کھانا تناول فرمالیں گے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حضرت انس سے یہ کہا گیا ہو کہ اگر لوگ زیادہ ہوں تو صرف آپ ہی کو بلا لائیے کیونکہ سب کے لئے کھانا کافی ہونا مشکل ہے۔ حالانکہ وہ یہ جانتے تھے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم تنہا کھانا نہیں کھائیں گے، دیگر روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ میں

marfat.com
Marfat.com

ابوطلحہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی تھی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو ساتھ لے کر ابوطلحہ کے گھر تشریف لے گئے تھے۔ چنانچہ کتاب الاطعمہ میں اُن سے روائت ہے کہ مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا میں آیا جبکہ آپ صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے تو میں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ اور امام احمد نے روائت کی کہ انس نے کہا مجھے ام سلیم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ حضور آپ ناشتہ ہمارے ہاں فرمائیں اور محمد بن کعب کی روائت ہے کہ ابوطلحہ نے انس سے کہا اے بیٹا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور آپ تنہا کو کھانے کی دعوت دو۔ آپ کے ساتھ دوسروں کو بلا کر مجھے رسواء نہ کرنا۔ الحاصل حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی تو آپ نے صحابہ سے فرمایا اٹھو ابوطلحہ نے ہماری دعوت کی ہے۔ جب ابوطلحہ کے گھر کی طرف آرہے تھے تو ابوطلحہ نے آپ کا استقبال کرتے ہوئے عرض کیا یا رسُول اللہ ہم نے تو صرف آپ کے لئے مختصر کھانا تیار کیا ہے۔ تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی میں اللہ تعالیٰ برکت کرے گا۔ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم سلیم سے فرمایا جو کچھ پکایا ہے میرے پاس لے آؤ۔ ایک روائت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کیا کچھ گھی بھی ہے تو ابوطلحہ نے کہا جی ہاں اور گھی کا برتن اُٹھا لائے پھر وہ نچوڑا گیا تو تھوڑا سا نکلا پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے گھی کو مس کیا پھر روٹی پر ہاتھ پھیرا تو وہ بڑی ہوگئی اور فرمایا "بسم اللہ" آپ اسی طرح کرتے رہے اور کھانا زیادہ ہوتا گیا حتیٰ کہ بہت بڑا برتن روٹیوں سے بھر گیا۔ سعد بن سعید کی روائت میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے پر ہاتھ پھیر کر برکت کی دُعا فرمائی اور فرمایا اے اللہ اس میں برکت زیادہ کر دے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھانا تناول کیا اور ستر اسّی کی تعداد میں سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور آخر میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے تناول کیا۔ پھر بھی کھانا کافی بچ گیا۔ جو ہمسایوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

ایک روائت میں ہے جو کھانا بچ گیا تھا اس کو ایک جگہ اکٹھا کر کے پھر اس پر برکت کی دعاء فرمائی تو وہ اتنا ہی ہوگیا جتنا کہ پہلے تھا (فتح الباری، عینی، قسطلانی باختصار)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر اس پر برکت کی دُعاء کرنا جائز ہے۔

چنانچہ امام ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ طعام دے وہ اس پر دُعاء کرے۔ اور ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنا مسنون طریقہ ہے۔

واللہ سُبحانہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۳۵۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَآءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فَضْلَةً مِنْ مَآءٍ فَجَآءُوْا بِاِنَآءٍ فِيْهِ مَآءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَآءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ

۳۳۵۱ — ترجمہ : علقمہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت کی اُنھوں نے کہا ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے اور تم اُن کو باعثِ خوف شمار کرتے ہو۔ ایک سفر میں ہم جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے کہ پانی کم ہوگیا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا زائد پانی تلاش کرکے لاؤ ! وہ ایک برتن لے کر آئے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اس میں دستِ اقدس ڈالا اور فرمایا پاک کرنے والے بابرکت پانی کی طرف آؤ اور برکت اللہ کی طرف سے ہے۔ میں نے پانی کو دیکھا وہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی انگلیوں کے درمیان سے پھُوٹ رہا تھا اور ہم کھانے کی تسبیح سُنا کرتے تھے حالانکہ اسے کھایا جاتا تھا۔

۳۳۵۱ — شرح : حق بات یہ ہے کہ بعض معجزات برکت کا سبب ہوتے ہیں جیسے تھوڑے سے کھانے سے کثیر لوگ سیر ہوجاتے تھے اور قلیل ترین پانی ہزارہا لوگوں کے لئے کافی ہوجاتا تھا۔ اور بعض معجزات باعثِ خوف وہراس ہوتے ہیں۔ جیسے پہلی امتوں میں لوگ زمین میں دھنسا دیئے جاتے تھے۔ اور سُورج اور چاند کو گرہن لگ جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کا ردّ کرتے اور فرماتے تھے کہ سارے معجزات خوف اور ڈر کا سبب نہیں ہوتے ہیں۔ آیات کا معنیٰ وہ امور ہیں جو خلافِ عادت ہوں۔ انہیں معجزات کہا جاتا ہے۔ مُحدّث ابونعیم نے دلائل میں ذکر کیا کہ اس حدیث میں مذکور سفر غزوہ حُدیبیہ کا سفر تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہٗ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

۳۳۵۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا زَكَرِيَّاءُ ثَنِیْ عَامِرٌ ثَنِیْ
جَابِرٌ اَنَّ اَبَاهُ تُوُفِّیَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ اِنَّ اَبِیْ تَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا وَلَيْسَ عِنْدِیْ اِلَّا مَا يُخْرِجُ نَخْلُهٗ
وَلَا يَبْلُغُ مَا يُخْرِجُ سِنِيْنَ مَا عَلَيْهِ فَانْطَلِقْ مَعِیْ لِكَیْ لَا يُفْحِشَ عَلَیَّ
الْغُرَمَاءُ فَمَشٰى حَوْلَ بَيْدَرٍ مِنْ بَيَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَا ثُمَّ اٰخَرَ ثُمَّ
جَلَسَ عَلَيْهِ فَقَالَ انْزِعُوْهُ فَاَوْفَاهُمُ الَّذِیْ لَهُمْ وَبَقِیَ مِثْلُ مَا
اَعْطَاهُمْ ۳۳۵۳ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا مُعْتَمِرٌ
عَنْ اَبِيْهِ ثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ اَنَّ
اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَرَّةً مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ
كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ اَوْ بِسَادِسٍ اَوْ كَمَا
قَالَ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ جَآءَ بِثَلٰثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۳۵۲ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا حالانکہ ان پر قرضہ تھا (جابر نے کہا) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا میرا والد بہت قرضہ چھوڑ گیا ہے۔ اور میرے پاس کھجور کے درختوں کے سوا کچھ نہیں اور ان کی کئی سال کی پیداوار ان کا قرضہ ادا نہیں کرسکتی آپ میرے ساتھ تشریف لائیں تاکہ قرضخواہ مجھ پر سختی نہ کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کے ڈھیروں میں سے ایک ڈھیر کے گرداگرد چکر لگائے اور برکت کی دعاء فرمائی۔ پھر دوسرے ڈھیر پر بھی اسی طرح کیا۔ پھر اس کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کھجوریں ڈھیر سے نکالو تو آپ نے ان کا قرضہ انہیں پورا کردیا اور جتنا انہیں دیا اتنا ہی باقی بچ گیا۔ (حدیث ۱۹۹۶ کی شرح دیکھیں)

۳۳۵۳ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اصحاب صُفہ

marfat.com
Marfat.com

بِعَشَرَةٍ وَ اَبُوْبَكْرٍ ثَلٰثَةً قَالَ فَهُوَ اَنَا وَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ وَلَا اَدْرِیْ هَلْ
قَالَ امْرَأَتِیْ وَ خَادِمٌ بَیْنَ بَیْتِنَا وَ بَیْنَ بَیْتِ اَبِیْ بَكْرٍ وَ اَنَّ اَبَابَكْرٍ
تَعَشّٰی عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰی صَلَّی الْعِشَآءَ
ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰی تَعَشّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ
بَعْدَ مَا مَضٰی مِنَ اللَّیْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهٗ امْرَأَتُهٗ مَا حَبَسَكَ
مِنْ اَضْیَافِكَ اَوْ ضَیْفِكَ قَالَ اَوَ عَشَّیْتِهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰی تَجِیْءَ
قَدْ عَرَضُوْا عَلَیْهِمْ فَغَلَبُوْهُمْ فَذَهَبْتُ فَاخْتَبَاْتُ فَقَالَ یَا غُنْثَرُ
فَجَدَّعَ وَ سَبَّ وَ قَالَ كُلُوْا وَ قَالَ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا قَالَ وَ اَیْمُ اللّٰهِ
مَا كُنَّا نَاْخُذُ مِنَ اللُّقْمَةِ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا حَتّٰی شَبِعُوْا
وَ صَارَتْ اَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ فَنَظَرَ اَبُوْبَكْرٍ فَاِذَا شَیْءٌ اَوْ اَكْثَرُ

مفلس لوگ تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمی کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے کو ساتھ لے جائے یا جو بھی آپ نے فرمایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین مہمان لے آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو ساتھ لے آئے اور ابوبکر تین آدمی لائے۔ عبدالرحمٰن نے کہا (گھر میں) میں، میرا باپ اور میری والدہ تھے۔ راوی نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ عبدالرحمٰن نے بیوی بھی کہا تھا اور ایک خادم جو ہمارے اور ابوبکر کے درمیان مشترک تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھایا پھر کچھ وقت وہاں ٹھہرے حتی کہ عشاء کی نماز وہیں پڑھی۔ پھر لوٹے اور آپ کے پاس ٹھہرے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھایا۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کافی رات گزرنے کے بعد گھر واپس آئے تو ان کی بیوی نے کہا آپ کو مہمانوں کا خیال نہ رہا تھا۔ آپ کو کس نے روکے رکھا تھا۔ ابوبکر نے کہا کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا؟ ان کی بیوی نے کہا انھوں نے کھانے سے انکار کیا حتی کہ آپ تشریف لائیں ہم نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا لیکن (وہ بدستور انکار کرتے رہے) اور ان پر غالب آئے (یہ سن کر) میں چھپ گیا تو ابوبکر نے کہا اے جاہل! اور گالی گلوچ کی اور

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ لِامْرَأَتِهٖ يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ قَالَتْ لَا وَقُرَّةُ عَيْنِيْ لَهِيَ الْاٰنَ اَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلٰثِ مَرَارٍ فَاَكَلَ مِنْهَا اَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ اِنَّمَا كَانَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ يَمِيْنَهٗ ثُمَّ اَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الْاَجَلُ فَتَفَرَّقْنَا اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ اُنَاسٌ اَللّٰهُ اَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ غَيْرَ اَنَّهٗ بَعَثَ مَعَهُمْ قَالَ اَكَلُوْا مِنْهَا اَجْمَعُوْنَ اَوْ كَمَا قَالَ

(مہمانوں) سے فرمایا کھانا کھاؤ میں یہ کبھی نہیں کھاؤں گا۔ عبدالرحمٰن نے کہا بخدا! ہم کوئی لقمہ نہ اُٹھاتے تھے مگر اس کے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا حتی کہ مہمانوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ ہوگیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (کھانے کی طرف) نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ کھانا اتنا ہی ہے بلکہ اس سے زیادہ ہوگیا ہے۔ اُنھوں نے اپنی بیوی سے کہا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیسا حال ہے؟ تو اُنھوں نے کہا میری آنکھ کی ٹھنڈک۔ یہ تو پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ ابوبکر نے اس سے کھایا اور فرمایا ان کی وہ قسم شیطان کی طرف سے تھی۔ پھر اس سے کچھ لقمے کھائے اور اسے اُٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ صبح تک کھانا حضور کے پاس رہا۔ اور ہمارے اور لوگوں کے درمیان معاہدہ تھا۔ معاہدہ کی مدت پوری ہوگئی۔ تو ہم نے بارہ آدمیوں کو حاکم بنایا جبکہ اُن میں سے ہر ایک کے ساتھ کئی لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہر ایک کے ساتھ کتنے لوگ تھے سوائے اس کے ان کے ساتھ لوگ بھیجے۔ عبدالرحمٰن نے کہا اس کھانے سے سب لوگوں نے کھایا یا جو بھی اُنہوں نے کہا۔

۳۲۵۳

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کی مناسبت باب کے عنوان سے نہیں کیونکہ باب کا عنوان علاماتِ نبوت ہے جبکہ حدیث شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامت مذکور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معجزہ کا اظہار غیر نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہونا جائز ہے (لیکن اس کی کرامت سے تعبیر کی جاتی ہے) یا حدیث کے آخر سے اعجاز حاصل ہے۔ جبکہ ذکر کیا کہ اس کھانے کو سب نے کھایا۔

اصحابِ صفہ مسجد کے آخری حصہ میں رہا کرتے تھے۔ جو ان غرباء کے لئے تیار کیا گیا تھا جن کے پاس رہنے کی جگہ نہ تھی اور نہ ہی اُن کے اہل و اولاد تھے۔ ان میں سے کسی کی شادی ہوجانے کے باعث چلا جانے یا کسی کے فوت

marfat.com
Marfat.com

ہو جانے یا سفر کرنے سے ان میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ وہ لوگوں کے مہمان طالب علم تھے۔ جو جناب ماہتاب رسالت سے علمی استفادہ کرتے تھے۔ قولہ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ یعنی جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہے وہ تیسرے کو ساتھ لے جائے کیونکہ دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کفائت کر سکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے : "طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الثَّلَاثَةَ"، مسلم کی روائت میں ہے جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہے وہ تین کو ساتھ لے جائے۔ قاضی عیاض نے کہا یہ صحیح نہیں۔ بخاری کی روائت صحیح ہے کیونکہ یہ باقی حدیث کے سیاق کے موافق ہے۔ امام نووی نے جواب دیا کہ کچھ عبارت محذوف ہے۔ دراصل عبارت یوں ہے۔ فَلْيَذْهَبْ بِمَنْ يَتِمُّ مِنْ عِنْدِهٖ ثَلَاثَةٌ"، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین لے آئے کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے کی کافی گنجائش تھی۔ لفظ ثلاثہ"، کو دو بار اس لئے ذکر کیا ہے کہ پہلی بار ذکر کرنے سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان مالدار لوگوں میں سے ہیں جن کے پاس چار پانچ مہمانوں کی گنجائش تھی اور دوسری بار ثلاثہ کو واقعہ کی ترتیب کے مطابق ذکر کیا جو کلام کا سیاق ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ شان یہ ہے میں اور میری والدہ اور والد گھر میں تھے۔ مقصد یہ ہے کہ ان کے گھر میں کھانے کی کافی گنجائش تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی ہیں جبکہ دونوں کی ماں ام رومان ہے ان کی کنیت مشہور ہے نام غیر معروف ہے۔ ان کا نام زینب ہے بعض نے کہا ہے کہ ان کا نام دعلہ بنت عامر بن عُوَیمر ہے۔ پہلے وہ حارث بن سنجرہ ازدی کی بیوی تھیں جب وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آکر فوت ہو گئے تو ان سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا تھا۔ ام رومان مکہ مکرمہ میں ہی مسلمان ہو گئی تھیں پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائیں جبکہ ان کے ہمراہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور عبدالرحمٰن صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ وہ سات ہجری کے اواخر یا آٹھ ہجری کے اوائل میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تھے۔

قولہ لَا اَدْرِیْ الخ یعنی عبدالرحمٰن سے حدیث کی روائت کرنے والے ابوعثمان نے روائت کے الفاظ میں شک کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ عبدالرحمٰن نے اپنی بیوی اور خادم کا بھی ذکر کیا تھا اور خادم ہماری مشترکہ خدمت کیا کرتا تھا اور گھر میں مشترک خادم تھا۔ قولہ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ الخ یعنی عبدالرحمٰن نے کہا ابوبکر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شام کا کھانا کھایا۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے رہے حتی کہ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر لوٹ آئے اور ٹھہرے رہے حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھایا پھر وہ کچھ رات جانے کے بعد واپس آئے۔ اس حدیث کی ترکیب مشکل ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ اس عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابوبکر نے شام کا کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس آنے کے بعد کھایا تھا۔ اور اس سے پہلی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا پہلے کھایا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی عبارت میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں کھانا کھانے

marfat.com
Marfat.com

ہ محتاج نہ تھے اور دوسری بار کھانے کا ذکر واقعہ کی ترتیب کے مطابق ہے۔ جبکہ پہلی تَعَشّیٰ (شام کا کھانا) ابوبکر صدیق کی ہے اور دوسری جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعشی ہے۔ الحاصل حضرت ابوبکر صدیق ضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ وہ شام کا کھانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کھایا کرتے تھے۔ پھر حضور کی خدمت میں رہتے حتی کہ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر واپس آیا کرتے تھے یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا معمول یہی ہے اور بخاری کی حدیث کا سیاق یہ ہے کہ ابوبکر صدیق تین مہمانوں کو گھر لے کر آئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں واپس چلے گئے اور وہاں ٹھہرے رہے حتی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ کھانا کھایا پھر ابوبکر کا کچھ حصّہ گزر جانے کے بعد اپنے گھر تشریف لے گئے اور مہمانوں کے کھانا نہ کھانے کے باعث اپنے صاحبزادہ عبدالرحمٰن سے سخت کلام کیا اور جب یہ معلوم ہُوا کہ عبدالرحمٰن کا قصور نہیں مہمانوں کی طرف سے ایسا ہُوا ہے تو میں فرمایا کھانا کھاؤ۔ ابوداؤد کی روائت میں ہے کہ ابوبکر صدیق نے کہا تمہیں کھانا کھانے سے کس نے روکا ہے مہمانوں نے کہا ہم آپ کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں گے تو آپ نے کہا میں کبھی یہ کھانا نہ کھاؤں گا۔ اس کے بعد مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ ہم بھی نہیں کھائیں گے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میری یہ شیطان کے باعث تھی لاؤ ہم کھانا کھاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غصّہ کی حالت میں یہ حلف تھی اسے یمینِ فَور کہا جاتا ہے اس میں حانث (قسم توڑنے والے) پر کفارہ واجب نہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ کھانا پہلے سے بھی زیادہ ہوگیا ہے تو اپنی بیوی اُمّ رومان "اے بنی فراس کی بہن"، بنی فراس قبیلہ ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ قاضی نے کہا فراس" غنم بن ت کنانہ کا بیٹا ہے اور پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اُمِّ رومان حارث بن غنم کی اولاد میں سے ہیں اور وہ فراس بن غنم لی ہے۔ شائد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی بنی فراس کی طرف اس لئے نسبت کی ہو کہ یہ قبیلہ ث کے ساتھ زیادہ مشہور ہے۔ اور اُمّ رومان کے کلام میں "لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي"، کلمہ لَا قسم کی تاکید کے ائدہ ہے اور "واد"، قسم کے لئے۔ خوشی کے وقت ایسا کہا جاتا ہے۔ قولہ "فَفَرَّقَنَا"، میں فاء فصیحہ ہے۔ فَرَّق صیغہ ہے اور "ا" مفعول بہ ہے اور "فَرَّقَ"، کا فاعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ یعنی وہ لوگ مدینہ منورہ چلے اور ہر ایک شخص کے ساتھ بارہ آدمی تھے۔ اور ہمیں لوگوں کا عریف (نمبردار) بنایا۔ معلوم ہُوا کہ ں پر عرفاء مقرر کرنا جائز ہے۔ ابوداؤد نے اس کو حق کہا ہے نیز اس (عرافت) میں لوگوں کی مصلحت لشکروں کے انتظام میں آسانی ہوتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے "فِي النَّارِ"، کہ قوم کے نمبردار اور ممبر دوزخی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں وہ لوگ مراد ہیں جو سرانجام دینے میں کمی کرتے ہیں اور ناجائز امور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ الحاصل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کردہ کھانا سارے لشکر نے کھایا اور سب سیراب ہوگئے۔ معلوم ہُوا کہ اس کھانے میں پُوری برکت لی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ہُوئی جبکہ ابوبکر صدیق کے گھر میں برکت کی ابتداء ہُوئی تھی۔ اس طرح یہ

marfat.com
Marfat.com

۳۳۵۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ وَعَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ قَحْطٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَلَكَتِ الْكُرَاعُ وَهَلَكَتِ الشَّاءُ فَادْعُ اللهَ يَسْقِينَا فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا قَالَ أَنَسٌ وَإِنَّ السَّمَاءَ لَمِثْلُ الزُّجَاجَةِ فَهَاجَتْ رِيحٌ أَنْشَأَتْ سَحَابًا ثُمَّ اجْتَمَعَ ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَالِيَهَا فَخَرَجْنَا نَخُوضُ الْمَاءَ حَتَّى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى فَقَامَ إِلَيْهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ فَادْعُ اللهَ يَحْبِسْهُ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ كَأَنَّهَا إِكْلِيلٌ

حدیث کرامت اور معجزہ پر مشتمل ہے (حصہ اوّل کی حدیث ۵۸۰ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ثابت سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا

۳۳۵۴ — جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ کو قحط سالی نے آلیا ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے کھ ہوکر عرض کیا یارسول اللہ! گھوڑے اور بکریاں ہلاک ہوگئیں اللہ تعالیٰ کے حضور دعاء فرمائیں کہ ہم پہ بارش فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دُعاء کی حضرت انس نے کہا آسمان شیشہ کی طرح تھا۔ اچانک ہوا چلی اور بادل پیدا ہوئے پھر وہ جمع ہوگئے پھر آسمان نے اپنا منہ کھول دیا ہم باہر پانی میں چلنے لگے حتی کہ اپنے گھروں میں آئے۔ دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر وہی شخص کھڑا ہوا یا اور آدمی آیا تھا کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم" مکانات گرنے لگے ہیں اللہ سے دُعا فرمائیں کہ بارش روک دے۔ آپ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ بارش ہمارے گرداگرد ہو ہم پہ نہ ہو۔ میں

marfat.com
Marfat.com

۳۳۵۵ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى اَنَا يَحْيٰى بْنُ كَثِيْرٍ اَبُوْ غَسَّانَ ثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ وَاسْمُهٗ عُمَرُ بْنُ الْعَلَاءِ اَخُوْ اَبِيْ عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ اِلٰى جِذْعٍ فَلَمَّا اتُّخِذَ الْمِنْبَرُ تَحَوَّلَ اِلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ فَاَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهٗ عَلَيْهِ وَقَالَ عَبْدُ الْحَمِيْدِ اَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَنَا مُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا وَرَوَاهُ اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بادل کی طرف نظر کی وہ مدینہ منورہ کے اردگرد پھیل گیا گویا کہ مدینہ منورہ تاج بنا ہوا تھا۔

۳۳۵۴ — شرح : جب بارش رک جائے۔ تو لوگ قحط سالی کی شکار ہونے لگتے ہیں۔ محاورہ ہے "قَحَطَ الْمَطَرُ"، جبکہ بارش رک جائے جس شخص نے کھڑے ہوکر بارش کے لئے استدعاء کی تھی۔ وہ خارجہ بن حصن فزاری تھے "کُرَاع"، گھوڑے۔ شاہ "بکریاں شاۃ کی جمع ہے۔ شاہ دراصل شاھۃٌ"، تھا۔ لام کلمہ حذف کر دیا گیا ہے۔ شیاہ بھی جمع ہے۔ کمثل الزجاجۃ"، یعنی آسمان شیشہ کی طرح صاف تھا۔ اور بادل کا نام و نشان تک نہ تھا "فَهَاجَتْ"، بادل اٹھا۔ اِکْلِیْلٌ"، جواہرات و یواقیت سے مرصع تاج جسے شاہان فارس پہنا کرتے تھے۔ اس حدیث میں نبوت کی واضح دلیل ہے۔ جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرہ بھر اشارہ سے موسلا دھار بارش ہوئی اور یکسر قحط سالی کا سماں خوشحالی سے بدل گیا۔
(حدیث ع ۹۶۰، ع ۹۶۳ کی شروح دیکھیں)

۳۳۵۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ستون کے پاس کھڑے ہوکر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب منبر بن گیا تو آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ تو ستون نے رونا شروع کر دیا۔ آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر دستِ شفقت پھیرا۔ عبدالحمید نے کہا ہمیں عثمان بن عمر نے خبر دی انھوں نے کہا ہم سے معاذ بن علاء نے نافع سے یہ بیان کیا اور ابوعاصم نے ابن ابی روّاد کے ذریعہ

marfat.com
Marfat.com

۳۳۵۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَيْمَنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلٰی شَجَرَةٍ اَوْ نَخْلَةٍ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اَوْ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا قَالَ اِنْ شِئْتُمْ فَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْبَرًا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ دُفِعَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِیِّ ثُمَّ نَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهَا اِلَيْهِ تَاَنُّ اَنِيْنَ الصَّبِیِّ الَّذِیْ يُسَكَّنُ قَالَ كَانَتْ تَبْكِیْ عَلٰی مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا

۳۳۵۷ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَی بْنِ سَعِيْدٍ اَخْبَرَنِیْ حَفْصُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوْفًا عَلٰی جُذُوْعٍ

نافع سے انھوں نے ابن عمر سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی۔

۳۳۵۶ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ایک درخت یا کھجور کے تنہ سے تکیہ لگا کر خطبہ دیا کرتے۔ ایک انصاریہ عورت یا مرد نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے لئے منبر تیار نہ کر دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو بناؤ تو انھوں نے آپ کے لئے منبر بنایا۔ جب جمعہ کا دن تھا آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ تو کھجور کا وہ تنہ بچہ کی طرح چیخنے چلانے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے اترے اور اسے سینہ سے لگا لیا تو وہ ایسا رونے لگا جیسے وہ بچہ روتا ہے جسے چپ کرایا جاتا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ اس لئے رونے لگا تھا کہ وہ اپنے پاس ذکر سنا کرتا تھا۔

۳۳۵۷ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا مسجد کی چھت کھجور کے

marfat.com
Marfat.com

مِنْ نَخْلٍ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ يَقُوْمُ اِلٰى جِذْعٍ مِنْهَا فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَكَانَ عَلَيْهِ فَسَمِعْنَا لِذٰلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ حَتّٰى جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ

ستونوں سے بنائی گئی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو کھجور کے ایک ستون کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے۔ جب آپ کے لئے منبر شریف بنایا گیا اور آپ اس پر تشریف لے گئے تو ہم نے اس ستون کے رونے کی آواز سنی جیسے دس ماہ کی حاملہ اونٹنی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اس پر دستِ شفقت رکھا تو وہ خاموش ہوگیا،،

۳۳۵۵ تا ۳۳۵۷ —

شرح : یہ تین حدیثیں ہیں جن میں کھجور کے ستون کے رونے کا ذکر ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس کے ساتھ تکیہ لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنایا گیا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے تو وہ آپ کے فراق میں رونے لگا جیسے عاشق محبوب کے فراق کے غم میں روتا ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کا مشتاق تھا اور آپ کی جدائی پر غم واندوہ کے باعث گریہ زاری کرتا تھا جیسے عقلمند لوگ کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں حیات، عقل، شوق اور عشق ومحبت پیدا کردی تھی اسی لئے وہ فراق برداشت نہ کرسکا۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ابن ابی حاتم نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کسی نبی کو نہیں دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احیاء موتی کا معجزہ دیا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ کو یہ معجزہ دیا کہ آپ کے فراق میں لکڑی کا ستون رونے لگا حتی کہ لوگوں نے اس کی آواز سنی اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے بڑا معجزہ ہے۔ ابن ابی سبکی نے کہا میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ستون کا رونا متواتر روایات سے ثابت ہے۔ ابن حجر نے بھی اس طرح ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ستونِ حنانہ اور انشقاقِ قمر ایسے معجزے مشہور روایات کے ذریعے منقول ہیں جو شخص حدیث کے طرق پر اطلاع رکھتا ہے اس کو ان سے قطعی علم حاصل ہے اور جنہیں حدیث کے طرق میں ممارست اور مہارت نہیں انہیں اگر قطعی علم نہ ہو تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ نسائی کبریٰ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ستون حنانہ ایسے بیقرار ہوا، جیسے ناقہ حلوج بیقرار ہوتی ہے۔ ناقہ حلوج وہ ہے جس کا بچہ چھین لیا گیا ہو۔ دارمی نے بریدہ سے روایت

marfat.com

Marfat.com

۳۳۵۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اَیُّکُمْ یَحْفَظُ حَدِیْثَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْفِتْنَةِ ح وَحَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمٰنَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ یُحَدِّثُ عَنْ حُذَیْفَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اَیُّکُمْ یَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْفِتْنَةِ فَقَالَ حُذَیْفَةُ اَنَا اَحْفَظُ کَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ اِنَّکَ لَجَرِیٌّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَجَارِهٖ تُکَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ قَالَ لَیْسَتْ هٰذِهٖ وَلٰکِنِ الَّتِیْ تَمُوْجُ کَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا بَاْسَ عَلَیْکَ

ذکر کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ستون حنانہ سے فرمایا دو باتوں میں سے ایک اختیار کر لو میں تجھے اسی جگہ رکھ دیتا ہوں جہاں سے تو لایا گیا ہے اور اگر چاہتے ہو تو تجھے جنت کا درخت بنا دیتا ہوں تو جنت کی نہروں سے پانی پیئے گا تیری شکل وصورت اچھی ہوگی اور پھلدار ہوگا اور اولیاء اللہ تیرا پھل کھائیں گے اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھے جنت کا درخت بنا دیں (عینی) ان تینوں احادیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی واضح دلیل ہے۔
(حدیث ۸۷۸ء ، ۱۹۶۷ء کی شرح دیکھیں)

۳۳۵۸ ـــ ترجمہ : حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنہ سے متعلق یاد رکھتا ہو۔ حذیفہ نے کہا میں یاد رکھتا ہوں جو آپ نے فرمایا ہے۔ عمر فاروق نے کہا بیان کرو تم دلیر مرد ہو (حذیفہ نے کہا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی مرد کے گھر، مال اور ہمسایوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کو نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مٹا دیتے ہیں۔ عمر فاروق

marfat.com
Marfat.com

مِنْهَا اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ يُفْتَحُ الْبَابُ اَوْ يُكْسَرُ قَالَ
لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذٰلِكَ اَحْرٰى اَنْ لَا يُغْلَقَ قُلْنَا عَلِمَ عُمَرُ الْبَابَ قَالَ
نَعَمْ كَمَا اَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً اِنِّيْ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ
فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَهُ وَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَاَلَهُ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ فَقَالَ عُمَرُ

نے کہا میری یہ مراد نہیں۔ لیکن وہ فتنہ بتاؤ جو سمندر کے موج مارنے کی طرح موجزن ہو۔ حذیفہ نے کہا اے امیر المؤمنین اس فتنہ سے آپ کو کوئی خطرہ نہیں۔ بے شک آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے عمر فاروق نے فرمایا وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ حذیفہ نے کہا نہیں بلکہ وہ توڑا جائے گا۔ عمر فاروق نے فرمایا وہ اس لائق ہے کہ کبھی بند نہ ہو۔ ہم نے حذیفہ سے کہا کیا عمر فاروق اس دروازہ کو جانتے تھے؟ حذیفہ نے کہا جی ہاں! جیسے کل سے پہلے آنے والی رات کو جانتے ہیں۔ میں نے ان کو ایسی حدیث کی خبر دی ہے جو غلط نہیں ہے۔ ہم ڈرے کہ حذیفہ سے پوچھیں تو ہم نے مسروق سے کہا تو انھوں نے پوچھا کہ دروازہ کون ہے انھوں نے کہا وہ عمر فاروق ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

۳۳۵۸ — شرح : اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے زمانہ کے حالات کی خبریں دی ہیں۔ یہ بھی آپ کا معجزہ ہے جو آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔

کسی مرد کے گھر میں فتنہ کا معنی یہ ہے کہ وہ عورت کی طرف بکثرت میلان کرتا ہے یا متعدد بیویاں ہوں تو ان کی باری کی تقسیم یا بعض کو ترجیح دینے سے قباحت پیدا ہوتی ہے۔ ہمسایہ کا فتنہ یہ ہے کہ وہ اس سے حسد و بغض رکھتا ہے یا اس پر مفاخرت و مباہات کرتا ہے یا حقوق میں مزاحمت برتتا ہے۔ عورت کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ وہ مَردوں کی طرح ہیں لیکن مَردوں پر اکتفا کرتے ہوئے عورتوں کو حدیث میں ذکر نہیں کیا۔

حدیث میں تین امور ذکر کئے : گھر، مال اور ہمسایہ اور ان کے فتنہ کا کفارہ کرنے والے بھی تین امور ذکر فرمائے۔ چنانچہ نماز اور روزہ عبادت فعلی ہے۔ صدقہ عبادت مالی ہے۔ اور بھلائی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا عبادت قولی ہے۔ جو بالترتیب تینوں کا کفارہ ہیں۔ (حدیث ۵۴ کی شرح دیکھیں اس میں مزید تفصیل مذکور ہے)

marfat.com
Marfat.com

۳۳۵۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ ثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْاَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَتَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ اَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الْاَمْرِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ وَلَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَاَنْ يَرَانِیْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ مِثْلُ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ

۳۳۵۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تم ایسے لوگوں سے جنگ کروگے جن کی جوتیاں بالوں والی ہیں اور حتی کہ تم ترکوں سے جنگ کروگے جن کی آنکھیں چھوٹی ہیں۔ چہرے سُرخ ہیں اور ناکیں چپٹی ہُوئی ہیں گویا کہ ان کے چہرے پٹی ہُوئی ڈھالیں ہیں۔ تم سب سے اچھا شخص وہ دیکھوگے جو اس خلافت سے سخت کراہت کرنے والا ہوگا یہاں تک کہ اس کو مجبور کیا جائے گا۔ لوگ معادن اور کانوں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جو زمانۂ جاہلیت میں اچھے تھے۔ وہ اسلام لانے کے بعد بھی اچھے ہیں۔ تم میں سے کسی پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس کا مجھے دیکھنا اپنے اہل واولاد اور مال سے زیادہ اسے محبوب ہوگا!

۳۳۵۹ — شرح : اس حدیث میں بھی مستقبل میں ہونے والے واقعات کی خبر دینا مذکور ہے۔ جن میں سے بعض تو واقع ہو چکے ہیں اور بعض واقع ہونے والے ہیں۔ اس حدیث میں چار اشیاء مذکور ہیں۔ ایک ترکوں سے جنگ کرنا دوم خلافت کے امر سے نفرت کرنے والا۔
سوم لوگ کان کی مثل ہیں۔ چہارم ایک زمانہ آئے گا۔ الخ
کتاب الجہاد میں (باب قتال الترک اور باب اَلَّذِيْنَ يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعْرَ کی حدیث ۲۷۳۱ و ۲۷۳۲ کی شرحیں دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۳۶۰ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَكِرْمَانَ مِنَ الْاَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْاُنُوْفِ صِغَارَ الْاَعْيُنِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ تَابَعَهُ غَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ

۳۳۶۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ تم خوز اور کرمان سے جنگیں لڑو گے یہ عجمی ہیں۔ ان کے چہرے سُرخ ناکیں چپٹی اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ گویا کہ اُن کے چہرے پٹی ہوئی ڈھالیں ہیں اور ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

امام بخاری کے شیخ یحییٰ کے غیر نے عبدالرزاق سے روائت کرنے میں یحییٰ کی متابعت کی ہے۔

۳۳۶۰ — شرح : یعنی قیامت قائم ہونے سے پہلے تم دو عجمی قوموں سے جنگ کرو گے اور وہ خُوز اور کرمان کے رہنے والے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ یہ دونوں قومیں تُرک نہیں ہیں۔ پھر اس کا جواب ذکر کیا کہ یہ حدیث وہ حدیث نہیں جس میں ترکوں سے جنگ کا ذکر ہے چونکہ ایک وصف میں کئی اصناف شریک ہو سکتے ہیں اگرچہ ان کی جنسیں مختلف ہوں لہٰذا مذکورہ صفات میں اگر یہ لوگ بھی شریک ہوں تو کوئی ممانعت نہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ کہا جائے کہ خُوز و کرمان کے لوگوں میں یہ صفت نہیں پائی جاتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُس وقت ان میں سے بعض لوگوں میں یہ صفت پائی جاتی تھی۔ یا معنی یہ ہے کہ بعد میں وہ لوگ ایسے ہو جائیں گے۔ بہر حال یہ لوگ عربوں کی نسبت ترکوں کے تابع ہیں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کے علاقہ میں ایک جگہ ہے جسے کرمان کہا جاتا ہے۔ اور بعض یُوں کہتے ہیں کہ وہ اِن اطراف سے عربوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔ فُطْس افطس کی جمع ہے۔ فطوست ناک کی نالی کا نیچا ہو کر پھیل جانا ہے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۳۶۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ اَخْبَرَنِیْ قَيْسٌ قَالَ اَتَيْنَا اَبَاهُرَيْرَةَ فَقَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ سِنِيْنَ لَمْ اَكُنْ فِیْ سِنِیَّ اَحْرَصَ عَلٰى اَنْ اَعِیَ الْحَدِيْثَ مِنِّیْ فِيْهِنَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَهُوَ هٰذَا الْبَارِزُ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً وَهُمْ اَهْلُ الْبَارِزِ

۳۳۶۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ ثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعْرَ وَتُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ

۳۳۶۱ — ترجمہ : قیس نے بیان کیا کہ ہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انھوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین سال رہا۔ مجھے ساری عمر حدیث یاد کرنے کا اتنا شوق پیدا نہ ہوا جتنا ان تین سالوں میں شوق پیدا ہوا میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اور آپ نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا کہ قیامت سے پہلے تم ایک قوم سے جنگ کرو گے جن کی جوتیاں بالوں والی ہوں گی اور وہ عجمی ہیں جو صحراؤں میں رہتے ہیں۔ سفیان نے کہا وہ اہلِ بارز ہیں۔

۳۳۶۲ — ترجمہ : جریر بن حازم نے کہا میں نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم سے عمرو بن تغلب نے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت سے پہلے تم ایسے لوگوں سے جنگ کرو گے جو بال دار جوتیاں پہنتے ہوں گے اور تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے چہرے پٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۳۶۳ ـــ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ فَتُسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يَقُوْلَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِيْ فَاقْتُلْهُ

۳۳۶۴ ـــ قُتَيْبَةُ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ

۳۳۶۱ - ۳۳۶۲ ـــ شرح : علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری میں ذکر کیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دربار رسالت میں ملازمت کی مدت تین سال ذکر کی ہے۔ حالانکہ یہ مدت چار سال ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر میں سات ہجری کو آئے تھے اور یہ غزوہ صفر کے مہینہ میں لڑا گیا تھا جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گیارھویں ہجری کے ربیع الاوّل کے مہینہ میں وفات فرمائی تھی۔ نیز حُمَیْد بن عبدالرحمٰن نے کہا میں چار سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا جیسے ابوہریرہ رہے تھے۔ لیکن امام بخاری کے تین سال بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اس مدت کا اعتبار کیا ہے جس میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں سختی سے پابند رہتے تھے اور ان ایام کو ذکر نہیں کیا جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ یا حج وعمرہ کے سفر میں ہوتے تھے۔ کیونکہ ان ایام میں وہ پابندی نہیں ہوتی تھی جو مدینہ منورہ میں ہوتی تھی یا اس مدت کا اعتبار کیا ہے جس میں انھیں سماعت حدیث اور ضبط وغیرہ میں مزید موقع ملتا رہا یا وہ چار سال ہی سماعت وضبط کرتے رہے لیکن قوی تر اور زیادہ پابندی تین سال میں رہی۔ واللہ اعلم!

علماء کرام نے "بارِز"... کے کئی معانی ذکر کئے ہیں۔ قالیسی نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو لوگ مسلمانوں سے جنگ

marfat.com

Marfat.com

۳۳۶۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ اَنَا النَّضْرُ اَنَا اِسْرَائِيْلُ اَنَا سَعْدُ الطَّائِيُّ اَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ جَآءَهُ اٰخَرُ فَشَكَا اِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَاَيْتَ الْحِيْرَةَ قُلْتُ لَمْ اَرَهَا وَقَدْ اُنْبِئْتُ عَنْهَا قَالَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ

کرنے نکلتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "بارز" فارس کی زمین مراد ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں وہ کرد قوم ہے جو جنگلات میں رہتے ہیں۔ پہاڑ بھی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ زمین پر ابھرے ہوتے ہیں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "بازر"، بتقدیم الزاء علی الراء یہ عجم اور ترک کی لغت میں بازار ہے۔ ابن کثیر نے کہا کہ سفیان بن عیینہ کی روایت کہ وہ اہل بارز ہیں مشہور تر قول ہے اور زاد کو راء پر مقدم پڑھنا غلطی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حصہ چہارم کے باب قتال الترک کی حدیث ۲۷۳۱ کی شرح دیکھیں)

۳۳۶۳ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم سے یہودی جنگ کریں گے اور تم ان پر غالب آجاؤ گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا یا مسلم یہ میرے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہے اسے قتل کر دو (باب قتال الیہود کی حدیث ۲۷۲۹ کی شرح دیکھیں)

۳۳۶۴ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ جنگ کریں گے تو انہیں کہا جائے گا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کر رکھی ہو؟ وہ کہیں گے جی ہاں تو انہیں فتح حاصل ہوگی وہ پھر جہاد کریں گے تو ان سے کہا جائیگا کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی صحبت اختیار کر رکھی ہو؟ وہ کہیں گے جی ہاں! تو انہیں فتح حاصل ہوگی! (حصہ چہارم کے مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ فِي الْحَرْبِ کی حدیث ۲۶۹۷ کی شرح دیکھیں)

۳۳۶۵ — ترجمہ: عدی بن حاتم نے کہا ایک دفعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور آپ سے فاقہ کی شکایت کی پھر ایک دوسرا شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے ڈاکہ زنی کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْحَلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ
لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ قُلْتُ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ نَفْسِيْ فَاَيْنَ دُعَّارُ
طَيِّئٍ الَّذِيْنَ قَدْ سَعَّرُوا الْبِلَادَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَفْتَحَنَّ
كُنُوْزَ كِسْرٰى قُلْتُ كِسْرٰى بْنَ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَرَيَنَّ
الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهٗ
مِنْهُ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهٗ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ
وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهٗ فَلَيَقُوْلَنَّ لَهٗ اَلَمْ اَبْعَثْ
اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَلَمْ اُعْطِكَ مَالًا وَ
وَلَدًا وَاُفَضِّلْ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى
اِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ قَالَ عَدِيٌّ سَمِعْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ
يَجِدْ شِقَّ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَاَيْتُ الظَّعِيْنَةَ

اے عدی! تم نے حیرہ شہر دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا میں نے اسے نہیں دیکھا ہے۔ لیکن مجھے اس کی خبر دی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو تو عورت کو دیکھے گا کہ وہ حیرہ سے چلے گی حتی کہ کعبہ کا طواف کرے گی اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا میں نے دل میں خیال کیا کہ طی کے ڈاکو کہاں چلے جائیں گے؟ جنہوں نے تمام شہروں میں آگ لگا رکھی ہے۔ اے عدی! اگر تیری زندگی طویل ہوئی تو تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے۔ میں نے عرض کیا: کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ آپ نے فرمایا کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کرو گے (اے عدی) اگر تیری حیاتی دراز ہوئی تو تم کسی شخص کو دیکھو گے کہ وہ سونے یا چاندی کی مٹھی بھر کر نکلے گا اور ان لوگوں کو تلاش کرے گا جو اسے قبول کریں لیکن وہ ایسا کوئی شخص نہ پائے گا جو اسے قبول کرے۔ اور یقیناً تم میں سے کوئی ایک اللہ تعالیٰ سے ملے گا جس روز اس سے

marfat.com
Marfat.com

تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ تَعَالٰى وَكُنْتُ فِيمَنِ افْتَتَحَ كُنُوزَ كِسْرٰى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيٰوةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِلْءُ كَفِّهٖ ۳۳۶۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اِبْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَنَا سَعْدٌ اَنَّ بْنَ بِشْرٍ ثَنَا اَبُوْ مُجَاهِدٍ ثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيفَةَ سَمِعْتُ عَدِيًّا كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ملے گا اور اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا جو اسے ترجمہ سمجھائے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تمہارے پاس رسُول نہیں بھیجا تھا جس نے تمہیں میرا حکم پہنچایا ہو۔ وہ کہے گا کیوں نہیں (رسُول تشریف لائے ہیں) اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تمہیں مال و دولت نہیں دی تھی؟ کیا میں نے تجھے فضیلت نہ دی تھی؟

وہ کہے گا کیوں نہیں (سب کچھ دیا تھا) پھر وہ اپنے دائیں نظر کرے گا تو سوا دوزخ کے اسے کچھ نظر نہ آئے گا۔ پھر بائیں جانب دیکھے گا تو سوا دوزخ کے کچھ نہ دیکھے گا۔

عدی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرکے بچو! اور جو کوئی کھجور کا ٹکڑا نہ پائے تو لوگوں سے اچھی بات کہہ کر ہی بچے۔

عدی نے کہا میں نے عورت کو دیکھا کہ وہ حیرہ سے چلتی حتی کہ کعبہ شریف کا طواف کرتی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتی تھی اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے کسریٰ بن ہُرمُز کے خزانے فتح کئے تھے۔ اور اگر تمہاری عمر دراز ہُوئی تو تم وہ دیکھو گے جو نبی کریم ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سونے چاندی کی مٹھی بھر کر نکلے گا۔ الخ

۳۳۶۶ — ترجمہ: محل بن خلیفہ نے بیان کیا کہ میں نے عدی سے سُنا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔

(حدیث ۱۳۳۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۳۶۷ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شَرَحْبِيْلٍ ثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلَاتَهٗ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّىْ فَرَطُكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّىْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِىَ الْاٰنَ وَاِنِّىْ قَدْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّىْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ مِنْ بَعْدِىْ اَنْ تُشْرِكُوْا وَلٰكِنْ اَخَافُ اَنْ تَنَافَسُوْا

۳۳۶۸ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اُسَامَةَ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِنَ الْاٰطَامِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى اِنِّىْ اَرَى الْفِتَنَ يَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ

۳۳۶۷ — ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور شہداء اُحد پر اس طرح نماز پڑھی جس طرح میت پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ پھر آپ منبر شریف پر تشریف لائے۔ اور فرمایا میں تمہارا مقدمہ ہوں (آگے جاکر انتظام کرنے والا) اور میں تم پر گواہ ہوں۔ یقیناً میں اب حوض کوثر دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم مجھے اپنے بعد تمہارے شرک کا ڈر نہیں ہے لیکن ڈر یہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے

۳۳۶۷ — شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء اُحد پر کچھ دیر بعد نماز جنازہ پڑھی تھی۔ جیسے میت پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ ثابت ہوا کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی جیسے طبعی موت واقعہ ہونے سے نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اُحد کے روز ان شہداء کی نمازِ جنازہ کیوں نہیں پڑھی گئی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ہیجان و اضطراب کا دن تھا اور مسلمانوں کے لئے مصیبت کا وقت تھا انہیں اتنی فرصت نہ تھی کہ وہ نماز جنازہ

marfat.com
Marfat.com

۳۳۶۹ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ اَبِيْ سُفْيَانَ حَدَّثَتْهَا عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعِهٖ وَبِالَّتِيْ تَلِيْهَا فَقَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ اِسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ

بڑھ سکیں۔ اس عذر کے باعث اس دن ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی تھی۔
(حدیث ۳۳۶۵ ، ۳۳۶۶ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ

۳۳۶۸ — کے محلات میں سے ایک اونچے محل پر چڑھ کر فرمایا۔ میں تمہارے گھروں میں فتنوں کو ایسے گرتے دیکھ رہا ہوں جیسے بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہ دیکھتے ہیں"

شرح : اُطُم" محل ہے۔ جو قلعہ پتھروں سے بنایا جائے اسے اُطُم کہتے

۳۳۶۸ — ہیں۔ مربعہ مسطح مکان کو بھی اُطُم کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع آطام ہے فتنوں کی کثرت کو بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہ سے تشبیہ دی ہے یعنی تمہارے گھروں میں ایسے فتنے واقع ہوں گے جیسے موسلا دھار بارش برستی ہے۔ یہ سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ اور کوئی بھی ان سے بچ نہ سکے گا۔ اس حدیث میں ان جنگوں کی طرف اشارہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ہوئیں جیسے حرّہ وغیرہ کے واقعات ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۶۹ — ترجمہ : عروہ بن زُبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابو سلمہ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا

marfat.com
Marfat.com

۳۳۷۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِیْ سَلَمَةَ اَبْنُ الْمَاجِشُوْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِیْهِ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ اِنِّیْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَتَتَّخِذُهَا فَاَصْلِحْهَا وَاَصْلِحْ رِعَاهَا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَاْتِیْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ الْغَنَمُ فِيْهِ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ اَوْ سَعَفَ الْجِبَالِ فِیْ مَوَاقِعِ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ

نے اُن سے بیان کیا کہ اُمّ حبیبہ بنت ابی سفیان نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ پر کچھ گھبراہٹ کے آثار تھے۔ آپ نے فرمایا لاالہ الا اللہ، عرب کی خرابی ہوگی اس شر سے جو قریب آگیا ہے۔ آج کے روز یاجوج و ماجوج نے دیوار میں اس قدر سوراخ کرلیا ہے۔ اور اپنی انگلی اور جو اس سے ملتی ہے سے حلقہ بنایا۔ زینب نے کہا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں جبکہ مجرائی پھیل جائے گی۔ زُہری سے روایت ہے کہ مجھ سے ہند بنت حارث نے بیان کیا کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاگے تو فرمایا سبحان اللہ! کس قدر خزانے نازل کئے گئے ہیں اور کس قدر فتنے نازل کئے گئے ہیں۔

۳۳۶۹ — شرح : فَزِعًا بکسر الراء یعنی آپ خوف کی حالت میں بیدار ہوئے اور فرمایا اس شر میں عربوں کی خرابی ہوگی جو قریب آچکا ہے اور لشکر نکلیں گے جو عربوں سے لڑیں گے بعض علماء نے کہا اس شر سے مراد وہ فتنے ہیں جو عربوں میں واقع ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہونا اور کربلا کے دل سوز واقعات۔ جو مسلمانوں کے دلوں کو گھائل کرتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاجوج ماجوج کی دیوار کا سوراخ دیکھا جو دو انگلیوں کے حلقہ کے برابر کھل چکا تھا وہ فتنوں کے ظہور کی علامت تھا۔ خبث سے مراد فسق و فجور اور معاصی ہیں یعنی جب لوگ بہت گناہ کرنے لگیں گے تو ان کی ہلاکت قریب ہوگی کیونکہ جب خبث کا غلبہ ہو جائے تو نیک لوگوں کی نیکیاں مغلوب ہو کر رہ جاتی ہیں اور وہ مؤثر نہیں رہتیں لہٰذا یہ حدیث "هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ" کے منافی نہیں۔ واللہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۳۷۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْاُوَيْسِيُّ ثَنَا اِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُونُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَآئِمِ وَالْقَآئِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِي مَنْ يُشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ ثَنِي اَبُوبَكْرِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُطِيعِ بْنِ الْاَسْوَدِ

۳۳۷۰ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی صَعْصَعَہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں سے محبت رکھتے ہو اور اُن کو پالتے ہو تم ان کی نگہداشت کرتے رہو اور ان کی بیماری کا بھی خیال رکھو کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ لوگوں پہ ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی۔ ان کو پہاڑوں کی چوٹیوں میں یا پانی برسنے کی جگہوں میں لے جائے گا اور اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لئے بھاگ نکلے گا

شرح : رِعَام بکسرِ الراء، جو بکری کے ناک سے نکلے۔ یہ ایک بیماری ہے جس سے بکریوں کے ناکوں سے کچھ بہتا رہتا ہے۔ رِعام کی جگہ "رُعاۃ" بھی پڑھا گیا ہے اس کا معنی بکریوں کا چرواہا ہے۔ جیسے قاضی کی جمع "قُضاۃ" ہے۔

۳۳۷۰ — شَعَفٌ، شَعْفَۃ کی جمع ہے۔ اس کا معنی پہاڑ کی چوٹی ہے۔ لفظ "او" شک کے لئے شَعَف کے عین کی حرکت یا سکون میں شک ہے۔ شین اور سین میں سَعَفٌ کا معنی کھجور کی شاخ ہے۔ بچے کے سر میں پھنسیوں کو بھی سَعف کہا جاتا ہے (حدیث ۱۸ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۳۷۱ — نے فرمایا عنقریب فتنے ہوں گے ان میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور جو کوئی پناہ کی جگہ پائے وہ وہاں چلا جائے (وہاں پناہ لے لے) ابن شہاب سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا مجھے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے عبدالرحمٰن بن مطیع بن اسود سے بیان کیا اُنھوں نے نوفل بن معاویہ

marfat.com
Marfat.com

عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ هٰذَا اِلَّا اَنَّ اَبَابَكْرٍ يَزِيْدُ مِنَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ

۳۳۷۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتَكُوْنُ اُثْرَةٌ وَاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِیْ عَلَيْكُمْ وَتَسْاَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَكُمْ

سے ابوہریرہ کی اس حدیث کی طرح بیان کیا مگر ابوبکر نے یہ اضافہ کیا کہ نمازوں میں سے ایک نماز ہے جس سے وہ فوت ہوجائے گویا کہ اس کے اہل و اولاد اور مال و دولت لوٹ لئے گئے

۳۳۷۱ — شرح : يُشْرِفُ ، اِشْرَافٌ سے مضارع ہے اس کا معنی ہے کسی کی طرف جھانکنا اور اس کے سامنے کھڑا ہونا تَشَرَّف ، بھی پڑھا گیا ہے اس تقدیر پر یہ تفعُّل کی ماضی ہے۔ مسلم نے یہی روائت کی ہے۔ تَسْتَشْرِفُهٗ ، اس پر غلبہ کرلے گا اور اسے ہلاک کر دے گا۔ مَلْجَأً ، پناہ لینے کی جگہ۔ اس حدیث میں مستقبل میں ہونے والے واقعات کی خبر ہے۔ یہ نبوت کی علامت ہے۔ اس حدیث میں فتنوں سے دُور بھاگنے اور ان سے علیحدہ رہنے کی ترغیب ہے اور اگر کوئی ان کے قریب ہو تو ان کے شر کی لپیٹ میں آجائے گا

۳۳۷۲ — ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی اور ایسے امور ہوں گے جنہیں تم بُرا جانو گے صحابہ نے عرض کیا یارسولَ اللہ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں فرمایا جو حق تم پر ہے اس کو ادا کرتے رہو اور جو تمہارا حق ہے وہ اللہ سے مانگو!

۳۳۷۲ — شرح : اُثْرَةٌ ، میں ہمزہ اور ثاء مفتوح ہیں اور ہمزہ کو مضموم اور ثاء کو ساکن بھی پڑھا جاتا ہے۔ یعنی اموال مشترکہ میں کسی ایک کو ترجیح دینا۔ حق سے مراد حاکم کی تابعداری کرنا اور اس کے خلاف علَم بغاوت بلند نہ کرنا ہے۔ یہ حدیث نبوت کی واضح دلیل ہے۔ کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مستقبل میں یوں ہوگا کہ تمہارے حقوق کا

---

* پامال ہوگا اور دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی ؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔

Marfat.com

۳۳۷۳ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ ثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ اِسْمٰعِيْلُ
۳۳۷۴ ۳۳۷۳ ۳۳۷۴
بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْلِكُ
النَّاسَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ لَوْ اَنَّ النَّاسَ
اِعْتَزَلُوْهُمْ وَقَالَ مَحْمُوْدٌ ثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ اَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ سَمِعْتُ
اَبَا زُرْعَةَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ الْاُمَوِيُّ
عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ فَسَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ
يَقُوْلُ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هَلَاكُ
اُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ غِلْمَةٌ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ
اِنْ شِئْتُ اَنْ اُسَمِّيَهُمْ بَنِيْ فُلَانٍ وَبَنِيْ فُلَانٍ

۳۳۷۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
۳۳۷۴ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو قریش کا یہ قبیلہ ہلاک کرے گا۔
صحابہ نے کہا پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش کہ لوگ ان سے علیحدہ رہتے۔ محمود نے کہا ہمیں ابوداؤد نے خبر دی کہ شعبہ نے ابوالتیاح سے بیان کیا کہ انھوں نے کہا میں نے ابوزرعہ سے سُنا۔
عمرو بن یحییٰ بن سعید اموی نے اپنے دادا سعید اموی سے روایت کی انھوں نے کہا میں مروان اور ابوہریرہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو میں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے صادق مصدوق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میری اُمت کی ہلاکت قریش کے نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔ مروان نے کہا نوجوانوں کے ہاتھوں سے ؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو میں ان کے نام ذکر کئے دیتا ہوں وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہوں گے۔
۳۳۷۳-۳۳۷۴ ـــ شرح : اس حدیث میں مغیبات کی خبر ہے جو نبوت کی دلیل ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی اسی طرح ہی ہوا۔ حدیث میں لو شرط کے لئے ہے اس کی جزاء محذوف ہے یعنی اگر لوگ اُن سے علیحدہ رہیں تو اُن کے لئے بہتر ہوگا یہ بھی ممکن ہے کہ مدلول "تمنّی" کے لئے ہو یعنی کاش لوگ ان سے علیحدہ رہتے۔ اس تقدیر پر جزا کی احتیاج نہ ہوگی! "قَالَ مَحْمُوْدٌ" سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ ابو التیاح کا ابوزرعہ سے سماع ثابت ہے۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صادق ہیں کہ کفار و مشرک بھی آپ کی سچائی کے قائل تھے۔ وہ آپ کو سچا ہی کہتے تھے۔ آپ مصدوق ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی تصدیق کرتا ہے اور لوگ بھی آپ کی تصدیق کرتے تھے جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش کے نوجوانوں کے ہاتھوں یہ اُمت ہلاک ہوگی تو مروان نے تعجب کرتے ہوئے کہا کہ کیا نوجوان اس امت کو ہلاک کریں گے؟۔ یہ سُن کر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو میں ان کے نام بتا دیتا ہوں۔ اور میں کہتا ہوں کہ وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہوں گے۔ ہلاکت سے مراد یہ ہے کہ بنو امیہ کے نوجوان وہ کام کرنے لگیں گے جو لوگوں کی ہلاکت کے اسباب ہوں گے اور ان کے باعث ان میں جنگ و جدال ہوگا اور امت سے مراد اس وقت کے موجود لوگ ہیں یا ان کے قرب و جوار کے لوگ ہیں قیامت تک ہونے والی ساری اُمت مراد نہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے نام جانتے تھے۔ کتاب الفتن میں اس روایت پر کچھ اضافہ ذکر کیا ہے کہ عمرو بن یحییٰ نے کہا میں اپنے دادا کے ساتھ بنی مروان کے پاس گیا جبکہ وہ مُلکِ شام پر قابض ہو چکے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان لڑکے تھے جو شام کے مالک تھے۔

ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے تو کہا کرتے تھے اے اللہ مجھے ساٹھواں سال دیکھنا نصیب نہ ہو۔ اور نہ ہی میں بچوں کی امارت دیکھوں۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ اس کلام میں یہ اشارہ ہے کہ ان نوجوانوں کی ابتداء ساٹھویں سال میں ہوگی اور ہُوا بھی ایسا ہی جو ابوہریرہ نے کہا تھا۔ کیونکہ اس سال یزید بن معاویہ ملک شام میں امیر بن گیا۔ اور چونسٹھ ہجری تک زندہ رہ کر مر گیا۔ پھر اس کے بعد اس کا بیٹا امیر بنا اور چند ماہ بعد وہ بھی مر گیا۔

علامہ طیبی نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بنو امیہ کے نوجوان آپ کے منبر پر ناچتے ہیں۔

اور قرآن کریم کی اس آیت: "وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ" کی تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ سیدِ عالم صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حکم کی اولاد آپ کے منبر شریف پر باری باری آتے جاتے ہیں جیسے بچے کھیلتے ہیں (قسطلانی)

marfat.com
Marfat.com

۳۳۷۵ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ مُوْسٰى ثَنَا الْوَلِيْدُ ثَنِيْ ابْنُ جَابِرٍ ثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ ثَنِيْ اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُوْلُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ اَسْأَلُهٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُدْرِكَنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَآءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ اِنْ اَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ

۳۳۷۵ — ترجمہ : بُسر بن عُبید اللہ حضرمی نے بیان کیا کہ مجھے ابوادریس خولانی نے بتایا کہ اُنہوں نے حُذیفہ بن یمان کو یہ کہتے سُنا کہ لوگ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے شر کے بارے میں پوچھتا تھا اِس خوف کے باعث کہ کہیں وہ مجھے پا نہ لے۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں مبتلا تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خیر سے سرفراز کیا۔ کیا اِس خیر کے بعد شر آئے گا آپ نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا: یا رسُولَ اللہ! کیا اُس شر کے بعد خیر آئے گی آپ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں کچھ کدورتیں ہوں گی میں نے عرض کیا وہ کدورتیں کیا ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ ہوں گے جو میری طریقے کے خلاف طریقے بنائیں گے تم ان میں اچھی اور بُری چیزیں دیکھو گے۔ میں نے عرض کیا کیا اس بھلائی کے بعد بدی ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں! جہنم کے دروازوں کی طرف

marfat.com
Marfat.com

۳۳۷۶ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ شَيْخٌ قَيْسٌ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ تَعَلَّمَ اَصْحَابِىْ الْخَيْرَ وَتَعَلَّمْتُ الشَّرَّ

۳۳۷۷ــــ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ

بُلانے والے ہوں گے جو اُن کی بات مانیں گے اُن کو وہ دوزخ میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا یارسُولَ اللہ ہمیں ان کی وصف بیان فرما دیجئے۔ آپ نے فرمایا وہ لوگ ہماری قوم سے ہوں گے اور ہماری زبان میں باتیں کریں گے۔ میں نے عرض کیا یارسُول اللہ! اگر وہ وقت ہمیں پالے تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑو! میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو (تو میں کیا کروں) آپ نے فرمایا تم اِن تمام فرقوں سے علیحدہ رہو۔ اگرچہ تمہیں درخت کی جڑ میں پناہ لینی پڑے حتیٰ کہ تمہیں موت پالے اور تم اسی حال میں ہو!

۳۳۷۵ــــ شرح : دَخَنٌ بفتح الدال والخاء ،، دھواں ،، یعنی بھلائی خالص نہ ہوگی! لیکن اس میں کچھ کدورت ہوگی جیسے آگ کا دھواں ہوتا ہے۔ اَلْهُدٰى ،، سیرت اور طریقہ ،، جلدتنا ،، یعنی عربی ہوں گے بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ ہماری جنس اور قوم میں سے ہوں گے۔ جلد کا معنی بدن کا چمڑا ہے جس میں رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دَخَنٌ ،، سے مراد یہ ہے کہ ان میں ایک دُوسرے کے دل صاف نہ ہوں گے۔ اور اُن میں صفائی کبھی نہ پائی جائے گی۔ قاضی نے ذکر کیا کہ بُرائی کے بعد بھلائی حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ ہے۔ ان لوگوں میں اچھی اور بُری چیزیں ہوں گی ان میں سے بعض بدعت کی طرف بلائیں گے اور بعض لوگوں کو گمراہ کریں گے جیسے خارجی وغیرہ ہیں۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا چاہیئے اور ان کے امام کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ جو کوئی مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ رہے گا۔ وہ شیطان کے نرغہ میں آجائے گا! واللہ اعلم!

۳۳۷۶ــــ ترجمہ: حُذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ساتھی بھلائی سیکھا کرتے تھے اور میں بُرائی سیکھا کرتا تھا۔

۳۳۷۷ــــ ترجمہ : ابوسلمہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ

marfat.com
Marfat.com

۳۳۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَتَکُوْنَ بَیْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِیْمَةٌ دَعْوٰهُمَا وَاحِدَةٌ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ قَرِیْبًا ثَلٰثِیْنَ کُلُّهُمْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دو گروہوں میں جنگ ہوگی ان کا دعویٰ ایک ہی ہوگا!

شرح : یعنی دونوں گروہوں میں سے ہر ایک گروہ یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ

۳۳۷۷ — حق پر ہے اور اس کا مقابل باطل پر ہے لیکن نفس الامر میں ایک ہی گروہ حق پر ہوگا اور دوسرا مخالف گروپ حق پر نہ ہوگا لیکن وہ اس میں معذور متصور ہوگا۔ کیونکہ دونوں گروہوں میں جنگ اجتہادی ہوگی ہر ایک گروہ کا سربراہ مجتہد ہوگا اور مجتہد جب حکم میں غلطی کرے تو وہ گنہگار نہیں ہوتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجتہد جب درست فیصلہ کرے تو اسے دوگنا ثواب ملتا ہے اگر غلطی کرے تو بھی اسے ثواب ملتا ہے اگرچہ اسے دوگنا ثواب نہیں ملتا۔

اس حدیث میں بھی غیب کی خبر ہے اور جیسے آپ نے خبر دی تھی وہی ہوا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دو گروہوں سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی جماعت اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں۔ میدان صفین میں دونوں گروہوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ جبکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین تھے۔ اور تمام اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ سب سے افضل تھے اور اپنے دعویٰ میں حق پر تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد تمام اہل عقد وحل نے آپ کی بیعت کر لی تھی۔ صرف اہل شام آپ کی بیعت کے خلاف تھے۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۳۳۷۸ — فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دو گروہ لڑیں گے اور ان میں عظیم جنگ ہوگی اور ان کا دعویٰ واحد ہوگا اور قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ تیس ۳۰ کے قریب جھوٹ بولنے والے دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

۳۳۷۸ — شرح : جن دو گروہوں کے درمیان عظیم جنگ ہوگی! وہ حضرت علی المرتضیٰ

marfat.com
Marfat.com

اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی جماعتیں ہیں۔ ان کے درمیان عظیم جنگ ہوئی تھی۔ ابن جوزی نے منتظم میں ابوالحسن نے براء سے روائت کی کہ صفین کی لڑائی میں پچہتر ہزار مسلمان شہید ہوئے جن میں سے پچیس ہزار اہلِ عراق سے اور پینتالیس ہزار اہلِ شام سے قتل ہوئے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے پچیس وہ صحابہ کرام شہید ہوئے جو بدر کی جنگ میں حاضر ہوئے تھے۔ صفین میں ایک سو دس روز اقامت رہی اور اسی نوے واقعات ہوئے۔ ابن سیف سے روائت ہے کہ انھوں نے کہا صفین میں نو یا سات ماہ اقامت رہی اور دونوں گروہوں میں ستر بار لڑائی ہوئی۔ زہری نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک قبر میں پچاس آدمی دفن کئے گئے تھے۔ (عینی)

قیامت قائم ہونے سے پہلے تیس کذاب دجال پیدا ہوں گے جو نبوت کا دعوٰی کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان میں سے تین کو ذکر کیا اور وہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور مختار ثقفی ہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان تیس ۳۰ میں سے طلیحہ بن خویلد، سجاح تمیمیہ، حارث کذاب اور ایک جماعت بنی عباس کی خلافت میں ظاہر ہوئی۔ حدیث میں وہ لوگ مراد نہیں ہیں۔ جنہوں نے مطلقاً نبوت کا دعوٰی کیا ہے کیونکہ ایسے بے شمار انسان ہیں۔ کیونکہ ان میں بیشتر پاگل اور دیوانے بھی شامل ہیں جو اپنے آپ کو نبی کہتے تھے۔ بلکہ حدیث میں تیس وہ اشخاص ہیں جنہیں دُنیاوی سطوت اور شوکت و دبدبہ حاصل تھا اُنھوں نے شیطان کی تزویر اور تسویل میں مبتلاء ہو کر نبوت کا دعوٰی کیا تھا۔

مسیلمہ کذاب یمامہ میں اور اسود عنسی یمن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری زمانہ میں ظاہر ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل اسود عنسی کو قتل کر دیا گیا تھا جبکہ مسیلمہ کذاب کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں قتل کیا گیا۔

طلیحہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ظاہر ہوا پھر اُس نے توبہ کر لی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مسلمان فوت ہوا۔ سجاح نے بھی توبہ کر لی تھی۔

مختار بن عبید اللہ ثقفی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کے اول وقت میں کوفہ پر غلبہ کر لیا پھر نبوت کا دعوٰی کیا اور گمان کیا کہ اس کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے ہیں اور ترسٹھ ہجری میں قتل ہو گیا۔

حارث عبدالملک بن مروان کی حکومت میں ظاہر ہوا اور قتل کر دیا گیا (عینی)

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

۳۳۷۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِیْ اَبُوسَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِیَّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا اَتَاهُ ذُوالْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ تَمِيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتُ وَ خَسِرْتُ اِنْ لَمْ اَكُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِیْ فِيْهِ اَضْرِبْ عُنُقَهٗ فَقَالَ لَهٗ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ اِلٰى نَصْلِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَیْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى رِصَافِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَیْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى نَضِيِّهٖ وَهُوَ قِدْحُهٗ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَیْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى قُذَذِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَیْءٌ قَدْ سَبَقَ

ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر تھے جبکہ آپ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس ذوالخویصرہ آیا جو قبیلہ بنی تمیم سے ایک شخص تھا اس نے آتے ہی کہا یارسول اللہ! انصاف کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں نے انصاف نہ کیا تو کون انصاف کرے گا؟ تو نامراد خسارہ میں پڑ گیا۔ اگر میں انصاف نہ کروں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" اس کے متعلق مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں آپ نے فرمایا اے عمر! اسے چھوڑو اس شخص کے ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے سامنے حقیر جانے گا اور اپنے روزے ان کے روزوں کی نسبت

۳۳۷۹ —

marfat.com
Marfat.com

الْفَزْتَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ اَوْمِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ فَاَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهٗ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلَ فَالْتُمِسَ فَاُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَهٗ

حقیر جانے گا وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ اس کے پکڑنے کی جگہ دیکھی جائے تو اس میں کوئی چیز معلوم نہ ہوگی اس کے پر دیکھے جائیں تو ان میں کوئی شئ معلوم نہ ہوگی اس کے پر اور پکڑنے کی جگہ کے درمیان کے مقام کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئ نظر نہ آئے گی۔ حالانکہ وہ گندگی اور خون سے ہو کر گزرا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح ہوگا جو پھڑکے گا۔ وہ اس وقت ظاہر ہوں گے جبکہ لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگا! ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب نے ان سے جنگ کی تھی۔ جبکہ میں آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے اس شخص کے متعلق حکم دیا تو اسے تلاش کر کے لایا گیا حتی کہ میں نے اس کو اسی حال میں دیکھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال بیان فرمایا تھا۔

۳۳۷۹ — شرح : حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے یمن سے سونا بھیجا جسے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار اشخاص میں تقسیم کیا تو ذوالخویصرہ نے آتے ہی اعتراض کیا کہ اس تقسیم میں عدل و انصاف کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ ابوداؤد نے اس کا نام نافع ذکر کیا ہے بعض نے اس کا نام حرقوص بن زہیر ذکر کیا ہے۔ علامہ سہیلی نے نافع کو ترجیح دی ہے۔ اس کے جواب میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بھیجا ہے اور آپ عدل و انصاف کو قائم کرنے تشریف لائے ہیں اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ نے عدل نہیں کیا تو جو کوئی یہ اعتراف کرتا ہے کہ آپ کو نبی بھیجا گیا ہے اور اس کے باوجود وہ یہ کہے کہ آپ

marfat.com

Marfat.com

نے انصاف نہیں کیا تو وہ خائب وخاسر ہے۔ کیونکہ انصاف نہ کرنے والا خائن ہے اور خائن کو اللہ تعالیٰ اچھا نہیں جانتا۔ چہ جائیکہ اس کو نبی و رسول مبعوث فرمائے لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اے اعتراض کرنے والے تجھ پر میری اتباع واجب ہے اور اگر میں انصاف نہ کروں تو تُو خسارے میں پھنس کر رہ گیا اسی لئے علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ معنیٰ بیان کیا ہے کہ اگر میں نے عدل نہ کیا تو تو خائب وخاسر ہو گیا کیونکہ تو اس کی تابعداری کرتا ہے جو عدل و انصاف نہیں کرتا۔

یہ کلام سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس معترض کی گردن اُڑا دوں کیونکہ نبی پر اعتراض کرنا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ اس بدبخت نے اللہ کے غضب کو دعوت دی ہے لہٰذا یہ واجب القتل ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس کی گردن مت اڑاؤ اس کے ساتھی ہیں جو صلوٰۃ وصوم کے پابند ہوں گے تم ان کے مقابلے پر اپنی نماز اور روزوں کو حقیر سمجھو گے لیکن اللہ ان کو قبول نہیں کرے گا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو قتل کرنے سے منع فرما دیا حالانکہ آپ نے فرمایا اگر میں اس کو پاؤں گا تو ان کو قتل کر دوں گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب ان کی کثرت ہو جائے گی اور وہ مسلح ہو جائیں گے اور مسلمانوں سے تعرض کرنے لگیں گے تو ان کو قتل کرنا مباح ہو جائے گا اور ان کے قتل سے منع کرنے کے وقت یہ سبب موجود نہ تھا۔ اس لئے آپ نے قتل سے منع کر دیا (شرح السنتہ) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ان کا ظہور ہُوا اور ان کی کثرت ہُوئی تو اُنھوں نے اُن سے جنگ کی حتیٰ کہ وہ کثیر تعداد میں قتل ہُوئے امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ عمر فاروق نے کہا یا رسولَ اللہ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کو قتل کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مَعَاذ اللہ، لوگ یہ باتیں کریں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتا ہوں۔ اسماعیلی نے کہا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس شخص کو اس لئے قتل نہ کیا کہ اُس نے وہ چیز ظاہر نہ کی تھی جس کے باعث اس کو قتل کرنا ضروری ہوتا اور اگر ایسے شخص کو قتل کر دیا جس کا ظاہر لوگوں کی نظر میں اچھا ہو اور ابھی اسلام کو استحکام بھی نہ ہُوا ہو اور نہ ہی لوگوں کے دلوں میں اسلام راسخ ہُوا ہو تو ان حالات میں ایسے شخص کو قتل کرنا اسلام سے نفرت کا سبب بننے کا احتمال تھا۔ اس لئے آپ نے اس کو قتل کرنے سے روک دیا اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جب اُنھوں نے اپنی رائے کو ظاہر کیا اور مسلمانوں کی جمعیت سے خروج کیا اور امام الوقت کی مخالفت کی اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کی قدرت حاصل کر لی تو ان سے جنگ ترک کرنا جائز نہ تھا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے جنگ کر کے ان کی قوت کا خاتمہ کیا اگر سوال پوچھا جائے کہ مغازی میں عبدالرحمٰن بن ابی نعیم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے اس کے قتل کی اجازت چاہی میرے خیال میں وہ خالد بن ولید تھے اور مسلم کی ایک روائت میں ہے کہ خالد بن ولید نے اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں

marfat.com
Marfat.com

میں سے ہر ایک نے قتل کی اجازت طلب کی تھی - چنانچہ مسلم کی ایک روایت سے اس کی تائید ملتی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسُول اللہ میں اس کی گردن نہ اڑاؤں ؟ تو آپ نے فرمایا ایسا مت کریں پھر وہ شخص چلا گیا تو حضرت خالد بن ولید اُٹھے اور عرض کیا یارسُول اللہ ! کیا میں اس کی گردن اڑادوں ؟ ان کو بھی آپ نے منع فرمادیا - علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تھی - لیکن اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خالد بن ولید کو یمن بھیجا گیا تھا ان کے بعد حضرت علی کو یمن بھیجا اور جو سونا تقسیم ہُوا تھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھیجا تھا جیسا کہ ابوسعید کی حدیث میں ہے جبکہ خالد بن ولید یمن میں تھے تو ان کا قتل کی اجازت طلب کرنا غیر مفہوم ہے - اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب یمن پہنچے تھے تو خالد بن ولید وہاں سے واپس مدینہ منورہ آگئے تھے - اس کے بعد حضرت علی نے سونا بھیجا تھا جسے چار اشخاص میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم کیا تو خالد اس وقت موجود تھے -

قولہ فان لہ اصحابًا یحقر احدکم الخ طبری نے عاصم بن شمیخ کے ذریعہ ابوسعید سے روایت کی کہ "تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلہ میں حقیر جانو گے عاصم نے ان کی وصف بیان کرتے ہُوئے کہا کہ وہ دن میں روزے سے ہوں گے اور رات میں نمازیں پڑھیں گے - طبرانی نے ابن عباس کے خوارج سے مناظرہ کے واقعہ میں ذکر کیا کہ ابن عباس نے کہا میں خوارج کے پاس گیا میں نے ان لوگوں جیسا اعمال میں کوشش کرتے کسی کو نہیں دیکھا - فَاِنَّ لَہٗ ،، میں فاء تعلیل کے لئے نہیں بلکہ تعقیب اخبار کے لئے ہے - یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑو پھر اس کے بعد ان کا واقعہ ذکر کیا - سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا یعنی اللہ تعالیٰ ان کی قرأت قبول نہیں کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے اعتقاد کو جانتا ہے یا وہ قرآن کے مقتضیٰ کے مطابق عمل نہیں کرتے اس لئے ان کو کچھ ثواب حاصل نہ ہوگا قرآن کریم صرف اُن کی زبانوں پر ہوگا اور حلق سے نیچے نہ اُترے گا چہ جائیکہ ان کے دلوں میں اُترے اور جب تک قرآن کریم دل میں راسخ نہ ہو اس کا تعقّل اور تدبّر مفقود ہوجاتا ہے حالانکہ مقصود یہ ہے - قولہ یمرقون آہ یعنی وہ دینِ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور انھیں دین اسلام سے کچھ حاصل نہ ہوگا اس حدیث سے ان لوگوں نے خوارج کے کفر پر استدلال کیا ہے لیکن اگر دین سے مراد امام کی اطاعت ہو تو استدلال تام نہ ہوگا جیسا کہ علامہ خطابی نے کہا ہے ابوبکر بن عربی نے شرح ترمذی میں خوارج کے کفر کی تصریح کی ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اسلام سے نکل جائیں گے - سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے اسلام سے نکلنے کو تیر سے تشبیہ دی ہے جو شکار میں داخل ہوکر اس سے نکل جاتا ہے اور تیزی سے نکل جانے کے سبب شکار کے جسم سے تیر کو خون اور غلاظت وغیرہ میں سے کچھ نہیں لگتا - ایسے ہی خوارج اگرچہ قرآن پڑھیں گے نماز اور روزے کریں گے لیکن ان سے انہیں کچھ ثواب حاصل نہ ہوگا "رصاف" وہ پٹھہ ہے

marfat.com
Marfat.com

۳۳۸۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَاَنْ اَخِرَّ مِنَ السَّمَآءِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَكْذِبَ عَلَيْهِ وَاِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فَاِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَاْتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَآءُ الْاَسْنَانِ سُفَهَآءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

جس سے رسّی بنائی جاتی ہے۔ اور اسے تیر کے بھالے کو سوراخ میں داخل کرنے کی جگہ پر لپیٹا جاتا ہے نضیّ ،، تیر کی لکڑی۔ قُذَذ ،، قذہ کی جمع ہے۔ تیر کا پر ،، قولہ یَخْرُجُوْنَ عَلٰی فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ ،، یعنی حضرت علی اور ان کے ساتھیوں میں جب اختلاف ہوگا تو ان میں ایک گروہ حضرت علی کے ساتھیوں میں سے نکل جائے گا اور انہیں حضرت علی قتل کریں گے جو حق پر ہوں گے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج سے جنگ کی اور ان کو عبرتناک شکست دی۔ اور ذوالخویصرہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تھا کو لاشوں کے نیچے سے مرا ہُوا نکالا گیا تھا۔ اس حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ واضح ہوتا ہے کہ امت کا باہم اختلاف ہوگا اور ان کے دو گروہ بن جائیں گے پھر ان میں لڑائی ہوگی اور اس لڑائی میں وہ شخص قتل ہوگا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تھا۔

صحیحین میں اس شخص کی یہ علامت مذکور ہے کہ اس کے پیروکاروں نے سر منڈائے ہوں گے اور پاجامے پنڈلیوں پر اُونچے اُٹھائے ہوں گے۔ اس کی تفصیل کتاب المغازی میں مذکور ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز!

ترجمہ : سُوَید بن غَفَلَہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں تمہارے سامنے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۳۳۸۰

marfat.com
Marfat.com

۳۳۸۱ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهٗ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلَا تَدْعُوا اللّٰهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهَا فَيُجَآءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ وَمَا يَصُدُّهٗ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ

حدیث بیان کروں تو آسمان سے گر پڑنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹا بہتان باندھوں اور جب میں تم سے وہ باتیں کروں جو میرے اور تمہارے درمیان دائر ہیں تو یقیناً لڑائی دھوکہ ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آخر زمانہ میں نوعمر بیوقوف لوگ ہوں گے جو ساری مخلوق سے بہتر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کریں گے۔ وہ اسلام سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا تم انہیں جہاں بھی پاؤ ان کو قتل کر دو کیونکہ قیامت کے دن اس شخص کے لئے بڑا ثواب ہے جو انہیں قتل کرے گا۔

۳۳۸۰ــــ شرح : خُدْعَةٌ ،، بضم الخاء وفتحہا وکسرہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی میں جھوٹ بولنا مباح ہے لیکن تعریض پر اختصار کرنا افضل ہے۔ آخر زمانہ میں خوارج پیدا ہوں گے جو نوعمر اور بیوقوف ہوں گے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت حدیثیں بیان کریں گے اور وہ تحکیم کے معاملہ میں یہ کہیں گے کہ حکم صرف اللہ کا ہے اور ان کی زبانوں پر یہ کلمہ ہوگا۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ،، یہ کلمہ تو حق ہے لیکن انھوں نے اس سے باطل ارادہ کیا ہے۔ بظاہر حدیث کا معنیٰ یہی ہے کہ خارجیوں کو قتل کرنا واجب ہے۔ (حدیث ع ۲۳۷۹ میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

۳۳۸۱ــــ ترجمہ : خباب بن ارت نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور یہ شکایت عرض کی جبکہ آپ کعبہ کے سایہ میں چادر اوڑھے تشریف فرما تھے۔ ہم نے عرض کیا آپ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں طلب کرتے اور اللہ تعالیٰ سے

marfat.com
Marfat.com

لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ اَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ

۳۳۸۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ اَنَا ابْنُ عَوْنٍ اَنْبَاَنِيْ مُوْسٰى بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ہمارے لئے دُعاء کیوں نہیں فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے بعض لوگ ایسے تھے کہ اُن کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا تھا۔ پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سَروں پر رکھا جاتا اور اُن کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے پس یہ عذاب اُن کو اپنے دین سے نہ روکتا تھا اور لوہے کی کنگھیاں ان کے گوشت کے نیچے اور ہڈیوں یا پٹھوں پر کی جاتی تھیں اور یہ عمل ان کو ان کے دین سے نہ روکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسلام کو کامل کرے گا حتیٰ کہ کوئی ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک چلے گا اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا یا اسے بھیڑیئے کا بکریوں پر ڈر ہوگا لیکن تم نے تو عُجلت کرنا شروع کر دی ہے "

شرح : یعنی تم جلدی مت کرو تم سے پہلے ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے سخت مصائب برداشت کئے ہیں انکو آروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا ان کے جسموں پر لوہے کی کنگھیاں کی گئیں جو ان کے گوشت کو ہڈیوں اور اعصاب سے جُدا کر دیتی تھیں اس کے باوجود اُنھوں نے صبر کیا اور وہ اپنے دین پر مستحکم رہے اور اس عمل نے ان کو دین سے نہ روکا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے بیان فرمایا کہ وہ کفار کی اذیتوں پر صبر کریں کیونکہ ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ مسلمانوں کو کفار سے کسی قسم کا ڈر خطرہ نہ ہوگا اور وہ امن و امان کی حالت میں جہاں چاہیں سفر کریں گے ان کے دلوں میں صرف اللہ کا خوف ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۸۲ — **ترجمہ** : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کو گم پایا تو ایک شخص نے کہا یا رسُول اللہ! میں اس کی خبر لاتا ہوں۔ وہ اُن کے پاس گیا اور انہیں اپنے گھر میں اس حال میں پایا کہ وہ سَر جُھکائے ہُوئے بیٹھے ہیں۔ کہا بتائیے کیا حال ہے؟ ثابت بن قیس نے کہا بُرا حال ہے۔ وہ اپنی آواز کو جناب رسُول اللہ

marfat.com
Marfat.com

اَنَا اَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهٗ فَاَتَاهُ فَوَجَدَهٗ جَالِسًا فِیْ بَیْتِهٖ مُنَكِّسًا رَأْسَهٗ فَقَالَ مَا شَانُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ یَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَتَی الرَّجُلُ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوْسٰی بْنُ اَنَسٍ فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الْاٰخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِیْمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ اِلَیْهِ فَقُلْ لَهٗ اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنَّ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند کرتا تھا۔ اس کے اعمال برباد ہوگئے ہیں۔ اور وہ دوزخی ہوگیا ہے۔ وہ شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا کہ ثابت بن قیس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ موسیٰ بن انس نے کہا وہ شخص دوبارہ عظیم خوشخبری لے کر لوٹا آپ نے اسے فرمایا کہ ثابت کے پاس جاؤ اور اسے کہو تو دوزخی نہیں بلکہ تو جنتی ہے

۴۴۸۲ — شرح : ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے۔ وہ طبعًا جہور الصوت تھے۔ ان کی آواز بلند تھی جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کی کہ اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔" تو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ گھر میں بیٹھ گئے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہونے سے رک گئے کچھ وقت گزر جانے کے بعد آپ نے فرمایا ثابت بن قیس کئی روز سے نظر نہیں آئے تو حضرت سعد بن معاذ نے عرض کیا میں اس کی خبر لاتا ہوں۔ جب ثابت بن قیس کو گھر میں سرنگون پایا اور حالات سے آگاہی پائی تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا وہ دوزخی نہیں بلکہ جنتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جن حضرات کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے ان کی تعداد دس ہے جنہیں عشرِ مبشرہ کہا جاتا ہے اور ثابت بن قیس کے لئے جنت کی خوشخبری کی تقدیر پر دس سے زائد ہو جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد کی تخصیص زائد عدد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی اور عشرہ مبشرہ سے مراد وہ حضرات صحابہ کرام ہیں جنہیں ایک مجلس میں بیک وقت جنت کی خوشخبری دی گئی تھی چنانچہ امامان حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو جنت کے نوجوانوں کا سردار فرمایا اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو جنت کی خوشخبری دی اور

marfat.com

Marfat.com

۳۳۸۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
اَبِیْ اِسْحٰقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ قَرَأَ رَجُلٌ
الْکَهْفَ وَفِی الدَّارِ دَآبَّةٌ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَسَلَّمَ فَاِذَا ضَبَابَةٌ اَوْ
سَحَابَةٌ غَشِیَتْهُ فَذَکَرَهُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ
فُلَانُ فَاِنَّهَا السَّکِیْنَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْاٰنِ اَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ

سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کو جنت کی عورتوں کا سردار فرمایا۔ الحاصل بے شمار حضرات کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے اور یہ عشرہ مبشرہ کی حدیث کے منافی نہیں یا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ایک مجلس میں جنہیں جنت کی خوشخبری دی تھی وہ دس صحابہ تھے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنتیوں اور دوزخیوں کے احوال پر مطلع ہیں اور ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری دی اور فرمایا کہ وہ نیک بخت زندہ رہیں گے اور شہید فوت ہوں گے چنانچہ یمامہ کی جنگ میں وہ ثابت قدم رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ یہ حدیث نبوت کی دلیل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۸۳ — ترجمہ : ابو اسحاق سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ ایک شخص نے سورۂ کہف پڑھی اور گھر میں ایک جانور تھا اُس نے بدکنا شروع کیا تو اُس نے سلامتی کی دُعاء کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بادل کا ٹکڑا اس پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے فلاں پڑھے جا وہ سکینہ ہے جو قرآن کریم کی وجہ سے نازل ہوا تھا۔

۳۳۸۳ — شرح : سَلَّمَ کا معنیٰ ہے سلامتی کی دُعاء کی جیسے کہا جاتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ یا معاملہ اللہ کے سپرد کیا یا اس کے حکم سے راضی ہو گیا یا سلام علیک کہا اور ضَبَابَةٌ ،، وہ بادل ہے جس میں بارش نہ ہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں پڑھتے جاؤ اور قرآن کی تلاوت کرتے رہو اور بکثرت قرآن پڑھو اور رحمت کے نزول کو غنیمت سمجھو جو قرآن کی تلاوت کے وقت نازل ہو۔ ضبابہ کے معنیٰ میں مختلف اقوال ہیں اس کا معنیٰ سکینہ ہے بعض نے کہا یہ ہوا جیسی کوئی شئی ہے جس کا چہرہ انسان کے چہرہ سا ہے۔ بعض نے کہا یہ فرشتے ہیں اور مختار یہ قول ہے کہ یہ ایک مخلوق شئی ہے جس میں طمانیت اور رحمت ہے اس کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں۔ جو قرآن کریم سنتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

۳۳۸۴ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَزِيْدَ
ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ اَبُوالْحَسَنِ الْحَرَّانِيُّ ثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ ثَنَا اَبُوْاِسْحَاقَ
قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ جَآءَ اَبُوْبَكْرٍ اِلٰى اَبِىْ فِىْ
مَنْزِلِهٖ فَاشْتَرٰى مِنْهُ رَحْلًا فَقَالَ لِعَازِبٍ ابْعَثِ ابْنَكَ يَحْمِلْهُ
مَعِىَ قَالَ فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ وَخَرَجَ اَبِىْ يَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ فَقَالَ لَهُ اَبِىْ
يَا اَبَابَكْرٍ حَدِّثْنِىْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتُمَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ
قَآئِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ
لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِىِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِىْ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً
وَقُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ
اَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٌ بِغَنَمِهٖ اِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ

پڑھتے وقت سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ کی رحمت قاری کو ڈھانپ لیتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۸۴ــــ ترجمہ: ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے باپ عازب کے گھر تشریف لائے اور ان سے ایک کجاوہ خریدا اور ان سے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو بھیجو کہ وہ میرے ساتھ اس کو اُٹھا کر لے چلے۔ براء نے کہا میں نے ان کے ساتھ کجاوہ اُٹھایا اور میرے والد ماجد اس کی قیمت لینے گئے تو اُن سے میرے باپ نے کہا اے ابابکر مجھے بتائیں کہ جب آپ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کو چلے تھے تو تمہارے ساتھ کیا گزری تھی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم رات بھر چلتے رہے اور دوسرے دن بھی چلتے رہے حتیٰ کہ دوپہر ہوگئی اور راستے خالی ہوگئے اُن میں کوئی بھی چلنے والا

marfat.com
Marfat.com

مِنْهَا مِثْلَ الَّذِیْ اَرَدْنَا فَقُلْتُ لَهٗ لِمَنْ اَنْتَ یَا غُلَامُ فَقَالَ لِرَجُلٍ
مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ اَوْ مَکَّةَ قُلْتُ اَفِیْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ
اَفَتَحْلِبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً فَقُلْتُ انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ
وَالشَّعَرِ وَالْقَذٰی قَالَ فَرَاَیْتُ الْبَرَآءَ یَضْرِبُ اِحْدٰی یَدَیْهِ
عَلَی الْاُخْرٰی یَنْفُضُ فَحَلَبَ فِیْ قَعْبٍ کُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِیَ اَدَاوَةٌ
حَمَلْتُهَا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْتَوِیْ مِنْهَا یَشْرَبُ وَیَتَوَضَّاُ
فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهٗ فَوَافَقْتُهٗ
حِیْنَ اسْتَیْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَآءِ عَلَی اللَّبَنِ حَتّٰی بَرَدَ اَسْفَلُهٗ
فَقُلْتُ اشْرَبْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَشَرِبَ حَتّٰی رَضِیْتُ ثُمَّ قَالَ

رہا۔ ہمارے سامنے ایک اُونچا پتھر ظاہر ہُوا۔ جس کے نیچے سایہ تھا دھوپ نہ تھی ہم وہاں اُتر پڑے اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے ہاتھ سے جگہ صاف کی کہ آپ اس پر آرام کریں گے اور اس پر پوستین بچھا دی۔ پھر آپ سے عرض کیا یا رسُول اللہ! آپ یہاں آرام فرمائیں اور میں آپ کے اردگرد حفاظت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور میں اردگرد حفاظت کرتا رہا۔ اس دوران میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چرواہا بکریاں لے کر اسی پتھر کی طرف آرہا ہے اور اس کا ارادہ بھی وہی تھا جو ہمارا ارادہ تھا۔ میں نے اسے کہا تو کس کا غلام ہے۔ اُس نے کہا میں مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ کے ایک شخص کا غلام ہوں۔ میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! میں نے کہا کیا تو دُودھ دوہے گا؟ اُس نے کہا جی ہاں! پھر اُس نے ایک بکری پکڑی تو میں نے کہا اس کا پستان مٹی، بالوں اور نجاست سے صاف کر لو۔ اسحاق نے کہا میں نے براء کو دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر جھاڑتے تھے۔ پھر اُس نے ایک پیالہ میں دودھ دوہا اور میرے پاس ایک چھاگل تھی جو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اُٹھا لایا تھا تاکہ آپ اس میں سے پانی پئیں گے اور وضو فرمائیں گے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کو بیدار کرنا اچھا نہ سمجھا لیکن اتفاق یہ ہُوا کہ میں نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے

marfat.com
Marfat.com

اَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَامَالَتِ الشَّمْسُ
وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ أُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَاتَحْزَنْ
اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ
بِهٖ فَرَسُهٗ اِلٰى بَطْنِهَا اُرٰى فِيْ جَلَدٍ مِنَ الْاَرْضِ شَكَّ زُهَيْرٌ
فَقَالَ اِنِّيْ اَرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوا اللّٰهَ لِيْ وَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ
عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَايَلْقٰى
اَحَدًا اِلَّا قَالَ قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَاهُنَا فَلَا يَلْقٰى اَحَدًا اِلَّا رَدَّهٗ قَالَ
وَوَفٰى لَنَا

دودھ میں کچھ پانی ڈالا تو وہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا۔ پھر عرض کیا یارسول اللہ! نوش فرمائیں آپ نے پی لیا اور میں بہت خوش ہوا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں آیا۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں اور ہم سورج ڈھلنے کے بعد چل پڑے اور سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کوئی ہمارے پیچھے آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا فکر مت کر واللہ ہمارے ساتھ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بد دعاء فرمائی تو اس کا گھوڑا اس کے سمیت پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ زہیر نے شک کرتے ہوئے کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ سخت زمین میں دھنس گیا۔ پھر سراقہ نے کہا میرا خیال ہے کہ تم نے مجھ پر بد دعاء کی ہے۔ اب میرے لئے دعاء کرو۔ بخدا! تمہارے لئے میرا وعدہ ہے کہ میں تمہیں تلاش کرنے والوں کو واپس کردوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعاء فرمائی تو اس نے زمین سے نجات پائی۔ پھر وہ جس سے ملتا اسے کہتا میں تلاش کرچکا ہوں ادھر کوئی نہیں۔ وہ کسی کو نہیں ملتا تھا مگر اس کو واپس کردیتا تھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اس نے وعدہ پورا کیا۔

۳۳۸۴ ــــ شرح : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں اسرائیل سے روایت ہے کہ عازب نے کہا میں اپنا بیٹا کجاوہ اٹھانے کے لئے نہیں بھیجوں گا حتی کہ آپ ہجرت کی حدیث بیان کریں چونکہ اسرائیل ثقہ راوی ہے اس لئے اس کی حدیث میں زیادتی مقبول ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! "اَلْفُضُّ لَكَ مَاحَوْلَكَ" یعنی میں اپنے ہاتھ سے غبار صاف کرتا ہوں تاکہ ہوا چلنے سے غبار نہ اڑے۔ "فض" کا معنی حراست بھی ہے۔ یعنی میں آپ کی حفاظت کرتا ہوں

marfat.com
Marfat.com

۳۲۸۵ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ ثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهٗ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ لَهٗ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ قُلْتَ طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ اَوْ تَثُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذَنْ

اسرائیل کی روائت میں ہے کہ پھر میں اپنے اردگرد دیکھتا تھا کہ کوئی ہمیں طلب کرنے والا آتا ہو یا ایسی چیز کی دیکھ بھال کروں جس سے بچنا ضروری ہو۔ اس روائت سے اس معنیٰ کی تائید ہوتی ہے جو ہم نے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔ کیونکہ نَفَضَۃٌ ،، ان لوگوں کو کہا جاتا ہے۔ جن کو گرد و نواح میں بھیجا جاتا ہے کہ وہ دشمن وغیرہ کا خیال کریں۔ بخاری کی اس حدیث میں ذکر کیا کہ بکریوں کے چرواہے نے کہا وہ مدینہ یا مکہ کے ایک شخص کا غلام ہے۔ اس حدیث کے راوی احمد بن یزید نے شک سے بیان کیا ہے۔ مسلم نے یہ حدیث حسن بن محمد بن اعین کے طریق سے زُہیر سے روائت کی ہے اس میں بغیر شک کے بیان کیا ہے کہ وہ مدینہ کے ایک شخص کا غلام ہے اور خدیج کی روائت میں یہ مذکور ہے کہ وہ مکہ کے ایک شخص کا غلام ہے اور اس میں شک نہیں کیا ان مختلف روایات کے اتفاق کا یہ طریقہ ہے کہ مسلم کی روائت میں مدینہ سے مراد مکہ ہے۔ مدینہ منورہ مراد نہیں کیونکہ اس وقت مدینہ منورہ کو یثرب کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد اسے مدینہ منورہ نام دیا گیا۔ نیز اتنی دُور کی مسافت طے کر کے بکریاں چرانا مشکل ہے۔ اسرائیل کی روائت میں ہے کہ چرواہے نے کہا وہ ایک قریشی کا غلام ہے۔ اس روائت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص مدینہ منورہ کا نہ تھا کیونکہ اُس وقت مدینہ منورہ میں کوئی قریشی رہائش پذیر نہ تھا (عینی)

اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نبوت کی دلیل ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تابع کو متبوع کی خدمت کرنی چاہیئے اور سفر میں چھاگل یا کوزہ وغیرہ پاس رکھنا چاہیئے۔ تاکہ پانی پینے اور وضوء کرنے میں آسانی ہو اور اس حدیث میں اللہ پر

marfat.com
Marfat.com

۳۳۸۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيٌّ فَاَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَاٰلَ عِمْرَانَ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا فَكَانَ يَقُوْلُ مَا يَدْرِيْ مُحَمَّدٌ اِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهٗ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ فَدَفَنُوْهُ فَاَصْبَحَ وَلَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالُوْا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِهٖ

توکل کرنے کی فضیلت ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب عظیم شخصیت آرام کر رہی ہو تو اس کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے (کرمانی)

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی (دیہاتی) کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت کریمہ تھی کہ جب کسی مریض کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے جاتے تو فرماتے کچھ حرج نہیں۔ اگر اللہ نے چاہا تو گناہوں کی صفائی ہو جائے گی۔ اس لئے آپ نے اعرابی سے فرمایا کچھ حرج نہیں ان شاء اللہ گناہ دھل جائیں گے اس اعرابی نے کہا آپ نے فرمایا ہے گناہ دھل جائیں گے ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ بوڑھے شخص پر بخار جوش مار رہا ہے۔ اسے قبروں تک پہنچائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اس وقت یہی ہوگا!

۳۳۸۵ —

شرح : یہ حدیث نبوت کی دلیل اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی کی بیمار پرسی کے وقت فرمایا کچھ حرج نہیں انشاء اللہ گناہ معاف ہوں گے تو اس نے آپ کے کلام کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ یہ بخار اسے قبر تک پہنچائے گا تو آپ نے فرمایا ہاں اس وقت یہی ہوگا یعنی تو قبر تک پہنچ کر رہے گا تو آپ کے ارشاد کے مطابق وہ اس بخار سے فوت ہوگیا یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور نبوت کی دلیل ہے۔ اس اعرابی کا نام قیس بن ابی حازم تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک نصرانی مسلمان ہوگیا اور اس نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھی پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتبِ وحی مقرر ہوگیا۔ پھر وہ نصرانی ہوگیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، صرف

۳۳۸۶ —

marfat.com

Marfat.com

لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَاَلْقَوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ فَاَعْمَقُوا لَهُ فِي الْاَرْضِ مَا سْتَطَاعُوا فَاَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَقَالُوا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهٖ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَاَلْقَوْهُ فَحَفَرُوا لَهُ فَاَعْمَقُوا لَهُ فِي الْاَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا فَاَصْبَحَ وَلَقَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضُ فَعَلِمُوا اَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَاَلْقَوْهُ

۳۳۸۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا هَلَكَ

اتنا ہی جانتے ہیں جو میں نے انھیں لکھ دیا ہے۔ پھر اللہ نے اسے موت دی اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا صبح کو دیکھا گیا کہ زمین نے اسے باہر پھینک مارا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ محمد اور ان کے صحابہ نے کیا ہے۔ جبکہ وہ ان کے دین سے بھاگ گیا تھا اُنھوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی ہے اور اسے باہر پھینک دیا ہے۔ پھر اُنھوں نے گہری قبر کھودی تو صبح کو دیکھا گیا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ محمد اور اُن کے صحابہ کا فعل ہے۔ اُنھوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھودی ہے جبکہ وہ ان سے بھاگ آیا تھا۔ اور اسے باہر پھینک دیا ہے۔ پھر اُنھوں نے اس کی قبر کھودی اور جتنی ان کی طاقت تھی اس کو زمین کی گہرائی میں دفن کیا تو صبح کو وہ دیکھا گیا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ اب انہیں معلوم ہوگیا کہ یہ فعل آدمیوں کی طرف سے نہیں ہے اور اس کو یونہی پھینک دیا۔

شرح : جب نصرانی مرتد ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ عذاب دیا کہ

۳۳۸۶ — زمین نے اسے بار بار باہر پھینکا تاکہ دیکھنے والے عبرت حاصل کریں کہ مرتد کا یہ حال ہے اسے زمین بھی اپنے اندر جگہ نہیں دیتی۔ یہ حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور نبوت کی دلیل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جناب

۳۳۸۷ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے

marfat.com
Marfat.com

كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ
وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

۳۳۸۸ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ يَرْفَعُهٗ قَالَ اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَذَكَرَ وَقَالَ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

۳۳۸۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَبِىْ حُسَيْنٍ ثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ مُسَيْلَمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اِنْ

بعد کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اور اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے تم اُن کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کروگے!

۳۳۸۸ — ترجمہ : جابر بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور یہ ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا تم اُن دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کروگے!

۳۳۸۷ — **۳۳۸۸** — شرح : ان دونوں حدیثوں کا معنیٰ یہ ہے کہ عراق میں کسریٰ باقی نہ رہے گا اور شام میں قیصر نہ رہے گا اور ان کا دبدبہ اور سطوت خاک میں مل جائے گی چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں عراق اور شام فتح ہوئے تو اُن کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیئے گئے جیسا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ یہ آپ کا معجزہ اور نبوّت کی دلیل ہے۔

۳۳۸۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں مسیلمہ کذاب آیا اور یہ کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

جَعَلَ لِیْ مُحَمَّدٌ الْاَمْرَ مِنْ بَعْدِہٖ تَبِعْتُہٗ وَقَدِمْتُھَا فِیْ بَشَرٍ کَثِیْرٍ
مِنْ قَوْمِہٖ فَاَقْبَلَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَہٗ
ثَابِتُ بْنُ شَمَّاسٍ وَفِیْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِطْعَۃٌ
جَرِیْدٍ حَتّٰی وَقَفَ عَلٰی مُسَیْلَمَۃَ فِیْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ لَوْ سَاَلْتَنِیْ ھٰذِہِ
الْقِطْعَۃَ مَا اَعْطَیْتُکَھَا وَلَنْ تَعْدُوَ اَمْرَ اللّٰہِ فِیْکَ وَلَئِنْ
اَدْبَرْتَ لَیَعْقِرَنَّکَ اللّٰہُ وَاِنِّیْ لَاَرَاکَ الَّذِیْ اُرِیْتُ فِیْکَ مَا رَاَیْتُ
فَاَخْبَرَنِیْ اَبُوْھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُ فِیْ یَدَیَّ سِوَارَیْنِ مِنْ ذَھَبٍ فَاَھَمَّنِیْ
شَاْنُھُمَا فَاُوْحِیَ اِلَیَّ فِی الْمَنَامِ اَنِ انْفُخْھُمَا فَنَفَخْتُھُمَا فَطَارَا فَاَوَّلْتُھُمَا
کَذَّابَیْنِ یَخْرُجَانِ بَعْدِیْ فَکَانَ اَحَدُھُمَا الْعَنْسِیَّ وَالْاٰخَرُ
مُسَیْلَمَۃُ صَاحِبُ الْیَمَامَۃِ

اپنے بعد خلافت میرے لئے کر دیں تو میں آپ کی تابعداری کرلیتا ہوں۔ اور وہ اپنی قوم کے بہت لوگ لے کر آیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ہمراہ ثابت بن قیس بن شماس تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا ٹکڑا تھا۔ آپ اپنے اصحاب سمیت مسیلمہ کے پاس ٹھہرے اور فرمایا اگر تو مجھ سے یہ شاخ کا ٹکڑا مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور اللہ تعالیٰ نے جو تیرے حق میں فیصلہ کر رکھا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اگر تو نے میری طاعت سے سر پھیرا تو اللہ تجھے ہلاک کرے گا اور میں تجھے وہی شخص خیال کرتا ہوں جو میں خواب میں دکھایا گیا ہوں ابوہریرہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میں نے (خواب میں) اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے مجھے انھوں نے متفکر کر دیا تو مجھے خواب میں وحی آئی کہ آپ انہیں پھونک دیں میں نے انہیں پھونکا تو وہ اڑ گئے میں نے ان کی تاویل یہ کی کہ میرے بعد دو کذاب ظاہر

marfat.com
Marfat.com

ہوں گے اُن میں سے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذّاب ہوگا جو یمامہ کا رہنے والا ہے۔

۲۳۸۹ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے خبر دی کہ آپ کے بعد دو کذّاب ظاہر ہوں گے جو نبوّت کے مدّعی ہوں گے آپ کے خبر دینے کے مطابق اُن کا ظہور ہُوا یہ اِخبار بالغیب نبوّت کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کے بیان فرمانے کے بعد وہ ظاہر ہُوئے اُن میں سے ایک اسود عنسی ہے جو آپ کے زمانہ شریف میں قتل ہوگیا اور دُوسرا مُسَیلمہ کذاب ہے جو آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ظاہر ہُوا اور یمامہ کی جنگ میں حبشی کے ہاتھوں قتل ہُوا جس نے امیر حمزہ کو قتل کیا تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میرے بعد پیدا ہوں گے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کے اظہارِ نبوت کے بعد ظاہر ہوں گے اور اسود عنسی اگرچہ آپ کے زمانہ میں ظاہر ہُوا تھا لیکن آپ کے اظہارِ نبوّت کے بعد ہی ظاہر ہُوا تھا۔ لہٰذا یہ سوال نہ ہوگا کہ مسیلمہ کذّاب تو آپ کے بعد ہُوا لیکن اسود عنسی آپ کے بعد ظاہر نہیں ہُوا بلکہ آپ کے زمانہ میں ظاہر ہُوا تھا۔

مُسَیلمہ کذّاب اور اسود عنسی

محمد بن اسحاق نے کہا بنی حنیفہ کا وفد جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا ان میں مسیلمہ بن حبیب بھی تھا ابن ہشام نے کہا اس کا نام مسیلمہ بن ثمامہ اور کنیت ابو ثمامہ ہے۔ سہیلی نے کہا وہ مسیلمہ بن کبیر بن حبیب بن حارث بن عبد الحارث بن ذُہل بن دول بن حنیفہ ہے۔ اس کی کنیت ابو ثمامہ ہے۔ بعض لوگ اس کا نام رحمان ذکر کرتے ہیں اسے رحمان الیمامہ کہا جاتا تھا۔ یہ شعبدہ باز بھی تھا اور انڈے کو بوتل میں داخل کر دیتا تھا۔ اُس نے سب سے پہلے یہ شعبدہ کیا کہ وہ پرندوں کے پَر کاٹ کر پھر ملا دیتا تھا۔ اور یہ دعویٰ کرتا تھا کہ اس کے پاس پہاڑ سے ہرنیاں آتی ہیں اور وہ ان کا دودھ دوہتا ہے واقدی نے کہا بنو حنیفہ کا وفد تقریباً انیس افراد پر مشتمل تھا اور سلمی بن حنظلہ ان کا امیر تھا ان میں طلق بن علی، علی بن سنان اور مسیلمہ بن حبیب کذّاب بھی تھا وہ رملہ بنت حارث کے گھر میں ٹھہرے اُس نے ان کی خوب ضیافت کی انہیں صبح و شام کبھی روٹی اور گوشت کبھی روٹی اور دودھ کبھی روٹی اور گھی اور کبھی انہیں کھجوریں دی جاتی تھی جب وہ مسجد شریف میں آئے اور اسلام قبول کیا حالانکہ اُنھوں نے مُسیلمہ کو اپنے سامان کی حفاظت کے لئے سامان کے پاس رہنے دیا تھا جب اُنھوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں پانچ اوقیہ چاندی بطور عطیہ عنائت کی اور جب اُنھوں نے کہا کہ ان کے ساتھ مسیلمہ بھی ہے جو سامان کے پاس ہے تو آپ نے اس کے لئے بھی چاندی عطیّہ

marfat.com

Marfat.com

عنائت کی اور فرمایا یہ سُن لو اُس نے تمہیں مکان کی خبر نہیں دی جب وہ واپس ہو کر مسیلمہ کے پاس گئے اور اسے حضور کا ارشاد بتایا جو آپ نے اس کے متعلق فرمایا تھا تو اُس نے کہا آپ نے یہ اس لئے فرمایا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے بعد خلافت میرے لئے ہوگی اور بدبخت نے اس کلام سے استدلال کرتے ہوئے نبوّت کا دعویٰ کر دیا محمد بن اسحاق نے کہا جب وہ واپس ہوئے اور یمامہ پہنچے تو اللہ کا دشمن مسیلمہ مرتد ہو گیا اور نبوّت کا دعویٰ کر دیا اور جھوٹ کے پلندے گھڑنے لگا اور یہ بکواس شروع کر دی کہ وہ نبوّت میں آپ کا ساتھی ہے۔ پھر وہ قرآن کریم کے مُشابہ مُسَجَّع عبارت بنانے لگا اور بنو حنیفہ اس کے فریب میں آ گئے۔ آخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں یمامہ کی لڑائی میں حبشی کے ہاتھ سے قتل ہُوا جو امیر حمزہ کا قاتل تھا وہ حبشی یہ کہا کرتا تھا کہ اس نے کفر کی حالت میں عظیم شخصیت کو شہید کیا جبکہ اسلام کی حالت میں اللہ کے دشمن کذّاب کو موت کی نیند سُلا دیا۔

مسیلمہ کذاب نبوّت کا دعویٰ کرنے کے بعد بہت بڑا لشکر لے کر مدینہ منوّرہ آیا اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کی اور اس کی قوم کی تالیف کے لئے اُن کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ کا یہ خیال تھا کہ وہ مسلمان ہو جائیں گے جبکہ انہیں قرآن سنایا جائے گا۔ قاضی عیاض نے کہا مسیلمہ کذّاب اس وقت اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اور کفر چھپاتا تھا پھر اس کے بعد اس نے کفر کا اظہار کیا جب جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسیلمہ کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت ثابت بن قیس بن شماس آپ کے ہمراہ تھے کیونکہ وہ آپ کے خطیب تھے اور آنے والے وفود کو وہی جواب دیا کرتے تھے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا ٹکڑا تھا۔ اور آپ نے اجمالی کلام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر تُو نے اعراض کیا تو ہلاک ہو گا چنانچہ وُہی ہُوا جو آپ نے فرمایا تھا صلّی اللہ علیہ وسلّم!

اَسْوَد عنسی کا نام عَنْلَہ بن کعب ہے اسے ذوالخمار کہا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ اپنا چہرہ ڈھانپ رکھتا تھا اسے فیروز صحابی نے قتل کیا تھا۔ یمامہ یمن میں ایک شہر ہے جو مکہ مکرمہ سے چار مراحل پر واقع ہے (عینی) سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے جنہوں نے آپ کو متفکر کر دیا۔ پھر آپ نے ان کو پھونک سے اُڑا دیا اور اس کی تاویل یہ کی کہ آپ کے اظہارِ نبوّت کے بعد دو کذّاب نبوت کے مدعی ظاہر ہوں گے ان میں سے ایک اسود عنسی اور دُوسرا مسیلمہ کذّاب ہو گا!

علّامہ قسطلانی نے مفہم سے نقل کیا کہ اس خواب سے اس تاویل کی مناسبت یہ ہے کہ صنعاء اور یمن کے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور وہ اسلام کے بازوؤں کی طرح مددگار تھے۔ جب اُن میں یہ دو کذّاب ظاہر ہُوئے اور اُنھوں نے اپنے مزیّن اقوال اور باطل دعویٰ سے لوگوں کو متحیّر کر دیا تو ان میں سے اکثر لوگ ان کے دھوکہ میں آ گئے۔ گویا کہ دونوں ہاتھ شہروں کے قائم مقام تھے اور دو کنگن دو کذّاب تھے اور ان کے سونے کے ہونے میں ان کی ملمع کاری کی طرف اشارہ تھا کیونکہ سونے کا نام زخرف بھی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

٣٣٩٠ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِي إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوِ الْهَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ

٣٣٩٠ ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ سے روایت ہے خیال ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے لیکن وہ مدینہ یثرب تھا اور میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی تو اس کا اگلا حصہ ٹوٹ گیا اور وہ مصیبت تھی جو اُحد کے روز مسلمانوں کو پہنچی پھر میں نے اسے دوبارہ حرکت دی تو وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی اور وہ فتح اور مومنوں کا اجتماع تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت کیا اور میں نے خواب میں گائے دیکھی اللہ بہتر جانتا ہے وہ اُحد کے روز مومن تھے اور خیر وہ تھا جو اللہ نے بھلائی اور سچائی کا ثواب ہمیں بدر کے بعد سے عنایت فرمایا۔

٣٣٩٠ ـــ شرح : یہ حدیث نبوت کی دلیل اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے خواب کی خبر دی اور اس کی تعبیر بیان

marfat.com
Marfat.com

فرمائی جو یعبینہ واقع ہوئی ۔ھَجَر ،، یمن میں ایک شہر ہے۔ اور ،، فَاِذَا ھِیَ الْمَدِیْنَۃُ ،، میں اِذَا فُجَائِیَہ ہے۔ اور ،، ضمیر ہِیَ ،، کا مرجع کھجور والی زمین ہے۔ یہ مبتداء اور ،، مدینہ ،، خبر ہے یعنی کیا دیکھتا ہوں کہ وہ زمین مدینہ منورہ ہے ۔ اور ،، یَثْرِبَ ،، مدینہ کا عطف بیان ہے ۔اور دونوں ناموں کو اس لئے ذکر کیا ہے۔ کہ جو نہیں جانتا اسے معلوم ہو جائے ۔جاہلیت میں مدینہ منورہ کو یثرب کہا جاتا تھا ۔کیونکہ یثرب کا معنی ملامت کرنا ہے ۔ اور لوگ اسے یثرب اس لئے کہتے تھے۔ کہ وہاں کی آب وہوا اچھی نہ تھی اور جو کوئی وہاں آتا تھا وہاں کے رہنے والے اسے ملامت کیا کرتے تھے اور اس کے آنے کو بُرا جانتے تھے۔اس لئے شارع علیہ السلام نے اس کا نام تبدیل کر دیا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مدینہ منورہ کو یثرب کہنا ممنوع ہے حتیٰ کہ اگر عالم اس کو یثرب کہے تو اس کا گناہ لکھا جاتا ہے ۔کیونکہ اس میں تثریب کا معنی ملامت وقباحت پایا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیح اسماء کو اچھے ناموں سے بدل دیا کرتے تھے۔ اس وقت مدینہ منورہ نام نہیں رکھا گیا تھا اور نہ ہی ابھی تک یثرب سے منع فرمایا تھا۔ لہٰذا یہ نہی سے پہلے پر محمول ہے جیسے قرآن کریم میں اسے یثرب ذکر کیا ہے کیونکہ کفار اسے یثرب کہتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت کی خبر دی ہے جبکہ اس کا نام مدینہ منورہ نہیں رکھا گیا تھا۔ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے تو آپکے قدم میمنت کے باعث اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی آب وہوا کو بدل دیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مدینہ منورہ کا غبار کسی کوڑھے پر پڑ جائے تو وہ شفایاب ہوگا ! اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی مٹی میں شفا رکھ دی ہے ۔ الحمدللہ رب العالمین ۔ ،، ثَوَابُ الْفَتْحِ ،، سے مراد مکہ مکرمہ ہے یا مومنوں کا اجتماع اور ان کے حال کی اصلاح مراد ہے ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض روایات میں خواب کے یہ الفاظ ہیں کہ میں نے گائے دیکھی کہ اسے ذبح کیا جا رہا تھا۔ اس اضافہ سے خواب کی تاویل مکمل ہو جاتی ہے۔کیونکہ گائے کو ذبح کرنا اُحد کی جنگ میں صحابہ کرامؓ کا قتل ہونا ہے ۔ اور ،، وَاللّٰہُ خَیْرٌ ،، مبتداء خبر ہیں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ کا ثواب خیر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اُحد میں شہید ہونے والوں کا معاملہ اچھا کیا کیونکہ ان کے دنیا میں رہنے سے ان کا شہید ہونا بہتر تھا اور بہتر یہ قول ہے کہ یہ خواب کا حصہ ہے کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں گائے کو دیکھا تو یہ کلمہ بھی سُنا تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کی تاویل میں ذکر کیا کہ خیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے غنائم فرمائی اور ،، ثَوَابُ الصِّدْقِ ،، سے مراد اُحد کے بعد کے حالات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بدر ثانیہ کے بعد مرحمت فرمائے کہ مومنوں کے دلوں کو ثابت رکھا کیونکہ ان کو خبر دی گئی تھی کہ تمہارے مقابلہ کے لئے بہت کفار جمع ہوئے ہیں اور انہیں بہت خوف دلایا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ثابت رکھا اور ان میں ایمان کا استحکام ہوا اور اُنھوں نے برجستہ کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل تو نتیجہ یہ نکلا کہ جن سے خوف دلایا گیا تھا وہ خود ہیبت ناک شکست سے دوچار ہوئے اور ان کا خیمازہ منتشر ہوگیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

٣٣٩١ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِيْ كَاَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ اَسَرَّ اِلَيْهَا حَدِيْثًا فَبَكَتْ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَبْكِيْنَ ثُمَّ اَسَرَّ اِلَيْهَا حَدِيْثًا فَضَحِكَتْ فَقُلْتُ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا اَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَسَاَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ اَسَرَّ اِلَيَّ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاَنَّهٗ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَاهُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِيْ وَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِيْ لَحَاقًا بِيْ فَبَكَيْتُ فَقَالَ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ

٣٣٩١ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام چلتی ہوئی تشریف لائیں گویا کہ ان کی چال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال جیسی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی مرحبا! پھر انہیں دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھالیا پھر ان سے آہستہ گفتگو فرمائی تو وہ رو پڑیں میں نے اُن سے کہا آپ کیوں روتی ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان سے آہستہ گفتگو فرمائی تو وہ ہنس پڑیں میں نے کہا میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا جس میں خوشی غم سے بہت قریب ہو۔ میں نے فاطمہ علیہا السلام سے حضور کی گفتگو کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ظاہر نہیں کروں گی حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے تو میں نے اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا مجھ سے پوشیدہ گفتگو یہ فرمائی تھی کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے اور اِس سال دو بار قرآن کا

marfat.com

Marfat.com

۳۳۹۲ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ زَرْعَةَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهٗ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ

ذکر کیا ہے۔ میں اسے یہی خیال کرتا ہوں کہ میری موت قریب آگئی ہے اور تم میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ تو میں رونے لگی پھر آپ نے فرمایا کیا تم خوش نہیں ہو کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو۔ اس وجہ سے میں ہنس پڑی۔

۳۳۹۲ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بیماری میں وفات پا گئے تھے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ علیہا السلام کو بلایا اور ان سے خفیہ بات کی تو وہ رو پڑیں پھر انھیں بلا کر خفیہ کلام فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں ام المؤمنین نے فرمایا میں نے سیدہ سے اس کا سبب پوچھا تو انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خفیہ بات کی اور بتایا کہ آپ اس مرض میں جس میں آپ نے وفات فرمائی رحلت فرما جائیں گے۔ تو یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر آپ نے مجھ سے آہستہ بات کی اور مجھے خبر دی کہ آپ کے گھر والوں میں سے سب سے پہلے میں آپ کا پیچھا کروں گی!

۳۳۹۱ - ۳۳۹۲ ـــ شرح : اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے مذکور ہیں جو نبوت کی دلیل ہیں ایک یہ کہ آپ نے سیدہ کو خبر دی کہ آپ کی وفات قریب آگئی ہے۔ دوسرے یہ کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کی طرح تھی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ اونچی جگہ سے نیچی جگہ اتر رہے ہیں اور آگے کی طرف جھک کر چلا کرتے تھے اسی طرح سیدہ فاطمہ علیہا السلام چلتی تھیں۔ سیدہ کے دونوں حال دیکھ کر ام المؤمنین

marfat.com
Marfat.com

۳۲۹۳ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یُدْنِیْنِیْ اِبْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ لَنَا اَبْنَآءً مِثْلَهٗ فَقَالَ اَنَّهٗ مِنْ حَیْثُ تَعْلَمُ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَقَالَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَهٗ اِیَّاهُ قَالَ مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَعْلَمُ

رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے کبھی خوشی کو غم کے اتنا قریب نہیں دیکھا۔ سیدہ علیہا السلام کا ہنسنا اس لئے تھا کہ انھیں خبر دی گئی تھی کہ وہ جنت کی عورتوں یا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہیں اور رونا اس لئے تھا کہ آپ کو یہ بتایا گیا تھا کہ آپ اس مرض میں رحلت فرما جائیں گے اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ حدیث ۳۲۹۱ء میں سیدہ علیہا السلام کے رونے کا سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے لاحق ہونے کو ذکر کیا ہے اور حدیث ۳۲۹۲ء میں اسے ہنسنے کی علت بنایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سیدہ کا رونا حضور کی اجل اور اولیت لحوق دونوں پر مرتب ہے یا صرف پہلے جزء پر مرتب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ضحک اول لحوق کے بعد ہے یعنی جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے سب گھر والوں سے پہلے مجھے لاحق ہوگی تو سیدہ علیہا السلام ہنس پڑیں۔ حالانکہ پہلی حدیث ۳۲۹۱ء میں ان کے سیدۃ النساء ہونے پر مرتب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ضحک (ہنسنا) کبھی دونوں امور پر مرتب ہوتا ہے۔ کبھی ان میں سے ہر ایک پر مرتب ہوتا ہے۔ اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے تھے اور اس طرف انتقال سے خوش ہوتے تھے اور دنیا سے آخرت کی طرف جانے سے خوش ہوتے تھے۔

سیدہ رضی اللہ عنہا آپ کی وفات کے چھ ماہ بعد تین رمضان کو وفات فرما گئیں جبکہ آپ کی عمر شریف صرف پچیس برس تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ علیہا السلام جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ امہات المؤمنین عائشہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بھی افضل ہیں کیونکہ وہ بھی جنت کی خواتین ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ لیکن حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے جو سائل نے ذکر کیا ہے۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے

marfat.com

Marfat.com

۳۳۹۴ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَنْظَلَةَ بْنِ الْغَسِيْلِ ثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ مُلْحَفَةٌ وَقَدْ عَصَبَ رَاْسَهُ بِعِصَابَةٍ دَسْمَاءَ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيْهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيْهِ اٰخَرِيْنَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ فَكَانَ اٰخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ عرف میں مومنین کے لفظ سے ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ مومنوں سے مراد وہ مومن ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہیں جبکہ عموم کلام سے متکلم خارج ہوتا ہے۔ اگرچہ بعض اہلِ اصول کا اس میں اختلاف رائے ہے۔ لہٰذا ام المؤمنین عائشہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہما سے افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۳۹۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابن عباس کو اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے تو انہیں عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا ماں جیسے ہمارے بھی بیٹے ہیں۔ (ان کو قریب کیوں نہیں بٹھاتے) عمر فاروق نے فرمایا ان کا مقام تم جانتے ہی ہو پھر انھوں نے ابن عباس سے اِس آیت کے متعلق پوچھا اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ، تو انھوں نے کہا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کی اطلاع دی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی اس کریمہ سے وہی جانتا ہوں جو کچھ تو جانتا ہے

۳۳۹۴ — شرح : حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ ہم شیوخ ہیں اور وہ نوجوان ہے۔ آپ اسے کیوں ہم سے آگے بٹھاتے ہیں اور اپنے پاس انہیں جگہ دیتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں انھیں علم کے اعتبار سے قریب

marfat.com
Marfat.com

کرتا ہوں اور اپنے پاس بٹھاتا ہوں اور علم ہر اُس شخص کو بلند کرتا ہو جو بلند نہ ہو پھر اُن سے آیت کریمہ کی تفسیر پوچھی تو اُنھوں نے وہی تفسیر کی جو عمر فاروق جانتے تھے اور یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء کی برکت تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھاتی سے ملا کر فرمایا تھا اے اللہ اسے قرآن میں سمجھ عطاء فرما اور قرآن کی تفسیر کا علم دے۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آپ نے ابن عباس کو یہ بتایا تھا کہ اس سورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی طرف اشارہ ہے اور جو کچھ اس سورت میں مذکور ہے اس کے وقوع سے پہلے آپ نے خبر دی اور آپ کے فرمانے کے مطابق وقوع ہُوا یہ نبوت کی دلیل ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۲۹۴ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں باہر تشریف لائے جس میں آپ نے وفات پائی آپ چادر اوڑھے ہُوئے تھے جبکہ سر مبارک چکنی سیاہ پٹی سے باندھا ہُوا تھا آپ منبر پر تشریف فرما ہُوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر حمد وثناء کے بعد فرمایا لوگ زیادہ ہو جائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے حتیٰ کہ وہ لوگوں میں کھانے میں نمک کی طرح رہ جائیں گے پس تم میں سے جو کوئی امارت پر فائز ہو اور وہ کچھ لوگوں کو نفع دے سکے اور کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا سکے تو وہ انصار کے مخلص لوگوں کی نیکی قبول کرے اور ان میں سے گنہگاروں سے درگزر کرے یہ آخری مجلس تھی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہُوئے!

۳۲۹۴ شرح : اس حدیث میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے زیادہ ہو جانے اور انصار کے کم ہو جانے کی خبر دی اور ان لوگوں کو وصیت فرمائی جو آپ کے بعد خلافت وامارت پر فائز ہو کہ وہ انصار سے اخلاص کرے اور ان کی اِسَاءَت سے درگزر کرے۔ چنانچہ ایسا ہُوا کہ انصار بہت کم رہ گئے یہ نبوت کی دلیل ہے۔ حدیث میں نمک سے تشبیہ اس طرح ہے کہ نمک باقی کھانے کی نسبت بہت کم ہوتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن سلیمان بن حنظلہ رضی اللہ عنہم حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ممتاز صحابہ کرام میں سے ہیں ان کو غَسِیلُ ملائکہ کہا جاتا ہے۔ ان کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔ صحابہ نے کہا جب وہ جنگ اُحُد میں شہید ہو گئے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حنظلہ فوت ہو گئے ہیں اور انہیں فرشتوں نے غسل دیا ہے۔ لوگوں نے ان کی بیوی سے اس کا باعث دریافت کیا تو اُس نے کہا حنظلہ نے اعلان جنگ سُنا جبکہ وہ حالتِ جنابت میں تھے۔ تو وہ جلدی سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور غسل کرنے کی تاخیر بھی مناسب خیال نہ کی۔ بخاری کی روایت میں حنظلہ بن غَسِیل" ہے۔ یعنی غَسِیل سے پہلے لفظ ابن ہے۔ یہ صحیح ہے۔ بشرطیکہ لفظ ابن کو مرفوع پڑھا جائے اور اسے عبدالرحمٰن کی صفت بنایا جائے۔ اس وقت معنی یہ ہو گا عبدالرحمٰن بن غَسِیل نے بیان کیا کہ انہیں عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی" واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

٣٣٩٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ ثَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ اَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهٖ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِبْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

٣٣٩٦ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى جَعْفَرًا وَّزَيْدًا قَبْلَ اَنْ يَّجِيْءَ خَبَرُهُمَا وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

٣٣٩٥ — ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو باہر نکالا اور انہیں منبر شریف پہ چڑھا کر فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

٣٣٩٥ — شرح : اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ امام حسن کے ذریعہ مسلمانوں میں صلح ہوگی اور وہ جنگ سے رُک جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہُوا جبکہ امیر معاویہ اور امام حسن رضی اللہ عنہما کے درمیان صلح قرار پائی تھی یہ نبوت کی دلیل ہے جبکہ آپ کے ارشاد کے مطابق ہی ہُوا۔

٣٣٩٦ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر اور زید کے شہید ہونے کی خبر دی پہلے اس کے کہ ان کے شہید ہونے کی خبر آئے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

٣٣٩٦ — شرح : جنگِ موتہ میں مسلمان کفار سے جنگ کر رہے تھے جبکہ حضرت زید بن حارثہ محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جعفر طیار

marfat.com
Marfat.com

٣٣٩٧ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ ثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ قُلْتُ وَأَنَّى تَكُونُ لَنَا الْأَنْمَاطُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَنَا أَقُولُ لَهَا يَعْنِي امْرَأَتَهُ أَخِّرِي عَنِّي أَنْمَاطَكِ فَتَقُولُ أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَدَعُهَا ٣٣٩٨ ـــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى ثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا قَالَ فَنَزَلَ عَلٰى أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ إِلٰى صَفْوَانَ وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا انْطَلَقَ إِلٰى

رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں میں یکے بعد دیگرے مسلمانوں کا جھنڈا تھا۔ اس حدیث میں نبوت کی دلیل ہے جبکہ آپ کے خبر دینے کے مطابق وہ حضرات شہید ہوئے جنگ موتہ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

٣٣٩٧ ـــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس صوف کے بچھونے ہیں میں نے عرض کیا ہمارے پاس صوف کے بچھونے کہاں! آپ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس یہ ہوں گے میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اپنے یہ بچھونے ہٹا لو تو وہ کہتی ہے کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تھا کہ عنقریب تمہارے پاس صوف کے بچھونے ہوں گے اس لئے میں نے ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔

٣٣٩٧ ـــ شرح : یہ حدیث بھی نبوت کی دلیل ہے کیونکہ وہ ہوا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ عنقریب صحابہ کے لئے بچھانے کے لئے قالین ہوں گے چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق ہی ہوا۔ جیسا کہ حدیث سے واضح ہے۔

٣٣٩٨ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سعد بن معاذ عمرہ کرنے مکہ مکرمہ گئے تو امیہ بن خلف ابی صفوان کے پاس ٹھہرے اور اُمَیَّہ جب شام جاتا اور مدینہ منورہ سے گزرتا تو حضرت سعد کے پاس ٹھہرا کرتا تھا۔ اُمَیَّہ نے

marfat.com

Marfat.com

الشَّامِ فَمَرَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلٰى سَعْدٍ فَقَالَ اُمَيَّةُ لِسَعْدٍ اِنْتَظِرْ
حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقْتَ فَطُفْتَ فَبَيْنَا
سَعْدٌ يَطُوْفُ اِذَا اَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا الَّذِىْ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ
فَقَالَ سَعْدٌ اَنَا سَعْدٌ فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ تَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ اٰمِنًا وَقَدْ
اٰوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَاَصْحَابَهٗ فَقَالَ نَعَمْ فَتَلَاحَيَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ اُمَيَّةُ لِسَعْدٍ
لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ عَلٰى اَبِى الْحَكَمِ فَاِنَّهٗ سَيِّدُ اَهْلِ الْوَادِىْ ثُمَّ قَالَ
سَعْدٌ وَاللّٰهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِىْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ لَاَقْطَعَنَّ مَتْجَرَكَ
بِالشَّامِ قَالَ فَجَعَلَ اُمَيَّةُ يَقُوْلُ لِسَعْدٍ لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ فَجَعَلَ يُمْسِكُهٗ
فَغَضِبَ سَعْدٌ فَقَالَ دَعْنَا عَنْكَ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَزْعُمُ اَنَّهٗ قَاتِلُكَ قَالَ اِيَّاىَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ اِذَا
حَدَّثَ فَرَجَعَ اِلٰى امْرَاَتِهٖ فَقَالَ اَمَا تَعْلَمِيْنَ مَا قَالَ لِىْ اَخِى الْيَثْرِبِىُّ

سعد سے کہا کچھ انتظار کرو حتی کہ جب دوپہر ہوگی اور لوگ غافل ہو جائیں گے تو چلیں اور بیت اللہ کا طواف
کرلیں جس وقت حضرت سعد طواف کر رہے تھے اچانک ابوجہل آگیا اس نے آتے ہی کہا یہ کون ہے جو
کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ حضرت سعد نے کہا میں سعد ہوں ابوجہل بولا تو کعبہ کا طواف امن وامان سے
کر رہا ہے حالانکہ تم لوگوں نے محمد اور اُن کے ساتھیوں کو جگہ دی ہے۔ سعد نے کہا ہاں درست ہے۔
وہ دونوں آپس میں جھگڑ پڑے تو اُمیہ نے سعد سے کہا ابوحکم پر آواز بلند نہ کرو۔ وہ وادی کے لوگوں
کا سردار ہے۔ حضرت سعد نے کہا بخدا! اگر تو مجھے بیت اللہ کا طواف کرنے سے منع کرے گا تو میں شام
میں تیری تجارت بند کردوں گا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اُمیہ سعد سے کہتا رہا کہ اپنی آواز بلند نہ کرو اور انہیں
روکنے لگا اس پر حضرت سعد غصہ میں آئے اور کہا میرے آگے سے علیحدہ ہو جاؤ میں نے جناب محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ تجھے قتل کریں گے۔ اُمیہ نے کہا مجھے؟ سعد نے کہا ہاں!

marfat.com
Marfat.com

قَالَتْ وَمَا قَالَ قَالَ زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدًا يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلِي قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ قَالَ فَلَمَّا خَرَجُوا إِلٰى بَدْرٍ وَجَاءَ الصَّرِيخُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَمَا ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوكَ الْيَثْرِبِيُّ قَالَ فَأَرَادَ أَنْ لَا يَخْرُجَ فَقَالَ لَهُ أَبُوجَهْلٍ إِنَّكَ مِنْ أَشْرَافِ الْوَادِي فَسِرْ بِنَا يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ فَسَارَ مَعَهُمْ فَقَتَلَهُ اللّٰهُ

امیہ نے کہا بخدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ،، جب کوئی بات کریں تو جھوٹ نہیں بولا کرتے ہیں۔ وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہا کیا تو جانتی نہیں کہ میرے یثربی بھائی نے مجھے کیا کہا ہے اُس نے کہا کیا کہا ہے ؟ اُمیّہ نے کہا کہ سعد نے کہا ہے کہ اُس نے محمد ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے اس کی بیوی نے کہا۔ بخدا محمد جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ عبداللہ نے کہا جب وہ بدر کی طرف نکلے اور منادی کی آواز بلند ہوئی تو اُمیّہ کی بیوی نے کہا کیا تجھے وہ یاد نہیں جو تیرے یثربی بھائی نے کہا تھا۔ عبداللہ نے کہا اُمیّہ نے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ بدر کی طرف نہیں نکلے گا تو ابوجہل نے اسے کہا تو اس وادی کے سرداروں میں سے ہے ایک دو دن ہمارے ساتھ چلو پس وہ اُن کے ساتھ چلا تو اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کر دیا۔

۳۳۹۸ — شرح : یہ حدیث نبوت کی دلیل ہے کیونکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمیّہ بن خلف کے قتل کی خبر دی تو وہ بدر میں قتل ہو گیا اسے قبیلہ بنی مازن کے ایک انصاری نے قتل کیا تھا ابن ہشام نے کہا معاذ بن عفراء، خارجہ بن زید اور خبیب بن اَساف سب نے مل کر اسے قتل کیا تھا۔

اُمیّہ بن خلف اہل مکہ کا ایک سردار تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کا بھائی چارہ تھا۔ جب وہ شام کو تجارت کے لئے جاتا اور مدینہ منورہ سے گزرتا تو حضرت سعد کے پاس ٹھہرا کرتا تھا جبکہ حضرت سعد جب عمرہ کرنے مکہ مکرمہ جاتے تو اُمیّہ کے پاس ٹھہرتے تھے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرہ کرنے سے پہلے بھی لوگ عمرہ کیا کرتے تھے۔ اس لئے حضرت سعد عمرہ کرنے گئے تو اُمیّہ کے پاس ٹھہرے تھے۔ مکہ والوں کو خبر پہنچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام سمیت ابوسفیان کا قافلہ پکڑنے نکلے ہیں تو مکہ والوں نے ابوسفیان کے قافلہ کی مدد کے لئے مکہ میں اعلان کر دیا اور گیارہ سو کی تعداد میں بڑے فخر اور مباہات سے نکلے ان کا خیال تھا کہ وہ یقیناً غالب ہوں گے۔ وہ ایک دن میں دس اونٹ نحر کرتے اور دوسرے

marfat.com
Marfat.com

دن نو اونٹ نحر کرتے تھے۔ جب حضرت سعد نے اُمَیّہ کو خبر دی کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قتل کریں گے تو اُس نے کہا کیا مکہ میں قتل کریں گے؟ حضرت سعد نے کہا یہ معلوم نہیں کہ کہاں قتل کریں گے۔ اس سے امیہ مکہ سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ جب کفار بدر کی طرف نکلے تو اُمَیّہ نے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ کفار کے لشکر کے ساتھ مکہ سے نہیں نکلے گا۔

ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہا اے اباصفوان (یہ اُمَیّہ کی کنیت ہے) تو اس وادی کا سردار ہے۔ جب لوگ تجھے دیکھیں گے کہ اُمَیّہ لڑائی کے لئے نہیں جا رہا ہے تو وہ بھی رُک جائیں گے۔ اس لئے ایک دو دن ہمارے ساتھ چلو تاکہ لوگ سُستی نہ کریں۔ چنانچہ ابوجہل کے اصرار پر اُمَیّہ تیار ہوگیا اور اپنی بیوی سے کہا اے ام صفوان مجھے تیار کرو جبکہ اُمَیّہ نے اپنے بچاؤ کے لئے بہترین اونٹ خرید کیا ہُوا تھا۔ اُس کی بیوی نے کہا کیا اپنے یثربی بھائی کی بات بھُول گئے ہو۔ اُمَیّہ نے کہا میں بھولا تو نہیں ہوں البتہ ان کے ساتھ کچھ سفر کروں گا جب اُمَیّہ نکلا تو راستہ میں جہاں ٹھہرتے وہ اپنا اونٹ باندھ لیتا وہ اسی طرح کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قتل کر دیا۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ابوالحکم اللہ کا دشمن تھا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کنیت ابوجہل رکھی تھی۔ اس کا نام عمرو بن ہشام مخزومی ہے۔ علامہ کرمانی نے "اَنَّهٗ قَاتِلُكَ" میں ضمیر کا مرجع ابوجہل بیان کیا ہے۔ یعنی سعد نے اُمَیّہ سے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوجہل تجھے قتل کرے گا لیکن اُمَیّہ کو مسلمانوں نے قتل کیا۔ اس لئے علامہ کرمانی کو جب یہ اشکال نظر آیا تو اُنھوں نے کہا ابوجہل امیہ کو مکہ سے نکالنے کا سبب تھا گویا کہ اُمَیّہ کو ابوجہل نے ہی قتل کیا کیونکہ خود قتل کرے یا قتل کا سبب بنے۔ دونوں صورتوں میں اسے قاتل کہا جاتا ہے لیکن بعض روایات میں یہ تصریح موجود ہے کہ سعد نے کہا تجھے مسلمان قتل کریں گے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

٣٣٩٩ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ اَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ بَعْضِ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ بِيَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ وَقَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَعَ اَبُوْبَكْرٍ ذَنُوْبَيْنِ

٣٣٩٩ ـــ ترجمہ : سالم بن عبداللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع ہوتے دیکھا تو ابوبکرؓ اٹھے اور انھوں نے ایک یا دو ڈول کنوئیں سے نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ ضُعف تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بخشے پھر ڈول کو عمر فاروق نے پکڑ لیا اور ان کے ہاتھ میں ڈول بڑا ہوگیا۔ میں نے لوگوں میں کوئی ایسا مضبوط شخص نہیں دیکھا جو عمر کی طرح قوت کے ساتھ پانی کھینچتا ہو۔ حتیٰ کہ لوگ پانی سے سیراب ہوگئے۔ ہمام نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ابوبکر نے دو ڈول نکالے!

٣٣٩٩ ـــ شرح : اس حدیث میں نبوت کی دلیل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخین کی خلافت کے بارے میں جو خواب دیکھا تھا وہ صحابہ سے بیان فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس حدیث میں ارشاد ہے کہ ابوبکر نے ایک دو ڈول نکالے اور اُن کے نکالنے میں کمزوری تھی۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کمی نہیں ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خلافت کی کیفیت بیان کی ہے۔ کیونکہ وہ مرتدین سے جنگ میں مصروف رہے۔ اور فتوحاتِ بلاد کے لئے انہیں فرصت ہی نہیں ملی تھی۔ کیونکہ ان کی خلافت کی مدت صرف دو سال تین ماہ اور بیس دن تھی۔ اس کے بعد وہ وفات پا گئے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ" میں بھی ابوبکر کی تنقیص نہیں اور نہ ہی ان کے گناہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ یہ عربوں کا تکیہ کلام ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ

marfat.com

Marfat.com

نے ذکر کیا کہ یہ خواب دونوں خلیفوں کے آثار کے ظہور اور اُن سے لوگوں کے انتفاع کی مثال ہے اور یہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے لیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ صاحبِ امر ہیں۔ آپ نے دینِ اسلام کے امور کو قائم کیا اور اس کی بنیادیں مضبوط کیں پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دو سال خلیفہ بنایا تو اُنھوں نے مرتدین سے جنگ کی اور ان کا خاتمہ کیا پھر عمر فاروق کو خلیفہ بنایا تو ان کے زمانہ میں اسلام نے خوب وسعت حاصل کی تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمانوں کے امور کو کنوئیں سے تشبیہ دی جس میں پانی ہے اور اس کے سبب لوگوں کی زندگی کی بقاء اور ان کی صلاحیّت ہے اور ان کا پانی پلانا لوگوں کے اُمور کی اصلاح اور ان کے مصالح کا انتظام کرنا ہے۔

علّامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قاضی سے نقل کیا کہ "حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ"، بظاہر ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عمر فاروق کی خلافت کی طرف اشارہ ہے کہ اُنھوں نے اسلام کو بہت وُسعت دی۔ لیکن بعض علماء نے کہا یہ دونوں خلفاء کی خلافت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ دونوں کی تدبیر اور مسلمانوں کے مصالح کا اہتمام کرنے سے یہ امر مکمل ہُوا کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے امور کا پُورا اہتمام کیا اور اُنھوں نے ہی فتوح کی ابتداء کی تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس کی تکمیل ہُوئی تھی۔

عَبْقَرِیٌّ "، اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے کام میں بہت ماہر ہو۔ قوم کے سردار کو بھی عبقری کہتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ ہٰذَا عَبْقَرِیُّ قَوْمِہٖ "، یہ اپنی قوم کا سردار ہے۔ دراصل یہ عَبْقَرٌ سے ماخوذ ہے اور عَبْقَرٌ وہ زمین ہے جہاں جن رہتے ہیں۔ پھر یہ محاورہ کے طور پر ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنے کام کی عمدگی اور کمالِ رفعت میں عجیب شئ کی طرف منسوب ہو۔

بعض کہتے ہیں کہ عبقر ایک گاؤں ہے جہاں اچھے کپڑے بنائے جاتے ہیں اور ہر اچھی شئ اس کی طرف منسوب ہوتی ہے۔

علّامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبقری ہر اس شئ کو کہا جاتا ہے جو خیر و شر میں انتہاء کو پہنچی ہو۔ قولہ یَفْرِی فَرِیَہ "، جو کوئی ایسا عمل کرے جس میں اچھی صلاحیّت ہو اور وہ اچھا ٹکڑا علیحدہ کرے چنانچہ کہا جاتا ہے فُلَانٌ یَفْرِیْ فَرِیَّۃً "، جبکہ وہ عجیب کام کرے۔

خلیل نے کہا یہ بہادر شخص کو کہا جاتا ہے : مَا یَفْرِی اَحَدٌ فَرِیَہ "، یعنی ہر کوئی اس کے کام پر حیرت نہیں کر سکتا۔

عَطَنٌ "، کا معنی پانی کے پاس اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

---

marfat.com
Marfat.com

٣٤٠٠ــــ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّرْسِيُّ ثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ ثَنَا اَبُوْعُثْمَانَ قَالَ اُنْبِئْتُ اَنَّ جِبْرِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ اُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هٰذَا اَوْكَمَا قَالَ قَالَتْ هٰذَا دِحْيَةُ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اَيْمُ اللّٰهِ مَا حَسِبْتُهٗ اِلَّا اِيَّاهُ حَتّٰى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ جِبْرِيْلَ اَوْكَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ لِاَبِيْ عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

٣٤٠٠ــــ ترجمہ : ابوعثمان نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے جبکہ آپ کے پاس ام المؤمنین ام سلمہ بیٹھی ہوئی تھیں جبرائیل علیہ السلام نے حضور سے گفتگو کی پھر اُٹھ کر چلے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم سلمہ سے فرمایا یہ کون تھا یا جو بھی آپ نے فرمایا۔ ام سلمہ نے کہا یہ دحیہ کلبی تھا ام سلمہ نے فرمایا بخدا! میں نے اسے دحیہ ہی خیال کیا تھا حتی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سُنا کہ آپ جبرائیل علیہ السلام کو ذکر فرما رہے تھے یا جو بھی آپ نے فرمایا میں نے ابوعثمان سے کہا آپ نے یہ کس سے سُنا ہے؟ اُنھوں نے کہا اُسامہ بن زید سے

٣٤٠٠ــــ شرح : اس حدیث میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ذکر ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا اس اعتبار سے یہ حدیث نبوت کی دلیل ہے۔ دحیہ کلبی صحابی ہیں اور وہ بہت ہی خوبصورت تھے جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی صورت میں آیا کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرے لوگوں کے لئے اُن کی صورت میں ظاہر ہوتے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی بھی انہیں دیکھ نہیں سکتا تھا۔ حضرت اسامہ بن زید کی والدہ ام ایمن ہیں جس نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی۔ اسامہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب کہا جاتا ہے۔ جب وہ اٹھارہ برس کے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حاکم مقرر کیا۔ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

۳۴۰۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِى التَّوْرٰةِ فِىْ شَاْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ

کے عہدِ امارت کے آخر ۵۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد "وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ان میں سے ایک گروہ حق کو چھپاتا ہے حالانکہ وہ اسے جانتے ہیں

۳۴۰۱ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ذکر کیا کہ اُن میں سے ایک مرد اور

marfat.com
Marfat.com

ابْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ اِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَاَتَوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَنَشَرُوهَا فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهٗ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ اِرْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَاِذَا فِيهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِي عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ

عورت نے زنا کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم تورات میں رجم کے بارے میں کیا پاتے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم انہیں رسوا کرتے ہیں اور ان کو کوڑے مارے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو تورات میں رجم کا حکم ہے۔ وہ تورات لے کر آئے اور اسے کھولا۔ ان میں سے ایک شخص نے رجم کی آئت پر ہاتھ رکھ دیا اور اس سے آگے اور پیچھے عبارت پڑھتا رہا۔ عبداللہ بن سلام نے اسے کہا اپنا ہاتھ اُٹھاؤ اُس نے ہاتھ اُٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں رجم کی آئت موجود ہے۔ اُنھوں نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے سچ فرمایا تورات میں رجم کی آئت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں زانیوں کو رجم کا حکم دیا اور ان کو رجم کیا گیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس مرد کو دیکھا کہ وہ عورت پہ مائل ہوتا تھا وہ اسے پتھروں سے بچاتا تھا۔

۳۴۰۱ — **شرح** : اس باب میں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں اہل کتاب کو پُورا یقین تھا اور وہ آپ کو ایسا پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں کہ وہ ان کی اولاد ہیں اُس کی تائید میں قرآن کریم کی مذکور آئت کریمہ ذکر کی عربوں کا یہ محاورہ ہے کہ وہ کسی شئی کی صحت کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ فلاں شئی کی صحت کو وہ ایسا پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سلام سے فرمایا کیا آپ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی پہچانتے ہو جس طرح اپنے بیٹے کو پہچانتے ہو؟ عبداللہ بن سلام نے کہا جی ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ پہچانتا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے آپ کے اوصاف لے کر نازل ہوئے تو میں نے آپ کو یقیناً پہچانا اور میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ میرے بیٹے کی ماں کا حال کیسا ہے۔ ممکن ہے کہ عورت شوہر کی عدم موجودگی میں خیانت کرے لہذا بیٹے کی بنوت بیٹے ہونے ۱۲

marfat.com

Marfat.com

میں شک و شبہ ہو سکتا ہے لیکن سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں قطعاً شک نہیں ہے۔ بعض علماء نے یوں کہا کہ جس طرح وہ لوگوں کے بیٹوں میں سے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ایسے ہی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو پہچانتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اس ایقان و اذعان کے باوجود لوگوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات چھپاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کی آسمانی کتابوں میں ذکر فرمائی ہیں حالانکہ وہ حق کو یقیناً پہچانتے ہیں۔ اس باب میں مذکور حدیث نبوت کی دلیل اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات نہیں پڑھی اور نہ ہی اس سے پہلے اس سے واقف تھے اس کے باوجود آپ نے تورات کے حکم کی طرف اشارہ کیا۔ اور آپ کے اشارہ کے مطابق تورات میں مذکور حکم ظاہر ہوا اور یہ علاماتِ نبوت میں سے عظیم تر دلیل ہے۔

اس حدیث سے امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ نے استدلال کیا کہ مُحصِن (شادی شدہ) کے لئے مسلمان ہونا شرط نہیں۔ امام ابو یوسف کا بھی یہی مسلک ہے۔ البتہ امام ہمام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ نے کہا مُحصِن کے لئے مُسلمان ہونا شرط ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُحْصِنٍ" جس نے اللہ کا شریک بنایا وہ مُحصِن نہیں اور مذکور حدیث کا جواب یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی ابتداء میں آیت جلد کے نزول سے پہلے تورات کے حکم کے مطابق یہ فیصلہ کیا۔ جب مذکور آیت نازل ہوئی تو تورات کا حکم منسوخ ہوگیا۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار پر حدِ زنا واجب ہے اور کفار احکامِ شرع سے مخاطب ہیں لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک کفار مخاطب نہیں اور بعض کے نزدیک نواہی سے مخاطب ہیں اوامر سے مخاطب نہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کفار ہمارے پاس دعویٰ لائیں تو قاضی ہماری شریعت کے مطابق ان میں فیصلہ کرے گا (نووی)

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس مسئلہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ ہم پر واجب ہے کہ ان میں فیصلہ کریں یا ہمیں فیصلہ کا اختیار ہے۔ حجاز و عراق کے فقہاء نے کہا کہ امام یا حاکم کو اختیار ہے کہ جب وہ ہمارے پاس فیصلہ کے لئے آئیں تو امام اگر چاہے تو ان میں اسلام کے احکام کے مطابق فیصلہ کرے اگر چاہے تو ان سے اعراض کرے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور ایک قول کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مسلک ہے۔ عامر اور نخعی نے کہا اگر چاہے تو فیصلہ کرے اگر چاہے تو فیصلہ نہ کرے۔ بعض علماء نے کہا اگر کفار ہمارے پاس جھگڑا لائیں تو حاکم پر واجب ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ" سے اس سے پہلی آیت منسوخ ہے جس میں حاکم کو اختیار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے "ان کے درمیان وہ فیصلہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر نازل کیا ہے۔ زُہری اور عمر بن عبدالعزیز

marfat.com
Marfat.com

بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِيْنَ

اَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

۴۲۰۲ــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ اَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِقَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا

۴۲۰۳ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا يُوْنُسُ ثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ حَدَّثَهُمْ اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

کا یہی مذہب ہے۔ اس کو امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ نے اختیار کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک قول یہی ہے۔ لیکن امام ہمام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب مرد اور عورت فیصلہ لے کر آئیں تو حاکم پر ضروری ہے کہ ان کے درمیان انصاف کرے اور اگر عورت تنہا دعویٰ دائر کرے اور اس کا شوہر راضی نہ ہو تو حاکم فیصلہ نہ کرے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا حاکم فیصلہ کرنے کا مجاز ہے۔ اسی طرح امام مالک کے تلامذہ میں اختلاف ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب مشرکوں کا سوال کرنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں معجزہ دکھائیں تو آپ نے انھیں شقِ قمر کا معجزہ دکھایا!

۴۲۰۲ــــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

۴۲۰۴ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ ثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے زمانہ شریف میں چاند دو ٹکڑے ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ رہو

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ والوں نے جناب

۴۲۰۳ —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ انہیں معجزہ دکھائیں

تو آپ نے انھیں چاند کے دو ٹکڑے کر دکھائے۔

ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

۴۲۰۴ —— علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا کہ سید عالم

۲۴۰۲ تا ۲۴۰۴ —— صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کو شق قمر کے

معجزہ پر گواہ رہنا اس لئے فرمایا کہ یہ عظیم محسوس معجزہ ہے جو عربوں کی عادت کے خلاف ہے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شق قمر عظیم ترین معجزہ ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں سے کوئی معجزہ اس کی مثل نہیں کیونکہ یہ آسمان میں ظاہر ہوا اور یہ نبوت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ اس جہان میں بنی نوع انسان کی عادت کے خلاف ہے۔ بعض لوگوں نے اس خبر کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہ حقیقت ہوتی تو عوام الناس پر مخفی نہ رہتی اور ہر چھوٹے بڑے کو یہ خبر معلوم ہوتی کیونکہ یہ امر مشاہد محسوس ہے۔ اور سب لوگ اس میں شریک ہیں اور عجیب و غریب نقل کرنے میں لوگ خوش ہوتے ہیں۔ اگر شق قمر واقعی معجزہ ہوتا تو اس کا کتابوں میں ذکر ہوتا اور صحیفوں میں مدون ہوتا اور نجومی اور مؤرخ بھی جانتے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی مرآتاد فتح ہونے کے باوجود لوگ اس سے کلیتہً غافل ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شق قمر کا مطالبہ صرف مکہ والوں نے کیا تھا اور اس کا ظہور رات کو ہوا تھا جبکہ اکثر لوگ سو رہے تھے اور گھروں میں اور دیگر حجابات میں چھپے ہوئے تھے۔ اور جو جنگلات میں بیدار تھے وہ اس سے یکسر غافل تھے اور یہ ضروری امر ہے کیونکہ وہ آسمانوں کی طرف نظریں نہیں اٹھا رہے تھے اور نہ ہی وہ فلک میں مرکز قمر کی طرف نظر کئے ہوئے تھے کہ اس سے ذرہ بھر غافل نہ ہوں کہ جب جرم قمر میں کچھ ظاہر ہو تو وہ فوراً اسے دیکھ لیں گے حالانکہ

marfat.com
Marfat.com

باب ۳۴۰۵ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا مُعَاذٌ ثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ ثَنَا اَنَسٌ اَنَّ رَجُلَیْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَیْنِ یُضِیْئَانِ بَیْنَ اَیْدِیْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰی اَتٰی اَهْلَهٗ

بکثرت دیکھا گیا ہے کہ سورج یا چاند کو گرہن لگتا ہے اور لوگوں کو اس کا شعور تک نہیں ہوتا بلکہ اُن کو خبردار کرنے سے کچھ احساس ہوتا ہے۔ حالانکہ گرہن کافی دیر تک رہتا ہے اور شقِ قمر تو آناً فاناً ہو گیا تھا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اس قدر محسوس اور باقی رہیں کہ تمام لوگ اس کی رؤیت میں شریک ہوں تو وہ ضرور کرتا لیکن اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی عادت ہے کہ اگر کوئی معجزہ لوگوں پر واضح رہے اور وہ ایمان نہ لائیں تو ان کو تباہ و برباد اور ہلاک کر دیتا ہے۔ صرف اس اُمتِ مرحومہ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کو عقل کی حد تک محدود رکھا اور وہ یہ کہ لوگ سمجھ لیں اور وہ ایسا حال اختیار نہ کریں جو ان کی ہلاکت کا سبب ہو۔ جیسے پہلی اُمتیں ہلاک ہوئیں اور ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کی بہت مہربانی اور لطف و کرم ہے کہ ہمیں یہ سعادت نصیب فرمائی ہے۔ امام ترمذی نے محمد بن جبیر بن مطعم کے طریق سے روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہوا ان میں سے ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا اُس پہاڑ پر واقع ہوا تو کفارِ مکہ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر جادو کر دیا ہے لیکن وہ تمام لوگوں پر جادو نہیں کر سکتے۔

قاضی عیاض کی روایت میں ہے شقِ قمر منیٰ میں ہوا۔ راوی نے کہا میں نے قمر کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان پہاڑ کو دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب شقِ قمر ہوا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ حذیفہ بن یمان سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ واللہ سبحانہٗ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب

۳۴۰۵ــــ ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص

marfat.com
Marfat.com

۳۴۰۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَسْوَدِ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ مِنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَاْتِيَهُمْ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ

اندھیری رات میں آپ کی مجلس شریف سے فارغ ہو کر باہر آئے تو ان کے آگے آگے روشن چراغوں کی طرح دو چیزیں روشن ہوگئیں۔ جب وہ جدا جدا ہوگئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ روشن ہوگیا حتی کہ وہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے۔" (یہ دونوں صحابی عباد بن بشر اور اسید بن حضیر تھے)

شرح : یہ حدیث بھی نبوت کی دلیل ہے کیونکہ دونوں صحابیوں کی کرامت تھی کہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ روشنی ظاہر ہوگئی اور امتی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتا ہے۔ کیونکہ امتی نبی سے مستفیض ہوتے ہیں۔ یہ حدیث کرامات کے منکرین پر حجت ہے۔ حدیث ۴۵۵ کی شرح دیکھیں۔

۳۴۰۵ —

ترجمہ : قیس نے بیان کیا میں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے حتی کہ قیامت آجائے گی اور وہ غالب ہوں گے۔

۳۴۰۶ —

شرح : اس حدیث سے حنابلہ نے استدلال کیا کہ کوئی زمانہ مجتہد کے وجود سے خالی نہیں رہتا حتی کہ اللہ کا امر آجائے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اللہ کا امر وہ ہے جو قیامت سے پہلے چلے گی وہ ہر مومن مرد و زن کی موت قبض کرے گی! اور غالب رہنے والے لوگ اہل علم ہیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ اہل حدیث نہیں تو نامعلوم وہ کون ہوں گے؟ قاضی عیاض نے کہا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت کی جمعیت ہوگی اور جو لوگ اہل حق کے مذہب پر ہوں گے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ مومنوں میں پھیلے ہوئے ہوں ان میں سے بعض تو مجاہدین ہوں جو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور بعض فقہاء اور بعض محدثین ہوں اور ان میں سے بعض زاہد اور بعض بھلائی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے ہوں ان کے علاوہ اور لوگ بھی اہل خیر سے ہوں اور یہ ضروری نہیں کہ وہ ایک جگہ ہوں بلکہ ساری زمین پر پھیلے ہوئے ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجماع حجت ہے اور اس سے بہت سے استدلال

marfat.com

Marfat.com

۳۴۰۷ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ ثَنِيْ ابْنُ جَابِرٍ ثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ قَالَ مُعَاذٌ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هٰذَا مَالِكٌ يَزْعُمُ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ

ہے اور یہ حدیث کہ میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی۔ ضعیف ہے (عینی)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حنابلہ کے استدلال پر اعتراض کیا کہ بخاری میں مذکور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث اس کے معارض ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو علم عطاء کیا ہے تو وہ اسے ان کے سینوں سے نہیں نکالے گا لیکن علماء کو قبض کرے گا تو علم بھی ختم ہو جائے گا اور جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے ان سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وہ اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے وہ خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد سے زمانہ خالی رہ سکتا ہے۔ کیونکہ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ علم کا رفع علماء کے ختم ہو جانے سے ہوگا اور جب علم کا انتفاء ہوگا تو اجتہاد و مجتہد کا بھی انتفاء ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث میں معجزہ ظاہر ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف سے لے کر اب تک یہ وصف باقی ہے اور اللہ کا امر آنے تک باقی رہے گی۔ لہٰذا یہ حدیث نبوت کی دلیل ہے۔

۳۴۰۷ — ترجمہ: عُمَیر بن ہانی نے بیان کیا کہ اُنھوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میری اُمت سے ایک گروہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گا۔ جو کوئی ان کو رسوا کرے گا یا ان کی مخالفت کرے گا۔ وہ انھیں ضرر نہیں پہنچا سکے گا حتی کہ ان کے پاس اللہ کا امر آجائے اور وہ اسی حال پر ہوں گے۔ عُمَیر نے کہا مالک بن یُخامر نے کہا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ لوگ شام میں ہیں تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مالک ہے جو گمان کرتا ہے کہ اُس نے معاذ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ وہ لوگ شام میں ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

۳۴۰۹ ــــ حدثنا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

۳۴۱۰ ــــ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ

میں مذکور کلام کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حسن بن عمارہ کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں اور شبیب نے یہ حدیث عروہ سے نہیں سُنی بلکہ ایک قبیلہ سے سُنی ہے۔ لہٰذا اس جہالت کے باعث یہ حدیث ضعیف اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری کی یہ عادت نہیں کہ وہ صحیح بخاری میں ضعیف حدیث ذکر کریں پھر اس کے ضُعف کی طرف اشارہ کریں اگر ان کے نزدیک اس کا ضعف ثابت ہوتا تو وہ خَیل (گھوڑے) کی حدیث پر ہی اکتفاء کرتے جیسے مسلم نے صحیح میں اس پر اکتفاء کی ہے۔

اس حدیث سے امام ابوحنیفہ، اسحاق اور امام مالک رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ فضولی کی بیع جائز ہے۔ کیونکہ عروہ صرف بکری خرید کرنے میں وکیل تھے۔ علامہ کرمانی نے اس کا جواب ذکر کیا کہ ہوسکتا ہے کہ عروہ مطلقاً خرید و فروخت میں وکیل ہوں۔ لہٰذا یہ فضولی کی بیع نہ ہوئی لیکن یہ جواب نہایت ہی کمزور ہے کیونکہ ایک حقیقی امر کو بالائے طاق رکھ کر محتمل امر کو لیا جائے کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ الحاصل یہ حدیث متصل ہے ضعیف نہیں اور نبوت کی دلیل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۴۰۹ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر باندھی گئی ہے۔

۳۴۱۰ ــــ ترجمہ : ابوالتیاح نے کہا میں نے انس سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت باندھی گئی ہے!

(حدیث ۲۶۵۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۴۱۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخَیْلُ ثَلٰثَةٌ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰی رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِیْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ لَهَا فِیْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِیْ طِیَلِهَا مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٌ وَلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِیَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَیْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهٗ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ وَلَمْ یُرِدْ اَنْ یَسْقِیَهَا كَانَ ذٰلِكَ لَهٗ حَسَنَاتٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّیًا وَسِتْرًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ یَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِیْ رِقَابِهَا وَظُهُوْرِهَا فَهِیَ لَهٗ كَذٰلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَّرِیَآءً وَنِوَآءً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِیَ وِزْرٌ لَهٗ وَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ

۳۴۱۱ — ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے تین قسم ہیں کسی شخص کے لئے ثواب کا ذریعہ کسی کے لئے بچاؤ کا سبب اور کسی کے لئے گناہ کا باعث ہوتے ہیں۔ ثواب کا ذریعہ اس شخص کے لئے ہے جس نے اس کو اللہ کی راہ میں باندھا اور اس کی رسی چراگاہ یا باغ میں لمبی کر دی جس قدر وہ چراگاہ یا باغ میں چارہ کھائے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ رسی توڑ ڈالے اور وہ ایک یا دو بلندیاں دوڑ جائے تو اس کی لید اور اس کے قدموں کے آثار اس شخص کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ نہر کے پاس سے گزرے اور اس سے پانی پیئے حالانکہ اس کا اسے پانی پلانے کا ارادہ نہ تھا یہ بھی اس کی نیکیاں ہوں گی (یہ گھوڑا ؛ باعث ستر ہے۔ اور جس نے اس کو فخر و غرور اور ریاء کے طور پر اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھا

marfat.com
Marfat.com

مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ

٣٤١٢ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ صَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ بُكْرَةً وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاحِي فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ وَأَحَالُوا إِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ دَعْ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ لَا تَكُونَ مَحْفُوظًا وَإِنْ كَانَ فِيهِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ غَرِيبٌ جِدًّا

وہ اس کے لئے گناہ کا سبب ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق مجھ پر کوئی آیت نہیں اُتری سوا اس جامع تنہا آیت کے "فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ الآية (حدیث ع ۲۲۱۶، ۲۶۶۴، ۲۷۸۸ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر صبح کے وقت حملہ کیا جبکہ یہودی کسیاں لے کر باہر نکل رہے تھے۔ جب اُنھوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم"، اور لشکر اور وہ دوڑتے ہوئے قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا: "اللہ اکبر"، خیبر تباہ ہوگیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں ڈیرے ڈال دیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوتی ہے۔

٣٤١٢ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے تباہ و برباد ہونے کی خبر دی تو آپ کے ارشاد کے مطابق ہوا یہ نبوّت کی دلیل ہے۔ خمیس لشکر

marfat.com
Marfat.com

۳۴۱۳ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا فَاَنْسَاهُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَآءَكَ فَبَسَطْتُهٗ فَغَرَفَ بِيَدِهٖ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهٗ فَمَا نَسِيْتُ حَدِيْثًا بَعْدُ

ہے۔ اس کو خمیس اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانچ اقسام ہوتے ہیں؛
(۱) مَيْمَنَہ ، (۲) مَيْسَرَہ (۳) مُقَدِّمہ (۴) ساقہ اور (۵) قلب ،،
(حدیث ۲۷۸۸ء کی شرح دیکھیں)

۳۴۱۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے بہت حدیثیں سنتا ہوں پھر انہیں بھول جاتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی چادر پھیلائیں میں نے چادر پھیلائی آپ نے دونوں ہاتھوں سے چلو بنا کر چادر میں ڈال دیا پھر فرمایا اسے اپنے اوپر لپیٹ لو میں نے چادر کو لپیٹ لیا اس کے بعد میں کوئی حدیث نہیں بھولا۔

۳۴۱۳ ـــ شرح : اس حدیث میں نبوت کی واضح دلیل ہے۔ قولہ فَبَسَطْتُهٗ کا عطف اُبْسُطْ پر ہے۔ خبر کا انشاء پر عطف ہے اس میں خلاف ہے۔ مطول میں ،، حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ،، کی بحث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ قولہ فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا بَعْدُ ،، سیاق نفی میں نکرہ واقع ہو تو مفید عموم ہوتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بخاری کے بعض طُرق میں اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو کوئی اپنا کپڑا پھیلا رکھے حتیٰ کہ میں اپنا کلام پُورا کرلوں پھر اسے اپنے سینے پر لپیٹ لے تو وہ میری حدیث کبھی نہیں بھولے گا۔ ابوہریرہ نے کہا میں نے اپنا کمبل ہی پھیلا دیا میرے پاس اس کے سوا اور کپڑا نہ تھا۔ جب آپ نے کلام پُورا کرلیا تو میں نے اسے سینہ پر لپیٹ لیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اس وقت سے لے کر آج تک میں کچھ نہیں بھولا ہوں۔ لیکن مسلم کی روایت میں ہے کہ میں اس دن کے بعد کوئی حدیث نہیں بھولا۔ اس حدیث کی بھی عموم پہ دلالت ہے

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ فَضَائِلُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْرَاٰهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَمِنْ اَصْحَابِهٖ

(حدیث ع۱۱۸ کی شرح دیکھیں) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کے فضائل

جس نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مصاحبت اختیار کی یا آپ کو دیکھا وہ آپ کا صحابی ہے !"

فضائل فضیلت کی جمع ہے۔ لغت میں فضل کا معنی زیادتی ہے۔ اس سے مراد اچھی خصلتیں اور پسندیدہ عادات ہیں۔ اَصْحَاب صَحْب کی جمع ہے جیسے اَفْرَاخ فَرْخ کی جمع ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحابی وہ مسلمان ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی صُحبت اختیار کی ہو یا آپ کو دیکھا ہو اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ صحابی کی تعریف میں تردید (کہ مسلمان نے آپ کی صحبت اختیار کی ہو یا دیکھا ہو) تعریف کے منافی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تردید صحابی کے اقسام میں ہے۔ یعنی صحابی دو قسم ہیں اور ہر قسم کی

marfat.com

Marfat.com

۳۴۱۴ ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ ثَنَا اَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ

تعریف علیحدہ ہے یعنی ایک وہ صحابی ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو دوسرا وہ صحابی ہے جس نے آپ کو دیکھا ہو۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ جو آپ کی صحبت اختیار کرے وہ آپ کو ضرور دیکھے گا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کیونکہ حضرت عمرو بن ام مکتوم بالاتفاق صحابی ہیں۔ لیکن اُنھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض علماء نے صحابی کی تعریف یہ کی ہے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اُنھوں نے اسی پر اکتفار کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اُنھوں نے رُؤیت سے عرفی رؤیت مراد لی ہے کیونکہ جو آپ کی صحبت میں ہوگا اگرچہ وہ نابینا ہو عرف میں اسے کہا جاتا ہے کہ اُس نے دیکھا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد اور دفن سے پہلے دیکھا کیا وہ صحابی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ یقیناً صحابی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اُس نے یقیناً آپ کو دیکھا جیسا کہ حدیث میں "مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ" جس نے مجھے دیکھا اُس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا کیا وہ صحابی ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ صحابی وہ ہے جو بیداری میں آپ کو دیکھے۔ الحاصل صحابی وہ مسلمان ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی رہا ہو یا آپ کو بیداری میں دیکھا

marfat.com
Marfat.com

۳۴۱۵ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ ثَنَا النَّضْرُ اَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ سَمِعْتُ عِمْرَانَ ابْنَ حُصَيْنٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا اَدْرِیْ اَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهٖ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ

ہو اور اسلام پر فوت ہوا ہو۔ لہٰذا جو مرتد ہو گیا ہو اور کفر پر مرا ہو جیسے ابن خطل، ربیعہ بن اُمیّہ اور مُقیس بن صبابہ وغیرہ انہیں صحابی نہیں کہا جائے گا اور جو مرتد ہو جانے کے بعد پھر مُسلمان ہو گیا ہو لیکن دُوسری بار اسلام لانے کے بعد آپ کو نہ دیکھا ہو تو اسے صحابی کہا جائے گا کیونکہ تمام مُحدّثین نے اَشعث بن قیس وغیرہ کو صحابہ میں سے شمار کیا ہے جو مرتد ہو جانے کے بعد مسلمان ہو گئے اور پھر آپ کو نہیں دیکھا۔ سعید بن مسیب نے صحابی کی یہ تعریف کی ہے کہ جو ایک یا دو سال جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہو اور آپ کی معیّت میں ایک یا دو جنگیں بھی کی ہوں لیکن اس تعریف کے مطابق کئی صحابہ کرام تعریف سے نکل جائیں گے جیسے جریر بن عبد اللہ بجلی وغیرہ۔ لہٰذا یہ تعریف صحیح نہیں

۳۴۱۴ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی۔ لوگ کہیں گے کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت اختیار کی ہو (صحابی ہو) وہ کہیں گے جی ہاں تو انہیں فتح حاصل ہو گی پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا تو لوگوں کی بہت بڑی جماعت جہاد کرے گی۔ ان سے کہا جائے گا کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صحبت اختیار کی ہو (تابعی) لوگ کہیں گے جی ہاں! تو انہیں فتح حاصل ہو گی پھر لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا۔ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جائے گا کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صحبت اختیار کرنے والی جماعت کی صحبت اختیار کی (تبع تابعی) ہو تو کہیں گے جی ہاں تو انہیں فتح حاصل ہو گی!

marfat.com
Marfat.com

۳۴۱۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ اَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهٗ وَيَمِيْنُهٗ شَهَادَتَهٗ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَكَانُوْا يَضْرِبُوْنَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ وَنَحْنُ صِغَارٌ

شرح : فِئَامٌ لوگوں کی جماعت پہلا طبقہ صحابہ کا ہے۔ صحابی کی تعریف ابھی گزری ہے۔ دوسرا طبقہ تابعین کا ہے اور وہ مسلمان ہیں

۲۴۱۴ — جنہوں نے کم از کم ایک صحابی کو دیکھا ہو۔ تیسرا طبقہ تبع تابعین کا ہے اور وہ مسلمان ہیں جنہوں نے تابعی کو دیکھا ہو۔ (حدیث ۲۶۹۸ کی شرح حصہ چہارم میں دیکھیں)

ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۴۱۵ — نے فرمایا میری اُمت میں سب سے پہلے بہتر میرا زمانہ ہے۔ پھر ان کا جو اُن سے متصل ہوں گے پھر ان کا جو ان کے بعد متصل ہوں گے۔ عمران نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ شریف کے بعد دو زمانے ذکر کئے یا تین زمانے ذکر کئے۔ پھر تمہارے بعد لوگ ایسے ہوں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان کی گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ خیانت کریں گے اور انہیں امین نہیں بنایا جائے گا وہ نذریں مانیں گے اور ان کو پورا نہیں کریں گے ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا!

شرح : یعنی ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ خیانت کریں گے اور ان پر اعتماد

۳۴۱۵ — نہ کیا جائے گا۔ ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا یعنی وہ مال جمع کریں گے اور دین سے غافل ہو جائیں گے اور اس کا اہتمام نہیں کریں گے کیونکہ غالباً موٹا آدمی ریاضت نہیں کر سکتا اور ظاہر یہ ہے کہ اس کا حقیقی معنیٰ مراد ہے لیکن وہ موٹاپا مذموم ہے جو کسب سے حاصل کرے۔ اگر انسان طبعاً موٹا ہو جائے تو وہ مذموم نہیں (حدیث ۲۴۷۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم

۳۴۱۶ — صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان کا جو اس سے متصل ہوگا پھر وہ جو ان سے متصل ہوں گے۔ پھر لوگ آئیں گے کہ ان میں سے کسی ایک کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَفَضْلِهِمْ مِنْهُمْ
اَبُوْبَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ التَّيْمِیْ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ
لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاٰيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا تَنْصُرُوْهُ
فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ الْاٰيَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاَبُوْسَعِيْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ
وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْغَارِ

گواہی اس کی قسم سے آگے ہوگی اور اس کی قسم گواہی سے آگے ہوگی۔ ابراہیم نخعی نے کہا وہ ہمیں گواہی دینے اور وعدہ کرنے پر مارتے تھے۔ اس وقت ہم بچے تھے۔

۲۴۱۶ شرح : یعنی اس زمانہ کے لوگ قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے اور وہ گواہی دینے کے حریص ہوں گے جھوٹی گواہی ان کا معمول ہوگا۔ ابراہیم نخعی نے کہا ہمارے بزرگ تادیبًا ہمیں مارتے تھے کہ ہم گواہی اور قسم کو اپنا معمول نہ بنائیں اور وہ اس سے روکتے تھے اور احتیاط کی ترغیب دلاتے تھے۔
(حدیث ع ۲۴۷۶ کی شرح دیکھیں)

باب مہاجرین کے مناقب اور محاسن اور ان کی فضیلت

ان میں سے حضرت ابوبکر عبداللہ بن ابی قُحافہ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : فقراء مہاجرین کے جو اپنے گھروں سے اور مالوں سے

marfat.com
Marfat.com

سے نکال دیئے گئے۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی طلب کرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسُول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے جانا ہُوا۔

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔

شرح : مَنَاقِب، منقبَتْ کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ خوبی ہے۔ مہاجرین وہ لوگ ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور وہ حضرات جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں یا اہلِ بدر یا اہلِ بیعت رضوان سابقین مہاجرین ہیں اور سابقین انصار وہ ہیں جو اصحابِ بیعت عقبہ اولیٰ ہیں وہ چھ حضرات تھے اور اصحاب بیعت عقبہ ثانیہ جو بارہ تھے اور اصحاب بیعت عقبہ ثالثہ جو ستر اصحاب ہیں قرآن کریم نے ان حضرات کے بارے میں فرمایا "اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہُوئے اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے (پارہ ۱۱۔ رکوع ۲) کہا گیا ہے کہ مہاجرین سے مراد وہ حضرات ہیں جو انصار کے سوا ہیں اور جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہُوئے"، اوس، خزرج اور ان کے حلیف اور موالی انصار ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

وفات : ۲۲۔ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳ (۲۔ اگست سنہ ۶۳۴ء)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن ابوقحافہ عثمان ہے ماں کی طرف سے آپ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ رکھا آپ کے والد کا نام ابوقحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب [illegible] والدہ کا نام ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ [illegible]

marfat.com

Marfat.com

اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کے بعد جنگِ بدر میں حاضر تھے۔ ہجرت میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ابوبکر کے سوا کوئی بھی رفیق سفر نہ تھا اور وہی غارِ ثور میں آپ کے ساتھی اور مونس تھے۔ مردوں میں سے سب سے پہلے آپ ہی نے اسلام قبول کیا اور آپ ہی نے سب سے پہلے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ کو عتیق بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ بہت خوبصورت تھے اور آپ کا چہرہ صاف تھا کہا گیا ہے کہ آپ کے نسب میں کچھ عیب نہ تھا۔ آپ کا نسب عیب سے آزاد تھا۔ آپ کو عتیق کہنے کی یہ وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ کے دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک کا نام عتیق تھا وہ آپ سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے اس لئے وہی نام آپ کو دیا گیا۔ بعض حضرات یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دوزخ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہے وہ انہیں دیکھ لے اس لئے آپ کو عتیق کہا گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا کہ تو نے ابوبکر کے متعلق کچھ ذکر کیا ہے؟ حسان نے عرض کیا جی ہاں! چنانچہ انھوں نے یہ شعر پڑھے!

ہ وَ ثَانِیَ اِثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمَنِیْفِ وَ قَدْ ؛ طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَعَّدُوْا الْجَبَلَا
وَ کَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا ؛ خَیْرَ الْبَرِیَّةِ لَمْ یَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

وہ مبارک غار میں دو میں سے دوسرے ہیں
اور آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محب ہیں

دشمنوں نے آپ کا گھیراؤ کیا جبکہ وہ پہاڑ پر چڑھے
لوگ جانتے ہیں کہ ساری مخلوق سے بہتر ذات ستودہ صفات
نے آپ کے برابر کسی شخص کو نہیں کہا۔

یہ سن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا اے حسان تو نے خوب کہا ہے اور اس کی تحسین کی" مجاہد نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق کے ساتھ غار میں تین دن رہے۔ جریری نے ابوالنضرہ سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق نے حضرت علی المرتضیٰ سے کہا میں نے آپ سے پہلے اسلام قبول کیا اور حضرت علی نے یہ تسلیم کیا اور اس کی تردید نہ کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق بھی کہا جاتا ہے کیونکہ انھوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے مشن کی تصدیق کرنے میں شمہ بھر تامل نہ کیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رات قلیل تر وقت میں آسمانوں کی سیر کر کے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے آیا ہوں تو آپ نے فوراً تصدیق کی۔ اس لئے آپ کو صدیق کہا جاتا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں آپ بہت بڑے رئیس اور صاحبِ وجاہت تھے۔ اور قریش کے رؤسا میں آپ کا شمار تھا آپ کے دستِ میمنت پر زبیر بن عوام، عثمان بن عفان، طلحہ اور عبدالرحمٰن بن عوف اسلام سے مشرف ہوئے" جس روز آپ نے اسلام قبول کیا اس روز آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے وہ تمام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کر کے اللہ کی راہ میں صرف کر دیئے" سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر مجھے ابوبکر کے مال نے نفع دیا ہے اور کسی کے مال نے اس قدر نفع نہیں دیا۔ آپ نے وہ سات غلام آزاد کئے۔ جنہیں صرف اس لئے عذاب

marfat.com
Marfat.com

دیا جاتا تھا کہ وہ مسلمان تھے۔ ان میں سے عامر بن فہیرہ اور حضرت بلال ہیں ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں رہنے یا آخرت کو پسند کرنے کا اختیار دیا تو آپ نے خطبہ میں یہ ذکر کیا کہ میں نے آخرت کو پسند کیا ہے تو اس کلام کی حقیقت تک صرف ابوبکر صدیق پہنچے وہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابی ابوبکر کے متعلق کسی قسم کی کوئی بات نہ کرو تم نے مجھے کہا تھا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں ابوبکر نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ایک شخص بیل پہ سوار ہُوا تو اُس نے کہا میں اس لئے پیدا نہیں کیا گیا میں تو صرف کھیتی باڑی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں ۔اسی طرح ایک بھیڑیئے کے کلام کرنے کی آپ کو خبر دی گئی ۔تو آپ نے فرمایا میں ان کے کلام کرنے کی تصدیق کرتا ہوں ۔ ابوبکر و عمر بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہ دونوں اس مجلس میں موجود نہ تھے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصاحبت کرنے اور مال و دولت خرچ کرنے میں ابوبکر کا مجھ پر بہت احسان ہے۔ اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن ان سے میری اخوتِ اسلام ہے ۔ان کے خوخہ کے سوا مسجد میں کوئی خوخہ نہ رہنے دیا جائے۔ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگوں نے اُن سے کہا آپ نے کوئی سخت اور دل سوز حال دیکھا ہے جو مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہو۔ اسماء نے کہا مشرک لوگ مسجد حرام میں بیٹھے ہُوئے تھے ۔اُنھوں نے آپس میں ذکر کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کے متعلق یہ فرماتے ہیں اور ان کو بُرا کہتے ہیں اتنے میں جناب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے مشرک آپ کے پاس آکر کہنے لگے آپ ہمارے معبودوں کے متعلق ایسا ایسا کہتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا یقیناً میں کہتا ہوں اُنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانا شروع کی تو ابوبکر سے کہا گیا آپ اپنے صاحب کی خبر لو انہیں لوگ اذیت دے رہے ہیں۔ ابوبکر فوراً مسجد میں آئے تو اُن سے کہا تمہاری ہلاکت اور بربادی ہو تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس دلائل اور معجزات لائے ہیں ۔اُنھوں نے حضور کو تو چھوڑ دیا اور ابوبکر کو پیٹنا شروع کر دیا۔ اسماء نے کہا ابوبکر صدیق ہمارے پاس آئے وہ اپنے بالوں میں سے کسی بال کو ہاتھ لگاتے تو وہ ہاتھ کے ساتھ ہی سر سے اُتر جاتا لیکن اُن کے پائے ثبات میں ذرہ بھر تزلزل نہ آیا اور پُوری استقامت سے حالات کا مقابلہ کرتے ہُوئے فرمایا "تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام" عمرو بن عبسہ نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ آپ عُکاظ میں تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا : یا رسُول اللہ ! اس امر پہ آپ کی کس نے پیروی کی ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر اور بلال نے ! تو میں بھی وہیں مسلمان ہوگیا ۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ۔ ابوبکر صدیق نے ان سے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جبکہ ہم غارِ ثور میں تھے کہ اگر اُن میں سے کوئی شخص اپنے قدموں کو دیکھ لے تو وہ ہمیں دیکھ لے گا آپ نے فرمایا اے ابابکر تمہارا دُو کے متعلق کیا گمان ہے جبکہ ان میں تیسرا اللہ ہے ! سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو اپنے بعد

marfat.com
Marfat.com

خلیفہ بنایا لیکن ان کی خلافت کی تصریح اس لئے نہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصریح کرنے کا حکم نہیں فرمایا تھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم دینی امور میں وحی کے بغیر کلام نہ فرماتے تھے۔ اور خلافت بھی دین کے ارکان میں سے ہے۔ البتہ تعریضات اور اشارات فرمایا کرتے تھے جو تصریح کی جگہ لیتے ہیں۔ چنانچہ جُبَیر بن مطعم سے روائت ہے کہ ایک عورت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور آپ سے کچھ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا پھر آنا اُس نے عرض کیا یا رسُول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاسکوں یعنی آپ کا انتقال ہوگیا ہو تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے۔ عبداللہ بن زمعہ بن اسود نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ آپ بیمار تھے۔ بلال نے آپ سے نماز کے متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا کسی سے کہو کہ وہ نماز پڑھا دے میں باہر نکلا تو عمر فاروق ہی لوگوں میں نظر آئے اور ابوبکر صدیق اس روز موجود نہ تھے۔ میں نے عمر فاروق سے کہا آپ ہی نماز پڑھا دیجئے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کھڑے ہُوئے جب اُنھوں نے اللہ اکبر کہا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی آواز سُنی کیونکہ ان کی آواز بہت بُلند تھی۔ تو فرمایا ابوبکر کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ اور مسلمان اس کا انکار کریں گے پھر آپ نے ابوبکر صدیق کو بُلایا جب وہ آئے تو عمر فاروق نماز پڑھا چکے تھے۔ اس کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ایامِ مرض میں ابوبکر ہی نمازیں پڑھاتے رہے۔ یہ حدیث بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پہ دلالت کرتی ہے۔ بخاری میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرا ارادہ ہے کہ میں ابوبکر کو پیغام بھیجوں اور ان کے لئے خلافت لکھ دوں۔ قیس بن عبادہ سے روائت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کئی روز بیمار رہے۔ نماز کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ جب آپ کا انتقال ہوگیا تو میں نے دیکھا کہ نماز اسلام کا ستون اور دین کا قوام ہے ہم دُنیا کے لئے اس شخص سے راضی ہیں جن سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہمارے دین کے لئے راضی تھے اور ہم نے ابوبکر کی بیعت کرلی (حدیث ع ۱۵۲ کی شرح بھی دیکھ لیں۔

ابن ابی مُلیکہ سے روائت ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق سے کہا یا خلیفۃ اللہ! تو اُنھوں نے فرمایا میں اللہ کا خلیفہ نہیں میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا خلیفہ ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق ہیں۔ عبدِ خیر نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکر پہ رحم کرے۔ وہ سب سے پہلے شخص ہیں جس نے قرآن کو جمع کیا۔ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے کہا ابوبکر صدیق ہمارے والی ہُوئے وہ بہترین خلیفہ ہیں۔ ہم پہ رحیم اور مُشفق ہیں۔ مسروق نے کہا حضرت ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا اور ان کی فضیلت کو پہچاننا سنت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نحیف البدن تھے ان کا رنگ سفید تھا۔ رخسارے ہلکے

marfat.com
Marfat.com

سُرخی مائل تھے۔ آپ کا ازار آپ کی کمر پہ نہیں ٹھہرتا تھا۔ آپ کا چہرہ منوّر اور آنکھیں گہری تھیں آپ کی پیشانی اُبھری ہُوئی تھی۔ جس روز رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انتقال فرمایا اس روز سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ کی بیعت کی گئی۔ جب کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انصار سے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہُوں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ انصار نے کہا جی ہاں! آپ نے یقیناً یہ فرمایا تھا۔ عمر فاروق نے کہا تم میں سے کس کی خواہش ہے کہ وہ ابوبکر کو اس مقام سے ہٹا دے جس پر انہیں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کھڑا کیا تھا۔ انصار نے کہا ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا ہم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں۔ پھر سب نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ پھر دُوسرے روز منگل میں عام لوگوں نے آپ کی بیعت کی اور سعد بن عبادہ اور قبیلہ خزرج کے چند لوگوں اور قریش کے ایک گروہ نے بیعت کرنے میں تاخیر کی پھر سعد بن عبادہ کے سوا سب نے بیعت کر لی۔ کہا گیا ہے کہ اس روز آپ کی بیعت سے کسی قریشی نے انکار نہیں کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قریش میں سے حضرت علی، زبیر، طلحہ اور خالد بن سعید بن عاص نے ابتداء میں بیعت نہ کی پھر سب نے بیعت کر لی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ کی بیعت کی پھر ہمیشہ آپ کی پیروی کرتے رہے اور آپ کے ثنا خواں رہے اور فضائل بیان کرتے رہے۔ ابوعبیدہ بن حکم بن جحل نے کہا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کوئی شخص مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل نہ کہے ورنہ میں اسے کوڑے ماروں گا جیسے مفتری کذّاب کو حد لگائی جاتی ہے۔ محمد بن سیرین نے کہا جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کرنے میں کچھ تاخیر کی اور گھر میں بیٹھے رہے۔ تو ابوبکر صدیق نے انہیں پیغام بھیجا کیا آپ میری امارت کو اچھا خیال نہیں کرتے ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ایسا ہرگز نہیں میں آپ کی امارت سے ناراض نہیں ہوں لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں قرآن کو اچھی طرح محفوظ نہیں کر لوں گا! فرض نماز کے سوا چادر نہیں اوڑھوں گا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ قرآن بھُول نہ جائے۔ ابن مبارک نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو ابوسفیان بن حرب حضرت علی کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ قریش میں رذیل خاندان والے امارت میں تم پر غلبہ کر گئے۔ بخدا! میں گھوڑے اور لوگ جمع کرتا ہوں اور اس امر میں تمہاری مدد کرتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو جواب دیا تم ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے ہو اس سے اسلام کا کیا نقصان ہُوا ہے ہم نے ابوبکر صدیق کو خلافت کے لائق پایا ہے۔ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا جب جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انتقال فرمایا تو مکہ مکرمہ میں کہرام مچ گیا جب ابوقحافہ نے یہ سُنا تو کہا یہ آوازیں کیسی ہیں۔ لوگوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ ابوقحافہ نے کہا: یہ بہت بڑا حادثہ ہے۔ پھر کہا آپ کے بعد کون ولی بنا ہے؟

لوگوں نے کہا: آپ کا بیٹا!

marfat.com

Marfat.com

ابو قحافہ نے کہا : کیا عبد مناف اور مغیرہ کی اولاد اس سے راضی ہو گئے ہیں ؟
لوگوں نے کہا : جی ہاں !
ابو قحافہ نے کہا : جسے اللہ تعالیٰ عنایت کرے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے اللہ تعالیٰ منع کر دے اسے کوئی عطاء نہیں کر سکتا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دو سال تین ماہ سات روز خلافت کرنے کے بعد انتقال فرما گئے۔

اُن کی وفات کا سبب یہ تھا کہ آپ نے سردی کے روز غسل کیا تو آپ کو بخار آگیا اور پندرہ روز بیمار رہے اور تیرہ ۱۳ ہجری میں ۲۲۔ جمادی الاخریٰ کے پیر کی شام کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ان کی بیوی اسماء بنت عُمَیس انہیں غسل دے چنانچہ اُنھوں نے ہی آپ کو غسل دیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر میں عمر فاروق ، عثمان ، طلحہ اور عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اُترے اور رات کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں انہیں دفن کیا گیا جبکہ آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی یہی صحیح ہے۔

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف بھی اتنی ہی تھی ان کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا، نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰہُ ،، (اللہ بہت اچھا قادر ہے)

آپ نے جاہلیت کے زمانہ میں کبھی شراب نہیں پی اور نہ ہی کسی بُت کو سجدہ کیا۔

(ماخوذ از استیعاب باختصار)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں ذکر کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ اور آپ سے دو سال چھ ماہ بعد پیدا ہوئے تھے۔ وہ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور بعثت سے پہلے مکہ میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے۔ ہجرت اور غار میں آپ کی مصاحبت کی۔ اور تمام غزوات میں آپ کے ہمراہ رہے۔ جنگ تبوک میں جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں نو ہجری میں حج کیا۔

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہُ الْاَعْلٰی اَعْلَمُ

marfat.com
Marfat.com

۳۴۱۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ ثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اشْتَرٰی اَبُوْبَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعَازِبٍ مُرِ الْبَرَآءَ فَلْيَحْمِلْ اِلَیَّ رَحْلِیْ فَقَالَ عَازِبٌ لَا حَتّٰی تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ اَنْتَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجْتُمَا مِنْ مَكَّةَ وَالْمُشْرِكُوْنَ يَطْلُبُوْنَكُمْ قَالَ ارْتَحَلْنَا مِنْ مَكَّةَ فَاَحْيَيْنَا اَوْ سَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتّٰی اَظْهَرْنَا وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ فَرَمَيْتُ بِبَصَرِیْ هَلْ اَرٰی مِنْ ظِلٍّ فَاٰوِیْ اِلَيْهِ فَاِذَا صَخْرَةٌ اَتَيْتُهَا فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَهَا فَسَوَّيْتُهُ ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ ثُمَّ قُلْتُ لَهٗ اِضْطَجِعْ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ اَنْظُرُ مَا حَوْلِیْ هَلْ اَرٰی مِنَ الطَّلَبِ اَحَدًا فَاِذَا اَنَا بِرَاعِیْ غَنَمٍ يَسُوْقُ غَنَمَهٗ اِلَی الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا

۳۴۱۷ — ترجمہ : ابو اسحاق نے براء بن عازب سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب سے کجاوہ تیرہ درہم سے خریدا تو ابوبکر نے عازب سے کہا اپنے بیٹے کو حکم دو کہ وہ اسے میرے ہاں اُٹھا لے جائے۔ عازب نے کہا میں اُسے حکم نہیں دوں گا حتی کہ ہم سے بیان کریں کہ آپ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے ہجرت کی تھی تو آپ سے کیا واقعات پیش آئے جبکہ مشرک آپ حضرات کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نے مکہ سے کوچ کیا اور ساری رات اور سارا دن چلتے رہے حتی کہ دوپہر ہوگئی اور سورج سر پہ آگیا تو میں نے اِدھر اُدھر نگاہ کی کہ کوئی سایہ نظر آئے تو وہاں آرام کریں ہم ایک پتھر کے پاس آئے تو اس کا کچھ سایہ دیکھا میں نے اسے صاف کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرش بچھا کر عرض کی یا نبی اللہ آپ یہاں آرام فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے تو میں اِدھر اُدھر چل کر دیکھنے لگا کہ کوئی شخص مجھے

marfat.com

Marfat.com

الَّذِیْ رَدَدْنَا فَسَأَلْتُهٗ فَقُلْتُ لِمَنْ اَنْتَ یَا غُلَامُ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَیْشٍ
سَمَّاهُ فَعَرَفْتُهٗ فَقُلْتُ فَهَلْ فِیْ غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ
اَنْتَ حَالِبٌ لَبَنًا قَالَ نَعَمْ فَاَمَرْتُهٗ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهٖ ثُمَّ
اَمَرْتُهٗ اَنْ یَّنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ ثُمَّ اَمَرْتُهٗ اَنْ یَّنْفُضَ
كَفَّیْهِ فَقَالَ هٰكَذَا ضَرَبَ اِحْدٰی كَفَّیْهِ بِالْاُخْرٰی فَحَلَبَ لِیْ
كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اِدَاوَةً عَلٰی فَمِهَا خِرْقَةٌ فَصَبَبْتُ عَلَی اللَّبَنِ حَتّٰی بَرَدَ اَسْفَلُهٗ
فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَافَقْتُهٗ قَدِ اسْتَیْقَظَ
فَقُلْتُ اشْرَبْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰی رَضِیْتُ ثُمَّ قُلْتُ
قَدْ اٰنَ الرَّحِیْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَلٰی فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ یَطْلُبُوْنَنَا
فَلَمْ یُدْرِكْنَا اَحَدٌ مِّنْهُمْ غَیْرُ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلٰی

نظر آئے تو ایک چرواہا نظر آیا جو اس پتھر کی طرف بکریاں ہانک کر لا رہا تھا۔ وہ بھی اس پتھر سے وہی ارادہ
رکھتا تھا جو ہم رکھتے تھے۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ تو کس شخص کا غلام ہے۔ اُس نے کہا قریش کے ایک
آدمی کا۔ اس کا نام بھی اُس نے ذکر کیا جسے میں پہچانتا تھا۔ میں نے کہا تیری بکریوں میں دودھ ہے۔ اُس
نے کہا جی ہاں! میں نے کہا کیا تو دودھ دوہے گا؟ اُس نے کہا جی ہاں! میں نے اسے دودھ دھونے کو کہا تو اُس
نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کو روکا۔ پھر میں نے اسے کہا کہ غبار وغیرہ سے اس کے تھن صاف کر لے۔
پھر میں نے اسے کہا کہ اپنے دونوں ہاتھ صاف کر لے۔ برا دنے کہا اس طرح اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا۔
چنانچہ اُس نے میرے لئے ایک برتن دودھ دھوہا۔ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چھاگل
اپنے ساتھ لے رکھی تھی اس کے منہ پر کپڑا باندھا ہُوا تھا۔ میں نے پانی دودھ میں ڈالا حتیٰ کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا
ہوگیا۔ پھر میں وہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے آپ کو بیدار پایا۔ میں نے عرض کیا
یا رسُول اللہ! اب کوچ کا وقت قریب آگیا ہے فرمایا کیوں نہیں (چلتے ہیں) ہم نے وہاں سے کوچ کیا۔ جبکہ

marfat.com
Marfat.com

فَرَسٍ لَهٗ فَقُلْتُ هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

۳۴۱۸ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّا فِی الْغَارِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَاَبْصَرَنَا فَقَالَ مَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا

لوگ ہمیں تلاش کر رہے تھے۔ ان میں سے سراقہ بن مالک بن جعشم کے سوا کسی نے ہمیں نہ پایا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! تلاش کرنے والوں نے ہمیں پالیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فکر مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے (حدیث ۳۳۸۴ کی شرح دیکھیں)

۳۴۱۸ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ابوبکر صدیق نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جبکہ میں غارِ ثور میں تھا اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کے نیچے دیکھ لے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا اے ابابکر ان دو کے متعلق تیرا کیا گمان ہے جن میں تیسرا اللہ ہے!

۳۴۱۸ــــ شرح : یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے غار میں عرض کیا جبکہ اُنھوں نے مشرکوں کے آثار و اقدام دیکھے کہ ان کا ہمیں دیکھ لینا بہت آسان ہے۔ اگر وہ اپنے قدموں کی طرف نظر کریں تو ہمیں دیکھ لیں گے۔

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور ہمارا مُعین و ناصر ہے ہم دو ہیں ہمارا معین و ناصر تیسرا ہے۔

واقدی نے ذکر کیا کہ مشرکوں میں سے ایک شخص ننگا ہو کر غار کے دروازہ پر پیشاب کرنے لگا، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسُولَ اللہ! اُس نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر اُس نے ہمیں دیکھا ہوتا تو وہ شرمگاہ ننگی نہ کرتا۔ واللہ و رسُولہ اَعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُدُّوا الْاَبْوَابَ اِلَّا بَابَ اَبِيْ بَكْرٍ وَقَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۴۱۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ح وَحَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ بِشْرِ بْنِ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ فَبَكٰى اَبُوْ بَكْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهٖ اَنْ يُّخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ هُوَ اَعْلَمَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: ابوبکر کے دروازے کے بغیر سب دروازے بند کر دو

۳۴۱۶ — حدیث: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا اللہ نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے۔ تو اس بندے نے اللہ کے پاس کو اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے۔ یہ سن کر ابوبکر رو دیے۔ ہم نے تعجب کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندے کا حال بیان کرتے ہیں جو اختیار دیا گیا ہے اور اس پر ابوبکر رو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ بندہ تھے جو اختیار دیا گیا تھا اور ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

إِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَلَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا غَيْرَ رَبِّيْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَايُبْقِيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابُ اَبِيْ بَكْرٍ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صحبت اور اپنے مال میں مجھ پر سب لوگوں سے زیادہ احسان ابوبکر کا ہے۔ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن ان سے اسلامی اخوت اور مودت ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ رہے مگر اسے بند کر دیا جائے ابوبکر کا دروازہ بند نہ کیا جائے۔

۳۴۱۹ — **شرح** : طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر سے زیادہ مجھ پر کسی نے احسان نہیں کیا انھوں نے اپنی جان اور مال کو مجھ پر قربان کیا اور اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی اور حضرت انس سے مرفوع روایت ہے کہ ابوبکر کا مجھ پر عظیم احسان ہے انھوں نے اپنی بیٹی سے میرا نکاح کیا اور اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے میری موافقت کی تمام لوگوں میں سے ابوبکر کا مال بہتر ہے انھوں نے بلال کو آزاد کیا اور مجھے مقام ہجرت میں لے گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر نے چالیس ہزار درہم آپ پر خرچ کیا اور جب ابوبکر کا انتقال ہوا تو انھوں نے ایک درہم بھی ترکہ نہ چھوڑا۔ اس حدیث میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خلیل صرف میرا رب ہے اور اللہ کے سوا کسی کو خلیل نہیں بنایا جاتا حالانکہ ابوہریرہ اور ابوذر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے خلیل نے مجھے خبر دی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اُن کے لئے جائز تھا اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ اسی لئے ابراہیم خلیل کہا جاتا ہے اور خلیلُ ابراہیم نہیں کہا جاتا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا خُلّت کے معنی اور اشتقاق میں علماء میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا خلیل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع ہو اور اسی سے خلوصِ محبت رکھے اس انقطاع اور محبت میں ذرہ بھر خلل نہ ہو۔ اکثر علماء نے کہا کہ خلیل وہ ہے جو کسی سے مختص ہو جائے۔ کہا گیا ہے کہ خلّت کا اصل محض خلوص ہے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے خلیل کہا گیا ہے کہ وہ کسی سے محبت اور دشمنی صرف اللہ کے لئے کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی اُن سے خلّت یہ تھی کہ وہ اُن کا ناصر و مددگار تھا اور ان کو بعد میں آنے والوں کا امام بنایا۔ کہا گیا ہے کہ خلیل کا اصل فقیر و محتاج اور منقطع ہے اور یہ خُلّت سے مشتق ہے اور خلت کا معنی حاجت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے خلیل کہا جاتا ہے کہ اُنھوں نے اپنی حاجت صرف اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی اور کلیتہً اسی کی طرف منقطع ہوئے اور کسی کی طرف التفات نہ کی ابوبکر بن فورک نے کہا

marfat.com
Marfat.com

خُلّت خالص محبت ہے کہا گیا ہے کہ خُلّت، اسعاف و الطاف ہے۔ بعض نے کہا خلیل وہ ہے جس کے دل میں اللہ کے سوا اور کسی کی گنجائش نہ ہو۔ نیز علماء نے خُلّت اور محبت کے درجہ میں فرق بیان کیا ہے۔ بعض نے ان کو ایک ہی شئ کہا ہے ان کا کہنا ہے خلیل حبیب اور حبیب خلیل ہے لیکن ابراہیم علیہ السلام خلّت کے ساتھ اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم محبت کے ساتھ مختص ہیں۔ بعض نے کہا خلّت کا درجہ بلند ہے۔ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد سے استدلال کیا کہ آپ نے فرمایا اگر میں اللہ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ آپ نے اللہ کے سوا کسی کو خلیل نہیں بنایا۔ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے سیدہ فاطمہ، امامان حسن و حسین اور اسامہ کے لئے محبت کی۔ بعض نے محبت کے درجہ کو خلت کے درجہ سے اعلیٰ کہا ہے۔ کیونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم حبیب ہیں اور حبیب کا درجہ خلیل کے درجہ سے بلند و بالا ہے۔

اس مقام میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ محبت کا اصل اس شئ کی طرف میلان ہے جو محِبّ کے موافق ہو لیکن یہ ان میں متصوّر ہے جس میں میلان و انتفاع متصوّر ہو سکے یہ مخلوق کا درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے منزّہ اور پاک و صاف ہے۔ لہٰذا اللہ کی محبت کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ اپنے بندے کو سعادت، عصمت اور توفیق پر قادر کر دیتا ہے اور اس کے لئے قرب کے اسباب مہیا کرتا ہے اور اس پر اپنی رحمت کا فیضان کرتا ہے جس کی انتہا یہ ہے کہ بندے کے دل سے حجاب اُٹھا دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کو دل اور بصیرت سے دیکھتا ہے اور اس کا مرتبہ یہ ہے جو اس حدیث میں ہے کہ اللہ فرماتا ہے جب میں اپنے بندے سے محبت کرنے لگوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں وہ اس سے سُنتا ہوں اور بصر ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھنے لگتا ہے اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولنے لگتا ہے۔ لیکن یہ مقام انسان کو جب ہی میسّر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں صرف اللہ ہی کا ذکر ہو اور اسی کی طرف کلی انقطاع اور التفات ہو اور غیر کا وہم تک قلب میں نہ پایا جائے۔ بعض علماء نے حبیب اور خلیل کے درمیان فرق کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا خلیل، اللہ کو بالواسطہ ملت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ،، اور حبیب بلاواسطہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ،، خلیل وہ ہے جو مغفرت کا طمع کرے اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کے کلام کی حکایت کرتا ہے۔ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ اور حبیب وہ جس کی مغفرت یقینی ہو اللہ تعالیٰ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے فرماتا ہے : لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ،،

خلیل نے کہا : لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ اور حبیب سے فرمایا : لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ ،،

خلیل نے کہا : حَسْبِيَ اللّٰهُ ،، اور حبیب سے فرمایا : يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ ،،

خلیل نے کہا : وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ اور حبیب سے فرمایا : وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

خلیل نے کہا : وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ،، اور حبیب سے فرمایا : اِنَّمَا يُرِيْدُ

marfat.com
Marfat.com

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ ،، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نسائی میں سعد بن ابی وقاص سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی طرف کھلے ہوئے تمام دروازے بند کرنے کا حکم فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ اپنے حال پر رہنے دیا ،، اس حدیث کا اسناد قوی ہے اور طبرانی میں کچھ اضافہ ہے وہ یہ کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں ۔ آپ نے فرمایا میں نے بند نہیں کئے اللہ نے بند کئے ہیں۔ یہ حدیث بخاری کے باب میں مذکور حدیث کے منافی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی کی حدیث میں باب سے حقیقی باب مراد ہے ۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں باب سے مراد خوخہ ہے چنانچہ بعض احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے ۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ،، مشکل الآثار ،، میں ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ مسجد کی طرف نہیں تھا بلکہ مسجد سے باہر تھا اور خوخہ مسجد کی طرف تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ مسجد کی طرف تھا ۔ اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو مسجد سے گزرنے کی اجازت نہیں دی جبکہ وہ حالتِ جنابت میں ہو ۔ البتہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اجازت تھی کیونکہ ان کا گھر مسجد میں تھا ۔

علامہ خطابی اور ابن بطال مالکی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی واضح خصوصیت ہے اور ان کے خلافت کے مستحق ہونے کی قوی دلیل ہے ۔ خصوصاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے آخری دنوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو نماز پڑھانے کی اجازت نہیں دی گئی ۔ یہ ان کی خلافت کی واضح دلیل ہے ۔

بعض علماء نے کہا حدیث میں باب سے خلافت کی طرف اشارہ ہے اور ،، سدّ ،، سے اس کی طلب کی طرف اشارہ ہے گویا کہ حدیث شریف کا معنیٰ یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی خلافت کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ ان کے طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ایک باغ میں داخل ہوئے تو کوئی شخص آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے انس ! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دینے کے بعد اسے میرے بعد خلافت کی خوشخبری دو ! میں نے عرض کیا میں اسے بتا دوں ! آپ نے فرمایا ہاں بتا دو ! میں نے دروازہ کھولا تو وہ ابوبکر صدیق تھے میں نے انہیں کہا آپ کو جنت کی خوشخبری ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کی بھی خوشخبری ہو انس نے کہا پھر کوئی شخص آیا تو آپ نے فرمایا اے انس دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور اسے ابوبکر صدیق کے بعد خلافت کی خوشخبری دو ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! اسے بتا دوں، فرمایا ہاں بتا دو ! انس نے کہا میں باہر گیا تو وہ حضرت عمر فاروق تھے میں نے انہیں خوشخبری دی پھر کوئی اور آگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے انس دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور عمر فاروق کے بعد خلافت کی بھی خوشخبری دو اور انہیں یہ بھی بتا دو کہ انہیں قتل کیا جائے گا میں باہر گیا تو وہ حضرت عثمان تھے اس حدیث کو ابو یعلیٰ موصلی نے روائت کیا اور کہا حدیث حسن ہے (غنی) نیز حدیث

Marfat.com

بَابُ
فَضْلُ اَبِیْ بَکْرٍ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۳۴۲۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ثَنَا سُلَیْمٰنُ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا نُخَیِّرُ بَیْنَ النَّاسِ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنُخَیِّرُ اَبَا بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ

باب
سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ”

۳۴۲۰ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں ہم صحابہ کرام کے درمیان ترجیح دیا کرتے تو ہم ابوبکر صدیق کو ترجیح دیتے پھر عمر فاروق کو پھر عثمان بن عفان کو رضی اللہ عنہم

۳۴۲۰ــــ شرح : یعنی ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہا کرتے تھے۔ فلاں صحابی فلاں سے بہتر ہے اور فلاں صحابی فلاں سے بہتر ہے اور آپ کے بعد کہتے تھے کہ ابوبکر سب لوگوں سے افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم۔ طبرانی نے روائت کی کہ ہم کہا کرتے تھے حالانکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے کہ اس امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی ہیں رضی اللہ عنہم یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا گیا ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اہل سنت وجماعت کا یہی عقیدہ ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا قَالَهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ

۳۴۲۱ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا وُهَيْبٌ ثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِيْ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ وَلٰكِنْ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ

باب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر میں کسی کو خلیل بناتا اس کو ابو سعید نے ذکر کیا ہے!

۳۴۲۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے صحابی ہیں۔

۳۴۲۱ — شرح : یعنی اگر میں تمام حاجات میں کسی کو اپنا مرجع و ماویٰ بناتا اور جملہ مہماتِ امور میں اس پر اعتماد کرتا تو ابوبکر کو یہ استحقاق دیتا لیکن تمام امور میں میرا ملجاء و ماویٰ اور جس پر میرا مکمل اعتماد ہے۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ البتہ ابوبکر صدیق میرا اسلامی بھائی اور غار کا ساتھی ہے۔ میرے اور ابوبکر کے درمیان خُلّت نہیں لیکن اخوتِ اسلام ہے۔ آپ نے خلّت کی نفی کی جس میں حاجت کا معنیٰ ہے اور اخوت کو ثابت کیا جس کا مقتضیٰ مساوات ہے۔ علامہ عینی نے کہا اگر یہ سوال ہو کہ حضرت اُبَی بن کعب نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ہر نبی کا کوئی نہ کوئی خلیل تھا۔ میرا خلیل ابوبکر ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے میرا خلیل بنایا جیسے ابراہیم کو خلیل بنایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ابوالحسن حربی نے فوائد میں ذکر کی ہے۔ یہ صحیح میں مذکور حدیث کا معارضہ نہیں کر سکتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

۳۴۲۲ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى ابْنُ اَسَدٍ وَمُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَالَ لَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُهٗ خَلِيْلًا وَلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ

۳۴۲۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ مِثْلَهٗ

۳۴۲۴ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبَ اَهْلُ الْكُوْفَةِ اِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِى الْجَدِّ فَقَالَ اَمَّا الَّذِىْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُهٗ اَنْزَلَهٗ اَبَا يَعْنِىْ اَبَابَكْرٍ

۳۴۲۲ — ترجمہ : ایوب سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن اخوتِ اسلام افضل ہے۔

۳۴۲۳ — ترجمہ : عبدالوہاب نے ایوب سے اسی طرح بیان کیا ہے!

۳۴۲۴ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اہلِ کوفہ نے ابن زبیر کو دادا کے بارے میں خط لکھا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ اُنھوں نے ابوبکر کو باپ کی جگہ بیان کیا۔

۳۴۲۴ — شرح : اہلِ کوفہ نے ابن زبیر کو دادے کی وراثت کے متعلق لکھا تو اُنھوں نے حدیث میں مذکور جواب دیا۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ابوبکر کے متعلق فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر میں خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا! ابوبکر نے دادے کو استحقاقِ وراثت میں باپ کے قائم مقام کیا کہ اگر کوئی شخص فوت ہوجائے اور باپ اور بھائی چھوڑ جائے تو صرف باپ وارث ہوگا بھائی وارث نہیں ہوں گے۔ یہی حال دادے کا ہے کہ باپ کی عدم موجودگی

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ

۳۴۲۵ــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَا حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ قَالَتْ اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تَقُوْلُ الْمَوْتَ قَالَ اِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَا بَكْرٍ

میں صرف دادا ہی میت کا وارث ہوگا۔ میت کے بھائی وارث نہ ہوں گے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ کیونکہ باپ کی طرح دادا عصبہ قریب ہے۔

باب

۳۴۲۵ــ ترجمہ : محمد جبیر بن مطعم نے اپنے والد جُبیر بن مُطعم سے روایت کی کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اسے حکم دیا کہ پھر آئے اُس نے کہا آپ مجھے فرمائیں کہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں گویا اس کی مراد آپ کا وصال تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔

۳۴۲۵ــ شرح : ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ظاہری کلام کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں" سے استدلال کیا کہ عورت نے آپ کی وفات کا ارادہ کیا ہے۔ اس لئے آپ نے اسے فرمایا کہ اگر مجھے نہ پائے اور میری وفات واقع ہوگئی ہو تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔ گویا کہ اس کے سوال سے یہی مفہوم واضح ہوتا تھا اگرچہ اس نے تصریح نہیں کی تھی۔ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق خلیفہ ہوں گے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یقین کرتے ہوئے فرمایا تھا جبکہ آپ سے کہا گیا تھا کہ آپ خلیفہ کا ابھی انتخاب کر دیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نہیں بنایا۔ اس کا جواب یہ

marfat.com

Marfat.com

۳۶۲۶ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِی الطَّیِّبِ ثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ مُجَالِدٍ ثَنَا بَیَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ وَبْرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارًا یَقُوْلُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا خَمْسَةُ اَعْبُدٍ وَامْرَاَتَانِ وَاَبُوْبَكْرٍ

ہے کہ مقصد یہ ہے کہ خلافت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃ نہیں فرمایا اور یہ اشارہ کے منافی نہیں۔ طبرانی میں حدیث ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد ہم اپنے اموال کے صدقات کس کے حوالہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ابوبکر کو صدقات ادا کرو لیکن اس کا اسناد ضعیف ہے (قسطلانی)

اسماعیلی نے مُعجم میں سہل بن ابی حثمہ کی حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے کچھ خریدا تو اُس نے سوال عرض کیا کہ اگر آپ وفات فرما جائیں تو پیسے کون ادا کرے گا فرمایا ابوبکر ادا کریں گے فرمایا: عمر فاروق! اس حدیث کو طبرانی نے بھی اوسط میں باختصار ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئے ہوئے وعدے وہ ادا کرے گا جو آپ کے بعد خلیفہ ہوگا! چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو اعلان کیا کہ جس سے حضور نے کوئی وعدہ کیا ہو وہ مجھ سے پورا کرلے اس حدیث میں ابوبکر صدیق کے بعد عمر فاروق کی خلافت کی طرف اشارہ ہے اسی لئے ابوبکر صدیق نے اپنی موجودگی میں عمر فاروق کو خلیفہ نامزد کر دیا تھا۔ اثنا عشریہ (شیعہ) کہتے ہیں کہ حضرت علی اور عباس کو حضور نے خلافت کی وصیت کی تھی۔ اس حدیث میں ان کا واضح رد ہے۔

باب الاستخلاف میں اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالی جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز

۳۴۲۶ ترجمہ: ہمام بن حارث کوفی نے کہا میں نے عمار کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ کے ساتھ پانچ غلاموں، دو عورتوں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کے سوا کوئی نہ تھا۔

۳۴۲۶ شرح: پانچ غلام بلالؓ، زیدؓ بن حارثہ، عامرؓ بن فہیرہ وہ ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں ابوبکر صدیق کے ساتھ ہی مسلمان ہوئے تھے ان کو مسلمان ہونے کی وجہ سے سخت عذاب دیا جاتا تھا تو ابوبکر صدیق نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ابوفکیہہؓ یہ صفوان بن اُمیّہ بن خلف کا غلام تھا۔ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ جب حضرت بلال مسلمان ہوئے تو وہ بھی

marfat.com
Marfat.com

۳۶۲۷ — حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ ثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِذِ اللّٰهِ اَبِیْ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ اٰخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهٖ حَتّٰى اَبْدٰى عَنْ

مسلمان ہوگئے۔ اُمیّہ نے ان کو بھی سخت عذاب دینا شروع کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ پانچواں غلام عُبید بن زید حبشی ہے۔ تلویح میں عمار بن یاسر، زید بن حارثہ، بلال، عامر بن فہیرہ اور شقران کو ذکر کیا ہے۔ عمار بن یاسر بنو مخزوم کے غلام تھے ان کی والدہ سُمیّہ بنت خیاط ہے۔ انھیں سخت عذاب دیا جاتا تھا۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے جبکہ انھیں سخت عذاب دیا جاتا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اے یاسر کی اولاد صبر کرو تمہارے لئے جنت ہے۔ شقران کا نام صالح بن عدی حبشی ہے۔ یہ آپ کو وراثت میں ملا تھا۔ کہا گیا ہے کہ یہ عبدالرحمٰن بن عوف کا غلام تھا۔ اُنھوں نے اس کو ہبہ کر دیا تھا۔ دو عورتیں خدیجہ اور اُمِّ اَیمن ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آزاد لوگوں میں سے سب سے پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ اس وقت اور لوگ بھی مسلمان تھے لیکن اُنھوں نے اپنے اقارب کے خوف سے ایمان چھپا رکھا تھا۔ بعض علماء نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ام فضل کو بھی ذکر کیا ہے کیونکہ وہ بھی قدیم الاسلام ہیں اگرچہ انہیں سابقین میں ذکر نہیں کیا جاتا ایسے ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا غلام ابورافع بھی قدیم الاسلام ہے کیونکہ وہ بھی ام فضل کے ساتھ مسلمان ہُوا تھا۔ ابن حجر نے کہا ہمارے بعض شیوخ نے دمیاطی کی پیروی کرتے ہوئے ام فضل کو بھی ذکر کیا ہے لیکن یہ واضح نہیں کیونکہ وہ اگرچہ پہلے کے مسلمان ہیں مگر سابقین میں ان کا شمار نہیں ورنہ حضرت عباس کے غلام ابورافع کو بھی ان میں شمار کرنا ہوگا کیونکہ اُس نے بھی ام فضل کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔

۳۴۲۷ — ترجمہ : ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا کنارہ پکڑے ہوئے آئے اور گھٹنے کو ننگا کئے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا صاحب کسی سے لڑ کر آیا ہے۔ اُنھوں نے آتے ہی سلام کیا اور کہا میرے اور ابن خطاب کے درمیان کچھ جھگڑا ہوگیا میں نے جلدی سے انھیں کچھ کہہ دیا پھر میں نادم ہُوا اور اُن سے کہا مجھے معاف کر دیں لیکن اُنھوں نے انکار کر دیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آپ نے تین بار فرمایا اے ابوبکر اللہ تجھے معاف کرے پھر عمر فاروق نادم ہوئے اور

marfat.com
Marfat.com

رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ
غَامِرٌ فَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ فَاَسْرَعْتُ
اِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَاَلْتُهٗ اَنْ يَغْفِرَلِيْ فَاَبٰى عَلَيَّ ذٰلِكَ فَاَقْبَلْتُ
اِلَيْكَ فَقَالَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ ثَلٰثًا ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَاَتٰى
مَنْزِلَ اَبِيْ بَكْرٍ فَسَاَلَ اَثَمَّ اَبُوْبَكْرٍ قَالُوْا لَا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَعَّرُ حَتّٰى اَشْفَقَ اَبُوْبَكْرٍ فَجَثَا عَلٰى
رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اَنَا كُنْتُ اَظْلَمَ مَرَّتَيْنِ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ اِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ
كَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ
فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْا لِيْ صَاحِبِيْ مَرَّتَيْنِ فَمَا اُوْذِيَ
بَعْدَهَا

ابوبکر کے گھر گئے اور پوچھا یہاں ابوبکر ہیں؟ گھر والوں نے کہا نہیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور متغیر ہونے لگا حتی کہ ابوبکر ڈرے اور گھٹنوں کے بل ہو کر دو بار عرض کیا یارسول اللہ! میں نے ہی ظلم کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تو تم نے کہا جھوٹ بولتے ہو اور ابوبکر نے کہا سچ کہتے ہیں اور جان و مال سے میری خدمت کی اور دو بار فرمایا کیا تم ..... میرے صاحب کو چھوڑو گے؟ اس کے بعد انہیں کبھی اذیت نہ پہنچائی گئی!

۳۴۲۷ — شرح : اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ پر فضیلت ہے اور فاضل کو چاہیئے کہ اپنے سے افضل کو ناراض نہ کرے اور کسی کے سامنے اس کی تعریف جائز ہے بشرطیکہ ممدوح غرور میں نہ آئے اور انسان کو اس کی مرضی کے خلاف فعل پر غصہ آنا طبعی چیز

marfat.com
Marfat.com

۳۴۲۸ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ ثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ نَبِيٍّ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قَالَ فَقُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا

ہے۔ لیکن دین میں پختہ شخص جلدی ناراضگی زائل کر دیتا ہے اور غیر نبی معصوم نہیں اگرچہ فضیلت کی انتہاء کو پہنچ جائے اور مظلوم سے معافی مانگنا مستحب ہے اور اگر کسی پر غصہ آئے تو اس کے باپ یا دادے کی طرف اس کی نسبت کرنا صحیح ہے جیسے ابوبکر صدیق نے عمر فاروق کا نام نہیں لیا بلکہ ان کے باپ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ابن خطاب کہا جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے متعلق فرمایا اگر ابن ابی طالب ان کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو فاطمہ کو طلاق دیدے آپ نے یہ اس وقت فرمایا جبکہ حضرت علی نے ابوجہل کی بیٹی سے منگنی کا ارادہ کیا تھا۔ فتح الباری میں طبرانی سے روایت نقل کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اعراض کرنے کے بعد فرمایا تم سے معافی مانگتا رہا اور تم نے معاف نہ کیا۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ جب بھی وہ معافی مانگتا رہا میں اسے معاف کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعد کسی کو پیدا نہیں کیا جو مجھے ابوبکر سے زیادہ محبوب ہو۔ قولہ هَلْ تَارِكُوْا لِيْ صَاحِبِيْ ،، میں تَارِكُوْا مضاف اور صَاحِبِيْ مضاف الیہ ہے اور اضافت کی وجہ سے تارکون کا نون حذف کیا گیا ہے اور لِيْ ،، جار مجرور مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فصل ہے۔ یہ ظروف میں جائز ہے۔ جیسے ،، سُبْحَانَ مِنْ عَلْقَمَةَ الْفَاخِرِ ،، میں سبحان علقمہ کی طرف مضاف ہے۔ اور ،، مِنْ ،، جار مجرور مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فصل ہے ،،

۳۴۲۸ — ترجمہ : عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذاتِ سلاسل کے لشکر کا امیر مقرر کر کے بھیجا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! سب لوگوں میں آپ کو زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا عائشہ! میں نے عرض کیا مردوں میں کون؟ آپ نے فرمایا عائشہ کا والد۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا پھر

marfat.com

Marfat.com

۳۴۲۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
ثَنِیْ اَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا رَاعٍ فِیْ غَنَمِهٖ
عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِیْ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ
الذِّئْبُ فَقَالَ مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِیْ
وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا فَالْتَفَتَتْ اِلَيْهِ وَكَلَّمَتْهُ
فَقَالَتْ اِنِّیْ لَمْ اُخْلَقْ لِهٰذَا وَلٰكِنِّیْ خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ
سُبْحَانَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِذٰلِكَ وَ
اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

عمر بن خطاب اس کے بعد اور کئی مرد شمار کئے۔

شرح : غزوہ ذات سلاسل سات ہجری میں ہُوا۔ ابن سعد نے ذکر کیا کہ

۳۴۲۸ — جب عمرو بن عاص کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ کے لشکر پر امیر مقرر کیا حالانکہ ان میں ابوبکر و عمر فاروق بھی تھے تو عمرو بن عاص کے دل میں خیال پیدا ہُوا کہ میرا مرتبہ بہت بلند ہے اس لئے آپ سے پوچھا۔ کتاب المغازی میں اس حدیث پر کچھ اضافہ ذکر کیا وہ یہ کہ اس کے بعد عمرو بن عاص خاموش ہوگئے کہ کہیں مجھے سب سے آخر میں ذکر نہ کریں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھے اور ابوبکر صدیق کی بہت فضیلت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ سب لوگوں سے افضل ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ جس لشکر میں افضل لوگ ہوں اُن پر مفضول کو امیر بنانا درست ہے۔

ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے

۳۴۲۹ — کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ ایک دفعہ ایک چرواہا اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیے نے اس پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری

marfat.com
Marfat.com

۳۴۳۰ــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضَعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

لے بھاگا چرواہے نے اس سے بکری چھڑالی۔ بھیڑیا چرواہے کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ سبع کے دن ان کا کون محافظ ہوگا جس دن میرے سوا انہیں کوئی نہیں چرائے گا اور ایک دفعہ ایک آدمی بیل کو ہانک رہا تھا کہ اس پر سوار ہو گیا بیل اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کلام کرنے لگا اور کہا میں اس لئے پیدا نہیں کیا گیا لیکن میں تو کھیتی باڑی کے کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ لوگوں نے کہا سُبحانَ اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ابوبکر اور عمر بن خطاب بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں

۳۴۲۹ــ شرح : یَوْمُ السَّبُعِ ،، سے مراد یہ ہے کہ جب انہیں بھیڑیا اُٹھالے گا تو اس سے چھڑانے کی کسی کو قدرت نہ ہوگی۔ اس وقت میرے سوا انہیں کوئی نہیں چرائے گا تو بھاگ جائے گا اور میں ہی ان کے قریب رہوں گا

امام اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سبع کا معنی مہمل ہے چنانچہ جب بکریوں کو مہمل چھوڑ دیا جائے جو کوئی چاہے اس کو پکڑ لے کہا جاتا ہے اَسْبَعَ الرَّجُلُ اَغْنَامَهٗ ،، یعنی آدمی نے اپنی بکریوں کو آوارہ چھوڑ دیا۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے ترجیح دی ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فتنوں کے زمانہ میں لوگ بکریوں کو آوارہ چھوڑ دیں گے کوئی بھی ان کو چرانے والا نہ ہوگا صرف بھیڑیئے ہی ان کے قریب ہوں گے یہی معنی زیادہ واضح اور ظاہر ہے۔ (حدیث ۲۱۷۴ کی شرح دیکھیں)

۳۴۳۰ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو

marfat.com

Marfat.com

٣٤٣١ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَآءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ اَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَآءَ قَالَ مُوْسٰى قُلْتُ لِسَالِمٍ اَذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ قَالَ لَمْ اَسْمَعْهُ ذَكَرَ اِلَّا ثَوْبَهٗ

کنوئیں پر دیکھا جس پر ڈول تھا تو میں نے اس سے جس قدر اللہ نے چاہا پانی کے ڈول نکالے پھر اس کو ابن ابی قحافہ نے پکڑ لیا تو اُنھوں نے اس سے ایک یا دو ڈول نکالے اور اُن کے نکالنے میں کچھ ضعف و ناتوانی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی ناتوانی کو معاف فرمائے۔ پھر وہ ڈول بڑا ڈول ہو گیا تو اس کو ابن خطاب نے لے لیا میں نے لوگوں میں سے کوئی قوی تر شخص ایسا نہیں پایا جو عمر کی طرح ڈول نکالتا ہو حتی کہ سب لوگ سیراب ہو گئے"

شرح : غرب بڑا ڈول ہے جو عام ڈولوں سے بڑا ہوتا ہے عبقری ہر وہ شئی ہے جو انتہاء کو پہنچی ہو۔ عَطَن" اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ دو ڈول دو سالوں سے کنایہ ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پانی کے ڈول نکالنے میں ضعف و ناتوانی کا سبب یہ تھا کہ وہ مرتدین سے جنگ میں مشغول رہے تھے اور فتوحات وغیرہ کے لئے فارغ نہ ہوئے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ طویل تھا اس مدت میں کئی ممالک فتح کئے اور مسلمانوں کے حالات مستحسن ہوتے گئے (کرمانی)
(حدیث ٣٣٩٩ کی شرح دیکھیں)

٣٤٣١ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تکبّر سے اپنے کپڑے کھینچ کر چلے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو نظرِ کرم سے نہ دیکھے گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میرے کپڑے کا

marfat.com
Marfat.com

٣٤٣٢ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْاَشْيَاءِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ اَبْوَابِ يَعْنِي الْجَنَّةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ

ایک کونہ لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کا خیال رکھے رہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تم تکبر سے ایسا نہیں کرتے ہو۔ موسیٰ نے کہا میں نے سالم بن عبداللہ سے کہا کیا عبداللہ بن عمر نے یہ ذکر کیا ہے؟ تہبند لٹکایا اُس نے کہا میں نے اسے صرف کپڑا ذکر کرتے ہوئے سُنا ہے۔

٣٤٣١ ـــ شرح : یعنی جو لوگ تکبر سے اپنے کپڑے لٹکا کر چلتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن پر رحم نہیں کرے گا۔ اس حدیث میں نظر سے مراد رحمت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ آپ چلتے وقت ایک طرف مائل ہو کر چلتے تھے اس لئے ان کا ازار زمین پر لٹک جاتا تھا۔ البتہ جب سنبھل کر چلتے تو کپڑا زمین پر نہیں لٹکتا تھا۔ گویا کہ آپ فخر سے ایسا نہ کرتے تھے۔ اس لئے آپ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو فخر سے کپڑا لٹکا کر چلتے ہیں۔ اس حدیث میں ابوبکر صدیق کی فضیلت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے گواہی دی کہ وہ ایسا فعل نہیں کرتے جو شرعاً مکروہ ہو۔

٣٤٣٢ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے اللہ کی راہ میں کسی شئی کا جوڑا خرچ کیا اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے جو شخص نماز پڑھنے والوں میں سے ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا اور جو شخص مجاہدین میں سے ہوگا اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔ اور جو شخص صدقات کرنے والوں میں سے ہوگا اسے باب الصدقہ سے پکارا جائے گا اور جو شخص روزہ داروں میں سے ہوگا اسے باب الصیام اور باب الریان سے بلایا جائے گا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسولَ اللہ! جس شخص کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا اسے کوئی ضرر نہ

marfat.com
Marfat.com

اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ
دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِیَ مِنْ
بَابِ الصِّيَامِ بَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا عَلٰى هٰذَا الَّذِیْ يُدْعٰى
مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ وَقَالَ هَلْ يُدْعٰى مِنْهَا كُلِّهَا
اَحَدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا اَبَابَكْرٍ

۳۴۳۳ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِیْ سُلَيْمٰنُ
بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ
عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَاَبُوْبَكْرٍ بِالسُّنْحِ قَالَ اِسْمٰعِيْلُ يَعْنِیْ

ہوگی پھر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص سب دروازوں سے پکارا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! میں اُمید رکھتا ہوں کہ اے ابا ابوبکر تم ان میں سے ہو"

شرح : باب الصیام کے بعد باب الریان کا ذکر ماقبل سے بدل یا عطفِ بیان یعنی باب الصیام باب الریان ہے۔ اس حدیث میں جنت کے چار ابواب (دروازے) ذکر کئے ہیں اور کتاب الجہاد میں جنت کے آٹھ دروازے ذکر کئے ہیں* باب الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس ہے یعنی جو لوگ غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں امام احمد نے حسن بصری سے مرسل روایت کی کہ جنت میں ایک دروازہ ہے اس میں سے جنت میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔ دوسرا دروازہ باب الایمن ہے یہ متوکل لوگوں کا دروازہ ہے جو اس دروازہ سے حساب وکتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے تیسرا دروازہ باب الذکر ہے۔ ترمذی میں اس طرف اشارہ کیا ہے ہوسکتا ہے۔ تیسرا دروازہ باب العلم ہو (حدیث ۱۷۷۸ کی شرح دیکھیں)

۳۴۳۲ — **ترجمہ** : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات

* اسلام کے بنیادی ارکان میں سے حج ہے۔ ایک دروازہ تو حج کا ہوگا اور دوسرے تین دروازوں میں سے *

marfat.com
Marfat.com

بِالْعَالِيَةِ فَقَامَ عُمَرُ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِيْ نَفْسِيْ اِلَّا ذَاكَ
وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ فَلَيَقْطَعَنَّ اَيْدِيَ رِجَالٍ وَاَرْجُلَهُمْ فَجَاءَ اَبُوْبَكْرٍ
فَكَشَفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهٗ فَقَالَ بِاَبِيْ
اَنْتَ وَاُمِّيْ طِبْتَ حَيًّا وَّمَيِّتًا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُذِيْقُكَ
اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ اَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ اَيُّهَا الْحَالِفُ عَلٰى رِسْلِكَ
فَلَمَّا تَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ فَحَمِدَ اللّٰهَ اَبُوْبَكْرٍ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ
اَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ
وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَقَالَ اِنَّكَ مَيِّتٌ
وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ وَقَالَ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ اِنْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ
يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

پائی جبکہ ابوبکر صدیق مقام سُنح میں تھے۔ اسماعیل نے کہا یعنی عالیہ میں تھے (عوالی مدینہ منورہ) تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے کھڑے ہوئے بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نہیں پائی ام المؤمنین نے کہا عمر فاروق نے کہا بخدا! میرے دل میں یہی چیز واقع ہوئی (کہ آپ نے وفات نہیں پائی) اور اللہ تعالیٰ آپ کو اُٹھائے گا آپ لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹیں گے۔ اتنے میں ابوبکر صدیق آگئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا اور آپ کو بوسہ دیا اور کہا میرا باپ اور میری ماں آپ پہ قربان ہوں۔ آپ حیات و ممات میں پاکیزہ ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں کبھی نہیں چکھائے گا۔ پھر آپ باہر چلے گئے اور فرمایا اے قسم کھانے والے جلدی نہ کرو! جب ابوبکر صدیق نے کلام شروع کیا تو عمر فاروق بیٹھ گئے۔ ابوبکر نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کی عبادت کرتا تھا۔ بے شک

marfat.com
Marfat.com

قَالَ فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُوْنَ قَالَ وَاجْتَمَعَتِ الْاَنْصَارُ اِلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِىْ سَقِيْفَةِ بَنِىْ سَاعِدَةَ فَقَالُوْا مِنَّا اَمِيْرٌ وَّ مِنْكُمْ اَمِيْرٌ فَذَهَبَ اِلَيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَاَسْكَتَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُ بِذٰلِكَ اِلَّا اَنِّىْ قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ اَعْجَبَنِىْ خَشِيْتُ اَنْ لَّا يَبْلُغَهٗ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ فَتَكَلَّمَ اَبْلَغَ النَّاسِ فَقَالَ فِىْ كَلَامِهٖ نَحْنُ الْاُمَرَآءُ وَاَنْتُمُ الْوُزَرَآءُ فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ لَا وَاللّٰهِ لَا نَفْعَلُ مِنَّا اَمِيْرٌ وَّمِنْكُمْ اَمِيْرٌ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لَا وَلٰكِنَّا الْاُمَرَآءُ وَاَنْتُمُ الْوُزَرَآءُ هُمْ اَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا وَّ اَعْرَبُهُمْ اَحْسَابًا فَبَايِعُوْا عُمَرَ اَوْ اَبَا عُبَيْدَةَ ابْنَ الْجَرَّاحِ فَقَالَ عُمَرُ بَلْ نُبَايِعُكَ اَنْتَ فَاَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهٖ فَبَايَعَهٗ وَبَايَعَهُ النَّاسُ فَقَالَ قَآئِلٌ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ قَتَلَهُ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ زندہ ہے مرنے والا نہیں اور فرمایا : آپ وفات پانے والے ہیں اور لوگ بھی مرنے والے ہیں اور فرمایا محمد ”صلی اللہ علیہ وسلم“ صرف اللہ کے رسول ہیں آپ سے پہلے کئی رسول ہو چکے ہیں کیا اگر آپ وفات پا جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے ؟ جو کوئی اپنی ایڑیوں پر پھر جائے گا (مرتد ہو جائے گا) وہ اللہ کو کچھ ضرر نہیں دے سکے گا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والے کو اچھی جزاء دے گا یہ سن کر لوگ بے اختیار رونے لگے۔ راوی نے کہا انصار سعد بن عبادہ کے پاس سَقِیْفَۃِ بَنِیْ سَاعِدَہ میں جمع ہو گئے اور کہنے لگے۔ ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہو۔ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور ابوعبیدہ بن جراح اُن کے

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ اَخْبَرَتْنِي الْقَاسِمُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى ثَلٰثًا وَقَصَّ الْحَدِيْثَ قَالَتْ فَمَا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ اِلَّا نَفَعَ اللّٰهُ بِهَا لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ وَاِنَّ فِيْهِمْ لَنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ لَقَدْ بَصَّرَ اَبُوْبَكْرٍ النَّاسَ الْهُدٰى وَعَرَّفَهُمُ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَخَرَجُوْا بِهٖ يَتْلُوْنَ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اِلَى الشّٰكِرِيْنَ

پاس گئے عمر فاروق نے کلام کرنا چاہا تو ابوبکر نے انہیں خاموش کر دیا۔ عمر فاروق کہتے تھے بخدا! میں نے اس سے کوئی ارادہ نہیں کیا تھا سوا اس کے کہ میں نے ایسی بات سوچی تھی جو مجھے بہت پسند تھی۔ مجھے ڈر تھا کہ اس بات تک ابوبکر نہ پہنچ سکیں گے۔ پھر ابوبکر صدیق نے کلام شروع کیا تو انھوں نے سب لوگوں سے بلیغ تر کلام کیا انھوں نے اپنے کلام میں کہا ہم امراء اور تم وزراء ہو۔ حباب بن منذر نے کہا۔ بخدا! ہم ایسا نہیں کریں گے ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہوگا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نہیں ہوگا لیکن ہم امراء ہوں گے اور تم وزراء ہو گے۔ کیونکہ مکان کے اعتبار سے قریش تمام عربوں سے بہتر اور فضائل کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں۔ تم عمر یا ابوعبیدہ کی بیعت کر لو۔ عمر فاروق نے کہا بلکہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں آپ ہمارے سید اور ہم سے افضل ہیں اور ہم تمام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہیں۔ پھر عمر فاروق نے ابوبکر صدیق کا ہاتھ پکڑ کر ان کی بیعت کر لی اور سب لوگوں نے بھی ان کی بیعت کر لی۔ کسی کہنے والے نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو ہلاک کر دیا ہے۔ عمر فاروق نے کہا اسے اللہ نے ہلاک کیا ہے۔ عبداللہ بن سالم نے زبیدی سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن قاسم نے کہا مجھ سے۔ قاسم نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں اوپر اٹھائیں پھر تین بار فرمایا: فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى "یعنی مجھے ملاء اعلیٰ میں داخل کر دیں" اور حدیث بیان کی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دونوں حضرات کے خطاب سے بہت فائدہ پہنچایا۔ عمر فاروق نے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے خوف دلایا جبکہ ان میں جو نفاق پایا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے

marfat.com

Marfat.com

عمر فاروق کی وجہ سے دُور کر دیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی راہنمائی کی اور ان پر جو حق تھا وہ انہیں بتایا پھر لوگ اس آیت کریمہ کی تلاوت کرتے ہوئے باہر نکلے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ، شَاكِرِينَ تک۔

۳۴۳۳ — شرح : سُنح عوالی مدینہ میں موضع ہے۔ ابوعُبید بکری نے کہا عوالی میں بنو حارث بن خزرج کے مکانات ہیں۔ اس کے اور مسجد نبوی کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے۔ وہاں حضرت عبداللہ بن زُبیر کا تولّد ہُوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی اسماء سمیت وہاں ٹھہرے تھے اور جب خارجہ انصاریہ کی بیٹی سے نکاح کیا تو وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ حدیث میں عالیہ سُنح کی تفسیر ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھائی تھی کہ حضور کا انتقال نہیں ہُوا اور جو لوگ حضور کی موت کے قائل ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اُٹھائے گا اور آپ ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سُنح مقام سے آئے اور سیدھے ام المؤمنین کے حجرہ میں تشریف لے گئے جہاں جناب رسالت مآب تشریف فرما تھے اور آپ کو کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا اُنھوں نے چہرۂ جہاں آراء سے کپڑا اُٹھا کر پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا : یارسُولَ اللہ ! اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتوں کا مزہ نہ چکھائے گا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ دو موتوں سے مراد ایک دُنیا میں موت اور دوسری قبر میں موت ہے۔ مشہور یہی دو موتیں ہیں اسی لئے ان کو معرّف باللام ذکر کیا اور وہ دو موتیں ہیں جو نبیوں کے علاوہ ہر ایک پر وارد ہوتی ہیں۔ البتہ انبیاء کرام علیہم السّلام قبروں میں نہیں مرتے بلکہ وہ زندہ ہوتے ہیں۔

(سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ) ان کے علاوہ عام لوگ قبروں میں مریں گے پھر قیامت میں زندہ ہوں گے۔ اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر میں موت وحیات دونوں ہیں اس لئے انبیاء کے سوا تمام لوگ قبروں میں مریں گے اور زندہ ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس کلام " لَا يُذِيْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ " سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ قبر میں حیات نہیں اور اُنھوں نے نبیوں کا قبور میں زندہ ہونے کا انکار کر دیا۔ اہل سنت وجماعت علماء نے اس کا جواب دیا کہ اس سے مراد اس حیات کی نفی ہے جسے عمر فاروق نے ثابت کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اُٹھائے گا اور آپ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ اس سے عالم برزخ (قبر) میں موت کی نفی نہیں ہوتی۔ ابن حجر عسقلانی نے کہا اس جواب سے اچھا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے بعد موت نہیں بلکہ آپ قبر میں بدستور ہمیشہ زندہ ہیں۔ اور سب نبی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایسی بات پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قسم کھانا کیسے جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اُنھوں نے اپنے اجتہاد سے یہ کہا تھا۔ اس حدیث میں حضرت

marfat.com
Marfat.com

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قسم کھانا کیسے جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اُنھوں نے اپنے اجتہاد سے یہ کہا تھا اس حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے اور دوسرے صحابہ کے علوم سے آپ کا علم راجح ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کا واقعہ

جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو داغ مفارقت دیا تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے وہ خلافت کے لئے سعد بن عبادہ کا انتخاب کرنے والے تھے۔ انصار کے دو قبیلے اوس اور خزرج تھے وہ زمانہ جاہلیت میں برسرِ پیکار رہے لیکن جب وہ مشرف باسلام ہوئے تو ان میں باہم اتفاق تو ہو گیا لیکن ان کے دلوں میں کچھ اثرات باقی رہ گئے تھے۔ اس لئے ان میں سے کوئی ایک فریق دوسرے کی فوقیت کو دل سے قبول کرنے کو تیار نہ تھا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو شروع میں وہ انصار میں سے ایک شخص پر اتفاق کرنے والے تھے لیکن جب اُسَید اور اس کے اَوسی ساتھیوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو دیکھا تو وہ دوسرے فریق خَزرج سے علیحدہ ہو گئے کیونکہ وہ مہاجرین کو خزرج پر ترجیح دیتے تھے۔ اس لئے قبیلہ اوس نے ابوبکر صدیق کی بیعت کر لی پھر باقی انصار نے بھی ان کی بیعت کر لی البتہ سعد بن عبادہ جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے ابوبکر کی بیعت سے راضی نہ تھے۔ اس لئے وہ مدینہ منورہ سے باہر چلے گئے اور شام میں رہائش کر لی۔ پھر وہیں پندرہ ہجری میں فوت ہو گئے

تمام انصار و مہاجرین سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے انتخاب کے لئے جمع ہوئے تو ان میں کافی اختلاف رائے پایا گیا۔ انصار کا خیال تھا کہ ایک امیر انصار سے ہو اور ایک امیر مہاجرین سے ہو جبکہ بعض انصار کا خیال تھا کہ ایک سال امیر انصار میں سے اور ایک سال مہاجرین میں سے ہو۔ لیکن یہ دونوں صورتیں ایسی تھیں جو کسی وقت اختلاف کا باعث بن سکتی تھیں اور دونوں فریقوں میں نارِ اختلاف کے اشتعال کے وسیع امکانات تھے۔ اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان میں کسی رائے پر اعتماد نہ کیا اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ" یعنی خلفاء قریش میں سے ہوں گے چالیس صحابہ کرام نے اس حدیث کی روایت کی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابونضرہ کے طریق سے ابوسعید سے روایت کی کہ انصار کے خطیب نے کھڑے ہو کر کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تم میں سے کسی کو امیر بناتے تو اس کے ساتھ ایک امیر ہم سے بھیجا کرتے تھے۔ لہٰذا اس طریقہ پر خلافت کا فیصلہ کر لیا جائے یہ سُن کر زید بن ثابت

marfat.com

Marfat.com

کھڑے ہوئے اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے ہیں لہٰذا امام وخلیفہ بھی مہاجرین سے ہونا چاہیئے۔ اب ہم اللہ کے انصار ہیں جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار تھے۔ یہ سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تمہیں اچھی جزاء دے تو انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کر لی۔ گفتگو کے دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم عمر فاروق یا ابوعبیدہ کی بیعت کر لو۔ ایک روایت کے مطابق انھوں نے کہا میں دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت سے راضی ہوں اور عمر فاروق اور ابوعبید کے ہاتھ پکڑ لئے لیکن اشکال یہ ہے کہ ابوبکر صدیق جانتے تھے کہ خلافت کے وہی مستحق ہیں اور ان کی خلافت کے قرائن بھی پائے جاتے ہیں۔ خصوصاً سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں نماز کے لئے ابوبکر کو ہی نامزد کیا اور کسی دوسرے کی امامت سے راضی نہ ہوئے حتی کہ عمر فاروق کو بھی نماز پڑھانے کی اجازت نہ دی یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کی امامت سے راضی تھے۔ اصول یہ ہے کہ خلیفۂ وقت ہی نماز پڑھایا کرتا تھا۔ اس کے باوجود ابوبکر صدیق نے عمر فاروق یا ابوعبیدہ کے ہاتھ پکڑ کر انہیں خلافت کے لئے کیوں پیش کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق نے اس لئے اپنی بیعت کا ذکر نہیں کیا کہ اس میں تزکیۂ نفس پایا جاتا تھا مثلاً ابوبکر یہ فرماتے کہ تم میری بیعت سے راضی ہو جاؤ بایں ہمہ وہ یہ جانتے تھے کہ حضرت عمر فاروق اور ابوعبیدہ بن جراح میں سے کوئی بھی خلافت قبول نہیں کرے گا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق تو تصریح کر چکے تھے کہ ابوبکر صدیق ہی خلافت کے مستحق ہیں۔ اور انھوں نے کہا بلکہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں آپ ہم سے افضل اور ہمارے سردار ہیں اور ابوعبیدہ کے متعلق ساری اُمت کا اتفاق ہے کہ عمر فاروق اُن سے افضل ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں (ابن حبان)

قولہ فَاَخَذَ عُمَرُ بِیَدِہٖ فَبَایَعَہٗ ،، جب سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی تو لوگوں میں بہت شور برپا ہو گیا۔ اور آوازیں بلند ہونے لگیں اور حالات قابو سے باہر ہوتے نظر آئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا آپ ہاتھ بڑھائیں اور آپ کی بیعت کر لی تو اس کے بعد مہاجرین اور انصار نے بیعت کی۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے ذکر کیا کہ اُسید بن حضیر اور بشیر بن سعد اور دیگر انصار نے حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کی تو تمام اہل سقیفہ نے آپ کی بیعت کرنے میں جلدی کی۔ بزار نے سالم بن عبید کی حدیث میں وفات کے واقعہ میں ذکر کیا کہ جب انصار نے کہا ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہو تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا ایک میان میں دو تلواریں سما سکتی ہیں؟ اور فرمایا کیا کوئی ایسا شخص ہے جو ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ کا مصداق ہو اور ابوبکر صدیق کی بیعت کر لی اور لوگوں سے کہا آپ کی بیعت کرو تو سب نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

قولہ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَۃَ ،، یہ سعد بن عبادہ سے اعراض اور ان کی سبکی کی طرف اشارہ

marfat.com
Marfat.com

٣٤٣٤ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ اَنَا سُفْيٰنُ ثَنَا جَامِعُ بْنُ اَبِیْ رَاشِدٍ ثَنَا اَبُوْ يَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اَیُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِيْتُ اَنْ يَقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ اَنْتَ قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

ہے۔ اور قَتَلَهُ اللّٰهُ ،، سے ان کے لئے بد دُعاء کی۔ ابن تین نے کہا انصار نے کہا "ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے ہو" یہ عربوں کی عادت کے مطابق کہا تھا کہ ہر قبیلہ کا امیر اسی قبیلہ سے ہونا چاہیئے۔ جب اُنھوں نے یہ سُنا کہ ائمہ اور خلفاء قریش میں سے ہی ہوں گے تو اُنھوں نے مذکور کلام سے رجوع کرتے ہُوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ داؤدی نے مذکور کلام سے استدلال کیا کہ خلیفہ کا نصب کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ کیونکہ جب تک خلیفہ کا تقرر نہیں ہُوا تھا لوگوں نے کوئی اقدام نہیں کیا تھا لیکن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفین و تدفین جو تمام اہم امور سے عظیم تھی۔ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشغول نہ ہونا حتی کہ خلیفہ کا انتخاب ہو جائے۔ اقامتِ خلیفہ کی فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔ انصار کا یہ کہنا کہ ایک امیر ہم سے اور ایک امیر تم سے کا مدلول یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا۔ ورنہ وہ اس کا خلاف ہرگز نہ کرتے۔ ترمذی میں ہے اگر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ منتخب فرما دیتے اور لوگ اس کی نافرمانی کرتے تو ہلاک ہو جاتے۔ قرطبی نے مُفہِم میں ذکر کیا اگر مہاجرین و انصار میں سے کسی کے پاس کوئی صریح نص ہوتی کہ آپ نے فلاں کو خلیفہ مقرر کیا ہے تو وہ کبھی اس قدر اختلاف نہ کرتے جو سقیفہ میں ہُوا تھا۔ جمہور اہلسنت و جماعت کا یہی مسلک ہے البتہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شواہد اور قرائن ضرور پائے جاتے ہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

الرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى ،، انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت ہے جو اعلیٰ علیین میں تشریف رکھتے ہیں۔ شَخَصَ بَصَرُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اُوپر کی طرف آنکھیں جھپکنے کے بغیر دیکھنے لگے۔

٣٤٣٤ ـــ ترجمہ: محمد بن حنفیہ نے کہا میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل ہے؟ اُنھوں نے کہا ابوبکر! میں نے کہا پھر کون؟ اُنھوں نے کہا عمر فاروق! پھر میں نے یہ خوف محسوس کرتے ہُوئے کہ آپ عثمان کا نام ذکر کر دیں گے۔ میں نے کہا پھر آپ؟ اُنھوں نے کہا میں تو مسلمانوں میں

marfat.com
Marfat.com

۳۴۳۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ اِنْقَطَعَ عِقْدٌ لِيْ فَاَقَامَ

سے صرف ایک آدمی ہوں

شرح : محمد بن حنفیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ وہ اپنی والدہ حنفیہ کی طرف منسوب ہونے میں مشہور ہیں۔ ان

۳۴۳۴ —

کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر بن قیس ہے۔ وہ یمامہ کے قیدیوں میں قید ہوکر آئی تھیں۔ محمد بن حنفیہ نے ۸۱ ہجری میں سینسٹھ برس کی عمر میں رضوی میں وفات پائی۔ رضوی مدینہ منورہ کا ایک پہاڑ ہے انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا تھا۔ محمد بن حنفیہ نے کہا میں نے اپنے والد علی بن ابی طالب سے عرض کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے افضل کون ہے؟ حضرت علی نے کہا اے میرے بیٹے کیا تجھے معلوم نہیں؟ میں نے کہا نہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ محمد بن حنفیہ نے حق کے اظہار پر خوف کیوں محسوس کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ کا خیال یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان سے افضل ہیں انہیں ڈر تھا کہ شائد حضرت علی یہ کہہ دیں گے کہ عثمان مجھ سے افضل ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہیں لوگوں میں سے ایک آدمی ہوں تواضع اور انکساری پر محمول ہے۔ حضرت علی اور عثمان میں سے کون افضل ہے؟ اس میں علماء اہلسنت وجماعت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء حضرت علی کو عثمان غنی پر ترجیح دیتے ہیں جبکہ اکثر علماء حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل کہتے ہیں۔ امام مالک اس میں توقف کرتے ہیں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اہل سنت وجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان حضرات کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ان کی فضیلت میں ترتیب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے

۳۴۳۵ — کہا ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے جب ہم مقام بیداء یا ذات جیش میں پہنچے تو میرا ہار گم ہوگیا۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں رک گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ رک گئے جبکہ وہاں پانی نہیں تھا۔ اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی تھا۔ لوگ ابوبکر صدیق کے پاس آکر کہنے لگے کیا آپ دیکھتے نہیں جو کچھ عائشہ نے کیا ہے۔ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِلْتِمَاسِہٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَہٗ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَآءٍ وَّلَیْسَ مَعَھُمْ مَآءٌ فَاَتَی النَّاسُ اَبَابَکْرٍ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰی مَا صَنَعَتْ عَائِشَۃُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ مَعَہٗ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَآءٍ وَلَیْسَ مَعَھُمْ مَآءٌ فَجَآءَ اَبُوْبَکْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَہٗ عَلٰی فَخِذِیْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَیْسُوْا عَلٰی مَآءٍ وَلَیْسَ مَعَھُمْ مَآءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِیْ وَ

کو اور دیگر لوگوں کو ٹھہرا رکھا ہے وہاں پانی نہیں اور نہ ہی پانی ان کے پاس ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے۔ اُنھوں نے آتے ہی فرمایا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر لوگوں کو روک رکھا ہے۔ یہاں پانی نہیں اور نہ ہی اُن کے پاس پانی ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ ابوبکر نے مجھے عتاب (ڈانٹ ڈپٹ) کیا اور جو کچھ اللہ نے چاہا اُنھوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میرا پہلو کچوکنا شروع کیا اور مجھے حرکت کرنے سے کوئی شئی منع نہ کرتی تھی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر آرام فرمانا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک سوئے رہے اور پانی وغیرہ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔ پھر سب لوگوں نے تیمم کیا۔ اُسید بن حُضَیر سے کہا اے ابوبکر کی آل یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے اس اُونٹ کو اُٹھایا جس پر میں سوار تھی تو اس کے نیچے ہار مل گیا۔

۳۴۳۵ ــــ شرح : اُسید بن حُضَیر نے کہا اے آل ابی بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ ان الفاظ میں حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت ہے۔ یہ کتاب الیتیم میں بھی مذکور ہے۔ حدیث ۳۲۱ ، ۳۲۹ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں۔ اس حدیث میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والد ماجد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت واضح ہوتی ہے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے ہار کا گم ہونا شرعی حکم کے اجراء کا سبب تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ۶ھ ہجری میں غزوہ بنی مصطلق کے سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بَیْداء یا ذات الجیش میں جو مدینہ منورہ کے قریب مقام ہے آرام فرمانے کے بعد

marfat.com

Marfat.com

قَالَ مَا شَآءَ اللّٰہُ ان یقولَ وجَعَل یَطْعُنُنِی بیدہٖ فی خَاصِرَتِی فلا یَمْنَعُنِی من التحرُّکِ الاَمَکَانُ رَسُوْل اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ فخذی فنام رَسُوْل اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حتی اَصبَحَ علیٰ غیر مَآءٍ فاَنزل اللّٰہُ اٰیَۃَ التَیَمُّم فتیمَّمُوا فقَالَ اُسید بن الحُضَیر مَا ھِیَ باَوَّلَ بَرَکتِکم یَا اٰلَ ابی بکر فقالت عائشۃ فبَعَثْنَا البعیرَ الذی کنتُ عَلَیْہِ فوَجَدنا العِقْدَ تَحْتَہٗ

کوچ کیا تو اس دوران ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گلے کا ہار جس کی مالیت بارہ درہم تھی گم ہوگیا اس کی تلاش میں صبح ہوگئی۔ حالانکہ اس مقام کے قرب وجوار میں پانی نہ تھا اور نہ ہی لوگوں کے پاس اتنا پانی تھا جس سے وہ وضو کرسکیں۔ اس مقام میں ایک اشکال ہے اس کی تقریر یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوندِ قدوس نے علم اولین و آخرین عطا کیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے "وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا"، اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے"، اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب وحکمت کے اسرار وحقائق پر مطلع کیا۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات اور احادیث سے بھی یہ ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ"، یعنی غیب جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مُسَلَّط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رَسُول کے ؛ انہیں غیوب پر مسلط کرتا ہے۔ اور اطلاع کامل اور کشفِ تام عطاء فرماتا ہے اور یہ علمِ غیب ان کے لئے معجزہ ہوتا ہے۔ اولیاء کو بھی اگرچہ غیوب پر اطلاع دی جاتی ہے۔ مگر انبیاء کا علم اولیاء کے علم سے بہت بلند وبالا وارفع واعلیٰ ہے۔ اور اولیاء انبیاء ہی کے وساطت سے اور انہی کے فیض سے علوم عطا ہوتے ہیں سید رسل صلی اللہ علیہ وسلم مرتضیٰ رسُولوں میں سب سے اعلیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اشیاء کے علوم عطا فرمائے جیسا کہ صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور یہ آیت حضور کے اور تمام مرتضیٰ رسُولوں کے لئے غیب کا علم ثابت کرتی ہے۔ صحیح بخاری میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ چند اشیاء سے متعلق پوچھا گیا جن کو آپ نے اچھا نہ جانا جب آپ پر سوالات کی کثرت ہوگئی تو آپ غصے سے بھر گئے اور لوگوں سے

marfat.com
Marfat.com

فرمایا جو کچھ چاہو پوچھو ایک شخص نے کہا میرا باپ کون ہے ؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر دوسرا کھڑا ہوا اور کہا یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے ؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ شیبہ کا مولی سالم ہے۔ بخاری کے بدء الخلق ص۴۵۳ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور ابتداء آفرینش سے لے کر کائنات میں ہونے والے تمام امور بیان فرما دیئے حتیٰ کہ جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک ہر شئ بیان فرما دی۔

علامہ کرمانی نے اس حدیث کی شرح میں ذکر کیا۔ الغرض سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبداء، معاش، اور معاد سب کی خبر دی۔ علامہ عینی نے کہا حدیث کا مدلول یہ ہے کہ آپ نے مخلوقات کے جمیع احوال کی خبر دی مذکورہ بالا آیات، احادیث اور صحیح کی اس حدیث میں واضح تضاد ہے کیونکہ جب آپ کو ہر شئ کا علم عطاء کیا گیا ہے تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کا علم کیوں نہیں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مذکور آیات و احادیث اور ہار کے فقدان کی حدیث میں تضاد نہیں جواب کی وضاحت سے پہلے تمہیداً شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا اجزاءِ روح میں کلام ذکر کرتے ہیں۔ شیخ دباغ رحمہ اللہ تعالیٰ نے روح کے سات اجزاء ذکر کئے ہیں ان میں سے پانچواں جزء عدمِ غفلت ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جس حد تک روح کے علم کی رسائی ہو اور جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہو اس قدر سے جہالت کے اوصاف اور علم کے اضداد کا انتفاء ہوتا ہے۔ یعنی روح کی علمی حدود اور بلوغ نظر میں جہالت اور علم کی ضد منتفی ہوتی ہے۔ لہٰذا اسے نہ تو سہو ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے علمی حدود کے معلومات میں نسیان ہوتا ہے اور اس کے نزدیک معلومات کا حصول تدریجی نہیں ہوتا بلکہ اس کی ایک نظر سے اس کے مبلغ علم کے معلومات دفعۃً واحدۃً حاصل ہو جاتے ہیں۔ رُوح کے علم کی یہ کیفیت نہیں کہ اگر وہ کسی شئ کی طرف متوجہ ہو تو دوسری اشیاء سے غافل ہو جائے بلکہ جب ایک شئ کی طرف رُوح کی التفات ہو تو دوسری اشیاء بھی اس کے ساتھ ہی حاصل ہو جاتی ہیں اور ان کی طرف توجہ کی حاجت باقی نہیں رہتی کیونکہ روح کے علوم فطری ہیں یعنی علوم روح کی فطرت میں داخل ہیں۔ ابتداءِ آفرینش میں اسے تمام علوم دفعۃً واحدۃً حاصل ہوتے ہیں اور جب تک رُوح کی ذات باقی رہتی ہے اس کے علوم بھی باقی رہتے ہیں اور اس کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ عدمِ غفلت سے یہی مراد ہے اور ہر روح کا یہی حال ہے۔ البتہ علوم کی مقدار میں روحیں مختلف ہیں۔ بعض روحوں کے علوم زیادہ اور بعض کے کم ہوتے ہیں۔ اور علم کے اعتبار سے تمام روحوں سے عظیم تر اور بلوغِ نظر میں قوی تر روح جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روح طیبہ ہے کیونکہ آپ کی رُوح تمام روحوں کی جان اور بادشاہ ہے اور وہ تمام جہانوں کے ذرات پر دفعۃ واحدۃ مطلع ہے اور اس کی اطلاع میں تدریج و ترتیب نہیں ہے۔ پھر جب آپ کی روح پاک اور آپ کی ذات مقدسہ میں مصاحبت ہوئی تو روح نے عدمِ غفلت میں آپ کی ذاتِ طاہرہ کی مدد کی حتیٰ کہ آپ کی ذات طاہرہ کسی سہو و نسیان کے لحوق کے بغیر عوالم کی ہر شئ پر مطلع ہوئی لیکن ذات کی اطلاع رُوح کی اطلاع سی نہیں کیونکہ رُوح کی اطلاع ذاتی ہے

marfat.com

Marfat.com

ندریجی اور ترتیبی نہیں اور ذاتِ طاہرہ کی اطلاع تدریجی اور ترتیبی ہے۔ یعنی عالَم کی جس شئی کی طرف ذات متوجہ ہوا سے معلوم کر لیتی ہے۔ لیکن یہ علم توجہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اسی طرح جب کسی اور شئی کی طرف ذات متوجہ ہوگی تو اس کا علم اسے حاصل ہوگا! حتیٰ کہ تمام جہانوں کی ہر شئی کا یہی حال ہوگا۔ لہٰذا ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کی ہر شئی پر علمی تسلط حاصل ہے جو بواسطہ التفاتات ہے اور تمام علوم کے حصول دفعی میں جو روح کی طاقت ہے وہ آپ کی ذاتِ طاہرہ کو حاصل نہیں۔ اسی طرح عدم غفلت میں روح اور ذات مختلف ہیں۔ روح میں تو اس کی تفسیر ذکر کر دی گئی ہے۔ اور ذات بھی یوں ہے کہ جب ذات کسی طرف متوجہ ہو تو وہ شئی یقیناً اسے حاصل ہوتی ہے اور اس طرف توجہ کرنے میں سہو و نسیان اور غفلت وغیرہ طاری نہیں ہوتے اور جب کسی شئی کی طرف متوجہ نہ ہو تو اس سے غفلت بھی ہو سکتی ہے اور اسے سہو و نسیان بھی ہو سکتا ہے اسی لئے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِیْتُ فَذَکِّرُوْنِیْ یہ آپ نے اس وقت فرمایا جبکہ آپ کو نماز میں سہو ہوا اور صحابہ نے آپ کو خبردار نہ کیا تھا اسی تقریر سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے حقیقت کو اس کا حق دیا اور شریعت کو اس کا حق دیا۔

اس تمہید کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حالت حقیقیہ ہے جسے حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اسے تمام عوالم کے علوم دفعۃً وَّاحدۃً حاصل ہیں اور دوسری حالت بشریہ ہے جسے علوم کے حصول میں التفات کی احتیاج ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الصلوٰۃ میں اِن دونوں حالتوں کو ذکر کیا ہے۔ لہٰذا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف حقیقہ محمدیہ کے اعتبار سے دفعی ہے اور حالت بشریہ کے لحاظ سے تدریجی ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ یعنی خداوند قدوس جل مجدہ الکریم نے قرآن کی تعلیم دی انسان کو پیدا کیا اسے بیان سکھایا۔ قرآن کے الفاظ کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ تخلیقِ انسان سے تعلیم قرآن مقدم ہے۔ معلوم ہوا کہ خداوند قدوس نے انسان کو پیدا کرنے سے پہلے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھایا تھا۔ کیونکہ آپ ہی مخلوق اوّل اور عقل اوّل ہیں حدیث شریف میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے پہلے میری روح کو پیدا کیا لہٰذا یہ واضح ہوا کہ آپ کو ہی قرآن کی تعلیم دی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہر رطب و یابس قرآنِ کریم میں ہے اور قرآن ہر شئی کا کامل بیان ہے۔ لہٰذا اللہ نے آپ کو ہر شئی کا علم عطا کیا۔ اس مختصر تقریر سے اشکال مندفع ہو گیا۔ اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ تیمم کی آیت کسی شہر، قریہ اور قصبہ میں نازل نہ ہو سکتی تھی اس کے نزول کا مقام صرف وہ جگہ ہو سکتی تھی جہاں دُور دُور تک پانی میسر نہ ہو سکتا ہو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ہار اس آیت کے نزول کا سبب بنا اور اللہ تعالیٰ نے اس طرف سے آپ کی توجہ اور التفات کو ہٹا دیا حتیٰ کہ تیمم کی آیت نازل ہوئی اس کی تائید میں بکثرت صحیح احادیث ہیں چنانچہ بخاری کی کتاب العلم میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سینہ سے لگا کر فرمایا اے اللہ ابن عباس کو قرآن کا علم عطا فرما۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

کا بیان ہے اگر میرے اونٹ کی رسی جس کے ساتھ میں اس کا گھٹنا باندھتا ہوں گم ہو جائے تو اسے اللہ کی کتاب میں تلاش کر لیتا ہوں حالانکہ ابن عباس کو اللہ کی کتاب کا علم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے تھا۔ تو منبع فیوض سے ام المؤمنین کا ہار جو اونٹ کے نیچے پڑا ہوا تھا کیسے مخفی رہ سکتا تھا۔ ابو داؤد میں زید بن خالد جہنی سے روائت ہے کہ ایک شخص خیبر کے روز فوت ہو گیا۔ لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اس کی نمازِ جنازہ کیوں نہیں پڑھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مرنے والے شخص نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے۔ یہ سن کر ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں موتیوں اور جواہر سے مرصع ہار ملا جو اس نے چھپا رکھا تھا۔ آخر یہ بھی تو ہار ہی تھا اور ام المؤمنین کا بھی ہار تھا۔ وہ اونٹ کے نیچے پڑا ہوا تھا یہ سامان میں چھپا ہوا تھا معلوم ہوا کہ عدمِ التفاتِ عدم علم کو مستلزم نہیں یہاں ہم ایک بات واضح کر دیں کہ علمِ غیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے مختص تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ" زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا لہٰذا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ بذاتِ خود اللہ ہی غیب جانتا ہے۔ اور انبیاء کرام اور ان کی اتباع میں اولیاء اللہ کو اللہ غیب پر مطلع کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

"عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ"

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے"

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جس کے ساتھ وہ منفرد ہے کسی کو مسلط نہیں کرتا یعنی اطلاع کامل نہیں دیتا جس سے حقائق کا کشفِ تام اعلیٰ درجہ یقین کے ساتھ حاصل ہو۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے انہیں غیوب پر مسلط کرتا ہے اور اطلاع کامل اور کشفِ تام عطاء فرماتا ہے اور یہ علمِ غیب ان کے لئے معجزہ ہے۔ اولیاء کو بھی اگرچہ غیوب پر اطلاع دی جاتی ہے مگر انبیاء کا علم باعتبار کشفِ اولیاء کے علم سے بہت بلند و بالا و ارفع و اعلیٰ ہے اور اولیاء کے علوم انبیاء ہی کے وساطت اور انہی کے فیض سے ہوتے ہیں

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ولی جو نبی کے تابع ہو اسے بھی اللہ تعالیٰ غیب پر مطلع کرتا ہے۔

اگر علم ذاتی اور عطائی کا قول نہ کیا جائے تو غیب کی آیات میں تضاد اور اختلاف پایا جائیگا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر قرآن اللہ کی کتاب نہ ہوتی تو اس میں اختلاف پایا جاتا۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

٣٤٣٦ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَّا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ تَابَعَهٗ جَرِيْرٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ وَمُعَاوِيَةُ وَمُحَاضِرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ

ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابہ کو گالی مت دو۔

٣٤٣٦ ــــ اگر تم میں سے کوئی اُحد کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہ کے ایک سیر بھر یا آدھے سیر کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا جریر بن عبدالحمید، عبداللہ بن داؤد، ابومعاویہ اور محاضر نے اعمش سے روایت کرنے میں شعبہ کی متابعت کی ہے۔

٣٤٣٦ ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لفظ "لَا تَسُبُّوْا" میں مخاطب کون لوگ ہیں؟ صحابہ تو تمام حاضر اور موجود تھے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ مخاطب ہیں جو زمانہ مستقبل میں صحابہ کے علاوہ مسلمان پیدا ہوں گے ان کو موجود سمجھ کر خطاب کیا گیا ہے (کرمانی)

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ایک صحابی ایک سیر کھجور صدقہ کرے حالانکہ وہ اس کا محتاج ہے ..... وہ دُوسرے امیر لوگوں کے اموالِ کثیرہ خرچ کرنے سے افضل ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا کہ صحابہ کرام کو بُرا کہنا حرام ہے۔ چونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں لہٰذا ان کو بُرا کہنا بطریقِ اَوْلیٰ حرام ہے۔ اس حیثیت سے یہ حدیث ابوبکر صدیق کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

اہل عراق اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مد دو رطل کا ہوتا ہے۔ جس کا وزن ایک سیر ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۴۳۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ اَبُوالْحَسَنِ ثَنِیْ يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ ثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ اَبِیْ نَمِرٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْمُوْسٰى الْاَشْعَرِیُّ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ فِیْ بَيْتِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ لَاَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَاَكُوْنَنَّ مَعَهٗ يَوْمِیْ هٰذَا قَالَ فَجَآءَ الْمَسْجِدَ فَسَاَلَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا خَرَجَ وَوَجَّهَ هٰهُنَا فَخَرَجْتُ عَلٰى اَثَرِهٖ اَسْاَلُ عَنْهُ حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ اَرِيْسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيْدٍ حَتّٰى قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَهٗ فَتَوَضَّاَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى بِئْرِ اَرِيْسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِی الْبِئْرِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لَاَكُوْنَنَّ بَوَّابَ

۳۴۳۷ — ترجمہ : سعید بن مسیب سے روائت ہے۔ اُنھوں نے کہا مجھ سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اپنے گھر میں وضوء کرکے باہر نکلے اور دل میں خیال کیا کہ میں آج جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہوں گا اور آپ کے ساتھ رہوں گا۔ وہ مسجد میں آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں آپ کے قدموں کے نشان پر چلتا رہا اور آپ کے متعلق لوگوں سے پوچھتا رہا حتی کہ میں چاہِ اریس پر جا پہنچا اور دروازہ پر بیٹھ گیا۔ اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں کا تھا۔ حتی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاءِ حاجت سے فارغ ہوئے۔ آپ نے وضوء فرمایا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ چاہِ اریس پر بیٹھے ہوئے اس کے چبوترے کے درمیان تشریف فرما تھے اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھا کر انہیں کنوئیں میں لٹکا رکھا تھا۔ میں سلام عرض

marfat.com

Marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْیَوْمَ فَجَآءَ اَبُوْبَکْرٍ فَدَفَعَ
الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٌ فَقُلْتُ عَلٰی رِسْلِکَ
ثُمَّ ذَھَبْتُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا اَبُوْبَکْرٍ یَسْتَأْذِنُ فَقَالَ
ائْذَنْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰی قُلْتُ لِاَبِیْ بَکْرٍ اُدْخُلْ
وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُبَشِّرُکَ بِالْجَنَّۃِ فَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ
فَجَلَسَ عَنْ یَمِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَہٗ فِی الْقُفِّ
وَدَلّٰی رِجْلَیْہِ فِی الْبِئْرِ کَمَا صَنَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَشَفَ
عَنْ سَاقَیْہِ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَکْتُ اَخِیْ یَتَوَضَّأُ وَ
یَلْحَقُنِیْ فَقُلْتُ اِنْ یُرِدِ اللّٰہُ بِفُلَانٍ یُرِیْدُ اَخَاہُ خَیْرًا یَأْتِ بِہٖ

کرکے واپس آکر دروازہ بیٹھ گیا اور دل میں خیال کیا کہ آج جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا۔ اچانک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور اُنھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا یہ کون ہے؟ اُنھوں نے کہا میں ابوبکر ہوں میں نے کہا ذرا ٹھہریئے پھر میں حضور کی خدمت میں چلا گیا اور عرض کیا یارسُولَ اللہ! ابوبکر اجازت طلب کرتے ہیں آپ نے فرمایا انہیں اجازت دے دو اور ساتھ ہی انہیں جنت کی خوشخبری بھی دے دو میں آیا اور ابوبکر سے کہا اندر آیئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چبوترے پر دائیں طرف بیٹھ گئے اور کنوئیں میں اپنے پاؤں لٹکا دیئے۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھا لیا۔ پھر میں واپس چلا گیا اور دروازہ پر بیٹھ گیا میں اپنے بھائی کو وضو کرتے چھوڑ آیا تھا اور وہ میرے پیچھے آنے والا تھا۔ میں نے دل میں کہا اگر فلاں کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرے ان کی مراد اپنا بھائی تھا، تو اسے یہاں لے آئے۔ اچانک کوئی دروازے کو حرکت دے رہا ہے۔ میں نے کہا کون ہو؟ اُس نے کہا عمر بن خطاب ہوں میں نے کہا ذرا ٹھہریں پھر میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور سلام عرض کیا اور عرض کیا عمر فاروق حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

فَاذَا انْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ ثُمَّ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ
ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجِئْتُ وَقُلْتُ اُدْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهٖ وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِى الْبِئْرِ ثُمَّ رَجَعْتُ
فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ اِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهٖ فَجَاءَ انْسَانٌ
يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْتُ
عَلٰى رِسْلِكَ وَجِئْتُ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنْ
لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ فَجِئْتُهٗ فَقُلْتُ لَهٗ اُدْخُلْ
وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُكَ
فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِئَ فَجَلَسَ وُجَاهَهٗ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ
قَالَ شَرِيْكٌ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جنت کی خوشخبری دو میں وہاں سے
ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ وسلم آپ کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں وہ کہنے لگے اور جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی دائیں جانب چبوترے پر بیٹھ گئے اور پنڈلیاں کنویں میں لٹکا دیئے
پھر میں واپس چلا گیا اور بیٹھ گیا اور جی میں کہا اگر اللہ تعالیٰ فلاں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو وہ بھی
آجائے چنانچہ کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹانے لگا میں نے کہا کون ہے اس نے کہا میں عثمان ہوں
میں نے کہا ذرا ٹھہریں پھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کو بتایا کہ

marfat.com
Marfat.com

طالب اجازت ہیں) تو آپ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور انہیں جنت کی خوشخبری دو ایک مصیبت میں جو انہیں پہنچے گی۔ میں نے اُن سے کہا اندر آجائیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے ایک مصیبت میں جو تمہیں پہنچے گی۔ وہ اندر آگئے تو چبوترہ پُر ہو چکا تھا۔ آپ دوسری طرف سامنے بیٹھ گئے۔ شریک نے کہا سعید بن مسیب نے کہا میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں کی جگہ سے کی

۳۴۳۷ شرح : اس حدیث میں خلفاء ثلاثہ کی فضیلت کا واضح بیان ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن سے افضل ہیں۔ کیونکہ ان کو جنت کی خوشخبری پہلے دی گئی جبکہ ان کی نشست جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب تھی۔ یہ ان کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے۔ اَرِیس مدینہ منورہ میں مشہور باغ ہے جو قباء کے قریب ہے۔ اسی کنوئیں میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگلی سے گر گئی تھی۔

قُفّ ،، کنوئیں کا کنارہ ہے۔ زمین سے اُونچی ٹھوس جگہ کو بھی قُفّ کہا جاتا ہے (نووی)

بعض نے کہا قُفّ کنوئیں کے چاروں طرف گھیرے کو کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع قفاف ہے۔ بعض نے کہا اسے یابس بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ کنوئیں کے ارد گرد کا گھیرا غالباً خشک ہوتا ہے اس لئے اسے یابس کہا جاتا ہے (عینی)

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الجنائز میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دربان نہ تھا۔ لہٰذا وہ روائت اس حدیث کے معارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس کا مقصد یہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی دربان نہ تھا۔

اِمْلِكَ ،، اپنے حال پر ٹھہرے رہو۔ یہ اسم فعل ہے۔

حدیث میں نشست کی مذکور حالت کی قبور سے تاویل اس طرح ہے کہ مذکور کنوئیں کے چبوترے پر ابوبکر اور عمر فاروق کا آپ کے ساتھ بیٹھنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے قبور میں معیت ہوگی اگرچہ دائیں بائیں کے اعتبار سے نہیں اور حضرت عثمان ان کے سامنے جنت البقیع میں مدفون ہوں گے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۴۳۸ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ

۳۴۳۸ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی اُحد پہاڑ پر چڑھے تو وہ ان کے ساتھ حرکت کرنے لگا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اُحد ٹھہر جا، تیرے اُوپر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔

۳۴۳۸ــ شرح : اُحُد، مدینہ منورہ سے تین میل دُور پہاڑ ہے۔ مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حراء پر تھے جبکہ آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان تھے ــ رضی اللہ عنہم۔ حراء مکہ مکرمہ میں ایک پہاڑ ہے۔

دراصل یہ واقعہ ایک نہیں لہٰذا روایات میں تضاد نہیں۔ جب اُحد یا حراء حرکت میں آیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ٹھہر تیرے اُوپر ایک صدیق اور وہ ابوبکر ہیں اور دو شہید ہیں اور وہ عمر و عثمان ہیں رضی اللہ عنہما۔ اس حدیث میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ آپ نے انہیں صدیق فرمایا یعنی بہت سچ بولنے والا۔ نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ آپ کا پہاڑوں پر تسلط ہے۔ ابن منیر نے کہا پہاڑ کے لرزنے میں حکمت یہ ہے کہ جب پہاڑ لرزنے لگا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی وضاحت کرنا چاہی کہ پہاڑ کا یہ لرزہ ایسا نہیں جیسے وہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ساتھ حرکت میں آیا تھا۔ جبکہ یہودیوں نے اللہ کے کلمات میں تحریف کی تھی۔ اس وقت پہاڑ غیظ و غضب سے لرزہ تھا اور اُحد یا حراء کا لرزہ فرح و سرور کے باعث تھا کہ اس کی اتنی خوش قسمتی ہے کہ اس پر ایسی ہستیاں تشریف فرما ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے۔ اسی لئے یہ حدیث مقام نبوت صدیقیت اور شہادت پر واضح نص ہے اور یہ سرور کے بَواعِث تھے جب آپ نے ٹھہرنے کا حکم دیا تو وہ ٹھہر گیا ؎ وَمَالَ حِراءٌ تَحْتَهٗ فَرَحًا بِهٖ ؛ فَلَوْلَا مَقَالُ اُسْكُنْ تَضَعْضَعَ وَانْقَضَا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے حراء رقص کرنے لگا اگر آپ اسے اُسْکُنْ نہ فرماتے

marfat.com
Marfat.com

۳۴۳۹ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ ثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا اَنَا عَلٰى بِئْرٍ اَنْزِعُ مِنْهَا جَآءَنِىْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِىْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدَىْ اَبِىْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِىْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِىْ فَرِيَّهٗ فَنَزَعَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ قَالَ وَهْبٌ اَلْعَطَنُ مَبْرَكُ الْاِبِلِ يَقُوْلُ حَتّٰى رَوِيَتِ الْاِبِلُ فَاَنَاخَتْ

تو وہ حرکت کرتا رہتا۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آپ کے قدم میمنت سے سخت ترین پہاڑوں کو فرحت و سرور حاصل ہوتا ہے۔

ترجمہ : نافع سے روائت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دفعہ ۳۴۳۹ —
(خواب میں) میں نے دیکھا کہ میں ایک کنوئیں پر اس میں سے پانی کھینچ رہا ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ابوبکر اور عمر آئے اور ابوبکر نے آتے ہی ڈول پکڑ لیا اور ایک دو ڈول (پانی) نکالا اور ان کے کھینچنے میں کچھ ضعف تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے بخشے پھر عمر بن خطاب نے ابوبکر کے ہاتھ سے ڈول پکڑ لیا پھر وہ ان کے ہاتھ میں بڑا ڈول ہو گیا۔ میں نے لوگوں میں سے کوئی قوی تر شخص ایسا نہیں پایا جو عمر کی طرح ڈول نکالتا ہو۔ وہب نے کہا۔ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ "عَطَنٌ" ہے۔ کہتے ہیں اونٹ سیراب ہو گئے اور بیٹھ گئے

شرح : یعنی "حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ" کا معنی یہ ہے حتی کہ اونٹ ۳۴۳۹ —
سیراب ہو کر بیٹھ گئے۔ قاضی بیضاوی نے کہا کنوئیں سے دین

marfat.com
Marfat.com

۳۴۴۰ — حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ حُسَيْنِ الْمَكِّيُّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِیْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰی سَرِيْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِیْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰی مَنْكِبِیْ يَقُوْلُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْ اَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِاَنِّیْ كَثِيْرًا مَّا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی طرف اشارہ ہے جس کے پانی کا منبع نفوس کی حیات ہے۔ اور معاش و معاد کا معاملہ کامل ہوتا ہے۔ اور پانی کا کھینچنا دین کے اَوَامِر اور اس کے احکام کا اجراء ہے۔

حدیث میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پانی کے ڈول کھینچنے میں ضعف و ناتوانی غیر قادح ہے ضعف سے آپ کے زمانہ میں لوگوں کے مرتد ہو جانے اور اختلاف کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ آپ نرم مزاج تھے اور لوگوں سے اچھے تعلقات استوار کرنے کے خواہش مند تھے۔

نیز اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت دو برس ہے۔ اور وہ عمر فاروق سے مقدم اور افضل ہیں (عینی) علامہ قسطلانی نے ذکر کیا اس حدیث میں حضرت عمر فاروق کی خلافت کی مدت کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے عہدِ خلافت میں اسلام کو غلبہ ہوا اور اس کے حدود محفوظ ہوئے اور اہلِ اسلام کو بہت قوت حاصل ہوئی۔ حدیث ع ۳۳۹۹ اور ع ۳۴۳۰ کی شروح کا مطالعہ فرمائیں!

۳۴۴۰ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں لوگوں میں کھڑا تھا۔ وہ عمر فاروق کے لئے اللہ سے دُعاء کر رہے تھے۔ جبکہ انہیں ایک چارپائی پر لٹایا گیا تھا۔ اچانک میرے پیچھے ایک شخص نے میرے کندھوں پر اپنی کہنی رکھی جبکہ وہ یہ کہہ رہا تھا۔ اللہ تیرے اُوپر رحم کرے میں یہی اُمید کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا۔ کیونکہ بہت دفعہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنتا تھا کہ میں اور ابوبکر اور عمر تھے۔ میں نے اور ابوبکر اور عمر نے کیا میں اور ابوبکر اور عمر چلے اس لئے مجھے یہ اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے ساتھ رکھے گا۔

marfat.com
Marfat.com

يَقُوْلُ كُنْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَاِنْ كُنْتُ لَاَرْجُوْاَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ

۳۴۴۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكُوْفِيُّ ثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ اَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ اَبِيْ مُعَيْطٍ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ رِدَآءَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ بِهٖ خَنْقًا شَدِيْدًا فَجَآءَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَفَعَهٗ عَنْهُ فَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ

میں نے پیچھے مُڑکر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے "رضی اللہ عنہ"

شرح : اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی منقبت اور فضیلت ہے۔ کیونکہ آپ ہر بات میں عمر فاروق سے مقدم تھے۔ جیسا کہ

۳۴۴۰ —

اس حدیث میں ابوبکر کا کُنْتُ پر عطف ہے۔ اس مسئلہ میں بصریوں اور کوفیوں میں اختلاف ہے کہ ضمیر مرفوع متصل پر ضمیر فصل سے تاکید کے بغیر عطف جائز ہے یا نہیں۔ اس حدیث میں عدمِ جواز کے قائلین کا ردّ ہے۔ لیکن اُصَیلی کی روائت میں ہے کُنْتُ انا وابابکر وعمر۔ اس وقت عطف ضمیر منفصل پر ہوگا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مناقب کی حدیث میں تاکید کے ساتھ عطف مذکور ہے!

ترجمہ : عروہ بن زبیر نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرو سے سخت ترین

۳۴۴۱ — حال کے متعلق دریافت کیا جو مشرکوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اُنھوں نے کہا میں نے عُقبہ بن ابی مُعَیط کو دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے اپنی چادر آپ کی گردن میں ڈالی اور اس کے ساتھ زور سے

marfat.com
Marfat.com

مَنَاقِبُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَبِیْ حَفْصٍ الْقُرَشِیِّ الْعَدَوِیِّ

۳۴۴۲ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ الْمَاجِشُوْنَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْکَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُنِیْ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ فَاِذَا اَنَا

گھونٹنا شروع کیا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس کو آپ سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے معجزات لائے ہیں۔

۳۴۴۱ــــ شرح : عُقْبَہ بْنُ اَبِیْ مُعَیْط اُمَوِی بدر کی جنگ میں کافر قتل ہُوا۔ اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے۔ کیونکہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد زبان اور ہاتھ یعنی قول اور فعل سے کی۔ جبکہ کفار کا بہت غلبہ تھا۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا۔ بعض نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آلِ فرعون کے مومن سے افضل ہیں کیونکہ اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے مدد کی تھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زبان کے بعد ہاتھ استعمال کیا اور قول و فعل سے آپ کی مدد کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات

زبیر بن بکار نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سِل کی مرض سے فوت ہُوئے۔ واقدی نے کہا اُنھوں نے سردی کے دن غسل کیا تو بیمار ہو گئے اور پندرہ روز کے بعد فوت ہو گئے۔ کہا گیا ہے یہودیوں نے آپ کو کھانے میں زہر کھلا دیا تھا۔ آپ نے تیرہ ہجری میں ۲۲۔ جمادی الاخریٰ بمطابق ۲۳۔ اگست ۶۳۴ء میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

marfat.com

Marfat.com

انا بالرُّمَیصَاءِ امرأۃ ابی طلحۃ وسمعت خشفۃ فقلت من
ھٰذا فقال ھٰذا بلال ورأیت قصرا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن
ھٰذا فقال لعمر بن الخطاب فاردت ان ادخلہ فانظر الیہ
فذکرت غیرتک فقال عمر بابی وامی یارسول اللہ اعلیک اغار

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۲۶ - ذوالحجہ ۲۳ھ مطابق ۶ - اکتوبر ۶۴۴ء

آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے - امیر المؤمنین ابو حفص عمر بن خطاب بن نُفَیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب قرشی عدوی - آپ کی والدہ حَنْتَمہ بنت ہاشم بن مغیرہ مخزومیہ ہے - ابو نعیم نے محمد بن اسحاق کے طریق سے ذکر کیا کہ آپ کی والدہ حَنْتَمہ بنت ہشام ابو جہل کی بہن ہے - آپ فُجّار اعظم کے چار سال بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت (اظہارِ نبوت) کے تیس ۳۰ برس قبل پیدا ہوئے - جاہلیت میں آپ کے ذمہ سفارت تھی - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہارِ نبوت کے وقت مسلمانوں پر بہت سختی کیا کرتے تھے - پھر مسلمان ہوگئے - آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اور اُنھوں نے سخت مصائب اور تنگ زندگی سے نجات پائی - عبد اللہ بن مسعود نے کہا ہم نے عمر فاروق کے اسلام لانے کے بعد علانیہ نماز پڑھی -

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حُلیہ

ابن ابی دنیا نے صحیح سند کے ساتھ ابو رجاء عطاردی سے روائت کی کہ حضرت عمر فاروق بہت لمبے اور جسیم تھے - آپ کے سَر پہ بال نہیں تھے - آپ کا رنگ سُرخ تھا مونچھیں لمبی تھیں (لیکن آج کل کے لوگوں سی نہیں جو اخباری نشانہ بنتے ہیں) رخسارے ہلکے تھے - زِرّ بن حُبَیش نے کہا میں نے عمر کو اصلع دیکھا جب کہ آپ کا رنگ گندمی تھا - آپ لوگوں میں چلتے تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ گھوڑے پر سوار

marfat.com
Marfat.com

زِرّ بن حُبَیش نے کہا میں نے یہ عمر فاروق کی اولاد میں سے کسی سے ذکر کیا تو اُس نے کہا ہم نے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ آپ کا رنگ سفید تھا۔ عام رمادہ (قحط سالی کا زمانہ) کے دوران آپ نے گوشت اور گھی کا استعمال ترک کر دیا اور تیل کھانا شروع کر دیا تو آپ کا رنگ متغیر ہو گیا جبکہ پہلے آپ کا رنگ سُرخ تھا اور بھوکا رہنے سے تبدیل ہو گیا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے لئے دُعاء فرمانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعہ غلبہ عطا کر جب صبح ہُوئی تو عمر فاروق جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہُوئے۔ ابو یعلی نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عمر سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام دونوں میں سے جو تجھے محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو غلبہ عطا فرما تو یہ سعادت عمر فاروق کو نصیب ہُوئی۔ ابن سعد نے حسن سند کے ذریعے سعید بن مسیّب سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمر بن خطاب یا ابوجہل کو دیکھتے تو فرماتے اے اللہ! ان دونوں میں سے جو تجھے محبوب ہے اس کے ذریعہ اسلام کو مضبوط فرما! دار قطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اسلام کو عمر یا عمرو بن ہشام کے ذریعہ غلبہ عطا فرما۔ ایک روائت میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دُعاء کرتے ہُوئے فرمایا اے اللہ عمر کے ذریعہ دین کو مضبوط کر!

۳۴۴۲ — ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو جنت میں داخل دیکھا۔ اچانک وہاں میں نے ابوطلحہ کی بیوی رُمَیْصَاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی چاپ سُنی تو دریافت کیا یہ کون ہے؟ فرشتہ نے کہا یہ بلال ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک عورت بیٹھی ہُوئی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے۔ فرشتہ نے کہا یہ محل عمر فاروق کا ہے۔ میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا کہ اسے دیکھوں پھر تمہاری غیرت کو یاد کیا عمر فاروق نے عرض کیا یا رَسُولَ اللہ! میری ماں اور باپ قربان ہوں کیا میں نے آپ پر غیرت کرنی ہے؟

۳۴۴۲ — شرح: رُمَیْصَاء، رَمْصَآء کی تصغیر ہے جو ارمص کی تانیث ہے ان کا نام سہلہ بنت ملحان ہے ان کو رُمیصاء اس لئے کہا جاتا

marfat.com

Marfat.com

۳۴۴۳ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ ثَنَا اللَّيْثُ ثَنِیْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ فَاِذَا امْرَاَةٌ تَتَوَضَّاُ اِلٰی جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهٗ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكٰی عُمَرُ وَقَالَ اَعَلَيْكَ اَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۳۴۴۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْكُوْفِیُّ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ

ترجمہ : سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے سوتے میں اپنے آپ کو جنت میں پایا۔ اچانک دیکھا کہ ایک عورت محل کے پاس وضوء کر رہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے۔ فرشتہ نے کہا کہ عمر فاروق کا محل ہے۔ میں نے ان کی غیرت کا خیال کیا اور واپس آگیا۔ عمر فاروق رو پڑے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں نے آپ پر غیرت کرنی ہے؟

(حدیث ۳۰۳۰ کی شرح دیکھیں)

۳۴۴۳ — ترجمہ : حمزہ بن عبداللہ نے اپنے والد سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں اتنا دودھ پیا کہ میں سیرابی کو دیکھ رہا تھا کہ وہ میرے ناخنوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ پھر میں نے عمر کو دیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس کی تاویل کیا کی ہے؟

ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جگہ سفید میل نکلتی تھی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ، انس بن مالک کی والدہ ابوطلحہ زید بن سہل انصار کی بیوی اور ام حرام بنت ملحان کی ہمشیرہ ہیں۔ خشفۃ ،، قدم کی ہلکی سی آواز ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اَعَلَيْكَ اَغَارُ، یہ اصل میں اَعَلَيْهَا اَغَارُ مِنْكَ تھا۔ اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ جنت مخلوق ہے۔ رُمَيْصَاءُ کا جنت میں وضوء کرنا بطور تکلیف نہ تھا۔

marfat.com
Marfat.com

حَمْزَةُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ يَعْنِي اللَّبَنَ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَى الرِّيِّ يَجْرِيْ فِيْ ظُفُرِيْ اَوْ فِيْ اَظْفَارِيْ ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ قَالَ الْعِلْمَ

۳۴۴۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيْرٍ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ سَالِمٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلٰى قَلِيْبٍ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيْفًا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ الْعَبْقَرِيُّ عِتَاقُ الزَّرَابِيِّ وَقَالَ يَحْيَى الزَّرَابِيُّ الطَّنَافِسُ لَهَا خَمْلٌ رَفِيْقٌ مَبْثُوْثَةٌ كَثِيْرَةٌ وَسَيِّدُ الْقَوْمِ اَعْنِي الْعَبْقَرِيَّ

فرمایا: علم (حدیث ۸۱ کی شرح دیکھیں)

۳۴۴۵ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میں ایک کنوئیں پر اونٹنی کے ڈول سے پانی نکال رہا ہوں۔ پھر ابوبکر آئے اور انھوں نے ایک یا دو ڈول کمزوری سے نکالے۔ اللہ انہیں معاف فرمائے۔ پھر عمر بن خطاب آئے تو ڈول بہت بڑا ہوگیا۔ میں کسی قوی تر شخص کو نہیں پایا جو عمر کی طرح ڈول نکالتا ہو۔ حتی کہ لوگ سیراب ہوگئے اور آرام سے بیٹھ گئے۔ ابن جُبَیر نے کہا عبقری، خوبصورت بچھونے، یحییٰ نے کہا زَرَابِیُّ، باریک کناروں والی چادریں۔ مبثوثہ بہت زیادہ اور وہ قوم کا سردار ہے۔ یعنی عبقری قوم کا سردار ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۴۷/ ۳۴۴۶ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهٗ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهٗ وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهٖ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَاَذِنَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۴۴۵ ـــ شرح : امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث میں مذکور کسی لفظ کی مناسبت سے قرآن کی آئت کریمہ کے الفاظ کی تشریح کر دیتے ہیں جس میں حدیث کا لفظ مذکور ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ "یعنی تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونا اور منقش خوبصورت چاندنیوں پر۔ مصنف نے عبقری کی تفسیر عتاق زرابی سے کی۔ عتاق سے مراد خوبصورت زرابی۔ زَرْبِيَّةٌ کی جمع ہے اور وہ لمبا چوڑا بچھونا خوبصورت بچھونا ہے طَنَافِس طُنْفُسَةٌ کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ بچھونا ہے۔ اور نمل باریک کنارے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو بیان کیا ہے۔ یہ عبقری کا لغوی معنیٰ ہے۔ اور حدیث میں اس سے مراد قوم کا سردار ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حدیث میں یحیی سے مراد یحیٰی بن سعید قطان ہیں کیونکہ وہ حدیث کے راوی ہیں۔ حدیث میں مذکور " بِدَلْوٍ بَكَرَةٍ " دلو مضاف اور بکرۃ مضاف الیہ ہے۔ بکرہ کا معنی طاقتور اونٹنی ہے۔ یعنی جس ڈول کے ساتھ اونٹنی پانی نکالتی ہے۔ اس تقدیر پر حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ڈول کے ساتھ پانی نکالا جس سے صرف طاقتور اونٹنی ہی نکال سکتی ہے۔ اگر بَكَرَةٌ" کا کاف مفتوح پڑھا جائے تو اس سے مراد وہ گول لکڑی ہے جس کے ساتھ ڈول باندھا ہوتا ہے۔

(حدیث ۳۳۹۹ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَآءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ يَا عُدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

٣٤٤٦ - ٣٤٤٧ — ترجمہ : محمد بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سعد سے روائت کی کہ عمر بن خطاب نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جبکہ آپ کے پاس قریشی عورتیں بیٹھی ہوئی (ازواج مطہرات) آپ سے گفتگو کر رہی تھیں اور ان کی آوازیں آپ کی آواز پر بلند ہو رہی تھیں۔ جب عمر بن خطاب نے اجازت طلب کی تو وہ جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو اجازت دے دی۔ وہ اندر آئے جبکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کے دندان مقدسہ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ان عورتوں سے تعجب کیا جو میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں جب تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسُول اللہ! آپ زیادہ لائق ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں پھر کہا اپنی جانوں کی دشمنو! کیا مجھ سے ڈرتی ہو اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی ہو۔ اُنھوں نے کہا: تم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت اور گفتگو میں سخت ہو۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب! چھوڑو اس طرف آؤ۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کسی راہ میں چلنے والا شیطان تم سے نہیں ملتا مگر وہ راستہ چھوڑ کر اور راہ اختیار کر لیتا ہے۔

٣٤٤٦ - ٣٤٤٧ — شرح : اس حدیث میں عنوان سے مناسبت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شیطان بھی ڈرتا ہے

marfat.com
Marfat.com

حتی کہ وہ راستہ ہی چھوڑ جاتا ہے جس راستے میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ چل رہے ہوں جو عورتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں وہ ازواج مطہرات تھیں کیونکہ دوسری عورتیں آپ کے پاس بلند آواز نہیں کر سکتی ہیں۔ آپ کی بیویاں آپ سے زیادہ خرچہ طلب کرتی تھیں اور معمول سے زیادہ کا مطالبہ کرتی تھیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ وہ آپ سے سوال و جواب بکثرت کرتی تھیں۔ علامہ عینی نے کہا یہ معنی زیادہ واضح ہے۔ کیونکہ "یَسْتَکْثِرْنَہٗ" میں ضمیر منصوب کا مرجع کلام ہے۔ جس پہ لفظ "یُکَلِّمْنَہٗ" دلالت کرتا ہے۔ پھر یہاں اس پہ قرینہ بھی موجود ہے۔ جو اس معنیٰ کی تائید کرتا ہے۔ وہ یہ کہ حضور کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ "یَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِہِنَّ" سے آپ کی بیویوں کو خطاب نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لئے ظاہر یہی ہے کہ وہ عورتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے علاوہ تھیں اور اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے آئی تھیں۔ کیونکہ ان عورتوں کے شوہر غائب تھے۔ وہ ضروریاتِ زندگی نہ ہونے کے باعث حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں اور آپ سے کھانے پینے کی اشیاء طلب کرتی تھیں۔ جبکہ آپ ہر صاحب حاجت کی حاجت پورا کیا کرتے تھے اور آپ سے گفتگو میں ان کی آوازیں بلند ہو گئی تھیں" اور اس وقت آیت کریمہ "لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ" اپنی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو، نازل نہیں ہوئی تھی۔ یا عورتوں کے اجتماع کے باعث ان کی آواز بلند ہو رہی تھی۔ ہر ایک عورت کی آواز حضور کی آواز سے بلند نہ تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کلام "اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ" کثرتِ ضحک کے لئے دعا نہیں بلکہ اس کا لازم مراد ہے وہ یہ کہ آپ ہمیشہ خوش رہیں۔ "اَفَظّ اور اَغْلَظ" دونوں اسم تفضیل فظاظت اور غلاظت سے مشتق ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اسم تفضیل میں دو شخص اصل فعل میں شریک ہوتے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے زید بکر سے افضل ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ نفس فضیلت میں دونوں شریک ہیں اور زید میں فضیلت زیادہ ہے لہٰذا حدیث میں "اَنْتَ اَفَظُّ وَ اَغْلَظُ" سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نفس فعل پایا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی اسم تفضیل نفسِ فعل کے معنی میں ہوتا ہے یا مراد یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کفار پر سختی فرماتے تھے اسی طرح ان لوگوں پر سختی فرماتے جو حدودِ شرعیہ کے خلاف کرتے تھے اس اعتبار سے آپ میں اصلِ فعل پایا جاتا ہے لیکن اشکال کی ایک اور صورت سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ" اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نفسِ فعل بھی نہیں پایا جاتا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ میں نفسِ فعل آپ کی صفتِ لازمہ نہیں لہٰذا آیتِ کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر آپ میں فظاظت اور غلاظتِ دائمہ اور مستمرہ ہوتی تو لوگ آپ کو چھوڑ جاتے اور حدیث شریف میں کفار اور حدود شرعیہ کے خلاف کرنے والوں کے اعتبار سے ہے۔ لہٰذا آیت اور حدیث میں مخالفت نہیں ہے۔

علامہ کرمانی نے کہا: "اِیْہٍ" یعنی کوئی اور بات کرو۔ اس حدیث کے اسناد میں چار تابعی ہیں۔ زہری،

marfat.com
Marfat.com

۳۴۴۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى ثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ مَازِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ

۳۴۴۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ وُضِعَ عُمَرُ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ قَبْلَ اَنْ يُرْفَعَ وَاَنَا فِيْهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِىْ اِلَّا رَجُلٌ اٰخِذٌ مَنْكِبِىْ فَاِذَا عَلِىٌّ فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ وَقَالَ مَا خَلَّفْتَ اَحَدًا اَحَبَّ اِلَىَّ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ

صالح، عبدالحمید اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ۔

۳۴۴۸ — ترجمہ: قیس نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ ہم ہمیشہ غالب رہے۔

۳۴۴۸ — شرح: ابتدائے اسلام میں کفار کا غلبہ تھا اور وہ مسلمانوں کو بہت اذیت پہنچاتے تھے حتیٰ کہ صحابہ کرام مسجد حرام میں نماز پڑھنے پر قادر نہ تھے۔ جب عمر فاروق مسلمان ہوئے تو انھوں نے کفار سے مقابلہ کیا تو وہ تعرض کرنے سے رُک گئے اور ہم علانیہ نمازیں پڑھنے لگے۔ طبرانی نے قاسم بن عبدالرحمٰن کے طریق سے ذکر کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر فاروق کا اسلام غلبہ، ان کی ہجرت نصرت اور ان کی امارت لوگوں کے لئے رحمت تھی۔ بخدا! ہم بیت اللہ کے پاس علانیہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ حتیٰ کہ عمر فاروق مسلمان ہوئے رضی اللہ عنہ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ حضرت عمر فاروق امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے بعد مسلمان ہوئے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دُعاء فرمائی۔ ابن سعد نے صہیب کی حدیث بیان کی کہ جب عمر فاروق مسلمان ہوئے تو مشرکوں نے کہا لوگو! ہم سے بدلہ لے لیا ہے۔

۳۴۴۹ — ترجمہ: ابن ابی مُلیکہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ابن عباس کو یہ کہتے

marfat.com

Marfat.com

عَمَلِهٖ مِنْكَ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ اَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ
وَحَسِبْتُ اَنِّيْ كُنْتُ كَثِيْرًا اَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
ذَهَبْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ
اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ

۳۴۵۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ ثَنَا سَعِيْدٌ
اِبْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ وَكَهْمَسُ بْنُ
اَلْمِنْهَالِ قَالَا ثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ
صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدًا وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ
فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا
نَبِيٌّ وَّ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ

ہوئے سُنا کہ عمر فاروق اپنے تابوت پر رکھے گئے تو لوگوں نے انہیں گھیر لیا وہ ان کا جنازہ اُٹھایا جانے سے پیشتر دُعائیں کرتے ۔جب کہ میں بھی ان میں ہی تھا ۔ اچانک ایک شخص میرے کندھے پر اپنے ہاتھ رکھے ہُوئے ہے اور وہ حضرت علی تھے اُنھوں نے عمر فاروق کے لئے رحم کی دُعا کرتے ہُوئے کہا اے عمر! تم نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جو عمل کے اعتبار سے مجھے تجھ سے زیادہ محبوب ہو۔ بخدا! میرا یہی گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور میں گمان کرتا ہوں کہ میں نے بہت دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ مَیں گیا اور ابوبکر و عمر میں داخل ہُوا اور ابوبکر و عمر مَیں نکلا اور ابوبکر و عمر۔

۳۴۴۹ — شرح : اس حدیث میں حضرت عمر فاروق کی بہت بڑی منقبت ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی اور وہ یہ اعتقاد نہ رکھتے تھے کہ اس وقت کسی کا عمل عمر فاروق کے عمل سے افضل ہو سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر حجرہ شریفہ میں یا جنت میں ایک ساتھ ہوں گے۔

(حدیث ۲۴۴۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۴۵۱ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنِي ابْنُ وَهْبٍ ثَنِي عُمَرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ اَسْلَمَ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلَنِي ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ شَانِهٖ يَعْنِي عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنِ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰى انْتَهٰى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

۳۴۵۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان تھے اُحد حرکت کرنے لگا۔ آپ نے اس پر پاؤں مار کر فرمایا اے اُحد! ٹھہر جا تیرے اُوپر نبی، صدیق یا دو شہید کے سوا کوئی نہیں۔

۳۴۵۰ — شرح : حدیث ۳۴۵۸ میں یہ الفاظ ہیں فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ ،، اس حدیث میں ،، اَوْ شَهِيْدٌ ،، تیرے اوپر ان اجناس کے سوا اور کوئی نہیں یا یوں کہا جائے کہ شہید وزن فعیل ہے اس میں واحد، تثنیہ اور جمع برابر ہیں۔ ایک اور روائت میں اِلَّا نَبِيٌّ وَّ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدَانِ ہے۔

اس روائت میں اَو اس لئے متغیر ہے کہ دونوں حال متغیر ہیں۔ کیونکہ نبوت اور صدیقیت دونوں اس وقت بالفعل حاصل تھیں اور شہادت مستقبل میں حاصل ہونے والی تھی۔ لہٰذا نبوت، و صدیقیت دونوں حقیقت پر مبنی ہیں اور شہادت مجاز پر محمول ہے لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ تیرے اُوپر نبی و صدیق بالفعل موجود ہیں اور دو شخص اور تیرے اُوپر ہیں جو مستقبل قریب میں شہید ہوں گے اور وہ اب بوصفِ شہادت سے مجازاً موصوف ہیں (حدیث ۳۴۳۸ کی شرح دیکھیں)

۳۴۵۱ — ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ اُنھوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن عمر نے حضرت عمر فاروق کے بعض حالات پوچھے میں نے انہیں خبردار کیا تو اُنھوں نے کہا جب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی میں نے آپ کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو امور میں بہت کوشش کرنے والا اور سخی ہو۔ اور یہ خوبیاں عمر فاروق پر ختم ہوگئیں ،،

(یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت میں کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو ان سے زیادہ سخی ہو اور امور میں کوشش کرنے والا ہو)

marfat.com

Marfat.com

٣٤٥٢ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ مَتٰى السَّاعَةُ قَالَ وَمَاذَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ لَا شَيْءَ اِلَّا اِنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّيْ اِيَّاهُمْ وَاِنْ لَمْ اَعْمَلْ بِمِثْلِ اَعْمَالِهِمْ

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق پوچھا اور عرض کیا (یارسول اللہ)

٣٤٥٢ ــــ قیامت کب قائم ہوگی آپ نے فرمایا تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ اُس نے کہا کچھ نہیں مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم اسی کے ساتھ ہوگے جس کو دوست رکھتے ہو۔ انس بن مالک نے کہا ہم کسی شی سے بھی خوش نہیں ہُوئے جس قدر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام شریف سے خوش ہُوئے کہ آپ نے فرمایا تم اسی کے ساتھ ہوگے جس کو دوست رکھتے ہو۔ حضرت انس نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر فاروق سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ میرے ان کے ساتھ محبت رکھنے کے باعث ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں نے ان کے اعمال جیسے عمل نہیں کئے ہیں۔

شرح : دارقطنی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی

٣٤٥٢ ــــ کہ جس اعرابی نے مسجد میں پیشاب کیا تھا اُس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ معلوم ہُوا کہ بخاری میں مذکور حدیث میں قیامت کے متعلق دریافت کرنے والا وہی اعرابی تھا جس نے مسجد میں بَول کیا تھا لیکن یہ واضح دلیل نہیں کیونکہ مسائل متعدد ہیں چنانچہ ابن بستکوال نے کہا سوال کرنے والے حضرت ابوموسیٰ اشعری یا ابوذر تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب جنت میں درجات متفاوت ہیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ جناب

marfat.com
Marfat.com

۳۴۵۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ زَادَ زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں کیسے ہوں گے اور آپ کے ساتھ کیسے ہوں گے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ معیت سے مراد جنت میں ہونے کی معیت ہے۔ یعنی اُمید ہے کہ میں دارِ ثواب میں ہوں گا عتاب میں نہ ہوں گا (عینی)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم حسن نیت کے باعث جنت میں اس کے ساتھ ہو گے جس سے محبت رکھتے ہو اگرچہ اس جیسے عمل نہ کئے ہوں۔ یعنی محب اور محبوب میں سے ہر ایک ایک دوسرے کو دیکھنے پر قادر ہوں گے اگرچہ دونوں میں مکان بہت بعید ہوگا کیونکہ جب حجاب زائل ہوگا تو جنتی ایک دوسرے کو دیکھیں گے اور جب ایک دوسرے سے ملاقات کی خواہش کریں گے تو ملاقات کر سکیں گے جنت میں معیت سے یہ مراد ہے۔ یہ مراد نہیں کہ وہ ایک درجہ میں ہوں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بفضلہٖ تعالیٰ ہم بھی اُن سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ کریم کے فضل و احسان سے اُمید رکھتے ہیں کہ ہم بھی اُن کے ساتھ ہوں گے "

۳۴۵۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی اُمتوں میں مُحدَّث ہوتے تھے۔ میری اُمت میں اگر کوئی مُحدَّث ہے تو وہ عُمر ہیں۔ زکریا بن ابی زائدہ نے سعید اور ابوسلمہ کے ذریعے ابوہریرہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل میں لوگ تھے جن سے فرشتے کلام کرتے تھے لیکن وہ نبی نہ تھے میری اُمت میں اگر ان میں سے کوئی ہے تو وہ عمرِ فاروق ہیں۔ ابن عباس نے کہا نہ نبی اور نہ کوئی مُحدَّث "

marfat.com
Marfat.com

۳۴۵۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ ثَنَا اللَّیْثُ ثَنَا عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَۃَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا سَمِعْنَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا رَاعٍ فِیْ غَنَمِہٖ عَدَا الذِّئْبُ فَاَخَذَ مِنْھَا شَاۃً فَطَلَبَھَا حَتّٰی اسْتَنْقَذَھَا فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ الذِّئْبُ فَقَالَ لَہٗ مَنْ لِھٰذَا یَوْمَ السَّبُعِ لَیْسَ لَھَا رَاعٍ غَیْرِیْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِہٖ وَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا ثَمَّ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ

۳۴۵۴ ـــــ شرح : مُحَدَّث وہ ہے جس کا گمان سچا ہو وہ مُلْھَم ہے۔ ملاء اعلیٰ کی طرف سے اس کے دل میں کچھ ڈال دیا جاتا ہے اور اسے یوں معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے اس کے ساتھ کلام کیا ہے بعض علماء مُحَدَّث کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ جس کی زبان پر قصد کے بغیر صحیح بات جاری ہو جائے۔ کہا گیا ہے کہ مُحَدَّث مُکَلَّم ہے یعنی جس سے فرشتے کلام کریں اور وہ نبی نہ ہو۔ ابو سعید کی مرفوع حدیث میں یہ مذکور ہے وہ یہ کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیسے اس سے بات کی جاتی ہے فرمایا اس کی زبان پہ فرشتے کلام کرتے ہیں یعنی اس کے دل میں کلام پیدا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ حقیقۃ کلام کرنے والے کو نہ دیکھے۔ اس کا مرجع الہام ہے لہذا یہ تفسیر اور معنی اوّل ایک ہی ہے۔ ابن تین نے اس کی تفسیر تَفَرُّس سے کی ہے۔ حمیدی کی روایت میں امّ المؤمنین عائشہ کے بعد اس طرح ہے کہ مُحَدَّث وہ ہے جسے سچا الہام ہو جو اس کے منہ پہ جاری ہو جائے۔ اسماعیلی کی روایت میں ابراہیم بن سعد نے کہا مُحَدَّث وہ ہے جس کے دل میں کچھ ڈال دیا جائے اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پہ حق رکھ دیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فَاِنْ یَّکُنْ مِنْ اُمَّتِیْ الخ" کلمہ اِنْ شک کے لئے ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر فاروق کا مُحَدَّث ہونا مشکوک ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مُحَدَّث ہونا یقینی ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمام اُمتوں سے افضل ہے جب محدّث ان اُمتوں میں موجود ہیں تو اس اُمت میں بطریق اولیٰ موجود ہیں اور کلمہ

marfat.com
Marfat.com

٣٤٥٥ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي اَبُوْاُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ اِجْتَرَّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنُ

اِنْ شک کے لئے نہیں تاکید کے لئے ہیں ۔جیسے کوئی کہے اگر میرا کوئی دوست ہے تو فلاں شخص ہے کیونکہ اس کی مراد یہ ہے کہ یقیناً میرا دوست ہے اور وہ فلاں ہے۔ دوستوں کی نفی مراد نہیں کیونکہ جب کوئی شئ مفضول میں موجود ہو تو افضل میں بطریق اولی موجود ہوگی۔ لہٰذا عمر فاروق کا محدّث ہونا مشکوک نہیں۔

٣٤٥٤ ــــ ترجمہ : سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے حملہ کر کے اُن میں سے ایک بکری پکڑلی۔ چرواہے نے اس سے بکری چھڑالی تو بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا سبع کے دن ان کا کون محافظ ہوگا جبکہ میرے سوا ان کو چرانے والا کوئی نہ ہوگا ۔ لوگوں نے کہا : سبحان اللہ ! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ابوبکر و عمر بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہاں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما موجود نہ تھے۔

٣٤٥٥ ــــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ خواب میں لوگوں کو دیکھا کہ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ اُن پر قمیصیں ہیں ان میں سے بعض سینوں تک پہنچتی ہیں اور بعض اس سے کم ہیں۔ عمر بن خطاب کو میرے سامنے پیش کیا گیا تو ان پر قمیص تھی جسے وہ گھسیٹ رہے تھے۔ لوگوں نے کہا یا رسُول اللہ ! آپ نے اس کی تاویل کیا فرمائی ہے آپ نے فرمایا : دین !

٣٤٥٥ ــــ شرح : خواب کی تعبیر پوچھنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پیش ہونے والوں میں حضرت ابوبکر صدیق

marfat.com
Marfat.com

٣٤٥٦ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَا اَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَالَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَاَنَّهُ يُجَزِّعُهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَابَكْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقْتَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ صُحْبَتَهُمْ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهٗ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا تَرٰى بِيْ مِنْ جَزَعٍ فَهُوَ مِنْ اَجْلِكَ وَمِنْ

نہیں تھے یا وہ اس عموم سے مخصوص ہیں۔ (باقی تقریر حدیث ع ۲۲ کی شرح میں دیکھیں)

ترجمہ ٣٤٥٦ — : مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جب عمر فاروق کو زخمی کیا گیا اور وہ درد محسوس کر رہے تھے تو ابن عباس نے ان سے کہا گویا کہ وہ ان سے گھبراہٹ کا ازالہ کرنے لگے یا امیر المؤمنین! اگر یہ بات ہوئی تو فکر نہیں کیونکہ آپ نے یقیناً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اور پورے اخلاص سے صحبت اختیار کی پھر حضور سے جدائی ہوئی تو حضور آپ پر خوش تھے۔ پھر ابوبکر کی صحبت اختیار کی تو پورے اخلاص سے صحبت اختیار کی پھر جدا ہوئے تو وہ آپ سے خوش تھے۔ پھر آپ صحابہ کرام کے ساتھ رہے تو ان کے ساتھ صحبت میں پورا اخلاص رکھا۔ اگر آپ ان سے جدا ہوں گے تو اس حال میں جدا ہوں گے کہ وہ آپ سے راضی خوشی ہوں گے

marfat.com
Marfat.com

حضرت عمر فاروق نے ابن عباس سے کہا جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رضامندی کا ذکر کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا میرے اوپر احسان ہے جو اُس نے مجھ پہ احسان کیا اور جو تم نے ابوبکر صدیق کی صحبت اور ان کی رضامندی ذکر کی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا میرے اوپر احسان ہے جو اُس نے مجھ پر احسان کیا اور جو میری گھبراہٹ کو دیکھ رہے ہو تو تمہاری طرف سے اور تمہارے ساتھیوں کی طرف سے ہے۔ بخدا! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا جو اللہ کا عذاب دیکھنے سے پہلے اس کے عوض قربان کر دوں تو میں قربان کر دیتا۔ حماد بن زید نے کہا ہم سے ایوب نے ابن ابی مُلَیکہ کے ذریعہ ابن عباس سے بیان کیا کہ میں عمر فاروق کے پاس گیا اور یہ ذکر کیا۔

۳۴۵۶ — شرح : اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے کہ آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت اخلاص سے اختیار کی اور وہ سب آپ سے راضی اور خوش تھے۔ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ نے ان کی پسلیوں میں دو دھاری خنجر مار کر انہیں زخمی کر دیا تھا۔ جبکہ آپ ۲۳۔ ہجری میں ۲۶۔ ذوالحجہ کو بُدھ کے روز صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ چونکہ حضرت عمر فاروق زخموں کی شدت کے باعث تکلیف محسوس کر رہے تھے اس لئے ابن عباس نے اُن سے گھبراہٹ کا ازالہ کرنے کے لئے ذکر کیا کہ اگر موت واقع ہوگئی تو فکر کی بات نہیں آپ نے اس اخلاص سے زندگی بسر کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق اور تمام صحابہ آپ سے راضی ہیں اور یہ بہت بڑی خوبی ہے جو کسی انسان کو نصیب ہو چنانچہ ابوحاتم نے ابن عباس کی حدیث میں ذکر کیا کہ وہ عمر فاروق کے پاس اس وقت گئے جبکہ ان کو زخمی کیا گیا تھا۔ اور کہا یا امیر المؤمنین آپ کو خوشخبری ہو آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ ایمان لائے جبکہ لوگوں نے کفر کیا اور آپ کی معیت میں آپ نے جہاد کیا جبکہ کفار و مشرکین نے آپ کو رسواء کرنا چاہا۔ آپ کی خلافت میں کسی نے اختلاف نہ کیا۔ آخر میں آپ شہید ہوئے یہ سُن کر عمر فاروق نے کہا یہ باتیں پھر کہو ابن عباس نے ان باتوں کا اعادہ کیا تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا مغرور وہ شخص ہے جس میں تم لوگوں نے غرور پیدا کر دیا اگر میرے پاس زمین بھر سونا چاندی ہو تو میں اللہ کا عذاب دیکھنے سے پہلے اس کی راہ میں قربان کر دوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ اس لئے ذکر کئے کہ کہیں اُن سے رعیت کے حقوق میں تقصیر ہوگئی ہو اور ان کی مدح سرائی کے فتنہ کے ڈر سے یہ خطاب کیا۔

قولہ کَاَنَّہٗ یُجَزِّعُہٗ ، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما انہیں جزع فزع کرنے پہ ملامت کر رہے تھے کہا گیا ہے کہ اُن سے جزع اور گھبراہٹ کا ازالہ کر رہے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے ، حَتّٰٓی اِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوْبِھِمْ ، یعنی جب ان سے گھبراہٹ زائل کر دی جائے گی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ابن عباس سے کلام محض اظہار تواضع اور انکسار پر مبنی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

أَجَلِ أَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ
بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ثَنَا أَيُّوْبُ
عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بِهٰذَا

٣٤٥٧ — حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ ثَنِيْ عُثْمَانُ
ابْنُ غِيَاثٍ ثَنِيْ أَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ
رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ
بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا أَبُوْ بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا
هُوَ عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ
اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِيْ اِفْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ
فَاِذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

٣٤٥٧ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغ میں تھا کہ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے باغ کا دروازہ کھلوانا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولو اور (آنے والے کو) جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابوبکر صدیق ہیں میں نے انہیں وہ خوشخبری دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ ابوبکر صدیق نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر اور شخص آیا اور اس نے باغ کا دروازہ

marfat.com
Marfat.com

٣٤٥٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ ثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ ثَنِي أَبُوعَقِيلٍ زُهْرَةُ ابْنُ مَعْبَدٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

کھلوانا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولو اور اسے جنت کی خوشخبری دو! میں نے دروازہ کھولا تو وہ عمر فاروق تھے "رضی اللہ عنہ"، میں نے وہی خبر دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر کسی اور شخص نے باغ کا دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ نے مجھے فرمایا دروازہ کھولو اور انہیں جنت کی خوشخبری دو میں نے دروازہ کھولا تو وہ عمر فاروق تھے "رضی اللہ عنہ"، میں نے وہی خبر دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اُنھوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر کسی اور شخص نے باغ کا دروازہ کھلوانا چاہا تو آپ نے مجھے فرمایا دروازہ کھولو اور انہیں جنت کی خوشخبری سنا دو! اس مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عثمان ہیں میں نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے خبردار کیا اُنھوں نے بھی اللہ تعالیٰ حمد و ثنا کی اور کہا اللہ ہی مددگار ہے۔

(حدیث ٣٤٢٧ کی شرح دیکھیں)

٣٤٥٨ ترجمہ: ابوعقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا کہ اُنھوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جبکہ آپ حضرت عمر بن خطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

٣٤٥٨ شرح: اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کا ہاتھ پکڑنا کمال محبت کی دلیل ہے (کرمانی)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں حدیث مختصر ذکر کی ہے اور ایمان و نذور کے باب میں پوری حدیث ذکر کی ہے اس کا باقی حصہ یہ ہے کہ عمر فاروق نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے میری جان کے سوا ہر شئی سے زیادہ محبوب ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ ایمان جب کامل ہوگا کہ اپنی جان سے بھی مجھے زیادہ محبوب جانو عمر فاروق نے فوراً عرض کیا حضور آپ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا اے عمر! اب ایمان کمال تک پہنچا ہے (قسطلانی)

marfat.com

Marfat.com

مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَبِیْ عَمْرٍو القُرَشِیِّ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَحْفِرْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَہُ الْجَنَّةُ فَحَفَرَھَا عُثْمَانُ وَقَالَ مَنْ جَھَّزَ جَیْشَ الْعُسْرَةِ فَلَہُ الْجَنَّةُ فَجَھَّزَہُ

عُثْمَانُ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

وفات : ۲۲ ۔ ذوالحجہ ۳۵ھ بمطابق ۳۱ ۔ مئی ۶۵۶ء

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب یہ ہے ۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس قرشی اموی آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور ابوعمرو ہے ۔ آپ کی والدہ اَرْوٰی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدالشمس وہ مسلمان تھیں اور ان کی والدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی بیضاء بنت عبدالمطلب ہے ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صحیح روایت کے مطابق سالِ فیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے آپ قدیم الاسلام ہیں ۔ محمد بن اسحاق نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی قوم کی بہت تالیف کیا کرتے تھے اور جس کے متعلق انہیں وثوق ہوتا کہ وہ اسلام قبول کر لے گا اسے اسلام کی دعوت دیتے تو وہ مسلمان ہو جاتا تھا ۔ چنانچہ زبیر، طلحہ اور عثمان نے اُن کے ہاتھ پہ اسلام قبول کیا تھا ۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی رقیہ کا آپ سے نکاح کر دیا ۔ جن ایام میں بدر کی جنگ لڑی جا رہی تھی ان ایام میں رقیہ رضی اللہ عنہا انتقال کر گئیں تو ان کے بعد ان کی ہمشیرہ ام کلثوم سے آپ کا نکاح کر دیا ۔ اسی لئے آپ کا لقب ذوالنورین ہے ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی اور انہیں شہید ہو جانے کی پہلے سے اطلاع کر دی تھی ۔ ابوخیثمہ نے فضائلِ صحابہ میں ضحاک کے طریق سے نزال بن زہرہ سے روایت کی کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں عثمان کے بارے میں کچھ بتائیں تو اُنھوں نے ذکر کیا کہ عثمان ایسا نیک مرد ہے کہ انہیں ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کہا جاتا ہے ۔ امام ترمذی نے حرث بن عبدالرحمٰن کے طریق سے طلحہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کا رفیق ہوتا ہے ۔ جنت میں میرا رفیق عثمان ہے ۔ صحیح طرق کے ذریعے حضرت عثمان کے متعلق مشہور ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان کے مکان کا محاصرہ کیا ہوا تھا آپ اپنے مکان کی چھت پر تشریف لے گئے اور اُوپر

marfat.com
Marfat.com

سے فرمایا میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ میں نے جیش عسرہ کو تیار نہیں کیا تھا؟ جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مکہ مکرمہ بھیجا تو درخت کے نیچے ان کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی ۔ مدینہ منورہ میں ایک یہودی سے بیر رومہ خرید کر عام لوگوں کے لئے وقف کر دیا۔ جبکہ اس کے سوا کہیں بھی میٹھا پانی دستیاب نہ تھا۔ آپ نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جبکہ آپ کی بیوی رقیہ آپ کے ہمراہ تھیں۔ ان کے بیمار ہونے کے باعث آپ جنگِ بدر میں حاضر نہ ہو سکے تھے۔ کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیکھ بھال کے لئے آپ کو مدینہ منورہ رہنے کا حکم دیا تھا۔ آپ بیعت رضوان میں اس لئے موجود نہ تھے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مکہ مکرمہ بھیجا تھا اور مشہور ہو گیا تھا کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ یہی بیعتِ رضوان کا باعث تھا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ عثمان بقیدِ حیات ہیں۔ جبکہ زندوں ہی سے بیعت لی جاتی ہے۔ جب خلافت کے لئے آپ کی بیعت کی گئی تو عبداللہ بن مسعود نے کہا ہم نے بہترین شخص کی بیعت کی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عثمان ہم سب سے زیادہ صلہ رحمی کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جبکہ انہیں آپ کے قتل کی خبر پہنچی کہ لوگوں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو سب سے زیادہ صلۂ رحمی کیا کرتے تھے اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتے تھے۔ آپ گھر کے کسی سوئے ہوئے فرد کو بیدار نہ کرتے تھے اگر کوئی بیدار ہوتا تو اسے بلاتے اور وہ آپ کو وضو کے لئے پانی میسّر کرتا۔ آپ ہمیشہ روزے سے ہوتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا سبب

بڑے بڑے شہروں کے حاکم آپ کے اقارب میں سے تھے۔ شام میں امیر معاویہ، بصرہ میں سعید بن عاص، مصر میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور خراسان میں عبداللہ بن عامر حاکم مقرر تھے۔ جو کوئی حج کرنے آتا وہ اپنے امیر کی آپ سے شکایت کرتا چونکہ آپ نرم طبع، بردبار اور نہایت ہی مخلص تھے۔ اس لئے بعض حکام کو تبدیل کر کے لوگوں کو راضی کر دیتے تھے پھر وقت گزرنے کے بعد واپس بُلا لیتے اور ان کے عہدہ پر انہیں مقرر کر دیتے تھے۔ یہ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ مصر والوں نے آپ کے پاس آکر ابن ابی سرح کی کچھ شکایات آپ کو پیش کیں تو آپ نے اسے معزول کر دیا اور محمد بن ابی بکر کو مصر کا حاکم مقرر کر کے حکمنامہ ان کے حوالے کیا جس پر وہ راضی ہو گئے۔ چنانچہ آپ کا حکمنامہ لے کر وہ مصر کی طرف روانہ

marfat.com

Marfat.com

ہُوئے ابھی راستہ میں ہی تھے کہ انھوں نے اونٹ پر سوار ایک شخص کو آتے دیکھا تو اس سے دریافت کرنے پر معلوم ہُوا کہ اسے حضرت عثمان نے بھیجا ہے کہ ابن ابی سرح اپنے عہدہ پہ بدستور قائم رہے اور جو لوگ انہیں معزولیت کا حکمنامہ دیں اُن سے سختی سے پیش آئے اور سزا دے۔ اہل مصر نے اس شخص سے رقعہ لیا اور وہیں سے مدینہ منورہ کی لوٹ گئے جب حضرت عثمان سے ملے اور انہیں رقعہ پیش کیا تو آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ آپ نے یہ خط نہیں لکھا ہے اور نہ ہی لکھنے کا حکم دیا ہے۔ اُنھوں نے کہا اپنے کاتب کو ہمارے حوالہ کر دیں جبکہ آپ کا کاتب آپ کے چچا کا بیٹا مروان بن حکم تھا۔ آپ کو خطرہ محسوس ہُوا کہ وہ اسے قتل کر دیں گے اس لئے مروان کو ان کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر وہ مشتعل ہو گئے اور غیظ و غضب کی حالت میں اُنھوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت آپ کی حفاظت کرتی رہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں صاحبزادے آپ کی مدد کے لئے بھیجے جو آپ کے مکان کے دروازہ پر کھڑے لوگوں کی مدافعت کرتے تھے۔ لیکن حضرت عثمان بدستور حمائت کرنے والوں کو کہتے رہے کہ وہ جنگ و جدال سے باز رہیں حتی کہ محاصرہ کرنے والے موقعہ پا کر ایک مکان کے ذریعہ آپ کے مکان میں داخل ہو گئے اور آپ کو شہید کر دیا جبکہ آپ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ آپ کی شہادت کی خبر سُن کر صحابہ کرام کو سخت صدمہ ہُوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں شہزادوں سے سخت ناراض ہُوئے اور آپ کے شہید ہو جانے سے فتنوں کا دروازہ کھُل گیا پھر جو کچھ ہُوا وہ ہُوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات کے واقعہ میں ذکر کیا کہ آپ نے خلافت کا انتخاب کے لئے چھ صحابہ کرام حضرت علی، عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، زبیر اور طلحہ بن عبیداللہ کے حوالہ کر دیا کہ جس پر یہ اتفاق کریں وہی زمامِ خلافت اپنے ہاتھ میں لے۔ تو ان حضرات نے عبدالرحمٰن بن عوف کو اختیار دے دیا کہ جسے وہ مناسب خیال کریں منتخب کریں تو اُنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور سب نے آپ کی بیعت کر لی۔ یہ یکم محرم ۲۴ھ ہفتہ کے روز کا واقعہ ہے آپ کی خلافت کی مدت گیارہ سال گیارہ ماہ اور بائیس دن ہیں۔ جبکہ آپ کی شہادت پینتیس ہجری ۳۵ھ۔ ذوالحجہ کو ہوئی تھی۔ ایک روائت کے مطابق جمعہ کے روز عصر کے بعد آپ کو شہید کیا گیا اور ہفتہ کی رات کو مغرب اور عشاء کے درمیان حش کوکب میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حش کوکب کو خرید کر بقیع میں شامل کر دیا تھا اس طرح جنت البقیع کی توسیع کی گئی آپ کی عمر شریف بیاسی ۸۲ سال کچھ ماہ ہے۔ یہی مشہور ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

٣٤٥٩ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى اِنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا وَاَمَرَنِىْ بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ فَجَآءَ رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاِذَا عُمَرُ ثُمَّ جَآءَ اٰخَرُ يَسْتَاْذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى سَتُصِيْبُهٗ فَاِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ حَمَّادٌ وَ

ابو عمرو عثمان بن عفان قرشی رضی اللہ عنہ کے مناقب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چاہِ رومہ کھدوائے اس کے لئے جنّت ہے تو حضرت عثمان نے اسے کھدوایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جیشِ عسرہ کو تیار کرے اس کے لئے جنّت ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ لشکر تیار کیا "

شرح الترجمہ : جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو چاہِ رومہ کے سوا کہیں بھی میٹھا پانی میسّر نہ تھا تو آپ نے فرمایا جو کوئی چاہِ رومہ خریدے یا فرمایا کھدوائے اس کے لئے جنّت ہے۔ تو حضرت عثمان نے اسے کھدوایا یا بیس ہزار درہم سے خرید کر مسلمانوں کے لئے چھوڑ دیا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جیشِ عسرہ یعنی غزوۂ تبوک کا

marfat.com

Marfat.com

ثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ وَعَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ سَمِعَا اَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى بِنَحْوِهٖ وَزَادَ فِيْهِ عَاصِمٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ قَاعِدًا فِيْ مَكَانٍ فِيْهِ مَاءٌ قَدِ انْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ اَوْ رُكْبَتِهٖ فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا

سند تیار کرے اس کے لئے جنت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ لشکر تیار کیا۔ اس کو جیش عسرہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ غزوہ سخت گرمی کے زمانہ میں پیش آیا۔ اور لوگ قحط سالی کا شکار تھے اور سفر بھی بہت لمبا تھا۔ اس کے علاوہ بہت بڑے دشمن سے مقابلہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نو سو پچاس اونٹ اور پچاس گھوڑوں سے لشکر کی مدد کی اور ایک ہزار دینار حضور کی خدمت میں پیش کیا جس سے آپ بہت خوش ہوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

۳۴۵۹ — علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے حکم دیا کہ باغ کے دروازہ کی حفاظت و نگرانی کرے۔ ایک شخص آیا۔ اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو! اچانک وہ ابوبکر تھے پھر ایک اور شخص آیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا اسے اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو! اچانک وہ عمر فاروق تھے۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ تھوڑا سا خاموش ہوئے پھر فرمایا اسے اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سنا دو۔ اس مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی۔ اچانک وہ حضرت عثمان بن عفان تھے۔ حماد نے کہا ہم سے عاصم احول اور علی بن حکم نے بیان کیا کہ انھوں نے ابوعثمان کو ابوموسیٰ سے اس طرح بیان کرتے ہوئے سنا۔ عاصم نے اس میں اضافہ ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما تھے جہاں پانی تھا جبکہ آپ نے اپنے دونوں گھٹنوں یا ایک گھٹنے سے کپڑا اٹھا رکھا تھا۔ جب عثمان اندر آئے تو آپ نے گھٹنے ڈھانپ لئے۔

شرح : ایک حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۴۵۶ — اپنے گھر تشریف فرما تھے جبکہ آپ کی ران پر کپڑا نہ تھا حضرت ابوبکر صدیق آئے اور بیٹھ گئے پھر عمر فاروق آئے اور بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عثمان نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ران ڈھانپ لی آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا

marfat.com
Marfat.com

٣٤٦٠ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ ابْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ ثَنَا اَبِیْ
عَنْ يُوْنُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ
عَدِیِّ بْنِ الْخِيَارِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ
ابْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالَا مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ
لِاَخِيْهِ الْوَلِيْدِ فَقَدْ اَكْثَرَ النَّاسُ فِيْهِ فَقَصَدْتُ لِعُثْمَانَ حِيْنَ
خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ قُلْتُ اِنَّ لِیْ اِلَيْكَ حَاجَةً وَهِیَ نَصِيْحَةٌ
لَّكَ قَالَ يَا اَيُّهَا الْمَرْءُ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اُرَاهُ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِمْ اِذَا جَاءَ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَاَتَيْتُهٗ
فَقَالَ مَا نَصِيْحَتُكَ فَقُلْتُ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتَ هَدْيَهٗ وَقَدْ اَكْثَرَ النَّاسُ فِیْ شَاْنِ
الْوَلِيْدِ قَالَ اَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَا

عثمان بہت حیادار مرد ہیں۔ اگر مجھے اسی حالت میں پاتے تو اپنی حاجت پوری نہ کر پاتے۔ نیز حضرت عثمان سے حیا ہی مناسب تھا کیونکہ وہ آپ کے داماد تھے اور داماد سسر سے حیا کیا کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں (عینی، کرمانی) حدیث ۳۴۳۷ کی شرح دیکھیں۔ هُنَيْمَةٌ ،، دراصل هُنَوَةٌ تھا اس کی تصغیر مُنَيَّةٌ ہے۔ کبھی دوسری یاء کو ہا سے بدل کیا جاتا ہے تو هُنَيْهَةٌ کہا جاتا ہے۔ اس کا معنی قلیل شئی ہے۔

۳۴۶۰ — ترجمہ: عروہ نے بیان کیا کہ عُبید اللہ بن عدی بن خیار نے انہیں بتایا کہ مسور بن مخرمہ

marfat.com
Marfat.com

وَلٰكِنْ خَلَصَ اِلَيَّ مِنْ عِلْمِهٖ مَا يَخْلُصُ اِلَى الْعَذْرَآءِ فِيْ سِتْرِهَا
قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ فَكُنْتُ
مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاٰمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهٖ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ
كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهٗ فَوَاللّٰهِ
مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اَبُوْبَكْرٍ
مِثْلَهٗ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلَهٗ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ اَفَلَيْسَ لِيْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ
لَهُمْ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ اَمَّا
مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَاْنِ الْوَلِيْدِ فَسَنَاْخُذُ فِيْهِ بِالْحَقِّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ
دَعَا عَلِيًّا فَاَمَرَهٗ اَنْ يَجْلِدَهٗ فَجَلَدَهٗ ثَمَانِيْنَ

اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث نے کہا تمہیں عثمان کے بھائی ولید کے متعلق عثمان سے کلام کرنے سے کیا مانع ہے۔ لوگ اس کے بارے میں بہت باتیں کرتے ہیں۔ میں نے عثمان سے بات کرنے کا ارادہ کیا وہ نماز ادا کرنے باہر نکلے تو میں نے کہا مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ جس میں آپ کے لئے بھلائی ہے۔ عثمان نے کہا اے انسان مُعْمَر نے کہا میرا خیال ہے کہ اُنھوں نے کہا میں اللہ کے ذریعہ تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں واپس آیا اور اُن کی طرف لوٹ گیا تو اچانک حضرت عثمان کا قاصد آگیا چنانچہ میں عثمان کے پاس حاضر ہُوا تو اُنھوں نے کہا وہ بھلائی کیا تھی؟ میں نے کہا اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور آپ پر قرآن نازل کیا اور آپ ان لوگوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسُول کی بات مانی اور آپ نے دو ہجرتیں کیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی آپ کی ہدائت اور طریقہ دیکھا۔ ولید کے بارے میں لوگ بہت باتیں کرتے ہیں (یہ کیوں؟) حضرت عثمان نے کہا تم نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا؟ میں نے کہا جی نہیں لیکن مجھے آپ کا علم پہنچا ہے جیسے کنواری کو اس کے پردہ میں پہنچتا ہے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت عثمان نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسُول کی بات مانی اور میں

marfat.com
Marfat.com

اس پر ایمان لایا جس کے ساتھ آپ کو بھیجا گیا میں نے دو ہجرتیں بھی کی ہیں جیسے تم نے کہا ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور آپ کی صحبت میں رہا۔ بخدا! میں نے کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی آپ سے خیانت کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی پھر اسی طرح ابوبکر صدیق کی صحبت رہی اور اسی طرح عمر فاروق سے میری صحبت رہی۔ پھر مجھے خلیفہ بنایا گیا۔ کیا میرا حق نہیں جیسے لوگوں کا حق ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں (ضرور آپ کا حق ہے) حضرت عثمان نے کہا یہ کیسی باتیں ہیں جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچتی ہیں اور جو تم نے ولید کے بارے میں ذکر کیا ہے انشاء اللہ ہم عنقریب اسے حق کے ساتھ پکڑیں گے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ ولید کو کوڑے مارے چنانچہ اس کو اسی کوڑے مارے۔

شرح : ولید حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مادر زاد بھائی تھا (اخیافی بھائی)

۳۴۶۰ — آپ نے کوفہ سے سعد بن ابی وقاص کو معزول کر کے اسے کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اس نے کوفہ والوں کو صبح کی نماز چار رکعتیں پڑھائیں پھر کہا اب اور پڑھاتا ہوں اُن میں سے ایک نے کہا میں نے اسے شراب پیتے دیکھا ہے جبکہ دوسرے نے کہا میں نے اسے شراب کی قے کرتے دیکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اس نے شراب ہی پی ہے اسی لئے شراب قے کی ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس پر حد قائم کریں۔ حضرت علی نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر سے فرمایا اس پر حد قائم کرو اُنھوں نے کوڑا ہاتھ میں لیا اور مارنے شروع کئے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شمار کرتے جاتے تھے۔ جب چالیس تک پہنچے تو حضرت علی نے کہا رُک جاؤ۔ پھر فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق نے چالیس چالیس کوڑے مارے ہیں اور حضرت عمر فاروق نے اسی کوڑے مارے ہیں دونوں طرح جائز ہے اور مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ چالیس کوڑے مارے جائیں۔ احناف نے امام بخاری کی اس حدیث سے استدلال کیا کہ شراب سے مست آدمی کی حد اسی کوڑے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی حد چالیس کوڑے ہیں۔ امام احمد سے بھی ایک روائت میں یہی مذکور ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابی کو کھجور کی شاخ اور جوتوں سے مارا تھا اور ابوبکر صدیق نے بھی چالیس کوڑے مارے تھے۔ لیکن احناف کہتے ہیں کہ مذکور روائت میں کھجور کی دو شاخیں تھیں جو چالیس بار ماری گئی تھیں اسی طرح جوتے بھی دو تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ امام احمد نے روائت کی کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شراب پینے والے کو دو شاخوں سے مارا گیا۔ جب عمر فاروق کا زمانہ آیا تو اُنھوں نے ہر جوتے کے عوض کوڑا مارا۔ اس طرح اسی کوڑے شرابی کی حد مقرر کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو حد لگانے میں اس لئے تاخیر کی تھی کہ اس کے شراب پینے کے گواہوں نے گواہی میں تاخیر کی تھی۔ اسی لئے جب گواہی کی وضاحت ہوئی تو فوراً حد قائم کر دی گئی۔

ولید بن عقبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا والدہ کی طرف سے اخیافی بھائی تھا۔ اور عقبہ بن ابی مُعَیط

marfat.com

Marfat.com

٣٤٦١ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ ثَنَا شَاذَانُ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِاَبِي بَكْرٍ اَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ

بن ابی عمرو بن اُمیہ بن عبد شمس کا بیٹا تھا۔ حضرت عثمان نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا پھر انہیں معزول کر کے ولید بن عقبہ کو وہاں حاکم مقرر کیا جبکہ اس سے پہلے ولید جزیرہ کا حاکم تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کی معزولی کا سبب یہ تھا کہ اُنھوں نے بیت المال کے محافظ حضرت عبداللہ بن مسعود سے کچھ قرض لیا جب عبداللہ بن مسعود نے واپسی کا مطالبہ کیا تو دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ حضرت عثمان کو جھگڑے کی خبر پہنچی تو اُنھوں نے سعد کو معزول کر کے ولید کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا پھر ولید بن عقبہ کو شراب پینے کے باعث معزول کر کے تیس ہجری میں سعید بن عاص کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا جبکہ ولید کوفہ کا پانچ سال حاکم رہا تھا اور بہت سخی تھا۔ اسی سال سعید نے طبرستان فتح کیا تھا۔ جب وہ کوفہ کا حاکم مقرر ہو کر کوفہ آئے تو لوگوں سے کہا میں اس منبر پہ ہرگز نہیں چڑھوں گا جب تک اس سے ولید فاسق کے آثار نہ دھوئے جائیں۔ یہ پلید ہے اس کو دھویا جائے۔

عُبیداللہ بن عدی بن خیار جس نے حضرت عثمان سے ولید کے شراب پینے کے بارے میں کہا تھا وہ حضرت عثمان کے بھانجے تھے اس لئے لوگوں نے ان سے کہا تھا کہ اپنے ماموں سے ولید کے متعلق بات کریں۔ حضرت عثمان نے انہیں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ ،، اس لئے فرمایا تھا کہ وہ ایسی بات نہ کریں جو وہ پوری نہ کر سکیں اور تنگ دلی ہو۔ عبیداللہ نے جن دو ہجرتوں کا ذکر کیا تھا وہ حبشہ اور مدینہ منورہ کی ہجرتیں ہیں۔ ابن ماکول نے کہا عبیداللہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں پیدا ہوئے تھے اور حضرت عثمان کے سوال کہ تو نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے کا جواب نفی سے اس لئے دیا کہ اُنھوں نے حضور کو دیکھا نہیں البتہ زمانہ پایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور علم شریف اس قدر شائع ذائع تھا کہ پردہ دار باکرہ عورتوں کو ان کے گھروں میں پہنچا ہے تو اُن سے کیسے مخفی رہ سکتا ہے جبکہ

marfat.com
Marfat.com

٣٤٦٢ــــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ ثَنَا عُثْمَانُ هُوَابْنُ مَوْهَبٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ وَحَجَّ الْبَيْتَ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمُ فَقَالُوْا هٰؤُلَآءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ اِنِّىْ سَائِلُكَ

وہ اس کے حصول کے بہت حریص تھے۔ یعنی عبداللہ نے کہا مجھے یقینا یہ معلوم ہے۔ احادیث اُحْدُوْثَۃ کی جمع ہے اور وہ عام بات ہے جو لوگوں میں معروف ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٣٤٦١ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں ہم ابوبکر صدیق کے برابر کسی کو نہیں جانتے تھے پھر عمر فاروق کو پھر عثمان غنی کو۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو چھوڑ دیتے تھے۔ ایک دوسرے سے کسی کو افضل نہیں جانتے تھے۔ عبدالعزیز سے روائت کرنے میں عبداللہ نے شاذان کی متابعت کی

٣٤٦١ــــ شرح : یعنی شیخین ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو دوسرے صحابہ پر فضیلت دینے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہیں دیتے تھے اور ان میں سے کسی کو ترجیح دینے میں سکوت کرتے تھے۔ کیونکہ صحابہ کو ترجیح دینے میں وہ اجتہاد کرتے تو انہی تینوں حضرات کے فضائل واضح معلوم ہوتے تھے اس لئے ان کی فضیلت کا وہ یقین رکھتے تھے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان سے مراد وہ شیوخ ہیں جن سے جملہ مہماتِ امور میں آپ مشورہ فرماتے تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت علی کی عمر کم تھی اور حدودِ شیوخیت کو نہیں پہنچے تھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد حضرت علی کی تحقیر اور عثمان کے بعد فضیلت میں تاخیر مراد نہیں کیونکہ حضرت علی کی فضیلت مشہور ہے۔ عبداللہ بن عمر اس کے قطعاً منکر نہ تھے اور نہ ہی دوسرے صحابہ کرام آپ کی فضیلت کا انکار کرتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اہلسنت وجماعت کے مسلک میں یہ مسلم امر ہے کہ حضرت عثمان کے بعد علی سب صحابہ سے افضل ہیں اور عشرہ مبشرہ ان کے علاوہ دوسرے صحابہ سے افضل ہیں۔ اہلِ بدر اُن صحابہ سے افضل ہیں جو بدر میں حاضر نہیں تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مذکور تاویل نہایت ضروری ہے ورنہ عشرہ مبشرہ کی دوسروں پر ترجیح اور اہلِ بدر، بیعتِ رضوان اور اصحابِ ہجرتین کی ان کے غیر پر ترجیح میں نقص لازم آئے گا۔ حالانکہ ان حضرات کی دوسروں پر فضیلت

marfat.com
Marfat.com

عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ
قَالَ تَعْلَمُ اَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَعْلَمُ
اَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ
اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَيِّنْ لَكَ اَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ
اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهُ كَانَتْ
تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً
فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ
مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ
فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ
بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهِ فَقَالَ هٰذِهِ
لِعُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الْاٰنَ مَعَكَ

مُسلّم امر ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ — **۳۴۶۲** : عثمان بن موہب نے بیان کیا کہ اہل مصر سے ایک شخص آیا اُس نے بیت اللہ کا حج کیا۔ لوگوں کو ایک جگہ بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہا یہ لوگ کون ہیں؟ کہا یہ قریش ہیں۔ اُس نے کہا ان میں یہ بزرگ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عبداللہ بن عمر ہیں۔ مصری نے کہا یا عبداللہ بن عمر! میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں مجھے بتائیں کہ کیا عثمان اُحد کی جنگ میں بھاگ گئے تھے؟ عبداللہ نے کہا جی ہاں! مصری نے کہا کیا آپ

marfat.com
Marfat.com

جانتے ہیں کہ وہ بیعتِ رضوان میں بھی موجود نہ تھے اور حاضر نہ ہوئے تھے۔ عبداللہ نے کہا: جی ہاں! مصری نے کہا: اللہ اکبر، حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا ذرا آگے آؤ تجھے وضاحت کر دوں۔ اُحد کی لڑائی میں عثمان کا بھاگ جانا، میں گواہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا اور بخش دیا اور بدر کی جنگ میں ان کا غائب ہونا اس لئے تھا کہ آپ کی بیوی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی بیمار تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے عثمان! تمہیں وہی ثواب ملے گا جو بدر میں حاضر ہونے والوں کو ثواب ملے گا اور بیعتِ رضوان سے اُن کے غائب ہونے کا سبب یہ تھا کہ مکہ مکرمہ میں اگر کوئی عثمان سے زیادہ حضور کو عزیز ہوتا تو ان کی جگہ اسے بھیجتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو مکہ بھیجا تھا ان کے مکہ جانے کے بعد بیعتِ رضوان ہوئی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے دستِ اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اسے بائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ پھر عبداللہ بن عمر نے کہا یہ جواب لے جاؤ جو تو نے سُنے ہیں

شرح ۳۴۶۲ : اس حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا اور بخش دیا جنگِ بدر میں حاضر نہ ہونے کے باوجود بھی انہیں حاضر ہونے والوں کا حصہ اور ثواب حاصل ہوا جو اور کسی غائب ہونے والے کو نہ ملا۔ علاوہ ازیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ یہ وہ سعادت ہے جو اور کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ مصر سے آنے والا شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالفین سے تھا اور تعصب کے باعث اُس نے حضرت عبداللہ بن عمر سے تین سوال کئے تھے جب اُنھوں نے اس کے سوالات کی تصدیق کی تو خوشی سے اُس نے اللہ اکبر کہا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے تینوں سوالوں کا تفصیل سے جواب دیا پہلے سوال کے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

یہ جنگِ اُحد کا واقعہ ہے اور دو جماعتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ابوسفیان مع دیگر کفارِ مکہ ہیں۔ یعنی جب مسلمانوں اور کافروں کی دونوں جماعتیں آمنے سامنے ہوئیں تو بعض مسلمان بھاگ گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہاجرین میں سے ابوبکر صدیق، عمر فاروق، علی المرتضیٰ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عُبَیْداللہ، زُبیر بن عوام اور ابوعبیدہ بن جراح رہے رضی اللہ عنہم اور انصار میں سے حباب بن مُنذر، ابودجانہ، عاصم بن ثابت، حارث بن صمہ، اُسید بن حُضیر، سعد بن معاذ اور سہل بن حنیف رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کا فرار معاف کر دیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے معاف کرنے کے بعد اس کا مواخذہ کرنا مسلمان کی شان نہیں۔

marfat.com

Marfat.com

٣٤٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدًا وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ فَقَالَ اُسْكُنْ اُحُدُ اَظُنُّهٗ ضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ فَلَيْسَ عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ

جناب[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رُقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان کے نکاح میں تھیں وہ بیمار تھیں آپ نے حضرت عثمان اور اُسامہ بن زید کو مدینہ منورہ میں رہنے دیا کہ وہ ان کی حفاظت کریں اور خود بدر میں تشریف لے گئے۔ آپ بدر ہی میں تھے کہ صاحبزادی انتقال فرما گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!

اس وقت ان کی عمر شریف بیس برس تھی۔ لہٰذا عثمان کا جنگِ بدر میں حاضر نہ ہونا اس وجہ سے تھا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بدر میں جانے سے روک دیا تھا۔ اس میں حضرت عثمان کا کیا گناہ تھا؟

بیعت[3] رضوان حضرت عثمان کے مکہ جانے کے بعد ہُوئی تھی جبکہ یہ مشہور ہو گیا تھا کہ عُثمان کو شہید کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اِن مواقع میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غائب ہونے کے یہ اسباب تھے لہٰذا وہ قابلِ مواخذہ نہیں۔ یہ جواب بیان کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا اب جاؤ اور اپنا عقیدہ صحیح کرو۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحُد پہاڑ پر چڑھے اور

٣٤٦٣ —

ابوبکر و عمر اور عثمان آپ کے ساتھ تھے اُحُد کانپنے لگا تو حضور نے فرمایا اے اُحُد ٹھہر میرا خیال ہے کہ آپ نے اُس پر اپنا پاؤں مار کر فرمایا : تیرے اُوپر نبی، صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں!

شرح : مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر فاروق،

٣٤٦٣ —

عثمان، علی، طلحہ، زبیر جبلِ حراء پر تھے تو وہ حرکت میں آ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو! تیرے اُوپر نبی، صدیق اور شہید ہیں (حدیث ٣٤٣٨ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالْاِتِّفَاقِ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ وَفِيْهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

٣٤٦٤ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَبْلَ اَنْ يُصَابَ بِاَيَّامٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَفَ عَلٰى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كَيْفَ فَعَلْتُمَا اَتَخَافَانِ اَنْ تَكُوْنَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْاَرْضَ مَا هِيَ لَهُ مُطِيْقَةٌ مَا فِيْهَا كَبِيْرُ فَضْلٍ قَالَ اُنْظُرَا اَنْ تَكُوْنَا حَمَّلْتُمَا الْاَرْضَ مَا لَا تُطِيْقُ قَالَ قَالَا لَا فَقَالَ عُمَرُ لَئِنْ سَلَّمَنِيَ اللّٰهُ لَاَدَعَنَّ اَرَامِلَ اَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ اِلٰى رَجُلٍ بَعْدِيْ اَبَدًا قَالَ فَمَا اَتَتْ عَلَيْهِ الرَّابِعَةُ حَتّٰى اُصِيْبَ قَالَ اِنِّيْ لَقَائِمٌ مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ اِلَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کا واقعہ اور ان کی بیعت پر اتفاق ،،

اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بھی ذکر ہے"

٣٤٦٤ — ترجمہ : عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید ہونے سے چند دن پہلے مدینہ منورہ میں دیکھا کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے فرما رہے تھے۔ تم نے کیا کیا ہے کیا تم نے خوف محسوس کیا کہ تم نے زمین پر جو خراج

marfat.com
Marfat.com

عَبَّاسٍ غَدَاةَ اُصِيبَ وَكَانَ اِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ اِسْتَوُوا حَتّٰى اِذَا لَمْ يَرَ فِيهِمْ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَرُبَّمَا قَرَأَ بِسُوْرَةِ يُوْسُفَ اَوِ النَّحْلِ اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ اِلَّا اَنْ كَبَّرَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَتَلَنِي اَوْ اَكَلَنِي الْكَلْبُ حِيْنَ طَعَنَهُ فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّيْنٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ لَا يَمُرُّ عَلٰى اَحَدٍ يَمِيْنًا وَّلَا شِمَالًا اِلَّا طَعَنَهُ حَتّٰى طَعَنَ ثَلٰثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ اَنَّهُ مَاخُوْذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَاَى الَّذِي اَرٰى وَاَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَاِنَّهُمْ لَا يَدْرُوْنَ غَيْرَ اَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوْا صَوْتَ عُمَرَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ

مقرر کیا ہے وہ اس کی طاقت سے زیادہ ہے ؟ اُنھوں نے کہا ہم نے وہی خراج مقرر کیا ہے جس کی وہ طاقت رکھتی ہے - اس میں زیادتی کی کوئی بات نہیں - عمر فاروق نے فرمایا اس بات کا خیال کرلو کہ شاید تم نے زمین پر خراج زیادہ مقرر کیا ہو جس کی وہ طاقت نہ رکھتی ہو - اُنھوں نے کہا جی نہیں - عمر فاروق نے فرمایا - اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے سلامت رکھا تو میں عراق کی بیواؤں کو اس حال میں چھوڑوں گا کہ وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہ رہیں گی - عمرو بن میمون نے کہا ان پر صرف چوتھی رات آئی کہ وہ شہید کر دیئے گئے - عمرو بن میمون نے کہا جس روز وہ شہید ہوئے میں صف میں کھڑا تھا - میرے اور ان کے درمیان صرف عبداللہ بن عباس تھے - وہ جب دو صفوں کے بیچ سے گزرتے تو فرماتے صفیں سیدھی کرو - حتی کہ جب ان میں کوئی خلل نہ دیکھتے تو آگے بڑھ کر تکبیر تحریمہ کہتے - اور اکثر سورۂ یوسف یا نحل یا ان جیسی سورت پہلی رکعت میں پڑھتے تاکہ سب لوگ جمع ہو جائیں - ابھی انھوں نے «اللہ اکبر» ہی کہا تھا کہ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے

marfat.com
Marfat.com

سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَصَلّٰى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ
صَلٰوةً خَفِيْفَةً فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اُنْظُرْ مَنْ قَتَلَنِيْ
فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ غُلَامُ الْمُغِيْرَةِ قَالَ الصَّنَعُ قَالَ نَعَمْ
قَالَ قَاتَلَهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَمَرْتُ بِهٖ مَعْرُوْفًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ
يَجْعَلْ مِيْتَتِيْ بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الْاِسْلَامَ قَدْ كُنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْكَ
تُحِبَّانِ اَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوْجُ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ الْعَبَّاسُ اَكْثَرَهُمْ رَقِيْقًا
فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ اَيْ اِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا فَقَالَ كَذَبْتَ بَعْدَ
مَا تَكَلَّمُوْا بِلِسَانِكُمْ وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوْا حَجَّكُمْ فَاحْتُمِلَ اِلٰى
بَيْتِهٖ فَانْطَلَقْنَا مَعَهٗ وَكَاَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَبْلَ
يَوْمَئِذٍ فَقَائِلٌ يَقُوْلُ لَا بَاْسَ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ اَخَافُ عَلَيْهِ فَاُتِيَ
بِنَبِيْذٍ فَشَرِبَهٗ فَخَرَجَ مِنْ جُرْحِهٖ ثُمَّ اُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ فَخَرَجَ

سُنا مجھے کتے نے قتل کر ڈالا یا مجھے کتے نے کاٹ کھایا جب وہ غلام دو دھاری چھری لے بھاگا تو دائیں بائیں جدھر سے گزرتا لوگوں کو زخمی کرتا جاتا تھا حتیٰ کہ اُس نے تیرہ ۱۳ آدمی زخمی کئے جن میں سے سات فوت ہوگئے۔ جب اسے ایک مسلمان نے دیکھا تو اس پر لمبی ٹوپی ڈال دی۔ جب غلام کو یقین ہوگیا کہ وہ گرفتار ہوچکا ہے تو اس نے اپنے آپ کو ذبح کر ڈالا۔ ادھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے کیا۔ جو کوئی حضرت عمر فاروق کے قریب ہوتا وہ وہی کچھ دیکھتا جو میں نے دیکھا۔ رہے وہ لوگ جو مسجد کے کونوں میں تھے انہیں کچھ معلوم نہ ہُوا سوا اس کے کہ انہوں نے عمر فاروق کی آواز گم پائی اور وہ "سبحان اللہ، سبحان اللہ" کہتے تھے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے لوگوں کو ہلکی سی نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو عمر فاروق نے کہا اے ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے وہ کچھ دیر گھومنے کے بعد آئے اور کہا مغیرہ کا غلام ہے (جس نے آپ کو زخمی کیا ہے) فرمایا اس کاریگر نے؟ ابن عباس نے

marfat.com
Marfat.com

مِنْ جَوْفِهٖ فَعَرَفُوْا اَنَّهٗ مَيِّتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَاءَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا
يُثْنُوْنَ عَلَيْهِ وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ اَبْشِرْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
يُبْشِرُكَ اللّٰهُ لَكَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدَمٍ
فِي الْاِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ وُلِّيْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ قَالَ
وَدِدْتُّ اَنَّ ذٰلِكَ كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِيْ فَلَمَّا اَدْبَرَ اِذَا اِزَارُهٗ يَمَسُّ
الْاَرْضَ قَالَ رُدُّوْا عَلَيَّ الْغُلَامَ قَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اِرْفَعْ ثَوْبَكَ
فَاِنَّهٗ اَنْقٰى لِثَوْبِكَ وَاَتْقٰى لِرَبِّكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اُنْظُرْ مَا عَلَيَّ
مِنَ الدَّيْنِ فَحَسَبُوْهُ فَوَجَدُوْهُ سِتَّةً وَثَمَانِيْنَ اَلْفًا اَوْ نَحْوَهٗ قَالَ
اِنْ وَفٰى لَهٗ مَالُ اٰلِ عُمَرَ فَاَدِّهٖ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَاِلَّا فَسَلْ فِيْ

کہا جی ہاں! حضرت عمر فاروق نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرے میں نے اسے اچھی بات بتائی تھی۔ اللہ کا شکر ہے جس نے میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں کی جو اسلام کا دعویٰ کرنے والا ہو۔ اے ابن عباس تم اور تمہارے والد اسی چیز کو پسند کرتے تھے کہ مدینہ منورہ میں کار یگر زیادہ ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بہت غلام تھے۔ اُنھوں نے کہا اگر پسند کرتے ہیں تو میں کرتا ہوں یعنی اگر آپ چاہتے ہیں تو میں سب کو قتل کر دیتا ہوں۔ عمر فاروق نے فرمایا: خلافِ واقع بات کرتے ہو۔ کیونکہ جب وہ تمہاری زبان میں کلام کرنے لگے تمہارے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے لگے اور تمہاری طرح حج کرنے لگے تو اس کے بعد ان کے قتل کرنے میں تم سچے نہیں ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اُٹھا کر اُن کے گھر لے جایا گیا اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلنے لگے اس واقعہ سے پہلے مسلمانوں کو کبھی ایسی مصیبت نہیں پہنچی تھی۔ بعض کہتے فکر کی کچھ بات نہیں اور بعض کہتے ہمیں ڈر ہے کہ آپ فوت ہو جائیں گے۔ پھر نبیذ لایا گیا جسے آپ نے پیا تو وہ آپ کے پیٹ سے نکل گیا پھر دودھ لایا گیا آپ نے وہ پیا تو وہ بھی آپ کے پیٹ سے نکل گیا۔ اس وقت لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ ہم آپ کے پاس آئے اور لوگ بھی آ رہے تھے وہ سب آپ کی ثنا کرتے اس اثنا میں ایک نوجوان آیا اور کہنے لگے اے امیر المؤمنین! آپ کو اللہ کی طرف سے خوشخبری ہو کہ آپ کو جناب

marfat.com
Marfat.com

بَنِیْ عَدِیِّ ابْنِ کَعْبٍ فَاِنْ لَمْ تَفِ اَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِیْ قُرَیْشٍ وَلَا
تَعْدُهُمْ اِلٰی غَیْرِهِمْ فَاَدِّ عَنِّیْ هٰذَا الْمَالَ اِنْطَلِقْ اِلٰی عَائِشَةَ
اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقُلْ یَقْرَأُ عَلَیْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
فَاِنِّیْ لَسْتُ الْیَوْمَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَمِیْرًا وَقُلْ یَسْتَاْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
اَنْ یُّدْفَنَ مَعَ صَاحِبَیْهِ فَسَلَّمَ وَاسْتَاْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَیْهَا فَوَجَدَهَا
قَاعِدَةً تَبْكِیْ فَقَالَ یَقْرَأُ عَلَیْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ وَیَسْتَاْذِنُ
اَنْ یُّدْفَنَ مَعَ صَاحِبَیْهِ فَقَالَتْ كُنْتُ اُرِیْدُهُ لِنَفْسِیْ وَلَاُوْثِرَنَّ
بِهِ الْیَوْمَ عَلٰی نَفْسِیْ فَلَمَّا اَقْبَلَ قِیْلَ هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَآءَ
قَالَ ارْفَعُوْنِیْ فَاَسْنَدَهُ رَجُلٌ اِلَیْهِ فَقَالَ مَا لَدَیْكَ قَالَ الَّذِیْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل رہی اور آپ جانتے ہیں کہ آپ قدیم الاسلام ہیں۔ پھر آپ کو خلیفہ بنایا گیا تو آپ نے عدل و انصاف کیا۔ پھر آپ کو شہادت نصیب ہوئی۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا میری خواہش ہے کہ یہ سب امور میرے لئے برابر ہو جائیں نہ عذاب ہو اور نہ ہی ثواب ہو۔ جب وہ نوجوان واپس ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کا تہبند زمین پر گھسیٹ رہا تھا۔ فرمایا اس نوجوان کو واپس بلاؤ اور فرمایا اے میرے بھتیجے تہبند اوپر اٹھاؤ اس سے کپڑا صاف رہے گا اور یہ اللہ کو بھی پسند ہے۔

اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر قرض کتنا ہے۔ انھوں نے حساب کیا تو چھیاسی ہزار (۸۶) یا اس کے لگ بھگ قرض پایا۔ فرمایا: اگر عمر کی اولاد کے اموال اس کے لئے کافی ہوں تو ان کے اموال سے قرضہ ادا کر دو ورنہ بنی عدی بن کعب سے مانگو اگر ان کے اموال کافی نہ ہوں۔ تو قریش سے مانگو اور ان کے غیر سے مال لے کر قرضہ ادا نہ کرنا ہوگا۔ میرا قرض ادا کرو اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ عمر سلام کہتا ہے اور یہ نہ کہنا کہ امیر المؤمنین سلام کہتے ہیں کیونکہ میں آج مومنوں کا امیر نہیں ہوں اور کہو عمر بن خطاب اس بات کی اجازت چاہتا ہے کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کیا جائے عبداللہ ابن عمر نے سلام عرض کیا اور اندر آنے کی اجازت مانگی اجازت کے بعد ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر

marfat.com
Marfat.com

تُحِبُّ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ اَذِنَتْ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ
اَهَمَّ اِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ فَاِذَا اَنَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُوْنِيْ ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ
يَسْتَاْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاِنْ اَذِنَتْ لِيْ فَاَدْخِلُوْنِيْ وَاِنْ
رَدَّتْنِيْ فَرُدُّوْنِيْ اِلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَجَآءَتْ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ
حَفْصَةُ وَالنِّسَآءُ تَسِيْرُ مَعَهَا فَلَمَّا رَاَيْنَاهَا قُمْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ
فَبَكَتْ عِنْدَهٗ سَاعَةً وَاسْتَاْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ
فَسَمِعْنَا بُكَآءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ فَقَالُوْا اَوْصِ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اِسْتَخْلِفْ قَالَ مَا اَجِدُ اَحَقَّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَآءِ النَّفَرِ
اَوِ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ
رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَّعَبْدَ الرَّحْمٰنِ

تو انہیں روتی ہوئے پایا۔ عرض کیا عمر بن خطاب آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس مدفون ہوں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے اپنے لئے اس کا ارادہ کیا ہوا تھا آج میں انہیں اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ جب عبداللہ بن عمر واپس آئے تو کہا گیا یہ عبداللہ بن عمر آتے ہیں فرمایا مجھے اٹھاؤ ایک شخص نے آپ کو اپنا سہارا دے کر بٹھایا فرمایا اے عبداللہ! کیا جواب لائے ہو۔ عرض کیا یا امیر المؤمنین وہی جو آپ پسند کرتے ہیں۔ ام المؤمنین نے دفن کی اجازت دے دی ہے۔ فرمایا اللہ کا شکر ہے۔ میرے لئے کوئی شئی اس سے اہم نہ تھی۔ جب میری وفات واقع ہو جائے تو مجھے اٹھا کر لے جاؤ تو سلام عرض کرنے کے بعد کہو۔ عمر بن خطاب اجازت چاہتے ہیں اگر میرے لئے اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا اور انھوں نے واپس کر دیا تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں لے جاؤ۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا اور دیگر خواتین ان کے ساتھ چلتی ہوئی آئیں جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم اٹھ گئے وہ آپ کے پاس آکر کچھ دیر روتی رہیں۔ لوگوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو وہ اندر مکان میں چلی گئیں۔ ہم نے مکان کے اندر سے ان کے رونے کی آواز سنی۔ لوگوں نے کہا یا امیر المؤمنین وصیت کیجئے اور کسی کو خلیفہ

marfat.com
Marfat.com

ابْنَ عَوْفٍ وَقَالَ يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهُ مِنَ
الْاَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ فَاِنْ اَصَابَتِ الْاِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ
ذَاكَ وَاِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ اَيُّكُمْ مَا اُمِّرَ فَاِنِّيْ لَمْ اَعْزِلْهُ مِنْ عَجْزٍ
وَّلَا خِيَانَةٍ وَقَالَ اُوْصِي الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِيْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ
اَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَاُوْصِيْهِ
بِالْاَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَنْ
يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَاَنْ يُعْفٰى عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَاُوْصِيْهِ بِاَهْلِ
الْاَمْصَارِ خَيْرًا فَاِنَّهُمْ رِدْءُ الْاِسْلَامِ وَجُبَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ
الْعَدُوِّ وَاَنْ لَّا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ اِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ
وَاُوْصِيْهِ بِالْاَعْرَابِ خَيْرًا فَاِنَّهُمْ اَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ
الْاِسْلَامِ اَنْ يُّؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِيْ اَمْوَالِهِمْ وَيُرَدَّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ

مقرر کریں فرمایا میں خلافت کے لائق ان لوگوں کے سوا کسی کو نہیں پاتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ اُن سے راضی تھے اور حضرت علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور فرمایا عبداللہ بن عمر تمہارے پاس حاضر ہُوا کریں گے لیکن خلافت میں ان کا کوئی حصہ نہیں (راوی نے کہا) آپ نے یہ جملہ عبداللہ کی تسلی کے لئے فرمایا۔ اگر خلافت سعد بن ابی وقاص کو ملے تو وہ اس کے مستحق ہیں۔ ورنہ جو بھی خلیفہ بنایا جائے وہ اُن سے استعانت کرتا رہے میں نے انہیں نا اہلیت اور خیانت کرنے کے باعث معزول نہیں کیا اور میں اپنے بعد والے خلیفہ کو مہاجرین اوّلین سے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ وہ اُن کے حقوق پہچانے اور اُن کی آبرو کی حفاظت کرے اور میں اسے انصار کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں جو مدینہ منورہ (دارالہجرت) میں مہاجرین سے پہلے مقیم ہُوئے اور اُنھوں نے ایمان کو کفر پر ترجیح دی۔ کہ ان میں سے مخلص لوگوں کے اخلاص کو اپنایا جائے اور ان کے خطاکاروں

marfat.com

Marfat.com

وَاُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ
يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَاَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَآئِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوا اِلَّا
طَاقَتَهُمْ فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي فَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ عُمَرَ قَالَ يَسْتَاذِنُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَتْ اَدْخِلُوهُ فَاُدْخِلَ
فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هٰؤُلَآءِ
الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اجْعَلُوا اَمْرَكُمْ اِلٰى ثَلَاثَةٍ مِنْكُمْ
قَالَ الزُّبَيْرُ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرِي اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ طَلْحَةُ قَدْ جَعَلْتُ
اَمْرِي اِلٰى عُثْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرِي اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
ابْنِ عَوْفٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هٰذَا الْاَمْرِ

سے درگزر کر دیا جائے۔ میں خلیفہ کو شہروں میں رہنے والوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ لوگ اسلام کے مددگار، مال جمع کرنے والے اور دشمنوں کو غیظ میں ڈالنے والے ہیں۔ اور اُن سے ان کی رضامندی سے ضرورت سے زائد مال لیا جائے۔ خلیفہ کو اعراب کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ اصلِ عرب اور اسلام کا سرمایہ ہیں کہ ان کی ضرورت سے زائد مال لئے جائیں اور ان میں سے غریب لوگوں پر تقسیم کئے جائیں۔ میں خلیفہ کو اللہ تعالیٰ کا ذمہ اور اس کے رسول کے ذمہ کی وصیت کرتا ہوں کہ اہلِ ذمہ کے ذمہ کو پورا کیا جائے اور ان کی حمائت میں جنگ کی جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ انہیں تکلیف نہ دی جائے۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔ ہم انہیں لے کر نکلے ہم چلتے جا رہے تھے کہ عبداللہ بن عمر نے ام المؤمنین کو سلام عرض کیا اور کہا عمر بن خطاب اجازت طلب کر رہے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا انہیں داخل کر دو۔ چنانچہ انہیں (حجرہ میں) داخل کر دیا گیا اور وہاں اپنے ساتھیوں کے ساتھ دفن کر دیئے گئے۔ جب اُن کے دفن سے فارغ ہوئے تو یہ لوگ جمع ہو گئے۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم اپنی رائے تین شخصوں کو سونپ دو۔ حضرت زُبیر نے کہا میں اپنا حق علی کے سپرد کرتا ہوں۔ طلحہ نے کہا میں نے اپنی رائے عثمان کے حوالہ کی اور سعد بن ابی وقاص نے کہا میں نے اپنا حق عبدالرحمٰن بن عوف کے

marfat.com
Marfat.com

فَجَعَلَهُ اِلَيْهِ وَاللّٰهُ عَلَيْهِ وَالْاِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ اَفْضَلَهُمْ فِيْ نَفْسِهٖ فَاَسْكَتَ الشَّيْخَانِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَفَتَجْعَلُوْنَهٗ اِلَيَّ وَاللّٰهِ عَلَيَّ اَنْ لَا اٰلُوْ عَنْ اَفْضَلِكُمْ قَالَا نَعَمْ فَاَخَذَ بِيَدِ اَحَدِهِمَا فَقَالَ لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَدَمُ فِي الْاِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَاللّٰهُ عَلَيْكَ لَئِنْ اَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ اَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيْعَنَّ ثُمَّ خَلَا بِالْاٰخَرِ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا اَخَذَ الْمِيْثَاقَ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ فَبَايَعَهٗ فَبَايَعَ لَهٗ عَلِيٌّ وَوَلَجَ اَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوْهُ

سپرد کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے (علی و عثمان) سے کہا تم دونوں میں سے خلافت سے کون دستبردار ہوتا ہے۔ ہم یہ اس کے سپرد کر دیں گے اللہ اور اسلام اس کا نگہبان ہے۔ تم دونوں میں سے ہر ایک اپنے خیال میں افضل پر نظر کرے (اس وقت) حضرت عثمان اور حضرت علی دونوں خاموش رہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کیا تم اپنا اپنا حق میرے سپرد کرتے ہو؟ بخدا مجھ پہ لازم ہے کہ میں تم میں سے افضل کے ساتھ کمی نہیں کروں گا۔ دونوں نے کہا جی ہاں! (خلافت کا انتخاب آپ کریں) عبدالرحمٰن نے ان میں سے ایک کا ہاتھ پکڑ کر کہا آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اسلام میں قدامت کا وہ شرف حاصل ہے جو آپ جانتے ہیں۔ اللہ آپ کا نگہبان ہے۔ اگر میں آپ (علی) کو خلیفہ بنا دوں تو آپ نے عدل و انصاف کرنا ہوگا اور اگر عثمان کو خلیفہ بنا دوں تو ان کی بات سُننی ہوگی اور ان کی اطاعت کرنا ہوگی۔ پھر دوسرے (عثمان) کو علیحدہ لے گئے اور ان سے اسی طرح کہا (جو حضرت علی سے کہا تھا) جب دونوں سے عہد لے لیا تو کہا اے عثمان اپنا ہاتھ اُٹھاؤ اور ان سے بیعت کی پھر حضرت علی نے بیعت کی پھر شہر والے آئے اور سب نے حضرت عثمان سے بیعت کی۔

۳۴۶۴ —— شرح : امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حُذیفہ بن یمان عبسی اور عثمان بن حُنیف اَوسی کو عراق کی زمین پر خراج اور لوگوں پر جزیہ مقرر کرنے کے لئے بھیجا۔ پھر اُن سے پوچھا کہ تم نے حکم کی تعمیل کی ہے؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں ہم نے

marfat.com

Marfat.com

زمین پہ خراج اس قدر مقرر کیا ہے کہ وہ اس کی طاقت رکھتی ہے اس کی طاقت سے زیادہ مقرر نہیں کیا۔ اس کے بعد ابھی چار روز ہی گزرنے والے تھے کہ چوتھے روز کی صبح آپ کو زخمی کر دیا گیا جو بعد میں آپ کی وفات پر منتج ہوا۔ جس شخص نے آپ کو شہید کیا وہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابولؤلؤ فیروز تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر بالغ قیدی کا مدینہ منورہ میں داخلہ ممنوع قرار دیا تھا حتی کہ کوفہ کے حاکم مغیرہ بن شعبہ نے امیر المؤمنین کو خط لکھا کہ میرے غلام فیروز نامی کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے کیونکہ وہ بہترین کاریگر ہے۔ اور لوہار اور نقاش کے علاوہ ترکھانوں کا کام اچھا جانتا ہے۔ اس کی صنعت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ امیر المؤمنین نے مغیرہ بن شعبہ کی سفارش پر اُن کے غلام کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ جبکہ مغیرہ نے اس پر ایک سو درہم ماہوار خراج مقرر کیا تو ابولؤلؤ نے امیر المؤمنین سے شکائت عرض کی کہ اس پر خراج زیادہ مقرر کیا گیا ہے آپ نے فرمایا تیرے کسب کے مقابلہ میں یہ خراج زیادہ نہیں۔ ابولؤلؤ ناراض ہو کر چلا گیا۔ چند روز کے بعد وہ غلام آپ کے پاس سے گزرا تو آپ نے فرمایا کیا تو نے کہا نہیں تھا کہ اگر تو چاہے تو ایسی چکی بنائے جو ہوا کے ذریعے چل کر آٹا پیسے؟ وہ منہ چڑھا کر حضرت کی طرف متوجہ ہوا اور کہا میں تمہارے لئے ایسی چکی بناؤں گا جسے لوگ یاد کریں گے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے پاس والے لوگوں کی طرف التفات کرتے ہوئے فرمایا یہ غلام مجھے عتاب کرتا ہے۔ اس نے چند روز میں ایک خنجر تیار کیا جو دونوں طرف سے تیز کیا اور اس کی مٹھی درمیان میں رکھی اور رات کے اندھیرے میں مسجد کے ایک کونہ میں چھپ گیا۔ امیر المؤمنین کی عادت تھی کہ جب گھر سے باہر نکلتے تو نماز کے لئے لوگوں کو بیدار کرتے جاتے تھے چنانچہ حسب عادت آپ مسجد میں آئے اور ابولؤلؤ کے قریب پہنچے تو اس نے اچانک آپ پر حملہ کر دیا اور آپ کو تین سخت زخم کئے ان میں سے ایک ناف سے نیچے شدید زخم تھا جس سے آپ کی موت واقع ہوئی۔ ابن سعد نے صحیح اسناد کے ساتھ اسے زُہری سے روائت کیا ہے ابو رافع کی روائت میں اس طرح ہے کہ ابولؤلؤ نے امیر المؤمنین سے شکائت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے اس پر چار درہم یومیہ خراج مقرر کیا ہے اور یہ زیادہ ہے اس میں تخفیف ہونی چاہیئے آپ نے فرمایا: اللہ سے ڈر یہ زیادہ نہیں ہے لیکن آپ کی نیت یہ تھی کہ مغیرہ سے کہہ کر اس میں تخفیف کرا دیں گے۔ ابولؤلؤ نے کہا میرے سوا تمام لوگوں سے آپ انصاف کرتے ہیں اور آپ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا اور زہر آلود خنجر بنایا جو دونوں طرف سے تیز تھا۔ اور صبح کی نماز میں جب امیر المؤمنین نے تکبیر تحریمہ کہی تو اُس نے آپ کے کندھے اور پسلیوں میں زخم کئے جس کی وجہ سے آپ زمین پہ گر پڑے۔ مسلم نے مَعدان بن ابوطلحہ کے طریق سے روائت کی کہ حضرت امیر المؤمنین نے ایک روز خطبہ میں فرمایا میں نے خواب میں ایک مرغ دیکھا ہے جس نے مجھے تین چونچیں ماری ہیں مجھے اس کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ میری موت قریب آچکی ہے۔

۲۶۔ ذوالحجہ ۲۳ھ میں ابولؤلؤ نے آپ کو شہید کیا۔ اس حادثہ میں اس شقی نے تیرہ صحابہ کرام

marfat.com
Marfat.com

کو بھی زخمی کیا جن میں سے سات شہید ہو گئے اور چھ بچ رہے ۔ اس واقعہ میں ایک مہاجر حطان تمیمی یربوعی نے ابولؤلؤ کے بھاگتے ہوئے اس پر لمبی ٹوپی یا کمبل ڈال دیا ایک اور اسناد سے ابن سعد نے واقدی سے روائت کی کہ عبداللہ بن عوف نے ابولؤلؤ کا سر قلم کر دیا۔

جب امیر المؤمنین زخمی ہو گئے تو عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے مصلّٰی پر کھڑا کر دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عبدالرحمٰن نے نماز میں بہت اختصار کیا اور قرآن کی چھوٹی چھوٹی سورتیں در اِنّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہ،، پڑھیں۔ اس اثناء میں امیر المؤمنین پر غشی طاری ہو گئی اور آپ کو گھر پہنچا دیا گیا۔ آپ صبح تک بے ہوش رہے ۔ جب افاقہ ہوا تو ہمیں دیکھ کر فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں عرض کیا جی ہاں ! لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے ۔ آپ نے فرمایا جو نماز نہ پڑھے اس کا اسلام کامل نہیں پھر وضو کر کے نماز پڑھی ۔ ابن سعد نے عبداللہ بن عمر کے طریق سے روائت کی کہ آپ نے وضو کر کے صبح کی نماز پڑھی اور پہلی رکعت میں وَالْعَصْرِ،، اور دوسری رکعت میں قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْن،، دو سورتیں پڑھیں اور میرے ساتھ تکیہ لگایا جبکہ آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے درمیان والی انگلی زخم پر رکھی لیکن زخم بہت گہرا تھا میری انگلی سے اس کا مُنہ بند نہ ہُوا۔

حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کو ابن عباس سے بہت محبت تھی آپ انہیں ہمیشہ اپنے قریب جگہ دیا کرتے تھے ۔ ابن عباس نے کہا اس سانحہ میں لوگ ایسے روتے تھے جیسے اُنھوں نے اپنی اولاد کو گم پایا ہے لیکن آپ خندہ پیشانی تھے ۔ آپ نے فرمایا اے ابن عباس دیکھو مجھے کس نے قتل کیا ہے ؟ ابن عباس نے اِدھر اُدھر گھوم کر عرض کیا ۔ کاریگر غلام نے جو مغیرہ بن شعبہ نے بھیجا تھا فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری موت کلمہ گو کے ہاتھ میں نہیں رکھی ۔ اللہ اسے ہلاک کرے میں نے اس کے ساتھ بے انصافی نہیں کی تھی بلکہ اسے اچھی بات کہی تھی ۔ حضرت جابر کی حدیث میں ہے کہ امیر المؤمنین نے فرمایا جس نے مجھے قتل کیا ہے اس پر جلدی نہ کرنا ۔ عرض کیا گیا کہ اس نے خودکشی کر لی ہے ۔ آپ نے ،، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ،، کہا ۔ کسی نے کہا کہ قاتل ابولؤلؤ ہے آپ نے فرمایا : ،، اللہ اکبر،،

امیر المؤمنین نے ابن عباس سے فرمایا تم اور تمہارے والد چاہتے تھے کہ مدینہ منورہ میں کاریگر زیادہ ہونے چاہئیں ۔ یہ تمہارے ساتھیوں کی مہربانی ہے ۔ میں تو چاہتا تھا کہ مدینہ منورہ میں کوئی عجمی کا فر داخل نہ ہونے پائے ۔ لیکن تم مجھ پر غالب آئے جس کا نتیجہ تم نے آنکھوں سے دیکھ لیا ہے ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بہت غلام تھے اُنھوں نے کہا اگر آپ چاہیں تو ہم سب کو قتل کر دیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ ان کو قتل کرنے کا حکم ہرگز نہ دیں گے ۔ امیر المؤمنین نے فرمایا : کَذَبْتَ ،، آپ غلط کہتے ہیں جب وہ کلمہ گو ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں انہیں کیسے قتل کرو گے ؟ حالانکہ مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ۔ شائد ابن عباس کا یہ خیال ہوگا کہ جو ان میں سے مسلمان نہیں انہیں قتل کر دیا جائے ۔

marfat.com

Marfat.com

ابو اسحاق کی روائت کے مطابق جب صبح ہوئی تو ایک طبیب آیا اور کہا آپ کو پینے کی کون سی شئ پسند ہے فرمایا نبیذ "یعنی کھجوروں کا شربت"، جب وہ آپ کو پلایا گیا تو وہ پیٹ سے باہر نکل گیا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ نبیذ تھا یا خون نکلا تھا کیونکہ خون نبیذ کے ساتھ مل گیا تھا۔ پھر دودھ پیش کیا گیا آپ نے وہ پیا تو وہ بھی پیٹ سے باہر نکل گیا۔ اس کے بعد طبیب نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دو روز تک وفات فرما جائیں گے اس لئے کوئی وصیت کر جائیں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا آپ سچ کہتے ہیں اگر اور کوئی یہ کہتا تو میں اسے تسلیم نہ کرتا۔ اس وقت آپ نے فرمایا اگر ساری دنیا میری ملک ہوتی تو میں آنے والے خطرات کے باعث اسے اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے بھلائی نظر آ رہی ہے۔ اس کے بعد لوگوں کو یقین ہوا کہ امیر المؤمنین زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکیں گے تو جوق در جوق لوگ آتے اور آپ کی مدح اور ثنا کرتے۔ ایک نوجوان آیا اور کہا اے امیر المؤمنین آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل رہی اور قدیم الاسلام ہونے کا شرف آپ کو ملا پھر آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو عدل و انصاف کیا اور آخر میں شہادت نصیب ہوئی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ یہ سب باتیں مجھ پر برابر ہو جائیں نہ عذاب ہو نہ ثواب۔

مبارک بن فضالہ کی روائت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے فرمایا ہے کہ یہ سب باتیں مجھ پر برابر ہیں نہ عذاب نہ ثواب۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی جزاء دے۔ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعاء نہیں فرمائی تھی کہ آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ دین اور مسلمانوں کو غلبہ دے جبکہ لوگ مکہ میں خائف تھے جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کا اسلام لانا مسلمانوں کے غلبہ کا سبب ہوا اور آپ کے ذریعے اسلام نے قوت پکڑی۔ آپ نے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی آپ کی ہجرت یقیناً بہت بڑی فتح تھی۔ پھر آپ کسی جنگ میں پیچھے نہیں رہے۔ ہر غزوہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے وفات پائی تو آپ پر راضی تھے پھر آپ کے بعد ہونے والے خلیفہ کی وزارت آپ نے علی منہاج نبوت کی۔ خلیفہ اوّل کا انتقال ہوا تو وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ کو بھلائی سے خلیفہ مقرر کیا گیا۔ آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے شہروں کو رونق بخشی اموال جمع کئے۔ دشمن کو مقہور کیا اور آپ کے ذریعے لوگوں کے دین اور رزق میں وسعت دی۔ پھر شہادت پر آپ کی زندگی کا اختتام ہوا۔ اے امیر المؤمنین! آپ کو یہ سعادت مبارک ہو۔ حضرت ابن عباس کا کلام سن کر امیر المومنین نے فرمایا۔ مغرور وہ شخص ہے جسے تم عزور میں ڈالو! پھر فرمایا: اے عبداللہ! کیا قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میرے لئے ان باتوں کی گواہی دو گے؟ ابن عباس نے کہا جی ہاں! امیر المؤمنین نے فرمایا اے اللہ تیرا شکر ہے۔ پھر اپنے بیٹے عبداللہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا دیکھو میرا کتنا قرضہ ہے حساب کیا تو چھیاسی ہزار درہم قرضہ تھا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس طرح ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

امیر المؤمنین نے عبداللہ بن عمر سے فرمایا اے عبداللہ! میں تمہیں اللہ کے حق اور عُمر کے حق کے ساتھ قسم دیتا ہوں کہ جب میری وفات ہو جائے اور مجھے دفن کر دیا جائے تو تم نے اپنا سَر ہرگز نہیں دھونا حتیٰ کہ آلِ عمر کا سامان اسّی ہزار درہم سے فروخت کرو اور اسے بیت المال میں جمع کرا دو! عبدالرحمٰن بن عوف نے آپ سے دریافت کیا تو فرمایا میں نے یہ مال حجوں میں خرچ کیا ہے اور ملکی حوادث میں صرف کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین کے مقروض ہونے کی کیا وجہ تھی۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ام المؤمنین کی خدمت میں بھیجا کہ آپ کے لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہونے کی درخواست کرے اگر وہ قبول کرلیں تو فبہا ورنہ انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور درخواست گزارتے وقت مجھے امیر المؤمنین نہ کہا جائے کیونکہ میں آج امیر المؤمنین نہیں ہوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے وہ جگہ اپنے لئے مخصوص رکھی تھی لیکن آج میں اپنی ذات پر حضرت عمر فاروق کو ترجیح دیتی ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجرہ شریفہ ام المؤمنین کی ملکیت تھی۔ لیکن یہ منافع کی ملکیت تھی کہ ام المومنین وہاں اقامت فرما سکتی ہیں۔ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کا حکم ان عورتوں کا حکم ہے جو عدت پوری کرتی ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہیں نکاح کرنے کا حق حاصل نہیں تھا وہ بدستور حضور کی بیویاں ہیں کیوں کہ نبیوں کی موت صرف آنی ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ زندہ ہوتے ہیں۔

اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ ام المؤمنین نے فرمایا حجرہ شریفہ میں اپنے لئے مخصوص جگہ مَیں نے اپنے دفن کے لئے رکھی تھی لیکن آج مَیں عمر فاروق کو ترجیح دیتے ہُوئے انہیں وہاں دفن ہونے کی اجازت دیتی ہوں۔ حالانکہ آپ نے عبداللہ بن زُبیر سے فرمایا تھا کہ مجھے اُن کے پاس دفن نہ کرنا۔

حجرہ شریفہ میں صرف ایک شخص کے دفن کی جگہ تھی جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دفن سے ختم ہوگئی تو ام المؤمنین نے عبداللہ بن زبیر سے کیوں فرمایا کہ مجھے ان کے پاس دفن نہ کرنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر فاروق کے دفن کے بعد جگہ خالی رہ گئی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین نے یہ خیال کیا تھا کہ عمر فاروق کے دفن کے بعد حجرہ شریفہ میں جگہ باقی نہ رہے گی اس لئے فرمایا میں آج عمر فاروق کو ترجیح دیتی ہوں لیکن عمر فاروق کے مدفون ہونے کے بعد گنجائش نظر آئی تو عبداللہ سے فرمایا عمر فاروق کے دفن کے بعد اگرچہ جگہ باقی بچ رہی ہے لیکن مجھے ان کے پاس دفن نہ کرنا۔

اس اشکال کا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ام المؤمنین کے ارشاد کے مطابق کہ میں عمر کو ترجیح دیتی ہوں سے مراد یہ ہو کہ اگر وہاں عمر فاروق کے دفن کی اجازت دی جائے تو وہاں ام المؤمنین کا دفن صحیح نہ ہوگا؛ کیونکہ پہلے وہاں صرف ام المؤمنین کے شوہر اور والد تھے اور عمر فاروق اجنبی ہیں اسی لئے عمر فاروق کے دفن کے بعد ام المؤمنین فرمایا کرتی تھیں۔ جب عمر فاروق میرے گھر میں مدفون ہُوئے تو میں کپڑے نہیں اُتارتی

marfat.com
Marfat.com

تھی۔ (ابن سعد) ایک حدیث کے مطابق ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے پاس دفن ہونے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا آپ وہاں کیسے مدفون ہو سکتی ہیں جبکہ وہاں صرف میری قبر شریف، ابوبکر، عمر اور عیسیٰ بن مریم کے قبور کی جگہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روضۂ اطہر میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے جہاں حضرت علیہ السلام مدفون ہوں گے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب ایک بار دفن کی اجازت حاصل ہو گئی تو دوبارہ اجازت طلب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اُن کی زندگی میں اُن سے حیاء کرتے ہوئے اجازت تو دیدے گیں لیکن ممکن ہے کہ ان کی وفات کے بعد اجازت منسوخ کر دیں لہذا انہیں اس میں مجبور نہ کیا جائے۔

لوگ جب امیر المؤمنین کی زندگی سے نامید ہو گئے تو اُنہوں نے آپ کو خلیفہ مقرر کرنے کی رغبت دلاتے ہوئے کہا کہ آپ خلیفہ کی وصیت فرمائیں آپ نے خلافت کا تقرر چھ صحابہ کرام کے سپرد کیا اور وہ علی بن ابی طالب، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف ہیں اور عبداللہ بن عمر کو بھی ان میں شامل کرنے کو کہا مگر ساتھ ہی یہ وضاحت کر دی کہ انہیں خلافت کے لئے منتخب نہ کیا جائے یہ شمولیت محض ان کی خاطر داری کے لئے ہے۔ مدائنی نے ذکر کیا کہ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اِن حضرات سے فرمایا جب تین افراد ایک رائے پر متفق ہو جائیں اور تین دوسری رائے پر اتفاق کریں تو عبداللہ بن عمر کو حاکم مقرر کر لیں اور اگر وہ عبداللہ کی تحکیم سے راضی نہ ہو تو جس طرف عبدالرحمٰن بن عوف ہوں ان کے انتخاب کو آخری شکل دی جائے۔

یہاں ایک اشکال ہے کہ امیر المؤمنین نے اِن چھ صحابہ کرام میں سے ہر ایک کو خلافت کے اہل قرار دیتے ہوئے خلافت ان چھ میں منحصر کر دی۔ حالانکہ آپ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر دیا تھا۔ اس کا حل یہ ہے کہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے وضاحت کر دی تھی کہ انھوں نے سعد بن ابی وقاص کو خیانت اور عجز کے باعث معزول نہیں کیا تھا بلکہ ایک خاص مصلحت کے پیش نظر انہیں کوفہ سے واپس بلا لیا تھا اسی لئے فرمایا اگر سعد کی خلافت پر اتفاق ہو جائے تو وہ یقیناً خلافت کے قابل ہیں۔

مدینی نے ذکر کیا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا گمان تو یہی ہے کہ خلافت کے لئے علی اور عثمان میں سے کوئی ایک مقرر ہو گا لیکن عثمان کی طبیعت نرم ہے اور علی کی خلافت میں کچھ لوگ اختلاف کریں گے اور اگر سعد منتخب ہو جائے تو فبہا ورنہ جو بھی خلیفہ منتخب ہو وہ سعد بن ابی وقاص سے ضرور استعانت کرے۔

marfat.com
Marfat.com

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فراست

ابو اسحاق نے عمرو بن میمون سے روائت کی کہ امیر المؤمنین نے فرمایا علی، عثمان، عبدالرحمٰن، سعد اور زُبیر کو بُلاؤ جبکہ طلحہ غائب تھے تو آپ نے عثمان اور علی کے سوا کسی سے بات نہ کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا یہ لوگ آپ کے حق کو جانتے ہیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی قرابت اور دامادی کو بھی جانتے ہیں اور انہیں یہ بھی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فقاہت اور علم میں امتیازی شان عطا کی ہے۔ اگر خلافت کے لئے آپ کو منتخب کر لیا جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ پھر حضرت عثمان کو بلایا اور انہیں بھی یہی فرمایا۔ اسرائیل نے ابو اسحاق کے ذریعے عثمان کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ اگر یہ لوگ تمہیں خلیفہ مقرر کریں تو اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور ابو مُعیط کی اولاد میں سے کسی کو لوگوں کی گردنوں پر مسلّط نہ کرنا۔ پھر فرمایا صُہیب کو بلاؤ۔ اور اُن سے فرمایا تین روز لوگوں کو نماز پڑھاؤ اور یہ چھ اشخاص ایک مکان میں علیحدہ بیٹھ جائیں جب یہ کسی ایک کی خلافت پر متفق ہو جائیں تو پھر اگر کوئی ان کی مخالفت کرے تو اس کی گردن اُڑا دو!

جب وہ آپ سے روانہ ہو گئے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا آپ کے انتخاب کرنے میں کیا مانع ہے؟ فرمایا: میں حیات و ممات میں اس کا بوجھ اُٹھانے کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

ابن سعد نے صحیح اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ جب یہ چھ حضرات امیر المؤمنین کے پاس گئے تو انہیں دیکھ کر فرمایا میں نے لوگوں کے معاملہ میں نظر کی ہے۔ میں نے لوگوں میں کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا۔ اگر کچھ ہے تو تم میں ہے یہ امر تمہارے سپرد ہے۔ اس روز حضرت طلحہ غائب تھے۔ وہ اپنے اموال کی دیکھ بھال کرنے گئے تھے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا اگر تمہاری قوم عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان و علی میں کسی ایک کو خلیفہ مقرر کریں تو تم میں سے جو بھی خلیفہ مقرر ہو وہ اپنی قرابت کو لوگوں پر مسلّط نہ کرے اُٹھو اور آپس میں مشورہ کرو پھر فرمایا ذرا ٹھہرو! اگر میں فوت ہو جاؤں تو صہیب تین روز نمازیں پڑھائے اور مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر اگر تم میں سے کوئی خلیفہ بن بیٹھے تو اس کی گردن اُڑا دو!

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیّت

آپ نے منتخب ہونے والے خلیفہ کو وصیّت کی کہ وہ مہاجرین اولین کے حقوق کو پہچانے اور اُن کی عزت کا احترام کرے "مہاجرین اولین" وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں بیت المقدس اور کعبہ کی

marfat.com

Marfat.com

طرف نماز پڑھی ہے ۔ کہا گیا ہے کہ جو بیعتِ رضوان میں حاضر ہوئے تھے اور انصار کے ساتھ بھلائی کی وصیت کی جو ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور اُنھوں نے صلابتِ ایمان کے باعث ایمان کی اہمیت کو جانا ۔ کیونکہ وہ اسلام کے مددگار ہیں اور اپنی قوت اور کثرت کے باعث دشمن کے غیظ وغضب کا سبب ہیں اور ان کے اموال سے ان کی ضرورت سے زائد مال ان کی رضامندی کے بغیر نہ لے اور ان کے عمدہ مال لینے سے اجتناب کرے ۔ اعراب سے بھلائی کی وصیت کی کیونکہ وہ اصل عرب اور اسلام کا سرمایہ ہیں اور ان کے اموال انہی غریب لوگوں میں تقسیم کرے ۔ اہلِ ذمہ کے متعلق وصیت کی کہ اُن کے عہد کو پُورا کیا جائے جب ان پر دشمن حملہ آور ہو تو ان کی مدد کرے ۔

امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں تمام امُور کا لحاظ کیا کیونکہ لوگ مسلمان ہیں یا کافر ہیں ۔ حربی کافروں کے متعلق تو کوئی وصیت نہیں کی ۔ ذمّی کافروں کے متعلق وصیت کی پھر مسلمان مہاجر ہیں یا انصار اور ان کے علاوہ مسلمان بدوی ہیں یا شہری ہیں ہر ایک کے متعلق مناسب وصیت فرمائی ۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا جب امیر المؤمنین فوت ہو گئے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی ۔ ریاض میں ذکر کیا کہ جب آپ شہید ہُوئے تو مدینہ منورہ میں اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا تھا ۔ بچے اپنی ماؤں سے کہتے تھے کیا قیامت آگئی ؟ تو وہ کہتیں نہیں ! لیکن امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں (قسطلانی)

حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کی خلافت

جب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے دفن ہونے سے فارغ ہوئے تو حسبِ ارشاد مذکور حضرات ایک مکان میں تنہا بیٹھے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا اختلاف کم کرنے کے لئے اپنے آراء تین کے حوالہ کر دو ! چنانچہ سعد بن ابی وقاص نے اپنا حق عبدالرحمٰن کے حوالہ کر دیا اور زبیر نے اپنا حق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا ۔ جبکہ طلحہ بن عُبید اللہ نے اپنا حق عثمان کو دیا ۔ امیر المؤمنین کی وصیت کے وقت اگرچہ حضرت طلحہ غائب تھے لیکن آپ کی وفات کے بعد اور شوریٰ کے فیصلہ سے پہلے وہ حاضر ہو گئے تھے ۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے علی و عثمان رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم دونوں میں سے جو شخص خلافت سے برأت ظاہر کرے گا ہم خلافت اسی کے سپرد کر دیں گے ۔ اللہ اور اسلام اس کا محافظ ہے ۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کو غور و خوض کرنا چاہیئے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے ۔ حضرت عثمان نے کہا میں پہلے رضامندی ظاہر کرتا ہوں ۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ میرے ساتھ وعدہ کریں کہ حق کو ترجیح دو گے اور قریبی لوگوں کو مختص نہ کرو گے ؟ حضرت عثمان نے کہا ہاں ! ایسا ہی ہو گا تم میرے ساتھ وعدہ کرو کہ جو

marfat.com
Marfat.com

مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبِ اَبِی الْحَسَنِ الْقُرَشِیِّ الْهَاشِمِیِّ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ

جو میری مخالفت کرے تم میرا ساتھ دوگے؟ ان ایام میں عبدالرحمٰن بن عوف مدینہ منورہ میں کبار صحابہ کرام سے مشورہ کرتے رہے ان میں سے ہر ایک عثمان کے حق میں رائے دیتا تھا حتی کہ سعد بن ابی وقاص نے بھی عثمان کے حق میں مشورہ دیا تو انھوں نے حضرت عثمان سے بیعت کرلی حضرت علی اور دیگر صحابہ کرام نے بھی آپ سے بیعت کرلی اور آپ بالاتفاق خلیفۃ المسلمین مقرر ہوئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مفضول کی افضل پر ولائت جائز ہے۔ کیونکہ اگر یہ جائز نہ ہوتی تو عمر فاروق چھ اشخاص کے مشورہ پر خلافت کو نہ چھوڑتے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ان میں سے بعض دوسروں سے افضل ہیں۔ واللہ الموفق!

قولہ حَمَّلْنَاهَا اَمْرًا هِیَ لَهٗ ، میں لفظ هِیَ مبتداء اور مُطِيْقَةٌ خبر ہے یعنی جو خراج ہم نے زمین پر مقرر کیا ہے وہ اس کی طاقت رکھتی ہے۔ ہم نے اس کی طاقت سے زیادہ خراج مقرر نہیں کیا۔

قولہ مَا بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ۔ یعنی صف میں میرے اور عبداللہ بن عمر کے درمیان ابن عباس کے سوا کوئی نہ تھا۔ فَطَارَ ، بھاگ نکلا۔ اَلْعِلْجُ عجمی کافر۔ نَبِيْذ ، پانی میٹھا کرنے کے لئے اس میں کھجوریں ڈالی جاتی ہیں جب تک وہ سخت اور نشہ دار نہ ہو نبیذ کہلاتا ہے۔ قَدَمٌ فِی الْاِسْلَامِ ۔ اسلام میں سبقت ۔ لَاُوْثِرَنَّ ، میں ضرور اپنی ذات پر انہیں ترجیح دوں گی۔ لَمْ اَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ ، میں نے سعد کو اس لئے معزول نہیں کیا کہ انتظام کرنے سے عاجز ہیں۔

وَلَا عَنْ خِيَانَةٍ ، اور نہ ہی اموال میں خیانت کے باعث معزول کیا ہے۔ یعنی وہ خلافت کے اہل ہیں۔ المهاجرین الاولین ، جو بیعت رضوان میں موجود تھے یا جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے ۔ تَبَوَّؤُا الدَّارَ ، جو ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ والایمان ، دراصل اَثَرُوْا الْاِيْمَانَ تھا یعنی جنہوں نے ایمان کو ترجیح دی۔ جُبَاةُ الْاَمْوَالِ ، جَابِیْ کی جمع ہے جو مال جمع کرتے ہیں۔ غَيْظُ الْعَدُوِّ دشمن کو غضبناک کرتے ہیں۔ یعنی ان کی کثرت اور قوت دیکھ کر کفار غیظ و غضب سے بھرتے ہیں۔ حَوَاشِیْ اَمْوَالِهِمْ ، درمیانے مال۔ فَاُسْكِتَ الشَّيْخَانِ ، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں خاموش ہوگئے۔ لَا آلُوْ ، میں تمہاری فضیلت میں کمی نہیں کروں گا۔ فَاللّٰهُ عَلَيْكَ دراصل فَاللّٰهُ رَقِيْبٌ عَلَيْكَ

marfat.com
Marfat.com

ہے ۔ اللہ تمہارا نگہبان ہے ۔ اَمَرُ مُتَکَ " اگر تمہیں خلیفہ مقرر کر دوں ۔ وَلَجَ اہلُ الدَارِ " مدینہ منورہ والے داخل ہوئے ۔

امیر المؤمنین ابوالحسن علی بن ابی طالب قریشی ہاشمی رضی اللہ عنہ

وفات : رمضان مبارک ۴۰ھ مطابق جنوری ۶۶۱ء

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تو مجھ سے اور میں تم سے ہوں ۔ عمر فاروق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ حضرت علی سے راضی تھے "

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا ۔ اَنْتَ مِنِّیْ و اَنَا مِنْکَ " اَنْتَ مبتداء اور مِنِّی خبر ہے ۔ مِنِّی ، میں لفظ مِنْ اتصالیہ ہے ۔ یعنی تم علم ، قرب اور نسب میں میرے ساتھ متصل ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد اور حضرت علی المرتضیٰ کے والد حقیقی بھائی تھے ۔ یہ مراد نہیں کہ تم نبوت کے اعتبار سے میرے ساتھ متصل ہو ۔

اَنَا مِنْکَ " کا بھی یہی معنی ہے ۔ ایک دوسری حدیث میں ہے : اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسیٰ " یعنی تم میرے ساتھ متصل ہو جیسے ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے نسبت تھی وہی نسبت ہماری ہے ۔ مگر میرے بعد نبی نہیں ۔ یعنی ان کا اتصال نبوت کے اعتبار سے نہیں ۔ خلافت کے اعتبار سے اتصال باقی ہے ۔ اور یہ خلافت حیات کی حالت میں ہے کیونکہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تیہہ کے میدان میں چالیس برس پہلے فوت ہو گئے تھے ۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا جبکہ آپ جنگِ تبوک کی تیاری کر رہے تھے اور گھر کی حفاظت کے لئے حضرت علی کو مدینہ منورہ میں رہنے دیا تھا ۔ جب حضرت علی نے عرض کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا ۔

ترمذی میں عمران بن حصین سے منقول اس طرح ہے : اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ

marfat.com
Marfat.com

كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِیْ"، ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔ اس جملہ سے اثنا عشریہ کا خلافت بلا فصل پر استدلال بلاوجہ ہے۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں فرمایا اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ"، حسین مجھ سے اور میں اس سے متصل ہوں۔ اسی طرح انصار کے متعلق فرمایا: اَلْاَنْصَارُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْاَنْصَارِ"، حالانکہ امام حسین یا انصار کو خلفاء بلا فصل وہ حضرات بھی نہیں مانتے ہیں۔ لہٰذا اس حدیث کا انطباق ایسی وجہ پہ ہونا ضروری ہے جو سب روایات پر منطبق ہو جائے۔

ابوالحسن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے ابوالحسن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی قرشی ہاشمی آپ کے والد ابوطالب کا نام عبدمناف ہے۔ عبدالمطلب کو شیبۃ الحمد کہا جاتا ہے۔ ہاشم کا نام عمرو عبدمناف کا نام مغیرہ اور قصی کا نام زید ہے آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف ہے یہ پہلی ہاشمیہ خاتون ہیں جنہوں نے ہاشمی کو جنم دیا۔ وہ ہجرت سے قبل اسلام قبول کر کے فوت ہوئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابوطالب کی اولاد میں سے سب سے چھوٹے تھے۔ چنانچہ آپ جعفر طیار سے دس برس چھوٹے تھے۔ جعفر طیار عقیل سے دس برس چھوٹے تھے۔ سلمان فارسی، ابوذر، مقداد، خباب، ابوسعید خدری اور زید بن ارقم نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا خدیجہ الکبریٰ کے بعد سب سے پہلے حضرت علی مسلمان ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات میں گزر چکا ہے کہ ابوبکر صدیق سب سے پہلے مسلمان ہوئے

صحیح بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خدیجۃ الکبریٰ کے بعد سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور اپنے والد ابوطالب کے ڈر سے ایمان مخفی رکھا تھا اس لئے لوگوں پر یہ مخفی رہا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت علی تیرہ برس کی عمر میں مسلمان ہوئے اور تریسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ صحیح تر یہی قول ہے جبکہ دوسرے لوگ آٹھ، دس، تیرہ، پندرہ اور سولہ سال ذکر کرتے ہیں۔ مسلم ملائی نے انس بن مالک سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن نبوت کا اظہار کیا اور حضرت علی نے منگل کے روز نماز پڑھی۔ اسماعیل بن ایاس بن عفیف نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں تاجر تھا جب میں حج کرنے آیا تو عباس بن عبدالمطلب سے کچھ مال خریدنے آیا کیونکہ وہ بہت بڑے تاجر تھے میں ان کے پاس منیٰ میں تھا۔ کہ ان کے قریب خیمہ سے ایک شخص نکلا اور سورج کی طرف دیکھنے لگا جب سورج ڈھل گیا تو وہ نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ پھر اسی خیمہ سے ایک عورت باہر آئی اس نے ان کی اقتدا میں نماز شروع کر دی پھر

marfat.com

Marfat.com

ایک لڑکا اسی خیمہ سے باہر آیا جو بلوغ کے قریب تھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔ میں نے عباس سے کہا یہ کون ہیں؟ اُنھوں نے جواب دیا یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرے بھتیجے ہیں یہ عورت خدیجہ بنت خُوَیلد ہیں اور یہ لڑکا ابوطالب کا بیٹا علی ہے میں نے کہا یہ کیا کرتے ہیں؟

اُنھوں نے کہا یہ نماز پڑھتے ہیں اور میرے بھتیجے کا فرمانا ہے کہ وہ نبی ہیں ان کے اس دعویٰ میں صرف ان کی بیوی اور چچازاد بھائی اس لڑکے نے اِتباع کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ عنقریب ان کے لئے قیصر وکسریٰ کے خزانے کھول لیے جائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھی آپ کے ساتھ صرف خدیجۃ الکبریٰ ہی نماز پڑھتی تھیں۔ ساری اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہجرت کی، بدر، حدیبیہ اور دیگر مشاہد میں حاضر ہوتے رہے کئی جنگوں میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں رہا۔ بدر کی جنگ میں بھی جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن اس روایت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ جب مصعب بن عُمیر جنگِ اُحد میں شہید ہوگئے، جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جھنڈا حضرت علی کے ہاتھ میں دے دیا۔ محمد بن اسحاق نے کہا جب حضرت علی جنگ بدر میں حاضر ہُوئے تھے تو ان کی عمر پچیس برس تھی۔ جنگِ تبوک کے سوا آپ تمام جنگوں میں حاضر ہوتے رہے کیونکہ جنگِ تبوک میں آپ کو مدینہ منورہ کا حاکم مقرر کیا اور اہل وعیال کی حفاظت آپ کے سپرد کی اور فرمایا: اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ،، جب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ بنایا تو حضرت علی سے فرمایا تم میرے بھائی اور ساتھی ہو۔ کئی طرق کے ذریعے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا ،، میں اللہ کا بندہ ہوں اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بھائی ہوں۔ یہ بات میرے سوا اور کوئی نہیں کہہ سکتا مگر وہ کذاب ہوگا۔ نیز آپ نے فرمایا ایک دفعہ آپ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ جبلِ حرا پر تشریف فرما تھے حراء حرکت میں آگیا تو آپ نے فرمایا اے حِراء ٹھہر جا تیرے اُوپر ایک نبی، صدیق اور شہید ہے۔ اس روز حراء پر وہ دس صحابہ کرام بھی تھے جنہیں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنّت کی خوشخبری دی ہے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو ہجری میں سیدہ فاطمہ زہرا سے آپ کا نکاح کیا اور فرمایا: اے فاطمہ! میں نے تیرا نکاح دنیا اور آخرت کے سردار سے کیا ہے اور وہ میرا پہلا صحابی ہے جو علم میں سب سے بڑھ کر اور حلم میں عظیم انسان ہے۔

اسماء بنت عمیس نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا جبکہ علی و فاطمہ دونوں اکٹھے بیٹھے تھے کہ آپ ان کے لئے دُعا فرما رہے تھے اور ان کے سوا دعا میں کسی کو شریک نہیں کر رہے تھے بریدہ، ابوہریرہ، جابر، براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے غدیر خم ،، کے دن فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے۔ اے اللہ! جو علی سے محبت

marfat.com
Marfat.com

کرے تو اس سے محبت کر جو علی سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر۔
عمران بن حصین اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا ، میں کل جھنڈا ایک شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ وہ میدانِ جنگ سے کبھی فرار نہیں کرے گا اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ خیبر میں فتح دے گا۔ پھر حضرت علی کو بلایا جبکہ ان کی آنکھوں میں درد تھا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب ڈالا اور انہیں جھنڈا دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر میں فتح دی۔ جب آپ نوجوان تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا حاکم اور قاضی مقرر کیا عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں فیصلہ کرنا نہیں جانتا تو آپ نے ان کے سینہ پر دستِ اقدس مار کر فرمایا " اے اللہ علی کے دل میں ہدائت پیدا کر دے اور اس کی زبان سے حق نکلے "، حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا بخدا! اس کے بعد کسی فیصلہ میں مجھے شک نہ رہا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی : اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا "، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ، علی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو ام المؤمنین ام سلمہ کے گھر بلایا اور فرمایا اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں ان سے پلیدی دُور رکھ اور انہیں پاک و صاف رکھ! سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا : اے علی تیرے بارے میں دو شخص ہلاک ہوں گے ایک محبت میں افراط کرنے والا دوسرا تیری طرف جھوٹ نسبت کرنے والا مفتری "، اور فرمایا جو علی سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا اور جو علی سے بغض کرے گا وہ مجھ سے بغض کرے گا جس نے علی کو اذیت پہنچائی اُس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اُس نے اللہ کو اذیت پہنچائی۔ ابو صالح حنفی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ابوبکر اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے بدر کی جنگ میں کہا گیا تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام ہیں اور اسرافیل جنگ میں حاضر صف میں کھڑے تھے۔ اسماعیل بن ابی خالد نے کہا میں نے شعبی سے کہا مغیرہ نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ حضرت علی نے کسی فیصلہ میں کبھی غلطی نہیں کی۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ علی بہت بڑے قاضی ہیں۔ سعید بن مسیب نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہر اس مشکل مسئلہ سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ جسے حضرت علی حل نہ کریں۔ حضرت عمر فاروق نے ایک مجنونانہ عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ نیز ایک اور حاملہ عورت جس نے چھ ماہ بعد بچہ کو جنم دیا کہ دونوں کو سنگسار کر دیا جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا حمل اور فصال کی مدت تیس ۳۰ ماہ ہے۔ لہٰذا چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو سکتا ہے اور فرمایا تین شخصوں سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے (ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں) ان میں سے ایک مجنون ہے۔ لہٰذا انہیں رجم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق

marfat.com
Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے فرمایا : اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ سعید بن مسیب سے روائت ہے کہ لوگوں میں حضرت علی کے سوا کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پوچھو میں بتاؤں گا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بخدا ! حضرت علی کو علم کے نو حصے دیئے گئے ہیں اور دس میں سے دسویں حصہ میں وہ تمہارے ساتھ شریک ہیں یعنی علم کے نو حصے انہیں کے ساتھ مخصوص ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عجیب و غریب فیصلہ

حضرت علی کو علم و حکمت میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ جیسا کہ اُوپر روایات میں کچھ ذکر ہوا ہے۔ اکثر لوگ مسائل کی تحقیق کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنھوں نے فرمایا : علی کے پاس جاؤ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ زر بن حُبَیش نے کہا دو شخص ناشتہ کرنے بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں جبکہ دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں جب ناشتہ ان کے سامنے رکھا گیا تو ان کے پاس سے ایک شخص گزرا اور انہیں السلام علیکم کہا۔ دونوں صاحبوں نے اسے کہا تم بھی ناشتہ کے لئے بیٹھ جاؤ چنانچہ وہ بیٹھا اور ان کے ساتھ کھانا شروع کیا۔ انھوں نے آٹھ روٹیاں کھالیں۔ وہ شخص اُٹھا اور ان کی طرف آٹھ درہم پھینک کر کہا میں نے جو تمہارا کھانا کھایا ہے یہ اس کا معاوضہ ہے۔ چنانچہ وہ آٹھ دراہم میں جھگڑنے لگے۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا ان میں سے میرے پانچ دراہم ہیں اور دوسرے کو کہا تم تین دراہم کے مستحق ہو۔ تین روٹیوں والے نے کہا میں یہ فیصلہ پسند نہیں کرتا۔ ان دراہم میں میرا نصف حصہ ہے۔ چنانچہ وہ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا۔ تیرے ساتھی کی روٹیاں زیادہ ہیں وہ جو کچھ تمہیں دیتا ہے لے لو۔ اُس نے کہا بخدا ! میں اس طرح راضی نہیں ہوں مجھے پُورا حق ملنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا تمہارا پُورا حق صرف ایک درہم ہے اور تیسرے ساتھی کا حق سات دراہم ہیں۔ اُس نے کہا سبحان اللہ ! یا امیر المؤمنین ! وہ مجھے تین دراہم دیتا تھا پھر آپ نے بھی اس طرف اشارہ کیا لیکن میں ان سے راضی نہ ہُوا اور آپ مجھے کہتے ہیں کہ میرا حق صرف ایک درہم ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں نہیں ہیں ؟ تم تینوں نے چوبیس تہائیاں کھائیں اور یہ معلوم نہیں کہ زیادہ کس نے کھایا اور کم کس نے کھایا۔ لہٰذا تم تینوں نے برابر کھانا کھایا یعنی تم میں سے ہر ایک نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تو نے بھی آٹھ تہائیاں کھائیں۔ حالانکہ تیری ساری تہائیاں نو تھیں اور تیرے ساتھی نے آٹھ تہائیاں کھائیں حالانکہ اس کی ساری تہائیاں پندرہ تھیں۔ اس نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور باقی سات

marfat.com
Marfat.com

بچ رہیں اور نوّیں سے تیری صرف ایک تہائی کھائی ۔ اس شخص نے آٹھ تہائیوں کے عوض جو اس نے کھائیں آٹھ دراہم دیئے جو ہر تہائی کے مقابلہ ایک دراہم ہے ۔ جب میں نے تیرے ساتھی کی سات تہائیاں کھائیں تو وہ سات دراہم کا مستحق ہے اور تیری ایک تہائی کھائی تو ایک دراہم کا مستحق ہے ۔ اس شخص نے کہا اب میں خوش ہوں ۔ ابوطفیل نے کہا ۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہُوا تو کیا سنتا ہوں کہ آپ فرما رہے ہیں ۔ مجھ سے پوچھو کیا پوچھتے ہو ۔ بخدا ! تم مجھ سے جو بھی پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا !

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بعض صفات ،،

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خداداد کمال حاصل تھا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف، سب سے پہلے ایمان لانا، علمِ دین میں فقاہت، لڑائی میں شجاعت، اموال کی بے تحاشا سخاوت اور دیگر صفات قدسیہ میں آپ کی امتیازی شان ہے ۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضرار صدائی سے کہا اے ضرار علی بن ابی طالب کی کوئی وصف بیان کرو ! انہوں نے آپ کی وصف بیان کرنے میں معذرت چاہی تو امیر معاویہ کے اصرار پر اُنھوں نے کہا اگر آپ نے اُن کی وصف ضرور سُننی ہیں تو سُنئے وہ بہت طاقتور انسان ہیں دُنیا اور اس کی رونق سے بھاگتے ہیں ۔ رات اور اس کے اندھیرے سے اُنس رکھتے ہیں ۔ رات روتے بہت ہیں ۔ سوچتے بہت ہیں ۔ سادہ لباس اور سادی غذا پسند کرتے ہیں اور لوگوں میں اس طرح رہتے ہیں جیسے کوئی عام شخص ہوتا ہے ۔ جب ان سے سوال کیا جائے تو جواب دیتے ہیں کوئی خبر پوچھیں تو ضرور بیان کرتے ہیں ۔ ہم آپ کے قریب ہونے کے باوجود ان کی ہیبت کے باعث ان سے بات نہیں کر سکتے ۔ وہ دیندار لوگوں کی تعظیم کرتے ہیں مسکینوں کو پاس بٹھاتے ہیں ۔ قوی باطل شخص سے کسی شئی کی حرص نہیں کرتے اور کمزور انسان سے عدل و انصاف میں اسے ناامید نہیں کرتے ۔ میں بعض مخصوص مواقع میں آپ کے پاس حاضر ہُوا جبکہ رات نے اپنی تاریکی سے ہر شئی کو آغوش میں لے رکھا تھا اور ستارے اپنی چمک دمک کے ترانے بجاتے ہوئے کنجِ تنہائی اختیار کر چکے تھے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی پکڑے ہوئے بیقرار ہو رہے تھے اور بہت غمناک شخص کی طرح رو رہے تھے اور فرماتے تھے اے دنیا ! میرے سوا کسی اور کو دھوکہ دے اور غرور میں ڈال ۔ کیا تو میرے سامنے آکر خوبصورتی ظاہر کرتی ہے ۔ دُور ہو جا دُور ہو جا میں نے تجھے تین طلاقیں دے کر اپنے سے جُدا کر رکھا ہے جس میں رجوع نہیں ہو سکتا ۔ اے دُنیا تیری عمر تھوڑی ہے ۔ تیری پونجی حقیر ہے ۔ آہ ۔ زادِ قلیل ہے سفر بعید ہے ۔ راستہ پُرخطر ہے ۔ یہ

marfat.com

Marfat.com

سُن کر امیر معاویہ بہت روئے اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ ابوالحسن پر رحم کرے بخدا! وہ ایسے ہی ہیں۔ اے ضرار! ان پر تیرے حزن و ملال کی کیا کیفیت ہے۔ ضرار نے جواب دیا جیسے کوئی اپنی گود میں بیٹے کے ذبح ہوجانے سے محزون ہوتا ہے۔ جب امیر معاویہ کو حضرت امیر المؤمنین کے شہید ہوجانے کی خبر پہنچی تو فرمایا ابوطالب کے بیٹے کی موت سے فقہ اور علم بہاتے رہے۔ امیر معاویہ کے بھائی عتبہ نے کہا کہیں اہلِ شام آپ سے ایسی باتیں نہ سُن لیں۔ امیر معاویہ نے کہا ایسی باتیں چھوڑو! پھر کیا ہوگا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کے متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بہت تیزی تھی۔ بایں ہمہ بخدا! وہ مجسم بھلائی ہی بھلائی تھے اور عمر فاروق بہت دانا اور اس پرندے کی طرح ہوشیار تھے جو جال کو سامنے دیکھ رہا ہو اور تیز رفتاری کے باعث اس میں وقوع کا خطرہ محسوس کر رہا ہو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نرم مزاج انسان تھے۔ دن کو روزے سے رہتے اور رات کو عبادت میں مصروف رہتے۔ وہ صوّام وقیام تھے بخدا! حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام علم و حکمت سے معمور تھے۔

یحییٰ بن معین نے کہا اس امت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکر صدیق عمر فاروق، پھر عثمان، پھر حضرت علی ہیں رضی اللہ عنہم۔ حضرات ائمہ کرام کا یہی مسلک ہے اور یہی مذہب اہلسنت وجماعت کا ہے۔

ابوعمر نے کہا بعض اہلسنت کے آئمہ کرام نے حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما میں توقف کیا ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی۔ ان ائمہ کرام میں سے حضرت مالک بن انس، یحییٰ بن سعید قطان ہیں۔ البتہ علماءِ سلف میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ حضرت عثمان افضل ہیں یا حضرت علی افضل ہیں۔ لیکن اہلسنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عمر فاروق اور عمر فاروق کو عثمان غنی پر اور عثمانِ غنی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت

جس روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت علی سے بیعت کی گئی۔ اور آپ کی بیعت پر تمام مہاجرین و انصار کا اتفاق ہے۔ چند لوگوں نے بیعت نہ کی لیکن آپ نے ان کو بیعت کرنے پر مجبور نہ کیا۔ جب ان سے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا یہ لوگ حق سے پیچھے رہے اور باطل کے ساتھ کھڑے نہ ہوئے۔

ایک روائت کے مطابق فرمایا کہ انہوں نے حق کو کمزور کیا اور باطل کی مدد نہ کی حضرت امیر معاویہ

marfat.com
Marfat.com

وسط

رضی اللہ عنہ اور ان کے شامی ساتھیوں نے آپ سے بیعت نہ کی۔ ان میں سے بعض لوگ جنگِ جمل کے بعد جنگ صفین میں موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور انہیں بُحبُوحۂ جنّت میں متمکن فرمائے آمین! اس کے بعد خوارج نے آپ کی طاعت سے انکار کر دیا اور اُنھوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو کفر کی طرف منسوب کیا کیونکہ جب آپ کے اور اہلِ شام کے درمیان تحکیم کا فیصلہ ہُوا اور آپ اس فیصلہ سے راضی ہُوئے تو خوارج نے کہا اے علی! تم نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حاکم تسلیم کیا ہے حالانکہ حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے اور قرآن کریم میں ہے "اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ"، اور آپ کے مقابلہ میں بہت بڑا محاذ قائم کر لیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے شیرازہ اور اجتماع کو پارہ پارہ کیا اور مخالفت کا بیج بویا اور عناد و دشمنی کی آگ کو بھڑکایا۔ اُنھوں نے سفکِ دماء اور خونریزی کی اور اُنھوں نے ہی قطع سبیل اور ڈاکہ زنی کی اور اسلام میں مخالفت کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے سربراہ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر تنقید کرتے ہُوئے کہا یا رسُولَ اللہ! آپ عدل و انصاف کریں۔ اسی نے کہا تھا کہ کوئی بھی تنقید سے بالاتر نہیں ہے۔

جناب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرّمَ اللہُ وَجہَہٗ کچھ ساتھیوں کے ساتھ ان کے پاس گئے اور انہیں جماعت میں واپس آنے کی تلقین کی لیکن اُنھوں نے جنگ و جدال کے سوا کسی شئ پر رضامندی نہ ظاہر کی چنانچہ آپ نے نہروان" میں ان سے جنگ کی اور ان کی بنیاد کو ہلا دیا اور ان کی شوکت و سطوت اور دبدبہ کو کمزور تر کر دیا۔ ان میں سے چند لوگ باقی بچے ان کو عبدالرحمٰن بن ابی ملجم مرادی نے جمع کر کے ایک سازش تیار کی۔

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی سازش"

خارجیوں نے حضرت علی المرتضیٰ، امیر معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کے قتل کی سازش تیار کی۔ چنانچہ اُنھوں نے اِن کے قتل کے لئے تین بدبخت شقی تیار کئے۔ عبدالرحمٰن ابن ملجم کے ذمہ حضرت امیر المؤمنین کو قتل کرنا تھا۔ بنی عجل بن نجیح کی ایک عورت جسے قَطَام کہا جاتا تھا۔ وہ خارجیہ عورت تھی۔ نہروان میں اس کے والد اور بھائیوں کو حضرت علی نے قتل کیا تھا۔ اس عورت سے ابن ملجم نے نکاح کی درخواست کی تو اس نے یہ شرط عائد کی کہ وہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرے چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے ابن ملجم کوفہ پہنچا اور ایک ہزار درہم سے تلوار خریدی اور اس سے زہر کی آمیزش کی۔ اس دوران وہ حضرت امیر المؤمنین کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ آپ سے سوال کرتا اور دوسری اشیاء طلب کیا کرتا

marfat.com
Marfat.com

تھا جو امیر المؤمنین اسے دیا کرتے تھے چنانچہ اس کی نظر ایک خوبصورت عورت پر پڑی جس کا نام قطام تھا۔ اسے دیکھتے ہی وہ اس پر فریفتہ ہوگیا اور اس سے نکاح کرنا چاہا مگر اُس نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ میں ایسے مہر پر نکاح کروں گی جس کے سوا کوئی مہر قبول نہیں کروں گی اُس نے کہا وہ کیا ہے؟ بولی تین ہزار درہم اور حضرت علی بن ابی طالب کو قتل کرنا۔ ابن ملجم نے کہا بخدا! میں اسی مقصد کے لئے گھر سے باہر نکلا ہوں اور اسی لئے اس شہر میں آیا ہوں لیکن جب میں نے تجھے دیکھا تو تیرے ساتھ نکاح کو ترجیح دوں گا۔ اُس نے کہا بس میرے ساتھ نکاح کی یہی شرط ہے۔

ابن ملجم نے کہا اس کا تجھے اور مجھے کیا فائدہ ہوگا؟ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے علی کو قتل کر دیا تو میں بچ نہ سکوں گا! اس نے کہا اگر علی کو قتل کرنے کے بعد تم بچ نکلو گے تو مقصد کو پالو گے اس سے میری جان کو شفاء ملے گی اور میں مطمئن ہوجاؤں گی اور تو میرے ساتھ خوشگوار زندگی بسر کرے گا اور اگر قتل ہوجائیگا تو جو انعامات اللہ کے پاس ہیں وہ دنیاوی زندگی سے بہتر ہیں۔ ساری دنیا اس کے آگے ہیچ ہے۔ ابن ملجم نے یہ شرط قبول کرلی۔ خارجیہ عورت نے کہا اس معاملہ میں تیری مدد بھی کروں گی چنانچہ اُس نے اپنے چچا زاد "وردان بن مجالد" کو اس کے ساتھ کیا۔ ابن ملجم شبیب بن بجرہ اشجعی سے ملا اور اسے کہا کیا تو دُنیا اور آخرت میں فضیلت سے متمتع ہونا چاہتا ہے اُس نے کہا وہ کیا؟ ابن ملجم نے کہا علی بن ابی طالب کے قتل میں میری مدد کرو۔ اس نے جواب دیا تیرے لئے ہلاکت ہو بہت بُرا ارادہ لے کر آئے ہو تو ان کے قتل کی قدرت نہیں رکھتا ہے۔ ابن ملجم نے کہا علی ایسا شخص ہے کہ اس کا کوئی محافظ نہیں۔ وہ مسجد میں تنہا جاتے ہیں اس دوران ان کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ ہم مسجد میں چھپ کر بیٹھ جائیں گے جب وہ نماز کے لئے باہر آئیں گے تو انہیں قتل کردیں گے۔ اگر ہم بچ گئے تو فبہا ورنہ دُنیا میں ہماری بہت شہرت ہوگی اور آخرت میں جنت ملے گی۔ شبیب نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو! علی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لائے۔ خدا کی قسم ان کے قتل سے میرا دل ہرگز ہرگز راضی نہ ہوگا! ابن ملجم نے کہا تیرے لئے خرابی ہو۔ علی نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حاکم تسلیم کیا ہے۔ حالانکہ حاکمیت صرف اللہ ہی کی ہے۔ انھوں نے ہمارے نیک بھائیوں کو قتل کیا ہے۔ ہم ان کے قصاص میں علی کو ضرور قتل کریں گے۔ تم اپنے دین میں شک کو جگہ نہ دو۔ چنانچہ شبیب اشجعی خارجی بھی اس کے ساتھ تیار ہوگیا۔ پھر وہ دونوں قطام کے پاس گئے جبکہ وہ مسجد میں خیمہ لگا کر اس میں اعتکاف بیٹھی ہوئی تھی اس نے ان کی دعوت کی پھر انھوں نے اپنی تلواریں لیں اور جدھر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں آیا کرتے تھے اس کے ایک گوشہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ جب امیر المؤمنین صبح کی نماز کے لئے نکلے تو شبیب نے جلدی سے آگے بڑھ کر آپ پر وار کیا جو خطا گیا پھر عبدالرحمٰن بن ملجم نے آپ کے سر مبارک پر تلوار ماری اور ساتھ ہی یہ کہا اے علی! حکم اللہ کا ہے نہ تیرا نہ تیرے ساتھیوں کا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ یہ کتنا غائب ہونے

marfat.com
Marfat.com

پائے لوگوں نے ہر طرف سے اس پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا اور شبیب بابِ کندہ سے نکل کر بھاگ گیا

عبدالرحمٰن ابن ملجم کی گرفتاری اور اس کے متعلق حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد

اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ جب وہ پکڑا گیا تو امیرالمؤمنین نے فرمایا اسے قیدخانہ میں بند کر دو! اگر میں فوت ہو گیا تو اسے قتل کر دو، لیکن اس کے ہاتھ، پاؤں اور ناک کان کاٹ کر اس کو مسخ نہیں کرنا ہوگا! اور اگر میں فوت نہ ہُوا تو اسے معاف کرنا یا قصاص لینا میں میری رائے کے مطابق ہوگا۔ کیا ابن ملجم نے نماز میں تلوار سے وار کیا تھا یا نماز میں شروع ہونے سے پہلے ہی وار کر دیا تھا۔ اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ کیا نماز میں اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔ جو نماز پُوری کرے یا خود نماز پڑھائی تھی اس میں بھی اختلافِ رائے ہے۔ اکثر کا کہنا ہے کہ جعدہ بن ھُبیرہ کو خلیفہ مقرر کیا تھا اُس نے صحابہ کو یہ نماز پڑھائی تھی۔ صُہیب کی روائت کے مطابق جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی! بتاؤ پہلے لوگوں میں سب سے بڑا بدبخت کون ہے؟ حضرت علی نے کہا جس نے صالح علیہ السّلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹی تھیں فرمایا ٹھیک ہے تم سچ کہتے ہو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ پچھلے لوگوں میں سب سے بڑا بدبخت کون ہے؟ عرض کیا مجھے معلوم نہیں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا آخرین میں سب سے بڑا بدبخت وہ ہے جو تیرے سَر پر تلوار مارے گا اور تیری داڑھی کو خُون آلود کرے گا۔ ثعلبہ حمانی نے روائت کی کہ اُنھوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ اس ذات کی قسم ہے جس نے دانہ کو کھولا اور جان کو پیدا کیا۔ ان کی یہ داڑھی سر کے خُون سے رنگی جائے گی۔ عمار بن یاسر کی روائت کے مطابق سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ساری دُنیا میں دو شخص سب سے زیادہ بدبخت ہیں۔ ایک وہ جس نے صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی کو ہلاک کیا تھا دوسرا وہ جو تمہارے سَر پر تلوار مارے گا اور اپنا دستِ اقدس سَر مبارک پر رکھا حتیٰ کہ داڑھی کو سَر کے خُون سے رنگ دے گا (طبری)

قتادہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا جبکہ اُنھوں نے نہ تو مال جمع کیا اور نہ ہی دُنیا سے کچھ پایا۔ ابن سیرین نے عبیدہ سے روائت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب ابن ملجم کو دیکھتے تو فرماتے میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا ارادہ کرتا ہے اور بکثرت یہ فرمایا کرتے تھے بدبخت اس بات کا منتظر ہے کہ وہ داڑھی کو سر کے خون سے رنگے۔

marfat.com

Marfat.com

۳۴۶۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ اَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَرْسَلُوْا اِلَيْهِ فَاُتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ ابن ملجم اپنی تلوار کو زہر آلود کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ عنقریب اس تلوار سے قتل کرے گا جسے لوگ یاد کریں گے۔ حضرت علی نے اسے بلوایا اور فرمایا تو نے اپنی تلوار کو زہر آلود کیوں کیا ہے؟ اس نے کہا اپنے اور تمہارے دشمن کے لئے حضرت امیر المومنین نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا ابھی تک اس نے مجھے قتل نہیں کیا۔ ابو عبدالرحمن سلمی نے کہا میں حسن بن علی کے مکان میں گیا جبکہ حضرت علی زخمی تھے اور قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ اسی روز آپ کو شہید کیا گیا تھا۔ امام حسن نے مجھے کہا کہ سحری کے وقت انہوں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا اے میرے بیٹے میں نے اس رات خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کی امت سے بہت زحمت اٹھائی ہے آپ نے فرمایا ان پر بد دعا کریں تو میں نے کہا تو اے اللہ مجھے ان لوگوں کے عوض اچھے لوگ بدل دے اور ان کے بدلے میرے عوض وہ شخص بدل دے جو مجھ سے شریر ہو۔ پھر بیدار ہوئے تو ان کے پاس مؤذن آیا اور نماز پڑھنے کو عرض کیا تو آپ باہر نکلے اچانک انہیں دو مردوں نے مارنا شروع کیا ایک کی تلوار طاق پر لگی اور دوسرے نے آپ کے سر پر تلوار ماری۔ یہ رمضان مبارک کی ستره ۱۷ تاریخ کا واقعہ ہے۔ جس تاریخ کو جنگ بدر شروع ہوئی تھی!

شبث بن ملک نے کہا جس روز حضرت علی زخمی ہوئے تو متعدد اطباء جمع ہوئے۔ سب سے بڑا طبیب اثیر بن عمرو سدوسی تھا۔ وہ اسی کا علاج کیا کرتا تھا۔ اسی کی طرف صحف اثیر منسوب ہے۔ اس نے اپنے تجربہ کے مطابق غور کرنے کے بعد کہا اے امیر المومنین! مجھے یہی سمجھ آتی ہے کہ آپ اس زخم سے بچ نہیں سکیں گے اور آپ نے اسی روز داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اس واقعہ کی پوری تفصیل تنویر الآفاق ترجمہ نور الابصار میں دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

جَآءَ بَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَدَعَالَهٗ فَبَرَأَ حَتّٰى كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ اُدْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

۳۴۶۵ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل ایک شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عنائت کرے گا۔ لوگ ساری رات اس میں باتیں کرتے رہے کہ جھنڈا کسے دیا جاتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو لوگ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ انہیں آنکھوں میں شکائت ہے فرمایا انہیں پیغام بھیجو اور انہیں لاؤ جب وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب ڈالا۔ اور ان کے لئے دعاء فرمائی تو وہ تندرست ہو گئے گویا کہ انہیں قطعاً درد نہ تھا۔ آپ نے حضرت علیؓ کو جھنڈا دیا۔ حضرت علی نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! میں کافروں سے جنگ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ وہ ہماری طرح مسلمان ہو جائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان سے نرمی اختیار کریں حتیٰ کہ جب ان کے علاقہ کے میدانِ جنگ میں پہنچو تو پہلے انہیں دعوتِ اسلام دو اور اسلام میں جو حقوق ان پر واجب ہیں ان سے انہیں خبردار کرو۔ بخدا! تمہاری کوشش سے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ ہدائت کر دے تو یہ تمہارے لئے سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

۳۴۶۵ — شرح : سُرخ اونٹ عربوں کے نزدیک بہترین سرمایہ ہیں۔ کسی شئی کی نفاست میں مثال ذکر کرتے وقت انہیں بیان کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان سے عظیم تر کوئی شئی نہیں۔ امورِ آخرت کو اَعراضِ دنیا سے تشبیہ صرف سمجھنے میں آسانی کے لئے ہے ورنہ آخرت کا چھوٹا سا ذرہ ساری دنیا اور اس کی نعمتوں سے بہتر ہے۔ اگرچہ اس دنیا کو کتنا بڑھا دیا جائے اس حدیث میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قوی معجزہ ہے کہ آپ خیبر کے روز ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دیں گے جو خیبر فتح کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ نیز اس میں فعلی معجزہ بھی ہے۔ اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعابِ دہن ڈالنا اور ان کا فوراً صحیح ہو جانا۔ اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی

marfat.com

Marfat.com

٣٤٦٦ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ بِهٖ رَمَدٌ فَقَالَ اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ فَتَحَهَا اللّٰهُ فِيْ صَبَاحِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ اَوْلَيَاْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَوْقَالَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

فضیلت اور شجاعت کا ذکر ہے۔ اور ان کی اللہ و رسول سے محبت اور اللہ و رسول کی ان سے محبت بہت بڑی فضیلت ہے (کرمانی)

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تلویح سے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خواص میں سے یہ ہے جیسا کہ ابوشاہ نے اس کی وضاحت کی ہے کہ علی المرتضیٰ تمام صحابہ کرام سے قضاء کے احکام زیادہ جانتے تھے۔ انہی کے باعث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے پیچھے رہے تھے۔ اور وہ مدینۃ العلم کا دروازہ ہیں جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ منہ فہ میں بتوں کو توڑنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دونوں قدم اپنے کندھوں پر رکھے۔ اور جنگ تبوک میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حصہ انہیں عنایت کیا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ علی کے چہرہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے اسے حدیثِ طائر میں ذکر کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دین کا یَعْسُوْب فرمایا تھا (حدیث ۲۷۴۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : یزید بن ابی عبید نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خیبر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ گئے تھے۔ انہیں آنکھوں میں درد تھا۔ جی میں آیا کیا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ جاؤں؟

٣٤٦٦ ــــ

marfat.com
Marfat.com

٣٤٦٧ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلٰی سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ هٰذَا فُلَانٌ لِاَمِيْرِ الْمَدِيْنَةِ يَدْعُوْ عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ قَالَ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ يَقُوْلُ لَهٗ اَبُوْتُرَابٍ فَضَحِكَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَاسَمَّاهُ اِلَّا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لَهٗ اِسْمٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْهُ فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيْثَ سَهْلًا وَقُلْتُ لَهٗ يَا اَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ دَخَلَ عَلِیٌّ عَلٰی فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ فِی الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ فَوَجَدَ رِدَآءَهٗ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهٖ وَخَلَصَ التُّرَابُ اِلٰی ظَهْرِهٖ فَجَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ ظَهْرِهٖ فَيَقُوْلُ اِجْلِسْ يَا اَبَا تُرَابٍ مَرَّتَيْنِ

چنانچہ وہ نکلے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے جب وہ رات آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے خیبر کی فتح عنائت فرمائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل ایک شخص کو جھنڈا دوں گا یا کل ایک شخص جھنڈا پکڑے گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو محبت ہے یا فرمایا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ پہ اللہ تعالیٰ فتح عنائت فرمائے گا۔ اچانک ہم نے حضرت کو دیکھا حالانکہ اُن کے آنے کی ہمیں اُمید نہ تھی۔ لوگوں نے کہا یہ علی ہیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا۔ اُن کے ہاتھوں پر اللہ نے فتح نصیب کی۔ (حدیث ع ۲۷۴۴ کی شرح دیکھیں)

۳۴۶۷ــــ ترجمہ: عبدالعزیز بن حازم نے اپنے والد سے روائت کی کہ ایک شخص سہل بن سعد کے پاس آیا اور مدینہ منورہ کے حاکم کے متعلق کہا کہ فلاں شخص برسرِ منبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بُرا کہہ رہا ہے۔ سہیل نے کہا وہ کیا کہتا ہے اس نے کہا وہ انہیں ابوتراب کہتا ہے۔ سہل نے ہنس کر کہا بخدا! ان کا یہ نام صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے۔ حضرت علی کو اس سے اچھا کوئی نام محبوب نہ تھا۔ میں نے سہل کی حدیث پوچھی اور میں نے

marfat.com
Marfat.com

۳۴۶۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِیْ حُصَيْنٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهٗ عَنْ عُثْمَانَ فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهٖ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْءُكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَرْغَمَ اللّٰهُ بِاَنْفِكَ ثُمَّ سَأَلَهٗ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهٖ قَالَ هُوَ ذَاكَ بَيْتُهٗ اَوْسَطُ بُيُوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْءُكَ قَالَ اَجَلْ قَالَ فَاَرْغَمَ اللّٰهُ بِاَنْفِكَ اِنْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ

کہا یا ابا عباس یہ لیسے اُنھوں نے کہا ایک دفعہ حضرت علی سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے پھر فوراً واپس آئے اور مسجد میں لیٹ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ اُنھوں نے عرض کیا مسجد میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے تو ان کی چادر کو ان کی پُشت سے گری ہُوئی پایا اور ان کی پشت کو مٹی لگی ہُوئی تھی۔ آپ مٹی پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ اے ابوتراب اٹھو! دو مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔

شرح ـــ ۳۴۶۷ : اس حدیث میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بلند مرتبہ پر دلالت ہے کیونکہ آپ اُن کے پاس چل کر تشریف لے گئے اُن کی پیٹھ سے غبار پونچھا اور ان پر مہربانی کرتے ہُوئے ان کو راضی کرنا چاہا کیونکہ اُن کے اور سیدہ زہرآء رضی اللہ عنہا کے درمیان کچھ تلخ گفتگو ہوگئی تھی۔ اس لئے وہ مسجد میں جاکر لیٹ گئے تھے۔ چنانچہ امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے۔ اُنھوں نے عرض کیا میرے اور اُن کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی تھی وہ ناراض ہوکر باہر چلے گئے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں سونا جائز ہے۔ اور غضبناک سے نرم گفتگو کرنی چاہیئے تاکہ اس کا غصہ جاتا رہے۔ نیز حدیث میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع و انکساری اور حضرت علی کے بلند منزلت پر دلالت ہے۔ (حدیث ۴۳۱ کی شرح دیکھیں)

۳۴۶۸ ـــ ترجمہ : سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

۳۴۶۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ لَیْلٰی ثَنَا عَلِیٌّ اَنَّ فَاطِمَةَ شَكَتْ مَا تَلْقٰی مِنْ اَثَرِ الرَّحٰی فَاُتِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْیٌ فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَاَخْبَرَتْهَا فَلَمَّا جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیْنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ

کے پاس آیا اور اُن سے حضرت عثمان کے متعلق پوچھا۔ حضرت عبداللہ نے عثمانِ غنی کے اچھے عمل ذکر کئے پھر کہا شائد یہ باتیں تجھے بُری لگتی ہوں گی۔ اُس نے کہا! ہاں! فرمایا اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلود کرے پھر اُس نے حضرت علی کے متعلق پوچھا تو عبداللہ بن عمر نے ان کی خوبیاں بیان کیں اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے بیچ ان کا گھر ہے پھر کہا شائد یہ باتیں بھی تجھے بُری لگتی ہوں گی۔ اُس نے کہا ہاں! عبداللہ بن عمر نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلود کرے (تجھے ذلیل کرے) یہاں سے دفع ہو جا۔ میرا جو نقصان کرنا ہے زور لگالے۔

۳۴۶۸ — شرح : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اوصافِ حمیدہ سے حضرت علی کی تعریف کی معلوم ہُوا کہ حضرت کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ قولہ اَرْغَمَ اللّٰهُ بِاَلْفِكَ میں باء زائدہ ہے۔ تیری ناک کو رغام سے ملائے یعنی تجھے ذلیل و رُسوا کرے۔ دراصل "رغام" کا معنی مٹی ہے۔ گویا کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا : اَسْقَطَكَ اللّٰهُ عَلَی الْاَرْضِ فَيَلْصَقُ وَجْهُكَ بِالرَّغَامِ "، پھر اُس نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حالات پوچھے تو عبداللہ بن عمر نے کہا حضرت علی میں بہت خوبیاں ہیں۔ اُنھوں نے بدر کے میدان میں جنگی جوہر دکھائے اور دوسرے مغازی میں بہت جوانمردی سے لڑے اور کسی جنگ میں پیچھے نہیں رہے۔ اُنھوں نے خیبر فتح کیا مُرحب یہودی کو قتل کیا۔ یہ ان کا گھر ہے جو حضور کے گھروں کے بیچ ہے۔ پھر عبداللہ نے کہا ان باتوں سے تجھے تکلیف ہُوئی ہوگی میں نے حق بیان کر دیا ہے اور حق بیان کرنے والے کو کسی کی اذیت کی کوئی پرواہ نہیں ہوتا۔ یہ شخص حضرت علی و عثمان سے بغض رکھتا تھا۔ عبداللہ بن عمر نے فرمایا اللہ تجھے بغض کی سزا دے گا قولہ اِجْهَدْ عَلٰی جَهْدِكَ "، یعنی اَبْلِغْ غَايَتَكَ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ وَاعْمَلْ فِیْ حَقِّیْ مَا تَسْتَطِيْعُ وَتَقْدِرُ عَلَيْهِ یعنی اس بات میں اپنی پوری کوشش کر اور میرے حق میں مجھے نقصان پہنچانے کی تمام مساعی بروئے کار لا جتنی تیری طاقت ہے۔

marfat.com

Marfat.com

لِوَقُوْمَ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ
عَلٰى صَدْرِىْ وَقَالَ اَلَا اُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَانِىْ اِذَا اَخَذْتُمَا
مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ وَتُسَبِّحَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَتَحْمَدَا
ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ

٣٤٧٠ - ل — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ
قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَمَا تَرْضٰى اَنْ
تَكُوْنَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰى

٣٤٦٩ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے چکی پیسنے کی مشقت کی شکایت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے تو وہ آپ کی خدمت میں تشریف لے گئیں لیکن آپ کو نہ پایا اور ام المؤمنین عائشہ کو پایا اور اُن سے کہہ دیا (کہ وہ اس لئے آئی تھیں) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ کے تشریف لانے کا ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے جبکہ ہم اپنے بستروں پر لیٹ گئے تھے۔ میں نے کھڑا ہونا چاہا تو فرمایا اپنی جگہ لیٹے رہو اور ہم دونوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ حتی کہ میں نے آپ کے قدموں کی برودت (ٹھنڈک) اپنے سینہ میں پائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے اچھی بات نہ بتاؤں جو تم نے مجھ سے طلب کیا ہے۔ جب اپنے بستروں پر لیٹنے لگو تو ۳۴ بار اللہ اکبر کہو، ۳۳ بار تسبیح کہو (سبحان اللہ) اور ۳۳ بار الحمد للہ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔
(حدیث ۲۹۰۴ کی شرح دیکھیں)

٣٤٧٠ — ترجمہ : سعد بن ابی وقاص نے کہا میں نے ابراہیم بن سعد کو اپنے والد سے بیان کرتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کیا تم خوش نہیں ہو کہ تم مجھ سے ایسے مقام میں ہو جس مقام میں ہارون موسیٰ علیہ السلام تھے۔

marfat.com
Marfat.com

٣٤٧٠ ـ ب ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ اَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اقْضُوْا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُوْنَ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ الْاِخْتِلَافَ حَتّٰى يَكُوْنَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ اَوْ اَمُوْتَ كَمَا مَاتَ اَصْحَابِيْ وَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَرٰى اَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوٰى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ

ترجمہ : عَبیدہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ جس طرح تم فیصلے کرتے تھے اسی طرح فیصلے کرتے رہو کیونکہ میں اختلاف کو اچھا نہیں جانتا ہوں حتی کہ سب لوگ ایک جماعت ہوجائیں یا میری وفات واقع ہوجائے جیسے میرے صحابی فوت ہوگئے۔ ابن سیرین خیال کرتے تھے کہ حضرت علی کی طرف عام روایات جھوٹی منسوب کی گئی ہیں۔

٣٤٧٠ ـ ب ـ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دونوں باتیں مطلوب و مقصود ہیں تو آپ نے کیونکر یہ فرمایا "اَوْ اَمُوْتَ"، کیونکہ اَوْ جمع کو نہیں چاہتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے۔ اور وہ دونوں کے جمع کے منافی نہیں۔

اکثر روافض حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف غلط روایات منسوب کرتے ہیں۔ اس حدیث سے روافض نے استدلال کیا۔ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ خلیفہ بالوصل ہیں۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا روافض کا استدلال صحیح نہیں کیونکہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ تبوک میں جارہے تھے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا تھا اور ان کو اپنے ساتھ تبوک میں نہیں لے گئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے چھوٹے چھوٹے بچوں میں چھوڑ رہے ہیں تب آپ نے فرمایا اے علی کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم میرے اتنے قریب ہو جتنے ہارون علیہ السلام موسیٰ کے قریب تھے۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہِ طور پہ تشریف لے گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو یہودیوں پر اپنا خلیفہ مقرر کر گئے تھے۔

حدیث میں مذکور خلافت موت کے بعد خلافت مراد نہیں کیونکہ مشبہ بہ ہارون علیہ السلام ہیں اور ان کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے چالیس برس پہلے تھی۔ دراصل ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ان کے خلیفہ تھے اور وہ تبوک کی طرف روانگی کا وقت تھا (کرمانی)

marfat.com
Marfat.com

مَنَاقِبُ جَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبِ اُلْہَاشِمِیّ

وَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْبَہْتَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ "

علامہ قسطلانی نے کہا۔ روافض کا قیاس درست نہیں کیونکہ مقیس علیہ ہارون علیہ السلام ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کی موت سے قبل ہارون علیہ السلام کی موت سے قیاس ختم ہو جاتا ہے۔ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ قولہ "مِنِّیْ" مبتداء کی خبر ہے اور مِنْ اِتصالیہ ہے۔ خبر کا متعلق خاص ہے اور باء زائدہ ہے۔ جیسے قرآن کریم کی اس آیت میں اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِہٖ " باء زائدہ ہے۔ یعنی اٰمَنُوْا اِیْمَانًا مِثْلَ اِیْمَانِکُمْ " حدیث کا معنیٰ یہ ہے اے علی تم میرے ساتھ متصل ہو اور میری نسبت موسیٰ سے ہارون کی نسبت ہو۔

اس میں تشبیہ ہے اور اس کی وجہ مبہم ہے۔ جسے "اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ سے بیان کیا۔ معلوم ہوا کہ دونوں میں مذکور اتصال نبوت کے اعتبار سے نہیں بلکہ اور اعتبار سے ہے اور وہ خلافت ہے۔ جب ہارون علیہ السلام جو مشبہ بہ ہیں وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں خلیفہ تھے تو اس سے حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کی تخصیص واضح ہو جاتی ہے کہ وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی حیات طیبہ میں خلیفہ تھے " والحمد للہ رب العالمین"

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

وفات : جمادی الاولیٰ ۸ھ مطابق اگست ۶۲۹ء

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : اے جعفر تم صورت اور سیرت میں مجھ سے مشابہ ہو"

آپ کی نسب یہ ہے جعفر بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔ آپ صورت و سیرت میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے اور حضرت علی سے دس سال بڑے تھے

marfat.com
Marfat.com

۔آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں اور حبشہ کی طرف ہجرت کی۔جب خیبر فتح ہُوا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ آگئے۔ آپ نے ان کا استقبال کیا اور انہیں گلے لگایا اور یہ معلوم نہ ہُوا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر فتح ہونے سے زیادہ خوش ہُوئے تھے یا حضرت جعفر کے آنے سے زیادہ خوش ہُوئے تھے۔ جعفر اور اُن کے ساتھی سات ہجری میں حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تھے۔ اسی سال خیبر فتح ہُوا تھا۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کے ایک طرف انہیں جگہ دی۔ پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاوّل آٹھ ہجری میں انہیں موتہ بھیجا اور اس جنگ میں لڑتے لڑتے اُن کے دونوں بازو کٹ گئے پھر خود بھی شہید ہو گئے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جعفر کے دونوں ہاتھوں کے عوض دو پَر دیئے ان کے ساتھ وہ جنّت میں جہاں چاہیں اڑتے پھرتے ہیں اس لئے انہیں جعفر طیار اور جعفر ذوالجناحین کہا جاتا ہے۔

عدی بن ثابت بن سالم بن ابی الجعد نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ مجھے جعفر بن ابی طالب دکھائے گئے۔ اُن کے دو پَر تھے جبکہ وہ خون آلود تھے۔ حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے جعفر طیار کے سینہ اور دونوں کندھوں کے درمیان آگے کی جانب نوّے تلواروں اور تیروں کے زخم دیکھے تھے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے شہید ہو جانے کی خبر پہنچی تو آپ ان کی بیوی اسماء بنت عُمَیس کے پاس تشریف لائے۔ اور ان کے شوہر کے فوت ہو جانے پر افسوس کا اظہار کیا۔ اسی اثناء میں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی ہُوئی آئیں اور یہ کہہ رہی تھیں ہائے چچا جان! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات میں جنت میں داخل ہُوا تو اس میں جعفر کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا۔ اور امیر حمزہ بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہاں موجود تھے۔ سعید بن مسیّب نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے جعفر، زید بن حارثہ، اور عبداللہ بن رواحہ موتیوں کے خیمہ میں ظاہر ہُوئے ان میں سے ہر ایک تخت پر بیٹھا ہُوا تھا۔ زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ دونوں کی گردنوں میں صدود تھے اور جعفر بالکل سیدھے تھے۔ ان میں صدود نہ تھے۔ مجھے کسی نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ان کو موت نے اپنی آغوش میں لیا تو اُن دونوں نے اس سے اعراض کیا اور اپنے چہرے پھیر لئے لیکن جعفر نے ایسا نہ کیا۔ عکرمہ نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی جوتی پہننے والا سواریوں پر سواری کرنے والا پاؤں سے زمین کو روندنے والا جعفر بن ابی طالب سے افضل نہیں۔ جعفر بن ابی طالب پہلے مجاہد ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں گھوڑے کی ٹانگیں کاٹی ہیں۔ جب جنگ موتہ میں اُنھوں نے کفار کا غلبہ دیکھا تو اپنے گھوڑے کی پچھلی ٹانگیں ٹخنوں سے کاٹ ڈالیں۔ اور کفار سے جوش و خروش کے ساتھ لڑتے ہُوئے شہید ہو گئے۔ زبیر بن بکار نے کہا جعفر بن ابی طالب جس روز شہید

marfat.com

Marfat.com

٣٤٧١ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ
ابْنِ دِيْنَارٍ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِیُّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِیِّ
عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاِنِّیْ كُنْتُ
اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِیْ حِيْنَ لَا اٰكُلُ
الْخَمِيْرَ وَلَا اَلْبَسُ الْحَبِيْرَ وَلَا يَخْدِمُنِیْ فُلَانٌ وَفُلَانَةٌ وَكُنْتُ اُلْصِقُ
بَطْنِیْ بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوْعِ وَاِنْ كُنْتُ لَاَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْاٰيَةَ
وَهِیَ مَعِیَ كَیْ يَنْقَلِبَ بِیْ فَيُطْعِمَنِیْ وَكَانَ اَخْيَرَ النَّاسِ لِلْمِسْكِيْنِ
جَعْفَرُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَكَانَ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِیْ بَيْتِهٖ
حَتّٰى اِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ اِلَيْنَا الْعُكَّةَ الَّتِیْ لَيْسَ فِيْهَا شَیْءٌ فَنَشُقُّهَا
فَنَلْعَقُ مَا فِيْهَا

ہوئے ان کی عمر اکتالیس سال تھی (استیعاب)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ کہتے ہیں ابوہریرہ
٣٤٧١ــــ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں صرف
شکم سیری پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود رہتا نہ تو میں خمیری روٹی کھاتا نہ
لکیر دار کپڑا پہنتا اور نہ ہی فلاں مرد اور فلاں عورت میری خدمت کرتے۔ میں اپنے پیٹ پر بھوک کے
سبب پتھر باندھ لیتا تھا۔ میں کسی شخص سے آیت پوچھتا حالانکہ وہ آیت مجھے یاد ہوتی تھی۔
(اسی لئے پوچھتا تھا) کہ وہ مجھے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلائے۔ جعفر بن ابی طالب مسکینوں کے
حق میں تمام لوگوں سے بہتر تھے۔ وہ ہمیں ساتھ لے جاتے اور جو بھی گھر میں میسر ہوتا ہمیں
کھلاتے حتی کہ وہ ہمارے لئے کپی لاتے جس میں کچھ نہ ہوتا تھا ہم اس کو توڑ ڈالتے تھے اور اس
میں جو کچھ ہوتا اسے چاٹ لیتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

٣٤٧٢ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ اَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سَلَّمَ عَلٰى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ كُنْ فِيْ جَنَاحِيْ كُنْ فِيْ نَاحِيَتِيْ كُلٌّ جَانِبَيْنِ جَنَاحَانِ

٣٤٧٢ — ترجمہ : شعبی سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب عبداللہ بن جعفر کو سلام فرماتے تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ کہتے تھے۔ بخاری نے کہا : كُنْ فِيْ جَنَاحِيْ ، میرے پہلو میں ہو جاؤ۔ دونوں پہلو دو پر ہیں۔

٣٤٧١ — شرح : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے اور کھانے کو جو بھی میسر ہوتا اسی پر اکتفا کرتے اور احادیث نبویہ کی سماعت اور حفاظت میں مصروف رہتے تھے اسی لئے انہیں زیادہ حدیثیں یاد تھیں۔ بھوک کے باعث معدہ میں گرمی سے بچنے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھ رکھتے تھے اور جب بھوک کا غلبہ ہوتا تو زمین پر لیٹ جاتے جب کوئی صحابی پاس سے گزرتا تو ان سے یہ آیت کریمہ پوچھتے : اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ الخ اور مقصد یہ تھا کہ میں مسکین ہوں صدقہ کا مستحق ہوں۔ حالانکہ یہ آیت کریمہ انہیں یاد ہوتی تھی۔ چنانچہ ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گزرنے والے شخص سے آیت پوچھتا تھا حالانکہ میں اس سے زیادہ جانتا تھا۔ اس سے آیت صرف اس لئے پوچھتا تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب کی کنیت اَبُوالْمَسَاكِيْنَ رکھی تھی کیونکہ وہ مساکین کے ساتھ اکثر بیٹھا کرتے تھے اور ان کی خدمت کیا کرتے تھے واللہ و رسولہ اعلم!

٣٤٧٢ — شرح : طبرانی نے اسنادِ حسن کے ساتھ عبداللہ بن جعفر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے عبداللہ! تمہیں مبارک ہو تمہارا باپ آسمانوں میں فرشتوں کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔ ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جعفر بن ابی طالب کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے دیکھا۔ نیز ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات میرے پاس سے جعفر بن ابی طالب

marfat.com
Marfat.com

ذِکرُ عَبّاسِ بنِ عَبدِ المُطّلِب

کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے دیکھا۔ نیز ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات میرے پاس سے جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی جماعت میں اُڑتے ہوئے گزرے ان کے دونوں پر خون آلود تھے۔ اس حدیث کو ابن عباس نے مرفوع ذکر کیا ہے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے حاصل ہوئی ہے الحمد للہ رب العالمین!۔ قال ابوعبداللہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جناحین کا اطلاق ہر دو پہلوؤں پر ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ "جَنَحَ الطَّرِیْقُ جَانِبَہٗ"، وَجَنَحَ الْقَوْمُ نَاحِیَتَھُمْ" جوہری نے کہا جناح الطیر اس کا ہاتھ ہے (عینی)

حضرت عباس بن عبدالمطلب کا ذکر

وفات : ۱۲۔ رجب ۳۲ھ مطابق ۱۷۔ فروری ۶۵۳ء

آپ کا نسب یہ ہے۔ عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف "، آپ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور اپنے صاحبزادے فضل بن عباس کے نام پر آپ کی کنیت ابوالفضل ہے آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو یا تین سال بڑے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ مدنشلہ یا نتیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید بن طفیل ہیں۔ وہ پہلی عربی عورت ہیں جس نے کعبۃ اللہ پر ریشمی پردے لٹکائے اور مختلف اقسام کے قیمتی کپڑوں سے بیت اللہ کو مزین کیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بچپن میں گم ہوگئے تو آپ کی والدہ نے نذر مانی کہ اگر انہیں عباس مل جائے تو وہ بیت اللہ شریف کو لباس پہنائے گی۔ جب آپ کو پایا تو نذر پوری کی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جاہلیت میں بہت بڑے رئیس تھے اور مسجدِ حرام کی تعمیر اور آبِ زمزم کا اہتمام انہی کے سپرد تھا۔ مسجد حرام کی تعمیر اس لئے اُن کے سپرد تھی کہ وہ کسی مسجد میں گالی گلوچ نہیں کرتے تھے اور نہ ہی تعمیر کے وقت لوگوں میں اشتعال پیدا کرنے کے لئے فضول باتیں کرتے تھے۔ یہ چیز دوسرے قریش میں نہ پائی جاتی تھی اس لئے انھوں نے اس بات پہ اتفاق کر لیا کہ یہ کام حضرت

marfat.com
Marfat.com

عباس ہی سرانجام دیں گے اور قریش ان کے معاون اور مددگار رہیں گے۔ اس لئے مسجد کی تعمیر وغیرہ آپ کے سپرد کر دی۔ یزید بن اصم نے کہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں مشرکوں کی طرف تھے اور قید ہو کر حضور کے سامنے آئے جبکہ انہیں رسیوں سے باندھ رکھا تھا۔ ان کا یہ حال دیکھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات بیدار رہے۔ آپ کے بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" آپ کے نیند نہ کرنے کا کیا باعث ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے عباس کی غمزدہ آواز نے نہیں سونے دیا۔ صحابہ میں سے ایک شخص اُٹھا اور حضرت عباس کی رسیوں کو نرم کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ اب مجھے عباس کے کراہنے کی آواز نہیں آ رہی ہے۔ اس شخص نے کہا حضور! میں نے ان کی سخت رسیوں کو نرم کر دیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام قیدیوں کی رسیاں نرم کر دو!

ابو عمرو نے کہا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ خیبر فتح ہونے سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے اُنھوں نے ایمان مخفی رکھا تھا۔ چنانچہ حجاج بن عطاط کی حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ حضرت عباس نے ایمان مخفی رکھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عنائت فرمائیں۔ پھر اُنھوں نے فتح مکہ کے وقت اسلام کا اظہار فرمایا۔ آپ حنین، طائف اور تبوک کی جنگوں میں موجود رہے تھے۔ آپ مشرکوں کی خبر لکھا کرتے تھے جو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھتے تھے۔ مسلمان مکہ میں اُن سے قوت پاتے تھے۔ حضرت عباس کی خواہش تھی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آجائیں لیکن آپ نے فرمایا تمہارا مکہ میں رہنا ہی بہتر ہے۔ اسی لئے آپ نے بدر کی جنگ میں فرمایا تھا جو کوئی عباس کو دیکھے وہ انہیں قتل نہ کرے۔ کیونکہ وہ مشرکوں کے ساتھ مجبوراً آئے ہیں۔

ابو طالب کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر مامور تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے جبکہ وہ اپنی قوم کے دین پر تھے۔ وہ کافروں کے ساتھ بدر کے میدان میں مجبوراً آئے تھے۔ اور جب قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کرنے کا فیصلہ ہوا تو اُنھوں نے اپنا اور اپنے دونوں بھائی ابو طالب اور حارث کے دونوں بیٹوں عقیل اور نوفل کا فدیہ اپنے مال سے ادا کیا اور ابو طالب کی وفات کے بعد آبِ زمزم کے متولی مقرر ہوئے۔ غزوۂ حنین میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے جبکہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا اکثر بھاگ گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مسلمان ہونے کے بعد ان کا بہت اکرام کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ میرا چچا میرے والد کی مثل ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بہت سخی، صلہ رحمی کرنے والے اور خوبصورت تھے۔ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ عباس بن عبدالمطلب تمام قریش سے زیادہ سخی اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جب حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی کے پاس سے گزرتے تو وہ دونوں ان کے اعزاز اور احترام

marfat.com

Marfat.com

کے باعث اپنی سواریوں سے اُتر جاتے حتی کہ حضرت عباس آگے گزر جاتے اور کہا کرتے تھے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ ابن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب مدینہ منورہ میں قحط سالی ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عباس کے وسیلہ سے بارش کے لئے دُعا کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ اے اللہ! ہم تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور آپ کے والد کی مثل سے توسّل کرتے ہیں کہ ہم پہ بارش برسا اور ہمیں ناامید نہ کر! پھر حضرت عباس سے کہتے اے ابوالفضل اُٹھئے اور دُعا کریں تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرماتے اے اللہ تیرے پاس بادل اور پانی ہے۔ بادل سے ہم پہ پانی برسا! کھیتیوں کی جڑیں مضبوط اور پھل زیادہ کر اور جانوروں کا دودھ زیادہ کر اے اللہ! تو گناہوں کے عوض مصیبت نازل کرتا ہے جو صرف توبہ سے ہی معاف ہوتے ہیں اور تیرے حضور لوگ جمع ہوئے ہیں ہم پہ بارش برسا۔ اے اللہ! ہماری جانوں اور اہل اولاد میں ہماری سفارش قبول فرما۔ ہم تجھ ہی سے اُمید کرتے ہیں اور تیرے غیر کی عبادت نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی طرف کوئی رغبت کرتے ہیں اور تیرے حضور ہر بھوکے کی بھوک ہر ننگے شخص کی برہنگی ہر خائف اور ناتواں کے خوف وضعف کی شکائت کرتے ہیں۔ ہم پہ بارش برسا تو آسمانوں سے خوب بارش برستی جیسے پانی کے پہاڑ گر رہے ہیں اور گڑھے اور ٹیلے پانی کے باعث برابر ہوجاتے اور زمین تر وتازہ ہوجاتی اور لوگ آرام سے زندگی بسر کرنے لگتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر باہر نکلے تاکہ وہ بارش کے لئے دُعا کریں تو اُنھوں نے یہ دُعا کی۔ اے اللہ! ہم تیرے نبی کے چچا کو تیری بارگاہ میں وسیلہ لائے ہیں اور حصول بارش کے لئے ان کو شفاعت کرنے لائے ہیں۔ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ان کی حفاظت فرما جیسے دو بچوں کے والد کی صلاحیت کے باعث ان کی حفاظت کی۔ ہم مغفرت طلب کرتے ہوئے شفاعت کے طالب ہیں پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اپنے رب سے گناہوں کی معافی چاہو وہ بخشنے والا ہے۔ تم پہ برسنے والا بادل بھیجے گا تمہارے اموال اور تمہارے بیٹوں کے ذریعے تمہاری مدد کریگا اور اُن کے لئے نہریں جاری کرے گا" پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے پھر کہا اے اللہ! تو ہی ہمارا نگہبان ہے۔ گمی ہوئی شئی کو مہمل نہ رکھ اور کمزور کو ضائع ہونے والی جگہ میں نہ چھوڑ۔ چھوٹے عاجزی کر رہے ہیں اور بوڑھے نرم دل ہوچکے ہیں۔ شکایات کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں تو ظاہر باطن کو جانتا ہے۔ اے اللہ! ان کی فریاد رسی کر اس سے پہلے کہ یہ ناامید ہوکر ہلاک ہوجائیں۔ کیونکہ تیری رحمت سے کافر ہی ناامید ہوتے ہیں۔ اس کے فوراً بعد تیز بادل ظاہر ہوا تو لوگوں نے کہا وہ دیکھو وہ دیکھو پھر وہ چمکا ایک دوسرے سے ملا اور اس میں ہوا چلنے لگی اور زور کی حرکت سے چلی اور بارش شروع ہوئی۔ بخدا اتنی بارش ہوئی کہ لوگ دیواریں تھام کر چلتے تھے اور لوگ خوشی سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کندھوں کو ہلاتے اور کہتے

marfat.com
Marfat.com

٣٤٧٣ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیُّ ثَنِیْ اَبِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰی عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قَحَطُوْا اِسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيَنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا فَيُسْقَوْنَ

اے حرمین طیبین کے ساقی تمہیں مبارک ہو۔

حسن بن عثمان نے کہا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سفید رنگ بہت خوبصورت تھے۔ ان کا جسم نرم جلد ہلکی تھی۔ درمیانہ قد تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بدر کی جنگ میں جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ قیدی آئے تو ہم نے انہیں قمیص پہنانا چاہی تو عبداللہ بن ابی کے سوا کسی کی قمیص انہیں پوری نہ اتری۔ وہ اس سے لے کر عباس کو دی۔ کیونکہ عبداللہ بن ابی بھی حضرت عباس کی طرح طویل القامت تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں جمعہ کے روز بارہ رجب کو ۳۲۔ ہجری میں حضرت عثمان غنی کے شہید ہونے سے دو سال قبل وفات پائی۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ جب کہ ان کی عمر ۸۸ برس تھی۔ آپ نے بتیس برس اسلامی زندگی بسر کی اور چھپن برس کفر میں گزارے۔ ان کی قبر میں ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عباس اترے تھے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ!

٣٤٧٣ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوتے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے بارش کی دعاء کرتے اور فرماتے۔ اے اللہ! ہم تیرے حضور اور تیری بارگاہ میں تیرے رسول کو وسیلہ لایا کرتے تھے اور تو بارش برسا دیتا تھا۔ اب ہم تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے چچا کو وسیلہ لائے ہیں پس تو بارش برسا چنانچہ خوب بارش ہوتی تھی!

(حدیث ع ۹۶۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

مَنَاقِبُ قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٤٧٤ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ اَرْسَلَتْ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ تَسْاَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ يَعْنِيْ مَالَ اللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَزِيْدُوْا عَلَى الْمَاْكَلِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی لوگوں کے محاسن

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں ''

ترجمہ : عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

٣٤٧٤ — کہ سیّدہ فاطمہ علیہا السلام نے حضرت ابوبکر صدیق خلیفۃ المسلمین رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا آپ اُن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی میراث کا مطالبہ

marfat.com
Marfat.com

وَلَاَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ثُمَّ قَالَ اِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَضِيْلَتَكَ وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَقَّهُمْ وَتَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ

فرما رہی تھیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فَے دی تھی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ (جو دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے اعتقاد میں ملک تھا) کا مطالبہ کرتی تھیں جو مدینہ منورہ، فدک اور خمس خیبر سے باقی بچ گیا تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اس مال یعنی اللہ کے مال سے کھا سکتی ہے۔ انہیں کھانے پینے سے زائد میں کوئی حق نہیں۔ بخدا! میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات میں کچھ تبدیلی نہیں کروں گا! جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھے اور میں ان میں وہی عمل کروں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور کہا اے ابابکر! ہم آپ کی فضیلت جانتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی قرابت اور حق کو ذکر کیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلام شروع کیا اور فرمایا مجھے اِس ذاتِ کریم کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ اپنی قرابت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس سے اچھا سلوک کروں۔

عبداللہ بن وہاب نے خالد، شعبہ کے ذرائع سے واقد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے اپنے والد محمد بن زید کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہوئے سُنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی آپ کے اہلِ بیت کی خدمت اور محبت میں سمجھو!

۳۴۷۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدہ فاطمہ زہراء علیہا السلام نے صدقہ کا کیونکر مطالبہ کیا حالانکہ آپ کے صدقات تمام مسلمانوں کے لئے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اعتقاد میں صدقات واقعیہ

marfat.com
Marfat.com

٣٤٧٥ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا خَالِدٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ ارْقُبُوا مُحَمَّدًا فِیْ اَهْلِ بَیْتِهٖ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ہیں اس لئے اُنھوں نے مدینہ منورہ میں جو کچھ تھا اور فدک و خیبر کے اموال کا مطالبہ بطورِ وراثت کیا تھا۔ یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی املاک تھیں جو آپ کے بعد صدقہ ہوگئیں تھیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ تین حقوق تھے۔ ایک وہ جو آپ کو ہبہ کئے گئے تھے اور وہ جو مخیریق یہودی نے مسلمان ہونے کے بعد وصیت کی تھی۔ وہ قبیلہ بنی نضیر میں نو باغات تھے اور جو انصار نے آپ کو زمینیں دی تھیں یہ سب آپ کی ملک تھیں۔ دوسرا وہ حق ہے جب آپ نے بنی نضیر کو جلاوطن کیا تو اُن کی زمینیں آپ کے لئے بطورِ فئ خاص تھیں۔ ان میں سے مسلمانوں کی ضروریات کے لئے خرچ کیا کرتے تھے۔ اسی طرح فدک کی نصف زمین بھی آپ کی خاص مِلک تھی جو اہلِ خیبر نے خیبر فتح ہونے کے بعد نصف زمین پر صلح کی تھی۔ اسی طرح وادی القریٰ کی ایک تہائی زمین جو آپ نے مصالحت کے وقت حاصل کی۔ اسی طرح خیبر کے قلعوں میں سے دو قلعے ان میں سے ایک صلح سے لیا تھا۔ تیسرا حق آپ کا وہ حصہ تھا جو غلبہ کے ساتھ خیبر فتح کرنے سے خیبر کا خمس تھا۔ یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک تھے۔ ان میں سے کسی دوسرے کا کچھ حق نہ تھا۔ لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے لئے مخصوص نہیں کر رکھا تھا بلکہ اپنے اہل و اولاد، مسلمانوں اور دیگر عام مصالح میں ان کو خرچ کرتے تھے۔ یہ تمام صدقات ہیں جن پہ آپ کی وفات کے بعد ملکیت کا دعویٰ ممنوع اور حرام ہے۔

(حدیث ع ۲۸۸۴ اور ع ۲۸۸۵ کی شروح کا مطالعہ فرمائیں)

اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ زمینیں اپنے اہل و اولاد کے لئے باقی رکھی تھیں جو آپ کی حیات طیبہ اور وفات کے بعد ان کے مصرف میں رہیں اور ان سے مسلمانوں کی حاجات بھی پُوری کی جاتی تھیں لیکن آپ کی وفات کے بعد وہ اَملاک وقف ہوگئیں اور آپ کے اہل و اولاد قیامت تک ان سے اپنی حاجات پُوری کرتے رہیں گے اور ان کو اپنی ملکیت تصوّر نہ کریں گے۔

قولہ فَتَشَهَّدَ عَلِیٌّ ،، یہ سیّدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کا واقعہ ہے۔ یہ حدیث کا حصہ نہیں

قولہ ارْقُبُوا مُحَمَّدًا فِیْ اَهْلِ بَیْتِهٖ آہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام ہے۔ اس کے ساتھ آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں وصیت فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت اور آپ کی اولاد

marfat.com
Marfat.com

٣٤٧٥ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّىْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِىْ

٣٤٧٦ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِىْ شَكْوَاهُ الَّتِىْ قُبِضَ فِيْهَا فَسَارَّهَا بِشَىْءٍ

میں آپ کی حفاظت کرو اور انہیں اذیت نہ پہنچاؤ اور نہ ہی ان سے کسی طرح کی اساءت کرو! سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سیّدہ فاطمہ، علی المرتضیٰ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم ہیں جنہیں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمبل میں لپیٹا تھا اور فرمایا یہ میرے اہلبیت ہیں یا یہ حضرات اور ازواجِ مطہرات ہیں کیونکہ اہل بیت سے مطلقاً ذہن اسی طرف جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٣٤٧٥ ـ ا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی آپ کے اہلِ بیت کی محبت میں دیکھو!

٣٤٧٥ ـ ب ـــ ترجمہ : مِسْور بن مخرمہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔

٣٤٧٦ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض میں جس میں آپ نے وفات فرمائی اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے خفیۃً کوئی بات کی تو وہ رونے لگیں۔ پھر انہیں بلایا اور اُن سے آہستہ بات کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے فاطمہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے کہا

marfat.com
Marfat.com

فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ
ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَنِي اَنَّهُ
يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَاَخْبَرَنِي
اَنِّي اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهِ اَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ

مَنَاقِبُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّوْنَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آہستہ بات کی اور مجھے بتایا کہ آپ اس مرض سے جس میں آپ نے وفات فرمائی، میں وفات فرمائیں گے یہ سُن کر میں رو پڑی پھر مجھ سے آہستہ بات کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے میں آپ سے ملوں گی تو میں ہنس پڑی۔
(حدیث ۳۲۹۲ کی شرح دیکھیں)

حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ

وفات : ۱۰۔ جمادی الاوّل ۳۶ھ مطابق ۲۵۔ نومبر ۶۵۶ء

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار تھے حواریوں کو اس لئے حواری کہا جاتا ہے کہ ان کے کپڑے سفید تھے۔ آپ کا نسب یہ ہے زبیر بن عوام بن خُویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قُصی۔ آپ قرشی اسدی ہیں اور کنیت ابوعبداللہ ہے! آپ کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ آپ پندرہ برس کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ موسیٰ بن طلحہ نے کہا حضرت علی، زبیر، طلحہ اور سعد بن ابی وقاص ایک ہی سال میں پیدا ہوئے۔ محمد بن عبدالرحمٰن کی

marfat.com
Marfat.com

روائت کے مطابق حضرت علی بن ابی طالب اور زبیر بن عوام دونوں آٹھ آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ ان کے اسلام لانے کی عمر میں کئی اقوال ہیں۔ چنانچہ پندرہ، بارہ، آٹھ اور سولہ سال بھی ذکر کئے جاتے ہیں۔ کسی غزوہ میں آپ پیچھے نہیں رہے۔ ہر غزوہ میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر اور عبداللہ بن مسعود کو بھائی بھائی بنایا جبکہ آپ نے مکہ میں مہاجرین میں بھائی چارہ بنایا تھا اور جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور مہاجرین و انصار میں بھائی چارہ بنایا تو زبیر اور سلمہ بن سلامہ بن وقش کے درمیان بھائی چارہ بنایا۔ ایک روائت کے مطابق آپ کے دس لڑکے تھے اور وہ "عبداللہ، عروہ، مصعب، مُنذر، عمرو، عُبَید، جعفر، عامر، عُمَیر اور حمزہ ہیں۔ سب سے پہلے اللہ کی راہ میں زبیر نے تلوار اُٹھائی تھی کیونکہ شیطان نے پھونک ماری کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گرفتار ہوگئے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت زُبیر آئے اور لوگوں کو اپنی تلوار سے ہٹاتے ہُوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے جبکہ آپ اعلیٰ مکہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے پوچھا اے زبیر کیسے آنا ہُوا عرض کیا یارسُولَ اللہ! خبر مشہور ہوگئی تھی کہ آپ کو مشرکوں نے پکڑ لیا ہے۔ یہ سُن کر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دُعاء فرمائی اور ان کی تلوار کے لئے دُعاء فرمائی۔

ایک روائت میں ہے کہ آپ نے فرمایا زبیر میری پھوپھی کا لڑکا اور میرا مددگار ہے اور فرمایا ہر نبی کے مددگار ہوتے ہیں میرا مددگار زُبیر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک شخص کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں ابن الحواری ہوں تو عبداللہ بن عمر نے کہا اگر تُو زبیر کا بیٹا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔ حواری کا معنی مُخلص ہے۔ معمر نے قتادہ سے بیان کیا حواری سب قریش میں سے ہیں۔ چنانچہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان، علی، حمزہ، جعفر، ابوعبیدہ بن جراح، عثمان بن مظعون، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ اور زبیر تمام حواری ہیں۔ روح بن قاسم نے قتادہ سے روائت کی کہ ایک روز حواریوں کا ذکر ہونے لگا تو کہا گیا بھلا حواری کون لوگ ہیں؟ اُنھوں نے کہا حواری وہ ہیں جن میں خلافت کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ حضرت زبیر بن عوام جنگ بدر میں حاضر ہوئے جبکہ اس روز اُن پر زرد عمامہ تھا۔ جس سے اُنھوں نے مُنہ اور سر لپیٹا ہُوا تھا۔ کہا جاتا ہے بدر کے دن فرشتے حضرت زبیر بن عوام کی ہیئت میں نازل ہُوئے اُنھوں نے زرد عمامے پہنے ہُوئے تھے اور سَر اور مُنہ ڈھانپ رکھے تھے۔ آپ تمام جنگوں میں حاضر ہوتے رہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص بھی جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہُوا ہو وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چھ حضرات اہلِ شوریٰ کے متعلق فرمایا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی حالانکہ آپ ان حضرات سے راضی اور خوش تھے۔ جن صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی تھی اُن میں آپ بھی شامل ہیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اپنے والدین کو دو بار جمع فرماتے ہُوئے فرمایا: اِرْمِ سَعْدُ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ، ایک بار اُحد کی جنگ میں اور دوسری بار بنو قریظہ سے جنگ

marfat.com
Marfat.com

میں یہ فرمایا۔ ابواسحاق سُبَیعی نے کہا ایک مجلس میں بیس۲۰ سے زائد صحابہ کرام بیٹھے ہُوئے تھے۔ میں نے پُوچھا ان میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون زیادہ مکرم ومعظم ہے اُنھوں نے کہا حضرت زبیر بن عوام اور علی بن ابی طالب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ زبیر بہترین تاجر تھے۔ ایک روز ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو تجارت میں حذاقت اور منفعت بخش طریقہ کیسے میسّر ہُوا۔ اُنھوں نے کہا میں نے تجارت کا مال کبھی غبن سے نہیں خریدا اور نہ ہی میں نے نفع کی خواہش کی ہے اللہ جس کے لئے چاہے برکت دیتا ہے۔ حضرت کعب نے کہا حضرت زبیر کا ایک ہزار غلام تھا جو ہر روز انہیں ٹیکس ادا کیا کرتے تھے وہ ان میں سے ایک درہم بھی گھر نہیں لے جاتے اور تمام صدقہ کر دیتے تھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی وفات

آپ جنگِ جمل میں حاضر ہُوئے یہ جنگ ام المؤمنین عائشہ اور امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کے درمیان ہُوئی جبکہ حضرت زُبیر ام المؤمنین کے لشکر میں تھے۔ زبیر نے کچھ دیر جنگ کی تو حضرت علی المرتضیٰ نے انہیں آواز دی وہ تنہا حضرت علی کے پاس آگئے۔ حضرت علی نے زبیر کی ایک واقعہ کی طرف توجہ دلائی کہ ایک بار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کو دیکھا کہ ہم ہنس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے زبیر! تم علی سے جنگ کرو گے اور تم ظالم ہوگے۔ حضرت زبیر کو وہ واقعہ اور ارشاد یاد آیا تو وہ میدانِ جنگ سے باہر آئے اور مدینہ منورہ کا رُخ کیا تو ابن جرموز نے پیچھے عبداللہ بن جرموز لگ گیا۔ وادی السباع میں جب آپ نماز پڑھ رہے تھے تو ابن جرموز نے موقعہ پاکر انہیں قتل کر دیا اور تن سے سر جُدا کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا۔ یہ دس جمادی الاولیٰ ۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ جب حضرت علی کے حضور اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اسے اجازت نہ دی اور دربان سے فرمایا اسے دوزخ کی خوشخبری دو!

احنف بن قیس سے روائت ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جب سفوان پہنچے جو بصرہ سے اتنی دُور ہے جتنا قادسیہ کوفہ سے دُور ہے۔ تو انہیں بنی مجاشع کا ایک شخص نعر ملا اور کہا اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری آپ کدھر جاتے ہیں آپ میری امان میں رہیں آپ تک کوئی نہیں آسکتا۔ آپ بے خوف رہیں۔ زُبیر نے اس کی پیش کش قبول کرلی۔ جب عمیرہ بن جرموز، فضالہ بن حابس اور نفیع نے سُنا تو وہ زبیر کی تلاش میں نکلے اور نعر کے ساتھ پایا عمیرہ بن جرموز ان کے پیچھے سے آیا جبکہ وہ کمزور گھوڑے پر سوار تھا۔ اُس نے آپ کو ہلکا سا زخم کیا تو زبیر نے اس پر حملہ کر دیا۔ جبکہ وہ اعلیٰ گھوڑے پر سوار تھے جسے ذوالخمار کہا جاتا تھا جب اسے یقین ہوگیا کہ زُبیر اسے قتل کر دیں گے تو اُس نے اپنے دونوں ساتھیوں نُفیع اور فضالہ کو پکارا تو تینوں نے حملہ کر کے حضرت زُبیر کو شہید کر دیا۔ یہ روائت پہلی سے صحیح تر ہے۔ (اِستیعاب)

جس روز حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ان کی عمر ۶۴ برس تھی۔

marfat.com
Marfat.com

٣٤٧٧ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَخْبَرَنِيْ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ اَصَابَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيْدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتّٰى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَ اَوْصٰى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ وَقَالُوْهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ اٰخَرُ اَحْسِبُهُ الْحَارِثَ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْمَانُ وَقَالُوْا فَقَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ هُوَ قَالَ فَسَكَتَ قَالَ فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اَنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَاِنْ كَانَ لَاَحَبَّهُمْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا حُلیہ

آپ کا رنگ گندمی، قد درمیانہ، گوشت معتدل اور داڑھی ہلکی تھی "

۳۴۷۷ — ترجمہ : مَروان بن حکم نے کہا حضرت عثمان بن عفان کو نکسیر کی مرض کے سال سخت نکسیر پھوٹی حتی کہ انہیں حج سے روک دیا اور اُنھوں نے وصیت بھی کردی۔ اُن کے پاس ایک قریشی مرد آکر کہنے لگا کسی کو خلیفہ تجویز کردیں عثمان نے کہا کیا لوگوں نے یہ بات کہی ہے۔ اُس نے کہا جی ہاں! عثمان نے کہا کس نے کہا ہے؟ وہ شخص خاموش ہوگیا پھر ایک اور شخص آیا میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھا اُس نے کہا آپ خلیفہ تجویز کردیں۔ حضرت عثمان نے کہا لوگوں نے یہ بات کہی ہے۔ اُس نے کہا جی ہاں! فرمایا کس نے کہا ہے۔ وہ بھی خاموش ہوگیا۔ حضرت عثمان نے کہا شائد لوگوں نے کہا ہوگا کہ زُبیر کو خلیفہ مقرر کردوں؟ اُس نے کہا جی ہاں۔ عثمان نے کہا یہ بات سُن لو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے جو کچھ میں جانتا ہوں وہ سب لوگوں سے بہتر ہیں اور جنابِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۴۷۸ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ مَرْوَانَ يَقُوْلُ كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اسْتَخْلِفْ قَالَ وَقِيْلَ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمُ الزُّبَيْرُ قَالَ اَمَا وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ خَيْرُكُمْ ثَلٰثًا

ترجمہ : ہشام نے کہا میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے مروان سے سُنا جبکہ میں حضرت عثمان کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا خلیفہ مقرر کر دیں۔ عثمان نے کہا کیا ایسا کہا گیا ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! زُبیر کے متعلق کہا جاتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا۔ بخدا! تم جانتے ہو کہ وہ تم سے بہتر ہے۔ یہ تین بار فرمایا :

۳۴۷۸ — شرح : حَوَارِیٌّ ، کی یاء مشدد ہے اور یہ لفظ مفرد ہے۔ اس کا معنیٰ ناصر یا خالص دوست ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام صحابہ کرام جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار، مددگار اور تہ دل سے مُخلص تھے تو زُبیر رضی اللہ عنہ کی کیا تخصیص ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ غزوۂ احزاب میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے پاس مشرکوں کی کون جاسُوسی کریگا اور ان کے حالات سے مجھے آگاہ کرے گا۔ حضرت زُبیر نے عرض کیا تھا یا رسُول اللہ! میں حاضر ہوں، اس طرح بار بار آپ نے فرمایا اور تین ہی بار حضرت زبیر نے یہی جواب دیا کہ حضور میں حاضر ہوں اور مشرکوں کے ناپاک خیالات کو آپ تک پہنچاؤں گا۔ یہ حتمی اور یقینی بات ہے کہ ایسے وقت میں مدد دوسرے اوقات کی نسبت زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اسی لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں۔ میرا حواری زبیر بن عوام ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تجویزِ خلافت پر اس لئے آمادہ کرنا چاہا تھا کہ مرض تکبیر کے باعث حالات اس قسم کے ہو گئے تھے کہ شائد حضرت عثمان اس شدید مرض سے بچ نہ سکیں گے۔ اس لئے ان کا خلیفہ مقرر کرنا ضروری ہے۔

marfat.com
Marfat.com

٣٤٧٩ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ

٣٤٨٠ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فِي النِّسَاءِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ يَا أَبَتِ رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ قَالَ أَوَهَلْ رَأَيْتَنِي يَا بُنَيَّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَأْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِينِي بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

٣٤٧٩ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں میرا حواری زبیر بن عوام ہے۔

٣٤٨٠ — ترجمہ : عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ احزاب کے روز میں اور ابوسلمہ عورتوں کے محافظ تھے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ زبیر اپنے گھوڑے پر بنی قریظہ کی طرف دو تین بار گئے اور آئے۔ جب میں واپس آیا تو اپنے والد سے کہا : اے ابا جان! میں نے آپ کو جاتے آتے دیکھا تھا۔ زبیر نے کہا اے میرے بیٹے! کیا تو نے مجھے دیکھا تھا میں نے کہا جی ہاں! انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ بنی قریظہ کون جائیگا؟ جو میرے پاس ان کی خبر لائے میں گیا جب واپس آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے اپنے

marfat.com

Marfat.com

٣٤٨١ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ فَضَرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضَرَبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ فَكُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيرٌ

والدین جمع کرتے ہوئے فرمایا اے سعد! میرا باپ اور میری ماں تم پہ فدا ہوں!

٣٤٧٩ - ٣٤٨٠ — شرح : حواری مفرد لفظ ہے اس کا معنی مددگار اور مخلص ہے۔ اس حدیث میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ جمع کر کے فرمایا۔ میرے ماں باپ تم پہ فدا ہوں۔ یوم احزاب اور یوم خندق ایک ہی چیز ہے۔ اسلام کے خلاف کفار کے احزاب نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا تھا اس لئے اسے یوم احزاب کہا جاتا ہے اور بعض صحابہ کرام کے مشورہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے چاروں طرف خندق کھدوائی تھی اس لئے اسے غزوۂ خندق کہا جاتا ہے۔

٣٤٨١ — ترجمہ : ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے یرموک کی جنگ میں زبیر سے کہا کیا تم حملہ نہیں کرتے ہم تمہارے ساتھ ان پر حملہ کریں۔ زبیر نے کفار پر حملہ کیا تو انھوں نے آپ کے کندھے پر دو تلوار کے زخم کئے ان دونوں کے درمیان ایک گہرا زخم تھا جو بدر کی جنگ میں آیا تھا عروہ نے کہا میں اپنی انگلیاں ان زخموں میں داخل کر کے کھیلا کرتا تھا جبکہ میں بہت چھوٹا تھا۔

٣٤٨١ — شرح : یرموک، بروزن یفعول۔ شام میں ایک مقام ہے۔ ابن عساکر کی روایت کے مطابق یہ غزوہ پیر کے روز پانچ رجب کو پندرہ ہجری میں واقع ہوا۔ یہ مسلمانوں کی عظیم فتح تھی۔ جبکہ ہرقل کے افواج کا سپہ سالار ماہان ارمنی تھا اور عسکر اسلام کا سربراہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح تھے رضی اللہ عنہ ان میں پانچ عظیم واقعات ہوئے آخر میں فتح مسلمانوں کو نصیب ہوئی۔ ہرقل کی افواج میں سے ایک لاکھ پانچ ہزار افراد قتل ہوئے جبکہ ان کے

marfat.com
Marfat.com

ذِکْرُ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ
وَقَالَ عُمَرُ تُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ عَنْہُ رَاضٍ

چالیس ہزار افراد قید کر لئے گئے اور مسلمانوں کے صرف چار ہزار افراد شہید ہوئے۔ اور ماہان بھی لڑائی میں قتل ہوگیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حذیفہ بن یمان کو دس مہاجرین و انصار کے ہمراہ مدینہ منورہ بھیجا کہ امیر المؤمنین عمر فاروق کو فتح کی خوشخبری سنائیں۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کو بہت مالِ غنیمت ہاتھ لگا۔ حتی کہ ہر سوار کو سونے کے چوبیس ہزار مثقال اور اسی قدر چاندی حصہ ملا۔ جبکہ مسلمانوں کی کل تعداد پینتالیس ہزار تھی۔ ایک روائت کے مطابق پینسٹھ ہزار بتائی جاتی ہے۔ جبکہ ان کے مقابلہ میں رومی نو لاکھ تھے۔ کفار کے عساکرِ عظیمہ کو مسلمانوں نے منہ توڑ شکست دی۔ اس لڑائی میں حضرت زبیر بن عوام اور خالد بن ولید کے علاوہ دیگر مسلمانوں نے بھی اپنے اپنے جوہر دکھائے اور وہ عظیم فتح سے ہمکنار ہوئے۔ الحمد للہ رب العالمین!

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات: جمادی الاخری ۳۶ھ مطابق ۲۵۔ نومبر ۶۵۶ء

آپ کی نسب یہ ہے۔ طلحہ بن عُبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ بن کعب بن لوی بن غالب قرشی تیمی ،، اور آپ کی والدہ صعبہ بنت عبد اللہ بن عماد بن مالک بن ربیعہ بن اکبر بن مالک بن عویف بن مالک بن حزرج بن ایاد بن صدف بن حضرموت بن کندہ ،، آپ کی کنیت ابو محمد ہے اور آپ کو طلحۃ الخیر، طلحۃ الفیاض بھی کہا جاتا ہے۔ انساب کے ماہرین نے ذکر کیا کہ حضرت طلحہ بن عُبید اللہ نے موضع بَصْرَیٰ میں مالِ تجارت خریدا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو بہت بڑے فیاض ہو اس لئے انہیں طلحۃ الفیاض کہنے لگے۔ جب مدینہ منورہ آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور کعب بن مالک کے درمیان بھائی چارہ بنایا۔ محمد بن اسحاق نے کہا حضرت طلحہ جنگِ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر سے واپسی کے بعد طلحہ شام سے آئے تھے اور انھوں نے غنیمت سے اپنے حصہ کا سوال اُٹھایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے حصہ ہے۔ طلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ثواب بھی ملے گا؟ فرمایا ہاں ضرور ملے گا۔ زبیر بن بکار نے کہا

marfat.com

Marfat.com

حضرت طلحہ بن عُبیداللہ رضی اللہ عنہ شام میں تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے اور جنگِ بدر ان کی عدم موجودگی میں لڑی گئی تھی۔ وہ اوّلین مہاجرین میں سے ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنائم بدر میں ان کا حصّہ محفوظ رکھا۔ جب وہ شام سے واپس آئے تو عرض کیا یا رسُول اللہ! مجھے ثواب بھی ملے گا فرمایا ضرور ملے گا۔ ابو عمرو نے کہا آپ اُحُد اور اس کے بعد ہونے والے تمام غزوات میں حاضر ہوتے رہے زبیر نے کہا حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے اُحُد کی جنگ میں بہت بڑی جوانمردی دکھائی وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ڈھال بنے رہے اور اپنے ہاتھ سے آپ کو مشرکوں کے تیروں کی بارش سے بچاتے رہے۔ حتیٰ کہ ان کا ہاتھ شل ہوگیا۔ ایک چوٹ اُن کے سر پر آئی۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر پتھر پر چڑھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کرلی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک روز جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں اور وہ بہت بھاری وزنی تھیں۔ آپ نے پتھر پر چڑھنا چاہا تو ان کا بوجھ مانع ہُوا۔ طلحہ بن عبیداللہ نے آپ کو اُٹھایا تو آپ پتھر پر چڑھ گئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلحہ نے جنت واجب کرلی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جنہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری سُنائی تھی۔ وہ مجلسِ شوریٰ کے ممبر بھی تھے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تجویز کی تھی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ کو دیکھ کر فرمایا جو زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھنا چاہے۔ وہ اسے دیکھ لے۔ وہ جنگِ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں لڑ رہے تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو انہیں اپنے پاس بُلا کر اُن کے فضائل بیان کئے۔ اور گزرے وقت کے حالات یاد دلائے تو زبیر بن عوام کی طرح طلحہ بھی جنگ کرنے سے رُک گئے اور ایک صف میں علیحدہ کھڑے ہوگئے انہیں ایک تیر لگا تو ان کی ٹانگ سے خون جاری ہوگیا جس سے ان کی موت واقع ہُوئی۔ ایک روایت کے مطابق ان کے سینہ میں تیر لگا۔ کہا جاتا ہے کہ مروان بن حکم نے آپ کو تیر مارا اور شہید کردیا اور کہا آج کے بعد میں کسی سے انتقام کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ کیونکہ طلحہ کے بارے میں لوگوں کا یہ گمان تھا۔ کہ آپ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت عثمان کے مکان کا محاصرہ کیا تھا۔ اور آپ پر تشدد کیا تھا۔ معتبر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنگِ جمل میں مروان نے ہی حضرت طلحہ کو قتل کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے کہا بخدا! میں اُمید کرتا ہوں کہ میں، عثمان، طلحہ اور زُبیر اُن لوگوں میں سے ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے ان کے سینوں سے دشمنی نکال دی ہے اور ہم بھائی بھائی ہیں۔ جنت میں تختوں پہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

معاذ بن ہشام نے روائت کی کہ جنگِ جمل میں مروان بن حکم نے حضرت طلحہ کو دیکھا۔ تو کہا میں آج کے بعد اپنے انتقام کا مطالبہ نہیں کروں گا پھر انہیں تیر مار کر ہلاک کردیا۔ احنف نے کہا جب جنگِ جمل

marfat.com
Marfat.com

میں آمنا سامنا ہُوا۔ تو سب سے پہلے قتل ہونے والے حضرت طلحہ بن عبیداللہ تھے اور مروان نے ان کو قتل کرنے کا اقرار بھی کر لیا تھا۔ یحیی بن سعدؒ اپنے چچا سے روائت کی اُنھوں نے کہا مروان نے طلحہ بن عبیداللہ کو تیر مار کر حضرت عثمان کے صاحبزادے ابان بن عثمان کی طرف متوجہ ہو کر کہا تیرے باپ کے قاتلوں میں سے ایک کو تو میں نے قتل کر دیا ہے۔ اسماعیل بن ابی خالد نے کہا جنگ جمل میں مروان بن حکم نے طلحہ کو تیر مارا اسی سے ان کی وفات واقع ہُوئی اور وہیں چراگاہ کے کنارے انہیں دفن کر دیا۔ حضرت طلحہ کے کسی قریبی نے خواب میں دیکھا تو اسے طلحہ نے کہا مجھے اس چراگاہ سے اُٹھا لے جاؤ۔ یہاں بہت پانی ہے میں تین بار اس میں ڈوبا ہوں اُنھوں نے قبر کھولی تو اس میں سبزہ تھا۔ لوگوں نے پانی کو دُور کر کے وہاں سے آپ کو نکالا تو زمین کی طرف آپ کی داڑھی شریف کچھ متاثر ہُوئی اور اسی طرف چہرے پر مٹی اثر انداز ہُوئی تھی۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکانات سے ایک مکان خرید کر وہاں آپ کو دفن کیا۔

قیس نے کہا جنگِ جمل میں مروان طلحہ کے قریب قریب رہتا تھا۔ جب لڑائی شروع ہُوئی تو مروان نے کہا آج کے بعد کسی سے انتقام کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ پھر آپ کو تیر مارا جو اُن کے گھٹنے میں لگا؛ چنانچہ اس کا خون بند نہ ہُوا حتیٰ کہ آپ شہید ہو گئے۔ اس روز حضرت طلحہ نے کہا تھا اسے چھوڑو یہ تیر اللہ نے بھیجا ہے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنگِ جمل میں مروان کے تیر مارنے سے ۶۴ برس کی عمر میں شہید ہُوئے آپ کو مروان نے تیر مارا تھا جبکہ دونوں ایک ہی لشکر میں تھے جنگِ جمل دس جمادی الاخریٰ کو ۳۶ ہجری میں لڑی گئی تھی۔ طلحہ بن عبیداللہ کی عمر میں اختلاف ہے۔ اکثر علماء نے کہا ان کی عمر ۶۴ برس تھی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت اُن سے راضی اور خوش تھے۔

حضرت طلحہ کا رنگ گندمی تھا۔ آپ کے سَر پر بہت بال تھے۔ نہ تو وہ ایک دوسرے میں داخل تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے تھے۔ وہ اپنے بال اِدھر اُدھر نہیں کیا کرتے تھے۔ زبیر نے ذکر کیا کہ اُنھوں نے سفیان بن عُیَیْنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ حضرت طلحہ بن عُبیداللہ کے گلّہ میں ایک ہزار دینار ہر روز موجود ہوتا ہے۔

حضرت طلحہ کی وفات کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ صعبہ بنت حضرمی جو علاء حضرمی کی ہمشیرہ تھیں چند روز زندہ رہیں وہ اپنے بیٹے کی وفات کے بعد ہر وقت غمزدہ رہتی تھیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

marfat.com

Marfat.com

٣٤٨٢ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِیُّ ثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ لَمْ یَبْقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ تِلْكَ الْاَیَّامِ الَّتِیْ قَاتَلَ فِیْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِیْثِهِمَا

٣٤٨٣ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا خَالِدٌ ثَنَا ابْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ رَاَیْتُ یَدَ طَلْحَةَ الَّتِیْ وَقٰی بِهَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَلَّتْ

ترجمہ : ابوعثمان نے کہا ایک زمانہ جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں تھے حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کے بغیر آپ کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا تھا۔

٣٤٨٢ — شرح : یہ جنگِ اُحد کا واقعہ ہے جبکہ لوگ بھاگ گئے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بعد میں معاف کر دیا۔ اس روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب صرف حضرت طلحہ اور سعد رہے تھے۔ اس جنگ میں حضور کو بچاتے ہوئے طلحہ کا ہاتھ شل ہوگیا تھا۔ اس حدیث میں حضرت ابوطلحہ کی عظیم منقبت ہے۔ قولہ غَیْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ، غَیْر مرفوع ہے۔ کیونکہ یہ لَمْ یَبْقَ، کا فاعل ہے۔ قولہ عَنْ حَدِیْثِهِمَا یعنی ابوعثمان یہ طلحہ اور سعد کی حدیث سے روائت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے اس طرح روائت ذکر کی ہے۔

٣٤٨٣ — ترجمہ : قیس بن ابی حازم نے کہا میں نے طلحہ کا ہاتھ دیکھا جس کے ساتھ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے تھے کہ وہ شل ہوچکا تھا

٣٤٨٣ — شرح : علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا جب اُحد کی لڑائی میں بعض مشرکوں نے آپ کو مارنا چاہا تو حضرت طلحہ نے اپنے ہاتھ سے آپ کا بچاؤ کرتے رہے حتی کہ آپ کا ہاتھ شل ہوگیا۔ یعنی ہتھیلی چھلنی ہوگئی۔ یہ مراد نہیں کہ ہاتھ کٹ گیا تھا جیسا کہ بعض لوگوں نے گمان کیا ہے۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ میں نے

marfat.com
Marfat.com

مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ الزُّهْرِیِّ
وَبَنُوْ زُهْرَةَ اَخْوَالُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِکٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جو کوئی خوشی سے زمین پر شہید کو چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ طلحہ کو دیکھ لے۔ انہیں کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ۔ ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سُنا کہ طلحہ اور زُبیر جنت میں میرے ہمسائے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : محرم ۵۵ھ مطابق ۶۔ دسمبر ۶۷۴ء

آپ کا نسب یہ ہے سعد بن ابی وقاص مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب قرشی زُہری آپ قدیم الاسلام ہیں چھ اشخاص کے بعد ساتویں مسلمان ہیں۔ آپ نماز فرض ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے اور غزوۂ بدر حدیبیہ اور دیگر غزوات میں حاضر رہے۔ آپ مجلس شوریٰ کے ممبر بھی تھے جو حضرت عمر فاروق نے خلافت کے انتخاب کے لئے مقرر کی تھی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت آپ سے راضی اور خوش تھے۔ جن دس صحابہ کو ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری سُنائی گئی تھی آپ اُن میں سے ہیں اور وہ مستجاب الدعاء تھے۔ سب سے پہلے آپ نے ہی اللہ کی راہ میں جہاد کیا جبکہ آپ عُبیدہ بن حارث کے چھوٹے سے لشکر میں تھے۔ اس روز آپ کے ساتھ مقداد بن عمرو اور عتبہ بن غزوان تھے۔ آپ کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِرْمِ سَعْدُ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ، اور اپنے والدین کو زبیر کی طرح ان کے لئے بھی جمع کیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دعاء فرمائی اے اللہ سعد کی دُعاء قبول کر اور اس کا نشانہ درست فرما۔ اُن سے آپ نے فرمایا اے سعد تو میرا ماموں ہے۔ آپ ان بہادر نوجوان قریش میں سے تھے جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگوں میں محافظ تھے۔ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور آپ نے اکثر فارس فتح کیا۔ اور قادسیہ اور دیگر علاقے فتح کئے۔ آپ

marfat.com
Marfat.com

حاکم ہونے کے زمانہ میں کوفہ والوں نے آپ پر ناجائز تہمت لگائی تو جس نے آپ پر تہمت لگائی تھی اس کے لئے بالمشافہ بددعاء کی کہ اس کی عمر لمبی ہو اور وہ فتنہ میں مبتلا ہو چنانچہ اس شخص کی عمر اتنی لمبی ہوئی کہ اس کے ابرو لٹک گئے تھے اور ان کو اُٹھا کر چلا کرتا تھا اور گلی کوچوں میں نوجوان، نوخیز دوشیزہ لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا پھرتا تھا۔ اور ذلت و رسوائی اُٹھا کر فوت ہوگیا وہ کہا کرتا تھا مجھے سعد کی بددُعاء لگ گئی ہے۔

۲۱۔ ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو معزول کر دیا تھا جبکہ کوفہ والوں نے آپ کی شکایت کی کہ وہ نماز اچھی نہیں پڑھاتے اور نہ دعاوی میں انصاف کرتے ہیں اور نہ ہی مالِ غنیمت مساوی تقسیم کرتے ہیں۔ یہ تینوں باطل الزام تھے جن کی بعد میں تفتیش کی گئی اور وہ ناجائز ثابت ہوئے۔ اُن کے بعد عمار بن یاسر کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا، عبداللہ بن مسعود کو بیت المال سپرد کیا اور عثمان بن حنیف کو زمینوں کی ذمہ واری سونپی پھر عمار کو معزول کر کے سعد کو کوفہ کا دوبارہ حاکم مقرر کر دیا پھر انہیں معزول کر کے جُبیر بن مطعم کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا لیکن تقرری کے فوری بعد انہیں بھی معزول کر دیا اور مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور وہ حضرت امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے تک کوفہ کے حاکم رہے۔ پھر حضرت عثمان نے چند دنوں بعد انہیں معزول کر کے سعید کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا پھر انہیں معزول کر دیا گیا اور ولید بن عقبہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا کہا گیا ہے کہ جب عمر فاروق نے حضرت سعد کو دوبارہ کوفہ کا حاکم مقرر کرنا چاہا تو آپ نے وہاں حاکم مقرر ہونے سے انکار کرتے ہوئے کہا آپ مجھے وہاں حاکم مقرر کر رہے جن کے خیال میں میں نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھا سکتا ہوں۔ جب حضرت عمر فاروق زخمی ہوگئے تو انہیں شوریٰ کا ممبر بنا کر فرمایا اگر خلافت سعد کے حصہ آئے تو وہ اس کے لائق ہیں میں نے اس لئے کوفہ کی حاکمیت سے معزول نہیں کیا تھا کہ وہ انتظامی امور میں عاجز ہیں اور ان میں صلاحیت کمزور ہے بلکہ کسی اور مصلحت کے باعث انہیں معزول کیا تھا۔ اور اگر کوئی اور صاحب خلافت کے لئے منتخب ہو جائے تو وہ سعد سے ضرور استعانت کرتا رہے۔

حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ کے بیٹے عمر بن سعد نے مشورہ دیا کہ آپ خلافت کا اعلان کر دیں لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ پھر آپ کے بھتیجے ہاشم بن عُتبہ نے یہی مشورہ دیا لیکن آپ نے اس بار بھی انکار ہی کیا تو آپ کے انکار کے باعث ہاشم حضرت علی المرتضیٰ کی طرف مائل ہوگیا اور سعد فتنہ کے ڈر سے گھر میں بیٹھ گئے اور اپنے اہلِ خانہ سے کہا کہ انہیں کوئی خبر نہ پہنچائی جائے۔ حتیٰ کہ اُمت کا ایک امام پر اتفاق ہو جائے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو خط لکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کی طلب میں میری مدد کریں لیکن آپ نے صاف انکار کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

٣٤٨٤ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَىٰ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ جَمَعَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ

٣٤٨٥ ـــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثُلُثُ الْإِسْلَامِ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے دس میل دُور مقامِ عقیق میں اپنے گھر فوت ہُوئے۔ اور لوگ آپ کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر مدینہ منوّرہ لائے اور بقیع میں مدفون ہُوئے۔ مروان ابن حکم نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی کیونکہ اس وقت مدینہ منورہ کا وہی حاکم تھا۔ ان کی تاریخ وفات میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

واقدی نے کہا آپ پچپن ہجری میں ۷۵ سال کی عمر میں فوت ہُوئے۔ ابونعیم نے کہا کہ آپ اٹھاون ہجری میں فوت ہُوئے۔ زبیر، حسن بن عثمان اور عمرو بن علی فلاس نے کہا ۵۴ ہجری میں ۸۳ برس کی عمر میں امیر معاویہ کی حکومت کے زمانہ میں دوسرا حج کرنے کے بعد فوت ہُوئے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے اپنا پُرانا جُبّہ طلب کیا جو صوف سے بنایا گیا تھا اور کہا اس جُبّہ میں انہیں کفن دیا جائے کیونکہ جب میں نے بدر کی جنگ میں مشرکوں کا مقابلہ کیا تھا تو یہ جُبّہ پہنے ہُوئے تھا۔ میں نے یہ صرف کفن کے لئے چھپا رکھا تھا۔ (استیعاب)

"بنو زہرہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ماموں ہیں اور آپ سعد بن مالک ہیں۔

٣٤٨٤ ـــ ترجمہ: سعید بن مسیّب نے کہا میں نے سعد کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحُد کی لڑائی میں میرے لئے اپنے والدین کو جمع کیا (میرے ماں باپ تم پر قربان ہُوں خوب تیر چلاؤ)

٣٤٨٥ ـــ ترجمہ: عامر بن سعد نے اپنے والد سعد سے روایت کی کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا جبکہ میں اسلام کی تہائی تھا۔

marfat.com

Marfat.com

٣٤٨٦ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى ثَنَا ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ ثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِىْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ مَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِى الْيَوْمِ الَّذِىْ اَسْلَمْتُ فِيْهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَاِنِّىْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ تَابَعَهُ اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ ثَنَاهَاشِمٌ ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ اِنِّىْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰى اِنَّ اَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا يَضَعُ الْبَعِيْرُ اَوِ الشَّاةُ مَالَهُ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِىْ عَلَى الْاِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ اِذَنْ وَضَلَّ عَمَلِىْ وَكَانُوْا وَشَوْا بِهٖ اِلٰى عُمَرَ قَالُوْا لَا يُحْسِنُ يُصَلِّىْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ثُلُثُ الْاِسْلَامِ يَقُوْلُ وَاَنَا ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٤٨٦ — ترجمہ ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے کہا میں نے سعید بن مسیّب کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص سے سُنا کوئی بھی مُسلمان نہ ہُوا مگر اُس روز جس میں مَیں نے اسلام قبول کیا۔ میں سات روز اسی حال میں رہا؛ حالانکہ میں اسلام میں تیسرا شخص تھا اس کی ابو اُسامہ نے متابعت کی کہا ہم سے ہاشم نے بیان کیا اُنھوں نے کہا ہمیں

marfat.com
Marfat.com

عمرو بن عون نے خبر دی اُنھوں نے کہا میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں عربوں میں پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا ۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ میں جاتے حالانکہ درختوں کے پتوں کے سوا ہمارے پاس کھانے کی کوئی شئی نہ ہوتی تھی اور ہم لوگ پاخانہ کرتے جیسے اونٹ یا بکری کرتی ہے کہ اس کی لید میں کچھ خلط نہیں ہوتا۔ پھر بنواسد مجھے اسلام پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں ۔ میں خسارے میں پڑ جاؤں اور میرے عمل ضائع ہو جائیں اگر میں ان کی تعلیم کا محتاج ہوں ۔ بنواسد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت سعد کے متعلق باتیں کی تھیں کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے ہیں ۔ امام بخاری نے کہا "ثلاث الاسلام" سعد کہتے تھے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین میں سے تیسرا تھا

۳۴۸۶ — شرح : ان احادیث میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت ہے۔ جبکہ آپ اسلام میں تیسرے مسلمان ہیں ۔ یعنی آپ سے پہلے صرف دو مسلمان تھے ایک ابوبکر صدیق اور دُوسرے خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا ۔ یا ایک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور دُوسرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۔ بظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ آزاد تھے غلام نہیں تھے ۔ ان میں سے سعد بن ابی وقاص تیسرے مسلمان ہیں ۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اگر کوئی سوال پوچھے کہ استیعاب میں ذکر کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اسلام میں

marfat.com
Marfat.com

ساتویں مسلمان ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مردوں میں آپ تیسرے مسلمان ہیں۔ یا عام مسلمان مراد ہیں آزاد ہوں یا غلام ہوں۔ اس طرح آپ تیسرے مسلمان ہیں، کیونکہ حضرت عمار کی حدیث میں ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام اور ابو بکر صدیق تھے۔

لہٰذا یہ چھ حضرات مسلمان ہیں اور ساتویں سعد بن ابی وقاص مسلمان ہیں یا حضرت سعد بن ابی وقاص نے اپنی اطلاع کے اعتبار سے یہ ذکر کیا ہے، کیونکہ ابتداءِ اسلام میں جو کوئی اسلام قبول کرتا وہ لوگوں سے اسے ظاہر نہیں کرتا تھا۔ اس اعتبار سے اُنھوں نے کہا میں تیسرا مُسلمان ہوں۔

۳۴۸۷ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عُبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف کو ساٹھ مہاجرین کا لشکر دے کر مشرکوں کے مقابلہ میں بھیجا جبکہ ان میں حضرت سعد بن ابی وقاص بھی تھے اور مشرکوں کا سپہ سالار ابوسفیان بن حرب تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد کو جھنڈا دیا۔ یہ پہلا جھنڈا تھا جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا تھا۔ عبیدہ اور ابوسفیان کے لشکروں کی باہم لڑائی ہُوئی۔ یہ اسلام میں سب سے پہلی جنگ تھی۔ اس میں سعد بن ابی وقاص نے مشرکوں کو تیر مارے تھے اس لئے فرمایا میں پہلا عربی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر پھینکا۔ قولہ کَمَا یَضَعُ ، یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قضاءِ حاجت کے وقت خشک پاخانہ نکلتا تھا کیونکہ درختوں کے پتے کھانے سے خشک پاخانہ نکلا کرتا ہے جیسے اونٹ اور بکریوں کا خشک ہوتا ہے۔ حدیث ۲۴۷ کی شرح میں تفصیل مذکور ہے۔

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادی قرابت داری کا ذکر

marfat.com
Marfat.com

٣٤٨٨ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
ثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ الْمِسْوَرَبْنَ مَخْرَمَةَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ
اَبِيْ جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَتْ يَزْعُمُ قَوْمُكَ اَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ
اَبِيْ جَهْلٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ
تَشَهَّدَ يَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَنْكَحْتُ اَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثَنِيْ
وَصَدَقَنِيْ وَاَنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّيْ وَاِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يَسُوْءَهَا
وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ
وَّاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مِسْوَرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَّهُ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ فَاَثْنٰى عَلَيْهِ فِيْ
مُصَاهَرَتِهِ اِيَّاهُ فَاَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ فَصَدَقَنِيْ وَعَدَنِيْ فَوَفٰى لِيْ

٣٤٨٨ ـــــ ترجمہ : علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی سے منگنی کی اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے یہ سنا تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی آپ کی قوم یہ سمجھتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے متعلق غصے نہیں ہوتے یہ علی ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کر رہے ہیں۔ یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جب آپ نے تشہد پڑھا تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اَمَّا بَعْدُ! میں نے ابوالعاص بن ربیع کو (اپنی بیٹی) نکاح کر دی۔ اس نے میرے ساتھ بات کی تو سچی کہی۔ اور فاطمہ میرا گوشت کا ٹکڑا ہے میں اس بات کو برا سمجھتا ہوں کہ اسے اذیت پہنچے۔ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول "صلی اللہ علیہ وسلم" کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مرد کے پاس جمع

marfat.com
Marfat.com

نہیں ہوسکتیں۔ یہ سُن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منگنی ترک کر دی۔ محمد بن عمرو بن حلحلہ نے ابن شہاب سے اُنھوں نے علی سے اُنھوں نے مسور سے روائت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا اور قبیلہ بنی عبد شمس سے اپنے داماد کا ذکر کیا۔ آپ نے اس کی دامادی کی تعریف کی اور خوب تعریف کی چنانچہ آپ نے فرمایا ابوالعاص نے میرے ساتھ بات کہی اور سچی بات کہی۔ اُس نے میرے ساتھ وعدہ کیا اور اسے پورا کیا۔

۳۴۸۸ —— شرح : عورت کے ماں، باپ اور بہن بھائی اصہار کہلاتے ہیں۔ ابوالعاص کا نام مقسم بن ربیع ہے اُن کا نسب یہ ہے مقسم بن ربیع بن عبدالعزی بن عبدالشمس ،، ان کا نام ہشیم بھی ہے اور لقب جرو البطحاء ذکر کیا جاتا ہے۔ ان کی والدہ ہالہ بنت خویلد ہے جو خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن ہیں لہٰذا ابوالعاص زینب رضی اللہ عنہا کی خالہ کا بیٹا ہے۔ ابوالعاص نے سیدہ زینب بنت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بعثت سے پہلے نکاح کیا جبکہ زینب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ ابوالعاص جنگِ بدر میں کفار کی طرف سے لڑنے آئے تھے انہیں عبداللہ بن جبیر بن نعمان انصاری نے قید کیا تھا۔ جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے فدیے بھیجے تو ان کا بھائی عمرو بن ربیع مال لے کر آیا جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اسے دیا تھا۔ اس مال میں وہ ہار بھی تھا جو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سیدہ زینب کو رخصتی پر دیا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا اگر تم چاہو تو زینب کا شوہر چھوڑ دو اور ان کا ہار واپس کر دو تو بہتر ہوگا۔ صحابہ نے اسے منظور کر لیا۔ ابوالعاص جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہائت کی مخلص تھے۔ مکہ کے مشرکوں نے اُن سے کہا تھا کہ وہ زینب بنت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاق دے دیں لیکن اُنھوں نے ان کی بات کو مسترد کر دیا۔ اس لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہت صفت وثنا کی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جنگِ بدر کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئیں جبکہ ابوالعاص شرک پر قائم رہے۔ حتی کہ فتح مکہ سے قبل وہ تجارت کے لئے شام گئے جبکہ اُن کے پاس قریش کا بھاری مقدار میں مال ومتاع تھا۔ جب شام سے واپس آئے تو انہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹا سا لشکر ملا۔ جن کا سپہ سالار زید بن حارثہ تھے۔ رضی اللہ عنہ ،، ابوالعاص تجارتی قافلہ میں تھے جبکہ حضرت زید بن حارثہ ایک سو ستر افراد پر مشتمل چھوٹے سے لشکر کے امیر تھے۔ انھوں نے قافلہ والوں کے ہاتھ سے تمام سامان لے لیا اور ان میں سے بعض لوگوں کو قید بھی کر لیا اور ابوالعاص بھاگنے میں کامیاب ہوگئے۔ ایک روائت کے مطابق جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قافلہ کے تعاقب میں چھوٹا سا لشکر بھیجا جس کا امیر زید بن حارثہ تھے۔ جب قافلہ والوں کا سامان لے کر آئے تو ابوالعاص بھاگ نکلا اور رات کو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پناہ لینے میں کامیاب ہوگیا۔ جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لائے اور آپ نے تکبیر فرمائی اور لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بلند آواز

marfat.com
Marfat.com

سے فرمایا میں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دے دی ہے۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جو کچھ زینب نے کہا تم نے سُن لیا ہے ؟

اُنھوں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے وہی کچھ سُنا ہے جو تم نے سُنا ہے اس سے زیادہ کی مجھے کوئی اطلاع نہیں ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی پناہ دے سکتا ہے۔ پھر آپ اپنی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے زینب! یہ درست ہے کہ تم نے ابوالعاص کو پناہ دے دی ہے اپنی عزت و آبرو کا احترام کرنا ابوالعاص آپ کے پاس کسی صورت نہ آئے کیونکہ تم اس کے لئے حلال نہیں ہو۔ صاحبزادی نے عرض کیا یارسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ اپنے مال کی طلب میں آیا ہے۔ یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور اس لشکر کو بُلایا۔ چنانچہ وہ سب جمع ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا یہ شخص جس حال میں یہاں ہے تم جانتے ہو اور تم نے اس کا مال قبضہ میں کر رکھا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فئی کے طور پر دیا ہے میری یہ خواہش ہے کہ تم احسان کرو اور جو اس کا مال ہے وہ اُنہیں واپس کر دو۔ اگر تم واپس نہ کرو تو تمہاری مرضی تم اس کے مالک ہو۔ لوگوں نے عرض کیا یارسُول اللہ! بلکہ ہم مال واپس کرتے ہیں تو اُنھوں نے اس کا مال واپس کر دیا۔ جس میں سے کچھ بھی اِدھر اُدھر نہ ہُوا تھا۔ چنانچہ ابوالعاص مال لے کر مکہ روانہ ہو گئے اور جس قدر لوگوں کا مال تھا، انہیں واپس کر دیا۔ پھر ابوالعاص نے کہا اے قریش کیا کسی کا مال رہ تو نہیں گیا جو اسے نہ ملا۔

سب نے کہا: جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا ،، ہم نے تجھے وفادار کریم پایا ہے۔

ابوالعاص نے کہا: اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ،، بخدا! مجھے اسلام قبول کرنے سے صرف اس بات نے روکے رکھا تھا کہ تم یہ سمجھو گے کہ میں تمہارا مال کھاتا ہوں۔ جب اللہ نے تمہارے مال تمہیں واپس کر دیئے تو میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور اسلام میں مخلص رہے۔ اس کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ابوالعاص کے پاس بھیج دی۔ محمد بن اسحاق نے کہا چھ سال بعد بدون تجدیدِ نکاح زینب کو ابوالعاص کے پاس بھیج دیا۔ (استیعاب)

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی وفات

ابراہیم بن منذر نے کہا ابوالعاص بن ربیع جنہیں حر دالبطحاء کہا جاتا ہے۔ ذوالحجہ سنہ ۱۲ ھ میں فوت ہوئے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ابوالعاص سے اُمامہ کو جنم دیا۔ جنہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کندھے پر اُٹھایا کرتے تھے اور ایک لڑکے کو جنم دیا جس کا نام علی تھا وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف

marfat.com
Marfat.com

بَابُ
مَنَاقِبُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ
مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا

میں قریب البلوغ تھے۔ ایک روایت کے مطابق وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے فوت ہوگئے تھے جبکہ ابوالعاص یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوگئے تھے۔

ابوجہل کی بیٹی کا نام جویریہ یا جمیلہ تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام عورآء تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا تھا کہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن یہاں عمومِ جواز پر عمل صحیح تھا اس لئے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منگنی کو مسترد کر دیا اور اس سے عتاب بن اُسید نے نکاح کر لیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں کو اس لئے خطاب کیا کہ یہ حکم لوگوں میں مشہور ہو جائے اور وہ اس پر وجوباً یا استحباباً عمل کریں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اُس نے میرے ساتھ بات کی اور سچی کہی کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ زینب ان کے نکاح میں دی تھی تو یہ شرط لگائی تھی کہ ان کی موجودگی میں کسی اور عورت سے وہ نکاح نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ اس شرط پر قائم رہے اس لئے وفاء اور سچائی پر آپ نے ان کی تعریف کی (حدیث ۲۹۰۱ کی شرح دیکھیں)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

زید بن حارثہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور متبنّٰی ہیں براء بن عازب نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہمارا بھائی اور مولیٰ ہے!

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا نسب یہ ہے زید بن حارثہ بن شراحیل کعبی، آپ کی والدہ سُعدیٰ بنت

marfat.com
Marfat.com

ثَعلبہ بن عبد عامر

ہشام بن محمد نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ حضرت زید بن حارثہ کی والدہ سُعدیٰ اپنی قوم کی ملاقات کے لئے جارہی تھیں جبکہ زید ان کے ساتھ تھے۔ تو راستہ میں بنی قین بن جسر کے لوگ زید کو اُٹھا لے گئے اور عکاز منڈی میں حکیم بن حزام کے پاس چار سو درہم کے عوض انہیں فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے لئے انہیں خرید کر لیا۔ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ سے شادی کی تو اُنھوں نے یہ غلام آپ کو ہبہ کر دیا۔ پھر یہ خبر زید کے والد حارثہ کو پہنچی تو وہ اور ان کا بھائی کعب فدیہ لے کر مکہ مکرمہ پہنچے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے اور اپنی قوم کے سردار آپ اللہ کے حرم میں رہتے ہیں۔ قیدیوں کو آزاد کرتے ہیں۔ اور انہیں کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم آپکی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ ہمارا بچہ جو آپ کا غلام ہے۔ ہمیں واپس کر دیں ہم مناسب فدیہ دینے کو تیار ہیں۔ آپ ہم پر احسان فرمائیں اور جو حکم فرمائیں ہم فدیہ ادا کر دیتے ہیں۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا: زید بن حارثہ ہمارا بچہ ہے۔ آپ نے فرمایا اور تو کچھ نہیں زید کو بلاؤ اگر تمہارے ساتھ جانا چاہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا اور فدیہ لئے بغیر ہم تمہارے حوالہ کر دیتے ہیں۔ اور اگر وہ ہمارے پاس رہنا پسند کرے تو جو ہمیں پسند کرے ہم اسے دُور نہیں کر سکتے۔ چنانچہ زید کو بُلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زید! اِن لوگوں کو پہچانتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں! یہ میرا والد اور وہ میرا چچا ہے۔

فرمایا: میں وہ ہوں جو تم جانتے ہو اور تم نے ہمارا سلوک دیکھ لیا ہے۔ تم انھیں پسند کرتے ہو یا مجھے پسند کرتے ہو؟

زید نے عرض کیا میں آپ پر اور کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا ہوں۔ آپ ہی میرے باپ اور چچا ہیں!

اُنھوں نے کہا: اے زید! کیا تم غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہو اور اپنے والد، چچا اور اہلِ خانہ پر یہاں رہنے کو ترجیح دیتے ہو؟

زید نے کہا: جی ہاں! میں نے ان سے کچھ دیکھا ہے اس لئے میں اِن پر کسی کو کسی صورت ترجیح نہیں دے سکتا ہوں!

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ معاملہ دیکھا تو زید کو حجرِ حطیم کعبہ میں لے گئے اور فرمایا تم اس بات کے گواہ ہو جاؤ کہ زید میرا بیٹا ہے یہ میرا وارث ہوگا میں اس کا وارث ہوں۔ جب زید کے باپ اور چچا نے دیکھا تو وہ خوش ہو گئے اور واپس چلے گئے۔ اس کے بعد لوگ زید کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا پکارنے لگے۔ حتیٰ کہ اسلام آیا تو اس سے منع کر دیا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ زید کو

marfat.com

Marfat.com

متبنّٰی بنالیا تو اپنی پھوپھی اُمیمہ بنت عبدالمطلب کی لڑکی زینب بنت جحش سے ان کا نکاح کر دیا جب کہ اس سے پہلے آپ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کیا تھا اور اُن کے بطن سے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے۔ جب زید نے زینب رضی اللہ عنہ کو طلاق دی تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُمِ کلثوم بنت عقبہ سے ان کا نکاح کر دیا اور اس سے زید بن زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔ پھر ام کلثوم کو طلاق دے کر دحیہ بنت الولہب سے نکاح کیا پھر اسے طلاق دے کر ہند بنت عوام سے نکاح کیا جو حضرت زبیر بن عوام کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے حتیٰ کہ یہ آیتِ کریمہ : اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ ،، نازل ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کا نام زید اس لئے رکھا کہ قریش اس نام سے بہت محبت کرتے تھے ؛ چنانچہ قُصّی کا نام بھی زید تھا۔ غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارثہ نے اسلام قبول کیا۔ جنگِ بدر اور اس کے بعد والی جنگوں میں شریک ہے اور غزوۂ موتہ میں شہید ہوگئے۔ موتہ شام میں ایک موضع ہے۔ آپ نے زید بن حارثہ کو امیر لشکر بنا کر وہاں بھیجا تھا۔ مدینہ منورہ کے بعض سفروں میں آپ نے زید کو امیر مقرر کیا۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ ! آپ نے مجھے اور حمزہ کو بھائی بھائی بنایا ہے۔ امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جس بھی چھوٹے لشکر میں زید کو بھیجا انہیں اس لشکر کا امیر بنایا۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معیّت میں اور زید بن حارثہ کی قیادت میں سات سات غزوے لڑے۔ آپ زید کو ہی ہمارا امیر مقرر کیا کرتے تھے۔

واقدی نے ذکر کیا : جس چھوٹے لشکر کا زید کو امیر مقرر کیا ان میں سے پہلا لشکر قردہ کی طرف، دُوسرا حموم کی طرف، تیسرا عیص کی طرف، چوتھا مطرّف کی طرف، پانچواں جشمی کی طرف، چھٹا ام قرفہ کی طرف اور ساتویں بار موتہ کی جنگ میں آپ کو امیر مقرّر کیا جس میں وہ شہید ہوگئے۔ جبکہ ان کی عمر پچپن برس تھی۔

قرآن کریم میں صرف آپ کا نام مذکور ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : بخدا ! زید بن حارثہ امارت کے لائق ہیں اور وہ سب لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب ہیں (بخاری)

امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ زید بن حارثہ مدینہ منورہ تشریف لائے جبکہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ اُنھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ جلدی سے باہر تشریف لائے اور اُن سے معانقہ کیا اور بوسہ دیا۔ صحیح البخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت زید بن حارثہ کو مجھ سے زیادہ مال دیا۔ میرے استفسار کرنے پر عمر فاروق نے فرمایا وہ تم سے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو زیادہ محبوب ہے اور اس کا باپ آپ کو تیرے باپ

marfat.com
Marfat.com

٣٤٨٩ــــ حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ مَخْلَدٍ ثَنَا سُلَيْمٰنُ يَعْنِيْ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ

٣٤٩٠ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدٌ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَزَيْدٌ ابْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ قَالَ فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعْجَبَهٗ وَاَخْبَرَ بِهٖ عَائِشَةَ

سے زیادہ محبوب تھا۔ واللہ سبحانہٗ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

٣٤٨٩ــــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر تیار کیا اور اُن پر اُسامہ بن زید کو امیر مقرر کیا تو بعض لوگوں نے ان کی امارت میں کچھ طعن کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اسامہ کی امارت میں طعن کرتے ہو تو تم نے اس سے پہلے اُن کے والد کی امارت میں بھی طعن کیا تھا۔ اللہ کی قسم! وہ امارت کے لائق تھے اور وہ لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب تھے اور اُن کے بعد یہ مجھے لوگوں میں سے زیادہ محبوب ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

۳۴۹۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک قیافہ دان میرے پاس آیا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور حضرت اُسامہ بن زید اور زید بن حارثہ دونوں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پیر ایک دوسرے میں سے ہیں۔ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور آپ کو یہ بات اچھی معلوم ہوئی تو ام المؤمنین کو اس کی خبر دی۔

۳۴۸۹ - ۳۴۹۰ — شرح : جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو غزوۂ موتہ میں امیر مقرر کیا تھا اور ان کے ہاتھ میں جھنڈا دیا تھا تو بعض لوگوں نے خیال کیا کہ غلام کو ہمارا امیر مقرر کیا گیا ہے اور اسے مناسب خیال نہ کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھوں نے زید کی امارت میں طعن کیا تھا اور آخر میں انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ وہ یقیناً امارت کے لائق تھے۔ اسی طرح ان کے بیٹے اُسامہ بھی امارت کے لائق ہیں ان کی امارت میں طعن نامناسب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آزاد کردہ غلام امیر بن سکتا ہے اور چھوٹا بڑوں پر حاکم مقرر ہو سکتا ہے۔ اسی طرح مصلحت کی وجہ سے مفضول فاضل پر حاکم مقرر ہو سکتا ہے۔ البتہ مولیٰ خلیفۃ المؤمنین نہیں ہو سکتا ہے۔ حدیث ۳۴۹۰ میں قیافہ دان کا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ ام المؤمنین پردہ میں تھیں اور وہ مسائل پوچھنے والوں کی جگہ بیٹھے تھے یا یہ نزولِ حجاب سے پہلے کا واقعہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو تاکیداً خبر دی جبکہ ام المؤمنین پہلے ہی جانتی تھیں کہ قائف نے یہ کہا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۵۴ھ رجب مطابق جون ۶۷۴ء

آپ کا نسب اُسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبد العزیٰ کلبی۔ آپ کی کنیت ابو زید یا ابو محمد ہے۔ انہیں حب بن حب بھی کہا جاتا ہے یعنی محبوب بن محبوب۔ کیونکہ یہ دونوں

marfat.com
Marfat.com

۳۴۹۱ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ فَقَالُوْا مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اُمّ اَیمنؓ برکت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی ہیں۔ ام ایمن حضور کی حاضنہ بھی ہے۔ جس روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس روز اسامہ کی عمر بیس برس تھی، بعض ۱۸ اور بعض ۱۹ برس ذکر کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اُنھوں نے وادالفرق میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ پھر مدینہ منورہ واپس آگئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مقام جرف میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ابن سعد نے اپنے اسناد کے ساتھ عروہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ کے انتظار میں وقوفِ عرفہ میں تاخیر کی تو ایک چھوٹی ناک والا کالا غلام آکر کہنے لگا یمن کے لوگ کہتے ہیں اُسامہ کے سبب ہمیں یہاں روک رکھا ہے۔ اس لئے وہ کافر ہوگئے۔ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مرتد ہوگئے۔ امیرالمؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت اُسامہ کو پانچ ہزار درہم دیئے جبکہ اپنے بیٹے عبداللہ کو صرف دو ہزار درہم دیئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اُسامہ کو مجھ پر فضیلت دی گئی ہے۔ حالانکہ میں اُن مقامات میں حاضر ہُوا ہوں جہاں وہ حاضر نہیں ہُوئے۔ فرمایا اُسامہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے زیادہ محبوب تھے اور اُن کا والد زید بن حارثہ تیرے باپ سے آپ کو زیادہ محبوب تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا اُسامہ آپ کو بہت محبوب ہیں اور وہ تم میں اچھے لوگوں میں سے ہیں ان کے ساتھ بھلائی کرو! عبیداللہ بن عبداللہ نے کہا میں نے اُسامہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس نماز پڑھتے دیکھا۔ جبکہ مروان کو ایک جنازہ پڑھنے کو کہا گیا تو وہ جنازہ پڑھا کر چلا گیا اور حضرت اُسامہ بن زید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے دروازہ کے پاس نماز پڑھتے رہے۔ مروان نے انہیں کہا میں تمہارا مرتبہ دیکھنا چاہتا تھا سو اب دیکھ لیا ہے اور انہیں سخت کلام کہا اور چلا گیا۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہُوئے اور کہا اے مروان تو بدگو سخت قلب ہے تو نے مجھے اذیت پہنچائی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بدگو سخت قلب کو سزا دے گا۔ علی بن حشرم نے کہا میں نے وکیع سے کہا کتنے لوگ فتنے سے محفوظ رہے اُنھوں نے کہا مشہور صحابہ کرام میں سے سعد بن مالک، عبداللہ بن عمر، محمد بن مسلمہ اور اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہم۔

marfat.com

Marfat.com

٣٤٩١ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ ثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ ذَهَبْتُ اَسْاَلُ الزُّهْرِيَّ عَنْ حَدِيْثِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ فَصَاحَ بِيْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ فَلَمْ تَحْمِلْهُ عَنْ اَحَدٍ قَالَ وَجَدْتُهُ فِيْ كِتَابٍ كَانَ كَتَبَهُ اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَلَمْ يَجْتَرِئْ اَحَدٌ اَنْ يُكَلِّمَهُ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ كَانَ اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ قَطَعُوْهُ وَلَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

٣٤٩١ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ایک مخزومیہ عورت نے قریش کو فکر میں ڈال دیا تو اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اسامہ بن زید کے سوا کوئی شخص آپ کے پاس سفارش کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔

٣٤٩١ - ا — ترجمہ : علی بن مدینی نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا۔ میں نے مخزومیہ عورت کی حدیث کے بارے میں زُہری سے سوال کرنا چاہا تو وہ ناراض ہُوئے۔ میں نے سفیان سے کہا کیا آپ نے یہ حدیث کسی سے روائت نہیں کی؟ اُنھوں نے کہا میں نے یہ ایک کتاب میں دیکھی ہے جس کو ایوب بن موسیٰ نے زُہری اور عروہ کے ذریعے اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی تو لوگوں نے کہا اس عورت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضُور کون سفارش کرے گا کوئی آپ سے بات کرنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اور حضرت اسامہ بن زید نے آپ سے سفارش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں اگر کوئی شریف چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کمزور آدمی چوری کرتا تو اس کے ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے۔ اگر فاطمہ .....

٣٤٩١ - شرح : چوری کرنے والی اس عورت کا نام فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔ اس حدیث میں حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی عظیم منقبت ہے۔ (حدیث ٣٢٥١ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٣٤٩٢ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا اَبُوْعَبَّادٍ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ ثَنَا الْمَاجِشُوْنَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ اِلٰى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِيْ نَاحِيَةٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ اُنْظُرْ مَنْ هٰذَا لَيْتَ هٰذَا عِنْدِيْ فَقَالَ لَهُ اِنْسَانٌ اَمَا تَعْرِفُ هٰذَا يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ اُسَامَةَ قَالَ فَطَأْطَأَ ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ لَوْ رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَحَبَّهٗ

٣٤٩٢ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا کہ ایک دن ابن عمر نے ایک شخص کو دیکھا جبکہ وہ مسجد میں تھے کہ وہ مسجد کے کونہ میں اپنے کپڑے پھیلا رہا ہے۔ ابن عمر نے کہا دیکھو یہ کون ہے ؟ کاش کہ یہ شخص میرے پاس ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے ایک انسان نے کہا اے اباعبدالرحمٰن! کیا تم اسے پہچانتے نہیں ہو۔ یہ محمد بن اُسامہ ہے۔ تو عبداللہ بن عمر نے سر جھکا لیا اور دونوں ہاتھوں سے زمین کریدنے لگے پھر کہا اگر اسے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو اس سے ضرور محبّت کرتے۔

٣٤٩٢ — شرح : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کاش وہ آدمی میرے پاس ہوتا تو میں اسے وعظ کرتا اور سمجھاتا۔ جب انھیں یہ معلوم ہُوا کہ وہ حضرت اسامہ بن زید کا صاحبزادہ ہے تو کوئی خیال ظاہر کرنے سے خاموش رہے اور کہا کہ اس کا باپ اور دادا دونوں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ اگر آپ اسے دیکھتے تو اس سے بھی محبت فرماتے۔

٣٤٩٣ — ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ آپ اُسامہ اور امام حسن کو پکڑ کر فرماتے اے اللہ! تو اِن سے محبت کر کیونکہ میں ان سے محبت کرتا ہوں نُعَیم نے ابن مُبارک کے ذریعے روائت کی کہ اُسامہ بن زید کے مولی (حَرْمَلَہ) نے بیان کیا کہ حجاج بن اَیمَن بن ام ایمن جو اُسامہ کے اخیافی بھائی اور انصاری تھے۔ انہیں ابن عمر نے دیکھا کہ وہ رکوع و سجود پُورا نہیں کرتے تو کہا نماز لوٹاؤ! امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھے سلیمان

marfat.com

Marfat.com

٣٤٩٣ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِیْ ثَنَا اَبُوْعُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ حَدَّثَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَاْخُذُهٗ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّیْ اُحِبُّهُمَا وَقَالَ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ مَوْلٰى اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ اَيْمَنَ وَكَانَ اَيْمَنُ اَخَا اُسَامَةَ لِاُمِّهٖ وَهُوَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَرَاٰهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يُتِمَّ رُكُوْعَهٗ وَلَا سُجُوْدَهٗ فَقَالَ اَعِدْ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَحَدَّثَنِیْ سُلَيْمٰنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ ثَنِیْ حَرْمَلَةُ مَوْلٰى اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اِذْ دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ اَيْمَنَ فَلَمْ يَتِمَّ رُكُوْعَهٗ وَلَا سُجُوْدَهٗ فَقَالَ اَعِدْ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ لِیْ ابْنُ عُمَرَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ الْحَجَّاجُ بْنُ اَيْمَنَ بْنِ اُمِّ اَيْمَنَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ رَاٰی هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَحَبَّهٗ فَذَكَرَ حُبَّهٗ وَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّ اَيْمَنَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِیْ بَعْضُ اَصْحَابِیْ عَنْ سُلَيْمَانَ وَكَانَتْ حَاضِنَةَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بن عبدالرحمٰن نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ اُسامہ بن زید کے مَوْلیٰ حرملہ نے بیان کیا کہ ایک وقت وہ عبداللہ بن عمر کے ساتھ بیٹھے تھے کہ حجاج بن ایمن نے آکر نماز پڑھی اور رکوع وسجود پوری طرح ادا نہ کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نماز لوٹاؤ! جب وہ پھرا تو مجھے عبداللہ بن عمر نے کہا یہ کون ہے؟ میں نے کہا یہ حجاج بن ایمن بن ام ایمن ہے۔ ابن عمر نے کہا اگر انہیں جناب رَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو ان سے محبت کرتے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے واقعات ام ایمن کی اولاد سے بیان

marfat.com
Marfat.com

کئے۔ اور کہا میرے بعض ساتھیوں نے سلیمان سے بیان کیا کہ ام ایمن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود کھلائی (حاضنہ) تھیں

۴۴۹۳ شرح : یعنی حجاج بن ایمن کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز پڑھتے دیکھا کہ وہ نماز میں تقصیر کر رہے ہیں تو ان سے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے تمہارا یہ خیال ہوگا کہ تم نماز پڑھ چکے ہو۔ بے شک تم نے نماز نہیں پڑھی۔ لہٰذا اس کا اعادہ کرو کیونکہ تم نے نماز میں رکوع و سجود پوری طرح ادا نہیں کیا۔

اُمِّ اَیمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا

آپ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی گود کھلائی اور آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ ان کا نسب یہ ہے برکت بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان،، انہیں اُمّ الظباء بھی کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام ایمن میری ماں کے بعد ماں ہے۔ ابو نعیم نے کہا ام ایمن خدیجہ کی ہمشیرہ کی لونڈی تھیں اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دی تھی۔ جب آپ نے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو انہیں آزاد کر دیا۔ ام ایمن سے عبید بن زید نے نکاح کیا جو حارث بن خزرج قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ تو اُن سے اَیمَن پیدا ہوئے۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور خیبر کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ زید بن حارثہ خدیجۃ الکبریٰ کے غلام تھے۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تو آپ نے اُنہیں آزاد کر دیا اور اعلانِ نبوت کے بعد ام ایمن سے اُس کا نکاح کر دیا۔ تو ان سے اُسامہ پیدا ہوئے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن کو ماں کے لفظ سے پکارا کرتے تھے اور فرماتے تھے یہ میرے اہلِ بیت سے ہے۔ ابن سعد نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ ام اَیمَن نے جب ہجرت کی اور شام کو روحاء کے قریب پہنچیں تو انہیں پیاس لگی جبکہ وہ روزہ سے تھیں اور پانی بھی ساتھ نہ تھا۔ پیاس نے بہت تنگ کیا تو آسمان سے پانی کا ڈول رسّی سمیت لٹکا تو اُنھوں نے ڈول پکڑ کر پانی پیا؛ حتیٰ کہ سیراب ہو گئیں۔ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی۔ جب وہ روزہ سے ہوتیں تو سخت گرمی کی دوپہر میں کبھی پیاس محسوس نہ کرتی تھیں۔ ابن سکن کی روائت میں ہے کہ آپ نے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف پیدل ہجرت کی اور رختِ سفر بھی ساتھ نہ تھا اور نہ ہی کھانے پینے کی کوئی چیز تھی۔ ام ایمن نے کہا جب سورج غروب ہوا تو آسمان سے پانی کا برتن میرے سر کے پاس لٹکا ہوا تھا۔ ام ایمن نے کہا اس کے بعد میں سخت گرمی میں روزہ سے ہوتی اور سخت دھوپ میں چلتی پھرتی تاکہ مجھے پیاس لگے لیکن وہ پانی پینے کے بعد مجھے کبھی پیاس نہیں لگی۔ سفیان بن عُیَینہ نے کہا ام ایمن نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پیار کیا کرتی تھیں ۔ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جنت کی عورت سے نکاح کرنا چاہے وہ ام ایمن سے نکاح کرلے تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے نکاح کر لیا ۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور مسلم و ابن سکن نے زہری کے طریق سے ام ایمن کی شان میں بیان کیا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کی خادمہ تھیں اور حبشہ سے تعلق رکھتی تھیں ۔ جب آمنہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنم دیا جبکہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ انتقال فرما چکے تھے تو ام ایمن آپ کی پرورش کیا کرتی تھیں ۔ حتی کہ آپ بڑے ہوگئے پھر آپ نے زید بن حارث سے ان کا نکاح کر دیا ۔

امام بخاری نے صحیح میں اور ابن سعد نے سلیمان تیمی کے طریق سے حضرت انس سے بیان کیا کہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے درخت دیا کرتے تھے حتی کہ یہودیوں کے قبیلے قریظہ اور نضیر فتح ہوئے تو آپ نے لوگوں کے کھجور واپس کر دیئے ۔ میرے گھر والوں نے مجھے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کھجور مانگوں جو انھوں نے آپ کو دی تھیں حالانکہ وہ کھجور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن کو دے رکھی تھیں ۔ ام ایمن کو خبر ملی تو وہ آئیں اور میرے گلے میں کپڑا ڈال کر کہنے لگیں بخدا ! تمہیں کھجور ہرگز نہیں دیں گے ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں چھوڑ دیں تمہیں اتنے کھجور کے درخت دیں گے لیکن وہ بدستور اس پر مُصر تھیں کہ وہ ہرگز کھجور نہ دیں گی جو ان کے قبضہ میں ہیں حتی کہ آپ نے انہیں اس قدر کھجور دیئے جس سے وہ خوش ہوئیں ۔ اور فرمایا اس سے دس گنا زیادہ دیتے ہیں ۔

اُمّ ایمن رضی اللہ عنہ کا ،
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پینا

ابن سکن نے عبدالملک بن حسین کے طریق سے نافع بن عطاء کے ذریعے ولید بن عبدالرحمٰن سے روائت کی کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک برتن تھا ۔ جس میں رات کو پیشاب کیا کرتے تھے جب صبح ہوتی تو میں باہر گرا دیتی تھی ۔ ایک رات میں پیاسی سوگئی تو میں نے غلطی سے آپ کا پیشاب ہی پی لیا ۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا آج کے بعد تیرے پیٹ میں درد نہ ہوگی ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن کے پاس جایا کرتے تھے ۔ ایک دفعہ ام ایمن نے دودھ پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ روزہ سے ہیں یا فرمایا طبیعت نہیں چاہتی تو وہ آپ کے پاس آکر آپ کو ہنساتی تھی ۔ جب آپ انتقال فرما گئے تو ابوبکر صدیق نے عمر فاروق سے کہا چلو آج ام ایمن کی زیارت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنَاقِبُ عَبْدِاللّٰہِ بْنُ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ

کریں جیسے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ جب وہاں پہنچے تو اُم ایمن رو پڑی۔ اُنھوں نے کہا آپ کیوں روتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہترین سے بہترین نعمتیں ہیں۔ اُم ایمن نے کہا میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنا بند ہو گیا ہے۔ یہ سُن کر شیخین بھی رو پڑے۔

واقدی نے کہا ام ایمن جنگِ اُحد میں پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ وہ خیبر کی جنگ میں بھی گئی تھیں۔ ابن سعد نے صحیح سند سے ذکر کیا کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ام ایمن بہت روئیں لوگوں نے کہا تم اس قدر کیوں روتی ہو۔ جواب دیا کہ میں آسمانوں کی خبروں کے منقطع ہو جانے کے باعث روتی ہوں اور جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو بہت روئیں لوگوں کے استفسار پر جواب دیا کہ آج اسلام کمزور پڑ گیا ہے۔ واقدی نے ام ایمن رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا ،،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

وفات : محرم الحرام ۷۳ھ مطابق ۱۳۔ مئی ۶۹۳ء

آپ کا نسب یہ ہے عبداللہ بن عمر بن خطاب بن نفیل قرشی عدوی۔ آپ کی والدہ زینب بنت مظعون جمحیہ ہے۔ آپ اپنے والد کے ساتھ مسلمان ہوئے جبکہ آپ نابالغ تھے۔ اسی لئے آپ کو جنگِ بدر میں شریک نہ کیا گیا۔ صحیح یہ ہے کہ غزوۂ خندق آپ کا پہلا غزوہ تھا۔ لیکن واقدی نے ذکر کیا کہ آپ کا پہلا غزوہ اُحد تھا۔

مجاہد نے کہا آپ بیس برس کی عمر میں فتح مکہ میں حاضر ہوئے تھے۔ آپ بہت بڑے عالم اور پرہیزگار تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی سختی سے پابندی کیا کرتے تھے۔ آپکے آثار کی تلاش میں بہت کوشش کرتے تھے۔ اور فتویٰ صادر کرنے میں بہت احتیاط کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں کسی جنگ میں پیچھے نہ رہتے تھے۔ پھر آپ کی وفات کے بعد آخر عمر تک حج کرتے رہے اس لئے لوگ کہتے تھے کہ عبداللہ بن عمر حج کے احکام سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ

marfat.com

Marfat.com

علیہ وسلم نے اپنی بیوی حفصہ سے فرمایا تمہارا بھائی عبداللہ نیک آدمی ہے۔ کاش کہ وہ رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتے۔ اس کے بعد اُنھوں نے قیامِ لیل کبھی ترک نہ کیا تھا۔ اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے باعث حضرت علی علیہ السلام کی جنگوں میں بوجہ اشکال شریک نہ ہوئے لیکن آخر میں نادم ہوئے۔

ابوالملیح رقی نے میمون بن مہران کے ذریعہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روائت کی کہ اُن کے پاس ایک شخص آیا اور صفین و جمل کی لڑائیوں کے متعلق پوچھا تو آپ نے کہا میں نے ان لڑائیوں میں اپنے ہاتھ روک رکھے ہیں۔ لہذا اِس میں اقدام نہیں کرتا ہوں۔ اور حق پر لڑنے والا شخص افضل ہے۔

جابر بن عبداللہ نے کہا حضرت عمر فاروق اور ان کے بیٹے عبداللہ کو دُنیا اپنی طرف مائل نہ کر سکی میمون بن مہران نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس سے بڑا عالم اور عبداللہ بن عمر سے زیادہ پرہیزگار کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مروان حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس چند لوگوں کی معیت میں آیا اور کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں آپ نے کہا دوسرے لوگوں کا کیا ہوگا۔ مروان نے کہا ہم ان کا مقابلہ کریں گے اور آپ کی مدد کریں گے۔

عبداللہ بن عمر نے کہا خُدا کی قسم! اہلِ فدک کے سوا اگر زمین پر رہنے والے سارے لوگ مجھ پر اتفاق کرلیں تو میں ان سے ہرگز جنگ نہیں کروں گا۔ یہ سُن کر وہ باہر چلے گئے اور مروان نے کہا: وَالْمُلْكُ بَعْدَ اَبِیْ لَیْلٰی لِمَنْ غَلَبَ،، ابوعمر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عبداللہ بن زُبیر کے تقریباً تین ماہ یا چھ ماہ بعد مکہ مکرمہ میں آپ نے وفات پائی۔ وفات کے وقت آپ نے وصیت کی تھی کہ انہیں حرم سے باہر دفن کیا جائے۔ لیکن حجاج کے فتنہ کے باعث ایسا نہ ہوا۔ اور مہاجرین کے قبرستان ذی طوی میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات

عبدالملک کی طرف سے حجاج بن یوسف عبداللہ بن عمر کی اطاعت کا پابند تھا جو اسے ناگوار تھا۔ اس لئے اُس نے آپ کو ٹھکانے لگانے کی تجویز کی اور ایک شخص سے کہا کہ وہ اپنے نیزے کی نوک زہر آلود کرے اور عرفات کے دن عام ہجوم میں عبداللہ بن عمر کے پاؤں کو چبھو دے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ ایک روز حجاج نے خطبہ دیا اور نماز میں تاخیر کر دی تو عبداللہ بن عمر نے کہا سورج تمہارا انتظار نہیں کرے گا۔ نماز پڑھاؤ! حجاج نے کہا دل چاہتا ہے کہ یہ گردن اُڑا دوں جس میں تیری آنکھیں ہیں عبداللہ نے کہا تو ایسا ہرگز نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ تو بیوقوف حاکم ہے۔ لیکن اُنھوں نے یہ بات آہستہ کہی جسے حجاج نے نہیں سُنا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عرفہ اور دیگر مواقف میں ان مواضع کو تلاش کرتے تھے۔ جہاں سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وقوف فرماتے تھے اور یہ حجاج کو ناگوار گزرتا

marfat.com
Marfat.com

٣٤٩٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَرٰى رُؤْيَا اَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا اَعْزَبَ وَكُنْتُ اَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ مَلَكَيْنِ اَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي اِلَى النَّارِ فَاِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ وَاِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ وَاِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ اٰخَرُ فَقَالَ لِي لَمْ تُرَعْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَلِيْلًا

تھا۔ لیکن عبدالملک کی طرف سے پابند ہونے کے باعث نہ تو احکام حج میں آپ کی مخالفت کر سکتا تھا اور نہ ہی علانیہ انہیں قتل کر سکتا تھا۔ اس لئے جب لوگ عرفات سے مزدلفہ کو جا رہے تھے تو راستہ میں مسموم نیزے سے آپ کا پاؤں زخمی کروا دیا جس سے آپ کی موت واقع ہوئی۔ اس دوران حجاج آپ کی بیمار پرسی کرنے گیا اور کہا آپ کو کس نے نیزہ مارا ہے۔ ہم اسے قتل کریں گے۔ عبداللہ نے کہا تو ایسا ہرگز نہیں کرے گا حجاج نے کہا اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ مجھے قتل کرے۔ عبداللہ نے کہا اے حجاج تو نے حرم میں ہتھیار داخل کرنے کا حکم دیا ہے تو نے مجھے مارا ہے۔ حجاج نے کہا اے ابا عبدالرحمٰن ایسا نہ کہیں اور باہر نکل گیا

marfat.com

Marfat.com

٣٤٩٥ حدثنا يحيى بن سليمن ثنا ابن وهب عن يونس عن الزهري عن سالم عن ابن عمر عن اختِه حفصة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لها إن عبد الله رجل صالح

مسموم نیزہ لگنے کے چند روز بعد آپ وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ! اور حجاج نے آپ کی نمازہ جنازہ پڑھائی!

حبیب بن ابی ثابت نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے افسوس ہے کہ میں نے حضرت علی کے ساتھ مل کر باغیوں کا مقابلہ نہیں کیا۔ نیز اُنھوں نے وفات کے وقت کہا دُنیا کی ایک شئی مجھ سے رہ گئی وہ یہ کہ میں نے علی بن ابی طالب کے ساتھ مل کر باغی جماعت کا مقابلہ نہیں کیا۔ اس کا مجھے بہت افسوس ہے۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

٣٤٩٤ کی حیات طیبہ میں جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتا۔ میری بھی خواہش تھی کہ میں کوئی خواب دیکھوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کروں۔ حالانکہ میں کنوارہ تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں مسجد میں رہتا تھا۔ میں نے خواب میں دو فرشتے دیکھے جو مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بل والے کنوئیں کی طرح پیچ در پیچ تھی۔ اور کنوئیں کی طرح اس کے دو کنارے تھے۔ میں نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ کہنا شروع کیا۔ تو انہیں ایک اور فرشتہ ملا۔ اُس نے مجھے کہا مت گھبراؤ، میں نے یہ واقعہ حفصہ سے ذکر کیا اور حفصہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا عبداللہ اچھا آدمی ہے کاش کہ وہ رات کی نماز پڑھا کرتے۔ سالم نے کہا۔ اس کے بعد عبداللہ رات کو بہت تھوڑا سوتے تھے

شرح : اَعْزَبُ "جس کی بیوی نہ ہو (کنوارہ) رؤیا" جو خواب میں دیکھے

٣٤٩٤ اور جو بیداری میں دیکھے اسے "رُؤْیَۃٌ" کہا جاتا ہے۔ ان میں فرق یہ ہے کہ خواب میں رویا کی تانیث بالالف ہے اور بیداری میں اس کی تانیث بالتا ہے۔ لَنْ تَرَوْعَ "مجزوم ہے لفظ لن سے جزم شاذ ہے۔ اس کا معنیٰ ہے مت گھبراؤ" (عینی)

ترجمہ : عبداللہ بن عمر نے اپنی ہمشیرہ حفصہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ

٣٤٩٥ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: عبداللہ نیک مرد ہے"

(اس حدیث میں حضرت عبداللہ کی بہت بڑی منقبت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ عبداللہ نیک مرد ہے)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنَاقِبُ عَمَّارٍ وَحُذَيْفَةَ

حضرت عمار بن یاسر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

وفات : ۳۷ھ مطابق فروری ۶۵۷ء

حضرت عمار بن یاسر کا نسب یہ ہے۔ عمار بن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن حصین بن ودیم ،، ان کی والدہ سُمَیّہ ہیں۔ آپ اور آپ کا والد سابقین اوّلین میں سے ہیں۔ انہیں اسلام کے باعث بہت عذاب دیا جاتا تھا۔ جب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے پاس سے گزرتے تو فرماتے اے آلِ یاسر صبر کرو تمہاری جزاء صرف جنّت ہے۔ عمار کا حبشہ کی طرف ہجرت کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اُنھوں نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی اور تمام غزوات میں حاضر ہوتے رہے۔ آپ کا یمامہ کی لڑائی میں کان کٹ گیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور کوفہ والوں کو خط لکھا کہ یہ جنابِ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام میں سے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ نجباء سے بھی ہیں۔ عاصم نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ سب سے پہلے سات آدمیوں نے اسلام ظاہر کیا ان میں سے عمار بن یاسر ہیں۔ ہمام نے عمار سے روائت کی کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا جبکہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور ابوبکر صدیق تھے (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمار نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا پاک صاف خوشبودار شخص کو اجازت دے دو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ عمار پوروں تک ایمان سے معمور ہے (ترمذی، ابن ماجہ)

خالد بن ولید نے کہا میرے اور عمار کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ میں نے انہیں سخت باتیں کہیں۔ اُنھوں نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے میری شکائت عرض کی اتنے میں خالد بھی وہاں پہنچ گئے تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سر مبارک اُٹھا کر فرمایا جو کوئی عمار کا دشمن ہے اللہ تعالیٰ اس کا دشمن ہے اور جو عمار سے بغض کرے اللہ تعالیٰ اس سے بغض کرتا ہے۔ ترمذی میں ام المؤمنین عائشہ سے مرفوع روائت ہے کہ جب بھی عمار کو دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو اُنھوں نے ان میں سے آسان کو اختیار کیا۔ حذیفہ سے مرفوع روائت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا میرے بعد دو شخصوں کی اقتداء کرو اور وہ ابوبکر اور عمر فاروق ہیں۔ اور عمار بن یاسر کی ہدائت پر چلو (ترمذی) متواتر روایات میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی اور اس بات پر اتفاق ہے کہ جنگِ صفین میں آپ حضرت علی کے ساتھ تھے اور ۸۷۔ ہجری میں صفین کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ جبکہ آپ کی عمر ۹۳ برس تھی اور یہ آیت کریمہ: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ ،، آپ کی شان میں نازل ہوئی۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

حُذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

وفات: شوال ۳۶ھ مطابق مارچ ۶۵۷ء

آپ کا نسب یہ ہے۔ حذیفہ بن یمان بن جابر عبسی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صحابۂ کبار میں سے ہیں۔ ان کے والد نے کسی کو قتل کیا تھا۔ تو قصاص کے خوف سے بھاگ کر مدینہ منورہ چلے گئے اور قبیلہ بنی عبدالاشہل کی مخالفت کی تو اُن کی اپنی قوم نے ان کو یمان کہنا شروع کر دیا کیونکہ وہ یمانیہ کے حلیف تھے حضرت حذیفہ کی والدہ سے نکاح کیا تو وہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حُذیفہ اور ان کے والد دونوں مسلمان ہو گئے۔ مشرکوں نے انہیں جنگِ بدر میں شرکت کرنے سے روک دیا تھا۔ لیکن جنگِ اُحد میں حاضر ہو گئے تھے اس جنگ میں ان کے والد یمان شہید ہوئے تھے۔ بُخاری میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ حذیفہ نے غزوۂ خندق میں بہت کارنامے دکھائے جو لوگوں میں مشہور ہیں

امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن پر حاکم مقرر کیا تھا۔ آپ وہیں رہے۔ حتی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے بعد اور حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بیعت کیے چالیس روزہ بعد وفات پا گئے یہ ۳۶ ہجری کا واقعہ ہے۔ علی بن یزید نے سعید بن مسیب کے ذریعہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ اختیار دیا کہ میں مکہ سے ہجرت کروں یا وہیں رہتے ہوئے آپ کی مدد کروں تو میں نے نصرت و امداد کو اختیار کیا۔ مسلم نے عبداللہ بن یزید خطمی سے روائت کی کہ حضرت حُذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ماضی اور مستقبل میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا بتا دیا۔ صحیحین میں ہے کہ ابو درداء نے کہا کیا تم میں رازدان نہیں جس کے سوا کوئی دُوسرا راز نہیں جانتا ہے۔ ان کی مراد حضرت حُذیفہ تھے رضی اللہ عنہ۔ نیز صحیحین میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے حُذیفہ سے فتنہ کے متعلق دریافت کیا جو اُنھوں نے تفصیلاً بیان کیا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۴۹۶ــــ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَآءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا اَبُوْدَرْدَاءٍ فَقُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُيَسِّرَلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ قَالَ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمِ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَلَيْسَ فِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُ اَحَدٌ غَيْرُهٗ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ يَقْرَأُ عَبْدُ اللّٰهِ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق اور فتوح عراق میں حاضر ہوئے ان میں ان کے کارنامے مشہور ہیں۔

۳۴۹۶ــــ ترجمہ : ابراہیم نخعی نے علقمہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں شام میں آیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر میں نے دل میں کہا اے اللہ مجھے نیک ساتھی عنایت فرما۔ پھر میں کچھ لوگوں کے پاس گیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ آیا اور میرے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے کہا یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ابودرداء ہیں (رضی اللہ عنہ)، میں نے کہا آج میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تھی کہ مجھے نیک ساتھی عنایت کرے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرے لئے عنایت کیا۔ ابودرداء نے کہا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں کوفہ کا رہنے والا

marfat.com

Marfat.com

ہوں ۔ اُنھوں نے کہا کیا تم میں سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جوڑا تکیہ بردار ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) نہیں ہے ؟ کیا تم میں وہ شخص نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبان شریف پر شیطان سے پناہ دی ہے یعنی عمار بن یاسر ،، میں نے کہا کیوں نہیں۔

ابودرداء نے کہا کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں جو آپ کی مسواک اُٹھاتا ہو یا آپ کا رازدان ہو جو اس کے سوا اور کوئی نہ جانتا ہو۔ پھر کہا عبداللہ بن مسعود یہ آیت کیسے پڑھتے ہیں : وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى تو میں نے پڑھا : وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى ،، ابودرداء نے کہا سبحٰنہ ! مجھے جناب رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسی طرح پڑھایا ہے اور اپنے منہ سے میرے مُنہ میں ڈالا۔

۳۴۹۶ ـــــ شرح : ام عبد سے مراد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ ان کی والدہ ام عبد ہے۔ آپ ۳۲ ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اس لئے مذکور سوال پوچھا کہ اُنھوں نے یہ سمجھا کہ علقمہ حصُولِ علم کے لئے دمشق آئے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ تمہارے پاس وہ علماء موجود نہیں جن کی موجودگی میں کسی اور سے علم سیکھنے کی ضرورت نہیں۔

اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم کو دوسرے علاقہ میں طلبِ علم کے لئے اس وقت جانا چاہیئے جبکہ اس کے اپنے وطن میں عالم نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جوڑا پاک، چھاگل اور تکیہ اُٹھا کر آپ کے ساتھ چلا کرتے تھے۔ ایک روائت کے مطابق آپ کی مسواک بھی اُٹھاتے تھے۔ وہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو وضو کرایا کرتے تھے۔ غسل کے وقت پردہ کیا کرتے تھے۔ اور آپ کو جوڑا پاک پہنایا کرتے۔ جب آپ سوئے ہوتے تو آپ کو بیدار کیا کرتے تھے۔ حضراتِ صحابہ کرام انہیں صاحبِ سواد کہا کرتے تھے۔ آپ اُن سے بات پوشیدہ نہیں رکھا کرتے تھے۔ آپ نے اُن سے فرمایا تھا کہ جب تم گھر آؤ تو پردہ اُٹھا کر اندر آجاؤ جب تک میں تمہیں منع نہ کروں تمہیں اجازت ہے۔

صاحبِ سِر حضرت حذیفہ بن یمان ہیں کیونکہ انہیں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسرار پر مطلع فرمایا تھا۔ اور وہ منافقوں کے حالات جانتے تھے اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد اس امت میں جو اُمور ظہور پذیر ہونے والے تھے آپ نے وہ سب حضرت حذیفہ کو بتا دیئے تھے۔ اگر کوئی شخص فوت ہو جاتا تو حضرت عمر فاروق حذیفہ کی پیروی کرتے تھے۔ اگر وہ اس کا جنازہ پڑھتے تو عمر فاروق بھی اس کی نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ ورنہ انکار کر دیتے تھے۔ کیونکہ حذیفہ کو معلوم تھا کہ مرنے والا مومن ہے یا منافق ہے (عینی)

marfat.com

Marfat.com

۳۴۹۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ذَهَبَ عَلْقَمَةُ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَجَلَسَ اِلٰى اَبِي الدَّرْدَآءِ فَقَالَ اَبُوالدَّرْدَآءِ مِمَّنْ اَنْتَ قَالَ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ اَوْمِنْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَمَّارًا قُلْتُ بَلٰى قَالَ اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ اَوْمِنْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ يَعْنِيْ حُذَيْفَةَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ اَلَيْسَ فِيْكُمْ اَوْمِنْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ اَوِالسِّوَادِ قَالَ بَلٰى قَالَ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَءُ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى قُلْتُ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى قَالَ مَا زَالَ بِيْ هٰؤُلَآءِ حَتّٰى كَادُوْا يَسْتَزِلُّوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : ابراہیم نخعی نے کہا جب علقمہ ملک شام گئے اور مسجد میں داخل ہوئے تو کہا اے اللہ! مجھے اچھا جلیس عنایت فرما اور حضرت ابودرداء کے پاس بیٹھے تو ابودرداء نے کہا تم کون ہو؟ علقمہ نے کہا میں کوفہ کا رہنے والا ہوں۔ ابودرداء نے کہا کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا رازدان ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا کیوں نہیں ابودرداء نے کہا کیا تم میں یا تم میں سے وہ شخص نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف کے ذریعے شیطان سے پناہ دے رکھی ہے یعنی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ ابودرداء نے کہا عبداللہ بن مسعود یہ آیت کیسے پڑھتے ہیں ؟ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى

۳۴۹۷ —

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ

میں نے کہا : وَالذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی ،، ابو درداء نے کہا یہ لوگ میرے ساتھ ہمیشہ مزاحمت کرتے رہے ہیں حتیٰ کہ مجھے اس شئی سے ہٹانا چاہتے ہیں جو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔

۳۴۹۷ — شرح : صاحبِ سواد حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں کیونکہ سواد کا معنی شخص ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے : اَدْنٰی سَوَادُکَ مِنِّیْ سَوَادِہٖ ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرمایا تھا۔ جب پردہ اُٹھا دیا جائے اور مجھے دیکھ لو تو یہی تمہارے لئے اجازت ہے۔ یہ خصوصیت صرف حضرت عبداللہ بن مسعود کی تھی کہ جب وہ آتے تھے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے حجاب نہ کرتے تھے۔ اس لئے وہ صاحبِ سواد مشہور تھے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : محرم ۱۸ھ مطابق جنوری ۶۳۹ء

آپ کا نسب یہ ہے ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبّہ بن حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ قرشی فہری۔ آپ جنگِ بدر اور اس کے بعد دیگر غزوات میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے زرہ کے حلقے کھینچے جس سے اُن کے سامنے والے دو دانت گر گئے تھے۔ اسی لئے وہ اَثْرَم تھے۔ آپ نحیف البدن تھے اور ان دس صحابہ میں سے ہیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی تھی۔ اس لئے آپ افاضل صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی مدح میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر امت کا کوئی امین ہوتا تھا۔ میری امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ثقیفہ بنی ساعدہ میں۔ خلیفہ کے انتخاب کے وقت فرمایا تھا کہ تم عمر بن خطاب یا ابوعبیدہ بن جراح میں سے کسی ایک سے بیعت کر لو۔ میں اس سے راضی ہوں۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملک شام گئے اور ابوعبیدہ وہاں کے حاکم تھے۔ تو آپ نے فرمایا اے ابوعبیدہ تمہارے سوا ہم سب کو دُنیا نے بدلہ دیا ہے۔ آپ ۵۸ برس کی عمر میں طاعونِ عمواس میں اٹھارہ ہجری کو اردن شام میں فوت ہوئے وہیں آپ کا مزار شریف ہے۔ حضرت معاذ بن جبل نے آپ کی نمازِ جنازہ

marfat.com
Marfat.com

۳۴۹۸ ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى ثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ ثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا وَاِنَّ اَمِيْنَنَا اَيَّتُهَا الْاُمَّةُ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

۳۴۹۹ ــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ نَجْرَانَ لَاَبْعَثَنَّ حَقًّا اَمِيْنًا فَاَشْرَفَ اَصْحَابُهُ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ

پڑھائی اور ان کی قبر میں معاذ، عمرو بن عاص اور ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہم اُترے۔ مدائنی نے عجلانی کے ذریعہ سعید بن عبدالرحمٰن سے روایت کی طاعونِ عمواس میں چھبیس ہزار انسان فوت ہوئے تھے۔ اور آلِ صخر سے بیس نوجوان آلِ ولید بن مغیرہ سے بیس نوجوان لقمۂ اجل بنے۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ سے فرمایا میں تمہارے پاس بہترین امین کو بھیجوں گا لوگوں نے نظریں اُٹھائیں کہ کسے بھیجا جاتا ہے تو آپ نے ابوعبیدہ بن جراح کو بھیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا یمن کے لوگوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمارے ساتھ وہ شخص بھیجیں جو ہمیں تعلیم دے تو آپ نے ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ شخص اس امت کا امین ہے۔

۳۴۹۸ ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کا امین رہا ہے۔ اے امت مرحومہ ہمارا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔

۳۴۹۹ ــــ ترجمہ : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے یہودیوں سے فرمایا میں تم پر ایسا حاکم بھیجوں گا جو کامل امین ہوگا۔ یہ سُن کر لوگوں نے نگاہیں اُٹھائیں تو آپ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

۳۴۹۹ ــــ شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی علیحدہ علیحدہ خصوصیات ہیں چنانچہ

marfat.com
Marfat.com

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں سے سب سے بڑا رحم کرنے والے ابوبکر صدیق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے اجراء میں سب سے زیادہ سخت عمر فاروق ہیں۔ سب سے زیادہ حیادار عثمان بن عفان ہیں۔ حلال وحرام کے زیادہ عالِم مُعاذ بن جبل ہیں وراثت زیادہ جاننے والے ابی بن کعب ہیں۔ ہر اُمت کا امین ہوتا ہے اس اُمت کا امین ابو عُبیدہ بن جراح ہیں۔ (ابن حبان)

نو ہجری میں نجران کا ایک وفد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جو نصاریٰ کے چودہ سرداروں پر مشتمل تھا۔ اس وقت وہ مسلمان نہ تھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد سید اور عاقب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ نجران کے نصاریٰ کا وفد ساٹھ اشخاص پر مشتمل تھا جن میں سے چوبیس سردار تھے اور تین وہ سردار تھے جو نصاریٰ کے حل وعقد کے مالک تھے اور وہ عاقب، سید اور ابو حارثہ تھے۔ ابو حارثہ نصاریٰ کے بہت بڑے عالم تھے۔ جب وہ مسجد نبوی میں داخل ہُوئے حالانکہ وہ بہترین لباس پہنے ہُوئے تھے۔ عصر کی نماز کا وقت قریب تھا وہ اُٹھ کر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اپنے حال پر رہنے دو اور ابو حارثہ، سید اور عاقب نے کلام شروع کیا اور حضُور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ان کے ہمراہ کسی امین کو بھیجیں تو آپ نے ابو عبیدہ بن جراح کو بھیجا۔ ابو حارثہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت و رسالت سے خوب واقف تھا لیکن نصاریٰ کی سرداری اتباعِ حق سے مانع واقع ہُوئی اور سید اور عاقب سعادتِ اسلام سے مُمتّع ہُوئے۔

حضرت مُصعَب بن عُمَیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۳ھ مطابق ۶۲۴ء

آپ کا نسب مُصعَب بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الرحمٰن بن قُصیّ بن کلاب عبدری" ہے۔ آن حضرات میں سے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ ابو عمر نے کہا آپ نے اس وقت اسلام قبول کیا جبکہ کفر کی گھٹائیں پُورے عروج پر تھیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں تشریف فرما تھے۔ لیکن اپنی والدہ اور قوم کے ڈر سے اسلام کو مخفی رکھا۔ جب عثمان بن طلحہ کو آپ کے اسلام کا علم ہُوا تو اُس نے آپ کے اہلِ خانہ کو مطلع کر دیا۔ اُنھوں نے آپ کو رسّیوں میں جکڑ دیا۔ کچھ عرصہ تو ان کی قید و بند میں رہے۔ پھر دوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ پھر مکہ میں واپس آکر مدینہ منوّ

marfat.com
Marfat.com

مَنَاقِبُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

وَقَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَانَقَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ

چلے گئے۔ آپ بدر کی جنگ میں حاضر تھے اور اُحد کی لڑائی میں جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا اور اسی لڑائی میں شہید ہوگئے۔ محمد بن اسحاق نے کہا مصعب مکہ میں بہت مال دار تھے اور بہترین لباس پہنا کرتے تھے۔ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو آپ کو آنسو آگئے کیونکہ یہی مصعب ہیں جن کا لباس کبھی میلا نہیں ہوا تھا اور اب ان کے جسم پر کپڑا نہیں۔ جب وہ شہید ہوئے تو جب سر پر کپڑا دیتے تو پاؤں ننگے ہوجاتے اور جب پاؤں کو ڈھانپتے تو سر برہنہ ہوجاتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے قدموں پر گھاس رکھ دو۔ محمد بن اسحاق نے مغازی میں یزید بن ابی حبیب سے روائت کی جب لوگ عقبہ سے فارغ ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو بھیجا کہ وہ لوگوں کو تعلیم دیں۔ انہیں قاری مُقرِی کہا جاتا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

شہزادۂ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

امام حسن رضی اللہ عنہ

وفات : ۴۹ھ مطابق اپریل ۶۶۹ء

نسب شریف : حسن و حسین ابنین علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی امام حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد ہے۔ تین ہجری کے نصف رمضان میں آپ کو سیدہ طاہرہ شاہزادی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنم شریف دیا۔ اور ساتویں روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا عقیقہ کیا اور ایک مینڈھا ذبح فرمایا جبکہ اسی روز آپ کے سر کے بال منڈوا کر ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔ خلف بن قاسم نے اپنے اسناد کے ساتھ ہانی بن ہانی سے روائت کی کہ حضرت علی المرتضیٰ

marfat.com

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے حضور نے فرمایا میرا بیٹا مجھے دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے ؟ آپ نے جواب دیا میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا نام حسن ہے اور جب امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے۔ حضرت علی نے کہا اس کا نام حرب ہے۔ آپ نے فرمایا بلکہ یہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے ان کا نام ہارون علیہ السلام کی اولاد کے اسماء شبّر، شبیر اور مُشبّر رکھے ہیں۔ اسی اسناد کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حسن سینہ سے سر تک جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے جبکہ حسین علیہ السلام نچلے قدمیں حضور کے مشابہ تھے متواتر آثار سے منقول ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن میرا بیٹا سیّد ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ باقی رکھے گا حتیٰ کہ یہ مسلمانوں کے دو بڑے لشکروں میں صلح کا باعث ہوں گے اور فرمایا حسن میری دُنیا کی خوشبو ہے جسے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیّد فرمائیں اس سے بڑا سیّد کوئی نہیں۔

امام حسن رضی اللہ عنہ بردبار، پرہیزگار اور بہت بڑے فاضل تھے۔ ان کے تقویٰ نے انہیں ترکِ دُنیا پر آمادہ کیا اور انعاماتِ اُخرویہ پر اکتفاء کیا اور اُنھوں نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں خونریزی ہو۔ آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے محافظ اور مددگار تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو چالیس ہزار اشخاص نے آپ سے بیعت کر لی۔ یہ سب وہی لوگ تھے جنہوں نے حضرت سے موت پر بیعت کی تھی کہ آپ کی بیعت سے مرنے تک پیچھے نہ ہوں گے اور وہ امام حسن کے بہت فرمانبردار تھے تقریباً سات ماہ تک آپ عراق اور خراسان میں خلیفہ رہے۔ پھر امیر معاویہ سے مقابلہ کے لئے بڑھے جبکہ وہ بھی لشکر جرار لے کر سامنے آگئے۔ جب آمنا سامنا ہُوا تو آپ نے خیال فرمایا دونوں لشکروں میں سے ایک لشکر کو غلبہ اس وقت ہوگا جب دوسرا لشکر اکثر قتل ہو جائے گا۔ یہ خونریزی آپ کو پسند نہ تھی اس لئے امیر معاویہ کو ایک خط لکھ کر واضح کیا کہ میں تمہارے حق میں خلافت سے دستبردار ہوتا ہوں بشرطیکہ میرے والد کے زمانہ میں مدینہ منورہ، حجاز اور عراق والوں سے کسی شئ کا مطالبہ نہ کیا جائے اس شرط کو امیر معاویہ نے بخوشی منظور کر لیا مگر اُنھوں نے کہا کہ دس اشخاص کو میں امن نہیں دوں گا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے دوبارہ لکھا تو امیر معاویہ نے جواب دیا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر میں قیس بن سعد پر کامیاب ہوگیا تو اس کی زبان اور ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔ امام حسن نے جواب دیا اگر تم قیس سے کوئی مطالبہ کرو گے تو میں تمہاری ہرگز بیعت نہیں کروں گا۔ تب امیر معاویہ نے سفید کاغذ آپ کی طرف بھیجا اور کہا کہ آپ جو چاہتے ہیں اس پر لکھ دیں۔ میں لکھے ہوئے پر پابند رہوں گا۔ اس پر دونوں فریق صلح پر آمادہ ہوگئے۔ امام حسن علیہ السلام نے لکھا کہ شرط یہ ہے کہ تمہارے بعد خلافت میرے لئے ہوگی اور بھی شرائط لکھے جن کو امیر معاویہ نے تسلیم کر لیا۔ یہ دیکھ کر عمرو بن عاص نے کہا کہ ان کی طاقت کمزور اور ان کا دبدبہ ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ صلح کر رہے ہیں۔ امیر معاویہ نے جواب دیا کہ چالیس ہزار اشخاص نے ان سے موت پر بیعت کی ہے۔ بخدا! وہ ہرگز قتل

marfat.com
Marfat.com

نہ ہوں گے حتیٰ کہ ان کے برابر اتنے ہی شامی قتل ہو جائیں گے۔ بخدا! ان حالات کے ہوتے ہوئے زندہ رہنے میں کوئی بھلائی نہیں۔ اور امام حسن علیہ السلام کے شرائط کو تسلیم کر لیا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان میں صلح ہوگئی۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھی کہنے لگے اے حسن آپ مومنوں کی عار (شرمندگی) بن گئے ہو آپ نے فرمایا یہ عار نار (آگ) سے بہتر ہے۔ عبداللہ بن عمر بن اسحاق نے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ ابوالغریف نے ان سے بیان کیا کہ ہم بارہ ہزار حسن بن علی کے لشکر کے مقدمہ میں تھے اور اہلِ شام سے جنگ کرنے کے لئے ہماری تلواروں سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ جب ہمیں صلحنامہ کی خبر ملی تو ہماری کمریں ٹوٹ گئیں۔ جب امام حسن کوفہ میں واپس آئے تو ہم سے ایک شخص ابوعامر سفیان بن ابی لیلی ان کے پاس آئے اور کہا اے مومنوں کو رسوا کرنے والے السلام علیکم! امام حسن نے جواب دیا: اے ابوعامر ایسا نہ کہو۔ میں نے مومنوں کو رسوا نہیں کیا لیکن طلبِ ملک میں انہیں خونریزی سے بچا لیا ہے۔ شرجیل بن سعد نے کہا اس کے بعد امام حسن علیہ السلام نے تقریباً آٹھ ماہ تک خلافت امیر معاویہ کے حوالہ نہ کی۔ اسی سال چالیس ہجری میں مغیرہ بن شعبہ نے لوگوں کو حج کرایا۔ حالانکہ انہیں کسی نے امیرِ حج نہیں مقرر کیا تھا جبکہ وہ طائف میں تھے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے اکتالیس ہجری کے جمادی الاوّل کے نصف میں خلافت امیر معاویہ کے حوالہ کردی تو لوگوں نے امیر معاویہ سے بیعت کر لی۔ اس وقت امیر معاویہ کی عمر ۶۶ برس سے دو ماہ کم تھی امام حسن رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جنگ و جدال اور خونریزی سے بچانے کے لئے صلح کی تھی حالانکہ آپ خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔ ابن شہاب نے ذکر کیا کہ جب امیر معاویہ کوفہ میں آئے تو عمرو بن عاص نے انہیں مشورہ دیا کہ امام حسن علیہ السلام سے کہیں کہ وہ کوفہ والوں کو حالات سے آگاہ کرنے کے لئے ایک تقریر کریں لیکن امیر معاویہ نے اسے مسترد کرتے ہوئے کہا اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن عمرو بن عاص کے مجبور کرنے پر امیر معاویہ نے امام حسن علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ حالات کی روشناسی کے لئے ایک جامع بیان دیں اور تقریر میں حالات سے آگاہ فرمادیں۔ چنانچہ امام حسن علیہ السلام اُٹھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر بداہتہً خطاب فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلے کے ذریعہ تمہیں ہدائت دی اور ہمارے آخر کے ذریعہ خون محفوظ کئے۔ خلافت ایک مدت کے لئے ہے اور دُنیا اِدھر اُدھر پھرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے نبی فرمادو! میں نہیں جانتا تمہارا وعدہ قریب ہے یا دُور ہے وہ تمہاری ظاہری باتیں جانتا ہے اور تمہاری خُفیہ گفتگو بھی جانتا ہے۔ میں نہیں جانتا شائد اس میں تمہارا امتحان ہے۔ اور مقرر وقت تک تم نے نفع حاصل کرنا ہے۔ جب آپ نے یہ کلام کیا تو امیر معاویہ نے کہا آپ بیٹھ جائیں تو آپ بیٹھ گئے پھر امیر معاویہ نے لوگوں سے خطاب کیا پھر عمرو بن عاص سے کہا تمہاری یہی رائے تھی؟

marfat.com

Marfat.com

امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات

امام حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی، لیکن اس کے وقت میں اختلاف ہے۔ کہا گیا ہے کہ انچاس ۴۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ بعض علمار نے کہا امیر معاویہ کی خلافت دس سال گزر جانے کے بعد پچاس ہجری کے ربیع الاوّل میں فوت ہوئے۔ بعض اکا دن ہجری بیان کرتے ہیں۔ جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا اور سعید بن عاص نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ کیونکہ اس وقت وہ مدینہ منورہ کا حاکم تھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے بھائی کی نمازِ جنازہ کے لئے آگے کیا اور فرمایا اگر سنت یہ نہ ہوتی تو میں تجھے مصلّی پر کھڑا نہ کرتا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت فرما دی تھی کہ شہزادۂ سید الکونین کو آپ کے ساتھ روضۂ اطہر میں دفن کیا جائے۔ جبکہ امام حسن علیہ السلام نے بحالتِ مرض ام المؤمنین سے یہ ذکر کیا تھا۔ لیکن جب آپ کا انتقال ہُوا تو مروان نے روک دیا۔ جبکہ اس میں بنو امیہ بھی مروان کے ساتھ شریک تھے۔ قتادہ اور ابوبکر بن حفص نے ذکر کیا کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو ان کی بیوی[1] اشعث بن قیس کی لڑکی نے زہر دیا تھا۔ بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ قتادہ نے کہا امام حسین علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لے گئے تو امام نے فرمایا اے میرے بھائی حسین! میں نے تین بار زہر پیا ہے۔ لیکن اس بار جو مجھے زہر پلایا گیا ہے بہت سخت ہے۔ میرا جگر پارہ پارہ ہو رہا ہے۔ امام حسین نے کہا اے میرے بھائی آپ کو زہر کس نے دیا ہے؟ فرمایا یہ پوچھنے کا کیا مقصد ہے؟ کیا تم اُن سے جنگ کرو گے؟ میں اُنہیں اللہ کے حوالہ کرتا ہوں۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو قاصد امیر معاویہ کے پاس گیا اور انہیں آپ کی موت کی خبر دی تو اُنھوں نے کہا۔ حسن پر تعجب ہے کہ اُنہوں نے رُومہ کے پانی کے ساتھ شہد پیا اور وفات پا گئے۔ ابن عباس امیر معاویہ کے پاس آئے تو ان سے کہا اے ابن عباس حسن کی موت پر تمہیں غم نہیں کرنا چاہیئے اور صبر و استقلال کرنا چاہیئے۔ ابن عباس نے کہا اے امیر المؤمنین جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ رکھے گا ہمیں کوئی غم نہیں تو اس بات پر انہیں امیر معاویہ نے ایک لاکھ درہم اور سامان وغیرہ بہت دیا۔ اور کہا یہ لے لیجئے اور اپنے خاندان میں تقسیم کر دیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہُوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر۔ جس روز امام حسن شہید ہوئے ان کی عمر شریف چھیالیس برس تھی۔ امام حسن کی زندگی میں امیر معاویہ یزید کی بیعت کرانے کے لئے اشارات اور تعریضات کرتے تھے لیکن امام ہمام کی وفات کے بعد کھل کر کہنا شروع کر دیا تھا واللہ اعلم! جب امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بھائی امام حسین سے فرمایا: اے میرے بھائی جب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہُوا تو تمہارے والد کی خواہش تھی کہ وہ خلیفہ مقرر ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق کو خلافت عطاء کر دی۔ پھر ان کے انتقال کے وقت بھی ہمارے

[1] ابن کثیر وغیرہ علماء اس کے خلاف ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

والد خلافت کے اُمیدوار تھے لیکن عمر فاروق منتخب ہوگئے ۔ جب عمر فاروق کی وفات قریب ہُوئی تو اُنھوں نے خلافت کا تقرر شُوریٰ کے حوالہ کر دیا جن میں سے چھٹے ہمارے والد ماجد تھے ۔ لیکن شوریٰ نے حضرت عثمان کو خلافت کے لئے منتخب کر لیا ۔ جب عثمان فوت ہوگئے تو ہمارے والد کی بیعت کی گئی ۔ پھر اس میں جھگڑا ہُوا اور بہت دُور تک معاملہ پہنچا ۔ بخدا ! میں نہیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اہلِ بیت میں نبوّت اور خلافت کو اکٹھا کرے اور مجھے معلوم ہے کہ کوفہ کے بیوقوف تمہیں ذلیل کریں گے اور باہر نکال دیں گے ۔ میں نے ام المؤمنین عائشہ سے حجرۂ شریفہ میں دفن کے متعلق پوچھا تھا تو اُنھوں نے اجازت دے دی تھی ۔ معلوم نہیں کہ شائد شرم و حیاء کے طور پر اُنھوں نے اجازت دی ہو لہٰذا میرے فوت ہو جانے کے بعد دوبارہ ان سے دریافت کر لینا اگر وہ خوشی سے اجازت دیں تو مجھے روضۂ اطہر میں دفن کر دینا ۔ میرا خیال ہے کہ دُوسرے لوگ یہاں دفن ہونے میں مانع واقع ہوں گے ، لیکن تم ان سے مزاحمت نہ کرو اور مجھے بقیع میں دفن کر دینا ۔ جب امام حسن علیہ السلام فوت ہوگئے تو امام حسین رضی اللہ عنہ ام المؤمنین عائشہ کے پاس گئے تو ام المؤمنین نے بخوشی اکرام و اعزاز کے ساتھ دفن کی اجازت دے دی لیکن جب مروان کو خبر ملی تو وہ لڑائی پر اُتر آیا ۔ قریب تھا کہ جھگڑا طول پکڑ جائے جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو فوراً آئے اور کہنے لگے بخدا ! یہ صریح ظلم ہے کہ بیٹے کو باپ کے پاس دفن کرنے سے روکا جائے خدا کی قسم حسن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں ۔

اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ امام حسین علیہ السلام کے پاس گئے اور اُن سے دورانِ گفتگو عرض کیا اور کہا کیا آپ کے بھائی نے کہا نہیں تھا کہ اگر روضۂ اطہر میں میرے دفن ہونے میں مزاحمت ہو اور لڑائی کا خطرہ ہو تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا ۔

بہرحال حضرت امام حسن علیہ السلام کے فرمودات کے مطابق وہی کچھ ہُوا جن کی اُنھوں نے نشاندہی کی تھی آخر آپ کو بقیع دفن کر دیا گیا ۔

اس روز سعید بن عاص کے سوا بنو اُمیہ میں سے کوئی شخص وہاں موجود نہ تھا اور سعید مدینہ منورہ کا حاکم تھا اس لئے اسے نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے کیا گیا ۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کیا گیا ۔

marfat.com
Marfat.com

شہزادۂ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

امام حسین رضی اللہ عنہ

وفات : ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ء

امام حسین رضی اللہ عنہ کے والد حضرت علی بن ابی طالب ہیں اور والدہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ چار شعبان کو چار ہجری میں پیدا ہُوئے۔ جناب رسُول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا عقیقہ کیا جیسے آپ کے بھائی امام حسن کا عقیقہ کیا تھا۔ آپ بہت بڑے فاضل نماز و روزہ اور حج بکثرت کرتے۔ دس محرم ۶۱ھ ہجری کو عاشورہ کے روز کربلا کے میدان میں شہید ہُوئے۔ کربلا کوفہ کے قریب عراق میں ایک مقام ہے۔ اسے طف بھی کہا جاتا ہے۔ سنان بن انس نخعی نے آپ کو قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کا قاتل مذحج قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ کہا گیا ہے کہ شمر ذی جوشن نے آپ کو شہید کیا تھا۔ جبکہ وہ کوہڑ (کوڑھ) کے مرض میں مبتلا تھا اور خولی بن یزید اصبحی نے آپ کا سر مبارک بدن شریف سے جُدا کر کے عُبَید اللہ بن زیاد کو پیش کیا یحییٰ بن معین نے کہا کوفہ کے لوگ کہتے ہیں کہ جس نے امام عالی مقام علیہ السلام کو شہید کیا تھا وُہ عُمر بن سعد بن ابی وقاص تھا۔ لیکن یحییٰ بن معین نے کہا کہ ابراہیم بن سعد بیان کرتے ہیں کہ عمر بن سعد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ البتہ وہ اس لشکر میں تھے۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا شمر بن ذی جوشن نے آپ کو قتل کیا تھا اور عمر بن سعد اس لشکر کا امیر تھا۔ مصعب نے کہا سنان بن ابی سنان نے آپ کو شہید کیا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ہاتھ میں خون کی بوتل لئے متحیّر کھڑے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! میرا باپ اور ماں قربان ہوں یہ کیسا حال ہے؟ اور یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ حسین کا خون ہے جو میں نے جمع کیا ہے۔ چنانچہ اسی روز امام حسین کے قتل کی خبر آئی۔ کسی نامعلوم قائل نے کہا :

اَتَرْجُوْا اُمَّۃٌ قَتَلَتْ حُسَیْنًا ؛ شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَابِ

کیا جس امت نے حسین کو قتل کیا وہ قیامت میں ان کے جدِّ امجد کی شفاعت کی اُمید کرے گی؟

marfat.com

Marfat.com

۳۵۰۰ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ اَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ثَنَا اَبُوْمُوْسٰى عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَابَكْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ اِلٰى جَنْبِهٖ يَنْظُرُ اِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّاِلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُوْلُ اِبْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

لوگ حسین پر بہت روئے۔ منذر ثوری نے ابن حنفیہ سے بیان کیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ سترہ مرد شہید ہوئے وہ تمام کے تمام سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے تھے۔ حسن بصری نے کہا حسین بن علی کے ساتھ ان کے خاندان سے سترہ مرد شہید ہوئے وہ تمام کے تمام سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے تھے۔ حسن بصری نے کہا حسین بن علی کے ساتھ ان کے خاندان سے سترہ مرد شہید ہوئے۔ اس روز ساری زمین پر ان کے مشابہ کوئی نہ تھا۔ بعض علماء نے ۲۲ مرد ذکر کئے ہیں۔ ابوعمر رضی اللہ عنہ نے کہا ساٹھ ہجری میں جب امیر معاویہ فوت ہوئے اور خلافت یزید کو پہنچی اور ولید بن عقبہ کو اس بات پر مامور کیا گیا۔ کہ وہ یزید کے لئے مدینہ منورہ والوں سے بیعت لے تو اس نے امام حسین اور عبداللہ بن زبیر کو رات پیغام بھیجا وہ دونوں تشریف لائے تو ان سے کہا یزید کی بیعت کر لو۔ دونوں نے بیک زبان کہا ہم جیسے لوگ خفیہ بیعت نہیں کرتے لیکن علانیۃً سب کے سامنے بیعت کیا کرتے ہیں۔ ہم صبح بیعت کریں گے یہ کہہ کر وہ اپنے گھروں کو چلے گئے اور رات رات مکہ مکرمہ کی طرف نکل گئے۔ جبکہ ماہ رجب کا تقریباً ایک دن باقی رہ گیا تھا۔ اور وہ اتوار کی رات کو مدینہ منورہ سے باہر نکل گئے۔ امام حسین نے مکہ مکرمہ میں شعبان، رمضان، شوال اور ذوالقعدہ اقامت کی اور آٹھ ذوالحجہ کو کوفہ کے سفر کا ارادہ کیا جو آپ کی زندگی کا آخری سفر تھا اور اکسٹھ ہجری میں دس محرم الحرام کو کوفہ کی سرزمین کے میدان کربلا میں شہید ہو گئے جو طف کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عجیب فیصلہ ہے کہ ۶۷ ہجری میں عاشوراء کے روز عبیداللہ بن زیاد قتل کیا گیا اسے ابراہیم بن اشتر نے لڑائی میں قتل کیا اور اس کا سر مختار ثقفی کے پاس بھیج دیا۔ مختار نے عبداللہ بن زبیر کے پاس بھیجا۔ اور عبداللہ بن زبیر نے علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ۵۷ برس کی عمر میں شہید کئے گئے بعض ۵۸ سال اور بعض چون سال چھ ماہ ذکر کرتے ہیں۔

مزنی نے شافعی کے ذریعہ سفیان بن عیینہ سے روایت کی انھوں نے کہا مجھے جعفر بن محمد نے

marfat.com

Marfat.com

۳۵۰۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِیْ ثَنَا اَبُوْعُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ یَاْخُذُهٗ وَالْحَسَنَ وَیَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا اَوْ كَمَا قَالَ

۳۵۰۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ ثَنَا حُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اُتِیَ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ زِیَادٍ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجُعِلَ فِیْ طَسْتٍ فَجَعَلَ یَنْكُتُ وَقَالَ فِیْ حُسْنِهٖ شَیْئًا فَقَالَ اَنَسٌ كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ

نے کہا حضرت علی بن ابی طالب اٹھاون سال کی عمر میں فوت ہوئے اسی طرح امام حسن و حسین بھی اٹھاون اٹھاون سال کی عمروں میں شہید ہوئے اور محمد بن علی بن حسین نے بھی اٹھاون سال کی عمر میں وفات پائی۔ سفیان نے کہا مجھے جعفر بن محمد نے کہا میں بھی اس سال اٹھاون برس کو پہنچ چکا ہوں۔ چنانچہ وہ اسی عمر میں فوت ہوئے مصعب زبیری نے کہا امام حسین علیہ السلام نے پچیس حج پیدل چل کر کئے۔ حضرات امامان کریمان رضی اللہ عنہما کے مناقب بے شمار ہیں صرف اتنی قدر پر اکتفاء کرتے ہیں۔

۳۵۰۱ — ترجمہ : نافع بن جبیرؒ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن سے معانقہ کیا۔

۳۵۰۲ — ترجمہ : ابوبکرہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر شریف پر سنا حالانکہ امام حسن آپ کے پہلو میں تھے۔ ایک بار آپ لوگوں کو دیکھتے اور ایک بار امام حسن کی طرف دیکھ کر فرماتے میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے باعث مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا (حدیث ۲۵۲۳ کی شرح دیکھیں)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد کے پاس امام حسین علیہ السلام کا سر لایا گیا اور طشت میں رکھا گیا تو

marfat.com
Marfat.com

ابن زیاد آپ کے منہ پہ مارنے لگا اور آپ کے حسن وجمال میں کچھ بک بک کی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا امام حسین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے اور سر مبارک وسمہ سے رنگا ہوا تھا۔

۳۵۰۱ — ۳۵۰۲ — شرح : زیاد بن ابی سفیان کو معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے باپ کی طرف منسوب کر کے اپنا بھائی قرار دیا تھا تو ابوسفیان نے اسے اپنے ساتھ لاحق کر لیا تھا اسی کو "زیاد بن ابیہ" کہا جاتا ہے اسے زیاد بن سمیہ بھی کہا جاتا ہے۔ سمیہ اس کی ماں ہے۔

ابن معین نے کہا عبیداللہ کو ابن مرجانہ بھی کہا جاتا ہے۔ مرجانہ اس کی ماں ہے۔ یہ مجوسی عورت تھی۔ امام بخاری نے کہا مرجانہ اصفہان سے قید کی گئی تھی۔ زیاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں شامل تھا۔ جب امیر معاویہ نے اسے اپنا بھائی بنا لیا اور ابوسفیان نے اسے اپنے ساتھ لاحق کر لیا تو یہ جناب علی المرتضیٰ اور ان کی اولاد رضی اللہ عنہم کا سب سے بڑا دشمن بن گیا۔ عبیداللہ اس کا بیٹا ہے۔ جس نے امام حسین علیہ السلام کے مقابلہ میں لشکر بھیجے تھے۔ جبکہ وہ یزید بن معاویہ کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا۔ اس کا لشکر ایک ہزار گھوڑ سوار تھا جن کا سپہ سالار حُر بن یزید تمیمی تھا۔ اس لشکر کے مقدمہ پر حصین بن نمیر کوفی تھا۔ پھر ہوا جو کچھ ہوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ لختِ جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کربلا کے گرم میدان کی گرم ریت میں بے سروسامانی کی حالت میں بے رحمی سے شہید کر دیا گیا۔ اس کی تفصیل "تنویر الابصار ترجمہ نور الابصار" میں دیکھیں اور آپ کو شہید کرنے والوں میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

مشہور یہ ہے کہ شمر بن ذی جوشن یا سنان بن ابی اوس نخعی نے شہید کیا اور آپ کا سر مبارک اُتار کر خولی بن یزید کو پیش کیا۔ سنان نے آپ کو نیزہ مارا تھا جس سے آپ گھوڑے سے گر گئے تھے۔ پھر اس نے خولی سے کہا کہ آپ کا سر کاٹو جب اس نے سر مبارک کاٹنے کا ارادہ کیا تو لرزہ براندام ہوا اور عاجز ہو گیا۔ سنان نے اسے کہا اللہ تعالیٰ تیرا بازو توڑے اور تیرے ہاتھ جسم سے علیحدہ کرے پھر وہ خود گھوڑے سے اترا اور آپ کو ذبح کر دیا۔ یہ اکسٹھ ہجری میں دس محرم کا واقعہ ہے اور جمعہ کا دن تھا۔ پھر وہ آپ کا اور آپ کے ساتھی شہداء کے سر اُٹھا کر کوفہ میں عبیداللہ بن زیاد کے پاس لائے جبکہ تمام بہتر سر تھے خولی بن یزید نے امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک اُٹھایا ہوا تھا۔ کندہ نے تیرہ سر اُٹھائے تھے۔ ہوازن نے بیس سر، بنو تمیم نے بیس، بنو اسد نے بیس اور مدحج نے گیارہ سر اُٹھائے ہوئے تھے۔ ان سروں اور قیدیوں کے ساتھ شمر بن ذی جوشن، قیس بن اشعث، عمرو بن حجاج اور عروہ بن قیس تھا۔ وہ تمام سر عبیداللہ بن زیاد لعین کے پاس لائے۔ تو اس لعین نے امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک طشت میں رکھ کر اسے چھڑی سے مارنا شروع کیا۔

ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ آپ کی ناک پر چھڑی مارنے لگا۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ وہ دونوں آنکھوں

marfat.com
Marfat.com

اور ناک پر مارتا تھا۔ اس حدیث کے راوی زید بن ارقم نے کہا میں نے کہا اپنی چھڑی سَر مبارک سے اُٹھالو میں نے اس جگہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ دیکھا تھا۔ ابن زیاد لعین نے آپ کے حسن و جمال میں طعن کیا۔ ترمذی کی روائت میں ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے ایسا خوبصورت کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت انس نے کہا کہ تمام اہلِ بیت کرام میں سے آپ حضور کے بہت مُشابہ تھے۔ بزار نے انس سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے ابن زیاد لعین سے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جگہ بوسہ دیتے دیکھا ہے جہاں تو چھڑی سے مار رہا ہے۔ تو وہ رُک گیا۔ طبری نے اپنے اسناد کے ساتھ حمید بن مسلم سے روائت کی کہ ابن زیاد جب اپنی چھڑی امام حُسین رضی اللہ عنہ کے سامنے والے دانتوں پر مار رہا تھا تو اسے زید بن ارقم نے دیکھ کر کہا۔ ان دونوں پیارے ہونٹوں سے اپنی چھڑی اُٹھالے۔ اللہ کی قسم میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ پھر رونا شروع کر دیا۔ ابن زیاد نے زید بن ارقم سے کہا اللہ تجھے رولائے بخدا! اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو میں تیری گردن اُڑا دیتا۔ اور اُٹھ کر دفع ہوگیا۔ میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ زید بن ارقم نے ابن زیاد کو ایک بات کہی اگر وہ سُن لیتا تو انہیں قتل کر دیتا۔ میں نے کہا اُنھوں نے کیا کہا تھا جواب دیا کہ اُنھوں نے یہ کہا تھا تمام عرب آج کے بعد غلام ہوگئے، تم نے فاطمہ کے بیٹے کو قتل کیا تم نے ابن مرجانہ کو حکم دیا وہ نیک لوگوں کو قتل کرتا ہے اور اشرار کو غلام بناتا ہے۔ بہت بُرا ہے وہ جو ذلت و رسوائی سے راضی ہو!

میں نے کہا زید بن ارقم انصاری کا بھلا ہو۔ زید بن ارقم خزرجی ہیں اور افاضل صحابہ میں سے ہیں اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سترہ جنگیں لڑیں وہ جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور آپ کے مخلصین میں سے تھے۔ ۶۶ ہجری میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اِس فاسق ظالم عُبید اللہ ابن زیاد کو سزا دی اور ابراہیم بن اشتر نے بائیس ذوالحجہ کو ۶۷ ہجری میں ہفتہ کے روز جازر میں اسے قتل کیا جو موصل سے پانچ فرسخ دُور ہے۔ اسے مختار بن ابی عُبیدہ ثقفی نے ابن زیاد سے جنگ کرنے بھیجا تھا۔ جب لعین قتل ہوگیا تو اس کے ساتھیوں کے سَروں کے ساتھ اس کا سَر کوفہ لایا گیا اور ان کو مختار کے آگے پھینک دیا گیا۔ ایک باریک سانپ آیا وہ تمام سروں میں سے پھرتا ہُوا ابن زیاد کے مُنہ میں داخل ہوگیا اور ناک کے راستہ نکل گیا اور ناک میں داخل ہوکر منہ سے نکل گیا اسی طرح وہ داخل اور خارج ہوتا رہا۔ پھر مختار نے ابن زیاد کا سَر اور دوسرے لوگوں کے سَر جو اس کے ساتھ قتل ہُوئے تھے۔ مکہ میں محمد بن حنفیہ کے پاس بھیجے اور ابن اشتر نے ابن زیاد کا جسم اور اس کے دُوسرے ساتھیوں کے جسم آگ میں جلا دیئے۔ واللہ علی ما یشاء قدیر

marfat.com
Marfat.com

۳۵۰۳ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِیْ عَدِیٌّ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلٰی عَاتِقِہٖ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ

۳۵۰۴ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِیْدِ ابْنِ اَبِیْ حُسَیْنٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ رَاَیْتُ اَبَا بَکْرٍ وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَھُوَ یَقُوْلُ بِاَبِیْ شَبِیْہٌ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَبِیْہٌ بِعَلِیٍّ وَّعَلِیٌّ یَضْحَکُ

۳۵۰۳ — ترجمہ : عدی نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا جبکہ امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کندھے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

۳۵۰۴ — ترجمہ : عقبہ بن حارث نے کہا میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا جبکہ آپ نے امام حسن کو اٹھایا ہوا تھا آپ یہ فرما رہے تھے میرا باپ قربان ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو علی کے مشابہ نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے

۳۵۰۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن سیرین کی روایت میں ہے کہ امام حسین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امام حسن کے سوا امام حسین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ دونوں حضرات بعض اعضاء میں آپ کے بہت مشابہ تھے چنانچہ ترمذی کی روایت میں ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے سینہ مبارک تک آپ کے بہت مشابہ تھے اور امام حسین رضی اللہ عنہ اس نچلے حصہ میں آپ کے بہت مشابہ تھے۔ امام حسن حسین رضی اللہ عنہما کے علاوہ اور حضرات بھی آپ سے مشابہت رکھتے تھے۔ چنانچہ جعفر بن ابی طالب عبداللہ بن جعفر قثم بن عباس بن عبدالمطلب، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، مسلم بن عقیل بن ابی طالب آپ کے مشابہ تھے اور بنی ہاشم کے علاوہ سائب بن یزید مطلبی جو امام شافعی رحمہ اللہ کے جد اعلیٰ ہیں۔ عبداللہ بن عامر

marfat.com
Marfat.com

۳۵۰۵ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ مَعِيْنٍ وَصَدَقَةُ قَالَا اَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِرْقُبُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ

۳۵۰۶ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ اَنَسٌ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ

بن کریز عبشمی، کالس بن ربیعہ بن عدی - یہ دس حضرات آپ کے مشابہ تھے اور امام مہدی جو آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے وہ آپ کے مشابہ ہوں گے اور ان کا نام آپ کے نام سا ہوگا اور ان کے والد کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے نام سا ہوگا!

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں طویل تقریر کے بعد ذکر کیا کہ ابن یونس نے تاریخ مصر میں عبداللہ بن ابی طلحہ خولانی کو ذکر کیا کہ وہ فتح مصر میں موجود تھے انہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا تھا کہ وہ منہ ڈھانپ کر چلا کریں کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے وہ بہت بڑے عابد اور فاضل تھے۔

(حدیث ۳۳۱۴ کی شرح دیکھیں)

۳۵۰۵ — ترجمہ : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی آپ کے اہل بیت میں پوشیدہ جانو!

شرح : شرح : اہل بیت کے متعلق علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ابن عباس، عکرمہ اور مقاتل نے کہا کہ ازواج مطہرات اہل بیت ہیں کیونکہ وہ آپ کے بیت میں ہیں۔ ابوسعید خدری مجاہد اور قتادہ نے کہا کہ آپ کے اہل بیت علی، فاطمہ، حسن و حسین اور علی المرتضیٰ ہیں "رضی اللہ عنہم"، قسطلانی۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۳۵۰۵ —

۳۵۰۶ — ترجمہ : حضرت انس نے کہا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ مشابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی شخص نہ تھا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۵۰۷ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ یَعْقُوْبَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ نُعْمٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهٗ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهٗ یَقْتُلُ الذُّبَابَ فَقَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ یَسْأَلُوْنَ عَنْ قَتْلِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا

۳۵۰۷ــــ ترجمہ : محمد بن ابی یعقوب سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی نُعم سے سُنا اُنھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر سے سُنا کہ کسی نے اُن سے مُحرِم کے متعلق پوچھا شُعبہ نے کہا میرا خیال ہے کہ اس نے پُوچھا کہ احرام باندھنے والا مکھی مار دے (تو کیا جُرم ہے) عبداللہ بن عمر نے کہا عراق والے مکھی مارنے کے متعلق پوچھتے ہیں اور اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کیا ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں دُنیا میں میرے پھُول ہیں۔

۳۵۰۷ــــ شرح : یعنی ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والا حالتِ احرام میں مکھی مار دے تو اس کی کیا جزاء ہے ؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس سوال سے تعجُّب کیا کہ یہ سائل عراقی ہے اور یہ لوگ مکھی مارنے میں تأمل کرتے ہیں اور غور و خوض کرتے ہیں کہ اس کو مارنا جُرم ہے۔ اس کی پاداش میں کچھ ادا کرنا پڑے گا حالانکہ اُنھوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی جنت کی عورتوں کی سردار کے لختِ جگر جنت کے نوجوانوں کے سردار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں بہت دلیری کی اور ذرہ بھر تأمل نہ کیا کہ ان کے قتل کرنے میں کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا اور ذرہ شرم نہ کی کہ قیامت میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے کیونکر امیدوار ہوں گے ! اَنَّا لِلّٰہِ وانا الیہ راجعون ،،

ان لوگوں کی عقل پر تعجب ہے اور ان کے فہم و فراست پر رونا آتا ہے کہ حقیر سی شئ کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ مکھی مارنے سے محرم پر کیا جزاء عائد ہوتی ہے اور عظیم تر شخصیت کے قتل کرنے میں ہمہ تن دلیر ہو کر بے حیائی کا مظاہرہ کیا ہے۔ حالانکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : حسن و حسین جنت کے

marfat.com

Marfat.com

مَنَاقِبُ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ

مَوْلَى اَبِیْ بَکْرٍ وَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّۃِ

خوشبودار پھول ہیں۔ یہ میرے بیٹے ہیں۔ تف ہے۔ قاتلانِ حسین پر جنہوں نے دُنیاوی اغراض کی تکمیل اور نفسانی ہوس پر رسُول کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون "

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۱۸ھ مطابق جنوری ۶۳۹ء

آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنّت میں اپنے آگے آگے تیرے پاؤں کے جوڑے کی آواز سُنی۔

حضرت بلال بن رباح حبشی النسل ہیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن ہیں ان کی والدہ کا نام حمامہ ہے۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو کفار نے انہیں سخت سے سخت عذاب میں مبتلا کیا لیکن ان کے پائے ثبات میں ذرہ بھر تزلزل نہ آیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تو آپ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کیا اور آپ کا مؤذن بن گیا۔ ساری جنگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے آپ نے ان کے اور ابوعبیدہ بن جراح کے درمیان بھائی چارہ کیا۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر گئے تو آپ شام میں چلے گئے اور وہیں فوت ہوئے۔ ابونعیم نے کہا آپ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خازن تھے۔ اُمیہ بن خلف مکہ مکرمہ کے پتھریلے میدان میں آپ کو دوپہر کی گرمی میں پشت کے بل لٹا کر آپ کے سینے پر بھاری پتھر رکھ کر عذاب دیتا تھا اور کہتا کہ اسلام سے منحرف ہو جاؤ اور آپ اس حالت میں اَحد اَحد پکارا کرتے تھے۔ ابن بکیر نے کہا کہ آپ طاعون عمواس میں فوت ہوئے اس کے

marfat.com
Marfat.com

۳۵۰۸ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِىْ بِلَالًا

۳۵۰۹ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ ثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ اَنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِىْ بَكْرٍ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِىْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِكْنِىْ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِىْ لِلّٰهِ فَدَعْنِىْ وَعَمَلَ اللّٰهِ

مطابق آپ کی وفات اٹھارہ ہجری میں ہوئی ہے۔ ابنِ مَندہ نے معرفت میں ذکر کیا کہ حلب میں آپ کو دفن کیا گیا (اصابہ)

۳۵۰۸ ـ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اُنھوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا۔

۳۵۰۹ ـ ترجمہ : قیس سے روائت ہے کہ بلال نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لئے خریدا ہے تو مجھے اپنی غلامی میں روک رکھیں اور اگر مجھے اللہ کے لئے خریدا ہے تو مجھے چھوڑ دیجئے میں اللہ کے لئے عمل کروں۔

۳۵۰۸-۳۵۰۹ ـ شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بلال پر سیادت کا اطلاق کیا۔ یہ آپ کی بہت بڑی مَنقبت ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سیادت کا اطلاق حقیقی ہے۔ اور بلال پر اطلاق مجازی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو سیّد بطورِ تواضع اور انکساری فرمایا۔ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جنت مخلوق ہے۔ حضرت بلال نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں یہ کہا تھا۔ چنانچہ امام احمد کی روائت میں اس کی تصریح ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے تو بلال نے ابوبکر صدیق سے یہ کہا۔ اور "وَعَمَلَ اللّٰهِ" میں واؤ مع کے معنی میں ہے یعنی "دَعْنِىْ مَعَ عَمَلِ اللّٰهِ"، ایک

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنَاقِبُ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما

روائت میں ہے " دَعْنِیْ اَعْمَلُ لِلّٰہِ " مجھے چھوڑیئے میں اللہ کے لئے عمل کروں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے ہجرت کا ارادہ کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کرتے ہوئے انہیں روک لیا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں اذان دیں۔ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا نہ تو مدینہ منورہ میں رہ سکتا ہوں اور نہ ہی مقامِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے خالی دیکھنا برداشت کر سکتا ہوں۔ ابنِ سعد نے طبقات میں ذکر کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دیکھا کہ جہاد مومن کا افضل عمل ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے حق کا واسطہ دے کر تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ یہاں رہو تو آپ کی وفات تک بلال رُک گئے جب ابوبکر صدیق انتقال کر گئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی تو وہ شام چلے گئے اور اٹھارہ ہجری میں طاعونِ عمواس میں انتقال کر گئے۔ ایک روائت کے مطابق بیس ہجری میں فوت ہوئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

وفات : ۶۸ھ مطابق اکتوبر ۶۸۷ء

آپ کا نسب شریف یہ ہے۔ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قرشی ہاشمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ کی والدہ اُمِّ فضل بنت حارث ہلالیہ ہیں۔ آپ ہجرت سے تین برس قبل شِعب میں پیدا ہوئے۔ امام ترمذی نے لیث کے طریق سے ابن عباس سے روائت کی کہ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دو بار دیکھا۔ صحیح میں ابن عباس سے روائت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سینہ سے ملا کر دعا دی کہ اے اللہ! اسے قرآن کا علم عطا فرما۔ اسی لئے آپ کو حِبرِ عرب کہا جاتا ہے۔ عرب کے بادشاہ جرجیر نے آپ کو یہ لقب دیا تھا۔ جبکہ آپ عبداللہ بن ابی سرح کے ساتھ افریقہ کے غزوہ میں تھے۔ تو آپ نے جرجیر سے کلام کیا تو اُس نے کہا کہ آپ حبرِ عرب ہیں۔

واقدی نے ذکر کیا کہ جب قریش نے بنو ہاشم کا شِعبِ مکہ میں محاصرہ کیا تھا۔ اس وقت شِعب میں آپ پیدا ہوئے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تیرہ برس کے تھے۔ ابوالحسن مدائنی نے

marfat.com
Marfat.com

نے ابوبکرہ سے روایت کی کہ ابن عباس ہمارے پاس بصرہ میں تشریف لائے۔ عرب میں ان سا باوقار، عالم، بہترین لباس پہننے والا خوبصورت باکمال نہیں۔ ابن یونس نے کہا ابن عباس نے عزوہ افریقیہ عبداللہ بن سعد کے ہمراہ ۲۷ ہجری میں لڑا۔ ابن مندہ نے کہا آپ کا رنگ سفید اور سُرخی مائل تھا۔ قد لمبا، جسیم اور خوبصورت تھے۔ سَر کے بال کانوں تک مہندی سے مخضوب تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عباس کے قریب ہو کر کہتے میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے لئے دُعا کرتے دیکھا اور تمہارے سَر کو مسح کر کے منہ میں لعاب شریف ڈالا۔ اور فرمایا اے اللہ! اسے دین میں سمجھ عطاء کر اور قرآن کی تاویل کا علم عنائت کر۔

ابن مبارک کے طریق سے داؤد بن ابی ہند کے ذریعے شعبی سے روایت ہے کہ زید بن ثابت سوار ہُوئے تو ابن عباس نے ان کے گھوڑے کی رکاب پکڑلی۔ زید بن ثابت نے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ایسا مت کرو ابن عباس نے کہا ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم علماء کا اسی طرح احترام کریں۔ یہ سُن کر زید بن ثابت نے ابن عباس کا ہاتھ چوم کر کہا ہمیں بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم اہل بیت کرام کا اس طرح ادب کریں۔ عکرمہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جلا دیا اور ابن عباس کو یہ خبر پہنچی تو کہا میں ایسا ہرگز نہ کرتا آگ سے عذاب دینا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ جب حضرت علی کو یہ معلوم ہُوا تو کہا ام فضل کا بیٹا علم کے بحُور میں غوّاص ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر عبداللہ بن عباس ہماری عمریں پاتے تو ہم سے کوئی اس کے برابر نہ ہوتا۔ اعمش نے کہا ابن عباس قرآن مجید کے بہترین ترجمان ہیں۔ ابونعیم نے حمزہ بن ابی محمد کے طریق سے عبداللہ بن دینار سے روایت کی کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے اس آیت کریمہ **كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا**، کی تفسیر پوچھی تو اُنھوں نے کہا ابن عباس کے پاس جاؤ ان سے دریافت کر کے مجھے بتانا۔ حضرت ابن عباس سے استفسار کیا تو اُنھوں نے کہا آسمان ملے ہُوئے تھے بارش نہیں برساتے تھے۔ زمین بھی سخت تھی سبزی نہیں اُگاتی تھی تو آسمانوں کو بارش کے ساتھ اور زمین کو سبزہ اُگانے کے ساتھ علیحدہ علیحدہ کیا وہ شخص ابن عمر کے پاس گیا اور یہ تفسیر بیان کی تو اُنھوں نے کہا ابن عباس کو حتمی واقعی علم عطاء کیا گیا ہے میں ابن عباس کا قرآن کی تفسیر کرنے پر تعجب کیا کرتا تھا۔ اب معلوم ہُوا کہ انہیں قرآن کا علم دیا گیا ہے۔ یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا جب زید بن ثابت فوت ہُوئے تو ابوہریرہ نے کہا اس امت کا عالم فوت ہوگیا ہے۔ شائد اللہ تعالیٰ ابن عباس کو ان کا خلیفہ بنا دے۔

مُعجَم بَغوِی میں عبدالجبار بن ورد کے طریق سے عطاء سے روایت ہے کہ میں نے کوئی مجلس ابن عباس کی مجلس سے باوقار نہیں دیکھی۔ وہ مسائل فقہیہ اور رُموزِ تصوّف پر مشتمل ہُوتی تھی۔ اس مجلس میں صرف علم و معرفت کی گفتگو ہوتی تھی۔ فقہاء وہاں ہوتے اصحاب قرآن وہاں ہوتے اور شعراء وہاں ہوتے تھے اور وہ دور دراز کا سفر کر کے آپ کی مجلس میں بیٹھنے کا شرف حاصل کرتے تھے۔ عبداللہ بن ابی یزید نے کہا اگر ابن عباس

marfat.com
Marfat.com

۳۵۱۰ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى صَدْرِهٖ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ

۳۵۱۱ - ۳۵۱۲ ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ ثَنَا مُوْسٰى ثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ مِثْلَهٗ قَالَ الْبُخَارِيُّ وَالْحِكْمَةُ الْاِصَابَةُ فِيْ غَيْرِ النُّبُوَّةِ

سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو اگر قرآن میں اس کا جواب ہوتا تو بیان فرماتے ورنہ حدیث سے اگر حدیث میں نہ ہوتا تو ابوبکر اور عمر فاروق کے اقوال پر جواب دیتے ورنہ خود اجتہاد کرتے تھے۔ ابن شہاب نے کہا جس سال حضرت عثمان شہید ہوئے انھوں نے ابن عباس کو حج کا امیر بنایا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور آپ صفین کی جنگ میں لشکر کے میسرہ پر مامور تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے تک بصرہ کے حاکم رہے۔ پھر بصرہ پر عبداللہ بن حارث کو خلیفہ مقرر کرکے خود حجاز چلے گئے۔ جب آپ بصرہ کے حاکم تھے تو رمضان مبارک کی راتوں میں لوگوں کو فقہی مسائل بیان کرکے ان کو فقیہہ بنا دیتے تھے۔ زبیر بن بکار نے کہا کہ عمر بن دینار نے کہا جب ابن عباس طائف میں فوت ہوئے اور ابن حنفیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی تو ایک سفید پرندہ آیا اور آپ کے کفن میں داخل ہوگیا اور پھر باہر نہ آیا جب قبر میں مٹی اتاری گئی تو ابن حنفیہ نے کہا خدا کی قسم آج اس امت کا عالم فوت ہوگیا ہے (اصابہ)

اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مناقب ابن عباس" کیوں نہیں کہا اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب العلم میں ان کے متعلق مستقل باب ذکر کیا ہے۔ اس میں بیان کیا کہ ابن عباس نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک سے لگا کر فرمایا اے اللہ! ابن عباس کو قرآن کا علم عطا کر یہ ابن عباس کی عظیم منقبت ہے۔ اسی پر اکتفا کرتے ہوئے لفظ مناقب ذکر نہیں کیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے قرآن کے علم کی دعا فرمائی تھی۔ اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "اگر میرے اونٹ کی رسی جس سے میں اس کا گھٹنا باندھتا ہوں گم ہوجائے تو میں قرآن سے معلوم کرلیتا ہوں کہ وہ کہاں پڑی ہے (اتقان ص ۱۲۶)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنَاقِبُ خَالِدِبْنِ اُلْوَلِيْدِ

۳۵۱۰ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک سے ملاکر فرمایا اے اللہ! اسے قرآن کا علم عطا فرما۔

۳۵۱۱ ترجمہ : عبدالوارث سے روائت ہے۔ اور فرمایا اسے قرآن کا علم عطا فرما!

۳۵۱۲ ترجمہ : وُہیب نے خالد سے اس طرح روائت کی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : جمادی الاخری سنہ ۲۱ھ مطابق مئی سنہ ۶۴۲ء

آپ کا نسب : خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی سَیْفُ اللّٰہِ۔ آپ کی والدہ کا نام لبابہ صغریٰ بنت حارث بن ہمام ہلالیہ ہے۔ وہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیوی لبابہ کبریٰ کی بہن ہیں۔ جبکہ وہ دونوں میمونہ بنت حارث ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی ہمشیرگان ہیں خالد بن ولید کی کنیت ابوسُلیمان ہے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جاہلیت کے زمانہ میں قریش کے سرداروں میں سے تھے اور گھوڑوں کی باگ ڈور انہی کے ہاتھوں میں تھی۔ وہ کفارِ قریش کے ساتھ عمرہ حدیبیہ تک جنگوں میں شریک ہوتے رہے پھر جنگِ خیبر کے بعد سات ہجری میں مسلمان ہوگئے۔ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ عمرو بن عاص نے کہا میں فتح مکہ سے قبل جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے مکہ سے باہر نکلا تو خالد بن ولید سے ملاقات ہوگئی جبکہ وہ بھی مکہ سے آرہے تھے۔ میں نے اُن سے کہا اے ابوسُلیمان کدھر جارہے ہو۔ اُنھوں نے کہا بخدا! میں مسلمان ہونے جارہا ہوں کب تک کفر کی تاریکیوں میں گزارہ ہوگا۔ میں نے کہا میں بھی مسلمان ہونے جارہا ہوں۔ ہم دونوں مدینہ منوّرہ آئے تو مجھ سے پہلے خالد مشرف باسلام ہُوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں آپ کے قریب ہُوا اور آپ سے بیعت کی پھر میں واپس آگیا۔ اس کے بعد خالد بن ولید زید بن حارثہ کے ساتھ مل کر غزوہ موتہ میں کفار سے جنگ کی جبکہ جھنڈا زید بن حارثہ کے ہاتھ میں تھا جب زید بن حارثہ

marfat.com

Marfat.com

عبداللہ بن رواحہ اور جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم تینوں امرآء یکے بعد دیگرے شہید ہوتے گئے تو خالد نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر مُوتہ میں فتح دی۔ اس لڑائی کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں خطبہ دے رہے تھے تو اثناءِ خطبہ میں آپ نے لوگوں سے فرمایا اب زید شہید ہوگئے اب جعفر شہید ہوگئے۔ اب عبداللہ بن رواحہ شہید ہوگئے۔ اب خالد بن ولید نے جھنڈا پکڑ لیا ہے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں فتح مکہ میں موجود تھے۔ پھر حنین اور طائف کے معرکوں میں حاضر ہوتے رہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں اور "سَیفُ اللہ" کے لقب سے آپ کو یاد فرمایا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اکیدر دومہ کی طرف بھیجا تو آپ اسے گرفتار کرکے لے آئے آپ نے اس کا خون معاف کر دیا اور اُس نے جزیہ ادا کرنے پر صلح کرلی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں مرتدین سے جنگ کرنے بھیجا تو آپ نے اُن سے جنگ میں جوانمردی کے جوہر دکھائے۔ پھر آپ کو فارس اور روم کی جنگوں میں سپہ سالار بنایا۔ آپ نے خوب جنگیں لڑیں اور دمشق اور شام کو فتح کیا۔ جب خالد بن ولید یمامہ کی لڑائی سے فارغ ہُوئے تو ابوبکر صدیق نے آپ کو شام کی طرف لشکر دے کر بھیجا تو آپ کے لشکر سے خائف ہوکر اللہ کا دشمن شکست خوردہ بھاگ گیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو شام کا حاکم مقرر کیا۔ پھر عمر فاروق نے اپنے عہدِ خلافت میں انہیں معزول کر دیا۔ بخاری نے تاریخ میں ذکر کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور خالد بن ولید کی معزولیت کی معذرت بیان فرمائی تو ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ نے کہا اے امیرالمؤمنین آپ نے ایسے حاکم کو معزول کیا ہے جنہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاکم مقرر کیا تھا۔ اور آپ نے اس آدمی کو کمزور کیا جسے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرفرازی عنائت کی تھی۔ امیرالمؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا کہ تمہاری اس سے قرابت ہے اور نوجوان ہو اپنے چچا کے بیٹے کے باعث ناراضگی کر رہے ہو۔ قتادہ نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو عزی کی طرف بھیجا تو آپ نے اسے گرا دیا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد بن ولید اللہ کا نیک بندہ اور اللہ کی تلوار ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں کفار پر مسلط فرمایا ہے۔

ابویعلی نے شعبی کے طریق سے ابن ابی اوفی سے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد بن ولید کو اذیت نہ پہنچاؤ وہ اللہ کی تلواروں میں سے تلوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کفار پر غضب و قہر بنا کر بھیجا ہے۔ عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن ولید نے یرموک کی جنگ میں اپنی ٹوپی گم پائی تو فرمایا میری ٹوپی تلاش کرو وہ نہ ملی پھر ٹوپی تلاش کرنے پر زور دیا تو وہ آپ کے پیچھے پڑی ہُوئی مل گئی جب لوگوں نے پوچھا۔ آپ نے ٹوپی کی تلاش پر اس قدر اصرار کیوں کیا ہے تو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا کیا تو اپنے سر مبارک کے بال منڈوائے لوگوں نے آپ کے بال شریف تقسیم کر لئے تو میں نے جلدی کی اور آپ کی پیشانی طیبہ کا بال حاصل کر لیا اور اسے اس ٹوپی میں محفوظ رکھ دیا۔ ہر جنگ میں یہ ٹوپی میرے

marfat.com
Marfat.com

ساتھ ہوتی ہے اور میرے لئے فتح و نصرت کا سبب بنتی ہے۔ ابو یعلی نے بھی اس روائت کو مختصر بیان کیا ہے۔ اور آخر میں کہا میں جس جنگ میں جاتا ہوں۔ اس بال شریف کی برکت سے فتح میرے قدم چومتی ہے۔ بخاری میں قیس بن ابی حازم نے خالد بن ولید سے روائت کی کہ انہوں نے کہا جنگ مُوتہ میں میرے ہاتھوں میں نو تلواریں ٹوٹیں پھر آخر میں میرے ہاتھ میں تلوار کا چھوٹا سا حصّہ رہ گیا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بعض کرامات

حیرہ کا نصاریٰ نے عبدالمسیح نصرانی کو خالد بن ولید کے پاس بھیجا جبکہ عبدالمسیح کی عمر تین سَو پچاس برس سے زائد تھی۔ اس کے ہاتھ میں چھوٹی سی بوتل تھی۔ خالد بن ولید نے اسے کہا تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ نصرانی نے کہا زہر ہے جس کے پینے سے انسان فوراً ہلاک ہو جاتا ہے اور میں اس کو اس لئے ساتھ لایا ہوں کہ اگر تم میرے ساتھ سختی کرنے لگو تو یہ پی کر فوراً ہلاک ہو جاؤں گا۔ خالد بن ولید نے زہر والی بوتل پکڑی اور اللہ کا نام لے کر پی کر بوتل نصرانی کے پاؤں میں پھینک دی۔ یہ حال دیکھ کر نصرانی واپس چلا گیا اور انہیں واقعہ بیان کیا کہ ان لوگوں کو زہر بھی اثر نہیں کرتا تلوار کیا اثر کرے گی۔ اس کے بعد نصاریٰ نے صلح کر لی اور مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کرنے سے رُک گئے۔ قاری ہروی نے تخریج الکتاب میں ذکر کیا کہ اسے ابو یعلی، بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل میں روائت کیا ہے (نبراس) ابن ابی دُنیا نے صحیح اسناد کے ساتھ خیثمہ سے روائت کی کہ خالد بن ولید کے پاس ایک شخص آیا اس کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا۔ آپ نے فرمایا یہ کیا ہے اس نے کہا سرکہ ہے۔ خالد نے کہا اللہ اسے سرکہ کر دے تو وہ سرکہ ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق نے خالد بن ولید کو کیوں معزول کیا؟

زُبیر بن بکار نے ذکر کیا کہ خالد کے پاس جب مال آتا تو وہ اسے مجاہدین میں تقسیم کر دیتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کا حساب نہ دیتے تھے۔ اس طرح اور بھی کئی اُمور تھے جو حضرت خالد بن ولید ابوبکر صدیق کی مرضی کے خلاف کرتے تھے اور وہ ان کو پسند نہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کے قتل ہو جانے کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کر لیا جو ابوبکر صدیق کو

marfat.com

Marfat.com

پسند نہ تھا۔ آپ نے نویرہ کے بیٹے متمم کو اس کی دیت ادا کر دی اور خالد کو حکم دیا کہ وہ مالک کی بیوی کو طلاق دیدیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اس بات سے ناخوش تھے۔ لیکن بایں ہمہ حضرت ابوبکر صدیق نے خالد کو معزول نہ کیا اور ان کے عہدِ خلافت میں وہ بدستور حاکم رہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں طلیحہ کا مقابلہ کرنے بھیجا تو طلیحہ اور اس کا لشکر شکست خوردہ بھاگ گیا۔ پھر خالد مسیلمہ کذاب کا مقابلہ کرنے گئے اور اللہ تعالیٰ نے مسیلمہ کو قتل کیا۔

زُبیر بن بکار نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق کو مشورہ دیا کہ آپ خالد کو خط لکھیں کہ مال کی تقسیم امیر المؤمنین کی اجازت کے بغیر نہ کریں۔ خالد نے جواب تحریر کیا کہ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیں میں جیسے چاہوں کروں؛ ورنہ آپ مختار ہیں جو چاہیں کریں۔ یہ جواب آنے پر عمر فاروق نے ان کی معزولی کا ابوبکر صدیق کو مشورہ دیا۔ لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کام خالد کرتے ہیں وہ کون کرے گا؟ حضرت عمر فاروق نے کہا اس کی مکافات میں کروں گا۔ ابوبکر نے فرمایا ٹھیک ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تیاری شروع کی اور سواری تیار کی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابوبکر صدیق کے پاس جاکر کہنے لگے۔ عمر فاروق آپ کو تنہا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ حالانکہ آپ کو ان کے مشوروں کی ضرورت ہے آپ نے خالد کو کیوں معزول کیا ہے؟ ابوبکر صدیق نے کہا پھر میں کیا کروں؟ اُنھوں نے کہا عمر فاروق کو روک لیں اور خالد بن ولید کو خط لکھیں کہ وہ بدستور حاکم رہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے صحابہ کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے عمر فاروق کو روک دیا۔ جب عمر فاروق امیر المؤمنین مقرر ہوئے تو خالد کو لکھا کہ کوئی اونٹ اور کوئی بکری میری اجازت کے بغیر تقسیم نہ کریں تو حضرت خالد بن ولید نے وہی جواب تحریر کیا جو ابوبکر صدیق کو تحریر کیا تھا۔ یہ جواب آنے پر عمر فاروق نے خالد کو معزول کر دیا۔ پھر اس کے بعد حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق خالد بن ولید کو حاکم بننے کی پیش کش کرتے مگر وہ یہ کہہ کر انکار کر دیتے کہ میں وہی کروں گا جو چاہوں گا تو عمر فاروق اس کا انکار کر دیتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے خالد کو اسی لئے عتاب کیا تھا کہ وہ تقسیم مال اپنی مرضی سے کرتے تھے۔ آپ اکیس ہجری کو حمص شہر میں فوت ہوئے۔ بعض مورخین نے کہا کہ آپ مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ جو اُن کا مال ہتھیار یا گھوڑا ہو وہ اللہ کی راہ میں دے دیا جائے۔ جب ان کا انتقال ہُوا تو عمر فاروق ان کی نمازِ جنازہ پڑھانے باہر آئے تو کہا خالد کے خاندان کی عورتیں جب تک واویلا اور بَین وغیرہ نہ کریں انہیں رونے دو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی تھی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۵۱۳ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

بَابُ مَنَاقِبُ سَالِمٍ مَوْلَى اَبِيْ حُذَيْفَةَ

۳۵۱۳ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کے شہید ہوجانے کی خبر آنے سے پہلے صحابہ کرام کو خبردار کر دیا کہ یہ حضرات شہید ہو چکے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا مسلمانوں کے لشکر کا جھنڈا زید بن حارثہ نے پکڑا اور وہ شہید ہوگئے پھر جعفر طیار نے پکڑا وہ بھی شہید ہوگئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے پکڑا وہ بھی شہید ہوگئے اور آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ حتیٰ کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کی۔ (حدیث ع ۱۱۷۶ ، ع ۱۱۷۷ کی شرح دیکھیں)

حضرت سالم مولی ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۱۲ھ مطابق ۶۳۳ء

سالم مولی ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔ آپ قدیم مسلمانوں میں سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ ابوحذیفہ کی بیوی ثُبَیْنَہ آپ کی مَولَاۃ ہے۔ سالم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو روایتیں کی ہیں۔ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے سالم کو متبنّٰی بنایا تھا جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

Marfat.com

حضرت زید بن حارثہ کو متبنّیٰ بنایا تھا۔ ابوحذیفہ انہیں اپنا بیٹا سمجھتے تھے۔ اسی لئے اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ" تو تمام متبنّوں کو ان کے آباء کے نام سے پکارنے لگے اور جس کے باپ کا نام یاد نہ تھا اسے اس کے مولی کے نام سے بلانا شروع کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے سالم مسجد قباء میں مہاجرین اوّلین کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مسجد میں قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ کی صفت وثنا ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے ہیں۔ آپ خوش الحان تھے اور قرآن کریم تحسین صوت سے پڑھا کرتے تھے۔

ابن مبارک نے بیان کیا کہ مہاجرین کا جھنڈا سالم کے پاس تھا جب اس میں کچھ نکتہ چینی کی گئی تو کہا میں اگر لڑائی سے بھاگ جاؤں تو بہت بُرا شخص ہوں گا۔ اس لڑائی میں ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو بائیں ہاتھ سے جھنڈا پکڑ لیا جب بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو گردن اور کندھے میں جھنڈا تھام لیا اور اسی حالت میں شہید ہو گئے۔ جب وہ آخری لمحاتِ زندگی میں تھے تو پوچھا ان کے مولی ابوحذیفہ کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے کہا وہ شہید ہو گئے ہیں۔ سالم نے کہا مجھے ان کے پہلو میں لٹا دو! امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کا مالِ وراثت ان کو آزاد کرنے والی ابوحذیفہ کی بیوی ثُبَیْنہ کو دیا تو اُس نے کہا میں نے اسے مفت آزاد کیا تھا اور مال لینے سے انکار کر دیا تو امیر المؤمنین نے اس کا مال بیت المال میں جمع کر دیا۔ لیکن ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ عمر فاروق نے سالم کا مال ان کی والدہ کو دے دیا تھا۔

ابوعمرو نے کہا سالم کے والد ابوعبداللہ معقل فارسی نژاد تھے اور قبیلہ اصطخر سے تعلّق رکھتے تھے صحابہ کبار میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کو مہاجر اور انصاری کہا جاتا ہے کیونکہ ابوحُذیفہ نے انہیں متبنّیٰ بنا لیا تھا جبکہ ان کی بیوی نے سالم کو آزاد کر کے ابوحُذیفہ کی تحویل میں کر دیا تھا۔ اسی لئے آپ مہاجرین سے شمار ہوتے ہیں چونکہ ابوحذیفہ کی بیوی ثبینہ انصاریہ نے آزاد کیا تھا۔ اس اعتبار سے آپ انصار سے شمار ہوتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُن کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو معاذ بن ماعص کا بھائی بنایا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر سالم زندہ ہوتے تو میں انہیں مجلس شُوریٰ میں شامل کر لیتا۔ آپ یمامہ کی جنگ میں بارہ ہجری میں شہید ہُوئے جبکہ ان کے مولیٰ ابوحذیفہ بھی اسی لڑائی میں شہید ہُوئے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۵۱۴ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا اَزَالُ اُحِبُّهٗ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِسْتَقْرِءُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَبَدَأَ بِهٖ وَسَالِمٍ مَوْلَى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ وَلَا اَدْرِيْ بَدَأَ بِاُبَيٍّ اَوْ بِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابوحذیفہ کا نام ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی عبشمی ہے۔ آپ افاضل اور اکابر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ شرف بخشا کہ آپ نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور دو ہجرتیں کیں۔ ایک حبشہ کو دوسری مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے دارِ ارقم میں داخل ہوئے لیکن ابوحذیفہ نے وہاں جانے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ غزوۂ بدر، خندق، حدیبیہ اور دیگر غزوات میں موجود رہے اور جنگِ یمامہ میں شہید ہو گئے جبکہ آپ کی عمر ۵۳ برس تھی۔

۳۵۱۴ــــ ترجمہ : مسروق نے کہا عبداللہ بن عمرو کے پاس عبداللہ بن مسعود کا ذکر ہوا۔ تو انھوں نے کہا جب سے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ چار شخصوں سے قرآن پڑھو۔ پہلے عبداللہ بن مسعود کو ذکر کیا اور ابوحذیفہ کے مولیٰ سالم بن معقل، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل تو میں سالم سے بہت محبت کرتا تھا۔ راوی نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ پہلے اُبَیّ بن کعب کو ذکر کیا یا معاذ بن جبل کو۔

۳۵۱۴ــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اِن چار صحابہ کرام کی تخصیص کا

marfat.com
Marfat.com

فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَرَاَيْتُ شَيْخًا مُقْبِلًا فَلَمَّا دَنَا قُلْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ اِسْتَجَابَ قَالَ مِنْ اَيْنَ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَفَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ اَوَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمُ الَّذِيْ اُجِيْرَ مِنَ الشَّيْطَانِ اَوَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ كَيْفَ قَرَاَ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى فَقَرَاْتُ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى فَقَالَ اَقْرَاَنِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهْوٰى اِلٰى فِيَّ فَمَا زَالَ هٰؤُلَآءِ حَتّٰى كَادُوْا يَرُدُّوْنَنِيْ

۳۵۱۷ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَاَلْنَا حُذَيْفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيْبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَاْخُذَ عَنْهُ قَالَ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَقْرَبَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ

نے میری دُعا قبول فرمالی ہے۔ اس بزرگ نے کہا تم کہاں سے آئے ہو میں نے کہا میں کوفہ سے آیا ہوں۔ اُس نے کہا کیا تم میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جوڑا مبارک، تکیہ اور چھاگل اُٹھانے والا نہیں ہے؟ کیا تم میں وہ شخص نہیں ہے جسے شیطان سے پناہ دی گئی ہے کیا تم میں وہ شخص نہیں جو سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان ہیں جو اور کوئی نہیں جانتا ہے؟ ابن ام عبد یہ آیت کیسے پڑھتے ہیں؟ وَاللَّيْلِ آہ تو میں نے "وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى" پڑھا تو اُس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح پڑھایا ہے حالانکہ آپ کا منہ مبارک میرے منہ کی طرف تھا۔ یہ لوگ میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ مجھے اس سے ہٹائیں۔ (حدیث ۳۴۹۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۵۱۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَآءِ ثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ اَبِيْ اِسْحٰقَ ثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ ثَنِيْ الْاَسْوَدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ يَقُوْلُ قَدِمْتُ اَنَا وَ اَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نَرٰى اِلَّا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ اُمِّهٖ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۱۷ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا ہم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حسن ہیئت اور طریقہ کے بہت قریب ہو تاکہ ہم اس سے کچھ حاصل کریں۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت اور عادات میں عبداللہ بن مسعود سے زیادہ قریب کسی کو نہیں دیکھا۔

۳۵۱۸ ـــ ترجمہ : اسود بن یزید نے بیان کیا کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے ہم کچھ مدت مدینہ منورہ میں ٹھہرے تو ہم یہی خیال کرتے رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں۔ کیونکہ ہم اُن کا اور ان کی والدہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنا جانا دیکھتے تھے۔

۳۵۱۷ ـــ ۳۵۱۸ شرح : سمت ،، اچھی ہیئت اور "ھدی" طریقہ ، مذہب ۔ اور شکل وصورت اور عادات ،، ابن ام عبد حضرت عبداللہ بن مسعود ہیں رضی اللہ عنہ۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکثرت آیا جایا کرتے تھے اس لئے حضرت ابو موسیٰ نے یہ خیال کیا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے لوگوں میں سے ہیں اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی بہت فضیلت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ذِکرُ مُعَاوِیَۃ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : ۱۵۔رجب سنہ ۶۰ھ مطابق ۷۔اپریل سنہ ۶۷۹ء

آپ کا نسب یہ ہے۔ ابوعبدالرحمٰن معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی ،، آپ اعلانِ نبوّت سے پانچ سال پہلے پیدا ہُوئے اور صلح حُدیبیہ کے بعد مُسلمان ہُوئے لیکن اسلام چھپاتے رہے حتیٰ کہ فتح مکہ کے سال اسلام ظاہر کیا۔ وہ عمرۂ قضاء میں مسلمان تھے۔لیکن اشکال یہ ہے کہ بخاری میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے عُمرۂ قضا میں کہا کہ ہم نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور معاویہ اس وقت کافر تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر پہلی حدیث ثابت ہو کہ وہ عمرۂ قضاء میں مسلمان تھے تو سعد بن ابی وقاص نے ان کا ظاہر حال دیکھ کر یہ کہا ہوگا کیونکہ اس وقت امیر معاویہ اسلام کو مخفی رکھتے تھے اور سعد بن ابی وقاص ان کے اسلام پر مطلع نہیں تھے۔ چنانچہ امام احمد نے محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روائت کی کہ امیر معاویہ نے کہا میں نے مروہ کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ مُبارک کے بال کچھ چھوٹے کئے۔ بخاری کی روائت میں ہے کہ قینچی سے چھوٹے کئے لیکن اس میں مروہ کا ذکر نہیں اور مروہ کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمرہ کر رہے تھے۔کیونکہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں منیٰ میں سر مبارک کے بال منڈوائے تھے چھوٹے نہیں کرائے تھے اور بغوی نے محمد بن سلام جمحی کے طریق سے ابان بن عثمان سے ذکر کیا کہ امیر معاویہ منیٰ میں کمسن تھے اور اپنی ماں کے ساتھ تھے اچانک وہ پھسل کر گر گئے تو ان کی والدہ نے کہا اٹھو اللہ تجھے نہ اُٹھائے تو ایک اعرابی نے اُسے کہا ایسا مت کہو بخدا! میں اسے دیکھتا ہوں کہ یہ عنقریب اپنی قوم کا سردار ہوگا! ابونعیم نے ذکر کیا کہ امیر معاویہ کاتب اور فصیح ہونے کے علاوہ بُردبار اور باوقار تھے۔ خالد بن معدان نے کہا ان کا قد لمبا اور رنگ سفید تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبِ وحی تھے۔ عمر فاروق نے اُن کے بھائی یزید بن ابی سفیان کے بعد انہیں شام کا حاکم مقرر کیا تھا۔پھر حضرت عثمان نے بدستور انہیں بحال رکھا۔ پھر وہ ہمیشہ شام میں حاکم رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت نہ کی پھر ان سے جنگ کی اور شام میں مستقل حاکم رہے اور اس کے ساتھ مصر بھی ملا لیا۔حضرت علی اور آپ کے مابین حکمین کے فیصلہ کے بعد بدستور شام میں جمے رہے۔ پھر جب امام حسن رضی اللہ عنہ سے صلح ہُوئی تو

marfat.com
Marfat.com

مستقل خلیفۃ المسلمین کہلوائے اور آپ کی بیعت پر سب لوگوں نے اتفاق کیا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ سے بیعت کر لی کیونکہ ان کا اصول تھا کہ وہ اس کی بیعت کرتے تھے جس پر سب کا اتفاق ہو چنانچہ امام حسن کی صلح سے پہلے آپ نے معاویہ کی بیعت نہیں کی تھی اور نہ ہی حضرت علی اور امیر معاویہ کے اختلاف کے وقت کسی سے بیعت کی تھی۔

بغوی نے مبارک بن فضالہ کے طریق سے ذکر کیا کہ عبدالملک بن مروان نے کہا معاویہ بن ابوسفیان بیس سال امیر المومنین اور بیس برس خلیفۃ المسلمین رہے۔ صحیح بخاری میں عکرمہ سے روائت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا کہ معاویہ وتر ایک رکعت پڑھتے ہیں۔ ابن عباس نے کہا چھوڑو وہ فقیہہ ہیں۔ ایک روائت میں ہے کہ ابن عباس نے کہا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں۔

(اس روائت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وتر معروف نہ تھا۔ صحابہ تین وتر پڑھتے تھے اسی لئے عکرمہ نے معاویہ پر تعجب کیا تھا)

ابن سعد نے ذکر کیا کہ امیر معاویہ نے کہا میں نے عمرہ قضاء سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے ڈرتا تھا کیونکہ میری ماں کہتی تھی کہ اگر تو مدینہ منورہ چلا گیا تو ہم تجھ سے قطع تعلق کر لیں گے۔

مسند ابی یعلی میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی لے کر ساتھ چلا۔ جب آپ نے وضوء کیا تو میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے معاویہ اگر تو حاکم مقرر ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور عدل و انصاف کرنا۔ اسی لئے میں یہ خیال کرتا رہا کہ میں حاکم بنوں گا اور اس سرداری میں کچھ قیل قال ہوگی۔

بغوی نے محمد بن علی سے بیان کیا کہ عمر فاروق جب معاویہ کو دیکھتے تو فرماتے یہ عرب کا کسریٰ ہے ابن سعد نے مدائنی سے ذکر کیا کہ ابوسفیان نے معاویہ کو دیکھ کر کہا جبکہ وہ کمسن تھے کہ یہ میرا بیٹا بڑے سر والا ہے یہ اس لائق ہے کہ اپنی قوم کا سردار ہو تو ابوسفیان کی بیوی ہند نے کہا صرف اپنی قوم کا سردار؟ اگر یہ سارے عرب کا سردار نہ ہو تو یہ مر جائے۔ مدائنی نے کہا زید بن ثابت وحی لکھا کرتے تھے اور معاویہ دیگر خطوط لکھا کرتے تھے (اصابہ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کی طرف دیکھ کر تعجب کرتے پھر ان کی پیشانی پر اپنی انگلی رکھتے پھر اٹھا کر خوشی سے فرماتے اگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا اور آخرت جمع کر دی تو ہم سب لوگوں سے بہتر ہوں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا خبردار! میرے بعد اختلاف سے بچو! ورنہ یقین کرو کہ معاویہ شام کا حاکم ہو جائے گا۔ صحیح روائت کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پندرہ رجب کو ساٹھ ہجری میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ،،

marfat.com

Marfat.com

۳۵۱۹ ــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ ثَنَا الْمُعَافِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ اَوْتَرَ مُعَاوِیَةُ بَعْدَ الْعِشَآءِ بِرَکْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلًی لِابْنِ عَبَّاسٍ فَاَتٰی ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۲۰ ــ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ ثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ ثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قِیْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لَکَ فِیْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مُعَاوِیَةَ فَاِنَّهُ مَا اَوْتَرَ اِلَّا بِوَاحِدَةٍ قَالَ اَصَابَ اَنَّهُ فَقِیْهٌ

۳۵۲۱ ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی التَّیَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ اَبَانٍ عَنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ اِنَّکُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوةً لَقَدْ صَحِبْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَیْنَاهُ یُصَلِّیْهَا وَلَقَدْ نَهٰی عَنْهُمَا یَعْنِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

۳۵۱۹ ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے کہا امیر معاویہ نے عشاء کی نماز کے بعد ایک وتر پڑھا جبکہ ان کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہما کا آزاد کردہ غلام عکرمہ موجود تھا۔ وہ ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کہ معاویہ نے ایک وتر پڑھا ہے) تو انھوں نے کہا انہیں چھوڑو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں۔

۳۵۲۰ ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ابن عباس سے کہا گیا کہ آپ کا امیر المؤمنین معاویہ کے متعلق کیا خیال ہے وہ ایک وتر کی نماز ایک رکعت پڑھتے ہیں انھوں نے کہا کہ وہ فقیہہ ہیں۔

۳۵۲۱ ترجمہ : عمران بن ابان نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا تم ایک نماز پڑھتے ہو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا۔ میں نے آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور آپ نے اس سے منع فرمایا ہے یعنی عصر کے بعد دو نفلوں سے

marfat.com
Marfat.com

مَنَاقِبُ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

۳۵۱۹ تا ۳۵۲۱ — شرح : ان احادیث میں امیر المؤمنین معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے اور حدیث ع ۳۵۲۱ اُن کی فضیلت پر دلالت نہیں کرتی۔ اگر یہ کہا جائے کہ امیر معاویہ کی فضیلت میں بہت حدیثیں ہیں۔ انہیں کیوں نہیں ذکر کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسحاق بن راہویہ اور امام نسائی وغیرہ نے بیان کیا کہ ان میں کوئی حدیث اسناد کے اعتبار سے صحیح نہیں۔ اسی لئے امام بخاری نے کہا "باب ذکر معاویہ" اور منقبت یا فضیلت نہ کہا (عینی) (حدیث ع ۵۶۵ ، ع ۵۶۶ کی شرح دیکھیں)

سَیِّدَہ فاطمۃ الزَّہراءُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے"

وفات : ۳- رمضان المبارک ۱۱ھ مطابق نومبر ۶۳۲ء

سیدہ فاطمہ علیہا السلام سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شہزادی ہیں جبکہ خدیجہ بنت خُوَیلد آپ کی والدہ ہیں رضی اللہ عنہا۔ آپ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادیوں میں سے سب سے کمسن ہیں اور آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں جبکہ سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ زینب ہیں اُن سے چھوٹی رقیہ اور ان سے چھوٹی ام کلثوم اور ان سے چھوٹی فاطمۃ الزہراء ہیں سلام اللہ علیہن آپ کی ولادت اس سال ہوئی جب قریش نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور سیدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عمر شریف پینتیس برس تھی آپ کی اولاد میں سے صرف سیدہ فاطمہ کی اولاد ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عمر بن علی کے طریق سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ آنے کے بعد سیدہ سے شادی کی اور جنگِ بدر سے واپسی کے بعد آپ کی رُخصتی ہوئی جبکہ سیدہ کی عمر شریف اٹھارہ برس تھی اور بخاری، مسلم

marfat.com

Marfat.com

میں اونٹنیوں کا واقعہ اس کی تائید کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ کی رخصتی کے وقت اونٹنیوں کو اِذخر لانے کے لئے تیار کیا اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ذبح کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک اونٹنی حضرت علی کو بدر کی غنیمت میں سے ملی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس روائت میں ہے کہ جنگ اُحد کے بعد سیدہ کی شادی ہوئی تھی صحیح نہیں کیونکہ جنگ اُحد میں امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے تو اس کے بعد اونٹنیوں کو ذبح کرنے کا کچھ مفہوم نہیں۔ عمرو بن دینار سے روائت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے والد کے سوا کسی کو افضل نہیں دیکھا (طبرانی)

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار خط کھینچے اور فرمایا جنت کی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ، فاطمہ، مریم اور آسیہ ہیں۔ بخاری، مسلم میں مسور بن مخرمہ سے روائت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جو انہیں اذیت پہنچائے گا وہ مجھے اذیت پہنچائے گا اور جو انہیں دکھ دے گا وہ مجھے دکھ دے گا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا: اے فاطمہ اللہ تعالیٰ تمہاری رضا سے راضی اور تمہارے غضب سے غضبناک ہے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ آیت کریمہ "اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ"، الایۃ میرے گھر میں نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ، علی اور حسن و حسین کو بلا کر فرمایا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ابو عمرو نے سیدہ کی وفات کے واقعہ میں ذکر کیا کہ سیدہ نے حضرت علی کو وصیت فرمائی کہ انہیں وہ خود اور اسماء بنتِ عمیس غسل دیں۔ لیکن ابن فتحون نے اس روائت کو بعید سمجھا ہے۔ کیونکہ اس وقت اسماء بنت عُمیس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں تو سیدہ فاطمہ کو غسل دیتے وقت وہ حضرت علی کے سامنے کیسے بے پردہ ہو سکتی تھیں۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روائت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات سے تھوڑا سا پہلے خود غسل فرمایا اور وصیت فرمائی کہ ان کے کپڑے نہ اُتاریں اسی غسل پر اکتفاء کی جائے ابن فتحون نے اس کو بھی بعید سمجھا ہے۔

صحیح بخاری میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ سیدہ فاطمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف چھ ماہ بقید حیات رہیں۔ واقدی نے اسے ثابت کہا ہے۔ حمیدی نے سفیان کے طریق سے عمرو بن دینار سے روائت کی کہ سیدہ آپ کے بعد صرف تین ماہ زندہ رہیں بعض نے چار ماہ ذکر کئے ہیں۔ ابن سعد اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے ام رافع کی حدیث ذکر کی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں جس روز آپ نے وفات پائی تھی مجھے فرمایا اے ام رافع میرے لئے پانی برتن میں ڈالو پھر آپ نے نہائت ہی اچھا غسل فرمایا پھر نئے کپڑے پہنے پھر فرمایا میرا بستر گھر کے درمیان کر دو اور اس پر لیٹ گئیں اور قبلہ رُو چہرہ پھیر لیا اور فرمایا اے ام رافع میں اس وقت فوت ہو رہی ہوں۔ اور میں نے غسل کر لیا ہے

marfat.com
Marfat.com

مجھ سے کوئی شخص کپڑا نہ اُتارے پھر انتقال فرماگئیں اس کے بعد حضرت علی گھر تشریف لائے۔ ام رافع نے انہیں صورتِ حال سے آگاہ کیا تو آپ نے انہیں اُٹھایا اور اسی غسل میں دفن کر دیا۔ اصابہ۔عینی

سیّدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ

عُبَیْداللہ بن ابی بکر نے عُمیرہ سے روائت کی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سیّدہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ نے اور علی اور فضل بن عباس نے آپ کو قبر میں رکھا۔

واقدی نے شَعبی کے طریق سے ذکر کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھی لیکن یہ روائت ضعیف اور منقطع ہے۔

عطاء بن سائب نے اپنے والد کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب شہزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی تو ایک کمبل، چمڑے کا سرہانہ جس میں کھجور کا بورہ بھرا ہُوا تھا، دو چکیاں اور دو مشکیزے جہیز دیا تھا۔ ایک دن حضرت علی نے سیّدہ سے کہا آپ کو بہت مشقت کرنی پڑتی ہے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس قیدی آئے ہیں وہاں جاکر ایک خادمہ لے آئیں۔ سیّدہ نے بھی فرمایا کہ گھر کا روبار کرتے کرتے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ چنانچہ آپ دربار رسالت میں تشریف لائیں تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا پیاری بیٹی کیسے آنا ہُوا؟ عرض کیا میں سلام عرض کرنے آئی ہوں اور سوال عرض کرنے سے شرم محسوس کی اور واپس آگئیں۔ پھر دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہُوئے اپنا حال عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بخدا! میں تمہیں کچھ نہ دوں گا۔ اہل صُفّہ کو بلاؤ وہ بھوکے اور خالی پیٹ ہیں۔ ان پر خرچ کرنے کی کوئی شئی نہیں میں کچھ بیچ کر اس کی قیمت اُن پر خرچ کرتا ہوں یہ سُن کر دونوں واپس چلے گئے۔ پھر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے گھر تشریف لے گئے جبکہ وہ اپنے بستروں میں آرام کر رہے تھے اور اُنھوں نے اپنے منہ ڈھانپ رکھے تھے جبکہ ان کے پاؤں ظاہر تھے۔ جب وہ پاؤں ڈھانپتے تھے تو ان کے سَر ننگے ہو جاتے تھے جب سَر ڈھانپتے تھے تو پاؤں ننگے ہوجاتے تھے وہ جلدی سے اُٹھے تو آپ نے فرمایا اپنے حال پہ رہو میں تمہیں خوشخبری دینے آیا ہوں وہ اُس چیز سے بہتر ہے جو تم نے مجھ سے طلب کیا تھا۔ دونوں نے کہا حضور فرمائیے! آپ نے فرمایا چند کلمات ہیں جو مجھے جبرائیل نے بتائے ہیں۔ ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمدللہ اور دس بار اللہ اکبر کہو اور جب سونے لگو تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہہ لیا کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا! جب سے میں نے وہ کلمات سُنے انہیں کبھی نہیں ترک کیا۔

ابن بکواد نے امیر المؤمنین سے عرض کیا گیا صفین کی جنگ میں بھی آپ پڑھتے تھے؟ فرمایا: اے اہلِ طروق اللہ تمہیں ہلاک کرے۔ میں نے صفین کی جنگ میں بھی یہ کلمات ترک نہیں کئے تھے۔

حبیب بن ابی ثابت نے کہا حضرت علی اور سیّدۃ النساء رضی اللہ عنہا میں کچھ تلخ کلامی ہوگئی تو جناب

marfat.com
Marfat.com

۳۵۲۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا فَقَدْ اَغْضَبَنِیْ

۳۵۲۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ اَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ ابْنَتَهٗ فِیْ شَكْوَاهُ الَّتِیْ قُبِضَ فِيْهَا فَسَارَّهَا بِشَیْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَاَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِی النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ يُقْبَضُ فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دونوں میں صلح کرادی پھر آپ باہر تشریف لے گئے تو آپ سے عرض کیا گیا جب آپ گھر تشریف لے گئے تو کچھ اور کیفیت تھی اور جب باہر تشریف فرما ہوئے تو آپ کے چہرۂ انور پُر رونق تھا۔ آپ نے جواب میں فرمایا خوشی کے آثار اس لئے تھے کہ میں نے ان دو شخصوں میں صلح کرائی ہے جو مجھے بہت محبوب ہیں۔

ابو جعفر نے کہا حضرت عباس رضی اللہ عنہ علی المرتضیٰ اور سیدۃ النساء کے پاس گئے جبکہ علی سے سیدہ یہ فرما رہی تھیں کہ میں تجھ سے بڑی ہوں۔ حضرت عباس نے فرمایا فاطمہ اس وقت پیدا ہوئی جبکہ قریش نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور علی اس سے کئی سال پہلے پیدا ہوئے۔

واقدی نے کہا سیدہ فاطمہ علیہا السلام گیارہ ہجری میں تین رمضان المبارک کو منگل کے روز فوت ہوئیں۔ واقدی نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی الموالی سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ کی

marfat.com
Marfat.com

فَضْلُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا

قبر شریف بقیع میں ہے اُنھوں نے کہا ہم نے سیدہ کو دارِ عقیل کے گھر کے کونہ میں دفن کیا ہے۔ ان کی قبر شریف اور راستہ کے درمیان صرف سات گز فاصلہ ہے (اصابہ)

۳۵۲۲ — ترجمہ : مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اسے غضبناک کیا اُس نے مجھے غضبناک کیا۔

۳۵۲۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی سیدہ فاطمہ علیہا السلام کو اُس مرض میں بُلایا جس میں آپ نے انتقال فرمایا اور اُن سے خُفیہ کوئی بات کی تو وہ رو پڑیں پھر انہیں بُلا کر اُن سے آہستہ کلام فرمایا تو ہنسنے لگیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے سیدہ سے اس کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے خفیہ بات کی اور فرمایا تھا کہ آپ اس مرض میں جس میں آپنے انتقال فرمایا وفات پا جائیں گے تو میں رو پڑی پھر آپنے آہستہ کلام فرمایا اور مجھے خبر دی کہ میں آپ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ کا پیچھا کروں گی تو میں ہنسنے لگی (حدیث ۳۲۹۱/۳۲۹۲ کے تحت اس کی تشریح دیکھیں)

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی فضیلت ،، وفات : ۱۷- رمضان ۵۸ ھ مطابق ۶۷۷ء

آپ کا نسب ام عبد اللہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ آپ کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عویر کنانیہ ہے۔ آپ اظہار نبوت کے چار سال بعد پیدا ہوئیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح کیا جبکہ آپ کی عمر چھ برس تھی۔ ایک روائت میں سات برس مذکور ہیں۔ لیکن ان میں تضاد نہیں کیونکہ چھ برس پورے ہونے کے بعد ساتویں برس نکاح کیا تھا۔ اور نو برس کی عمر میں آپ کی رخصتی ہوئی تھی زبیر بن بکار نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کی وفات کے بعد عائشہ سے نکاح کیا تھا۔ صحیح میں ابو معاویہ کی حدیث میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۳۵۲۳ــــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَبُوسَلَمَةَ اِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تَرٰى مَالَا اَرٰى تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے مجھ سے نکاح کیا جبکہ میں چھ برس کی تھی اور میری رخصتی ہوئی جبکہ میں نو برس کی تھی اور آپ کے انتقال کے وقت میں اٹھارہ برس کی تھی۔ اور ام المؤمنین عائشہ کے سوا کسی باکرہ (کنواری) عورت سے آپ نے نکاح نہیں کیا۔ مسروق جب ام المؤمنین عائشہ سے روایت کرتے تو کہتے مجھے صادقہ بنت صدیق جناب رسول اللہ کی محبوبہ نے خبر دی۔ مسروق نے کہا میں نے اکابر صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ ام المؤمنین سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا ام المؤمنین سب لوگوں سے زیادہ فقیہہ سب سے بڑی عالمہ اور سب سے زیادہ عقلمند تھیں۔ اس کے علاوہ آپ کامل طبیبہ اور شاعرہ تھیں۔ ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری نے کہا جب کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو ہم ام المؤمنین کی طرف رجوع کرتے تھے زہری نے کہا اگر تمام امہات المؤمنین کا علم اور دنیا کی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو ام المؤمنین عائشہ کے علم سے کم ہوگا۔ ابوموسیٰ اشعری سے مرفوع روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی عورتوں پر فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔ عمرو بن غالب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عمار بن یاسر کے پاس مائی صاحبہ کو برا بھلا کہا تو انھوں نے کہا بکنے والے برے شخص یہاں سے دور ہو جا۔ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ کو گالی دیتا ہے۔ جبکہ وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے دس امور میں سب پر فضیلت حاصل ہے۔ جبرائیل علیہ السلام میری تصویر لے کر حضور کے پاس آئے تاکہ آپ دیکھ لیں۔ میرے بغیر کسی کنواری عورت سے آپ نے شادی نہیں کی اور نہ ہی میرے سوا کسی عورت کے ماں باپ دونوں مہاجر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے میری برأت نازل فرمائی۔ میرے بسترہ میں آپ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے آپ نماز پڑھتے حالانکہ میں آپ کے قبلہ میں سو رہی ہوتی تھی۔ میرے گھر میں اور میرے سینہ اور ٹھوڑی کے درمیان آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ نے اٹھاون ہجری میں سترہ رمضان کو منگل کی رات وفات پائی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۳۵۲۲ ــــ ترجمہ : ابوسلمہ نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب

marfat.com
Marfat.com

۳۵۲۴ حَدَّثَنَا اٰدَمُ ثَنَا شُعْبَةُ ح وَثَنَا عَمْرٌو اَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُرَّةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا: اے عائشہ یہ جبرائیل ہیں آپ کو سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو وہ دکھایا جاتا ہے جو میں نہیں دیکھتی ہوں۔

۳۵۲۳ — شرح : اس حدیث میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اس حدیث سے بعض علماء نے ام المؤمنین خدیجہ کی ام المؤمنین عائشہ کی فضیلت پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ ام المؤمنین خدیجہ کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرائیل ہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں سلام کہتے ہیں اور اس حدیث میں صرف جبرائیل کی طرف سے سلام مذکور ہے۔

۳۵۲۴ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے مرد کمال کو پہنچے اور عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ باکمال ہوئیں اور عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔

۳۵۲۴ شرح : ثرید، روٹی کے ٹکڑے ہیں جو گوشت کے شوربہ میں ڈالے جاتے ہیں۔ روٹی کے بغیر صرف گوشت کو ثرید نہیں کہا جاتا اور نہ ہی گوشت کے بغیر روٹی کے ٹکڑوں کو ثرید کہا جاتا ہے۔ یہ تصویر اس زمانہ کی ہے جبکہ اسے اعلیٰ طعام شمار کیا جاتا تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں گوشت کے ساتھ پکی ہوئی چیز کم ملتی تھی لیکن اس زمانہ میں اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے مختلف اشیاء سے تیار کئے جاتے ہیں۔ ان میں مختلف اقسام کے گوشت اور عمدہ کھانے جو مختلف انواع پر مشتمل ہوتی ہیں پائی جاتی ہے۔ اس لئے صرف روٹی کے ٹکڑوں کے ساتھ گوشت کی ملاوٹ کو ان لذیذ کھانوں سے افضل نہیں کہا جائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۵۲۵ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

۳۵۲۵ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ عَائِشَةَ اشْتَكَتْ فَجَآءَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقْدَمِيْنَ عَلٰى فَرَطِ صِدْقٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ

۳۵۲۵ ـــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عائشہ کو دوسری عورتوں پر فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔

(اور حدیث ۳۵۲۵ کی شرح دیکھیں)

۳۵۲۶ ـــ ترجمہ : قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کی عیادت کو تشریف لائے اور کہا اے ام المؤمنین! تم سچے ہراول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جارہی ہو!

شرح : اس حدیث میں ام المؤمنین کی فضیلت عظیمہ ہے کیونکہ ابن عباس کا یہ ارشاد محض عقل سے نہ تھا بلکہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا۔ ہر شئ سے مقدم شئ کو فرط کہا جاتا ہے اور جو کوئی پہلے پانی یا مقام پہنچے اسے فرط کہتے ہیں اور صدق فرط کی وصف ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ سے پہلے تشریف لے گئے ہیں اور آپ ان کو جا ملیں گی۔ انھوں نے آپ کے لئے جنت میں بہترین مکان تیار کر رکھا ہے آپ کو اس میں کوئی غم لاحق نہ ہوگا اور اس سے خوش ہوں گی!

marfat.com
Marfat.com

۳۵۲۷ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا غُنْدَرٌ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارًا وَالْحَسَنَ اِلَى الْكُوفَةِ لِيَسْتَنْفِرَهُمْ خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوْهُ اَوْ اِيَّاهَا

۳۵۲۸ــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَآءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِهٖ فِیْ طَلَبِهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ اِلَيْهِ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ التَّيَمُّمِ قَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ قَطُّ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّجَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً

۳۵۲۷ ــــ ترجمہ : حکم نے کہا میں نے ابو وائل کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب حضرت علی نے عمار اور حسن کو کوفہ بھیجا تاکہ لوگوں کو ان کی مدد کے لئے باہر نکالیں تو عمار نے خطبہ دیا کہ میں جانتا ہوں کہ ام المؤمنین جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا اور آخرت میں بیوی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان لیتا ہے کہ تم علی کی تابعداری کرتے ہو یا ام المؤمنین کی پیروی کرتے ہو۔

۳۵۲۷ ــــ شرح : اس حدیث میں ام المؤمنین کی فضیلتِ عظیمہ کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخرت میں بیوی ہیں۔ جنگ جمل میں جو ام المؤمنین اور حضرت علی کے درمیان ہُوئی تھی۔ حضرت علی بن ابی طالب نے حضرت عمار بن یاسر اور امام حسن بن علی کو کوفہ میں بھیجا کہ لوگوں کو ان کی امداد کی اہمیت دلا کر انہیں مدد کی ترغیب دلائیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عورتوں سے خطاب فرمایا کہ تم اپنے گھروں کی چار دیواری میں رہو۔ اسی لئے ام المؤمنین سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں موت تک اُونٹ کی پشت پر سوار نہ ہوں گی اس کا

marfat.com
Marfat.com

۳۵۲۹ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ فِي مَرَضِهِ جَعَلَ يَدُورُ فِي نِسَائِهِ وَيَقُولُ أَيْنَ أَنَا غَدًا حِرْصًا عَلٰى بَيْتِ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي سَكَنَ

جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ اور زبیر نے اس کی تاویل کی تھی کہ ان کا باہر جانا اور علی سے جنگ کرنا صرف لوگوں میں اچھی صلاحیت پیدا کرنے اور حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص لینا مقصود تھا۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اسماء ۳۵۲۸ — سے عاریۃً ہار لیا اور وہ گم ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں چند صحابہ کرام کو بھیجا تو (ہار کی تلاش میں) نماز کا وقت آگیا تو انہوں نے وضوء کے بغیر نماز پڑھ لی۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو یہ شکائت کی۔ اس وقت تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اُسید بن حضیر نے کہا اے عائشہ اللہ تمہیں اچھی جزاء دے بخدا! جو بھی کوئی امر تمہیں پیش آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کو بری کر دیا اور اس میں مسلمانوں کے لئے برکت کر دی۔

شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث میں اس بات کی ۳۵۲۸ — دلیل ہے کہ جو کوئی پانی اور مٹی نہ پائے تو وہ اسی حال میں نماز پڑھ لے۔ اس میں امام شافعی کے چار قول ہیں صحیح تر قول یہ ہے کہ اس پر نماز پڑھنی واجب ہے پھر اعادہ ضروری ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نماز پڑھنا حرام اور اعادہ واجب ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اعادہ واجب نہیں مستحب ہے اور قضاء واجب ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ نماز واجب ہے اور اعادہ واجب نہیں یہ مزنی کا مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک یہ ہے کہ نماز پڑھے اور اس پر نماز کی مشابہت کرنا واجب نہیں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا تشبہ واجب ہے اور قضاء میں کسی کا اختلاف نہیں۔
(حدیث ع ۳۲۹ اور ع ۳۳۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ہشام نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ ۳۵۲۹ — صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے مرضِ وفات میں تھے تو ہر روز اپنی بیویوں کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور فرماتے کل کو میں کہاں ہوں گا؟ آپ کو میرے گھر آنے کی خواہش تھی۔ ام المؤمنین نے کہا فرمایا جب میری باری آئی تو آپ کو سکون ہوا

marfat.com
Marfat.com

۳۵۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ثَنَا حَمَّادٌ ثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ يَا اُمَّ سَلَمَةَ وَاللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ وَاِنَّا نُرِيْدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيْدُهُ عَائِشَةُ فَمُرِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْمُرَ النَّاسَ اَنْ يُهْدُوْا اِلَيْهِ حَيْثُمَا كَانَ اَوْ حَيْثُ مَا دَارَ قَالَتْ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ اُمُّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاَعْرَضَ عَنِّيْ فَلَمَّا عَادَ اِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَعْرَضَ عَنِّيْ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ يَا اُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَاَنَا فِيْ لِحَافِ امْرَاَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرِهَا

۳۵۲۹ — شرح : یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ عروہ تابعی ہے۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ سَکَنَ کا معنی مَاتَ ہے یا سَکَتَ ہے۔ یعنی جب میری باری آئی تو آپ فوت ہوگئے یا یہ بات کہ کل کو میں کہاں ہوں گا کہنے سے رُک گئے۔ بعض علماء نے کہا دوسرا قول صحیح ہے یعنی ام المؤمنین کی باری میں یہ قول کہنے سے رُک گئے اور پہلا قول صریح خطا ہے۔ علامہ عینی نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ صریح خطا کہنا خطا ہے کیونکہ مُسلم کی روائت میں ہے۔ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ ،، یعنی جب میری باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبض کر لیا۔

۳۵۳۰ — ترجمہ : ہشام نے اپنے والد عروہ سے روائت کی کہ لوگ ام المؤمنین کی باری پر اپنے ہدایا اور نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا میری ساتھ والی بیویاں ام سلمہ کے گھر جمع ہوئیں اور کہنے لگیں اے ام سلمہ بخدا! لوگ اپنے نذرانے عائشہ کی باری میں پیش کرتے ہیں۔ ہم بھی تو مال کی خواہش کرتی ہیں جیسے عائشہ خواہش کرتی ہے۔ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ لوگوں کو فرمادیں کہ وہ اپنے نذرانے نے آپ کو جہاں بھی ہوں پیش کر دیا کریں۔ ام سلمہ نے کہا میں نے یہ آپ

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

(۱۵) اَلْجُزْءُ الْخَامِسُ عَشَرَ

بَابُ مَنَاقِبُ الْاَنْصَارِ

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا

صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے مجھ سے اعراض کیا۔ جب پھر میری باری میں تشریف لائے تو میں نے یہ آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے پھر اعراض کیا جب تیسری باری آئی تو میں نے آپ سے ذکر کیا تو فرمایا اے ام سلمہ مجھے عائشہ کے بارے میں کوئی تکلیف نہ دو۔ بخدا! عائشہ کے سوا تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں وحی نازل نہیں ہوتا۔ حدیث ۲۴۱۱ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

پندرھواں پارہ

بَابُ مَنَاقِبُ الْاَنْصَارِ

marfat.com
Marfat.com

۳۵۳۱ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَهْدِیٌّ ابْنُ مَیْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَیْلَانُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَرَاَیْتَ اِسْمَ الْاَنْصَارِ کُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهٖ اَمْ سَمَّاکُمُ اللّٰهُ قَالَ بَلْ سَمَّانَا اللّٰهُ کُنَّا نَدْخُلُ عَلٰی اَنَسٍ فَیَحْدِثُنَا بِمَنَاقِبِ الْاَنْصَارِ وَمَشَاهِدِهِمْ وَیُقْبِلُ عَلَیَّ اَوْ عَلٰی رَجُلٍ مِنَ الْاَزْدِ فَیَقُوْلُ فَعَلَ قَوْمُكَ یَوْمَ کَذَا وَکَذَا کَذَا وَکَذَا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا۔ دوست رکھتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے۔ اس چیز کی جو دیئے گئے۔

تشریح الباب : اَنْصَار نَصِیْر کی جمع ہے جیسے اَشْرَاف شَرِیْف کی جمع ہے۔ نصیر اور ناصر ہم معنی ہیں۔ نَاصِر کی جمع نَصْرٌ ہے جیسے صَاحِبٌ کی جمع صَحْبٌ ہے۔ انصار اسلامی نام ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس و خزرج اور ان کے حلیفوں کا نام انصار رکھا۔ قبیلہ اَوس اوس بن حارثہ کی طرف منسوب ہیں جبکہ قبیلہ خزرج، خزرج بن حارثہ کی طرف منسوب ہیں۔ اور یہ دونوں (اوس و خزرج) قَیْلَہ بنت ارقم بن عمرو بن جَفْنہ کے بیٹے ہیں کہا گیا ہے۔ قَیْلَہ بنت کاہل بن عذرہ بن سعد بن قضاعہ اور ان کا والد حارثہ بن ثعلبہ یمنی ہیں (عینی) انصار اس لئے کہا گیا ہے کہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی مدد کی اور آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رہنے کی جگہ دی اور مال و جان سے ان کی موافقت کی اور اپنی ذات پر انہیں ترجیح دی اگر یہ کہا جائے کہ انصار جمع قلت ہے اس کا اطلاق دس افراد سے زیادہ پر نہیں ہوتا حالانکہ انصار ہزار ہا کی تعداد میں تھے ان پر انصار کا اطلاق کیسے ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے جمع قلت اور جمع کثرت میں یہ فرق اس وقت ہے جبکہ یہ نکرہ ہیں اگر یہ معرفہ ہوں تو ان میں فرق اُٹھ جاتا ہے (قسطلانی)

دار سے مراد دارِ ہجرت مدینہ منورہ ہے۔ مہاجرین کے آنے سے پہلے انصار وہاں رہائش پذیر تھے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے دو سال پہلے اُنھوں نے مساجد بنائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح و ثناء فرمائی کہ وہ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں حتیٰ کہ جس کی دو بیویاں تھیں ان میں سے ایک کو طلاق دیکر مہاجر بھائی سے اس کا نکاح کر دیا اور انہیں اپنے مال و مکانات تقسیم کر دیتے اور وہ مہاجرین پر حسد نہیں کرتے تھے

۳۵۳۱ ـــ ترجمہ : غیلان بن جریر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے کہا مجھے

marfat.com

Marfat.com

۳۵۳۲ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوْ فَقَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْاِسْلَامِ

انصار کے نام کے متعلق خبر دیں کہ یہ نام تم نے خود رکھا ہے یا اللہ تعالیٰ نے تمہارا یہ نام رکھا ہے۔ حضرت انس نے کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ نام رکھا ہے۔ غیلان نے کہا ہم انس کے پاس جاتے۔ وہ ہم سے انصار کے مناقب اور ان کے کارنامے بیان کرتے وہ میری طرف یا قبیلہ ازد سے کسی شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہتے فلاں دن تمہاری قوم نے ایسا ایسا کیا۔

۳۵۳۱ — شرح : حدیث میں مذکور شک راوی کا ہے اور ظاہر ہے کہ اس خطاب سے مراد مذکور غیلان ہے کیونکہ وہ ازدی ہیں یا کوئی اور ازدی مراد ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر تقدیر پر انس کا خطاب کیونکر درست ہوگا حالانکہ غیلان یا ازدی کی قوم انصار نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے ازد کی طرف نسبت اعمیت کے اعتبار سے خطاب کیا ہے کیونکہ قبیلہ ازد سب کو شامل ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ان سے انصار کے کارنامے ذکر کرتے تھے۔

۳۵۳۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بُعَاث کی جنگ کا دن اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلے سے مقرر کر رکھا تھا جبکہ ان کی جماعتیں انتشار کا شکار ہو چکی تھیں اور ان کے بڑے بڑے سردار کچھ قتل ہو چکے تھے اور کچھ زخمی ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ دن پہلے سے ان جماعتوں کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔

۳۵۳۲ — شرح : بُعَاث، مدینہ منورہ کے قریب ایک مقام ہے۔ جہاں اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی تھی اور بے شمار لوگ قتل ہوئے تھے اس میں اوس کا سردار حضرت اُسَیْد بن حُضیر کا والد حُضیر تھا وہ بہت بہادر تھا۔ اُس نے بعاث کی لڑائی میں اپنے قدم میں نیزہ گاڑا اور کہا کیا تمہارا گمان ہے کہ میں جنگ سے بھاگ جاؤں گا اور اسی لڑائی

marfat.com
Marfat.com

۳۵۳۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَاَعْطَى قُرَيْشًا وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذَا لَهُوَالْعَجَبُ اِنَّ سُيُوْفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآءِ قُرَيْشٍ وَغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا الْاَنْصَارَ فَقَالَ مَا الَّذِیْ بَلَغَنِیْ عَنْكُمْ وَكَانُوْا لَا يَكْذِبُوْنَ فَقَالُوْا هُوَالَّذِیْ بَلَغَكَ قَالَ اَوَلَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ اِلٰى بُيُوْتِهِمْ وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰى بُيُوْتِكُمْ لَوْسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ اَوْشِعْبَهُمْ

قتل ہوگیا۔ اس کا ایک مضبوط قلعہ تھا جسے واقم کہا جاتا تھا اور خزرج کا سردار عمرو بن نعمان بیاضی تھا وہ بھی اس میں قتل ہوگیا تھا۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ ان کا اصول تھا کہ اصیل کو حلیف کے عوض قتل نہیں کیا جاتا تھا ایک دفعہ ایک اَوْسی نے خزرج کے حلیف کو قتل کر دیا اُنھوں نے اس کا قصاص لینا چاہا تو اَوْسیوں نے انکار کر دیا اس کے باعث اُن میں لڑائی شروع ہوگئی اور ایک سو بیس برس لڑائی جاری رہی حتی کہ اسلام کا ظہور ہوا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ان میں لڑائی ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔ اس لڑائی میں دونوں قبیلوں کے رؤسا اور سردار قتل ہوگئے جبکہ وہ اسلام کو اچھا نہ سمجھتے تھے اُن میں سے عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول تھا۔ جو بعد میں منافق ہوگیا تھا اسے رئیس المنافقین کہا جاتا ہے۔ ان سرداروں کا قتل ہوجانا اسلام کی اشاعت کا مقدمہ تھا۔ اگر وہ زندہ رہتے تو ان کا اقدام اسلام کے سخت خلاف ہوتا۔ اس لئے اس حدیث میں فرمایا کہ بعاث کی جنگ اسلام کی قبولیت کا پیش خیمہ تھی۔

۳۵۳۳ — ترجمہ : اَبُوالتَّیَّاح نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ فتح مکہ میں انصار نے کہا جبکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بہت مال دیا تھا۔ بخدا! یہ عجیب بات ہے کہ ہماری تلواروں سے قریش کے خُون کے قطرات ٹپک رہے ہیں اور ہماری غنیمتیں اُنہی کو دی جارہی ہیں یہ خبر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے انصار کو بُلایا اور فرمایا جو خبر تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے کیسی خبر ہے؟ اور انصار جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے۔ اُنھوں نے کہا جو

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۳۴ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ الْاَنْصَارَ سَلَكُوْا وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ فِيْ وَادِي الْاَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا ظَلَمَ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ اٰوَوْهُ وَنَصَرُوْهُ اَوْ كَلِمَةً اُخْرٰى

خبر آپ کو پہنچی ہے صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں میں مالِ غنیمت لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم لے کر جاؤ۔ اگر انصار کسی میدان یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انصار کے ساتھ میدان یا گھاٹی میں چلوں گا!

شرح ۳۵۳۳ — سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقریر میں انصار کی اچھی موافقت بیان فرمائی اور دوسروں پر انہیں ترجیح دی۔ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اچھا سلوک اور ایفاءِ عہد پایا تھا۔ آپ نے اُن کی متابعت نہیں کی تھی کیونکہ آپ ہی متبوع واجب المتابعت ہیں۔ ہر مومن مرد ہو یا عورت پر آپ کی متابعت و مطاوعت فرض ہے۔

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا، یہ عبداللہ بن زید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے

۳۵۳۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِخَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْمُہَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ

۳۵۳۵۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاہِیْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِیْنَۃَ اٰخٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعْدِ ابْنِ الرَّبِیْعِ فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنِّیْ اَکْثَرُ الْاَنْصَارِ مَالًا فَاَقْسِمُ مَالِیْ نِصْفَیْنِ وَلِیْ امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ

یا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر انصار کسی میدان یا گھاٹی میں چلیں تو میں بھی انصار کے میدان اور گھاٹی میں چلوں گا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے یہ بات خلافِ واقع نہیں فرمائی۔ انصار نے آپ کو رہنے کی جگہ دی اور آپ کی مدد کی یا کوئی اور کلمہ فرمایا۔

۳۵۳۴۔ شرح : محی السنۃ نے کہا اس سے نسب خاندانی سے انتقال مراد نہیں۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر ہجرت دینی امر اور عبادت نہ ہوتی جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے تو میں تمہارے مکان کی طرف منسوب ہوتا۔ اس تقریر کا مقصد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ دیا کہ ہجرت کے بعد نصرت سے اعلیٰ کوئی فضیلت نہیں اور انصار ایسے عظیم مقام کو پہنچے ہیں کہ اگر آپ مہاجرین میں سے نہ ہوتے تو اپنے آپ کو انصار میں سے شمار فرماتے۔ الحاصل اگر مجھے ہجرت کے باعث انصار پر فضیلت حاصل نہ ہوتی تو میں ان میں سے ہوتا (عینی)

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا یہ بھی احتمال ہے کہ انصار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مامون تھے کیونکہ حضرت عبدالمطلب کی والدہ انصاریہ ہیں۔ اس ولادت کے باعث آپ نے فرمایا کہ آپ ان کی طرف منسوب ہوتے لیکن ہجرت اس سے مانع ہے۔ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع و انکساری ہے۔ اور لوگوں کو انصار کے اکرام اور اعظام کی رغبت دلانا ہے تاکہ وہ ان کا اعزاز و احترام کریں۔

باب ــ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنا

۳۵۳۵ــ ترجمہ : ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سعد سے اُنھوں نے ان کے دادے

marfat.com

Marfat.com

أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِي أُطَلِّقْهَا فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا
قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ أَيْنَ سُوقُكُمْ فَدَلُّوهُ عَلَى
سُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعٍ فَمَا انْقَلَبَ إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِّنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ
ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ قَالَ لَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا قَالَ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ
أَوْ وَزْنَ نَوَاةٍ شَكَّ إِبْرَاهِيمُ

٣٥٣٦ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ
جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روانت کی کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ بنایا تو سعد نے عبدالرحمٰن سے کہا میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ میں اپنا مال دو حصے کرتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے جو تمہیں پسند ہے اسے دیکھ کر مجھے اس کا نام بتا دو۔ میں اسے طلاق دے دیتا ہوں۔ جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو اس سے نکاح کر لو۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری بیویوں اور مال میں برکت دے۔ مجھے بتائیں کہ تمہاری منڈی کہاں ہے۔ انھوں نے منڈی بنی قینقاع بتادی جب وہ منڈی سے واپس آئے تو ان کے پاس پنیر اور گھی تھا۔ پھر متواتر ہر روز صبح کو جاتے رہے۔ پھر وہ ایک دن آئے تو ان کے اوپر زردی کا کچھ اثر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے؟ عبدالرحمٰن نے کہا میں نے انصاریہ عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کتنا مہر دیا ہے؟ عرض کیا گٹھلی بھر سونا یا کہا گٹھلی کے وزن کے برابر۔

شرح : حضرت عبدالرحمٰن بن عوف عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زُہیر انصاری خزرجی نقیب ہیں "مَهْيَمْ" اصل میں "مَا هٰذَا" الأَمْرُ" تھا۔ ان میں سے ہر ایک کلمہ سے ایک حرف پر اقتصار کیا ہے۔ وزن نواۃ، پانچ درہم ہیں۔ قَيْنُقَاعٌ یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے جس کی طرف منڈی کی نسبت ہے۔ حدیث ۱۹۲۲ کی شرح دیکھیں"

٣٥٣٥ —

٣٥٣٦ — **ترجمہ** : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہمارے پاس حضرت

marfat.com
Marfat.com

وَاٰخَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ
وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ عَلِمَتِ الْاَنْصَارُ اَنِّيْ مِنْ اَكْثَرِهَا
مَالًا سَاَقْسِمُ مَالِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ وَلِيْ امْرَاَتَانِ فَانْظُرْ اَعْجَبَهُمَا
اِلَيْكَ فَاُطَلِّقُهَا حَتّٰى اِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَارَكَ
اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى اَفْضَلَ شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ
وَاَقِطٍ فَلَمْ يَلْبَثْ اِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى جَآءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْيَمْ قَالَ
تَزَوَّجْتُ اِمْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ مَا سُقْتَ فِيْهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ
مِنْ ذَهَبٍ اَوْ نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

عبدالرحمٰن بن عوف آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ بنایا اور سعد بہت مالدار تھے۔ اُنھوں نے کہا انصار کو علم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ مال دار ہوں۔ میں اپنا مال اپنے اور تمہارے درمیان دو حصّوں میں تقسیم کر دیتا ہوں اور میری دو بیویاں ہیں۔ ان میں سے جو تمہیں پسند آئے اسے دیکھو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں جب اس کی عدّت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لو۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تمہاری بیویوں میں برکت کرے اور وہ اس دن واپس نہ آئے حتی کہ گھی اور پنیر سے کچھ نفع حاصل کیا پھر وہ تھوڑا ہی ٹھہرے ہوں گے کہ ان کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ عبدالرحمٰن پر زردی کا اثر تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا یہ کیا بات ہے؟ عرض کیا میں نے انصاریہ عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے مہر کتنا دیا ہے؟ عرض کیا گٹھلی بھر سونا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ کرو اور بکری ذبح کرو! (حدیث ۱۹۲۲ کی شرح دیکھیں)

اسماء الرجال، اسماعیل بن جعفر انصاری مدنی ہیں۔ ان کی کنیت ابو ابراہیم ہے۔ بغداد میں رہائش پذیر تھے۔ ایک سو اسی ہجری میں فوت ہوئے۔

حمید طویل نے ثابت کے طرق سے حضرت انس سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

marfat.com
Marfat.com

۳۵۳۷ــــ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ ابْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ اَقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النَّخْلَ قَالَ لَا قَالَ تَكْفُوْنَا الْمُؤْنَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِی الْاَمْرِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

بَابُ حُبِّ الْاَنْصَارِ

۳۵۳۸ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ

عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ بنایا لیکن فتح الباری میں ابن حجر نے اسے وہم قرار دیا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ مستحب ہے اور حدیث میں اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ میں کلمہ لَوْ کثرت کے لئے ہے۔ جیسے مد اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ ،، میں کلمہ لَوْ کثرت کے لئے ہے۔ یعنی بکری کے گوشت سے خوب ولیمہ کرو۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صَفِيَّہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت گوشت کے بغیر ولیمہ کیا تھا۔ (حدیث ع ۱۹۳۲ کی شرح دیکھیں)

۳۵۳۷ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے اور اُن کے درمیان کھجوروں کے درخت تقسیم فرما دیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ انصار نے کہا تم محنت کیا کرو اور ہمیں کھجوروں میں شریک کر لو۔ مہاجرین نے کہا یہ ہمیں تسلیم ہے۔
(حدیث ع ۲۱۷۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۵۳۹ــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ

باب ــ اَنْصَار کی مُحَبَّت

۳۵۳۸ ــ ترجمہ : عدی بن ثابت نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا یا کہا کہ کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا انصار سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور ان سے بغض صرف منافق ہی رکھے گا پس جو انصار سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جو اُن سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔

۳۵۳۹ ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایمان کی نشانی انصار سے محبت کرنا ہے اور منافقت کی علامت اُن سے بُغض رکھنا ہے۔

۳۵۳۸ ــ شرح : انصار کو یہ عظیم سعادت اس لئے حاصل ہے کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور مہاجرین کو رہنے کی جگہ دی اور جان و مال سے ان کی موافقت و نُصرت کی۔ اسی وجہ سے عرب کے دوسرے قبائل ان کے دشمن ہو گئے اور دشمنی بغض و عناد پیدا کرتی ہے۔ نیز انصار کو جو خصوصیّت اور عظمت حاصل ہُوئی اس سے دوسروں کے دلوں میں حسد پیدا ہونا لازمی امر تھا اور حسد بھی بغض و عناد پیدا کرتا ہے۔ اسی لئے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے ساتھ بُغض کرنے سے ڈرایا اور اُن سے محبّت کرنے کی ترغیب دلائی۔ حتّٰی کہ ان سے محبت کو ایمان کا حصّہ اور ان کے ساتھ بغض کو نفاق کی علامت قرار دیا۔ یہ تمام افاضل صحابہ کرام میں جاری ہے کیونکہ اکرام و اعزاز میں سب صحابہ کرام شریک ہیں۔ کیونکہ انہیں دین میں حسنِ غنا حاصل ہے اور وہ ہدائت کے ستارے ہیں۔ اگرچہ بعض صحابہ کرام میں جنگ و جدال واقع ہونے کے باعث ایک دوسرے کے متعلق بغض پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن یہ بغض محض مخالفت کے باعث تھا نفاق کے سبب نہ تھا۔ اس لئے کسی صحابی نے دوسرے پر نفاق کا حکم عائد نہیں کیا۔ اس معاملہ میں ان کا حال مجتہدین سا تھا۔ جو احکام میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں اور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ اَنْتُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ

۳۵۴۰ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّسَآءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِيْنَ قَالَ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُمْثِلًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ قَالَهَا ثَلٰثَ مِرَارٍ

۳۸۴۱ــــ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ جَآءَتِ امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَكَلَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان میں سے مصیبت کو دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ مخطئ بھی ثواب سے محروم نہیں رہتا ہے اور اسے نصف ثواب حاصل ہوتا ہے۔ ابن تین نے کہا حدیث کا مقصد یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام سے محبت اور بغض کرنا ایمان و نفاق کی علامت اس لئے ہے کہ یہ دین سے محبت یا بغض کا سبب ہے اور اگر بعض صحابہ کسی اور وجہ سے کسی سے بغض کریں تو یہ اس تحذیر میں داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ محض مخالفت کے سبب ہے۔ دین سے اس بغض کا کوئی تعلق نہیں۔ (قسطلانی۔ عینی۔ فتح) [حدیث ۱۶ کی شرح دیکھیں]

باب — سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے فرمانا تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو"

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّکُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ مَرَّتَیْنِ

بَابُ اَتْبَاعُ الْاَنْصَارِ

۳۵۴۲ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعْتُ اَبَا حَمْزَۃَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ

۳۵۴۰ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو آتے ہوئے دیکھا۔ راوی نے کہا میرا گمان ہے کہ انھوں نے کہا وہ کسی شادی سے آئے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہی قدموں پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا خدا گواہ ہے کہ تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ یہ تین بار فرمایا

۳۵۴۱ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا انصار میں سے ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ اس کے ساتھ اس کا بچہ تھا اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا اور دوبار فرمایا : اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ تم سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔

۳۵۴۰ - ۳۵۴۱ــــ شرح : تمام لوگوں میں سے انصار سے زیادہ محبت کرنا غیر انصار سے محبت کرنے کے منافی نہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار تم سب مجھے تمہارے سوا سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ لہٰذا یہ حدیث سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے معارض نہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ یہ آپ نے اس وقت فرمایا جبکہ کسی نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ آپ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب کون ہے؟ قولہ فَکَلَّمَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یعنی اس عورت نے آپ سے کچھ پوچھا تو آپ نے اسے جواب دیا یا اس کی تانیس کے لئے ابتداءً کلام فرمایا۔

باب انصار کے تابعدار

۳۵۴۲ ترجمہ : عمرو سے روایت ہے کہ میں نے ابوحمزہ کو زید بن ارقم سے روایت

marfat.com
Marfat.com

۳۵۴۵ ـــ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْاُسَيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ الْاَنْصَارِ اَوْ قَالَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُوالنَّجَّارِ وَبَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ وَبَنُوالْحَارِثِ وَبَنُوْسَاعِدَةَ

۳۵۴۶ ـــ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُوبْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ خَيْرَ دُوْرِ الْاَنْصَارِ دَارُبَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ عَبْدُ الْاَشْهَلِ ثُمَّ دَارُبَنِي الْحَارِثِ ثُمَّ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ

نجاری ہیں۔ وہ زمانۂ جاہلیت میں راہب بن گئے تھے اور صوف کے کپڑے پہن لئے اور بتوں سے علیحدگی اختیار کرلی۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اسلام قبول کرلیا اور دل وجان سے اسلام پر پابند رہے۔ بنوعبدالاشہل، قبیلہ اوس سے ہیں۔ ابن درید نے کہا اشہل بت کا نام ہے۔ اس کی طرف جو منسوب ہوا سے اشہلی کہتے ہیں۔ انہیں سے اُسَید بن حُضَیر ہیں۔ بنوحرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ہیں۔ ان میں سے رافع بن خدیج ہیں۔ بنوساعدہ قبیلہ خزرج سے ہیں۔ انہیں سے سعد بن عبادہ ہیں۔ انھوں نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض قبائل کو ہم پر ترجیح دی ہے۔ یہ اس لئے کہا کہ وہ بنی سعدؓ میں سے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ساعدہ کو ایک ہی کلمہ سے ذکر کیا پھر اس کے بعد تین قبائل ذکر کئے تو انھیں جواب دیا گیا کہ انہیں انصار کے بہت قبائل پر ترجیح دی ہے جنہیں ذکر نہیں کیا گیا۔ قولہ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، یہ تصریح اس لئے کی ہے کہ حدیث میں قَالَ مَا اَرٰى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں مذکور سعد بن عبادہ ہیں رضی اللہ عنہ۔ حدیث ۳۵۶۲ کی شرح دیکھیں (مناقب سعد بن عبادہ)

۳۵۴۵ ـــ ترجمہ: ابواُسَید نے بیان کیا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ بہتر انصار یا فرمایا انصار کے گھرانوں میں سے بہتر گھرانہ بنونجار، بنوعبدالاشہل اور بنوساعدہ ہیں۔

۳۵۴۶ ـــ ترجمہ: ابوحُمَید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کے

marfat.com
Marfat.com

دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ فَلَحِقْنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ اَلَمْ تَرَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ خَيَّرَ الْاَنْصَارَ فَجَعَلَنَا اٰخِرًا فَاَدْرَكَ سَعْدُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَيَّرْتَ دُوْرَ الْاَنْصَارِ فَجَعَلْتَنَا اٰخِرًا فَقَالَ اَوَلَيْسَ بِحَسْبِكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ الْخِيَارِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ

قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۴۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا قَالَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ

گھرانوں میں سے بہتر گھرانہ بنو نجار پھر بنو عبد الاشہل پھر بنو حارث پھر بنو ساعدہ کے گھرانے ہیں اور انصار کے تمام گھرانوں میں بہتری ہے۔ ہم سعد بن عبادہ سے ملے تو ابو اُسید نے کہا (اے سعد) کیا تم نے دیکھا نہیں کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی بہتری بیان فرمائی اور ہمیں آخر میں رکھا ہے (یہ سُن کر) سعد بن عبادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! انصار کے گھرانوں کی بہتری بیان فرمائی گئی اور ہمیں آخر میں رکھا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تم بہتر گھرانوں میں سے ہو۔

(حدیث ۳۵۴۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

۳۵۴۸ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ اُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ

۳۵۴۹ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انصار سے ارشاد "صبر کرو حتّٰی کہ مجھ سے حوض پر ملاقات ہو"

یہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا

۳۵۴۷ — ترجمہ : اُسَیْد بن حُضَیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے عرض کیا : یا رسُول اللہ! کیا آپ مجھے حاکم نہیں بنائیں گے جیسے فلاں شخص کو حاکم بنایا ہے۔ آپ نے فرمایا تم میرے بعد ترجیح دیتے ہوئے پاؤ گے صبر کرو حتی کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کرو۔

۳۵۴۷ — شرح : یعنی انصاری نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم "کیا آپ مجھے صدقات کی فراہمی کے لئے مقرر نہیں فرمائیں گے یا کسی شہر پر مجھے حاکم نہیں بنائیں گے جیسے فلاں شخص یعنی عمرو بن عاص کو حاکم بنایا ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میرے بعد زمانہ آئے گا جس میں امراء اموال وغیرہ میں اپنے آپ کو ترجیح دیں گے اور تمہیں نظر انداز کر دیں گے اور ان میں شریک نہیں کریں گے۔ چنانچہ جیسے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا وہی ہوا اور یہ غیب کے اخبار میں سے ایک خبر ہے۔ یَسْتَاثِرُ، اِسْتِئْثَار سے ہے۔ یعنی کسی شئ کو اپنے لئے خاص کر لینا۔

۳۵۴۸ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انصار سے فرمایا تم میرے بعد دوسروں کو تم پر ترجیح پاؤ گے صبر کرنا حتی کہ مجھ سے ملاقات کرو اور ملاقات کی جگہ حوضِ کوثر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ خَرَجَ مَعَهُ اِلَى الْوَلِيْدِ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَ اِلٰى اَنْ يُقْطِعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ فَقَالُوْا لَا اِلَّا اَنْ تُقْطِعَ لِاِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَهَا قَالَ اِمَّا لَا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ فَاِنَّهُ سَتُصِيْبُكُمْ اَثْرَةٌ بَعْدِيْ

بَابُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

۳۵۵۰ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِيَاسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَقَالَ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ

۳۵۴۹ — ترجمہ: یحیی بن سعید انصاری سے روائت ہے کہ اُنھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سُنا جبکہ وہ ان کے ساتھ ولید بن عبدالملک بن مروان کے پاس جارہے تھے۔ اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بحرین کی جاگیریں دینے کے لئے بُلایا تو اُنھوں نے عرض کیا یہ نہیں ہوسکتا حتی کہ آپ ہمارے بھائیوں مہاجرین کو بھی اس قدر جاگیریں عنائت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم یہ نہیں چاہتے ہو تو صبر کرتے رہنا حتی کہ مجھ سے ملو کیونکہ عنقریب میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح ہوگی۔
(حدیث ۲۹۵۲ کی شرح دیکھیں) اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تمہیں مال دیا جائے گا لیکن دوسروں کو تم پر ترجیح ہوگی!

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار اور مہاجرین کے لئے دُعاء فرمانا "اے اللہ انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما"

marfat.com
Marfat.com

۳۵۵۱ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا فَاَجَابَهُمْ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاَكْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

۳۵۵۲ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ جَآءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰى اَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

۳۵۵۰ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! عیش صرف آخرت کا عیش ہے۔ انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما۔
(اس حدیث میں ابو ایاس" معاویہ بن قُرّہ" کی کُنیت ہے۔ وہ مُزَنی بصری ہیں ۱۱۳ ہجری میں فوت ہوئے)

۳۵۵۱ ـــ ترجمہ : حُمَید طویل نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا جبکہ انصار خندق کھودتے وقت یہ کہہ رہے تھے۔
"ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد پر تاحیات بیعت کی"، آپ نے ان کے جواب میں فرمایا: "اے اللہ عیش صرف آخرت کا عیش ہے۔ انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما"۔

۳۵۵۲ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد بن مالک انصاری نے کہا ہمارے پاس جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی ڈھو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! عیش صرف آخرت کا عیش ہے انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔
(اس حدیث میں ابی حازم کا نام عبدالعزیز ہے۔ ابو حازم کا نام سلمہ بن دینار ہے)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

۳۵۵۳ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ اِلٰى نِسَآئِهٖ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا اِلَّا الْمَآءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَضُمُّ اَوْ يُضِيْفُ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَا فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى امْرَاَتِهٖ فَقَالَ اَكْرِمِىْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِىْ فَقَالَ هَيِّئِىْ طَعَامَكِ وَاَصْبِحِىْ سِرَاجَكِ وَنَوِّمِىْ صِبْيَانَكِ اِذَا اَرَادُوْا عَشَآءً فَهَيَّاَتْ طَعَامَهَا وَاَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : وہ اپنے اُوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود حاجتمند ہوں"

۳۵۵۳ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو (کھانے کا) پیغام بھیجا۔ تو اُنھوں نے کہا ہمارے ہاں پانی کے سوا کچھ نہیں (یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مہمان کو کون شخص اپنے پاس لے جائے گا یا فرمایا کون اس کی مہمانی کرے گا۔ ایک انصاری مرد نے عرض کیا میں اسے لے جاتا ہوں وہ اسے اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور اسے کہا جناب رسُول اللہ

marfat.com
Marfat.com

وَنَوَمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَاَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَاَطْفَأَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ اَنَّهُمَا يَاْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ اَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مہمان کا احترام کرنا ہوگا۔ اُس نے کہا ہمارے ہاں صرف بچّوں کا کھانا ہے۔ انصاری نے کہا کھانا تیار کرو ۔ چراغ روشن کرو اور جب بچے کھانے کا ارادہ کرنے لگیں تو انھیں سُلا دو۔ چنانچہ انصاریہ خاتون نے کھانا تیار کیا اور چراغ روشن کیا اور بچوں کو سُلا دیا۔ پھر وہ اُٹھیں کہ چراغ کو درست کرے تو اسے بجھا دیا۔ پھر وہ دونوں (بیوی و شوہر) مہمان سے یہ ظاہر کرتے رہے کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں اور وہ ساری رات بھوکے رہے جب صبح ہُوئی تو انصاری مرد جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا تو (اسے دیکھتے ہی) جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا آج رات اللہ بہت خوش ہُوا ہے یا فرمایا تمہارے فعل سے بہت خوش ہُوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود حاجتمند ہوں۔ اور جو کوئی اپنے نفس کے بُخل سے بچایا گیا وہ ہی لوگ کامیاب ہُوئے۔

شرح : یہ آئت کریمہ انصار یا انصاری مرد کے بارے میں نازل ہُوئی۔

۳۵۵۳ — قاضی اسماعیل نے احکامِ قرآن میں ذکر کیا حدیث میں مذکور شخص ثابت بن قیس بن شماس ہے جو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خطیب تھے اور بہت فصیح و بلیغ تھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک مسلمان شخص روزے سے تھا اور اسے افطار کے لئے کچھ میسّر نہ ہُوا حتیٰ کہ اس پر تین دن گزر گئے۔ اس کے حال پر ایک انصاری مطلع ہُوا جس کا نام ثابت بن قیس تھا۔ ابن بشکوال نے کہا وہ عبداللہ بن رواحہ ہیں یہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے شاعر اور مدّاح تھے۔ نحّاس نے اس آئت کی تفسیر میں ذکر کیا کہ وہ ابوالمتوکل ناجی تھا لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ابوالمتوکل تابعی ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ خود ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی الحدیث ہیں۔ اسے بختری نے ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ راضی ہُوا کیونکہ خوشی کو رضاء لازم ہے۔ اس آئت کے نزول کا صحیح تر واقعہ یہی ہے جو بخاری نے ذکر کیا ہے۔ واحدی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ذکر کیا ہے کہ ایک

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيْئِهِمْ

۳۵۵۴ــــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى اَبُوْعَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ اَخُوْعَبْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَرَّ اَبُوْبَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكُمْ قَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰى رَاْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ

صحابی کو بکری کا سر نذرانہ پیش کیا گیا تو اُنھوں نے کہا میرا فلاں بھائی اور اس کے بچے ہم سے زیادہ محتاج ہیں، انہیں دیں جب انہیں بکری کا سر بھیجا گیا تو اُنھوں نے کہا فلاں شخص اور اس کے بچے ہم سے زیادہ محتاج ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اپنے اُوپر اپنے سے زیادہ محتاج کو ترجیح دیتے رہے اور سات اشخاص تک معاملہ پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ شحّ کا معنی ملامت اور نفس کا حرص کرنا ہے۔ اس کا معنی بخل بھی ہے کہا گیا ہے۔ بغیرِ حق مال لینا۔ بخل کا معنی مستحق مال سے منع کرنا ہے۔ کہا گیا بخیل وہ ہے کہ جب وہ کوئی شئی پالے تو سیر ہو جائے اور شحیح کبھی سیر نہیں ہوتا لہٰذا شحیح بخیل سے عام ہے (عینی)

باب ــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : نیک انصار کی نیکیاں قبول کرو اور ان کے خطاکاروں سے درگزر کرو!

۳۵۵۴ــــ ترجمہ : ہشام بن زید نے کہا میں نے انس بن مالک کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ

marfat.com
Marfat.com

بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ

ابوبکر صدیق اور حضرت عباس، رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے جبکہ وہ رو رہے تھے فرمایا تمہیں کون سی شئی رلا رہی ہے۔ انھوں نے کہا ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پاس بیٹھنا یاد آ رہا ہے ..... وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جبکہ چادر کے کنارے سے اپنا سر مبارک باندھا ہوا تھا۔ راوی نے کہا آپ منبر شریف پر تشریف لائے اس دن کے بعد آپ منبر شریف پر نہ بیٹھے تھے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا میں تمہیں انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے معدہ اور زنبیل کے درجہ میں ہیں۔ جو ان پر حق تھا وہ انھوں نے پورا کر دیا اب ان کا حق باقی رہ گیا ہے پس تم ان میں سے نیک لوگوں کی نیکی قبول کرو اور خطاء کرنے والوں سے درگزر کرو۔

شرح : ۳۵۵۴ — سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو کرش اور عَیْبَہ فرمایا کیونکہ کرش حیوان کی غذا کے استقرار کی جگہ ہے جس کے باعث حیوان کا نشو و نما ہوتا ہے۔ اور عَیْبَہ وہ صندوقچی ہے جس میں انسان نفیس اور عمدہ شئی رکھتا ہے۔ یعنی انصار میرے رازدان اور صاحبِ امانت ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رہنے کی جگہ دینا اور آپ کی مدد کرنا ان پر حق اور ان کی ذمہ داری تھی جیسے انھوں نے لیلۃ العقبہ میں آپ کی بیعت کی اسے انھوں نے پورا کر دیا اور ان کا جنت میں داخل ہونا باقی رہ گیا ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ آپ کو رہنے کی جگہ دیں اور آپ کی مدد کریں تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اب تمہاری باری یہ ہے کہ ان کے ساتھ احسان کرو انہیں کسی قسم کی اذیت نہ پہنچے ان میں سے نیک کاروں کی نیکیاں قبول کرو اور خطا کاروں سے درگزر کرتے رہو۔

اسماءِ رجال۔ محمد بن یحیی، ان کی کنیت ابوعلی ہے وہ مروزی ہیں۔ ۲۵۲ ہجری میں فوت ہوئے

(۲) شاذان مروزی ان کا نام عبدالعزیز بن عثمان بن جبلہ ہے یہ عبدان کے بھائی ہیں۔ ۲۲۹ ہجری میں فوت ہوئے۔

(۳) شعبہ بن حجاج، ہشام بن زید اور انس بن مالک پہلے حصہ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۵۵۵ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيْلِ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُنْعَطِفًا بِهَا عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَتَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا كَالْمِلْحِ فِى الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِىَ مِنْكُمْ اَمْرًا يَضُرُّ فِيْهِ اَحَدًا اَوْ يَنْفَعُهٗ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ

۳۵۵۶ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَنْصَارُ كَرِشِىْ وَعَيْبَتِىْ وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ وَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ

۳۵۵۵ ـــ ترجمہ : عکرمہ نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جبکہ آپ کے پاس چادر شریف تھی جو آپ نے کندھوں پر اوڑھ رکھی تھی اور کالی پٹی باندھے ہوئے تھے۔ آپ منبر شریف پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اللہ کی حمد و ثنا کے بعد اے لوگو! لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے اور انصار کم ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ وہ کھانے میں نمک کی مانند رہ جائیں گے تم میں سے جو کوئی حکومت کا وارث ہو جس میں وہ کسی کو ضرر یا نفع پہنچا سکے تو وہ ان کے نیکوکاروں سے اچھا سلوک کرے اور خطاکاروں سے درگزر کرے۔

۳۵۵۶ ـــ ترجمہ : انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار میرے معدہ اور زنبیل کے درجہ میں ہیں۔ عنقریب لوگ زیادہ ہوں گے اور یہ کم ہوتے جائیں گے ان میں سے نیکوکاروں سے احسان کرو اور خطاکاروں سے درگزر کرتے رہو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

۳۵۵۵ — ۳۵۵۶

شرح : یعنی مسلمان زیادہ ہوتے رہیں گے لیکن ان میں سے انصار کم ہوتے جائیں گے۔ ان لوگوں نے اسلام کی بہت مدد کی ہے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رہنے کی جگہ دی اور مدد کی ان کا یہ وقت گزر چکا ہے۔ اس سعادت میں ان سے کوئی نہیں مل سکتا اور اس میدان میں کوئی ان سے سبقت نہیں کر سکتا ان میں سے جو بھی فوت ہوگا اس کی جگہ کبھی پُر نہ ہوگی لہٰذا وہ کم ہوتے رہیں گے اور دوسرے لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے حتیٰ کہ انصار طعام میں نمک کی طرح رہ جائیں گے اور مہاجرین اقالیم کے حاکم ہوں گے اس لئے انہیں فرمایا ان سے احسان کرتے رہو اور انہیں اذیت نہ پہنچے (حدیث ۸۸۶ کی شرح دیکھیں)

اسماء رجال : ابن غُسیل وہ عبدالرحمٰن بن سُلیمان بن عبداللہ بن حنظلہ غَسیل ملائکہ ہیں۔ حدیث ۳۳۹۴ کی شرح میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

باب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

وفات : ذوالحجہ ۵ھ مطابق اپریل ۶۲۷ء

آپ کا نسب یہ ہے : سعد بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن حرث بن خزرج بن نَبیت بن مالک بن اَوس انصاری اشہلی قبیلہ اَوس کے سردار ہیں۔ آپ کی کنیت ابوعمرو ہے اور والدہ کبشہ بنت رافع صحابیہ ہیں۔ بالاتفاق آپ جنگِ بدر میں حاضر تھے۔ خندق کے غزوہ میں آپ کو تیر مارا گیا اس کے بعد صرف ایک مہینہ بقید حیات رہے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کے درمیان مصعب بن عُمیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ جب حضرت سعد بن معاذ خندق کے روز حبان بن عرقہ کے تیر مارنے سے زخمی ہو گئے تھے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ان کا خیمہ نصب کرایا اور ہر روز آپ کی بیمار پرسی کیا کرتے تھے حتیٰ کہ پانچ ہجری میں وفات پا گئے۔ آپ کی وفات غزوۂ خندق کے ایک ماہ بعد اور بنو قریظہ کے فیصلہ کے چند روز بعد واقع ہوئی۔ زخمی ہو جانے کے بعد آپ نے دُعاء کی تھی کہ اے اللہ! جب تک بنو قریظہ کے بارے میں میری آنکھ ٹھنڈی نہ ہو میری موت واقع نہ ہو کیونکہ اِن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسُول سے

marfat.com
Marfat.com

عہد کا نقض کیا اور ان سے محاربت کی ہے۔ اس کے بعد ان کا زخم اچھا ہوگیا۔ حتیٰ کہ بنو قریظہ کی قسمت کا فیصلہ آپ کو مفوض ہوا آپ نے ان کے بارے میں فیصلہ دیا کہ بنو قریظہ کے فوجیوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد اور عورتوں کو قید کر لیا جائے ان سے مسلمان استعانت کریں یہ فیصلہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے سعد تمہارا یہ فیصلہ اللہ کے حکم کے مطابق ہے۔ چنانچہ چار سو قُرظیوں کو قتل کیا گیا جب ان کے قتل سے فارغ ہُوئے تو زخمی رگ سے خون جاری ہوگیا اور اسی سے آپ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

حضرت سعد بن ابی وقاص نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا سعد کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتوں نے شرکت کی۔ کثرتِ ہجوم کے باعث فرشتے اپنے پُورے قدم زمین پر نہیں جما سکتے تھے۔ حضرت انس بن مالک نے کہا جب ہم نے سعد بن معاذ کا جنازہ اُٹھایا تو منافقوں نے کہا اتنا ہلکا جنازہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا حالانکہ آپ بہت لمبے اور موٹے تھے۔ یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ان کے جنازہ کو فرشتوں نے اُٹھا رکھا ہے۔ اس لئے جنازہ ہلکا ہے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بنی عبد الاشہل میں تین شخص ہیں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ان سے کوئی افضل نہیں وہ سعد بن معاذ، اُسَید بن حُضیر اور عباد بن بشر ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سعد کی موت سے اللہ کا عرش کانپ گیا۔ یہ حدیث متواتر المعنی ہے صحابہ کی بہت بڑی جماعت نے اسے روائت کیا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خوبصورت بڑی چادر دیکھ کر فرمایا جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں اور ارشاد فرمایا اگر کوئی قبر کی تنگی سے نجات پانے والا ہے تو وہ سعد بن معاذ ہے" رضی اللہ عنہ"، عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ غزوۂ خندق میں سعد بن معاذ تیر لگنے سے زخمی ہُوئے اور شہید فوت ہُوئے۔ اُنھوں نے کہا ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ان کے جنازہ میں جبرائیل علیہ السلام ریشمی عمامہ پہن کر شریک ہُوئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا یا رسولَ اللہ! یہ کون ہے جس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھُل گئے ہیں اور رحمٰن کا عرش کانپ گیا ہے؟ یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جلدی سے چادر گھسیٹتے ہُوئے باہر تشریف لے گئے اور حضرت سعد کو دیکھا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ ایک انصاری نے کہا ؎

وَمَا اھْتَزَّ عَرْشُ اللّٰہِ مِنْ مَّوْتِ ھَالِكٍ عَلِمْنَا بِہٖ اِلَّا لِسَعْدِ اَبِیْ عَمْرٍو

ہم جانتے ہیں کہ سعد ابی عمرو کے سوا کسی فوت ہونے والے شخص کے لئے اللہ کا عرش لرزہ براندام نہیں ہُوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ سعد بن معاذ نے کہا تین خصلتیں ہیں جن میں میرے دو ہوں جیسا کہ ہونا چاہیئے۔ ان کے سوا وہ ایک انسان ہیں۔

(۱) میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جو بھی حدیث سُنی تو میں نے کہا یہ اللہ کی طرف سے حق بات ہے (۲) میں نے نماز پڑھتے وقت کبھی کسی طرف توجہ نہیں کی (۳) میں نے کسی جنازہ کی نماز میں

marfat.com
Marfat.com

۳۵۵۷۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ یَقُوْلُ اُهْدِیَتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِیْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ یَمَسُّوْنَهَا وَیَعْجَبُوْنَ مِنْ لِیْنِهَا قَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِیْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِیْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَیْرٌ مِّنْهَا اَوْ اَلْیَنُ رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِیُّ سَمِعَا اَنَسًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۵۸ ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ الْفَضْلُ بْنُ مُسَاوِرٍ خَتَنُ اَبِیْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْیٰنَ عَنْ جَابِرٍ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَعَنِ الْاَعْمَشِ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ فَاِنَّ الْبَرَاءَ یَقُوْلُ اهْتَزَّ السَّرِیْرُ فَقَالَ اِنَّهٗ كَانَ بَیْنَ هٰذَیْنِ الْحَیَّیْنِ ضَغَائِنُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

اپنے نفس سے بات نہیں کی۔ سعید بن مسیب نے کہا میرا گمان ہے کہ یہ تین خصلتیں نبی میں پائی جاتی ہیں (استیعاب)

ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا

۳۵۵۷ — کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی بڑی چادر نذرانہ پیش کی گئی تو آپ کے صحابہ کرام اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کی نرمی پر تعجب کرتے ہو سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔ اسے قتادہ اور زہری نے روایت کیا انھوں نے بواسطہ انس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سماعت کی۔ (حدیث ۲۴۴۰ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم

۳۵۵۸ — صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سعد کی موت سے عرش

marfat.com
Marfat.com

۳۵۵۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ اُنَاسًا نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيْبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ اَوْ خَيْرِكُمْ فَقَالَ يَا سَعْدُ اِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَاِنِّیْ اَحْكُمُ فِيْهِمْ اَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ قَالَ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ اَوْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ

کانپ گیا۔ اعمش سے روایت ہے کہ ہم سے ابوصالح نے جابر کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بیان کیا ایک شخص نے حضرت جابر سے کہا کہ براء بن عازب کہتے ہیں کہ جنازہ کی چارپائی ہل گئی تھی۔ حضرت جابر نے کہا ان دونوں قبیلوں کے درمیان دشمنی تھی۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سعد بن معاذ کی موت سے رحمٰن کا عرش ہل گیا تھا۔

۳۵۵۸ — **شرح** : علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی مراد یہ ہے کہ قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے درمیان کچھ عداوت تھی۔ حضرت سعد بن معاذ قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ خزرجی ان کی فضیلت کا اقرار نہیں کرتے تھے۔ جبکہ حضرت براء بن عازب خزرجی تھے۔ انھوں نے کہا اگر "سَرِیر" سے مراد جنازہ کی چارپائی ہے۔ جس پر سعد کو اٹھایا گیا تھا۔ تو "اہتزاز" کا معنی حرکت و اضطراب ہے۔ یہ حضرت سعد کی فضیلت ہے جیسے جبل اُحد کا حرکت میں آنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس پر موجود حضرات صحابہ کرام کی فضیلت ہے۔ اور اگر سریر اللہ کا عرش ہے تو اس سے مراد اس کے اٹھانے والے ہیں اور اہتزاز کا معنی سرور اور ان کی آمد کی خوشی ہے۔ چنانچہ جب نباتات سرسبز اور خوبصورت ہوں تو کہا جاتا ہے اہتز النبات، اور یہ بھی احتمال ہے کہ حقیقۃً عرش حرکت میں آیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے اور یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روح کی آمد کی خوشی میں عرش کا حرکت میں آنا ہے۔ کیونکہ جب مومن کی روح آسمانوں میں جاتی ہے تو فرشتے خوش ہوتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے براء بن عازب کی نفسانی غرض اور عداوت کی طرف نسبت کیسے جائز سمجھی حالانکہ حضرت براء صحابی ہیں اور

marfat.com
Marfat.com

جابر بھی صحابی ہیں۔ کیا ایسی باتوں سے ان کی عدالت تو داغدار نہیں ہوتی؟
اس کا جواب یہ ہے کہ اُنھوں نے لفظِ عرش کو اُس معنیٰ پر محمول کیا جس کا وہ احتمال رکھتا ہے کیونکہ اکثر عرش سے سریر مراد لیا جاتا ہے۔ اس سے حضرت براء کی عدالت میں قدح لازم نہیں آتی۔ جیسے ایسا کلام کرنے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں قدح لازم نہیں آتی۔ لہٰذا ایسے کلام سے دونوں صحابیوں کی عدالت متأثر نہیں ہوتی۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء کی ایک جماعت نے اسے ظاہر پر محمول کیا ہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی آمد کی خوشی میں عرش کا حرکت میں آنا ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عرش میں یہ احساس پیدا کر دیا تھا جیسے فرمایا: بعض پتھر اللہ کے خوف کے باعث پہاڑ سے گر پڑتے ہیں

علامہ مازری نے کہا اگر اسے حقیقت پر محمول کیا جائے تو یہ عقلاً بعید نہیں کیونکہ عرش دوسرے اجسام کی طرح جسم ہے حرکت و سکون کا قابل ہے۔

حربی نے کہا یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات کی شان کی عظمت سے کنایہ ہے۔ عربوں کی عادت ہے کہ کسی معظم شئ کو اعظم شئ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں فلاں شخص کی موت سے زمین پر اندھیرا چھا گیا اور قیامت قائم ہوگئی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ چنانچہ ایک شخص ان کی قبر سے مٹی لے کر چلا گیا پھر اسے دیکھا تو وہ کستوری تھی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (عینی، کرمانی)

۳۵۵۹ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ یہودی لوگوں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ منظور کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیغام بھیجا وہ گدھے پر سوار آئے جب مسجد کے قریب پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے میں سے بہترین یا فرمایا اپنے سے افضل کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور فرمایا اے سعد! ان لوگوں نے تمہارا حکم منظور کیا ہے۔ سعد نے کہا میں ان کے متعلق یہ حکم دیتا ہوں کہ ان میں سے جنگ کرنے والوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور اولاد کو قید کر لیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد! تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔

۳۵۵۹ — شرح: حدیث میں مذکور مسجد سے مراد وہ مسجد ہے جو یہودیوں کے محاصرہ کے ایام میں وہاں مسجد تیار کی تھی۔ مسجد نبوی مراد نہیں اس لئے فرمایا جب سعد مسجد کے قریب آئے اور یہ نہ فرمایا جب وہ مسجد نبوی کے قریب آئے۔ حدیث میں مذکور خطاب انصار سے ہے۔ کیونکہ وہ ان کے سردار تھے۔ اور اگر عام لوگوں سے خطاب ہے تو اس مجلس میں سعد سے بہتر اور کوئی نہ تھا یا اس فیصلہ کے اعتبار سے انہیں سیّد فرمایا ہے۔
(حدیث ۲۸۳۶ کی شرح دیکھیں)۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْقَبَةِ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ

باب مناقب اُسَید بن حُضَیر
اور عَبَّاد بن بِشر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا

اُسَید بن حُضیر کی وفات رجب سنہ ۲۰ھ جون سنہ ۶۴۱ء میں ہوئی "

اُن کا نَسَب اُسَید بن حُضیر بن سماک بن عتیک بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل انصاری اشہلی ہے۔ کنیت ابو یحییٰ یا ابو عتیک ہے۔ ان کا والد حُضیر کُعَاث کی جنگ میں قبیلہ اوس کا سردار تھا۔ اُسَید ان صحابہؓ میں سے ہیں جنہوں نے پہلے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ لیلۃ العقبہ میں ان کو نقیب مقرر کیا گیا تھا۔ وہ حضرت سعد بن معاذ سے پہلے مُصعَب بن عُمیر کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ جنگِ بدر میں ان کے حاضر ہونے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابن سعد نے کہا وہ قوم کے سردار تھے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور زید بن حارثہ کے درمیان بھائی چارہ بنایا تھا۔ اُحد کی جنگ میں ثابت قدم رہے جبکہ دوسرے لوگ بھاگ نکلے تھے۔ اس جنگ میں انہیں سات سخت زخم آئے۔ انہیں اہلِ بدر میں شمار کیا جاتا ہے۔ ابو ہریرہ نے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسَید بن حُضیر اچھا آدمی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا انصار میں تین شخص ہیں ان کی فضیلت کو کوئی نہیں پہنچتا وہ سعد بن معاذ، اُسَید بن حُضیر اور عَبَّاد بن بشر ہیں۔ واقدی نے کہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی کو اُسَید بن حُضیر سے زیادہ فضیلت نہیں دیتے تھے۔ ابن سکن نے کہا جب اُسَید بن حُضیر فوت ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کا مال تین سال فروخت کرتے رہے

۔اور ان کا قرض ادا کیا اور فرمایا میں اپنے بھائی کے بیٹوں کو بھوکا نہیں رہنے دوں گا تو ان کی زمین واپس کر دی اور اس کا پھل فروخت کیا۔ وہ بیس ہجری کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں خود اُٹھا کر قبر میں رکھا۔ اور وہ جنت البقیع میں مدفون ہیں " (اصابہ)

عَبَّاد بن بِشر رضی اللہ عنہ

ان کا نسب عَبَّاد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبد الاشہل ہے وہ اکثر غزوات میں حاضر ہوئے

marfat.com
Marfat.com

۳۵۶۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَاِذَا نُوْرٌ بَيْنَ اَيْدِيْهِمَا حَتّٰى تَفَرَّقَا فَتَفَرَّقَ النُّوْرُ مَعَهُمَا وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَرَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَقَالَ حَمَّادٌ اَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اُسَيْدٌ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ جبکہ ان کی عمر صرف پینتالیس ۴۵ برس تھی۔ انہوں نے کعب بن اشرف طاغوت یہود کو قتل کیا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا انصار میں سے تین شخص ہیں ان سے بڑھ کر کوئی افضل نہیں وہ سب بنی عبدالاشہل سے ہیں وہ اُسَید بن حُضیر، سعد بن معاذ اور عباد بن بِشر ہیں۔ صحیح حدیث میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد بن بِشر کی آواز سُنی تو فرمایا اے اللہ! عباد پر رحم فرما۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عباد بن بِشر اور اُسَید بن حُضَیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو نکلے جبکہ رات اندھیری ہو چکی تھی تو اُن میں سے ایک کی چھڑی روشن ہو گئی اور وہ اس کی روشنی میں چلتے رہے پھر جب وہ اپنے اپنے گھروں کو جانے کے لئے جُدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کی چھڑی روشن ہو گئی (اصابہ)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اندھیری رات میں نکلے وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے آگے نُور ظاہر ہُوا ہے۔ حتی کہ وہ جُدا ہو گئے تو نُور بھی ان کے ساتھ تقسیم ہو گیا۔ معمر نے ثابت سے اُنھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ دونوں اُسَید بن حُضیر اور ایک انصاری آدمی تھے حماد نے کہا ہم سے ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ اُسَید بن حُضیر اور عباد بن بِشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔

۳۵۶۰ — شرح : اُوپر بیان ہو چکا ہے کہ یہ دونوں شخص جن کی چھڑیاں روشن ہو گئی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنَاقِبُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

تھیں اُسَید بن حُضیر اور عَبّاد میں بشر تھے۔ حاکم نے بھی مستدرک میں انہیں کو ذکر کیا ہے۔ لیکن باب کی حدیث میں ان کی تعیین میں سکوت ہے ۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

وفات : ربیع الاوّل سنہ ۱۸ھ مطابق مارچ سنہ ۶۳۹ء

آپ کا نسب : معاذ بن جبل بن عمرو بن اَوس بن عابد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم بن بابی بن تیم بن کعب بن سلمہ ہے کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے آپ انصاری خزرجی ہیں آپ حلال وحرام کے علم میں امام ہیں۔ ابو ادریس خولانی نے کہا آپ کا رنگ سفید چہرہ روشن تھا۔ سامنے والے دانت چمکتے تھے آنکھیں سرگیں تھیں۔ کعب بن مالک نے کہا آپ خوبصورت نوجوان خوش طبع تھے ۔ تمام جنگوں میں حاضر رہے۔ اکیس برس کی عمر میں جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن میں حاکم مقرر کیا تھا۔ جب انہیں یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا میں نے دین میں تمہاری مضبوطی دیکھی ہے۔ تمہارے لئے میں ہدیہ قبول کرنا اچھا سمجھتا ہوں اگر کوئی تمہیں ہدیہ کے طور پر کوئی شئی دی جائے تو اسے قبول کر لو اور انہیں رخصت کرتے وقت فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری ہر طرف سے حفاظت کرے اور انسان وجن کی شرارتیں تم سے دُور کرے۔ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قرآن جمع کیا تھا۔

شعبی نے مسروق سے روائت کی کہ ہم ابن مسعود کے پاس تھے تو اُنھوں نے پڑھا " اِنَّ مَعاذًا کَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰہِ " فروہ بن نوفل نے کہا میں یہ بھول گیا ہوں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں بھولا ہوں۔ ہم انہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ جانتے تھے۔ ابونعیم نے حلیہ میں انہیں امام الفقہاء اور کنز العلماء کہا ہے۔ وہ عقبہ، بدر اور دیگر غزوات میں حاضر ہوتے رہے ہیں ۔ انصار نوجوانوں میں بُردبار حیادار اور سخی نوجوان تھے ۔ وہ اللہ تعالیٰ سے جو سوال عرض کرتے اللہ انہیں عطاء کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا عورتیں معاذ جیسے شخص کو جنم دینے میں عاجز رہ گئی ہیں ۔ اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا مرفوع حدیث میں ہے معاذ حلال وحرام کے علم میں سب سے بڑے عالم ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

marfat.com

Marfat.com

۳۵۶۱ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِسْتَقْرِءُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَالِمٍ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَةَ وَاُبَیٍّ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

بَابُ مَنْقَبَةُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا

کے عہدِ خلافت میں یمن سے واپس آئے اٹھارہ ہجری کو شام میں طاعون کے مرض سے فوت ہوئے۔ اور چونتیس ۳۴ برس بقیدِ حیات رہے۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چار آدمیوں سے ۳۵۶۱ — قرآن کریم پڑھو عبداللہ بن مسعود، سالم مولی ابوحذیفہ، اُبی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم "

باب — مناقب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

وفات : رجب ۱۵ھ مطابق اگست ۶۳۶ء

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا

آپ کا نسب یہ ہے۔ سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن حرام بن خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج

marfat.com
Marfat.com

۳۵۶۲ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ اَبُوْ اُسَيْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَ

بن ساعدہ بن کعب بن خزرج انصاری ہیں کنیت ابوثابت اور ابوقیس ہے۔ ان کی والدہ عُمرہ بنت مسعود صحابیہ ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں پانچ ہجری کو فوت ہوگئی تھیں۔ حضرت سعد بن عبادہ عقبہ میں حاضر تھے اور بارہ نقباء میں سے ایک نقیب تھے۔ امام بخاری نے ثابت کیا ہے کہ وہ بدر میں حاضر تھے لیکن ابن سعد نے کہا اُنھوں نے بدر کی تیاری کی تھی پھر سُست پڑ گئے اور بدر میں نہ گئے۔ وہ بہت تیر انداز تھے۔ انہیں کامل کہا جاتا تھا وہ سخاوت میں بہت مشہور تھے۔ اسی طرح ان کا والد، دادا اور لڑکے بہت سخی تھے۔ اُنھوں نے ایک منارہ بنا رکھا تھا۔ ہر روز اس پر نداء کی جاتی تھی کہ جو کوئی چربی اور گوشت کھانا چاہتا ہے وہ اطم دلیم بن حارثہ میں آجائے۔ حضرت سعد کا پیالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی بیویوں کے گھروں میں پھرتا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تمام جنگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو جھنڈے ہوتے تھے۔ مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی کے ہاتھ میں اور انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ کے پاس ہوتا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اُٹھا کر دُعاء فرمائی: اے اللہ! سعد بن عبادہ کی آل پہ اپنی رحمتیں کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ انصار کو اچھی جزاء دے خصوصاً عبداللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو رضی اللہ عنہما۔ ابن ابی دُنیا نے ابن سیرین کے طریق سے بیان کیا کہ جب شام ہوتی تو لوگ اہل صفہ کو کھانا کھلانے اپنے گھر لے جاتے کوئی شخص ایک کو کوئی دو کو کوئی تین کو ہمراہ لے جاتے اور سعد بن عبادہ آٹھ مساکین کو کھانا کھلانے ساتھ لے جاتے تھے۔

ایک روائت کے مطابق سعد بن عبادہ اسّی اصحاب کو ہر روز کھانا کھلاتے تھے۔ اُنھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کی اور شام چلے گئے اور پندرہ ہجری کو حوران میں فوت ہوگئے۔ کہا گیا ہے سعد بن عبادہ کی قبر منیحہ میں ہے۔ منیحہ دمشق کے قریب ایک گاؤں ہے۔ سعید بن عبدالعزیز نے کہا وہ بُصریٰ میں فوت ہوئے اور وہ پہلا شہر ہے جو شام میں فتح کیا گیا تھا۔

ترجمہ: ابو اُسَید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کے گھرانوں میں سے بہتر گھرانہ بنو نجار کا گھرانہ ہے۔ — ۳۵۶۲

marfat.com
Marfat.com

فِیْ کُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَیْرٌ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَکَانَ ذَاقَدَمٍ فِی الْاِسْلَامِ مَا اَرٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ فَضَّلَ عَلَیْنَا فَقِیْلَ لَہٗ قَدْ فَضَّلَکُمْ عَلٰی نَاسٍ کَثِیْرٍ

بَابُ مَنَاقِبُ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ

پھر بنو عبدالاشہل پھر بنو حارث بن خزرج پھر بنو ساعدہ اور انصار کے تمام گھرانوں میں بہتری ہے۔ سعد بن عبادہ نے کہا جبکہ وہ قدیم الاسلام ہیں۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ آپ نے لوگوں کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ ان سے کہا گیا تمہیں بہت لوگوں پر فضیلت دی ہے۔

شرح : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سعد بن عبادہ کے متعلق اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ حدیث افک سے پہلے سعد بن عبادہ اچھا شخص تھا۔ لیکن حدیث افک میں اُنھوں نے اچھا کردار ادا نہیں کیا اس کی تفصیل حدیث الافک میں گزری ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ مقصد نہیں کہ سعد میں پہلی صلاحیت نہیں رہی۔ کیونکہ اس گفتگو میں جو کچھ سعد نے کہا تھا وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ردّ میں کہا تھا اس کو یہ لازم نہیں کہ افک کے واقعہ میں اُن کی وہ صفت زائل ہو چکی ہے۔ بلکہ ان کی یہ صفت مستمرہ ہے (عینی)

(انصار کے گھرانوں کی فضیلت کے باب میں حدیث ۳۵۴۴ کی شرح دیکھیں)

باب حضرت اُبَیّ بن کَعْب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : رمضان المبارک ۲۰ھ مطابق اگست ۶۴۱ء

آپ کا نسب یہ ہے : اُبَیّ بن کعب بن قَیْس بن عُبَید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار آپ انصاری نَجّاری ہیں۔ کُنیت ابوالمُنذِر اور ابوالطفیل ہے۔ آپ سیّد القرّاء ہیں۔ عقبہ ثانیہ میں بیعت کرنے والوں میں سے ہیں۔ غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں حاضر ہوتے رہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

۳۵۶۳ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِوبْنِ مُرَّةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو فَقَالَ ذَاكَ رَجُلٌ لَا اَزَالُ اُحِبُّهٗ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَبَدَأَ بِهٖ وَسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

اُن سے فرمایا اے ابا المنذر تمہیں علم مبارک ہو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں سید المسلمین کہا کرتے تھے اور فرماتے : اے اُبَی پڑھیے اس طرح کی روایت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے۔

واقدی نے کہا سب سے پہلے ابنی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لکھا اور وہ پہلے شخص ہیں جس نے خط کے آخر میں لکھا اسے فلاں بن فلاں نے لکھا ہے۔ ان کا قد و قامت درمیانہ داڑھی سفید تھی اس پر خضاب نہیں لگاتے تھے۔ ابن ابی خیثمہ نے کہا میں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابن ابی کعب بیس۲۰ یا انیس۱۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ جس روز وہ فوت ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آج مسلمانوں کا سردار فوت ہوگیا ہے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ تیس۳۰ ہجری کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئے۔ ابن عبدالبر نے کہا اکثر لوگ کہتے ہیں کہ وہ حضرت عمر فاروق کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ تیس ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے بعض علماء نے کہا اس سے پہلے فوت ہوئے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۵۶۳ــــ ترجمہ : مسروق سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو کے پاس حضرت عبداللہ بن مسعود کا تذکرہ ہوا تو انھوں نے کہا اس شخص سے میں ہمیشہ محبت کرتا رہوں گا۔ کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چار آدمیوں سے قرآن پڑھو اور عبداللہ بن مسعود کو پہلے ذکر کیا۔ ابوحذیفہ کا آزاد کردہ غلام سالم، معاذ بن جبل اور

marfat.com
Marfat.com

۳۵۶۴ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ سَمِعْتُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَیٍّ اَنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَیْكَ لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِیْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰی

اُبَیِّ بن کعب۔
(سالم مولی ابوحذیفہ کے مناقب میں حدیث ۳۵۱۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ، سُناؤں۔ اُبَیِّ نے کہا یارسُولَ اللہ! اللہ تعالیٰ نے میرا نام ذکر کیا ہے فرمایا ہاں (یہ سُن کر) وہ رو پڑے۔

۳۵۶۴ ـــ

شرح : سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُبی کو قرآن پاک سُنایا یہ اُبی کی عظیم منقبت ہے جس میں کوئی اس سے شریک نہیں۔

حضرت ابی کا رونا خوشی اور کسر نفسی کے طور پر تھا۔ یا وہ اس لئے روئے تھے کہ یہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس نعمت کے شکر میں تقصیر کر دیں۔ حدیث میں مذکور سُورت کی تخصیص یہ ہے کہ یہ سُورت مختصر ہونے کے علاوہ اصول، قواعد اور اہم امور کی جامع ہے اور حال کا مقتضیٰ بھی اختصار تھا۔ اور حضرت اُبیؓ کو سُنانے میں حکمت یہ تھی کہ اُبیؓ کو اس کے الفاظ ادا کرنے کی کیفیت اور وقوف کے مواضع کا علم آجائے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُبیؓ کو قرآن سنانا اسی لئے تھا اُن سے سیکھنے کے لئے نہیں تھا یا اس لئے تھا کہ قرآن کے حافظوں کو قرآن سُنانا مسنون ہو جائے۔ اگرچہ وہ سُنانے والوں سے نسب، دین، اور فضیلت میں کم ہوں یا حضرت اُبیؓ کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے پڑھا تاکہ لوگوں کو ان سے قرآن پڑھنے میں رغبت ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآت قرآن میں مشہور امام ہُوئے۔

marfat.com
Marfat.com

مَناقِبُ زَیدِبنِ ثابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ

باب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

وفات : رجب ۴۵ھ مطابق ۱۷۔ستمبر ۶۶۵ء

آپ کا نسب یہ ہے : زید بن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن نجار انصاری خزرجی، کنیت ابوسعید ہے۔ ابو ثابت بھی ذکر کی جاتی ہے وہ بدر کی لڑائی میں کمسن تھے اور اُحد کی جنگ میں حاضر ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ اُنھوں نے سب سے پہلے غزوۂ خندق لڑا اور تبوک کی لڑائی میں بنو نجار کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ ان سے پہلے عمارہ بن حزم کے پاس تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے لے کر اِنہیں دے دیا تو اس نے عرض کیا یا رسُول اللہ! کیا میری کوئی شکایت آپ کو پہنچی ہے۔ فرمایا نہیں لیکن قرآن کا فیصلہ مُقدّم ہے وہ کاتب وحی بھی تھے۔ ان کی والدہ نوار بنتِ مالک بن معاویہ بن عدی ہے۔ حضرت زید کا والد بُعاث کی جنگ میں قتل ہوگیا تھا۔ یہ ہجرت سے پانچ سال قبل کا واقعہ ہے۔ حضرت زید عالِم صحابی تھے یرموک کا مالِ غنیمت اُنھوں نے تقسیم کیا تھا اور اُنھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں قرآن جمع کیا۔ زید نے کہا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مجھے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور کہا گیا یہ قبیلہ بنی نجار سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں سترہ سُورتیں یاد ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ کے حضور وہ پڑھیں تو آپ بہت خوش ہُوئے اور فرمایا کیا تم لکھنا جانتے ہو؟ مجھے یہودیوں کی کتابت پر اعتماد نہیں۔ چنانچہ میں نے لکھنا شروع کیا اور پندرہ روز نہ گزرے ہوں گے کہ میں لکھنے میں ماہر ہوگیا۔ پھر آپ کے خطوط میں لکھا کرتا تھا۔ جب وہ آپ کو خط لکھتے تو میں ہی پڑھا کرتا تھا۔ زید بن ثابت نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لوگوں کو خط لکھتا ہوں مجھے ڈر ہے کہ وہ اس میں کمی بیشی کر دیں تم سریانی زبان سیکھو تو میں نے سترہ روز میں زبان سیکھ لی۔

واقدی نے زید بن ثابت کے طرق سے ذکر کیا کہ زید نے کہا مجھے غزوۂ بدر اور اُحد میں اجازت نہ دی گئی اور غزوۂ خندق میں مجھے اجازت حاصل ہوگئی۔ زید نے کہا وہ لوگوں کے ساتھ مٹی اُٹھا کر باہر لاتے تھے۔ اچانک زید کو اونگھ آگئی۔ عمارہ بن حزم نے آکر زید کے ہتھیار پکڑ لئے اور زید کو معلوم تک نہ ہُوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یا ابا رقاد" اس روز سے آپ نے مومن کو گھبراہٹ میں ڈالنے سے منع

marfat.com
Marfat.com

۳۵۶۵ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ کُلُّهُمْ مِنَ الْاَنْصَارِ اُبَیٌّ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاَبُوْزَیْدٍ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ قُلْتُ لِاَنَسٍ مَنْ اَبُوْزَیْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِیْ

کر دیا کہ مومن کا سامان خوش طبعی وغیرہ میں نہ لیا جائے۔

شعبی سے روائت ہے کہ زید بن ثابت سواری پر سوار ہونے لگے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی رکاب پکڑ لی۔ زید نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ایسا نہ کرو۔ انھوں نے فرمایا کچھ حرج نہیں ہم علماء اور بزرگوں کے حضور اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ ثابت بن عُبید نے کہا ہم نے زید بن ثابت کو دیکھا کہ اپنے گھر میں بہت خوش طبع اور مجلس میں بہت باوقار ہوتے تھے۔

بُغوی نے صحیح اسناد سے خارجہ بن زید سے روائت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب سفر کو جاتے تو انہیں اپنا قائم مقام کرتے تھے اور جب واپس آتے تو انہیں کھجوروں کا باغ عطا کرتے تھے۔

۴۵ ہجری کو مدینہ منورہ میں آپ نے وفات پائی۔ جس روز ان کا انتقال ہوا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آج اِس اُمت کا عالم فوت ہوگیا ہے۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ان کا خلیفہ مقرر کرے گا۔ جب وہ فوت ہوگئے تو حسان بن ثابت نے یہ مرثیہ کہا ؎

فَمَنْ لِلْقَوَافِیْ بَعْدَ حَسَّانٍ وَابْنِهٖ وَمَنْ لِلْمَعَانِیْ بَعْدَ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ

حسان اور ان کے بیٹے کے بعد کون اشعار پڑھے گا اور زید بن ثابت کے بعد کون معانی بیان کریگا (اصابہ)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں قرآن کو چار آدمیوں نے جمع کیا اور وہ سب انصاری تھے۔ اُبَی بن کعب معاذ بن جبل، ابوزید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم ،، قتادہ نے کہا میں نے حضرت انس سے کہا ابوزید کون ہے؟ اُنھوں نے کہا میرا ایک چچا ہے۔

۳۵۶۵ —

شرح : ابوزید سعد بن عُبَید اوسی بدری ہیں وہ سعد قاری مشہور ہیں۔ پندرہ ہجری کو قادسیہ کی لڑائی میں شہید ہوگئے تھے حضرت انس نے کہا ابوزید میرا چچا ہے۔ کیونکہ حضرت انس بن مالک بن نضر بن ضَمْضَم بن زید بن حرام ہیں۔ اور ابوزید بھی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنَاقِبُ اَبِیْ طَلْحَۃَ رضی اللہ عنہ

قبیلہ بنی حرام میں سے ہیں۔ استیعاب میں ذکر کیا کہ اَوس اور خزرج دونوں قبیلوں نے ایک دوسرے پر فخر کی باتیں کیں۔ اوس نے کہا ہم میں حنظلہ ہیں جنہیں فرشتوں نے غسل دیا اور ہم میں عاصم ہے جن کی شہد کی مکھیوں نے مشرکوں سے حفاظت کی اور وہ ان کی لاش پہ کامیاب نہ ہوئے اور ہم میں سَعد بن معاذ ہیں جن کی موت پر اللہ کا عرش حرکت میں آگیا تھا۔ اور ہم میں حضرت خزیمہ ہے جن کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہے۔ خزرج نے کہا ہم میں چار آدمی ہیں جنہوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں قرآن جمع کیا وہ مُعاذ، اُبیّ، زید بن ثابت اور ابو زید ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان چار انصاریوں کے علاوہ خلفاء اربعہ نے بھی قرآن کریم کو جمع کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد کا مفہوم دوسرے زائد عدد کی نفی نہیں کرتا یا اُنھوں نے زبانی یاد قرآن جمع کیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض قرآن آپ کی وفات کے قریب نازل ہُوا تھا۔ تو اُنھوں نے سارا قرآن کیسے جمع کر لیا اس کا جواب یہ ہے کہ اُنھوں نے وفات سے پہلے وہ بعض بھی جمع کر لیا تھا۔ مازری نے کہا اس سے بعض ملاحدہ نے استدلال کیا کہ قرآن پاک متواتر نہیں کیونکہ اسے چار آدمیوں نے جمع کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے اس میں ہرگز اس بات کی تصریح نہیں کہ ان چاروں کے سوا اور کسی نے جمع نہیں کیا۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیں کہ صرف چار آدمیوں نے جمع کیا ہے تو اس سے قرآن کے تواتر میں ہرگز قدح نہیں کیونکہ اس کے ہر جُزء کو بے شمار لوگوں نے حفظ کیا جن سے تواتر حاصل ہوتا ہے اور تواتر کی یہ شرط نہیں کہ سارا قرآن سب لوگ نقل کریں بلکہ جب ہر جزء کو تواتر کے عدد نے جمع کیا تو سارا قرآن متواتر ہُوا۔ واللہ ورسولہ اعلم (از کرمانی)

بَابُ مَنَاقِبُ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات : صفر ۳۵ھ مطابق اگست ۶۵۵ء

ابو طلحہ زید بن سہل بن اسود بن حرام انصاری خزرجی نجّاری ہیں۔ حضرت انس بن مالک کی والدہ اُمّ سلیم کے شوہر ہیں تمام جنگوں میں حاضر رہے اور بارہ نقباء میں سے ہیں۔ ۳۲ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہُوئے۔ کہا گیا ہے کہ ۳۲ یا ۳۴ ہجری کو فوت ہُوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی وہ جنابِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چالیس برس بقیدِ حیات رہے۔ وہ ہمیشہ روزہ سے ہوتے تھے۔ ابو زرعہ دمشقی نے کہا وہ شام میں فوت ہُوئے جبکہ حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک غزوہ کے وقت سمندر میں

marfat.com
Marfat.com

۳۵۶۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهٗ وَكَانَ اَبُوْطَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيْدَ الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ اَوْ ثَلٰثَةً وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ اَنْشُرْهَا لِاَبِيْ طَلْحَةَ فَاَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ اِلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ اَبُوْطَلْحَةَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ وَاُمَّ سُلَيْمٍ وَاَنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ اَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَاَنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ اَبِيْ طَلْحَةَ اِمَّا مَرَّتَيْنِ وَاِمَّا ثَلٰثًا

فوت ہوئے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اُحد کی جنگ میں لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو ابوطلحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈھال بنے ہوئے تھے۔ ابوطلحہ سخت تیرانداز تھے اور ان کی کمان کی رسی سخت تھی۔ اس روز انھوں نے دو یا تین کمانیں توڑی تھیں۔ جب کوئی شخص ان کے پاس سے تیروں کا ترکش لے کر گزرتا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ان تیروں کو ابوطلحہ کے سامنے ڈال دو۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک اُٹھا کر کافروں کو دیکھتے تو ابوطلحہ کہتے یا نبی اللہ! میرا باپ اور میری ماں قربان ہوں۔ آپ سر مبارک اوپر نہ اُٹھائیں ایسا نہ ہو کہ کسی کافر کا تیر آپ کو لگ جائے۔ میرا سینہ آپ کے سینہ مبارک کے سامنے ہے۔ میں ام المؤمنین

۳۵۶۶ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ

عائشہ بنت ابی بکر اور اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ دونوں اپنے دامن اُٹھائے ہُوئے تھیں میں ان کی پنڈلیوں کا زیور دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنی پیٹھ پر مشکیزے اُٹھا کر لاتیں اور زخمیوں کے مونہوں میں پانی ڈالتی تھیں پھر واپس جا کر مشکیزے بھر کر لاتیں اور زخمیوں کے مونہوں میں ڈالتی تھیں۔ ابو طلحہ کے ہاتھ سے دو یا تین بار تلوار گری تھی۔

۳۵۶۶ ـــــ شرح : مُجَوَّف ڈھال بنا ہُوا ، جَحَفَۃٌ ، چمڑے کی ڈھال جس میں لکڑی نہ ہو ، شَدِیْدَ الْقِدِّ ، کمان کی رسّی کو سخت کھینچنے والے ۔ اِشْرَافٌ ، اوپر کو جھانکنا ۔ نحر ، سینہ یعنی میرا سینہ آپ کے سینہ کے آگے ہے۔ اور میں اس حال میں ہوں کہ میرا سینہ آپ کے سینہ کے لئے ڈھال کی مانند ہے۔ اُمِّ سُلَیْم ، کا نام سہلہ ہے وہ حضرت انس کی والدہ اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رضاعی خالہ ہیں۔ انس کے والد مالک کے فوت ہو جانے کے بعد ان سے ابو طلحہ نے نکاح کر لیا تھا۔ مُشَمِّرَتَان ، دامن اٹھا کر پانی پلانے میں کوشش کر رہی تھیں۔ خَدَم ، خَدَمہ کی جمع ہے اس کا معنی زیور ہے۔ سَوْق ، ساق کی جمع ہے اس کا معنیٰ پنڈلی ہے۔ یعنی وہ دامن اُٹھا کر زخمیوں کو پانی پلا رہی تھی اور میں ان کی پنڈلیوں کا زیور دیکھ رہا تھا۔ اس وقت پردہ کی آیت نازل نہیں ہُوئی تھی۔ یُنْقِزَان ، اُٹھا رہی تھیں۔ قِرَب مشکیزے۔ مُتُونِہِمَا ، اپنی پیٹھ پر۔ حدیث ۲۶۸۳ کا باب غزو النساء میں مطالعہ کریں۔

باب ـ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

وفات : رجب ۴۳ھ مطابق اکتوبر ۶۶۳ء

آپ عبداللہ بن سلام بن حرث اسرائیلی اور قبیلہ بَنِیْ قَیْنُقَاع سے انصاری ہیں کنیت ابو یوسف ہے۔ اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں۔ ابو عمرو نے کہا وہ انصار کے حلیف تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی عوف بن خزرج کے قافلوں کے حلیف تھے۔ جاہلیت میں اُن کا نام حصین تھا جب اسلام قبول کیا تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ۴۳ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہُوئے جب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منورہ میں

marfat.com
Marfat.com

۳۵۶۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِاَحَدٍ يَمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ وَفِيْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ الْاٰيَةَ قَالَ لَا اَدْرِيْ قَالَ مَالِكٌ الْاٰيَةَ اَوْ فِي الْحَدِيْثِ

تشریف لائے تو آپ کو دیکھتے ہی مُسلمان ہوگئے ۔ ابوادریس خولانی نے یزید بن عُمیرہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ عبداللہ بن سلام دس جنتیوں میں دسویں ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح الاسناد ہے (عینی)

۳۵۶۷ ـــ ترجمہ : عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زمین پر چلنے والوں میں سے عبداللہ بن سلام کے سوا کسی کے متعلق یہ فرماتے ہُوئے نہیں سُنا کہ وہ جنتی ہے۔ فرمایا: اُن کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی کہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے گواہی دی،، عبداللہ بن یوسف نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ لفظِ آیت مالک کا قول ہے یا حدیث میں ہے۔

۳۵۶۷ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے وہ دس صحابہ ہیں۔ جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اس حدیث کا کیا مقصد ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ راوی اپنی سماعت کی نفی کر رہا ہے کہ اُس نے عبداللہ بن سلام کے سوا اور کسی کے متعلق جنتی فرماتے ہُوئے نہیں سُنا اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کے سوا کسی اور کے جنتی ہونے کی خبر نہیں دی۔ علاوہ ازیں ایک عدد کی تخصیص زائد عدد کی نفی نہیں کرتی۔ یا عشرہ سے وہ صحابہ مراد ہیں جن کے بارے میں لفظ بشارت فرمایا یا وہ صحابہ مراد ہیں جنہیں ایک مجلس میں خوشخبری دی گئی اور عبداللہ کے زمین پر چلنے کی حالت میں ان کے سوا کسی کے لئے یہ نہیں فرمایا کہ وہ جنتی ہے۔ مذکور تاویل نہایت ضروری ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا: وہ جنت کے نوجوانوں

marfat.com
Marfat.com

۳۵۶۸ــــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْھَرُ السَّمَّانُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَۃِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی وَجْھِہٖ اَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ تَجَوَّزَ فِیْھِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُہٗ فَقُلْتُ اِنَّکَ حِیْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قَالَ وَاللّٰہِ مَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَقُوْلَ مَا لَا یَعْلَمُ وَسَاُحَدِّثُکَ لِمَ ذَاکَ رَاَیْتُ رُؤْیَا عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُھَا عَلَیْہِ وَرَاَیْتُ کَاَنِّیْ فِیْ رَوْضَۃٍ ذَکَرَ مِنْ سَعَتِھَا وَخُضْرَتِھَا وَوَسْطَھَا عَمُوْدٌ مِنْ حَدِیْدٍ اَسْفَلُہٗ فِی الْاَرْضِ وَاَعْلَاہُ فِی السَّمَآءِ فِیْ اَعْلَاہُ عُرْوَۃٌ فَقِیْلَ لِیْ اِرْقَہْ قُلْتُ لَا اَسْتَطِیْعُ فَاَتَانِیْ مُنَصِّفٌ

کے سردار ہیں"، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں بلکہ اہلِ بدر کے متعلق فرمایا "جو چاہو کرو اللہ نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں حضرات کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ جنتی ہیں۔

۳۵۶۸ــــ ترجمہ: قیس بن عُبّاد نے کہا میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہُوا تھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہُوا جس کے چہرے پر خشوع کا اثر تھا۔ لوگوں نے کہا یہ شخص جنتی ہے۔ اس نے دو رکعتیں نماز پڑھی اور اس میں اختصار کیا پھر باہر چلا گیا اور میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔ پھر میں نے کہا جب تم مسجد میں داخل ہُوئے تھے۔ لوگوں نے کہا تھا یہ شخص جنتی ہے۔ اس نے کہا بخدا! کسی کو یہ لائق نہیں کہ وہ ایسی بات کہے جو نہ جانتا ہو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ کیوں کہتے ہیں دراصل میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک خواب دیکھا تھا۔ پھر میں نے وہ آپ کے حضور بیان کیا میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ میں ایک باغ میں ہوں۔ اور اس کی وسعت اور تروتازگی ذکر کی۔ اس کے درمیان لوہے کا ایک ستون تھا۔ جس کا نچلا حصّہ زمین میں اور اُوپر والا آسمان میں ہے۔ اس کے اوپر ایک کُنڈا ہے۔ پھر اسے کہا گیا کہ اس ستون پر چڑھو میں نے کہا مجھ میں یہ طاقت نہیں تو میرے پاس ایک خادم آیا اس نے

marfat.com

Marfat.com

فَرَفَعَ ثِيَابِيْ مِنْ خَلْفِيْ فَرَقِيْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ أَعْلَاهَا فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ لِيْ اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِيْ يَدِيْ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٌ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ وَقَالَ وَصِيْفٌ مَكَانَ مِنْصَفٌ

پیچھے سے میرے کپڑے اُٹھائے تو میں اُوپر چڑھ گیا حتی کہ ستون کے اُوپر تک پہنچ گیا اور کُنڈے کو مضبوط پکڑ لیا پھر اس سے کہا گیا اسے پکڑے رکھو۔ پھر اچانک میں بیدار ہوگیا اور وہ کنڈا میرے ہاتھ میں تھا میں نے یہ واقعہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا وہ باغ اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے۔ اور وہ کنڈا مضبوط قبضہ ہے۔ پس تو اسلام پر فوت ہوگا اور وہ مرد عبداللہ بن سلام ہے۔ مجھے خلیفہ نے کہا کہ مجھ سے معاذ نے ابن عون، محمد، قیس بن عُباد کے ذریعے عبداللہ بن سلام سے یہ خبر دی اُنھوں نے منصف کی جگہ وَصِیف کہا ہے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کیا عبداللہ بن سلام کے بیدار ہونے کے بعد کنڈا اُن کے ہاتھ میں تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ کنڈا پکڑنے کے بعد اور اسے چھوڑنے سے پہلے فوراً بیدار ہوگئے تھے۔ یعنی میں کنڈا پکڑنے کے وقت بیدار ہوگیا اور کنڈا پکڑنے اور بیدار ہونے میں فاصلہ واقع نہیں ہُوا تھا۔ یا اس کا اثر میرے ہاتھ میں تھا گویا کہ عبداللہ کا ہاتھ بیدار ہونے کے بعد مٹھی بھرے ہُوئے تھا جیسے کوئی شئ پکڑی ہُوئی ہے اگر یہ التزام کرلیں کہ بیدار ہونے کے وقت کنڈا ان کے ہاتھ میں تھا تو یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں۔ اسلام سے مراد وہ امور ہیں جن کا دین سے تعلق ہے اور عمود سے مراد ارکان خمسہ ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے یا صرف کلمۂ شہادت مراد ہے۔ اور عُرْوَہ وُثْقٰی ،، سے مراد ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ،، (کرمانی)

۳۵۶۸ —

marfat.com
Marfat.com

۳۵۶۹ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ سَلَامٍ فَقَالَ اَلَا تَجِیْءُ فَاُطْعِمَكَ سَوِيْقًا وَتَمْرًا وَتَدْخُلَ فِیْ بَيْتٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّكَ بِاَرْضٍ اَلرِّبَا بِهَا فَاشٍ اِذَا كَانَ لَكَ عَلٰی رَجُلٍ حَقٌّ فَاَهْدٰی اِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ اَوْ حِمْلَ شَعِيْرٍ اَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَاْخُذْهُ فَاِنَّهٗ رِبًا وَلَمْ يَذْكُرِ النَّضْرُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ اَلْبَيْتَ

قولہ فَاَنْتَ عَلَی الْاِسْلَامِ الخ ممکن ہے کہ یہ عبداللہ بن سلام کا قول ہو اور اُنھوں نے اپنی ذات سے یہ خبر دی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ راوی کا کلام ہو۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے یہ تصریح نہیں کہ عبداللہ بن سلام اہلِ جنّت سے ہے جیسے اَوروں کے لئے نص فرمائی ہے۔ اسی لئے عبداللہ نے لوگوں کی بات کا انکار کردیا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ "مَا يَنْبَغِیْ" سے ان کے مذکور سوال کا انکار ہو۔ کیونکہ عبداللہ نے ان کی خبر سے تعجّب سمجھا تھا یعنی اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ میں نے خواب میں یہ واقعہ دیکھا تھا اور اس کلام سے اس طرف اشارہ کیا کہ جس بات کا کسی کو علم نہ ہو اس کا انکار نہیں کرنا چاہیئے جبکہ عادل اور صادق شخص خبر دے اور عبداللہ کا یہ قول کہ میں بیدار ہُوا تو کنڈا میرے ہاتھ میں تھا اس مفہوم کی تاکید کرتا ہے اور یہ خواب اللہ کی طرف سے کشف تھا۔ اس میں عبداللہ بن سلام کی کرامت ہے (قسطلانی)

قولہ قَالَ لِیْ خَلِيْفَةُ الخ خلیفہ بن خیاط بخاری کا شیخ ہے۔ اور معاذ بن معاذ بن نصر عنبری کوفہ کے قاضی تھے۔ مُنْصِف اور "وَصِيْف" کا معنیٰ خادم ہے غلام ہو یا لونڈی " (عینی)

۳۵۶۹ — ترجمہ : سعید بن ابی بُردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں مدینہ منورہ میں آیا تو عبداللہ بن سلام سے میری ملاقات ہُوئی انھوں نے کہا کیا میرے گھر نہیں آتے ہو۔ میں تمہیں ستّو اور کھجور کھلاؤں گا اور تم گھر میں داخل ہو۔ پھر کہا تم ایسی زمین میں رہتے ہو جہاں سود کا بہت رواج ہے۔ اگر تمہارا کسی شخص پر کوئی حق (قرض وغیرہ) ہو اور وہ تمہیں توڑی یا جَو یا چارہ وغیرہ ہدیہ بھیجے تو وہ مت پکڑو کیونکہ وہ سود ہے۔ نضر، ابوداؤد اور وھب نے شعبہ سے بَيْت کو ذکر نہیں کیا۔

۳۵۶۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب قرض لینے والا شرط کے بغیر کوئی شئ

marfat.com

Marfat.com

بابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ وَفَضْلِهَا

قرض خواہ کو ہدیہ بھیجے تو اس کا اسے لے لینا جائز ہے۔ اس کے باوجود عبداللہ نے کیوں منع کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ کے مذہب میں ہر علاقہ کا عرف شرط کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے ہدیہ لینا منع کیا تھا۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ اس حدیث کو عبداللہ کے مناقب سے کیا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مناسبت اس طرح ہے کہ اُس نے یہ سمجھا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں داخل ہوئے تھے اس لئے اسے کہا میرے گھر میں داخل ہوئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خدیجہ سے نکاح کرنا اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

آپ کا نسب یہ ہے ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزّیٰ بن قصی آپ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قُصَیّ میں ملتی ہیں اور نسب میں دوسری بیویوں کی نسبت آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بہت قریب ہیں اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ام حبیبہ کے سوا قصی کی اولاد میں سے ان کے سوا کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ام المؤمنین خدیجہ کو جاہلیت میں طاہرہ کہا جاتا تھا۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ بن اصم ہے اور اصم کا نام جُندب بن ھرم بن رواحہ بن حجر بن عبد معیص بن عامر بن لوی ہے۔ جمہور کی رائے کے مطابق جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ام المؤمنین خدیجہ سے پچیس ۲۵ برس کی عمر شریف میں نکاح فرمایا جبکہ ان کی عمر چالیس برس تھی۔ چوبیس برس آپ کے ساتھ رہیں پھر ۶۴ برس چھ ماہ کی عمر میں ہجرت سے تین برس قبل انتقال فرما گئیں کہا جاتا ہے کہ ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد رمضان مبارک میں فوت ہوئیں اور مقام حجون میں مدفون ہوئیں بیہقی نے ذکر کیا کہ ان کے والد خویلد نے آپ کا نکاح جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا تھا۔ ابن کلبی نے ان کے چچا عمرو بن اسد نے اور ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ ان کے بھائی عمرو بن خویلد نے ان کا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نکاح کیا تھا۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نکاح سے قبل آپ بنی عبدالدار کے حلیف ابوہالہ بن نباش بن زرارہ تمیمی کے پاس تھیں۔ ابوہالہ جاہلیت میں فوت ہوگیا تھا۔ اس سے پہلے خدیجہ عتیق بن عائذ مخزومی کے پاس تھی۔ پھر اُن سے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نکاح فرمایا۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ ابراہیم کے سوا جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

۳۵۷۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۵۷۱ — حَدَّثَنِيْ صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَآئِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نِسَآئِهَا خَدِيْجَةُ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد انہی سے ہے۔ ابن اسحاق نے کہا ام المومنین کے بطن شریف سے زینب رقیہ ام کلثوم، فاطمہ، قاسم، طاہر اور طیب پیدا ہوئے۔ یہ تینوں شہزادے اظہارِ نبوت سے پہلے فوت ہوگئے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام شہزادیاں اظہارِ اسلام کے بعد فوت ہوئیں۔ انھوں نے اسلام قبول کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ باب کا عنوان اگرچہ تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے لیکن تزویج تزوّج کے معنیٰ میں ہے۔ اسی لئے مقدمہ کو متقدمہ کے معنیٰ میں کہا جاتا ہے معنیٰ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کا نکاح اپنی ذاتِ کریمہ سے کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (عینی)

۳۵۷۰ / ۳۵۷۱

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ اور حضرت عبداللہ بن جعفر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دُنیا کی عورتوں میں سے بہتر مریم علیہا السلام ہیں اور دُنیا کی بہتر عورتوں میں سے خدیجہ ہیں رضی اللہ عنہا۔

۳۵۷۰ / ۳۵۷۱

شرح : طیبی نے کہا پہلی دو ھاء، ضمیر کا مرجع وہ امت ہے جس میں مریم علیہا السلام تھیں اور دوسری ضمیر کا مرجع یہ امت شریفہ ہے۔ اسی لئے ضمیر میں تکرار ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہر ایک کا حکم علیحدہ ہے۔ یعنی مریم علیہا السلام اپنے زمانہ کی عورتوں سے بہتر تھیں اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اس امت کی خواتین سے افضل ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۵۷۲ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَأَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِي فِي خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ

۳۵۷۲ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پہ غیرت نہیں کی جو میں نے خدیجہ پہ غیرت کی مجھ سے نکاح کرنے سے پہلے وہ انتقال کر گئی تھیں۔ (غیرت کا سبب یہ تھا) کہ میں آپ کو اس کا ذکر کرتے ہوئے سنتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا تھا کہ انہیں موتی کے محل کی خوشخبری دیں۔ آپ بکری ذبح فرماتے تو خدیجہ کی سہیلیوں کو ان کی گنجائش کے مطابق اس میں سے ہدیہ بھیجتے تھے۔

۳۵۷۲ــــ شرح : یعنی اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ خدیجہ کو جنت میں ایسے مکان کی خوشخبری دیں جو سونے کے موتیوں سے بنا ہوا ہے۔ قَصَب، اندر سے خالی موتی ہیں۔ ابو القاسم بن مطیر نے اپنے اسناد سے سیدہ فاطمہ زہراء، سیدۃ لنساء العالمین کرم اللہ وجہہا سے روایت کی کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ خدیجہ کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا سونے کے موتیوں سے بنے ہوئے مکان میں ہیں۔ عرض کیا جہاں کوئی لغو بات نہیں ہوتی اور نہ ہی وہاں شور و غوغا ہے۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ ان موتیوں سے بنا ہوا ہے۔ فرمایا نہیں وہ سونے کے موتیوں اور یاقوت و جواہر سے بنایا گیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو مکان کی کس لئے خوشخبری دی حالانکہ چھوٹے سے چھوٹے جنتی کو وہ مکان دیا جائے گا جو ایک ہزار سال کی مسافت پر مشتمل ہوگا۔ چنانچہ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سہیلی نے کہا یہ باب مشاکلت سے ہے کیونکہ وہ اسلام میں واحد عورت ہے جب وہ ایمان لائیں اس وقت ساری زمین میں ان کے مکان کے سوا کوئی بیت اسلام نہ تھا۔ فعل کی جزاء اس قسم کے فعل سے

marfat.com
Marfat.com

۳۵۷۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهَا قَالَتْ وَتَزَوَّجَنِيْ بَعْدَهَا بِثَلٰثِ سِنِيْنَ وَاَمَرَهُ رَبُّهُ اَوْ جِبْرِيْلُ اَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ

ہے ذکر کی جاتی ہے۔ اگرچہ جزاء کتنی ہی اشرف و افضل ہو۔ جیسے حدیث میں ہے۔ "مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ"، مثل سے یہ مراد نہیں کہ وہ مسجد ہوگی یا اس جیسی وصف والا ہوگا! لیکن یہ مکان کا مقابلہ مکان سے ہے۔ یعنی جیسے اس نے بنایا اللہ اس کے لئے بنائے گا۔

۳۵۷۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدیجہ کا بکثرت ذکر کرنے کے سبب کسی عورت پر اتنی غیرت نہیں کی جتنی خدیجہ پر غیرت کی۔ اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا خدیجہ کی وفات کے تین سال بعد مجھ سے آپ نے نکاح کیا آپ کے رب عزوجل نے یا جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے مکان کی خوشخبری دیں۔

۳۵۷۳ — شرح : کسی کو بکثرت ذکر کرنا اس سے محبت کی دلیل ہے۔ غیرت کا معنی یہ ہے کہ عورت یہ خیال کرتی ہے کہ اس کا شوہر اس کے غیر سے زیادہ محبت کرتا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بکثرت مدح و ثنا فرمایا کرتے تھے کثرتِ ذکر سے یہی مراد ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کی وفات کے تین سال بعد مجھ سے نکاح کیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس سے مراد رخصتی کا زمانہ ہے۔ عقدِ نکاح اس سے ڈیڑھ برس پہلے ہو چکا تھا۔ چنانچہ اسماعیلی نے عبداللہ بن محمد بن یحیی کے طریق سے ہشام کے ذریعہ ان کے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے ولید کو خط لکھا کہ تم نے مجھ سے پوچھا ہے کہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کب ہوئی۔ آپ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت سے تین سال قبل انتقال ہوا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح خدیجہ کی وفات کے بعد کیا۔ جبکہ ان کی عمر صرف چھ برس تھی۔ پھر مدینہ منورہ تشریف

marfat.com
Marfat.com

٣٥٧٤ ـــ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَرَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ فَيَقُولُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ

لائے تو ام المؤمنین کی رخصتی ہوئی جبکہ ان کی عمر نو برس تھی اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے پہلے نبوت کے دسویں سال رمضان مبارک میں فوت ہوئیں، اس میں قطعًا اختلاف نہیں ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو جنگِ بدر کے بعد ہجرت کے دوسرے سال اپنے گھر لائے تھے (قسطلانی)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کسی بیوی پہ غیرت نہیں کی جو خدیجہ پر غیرت کی حالانکہ میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بکثرت ذکر فرماتے تھے اور اکثر بکری ذبح فرماتے پھر اس کے اعضاء کے ٹکڑے کرتے اور خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیجتے تھے۔ کبھی میں آپ سے کہہ دیتی تھی کہ خدیجہ کے سوا دُنیا میں کوئی عورت ہی نہیں تو آپ فرماتے ہاں وہ فاضلہ عاقلہ تھیں ان ہی سے میری اولاد ہے

٣٥٧٤ ـــ

شرح : کانت وکانت کے تکرار سے حقیقتِ تثنیہ مراد نہیں بلکہ اس کے ہر تکرار سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے خصائل مراد ہیں جو ان کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں یعنی وہ فاضلہ تھی وہ عاقلہ تھی،، ایک روایت میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا خدیجہ مجھ پر ایمان لائیں جبکہ لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا۔ اُنھوں نے میری تصدیق کی جبکہ لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ اُنھوں نے مجھے مال دے کر میری مدد کی جب کہ لوگوں نے مجھے محروم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے اولاد عطاء کی جبکہ دُوسری بیویوں سے مجھے اولاد سے محروم کیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔ ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے پیدا

marfat.com
Marfat.com

٣٥٧٥ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى بَشَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيْجَةَ قَالَ نَعَمْ بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ

٣٥٧٦ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتٰى جِبْرَئِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهِ خَدِيْجَةُ قَدْ اَتَتْ مَعَهَا اِنَاءٌ فِيْهِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ اَوْ شَرَابٌ فَاِذَا هِيَ اَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَاْذَنَتْ

ہوئے تھے (قسطلانی) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے خدیجہ کو نہیں دیکھا۔ یعنی میں نے انہیں آپ کے پاس نہ دیکھا اور نہ پایا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنا ممکن تھا کیونکہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ برس تھی لیکن عائشہ کا دیکھنے کی نفی کرنا دونوں کے مجموعہ کے اعتبار سے ہے۔ یعنی میں نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ دیکھا اور نہ پایا (عینی)

٣٥٧٥ــ ترجمہ : اسماعیل نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اَوْفٰی رضی اللہ عنہما سے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خوشخبری دی تھی ؟ انھوں نے کہا جی ہاں ! جنت میں ایسے موتی کے محل کی خوشخبری دی تھی جس میں شور وغوغا نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی مشقت ہوگی (صَخَب، شور وغوغا، نَصَب، مشقت وتعب)

٣٥٧٦ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا : یارسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ خدیجہ تشریف لا رہی ہیں اُن کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن کھانا

marfat.com
Marfat.com

هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيْجَةَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ اِسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هَالَةُ قَالَتْ فَغِرْتُ فَقُلْتُ مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا

یا پینے کی کوئی چیز ہے۔ جب آپ کی خدمت میں پہنچ جائیں تو اُن کے پروردگار کی طرف سے سلام فرمائیں اور انہیں جنت میں موتی کے محل کی خوشخبری دیں۔ جس میں کوئی شور وغوغا اور مشقت وتعب نہ ہوگی۔ اسماعیل بن خلیل نے کہا ہمیں علی بن مُسہر نے ہشام کے ذریعہ ان کے والد عروہ سے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خدیجہ کی ہمشیرہ ہالہ بنت خُوَیلد نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی (کہ اندر آجائیں) تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کا اجازت طلب کرنا سمجھا تو آپ گھبرائے پھر فرمایا یا اللہ یہ تو ہالہ ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میں نے غیرت کی اور عرض کیا آپ قریش کی بوڑھی عورتوں میں سے ایک سُرخ رخساروں والی بوڑھی عورت کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُن سے بہتر بدل عطا فرمایا ہے

شرح : ہالہ رضی اللہ عنہا کی آواز ان کی ہمشیرہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز کے

۳۵۷۶ — مشابہ تھی اس لئے ان کی آواز سُن کر آپ نے پہچانا کہ خدیجہ ہے تو آپ کو تعجب لاحق ہُوا اور آپ گھبرائے۔ بعض روایات میں لفظ "اِرْتَاحَ" ہے یعنی آپ آواز سُن کر خوش ہُوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی اور گذشتہ عہد و محبت کو یاد کر کے ان کی حیات و ممات میں مصاحبت کی حرمت کی رعائت فرماتے تھے۔ وَلَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "، عورتوں کا ایک دُوسری پر غیرت کرنے میں ان پر کوئی گرفت نہیں کیونکہ یہ ان کی جبلت میں ہے۔ اسی لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ کو زجر و توبیخ نہیں فرمائی تھی۔ "شِدْق" کا معنی منہ کا کنارہ ہے یعنی ام المؤمنین نے کہا خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت بوڑھی خاتون تھیں جن کے دانت بڑھاپے کے سبب گر چکے تھے اور ان کے منہ کے کناروں میں دانتوں کی سفیدی نہیں رہی تھی۔ صرف اس میں لثات کی سرخی باقی رہ گئی تھی۔ علامہ قرطبی نے کہا "حَمْرَاءُ الشِّدْقَيْنِ" کا معنی بیضاء الشدقین ہے یعنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے منہ کے دونوں کنارے سفید تھے۔ عرب میں بیاض پر احمر کا اطلاق کرتے ہیں کیونکہ وہ بیاض کو مکروہ سمجھتے ہیں کیونکہ یہ برص کا رنگ ہے لیکن اس معنی میں نظر و فکر ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ

٣٥٧٧ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا حَجَبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِيْ اِلَّا ضَحِكَ وَعَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهٗ ذُوْ الْخَلَصَةِ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَةُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَنْتَ مُرِيْحِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ قَالَ فَنَفَرْتُ اِلَيْهِ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ اَحْمَسَ قَالَ فَكَسَرْنَا وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهٗ فَاَتَيْنَاهُ فَاَخْبَرْنَاهُ فَدَعَا لَنَا وَلِاَحْمَسَ

باب — حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وفات ذوالحجہ ۵۱ھ مطابق دسمبر ۶۷۱ء

آپ کا نسب یہ ہے - جریر بن عبداللہ بن جابر بن مالک بن نصر بن ثعلبہ بن جشم بن عوف بجلی، بجیلہ کی طرف منسوب ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمرو تھی کوفہ میں سکونت پذیر تھے - پھر قرقیسیہ میں چلے گئے اور ۵۱ ہجری میں وہیں فوت ہوئے - وہ اپنی قوم کے سردار، نہایت ہی خوش طبع، دراز قد، خوبصورت نوجوان اور مخلص مسلمان تھے - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے چہرہ پر فرشتے نے مس کیا تھا - حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جریر اس اُمت کے یوسف ہیں - جب وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے اُن کا بہت اکرام کیا اور اُن کے لئے چادر بچھادی - اور فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار آئے تو اس کا اکرام کیا کرو (طبرانی) ابو عمرو نے کہا جریر اس سال مسلمان ہوئے جس سال سرورِ کائنات

marfat.com

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چالیس روز قبل مسلمان ہوا لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ صحیح میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جریر بن عبداللہ سے فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کرو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اسی سے زائد ایام کا واقعہ ہے۔ کہا گیا ہے جریر نو یا دس ہجری میں مسلمان ہوئے (عینی)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ جب سے میں مشرف باسلام ہوا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی نہیں روکا اور جب بھی مجھے دیکھا تو ہنس دیئے "

قیس نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ جاہلیت کے زمانہ میں ایک مکان تھا جسے ذوالخلصہ کہا جاتا تھا۔ اور اسے کعبہ یمانیہ یا کعبہ شامیہ بھی کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا (اے جریر) کیا تم ذوالخلصہ کی طرف سے مجھے آرام پہنچا سکتے ہو؟ جریر نے کہا میں قبیلہ احمس سے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر وہاں گیا اور ہم نے اسے ڈھا دیا اور جسے وہاں پایا اسے قتل کر دیا۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حالات بیان کئے تو آپ نے ہمارے لئے اور قبیلہ احمس کے لئے دعا فرمائی۔

شرح

۳۵۷۷ —

اور وہ احمس بن غوث ہے اور یہ غوث، بجیلہ بنت صعب کا بیٹا ہے اور بجلی بجیلہ کی طرف منسوب ہے اور بجیلہ بنت صعب بن سعد العشیرہ ہے جو انمار بن اراش کی ام ولدہ ہے اور انمار بن اراش کا جریر کے اجداد میں سے ہے۔ : احمس قبیلہ کا نام ہے۔ اور وہ احمس بن غوث بن بجیلہ بنت صعب بن سعد العشیرہ جریر کے ایک دادا انمار بن اراش کی ام ولدہ ہیں۔

یمن میں خثعم قبیلہ کا ایک مکان تھا جس میں ایک بت رکھا ہوا تھا اسے خلصہ کہا جاتا تھا۔ اسے کعبہ یمانیہ بھی کہا جاتا تھا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اسے صرف کعبہ یمانیہ نہیں کہا جاتا تھا۔ کیونکہ کعبہ شامیہ وہی کعبہ مکرمہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ دونوں میں امتیاز کے لئے وصف کرتے ہیں۔ لہذا حدیث میں لفظ کی تاویل ضروری ہے۔ وہ یہ کہ اسے کعبہ یمانیہ کہا جاتا ہے۔ اور جو مکہ میں ہے وہ کعبہ شامیہ ہے۔ قاضی نے کہا شامیہ غلطی سے ذکر کر دیا ہے۔ درست یہی ہے کہ اسے حذف کر دیا جائے۔

امام کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "لہ" میں ضمیر غائب کا مرجع بیت ہے اس سے بت کا بیت مراد ہے اور بت کے بیت کو کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ کہا جاتا تھا۔ لہذا راوی کی کچھ غلطی نہیں اور نہ ہی تاویل کی ضرورت ہے۔ (حدیث ۲۸۲۹ و حدیث ۲۹۶۹ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ الْعَبْسِيِّ

۳۵۷۸ ـ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ هَزِيمَةً بَيِّنَةً فَصَاحَ إِبْلِيسُ أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ أُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ فَنَادَى أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِي أَبِي فَقَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوا حَتّٰى قَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ أَبِي فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ

باب ـ حضرت حُذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ

وفات : ۳۵ھ مطابق ۶۵۶ء

آپ کا نسب یہ ہے : حذیفہ بن یمان حسل بن جابر بن اسد بن عمرو بن مالک عبسی بنو اشہل کے حلیف اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان تھے۔ یمان حذیفہ کے والد کا لقب اور نام حسل ہے۔ وہ بھی صحابی ہیں اور اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ اس وقت سے حذافہ ہر وقت غمناک رہتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حذافہ کو مدائن میں حاکم مقرر کیا تھا۔ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے کے چالیس روز بعد فوت ہوئے۔ کوفہ میں سکونت پذیر تھے۔ ذہبی نے کہا وہ دمشق میں فوت ہوئے تھے۔ ان کی نسبت عبس ابن بغیض بن ریث بن غطفان کی طرف ہے (حدیث ۳۴۹۶ کی شرح دیکھیں)

۳۵۷۸ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب اُحد کی لڑائی میں مشرک شکست خوردہ ہو کر بھاگنے لگے تو ابلیس نے پکارا کہا اے اللہ کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ هِنْدٍ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ

٣٥٧٩ — وَقَالَ عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ قَالَتْ يَارَسُولَ اللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ مِنْ اَهْلِ خِبَاءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ يَذِلُّوا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ

ہندہ اپنے پیچھے والوں کو قتل کرو تو آگے والے مسلمان پیچھے والے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور گھمسان کی جنگ ہونے لگی۔ اچانک حذیفہ نے اپنے والد کو دیکھا (کہ مسلمان انہیں قتل کر رہے ہیں) تو پکار کر کہنے لگے اللہ کے بندو! یہ میرا باپ ہے۔ یہ میرا باپ ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بخدا! لوگ نہ رُکے حتی کہ اسے قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے ہشام کے والد نے کہا بخدا! حذیفہ اس کے باعث ہمیشہ غمزدہ رہتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

— (حدیث ع ۳۰۷۵ کی شرح دیکھیں) —

باب — ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا نسب یہ ہے: ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ابوسفیان کی بیوی ہیں۔ اُن کا والد جنگِ بدر میں قتل ہو گیا تھا وہ اپنے شوہر ابوسفیان کے ہمراہ جنگ اُحد میں موجود تھیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی رغبت دلاتی تھیں۔ کیونکہ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن ہند کے چچا شیبہ کو قتل کیا تھا۔ حبشی بن حرب نے امیر حمزہ کو قتل کیا پھر وہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہو گیا۔ ہند بہت عقلمند عورت تھیں۔ ابوسفیان کے نکاح میں آنے سے پہلے فاکہ بن مغیرہ مخزومی کی بیوی تھیں۔ فاکہ نے انہیں طلاق دے دی تو ابوسفیان نے ان سے نکاح کر لیا اور حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئیں۔

٣٥٧٩ — ترجمہ: عروہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہند بنت عتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

marfat.com
Marfat.com

عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَهْلُ خِبَاءٍ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ قَالَ وَاَيْضًا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيٰنَ رَجُلٌ مَسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَا اُرَاهُ اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ

بَابُ حَدِيْثُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ

میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! روئے زمین پر کسی خاندان کی ذلت مجھے آپ کے گھرانہ کی ذلت سے زیادہ محبوب نہ تھی۔ اب روئے زمین پر کوئی گھرانہ نہیں جو مجھے آپ کے گھرانہ سے زیادہ محبوب ہو۔ ہند نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وایضًا" (تیری محبت اور زیادہ ہوگی) اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میری جان ہے۔ ہند نے کہا یا رسول اللہ! ابوسفیان بخیل مرد ہے۔ کیا مجھ پر گناہ تو نہیں کہ میں اس کے مال سے اپنے بچوں کو کچھ کھلاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عام رواج کے مطابق کھلانے میں کچھ حرج نہیں۔

۳۵۷۹ — شرح : خباء۔ صوف کا خیمہ ہے جو دو یا تین عمودوں پر ہوتا ہے۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ کریمہ مراد ہے۔ اس سے ہند نے آپ کی اور آپ کے اہل بیت کی بزرگی اور خاندانی وجاہت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ خباء سے گھرانہ بھی لیا جاتا ہے۔ قولہ قالت وایضًا، یعنی تو اس محبت میں اور زیادہ ہو جائے گی اور تیرے دل میں پختہ ہو جائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تیرے دل میں زیادہ ہوگی۔ اور آپ کے ساتھ غیظ وغضب سے تیرا رجوع اور قوی ہوگا۔ دراصل واقعہ یہ ہے کہ بعض مشرک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعناد اور دشمنی ہند سے بھی زیادہ کرتے تھے اور اس کے مسلمان ہو جانے کے بعد مسلمانوں میں بھی ایسے کئی لوگ تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہند اور اس کے گھرانہ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ اس لئے حدیث کی یہ تفسیر اچھی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ بعض نے اس کا معنیٰ کچھ اور بیان کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب۔ زید بن عمرو بن نفیل کا واقعہ

اُن کا نسب یہ ہے۔ زید بن عَمرِو بن نُفَیل بن عبد العزّٰی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی

marfat.com
Marfat.com

بن کعب بن لوئی بن غالب بن فرعدی ،، وہ سعید بن زید کے والد ہیں جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ بغوی اور ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ وہ اعلانِ نبوت سے پانچ برس پہلے فوت ہو گئے تھے۔ لیکن اگر صحابی کی تعریف یہ ہو کہ جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے کہ آپ عنقریب مبعوث ہوں گے اور بعثت سے پہلے ہی فوت ہو جائے جیسے زید بن نفیل کا واقعہ ہے تو زید کا صحابہ میں شمار ہوگا! اور اگر صحابی کی تعریف یہ ہو کہ آپ کی بعثت کے بعد ایمان لا کر آپ کو دیکھے تو ان کا صحابہ میں شمار نہ ہوگا۔

زید توحید کے طالب تھے۔ بتوں کی پوجا نہ کرتے تھے اور شرک سے الگ تھلگ رہتے تھے۔ لیکن بعثت سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پانچ برس پہلے فوت ہوئے جبکہ قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ زکریا سعدی نے کہا جب وہ فوت ہوئے تو جبل حرا کے پاس دفن کئے گئے۔ ابن اسحاق نے کہا جب وہ بلادلحم کے درمیان گئے تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے قتل کر دیا۔ زبیر نے کہا ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ زید شام میں تھے جب انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہنچی تو آپ سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا تو شام کے ایک گاؤں مَیفعہ والوں نے آپ کو قتل کر دیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زید کی سکونت جبل حرا کے پاس تھی وہ خفیہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے تھے۔ پھر وہ دینِ حق کی تلاش میں شام چلے گئے تو نصاریٰ نے انہیں زہر دے کر قتل کر دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرو بن نفیل کے متعلق سوال عرض کیا گیا کہ وہ جاہلیت میں قبلہ کی طرف منہ کر کے کہتے تھے کہ میرا خدا وہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام کا خدا ہے اور میرا دین ابراہیمی دین ہے۔ پھر سجدہ میں چلے جاتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قیامت میں میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان تنہا اُمت اُٹھائے جائیں گے۔ محمد بن سعد نے بنی عدی بن کعب کے حلیف عامر بن ربیعہ سے روائت کی کہ مجھے زید بن عمرو نے کہا میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی ہے۔ اور ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے دین کی پیروی کی ہے۔ وہ اس قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے تھے اور میں اسماعیل کی اولاد سے نبی آخر الزمان کا انتظار کر رہا ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ میں آپ کو نہیں پا سکوں گا اور میں آپ پر ایمان لاتا ہوں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ نبی ہیں۔ اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو آپ کو میری طرف سے سلام کہو۔ عامر نے کہا جب میں نے اسلام قبول کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس کے لئے رحم کی دُعاء کی اور فرمایا میں نے انہیں جنت میں اپنا دامن گھسیٹتا دیکھا ہے۔ بزار اور طبرانی نے سعید بن زید کی حدیث ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے کہا میں نے اور عمر فاروق نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زید کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا ہے کیونکہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر فوت ہوئے ہیں۔ باغندی نے ابو سعید اشج کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

marfat.com
Marfat.com

٣٥٨٠ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ إِنِّي لَسْتُ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَلَا آكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَعِيبُ عَلَى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ وَيَقُولُ الشَّاةُ خَلَقَهَا اللّٰهُ وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ تَذْبَحُونَهَا عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ إِنْكَارًا لِذٰلِكَ وَإِعْظَامًا لَهُ قَالَ مُوسَى حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يُحَدِّثُ بِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ يَسْأَلُ عَنِ الدِّينِ وَيَتَّبِعُهُ

سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں گیا تو زید بن نُفیل کے دو باغ دیکھے ابن کثیر نے اس حدیث کے اسناد کو جید کہا ہے۔ لیکن یہ حدیث کی کُتب میں نہیں۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس لئے انہیں بخاری میں ذکر کیا ہے کہ یہ وضاحت کریں کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پہلے اُن سے ملاقات کی ہے اور امام بخاری کا میلان بھی اس طرف ہے کہ وہ صحابی ہیں (عینی و اصابہ)

٣٥٨٠ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن عمرو بن نفیل سے اَسفل بلدح میں آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے ملاقات کی۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے دسترخوان بچھا دیا لیکن آپ نے اس میں سے کچھ کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر زید نے کہا جو تم بُتوں کے نام پہ ذبح کرتے ہو وہ میں نہیں کھاتا ہوں میں تو وہی کھاتا ہوں جس پہ اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ زید بن عمرو قریش کے ذبیحہ کو بُرا سمجھتے تھے اور اسے معیوب جانتے تھے اور

marfat.com
Marfat.com

فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ الْيَهُودِ فَسَأَلَهُ عَنْ دِيْنِهِمْ فَقَالَ إِنِّي لَعَلَّى أَنْ أَدِيْنَ
دِيْنَكُمْ فَأَخْبِرْنِي فَقَالَ لَا تَكُوْنُ عَلَى دِيْنِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ
مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ قَالَ زَيْدٌ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَلَا أَحْمِلُ
مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنَا أَسْتَطِيْعُهُ فَهَلْ تَدُلُّنِي عَلَى غَيْرِهِ
قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ زَيْدٌ وَمَا الْحَنِيْفُ
قَالَ دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ
فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ النَّصَارٰى فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَقَالَ لَنْ تَكُوْنَ
عَلَى دِيْنِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ قَالَ مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ
مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ غَضَبِهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنَا أَسْتَطِيْعُ فَهَلْ تَدُلُّنِي عَلَى
غَيْرِهِ قَالَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا قَالَ وَمَا الْحَنِيْفُ قَالَ دِيْنُ
إِبْرَاهِيْمَ لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ فَلَمَّا رَأَى زَيْدٌ

کہتے تھے کہ بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور آسمان سے اس کے لئے رزق نازل کیا اور زمین سے اس کے لئے گھاس اگایا پھر تم اسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتے ہو۔ اس کو وہ بہت بُرا سمجھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرتے تھے۔ موسیٰ نے کہا ہم سے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ مجھے یہی معلوم ہے کہ سالم یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کرتے تھے کہ زید بن عمرو بن نفیل شام کی طرف گئے اور وہ دینِ حق کی تلاش میں تھے کہ اس کی پیروی کریں۔ وہ ایک یہودی عالم کو ملے اور اس سے یہودیوں کے دین کے متعلق پوچھا اور کہا شاید میں تمہارا دین اختیار کرلوں۔ لہٰذا مجھے اپنا دین بتاؤ۔ یہودی عالم نے کہا تم ہمارے دین پر نہیں رہ سکتے ہو حتیٰ کہ اللہ کے غضب سے کچھ حصہ لو۔ زید نے کہا۔ میں اللہ کے غضب ہی سے بھاگا ہوں اور میں کبھی بھی اللہ کے غضب سے کچھ برداشت نہیں کرسکتا ہوں اور نہ اس کی طاقت رکھتا ہوں کیا مجھے کوئی دوسرا بتا سکتے ہو؟ اُس نے کہا میں حنیف کے سوا اور کوئی مذہب نہیں جانتا ہوں۔ زید نے کہا مذہب حنیف کیا ہے؟

marfat.com
Marfat.com

قَوْلَهُمْ فِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَرَجَ فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ
اُشْهِدُكَ اَنِّيْ عَلٰى دِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَقَالَ اللَّيْثُ كَتَبَ اِلَيَّ هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ
عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ رَاَيْتُ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَآئِمًا مُسْنِدًا
ظَهْرَهٗ اِلَى الْكَعْبَةِ يَقُوْلُ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْكُمْ عَلٰى دِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ
غَيْرِيْ وَكَانَ يُحْيِي الْمَوْءُدَةَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَقْتُلَ ابْنَتَهٗ
لَا تَقْتُلْهَا اَنَا اَكْفِيْكَهَا مُؤْنَتَهَا فَيَاْخُذُهَا فَاِذَا تَرْعَرَعَتْ قَالَ لِاَبِيْهَا
اِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا اِلَيْكَ وَاِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مُؤْنَتَهَا

یہودی عالم نے کہا دینِ ابراہیم حنیف ہے۔ وہ یہودی نہیں تھے اور نہ ہی نصرانی تھے۔ وہ صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ پھر زید وہاں سے باہر چلے گئے اور ایک نصرانی عالم سے ملاقات کی اور اس سے بھی اسی طرح ذکر کیا۔ نصرانی نے کہا تم ہمارے دین پر نہیں رہ سکتے ہو حتی کہ اللہ کی لعنت سے کچھ حصہ لو۔

۔زید نے کہا میں اللہ کی لعنت سے دُور بھاگا ہوں میں اللہ کی لعنت نہیں برداشت کر سکتا اور نہ ہی اس کے غضب سے کچھ لے سکتا ہوں اور نہ ہی مجھ میں یہ طاقت ہے۔ کیا مجھے کوئی دوسرا مذہب بتا سکتے ہو۔ نصرانی نے کہا میں حنیف کے سوا کوئی مذہب نہیں جانتا ہوں (جو تمہارے مناسب ہو) زید نے کہا حنیف کیا ہے نصرانی نے کہا وہ دینِ ابراہیم ہے وہ یہودی نہ تھے اور نہ ہی نصرانی تھے۔ وہ صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے جب زید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ان کی گفتگو سُنی تو وہاں سے نکلے اور جنگل میں پہنچے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں دین ابراہیم علیہ السلام پر ہوں۔

لیث نے کہا ہشام نے اپنے والد اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم کے ذریعے مجھے لکھا کہ اسماء نے کہا میں نے زید بن عمرو بن نُفیل کو کعبہ سے اپنی پشت لگائے کھڑے دیکھا۔ وہ کہتے تھے اے قریش کے لوگو! خدا کی قسم تم میں سے میرے سوا کوئی بھی دین ابراہیم پر نہیں ہے۔ وہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے بچاتے تھے اور جب کوئی شخص اپنی لڑکی کو قتل کرنا چاہتا تو اسے کہتے اسے قتل نہ کر میں اس کا کفیل ہوں اور اس کا تمام خرچہ میں برداشت کرتا ہوں اور اسے لے لیتے تھے۔ جب وہ جوان ہو جاتی تو اس کے باپ سے کہتے اگر چاہتے ہو تو اسے تمہارے حوالے کر دیتا ہوں اور اگر چاہتے ہو تو اس کا سارا خرچہ برداشت کرتا ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

شرح : بَلْدَحٌ : مکہ مکرمہ کے مغرب کی جانب وادی ہے۔ اس کے نشیبی زمین میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن عمرو

۳۵۸۰ بن نفیل کی ملاقات ہوئی اور لوگوں نے آپ کے سامنے دسترخوان بچھا کر کھانا لگایا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر زید نے کہا میں بھی اس میں سے نہیں کھاؤں گا جو تم بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو میں تو وہی کھاؤں گا جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ زید کی نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کلام کرنے کے زیادہ مستحق تھے۔ آپ نے یہ کلام کیوں نہ فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طعام سے کچھ کھایا تھا۔ اگر فرض کر لیں کہ آپ نے اس میں سے کھایا تھا تو زید نے یہ اپنی رائے سے یہ کلام کیا تھا انہیں شریعت کا حکم نہیں پہنچا تھا اور دین ابراہیم سے کچھ بچے ہوئے احکام پر جاہلیت کے زمانہ میں لوگ عمل کرتے تھے اور ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں مُردار حرام تھا جسے اللہ کے نام کے بغیر ذبح کیا جائے وہ حرام نہ تھا۔ یہ تحریم صرف اسلام میں نازل ہوئی تھی اور صحیح تر بات یہ ہے کہ شریعت سے پہلے کوئی شئ حلال و حرام سے موصوف نہیں تھی (سہیلی)

علامہ خطابی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کے نام پر ذبح کیا ہوا نہ کھاتے تھے اس کے علاوہ کھا لیتے تھے۔ اگرچہ وہ اللہ کے نام سے ذبح نہ کیا گیا ہو۔ اور زید نے یہ اپنی رائے سے کہا تھا انہیں کوئی شرعی حکم نہیں پہنچا تھا۔ یہ سُہیلی نے کہا ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں غیر اللہ کے نام سے جو ذبح کیا جائے وہ حرام تھا۔ کیونکہ وہ بتوں کے دشمن تھے (قسطلانی)

طبرانی نے سعید بن زید سے روایت کی کہ زید بن نُفیل اور ورقہ بن نوفل دینِ حق کی تلاش میں نکلے تھے حتی کہ وہ ملک شام میں پہنچے ورقہ تو نصرانی ہو گیا لیکن زید بن عمرو بن نفیل اس سے رُک گیا اور مُوصل میں آکر ایک راہب سے ملاقات کی تو اس نے زید پر نصرانیت پیش کی جس کا زید نے انکار کر دیا۔ حدیث میں ہے کہ عبداللہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زید کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کیا اور اسے بخش دیا ہے۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر فوت ہوئے تھے۔

عرب میں لوگ اسلام سے پہلے زندہ لڑکیوں کو دفن کر دیتے تھے۔ اس کا اصل سبب یہ تھا کہ ایک عربی نے کسی دوسرے عربی کی لڑکی اغوا کر لی اور اسے بیوی بنا لیا اس کے والد نے فدیہ دے کر لڑکی کو واپس لینا چاہا اور اسے اختیار دیا کہ وہ کیا پسند کرتی ہے۔ لڑکی نے اسی شخص کو پسند کیا جس نے اسے قید کیا تھا اور اپنی بیوی بنا لیا تھا اس پر اس کے والد کو غیرت آئی اور اُس نے قسم کھائی کہ اس کی جو لڑکی پیدا ہوگی وہ اسے قتل کر دے گا۔ اس پر اور لوگوں نے بھی اس کی متابعت میں لڑکیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا ان میں سے اکثر لوگ بھوک کے باعث انہیں قتل کرتے تھے۔ زید بن عمرو نے ایک تحریک چلائی جس کا مقصد یہ تھا کہ لوگ ایسا ظلم نہ کریں اور وہ لڑکیوں کی کفالت کیا کرتے تھے۔ جب وہ جوان ہو جاتیں تو ان کے والدین کے حوالے کر دیتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ

باب کعبہ کی تعمیر

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے قریش نے کعبہ کی تعمیر کی۔ ابن اسحاق نے کہا اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس برس تھی۔ اسحاق بن راہویہ نے خالد بن عرعرہ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

بیت اللہ کی تعمیر کے قصہ میں روایت کی کہ بیت اللہ پر کچھ وقت گزرا اور وہ خود بخود گر گیا تو قوم عمالقہ نے اس کی تعمیر کی پھر کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ گر گیا تو قبیلہ جرہم نے اس کی تعمیر کی پھر کچھ زمانہ گزرنے کے بعد گر گیا تو قریش نے اس کی تعمیر کی اور اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوجوان تھے۔ جب انھوں نے حجرِ اسود کو رکھنا چاہا تو ان میں جھگڑا پڑ گیا اور فیصلہ یہ ہوا کہ اس گلی سے جو شخص سب سے پہلے نکلے اس کا فیصلہ قابلِ قبول ہوگا۔ چنانچہ اس گلی سے سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ نے یہ فیصلہ دیا کہ ایک چادر بچھا دیں اور اس میں حجرِ اسود رکھ دیں پھر اسے ہر قبیلہ میں سے ایک ایک شخص اٹھائے چنانچہ اسے اٹھایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑ کر اپنے دستِ اقدس سے حجرِ اسود کو نصب کر دیا۔

سب سے پہلے کعبہ کی تعمیر کرنے والے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے فرشتوں نے تعمیر کی تاکہ اس کا طواف کریں۔ محمد بن اسحاق نے کہا سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی۔ کہا گیا ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام نے پہلے تعمیر کی تاکہ اس کا طواف کریں۔

محمد بن اسحاق نے کہا سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی۔ کہا گیا ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام نے پہلے تعمیر کی اور حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں بیت المعمور تھا پھر اسے اٹھا لیا گیا۔ کہا گیا ہے کہ طوفان کے وقت اٹھایا گیا۔ بعض نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں کعبہ نو گز تھا اور اس کی چھت نہ تھی جب اسلام سے پہلے قریش نے تعمیر کی تو اس میں نو گز کا اضافہ کر دیا تو کل اٹھارہ گز کعبہ تھا۔ اس کا دروازہ زمین سے اونچا رکھا سیڑھی کے بغیر وہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ پھر جب عبداللہ بن زبیر نے تعمیر کی تو اس میں نو گز اور اضافہ کر دیا تو کعبہ ستائیس گز ہو گیا۔ اب تک انہی بنیادوں پر ہے۔ (عینی)

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

۳۵۸۱ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُوْبْنُ دِیْنَارٍ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا بُنِیَتِ الْکَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَبَّاسٌ یَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلْ اِزَارَكَ عَلٰی رَقَبَتِكَ یَقِیْكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَخَرَّ اِلَی الْاَرْضِ وَطَمَحَتْ عَیْنَاهُ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اِزَارِیْ اِزَارِیْ فَشَدَّ عَلَیْهِ اِزَارَهٗ

۳۵۸۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ ؛ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ یَزِیْدَ قَالَا لَمْ یَكُنْ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَوْلَ الْبَیْتِ حَائِطٌ كَانُوْا یُصَلُّوْنَ حَوْلَ الْبَیْتِ حَتّٰی كَانَ عُمَرُ فَبَنٰی حَوْلَهٗ حَائِطًا قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ جَدْرَهٗ قَصِیْرٌ فَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَیْرِ

۳۵۸۱ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جب کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ پتھر اُٹھا کر لا رہے تھے تو حضرت عباس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنا تہبند اُتار کر کندھے پر رکھ لیں جو آپ کو پتھروں کی رگڑ سے محفوظ رکھے (آپ نے تہبند کندھے پر کر لیا اور کشفِ عورت ہُوا) تو آپ زمین پر گر پڑے اور آپ کی آنکھیں آسمان کو لگ گئیں۔ پھر آفاقہ ہوا تو فرمایا میرا تہبند، میرا تہبند تو وہ تہبند آپ کے باندھ دیا گیا۔

۳۵۸۱ — شرح : یہ اظہارِ نبوت سے پانچ سال قبل کا واقعہ ہے۔ ایک روایت کے مطابق پندرہ سال قبل کا ہے۔ علماء نے کہا بیت اللہ پانچ بار تعمیر ہُوا۔ ایک بار فرشتوں نے تعمیر کیا۔ پھر آدم علیہ السلام نے پھر ابراہیم علیہ السلام نے پھر جاہلیت کے زمانہ میں قریش

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَيَّامُ الْجَاهِلِيَّةِ

٣٥٨٢ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَاشُوْرَاءُ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا نُزِلَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ لَا يَصُوْمُهُ

تعمیر کیا۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعمیر کعبہ میں شریک تھے۔ اسی وقت آپ کا تہ بند گرا تھا۔ پھر عبداللہ بن زبیر نے پھر حجاج بن یوسف نے تعمیر کیا اب تک انہی بنیادوں پر ہے۔

(حدیث ع ـــــ (اول کتاب الصلوٰۃ) کی شرح دیکھیں)

٣٥٨٢ ـــ ترجمہ : عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن ابی یزید نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں بیت اللہ کے اردگرد دیوار نہ تھی۔ لوگ بیت اللہ کے اردگرد نماز پڑھتے تھے۔ حتیٰ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو اُنھوں نے اس کے اردگرد دیوار تعمیر کردی۔ عبید اللہ نے کہا اس کی دیواریں چھوٹی تھیں تو عبداللہ بن زبیر نے اس کی تعمیر کرائی۔

٣٥٨٢ ـــ شرح : یعنی عبداللہ بن زُبیر نے بیت اللہ کی دیواریں اُونچی کرادیں۔ ابوالنعمان محمد بن فضل سدوسی ہیں۔ عبید اللہ بن ابی یزید مکی ہیں اور اہلِ کوفہ کے آزاد کردہ ہیں۔ وہ اور عمرو بن دینار دونوں تابعی ہیں۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا۔ لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے۔ کہا گیا ہے کہ منقطع ہے (عینی)۔

باب ـــ جاہلیّت کا زمانہ

اسلام سے پہلا زمانہ جاہلیت کا زمانہ تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سرورِ ن ومکان کے درمیان فترت کا زمانہ جاہلیّت کا زمانہ ہے۔ کیونکہ اس دَور میں جاہلیت بکثرت تھی۔

marfat.com
Marfat.com

٣٥٨٤ــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّ الْعُمْرَةَ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْفُجُوْرِ فِي الْاَرْضِ وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَيَقُوْلُوْنَ اِذَا بَرَأَ الدَّبَرُ وَعَفَا الْاَثَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ قَالَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ رَابِعَةً مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ وَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْحِلِّ قَالَ الْحِلُّ كُلُّهٗ

٣٥٨٣ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : عاشوراء کے روز جاہلیت کے زمانہ میں قریش روزہ رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے ۔ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو عاشورہ کا روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب رمضان مبارک نازل ہُوا تو جو چاہتا عاشورہ کا روزہ رکھتا جو چاہتا نہ رکھتا۔

(حدیث ۱۸۷۶ تا ۱۸۷۷ کی شرح دیکھیں)

٣٥٨٤ــــ ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا زمین میں بہت بڑا گناہ ہے اور محرم کو صفر کہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جب اونٹ کی پشت کا زخم اچھا ہو جائے اور اس کا نشان جاتا رہے تو عمرہ کرنے والے کے لئے عمرہ کرنا حلال ہو جاتا ہے ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چوتھی ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ اسے عمرہ بنالیں انہوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا ہر شئ حلال ہے۔

شرح : جاہلیت میں لوگوں کا یہ طریقہ تھا کہ وہ ذوالحجہ کو محرم تک اور محرم کو صفر تک الخ مؤخر کیا کرتے تھے اس طرح کے اور بھی تصرفات

٣٥٨٤ــــ کیا کرتے تھے ۔ قرآن کریم نے اسے فرمایا کہ یہ کفر میں زیادتی ہے ۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے : اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ،، اور وہ کہا کرتے تھے جب اُونٹ کی پشت کا زخم اچھا ہو جائے اور اس کا نشان جاتا رہے اور غالباً زخم کا اچھا ہونا اور اس کے نشان کا مٹ جانا ماہ صفر گذر جانے کے بعد ہی ہوتا تھا ۔ اس طرح وہ مہینوں میں تقدیم و تاخیر

marfat.com
Marfat.com

۳۵۸۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُسَيَّبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَآءَ سَيْلٌ فِی الْجَاهِلِيَّةِ فَسَاَمَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ قَالَ سُفْيٰنُ وَيَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ لَهٗ شَاْنٌ

کر لیا کرتے تھے۔ اس ناروا زیادتی کو ختم کرنے کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا جبکہ انھوں نے چار ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ رکھا تھا کہ یہ احرام کھول دیں اور اس کے باعث جو شئی تمہارے لئے حرام ہوئی تھی وہ سب حلال ہیں۔ اور حج کا احرام کھولنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھنے کا حکم دیا تاکہ مشرکوں کا رد ہو۔ (حدیث ۱۴۷۰ کی شرح دیکھیں)

۳۵۸۵ — ترجمہ : سعید بن مسیب نے اپنے والد سے انھوں نے سعید کے دادے سے روایت کی کہ جاہلیت کے زمانہ میں سیلاب آیا تو دونوں پہاڑوں میں پھیل گیا سفیان نے کہا عمرو کہتے ہیں۔ اس کی داستان طویل ہے۔

۳۵۸۵ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طوفان میں بیت اللہ کے محفوظ رہنے اور آسمان پر اٹھ جانے اور اس سیلاب میں غرق ہو جانے کی حکمت اللہ ہی جانتا ہے۔ شاید یہ اس لئے ہوگا کہ طوفانِ نوح عذاب تھا اور یہ سیلاب عذاب نہیں تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعاقب کرتے ہوئے کہا یہ عجیب تصرف ہے۔ کیونکہ طوفان آیا تھا۔ بیت المعمور بیت اللہ کی جگہ تھا اور جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تھا۔ تو وہ ہندوستان سے یہاں آئے تھے۔ کہا گیا ہے کہ جب حضرت شیث علیہ السلام کا زمانہ آیا تو انھوں نے کعبہ کی تعمیر کی۔ ابن ہشام نے کہا طوفان کے وقت پانی کعبہ تک نہیں پہنچا تھا۔ لیکن اس کے اردگرد کھڑا رہا تھا اور بیت اللہ آسمان تک ہوا میں رہا تھا اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے کشتی میں بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف کیا تھا۔ پھر اسے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے تعمیر کیا۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہما

سعید بن مسیب بن حزن بن عمرو مخزومی قرشی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دادا سے فرمایا جبکہ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے حزن نام بتایا آپ نے فرمایا بلکہ تو سہل ہے۔ اس پر

marfat.com
Marfat.com

٣٥٨٦ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى امْرَاَةٍ مِنْ اَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ فَرَاٰهَا لَا تَكَلَّمُ فَقَالَ مَا لَهَا لَا تَكَلَّمُ قَالُوْا حَجَّتْ مُصْمِتَةً فَقَالَ لَهَا تَكَلَّمِیْ فَاِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَكَلَّمَتْ فَقَالَتْ مَنْ اَنْتَ قَالَ اِمْرَءٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَتْ اَیُّ الْمُهَاجِرِيْنَ قَالَ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَتْ مِنْ اَیِّ قُرَيْشٍ اَنْتَ قَالَ اِنَّكِ لَسَئُوْلٌ اَنَا اَبُوْبَكْرٍ قَالَتْ مَا بَقَآؤُنَا عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِیْ جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ بَقَآؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ اَئِمَّتُكُمْ قَالَتْ وَمَا الْاَئِمَّةُ قَالَ اَمَا كَانَ لِقَوْمِكِ رُءُوْسٌ وَاَشْرَافٌ يَاْمُرُوْنَهُمْ فَيُطِيْعُوْنَهُمْ قَالَتْ بَلٰى فَهُمْ اُولٰٓئِكَ عَلَى النَّاسِ

کہا میں اپنے باپ کا رکھا ہوا نام تبدیل نہیں کروں گا۔ سعید کہا کرتے تھے کہ اس کے بعد حزونۃ یعنی غم واندوہ ہمیشہ ہم میں رہا۔ امام نووی نے کہا حفاظِ حدیث نے کہا۔ مسیب سے صرف ان کے بیٹے سعید ہی روایت کرتے ہیں اور اس میں ابوعبداللہ حاکم کا رد ہے کیونکہ انھوں نے بخاری پر اعتراض کیا تھا کہ بخاری نے کوئی ایسی حدیث ذکر نہیں کی جس میں مروی عنہ سے روایت کرنے والا صرف ایک راوی ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ ٣٥٨٦ — قیس بن ابی حازم نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبیلہ احمس کی ایک عورت کے پاس گئے جسے زینب کہا جاتا تھا اسے دیکھا کہ وہ بات نہیں کرتی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا کیا حال ہے کہ وہ بات کیوں نہیں کرتی؟ لوگوں نے کہا کہ وہ خاموشی سے حج کرتی ہے۔ ابوبکر صدیق نے اسے کہا بات کرو چپ رہنا جائز نہیں یہ جاہلیت کا طریقہ ہے (یہ سن کر) اس نے کلام کرنا شروع کیا اور کہا تم کون ہو؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ مہاجر ہیں اس نے کہا کونسے مہاجر ہو فرمایا قریشی۔ اس نے کہا قریش کے کس قبیلہ سے ہو؟ فرمایا تو بہت سوال کرتی ہے میں ابوبکر ہوں۔ اس نے کہا اس نیک امر پر جو اللہ تعالیٰ نے

marfat.com
Marfat.com

٣٥٨٧ــ حَدَّثَنِيْ فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَسْلَمَتْ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِي الْمَسْجِدِ قَالَتْ فَكَانَتْ تَاْتِيْنَا فَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا فَاِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِيْثِهَا قَالَتْ وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيْبِ رَبِّنَا اَلَا اِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ اَنْجَانِيْ فَلَمَّا اَكْثَرَتْ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَمَا يَوْمُ الْوِشَاحِ قَالَتْ خَرَجَتْ جُوَيْرِيَةٌ لِبَعْضِ اَهْلِيْ وَعَلَيْهَا وِشَاحٌ مِنْ اَدَمٍ فَسَقَطَ مِنْهَا فَاخْتَطَّتْ عَلَيْهِ الْحُدَيَّا وَهِيَ تَحْسَبُهُ لَحْمًا فَاَخَذَتْ فَاتَّهَمُوْنِيْ بِهِ فَعَذَّبُوْنِيْ بِهِ حَتّٰى بَلَغَ مِنْ اَمْرِيْ

ہمیں جاہلیت کے بعد عطا کیا ہے۔ ہم کتنا عرصہ باقی رہیں گے۔ فرمایا اس پر تمہاری بقاء رہے گی جب تک تمہارے امام درست ہوں گے۔ اُس نے کہا امام کون ہیں؟ فرمایا کیا تیری قوم میں شریف، سردار نہیں ہیں جو لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور وہ ان کی اطاعت کرتے ہیں اُس نے کہا کیوں نہیں! فرمایا بس یہی لوگوں کے امام ہیں۔

٣٥٨٦ــ شرح: اُس عورت نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی اور اس میں خاموش رہے گی لیکن یہ شریعت میں جائز نہیں اور اس میں جاہلیت کے لوگوں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے بکثرت سوال دیکھ کر فرمایا تو سَئُول ہے یعنی بہت سوال پوچھنے والی حالانکہ چاہیئے یوں تھا کہ آپ صیغہ مؤنث "سَئُولَہ" فرماتے لیکن فَعُوْل میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت عقلمند تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اسے کثرتِ کلام کی عادت ہے اور سکوت و خاموشی کا التزام کرنا اس کے لئے بہتر ہے اور امر صالح سے مراد اسلام ہے اور ائمہ کی بقاء اور ان کی استقامت سے مراد یہ ہے کہ ان کی استقامت سے حدود قائم ہوں لوگوں کے حقوق محفوظ ہوں اور ہر شئ مناسب مقام میں ہو۔

٣٥٨٧ــ ترجمہ: عروہ نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک حبشی عورت جو ایک عرب کی لونڈی تھی مسلمان ہوگئی۔ مسجد کے پاس اس کا چھوٹا سا مکان تھا۔ ام المؤمنین نے کہا وہ ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور باتیں کیا کرتی تھی۔ جب وہ اپنی باتوں سے فارغ

marfat.com
Marfat.com

أَنَّهُمْ طَلَبُوا فِي قُبُلِي فَبَيْنَا هُمْ حَوْلِي وَأَنَا فِي كُرْبِي إِذْ أَقْبَلَتِ الْحُدَيَّا حَتَّى وَازَتْ بِرُءُوسِنَا ثُمَّ أَلْقَتْهُ فَأَخَذُوهُ فَقُلْتُ لَهُمْ هٰذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُونِي بِهِ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيئَةٌ

٣٥٨٨ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا وَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفُ إِلَّا بِاللّٰهِ فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ

ہوتی تو کہتی : اور ہار والا دن ہمارے رب کی قدرت کے عجائبات میں سے ہے۔ یہ سُن لیں کہ اُس نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دی ،، جب وہ یہ بکثرت کہنے لگی تو ام المؤمنین نے اسے فرمایا۔ ہار کا دن کیسا ہے؟ اُس نے کہا میرے ایک مالک کی بچی باہر نکلی جبکہ اس پر چمڑے کا ہار تھا۔ وہ اس سے گر گیا تو ایک چیل اس پر جھپٹی اور وہ اسے گوشت گمان کرتی تھی وہ اسے لے گئی۔ لوگوں نے مجھے متہم کیا اور مجھے سخت عذاب دینے لگے حتی کہ میرا حال یہاں تک پہنچ گیا کہ اُنھوں نے میری شرمگاہ کی تلاشی لی۔ ایک وقت وہ میرے اِرد گرد تھے اور میں اپنی مصیبت میں مبتلا تھی۔ اچانک وہی چیل آئی حتی کہ ہمارے سَروں کے موازی ہو کر وہ ہار زمین پر پھینک دیا۔ لوگوں نے وہ پکڑ لیا تو میں نے اُن سے کہا یہ وہ ہار ہے تم نے جس کی تہمت مجھ پر لگائی تھی۔ حالانکہ میں اس سے بری تھی ،،

(حدیث ع 429 کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ٣٥٨٨ — حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! جو قسم کھانا چاہے۔ وہ اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے قریش اپنے باپ دادوں کی قسم کھاتے تھے۔ آپ نے فرمایا اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھاؤ۔

شرح : ٣٥٨٨ — یعنی جو کوئی قسم سے قول یا فعل کی تاکید کرنا چاہے۔ تو اللہ کی قسم کھائے کیونکہ جس کی قسم کھائی جائے قسم میں اس کی تعظیم مطلوب ہوتی ہے اور حقیقی عظمت صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ لہٰذا اللہ کے غیر کو اس کے مشابہ نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میرا ایک سو بار اللہ کی قسم کھا کر گنہگار ہونا اس سے بہتر ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھا کر بری ہو جاؤں اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے بغیر قسم کھانا مکروہ ہے۔ لہٰذا نبی کعبہ، ملائکہ، امانت، روح وغیرہ کی قسم کھانا

marfat.com
Marfat.com

٣٥٨٩ــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ كَانَ يَمْشِيْ بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ وَلَا يَقُوْمُ لَهَا وَيُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْمُوْنَ لَهَا اِذَا رَاَوْهَا كُنْتِ فِيْ اَهْلِكِ مَا اَنْتِ مَرَّتَيْنِ

اَنْتِ مَرَّتَيْنِ

مکروہ ہے۔ امانت کی قسم کھانا بہت سخت مکروہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مخلوق کی قسمیں کھائی ہیں۔ وہ مخلوق کو شرافت و بزرگی دینے کے لئے قسمیں اُٹھا سکتا ہے۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ،، غیر اللہ کی قسمیں کھانا جاہلیت میں عام رواج تھا۔ اسلام نے اس سے منع کر دیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَفْلَحَ وَاَبِيْهِ اِنْ صَدَقَ ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ کی قسم کھائی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کلمہ سے قسم مقصود نہ تھی بلکہ یہ ویسے زبان شریف پر جاری ہو گیا تھا۔ بعض علماء نے کہا کہ اِن جملوں میں سے جو تاکید اور تقریر کے لئے کلام میں زائد ذکر کئے جاتے ہیں۔ ان سے قسم مراد نہیں ہوتی جیسے محض اختصاص کے لئے نداء کا صیغہ زائد ذکر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ نداء مقصود نہیں ہوتی (عینی)

٣٥٨٩ ــ ترجمہ : ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمرو نے خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن قاسم نے اُن سے بیان کیا کہ قاسم جنازہ کے آگے آگے چلتے تھے اور اسے دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے تھے۔ اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دیتے تھے کہ اہل جاہلیت جنازہ کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے جبکہ اسے دیکھتے تھے اور دو مرتبہ کہا کرتے تھے کہ تو وہی ہے جو اپنے اہل کے پاس تھا۔

٣٥٨٩ ــ شرح : قولہ كُنْتِ فِيْ اَهْلِكِ مَا اَنْتِ ،، کی ترکیب کچھ اس طرح ہے کہ لفظ ''ما'' موصولہ ہے۔ اور بعض صلہ محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے اَلَّذِيْ اَنْتِ فِيْهِ كُنْتِ فِي الْحَيَاةِ مِثْلَهٗ اِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ ،، یعنی تیرا وہی حال ہے جو حیات کا حال تھا اگر وہ اچھا تھا تو اب بھی اچھا ہوگا اگر وہ بُرا تھا تو اب بھی بُرا ہوگا۔ کیونکہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ تھا کہ مرنے کے بعد انسان کی رُوح اس طرح کا پرندہ ہو جاتی ہے۔ اسے وہ صدی اور ہام کہتے تھے۔ یا لفظ ''ما'' استفہامیہ ہے یعنی تو اپنے گھر شریف میں تھا اب کس حال میں ؟ یا لفظ ''ما'' نافیہ ہے۔ اور لفظ ''مَرَّتَيْنِ'' مقول کا تتمہ ہے یعنی کبھی تو اپنی قوم میں تھا۔ کبھی ان میں نہ ہوگا۔ چنانچہ کافروں کا یہی عقیدہ تھا وہ کہتے تھے۔ ہماری زندگی صرف دنیاوی زندگی ہے۔ مریں گے اور جییں گے ہم کو صرف زمانہ ہلاک کرتا ہے۔ (کرمانی)

marfat.com
Marfat.com

۳۵۹۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اِنَّ الْمُشْرِکِیْنَ کَانُوْا لَا یُفِیْضُوْنَ مِنْ جَمْعٍ حَتّٰی تَشْرُقَ الشَّمْسُ عَلٰی ثَبِیْرٍ فَخَالَفَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَاضَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ

۳۵۹۱ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اُسَامَةَ حَدَّثَکُمْ یَحْیَی بْنُ الْمُهَلَّبِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ عِکْرِمَةَ وَکَاْسًا دِهَاقًا قَالَ مَلْاٰی مُتَتَابِعَةً قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ اِسْقِنَا کَاْسًا دِهَاقًا

۳۵۹۰ — ترجمہ : عمرو بن میمون نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مشرک لوگ مزدلفہ سے نہیں نکلتے تھے۔ حتیٰ کہ سورج کی دھوپ ثبیر پہاڑ پر آجاتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور طلوعِ شمس سے پہلے مزدلفہ سے نکل گئے

(حدیث ۱۵۷۹ کی شرح دیکھیں)

۳۵۹۱ — ترجمہ : حُصَیْن نے عکرمہ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا، وکاسًا دہاقًا کے معنی ہیں بھرا ہُوا پیالہ۔ انھوں نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سُنا کہ وہ جاہلیت میں کہتے تھے۔ ہمیں بھرا ہُوا پیالہ پلاؤ۔

۳۵۹۱ — شرح : یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں یہ کہا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اظہارِ نبوت کے دس سال بعد پیدا ہُوئے تھے انھوں نے جاہلیت کا زمانہ نہیں پایا اس لئے انھوں نے کہا میں نے اپنے والد سے سُنا الخ

حُصَیْن بن عبد الرحمٰن سلمی کوفی ہیں۔ عِکرِمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

٣٥٩٢ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكَادَ اُمَيَّةُ بْنُ اَبِی الصَّلْتِ

٣٥٩٢ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھی بات جو شاعر نے کہی۔ لَبِید کی بات ہے کہ اللہ کے سوا ہر شئ فانی ہے اور قریب تھا کہ اُمیہ بن صلت مسلمان ہو جاتا۔

٣٥٩٢ — شرح : لَبِید بن ربیعہ عامری صحابی شاعر تھے۔ وہ جاہلیت میں نامور شعراء میں سے تھے ان کی کنیت ابوعقیل ہے۔ اُنھوں نے اسلام لانے کے بعد کوئی شعر نہیں کہا تھا اور یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شعر کا بدل قرآن دیا ہے۔ ان کی عمر ایک سو چون سال تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں کوفہ میں فوت ہوئے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لَبِید نے کہا کہ اللہ کے سوا ہر شئ باطل ہے۔ حالانکہ دُنیا میں طاعات، عبادات تو یقیناً ہیں۔ اور وہ باطل نہیں ہیں اور آخرت میں ثواب و عقاب بھی باطل نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ باطل کا معنی فانی ہے جو باقی نہ رہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ کی ذات کے سوا ہر شئ فنا ہونے والی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ "مَا خَلَا اللّٰهَ" سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کی صفاتِ ذاتیہ اور فعلیہ رحمت عذاب وغیرہ ہیں۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ جنت اور دوزخ اللہ کے باقی رکھنے سے باقی رہیں گی۔ اور ان میں رہنے والوں کو ہمیشہ باقی رکھے گا۔ اور اللہ کے سوا ہر شئ کا لذاتہ زائل ہونا جائز ہے۔ اور ہر شئ اللہ کے باقی رکھنے سے باقی ہے۔ شاعر کے شعر کا دوسرا حصہ یہ ہے ؎ كُلُّ نَعِيْمٍ لَا مُحَالَةَ زَائِلٌ "یعنی ہر نعمت یقیناً زائل ہونے والی ہے۔ اُمیّہ بن ابی صلت عبداللہ ثقفی ہے۔ وہ جاہلیت کے زمانہ میں اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ اور بعثت پر ایمان رکھتا تھا۔ لیکن جب اسلام کا ظہور ہوا تو مسلمان نہ ہوا۔ صحیح مسلم میں شَرِید بن سُوَید سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا تجھے اُمیہ بن ابی صلت کا کوئی شعر یاد ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کہو میں نے اس کے اشعار سے ایک بیت پڑھا فرمایا اور پڑھو میں نے اس کے تقریباً ایک سو اشعار پڑھے تو آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے شعر میں مسلمان ہونے کے قریب تھا (عینی، کرمانی، علامہ قسطلانی نے کہا۔ کہا گیا ہے کہ وہ نصرانی ہو گیا تھا اس کے اشعار میں اکثر توحید کا ذکر ہوتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لَبِید سے فرمایا کوئی شعر

marfat.com
Marfat.com

۳۵۹۳ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِاَبِيْ بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يَاْكُلُ مِنْ خَرَاجِهٖ فَجَآءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَاَكَلَ مِنْهُ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ نَدْرِيْ مَا هٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْكِهَانَةَ اِلَّا اَنِّيْ خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِيْ فَاَعْطَانِيْ بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِيْ اَكَلْتَ مِنْهُ فَاَدْخَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَهٗ فَقَآءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهٖ

سناؤ تو اس نے کہا جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۂ بقرہ کا علم دیا ہے اس کے بعد مجھے شعر کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۵۹۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو انہیں خراج (محصول) لاکر دیا کرتا تھا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق وہ کھایا کرتے تھے۔ ایک روز وہ کوئی شئی لایا تو انھوں نے اس سے کچھ کھایا تو غلام نے اُن سے کہا آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ ابوبکر صدیق نے فرمایا یہ کیا ہے؟ غلام نے کہا میں نے جاہلیت کے زمانہ میں کہانت کی تھی۔ حالانکہ میں کہانت نہ جانتا تھا میں نے صرف اس شخص کو دھوکا دیا تھا۔ وہ مجھے ملا ہے۔ اس نے اس کہانت کا بدل مجھے دیا ہے یہ وہی ہے جو آپ نے اس سے کھایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ گلے میں ڈال کر پیٹ میں ہر شئی کو قے کر کے باہر نکال دیا۔

شرح : خراج وہ ہے جو غلام کسب کر کے اپنے آقا کو یومیہ ادا کرتا ہے جو اس پر مقرر کیا ہوتا ہے۔ کہانت وہ ہے جو حساب وغیرہ کے ذریعے آنے والے حالات بتاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیٹ کی ہر شئی اس لئے قے کر کے باہر نکال دی کہ کاہن کی اُجرت حرام ہے اور دھوکہ کے ذریعے حاصل کردہ شئی حرام ہے۔ ابن تین نے کہا اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی ہر شئی ختم کر دی ہے۔ اگر اسلام میں کہانت ہوتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جتنا کھایا تھا اس کی مثل دیتے ورنہ اس کی قیمت ادا کر دیتے (کرمانی، عینی)

marfat.com
Marfat.com

۳۵۹۴ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُوْنَ لُحُوْمَ الْجَزُوْرِ اِلٰى حَبَلِ الْحَبَلَةِ قَالَ وَحَبَلُ الْحَبَلَةِ اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِیْ بَطْنِهَا ثُمَّ تَحْمِلَ الَّذِیْ نُتِجَتْ فَنَهَاهُمُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ

۳۵۹۵ــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ كُنَّا نَاْتِیْ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ فَيُحَدِّثُنَا عَنِ الْاَنْصَارِ وَكَانَ يَقُوْلُ لِیْ فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا اَيْوَمَ كَذَا وَكَذَا وَفَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا

اَلْقَسَامَةُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ

۳۵۹۶ــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا قَطَنٌ اَبُوالْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْيَزِيْدَ الْمَدَنِیُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ لَفِيْنَا

۳۵۹۴ــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل جاہلیت آپس میں اونٹوں کی خرید وفروخت حبل حبلہ کی مدت تک کیا کرتے تھے اور حبل حبلہ یہ ہے کہ اونٹنی کے بچہ پیدا ہو پھر وہ بچہ حاملہ ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے (حدیث ۲۰۱۲ کی شرح دیکھیں)

۳۵۹۵ــ ترجمہ: غیلان بن جریر نے بیان کیا کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتے تھے۔ وہ ہمیں انصار کی باتیں بیان کیا کرتے تھے۔ اور مجھے کہا کرتے تھے تمہاری قوم نے فلاں فلاں روز ایسا ایسا کیا تمہاری قوم نے فلاں فلاں روز ایسا ایسا کیا (حضرت انس

marfat.com
Marfat.com

بَنِیْ هَاشِمٍ كَانَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ هَاشِمٍ اسْتَاجَرَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَیْشٍ مِنْ
فَخِذٍ اُخْرٰی فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِیْ اِبِلِهٖ فَمَرَّ رَجُلٌ بِهٖ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ قَدِ
انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهٖ فَقَالَ اَغِثْنِیْ بِعِقَالٍ اَشُدُّ بِهٖ عُرْوَةَ
جُوَالِقِیْ لَا تَنْفِرُ الْاِبِلُ فَاَعْطَاهُ عِقَالًا فَشَدَّ بِهٖ عُرْوَةَ جُوَالِقِهٖ فَلَمَّا
نَزَلُوْا عُقِلَتِ الْاِبِلُ اِلَّا بَعِیْرًا وَّاحِدًا فَقَالَ الَّذِیْ اسْتَاجَرَهُ مَا شَاْنُ
هٰذَا الْبَعِیْرِ لَمْ یُعْقَلْ مِنْ بَیْنِ الْاِبِلِ قَالَ لَیْسَ لَهٗ عِقَالٌ قَالَ فَاَیْنَ
عِقَالُهٗ قَالَ فَحَذَفَهٗ بِعَصًا كَانَ فِیْهَا اَجَلُهٗ فَمَرَّ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْیَمَنِ
فَقَالَ اَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ قَالَ مَا اَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُّهٗ قَالَ هَلْ اَنْتَ مُبَلِّغٌ
عَنِّیْ رِسَالَةً مَرَّةً مِنَ الدَّهْرِ قَالَ فَكُنْتَ اِذَا اَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ یَا
اٰلَ قُرَیْشٍ فَاِذَا اَجَابُوْكَ فَنَادِ یَا اٰلَ بَنِیْ هَاشِمٍ فَاِنْ اَجَابُوْكَ فَسَلْ عَنْ
اَبِیْ طَالِبٍ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِیْ فِیْ عِقَالٍ وَمَاتَ الْمُسْتَاجِرُ فَلَمَّا

رضی اللہ عنہ جاہلیت کے زمانہ میں انصار کے وقائع ذکر کرتے تھے)

جاہلیّت کے زمانہ میں قسامت

۳۵۹۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جاہلیت کے زمانہ میں سب سے پہلی قسامت ہم میں یعنی بنی ہاشم میں ہوئی۔ بنی ہاشم کے ایک شخص کو قریش قبیلہ کی دوسری شاخ کے ایک شخص نے اُجرت پر رکھا تھا۔ وہ اس کے ساتھ اونٹوں میں چلا۔ تو اس کے پاس سے بنی ہاشم کا ایک شخص گزرا جبکہ اس کے غلہ کی بوری کا بندھن ٹوٹ چکا تھا۔ اُس نے کہا مجھے رسی دو جس کے ساتھ میں بوری کا منہ باندھ لوں تاکہ اونٹ بھاگ نہ جائیں۔ اس نے اسے رسی دے دی جس کے ساتھ اس شخص نے اپنی بوری کا منہ باندھ لیا۔ جب وہ ایک جگہ ٹھہرے تو ایک اونٹ کے سوا تمام اونٹ باندھے گئے جس

marfat.com
Marfat.com

قَدِمَ الَّذِیْ اسْتَاجَرَهٗ اَتَاهُ اَبُوْطَالِب فَقَالَ مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا قَالَ
مَرِضَ فَاَحْسَنْتُ الْقِیَامَ عَلَیْهِ فَوَلِیْتُ دَفْنَهٗ قَالَ قَدْ کَانَ اَهْلٌ ذَاكَ
مِنْكَ فَمَکُثَ حِیْنًا ثُمَّ اَنَّ الرَّجُلَ الَّذِیْ اَوْصٰی اِلَیْهِ اَنْ یُبَلِّغَ عَنْهُ
وَافَی الْمَوْسِمَ فَقَالَ یَا اٰلَ قُرَیْشٍ قَالُوْا هٰذِهٖ قُرَیْشٌ قَالَ یَا اٰلَ بَنِیْ هَاشِمٍ قَالُوْا
هٰذِهٖ بَنُوْ هَاشِمٍ قَالَ اَیْنَ اَبُوْطَالِبٍ قَالُوْا هٰذَا اَبُوْطَالِبٍ قَالَ اَمَرَنِیْ فُلَانٌ
اَنْ اُبَلِّغَكَ رِسَالَةً اَنَّ فُلَانًا قَتَلَهٗ فِیْ عِقَالٍ فَاَتَاهُ اَبُوْطَالِبٍ فَقَالَ
اخْتَرْ مِنَّا اِحْدٰی ثَلٰثٍ اِنْ شِئْتَ اَنْ تُؤَدِّیَ مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ
فَاِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا وَاِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُوْنَ مِنْ قَوْمِكَ اَنَّكَ
لَمْ تَقْتُلْهُ فَاِنْ اَبَیْتَ قَتَلْنَاكَ بِهٖ فَاَتٰی قَوْمَهٗ فَقَالُوْا نَحْلِفُ فَاَتَتْهُ
امْرَاَةٌ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ کَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهٗ

شخص نے ہاشمی کو اجرت پر لیا تھا اس نے کہا اس اونٹ کا کیا حال ہے کہ اسے دُوسرے اُونٹوں کی طرح باندھا نہیں گیا۔ ہاشمی نے کہا اس کی رسّی نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا اس کی اپنی رسّی کہاں ہے۔ پھر اسے لاٹھی سے مارا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ پھر اس کے پاس سے ایک یمنی گزرا تو زخمی ہاشمی نے کہا کیا تم حج کو جا رہے ہو۔ اُس نے کہا میں حج کو نہیں جا رہا کبھی چلا بھی جاتا ہوں۔ ہاشمی نے کہا جس سال تم حج کے موسم میں جاؤ کیا وہاں میرا پیغام پہنچا دو گے۔ یمنی نے کہا جی ہاں ہاشمی (جبکہ اس کے آخری سانس تھے) نے کہا جب تم حج کے موسم میں جاؤ تو آواز دو اور کہو یا آل قریش جب وہ تمہیں جواب دیں تو کہو یا آل بنی ہاشم اگر وہ تمہیں جواب دیں تو ابوطالب کا پوچھو اور انہیں میرا واقعہ بیان کرو۔ کہ فلاں شخص نے مجھے ایک رسّی کے عوض قتل کر دیا ہے (یہ کہہ کر ہاشمی فوت ہوگیا جس شخص نے اسے اُجرت پر لیا تھا اس کے پاس ابوطالب آئے اور کہا ہمارے ساتھی کا کیا حال ہے۔ اُس نے کہا وہ بیمار ہوگیا تھا۔ میں نے اس کی اچھی طرح عیادت کی تھی اور اس کے دفن کا انتظام کیا۔ ابوطالب نے کہا تم سے یہی توقع تھی۔ تھوڑا وقت ہی گزرا ہوگا کہ وہ مرد آگیا جسے اُس نے وصیت کی تھی کہ اس کا پیغام پہنچائے جبکہ وہ موسم حج میں آئے۔ اُس نے آتے ہی کہا اے آلِ قریش! لوگوں نے کہا قریش یہ ہیں۔ پھر اس نے کہا اے آلِ بنی ہاشم

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَتْ يَا اَبَا طَالِبٍ اُحِبُّ اَنْ تُجِيْرَ ابْنَيْ هٰذَا بِرَجُلٍ مِنَ الْخَمْسِيْنَ وَلَا تُصْبِرْ يَمِيْنَهٗ حَيْثُ تُصْبَرُ الْاَيْمَانُ فَفَعَلَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا اَبَا طَالِبٍ اَرَدْتَّ خَمْسِيْنَ رَجُلًا اَنْ يَحْلِفُوْا مَكَانَ مِائَةٍ مِّنَ الْاِبِلِ يُصِيْبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيْرَانِ هٰذَانِ بَعِيْرَانِ فَاقْبَلْهُمَا عَنِّيْ وَلَا تُصْبِرْ يَمِيْنِيْ حَيْثُ تُصْبَرُ الْاَيْمَانُ فَقَبِلَهُمَا وَجَاءَ ثَمَانِيَةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ فَحَلَفُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا حَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَاَرْبَعِيْنَ عَيْنٌ تَطْرِفُ

لوگوں نے کہا یہ بنو ہاشم ہیں۔ اُس نے کہا ابو طالب کہاں ہے لوگوں نے کہا یہ ابو طالب ہے۔ اُس نے کہا مجھے فُلاں شخص نے کہا تھا کہ میں تمہیں یہ پیغام دوں کہ فلاں شخص نے اسے ایک رسّی کے بدلہ قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے پاس ابو طالب گئے اور اسے کہا ہماری طرف سے تین میں سے کوئی ایک اختیار کر لے اگر چاہتا ہے تو سو اونٹ دِیَت ادا کر کیونکہ تو نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے۔ اگر چاہے تو تیری قوم سے پچاس آدمی قسمیں کھائیں کہ تو نے اس کو قتل نہیں کیا ہے۔ اگر تو اس کا بھی انکار کرے گا تو ہم اس کے بدلے تجھے قتل کریں گے۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا ہم قسمیں کھاتے ہیں۔ بنی ہاشم سے ایک عورت ابو طالب کے پاس آئی جبکہ اُن لوگوں میں سے ایک شخص کی بیوی تھی۔ اور اس کا اس شخص سے ایک بچہ تھا۔ اُس نے ابو طالب سے کہا میں یہ چاہتی ہوں کہ پچاس آدمیوں میں سے ایک آدمی کے عوض میرے اس بچہ کو معاف کر دو اور جب قسمیں لو تو اس سے قسم نہ لو۔ ابو طالب نے اسے معاف کر دیا۔ پھر اُن میں سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا اے ابو طالب آپ نے پچاس آدمیوں سے قسم لینے کا ارادہ کیا ہے جو سو اونٹوں کے عوض قسمیں کھائیں گے جبکہ ہر آدمی کے حصہ دو اونٹ آتے ہیں۔ یہ دو اونٹ میری طرف سے قبول کیجئے اور جب قسمیں لی جائیں تو مجھ سے قسم نہ لو۔ ابو طالب نے ان کو منظور کر لیا۔ پھر اڑتالیس آئے اور اُنھوں نے قسمیں کھائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اُس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ ایک سال گزرنے نہ پایا اور ان اڑتالیس میں سے ایک بھی زندہ نہ رہا۔

شرح : قولہ "تُجِيْرَ" اگر یہ راء سے ہو تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کو امن دے اور اگر زاء سے ہو تو معنیٰ یہ ہے کہ اس کو امن دے اور

۳۵۹۶ —

marfat.com
Marfat.com

۳۵۹۷ — حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَۃَ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ یَوْمُ بُعَاثٍ یَوْمٌ قَدَّمَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لِرَسُوْلِہٖ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُھُمْ وَقُتِلَتْ سَرَاتُھُمْ وَجُرِحُوْا اَقْدَمَہُ اللّٰہُ لِرَسُوْلِہٖ فِیْ دُخُوْلِھِمْ فِی الْاِسْلَامِ وَقَالَ ابْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ بُکَیْرِ بْنِ الْاَشَجِّ اَنَّ

اگر زاء سے ہو تو معنی یہ ہے کہ اس کو قسم ترک کرنے کی اجازت دے۔ یمین صبر" وہ ہے جو مامور بہ پر لازم ہو جاتی ہے۔ اور اس کو قسم دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اور اس پر قسم کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ جوہری نے کہا کہا جاتا ہے صَبَرْتُ الرَّجُلَ اِذَا حَلَّفْتَ صَبْرًا" یعنی قسم کھانے میں محبوس کیا جائے حتیٰ کہ وہ قسم کھائے۔ مَصْبُوْرَہ قسم کو کہتے ہیں۔ علامہ خطابی نے کہا قسموں میں صبر کا معنی الزام ہے یعنی کسی پر قسم لازم کر دینا حتیٰ کہ اسے قسم کھانے کی گنجائش نہ رہے۔ حدیث شریف میں ہے قدیم سے یہ طریقہ آرہا ہے کہ آدمی کی دیت سو اونٹ ہیں اس میں ظالموں کو زجر اور مظلوموں کو تسلی ہے اور ان سب کے ہلاک ہونے میں حکمت یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو ظلم کرنے سے روکیں جبکہ ان میں اس وقت نہ تو کوئی نبی تھا نہ ہی کتاب تھی اور نہ ہی وہ بعثت پر یقین رکھتے تھے۔ اس کے باوجود اگر انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو اُن میں سے طاقتور کمزور کو کھا جاتا اور ظالم مظلوم کو ہضم کر جاتا۔ چونکہ قسامت اسلام سے پہلے جاری تھی اور اسلام نے بھی اسی طریقہ پر اسے جاری رکھا جو جاہلیت میں تھا اور اس میں کچھ ردّ و بدل نہیں کیا۔ اس طرح کے افعال کو افعالِ حسیہ کہا جاتا ہے۔ اس لئے قسامت افعالِ شرعیہ سے نہیں کیونکہ افعال شرعیہ میں اسلام سے پہلی صورت تبدیل ہو جاتی ہے مُجَوالِق"، بضمِ الجیم ہے جیم پر کسرہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کے معنی ہیں بوری اس کی جمع جَوَالِق جیم پر فتحہ ہے۔ جوالیق بھی اس کی جمع ہے۔ مَوسِم" حج کا زمانہ۔ آل قریش میں لام استغاثہ کے لئے ہے۔ وَافیٰ" آیا (کرمانی وعینی)

۳۵۹۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یَومِ بُعَاث کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول کے فائدہ کے لئے پہلے سے مقرر کر دیا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "مدینہ منورہ" تشریف لائے حالانکہ ان کی جماعتوں میں پھوٹ پڑ چکی ہے اور ان کے سردار قتل اور زخمی ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہ دن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فائدہ کے لئے متعین کر رکھا تھا۔ ابن وہب نے کہا ہم سے عمرو نے بُکیر بن اشج سے بیان کیا کہ ابن عباس

marfat.com
Marfat.com

كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ السَّعْيُ بِبَطْنِ الْوَادِيْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَنَّةً اِنَّمَا كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْعَوْنَهَا وَيَقُوْلُوْنَ لَا نَجِيْزُ الْبَطْحَآءَ اِلَّا شَدًّا

٣٥٩٨ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ اَنَا مُطَرِّفٌ سَمِعْتُ اَبَا السَّفَرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا مِنِّيْ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ وَاسْمَعُوْنِيْ مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا تَذْهَبُوْا فَتَقُوْلُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجْرِ وَلَا تَقُوْلُوا الْحَطِيْمُ فَاِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَحْلِفُ فَيُلْقِيْ سَوْطَهُ اَوْ نَعْلَهُ اَوْ قَوْسَهُ

کے آزاد کردہ غلام کُریب نے اُن سے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا صفا و مروہ کے درمیان بطن وادی میں سعی سنّت نہیں جاہلیّت کے زمانہ کے لوگ یہ سعی کرتے تھے اور کہتے تھے ہم بطحاء سے دوڑ کر ہی گزریں گے۔

شرح ٣٥٩٧ : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی حج کے ارکان میں سے رکن ہے اور یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔ اس کو سنّت نہ کہنا کیسا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سعی سے لغوی معنی مراد ہے۔ اور وہ دوڑنا ہے یعنی مسعٰی میں دوڑنا سنّت نہیں۔ عام فقہاء بطنِ مسیل میں اس کو مستحب کہتے ہیں اور وہ معروف قدر ہے۔ ابن عباس نے جمہور فقہاء کی مخالفت کی ہے۔ جیسے طواف کی پہلی تین شوطوں میں رمل کرنے میں جمہور کی مخالفت کی ہے (کرمانی)

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس مسئلہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد یہ ہے کہ دوڑنا سنّت نہیں ہے وہ محض سعی کی سُنیّت کی نفی نہیں کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق فقہاء میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا صفا اور مروہ میں سعی حج کا رکن ہے۔ احناف کے نزدیک یہ رکن نہیں بلکہ واجب ہے۔

ترجمہ ٣٥٩٨ : مُطرف نے بیان کیا کہ میں نے ابوالسفر کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ جو میں تمہیں کہتا ہوں وہ مجھ سے سنو اور

marfat.com
Marfat.com

۳۵۹۹ — حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ نَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اِجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ قَدْ زَنَتْ فَرَجَمُوْهَا فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ

جو تم کہتے ہو وہ مجھے سناؤ (میری بات سنو اور اپنی بات سناؤ) اور بھٹکتے نہ پھرو پھر تم کہو گے ابن عباس نے کہا، ابن عباس نے کہا جو کوئی بیت اللہ کا طواف کرے وہ حطیم کے پیچھے سے کرے اور حطیم نہ کہو کیونکہ جاہلیت میں کوئی آدمی قسم کھاتا تو اپنا کوڑا یا جوتا یا تو س پھینکتا تھا۔

۳۵۹۸ — شرح : حجر بکسر الحاء میزاب کے نیچے احاطہ شدہ جگہ ہے۔ اس کو حطیم نہیں کہتے کیونکہ یہ لفظ جاہلیت کا وضع کیا ہوا ہے۔ کیونکہ جب وہ آپس میں قسم کھاتے تھے۔ تو جوتا یا کوڑا یا کمان حجر کی طرف پھینکتے تھے۔ یہ ان کے عقدِ قسم کی علامت تھی۔ اس لئے وہ اس جگہ کو حطیم کہتے تھے۔

بعض علماء نے کہا کہ اسے حطیم اس لئے کہا جاتا ہے۔ کہ یہ کعبہ کی دیوار سے علیحدہ کیا گیا ہے اور کعبہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس سے خارج کیا گیا ہے۔ ازرقی نے کہا حطیم رکن اسود، مقام ابراہیم، زمزم اور حجر کے درمیان کی جگہ ہے۔ اس کو حطیم اس لئے کہتے ہیں کہ اس مقام میں لوگ دعاء پہ جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو توڑتے ہیں۔ کہا گیا ہے۔ جو کوئی وہاں کھڑے ہو کر قسم کھائے وہ بہت جلد عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۵۹۹ — ترجمہ : عمرو بن میمون نے کہا میں نے جاہلیت کے زمانہ میں ایک بندر کو دیکھا جس پہ بہت سے بندر جمع تھے اس بندر نے زنا کیا تھا۔ انہوں نے اسے سنگسار کیا تو میں نے بھی ان کے ساتھ اسے پتھر مارے۔

۳۵۹۹ — شرح : ابن عبدالبر نے کہا زنا کی غیر مکلف کی طرف نسبت کرنے اور بہائم پہ حدود قائم کرنے کا علماء کی ایک جماعت نے انکار کیا ہے اور اگر یہ بات صحیح ہو تو وہ بندر جن تھے کیونکہ جن اور انسان مکلف ہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ممکن ہے کہ وہ انسان ہوں گے جو بندر مسخ ہو گئے تھے اور ان کی صرف انسانی صورت تبدیل ہوئی ہو گی یا یہ صرف زنا اور رجم کی صورت تھی۔ درحقیقت تکلیف و رجم وغیرہ نہ تھا بلکہ یہ جاہلیت کے لوگوں کا گمان تھا۔ بایں ہمہ بخاری کے بعض نسخوں میں یہ حدیث نہیں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۶۰۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَا سُفْيٰنُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ خِلَالٌ مِّنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ الطَّعْنُ فِي الْاَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ وَنَسِيَ الثَّالِثَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا الْاِسْتِسْقَآءُ بِالْاَنْوَآءِ

بندر کے زناء کا واقعہ

مدینہ طیبہ صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علی صاحبہا کے بعض شیوخ نے عمرو کی طرف اسناد کرتے ہوئے بیان کیا کہ میں یمن میں ایک پہاڑ کے قریب تھا کیا دیکھتا ہوں کہ دو بندروں نے جماع کیا اور فارغ ہونے کے بعد سو گئے اور مؤنث بندر کا ہاتھ مذکر بندر کے سر کے نیچے تھا۔ اچانک ایک اور بندر آہستہ آہستہ چلتا ہوا آیا اور مؤنث بندر کو ہلایا تو اُس نے نر بندر کے سر کے نیچے سے اپنا ہاتھ چپکے سے نکالا اور اس بندر کے ساتھ چل دی پھر اُنھوں نے جماع کیا۔ جب مادہ بندر واپس آئی تو نر بندر بیدار ہوگیا اور اس کی بُو سونگھی پھر زور سے چلّایا تو بہت بندر جمع ہوگئے۔ اُنھوں نے بھی اس کی بُو سونگھی اور اُنھوں نے معلوم کرلیا کہ اُس نے زنا کیا ہے پھر اُنھوں نے زانی بندر کو بُلایا اور نر و مادہ دونوں کو رجم کر دیا۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اَودی کوفی ہیں اُنھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں مشرف باسلام ہوئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں۔ اُنھوں نے ساٹھ حج کئے اور ۷۵ ہجری میں فوت ہوگئے (کرمانی)

۳۶۰۰ — ترجمہ : سُفیان نے عُبید سے بیان کیا کہ اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جاہلیت کے عادات سے انساب میں طعن کرنا اور نوحہ کرنا ہے۔ وہ تیسری خصلت بھول گئے۔ سفیان نے کہا وہ کہا کرتے تھے کہ ستاروں کے ذریعے بارش ہوتی ہے۔

۳۶۰۰ — شرح : حضرات اسامہ رضی اللہ عنہ کی نسب میں طعن کرنا۔ ان کے عادات کی ایک کڑی تھی۔ اَنواء نَوء کی جمع ہے۔ یہ چاند کی منزل ہے جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے۔ فلاں نوء کے سبب بارش ہوئی۔ فلاں نَوء کے باعث ہم پر بارش ہوئی ہے۔

(حدیث ۹۸۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُوَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ الْيَاسِ بْنِ مُضَرِ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ

باب

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری

(میلاد شریف)

آپ کا نسب شریف یہ ہے۔ سیّدنا و مولانا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر ابن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معدّ بن عدنان "

شرح : اس باب میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مبعث کا بیان ہے۔ مبعث بمعنی ارسال بعث کا مصدر میمی ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا نے ولادت کا واقعہ بیان فرمایا جس کا کچھ حصہ یہ ہے کہ اُن سے کہا گیا جب آپ مقدس شکم سے زمین پر قدمِ میمنت رکھ کر اسے منوّر فرمائیں تو آپ کا نام محمد رکھیں کیونکہ آپ کا اسم مبارک تورات میں احمد ہے۔

بیہقی نے دلائل نبوت میں مرسل اسناد سے ذکر کیا کہ جب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تولّد فرمایا تو حضرت عبدالمطلب نے دسترخوان بچھا دیا جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو اُنھوں نے کہا آپ نے کیا نام

marfat.com

Marfat.com

رکھا ہے؟ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا میں نے آپ کا نام محمد رکھا ہے اُنھوں نے کہا آپ کے گھرانہ میں ایسا نام آج تک نہیں سُنا گیا آپ نے اپنے گھرانے کے ناموں سے کیوں اِنحراف کیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اس لئے کہ آسمانوں میں اللہ اور زمین پہ اللہ کی مخلوق میرے بیٹے کی حمد کرے" صلی اللہ علیہ وسلم!

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

واقدی نے کہا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کسریٰ نوشیرواں کے زمانہ میں پیدا ہُوئے جبکہ اس کی حکومت کے چوبیس برس پورے ہو چکے تھے۔ آپ کی کنیت ابو احمد ہے۔ کہا گیا ہے کہ جب آپ کا انتقال ہُوا تو سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی والدہ ماجد اُمنہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں۔ عام مؤرخین کا کہنا ہے کہ حضرت عبداللہ نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت باسعادت سے ایک یا دو ماہ قبل اپنے ماموں بنو نجار کے پاس مدینہ منورہ کے دارِ نابغہ میں وفات پائی اور حارث بن ابراہیم بن سراقہ عدوی کے مکان میں مدفون ہُوئے جو عبدالمطلب کے ماموؤں میں سے ہیں۔ حضرت عبداللہ سلام اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت عبدالمطلب نے انہیں مدینہ منورہ کھجوریں لانے بھیجا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ قریش کے قافلہ میں شام کی طرف تجارت کیلئے تشریف لے گئے تھے اور مدینہ منورہ میں ایک مہینہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ جبکہ آپ کی عمر صرف پچیس برس تھی بعض مورخین تیس برس ذکر کرتے ہیں۔ اور ترکہ میں ام ایمن چھوڑیں جو سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حفاظت کیا کرتی تھیں۔ حضرت عبداللہ ابو طالب کے حقیقی بھائی تھے۔

سیّد کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے جدّ امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

آپ کا اسم گرامی شیبۃ الحمد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام عامر اور کنیت ابو الحارث تھی۔ حارث اُن کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ ابو البطحاء بھی کنیت ذکر کی جاتی ہے۔ آپ کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ہیں۔ آپ کو عبدالمطلب اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کے والد ماجد ہاشم شام کی طرف تجارت کے لئے نکلے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو عمرو بن زید بن لبید کے پاس ٹھہرے

marfat.com
Marfat.com

تو اس کی بیٹی سلمیٰ بنت عمرو آپ کو اچھی لگی۔ تو اس کے والد کو منگنی کا پیغام دیا جسے اس نے منظور کر کے اُن سے نکاح کر دیا اور جب شام سے واپس آئے تو ان کی رخصتی کر دی۔ وہ انہیں مکہ مکرمہ لے آئے پھر جب تجارت کے لئے شام کی طرف گئے تو انہیں ہمراہ لے گئے جبکہ وہ حاملہ تھیں اور وہ انہیں مدینہ منورہ ہی میں چھوڑ کر شام چلے گئے اور شام میں مقام غزہ میں وفات پا گئے اور سلمی نے بچہ کو جنم دیا جس کا نام شیبہ رکھا وہ اپنے ماموؤں بنی نجار کے پاس سات برس رہے۔ پھر آپ کا چچا مطلب بن عبد مناف آیا اور ان کی والدہ سلمیٰ سے خفیۃً لے کر مکہ مکرمہ چلا آیا۔ جب لوگوں نے ان سے پوچھا کہ سواری پر تمہارے پیچھے کون ہے تو کہا یہ میرا غلام ہے اُنھوں نے اس کے پاس آکر مبارک دی۔ اور اسے عبدالمطلب کہنے لگے۔ اس لئے یہ نام مشہور ہو گیا۔ واقدی نے ذکر کیا کہ عبدالمطلب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت باسعادت کے آٹھ سال بعد فوت ہوئے جبکہ ان کی عمر اسّی برس تھی کہا گیا ہے کہ عبدالمطلب کی عمر ایک سو دس سال دس ماہ تھی ہشام نے ایک سو بیس سال کہے ہیں اور حجون میں آپ کو دفن کیا گیا۔

سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے دُوسرے جدّ امجد ہاشم ہیں

آپ کا نام عَمْرُو ہے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ قحط سالی میں ثرید کو گوشت سے ملا کر لوگوں کو کھلایا کرتے تھے۔ آپ عبدالمناف کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ ابن جریر نے ذکر کیا کہ ہاشم اور عبدشمس جڑواں بھائی تھے۔ جب ہاشم شکم مادر سے باہر آئے تو اُن کا پاؤں عبدِشمس کے سر کے ساتھ ملا ہوا تھا اور خون بہنے کے ساتھ ان کا پاؤں بھائی کے سر سے جُدا ہوا لوگوں نے اس سے یہ سمجھا کہ ان کی اولاد میں خونریزی ہوگی۔ چنانچہ بنوعباس اور بنوامیہ بن عبدشمس کے درمیان ۱۳۲ ہجری میں سخت لڑائی ہوئی۔ ان کا تیسرا حقیقی بھائی مطلب تھا وہ سب سے چھوٹا تھا۔ ان کی والدہ عاتکہ بنت مُرّہ بن ہلال ہے ان کا چوتھا بھائی نوفل ہے جو ان کی دُوسری ماں واقدہ بنت عَمْرُو مازنیہ سے ہیں ہاشم غزہ میں فوت ہوئے تھے

سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے تیسرے جدّ امجد عبد مناف ہیں

آپ کا نام مُغیرہ اور کنیت ابوعبدشمس ہے۔ وہ بہت خوبصورت تھے اس لئے انہیں قمر البطحاء کہا جاتا تھا۔

marfat.com

Marfat.com

سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے چوتھے جدّ امجد قصیّ ہیں

ان کا نام زید ہے قصیّ قاص کی تصغیر ہے۔ ان کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہ اپنی قوم سے دُور چلے گئے تھے اور اپنے مادر زاد بھائی کے ساتھ بنی عذرہ میں رہنے لگے تھے۔ کیونکہ ان کی والدہ نے ان کے والد کی وفات کے بعد ربیعہ بن حزام بن عذرہ سے شادی کرلی تھی۔ وہ انہیں اپنے علاقہ میں لے گئے تھے جبکہ ان کا بیٹا چھوٹا تھا اس لئے ان کا نام قصیّ رکھا گیا ہے۔ پھر وہ مکہ مکرمہ میں واپس آگئے۔ جبکہ وہ بڑے ہوگئے تھے۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت سعد بن سیل بن حمالہ ہیں۔ قصیّ مکہ کے بزرگ تھے اور مکہ مکرمہ کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں تھی جبکہ وہ قوم کے سردار تھے سب لوگ اُن کے تابعدار تھے وہ رئیس تھے سب لوگ ان کی اطاعت کرتے تھے۔ اُنھوں نے جھگڑے نمٹنے اور لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کرنے کے لئے ایک محل تیار کیا تھا۔ اس کا نام دارالندوہ تھا جب وہ فوت ہوئے تو حجون میں انہیں دفن کیا گیا۔

سرورِ کون ومکان صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے پانچویں جدّ امجد کِلاَب ہیں

ان کا نام حکیم ہے انہیں شکار کرنے کا بہت شوق تھا۔ اکثر وہ کتوں سے شکار کیا کرتے تھے۔ اسی لئے ان کا لقب کلاب ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام عروہ تھا۔ ان کی والدہ ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن حارث بن فہر ہے۔

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے چھٹے جدّ مُرّہ ہیں

مرّہ کا معنی کڑوا پن ہے۔ یہ تمہ کی وصف ہے۔ اس سے آپ کا نام منقول ہے کہا گیا ہے کہ یہ

marfat.com
Marfat.com

نام قوت و شدت سے منقول ہے۔ آپ کی والدہ نخشیہ بنت سفیان بن محارب بن فہر ہے۔

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے ساتویں جدّ امجد کعبؓ ہیں

یہ نام اس لئے ہے کہ وہ اپنی قوم پہ بہت رحم دل تھے یہ قدم کے کعب سے منقول ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ اپنی قوم میں بلند مقام رکھتے تھے۔ اور ان میں صاحبِ شرافت تھے جیسے کعب کا مقام دوسرے قدم سے بلند ہے۔ وہ بہت بڑے خطیب اور فصیح تھے۔

سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے آٹھویں جدّ امجد لُؤیّ ہیں

لُؤیّ لائی کی تصغیر ہے۔ جنگلی بیل کو لائی کہتے ہیں۔ ابن درید نے کہا یہ لواءِ حبیش سے ماخوذ ہے۔ آپ کی والدہ عاتکہ بنت مُخلّد بن نضر بن کنانہ ہے۔ وہ عواتک میں سے ایک ہیں۔ جنہوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جنم دیا۔ کہا گیا ہے کہ آپ کی والدہ کا نام "سَلمیٰ"، بنت عمرو بن ربیعہ خزاعیہ ہے۔

سرورِ کون و مکان صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے نانویں جدّ امجد غالب ہیں

ان کی کنیت ابوتمیم ہے۔ ان کی والدہ لَیلیٰ بنت حارث بن تمیم بن سعد بن مُدیل بن مدرکہ ہیں۔

سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے دسویں جدّ امجد فہر ہیں

ابن درید نے کہا "فہر"، صاف پتھر ہے جو کفِ دست کو بھر دیتا ہے۔ سہیلی نے کہا "فِہر" لمبا پتھر ہے

marfat.com

Marfat.com

آپ کی کنیت ابو غالب ہے۔ آپ قریش کے سردار تھے۔علی بن کیسان نے کہا "فہر" ابو قریش ہیں۔جو کوئی فہر کی اولاد سے نہیں وہ قریش نہیں۔

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے گیارھویں جدّ امجد مالک ہیں

ان کی کنیت ابو الحارث ہے اور والدہ عاتکہ بنت عزوان ہے "

سرور کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے بارھویں جدّ امجد نضر ہیں

اُن کا نام قیس ہے۔ وہ بہت خوبصورت تھے اس لئے انہیں نضر کہتے ہیں۔نضر کا معنی سُرخ سونا ہے۔ان کی والدہ برّہ بنت مرّ بن ادبن طالخہ بن یاس بن مضر ہے۔نضر کی کنیت ابو یخلد ہے۔یخلد ان کے بیٹے ہیں۔ان کے نام پر یہ کنیت ہے۔

سرور کون و مکان صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے تیرھویں جدّ امجد کنانہ ہیں

کنانہ تیروں کے ترکش کو کہتے ہیں جو چمڑے سے بنایا جاتا ہے۔آپ کی کنیت ابو النضر ہے۔ اور والدہ عوانہ بنت سعد بن قیس ہے۔

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چودھویں جدّ امجد خزیمہ ہیں

marfat.com
Marfat.com

یہ خَزَمَۃٌ کی تصغیر ہے۔ اس کا واحد خزم ہے۔ خزم وہ درخت ہے جس کی کھال سے رسیاں بنائی جاتی ہیں۔

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے پندرھویں جدّ امجد مُدرِکہ ہیں

ان کا نام عمرو ہے ابن اسحاق نے عامر ذکر کیا ہے ان کے بھائی کا نام طابخہ ہے۔ اُنھوں نے شکار کیا وہ اس کا گوشت پکا رہے تھے کہ ان کے اونٹ بھاگ گئے۔ عامر ان کی تلاش میں نکلے تو انہیں پالیا اور دوسرا بھائی گوشت پکاتا رہا۔ جب گھر گئے تو اپنے والد سے واقعہ ذکر کیا تو والد نے عامر سے کہا تم مُدرکہ ہو اور ان کے بھائی سے کہا تم طابخہ ہو۔

سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم
کے سولھویں جدّ امجد الیاس ہیں

یہ نام "الیاس" نبی کے موافق ہے۔ کیونکہ الیاس صلّی اللہ علیہ وسلّم نبی ہی تھے۔ یہ ابن انباری نے کہا ہے۔ بعض نے کہا "یاس" رجاء کی ضد ہے۔ وہ پہلے شخص ہیں جس نے بیت اللہ کی طرف بُدنے ہدی بھیجے تھے پہلی نے کہا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ الیاس کو گالی مت دو وہ مومن تھے۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی پشت میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تلبیہ کہنے کی آواز سُنا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ الیاس ان کا لقب اور نام الیاسین ہے۔ ان کی والدہ رباب بنت حیدہ بن مَعَدّ بن عدنان ہے۔ طوفانِ نوح کے بعد سب سے پہلے انہیں نے رکن کو بیت اللہ میں رکھا تھا جبکہ طویل زمانہ گزرنے کے باعث اسماعیل علیہ السّلام کی اولاد نے ابراہیم علیہ السلام کی نشانیاں تبدیل کر دی تھیں۔ اور اُنھوں نے بیت اللہ سے رکن کو اُٹھا کر ابی قبیس میں چھوڑ دیا تو الیاس نے اُٹھا کر اس کی جگہ پر اسے رکھ دیا۔

---

marfat.com
Marfat.com

سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے سترھویں جدّ امجد مُضَر ہیں

یہ نام مُضیرہ سے ماخوذ ہے یہ دُودھ سے بنائی ہوئی شئی ہے۔ ان کا یہ نام اس لئے ہے کہ ان کا رنگ سفید تھا اور عرب ابیض "سفید" کو احمر کہتے ہیں۔ اسی لئے مضر حمراء کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ حامض دودھ کا پینا پسند کرتے تھے۔ ماضر کا معنی حامض ہے۔ سب سے پہلے انھوں نے شعر کہنے شروع کئے کیونکہ ان کی آواز بہت اچھی تھی۔ آپ کی والدہ سودہ بنت عک ہے کہا گیا ہے کہ خلیبہ بنت عک ہے۔

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے اٹھارھویں جدّ امجد نزار ہیں

نزار کا معنی قلیل شئی ہے آپ جب پیدا ہوئے تو آپ کے والد نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نُور دیکھا اور وہ نُورِ نبوّت تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے اور اُونٹ نحر کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا اور فرمایا یہ تمام اس نومولود بچے کے حق میں قلیل ہے۔ اس لئے آپ کا نام نزار رکھا گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ معانہ بنت جوشم بن جلہیمہ بن عمرو بن ہُلیّنہ بن دوہ بن جرہم ہیں۔ سہیلی نے ان کا نام عمرہ ذکر کیا ہے۔ آپ کی کنیت ابوایاد ہے۔ کہا گیا ہے کہ ابوربیعہ ہے۔ آپ اپنی قوم میں فرید العصر تھے۔

سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے انیسویں جدّ امجد مَعَدّ ہیں

ابن انباری نے کہا اس کا وزن مفعل ہے عدّ سے ماخوذ ہے "یا مَعَدَ فِی الْاَرْضِ اِذَا فَسَدَ" سے ماخوذ ہے۔ ابوذر ہروی نے کہا: مَعَدَ اذا اشتدّ" سے ماخوذ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "تَمَعْدَدَ اِذَا ابْعَدَ فِی الذہاب" سے ماخوذ ہے " جب دُور چلا گیا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۶۰۱ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَآءٍ قَالَ نَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُنْزِلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعِیْنَ فَمَکَثَ بِمَکَّةَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ سَنَةً ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ فَمَکَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِیْنَ ثُمَّ تُوُفِّیَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم

کے بیسویں جد امجد عدنان ہیں

اس کا وزن فعلان ہے۔ عدنان کا معنی اقامت ہے۔ [illegible] کرنے کے لئے اقامت کی جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب [illegible] ذکر کیا ہے۔ آدم علیہ السلام تک ذکر نہیں کیا کیونکہ انساب کے [illegible] اس کے بعد بہت اختلاف ہے۔ بعض نے کہا عدنان کو اسماعیل علیہ السلام کے [illegible] بعض تو بعض پندرہ بارہ ذکر کرتے ہیں۔ انساب کے ماہرین نے عدنان کا نسب [illegible]

عدنان بن ادد بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن تارح بن ناحور بن ساروغ بن [illegible] بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام نوح علیہ السلام بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ ادریس علیہ السلام بن یارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام [illegible] میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ عدنان معد [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے [illegible] نسب نامہ کو خوب جانتے تھے اور اس کو محفوظ رکھتے تھے کیونکہ یہ حضرات یاد رکھنے والے مسلمان تھے۔

واضح رہے کہ عدنان سے آگے نسب شریف میں [illegible] میں بھی اختلاف ہے۔ [illegible]

marfat.com

Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَكَّةَ

۳۶۰۲ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ ثَنَا بَيَانٌ وَّاِسْمٰعِيْلُ قَالَ سَمِعْنَا قَيْسًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ خَبَّابًا يَقُوْلُ اَتَيْتُ

مسلمان ہو ان میں رسُول بھیج جو اُن میں سے ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ،، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد آدم علیہ السلام تک ساجد موحد تھے اُن میں سے کسی نے بُت کو سجدہ نہیں کیا۔ اسی طرح امام رازی نے تفسیر کبیر میں ذکر کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۶۰۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہونا شروع ہُوا جبکہ آپ کی عمر شریف چالیس برس تھی پھر تیرہ سال مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے کے بعد آپ کو (مدینہ منورہ کی طرف) ہجرت کا حکم دیا گیا۔ آپ نے مدینہ طیبہ میں دس برس اقامت کی پھر وصال فرما گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم ،،

۳۶۰۱ — شرح : اس حدیث کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۶۳ برس ہوتی ہے۔ عمار بن ابی عمار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں نزول وحی کے بعد پندرہ برس اقامت فرمائی ان میں سے سات برس آپ روشنی اور نُور دیکھتے رہے اور غائبانہ آواز سُنتے رہے۔ آٹھ برس آپ پر وحی نازل ہوتا رہا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کے نزول کی ابتداء ۱۷ رمضان المبارک کو پیر کے دن ہُوئی تھی۔ اس میں اور بھی اقوال ہیں۔

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو مکہ مکرمہ میں جو مشرکوں کے ہاتھوں تکالیف پہنچیں

۳۶۰۲ — ترجمہ : بیان اور اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم نے قیس کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں نے جناب سے سُنا وہ کہتے تھے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

marfat.com
Marfat.com

النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً فَقُلْتُ أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ عِظَامِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُوضَعُ الْمِنْشَارُ عَلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ مَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ زَادَ بَيَانٌ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ

آیا جبکہ آپ ظلِّ کعبہ میں چادر اوڑھے ہوئے تکیہ لگائے ہوئے تھے اور ہمیں مشرکوں کے ہاتھوں سخت تکالیف پہنچ رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ تعالیٰ سے دعاء نہیں فرماتے؟ یہ سن کر آپ بیٹھ گئے جبکہ آپ کا چہرۂ انور سرخ تھا۔ اور فرمایا تم سے پہلے بعض ایسے لوگ تھے کہ ان کی ہڈیوں پر گوشت یا پٹھوں کے نیچے لوہے کی کنگھیاں کی جاتی تھیں۔ یہ ان کو اپنے دین سے نہ ہٹاتی تھیں (اور ان میں بعض ایسے لوگ تھے) کہ ان کے سر کے درمیان آرا رکھا جاتا تھا اور اس کے دو ٹکڑے کئے جاتے تھے وہ اس کو اپنے دین سے نہ ہٹاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو مکمل کرے گا حتی کہ سوار صنعاء سے حضرموت تک اکیلا سفر کرے گا اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا۔ بیان نے یہ اضافہ کیا اور اپنی بکریوں پر بھیڑیئے کا خوف ہوگا۔

شرح ۳۶۰۲ — خُمَیْدی امام بخاری کے استاذ ہیں۔ ان کی نسبت ایک دادے کی طرف ہے۔ ان کا نام عبد اللہ بن زبیر بن عیسیٰ ہے "ہٰذَا الْاَمْر" سے مراد اسلام ہے۔ صنعاء سے مراد صنعاء یمن ہے۔ یہ یمن کا بہت بڑا شہر ہے۔ اس میں باغات بکثرت ہیں اور کثرتِ باغات کے باعث اسے دمشق سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ حضرموت یمن میں آباد شہر ہے۔ وہاں کھجور بہت ہیں۔ قولہ: وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ، منصوب مستثنیٰ منہ پر عطف ہے۔ مستثنیٰ پر عطف نہیں (کرمانی) امام ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا مستثنیٰ پر عطف بھی جائز ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے لَا يَخَافُ عَلٰى غَنَمِهِ اِلَّا الذِّئْبَ، کیونکہ حدیث کا سیاق بعض کی بعض سے دشمنی سے امن کے لئے ہے جیسے وہ جاہلیت میں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ بھیڑیئے کی دشمنی سے امن کے لئے نہیں ہے کیونکہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

۳۶۰۳ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَأَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّجْمَ فَسَجَدَ فَمَا بَقِیَ اَحَدٌ اِلَّا سَجَدَ اِلَّا رَجُلٌ رَاَيْتُهُ اَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًا فَرَفَعَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ وَقَالَ هٰذَا يَكْفِيْنِیْ فَلَقَدْ رَاَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا بِاللّٰهِ

کے نزول کے وقت آخر زمانہ میں ہوگا۔ علامہ عینی نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا یہ عجیب تصرّف ہے۔ کیونکہ حدیث کا سیاق عام لوگوں کی آپس میں دشمنی اور بھیڑیئے کی دشمنی وغیرہ کو شامل ہے۔ کیونکہ راکب عام ہے۔ اس کے پاس غنم ہوں یا کچھ اور ہو۔ اور عدمِ خوف لوگوں اور حیوانوں سے ہوتا ہے۔ پھر یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے ہی خاص نہیں کیونکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں چرواہے بھیڑیوں سے بے خوف تھے۔ حتیٰ کہ انہیں آپ کی موت کا علم بھیڑیوں کی بکریوں سے دشمنی کے وقت ہوا۔ اگر یہ تسلیم کرلیں کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا تو ان کا زمانہ اُن کے نزول کے بعد ہے اور وہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی زمانہ ہے۔ کیونکہ وہ آسمان سے نزول کے بعد ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے۔

ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی تو آپ نے سجدہ کیا اور کوئی شخص بھی باقی نہ رہا جس نے سجدہ نہ کیا ہو صرف ایک شخص کو میں نے دیکھا جس نے کنکریاں مٹھی میں لیں اور ان کو اوپر اُٹھا کر اُن پر سجدہ کیا اور کہا مجھے یہی کافی ہے۔ میں نے اس کے بعد اسے کفر کی حالت میں قتل ہوتے دیکھا۔

۳۶۰۳ —

شرح : واقدی نے کہا یہ پانچ ہجری کا واقعہ ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت سورۂ نجم کی تلاوت کی تو سب مسلمانوں اور مشرکوں نے سجدہ کیا کیونکہ یہ سجدہ کی پہلی آیت نازل ہوئی تھی تو مشرکوں نے مسلمانوں کا معارضہ کرتے ہوئے اپنے بتوں کو سجدہ کیا۔ صرف ایک شخص امیہ بن خلف نے سجدہ نہ کیا جو بعد میں بدر کی جنگ میں کافر قتل ہوا۔

(حدیث ۱۰۱۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۶۰۴ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ جَاءَ عُقْبَةُ ابْنُ أَبِي مُعَيْطٍ بِسَلَا جَزُورٍ
فَقَذَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ
فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ أَبَا جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ
وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ أَوْ أُبَيَّ بْنَ خَلَفٍ شُعْبَةُ الشَّاكُّ
فَرَأَيْتُهُمْ قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَأُلْقُوا فِي بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ أَوْ أُبَيٍّ تَقَطَّعَتْ
أَوْصَالُهُ فَلَمْ يُلْقَ فِي الْبِئْرِ

۳۶۰۵ — حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَوْ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ

۳۶۰۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سربسجود تھے۔ اور آپ کے اردگرد قریش تھے۔ تو عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھ (جیر) لے کر آیا اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر ڈال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک نہ اٹھایا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو انھوں نے اسے آپ کی پیٹھ سے اٹھایا اور جس نے یہ فعل کیا تھا اسے بددعا دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ قریش کی جماعت ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف یا ابی بن خلف شعبہ نے شک سے بیان کیا ہے کو ہلاک کر میں نے انہیں دیکھا کہ وہ بدر کی جنگ میں سب مارے گئے تھے۔ اور امیہ یا ابی امیہ کے سوا سب کو کنوئیں میں پھینکا گیا۔ امیہ یا ابی امیہ کے جوڑ جدا جدا ہو گئے تھے۔ اسے کنوئیں میں نہیں ڈالا گیا تھا۔

(حدیث ۲۳۹ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اَمَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبْزٰى قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ مَا اَمْرُهُمَا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَمَّا اُنْزِلَتِ الَّتِيْ فِي الْفُرْقَانِ قَالَ مُشْرِكُوْا اَهْلِ مَكَّةَ فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وَدَعَوْنَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَقَدْ اَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ الْاٰيَةَ فَهٰذِهٖ لِاُولٰٓئِكَ وَاَمَّا الَّتِيْ فِي النِّسَآءِ الرَّجُلُ اِذَا عَرَفَ الْاِسْلَامَ وَشَرَائِعَهٗ ثُمَّ قَتَلَ فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ فَذَكَرْتُهٗ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ اِلَّا مَنْ نَدِمَ

ترجمہ : منصور نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن جُبَیر نے بیان دیا کہا مجھے حکم نے سعید بن جُبَیر سے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن اَبزیٰ نے حکم دیا

۳۶۰۵ —

کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کے متعلق پوچھو کہ ان کا کیا حکم ہے۔ "جس جان کو اللہ نے تم پر حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرو۔ اور جو کوئی قصداً مومن کو قتل کرے"، تو میں نے ابن عباس سے پوچھا اُنھوں نے کہا جب سورۂ فرقان کی آیت نازل ہوئی تو مکہ کے مشرکوں نے کہا ہم نے وہ جانیں قتل کی ہیں جنہیں اللہ نے حرام کیا ہے اور ہم نے اللہ کا شریک ٹھہرایا ہے اور بُرے بُرے کام کئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی : اِلَّا مَنْ تَابَ الخ یعنی جو کوئی توبہ کرلے اور ایمان لے آئے پس یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی اور وہ آیت جو سورۂ نساء میں ہے (اس کا محمل) وہ مرد ہے جو مسلمان ہو جائے اور اسلام کے احکام پہنچانے پھر وہ کسی کو قتل کر دے تو اس کی سزا دوزخ ہے میں نے یہ مجاہد سے ذکر کیا تو اس نے کہا لیکن جو نادم ہو جائے۔

۳۶۰۵ — شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس قول میں ہے کہ مکہ کے مشرکوں نے کہا تھا کہ ہم نے ایسے لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے۔ کیونکہ کافروں کا مسلمانوں کو اذیت پہنچانا ان کو قتل کرنے اور ان کو عذاب دینے سے زیادہ سخت نہیں۔ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ کافروں کا مسلمانوں کو عذاب

marfat.com
Marfat.com

۳۶۰۶ — حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ ابْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ

دینے اور انہیں قتل وغیرہ کرنے کا گناہ اُن کے مسلمان ہوجانے سے ساقط ہو جاتا ہے۔ الحاصل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کسی بے گناہ کو قصداً قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہیں اُنھوں نے اس آیت سے استدلال کیا "مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ"، کہ جو کوئی مومن کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے۔ ابن عباس کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ آیت مدنیہ ہے۔ اُس نے آیت مکیہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ الخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مشہور ہے لیکن اُن سے یہ بھی روائت کی جاتی ہے کہ مومن کے عمداً قاتل کی توبہ قبول ہے اور اس کی مغفرت ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا"، یعنی جو کوئی بُرے عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے وہ اللہ کو بخشنے والا رحیم پائے گا۔ تمام اہلسنت و جماعت کا یہی مذہب ہے اور حضرات صحابہ کرام اور تابعین اسی پر اعتماد کرتے تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علمائے سلف سے جو اس کے خلاف مذکور ہے وہ تغلیظ اور تحذیر پر محمول ہے کہ لوگ قتل کرنے سے باز رہیں اور جس آیت کریمہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عمداً قاتل کی عدم توبہ پر استدلال کیا ہے اس میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اس آیت کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ یہ اس کی سزا ہے۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کو ضرور یہ سزا دی جائے گی۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ"، کہ اللہ تعالیٰ کافر کو نہیں بخشے گا اس کے سوا جسے چاہے بخشے اور یہ آیت کریمہ کہ "مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ"، میں مومن کو عمداً قتل کرنے کی یہ سزا ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ مشتق پر حکم کیا جائے تو اس کا مبداء حکم کی علت ہُوا کرتا ہے۔ اس قاعدہ کے مطابق آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جو شخص کسی مومن کو صرف اس لئے قتل کرے کہ وہ ایماندار ہے تو اس کی سزا دوزخ ہے اور ظاہر ہے کہ مومن کو مومن سمجھ کر قتل کرنا کفر ہے۔ لہٰذا اس کی سزا یقیناً دوزخ ہے واللہ و رسولہ اعلم!

قولہ فذکرتہ لمجاھد الخ یعنی عبدالرحمٰن بن ابزی نے کہا میں نے یہ حدیث مجاہد سے ذکر کی تو انہوں نے کہا "اِلَّا مَنْ نَدِمَ"، یعنی دوسری آیت کریمہ مطلقہ ہے۔ اور اِلَّا مَنْ نَدِمَ اور اِلَّا مَنْ تَابَ سے مقید ہے اور مطلق مقید پر محمول ہے۔

۳۶۰۶ — ترجمہ : محمد بن ابراہیم تیمی نے کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ مجھے شدید تر

marfat.com
Marfat.com

مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبِرْنِي بِاَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ اِذْ اَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِي مُعَيْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا فَاَقْبَلَ اَبُوبَكْرٍ حَتّٰى اَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَقْتُلُونَ رَجُلًا اَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ الْاٰيَةَ تَابَعَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِي يَحْيٰى بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيهِ قِيلَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ

معاملہ سے خبردار کرو جو مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ انہوں نے کہا ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حطیم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک عُقبہ بن ابی مُعَیط آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن شریف میں کپڑا ڈال کر زور سے گلا گھونٹ لیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور اس کو کندھے سے پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دُور کر دیا اور فرمایا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ اس کی ابن اسحاق نے متابعت کی ہے۔

شرح : **۳۶۰۶** — اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ میں نے تیری قوم سے سخت ترین یہ پایا اور طائف کا سارا واقعہ ذکر کیا۔ اس حدیث کے معارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے وہ خبر دی ہے جو انھوں نے دیکھا ہے اور طائف کے واقعہ کے وقت وہ حاضر نہیں تھے اور جو کسی صحابی سے باب کی حدیث کے خلاف مذکور ہے وہ واقعہ کے متعدد ہونے پر محمول ہے۔

(حدیث ۳۴۴۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِسْلَامِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ

۳۶۰۸ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ حَمَّادِ الْاٰمُلِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ مَعِیْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ مُجَالِدٍ عَنْ بَیَانٍ عَنْ وَبَرَۃَ عَنْ ھَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ عَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَہٗ اِلَّا خَمْسَۃُ اَعْبُدٍ وَّامْرَاَتَانِ وَاَبُوْبَکْرٍ

۳۶۰۷ — ترجمہ : یحییٰ بن عروہ نے عروہ سے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو سے کہا اور عبدہ نے ہشام سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا گیا اور محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن عاص نے خبر دی۔

شرح : یعنی عیاش بن ولید نے محمد بن اسحاق کی متابعت کی اور کہا مجھے یحییٰ بن عروہ نے اپنے والد عروہ بن زُبیر سے بیان کیا کہ اُس نے عبداللہ ابن عمرو سے کہا۔ یعنی ہشام نے اپنے بھائی یحییٰ بن عروہ کی صحابی کے نام میں مخالفت کی۔ چنانچہ یحییٰ نے عبداللہ بن عمرو سے کہا اور ہشام نے عمرو بن عاص سے کہا اور محمد بن عمرو بن علقمہ لیثی مدنی نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ مجھے عمرو بن عاص نے خبر دی۔ یہ تمام اور جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں گزرا ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ سے فرمایا کہ تیری قوم سے سخت ترین یہ پایا اور طائف کا واقعہ ذکر کیا۔ واقعہ کے تعدد پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا تعارض نہ ہُوا یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ذکر ہو چکی ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ عباس اور ابن اسحاق نے عبداللہ بن عمرو کہا اور عَبدہ اور محمد بن عمرو نے عمرو بن عاص کہا ہے۔ عبداللہ نہیں کہا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مُسلمان ہونا

۳۶۰۸ — ترجمہ : وبرہ نے ہمام بن حارث سے روایت کرتے ہُوئے کہا کہ عمار بن یاسر نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

کو دیکھا جبکہ آپ کے ساتھ صرف پانچ غلام دو عورتیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم تھے۔

۳۶۰۸ — شرح : علامہ قسطلانی نے کہا صِدّیق کا وزن فِعّیل ہے اس کا معنیٰ بہت سچا، جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمیشہ "عَین رضا" میں رہے۔ اس کلام میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا آپ بعثت سے پہلے اور اس کے بعد مومن رہے یہی صحیح ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ایسی حالت میں رہے کہ اس میں ان پر قہر و غضب نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ وہ مستقبل قریب میں ایمان قبول کریں گے اور خالص اَبرار میں ان کا شمار ہونے لگے گا۔ شیخ تقی الدین سُبکی رحمہ اللہ نے کہا اگر شیخ کی یہ مراد ہو تو اس میں اور صحابہ کرام بھی شریک ہیں کیونکہ وہ بھی مستقبل قریب میں مسلمان ہو گئے تھے۔ شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے یہ عبارت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں ذکر کی ہے۔ ان کے سوا کسی کے حق میں یہ محفوظ نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی حالت میں کفر ثابت نہیں لیکن ان کے علاوہ دوسرے حضرات جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا ان کا یہ حال نہ تھا۔ ہم نے اپنے مشائخ اور دیگر پیشواؤں سے یہی سُنا ہے اور انشاء اللہ یہی معنیٰ دُرست ہے۔

قاضی ابوالحسین احمد بن محمد زُبیدی نے اپنی کتاب "معالی الفرش الی غوالی العرش" میں ذکر کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مہاجرین اور انصار جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں اکٹھے بیٹھے تھے۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بخدا! میں نے کبھی بُت کو سجدہ نہیں کیا۔ یہ سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غصہ سے بھر گئے۔ اور کہا آپ یہ کہتے ہیں میں تو جاہلیت کے زمانہ میں کئی برس ایسا ایسا رہا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میرا والد ابوقحافہ مجھے ہاتھ سے پکڑ کر ایک مخصوص گھر میں لے گئے جہاں بُت تھے (بُت خانہ) اور کہا یہ تیرے خُدا ہیں انہیں سجدہ کرو اور مجھے وہاں چھوڑ کر چلے گئے۔ میں نے ایک بُت کے قریب آ کر کہا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا اُس نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا میں ننگا ہوں مجھے کپڑے پہنا۔ اُس نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے ایک سخت پتھر پکڑ کر کہا میں تجھے یہ مارنے والا ہوں اگر تو خُدا ہے تو اس سے اپنے آپ کو بچا اُس نے مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے اس کو پتھر مارا وہ منہ کے بل گر گیا اسی حال میں میرا والد بھی آ گیا۔ اُنھوں نے آتے ہی کہا اے بیٹا یہ کیا بات ہے میں نے کہا دیکھ لیں جو کچھ ہُوا ہے۔ وہ مجھے پکڑ کر میری والدہ کے پاس لے گئے اور ان سے قصہ بیان کیا۔ میری والدہ نے کہا اسے چھوڑ دیجیے اسی کے باعث اللہ نے مجھے نجات دی ہے۔ میں نے کہا امی جان! وہ کون ہے جس کے باعث اللہ نے آپ کو نجات دی ہے۔ اُنھوں نے کہا ایک روز مجھے دردِ زہ ہُوئی جبکہ میرے پاس کوئی شخص نہ تھا۔ میں نے غائبانہ آواز سُنی کہ اے اللہ کی بندی یقیناً تجھے عتیق بچے کی خوشخبری ہو جس کا نام آسمانوں میں صدیق و رفیق ہے (سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی اور آپ کی تصدیق کرنے والا ہے) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کلام اختتام پذیر ہُوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِسْلَامِ سَعْدٍ

٣٦٠٩ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ ابْنَ الْمُسَیَّبِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ مَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ اَسْلَمْتُ فِیْهِ وَلَقَدْ مَکَثْتُ سَبْعَةَ اَیَّامٍ وَاِنِّیْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ

وحی لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور کہا ابوبکر نے سچ کہا ہے تین بار اس کی تصدیق کی۔
(حدیث ع ۳۴۲۶ کی شرح دیکھیں)

باب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا

٣٦٠٩ — ترجمہ : ہاشم نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے سنا انھوں نے کہا میں نے ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی آدمی مسلمان نہ ہوا مگر اس دن جس دن میں نے اسلام قبول کیا۔ میں سات دن تک اسلام میں تیسرا شخص رہا۔

٣٦٠٩ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق، علی المرتضیٰ، ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ، زید اور کئی لوگ اسلام قبول کر چکے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرات شروع دن میں مسلمان ہوئے تھے اور سعد بن ابی وقاص نے آخر دن میں اسلام قبول کیا تھا اگر کہا جائے کہ اس جواب کے مطابق وہ تیسرے مسلمان کیسے ہوئے؟ حالانکہ اُن سے قبل دو سے زیادہ مسلمان ہو چکے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا مذکور کلام بالغ مردوں کے اعتبار سے ہے۔ اور وہ صرف ابوبکر صدیق اور حضرت زید ہیں رضی اللہ عنہما حضرت علی نابالغ تھے جبکہ خدیجہ رضی اللہ عنہا خاتون ہیں۔ (حدیث ع ۳۴۸۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ ذِكْرُ الْجِنِّ

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالٰى قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ

٣٦١٠ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَنْ اٰذَنَ النَّبِيَّ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْكَ يَعْنِيْ عَبْدَ اللهِ اَنَّهُ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ

باب جنّوں کا ذکر

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : فرما دیجئے کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنّوں کی ایک جماعت نے قرآن سُنا

ترجمہ : مَعْن بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں نے مسروق سے پُوچھا

٣٦١٠ — نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جنّوں کی اطلاع کس نے دی تھی جنہوں نے قرآن سُنا تھا۔ اُنھوں نے کہا مجھے تیرے والد عبداللہ بن مسعود نے خبر دی ہے کہ ایک درخت نے ان کو اطلاع دی تھی۔

شرح : بیہقی نے دلائلِ نبوت میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ذکر کی کہ

٣٦١٠ — اُنھوں نے کہا میں نے جنّوں کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ عرض کرتے ہُوئے سُنا کہ آپ کی رسالت کی گواہی دینے والا کون ہے۔ وہاں قریب ہی ایک درخت تھا۔ آپ نے اس طرف اشارہ کرتے ہُوئے فرمایا مجھے یہ بتاؤ کہ اگر یہ درخت میری رسالت کی گواہی دے تو ایمان لے آؤ گے؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے درخت کو بُلایا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ابن مسعود نے کہا میں نے اس درخت کو دیکھا کہ وہ اپنی شاخیں گھسیٹتا ہُوا آیا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کیا تو میری رسالت

marfat.com
Marfat.com

۳۶۱۱ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ جَدِّیْ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ کَانَ یَحْمِلُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِدَاوَةً لِوَضُوْءِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَبَیْنَمَا هُوَ یَتْبَعُهٗ بِهَا فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ اَنَا اَبُوْهُرَیْرَةَ فَقَالَ اُبْغِنِیْ اَحْجَارًا اَسْتَنْفِضْ بِهَا وَلَا تَاْتِنِیْ بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ فَاَتَیْتُهٗ بِاَحْجَارٍ اَحْمِلُهَا فِیْ طَرَفِ ثَوْبِیْ حَتّٰی وَضَعْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ مَشَیْتُ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ قَالَ هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ وَاَنَّهٗ اَتَانِیْ وَفْدُ جِنِّ نَصِیْبِیْنَ وَنِعْمَ الْجِنُّ فَسَاَلُوْنِی الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ اَنْ لَّا یَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ اِلَّا وَجَدُوْا عَلَیْهَا طَعَامًا

کی گواہی دیتا ہے۔ درخت نے کہا : اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (عینی) چونکہ لیلۃ الجن کا واقعہ کئی بار ہُوا ہے۔ ان میں سے بعض میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نہ تھے اور بعض میں حاضر تھے اور اس حدیث کے مضمون کے مطابق وہ اس لیلۃ الجن میں حاضر تھے جبکہ کسی اور روز حاضر نہ تھے۔ اس لئے اس رات وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے رہے۔ اس بات میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ قرآن سُننے والے جنات کون تھے ابن خطیب نے کہا کہ عاصم نے زر سے روایت کی کہ زوبعہ اور اس کے ساتھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے۔ کہا گیا ہے کہ وہ شیطان تھے اِن جنوں کی تعداد بہت ہے۔ ابلیس کا عام لشکر یہی جن ہیں۔ کہا گیا ہے کہ وہ سات جن تھے۔ نین حران کی زمین سے اور چار یمن کے گاؤں نصیبین کے تھے اور مدینہ منورہ میں آنے والے نینوی کے جنات تھے۔ عکرمہ نے کہا جزیرہ موصل سے بارہ ہزار جن آئے تھے (قسطلانی)

۳۶۱۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے وضو اور قضاء حاجت کے لئے مشکیزہ اُٹھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ مشکیزہ اُٹھائے ہُوئے آپ کے پیچھے جا رہے تھے۔ تو فرمایا کون ہو؟ عرض کیا میں ابوہریرہ ہوں۔ آپ نے فرمایا ڈھیلے تلاش کر کے مجھے دو میں ان کے ساتھ استنجاء کروں گا اور ہڈی اور لید میرے پاس

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِسْلَامِ اَبِیْ ذَرٍّ

۳۶۱۲ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰی عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا بَلَغَ اَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَخِیْہِ ارْکَبْ اِلٰی ھٰذَا الْوَادِیْ فَاعْلَمْ لِیْ عِلْمَ ھٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ یَاْتِیْہِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَآءِ وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِہٖ ثُمَّ ائْتِنِیْ فَانْطَلَقَ الْاَخُ حَتّٰی قَدِمَہٗ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِہٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی اَبِیْ ذَرٍّ فَقَالَ لَہٗ رَاَیْتُہٗ یَاْمُرُ بِمَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَکَلَامًا مَّا ھُوَ بِالشِّعْرِ فَقَالَ مَا

نہ لانا۔ میں آپ کے لئے ڈھیلے لایا جنہیں میں اپنے کپڑے کے ایک کونہ میں اُٹھائے ہوئے تھا۔ حتیٰ کہ میں نے آپ کے پہلو میں رکھ دیئے۔ پھر میں وہاں سے ہٹ گیا۔ حتیٰ کہ جب آپ فارغ ہوئے تو میں آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! ہڈی اور لید کا کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا وہ جنات کی خوراک ہیں میرے پاس نَصِیْبَیْن کے جنات کا وفد آیا وہ بہت اچھے جن تھے۔ اُنھوں نے مجھ سے طعام کے متعلق سوال کیا تو میں نے اُن کے لئے اللہ سے دُعاء کی کہ وہ جس ہڈی اور لید پر سے گزریں تو ان پر کھانا پائیں،،

شرح : نَصِیْبَیْن،، شام اور عراق کے درمیان شہر ہے۔ یہ واحد اسم غیر منصرف ہے۔ بعض اسے جمع کے قائم مقام کرتے ہیں۔ ہڈی جنوں کی خوراک اور

۳۶۱۱ —

لید اور گوبر ان کے جانوروں کی خوراک ہے۔ جنات کے کھانے پینے میں تین اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ جن کھاتے پیتے نہیں ہیں یہ قول کمزور غیر ملتفت الیہ ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اُن میں سے ایک قسم ہے جو کھاتے پیتے ہیں اور دوسری قسم وہ ہے جو کھاتے ہیں اور پیتے نہیں ہیں۔ وہب نے کہا خالص جنات ہوا ہیں وہ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی اولاد ہوتی ہے۔ بعض جن کھاتے پیتے ہیں اور ان کی اولاد ہوتی ہے اور وہ نکاح وغیرہ کرتے ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ تمام جن کھاتے پیتے ہیں جیسا کہ صحیح احادیث سے واضح ہے۔ اس قول کے مطابق ان کے کھانے اور پینے کی کیفیت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض نے کہا ان کا کھانا

marfat.com
Marfat.com

شَفَيْتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهُ وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ اضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَظَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمْسَى

پینا صرف بُو سونگھنا ہے۔ کھانا چبانا اور نگلنا نہیں ہے یہ قول بلا دلیل ہے۔ بعض نے کہا وہ کھانا چباتے اور نگلتے ہیں۔ یہ قول صحیح احادیث کے مطابق ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم (عینی)

باب — حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا —

۳۶۱۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب ابوذر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہنچی تو انھوں نے اپنے بھائی سے کہا اس وادی میں جاؤ۔ اور اس آدمی کی خبر معلوم کرو جو کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اور ان کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ ان کا کلام سنو پھر میرے پاس آؤ۔ چنانچہ ان کا بھائی گیا حتی کہ آپ کے پاس آیا اور آپ کا کچھ کلام سنا پھر ابوذر کی طرف لوٹ گیا اور کہا میں نے انہیں دیکھا ہے وہ اچھے اخلاق کی تعلیم دیتے ہیں اور میں نے ان سے کلام سنا ہے وہ شعر نہیں ہے۔ ابوذر نے کہا جو میرا ارادہ تھا تو نے مجھے اس میں مطمئن نہیں کیا پس ابوذر نے زادِ راہ اور ایک مشکیزہ جس میں پانی تھا، ساتھ لے کر چل پڑے حتی کہ مکہ مکرمہ آگئے۔ پھر مسجد میں آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا جبکہ وہ آپ کو پہچانتے نہیں تھے۔ اور آپ کے متعلق کسی سے دریافت کرنا اچھا نہ سمجھتے تھے حتی کہ انہیں رات کے کچھ حصہ نے پالیا رات ہوگئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوذر کو دیکھا اور یہ سمجھا کہ وہ مسافر ہیں۔ جب ابوذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور ان دونوں

marfat.com
Marfat.com

فَعَادَ اِلٰى مَضْجَعِهٖ فَمَرَّ بِهٖ عَلِيٌّ فَقَالَ اَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ اَنْ يَعْلَمَ
مَنْزِلَهٗ فَاَقَامَهٗ فَذَهَبَ بِهٖ مَعَهٗ لَا يَسْاَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهٗ
عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلِيٌّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاَقَامَ
مَعَهٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا تُحَدِّثُنِيْ مَا الَّذِيْ اَقْدَمَكَ قَالَ اِنْ اَعْطَيْتَنِيْ
عَهْدًا وَّ مِيْثَاقًا لَتُرْشِدَنِّيْ فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَاَخْبَرَهٗ قَالَ فَاِنَّهٗ حَقٌّ
وَهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا اَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِيْ فَاِنِّيْ اِنْ رَاَيْتُ شَيْئًا
اَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَاَنِّيْ اُرِيْقُ الْمَآءَ فَاِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِيْ حَتّٰى
تَدْخُلَ مَدْخَلِيْ فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوْهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ مَعَهٗ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهٖ وَاَسْلَمَ مَكَانَهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْجِعْ اِلٰى قَوْمِكَ فَاَخْبِرْهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَكَ اَمْرِيْ قَالَ

میں سے کوئی بھی اپنے ساتھی سے کچھ پوچھتا تھا حتیٰ کہ صبح ہوگئی پھر ابوذر اپنا مشکیزہ اور زادِ راہ لے کر مسجد میں آ گئے اور سارا دن مسجد میں رہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا حتیٰ کہ شام ہوگئی۔ اور اپنی خوابگاہ کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اُن کے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے اور فرمایا کیا اس آدمی کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنا گھر معلوم کرے پھر انہیں اُٹھایا اور اپنے ساتھ لے گئے ان میں سے کوئی بھی اپنے ساتھی سے کچھ نہیں پوچھتا تھا حتیٰ کہ جب تیسرا روز ہُوا تو حضرت علی اسی طرح لوٹے اور انہیں اپنے پاس ٹھہرایا۔ پھر کہا کیا آپ مجھے بتانے نہیں ہو کہ تمہیں کونسا مقصد یہاں لایا ہے؟ ابوذر نے کہا اگر میرے ساتھ وعدہ کرتے ہو کہ میری راہنمائی کرو گے تو میں بیان کروں۔ حضرت علی نے ان سے وعدہ کرلیا تو ابوذر نے انہیں سارا واقعہ بیان کیا حضرت علی نے کہا یقیناً یہ حق ہے۔ اور وہ اللہ کے رسُول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح ہو تو میرے پیچھے پیچھے چلو اگر میں کوئی شئی دیکھوں جو تیرے لئے خوفناک ہو تو میں ٹھہر جاؤں گا گویا کہ میں پیشاب کر رہا ہوں اگر میں چلتا جاؤں تو میرے پیچھے چلتے رہو حتیٰ کہ میرے داخل ہونے کی جگہ داخل ہو جاؤ۔ ابوذر نے ایسا ہی کیا اور وہ چل پڑے حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوئے تو ابوذر بھی ساتھ ہی داخل

marfat.com
Marfat.com

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَاَصُرَخَنَّ بِھَا بَیْنَ ظَھْرَانَیْھِمْ فَخَرَجَ حَتّٰی اَتَی الْمَسْجِدَ فَنَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْہُ حَتّٰی اَضْجَعُوْہُ وَاَتَی الْعَبَّاسُ فَاَکَبَّ عَلَیْہِ قَالَ وَیْلَکُمْ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ مِنْ غِفَارٍ وَاَنَّ طَرِیْقَ تُجَّارِکُمْ اِلَی الشَّامِ فَاَنْقَذَہٗ مِنْھُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِھَا فَضَرَبُوْہُ وَثَارُوْا اِلَیْہِ فَاَکَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَیْہِ

ہوگئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شریف سُنا اور اسی مقام پر اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ اور انہیں خبردار کرو حتیٰ کہ تمہارے پاس میرا حکم آجائے۔ ابوذر نے کہا اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں تو مشرکوں کے درمیان چلاؤں گا (کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے) پھر وہ مسجد میں آئے اور بلند آواز سے کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، (یہ سن کر) لوگ اُٹھے اور انہیں بہت مارا حتیٰ کہ انہیں زمین پر لٹا دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے اور ابوذر پر جھک پڑے پھر کہنے لگے تمہاری ہلاکت ہو کیا تم جانتے نہیں ہو کہ یہ آدمی قبیلہ غفار سے ہے اور تمہارے تاجروں کے شام جانے کا راستہ اسی طرف ہے۔ حضرت عباس نے ابوذر کو مشرکوں سے بچایا پھر دوسرے روز ابوذر نے اُسی طرح کیا تو لوگوں نے انہیں مارا اور سارے کافر اُن پر اُمنڈ آئے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس پر جھک پڑے۔

۳۶۱۲ — شرح : ابوذر کا نام جُندب بن جنادہ بن سفیان بن عبید بن حزام بن غفار ہے۔ بعض نے ان کا نام بریر بن جندب کہا ہے۔ بعض نے بریر بن عشرقہ اور بعض نے جندب بن سکنہ کہا ہے لیکن مشہور نام جندب بن جنادہ ہے۔ ان کی والدہ کا نام رملہ بنت وقیعہ بن غفار ہے۔ وہ عمرو بن عنبسہ کے مادرزاد بھائی ہیں۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا ابوذر ۳۲ ہجری کو حضرت عثمان کے عہدِ خلافت میں ربذہ میں فوت ہوئے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کرنا اچھا نہ سمجھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جو کوئی آپ کے متعلق کچھ دریافت کرتا ہے۔ تو آپ کی قوم اسے اذیت پہنچاتی ہے۔ کیونکہ مشرک نہیں چاہتے تھے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ظاہر ہو۔ اس لئے

marfat.com
Marfat.com

اِسْلَامُ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ

۳۶۱۳ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ فِیْ مَسْجِدِ الْکُوْفَۃِ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ وَاِنَّ عُمَرَ لَمُوْثِقِیْ عَلَی الْاِسْلَامِ قَبْلَ اَنْ یُّسْلِمَ عُمَرُ وَلَوْ اَنَّ اُحُدًا اِرْفَضَّ لِلَّذِیْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَکَانَ

جو کوئی آپ کے متعلق پوچھتا تو اس کو بتاتے نہیں تھے۔ اور آپ کے پاس جانے سے لوگوں کو منع کرتے تھے یا اس سے دھوکا کرتے تھے تاکہ وہ واپس چلا جائے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ابوذر کو دیکھ کر اس سے احتیاط کے ساتھ دریافت کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بعثت سے دو سال سے زیادہ عرصہ بعد ہُوا تھا۔ کیونکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مسافر کی جان پہچان کرکے اس کی خدمت کر سکتے تھے۔ اور صحیح تر روائت یہ ہے کہ بعثت کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر دس برس تھی۔ بعض لوگ اس سے کم بیان کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ابوذر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت طواف میں ملے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ پھر رات کے وقت طواف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملے یا بالعکس ہُوا ہے لہٰذا دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں ہے۔ (حدیث ۳۲۹۲ کی شرح دیکھیں)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا ——

۳۶۱۳ — ترجمہ: قیس نے کہا میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نُفَیل کو کوفہ کی مسجد میں یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ بخدا! میں نے عمر فاروق کے اسلام قبول

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

۳۶۱۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَازِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ

کرنے سے پہلے اپنے آپ کو دیکھا کہ وہ مجھے اسلام کی وجہ سے رسیوں سے باندھنے والے تھے۔ اور جو کچھ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا ہے۔ اس کے سبب اگر احد پہاڑ حرکت میں آجائے اور اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو ممکن ہے۔

۳۶۱۳ — شرح : صاحبِ توضیح نے ذکر کیا کہ "اِنَّ عُمَرَ لَمُوْثِقِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ" کا معنی یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق اسلام قبول کرنے سے پہلے مجھے مسلمان ہونے کے باعث بہت تنگ کرتے اور میری توہین کیا کرتے تھے۔ اس معنی کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری نے کتاب الاکراہ میں "بَابُ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ" میں اس حدیث کا اعادہ کیا ہے۔ نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کفر کی حالت میں اسلام کے شدید ترین دشمن تھے۔ وہ اسلام کو ختم کرنے میں شب و روز مساعی بروئے کار لانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے تھے۔ لہٰذا اس حدیث کا معنی وہی ہے جو صاحبِ توضیح نے بیان کیا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے اسلام پر قائم رہنے پر مجبور کیا کرتے تھے۔ اور اس پر مجھے ثابت رکھنے کے لئے سختی کیا کرتے تھے۔ حدیث کی غرض یہ ہے کہ پہلے لوگ اسلام کے مخالف ہونے کے باوجود مسلمانوں کو اسلام پر رہنے کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور اس زمانہ میں اسلام کے موافق لوگ مسلمانوں کو شرارت کی رغبت دلاتے ہیں اور حضرت عثمان کا قتل اس کی کڑی ہے۔ لیکن یہ معنی قابلِ تامل ہے جو اسلام سے قبل مسلمانوں کا دشمن ہو وہ مسلمانوں کو اسلام پر ثابت رہنے کی کیسے تلقین کر سکتا ہے۔ اگر حدیث کا یہی مفہوم ہوتا جو علامہ کرمانی نے ذکر کیا ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب الاکراہ میں ذکر نہ کرتے۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب خبر پہنچی کہ ان کی ہمشیرہ اور بہنوئی سعید بن زید مسلمان ہو گئے ہیں تو وہ غضبناک ہوئے اور سعید کو سخت اذیت پہنچائی اور مارنا پیٹنا شروع کیا حتیٰ کہ ان کی ہمشیرہ نے آکر انہیں اپنے شوہر سے بچانا

marfat.com
Marfat.com

٣٦١٥ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ فَاَخْبَرَنِي جَدِّي زَيْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا اِذْ جَآءَهُ الْعَاصُ ابْنُ وَائِلِ السَّهْمِيُّ اَبُوْعَمْرٍو عَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ وَّقَمِيْصٌ مَكْفُوْفٌ بِحَرِيْرٍ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ سَهْمٍ وَّهُمْ حُلَفَآؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ لَهٗ مَا بَالُكَ قَالَ زَعَمَ قَوْمُكَ اَنَّهُمْ سَيَقْتُلُوْنِيْ اَنْ اَسْلَمْتُ قَالَ لَا سَبِيْلَ اِلَيْكَ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا اَمِنْتَ فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِيْ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُوْنَ فَقَالُوْا نُرِيْدُ هٰذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِيْ صَبَا قَالَ لَا سَبِيْلَ اِلَيْهِ فَكَرَّ النَّاسُ

چاہا تو عمر فاروق نے زور سے اس کے منہ پر مارا جس سے اس کا چہرہ خون آلود ہو گیا۔ ان حالات میں وہ کیسے کسی کو اسلام پر مضبوط دیکھ سکتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب — حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا —

٣٦١٥ — ترجمہ : عمر بن محمد نے کہا مجھے میرے دادے زید بن عبداللہ بن عمر نے اپنے والد سے خبر دی کہ ایک وقت وہ اپنے گھر میں خوفزدہ تھے کہ اچانک ان کے پاس ابوعمرو عاص بن وائل سہمی آیا جبکہ وہ لکیردار خوبصورت چادر اور ریشمی قمیص پہنے ہوئے تھا اور بنی سہم سے تھا۔ جبکہ بنو سہم جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے۔ اس نے کہا

marfat.com
Marfat.com

٣٦١٦ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهٖ وَقَالُوْا صَبَا عُمَرُ وَاَنَا غُلَامٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِيْ فَجَآءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَآءٌ مِنْ دِيْبَاجٍ فَقَالَ قَدْ صَبَا عُمَرُ فَمَا ذَاكَ فَاَنَالَهٗ جَارٌ قَالَ فَرَاَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوْا عَنْهُ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ

تمہارا کیا حال ہے میرے دادے عمر فاروق نے کہا تمہاری قوم کہتی ہے کہ اگر میں نے اسلام قبول کر لیا تو وہ مجھے قتل کر دیں گے ۔ عاص نے کہا وہ تم پر غلبہ نہیں کر سکتے عاص کی اس بات کے بعد حضرت عمر فاروق نے کہا کہ میں امن میں آگیا ہوں (اور میرا خوف جاتا رہا) عاص باہر نکلے اور لوگوں سے ملے حالانکہ مکہ کی وادی لوگوں سے بھری ہوئی تھی ۔ عاص نے انہیں کہا تم کہاں کا ارادہ کر رہے ہو انھوں نے کہا ہم عمر بن خطاب کا ارادہ کرتے ہیں جو اپنے باپ دادے کا دین چھوڑ چکا ہے ۔ عاص نے کہا ان پر تمہارا بس نہیں چلے گا ۔ یہ سن کر لوگ واپس ہو گئے ۔

٣٦١٥ — شرح : عاص سہمی حضرت عمرو بن عاص کا والد ہے ۔ اس نے اسلام کا زمانہ پایا لیکن اسلام قبول نہ کیا ۔ اس کی کنیت ابو عمرو ہے ۔ اور عمرو بن عاص صحابی اور زبردست ہوشیار جرنیل تھے ۔ عاص کے یہ کہنے سے کہ ان لوگوں کا تم پر بس نہیں چلے گا ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بے خوف ہو گئے ۔ کیونکہ عاص اپنی قوم میں سردار تھا اور اس کی پیروی کی جاتی تھی "صبا" کا معنی ہے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف منتقل ہو جائے ۔

٣٦١٦ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب عمر فاروق مشرف باسلام ہوئے تو لوگ اُن کے گھر کے پاس جمع ہو گئے اور کہہ رہے تھے عمر دین سے پھر گیا ہے ۔ میں اس وقت بچہ تھا اپنے گھر کی چھت پر تھا ۔ ایک آدمی آیا جس پر ریشمی کوٹ تھا اُس نے کہا عمر اپنے دین سے پھر گیا ہے تو کیا ہوا ۔ میں اسے پناہ دیتا ہوں ۔ عبداللہ نے کہا یہ سن کر لوگ اِدھر اُدھر چلے گئے ۔ میں نے کہا یہ آدمی کون ہے ؟ لوگوں نے کہا یہ عاص بن وائل ہے ۔

٣٦١٦ — شرح : علی بن عبداللہ ابن مدینی مشہور ہیں ۔ یعنی سفیان بن عُیینہ نے کہا

marfat.com

Marfat.com

٣٦١٧ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ اَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَا سَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَذَا اِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ اِذْ مَرَّ بِهٖ رَجُلٌ جَمِيْلٌ فَقَالَ لَقَدْ اَخْطَأَ ظَنِّيْ اَوْ اَنَّ هٰذَا عَلٰى دِيْنِهٖ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنُهُمْ عَلَيَّ الرَّجُلَ فَدُعِيَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ اُسْتُقْبِلَ بِهٖ رَجُلٌ مُسْلِمٌ قَالَ فَاِنِّيْ اَعْزِمُ عَلَيْكَ اِلَّا مَا اَخْبَرْتَنِيْ قَالَ كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ فَمَا اَعْجَبُ مَا جَآءَتْكَ بِهٖ جِنِّيَّتُكَ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا يَوْمًا فِي السُّوْقِ اِذْ جَآءَتْنِيْ اَعْرِفُ فِيْهَا الْفَزَعَ فَقَالَتْ اَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَاِبْلَاسَهَا وَيَاْسَهَا مِنْ بَعْدِ اِنْكَاسِهَا وَلُحُوْقَهَا بِالْقِلَاصِ وَاَحْلَاسِهَا قَالَ عُمَرُ صَدَقَ بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ

کہ میں نے عمرو بن دینار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عبداللہ نے کہا جب عمر فاروق مسلمان ہوئے تو لوگوں نے کہا عمر دین سے پھر گئے ہیں۔ اس وقت عبداللہ بن عمر کی عمر پانچ برس تھی معلوم ہوا کہ بعثت کے چھ یا سات سال بعد حضرت عمر فاروق نے اسلام قبول کیا تھا۔ کیونکہ اُحد کی جنگ میں ابن عمر کی عمر چودہ برس تھی اور غزوۂ اُحد بعثت کے سولہ برس بعد ہوا ہے۔ لہذا عبداللہ بن عمر کی پیدائش بعثت کے دو سال بعد ہوتی ہے۔

٣٦١٧ ـــ ترجمہ : ابن وہب نے کہا مجھے عمر بن محمد رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ان سے سالم نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کسی شئی کے متعلق یہ کہتے نہیں سنا کہ میرا خیال ایسا ہے مگر جیسے وہ خیال کرتے تھے ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک خوبصورت

marfat.com
Marfat.com

عِنْدَ الْهَتِهِمْ اِذْ جَآءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهٗ فَصَرَخَ بِهٖ صَارِخٌ لَمْ اَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ اَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ يَقُوْلُ يَا جَلِيْحُ اَمْرٌ نَجِيْحٌ رَجُلٌ فَصِيْحٌ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ فَوَثَبَ الْقَوْمُ قُلْتُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰى اَعْلَمَ مَا وَرَآءَ هٰذَا ثُمَّ نَادٰى يَا جَلِيْحُ اَمْرٌ نَجِيْحٌ رَجُلٌ فَصِيْحٌ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقُمْتُ فَمَا نَشِبْنَا اَنْ قِيْلَ هٰذَا نَبِيٌّ

آدمی گزرا۔ عمر فاروق نے کہا یا تو میرا خیال غلط ہے یا یہ آدمی اپنے جاہلیت کے دین پر ہے یا یہ ان کا کاہن تھا اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اسے بلایا گیا تو اس سے آپ نے یہی کہا اس آدمی نے کہا میں نے آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا کہ مسلمان آدمی سے ایسی باتیں کی گئی ہوں۔ عمر فاروق نے کہا میں تجھے قسم دیتا ہوں مجھے ضرور خبر دو۔ اُس نے کہا میں جاہلیت میں کاہن تھا۔ عمر فاروق نے کہا تیرے جن نے جو باتیں تجھے بتائی ہیں ان میں عجیب تر بات کیا ہے۔ اُس نے کہا ایک دن میں بازار میں تھا کہ وہ میرے پاس آیا میں نے اس میں گھبراہٹ دیکھی اُس نے کہا کیا تو نے جنوں اور ان کی انکساری اور سرنگوں ہونے کے بعد ان کی مایوسی کو نہیں دیکھا ہے؟ اور وہ اونٹوں والوں اور چادریں اوڑھنے والوں کے تابع ہو گئے ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔ ایک دفعہ میں مشرکوں کے بتوں کے پاس سو رہا تھا کہ ایک آدمی بچھڑا لے کر آیا اور اسے ذبح کیا پھر ایک چیخنے والا سخت چیخا میں نے کسی چیخنے والے کی آواز اُس سے سخت نہیں سُنی وہ کہہ رہا تھا۔ اے دشمن! امر واضح ہے ایک فصیح آدمی کہتا ہے اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ تو لوگ اچھل کر دوڑے میں نے کہا میں تو یہیں رہوں گا حتیٰ کہ اس کے پس پردہ کچھ معلوم کروں گا پھر اس نے آواز دی اے دشمن! معاملہ واضح ہے۔ آدمی فصیح ہے وہ کہتا ہے لا الہ الا اللہ" میں اٹھ کھڑا ہوا ہم زیادہ عرصہ نہ ٹھہرے کہ کہا گیا یہ نبی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم!

۳۶۱۷ — شرح: یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ محدثین سے تھے وہ جو بات کرتے تھے وہی ہو جاتی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اُمت میں کوئی مُحدَّث ہوتا ہے۔ میری اُمت میں اگر کوئی مُحدَّث ہے تو وہ عمر فاروق ہے۔ علاوہ ازیں ذکی کی شان ہی یہ ہے کہ اس کا گمان دیکھا سُنا ہوتا ہے۔ آپ نے یہ خیال کیا تھا کہ یہ شخص جاہلیت میں کاہن تھا اب مسلمان ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی تھا اس شخص کا نام سواد بن قارب دَوسی تھا ابو حاتم نے کہا وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے کہا وہ جاہلیت میں کاہن اور شاعر تھا پھر مسلمان ہو گیا۔ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن سے خوش طبعی کی اور فرمایا اے سواد

marfat.com

Marfat.com

٣٦١٨ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ لِلْقَوْمِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُوثِقِي عُمَرَ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنَا وَأُخْتُهُ وَمَا أَسْلَمَ وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مُحْقُوقًا أَنْ يَنْقَضَّ

تیرے جن کا کیا حال ہے وہ غصہ سے بھر گیا اور کہا اے عمر ہم اور تم جاہلیت میں جو کرتے تھے وہ کہانت سے زیادہ بُرا تھا۔ آپ مجھے کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔ جس سے میں تائب ہو چکا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا اُمیدوار ہوں۔

بیہقی نے دلائل نبوت میں ذکر کیا کہ براء بن عازب نے کہا سواد بن قارب کے پاس جن تھا اس نے کہا ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ وہ میرے پاس آیا اور کہا اٹھو اور سوچو سمجھو اگر سوچ سکتے ہو۔ لُوَی بن غالب کے خاندان سے اللہ تعالیٰ نے رسُول بھیجا ہے (عینی)

قولہ اِبْلَاسَہَا ،، جنوں کی حیرت یا ان کی انکساری یا ان کا ابلیس کی طرح حیران ہو جانا۔ یاس" نا امیدی۔ "فلاص" ، نوجوان اونٹنیاں اس سے مراد اونٹنیوں والے۔ "اَخلاس" ، حلس کی جمع ہے پتلی چادریں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کیا جنوں کے "قلوص اور احلاس ہیں؟ اس عبارت کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہونے والا ہے اور تمام جن عربوں کے تابعدار ہو جائیں گے اور ان کے دین کی پیروی کریں گے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانوں کے رسُول ہیں۔

ترجمہ : قیس نے کہا میں نے سعید بن زید سے سُنا وہ اپنی قوم سے کہتے تھے۔

٣٦١٨ — کہ عمر فاروق کے اسلام قبول کرنے سے پہلے میں نے اپنے آپ کو اور ان کی ہمشیرہ کو دیکھا کہ عمر فاروق ہمیں اسلام پر باندھے ہوئے تھے اور جو کچھ تم نے حضرت عثمان کے ساتھ کیا ہے۔ اگر اُحد پہاڑ اس کے باعث ٹوٹ جائے تو وہ اس کے لائق ہے۔

٣٦١٨ — شرح : یعنی ہم دونوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس لئے عمر فاروق مسلمان ہونے سے پہلے ہمیں رسیوں سے باندھ کر ہماری تذلیل کرتے تھے۔ وہ تو کفر کی حالت میں ایسا کرتے تھے اور تم نے مسلمان ہوتے ہوئے حضرت عثمان سے بہت بُرا سلوک کیا اس وجہ سے اگر اُحد پہاڑ گر پڑے تو اس کے لائق ہے کہ وہ گر

marfat.com
Marfat.com

پڑے۔ معنی یہ ہے کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے قبائل حرکت میں آئیں تو واجب امر ادا کریں گے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ

ابو نُعیم نے دلائل نبوت میں ذکر کیا کہ ابوجہل نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر ایک سو اونٹنی انعام مقرر کیا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے اسے کہا اے ابا الحکم یہ انعام صحیح ہے؟ ابوجہل بولا ہاں! انعام ضرور دیا جائے گا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے تلوار لی اور حضورؐ کو تلاش کرنا شروع کیا۔ اتفاقاً میں ایک بچھڑے کے پاس سے گزرا جسے وہ لوگ ذبح کرنا چاہتے تھے۔ میں وہاں کھڑا ہو گیا کہ انہیں دیکھوں، اچانک بچھڑے کے پیٹ سے کسی نے چلا کر آواز دی۔ اے دشمن! امر ظاہر ہے۔ آدمی فصیح زبان سے زور کی آواز دے رہا ہے،، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دل میں کہا اس امر سے میں ہی مراد ہوں۔ اُنھوں نے کہا میں اپنی بہن کے پاس گیا وہاں سعید بن زید تھے پھر پُورا واقعہ ذکر کیا۔ چنانچہ اسامہ بن زید نے اپنے دادا سے روائت کی ہمیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم خواہش کرتے ہو کہ میں تمہیں اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بتاؤں؟ ہم نے کہا جی ہاں! اُنھوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام لوگوں سے زیادہ سخت دشمن تھا۔ ایک دن دوپہر کے وقت سخت گرمی میں مجھے ایک قریشی مرد نعیم بن عبداللہ تمام ملا۔ اُس نے اپنا اسلام چھپایا ہُوا تھا۔ اُس نے مجھے کہا اے ابن خطاب کہاں جا رہے ہو۔ تمہارا گمان ہے کہ تم ایسے ایسے ہو حالانکہ تمہارے گھر میں اسلام داخل ہو چکا ہے۔ تمہاری بہن اپنے دادے کے دین سے پھر گئی ہے۔ اور وہ مسلمان ہو چکی ہے۔ میں غصّہ سے بھر گیا اور وہیں سے لوٹ آیا۔ اور بہن کے گھر جاتے ہی میں نے کہا اے جان کی دشمن مجھے خبر ملی ہے کہ تو اپنے دین سے پھر گئی ہو میں نے اسے مارنے کے لئے ہاتھ میں کوئی شئی لی۔ اور اسے مارا اس کا خون جاری ہو گیا اور وہ روتے ہوئے کہنے لگی اے ابن خطاب! جو تو کرنا چاہتا ہے کر لے میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اچانک میری نگاہ گھر کے کونے میں رکھی ہُوئی کتاب پر پڑی تو میں نے اسے کہا وہ کتاب مجھے دو۔ اُس نے کہا میں تجھے نہیں دوں گی اور نہ ہی تو اسے پکڑنے کے لائق ہے تو جنابت سے غسل نہیں کرتا اور نہ پاک ہوتا ہے۔ اور اس کتاب کو پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ میں نے اسے مجبور کیا تو اس نے مجھے وہ کتاب دے دی۔ اچانک میری نگاہ ،، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ،، پر پڑی جب رحمن و رحیم سے آگے نگاہ کی تو میں نے اسے اچھا نہ سمجھا اور اپنے ہاتھ سے کتاب پھینک دی پھر میں نے دل میں کچھ

marfat.com

Marfat.com

خیال کیا اور کتاب کو پکڑ لیا اچانک میری نگاہ سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ پر پڑی جب بھی اللہ کے اسماء سے کسی نام کو دیکھتا تو اس سے نفرت کرتا پھر دل میں خیال کرتا حتیٰ کہ اس آیت تک پہنچا "اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ .... اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ" تک پڑھا تو میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں" یہ سن کر لوگوں نے خوشی سے اللہ اکبر کے نعرے لگانے شروع کئے جب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا تو آپ نے میری قمیص گلے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچی اور فرمایا اے ابن خطاب! مسلمان ہو جاؤ اے اللہ اسے ہدایت دے تو میں نے فوراً کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں یہ سن کر مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کئے جو مکہ مکرمہ کے دونوں کناروں تک سنے گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنے اسلام کا اعلان کرنا"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں باہر نکلا اور اپنے ماموں کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اسے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں جاہلیت کے دین سے پھر گیا ہوں۔ اُس نے میرے سامنے دروازہ بند کر لیا اور مجھے اکیلا چھوڑ دیا۔ جب لوگ اکٹھے ہوئے تو میں ایک شخص کے گھر گیا جو اپنا اسلام چھپائے ہوئے تھا۔ میں نے آہستہ آواز میں اسے کہا کہ میں نے جاہلیت کا دین ترک کر دیا ہے۔ میں اپنا اسلام مشہور کرنا تھا تاکہ مجھے بھی وہی اذیت پہنچے جو دوسرے مسلمانوں کو پہنچائی گئی ہے۔ چنانچہ ایک آدمی نے بلند آواز سے کہا خبردار! میری بات سنو! عمر اپنے دین سے پھر گیا ہے۔ یہ سن کر لوگوں نے مجھے مارنا شروع کیا اور میں انہیں مارتا تھا۔ یہ دیکھ کر میرے ماموں نے کہا یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ ابن خطاب ہے اُس نے حطیم کعبہ میں کھڑے اپنی آستین سے اشارہ کیا اور کہا میں نے اپنے بھانجے کو امن دے دیا ہے تو وہ مجھ سے ہٹ گئے۔ میں جس مسلمان کو بھی دیکھتا تھا اسے اذیت پہنچائی جاتی تھی۔ لیکن مجھے کوئی اذیت نہیں دیتا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ جب تک مسلمانوں کی طرح مجھے بھی اذیت نہ پہنچائی جائے معاملہ درست نہیں ہوتا اس لئے میں کچھ دیر ٹھہرا حتیٰ کہ جب لوگ حطیم میں جمع ہوئے تو میں نے اپنے ماموں کے پاس جا کر اسے کہا میں تمہارا عہدِ امن واپس کرتا ہوں۔ پھر اس کے بعد کیا ہوا لوگ میری پٹائی کرتے تھے میں انہیں مارتا تھا اسی طرح کچھ عرصہ مار دھاڑ جاری رہی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا (قسطلانی)

بعض محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ میں سورۂ طٰہٰ کا بھی ذکر کیا ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ انْشِقَاقُ الْقَمَرِ

۳۶۱۹ ـــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْوَھَّابِ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَھْلَ مَكَّۃَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُرِیَھُمْ اٰیَۃً فَاَرَاھُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْا حِرَاءً بَیْنَھُمَا

اس کے بعد عمر فاروق نے کہا مجھے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو۔ ساتھ ہی حضرت خبّاب رضی اللہ عنہ چارپائی کے نیچے چھپے ہوئے تھے وہ باہر نکلے اور کہنے لگے اے عمر تمہیں خوشخبری ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کو دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعہ اسلام کو غالب کر مجھے یقین ہوگیا ہے کہ حضرت کی دعاء تمہارے حق میں قبول ہوئی ہے اور ابوجہل اس سعادت سے محروم رہا ہے۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا کے پاس اپنے مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ عمر فاروق اس طرف چل دیئے جبکہ امیر حمزہ، طلحہ اور چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم دروازہ پر کھڑے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آتا دیکھ کر صحابہ کرام خوف زدہ ہوئے ان کی یہ حالت دیکھ کر امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اچھا ارادہ کیا ہے تو اسلام قبول کرے گا ورنہ اس کو قتل کرنا ہمارے لئے مشکل نہیں اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی آپ باہر تشریف لائے اور حضرت عمر کی تلوار اور گریبان پکڑ کر فرمایا اے عمر تو کفر سے باز نہیں آتا کیا اس وقت رُکے گا جب تجھ پر ذلت و رسوائی اور اللہ کا عذاب نازل ہوگا جیسے ولید بن مغیرہ پر نازل ہوا تھا۔ اے اللہ یہ عمر ہے اس کے سبب اسلام کو غلبہ دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ" پھر عرض کیا یا رسول اللہ! اب میں باہر نکلتا ہوں۔ رضی اللہ عنہ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ سارے عرب سے دشمنی لے کر انھوں نے اسلام قبول کیا تھا تاریخ شاہد ہے کہ عمر فاروق کا اسلام قبول کرنا مکہ میں تھا۔ جبکہ چند گنتی کے لوگ مسلمان تھے۔ ان حالات میں منافقت کے مفہوم کا تصور بھی ناممکن ہے تو جو لوگ ان کے خلاف زبانِ طعن دراز کرکے انہیں نفاق کے بدنما دھبہ سے داغدار کرنے میں مصروف ہیں۔ ان کے

marfat.com
Marfat.com

خیال فاسد کا تجزیہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدائت کی راہ نمایاں کر کے قلوب قاسیہ کے زنگار کا ازالہ کرے۔ هُوَالْمُسْتَعَانُ۔

باب چاند کا شقّ ہو جانا

۳۶۱۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ والوں نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں۔ تو آپ نے انہیں چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھایا حتیٰ کہ اُنھوں نے حراء پہاڑ کو دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

۳۶۱۹ — شرح : انشقاقِ قمر اسلام میں عظیم معجزہ ہے اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عظیم ترین معجزات اور روشن نشانیوں سے ہے جو صرف آپ کے ساتھ مختص ہیں۔ کیونکہ دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے معجزات صرف حدودِ ارض میں محدود تھے اور آسمان کی طرف متجاوز نہ تھے۔ اسے قرآن کریم نے بھی ذکر کیا ہے بعض فلاسفہ کا زعم فاسد یہ ہے کہ فلکیات خرق والتیام کو قبول نہیں کرتے اور وہ انشقاق قمر کا انکار کرتے ہیں ہم کہتے ہیں ہر محال عقلی ضروری نہیں کہ شرعًا بھی محال ہو۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اپنی مخلوق میں جو چاہے کرے۔ جن لوگوں نے انشقاقِ قمر کا مطالبہ کیا تھا وہ ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل، عاص بن ہشام، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب، اس کا بیٹا زمعہ اور نضر بن حارث تھے۔ یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے کیونکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کا مشاہدہ نہیں کیا۔ مسلم کی حدیث میں مرّتین کا لفظ ہے اس کا معنی فرقتین ہے۔ لہٰذا دوسری حدیثوں میں مخالفت نہیں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر شقِ قمر ہوتا تو ساری دُنیا کے لوگ دیکھتے۔ صرف مکہ والوں تک محدود نہ رہتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شقِ قمر رات میں ہُوا تھا جبکہ عموماً لوگ غافل اور سو رہے تھے ان کے دروازے بند تھے اور پردے لٹکے ہُوئے تھے۔ لہٰذا ان کا انکار بے معنیٰ ہے۔ چاند کو گرہن لگتا ہے۔ شہاب عظام وغیرہ رات میں ظاہر ہوتے ہیں مگر انہیں دیکھنے والے لوگ قلیل ہیں۔ نیز چاند کبھی بعض منازل میں ہوتا ہے اور بعض آفاق والے لوگوں پر ظاہر نہیں ہوتا۔ چنانچہ بعض لوگوں پر چاند ظاہر ہوتا ہے۔ بعض پر ظاہر نہیں ہوتا۔ جیسے چاند گرہن بعض ممالک میں دیکھا جاتا ہے بعض میں نظر نہیں آتا۔ لہٰذا یہ ضروری نہیں کہ شقِ قمر کو ساری دُنیا کے لوگ دیکھتے (فتح، عینی، کرمانی، قسطلانی) حدیث ۳۴۰۲ تا ۳۴۰۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٣٦٢٠ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًی فَقَالَ اشْهَدُوْا وَذَهَبَتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ وَقَالَ اَبُوالضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِنْشَقَّ بِمَکَّةَ وَتَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

٣٦٢١ ـــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَکْرُ بْنُ مُضَرَ قَالَ حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِیْعَةَ عَنْ عِرَاکِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْقَمَرَ اِنْشَقَّ عَلٰی زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

٣٦٢٠ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہوا اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے۔ آپ نے فرمایا تم گواہ بن جاؤ۔ اور ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ ابوالضحیٰ نے مسروق کے واسطہ سے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ شق قمر مکہ میں ہوا۔ محمد بن مسلم نے ابن ابی نجیح سے مجاہد، ابی معمر اور عبداللہ سے روایت کرنے میں ابراہیم کی متابعت کی۔

٣٦٢١ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شق قمر ہوا۔

٣٦٢٢ ـــ ترجمہ : ابومعمر نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ چاند دو ٹکڑے ہوا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۶۱۲ــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ

بَابُ هِجْرَةِ الْحَبَشَةِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُرِیْتُ دَارَ هِجْرَتِکُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَیْنَ لَابَتَیْنِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِیْنَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ کَانَ هَاجَرَ بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ اِلَی الْمَدِیْنَةِ فِیْهِ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی وَاَسْمَآءَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۳۶۲۰ تا ۳۶۲۲

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں شق قمر منیٰ میں ہُوا حالانکہ حضرت انس بن مالک کی حدیث میں ہے کہ انشقاق قمر مکہ میں ہُوا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ معارضہ نہیں کیونکہ اس بات کی حدیث میں تصریح نہیں کہ اس رات جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے۔ اگر یہ تصریح تسلیم کریں تو منیٰ بھی مکہ میں داخل ہے۔ چاند کے دو ٹکڑے ہُوئے ان میں ایک ٹکڑا جبل حراء کی طرف چلا گیا اور ایک اسی جگہ باقی رہا۔ علامہ کرمانی نے کہا مشہور یہی ہے کہ دونوں ٹکڑے اسی وقت مل گئے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے حراء کو دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا تھا اور اس حدیث میں ہے کہ ایک ٹکڑا حراء کی طرف چلا گیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب ٹکڑا آسمان سے حراء کے نیچے اُترا اور ایک ٹکڑا باقی رہا تو یقیناً حراء درمیان میں ہوگا۔ واللہ اعلم! (حدیث ۳۴۰۲ تا ۳۴۰۴ کی شرح دیکھیں)

باب حبشہ کی طرف ہجرت

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

marfat.com
Marfat.com

۳۶۲۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ اَخْبَرَهُ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالَا لَهُ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِيْ اَخِيْهِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ وَكَانَ اَكْثَرَ النَّاسِ فِيْمَا فَعَلَ بِهٖ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَاَنَا صَمَتُّ لِعُثْمَانَ حِيْنَ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقُلْتُ لَهُ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيْحَةٌ فَقَالَ اَيُّهَا الْمَرْءُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلٰوةَ جَلَسْتُ اِلَى الْمِسْوَرِ وَاِلَى ابْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ فَحَدَّثْتُهُمَا

مجھے تمہاری ہجرت کی جگہ خواب میں دکھائی گئی ہے۔ وہاں کھجوریں بکثرت ہیں اور وہ دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔ بعض وہ تھے جنہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور جنہوں نے حبشہ کی زمین کی طرف ہجرت کی تھی اُن میں عام لوگ مدینہ منورہ کی طرف لوٹ گئے اس میں ابوموسیٰ اور اسماء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۳۶۲۳ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ عُبَیداللہ بن عَدِی بن خیار نے انہیں خبر دی کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث نے اسے کہا تمہیں اپنے ماموں عثمان رضی اللہ عنہ سے اُن کے بھائی ولید بن عقبہ کے متعلق کلام کرنے سے کون منع کرتا ہے۔ جو کچھ عثمان نے ولید کے متعلق کیا ہے (اس نے شراب پیا اور عثمان نے

marfat.com
Marfat.com

بِالَّذِیْ قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِیْ فَقَالَا قَدْ قَضَیْتَ الَّذِیْ کَانَ
عَلَیْکَ فَبَیْنَمَا اَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا اِذْ جَآءَنِیْ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَقَالَا لِیْ
قَدِ ابْتَلَاکَ اللّٰهُ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰی دَخَلْتُ عَلَیْهِ فَقَالَ مَا نَصَبَحَتْکَ
الَّتِیْ ذَکَرْتَ اٰنِفًا قَالَ فَشَهِدْتُ ثُمَّ قُلْتُ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ
مُحَمَّدًا وَّاَنْزَلَ عَلَیْهِ الْکِتَابَ وَکُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
وَاٰمَنْتَ بِهٖ وَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ وَصَحِبْتَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَیْتَ هَدْیَهٗ وَقَدْ اَکْثَرَ النَّاسُ فِیْ
شَانِ الْوَلِیْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَحَقٌّ عَلَیْکَ اَنْ تُقِیْمَ عَلَیْهِ الْحَدَّ فَقَالَ
لِیْ یَا ابْنَ اَخِیْ اَدْرَکْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ لَا وَلٰکِنْ قَدْ خَلَصَ
اِلَیَّ مِنْ عِلْمِهٖ مَا خَلَصَ اِلَی الْعَذْرَاءِ فِیْ سِتْرِهَا فَقَالَ فَتَشَهَّدَ

حد نہیں لگائی) لوگ اس میں بہت باتیں کرتے ہیں۔ عُبید اللہ نے کہا جب عثمان نماز کے لئے باہر نکلے تو میں ان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اُن سے کہا مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔ یہ آپ کی بھلائی کی بات ہے۔ حضرت عثمان نے کہا اے انسان! میں اللہ کے ذریعے تجھ سے پناہ چاہتا ہوں۔ میں اُن سے ایک طرف ہو گیا جب میں نماز پڑھ چکا تو مِسوَر اور عبدالرحمٰن کے پاس بیٹھ گیا اور ان سے وہ گفتگو کی جو عثمان سے میں نے کہا اور جو عثمان نے مجھ سے کہا تھا۔ اُن دونوں نے کہا جو تجھ پر حق تھا وہ تو نے ادا کر دیا ہے۔ اسی اثنا میں ان دونوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس حضرت عثمان کا قاصد آ گیا۔ مجھے ان دونوں نے کہا اللہ نے تجھے امتحان میں ڈال دیا ہے۔ چنانچہ میں حضرت عثمان کے پاس چلا گیا۔ اُنھوں نے کہا وہ کونسی بھلائی تھی جو تم نے بھی ذکر کی تھی۔ عبید اللہ نے کہا میں نے تشہّد پڑھا پھر ان سے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسُول بھیجا اور آپ پر کتاب نازل کی آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا اور آپ پر ایمان لائے اور پہلی دونوں ہجرتیں (حبشہ اور مدینہ منورہ) کیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر آپ کی سیرت اور طریقہ دیکھا۔ ولید بن عقبہ

marfat.com
Marfat.com

عُثْمَانُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتٰبَ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاٰمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهٖ مُحَمَّدٌ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ كَمَا قُلْتَ وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهٗ وَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ مَا عَصَيْتُهٗ وَلَا غَشَشْتُهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ اَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ قَالَ بَلٰى قَالَ فَمَا هٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ فَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَانِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَسَنَأْخُذُ فِيْهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ قَالَ فَجَلَدَ الْوَلِيْدَ اَرْبَعِيْنَ جَلْدَةً وَاَمَرَ عَلِيًّا اَنْ يَجْلِدَهٗ وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهٗ وَقَالَ يُوْنُسُ وَابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ لَهُمْ

کے متعلق لوگ بہت باتیں کرتے ہیں۔ آپ پر واجب ہے کہ اس پر حد قائم کریں۔ حضرت عثمان نے مجھے کہا اے میرے بھتیجے کیا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے؟ میں نے کہا جی نہیں! لیکن مجھے آپ کے حالات ایسے معلوم ہیں جیسے کنواری باپردہ لڑکی کو معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تشہد پڑھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب نازل کی۔ اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے آپ کی دعوت قبول کی اور جس کے ساتھ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا میں اس پر ایمان لایا اور پہلی دونوں ہجرتیں کیں جیسے تم نے کہا ہے۔ اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور آپ سے بیعت کی بخدا! میں نے نہ تو آپ کی نافرمانی کی اور نہ ہی آپ سے دھوکہ فریب کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی پھر اللہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا بخدا میں نے ان کی نہ تو نافرمانی کی اور نہ ہی ان سے دھوکہ اور فریب کیا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ

marfat.com
Marfat.com

منتخب کیا گیا۔ بخدا! میں نے ان کی نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی ان سے دھوکہ فریب کیا پھر مجھے خلیفہ مقرر کیا گیا کیا میرا کچھ تم پر حق نہیں جیسے ان کا مجھ پر حق ہے؟ عبید اللہ نے کہا کیوں نہیں (ضرور حق ہے) عثمان نے کہا یہ باتیں کیسی ہیں جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچ رہی ہیں۔ اور جو تم نے ولید بن عقبہ کے متعلق ذکر کیا ہے۔ ہم ان شاء اللہ اسے حق کے ساتھ ضرور گرفتار کریں گے۔ عبید اللہ نے کہا آپ نے ولید کو چالیس کوڑے مارنے کا حکم دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس پر حد قائم کریں اور حضرت علی ہی کوڑے مارا کرتے تھے۔ یونس اور زہری کے بھتیجہ نے زہری سے بیان کیا (عثمان نے کہا) کیا میرا تم پر حق نہیں جو ان کا حق ہے؟

۳۶۲۳ —

شرح : جب مکہ کے مشرکوں نے مسلمانوں کو اذیت پہنچانی شروع کی اور انہیں عذاب دینا شروع کیا تاکہ دینِ اسلام ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ ہجرت دو بار منظرِ عام میں آئی پہلی ہجرت رجب کے مہینہ میں وقوع پذیر ہوئی جبکہ ہجرت کرنے والے بارہ مرد اور چار عورتیں تھیں وہ پیدل سمندر کی طرف نکلے اور نصف دینار کے عوض کشتی کرایہ پر لی۔ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ اس ہجرت کا سبب یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مسلمانوں پہ مظالم ہوتے دیکھے اور ان کا مقابلہ کرنا بظاہر دشوار نظر آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ حبشہ کے بادشاہ کے پاس کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اگر تم اس کے پاس چلے جاؤ تو بہت مناسب ہوگا حتی کہ اللہ تعالیٰ کوئی اچھی راہ نکال دے۔ سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرتے ہوئے مکہ مکرمہ سے نکلے یعقوب بن سفیان نے انس بن مالک کی طرف اسناد ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان اور سیدہ رقیہ کی خبر پہنچنے میں تاخیر ہوئی پھر ایک عورت آئی اس نے کہا میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو گدھے پر سوار کیا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کا ساتھی ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان پہلا شخص ہے جس نے اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ہجرت کی ہے۔ امام بخاری کے اس باب میں حضرت عثمان کا واقعہ ذکر کرنے میں یہی نکتہ ہے۔ محمد بن اسحاق نے ان مہاجرین کے اسماء بھی ذکر کئے ہیں اور وہ حضرات عثمان بن عفان، عبدالرحمٰن بن عوف، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ، سہیل بن بیضاء، ابوسبرہ، ابورہم عامری۔ بعض نے ابورہم کا بدل حاطب بن عمرو عامری ذکر کیا ہے اور جن عورتوں نے ہجرت کی وہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوحذیفہ کی بیوی سہلہ بنت سہیل، ابوسلمہ کی بیوی سلمہ بنت ابی امیہ اور عامر بن ربیعہ کی بیوی لیلیہ بنت ابوحثمہ رضی اللہ عنہن ہیں۔ واقدی نے ان پر اور دو صحابہ کا اضافہ ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود اور حاطب بن عمرو بھی اس ہجرت میں شریک تھے لیکن صحیح وہ ہے جو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ وہ دوسری ہجرت میں تھے چنانچہ احمد نے حسن اسناد کیساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نجاشی

marfat.com
Marfat.com

کے پاس بھیجا جبکہ ہم اسّی افراد کے لگ بھگ مرد تھے ۔ ان میں عبداللہ بن مسعود، جعفر بن ابی طالب، عبداللہ بن عرفطہ، عثمان بن مظعون اور ابوموسیٰ اشعری تھے رضی اللہ عنہم پھر جب انہیں یہ خبر پہنچی کہ سورۂ نجم کی تلاوت کے وقت مشرکوں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا ہے تو وہ واپس لوٹ آئے اور مشرکوں کے سخت مظالم کا نشانہ بنے تو انھوں نے دوبارہ ہجرت کی اس وقت ان کی تعداد ۸۲ مرد تھے ان میں حضرت عمار بن یاسر بھی شامل ہیں اور اٹھارہ ۱۸ مستورات تھیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم (قسطلانی)

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ولید بن عقبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مادر زاد بھائی تھا (اخیافی) وہ بھی دونوں ہجرتوں میں شریک تھا۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ولید بن عقبہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اُس نے اہلِ کوفہ کو صبح کی نماز چار رکعتیں پڑھائیں پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا اور پڑھاؤں ؟ کیونکہ وہ نشہ سے دھت تھے دو شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اس کے شراب پینے کی گواہی دی اور کہا کہ اُس نے صبح کی نماز چار رکعتیں پڑھائی ہیں پھر کہا اور پڑھاؤں ؟ اُن میں سے ایک نے کہا میں نے اسے شراب پیتے دیکھا ہے ۔ دوسرے نے کہا میں نے اسے شراب کی قے کرتے دیکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا شراب کی قے شراب پینے کے سبب آتی ہے اور ان سے کہا میں اس پر حدِ شرب قائم کروں گا ۔ اقامتِ حد میں کچھ دیر ہوگئی کیونکہ وہ گواہوں کی تحقیق کر رہے تھے اس جستجو میں کچھ وقت گزر گیا تو لوگوں نے باتیں کرنا شروع کیں جو بدستور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچتی رہیں ۔ اس لئے اُنھوں نے عبید اللہ سے کہا تھا تمہاری طرف سے مجھے کیسی باتیں پہنچ رہی ہیں میرا بھی تو لوگوں پر حق ہے جس طرح ان کا مجھ پر حق ہے ۔ جب تفتیش مکمل ہوگئی تو ولید پر حد قائم کی اور حضرت علی سے فرمایا اسے کوڑے مارو اُنھوں نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر سے کوڑے مارنے کو کہا تو اُنھوں نے کوڑا ہاتھ میں لے کر مارنا شروع کیا جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شمار کر رہے تھے ۔ جب چالیس کوڑے پورے ہوگئے تو کہا اب رُک جاؤ ۔ مشہور روائت یہی ہے مناقب عثمان میں گزرا ہے کہ حضرت علی نے اسے اسّی (۸۰) کوڑے مارے ۔ اگرچہ کوڑے مارنے والے حضرت عبداللہ بن جعفر تھے لیکن وہ حضرت علی کے حکم سے مارتے تھے اس لئے ان کی نسبت حضرت علی کی طرف کی ہے ۔ لیکن اسّی کوڑوں کی روائت چالیس والی روائت کے متضاد نہیں کیونکہ عدد کی تخصیص زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی ۔

بعض علماء نے کہا جس کوڑے سے مارا جاتا تھا اس کی دو شاخیں تھیں جس نے دونوں شاخوں کا لحاظ کیا اُس نے اسّی (۸۰) کوڑے ذکر کئے ہیں اور جس نے صرف کوڑے کا اعتبار کیا اُس نے چالیس بیان کئے ہیں لہذا یہ تضاد نہیں ہے ۔

(حدیث ۳۴۶۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٣٦٢٤ــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ حَبِیْبَةَ وَاُمَّ سَلَمَةَ ذَکَرَتَا کَنِیْسَةً رَاَیْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِیْهَا تَصَاوِیْرُ فَذَکَرَتَا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُولٰٓئِكَ اِذَا کَانَ فِیْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِیْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

٣٦٢٥ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سَعِیْدِ السَّعِیْدِیُّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ قَدِمْتُ مِنْ اَرْضِ الْحَبَشَةِ وَاَنَا جُوَیْرِیَةٌ فَکَسَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمِیْصَةً لَهَا اَعْلَامٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ الْاَعْلَامَ بِیَدِهٖ وَیَقُوْلُ سَنَاهْ سَنَاهْ قَالَ الْحُمَیْدِیُّ یَعْنِیْ حَسَنٌ حَسَنٌ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المؤمنین ام حبیبہ اور ام المؤمنین سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک گرجے کا ذکر ٣٦٢٤ــــ کیا جو انھوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ اس میں تصاویر تھیں۔ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا تھا تو وہ اس کی قبر پہ مسجد تعمیر کر دیتے اور اس میں صورتیں رکھ دیتے تھے یہ لوگ قیامت میں اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہے۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ دونوں ٣٦٢٤ــــ امہات المؤمنین نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی ام حبیبہ نے اپنے شوہر عبداللہ بن جحش کے ساتھ دوسری ہجرت میں شرکت کی تھی۔ ان کا شوہر حبشہ میں ہی فوت ہوگیا تھا۔ اس طرح بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ نصرانی ہوگیا تھا۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ سے نکاح

marfat.com
Marfat.com

۳۶۲۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا قَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا فَقُلْتُ لِاِبْرَاهِيمَ كَيْفَ تَصْنَعُ اَنْتَ قَالَ اَرُدُّ فِي نَفْسِي

کر لیا تھا۔ اور ام سلمہ بنت ابی اُمیّہ اپنے شوہر ابوسلمہ بن عبدالاسد کے ساتھ پہلی ہجرت میں شریک تھیں۔ ان کا نام ہند بنت ابی اُمیّہ ہے جبکہ ام حبیبہ کا نام رملہ بنتِ ابوسفیان ہے۔
(حدیث ۴۱۹ کی شرح دیکھیں)

۳۶۲۵ — ترجمہ : ام خالد بنتِ خالد نے کہا کہ میں حبشہ سے آئی حالانکہ میں چھوٹی بچی تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اوڑھنے کے لئے چادر دی۔ جس میں نقوش تھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس پر پھیر کر فرمایا یہ چادر اچھی ہے اچھی ہے۔ حُمَیدی نے کہا سناہ کا معنی حسن ہے۔

۳۶۲۵ — شرح : ام خالد کا نام اَمَہ ہے۔ وہ خالد بن زبیر بن عوام کی والدہ اور خالد بن سعید بن عاص کی بیٹی ہے۔ لہذا وہ ام خالد بھی ہے اور بنتِ خالد بھی ہے۔ سناہ، حبشی کلمہ ہے۔ اس کا معنی "حسن" ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الجہاد کی حدیث ۸۶۴ کے یہ الفاظ ہیں۔ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ آئی جبکہ میری زرد قمیص تھی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بہت اچھی ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں منافات ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا جمع ہونا جائز یا واقعہ متعدد ہے (حدیث ۸۶۴ کی شرح دیکھیں)

۳۶۲۶ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا کرتے تھے حالانکہ آپ نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ ہمیں سلام کا جواب دیتے تھے۔ جب ہم نجاشی کے پاس سے آئے تو آپ کو سلام عرض کیا۔ آپ نے ہمارے

marfat.com
Marfat.com

۳۶۲۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَاَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا اِلَى النَّجَاشِیِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَاَقَمْنَا مَعَهٗ حَتّٰی قَدِمْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ اَنْتُمْ يَا اَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ

سلام کا جواب نہ دیا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کو سلام عرض کرتے تھے تو آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے تھے۔ آپ نے فرمایا نماز میں مشغولیت ہوتی ہے۔ میں نے ابراہیم نخعی سے کہا آپ کیسے کرتے ہیں انھوں نے کہا میں اپنے دل میں جواب دے لیتا ہوں۔ (حدیث ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ کی شرح دیکھیں)

۳۶۲۷ ـــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم یمن میں تھے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر پہنچی تو ہم کشتی پر سوار ہوئے ہماری کشتی ہمیں حبشہ میں لے گئی۔ وہاں ہم نے جعفر بن ابی طالب کو پایا ہم نے ان کے ساتھ اقامت کی حتی کہ ہم مدینہ منورہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملے جبکہ آپ نے خیبر فتح کیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کشتی والو! تمہارے لئے دو ہجرتیں ہیں۔

۳۶۲۷ ـــ شرح : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پہلے مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کی اور اسلام قبول کیا پھر انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ حبشہ کی طرف بھیج دیا اور وہ اپنی قوم کے علاقہ کی طرف متوجہ ہوئے جو مشرقی جانب حبشہ کے مقابل ہے جب انہیں خبر ملی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام مدینہ منورہ میں اقامت پذیر ہوگئے ہیں تو وہ اور جو لوگ ان کی قوم سے مسلمان ہوئے تھے کشتی میں سوار ہوکر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے اور سمندری طوفان کے باعث کشتی نے انہیں حبشہ پہنچا دیا اور اس حدیث میں "بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" سے آپ کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا ثابت ہے۔ اتفاق سے وہ اس وقت مدینہ منورہ پہنچے جبکہ آپ نے خیبر فتح کیا تھا۔ یہ سات ہجری کا واقعہ ہے۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خیبر کی غنیمت سے حصہ دیا حالانکہ جو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ

۳۶۲۸ــ حَدَّثَنَا اَبُوالرَّبِيْعِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ مَاتَ النَّجَاشِيُّ مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلٰى اَخِيْكُمْ اَصْحَمَةَ

۳۶۲۹ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ عَطَاءً حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَصَفَفْنَا وَرَآءَهُ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي اَوِ الثَّالِثِ

کوئی فتح خیبر سے غائب تھا اسے خیبر کی غنیمت سے کچھ نہیں دیا گیا تھا البتہ کشتی والوں کو خیبر کا حصہ دیا گیا تھا۔ دو ہجرتیں یہ ہیں ایک مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف اور دوسری ہجرت حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہے اور جن لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت نہیں کی تھی ان کی صرف ایک ہجرت ہے اور وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہے۔

نجاشی کی موت

۳۶۲۸ــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز نجاشی فوت ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج ایک نیک آدمی فوت ہوگیا ہے۔ اٹھو اپنے بھائی اصحمہ کی نمازِ جنازہ پڑھو!

۳۶۲۹ــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی اور ہم نے آپ کے

marfat.com

Marfat.com

۳۶۳۰ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ عَنْ سَلِیْمِ بْنِ حَیَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مِیْنَآءَ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی اَصْحَمَۃَ النَّجَاشِیِّ فَکَبَّرَ اَرْبَعًا تَابَعَہٗ عَبْدُ الصَّمَدِ

۳۶۳۱ — حَدَّثَنَا زُھَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سَلَمَۃَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ اَخْبَرَھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعٰی لَھُمُ النَّجَاشِیَّ صَاحِبَ الْحَبَشَۃِ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ وَعَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ اَخْبَرَھُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِھِمْ فِی الْمُصَلّٰی فَصَلّٰی عَلَیْہِ وَکَبَّرَ عَلَیْہِ اَرْبَعًا

پیچھے صف بندی کی اور میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

۳۶۳۰ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَصْحَمَہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔ عبدالصمد نے یزید کی متابعت کی ہے۔

۳۶۳۱ — ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابن مسیب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی موت کی خبر اُس روز دی جس دن وہ فوت ہُوا اور فرمایا اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو۔ صالح نے ابن شہاب سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تقَاسُمِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۶۳۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِينَ أَرَادَ خَيْفَنَا مَنْزِلَنَا غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ

نے صحابہ کرام کی جنازگاہ میں صف بندی کی اور نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔

۳۶۲۸ تا ۳۶۳۱ — شرح : حبشہ کے بادشاہ کا نام اصحمہ اور لقب نجاشی ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غائبانہ ایمان لائے تھے وہ ہجرت کے ساتویں سال ایک روایت کے مطابق آٹھویں سال فوت ہوئے انہیں یہاں اس لئے ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں نے اُس کی طرف ہجرت کی تھی۔

" نماز پر چار تکبیریں کہنے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کا تفصیلی بیان "

(حدیث : ع ۱۲۴۲ ، ع ۱۲۵۰ ، ۱۲۵۱ ، ع ۱۲۵۵ ، ۱۲۵۶ کی شروح میں دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر مشرکوں کا آپس میں قسمیں کھانا "

۳۶۳۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حنین کی جنگ کا ارادہ کیا تو فرمایا کل انشاء اللہ ہمارا قیام خیف بنی کنانہ میں ہوگا جہاں مشرکوں نے کفر پر جمے رہنے کی قسمیں کھائی تھیں۔

(اس حدیث کی مفصل تقریر حدیث ع ۱۴۹۴، ۱۴۹۵ کی شرح میں دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قِصَّةُ اَبِیْ طَالِب

٣٦٣٣ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَاِنَّهُ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

٣٦٣٤ ـــ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ اَيْ عَمِّ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ يَا اَبَا طَالِبٍ تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ

باب ابوطالب کا واقعہ

٣٦٣٣ ـــ ترجمہ : عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ نے اپنے چچا کو کیا فائدہ پہنچایا؟ وہ آپ کی حفاظت کیا کرتا تھا اور آپ کے لئے غصہ میں آتا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ ہلکی سی آگ میں ہیں اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوتے۔

٣٦٣٤ ـــ ترجمہ : ابن مسیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ اس کے پاس ابوجہل بھی تھا۔ آپ نے فرمایا: اے چچا! ایک بار "کلمہ لا الٰہ الا اللہ" کہہ دیں میں اس کے سبب اللہ کے پاس تمہارے لئے حجت قائم کرسکوں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی اُمیہ نے کہا

marfat.com
Marfat.com

عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَانِهِ حَتّٰى قَالَ اٰخِرُ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ عَلٰى
مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَالَمْ
اُنْهَ عَنْكَ فَنَزَلَتْ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا
لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ
الْجَحِيْمِ وَنَزَلَتْ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ

۳۶۳۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ
حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ
اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهٗ عَمُّهٗ فَقَالَ لَعَلَّهٗ تَنْفَعُهٗ
شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ
يَغْلِيْ مِنْهُ دِمَاغُهٗ

۳۶۳۶ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ
حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بِهٰذَا وَقَالَ يَغْلِيْ مِنْهُ اُمُّ دِمَاغِهٖ

اے ابوطالب کیا عبدالمطلب کی ملّت سے اعراض کروگے؟ وہ انہیں یہ کہتے رہے حتیٰ کہ ابوطالب نے آخری کلام جو اُن سے کہا وہ یہ تھا کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آپ کے لئے استغفار کروں گا جب تک مجھے روکا نہ جائے گا۔ اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ نبی اور ایمانداروں کو لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے مغفرت کی دُعاء کریں اگرچہ وہ بہت قریبی ہوں جبکہ ان کے لئے یہ ظاہر ہوچکا ہو کہ وہ دوزخی ہیں۔ اور یہ آیت نازل ہوئی "بے شک آپ جسے پسند کریں ہدایت تک نہیں پہنچا سکتے ہیں۔

۳۶۳۵ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ آپ کے پاس آپ کے چچا کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا یقیناً انہیں میری شفاعت قیامت میں نفع دے گی۔ اور نہیں ہلکی سی آگ میں رکھا جائیگا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حَدِيْثُ الْاِسْرَآءِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى

۳۶۳۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ

جوان کے ٹخنوں تک پہنچے گی جس سے ان کا دماغ کھولنے لگے گا۔

ترجمہ : ابن ابن حازم اور دراوردی نے یزید سے یہ روایت کی انھوں نے کہا : "تَغْلِيْ مِنْهُ اُمُّ دِمَاغِهٖ یعنی اصل دماغ کھولنے لگے گا"

۳۶۳۶ —

شرح : ابو طالب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں ان کا نام عبد مناف بن عبد المطلب ہے ہجرت سے پہلے وفات پا گئے تھے۔ جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچاس برس سے تین ماہ اور کچھ دن کم تھی۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے مددگار اور محافظ تھے اور آپ کی جانب سے مشرکوں کا مقابلہ کیا کرتے تھے اس لئے صحابہ کرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے چچا کو آپ سے نفع پہنچے گا تو آپ نے فرمایا میری وجہ سے انہیں ساری مخلوق سے ہلکا عذاب ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کافروں کے عمل بے کار اور بے فائدہ ہوتے ہیں تو ابو طالب کے اس اچھے عمل سے انہیں کیسے فائدہ ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابو طالب کو یہ نفع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوگا اور یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کے عذاب کی نوعیت ایک دوسرے سے مختلف ہوگی۔ عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ مسلمانوں کا سخت دشمن تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھا کرتا

۳۶۳۲ تا ۳۶۳۶ —

marfat.com

Marfat.com

تھا، لیکن فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا اور طائف میں شہید ہوگیا۔
(اس حدیث کا مفصل بیان حدیث ۱۲۸۰ کی شرح میں دیکھیں)

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آسمانی سیر کی حدیث

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے تھوڑے سے حصّے میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر کرائی

۳۶۳۷ ـــ ترجمہ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلا دیا تو میں حطیم میں کھڑا ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا تو میں انہیں اس کی نشانیاں بتا رہا تھا اور اسے دیکھ رہا تھا۔

۳۶۳۷ ـــ شرح : سُبحان ،، علم مصدر تسبیح کا عَلَم ہے اور تسبیح مصدر ہے۔ جیسے عثمان رجل کا علم ہے۔ اس کا معنیٰ تنزیہہ ہے اور معنیٰ یہ ہے ،، میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جس نے اپنے عبد کو سیر کرائی یعنی اسے تمام نقائص اور عیوب سے پاک جانتا ہوں اور عبد سے مراد جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ اور بِرَسُوْلِہٖ یا بِنَبِیِّہٖ نہ کہنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم اس قدر اکرام و عظمت کے باوجود اللہ کے عبد ہیں تاکہ آپ کے حق میں مخلوق غلو نہ کرے جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا اور آپ کو اللہ کا بیٹا کہنے لگے اور یہودیوں نے کہا عُزَیْر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کا بیٹا یا بیوی ہو اور وہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے۔

اَسْرٰی ،، سَرٰی سے ماخوذ ہے اور وہ رات کی سیر ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک اسرٰی اور سرٰی ،، واحد ہیں۔ جوہری نے کہا اسرٰی رات کی سیر اور ،، سرٰی ،، دن کی سیر ہے۔ کہا گیا ہے کہ اسرٰی ،، اوّل رات کی سیر ہے اور سَرٰی ،، آخر رات کی سیر ہے۔ اور اَسْرٰی بہٖ کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے براق بھیجا جو آپ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔ اور ،، لَیْلًا ،، کو اس لئے ذکر کیا کہ اسراء کا اطلاق کبھی دن کی سیر پر بھی کیا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ ساری رات میں نہیں ہوا بلکہ رات کے تھوڑے سے حصّہ میں ہوا ہے۔ چنانچہ عربوں کا محاورہ ہے ،، اَسْرٰی فُلَانٌ لَیْلًا ،، جب رات کے کچھ میں سیر کرے اور ،، سَرٰی لَیْلَہ ،،

marfat.com
Marfat.com

جب ساری رات چلتا رہے۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف جانے میں حکمت یہ ہے کہ آپ دونوں قبلوں کو دیکھ لیں یا اس لئے کہ بیت المقدس اکثر انبیاء کرام علیہم السلام کی ہجرت کا مقام ہے۔ اس لئے آپ وہاں تشریف لے گئے تاکہ مختلف فضائل سے مشرف ہوں یا اس لئے کہ بیت المقدس مقامِ محشر ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کریں اور انہیں آپ کے اُمتی ہونے کا شرف بخشیں۔"

اِسراء اور شبِ معراج

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابن دحیہ نے کہا بظاہر بخاری کا میلان اس طرف ہے کہ اسریٰ اور معراج متغائر ہیں۔ کیونکہ بخاری نے ہر ایک کا عنوان علیحدہ ذکر کیا ہے لیکن بخاری کے نزدیک ان میں تغایر نہیں ہے اور کتاب الصلوٰۃ میں ان کے کلام سے ظاہر ہے کہ دونوں متحد ہیں چنانچہ بخاری نے باب کا عنوان یہ ذکر کیا "باب کَیْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ" حالانکہ نماز معراج میں فرض ہوئی تھی۔ معلوم ہوا کہ اسراء اور معراج شئی واحد ہے اور یہاں ہر ایک کا عنوان علیحدہ اس لئے ذکر کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک مستقل واقعہ پر مشتمل ہے۔ اگرچہ دونوں ایک ہی وقت وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ علماء سلف میں اس بارے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء اسراء اور معراج کو متحد کہتے ہیں۔ جمہور محدثین فقہاء اور متکلمین کہتے ہیں کہ دونوں واقعات ایک ہی رات میں جسم مع روح بیداری کی حالت میں بعثت کے بعد ہوئے ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اسراء ایک رات میں اور معراج کسی اور رات میں ہوا ہے۔ بعض نے کہا یہ واقعہ دو دفعہ ہوا ہے۔ ایک بار تمہید کے طور پر خواب میں اور دوسری بار بیداری میں ہوا ہے۔ اور رات کی سیر معراج ہے اور دن کی سیر اسراء ہے۔ جنہوں نے یہ کہا ہے کہ اسراء ایک رات میں اور معراج کسی رات میں ہوا ہے اور دونوں بیداری میں ہوئے ہیں اُنھوں نے تفصیل اس طرح بیان کی ہے کہ اسراء میں آپ بیت المقدس سے واپس تشریف لے آئے تھے۔ اور اُس صبح کو قریش سے واقعہ ذکر کیا اور معراج میں بیت المقدس سے آسمانوں کو تشریف لے گئے۔ بعض نے کہا کہ معراج کئی بار واقع ہوا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قریش کا معراج کے واقعہ کو جھٹلانا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کی صبح کو قریش سے رات کی سیر کا ذکر کیا تو اُنھوں نے آپ کی تکذیب کرتے ہوئے کہا کہ مسجد اقصیٰ کے دروازے کتنے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دروازوں کو

marfat.com
Marfat.com

شمار نہیں کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا میں نے قریش کے ہر سوال کا جواب دیا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسجد اقصیٰ لائی گئی اور میں اسے دیکھ رہا تھا حتیٰ کہ عقیل کے مکانات کے پاس رکھی گئی اور میں اسے دیکھ کر قریش کے ہر سوال کا جواب دے رہا تھا۔ یہ عظیم معجزہ ہے اور عقلاً محال بھی نہیں کیونکہ چشم زدن میں بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر کیا گیا تھا۔ ابو یعلی نے کہا جبیر بن مطعم کے والد مطعم بن عدی نے آپ سے پوچھا تھا کہ مسجد کے دروازے کتنے ہیں (عینی)

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ معراج کے واقعہ کے بعد بعض لوگ مذبذب سے ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے حضور کا فرمان ذکر کیا تو انھوں نے کہا میں اس بات کا گواہ ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں انھوں نے کہا آپ ان کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ رات کے تھوڑے سے حصہ میں شام گئے پھر واپس مکہ مکرمہ آ گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس سے دور جانے اور آنے کی خبر دیتے تو میں وہ بھی تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ آپ ہمیں آسمانوں کی خبریں دیتے ہیں اور ہم ان میں آپ کی تصدیق کرتے ہیں تو زمین کی خبر کیسے جھٹلا سکتے ہیں۔ اسی لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کہا گیا۔ شیخ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم واپسی میں قریش کے قافلہ کے پاس سے گزرے اور انہیں سلام کہا تو ان میں سے بعض نے کہا یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بتایا کہ وہ قافلہ فلاں دن آ رہا ہے۔ اور سب کے آگے اس طرح کا اونٹ ہے۔ چنانچہ قافلہ ظہر کو آیا جبکہ اس کے آگے وہی اونٹ تھا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا تھا۔ بزید بن ابی مالک کی روایت میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بیت المقدس میں داخل ہوا اور تمام انبیاء کرام وہاں موجود تھے تو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ان کی امامت کرنے کے لئے آگے بڑھایا چنانچہ میں نے انہیں نماز پڑھائی۔ بیہقی نے دلائل نبوت میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو راستہ سے ایک طرف ہو کر آپ کو آواز دے رہا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اسے چھوڑیں اور آگے تشریف لے چلیں پھر آپ ایک بوڑھی عورت کے پاس سے گزرے تو فرمایا یہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا جس نے آپ کو بلایا تھا وہ ابلیس تھا اور یہ عورت دنیا ہے۔ اور جنہوں نے آپ کو سلام عرض کیا ہے وہ حضرات انبیاء کرام ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ طبرانی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ چند لوگوں کے پاس سے گزرے جو کھیتی باڑی کرتے ہیں جب اسے کاٹتے ہیں تو وہ پھر اسی طرح ہو جاتی ہے جیسے کاٹنے سے پہلے تھی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ لوگ مجاہد ہیں آپ ایک قوم کے پاس سے گزرے جن کی شرمگاہیں کپڑوں سے ڈھانپی گئی ہیں اور وہ جانوروں کی طرح چلتے ہیں جبرائیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو کچا بدبودار گوشت کھاتے ہیں اور پاکیزہ پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے ہیں جبرائیل نے کہا یہ زانی مرد ہیں۔ ایک شخص کے پاس سے گزرے جس نے لکڑیاں

marfat.com

Marfat.com

جمع کی ہوئی ہیں اور ان کو اٹھا نہیں سکتا ہے اس کے باوجود اور لکڑیاں ان میں شامل کرلیتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا اس شخص کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں وہ انہیں ادا نہیں کرتا تھا اور اور خواہش یہ رکھتا ہے کہ مزید اور امانتیں آجائیں۔

ایک قوم کے پاس سے گزرے جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹی جاتی ہیں۔ اور کاٹنے کے فوراً بعد وہ اچھی ہوجاتی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ فتنہ انگیز خطیب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم بیل کے پاس سے گزرے جو باریک سوراخ سے گزر کر پھر واپس جانا چاہتا ہے لیکن اس پر قادر نہیں ہوتا جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ شخص بات کرکے نادم ہوتا تھا۔ لیکن پھر وہ اسے واپس نہیں کرسکتا تھا۔

مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے جانے میں حکمت

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے جانے میں حکمت مخالفین کے لئے اظہارِ حق تھا کیونکہ اگر مکہ مکرمہ سے ہی آسمانوں کی طرف عروج فرماتے تو مخالفین کے لئے بیان و ایضاح کی کوئی صورت نہ پائی جاتی۔ جب آپ نے فرمایا کہ آپ نے بیت المقدس رات کے تھوڑے سے حصہ میں تشریف لے گئے ہیں تو اُنھوں نے آپ سے بیت المقدس کے جزئیات پوچھے جو اُنھوں نے دیکھے ہوئے تھے اور وہ جانتے تھے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے بیت المقدس نہیں دیکھا ہے جب آپ نے انہیں بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے جملہ جزئیات بیان فرمائے جو اُنہوں نے پوچھے تھے۔ تو آپ کی سچائی واضح ہوگئی اور مشرکینِ مکہ کو یہ تحقیق حاصل ہوگئی کہ آپ یقیناً وہاں تک رات کے تھوڑے حصہ میں پہنچے ہیں۔

جب یہاں تک انہیں تصدیق ہوگئی تو اس کے بعد باقی سیر کی تصدیق بھی کی راہ واضح ہوگئی۔ اس سے مومنوں کے ایمان میں استحکام ہوا اور معاندین و منکرین کی شقاوت و بدبختی میں اور اضافہ ہوا۔

وَاللّٰہُ الْہَادِیْ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمِعْرَاجِ

٣٦٣٨ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ ابْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَقَدَّ قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَهُوَ اِلٰى جَنْبِيْ مَا يَعْنِيْ بِهٖ قَالَ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰى شِعْرَتِهٖ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مِنْ قَصِّهٖ اِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب معراج کا واقعہ

ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ جمہور علماء محدثین، متکلمین اور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ اسراء اور معراج کا واقعہ روح وجسم سمیت ایک رات میں ہوا اور اسراء مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک اور معراج بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف ایک رات میں وقوع پذیر ہوئے۔ معراج بروزن مِفْعَال عُرُوج سے ماخوذ سیڑھی کے مشابہ ہے گویا یہ صعود کا آلہ ہے (ابن اثیر)

علامہ عینی نے کہا معراج کے وقت میں مختلف آراء ہیں۔ کہا گیا ہے کہ یہ بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے لیکن اسے خواب کے واقعہ پر محمول کیا جاتا ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ معراج ہجرت سے ایک سال قبل کا واقعہ ہے ابن حزم نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ معراج رجب کے مہینہ میں ہوئی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی پر یقین کیا ہے۔ نیز عبدالبر نے کہا کہ معراج ہجرت سے آٹھ ماہ قبل کا واقعہ ہے۔ ابن اثیر

marfat.com
Marfat.com

مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءَةٍ اِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِیْ ثُمَّ حُشِیَ ثُمَّ اُعِیْدَ ثُمَّ
اُتِیْتُ بِدَآبَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْیَضَ فَقَالَ لَهُ الْجَارُوْدُ
هُوَ الْبُرَاقُ یَا اَبَا حَمْزَةَ قَالَ اَنَسٌ نَعَمْ یَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ اَقْصٰی
طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَیْهِ فَانْطَلَقَ بِیْ جِبْرَئِیْلُ حَتّٰی اَتَی السَّمَآءَ الدُّنْیَا
فَاسْتَفْتَحَ فَقِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ
قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَآءَ
فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِیْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ
عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ

نے ہجرت سے تین سال قبل کا واقعہ بیان کیا ہے۔ قاضی عیاض نے زہری سے روایت کی کہ بعثت سے پانچ برس بعد معراج ہوئی۔ ابن ابی شیبہ نے جابر اور ابن عباس سے روایت کی کہ دونوں نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے روز تولد فرمایا اسی دن بعثت ہوئی اسی روز آسمانوں کی طرف عروج فرمایا اور اسی دن وفات فرمائی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۶۳۸ — ترجمہ: قتادہ نے انس بن مالک سے انہوں نے مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کا واقعہ بیان کیا جس میں آپ کو سیر کرائی گئی تھی کہ ایک دفعہ میں حطیم کعبہ میں تھا اور کبھی یوں فرمایا کہ میں حجر (حطیم) میں لیٹا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص میرے پاس آیا اس نے یہاں سے یہاں تک چاک کر دیا۔ (قتادہ نے کہا) میں نے جارود سے کہا جبکہ وہ میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس (یہاں سے یہاں) تک سے کیا مراد ہے انھوں نے کہا حلقوم سے ناف تک میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ سینہ سے ناف تک اور میرا دل نکالا پھر ایمان سے لبریز سونے کا طشت لایا گیا اور میرا دل دھویا گیا اور ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا پھر اسی جگہ رکھ دیا گیا پھر میرے پاس ایک خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑھا ایک سفید جانور لایا گیا جارود نے کہا اے ابا حمزہ وہ براق تھا؟ حضرت ابو حمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جی ہاں وہ براق تھا جو اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا اور میرے ہمراہ جبرائیل علیہ السلام روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ وہ دنیا کے

marfat.com
Marfat.com

وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ
مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ
اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا
يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا
فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ
صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ
قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ بِهٖ
فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا

آسمان پر آیا اور اس کا دروازہ کھلوانا چاہا اسے کہا گیا یہ کون ہے؟ اُس نے کہا جبرائیل ہوں۔ کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" ہیں۔ کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! کہا گیا آپ کا آنا مبارک ہو۔ تشریف لانے والا بہت اچھا ہے۔ اُس نے دروازہ کھولا جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آدم علیہ السلام ہیں جبرائیل نے کہا یہ آپ کے جدامجد آدم ہیں آپ نے انہیں سلام کہیں تو میں نے انہیں سلام کیا۔ اُنھوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا نیک بیٹے اور نیک نبی کا آنا مبارک ہو۔ پھر جبرائیل اُوپر کو چلے حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوانا چاہا۔ تو کہا گیا یہ کون ہے؟ کہا جبرائیل ہوں کہا گیا آپ کے ہمراہ کون ہے؟ قال محمد ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے کہا جی ہاں! کہا گیا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو۔ اور دروازہ کھول دیا۔ جب اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں۔ علیہما السلام" اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرائیل نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں علیہما السلام انہیں سلام کریں میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر اُنھوں نے کہا نیک بھائی اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر میرے ساتھ تیسرے آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھلوانا چاہا تو کہا گیا یہ کون ہے؟

marfat.com
Marfat.com

قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ اَوَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ
قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِئُ جَآءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِلٰى
اِدْرِيْسَ قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ
مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ
الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِئُ
جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ
حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ
قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا
بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِئُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ

کہا جبرائیل ہوں۔ کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد "صلی اللہ علیہ وسلم"۔ کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے
کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! کہا گیا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو۔ تشریف لانے والا بہت اچھا ہے اور
دروازہ کھول دیا۔ جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یوسف ہیں علیہ السلام"، جبرائیل نے کہا یہ یوسف علیہ السلام
ہیں انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا۔ انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کا تشریف
لانا مبارک ہو۔ پھر مجھے اوپر لے گئے حتی کہ چوتھے آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوانا چاہا تو کہا گیا کون ہے کہا جبرائیل ہوں
کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی
ہاں کہا گیا تشریف لانے والا بہت اچھا ہے اور دروازہ کھول دیا گیا جب میں ادریس کے پاس پہنچا تو کہا یہ ادریس
"علیہ السلام" ہیں انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا۔ انھوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کا
تشریف لانا مبارک ہو پھر مجھے اوپر لے چڑھے حتی کہ پانچویں آسمان پر تشریف لائے اور دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا یہ

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكٰى فَقِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ اَبْكِيْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَكْثَرُ مَنْ يَدْخُلُهَا مِنْ اُمَّتِيْ ثُمَّ صُعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَاِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ

کون ہے ؟ کہا جبرائیل ہوں۔ کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے ؟ کہا محمد ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم"، کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے ؟ کہا جی ہاں ! کہا گیا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو تشریف لانے والا بہت اچھا ہے جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہارون ہیں "علیہ السلام"، جبرائیل نے کہا یہ ہارون ہیں۔ علیہ السلام"، انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر مجھے اوپر لے گئے حتی کہ چھیویں آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوانا چاہا کہا گیا یہ کون ہے ؟ کہا جبرائیل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے ؟ کہا محمد ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم"، کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے ؟ کہا جی ہاں ! کہا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو تشریف لانے والا بہت اچھا ہے۔ جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ موسیٰ ہیں "علیہ السلام"، جبرائیل نے کہا یہ موسیٰ ہے۔ انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انھوں نے جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو۔ جب میں ان سے آگے نکلا تو وہ رو پڑے ان سے کہا گیا آپ کو کس چیز نے رولایا ہے۔ انھوں نے کہا میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے بعد لڑکے کو نبی بھیجا گیا ہے۔ اس کی امت میں سے جنت میں داخل ہونے والے میری امت میں سے جنت میں داخل ہونے والوں سے زیادہ ہوں گے۔ پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف لے گئے اور جبرائیل نے دروازہ کھلوانا

marfat.com

Marfat.com

قَالَ هٰذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى وَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ
وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ
فَنَهْرَانِ فِى الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِىْ
الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَآءٍ مِنْ خَمْرٍ وَاِنَآءٍ مِّنْ لَبَنٍ وَاِنَآءٍ مِنْ
عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِىَ الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ
ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَىَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ
فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتُ قَالَ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً
كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّىْ
وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ
الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ

جا ہا تو کہا گیا یہ کون ہے اُس نے کہا جبرائیل ہوں۔ کہا تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد ہیں" صلی اللہ علیہ وسلم" کہا گیا کیا آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے؟ کہا جی ہاں! کہا آپ کا تشریف لانا مبارک ہو تشریف لانے والا بہت اچھا ہے۔ جب میں اندر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابراہیم ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام "، جبرائیل نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں انہیں سلام کریں فرمایا میں نے انہیں سلام کیا۔ اُنھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا صالح بیٹے اور صالح نبی کا تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر میرے سامنے سدرۃ المنتہیٰ ظاہر کیا گیا تو اس کا پھل ہجر کے مٹکوں کی طرح اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے جبرائیل نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں دو باطنی اور دو ظاہری نہریں تھیں۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کیا ہیں؟ کہا باطنی نہریں جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔ پھر بیت المعمور میرے سامنے کیا گیا پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا ایک دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا میں نے دودھ لیا جبرائیل نے کہا یہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی اُمت ہے۔ پھر مجھ پر پچاس نمازیں ہر دن رات پر فرض کی گئیں میں واپس ہوا تو موسیٰ کے پاس سے گزرا۔ اُنھوں نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ فرمایا مجھے ایک دن رات میں پچاس نمازوں کا حکم ملا ہے

marfat.com
Marfat.com

فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ
عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی
مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ کُلَّ یَوْمٍ فَرَجَعْتُ
فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ کُلَّ یَوْمٍ فَرَجَعْتُ
اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ کُلَّ
یَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِیْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ کُلَّ یَوْمٍ وَاِنِّیْ
قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ
فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِكَ قَالَ سَاَلْتُ رَبِّیْ حَتّٰی
اسْتَحْیَیْتُ وَلٰکِنِّیْ اَرْضٰی وَاُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰی مُنَادٍ
اَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ

موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی اُمت ہر روز پچاس نمازیں پڑھنے پر قادر نہ ہوگی۔ بخدا! میں نے آپ سے قبل لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل سے میں نے سخت برتاؤ کیا ہے۔ اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیں اُمت کے لئے تخفیف کا سوال کریں میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دس نمازیں وضع کر دیں میں واپس موسیٰ کے پاس آیا تو اُنھوں نے اسی طرح کہا میں واپس گیا تو مجھ سے اور دس نمازیں معاف کر دیں میں واپس موسیٰ کے پاس آیا تو اُنھوں نے اسی طرح کہا میں واپس گیا تو ہر روز دس نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ میں واپس آیا تو موسیٰ نے اسی طرح کہا۔ میں واپس گیا تو مجھے ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں واپس مُوسیٰ کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا کیا حکم ملا ہے؟ میں نے کہا ہر روز پانچ نمازوں

marfat.com
Marfat.com

کا حکم ملا ہے۔ اُنھوں نے کہا آپ کی اُمت پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکے گی۔ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل سے میں نے سخت برتاؤ کیا ہے۔ اپنے ربّ کے پاس واپس تشریف لے جائیں اور اپنی اُمت کے لئے تخفیف کا سوال کریں۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے ربّ سے سوال کئے حتّٰی کہ مجھے اب شرم آتی ہے۔ میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔ فرمایا جب میں آگے بڑھا تو منادی نے نداء کی میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔

۳۶۳۸ — شرح : ”حجر“ بکسرِ الدال میزابِ کعبہ کے نیچے شام کی جانب مقام ہے۔ اسے حَطِیم بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اسے کعبہ کی دیوار سے علیحدہ کیا گیا ہے اور کعبہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس پر کعبہ کا اطلاق خبرِ واحد سے ہے۔ اس لئے صرف اس کی جانب نماز پڑھنا صحیح نہیں۔ اور طواف احتیاطاً اس کے اُوپر سے کیا جائے گا۔ ”ثُغرہ“ دونوں ترقوت کے درمیان سینہ سے اُوپر نیچی جگہ ہے اور شعرہ سے مراد زیرِ ناف بال ہیں۔ مسلم شریف میں اس طرح ہے کہ آبِ زمزم سے قلب شریف دھویا کیونکہ یہ افضل پانی ہے۔ سونے کے طشت میں آبِ زمزم سے قلب شریف کو دھویا۔ طشت مشہور برتن ہے اور سونا اعلیٰ اور صاف دھات ہے اور آب زمزم سے دھونے میں حکمت یہ تھی کہ آپ کا قلب شریف اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حُسنیٰ کی جلاء حاصل کرنے اور اعلیٰ مقام میں متمکن ہونے پر قادر ہو۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شقِ صدر دو بار ہُوا ایک بار حلیمہ سعدیہ کے پاس ہُوا اور طبع بشری کے باعث گوشت کا ٹکڑا نکال دیا گیا جہاں شیطان وسوسہ دیتا ہے۔ اسی لئے آپ عصمت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ دوسری بار شبِ اسریٰ میں شقِ صدر ہُوا۔

علامہ عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طیالسی اور حرث نے اپنے مسندوں میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک بار شق صدر غار حراء میں کیا گیا جبکہ جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے تھے۔ تاکہ آپ کی عظمت میں اضافہ ہو اور پاکیزگی کے اعلیٰ حال میں قوتِ قلب سے وحی کی تلقی کریں یہ عادت کے خلاف امر ہے جس سے سامع مدہوش ہو جاتا ہے۔ ہمیں اس پر ایمان رکھنا چاہیئے اور کسی تکلف کے بغیر اسے تسلیم کر لینا چاہیئے اور اس وہم کو خاطر میں جگہ نہیں دینی چاہیئے کہ پیٹ کو شق کر کے اس سے دل نکالنے سے موت واقع ہو جاتی ہے

marfat.com
Marfat.com

خصوصًا اس دَور میں جبکہ دل کے آپریشن کامیاب ہو رہے ہیں ایسے توہمات کا ازالہ اظہر من الشمس ہے۔ اللہ تعالیٰ جو دل کو پیدا کرنے والا ہے اس کا آپریشن کرنا اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ موجودہ دَورِ آپریشن کا مستخرج یہی حدیث ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہونے والا براق زمین پر چلتا تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ منتہائے نظر پر اپنا قدم رکھتا تھا۔ ابن سعد نے واقدی سے روایت کی کہ اس کے دو پَر تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان اُڑتا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک ضعیف روائت ہے کہ اس کے رخسارے انسان کے رخساروں جیسے اور دُم گھوڑے کی دم کی طرح ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں اور پاؤں گائے کے پاؤں کی طرح تھے۔ اس کا سینہ سُرخ یاقوت تھا۔ بیہقی نے دلائل نبوت میں اس حدیث پر کچھ اضافہ ذکر کیا ہے اُنھوں نے کہا میرے پاس خچر جیسا جانور لایا گیا جسے براق کہا جاتا ہے۔ مجھ سے پہلے انبیاء کرام اس پر سوار ہُوا کرتے تھے میں اس پر سوار ہو گیا اور حدیث بیان کرتے ہُوئے فرمایا پھر میں اور جبرائیل بیت المقدس میں داخل ہُوئے میں نے نماز پڑھی پھر میرے پاس سیڑھی لائی گئی میں نے اس سے خوبصورت کوئی شئی نہیں دیکھی۔ یہ سیڑھی وہی ہے جس کی طرف میت موت کے وقت ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی ہے۔ کعب کی روائت میں ہے کہ آپ کے لئے دو سیڑھیاں رکھی گئیں ان میں سے ایک چاندی اور دوسری سونے کی تھی حتی کہ آپ اور جبرائیل اس کے ذریعہ اُوپر چلے گئے۔ ابن سعد کے شرفِ مصطفیٰ میں ہے کہ وہ سیڑھی موتیوں سے مرصّع تھی اس پر دائیں اور بائیں فرشتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے بروائت یزید بن ابی مالک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تھوڑا وقت ہی ٹھہرا تھا کہ بہت لوگ جمع ہو گئے۔ پھر مؤذن نے اذان کہی اور اقامت کہی گئی جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑ کر مصلّی پر کھڑا کر دیا میں نے انہیں نماز پڑھائی۔

امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس میں تشریف لائے تو آپ نے نماز پڑھی اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ظاہر یہی ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں کی طرف عروج سے قبل نبیوں کو نماز پڑھائی تھی۔ پھر آسمانوں کی طرف عروج کیا آسمان کے پہلے دروازے کا نام باب الحفظہ ہے وہاں ایک فرشتہ کی ڈیوٹی ہے جس کا نام اسماعیل ہے اس کے تحت بارہ ہزار فرشتے ہیں۔

جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کی معیت میں پہلے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوانا چاہا تو فرشتوں کے لئے مزید انوار ظاہر ہُوئے جس سے اُنھوں نے محسوس کر لیا کہ اس بار تنہا آنے والا جبرائیل علیہ السلام نہیں اُن کے ساتھ کوئی اور بھی ہے اس لئے اُنھوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ "وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْہِ الخ" فرشتوں کے اس کلام میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اس بات پر مطلع کیا کہ آپ کی ذات ستودہ صفات

marfat.com

Marfat.com

ملاءِ اعلیٰ میں مشہور و معروف ہے۔ کیونکہ فرشتوں کا یہ کہنا کہ آپ کو تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کو جانتے تھے۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام ان کی قبور میں مستقر ہیں۔ انہیں آسمانوں میں دیکھنے کا کیا معنی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی روحیں جسموں کی صورتوں میں متشکل ہو کر ظاہر ہوئی تھیں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کے لئے انبیاء علیہم السلام کے اجسام آپ سے ملاقات کے لئے حاضر کئے گئے تھے۔ دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تشریف فرما تھے جو خالہ زاد بھائی ہیں۔ کیونکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ الیشاع بنت فاقوذا ہیں جو ام مریم حنہ کی بہن ہیں۔ اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ زکریا علیہ السلام اور عمران بن ماثان دونوں ہم زلف تھے زکریا علیہ السلام کی بیوی الیشاع بنت فاقوذا تھی جبکہ عمران کی بیوی حنہ بنت فاقوذا تھیں جو مریم علیہا السلام کی والدہ ہیں۔ الیشاع نے حضرت یحییٰ کو جنم دیا اور حنہ کے پیٹ سے مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں اس طرح الیشاع مریم کی خالہ ہوئیں اور حنہ یحییٰ کی خالہ ہوئیں۔ اس اعتبار سے یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام پر خالہ زاد بھائی کا اطلاق ہوا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ کو صالح بھائی ادب و احترام کے طور پر کہا تھا اگرچہ وہ باپ تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ رونے لگے۔ ان کا یہ رونا حسد اور بغض کے طور پر نہ تھا۔ کیونکہ ایسے مقامات میں حسد و بغض کا تصور بھی ناممکن ہے تو موسیٰ علیہ السلام ایسے جلیل القدر نبی و رسول سے کیسے ممکن تھا اُن کا رونا صرف اس لئے تھا کہ ان کی امت نے آپ کی بکثرت مخالفت کی تھی جو ان کے درجات اور ثواب کی تنقیص کا سبب تھی اور ہر نبی کو اس کے امت کے تابعدار افراد کے ثواب کے برابر ثواب حاصل ہوتا ہے اور ان کی مخالفت کے باعث ان کا یہ ثواب فوت ہو چکا تھا۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے ثواب جو رفعت درجات کا سبب ہے کے فوت ہو جانے پر تاسف کا اظہار کیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثیب احمر کے پاس قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ پھر مسجد اقصیٰ میں انہوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ پھر چوتھے اور چھیویں آسمانوں پر بھی آپ سے ملاقات کی۔ حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے براق کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ عقول حیران رہ جاتی ہیں، لیکن ایک جسم کا کئی جگہ موجود ہونا محال نہیں اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو یہ طاقت عطا کی ہو اور ایک جسم کا کئی جگہ موجود ہونا اہل عقل و میزان کے نزدیک اگرچہ محال ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو عقلاً محال ہو وہ شرعاً بھی محال ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آسمانوں میں انہیں چند نبیوں کے ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حالات کا سامنا کرنا ہوگا جو آسمانوں میں مذکور نبیوں کو ان کے زمانہ میں سامنا کرنا پڑا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر آنا پڑا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مکہ سے نکلنا پڑے گا اور حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے یہودیوں نے

marfat.com
Marfat.com

عداوت کی اسی طرح سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے فوراً بعد یہودیوں نے آپ کی شدید مخالفت کی یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ سے بہت زیادتیاں کیں۔

ایسے ہی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش نے سخت محاربت کی۔ حضرت ادریس علیہ السلام کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بلند ہوا ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کے حضور بہت عظمت اور شرافت ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی قوم نے انہیں بہت اذیت پہنچائی پھر اس سے تائب ہوئے اور آپ سے محبت کرنے لگے ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش نے سخت عداوت کی پھر آپ کے جانثار بن گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قوم نے سخت برتاؤ کیا ایسے ہی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش وغیرہ نے سخت برتاؤ کیا اور حضرت ابراہیم نے آخر عمر شریف میں حج کے مناسک ادا کئے اور بیت اللہ کی تعظیم کی ایسے ہی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسکِ حج ادا کئے بیت اللہ کی تعظیم کی اور اس کی تعظیم کا حکم دیا۔ کہا گیا ہے کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو معراج کی رات میں حکم دیا گیا تھا کہ وہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کریں تو ان میں سے بعض نے پہلی فرصت میں ملاقات کر لی بعض اس سے پیچھے رہ گئے اور دیر بعد ملاقات کی اور بعض ملاقات نہ کر سکے۔

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المعمور کے پاس تین برتن پیش کئے گئے ایک میں شراب تھا دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شہد تھا۔ آپ نے دودھ کا برتن لیا کتاب الاشربہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اگر آپ پانی پیتے تو آپ اور آپ کی امت پانی میں غرق ہو جاتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو پانی کا برتن بھی وہاں پیش کیا گیا تھا چنانچہ ابن اسحاق نے ابوسعید سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیوں کو نماز پڑھائی پھر آپ کو تین برتن پیش کئے گئے ان میں سے ایک میں دودھ دوسرے میں شراب اور تیسرے میں پانی تھا تو حضور نے دودھ کو پسند کیا۔ امام مسلم نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کو جانے سے قبل بیت المقدس میں برتن پیش کئے گئے تھے۔ علامہ قسطلانی نے کہا ممکن ہے کہ آپ پر برتن دو بار پیش کئے گئے ہوں۔ ایک بار بیت المقدس میں اور دوسری بار سدرۃ المنتہیٰ پر پیش کئے گئے ہوں۔

شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ظاہر یہ ہے کہ ہر دو مقام میں برتن پیش کئے گئے بیت المقدس میں شراب اور دودھ کا برتن اور آسمانوں پر شراب، دودھ اور شہد کا برتن پیش کیا گیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شراب، حرام اور نجس ہے اسے کیوں پیش کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت شراب حرام نہ تھا بلکہ مباح تھا۔ خصوصاً جنت کا شراب تو مباح اور پاک تھا۔ قرآنِ کریم میں اسے شراب طہور کہا گیا ہے۔ وہی شراب حضور کو پیش کیا گیا تھا لیکن اس جہان میں اس کی تعبیر وہی تھی جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کی تھی۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

۳۶۳۹ــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُوْنَةُ فِي الْقُرْاٰنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ

۳۶۳۹ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "اور جو خواب ہم نے آپ کو دکھایا وہ صرف لوگوں کے امتحان کے لئے تھا" کی تفسیر میں بیان کیا کہ یہ آنکھ کا دیکھنا ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات دکھایا گیا جس میں آپ کو بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ انھوں نے کہا قرآن کریم میں "شَجَرَةٌ مَلْعُوْنَةٌ" تھوہر کا درخت ہے۔

۳۶۳۹ــ شرح : اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا جو کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں معراج ہوئی ہے جو بیداری میں معراج کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں۔ حدیث میں رُؤیا کو عَیْن سے مقید کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ رُؤیا بمعنی رُؤیت فی الیقظہ ہے۔ یعنی بیداری میں دیکھنا علامہ زمخشری نے کہا اس آیت سے ان لوگوں نے استدلال کیا جو یہ کہتے ہیں کہ معراج خواب میں ہوئی اور جو کہتے ہیں اسراء بیداری میں ہوئی ہے۔ وہ رویا کی رُؤیۃ سے تفسیر کرتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں "رُؤیا القلب" ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى" اور رؤیا العین بھی ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہے "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى"، طبرانی نے اوسط میں قوی اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک اور اسناد سے بیان کیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دوبار دیکھا ایک اور اسناد سے بیان کیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا کلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے خُلّت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور نظر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کی گئی ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد آنکھ کی رؤیت ہے اس میں ان لوگوں کے کلام کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ اس آیت میں رویاء سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وُفُوْدُ الْاَنْصَارِ
اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَبَيْعَةُ الْعَقَبَةِ

٣٦٤٠ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ ابْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ وَكَانَ

سعید بن جبیر، مجاہد، عکرمہ اور ضحاک نے قرآن کریم میں "شجر ملعونہ" کی تعبیر تھوہر کے درخت سے کی ہے۔ نیز اُنھوں نے کہا کہ جو خواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا اس میں صرف لوگوں کا امتحان مقصود تھا۔ چنانچہ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہوئے مرتد ہوگئے کہ ایک رات میں بیت المقدس تک کیسے سیر ممکن ہے۔ نیز اُنھوں نے کہا قرآن میں شجرۂ ملعونہ دوزخ میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ درخت آگ میں ہو اور وہ اسے نہ جلائے۔ یہ لوگوں کا امتحان تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

(حدیث ٣٤٤ کی شرح دیکھیں)

باب ــ انصار کے وفود کا مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا اور بیعت العقبہ کا بیان

٣٦٤٠ ــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا عبداللہ بن کعب جو کعب بن مالک کو طویل
٣٦٤١ مالک کے نابینا ہو جانے کے بعد انہیں لیکر اکثر چلتے تھے نے کہا کہ میں نے کعب بن مالک کو طویل بیان کرتے ہوئے سنا جبکہ وہ غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ ابن بکیر نے اپنی حدیث میں کہا

marfat.com
Marfat.com

قَائِدَ كَعْبٍ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ بِطُوْلِهٖ قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا

(کہ کعب نے کہا) میں لیلۃ العقبہ میں جبکہ ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا عہد کیا تھا۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا۔ لیلۃ العقبہ کا بدل مجھے بدر میں حاضر ہونا پسند نہ تھا۔ اگرچہ بدر لوگوں میں لیلۃ العقبہ سے زیادہ شہرت رکھتا ہے۔

۳۶۴۰ — ۳۶۴۱

شرح : اس حدیث کے دو اسناد ہیں اس لئے دونوں اسنادوں کے بعد اسے ذکر کیا ہے۔ عقبہ کی طرف جمرہ عقبہ کی نسبت کی جاتی ہے اور وہ منیٰ میں ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ایام میں منی میں مختلف قبائل کو خطابات مقدسہ سے نوازا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عقبہ کے پاس قبیلہ خزرج سے ملاقات کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کر لیا پھر دوسرے سال انصار کے بارہ آدمی آئے ان میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عقبہ کے مقام پر حاضر ہوئے اور آپ کی بیعت کی اسے بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں۔ پھر دوسرے سال ستر آدمی حج کے لئے آئے ان سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ میں پہنچنے کا وعدہ فرمایا جب وہ سب جمع ہو گئے تو انھوں نے ہر چھوٹے قبیلہ سے ایک ایک نقیب نکالا انھوں نے وہاں رات کے وقت آپ کی بیعت کی یہ بیعت عقبہ ثانیہ ہے (کرمانی)

کعب بن مالک نے کہا بیعت عقبہ کے مقابلہ میں مجھے بدر میں حاضر ہونا پسند نہیں اگرچہ بدر کی بہت شہرت ہے۔ کیونکہ بیعت عقبہ شروع اسلام میں تھی اس کے باعث اسلام پھیلا اور اس کی اساس مضبوط و مستحکم ہوئی۔

marfat.com
Marfat.com

۳۶۴۲ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ كَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ شَهِدَنِيْ خَالَايَ الْعَقَبَةَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اَحَدُهُمَا الْبَرَاءُ ابْنُ مَعْرُوْرٍ

۳۶۴۳ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ اَنَا وَاَبِيْ وَخَالِيْ مِنْ اَصْحَابِ الْعَقَبَةِ

۳۶۴۴ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِيْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِيْ

۳۶۴۲ ـــ ترجمہ : عمرو کہتے ہیں میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اپنے ماموؤں کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوا۔ بخاری نے کہا سفیان بن عیینہ نے کہا ان میں سے ایک براء بن معرور تھا۔

۳۶۴۳ ـــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں، میرا والد اور میرا ماموں اصحاب عقبہ میں سے تھے

۳۶۴۲ ـــ ۳۶۴۳ ـــ شرح : براء بن معرور غنمی کعبی سلمی خزرجی ہیں عقبہ ثانیہ کی شب میں سب سے پہلے انھوں نے بیعت کی تھی وہ اس وقت انصار کے سردار تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے ایک ماہ قبل فوت ہوگئے۔ علامہ کرمانی نے کہا براء بن معرور حضرت جابر کے رضاعی ماموں ہیں یا صرف والدہ کی طرف سے ماموں ہیں وہ جابر کے حقیقی ماموں نہیں سفیان بن عیینہ سے وہم ہوا ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۳۶۴۴ ـــ ترجمہ : ابوادریس عائذ اللہ نے بیان کیا کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

اَبُوْاِدْرِيْسَ عَائِذُ اللّٰهِ اَنَّ عُبَادَةَ ابْنَ الصَّامِتِ مِنَ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ اَصْحَابِهٖ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ تَعَالَوْا بَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهٗ كَفَّارَةٌ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ قَالَ فَبَايَعْتُهٗ عَلٰى ذٰلِكَ

بدر میں شریک تھے۔ اور آپ کے اصحاب لیلۃ العقبہ میں سے بھی تھے۔ اُنھوں نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ کے پاس صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی۔ آؤ میری بیعت اس شرط پر کرو کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ کروگے نہ چوری کروگے نہ زناء کروگے نہ اپنی اولاد کو قتل کروگے نہ کوئی ایسا بہتان باندھوگے جو تم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑا ہو اور نہ اچھی بات میں میری نافرمانی کروگے تم میں سے جس نے پُورا کیا اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ اور جو کوئی اس میں سے کسی چیز کا مرتکب ہُوا اور اسے دُنیا میں عذاب دیا گیا تو وہ اس کے لئے کفارہ ہوگا۔ اور جو کوئی ان میں سے کسی شئی کا مرتکب ہُوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اگر چاہے تو اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو اسے معاف کردے میں نے اس پر آپ سے بیعت کی۔

۳۶۴۴ — شرح

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام میں سے ہیں جنہوں نے لیلۃ العقبہ میں آپ سے بیعت کی اور انصار کے نقباء میں سے ہیں۔

(حدیث ۱۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٣٦٤٥ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِىِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّىْ مِنَ النُّقَبَآءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلٰى اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نَزْنِىَ وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِىْ بِالْجَنَّةِ اِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَاِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَآءُ ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ

ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں اُن نُقَباء میں سے ہوں جنہوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ اُنھوں نے کہا ہم نے اس شرط پر بیعت کی تھی کہ اللہ کا کسی کو شریک نہیں کریں گے نہ چوری کریں گے نہ زنا کریں گے نہ ایسی جان کو قتل کریں گے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ نہ لوٹ گھسوٹ کریں گے اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گے اگر ہم نے یہ کیا تو جنّت ملے گی اور اگر ان میں سے کوئی شئ نہ کی تو اس کا فیصلہ اللہ کے حوالے ہوگا!

٣٦٤٥ ـــ شرح : قولہٗ بِالْجَنَّةِ ،، بَايَعْنَاهُ کے متعلق ہے۔ معنیٰ یہ ہے کہ ہم نے آپ سے اس شرط پر بیعت کی مذکورہ امور میں سے کوئی بھی جنّت کے مقابلہ میں نہیں کریں گے۔ یعنی اس وقت ہمارے لئے جنّت ہوگی!

ایک روایت میں ہے ،، لَا نَقْضِىْ ،، ہے۔ اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہوگا ہم کسی کے لئے جنّت کا فیصلہ نہیں کریں گے بلکہ اس بارے میں معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اس کا قطعی فیصلہ ہم نہیں کرسکتے ہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایک روایت میں ،، فَالْجَنَّةُ ،، ہے تو معنی یہ ہوگا اگر ہم نے یہ کیا تو ہماری جزاء جنّت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَقُدُومِهِ الْمَدِينَةَ وَبِنَائِهِ بِهَا

٣٦٤٦ــ حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَوُعِكْتُ فَمَرَّقَ شَعَرِي فَوَفَا جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا مَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّي لَأُهْجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا اور آپ کا مدینہ منورہ میں تشریف لانا اور ام المومنین کی رخصتی

٣٦٤٦ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا جبکہ میں چھ برس کی تھی ہم مدینہ منورہ میں آئے اور بنی حارث بن خزرج کے مکان میں اُترے پھر مجھے بخار آیا اور میرے بال گر گئے اور کانوں تک رہ گئے۔ میری والدہ اُمِّ رُومان میرے پاس آئیں جبکہ میں جھولے میں تھی اور میری سہیلیاں میرے ساتھ تھیں۔ اُنھوں نے مجھے زور کی آواز دی تو میں اُن کے پاس چلی گئی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ میرے ساتھ کیا ارادہ رکھتی ہیں۔ انہوں نے

marfat.com
Marfat.com

فَاِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فِی الْبَیْتِ فَقُلْنَ عَلَی الْخَیْرِ وَالْبَرَکَةِ وَعَلٰی خَیْرِ طَائِرٍ فَاَسْلَمَتْنِیْ اِلَیْهِنَّ فَاَصْلَحْنَ مِنْ شَاْنِیْ فَلَمْ یَرُعْنِیْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضُحًی فَاَسْلَمْنَنِیْ اِلَیْهِ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِیْنَ

۳۶۴۷ — حَدَّثَنَا مُعَلّٰی قَالَ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا اُرِیْتُكِ فِی الْمَنَامِ مَرَّتَیْنِ اَرٰی اَنَّكِ فِیْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِیْرٍ وَیَقُوْلُ هٰذِهِ امْرَاَتُكَ فَاَكْشِفُ عَنْهَا وَاِذَا هِیَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ یَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یُمْضِهِ

میرا ہاتھ پکڑ کر ایک مکان کے دروازہ پر کھڑا کر دیا۔ میرا سانس پھول رہا تھا حتیٰ کہ جب کچھ سکون ہوا تو اُنھوں نے تھوڑا سا پانی لیا اور اس سے میرا چہرہ اور سر دھویا پھر مجھے مکان میں داخل کر دیا۔ اس مکان میں انصار کی عورتیں تھیں۔ انہوں نے کہا خیر و برکت اور نیک فال کے ساتھ آئی ہو۔ میری ماں نے مجھے اُن کے حوالے کر دیا تو انہوں نے میرا حال درست کیا پھر دوپہر کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچانک تشریف لائے تو اُنھوں نے مجھے آپ کے حوالے کر دیا حالانکہ اس روز میں نو برس کی تھی۔

۳۶۴۶ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہجرت کے پہلے یا دوسرے سال کے شوال میں ہوئی تھی۔ جبکہ اسی مہینہ میں ہی مکہ مکرمہ میں نکاح ہوا تھا جبکہ ان کی عمر چھ برس تھی۔ جُمّہ وہ بال ہیں جو کندھوں تک پہنچے ہوں اور جب کانوں کی لو تک پہنچیں تو انہیں وفرہ کہتے ہیں۔ اُرجُوحہ، بچوں کا کھیل ہے جسے جھولا کہتے ہیں۔

۳۶۴۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم مجھے خواب میں دو بار دکھائی گئی ہو میں نے تمہیں ریشمی کپڑوں میں لپٹی ہوئی دیکھا ہے اور جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کی بیوی ہے جب میں نے اس سے کپڑا ہٹایا تو تمہیں دیکھا۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اسے پورا کرے گا۔

marfat.com
Marfat.com

٣٦٤٨ — حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ تُوُفِّيَتْ خَدِيْجَةُ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى الْمَدِيْنَةِ بِثَلٰثِ سِنِيْنَ فَلَبِثَ سَنَتَيْنِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ ثُمَّ بَنٰى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ

٣٦٤٧ — شرح : ایک روایت کے مطابق تین بار کا ذکر ہے۔ قولہ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ ، یعنی تم اس صورت کی طرح ہو جو میں نے خواب میں ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی دیکھی تھی۔ یہ تشبیہ بلیغ ہے کیونکہ مضاف کو حذف کرکے اس کی جگہ مضاف الیہ کو ذکر کیا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ الْعَقْرَبَ أَشَدُّ لَسْعَةً مِنَ الزُّنْبُوْرِ فَإِذَا هُوَ هِيَ یعنی فَإِذَا الزُّنْبُوْرُ مِثْلُ الْعَقْرَبِ ، یعنی میں یہ گمان کرتا تھا کہ بچھوا، زنبور سے سخت ڈستا ہے اچانک دیکھا تو وہ بچھوے کی مثل ہے۔ مبالغہ کے لئے حرفِ تشبیہ حذف کر دیا گیا۔ اس طرح دونوں میں تشابہ ہوگیا۔ قولہ فَأَقُوْلُ إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ ”

علامہ قسطلانی نے کہا شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا ہے کہ اس طرح کی شرط وہ شخص ذکر کرتا ہے جسے کسی شئے کے ثبوت کا یقین ہوتا ہے وہ اس پر جزاء ثابت کرنا چاہتا ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے ماتحت سے کہے اگر میں بادشاہ ہوتا تو تجھ سے انتقام لیتا ، یعنی ایسی سلطنت ہوتی جو انتقام کی مقتضی ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہوسکتا ہے کہ یہ بعثت سے قبل کا واقعہ ہو۔ لہذا اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر بعثت سے بعد کا واقعہ ہو تو لفظ اِن اگرچہ شک کے لئے ہے لیکن یہاں شک مراد نہیں یہ بلغاء کے نزدیک بدیع کلام ہے۔ اسے وہ تجاہلِ عارفانہ کہتے ہیں۔ یعنی کسی شئی کا علم ہوتے ہوئے اسے شک کی صورت میں ظاہر کرنا۔

٣٦٤٨ — ترجمہ : ہشام نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے جانے سے تین برس قبل وفات پائی۔ آپ دو سال یا اس کے لگ بھگ ٹھہرے اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جب ان کی عمر چھ برس تھی پھر ان کی رخصتی کی گئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔

٣٦٤٨ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ کلام کیسے درست ہوگا کیونکہ خدیجہ ہجرت سے تین برس پہلے وفات پاگئی تھیں۔ اگر اس کے تین سال بعد نکاح کیا ہو تو وہ ہجرت کے وقت یا اس کے بعد ہوگا حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے:

: کہ یہ بھی منقول ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہجرت سے پانچ سال پہلے فوت ہوئی تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هِجْرَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْاَنْصَارِ وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ اِلٰى اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِيْ اِلٰى اَنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوْهَجَرُ فَاِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا

عبداللہ بن زید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہجرت نہ کی ہوتی تو میں انصاری آدمی ہوتا۔ ابوموسیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں مکہ مکرمہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ ہے یا ہَجَر ہے۔ پھر کیا دیکھا کہ وہ مدینہ یثرب ہے۔

شرح: اس باب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ عقبہ کے دو ماہ تیرہ دن بعد یکم ربیع الاوّل کو مکہ مکرمہ کو خیرباد کہہ کر مدینہ منورہ کا قصد کیا اور اپنے وطن کو چھوڑ کر بارہ ۱۲ ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ کو نورانی شعاؤں سے منوّر کیا جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ آپ کی معیت میں تھے۔ اس سے قبل دونوں بیعتوں کے درمیان صحابہ کی جماعت نے ہجرت کی

marfat.com

Marfat.com

٣٦٤٩ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُوْلُ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهٖ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهٗ فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهٗ وَنَجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنْ إِذْخِرٍ مِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

ان میں سے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم بھی تھے۔ کہا جاتا ہے سب سے پہلے ابوسلمہ بن الاسد مخزومی ام سلمہ کے شوہر نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کے بعد عامر بن ربیعہ پھر مصعب بن عُمیر آئے اور بیعت عقبہ کے بعد پہلے مہاجر عامر بن ربیعہ ہیں۔ پھر باقی صحابہ کرام یکے بعد دیگرے ہجرت کرتے رہے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا سب سے پہلے مدینہ منورہ میں مصعب بن عُمیر اور ابن ام مکتوم آئے وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کے ساتھ بلال، سعد اور عمار بن یاسر آئے پھر بیس صحابہ کرام کے ساتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جبکہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپ سے پہلے مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے (یعنی) (حدیث ع ۲۵۳۴ ، ع ۳۲۹۰ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : سلیمان اعمش نے کہا میں نے ابووائل کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہم نے حضرت خباب کی عیادت کی تو اُنہوں نے کہا ہم نے نبی کریم

٣٦٤٩ — صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہمارا ارادہ صرف اللہ کی رضا تھی۔ ہمارا ثواب اللہ کے ذمہ ہوگیا۔ ہم میں سے بعض گزر گئے ہیں۔ اُنھوں نے دُنیا میں کچھ اجر نہ لیا۔ ان میں سے مُصعب بن عُمیر ہیں وہ اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے اور صرف ایک کمبل چھوڑا جب ہم اس کے ساتھ اُن کا سر ڈھانپتے تھے۔ تو اُن کے پاؤں ننگے ہوجاتے تھے اور جب پاؤں ڈھانپتے تھے تو ان کا سر کھُل جاتا تھا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ان کا سر ڈھانپ

marfat.com
Marfat.com

٣٦٥٠ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ سَمِعْتُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

٣٦٥١ — ٣٦٥٢ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِيْ لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَحَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ

دیں اور ان کے پاؤں پر کچھ اذخر گھاس رکھ دیں اور بعض ہم میں سے وہ ہیں جن کا پھل پک چکا ہے اور وہ اسے چُن چُن کر کھا رہا ہے (حدیث ع ۱۲۰۵ کی شرح دیکھیں)

٣٦٥٠ ترجمہ : علقمہ بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا میرا خیال ہے کہ آپ فرماتے تھے اعمال نیات کے ساتھ ہیں جس کی ہجرت دُنیا کے لئے ہے جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا عورت کے لئے ہے جس سے وہ نکاح کرے گا تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس طرف اُس نے ہجرت کی اور جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسُول کی طرف ہے تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسُول کی طرف مقبول ہے۔ (حدیث ع ۱ کی شرح دیکھیں)

٣٦٥١ — ٣٦٥٢ ترجمہ : مجاہد بن جبر مکی نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہے۔

عطاء بن ابی رباح نے کہا میں عُبید بن عُمیر لیثی کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو ہم نے اُن سے ہجرت کے متعلق پُوچھا تو فرمایا اب ہجرت نہیں رہی مومن اپنے دین کی حفاظت کے

marfat.com

Marfat.com

بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرِ اللَّیْثِیِّ فَسَأَلْنَاهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْیَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ یَفِرُّ اَحَدُهُمْ بِدِیْنِهٖ اِلَی اللّٰهِ وَاِلٰی رَسُوْلِهٖ مَخَافَةَ اَنْ یُفْتَنَ عَلَیْهِ فَاَمَّا الْیَوْمَ فَقَدْ اَظْهَرَ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ وَالْیَوْمَ یَعْبُدُ رَبَّهٗ حَیْثُ شَآءَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِیَّةٌ

۳۶۵۳ — حَدَّثَنَا زَكَرِیَّاءُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ قَالَ هِشَامٌ فَاَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ سَعْدًا قَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ لَیْسَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اُجَاهِدَهُمْ فِیْكَ مِنْ قَوْمٍ

کے لئے اللہ اور اس کے رسُول کی طرف بھاگتے تھے۔ انہیں یہ خوف تھا کہ وہ دین کے بارے میں فتنہ میں پڑ جائیں گے۔ آج کے دن اللہ نے اسلام کو غالب کیا ہے۔ آج اپنے رب کی جہاں چاہے عبادت کر سکتے ہیں لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔

۳۶۵۲ — شرح : اُس زمانہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا جبل ثبیر کے پاس تھیں۔ اُنھوں نے فتح مکہ سے پہلے ہجرت کے متعلق پوچھا تھا کہ اب فتح مکہ کے بعد ہجرت منسوخ ہوگئی ہے یا نہیں تو اُنھوں نے فرمایا اب ہجرت ختم ہو گئی ہے۔ کیونکہ فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ دارِ امان بن چکا ہے اور لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور جو فتح مکہ سے قبل ہجرت کا حکم تھا وہ منسوخ ہو چکا ہے۔ اب ہجرت مستحب ہے فرض نہیں۔ لیکن جہاد بھی ہجرت ہے اور جب تک دُنیا میں کافر ہیں جہاں ان کا غلبہ ہے اور مسلمانوں کا دین و ایمان خطرہ میں ہے۔ ان پہ ہجرت واجب ہے اور ہجرت یا جہاد میں نیت پر ثواب ہے

(حدیث ع ۲۵۹۲ کی شرح دیکھیں)

۳۶۵۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے تیری راہ میں جہاد کرنا کسی سے اتنا محبوب نہیں جتنا اس قوم سے ہے جنہوں نے تیرے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

كَذَّبُوا رَسُولَكَ وَاَخْرَجُوهُ اَللّٰهُمَّ فَاِنِّیْ اَظُنُّ اَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ وَقَالَ اَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ اَخْبَرَتْنِیْ عَائِشَةُ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا نَبِيَّكَ وَاَخْرَجُوهُ مِنْ قُرَيْشٍ

۳۶۵۴ ـــ حَدَّثَنِیْ مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ

کی تکذیب کی اور آپ کو وطن سے نکالا۔ اے اللہ! میرا گمان ہے کہ تو نے ہمارے اور اُن کے درمیان لڑائی ختم کردی ہے۔ ابان بن یزید نے کہا ہمیں ہشام نے اپنے والد سے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ الفاظ بیان کئے۔ مِنْ قَوْمٍ اَخْرَجُوْا مِنْ قُرَيْشٍ ،، یعنی اس قوم سے جنہوں نے تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور انہیں قریش سے باہر نکال دیا۔

۳۶۵۳ ـــ شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وطنِ مالوف مکہ مکرمہ سے باہر نکالنا ہجرت ہے۔ بنو قریظہ کے یہود مسلمانوں کے شدید ترین دشمن تھے وہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف جانے کے سبب تھے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے دُعاء کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں فوت نہ کرے حتیٰ کہ بنو قریظہ کی ہلاکت سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعاء قبول کی ان کے بازو میں سخت زخم تھے جب یہودیوں کی قسمت کا فیصلہ حضرت سعد کے ہاتھ میں آیا تو اُنھوں نے حکم دیا کہ بنو قریظہ کے نوجوانوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا جائے اس فیصلہ کے بعد ان کا زخم تازہ ہوگیا اور اس سے خون بہنا شروع ہُوا حتیٰ کہ ان کی وفات واقع ہوگئی۔ ابان کی روایت میں ہے کہ اُنھوں نے قریش سے نکالا اس کی دلیل مغازی کی حدیث ہے کہ حضرت سعد نے کہا اے اللہ! اگر قریش کی لڑائیوں میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے تو

marfat.com
Marfat.com

۳۶۵۵ ـــ حَدَّثَنِیْ مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ
ابْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ
دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ
ثَلٰثَ عَشْرَةَ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ

۳۶۵۶ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ
مَالِكٌ عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدٍ يَعْنِیْ ابْنَ
حُنَيْنٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ
عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُّؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ
الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكٰی اَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ فَدَيْنَاكَ

مجھے زندہ رہنے دے"

۳۶۵۴ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور مکہ مکرمہ میں تیرہ برس اس حال میں ٹھہرے رہے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی رہی۔ پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا تو آپ نے دس سال ہجرت کی حالت میں گزارے اور آپ نے وفات پائی جبکہ آپ کی عمر ترسیٹھ برس تھی۔
(حدیث ع ۳۶۰۱ کی شرح دیکھیں)

۳۶۵۵ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تیرہ ۱۳ برس ٹھہرے اور ترسیٹھ برس کی عمر میں وفات پائی (حدیث ع ۳۶۰۱ کی شرح دیکھیں)

۳۶۵۶ ـــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کی تروتازگی سے جو چاہیں عطاء

marfat.com
Marfat.com

بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهٗ وَقَالَ النَّاسُ اُنْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ
يُخْبِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُؤْتِيَهٗ
مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ فَدَيْنَاكَ بِاٰبَآئِنَا
وَاُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ هُوَ
اَعْلَمَنَا بِهٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ
فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبَابَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِنْ اُمَّتِيْ لَاتَّخَذْتُ
اَبَابَكْرٍ اِلَّا خُلَّةَ الْاِسْلَامِ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ
اَبِيْ بَكْرٍ

کرے یا جو نعمتیں اللہ کے پاس ہیں وہ پسند کرے تو اُس نے وہ پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہنے لگے ہمارے باپ اور ہماری مائیں آپ پر قربان ہوں۔ ہم نے اُن پر تعجب کیا اور لوگوں نے کہا اس بوڑھے کو دیکھو کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ دُنیا کی تروتازگی اور اپنی نعمتیں دینے میں اختیار دیا ہے اور یہ شیخ کہتا ہے کہ ہمارے باپ اور مائیں آپ پر قربان ہوں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اختیار دیا گیا تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ جاننے والے تھے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رفاقت اور مال کے اعتبار سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر کا ہے۔ اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن ان سے اسلامی اخوت ہے۔ مسجد میں ابوبکر کے دریچہ کے سوا کوئی دریچہ باقی نہ رہنے دیا جائے

۳۶۵۶ — شرح : قولہ اِلَّا خُلَّةَ الْاِسْلَامِ ، یہ استثناء منقطع ہے یعنی اسلامی اخوت افضل ہے۔ بعض صحابہ کرام نے اپنے گھروں کے دروازے مسجد نبوی کی طرف کھولے ہوئے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو بند کرنے کا حکم فرمایا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازہ کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا۔ تاکہ دوسرے صحابہ سے آپ کی فضیلت ممتاز ہو اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے (حدیث ع ۴۵۶ ، ع ۲۴۲۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٣٦٥٧ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَيَّ قَطُّ اِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ اِلَّا يَاْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ اَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ يَا اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَخْرَجَنِيْ قَوْمِيْ فَاُرِيْدُ اَنْ اَسِيْحَ فِي الْاَرْضِ وَاَعْبُدَ رَبِّيْ قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَاِنَّ مِثْلَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ اِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ

ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عُروہ بن زُبیر نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٣٦٥٧ ـــ نے فرمایا میں نے اپنے والدین کو نہ پایا مگر وہ دینِ اسلام کے تابع تھے۔ کوئی دن نہ گزرتا تھا مگر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں صبح و شام ہمارے پاس تشریف لاتے تھے۔ جب مسلمانوں کو اذیتیں دی جانے لگیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکلے جب برکِ غماد میں پہنچے تو ابنِ دغنہ انہیں ملے وہ قبیلہ قارہ کے سردار تھے۔ اُس نے کہا اے ابابکر کہاں کا ارادہ ہے۔ ابوبکر صدیق نے کہا میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ زمین کے کسی خطہ میں چلا جاؤں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔ ابنِ دغنہ نے کہا اے ابابکر تمہارے جیسے انسان نکلا نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں نکالا جاتا ہے۔ آپ لوگوں کو وہ عطا کرتے ہیں جو وہ تمہارے علاوہ اور کسی سے نہیں پاتے اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔ بوجھل شخص کی کفالت کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ مہمات اور حوادث پہ مدد کرتے ہیں میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ آپ واپس تشریف لے جائیں اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کریں۔

marfat.com
Marfat.com

وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَاَنَا لَكَ جَارٌ اِرْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ
فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِيْ
اَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ اِنَّ اَبَابَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ
اَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ
وَيَقْرِى الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ
بِجِوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ اَبَابَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ
رَبَّهُ فِيْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ فِيْهَا وَلْيَقْرَأْ مَا شَآءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ
وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهٖ فَاِنَّا نَخْشٰى اَنْ يَفْتِنَ نِسَآءَنَا فَقَالَ ذٰلِكَ
ابْنُ الدَّغِنَةِ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَلَبِثَ اَبُوْبَكْرٍ بِذٰلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِيْ دَارِهٖ
وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهٖ وَلَا يَقْرَأُ فِيْ غَيْرِ دَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لِاَبِيْ

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واپس آگئے اور ان کے ساتھ ابنِ دغنہ بھی واپس آئے پھر شام کے وقت ابنِ دغنہ قریش کے سرداروں کے پاس گیا اور ان سے کہا ابوبکر جیسے شخص کو نکلنا نہیں چاہیئے اور نہ اسے نکالا جائے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو فقیروں کو مال دیتا ہے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ بوجھل شخص کی کفالت کرتا ہے مہمان نوازی کرتا ہے۔ مہمات و حوادث پر مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابن دغنہ کی امان کی تکذیب نہ کی۔ اُنھوں نے ابن دغنہ سے کہا ابوبکر سے کہو کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اسی میں نماز پڑھے اور جو کچھ وہ چاہے پڑھے۔ اور اس کے باعث ہمیں اذیت نہ پہنچائے اور نہ ہی اس کا اعلان کرے کیونکہ ہمیں خطرہ ہے کہ وہ ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنہ میں ڈال دیں گے ابن دغنہ نے یہ ابوبکر صدیق سے ذکر کیا تو ابوبکر کچھ عرصہ اس طرح اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے رہے۔ اور نماز کا اعلان نہ کرتے تھے اور نہ ہی اپنے گھر کے سوا کہیں پڑھتے۔ پھر ان کا خیال پیدا ہوا اور اُنھوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی۔ اور اس میں نماز ادا کرتے اور قرآن پڑھتے تھے۔ تو مشرکوں کی عورتیں اور لڑکے

marfat.com
Marfat.com

بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ وَكَانَ يُصَلِّىْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَيَتَقَذَّفُ عَلَيْهِ نِسَآءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَبْنَآؤُهُمْ وَهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَجُلًا بَكَّآءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ اِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَاَفْزَعَ ذٰلِكَ اَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاَرْسَلُوْا اِلٰى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا اِنَّا كُنَّا اَجَرْنَا اَبَابَكْرٍ بِجِوَارِكَ عَلٰى اَنْ يَعْبُدَ رَبَّهٗ فِىْ دَارِهٖ فَقَدْ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَآءِ دَارِهٖ فَاَعْلَنَ بِالصَّلٰوةِ وَالْقِرَآءَةِ فِيْهِ وَاِنَّا قَدْ خَشِيْنَا اَنْ يَفْتِنَ نِسَآءَنَا وَاَبْنَآءَنَا فَاْتِهٖ فَاِنْ اَحَبَّ اَنْ يَقْتَصِرَ عَلٰى اَنْ يَعْبُدَ رَبَّهٗ فِىْ دَارِهٖ فَعَلَ وَاِنْ اَبٰى اِلَّا اَنْ يُعْلِنَ بِذٰلِكَ فَسَلْهُ اَنْ يَرُدَّ اِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَاِنَّا قَدْ كَرِهْنَا اَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِاَبِىْ بَكْرٍ الْاِسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَتٰى

اور لڑکے ان کے پاس اکٹھے ہو جاتے اور ان سے تعجب کرتے اور انہیں دیکھتے تھے۔ ابوبکر صدیق بہت رونے والے تھے۔ جب قرآن پڑھتے تو اپنی آنکھوں کے مالک نہ رہتے تھے۔ اس عمل نے مشرکوں کو گھبراہٹ میں ڈال دیا تو انھوں نے ابن دغنہ کو پیغام بھیجا وہ اُن کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا ہم نے آپ کے امان کے باعث ابوبکر کو امان اس شرط پر دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اُس نے تجاوُز کیا ہے اور اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا لی ہے اور اس میں علانیہ نماز ادا کرتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں۔ ہمیں خوف ہے کہ وہ ہماری عورتوں اور اولاد کو فتنہ میں ڈال دیں گے۔ انہیں منع کرو اگر وہ اسی پر اقتصار کرتے ہیں کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں تو بے شک کریں اور اگر وہ ضرور علانیہ یہ کرنا چاہتے ہیں تو اُن سے کہو کہ تمہارا ذمہ تمہارے حوالہ کر دیں کیونکہ ہم اچھا نہیں سمجھتے ہیں کہ تمہارے ذمہ کو توڑیں اور نہ ہی ہم ابوبکر کو اس اعلان پر چھوڑ سکتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِىْ عَاقَدْتُ
لَكَ عَلَيْهِ فَاِمَّا اَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰى ذٰلِكَ وَاِمَّا اَنْ تَرْجِعَ اِلَىَّ ذِمَّتِىْ
فَاِنِّىْ لَا اُحِبُّ اَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ اَنِّىْ اُخْفِرْتُ فِىْ رَجُلٍ عَقَدْتُ
لَهٗ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَاِنِّىْ اَرُدُّ اِلَيْكَ جِوَارَكَ وَاَرْضٰى بِجِوَارِ اللّٰهِ
وَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِيْنَ
اِنِّىْ اُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ
فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ
بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَتَجَهَّزَ اَبُوْبَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ
لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَاِنِّىْ اَرْجُوْ اَنْ يُّؤْذَنَ
لِىْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَهَلْ تَرْجُوْ ذٰلِكَ بِاَبِىْ اَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ
اَبُوْبَكْرٍ نَفْسَهٗ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهٗ وَعَلَفَ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابن دغنہ ابوبکر کے پاس آیا اور کہا آپ جانتے ہیں جس شرط پر میں نے آپ سے عہد کیا ہے۔ یا تو اس شرط پر اقتصار کرو یا میرا ذمہ اور عہد مجھے واپس کردو کیونکہ میں یہ اچھا نہیں سمجھتا ہوں کہ عرب یہ سُنیں کہ میں نے ایک آدمی کا عہد توڑ دیا ہے جو اس سے عقد کیا تھا۔ ابوبکر نے کہا میں تمہاری امان تمہیں واپس کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی امان پر راضی ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے۔ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے۔ وہ دونوں پہاڑوں کے درمیان کھجوروں والی زمین ہے۔ جو حَرَّتین کے درمیان ہے۔ پھر جس نے بھی ہجرت کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور جو لوگ حبشہ کے ملک میں ہجرت کرکے چلے گئے تھے ان میں سے عام لوگ مدینہ منورہ کی طرف لوٹ آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ جانے تیار ہوئے تو انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ آرام کریں جلدی نہ کریں

marfat.com
Marfat.com

رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخَبَطُ اَرْبَعَةَ
اَشْهُرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ
يَوْمًا جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِ اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ
لِاَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَمْ
يَكُنْ يَاْتِيْنَا فِيْهَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فِدَاءٌ لَهٗ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَاللّٰهِ مَا
جَآءَ بِهٖ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا اَمْرٌ قَالَتْ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَ فَاُذِنَ لَهٗ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِاَبِيْ بَكْرٍ اَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّمَا هُمْ اَهْلُكَ بِاَبِيْ
اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّيْ قَدْ اُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَقَالَ
اَبُوْ بَكْرٍ الصَّحَابَةَ بِاَبِيْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَخُذْ بِاَبِيْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

سے اُمید ہے کہ مجھے اجازت دی جائے گی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرا باپ قربان ہو کیا آپ بھی ہجرت کی اُمید رکھتے ہیں۔ فرمایا ہاں! ابوبکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رُک گئے تاکہ آپ کے ساتھ ہجرت کریں اور دو اونٹنیوں کو جو ان کے پاس تھیں چار ماہ تک انہیں کیکر کے پتے کھلاتے رہے۔ ابن شہاب نے بذریعہ عروہ کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک دفعہ ہم دوپہر کو ابوبکر کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے تو کسی کہنے والے نے ابوبکر سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک کو ڈھانپے ہوئے ہیں۔ آپ ایسے وقت ہمارے پاس تشریف لائے کہ اس وقت کبھی نہیں آئے تھے۔ ابوبکر صدیق نے کہا میرا باپ اور ماں قربان ہو اس وقت آپ کا تشریف لانا کسی ضروری کام کے لئے ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ کو اجازت دی گئی آپ اندر تشریف لے آئے اور ابوبکر صدیق

marfat.com
Marfat.com

اِحدٰی رَاحِلَتَیَّ هَاتَیْنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ
عَائِشَةُ فَجَهَّزْنَاهُمَا اَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِیْ
جِرَابٍ فَقَطَعَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا
فَرَبَطَتْ بِهٖ عَلٰی فَمِ الْجِرَابِ فَبِذٰلِكَ سُمِّیَتْ ذَاتَ النِّطَاقِ
قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ بِغَارٍ فِیْ جَبَلٍ
ثَوْرٍ فَکَمَنَا فِیْهِ ثَلٰثَ لَیَالٍ یَبِیْتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ
وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ فَیُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ
فَیُصْبِحُ مَعَ قُرَیْشٍ بِمَکَّةَ کَبَائِتٍ فَلَا یَسْمَعُ اَمْرًا یُکْتَادَانِ
بِهٖ اِلَّا وَعَاهُ حَتّٰی یَاْتِیَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِیْنَ یَخْتَلِطُ الظَّلَامُ
وَیَرْعٰی عَلَیْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَیْرَةَ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَیُرِیْحُهَا
عَلَیْهِمَا حِیْنَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَآءِ فَیَبِیْتَانِ فِیْ رِسْلٍ وَهُوَ

ت فرمایا جو کوئی ہمارے پاس ہے اسے نکال دو، ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ قربان ہو گے
ں وصف آپ کی بیوی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ہجرت کرنے کی اجازت مل
ئی ہے۔ ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ قربان ہو میں آپ کی مصاحبت چاہتا ہوں۔ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ قربان ہو میری دو اونٹنیوں میں سے
ایک لے لیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیمت سے لیں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا
ہم نے انہیں جلدی سے تیار کیا اور ان کے لئے چمڑے کی تھیلی میں کچھ کھانا رکھ دیا اور اسماء بنت ابی بکر نے اپنے
ازار سے کچھ کاٹ کر اس سے توشہ دان کا منہ باندھ دیا اسی وجہ سے انہیں ازار والی کہا جاتا ہے۔ ام المؤمنین
نے فرمایا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق جبل ثور کی غار میں چلے گئے اور تین دن اس
میں چھپے رہے عبداللہ بن ابی بکر جو نوجوان ذکی اور سمجھ دار تھے۔ رات ان کے پاس رہتے تھے اور اندھیرے

marfat.com
Marfat.com

لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيفُهُمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ فَيَفْعَلُ
ذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَاسْتَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيْلِ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ
عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَالْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ عَمَسَ حِلْفًا
فِي اٰلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَاَمِنَاهُ
فَدَفَعَا اِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ
بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيْلُ
فَاَخَذَ بِهِمْ عَلٰى طَرِيْقِ السَّوَاحِلِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِي
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلِجِيُّ وَهُوَ ابْنُ اَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ

میں ان کے پاس سے آجاتے اور مکہ مکرمہ میں قریش کے پاس صبح کرتے جیسے رات مکہ میں رہے ہیں اور وہ جو بھی تدبیر اُن کے بارے میں کی جاتی اسے سُن کر یاد کر لیتے اور جب اندھیرا ہو جاتا تو اس کی خبر انہیں بتا دیتے اور اور ابوبکر صدیق کا آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ ان کے پاس بکریاں چراتے رہتے جب رات کا اندھیرا ہوتا تو دودھ والی بکریاں ان کے پاس لے جاتے اور وہ دُودھ پی کر رات گزارتے حتی کہ صبح کے اندھیرے میں عامر بن فہیرہ بکریاں ہانک کر لے جاتے۔ تین راتیں ہر رات اسی طرح کرتے رہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق نے بنی دِیل کے ایک آدمی کو جو بنی عبد بن عدی میں سے تھا، ملازم رکھا ہُوا تھا وہ واقف رہبر تھا۔ خریّت ،، واقف رہبر ہے اُس نے آل عاص بن وائل سہمی سے عقدِ حلف کر رکھا تھا۔ جبکہ وہ کفارِ قریش کے دین پر تھا۔ اسے امین بنایا اور دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور اس سے تین راتوں کے بعد تیسری رات کی صبح کو دونوں اونٹنیاں غارِ ثور میں پہنچانے کا وعدہ لیا اور عامر بن فہیرہ اور رہبر ان کے ساتھ چلے اور رہبر انہیں ساحل کے راستہ لے گیا۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن مالک مُدلجی سراقہ بن مالک بن جعشم کے بھتیجے نے بیان کیا کہ اس کے والد نے انہیں بتایا کہ اس نے سراقہ بن مالک کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ ہمارے پاس قریش کے قاصد آئے جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق میں سے ہر ایک کو قتل کرنے یا پکڑ کر

marfat.com
Marfat.com

ابْنِ جُعْشُمٍ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ سُرَاقَةَ ابْنَ جُعْشُمٍ يَقُوْلُ
جَآءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ
بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِمَنْ قَتَلَهٗ اَوْ اَسَرَهٗ فَبَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ
فِىْ مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِىْ بَنِىْ مُدْلِجٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتّٰى
قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ اِنِّىْ قَدْ رَاَيْتُ اٰنِفًا
اَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ اُرَاهَا مُحَمَّدًا وَّاَصْحَابَهٗ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ
اَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَاَيْتَ فُلَانًا وَ
فُلَانًا اِنْطَلَقُوْا بِاَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِى الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ
فَدَخَلْتُ فَاَمَرْتُ جَارِيَتِىْ اَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِىْ وَهِىَ مِنْ وَّرَآءِ
اَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَىَّ وَاَخَذْتُ رُمْحِىْ فَخَرَجْتُ بِهٖ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ
فَخَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْاَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهٗ حَتّٰى اَتَيْتُ فَرَسِىْ

لانے والے کو سو اونٹ دینے کا اعلان کر رہے تھے۔ ایک وقت میں میں اپنی قوم بنی مُدلج کی مجلس میں بیٹھا ہُوا تھا کہ اُن میں سے ایک آدمی آیا اور ہمارے پاس کھڑا ہو گیا جبکہ ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس نے کہا اے سُراقہ! میں نے ابھی ابھی ساحل پر چند لوگ دیکھے ہیں میں انہیں محمد اور ان کے ساتھی خیال کرتا ہوں سراقہ نے کہا میں نے پہچان تو لیا کہ وہ وہی ہیں لیکن اسے میں نے یہ کہا کہ وہ وہ نہیں ہیں تُو نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا ہوگا وہ ہمارے سامنے گئے ہیں۔ پھر میں مجلس میں تھوڑا سا ٹھہرنے کے بعد گھر چلا گیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ وہ میرا گھوڑا باہر نکالے اور وہ ٹیلے کے پیچھے اس کو میرے لئے روک رکھے اور میں اپنا نیزہ لے کر گھر کی پچھلی طرف سے نکلا اور اس کی شام سے زمین پر خط لگاتا ہوا

اور اس کا اوپر والا حصہ نیچے کئے ہوئے میں اپنے گھوڑے کے پاس آیا اور اس پر سوار ہو گیا میں نے اسے تیز دوڑایا حتیٰ کہ ان کے قریب ہو گیا پھر میرا گھوڑا پھسلا اور

marfat.com
Marfat.com

فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي حَتَّى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي
فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى كِنَانَتِي فَاسْتَخْرَجْتُ
مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِي
أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِي حَتَّى إِذَا
سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُو بَكْرٍ
يُكْثِرُ الِالْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الْأَرْضِ حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ
فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا
اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا غُبَارٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ
الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ
بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوا فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جِئْتُهُمْ وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ

میں اس سے گر پڑا اور اُٹھ کر اپنا ہاتھ ترکش میں لے گیا اور اس سے تیر نکالے اور اُن سے فال معلوم کرنا چاہی کہ میں انہیں ضرر پہنچا سکتا ہوں یا نہیں تو وہ تیر نکلا جسے میں مکروہ جانتا تھا۔ پھر میں گھوڑے پر سوار ہوگیا اور تیروں کی فال کو تسلیم نہ کیا گھوڑا مجھے ان کے اتنا قریب لے گیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سُنی جبکہ آپ کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور ابوبکر اِدھر اُدھر زیادہ دیکھتے تھے۔ اچانک میرا اور میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں زمین میں گھٹنوں تک دھنس گئے اور میں گھوڑے سے گر پڑا پھر میں نے اسے ڈانٹا وہ زور سے کھڑا ہُوا اور اپنے پاؤں زمین سے نکالنا اس کے لئے مشکل ہوگیا۔ جب وہ بمشکل سیدھا کھڑا ہُوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے اگلے پاؤں کی وجہ سے غبار دھوئیں کی طرح آسمان میں بلند ہونے لگا۔ پھر میں نے تیروں سے فال نکالی تو وہی نکلی جسے میں پسند نہ کرتا تھا۔ میں نے انہیں امان کی آواز دی تو وہ ٹھہر گئے میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر ان کے پاس آیا اور اُن سے رُک جانے کے باعث میرے دل میں بہت بڑی

marfat.com
Marfat.com

لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ اَنْ سَيَظْهَرُ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوْا فِيْكَ الدِّيَةَ وَاَخْبَرْتُهُمْ
اَخْبَارَ مَا يُرِيْدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ
فَلَمْ يَرْزَاْنِيْ وَلَمْ يَسْاَلُوْنِيْ اِلَّا اَنْ قَالَ اَخْفِ عَنَّا فَسَاَلْتُهٗ اَنْ
يَّكْتُبَ لِيْ كِتَابَ اَمْنٍ فَاَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ لِيْ فِيْ رُقْعَةٍ
مِنْ اَدَمٍ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ
عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِيْ رَكْبٍ
مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا تُجَّارًا قَافِلِيْنَ مِنَ الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ
بِمَخْرَجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّةَ فَكَانُوْا يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ
اِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُوْنَهٗ حَتّٰى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ فَانْقَلَبُوْا يَوْمًا

واقع ہوئی کہ عنقریب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین غالب ہوگا تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی قوم نے آپ کے بارے میں سو اونٹ مقرر کئے ہیں اور میں نے انہیں وہ تمام خبریں بتادیں جو لوگوں کا ان کے متعلق ارادہ تھا۔ اور میں نے انہیں زادِ راہ اور سامان کی پیشکش کی لیکن انھوں نے مجھ سے کچھ نہ لیا اور سوائے اس کے مجھ سے کچھ طلب نہ کیا کہ فرمایا کہ ہمارا حال لوگوں سے چھپائیں میں نے آپ سے سوال عرض کیا کہ یہ لکھ کر تحریر کردیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا تو اس نے چمڑے کے ٹکڑے پر لکھ دیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ ابن شہاب نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان تاجروں کے قافلے میں زبیر بن عوام سے ملے جو شام سے واپس آرہے تھے۔ زبیر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کو سفید کپڑے پیش کئے۔ ادھر مسلمانوں نے مدینہ منورہ میں جناب

marfat.com

Marfat.com

بَعْدَ مَا اَطَالُوْا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا اَوَوْا اِلٰى بُيُوْتِهِمْ اَوْفٰى رَجُلٌ
مِنْ يَهُوْدَ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ اَطَامِهِمْ لِاَمْرٍ يَنْظُرُ اِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ مُبَيَّضِيْنَ يَزُوْلُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُوْدِيُّ
اَنْ قَالَ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِيْ تَنْتَظِرُوْنَ
فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَى السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ
فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذٰلِكَ
يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعٍ الْاَوَّلِ فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَآءَ مِنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ
لَمْ يَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْيَّ اَبَا بَكْرٍ حَتّٰى اَصَابَتِ الشَّمْسُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَآئِهٖ فَعَرَفَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کی خبر سنی تو وہ ہر روز صبح حرہ جاتے اور آپ کا انتظار کرتے حتی کہ دوپہر کی گرمی انہیں واپس کرتی۔ ایک دن مزید انتظار کے بعد وہ واپس ہوئے اور جب اپنے گھروں میں پہنچے تو ایک یہودی کچھ دیکھنے کے لئے مدینہ منورہ کے ایک بلند ٹیلہ پر چڑھا تو اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو سفید کپڑے پہنے ہوئے۔ اس حال میں دیکھا کہ ان سے سراب زائل ہوتا ہے تو اس نے بے اختیار ہو کر بلند آواز سے کہا اے عربو! یہ تمہارا نصیبہ ہے جس کا ہر روز انتظار کرتے ہو مسلمان فوراً اپنے اپنے ہتھیار لے کر اُمنڈ آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حرہ مقام کے پیچھے ملے آپ ان کے ساتھ دائیں جانب مائل ہوئے اور ان سب کے ساتھ بنی عمرو بن عوف میں قیام فرمایا یہ ماہ ربیع الاوّل کے پیر کے دن کا واقعہ ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش بیٹھے رہے۔ اور قبیلہ انصار میں سے جو کوئی آتا جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہ تھا وہ ابوبکر صدیق کو سلام کرتا حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوپ آگئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آکر اپنی چادر سے آپ پر سایہ کیا تو اس وقت لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا

marfat.com
Marfat.com

النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَاَسَّسَ الْمَسْجِدَ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَسَارَ يَمْشِيْ مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حَجْرِ اَسْعَدِ بْنِ زُرَارَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهُ هٰذَا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا فَقَالَ بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰى ابْتَاعَهُ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں دس روز سے زیادہ ٹھہرے اور یہیں اس مسجد کی بنیاد رکھی گئی جو تقویٰ پر مبنی ہے۔ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ پھر اونٹنی پر سوار ہو کر چلے جبکہ لوگ بھی آپ کے ساتھ چل رہے تھے حتیٰ کہ اونٹنی مدینہ منورہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف کے پاس بیٹھ گئی۔ اس میں اس وقت کچھ مسلمان نماز پڑھتے تھے۔ اور وہ سہل اور سہیل دو یتیم بچوں، جو اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے کی کھجوروں کا کھلیان تھا جب آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان شاء اللہ یہی ہمارے ٹھہرنے کی جگہ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بچوں کو بلایا اور ان سے کھلیان کی قیمت معلوم کی تاکہ وہاں مسجد بنائیں۔ انھوں نے کہا ہم فروخت نہیں کرتے بلکہ یا رسول اللہ آپ کو ہبہ کرتے ہیں۔ پھر آپ نے اس جگہ مسجد کی بنیاد رکھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مسجد کی تعمیر کے وقت اینٹیں اٹھا کر لاتے

marfat.com

Marfat.com

۳۶۵۸ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ عَنْ اَبِیْہِ وَفَاطِمَۃَ عَنْ اَسْمَآءَ صَنَعْتُ سُفْرَۃً لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ حِیْنَ اَرَادَ الْمَدِیْنَۃَ فَقُلْتُ لِاَبِیْ مَا اَجِدُ شَیْئًا اَرْبُطُہٗ اِلَّا نِطَاقِیْ قَالَ فَشُقِّیْہِ فَفَعَلْتُ فَسُمِّیَتْ ذَاتَ النِّطَاقَیْنِ

۳۶۵۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ لَمَّا اَقْبَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ تَبِعَہٗ سُرَاقَۃُ بْنُ مَالِکِ بْنِ جُعْشُمٍ فَدَعَا عَلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاخَتْ بِہٖ فَرَسُہٗ قَالَ اُدْعُ اللّٰہَ لِیْ وَلَا اَضُرُّکَ فَدَعَا لَہٗ قَالَ فَعَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَاعٍ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ فَاَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِیْہِ کُثْبَۃً مِنْ لَبَنٍ فَاَتَیْتُہٗ فَشَرِبَ حَتّٰی رَضِیْتُ

۳۶۵۸ — ترجمہ : ہشام نے اپنے والد اور زوجہ فاطمہ سے اُنھوں نے اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کیا جبکہ اُنھوں نے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کیا میں نے اپنے والد سے کہا میں اپنے ازار بند کے سوا توشہ دان باندھنے کے لئے کچھ نہیں پاتی ہوں۔ ابوبکر صدیق نے کہا اسے پھاڑ دو چنانچہ میں نے وہی کیا اس لئے مجھے ذات نطاقین کہا جاتا ہے۔

(اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جس نے نطاق پھاڑ کر توشہ دان باندھنے کے لئے کہا تھا وہ ان کے والد حضرت ابوبکر صدیق تھے رضی اللہ عنہ)

۳۶۵۹ — ترجمہ : ابواسحاق سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے براء کو یہ کہتے

marfat.com
Marfat.com

٣٦٦٠ ـــ حَدَّثَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِي اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَسْمَآءَ اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَآءٍ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيْهِ فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهٗ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهٗ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ فَفَرِحُوْا بِهٖ فَرَحًا شَدِيْدًا وَذُكِرَ لَهُمْ اَنَّ الْيَهُوْدَ قَدْ سَحَرَتْهُمْ فَلَا يُوْلَدُ لَهُمْ وَتَابَعَهٗ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَسْمَآءَ اَنَّهَا هَاجَرَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ جُبْلٰى

ہُوئے سُنا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو سراقہ بن مالک بن جعشم آپ کے پیچھے لگ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بد دعا کی تو اُس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے کہا میرے لئے دُعاء فرمائیں میں آپ کو کچھ ضرر نہ دوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دُعاء کی۔ راوی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی اور ایک چرواہے کے پاس سے گزرے تو ابوبکر صدیق نے کہا میں نے پیالہ لیا اور اس میں دودھ دوہا اور آپ کے پاس لایا آپ نے پیا حتیٰ کہ میں خوش ہو گیا۔

ـــــ (حدیث ع ۲۲۷۶ کی شرح دیکھیں) ـــــ

ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ عبداللہ بن زبیر ان کے بطن میں تھے۔ اُنھوں نے کہا میں ہجرت کرنے نکلی جبکہ

٣٦٦٠ ـــ

میں پُورے دن کر چکی تھی۔ میں مدینہ منورہ میں آئی اور قباء میں اقامت کی اور قباء میں ہی عبداللہ کو جنم دیا پھر میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی اور اسے آپ کی آغوش میں رکھ دیا۔ آپ نے کھجور منگوائی اور اسے چبا کر عبداللہ کے منہ میں تھوک ڈالا پس پہلی شئی جو عبداللہ کے پیٹ میں داخل ہُوئی وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوک تھا۔ پھر اسے کھجور کی گھٹی دی اور اس کے لئے برکت کی دُعاء کی۔ عبداللہ پہلا بچہ تھا جو اسلام

marfat.com

Marfat.com

۳۶۶۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِی الْاِسْلَامِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ اَتَوْا بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَاكَهَا ثُمَّ اَدْخَلَهَا فِیْ فِيْهِ فَاَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيْقُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں پیدا ہوا۔ زکریا بن یحییٰ کی خالد بن مخلد نے علی بن مسہر ہشام اور اسماء رضی اللہ عنہم کے ذریعہ متابعت کی کہ اسماء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی جبکہ وہ حاملہ تھیں۔

۳۶۶۰ — شرح : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں حاملہ ہوئیں۔ وہ مدینہ منورہ کی طرف نکلیں اور حمل کی مدت پوری ہونے والی تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قباء سے تشریف لے گئے تو آپ کے بعد عبداللہ پیدا ہوئے۔ جب اسماء انہیں آپ کے پاس لائیں تو آپ نے کھجور چبا کر اسے گھٹی دی اور برکت کی دعاء فرمائی۔ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے یہ پیدا ہوئے تھے اور مدینہ منورہ کے علاوہ مہاجرین میں سے عبداللہ بن جعفر حبشہ میں پیدا ہوئے اور انصار میں سے مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد مسلمہ بن مخلد پیدا ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ نعمان بن بشیر پیدا ہوئے۔ خالد بن مخلد شیعہ ہے۔ ۲۱۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ علی بن مسہر ابوالحسن موصل کے قاضی تھے وہ کوفی، حافظ محدث اور فقیہ ہیں۔ ۱۸۷ ہجری میں فوت ہوئے۔

۳۶۶۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اسلام میں پہلا بچہ جنم لینے والا حضرت عبداللہ بن زبیر تھے رضی اللہ عنہ۔ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور لی اور اسے چبایا پھر اسے عبداللہ کے منہ میں ڈالا تو اُن کے پیٹ میں پہلی شئی داخل ہونے والی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب شریف تھا۔

۳۶۶۱ — شرح : یعنی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں سب سے پہلے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اس سے پہلی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عبداللہ کی والدہ انہیں حضور کی خدمت میں لائی تھی۔ لیکن ممکن ہے کہ اُن کے ساتھ ان کا شوہر زبیر یا ہمشیرہ ام المؤمنین ہوں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا پھر

marfat.com
Marfat.com

۳۶۶۲ — حَدَّثَنِی مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ
اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُهَیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ
مَالِكٍ قَالَ اَقْبَلَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ
اَبَابَكْرٍ وَاَبُوْبَكْرٍ شَیْخٌ یُعْرَفُ وَنَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَابٌّ لَا یُعْرَفُ
قَالَ فَیَلْقَی الرَّجُلُ اَبَابَكْرٍ فَیَقُوْلُ یَا اَبَابَكْرٍ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ
بَیْنَ یَدَیْكَ فَیَقُوْلُ هٰذَا الرَّجُلُ یَهْدِیْنِی الطَّرِیْقَ قَالَ فَیَحْسَبُ
الْحَاسِبُ اَنَّهٗ اِنَّمَا یَعْنِیْ بِالطَّرِیْقِ وَاِنَّمَا یَعْنِیْ سَبِیْلَ الْخَیْرِ فَالْتَفَتَ
اَبُوْبَكْرٍ فَاِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا فَارِسٌ

جب وہ سات یا آٹھ برس کے ہوئے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ سے بیعت کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے انہیں بیعت کر لیا۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو زید بن حارثہ کو بھیجا وہ آپ کی رفیقۂ حیات سودہ بنت زمعہ دونوں صاحبزادیوں فاطمہ، ام کلثوم، زید بن حارثہ کی بیوی ام ایمن ان کے بیٹے اُسامہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور ان کے ساتھ عبداللہ بن ابی بکر، ان کی والدہ ام رومان اور دونوں ہمشیرگان عائشہ اور اسماء بھی تشریف لائیں جبکہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تعمیر فرما رہے تھے۔ بایں ہمہ اسماء کا کہنا کہ میں نے عبداللہ کو قباء میں جنم دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوئے تھے (فتح)

۳۶۶۲ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور آپ کے پیچھے اپنی سواری پر ابوبکر صدیق تھے۔ ابوبکر صورت میں بوڑھے تھے انہیں ہر ایک پہچانتا تھا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوجوان غیر معروف تھے۔ حضرت انس نے کہا کوئی آدمی ابوبکر سے ملاقات کرتا اور کہتا اے ابابکر یہ آدمی کون ہے جو تمہارے آگے ہے؟ وہ جواب دیتے یہ شخص مجھے راستہ بتانے والا ہے۔ گمان کرنے والا یہ گمان کرتا کہ وہ عام راہ بتانے والا ہے۔ حالانکہ ابوبکر کی مُراد نیکی کا راستہ تھا۔ اچانک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک طرف دیکھا

marfat.com
Marfat.com

قَدْ لَحِقَ بِنَا فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ
فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تَحْمَحِمُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِمَ
شِئْتَ قَالَ فَقِفْ مَكَانَكَ لَا تَتْرُكَنَّ اَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا قَالَ فَكَانَ
اَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اٰخِرَ النَّهَارِ
مُسْلِحَةً لَهٗ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ
اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَآءُوْا اِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِمَا وَقَالُوْا
اِرْكَبَا اٰمِنِيْنَ مُطَاعِيْنَ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَحَفُّوْا
دُوْنَهُمَا بِالسِّلَاحِ فَقِيْلَ فِي الْمَدِيْنَةِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ اَشْرِفُوْا يَنْظُرُوْنَ
وَيَقُوْلُوْنَ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَاَقْبَلَ يَسِيْرُ حَتّٰى نَزَلَ جَانِبَ
دَارِ اَبِيْ اَيُّوْبَ فَاِنَّهٗ لَيُحَدِّثُ اَهْلَهٗ اِذْ سَمِعَ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
سَلَامٍ وَهُوَ فِيْ نَخْلٍ لِاَهْلِهٖ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فَعَجِلَ اَنْ يَضَعَ الَّذِيْ

تو ایک شخص گھوڑے پر سوار ان کے پاس پہنچنا چاہتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سوار ہم تک پہنچ رہا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مڑ کر دیکھا تو فرمایا اے اللہ! اسے گرا دے تو اسے گھوڑے نے گرا دیا۔ پھر کھڑے ہو کر ہنہنانے لگا۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! آپ جو چاہتے ہیں مجھے حکم دیں تعمیل ہوگی،، آپ نے فرمایا اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور کسی کو ہمارے پاس نہ پہنچنے دو۔ حضرت انس نے کہا وہ شخص شروع دن میں آپ کو پکڑنے کی کوشش میں تھا اور آخر دن میں آپ کا محافظ بن گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرہ کے ایک طرف اقامت پذیر ہوئے۔ پھر انصار کو پیغام بھیجا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں کو سلام کہا اور عرض کیا آپ امن و امان سے سوار ہوں۔ ہم سب آپ کے مطیع ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہو گئے اور انصار نے انھیں ہتھیاروں سے گھیر لیا اور مدینہ منورہ میں یہ آوازیں بلند ہونے لگیں۔ نبی اللہ تشریف لے آئے نبی اللہ تشریف لے آئے۔ لوگ اونچی جگہوں پہ چڑھ کر آپ کو

marfat.com
Marfat.com

يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيهَا فَجَاءَ وَهِيَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ بُيُوتِ أَهْلِنَا أَقْرَبُ
فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ أَنَا يَا نَبِيَّ اللهِ هٰذَا دَارِي وَهٰذَا بَابِي قَالَ فَانْطَلِقْ
فَهَيِّئْ لَنَا مَقِيلًا قَالَ قُومَا عَلَى بَرَكَةِ اللهِ فَلَمَّا جَاءَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ وَأَنَّكَ
جِئْتَ بِحَقٍّ وَقَدْ عَلِمَتْ يَهُودُ أَنِّي سَيِّدُهُمْ وَابْنُ سَيِّدِهِمْ وَأَعْلَمُهُمْ
وَابْنُ أَعْلَمِهِمْ فَادْعُهُمْ فَسَلْهُمْ عَنِّي قَبْلَ أَنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ
فَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ قَالُوا فِيَّ مَا لَيْسَ فِيَّ فَأَرْسَلَ نَبِيُّ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوا فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ وَيْلَكُمُ اتَّقُوا اللهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَإِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ
أَنِّي رَسُولُ اللهِ حَقًّا وَأَنِّي جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ فَأَسْلِمُوا قَالُوا مَا نَعْلَمُهُ قَالُوا
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَهَا ثَلٰثَ مِرَارٍ قَالَ فَأَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللهِ

دیکھ رہے تھے۔ اور کہتے تھے نبی اللہ تشریف لے آئے نبی اللہ تشریف لے آئے۔ آپ چلتے ہوئے تشریف لائے اور ابو ایوب کے مکان کے پاس اُتر پڑے آپ گھر والوں سے باتیں کر رہے تھے اچانک عبداللہ بن سلام نے سنا جبکہ وہ اپنے گھر والوں کے باغ میں کھجوریں چُن رہے تھے وہ جلدی سے جمع کی ہوئی کھجوریں اپنے ساتھ لے کر آ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سُنا پھر اپنے گھر چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اقرباء میں سے کس کا گھر قریب ہے۔ ابو ایوب نے کہا یا رسُول اللہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے۔ فرمایا چلو اور قیلولہ کے لئے جگہ تیار کرو۔ ابو ایوب نے کہا اللہ کی برکت ہے۔ دونوں تشریف لے چلیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں اور حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ یہودی جانتے ہیں کہ میں اُن کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور

marfat.com
Marfat.com

ابْنُ سَلَامٍ قَالُوا ذَاكَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا وَاَعْلَمُنَا وَابْنُ اَعْلَمِنَا
قَالَ اَفَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ قَالُوا حَاشٰى لِلّٰهِ مَا كَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ يَا ابْنَ
سَلَامٍ اُخْرُجْ عَلَيْهِمْ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ اتَّقُوا اللّٰهَ فَوَاللّٰهِ
الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّهُ جَآءَ
بِحَقٍّ فَقَالُوْا كَذَبْتَ فَاَخْرَجَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ان کا بڑا عالم ہوں اور بڑے عالم کا بیٹا ہوں۔ آپ انہیں بلائیں اور انہیں میرے اسلام کا علم ہونے سے پہلے پوچھیں کیونکہ اگر انہیں معلوم ہوگیا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے تو میرے متعلق وہ باتیں کریں گے جو مجھ میں نہیں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیغام بھیجا وہ آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے یہودیوں کی جماعت! تمہاری خرابی ہو۔ اللہ سے ڈرو! اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور تمہارے پاس سچ لے کر آیا ہوں۔ تم اسلام قبول کرو انھوں نے کہا ہم اسے نہیں جانتے ہیں۔ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تین بار کہا۔ آپ نے فرمایا تم میں عبداللہ بن سلام کیسا شخص ہے؟ اُنھوں نے کہا وہ ہمارا سید ہے اور ہمارے سید کا بیٹا ہے اور ہمارا بڑا عالم ہے اور بڑے عالم کا بیٹا ہے۔ فرمایا: مجھے بتاؤ اگر وہ اسلام قبول کرے اُنھوں نے کہا اللہ نہ کرے وہ اسلام قبول نہیں کرسکتے ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن سلام باہر آؤ وہ باہر آئے اور ان سے کہا اے یہودیوں کی جماعت اللہ سے ڈرو! اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ تم جانتے ہو آپ اللہ کے رسول ہیں اور سچا مذہب لے کر آئے ہیں۔ یہودیوں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں باہر نکلوا دیا۔

۳۶۶۲ ــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ یہی آپ کی ہجرت تھی۔ **قولہ وھو مَردف** " یہ جملہ حالیہ ہے اس کے معنی میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق سواری پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے تھے۔ دوسرا یہ کہ وہ دوسری سواری پر سوار تھے جو آپ کے پیچھے تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بال سفید تھے۔ اس لئے حدیث میں انہیں شیخ ذکر کیا حالانکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے زیادہ عمر کے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شام کے سفر تجارت میں مدینہ منورہ سے گزرا کرتے تھے اور وہاں کے لوگ

marfat.com
Marfat.com

انہیں پہچانتے تھے اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ حال نہ تھا اس لئے کہا ابوبکر شیخ یُعرف ، یعنی ابوبکر بوڑھے معروف تھے۔ اس سفر میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابوبکر صدیق سے فرمایا تھا کہ لوگوں کو مجھ سے بے خبر رکھنا اس لئے جب کوئی اُن سے پوچھتا کہ تم کون ہو تو وہ کہتے " رَجُلٌ یَّھْدِیْنِی السَّبِیْلَ "، حاجت کا متلاشی ہوں اور جب یہ کہا جاتا کہ یہ کون ہے ؟ تو وہ کہتے " رَجُلٌ یَّھْدِیْنِی السَّبِیْلَ "، وہ آدمی مجھے راہ بتاتے ہیں یعنی دین کی ہدایت کرتے ہیں اور پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ وہ راستہ کی صورت بتاتے ہیں۔ اُن کا تعاقب کرنے والا فارس سراقہ بن مالک جب قریب ہُوا تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بددعا سے اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور سراقہ گر پڑا اور بار بار ایسا ہونے سے وہ مغلوب ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہم تم سے کچھ نہیں چاہتے صرف یہ کردو کہ کوئی ہمارا تعاقب نہ کرے چنانچہ سراقہ وہاں ٹھہر گیا اور لوگوں کو واپس کرتا رہا۔ اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا درمسلہ ، محافظ بن گیا۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دادی سلمیٰ بنت عمرو جو حضرت عبدالمطلب کی والدہ ہیں وہ بنی مالک بن نجار قبیلہ سے ہیں اس لئے عورتوں کے اعتبار سے آپ کی اُن سے قرابت ہے۔ اس لئے براء کی حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے ماموؤں بنی نجار کے پاس ٹھہرے۔ اسی لئے اس حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا : اَیُّ بُیُوْتِ اَھْلِنَا اَقْرَبُ "، ہمارے اقربا میں سے کس کا گھر زیادہ قریب ہے۔ عبداللہ بن سلام آپ کی آمد سُن کر حاضرِ خدمت ہوئے اور تین سوالات عرض کئے اور کہا انہیں صرف نبی جانتے ہیں۔ اوّل یہ کہ قیامت کی پہلی شرط کیا ہے دوسرا یہ کہ جنتی لوگوں کو سب سے پہلے کیا کھلایا جائے گا۔ تیسرا یہ کہ بچہ کبھی ماں کے مشابہ ہوتا ہے کبھی باپ کے مشابہ ہوتا ہے اس کا سبب کیا ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تینوں سوالوں کا جواب دیا تو اُنھوں نے کہا : اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور آپ سچا مذہب لے کر آئے ہیں پھر یہودیوں کی عادت ذکر کی جو حدیث میں مفصّل مذکور ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ کسی بزرگ شخصیت کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا ، نعرے بلند کرنا جلوس نکالنا ، فقراء و مساکین کو کھانا کھلانا ، صدقات و خیرات کرنا مستحسن ہے۔ چنانچہ مسلم شریف صـ۴۱۹ حَدِیْثُ الْھِجْرَتِ کے باب میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ والوں میں بحث و تمحیص ہونے لگی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کہاں اقامت فرمائیں ؟ تو آپ نے فرمایا میں عبدالمطلب کے ماموؤں بنی نجار کے قبیلہ میں اُتروں گا۔ اس طرح انہیں اعزاز و اکرام سے نوازوں گا۔ تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ بچے اِدھر اُدھر خوشی منانے لگے اور خدام نے راستوں میں نعرے لگانے شروع کئے وہ کہتے تھے یا محمدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا محمدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اس کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ ذکر کرتے ہیں۔ اس حدیث سے انصار کے فضائل ملتے ہیں۔ کیونکہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری کی بہت خوشی کی تھی اور سرور کا اظہار کیا تھا اور اس میں صلہ رحمی کی فضیلت ہے اگرچہ وہ بعید ہی کیوں نہ ہوں اور جب کوئی مرد کامل اور بزرگ کسی شہر میں آئے جس میں اس کے اقارب رشتہ دار ہوں تو وہ ان کے پاس اقامت کرے تاکہ ان کا اعزاز و تکریم ہو۔

علامہ شیخ محمد تھانوی نے ارشاد نبوی صلّی اللہ علیٰ صاحبہٖ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ

marfat.com
Marfat.com

اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا یعنی جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا اسے اس کا ثواب ہوگا اور جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب ملے گا اور اللہ ان کے ثواب سے کچھ کم نہ کرے گا (نسائی باب التحریض علی الصدقۃ) کے حاشیہ میں ذکر کرتے ہیں میں کہتا ہوں۔ مستحب بدعت یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے محافل منعقد کئے جائیں جیسا کہ امام حافظ ابو محمد المعروف ابو شامہ اپنی کتاب "الباعث علی انکار البدع والحوادث" میں بدعت کی تقسیم اور اس کی دونوں قسمیں حسنہ اور سیئہ کی تعریف نقل کرنے کے بعد کہا جو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیں۔

ہمارے اس زمانہ میں جو اچھی بدعت ہے وہ یہ ہے جو اربل شہر میں ہر سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے دن کے موافق کیا جاتا ہے۔ صدقات وخیرات کئے جاتے ہیں۔ فرحت وسرور کا اظہار کیا جاتا ہے۔ فقراء ومساکین میں کھانا تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وتعظیم اور جلالت خوشی کرنے والوں کے قلوب میں ظاہر ہوتی ہے۔ جس نے اس مستحسن امر کی ایجاد کی اللہ تعالیٰ اس کی سعی کو قبول فرمائے" اِنتہیٰ۔

مذکور تقریر سے واضح ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں آمد کی خوشی میں محافل میلاد برپا کرنا جلوس نکالنا اور اس میں نعرہ ہائے یا رسول اللہ بلند کرنا مستحسن ہے۔ کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری بہت بڑی نعمت ہے۔ لہذا اس نعمت عظیمہ کے نزول کے روز عید منانا مستحب ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ ایک یہودی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا تمہارے قرآن میں ایک آیت ہے اگر وہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید منایا کرتے اور وہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ الآیۃ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں یہ آیت کہاں اور کب نازل ہوئی۔ اسلام میں وہ عید کا دن ہے۔

الحاصل عمر فاروق نے یہودی کے کلام کی تصدیق کی کہ نعمت کے نزول کے دن عید منانا جائز ہے۔ بخاری میں قرآن کریم کی اس آیت "اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ" کی تفسیر میں نقل کیا کہ اللہ کی نعمت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(اس کی مفصل تقریر حدیث ۴۳ کی شرح میں دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۶۶۳ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ فِيْ اَرْبَعَةٍ وَفَرَضَ لِابْنِ عُمَرَ ثَلٰثَةَ اٰلَافٍ وَخَمْسَ مِائَةٍ فَقِيْلَ لَهٗ هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهٗ مِنْ اَرْبَعَةِ اٰلَافٍ فَقَالَ اِنَّمَا هَاجَرَ بِهٖ اَبَوَاهُ يَقُوْلُ لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهٖ

۳۶۶۳ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر سے روائت ہے کہ امیرالمؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اوّلین میں ہر ایک کے لئے چار ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا اور ابن عمر کیلئے تین ہزار پانچ سو وظیفہ مقرر کیا اُن سے کہا گیا عبداللہ بھی تو مہاجرین میں سے ہیں آپ نے ان کا وظیفہ چار ہزار سے کم کیوں مقرر کیا ہے؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ کے ساتھ اس کے والدین نے ہجرت کی تھی۔ وہ ان لوگوں جیسے نہیں جنہوں نے تنہا ہجرت کی ہے۔

۳۶۶۳ — شرح : یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے مہاجرین اوّلین کے وظائف مقرر کئے۔ مہاجرین اولین وہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں بیت المقدس اور کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہوکر نماز پڑھی ہے۔ کہا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو جنگِ بدر میں حاضر تھے۔

قولہ فِیْ اَرْبَعَۃٍ ،، یہ تقسیم کے لئے ذکر کیا ہے یعنی ہر مہاجر کے لئے چار ہزار وظیفہ مقرر کیا یا مراد چار فصُول ہیں۔ جب حضرت امیرالمؤمنین سے کہا گیا کہ اپنے بیٹے کا وظیفہ کیوں کم کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ عبداللہ نے تنہا ہجرت نہیں کی تھی وہ ان کے عیال میں داخل تھے اور اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ اس وقت عبداللہ کی عمر صرف بارہ سال کچھ ماہ تھی۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امامانِ کریمان حسن و حسین علیہما السلام کے لئے وہی وظیفہ مقرر کیا جو مہاجرین کے لئے مقرر کیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۶۶۴ — ۳۶۶۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ
اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا
يَحْيٰى عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيْقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَبَّابٌ
قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِیْ وَجْهَ اللّٰهِ وَوَجَبَ
اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِنْهُمْ
مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهٗ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةً
كُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ فَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ
رَاْسُهٗ فَاَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُغَطِّیَ رَاْسَهٗ بِهَا وَنَجْعَلَ
عَلٰى رِجْلَيْهِ اِذْخِرًا وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

ترجمہ : اعمش نے کہا میں نے شقیق بن سلمہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مجھ سے خباب نے بیان ۳۶۶۴ — ۳۶۶۵ —
کیا کہ ہم نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں ہجرت کی کہ ہم اللہ کی رضا کے طالب تھے ہمارا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو گیا ہم میں سے بعض تو فوت ہو گئے اور اپنے اجر سے کچھ نہ کھایا اور ان میں سے مُصعب ابن عُمیر ہیں۔ جو اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ ہم نے ان کے لئے کوئی شئے نہ پائی جس میں انہیں کفن دیں صرف ایک کمبل تھا۔ جب ہم اس کے ساتھ ان کا سَر ڈھانپتے تھے تو اُن کے پاؤں باہر نکل جاتے تھے جب پاؤں ڈھانپتے تھے تو اُن کا سَر کھل جاتا تھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس سے ان کا سَر ڈھانپیں اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں۔ ہم میں سے بعض کا پھل پکا اور وہ اسے کھا رہا ہے۔
بخاری نے کہا۔ يَنَعَ کا معنیٰ ہے پک گیا۔

شرح : ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کی اجازت سے ۳۶۶۴ — ۳۶۶۵ —

marfat.com
Marfat.com

۳۶۶۶ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْبُرْدَةَ بْنُ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِيْ مَا قَالَ اَبِيْ لِاَبِيْكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّ اَبِيْ قَالَ لِاَبِيْكَ يَا اَبَا مُوْسٰى هَلْ يَسُرُّكَ اِسْلَامُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتُنَا مَعَهُ وَجِهَادُنَا مَعَهُ وَعَمَلُنَا كُلُّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا وَاِنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقَالَ اَبِيْ لَا وَاللّٰهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيْرًا وَاَسْلَمَ عَلٰى اَيْدِيْنَا بَشَرٌ كَثِيْرٌ وَاِنَّا لَنَرْجُوْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَبِيْ لٰكِنِّيْ اَنَا وَالَّذِيْ نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَاَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَا بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَاْسًا بِرَاْسٍ فَقُلْتُ اِنَّ اَبَاكَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ اَبِيْ

ہجرت کی کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ابوبکر صدیق اور عامر بن فہیرہ نے ہجرت کی تھی۔
(حدیث ۱۲۰۵ کی شرح دیکھیں)

۳۶۶۶ — ترجمہ : ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے عبداللہ بن عمر نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میرے والد نے آپ کے والد سے کیا کہا تھا۔ ابوبردہ نے کہا میں نے کہا میں نہیں جانتا ہوں۔ عبداللہ بن عمر نے کہا میرے والد نے آپ کے والد سے کہا تھا اے ابوموسیٰ! کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمارا اسلام، ہماری ہجرت، ہمارا جہاد اور ہر وہ کام جو ہم نے آپ کے ساتھ کیا قائم رہے۔ اس کا ثواب ہمارے لئے ثابت ہو چکا ہے اور ہم نے آپ کے بعد جو کام کیا ہے وہ پورا پورا رہے (نہ ثواب ہو نہ عقاب ہو) تو میرے والد نے کہا بخدا ایسا نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

marfat.com
Marfat.com

۳۶۶۷ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ اَوْ بَلَغَنِیْ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ اِذَا قِیْلَ لَهٗ هَاجَرَ قَبْلَ اَبِیْهِ لَغَضِبَ قَالَ فَقَدِمْتُ اَنَا وَعُمَرُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلًا فَرَجَعْنَا اِلَی الْمَنْزِلِ فَاَرْسَلَنِیْ عُمَرُ وَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَیْقَظَ فَاَتَیْتُهٗ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ فَبَایَعْتُهٗ ثُمَّ انْطَلَقْتُ اِلٰی عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّهٗ قَدِ اسْتَیْقَظَ فَانْطَلَقْنَا اِلَیْهِ فَمَرُوْلُ هَرْوَلَةً حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْهِ فَبَایَعَهٗ ثُمَّ بَایَعْتُهٗ

جہاد کیا، نماز پڑھیں، روزے رکھے اور بہت نیک کام کئے۔ ہمارے ہاتھوں بہت لوگ مسلمان ہوئے ہم اس کے امیدوار ہیں۔ عبداللہ نے کہا میرے والد نے کہا لیکن اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میری خواہش یہ ہے کہ یہ ثواب ہمارے لئے ثابت ہوچکا ہے اور جو عمل ہم نے آپ کے بعد کیا ہے وہ پورا پورا ہے ہم اس سے نجات پاگئے۔ تو میں نے کہا یقیناً آپ کا والد بخدا میرے والد سے بہتر ہے۔

۳۶۶۶ — **شرح** : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا تھا وہ صرف تواضع اور انکساری کے طور پر کہا تھا یا اس لئے کہ انسان کے عمل میں کچھ نہ کچھ تقصیر ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس کی مکافات ہو جائے اور وہ خود دین میں سالم رہے آخر میں ابو بردہ نے عبداللہ بن عمر سے کہا بخدا تمہارا والد میرے والد سے بہتر اور زیادہ فقیہہ ہے۔

۳۶۶۷ — **ترجمہ** : ابو عثمان نہدی نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ جب انہیں کہا جاتا کہ انھوں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی تو وہ غصہ سے بھر جاتے اور فرماتے میں اور عمر فاروق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ قیلولہ فرما رہے ہیں ہم گھر واپس چلے گئے۔ پھر مجھے "میرے والد عمر فاروق نے بھیجا اور فرمایا جاؤ اور دیکھو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاگے ہیں؟ میں آپ کے پاس آیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی بیعت کی پھر میں عمر فاروق کے پاس گیا اور انہیں خبر دی کہ آپ نیند سے بیدار ہو چکے ہیں تو ہم تیز چلتے ہوئے آئے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عمر فاروق نے آپ کی بیعت کی پھر میں نے بیعت کی۔

marfat.com
Marfat.com

۳۶۶۸ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ
ابْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ
اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ قَالَ اِبْتَاعَ اَبُوْبَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ
رَحْلًا فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ قَالَ فَسَأَلَهُ عَازِبٌ عَنْ مَسِيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اُخِذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ فَخَرَجْنَا لَيْلًا فَاَحْيَيْنَا لَيْلَنَا وَيَوْمَنَا حَتّٰى قَامَ
قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ ثُمَّ رُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ فَاَتَيْنَاهَا وَلَهَا شَيْءٌ مِنْ ظِلٍّ قَالَ
فَفَرَشْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْوَةً مَعِيَ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ قَدْ اَقْبَلَ فِيْ
غُنَيْمَةٍ يُرِيْدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِيْ اَرَدْنَا فَسَأَلْتُهُ لِمَنْ اَنْتَ

شرح : یعنی جب عبداللہ بن عمر سے کہتا کہ اُنھوں نے اپنے والد سے پہلے ہجرت کی ہے تو ایسے کلام کرتے جیسے کوئی غصّہ ۳۶۶۷
سے بات کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں ان کے والد پر فوقیت نہ دی جائے۔ حضرت عبداللہ نے بیعت کا واقعہ بیان کیا یہ بیعت رضوان ہے۔ مدینہ منورہ میں آنے کے وقت کی بیعت نہیں کیونکہ اس وقت وہ کمسن تھے اور بیعت کرنے کی حالت میں نہ تھے۔ کیونکہ جنگِ اُحُد میں انہیں جنگ میں شمولیت کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ اس لئے یہ بیعت جنگ کی بیعت نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے براء ابن عازب کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب ۳۶۶۸
سے کجاوہ خریدا میں اسے اُٹھا کر اُن کے ساتھ گیا۔ براء نے کہا عازب نے ابوبکر صدیق سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سَیرِ ہجرت کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا ہم پر جاسوس مقرر کئے گئے تو ہم رات کو (غارِ ثور) سے نکلے اور رات دن تیز چلتے رہے حتیٰ کہ دوپہر ہوگئی۔ پھر ہمارے سامنے ایک اُونچا پتھر ظاہر ہُوا ہم وہاں آئے اس کا تھوڑا سا سایہ تھا تو میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی پوستین

marfat.com
Marfat.com

يَا غُلَامُ فَقَالَ اَنَا لِفُلَانٍ فَقُلْتُ لَهٗ هَلْ فِيْ غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ وَمَعِيَ
اِدَاوَةٌ مِنْ مَآءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ قَدْ رَوَّأْتُهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهٗ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ اِشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى
رَضِيْتُ ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَالطَّلَبُ فِيْ اِثْرِنَا قَالَ الْبَرَآءُ فَدَخَلْتُ مَعَ اَبِيْ
بَكْرٍ عَلٰى اَهْلِهٖ فَاِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهٗ مُضْطَجِعَةٌ قَدْ اَصَابَتْهَا حُمّٰى
فَرَاَيْتُ اَبَاهَا فَقَبَّلَ خَدَّهَا وَقَالَ كَيْفَ اَنْتِ يَا بُنَيَّةُ

بچھا دی آپ اس پر لیٹ گئے اور میں نے آپ کا اردگرد صاف کرنا شروع کیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چرواہا بکریاں لا رہا ہے اور وہ پتھر کی چٹان سے سایہ حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے جو ہم نے ارادہ کیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا اے بچے تو کس کا غلام ہے اس نے کہا میں فلاں شخص کا غلام ہوں میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! میں نے کہا کیا تو دودھ دوہے گا؟ اُس نے کہا جی ہاں! پھر ان بکریوں میں سے ایک بکری پکڑی تو میں نے اسے کہا اس کا پستان صاف کر لو! اُس نے تھوڑا سا دودھ دوہا (پیالہ کی مقدار) میرے پاس پانی کا مشکیزہ تھا اس پر کپڑا باندھا ہوا تھا میں اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی لایا تھا۔ میں نے دودھ پر پانی ڈالا وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا پھر میں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ پیجئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا حتی کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر ہم نے کوچ کیا جبکہ ہمارے متلاشی ہمارے پیچھے آ رہے تھے۔ براء نے کہا میں ابوبکر صدیق کے ساتھ ان کے گھر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی صاحبزادی عائشہ لیٹی ہوئی ہیں انہیں بخار تھا۔ میں نے عائشہ کے والد کو دیکھا کہ انہوں نے ان کے رخسار پر بوسہ دیا اور فرمایا: اے میری بیٹی کیسے حال ہے؟

۳۶۶۸ — شرح: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا ابوبکر صدیق کے گھر میں داخل ہونا یقیناً نزولِ حجاب سے پہلے تھا۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت نابالغہ تھیں۔ حدیث ۳۳۸۴ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۶۶۹ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِيْ عَبْلَةَ اَنَّ عُقْبَةَ ابْنَ وَسَاجٍ حَدَّثَهُ عَنْ اَنَسٍ خَادِمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِيْ اَصْحَابِهٖ اَشْمَطُ غَيْرَ اَبِيْ بَكْرٍ فَغَلَّفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَقَالَ دُحَيْمٌ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ اَبُوْعُبَيْدٍ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ وَسَاجٍ حَدَّثَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ اَسَنَّ اَصْحَابِهٖ اَبُوْبَكْرٍ فَغَلَّفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ حَتّٰى قَنَأَ لَوْنُهَا

ترجمہ : جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ابوبکر صدیق کے سوا آپ کے صحابہ کرام میں سفید سیاہ ملے جلے بالوں والا کوئی صحابی نہ تھا۔ اُنھوں نے بالوں پر مہندی اور وسمہ لگایا۔ عقبہ بن وساج نے بیان کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں

۳۶۶۹ — شرح : یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ اور مدینہ منورہ میں آکر ابوبکر صدیق نے بالوں پر مہندی کے ساتھ وسمہ لگایا۔

طبرانی میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مہندی خوشبو ہے۔

امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ بھی یہی کہتے ہیں۔ اسی لئے وہ مُحرِم کے لئے مہندی لگانا جائز نہیں کہتے ہیں۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کتم وسمہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

٣٦٧٠ ـــ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ بَكْرٍ فَلَمَّا هَاجَرَ اَبُوبَكْرٍ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هٰذَا الشَّاعِرُ الَّذِيْ قَالَ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةَ رَثٰى كُفَّارَ قُرَيْشٍ ۞ مَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ۞ مِنَ الشِّيْزَى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ۞ مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ ۞ تُحَيِّيْ بِالسَّلَامَةِ اُمُّ بَكْرٍ ۞ وَهَلْ لِيْ بَعْدَ قَوْمِيْ مِنْ سَلَامٍ ۞ يُحَدِّثُنَا الرَّسُوْلُ بِاَنَّ سَنَحْيٰى ۞ وَكَيْفَ حَيَاةُ اَصْدَاءٍ وَّهَامٍ

٣٦٧٠ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبیلہ کلب کی ایک عورت سے نکاح کیا جسے ام بکر کہا جاتا تھا۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو اسے طلاق دے دی تو ان کے چچا کے بیٹے نے اس سے نکاح کر لیا۔ یہ وہی شاعر ہے جس نے یہ قصیدہ کہا اس نے کفار قریش کی مرثیہ خوانی کی ؎

کہاں ہیں قلیب بدر والے جو شیزیٰ لکڑی سے بنے ہوئے پیالوں کے مالک تھے جو اونٹ کے کوہان کے گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ کہاں ہیں قلیب بدر والے جو گانے والی لونڈیوں کے مالک تھے اور شراب پینے میں شریک ہونے والے تھے۔ ام بکر میری سلامتی کی دعائیں کرتی ہے۔ کیا میری قوم کی ہلاکت کے بعد میری سلامتی ہے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم عنقریب زندہ ہوں گے۔ ہڈیاں اور کھوپڑیاں کیسے زندہ ہوں گی ؟

٣٦٧٠ ـــ شرح : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے وقت اپنی بیوی ام بکر کو طلاق دی تو اس کے چچا کے بیٹے نے اس سے نکاح کر لیا۔ اس نے یہ اشعار کفر کی حالت میں کہے تھے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ ابن حجر عسقلانی نے فتح میں ذکر کیا کہ فاکہی نے اس حدیث میں اضافہ ذکر کیا ہے جس کے باعث امام بخاری نے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بخدا ! ابوبکر صدیق نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی شعر نہیں کہا ہے اور انھوں نے اور عثمان نے جاہلیت میں کبھی شراب نہیں پیا ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ ابوبکر صدیق نے تحریم خمر سے قبل شراب پی تھی کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

۳۶۷۱ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰی ابْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْغَارِ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا اَنَا بِاَقْدَامِ الْقَوْمِ فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ بَعْضَهُمْ طَاَطَاَ بَصَرَهٗ رَاٰنَا قَالَ اسْکُتْ یَا اَبَا بَکْرٍ اِثْنَانِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا

۳۶۷۲ ـــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَطَآءُ بْنُ یَزِیْدَ اللَّیْثِیُّ قَالَ

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اپنے والد کا حال زیادہ جانتی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شراب پینے کی روایت ابوالقموص نے کی ہے اس کی ابوبکر صدیق سے ملاقات نہیں ہوئی شائد وہ رافضی ہے۔ قلیبِ بدر، پرانا کنواں ہے جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ہلاک شدہ سرداروں کی لاشیں پھینکی تھیں۔ مذکور شاعر نے ان مذکورہ ابیات میں اُن کی مرثیہ خوانی کی ہے۔

شِیْزٰی، درخت ہے جس سے پیالے بنائے جاتے تھے۔ ان میں لوگ ثرید بناتے تھے اور پیالوں سے مراد پیالوں والے ہیں۔ قِیْنات، قَیْنَہ کی جمع ہے وہ گانے والی عورت ہے۔ شَرُبٌ شارب کی جمع ہے۔ اس سے مراد شرکاء ہیں جو شراب پینے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اَصْدَاء، صَدًی کی جمع ہے اس کا معنیٰ اُلّو ہے۔ ھام، ھامہ کی جمع ہے۔ اس کا معنیٰ سر کی کھوپڑی ہے۔

۳۶۷۱ ترجمہ : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں غار ثور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میں نے سر اُٹھایا تو لوگوں کے قدم دیکھے پھر میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! اگر ان میں سے کوئی اپنی نظر نیچی کرلے تو ہمیں دیکھ لے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابابکر چپ رہو ہم دو ہیں۔ تیسرا اللہ ہے۔ (حدیث ۳۴۱۸ کی شرح دیکھیں)

۳۶۷۲ ترجمہ : عطاء بن یزید لیثی نے بیان کیا کہ مجھے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو۔ ہجرت کا معاملہ بہت سخت ہے کیا تیرے

marfat.com
Marfat.com

حَدَّثَنِیْ اَبُوْسَعِیْدٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَہٗ عَنِ الْہِجْرَۃِ فَقَالَ وَیْحَکَ اِنَّ الْہِجْرَۃَ شَانُہَا شَدِیْدٌ فَہَلْ لَکَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِیْ صَدَقَتَہَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَہَلْ تَمْنَحُ مِنْہَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلُبُہَا یَوْمَ وُرُوْدِہَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَآءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَنْ یَّتْرُکَ مِنْ عَمَلِکَ شَیْئًا

بَابُ مَقْدَمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ

۳۶۷۳ــــ حَدَّثَنَا ابوالولید قَالَ حدثنا شُعبۃ قَالَ

پاس اونٹ ہیں اُس نے کہا جی ہاں! فرمایا ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو عرض کیا جی ہاں! فرمایا کیا تو اُن میں کوئی اونٹنی کسی کو دیتا ہے کہ وہ فائدہ حاصل کرے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کیا انہیں پانی پلانے کے روز دوہتے ہو اور خیرات کرتے ہو۔ عرض کیا جی ہاں! فرمایا سمندر کے پار عمل کرو۔ اللہ تیرے عمل سے کچھ نقصان نہ کرے گا۔

۳۶۷۲ــــ شرح : یعنی جب تو حقوق پُورے ادا کرتا ہے۔ تو تم پر اپنے وطن میں اقامت کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ (حدیث ع ۱۳۷۰ ، ع ۲۴۵۷ کی شرح دیکھیں)

باب ــــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا مدینہ منوّرہ میں تشریف لانا

۳۶۷۳ــــ ترجمہ : شعبہ نے کہا ہمیں ابو اسحاق نے خبر دی کہ اُنھوں نے براء کو یہ

marfat.com
Marfat.com

اَنْبَأَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ
ابْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَبِلَالٌ
۳۶۷۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ اَوَّلُ مَنْ
قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَكَانُوْا يُقْرِءُوْنَ
النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدِمَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْتُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ
بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَعَلَ الْاِمَاءُ يَقُوْلُوْنَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا قَدِمَ حَتّٰى قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِّنَ

الْمُفَصَّلِ

کہتے ہوئے سُنا کہ سب سے پہلے ہمارے پاس مصعب بن عُمیرؓ اور ابن مکتوم آئے پھر عمار بن یاسر اور بلال آئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۳۴۷۳ — شرح : اس باب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی مدینہ منورہ میں آمد کا ذکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاوّل کے ابتدائی ایام میں پیر کے روز قباء تشریف لائے جبکہ بیشتر صحابہ کرام آپ سے پہلے آچکے تھے۔ ابن شہاب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلثوم بن ہدم کے پاس اقامت کی کہا گیا ہے کہ سعد بن خیثمہ کے پاس ٹھہرے ان دونوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ سعد کنوارے تھے۔ ان کے گھر کو "بیت العزاب" کنواروں کا گھر کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلثوم کے پاس اقامت فرمائی تھی اور اپنے صحابہ کے ساتھ سعد کے پاس بھی بیٹھا کرتے تھے۔ ابن شہاب نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم امن وامان سے قباء میں تشریف لے آئے ہیں تو وہ بھی قباء میں پہنچ گئے (عینی) ابن ام مکتوم۔

marfat.com
Marfat.com

ابن ام مکتوم عمرو بن قیس بن زائدہ ہیں۔ یہی صحیح تر ہے وہ عامری قرشی نابینا تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے۔ ان کی والدہ عاتکہ مخزومیہ ہیں وہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ بعض نے کہا وہ قادسیہ سے مدینہ منورہ واپس آگئے تھے اور مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تھے (کرمانی)

۳۶۷۴ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا سب سے پہلے ہمارے پاس مُصْعَب بن عُمَیر، ابن ام مکتوم آئے وہ دونوں لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ پھر بلال، سعد بن ابی وقاص اور عمار بن یاسر آئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیس صحابہ کرام کی معیت میں عمر فاروق آئے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے مدینہ منورہ کے لوگوں کو کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا جتنا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے خوش ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ لونڈیاں یہ کہتی تھیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جب آپ تشریف لائے تو میں مفصل سورتوں میں سے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھ چکا تھا۔

۳۶۷۴ — شرح : علامہ عینی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ موسیٰ بن عقبہ نے حتماً کہا ہے کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین میں سے سب سے پہلے ابوسلمہ ابن عبدالاسد آئے اور اس حدیث میں مُصْعَب بن عمر کو ذکر کیا ہے کہ وہ پہلے آئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوسلمہ مدینہ منورہ میں اقامت کرنے کے لئے مکہ مکرمہ سے نہیں نکلے تھے بلکہ مشرکوں کے خوف سے بھاگ کر آئے تھے اور مصعب بن عمیر مدینہ منورہ میں اقامت کرنے اور وہاں کے مسلمانوں کو تعلیم دینے آئے تھے۔ ہر ایک کی اولیت کی جہت مختلف ہے۔ حاکم نے بروایت اسحاق بن ابی طلحہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قبیلہ بنی نجار کی لڑکیاں دف بجاتی ہوئی باہر نکل آئیں جبکہ یہ کہہ رہی تھیں :

" ہم قبیلہ بنی نجار کی لڑکیاں ہیں وہ کس قدر خوش قسمت ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ ہے اور شرفِ مصطفیٰ میں ہے جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو لڑکیوں نے کہا :

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ∴ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ ∴ چودھویں رات کا چاند طلوع ہو
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا ∴ ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ ∴ جب تک کہ داعی اللہ کی طرف بلاتا ہے

marfat.com
Marfat.com

٣٦٧٥ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ اَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا اَبَهْ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اِذَا اَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ ؎ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ اَهْلِهٖ ۞ وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ ؎ وَكَانَ بِلَالٌ اِذَا اُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهٗ وَيَقُوْلُ شِعْرَ اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ۞ بِوَادٍ وَحَوْلِيْ اِذْخِرٌ وَجَلِيْلٌ ؎ وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ۞ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلٌ ؎ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ حُبًّا وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ

٣٦٧٥ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابوبکر صدیق اور بلال بیمار ہو گئے ۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں دونوں بیماروں کے پاس گئی اور کہا ابا جان کیسے حال ہے اے بلال تم کیسے ہو ۔ ام المؤمنین نے فرمایا ابوبکر صدیق کو جب بخار آتا تو وہ کہتے ؎ ہر کوئی اپنے اہل خانہ میں صبح کرتا ہے ۔ اور موت اس کے جوتے کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے ۔ اور جب بلال کا بخار اتر جاتا تو وہ بلند آواز سے کہتے : ؎

کاش میں معلوم کر لیتا کہ کیا میں کوئی رات وادی میں گزاروں گا ؟ جبکہ میرے اردگرد اذخر اور جلیل گھاس ہو ۔ کیا میں کسی روز مجنہ کے پانیوں تک پہنچوں گا ؟ کیا میرے سامنے شامہ و طفیل کی پہاڑیاں ظاہر

marfat.com
Marfat.com

٣٦٧٦ ـــ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيٍّ أَخْبَرَهُ دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَآمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهٖ مُحَمَّدٌ ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ فَوَاللهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللهُ تَابَعَهُ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ مِثْلَهُ

ہوں گی ؟ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو یہ خبر پہنچائی تو آپ نے فرمایا اے اللہ ! ہمیں مدینہ منورہ محبوب کر دے جیسے ہمیں مکہ مکرمہ محبوب تھا بلکہ اس سے زیادہ محبت پیدا کر دے۔ اس کی آب وہوا اچھی کر دے اور ہمارے لئے اس کے صاع میں اور مد میں برکت کر دے اور اس کا بخار نقل کر کے جحفہ میں کر دے۔

٣٦٧٥ ـــ شرح : جُحفہ اب مصر والوں کا میقات ہے پہلے وہاں یہودی رہا کرتے تھے۔ وہ مدینہ منورہ سے سات مراحل پر واقع ہے۔ اس کے اور سمندر کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ (حدیث ۱۷۷۰ کی شرح دیکھیں)

٣٦٧٦ ـــ ترجمہ : زُہری نے بیان کیا کہ مجھے عروہ نے خبر دی کہ عبیداللہ بن عدی ابن خیار نے ان سے بیان کیا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انھوں نے تشہد پڑھا پھر کہا امابعد ! اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچ کے ساتھ بھیجا اور میں اُن لوگوں میں سے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسُول کی دعوت قبول کی اور جس کے ساتھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس پر ایمان لایا اور میں نے دو ہجرتیں کیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی :

: دامادی کا شرف پایا اور آپ کی بیعت کی۔

marfat.com
Marfat.com

۳۶۷۷ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٰنَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ وَاَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْفٍ رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ بِمِنًى فِيْ اٰخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَوَجَدَنِيْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تُمْهِلَ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَاِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ وَتَخْلُصَ لِاَهْلِ الْفِقْهِ وَاَشْرَافِ النَّاسِ وَذَوِيْ رَاْيِهِمْ وَقَالَ عُمَرُ لَاَقُوْمَنَّ فِيْ اَوَّلِ مَقَامٍ اَقُوْمُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ

اللہ کی قسم! میں نے نہ آپ کی نافرمانی کی اور نہ آپ سے دھوکہ کیا حتی کہ آپ وفات پا گئے۔ اس کی اسحاق کلبی نے شعیب کی متابعت کی اور کہا مجھ سے زُہری نے یہ بیان کیا ہے۔

۳۶۷۶ — شرح : حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے واپس تشریف لے آئے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی جبکہ ان کے ساتھ ان کی رفیقۂ حیات سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں۔ اس لئے اُن سے کہا گیا کہ آپ نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ (حدیث ۳۴۶۰ کی شرح دیکھیں)

۳۶۷۷ — ترجمہ : عُبَیْدُ اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے گھر واپس ہو رہے تھے جبکہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آخری حج میں منیٰ میں اُن کے ساتھ رہے تھے تو اُنھوں نے مجھے (راستہ میں) پالیا عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا میں نے کہا یا امیرالمؤمنین! حج کے موسم میں عام لوگ جمع ہوتے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ مہلت دیں حتی کہ مدینہ منورہ تشریف لے چلیں۔ وہ دارِ ہجرت اور دارِ سُنّت ہے۔ وہاں آپ فقیہہ، مفکر اور عقلمند لوگوں کو پائیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے لوگوں سے یہ خطاب کروں گا۔

۳۶۷۷ — شرح : یہ حدیث مختصر ہے۔ کتاب المحاربین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

۳۶۷۸ــــ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَیْدِ ابْنِ ثَابِتٍ اَنَّ اُمَّ الْعَلَآءِ امْرَأَةً مِنْ نِسَآئِهِمْ بَایَعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ طَارَ لَهُمْ فِی السُّکْنٰی حِیْنَ اقْتَرَعَتِ الْاَنْصَارُ عَلٰی سُکْنَی الْمُهَاجِرِیْنَ قَالَتْ اُمُّ الْعَلَآءِ فَاشْتَکٰی عُثْمَانُ عِنْدَنَا فَمَرَّضْنٰهُ حَتّٰی تُوُفِّیَ وَجَعَلْنَاهُ فِیْ اَثْوَابِهٖ فَدَخَلَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْكَ اَبَا السَّائِبِ شَهَادَتِیْ عَلَیْكَ لَقَدْ اَکْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا یُدْرِیْكِ اَنَّ

ہے روایت ہے کہ میں لوگوں کو پڑھایا کرتا تھا۔ ان میں سے عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ ایک دفعہ میں منیٰ میں ان کی اقامت گاہ میں تھا اور حضرت عمر فاروق کے آخری حج میں اُن کے پاس تھا وہ اچانک میرے پاس آکر کہنے لگے۔ عجیب بات ہے کہ آج ایک آدمی امیر المؤمنین عمر فاروق کے پاس آیا اور کہا اے امیر المؤمنین فلاں شخص کہتا ہے اگر عمر فاروق فوت ہوگئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا۔ بخدا ابوبکر صدیق کی بیعت اچانک ہوئی تھی جو پوری ہوگئی یہ سن کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ غصہ سے بھر گئے اور کہنے لگے میں آج شام لوگوں سے خطاب کرتا ہوں اور انہیں ایسے لوگوں سے باز رکھنے کی کوشش کروں گا جو ان کے حقوق غصب کرنا چاہتے ہیں۔ تو عبدالرحمٰن نے کہا میں نے کہا یا امیر المؤمنین الخ کتاب المحاربین میں مفصل بیان کریں گے۔ انشاء اللہ!

۳۶۷۸ ترجمہ : خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ انصار کی خواتین سے ایک خاتون ام العلاء نے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی بیان کیا کہ عثمان بن مظعون اُن کے حصہ میں آئے جبکہ مہاجرین کو ٹھہرانے کے لئے انصار نے قرعہ اندازی کی تھی۔ ام علاء نے کہا ہمارے پاس عثمان بیمار ہوگئے ہم نے بیماری میں ان کی خوب دیکھ بھال کی۔ حتی کہ وہ فوت ہوگئے۔ ہم نے انہیں ان کے کپڑوں میں رہنے دیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا۔ اے ابا سائب تم پہ اللہ کی رحمت ہو میری تمہارے لئے گواہی ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے اکرام دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ اللہ نے اسے نوازا ہے۔ ام علاء نے کہا میرا

marfat.com
Marfat.com

اللّٰہَ اَکْرِمَہٗ قَالَتْ قُلْتُ لَا اَدْرِیْ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَنْ قَالَ اَمَّا ھُوَ فَقَدْ جَاءَہُ وَاللّٰہِ الْیَقِیْنُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ لَہُ الْخَیْرَ وَمَا اَدْرِیْ وَاللّٰہِ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِہٖ قَالَتْ فَوَاللّٰہِ لَا اُزَکِّیْ اَحَدًا بَعْدَہٗ قَالَتْ فَاَحْزَنَنِیْ ذٰلِکَ فَنِمْتُ فَاُرِیْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ عَیْنًا تَجْرِیْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ ذٰلِکَ عَمَلُہٗ

٣٦٧٩ — حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ یَوْمُ بُعَاثٍ یَوْمًا قَدَّمَہُ اللّٰہُ لِرَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُھُمْ وَقُتِلَتْ سَرَاتُھُمْ فِیْ دُخُوْلِھِمْ فِی الْاِسْلَامِ

باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں میں نہیں جانتی ہوں (لیکن وہ ایسے نہیں تو) اور کون ہوگا ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان تو انتقال کر چکے ہیں ۔ بخدا میں اُن کے لئے اچھی اُمید رکھتا ہوں۔ بخدا میں اللہ کا رسُول ہوں ۔میں نہیں جانتا ہوں کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا ۔ ام علاء نے کہا بخدا ! اس کے بعد میں کسی کا تزکیہ نہیں کروں گی۔ ام علاء نے کہا مجھے اس کلام سے کافی رنج ہُوا ۔ میں رات کو سوئی تو خواب میں عثمان بن مظعون کا جاری چشمہ دیکھا ۔میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا (اس کی تعبیر) عثمان کا عمل ہے۔ (اس کی مکمل تشریح حدیث ع ۱۱۷۳ کی شرح میں دیکھیں)

٣٦٧٩ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یوم بُعاث وہ دن تھا جو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے اپنے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلے سے مقرر کر رکھا تھا۔ چنانچہ جب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ان کی جماعتیں انتشار کا شکار ہو چکی تھیں اور ان کے سردار قتل ہو چکے تھے ۔

٣٦٧٩ — شرح : اگر ان کی جماعتوں میں انتشار نہ ہوتا اور ان کے سردار قتل نہ ہوتے تو وہ اپنی ریاست کو باقی رکھنے کے لئے کبھی جناب

marfat.com
Marfat.com

٣٦٨٠ــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنِیْ غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَالنَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰی وَعِنْدَهَا قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَعَازَفَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُمَا يَا اَبَابَكْرٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَاِنَّ عِيْدَنَا هٰذَا الْيَوْمُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع نہ ہوتے (حدیث ع ۲۵۳۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ہشام نے اپنے والد سے انھوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ عید الفطر یا عید الضحیٰ کے دن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے۔ ام المومنین کے پاس دو لڑکیاں تھیں جو بغاث کی جنگ میں انصار کی بہادری کے اشعار کہہ رہی تھیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو بار کہا شیطان کی مزمار (شیطانی گانا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابابکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے آج کا دن ہماری عید ہے۔

٣٦٨٠ــــ

شرح : اصل میں قَيْنَةٌ مُغَنِّيَةٌ ہے۔ لیکن قَيْنَةٌ کے ساتھ اس کے غنا کا ذکر نہیں اسی لئے علامہ خطابی نے کہا قَيْنَتَيْنِ سے مراد دو لڑکیاں ہیں جو گانے والی عورتیں نہیں تھیں۔ علامہ کا مقصد یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر گانے والی عورتوں سے پاک و صاف تھا۔

اس تفسیر کے مطابق بِمَا تَعَازَفَتِ الْاَنْصَارُ، کا متعلق مفہوم کے مطابق ہوگا وہ یہ ہے " قَيْنَتَانِ تُنْشِدَانِ بِمَا تَعَازَفَتِ الْاَنْصَارُ "

بعض نسخوں میں عبارت اس طرح ہے ۔ قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَعَازَفَتِ الْاَنْصَارُ، یعنی دو لڑکیاں گا رہی تھیں ۔ جو انصار نے بعاث کی جنگ میں شعر کہے تھے۔

(حدیث ع ۹۱۰ میں پوری تقریر کا مطالعہ کریں)

marfat.com
Marfat.com

۳۶۸۱ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ
ح وحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ
سَمِعْتُ اَبِیْ یُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالتَّیَّاحِ یَزِیْدُ بْنُ حُمَیْدٍ
الضُّبَعِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ فِیْ عُلْوِ الْمَدِيْنَةِ فِیْ حَیٍّ يُقَالُ لَهُمْ
بَنُوْعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ فَاَقَامَ فِيْهِمْ اَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ اَرْسَلَ
اِلٰى مَلَاِ بَنِی النَّجَّارِ قَالَ فَجَآءُوْا مُتَقَلِّدِيْنَ سُيُوْفَهُمْ قَالَ وَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَاَبُوْبَكْرٍ رِدْفُهٗ وَمَلَاُ بَنِی النَّجَّارِ
حَوْلَهٗ حَتّٰى اَلْقٰى بِفِنَآءِ اَبِیْ اَيُّوْبَ قَالَ فَكَانَ يُصَلِّیْ حَيْثُ اَدْرَكَتْهُ
الصَّلٰوةُ وَيُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ اَنَّهٗ اُمِرَ بِبِنَآءِ الْمَسْجِدِ
فَاَرْسَلَ اِلٰى مَلَاِ بَنِی النَّجَّارِ فَجَآءُوْا فَقَالَ يَا بَنِی النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِیْ

۳۶۸۱ ترجمہ : ابوالتیاح یزید بن حمید ضبعی نے کہا مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو عوالی مدینہ میں ایک قبیلہ کے پاس اقامت فرمائی جنہیں بنو عمرو بن عوف کہا جاتا ہے۔ آپ ان میں چودہ روز ٹھہرے پھر بنی نجار کے سرداروں کو پیغام بھیجا وہ مسلح ہو کر آئے گویا کہ میں اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سواری پر دیکھ رہا ہوں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہیں اور بنو نجار کے سردار آپ کے اردگرد ہیں۔ حتی کہ آپ نے ابوایوب کے گھر کے صحن میں سامان رکھ دیا جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا آپ نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ پھر آپ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا اور بنو نجار کے سرداروں کو بلایا وہ حاضر خدمت ہوئے تو فرمایا اے بنی نجار تم اپنا یہ باغ میرے ہاتھ فروخت کر دو! انھوں نے کہا بخدا ایسا نہ ہوگا ہم اس کی قیمت اللہ سے لیں گے۔ انس نے

marfat.com
Marfat.com

حَائِطَكُمْ هٰذَا فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ قَالَ فَكَانَ فِيْهِ مَا اَقُوْلُ لَكُمْ كَانَتْ فِيْهِ قُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَتْ فِيْهِ خَرِبٌ وَ كَانَ فِيْهِ نَخْلٌ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ قَالَ فَصَفُّوْا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ قَالَ وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً قَالَ جَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ ذَاكَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةِ فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

کہا وہاں یہ چیزیں تھیں جو میں تمہیں کہتا ہوں۔ اس جگہ مشرکوں کی قبریں تھیں وہاں گڑھے تھے۔ اور اس میں کھجور کے درخت تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کی قبروں کے متعلق حکم دیا تو وہ کھدوا ڈالیں۔ گڑھوں کو ہموار کیا گیا اور کھجور کے درخت کٹوا دیئے۔

انس نے کہا صحابہ کرام نے کھجور کے درخت مسجد کے قبلہ میں سیدھے کر کے رکھ دیئے اور اس کی دونوں طرف پتھر بچھا دیئے۔

انس نے کہا وہ ان پتھروں کو اٹھا کر لاتے جبکہ وہ یہ رجز پڑھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ فرماتے تھے اے اللہ! بھلائی صرف آخرت کی ہے۔ انصار اور مہاجرین کی امداد فرما!

شرح : مدینہ منورہ سے نجد کی جہت کو عالیہ کہا جاتا ہے۔ جبکہ تہامہ کی جہت کو سافلہ کہا جاتا ہے۔ قباء عوالی مدینہ میں ہے۔

—— ۳۶۸۱ ——

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا علوِ مدینہ میں نزول فرمانا سرفرازی اور بلندی کی نیک فال ہے۔

(حدیث ع ۴۲۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

٣٦٨٢ــــ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ بْنَ أُخْتِ النَّمِرِ مَا سَمِعْتَ فِيْ سُكْنَى مَكَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ لِلْمُهَاجِرِيْنَ بَعْدَ الصَّدَرِ

باب ــ حج ادا کرنے کے بعد مہاجر کا مکہ مکرمہ میں اقامت کرنا

٣٦٨٢ــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن حمید زہری نے کہا میں نے عمر بن عبدالعزیز سے سنا کہ وہ سائب بن اُخت نمر سے پوچھتے تھے کہ تم نے مکہ مکرمہ میں اقامت کرنے کے متعلق کیا سنا ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے علاء بن حضرمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہاجر کو طواف صدر کے بعد تین دن اقامت کی اجازت ہے۔

٣٦٨٢ ــــ شرح : یعنی فتح مکہ سے پہلے ان لوگوں کے لئے منیٰ سے واپسی کے بعد مکہ میں اقامت حرام تھی جنہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ پھر جب وہ حج و عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ گئے تو انہیں حج ادا کرنے کے بعد صرف تین دن اقامت کی اجازت تھی اس سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین دن کی اقامت کو سفر ہی کہا جائے گا اور تین دن اقامت کرنے والا مسافر کے حکم میں ہے اور جو لوگ مہاجرین مکہ نہیں تھے ان کے لئے مکہ مکرمہ میں اقامت جائز تھی اس میں کسی کا خلاف نہیں (عینی، کرمانی)

marfat.com
Marfat.com

بَاب ١ التَّارِيخِ وَمِنْ أَيْنَ أَرَّخُوا التَّارِيخَ

٣٦٨٣ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا عَدُّوا مِنْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِنْ وَفَاتِهِ مَا عَدُّوا إِلَّا مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ

باب تاریخ کی ابتداء

٣٦٨٣ — ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا لوگوں کی تاریخ کا شمار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے نہ کیا اور نہ ہی آپ کی وفات سے شمار کیا۔ صرف آپ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے تاریخ کا شمار کیا۔

٣٦٨٣ — شرح : عمدۃ القاری میں تاریخ کی تفصیل کچھ اس طرح ذکر ہے کہ تاریخ کی ابتداء میں اختلاف رائے بکثرت پایا جاتا ہے۔ ابن جوزی نے شعبی کی طرف اسناد کرتے ہوئے کہا جب زمین میں لوگ زیادہ ہوگئے اور اطراف واکناف میں پھیل گئے تو انھوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے زمین پر تشریف لانے سے تاریخ کی ابتداء کی۔ یہ طوفانِ نوح تک رہی۔ پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے زمانہ تک رہی پھر یوسف علیہ السلام کے زمانہ تک پھر موسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل کو مصر سے نکالنے تک پھر داود علیہ السلام کے زمانہ تک پھر سلیمان علیہ السلام کے زمانہ تک پھر عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک رہی۔ عربوں نے مشہور زمانہ سے تاریخ کی ابتداء کی جیسے لسبوس وداحس کی جنگ۔ لسبوس کی جنگ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ساٹھ سال کا وقفہ ہے۔ رومیوں نے دارا کے قتل سے تاریخ شروع کی۔ یہ ان پر فارسیوں کے غلبہ تک رہی۔ یہودیوں نے بیت المقدس کی تباہی و بربادی سے تاریخ شروع کی اور نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے سے تاریخ کی ابتداء کی۔ اسلامی تاریخ میں بھی اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں انس

marfat.com
Marfat.com

۳۶۸۴ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ اَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْاُوْلٰى تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ

بن مالک سے روایت کی کہ تاریخ کی ابتداء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیع الاوّل میں مدینہ منورہ تشریف لانے سے ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے۔ تاریخ کا قطعاً تعین نہ تھا وہ صرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے ایک مہینہ دو مہینے ہوئے کہا کرتے تھے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے اور تاریخ ختم ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیق اور چار سال عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کے اسی طرح گزر گئے۔ پھر عمر فاروق نے تاریخ وضع کی۔ کیونکہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق کو خط لکھا تھا کہ آپ کے خطوط ہمارے پاس آتے ہیں اُن پر تاریخ نہیں ہوتی۔ آپ تاریخ لکھا کریں تاکہ احوال کی استقامت باقی رہے۔ اس لئے عمر فاروق نے تاریخ شروع کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب عمر فاروق نے تاریخ شروع کرنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام کو جمع کر کے اُن سے مشورہ لیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تاریخ شروع کریں۔ حضرت طلحہ نے کہا آپ کی بعثت سے شروع کریں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہجرت سے تاریخ کی ابتداء کریں۔ کیونکہ ہجرت حق و باطل کے درمیان فارق ہے۔ بعض نے آپ میلاد شریف سے تاریخ چلانے کا مشورہ دیا۔ یہ فیصلہ ہجرت کے سولہویں یا سترھویں سال طے پایا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قول پر اتفاق کیا گیا اور انہی کے قول پر سال کا پہلا مہینہ محرم سے شروع ہوا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاوّل میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ محرم سے ابتداء کیوں ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مکہ سے ہجرت کی ابتداء محرم میں ہوئی تھی

۳۶۸۴ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نماز دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو چار چار رکعتیں فرض کی گئی اور سفر کی نماز پہلی حالت پر باقی رہی۔ عبدالرزاق نے معمر سے روایت کرنے میں یزید بن زُریع کی مطابعت کی ، (حدیث ۳۴۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَمَرْثِيَتَهُ لِمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ

٣٦٨٥ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ مَرَضٍ اَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَةٌ لِيْ وَاحِدَةٌ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قَالَ فَاَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ الثُّلُثُ يَا سَعْدُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت قبول کر، اور جو لوگ مکہ مکرمہ میں فوت ہو گئے ان کے لئے افسوس کرنا،

٣٦٨٥ — شرح : عامر بن سعد بن مالک نے اپنے والد سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اس بیماری میں میری عیادت کی جس سے میں موت کے قریب ہو گیا تھا۔ میں نے عرض کیا : یا رسول اللہ! آپ دیکھتے ہیں جہاں تک میری

marfat.com
Marfat.com

يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنْ تَذَرَ
ذُرِّيَّتَكَ وَلَسْتَ بِبَاقٍ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ اللهُ
بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي إِمْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أُخَلَّفُ
بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ
اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ
بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ
وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَوَفَّى بِمَكَّةَ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ
وَمُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ

بیماری پہنچی ہے۔ میں مال دار ہوں۔ میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے۔ کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا نصف مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ فرمایا ایک تہائی صدقہ کرو۔ اے سعد ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ تمہارا اپنی اولاد کو مال دار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ انہیں بھوکے چھوڑو وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔

احمد بن یونس اور موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کی انھوں نے کہا: تمہارا اپنے وارثوں کو چھوڑنا تم جو بھی خرچ کرو جس میں اللہ کی رضا مطلوب ہو اس کا بدلہ اللہ تمہیں اجر دے گا حتی کہ اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ کرو" اس پر بھی ثواب ملے گا"، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد زندہ مکہ میں پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا تم ہرگز پیچھے نہیں رہو گے۔ اور جو کوئی کام کرو گے جس سے اللہ کی رضا مطلوب ہو مگر اس کی وجہ سے تمہارا درجہ اور مرتبہ اور زیادہ ہوگا۔ شاید تم مکہ میں زندہ رہو گے حتی کہ تمہارے سبب ایک قوم نفع اٹھائے گی اور دوسرے لوگ ضرر پائیں گے۔ اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت قبول کر اور انہیں ایڑیوں کے بل نہ لوٹا مگر شدید محتاج تنگ حال سعد بن خولہ پر افسوس کرتے تھے کہ وہ مکہ مکرمہ میں فوت ہو گئے۔

(حدیث ۱۲۲۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

عَنْ اَشْيَآءَ فَقَالَ اِنِّیْ سَآئِلُكَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِیٌّ مَا
اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاكُلُهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَمَا
بَالُ الْوَلَدِ يَنْزِعُ اِلٰى اَبِيْهِ وَاِلٰى اُمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِیْ بِهِنَّ جِبْرَئِيْلُ
اٰنِفًا قَالَ ابْنُ سَلَامٍ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالَ اَمَّا
اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ
وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاكُلُهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوْتِ وَ
اَمَّا الْوَلَدُ فَاِذَا سَبَقَ مَآءُ الرَّجُلِ مَآءَ الْمَرْاَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَاِذَا
سَبَقَ مَآءُ الْمَرْاَةِ مَآءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ
لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ
قَوْمٌ بُهْتٌ فَسَلْهُمْ عَنِّیْ قَبْلَ اَنْ يَّعْلَمُوْا اِسْلَامِیْ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ فِيْكُمْ

کئے اور کہا میں آپ سے تین چیزوں سے متعلق دریافت کرتا ہوں جنہیں صرف نبی ہی جانتے ہیں۔ قیامت کی پہلی شرط کیا ہے؟ پہلا کھانا جو جنتی کھائیں گے وہ کیا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ بچہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے کبھی ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے ابھی ابھی جبرائیل نے خبر دی ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا فرشتوں میں وہ تو یہودیوں کا دشمن ہے۔ فرمایا قیامت کی پہلی شرط آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب میں لے جائے گی۔ پہلا طعام جو جنتی کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا۔ جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب آجائے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوگا اور جب عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب آجائے تو بچہ ماموں کے مشابہ ہوگا۔ عبداللہ بن سلام نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر عرض کیا یارسول اللہ! یہودی بہتان باز قوم ہے انہیں میرے اسلام کا علم ہونے سے پہلے میرے متعلق پوچھیں چنانچہ یہودی آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے؟ یہودیوں نے کہا وہ ہم

marfat.com
Marfat.com

قَالُوْا اَخْبَرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَاَفْضَلُنَا وَابْنُ اَفْضَلِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَاَعَادَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَتَنَقَّصُوْهُ قَالَ هٰذَا كُنْتُ اَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

٣٦٨٨ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ اَبَا الْمِنْهَالِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مُطْعِمٍ قَالَ بَاعَ شَرِيْكٌ لِّيْ دَرَاهِمَ فِي السُّوْقِ نَسِيْئَةً فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَيَصْلُحُ هٰذَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ بِعْتُهَا فِي السُّوْقِ فَمَا عَابَهُ اَحَدٌ فَسَاَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ

بہتر ہے اور بہتر کا بیٹا ہے اور ہم سے افضل ہے اور افضل کا بیٹا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر عبداللہ مسلمان ہو جائے ؟ انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ اسے اسلام سے [illegible] آپ نے ان پر پھر اعادہ کیا تو انھوں نے اسی طرح کہا۔ پھر عبداللہ بن سلام باہر نکل آئے اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ ! (یہ سن کر) یہودیوں نے کہا یہ ہم میں سے شریر ہے اور شریر کا بیٹا ہے اور اس کی تنقیص کرنے لگے۔ عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ ! میں ان سے اسی بات کا خوف کرتا تھا

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہا جاتا ہے کہ مچھلی کا جگر نہایت ہی لذیذ ہوتا ہے اور یہ بہترین طعام ہے۔ ثوبان کی حدیث میں ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو ان کا ناشتہ مچھلی کے جگر سے ہوگا۔ یہ وہی مچھلی ہے جس پر زمین قائم ہے۔ اس میں دنیا کے ختم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ نیز ثوبان کی حدیث میں ہے کہ مچھلی کا جگر کھلانے کے بعد بیل ذبح کیا جائے گا جو اب جنت میں کھاتا پیتا ہے۔ (حدیث ع ٣١١٤ کی شرح دیکھیں)

٣٦٨٧ ـــ

٣٦٨٨ ـــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن مطعم نے کہا میرے ایک ساتھی نے بازار میں چند

marfat.com

Marfat.com

نَتَبَايَعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَلَا يُصْلِحُ وَالْقَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَسَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ أَعْظَمَنَا تِجَارَةً فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقَالَ مِثْلَهُ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَقَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ وَقَالَ نَسِيئَةً إِلَى الْمَوْسِمِ أَوِ الْحَجِّ

بَابُ إِتْيَانِ الْيَهُودِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ هَادُوا صَارُوا يَهُودًا وَأَمَّا قَوْلُهُ هُدْنَا تُبْنَا هَائِدٌ تَائِبٌ

٣٦٨٩ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ آمَنَ بِيَ عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُودِ لَآمَنَ بِيَ الْيَهُودُ

اشرفیاں اُدھار فروخت کیں تو میں نے کہا سبحان اللہ! کیا یہ جائز ہے؟ اُس نے کہا سبحان اللہ! بخدا میں نے انہیں بازار میں فروخت کیا کسی نے انہیں معیوب نہیں سمجھا پھر میں نے براء بن عازب سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ ہم اس طرح خرید و فروخت کرتے تھے تو آپ نے فرمایا جو نقد ہو اس میں حرج نہیں اور جو ادھار وہ جائز نہیں زید بن ارقم کے پاس جاؤ ان سے پوچھو وہ ہم میں بہت بڑے تاجر ہیں۔ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا تو اُنھوں نے بھی اسی طرح کہا۔ کبھی سفیان نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے جبکہ ہم خرید و فروخت کرتے تھے اور ہم موسم یا حج تک ادھار خرید و فروخت کرتے تھے۔

شرح : "قال سفیان" سے مراد یہ ہے کہ سفیان نے کبھی تو یہ روایت

٣٦٨٨ — کی ہے اور اس میں ادھار کی مدت کی تعیین نہیں تھی اور کبھی ادھار کی مدت کی تعیین بیان کی ہے کہ وہ موسم یا حج تک مدت ادھار کرتے تھے۔ (حدیث ۲۰۴۷ اور حدیث ۲۲۳۴ کی شرح دیکھیں)۔

marfat.com
Marfat.com

باب ــــ جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کا آپ کے پاس آنا

ھادُوا، کے معنی ہیں وہ یہودی ہوگئے اور اللہ کا قول ہُدنا، کے معنی ہیں ہم نے توبہ کی۔ ھائد کے معنی ہیں توبہ کرنے والا۔

۳۶۸۹ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر دس یہودی مجھ پر ایمان لے آتے تو سارے یہودی مجھ پر ایمان لے آتے۔

۳۶۸۹ ــــ شرح : یعنی اگر سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے یا اس کے بعد متصل دس یہودی مسلمان ہوجاتے تو سب یہودی ان کی متابعت میں مسلمان ہوجاتے لیکن وہ ایمان نہ لائے اس لئے تمام یہودی مسلمان نہیں ہوئے اور حدیث میں دس یہودیوں سے مراد متعین یہودی ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۂ مائدہ میں ذکر کیا ہے ان میں صرف عبداللہ بن سلام اور عبداللہ بن صُوریا ایمان لائے۔ دس سے عام یہودی مراد نہیں کیونکہ عام تو بیسیوں یہودی مسلمان ہوئے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ علامہ بیہقی نے دلائل میں ذکر کیا ہے کہ ایک یہودی عالم نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سورۂ یوسف کی تلاوت کرتے ہوئے سُنا تو وہ یہودیوں کی ایک جماعت ہمراہ لایا اور سب مسلمان ہوگئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے ساتھ آنے والے عام یہودی تھے۔ معین یہودی نہیں تھے۔ اور دس سے عام یہودی مراد نہیں بلکہ علماء مراد ہیں اور وہ ابو یاسر بن اخطب حُیی بن اخطب، کعب بن اشرف، رافع بن ابی حقیق۔ یہ بنی نضیر کے یہودی علماء تھے اور بنی قینقاع سے عبداللہ بن صنیف، فنحاص، رفاعہ بن زید اور بنی قریظہ سے زبیر بن باطیا، کعب بن اسد اور شمویل بن زید ہیں ان میں سے کوئی بھی مسلمان نہ ہوا۔ جبکہ ان میں سے ہر ایک یہودیوں کا رئیس تھا۔ اگر وہ اسلام قبول کرتے تو عام یہودی ان کی پیروی کرتے۔

marfat.com

Marfat.com

۳۶۹۰ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْغَدَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ اُسَامَةَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُمَيْسٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَاِذَا اُنَاسٌ مِنَ الْيَهُوْدِ يُعَظِّمُوْنَ عَاشُوْرَآءَ وَيَصُوْمُوْنَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَحَقُّ بِصَوْمِهٖ فَاَمَرَ بِصَوْمِهٖ

۳۶۹۱ — حَدَّثَنِیْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَآءَ فَسُئِلُوْا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِیْ اَظْهَرَ اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسٰی وَبَنِیْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰی فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ تَعْظِيْمًا لَّهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْكُمْ ثُمَّ اَمَرَ بِصَوْمِهٖ

۳۶۹۰ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ آپ کیا دیکھتے ہیں کہ یہودی عاشوراء کے دن کی تعظیم کرتے ہیں اور اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اس دن روزہ رکھنے کے زیادہ حق دار ہیں اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (حدیث ۱۸۸۰ کی شرح دیکھیں)

۳۶۹۱ — ترجمہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشوراء کا روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ اُن کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غالب کیا تھا۔ ہم اس دن کی تعظیم کے لئے روزہ رکھتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم تمہاری نسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں اور اس دن روزہ رکھنے

marfat.com
Marfat.com

۳۶۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْدُلُ شَعْرَهُ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُءُوْسَهُمْ وَكَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ رُءُوْسَهُمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاسَهُ

۳۶۹۳ — حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ هُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّءُوْهُ اَجْزَاءً فَاٰمَنُوْا بِبَعْضِهٖ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهٖ

کا حکم فرمایا (حدیث ع ۱۸۸۱ کی شرح دیکھیں)

۳۶۹۲ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر کے بالوں کو لٹکاتے تھے اور مانگ نہیں نکالتے تھے اور مشرک مانگ نکالا کرتے تھے۔ اور اہل کتاب مانگ نہیں نکالتے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس شئ میں اللہ کا حکم نہ ہوتا تھا اس میں اہل کتاب کی موافقت کیا کرتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مانگ نکالنے لگے۔ (حدیث ع ۳۲۳۰ کی شرح دیکھیں)

۳۶۹۳ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ اہل کتاب ہی ہیں جنہوں نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وہ اس کے بعض پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کر دیا (یعنی وہ بعض قرآن پر ایمان لائے اور بعض سے کفر کیا)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِسْلَامِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ

٣٦٩٤ــــ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ اَنَّهٗ تَدَاوَلَهٗ بِضْعَةَ عَشَرَ مِنْ رَبٍّ اِلٰى رَبٍّ

باب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام قبول کرنا

٣٦٩٤ — ترجمہ : ابوعثمان نے سلمان فارسی سے بیان کیا کہ انہیں چند اور دس مالک یکے بعد دیگرے قبضہ میں لیتے رہے

٣٦٩٤ — شرح : سلمان فارسی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ جب اُن سے ان کے نسب کے متعلق پوچھا گیا تو جواب دیا میں سلمان بن اسلام ہوں۔ دراصل وہ مجوسی تھے اور حق مذہب کی تلاش میں گھر سے بھاگ نکلے اور ایک راہب کے پاس چلے گئے پھر اس کی وفات کے بعد دوسرے راہب کے پاس چلے گئے پھر اس کی وفات کے بعد تیسرے راہب کے پاس چلے گئے اس طرح یکے بعد دیگرے ان کے مرنے کے بعد مختلف راہبوں کے پاس جاتے رہے۔ ان میں سے آخری راہب نے انہیں حجاز مقدس جانے کا مشورہ دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی انہیں خبر دی۔ اُنھوں نے عربوں کے قافلہ میں آپ کے حضور جانے کا ارادہ کیا تو اُنھوں نے دھوکہ سے انہیں وادی القریٰ میں فروخت کر دیا۔ پھر انہیں بنی قریظہ کے ایک یہودی نے خرید لیا وہ انہیں مدینہ منورہ لے آیا۔ وہاں کچھ مدت رہے جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ آپ کے پاس صدقہ لے کر آئے جسے حضور نے نہ کھایا۔ پھر ہدیہ پیش کیا تو آپ نے قبول کر لیا۔ پھر اُنھوں نے ختم نبوت دیکھی۔ جب کہ راہب نے انہیں ان علامتوں سے آگاہ کیا ہُوا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا اور سارا حال ان سے بیان کیا تو وہ مسلمان ہو گئے اور اکابر صحابہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب

marfat.com
Marfat.com

۳۶۹۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْبَيْكَنْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ يَقُوْلُ اَنَا مِنْ رَامُهُرْمُزَ

۳۶۹۶ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ فَتْرَةٌ بَيْنَ عِيْسٰى وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتُّمِائَةِ سَنَةٍ

ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط پر خریدا کہ انہیں آزاد کردیں لیکن مشہور یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ اپنے مالک سے عقد کتابت کرلو تو انھوں نے اس شرط پر مکاتبت کی کہ اس کے لئے تین سو کھجور کے درخت لگائیں گے اور چالیس اوقیہ سونا ادا کریں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے سارے درخت لگائے اور صحابہ سے فرمایا اپنے بھائی سلمان کی مدد کرو انھوں نے اعانت کی اور سارا مال ادا کردیا۔

جب خندق کھودتے وقت انصار و مہاجرین نے باہم جھگڑا کیا انصار نے کہا سلمان ہم سے ہے مہاجرین نے کہا سلمان ہم سے ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان ہمارے اہلِ بیت سے ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں عراق کا حاکم مقرر کیا تھا۔ وہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا پیا کرتے تھے۔ دو سو پچاس برس بقیدِ حیات رہے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے۔ کہا گیا ہے کہ ساڑھے تین سو سال زندہ رہے۔ کہا گیا ہے انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وحی پائی ہے۔ ۳۶ ہجری کو مدائن میں فوت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون "

(حدیث ۲۰۷۸ سے قبل باب حربی کافر سے غلام خریدنا اور اس کا ہبہ کرنا اور آزاد کرنے کی شرح دیکھیں)

۳۶۹۵ — ترجمہ : ابوعثمان نے کہا کہ میں نے سلمان فارسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں رامہرمز کا رہنے والا ہوں۔

marfat.com

Marfat.com

۳۶۹۶ — ترجمہ : سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عیسیٰ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہا السلام کے درمیان چھ سو سال کا زمانہ فترت کا زمانہ ہے۔

شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ سلمان فارسی نے کہا میں اصبہان کے ایک گاؤں جیّ کا رہنے والا ہوں میرا والد جاٹ تھا۔ ان احادیث کا باب کے عنوان سے تعلق اس طرح ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مختلف آقاؤں کے غلام رہنے اور اپنے وطن سے ہجرت کرنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے (کرمانی)

فترت کے معنیٰ ہیں انقطاع یعنی وہ مدت جس میں اللہ کی طرف سے کوئی رسُول مبعوث نہ ہو۔ لیکن اس زمانہ میں نبی ہو سکتا ہے۔ جو آخری رسُول کی شریعت کی تبلیغ کرے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فترت کے زمانہ میں کئی انبیاء علیہما السلام تشریف لائے ہیں چنانچہ اُن میں سے ایک حنظلہ بن صفوان ہیں جو اصحابِ رس کے نبی تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ فترت کے زمانہ میں تھے۔ دوسرے خالد بن سنان عبسی ہیں۔ طبرانی نے اپنے اسناد سے ابن عباس سے روائت کی کہ خالد بن سنان کی لڑکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس کے لئے چادر بچھادی اور فرمایا یہ اس نبی کی بیٹی ہے جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا تھا۔ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ہجرت فرمایا تو خالد بن سنان کی بیٹی آپ کے پاس آئی جبکہ وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھی۔ آپ نے اسے مرحبا کہا اور فرمایا میرے بھائی کی بیٹی کا آنا مبارک ہو۔ اس کا والد نبی تھا لیکن اس کی قوم نے اسے ضائع کر دیا۔ تیسرے شعیب بن ذی مھزم ہیں وہ شعیب بن صیفوں کے سوا ہیں۔ سہیلی نے ذکر کیا وہ عدنان کے زمانہ میں عربی نبی تھے۔ ابن کثیر نے کہا یہ نیک لوگ تھے نبی نہ تھے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عیسیٰ بن مریم کے بہت قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ بعض علماء نے کہا ہو سکتا ہے کہ اس حدیث سے مراد یہ ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد نبی مرسل ہو اور جائز ہے کہ نبی ہو رسول نہ ہو جو آخری رسُول کی شریعت کی تبلیغ کرتا ہو۔

اَلْحَمْدُ عَلَى التَّمَامِ وَعَلَى النَّبِيِّ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

علامہ غلام رسُول رضوی غفرلہ ۴ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۸۲ء بروز جمعرات

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرس

تفہیم البخاری

حصہ پنجم = پارہ : ۱۳ تا ۱۵

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
تیرھواں پارہ	
مخلوق کی ابتداء	۳
باب ۔ سات زمینوں کے متعلق روایات	۱۱
باب ۔ ستاروں کے بارے میں	۱۵
باب ۔ چاند اور سورج کی گردش کی حالت کی تفصیل	۱۶
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور وہ وہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے بطور بشارت ہوائیں بھیجتا ہے	۲۳
باب ۔ فرشتوں کا ذکر	۲۴
معراج کی حدیث	۲۷
باب ۔ جب کوئی تم میں سے آمین کہے حالانکہ آسمان میں فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جب دونوں کی آمین ایک دوسرے کے موافق پڑھے تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں	۴۵
اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں علماء کرام کے خیالات۔	۵۲
اِن روایات کا بیان جو جنّت کی صفت میں وارد ہیں اور یہ کہ جنت مخلوق ہے۔	۵۵
باب ۔ جنت کے دروازوں کی صفت	۷۱
باب ۔ باب دوزخ کی وصف اور وہ مخلوق ہے۔	۷۲
باب ۔ ابلیس اور اس کے لشکر کی وصف	۸۱
باب ۔ جنّات اور ان کو ثواب وعقاب کا ذکر	۱۰۲

marfat.com

Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
جنات آگ سے پیدا کیے گئے ہیں	۱۰۲
جن جسم رکھتے ہیں اور ان کی شکلیں مختلف ہیں	۱۰۳
جنات کی تین قسمیں ہیں	۱۰۳
جنات کے اقسام	۱۰۴
جن کھاتے پیتے ہیں اور نکاح وغیرہ کرتے ہیں	۱۰۴
کیا جنات عبادت میں مکلف ہیں ؟	۱۰۵
کیا جنات میں سے کوئی نبی و رسول ہوا ہے؟	۱۰۵
کیا جنات میں مختلف فرقے ہیں ؟	۱۰۶
امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے درمیان مناظرہ	۱۰۶
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب ہم نے تیری طرف جنوں کا گروہ پھیر دیا۔	۱۰۸
اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور اللہ نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے ۔	۱۰۹
باب ۔ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہیں جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا جائے گا	۱۱۱
باب ۔ پانچ موذی جانوروں کو حرم میں قتل کر دیا جائے۔	۱۱۹
باب ۔ جب تمہارے مشروب میں مکھی گر پڑے تو اسے اسی میں ڈبو دے کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہوتی ہے ۔	۱۲۳
کتاب الانبیاء علیہم السلام	
باب ۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش	۱۲۷
باب ۔ تمام روحیں مجتمع لشکر تھیں	۱۴۱

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد : ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا ۔	۱۴۲
باب ۔ بے شک الیاس پیغمبروں میں سے ہے	۱۵۱
باب ۔ حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر	۱۵۳
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو نبی بھیجا	۱۵۷
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد قوم عاد کو تو بہت تیز اور سخت ہوا سے ہلاک کر دیا گیا	۱۵۹
باب ۔ یاجوج و ماجوج کا بیان	۱۶۳
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : انھوں نے کہا اے ذوالقرنین یاجوج و ماجوج زمین میں فساد کرتے ہیں	۱۶۵
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔	۱۷۲
باب ۔ یزفون یعنی رفتار میں تیزی کرنا	۱۸۶
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ان سے ابراہیم کے مہمانوں کا واقعہ بیان کریں جب کہ وہ ابراہیم کے پاس آئے ۔	۲۰۸
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان قرآن مجید میں اسماعیل کا ذکر پڑھو وہ وعدہ کے سچے تھے	۲۱۴
باب ۔ اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کا قصہ	۲۱۵
باب ۔ کیا تم یعقوب کی وفات کے وقت حاضر تھے ؟ جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا۔	۲۱۶
باب ۔ اور لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم بے حیائی پر آتے ہو ۔	۲۱۷
باب ۔ لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے آئے	۲۱۸

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
تو اُنہوں نے کہا تم اجنبی لوگ ہو	۲۱۸
باب ۔ اللہ کا فرمان ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو رسُول بھیجا۔ حجر والوں نے جھٹلا دیا۔	۲۲۰
باب ۔ کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام نے وفات پائی۔	۲۲۴
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوسف اور ان کے بھائیوں کے بارے میں پوچھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔	۲۲۵
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور ایوب جب کہ اُنھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے	۲۳۲
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اور کتاب میں موسیٰ کو یاد کرو۔	۲۳۳
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور کچھ تمہیں موسیٰ کی خبر آئی ہے۔ جب اُس نے ایک آگ دیکھی۔	۲۳۶
باب ۔ فرعون کے خاندان میں سے ایک مرد مومن نے کہا جس نے ایمان چھپایا ہُوا تھا۔	۲۴۰
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور ہم نے تیس رات کا وعدہ کیا۔ ہم نے انہیں دس رات کا اضافہ کرکے پُورا کیا تو اُن کے رب کا وقت چالیس راتیں پُوری ہوگئیں۔	۲۴۵
باب ۔ سیلاب سے طوفان ہے۔	۲۴۸
باب ۔ خضر اور موسیٰ علیہ السلام کی حدیث۔	۲۴۸
باب ۔ وہ اپنے بتوں کے پاس ڈیرہ ڈالے بیٹھے تھے۔	۲۵۹
باب ۔ جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو!	۲۶۰
باب ۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات اور اس کے بعد کا واقعہ	۲۶۲
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اللہ مثال بیان فرماتا ہے۔	۲۶۶
باب ۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا۔	۲۶۸
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان بے شک یونس علیہ السلام رسولوں میں سے ہیں۔	۲۷۰
باب ۔ اور ان سے اس بستی کا حال پوچھیں جو دریا کے کنارے تھی۔	۲۷۵
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور عنائت کی۔	۲۷۶
باب ۔ اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے محبوب روزہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔	۲۸۰
باب ۔ اور ہمارے بندے داؤد صاحب قوت کو یاد کرو بے شک وہ بڑا رجوع کرنیوالا ہے	۲۸۱
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان عنائت کیا	۲۸۵
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطاء کی کہ اللہ کا شکر ادا کرے	۲۹۳
باب ۔ ان کے لئے قریہ والوں کی مثال بیان کریں جب ان کے پاس رسول پہنچے۔	۲۹۴
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ مذکور ہے نیز	۲۹۵

marfat.com

Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
رب کی اس رحمت کا جو اُس نے اپنے بندے زکریا پہ کی۔	
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کتاب میں مریم کا ذکر کریں	۲۹۸
باب ۔ جب فرشتوں نے کہا بے شک اللہ نے تجھے چن لیا اور خوب ستھرا کیا	۳۰۰
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے اہل کتاب تم اپنے دین میں غلو نہ کرو۔	۳۰۳
باب۔ اور کتاب میں مریم کا ذکر کریں جب وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہوگئی۔	۳۰۶
باب ۔ حضرت ابن مریم علیہا السلام کا آسمان سے نزول	۳۲۱
باب ۔ بنی اسرائیل کے واقعات کا ذکر	۳۲۵
بنی اسرائیل کے کوڑھے، اندھے اور گنجے کے متعلق حدیث	۳۳۵
باب ۔ کیا تمہیں معلوم ہُوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے	۳۲۸
چودھواں پارہ	
باب ۔ حدیث غار	۳۴۰
کتاب المناقب	۳۶۵
باب ۔ مناقب قریش	۳۷۴

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہُوا۔	۳۸۱
باب ۔ اہل یمن کی نسبت حضرت اسمٰعیل کی طرف	۳۸۲
باب ۔ اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ اور اشجع کا ذکر	۳۸۶
باب ۔ ذکر قحطان	۳۹۰
باب ۔ جاہلیت کی پکار ممنوع ہے۔	۳۹۱
باب ۔ خزاعہ کا واقعہ	۳۹۳
باب ۔ آب زمزم کا واقعہ	۳۹۵
اس حدیث میں حضرت ابوذر کے اسلام لانے کا واقعہ مذکور ہے۔	۳۹۵
باب ۔ عربوں کی جہالت	۳۹۹
جس نے اپنے آپ کو اسلام یا زمانہ جاہلیت میں اپنے باپ دادا کی طرف منسوب کیا۔	۴۰۰
باب ۔ قوم کا بھانجا اور مولیٰ انہی میں شمار ہوتا ہے۔	۴۰۳
باب ۔ حبشیوں کا قصہ	۴۰۴
باب ۔ جس نے یہ پسند کیا کہ اس کے نسب کو گالی نہ دی جائے	۴۰۵
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی کے متعلق روایات۔	۴۰۶
باب۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم	۴۰۹
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات	۴۱۱
باب ۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت	۴۱۲
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت	۴۱۵
باب ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف طیبہ	۴۱۷

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سوتی تھی دل نہیں سوتا تھا ۔	۴۲۷
باب ۔ اسلام میں علاماتِ نبوت	۴۴۲
مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی	۵۰۱
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ۔	۵۱۸
باب ۔ مشرکوں کا سوال کرنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں معجزہ دکھائیں تو آپ نے انہیں شقِ قمر معجزہ دکھایا	۵۲۱
باب ۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے فضائل	۵۳۲
باب ۔ مہاجرین کے مناقب اور محاسن اور ان کی فضیلت ۔	۵۳۶
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۵۳۷
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ابوبکر کے دروازے کے بغیر سب دروازے بند کردو!	۵۴۶
باب ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق کی فضیلت	۵۵۰
باب ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر میں کسی کو خلیفہ بناتا	۵۵۱
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کا واقعہ	۵۶۷
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات	۵۸۵
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۵۸۶
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا آپکے لئے دعا فرمانا	۵۸۷
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۶۰۴
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا سبب	۶۰۵
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت	۶۰۶
ابو عمرو عثمان بن عفان قرشی کے مناقب	۶۰۷
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کا واقعہ اور ان کی بیعت پہ اتفاق اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بھی ذکر ہے	۶۱۷
امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فراست	۶۳۱
امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت	۶۳۱
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت	۶۳۲
امیر المؤمنین ابوالحسن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہ	۶۳۴
ابوحسن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۶۳۵
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عجیب و غریب فیصلہ	۶۳۸
امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بعض صفات	۶۳۹
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت	۶۴۰
امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی سازش ۔	۶۴۱
عبدالرحمٰن ابن ملجم کی گرفتاری اور اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد	۶۴۳
حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۶۵۲
حضرت عباس بن عبدالمطلب کا ذکر	۶۵۶
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی لوگوں کے محاسن	۶۶۰
حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	۶۶۴

marfat.com

Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی وفات	۶۶۶
حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	۶۷۱
حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی وفات	۶۷۳
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۶۷۵
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات	۶۷۷
باب ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادی قرابت داری کا ذکر	۶۸۰
ابو العاص رضی اللہ عنہ کی وفات	۶۸۲
حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ	۶۸۴
حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ	۶۸۸
ام ایمن رضی اللہ عنہا	۶۹۳
ام ایمن رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب پینا	۶۹۴
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۶۹۵
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات	۶۹۶
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	۶۹۹
حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما	۷۰۰
حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما	۷۰۴
حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما	۷۰۶
شہزادہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن	۷۰۷
امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات	۷۱۰
شہزادہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم امام حسین رضی اللہ عنہ	۷۱۲
حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ	۷۲۰
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۷۲۲
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ	۷۲۵
حضرت خالد بن ولید کی بعض کرامات	۷۲۷
حضرت عمر فاروق نے حضرت خالد بن ولید کو کیوں معزول کیا	۷۲۷
حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ	۷۲۹
حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ	۷۳۱
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۷۳۲
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۷۳۶
سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا	۷۳۹
سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ	۷۴۱
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا	۷۴۳

پندرھواں پارہ

باب مناقب الانصار	۷۵۰
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا ۔	۷۵۴
باب ۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنا ۔	۷۵۵
باب ۔ انصار کی محبت	۷۵۹
باب ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے فرمانا تم مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو ۔	۷۶۰
باب ۔ انصار کے تابعدار	۷۶۱
باب ۔ انصار کے گھروں کی فضیلت	۷۶۲

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے ارشاد : صبر کرو حتیٰ کہ مجھ سے حوض پر ملاقات ہو	۷۶۶
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار اور مہاجرین کے لئے دعاء فرمانا اے اللہ انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما	۷۶۷
باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود حاجتمند ہوں	۷۶۹
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نیک انصار کی نیکیاں قبول کرو اور ان کے خطاکاروں سے درگزر کرو ۔	۷۷۱
باب ۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ	۷۷۴
باب ۔ مناقب بن اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما	۷۷۹
باب ۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۷۸۱
باب ۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما	۷۸۲
باب ۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	۷۸۴
باب ۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	۷۸۷
باب ۔ مناقب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ	۷۸۹
باب ۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ	۷۹۱
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خدیجہ سے نکاح کرنا اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت	۷۹۶
باب ۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ	۸۰۲
باب ۔ حضرت حذیفہ بن یمان عبسی رضی اللہ عنہ	۸۰۵
باب ۔ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ	۱۰۶
باب ۔ زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۸۰۷
باب ۔ کعبہ کی تعمیر	۸۱۳
باب ۔ جاہلیت کا زمانہ	۸۱۵
باب ۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما	۸۱۷
باب ۔ جاہلیت کے زمانہ میں قسامت	۱۰۶
باب ۔ بندر کے زنا کا واقعہ	۸۲۲
حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہما	۸۳۲
باب ۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ۔	۱۳۲
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ۔	۸۳۴
سید کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہما ۔	۸۳۴
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے جد امجد ہاشم ہیں ۔	۱۳۵
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے جد امجد عبد مناف ہیں ۔	۱۳۱
سرور کائنات کے چوتھے جد امجد قصی ہیں ۔	۱۳۶
سرور کون و مکان کے پانچویں جد امجد طالب ہیں ۔	۱۳۶
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھٹے جد امجد مرہ ہیں ۔	۱۳۶

marfat.com

Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں جدّ امجد کعب ہیں۔	۸۳۷
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھویں جدّ امجد لؤی ہیں۔	۸۳۷
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نویں جدّ امجد غالب ہیں۔	۸۳۷
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسویں جدّ امجد فہر ہیں۔	۸۳۷
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارھویں جدّ امجد مالک ہیں	۸۳۸
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارھویں جدّ امجد نضر ہیں۔	۸۳۸
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرھویں جدّ امجد کنانہ ہیں۔	۸۳۸
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چودھویں جدّ امجد خزیمہ ہیں	۸۳۸
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پندرھویں جدّ امجد مدرکہ ہیں	۸۳۹
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سولھویں جدّ امجد الیاس ہیں۔	۸۳۹
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سترھویں جدّ امجد مضر ہیں	۸۴۰
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھارویں جدّ امجد نزار ہیں	۸۴۰
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انیسویں جدامجد معد ہیں	۸۴۰

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بیسویں جدّ امجد عدنان ہیں	۸۴۱
باب۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو مکہ مکرمہ میں جو مشرکوں کے ہاتھوں تکالیف پہنچیں	۸۴۲
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا	۸۴۹
باب۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	۸۵۱
باب۔ جنوں کا ذکر	۸۵۲
باب۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	۸۵۵
حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	۸۵۸
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	۸۶۰
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ	۸۶۵
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنے اسلام کا اعلان کرنا	۸۶۶
باب۔ چاند کا شق ہو جانا	۸۶۸
باب۔ نجاشی کی موت	۸۷۹
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر مشرکوں کا آپس میں قسمیں کھانا	۸۸۱
باب۔ ابو طالب کا واقعہ	۸۸۲
باب۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانی سیر کی حدیث	۸۸۵

marfat.com
Marfat.com

اسماء مضامین و ابواب	صفحہ
اسراء اور شب معراج	۸۸۶
قریش کا معراج کے واقعہ کو جھٹلانا	۸۸۶
مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تشریف لے جانے میں حکمت	۸۸۸
باب : معراج کا واقعہ	۸۸۹
باب : انصار کے وفود کا مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا اور بیعت العقبہ کا بیان۔	۹۰۱
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا اور آپ کا مدینہ منورہ میں تشریف لانا اور عائشہ کی رخصتی	۹۰۶
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا	۹۴۸
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا مدینہ منورہ میں تشریف لانا	۹۴۸
باب - حج ادا کرنے کے بعد مہاجر کا مکہ مکرمہ میں اقامت کرنا۔	۹۵۹
تاریخ کی ابتداء	۹۶۰
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت قبول کر اور جو لوگ مکہ مکرمہ میں فوت ہوگئے ان کے لئے افسوس کرنا	۹۶۲
باب - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھائی چارہ کس طرح قائم کیا	۹۶۴
باب - جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کا آپ کے پاس آنا۔	۹۶۹
باب - حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	۹۷۲

marfat.com

Marfat.com

تفہیم البُخاری

حصّہ (۶) ششم

تالیف : شیخ الحدیث علّامہ غُلام رسُول رضوی

صحیح بُخَاری کی اُردُو شرح اپنی مثال خود
ہے اس کے پہلے پانچ حصّے منصّہ شہود میں آچکے ہیں
حصّہ ششم زیرطباعت ہے ۔ عنقریب انشاء العزیز
بخاری شریف کی مکمل اُردُو شرح تدریجًا قارئین کرام
کی زینت مطالعہ ہوگی ! آپ کی دعاؤں سے یہ دینی فریضہ
پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے
وکان سعیہ مشکورًا

marfat.com
Marfat.com

تفہیم البخاری

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

حقوق طبع ناشر کے لئے محفوظ

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۚ

اور جو کچھ تمہیں رسُول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸ پ سُورۂ حشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

حصّہ ششم

شیخ الحدیث علّامہ غُلام رسُول رضوی فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی جامعہ سراجیہ رسُولیہ رضویہ فیصل آباد اعظیم آباد

marfat.com

Marfat.com

تفہیم البخاری

——حصہ ششم——

بار اوّل : ایک ہزار

مطبع : عبدالحمید الجدہ پرنٹرز $\frac{22}{S/R}$

احاطہ ترلوک چند - اردو بازار - لاہور

ناشر : صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد - فیصل آباد

کتابت : حکیم محمود الحسن خان محلہ اسلام پورہ

منڈی فاروق آباد - ضلع شیخوپورہ

ھدیہ :

135/08

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ السَّادِسُ عَشَرَ (١٦)

كِتَابُ الْمَغَازِي

بَابُ غَزْوَةِ الْعُشَيْرَةِ اَوِ الْعُسَيْرَةِ

وَقَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ اَوَّلُ مَا غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَبْوَاءُ ثُمَّ بُوَاطُ ثُمَّ الْعُشَيْرَةُ ٣٦٩٧ ــ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ كُنْتُ اِلٰى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ فَقِيْلَ لَهُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّ الرَّحْمَةِ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

كِتَابُ الْمَغَازِي

مَغَازِي مَغْزٰى كى جمع ہے اور مَغْزٰى غَزَا يَغْزُوْا كى مصدر ہے چنانچہ كہا جاتا ہے غزا يغزو اغزوًا ومغزًى ومغزاةً يہ بھى ہوسكتا ہے كہ اسم ظرفِ مكان ہو يعنى غزوہ كى جگہ ليكن يہاں مصدرى معنى مراد ہے۔ امام ابن حجر نے فتح البارى ميں ذكر كيا كہ "غزو كا معنى قصد ہے" اور كلام كے مقصد كو مغزى كہا جاتا ہے اور يہاں مغازى سے مراد سيد عالم صلى اللہ عليہ وسلم كا بذاتِ خود كفار كا قصد كرنا ہے يا ان كى طرف لشكر بھيجنا ہے اور كفار كا قصد عام ہے ان كے شہروں كا قصد كريں يا جہاں وہ جمع ہوں جيسے اُحُد اور خندق وغيرہ كا قصد ہو" صراح ميں ہے كہ غزوہ كا معنى دشمنِ دين سے جنگ كرنا ہے يعنى يہ كتاب سرورِ كائنات صلى اللہ عليہ وسلم كے كفار سے جنگوں كے متعلق ہے

marfat.com
Marfat.com

كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ قِيلَ كَمْ غَزَوْتَ انْتَ مَعَهٗ قَالَ

باب غزوۃ العشیرہ یا عسیرہ

ابن اسحاق نے کہا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سب سے پہلے اَبْواء کی جنگ لڑی پھر بُواط اور پھر عُشیرہ کی جنگیں لڑیں،، عُشیرہ اور عُسیرہ ایک ہی شئ ہے صرف سین شین میں شک ہے۔ ہر دو طرف عُلماء گئے ہیں، لیکن مشہور و معروف شین یعنی عُشیرہ ہے۔ علّامہ ابن حجر نے فتح میں ذکر کیا کہ اَبْواء مدینہ منورہ کی سمت میں جُحفہ سے ۲۲ میل دُور ایک گاؤں ہے۔ اسے اَبْواء اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں وباء یعنی مرض بہت ہے۔ یہ قلبِ حروف پر مبنی ہے۔ ورنہ اَوْباء کہا جاتا،، یہ اسلام میں پہلی جنگ ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لانے کے تقریباً ایک سال بعد صفر کے مہینہ میں نکلے جبکہ آپ نے قریش کا قصد کیا تھا؛ لیکن بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناف کے رئیس مجدی نے آپ سے صلح کرلی اور جنگ لڑے بغیر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لے آئے۔ ابن ہشام نے کہا اس وقت آپ نے سعد بن عبادہ کو مدینہ منورہ پر حاکم مقرر کیا تھا۔ ابواء اور ودّان ایک ہی شئ ہے۔

بُواط ،، قبیلہ جُہینہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے جو ینبع کے قریب ہے۔

یہ غزوہ دُوسری ہجری کے ربیع الاوّل میں واقع ہُوا۔ عُشیرہ بھی دو جمادی الاولیٰ میں واقع ہُوا

واقدی نے کہا ان تینوں سفروں میں سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم قریش کے تاجروں کا تعاقب کرتے تھے جو شام کو تجارت کرنے جاتے تھے۔ ان تینوں سفروں میں جنگ نہیں ہُوئی۔ جنگ بدر کا سبب بھی یہی تھا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم قریش کے سردار ابوسفیان کا تعاقب کرنے نکلے تھے جو شام سے مالِ تجارت لائے تھے لیکن ابوجہل وغیرہ اس کی مدد کو نکلے اور بدر کے میدان میں اسلام و کفر میں عظیم معرکہ ہُوا جس میں ابوجہل اور قریش کے بڑے بڑے بہادر سردار مارے گئے اور کفر کی کمر ٹوٹ گئی اور اسلام کا عروج شروع ہُوا۔

محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ

مدنی تابعی صاحبِ مغازی ہیں بغداد میں آئے اور حدیث بیان کرنی شروع کی اور بغداد میں ہی ایک سو پچاس (۱۵۰) ہجری میں فوت ہُوئے اور خیزران کے قبرستان میں مدفون ہُوئے۔ آج کل وہ مشہد امام ابوحنیفہ مشہور ہے رضی اللہ عنہ۔

۳۶۹۷ — ترجمہ : شُعبہ نے ابواسحاق سے روایت کی کہ میں زید بن ارقم کے پہلو میں بیٹھا تھا اُن سے کہا گیا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کتنی جنگیں لڑی ہیں۔ اُنھوں نے کہا انیس ۱۹ ان سے کہا گیا آپ کتنی جنگوں میں آپ کے ساتھ رہے۔ کہا سترہ میں نے کہا سب سے پہلے کونسا غزوہ واقع ہُوا تھا اُنھوں نے کہا عُسیرہ یا عُشیرہ۔ شُعبہ نے کہا : میں نے یہ قتادہ

marfat.com
Marfat.com

سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ فَاَيُّهُمْ كَانَتْ اَوَّلَ قَالَ الْعُشَيْرَاءُ اَوِ الْعُسَيْرَةُ فَذَكَرْتُ لِقَتَادَةَ فَقَالَ الْعُشَيْرَةُ

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُقْتَلُ بِبَدْرٍ

۳۶۹۸ — حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ كَانَ صَدِيْقًا لِاُمَيَّةَ ابْنِ خَلَفٍ وَكَانَ اُمَيَّةُ اِذَا مَرَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلٰى سَعْدٍ وَكَانَ سَعْدٌ اِذَا مَرَّ بِمَكَّةَ نَزَلَ

سے ذکر کیا تو انھوں نے کہا عُشَیرہ،،

۳۶۹۷ — شرح : یعنی جن غزوات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود نکلے وہ انیس غزوات ہیں، لیکن ابویعلی نے صحیح اسناد کے ساتھ ابوالزبیر کے ذریعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ کے غزوات کی تعداد اکیس ۲۱ ہے۔ زید بن ارقم نے ان میں سے دو ۲ کو ذکر نہیں کیا ممکن ہے کہ وہ ابواء اور بواط ہوں اور زید بن ارقم پر کمسنی کے باعث مخفی رہے ہوں۔ مسلم کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ پہلا غزوہ ذات العشیرہ یا ذاتُ العسیرہ تھا۔ ان غزوات میں سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ میں بنفسِ نفیس جنگ لڑی اور وہ بدر، احد، احزاب، بنی مصطلق، خیبر، مکہ، حُنین اور طائف کی جنگیں ہیں۔ قریظہ کے ساتھ جنگ کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ وہ احزاب کے بعد واقع ہوئی اسے احزاب کے ساتھ ملا دیا ہے۔ بعض نے اسے علیحدہ ذکر کیا ہے؛ کیونکہ احزاب کی ہزیمت کے بعد یہ مستقل غزوہ تھا۔ واللہ اعلم!

باب ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں کو ذکر کرنا جو بدر میں قتل ہوں گے

۳۶۹۸ — ترجمہ : ابواسحاق نے کہا مجھ سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ انہوں نے عبداللہ ابن مسعود سے سُنا، رضی اللہ عنہ، کہ اُنھوں نے سعد بن معاذ سے ذکر کیا کہ وہ اُمیّہ بن خلف کے دوست تھے جب

marfat.com
Marfat.com

عَلٰى اُمَيَّةَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ انْطَلَقَ سَعْدٌ
مُعْتَمِرًا فَنَزَلَ عَلٰى اُمَيَّةَ بِمَكَّةَ فَقَالَ لِاُمَيَّةَ بِمَكَّةَ ..... اُنْظُرْلِيْ سَاعَةَ
خَلْوَةٍ لَعَلِّيْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَخَرَجَ بِهٖ قَرِيْبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَلَقِيَهُمَا
اَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ يَا اَبَا صَفْوَانَ مَنْ هٰذَا مَعَكَ فَقَالَ هٰذَا سَعْدٌ فَقَالَ لَهٗ
اَبُوْجَهْلٍ اَلَا اَرَاكَ تَطُوْفُ بِمَكَّةَ اٰمِنًا وَقَدْ اٰوَيْتُمُ الصُّبَاةَ وَزَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ
تَنْصُرُوْنَهُمْ وَتُعِيْنُوْنَهُمْ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنَّكَ مَعَ اَبِيْ صَفْوَانَ مَا رَجَعْتَ اِلٰى
اَهْلِكَ سَالِمًا فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ وَرَفَعَ صَوْتَهٗ عَلَيْهِ اَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِيْ هٰذَا
لَاَمْنَعَنَّكَ مَا هُوَ اَشَدُّ عَلَيْكَ مِنْهُ طَرِيْقُكَ عَلٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ اُمَيَّةُ
لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ يَا سَعْدُ عَلٰى اَبِي الْحَكَمِ سَيِّدِ اَهْلِ الْوَادِيْ فَقَالَ سَعْدٌ دَعْنَا
عَنْكَ يَا اُمَيَّةُ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهُمْ قَاتِلُوْكَ
قَالَ بِمَكَّةَ قَالَ لَا اَدْرِيْ فَفَزِعَ لِذٰلِكَ اُمَيَّةُ فَزَعًا شَدِيْدًا فَلَمَّا رَجَعَ اُمَيَّةُ اِلٰى اَهْلِهٖ
قَالَ يَا اُمَّ صَفْوَانَ اَلَمْ تَرَيْ مَا قَالَ لِيْ سَعْدٌ قَالَتْ وَمَا قَالَ لَكَ قَالَ زَعَمَ اَنَّ
مُحَمَّدًا اَخْبَرَهُمْ اَنَّهُمْ قَاتِلِيَّ فَقُلْتُ لَهٗ بِمَكَّةَ قَالَ لَا اَدْرِيْ فَقَالَ اُمَيَّةُ وَاللّٰهِ لَا اَخْرُجُ مِنْ

اُمَیّہ مدینہ منوّرہ سے گزرتا تو سعد بن معاذ کے پاس ٹھہرتا تھا اور سعد بن معاذ جب مکہ مکرمہ سے گزرتے تو اُمیّہ کے پاس ٹھہرا کرتے تھے۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ میں تشریف لائے تو سعد عمرہ کرنے گئے اور مکّہ مکرمہ میں اُمیّہ کے پاس اقامت کی اور اُمیّہ سے کہا تنہائی کا وقت دیکھو اس وقت میں طواف کرلوں۔ اُمیّہ انہیں تقریبًا دوپہر کے وقت لے کر نکلا تو انہیں ابوجہل مل گیا اُس نے (امیّہ سے) کہا اے ابوصفوان تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟ اُس نے کہا یہ سعد بن معاذ ہے۔ ابوجہل نے سعد سے کہا کیا میں تجھے دیکھتا نہیں ہوں کہ تو امن کی حالت میں طواف کر رہا ہے حالانکہ تم نے صابیوں کو پناہ دے رکھی ہے اور تمہارا خیال ہے کہ تم ان کی مدد کرتے ہو خبردار! بخدا، اگر تو ابوصفوان کے ہمراہ نہ ہوتا تو اپنے گھر سالم نہ جاتے۔ سعد بن معاذ نے ابوجہل

marfat.com
Marfat.com

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ اِسْتَنْفَرَ اَبُوْجَهْلٍ النَّاسَ قَالَ اَدْرِكُوْا عِيْرَكُمْ فَكَرِهَ اُمَيَّةُ اَنْ يَخْرُجَ فَاَتَاهُ اَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ يَا اَبَا صَفْوَانَ اِنَّكَ مَتٰى يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ وَاَنْتَ سَيِّدُ اَهْلِ الْوَادِيْ تَخَلَّفُوْا مَعَكَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ اَبُوْجَهْلٍ حَتّٰى قَالَ اَمَّا اِذْ غَلَبْتَنِيْ فَوَاللّٰهِ لَاشْتَرِيَنَّ اَجْوَدَ بَعِيْرٍ بِمَكَّةَ ثُمَّ قَالَ اُمَيَّةُ يَا اُمَّ صَفْوَانَ جَهِّزِيْنِيْ فَقَالَتْ لَهٗ يَا اَبَا صَفْوَانَ وَقَدْ نَسِيْتَ مَا قَالَ لَكَ اَخُوْكَ الْيَثْرِبِيُّ قَالَ لَا وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اَجُوْزَ مَعَهُمْ اِلَّا قَرِيْبًا. فَلَمَّا خَرَجَ اُمَيَّةُ اَخَذَ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلًا اِلَّا عَقَلَ بَعِيْرَهٗ فَلَمْ يَزَلْ بِذٰلِكَ حَتّٰى قَتَلَهُ

اللّٰہُ بِبَدْرٍ

آواز بلند کرتے ہوئے کہا خبردار! اللہ کی قسم اگر تو مجھے اس سے منع کرے گا تو میں تجھے اس سے زیادہ سخت منع کروں گا اور مدینہ منورہ کا راستہ چلنے سے تجھے روک دوں گا۔ اُمَیّہ نے سعد بن معاذ سے کہا اے سعد! ابوالحکم پر آواز بلند نہ کرو یہ مکہ والوں کا سردار ہے۔ سعد نے کہا اے امیہ ابوجہل کی حمائت چھوڑ بخدا! میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ تجھے قتل کریں گے۔ اُمیہ نے کہا مکہ میں؟ سعد نے کہا یہ مجھے معلوم نہیں یہ سن کر امیہ سخت گھبرایا جب اپنی بیوی کے پاس گیا تو اسے کہا اے ام صفوان کیا تو نے دیکھا نہیں کہ مجھے سعد نے کیا کہا ہے؟ اُس نے کہا کیا کہا ہے؟ اُمیہ نے کہا اس نے کہا ہے کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے میں نے سعد سے کہا مکہ میں؟ تو اُس نے کہا یہ معلوم نہیں امیہ نے کہا بخدا! میں مکہ سے باہر نہیں جاؤں گا جب جنگ بدر کا وقت آیا تو ابوجہل نے لوگوں کو لڑائی کے لئے نکالنا چاہا تو اُن سے کہا اپنے قافلہ کی حفاظت کرو امیہ نے مکہ سے نکلنا اچھا نہ سمجھا تو ابوجہل نے اس کے پاس آکر کہا اے ابوصفوان! جب تجھے لوگ دیکھیں گے کہ تم لشکر سے پیچھے رہ گئے ہو حالانکہ تم اس وادی (مکہ) کے سردار ہو تو وہ بھی تمہارے ساتھ پیچھے رہ جائیں گے (اور جنگ کرنے نہ نکلیں گے) ابوجہل اس سے اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ امیہ نے کہا اگر تو مجھے مجبور کرتا ہے تو بخدا! میں تیز رفتار اُونٹ خریدتا ہوں پھر اُمیہ نے اپنی بیوی سے کہا اے ام صفوان مجھے تیار کرو تو اُس نے کہا اے ابا صفوان! تو وہ بھول گیا ہے جو تیرے یثربی بھائی نے کہا ہے؟ اُمیہ نے کہا نہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں ان کے ساتھ تھوڑی دُور جاؤں (پھر واپس آجاؤں گا) جب اُمیہ نکلا تو جہاں وہ اُونٹ سے اُترتا اسے باندھ لیتا وہ اسی طرح کرتا رہا حتیٰ کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بدر میں قتل کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۶۹۸ — شرح : محمد بن اسحاق نے کہا جنگ بدر کا سبب یہ تھا کہ ابوسفیان شام میں اپنے تیس ساتھیوں کے ساتھ تجارت کے لئے گیا تھا اس کے ساتھیوں میں سے عمرو بن عاص اور مخرمہ بن نوفل بھی تھے وہ عظیم قافلہ کے ساتھ آئے جبکہ ان کے پاس قریش کا مال تجارت کافی مقدار میں تھا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکڑنے کے لئے صحابہ کو بلایا، لیکن ابوسفیان ہر لحظہ آپ کا خیال رکھتا تھا اس نے جاسوس چھوڑے ہوئے تھے اسے خبر ملی کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکڑنے کے لئے صحابہ کرام کو تیار کیا ہے تو اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو مکہ میں قریش کے پاس بھیجا کہ وہ قافلہ کی حفاظت کے لئے آئیں تاکہ ان کے اموال محفوظ رہیں اور انہیں مسلمانوں کے خطرہ سے آگاہ کیا۔ جب ضمضم مکہ مکرمہ پہنچا تو اونٹ کی ناک کاٹ ڈالی اپنی قمیص پھاڑ دی اور چلاکر کہنے لگا اے قریش ابوسفیان کے پاس اپنے اموال کی حفاظت کرو مسلمان ان کو لوٹنے والے ہیں۔ فریاد کو جلد پہنچو! قریش مکہ ایک ہزار سواران کی مدد کو نکلے اور ان کے ساتھ سو (۱۰۰) گھوڑے تھے۔ ابوسفیان نے محتاط طریقہ سے اموال کی حفاظت کی اور سمندر کا راستہ اختیار کرلیا اور سفر میں بہت تیزی کی حتیٰ کہ مسلمانوں کی زد سے باہر نکل گیا جب اسے امن و امان کا یقین ہوگیا تو قریش کو پیغام بھیجا کہ وہ واپس ہوجائیں خطرہ ٹل گیا ہے، لیکن ابوجہل نے واپس ہونے سے انکار کردیا اور بدستور سفر جاری رکھا حتی کہ مقام بدر میں مسلمانوں سے مقابلہ ہوگیا پھر ہوا جو ہوا۔

قولہ اِنَّهُمْ قَاتِلُوْكَ الخ ضمیر سے مراد مسلمان ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جمع کا صیغہ بطورِ تعظیم ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس مقام میں علامہ کرمانی نے "ضمیر انہم" کا مرجع ابوجہل اور اس کے ساتھی ذکر کئے ہیں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھی امیہ کو قتل کریں گے، لیکن اشکال یہ ہے کہ امیہ کو مسلمانوں نے قتل کیا تھا ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے قتل نہیں کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ ابوجہل امیہ کے قتل کا سبب تھا، کیونکہ اسی نے اسے مکہ سے نکالا تھا۔ گویا کہ وہی امیہ کا قاتل تھا، لیکن اس تقدیر پر سعد کے اس کلام "دَعْنَا عَنْكَ" کا معنیٰ یہ کرنا چاہیئے کہ مجھے اور ابوجہل کو چھوڑو اور ابوجہل کی حمائت نہ کرو وہ تمہارے قاتل ہیں۔ اور فَوَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ الخ کا ربط درست ہے۔ علامہ ابن حجر نے کہا کہ اس کے رد کے لئے باب کی روایت کافی ہے، کیونکہ اس میں یہ ہے کہ اُمیہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی ہے کہ وہ میرے قاتل ہیں یہاں ابوجہل کا ذکر تک نہیں ہے۔

قولہ حَتّٰى قَتَلَهُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ "یعنی امیہ کو اللہ تعالیٰ نے بدر میں قتل کیا۔ واقدی نے ذکر کیا کہ امیہ کو خُبَیب بن اساف نے قتل کیا۔ محمد بن اسحاق نے کہا انصار کے قبیلہ بنی مازن کے کسی شخص نے قتل کیا۔ ابن ہشام نے کہا امیہ کے قتل میں معاذ بن عفراء خارجہ بن زید اور خُبیب بن اِساف شریک تھے۔ حاکم نے مستدرک میں ذکر کیا کہ رفاعہ ابن رافع نے اسے تلوار سے زخمی کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت بلال نے امیہ کو قتل کیا۔ بایں ہمہ ابوجہل کی طرف امیہ کے قتل کی نسبت اس لئے ہے کہ وہ اس کو بدر میں لانے کا سبب تھا۔ اس حدیث میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفور علم کے دلائل ہیں اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے قوت نفس اور یقین کی دلیل ہے اور قدیم سے عمرہ کیا جاتا رہا ہے اور جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِصَّةِ غَزْوَةِ بَدْرٍ

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالٰى وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ وَمَا جَعَلَهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ وَقَالَ وَحْشِيٌّ قَتَلَ حَمْزَةُ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمُ الْاٰيَةَ

صَلَّی اللہ علیہ وسلم کے عمرہ کرنے سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عمرہ کرنے کی اجازت تھی لیکن حج کی اجازت نہ تھی (فتح) اُمیّہ بن خلف جمحی ہے اس کی کنیت ابوصفوان ہے۔ ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام ہے وہ مخزومی ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کنیت ابوجہل رکھی جبکہ جاہلیت میں اسے ابوالحکم کہا جاتا تھا۔

لُغت : صُبَاۃ صابی کی جمع ہے جو کوئی ایک دین سے دُوسرے دین کی طرف مائل ہوجائے اسے صابی کہتے ہیں۔

باب ۔ غزوۂ بدر کا واقعہ

ترجمۃ الباب : اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی جبکہ تم بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو! کہیں تم شکرگزار ہو جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے۔ کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اُتار کر۔ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقوٰی کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار

marfat.com
Marfat.com

۳۶۹۹ ــــ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ کَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ کَعْبَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ لَمْ اَتَخَلَّفْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃٍ غَزَاہَا اِلَّا فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ غَیْرَ اَنِّیْ تَخَلَّفْتُ فِیْ غَزْوَۃِ بَدْرٍ وَلَمْ یُعَاتَبْ اَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْہَا اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرِیْدُ عِیْرَ قُرَیْشٍ حَتّٰی جَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَہُمْ وَبَیْنَ عَدُوِّہِمْ عَلٰی غَیْرِ مِیْعَادٍ

فرشتے نشان والے بھیجے گا اور یہ فتح اللہ نے نہ کی مگر تمہاری خوشی کے لئے اور اس لئے کہ اس سے تمہارے دلوں کو چین ملے اور مدد نہیں مگر اللہ غالب حکمت والے کے پاس سے اس لئے کہ کافروں کا ایک حصہ کاٹ دے یا انہیں ذلیل کرے کہ نامراد پھر جائیں (القرآن)

وحشی نے کہا حمزہ "رضی اللہ عنہ" نے طُعَیْمَہ بن عدی بن خیار کو بدر کے دن قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جب اللہ نے دو جماعتوں سے ایک جماعت کا تم سے وعدہ کیا کہ وہ تمہارے لئے ہے۔

شرح : بدر مشہور گاؤں ہے۔ بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ نے وہاں اقامت کی تھی اس لئے یہ اس کی طرف منسوب ہے۔ کہا گیا ہے کہ بدر کنواں ہے اسے بدر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ گول ہے یا اس کا پانی صاف ہے یا اس میں چاند دیکھا جاتا ہے۔ جنگِ بدر میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پانچ ہزار فرشتوں سے مدد کی۔ پہلے ایک ہزار فرشتے بھیجے پھر اُن میں اضافہ کر دیا تو تین ہزار ہو گئے پھر دو ہزار کا اضافہ کیا تو پانچ ہزار ہو گئے اقول اتنی بھاری تعداد سے اللہ تعالیٰ کا مدد کرنا مسلمانوں کے اکرام و اعزاز اور ان کے حوصلے بلند کرنے کے لئے تھا ورنہ ایک ہزار کفار کی ہلاکت کے لئے ایک فرشتہ ہی کافی تھا۔ اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدر کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی ایفاء کا ذکر کرنا مسلمانوں کی اطمینان کے لئے تھا جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف ہرگز نہیں کرتا جب آپ کی دعاء سے مسلمانوں کے قلوب مطمئن ہو گئے تو فرمایا کافر عنقریب شکست خوردہ بھاگ نکلیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

وحشی بن حرب حبشی تھا۔ طعیمہ بن عدی بن نوفل بن عبد المناف قرشی نے اسے آزاد کیا تھا۔ جب اسے امیر حمزہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِکَةِ مُرْدِفِیْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰہُ اِلَّا بُشْرٰی وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُکُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ

رضی اللہ عنہ نے بدر میں قتل کیا تو اس کے بھتیجے جبیر بن مطعم نے اپنے وحشی غلام سے کہا اگر تو میرے چچا کے قتل کے بدلہ حمزہ کو قتل کر دے تو تو آزاد ہے "

۳۶۹۹ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے روائت ہے کہ عبداللہ بن کعب نے کہا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں کسی جنگ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگیں لڑی ہیں جنگِ تبوک کے سوا..... آپ سے پیچھے نہیں رہا صرف جنگِ بدر میں آپ سے پیچھے رہا۔ (جنگِ بدر میں شریک نہ ہوا) اس جنگ میں جو بھی شریک نہ ہوا تھا اسے عتاب نہیں کیا گیا کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار قریش کے قافلہ کا قاصد کرتے ہوئے نکلے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں میں قبل از وقت مڈبھیڑ کر دی۔

۳۶۹۹ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنگی تیاری کے ساتھ باہر نہیں نکلے تھے۔ آپ کا مقصد صرف ابوسفیان کے قافلہ کی گرفت کرنی تھی جو تیس۳۰ شخص تھے ان کے پاس ایک ہزار اونٹ اور پنجاہ ہزار دینار کا سامان تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وعدہ اور جنگ کے ارادہ کے بغیر ان میں مقابلہ کرا دیا"، طبرانی اور ابونعیم نے دلائل نبوت میں علی بن طلحہ کے طریق سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ مکہ والوں کا قافلہ شام سے آیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پکڑنے باہر نکلے جب مکہ والوں کو یہ خبر پہنچی تو وہ برق رفتار ان کی مدد کرنے نکلے اور قافلہ مسلمانوں سے بہت آگے نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ دو گروہوں میں سے ایک پر آپ کو کامیاب کرے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ابوسفیان کے قافلہ پر کامیابی زیادہ محبوب تھی، کیونکہ اس میں نہ تو جنگ تک نوبت پہنچنی تھی اور نہ ہی کسی جانی نقصان کی توقع تھی، لیکن جب قافلہ نے دوسری راہ اختیار کر لی اور ان کی زد سے نکل گیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو ساتھ لے کر بدر میں تشریف لے گئے اور وہاں کافروں سے جنگ ہو گئی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کعب بن مالک کی حدیث کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے جو مفصل بیان ہوگی ان شاء اللہ اس سے امام کا مقصد یہ ہے کہ جنگِ بدر میں شریک نہ ہونے والوں کو عتاب نہیں کیا گیا تھا واللہ و رسولہ اعلم!

بابُ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد : جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو

marfat.com
Marfat.com

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ
وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ
إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ
الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ذَٰلِكَ
بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

اُس نے تمہاری فریاد سُن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں۔ ہزار فرشتوں کی قطار سے یہ اللہ نے نہ کیا مگر تمہاری خوشی کو اور اس لئے کہ تمہارے دل چین پائیں اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے جب اُس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس کی طرف سے چین تھی اور آسمان سے تم پر پانی اُتارا کہ تمہیں اس سے سُتھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دُور فرما دے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جما دے جب اے محبوب تمہارا ربّ فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو۔ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے اُوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسُول سے مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسُول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

شرح : اِذْ تَسْتَغِيثُوْنَ، اِذْ يَعِدُكُمْ، سے بدل واقع ہے یعنی تم اپنے رب سے بدر کی جنگ میں دشمن پر مدد کا سوال کرتے تھے تو اللہ نے تمہاری مدد کی تاکہ تمہارے دلوں کو سکون ہو اور تمہاری قلّت کے باعث تمہارے دلوں سے خوف زائل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے

marfat.com
Marfat.com

۳۷۰۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ ابْنِ الْاَسْوَدِ مَشْهَدًا لَاَنْ أَكُوْنَ صَاحِبَهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهٖ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُوْ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لَانَقُوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اِذْهَبْ اَنْتَ

کافروں کے ساتھ جنگ مشروع کی حالانکہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے ان کو ایک لمحہ میں ہلاک کرسکتا ہے، کیونکہ کافروں سے جنگ کی مشروعیت میں بہت حکمتیں ہیں۔

نیند اور اونگھ میں فرق

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا لڑائی میں اونگھ آنا اللہ کی طرف سے آرام پہنچانا ہے اور نماز میں یہ شیطان کا اثر ہے۔ قتادہ نے کہا اونگھ سر میں اور نیند دل میں ہوتی ہے۔ صحابہ کرام کو اُحد کی جنگ میں اونگھ آئی تھی تاکہ زخموں کی تکلیف سے افاقہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر میں پہنچے تو مشرک ان کے اور پانی کے درمیان حائل تھے۔ مسلمان ریتلی زمین پر تھے جہاں قدم نہیں ٹھہرتے تھے شیطان نے لوگوں کے دلوں میں وسوسہ کیا کہ تم کہتے ہو کہ تم اولیاء اللہ ہو اور تم میں اللہ کا رسول ہے "صلی اللہ علیہ وسلم" حالانکہ مشرک تم پر غالب آئے ہیں اور انھوں نے پانی پر غلبہ حاصل کرلیا ہے اور تم جنبی نمازیں پڑھتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے سخت بارش نازل فرمائی جس سے مسلمانوں نے پانی پیا اور بدن پاک کئے اور ان سے شیطان کی پلیدی ختم کی سخت بارش سے ریتلی زمین سخت ہوگئی جس پر لوگوں اور جانوروں کے قدم مضبوط ہوئے اور انھوں نے جرأت سے کافروں پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہزارہا فرشتوں سے صحابہ کرام کی مدد فرمائی "، چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پانچ سو (۵۰۰) فرشتوں کو لے کر ایک طرف اور میکائیل علیہ السلام بھی پانچ سو فرشتوں کے ساتھ دوسری طرف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (قسطلانی)

۳۷۰۰ — ترجمہ: طارق بن شہاب نے کہا میں نے ابن مسعود کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے مقداد بن اسود سے ایسی چیز دیکھی کہ میرا اسے حاصل کرلینا اس کے مقابلہ دنیا کی ہر نعمت سے وہ مجھے زیادہ محبوب ہے (وہ یہ کہ) وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آئے جبکہ آپ مشرکوں سے جنگ کے لئے مسلمانوں کو بلا رہے تھے۔ مقداد نے کہا ہم اس طرح نہیں

marfat.com
Marfat.com

وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْرَقَ وَجْهُهٗ وَسَرَّهٗ يَعْنِيْ قَوْلَهٗ

۳۷۰۱ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ

کہیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جاؤ اور جنگ کرو ،، لیکن ہم آپ کے دائیں ، بائیں ، آگے اور پیچھے جنگ کریں گے ۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا چہرۂ انور چمکنے لگا اور اس کی بات نے آپ کو خوش کر دیا ۔

۳۷۰۰ — شرح : ابن اسحاق نے کہا یہ مقداد کا کلام ہے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صفراء پہنچے اور آپ کو یہ خبر پہنچی کہ قریش مکہ پوری تیاری کر کے بدر پہنچ رہے ہیں اور ابوسفیان اپنے ساتھیوں سمیت نجات حاصل کر گئے ہیں تو آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ جو کچھ کریں اچھا ہے ۔ عمر فاروق نے بھی یہی کہا پھر مقداد ابن اسود نے کھڑے ہو کر کہا جو کہ حدیث میں مذکور ہے نیز انھوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ۔ اگر آپ برک غماد چلیں گے تو ہم آپ کی معیت میں جہاد کریں گے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مجھے مشورہ دو اب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ انصار کا خیال معلوم کرنا چاہتے ہیں ، کیونکہ آپ نے یہ محسوس فرمایا تھا کہ انصار نے آپ کی موافقت پر بیعت اس صورت کی ہے کہ اگر کوئی آپ سے زیادتی کرے گا تو وہ آپ کی مدد کریں گے اور اس بات پر بیعت نہ تھی کہ اگر آپ دشمن پر حملہ کریں گے تو وہ آپ کا ساتھ دیں گے حضرت سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، آپ جو کرنا چاہتے ہیں کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں ۔ اس سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے ۔ قولہ مِمَّا عُدِلَ بِهِ الخ یعنی دنیا کی ہر شئی جو اس جنگ کے مقابلہ یا ہم وزن ہو ، سے اس جنگ میں حاضر ہونا مجھے زیادہ محبوب ہے ، بہتر یہی معنی ہے کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس مشہد (جنگ) کے مقابلہ جو بھی ثواب ہو اس سے وہاں حاضر ہونا مجھے زیادہ محبوب ہے لیکن یہ معنی مبالغہ سے خالی نہیں ، کیونکہ آخرت کا ذرا سا ثواب دنیا اور دنیا کی ہر نعمت سے اچھا ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

اسماء رجال : ع۱ مخارق بن عبد اللہ بن جابر احمسی کوفی ہیں ع۲ مقداد بن اسود حدیث ع۱۳۲ کے اسماء میں مذکور ہے،، (کتاب العلم کے آخر میں)

۳۷۰۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں فرمایا "اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں کہ تو اپنا وعدہ اور عہد پورا کر۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری عبادت نہ ہو تو کافروں کو غلبہ دے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا دست اقدس پکڑ کر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ آپ کو کافی ہے پس آپ باہر آئے جبکہ یہ فرما رہے تھے۔ عنقریب کافر شکست خوردہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے،،

۳۷۰۱ — شرح : اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ انہیں کافروں پر غلبہ دے گا اور ان کی مدد کرے گا اور دین متین کو غالب کرے گا ؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے" لَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ،، اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وعدہ کیا کہ انہیں ابوسفیان کے قافلہ اور قریش کے لشکر میں سے ایک پر انہیں غالب کرے گا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ ،، دو طائفے عیر ابوسفیان اور نفیر قریش ہیں جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی ایک ہزار فوج دیکھی اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک نظر سے دیکھا کہ وہ صرف تین سو تیرہ افراد ہیں تو آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پروردگار عالم سے درخواست کی کہ اے اللہ جو تو نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کر اے اللہ اگر یہ صحابہ کی جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین میں تیری عبادت نہیں ہوگی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی بھی لوگوں کی راہنمائی نہیں کرے گا اور یہ آخری امت مسلمہ ہے ان کے ہلاک ہو جانے کے بعد کوئی مسلمان نہ ہوگا اور نہ اللہ کی عبادت ہوگی۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت الحاح سے دعا فرماتے رہے حتیٰ کہ آپ کی چادر کندھے سے گر گئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پکڑ کر آپ کے کندھوں پر رکھ دی اور عرض کیا یا رسول اللہ! "صلی اللہ علیہ وسلم" آپ کا اپنے رب سے ایفاء وعدہ کا اس طرح زور سے سوال کرنا آپ کے لئے کافی ہے وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ خیال نہ کیا جائے کہ ابوبکر صدیق کو اللہ کے وعدہ کی ایفاء کا وثوق زیادہ تھا۔ ایسا خیال غلط ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح زور دار سوال کا مقصد یہ تھا کہ جنگ بدر سب سے پہلی جنگ تھی جس میں صحابہ کرام معمولی تعداد میں بے سروسامان تھے جبکہ وہ جنگی تیاری کر کے نہیں آئے تھے یہ صرف اتفاق ہی ہوگیا تھا اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام پر شفقت و مہربانی اور ان کے قلوب کی اطمینان کے لئے اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا تھا کیونکہ صحابہ کو یہ یقین تھا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ مقبول ہے اور دعا مستجاب ہے جب ابوبکر صدیق

marfat.com
Marfat.com

باب ـ ٣٧٠٢ ـ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْکَرِیْمِ اَنَّهٗ سَمِعَ مِقْسَمًا مَوْلٰی عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَنْ بَدْرٍ وَّالْخَارِجُوْنَ اِلٰی بَدْرٍ

رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو آپ دُعاء کرنے سے رُک گئے ؛ کیونکہ آپ کو یقین ہوگیا تھا کہ صحابہ کرام مطمئن ہوگئے ہیں اور ان کے قلوب میں طمانیت متمکن ہوگئی ہے۔ اسی لئے ابوبکر نے کہا ہے یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ کافی ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا عنقریب کافر شکست خوردہ بھاگ نکلیں گے چنانچہ آپکے ارشاد کے مطابق ہی ہُوا کہ اس جنگ میں قریش کے نامی سردار اور بہادر مارے گئے اور کفر کی کمر ٹوٹ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا اور اللہ کا وعدہ پُورا ہُوا۔

باب

٣٧٠٢ ـــ ترجمہ : ابن جُریج نے بیان کیا کہ عبدالکریم نے انہیں بتایا کہ اُنھوں نے عبداللہ بن حارث کے مَولیٰ مقسم کو ابن عباس سے خبر دیتے ہوئے سُنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ جنگ بدر میں جانے والے اور اس میں نہ جانے والے برابر نہیں۔

٣٧٠٢ ـــ شرح : یعنی غزوہ میں حاضر ہونے والے اس سے غائب ہونے والے ثواب میں دونوں برابر نہیں ہیں۔ اس حدیث کی ترمذی نے ابن جریج کے طریق سے عبدالکریم اور مقسم سے روائت کی کہ معذور لوگوں کے سوا بدر میں شامل ہونے والے اور اس سے غائب والے ثواب میں برابر نہیں۔ جب یہ آیت کریمہ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ،، الخ نازل ہُوئی تو عبداللہ بن جحش اور ابن مکتوم نے کہا جبکہ وہ دونوں نابینا تھے۔ یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم "کیا ہمیں رخصت ہے ؟ تو یہ حصہ نازل ہُوا غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ "یعنی اولی ضرر (معذورین) کے سوا جنگ میں نہ جانے والے اور اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرنے والے برابر نہیں جو لوگ اپنی جان و مال سے جہاد کرتے ہیں اللہ نے انہیں دوسروں پر فضیلت دی ہے۔ ہر ایک سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا ہے، چنانچہ صحیح روائت میں ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عِدَّةِ اَصْحَابِ بَدْرٍ

۳۷۰۳ــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اُسْتُصْغِرْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اُسْتُصْغِرْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ یَوْمَ بَدْرٍ وَکَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ یَوْمَ بَدْرٍ نَیِّفًا عَلٰی سِتِّیْنَ وَالْاَنْصَارُ نَیِّفٌ وَاَرْبَعُوْنَ وَمِائَتَانِ

کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر سے فرمایا اے اہل بدر تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ کتاب التفسیر میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب ــ اصحابِ غزوۂ بدر کی تعداد

۳۷۰۳ ــ ترجمہ : براء بن عازب نے کہا کہ مجھے اور عبداللہ بن عمر کو جنگِ بدر میں کمسن شمار کیا گیا۔

۳۷۰۴ ــ ترجمہ : حضرت براء نے کہا میں اور عبداللہ بن عمر بدر کی جنگ میں کمسن تھے اور بدر کی جنگ میں مہاجرین کی تعداد ساٹھ سے کچھ زیادہ تھی جبکہ انصار دو سو چالیس سے کچھ زیادہ تھے۔

۳۷۰۳ ــ
۳۷۰۴ ــ

شرح : یعنی ہم دونوں کی عمریں حدِ بلوغ سے کم تھیں اس لئے بدر میں شریک ہونے کی اجازت نہ دی۔ آپ انہی لوگوں کو جنگ میں شامل ہونے کی اجازت فرماتے تھے جو بالغ ہوتے تھے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا ہے کہ قاضی عیاض اور ابن تین نے اعتراض کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا میں اُحد کی جنگ میں پیش کیا گیا تو مجھے کمسنی کے باعث جنگ میں شامل نہ کیا گیا یہ روایت بخاری کی روایت کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں منافات نہیں۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر دونوں جنگوں میں پیش کئے گئے تھے خود عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس روز انہیں بدر کی جنگ میں پیش کیا گیا ان کی عمر تیرہ برس تھی تو انہیں شامل نہ کیا گیا اور اُحد کی جنگ میں ان کی عمر چودہ برس تھی تو انہیں مسترد کر دیا گیا کیونکہ دونوں مواقع میں ان کی عمریں کم تھیں۔

مسلم نے روایت کی ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن مشرکوں کو دیکھا کہ وہ ایک ہزار تھے اور آپ کے صحابی تین سو انیس تھے۔ ابنِ سعد نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین سو پانچ افراد کو ساتھ

marfat.com
Marfat.com

۳۷۰۵۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا اَنَّهُمْ كَانُوْا عِدَّةَ اَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَازُوْا مَعَهُ النَّهْرَ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلٰثِمَائَةٍ قَالَ الْبَرَآءُ لَا وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَ مَعَهُ النَّهْرَ اِلَّا مُؤْمِنٌ

۳۷۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اِبْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَحَدَّثُ اَنَّ عِدَّةَ اَصْحَابِ بَدْرٍ عَلٰى عِدَّةِ اَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهْرَ وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ اِلَّا مُؤْمِنٌ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلٰثِمَائَةٍ

لے کر بدر میں تشریف لائے جن میں ۷۴ مہاجرین تھے اور باقی تمام انصار تھے۔ آٹھ افراد اس جنگ میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ ان میں ایک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھیں اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی دیکھ بھال کریں اور بدر کی غنیمت میں ان کا حصہ بھی مقرر کیا اسی طرح باقی ساتوں کو بھی اس غنیمت سے حصہ دیا گیا۔ ۲ طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ کی جاسوسی کے لئے بھیجا تھا۔ ابو لبابہ کو مدینہ منورہ اپنا قائم مقام کیا ۵ عاصم بن عدی کو اہل عالیہ پر مقرر کیا اور حارث بن حاطب کو روحاء مقام سے کسی وجہ سے بنی عمرو بن عوف کی طرف بھیج دیا؛ کیونکہ آپ کو ان کی طرف سے کچھ اچھی بات نہ پہنچی تھی۔ ساتویں حارث بن حاطب ہیں وہ روحاء میں گرنے سے زخمی ہو گئے تھے۔ انہیں مدینہ منورہ بھیج دیا اور آٹھویں خوات بن جبیر تھے انہیں بھی اس وجہ سے واپس کر دیا (قسطلانی) اس روایت کے مطابق اہل بدر تین سو تیرہ مجاہدین تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۷۰۵ — ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بدر میں شریک ہوئے تھے خبر دی کہ ان کی تعداد اصحاب طالوت جتنی تھی جنہوں نے نہر عبور کی تھی وہ تین سو دس سے کچھ زیادہ تھے۔ براء نے کہا بخدا! طالوت کے ساتھ صرف ایمانداروں نے نہر عبور کی تھی۔

marfat.com

Marfat.com

۳۷۰۷ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ کُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَصْحَابَ بَدْرٍ ثَلٰثُمِائَۃٍ وَّ بِضْعَۃَ عَشَرَ بِعِدَّۃِ اَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِیْنَ جَاوَزُوْا مَعَہُ النَّھَرَ وَمَا جَاوَزَ مَعَہُ اِلَّا الْمُؤْمِنُ

۳۷۰۶ — ترجمہ : ابو اسحاق نے براء سے روایت کی کہ ہم سب اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اصحابِ بدر کی تعداد اصحاب طالوت کے برابر تھی جنہوں نے اس کے ساتھ نہر عبور کی تھی اور ان کے ساتھ وہی نہر عبور کر سکے تھے جو ایماندار تین سو دس سے کچھ زیادہ تھے۔

ترجمہ : ابو اسحاق نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم سب اصحابِ محمد صلی اللہ

۳۷۰۷ — علیہ وسلم آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اصحابِ بدر تین سو دس سے کچھ زیادہ تھے

۳۷۰۸ — وہ اصحابِ طالوت کی تعداد کے برابر تھے جنہوں نے اس کے ساتھ نہر پار کی تھی اور اس کے ساتھ صرف ایمانداروں نے نہر پار کی تھی۔

۳۷۰۵ تا ۳۷۰۸ — شرح : طالوت کا شجرۂ نسب یہ ہے۔ طالوت بن قیش بن افیل ابن صادق بن بجوم بن یحورث بن افیح بن ناحور بن ناحور بن بنیامین بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام طالوت کا عبرانی نام شاول ہے وہ چمڑوں کی دباغت کرتے تھے۔ سدی نے کہا وہ سقے تھے۔ دریائے نیل سے پانی گدھے پر لاد کر لاتے اور لوگوں کو پلاتے تھے ایک دفعہ ان کا گدھا گم ہو گیا وہ اس کی تلاش میں نکلے۔ قرآن کریم نے ان کا واقعہ اس طرح ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف اشموئیل علیہ السلام کو نبی بھیجا جو ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ بنی اسرائیل پر قومِ عمالقہ کے بادشاہ جالوت کا غلبہ تھا۔ وہ مصر اور فلسطین کے درمیان بحر روم کے ساحل پر رہتے تھے۔ بنو اسرائیل نے شموئیل علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ان کے لئے کوئی بادشاہ مقرر کریں جس کے تحت وہ جالوت کا مقابلہ کریں۔ شموئیل نے اللہ تعالیٰ سے سوال عرض کیا تو ان پر طالوت حاکم مقرر کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب شموئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال عرض کیا تھا تو انہیں ایک عصا (لاٹھی) اور ایک سینگ دیا گیا جس میں قدس کا تیل تھا اور ان سے کہا گیا جو تمہارا بادشاہ منتخب ہوگا اس کا قد اس لاٹھی جتنا ہوگا جب وہ تمہارے پاس آئے گا اس سینگ میں تیل خشک ہو جائے گا۔ اتفاقاً جب طالوت اپنے گدھے کی تلاش میں نکلے تھے تو تلاش

marfat.com
Marfat.com

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُفَّارِ قُرَيْشٍ شَيْبَةَ وَعُتْبَةَ وَالْوَلِيْدِ وَاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَهَلَاكِهِمْ

۳۷۰۹ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ فَدَعَا عَلٰى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى شَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ فَاَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى قَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا

کرتے ہوئے شموئیل کے پاس چلے گئے انھوں نے اس کی پیمائش کی تو لاٹھی کے برابر ہوئے اور سینگ میں تیل بھی خشک ہوگیا جب حضرت شموئیل علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو کہا تو بنی اسرائیل کا بادشاہ ہے اور بنی اسرائیل کو بھی ان سے خبردار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہیں ان کے نبی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا بادشاہ طالوت مقرر کیا ہے یہ طویل واقعہ ہے "

الحاصل اس کے پاس اسی ہزار لوگ جمع ہوگئے طالوت نے شموئیل کے حکم سے انہیں کہا اللہ تعالیٰ نہر اردن کے ذریعہ تمہارا امتحان لینا چاہتا ہے تاکہ تم میں تابعداروں کا امتیاز ہوجائے۔ ان لوگوں میں داؤد علیہ السلام بھی تھے جب دمشق کے نواحی میں طالوت اور جالوت میں جنگ شروع ہوئی تو داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا۔ قرآن کریم میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ اس اثناء میں حضرت شموئیل علیہ السلام وفات پاگئے جبکہ جالوت کی طاقت کا خاتمہ ہوچکا تھا اور اس کی عمر ۵۲ برس تھی پھر طالوت نے کافروں سے جنگیں شروع کیں حتی کہ وہ اور اس کی اولاد سب قتل ہوگئے جبکہ اس کی حکومت کی مدت چالیس برس تھی۔ طالوت حلیم الطبع عالم بادشاہ تھا اس کا قد لوگوں سے لمبا تھا اسی لئے اسے طالوت کہا جاتا تھا۔ زمخشری نے انہیں نبی کہا ہے پھر بنی اسرائیل مختلف گروہوں میں بٹ گئے اور یہودا کی اولاد کے بادشاہ داؤد علیہ السلام مقرر ہوئے (عینی) ابن کثیر نے کہا اس نہر کا نام شریعہ تھا جس نے اس سے پانی پیا وہ میرے دین میں سے نہ ہوگا اور نہ ہی میرا فرمانبردار ہوگا تو چند لوگوں کے سوا سب نے پانی پیا صرف تین سو دس سے کچھ زائد لوگوں نے پانی نہ پیا۔ ان میں سے داؤد علیہ السلام تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَتْلِ اَبِیْ جَهْلٍ

۳۷۱۰ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ اَخْبَرَنَا قَیْسٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ اَتٰی اَبَا جَهْلٍ وَبِهٖ رَمَقٌ یَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ هَلْ اَعْمَدُ مِنْ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ

باب سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کفارِ قریش شیبہ، عتبہ، ولید اور ابوجہل کی ہلاکت کی بددعاء کرنا

۳۷۰۹ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کافروں کی جماعت کے لئے بددُعاء کی یعنی شَیْبَہ بن ربیعہ عُتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ اور ابوجہل بن ہشام کے لئے بددُعاء کی میں اس بات کا گواہ ہوں کہ میں نے اُن سب کو مرے ہُوئے دیکھا سُورج کی دُھوپ نے انہیں بدبو کر دیا تھا اور وہ دن سخت گرم تھا۔

۳۷۰۹ — شرح : سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنگ شروع ہونے سے پہلے ان کافروں کے قتل ہوکر گرنے کی جگہ کی نشاندہی فرمادی تھی اور یہ لوگ انہیں جگہوں پر گر کر مرے جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مقرر فرمائی تھیں۔ ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا اس کی کنیت ابوالحکم تھی۔ سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی کنیت ابوجہل رکھی تھی اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دُعاء قبول فرمائی اور مذکور کفار تمام بدر میں ہلاک ہوگئے چنانچہ شیبہ کو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ عتبہ کو عبیدہ بن حارث نے قتل کیا۔ ابن ہشام نے کہا عتبہ کو قتل کرنے میں امیر حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی شریک تھے۔ ولید کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور ابوجہل کو معاذ بن عمرو بن جموح، معاذ بن عفراء اور عبداللہ بن مسعود نے قتل کیا ان کے سر کاٹ کر سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پیش کئے گئے۔ لغت صَرْعٰی صریع کی جمع ہے یعنی سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنگ شروع کرنے سے پہلے ان کے گرنے کے مقامات معیّن کر دیئے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — ابوجہل کا قتل

۳۷۱۰ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بدر کے دن ابوجہل کے پاس

marfat.com
Marfat.com

۳۷۱۱ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرٌو اَبْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ اَبُوْجَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ اِبْنَا عَفْرَاءَ حَتّٰى بَرَدَ قَالَ اَنْتَ اَبُوْجَهْلٍ قَالَ فَاَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ اَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ اَنْتَ اَبُوْجَهْلٍ

۳۷۱۳ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ مَنْ يَنْظُرُ مَا فَعَلَ اَبُوْجَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ اِبْنَا عَفْرَاءَ حَتّٰى بَرَدَ فَاَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ قَالَ اَنْتَ اَبُوْجَهْلٍ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ اَوْ قَالَ قَتَلْتُمُوْهُ

گئے جبکہ اس کا آخری سانس تھا۔ ابوجہل نے کہا کیا عجب ہے مجھ سے بڑھ کر کون ہے جسے تم نے قتل کیا ہے۔

۳۷۱۱ — ۳۷۱۲ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کون ہے جو ابوجہل کو دیکھے کہ اس کا کیا حال ہے۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ گئے اور دیکھا کہ عفرآء کے دونوں بیٹوں نے اسے مار دیا ہے اور وہ ٹھنڈا ہو گیا ہے عبداللہ نے اسے داڑھی سے پکڑ کر کہا تو ابوجہل ہے؟ اس نے کہا کیا اس آدمی سے بڑھ کر کوئی ہے جسے تم نے قتل کیا ہے یا کہا کہ اس کی قوم نے اسے قتل کیا ہے۔ احمد بن یونس نے "اَنْتَ اَبُوْجَهْلٍ" کہا ہے۔

۳۷۱۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کون ہے جو دیکھے کہ ابوجہل کا حال کیسا ہے۔ عبداللہ بن مسعود گئے اور اسے دیکھا

marfat.com
Marfat.com

۳۷۱۴ ــ حَدَّثَنِیْ ابْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ اَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَحْوَهٗ

۳۷۱۵ ــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَتَبْتُ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ فِیْ بَدْرٍ یَعْنِیْ حَدِیْثَ ابْنَیْ عَفْرَاءَ

کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے قتل کر دیا ہے اور وہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ عبداللہ نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا تو ابوجہل ہے؟ وہ بولا کیا اس مرد سے بڑھ کر کوئی ہے جسے اس کی قوم نے قتل کیا یا کہا کہ تم نے اسے قتل کیا ہے؟

۳۷۱۴ ــ ترجمہ : سلیمان نے کہا ہمیں انس بن مالک نے اس جیسی خبر دی ہے۔

۳۷۱۵ ــ ترجمہ : علی بن عبداللہ نے کہا میں نے یوسف بن ماجشون سے انھوں نے صالح بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد کے ذریعے دادے سے یہ روایت کی یعنی عفراء کے بیٹوں کی حدیث ذکر کی۔

شرح ۳۷۱۰ تا ۳۷۱۵ ــ قولہ هَلْ اَعْمَدُ الخ جوہری نے کہا لوگوں کا یہ مقولہ ہے کہ وہ کہتے ہیں: اَنَا اَعْمَدُ مِنْ كَذَا، یعنی میں اس سے بڑھ کر ہوں اسی طرح ابوجہل نے کہا کوئی مرد ہے جو سردار سے بڑھ کر ہو جسے اس کی قوم نے قتل کیا۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں اَعْمَدُ مِنْ كُلِّ مُحِقٍّ، یعنی کیا اس پر کچھ بڑھ کر ہے؟ یعنی تمہارا مجھے قتل کرنا اس مرد کے قتل کی طرح ہے جسے اس کی قوم نے قتل کیا ہو اس پر کچھ اور اضافہ نہیں وہ نہ تو تمہارے لئے فخر ہے اور نہ ہی مجھ پر کچھ عار ہے۔ قولہ اِبْنَا عَفْرَاءَ ان کی والدہ کا نام ہے اور ان کے والد کا نام حارث بن رفاعہ نجاری ہے عفراء کے دونوں بیٹوں کے نام معاذ اور معوذ ہیں۔ ان کے تیسرے بھائی کا نام عوف ہے وہ بھی بدر میں موجود تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث (کتاب الجہاد باب من لم یخمس الاسلاب) میں ذکر کیا ہے کہ معاذ بن عفراء اور معاذ ابن عمرو بن جموح نے ابوجہل کو قتل کیا تھا اور استیعاب میں ہے کہ معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموح نے ابوجہل کو قتل کیا تھا اور استیعاب میں ہے کہ معاذ بن عمرو نے ابوجہل کا قدم کاٹ کر اسے زمین پر گرا دیا تھا پھر معوذ بن عفراء نے اسے مدد حتی کہ وہ دم توڑنے لگا پھر اسے چھوڑ کر چلا گیا جب اس کے آخری سانس تھے۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر کاٹا ان تینوں روایات میں بہت اختلاف ہے ان میں اتفاق کی کیا صورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوجہل کا قتل ہر ایک کے فعل سے ہوا تو ہر راوی نے جو دیکھا کہ وہ اس سے کچھ کر رہا ہے۔ اس کی طرف قتل کی نسبت کر دی۔ ابن عبدالبر نے استیعاب میں ذکر کیا کہ

marfat.com
Marfat.com

۳۷۱۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ حَدَّثَنَا اَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّهٗ قَالَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ یَجْثُوْ بَیْنَ یَدَیِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَقَالَ قَیْسُ بْنُ عُبَادٍ وَفِیْهِمْ اُنْزِلَتْ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ قَالَ هُمُ الَّذِیْنَ تَبَارَزُوْا یَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةُ وَعَلِیٌّ وَعُبَیْدَةُ اَوْ عُبَیْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَشَیْبَةُ بْنُ رَبِیْعَةَ وَعُتْبَةُ وَالْوَلِیْدُ بْنُ عُتْبَةَ

صحیح تر روایت یہ ہے کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے قتل کیا تھا حتی کہ وہ مر گیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اصح روائت کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ بدر کے دن حاضر نہ تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مراسیلِ صحابہ سے ہے (کرمانی)

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ دم توڑ رہا ہے۔ میں نے اپنا قدم اس کی گردن پر رکھ کر کہا : اللہ کے دشمن اللہ تجھے رسواء کرے۔ ابوجہل بولا وہ مجھے کس لئے رسواء کرے کیا اس شخص سے کوئی بڑھ کر ہے جسے تم نے قتل کیا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ابن مسعود نے ابوجہل کی گردن پر قدم اس لئے رکھا تھا کہ ان کا خواب سچا ہو؛ کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں اسی طرح دیکھا تھا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا بنی مخزوم کے لوگوں نے کہا ابوجہل نے کہا اے بکریوں کے چرواہے تو سخت بلندی پر چڑھا ہے۔ پھر میں نے اس کا سر جدا کر کے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سر اللہ کے دشمن ابوجہل کا سر ہے۔ ایک روائت میں اس طرح ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابوجہل ملعون کے پاس سے گزرے اور کہا اللہ کی حمد و ثنا ہے جس نے تجھے رسوا کیا اور اسلام کو عزت بخشی۔ ابوجہل نے کہا کیا تو مجھے گالیاں دیتا ہے بکریوں کے چرواہے؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں بخدا! میں تجھے قتل کروں گا ابوجہل نے اپنی تلوار عبداللہ کی طرف پھینک کر کہا اگر تو نے مجھے قتل کرنا ہے تو یہ تلوار لے لو۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے وہ تلوار ہاتھ میں لی اور اللہ کے دشمن کو قتل کر دیا۔ پھر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ابوجہل کو قتل کر دیا ہے اور قسم کھا کر آپ کو یقین دلایا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور جہاں ابوجہل مرا پڑا تھا وہاں اسے دیکھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے جس نے اسلام اور مسلمانوں کو غالب کیا۔ یہ کلمات تین بار فرمائے (عینی)

۳۷۱۶ — ترجمہ : حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انھوں نے کہا میں پہلا شخص

marfat.com
Marfat.com

۳۷۱۷ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِیْ هَاشِمٍ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ نَزَلَتْ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ فِیْ سِتَّةٍ مِنْ قُرَيْشٍ عَلِیٍّ وَحَمْزَةَ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ

ہوں جو اللہ تعالیٰ کے حضور قیامت کے دن خصومت کے لئے دوزانوں بیٹھے گا۔ قیس بن عباد نے کہا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی : هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ، یعنی مومنوں اور کافروں کے دو گروہ اللہ کے دین میں خصومت کریں گے۔ جنہوں نے بدر کے دن مبارزت کی وہ حمزہ، علی، عبیدہ یا ابوعبیدہ بن حارث اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ ہیں۔

۳۷۱۶ — شرح : تَبَارُز کا معنی ہے لڑنے کے لئے تنہا صف سے باہر آنا۔ عُبَيْدَہ بن حارث بن عبدالمطلب بن عبدمناف قرشی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال بڑے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "دارالارقم" میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوگئے تھے انھوں نے ولید بن عُتبہ سے مبارزت کی ان دونوں میں سخت مقابلہ ہوا اس میں عُبیدہ زخمی ہوگئے تھے پھر اس کے بعد واپسی میں مقام صفراء میں وفات پاگئے اور ولید وہیں قتل ہوگیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیبہ سے مبارزت کی اور اسے قتل کر دیا۔ امیر حمزہ نے عُتبہ سے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا، لیکن محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے کہا عُبَيْدہ نے عتبہ سے، حمزہ نے شیبہ سے اور حضرت علی نے ولید سے مقابلہ کیا مشہور بھی یہی ہے۔ یہ چھ اشخاص ایک دوسرے کے قریبی ہیں، کیونکہ یہ تمام عبدمناف کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبیدہ امیر حمزہ کے بھتیجے ہیں اور جن کافروں نے مبارزت کی وہ شیبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف، اس کا بھائی عتبہ اور بھتیجہ ولید تھے وہ تینوں قتل ہوگئے تھے۔

۳۷۱۷ — ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ، یہ آیت کریمہ چھ قریشی مردوں کے بارے میں نازل ہوئی (جو دو گروہ ہیں) وہ علی، حمزہ اور عُبیدہ بن حارث ہیں اور کفار شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

٣٧١٨ـ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ كَانَ يَنْزِلُ فِيْ بَنِيْ ضُبَيْعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِيْ سَدُوْسٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ

٣٧١٩ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ اَبِيْ هَاشِمٍ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ لَنَزَلَتْ هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتُ فِيْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ نَحْوَهُ

٣٧٢٠ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ هَاشِمٍ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ قَسَمًا اِنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ نَزَلَتْ فِي الَّذِيْنَ بَرَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةَ وَعَلِيٍّ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَعُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَيْ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ

٣٧١٨ـ ترجمہ : یوسف بن یعقوب نے بیان کیا وہ بنی ضبیعہ کے محلہ میں ٹھہرتے تھے اور بنی سدوس کے آزاد کردہ تھے۔ اُنھوں نے کہا ہم سے تیمی نے ابومجلز سے اُنھوں نے قیس بن عباد سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا : یہ آیت کریمہ هٰذَانِ خَصْمَانِ اِخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ،، ہمارے بارے میں نازل ہوئی۔

٣٧١٩ـ ترجمہ : قیس بن عباد نے کہا میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر بیان کرتے ہوئے سُنا کہ یہ آیات اِن چھ اشخاص کے بارے میں بدر کے دن نازل ہوئیں

٣٧٢٠ـ ترجمہ : قیس سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے ابوذر کو قسم کھا کر بیان کرتے ہوئے سُنا کہ یہ آیت کریمہ : هٰذَانِ خَصْمَانِ اِخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ" ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو بدر کے دن ایک دُوسرے کے مقابل آئے اور وہ حمزہ، علی، عُبَیدہ ابن حارث اور ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ اور ولید بن عتبہ ہیں ،،

marfat.com
Marfat.com

۳۷۲۱ — حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدٍ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ سَاَلَ رَجُلٌ الْبَرَآءَ وَاَنَا اَسْمَعُ اَشَھِدَ عَلِیٌّ بَدْرًا قَالَ بَارَزَ وَظَاھَرَ حَقًّا

۳۷۲۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ یُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ

۳۷۲۱ — ترجمہ : ابواسحاق سے روایت ہے کہ ایک شخص نے براء رضی اللہ عنہ سے سوال پوچھا جبکہ میں سن رہا تھا۔ اُس نے کہا کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ بدر کے دن حاضر تھے اُنھوں نے جواب دیا علی نے مقابلہ کیا اور کافروں پر غالب آئے۔

۳۷۱۷ تا ۳۷۲۱ — شرح : بیضاوی نے تفسیر میں ذکر کیا کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ مبارزت مسلمانوں اور یہودیوں کی باہم مخاصمت ہے۔ یہودیوں نے کہا ہمارے پیغمبر تمہارے پیغمبر سے پہلے آئے ہیں۔ اس لئے ہم تمہاری نسبت اللہ کے زیادہ قریب ہیں مسلمانوں نے کہا ہم زیادہ قریب ہیں کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے آخر رسول پر ایمان لائے اور آپ سے پہلے سب پیغمبروں پر ایمان لائے، لیکن مشہور یہ ہے کہ یہ مخاصمت بدر کے دن مسلمانوں اور کافروں میں ہوئی چنانچہ ابوذر نے قسم کھا کر کہا کہ مذکور آیت کریمہ ان چھ اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے بدر کی جنگ میں اپنی اپنی صفوں سے باہر آکر مقابلہ کیا تھا؛ چنانچہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ حمزہ نے عتبہ سے مقابلہ کیا، عبیدہ بن حارث نے شیبہ سے اور حضرت علی نے ولید سے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا جبکہ امیر حمزہ نے عتبہ کو قتل کر دیا؛ البتہ عبیدہ بن حارث اور شیبہ میں سخت مقابلہ ہوا اور عبیدہ کا گھٹنا شدید زخمی ہو گیا اور جب واپس ہوئے تو صفراء میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

اسماء رجال : اسحاق بن ابراہیم حنظلی بصری ہیں۔ ۲۵۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ یوسف بن یعقوب کو ماجشون کہا جاتا ہے؛ کیونکہ وہ بنی ضبیعہ میں پلے بڑھے تھے انہیں سلعی بھی کہتے ہیں؛ کیونکہ ان کی گردن میں سلعہ (زخم) تھا وہ بصری ہیں۔ ابوہاشم "یحییٰ بن دینار واسطی ہیں۔ ۱۲۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ یعقوب بن ابراہیم دورقی ہیں۔

۳۷۲۲ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے اُمیہ بن خلف سے معاہدہ کیا جب بدر کی جنگ ہوئی پھر انہوں نے اُمیہ بن خلف اور اس کے بیٹے کے قتل ہونے کا واقعہ ذکر کیا اس دن بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میں عذاب آخرت

marfat.com
Marfat.com

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كَانَتْ اُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ فَذَكَرَ قَتْلَهُ وَقَتْلَ ابْنِهِ فَقَالَ بِلَالٌ لَا نَجَوْتُ اِنْ نَجَا اُمَيَّةُ

۳۷۲۳ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَرَأَ وَالنَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا فَسَجَدَ مَنْ مَعَهٗ غَیْرَ اَنَّ شَیْخًا اَخَذَ كَفًّا مِّنْ تُرَابٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰی جَبْهَتِهٖ فَقَالَ یَكْفِیْنِیْ هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَیْتُهٗ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ

سے نجات نہیں پاؤں گا اگر امیہ قتل ہونے سے بچ گیا۔

شرح : ۳۷۲۲ — حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے امیہ بن خلف سے تحریری معاہدہ کیا تھا کہ وہ مکہ میں میرے ترکہ کی حفاظت کرے گا اور میں اس کی مخصوص اشیاء کی حفاظت کروں گا۔ جب بدر کا دن تھا جب لوگ سو گئے تو میں پہاڑ کی طرف نکلا تاکہ اس کی حفاظت کروں۔ اچانک بلال نے اسے دیکھ لیا وہ دوڑ کر انصار کے پاس گئے اور کہا آج اگر اُمیہ بچ نکلا تو میری کوئی نجات نہیں، چنانچہ انصار کا ایک گروہ بلال کے ساتھ ہمارے پیچھے ہو لیا جب مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ وہ ہمیں پکڑ لیں گے تو میں نے امیہ کے بیٹے کو چھوڑ دیا تاکہ وہ اس کے قتل میں مشغول ہو جائیں گے اور میں امیہ کو لے کر نکل جاؤں گا، لیکن انہوں نے اس کے بیٹے کو قتل کر کے پھر ہمارا پیچھا کیا اور ہم سے لاحق ہو گئے۔ امیہ بہت بھاری آدمی تھا جب اُنھوں نے ہمیں پا لیا تو میں نے امیہ سے کہا کہ وہ گھٹنوں کے بل لیٹ جائے میں اسے بچانے کے لئے اس کے اُوپر لیٹ گیا لیکن انصار نے میرے نیچے سے اسے تلواریں مارنا شروع کیں حتی کہ اسے قتل کر دیا؛ چونکہ امیہ کو قتل کرنے میں بلال بھی انصار کے ساتھ تلوار مارنے میں شریک تھے اس لئے بلال بھی امیہ کے قاتلوں میں شمار ہوتے ہیں۔ امیہ وہی شخص ہے جس نے سجدہ نہ کیا تھا اور مٹھی پر مٹی رکھ کر کہا تھا مجھے یہی کافی ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ مکہ میں امیہ بن خلف کے غلام تھے اور اُن کے مسلمان ہو جانے کے باعث امیہ انہیں سخت عذاب دیتا تھا حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا حدیث ۲۱۵۵ کی شرح دیکھیں۔

۳۷۲۳ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ كَانَ فِي الزُّبَيْرِ ثَلٰثُ ضَرَبَاتٍ بِالسَّيْفِ اِحْدٰهُنَّ فِيْ عَاتِقِهٖ قَالَ اِنْ كُنْتُ لَاُدْخِلُ اَصَابِعِيْ فِيْهَا قَالَ ضُرِبَ ثِنْتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ وَّوَاحِدَةً يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ قَالَ عُرْوَةُ وَقَالَ لِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ حِيْنَ قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَا عُرْوَةُ هَلْ تَعْرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَمَا فِيْهِ قُلْتُ فِيْهِ فَلَّةٌ فُلَّهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ صَدَقْتَ ؛ بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ ؛ ثُمَّ رَدَّهُ عَلٰى عُرْوَةَ قَالَ قَالَ هِشَامٌ فَاَقَمْنَاهُ بَيْنَنَا ثَلٰثَةَ اٰلٰفٍ وَاَخَذَهُ بَعْضُنَا وَلَوَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ اَخَذْتُهُ

نے سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی تو اس میں آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی سجدہ کیا، لیکن بوڑھے شخص نے سجدہ نہ کیا اُس نے مٹھی بھر مٹی اپنے ماتھے پر رکھ کر کہا مجھے یہی کافی ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں نے اس کے بعد اسے دیکھا کہ وہ کافر قتل ہُوا۔ ابراہیم بن موسیٰ نے خبر دی کہ ہم سے ہشام بن یوسف نے معمر اور ہشام کے ذریعہ عروہ سے خبر دی کہ اُنھوں نے کہا زبیر پر تلوار کے تین گہرے زخم تھے۔ ان میں سے ایک ان کے کندھے پر تھا میں اس میں اپنی انگلیاں ڈالا کرتا تھا۔ عروہ نے کہا انہیں دو زخم بدر کے روز لگے تھے اور ایک جنگ یرموک میں آیا تھا۔ عروہ نے کہا جب عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے تو مجھے عبدالملک بن مروان نے کہا کیا آپ زبیر کی تلوار پہچانتے ہیں میں نے کہا جی ہاں۔ عبدالملک نے کہا اس میں کوئی نشانی ہے؟ میں نے کہا اس کی دھار میں کسر ہے جو بدر کے روز اس کی دھار ٹوٹ گئی تھی۔ عبدالملک نے کہا تم نے سچ کہا ہے (لڑتے لڑتے ان کی دھاریں ٹوٹ گئیں) پھر اسے عروہ کو واپس کر دیا ہشام نے کہا ہم نے آپس میں اس کی قیمت کا اندازہ تین ہزار لگایا تو اسے ہم سے بعض نے خرید کر لی میری خواہش تھی کہ کاش میں اسے خرید لیتا۔

۳۷۲۳ — شرح : اس روائت میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو بدر کی جنگ میں دو گہرے زخم لگے تھے اور یرموک میں ایک زخم لگا تھا۔ ابن مبارک کی روائت میں یرموک میں دو گہرے زخم لگے تھے ان دونوں کے درمیان ایک بہت گہرا زخم بدر کی جنگ میں لگا تھا۔ کہا گیا ہے کہ اگر یہ اختلاف ہشام کے باعث ہُوا ہے تو ابن مبارک کی روائت زیادہ ثابت اور معتبر ہے کیونکہ معمر کی ہشام سے روائت میں کچھ کلام ہے۔ ورنہ احتمال ہے کہ ان میں کندھے کے علاوہ اور دو گہرے زخم ہوں گے اس طرح دونوں روایات متفق ہو جاتی ہیں (عینی)

یرموک اذرعات اور دمشق کے درمیان ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں وہاں مسلمانوں

marfat.com
Marfat.com

۳۷۲۴ ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ كَانَ سَيْفُ الزُّبَيْرِ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ سَيْفُ عُرْوَةَ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ

۳۷۲۵ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ اَلَا تَشُدُّ فَنَشُدُّ مَعَكَ فَقَالَ اِنِّيْ اِنْ شَدَدْتُ كَذَبْتُمْ فَقَالُوْا لَا نَفْعَلُ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى شَقَّ صُفُوْفَهُمْ فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهُ اَحَدٌ ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلًا فَاَخَذُ وْا بِلِجَامِهٖ فَضَرَبُوْهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلٰى عَاتِقِهٖ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضَرَبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ كُنْتُ اُدْخِلُ اَصَابِعِيْ فِيْ تِلْكَ الضَّرَبَاتِ اَلْعَبُ وَاَنَا صَغِيْرٌ قَالَ عُرْوَةُ وَكَانَ مَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ فَحَمَلَهُ عَلٰى فَرَسٍ وَكَّلَ بِهٖ رَجُلًا

اور رومیوں میں سخت معرکہ ہُوا تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کا سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح تھے جبکہ ہرقل کی طرف سے رومیوں کا سپہ سالار باہان ارمنی تھا۔ یہ جنگ دمشق فتح کرنے کے بعد پندرہ ہجری میں لڑی گئی۔ بعض نے تیرہ ہجری ذکر کی ہے۔ اس جنگ میں چار ہزار مسلمان شہید ہُوئے جبکہ رومیوں کی فوج سے تقریبًا ایک لاکھ پانچ ہزار قتل ہُوئے اور چالیس ہزار فوجی گرفتار کر لئے گئے ان مسلمانوں میں ایک سو بدری صحابہ کرام تھے۔ رضی اللہ عنہم (قسطلانی)

۳۷۲۴ — ترجمہ : ہشام نے اپنے والد سے روائت کی کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔ ہشام نے کہا عروہ کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔

۳۷۲۵ — ترجمہ : ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روائت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یرموک کی جنگ میں زبیر سے کہا کیا آپ رومیوں پر حملہ نہیں کرتے ؟ ہم آپ کے ساتھ مل کر حملہ کرتے ہیں۔ زبیر نے کہا اگر میں نے اُن پر حملہ کیا تو تم میرا ساتھ نہیں دو گے۔ اُنھوں نے کہا ہم اس طرح ہرگز نہیں کریں گے۔ حضرت زبیر نے ان پر حملہ کیا حتی کہ

marfat.com
Marfat.com

۳۷۲۶ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعَ رَوْحَ ابْنَ عُبَادَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ ذَکَرَ لَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ یَوْمَ بَدْرٍ بِاَرْبَعَۃٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِیْدِ قُرَیْشٍ فَقُذِفُوْا فِیْ طَوِیٍّ مِنْ اَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِیْثٍ مُخْبِثٍ وَکَانَ اِذَا ظَہَرَ عَلٰی قَوْمٍ

ان کی صفیں چیر کر آگے نکل گئے جبکہ کوئی بھی ان کے ساتھ نہ تھا۔ پھر واپس ہوئے تو کافروں نے ان کی لگام پکڑ لی اور ان کے کندھے پر دو گہرے زخم کر دیئے اور ان کے درمیان ایک زخم تھا جو بدر کی جنگ میں لگا تھا۔ عروہ نے کہا میں اِن زخموں میں اپنی انگلیاں داخل کر کے کھیلا کرتا تھا جبکہ میں کمسن تھا۔ عروہ نے کہا جنگِ یرموک میں حضرت زبیر کے ساتھ عبداللہ بن زبیر تھے جبکہ ان کی عمر صرف دس برس تھی۔ زبیر نے انہیں گھوڑے پر سوار کر کے ایک آدمی کے حوالے کر دیا تھا۔

۳۷۲۵ — شرح : کہا جاتا ہے۔ شَدَّ عَلَیْہِ فِی الْحَرْبِ وَمَا کَذَبَ ، لڑائی میں اس پر حملہ کیا اور بزدل نہ بنا۔ علامہ خطابی نے کہا کَذَبَ الرَّجُلُ فِی الْجِہَادِ جب حملہ کر کے واپس آجائے قولہ لَا یَفْعَلُ ، یعنی وہ بزدل نہیں بنے گا اور گھبرا کر واپس نہیں آئے گا۔ ممکن ہے کہ حرف "لا" سے پہلے کلام کی تردید ہو یعنی ہم اس طرح نہیں کریں گے اور جھوٹ نہیں کہیں گے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے زخموں میں مختلف روایات ہیں ؛ چنانچہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ انہیں بدر میں دو زخم لگے تھے اور یرموک میں صرف ایک زخم آیا تھا۔ بخاری کی روایت میں اس کا عکس ہے۔ لیکن ان میں اختلاف نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ تلوار کے سوا انہیں دو ضربیں لگیں اور یرموک میں صرف ایک زخم آیا تھا۔

اسماء رجال : فروہ بن ابی مغراء کندی کوفی ہیں ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ ابو مغراء کا نام معدیکرب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فروہ نے ۲۲۵ ہجری میں وفات پائی۔ علی وہ ابن مسہر ہیں۔ اور ہشام وہ ابن عروہ بن زبیر ہیں۔

۳۷۲۶ — ترجمہ : سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا ہم سے انس بن مالک نے ابوطلحہ سے روایت ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کے متعلق حکم دیا تو ان کو بدر کے پرانے کنوؤں میں سے ایک پرانے کنوئیں میں پھینکا گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر غلبہ حاصل کرتے تو تین راتیں اس علاقہ میں قیام فرماتے جب بدر کا

marfat.com
Marfat.com

أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلٰثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشٰى أَصْحَابُهُ وَقَالُوا مَا نُرٰى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ حَتّٰى قَامَ عَلٰى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ قَالَ قَتَادَةُ أَحْيَاهُمُ اللّٰهُ أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيخًا وَتَصْغِيرًا وَنِقْمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا

تیسرا دن آیا تو آپ نے سواری کے متعلق حکم فرمایا تو اس پر کجاوہ کس دیا گیا۔ پھر آپ وہاں سے چلے اور آپ کے ساتھی بھی آپ کے پیچھے ہو لئے اُنہوں نے کہا ہمارا گمان یہ تھا کہ آپ کسی حاجت کے پیش نظر جا رہے ہیں۔ حتی کہ آپ کنوئیں کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اور (قریش کے سرداروں) کا اُن کے اور اُنکے باپوں کے نام لے کر اُن کو آواز دی کہ اے فلان بن فلاں! اے فلاں بن فلاں کیا اب تمہیں اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی؟ بے شک ہمارے رب نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ ہم نے حق پا لیا (بدر کی جنگ میں فتح) کیا تمہارے رب نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ تم نے سچا پا لیا ہے؟۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایسے جسموں سے کلام فرماتے ہیں جن میں روحیں نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے جو میں ان سے کہہ رہا ہوں اسے تم اُن سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔ قتادہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سنایا۔ ان کو زندہ کرنا اور سنانا زجر و توبیخ اُن کی اہانت اور بطورِ انتقام تھا اور انکو حسرت اور ندامت دلانا تھا۔

ترجمہ: قولہ خَبِيثٌ مُخَبِّثٌ، یعنی وہ کنواں بذات خود گندہ اور اس میں پڑنے والوں کو گندہ کرنے والا تھا۔ عنقریب براء بن عازب کی ۳۷۲۶ —
حدیث میں مذکور ہوگا! ان شاء اللہ تعالیٰ کہ جنگِ بدر میں قتل ہونے والے قریش کی تعداد ستر تھی اور جو کنوئیں میں پھینکے گئے تھے وہ ان کے سردار تھے۔ ان کی تعداد چوبیس تھی اور اُن ہی کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

نے آواز دی کہ ہمارے ساتھ کیا ہُوا وعدہ پُورا ہوگیا ہے۔ ان کو اس لئے کہا گیا تھا کہ یہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت مخالفت رکھتے تھے۔ - ان کی اہانت اور ان کو ندامت دلانے کے لئے یہ فرمایا تھا۔ ان کے سوا دوسرے قتل ہونے والوں کو دوسری جگہوں میں پھینکا گیا تھا۔ واقدی نے کہا جس کنوئیں میں مقتول سرداروں کو ڈالا گیا : وہ کنواں قبیلہ بنی نجار کے ایک شخص نے کھودا تھا۔ اس لئے مناسب یہی تھا کہ ان مرداروں کو اسی میں ڈالا جاتا، البتہ اُمیّہ بن خلف موٹا ضخیم ہونے کے باعث پھُول گیا تھا اور اُس کی ٹانگیں اور ہاتھ کھینچنے سے باہر نکل آتے تھے اس لئے اس کی لاش پر مٹی اور پتھر ڈال کر اسے چھُپا دیا تھا۔

علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ اُمیّہ اس کنوئیں کے قریب تھا اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سُننے میں وہ بھی شریک تھا جو آپ نے قلیبِ بدر میں پڑے ہُوئے قریش سے فرمایا تھا کہ اب پتہ چلا ہے جو میں تمہیں کہا کرتا تھا وہ حق تھا۔

علامہ نُورالحق محدّث دہلوی نے تیسیر القاری میں ذکر کیا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے قول میں ان لوگوں کے عقیدہ کا ردّ ہے جو سماعِ موتی کے منکر ہیں،، ہم اس مسئلہ کی وضاحت میں تحقیقِ حق سپردِ قلم کرتے ہیں واللہ الموفق

مسئلہ سماعِ موتی

قبور میں اموات کے سماع میں بعض علماء نے اختلاف کیا ہے، لیکن صحیح بات اور محقق امر یہ ہے کہ اموات کو حقِ سماعت دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے۔ اگرچہ عقل کو وہاں تک رسائی نہیں۔ بخاری میں مذکور حدیث کا مدلول یہی ہے کہ اموات سُنتے ہیں، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دربارِ رسالت میں عرض کرنا کہ آپ جن جسموں سے کلام فرماتے ہیں ان میں تو روح نہیں وہ کیسے آپ کا کلام سُنیں گے اور اس کے جواب میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا کہ میں جو اُن سے کہہ رہا ہوں وہ تم ان سے زیادہ نہیں سُنتے ہو سماعِ موتی پر واضح دلیل ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اِنَّھُمْ لَیَسْمَعُوْنَ مَا اَقُوْلُ کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ اب جانتے ہیں کہ جو میں انہیں کہتا تھا وہ حق تھا پھر اس کی تائید میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ،، یعنی آپ مُردوں کو نہیں سُناتے اور نہ ہی ان لوگوں کو سُناتے ہیں جو قبروں میں ہیں۔ اس کا مفہوم یہ بیان فرمایا کہ جب ان کو دوزخ میں اپنا ٹھکانا مل جائے گا،، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مُردے نہیں سُنتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اِنَّھُمْ لَیَسْمَعُوْنَ مَا اَقُوْلُ الخ کہ قریش کے سردار کنوئیں میں مرے پڑے میری باتیں سُنتے ہیں،، کی ام المؤمنین نے جو تاویل فرمائی ہے جمہور علماء اس کے مخالف ہیں۔ انھوں نے حضرت عبداللہ

marfat.com
Marfat.com

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث قبول کی ہے ؛ کیونکہ عبداللہ بن عمر کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نسان کی موافقت کی ہے ۔ طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح روائت کی ہے معلوم ہُوا بخاری میں مذکور روائت میں حضرت عمر فاروق اور عبداللہ منفرد نہیں ہیں۔ لہٰذا حدیث کا مفہوم واضح ہوگیا کہ مُردے سُنتے ہیں ۔ نیز اُم المؤمنین رضی اللہ عنہ نے جو قرآن کریم کی آئت ذکر کی ہے اور اس سے اپنے بیان کردہ مفہوم کی تائید کی ہے ؛ یہ آئت بخاری میں مذکور حدیث کے متعارض نہیں ؛ کیونکہ آئت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ آپ مُردوں کو نہیں سُنواتے جو انہیں نفع دے ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور آئت کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ موتیٰ سے مُراد کفار ہیں اور کافروں کو مردہ اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کے دل مَر چکے ہیں ۔ اگرچہ وہ صورت میں بظاہر زندہ ہیں ۔ اسی طرح دُوسری آئت میں بھی موتی سے مراد کفار ہیں اور کافروں کو مُردہ اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کے دل مر چکے ہیں ۔ اگرچہ وہ صورت میں بظاہر زندہ ہیں ۔ اسی طرح دُوسری آئت میں بھی موتی سے کافر مراد ہیں ۔ صاحب کشاف علامہ زمخشری نے تفسیر میں ذکر کیا کہ کافر اگرچہ زندہ تھے لیکن آئت میں انہیں مُردوں سے تشبیہ دی ہے ؛ کیونکہ ان کا حال مُردوں کے حال جیسا ہے ۔ یعنی جس طرح مُردوں کو وعظ و نصیحت سے فائدہ نہیں پہنچتا جبکہ وہ دارِ تکلیف سے نکل چکے ہیں اسی طرح کافر بھی عدم انتفاع میں مُردوں کی طرح ہیں ۔ صاحب کشاف نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد : وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ، کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ قبر والوں کی طرح ہیں انہیں آپ نفع نہیں پہنچا سکتے ۔

علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ حضرت قتادہ نے حدیث کا جو معنی ذکر کیا ہے ۔ اس سے اُنھوں نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو سماع موتی کے منکر ہیں ۔ نیز اُنھوں نے کہا کہ محمد بن اسحاق نے یونس بن بُکیر سے جید اسناد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابو طلحہ کی حدیث جیسی روائت کی ہے ۔ اس میں یہ الفاظ ہیں ،، مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ ،، یعنی میں جو اُن سے کہتا ہوں وہ اسے سُنتے ہیں تم اُن سے زیادہ نہیں سُنتے ہو ۔ احمد نے بھی حسن اسناد سے یہ روائت کی ہے اس کی حفاظت کے پیشِ نظر جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو دُوسرے صحابہ کرام کی روائت کا یقین ہُوا تو اُنھوں نے سماعِ موتی کے انکار سے رجوع کر لیا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے اور ام المؤمنین حاضر نہ تھیں اسماعیلی نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ذکاوت ، فہم و فراست ، کثرتِ روایات اور علم کی گہرائیاں جس قدر حاصل تھیں ان پر اضافہ بیان سے باہر ہے ، لیکن ثقہ کی روائت کو ثقہ کی روائت سے ہی رد کیا جا سکتا ہے جو اس کے منسوخ ہونے یا مخصوص اور محال ہونے پر دلالت کرے اور جس کا ام المؤمنین نے انکار کیا ہے اور دُوسروں نے اسے ثابت کیا ہے ان میں اتفاق ممکن ہے ؛ کیونکہ اللہ کا ارشاد : إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ،، اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد أَنْتُمْ الْآنَ يَسْمَعُوْنَ ،، میں منافات نہیں کیونکہ اِسماع کا معنیٰ ہے سُنانے والے کی آواز کو سُننے والے کے کان میں پہنچانا ،، اور اللہ تعالیٰ ہی نے کافروں کو سُنایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ان کو پہنچائی ۔

marfat.com

Marfat.com

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ارشاد کہ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ کافر اب جانتے ہیں الخ اگر یہ معنیٰ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ تو یہ "یَسْمَعُوْنَ"، یعنی کافر سُنتے ہیں"، کی روایت کے منافی نہیں بلکہ اس کی تائید کرتا ہے، چنانچہ سہیلی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافِ عادت انہیں سُنایا تھا، کیونکہ صحابہ کرام نے آپ سے عرض کیا تھا کیا آپ مُردہ داروں کو سُناتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ جواب دیا۔ سہیلی نے کہا جب اس حالت میں کافر جان سکتے ہیں حالانکہ وہ بدر کے کنوئیں میں مرے پڑے ہیں تو وہ سُن بھی سکتے ہیں اور ان کا سُننا یا تو سَروں کے کانوں سے ہے جیسا کہ اکثر علماء کہتے ہیں یا دل کے کانوں سے ہے۔ بہرکیف وہ سُنتے تھے علامہ بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ علم سماع کو منع نہیں کرتا یعنی وہ جانتے سُنتے تھے"، شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشکوٰۃ کی شرح فارسی اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ اموات سُنتے اور جانتے ہیں اور ان سے جو خطاب کیا جائے اس کو وہ جانتے ہیں۔ اسی طرح مسلم شریف میں ہے کہ جب میت کو دفن کر کے لوگ واپس ہوتے ہیں تو میت ان کی جوتیوں کی آواز سُنتی ہے۔ اسی طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے کہ آپ جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور اہلِ قبور کو مخاطب کر کے سلام فرمایا کرتے تھے اور فرماتے اے مسلمانو! تم پر سلام ہو تمہارا وعدہ تمہیں مل گیا ہے۔ ہم عنقریب انشاء اللہ تم سے لاحق ہونے والے ہیں اور خطاب اس سے کیا جاتا ہے جو اسے سُن سکتا ہو اور جو خطاب نہ سُنے اور نہ سمجھے اسے سلام کہنا بے کار سی بات ہے اور اسے عبث شمار کیا جاتا ہے۔

ترمذی کی حدیث میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حقیقی بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر پر تشریف لے گئیں اور فرمایا اگر میں تمہاری وفات کے وقت وہاں موجود ہوتی تو تمہیں وہاں ہی دفن کرتی جہاں تمہاری موت واقع ہوئی تھی۔ شیخ ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں ذکر کیا اکثر مشائخ حنفیہ کہتے ہیں کہ میت سُنتی نہیں اور کتاب الایمان میں انھوں نے تصریح کی ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ فلاں سے کلام نہیں کرے گا اور اس کے مرنے کے بعد اس سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا، کیونکہ قسم اس شخص سے منعقد ہوتی ہے جس میں سمجھنے کی قابلیت ہو۔ میت میں یہ قابلیت نہیں ہے اور ان حضرات نے مسلم کی حدیث کے اس جملہ "کہ میت دفن کے بعد واپس ہونے والوں کی جوتیوں کی آواز سُنتی ہے"، کا یہ جواب دیا کہ یہ میت کو قبر میں رکھتے وقت کی بات ہے کہ اس وقت قبر میں سوال و جواب ہوتا ہے، لہٰذا سوال و جواب کے مقدمہ کے طور پر وہ آواز سُنتی ہے لیکن یہ تخصیص خلافِ ظاہر ہے۔ ظاہر حدیث یہی ہے کہ میت کی یہ حالت قبر میں دائمی ہے۔

نیز ان حضرات نے بخاری میں مذکور حدیث کا جواب دیا کہ یہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور کافروں کو مزید حسرت و ندامت دلانے کے لئے ہے لہٰذا یہ آپ سے مختص ہے

لیکن حدیث کو اس پر محمول کرنا محض احتمال و تاویل ہے، کیونکہ ایسا محمل جب تلاش کیا جاتا ہے کہ سماع کے استحالہ پر دلیل قائم ہو مگر اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ موتی میں سماعت پیدا کر دے ادراک کا حواس کو

marfat.com
Marfat.com

سبب بنانا تو محض اس کی عادتِ کریمہ ہے اگر بالفرض تسلیم کرلیں کہ اموات سُنتی نہیں ہیں ؛کیونکہ سماع سماعت کے حاسہ سے ہوتا ہے اور بدن خراب ہونے سے کان وغیرہ بھی خراب ہوجاتے ہیں تو ہم کہتے ہیں سمع کی نفی سے علم کی نفی نہیں ہونے پاتی ۔علم کا تعلق روح سے ہے جو ہمیشہ باقی ہے۔ لہٰذا اسے مُبصرات اور مسموعات کا علم حاصل ہے لیکن ابصار و سمع کے اعتبار سے نہیں چنانچہ بعض متکلمین نے اللہ تعالیٰ کی سمع و بصر کی تاویل مسموعات و مُبصرات کے علم سے کی ہے۔ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ اموات زیارت کرنے والوں کو جانتی پہچانتی ہیں اس میں کثیر روایات مذکور ہیں۔ خصوصاً جمعہ کے روز زیارت میں احادیث وارد ہیں کہ اس روز میّت کا علم اتم ہوتا ہے اور زیارت کرنے والوں کے احوال میّت پر زیادہ واضح ہوتے ہیں۔ چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب زیارۃ القبور میں ذکر کیا۔ قَالَ مُحَمَّد بن واسِعٍ اَلْمَوْتٰی یَعْلَمُوْنَ بِزُوَّارِھِمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَیَوْمًا قَبْلَہٗ وَیَوْمًا بَعْدَہٗ فَنَحْصُلُ اَنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَفْضَلُ ،، یعنی محمد بن واسع نے کہا اموات زیارت کرنے والوں کو جانتی ہیں جو جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ کو زیارت کرنے آتے ہیں معلوم ہُوا کہ جمعہ کا دن افضل ہے۔ الحاصل کتاب وسنت کی اس پر دلالت ہے کہ اموات دُنیا اور دُنیا میں رہنے والوں کو جانتی ہیں۔ اس کا منکر وہی ہوسکتا ہے جو احادیث سے جاہل ہو۔ واللہ الموفق۔

اہلِ قبور سے استمداد

بعض لوگ اہلِ قبور سے استمداد کے منکر ہیں ہم اس مسئلہ کی بسط سے وضاحت کرتے ہیں اگر یہ لوگ اس لئے انکار کرتے ہیں کہ اہلِ قبور کے لئے سماع اور علم نہیں اور وہ زائرین کے احوال نہیں جانتے تو یہ محض باطل خیال ہے۔ مذکور تقریر میں اس کا بطلان ثابت ہوچکا ہے اور اگر اس لئے انکار کرتے ہیں کہ وہ ایسے مقام میں ہیں جہاں انہیں قدرت اور تصرف حاصل نہیں ہے لہٰذا وہ مدد کرنے کے لائق نہیں بلکہ خود محبوس و ممنوع ہیں اور جو انہیں مصیبت اور مشقت لاحق ہے وہ اسی میں مشغول ہیں جو انہیں دوسروں سے باز رکھتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ متقی حضرات جو اللہ کے دوست ہیں۔ ان کے حق میں یہ امر کلی ہرگز متصور نہیں ؛کیونکہ برزخ میں ان کی ارواح کو قرب، رفعت مقام، شفاعت پر قدرت، دُعاء اور ان سے متوسّل ہونے والے زائرین کی حاجات طلب کرنے کی قدرت حاصل ہے ؛ چنانچہ قیامت کے دن ایسا ہوگا اور اس کی نفی پر کوئی دلیل نہیں۔

ع۱ تفسیر بیضاوی میں اس آیت کریمہ ،، وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا الآیۃ ،، کی تفسیر قدسیہ ان ارواح قدسیہ سے کی ہے جو ابدان سے جُدا ہوکر عالم ملکوت میں سیاحت کرتی ہیں اور حظائرِ قدس میں جاکر شرف وقوت سے واپس آتی ہیں اور اس عالم کی تدبیر کرتی ہیں۔

شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح فارسی میں ذکر کیا کہ استمداد و امداد کا منکر فرقہ کیا خیال کرتا ہے؟ اس سے جو کچھ ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ کوئی فقیر محتاج اللہ سے دُعاء کرتا ہے اور پروردگار عالم سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے اور اللہ کے حضور مُقرّب و مکرم بندے کی روحانیت سے توسّل کرتا ہے اور کہتا ہے

marfat.com
Marfat.com

۳۷۲۷ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا قَالَ هُمْ وَاللّٰهِ كُفَّارُ قُرَيْشٍ قَالَ عَمْرٌو هُمْ قُرَيْشٌ وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللّٰهِ وَاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ قَالَ النَّارَ يَوْمَ بَدْرٍ

خداوندا! اس بندے کی برکت سے جس پر تو نے بے بہا رحمت کی ہے اور اسے اکرام و اعزاز سے نوازا ہے۔ میری حاجت پوری کر تو ہی کریم عطاء کرنے والا ہے یا اس مقرب و مکرم بندہ کو نداء کرتا ہے کہ اللہ کے ولی اور مقرب مکرم بندے میری شفاعت کرو اور اللہ تعالیٰ سے میری حاجت کی درخواست کرو کہ وہ میری حاجت پوری کرے پس معطی، مسئول و مامول صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ مقرب بندہ ان کے درمیان وسیلہ ہے اور کائنات میں قادر اور فاعل و متصرف صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہے اور اولیاء اللہ اس کی قدرت و بسطوت میں فنا ہیں۔ انہیں قدرت و تصرف نہ اب ہے جبکہ وہ قبروں میں ہیں اور نہ ہی اس وقت تھی جبکہ دُنیا میں وہ بقیدِ حیات تھے۔ اگر یہ معنی جو ہم نے ذکر کیا ہے موجب شرک اور حق تعالیٰ کے ماسوا کی طرف توجہ ہے۔ جیسا کہ یہ منکرین گمان کرتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ صالحین اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں سے دُنیا میں بھی دُعا نہ کرائیں جبکہ وہ زندہ ہوں حالانکہ یہ ممنوع نہیں بلکہ مستحب ہے اور دین و ملت میں اس پر سب کا اتفاق ہے۔

اگر وہ یہ کہیں کہ مرنے کے بعد یہ معزول ہو جاتے ہیں اور دُنیاوی کرامت جو انہیں حاصل تھی وہ نہیں رہی۔ تو ان سے کہا جائے گا اس کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے یا اگر وہ یہ کہیں کہ فوت ہونے کے بعد عوارض میں مشغول ہو جاتے ہیں لیکن یہ عوارض دائمی اور مستمرہ نہیں ہیں۔ ہاں اگر زائرین یہ اعتقاد کریں کہ اہلِ قبور مستقل متصرف ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور متوجہ ہونے کے بغیر وہ قادر ہیں جیسے جاہل اور غافل لوگ اعتقاد کرتے ہیں اور دین میں جن امور سے منع کیا گیا ہے جیسے قبر کو بوسہ دینا اور اسے سجدہ کرنا اور اس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام امور حرام ہیں اور عوام کے افعال کا کچھ اعتبار نہیں جو کچھ مشائخ اہلِ کشف سے کاملین کی ارواح سے استمداد اور استفادہ مذکور ہے وہ شمار سے باہر ہے۔ اس کے متعلق ہم نے بخاری کی حدیث ۹۶۰ کے تحت ذکر کر چکے ہیں۔ واللہ الموفق ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۷۲۷ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا کی تفسیر میں ذکر کیا کہ وہ بخدا کفار قریش ہیں۔ عمرو بن دینار نے کہا وہ کفار قریش ہیں اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے مقام

marfat.com
Marfat.com

۲۷۲۸ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَۃَ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ ذُکِرَ عِنْدَ عَائِشَۃَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِہٖ بِبُکَآءِ اَھْلِہٖ فَقَالَتْ اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ لَیُعَذَّبُ بِخَطِیْئَتِہٖ وَ ذَنْبِہٖ وَاَنَّ اَھْلَہٗ لَیَبْکُوْنَ عَلَیْہِ الْاٰنَ قَالَتْ وَ ذٰلِکَ مِثْلُ قَوْلِہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَی الْقَلِیْبِ وَفِیْہِ قَتْلٰی بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ لَھُمْ مَا قَالَ اِنَّھُمْ لَیَسْمَعُوْنَ مَا اَقُوْلُ وَاِنَّمَا قَالَ اِنَّھُمْ الْاٰنَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ مَا کُنْتُ اَقُوْلُ لَھُمْ حَقٌّ ثُمَّ قَرَأَتْ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ یَقُوْلُ حِیْنَ تَبَوَّءُوْا مَقَاعِدَھُمْ مِنَ النَّارِ

میں "نار" اس کی تفسیر میں کہا: "دَارُالْبَوَار" سے مُراد بدر کے دن کی آگ ہے۔

۲۷۲۷ — شرح: یعنی لوگوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے تبدیل کر دیا۔ خُدا کی قسم وہ قریش کے کافر تھے اور یہ آیت کریمہ اُن کے حق میں نازل ہُوئی۔ عمرو بن دینار مکی نے کہا یہ لوگ کفار قریش ہیں اور اللہ کی نعمت جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اِن لوگوں نے اِس نعمت عظمیٰ کا انکار کیا اور اپنی قوم کو جنہوں نے ان کا بدر کی جنگ میں ساتھ دیا انہیں ہلاکت میں ڈال دیا۔ قتادہ نے حضرت انس سے کہا بوار سے مراد دوزخ ہے، کیونکہ جو اس میں داخل ہوگا اسے وہ ہلاک کر دے گی۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم نعمت ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ"، اللہ کی نعمت کی تحدیث کرو اور آپ کی خوب تعریف کرو اور ایمان تازہ اور مضبوط کرو"

۲۷۲۸ — ترجمہ: ہشام کے والد عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا گیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کی کہ یقیناً مُردہ کو اس کے عزیزوں کے رونے کے سبب قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا عبداللہ بن عمر بھول گئے ہیں اللہ ان پر رحم کرے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف یہ فرمایا ہے کہ مردہ کو اس کی خطاؤں اور گناہوں کے سبب عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ لوگ اس پر اب رو رہے ہیں — ام المؤمنین نے فرمایا یہ تو ایسا ہے جیسے ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے کنوئیں پر کھڑے

marfat.com
Marfat.com

ہوئے جبکہ اس میں بدر میں قتل ہونے والے مشرک ڈالے گئے تھے تو آپ نے اُن سے فرمایا جو عبداللہ نے کہا کہ جو میں کہتا ہوں وہ اسے سُن رہے ہیں۔ حالانکہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اب انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ جو میں انہیں کہتا تھا وہ حق تھا پھر ام المؤمنین نے یہ آیت پڑھی : اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ، آپ مُردوں کو نہیں سُناتے ہیں اور نہ ہی انہیں سُنا سکتے ہیں جو قبروں میں پڑے ہیں۔ عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی آیت پڑھنے سے مُراد یہ تھی کہ جب انہیں دوزخ میں اپنا ٹھکانا مل جائے گا۔

۳۷۲۸ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو اس کی قبر میں اس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو فرمایا ابن عمر بھول گئے ہیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میت کو اس کی خطاؤں اور گناہوں کے سبب عذاب ہو رہا ہے اور یہ لوگ اس پہ گریہ کر رہے ہیں۔ اس کلام سے ام المؤمنین نے ابن عمر کے کلام کو مسترد کیا اس کا حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام حقیقت پر محمول کیا جبکہ ام المؤمنین نے اس کو مجاز پہ محمول کیا اور حدیث میں مذکور تاویل کی اور فرمایا حدیث کے الفاظ یہ ہیں : اَنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ، اور ابن عمر نے بھول کر يَسْمَعُوْنَ ، کہہ دیا ہے۔ بعض علماء نے کہا اس سے ام المؤمنین کا مقصد یہ ہے کہ مُردے سُنتے نہیں ہیں اس پر اُنھوں نے قرآن کی آیات بھی ذکر کیں ، لیکن ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اس حدیث کی حفاظت کے پیشِ نظر ام المؤمنین نے اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔ علاوہ ازیں علامہ بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ، علم سمع سے مانع نہیں ہے۔ اور اسماعیلی نے کہا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ روائت ہے اور ابن عمر کی روائت کہ وہ سُنتے ہیں۔ مُردوں کا علم ان کی سمع کو مانع نہیں یعنی وہ سُنتے جانتے ہیں۔

ام المؤمنین کے آیت کریمہ سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ ان کو سُنانے والا اللہ ہے۔ لہٰذا آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہیں سُنایا انہیں تو اللہ تعالیٰ نے سُنایا ہے جبکہ ان کو زندہ کیا تھا۔ سہیلی نے کہا ام المؤمنین واقعہ میں حاضر نہ تھیں۔ اور جو لوگ حاضر تھے اُنھوں نے آپ سے عرض کیا یا رسُول اللہ! آپ کن لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں جو مردہ ہیں آپ نے فرمایا تم میری بات کو اُن سے زیادہ نہیں سُنتے ہو جب یہ جائز ہے کہ اس حالت میں وہ جانتے ہیں تو ان کا سُننا بھی جائز ہے ؛ کیونکہ علماء اہلسنت وجماعت بکثرت یہ کہتے ہیں کہ ارواح اپنے ابدان کے سر کے کانوں سے سُنتی ہیں اور سوال وجواب کے وقت ان کی روحیں ان کے جسموں میں آ جاتی ہیں یا وہ دل کے کانوں سے سُنتی ہیں اور سوال وجواب کے وقت ان کی روحیں ان کے جسموں میں آ جاتی ہیں۔ یا وہ دل کے کانوں سے سُنتی ہیں اور سوال وجواب صرف روح سے ہوتا ہے اور روح جسم میں نہیں آتی۔

قولہ قَالَ الخ اس کا فاعل عروہ ہے اُن کا مقصد یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد کی توضیح کریں اس لئے عروہ نے کہا کہ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ، میں سماعت کی نفی اس حالت میں ہے جبکہ کفار دوزخ میں مستقر ہیں اور حِيْنَ تَبَوَّؤُا ، کا معنیٰ بھی یہی ہے یعنی جب اُنھوں نے دوزخ میں اپنی جگہیں بنالیں اس تقدیر پر ام المؤمنین کے

marfat.com
Marfat.com

۳۷۲۹ ـــ حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَقَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَلِیْبِ بَدْرٍ فَقَالَ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا ثُمَّ قَالَ اِنَّهُمُ الْاٰنَ یَسْمَعُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَهُمْ فَذُکِرَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ اِنَّمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمُ الْاٰنَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ الَّذِیْ کُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ هُوَ الْحَقُّ ثُمَّ قَرَأَتْ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی حَتّٰی قَرَأَتِ الْاٰیَةَ

بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا

۳۷۳۰ ـــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ بْنُ عَمْرٍو

کلام کہ مُردے نہیں سُنتے اور ابن عمر کے کلام کہ مُردے سُنتے ہیں، میں معارضہ نہ رہا، لیکن اس کے بعد روایت سے واضح ہوتا ہے کہ ام المؤمنین مطلقاً سمع کا انکار کرتی ہیں (عینی) حدیث ۱۲۱۴ کی شرح دیکھیں "

۳۷۲۹ ـــ ترجمہ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے غیر آباد کنوئیں پر ٹھہرے اور (اس میں پڑے ہوئے) کافروں سے فرمایا کیا تمہارے رب نے جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ حق پالیا ہے؟ پھر فرمایا وہ اس وقت جو میں کہتا ہوں سُنتے ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ذکر کیا گیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فرمایا تھا کہ وہ اب جانتے ہیں کہ میں جو انہیں کہتا تھا سچ تھا پھر ام المؤمنین نے یہ آئت پڑھی : اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی الخ "

۳۷۲۹ ـــ شرح : یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کلام ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے بیان کیا گیا تو اُنھوں نے ابن عُمر کے کلام کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ مُردے نہیں سُنتے، لیکن مُجوزین کہتے ہیں کہ مُردوں سے مُراد کافر ہیں، کیونکہ اُن کے دِل مَرے ہوتے ہیں۔ اگرچہ شکل وصُورت میں زندہ نظر آتے ہیں۔ اسی طرح دُوسری آئت میں کافر مراد ہیں۔
علامہ زمخشری نے کشاف میں ذکر کیا کہ اِس آئت کریمہ میں کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے حالانکہ وہ زندہ ہیں کیونکہ عدمِ انتفاع میں اِن کا حال مُردوں کے حال جیسا ہے۔ اور " وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ "، کا معنیٰ یہ ہے کہ کافر قبر والوں کی طرح ہیں۔ یعنی انہیں وعظ ونصیحت نفع نہیں دیتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ اُصِيْبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَاءَتْ اُمُّهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّيْ فَاِنْ يَكُ فِي الْجَنَّةِ اَصْبِرْ وَاَحْتَسِبْ وَاِنْ تَكُ الْاُخْرٰى تَرٰى مَا اَصْنَعُ فَقَالَ وَيْحَكِ اَوَهَبِلْتِ اَوَ جَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ اِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ وَهُوَ فِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ

باب۔ بدر میں شریک صحابہ کی فضیلت

۳۷۳۰ — ترجمہ : حُمَیْد سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ بدر کی جنگ میں حارثہ شہید ہو گئے جبکہ وہ کمسن تھے تو اُن کی والدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ حارثہ سے مجھے کتنی محبت تھی۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں اور ثواب کی اُمید رکھتی ہوں۔ اگر کوئی اور صورت ہے تو آپ دیکھیں گے میں کیا کرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر رحم ہو، کیا تو مجنونہ ہو گئی ہے۔ کیا ایک جنت ہے ؟ جنتیں بہت ہیں اور وہ جنت الفردوس میں ہے۔

۳۷۳۰ — شرح : وَيْحَكِ بفتح الواو وسکون الیاء و فتح الحاء اور کاف خطاب کے لئے ہے یہ کلمہ ترحم ہے اور تعجب کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے هُبِلْتِ معروف اور مجہول دونوں طرح ہے۔ ہبل کا معنی بیٹے کے فراق میں اس کی ماں کا رونا ہے۔ اس کا معنی رحم بھی ہے جس میں بچہ ہوتا ہے۔ اس مقام میں "بیٹے کے فوت ہونے سے اس کی والدہ کی عقل مفقود ہو جانے" کے لئے استعارۃً لایا گیا ہے۔ تو معنی یہ ہے کہ تو دیوانی ہو گئی ہے۔ جنتیں کئی ہیں اور تیرا بچہ اعلیٰ جنت میں ہے۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ "اَوَهَبِلْتِ" واؤ مفتوح عطف کے لئے ہے اور معطوف علیہ مقدر ہے۔ یعنی کیا تجھے جنون ہو گیا ہے یا بچہ گم ہو جانے سے عقل مفقود ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ تو جنت کی صفت سے ناواقف ہو گئی ہے۔ اوسط جنت اور اعلیٰ جنت کو فردوس کہا جاتا ہے۔ اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۷۳۱ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِیْسَ قَالَ سَمِعْتُ حُصَیْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا مَرْثَدٍ وَالزُّبَیْرَ وَکُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰی تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا اِمْرَاَةً مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ مَعَهَا کِتَابٌ فَاَتَیْنَاهُ فَالْتَمَسْنَا فَلَمْ نَرَ کِتَابًا فَقُلْنَا مَا کَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَتُخْرِجَنَّ الْکِتَابَ اَوْ لَنُجَرِّدَنَّکِ فَلَمَّا رَاَتِ الْجِدَّ اَهْوَتْ اِلٰی حُجْزَتِهَا وَهِیَ مُحْتَجِزَةٌ بِکِسَاءٍ فَاَخْرَجَتْهُ فَاَنْطَلَقْنَا بِهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِیْنَ فَدَعْنِیْ فَلْاَضْرِبْ عُنُقَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَا صَنَعْتَ قَالَ حَاطِبٌ وَاللّٰهِ مَا بِیْ اَنْ لَّا اَکُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَرَدْتُ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ عِنْدَ الْقَوْمِ یَدٌ یَدْفَعُ اللّٰهُ بِهَا عَنْ اَهْلِیْ وَمَالِیْ وَلَیْسَ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِکَ اِلَّا لَهٗ هُنَاکَ مِنْ عَشِیْرَتِهٖ مَنْ یَّدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۳۷۳۱ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو مرثد اور زبیر کو بھیجا جبکہ ہم سب سوار تھے۔ آپ نے فرمایا تم چلتے رہو حتیٰ کہ تم روضۂ خاخ پر پہنچو گے وہاں تمہیں ایک مشرکہ عورت ملے گی۔ اس کے پاس خط ہے جو حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کی طرف ہے۔ ہم نے اس عورت کو پایا وہ اپنے اونٹ پر جا رہی تھی۔ جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم نے کہا خط نکالو اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے اونٹ بٹھا کر تلاش کیا تو کوئی خط نظر نہ آیا پھر ہم نے اسے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہیں فرمایا خط نکال دے۔ حتیٰ کہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے۔ جب اس نے ہماری کوشش دیکھی تو اس نے اپنا ہاتھ اپنی چادر کی گرہ کی طرف مائل کیا جبکہ اس عورت نے چادر پہنی ہوئی تھی اور خط نکال دیا ہم اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

marfat.com
Marfat.com

صَدَقَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَهٗ اِلَّا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ اِنَّهٗ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِيْ لِاَضْرِبْ عُنُقَهٗ فَقَالَ اَلَيْسَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ اِلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ اَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

میں لے گئے تو عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اِس شخص (حاطب بن ابی بلتعہ) نے اللہ اس کے رسول اور مومنوں سے خیانت کی ہے۔ آپ مجھے چھوڑیں میں اس کی گردن اڑاتا ہوں۔ آپ نے حاطب سے فرمایا جو کچھ تم نے کیا ہے۔ اس پر تمہیں کس نے اُبھارا ہے۔ حاطب نے کہا خُدا کی قسم! میرا کوئی ارادہ نہیں مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میرا مکہ والوں پر احسان ہو کہ اس کے باعث اللہ تعالیٰ میرے اہل و اولاد اور مال و دولت سے (جو مکہ میں ہیں) دستِ مضرت دُور کرے۔ آپ کے صحابہ کرام میں سے کوئی نہیں مگر اس کے وہاں رشتے دار ہیں۔ جس کے باعث اللہ تعالیٰ ان کے اموال بچاتا ہے۔ (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاطب نے سچ کہا اسے کچھ نہ کہو (اسے منافق نہ کہو) عمر فاروق نے کہا اِس نے اللہ اس کے رسول اور مومنوں سے خیانت کی ہے آپ مجھے چھوڑیے میں اس کی گردن اُڑاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اہلِ بدر کے حال پر مطلع ہُوا اور کہا آئندہ جو چاہو کرو تمہارے لئے جنت ثابت ہو چکی ہے یا فرمایا کہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ حضرت عمر فاروق کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسُول جانیں۔

۳۷۳۱ — شرح : قولہ اَوْ لَاُجَرِّدَنَّكِ الخ اَوْ، الیٰ اَنْ کے معنی میں ہے جیسے لَاَلْزَمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِّيْ حَقِّيْ " میں او۔ الیٰ ان کے معنیٰ میں ہے۔ قولہ اَهْوَتْ اِلٰى مَحْجَزَتِهَا " بضم الحاء " ابن اثیر نے کہا مجزہ دراصل ازار کی جگہ کو کہا جاتا ہے۔ پھر مجازاً تہبند کو مجزہ کہتے ہیں۔ بعض نے کہا : مَحْجَزَةُ الازار " چادر باندھنے کی جگہ اور مَحْجَزَةُ السَّراوِيل " کا معنیٰ نیفہ ہے۔ کہا جاتا ہے دَاحْتَجَزَ الرَّجُلُ بِازَارِهٖ " جبکہ اسے اپنے وسط پر باندھے۔ قولہ مُحْتَجِزَةً " یعنی اُس نے اپنے وسط پر چادر باندھی ہوئی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الجہاد میں بھی یہ حدیث مذکور ہے۔ وہاں عقاص کا ذکر ہے یعنی اُس نے سر کے بالوں کے مجموعے سے رقعہ نکال کر دیا نیفہ سے نہیں نکالا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ مَحْجَزَةٌ " کا مطلقاً معنی معقصہ۔ اس کا اطلاق دونوں پر ہو سکتا ہے۔ بالوں کا مجموعہ ہو یا چادر باندھنے کی گرہ ہو۔ اس میں اور احتمال بھی ہے۔ قولہ لَعَلَّ اللّٰهَ الخ یعنی تحقیق اللہ نے اہلِ بدر کو دیکھا اور فرمایا الخ یہاں ترجی تحقیق کے لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کے کلام میں ترجی تحقیق کے لئے ہوتی ہے؛ چنانچہ احمد، ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ کی

marfat.com
Marfat.com

باب ۲۵۰۲ ـ خلافتِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

marfat.com

Marfat.com

اَبُوْاَحْمَدَ الزُّبَيْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيْلِ عَنْ حَمْزَةَ ابْنِ اَبِیْ اُسَيْدٍ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْمُنْذِرِ بْنِ اَبِیْ اُسَيْدٍ عَنْ اَبِیْ اُسَيْدٍ قَالَ قَالَ لَنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ اِذَا اَكْثَبُوْكُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ

۳۷۳۳ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاَحْمَدَ الزُّبَيْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيْلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَبِیْ اُسَيْدٍ وَالْمُنْذِرِ ابْنِ اَبِیْ اُسَيْدٍ عَنْ اَبِیْ اُسَيْدٍ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ اِذَا كَثَبُوْكُمْ يَعْنِیْ كَثَرُوْكُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ

باب

۳۷۳۲ — ترجمہ : حمزہ بن ابی اُسید اور مُنذر بن ابی اُسید نے ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بدر کے روز فرمایا جب کافر تمہارے قریب آجائیں تو ان کو تیروں سے مارو اور اپنے تیروں کی حفاظت کرو!

۳۷۳۳ — ترجمہ : ابو اُسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بدر کے روز فرمایا جب کافر تمہارے قریب آجائیں یعنی تم پر ہجوم کر لیں تو انہیں تیروں سے مارو اور اپنے تیروں کو محفوظ رکھو!

۳۷۳۲ - ۳۷۳۳ — مشرح : یعنی جب وہ تمہارے قریب آجائیں اور تمہارے تیر اُن تک پہنچ سکیں تو تیر مارو اور جب وہ دُور ہوں تو ان کی طرف تیر نہ پھینکو کیونکہ اگر دُور سے تیر پھینکا جائے تو وہ زمین پر گرے گا اور لڑائی کا مقصد فوت ہو جائے گا لہٰذا اس طرح تیر بچاؤ اور ان کے قریب ہونے کے وقت کے لئے انہیں محفوظ رکھو وَاسْتَبْقُوْا " کا یہ معنی ہے۔ یعنی ضرورت کے لئے انہیں محفوظ رکھو! (قسطلانی)

محدث دہلوی رحمہ اللہ نے کہا " اِذَا اَكْثَبُوْكُمْ " یعنی جب کافر تمہارے قریب آجائیں تو انہیں تیروں سے مارو! اَكْثَبُوْا " باب افعال سے ہے کثب سے مشتق ہے اس کا معنی قرب ہے اور وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ کا معنی ہے کہ تیروں کو محفوظ رکھو اور ان کو جلدی ختم نہ کرو۔ یہ باب استفعال سے ہے اور اگر اِسْتَبْقُوْا " کی

marfat.com
Marfat.com

۳۷۳۴ حدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرُّمَاةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِيْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِيْنَ

کی باء مکسور ہو تو یہ باب افتعال سے امر اور سبقت سے مشتق ہے۔ یعنی اپنے تیر لے کر آگے بڑھو اور انہیں تیر مارو۔ نَبْل بمعنی سہام ہے۔ نَبْل جمع ہے اس کا واحد نہیں آتا اور ایک تیر کو نَبْلہ ،، نہیں کہتے ہیں۔ داؤدی نے کہا اِرْمُوْهُم ،، کا معنیٰ یہ ہے کہ ان کو پتھروں سے مارو کیونکہ جب ہجوم میں مارے جائیں تو وہ بے کار نہیں جاتے حتی کہ وہ تم سے متصادم ہو جائیں تو انہیں مارو۔ اِسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ ،، بعض نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ بعض تیر مارو سارے نہ مارو۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ اِسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ ،، کا اِرْمُوْا سے تعلق نہیں۔ یہ تو صرف رَمی کی تاخیر کے حکم کا بیان ہے حتی کہ وہ قریب آجائیں۔ یعنی جب وہ دُور ہوں گے تو غالباً اُن تک تمہارے تیر نہ پہنچ سکیں گے۔ مقصد یہ ہے کہ اُس حالت میں اپنے تیروں کو محفوظ رکھو جبکہ وہ کافروں تک نہ پہنچ سکیں اور جب ایسا موقعہ آجائے کہ تمہارے تیر ان تک پہنچ سکتے ہیں تو انہیں تیروں سے مارو! واللہ ورسولہ اعلم! حدیث ع ۱ ۲۷۰۱ کی شرح دیکھیں ،،

اسماء رجال : ع ۱ ابو احمد کا نام محمد بن عبداللہ ہے وہ اسدی زبیری ہیں۔ زبیر بن عوام کی نسل سے نہیں اور عبدالرحمٰن بن غسیل ان کے جدِ امجد ہیں ان کا نام حنظلہ ہے۔ انہیں فرشتوں نے غسل دیا تھا جبکہ وہ حالتِ جنابت میں شہید ہو گئے تھے۔

مالک بن ربیعہ انصاری ساعدی ہیں۔ زُبیر بن مُنذر بن مالک ہیں۔ اس میں کچھ اختلافِ رائے بھی ہے بعض علماء نے کہا وہ زبیر بن مالک ہیں اور حاکم نے کتاب المدخل میں ذکر کیا وہ زید بن منذر بن ابی اُسَید ہیں۔ اُسَید اسد کی تصغیر ہے بعض نے کہا زید بن ابی اُسید ہیں۔ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی نے کہا۔ ابن غسیل نے زبیر سے روائت کی اور کہا عن زبیر عن ابن منذر بن ابی اسید عن ابی اُسَید۔ علاوہ ازیں بعض نے کہا عن الزبیر بن ابی اُسَید عن ابی اُسَید ،، کشاف میں ذکر کیا کہ ابو اُسَید سے ان کے دو بیٹوں حمزہ اور زبیر نے روائت کی ہے (کرمانی)

۳۷۳۴ — ترجمہ : ابو اسحاق نے بیان کیا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی جنگ میں عبداللہ بن جُبیر کو تیر اندازوں پر سپہ سالار مقرر

marfat.com
Marfat.com

وَمِائَةٌ سَبْعِيْنَ اَسِيْرًا وَسَبْعِيْنَ قَتِيْلًا قَالَ اَبُوْسُفْيٰنَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ ۳۷۳۵ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَآءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهٖ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اُرَاهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاِذَا الْخَيْرُ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِیْ اَتَانَا اللّٰهُ بَعْدُ

يَوْمَ بَدْرٍ

کیا تو کافروں نے ہمارے ستر آدمی شہید کر دیئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بدر کی جنگ میں ایک سو چالیس کافروں کو قابو کیا ستر کو قیدی بنایا اور ستر کو قتل کیا تھا (جنگ احد میں) ابوسفیان نے کہا یہ دن بدر کے دن کا مقابلہ ہے اور لڑائی ڈول ہے۔

۳۷۳۴ ـــ شرح : سجال سجل کی جمع بمعنی ڈول ہے لڑنے والے دو گروہوں کو پانی پینے والوں سے تشبیہ دی کہ کبھی ڈول سے یہ پانی پیتے ہیں کبھی وہ پانی پیتے ہیں یعنی غالب آنے میں کبھی ان کی باری کبھی دوسروں کی باری۔ بعض شراح نے اس عبارت کا معنی یہ ذکر کیا ہے کہ ایک دن ہمارے لئے اور ایک دن ہمارے اوپر صحیح اور حق بات یہ ہے کہ غزوۂ اُحد میں ستر صحابہ کرام شہید ہوئے تھے، کیونکہ مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ،، تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ کے مخاطب اہل اُحد ہیں اور اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ،، سے مراد جنگ بدر ہے اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ جنگ اُحد میں ستر مسلمان شہید ہوئے تھے، کیونکہ جنگ بدر میں ایک سو چالیس کافروں کو مسلمانوں نے مصیبت میں ڈالا تھا جن میں سے ستر قیدی بنائے گئے اور ستر قتل کئے گئے تھے۔ یہ اُحد میں شہید ہونے والوں کی دو مثلیں ہیں لہٰذا واضح ہوا کہ اُحد میں ستر شہید ہوئے مؤرخین ان کی تعداد پچاس سے کم و بیش ذکر کرتے ہیں، لیکن انہیں قتل ہونے والوں کے نام اس تعداد میں معلوم ہوئے ہیں اس کو یہ لازم نہیں کہ واقعہ میں اس سے زیادہ نہ ہوں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

اسماء رجال : عمرو بن خالد بن فروخ حزری ہیں۔ زہیر بن معاویہ ابو اسحاق کا نام عمرو بن عبداللہ سبیعی ہے۔

۳۷۳۵ ـــ ترجمہ : بُرید نے اپنے دادا ابوبُردہ سے اُنھوں نے ابوموسیٰ سے روایت کی میرا خیال ہے کہ ابوموسیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اچھا کھیر وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ غزوۂ اُحد کے بعد خیر لایا اور سچائی کی جزا وہ ہے جو غزوۂ بدر کے بعد

marfat.com
Marfat.com

۳۷۳۶ــــ حَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اِنِّیْ لَفِی الصَّفِّ یَوْمَ بَدْرٍ اِذَا الْتَفَتُّ فَاِذَا عَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ یَسَارِیْ فَتَیَانِ حَدِیْثَا السِّنِّ فَکَاَنِّیْ لَمْ اٰمَنْ بِمَکَانِهِمَا اِذْ قَالَ لِیْ اَحَدُهُمَا سِرًّا مِنْ صَاحِبِهٖ یَا عَمِّ اَرِنِیْ اَبَا جَهْلٍ فَقُلْتُ یَا ابْنَ اَخِیْ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ قَالَ عَاهَدْتُ اللّٰهَ اِنْ رَاَیْتُهٗ اَنْ اَقْتُلَهٗ اَوْ اَمُوْتَ دُوْنَهٗ فَقَالَ لِیْ الْاٰخَرُ سِرًّا مِنْ صَاحِبِهٖ مِثْلَهٗ قَالَ فَمَا سَرَّنِیْ اَنِّیْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ مَکَانَهُمَا فَاَشَرْتُ لَهُمَا اِلَیْهِ فَشَدَّا عَلَیْهِ مِثْلَ الصَّقْرَیْنِ حَتّٰی ضَرَبَاهُ وَهُمَا

ــــ اِبْنَا عَفْرَآءَ

کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں عنائت کی "

۳۷۳۵ــــ شرح : یعنی مسلمانوں کے سچے معاملہ کی جزاء وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جنگِ بدر میں ہماری مدد کی اور مشرکوں کے سرداروں ابوجہل وغیرہ کو قتل کیا۔ یہ حدیث علاماتِ نبوت کے آخر میں مذکور حدیث کا جزو ہے وہ یہ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ گائے کو لوگ ذبح کر رہے ہیں اور خیر دیکھی گائے کی مومنوں سے تعبیر کی اور اس کے ذبح کرنے کی تعبیر اس مصیبت سے کی جو مسلمانوں کو اُحد کی لڑائی میں برداشت کرنا پڑی اور لفظ خیر کی تعبیر اُحد کے بعد ثانی بدر میں لوگوں کو پہنچی کہ اللہ نے مسلمانوں کے دل ثابت رکھے جبکہ ان سے کہا گیا کہ ان کے مقابلہ کے لئے لوگ جمع ہوئے تو اس سے ان کا ایمان اور مضبوط ہوگیا۔ بعض علماء نے کہا اس کلام کا معنیٰ یہ ہے کہ خیر وہ ہے جو اُحد کے دن مسلمانوں سے کیا گیا۔ یعنی اُحد میں شہید ہونے والوں کی خیریت یہ تھی جو شہادت کے بعد اللہ کی راہ میں حاصل ہوا اور بے شمار درجات سے مستفیض ہوئے۔ قولہ مِنَ الْخَیْرِ یہ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ" کا بیان ہے، چنانچہ یوں ہوتا ہے کہ صدق سے مراد اچھا صالح امر لیا جاتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہو۔ یعنی ثواب جو بہت اچھا پسندیدہ ہے۔

۳۷۳۶ــــ ترجمہ : یعقوب نے بیان کیا کہ مجھے ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سعد سے اُنھوں نے اپنے دادے عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں جنگِ بدر میں صفِ قتال میں تھا یک لخت میں نے دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں دو لڑکے کمسن

marfat.com
Marfat.com

۳۷۳۷ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ اَسِیْدِ بْنِ جَارِیَةَ الثَّقَفِیُّ حَلِیْفُ بَنِیْ زُهْرَةَ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً عَیْنًا وَاَمَّرَ عَلَیْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتِ الْاَنْصَارِیَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ

کھڑے ہیں گویا کہ ان کے باعث دشمن سے بے خوف نہ ہُوا اچانک ان میں سے ایک نے چپکے سے اپنے ساتھی سے بات چھپاتے ہُوئے کہا اے چچا مجھے ابوجہل دکھاؤ! میں نے کہا اے میرے بھتیجے تو ابوجہل سے کیا کرے گا اُس نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو اسے قتل کر دوں گا یا خود اس کے سامنے مرجاؤں گا پھر مجھے دُوسرے نے چپکے سے اپنے ساتھی سے چھپاتے ہُوئے اس طرح کہا۔ عبدالرحمٰن نے کہا اب مجھے ان کے بدل دو مردوں کے درمیان ہونا پسند نہ آیا تو میں نے ان دونوں کو ابوجہل کی طرف اشارہ کیا فوراً ان دونوں نے عقاب کی طرح اس پر حملہ کیا حتی کہ اس کو قتل کر دیا اور وہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔

۳۷۳۶ — شرح : یعنی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے خیال کیا میرے دونوں طرف یہ نوجوان کمسن ہیں جو مجھے دشمن سے نہیں بچا سکیں گے بعض شراح (مکانہما) کا یہ معنی کیا ہے کہ عبدالرحمٰن انہیں پہچانتے نہیں تھے اس لئے انہیں ڈر پیدا ہُوا کہ شائد وہ دشمن ہیں۔ علامہ ابن حجر نے کہا میں نے ابن عائذ کے مغازی میں روایت دیکھی جس سے یہ اشکال رفع ہو گیا جبکہ اُنھوں نے منقطع اسناد کے ساتھ طویل واقعہ ذکر کیا ہے ؛ چنانچہ اس میں اس طرح مذکور ہے کہ عبدالرحمٰن نے خیال کیا کہ میرے دونوں طرف چھوٹے لڑکے ہیں — کہیں مجھ پر لوگ حملہ نہ کر دیں،، صفراوین، صفر کا تثنیہ ہے یہ سباع طیور سے ہے جو پرندوں کو چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں۔ اور وہ صقر، بازی، شاہین اور عقاب ہیں۔ حدیث میں دونوں جوانوں کو صقر سے تشبیہ دی کیونکہ صقر میں وصف شجاعت اور شکار کو جھپٹ لینا پایا جاتا ہے ؛ کیونکہ جب وہ کسی پرندے کے پیچھے لگ جائے تو جب تک اسے پکڑ نہ لے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح یہ دونوں ابوجہل پر جھپٹ پڑے حتی کہ اس کو ہلاک کر دیا،،

علامہ کرمانی نے کہا یہ حدیث اسناد میں مسلسل ہے کیونکہ اسناد کی ترتیب یہ ہے یعقوب بن ابراہیم ابن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن ان میں سے ہر ایک نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

۳۷۳۷ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عمر بن اُسید بن جاریہ ثقفی نے خبر دی جو بنی زُہرہ

marfat.com
Marfat.com

ابْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالْهَدَّةِ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ
يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ لِحْيَانَ فَنَفَرُوْا لَهُمْ بِقَرِيْبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَهُمْ
حَتّٰى وَجَدُوْا مَاكَلَهُمُ التَّمْرُ فِيْ مَنْزِلٍ نَزَلُوْهُ فَقَالَ تَمْرُ يَثْرِبَ فَاتَّبَعُوْا اٰثَارَهُمْ
فَلَمَّا حَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَاَصْحَابُهٗ لَجَؤُا اِلٰى مَوْضِعٍ فَاَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوْا لَهُمْ
اِنْزِلُوْا فَاَعْطُوْا بِاَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ اَلَّا نَقْتُلَ مِنْكُمْ اَحَدًا فَقَالَ
عَاصِمُ ابْنُ ثَابِتٍ اَيُّهَا الْقَوْمُ اَمَّا اَنَا فَلَا اَنْزِلُ فِيْ ذِمَّةِ كَافِرٍ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا
نَبِيَّكَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا وَنَزَلَ اِلَيْهِمْ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ
مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ اٰخَرُ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ اَطْلَقُوْا اَوْتَارَ
قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوْهُمْ بِهَا قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ هٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ لَا اَصْحَبُكُمْ
اِنَّ لِيْ بِهٰؤُلَاءِ اُسْوَةً يُرِيْدُ الْقَتْلٰى فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَصْحَبَهُمْ فَانْطُلِقَ
بِخُبَيْبٍ وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ بَنُوا الْحَارِثِ بْنِ
عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ
عِنْدَهُمْ اَسِيْرًا حَتّٰى اَجْمَعُوْا قَتْلَهٗ فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا

کے حلیف اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں کہ ابوہریرہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس
جاسوس بھیجے اور اُن پر عاصم بن ثابت انصاری کو امیر بنایا جو عاصم بن عمر بن خطاب کے دادا ہیں۔ جب عسفان
اور مکہ مکرمہ کے درمیان مقام ہدہ میں پہنچے تو قبیلہ ہُذیل جنہیں بنی لحیان کہا جاتا ہے کو کسی نے اُن کے آنے کی
خبر دی تو تقریباً ایک سو تیر انداز مردوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے نشانات تلاش کرتے ہوئے نکلے حتیٰ کہ
ایک مقام میں جہاں اُنھوں نے قیام کر کے کھجوریں کھائی تھیں گٹھلیاں دیکھیں تو اُنھوں نے کہا یہ مدینہ منورہ کی
کھجوریں ہیں وہ ان کے نشانات پر چلتے رہے جب عاصم اور اُن کے ساتھیوں نے انہیں دیکھا تو اُنھوں نے
ایک اونچی جگہ (ٹیلہ) پر پناہ لی اُنھوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان سے کہا نیچے اُترو اور اپنے آپ کو ہمارے

marfat.com
Marfat.com

فَاَعَارَتْهُ فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتّٰى اَتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهُ عَلٰى فَخِذِهٖ وَالْمُوسٰى
بِيَدِهٖ قَالَتْ فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ اَتَخْشَيْنَ اَنْ اَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ
ذٰلِكَ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ اَسِيْرًا خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَاْكُلُ
قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ فِيْ يَدِهٖ وَاِنَّهُ لَمُوْثَقٌ بِالْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ وَكَانَتْ تَقُوْلُ
اِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ
خُبَيْبٌ دَعُوْنِيْ اُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوْهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنْ تَحْسَبُوْا
اَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ لَزِدْتُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَا
تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا ثُمَّ اَنْشَاَ يَقُوْلُ ؎ فَلَسْتُ اُبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ؞ عَلٰى اَيِّ
جَنْبٍ كَانَ فِي اللّٰهِ مَصْرَعِيْ ؞ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَشَاْ ؞ يُبَارِكْ فِيْ
اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ ؞ ثُمَّ قَامَ اِلَيْهِ اَبُوْ سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ ابْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ
وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلٰوةَ وَاَخْبَرَ اَصْحَابَهُ

حوالہ کردو ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ عاصم بن ثابت نے کہا اے میرے ساتھیو! میں ہرگز کافر کی ذمہ داری پر نہیں اتروں گا۔ پھر کہا اے اللہ! اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری خبر پہنچا دے کافروں نے ان کو تیر مارنے شروع کئے حتی کہ عاصم کو قتل کر دیا اور کافروں کے عہد و پیمان پر تین شخص نیچے اترے ان میں سے خبیب، زید بن دثنہ اور ایک شخص اور تھا جب کافر ان پر پوری طرح قادر ہو گئے تو ان کی کمانوں کی تانتیں اتار کر ان کے ساتھ انہیں مضبوط باندھ دیا۔ تیسرے شخص نے کہا یہ پہلی عہد شکنی ہے۔ بخدا! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میں اپنے مقتول ساتھیوں کی پیروی کرتا ہوں۔ کافروں نے اسے بہت کھینچا اور ساتھ لے جانے کی کوشش کی لیکن اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور خبیب اور زید ابن دثنہ ان کے ساتھ چلے گئے حتی کہ انھوں نے جنگ بدر کے بعد دونوں کو فروخت کر دیا۔ بنو حارث بن عامر بن نوفل نے خبیب کو خرید لیا جبکہ خبیب نے بدر کی جنگ میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ حضرت خبیب ان کے پاس قیدی رہے حتی کہ انہوں نے اس کے قتل کا منصوبہ بنایا تو خبیب نے حارث کی ایک بیٹی سے استرا مانگا تاکہ

marfat.com
Marfat.com

يَوْمَ اُصِيْبُوا وَبُعِثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا اَنَّهٗ
قُتِلَ اَنْ يُؤْتُوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا عَظِيْمًا مِنْ عُظَمَآئِهِمْ فَبَعَثَ
اللّٰهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا اَنْ يَقْطَعُوْا
مِنْهُ شَيْئًا وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ذَكَرُوا اَمْرَاَةَ بْنَ الرَّبِيْعِ الْعُمَرِيَّ وَهِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ
الْوَاقِفِيَّ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا

اس کے ساتھ زیرِ ناف بال اُتاریں۔ اُس نے استرا دے دیا اتفاقاً اس کا بچہ حضرت خبیبؓ کے پاس چلا گیا جبکہ وہ بچہ سے غافل تھی جب اس کے پاس آیا تو اسے پکڑ کر اپنی ران پر رکھ لیا جبکہ استرا خبیب کے ہاتھ میں تھا بنتِ حارث نے کہا (یہ دیکھ کر) میں بہت گھبرائی اور خُبیب نے میری گھبراہٹ کو محسوس کیا تو کہا کیا تمہیں یہ ڈر ہے کہ میں اِس بچہ کو قتل کر دوں گا ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ حارث کی بیٹی نے کہا بخدا! میں نے خُبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ ایک دن میں نے خُبیب کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے انگوروں کے خوشہ سے کھا رہا ہے حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہُوا تھا۔ جبکہ مکہ میں کوئی پھل نہ تھا۔ حارث کی بیٹی کہا کرتی تھی کہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے خُبیب کو دیا تھا۔ پس جب حارث کے بیٹے نے ان کو قتل کرنے کے لئے حرم سے حل میں لے گئے تو اُن سے خُبیب نے کہا مجھے دو رکعتیں نماز پڑھنے کی مُہلت دو اُنھوں نے مہلت دے دی تو خبیب رضی اللہ عنہ نے دو رکعتیں پڑھیں اور کہا بخدا! اگر تم یہ گمان نہ کرتے کہ میں گھبرا گیا ہوں (اس لئے نماز کو لمبا کر دیا ہے) تو میں ضرور نماز لمبی کرتا پھر کہا اے اللہ! انہیں تباہ کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی زندہ نہ رکھ پھر یہ اشعار پڑھے ؎ مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ میں اسلام کی حالت میں قتل ہو رہا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں کس پہلو پر گروں۔ میرا مرنا اللہ کے لئے ہے۔ اگر وہ چاہے تو کٹے ہُوئے عضو سے ٹکڑوں میں برکت اور اجر دے اس کے بعد ابوسروعہ عقبہ بن حارث اس کے پاس آیا اور اسے قتل کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ہی مسلمان کے لئے طریقہ جاری کیا جسے روک کر قتل کر دیا جائے کہ وہ نماز دو رکعت پڑھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ان کے قتل کی خبر دی جس روز وہ قتل ہُوئے تھے۔ قریش نے عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف چند لوگوں کو بھیجا جبکہ انہیں خبر دی گئی کہ عاصم شہید ہو گئے ہیں کہ وہ ان کی لاش سے کچھ کاٹ کر لائیں تاکہ انہیں پہچانا جائے، کیونکہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ نے قریش کے عظیم سرداروں میں سے ایک سردار کو قتل کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے عاصم کی حفاظت کے لئے سائبان کی مثل شہد کی مکھیوں کو بھیج دیا اس نے عاصم کی لاش کے قریب آنے سے انہیں روک دیا اور وہ اس سے کچھ کاٹنے پر قادر نہ ہُوئے۔ کعب بن مالک نے کہا لوگوں نے

marfat.com
Marfat.com

ذکر کیا کہ مرارہ بن ربیعہ عمری اور ھلال بن اُمیّہ وقفی دونوں نیک مرد تھے اور بدر کی جنگ میں شریک تھے۔

شرح : اس حدیث میں ان دس حضرات کے اسماء مذکور نہیں جنہیں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم
۳۷۳۷ — نے جاسوسی کے لئے بھیجا تھا۔ کتاب الجہاد میں بعض کے اسماء مذکور ہیں اور وہ
مرثد غنوی، خالد بن بکیر لیثی، عاصم بن ثابت جنہیں امیر مقرر کیا گیا تھا۔ خُبیب بن عدی، زید بن دثنہ، عبداللہ بن طارق اور مُعتّب بن عبید بلوی ہیں۔ حافظ شرف دمیاطی نے کہا خُبیب بن عدی بدر میں شریک نہ تھے۔ جس خبیب نے حارث کو قتل کیا تھا اور بدر کی جنگ میں شریک تھے وہ خُبَیب بن یساف تھے، لیکن ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ذکر کیا کہ خبیب بن عدی بدر میں شریک تھے۔ ابن عبدالبر نے یہ اضافہ کیا کہ عقبہ بن حارث نے خبیب بن عدی کو خریدا تھا جبکہ اس خبیب نے عقبہ کے والد کو بدر میں قتل کیا تھا اور خبیب ابن یساف نے بدر میں اُمیّہ بن خلف کو قتل کیا تھا (قسطلانی)

اس حدیث میں واضح طور پہ ذکر کیا ہے کہ حضرت خبیب کو ابوسِرُوعہ نے قتل کیا تھا، لیکن محمد بن اسحاق نے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ عقبہ بن حارث نے کہا کہ میں نے ابوسروعہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ بخدا! میں نے خبیب کو قتل نہیں کیا؛ کیونکہ میں اس وقت کمسن تھا؛ لیکن ابومیسرہ جو بنی عبدالدار میں سے تھا نے برچھا پکڑ کر میرے ہاتھ میں دیا پھر برچھے سمیت میرا ہاتھ پکڑا اور خبیب کو مارتا رہا۔ حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا۔ حاکم نے اکلیل میں ذکر کیا کہ بنو حارث نے زید بن دثنہ کو نیزہ مارا اور انہیں اسلام سے منحرف کرنا چاہا، لیکن وہ ایمان میں اور زیادہ مضبوط ہو گئے جس روز یہ دونوں حضرات قتل کئے گئے تھے، اس روز جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں کے لئے سلامتی ہو اور جس روز خبیب کو قریش نے قتل کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خبیب علیک السّلام۔ یہ معلوم نہیں زید کو ذکر کیا یا نہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ عمرو بن امیہ نے خبیب کو دفن کیا تھا۔ بیہقی نے دلائل نبوت میں ذکر کیا کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جب کہا اے اللہ مجھے کوئی شخص نہیں ملتا جو تیرے رسُول کو میرا اسلام پہنچائے تو جبرائیل علیہ السلام نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا سلام پہنچایا۔ ابن سعد نے کہا ابن دثنہ اور خبیب دونوں نے قتل ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی تھی، لیکن بخاری نے صرف خبیب کی تصریح کی ہے۔ ابو یوسف نے لطائف میں ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ خبیب قتل کر دیئے گئے کہ جو شخص اس کو ستون سے اُتارے گا وہ جنتی ہے۔ حضرت زبیر نے کہا میں اور مقداد انہیں ستون سے اُتاریں گے، چنانچہ ان دونوں نے کہا ہم نے ستون کے ارد گرد چالیس مرد دیکھے ہم نے اسے نیچے اُتارا تو وہ بالکل تروتازہ تھے چالیس روز بعد اس میں کچھ تغیّر نہ ہُوا تھا اور اس کا ہاتھ زخم پر تھا اور خون بہہ رہا تھا اور کستوری کی طرح اس سے خوشبو آرہی تھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے خبیب رضی اللہ عنہ کو گھوڑے پر سوار کر لیا تو کفار نے ان کا تعاقب کیا جب وہ قریب آگئے تو خبیب کو گھوڑے سے نیچے پھینک دیا اور زمین نے اسے اپنے اندر چھپا لیا اسی لئے خبیب کو بلیعِ ارض کہا جاتا ہے۔ (عینی) حدیث ۲۸۳۸ کی شرح دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

۳۷۳۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ ذُكِرَ لَهٗ اِنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بَدْرِيًّا مَرِضَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ فَرَكِبَ اِلَيْهِ بَعْدَ اَنْ تَعَالَى النَّهَارُ وَاقْتَرَبَتِ الْجُمُعَةُ وَتَرَكَ الْجُمُعَةَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَاهُ كَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ يَاْمُرُهٗ اَنْ يَدْخُلَ عَلٰى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْاَسْلَمِيَّةِ فَيَسْاَلُهَا عَنْ حَدِيْثِهَا وَعَمَّا قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَفْتَتْهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُ اَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ اَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا اَبُو السَّنَابِلِ ابْنُ بَعْكَكٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ فَقَالَ لَهَا مَالِيْ اَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ تَرَجَّيْنَ

۳۷۳۸ — ترجمہ : نافع سے روائت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ذکر کیا گیا کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جو جنگِ بدر میں شریک تھے جمعہ کے روز بیمار ہو گئے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہوئے اور ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے جبکہ سورج بلند ہو چکا تھا جمعہ کی نماز کا وقت قریب آگیا اور انھوں نے جمعہ چھوڑ دیا۔ لیث نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن شہاب سے ذکر کیا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ ان کے والد نے عمر بن عبداللہ بن ارقم زہری کو خط لکھا وہ انہیں حکم کر رہے تھے کہ وہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے پاس جاکر ان سے وہ حدیث پوچھیں جو وہ روائت کرتی ہیں اور جو انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جبکہ اس نے آپ سے فتویٰ پوچھا تھا۔ عمر بن عبداللہ بن ارقم نے عبداللہ بن عتبہ کو جواب لکھا

marfat.com
Marfat.com

الِنّكَاحَ وَاِنّكِ وَاللّٰهِ مَا اَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتّٰى يَمُرَّ عَلَيْكِ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ فَلَمّا قَالَ لِيْ ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيّ ثِيَابِيْ حِيْنَ اَمْسَيْتُ وَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَاَفْتَانِيْ بِاَنّيْ قَدْ حَلَلْتُ حِيْنَ وَضَعْتُ حَمْلِيْ وَاَمَرَنِيْ بِالتّزَوُّجِ اِنْ بَدَا لِيْ تَابَعَهٗ اَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ وَقَالَ اللّيْثُ حَدّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمّدُ ابْنُ عَبْدِ الرّحْمٰنِ ابْنِ ثَوْبَانَ مَوْلَى بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنّ مُحَمّدَ بْنَ اِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ وَكَانَ اَبُوْهُ شَهِدَ بَدْرًا اَخْبَرَهٗ

اور انہیں خبر دی کہ سبیعہ بنتِ حارث نے اُن سے بیان کیا کہ وہ سعد بن خولہ جو بنی عامر بن لؤی قبیلہ سے ہیں اور بدر میں شریک تھے کی بیوی تھی وہ حجۃ الوداع میں فوت ہوگئے جبکہ وہ حاملہ تھی۔ اُن کی وفات کے تھوڑی دیر بعد اس کا حمل وضع ہوا (بچہ پیدا ہوا) جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں تو نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لئے خوبصورت بنیں۔ ابو سنابل بن بعکک جو قبیلہ بنی عبدالدار سے ہیں اس کے پاس گئے اور کہا میرا کیسا حال ہے کہ تجھے پیغامِ نکاح دینے والوں کے لئے خوبصورت بنی ہوئی دیکھتا ہوں کیا تو نکاح کرنا چاہتی ہے؟ بخدا! تو نکاح نہیں کر سکتی ہے حتی کہ چار ماہ دس دن گزارے۔ سُبیعہ نے کہا جب اُس نے مجھے یہ بات کہی تو میں نے اپنے کپڑے پہنے جبکہ شام ہوئی تو میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے یہ پوچھا (کہ میرے لئے نکاح کرنا جائز ہے یا نہ) آپ نے مجھے جواب دیا کہ میں اسی وقت حلال ہوگئی تھی جبکہ میں نے حمل وضع کیا تھا اور مجھے حکم دیا کہ اگر میری خواہش ہو تو نکاح کر لوں۔ لَیث نے کہا ہم سے یونس نے ابن شہاب سے بیان کیا اور ہم نے یونس سے پوچھا تو اُس نے کہا مجھے محمد بن عبدالرحمٰن ابن ثوبان جو بنی عامر بن لؤی کے آزاد کردہ ہیں نے خبر دی کہ محمد بن ایاس بن بُکیر اس کا والد بدر کی جنگ میں شریک تھا نے مذکور حدیث بیان کی۔

۳۷۳۸ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے جمعہ ترک کرنا کیسے جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے شدید عذر کے باعث جمعہ ترک کیا تھا، کیونکہ سعید بن زید جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی تھے سخت بیمار تھے اور فوت ہونے کے قریب تھے۔ شیخ دہلوی نے کہا سعید بن زید عشرہ مبشرہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ شُهُوْدِ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا

٣٧٣٩ — حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ اَبُوْهُ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَآءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَآئِكَةِ

میں سے تھے اور بدر کی جنگ میں شریک تھے وہ فوت ہونے کے قریب تھے اس لئے ان کی تعظیم کے لئے انھوں نے جمعہ ترک کر دیا تھا۔ بعض لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ ترکِ جمعہ کے لئے عیادت عذر ہے لیکن یہ استدلال منظور فیہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاملہ عورت جس کا شوہر فوت ہوجائے وضع حمل کے بعد حالتِ نفاس میں نکاح کر سکتی ہے، لیکن شوہر وطی نہ کرے حتی کہ وہ پاک ہوجائے، کیونکہ دمِ نفاس عقدِ نکاح سے مانع نہیں۔ اور سورۂ بقرہ میں چار ماہ دس دن ان عورتوں کی عدت ہے جن کے شوہر فوت ہوجائیں اور وہ حاملہ نہ ہو اور یہ قدر اس عموم سے مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔ اگرچہ وہ حرہ یا لونڈی ہو اسے طلاق ہوگئی ہو یا اس کا شوہر فوت ہوجائے، کیونکہ حمل کی آئت سورۂ بقرہ کی آئت سے مؤخر ہے۔ لہٰذا حاملہ عورت اس سے مستثنیٰ ہے یا مخصوص ہے۔ اقول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر حاملہ عورت کا شوہر فوت ہوجائے اور اسے غسل دے رہے ہوں ابھی وہ تختۂ غسل پر ہو اور عورت حمل وضع کر دے تو عدتِ وفات ختم ہوجاتی ہے۔ لیث نے مذکور حدیث عبداللہ بن وہب سے انہوں نے یونس سے روایت کرنے میں اصبغ بن فرج مصری کی متابعت کی ہے۔

اسماء رجال : ع۱ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان کے بدر میں شرکت کرنے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اکثر علماء نے کہا وہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے کیونکہ وہ اس وقت مدینہ منورہ سے غائب تھے، لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی غنیمت میں ان کا حصہ رکھا تھا اور ثواب میں بھی انہیں شریک کر لیا تھا۔

ع۲ ابو السنابل بن بعکک کا نام عمرو ہے وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور کوفہ میں سکونت پذیر رہے وہ شاعر تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۷۴۰ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَكَانَ رِفَاعَةُ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ وَكَانَ رَافِعٌ مِنْ اَهْلِ الْعُقْبَةِ وَكَانَ يَقُوْلُ لِابْنِهٖ مَا يَسُرُّنِيْ اَنِّيْ شَهِدْتُ بَدْرًا بِالْعَقَبَةِ قَالَ سَاَلَ جِبْرَئِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

باب جنگ بدر میں فرشتوں کی شرکت

۳۷۳۹ــــ ترجمہ : معاذ بن رفاعہ بن رافع زُرقی اپنے والد سے جو بدر میں شریک تھے روایت کی کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ بدر میں شریک ہونے والوں کو کیسا شمار کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب مسلمانوں سے افضل ہیں یا اس جیسا کلمہ فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے کہا اسی طرح جو فرشتے بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ وہ سب فرشتوں سے افضل ہیں۔

۳۷۳۹ــــ شرح : اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ افضلیت کا حصول بدر میں شرکت کے باعث ہے۔ شیخ دہلوی نے کہا ہو سکتا ہے کہ حدیث کا معنی یہ ہو کہ جو فرشتے افضل ہیں وہ بدر کی جنگ میں آئے تھے قولہ کان ابوہ الخ یعنی رِفاعہ جو معاذ کے والد ہیں اہل بدر سے ہیں۔ ابو عمر نے کہا رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر زریق انصاری زرقی کی کنیت ابو معاذ ہے وہ بدر میں شریک تھے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے تمام غزوات میں شریک ہوتے رہے۔ جمل اور صفین کی جنگوں میں رفاعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے ہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے اوائل میں فوت ہوئے۔ ان کے والد رافع بارہ نُقَباء میں سے ہیں اور ستر صحابہ کے ساتھ بیعت عقبہ میں موجود تھے۔ ان کے جنگ بدر کی شرکت میں اختلاف ہے۔ (عینی)

۳۷۴۰ــــ ترجمہ : معاذ بن رفاعہ بن رافع سے روایت ہے کہ رِفاعہ بدری تھے اور رافع بیعت عقبہ والوں میں سے تھے۔ وہ اپنے بیٹے رفاعہ سے کہا کرتے تھے۔ مجھے بیعت عقبہ کے بدل بدر میں شرکت سے خوشی نہیں۔ اُنھوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور حدیث کے متعلق پوچھا۔

۳۷۴۰ــــ شرح : قولہ مَا يَسُرُّنِيْ الخ ما استفہامیہ ہے اس میں بدر میں شرکت کی

marfat.com
Marfat.com

۳۷۴۱ــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ اَنَّ مَلَكًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ يَحْيٰى اَنَّ يَزِيْدَ ابْنَ الْهَادِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ مَعَهُ يَوْمَ حَدَّثَهُ مُعَاذٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ يَزِيْدُ قَالَ مُعَاذٌ اِنَّ السَّائِلَ هُوَ جِبْرِيْلُ

۳۷۴۲ــ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرَائِيْلُ اَخَذَ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ

خواہش پائی جاتی ہے۔ احتمال ہے کہ مانافیہ ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر مانافیہ ہو تو معنیٰ یہ ہوگا عقبہ میں شرکت بدر میں شرکت سے افضل ہے؛ حالانکہ غزوۂ بدر تمام مغازی سے افضل ہے۔ کہا گیا ہے کہ اصحابِ بدر اصحابِ عقبہ سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رافع کے اجتہاد میں یہی آیا تھا کہ بیعتِ عقبہ نصرتِ اسلام کا منشاء اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا سبب تھی جس سے اسلام قوی ہوا اور جنگیں لڑنے کے قابل ہوا۔ اس لحاظ سے ان کے اجتہاد میں عقبہ کی فضیلت ظاہر ہوئی تھی۔ (کرمانی)

۳۷۴۱ــ ترجمہ : یزید نے بیان کیا کہ ہمیں یحییٰ بن سعید نے خبر دی کہ انہوں نے معاذ بن رفاعہ سے سنا کہ فرشتے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ یزید بن ہاد نے مجھے خبر دی کہ جس روز معاذ نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی وہ ان کے ساتھ تھے۔ یزید نے کہا کہ معاذ نے کہا پوچھنے والا فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔

۳۷۴۱ــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ معاذ بن رفاعہ تابعی ہے صحابی نہیں تو ان کا یہ قول کیسے صحیح ہوگا کہ فرشتہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اس کا جواب یہ ہے انہوں نے پہلے اسناد پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کہا ہے یا حدیث میں ارسال کیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس شئ کا سوال پوچھا گیا ہے وہ کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بدر میں حاضر ہونے والے لوگ ہیں۔

۳۷۴۲ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

بابُ ـــ حَدَّثَنِیْ خَلِیْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَاتَ اَبُوْزَیْدٍ وَلَمْ یَتْرُکْ عَقِبًا وَکَانَ بَدْرِیًّا ـــ

بدر کے روز فرمایا یہ جبرائیل "علیہ السلام" اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے سوار کھڑے ہیں ان پر جنگی اسلحہ ہے۔

۳۷۴۲ ـــ شرح : ابن اسحاق سے روائت ہے کہ بدر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آئی پھر بیدار ہوئے تو فرمایا اے ابابکر تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہارے پاس اللہ کی مدد آگئی ہے یہ جبرائیل اپنے گھوڑے کی لگام تھامے کھڑے ہیں۔ شیخ دہلوی اور علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ عطیہ بن قیس کی مرسل حدیث ہے اسے سعید بن منصور نے ذکر کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے فارغ ہوئے تھے تو سُرخ گھوڑے پر سوار حضرت جبرائیل علیہ السلام سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ اُس نے سر باندھا ہوا تھا اور وہ غبار آلود تھے ان پر زرہ تھی۔ عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے جُدا نہ ہوں حتیٰ کہ آپ راضی ہو جائیں کیا آپ راضی ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ بیہقی نے محمد بن جُبیر بن مطعم کے طریق سے روائت کی کہ اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ سخت ہوا چلی ایسی سخت ہوا میں نے کبھی نہیں دیکھی پھر سخت ہوا چلی میرا خیال ہے کہ تیسری بار بھی فرمایا کہ سخت ہوا چلی۔ پہلی بار جبرائیل، دوسری بار میکائیل اور تیسری بار اسرافیل علیہم السلام نازل ہوئے تھے۔ میکائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب تھے اس جانب میں حضرت ابوبکر صدیق تھے رضی اللہ عنہ۔ اسرافیل علیہ السلام آپ کی بائیں طرف تھے اس طرف میں تھا۔ ابوصالح کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ حضرت علی نے فرمایا مجھے اور ابوبکر سے بدر کے دن کہا گیا تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام ہیں اور اسرافیل علیہ السلام عظیم فرشتہ ہے جو صفِ قتال میں شریک ہوتا تھا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ فرشتوں کے جنگ میں شریک ہونے میں کیا حکمت ہے؟ حالانکہ جبرائیل علیہ السلام ایک پَر کے بال سے تمام کافروں کو دفع کرنے پر قادر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے دراصل جنگ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کرتے تھے اور فرشتے حسبِ عادت مدد کے لئے آتے تھے (عینی) اقول دراصل سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہزاروں کافروں کے دفع کرنے پر قادر تھے؛ کیونکہ آپ کو بشری حالت کے اعتبار سے چار ہزار مردوں کی طاقت حاصل تھی۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنّت کے چالیس جنتی مردوں کی طاقت حاصل تھی۔

marfat.com
Marfat.com

٣٧٤٤ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ اَنَّ اَبَا سَعِيدِ ابْنَ مَالِكٍ الْخُدْرِيَّ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ اِلَيْهِ اَهْلُهُ لَحْمًا مِنْ لُحُومِ الْاَضَاحِيِّ فَقَالَ مَا اَنَا بِاٰكِلِهِ حَتّٰى اَسْاَلَ فَانْطَلَقَ اِلٰى اَخِيهِ لِاُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا قَتَادَةَ بْنَ النُّعْمَانِ فَسَاَلَهُ فَقَالَ اِنَّهُ حَدَثَ بَعْدَكَ اَمْرٌ نَقَضَ لِمَا كَانُوا يَنْهَوْنَ عَنْهُ مِنْ اَكْلِ لُحُومِ الْاَضْحٰى بَعْدَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ

جبکہ ایک جنتی مرد کو سو مردوں کی طاقت حاصل تھی۔ اسی لئے آپ بعض جنگوں میں تنہا کافروں کی طرف بڑھے اور فرمایا: اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ، بایں ہمہ فرشتوں کا مدد کے لئے آنا صرف حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جرأت دلانے اور مطمئن کرنے کے لئے تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لِيَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ ،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب

٣٧٤٣ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ابوزید فوت ہوئے ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ بدری تھے۔

٣٧٤٣ــ شرح : ابوزید کا نام قیس بن سکن ہے۔ وہ انصاری خزرجی ہیں جن صحابہ کرام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں قرآن جمع کیا تھا ان میں وہ بھی تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں ان کی کنیت نام پر غالب ہے۔ وہ غزوۂ بدر خندق اور دیگر تمام غزوات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں۔ پندرہ ہجری میں شہید ہوگئے۔ یحییٰ بن معین نے ان کا نام ثابت بن زید ذکر کیا جبکہ بعض علماء نے ان کا نام سعد بن عمیر ذکر کیا (قسطلانی، عینی)

اسماء رجال : ع۱ خلیفہ بن خیاط ابوعمرو حافظ عصفری بصری ہیں۔ ۲۴۶ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ محمد بن عبداللہ انصاری بخاری کے ممتاز مشائخ میں سے ہیں بخاری نے بالواسطہ اُن سے حدیث ذکر کی ہے ع۳ سعید وہ ابن ابی عروبہ ہیں۔

٣٧٤٤ــ ترجمہ : قاسم بن محمد نے ابن خباب سے روایت کی کہ ابوسعید بن مالک خدری رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

ایک سفر سے واپس آئے تو اُن کے گھر والوں نے قربانی کا گوشت اُن کے آگے رکھا۔ ابو سعید نے کہا میں یہ گوشت نہیں کھاؤں گا حتیٰ کہ میں پوچھ لوں۔ وہ اپنے اخیافی بھائی قتادہ بن نعمان (مادر زاد) کے پاس گئے جو بدری تھے، اور ان سے دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد پہلا حکم منسوخ ہو گیا ہے جس میں قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانا منع کیا گیا تھا۔

۳۷۴۴ — شرح : اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بدری تھے۔ ان کا نسب یہ ہے قتادہ بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد بن کعب بن ظفر بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری ظفری ہیں ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ بعض نے ابو عبداللہ ذکر کیا ہے۔ وہ تمام غزوات میں شریک رہے۔ بدر کی جنگ میں دشمن کا تیر لگنے سے ان کی آنکھ باہر نکل آئی اور ان کے رخسارہ پر بہہ پڑی وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے پھوڑی ہوئی آنکھ اپنے دستِ اقدس سے اس جگہ رکھ دی جہاں سے وہ باہر نکلتی تھی پھر ہتھیلی سے اسے دبا دیا اور فرمایا اے اللہ اسے خوبصورتی عطا فرما یہ آنکھ قتادہ کے فوت ہونے تک دوسری آنکھ سے اچھی رہی اور اس کے بعد اسے کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ ہیثم بن عدی نے ذکر کیا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ آنکھ ہتھیلی پر رکھ دربار رسالت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا قتادہ یہ کیا ہے؟ عرض کیا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہتے ہو تو صبر کرو اور تمہارے لئے جنت ہے اگر چاہتے ہو تو میں اسے واپس کر دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں اس سے کوئی شئی ضائع نہ ہوگی عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! جنت تو اچھی جزاء اور اچھا عطیہ ہے، لیکن میں عورتوں سے محبت کرتا ہوں مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے کانا کہیں گیں اور مجھ سے نفرت کریں گی، لیکن آپ اسے واپس اپنی جگہ رکھ کر اللہ سے دُعا کریں اور میرے لئے جنت کا سوال کریں۔ آپ نے قتادہ کے ہاتھ سے پھوٹی ہوئی آنکھ پکڑ کر اسی جگہ رکھ دی جہاں سے وہ نکلی تھی تو وہ دوسری آنکھ سے خوبصورت تھی اور ان کے فوت ہونے تک اس کی بینائی میں کمزوری نہیں آنے پائی اور اُن کے لئے جنت کی دُعا فرمائی۔

عبداللہ بن محمد بن عمارہ نے کہا، قتادہ نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی ہے میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔ اگر اس نے یہ دیکھ لیا تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے گی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اسے واپس رکھ دیا۔ ابن اسحاق نے جابر بن عبداللہ کی حدیث ذکر کی اور کہا کہ قتادہ بن نعمان کی آنکھ اُحد کی جنگ میں زخمی ہوئی تھی۔ جبکہ ان کی شادی کو چند روز گزرے تھے وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اُس کی جگہ رکھ دیا اور اس کی بینائی دوسری آنکھ سے اچھی تھی۔ قتادہ بن نعمان ۲۳ ہجری میں فوت ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر میں اُن کے بھائی ابو سعید خُدری اُترے ان کی عمر ۶۵ برس تھی۔

جمہور علماء نے کہا قربانی کا گوشت تین دن کے بعد روک رکھنا جائز ہے اور یہی منسوخ ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

٣٧٤٥ — حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ
ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ الزُّبَيْرُ لَقِيْتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيْدِ بْنِ
الْعَاصِ وَهُوَ مُدَجَّجٌ لَا يُرٰى مِنْهُ اِلَّا عَيْنَاهُ وَهُوَ يُكْنٰى اَبَا ذَاتِ الْكَرِشِ
فَقَالَ اَنَا اَبُوْ ذَاتِ الْكَرِشِ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِيْ عَيْنِهِ فَمَاتَ قَالَ
هِشَامٌ فَاُخْبِرْتُ اَنَّ الزُّبَيْرَ قَالَ لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ تَمَطَّأْتُ
فَكَانَ الْجَهْدُ اَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنٰى طَرَفَاهَا قَالَ عُرْوَةُ فَسَاَلَهُ اِيَّاهُ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا اَبُوْ بَكْرٍ فَاَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ اَبُوْ بَكْرٍ سَاَلَهُ
اِيَّاهُ عُمَرُ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهَا فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ اَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ فَاَعْطَاهُ
اِيَّاهَا فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَقَعَتْ عِنْدَ اٰلِ عَلِيٍّ فَطَلَبَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ
عِنْدَهُ حَتّٰى قُتِلَ

نے فرمایا تمہیں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔ اب تین دن کے بعد کھا سکتے ہو اور اس کا ذخیرہ بھی کر سکتے ہو (کرمانی، عینی)۔

٣٧٤٥ — ترجمہ : ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بدر کے دن عُبَیْدہ بن سعید بن عاص سے ملا جبکہ وہ ہتھیاروں میں ڈھکا ہُوا تھا اس کی صرف دو آنکھیں نظر آتی تھیں اس کی کُنیت اَبُو ذَاتِ کَرِشٍ " تھی۔ اُس نے کہا میں ابوذاتِ کرش ہوں۔ میں نے برچھے کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور وہ اس کی آنکھوں میں مارا تو وہ مرگیا۔ ہشام نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ زبیر نے کہا میں نے اپنا پاؤں اس پر رکھا پھر میں نے دونوں ہاتھوں سے زور لگایا اور پوری طاقت سے برچھا کو نکالا جبکہ اس کے دونوں کنارے ٹیڑھے ہوگئے تھے۔ عروہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زُبیر سے وہ برچھا لینا چاہا تو اُنھوں نے آپ کو دے دیا جب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرماگئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ برچھا پکڑا اور زُبیر سے طلب کیا تو اُنھوں نے ابوبکر صدیق

marfat.com
Marfat.com

٣٧٤٦ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْاِدْرِيْسَ عَائِذُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ قَالَ بَايِعُوْنِیْ

٣٧٤٧ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ اَنَّ اَبَاحُذَيْفَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنّٰى سَالِمًا وَاَنْكَحَهٗ بِنْتَ اَخِيْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَوْلٰى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ كَمَا تَبَنّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَكَانَ

کو وہ دے دیا جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات پاگئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ طلب کیا تو زُبیر نے انہیں دے دیا۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ وفات پاگئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ زبیر سے طلب کیا تو اُنھوں نے وہ عثمان رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو وہ حضرت علی کی اولاد رضی اللہ عنہم کے پاس رہا۔ پھر ان سے عبداللہ بن زُبیر نے طلب کرلیا اور انہی کے پاس رہا حتی کہ وہ شہید ہوگئے رضی اللہ عنہ۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تبرک مستحب ہے کیونکہ جس برچھے کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد حضرات خلفاء راشدین نے اپنے پاس رکھا وہ اس کے متبرک ہونے کی دلیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہُوا کہ جس ہتھیار سے دشمنِ رسُول کو قتل کیا جائے وہ ہتھیار متبرک ہوتا ہے۔ معلوم ہُوا کہ بزرگوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔

٣٧٤٦ ـــ ترجمہ: زُہری نے کہا مجھے ابو ادریس عائذ اللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبادہ ابن صامت جو بدر میں شریک تھے نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری بیعت کرلو۔

(اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بدری تھے۔ کتاب الایمان میں یہ حدیث گزری ہے)

٣٧٤٧ ـــ ترجمہ: عروہ بن زُبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ ابوحُذیفہ جو اِن صحابہ میں

marfat.com
Marfat.com

مَنْ تَبَنّٰی رَجُلًا فِی الْجَاهِلِیَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ اِلَیْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِیْرَاثِهٖ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ فَجَآءَتْ سَهْلَةُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ

سے ہیں جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک تھے نے سالمؓ کو متبنّٰی بنایا اور اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ سے اس کا نکاح کیا جبکہ وہ ایک انصاریہ عورت کے آزاد کردہ غلام تھے جیسے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زید بن حارثہ کو متبنّٰی بنایا تھا۔ جاہلیّت کے زمانہ میں جو کوئی کسی شخص کو متبنّٰی بنا لیتا تھا اسے لوگ اس شخص کی طرف نسبت کرکے پکارتے تھے اور وہ اس کے مال کا وارث ہوتا تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ : اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ " نازل ہُوئی کہ انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو! سہلہ بنت سہیل بن عمرو قرشیہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور لمبی حدیث ذکر کی۔

۳۷۴۷ — شرح : سہلہ بنت سُہیل قرشیہ عامریہ ابوحذیفہ کی بیوی ہیں۔ یہ وہ سہلہ نہیں جس نے سالم کو آزاد کیا تھا کیونکہ اُسے آزاد کرنے والی سہلہ انصاریہ ہے اور یہ سہلہ قرشیہ ہے۔ یہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور عرض کیا یارسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! اب سالم بالغ ہوگیا ہے اور وہ ہمارے گھر آتا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ابوحُذیفہ کے دل میں اس سے کچھ وسواس راہ لیتے ہیں۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس کو دودھ پلا دے تو اس پر حرام ہوجائیگی اور ابوحذیفہ کے دل میں سے وسوسہ جاتا رہے گا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ مدت رضاع کے بعد اگر کوئی عورت بالغ مرد کو دودھ پلا دے تو رضاعت ثابت ہوجاتی ہے اسی لئے وہ عورتوں کو فتویٰ دیا کرتی تھیں کہ جو کسی سے پردہ نہ کرنا چاہے تو وہ اسے دودھ پلا دے تو ان کی اولاد شیرخوار کے بہن بھائی ہوجائیں گے اور پردہ کی ضرورت درپیش نہ ہوگی لیکن تمام ازواج مطہرات نے ام المؤمنین کے اس استدلال سے اتفاق نہیں کیا۔ علماء نے کہا کہ یہ حکم سالم اور سہلہ کے ساتھ مخصوص ہے دوسروں کو اس پر قیاس کرنا ممنوع ہے۔ جب بچہ شیرخوار ہو اور دو سال سے کم ہو تو اسے دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے اس مسئلہ کی تحقیق کتاب الرضاع میں ہوگی! انشاء اللہ تعالیٰ!! " بخاری میں اسی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ قولہ کما تبنّٰی الخ زید بن حارثہ کلبی بنی عبدود سے ہیں وہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غلام تھے۔ مذکور آئت کے نزول سے پہلے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آزاد کرکے متبنّٰی بنا لیا تھا اور اس کے اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کے درمیان بھائی چارہ بنایا تھا؛ کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم امیر و فقیر کے درمیان بھائی چارہ بنا دیتے تھے۔ تاکہ فقر روزگارِ زماں سے پریشان نہ ہو۔ جب آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زینب بنت جحش سے نکاح

marfat.com
Marfat.com

٣٧٤٨ــــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ يَوْمَ بَدْرٍ حَتَّى قَالَتْ جَارِيَةٌ ۞ وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ ۞ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُولِي هٰكَذَا وَقُولِي مَا كُنْتِ تَقُولِينَ

کیا جبکہ وہ زید بن حارثہ کی منکوحہ تھیں اور زید نے انہیں طلاق دے دی ہوئی تھی۔ تو یہودیوں اور منافقوں نے شور برپا کر دیا کہ محمد، صلی اللہ علیہ وسلم، نے خود تو اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے اور لوگوں کو اس سے منع کرتے ہیں تو یہ آیت کریمہ اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ، نازل ہوئی تو سہلہ بنت سہیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ابو حذیفہ کا واقعہ ذکر کیا۔ كَمَا مَرَّ آنِفًا،

٣٧٤٨ــــ ترجمہ: رُبیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جس روز میری رخصتی ہوئی صبح کو میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بستر پر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح تم بیٹھے ہو اور چھوٹی چھوٹی بچیاں دف بجا رہی تھیں اور اُن کے باپ دادوں سے جو جنگِ بدر میں قتل ہو گئے تھے ان کے اوصاف ذکر کر رہی تھیں حتیٰ کہ ایک بچی نے یہ کہا کہ ہم میں نبی تشریف لایا ہے جو یہ جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا (یہ سُنکر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح مت کہو وہی کہو جو پہلے کہتی تھی۔

٣٧٤٨ــــ شرح: یعنی جو لوگ جنگِ بدر میں قتل ہو گئے وہ ان کے اچھے اوصاف ذکر کر کے لوگوں کو رونے اور گریہ زاری پر بھڑکاتی تھیں۔ اس جنگ میں ربیع کا والد معوذ اور چچا عوف یا معاذ دونوں قتل ہو گئے تھے عکرمہ بن ابی جہل نے انہیں قتل کیا تھا۔ چچا پر باپ کا اطلاق معروف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمِنْ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ، حالانکہ اسماعیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے چچا اور اسحاق والد تھے اور دونوں پر باپ کا اطلاق ہوا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شبِ زفاف (رخصتی) کی صبح کو دف کی آواز سُننا جائز ہے۔ اور کسی مخلوق کی طرف مطلق علمِ غیب کی نسبت کرنا ممنوع ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ، فرما دیجئے کہ زمین و آسمان والے جو بھی ہیں اللہ کے سوا وہ غیب نہیں جانتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ارض و سماء میں رہنے والا کوئی بھی غیب نہیں جانتا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا

marfat.com
Marfat.com

مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ،، اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر پسندیدہ رسُول کو مطلع کرتا ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پسندیدہ رسُول بھی غیب پر مطلع ہیں لہٰذا دونوں آیات میں تضاد پایا گیا ۔ اس کا جواب یہ ہے تضاد کے لئے ایک جہت ہونا ضروری ہے یہاں ایسا نہیں کیونکہ آئت کریمہ میں مطلق غیب کی نفی ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ مختص ہے جسے ذاتی غیب کہتے ہیں اور دُوسری آئت کریمہ میں غیب اضافی ہے یعنی جب اللہ کا بندہ علم وعمل میں ریاضت کرکے آئینۂ قلب صاف کرلے تو مکتوبِ لوح محفوظ اس کے مصفّٰی قلب پر منقش ہونے لگتا ہے اور وہ غیب پر مطلع ہوتا ہے یہ اضافی غیب ہے الحاصل پہلی آئت میں مخلوق سے مطلق اور حقیقی غیب کی نفی ہے اور دُوسری آئت میں اضافی یا عطائی غیب کا ثبوت ہے لہٰذا دونوں آیات میں اختلاف نہیں ۔ صحیحین کی حدیث کہ بدر کے روز سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ بدر میں مرنے والے کفار کی نشاندہی کرتے ہُوئے فرمایا ۔ کل اس جگہ فلاں گر کر مرے گا اسی جگہ فلاں مرے گا ۔ یہ بھی توکل کی خبر ہے لیکن یہ ذاتی طور پر نہیں اللہ تعالیٰ کے اطلاع کرنے سے ہے ۔ اس حدیث میں اطلاقِ غیب سے بچیوں کو منع فرمایا تھا یا لھو ولعب کے مقام میں علم غیب جو صفتِ کمال ہے کا تذکرہ مناسب نہ تھا ۔ منع کرنے کی یہی وجہ تھی ۔ واللہ ورسولہ اعلم ! اعتساف سے بالاتر ہوکر نظرِ انصاف سے دیکھیں تو اس زمانہ میں اہلِ علم کا اس مسئلہ میں اختلاف کرنا لاطائل بحث ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار علوم عطاء فرمادے جن کا کنارہ ہی نظر نہ آئے اس سے علوم الٰہیہ سے برابری لازم نہیں آتی ؛ کیونکہ خالق و مخلوق کے علوم میں مساوات کا تصور ہی نہیں آتا ۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ،، اگر میں غیب جانتا تو کثیر خیر جمع کرلیتا ۔ اس آئت کریمہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سے علمِ غیب کی نفی فرمائی ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غیبِ مطلق اور ذاتی ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سے ذاتی غیب کی نفی کی ہے ۔ اگر بنظرِ عمیق دیکھا جائے تو اس میں اضافی علم کا اثبات ہے ۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جس کلام پر حرف "لَوْ" داخل ہو وہ مثبت کلام کو منفی اور منفی کو مثبت کر دیتا ہے ۔ یہ آئت قضیہ شرطیہ پر مشتمل ہے جس میں مقدم اور تالی مثبت ہیں لہٰذا حرف "لو" کے دخول سے اس کا عکس ہوگا ! اور مقدم و تالی دونوں منفی ہوجائیں گے اور قضیہ شرطیہ کی صورت یہ ہوگی "اِنْ لَمْ اَعْلَمِ الْغَيْبَ لَمَا اسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ" ، اور قضیہ شرطیہ کے نتیجہ کی شرط یہ ہے کہ وضع مقدم سے وضع تالی یا رفع تالی سے رفع مقدم ہوتا ہے اور تالی کا رفع نفی قطعی سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا" ، جسے حکمت دی گئی اسے خیرِ کثیر دی گئی چونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مُعلّمِ حکمت ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں ۔ لہٰذا سوال میں مذکور آئت کریمہ میں تالی کا رفع ہوگیا جس سے مقدم کا رفع لازم ہے اور وہ ثبوت علمِ غیب ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس استدلال سے مطلق اور ذاتی علمِ غیب ثابت ہوتا ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقدم اور تالی کے حال کی کیفیت یکساں ہوتی ہے ۔ چونکہ تالی اضافی ہے لہٰذا

marfat.com
Marfat.com

٣٧٤٩ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ
٣٧٥٠ — مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ ح وَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ
اَخِیْ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَتِیْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ طَلْحَةَ صَاحِبُ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَیْهِ
السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَآئِكَةُ بَیْتًا فِیْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ یُرِیْدُ صُوْرَةَ
التَّمَاثِیْلِ الَّتِیْ فِیْهَا الْاَرْوَاحُ

مقدم بھی اضافی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حکمت عطاء کرنے والا ہے لہٰذا وہی آپ کو علمِ غیب عطاء کرنے والا ہے۔ حصہ اوّل میں اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے۔ الحاصل مطلق علمِ غیب پروردگار عالم کے ساتھ مخصّص ہے یہ مخلوق کو سرِ مُو بھی حاصل نہیں اور اضافی یا عطائی جس قدر اللہ چاہے مخلوق کے لئے حاصل ہے۔

(حدیث ع۲۹۸ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : زہری ابن شہاب نے عُبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
٣٧٤٩ — روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے کہا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ جو جناب
٣٧٥٠ — رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابی ہیں اور آپ کے ساتھ جنگِ بدر میں
شریک تھے نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو یعنی وہ صورتیں جن کی روحیں ہوں (ذی روح کی تصویر)

شرح : اس حدیث کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ابو طلحہ بدری ہیں اسے دو
٣٧٤٩ — طریقوں سے بیان کیا ایک ابراہیم بن موسیٰ کا اور دوسرا اسماعیل بن ابی
٣٧٥٠ — اویس کا طریق ہے۔ تماثیل تمثال کی جمع ہے اس کا معنی صورت ہے۔ حدیث ع۲۰۱۵ ، ع۳۶۹ ، ع۳۰۱۶ اور ع۶۶۷ کی شروح دیکھیں۔ تصویر کھینچنا یا بنوانا اس لئے حرام ہے کہ اس میں خالقِ کائنات جل وعلیٰ سے مشابہت ہے۔ جمہور علماء تصویر کھینچنے کو حرام کہتے ہیں؛ البتہ درخت اور ہر غیر ذی روح کی تصویر حرام نہیں، اور یہ گھر میں رحمت کے فرشتے کو داخل ہونے سے منع نہیں کرتی ہے (قسطلانی) مراد وہ فرشتے ہیں جو لوگوں کی حفاظت پر مامور نہیں اور لوگوں کے اعمال لکھتے ہیں محافظ اور شکاری

marfat.com
Marfat.com

٣٧٥١ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا
٣٧٥٢ — يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ
حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِيْ شَارِفٌ مِنْ نَصِيْبِيْ مِنَ
الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِيْ مِمَّا اَفَآءَ اللّٰهُ
عَلَيْهِ مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ فَلَمَّا اَرَدْتُ اَنْ اَبْنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا فِيْ بَنِيْ قَيْنُقَاعٍ اَنْ يَرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَأْتِيَ
بِاِذْخِرٍ فَاَرَدْتُ اَنْ اَبِيْعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِيْنَ فَنَسْتَعِيْنَ بِهٖ فِيْ وَلِيْمَةِ عُرْسِيْ فَبَيْنَا
اَنَا اَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مِنَ الْاَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَتَانِ اِلٰى
جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ حَتّٰى جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَاِذَا اَنَا بِشَارِفَيَّ قَدْ
اُجِبَّتْ اَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَاُخِذَ مِنْ اَكْبَادِهِمَا فَلَمْ اَمْلِكْ عَلَيَّ
حِيْنَ رَاَيْتُ الْمَنْظَرَ قُلْتُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا قَالُوْا فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

کُتّا حفاظت کے لئے گھر میں رکھنا جائز ہے حرام نہیں لیکن گھر میں جو بھی کُتّا ہو، رحمت کا فرشتہ اس گھر میں نہیں آتا، کیونکہ کُتّا نجاست کھاتا ہے اور اس سے بدبُو آتی ہے اور بُو سے فرشتے دُور بھاگتے ہیں۔ اسی طرح جس گھر میں جاندار کی تصویر ہو وہاں فرشتے نہیں آتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٣٧٥١ — ٣٧٥٢ — توجمہ : زہری نے کہا ہم سے علی بن حسین نے بیان کیا کہ حسین بن علی علیہما السلام نے اسے خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بدر کی غنیمت میں سے میرے حصہ ایک اونٹنی آئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری اونٹنی مجھے مالِ غنیمت کے خمس سے عنائت فرمائی تھی۔ جب میں نے چاہا کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام بنتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُخصتی کرلاؤں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک زرگر سے کہا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر گھاس لائیں۔ میرا خیال

marfat.com
Marfat.com

وَهُوَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ عِنْدَهٗ قَيْنَةٌ وَاَصْحَابُهٗ فَقَالَتْ
فِي غِنَائِهَا اَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النَّوَآءِ فَوَثَبَ حَمْزَةُ اِلَى السَّيْفِ فَاَجَبَّ
اَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا فَاَخَذَ مِنْ اَكْبَادِهِمَا قَالَ عَلِيٌّ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى
اَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَقِيتُ فَقَالَ مَالَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَاَيْتُ
كَالْيَوْمِ عَدَا حَمْزَةُ عَلٰى نَاقَتَيَّ فَاَجَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِي
بَيْتٍ مَّعَهٗ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَآئِهٖ فَارْتَدٰى ثُمَّ انْطَلَقَ
يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهٗ اَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَآءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيْهِ حَمْزَةُ فَاسْتَاْذَنَ
عَلَيْهِ فَاُذِنَ لَهٗ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فِيْمَا فَعَلَ فَاِذَا
حَمْزَةُ ثَمِلٌ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ
النَّظَرَ فَنَظَرَ اِلٰى رُكْبَتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ اِلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ وَهَلْ
اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيْدٌ لِاَبِي فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ثَمِلٌ فَنَكَصَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرٰى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهٗ

یہ تھا کہ اس گھاس کو سناروں کے پاس فروخت کروں گا اور اس سے اپنی شادی کا ولیمہ کروں گا، چنانچہ میں نے اپنی دونوں اونٹنیوں کے لئے کجاوے (پالان) بوریاں اور رسیاں جمع کرنی شروع کیں جبکہ دونوں اونٹنیاں ایک انصاری شخص کے گھر کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں حتی کہ میں نے سارا سامان جمع کر لیا تو اچانک میں نے اپنی دونوں اونٹنیوں کو دیکھا کہ ان کے کوہان کاٹ دیئے گئے ہیں اور ان کے پیٹ چیر کر کلیجیاں نکال لی گئی ہیں۔ میں نے جب یہ دیکھا تو رونے لگا اور پوچھا یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حمزہ بن عبدالمطلب نے کیا ہے۔ اور وہ اس گھر میں انصار کے ساتھ شراب پی رہے ہیں ان کے پاس ایک مغنیہ لونڈی ہے اور ساتھی ہیں۔ اس لونڈی نے اپنے گانے میں کہا ہے اے حمزہ ان موٹی اونٹنیوں کا قصد کرو! اچانک حمزہ اچھلے اور تلوار لی اور ان کے کوہان

marfat.com
Marfat.com

کاٹ دیئے اور ان کے پیٹ چیر کر۔۔۔۔ کلیجیاں نکالیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا، وہاں زید بن حارثہ بھی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا حال پہچانا اور فرمایا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آج جیسا کوئی دن نہیں دیکھا۔ حمزہ نے میری دونوں اونٹنیوں پر حملہ کیا ہے ان کے کوہان کاٹ دیئے ہیں اور ان کے پیٹ چیر دیئے ہیں اور وہ اس گھر میں ہیں اُن کے ساتھ اور لوگ شراب پی رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوائی اور اسے اوڑھ کر چلے۔۔۔۔ زید بن حارثہ بھی آپ کے ساتھ چلے۔ حتیٰ کہ اس مکان میں آئے جہاں حمزہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازتِ دخول طلب فرمائی اور آپ کو اجازت دی گئی (آپ اندر تشریف لے گئے) اور حمزہ کو ان کے فعل پر ملامت کرنا شروع کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حمزہ نشہ میں دھت ہیں ان کی دونوں آنکھیں سُرخ ہیں۔ حمزہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر نظر اُونچی کی اور آپ کے گھٹنے دیکھے پھر نظر اونچی کی اور آپ کا چہرۂ انور دیکھا پھر حمزہ نے کہا تم تو میرے باپ کے غلام ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہچانا کہ وہ نشہ میں دھت ہیں تو باہر تشریف لے گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ باہر چلے گئے۔

۳۷۵۱ —
۳۷۵۲ —

شرح : شارف، نوجوان اونٹنی، غزائر غیریرہ کی جمع ہے جس میں گھاس پھوس لایا جاتا ہے۔ اصل نشہ میں دُھت۔ شروع اسلام میں شراب نوشی اور غنا جائز تھے۔ پھر حرام کر دیئے گئے۔ مغنیہ کے اشعار میں سے دو بیت یہ ہیں۔ ؎ اَلَا حَمْزُ لِلشَّرْفِ النَّوَاءِ ۞ وَهُنَّ مُعْقَلَاتٌ بِالْفِنَاءِ
ضَعِ السِّكِّيْنَ فِي اللَّبَّاتِ مِنْهَا ۞ وَضَرِّجْهُنَّ حَمْزَةُ بِالدِّمَاءِ
آگاہ ہو اور بیدار ہو اے حمزہ موٹی اونٹنیوں کی طرف جو وہ سامنے صحن میں باندھی ہوئی ہیں۔
ان کے ذبح کی جگہ چھری رکھو! اور اے حمزہ انہیں خون میں ملا دو!
نوار نادیہ کی جمع ہے اس کا معنی ہے موٹی۔ معقلات باندھی ہوئی، فناء، صحن، لبّات جائے ذبح اور جائے نحر، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رونا قلیل مال کے فقدان کے باعث نہ تھا اور نہ ہی ان کے متعلق یہ وہم ہو سکتا ہے بلکہ ان کے رونے کا سبب یہ تھا کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا حق ضائع ہو گیا ہے اور وہ وصیہ تھا۔ نیز جب زیادہ غصہ ہو تو بے اختیار رونا آجاتا ہے جو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: هَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيْدٌ لِاَبِيْ، یعنی تم میرے والد عبد المطلب کے غلام ہو۔ ان کا یہ کلام نشہ میں دُھت ہونے اور بیہودہ باتوں کے باعث تھا جو شرابی نشہ کی حالت میں کرتے ہیں۔
اس حدیث کی مفصل تقریر حدیث ۲۲۲۰ء، ۲۸۸۳ء کی شروح میں دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۷۵۳ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ قَالَ اَنْفَذَهٗ لَنَا ابْنُ الْاِصْبَهَانِیِّ سَمِعَهٗ مِنِ ابْنِ مَعْقِلٍ اَنَّ عَلِیًّا کَبَّرَ عَلٰی سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ فَقَالَ اِنَّهٗ شَهِدَ بَدْرًا

۳۷۵۴ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِیْنَ تَاَیَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَیْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِیِّ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّیَ بِالْمَدِیْنَةِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ

۳۷۵۳ ـــ ترجمہ : سفیان ابن عُیَینہ نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ اصبہانی نے ہمیں پیغام بھیجا کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن معقل مُزنی سے سُنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حُنیف کے جنازہ پر تکبیریں کہیں اور کہا کہ وہ جنگِ بدر میں شریک ہُوئے تھے۔

۳۷۵۳ ـــ شرح : اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ سہل بن حُنیف غزوۂ بدر میں شریک تھے۔

اسماء رجال : محمد بن عباد کی کنیت ابو عبداللہ ہے وہ مکی ہیں بغداد میں اقامت کرلی تھی۔ مشہور ثقہ راوی ہیں۔ ۲۳۴ ہجری کو بغداد میں فوت ہُوئے بخاری میں ان کی صرف یہی ایک حدیث منقول ہے۔ ابن عُیینہ کا نام سُفیان، ابن اصبہانی کا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ ہے۔ وہ کوفی ہیں۔ ابن معقل کا نام عبداللہ بن معقل ہے۔ مزنی ہیں ان کے والد صحابی تھے۔ سہل بن حُنیف ابو عبداللہ ہیں۔ ۳۸ ہجری کو کوفہ میں فوت ہُوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی تھی اور ابو عمرو بغوی کی روایت میں چھ تکبیریں اور حافظ ابوذر کی روایت میں پانچ تکبیریں کہیں۔ "عینی"

۳۷۵۴ ـــ ترجمہ : سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ اُنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہُوئے سُنا کہ جب حفصہ بنت عمر بیوہ ہوگئیں جبکہ خُنیس بن حذافہ سہمی کا انتقال ہوگیا۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور غزوۂ بدر میں

marfat.com
Marfat.com

أُنْكِحُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أُنْكِحُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا

میں شریک ہوئے تھے اور مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں عثمان بن عفان سے ملا اور ان سے حفصہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر تمہارا خیال ہو اور تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ حفصہ بنت عمر کا نکاح کر دوں؟ عثمان نے کہا میں ذرا سوچ لوں چنانچہ میں چند روز ٹھہرا تو انھوں نے مجھے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں اس وقت نکاح نہ کروں عمر فاروق نے فرمایا پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ بنتِ عمر کا آپ کے ساتھ نکاح کر دوں ابوبکر خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے ابوبکر پر زیادہ رنج ہوا جتنا کہ عثمان پر رنج ہوا تھا۔ میں چند روز ٹھہرا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا پیغام اپنے لئے بھیجا تو میں نے آپ کے ساتھ حفصہ کا نکاح کر دیا۔ پھر مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے تو کہا اے عمر! شائد آپ کو مجھ سے رنج پہنچا ہوگا جبکہ آپ نے حفصہ کے نکاح کے متعلق مجھ سے کہا تھا اور میں نے کوئی جواب نہ دیا تھا میں نے کہا جی ہاں! ابوبکر نے کہا مجھے آپ کو جواب دینے سے کسی شئ نے منع نہیں کیا تھا لیکن مجھے معلوم تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشاء کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہ ہوتا تو میں حفصہ سے نکاح کر لیتا۔"

۳۷۵۴ — شرح : اس حدیث کے ذکر سے بخاری کا مقصد یہ ہے کہ خُنَیس بن حذافہ سہمی رضی ہیں۔ ان کا شجرۂ نسب یہ ہے خُنَیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد سہم قرشی سہمی۔ وہ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں سے واپس ہوئے تو بدر میں شرکت کی وہاں شدید زخمی ہوگئے اور مدینہ منورہ آکر زخم کی شدت اختیار کرنے سے فوت ہوگئے۔ اور وہ عبداللہ بن حذافہ سہمی کے بھائی ہیں

marfat.com
Marfat.com

۳۷۵۵ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ سَمِعَ اَبَا مَسْعُوْدِ الْبَدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلٰى اَهْلِهٖ صَدَقَةٌ

اصابہ میں ذکر کیا کہ جنگ اُحد میں زخمی ہوئے تھے اور فتح الباری میں کہا کہ بدر میں زخمی ہوئے تھے۔ غالباً یہ درست ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے پچیس ماہ بعد حفصہ سے نکاح کیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق تیس ماہ بعد نکاح کیا تھا اور جنگِ اُحد بدر کی جنگ کے تیس ماہ گزر جانے کے بعد ہوئی تھی اور ابن سعد نے یقین سے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے آنے کے بعد خنیس بن حذافہ فوت ہوئے تھے "قسطلانی"

قولہ "اَیِّمٌ" یعنی حفصہ بیوہ ہوگئی۔ اَیِّمٌ وہ عورت ہے جس کا شوہر نہ ہو اگرچہ وہ باکرہ ہو یا مطلقہ ہو یا اس کا شوہر فوت ہو جائے۔ اَوْجَدَ مِنِّیْ عَلٰی عُثْمَانَ میں مُفَضَّل اور مُفَضَّل علیہ کون ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اعتبار سے مفضّل اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اعتبار سے مُفضّل علیہ ہیں۔ یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے انکار کرنے سے اتنا صدمہ اور غم لاحق نہ ہوا جتنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انکار سے رنج ہوا تھا، کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نسبت محبت زیادہ تھی اس لئے ان کے انکار سے رنج بھی زیادہ ہوا اور محبت کا مقتضیٰ بھی یہی ہے۔ اس حدیث کی مزید تفصیل اور مباحث کتاب النکاح میں مذکور ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ راز کا اخفاء افضل ہے اور جب صاحبِ راز اسے ظاہر کر دے تو پھر اس کے اظہار میں حرج نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۷۵۵ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے ابومسعود بدری کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا مرد پر اپنی بیوی اور اولاد پر خرچ کرنا صدقہ ہے۔

۳۷۵۵ ـــ شرح: اس حدیث کے ذکر سے مصنف کا مقصد یہ ہے کہ ابومسعود رضی اللہ عنہ بدری ہیں، لیکن اُن کے غزوۂ بدر میں شرکت کرنے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں وہ بدر کی جنگ میں شریک نہیں تھے وہ بدر میں مقیم تھے اس لئے ان کی بدر کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔ اسماعیلی نے کہا ابومسعود کا جنگِ بدر میں شریک ہونا صحیح نہیں ان کا مسکن بدر تھا اس لئے انہیں بدری کہتے ہیں۔ ابوعبید قاسم بن سلام نے کہا وہ جنگِ بدر میں شریک تھے۔ ابن تلبی اور مسلم نے کنیٰ میں بھی اسی طرح کہا ہے۔ طبرانی، ابواحمد حاکم نے کہا وہ بدر میں شریک تھے اسی لئے بخاری نے اس طرف میلان کیا ہے۔ قاعدہ بھی

marfat.com
Marfat.com

۳۷۵۶ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِي اِمَارَتِهٖ اَخَّرَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ الْعَصْرَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْكُوْفَةِ فَدَخَلَ اَبُوْمَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيُّ جَدُّ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَ لَقَدْ عَلِمْتُ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا اُمِرْتُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ

۳۷۵۷ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَلَقِيْتُ اَبَامَسْعُوْدٍ وَهُوَ يَطُوْفُ

یہ ہے کہ مثبت کو نافی پر ترجیح ہوا کرتی ہے (عینی)

۳۷۵۶ ترجمہ : زُہری نے کہا میں نے عروہ بن زبیر سے سُنا وہ عمر بن عبدالعزیز سے ان کے عہدِ امارت میں بیان کیا کہ مغیرہ بن شعبہ نے عصر کی نماز تاخیر سے پڑھی جبکہ وہ کوفہ کے امیر تھے ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری جو زید بن حسن کے دادے ہیں اور بدر میں شریک تھے نے کہا آپ جانتے ہو کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور نماز پڑھی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازیں پڑھیں پھر عرض کیا یا رسُول اللہ! مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے ایسے ہی بشیر بن ابومسعود نے اپنے والد سے یہ روائت کی ہے۔

۳۷۵۶ شرح : اس اسناد کے مطابق یہ حدیث متصل الاسناد نہیں کیونکہ ابومسعود نے یہ نہیں کہا کہ میں نے دیکھا یا کہا ہو کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ صَلّٰی فَصَلّٰی پانچ بار مذکور ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جبرائیل جو بھی نماز کا حصہ ادا کرتے تھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہ کرتے تھے حتیٰ کہ دونوں کی نماز پوری ہوگئی۔ (حدیث ۵۰۰ کی شرح دیکھیں وہاں یہ حدیث مفصل مذکور ہے)

marfat.com
Marfat.com

بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيهِ

۳۷۵۸ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۷۵۷ — ترجمہ : ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ بقرہ کی دو آخری آیات ہیں جو کوئی انہیں رات کو پڑھے وہ اس کے لئے کافی ہیں عبدالرحمٰن نے کہا میں نے ابومسعود سے ملاقات کی جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے میں نے اُن سے یہ حدیث پوچھی تو اُنھوں نے مجھے یہ حدیث بتائی ۔

۳۷۵۷ — شرح : اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ابومسعود بدری ہیں ۔ قولہ كَفَتَاهُ الخ یعنی اگر یہ دو آیات رات پڑھ لے تو یہ قیامِ لیل کا متبادل ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ قیام لیل میں یہ دونوں آئتیں پڑھنا قرآن پڑھنے سے کفائت کرتی ہیں۔ بعض علماء نے کہا معنیٰ یہ ہے کہ یہ دو آئتیں شر سے اور دیگر مکروہ امور سے بچاتی ہیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف میں باتیں کرنا جائز ہیں اور تعلیم و تعلّم بھی صحیح ہے اور جس حدیث میں یہ مذکور ہے : اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلٰوةٌ کہ بیت اللہ کا طواف نماز جیسا ہے وہ طہارت میں تشبیہ ہے کہ جس طرح نماز میں طہارت فرض ہے اسی طرح طواف میں طہارت واجب ہے اور اس کے ترک سے دم لازم ہے۔

۳۷۵۸ — ترجمہ : ابن شہاب زُہری نے کہا مجھے محمود بن ربیع نے خبر دی کہ عتبان بن مالک جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ہیں اور انصار میں وہ بھی بدر میں شریک تھے۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

۳۷۵۸ — شرح : اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ عتبان بن مالک بدری انصاری ہیں اسی لئے باقی حدیث ذکر نہیں کی۔ محمود بن ربیع کی کنیت ابومحمد ہے وہ انصاری حارثی ہیں بعض ان کی کنیت ابونعیم ذکر کرتے ہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ پہ پانی کی کُلّی ڈالی تھی۔ جبکہ ان کی عمر پانچ برس تھی۔ ابوعمر نے کہا وہ مدینہ منورہ والوں میں شمار ہوتے ہیں ۔ ابراہیم بن منذر نے کہا وہ ۹۳ برس کی عمر میں ۹۹ ہجری کو فوت ہُوئے۔ عتبان بن مالک بن عمرو بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم خزرجی سالمی ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں فوت ہُوئے حدیث ۴۱۸ دیکھیں وہاں حدیث مفصل مذکور ہے (منہ)

marfat.com
Marfat.com

٣٧٥٩ حَ وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَهُوَ اَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ فَصَدَّقَهُ

٣٧٦٠ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ وَكَانَ مِنْ اَكْبَرِ بَنِي عَدِيٍّ وَكَانَ اَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عُمَرَ اسْتَعْمَلَ قُدَامَةَ بْنَ مَظْعُونٍ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ خَالُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَحَفْصَةَ

٣٧٥٩ — ترجمہ: ابن شہاب زہری نے کہا پھر میں نے حُصین بن محمد جو بنی سالم میں سے ہیں اور ان کے سرداروں میں سے ہیں محمود بن ربیع کی عتبان بن مالک سے حدیث پوچھی تو اُنھوں نے اس کی تصدیق کر دی۔

٣٧٥٩ — شرح: یہ حدیث ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث مسند ہے اور زُہری کا حُصین بن محمد سے سماع ثابت ہے جبکہ حدیث ع۴۱۸ میں اسناد معلق ہے (عینی)

٣٧٦٠ — ترجمہ: زہری نے کہا مجھے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے خبر دی وہ بنی عدی کے اکابر میں سے ہیں۔ ان کا والد جنگ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قُدامہ بن مظعون کو بحرین کا حاکم مقرر کیا جو بدر میں شریک تھے اور عبداللہ ابن عمر اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہم کے ماموں ہیں۔

٣٧٦٠ — شرح: یعنی عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے والد بدری ہیں۔ اسی طرح قدامہ ابن مظعون بھی بدری ہیں۔

اسماء رجال

: ع۱ ابوالیمان کا نام حکم بن نافع ہے ع۲ عبداللہ بن عمر بن ربیعہ ابن کعب بن مالک بن ربیعہ بن عامر بن سعد بن حارث بن رفیدہ بن عنزر ابن وائل بن قاسط بن قصی ہیں۔ عامر نے خطاب بن نفیل سے عہد حلف کیا پھر اسے متبنّٰی بنا لیا اور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اور اپنی بیوی لیلی بنت ابی حثمہ عدویہ کے

marfat.com
Marfat.com

۳۷۶۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّ عَمَّيْهِ وَكَانَا شَهِدَا بَدْرًا اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ قُلْتُ لِسَالِمٍ فَتُكْرِيْهَا اَنْتَ قَالَ نَعَمْ اَنَّ رَافِعًا اَكْثَرَ عَلٰى نَفْسِهٖ

ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ غزوۂ بدر اور دیگر اسلامی جنگوں میں شریک رہے اور ۳۳ ہجری میں انتقال کر گئے۔ کہا گیا ہے کہ ۳۲ ہجری میں یا ۳۵ ہجری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چند روز بعد فوت ہوئے۔ صحابہ کی جماعت نے ان سے روایت کی ہے۔ ع۳ قدامہ بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی جمحی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ اپنے دو بھائیوں عثمان اور عبداللہ بن مظعون کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ بدر اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں بحرین میں حاکم مقرر کیا پھر انہیں معزول کر کے عثمان بن ابی العاص کو حاکم مقرر کیا۔ ان کی معزولیت کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ انہوں نے شراب پیا ہے جب یہ ثابت ہو گیا تو ان پر حد قائم کی اور سخت ناراض ہوئے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہا گیا کہ قدامہ سے صلح کریں وہ تمہارا بھائی ہے۔ عمر فاروق بیدار ہوئے تو فرمایا قدامہ کو حاضر کیا جائے۔ قدامہ نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا۔ جب عمر فاروق کو انکار کی خبر ملی تو کہا اسے گھسیٹ کر لاؤ۔ چنانچہ قدامہ کو حاضر کیا گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے استغفار شروع کی اور دونوں نے مصالحت کر لی۔ یہ مذکور قدامہ حضرت عبداللہ بن عمر اور ام المومنین حفصہ بنت عمر کے ماموں ہیں اور صفیہ بنت خطاب عمر فاروق کی بہن ہیں اور قدامہ کی بیوی ہیں گویا کہ قدامہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے (عینی)

۳۷۶۱ — ترجمہ : زہری سے روایت ہے کہ سالم بن عبداللہ نے انہیں خبر دی کہ رافع بن خدیج نے عبداللہ بن عمر کو خبر دی کہ ان کے دونوں چچا جو بدر کی جنگ میں شریک تھے نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعی زمینوں کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا میں نے سالم سے کہا آپ تو زمین کرایہ پر دیتے ہیں کہا جی ہاں بے شک رافع نے اپنے پر زیادتی کی ہے (اپنے فعل کے خلاف بہت روایات کی ہیں)

۳۷۶۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے رافع بن خدیج حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۳۷۶۲ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيَّ قَالَ رَأَيْتُ رِفَاعَةَ بْنَ رَافِعٍ الْاَنْصَارِيَّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا

۳۷۶۳ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَمْرَو ابْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِّبَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَاْتِيْ بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ اَهْلَ الْبَحْرَيْنِ

کی طرف مرفوع کرتے ہیں ۔ تو حدیث میں یہ کیوں ذکر کیا کہ وہ اپنے فعل کے خلاف بہت روایات کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے ۔ اس کی غرض یہ ہے کہ وہ نصف یا ربع بٹائی اور ٹھیکہ میں فرق نہیں کرتے ہیں ۔ قسم اوّل سے منع کیا گیا ہے مطلقاً منع نہیں کیا یا وہ ناسخ و منسوخ میں فرق نہیں کرتے (حدیث) اس حدیث کے ذکر سے غرض یہ ہے کہ رافع بن خدیج کے دونوں چچا بدری تھے ۔ ان کے نام ظہیر اور مظہر ہیں جو رافع بن عدی بن یزید انصاری کے بیٹے ہیں جو بدر کی جنگ میں شریک تھے ۔ دمیاطی نے اس کا انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں جنگِ اُحد میں شریک تھے بدر میں شریک نہ تھے۔ شیخ ابن حجر نے کہا ان کا بدر میں شریک ہونا درست ہے اس کا انکار صحیح نہیں۔

۳۷۶۲ — ترجمہ : حصین بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے عبداللہ بن شداد بن ہادلیثی کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں رفاعہ بن رافع انصاری کو دیکھا جو غزوہ بدر میں شریک تھے۔

۳۷۶۲ — شرح : یعنی رفاعہ بدری ہیں۔ وہ امیر معاویہ کی خلافت کے اوائل میں فوت ہو گئے تھے ۔ حصین بن عبدالرحمٰن سلمی ہیں۔ ان کی کنیت ابوالہذیل ہے ۔ وہ کوفی ثقہ ہیں۔ آخر عمر میں ان کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا ۔

۳۷۶۳ — ترجمہ : زہری نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مسور بن مخرمہ نے انہیں خبر دی کہ عمرو بن عوف جو بنی عامر بن لؤی کے حلیف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک تھے نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ

marfat.com
Marfat.com

وَاَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَآءَ بْنَ الْحَضْرَمِيَّ فَقَدِمَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ فَوَافَوْا صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ ثُمَّ قَالَ اَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ قَالُوْا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكُكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ

ابن جرّاح کو جزیہ لانے کے لئے بحرین بھیجا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کرلی تھی اور علاء بن حضرمی کو ان پر حاکم مقرر کیا تھا ابوعبیدہ بحرین سے مال لائے اور انصار نے ابوعبیدہ کے آنے کے متعلق سُنا تو اُنھوں نے فجر کی نماز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی آپ نے مسکرا کر فرمایا میرے خیال میں تم نے سُنا ہے کہ ابوعبیدہ کچھ لائے ہیں۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں! یارسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" فرمایا تمہیں خوشخبری ہو اور تم اس شئ کی اُمید کرو جو تمہیں خوش کرے گی۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہاری غربت کا ڈر نہیں، لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ تمہارے لئے دُنیا کھُل جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں کے لئے کھلی اور تم اس میں رغبت کرنے لگو گے اور وہ تمہیں ہلاک کر دے گی جیسے ان کو ہلاک کیا۔

۳۷۶۳ — شرح: یعنی عمرو بن عوف بدری ہیں۔ بحرین بحر کا تثنیہ ہے۔ وہ بصرہ اور عمان کے درمیان مقام ہے۔ عمرو بن عوف انصاری ہیں موسیٰ، ابومعشر اور واقدی نے عُمیر بن عوف مُصغر ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن سعد نے کہا ہے۔ اُنھوں نے کہا وہ سہیل بن عمرو کے آزاد کردہ ہیں۔ ان کی کنیت ابوعمرو ہے وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے جب ہجرت کی تو کلثوم بن ہدم کے پاس مقیم ہوگئے۔ غزوہ بدر، اُحد، خندق اور دیگر غزوات میں شریک رہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئے اور آپ ہی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ابوعبیدہ، کا نام عامر بن عبداللہ بن جرّاح ہے۔ علاء بن حضرمی مستجاب الدعاء تھے اور چند کلمات پڑھ کر دریا میں داخل ہو جایا کرتے تھے اور وہ پڑھ کر دُعاء کیا کرتے تھے جو قبول ہوتی تھی۔ ان کا نام عبداللہ بن عباد ہے۔ حسن بن عثمان نے کہا علاء گیارہ ہجری میں فوت ہوئے۔ وہ بحرین کے حاکم رہے ہیں ان کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق نے ابوہریرہ کو وہاں حاکم مقرر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت علاء بن حضرمی

marfat.com
Marfat.com

٣٧٦٤ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُبْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ كُلَّهَا حَتّٰى حَدَّثَهٗ اَبُوْلُبَابَةَ الْبَدْرِيُّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوْتِ فَاَمْسَكَ عَنْهَا

٣٧٦٥ — حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ فُلَيْحٍ عَنْ مُوْسٰى ابْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رِجَالًا مِنَ الْاَنْصَارِ اسْتَاْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ائْذَنْ لَنَا فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ اُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَآءَهٗ قَالَ وَاللّٰهِ لَا تَذَرُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا

بحرین کے حاکم تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دور میں انہیں وہاں حاکم رہنے دیا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں ثابت رکھا حتی کہ عمر فاروق کی خلافت میں ۱۴ ہجری میں فوت ہوگئے (عینی)

(حدیث ۲۹۴۸ کی شرح دیکھیں)

٣٧٦٤ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تمام سانپ قتل کر دیا کرتے تھے حتی کہ ابولبابہ بدری نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا تھا۔ تو وہ ان کو قتل کرنے سے رک گئے۔

٣٧٦٤ — شرح : یعنی ابولبابہ بدری ہیں "رضی اللہ عنہ" حدیث ۳۰۹۵ کی شرح دیکھیں۔ جنان جان کی جمع ہے۔ سفید سانپ یا باریک یا چھوٹے سانپ کو جنان کہتے ہیں۔

٣٧٦٥ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کے چند لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور کہا آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنی ہمشیرہ کے بیٹے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بخدا! تم ان سے ایک درہم بھی نہیں چھوڑو گے۔

٣٧٦٥ — شرح : حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصار کے بھانجے تھے! کیونکہ ان کی والدہ انصاریہ تھیں! لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دادی حضرت عبدالمطلب کی والدہ انصاریہ تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں قیدی کر لئے گئے تھے

marfat.com
Marfat.com

٣٧٦٦ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيٍّ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ ح وَحَدَّثَنِيْ

جب بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنے کا حکم فرمایا تو انصار نے کہا ہم عباس کو فدیہ لئے بغیر چھوڑیں گے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم اس طرح ہرگز نہیں کروگے اور ان سے ایک درہم بھی کم نہ کرو تاکہ قیدیوں میں عدالت و مساوات برقرار رہے اور لوگ یہ خیال نہ کریں کہ قرابت کی رعائت کی گئی ہے۔ نیز اس میں حضرت عباس کے لئے زجر و تشدید بھی ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قرابت کے باوجود کافروں کے ساتھ بدر میں آئے تھے۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ محمد بن اسحاق نے کہا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عباس سے فرمایا اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ ادا کرو کیونکہ تم مالدار ہو۔ عباس نے کہا میں مسلمان ہوں لیکن لوگوں نے مجبور کیا اور جبراً ساتھ لے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو تم کہتے ہو اُسے اللہ زیادہ جانتا ہے۔ اگر تمہارا کہنا صحیح ہے تو اللہ تمہیں جزاء دے گا، لیکن بظاہر تم نے ہمارا مقابلہ کیا ہے۔ اور کافروں کی مدد کی ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ اس لئے ترک نہ کیا تھا کہ دین میں مساوات محفوظ رہے،، علامہ عینی نے ذکر کیا کہ موسیٰ بن عقبہ نے کہا اُن کا فدیہ سونے کی چالیس اوقیہ تھیں۔ ابونعیم نے دلائل نبوت میں ابن عباس سے اسناد حسن سے ذکر کیا کہ ہر ایک کا فدیہ چالیس اوقیہ تھا۔ اور حضرت عباس پر ایک سو اوقیہ مقرر کی گئی تھیں۔ جبکہ عقیل پر اسّی اوقیہ مقرر کیں حضرت عباس نے آپ سے کہا کیا آپ نے قرابت کے سبب یہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ،، يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ،، تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میری خواہش ہے کہ آپ مجھ سے اس سے دوگنا فدیہ لیتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ کہ جو تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں دے گا۔ قولہ لَا تَذَرُوْنَ الخ ،، عرب اس مادہ کی ماضی ذکر نہیں کرتے لہٰذا وہ ،، وَذَرُوْا ،، نہیں کہتے ہیں اسی طرح وہ یَدَعُ کی ماضی استعمال نہیں کرتے ہیں اور مَا وَدَعَكَ ،، بالتخفیف کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٣٧٦٦ ـــ ترجمہ : عُبَیداللہ بن عدی بن خیار نے بیان کیا کہ مقداد بن عمرو کندی جو بنی زہرہ کے حلیف اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک تھے نے خبر دی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ آپ مجھے ارشاد فرمائیں کہ اگر میں کسی کافر شخص کو ملوں اور ہم لڑ پڑیں وہ میرا ایک ہاتھ تلوار مار کر کاٹ ڈالے پھر درخت کے پیچھے پناہ لے کر کہے کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور اسلام قبول کرتا ہوں یا رسول اللہ! اس کے یہ کلمہ کہنے کے بعد میں اس کو قتل کر سکتا ہوں؟ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس کو قتل نہ کرو! مقداد نے کہا یا رسول اللہ! اُس نے میرا ایک ہاتھ

marfat.com
Marfat.com

اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِيْ ابْنِ
شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ تَيْمُ الْجُنْدَعِيُّ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيٍّ
ابْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ وَكَانَ حَلِيْفًا لِبَنِيْ
زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ
قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ
فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ اِحْدٰى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّيْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ
اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ اَاَقْتُلُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَقْتُلْهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ قَطَعَ اِحْدٰى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ
مَا قَطَعَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاِنَّهٗ
بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ

کاٹ ڈالا پھر ہاتھ کاٹنے کے بعد کہا کہ وہ مسلمان ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے مت قتل کر واگر تُو نے اس کو قتل کیا تو تیرے قتل کرنے سے پہلے جو تیرا مقام تھا وہ اسے حاصل ہوگا اور اس کے کلمۂ اسلام کہنے سے پہلے جو اس کا مقام تھا، وہ تجھے حاصل ہوگا۔

۳۷۶۶ — شرح : یعنی جب تو نے اسے قتل نہیں کیا تھا اور اُس نے اسلام قبول کر لیا تھا حالانکہ حدیث میں ہے الاسلامُ یَجُبُّ مَا قَبْلَہٗ، کہ اسلام پہلے گناہ ختم کر دیتا ہے۔ لہٰذا کلمۂ اسلام سے اس شخص کا خون محفوظ ہوگیا اور اس کو قتل کرنا حرام ہوگیا اگر اس حال میں اسے قتل کر دیا تو مسلمان کو قتل کرنے سے قاتل نے اُس کا وہ مقام حاصل کر لیا جو اسلام قبول کرنے سے پہلے اس کا مقام تھا اور وہ یہ تھا کہ اس کو قتل کرنا مباح ۔۔۔۔ لہٰذا کافر کلمۂ اسلام سے معصوم الدم ہوگا اور مسلمان اس کو قتل کرنے سے مباح الدم ہوگا۔ الحاصل اسلام قبول کرنے والے کو قتل کرنے سے قصاص واجب ہے لہٰذا تیرا خُون مباح ہوگیا جیسے کافر کفر کے باعث مباح الدم ہے ان دونوں میں مشابہت کی وجہ اباحت الدم ہے اگرچہ ہر ایک کا مُوجب مختلف ہے۔ یا معنی یہ ہے کہ تو اس کو قتل کرنے سے گنہگار ہوگا جیسے وہ کفر کے باعث گنہگار

marfat.com
Marfat.com

۳۷۶۷ — حَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّۃَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ التَّیْمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ بَدْرٍ مَنْ یَنْظُرُ مَا صَنَعَ اَبُوْجَہْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَہٗ قَدْ ضَرَبَہٗ ابْنَا عَفْرَآءَ حَتّٰی بَرَدَ فَقَالَ اَنْتَ اَبَاجَہْلٍ قَالَ ابْنُ عُلَیَّۃَ قَالَ سُلَیْمٰنُ ھٰکَذَا

ہے۔ لہٰذا دونوں میں جامع گناہ ہے۔ اگرچہ سبب مختلف ہے۔ یا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر تو نے اس کے قتل کو جائز سمجھتے ہوئے قتل کیا، لیکن یہ معنی صحیح نہیں کہ اس طرح کے کلمہ گو کو اس لئے قتل کیا تھا کہ اُس نے ڈر کر یہ کہا تھا دل سے تصدیق نہیں کی تھی اس لئے اس کو قتل کرنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص و دیت واجب نہیں کی تھی۔ واللہ اعلم! یہ صرف اجتہاد کی وجہ سے تھا ------ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمادی کہ جو شخص قتل کے ڈر سے اسلام قبول کرے اس کا مال اور خون محفوظ ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے یہ فرمانا کہ کیا تُو نے اس کا قلب چیر کر معلوم کر لیا تھا کہ اس نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا؟ مذکور جواب کی وضاحت کرتا ہے اس کی تحقیق یہ ہے کہ قلب کے اعتبار سے مذکور حکم زائل ہے کیونکہ قلبی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ مذکور شخص حقیقۃً مسلمان ہوگیا ہو اگرچہ تلوار کے سایہ تلے اسلام قبول کرے اور اس احتمال کا اندفاع ممکن نہیں کیونکہ جب دونوں شہادتیں پائی جائیں تو ان کے مضمون کے لحاظ سے ظاہری اعتبار سے اسلام کا حکم کیا جائے گا اور باطنی حکم اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ حقیقت وہی جانتا ہے لہٰذا توحید و رسالت کی گواہی دینے والے کے قتل پر اقدام کرنا حالانکہ یہ احتمال قائم ہے کہ اُس نے دل سے تصدیق کی ہوگی ظلم کا ارتکاب ہے لہٰذا اس کو قتل کرنے سے رُکنا ہی بہتر ہے اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غرض یہ نہیں کہ اسی کی روح نکال دی جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ وہ ہدایت پائے۔ ہاں اگر ہدایت کے تمام وجوہ متعذر ہو جائیں اور ہدایت کی راہ منقطع ہو جائے تو کائنات سے کفر کے فساد کا قلع قمع کرنے کے لئے قتل کرنا ہی ضروری ہو جاتا ہے۔ اور زبانی طور پر کلمۂ شہادت کہنے سے ہدایت کی راہ متعذر نہیں ہوتی۔ اور ظاہر اعتقاد سے فساد کا مادہ جو کلمہ کفر سے پیدا ہوتا تھا زائل ہو جاتا ہے اور باطن مشکوک ہے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ آئندہ حقیقۃً مسلمان ہو جائے گا اگرچہ حال جیسا بھی ہو۔ لہٰذا معنیٰ کے اعتبار سے قبولِ اسلام کی توجیہ ہوسکتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (قسطلانی)

۳۷۶۷ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں فرمایا کون ہے جو دیکھے کہ ابوجہل نے کیا کیا ہے؟ (اس کا حال کیسا ہے) عبداللہ بن مسعود گئے اور اس کو اس حال میں پایا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے زخمی کر دیا ہے

marfat.com
Marfat.com

قَالَهَا اَنَسٌ قَالَ اَنْتَ اباجَهْل قَالَ وَ هَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ قَالَ سُلَيْمٰنُ اَوْ قَالَ قَتَلَهٗ قَوْمُهٗ قَالَ وَقَالَ اَبُوْمِجْلَزٍ قَالَ اَبُوْجَهْلٍ فَلَوْ غَيْرُ اَكَّارٍ قَتَلَنِيْ

٣٧٦٨ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا

حتی کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو ابوجہل ہے ؟ ابن عُلَیَّہ نے کہا کہ سلیمان نے کہا کہ انس نے اس طرح کہا کہ کیا تو ابوجہل ہے ؟ وہ بولا کیا جس کو تم نے قتل کیا ہے اُس سے بڑا آدمی کوئی ہے ؟ سلیمان نے کہا یا اس نے کہا کہ اس کی قوم نے اسے قتل کیا ہو۔ ابو مجلز نے کہا کہ ابوجہل بولا کاش کہ مجھے کھیتی باڑی کرنے والوں کے سوا کوئی قتل کرتا۔

٣٧٦٧ —

شرح : قولہ آنت الخ میں ہمزہ حرفِ ندا ہے۔ اور "اباجہل" منادی ہے۔ یعنی اے اباجہل تو مقتول ذلیل ہے اور یہ توبیخ و زجر کے لئے کہا کہ تو اسلام دشمن ہونے کے باعث اِس ذلت و رسوائی کو پہنچا ہے اور لفظ "اَو" سے راوی کا شک ذکر کیا ہے۔

قولہ فَلَوْ غَيْرُ اَكَّارٍ الخ یعنی مجھے اہلِ زراعت نے قتل کیا ہے کاش کہ مجھے یہ لوگ قتل نہ کرتے اس میں انصار کی طرف اشارہ ہے ؛ کیونکہ انصار زراعت پیشہ لوگ تھے۔ اس تقدیر پر کلمہ "لو"، تمنی کے لئے ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ "لَو" شرطیہ ہو اور جزاء محذوف ہو یعنی اگر زراعت پیشہ لوگ کے سوا کوئی مجھے قتل کرتا تو مجھے اتنی تکلیف نہ ہوتی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ابوجہل نے کہا "وَهَلْ اَعْمَدُ مِنْ رَجُلٍ قَتَلَهٗ قَوْمُهٗ"، کیا جس کو اس کی قوم نے قتل کیا اُس سے بڑا کوئی شخص ہے ؟ ان دونوں میں مطابقت کیسے ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس مقام میں اس نے قتل کی تحقیر کا ارادہ کیا ہے اور دوسری حدیث میں اپنی ذات کو تسلی دی ہے کہ کسی بڑے شخص کو جب اس کی قوم قتل کرے تو یہ اس کے لئے عار نہیں۔ ابوجہل نے اپنی قوم کو مجازًا اپنے قاتل قرار دیا کیونکہ وہ اس کے قتل کا سبب تھے اور اس کے قتل میں انھوں نے سعی کی تھی اگرچہ خود قتل نہ کیا تھا ؛ چونکہ ابوجہل کا قول اس حدیث میں بطور انتقاص ہے اور دوسری حدیث میں بطور تعظیم ہے اور دونوں کا محل مختلف ہے۔ لہٰذا ان حدیثوں میں مطابقت واضح ہے اِن میں تضاد نہیں ہے۔

٣٧٦٨ —

ترجمہ : عبید اللہ بن عبداللہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمارے

marfat.com
Marfat.com

مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ شَهِدَا بَدْرًا فَحَدَّثْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَقَالَ هُمَا عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ

٣٧٦٩ — حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّينَ خَمْسَةَ آلَافٍ خَمْسَةَ آلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ لَأُفَضِّلَنَّهُمْ عَلَى مَنْ بَعْدَهُمْ

ساتھ انصار بھائیوں کے پاس چلیں تو اُن میں سے دو نیک مرد ہم سے ملے جو بدر میں شریک ہُوئے تھے۔ میں نے عروہ ابن زبیر سے بیان کیا تو اُنھوں نے کہا وہ دو مرد عُوَیم بن ساعدہ اور معن بن عدی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

شرح : یعنی یہ دونوں صاحب بدری ہیں۔ امام کا حدیث ذکر کرنے سے یہی مقصد ہے۔

٣٧٦٨ — عُوَیم بن ساعدہ بن عائش بن قیس بن نعمان بن زید بن اُمیّہ ہیں۔ واقدی نے کہا وہ دونوں بیعتوں میں شریک تھے اس کے علاوہ غزوۂ بدر، اُحُد اور خندق میں بھی شریک تھے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی وفات پاگئے تھے۔ بعض نے کہا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدینہ منورہ میں فوت ہُوئے جبکہ ان کی عمر ٦٥ یا ٦٦ برس تھی۔ مَعْن وہ ابن عدی بن جدّ بن عجلان بن ضُبَیْعَہ بلوی انصاری ہیں۔ عقبہ، بدر، اُحُد اور دیگر غزوات میں نبی کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگئے۔ رضی اللہ عنہ (عینی)

(حدیث ٢٢٩٩ اور ٣٤٣٣ کی شرح دیکھیں)

٣٧٦٩ — ترجمہ : قیس سے روایت ہے کہ غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اِن حضرات کو دُوسرے لوگوں پر فضیلت دیتا ہوں۔

شرح : یعنی جنگِ بدر میں شریک ہونے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت عمر فاروق کے عہد میں ہر ایک کو پانچ پانچ ہزار سالانہ وظیفہ دیا جاتا تھا۔ اسی طرح ان کے بعد بھی یہ وظیفہ جاری رہا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وظیفہ کے اضافہ میں ان کو

marfat.com
Marfat.com

٣٧٧٠ — حَدَّثَنِيْ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ وَذٰلِكَ اَوَّلُ مَا وَقَرَ الْاِيْمَانُ فِيْ قَلْبِيْ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ اُسَارٰى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِيْ فِيْ هٰؤُلَآءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَعَتْ الْفِتْنَةُ الْاُوْلٰى يَعْنِيْ مَقْتَلَ عُثْمٰنَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ اَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ اَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ

دوسروں پر ترجیح دیتے تھے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اہلِ بدر سب سے افضل ہیں۔"

٣٧٧٠ — ترجمہ : محمد بن جُبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۂ طُور پڑھتے سُنا یہ پہلی بار ہے کہ میرے دل میں ایمان ثابت ہُوا۔ زہری نے محمد بن جُبیر بن مطعم سے اُنہوں نے اپنے والد جُبیر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا اگر مُطعِم بن عدی زندہ ہوتا پھر وہ مجھ سے اِن بدبودار لوگوں کے متعلق کلام کرتا تو میں ان کو زندہ چھوڑ دیتا۔ لیث نے یحیی سے اُنھوں نے سعید بن مسیب سے روایت کی کہ پہلے فتنہ یعنی حضرت عثمان کی شہادت نے اصحابِ بدر میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ پھر دوسرا فتنہ ہُوا یعنی حرّہ کے واقعہ نے اصحابِ حدیبیہ میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا پھر تیسرا فتنہ واقع ہُوا اور یہ فتنہ نہ اُٹھا حالانکہ لوگوں میں کچھ عقل نہ تھی۔

٣٧٧٠ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس وقت جُبیر بن مطعم نے سورۂ طور کی قرأت سُنی تھی کافر تھا اور بدر کے قیدیوں میں مدینہ منورہ لایا گیا تھا اور اُس نے فدیہ دے کر رہائی پائی تھی پھر فتح مکہ میں مسلمان ہُوا تھا تو سُورۂ طور کی قرأت کے وقت اس کے دل میں ایمان ثابت ہونے کا کیا معنیٰ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس وقت اس کے دل میں ایمان ثابت ہوگیا ہو اور کلمہ توحید کے اظہار اور اسلام کے احکام کا التزام کسی مانع کے باعث نہ کیا ہو۔ اس طرح کے

marfat.com
Marfat.com

بہت لوگ تھے جنہوں نے ایمان قبول کرنے کے بعد اسے اخفاء میں رکھا اور فتح مکہ میں اظہار کیا، چنانچہ حضرت عباس ابن عبدالمطلب اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما انہی لوگوں میں سے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مطعم بن عدی کی کیا تخصیص ہے کہ اس کی سفارش سے اِن کفار کو رہا کرنا چاہا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں نے طائف میں سخت تکالیف دی تھیں اور مطعم بن عدی نے آپ کو اپنی حمائت میں رکھا اور آپ کی نصرت و اعانت کی تھی۔ اور اپنے چاروں لڑکوں سے کہا تھا کہ مسلح ہو کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں اور آپ کو مکہ مکرمہ پہنچائیں اس کے اس فعل کی مکافات کے لئے آپ نے فرمایا تھا کہ آج اگر وہ زندہ ہوتا اور ان کافروں کی سفارش کرتا تو میں انہیں رہا کر دیتا اور ان سے کسی قسم کا فدیہ نہ لیا جاتا۔ نیز قریش نے جب بنی ہاشم سے بائیکاٹ کرنے کے لئے صحیفہ لکھا تھا حتی کہ انہیں اور دیگر مسلمانوں کو شعب میں محصور کر دیا تھا تو مطعم نے صحیفہ کے خلاف اقدام کیا تھا، لیکن مطعم جنگِ بدر سے پہلے ہی ۹۲ برس کی عمر میں فوت ہو گیا تھا۔

قولہ وقعت الفتنۃ الاولیٰ الخ یعنی اسلام میں پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قتل ہے اس وقت اکثر اصحاب بدر فوت ہو چکے تھے۔ ۳۵ ہجری میں آٹھ ذوالحجہ کو ترویحہ کے دن جمعہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا۔ نیز واقدی نے کہا ذوالحجہ کی ۲۸ تاریخ کو جمعہ کے روز شہید ہوئے اور ۴۹ روز ان کے مکان کا محاصرہ رہا۔ قولہ فلم تبق الخ ظاہر پر نہیں کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے بعد حضرت علی المرتضیٰ طلحہ، زبیر اور کئی اہل بدر مدت تک زندہ رہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اکثر بدری فوت ہو چکے تھے، لیکن ابن حجر نے شرح میں ذکر کیا کہ جب عثمان کے قتل کا فتنہ برپا ہوا تو دوسرے فتنہ حرہ کے واقع ہونے تک تمام بدری فوت ہو چکے تھے اور سب سے آخر میں سعد بن ابی وقاص فوت ہوئے۔

واقدی نے کہا پہلا فتنہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہے، لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ آپ کی شہادت کے وقت کوئی بدری موجود نہ تھا۔ دوسرا فتنہ حرّہ کا واقعہ ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے باہر پتھریلا میدان ہے جہاں یزید کی فوجوں نے مدینہ منورہ والوں سے جنگ کی تھی۔ صحیح تر یہ ہے کہ ۶۳ ہجری میں یزید نے مدینہ منورہ والوں سے جنگ کے لئے فوجیں بھیجی تھیں اور مسلم بن عقبہ کو ان کا سپہ سالار مقرر کیا تھا۔ مدائنی نے کہا ۲۷ ہزار افراد پر مشتمل لشکر بھیجا جن میں دس ہزار گھوڑ سوار اور پانچ ہزار پیادے تھے۔ وہ مدینہ منورہ کے مشرق کی جانب حرّہ میں خیمہ زن ہوئے جب جنگ شروع ہوئی تو مسلم بن عقبہ نے مہاجرین اور انصار کے سات سو سرکردہ حضرات کو قتل کر دیا۔

فتنہ حرّہ کا سبب کیا تھا؟

اس کا سبب یہ تھا کہ مدینہ منورہ والوں نے یزید کی خلافِ اسلام حرکات دیکھ کر اس کی بیعت توڑ دی اور قریش پر عبداللہ بن مطیع کو اور انصار پر عبداللہ بن حنظلہ بن عامر کو حاکم مقرر کر لیا اور یزید کے مقرر کردہ

marfat.com
Marfat.com

۳۷۷۱ ـــ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ

حاکم عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ منورہ سے نکال دیا؛ چنانچہ تقریباً ایک ہزار بنو امیہ مروان بن حکم کے گھر میں جمع ہو گئے یزید کی فوجوں نے مدینہ منورہ کے بہت کم لوگ زندہ چھوڑے اور اس قدر طوفان بدتمیزی برپا کیا کہ ان کے ذکر سے قلم کی زبان بھی شرمندہ اور خائف ہے۔ واقدی نے ایوب بن بشیر سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں یہاں سے گزرے تو فرمایا "انا للہ وانا الیہ راجعون"، پڑھا صحابہ کرام کو وہم ہوا کہ شائد کوئی خطرہ لاحق ہونے والا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سوال عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس وقت کیا دیکھا ہے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون، پڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا اس سنگریزہ میدان میں میرے صحابہ کرام سے بڑے بڑے صحابی قتل کئے جائیں گے کہ قیامت میں ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔ اس فتنہ کے وقت غزوہ حدیبیہ والوں میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

پھر تیسرا فتنہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حجاج بن یوسف کی جنگ ہے۔ جبکہ حجاج نے عبداللہ بن زبیر کو قتل کیا کعبہ کو خراب کیا اور حرم شریف کے وقار کو پامال کیا یہ سب کچھ عبدالملک بن مروان کی امارت کے زمانہ میں ۷۴ ہجری کو ہوا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بہت اصحابِ بدر باقی رہے اور انھوں نے لمبی عمریں پائیں اور طبعی موت سے انھوں نے وفات پائی۔ چنانچہ ابو اسید مالک بن ربیعہ انصاری اسی طرح اصحابِ حدیبیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدت مدیدہ زندہ رہے تو "لَمْ يَبْقَ اَحَدٌ مِنَ الْبَدْرِيِّينَ" کہ بدر میں شریک لوگوں میں سے کوئی باقی نہ رہا کیسے صحیح ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل اکثر بدریوں کی ہلاکت کا سبب ہوا جیسے حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما وغیرہ میں ہوا۔ اگر یہ سوال ہو کہ نفی کے بعد نکرہ واقع ہو تو عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ لہٰذا معنی یہ ہوا کہ کوئی بھی باقی زندہ نہ رہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر عام سے کچھ نہ کچھ مخصوص ہوتا ہے۔ البتہ یہ آیت کریمہ غیر مخصوص ہے۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ علاوہ ازیں جس عام کے لفظ میں مبالغہ مقصود ہو اس کے عموم میں اختلاف ہے کہ اس کے معنی میں عموم ہے یا نہیں (کرمانی)

طباخ کا معنی قوت ہے اور عقل و خیر کے معنی میں بھی آتا ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے اور طُبَاخَ لَهُ یعنی اس میں کچھ عقل اور خیر نہیں۔

۳۷۷۱ ـــ ترجمہ: حجاج بن منہال نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر نمیری نے ہمیں خبر دی کہ یونس بن یزید نے بیان کیا کہ میں نے زہری کو یہ کہتے ہوئے سنا

marfat.com
Marfat.com

عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَآئِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ قَالَتْ فَاَقْبَلْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ اُمُّ مِسْطَحٍ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ بِئْسَ مَا قُلْتِ تَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا حَدِيْثَ الْاِفْكِ

۳۷۷۲ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحِ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُّوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ هٰذِهٖ مَغَازِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُلْقِيْهِمْ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ مُوْسٰى قَالَ نَافِعٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُنَادِيْ نَاسًا اَمْوَاتًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ فَجَمِيْعُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنْ قُرَيْشٍ مِّمَّنْ ضُرِبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ اَحَدٌ وَّثَمَانُوْنَ رَجُلًا وَكَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ قَالَ الزُّبَيْرُ قُسِمَتْ سُهْمَانُهُمْ فَكَانُوْا مِائَةً وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

کہ میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیّب، علقمہ بن وقّاص اور عبید اللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنی۔ ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا کچھ حصّہ بیان کیا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اور مِسطح کی والدہ (قضاءِ حاجت کے لئے) جا رہی تھیں کہ اچانک مِسطح کی والدہ اپنی چادر میں پھسل پڑی تو اُس نے پھسلتے ہوئے کہا مسطح ہلاک ہو جائے میں نے کہا تُو نے بُرا کہا ہے تو نے ایسے شخص کو گالی دی ہے جو بدر میں شریک تھا اور واقعۂ اِفک بیان کیا۔ (اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ مسطح بدری تھے مسطح کی ماں کا نام سَلمٰی ہے حدیث ۲۴۱۵ کی شرح دیکھیں۔

۳۷۷۲ — ترجمہ: ابن شہاب نے کہا (جبکہ جملہ مغازی ذکر کئے) کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات ہیں پھر غزوۂ بدر کی حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

٣٧٧٣ــ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ضُرِبَتْ يَوْمَ بَدْرٍ لِلْمُهَاجِرِيْنَ بِمِائَةِ سَهْمٍ

بَابُ تَسْمِيَةِ مَنْ سُمِّيَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ فِي الْجَامِعِ النَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَاشِمِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ (قلیبِ بدر میں پڑے ہوئے) کافروں کو تلقین کر رہے تھے کیا پایا تم نے اس کو جو اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا؟ موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ نافع نے کہا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ ایسے لوگوں کو ندا کر رہے ہیں جو مرے پڑے ہیں (اور بات نہیں سنتے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میں ان سے کہہ رہا ہوں تم اُن سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔ امام بخاری نے کہا تمام قریش جو بدر میں شریک تھے اور انہیں غنیمت سے حصہ ملا ان کی تعداد اسی (۸۰) تھی۔ عروہ بن زبیر نے کہا کہ زبیر نے کہا میں نے اُن کے حصے خود تقسیم کئے تھے اور ان کی تعداد سو تھی۔ واللہ اعلم!

٣٧٧٢ — شرح : یہ حدیث اس لئے یہاں ذکر کی ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے غزوۂ بدر کے جو امور ذکر کئے ہیں۔ ان کو بیان کرے یعنی ابن شہاب نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات ذکر کرنے کے بعد کہا یہ تمام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی ہیں۔ اور بدر کی حدیث ذکر کی۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر لعنت فرما رہے تھے۔

٣٧٧٣ — ترجمہ : زبیر "رضی اللہ عنہ" سے روایت ہے کہ مہاجرین کے لئے بدر کے روز سو حصے مقرر کئے گئے۔

٣٧٧٣ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث براء کی حدیث کے معارض ہے، کیونکہ پہلے بیان کیا ہے کہ مہاجرین ساٹھ سے زائد تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ براء کی حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جو بدر میں بالفعل شریک ہوئے تھے اور یہ حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جو بالفعل یا بالقوّہ شریک تھے۔ یعنی بعض بالفعل حاضر نہ تو تھے، لیکن ان کو حکماً شریک کر لیا گیا اور ان کو غنیمت سے حصہ دیا یا زبیر کے کلام میں سو سے مراد آزاد اور موالی اور اتباع ہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

اَیَاسُ بْنُ الْبُکَیْرِ بِلَالٌ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلَی اَبِیْ بَکْرِ الْقُرَشِیِّ حَمْزَۃُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
الْهَاشِمِیُّ حَاطِبُ ابْنُ اَبِیْ بَلْتَعَۃَ حَلِیْفٌ لِقُرَیْشٍ اَبُوْ حُذَیْفَۃَ بْنُ عُتْبَۃَ بْنِ
رَبِیْعَۃَ الْقُرَشِیُّ حَارِثَۃُ بْنُ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیُّ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَۃُ
بْنُ سُرَاقَۃَ كَانَ فِی النَّظَّارَۃِ خُبَیْبُ بْنُ عَدِیٍّ الْاَنْصَارِیُّ خُنَیْسُ بْنُ حُذَافَۃَ السَّهْمِیُّ
بْنُ رَافِعٍ الْاَنْصَارِیُّ رِفَاعَۃُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ اَبُوْ لُبَابَۃَ الْاَنْصَارِیُّ زُبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِیُّ
زَیْدُ ابْنُ سَهْلٍ اَبُوْ طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیُّ اَبُوْ زَیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ الزُّهْرِیُّ
سَعْدُ بْنُ خَوْلَۃَ الْقُرَشِیُّ سَعِیْدُ بْنُ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ الْقُرَشِیُّ سَهْلُ بْنُ
حُنَیْفٍ الْاَنْصَارِیُّ ظُهَیْرُ بْنُ رَافِعٍ الْاَنْصَارِیُّ وَاَخُوْهُ عَبَّادُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ
اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّیْقُ الْقُرَشِیُّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْهُذَلِیُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ
عَوْفٍ الزُّهْرِیُّ عُبَیْدَۃُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِیُّ عُبَادَۃُ بْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِیُّ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِیُّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِیُّ خَلَّفَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
عَلٰی اِبْنَتِهٖ وَضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ الْهَاشِمِیُّ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِیْفُ

باب بدر میں شریک ہونے والوں کے اسماء گرامی

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری کے اس باب میں حروفِ تہجی کی ترتیب پر بدر میں شریک مخصوص حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء ذکر کئے ہیں۔ پہلے باب میں بدر میں شریک صحابہ کرام کا تفصیلاً ذکر تھا اس باب میں ان کا اجمالی ذکر ہے۔ بدر میں حاضر ہونے والے تمام صحابہ اس باب میں مذکور نہیں کیونکہ ان میں کثیر صحابہ کرام جن کے بدر میں شریک ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں جیسے ابوعبیدہ بن جراح کو ذکر نہیں کیا گیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے سوا باقی حضرات کو حروفِ تہجی کی ترتیب پر ذکر کیا۔ ان حضرات کو شرافت بزرگی کے باعث ترتیب سے پہلے ذکر کیا۔ بخاری کے بعض نسخوں میں

marfat.com
Marfat.com

بَنِیْ عَامِرِ بْنِ لُؤَیٍّ عُقْبَۃُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیُّ عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَۃَ الْعَنْزِیُّ
عَاصِمُ بْنُ ثَابِتِ الْاَنْصَارِیُّ عُوَیْمُ بْنُ سَاعِدَۃَ الْاَنْصَارِیُّ عُتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ
الْاَنْصَارِیُّ قُدَامَۃُ بْنُ مَظْعُوْنٍ قَتَادَۃُ بْنُ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِیُّ مُعَاذُ بْنُ
عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَاَخُوْہُ مَالِكُ بْنُ رَبِیْعَۃَ اَبُوْ اُسَیْدٍ
الْاَنْصَارِیُّ مُرَارَۃُ بْنُ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیُّ مَعْنُ بْنُ عَدِیِّ الْاَنْصَارِیُّ
مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَۃَ بْنِ عَبَّادِ ابْنُ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو
الْكِنْدِیُّ حَلِیْفُ بَنِیْ زُہْرَۃَ ہِلَالُ بْنُ اُمَیَّۃَ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ

صرف سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ترتیب سے مستثنیٰ کیا اور حضرات خلفاء راشدین کا تذکرہ بھی سلکِ ترتیب میں رکھا جیسا کہ یہاں سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی ذکر کیا۔ پھر حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق ایاس بن بکیر الخ کو ذکر کیا۔

اسماءِ گرامی

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حتمی طور پر بدر میں موجود تھے۔ آپ کے اسمِ گرامی سے ابتداء صرف برکت و تیمن کے لئے کی ہے۔

ع۱ عبداللہ بن عثمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ابن ابی قحافہ مشہور ہیں جب بدر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ میں تجھ سے وعدہ کی ایفاء کا سوال کرتا ہوں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن تھام کر عرض کیا یا رسول اللہ! حَسْبُكَ اللّٰہُ "

ع۲ عمر بن خطاب عدوی رضی اللہ عنہ فاروق اعظم مشہور ہیں جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیبِ بدر میں پڑے ہوئے کفار سے کلام کیا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان جسموں سے گفتگو فرما رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں۔

ع۳ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ صاحبِ حیاء و غنا مشہور ہیں۔ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔ جنگِ بدر کے موقعہ پر آپ کی بیوی رقیہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھیں آپ نے اُن سے فرمایا کہ رقیہ کی تیمارداری کرو تمہیں بدر میں شریک ہونے والے کا ثواب اور غنیمت سے حصہ ملے گا۔

marfat.com
Marfat.com

ع۴ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چند رکرار مشہور ہیں۔ اُنھوں نے کہا بدر کی غنیمت سے مجھے ایک اونٹنی ملی تھی۔ ان حضرات کے بعد باقی شرکاءِ بدر کو حروف تہجی کی ترتیب پر ذکر کیا۔

ع۵ ایاس بن بکیر، بکر کی تصغیر ہے۔ وہ بدر، اُحد، خندق اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ ایک ایاس بن درقہ انصاری ہیں۔ وہ بھی بدر میں شریک تھے اور یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوگئے تھے۔

ع۶ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔ اُنھوں نے بدر میں کہا تھا اگر اُمیہ بن خلف بچ نکلا تو میری کوئی نجات نہیں۔ پھر چند ساتھیوں کو ساتھ لیکر اس کو قتل کر دیا۔

ع۷ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ بدر میں اُنھوں نے شیبہ بن ربیعہ کو بھی قتل کیا تھا۔

ع۸ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ لخمی ہیں۔ ان کے حق میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ بدری نہیں ہے؟

ع۹ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا نام ہاشم ہے۔ انہیں مہشم بھی کہا جاتا ہے۔ وہ ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف قرشی عبسی ہیں۔ آپ افاضل صحابہ میں سے ہیں۔ بدر، اُحد، خندق اور دیگر غزوات میں شریک رہے اور یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوگئے۔

ع۱۰ حارثہ بن رُبیعہ، مصغر ہے یہ حارثہ کی والدہ ہے۔ ان کا والد سراقہ ہے۔ پہلے باب میں گزرا ہے کہ حارثہ جنگِ بدر میں زخمی ہوگئے تھے۔ نظارہ وہ لوگ ہیں جو اشیاء میں نظر کریں اور حارثہ بدر کا پانی دیکھتے تھے۔

ع۱۱ خُبیب بن عدی انصاری ہیں اُنھوں نے بدر کی جنگ میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ پھر بعد میں بنو حارث نے انہیں قتل کر دیا۔

ع۱۲ خُنیس بن حذافہ سہمی قرشی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے داماد تھے وہ بدر میں شریک تھے اور مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تھے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق نے حفصہ کا نکاح سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا تھا۔

ع۱۳ رفاعہ بن رافع انصاری زرقی ہیں۔ رافع خافض کی ضد ہے۔ وہ بدر میں شریک تھے۔

ع۱۴ رفاعہ بن عبدالمنذر ابولبابہ انصاری بنی عمرو بن عوف سے ہیں۔ پہلے باب میں گزرا ہے کہ ابولبابہ بدری نہیں ہے۔

ع۱۵ زُبیر بن عوام قرشی۔

ع۱۶ زید بن سہل طلحہ انصاری حضرت انس بن مالک کی والدہ کے شوہر ہیں ان کی کنیت مشہور ہے۔ ۵۱ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۱۷ ابوزید انصاری ان کا نام قیس بن سکن ہے۔ وہ انصاری بخاری ہیں۔

ع۱۸ سعد بن مالک زہری یہی سعد بن ابی وقاص ہیں ان کے بدری ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

ع۱۹ سعد بن خولہ قرشی ع۲۰ سعید بن زید بن عمرو بن نُفیل قرشی بدری ہیں۔
ع۲۱ سہل بن حُنیف انصاری۔ حُنَیف حنف کی تصغیر ہے۔
ع۲۲ ظُہَیر بن رافع انصاری اور ان کا بھائی مُظہر، بخاری نے بھائی کے نام کی تصریح نہیں کی۔
ع۲۳ عبداللہ بن مسعود ہُذلی۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بدر کے روز فرمایا ابوجہل کا حال کون دریافت کرے گا تو عبداللہ بن مسعود نے معلوم کیا۔
ع۲۴ عتبہ بن مسعود ہذلی حضرت عبداللہ بن مسعود کے بھائی ہیں۔ ان کا پہلے ذکر نہیں ہُوا اور نہ ہی کسی نے انہیں بدریین میں ذکر کیا ہے۔ وہ اُحُد میں اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ اور مدینہ منورہ میں فوت ہُوئے حضرت عمر فاروق نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ وہ اپنے بھائی عبداللہ سے پہلے فوت ہُوئے تھے۔
ع۲۵ عبدالرحمٰن بن عوف زُہری اُنھوں نے کہا وہ بدر کی جنگ میں صف میں تھے۔
ع۲۶ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب بن عبدمناف بن قصی قرشی مطلبی ہیں وہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دس سال پہلے پیدا ہُوئے تھے۔ آپ کے حضور میں ان کا عظیم مقام اور مرتبہ تھا۔ انہوں نے بدر کی لڑائی میں عتبہ بن ربیعہ کا مقابلہ کیا تھا جس میں وہ شدید زخمی ہوگئے تھے؛ کیونکہ آپ کا پاؤں کٹ گیا تھا اور صفراء میں وفات پاگئے۔
ع۲۷ عبادہ بن صامت بدری ہیں ع۲۸ عمرو بن عوف،، بنی عامر بن لوی کے حلیف ہیں۔ مدینہ منورہ میں مقیم رہے ان کی اولاد نہیں وہ بدری ہیں۔
ع۲۹ عقبہ بن عمرو بھی بدری ہیں ع۳۰ عامر بن ربیعہ عَنَزِی ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ دراصل وہ عنزی ہیں اور حلفاً عدوی ہیں۔ ابوعبیدہ معمر بن مثنّٰی نے کہا عامر بن ربیعہ عدوی حضرت عمر بن خطاب کے حلیف تھے۔ ۳۲ ہجری میں فوت ہُوئے ع۳۱ عاصم بن ثابت اُنھوں نے بدر کی جنگ میں بڑے عظیم کافر قتل کیا تھا۔
ع۳۲ عُوَیم بن ساعدہ انصاری عام کا مصغّر ہے ع۳۳ عتبان بن مالک انصاری۔
ع۳۴ قدامہ بن مظعون ع۳۵ قتادہ بن نعمان انصاری
ع۳۶ معاذ بن عمرو بن جموح بدر کی جنگ میں ابوجہل کا جنگی سامان انہیں دیا گیا تھا۔
ع۳۷ مُعَوِّذ بن عفراء ع۳۸ معاذ بن عفراء ان کا تیسرا بھائی عوف تھا وہ بھی بدر میں شریک ہُوا تھا ع۳۹ مالک بن ربیعہ ان کی کنیت ابواُسَید ہے۔ ع۴۰ مِسطَح بن اُثاثہ بن عباد بن مُطّلب بن عبدمناف ع۴۱ مرارہ بن ربیع یہ اور ہلال دونوں نیک شخص تھے اور بدر میں شریک تھے۔
ع۴۲ معن بن عدی عویم بن ساعدہ کے ساتھ ان کا ذکر ہُوا ہے ع۴۳ مِقداد بن عمرو کندی بنوزہرہ کے حلیف تھے ع۴۴ بلال بن اُمیّہ انصاری رضی اللہ عنہم جن حضرات کو امام نے ذکر کیا ہے وہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سوا چوالیس بدری ہیں۔ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام تین سو تیرہ تھے تطویل کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حَدِيْثُ بَنِيْ النَّضِيْرِ

وَمَخْرَجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فِيْ دِيَةِ الرَّجُلَيْنِ وَمَا اَرَادُوْا مِنَ الْغَدْرِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ كَانَتْ عَلٰى رَاسِ سِتَّةِ اَشْهُرٍ مِّنْ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَبْلَ اُحُدٍ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ وَجَعَلَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ بَعْدَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ وَاُحُدٍ

کے خوف سے تمام کو ذکر نہیں کیا۔ ابوالفتح یعمری نے ۹۴ مہاجرین اور ۱۹۵۔ انصار قبیلہ خزرج سے اور ۷۴ قبیلہ اوس سے ذکر کئے ہیں۔ یہ مجموعہ ۳۶۳ ہیں۔ یہ عدد اہلِ بدر سے زیادہ ہے؛ لیکن بعض میں اختلاف تھا اور انہیں ذکر کر دیا ہے۔

باب ـــ حَدِیْثُ بَنِیْ نَضِیْرٍ

اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ..... دو شخصوں کی دیت کے متعلق ان کے پاس تشریف لے جانا اور جو اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دھوکہ کیا زُہری نے عروہ سے روائت کی کہ یہ سانحہ بدر کے چھ ماہ بعد اُحُد کی جنگ سے پہلے کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ اللہ ہے جس نے اہلِ کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے نکالا یہ ان کا پہلی بار نکلنا ہے۔ اس کو ابن اسحاق نے بیئرِ مَعُونہ اور اُحُد کے بعد ذکر کیا ہے۔

شرح : بنی نضیر مدینہ منورہ کے یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے اُن کے اور جناب رسُول اللہ کے درمیان معاہدہ تھا۔ ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم وغیرہ اہلِ علم سے روائت کی کہ عامر بن طفیل نے عمرو بن اُمیّہ کو بئرِ معونہ کے واقعہ کے بعد اپنی والدہ کی طرف سے آزاد کیا تھا۔ عمرو مدینہ منورہ کی طرف نکلا تو راستہ میں اسے قبیلہ بنی عامر کے دو شخص ملے جن کے پاس سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عقد و عہد تھا جس کا عمرو بن اُمیّہ کو علم نہ تھا۔ عمرو نے ان سے کہا تم کون ہو؟ اُنھوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں اُس نے انہیں

marfat.com
Marfat.com

کچھ مہلت دی جب وہ سو گئے تو انہیں عمرو نے قتل کر دیا اور گمان کیا کہ اُس نے بیر معونہ پر قتل ہونے والے صحابہ کا انتقام لیا ہے پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا تم نے ان کو قتل کیا ہے جن سے ہمارا معاہدہ ہے۔ میں ان کی دیت ادا کروں گا۔ ابن اسحاق نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے پاس گئے تاکہ ان سے دیت میں استعانت کریں جبکہ بنی نضیر اور بنی عامر کے درمیان معاہدہ تھا جب آپ استعانت کے لئے وہاں پہنچے تو اُنھوں نے کہا جی ہاں ہم آپکی اعانت کریں گے پھر اُنھوں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا اور کہا ایسا موقعہ پھر کبھی نہیں میسّر آئے گا۔ جبکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی ایک دیوار کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ مشورہ کے بعد اُنھوں نے ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ اس مکان پر چڑھے اور اُوپر سے بھاری پتھر آپ پر گرا کر آپ کو قتل کر دے تاکہ ہمیں راحت پہنچے عمرو بن حجاش بن کعب نے یہ ذمہ داری قبول کی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرائیل علیہ السّلام نازل ہُوئے اور ان کی سازش سے خبردار کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ظاہر کرتے ہُوئے وہاں سے اُٹھ کھڑے ہُوئے کہ آپ قضاء حاجت فرمائیں گے اور اپنے صحابہ سے وہیں ٹھہرنے کا حکم فرمایا اور آپ جلدی سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ جب آپ کے صحابہ نے آپ کی واپسی میں تاخیر دیکھی اور انہیں بتایا گیا کہ آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہیں تو وہ بھی آپ سے جاملے پھر ان کو یہود سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا جب صحابہ کرام نے یہودیوں پر حملہ کیا تو وہ قلعہ میں داخل ہو گئے۔ آپ نے حکم دیا کہ ان کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے جائیں اور انہیں جلا دیا جائے۔ ابن اسحاق نے کہا آپ نے چھ روز ان کا محاصرہ کیا چند منافقین نے ان کو پیغام بھیجا کہ تم ثابت قدم رہو اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہارے ساتھ مل کر لڑیں گے وہ اس انتظار میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر رعب ڈال دیا اور وہ ان کی مدد نہ کر سکے پھر یہودیوں نے سوال کیا کہ ان کو اس علاقہ سے جلاوطن کر دیا جائے بشرطیکہ ان کے اونٹ جتنا سامان اُٹھا سکیں وہ جانے دیں تو اس پر انہوں نے صلح کر لی۔ بیہقی نے ذکر کیا کہ ابن اسحاق نے کہا وہ شام اور خیبر کی طرف چلے گئے۔ عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ وہ باقی سامان چھوڑ گئے جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خصوصی فئی کی حیثیت میں رہا۔ اور یہودیوں میں سے صرف یامین بن عمیر اور ابوسعید بن وہب نے اسلام قبول کیا اور ان کے مال وغیرہ ان کے لئے محفوظ رہے۔

ابن مردویہ نے صحیح اسناد کے ساتھ معمر، زہری اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے انہوں نے ایک معتمد علیہ شخص سے روائت کی کہ مکہ کے کفار قریش نے غزوۂ بدر سے پہلے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے مسلمانوں سے جنگ کا ارادہ کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تم سے قریش وہ دھوکہ کر رہے ہیں جو تم سے کوئی شخص اس طرح دھوکا نہیں کر سکا۔ وہ تمہاری آپس میں لڑائی کرانا چاہتے ہیں جب اُنھوں نے یہ سنا تو وہ منتشر ہو گئے اور مسلمانوں سے حالتِ جنگ ختم کر دی۔ جب بدر کی لڑائی ہُوئی تو اس کے بعد قریش نے یہودیوں کو خط لکھا کہ تم مال دار ہو، قلعوں کے مالک ہو اور انہیں بھی تہدید وغیرہ کی تو بنو نضیر نے غدر پر اتفاق کر لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ آپ اپنے صحابہ میں سے تین صحابی بھیجیں اور ہماری

marfat.com
Marfat.com

۳۷۷۴ — حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُقْبَۃَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَارَبَتِ النَّضِیْرُ وَ قُرَیْظَۃُ فَاَجْلَا بَنِی النَّضِیْرِ وَاَقَرَّ قُرَیْظَۃَ وَمَنَّ عَلَیْھِمْ حَتّٰی حَارَبَتْ قُرَیْظَۃُ فَقَتَلَ رِجَالَھُمْ وَقَسَمَ نِسَآءَھُمْ وَ اَوْلَادَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا بَعْضَھُمْ لَحِقُوْا بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَھُمْ وَاَسْلَمُوْا وَاَجْلَی یَھُوْدَ الْمَدِیْنَۃِ کُلَّھُمْ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ وَھُمْ رَھْطُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ وَیَھُوْدَ بَنِیْ حَارِثَۃَ وَکُلَّ یَھُوْدَ بِالْمَدِیْنَۃِ

طرف سے آپ کے پاس تین شخص آئیں اگر وہ تین ایمان لے آئیں اور اسلام قبول کرلیں تو ہم آپ کی اتباع کریں گے آپ نے ان کی پیشکش کو قبول فرمالیا وہ تین یہودی خنجروں سے مسلح ہوکر گئے تو بنی نضیر کی ایک عورت نے اپنے انصاری مسلمان بھائی کو بنی نضیر کی سازش سے مطلع کر دیا پھر اس کے بھائی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں تک پہنچنے سے پہلے خبردار کر دیا تو آپ واپس آگئے اور یہودیوں پر بھرپور حملہ کر دیا اور سارا دن ان کا محاصرہ کیا پھر اگلے روز بنو قریظہ پر حملہ کیا اور ان کا بھی محاصرہ کر لیا جب اُنہوں نے آپ سے معاہدہ کر لیا تو آپ وہاں سے بنی نضیر کے پاس آئے اور اُن سے سخت جنگ کی حتی کہ وہ جلاوطنی پر راضی ہوگئے اور یہ شرط کرلی کہ وہ اسلحہ کے سوا دوسرا سامان لے جاسکتے ہیں ؛ چنانچہ یہودیوں نے اپنے گھروں کے دروازے نکال لئے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو گرا دیا اور لکڑیاں وغیرہ اُٹھالے گئے ۔ یہ ان کی شام کی طرف پہلی جلاوطنی تھی ۔ ابن حجر نے کہا بنو نضیر کی جلاوطنی کے سبب کا بیان واقعہ دیت کے واقعہ سے قوی تر ہے ۔

۳۷۷۴ — ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ بنی نضیر اور قریظہ کے یہودیوں نے جنگ کی تو بنی نضیر کو جلاوطن کیا اور بنی قریظہ پر احسان کر کے انہیں رہنے دیا حتی کہ اُنھوں نے محاربت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے مرد قتل کر دیئے اور ان کی عورتیں ، اولاد اور اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے مگر ان میں سے بعض نبی کریم سے مل گئے تو آپ نے اُن کو امن دیا اور وہ مسلمان ہوگئے اور مدینہ منورہ کے تمام یہودی جو بنی قینقاع ہیں اور وہ حضرت عبد اللہ بن سلام کا قبیلہ ہیں اور بنی حارثہ کے یہودی اور مدینہ منورہ کے تمام یہودی جلاوطن کر دیئے ۔

۳۷۷۴ — شرح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی نضیر کے یہودی تو نکال دیئے

marfat.com
Marfat.com

۳۷۷۵ ـــ حَدَّثَنِیْ الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ قُلْتُ لِاِبْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُوْرَةُ النَّضِیْرِ تَابَعَهٗ هُشَیْمٌ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ

۳۷۷۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ یَجْعَلُ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتّٰی افْتَتَحَ قُرَیْظَةَ وَالنَّضِیْرَ فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ یَرُدُّ عَلَیْهِمْ ۳۷۷۷ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ

اور بنو قریظہ کے یہودیوں کو ثابت رکھا، لیکن جب اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تو آپ نے پچیس روز ان کا محاصرہ کیا حتی کہ وہ تنگ پڑ گئے اور ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے رعب ڈال دیا۔ اور اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قبول کیا تو آپ نے اُن کے مرد قتل کر دیئے اور عورتیں، اولاد اور مال خمس کے بعد مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے اور مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ سے تمام یہودی نکال دیئے۔

۳۷۷۵ ـــ ترجمہ : سعید بن جُبیر نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا سورۂ حشر تو اُنھوں نے کہا اسے سورۂ نضیر کہو۔ ابو عوانہ کی ابو بشر سے روائت کرنے میں ہشام نے موافقت کی (ہشیم نے بھی ابو بشر سے یہ روائت کی ہے)

۳۷۷۶ ـــ ترجمہ : مُعتمر نے اپنے والد سے روائت کی کہ میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجوریں بطور تحفہ کر دی تھیں حتی کہ قریظہ اور نضیر قبیلوں کو فتح کیا اس کے بعد آپ نے لوگوں کو تحفے واپس کر دیئے۔

۳۷۷۷ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے کھجوروں کے درخت جلا

marfat.com
Marfat.com

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ النَّضِيْرِ وَ قَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَنَزَلَتْ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ

۳۷۷۸ ــ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ ابْنُ اَسْمَآءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ قَالَ وَلَهَا يَقُوْلُ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ ؎ وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ ؎ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ ؎ قَالَ فَاَجَابَهُ اَبُوْ سُفْيَانُ بْنُ الْحَارِثِ ؎ اَدَامَ اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيْعٍ ؎ وَحَرَّقَ فِيْ نَوَاحِيْهَا السَّعِيْرُ ؎ سَتَعْلَمُ اَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ ؎ وَتَعْلَمُ اَيَّ اَرْضَيْنَا تَضِيْرُ

دیئے اور بُویرہ کی کھجوریں کٹوا دیں۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی در جو کھجوریں تم نے کاٹ ڈالیں یا ان کو ان کی جڑوں پر کھڑے رہنے دیا۔ یہ سب اللہ کے حکم سے تھا۔

۳۷۷۷ ــ شرح : بُویرہ بُوَیْرَہ کی تصغیر ہے۔ یہ مدینہ منوّرہ کے قریب ایک موضع ہے وہاں بنی نضیر کی کھجوریں تھیں لِینَہ کا معنی کھجور ہے۔

۳۷۷۸ ــ ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنی نضیر کے کھجور کے درخت جلا دیئے اس کے متعلق حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا ،، ؎ بنی لؤی کے سرداروں کے لئے غالب آنا آسان ہوگیا کہ بویرہ میں لگی ہوئی آگ شعلے پھینک رہی ہے۔ ابوسفیان بن حارث نے اس کو یہ جواب دیا ؎ اللہ اس تحریق کو ہمیشہ رکھے اور بویرہ کے اردگرد دوزخ کی آگ جلائے عنقریب تو جان لے گا کہ ہم سے اس جگہ سے کون دُور ہے اور معلوم کرے گا کہ ہماری کون سی زمین نقصان اُٹھائے گی۔

۳۷۷۸ ــ شرح : سُرات قریش کے سردار ہیں جو لؤی کی اولاد ہیں۔ ابوسفیان بن حارث نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا کے بیٹے ہیں ان کا نام مُغیرہ ہے۔ اس تحریق نخلات کے وقت وہ کافر تھے۔ اس کے بعد فتح مکہ میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ زمین سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ

marfat.com
Marfat.com

٣٧٧٩ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ اَوْسِ بْنِ حَدَثَانَ النَّصْرِيُّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَعَاهُ اِذْ جَآءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ قَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَاَدْخَلَهُمْ فَلَبِثَ قَلِيْلًا ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ يَسْتَاْذِنَانِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا دَخَلَا قَالَ عَبَّاسٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّتِيْ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ فَقَالَ الرَّهْطُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَاَرِحْ اَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخِرِ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوْا اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ

کی زمین مراد ہے ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوسفیان بن حارث نے یہ کیسے کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کافروں کی زمین کو جلانا ہمیشہ رکھے حالانکہ وہ اس وقت کافر تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی غرض یہ تھی کہ اللہ اِس زمین میں تحریق ہمیشہ رکھے جو اس کے ارد گرد پھیلتی رہے اور ظاہر ہے کہ نُویرہ کے قریب مدینہ منورہ اور مسلمانوں کے مواضع ہیں لہٰذا دراصل مسلمانوں کے لئے دعا نہیں بلکہ ان پر بد دعاء ہے۔

(حدیث ع۲۱۷۶ کی شرح دیکھیں)

٣٧٧٩ — ترجمہ : مالک بن اوس بن حدثان نصری نے خبر دی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے بُلایا تو اچانک اُن کا دربان یرفاء آیا اور کہنے لگا کیا آپ چاہتے ہیں کہ عثمان ، عبدالرحمٰن ، زُبیر اور سعد آپ کے پاس آئیں وہ اجازت طلب کرتے ہیں فرمایا ہاں! ان کو اندر آنے دو۔ وہ تھوڑا سا ٹھہرے پھر آئے اور کہا کیا آپ علی اور عباس کو آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ وہ اجازت طلب کرتے ہیں فرمایا ہاں! جب وہ اندر آئے تو عباس نے کہا یا امیرالمؤمنین! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دیں۔ ان کا اس مال میں جھگڑا تھا جو اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کے اموال اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بِذٰلِكَ نَفْسَهٗ قَالُوْا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ فَاِنِّيْ اُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ اَنَّ اللّٰهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهٗ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهٖ اَحَدًا غَيْرَهٗ فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ اِلٰى قَوْلِهٖ قَدِيْرٌ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا اَحْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَاْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ اَعْطَاكُمُوْهَا وَقَسَمَهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ مِنْهَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَاْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهٗ ثُمَّ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَاَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا اَبُوْبَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ وَاَقْبَلَ عَلٰى

کو بطور فئی دیئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس نے سخت جھگڑا کیا تو اس وفد نے کہا یا امیر المؤمنین اِن دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیں اور ایک کو دوسرے سے آرام میں کر دیں (جھگڑا نہ کریں) حضرت عمر فاروق نے کہا ذرا سا صبر کرو میں تمہیں اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان کھڑے ہیں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ ان کی مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ کریمہ تھی۔ اُنھوں نے کہا یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ پھر عمر فاروق نے حضرت عباس اور علی المرتضیٰ کی طرف متوجہ ہو کر کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کیا تم دونوں جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اُنھوں نے کہا یقیناً حضور نے یہ فرمایا ہے۔ عمر فاروق نے کہا میں تم سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فئی میں کسی

marfat.com
Marfat.com

عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ وَقَالَ تَذْكُرَانِ اَنَّ اَبَابَكْرٍ فِيْهِ كَمَا تَقُوْلَانِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّهٗ فِيْهِ لَصَادِقٌ بَآرٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ فَقُلْتُ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهٗ سَنَتَيْنِ مِنْ اِمَارَتِيْ اَعْمَلُ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ فِيْهِ صَادِقٌ بَآرٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ كِلَاكُمَا وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَاَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ فَجِئْتَنِيْ يَعْنِيْ عَبَّاسًا فَقُلْتُ لَكُمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَا لِيْ اَنْ اَدْفَعَهٗ اِلَيْكُمَا قُلْتُ اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهٗ اِلَيْكُمَا عَلٰى اَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهٗ لَتَعْمَلَانِّ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَمَا عَمِلْتُ فِيْهِ مُنْذُ وُلِّيْتُ وَاِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِّيْ فَقُلْتُمَا اُدْفَعْهُ اِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهٗ اِلَيْكُمَا اَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَآءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ الَّذِيْ بِاِذْنِهٖ يَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِيْ فِيْهِ بِقَضَآءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَاِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهُ فَادْفَعَا اِلَيَّ فَاَنَا اَكْفِيْكُمَاهُ قَالَ فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ

چیز کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔ جو آپ کے سوا کسی کو نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ جَلَّ ذِکْرُہٗ نے فرمایا جو اللہ نے اپنی رسُول کو ان سے فئی دی تم نے تو اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے الخ (بغیر لڑنے کے دشمن بھاگ گیا اور اس کا سارا مال اللہ کے رسُول کے لئے ہوگیا) پس یہ خالصًا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے تھا۔ خُدا کی قسم! جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہارے سوا یہ مال محفوظ نہیں فرما لیا اور نہ ہی تمہارے علاوہ اپنی ذات کریمہ کو مخصوص کیا۔ یقیناً آپ نے وہ مال تمہیں دیا اور تم میں خرچ کر دیا حتیٰ کہ اس میں سے صرف یہ مال باقی رہا ہے جو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے اہل واولاد پر سال بھر خرچ کرتے تھے اور جو باقی بچتا تھا اس کو اللہ کا مال کر دیتے تو زندگی بھر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ عمل کیا پھر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم فوت ہو گئے تو ابوبکر نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نائب ہوں اور اس مال کو حضرت ابوبکر

marfat.com
Marfat.com

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ صَدَقَ مَالِكُ بْنُ اَوْسٍ اَنَا سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اَرْسَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمٰنَ اِلٰى
اَبِيْ بَكْرٍ يَسْأَلُنَهٗ ثُمُنَهُنَّ مِمَّا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ اَنَا اَرُدُّهُنَّ
فَقُلْتُ لَهُنَّ اَلَا تَتَّقِيْنَ اللّٰهَ اَلَمْ تَعْلَمْنَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ
لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهٗ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا
الْمَالِ فَانْتَهَى اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَا اَخْبَرْتُهُنَّ قَالَ فَكَانَتْ

نے اپنے قبضہ میں کرلیا اور اس میں وہی عمل کیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور تم نے اس وقت
اور علی و عباس کی طرف منہ کئے ہوئے کہا کیا تم یاد کرتے ہو کہ ابوبکر اس عمل میں ایسے ہیں جو تم کہتے ہو (صادق اور راشد نہ تھے)
اللہ جانتا ہے کہ وہ اس عمل میں سچے صاحب رشد اور حق کے تابع تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وفات
دی تو میں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کا ولی ہوں اور اپنی امارت کے دو سال سے میں نے وہ
اپنے قبضہ میں کیا میں اس میں وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر نے کیا اللہ جانتا ہے کہ میں اس عمل میں
صادق صاحب رشد حق کا تبع ہوں۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے ہو۔ تمہاری بات ایک ہے۔ اور کام مختلف نہیں
پس عباس تم میرے پاس آئے تو میں نے تم سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو
ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ پھر میں نے سوچا کہ میں وہ تمہارے حوالہ کر دوں تو میں نے تمہیں کہا اگر تم چاہتے ہو تو میں یہ
مال اس شرط پر تمہارے سپرد کرتا ہوں کہ اس میں وہی عمل کرو جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے کیا ہے۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو مجھ سے اس بارے میں کوئی بات نہ کرو تو تم نے کہا اس شرط پر یہ ہمارے سپرد
کر دیں۔ تو میں نے وہ تمہارے سپرد کر دیا کیا تم مجھ سے اس کے سوا کوئی اور حکم طلب کرتے ہو؟ اللہ کی قسم جس کے حکم
سے آسمان اور زمین قائم ہیں اس کے سوا میں اس میں کوئی حکم نہیں کروں گا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے (یہ حکم بدل
نہیں سکتا) اگر تم اس عمل سے عاجز ہو تو وہ میرے حوالہ کر دو میں تمہاری کفائت کروں گا۔ زہری نے کہا میں نے یہ
حدیث عروہ بن زبیر کے واسطہ سے ذکر کی انہوں نے کہا مالک بن اوس نے سچ کہا ہے میں نے ام المؤمنین عائشہ
رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج نے عثمان
کو ابوبکر کے پاس بھیجا وہ ان سے میراث کا آٹھواں حصہ اس مال سے طلب کرتی تھیں جو آپ کو بنی نضیر سے بطور فئی
ملا تھا۔ اور میں ان کو اس سے منع کرتی تھی پس میں نے انہیں کہا کیا تم اللہ سے ڈرتی نہیں ہو کیا تم جانتی نہیں ہو کہ جناب

marfat.com
Marfat.com

هٰذِهِ الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ مَنَعَهَا عَلِيٌّ عَبَّاسًا فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَحَسَنِ ابْنِ حَسَنٍ كِلَيْهِمَا كَانَا يَتَدَاوَلَانِهَا ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ وَهِيَ صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا

٣٧٨٠ — حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ اَتَيَا اَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا اَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ وَاللّٰهِ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ اس سے آپ کی مراد اپنی ذاتِ کریمہ تھی۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے ہی کھائے گی۔ عروہ نے کہا یہ صدقات حضرت علی کے قبضہ میں تھے اُنھوں نے حضرت عباس کو ان سے منع کر رکھا تھا۔ اور ان کے تصرف میں عباس پر غالب رہے پھر حسن بن علی پھر علی بن حسین اور حسن بن حسن کے قبضہ میں رہے حسن بن علی اور علی بن حسین باری باری اس پر قابض رہے پھر زید بن حسن کے قبضہ میں رہے۔ جبکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات ہی رہے اور یہ حضرات مالکانہ تصرف نہ کرتے تھے (یعنی بحیثیت متولی رہے)

(حدیث ع ۲۸۸۵ کے تحت اس کی مبسوط شرح ہے)

٣٧٨٠ — ترجمہ : عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ دونوں ابوبکر کے پاس آئے اس حال میں کہ وہ فدک کی زمین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر سے حصہ (خمس) سے اپنا ترکہ طلب کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَتْلُ كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ

۳۷۸۱ ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں سے کھائے گی۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے کہ اُن سے اچھا سلوک کروں۔

۳۷۸۰

شرح : یعنی میرے نزدیک یہ زیادہ محبوب ہے کہ اُن کے اموال انہیں دوں کیونکہ مجھے اپنی قرابت سے آلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت محبوب تر ہے؛ لیکن مجبوری یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صدقہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا یہ کسی کی ملکیت میں نہیں دیا جا سکتا ہے۔ الحاصل جس طرح میں چاہتا ہوں کہ میرا ترکہ میرے وارثوں کو ملے اس سے زیادہ میری خواہش یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو یہ اموال ملیں لیکن شرعی مانع حائل ہے کہ یہ اموال وراثت نہیں ہے۔ شیعہ اس حدیث کی ترکیب یوں کرتے ہیں کہ "یورث صیغہ غائب ہے متکلم نہیں اور "صدقۃ" بطورِ حال منصوب ہے اور "مَاتَرَكْنَاهُ" "مفعول مالم یسم فاعلہ" ہے، لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جو کچھ ہم چھوڑیں وراثت نہیں ہے اس حال میں کہ وہ متروکہ صدقہ ہے"، لیکن یہ معنی ضعیف تر ہے کیونکہ اس حدیث "نحن معاشرَ الانبیاء لا نرث ولا نورث ماترکناہ صدقۃ" کا سیاق یہ ہے کہ یہ معنی حضرات انبیاء کرام کے ساتھ مختص ہے اور اثنا عشریہ کے بیان کردہ ترکیب کے مطابق یہ اختصاص نہ رہے گا؛ کیونکہ جو کوئی اپنا مال وقف کرے یا صدقہ کرے۔ اس سے وارثوں کا حق منقطع ہو جاتا ہے (حدیث ۲۸۸۴ کی شرح دیکھیں)

باب "کعب بن اشرف یہودی کے قتل کی کیفیت"

کعب بن اشرف یہودیوں کے قبیلہ بنی قریظہ میں سے تھا وہ شاعر تھا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا تھا اور مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کی مدد کرتا تھا جب جنگ بدر میں مشرک سخت مصیبت کا شکار ہوئے تو اسے سخت صدمہ پہنچا۔ بدر میں قتل ہونے والے مشرکوں پر رویا کرتا تھا اور اشعار پڑھا کرتا تھا۔ مسلمانوں کے ایک گروہ نے اس کو تین ہجری کے رمضان شریف میں قتل کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ فَاِنَّهٗ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاْذَنْ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ قُلْ
فَاَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَاَلَنَا صَدَقَةً وَاِنَّهٗ قَدْ
عَنَّانَا وَاِنِّيْ قَدْ اَتَيْتُكَ اَسْتَسْلِفُكَ قَالَ وَاَيْضًا وَاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهٗ قَالَ اِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ
فَلَا نُحِبُّ اَنْ نَدَعَهٗ حَتّٰى نَنْظُرَ اِلٰى اَيِّ شَيْءٍ يَصِيْرُ شَاْنُهٗ وَقَدْ اَرَدْنَا اَنْ تُسْلِفَنَا
وَسْقًا اَوْ وَسْقَيْنِ فَقُلْتُ لَهٗ فِيْهِ وَسْقًا اَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ اُرٰى فِيْهِ وَسْقًا اَوْ
وَسْقَيْنِ فَقَالَ نَعَمْ اِرْهَنُوْنِيْ قَالُوْا اَيَّ شَيْءٍ تُرِيْدُ قَالَ اِرْهَنُوْنِيْ نِسَآءَكُمْ قَالُوْا
كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَآءَنَا وَاَنْتَ اَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارْهَنُوْنِيْ اَبْنَآءَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ
نَرْهَنُكَ اَبْنَآءَنَا فَيُسَبُّ اَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ اَوْ وَسْقَيْنِ هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا
وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّاْمَةَ قَالَ سُفْيٰنُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَاعَدَهٗ اَنْ يَاْتِيَهٗ فَجَآءَهٗ
لَيْلًا وَمَعَهٗ اَبُوْ نَائِلَةَ وَهُوَ اَخُوْ كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَدَعَاهُمْ اِلَى الْحِصْنِ
فَنَزَلَ اِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهٗ اِمْرَاَتُهٗ اَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ

٣٧٨١ — ترجمہ : عمرو نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے کون تیار ہے ؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی ہے۔ محمد بن مسلمہ اٹھ کھڑے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کروں۔ فرمایا : ہاں ! عرض کیا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اسے کچھ کہہ سکوں۔ فرمایا : کہو اجازت ہے۔ محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہا یہ شخص ہم سے صدقات مانگتے ہیں اور ہم کو تکلیف میں ڈال رکھا ہے۔ میں تیرے پاس آیا ہوں تجھ سے قرض طلب کرتا ہوں کعب نے کہا لہذا تم بھی اس سے تنگ پڑ گئے ہو ؟ محمد بن مسلمہ نے کہا ہم ان کی اتباع کر چکے ہیں اور یہ پسند نہیں کرتے کہ انہیں چھوڑیں حتیٰ کہ دیکھتے ہیں کہ ان کا معاملہ کدھر جاتا ہے۔ ہمارا ارادہ ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

مَسْلَمَةَ وَاَخِیْ اَبُوْنَائِلَةَ وَقَالَ غَیْرُعَمْرٍو قَالَتْ اَسْمَعُ صَوْتًا كَاَنَّهٗ یَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ
قَالَ اِنَّمَا هُوَاَخِیْ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِیْعِیْ اَبُوْنَائِلَةَ اِنَّ الْكَرِیْمَ لَوْدُعِیَ اِلٰی
طَعْنَةٍ بِلَیْلٍ لَاَجَابَ قَالَ وَیَدْخُلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهٗ بِرَجُلَیْنِ قِیْلَ لِسُفْیٰنَ
سَمَّاهُمْ عَمْرٌو قَالَ سَمّٰی بَعْضَهُمْ قَالَ عَمْرٌو جَآءَ مَعَهٗ بِرَجُلَیْنِ فَقَالَ اِذَا مَاجَآءَ
فَاِنِّیْ قَآئِلٌ بِشَعَرِهٖ فَاَشَمُّهٗ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اِسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَاْسِهٖ فَدُوْنَكُمْ
فَاضْرِبُوْهُ وَقَالَ مَرَّةً ثُمَّ اُشِمُّكُمْ فَنَزَلَ اِلَیْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَیَنْفَحُ مِنْهُ رِیْحُ الطِّیْبِ
فَقَالَ مَارَاَیْتُ كَالْیَوْمِ رِیْحًا اَیْ اَطْیَبَ وَقَالَ غَیْرُعَمْرٍو قَالَ عِنْدِیْ اَعْطَرُ
سَیِّدِ الْعَرَبِ وَاَكْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ عَمْرٌو فَقَالَ اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اَشُمَّ رَاْسَكَ
قَالَ نَعَمْ فَشَمَّهٗ ثُمَّ اَشَمَّ اَصْحَابَهٗ ثُمَّ قَالَ اَتَاْذَنُ لِیْ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ
قَالَ دُوْنَكُمْ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ

کہ تم ہمیں ایک دو وسق قرض دو۔ سفیان نے کہا کہ عمرو بن دینار نے کئی بار یہ حدیث ہم سے بیان کی اور وسق اور دو وسق ذکر نہیں کئے میں نے اس سے کہا اس میں وسق یا دو وسق ہیں تو اُنھوں نے کہا ہاں میرا خیال ہے کہ وسق یا دو وسقوں کا ذکر حدیث میں ہوگا۔ کعب بن اشرف نے کہا ہاں قرض لے لو میرے پاس کچھ رہن رکھ دو۔ انہوں (محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھیوں) نے کہا کس چیز کا ارادہ کرتے ہو کعب نے کہا اپنی عورتیں رہن کردو! اُنھوں نے کہا ہم بیٹے تمہارے پاس کیسے رہن رکھ دیں۔ جو کوئی ان سے لڑے گا تو انہیں گالی دی جائے گی کہ ایک یا دو وسق کھجور میں گروی رکھا ہُوا۔ یہ ہمارے لئے بہت شرمندگی ہے، لیکن ہم تمہارے پاس ہتھیار رہن رکھ سکتے ہیں۔ سفیان نے "لأمة" کا معنی ہتھیار کہا ہے اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ پھر آئے گا، چنانچہ محمد بن مسلمہ رات کو کعب بن اشرف کے پاس آئے جبکہ اُن کے ساتھ ابو نائلہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ کعب نے ان کو قلعہ میں بُلا لیا پھر ان کی طرف نیچے اُترنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا اس وقت کہاں جاتے ہو۔ کعب نے کہا وہ محمد بن مسلمہ اور میرا دُودھ کا بھائی ابو نائلہ ہے۔ عمرو کے غیر نے کہا اس کی بیوی نے کہا میں آواز سُنتی ہوں گویا کہ اس سے خون ٹپکتا ہے۔ کعب نے کہا وہ میرا بھائی محمد بن مسلمہ اور رضاعی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَتْلِ اَبِیْ رَافِعٍ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِی الْحُقَیْقِ

وَیُقَالُ سَلَّامُ بْنُ اَبِی الْحُقَیْقِ کَانَ بِخَیْبَرَ وَیُقَالُ فِیْ حِصْنٍ لَہٗ بِاَرْضِ۔

بھائی ابو نائلہ ہے (کوئی فکر کی بات نہیں) اور شریف آدمی کو اگر رات نیزہ مارنے کی طرف بُلایا جائے تو اسے قبول کر لینا چاہیئے۔ کعب نے کہا محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھ دو آدمی اور داخل کر لئے جو اس کے ساتھ ہیں سفیان سے پُوچھا گیا کہ عمرو نے اُن کے نام ذکر کئے ہیں؟ کہا بعض کا نام ذکر کیا ہے (محمد بن مسلمہ، نائلہ) عمرو کے غیر نے کہا وہ اپنے ساتھ دو آدمی لے آئے۔ عمرو کے غیر نے کہا وہ ابو عبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر تھے۔ عمرو نے کہا وہ اپنے ساتھ دو آدمی لے کر آئے۔ اور اُن سے کہا جب کعب بن اشرف آئے تو میں اُس کے سَر کے بال پکڑوں گا ..... اور اسے سونگھوں گا جب تم مجھے دیکھو کہ میں نے اُس کا سَر مضبوط پکڑ لیا ہے تو تم نزدیک ہو کر اسے قتل کر دو۔ عمرو نے ایک بار یہ کہا کہ پھر میں تمہیں سونگھواؤں گا، چنانچہ کعب بن اشرف ان کے پاس کپڑا اوڑھے ہُوئے آیا، حالانکہ اس سے خوشبو مہک رہی تھی۔ محمد بن مسلمہ نے کہا میں نے آج کے دن کی طرح خوشبو تر ہوا نہیں دیکھی۔ عمرو کے غیر نے کہا کعب بن اشرف نے کہا میرے پاس عرب کے سردار کی خوشبو ترین عورت ہے۔ عمرو نے کہا کیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارا سَر سونگھوں؟ کعب نے کہا ہاں سونگھ لو۔ محمد بن مسلمہ نے اسے سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو بھی سنگھوایا۔ پھر کہا کیا مجھے اجازت دیتے ہو (کہ میں پھر سونگھوں)

کعب نے کہا ہاں اجازت ہے۔ جب اس کا سَر مضبوط پکڑ لیا اور اس پر قادر ہو گیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا قریب آجاؤ اور اس کو قتل کر دو تو اُنھوں نے فوراً قتل کر دیا۔ پھر وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور واقعہ عرض کیا۔

۳۷۸۱ — شرح: ابو نائلہ کا نام سلطان اشہلی ہے۔ ابو عبس کا نام عبدالرحمٰن بن جبر ہے وہ انصاری اشہلی ہیں۔ عباد بن بشر وہی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات گئے تک بیٹھے رہتے جب گھر جانے لگتے تو ان کے ہاتھ میں چھڑی روشن ہو جایا کرتی تھی۔ قولہ قائل بشعرہٖ "، کا معنی ہے اس کا سَر پکڑے گا۔ "دُوْنَکُمْ" اس کو پکڑ لو۔ یہ اسم فعل ہے۔ متوشح کا معنی ہے وہ اپنے کپڑوں میں لپٹا ہُوا تھا۔

قولہ اعطر الخ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید کا لفظ ذکر کرنے میں کیا فائدہ ہے۔ اس طرح کیوں نہیں کہا "اعطر العرب" اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے غرض یہ ہے کہ وہ عرب کے سرداروں سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (اس حدیث کی مکمل شرح حدیث ۲۲۴۴ کے تحت دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

الْحِجَازِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ هُوَ بَعْدَ كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ

٣٧٨٢ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا اِلٰى اَبِيْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ

٣٧٨٣ ـــ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَبِيْ رَافِعٍ الْيَهُوْدِيِّ رِجَالًا مِنَ الْاَنْصَارِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ اِبْنَ عَتِيْكٍ وَكَانَ اَبُوْ رَافِعٍ يُؤْذِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِيْنُ

باب ابورافع عبداللہ بن ابوالحقیق کو قتل کرنا

کہا جاتا ہے کہ اس کا نام سلام بن ابی الحقیق ہے وہ خیبر میں رہتا تھا۔ کہا جاتا ہے۔ حجاز مقدس میں اس کا قلعہ تھا۔ اس میں رہتا تھا۔ زُہری نے کہا اس کو کعب بن اشرف کے بعد قتل کیا گیا۔

٣٧٨٢ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع کی طرف چند لوگ بھیجے تو عبداللہ بن عتیک رات کو اس کے گھر میں داخل ہوا جبکہ وہ سو رہا تھا اور اس کو قتل کر دیا۔

٣٧٨٣ ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع یہودی کی طرف انصار کے چند آدمی بھیجے اور عبداللہ ابن عتیک کو ان کا امیر مقرر کیا ابورافع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچایا کرتا تھا اور آپ کے مقابلہ کافروں کی مدد کرتا تھا۔ حجاز کی زمین میں اس کا قلعہ تھا جس میں وہ رہتا تھا۔ جب وہ اس کے قریب آئے حالانکہ سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے جانور گھروں میں لے آئے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ
وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لِأَصْحَابِهِ اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ
وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ لَعَلِّيْ أَنْ أَدْخُلَ فَأَقْبَلَ حَتّٰى دَنَا مِنَ الْبَابِ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ
كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتَ
تُرِيْدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ
فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيْقَ عَلَى وَتِدٍ قَالَ فَقُمْتُ إِلَى
الْأَقَالِيْدِ فَأَخَذْتُهَا فَفَتَحْتُ الْبَابَ وَكَانَ أَبُوْ رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ وَكَانَ فِيْ
عَلَالِيَّ لَهُ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ
بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ قُلْتُ إِنَّ الْقَوْمَ لَوْ نَذِرُوا بِيْ لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ
حَتّٰى أَقْتُلَهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ فِيْ بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ لَا أَدْرِيْ
أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ قُلْتُ أَبَا رَافِعٍ قَالَ مَنْ هٰذَا فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ
فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا وَصَاحَ فَخَرَجْتُ

تو عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم اپنی جگہ بیٹھو میں چلتا ہوں اور چوکیدار سے کوئی حیلہ کرتا ہوں شائد میں قلعہ میں داخل ہو جاؤں وہ آئے اور قلعہ کے دروازے کے قریب ہوئے پھر اپنے کو کپڑوں میں اس طرح چھپایا گویا کہ وہ قضاء حاجت کر رہے ہیں۔ حالانکہ لوگ قلعہ میں داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے انہیں آواز دی۔ اے اللہ کے بندے اگر قلعہ میں داخل ہونا چاہتے ہو تو اندر آجاؤ میں دروازہ بند کرنے والا ہوں۔ میں قلعہ میں داخل ہو کر چھپ گیا جب سب لوگ داخل ہو گئے تو اس نے دروازہ بند کر دیا اور کنجیاں ایک لوہے کی کیل میں لٹکا دیں۔ عبداللہ بن عتیک نے کہا میں کنجیوں کے پاس گیا اور ان کو لے کر دروازہ کھول دیا۔ ابو رافع کے پاس رات گئے تک باتیں ہوتی رہتی تھیں اور وہ اپنے بالاخانہ میں رہتا تھا (اور حکایات سنا کرتا تھا) جب قصہ گو چلے گئے تو میں اس کی طرف اوپر چڑھا اور جب بھی کوئی دروازہ

marfat.com
Marfat.com

مِنَ الْبَيْتِ فَمَكُثْتُ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ دَخَلْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا هٰذَا الصَّوْتُ يَا
اَبَا رَافِعٍ فَقَالَ لِاُمِّكَ الْوَيْلُ اِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِيْ قَبْلُ بِالسَّيْفِ قَالَ
فَاَضْرِبُهٗ ضَرْبَةً اَثْخَنَتْهُ وَلَمْ اَقْتُلْهُ ثُمَّ وَضَعْتُ ضَبِيْبَ السَّيْفِ فِيْ بَطْنِهٖ حَتّٰى
اَخَذَ فِيْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ اِنِّيْ قَتَلْتُهٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتّٰى انْتَهَيْتُ
اِلٰى دَرَجَةٍ لَهٗ فَوَضَعْتُ رِجْلِيْ وَاَنَا اُرٰى اَنِّيْ قَدِ انْتَهَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَوَقَعْتُ
فِيْ لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِيْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ
عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ لَا اَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتّٰى اَعْلَمَ اَقَتَلْتُهٗ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيْكُ
قَامَ النَّاعِيْ عَلَى السُّوْرِ فَقَالَ اَنْعٰى اَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ اَهْلِ الْحِجَازِ فَانْطَلَقْتُ
اِلٰى اَصْحَابِيْ فَقُلْتُ النَّجَآءَ فَقَدْ قَتَلَ اللّٰهُ اَبَا رَافِعٍ فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ اِبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِيْ فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا
لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ

کھولتا تو اسے اندر سے بند کر دیتا۔ میں نے خیال کیا اگر لوگوں کو میرا پتہ چل گیا تو وہ میرے پاس نہیں آسکیں گے
حتی کہ میں اس کو قتل کر دوں گا میں اس کے پاس گیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ وہ
اپنے اہل و اولاد کے درمیان اندھیرے کمرے میں سو رہا ہے۔ نامعلوم وہ کمرے میں کس جگہ ہے۔ میں نے کہا اے
ابا رافع! اس نے کہا یہ کون ہے میں اس کی آواز پر مائل ہوا اور تلوار کی ضرب ماری؛ حالانکہ میرا دل دھڑک رہا تھا اور
میں نے کچھ نہ کیا (وار خالی گیا) اور وہ چلانے لگا تو میں کمرے سے باہر چلا گیا اور تھوڑا سا ٹھہرنے کے بعد میں پھر اندر گیا
اور کہا اے ابا رافع یہ آواز کیسی؟ اس نے کہا تیری ماں تجھے روئے۔ کمرہ میں کوئی آدمی آیا ہے اس نے مجھے
تلوار ماری ہے۔ عبداللہ نے کہا میں نے زور سے تلوار ماری اور اسے سخت زخمی کر دیا اور اس کو قتل نہ کر سکا
پھر میں نے اس کے پیٹ پر تلوار کی دھار رکھی اور زور سے دبایا حتی کہ وہ اسے چیرتی ہوئی اس کی پیٹھ تک
پہنچ گئی۔ اب میں نے جانا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے اور ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا نکلنے لگا حتی کہ اس
کی سیڑھی تک پہنچ گیا میں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ میں زمین پر آگیا ہوں اپنا قدم رکھا تو چاندنی رات میں نیچے

marfat.com
Marfat.com

۳۷۸۴ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَبِيْ رَافِعٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيْكٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ اِبْنَ عُتْبَةَ فِيْ نَاسٍ مَعَهُمْ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى دَنَوْا مِنَ الْحِصْنِ فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ اُمْكُثُوْا اَنْتُمْ حَتّٰى اَنْطَلِقَ اَنَا فَاَنْظُرَ قَالَ فَتَلَطَّفْتُ اَنْ اَدْخُلَ الْحِصْنَ فَفَقَدُوْا حِمَارًا لَهُمْ قَالَ فَخَرَجُوْا بِقَبَسٍ يَطْلُبُوْنَهُ قَالَ خَشِيْتُ

گر گیا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی ۔ میں نے اس کو عمامہ سے باندھ لیا اور چلا حتیٰ کہ دروازہ کے پاس بیٹھ گیا اور دل میں کہا کہ میں آج رات نہیں نکلوں گا ۔ حتی کہ مجھے یقین ہو جائے کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے ۔ جب مُرغ نے اذان دی تو موت کی خبر دینے والے نے دیوار پر کھڑے ہو کر کہا اہلِ حجاز کا تاجر ابو رافع مر گیا ۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور اُن سے کہا جلدی چلو اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کو قتل کر دیا ہے ۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور سارا واقعہ آپ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پاؤں پھیلا دیا تو آپ نے اس پر دستِ اقدس سے مسح کیا وہ ایسا ہو گیا گویا اسے کچھ تکلیف نہیں ہوئی ۔

(حدیث ۲۸۲۰ کی شرح دیکھیں)

مُفردات : وَدّ اور وِتد ایک ہی چیز ہے اس کا معنی "کیل" اقالید اقلید کی جمع ہے ۔ کنجی ، اغالیق مغلاق کی جمع ہے جس کے ساتھ دروازہ بند کیا جاتا ہے یہاں اس سے مراد کنجی ہے ۔ یسمر رات کے قصے کہانیاں ۔ علالی "جمع علیّہ ہے بالاخانہ ۔ اہویت میں نے قصد کیا ۔ الضبیب تلوار کی دھار کا کنارہ اس کی جمع ضباب اور ضبین ہے ۔ النجاء جلدی ۔

ترجمہ ۳۷۸۴ــــ : ابو اسحاق سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے براء رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کی طرف عبد اللہ بن عتیک اور عبد اللہ بن عُتبہ کو چند لوگوں کے ساتھ بھیجا وہ لوگ چلتے ہُوئے اس قلعہ کے قریب پہنچے تو اُن سے عبد اللہ بن عتیک نے کہا تم ٹھہرو میں جاتا ہوں اور موقعہ دیکھتا ہوں ۔ عبد اللہ نے کہا میں نے قلعہ میں داخل ہونے کا حیلہ کیا ، چنانچہ لوگوں نے اپنا گدھا گم پایا تو وہ روشنی لے کر باہر نکلے اور گدھا تلاش کرنے لگے ۔ عبد اللہ نے کہا مجھے ڈر ہُوا کہ میں پہچانا جاؤں گا تو میں نے اپنا سر ڈھانپ لیا گویا کہ میں قضاءِ حاجت کر رہا ہوں ۔ پھر دربان نے

marfat.com
Marfat.com

اَنْ اُعْرَفَ قَالَ فَغَطَّيْتُ رَاسِیْ وَرِجْلِیْ وَجَلَسْتُ كَاَنِّیْ اَقْضِیْ حَاجَةً
ثُمَّ نَادَیْ صَاحِبُ الْبَابِ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَدْخُلَ فَلْيَدْخُلْ قَبْلَ اَنْ اُغْلِقَهٗ
فَدَخَلْتُ ثُمَّ اخْتَبَأْتُ فِیْ مَرْبَطِ حِمَارٍ عِنْدَ بَابِ الْحِصْنِ فَتَعَشَّوْا عِنْدَ اَبِیْ
رَافِعٍ وَتَحَدَّثُوْا حَتّٰی ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلٰی بُيُوْتِهِمْ فَلَمَّا
هَدَاَتِ الْاَصْوَاتُ وَلَا اَسْمَعُ حَرَكَةً خَرَجْتُ قَالَ وَرَاَيْتُ صَاحِبَ الْبَابِ
حَيْثُ وَضَعَ مِفْتَاحَ الْحِصْنِ فِیْ كُوَّةٍ فَاَخَذْتُهٗ فَفَتَحْتُ بِهٖ بَابَ الْحِصْنِ
قَالَ قُلْتُ اِنْ نَذِرَ بِیَ الْقَوْمُ انْطَلَقْتُ عَلٰی مَهَلٍ ثُمَّ عَمَدْتُ اِلٰی اَبْوَابِ
بُيُوْتِهِمْ فَغَلَّقْتُهَا عَلَيْهِمْ مِنْ ظَاهِرٍ ثُمَّ صَعِدْتُ اِلٰی اَبِیْ رَافِعٍ فِیْ سُلَّمٍ فَاِذَا
الْبَيْتُ مُظْلِمٌ قَدْ طَفِیَ سِرَاجُهٗ فَلَمْ اَدْرِ اَيْنَ الرَّجُلُ فَقُلْتُ يَا اَبَا رَافِعٍ قَالَ
مَنْ هٰذَا قَالَ فَعَمَدْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَاَضْرِبُهٗ وَصَاحَ فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا ثُمَّ جِئْتُ

نے آواز دی کہ جو کوئی داخل ہونا چاہتا ہے۔ میرے دروازہ بند کرنے سے پہلے داخل ہو جائے۔ میں قلعہ میں داخل ہو گیا پھر قلعہ کے دروازہ کے پاس گدھوں کے باڑہ میں چھپ گیا لوگوں نے ابو رافع کے پاس شام کا کھانا کھایا اور باتیں کرتے رہے حتی کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا پھر وہ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے جب آوازیں خاموش ہو گئیں اور مجھے کوئی حرکت سنائی نہ دی تو میں باڑہ سے نکلا حالانکہ میں نے دربان کو قلعہ کی کنجی طاق میں رکھتے دیکھا تھا میں نے کنجی لی اور اس سے قلعہ کا دروازہ کھولا۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر لوگ مجھے معلوم کر لیں گے تو میں آرام سے نکل جاؤں گا پھر میں نے ان کے گھروں کے دروازوں کا قصد کیا اور ان کو باہر سے بند کر دیا پھر سیڑھی کے ذریعے ابو رافع کی طرف اوپر چڑھا کیا دیکھتا ہوں کہ کمرہ میں اندھیرا ہے اُن کا چراغ بجھ چکا ہے اور معلوم نہ ہو سکا کہ ابو رافع کہاں ہے تو میں نے آواز دی یا ابا رافع اس نے کہا یہ کون ہے؟ میں نے آواز کی جہت کا قصد کیا اور اس کو تلوار ماری وہ چلایا مگر وار بے کار ہو گیا۔ پھر میں آیا گویا کہ اس کی فریاد رسی کرتا ہوں تو میں نے کہا اے ابا رافع اور اپنی آواز تبدیل کر دی اُس نے کہا کیا میں تمہیں تعجب میں نہ ڈالوں تیری ماں تجھے روئے میرے پاس کوئی شخص آیا ہے اُس نے مجھے تلوار ماری ہے۔ عبد اللہ نے کہا میں نے پھر اس کا

marfat.com
Marfat.com

كَاَنِّيْ اُغِيْثُهٗ فَقُلْتُ مَالَكَ يَا اَبَا رَافِعٍ وَغَيَّرْتُ صَوْتِيْ فَقَالَ اَلَا اُعَجِّبُكَ لِاُمِّكَ الْوَيْلُ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَضَرَبَنِيْ بِالسَّيْفِ قَالَ فَعَمَدْتُ لَهٗ اَيْضًا فَاَضْرِبُهٗ اُخْرٰى فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا فَصَاحَ وَقَامَ اَهْلُهٗ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ وَغَيَّرْتُ صَوْتِيْ كَهَيْأَةِ الْمُغِيْثِ وَاِذَا هُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَاَضَعُ السَّيْفَ فِيْ بَطْنِهٖ ثُمَّ اَنْكَفِئُ عَلَيْهِ حَتّٰى سَمِعْتُ صَوْتَ الْعَظْمِ ثُمَّ خَرَجْتُ دَهِشًا حَتّٰى اَتَيْتُ السُّلَّمَ اُرِيْدُ اَنْزِلُ فَاَسْقُطُ مِنْهُ فَانْخَلَعَتْ رِجْلِيْ فَعَصَبْتُهَا ثُمَّ اَتَيْتُ اَصْحَابِيْ اَحْجُلُ فَقُلْتُ اِنْطَلِقُوْا فَبَشِّرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّيْ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى اَسْمَعَ النَّاعِيَةَ فَلَمَّا كَانَ فِيْ وَجْهِ الصُّبْحِ صَعِدَ النَّاعِيَةُ فَقَالَ اَنْعٰى اَبَا رَافِعٍ قَالَ فَقُمْتُ اَمْشِيْ مَا بِيْ قَلَبَةٌ فَاَدْرَكْتُ اَصْحَابِيْ قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهٗ

قصد کیا اور دوسری بار تلوار ماری جو بے کار گئی وہ چلّایا اور اس کے گھر والے اُٹھ کھڑے ہوئے پھر میں آیا اور فریاد رسی کرنے والے کی طرح اپنی آواز تبدیل کر لی وہ اپنی پشت کے بل لیٹا ہُوا تھا میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھی پھر اس پر دباؤ ڈالا حتی کہ میں نے ہڈی کی آواز سُنی پھر میں گھبرا کر باہر نکلا حتی کہ سیڑھی پر آیا میں نے نیچے اُترنے کا قصد کیا تو اس سے گر پڑا اور میرا پاؤں نکل گیا میں نے اس کو کپڑے سے باندھا پھر اپنے ساتھیوں کے پاس لنگڑاتا ہُوا آیا اور اُن سے کہا چلو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دو، کیونکہ میں یہاں ہی رہوں گا حتی کہ اس کی موت کا اعلان سُن لوں جب صبح طلوع ہُوئی تو موت کی خبر دینے والا اُونچی جگہ چڑھا اور کہا لوگو! میں ابو رافع کی موت کی خبر سُناتا ہوں۔ عبداللہ بن عتیک نے کہا میں اُٹھا اور چلنے میں کوئی تکلیف محسوس نہ کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے سے پہلے میں نے اپنے ساتھیوں کو پالیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری سُنائی "

شرح ۳۷۸۴ — : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث میں گزرا ہے کہ عبداللہ بن عتیک نے کہا میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ اور اس حدیث میں ہے کہ میرا پاؤں نکل گیا

marfat.com
Marfat.com

اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ کی پنڈلی بھی ٹوٹی تھی اور پاؤں بھی نکلا تھا۔ ان دونوں حدیثوں میں مختلف طرق سے ابورافع بن ابی الحقیق یہودی کے قتل کا ذکر ہے۔ ہم دونوں حدیثوں کے اسماء رجال ایک ہی سلک میں منظم کرتے ہیں

اسماء رجال ۳۷۸۴ : ۱؎ یوسف بن موسیٰ بن راشد بن بلال قطان کوفی ہیں بغداد میں سکونت پذیر رہے اور ۲۵۲ ہجری میں وہیں وفات پائی ۲؎ عُبید اللہ بن موسیٰ بن باذام کی کنیت ابومحمد ہے وہ عَبسی کوفی ہیں وہ بھی بخاری کے اُستاد ہیں۔ بخاری نے یہاں اُن سے بالواسطہ روائت کی ہے ۳؎ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی اپنے دادا ابی اسحاق سے روائت کرتے ہیں۔ جن انصار کو ابورافع کے قتل کے لئے بھیجا ان میں سے بعض کا نام اس باب میں مذکور ہے اور وہ عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان، عبداللہ بن اُنیس، ابوقتادہ اور خزاعی بن اسود ہیں۔ یہ پانچ حضرات ہیں اگر عبداللہ بن عتبہ محفوظ ہو تو چھ ہو جاتے ہیں

(۱) **عبداللہ بن عتیک** بن مالک بن اوس ان کو عتیک بن حارث بن قیس بن ھیشہ بن حارث بن امیہ بن زید بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کہا جاتا ہے۔ وہ انصاری اوسی ہیں۔ یہ عبداللہ یمامہ کی جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ ابوعمرو نے کہا میرے خیال میں عبداللہ بن عتیک اور اُن کے بھائی جابر بن عتیک دونوں بدر میں شہید ہوئے تھے۔ اس میں اتفاق ہے کہ عبداللہ اُحد میں شریک تھے لہٰذا بدر کی لڑائی میں ان کا شہید ہونا منظور قیہ ہے۔ ابن کلبی نے کہا وہ جنگِ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ تھے۔ ابوعمرو نے کہا اگر یہ صحیح ہے تو وہ یمامہ کی لڑائی میں شہید نہیں ہوئے۔ (۲) مسعود بن سنان وہ ابن سنان بن اسود ہیں۔ بنی غنم بن سلمہ انصار کے حلیف تھے۔ اُحد میں شریک تھے یمامہ میں قتل ہوئے۔

(۳) عبداللہ بن اُنیس وہ ابن سعد بن حرام بن حبیب بن غنم بن نفاثہ بن ایاس بن یربوع بن برک بن وبرہ ہیں۔ ابوعمر نے کہا عبداللہ بن اُنیس جہنی پھر انصاری ہیں۔ وہ بنی سلمہ کے حلیف تھے۔ کہا گیا ہے کہ وہ جہنی ہیں انصار کے حلیف تھے۔ کہا گیا ہے وہ انصاری ہیں۔ ۵۴ ہجری میں فوت ہوئے اور اُحد اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔

(۴) ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ ان کے نام میں اقوال ہیں بعض نے کہا ان کا نام حرث بن ربعی بن بلدہ ہے۔ بعض نے نعمان بن ربعی ذکر کیا ہے بعض نے عمرو بن ربعی کہا ہے۔ بعض علماء نے کہا وہ بدری ہیں جنگِ بدر میں شریک تھے، لیکن ابن اسحاق نے ان کو بدریوں میں ذکر نہیں کیا البتہ اُحد اور دیگر غزوات میں شریک رہے حسن بن عثمان نے کہا ابوقتادہ چالیس ہجری میں فوت ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں تمام جنگوں میں ان کے ساتھ رہے اور ستر برس کی عمر میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

(۵) خزاعی بن اسود بن خزاعی اسلمی ہیں انصار کے حلیف تھے۔ ذہبی نے یہ تجرید صحابہ میں ذکر کیا ہے بعض نے ان کو صحابی کہا ہے لیکن ابوعمر نے صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔ بعض نے کہا ان کا نام اسود بن خزاعی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غزوَةُ اُحُد

وَقَوْلُ اللّٰہ تَعَالٰی وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ وَقَوْلُہٗ جَلَّ ذِکْرُہٗ وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا ۲ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اِنْ یَّمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُہٗ

اور بعض نے اسود بن حرام ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے ان کا نام خزاعی بن اسود ذکر کیا ہے اور ان کو ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہوں نے ابو رافع بن ابو الحقیق کو قتل کیا تھا وہ اسلمی ہیں اور بنو سلمہ انصار کے حلیف تھے

ع۶ عبداللہ بن بن عتبہ ابو عمر نے کہا عبداللہ بن عتبہ کی کنیت ابو قیس ہے وہ ذکوانی مدنی ہیں۔ ذہبی نے ان کو صحابی کہا ہے مصر میں سکونت پذیر تھے اور دونوں قبلوں کی طرف انھوں نے نماز پڑھی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبداللہ بن عتبہ کو دربان نے کہا تھا اے عبداللہ اگر اندر داخل ہونا چاہتے ہو تو داخل ہو جاؤ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دربان نے ان کو پہچانا تھا حالانکہ اگر اس کو پہچان لیتے تو ہرگز قلعہ میں داخل نہ ہونے دیتے۔ بایں ہمہ وہ اس سے چھپے ہوئے تھے اس کا جواب یہ ہے۔ دربان نے عبداللہ کا علم مراد نہیں لیا تھا۔ بلکہ حقیقی اور ترکیبی معنی مراد لیا تھا؛ کیونکہ تمام لوگ اللہ کے بندے ہیں۔

باب ــ غزوۂ اُحُد

غزوۂ اُحُد گیارہ شوال تین ہجری کو ہفتہ کے دن لڑا گیا۔ ابن سعد نے کہا ہجرت کے بتیس ماہ اور سات شوال کو لڑا گیا۔ بیہقی نے کہا غزوۂ بدر دوسری ہجری کے نصف میں لڑا گیا اور اس کے ایک سال بعد غزوۂ اُحُد ہوا۔ اُحُد مدینہ منورہ کے پہاڑوں میں سے ایک بلند پہاڑ ہے اور دوسرے پہاڑوں سے الگ تھلگ ہے اُن کے ساتھ ملا ہوا نہیں اس لئے اسے اُحُد کہتے ہیں۔ سہیلی نے کہا حضرت ہارون علیہ السلام اُحُد میں فوت ہوئے اور اس میں ان کی قبر شریف ہے کیونکہ وہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حج یا عمرہ کو جاتے ہوئے وہاں سے گزرے تھے۔ آثار مسندہ میں ہے کہ اُحُد قیامت کے دن جنت کے اندر اس کے دروازے کے پاس

marfat.com
Marfat.com

نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ اَمْ
حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ
الصّٰبِرِيْنَ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ
وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ وَقَوْلُهٗ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ
تستاصلونهم قتلاً بِاِذْنِهٖ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ
وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ
مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۲ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا اَلْاٰيَةَ

ہوگا۔ بعض نے اس کو دروازہ میں شامل کیا ہے۔ نیز سہیلی نے کہا اُحُد کی دو آنکھیں ہیں۔ اُحُد کی لڑائی میں ابلیس لعین نے اُحُد پر چڑھ کر کہا تھا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قتل ہوگئے ہیں۔ اس کے درے میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیرانداز کھڑے کئے تھے۔

" اللہ تعالیٰ کا ارشاد "

اور یاد کرو اے محبوب جب تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے مسلمان کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرنے اور اللہ سنتا جانتا ہے "

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچی تو وہ لوگ بھی ویسی ہی تکلیف پا چکے ہیں اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لئے باریاں رکھی ہیں اور اس لئے کہ اللہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی۔ اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو اور اس لئے کہ اللہ مسلمانوں کا نکھار کر دے اور کافروں کو مٹا دے۔ کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی اور

marfat.com
Marfat.com

۳۷۸۵ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ اٰخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ ۳۷۸۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ ۲ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِيْ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَآءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اِنِّيْ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَّاَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ وَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَيْهِ مِنْ مَقَامِيْ هٰذَا وَاِنِّيْ لَسْتُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْهَا قَالَ فَكَانَتْ اٰخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تم تو موت کی تمنا کیا کرتے تھے۔ اس کے ملنے سے پہلے۔ تو اب وہ تمہیں نظر آئی آنکھوں کے سامنے۔
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بے شک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جبکہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم میں جھگڑا ڈالا۔ اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تھا۔ تمہاری خوشی کی بات۔ تم میں کوئی دُنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا۔ پھر تمہارا منہ اُن سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے اور بے شک اُس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے۔ ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ روزی پاتے ہیں۔

۳۷۸۵ — ترجمہ: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن فرمایا یہ جبرائیل ہے جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے ہے۔ اس پر جنگی سامان ہے۔ (حدیث ۳۷۴۲ کی شرح دیکھیں۔ یہ حدیث بعینہٖ اسی اسناد سے وہاں مذکور ہے)

۳۷۸۶ — ترجمہ: عُقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۳۷۸۷ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَقِيْنَا الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَئِذٍ فَاَجْلَسَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا مِنَ الرُّمَاةِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ لَا تَبْرَحُوْا اِنْ رَاَيْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا

نے آٹھ سال بعد اُحُد میں شہید ہونے والوں کی نماز جنازہ پڑھی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو رخصت کرتا ہے۔ پھر آپ منبر پہ تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور تم پر گواہ ہوں۔ ہماری ملاقات کا وعدہ حوض ہے میں اس مقام میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے تم پر یہ ڈر نہیں کہ تم شرک کروگے، لیکن ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔ عقبہ نے کہا میری یہ آخری نظر تھی جو میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔

۳۷۸۶ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شافعیہ شہید کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تو وہ اس حدیث کا جواب کیا دیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں صلوٰۃ کا معنی لغوی مراد ہے اور وہ دُعاء ہے یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہُداء اُحُد کے لئے دُعاء کی ------ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا علامہ نے ایک شئی محفوظ رکھی اور کئی اشیاء اُن سے اوجھل رہیں۔ صلوٰۃ کو لغوی معنی پر کیسے محمول کیا جائے گا، حالانکہ امام بخاری نے عقبہ بن عامر سے روائت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دِن باہر تشریف لائے اور شہداء اُحُد پہ نماز پڑھی جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر سلام پھیر دیا۔

اس مقام میں یہ جاننا ضروری ہے کہ اُحُد کی جنگ تین ہجری کے شوال میں ہُوئی اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک سات سال پانچ یا چھ ماہ کی مدت ہے پس سیاقِ حدیث سے معلوم ہُوا کہ شہداء اُحد پر یہ نماز حضرت کی عمر شریف کے آخری وقت میں تھی۔ راوی نے آٹھویں سال کے پہلے پانچ یا چھ ماہ میں مصالحت کی اور اس کو پُورا سال شمار کر کے آٹھ سال ظاہر کئے ہیں" لہٰذا یہ نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ہے۔

۳۷۸۷ — ترجمہ : اسحاق نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ اُحُد کے دن ہم نے مشرکوں کو لشکر سے ملاقات کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کا ایک لشکر ایک مقام پر بٹھایا اور اُن پر عبداللہ بن جُبیر کو امیر مقرر کیا اور فرمایا تم یہاں رہو اگر تم دیکھو کہ ہم نے مشرکوں پر غلبہ حاصل کر لیا ہے تو اس جگہ سے مت ہٹنا اور اگر یہ دیکھو کہ وہ ہم پر غالب آگئے ہیں تو تم ہماری مدد مت کرو۔ جب ہم نے اُن سے مقابلہ کیا تو وہ بھاگ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے عورتیں پہاڑ میں دوڑتی ہُوئی دیکھیں۔ اُنھوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اُٹھائے ہُوئے تھے اور

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوْا وَاِنْ رَاَيْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تَعِيْنُوْنَا فَلَمَّا لَقِيْنَا
هَرَبُوْا حَتّٰى رَاَيْتُ النِّسَآءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سُوْقِهِنَّ قَدْ
بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ فَاَخَذُوْا يَقُوْلُوْنَ الْغَنِيْمَةَ الْغَنِيْمَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
عَهِدَ اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا تَبْرَحُوْا فَاَبَوْا فَلَمَّا اَبَوْا صُرِفَتْ
وُجُوْهُهُمْ فَاُصِيْبَ سَبْعُوْنَ قَتِيْلًا وَاَشْرَفَ اَبُوْ سُفْيٰنَ فَقَالَ اَفِي الْقَوْمِ
مُحَمَّدٌ فَقَالَ لَا تُجِيْبُوْهُ فَقَالَ اَفِي الْقَوْمِ ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ قَالَ لَا تُجِيْبُوْهُ فَقَالَ
اَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنَّ هٰؤُلَآءِ قُتِلُوْا فَلَوْ كَانُوْا اَحْيَآءً لَاَجَابُوْا
فَلَمْ يَمْلِكْ عُمَرُ نَفْسَهٗ فَقَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ اَبْقَى اللّٰهُ لَكَ مَا يُخْزِيْكَ
قَالَ اَبُوْ سُفْيٰنَ اُعْلُ هُبَلْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجِيْبُوْهُ قَالُوْا
مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوْا اللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ قَالَ اَبُوْ سُفْيٰنَ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا
عُزّٰى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجِيْبُوْهُ قَالُوْا مَا نَقُوْلُ قَالَ
قُوْلُوْا اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ قَالَ اَبُوْ سُفْيٰنَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ
سِجَالٌ وَتَجِدُوْنَ مُثْلَةً لَمْ اٰمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِيْ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

ان کی پائیل چمک رہی تھیں پس تیر اندازوں نے یہ کہنا شروع کیا دوڑو غنیمت حاصل کرو اور عبداللہ بن
جُبیر نے کہا مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ تم اس جگہ کو مت چھوڑو، لیکن ساتھیوں نے وہاں
ٹھہرنے سے انکار کر دیا اور جب اُنھوں نے انکار کر دیا تو مسلمانوں کے چہرے پھر گئے (وہ حیران رہ گئے کہ
کدھر جائیں) اور ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ ابوسفیان نے گردن اُٹھائی اور کہا کیا لوگوں میں محمد زندہ ہے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو جواب نہ دو پھر کہا کیا لوگوں میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر) ہے؟ آپ نے فرمایا
اس کو جواب نہ دو۔ ابوسفیان نے کہا کیا لوگوں میں ابن خطاب (عمر فاروق) ہے؟ آپ نے فرمایا اس کو
جواب نہ دو اُس نے کہا یہ سب قتل ہو گئے ہیں اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

نے ضبط نہ کیا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن جھوٹ بولتے ہو اللہ کی قسم! اللہ نے تیرے لئے وہ باقی رکھا ہے جو تجھے رسوا کرے گا۔ ابوسفیان نے کہا اے ہُبل تو بلند ہو (اپنا دین ظاہر کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جواب دو! صحابہ نے عرض کیا کیا کہیں! فرمایا کہو اللہ عالی تر اور بزرگ تر ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہمارے پاس عُزّیٰ ہے تمہارے لئے عُزّیٰ نہیں (عزّیٰ ہمارا معبود ہے تمہارا معبود نہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جواب دو صحابہ نے عرض کیا کیا جواب دیں فرمایا کہو اللہ ہمارا مولیٰ (مددگار) ہے تمہارا مولیٰ نہیں ابوسفیان نے کہا یہ دن بدر کا بدل ہے اور جنگ ڈول ہے کبھی ایک کے لئے کبھی دوسرے کے لئے۔ تم میدان میں ایسے لوگ پاؤ گے جن کے ناک اور کان کاٹے گئے ہیں۔ میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور نہ ہی مجھے اس کا افسوس ہے۔ مجھے عبداللہ بن محمد نے خبر دی انھوں نے کہا ہم سے سفیان نے عمرو کے ذریعے جابر سے بیان کیا کہ اُحُد کے دن لوگوں نے صبح کو شراب پیا پھر وہ قتل ہو گئے حالانکہ وہ شہید تھے۔

۳۷۸۷ — شرح : اُحُد کی لڑائی میں مُشرک تین ہزار پیادے اور دو سَو گھوڑوں پر سوار تھے۔ اُنھوں نے لشکر کے میمنہ پر خالد بن ولید میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل، گھوڑسواروں پر صفوان بن اُمیّہ یا عمرو بن عاص، تیراندازوں پر عبداللہ بن ربیعہ کو مقرر کیا تھا۔ اُن میں ایک سَو تیر انداز تھے اور مسلمان صرف سات سَو تھے۔ ایک گھوڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دوسرا ابوبردہ بن ابی نیار کا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیرانداز ایک درّہ پر بٹھائے اور انہیں فرمایا تم بہرحال یہاں رہو پیچھے سے مسلمانوں پر کافر حملہ آور نہ ہوں۔ اگر ہم غالب آجائیں تو تم وہیں رہو اگر صورت مختلف ہو جائے تو ہماری مدد نہ کرو۔ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا سب سے پہلے ابوعامر فاسق نے لڑائی کو مشتعل کیا وہ اپنی قوم کے پچاس مردوں کے ساتھ آیا اور پکارنے لگا۔ میں ابوعامر ہوں مسلمانوں نے اسے سخت الفاظ میں جواب دیا۔ اُس نے کہا میرے بعد میری قوم کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ انہوں نے اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کو پتھر مارنے شروع کئے۔ حتیٰ کہ ابوعامر اور اس کے ساتھی بھاگ گئے اور مشرکوں کی عورتیں دُفیں اور ڈھول بجا رہی تھیں اور ان کو بدر میں قتل ہونے والے مشرکوں کا حال ذکر کر کے اُبھار رہی تھیں اور کہتی تھیں ہم طارق کی بیٹیاں ریشمی قالینوں پر چلنے والی ہیں۔ اگر تم آگے بڑھو گے تو ہم تم سے معانقے کریں گی اور اگر تم میدانِ جنگ سے بھاگ گئے تو تمہیں چھوڑ جائیں گے اور تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ جب مسلمانوں اور مشرکوں میں مقابلہ ہوا تو تیراندازوں نے ان کے گھوڑوں کو تیر مارنے شروع کئے تو وہ سب بھاگ گئے۔ طلحہ بن ابی طلحہ جس کے ہاتھ میں مشرکوں کا جھنڈا تھا چلا کر کہنے لگا کون ہے جو میرا مقابلہ کرے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں گئے اور دونوں صفوں کے درمیان ان میں مقابلہ ہونے لگا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

marfat.com
Marfat.com

اچھل کر اس کے سر پر تلوار ماری اور اس کی کھوپڑی کو توڑ دیا یہ دیکھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اللہ اکبر فرمایا تو سب مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کئے اور مشرکوں کے لشکر پر حملہ کر دیا حتی کہ ان کی صفوں میں انتشار پھیل گیا۔ پھر ان کا جھنڈا عثمان بن ابی طلحہ ابو شیبہ نے اُٹھایا اور وہ عورتوں کے آگے آگے شعر پڑھتا تھا۔ اس پر حضرت امیر حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا اور اس کے کندھے پر تلوار ماری اور اس کا ہاتھ اور کندھا کاٹ ڈالا اور آزابند تک تلوار پہنچی پھر ابو سعید بن ابی طلحہ نے جھنڈا پکڑا۔ تو اس کو سعد بن ابی وقاص نے تیر مارا وہ اس کی شاہ رگ میں لگا اور کتے کی طرح اس کی زبان باہر نکل آئی اور مر گیا۔ پھر مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا پکڑا تو اس کو عاصم بن ثابت بن ابی اقلح نے تیر مار کر قتل کر دیا۔ پھر کلاب بن ابی طلحہ بن عبید اللہ نے اُٹھایا تو اس کو زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا پھر جلاس بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبید اللہ نے اُٹھایا پھر ارطاہ بن شرجیل نے اُٹھایا تو اس کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا پھر شریح بن قارظ نے اُٹھایا اس کو قتل کرنے والے کا نام معلوم نہیں پھر ان کے غلام صواب نے اُٹھایا کسی نے کہا اس کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا بعض نے کہا کہ حضرت علی نے قتل کیا بعض نے کہا قزمان نے اس کو قتل کیا یہ قول زیادہ قوی ہے۔ جب مشرکوں کا جھنڈا اُٹھانے والے سب قتل ہو گئے تو وہ بھاگ نکلے حتی کہ ان کی عورتیں تیز بھاگ رہی تھیں اور پہاڑوں کی راہ اختیار کئے ہوئی تھیں "

جنگ اُحد میں شکست خوردہ بھاگنے والی عورتوں کے نام "

ع۱ ہند بنت عتبہ ابو سفیان کے ساتھ نکلی تھی ع۲ ام حکیم بنت حرث بن ہشام اپنے شوہر عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ آئی تھی ع۳ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ اپنے شوہر حرث بن ہشام کے ساتھ برزہ بنت مسعود ثقفیہ صفوان بن اُمیہ کے ساتھ جو ابن صفوان کی والدہ ہے ع۴ رَیطہ بنت شیبہ سہمیہ اپنے شوہر عمرو بن عاص کے ہمراہ آئی تھی یہ ان کے بیٹے عبد اللہ کی والدہ ہے ع۵ سلافہ بنت سعد اپنے شوہر طلحہ بن ابی طلحہ حبجبی کے ساتھ آئی تھی۔ مصعب بن عُمیر کی والدہ خناس بنتِ مالک (۶) عمرہ بنت علقمہ بن کنانہ یہ سب کوافر (کافر عورتیں) جنگِ اُحد میں شریک تھیں (قسطلانی)

جب مشرک بھاگ نکلے تو درّہ پر کھڑے مسلمانوں نے کہا مشرک بھاگ نکلے ہیں غنیمت جمع کرو تو عبد اللہ ابن جبیر نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد کیا تھا کہ ہم بہر حال اور ہر صورت یہاں کھڑے رہیں، لیکن ساتھیوں نے انکار کیا اور غنیمت کے جمع کرنے میں مصروف ہونے کے باعث درّہ خالی ہو گیا وہاں صرف عبد اللہ بن جبیر اور چند ساتھی باقی رہ گئے۔ عبد اللہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی نہیں کر سکتا۔ انکار کرنے کے بعد وہ حیران رہ گئے کہ کدھر جائیں۔ خالد بن ولید نے دیکھا کہ

marfat.com
Marfat.com

درّہ خالی ہے وہاں صرف گنتی کے چند مسلمان کھڑے ہیں۔ تو گھوڑے پر سوار ہو کر اُن پر حملہ کر دیا جبکہ عکرمہ ابن ابی جہل بھی اس کے ساتھ تھا۔ انہوں نے وہاں کھڑے مسلمانوں کو قتل کر دیا اور ان کا امیر عبداللہ بن جبیر بھی وہیں قتل ہو گئے۔ اس وقت مسلمانوں کی صفوں میں شگاف پڑ گئے اور صورتِ حال تبدیل ہو گئی۔ اس سے پہلے جو بادِ صبا تھی وہ گرم ہوا سے بدل گئی۔ اور موسمِ بہار خزاں نظر آنے لگا ابلیس نے موقعہ پا کر بلند آواز سے پکارا کہ محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" قتل ہو گئے ہیں۔ اور مسلمانوں میں معاملہ خلط ملط ہو گیا اور وہ بے سوچے سمجھے قتل کر رہے تھے اور عجلت کے باعث ایک دوسرے کو ہی قتل رہے تھے انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ کسے قتل کر رہے ہیں۔ اسی افراتفری میں حضرت حذیفہ کے والد یمان رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے حالانکہ حضرت حذیفہ زور زور سے پکار رہے تھے مسلمانو! یہ میرا والد ہے اسے قتل نہ کرو، لیکن گرمجوشی میں کسی نے کسی کی نہ سُنی نتیجۃً ستر صحابہ کرام خصوصًا انصار شہید ہو گئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور میدانِ جنگ میں لڑتے رہے اور کمان سے تیر پھر پتھر پھینکتے رہے جبکہ آپ کے ساتھ چودہ مسلمان تھے جن میں سات مہاجرین تھے جن میں ابوبکر صدیق بھی شامل ہیں اور سات انصار تھے۔ مسلمانوں کے لئے یہ دن سخت مصیبت کا دن تھا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شہادت کے مراتب سے نوازا۔ جب دشمن سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ گئے تو آپ نے ان کو پتھر مارنے شروع کئے۔ اسی ہیجان میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے والے دانت شریف متاثر ہوئے اور ہونٹ مبارک زخمی ہو گیا اور چہرۂ انور خون آلود ہُوا (قسطلانی)

جنگِ اُحُد میں مصیبت کا اصل سبب کیا تھا؟

بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے وہ مقام چھوڑ دیا جہاں ان کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت رہنے کی ہدائت کی تھی، لیکن دراصل یہ نوشتۂ تقدیر تھا؛ کیونکہ جنگ بدر میں جب ستر مشرک قیدی لائے گئے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا کہ ان سے کیا سلوک کیا جائے تو اکثر نے یہ مشورہ دیا کہ فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے۔

اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہُوئے اور اللہ کا حکم سُنایا کہ فدیہ لے کر ان کو رہا کرنے کی شرط یہ ہے کہ آئندہ سال اُحُد میں ان کے بدل تم سے ستر صحابی شہید ہوں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیان کیا تو اُنھوں نے یہ شرط قبول کر لی اور بدر کے اُسارٰی کی رہائی پر مُصر ہُوئے اور کہنے لگے ہمیں شرفِ شہادت سے مشرف ہونے کا اشتیاق ہے۔ لہٰذا اس شرط پر مشرکوں کو فدیہ لے کر رہا کر دیا گیا (ترمذی)

marfat.com
Marfat.com

اُحد میں ستر صحابہ شہید ہونے کے باعث مسلمانوں کے لئے یہ قیامت خیز حال تھا۔ شہید ہونے والوں کے ناک کان ڈالے گئے اور ان کے چہرے مسخ کر دیئے جن کے متعلق ابوسفیان نے کہا میں نے اس کا حکم تو نہیں دیا تھا لیکن اگر ایسا ہوگیا ہے تو مجھے اس کا افسوس بھی نہیں اس کی بیوی ہند مشرکہ عورتوں کے ساتھ میدانِ جنگ میں گئی اور شہید ہونے والے مسلمانوں کے ناک اور کان کاٹے اور ان کا ہار بنا کر گلے میں ڈالا اور اپنا ہار اور دوسرے زیورات جو مکہ سے پہن کر آئی تھی۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل حبشی کو بطورِ انعام دیئے کیونکہ حبشی نے امیر حمزہ کو قتل کیا تھا۔ پھر حضرت امیر حمزہ کا جگر کھولا اور اس کو کھانے لگی لیکن وہ اس سے نہ چبایا گیا تو اس کو پھینک دیا پھر اُونچے پتھر پر چڑھ کر بلند آواز سے چلائی۔ ہم نے تم کو بدر کی جزاء دی اور لڑائی کے بعد لڑائی مشتعل ہوتی رہتی ہے مجھے عتبہ، اس کے بھائی، اور چچا اور بچہ سے صبر نہیں۔ میں نے شفا پائی اور نذر پوری کر لی ہے۔ وحشی نے میرے سینہ کی پیاس بجھائی ہے۔ میں عمر بھر وحشی کا شکریہ ادا کرتی رہوں گی۔ حتی کہ قبر میں میری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں شروع اسلام میں شراب پینا جائز تھا اس لئے شہداء اُحد کے ثواب میں کمی واقع نہیں ہوئی۔

مشرکوں کا ایک بُت تھا جس کا نام عُزّیٰ ،، تھا۔ وہ اس کی عبادت کرتے تھے۔ اس کا نام لے کر وہ بلند آواز سے بولا۔ مسلمانو! ہمارا معبود عُزّیٰ ہے جو ہمارا مددگار ہے۔ تمہارے پاس عُزّیٰ نہیں جو تمہاری مدد کرے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدائت کے مطابق صحابہ نے جواب دیا ور اللہ ہمارا مددگار ہے جو تمہیں نصیب نہیں پھر ابوسفیان نے کہا یہ بدر کا بدلہ ہے اور لڑائی سجال ہے۔ یعنی ڈول ہے کبھی ایک لئے کبھی دوسرے کے لئے۔ الحاصل نوشتۂ تقدیر کا سبب چند صحابہ کرام کی اجتہادی خطاء تھی جو ستر شہداء کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ واللہ اعلم!

عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ

وہ ابن جبیر بن نعمان بن اُمیہ بن امرئ القیس برک بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف انصاری ہیں۔ عقبہ میں پھر بدر میں شریک ہوئے وہ اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے۔ ابوعمر نے کہا مجھے اس کی کوئی روائت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم نہیں۔ اُعلُ ،، علا یعلو سے امر کا صیغہ ہے۔ ھُبل ،، قریش کا بُت ہے جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔ وہ کعبہ میں رکھا ہوا تھا۔ اَلعُزّیٰ، اَعَزّ کی تانیث ہے۔ یہ بھی قریش کے بت کا نام ہے۔ کہا جاتا ہے عُزّیٰ غطفان میں کیکر کا درخت ہے جس کی مشرک عبادت کرتے تھے اور اس پر مکان بنایا ہوا تھا۔ اس پر قریش نے خادم مقرر کئے تھے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو اُنہوں نے مکان گرا دیا اور درخت جلا دیا پھر کہا ؎

اے عزّیٰ میں تیرا انکار کرتا ہوں اور تو ناپاک ہے۔ میں نے اللہ کو دیکھا ہے کہ اُس نے تجھے ذلیل کیا ہے۔ (عینی)

marfat.com
Marfat.com

۳۷۸۸ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ اُتِيَ بِطَعَامٍ وَّ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّيْ كُفِّنَ فِيْ بُرْدَةٍ اِنْ غُطِّيَ رَاْسُهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَاِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَاْسُهٗ وَاُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ اَوْ قَالَ اُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطِيْنَا وَقَدْ خَشِيْنَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ

۳۷۸۸ــــ ترجمہ : سعد بن ابراہیم نے اپنے والد ابراہیم سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس کھانا لایا گیا جبکہ وہ روزہ سے تھے۔ اُنھوں نے کہا مُصعب ابن عُمیر شہید ہوگئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ انہیں ایک چادر میں کفن دیا گیا۔ اگر اُن کا سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہوجاتے۔ اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر کھل جاتا میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ پھر ہمارے لئے دُنیا کی خوب فراخی دی گئی یا کہا ہمیں دنیا میں سے بہت کچھ دیا گیا۔ ہمیں ڈر ہے کہ ہماری نیکیاں دُنیا میں ہمارے لئے جلدی اپنائی گئی ہیں۔ پھر رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔

۳۷۸۸ــــ شرح : حضرت عبدالرحمٰن عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ حدیث کے سیاق سے ظاہر ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے یہ کلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہا تھا۔ اس میں ان کی انکساری ہے اور یہ کہنا کہ عبدالرحمٰن نے یہ کلام اس وقت بیان کیا تھا جبکہ اُن کو عشرہ مبشرہ میں سے ہونے کا علم نہ تھا بعید از فہم ہے۔

مُصعَب بن عُمَیر رضی اللہ عنہ

جنگِ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن قمیئہ عبداللہ نے انہیں قتل کیا تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا تھا۔ ابن سعد نے کہا جب وہ شہید ہوگئے تو فرشتہ نے مصعب بن عُمیر کی صورت اختیار کر کے جھنڈا ہاتھ میں پکڑ لیا۔ حدیث ۱۲۰۳ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۷۸۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فَاَيْنَ اَنَا قَالَ فِي الْجَنَّةِ فَاَلْقٰى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ

۳۷۹۰ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ وَمِنَّا مَنْ مَضٰى اَوْ ذَهَبَ لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ لَمْ يَتْرُكْ اِلَّا نَمِرَةً كُنَّا اِذَا

۳۷۸۹ — ترجمہ : سفیان نے عمرو سے روائت کی کہ انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُحد کے دن عرض کیا مجھے خبر دیں کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو میرا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا مقام جنت میں ہے۔ اس شخص نے ہاتھ میں سے کھجوریں پھینک دیں پھر جنگ کی حتی کہ شہید ہو گیا۔

۳۷۸۹ — شرح : اسد الغابہ میں ذکر کیا کہ یہ شخص عُمَیر انصاری تھا جو بدر کی جنگ میں شہید ہُوا ہے اور اسلام میں سب سے پہلے اس کو شرفِ شہادت نصیب ہُوا۔ ابن اسحاق صاحب المغازی نے بھی اس طرح ذکر کیا ہے، لیکن ابن بشکوال نے کہا یہ شخص عُمیر بن حمام ابن جموح انصاری ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ مسلم میں ہے کہ عُمیر بن حمام کھجوریں ہاتھ میں لیں اور انہیں کھانا شروع کیا پھر کہا اگر ان کھجوروں کے کھانے تک میں زندہ رہا تو میری یہ زندگی بہت لمبی شمار ہوگی پھر جنگ میں کود پڑے اور شہید ہو گئے۔

ان دونوں حدیثوں میں موافقت اس طرح ہے کہ باب کی حدیث میں تصریح ہے کہ یہ واقعہ جنگِ اُحد کا ہے۔ لہٰذا یہ دو مواقع علیحدہ علیحدہ ہیں اور دو شخص بھی مختلف ہیں۔ ایک شخص کا واقعہ نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۷۹۰ — ترجمہ : خباب رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اس حال میں کہ ہم اللہ کی رضا چاہتے تھے تو ہمارا ثواب اللہ کے ذمے (اس کے فضل سے) ہو گیا۔ ہم سے بعض تو گزر گئے یا وہ دُنیا سے چلے گئے اور اپنے ثواب سے کچھ نہ پایا اُن میں سے مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ اُحد کی جنگ میں شہید ہُوئے۔ اُنھوں نے صرف ایک

marfat.com
Marfat.com

غَطَّيْنَا بِهَا رَاسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَاسُهٗ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَاسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلِهِ الْاِذْخِرَ اَوْ قَالَ اَلْقُوْا عَلٰى رِجْلِهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ قَدْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

۳۷۹۱ — اَخْبَرَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَمَّهٗ غَابَ عَنْ بَدْرٍ فَقَالَ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ اَشْهَدَنِيَ اللّٰهُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا اُجِدُّ فَلَقِيَ يَوْمَ اُحُدٍ فَهُزِمَ النَّاسُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُسْلِمِيْنَ وَاَبْرَأُ اِلَيْكَ مِمَّا جَآءَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَتَقَدَّمَ بِسَيْفِهٖ فَلَقِيَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ اَيْنَ يَا سَعْدُ اِنِّيْ اَجِدُ رِيْحَ الْجَنَّةِ دُوْنَ اُحُدٍ فَمَضٰى فَقُتِلَ فَمَا عُرِفَ حَتّٰى عَرَفَتْهُ اُخْتُهٗ بِشَامَةٍ اَوْ بِبَنَانِهٖ فِيْهِ بِضْعٌ وَثَمَانُوْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ

کمبل چھوڑا جب ہم اس کے ساتھ مصعب کا سر ڈھانپتے تھے تو اُن کے پاؤں کھُل جاتے تھے اور جب پاؤں ڈھانپتے تھے تو سر باہر نکل جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا اس کمبل سے اِن کا سر چھپا دو اور ان کے پاؤں پر گھاس کر دو اور بعض ہم میں سے وہ لوگ ہیں جن کا پھل خوب پکا اور وہ اسے جمع کر رہا ہے۔

۳۷۹۱ — ترجمہ : حسان بن حسان نے خبر سنائی کہ ہمیں محمد بن طلحہ نے حُمید کے ذریعہ انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ان کا چچا بدر کی لڑائی میں غائب تھا (بدر میں شریک نہ ہو سکا تھا) اس نے کہا بدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی لڑائی تھی جس سے میں غائب تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جنگ میں شریک ہونے کا موقع دیا تو دیکھے گا کہ میں کیسی کوشش کرتا ہوں جب غزوۂ اُحد کا وقت آیا اور لوگ بھاگ نکلے تو کہا اے اللہ! مسلمانوں نے جو یہ فعل کیا ہے میں تیرے حضور اس کی معذرت کرتا ہوں اور جو مشرکوں نے کیا میں اس سے بیزار ہوں پھر تلوار لے کر آگے بڑھے تو سعد بن مُعاذ سے ملاقات ہوئی اور کہا اے سعد کہاں جا رہے ہو میں اُحد کے قریب

marfat.com
Marfat.com

۳۷۹۲ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ خَارِجَةُ بْنُ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ سَمِعَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ یَقُوْلُ فَقَدْتُ اٰیَةً مِنَ الْاَحْزَابِ حِیْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ کُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَیْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِیِّ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ فَاَلْحَقْنَاهَا فِیْ سُوْرَتِهَا فِی الْمُصْحَفِ

جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ پھر جنگ میں کود پڑے اور شہید ہو گئے اور وہ پہچانے نہیں جاتے تھے حتیٰ کہ ان کی ہمشیرہ نے ایک تل اور اُنگلی کے پورے سے پہچانا جبکہ ان کو بیاسی زخم نیزوں، تلواروں اور تیروں سے پہنچے تھے۔

۳۷۹۰ — ۳۷۹۱ — مشرح : پہلی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ابتداءِ اسلام میں مسلمان سخت حالات سے دوچار تھے۔ حتیٰ کہ بعض حالات میں کفن بھی پُورا میسّر نہ تھا۔ حدیث ع ۱۲۰۵ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

دوسری حدیث میں ایک اشکال ہے کہ جنگِ بدر اسلام میں پہلی جنگ نہیں اس سے پہلے غزوات ہُوئے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں جو عظیم جنگیں ہُوئی ہیں ان میں سے بدر کی جنگ پہلی عظیم جنگ ہے اس سے پہلے چھوٹے چھوٹے غزوات تھے۔ حدیث ع ۲۶۱۱ اور حدیث ع ۲۵۲۲ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۳۷۹۲ — ترجمہ : خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ جب ہم نے قرآن کریم جمع کرنا شروع کیا تو میں نے سورۂ احزاب کی ایک آئت کریمہ گم پائی میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ پڑھتے سُنا کرتا تھا ہم نے اس کو تلاش کیا اور خُزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس وہ پالی (وہ آئت یہ ہے) مومنوں سے بعض نے اللہ سے عہد کیا جس کو اُنہوں نے سچ کر دکھایا اور اُن سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر کو پُورا کر دیا (شہید ہو گئے) اور بعض شہادت کے منتظر ہیں۔ تو ہم نے اس آئت کو قرآن کریم کی اس سورت میں ذکر کر دیا۔

۳۷۹۲ — شرح : تیسیر القاری میں ہے کہ بعض وہ مسلمان ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کئے ہُوئے عہد کو پُورا کیا کہ وہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم

marfat.com
Marfat.com

۳۷۹۳ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ خَرَجَ مَعَهٗ وَكَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ تَقُوْلُ نُقَاتِلُهُمْ وَفِرْقَةٌ تَقُوْلُ لَانُقَاتِلُهُمْ فَنَزَلَتْ فَمَالَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا وَقَالَ اِنَّهَا طَيْبَةٌ تَنْفِي الذُّنُوْبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ

رہیں گے اور اللہ کے دین کی بلندی کے لئے کافروں سے جنگ کرتے رہیں گے۔ ان میں سے بعض نے جنگ کی اور شہید ہو گئے جیسے امیر حمزہ، مُصعب بن عُمیر اور حضرت انس بن مالک کے چچا انس بن نضر ہیں اور دوسرے بعض شہادت کے منتظر ہیں ایسے حضرت عثمان غنی اور طلحہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ نَحْب کا معنی نذر ہے۔ قاضی بیضاوی نے کہا یہ موت کے لئے مستعار لایا گیا ہے کیونکہ جس طرح نذر لازم ہے زندہ لوگوں کے لئے موت لازم ہے کہ بہرحال انہوں نے مرنا ہے۔ اس حدیث کی مناسبت غزوۂ اُحد سے اس طرح ہے کہ یہ آئت کریمہ شہدائے اُحد کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک شخص کے کہنے سے یہ آئت کریمہ کیسے قرآن ہو سکتی ہے اور اس کو قرآن سے لاحق کرنا کیسے جائز ہے؟ حالانکہ قرآن کریم کے لئے نقلِ متواتر شرط ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ لکھنے کے وقت بطریق تواتر ثابت نہیں تھی۔ زید بن ثابت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف سے سنا تھا حالانکہ خبر جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف سے معلوم ہو یقینی علم کا فائدہ دینے میں خبرِ متواتر کی مانند ہے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے جس کی شہادت دو مردوں کے برابر ثابت ہے بیان کیا کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر کے قرآن کریم میں داخل کی گئی اس کے بعد تواتر سے اس کا حفظ اور کتابت معلوم کیا گیا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زید بن ثابت کی مراد یہ ہے کہ لوگوں کے لکھنے میں یہ آئت مفقود تھی یعنی لوگوں کو تواتر سے معلوم تھی لیکن اس کی کتابت نہ تھی وہ خزیمہ کے پاس لکھی ہوئی پائی گئی۔ لہٰذا عدم تواتر لازم نہیں ہے، لیکن یہ جواب کمزور ہے۔ کیونکہ زید بن ثابت کو یہ کہا گیا تھا کہ جو آئت دو شاہدوں شاہد حفظ اور شاہد کتابت سے بطریق تواتر معلوم نہ ہو اسے قرآن میں داخل نہ کریں لہٰذا اس جواب کے مطابق یہ شبہ باقی رہتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۷۹۳ ـــ ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

۳۷۹۴ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ

لڑائی کے لئے نکلے تو جو لوگ آپ کے ساتھ جنگ کرنے نکلے تھے ان میں سے بعض واپس آگئے۔ واپس ہونے والوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم اُن سے جنگ کریں گے کیونکہ یہ منافق ہیں جبکہ دُوسرا گروہ کہتا تھا کہ ان سے لڑائی نہیں کریں گے (کیونکہ یہ مسلمان ہیں) تو یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی ور تمہارا کیا حال ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ بن گئے ہو۔ اللہ نے اُن کو ان کے کسب کے سبب ردّ کیا ہے۔ اور فرمایا یہ "مدینہ منورہ شرفہا اللہ" طَیْبَہ ہے۔ یہ مدینہ منوّرہ والوں کے گناہ دُور کرتا ہے جیسے آگ چاندی کا زنگار دُور کرتی ہے (جبکہ اسے پگھلایا جائے)

شرح : **۳۷۹۳ــــ** یعنی عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اور اس کے ساتھی جو تقریباً لشکر کی تہائی تھے۔ وہ اُحُد سے واپس آگئے اس کا سبب یہ تھا کہ عبداللہ بن ابی کی رائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال مبارک کے موافق تھی کہ عبداللہ اور اس کے ساتھی جنگِ اُحُد میں شرکت نہ کریں اور مدینہ منورہ میں ہی رہیں، لیکن اس کے علاوہ کسی اور شخص نے مشورہ دیا کہ عبداللہ اور اس کے ساتھیوں کو ضرور نکلنا چاہیئے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی رائے کو پسند کیا اور منافقوں کو اُحُد میں شرکت کرنے کو فرمایا؛ چنانچہ عبداللہ کو حسبِ ارشاد نبوی نکلنا پڑا۔ پھر عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی بات مانی ہے اور ہماری بات ٹھکرا دی ہے۔ ہم اپنے ساتھیوں (مشرکوں) کو کس لئے قتل کریں؟ چنانچہ لشکر کی ایک تہائی لوگوں کو ساتھ لے کر اُحُد سے لوٹ آیا۔ ابن اسحاق نے کہا حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام جو حضرت جابر کے والد ہیں اور قبیلہ خزرج سے ہیں جیسے عبداللہ بن اُبی خزرجی ہے۔ ان لوگوں کے پیچھے گئے اور انہیں قسم دی کہ اس حرکت سے باز آجائیں لیکن اُنھوں نے انکار کر دیا تو عبداللہ بن عمرو نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو دُور کرے۔ منافقوں کی اس حرکت پر مسلمانوں کے دو گروہ ہوگئے۔ بعض نے کہا انہیں قتل کر دیں اور بعض نے اس سے منع کیا تو یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی۔ اس آئت کریمہ کے نزول کا صحیح سبب یہی ہے بعض علماء نے کچھ اور کہا ہے۔ قولہ انھا طیبۃ الخ اس کلام کی غرض یہ ہے کہ جو لوگ اُحُد سے لوٹ آئے تھے ان کی تقصیر کی عذرخواہی ہے یا جو لوگ اُن کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ ان کو قتل کرنے سے روکنا ہے۔ یعنی مدینہ منورہ اپنا اہتمام خود کرے گا۔ اور نیک کو بد سے جُدا کر دے گا۔ اس کی تفصیل کتاب الحج کے آخر میں مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

جَابِرٍ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْنَا اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا بَنِيْ سَلَمَةَ وَبَنِيْ حَارِثَةَ وَمَا اُحِبُّ اَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا

باب ۔ جب دو جماعتوں نے تم میں سے قصد کیا کہ وہ سستی کر جائیں اور اللہ اُن کا مددگار تھا اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے

۳۷۹۴ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ " اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا "، کہ جب تم میں سے دو گروہوں نے پھسلنے کا ارادہ کر لیا "، بنی سلمہ اور بنی حارثہ دو گروہوں کے بارے میں نازل ہوئی ۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ یہ نازل نہ ہوتی (بلکہ اس کا نازل ہونا مجھے پسند ہے) اللہ حق فرماتا ہے اور اللہ ان دونوں گروہوں کا مددگار ہے ۔

۳۷۹۴ — شرح : دراصل واقعہ یہ ہے کہ انصار کے دو قبیلے بنو سلمہ جو خزرجی ہیں اور بنو حارثہ جو اَوْسی ہیں یعنی خزرج اور اَوْس کے دو قبیلے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ اُحد میں آئے تھے اُنھوں نے چاہا کہ ایک طرف ہو جائیں ۔ جبکہ مسلمان صرف ایک ہزار افراد تھے اور کافر تین ہزار تھے ۔ جب عبداللہ بن ابی جو رئیس المنافقین تھا تین سو آدمی ساتھ لے کر علیحدہ ہو گیا اور کہنے لگا ہم کس لئے مریں اور اپنی اولاد کو کیوں مرنے دیں تو اِن دو قبیلوں نے بھی عبداللہ منافق کی پیروی کا ارادہ کر لیا ۔ اللہ تعالیٰ نے اس ناپاک ارادہ سے ان کو باز رکھا اور وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ خیال اور خطرہ صرف ان کے دلوں میں آیا تھا ۔ اور اس کا عزم نہیں کیا تھا ، ورنہ اللہ تعالیٰ اُن کے بارے میں یہ نہ فرماتا کہ اللہ ان کا مددگار ہے ، کیونکہ جہاد سے علیحدگی اختیار کرنا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے اور کبائر کے مرتکب لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا اور نہ ہی ان کی مدد کرتا ہے ۔

علامہ زمخشری نے اس آیت کا معنی یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ ان دونوں قبیلوں کا ناصر اور ان کے امور کا متولی ہے ۔ ان کا یہ حال نہیں کہ وہ سست ہو جائیں اور اللہ پر توکل نہ کریں "

الحاصل اس آیت کریمہ کے نزول میں اِن دونوں قبیلوں کے لئے بہت خوشخبری اور ان کے لئے خوشی

marfat.com
Marfat.com

۳۷۹۵ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَكَحْتَ يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَاذَا اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ لَا بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ وَ تَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ كُنَّ لِيْ تِسْعَ اَخَوَاتٍ فَكَرِهْتُ اَنْ اَجْمَعَ اِلَيْهِنَّ جَارِيَةً خَرْقَآءَ مِثْلَهُنَّ وَلٰكِنِ امْرَأَةً تَمْشِطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ اَصَبْتَ

کا مقام ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ثناء سے متشرف ہوئے ہیں۔ اور ان کے بارے میں اس آیت کا نازل ہونا دلالت کرتا ہے کہ اللہ ان کا مددگار رہے اور جو اُن کے دلوں میں خطرہ آیا تھا اس پر مواخذہ نہیں کیا گیا ہے کیونکہ یہ خطرہ عزم اور صمیم قلب سے نہ تھا۔

۳۷۹۵ــــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے انہوں نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے جابر تم نے شادی کی ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ! آپ نے فرمایا کنواری لڑکی سے شادی کی ہے یا بیوہ سے۔ میں نے عرض کیا بیوہ سے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا کنواری لڑکی سے شادی کرتے وہ تمہیں خوش کیا کرتی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا والد ماجد اُحد کی لڑائی میں شہید ہوگیا اور نو لڑکیاں باقی چھوڑیں وہ میری نو بہنیں ہیں۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ ان بہنوں کے ساتھ ناتجربہ کار نادان کو جمع کردوں جو ناتجربہ کاری میں اُن جیسی ہو، لیکن میں نے وہ عورت اختیار کی ہے جو ان کو کنگھی کیا کرے گی اور ان کی نگہداشت کرتی رہے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا کیا ہے۔

۳۷۹۶ــــ شرح : شعبی کی روائت میں چھ لڑکیاں مذکور ہیں اکیونکہ ان میں سے تین شادی شدہ تھیں یا اس کا عکس تھا۔ اصحاب الاستیذان میں ہے کہ جابر نے کہا میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں اور ان کی تعداد ذکر نہیں کی۔ سیرت میں ہے کہ حمراءِ اسد کی طرف نکلنے کے وقت جابر نے عرض کیا کہ میرے والد نے مجھے سات بہنوں سمیت باقی چھوڑا ہے، لیکن اس میں اشکال نہیں کیونکہ قلیل عدد کثیر عدد کے منافی نہیں ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے حالات میں بیوہ عورت کنواری لڑکی سے بہتر ہوتی ہے۔ اسی لئے فقہاء نے کہا ہے کہ جب کوئی عذر ظاہر نہ ہو تو کنواری لڑکی سے شادی کرنا اچھا ہے۔ خَرْقَاء ، اخرق کی تانیث ہے یہ وہ عورت ہے جو نرم مزاج نہ ہو اور امور خانہ داری سے واقف

marfat.com
Marfat.com

۳۷۹۶ــــ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ سُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ جَابِرٌ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَاهُ اُسْتُشْهِدَ یَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَیْهِ دَیْنًا وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ فَلَمَّا حَضَرَ جِزَازُ النَّخْلِ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِیْ قَدِ اسْتُشْهِدَ یَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ دَیْنًا كَثِیْرًا وَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یَرَاكَ الْغُرَمَآءُ فَقَالَ اذْهَبْ فَبَیْدِدْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰی نَاحِیَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَیْهِ كَاَنَّهُمْ اُغْرُوْا بِیْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰی مَا یَصْنَعُوْنَ اَطَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَیْدَرًا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اُدْعُ لَكَ اَصْحَابَكَ فَمَا نَالَ یَكِیْلُ لَهُمْ حَتّٰی اَدَّی اللّٰهُ عَنْ وَالِدِیْ اَمَانَتَهُ وَاَنَا اَرْضٰی اَنْ یُؤَدِّیَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِیْ وَاَرْجِعَ اِلٰی اَخَوَاتِیْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَیَادِرَ كُلَّهَا حَتّٰی اَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی الْبَیْدَرِ الَّذِیْ كَانَ عَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً

نہ ہو۔ اس حدیث میں "تِسْعَ بَنَاتٍ کے بعد" یہ کہنا کہ وہ نو میری بہنیں ہیں۔ اس طرف اشارہ ہے کہ جابر اور اس کی بہنیں ایک ماں سے تھیں۔ اور وہ اس کی حقیقی بہنیں تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۷۹۶ــــ ترجمہ: شعبی نے کہا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کا والد غزوۂ اُحد میں شہید ہوگیا اور اپنے پر قرضہ اور چھ لڑکیاں باقی چھوڑیں جب کھجوریں اُتارنے کا وقت آیا۔ تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔ حضور! آپ جانتے ہیں کہ میرا والد اُحد کی لڑائی میں شہید ہوگیا ہے اور اپنے پر بہت قرض چھوڑا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ (تشریف لائیں) تاکہ آپ کو قرض خواہ دیکھیں (اور مجھ پر سختی نہ کریں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور ہر قسم کی کھجور کا کھلیان علیحدہ علیحدہ کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا پھر میں نے آپ کو تشریف لانے کی تکلیف دی (آپ تشریف

marfat.com
Marfat.com

۳۷۹۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ وَمَعَهُ رَجُلَانِ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ

۳۷۹۸ ـــ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ السَّعْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ نَثَلَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِنَانَتَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

لے آئے) جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو وہ اسی وقت مشتعل ہو گئے (اور بضد ہو گئے) جب آپ نے ان کا حال دیکھا تو آپ نے کھجوروں کے سب سے بڑے کھلیان (ڈھیر) کے گرد تین بار طواف کیا (اس میں برکت کرنے کے لئے) پھر اس کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا اپنے قرضخواہوں کو بلاؤ اور ان کو ناپ تول کر، دیتے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا قرضہ اُتار دیا اور اس کی امانت ادا کر دی۔ میں خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کی امانت ادا کر دے اگرچہ میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے کھجوروں کے تمام ڈھیر صحیح سلامت رکھے حتی کہ میں اس ڈھیر کو دیکھتا تھا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے گویا کہ اس سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی،، (بیدر،، کھلیان ہے جہاں طعام جمع کیا جاتا ہے۔ یہ حدیث زکوٰۃ، صلح اور قرض کے ابواب میں کئی بار گزری ہے)

۳۷۹۷ ـــ ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے غزوۂ اُحد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے ہمراہ دو مرد ہیں جو آپ کی طرف سے جنگ کر رہے ہیں اُن کا سفید لباس تھا وہ سخت لڑائی کر رہے تھے میں نے انہیں اس سے پہلے اور اس کے بعد نہیں دیکھا۔ (یہ دو شخص فرشتے تھے۔ مسلم کی روائت میں ہے کہ یہ جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا اور جنگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگیں لڑی ہیں۔

۳۷۹۸ ـــ ترجمہ : سعید بن مسیب نے کہا میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا

marfat.com
Marfat.com

۳۷۹۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ جَمَعَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ يَوْمَ اُحُدٍ

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحُد کی جنگ میں میرے لئے ترکش سے تیر نکال کر رکھ دیئے اور فرمایا اے سعد! خوب تیر چلاؤ میرا باپ اور میری ماں تم پر فدا ہوں!

۳۷۹۸ — شرح : قولہ اِرْمِ فِدَاکَ الخ ،، یہ آنے والی دو روایات کی تفسیر ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح میں ذکر کیا کہ میں نے اس حدیث میں دوسری مرسل وجہ سے اضافہ دیکھا ہے جسے ابن عائذ نے ولید بن مسلم کے ذریعہ یحییٰ بن حمزہ سے ذکر کیا ہے اُنھوں نے کہا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تیر چلایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا تیر مجھے واپس کر دیا جسے میں پہچانتا تھا حتی کہ آٹھ یا نو تیر چلائے آپ ہر تیر مجھے واپس کرتے رہے میں نے کہا یہ تیر خون آلود ہے۔ اور اسے اپنے ترکش میں رکھ لیا کہ یہ مجھ سے جدا نہ ہوگا۔ حاکم نے اس واقعہ کا سبب بیان کیا ہے اور یونس بن بکیر کے طریق سے ذکر کیا۔ مغازی میں اس کی روایت عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہا کے طریق سے بیان کی کہ عائشہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ غزوۂ اُحُد میں لوگ سخت مصیبت کا شکار ہوئے تو میں ایک طرف ہو گیا۔ اور دل میں کہا میں اپنی ذات سے مدافعت کروں گا یا تو نجات پاؤں گا یا شہید ہو جاؤں گا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص جس کا چہرہ خون آلود ہے، مشرکوں نے اسکا گھیراؤ کیا ہوا ہے اُس نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں اور ان کو ماریں اس اثناء میں میرے اور اس شخص کے درمیان مقداد آگئے۔ میں نے مقداد سے اس شخص کے متعلق دریافت کرنا چاہا تو اُس نے مجھے کہا اے سعد! یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تمہیں بُلا رہے ہیں۔ میں اُٹھا گویا مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ تھی آپ نے مجھے اپنے آگے بٹھایا تو میں نے مشرکوں کو تیر مارنے شروع کئے اور باقی ساری حدیث ذکر کی۔ علامہ عسقلانی نے کہا ہے اِرْمِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ الخ کا معنی یہ ہے۔ اگر میں فدیہ پیش کر سکوں تو اپنے ماں باپ جو مجھے بہت عزیز ہیں فدا کر دوں۔ اس سے مراد اس کا لازم ہے اور وہ رضا ہے۔ یعنی تیر چلاؤ تم مجھے بہت پسند ہو اور میں تم پر خوش ہوں۔ ہاشم بن ہاشم سعدی ... اپنے والد کے چچا سعد کی طرف منسوب ہیں وہ ان کے نانا ہیں (عینی)

۳۷۹۹ — ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے سُنا کہ اُنھوں نے کہا میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحُد میں میرے لئے اپنے ماں باپ جمع کئے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۸۰۰ ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ لَقَدْ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ اَبَوَيْهِ كِلَيْهِمَا يَرْمِيْ حِيْنَ قَالَ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَهُوَ يُقَاتِلُ ۳۸۰۱ ــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ غَيْرِ سَعْدٍ

۳۸۰۲ ــ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَوْمَ اُحُدٍ يَا سَعْدُ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ

۳۸۰۰ــ ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غزوۂ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے اپنے والدین کو جمع کیا ان کی مراد ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد سے فرمایا حالانکہ وہ مقاتلہ کر رہے تھے اے سعد میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں (ان دونوں حدیثوں کی تفسیر اُوپر بیان ہو چکی ہے)

۳۸۰۱ــ ترجمہ : ابن شداد نے کہا میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سعد کے سوا کسی کے لئے نہیں سُنا کہ اس کے لئے آپ فرماتے ہوں فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ ،،

۳۸۰۲ــ ترجمہ : عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن مالک کے سوا کسی کے متعلق یہ فرماتے نہیں سُنا کہ اس کے لئے اپنے والدین کو فداء میں جمع فرمایا ہو میں نے آپ کو غزوۂ اُحد میں یہ فرماتے ہوئے سُنا اے سعد خوب تیر چلاؤ تجھ پر میرا باپ اور ماں فدا ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۸۰۳ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ مُعْتَمِرٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ زَعَمَ اَبُوْعُثْمٰنَ اَنَّہٗ لَمْ یَبْقَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ تِلْکَ الْاَیَّامِ الَّتِیْ یُقَاتِلُ فِیْہِنَّ غَیْرُ طَلْحَۃَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِیْثِھِمَا

۳۸۰۴ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ اِبْنُ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یُوْسُفَ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ یَزِیْدَ قَالَ صَحِبْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَطَلْحَۃَ بْنَ عُبَیْدِ اللّٰہِ وَالْمِقْدَادَ وَسَعْدًا فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا مِنْھُمْ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنِّیْ سَمِعْتُ طَلْحَۃَ یُحَدِّثُ عَنْ یَوْمِ اُحُدٍ ـــ

۳۸۰۱ تا ۳۸۰۲ ـــ

شرح : حضرت علی المرتضیٰ کی حدیث دو طریقوں سے مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص کے اور کئی صحابہ کے متعلق فرمایا: "فداک ابی وامی"، تو حضرت علی کا سعد کے سوا دوسروں سے نفی کرنے کا کیا معنیٰ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سعد کے غیر کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا والدین فدا میں جمع کرنا حضرت علی کے عدمِ سماع کے منافی نہیں، کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہ سُنا ہو اور دوسروں نے سُنا ہو۔ ابو وقاص کا نام مالک ہے۔ اس لئے کبھی سعد بن ابی وقاص کہا جاتا ہے اور سعد کے والد کی کنیت ذکر کی جاتی ہے اور کبھی ان کا نام مالک ذکر کیا جاتا ہے۔ زُہری نے کہا غزوۂ اُحُد میں حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایک ہزار تیر چلایا تھا۔

۳۸۰۳ ـــ ترجمہ : معتمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا ابو عثمان نے گمان کیا ہے کہ جن یعنی ایام (اُحُد) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کافروں سے لڑائی کرتے تھے۔ مہاجروں میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طلحہ اور سعد کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ ابو عثمان نے یہ بات سعد اور طلحہ سے سُن کر بیان کی،،

۳۸۰۴ ـــ شرح : یعنی سردار مہاجرین ہمیشہ غزوات میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتے تھے اُحُد کی جنگ میں طلحہ اور سعد کے سوا کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ رہا تھا۔ قولہ عَنْ حَدِیْثِھِمَا،، یعنی ابو عثمان نے کہا عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے اِن دو صحابیوں کے سوا ان کے اقوال و احوال جو ان کو لاحق ہوئے کی کسی نے روایت نہیں کی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے عشرہ مبشرہ اور سردار مہاجرین کے بعد یہ کلام ذکر کیا گیا ہے بعض ایام سے اُحُد کی جنگ مراد ہے۔ مقداد بھی آپ کے ساتھ تھے مگر وہ سخت حال کے بعد حاضر ہوئے تھے

marfat.com
Marfat.com

۳۸۰۵ ــــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ قَالَ رَاَیْتُ یَدَ طَلْحَۃَ شَلَّاءَ وَقٰی بِھَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ

یا یہ تخصیص مہاجرین کے اعتبار سے ہے۔

اسماء رجال : ع۱ ابونُعَیم فضل بن دُکَین ہیں ع۲ مِسعر ابن کدام کوفی ہیں اور جناب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں ع۳ سعد ابنِ ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابن عوف ہیں ع۴ ابن شدّاد عبداللہ بن شدّاد بن ہاد کِنْدِی کوفی ہیں ع۵ یسیرہ بن صفوان لخمی دمشقی ہیں۔ ع۶ معتمر ابن سلیمان بن طرخان تیمی ہیں۔

ترجمہ ۳۸۰۴ ــــ : محمد بن یوسف نے کہا میں نے سائب بن یزید کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ بن عُبیداللہ، مِقداد اور سعد رضی اللہ عنہم کا ساتھی رہا۔ میں نے ان میں سے کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سُنا سوا اس کے طلحہ سے سُنا وہ غزوہ اُحُد کے متعلق بیان کرتے تھے۔

شرح ۳۸۰۴ ــــ : ان حضرات کے حدیث نہ بیان کرنے کا سبب یہ تھا کہ انہیں سہو کا خوف تھا اس لئے انھوں نے حدیث بیان کرنے سے پرہیز کیا کہ کہیں ان سے غلط بیانی نہ ہو جائے اور وہ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ،، کا مصداق ہوں۔

اسماءِ رجال : عبداللہ بن اسود وَہ عبداللہ بن محمد بن ابی الاسود حُمَید بن اسود بصری حافظ ہیں۔ ۲۲۳ھ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ حاتم بن اسماعیل ،، کوفی ہیں مدینہ منورہ میں سکونت پذیر تھے۔ ع۳ محمد بن یوسف بن عبداللہ بن یزید بن اخت نمر ہیں ان کی والدہ سائب بن یزید کی بیٹی ہے۔ اُنھوں نے اپنے نانا سائب بن یزید سے سماعت کی ہے۔ وہ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ سائب نے کہا میرے والد نے مجھے ساتھ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا جبکہ میں سات برس کا تھا۔ یہ محمد بن یوسف کی روائت ہے۔ ابوعمرو نے کہا وہ دو ہجری میں پیدا ہوئے اور اسّی ہجری میں فوت ہوئے تھے۔

ترجمہ ۳۸۰۵ ــــ : قیس نے کہا میں نے حضرت طلحہ کا ایک ہاتھ شل دیکھا وہ اس کے ساتھ غزوۂ اُحُد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے۔

شرح ۳۸۰۵ ــــ : یعنی طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ مشرکوں کے تیروں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی حاکم نے اکلیل میں موسیٰ بن طلحہ کے طریق

marfat.com
Marfat.com

۳۸۰۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ اِنْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِمِجَفَّةٍ لَهٗ وَكَانَ اَبُوْطَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيْدَ النَّزْعِ كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ اَوْثَلٰثًا وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهٗ بِجُعْبَةٍ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ اُنْثُرْهَا لِاَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ وَيُشْرِفُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ اِلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ اَبُوْطَلْحَةَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ لَاتُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ وَاُمَّ سُلَيْمٍ وَاَنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ

سے اس کی وضاحت کی کہ غزوۂ اُحد میں طلحہ کو انتالیس یا پینتیس زخم آئے اور ان کی شہادت کی انگلی اور ساتھ والی دونوں انگلیاں شل ہوگئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ طلحہ کی انگلی کٹ گئی تو انھوں نے ہائے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اللہ کا نام ذکر کرتے اور "بسم اللہ" کہتے تو فرشتے تمہیں اٹھا لیتے اور لوگ تمہاری طرف دیکھتے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طلحہ کی پشت پر قدم شریف رکھ کر بلند پتھر پر چڑھے تو فرمایا طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کرلی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۸۰۶ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا غزوۂ اُحد میں لوگ بھاگ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا رہ گئے جبکہ ابوطلحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اپنی ڈھال سمیت آپ کے لئے ڈھال بنے ہوئے تھے۔ ابوطلحہ سخت تیرانداز تھے انہوں نے اس روز دو یا تین کمانیں توڑ لی تھیں۔ جب کوئی شخص تیروں کا ترکش لے کر اس کے پاس سے گزرتا تو آپ فرماتے یہ ابوطلحہ کے سامنے رکھ دو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک اُٹھا کر کافروں کو دیکھتے تو ابوطلحہ کہتے میرا باپ اور ماں فدا ہو آپ سر مبارک نہ اُٹھائیں۔ کہیں کافروں کے تیروں میں سے کوئی تیر نہ لگ جائے۔ میرے گلے پر تیر لگے آپ کے گلے پر تیر نہ لگے (میری جان آپ پر قربان ہے) انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما اور اُم سلیم کو اس حال میں دیکھا کہ وہ کپڑے اُٹھائے ہوئے ہیں۔ میں ان کے پاؤں کے پازیب دیکھ رہا تھا وہ اپنی پیٹھوں پر مشکیں بھر بھر کر لا رہی تھیں اور لوگوں کے مونہوں میں پانی ڈال رہی تھیں۔ پھر واپس جاتیں اور مشکیں

marfat.com
Marfat.com

أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَأَنِهِمَا ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا

۳۸۰۷ ـ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَرَخَ إِبْلِيسُ لَعَنَهُ اللهُ عَلَيْهِ أَيْ عِبَادَ اللهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَبَصُرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللهِ أَبِي أَبِي قَالَ فَوَاللهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ يَغْفِرُ

بھر کر لاتی اور لوگوں کے مونہوں میں پانی ڈالتیں۔ ابوطلحہ کے ہاتھ سے دو یا تین بار تلوار گر پڑی تھی۔

شرح ۳۸۰۶ — : غزوۂ اُحد کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کمسن تھے اس لئے ان کا ام المؤمنین کے پاؤں کے پازیب دیکھنے میں حرج نہیں یا اچانک ان کی نظر پڑ گئی ہوگی۔ لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ حضرت انس کا غیر محرمہ کی پنڈلی دیکھنا کیسے جائز ہے۔ نیز اس وقت ..... پردہ کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی۔ پردہ کی آیت ام المؤمنین زینب سے نکاح کے وقت نازل ہوئی تھی اور اُحد کا واقعہ اس سے پہلے ہے۔ بخاری کی روایت میں تلوار گرنے کا سبب ذکر نہیں ہے، لیکن مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ پر اونگھ ڈال دی تاکہ انہیں زخموں سے راحت ہو اس لئے اونگھ کی حالت میں تلوار ان کے ہاتھ سے گری؛ چنانچہ حاکم نے ثابت کے طریق سے حضرت انس سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے اُحد کے روز اپنا سر اُٹھایا اور لوگوں کو دیکھنا شروع کیا تو ان میں سے ہر ایک اونگھ کے باعث اپنی ڈھال کے تحت سر جھکائے ہوئے تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسُ أَمَنَةً مِنْهُ" (فتح وتیسیر)

مفردات : مُجَوَّب" ڈھال جُحفہ چمڑے کی ڈھال اس کو درقہ بھی کہا جاتا ہے۔ جُعْبَة" ترکش خَدَم خدمہ کی جمع ہے اس کا معنی پازیب ہے۔ سوق ساق کی جمع ہے پنڈلی۔ تنقزان نقز سے ہے بمعنی نقل۔

۳۸۰۷ — ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ غزوۂ اُحد کے دن مشرک شکست خوردہ

marfat.com
Marfat.com

اللہ لکم قال عروۃ فواللہ ما زالت فی حذیفۃ بقیۃ خیر حتی لحق باللہ بصرت علمت من البصیرۃ فی الامر وابصرت من بصر العین ویقال بصرت وابصرت واحد

بھاگ گئے تو ابلیس لعین نے بلند آواز سے کہا اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے آنے والوں سے بچو! تو آگے جانے والے پلٹ پڑے (اگلے اور پچھلے باہم لڑنے لگے) حذیفہ نے نظر اٹھائی اور اپنے والد یمان کو دیکھا تو کہا اے اللہ کے بندو! میرے والد کو بچاؤ! ام المومنین نے فرمایا لوگ نہ رکے حتی کہ اس کو قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا اللہ تمہیں معاف کرے۔ عروہ نے کہا بخدا! حذیفہ باقی عمر ان کے لئے ہمیشہ دعاء کرتے رہے حتی کہ فوت ہو گئے۔ بخاری نے بصرت یعنی علمت کسی امر میں بصیرت ہے اور ابصرت آنکھ سے دیکھنا ہے۔ کہا جاتا ہے بصرت اور ابصرت ایک ہی شئی ہے!

۳۸۰۷ — شرح: غزوۂ احد کے وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درہ پہ پچاس تیر انداز مقرر کئے اور انہیں فرمایا بہر صورت تم نے یہ درہ نہیں چھوڑنا اگرچہ صورت حال جو بھی ہو۔ ہوا یہ کہ مشرک مسلمانوں سے مقابلہ کی تاب نہ لاسکے اور شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ ادھر مسلمانوں نے درہ خالی کر دیا اور غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ابلیس لعین نے موقعہ پاکر بلند آواز سے پکارا اے اللہ کے بندو پیچھے حملہ آور آرہے ہیں ان سے بچو تو دونوں جماعتیں آپس میں لڑنے لگیں کیونکہ انہوں نے پچھلوں کو دشمن گمان کیا تھا اور جب ان پر پلٹے تو مشرکوں سے خلط ملط ہو گئے اور دونوں لشکروں میں امتیاز نہ رہا اور مسلمان ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ اتنے میں حذیفہ نے اپنے والد یمان کو دیکھا کہ مسلمان انہیں قتل کر رہے ہیں تو بلند آواز سے کہا اللہ کے بندو یہ میرا والد ہے، لیکن وہ نہ رکے اور یمان کو قتل کر دیا۔ ابن اسحاق نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ محمود بن لبید نے بیان کیا کہ حذیفہ کا والد یمان اور ثابت بن وقش دونوں بوڑھے شخص تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عورتوں اور بچوں میں ٹھہرنے کی ہدایت فرمائی مگر انہوں نے شکست کے بعد شہادت کی خواہش کی اور تلواریں لے کر مسلمانوں سے جا ملے مسلمانوں نے انہیں نہ پہچانا، ثابت کو تو مشرکوں نے قتل کر دیا اور یمان پہ مسلمانوں کی تلواریں برسنے لگیں اور عدم معرفت میں انہوں نے یمان کو قتل کر دیا چونکہ ہیجان کا وقت تھا اس لئے مسلمانوں نے حذیفہ کی پکار نہ سنی اور ان کے والد یمان کو قتل کر دیا۔ ابن سعد نے کہا جس نے یمان کو غلطی سے قتل کیا تھا وہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے بھائی عتبہ بن مسعود تھے۔ ابن اسحاق سے ایک روایت ہے کہ حذیفہ نے کہا تم نے میرے والد کو قتل کر دیا ہے۔ صحابہ نے کہا بخدا ہم نے ان کو نہیں پہچانا اس میں وہ سچے تھے۔ حذیفہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمان کا خون بہا دینا چاہا تو حذیفہ نے وہ مسلمانوں پہ صدقہ کر دیا (معاف کر دیا)

marfat.com
Marfat.com

بابُ قول اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّھُمُ الشَّیْطَانُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللہُ عَنْھُمْ اِنَّ اللہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : بے شک جو لوگ تم میں بھاگ نکلے جس روز دو جماعتیں بھڑ گئیں ان کو شیطان نے ہی ان کے بعض کسب کے سبب پھسلایا اور یقیناً اللہ نے ان کی تقصیر کو معاف کر دیا بے شک اللہ بخشنے والا بردبار ہے۔

شرح : علماء مفسرین کا اس بات میں اتفاق ہے کہ اس آئت کریمہ سے مراد اُحُد کا واقعہ ہے اور یہ کہنا کہ یہ آئت بدر کے روز نازل ہُوئی صحیح نہیں، کیونکہ بدر میں کوئی مسلمان میدانِ جنگ سے نہیں بھاگا تھا اس آئت کا مقصد یہ ہے جس روز مسلمانوں اور کافروں کے دونوں گروہوں میں لڑائی شروع ہُوئی تو اے مسلمانوں تم سے بعض لوگ میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے تھے اس لغزش پر ان کو شیطان نے ان کے پہلے قصور کے سبب اُبھارا تھا جبکہ اُنہوں نے دَرّہ کو چھوڑ دیا اور مشرکوں کے لئے راہ خالی کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر نرمی فرمائی اور ان کے عذاب میں جلدی نہ کی اور ان کا قصور معاف کر دیا ایک روائت میں ہے۔ جب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اپنے صحابہ کرام سے فرمایا یہ واقعہ عرب میں مشہور ہو جائے گا تم ان کو تلاش کرو تاکہ عرب سُن لیں کہ ہم نے مشرکوں کو تلاش کیا ہے وہ نکل گئے اور قابو نہیں آئے۔

اس مقام میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اُحُد کی جنگ میں مسلمانوں کو شکست سے موسوم نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ بعض لوگوں کے میدانِ جنگ سے بھاگ جانے کا نام شکست نہیں جبکہ امام برقرار رہو اور اس کی کچھ جمعیت ہمراہ ہو جب مجاہد بھاگ کر امام کی پناہ لے تو وہ شکست نہیں ہوتی البتہ جنگِ بدر میں کفار کو شکست ہُوئی کہ ان میں بعض مارے گئے بعض قید کر لئے گئے اور باقی میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے اور بدر کا میدان خالی کر گئے تھے۔ اُحُد میں تو صرف مسلمانوں کے قصور کے باعث ان کو سختی دیکھنا پڑی کہ انہوں نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حکم عدولی کرتے ہُوئے درّہ خالی کر دیا تھا وہی ان کی مصیبت کا سبب بنا اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میدانِ جنگ میں مستقر رہے اور فرمایا : اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ "

بخاری میں ہے کہ چند لوگ ایک غزوہ سے بھاگ کر مدینہ منورہ میں چھپ گئے پھر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض کیا ہم فرار ہیں۔ آپ نے فرمایا تم کرّار ہو فرار نہیں ہو۔ جب مجاہد بھاگ کر

marfat.com
Marfat.com

۳۸۰۸ــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَاَبُوْحَمْزَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَآءِ الْقُعُوْدُ قَالُوْا هٰؤُلَآءِ قُرَيْشٌ قَالَ مَنِ الشَّيْخُ قَالُوْا ابْنُ عُمَرَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ اَفَتُحَدِّثُنِيْ قَالَ اَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ اَتَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَعْلَمُهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَعْلَمُ اَنَّهُ تَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَبَّرَ قَالَ اِبْنُ عُمَرَ تَعَالَ لِاُخْبِرَكَ وَلِاُبَيِّنَ لَكَ عَمَّا سَاَلْتَنِيْ عَنْهُ اَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَاِنَّهُ لَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهُ

امام کے پاس آئے تو فرار نہیں ہوتا۔ یہ سن کر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں مبارکہ کو بوسہ دیا۔ دراصل اُحد میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تھی اور مشرک بھاگ نکلے تھے بعد میں مسلمانوں کو جو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ ستر شہید بھی ہو گئے تو یہ ان کا اپنا قصور تھا جو اللہ نے معاف کر دیا۔ باب میں مذکور آئت کریمہ میں مسلمانوں کو ہزیمت سے موسوم نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ پیٹھ پھیر گئے۔ بلکہ اس سے پہلی حدیث میں مشرکوں کی ہزیمت کا ذکر ہے اُحد کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسلمان سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کریں تو فتح ان کے قدم چومتی ہے، ورنہ مصائب کے بادل منڈلاتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کی توفیق دے اور اسی حال میں زندگی پوری ہو: آمین!"

۳۸۰۸ــ ترجمہ: عثمان بن وہب سے روایت ہے کہ ایک شخص بیت اللہ کا حج کرنے آیا تو چند لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھ کر کہا۔ یہ بیٹھنے والے لوگ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ قریش ہیں اس نے کہا یہ بوڑھا شخص کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ عبداللہ بن عمر

marfat.com
Marfat.com

مَكَانَهٗ فَبَعَثَ عُثْمَانَ وَكَانَ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمٰنُ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمٰنَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ فَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمٰنَ اِذْهَبْ بِهٰذَا الْاٰنَ مَعَكَ

ہیں "رضی اللہ عنہا"، وہ آپ کے پاس آیا اور کہا میں آپ سے کچھ پوچھنے والا ہوں کیا آپ مجھے جواب دیں گے؟ پھر کہا۔ میں اس خانہ کعبہ کی حرمت اور عزت کی آپ کو قسم دیتا ہوں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان "رضی اللہ عنہ"، اُحُد کی لڑائی سے بھاگ گئے تھے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا ہاں اُس نے کہا کیا اُس نے کہا کیا آپ انہیں جانتے ہیں کہ وہ بیعتِ رضوان میں متخلف ہوئے اور اس میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں! اُس نے اللہ اکبر کہا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا آگے آؤ! میں تجھے خبردار کروں۔ اور جو تو نے سوال کیا اس کی حقیقت واضح کر دوں۔ بہرحال عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اُحُد کے دن فرار کرنا میں گواہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا اور بدر کے روز اُن کا غائب ہونا اس لئے تھا کہ ان کی بیوی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھی وہ اس روز وہ بیمار تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے عثمان تم صاحبزادی کی دیکھ بھال کرو تمہیں اس شخص کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا جو بدر میں شریک ہے اور اس کے حصّہ کے برابر تمہیں غنیمت سے حصّہ ملے گا۔ اور بیعتِ رضوان سے اِن کا غائب ہونا اس لئے تھا کہ اگر مکہ مکرمہ میں کوئی شخص عثمان بن عفان سے عزیز تر ہوتا تو ان کی جگہ اسے مکہ میں بھیجتے حالانکہ بیعتِ رضوان عثمان کے مکہ مکرمہ جانے کے بعد بعد ہوئی تھی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے

اور وہ اپنے دستِ اقدس پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اب یہ کلام جو میں نے تجھ سے کہا اپنے ساتھ لے جاؤ!

۳۸۰۸ — شرح : یہ صاحبزادی جو حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں ان کا اسمِ گرامی رقیہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے تشریف لائے تھے اور حضرت عثمان کو مکہ مکرمہ بھیجا کہ اہلِ مکہ کو بتائیں کہ ہم جنگ کرنے نہیں آئے صرف عمرہ کرنے آئے ہیں اور ان کے مکہ مکرمہ جانے کے بعد آپ نے صحابہ کی بیعت کی تجدید کی تھی۔ اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ "، اسی لئے اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے (تیسیر القاری) علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے ذکر

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْ اُخْرٰاکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ تُصْعِدُوْنَ تَذْھَبُوْنَ اَصْعَدَ وَصَعِدَ فَوْقَ الْبَیْتِ

کیا کہ لوگوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ مشرک مسلمانوں سے جنگ کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اس لئے مسلمان ان کے مقابلہ میں لڑائی کے لئے تیار ہوئے اور اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تجدید کی کہ وہ میدانِ جنگ سے نہیں بھاگیں گے۔ یہ کہنا محلِ نظر ہے کہ حضرت عثمان کے قتل ہو جانے کی خبر مشہور ہوگئی تھی۔ اس لئے یہ بیعت لی گئی۔ کیونکہ اگر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان کے زندہ ہونے کا علم نہ تھا تو یہ کیوں فرمایا یہ ہاتھ عثمان کا ہے اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر عثمان کی بیعت لی۔ مُردہ کو کیسے بیعت کیا جاتا ہے الحاصل بیعتِ رضوان اس لئے ہوئی تھی کہ صحابہ کرام میں یہ مشہور ہوگیا تھا کہ مشرک مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہیں اور انہیں عمرہ نہیں کرنے دیں گے اس لئے انہوں نے تجدیدِ بیعت اپنی رضامندی سے کی تھی۔ اسی لئے اس کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔

جس شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تین سوالات کئے تھے اس کا نام یزید بن لبشر سکسکی ہے۔ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مخالفین میں سے تھا۔ جب اُس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس کے اعتقاد کے مطابق تینوں باتیں سُنیں تو خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اب ان کی وضاحت بھی سُنتے جاؤ تاکہ تیرے فاسد اعتقاد کا ازالہ ہو جائے اور جو تو حضرت عثمان کے متعلق بدگمانی دل میں رکھتا ہے۔ اسے نکال دے کیونکہ بعض گمان کبیرہ گناہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ کَبِیْرٌ۔ مناقبِ عثمان میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

بابٌ — جب تم بھاگ رہے تھے اور کسی طرف التفات نہ کرتے تھے اور رسُول تمہیں پیچھے کی طرف بُلا رہا تھا پس اللہ نے تم کو غم کے سبب غم میں مبتلا کیا۔ تاکہ غنیمت کے فوت ہونے

marfat.com
Marfat.com

۳۸۰۹ ــــ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الرَّجَالَۃِ یَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ جُبَیْرٍ وَأَقْبَلُوْا مُنْھَزِمِیْنَ فَذَاکَ إِذْ یَدْعُوْھُمُ الرَّسُوْلُ فِیْ أُخْرٰھُمْ

پر تم غمناک نہ ہو اور نہ اس پر غمگین ہو جو تم کو پہنچا ہے۔ اللہ تمہارے عملوں سے خبردار ہے۔ تُصْعِدُوْنَ تَذْھَبُوْنَ کے معنی میں ہے۔ صَعَدَ فَوْقَ الْبَیْتِ "گھر کے اُوپر چڑھا"

شرح : یعنی أَصْعَدَ مزید اور صَعِدَ مجرّد میں فرق ہے۔ أَصْعَدَ کا معنیٰ ہے۔ ذَھَبَ یعنی گیا۔ اور صَعِدَ کا معنیٰ ہے۔ اِرْتَفَعَ اُوپر چڑھا بہرحال دونوں لحاظ سے یعنی مجرد اور مزید متعدّی نہیں"۔

قولہ فی أُخْرَاکُمْ "یعنی جب تم میدان میں بھاگ رہے تھے اور کسی طرف مڑکر نہیں دیکھتے تھے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں پیچھے سے بُلا رہے تھے کہ اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ جو واپس آکر لڑے گا اس کے لئے جنّت ہے۔ پھر اللہ نے تمہیں غم میں مبتلا کیا، کیونکہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کر کے آپ کو غم میں ڈالا تھا۔ اور سُستی کر کے اور بزدل بن کر مومنوں کو غمناک کیا۔ یعنی جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا چہرۂ انور زخمی ہو گیا ہے۔ اور آپ کے سامنے والے دانت شریف متاثر ہوئے ہیں اور آپ کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں تو وہ بہت غمگین ہوئے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے غنیمت طلب کرنے کے باعث اپنے رب کی نافرمانی کی ہے۔ پھر وہ غنیمت سے بھی محروم ہو گئے ہیں اور ان کے اقارب شہید ہو گئے ہیں تو اس کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت غمناک ہوئے قفال نے کہا میرے نزدیک اللہ تعالیٰ نے غَمًّا بِغَمٍّ سے دو غموں کا ارادہ نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے غموم کثیرہ کا ارادہ کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو غموم کثیرہ کے ساتھ عذاب دیا وہ یہ کہ تمہارے بھائی اور اقارب شہید ہو گئے مشرکوں کا تم پر غلبہ ہوا اور تم میں سے بہت لوگ شہید ہو گئے تاکہ تمہیں غموم برداشت کرنے کی عادت ہو جائے اور اس کے بعد منافع ضائع ہو جانے کے باعث تمہیں غم لاحق نہ ہو کیونکہ عادت انسان کے لئے طبعی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

۳۸۰۹ ــــ **ترجمہ** : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد میں پیادوں

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ اُحُدٍ حَتّٰى سَقَطَ سَيْفِيْ مِنْ يَدِيْ مِرَارًا يَسْقُطُ وَاٰخُذُهٗ وَيَسْقُطُ وَاٰخُذُهٗ

پر عبداللہ بن جبیر کو مقرر کیا۔ لوگ مدینہ منورہ کی طرف بھاگ آئے۔ پس اس آیت میں اس جماعت کی طرف اشارہ ہے کہ جب ان کو رسول پیچھے سے بلا رہا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم ،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب

پھر تم پر غم کے بعد چین کی نیند اُتاری کہ تمہاری ایک جماعت کو گھیرے تھی اور ایک گروہ کو اپنی جان کی پڑی تھی۔ اللہ پر بے جا گمان کرتے تھے جاہلیت کے سے گمان۔ کہتے کیا اس کام میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے تم فرما دو اختیار تو سارا اللہ کا ہے۔ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں ہمارا کچھ بس ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے تم فرما دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے جب بھی جن کا مارا جانا لکھا جا چکا تھا اپنی قتل گاہوں تک نکل آتے اور اس لئے کہ اللہ تمہارے سینوں کی بات آزمائے اور جو

marfat.com
Marfat.com

کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے کھول دے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔ مجھے خلیفہ نے کہا ہمیں یزید بن زُریع نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم سے سعید نے قتادہ کے ذریعے انس سے انہوں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں ان میں سے تھا جن کو غزوۂ اُحد میں اونگھ نے ڈھانپ لیا تھا۔ حتیٰ کہ میرے ہاتھ سے میری تلوار کئی بار گری وہ گرتی میں اسے پکڑتا پھر گرتی اور میں اسے پکڑتا تھا۔

شرح الباب

مفسرین نے کہا جب اُحد کے دن مشرک پھرے تو اُنھوں نے مسلمانوں کو دوبارہ حملہ کرنے سے ڈرایا اور مسلمان بھی ان کے دوبارہ حملہ سے بے خوف نہ تھے وہ اپنی ڈھالوں کے تحت جنگ کی تیاری کرے ہوئے تھے تو منافقوں کے علاوہ ان پر اللہ تعالیٰ نے چین کی نیند اُتاری اور انہیں اونگھ آنے لگی حالانکہ اونگھ بے خوف شخص کو آتی ہے، خائف کو نیند نہیں آتی۔ ابو محمد نے اپنے اسناد کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جنگ کی حالت میں اونگھ آنا اللہ کی طرف سے ہے اور نماز میں وسوسہ آنا شیطان کی طرف سے ہے۔ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ سے مراد لوگوں کی شکست ہے اور جس گروہ کو اپنی جان کی پڑی ہوئی تھی وہ منافق تھے۔ ان کو قلق و اضطراب اور خوف و ہراس کے سبب اونگھ نہ آتی تھی۔ ان کا اللہ کے حق میں اچھا گمان نہ تھا۔ وہ کہتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کی مدد نہ ہوگی اور نہ ہی اُن کے اصحاب کی کوئی مدد کرے گا یا وہ قتل ہو جائیں گے یا آپ کا امر زائل ہو کر رہ جائے گا جیسے لوگ جاہلیت میں گمان کرتے تھے۔ اور کہتے تھے، اے مسلمانو! ہمیں اللہ کے اختیار میں کچھ حاصل نہیں ہے یعنی ہمیں دشمن پر غلبہ نہ ہوگا اور نہ ہی ہماری مدد ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ ان کو فرما دیں کہ اختیار اور غلبہ سارا اللہ اور اس کے اولیاء مومنوں کا ہے۔ قولہ یُخْفُوْنَ الخ یعنی اے حبیب منافق اپنے دلوں میں وہ چھپاتے ہیں جو ظاہر نہیں کرتے۔ یعنی وہ اپنے دلوں میں یہ چھپاتے ہیں کہ اگر ہم اپنے گھروں میں ہوتے تو یہاں مارے جاتے بعض نے کہا وہ اُحد میں حاضر ہونے پر ندامت کو چھپاتے تھے یہ معتب بن قشیر نے کہا تھا وہ منافق تھا اور اس سے پہلا کلام عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کا ہے۔ قولہ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ الخ اے حبیب آپ اُن سے فرما دیں اے منافقو! اگر تم اپنے گھروں میں رہتے اور اُحد میں نہ آتے تو جن لوگوں نے قتل ہونا ہے وہ اپنی قتل گاہوں میں ضرور آجاتے۔ محمد بن اسحاق نے اپنے اسناد کے ساتھ عبداللہ بن زُبیر سے بیان کیا کہ زبیر نے کہا میں نے اپنے آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا جبکہ ہم پر خوف و ہراس شدت اختیار کر گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر نیند ڈال دی اور نیند سے ہم سب کی ٹھوڑیاں سینوں تک پہنچی ہوئی تھیں۔ قولہ وَلِيُمَحِّصَ الخ یعنی تمہیں اپنے صنع کے عجائب امن اور منافقین کے اسرار دکھا کر تمہارے دلوں کو شک سے پاک رکھے گا۔ یہ امتیاز صرف مومنوں کے لئے محقق ہے۔ اللہ تعالیٰ سینوں کے اسرار اچھے بُرے سب جانتا ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ قَالَ حُمَيْدٌ وَ ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ شُجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

باب — یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔

حُمَید اور ثابت نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ اُحُد کے دن نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر مُبارک پر زخم آیا تو فرمایا کہ وہ لوگ کیسے نجات پائیں گے جنہوں نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا تو یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ"

شرح : اس آئت کریمہ کے نزول میں مختلف اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ اُحُد کے دن نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے والے دانت کسی کافر کے پتھر مارنے سے متاثر ہُوئے آپ کی پیشانی زخمی ہُوئی حتیٰ کہ آپ کے چہرۂ انور سے خون بہنے لگا تو آپ نے فرمایا وہ لوگ کیسے نجات پائیں گے۔ جنہوں نے اپنے نبی سے اس طرح کیا ہے حالانکہ وہ انہیں ان کے ربّ کی طرف بُلاتا ہے (مسلم شریف) دوسرا قول یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منافقوں پر لعنت فرمائی تو یہ آئت نازل ہُوئی۔

تیسرا قول یہ ہے کہ جو لوگ اُحُد سے بھاگ گئے تھے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو سخت الفاظ کہنے کا ارادہ کیا، حالانکہ ان میں حضرت عثمان غنی بھی تھے رضی اللہ عنہ، تو یہ آئت نازل ہُوئی اور آپ بد دُعاء کرنے سے رُک گئے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم بنی سلیم کے دو قبیلوں عُصَیّہ اور ذکوان کے پاس گئے تو اُنھوں نے ان کو قتل کر دیا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چالیس روز ان پر بد دُعا کرتے رہے۔

پانچواں قول یہ ہے کہ جب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے چچا حمزہ کو مثلہ کئے ہُوئے دیکھا تو آپ کو شدید صدمہ پہنچا اور فرمایا میں ان کے بدلے اتنے کافروں کا مُثلہ کروں گا تو یہ آئت نازل ہُوئی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ یعنی ان کی اصلاح کرنا اور ان کو عذاب دینا آپ کے ہاتھ میں نہیں۔

چھٹا قول یہ ہے کہ مدد اور ہزیمت آپ کے ہاتھ میں نہیں۔ قولہ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ یعنی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

ان کی کفر سے توبہ قبول کرے یا ان کو کفر کے باعث دُنیا و آخرت میں عذاب دے۔ اسی لئے فرمایا فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ یعنی وہ اس کے مستحق ہیں"

غزوۂ اُحد میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رباعی دانت شریف متاثر ہوئے تھے ابو سعید خدری کی روائت میں ہے کہ عُتبہ بن ابی وقاص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نچلے رباعی دانت شریف زخمی کئے تھے اور نچلا ہونٹ بھی زخمی ہوگیا تھا اور عبداللہ بن شہاب زہری نے آپ کی پیشانی پر زخم کیا تھا اور عبداللہ بن قمئہ نے آپکا رخسارہ شریف زخمی کیا تھا۔ اور آپ کے خُود کے دو حلقے آپ کے رخسارہ شریف میں داخل ہوگئے تھے اور مالک بن سنان نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارہ سے بہنے والا خون شریف چوسا پھر اسے نگل لیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے خون سے میرا خون مس کرے وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا (عینی)

علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ ابن اسحاق نے سعد بن ابی وقاص سے روائت کی کہ انہوں نے کہا مجھے کسی شخص کے قتل کی اتنی حرص نہ تھی جتنی اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کو قتل کرنے کی حرص تھی کیونکہ اُس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت شریف زخمی کئے تھے۔ طبرانی نے ابو امامہ کی حدیث ذکر کی کہ عبداللہ بن قمئہ نے اُحد کے دن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ چہرۂ انور سے خون پونچھ رہے تھے۔ تجھے اللہ ہلاک کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑی بکرا مسلط کر دیا وہ اس کو سینگ مارتا رہا۔ حتیٰ کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

تیسیر القاری میں شیخ نور الحق محدث دہلوی نے اس آئت کریمہ کا معنیٰ یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے امر کا مالک ہے یا انہیں ہلاک کرے یا ان کو شکست دے اور اگر وہ اسلام کی طرف رجوع کریں تو ان کی توبہ قبول کرے اور اگر کفر پر اصرار کریں تو ان کو عذاب دے آپ کے ذمہ یہ کام نہیں۔ آپ میرے رسُول ہیں۔ میں نے آپ کو لوگوں کو ڈرانے اور جہاد کے لئے بھیجا ہے۔ یہ میرا کام ہے میں جو چاہوں کروں۔ نیز محدث دہلوی نے اس آئت کے نزول میں ذکر کیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے اسلام کی بہت حرص تھی۔ اور وہ لوگ اسلام کی طرف نہ آتے اور اُن کے اعمال بد واقع ہوئے تو ان کی نجات سے نا امیدی کے طور پر آپ نے یہ کلام فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس آئت کریمہ میں آپ کو خبر دی کہ آپ ان کے حال پر غم و اندوہ نہ کریں ان کا امر میرے ہاتھ میں ہے جو کچھ چاہوں کرتا ہوں۔ علامہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آئت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا: اَیْ لَا تَمْلِكُ لَهُمْ نَفْعًا فَتُصْلِحُهُمْ وَلَا ضُرًّا فَتُهْلِكُهُمْ فَنَفْيُ ذٰلِكَ مِنْ حَيْثُ الْاِيْجَادِ وَالْاِعْدَامِ وَاَمَّا مِنْ حَيْثُ الدَّلَالَةِ وَالشَّفَاعَةِ فَهُوَ الدَّلِيْلُ الشَّفِيْعُ الْمُشَفَّعُ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِهٖ بِيَدِهٖ فَمَنْ زَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَحَادِ النَّاسِ لَا يَمْلِكُ شَيْئًا اَصْلًا وَلَا نَفْعَ بِهٖ لَا ظَاهِرًا وَّ لَا بَاطِنًا فَهُوَ كَافِرٌ خَاسِرٌ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاسْتِدْلَالُهٗ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ ضَلَالٌ مُّبِيْنٌ"

marfat.com
Marfat.com

۳۸۱۰ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكُوْعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيٰنَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ عَلٰى صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثِ ابْنِ هِشَامٍ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ

یعنی آپ بذاتِ خود ان کے نفع کے مالک نہیں کہ ان میں صلاحیت پیدا کر دیں اور نہ بذاتِ خود اُن کے نقصان کے مالک ہیں کہ ان کو نیست و نابود کر دیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایجاد و اعدام کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نفع اور ضرر کی نفی کی ہے (کیونکہ یہ اللہ کی شان ہے) لیکن راہنمائی اور شفاعت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کامل راہنما شفاعت کرنے والے ہیں اور آپ کی شفاعت بھی قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی کنجیاں آپ کے دستِ اقتدار میں دی ہیں۔ لہٰذا جو شخص یہ گمان کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام لوگوں کی طرح ہیں وہ کسی شئ کے قطعاً مالک نہیں اور نہ ہی ظاہر و باطن میں آپ سے کچھ نفع حاصل ہے۔ وہ کافر ہے اور دُنیا و آخرت میں خسارے میں ہے اور اس کا اس آیت کریمہ سے استدلال کرنا نکھلی گمراہی ہے۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ (صلوٰۃ) شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ترجمہ مشکوٰۃ میں ذکر کیا۔

۳۸۱۰ — ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے یہ سُنا جبکہ آپ نے فجر کی نماز کے دوسرے رکوع سے سر مبارک اُٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ وربنا لک الحمد کہا۔ اے اللہ فلاں فلاں اور فلاں پر لعنت فرما تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ تک نازل فرمائی۔ حنظلہ بن ابی سفیان نے کہا میں نے سالم بن عبداللہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن اُمیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام پر بد دعا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرُ اُمِّ سَلِيطٍ

۳۸۱۱ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ

کی (کہ ان پر لعنت فرما) تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَيْسَ لَكَ الخ

۳۸۱۰ شرح : یہ دُعاء قنوتِ نازلہ ہے جو اہلِ اسلام قبل مصیبت کے نزول کے وقت پڑھتے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول سے قبل جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں پر لعنت فرمائی تھی، لیکن مسلم شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ اے اللہ جسے میں گالی دوں یا اس پر لعنت کروں تو اس پر میری لعنت کو رحمت سے تبدیل کر دے ۔ اسی لئے یہ لوگ جن پر آپ نے لعنت فرمائی مسلمان ہوگئے اور ان پر اللہ کی رحمت نازل ہُوئی ۔ علامہ کرمانی اور عینی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حدیث میں مذکور تینوں شخص مسلمان ہوگئے تھے، چنانچہ صفوان بن اُمیہ ابن خلف جمحی قرشی فتح مکہ کے دن بھاگ گیا ۔ پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور آپ کی معیت میں حُنین اور طائف کی جنگوں میں شریک رہا حالانکہ وہ کافر تھا پھر اس کے بعد مسلمان ہوگیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اوائل میں ۴۲ ہجری میں مکہ مکرمہ میں فوت ہوگیا ۔ اور سُہیل بن عمرو بن عبدالشمس قرشی عامری جو قریش کے سرداروں میں سے تھا اور جنگ بدر میں کفر کی حالت میں قید ہُوا تھا ۔ پھر مسلمان ہوگیا اور بہترین مسلمان رہا ۔ وہ نمازیں، روزے اور صدقات بہت کیا کرتا تھا ۔ جہاد کے لئے شام گیا اور وہیں فوت ہوگیا ۔ رہا حارث بن ہشام بن مغیرہ قرشی مخزومی وہ اپنے حقیقی بھائی ابوجہل ملعون کے ساتھ جنگِ بدر میں شریک ہُوا جبکہ وہ کافر تھا وہ تو اس لڑائی سے بھاگ گیا اور ابوجہل ملعون مارا گیا ۔ پھر مشرکوں کے ساتھ مل کر غزوۂ اُحُد میں مسلمانوں کے مقابلہ میں جنگ کرنے آیا ۔ پھر فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا اور بہترین مسلمان رہا ۔ افاضل صحابہ کرام میں اُن کا شمار ہوتا ہے ۔ پھر جہاد کرنے شام گئے اور ساری عمر جہاد کرتے رہے حتّٰی کہ اٹھارہ ہجری کو طاعون عمواس میں وفات پا گئے ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،،

مذکور آیت کے نزول میں ہم نے چند وجوہ ذکر کر دی ہیں ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بابُ اُمِّ سُلَيطٍ کا ذکر

یہ ان بیعت کرنے والی خواتین میں سے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ اُحُد میں حاضر تھیں ،،

marfat.com
Marfat.com

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ اَبِیْ مَالِكٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَسَمَ مُرُوْطًا بَيْنَ نِسَآءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَبَقِيَ مِنْهَا مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهٗ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَعْطِ هٰذَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ عِنْدَكَ يُرِيْدُوْنَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ اُمُّ سَلِيْطٍ اَحَقُّ بِهٖ وَاُمُّ سَلِيْطٍ مِنْ نِسَآءِ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَاِنَّهَا كَانَتْ تَزْفُرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ اُحُدٍ

بَابُ قَتْلِ حَمْزَةَ

۳۸۱۲ — حَدَّثَنِيْ اَبُوْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ

۳۸۱۱ — ترجمہ : ثعلبہ بن ابی مالک نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی خواتین کو چادریں تقسیم فرمائیں تو ان میں سے ایک بہترین چادر باقی رہ گئی ۔ بعض حاضرین میں سے کسی نے کہا یا امیر المومنین! یہ چادر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی جو آپ کے نکاح میں ہے کو عطاء کریں ان کی مراد ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ تھی ، رضی اللہ عنہا" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اُمِّ سَلِیط اُن سے اس چادر کی زیادہ مستحق ہے ۔ اُمِّ سَلِیط انصار خواتین میں سے ہے ۔ جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی ۔ عمر فاروق نے فرمایا ام سَلِیط اُحد کے دن ہمارے لئے مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں ۔
(کتاب الجہاد میں یہ حدیث گزری) (باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو)

باب — حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں ۔ جنگِ اُحد میں شہید ہوئے ۔
طبرانی نے اصبغ بن بنانہ کے طریق سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت کی

marfat.com
Marfat.com

عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ
مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ فَلَمَّا قَدِمْنَا حِمْصَ قَالَ لِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ هَلْ لَكَ
فِيْ وَحْشِيٍّ نَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ قُلْتُ نَعَمْ وَكَانَ وَحْشِيٌّ يَسْكُنُ حِمْصَ
فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقِيْلَ لَنَا هُوَ ذَاكَ فِيْ ظِلِّ قَصْرِهٖ كَأَنَّهٗ حَمِيْتٌ قَالَ فَجِئْنَا حَتّٰى وَقَفْنَا
عَلَيْهِ بِيَسِيْرٍ فَسَلَّمْنَا فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهٖ مَا يَرٰى
وَحْشِيٌّ اِلَّا عَيْنَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَا وَحْشِيُّ اَتَعْرِفُنِيْ قَالَ فَنَظَرَ
اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لَا وَاللّٰهِ اِلَّا اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنَّ عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً يُقَالُ
لَهَا اُمُّ قِتَالٍ بِنْتُ اَبِي الْعِيْصِ فَوَلَدَتْ لَهٗ غُلَامًا بِمَكَّةَ فَكُنْتُ اَسْتَرْضِعُ
لَهٗ فَحَمَلْتُ ذٰلِكَ الْغُلَامَ مَعَ اُمِّهٖ فَنَاوَلْتُهَا اِيَّاهُ فَلَكَاَنِّيْ نَظَرْتُ اِلٰى
قَدَمَيْكَ قَالَ فَكَشَفَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ اَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۳۸۱۲ — ترجمہ : جعفر بن عمرو بن اُمیّہ ضمری رضی اللہ عنہ نے کہا میں عُبَیداللہ بن عدی بن خیار کے ساتھ باہر نکلا جب ہم حمص شہر میں آئے تو مجھے عُبَیداللہ نے کہا کیا تمہیں وحشی بن حرب حبشی کو دیکھنے کی خواہش ہے ہم اس سے امیر حمزہ کو قتل کرنے سے متعلق پوچھیں میں نے کہا جی ہاں ! وحشی نے حمص میں سکونت اختیار کرلی تھی ہم نے اس کے متعلق پوچھا تو ہم سے کہا گیا وہ اپنے گھر کے سایہ میں بیٹھا ہے گویا کہ وہ پانی سے بھری ہوئی مشک ہے (سیاہ جسیم) جعفر نے کہا ہم اس کے پاس بہت تھوڑا ٹھہرے۔ ہم نے اس کو سلام کہا اس نے سلام کا جواب دیا۔ جعفر نے کہا جبکہ عُبیداللہ اس طرح اپنا عمامہ سر پر لپٹے ہوئے تھا کہ وحشی اس کی صرف آنکھیں اور پاؤں دیکھتا تھا۔ عُبیداللہ نے کہا اے وحشی مجھے پہچانتے ہو جعفر نے کہا وحشی نے عبیداللہ کی طرف دیکھا پھر کہا بخدا ! میں تجھے صرف اس قدر پہچانتا ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا جسے اُمِّ قتال بنت ابی العیص کہا جاتا تھا۔ اُس نے مکہ میں ایک بچہ کو جنم دیا تو میں اس کے لئے دودھ پلانے والی تلاش کر رہا تھا میں نے اس بچہ کو اُٹھایا اور اس کی ماں کو دے دیا۔

marfat.com
Marfat.com

حَمْزَةَ قَالَ نَعَمْ اِنْ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ فَقَالَ اِلَيَّ مَوَالِيَّ
جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ اِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّي فَاَنْتَ حُرٌّ قَالَ فَلَمَّا اَنْ خَرَجَ النَّاسُ عَامَ
عَيْنَيْنِ وَعَيْنَيْنِ جَبَلٌ بِجَبَالِ اُحُدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ وَادٍ خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ اِلَى الْقِتَالِ
فَلَمَّا اَنِ اصْطَفُّوا لِلْقِتَالِ خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ قَالَ فَخَرَجَ اِلَيْهِ
حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ يَا سِبَاعُ يَا ابْنَ اُمِّ اَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُوْرِ اَتُحَادُّ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ فَكَانَ كَاَمْسِ الذَّاهِبِ قَالَ وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ
تَحْتَ صَخْرَةٍ فَلَمَّا دَنَا مِنِّيْ رَمَيْتُهُ بِحَرْبَتِيْ فَاَضَعُهَا فِيْ ثُنَّتِهِ حَتّٰى خَرَجَتْ مِنْ
بَيْنِ وَرِكَيْهِ قَالَ فَكَانَ ذَاكَ الْعَهْدَ بِهِ فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ فَاَقَمْتُ
بِمَكَّةَ حَتّٰى فَشَا فِيْهَا الْاِسْلَامُ ثُمَّ خَرَجْتُ اِلَى الطَّائِفِ فَاَرْسَلُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُسُلًا فَقِيْلَ لِيْ اِنَّهُ لَا يَهِيْجُ الرُّسُلَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ
حَتّٰى قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰنِيْ قَالَ اَنْتَ وَحْشِيٌّ

گویا کہ میں تیرے قدموں کو دیکھتا ہوں (تیرے قدم اس بچہ کے قدموں کے مشابہ ہیں) عُبید اللہ نے اپنا چہرہ کھولا پھر کہا کیا تو ہمیں حمزہ کو قتل کرنے کی خبر نہیں سنائے گا؟ اُس نے کہا جی ہاں! حمزہ رضی اللہ عنہ طُعَیمہ بن عدی ابن خیار کو بدر میں قتل کیا تھا۔ میرے مالک جُبَیر بن مُطعِم نے مجھے کہا اگر تو میرے چچا کے بدل حمزہ کو قتل کر دے تو تجھے آزاد کر دوں گا۔ جب لوگ عینین کی لڑائی کے سال نکلے۔ عینین اُحُد کے سامنے ایک پہاڑ ہے۔ اُحُد اور اس کے درمیان ایک وادی (نالہ) ہے۔ میں لڑائی کے لئے لوگوں کے ساتھ نکلا جب انہوں نے لڑائی کے لئے صف بندی کی تو سباع صف سے باہر نکلا اور کہا کیا کوئی لڑنے والا ہے؟ اچانک حمزہ بن عبد المطلب اس کی طرف نکلے اور کہا اے سباع ام انمار بچوں کو ختنہ کرنے والی کے بیٹے۔ کیا تو اللہ اور اس کے رسُول کی مخالفت کرتا ہے" صلی اللہ علیہ وسلم" پھر اس پر حملہ کر دیا پھر اسے گزرے ہوئے دن کی طرح کر دیا۔ حبشی نے کہا میں حمزہ کے لئے ایک بڑے پتھر کے نیچے چھپ گیا۔ جب وہ میرے قریب آئے تو ان کو اپنا برچھا مارا اور اسے حمزہ کے زیر ناف رکھا جو دونوں سرین کے درمیان سے گزر گیا۔ حبشی نے کہا برچھا مارنا ان کی موت کا وقت تھا۔ جب لوگ واپس ہوئے تو میں بھی

marfat.com
Marfat.com

قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنَ الْاَمْرِ مَا بَلَغَكَ قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّيْ قَالَ فَخَرَجْتُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مُسَيْلَمَةُ الْكَذَّابُ قُلْتُ لَاَخْرُجَنَّ اِلٰى مُسَيْلَمَةَ لَعَلِّيْ اَقْتُلُهٗ فَاُكَافِئَ بِهٖ حَمْزَةَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ فَكَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَا كَانَ قَالَ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيْ ثُلْمَةِ جِدَارٍ كَاَنَّهٗ جَمَلٌ اَوْرَقُ ثَائِرُ الرَّاْسِ قَالَ فَرَمَيْتُهٗ بِحَرْبَتِيْ فَاَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ قَالَ وَوَثَبَ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَضَرَبَهٗ بِالسَّيْفِ عَلٰى هَامَتِهٖ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ فَاَخْبَرَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ يَسَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ فَقَالَتْ جَارِيَةٌ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ وَاَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ قَتَلَهُ الْعَبْدُ الْاَسْوَدُ

ان کے ساتھ واپس آگیا اور مکہ میں اقامت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ مکہ میں اسلام پھیل گیا میں طائف چلا گیا طائف کے لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بھیجے تو مجھے کہا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم قاصدوں کو اذیت نہیں دیتے۔ حبشی نے کہا میں قاصدوں کے ساتھ نکلا حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کیا تو حبشی ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کیا تو نے حمزہ کو شہید کیا تھا میں نے عرض کیا وہی بات ہے جو آپ کو پہنچی ہے آپ نے فرمایا کیا تو مجھ سے اپنا چہرہ چھپا سکتا ہے؟ حبشی نے کہا [illegible] سے نکل گیا۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے اور مسیلمہ کذاب نے خروج کیا تو میں نے کہا میں مسیلمہ کی طرف نکلتا ہوں ممکن ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ اور حمزہ کے قتل کا بدلہ پورا کروں۔ حبشی نے کہا میں لوگوں کے ساتھ نکلا (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لشکر میں مسیلمہ سے جنگ کے لئے) مسیلمہ کا بہت بڑا امر تھا۔ (اس کی بہت فوج تھی) حبشی نے کہا میں کیا دیکھتا ہوں کہ مسیلمہ ایک دیوار کی آڑ میں کھڑا ہے۔ گویا کہ وہ سیاہ اونٹ ہے اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں میں نے اس کو اپنا برچھا مارا اور اس کے سینہ میں رکھا حتی کہ اس کے دو کندھوں سے نکل گیا۔ پھر ایک انصاری اس کی طرف دوڑ کر گیا اور اس کی کھوپڑی پر تلوار ماری۔ عبداللہ بن فضل نے کہا مجھے سلیمان بن یسار نے خبر دی کہ انھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک لڑکی نے مکان کی چھت پر کہا۔ ہائے امیر المؤمنین کو سیاہ غلام نے قتل کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۸۱۲ — شرح : حِمص، شام میں مشہور ہے وہاں بہت باغات ہیں۔ یہ ہود اور نوح کی طرح منصرف ہے۔ وَحشیؔ، وحشی بن حرب طعیمہ بن عدی کا غلام تھا بعض نے کہا کہ یہ جبیر بن مطعم بن عدی کا غلام تھا۔ حربہ چلانے میں بہت ماہر تھا اس کا حربہ کبھی خطا نہیں گیا تھا۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا وحشی بن حرب خمر میں فوت ہُوا صحابہ میں اس نام کا کوئی صحابی نہیں۔ حِمَیَت، مشک ہے جس پر بال نہ ہوں اس میں گھی ڈالا جاتا ہے۔ موٹے آدمی کو اس کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔ الاعتجار، سر پر عمامہ لپیٹنا۔ امّ قتال، وہ بنت ابوالعیص بن اُمیہ بن عبد شمس ہے مذکور عُبیداللہ کی ماں ہے۔ جُبیر بن مُطعِم ابن عدی بن نوفل ہے۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے۔ طُعَیمہ بن عدی بن خیار جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل کا چچا کیسے ہے اس کا جواب ابن نوفل کا بھتیجہ ہے۔ اُس نے وحشی سے کہا تھا کہ اگر تو میرے چچا کے بدلہ حمزہ کو قتل کر دے تو تُو آزاد ہے۔ سباع کا باپ عبداللہ خزاعی ہے۔ اُبظُور بظر کی جمع ہے۔ یہ عورت کی فرج میں گوشت کا ٹکڑا ہے جو ختنہ کے وقت کاٹا جاتا ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا سباع کی ماں مکہ مکرمہ میں ختانہ تھی وہ عورتوں کے ختنے کیا کرتا تھی۔ عرب یہ لفظ مذمت کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔ ورنہ خاتنہ کہتے۔ مُقَطِّعَۃُ البُظور نہ کہتے۔ عمر بن شیبہ نے کتاب مکہ میں عبدالعزیز بن مطلب سے ذکر کیا کہ یہ عورت سباع کی ماں ہے وہ لونڈی تھی اور مشہور صحابی خباب بن ارتؓ کی والدہ ہے۔ قولہ کَمَنتُ الخ یعنی حبشی نے کہا میں پتھر کے نیچے چھپ گیا ابن ابی شیبہ نے عُمَیر بن اسحاق کی مرسل روایت ذکر کی کہ حضرت امیر حمزہؓ رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں پھسل گئے تو پیٹ سے ان کی زرہ ہٹ گئی اور پیٹ برہنہ ہو گیا۔ حبشی نے موقعہ پا کر پیٹ میں برچھا مار کر شہید کر دیا۔ ثُنّہ، ناف اور عانہ کے درمیان والی جگہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حبشی نے کہا میں امیر حمزہ سے درخت کی پناہ لے کر بچتا تھا جبکہ برچھا میرے پاس تھا حتی کہ جب میں اُن پر قادر ہو گیا تو میں نے برچھے کو حرکت دی پھر زور سے حمزہ کی طرف پھینکا جو ان کی زیر ناف لگا۔ حبشی کا نشانہ کبھی خطا نہیں گیا تھا۔ امیر حمزہ نے اٹھنا چاہا مگر اٹھ نہ سکے۔ اس کے بعد حبشی مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گیا اور جب مکہ میں اسلام پھیلنے لگا تو وہ طائف کی طرف چلا گیا۔ طائف والوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے قاصد بھیجے سب سے پہلے قبیلہ ثقیف سے مدینہ منورہ میں عروہ بن مسعود ثقفی آیا اور اسلام قبول کر لیا اُس نے واپس جا کر لوگوں کو دعوتِ اسلام دی تو انھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ نادم ہوئے پھر ایک وفد بھیجا جس میں عمرو بن وہب بن معتب شرجیل بن غیلان بن سلمہ اور عبد یالیل بن عمرو بن عُمَیر شامل تھے۔ یہ تینوں احلاف سے تھے اور عثمان بن ابی العاص اوس بن حذیفہ اور نمیر بن خرشہ یہ تینوں بنی مالک سے تھے۔ محمد بن اسحاق نے اسے طویل ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے یہ اضافہ کیا کہ وفد میں ستر آدمی شامل تھے۔ ان میں سے چھ اُن کے سردار تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کل سترہ افراد تھے یہ اثبت ہے۔ حبشی نے کہا مجھے کہا گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وفد پر سختی نہیں کرتے۔ طیالسی کی روایت کے مطابق حبشی نے کہا میں نے شام کی طرف بھاگ جانے کا ارادہ کیا تو مجھے ایک شخص نے کہا تیری ہلاکت ہو خدا کی قسم! جو کوئی بھی صدقِ دل سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا جائے آپ اس کو معاف کر دیتے ہیں؛ پس آپ کے

marfat.com
Marfat.com

پاس چلا گیا اور جلدی آپ کی محفل پاک میں داخل ہوگیا اور میں نے کلمۂ حق پڑھا۔ مغازی میں ابن اسحاق سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم"، یہ وحشی ہے جس نے حمزہ کو قتل کیا تھا۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑو ایک شخص کا مسلمان ہو جانا ایک ہزار کافر قتل کرنے سے بہتر ہے۔ البتہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مجھ سے اپنا منہ غائب کرلو آئندہ میں تجھے نہ دیکھوں۔ ابن عائذ نے کہا وحشی نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر تک مجھے نہ دیکھا۔ طبرانی کی روائت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے وحشی جاؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسے اللہ کی راہ سے روکتا تھا۔ جب مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کثیر لشکر لے کر مسلمانوں سے لڑنے آنکلا۔ تو میں نے اپنا برچھا اٹھایا اور سب لوگوں سے شرارتی کو قتل کیا جبکہ میں نے اس سے پہلے خیر الناس کو شہید کیا تھا۔ پس مسیلمہ کذاب کو قتل کر کے میں نے امیر حمزہ کی مکافات کر دی۔

قولہ فقالت جاریۃ الخ یعنی ایک لڑکی نے مکان کی چھت پر چڑھ کر کہا امیر المؤمنین (مسیلمہ کذاب) کو کالے غلام نے قتل کر دیا۔ اس کلام سے اس بات کی توثیق ہوتی ہے کہ مسیلمہ کو حبشی نے قتل کیا تھا؛ لیکن لڑکی کا یہ کہنا کہ امیر المؤمنین کو قتل کر دیا۔ یہ محل نظر ہے؛ کیونکہ مسیلمہ کو لوگ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہتے تھے یا امیر المؤمنین نہیں کہتے تھے۔ علاوہ ازیں امیر المؤمنین کا لقب تو اس کے بعد ظہور میں آیا؛ چنانچہ سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا لقب امیر المؤمنین رکھا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ مسیلمہ کے قتل ہو جانے کے بعد ہے۔ ابن تین نے اس کا جواب دیا کہ مسیلمہ کو کبھی لوگ نبی کہتے تھے کبھی امیر المؤمنین پکارتے تھے۔ لیکن یہ جواب قابل غور ہے، کیونکہ ابن تین نے یہ لقب اگر اس حدیث سے لیا ہے تو اسی میں تو کلام ہے؛ لہٰذا یہ اچھا جواب نہیں ورنہ نقل کی ضرورت ہے اور طیالسی کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت میں امیر المؤمنین کا لفظ نہیں اس میں صرف یہ ہے کہ مسیلمہ کو عبد اسود نے قتل کر دیا۔ البتہ یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ مسیلمہ کے ماننے والوں کا امر اس کے حال تھا اور اس کے ساتھیوں پر مومنین کا اطلاق اسی اعتبار سے ہے کہ وہ مسیلمہ پر ایمان رکھتے تھے۔ لہٰذا مذکورہ لڑکی نے اس اعتبار سے امیر المؤمنین کا اطلاق کیا ہوگا۔ اس نے یہ لقب ذکر نہیں کیا تھا۔ ابو الخطاب بن دحیہ نے اس کا انکار کیا ہے کہ سب سے پہلے عمر فاروق لقب امیر المؤمنین سے ملقب ہوئے اس سے پہلے مسیلمہ کا یہ لقب تھا جیسے بخاری نے وحشی کے واقعہ میں اس روائت کی طرف اشارہ کیا ہے، لیکن ابن الصلاح اور اس کے بعد امام نووی نے اس کا تعاقب کیا ہے۔ ابن صلاح نے ذکر کیا کہ ابن دحیہ کا کلام صحیح نہیں کیونکہ بخاری کی روائت میں صرف یہ ہے کہ اس لڑکی نے یہ کہا تھا جبکہ مسیلمہ قتل ہوا تھا۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کا لقب امیر المؤمنین تھا۔ یہ کہنا کہ سب سے پہلے عبد اللہ بن جحش کو امیر المؤمنین کہا گیا تھا یہ بھی درست نہیں کیونکہ یہ بیان کا لقب نہ تھا بلکہ اس سے انہیں خطاب کیا گیا تھا، کیونکہ وہ اسلام میں سب سے پہلے ایک لشکر کے امیر تھے۔ وحشی کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام پہلے تمام گناہ ختم کر دیتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جنگ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا أَصَابَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

۳۸۱۳ ـ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ يُشِيرُ إِلٰى رَبَاعِيَتِهِ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُولُ اللّٰهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

میں احتیاط کرنی چاہیئے اور دشمن کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے، کیونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس روز یقیناً حبشی کو دیکھا تھا، لیکن اس کو حقیر جانتے ہوئے اس سے احتیاط نہ کی اور ہوا جو کچھ ہوا جب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کیا اور بطنِ وادی میں ان کو دیکھا کہ ان کا مثلہ کیا گیا ہے تو فرمایا اگر صفیہ بنت عبدالمطلب غمناک نہ ہوتی اور میرے بعد یہ رواج نہ ہو جاتا تو میں اسے چھوڑے دیتا حتیٰ کہ قیامت میں پرندوں کے پوروں اور درندوں کے پیٹوں سے اُن کا حشر ہوتا ابن ہشام نے اضافہ کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری طرح کبھی بھی دکھ نہیں پہنچایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا آسمان میں حمزہ کو اللہ کا شیر اور اللہ کے رسول کا شیر لکھا گیا ہے (فتح الباری)

باب ـــ اُحُد کی جنگ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخم آئے

اس باب سے میں جو کچھ احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا سے ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور زخمی ہوا۔ آپ کے سامنے والے چار دانت متاثر ہوئے۔ رخسارہ انور زخمی ہوا اور نچلا ہونٹ اندر کی جانب زخمی ہوا۔ یہ ابن قمئہ نے زخم کیا تھا گھٹنا شریف پر زخم آیا۔ عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ زہری سے روایت کی کہ اس روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر تلواروں کے ستر وار کئے گئے، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ یہ حقیقت پر مبنی ہے یا مبالغہ مقصود ہے کہ تلواروں سے آپ بہت وار کئے گئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۸۱۳ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس قوم پر اللہ کا سخت غضب ہے جنہوں نے اپنے نبی سے یہ کیا اس حال

marfat.com
Marfat.com

۳۸۱۴ ـ حَدَّثَنِي مَخْلَدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَتْنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْهَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں کہ آپ اپنے سامنے والے چار دانتوں کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔ اس شخص پر اللہ کا سخت غضب و قہر ہے جس کو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں قتل کرے۔

۳۸۱۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس شخص پر اللہ کا سخت قہر ہے جس کو اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں قتل کرے۔ ان لوگوں پر اللہ کا سخت غضب و قہر ہے جنہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور خون آلود کیا۔

۳۸۱۳ — ۳۸۱۴ — شرح : ظاہر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد میں نہ تھے اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی نہ تھے۔ شائد اُنھوں نے بعض صحابہ سے سُن کر بیان کیا ہے جو غزوۂ اُحد میں موجود تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رباعی دانت شریف کے ساتھ نچلا ہونٹ شریف بھی زخمی ہُوا تھا۔ عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کو پتھر مارا تھا۔ اسی لئے اس کا جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے نچلے دو دانت نہیں ہوتے جس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے قتل کیا تھا وہ ابی بن خلف تھا کہ اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

فی سبیل اللہ ،، کی قید سے ظاہر ہے کہ اگر آپ کسی کو حد یا قصاص میں قتل کریں تو وہ اس حکم میں داخل نہیں۔ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت ذکر کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی جنگ میں زخمی ہُوئے تو کوئی شئ لے کر اس سے خون مبارک خشک کرنا شروع کیا اور فرمایا اگر اس خونِ مبارک سے کچھ زمین پر واقع ہوگیا تو تم پر آسمان سے اللہ کا عذاب نازل ہو جائے گا پھر فرمایا اے اللہ میری قوم کو بخش دے وہ مجھے جانتے نہیں ہیں (فتح)

رباعی وہ دانت ہیں جو سامنے والے دو دانتوں کے دونوں طرف ہوتے ہیں۔ ہر انسان کے لئے چار رباعی دانت ہوتے ہیں (کرمانی)

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ ـ ٣٨١٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ وَهُوَ يُسْاَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ الْمَآءَ وَبِمَا دُوْوِىَ قَالَ كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْسِلُهٗ وَعَلِىٌّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يَسْكُبُ الْمَآءَ بِالْمِجَنِّ فَلَمَّا رَاَتْ فَاطِمَةُ اَنَّ الْمَآءَ لَا يَزِيْدُ الدَّمَ اِلَّا كَثْرَةً اَخَذَتْ قِطْعَةً مِنْ حَصِيْرٍ فَاَحْرَقَتْهَا فَاَلْصَقَتْهَا فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ يَوْمَئِذٍ وَجُرِحَ وَجْهُهٗ وَكُسِرَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَاْسِهٖ

٣٨١٦ ـ حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ عَلِىٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اشْتَدَّ غَضَبُ

باب

٣٨١٥ ـــ ترجمہ : ابوحازم سے روائت ہے کہ انہوں نے سہل بن سعد سے سُنا جبکہ اُن سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے متعلق پوچھا گیا تو اُس نے کہا بخدا! میں جانتا ہوں کہ کون جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم دھوتا تھا اور کون پانی ڈالتا تھا اور کس شئی سے دوائی کی گئی تھی۔ اُنھوں نے کہا سیدہ فاطمہ علیہا السلام بنتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخم دھو رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال کے ساتھ پانی ڈال رہے تھے۔ جب سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے دیکھا کہ پانی خون کو زیادہ کر رہا ہے تو آپ نے چٹائی کا ٹکڑا لیا اور اس کو جلا کر اس سے زخم بھر دیا تو خون رک گیا۔ اُحد کے دن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رباعی دانت شریف پر چوٹ آئی چہرۂ انور زخمی ہُوا اور سر مبارک پر خُود ٹوٹ گیا۔

٣٨١٦ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس شخص پر اللہ کا سخت غضب ہُوا جس کو

marfat.com
Marfat.com

اللہِ علیٰ مَنْ قَتَلَهٗ نَبِیٌّ وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللہِ عَلٰی مَنْ دَمَّی وَجْهَ رَسُوْلِ اللہِ

بَابُ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

۳۸۱۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِیَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ قَالَتْ لِعُرْوَةَ یَا ابْنَ اُخْتِیْ کَانَ اَبَوَاكَ مِنْهُمُ الزُّبَیْرُ وَاَبُوْبَکْرٍ لَمَّا اَصَابَ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَصَابَ یَوْمَ اُحُدٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا اور اس پر اللہ کا قہر ہُوا جس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور خون آلود کیا۔

۳۸۱۵ — ۳۸۱۶ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رباعی دانت پر عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر مارا تھا۔ جس سے دانت شریف متاثر ہُوئے۔ اس لئے عتبہ کی نسل میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے جب وہ سنِ بلوغ کو پہنچتا ہے تو اس کے سامنے والے دانت ٹوٹ جاتے ہیں۔ ابن قمئہ نے آپ کے سر مبارک کا خود توڑا جس سے آپ کے رخسارے زخمی ہو گئے تو آپ نے اس کی ہلاکت کی بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑی بکرا اس پر مسلط کر دیا جس نے اپنے سینگوں سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور اس کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیا جس شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدّ و قصاص کے بغیر قتل کریں اس پر اللہ کا غضب سخت ہوتا ہے، کیونکہ جس کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں قتل کریں وہ شخص جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا قصد کرتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوا کرنا مستحب ہے اور انبیاء کرام علیہم السّلام کو بیماریاں، زخم اور دیگر آلام جو دنیاوی عوارض ہیں لاحق ہوتے رہتے ہیں تاکہ ان کے باعث ان کو زیادہ ثواب حاصل اور درجات بلند ہوں اور ان کے اتباع مصائب برداشت کرنے میں ان کی اقتداء کریں۔

بابُ — جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا حکم مانا

۳۸۱۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جن لوگوں نے زخمی

marfat.com
Marfat.com

فَانْصَرَفَ عَنْهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ خَافَ اَنْ يَرْجِعُوْا فَقَالَ مَنْ يَذْهَبُ فِيْ اِثْرِهِمْ فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا قَالَ كَانَ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ

بَابُ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ اُحُدٍ

مِنْهُمْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْيَمَانُ وَالنَّضْرُ بْنُ اَنَسٍ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ

٣٨١٨ — حَدَّثَنِيْ عَمْرُوْ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ اَكْثَرَ شَهِيْدًا اَيَوْمَ

ہونے کے بعد اللہ اور اُس کے رسُول کا حکم ماننا اُن میں سے جو نیک اور مخلص ہیں ان کے لئے عظیم ثواب ہے" ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ سے فرمایا اے میرے بھانجے دونوں باپ ابوبکر اور زُبیر ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُحد کے دن صدمہ پہنچا جو بھی پہنچا۔ اور آپ سے جنگ کے بعد مشرک واپس چلے گئے تو آپ کو یہ خوف ہُوا کہ مشرک پھر واپس آئیں گے آپ نے فرمایا اُن کے پیچھے کون جائے گا یہ سُن کر جن صحابہ میں سے ستّر آدمیوں نے تعمیلِ حکم کی تھی ان میں سے تیرا باپ ابوبکر اور زُبیر تھے۔ رضی اللہ عنہما۔

٣٨١٧ — مشرح : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بڑی صاحبزادی اسماء رضی اللہ عنہا کا زبیر سے نکاح کیا تھا اُن سے عروہ پیدا ہُوئے اور اسماء ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں اس لئے آپ نے عروہ سے فرمایا اے میرے بھانجے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر باپ کا اطلاق مجازاً ہے حالانکہ وہ عروہ کے نانا ہیں۔ جن ستّر حضرات نے حکم کی تعمیل کی اُن میں سے ابوبکر، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، عمار بن یاسر، طلحہ، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوحذیفہ اور ابن مسعود ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم" دراصل واقعہ یہ ہے کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ جب ابوسفیان اور اُس کی فوج اُحد سے واپس ہوکر مقام رَوحاء پر پہنچے تو نادم ہُوئے۔ اور پھر واپس اُحد آنے کا ارادہ کرلیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون ہیں جو ابوسفیان کا تعاقب کریں، تاکہ ان کو معلوم ہوجائے کہ مسلمانوں کو زخموں نے کمزور نہیں کیا اور وہ اپنے دشمن کی طلب سے سُست نہیں ہُوئے۔ ستّر مسلمانوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہُوئے لبّیک کہا۔ جب وہ حمراء اسد کے مقام پر پہنچے جو مدینہ منورہ سے تین میل دُور ہے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ واپس چلے گئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی "، واللہ ورسُولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

الْقِيمَةَ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهُ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ اُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُوْنَ قَالَ وَكَانَ بِئْرُ مَعُوْنَةَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَوْمُ الْيَمَامَةِ عَلٰى عَهْدِ اَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَ مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابِ

باب — جنگِ اُحُد میں جو مُسلمان شہید ہُوئے

اُن میں سے حمزہ بن عبدالمطلب، یمان، انس بن نضر اور مصعب بن عُمَیر تھے۔"

۳۸۱۸ — ترجمہ : مُعاذ بن ہشام نے کہا مجھ سے میرے باپ نے قتادہ سے بیان کیا کہ ہم عرب کے قبائل میں کسی قبیلہ کو نہیں جانتے کہ وہ زیادہ شہید ہوں اور نہ ہی کسی قبیلہ کو قیامت میں انصار سے زیادہ معزز جانتے ہیں۔ قتادہ نے کہا ہمیں انس بن مالک نے خبر دی کہ انصار میں سے اُحُد کے دن ستر شہید ہُوئے پھر بئرِ معونہ کے دن ستر قاری شہید ہُوئے اور یمامہ کی جنگ میں ستر شہید ہُوئے۔ اُنھوں نے کہا بئرِ معونہ کا واقعہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا جبکہ یمانہ کا واقعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ہُوا جس روز مسیلہ کذّاب سے جنگ ہُوئی۔

۳۸۱۸ — شرح : غزوۂ اُحُد کے شہداء میں سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ بھی تھے۔ ان کا لقب اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِ تھا۔ طبقات ابن سعد میں عمرو بن اسحاق سے منقول ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے زبردست جنگ کی بعض کو قتل کیا اور بعض مشرکوں کو زخمی کیا اور میدانِ جنگ میں پھر رہے تھے اور کہتے تھے میں اللہ کا شیر ہوں۔ وحشی اُن کی تاک میں بیٹھا ہُوا تھا کیونکہ وہ اُحُد میں صرف امیر حمزہ کو ہی قتل کرنے آیا تھا۔ اُس نے برچھا مار کر انہیں شہید کر دیا۔ اسی طبقات میں ہے کہ ابوسفیان کی بیوی ہند نے جب حمزہ کا جگر چبایا تو اُس کو نہ کھا سکی جب یہ خبر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کیا اُس نے حمزہ کا جگر کھایا ہے۔ صحابہ نے کہا وہ نہیں کھا سکی اللہ تعالیٰ نے حمزہ کی حفاظت کی ہے کہ اُن کے جسم کی کوئی شئی دوزخ کی آگ میں جائے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ہند دوزخی ہے، حالانکہ وہ آخر میں مسلمان ہوگئی تھی اور اسلام پہلے تمام گناہ ختم کر دیتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مذکور حکم کفر کی حالت کے اعتبار سے ہے جو اس وقت ہند کا حال تھا (تیسیر القاری)

marfat.com
Marfat.com

٣٨١٩ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى اَحَدٍ قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَآءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَآئِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا وَقَالَ اَبُوْ الْوَلِيْدِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ لَمَّا قُتِلَ اَبِيْ جَعَلْتُ اَبْكِيْ وَاَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ

قولہ اَعَزَّ الخ اس کا مادہ عزت ہے۔ بعض نسخوں میں اَغَرَّ بالغین ہے۔ اس کا ماقبل سے تعلق یہ ہے کہ یہ ماقبل کی صفت یا اس سے بدل یا عطف ہے۔ اور حرفِ عطف محذوف ہے۔ جیسے التحیات المبارکات میں حرف عطف محذوف ہے۔ ابن سعد نے طبقات میں ستر ذکر کئے ہیں۔ اور حافظ ابوالفتح نے مہاجرین و انصار سے شہداء کی تعداد ۹۶ ذکر کی ہے۔ ان میں سے انصار ۸۵ ہیں اور گیارہ مہاجرین ہیں۔ انصار کے قبیلہ اَوس سے اٹھتیس[۳۸] اور قبیلہ خزرج سے سنتالیس[۴۷] شہید ہوئے۔ ابن اسحاق نے کہا مہاجرین سے چار اور انصار سے اکسٹھ شہید ہوئے۔ ان میں قبیلہ اَوس سے چوبیس[۲۴] اور خزرج سے سینتیس[۳۷] تھے (قسطلانی)

یمامہ کی جنگ میں ستر مسلمان شہید ہوئے یمامہ یمن میں شہر ہے جو طائف سے دو مرحلہ دور ہے۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ منتخب ہوئے تو مسیلمہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا کی طرف ایک لشکر بھیجا اور خالد بن ولید اس کا امیر مقرر کیا جب خالد مسیلمہ کے قریب آیا اور دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے ایسے صبر و استقلال سے دشمن کا مقابلہ کیا جس کی نظیر معدوم ہے۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور کفار شکست خوردہ بھاگ گئے اُن میں سے بعض باغ میں داخل ہوگئے جس کا حصار دیوار تھی۔ مسلمانوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا پھر باغ کی دیواریں اور دروازوں سے اندر داخل ہوگئے اور اہلِ یمامہ کے تمام مرتد قتل کیئے حتی کہ مسیلمہ کذاب بھی پہنچ گئے لعنۃ اللہ علیہ، وحشی بن حرب اس کے آگے بڑھا جس نے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اس کو اپنا برچھا مارا جو اس کے سینہ میں لگا اور کندھوں سے نکل گیا۔ پھر ابو دجانہ بن حرب جلدی سے آگے بڑھے اور اس کو تلوار ماری تو وہ گر کر مر گیا۔ مسیلمہ کذاب کے لشکری جو باغ اور میدانِ جنگ میں مرے تھے وہ تقریباً دس ہزار تھے۔ کہا گیا ہے کہ اکیس ہزار تھے۔ اور مسلمان چھ سو یا پانچ سو قتل ہوئے۔ ان میں ستر صحابہ کرام تھے رضی اللہ عنہم جس روز مسیلمہ قتل ہوا، اس کی عمر ایک سو چالیس برس تھی۔ لعنۃ اللہ علیہ۔

٣٨١٩ــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ

marfat.com
Marfat.com

وَجْهِهٖ فَجَعَلَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْہَوْنِیْ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَنْہَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَبْکِیْہِ اَوْمَا تَبْکِیْہِ مَازَالَتِ الْمَلٰئِکَۃُ تُظِلُّہٗ بِاَجْنِحَتِہَا حَتّٰی رُفِعَ

رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر سُنائی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحُد میں شہید ہونے والوں میں سے دو دو کو ایک کپڑے میں لپیٹتے پھر فرماتے ان میں سے کس کو زیادہ قرآن یاد ہے ؟ جب کسی کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اس کو لحد میں قبلہ کی طرف آگے کرتے اور فرماتے میں قیامت میں ان کے لئے گواہی دوں گا اور ان کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم فرمایا اور ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی اور نہ ہی ان کو غسل دیا۔ ابوالولید نے شعبہ سے اُنھوں نے ابنِ منکدر سے روائت کی کہ میں نے جابر کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ جب میرا والد شہید ہوگیا میں نے رونا شروع کیا اور ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے مجھے منع کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا اور میری پھوپھی سے فرمایا عبداللہ پر مت رو یا فرمایا اس پر کس لئے روتی ہے۔ ان کا جنازہ اُٹھانے تک فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کرتے رہے ہیں۔

۳۸۱۹ شرح : یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہدآءِ اُحُد میں سے ایک قبر میں دو دو دفن کرتے اور پوچھتے کہ کس کو زیادہ قرآن یاد ہے جس کو زیادہ یاد ہوتا اس کو قبر میں قبلہ کی سمت میں آگے کرتے اور ایک ہی کپڑے میں دونوں کو دفن کرتے تھے اور ان پر قیامت کے روز اپنی گواہی پر نص فرمائی اور ان کو خون سمیت غسل کئے بغیر دفن کیا اور نماز جنازہ نہ پڑھی۔ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ شہید کی نمازِ جنازہ پڑھنے میں علماء مجتہدین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما شہید کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے امام احمد رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دو قول ہیں۔ مختار قول یہ ہے کہ نماز نہ پڑھی جائے اور ایک قول میں ہے کہ پڑھنے اور نہ پڑھنے میں اختیار ہے کیونکہ دلائل میں تعارض ہے۔ اس لئے دونوں طرح جائز ہے ،، مواہب لدنیہ میں ذکر کیا کہ امام احمد کے نزدیک مستحب ہے واجب نہیں اور امام شافعی کا منع کرنا حرمت یا عدمِ وجوب کے معنی میں ہے ،، احناف کے نزدیک شہید کی نمازِ جنازہ واجب ہے جس طرح دوسرے اموات کی واجب ہے۔ اس کی دلیل عقبہ بن عامر کی حدیث ہے جسے بخاری مسلم نے روائت کیا ہے کہ ایک روز جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور شہدآءِ اُحُد پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر نمازِ جنازہ پڑھا کرتے تھے۔ حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت کی اور اس کو صحیح کہا کہ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اُن کا وہ حال دیکھا جو مشرکوں نے کیا تھا تو آپ رونے لگے ایک انصاری شخص وہاں موجود تھا۔ آپ نے اپنا کپڑا اُن پر ڈالا اور نماز جنازہ پڑھی۔ ابن ہمام نے اس پر اضافہ کیا کہ پھر ان

marfat.com
Marfat.com

۳۸۲۰ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ بُرَیْدٍ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ جَدِّہٖ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اُرٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ فِیْ رُؤْیَایَ اَنِّیْ ھَزَزْتُ سَیْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُہٗ فَاِذَا ھُوَ مَا اُصِیْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ اُحُدٍ ثُمَّ ھَزَزْتُہٗ اُخْرٰی فَعَادَ اَحْسَنَ مَا کَانَ فَاِذَا ھُوَ مَا جَآءَ اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَرَاَیْتُ فِیْھَا بَقَرًا وَاللّٰہُ خَیْرٌ فَاِذَا ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ اُحُدٍ

شہداء اُحد پر نماز جنازہ پڑھی جو حمزہ کے قریب تھے۔ پھر ان کو اُٹھایا جاتا اور حمزہ رضی اللہ عنہ وہیں رہتے اسی لئے ایک صحیح روائت میں ہے کہ حضرت حمزہ کے جنازہ پر ستر تکبیریں کہیں۔ ایک اور روائت میں ہے کہ ستر بار نماز جنازہ پڑھی نیز حاکم نے شہداء اُحد پر نماز جنازہ کی یہ حدیث حضرت جابر سے روائت کی ہے اور یہ صحیح الاسناد ہے اسی طرح شیخ محقق عبدالحق دہلوی نے سفر سعادت میں ذکر کیا ہے (تیسیر القاری) کتاب الجنائز کے باب من یقدم فی اللحد۔ قولہ لاتبکہ الخ، یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ کی موت پر گریہ زاری نہ کرو یا فرمایا اس پر اس پر کیوں روتے ہو اس کا جنازہ اُٹھانے تک فرشتے اپنے پَروں سے اس پر سایہ کرتے رہے ہیں یعنی اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت کرامت وعظمت حاصل ہوئی ہے۔ اس کے شہید ہونے پر غمگین کیوں ہو۔ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا بظاہر یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر کو رونے سے منع کیا، لیکن واقعہ میں ایسا نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت عمرو جو جابر کی پھوپھی ہیں کو رونے سے منع کیا تھا مسلم کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ جابر نے کہا میری پھوپھی فاطمہ بنت عمرو رونے لگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے رونا نہیں چاہیئے۔ بخاری نے جنائز میں بھی اسی طرح ذکر کیا ہے اور سفیان بن عیینہ کے طریق سے محمد بن منکدر سے بھی اس طرح مروی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں نے تلوار کو لہرایا ہے اور اس کا سینہ جُدا ہوگیا ہے پس اس کی تعبیر یہ تھی جو مسلمانوں کو اُحد میں مصیبت پہنچی پھر میں نے اس کو دوبارہ لہرایا تو وہ پہلے سے اچھی ہوگئی۔ اس کی تعبیر یہ ہوئی جو کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور ہر طرف سے مسلمان جمع ہوگئے۔ میں نے خواب میں گائے دیکھیں (وہ ذبح ہو رہی تھیں) اور اللہ کا ثواب شہداء کے لئے دُنیا کے ثواب سے بہتر ہے۔ اس کی تعبیر وہی تھی جو اُحد میں مسلمان شہید کئے گئے تھے۔ ـــ ۳۸۲۰

marfat.com
Marfat.com

۳۸۲۱ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا
اَلْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَنَحْنُ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى اَوْ ذَهَبَ
لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ
يَتْرُكْ اِلَّا نَمِرَةً كُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غُطِّيَ
بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَاْسُهٗ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَاْسَهٗ
وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ اَوْ قَالَ اَلْقُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا
مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدُبُهَا

۳۸۲۰ــــ شرح : (قولہ واللہ خیر) مبتداء خبر ہیں۔ یہاں کچھ عبارت محذوف ہے اصل میں اس طرح تھا ۔ وَثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْ بَقَائِهِمْ فِي الدُّنْيَا ،، یعنی ان کا دُنیا میں رہنے سے آخرت کا ثواب ان کے لئے بہتر ہے ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ۔ ایک روائت یوں ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گائے ذبح کی جارہی ہیں ۔ اس زیادتی سے خواب کی تعبیر پُوری ہوجاتی ہے ۔ کیونکہ گائے کو ذبح کرنا اُحُد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قتل ہونا تھا۔ اقول،، یہ مسلم امر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر نبی کا خواب قطعی ہوتا ہے اسی لئے ابراہیم علیہ السلام خواب کی اساس پر اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہوگئے تھے ۔ معلوم ہُوا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُحُد کی لڑائی سے پہلے صحابہ کے شہید ہونے کا علم تھا ۔ اور ترمذی کی باب فداء الاساری ،، میں حدیث اس کی تائید کرتی ہے ۔ واللہ اعلم!

۳۸۲۱ــــ ترجمہ : خبّاب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی دراں حالیکہ ہم اللہ کی رضاء چاہتے تھے تو ہماری ہجرت کا ثواب اللہ کے ذمہ (اس کے فضل سے) ہوگیا ۔ پس ہم میں سے بعض تو گزر گئے یا وہ دُنیا سے چلے گئے ۔ اور اپنے ثواب سے کچھ نہ پایا ۔ اُن میں سے مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ ہیں وہ اُحُد کے روز شہید ہوگئے ۔ اُنھوں نے صرف ایک کمبل چھوڑا جب ہم اس کے ساتھ مُصعب کا سَر ڈھانپتے تھے تو اُن کے پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تھے تو سَر باہر نکل جاتا تھا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا ۔ اس کمبل سے ان کا سَر چھپادو اور اِن کے پاؤں پر گھاس کردو

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ أُحُدٌ يُحِبُّنَا

قَالَهُ عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

٣٨٢٢ ـ حَدَّثَنِیْ نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ قُرَّۃَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ

٣٨٢٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَی الْمُطَّلِبِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَہٗ اُحُدٌ فَقَالَ ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا

اور بعض ہم میں سے وہ لوگ ہیں جن کا پھل خوب پکا اور وہ اسے جمع کر رہا ہے۔
(حدیث ١٢٠٥ کی شرح دیکھیں)

باب ــ اُحُد ہم سے محبّت کرتا ہے

یہ عباس بن سہل نے ابو حُمید سے اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا

٣٨٢٢ ــــ ترجمہ : قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

٣٨٢٣ ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جبَل اُحُد ظاہر ہُوا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ ابراہیم (علیہ السّلام) نے مکّہ کو حرام کیا میں مدینہ منوّرہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو حرام کرتا ہوں۔

٣٨٢٢ــــ٣٨٢٣ــــ شرح : قولہ ہم سے اُحُد محبت کرتا ہے۔ اکثر علماء نے

marfat.com
Marfat.com

۳۸۲۴ ــ حَدَّثَنِیْ عَمْرُوْبْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَزِیْدَ
اِبْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ عَنْ عُقْبَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ
یَوْمًا فَصَلّٰی عَلٰی اَھْلِ اُحُدٍ صَلَاتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْمِنْبَرِ
فَقَالَ اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ وَاَنَا شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیَ الْاٰنَ وَ
اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ
مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا

اس سے مجازی معنی مراد لیا ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ سفر سے تشریف لائے اور دُور سے یہ پہاڑ جو مدینہ منورہ کے قریب ہے نظر آیا تو اس کے باعث مدینہ منورہ کا قرب ظاہر ہُوا تو آپ کو مسرت ہُوئی۔ اس اعتبار سے آپ نے پہاڑ کی طرف محبت کی نسبت کی۔ بعض علماء نے کہا کہ لفظ اہل محذوف ہے۔ یعنی ہم سے اُحد والے محبت کرتے ہیں اور مدینہ منورہ والے انصار مراد ہیں جیسے وَاسْئَلِ الْقَرْیَۃَ ،، مراد اہلِ قریہ ہیں۔ اور حقیقت پر محمول کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جمادات میں محبت پیدا کر دے وہ ہر شئی پر قادر ہے؛ چنانچہ کنکریوں کا تسبیح کرنا ثابت ہے نیز مسجد نبوی میں ستون نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے وقت رونا شروع کر دیا تھا جسے تمام حاضرین نے کانوں سے سُنا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ظاہر کرتا تھا۔ اس حدیث کے ایک طریقہ میں یہ الفاظ ہیں۔ عِیْرٌ یُبْغِضُنَا وَنُبْغِضُہٗ عَیر اُحد کے قریب پہاڑی ہے اس کے متعلق فرمایا وہ پہاڑی ہم سے بغض کرتی ہے ہم اس سے بُغض کرتے ہیں لیکن اس روائت کے مطابق پہلے دونوں معانی مخدوش ہو جاتے ہیں کیونکہ جیسے اہل اُحد انصار ہیں اہلِ عیر بھی انصار ہیں جس طرح اُحد کے دیکھنے سے مدینہ منورہ کا قرب معلوم ہوتا ہے عیر کے دیکھنے سے بھی مدینہ منورہ کا قرب ظاہر ہوتا ہے لہٰذا کوئی اور معنی مُراد لیا جائے جو اُحد میں محبت کی تعبیر کرے اور عیر میں بغض کی تعبیر کرے۔ حق یہ ہے کہ حقیقتِ محبت اور بغض پر محمول کریں اور کہیں کہ اِن میں محبت اور بغض کا موجب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اُحد میں طبع ایمانی رکھ دی ہے اور عیر میں طبع نفاق رکھ دی ہے (تیسیر القاری)

(مذکور حدیث کی شرح کتاب الجہاد کے باب فضل المدمۃ فی الغزو کی حدیث ع ۲۶۹۱ کے تحت دیکھیں)

۳۸۲۴ ــ ترجمہ : عقبہ سے روائت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد تشریف لائے اور شہدار اُحد پر نمازِ جنازہ پڑھی جیسے میت پر نمازِ جنازہ پڑھتے تھے پھر منبر پر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةُ الرَجِيعِ وَ رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُوْنَةَ وَحَدِيْثُ عَضَلٍ وَالْقَارَةِ وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ وَخُبَيْبٍ وَاَصْحَابِهٖ قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ اَنَّهَا بَعْدَ اُحُدٍ

پر تشریف لائے اور
فرمایا میں تمہارے لئے آگے جانے والا ہوں میں تم پر گواہ ہوں، میں اپنا حوض اب دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطاء کی گئی ہیں بخدا میں اپنے بعد تم سے شرک میں مبتلا ہونے کا خوف نہیں کرتا ہوں، لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ تم دُنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔ (حدیث ۳۷۸۶ کی شرح دیکھیں)

باب

غزوہ رَجِیع، رِعْل، ذَکْوان، بیرِ مَعُوْنہ، عضل قارہ، عاصم بن ثابت، خبیب اور ان کے ساتھیوں کی حدیث

ابن اسحاق نے کہا ہم سے عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ تمام اُحُد کے بعد ہیں

شرح : رَجیع، ہُذیل کے علاقہ میں ایک موضع ہے۔ یہ واقعہ اس کے قریب ہُوا تھا اس لئے اس نام سے مشہور ہوگیا۔ واقدی نے کہا رجیع عسفان سے آٹھ میل دُور ہے۔ یہ غزوہ چار ہجری کے صفر میں ہُوا۔ ابن تین نے کہا تین ہجری کے آخر میں لڑا گیا اور غزوۂ بیرِ معونہ چار ہجری میں اور بنی لحیان پانچ ہجری میں لڑے گئے غزوہ رِعل، رِعل بنی سلیم کا چھوٹا قبیلہ ہے جو رعل بن عوف بن مالک بن امرئ القیس بن بہثۃ بن سلیم کی طرف منسوب ہیں۔ اس لئے اس قبیلہ کی طرف یہ غزوہ منسوب ہے۔ بئرِ معونہ یہ ہُذیل کے علاقہ میں ایک مقام ہے جو مکہ مکرمہ اور عسفان کے درمیان واقعہ ہے قولہ وَحَدِیث عَضَلٍ وَالقارۃ الخ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکورہ بالا تمام ایک غزوہ ہے یا اکثر غزوات میں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دو غزوے ہیں ایک غزوہ رجیع اس میں ہُذیل نے عاصم، خبیب اور اس کے ساتھیوں سے قتال کیا۔ دُوسرا غزوۂ بیرِ معونہ ہے اس میں رِعل اور ذکوان نے ستر قاریوں سے قِتال کیا۔ عَضَل بنی ہون بن خُزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن مضر کی شاخ ہے وہ عضل بن دیش کی طرف منسوب ہیں۔ رشاطی نے کہا ان کو قارہ کہا جاتا ہے۔ ابن کلبی نے کہا دیش ہی قارہ ہے۔ قارہ قبیلہ ہون کی شاخ ہے وہ دیش مذکور کی طرف منسوب ہیں۔ ابن درید نے کہا قارہ سیاہ ٹیلہ ہے جس میں پتھر ہیں وہ یہاں ٹھہرتے تھے اِس لئے اس کے ساتھ موسوم ہُوئے۔ عاصم بن ثابت کی حدیث اور خبیب کی حدیث کئی بار گزری ہے جبکہ خبیب کے دس ساتھی

marfat.com
Marfat.com

۳۸۲۵ ـــ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ الثَّقَفِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَرِیَّةً عَیْنًا وَاَمَّرَ عَلَیْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ وَهُوَ جَدُّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی اِذَا كَانُوْا بَیْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَیٍّ مِنْ هُذَیْلٍ یُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ لِحْیَانَ فَتَبِعُوْهُمْ بِقَرِیْبٍ مِنْ مِائَةِ رَامٍ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَهُمْ حَتّٰی اَتَوْا مَنْزِلًا نَزَلُوْهُ فَوَجَدُوْا فِیْهِ نَوٰی تَمْرٍ تَزَوَّدُوْهُ مِنَ الْمَدِیْنَةِ فَقَالُوْا هٰذَا تَمْرُ یَثْرِبَ فَتَبِعُوْا اٰثَارَهُمْ حَتّٰی لَحِقُوْهُمْ فَلَمَّا انْتَهٰی عَاصِمٌ وَاَصْحَابُهٗ لَجَؤُوْا اِلٰی فَدْفَدٍ وَجَآءَ الْقَوْمُ فَاَحَاطُوْا بِهِمْ فَقَالُوْا لَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِیْثَاقُ اِنْ نَزَلْتُمْ اِلَیْنَا اَلَّا نَقْتُلَ

تھے۔ باب کے ترجمہ کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ رجیع اور بیئر معونہ ایک ہی شئی ہے، لیکن یہ ایک شئی نہیں کیونکہ غزوۂ رجیع، عاصم، خُبَیب اور اس کے دس ساتھیوں کا چھوٹا لشکر ہے اور وہ عضل اور قارہ کے ساتھ ہُوا۔ اور بیئر معونہ ستر قاریوں کی جماعت ہے اور وہ رعل اور ذکوان کے ساتھ ہُوا ہے۔ بخاری نے صراحۃً عضل اور قارہ کو ذکر نہیں کیا۔ ابن اسحاق نے اس کی تصریح کی ہے، کیونکہ انہوں نے اُحُد کے واقعہ کے بعد رجیع کا واقعہ ذکر کیا اور کہا عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہا کہ جنگ اُحُد کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عضل اور قارہ کا ایک گروہ آیا اور کہا یارسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم "ہم مسلمان ہیں آپ ہمارے ساتھ چند علماء بھیجیں جو ہمیں احکام کی تعلیم دیں آپ نے ان کے ساتھ چھ صحابہ بھیجے اور یہ رجیع سے متعلق ہے کیونکہ انہا بعد اُحُد میں ضمیر کا مرجع غزوہ رجیع ہے۔ اور چھ علماء مرثد بن ابی مرثد غنوی جو حمزہ بن عبد المطلب کے حلیف تھے اور ان ساتھیوں کے امیر تھے ع۲ خالد بن بکیر لیثی یہ بنی عدی کے حلیف تھے ع۳ ثابت ابی افلح ع۴ خبیب بن عدی ع۵ زید بن دثنہ ع۶ عبداللہ بن طارق۔"

۳۸۲۵ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاسوسی کے لئے ایک جماعت بھیجی (کہ قریش کے حال معلوم کریں کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں) اور عاصم بن ثابت کو ان پر امیر مقرر کیا وہ عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا ہیں۔ وہ جماعت گئی حتی کہ جب عسفان

marfat.com
Marfat.com

مِنكُمْ رَجُلاً فَقَالَ عَاصِمٌ أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ اللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا رَسُولَكَ فَقَاتَلُوهُمْ فَرَمَوْهُمْ حَتّٰى قَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ نَفَرٍ بِالنَّبْلِ وَبَقِيَ خُبَيْبٌ وَزَيْدٌ وَرَجُلٌ اٰخَرُ فَاَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ فَلَمَّا اَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ نَزَلُوا اِلَيْهِمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ حَلُّوا اَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ الَّذِي مَعَهُمَا هٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ فَاَبٰى اَنْ يَصْحَبَهُمْ فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ عَلٰى اَنْ يَصْحَبَهُمْ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَتَلُوهُ وَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ وَزَيْدٍ حَتّٰى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ فَاشْتَرٰى خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ فَمَكَثَ عِنْدَهُمْ اَسِيْرًا حَتّٰى اِذَا اَجْمَعُوا قَتْلَهُ

اور مکہ مکرمہ کے درمیان آئے تو ہُذیل قبیلہ کو ان کی خبر دی گئی۔ ان کو بنو لحیان کہا جاتا ہے۔ وہ تقریباً ایک سَو تیر انداز اُن کے تعاقب میں گئے اور ان کا کھوج تلاش کرتے رہے حتی کہ وہ ایک مقام پر پہنچے تو وہاں کھجوروں کی گٹھلیاں پائیں جو وہ مدینہ منورہ سے ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے کہا یہ مدینہ منورہ کی کھجوریں ہیں۔ وہ ان کے نشانات پر چلتے رہے حتی کہ ان کو پا لیا جب عاصم اور ان کے ساتھی چلنے سے عاجز ہو گئے تو ایک بلند جگہ پر پناہ لی۔ وہ لوگ آئے اور ان کو گھیرے میں لے لیا اور اُن سے کہا تمہارے لئے عہد و میثاق ہے کہ اگر تم نیچے اُتر آؤ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے عاصم نے کہا بہر حال میں تو کافر کے عہد پر نیچے نہیں اتروں گا۔ اے اللہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری خبر پہنچا دے۔ اُنھوں نے اُن سے لڑائی شروع کی اور ان کو تیر مارنے لگے حتی کہ اُنھوں نے عاصم کو سات افراد میں تیروں سے قتل کر دیا اور خبیب، زید اور ایک اور شخص باقی رہ گئے (اس کا نام عبداللہ ابن طارق ہے) کافروں نے اِن تینوں کو عہد و پیمان دیا (کہ انہیں قتل نہیں کریں گے) جب ان کو عہد و میثاق دیا تو وہ نیچے اُتر آئے جب وہ ان تینوں پر قادر ہو گئے تو ان کی کمانوں کی رسّیاں کھول دیں اور ان کے ساتھ انہیں باندھ دیا۔ تیسرے شخص نے کہا جو ان دونوں کے ساتھ تھا۔ یہ پہلا دھوکہ ہے اور اُن کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اُنہوں نے اس کو کھینچا اور ساتھ لے جانے کی کوشش کی، لیکن وہ ساتھ نہ گیا تو اس کو بھی قتل کر دیا وہ خبیب اور زید دونوں کو ساتھ لے گئے اور مکہ مکرمہ میں دونوں کو فروخت کر دیا۔ خبیب کو بنو حارث بن عامر ابن نوفل نے خریدا جبکہ خبیب نے بدر کی جنگ میں حارث کو قتل کیا تھا۔ پس وہ ان کے پاس قیدی رہا۔ حتی کہ

marfat.com
Marfat.com

اِسْتَعَارَ مُوسٰی مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ لِيَسْتَحِدَّ بِهَا فَاَعَارَتْهُ قَالَتْ
فَغَفَلْتُ عَنْ صَبِيٍّ لِیْ فَدَرَجَ اِلَيْهِ حَتّٰی اَتَاهُ فَوَضَعَهُ عَلٰی فَخِذِهٖ فَلَمَّا
رَاَيْتُهُ فَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَ ذَاكَ مِنِّیْ وَفِیْ يَدِهِ الْمُوْسٰی فَقَالَ اَتَخْشَيْنَ
اَنْ اَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ ذٰلِكَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَكَانَتْ تَقُوْلُ مَا رَاَيْتُ اَسِيْرًا
قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ لَقَدْ رَاَيْتُهُ يَاْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ وَمَا بِمَكَّةَ
يَوْمَئِذٍ ثَمَرَةٌ وَاَنَّهُ لَمُوْثَقٌ فِی الْحَدِيْدِ وَمَا كَانَ اِلَّا رِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ
بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فَقَالَ دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَيْهِمْ
فَقَالَ لَوْلَا اَنْ تَرَوْا اَنَّ مَا بِیْ جَزَعٌ مِنَ الْمَوْتِ لَزِدْتُ فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ
سَنَّ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ هُوَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا ثُمَّ
قَالَ : مَا اِنْ اُبَالِیْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا : عَلٰی اَیِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِیْ

جب انہوں نے خبیب کو قتل کرنے پر اتفاق کیا تو اُس نے حارث کی ایک بیٹی سے اُسترہ مانگا تاکہ زیر ناف بال صاف کرلے۔ اُس عورت نے خبیب کو اُسترہ دے دیا۔ اُس نے کہا میں اپنے بچے سے غافل تھی۔ وہ خبیب کی طرف حد ہی کہ اس کے پاس آگیا۔ خُبیب نے اس کو اپنی ران پر رکھ لیا۔ جب میں نے بچے کو دیکھا تو سخت گھبرائی اور خبیب نے میری گھبراہٹ کو معلوم کیا جبکہ اُسترہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اُس نے مجھے کہا کیا تو خیال کرتی ہے کہ میں بچے کو قتل کردوں گا میں انشاء اللہ یہ ہرگز نہیں کروں گا۔ حارث کی بیٹی کہا کرتی تھی میں نے کبھی کوئی قیدی خُبیب سے بہتر نہیں دیکھا۔ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ انگور کے خوشہ سے کھا رہا ہے حالانکہ مکہ میں اس وقت کوئی پھل نہ تھا۔ اور وہ لوہے کی زنجیروں میں باندھا ہوا تھا وہ صرف اللہ کا رزق تھا جو اللہ نے اس کو دیا تھا۔ حارث کے بیٹے خُبیب کو لے کر حرم سے باہر نکلے تاکہ اسے قتل کریں تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ نماز پڑھنے کے بعد خبیب ان کی طرف گئے اور کہا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم یہ گمان کرو گے کہ میں موت سے گھبرا گیا ہوں تو میں دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھتا۔ خبیب پہلا شخص ہے جس نے قتل کے وقت دو رکعتیں پڑھنے کا طریقہ جاری کیا۔ پھر ان پر دعا کی اے اللہ! کافروں کو ہلاک کر ان سے کوئی بات

marfat.com
Marfat.com

وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَشَاءْ ۞ يُبَارِكْ عَلٰى اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ ۞
ثُمَّ قَامَ اِلَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهٗ وَبَعَثَ قُرَيْشٌ اِلٰى عَاصِمٍ لِيُؤْتُوْا
بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهٖ يَعْرِفُوْنَهٗ وَكَانَ عَاصِمٌ قَتَلَ عَظِيْمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ
يَوْمَ بَدْرٍ فَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ
فَلَمْ يَقْدِرُوْا مِنْهُ عَلٰى شَيْءٍ

نہ رہے ۔ مجھے کچھ پرواہ نہیں جبکہ میں مسلمان قتل کیا جا رہا ہوں۔ ہر پہلو پہ میرا گرنا اللہ کے لئے ہے۔ میرا شہید ہونا اللہ کی رضا کے لئے ہے۔ اگر وہ چاہے تو میرے ٹکڑے ٹکڑے ہونے والے جسم کے جوڑوں میں برکت دے۔ پھر عقبہ بن حارث اس کے پاس گیا اور اسے قتل کر دیا۔ کفار قریش نے عاصم کی طرف کچھ آدمی بھیجے تاکہ اس کے جسم کا کچھ حصہ لائیں تاکہ وہ اسے پہچانیں کہ وہ شہید ہو گیا ہے؟ جبکہ عاصم نے بدر کے دن قریش کے عظیم شخص کو قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عاصم پر بھڑوں کا گروہ بھیج دیا جس نے لوگوں سے عاصم کی حفاظت کی اور وہ عاصم کی لاش سے کوئی عضو پانے پہ قادر نہ ہوئے۔

۳۸۲۵ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے دس جاسوس مکہ کی طرف بھیجے۔ ابن سعد نے کہا ان میں سے عاصم ابن ثابت بن ابی افلح ، مرثد بن ابی مرثد ، عبداللہ بن طارق ، خبیب بن عدی ، زید بن دثنہ ، خالد بن ابی بکیر ، مُعَتِّب بن عُبید ہیں ، مُعَتِّب عبداللہ بن طارق کا اخیافی بھائی ہے۔ وہ دونوں قبیلہ بلی سے بنی ظفر کے حلیف ہیں قسطلانی نے کہا حافظ عبدالعظیم نے ذکر کیا کہ عبدالرزاق اور ابن عبدالبر نے عاصم بن ثابت کے بارے میں ذکر کیا کہ وہ عاصم بن عمر بن خطاب کے دادے ہیں۔ اس میں اُنھوں نے غلطی کی ہے۔ یہ عاصم کا دادا نہیں ماموں ہے کیونکہ عاصم بن عمر کی والدہ جمیلہ بنت ثابت ہے اور عاصم بن ثابت جمیلہ کے بھائی ہیں لہٰذا یہ عاصم ، عاصم بن عمر ابن خطاب کے ماموں ہیں۔ زبیر قاضی اور ان کے چچا مصعب نے ذکر کیا ہے جو علم النسب کے امام ہیں۔

ان دس حضرات میں سے سات نے کافروں کا عہد قبول نہ کیا وہ تو وہاں شہید ہو گئے اور عاصم کی دُعاء قبول ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے شہید ہونے کی خبر صحابہ کرام تک پہنچا دی۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب باقی تین صحابیوں کو ساتھ لے کر چلے اور مرظہران پہنچے تو عبداللہ بن طارق اپنا ہاتھ ساتھی سے کھینچ تلوار پکڑ لی تو کافروں نے اس سے دُور ہو کر پتھر برسانے شروع کئے۔ حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا وہیں مرظہران میں ان کی قبر ہے۔ وہ خبیب اور زید کو ساتھ لے کر مکہ چلے گئے اور دونوں کو وہاں فروخت کر دیا اور

marfat.com
Marfat.com

۳۸۲۶ ــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا یَقُوْلُ الَّذِیْ قَتَلَ خُبَیْبًا ھُوَ اَبُوْ سَرْوَعَۃَ

بنو حارث نے خبیب کو خرید لیا۔ ابن اسحاق نے کہا خبیب کو حُجَیر بن ابی اہاب تیمی نے خریدا تھا وہ بنی نوفل کا حلیف تھا۔ اور حارث بن عامر کا اخیافی بھائی تھا۔ وہ اپنے باپ کے بدل اس کو قتل کرنا چاہتا تھا خبیب نے حارث بن عامر کو بدر کی جنگ میں قتل کیا تھا۔ شرف دمیاطی نے کہا اہل مغازی میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا کہ خُبیب بن عدی بدر میں شریک تھے۔ اور نہ ہی اُس نے حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ اُنھوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ جس نے حارث بن عامر کو بدر میں قتل کیا تھا وہ خُبَیب بن یساف تھا۔ وہ خُبَیب بن عدی کا غیر ہے، کیونکہ وہ خزرجی ہے اور خبیب بن عدی اوسی ہے۔

کرمانی نے ذکر کیا قریش نے عاصم کے جسم کا کوئی حصہ لینے چند آدمی بھیجے تاکہ ان کو عاصم کے شہید ہونے کا یقین ہو جائے۔ بعض نے کہا سلافہ بنت سعد نے نذر مانی تھی جبکہ اس کے دونوں لڑکے قتل ہو گئے تھے اگر میں عاصم پر قادر ہوئی تو اس کے سَر کی کھوپڑی میں شراب پیئوں گی اس لئے انہوں نے عاصم کا سَر حاصل کرنا چاہا تھا۔ اللہ تعالیٰ بھڑوں سے عاصم کے جسم شریف کی حفاظت کی اور وہ محروم واپس ہو گئے۔

حارث کی بیٹی جس نے خبیب کو استرہ دیا تھا اس کا نام زینب بنت حارث ہے وہ عقبہ بن حارث کی بہن ہے جس نے خبیب کو قتل کیا تھا وہ بعد میں مسلمان ہو گئی تھی۔ اس کے گھر میں خبیب محبوس تھے اور وہ ہی اس کی نگہبانی کرتی تھی۔ ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی نجیح سے ذکر کیا اُنھوں نے کہا مجیر بن ابی اہاب کی لونڈی ماویہ جو مسلمان ہو گئی تھی نے کہا خبیب میرے گھر میں محبوس تھا۔ میں نے ایک دن اسے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ ہے جس سے وہ کھا رہا تھا۔ کہا گیا اگر یہ روایت محفوظ ہے تو ان دونوں کے جمع کا طریقہ یہ ہے کہ ماویہ اور زینب دونوں نے خبیب کے ہاتھ میں انگور تھے جو وہ کھا رہے تھے وہ ماویہ کے گھر میں محبوس تھے۔ اور زینب نگہبانی کرتی تھی۔ خبیب نے مکہ کا عظیم سردار عقبہ بن ابی معیط قتل کیا تھا۔ عاصم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو باندھ کر قتل کیا تھا جبکہ بدر سے واپس ہوئے تھے۔ حدیث ۳۹۴۸ کی شرح دیکھیں۔ واللہ اعلم!

۳۸۲۶ ــ ترجمہ : عبداللہ بن محمد نے کہا ہم سے سفیان نے عمرو سے بیان کیا اُنھوں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس نے خُبیب کو قتل کیا تھا وہ ابو سروعہ تھا۔

(ابو سروعہ عقبہ بن حارث کی کنیت ہے لہٰذا ان دونوں روایات میں تضاد نہیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۸۲۷ — حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِحَاجَةٍ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فَعَرَضَ لَهُمْ حَيَّانِ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ عِنْدَ بِئْرٍ يُقَالُ لَهَا بِئْرُ مَعُوْنَةَ فَقَالَ الْقَوْمُ وَاللّٰهِ مَا اِيَّاكُمْ اَرَدْنَا اِنَّمَا نَحْنُ مُجْتَازُوْنَ فِيْ حَاجَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلُوْهُمْ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِيْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ وَذٰلِكَ بَدْءُ الْقُنُوْتِ وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَسَأَلَ رَجُلٌ اَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ اَبَعْدَ الرَّكُوْعِ اَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَاءَةِ ۳۸۲۸ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَدْعُوْ عَلٰى اَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ

۳۸۲۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حاجت کے لئے ستر آدمی بھیجے جنہیں قاری کہا جاتا تھا۔ بئر کے پاس جسے بئر معونہ کہا جاتا ہے اُن کے مقابلہ میں بنی سلیم کے قبیلے رِعل اور ذکوان آئے قرآء نے اُن سے کہا بخدا! ہم تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے نہیں آئے۔ ہم تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حاجت کے لئے یہاں سے گزر رہے ہیں۔ پس اُنھوں نے قراء کو قتل کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں اُن پر ایک مہینہ بددُعا کی۔ یہ دعاءِ قنوت کی ابتداء ہے۔ اس سے پہلے ہم قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ عبدالعزیز نے کہا ایک شخص نے انس سے دعاء قنوت کے متعلق پوچھا کہ وہ رکوع کے بعد ہے یا قرأت سے فراغت کے وقت ہے۔ اُنھوں نے کہا نہیں بلکہ قرأت سے فراغت کے وقت ہے۔

۳۸۲۸ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد ایک مہینہ قنوت پڑھی آپ عرب کے قبائل پر بددعا فرماتے تھے

marfat.com
Marfat.com

۳۸۲۹ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْاَعْلٰی بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِیْ لِحْيَانَ اِسْتَمَدُّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَدُوٍّ فَاَمَدَّهُمْ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ كُنَّا نُسَمِّيْهِمُ الْقُرَّاءَ فِیْ زَمَانِهِمْ كَانُوْا يَحْتَطِبُوْنَ

شرح : یہ ستر حضرات قرآن مجید کے قاری تھے واقعہ یہ ہے کہ قبیلہ رِعل اور ذکوان والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگی تھی۔ آپ نے ان کی خواہش کے مطابق صحابہ کرام سے ستر قاری معیّن کئے۔ ایک روایت کے مطابق سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دینے بھیجا تھا، لیکن اُنہوں نے عہد شکنی کی اور بئرِ معونہ کے پاس ان کے ساتھ جنگ پر آمادہ ہوگئے۔ بنی عامر کے ایک شخص کا نام مُعَوِّنہ ہے۔ یہ کنواں اس کی زمین میں تھا انہوں نے بارہا دفعہ انہیں کہا ہم لڑنے نہیں آئے ہیں ہم تو آگے جارہے ہیں؛ لیکن اُنہوں نے کوئی بات نہ سُنی اور ان کو قتل کردیا اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ صبح کی نماز میں ان پر بددُعاء فرمائی۔ یہ دعاء قنوت کی ابتداء ہے۔ شافعی اسے صبح کی نماز میں پڑھتے ہیں۔ احناف یہ قنوت نہیں پڑھتے اور نہ ہی اسے سُنّت قرار دیتے ہیں۔ یہ صرف ایک ماہ کے لئے آپ نے پڑھی تھی۔ لہٰذا یہ سُنت مؤکدہ نہیں ہے۔ شیخ نورالحق محدّث دہلوی نے ذکر کیا کہ منقول ہے کہ ایک بار امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کے لئے آئے اور وہاں صبح کی نماز پڑھی اور یہ دعاء قنوت نہ پڑھی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ کے ساتھیوں نے دریافت کیا کہ آپ نے قنوت کیوں نہیں پڑھی تو امام نے جواب دیا کہ ابوحنیفہ سے حیاء کرتے ہوئے ترک کی ہے کیونکہ ان کے مذہب میں یہ قنوت نہیں ہے۔ عبدالعزیز کی روائت سے معلوم ہوتا ہے کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے، لیکن اس کے بعد انس کی روائت اس کے معارض ہے (کرمانی)

مذکور دونوں حدیثوں کا جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاءِ قنوت صرف ایک مہینہ پڑھی تھی پھر منسوخ ہوگئی۔ امام طحاوی نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک مہینہ دعاءِ قنوت پڑھی۔ آپ اس میں عصیہ اور ذکوان پر بددعاء فرماتے تھے۔ جب اُن پر غلبہ حاصل ہوگیا تو قنوت پڑھنا ترک کردی۔ اس لئے احناف کے نزدیک یہ سنّت نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۸۲۷ — ۳۸۲۸ —

۳۸۲۹ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ رعل، ذکوان،

marfat.com
Marfat.com

بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ حَتّٰى كَانُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قَتَلُوْهُمْ وَغَدَرُوْا بِهِمْ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْفِي الصُّبْحِ عَلٰى اَحْيَاءٍ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لِحْيَانَ قَالَ اَنَسٌ فَقَرَأْنَا فِيْهِمْ قُرْاٰنًا ثُمَّ اِنَّ ذٰلِكَ رُفِعَ بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰى اَحْيَآءٍ مِّنْ اَحْيَآءِ الْعَرَبِ عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لِحْيَانَ زَادَ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ اُولٰئِكَ السَّبْعِيْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قَرَأْنَا كِتَابًا نَحْوَهٗ

عُصَیّہ اور بنی لحیان نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دشمن کے مقابلہ میں مدد مانگی۔ تو آپ نے ستر انصار بھیج کر ان کی مدد کی جنہیں ہم اس زمانہ میں قُراء کہا کرتے تھے۔ وہ دن میں لکڑیاں چن کر لاتے اور رات میں نماز پڑھا کرتے تھے (شب بیدار تھے) حتیٰ کہ جب بئرِ معونہ پہنچے تو ان کو قتل کر دیا اور اُن سے عہد شکنی کی۔ (دھوکہ کیا)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ایک مہینہ دُعاءِ قنوت پڑھی۔ آپ صبح کی نماز میں رعل، ذکوان، عُصیّہ اور بنی لحیان عرب قبائل پر صبح کی نماز میں بد دُعاء فرماتے تھے۔ انس نے کہا ہم یہ ان کے حق میں قرآن میں پڑھتے تھے۔ پھر یہ منسوخ ہو گیا وہ یہ ہے۔

"بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا"

ہماری قوم کو ہمارا پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے ربّ کے پاس پہنچ گئے ہیں وہ ہم سے راضی ہُوا اور ہمیں راضی کیا"۔ قتادہ نے انس بن مالک سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں ایک مہینہ قنوت پڑھی۔ آپ عرب قبائل رِعل، ذکوان، عُصیّہ اور بنی لحیان پر بد دعا کرتے تھے۔ خلیفہ نے اس پر اضافہ کیا کہ ابن زُرَیع نے بیان کیا کہ ہم سے سعید نے قتادہ سے بیان کیا کہ انس نے کہا یہ ستر انصار تھے جو بئرِ معونہ پر قتل کر دیئے گئے تھے"

۳۸۲۹ ــــ شرح : (حدیث ۲۸۵۷ کی شرح دیکھیں) اور ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

۳۸۳۰ــــ حَدَّثَنَا مُوْسَىٰ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ
اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَسٌ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
بَعَثَ خَالَهٗ اَخَا لِاُمِّ سُلَیْمٍ فِیْ سَبْعِیْنَ رَاکِبًا وَکَانَ رَئِیْسُ الْمُشْرِکِیْنَ عَامِرَ بْنَ
الطُّفَیْلِ خَیَّرَ بَیْنَ ثَلٰثِ خِصَالٍ فَقَالَ یَکُوْنُ لَکَ اَهْلُ السَّهْلِ وَلِیَ اَهْلُ
الْمَدَرِ اَوْ اَکُوْنَ خَلِیْفَتَکَ اَوْ اَغْزُوْکَ بِاَهْلِ غَطْفَانَ بِاَلْفٍ وَّاَلْفٍ فَطُعِنَ
عَامِرٌ فِیْ بَیْتِ اُمِّ فُلَانٍ فَقَالَ غُدَّةٌ کَغُدَّةِ الْبَعِیْرِ فِیْ بَیْتِ امْرَاَةٍ مِنْ اٰلِ
فُلَانٍ اْتُوْنِیْ بِفَرَسِیْ فَمَاتَ عَلٰی ظَهْرِ فَرَسِهٖ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ اَخُوْ اُمِّ سُلَیْمٍ
وَهُوَ رَجُلٌ اَعْرَجُ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِیْ فُلَانٍ قَالَ کُوْنَا قَرِیْبًا حَتّٰی اٰتِیَهُمْ فَاِنْ
اٰمَنُوْنِیْ کُنْتُمْ وَاِنْ قَتَلُوْنِیْ اَتَیْتُمْ اَصْحَابَکُمْ فَقَالَ اَتُؤْمِنُوْنَ اُبَلِّغُ رِسَالَةَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں تین روایات ہیں۔ ایک عبدالعزیز کی انس سے دوسری سعید کی بذریعہ قتادہ انس سے، تیسری بھی قتادہ کی انس سے روایت ہے۔ شیخ دہلوی نورالحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رکوع کے بعد قنوت ایک مخصوص ماہ میں تھی جس میں عرب قبائل پر بددعا کرنی دائمی قنوت رکوع سے پہلے قرأت کے بعد ہے۔ حضرت انس کا قول کہ یہ قنوت کی ابتداء تھی اس سے پہلے ہم قنوت نہ پڑھتے تھے کا معنی یہ ہے کہ اگرچہ قنوت کی ابتداء یہی ہے، لیکن ایک ماہ بعد تک رکوع سے پہلے پڑھتے تھے اور قسطلانی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکور دو حدیثوں میں سے یہی حدیث راجح ہے کہ قرأت سے فراغت کے بعد رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔ بہرحال مذکور دعاء قنوت احناف کے مذہب میں منسوخ ہے۔ واللہ اعلم

۳۸۳۰ــــ ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے کہا مجھ سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ماموں کو جو اُم سلیم کے بھائی ہیں۔ ستر سواروں کے ہمراہ بھیجا۔ وجہ یہ تھی کہ مشرکوں کا سردار عامر بن طفیل تھا۔ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین اشیاء میں اختیار دیا تھا اور کہا تھا آپ کے لئے دیہاتی اور میرے لئے شہری ہوں گے، میں آپ کا خلیفہ ہوں گا یا پھر میں دو ہزار غطفانی لشکر سے آپ پر حملہ کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ عامر کی

marfat.com
Marfat.com

رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یُحَدِّثُہُمْ وَاَوْمَؤُا اِلٰی رَجُلٍ فَاَتَاہُ مِنْ خَلْفِہٖ فَطَعَنَہٗ قَالَ ھَمَّامٌ اَحْسِبُہٗ حَتّٰی اَنْفَذَہٗ بِالرُّمْحِ قَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ فَلَحِقَ الرَّجُلُ فَقُتِلُوْا کُلُّھُمْ غَیْرَ الْاَعْرَجِ کَانَ فِیْ رَاْسِ جَبَلٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْنَا ثُمَّ کَانَ مِنَ الْمَنْسُوْخِ اَنَّا قَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَاَرْضَانَا فَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ ثَلٰثِیْنَ صَبَاحًا عَلٰی رِعْلٍ وَذَکْوَانَ وَبَنِیْ لِحْیَانَ وَعُصَیَّۃَ الَّذِیْنَ عَصَوُا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

شر سے میری کفائت فرما۔ پس وہ ام فلاں کے گھر طاعون میں مبتلا ہوگیا اور کہا فلاں خاندان کی عورت کے گھر میں جوان اونٹ کی غدود کی طرح غدود نکل آیا ہے۔ میرا گھوڑا لاؤ تو وہ اپنے گھوڑے کی پشت پر مرگیا ام سلیم کا بھائی حرام جبکہ وہ لنگڑا تھا اور بنی فلاں سے ایک شخص دونوں چلے تو حرام نے اُن سے کہا تم میرے قریب رہو میں اُن کے پاس جاتا ہوں۔ اگر اُنھوں نے مجھے امن دیا تو تم ثابت قدم رہو۔ اور اگر مجھے قتل کر دیا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جاؤ۔ حرام نے اُن لوگوں سے کہا کیا تم مجھے امن دیتے ہو کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام تمہیں پہنچا دوں اور اُن سے بیان کرنا شروع کیا انہوں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا وہ پیچھے سے حرام کے پاس آیا اور نیزہ مارا۔ ہمام نے کہا میرا خیال ہے کہ نیزہ اس کے پار گزار دیا۔ حرام نے کہا اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا ہوں اور دوسرے شخص کو بھی پکڑ لیا گیا اور لنگڑے شخص کے سوا سب کو قتل کر دیا گیا۔ لنگڑا شخص پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ نازل کی جو بعد میں منسوخ ہوگئی۔

اَنَّا قَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَاَرْضَانَا ،، ہم اپنے رب سے جا ملے وہ ہم سے خوش ہوا اور ہمیں خوش کر دیا ،،۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر تین دن بد دعا فرمائی رِعل، ذکوان، بنی لحیان اور عُصَیَّہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

۳۸۳۰ — شرح : قولہ خَالَہٗ الخ میں ضمیر کا مرجع انس ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ ام سلیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ تھیں اور وہ اُن کے بھائی تھے لہٰذا وہ آپ کے رضاعی ماموں ہیں ان کو نسبی ماموں کہنا بعید ہے۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ وہ انس کے ماموں تھے۔ ان کو ستر مجاہدین کے ہمراہ بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ عامر بن طفیل نے جو مشرکوں کا سردار تھا غرور و حماقت کے باعث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ تین امور سے ایک اختیار کر لیں یا

marfat.com
Marfat.com

آپ دیہات پر حکومت کریں اور میں شہریوں پر حکومت کروں ؛ میں آپ کا خلیفہ بنوں یا دو ہزار عطفانی لشکر سے تم پر حملہ کروں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعاء کی وہ طاعون میں مبتلا ہو کر گھوڑے پر ہی مر گیا۔

قولہ وھو رجل اعرج ،، یعنی ام سلیم کا بھائی حرام لنگڑا تھا۔ شیخ دہلوی نور الحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ حرام لنگڑا مرد تھا غلط ہے ؛ کیونکہ حرام لنگڑے نہیں تھے بلکہ اُن کا دوسرا ساتھی لنگڑا تھا۔ اس کا نام کعب بن زید ہے ۔ اور بخاری میں حدیث کی عبارت کی توجیہہ یہ ہے کہ لفظ ،، ھُوَ ،، زائد ہے۔ یعنی حرام اور دوسرا لنگڑا شخص گئے ۔ نیز ،، ھُوَ ،، ضمیر مبہم ہے اور رَجُلٌ اَعْرَجُ اس کی تفسیر ہے جیسے جملہ سے ضمیر شان کی تفسیر کرتے ہیں ۔ یوں بھی کہا جاتا ہے کہ دراصل عبارت یہ ہے ھُوَ وَرَجُلٌ ،، کتابت کی غلطی سے پہلے لکھا گیا ہے۔ بیہقی نے عثمان بن سعید سے روائت کی انہوں نے بخاری کے استاذ موسیٰ بن اسماعیل سے روائت کی کہ حرام اور اُن کے ساتھ دو شخص چلے ان میں سے ایک لنگڑا اور دوسرا بنی فلاں سے تھا۔ قولہ کُوْنَا قَرِیْبًا الخ اعرج اور دوسرے شخص کو خطاب ہے۔ بعض روایات میں جمع کا صیغہ ہے۔ ای کُوْنُوْا الخ ۔ عبارت کا سیاق تو یہ ہے کہ خطاب دو مردوں سے ہے اور جمع کا صیغہ اس اعتبار سے ہے کہ تثنیہ پر بھی جمع کا اطلاق کیا جاتا ہے ؛ کیونکہ اقل جمع دو فرد بھی کہے جاتے ہیں ۔ قولہ فَلُحِقَ الرَّجُلُ ،، یعنی حرام کا دوسرا مسلمان ساتھی مسلمانوں سے مل گیا یا نیزہ مارنے والا مشرکوں سے مل گیا۔ پھر وہ سارے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو قتل کر دیا۔ علامہ عینی نے کہا فلحق الرجل ،، کے ضبط میں تین وجوہ ہیں۔

اوّل یہ کہ لَحِقَ ،، ماضی معلوم کا صیغہ ہے۔ اور ،، الرجلُ ،، اس کا فاعل ہے اور اس سے وہ شخص مراد ہے جو حرام کا ساتھی تھا اور کچھ عبارت محذوف ہے۔ یعنی لَحِقَ الرَّجُلُ بِالْمُسْلِمِیْنَ ،، وہ مرد مسلمانوں سے لاحق ہو گیا اور ان سے مل گیا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ،، لُحِقَ ،، ماضی مجہول ہے۔ یعنی لُحِقَ الرَّجُلُ الَّذِیْ ھُوَ رَفِیْقُ حَرَامٍ ،، یعنی جو شخص حرام کا ساتھی تھا وہ پکڑا گیا اور مشرکوں کے مسلمانوں تک پہنچنے سے پہلے وہ مسلمانوں تک پہنچنے پر قادر نہ ہُوا ۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ لفظ ،، الرجل ،، کی راء مفتوح اور جیم ساکن رَاجِل کی جمع ہے۔ یعنی مشرک لوگ مسلمانوں تک پہنچ گئے اور اُن سے لڑائی شروع کی اور لنگڑے شخص کے سوا ستر اشخاص جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا سب قتل ہو گئے۔ لنگڑا اس طرح بچ گیا کہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا۔ کتاب الجہاد میں اس طرح ہے کہ مشرکوں نے لنگڑے مرد کے سوا سب کو قتل کر دیا وہ پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔ ہمام نے کہا دوسرا اس کے ساتھ تھا۔ اس کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیس روز صبح کی نماز میں ان پر بد دعاء فرماتے رہے۔ شرف المصطفیٰ میں ذکر کیا کہ جب یہ حضرات بئر معونہ پر شہید ہو گئے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بخار حاضر ہُوا تو آپ نے اسے فرمایا رِعْل ، ذکوان ، عُصَیّہ کے پاس جاؤ انہوں نے اللہ اور اس کے رسُول کی نافرمانی کی ہے ۔ پس بخار اُن کے پاس آیا اور اُن میں سے سات سو آدمی ہر مسلمان کے بدل دس آدمی قتل کر دیئے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

۳۸۳۱ ــ حَدَّثَنِیْ حِبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ وَحَدَّثَنِیْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ وَكَانَ خَالَهٗ یَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قَالَ بِالدَّمِ هٰكَذَا فَنَضَحَهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ وَرَاْسِهٖ ثُمَّ قَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ

۳۸۳۲ ــ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَاْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ فِی الْخُرُوْجِ حِیْنَ اشْتَدَّ عَلَیْهِ الْاَذٰی فَقَالَ لَهٗ اَقِمْ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَطْمَعُ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ ذٰلِكَ قَالَتْ فَانْتَظَرَهٗ اَبُوْبَكْرٍ فَاَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ ظُهْرًا فَنَادَاهُ فَقَالَ اَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ

۳۸۳۱ ــ ترجمہ : ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے بیان کیا کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب حرام بن ملحان کو بئر معونہ کے دن نیزہ مارا گیا اور وہ اُن کے ماموں تھے تو اُنھوں نے اپنا خون ہاتھ سے اپنے چہرہ اور سر پر مل لیا پھر کہا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا ہوں۔

(قولہ قَالَ بِالدَّمِ الخ قول کا فعل پر اطلاق کیا ہے۔ یعنی اُنھوں نے نیزہ لگنے کی جگہ سے خون لیا اور اپنے چہرہ اور سر پر مل لیا)

۳۸۳۲ ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ سے باہر چلے جانے کی اجازت چاہی جبکہ اُن پر کافروں کی اذیت شدت اختیار کر گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو عرض کیا یا رسُولَ اللہ! کیا آپ خواہش کرتے ہیں کہ آپ کو ہجرت کی اجازت دی جائے گی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مجھے اس کی امید ہے۔ ابوبکر صدیق نے آپ کا انتظار کیا تو ایک روز ظہر کے وقت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس

marfat.com
Marfat.com

اِنَّمَا هُمَا اِبْنَتَایَ فَقَالَ اَشَعَرْتَ اَنَّهٗ قَدْ اُذِنَ لِیْ فِی الْخُرُوْجِ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ الصُّحْبَۃَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصُّحْبَۃَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عِنْدِیْ نَاقَتَانِ قَدْ کُنْتُ اَعْدَدْتُّھُمَا لِلْخُرُوْجِ فَاَعْطَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْدٰھُمَا وَھِیَ الْجَدْعَاءُ فَرَکِبَا فَانْطَلَقَا حَتّٰی اَتَیَا الْغَارَ وَھُوَ بِثَوْرٍ فَتَوَارَیَا فِیْہِ فَکَانَ عَامِرُ بْنُ فُھَیْرَۃَ غُلَامًا لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الطُّفَیْلِ بْنِ سُخَبْرَۃَ اَخُوْعَائِشَۃَ لِاُمِّھَا وَکَانَتْ لِاَبِیْ بَکْرٍ مِنْحَۃٌ فَکَانَ یَرُوْحُ بِھَا وَیَغْدُوْ عَلَیْھِمْ وَیُصْبِحُ فَیَدَّلِجُ اِلَیْھِمَا ثُمَّ یَسْرَحُ فَلَا یَفْطُنُ بِہٖ اَحَدٌ مِنَ الرُّعَاءِ فَلَمَّا خَرَجَ مَعَھُمَا یَعْقِبَانِہٖ حَتّٰی قَدِمَا الْمَدِیْنَۃَ فَقُتِلَ عَامِرُ بْنُ فُھَیْرَۃَ یَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَۃَ وَعَنْ اَبِیْ اُسَامَۃَ قَالَ قَالَ ھِشَامُ بْنُ عُرْوَۃَ فَاَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ لَمَّا قُتِلَ الَّذِیْنَ بِبِئْرِ مَعُوْنَۃَ وَاُسِرَ عَمْرُو بْنُ اُمَیَّۃَ الضَّمْرِیُّ قَالَ لَہٗ عَامِرُ بْنُ الطُّفَیْلِ مَنْ ھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی قَتِیْلٍ فَقَالَ لَہٗ عَمْرُو بْنُ اُمَیَّۃَ ھٰذَا عَامِرُ بْنُ فُھَیْرَۃَ فَقَالَ لَقَدْ

تشریف لائے اور فرمایا جو کوئی تمہارے پاس ہو اسے باہر کر دو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہاں صرف میری دو بیٹیاں ہیں۔ فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ مجھے مکہ سے باہر چلے جانے کی اجازت دی گئی ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ! مجھے آپ کے ہمراہ جانے کا حکم ہوا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے ہمراہ ہو گے۔ عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں میں نے وہ ہجرت کے لئے تیار کر رکھی ہیں۔ پس اُن میں سے ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اس کا نام جَدْعاء تھا۔ وہ دونوں سوار ہو کر چلے گئے حتیٰ کہ غار میں آئے وہ غار ثور پہاڑ میں ہے اور اس میں چھپ گئے۔ عبداللہ بن طفیل بن سنجرہ ام المؤمنین عائشہ کے اخیافی بھائی کا غلام عامر بن فہیرہ تھا۔ ابوبکر صدیق کی دودھ والی اونٹنی تھی۔ وہ اسے صبح و شام ان کے پاس لاتے تھے (ہر روز انہیں دودھ پہنچاتے تھے) اور آخر رات کے اندھیرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کے پاس آتے پھر واپس چلے جاتے تھے۔ چرواہوں میں سے اُن کے آنے جانے کی کوئی خبر نہ ہوتی۔ جب وہ غار سے باہر نکلے تو عامر بھی اُن کے ساتھ نکلا۔ وہ باری باری اونٹنی پر سوار ہوتے

marfat.com
Marfat.com

لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَآءِ حَتَّى إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى السَّمَآءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ ثُمَّ وُضِعَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَكُمْ قَدْ أُصِيبُوا وَإِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوا رَبَّهُمْ فَقَالُوا رَبَّنَا أَخْبِرْ عَنَّا إِخْوَانَنَا بِمَا رَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ وَأُصِيبَ يَوْمَئِذٍ فِيهِمْ عُرْوَةُ ابْنُ أَسْمَآءَ بْنِ الصَّلْتِ فَسُمِّيَ عُرْوَةُ بِهِ وَمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو سُمِّيَ بِهِ مُنْذِرًا

رہے حتّٰی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے۔ ستر سواروں میں عامر بن فہیرہ بھی بئر معونہ پر شہید ہو گئے تھے۔ ابو اُسامہ نے کہا کہ ہشام بن عروہ نے کہا میرے والد نے مجھے خبر سُنائی کہ جب ستر صحابہ بئر معونہ پر شہید ہو گئے۔ اور عمرو بن اُمیّہ ضمری قیدی بنا لئے گئے تو اسے عامر بن طفیل نے کہا یہ کون ہے؟ اور مقتول کی طرف اشارہ کیا عمرو بن اُمیّہ نے کہا یہ عامر بن فہیرہ ہے۔ عامر بن طفیل نے کہا میں نے اسے شہید ہو جانے کے بعد دیکھا کہ انہیں آسمان کی طرف اُٹھایا گیا حتّٰی کہ میں نے آسمان کو اس کے اور زمین کے درمیان دیکھا۔ پھر اسے زمین پر رکھا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر پہنچی تو آپ نے صحابہ کو ان کے شہید ہو جانے کی خبر دی اور فرمایا تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے اپنے رب سے سوال عرض کیا اور کہا اے ہمارے پروردگار! ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر پہنچا دے۔ اس حال میں کہ ہم تجھ سے راضی ہو گئے اور تو ہم سے راضی ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ان کی وفات کی خبر پہنچا دی اس روز عروہ بن اسماء بن صلت بھی ان میں شہید ہوئے تھے۔ اس لئے عروہ بن زبیر کا نام عروہ رکھا گیا اور اُن شہداء میں منذر بن عمرو بھی تھے اس لئے منذر بن زبیر کا یہ نام رکھا گیا۔

۳۸۳۲ — شرح: اس حدیث کی باب سے مناسبت اس جملہ فَقُتِلَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ ،، میں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جدعاء اونٹنی دی اس کو جدعاء اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے کان کٹے ہوئے تھے۔ ابن اثیر نے کہا آپ کی اونٹنی کو اس لئے جدعاء نہیں کہا جاتا کہ اس کے کان کٹے ہوئے تھے اور نہ ہی وہ مَقْطُوْعَةُ الْاُذُن تھی۔ بلکہ اس کا نام ہی ،، جَدْعاء ،، تھا۔ ابو عمر عامر بن فہیرہ طفیل بن عبداللہ بن سنجرہ کا غلام تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے خرید کر اس کو آزاد کر دیا تھا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم

marfat.com
Marfat.com

میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوگیا تھا۔ پھر اسلام میں مخلص رہے۔ وہ سیاہ رنگ تھے۔ بدرؓ اور اُحُد کے غزوات میں شریک رہے۔ دمیاطی نے کہا درست یہ ہے کہ وہ عبداللہ بن طفیل نہیں بلکہ طفیل بن عبیداللہ بن سنجرہ ہیں۔ ابوعمر نے کہا طفیل بن عبداللہ قرشی ہیں۔ ابن ابی خیثمہ نے کہا نامعلوم وہ کونسے قرشی ہیں۔ وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اخیافی بھائی ہیں (مادرزاد) واقدی نے کہا ام المؤمنین عائشہ کی والدہ ام رومان عبداللہ بن حارث بن سنجرہ ازدی کی بیوی تھیں۔ وہ ان کو ہمراہ لے کر مکہ مکرمہ آئے۔ اسلام سے پہلے ابوبکر صدیق کے حلیف بن گئے پھر فوت ہوگئے اور ام رومان بیوہ چھوڑ گئے اُن سے طفیل پیدا ہوئے تھے اور اُن کی وفات کے بعد ابوبکر صدیق کے نکاح میں آئیں تو اُن سے عبدالرحمٰن اور عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ لہٰذا وہ دونوں طفیل کے مادرزاد بھائی ہیں۔ قولہ یَرُوْحُ ،، رواح سے مشتق ہے۔ اس کا معنی زوال کے بعد آنا جانا ہے۔

قولہ یُعْقِبانہ ،، یعنی عامر کو باری باری بٹھاتے تھے۔ یعنی ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنی سواری پر بٹھاتے اور دوسری بار ابوبکر اپنی سواری پر بٹھا لیتے وہ بئرمعونہ کے روز شہید ہوئے اور بئرمعونہ کا واقعہ چار ہجری کو ہوا تھا۔ قولہ اُسِرَ الخ مغازی میں اسود سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مُنذر بن عمرو ساعدی کو بئرمعونہ بھیجا اور اُن کے ساتھ مُطّلِب سلمی کو بھیجا تاکہ ان کی راہ نمائی کریں۔ وہاں مُنذر بن عمرو اور اُن کے دوسرے ساتھی قُرّا شہید کردیئے گئے اور عمرو بن اُمیّہ کو اُنھوں نے قتل نہ کیا بلکہ قیدی بنالیا تھا (عینی)

ستّر قاریوں کی شہادت کا واقعہ

ابوبراء نے اپنے بھتیجے کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ وہ ایک بیماری میں مبتلا ہے اور بیمار ہے دعاء فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعاء فرمائی اور وہ شفایاب ہوگیا۔ پھر اُس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ نجدیوں کی طرف مبلّغ بھیجیں وہ میری امان میں ہوں گے تاکہ وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں۔ آپ نے چودہ مہاجرین و انصار کے ساتھ مُنذِر بن عمرو کو بھیجا جب وہ وہاں پہنچے تو انہیں معلوم ہُوا کہ ابوبراء فوت ہوچکا ہے۔ مُنذِر نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی تو آپ نے چالیس مجاہدین کو عمرو بن اُمیّہ کی قیادت میں بھیجا اور فرمایا جب سب جمع ہوجائیں تو مُنذِر سب کا امیر ہوگا۔ جب وہ بئرمعونہ پہنچے تو ربیعہ بن ابوبراء کو لکھا کہ ہم تمہارے اور تمہارے والد کی امان میں ہیں۔ ہم آپ کے پاس آئیں یا نہ آئیں؟ اس نے ذمّہ داری قبول کرتے ہوئے انہیں بلا لیا۔ ابن سعد نے کہا (واقعہ) تین ہجری کے آواخر میں وقوع پذیر ہُوا۔ ایک روائت کے مطابق سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستّر قاریوں پر منذر کو امیر بناکر بھیجا جب وہ بئرمعونہ پہنچے تو حرام بن ملحان کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دے کر عامر بن طفیل کے پاس بھیجا اُس نے حرام کو قتل کردیا اور دوسرے قاریوں کو قتل کرنے کے لئے بنو عامر کو ابھارا لیکن اُنھوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کردیا کہ ہم ابوبراء کی عہد شکنی نہیں کریں گے پھر بنی سلیم کے قبائل عصیّہ، رِعل، ذکوان، رعب، حارہ اور لحیان کو تیار کیا تو وہ اس کے ساتھ تیار ہوگئے اور عمرو بن اُمیّہ

marfat.com
Marfat.com

۳۸۳۳ــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَیْمٰنُ التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَنَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرَّکُوْعِ شَھْرًا یَدْعُوْ عَلٰی رِعْلٍ وَّذَکْوَانَ وَیَقُوْلُ عُصَیَّۃُ عَصَتِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

کے سوا تمام قرّاء کو قتل کر دیا۔ وہاں عامر بن طفیل نے ایک مقتول کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ کون ہے تو عمرو ابن اُمیّہ نے کہا یہ عامر بن فُہیرہ ہے۔ اُس نے کہا میں نے ان کے قتل ہونے کے بعد ان کو دیکھا کہ ان کو آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا تھا ابن اسحاق نے اپنے اسناد کے ساتھ عروہ سے روائت کی کہ جب عامر بن طفیل جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا وہ شخص کون تھا جسے جب قتل کیا گیا تھا تو تُو نے دیکھا کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان اُٹھایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ تو نے آسمان اس کے قریب دیکھا تھا پھر اسے زمین پر رکھا گیا تھا۔ عامر بن طفیل نے کہا وہ ابوفہیرہ تھا۔ ابن مبارک اور عبدالرزاق نے زہری کے ذریعہ عروہ سے روائت کی کہ جب اس روز شہداء میں عامر بن فہیرہ کو تلاش کیا گیا تو وہ نہ ملا۔ وہ کہتے تھے کہ فرشتوں نے ان کو اُٹھا لیا ہے یا دفن کر دیا ہے۔ عامر بن فہیرہ کے رفع اور وضع میں ایک فائدہ تو یہ تھا کہ ان کی تعظیم و توقیر ہو اور دوسرا یہ کہ کافروں کے دلوں میں تخویف و ترہیب ہو۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام مُنذر بن عمرو کے نام پر بطور نیک فال رکھا تھا کیونکہ مُنذر وہ شخص ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہُوا اور وہ اللہ سے راضی ہُوا۔ (عینی)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے نام کے مطابق اولاد کے نام رکھنے چاہئیں۔ اسی طرح حضرت زُبیر نے اپنے بیٹے عروہ کا نام عروہ سلمی کے نام پر رکھا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا کہ مذکور واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عامر بن طفیل بئر معونہ کے بعد فوت ہُوا تھا اور مذکور واقعہ کے وقت وہ زندہ تھا۔ حالانکہ پہلے گزرا ہے کہ وہ طاعون کی مرض میں اپنے گھوڑے کی پشت پر ہلاک ہو گیا تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کہ "فَانْطَلَقَ" کا عطف "فَبَعَثَ" پر ہے۔ "کَانَ" پر عطف نہیں۔ اور درمیان میں عامر کا واقعہ بالتبع مذکور ہے (کرمانی)

۳۸۳۴ــــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رعل، ذکوان قبائل پر نماز میں رکوع کے بعد ایک مہینہ بددُعا فرمائی۔ اور فرماتے تھے عُصیّہ نے اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی،،

{حدیث ۱۰۰۲ / ۱۰۵۵ کی شرح دیکھیں (وتر کے باب میں)}

marfat.com
Marfat.com

۳۸۳۴ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِيْنَ قَتَلُوْا يَعْنِىْ اَصْحَابَهٗ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ ثَلٰثِيْنَ صَبَاحًا حِيْنَ يَدْعُوْ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَلِحْيَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ قَالَ اَنَسٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الَّذِيْنَ قُتِلُوْا اَصْحَابَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْاٰنًا قَرَأْنَاهُ حَتّٰى نُسِخَ بَعْدُ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِىَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ

۳۸۳۵ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِى الصَّلٰوةِ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ قُلْتُ

۳۸۳۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر ایک مہینہ بددعا فرمائی جنہوں نے بئر معونہ پر آپ کے صحابہ (ستر قاریوں) کو قتل کیا تھا جبکہ آپ رعل، لحیان اور عصیہ پر بددعا فرماتے تھے کہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ انس نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان لوگوں کے بارے میں جو بئر معونہ کے روز شہید کئے گئے تھے۔ قرآن نازل کیا جسے ہم پڑھتے : بَلِّغُوْا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِىَ عَنَّا وَاَرْضَانَا عَنْهُ ،، ہماری قوم کو پیغام پہنچا دیں کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں وہ ہم سے راضی ہوا ہم اس سے راضی ہوئے۔ یہ پڑھتے رہے حتیٰ کہ منسوخ ہو گئی۔ (حدیث ۲۶۱۹ کی شرح دیکھیں)

۳۸۳۵ — ترجمہ : عاصم احول نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز میں قنوت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں (نماز میں قنوت ہے) میں نے کہا رکوع سے پہلے ہے یا اس کے بعد ہے؟ انس نے کہا رکوع سے پہلے ہے۔ میں نے کہا فلاں شخص نے مجھے آپ کی طرف سے خبر دی تھی کہ آپ رکوع کے بعد کہتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

فَاِنَّ فُلَانًا اَخْبَرَنِیْ عَنْكَ اَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَهٗ قَالَ كَذَبَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا اِنَّهٗ كَانَ بَعَثَ نَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ وَهُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا اِلٰى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ

۔انس نے کہا جھوٹ کہا ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی تھی۔ جبکہ آپ نے چند لوگوں کو جنہیں قُراء کہا جاتا ہے اور وہ ستر تھے مشرکوں کی طرف بھیجا حالانکہ ان کے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے درمیان عہد تھا وہ لوگ غالب آئے اور عہد توڑ دیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی جبکہ آپ ان پر بددعاء فرماتے تھے۔

۳۸۳۵ — شرح : اگر سوال پوچھا جائے کہ مجاہدین کی طرف لشکر بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور "قِبَلَهُمْ" بفتح القاف کا کیا معنیٰ ہے؟ حالانکہ بعض نسخوں میں "قَبْلَهُمْ" ہے جو بَعْدَ کی ضد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قولہ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ" جملہ حالیہ ظرفیہ ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے بَعَثَ اِلٰى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَیْ غَيْرِ الْمُعَاهِدِيْنَ وَالْحَالُ اَنَّ الخ یعنی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اِن مشرکوں کی طرف قاریوں کو بھیجا جن سے عہد نہ تھا۔ حالانکہ ان لوگوں کے درمیان جو ان سے پہلے یا ان کے مقابل تھے۔ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے درمیان عہد تھا یعنی وہ رِعل، ذکوان اور عصیہ تھے تو جن سے عہد تھا اُنھوں نے غلبہ کیا اور عہد توڑ دیا اور جو قاری ان کی امداد کے لئے بھیجے گئے تھے انہیں قتل کر دیا اس لئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان پر بددُعاء فرمائی۔

اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ قبیلہ رِعل اور ذکوان نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے عہدِ امان لیا ہوا تھا۔ وہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے اپنے قبیلہ میں بھی ہمارے دشمن میں جو ہم پر غالب ہیں آپ صحابہ کرام کی جماعت ہمارے ساتھ بھیجیں کہ وہ ہماری مدد کریں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ستر قاری اُن کے ہمراہ کر دیئے۔ تاکہ پہلے ان کو اسلام کی دعوت دیں اگر قبول نہ کریں تو اُن سے جنگ کریں جب وہ بئر معونہ پہنچے تو جن سے عہد نہ تھا ان کے ساتھ مل کر انھوں نے عہد توڑ دیا اور صحابہ کی جماعت کو قتل کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ

وَهِيَ الْاَحْزَابُ قَالَ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ كَانَتْ فِيْ شَوَّالٍ سَنَةَ اَرْبَعٍ

٣٨٣٦ ـــ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ فَلَمْ يُجِزْهُ وَعَرَضَهٗ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَةَ عَشَرَ فَاَجَازَهٗ

الحاصل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قاریوں کو اُن مشرکوں کی طرف بھیجا تھا جن کے ساتھ عہد نہ تھا۔ اور عہد والوں کا ذکر بطورِ تغلیب ہے، کیونکہ جب اُن میں سے بعض نے عہد کیا تھا گویا کہ سب نے عہد کیا تھا۔ لہٰذا مذکور سوال کا شافی جواب ہوگیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـــ غزوۂ خندق

یہی غزوۂ احزاب ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا۔ یہ چار ہجری کے شوال میں واقع ہوا

٣٨٣٦ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اُحد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوئے جبکہ ان کی عمر چودہ برس تھی آپ نے جنگ میں جانے کی اجازت نہ دی پھر غزوۂ خندق میں پیش ہوئے جبکہ وہ پندرہ برس کے تھے تو ان کو اجازت دے دی۔

٣٨٣٦ ـــ شرح : ابوسفیان کی قیادت میں مشرکوں اور یہودیوں کے لشکروں نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کرلیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی التماس کے مطابق شہر کے چاروں طرف خندق کھدوادی۔ اس لئے اس کے ذو نام ہیں۔ وہ بیس یا چوبیس روز محاصرہ کرنے کے بعد رسوا ہو کر واپس چلے گئے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کو جلاوطن کر دیا تو خیبر چلے گئے پھر اُن کے سرداروں کا ایک گروہ مکہ مکرمہ گیا اور مشرکوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشتعال دلایا۔ تو اُنھوں نے حضور کے ساتھ جنگ

marfat.com
Marfat.com

۳۸۳۷ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَنْدَقِ وَهُمْ يَحْفِرُوْنَ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى اَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

کرنے کا معاہدہ کرلیا پھر وہ غطفان اور سلیما کے پاس گئے تو اُنھوں نے بھی ان کی موافقت کرلی تو قریش اور اور دوسرے قبائل چودہ ہزار کی تعداد میں جمع ہوگئے۔ ان کا قائد ابوسفیان تھا۔ بنوسلیم ان سے مرّ ظہران میں لاحق ہوئے جبکہ ان کی تعداد سات سو تھی اور سفیان بن عبدالشمس ان کی قیادت کر رہا تھا۔ اور بنواسد بھی ان کے ساتھ مل گئے جبکہ ان کا قائد طلحہ بن خُویلد تھا اور قبیلہ فزارہ بھی ایک ہزار اونٹ پر سوار ہوکر عیینہ کی قیادت میں اُن سے آملا۔ اِدھر قبیلہ اَشجع چارسو کا لشکر لے آیا اس کا قائد مسعود بن رجیلہ تھا اور حارث ابن عوف بھی بنومرّہ سے چارسو کا سپاہی لے کر آگیا۔ ان قبائل کا سارا شمار تقریباً دس ہزار کے لگ بھگ تھا اور یہ کل تین لشکر تھے جن کی قیادت ابوسفیان کر رہا تھا اور ان کے جنگی امور کی تدبیر کر رہا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آمد کا سُنا تو مدینہ منورہ کے اردگرد خندق کھدوائی جبکہ اس کا مشورہ سلمان فارسی نے دیا تھا طبرانی نے ذکر کیا دُنیا میں سب سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بنوجبر بن ایرج نے خندق کھودی تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ثواب کی ترغیب دلائی خود کام کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی کام کیا تھا۔ مشرک ستائیس روز یا اس سے کچھ کم واقدی کے مطابق چوبیس روز ٹھہر کر ناکام واپس ہوگئے صرف ایک گھڑی لڑائی ہوئی اور وہ بھی تیروں کے ساتھ۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو میں اسی گھڑی میں تیر لگا تھا جس سے کچھ عرصہ زخمی رہنے کے باعث وفات پاگئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر سخت سرد ہوا چھوڑ دی جس کے سبب وہ تتر بتر ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی اس طرح مدد کی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ اُحد اور غزوۂ خندق میں ایک سال کا فرق تھا۔ کیونکہ اُحد میں عبداللہ ابن عمر چودہ برس کے تھے اور خندق میں پندرہ برس کے ہوگئے تھے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق میں شامل ہونے کی ان کو اجازت دی تھی۔

۳۸۳۷ــــ ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم غزوۂ خندق میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اور صحابہ کرام خندق کی کھدائی کر رہے تھے۔ ہم اپنے کندھوں پر مٹی اُٹھا رہے تھے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جبکہ صحابہ کی مشقت اور محنت دیکھی)

marfat.com
Marfat.com

۳۸۳۸ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْخَنْدَقِ فَاِذَا الْمُهٰجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ فِيْ غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ عَبِيْدٌ يَعْمَلُوْنَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَاٰى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهٰجِرَةِ فَقَالُوْا مُجِيْبِيْنَ لَهٗ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

اے اللہ دائمی زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔ مہاجرین و انصار کی مغفرت فرما۔

ترجمہ : حُمَید نے روایت کی کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی طرف تشریف لائے جبکہ مہاجرین و انصار سخت سردی میں صبح کے وقت خندق کی کھدائی کر رہے تھے کیونکہ اُن کے غلام نہ تھے جو خندق کھودتے۔ جب آپ نے صحابہ کرام کی مشقت اور بھوک دیکھی تو فرمایا: اے اللہ! زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔ انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔ اُنھوں نے اس کے جواب میں کہا ہم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد پر بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ رہیں گے۔

۳۸۳۸

شرح ۳۸۳۷ ۳۸۳۸ اس حدیث سے مراد زندگانی ہے۔ یعنی دنیاوی زندگی میں اگرچہ رنج و آلام ہیں۔ بہرکیف یہ گزر جائے گی گویا کہ یہ زندگی ہی نہیں۔ دراصل زندگی وہ ہے جو فانی نہ ہو اور وہ آخرت کی زندگی ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود خندق کی کھدائی کرتے تھے، کیونکہ ان کے غلام نہ تھے جو یہ کام کرتے۔

ایک روایت میں ہے کہ غزوۂ خندق کے موقع پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
؎ وَالْعَنْ عَضْلًا وَالْقَارَةَ ۞ هُمْ كَفَرُوْنَا بِنَقْلِ الْحِجَارَةِ ”اے اللہ! عضل اور قارہ قبائل پر لعنت فرما اُنھوں نے ہمیں پتھر اُٹھانے کی تکلیف دی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۸۳۹ــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ عَلٰى مُتُوْنِهِمْ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا ؕ عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا ؕ قَالَ يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُجِيْبُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَاخَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةِ ؕ فَبَارِكْ فِى الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ ؕ قَالَ وَيُؤْتَوْنَ بِمِلْءِ كَفِّىْ مِنَ الشَّعِيْرِ فَيُصْنَعُ لَهُمْ بِاُهَالَةٍ سَنِخَةٍ تُوْضَعُ بَيْنَ يَدَىِ الْقَوْمِ وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ وَهِىَ بَشِعَةٌ فِى الْحَلْقِ وَلَهَا رِيْحٌ مُنْتِنٌ

۳۸۴۰ــ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ اَيْمَنَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ جَابِرًا فَقَالَ اِنَّا يَوْمَ خَنْدَقٍ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَآءُوا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ

۳۸۳۹ ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مہاجرین و انصار نے مدینہ منورہ کے اردگرد خندق کھودنا شروع کی۔ وہ اپنی پشتوں پر مٹی اٹھا رہے تھے۔ اور کہتے تھے۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے۔ کہ جب تک زندہ رہیں گے ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ جبکہ آپ ان کو جواب دیتے تھے۔ اے اللہ! نیک کام صرف آخرت کا کام ہے۔ انصار اور مہاجرین میں برکت کر۔ حضرت انس نے کہا پس ایک مٹھی جَو دیئے جاتے اور بدبودار چربی میں ان کے لئے پکائے جاتے اور لوگوں کے آگے رکھے جاتے جبکہ وہ بہت بھوکے ہوتے تھے۔ اور حال یہ تھا کہ وہ بدمزہ طعام حلق کو پکڑتا تھا اور اس سے بُو آتی تھی (بَشِعَہ، کا معنی ہے حلق کو پکڑتا تھا) حدیث ۴۰۶۳ کی شرح دیکھیں

۳۸۴۰ ــ ترجمہ : عبدالواحد بن ایمن نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں جابرین عبداللہ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا ہم خندق کے روز مٹی آگے پیچھے کر رہے تھے کہ سخت پتھریلی زمین نکل آئی۔ صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ خندق میں سخت پتھریلی زمین نکل آئی ہے۔ آپ نے فرمایا میں وہاں جاتا ہوں پھر آپ اٹھے، حالانکہ پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا

marfat.com

Marfat.com

فِی الْخَنْدَقِ فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ
اَیَامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ
کَثِیْبًا اَھْیَلَ اَوْ اَھْیَمَ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ائْذَنْ لِیْ اِلَی الْبَیْتِ فَقُلْتُ لِامْرَاَتِیْ
رَاَیْتُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا مَا فِیْ ذٰلِکَ صَبْرٌ فَعِنْدَکِ شَیْءٌ قَالَتْ
عِنْدِیْ شَعِیْرٌ وَعَنَاقٌ فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنَتِ الشَّعِیْرَ حَتّٰی جَعَلْنَا اللَّحْمَ
فِی الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْعَجِیْنُ قَدِ انْکَسَرَ وَالْبُرْمَةُ
بَیْنَ الْاَثَافِیِّ قَدْ کَادَتْ اَنْ تَنْضِجَ فَقَالَ طُعَیِّمٌ لِیْ فَقُمْ اَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
وَرَجُلٌ اَوْ رَجُلَانِ قَالَ کَمْ ھُوَ فَذَکَرْتُ لَہٗ قَالَ کَثِیْرٌ طَیِّبٌ قُلْ لَھَا لَا تَنْزِعِ
الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّوْرِ حَتّٰی اٰتِیَ فَقَالَ قُوْمُوْا فَقَامَ الْمُھَاجِرُوْنَ الْاَنْصَارُ
فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰی امْرَاَتِہٖ قَالَ وَیْحَکِ جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْمُھَاجِرِیْنَ
وَالْاَنْصَارِ وَمَنْ مَعَھُمْ قَالَتْ ھَلْ سَاَلَکَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ ادْخُلُوْا لَا تَضَاغَطُوْا

ہم نے تین روز کھانا نہیں کھایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مِعْوَل (کدال) پکڑا اور پتھریلی زمین میں مارا تو وہ ریزہ ریزہ ہوگئی۔ راوی کو شک ہے کہ لفظ "اَھْیَل" ہے یا "اَھْیَم" ہے (معنی واحد)۔ (جابر نے کہا) میں نے عرض کیا یارسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" مجھے گھر جانے کی اجازت دیں۔ پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی شئی دیکھی ہے کہ اس میں صبر نہیں ہو سکتا۔ کیا تمہارے پاس کچھ ہے۔ اُس نے کہا میرے پاس صرف جَو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے اس کو ذبح کیا اور بیوی نے جَو پیسے حتی کہ ہم نے گوشت کے ٹکڑے ہنڈیا میں رکھے پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حالانکہ آٹا خمیر ہو رہا تھا اور ہانڈی چولہے پر چڑھنے کے قریب تھی۔ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ" میرے گھر تھوڑا سا کھانا ہے۔ آپ اور ایک دو آدمی تشریف لائیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا کس قدر ہے میں نے آپ سے ذکر کیا تو فرمایا پاکیزہ کھانا بہت ہے اور فرمایا اپنی بیوی سے کہو ہنڈیا چولہے سے نہ اُتارے اور نہ ہی تنور سے روٹیاں نکالے حتی کہ میں آجاؤں اور صحابہ سے فرمایا سب اُٹھو۔ مہاجرین و انصار سب تیار ہوگئے۔ جب جابر اپنی بیوی کے پاس پہنچے تو کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّوْرَ إِذَا اَخَذَ مِنْهُ وَيُقَرِّبُ إِلَى اَصْحَابِهٖ ثُمَّ يَنْزِعُ فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَغْرِفُ حَتّٰى شَبِعُوْا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ قَالَ كُلِيْ هٰذَا وَاَهْدِيْ فَاِنَّ النَّاسَ اَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ

مہاجرین و انصار اور جو بھی اُن کے ساتھ ہیں سب کو ساتھ لائے ہیں۔ جابر کی بیوی نے کہا آپ نے تم سے کچھ پُوچھا تھا میں نے کہا جی ہاں! (جب آگئے) تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اندر آؤ اور ایک دوسرے کو تنگ نہ کرو! پھر آپ نے روٹیوں کے ٹکڑے کئے اور ان پر گوشت رکھا اور جب ہنڈیا اور تنور سے کچھ نکالتے تو ان کو ڈھانپ دیتے اور کھانا صحابہ کے آگے رکھتے پھر اسی طرح کرتے رہے حتیٰ کہ وہ سب سیر ہوگئے اور کچھ کھانا باقی بچ رہا۔ اور جابر کی بیوی سے فرمایا یہ کھاؤ اور لوگوں کو ہدیہ بھی بھیجو؛ کیونکہ ان کو قحط سالی نے پریشان کیا ہے"

۳۸۴۰ — شرح : کُدْیَۃ " سخت زمین جس میں کدال بھی اثر انداز نہ ہوسکے۔ ایک روایت میں کَدَنَۃٌ " ہے۔ یعنی پہاڑ کا ٹکڑا یا پتھر وغیرہ ایک دوسری روایت میں عَبْلَۃٌ بمعنی سخت پتھر ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک کے باعث پیٹ شریف پر پتھر باندھا ہُوا تھا؛ کیونکہ بھوک کی وجہ سے پیٹ بہت ہلکا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس پر پتھر باندھا جاتا ہے کہ کمر سیدھی رہے اور ٹیڑھی نہ ہو؛ کیونکہ بھوکا انسان کبڑا ہو جاتا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا پتھر باندھنے کا فائدہ یہ ہے کہ پتھر کی برودت سے بھوک کی حرارت میں کمی ہو جاتی ہے۔

ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح اور دُرست یہ ہے کہ لفظ حَجَرٌ نہیں بلکہ حجز بالزّاء ہے؛ کیونکہ پیٹ پر پتھر باندھنے سے بھوک میں کچھ اثر نہیں ہوتا۔ قولہ اِئْذَنْ لِیْ اِلَی الْبَیْتِ الخ یعنی آپ مجھے گھر جانے کی اجازت دیں تو آپ نے مجھے گھر جانے کی اجازت دی تو میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بھوک ہے۔ حدیث شریف میں یہ عبارت محذوف ہے۔ حضرت جابر کی بیوی کا نام سُہَیْلَہ بنت مسعود ابن اوس ہے وہ ظفریہ انصاریہ ہیں۔ اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ قولہ قُوْمُوْا الخ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا جابر کے گھر کھانے کی دعوت ہے سب چلو۔ جابر گھر آئے اور واقعہ بیان کیا تو اُن کی بیوی نے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا کہ کھانا کس قدر ہے؟ ایک روایت میں اللہ اعلم! ہم نے عرض کر دیا تھا کہ ہمارے گھر میں اتنا طعام ہے۔ ابو زبیر نے جابر سے روایت کی کہ سُہیلہ نے جابر سے کہا واپس جاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ کھانا تھوڑا سا ہے۔ جابر نے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ! ہمارے گھر صرف بکری کا بچہ اور ایک صاع (چار سیر) جَو ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس جاؤ اور کسی شئ کو مت اِدھر اُدھر کرو اور میرے آنے تک ہنڈیا سے بھی کچھ نہ نکالو! جب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہنچے تو آپ نے فرمایا آرام سے بیٹھ جاؤ

marfat.com

Marfat.com

٣٨٤١ ـــ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْصًا شَدِيْدًا فَانْكَفَيْتُ إِلَى امْرَأَتِي فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْصًا شَدِيْدًا فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيْرٍ وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي وَقَطَّعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَا تَفْضَحْنِي بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَنْ مَعَهُ فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنَتْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ فَصَاحَ

اور ایک دوسرے کو تنگ نہ کرو۔ آپ نے کھانا کھلایا سارے صحابہ کرام سیر ہونے کے بعد کھانا بچ گیا۔ تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قحط سالی ہے۔ لوگ بھوک کا شکار ہیں۔ ہم نے سارا دن لوگوں کو کھانا کھلایا۔

٣٨٤١ ـــ ترجمہ : سعید بن مینا نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا کہ جب خندق کھودی جارہی تھی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں سخت بھوک دیکھی۔ تو میں اپنی بیوی کے پاس جاکر کہا کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی شئ ہے؟ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سخت بھوک دیکھی ہے۔ اس نے بوری نکالی جس میں ایک صاع جو تھے ہماری گھریلو بکری کا ایک بزغالہ تھا۔ میں نے اس کو ذبح کیا اور اس نے جو پیسے وہ میرے ذبح سے فارغ ہونے تک فارغ ہوگئی۔ میں نے گوشت کے ٹکڑے کرکے ہنڈیا میں ڈال دیئے پھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانے لگا

تو مجھے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اٰجِئَ فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتّٰى جِئْتُ اِمْرَأَتِيْ فَقَالَتْ بِكَ وَبِكَ فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ الَّذِيْ قُلْتِ فَاَخْرَجَتْ لَهٗ عَجِيْنَنَا فَبَسَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَسَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ اُدْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعِيَ وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ فَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ اَلْفٌ فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ

اَور آپ کے صحابہ کے سامنے مجھے رُسوا نہ کرنا۔ میں نے حضور علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آہستہ بات کی اور عرض کیا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم ہم نے اپنا بزغالہ ذبح کیا ہے۔ ایک صاع جَو پیسے ہیں جو ہمارے گھر تھے۔ آپ اور چند صحابی آپ کے ساتھ تشریف لائیں (یہ سُن کر) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے خندق کھودنے والو! جابر نے کھانے کی دعوت دی ہے۔ سب چلو اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میرے آنے تک ہنڈیا چولہے سے نہ اُتارو اور نہ ہی خمیر کی روٹیاں پکاؤ! میں گھر آیا اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی لوگوں کے آگے آگے چل پڑے۔ میں نے اپنی بیوی سے آکر بیان کیا تو اُس نے کہا خُدا تیرے ساتھ ایسا ایسا کرے (بطور دعاء) میں نے کہا میں نے تو وہی کیا تھا جو تو نے کہا تھا اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں خمیر پیش کیا آپ نے اس میں لعابِ دہن شریف ڈالا اور برکت کی دُعاء فرمائی۔ پھر ہانڈی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں لعابِ دہن شریف ڈالا اور برکت کی دُعاء فرمائی۔ پھر فرمایا روٹیاں پکانے والی بلاؤ! وہ تمہارے ساتھ روٹیاں پکائے اور ہنڈیا سے سالن نکالتی رہو اور اسے چولہے سے نہ اُتارو! حال یہ تھا کہ صحابہ ایک ہزار تھے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اُن سب نے سیر ہو کر کھایا حتیٰ کہ اسے باقی چھوڑ کر چلے گئے، حالانکہ ہماری ہنڈیا جوں کی توں جوش مار رہی تھی اور خمیر سے روٹیاں پکائی جا رہی تھیں"

۳۸۴۱ — شرح: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہ دوسرا طریق ہے جسے عامر بن علی بصری نے ابو عاصم سے ذکر کیا ہے۔ حدیث ۲۸۶۲ میں بھی باختصار

marfat.com
Marfat.com

۳۸۴۲ — حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ قَالَتْ كَانَ ذَاكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ

۳۸۴۳ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ

یہ مذکور ہے۔ قولہ سوزا ، یہ فارسی لفظ ہے۔ طیبی نے ذکر کیا کہ اکثر صحیح احادیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فارسی میں کلام کیا ؛ چنانچہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا دو رکخ ، اور عبدالرحمٰن سے مُہَیم فرمایا یعنی یہ کیا ہے ۔ ام خالد سے سُنا سُنا فرمایا یعنی بہت اچھا ہے۔ سئور بالہمزہ کا معنی سچا ہوا ۔ فحیّ ھَلُمُّوا یعنی جلدی آؤ۔ قولہ فَقَالَتْ بِکَ بِکَ الخ در اصل عبارت اس طرح ہے ۔ فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ کَذَا وَکَذَا ، یعنی تم بہت لوگوں کو لے آئے کھانا تو بہت کم ہے ۔ اس طرح ہماری رسوائی ہوگی ۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہے اور یہ نبوت کی دلیل ہے۔

۳۸۴۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ " جب انھوں نے تم پر اُوپر کی طرف اور نیچے کی طرف سے حملہ کیا اور تمہاری آنکھیں پتھرا گئی تھیں کی تفسیر میں فرمایا یہ غزوہ خندق کی حالت تھی"

۳۸۴۳ — شرح : یعنی قوم غطفان جو تمہارے مشرق کی جانب ہیں۔ انہوں نے تم پر اُوپر کی جانب سے حملہ کیا۔ اور تمہارے نیچے کی جانب مغرب سے قریش نے حملہ کیا یعنی کفار نے ہر طرف سے تمہیں گھیر لیا اور تمہاری نظریں اپنی راہ سے پھری ہوئی تھیں اور پتھرا گئی تھیں۔ جو کسی طرف متوجہ نہیں ہوتی تھیں "غزوۂ خندق کا سبب" حدیث ع۳۸۳۶ کی شرح میں تفصیلاً مذکور ہے ۔ جب ہر طرف سے کفار نے مدینہ منورہ کا گھیراؤ کر لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار مسلمانوں کو لے کر ان کے مقابلہ میں نکلے اور اپنی پشتیں سلع پہاڑ کی طرف کر لیں تاکہ پیچھے سے کوئی حملہ آور نہ آئے اپنے اور کفار کے درمیان خندق کھدوادی۔ عورتیں اور بچے ٹیلوں پر چڑھ گئے ۔ ابن اسحاق نے کہا اِن میں لڑائی صرف تیروں سے ہوئی ۔ البتہ عمرو بن عبدود عامری کچھ ساتھی لے کر خندق کی ایک تنگ جگہ سے داخل ہوا اور تھوڑ زمین میں آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی مقابلہ کے لئے نکلا تو اس کا مقابلہ زبیر رضی اللہ عنہ نے کیا اور اس کو قتل کر دیا ۔ اِن دونوں کے قتل سے باقی شکست خوردہ بھاگ گئے ۔ تقریباً چوبیس یا پچیس روز کافروں نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کیا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے سرد ہوا چھوڑی اور وہ سب منتشر ہو کر بھاگ گئے

marfat.com
Marfat.com

حَتّٰی اَغْمَرَ بَطْنَہٗ اَوِ اغْبَرَّ بَطْنُہٗ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا ۔ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا ۔ فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا ۔ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا ۔ اِنَّ الْاُوْلٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا ۔ اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا ۔ وَرَفَعَ بِھَا صَوْتَہٗ اَبَیْنَا اَبَیْنَا

۳۸۴۴ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ شُعْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنِی الْحَکَمُ عَنْ مُجَاھِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُھْلِکَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ

قولہ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ ، یعنی گھبراہٹ سے نظریں پتھرا گئیں اور دشمن کے سوا کسی طرف متوجہ نہ ہوتی تھیں ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کفار غطفان کا مشرق کی طرف سے قریش کا مغرب کی طرف سے حملہ آور ہونا ابصار کا پتھرا جانا و قلوب کا منہ کو آنا ۔ غزوۂ خندق کے وقت کا حال ہے ۔ واللہ اعلم!

۳۸۴۳ ۔ ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے دن مٹی اٹھاتے تھے حتی کہ غبار نے آپ کا پیٹ شریف چھپا رکھا تھا یا آپ کا پیٹ شریف غبار آلود ہو گیا تھا ۔ جبکہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے ؎ اگر اللہ کا کرم نہ ہوتا تو ہم ہدائت نہ پاتے نہ صدقہ کرتے نہ نمازیں پڑھتے ۔ ہم کو عزت و وقار عنایت کر ۔ اگر ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو ہم کو ثابت قدم رکھ بے شک مکہ والوں نے ہم پر زیادتی کی ہے ۔ جب انھوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے اس کا صاف انکار کر دیا ۔

۳۸۴۴ ۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبا کے ذریعے میری مدد کی گئی اور عاد کو پچھوا ہوا سے ہلاک کیا گیا ۔

۳۸۴۴ ۔ شرح : یعنی غزوۂ خندق میں اللہ تعالیٰ نے بادِ صبا ٹھنڈی ہوا چلائی جس نے ان کے منہ پھیر دیئے اور وہ شکست خوردہ بھاگ گئے ، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا ، ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور لشکر بھیجے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے ۔ اس آیت کی تفسیر میں مجاہد نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہوا مسلط کر دی اس نے ان کی ہنڈیاں الٹ دیں خیمے اکھاڑ دیئے اور ان کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیا ۔ صبا مشرقی ہوا ہے جبکہ دبور غربی ہوا ہے ۔ کہا گیا جب تو قبلہ کی طرف منہ کرے تو جو ہوا پیچھے سے آئے وہ صبا ہے اور دبور اس کے برعکس ہے ۔ جب کفار نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کیا تھا تو بادِ صبا چلی تھی

marfat.com
Marfat.com

۳۸۴۵ــــ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَیْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ یُحَدِّثُ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ الْاَحْزَابِ وَخَنْدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُهٗ یَنْقُلُ مِنْ تُرَابِ الْخَنْدَقِ حَتّٰی وَارٰی عَنِّیْ الْغُبَارُ جِلْدَةَ بَطْنِهٖ وَکَانَ کَثِیْرَ الشَّعْرِ فَسَمِعْتُهٗ یَرْتَجِزُ بِکَلِمَاتِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ یَنْقُلُ مِنَ التُّرَابِ وَیَقُوْلُ ؛ اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَیْنَا ؛ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا ؛ فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَةً عَلَیْنَا ؛ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا ؛ اِنَّ الْاُلٰی رَغِبُوْا عَلَیْنَا ؛ وَاِنْ اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَیْنَا ؛ قَالَ ثُمَّ یَمُدُّ صَوْتَهٗ بِاٰخِرِهَا

جس کی تاب نہ لاکر کافر بھاگ نکلے تھے۔

۳۸۴۵ــــ ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے براء کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ جب احزاب اور خندق کا دِن تھا۔ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ خندق کی مٹی اُٹھاتے تھے۔ حتیٰ کہ غبار سے مجھ سے آپ کے بطن شریف کا چمڑا چھپا رکھا تھا۔ جبکہ آپ کے بال بہت تھے۔ میں نے آپ کو ابن رواحہ کے کلمات سے رجز کہتے ہوئے سُنا جبکہ آپ مٹی اُٹھاتے تھے چنانچہ فرماتے تھے ؎ اے اللہ اگر تیرا کرم نہ ہوتا تو ہم ہدائت نہ پاتے نہ صدقہ کرتے نہ نمازیں پڑھتے ہم کو عزّت و وقار عنائت کر۔ اگر ہم دشمن سے مقابلہ کریں تو ہم کو ثابت قدم رکھ بے شک مکہ والوں نے ہم پر زیادتی کی ہے۔ جب انہوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے اس کا انکار کر دیا۔ پھر اس کے آخر میں آواز شریف بُلند فرماتے۔

۳۸۴۵ــــ شرح : قولہ کان کثیر الشعر الخ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بطن شریف پر بال کثیر تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں، کیونکہ شمائل میں آپ کی صفت میں یہ مذکور ہے کہ آپ کے صدر شریف پر زیادہ بال نہ تھے بلکہ آپ ذی مسربہ تھے۔ یعنی سینہ سے پیٹ تک باریک دھاری دار بال تھے۔ لیکن اِن دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں کیونکہ آپ کے سینہ شریف کے بال شریف باریک دھاری ہونے کے ساتھ ساتھ کثیر بھی تھے یعنی منتشر نہ تھے بلکہ طول کی جانب لمبے بال

marfat.com
Marfat.com

۳۸۴۶ — حَدَّثَنِیْ عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ اَوَّلُ یَوْمٍ شَهِدْتُهٗ یَوْمُ الْخَنْدَقِ

۳۸۴۷ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ عِکْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی حَفْصَةَ وَنِسَاؤُهَا تَنْطِفُ قُلْتُ قَدْ کَانَ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَیْنَ فَلَمْ یُجْعَلْ لِیْ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ فَقَالَتِ الْحَقْ فَاِنَّهُمْ یَنْتَظِرُوْنَكَ وَاَخْشٰی اَنْ یَکُوْنَ فِیْ اِحْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰی ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِیَةُ قَالَ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَتَکَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ فَلْیَطْلُعْ

تھے۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ غزوۂ موتہ میں امیرِ لشکر تھے اور اسی غزوہ میں شہید ہو گئے تھے۔

۳۸۴۶ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سب سے پہلے میں جس جنگ میں شریک ہوا وہ غزوۂ خندق تھا۔ (یعنی سب سے پہلے میں نے غزوۂ خندق میں شرکت کی تھی۔ پہلے یہ ذکر گزرا ہے کہ وہ غزوۂ اُحد میں چودہ برس کے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شریک ہونے سے روک دیا تھا اسی طرح بدر میں بھی شریک نہ تھے)

۳۸۴۷ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس گیا جبکہ ان کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے کہا لوگوں کے امر سے جو کچھ ہوا تم دیکھتی ہو۔ میرے لئے امر سے کچھ نہیں کیا گیا۔ انھوں نے فرمایا لوگوں سے ملو وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ تمہارے رُک جانے سے اختلاف ہو جائے گا۔ پس ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کو نہ چھوڑا حتی کہ وہ چلے گئے۔ جب لوگ

marfat.com
Marfat.com

لَنَا قِرْنَهٗ فَلَنَحْنُ اَحَقُّ بِهٖ مِنْهُ وَمِنْ اَبِيْهِ قَالَ حَبِيْبُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَهَلَّا اَجَبْتَهٗ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَحَلَلْتُ حُبْوَتِيْ وَهَمَمْتُ اَنْ اَقُوْلَ اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَاَبَاكَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَخَشِيْتُ اَنْ اَقُوْلَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمِيْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّيْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ مَا اَعَدَّ اللّٰهُ فِي الْجِنَانِ قَالَ حَبِيْبٌ حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ قَالَ مَحْمُوْدٌ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَنُؤَسَاتُهَا

جب لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے چلے گئے تو امیر معاویہ نے خطبہ دیا اور کہا جو کوئی اس امر (خلافت) میں بات کرنا چاہتا ہے وہ اپنا سر ظاہر کرے (سامنے آئے) ہم خلافت میں اس سے اور اس کے باپ سے زیادہ مستحق ہیں۔ حبیب بن مسلمہ نے ابن عمر سے کہا آپ نے جواب کیوں نہیں دیا؟ عبداللہ نے کہا میں نے اپنی گٹھڑی کھولی تھی اور یہ کہنے کا ارادہ کیا تھا کہ اس خلافت میں تجھ سے زیادہ حقدار وہ ہے جو تیرے اور تیرے باپ کے ساتھ اسلام میں جنگ کر چکا ہے۔ پھر مجھے ڈر ہوا کہ میں کوئی ایسی بات کر دوں گا جو لوگوں میں تفریق کر دے اور ان میں خونریزی ہو۔ اور مجھ سے اس کے سوا (فتنہ و فساد) مشہور ہو جائے تو میں نے وہ شئی ذکر کی جو اللہ تعالیٰ نے جنت میں تیار کر رکھی ہے۔ حبیب نے کہا تم نے اپنے آپ کو بچا لیا اور فتنہ و فساد برپا کرنے سے باز رہے۔ محمود نے عبدالرزاق سے "وَنُؤَسَاتُهَا" روایت کی ہے۔

۳۸۴۷ — شرح : اس حدیث کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ اور معاویہ رضی اللہ عنہما میں اختلاف ہوا تو لوگوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما دونوں کو حکم مقرر کیا کہ جو یہ دونوں فیصلہ کر دیں وہ ہر ایک کے قابل قبول ہوگا (اس کی تفصیل ہم نے تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار میں بسط سے کی ہے) حضرت ابو موسیٰ حضرت علی کی طرف سے فیصل تھے جبکہ عمرو بن عاص امیر معاویہ کی طرف سے حکم مقرر ہوئے تھے۔ جب وہ فیصلہ کرنے لگے تو عمرو بن عاص نے ابو موسیٰ سے کہا جس بات پر ہمارا اتفاق ہوا ہے وہ لوگوں سے بیان کریں؛ چنانچہ ابو موسیٰ نے خطبہ کے بعد کہا اے لوگو! ہم نے اس اُمت کے معاملہ پر غور و خوض کیا ہے۔ ہم نے زیادہ اچھی بات، جس میں امت کی اصلاح ہو اور ان کا متفرق شیرازہ مجتمع ہو۔ یہی دیکھی ہے جس پر میں نے اور عمرو نے اتفاق کیا ہے کہ ہم علی اور معاویہ دونوں کو معزول کر دیں اور خلافت کا معاملہ شوریٰ کے سپرد کر دیں اور اس امت کے لئے از سر نو خلافت کا چناؤ کریں جس کو لوگ پسند کریں اسے خلیفہ مقرر کر لیا جائے۔ میں علی اور معاویہ دونوں کو معزول کرتا ہوں پھر وہ ایک

marfat.com
Marfat.com

طرف ہوگئے اور عمرو بن عاص آئے اور ابوموسیٰ کی جگہ کھڑے ہوکر خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا ابوموسیٰ نے جو کچھ کہا ہے تم نے سُن لیا ہے۔ اُنھوں نے علی کو معزول کر دیا ہے۔ میں نے بھی اُن کو معزول کر دیا ہے۔ جیسے اُنھوں نے معزول کیا ہے۔ اور میں معاویہ کو بحال رکھتا ہوں اور انہیں معزول نہیں کرتا ہوں، کیونکہ وہ عثمان کے ولی ہیں اور اُن کے قصاص کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ لہٰذا سب لوگوں سے زیادہ خلافت کے حقدار وہ ہیں جب یہ بات ہوگئی تو حضرت امیر معاویہ نے خطبہ دیا اور اپنے خطاب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر تعریض کرتے ہوئے کہا کہ جو اس خلافت کی اُمید رکھتا ہے وہ ہمارے سامنے آئے ہم اس سے اور اس کے والد سے خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں اُس کو یہ جواب دینا چاہتا تھا کہ اس امر کا مستحق وہ ہے جس نے تیرے اور تیرے باپ سے اسلام میں جنگیں کی ہیں جبکہ تم اور تمہارا باپ دونوں کافر تھے، لیکن میں یہ سمجھتے ہوئے کہ اس بات سے لوگوں میں خونریزی ہوگی خاموش رہا اور جنت کی خواہش پر اکتفاء کی جو اللہ نے ہمارے لئے تیار کر رکھی ہے حبیب جو حضرت امیر معاویہ کے موافقین میں سے تھا نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر کی رائے درست ہے۔ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسیر القاری میں ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی ہمشیرہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ لوگوں نے معاویہ کی بیعت کر لی ہے اور اس میں مجھے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور مجھے امارت سے کچھ نہیں دیا۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ عبداللہ کی عدم شرکت سے لوگوں میں اختلاف نہ ہو جلدی جانے پر مجبور کیا۔ جب عبداللہ وہاں پہنچے جہاں معاویہ کے حق میں عمرو نے فیصلہ دیا تھا اور قضیہ تحکیم کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے خوارج علیحدہ ہوگئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ سے مذکور بات کی، لیکن ظاہر یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی وہ تحکیم کے موقعہ پر نہ تھی بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہوئی بلکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ گفتگو ہوئی تھی کیونکہ قضیۂ تحکیم میں عبداللہ بن عمر خلافت کے امیدوار نہ تھے۔ البتہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد انہیں خلافت کی توقع کی تھی۔

شیخ عبدالرزاق سے محمود نے روایت کی کہ نسوا تھا کی جگہ نوساتھا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا صحیح یہی ہے ابوالولید نے بھی اسی کو درست کہا ہے۔ کیونکہ یہ ناس ینوس سے ہے جیسے قال یقول اور نوسات نوسہ کی جمع بمعنی تحرک ہے۔ یعنی حرکت کرنا۔ بالوں کو نوسات کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی حرکت کرتے ہیں۔

قولہ قد کان من امر الناس الخ یعنی حضرت علی المرتضیٰ اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ صفین کے معاملہ میں تحکیم کا فیصلہ ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ نے اپنی ہمشیرہ سے مشورہ لیا کہ وہ تحکیم کے معاملہ میں شریک ہوں یا نہ ہوں تو ام المؤمنین نے یہی مشورہ دیا کہ ضرور جائیں تاکہ ان کی عدم شرکت سے لوگوں میں خونریزی نہ ہونے پائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

۳۸۴۸ــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا ۳۸۴۹ــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سُلَيْمٰنَ بْنَ صُرَدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حِيْنَ اُجْلِی الْاَحْزَابُ عَنْهُ اَلْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا نَحْنُ نَسِيْرُ اِلَيْهِمْ

۳۸۴۸ــ ترجمہ : سلیمان بن صُرَد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن فرمایا (جب قریش بھاگ گئے) ہم اُن سے غزوہ لڑیں گے وہ ہم سے جنگ نہیں کر سکیں گے "

شرح : جب قریش غزوہ خندق کے دن نا اُمید ہو کر واپس چلے گئے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اب اس کے بعد قریش میں ہم پر حملہ کرنے کی طاقت نہ ہوگی۔ البتہ ہم ان پر حملہ آور ہوں گے یہ آپ نے پانچ ہجری کو ذوالقعدہ کی ۲۲ تاریخ کو فرمایا تھا، چنانچہ اس کے بعد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر حملے کرتے رہے حتّٰی کہ مکہ مکرمہ فتح کر لیا۔ یہ آپ کا معجزہ ہے کہ آپ نے ایسے واقعہ کی خبر دی جو یقیناً ہُوا۔

سُلیمان بن صُرد رضی اللہ عنہ

وہ مشہور صحابی خزاعی ہیں۔ اُن کا نام یسار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبدیل کر دیا اہل کوفہ حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا قصاص لینے کے لئے گئے تھے ان میں وہ بھی شریک تھے اور سب سے کم عمر وہی تھے۔ اس میں وہ اور ان کے ساتھی "رعین الوردہ" میں پینسٹھ ہجری کو شہید ہو گئے تھے

۳۸۴۹ــ ترجمہ : اسرائیل نے کہا میں نے ابو اسحاق کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ سلیمان بن صُرد نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا، جبکہ احزاب (کافروں کے لشکر) واپس چلے گئے اب ہم اُن پر حملہ آور ہوں گے انہیں ہم سے لڑنے کی طاقت نہ ہوگی! ہم اُن پر چڑھائی کریں گے۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کافروں کے لشکر اپنے اختیار سے واپس نہیں گئے تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے سے گئے تھے۔ کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

٣٨٥٠ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَلَأَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ

٣٨٥١ — حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَآءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُّ اَنْ اُصَلِّيَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَغْرُبَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَنَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلّٰى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا

اَلْمَغْرِبَ

جَلَا يَجْلُوْ کا معنیٰ ہے جو اپنے وطن سے بھاگ نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اُن پر چڑھائی کریں گے چنانچہ آپ نے چڑھائی کی اور مکہ فتح کیا)

٣٨٥٠ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن فرمایا اللہ تعالیٰ کافروں کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطی پڑھنے سے روکا حتی کہ سورج غروب ہوگیا۔
(حدیث ۲۷۳۴ کی شرح دیکھیں)

٣٨٥١ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد آئے اور کفار قریش کو گالیاں دینے لگے اور کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ پھر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی بطحان میں ٹھہرے اور آپ نے نماز پڑھنے کے لئے وضوء کیا

marfat.com
Marfat.com

۳۸۵۲ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ مَنْ يَأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا قَالَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَاِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ

۳۸۵۳ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ ابْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهٗ

تو ہم نے بھی وضو کیا۔ آپ نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی۔ پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔ (حدیث ۵۷۴ کی شرح دیکھیں)

۳۸۵۲ــــ ترجمہ : ابن منکدر نے کہا میں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب (خندق) کے دن فرمایا کون ہے جو ہمیں کفار کی خبر دے۔ حضرت زبیر نے کہا میں ان کی خبر لاتا ہوں پھر آپ نے فرمایا کون ہے جو ہمیں کفار کی خبر دے۔ زبیر نے کہا میں ہوں پھر آپ نے (تیسری بار) فرمایا کون ہے جو کفار کی خبر لائے۔ زبیر نے کہا میں ان کی خبر لاتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے مددگار ہوتے ہیں میرا مددگار زبیر ہے۔ (حدیث ۲۶۵۱ کی شرح دیکھیں)

۳۸۵۳ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ تنہا ہے اس نے اپنے لشکر کو غالب کیا اپنے بندے کی مدد کی۔ کافروں کے لشکروں کو مغلوب کیا وہ باقی ہے۔ اس کے بعد کچھ نہیں

۳۸۵۳ــــ شرح : یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غلبہ دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور قریش اور دیگر کفار لشکروں کو مغلوب کیا جو مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کی نسبت تمام اشیاء کا لعدم ہیں یا معنی یہ ہے کہ ہر شئ فنا ہو جائے گی ہر شئ کے بعد

marfat.com
Marfat.com

۳۸۵۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَزَارِيُّ وَعَبْدَةُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى يَقُولُ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتٰبِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اِهْزِمِ الْأَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

۳۸۵۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْغَزْوِ أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ ثَلٰثَ مِرَارٍ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ

صرف اللہ ہی باقی رہ جائے گا اس کے بعد کچھ نہیں۔ قرآن کریم میں ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ، اس حدیث میں اگرچہ "سجع" پائی جاتی ہے لیکن مذموم مسجع وہ ہے جو تکلف سے کی جائے اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سجع محمود قابلِ ستائش ہے کیونکہ آپ کسی تکلف کے بغیر کلام فرماتے تھے جو سجع کی صورت ظاہر ہوتا تھا اسی طرح آپ سے منقول دعائیں ہیں، کیونکہ ان میں آپ نے سجع کا قصد نہیں کیا بلکہ آپ کے دہن شریف سے مقفّٰی کلام نکلتا تھا جس میں تکلف کو قطعاً دخل نہ تھا۔

۳۸۵۴ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی اَوْفٰی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے لشکروں پر بددعاء فرمائی چنانچہ فرمایا :
اے اللہ قرآن کو نازل کرنے والے، جلد از جلد لوگوں کا محاسبہ کرنے والے کافروں کے لشکروں کو شکست دے اے اللہ ان کو شکست دے اور اُن کے قدم پھسلا دے (حدیث ۲۷۳۶ کی شرح دیکھیں)

۳۸۵۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس تشریف لاتے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَحْزَابِ وَمَخْرَجِهٖ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهٖ اِيَّاهُمْ

۳۸۵۶ــ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْنَا اُخْرُجْ اِلَيْهِمْ قَالَ فَاِلٰى اَيْنَ قَالَ هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ

تو سب سے پہلے تین بار تکبیر فرماتے۔ پھر فرماتے : اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کا ملک ہے اسی کی حمد وثنا ہے۔ وہ ہر چاہے پر قادر ہے۔ ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں خشوع خضوع کرنے والے ہیں۔ اپنے رب کی عبادت حمد وثنا کرنے والے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا (مسلمانوں کی مدد کی) اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور کافروں کے لشکروں کو شکست دی حالانکہ وہ تنہا ہے۔

باب ــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ احزاب سے واپس تشریف لانا اور بنی قریظہ پر چڑھائی کرنا اور ان کا محاصرہ کرنا۔

تشریح : اس باب میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس ہونے کا ذکر ہے۔ مَرجِع اور مَخرَج دونوں مصدر میمی بمعنی رجوع وخروج ہیں۔ یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مقام سے جہاں مشرکوں کے لشکروں سے جنگ کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں اپنے گھر تشریف لانا اور مدینہ منورہ سے بنی قریظہ کی طرف جانا اور ان کا محاصرہ کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ ہجری میں ۲۳ ذوالقعدہ کو

marfat.com
Marfat.com

۳۸۵۷ــ حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ حُمَیْدٍ ابْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی الْغُبَارِ سَاطِعًا فِیْ زُقَاقِ بَنِیْ غَنْمٍ مَوْكِبَ جِبْرِیْلَ حِیْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَةَ

۳۸۵۸ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَیْرِیَةُ ابْنُ اَسْمَآءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ

تین ہزار پیادوں اور سواروں کو لے کر ان کی طرف نکلے جبکہ آپ کے پاس تیس ۳۰ گھوڑے تھے اور پچیس روز ان کا محاصرہ کیا تھا۔

۳۸۵۶ــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب نبی کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے واپس گھر تشریف لائے اور ہتھیار اُتار کر غسل فرمایا تو آپ کے پاس جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ نے ہتھیار اُتار دیئے ہیں بخدا! ہم نے ہتھیار نہیں اُتارے ہیں اب آپ اُن کی طرف تشریف لے جائیں۔ فرمایا کن کی طرف ؟ عرض کیا اِدھر اور بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نکلے (حدیث ۲۶۱۸ کی شرح دیکھیں)

۳۸۵۷ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنہوں نے کہا گویا کہ میں وہ غبار اب دیکھ رہا ہوں جو بنی غنم کی گلیوں میں جبرائیل علیہ السلام کے لشکر سے غبار بلند ہو رہا تھا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ پر چڑھائی کی!

۳۸۵۷ــ شرح : شیخ نور الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسیر القاری میں ذکر کیا جب فرشتے آدمیوں کی صورت میں آئے تھے۔ ان کی سواریاں بھی حیوانات کی اجناس سے تھیں۔ اسی لئے ان کے قدموں کے ساتھ غبار بلند ہو رہا تھا۔ اقول حدیث ۳۸۵۶ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ جب فرشتہ انسانی صورت میں آئے تو عوارض بشریہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اسی لئے اُنہوں نے کہا ہم نے ابھی ہتھیار نہیں اُتارے۔ اور بنی قریظہ پر چڑھائی کرنے کی طرف اشارہ کیا۔ قولہ مَوْكِبَ اِه موکب کی بدل مضموم ہے اور مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی ھو موکبُ جبرائیل اگر منصوب ہو فعل مقدر کا مفعول بہ ہوگا یعنی اَعْنِیْ موکبَ جبرائیلَ ،، اگر مجرور ہو تو اِلَی الغُبار سے بدل ہے۔ موکب سیر کی قسم ہے اور ان لوگوں کو بھی کہا جاتا ہے جو زینت کے لئے اونٹوں پر سوار ہوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت انس کو

marfat.com

Marfat.com

الْاَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَاَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّيْ حَتّٰى نَاْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّيْ لَمْ يُرَدْ مِنَّا ذٰلِكَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ

کو کیسے معلوم ہوا کہ جبرائیل علیہ السلام کے لشکر سے غبار بلند ہو رہا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا تھا یا قرائن اور علامات سے معلوم کیا تھا (حدیث ۳۰۰۲ کی شرح دیکھیں)۔

۳۸۵۸ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب (خندق) کے دن فرمایا کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں۔ بعض لوگوں نے عصر کی نماز کا وقت راستہ میں پایا تو ان میں سے بعض نے کہا ہم بنی قریظہ جاکر ہی نماز پڑھیں گے۔ بعض نے کہا ہم نماز پڑھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے متعلق یہ ارادہ نہیں کیا کہ ہم نماز نہ پڑھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا گیا تو آپ نے ان میں سے کسی کو زجر نہ فرمائی۔

۳۸۵۸ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ اختلاف ذکر کیا گیا کہ بعض لوگوں نے نماز نہیں پڑھی اور بعض نے نہی سے اس کا لازم سمجھا اور نماز ادا کرلی تو آپ نے کسی کو سرزنش نہیں کی۔ اس حدیث میں کچھ تفصیل مطلوب ہے۔ صحیح بخاری میں عصر کی نماز کا ذکر ہے کہ وہ بنو قریظہ میں جاکر پڑھیں اور صحیح مسلم میں ظہر کی نماز کا ذکر ہے۔ بایں ہمہ اس حدیث کی روایت میں بخاری، مسلم نے اتفاق کیا ہے اور دونوں نے ایک ہی شیخ عبداللہ بن محمد بن اسماء سے روایت کی ہے۔ اور ایک ہی اسناد سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ شیخ ابونعیم، اصحاب مغازی، طبرانی اور بیہقی نے دلائل اعجاز میں بخاری کی موافقت کی ہے اور ابویعلیٰ، ابن سعد اور ابن حبان نے مسلم کی موافقت کی ہے۔ حضرات محدثین کرام جو شراح حدیث ہیں، نے دونوں حدیثوں میں تطبیق کی کوشش کی ہے۔ بایں ہمہ خلجان باقی ہے ؛ چنانچہ قسطلانی نے کہا دونوں حدیثوں میں جمع اور اتفاق کی یہ صورت ہے کہ بعض لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی تھی انہیں فرمایا کہ عصر کی نماز بنو قریظہ جاکر ادا کریں اور بعض نے ظہر کی نماز نہ پڑھی تھی انہیں فرمایا کہ ظہر کی نماز اس جگہ نہ پڑھیں نیز قسطلانی نے کہا ممکن ہے کہ لوگ آگے پیچھے روانہ ہوئے ہوں گے جو لوگ پہلے چلے تھے انہیں ظہر کی نماز پڑھنے سے منع کر دیا اور جو لوگ بعد میں روانہ ہوئے تھے انہیں عصر کی نماز پڑھنے سے منع فرمایا "، قسطلانی کی یہ توجیہ کسی حد تک درست ہے لیکن یہ سمجھ نہیں آتا کہ پہلے جانے والوں نے ظہر کی نماز نہ پڑھی تھی اور بعد میں جانے والوں نے ظہر پڑھی تھی کیسے معلوم ہوا؟ اس کے باوجود کہ یہ توجیہ قابلِ اعتبار ہے۔ یہ بات بعید از فہم ہے کہ شیخین نے یہ حدیث ایک ہی اسناد سے ذکر کی ہے۔ یہ اختلاف

marfat.com
Marfat.com

۳۸۵۹ــــ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ح وَحَدَّثَنِیْ خَلِیْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ الرَّجُلُ یَجْعَلُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتّٰی افْتَتَحَ قُرَیْظَةَ وَالنَّضِیْرَ وَاَنَّ اَهْلِیْ اَمَرُوْنِیْ اَنْ اٰتِیَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْاَلَهُ الَّذِیْنَ کَانُوْا اَعْطَوْهُ اَوْ بَعْضَهُ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَعْطَاهُ اُمَّ اَیْمَنَ فَجَاءَتْ اُمُّ اَیْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِیْ عُنُقِیْ تَقُوْلُ کَلَّا وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَا یُعْطِیْکَهُمْ وَقَدْ اَعْطَانِیْهَا اَوْ کَمَا قَالَتْ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَکِ کَذَا وَتَقُوْلُ کَلَّا وَاللّٰهِ حَتّٰی اَعْطَاهَا حَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ عَشَرَةَ اَمْثَالِهِ اَوْ کَمَا قَالَ

کہ ایک نے ظہر پر اقتصار کیا ہے اور دوسرے نے عصر پر اقتصار کیا ہے
کس طرح درست ہوگا (تیسیر القاری) علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض راویوں کے حفظ کی وجہ سے اختلاف ہوا ہے (حدیث ۳۸۵۹ کی شرح دیکھیں)

۳۸۵۹ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجوریں نذر کیا کرتے تھے حتی کہ آپ نے قریظہ اور نضیر کو فتح کیا اور میرے گھر والوں نے مجھے حکم دیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں اور آپ سے ساری یا بعض کھجوریں واپس لوں جو انہوں نے آپ کو دی تھیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ام ایمن کو عنائت کردی تھیں وہ میرے پاس آئیں اور میری گردن میں کپڑا ڈالا اور کہا اس ذات کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں تمہیں وہ کھجوریں ہرگز نہیں دیں گے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجھے عطاء فرمائی ہیں یا جو بھی اس نے کہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرما رہے تھے تجھے یہ دیتے ہیں اور وہ کہتی تھیں بخدا ہرگز نہیں (کھجوریں واپس نہ کروں گی) حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عطاء کر دیں۔ میرا خیال ہے کہ انس نے کہا اس کی دس مثلیں دیں یا جو بھی کہا۔

۳۸۵۹ــــ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام ایمن نے کھجوریں واپس کرنے سے انکار

marfat.com
Marfat.com

۳۸۶۰ــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیَّ یَقُوْلُ نَزَلَ اَهْلُ قُرَیْظَةَ عَلٰی حُکْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَاَرْسَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی سَعْدٍ فَاَتٰی عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اَوْ خَیْرِکُمْ فَقَالَ هٰؤُلَآءِ نَزَلُوْا عَلٰی حُکْمِكَ فَقَالَ تُقْتَلُ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰی ذَرَارِیُّهُمْ قَالَ قَضَیْتَ بِحُکْمِ اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ بِحُکْمِ الْمَلِکِ ع ۴

کیا حتّٰی کہ آپ نے ان کا بدل دس مثلیں عطاء فرمائیں ؛کیونکہ اُس نے یہ خیال کیا تھا کہ آپ نے ہمیشہ کے لیے کھجوریں عطاء کردی ہیں اور ان کو مکمل مالک بنادیا ہے اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی خوشنودی کی تھی کیونکہ اُس نے آپ کی پرورش کی تھی ۔ اس لئے کھجوریں عطاء کرنے میں اضافہ کرتے رہے حتّٰی کہ امّ ایمن راضی ہوگئیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شئ کا نفع ہبہ کرنا جائز ہے ۔ اگرچہ اصل شئ ہبہ نہ کی جائے اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت سخی اور بردبار تھے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ امّ ایمن کا مرتبہ بہت بلند ہے ۔

(حدیث ع۲۹۲۰ کی شرح دیکھیں)

۳۸۶۰ ترجمہ : ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ بنو قُریظہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہُوئے قلعہ سے نیچے اُترے ۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سعد کو پیغام بھیجا وہ گدھے پر سوار آئے جب مسجد کے قریب آئے تو آپ نے انصار سے فرمایا اپنے سردار یا افضل کے لئے کھڑے ہوجاؤ اور فرمایا یہ لوگ (بنو قریظہ) تمہارے فیصلہ کے لئے اُترے ہیں ۔ سعد نے کہا جنھوں نے لڑائی کی ہے ان کو قتل کردیا جائے اور ان کی اولاد کو قید کرلیا جائے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے سعد تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے یا بِحُکْمِ الْمَلِکِ فرمایا۔

۳۸۶۰ شرح : سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم جب غزوۂ خندق سے فارغ ہُوئے اور غسل فرمالیا اور ہتھیار اُتار دیئے تو حضرت جبرائیل علیہ السّلام آئے اور بنی قریظہ پر حملہ کی طرف اشارہ کیا تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنی قریظہ پر چڑھائی کی اور ان کا محاصرہ کرلیا ۔ پچیس روز محاصرہ کے بعد یہودی قلعہ سے اُترے اور کہا آپ جو حکم فرمائیں وہ ہمیں قبول ہے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ حکم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کردیا ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں

marfat.com
Marfat.com

یہ ہے کہ بنو قریظہ نے حضرت سعد کا حکم قبول کیا اور اس کے بعد متصل حدیث میں ہے کہ انہوں نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قبول کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں منافات نہیں کیونکہ بعض نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قبول اور بعض نے سعد بن معاذ کا حکم تسلیم کیا تھا (کرمانی)

دراصل بنو قریظہ نے پچیس روز تک قلعہ میں محصور رہنے کے بعد یقین کر لیا کہ اُن میں مسلمانوں سے مقابلہ کی طاقت نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف نہیں لے جائیں گے تو انھوں نے آپ کا حکم قبول کیا کہ آپ جو فیصلہ کریں ان کو منظور ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انہوں نے حضور علیہ السلام کا فیصلہ تسلیم کر لیا تھا اس کے بعد حضرت سعد کو مدینہ منورہ سے بُلایا گیا تھا؛ لیکن جب آپ نے حکم سعد کے حوالہ کر دیا اور سعد کے حکم سے ان کو قتل کیا گیا تھا۔ اس لئے یہ مشہور ہو گیا کہ وہ سعد کے حکم پر نیچے اُترے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالہ اس لئے کیا تھا کہ قبیلہ اَوس نے جو حضرت سعد کا قبیلہ ہے۔ سفارش کی تھی کہ یارسول اللہ! ہماری بنو قریظہ کے ساتھ دوستی ہے اور یہ ہمارے حلیف ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اَوسیو! کیا تم خوش نہیں کہ تمہارے قبیلہ کا سردار اِن کے متعلق حکم کرے میں حکم اس کے حوالہ کرتا ہوں اُنھوں نے کہا ہم خوش ہیں کہ ہمارا سردار ان کے متعلق حکم کرے اس سے بنو قریظہ بھی خوش تھے۔ اس لئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ کو مدینہ منورہ سے بلایا تھا۔ اور انہوں نے حکم دیا کہ جو یہودی بالغ ہے اس کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتیں مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائیں۔ یہ سُن کر سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد! خداوند قدوس کا فیصلہ بھی یہی ہے جو تم نے کیا ہے۔

بنو قریظہ کا یہ حشر اس لئے ہُوا کہ ان سے مسلمانوں کا عہد تھا کہ وہ ان کے مقابلہ میں کسی کی مدد نہ کریں گے لیکن انھوں نے عہد شکنی کی اور غزوہ خندق میں مشرکوں کی مدد کی اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کیا جس میں وہ سب ناکام لوٹ گئے تھے۔ اس حدیث میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے مطابق حضرت سعد مدینہ منورہ سے گدھے پر سوار آئے اور جب مسجد کے قریب آئے تو آپ نے انصار سے فرمایا اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اس مسجد سے کونسی مسجد مراد ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس روز بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تھا۔ تو ضروری تھا کہ وہاں کوئی جگہ بطورِ مسجد نماز کے لئے منتخب فرماتے اس لئے آپ نے وہاں مسجد تجویز فرمائی تھی۔ حدیث میں یہ مسجد مراد ہے (کرمانی) اور صحیح بھی یہی ہے۔ اسی کو علامہ عینی رحمہ اللہ نے اصح کہا ہے۔ علامہ قسطلانی نے اسی کو ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے مصابیح کے حوالہ سے کہا ہے قولہ من المسجد، اس کا متعلق محذوف ہے۔ اَیْ فَلَمَّا دَنَا اَتَیَا مِنَ الْمَسْجِدِ، یعنی جب وہ قریب آگئے حالانکہ مسجد سے آئے تھے، کیونکہ وہ مدینہ منورہ میں مسجد میں مقیم تھے وہاں سے آئے تھے۔ ابن سعد نے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے بعد ایک خندق کھودی گئی جس میں مقتولوں کے خون گرائے گئے تھے۔ قتل ہونے والے بنو قریظہ کی تعداد چھ صد تھی ترمذی، نسائی کی روایت میں ان کی تعداد چار سو مذکور ہے۔

marfat.com

Marfat.com

٣٨٦١ ـــ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُصِيْبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ حَبَّانُ بْنُ الْعَرِقَةِ رَمَاهُ فِي الْاَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوْدَهُ مِنْ قَرِيْبٍ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَاْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ اُخْرُجْ اِلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ فَاَشَارَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَاَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِهٖ فَرَدَّ الْحُكْمَ اِلٰى سَعْدٍ قَالَ فَاِنِّيْ اَحْكُمُ فِيْهِمْ اَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَاَنْ تُسْبَى النِّسَآءُ وَالذُّرِّيَّةُ وَاَنْ تُقْسَمَ اَمْوَالُهُمْ قَالَ هِشَامٌ فَاَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ سَعْدًا قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ اَحَبَّ

ابن حبّان نے بھی صحیح اسناد سے یہی تعداد ذکر کی ہے، لیکن اس میں اختلاف نہیں کیونکہ ان میں سے عمدہ چار صد تھے باقی اُن کے تابع تھے (منتخب از شروح بخاری)

٣٨٦١ـــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ خندق کے دن سعد کو زخمی کیا گیا جبکہ ایک قریشی نے ان کو تیر مارا تھا۔ جس کو حبان بن عرقہ کہا جاتا تھا۔ اس نے سعد کو رگِ حیات میں تیر مارا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قریب ان کا خیمہ نصب کرایا تھا تاکہ نزدیک سے ان کی بیمار پرسی کر لیا کریں۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے لوٹے اور ہتھیار اُتار دیئے اور غسل فرمایا تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے جبکہ وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہتھیار اُتار دیئے ہیں بخدا میں نے نہیں اُتارے آپ ان کی طرف چلیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کدھر؟ جبرائیل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا آپ نے بنو قریظہ پر چڑھائی کی "صلی اللہ علیہ وسلم" تو انھوں نے آپ کا حکم قبول کر لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حکم سعد کے حوالہ کر دیا۔ سعد نے کہا میں ان میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں لڑنے والوں

marfat.com
Marfat.com

اِلَیَّ اَنْ اُجَاهِدَهُمْ فِیْكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا رَسُوْلَكَ وَاَخْرَجُوْهُ اَللّٰهُمَّ فَاِنِّیْ اَظُنُّ اَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ فَاِنْ كَانَ بَقِیَ مِنْ حَرْبِ قُرَیْشٍ شَیْءٌ فَاَبْقِنِیْ لَهُمْ حَتّٰی اُجَاهِدَهُمْ فِیْكَ وَاِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتَتِیْ فِیْهَا فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهٖ فَلَمْ یَرُعْهُمْ وَفِی الْمَسْجِدِ خَیْمَةٌ مِنْ بَنِیْ غِفَارٍ اِلَّا الدَّمُ یَسِیْلُ اِلَیْهِمْ فَقَالُوْا یَا اَهْلَ الْخَیْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِیْ یَاْتِیْنَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَاِذَا سَعْدٌ یَغُذُّ جُرْحُهٗ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا

کو قتل کر دیا جائے ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے اور اُن کے اموال تقسیم کر دیئے جائیں۔ ہشام بن عروہ نے کہا مجھے میرے والد نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ سعد نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے اس سے زیادہ کوئی شئ محبوب نہیں کہ میں تیری راہ میں اُن لوگوں سے جہاد کروں جنہوں نے تیرے رسُول کو جھٹلایا اور آپ کو اپنے وطن سے نکالا۔ اے اللہ! میرا گمان ہے کہ تُو نے ہماری اور ان کی لڑائی ختم کر دی ہے۔ اگر قریش کے ساتھ کچھ لڑائی باقی ہے۔ تو مجھے لڑائی کے لئے زندہ رکھ حتیٰ کہ میں تیری راہ میں اُن کے ساتھ جہاد کروں۔ اور اگر تُو نے لڑائی ختم کر دی ہے۔ تو یہ زخم جاری کر دے اور اس زخم میں میری موت کر دے پس سینہ کے اُوپر سے خون ہو گیا (اور فوت ہو گئے) مسجد میں بنی غفار کا خیمہ تھا ان کی طرف بہنے والے خون نے انہیں گھبراہٹ میں ڈال دیا۔ اُنھوں نے کہا اے اہلِ خیمہ! یہ کیا ہے جو تمہاری طرف سے ہمارے پاس آ رہا ہے۔ اچانک دیکھا تو حضرت سعد سے خون بہہ رہا تھا اور وہ وفات پا گئے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۳۸۶۱ — شرح: یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اگر قریش میں ہم سے مقابلہ کرنے کی کچھ قوت باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ تاکہ میں اُن سے مقابلہ کروں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ موت کی خواہش جائز نہیں حضرت سعد نے کیوں موت کی خواہش کی اس کا جواب یہ ہے کہ سعد کا مقصد یہ تھا کہ ان کی موت شہادت واقع ہو۔ گویا کہ اُنھوں نے کہا اگر اس کے بعد کافروں سے کوئی لڑائی باقی ہے تو اچھا ہے ورنہ مجھے اس شہادت کی فضیلت اور ثواب سے محروم نہ کر۔ بنو غفار قبیلہ ہے جو حضرت سعد کی والدہ کی طرف سے ان کے قریبی تھے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے اور ان کی موت سے عرشِ رحمان حرکت میں آ گیا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ریشمی عمامہ پہنے ہوئے جناب رسُول اللہ

marfat.com

Marfat.com

٣٨٦٢ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَدِیٌّ اَنَّهٗ سَمِعَ الْبَرَآءَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ اُهْجُهُمْ اَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرَئِیْلُ مَعَكَ وَزَادَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ قُرَیْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ اُهْجُ الْمُشْرِكِیْنَ فَاِنَّ جِبْرَئِیْلَ مَعَكَ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا محمد" صلی اللہ علیہ وسلم " یہ کون ہے جس کے لئے آسمان کے دروازے کھل گئے اور عرش حرکت میں آگیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اٹھے اور سعد کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچے تو سعد فوت ہو چکے تھے جب لوگوں نے ان کی نعش کو اٹھایا تو نہایت ہی اسے ہلکا پایا۔ آپ نے فرمایا تمہارے سوا اور بھی انہیں اٹھا رہے ہیں اور وہ فرشتے ہیں۔ ابن عائذ نے کہا حضرت سعد کی موت کے وقت ستر ہزار فرشتے اترے تھے۔ اس روز ان کے قدم زمین پر لگے تھے۔ حدیث ۳۸۵۳ کی شرح دیکھیں۔ (باب الخیمۃ فی المسجد للمرضی) کتاب الصلوٰۃ

ترجمہ ٣٨٦٢ — شعبہ نے کہا مجھے عدی نے خبر دی انہوں نے براء رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا مشرکوں کی ہجو کرو جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں۔ ابراہیم بن طہمان نے شیبانی، عدی بن ثابت کے ذریعہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریظہ کے روز حسان ابن ثابت سے فرمایا مشرکوں کی ہجو کرو کیونکہ جبرائیل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں

شرح ٣٨٦٢ — اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اشعار پڑھنے مباح ہیں بلکہ کافروں اور فاسقوں کی اشعار میں ہجو کرنا مستحب ہے۔ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے منقول ہے کہ وہ اشعار پڑھا کرتے تھے یہ اباحت کی اعلیٰ دلیل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ " شعراء کی گمراہ لوگ پیروی کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلامی شعراء کے اشعار جو خلافِ دین نہیں ہیں اور نہ ہی وہ موجب عشق و فسانہ میں وہ آئت سے مستثنیٰ ہیں؛ کیونکہ شعر کلام ہے اچھا اچھا ہے برا برا ہے (تیسیر القاری) (حدیث ۳۰۰۲-۴۴۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ

وَهِيَ غَزْوَةُ مُحَارِبِ خَصَفَةَ مِنْ بَنِيْ ثَعْلَبَةَ مِنْ غَطَفَانَ فَنَزَلَ نَخْلًا وَهِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ لِاَنَّ اَبَا مُوْسٰى جَآءَ بَعْدَ خَيْبَرَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ فِي الْخَوْفِ فِيْ غَزْوَةِ السَّابِعَةِ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ وَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَوْفَ بِذِيْ قَرَدٍ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ حَدَّثَنِيْ زِيَادُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ جَابِرًا حَدَّثَهُمْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ يَوْمَ مُحَارِبٍ وَّثَعْلَبَةَ وَقَالَ اِبْنُ اِسْحٰقَ سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ سَمِعْتُ جَابِرًا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ فَلَقِيَ جَمْعًا مِنْ غَطَفَانَ فَلَمْ يَكُنْ قِتَالٌ وَخَافَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيِ الْخَوْفِ وَقَالَ يَزِيْدُ عَنْ سَلَمَةَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَرَدِ

باب ــــ غزوۂ ذات رقاع

اس غزوہ کو ذاتِ رقاع اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سفر میں اپنے پاؤں پر پٹیاں باندھ رکھی تھیں ؛ کیونکہ چلتے چلتے ان کے قدم زخمی ہوگئے تھے ۔ واقدی نے کہا یہ ایک پہاڑ کے نام سے موسوم ہے ۔ جس کا بعض حصہ سُرخ بعض سفید اور بعض سیاہ ہے ۔ ابن اسحاق نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر سے غزوۂ کے بعد ربیع الاوّل ، ربیع الثانی اور کچھ جمادیٰ کے دن مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

میں اقامت فرمائی۔ پھر غطفان کے دو قبیلوں بنی محارب اور بنی ثعلبہ کا ارادہ کرتے ہوئے نجد کا سفر کیا اور مدینہ منورہ پر حضرت ابوذر کو اور ایک روائت کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کیا۔ حتیٰ کہ نجد میں ٹھہرے اور وہاں غطفان کی ایک جماعت سے سامنا ہوا، لیکن لڑائی نہ ہوئی اور فتح و نصرت نصیب ہوئی یہ غزوۂ ذاتِ رقاع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں خوف و ہراس ڈال دیا۔ حتیٰ کہ اس غزوہ میں آپ نے صلوٰۃِ خوف پڑھی۔ علامہ ابن حجر نے کہا ابو معشر نے یقین سے کہا ہے کہ یہ غزوۂ بنی قریظہ اور خندق کے بعد ہوا پہلے گزرا ہے کہ غزوۂ قریظہ پانچ ہجری کے ذی القعدہ میں ہوا ہے۔ لہٰذا ذاتِ رقاع اس سال کے آخر میں اور آنے والے سال کی ابتداء میں ہوا۔ علامہ عینی نے کہا موثوق بہ بات یہ ہے کہ یہ غزوۂ بنی قریظہ کے بعد ہوا ہے، کیونکہ غزوہ خندق میں صلوٰۃِ خوف مشروع نہ ہوئی تھی۔ اور غزوہ ذاتِ رقاع میں صلوٰۃ خوف کا وقوع ثابت ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ غزوۂ ذات رقاع خندق کے بعد ہوا ہے۔

شرح : قولہ هِيَ غَزْوَةُ مُحَارِب خَصْفَةَ الخ یعنی یہ غزوہ قبیلہ محارب خصفہ ہے۔ اور محارب کو خصفہ کی طرف اس لئے مضاف کیا کہ محارب متعدد قبائل ہیں اور اضافت سے اس کی تعیین کی ہے۔ لہٰذا مقصد یہ ہے کہ یہ محارب قبیلہ خصفہ کی طرف منسوب ہے اور فہر وغیرہ کی طرف منسوب نہیں۔ قولہ مِنْ ثَعْلَبَةَ مِنْ غطفان ،، یعنی محارب جو ثعلبہ کی اولاد سے ہے قبیلہ غطفان سے ہے۔ شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ ثعلبہ محارب کے اجداد سے نہیں بلکہ غطفان کی اولاد میں سے ہے اور وہ ابن سعد بن قیس بن غیلان ہے۔ لہٰذا ثعلبہ محارب کا چچازاد ہے۔ اس لحاظ سے اعلیٰ کو ادنیٰ کی طرف کیسے منسوب کر سکتے ہیں۔ قولہ فَنَزَلَ الخ یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نخل میں ٹھہرے اور یہ مدینہ منورہ سے دو دن کی مسافت پر ایک جگہ ہے یہاں وادی شدخ ہے اور یہاں بنی فزارہ، اشجع اور انمار چھوٹے چھوٹے قبائل ہیں۔

قولہ هِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ الخ یعنی غزوۂ ذات رقاع فتح خیبر کے بعد ہوا اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر کے بعد آئے تھے۔ اور یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ ابو موسیٰ ذاتِ رقاع میں شریک تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ غزوہ ذاتِ رقاع غزوہ خیبر کے بعد ہوا ہے۔ امام بخاری کی رائے بھی یہی ہے۔ جبکہ بعض علماء چار ہجری بعض پانچ ہجری میں اس کا وقوع بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ امام بخاری نے اپنے

marfat.com
Marfat.com

اسناد کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو خوف کی نماز ساتویں غزوہ میں پڑھائی جو غزوہ ذاتِ رقاع ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلواۃ خوف مقام ذی قرد میں پڑھائی جو مدینہ منورہ سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے اور غطفان کے علاقہ سے متصل ہے۔ بکر بن سوادہ جو مصر کے فقہاء میں سے ہیں نے کہا کہ زیاد بن رافع نے ابوموسیٰ کے ذریعے بیان کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ان سے حدیث ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محارب اور ثعلبہ کے دن صحابہ کو نماز پڑھائی یہی خوف کی نماز ہے اور یہی غزوۂ ذاتِ رقاع ہے۔

ابن اسحاق نے کہا میں نے وہب بن کیسان سے سنا انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذاتِ رقاع جو نخل میں ایک جگہ ہے کے لئے تشریف لے گئے اور غطفان کے لشکر سے سامنا ہوا لیکن لڑائی نہ ہوئی اور لوگوں نے ایک دوسرے کو خوف دلایا کہ شائد وہ حملہ کردیں اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوۃِ خوف دو رکعتیں پڑھائیں۔ سلمہ بن اکوع کے آزاد کردہ غلام یزید بن ابی عُبید نے سلمہ بن اکوع سے روائت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قرد کے روز غزوہ کیا۔ اس روائت میں صلوٰۃ خوف مذکور نہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس مقام میں سلمہ بن اکوع کی حدیث ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے اسے ذکر کیا ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قرد میں صلوٰۃِ خوف پڑھی تھی۔ لیکن دونوں حدیثوں میں ذی قرد کے ذکر کو یہ لازم نہیں کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے۔ جیسے نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مقام میں نمازِ خوف پڑھنے کو یہ لازم نہیں کہ آپ نے دوسری جگہ یہ نماز نہیں پڑھی! (عینی)

اسماء رجال

: ع۱ بکر بن سوادہ جذامی ہیں ان کی کنیت ابو ثمامہ ہے وہ مصر کے فقہاء میں سے شمار ہوتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان کو افریقہ بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کو دینی تعلیم دیں۔ آپ وہاں ہی ۱۲۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابن معین اور نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ بخاری میں اس مقام کے سوا ان کی کوئی حدیث نہیں ع۲ زیاد بن رافع تجیبی کمسن تابعین میں سے ہیں۔ بخاری میں اس مقام کے سوا ان کی بھی کوئی حدیث نہیں۔

ع۳ ابوموسیٰ" ابومسعود دمشقی وغیرہ نے ذکر کیا کہ اُن کا نام علی بن رباح لخمی ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ ابوموسیٰ خاقی ہیں ان کا نام مالک بن عبادہ ہے وہ صحابی ہیں۔ ابوعمر مالک بن عبادہ ہمدانی نے کہا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مالک بن عمرہ اور عقبہ بن نمر کے ساتھ ہمدان کے وفد میں آئے بعد اسلام قبول کیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مصری ہیں ان کا نام غیر معروف ہے لیکن حافظ مزی نے واضح بیان کیا کہ وہ غیر معروف نہیں۔

marfat.com

Marfat.com

۳۸۶۳ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَیْنَنَا بَعِیْرٌ نَعْتَقِبُهٗ فَنَقِبَتْ اَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمَایَ وَسَقَطَتْ اَظْفَارِیْ فَكُنَّا نَلُفُّ عَلٰی اَرْجُلِنَا الْخِرَقَ فَسُمِّیَتْ غَزْوَةُ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نُعَصِّبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلٰی اَرْجُلِنَا وَحَدَّثَ اَبُوْمُوْسٰی بِهٰذَا ثُمَّ كَرِهَ ذَاكَ قَالَ مَا كُنْتُ اَصْنَعُ بِاَنْ اَذْكُرَهٗ كَاَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ یَكُوْنَ شَیْءٌ مِنْ عَمَلِهٖ اَفْشَاهُ

۳۸۶۴ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ

ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا

۳۸۶۳ — ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے جبکہ ہم چھ افراد تھے۔ ہمارے پاس ایک ہی اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سواری ہوتے تھے۔ چلتے ہوئے ہمارے قدم زخمی ہو گئے اور میرے قدم زخمی ہوئے اور میرے ناخن بھی گر گئے۔ ہم اپنے پاؤں پر پٹیاں لپیٹتے تھے اس لئے اس غزوہ کا نام ذاتِ رقاع رکھا گیا۔ کیونکہ ہم اپنے پاؤں پر پٹیاں باندھتے تھے۔ ابوموسیٰ نے یہ حدیث ہم سے بیان کی پھر اسے مکروہ جانا اور کہا میں یہ کس لئے ذکر کرتا ہوں گویا کہ انھوں نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ اپنے عمل سے کچھ ظاہر کریں۔

شرح : یعنی اس غزوہ میں ہمارے پاس سواریاں بہت کم تھیں حتیٰ کہ چھ افراد ایک سواری پر باری باری سفر کرتے تھے اکثر پیدل چلنے سے

۳۸۶۳ — پاؤں زخمی ہو گئے اور ناخن گر گئے تھے۔ ابوموسیٰ نے یہ حدیث بیان کرنے میں کراہت محسوس کی کیونکہ انھوں نے مشقت میں یہ عمل کیا تھا اس کے بیان کرنے میں تزکیۂ نفس پایا جاتا ہے۔ حالانکہ نیک عمل کو چھپانا اس کو ظاہر کرنے سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ،، یعنی اگر تم صدقات چھپا کر فقراء کو دو تو یہ عمل تمہارے لئے بہتر ہے۔

ترجمہ : صالح بن خوات رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے روایت کی جو جناب

۳۸۶۴ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ ذاتِ رقاع میں موجود تھا۔

marfat.com
Marfat.com

عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ شَهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ اَنَّ طَآئِفَةً صَفَّتْ مَعَهٗ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِيْ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَآءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلٍ فَذَكَرَ صَلٰوةَ الْخَوْفِ قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ صَلٰوةِ الْخَوْفِ تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهٗ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ بَنِيْ اَنْمَارٍ

کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃِ خوف پڑھی۔ ایک گروہ نے آپ کے ساتھ صف بندی کی جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا ہوگیا جو گروپ آپ کے ساتھ تھا ان کو ایک رکعت پڑھائی پھر آپ کھڑے رہے اور لوگوں نے اپنی اپنی نماز پوری کی پھر وہ چلے گئے اور دشمن کے سامنے طرف بندی کی۔ پھر دوسرا گروہ آیا اور آپ نے وہ رکعت پڑھائی جو نماز سے باقی رہ گئی تھی پھر آپ بیٹھے رہے اور لوگوں نے اپنی اپنی نماز پوری کر لی پھر آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیر دیا۔ مالک نے کہا یہ طریقہ اس طریقہ سے اچھا ہے جو میں نے صلوٰۃِ خوف میں سنا ہے۔ مُعَاذ نے کہا ہم سے ہشام نے ابوزبیر کے ذریعہ جابر سے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نخل میں تھے اور صلوٰۃِ خوف ذکر کی،، لیث نے مُعاذ کی ہشام سے زید بن اسلم کے ذریعہ مُعاذ کی متابعت کی کہ قاسم بن محمد نے اُن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنی اَنمار میں صلوٰۃ خوف پڑھی۔

۳۸۶۴ — شرح : قولہ قَالَ مَالِكٌ الخ یہ پہلے اسناد کے ساتھ موصول ہے۔ مالک کے کلام کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اُنہوں نے صلوٰۃ خوف کی کیفیت میں متعدد صفات سُنی ہیں اور ان میں سے عمل میں صالح بن خوّات کی حدیث اختیار کی ہے اور کہا جو کچھ میں نے سُنا اس سے یہ اچھا طریقہ ہے۔ امام شافعی اور احمد رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ صلوٰۃ الخوف میں تفصیل مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لیث نے معاذ کی متابعت کی ہے۔ یہ متابعت کس طرح ہوسکتی ہے ؛ حالانکہ معاذ کی حدیث غزوۂ محارب

marfat.com

Marfat.com

۳۸۶۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْقَسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ يَقُوْمُ الْاِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهٗ وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الْعَدُوِّ فَيُصَلِّيْ بِالَّذِيْنَ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ يَقُوْمُوْنَ فَيَرْكَعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ فِيْ مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُ هٰؤُلَآءِ اِلٰى مَقَامِ اُولٰئِكَ فَيَجِيْٓءُ اُولٰئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَهٗ ثِنْتَانِ ثُمَّ يَرْكَعُوْنَ وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ

اور ثعلبہ میں ہے اور لیث کی حدیث غزوۂ انمار میں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بنی انمار کا علاقہ بنی ثعلبہ کے بہت قریب ہے۔ اس طرح ان دونوں میں اتحاد ہو سکتا ہے۔

واقدی نے ذکر کیا غزوۂ ذاتِ رقاع کا سبب یہ ہے کہ ایک اعرابی حلب سے مدینہ منورہ میں آیا اور کہا میں نے بنی ثعلبہ اور بنی انمار کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ تم پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں اور تم اُن سے غافل ہو۔ یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار سَو مجاہدین ساتھ لے کر ان کی طرف نکلے۔ ایک روائت کے مطابق سات سو ہیں۔ اس خبر کے اعتبار سے غزوہ بنی انمار غزوہ محارب اور ثعلبہ سے متحد ہے۔ اور غزوہ محارب و ثعلبہ ہی غزوہ ذاتِ رقاع ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۸۶۵ — ترجمہ: سہل بن حثمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امام قبلہ رُو کھڑا ہو اور لشکر میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ کھڑا ہو اور ایک گروہ دُشمن کے آگے اس کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔ امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائے جو اس کے ساتھ ہوں پھر وہ کھڑے ہو کر اپنا اپنا ایک رکوع کریں اور دو دو سجدے اسی جگہ کر لیں پھر یہ دوسروں کی جگہ چلے جائیں اور ان کو امام ایک رکعت پڑھائے تو اس کی دو رکعتیں پوری ہو گئیں پھر یہ لوگ رکوع اور دو سجدے کریں۔

(صالح بن خوات کی حدیث کا یہ دوسرا طریقہ ہے اس میں یہ صراحت ہے کہ صالح نے اس کی روائت سہل بن ابی حثمہ سے کی ہے)

سہل بن ابی حثمہ

علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ سہل جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں کمسن تھے۔ وہ ابھی

marfat.com
Marfat.com

۳۸۶۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

۳۸۶۷ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَحْيٰى سَمِعَ الْقَاسِمَ اَخْبَرَنِيْ صَالِحُ بْنُ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلٍ حَدَّثَهٗ قَوْلَهٗ

۳۸۶۸ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ

آٹھ برس کے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔ اس تقدیر پر ان کی صلوٰۃ خوف کے بارے میں روائت مرسل ہے۔ ابن ابی حاتم نے سہل کی اولاد میں سے کسی ایک سے روائت کی کہ اس نے اُن سے بیان کیا کہ سہل نے درخت کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور بدر کے سوا دوسرے غزوات میں شریک ہوتے رہے اُحد کی جنگ میں وہ راہنما تھے۔ واقدی نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی وہ آٹھ برس کے تھے لیکن آپ سے احادیث یاد کیں اور ان کی مضبوطی سے روائت کی ابو عمرو نے کہا سہل مدینہ منورہ کے باشندوں سے شمار ہوتے ہیں۔ اور وہیں ان کی وفات ہوئی تھی (عینی)

۳۸۶۶ — ترجمہ : صالح بن خوات نے سہل بن ابی حثمہ سے اس طرح روائت کی۔ (یہ اور مرفوع طریقہ ہے۔ اس کو مسدد، یحییٰ قطان، شعبہ، عبدالرحمان ابن قاسم، الخ کے طریق سے ذکر کیا ہے)

۳۸۶۷ — ترجمہ : یحییٰ نے قاسم سے سُنا انھوں نے کہا مجھے صالح بن خوات نے سہل سے یہ خبر دی۔ (یہ طریقہ موقوف ہے جو سند سے واضح ہوتا ہے)

۳۸۶۸ — ترجمہ : سالم نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا پس ہم نے دشمن کا مقابلہ کیا اور اُن کے سامنے صف بندی کی۔

marfat.com

Marfat.com

۳۸۶۹ ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَالطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى مُوَاجَهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَقَامُوْا فِيْ مَقَامِ اَصْحَابِهِمْ اُولٰئِكَ فَجَآءَ اُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَامَ هٰؤُلَآءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هٰؤُلَآءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ ــ ۳۸۷۰ ــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سِنَانٌ وَاَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ جَابِرًا اَخْبَرَاَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ ح و حَدَّثَنَا ۳۸۷۱ ــ اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سِنَانٍ ابْنِ اَبِيْ سِنَانَ الدُّؤَلِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ

۳۸۶۹ ــ ترجمہ : سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کو نماز پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلہ میں رہا۔ پھر یہ فارغ ہوگئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ کھڑے ہوگئے پس وہ لوگ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک رکعت پڑھائی پھر سلام پھیر دیا۔ پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور اپنی رکعت ادا کی اور وہ بھی کھڑے ہوئے تو انھوں نے بھی ایک ایک رکعت پوری کرلی جو باقی رہ گئی تھی۔

۳۸۷۰ ــ ترجمہ : سنان اور ابوسلمہ نے بیان دیا کہ جابر نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب جہاد کیا تھا۔

۳۸۷۱ ــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کیا جب جناب

marfat.com
Marfat.com

مَعَهٗ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا فَجِئْنَاهُ فَاِذَا عِنْدَهٗ اَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهٖ صَلْتًا فَقَالَ لِيْ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ قُلْتُ اللّٰهُ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَبَانٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَاتِ الرِّقَاعِ فَاِذَا اَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهٗ فَقَالَ تَخَافُنِيْ قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ اللّٰهُ فَتَهَدَّدَهُ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَاَخَّرُوْا وَصَلّٰى بِالطَّائِفَةِ الْاُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو وہ بھی آپ کے ساتھ واپس آئے اور لوگوں کو خاردار درختوں کی وادی میں دوپہر کی سخت گرمی نے پایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وادی میں ٹھہر گئے اور لوگ درختوں میں جدا جدا ہو گئے جبکہ وہ سایہ تلاش کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیکر کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا دی۔ جابر نے کہا ہم سب سو گئے۔ پھر اچانک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہوا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے مجھ پر تلوار کھینچی جبکہ میں سو رہا تھا۔ میں بیدار ہوا تو وہ اس کے ہاتھ میں نیام سے باہر تھی (ننگی لٹک رہی تھی) پھر اس نے مجھے کہا مجھ سے آپ کو کون بچائے گا میں نے کہا اللہ! خبردار وہ یہ بیٹھا ہے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عذاب نہ دیا۔ ابان نے کہا ہمیں یحییٰ بن ابی کثیر نے ابی سلمہ کے ذریعہ جابر سے خبر دی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ ذات رقاع میں تھے۔ جب ہم سایہ دار درخت کے پاس آئے تو ہم نے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

marfat.com

Marfat.com

اَرْبَعٌ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ مُسَدَّدٌ عَنْ اَبِیْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ اِسْمُ الرَّجُلِ غَوْرَثُ بْنُ الْحَارِثِ وَقَاتَلَ فِیْهَا مُحَارِبَ خَصَفَةَ وَقَالَ اَبُو الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلٍ فَصَلَّی الْخَوْفَ وَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ صَلٰوةَ الْخَوْفِ وَاِنَّمَا جَآءَ اَبُوْهُرَیْرَةَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیَّامَ خَیْبَرَ

چھوڑ دیا تو مشرکوں میں سے ایک مشرک آیا حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار درخت پر لٹک رہی تھی۔ اُس نے اس کو نیام سے نکالا اور کہا کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اُس نے کہا آپ کو مجھ سے کون روکے گا؟ فرمایا: اللہ! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور نماز قائم کی گئی تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر وہ پیچھے ہٹ گئے اور دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں تھیں اور لوگوں کی دو دو رکعتیں تھیں۔ مسدد نے ابو عوانہ کے ذریعہ ابو بشر سے بیان کیا کہ اُس شخص کا نام غورث بن حارث تھا۔ اس غزوہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محارب خصفہ سے قتال کیا تھا۔ ابو زبیر نے جابر سے بیان کیا کہ ہم نخل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے صلوٰۃِ خوف پڑھی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ نجد میں صلوٰۃِ خوف پڑھی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان ایام میں آئے تھے جبکہ آپ نے خیبر کا محاصرہ کیا ہُوا تھا (ان دنوں میں وہ مسلمان ہُوئے تھے)

۳۸۷۱ — شرح: اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف جہاد کیا اور وہ غزوہ ذاتِ رقاع ہے۔ ابن اثیر نے کہا اونچی زمین ہے اور وہ زمین ہے جو حجاز مقدس کے سوا عراق سے ملتی ہے۔ جوہری نے کہا نجد عرب کا کچھ علاقہ ہے۔ اور غور اس کے خلاف ہے یعنی نیچی زمین ہے۔ اس کو تہامہ کہتے ہیں اور تہامہ سے عراق تک اونچی زمین کو نجد کہتے ہیں۔ حدیث میں یہی نجد مذکور ہے اور ذاتِ رقاع نجد میں ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ سفر میں آرام کے وقت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سایہ دار درخت خالی کر دیتے تھے۔ حسبِ عادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا اور تلوار درخت پر لٹکا دی ایک مشرک نامی غورث بن حارث نے وہ تلوار لے کر نیام سے باہر کر کے آپ پر کھینچی اور آپ کو اذیت پہنچانے کا ارادہ کیا لیکن کامیاب نہ ہُوا اور حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے سینہ میں تھپڑ مارا اور تلوار اس کے

marfat.com
Marfat.com

ہاتھ سے گر گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہاتھ میں لے کر فرمایا تجھے میری تلوار سے کون بچائے گا اُس نے کہا کوئی نہیں بچائے گا۔ پھر آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور کچھ نہ کہا، کیونکہ آپ کافروں کے ساتھ نرمی کرتے تھے تاکہ وہ اسلام قبول کریں۔ واقدی نے کہا وہ شخص مسلمان ہوگیا اور اپنی قوم میں واپس چلا گیا اور اس کے ذریعہ بہت لوگ مسلمان ہوگئے۔ (قسطلانی، عینی)

قولہ قالَ آبانٌ الخ یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا دوسرا اسناد ہے، لیکن یہ معلّق ہے اس حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ مفترض متنفل کی اقتداء کر سکتا ہے، لیکن یہ حدیث دوسری احادیث کے معارض ہے جن میں یہ صراحت ملتی ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گروہوں کے ساتھ دو دو رکعتیں پڑھیں اور اُن میں سے ہر ایک گروہ نے ایک ایک رکعت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں پڑھی اور ایک ایک تنہا پڑھی۔ اور واقعہ یہی غزوۂ ذاتِ رقاع کا ہے اور نمازیں متعدد بھی معلوم نہیں۔ لہٰذا یہ استدلال ضعیف ہے اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے باب کی پہلی حدیث کے متعلق فرمایا خوف کی نماز کے بارے میں جو احادیث ہم تک پہنچی ہیں ان میں بہترین حدیث یہی ہے احناف کا اس پر عمل ہے۔

ابن تین نے کہا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں اشکال ہے کہ تمام حضرات سفر میں تھے تو آپ نے صحابہ کو دو۔ دو رکعتیں پڑھائیں آپ نے زیادہ کیوں پڑھیں اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے آپ کے ساتھ دو، دو رکعتیں جماعت کے ساتھ پڑھیں اور دُوسری رکعتیں اُنھوں نے تنہا پڑھی تھیں جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر حضر میں چار رکعتیں سفر میں دو رکعتیں اور خوف میں ایک رکعت فرض فرمائی یعنی امام کے ساتھ ایک رکعت اور ایک رکعت تنہا۔ امام نووی نے کہا احادیث میں اتفاق کے لئے یہ تاویل ضروری ہے (عینی)

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ایک وقت ایک فرض دو بار پڑھنا جائز تھا۔ لہٰذا ممکن ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں فرضِ وقت دو بار پڑھا ہو، چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سیدعالم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر اپنی قوم میں جاکر ان کو عشاء کی نماز پڑھاتے تھے۔

قولہ قالَ ابوہریرۃ الخ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے غزوۂ نجد جو غزوۂ ذاتِ رقاع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی تھی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خیبر کے محاصرہ کے دنوں میں مشرف باسلام ہوکر آپ کے پاس آئے تھے۔ اس تعلیق سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ غزوۂ ذاتِ رقاع غزوۂ خیبر کے بعد ہُوا ہے کیونکہ ابوہریرہ ایام خیبر میں مسلمان ہُوئے تھے اور انہوں نے صلوٰۃ پڑھی ہے، چنانچہ ابوداؤد نے موصول روایت ذکر کی کہ مروان بن حکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃِ خوف پڑھی ہے؟ ابوہریرہ نے کہا ہاں! مروان نے کہا کب پڑھی ہے؟ ابوہریرہ نے کہا غزوۂ نجد کے سال پڑھی ہے لیکن اس کو یہ لازم نہیں کہ انہوں نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةُ بَنِي الْمُصْطَلِقِ

مِنْ خُزَاعَةَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيعِ قَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ وَذٰلِكَ سَنَةَ سِتٍّ وَقَالَ مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ سَنَةَ أَرْبَعٍ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ حَدِيثُ الْإِفْكِ فِي غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيعِ "

غزوہ ذاتِ رقاع میں خوف کی نماز پڑھی تھی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف متعدد بار جہاد کیا ہو ان میں سے خیبر سے پہلے اور بعد اس کے بعد ہوں اور ابوہریرہ اس غزوہ میں حاضر ہوئے ہوں جو خیبر کے بعد ہوئے تھے لہٰذا مذکور استدلال مکمل نہیں، لیکن یہ محض احتمال ہے۔ اس سے استدلال کو ضعیف کرنا مناسب نہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ غزوات کی تعیین کی جاتی کہ ان میں ذات رقاع کے سوا کون سا غزوہ تھا جس میں ابوہریرہ حاضر ہوئے تھے۔ کذا قال شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ واللہ اعلم!

باب — "غزوہ بنی مُصطلق"

بنی مصطلق خزاعہ کی شاخ ہے۔ یہی غزوۂ مُرَیسیع ہے۔ ابنِ اسحاق نے کہا یہ چھٹ ہجری کا واقعہ ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا۔ چار ہجری میں یہ غزوہ ہُوا۔ نعمان بن راشد نے زہری سے روائت کی کہ اِفک کا واقعہ غزوۂ مُریسیع میں ہُوا تھا۔

مصطلق صلق سے ہے اس کا معنی آواز بُلند کرنا ہے۔ اصل میں مُصتلق تھا۔ تاء، طاء سے بدل ہُوئی کیونکہ افتعال کا فا کلمہ صاد ہو تو تا طاء سے بدل جاتی ہے۔ یہ خذیمہ بن سعد بن عمرو بن حارثہ کا لقب ہے۔ اور خزاعہ کی شاخ ہے۔ یہ پہلا قبیلہ ہے جو اپنی قوم سے جُدا ہو کر مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گیا تھا۔ غزوہ بنی مصطلق کو غزوہ مریسیع کہتے ہیں۔ مُرَیسیع کنواں یا پانی کا تالاب ہے۔ شیخ دہلوی نے ذکر کیا۔ سیوطی نے کہا مغازی موسیٰ بن عقبہ میں پانچویں سال کا ذکر ہے۔ اور مُؤلف کا قول سہوِ قلم سے واقع ہُوا ہے صحیح تر یہی ہے کہ یہ غزوہ پانچ ہجری میں ہُوا ہے۔ حاکم نے اسی کو راجح کہا ہے۔ اسی سفر میں تیمم کی آیت نازل ہُوئی تھی۔ واقدی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سو صحابہ کرام لے کر پانچ ہجری کے شعبان میں یہ جنگ کی اور جُویریہ بنت حارث کو قیدی بنایا پھر انہیں آزاد کر کے اُن سے نکاح فرمایا جبکہ اس

marfat.com
Marfat.com

۳۸۷۲ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ اَنَّهٗ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَاَيْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَسَاَلْتُهٗ عَنِ الْعَزْلِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَاَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَآءَ فَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْغُرْبَةُ وَاَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَاَرَدْنَا اَنْ نَعْزِلَ وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا قَبْلَ اَنْ نَسْاَلَهٗ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ اَلَّا تَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ

غزوہ میں قیدیوں کی تعداد سات سو سے زیادہ تھی۔ ام المؤمنین جویریہ بنت حارث کی برکت سے سب کو آزاد کر دیا گیا تھا۔

۳۸۷۲ــــ ترجمہ : ابن محیریز نے کہا میں مسجد نبوی میں آیا اور ابو سعید خدری کو دیکھا تو اُن کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے ان سے عزل کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ بنی مصطلق میں نکلے تو ہم نے عرب عورتیں قیدی پائیں ہم نے عورتوں کی خواہش کی، کیونکہ عورتوں کے بغیر رہنا ہمارے لئے دشوار تھا تو ہم نے عزل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر ہم نے خیال کیا کہ ہم آپ سے پوچھے بغیر عزل کریں گے؟ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود ہیں۔ پس ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تمہارے لئے کچھ حرج نہیں کہ عزل نہ کرو۔ قیامت تک جو بھی مخلوق پیدا ہونے والی ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی۔

۳۸۷۲ــــ شرح : یعنی اس غزوہ میں عورتیں قیدی تھیں جو مسلمانوں کی باندیاں بنتیں۔ مجاہدین کو بیویوں سے جدا ہوئے عرصہ گزر گیا تھا۔ اس لئے انہیں باندیوں سے جماع کی خواہش ہوئی، لیکن یہ بھی خوف تھا کہ ان سے جماع کرنے کی صورت میں اگر ان کے ارحام میں علوق مستقر ہو گئے تو وہ امہاتِ اولاد قرار پائیں گی اور ان کو فروخت کرنا ممنوع ہوگا! اس لئے انہوں نے عزل کرنا چاہا۔ عزل یہ ہے کہ بیوی سے جماع کے وقت جب انزال ہونے کا وقت

marfat.com
Marfat.com

۳۸۷۳ ـــ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ
اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ
غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ فَلَمَّا اَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ
وَهُوَ وَادٍ كَثِيْرُ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَاسْتَظَلَّ بِهَا وَعَلَّقَ سَيْفَهُ
فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِی الشَّجَرِ يَسْتَظِلُّوْنَ وَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذٰلِكَ اِذْ دَعَانَا رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْنَاهُ فَاِذَا اَعْرَابِیٌّ قَاعِدٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا
اَتَانِیْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاخْتَرَطَ سَيْفِیْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰی رَاْسِیْ
مُخْتَرِطٌ صَلْتًا قَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّیْ قُلْتُ اللّٰهُ فَشَامَهُ ثُمَّ قَعَدَ فَهُوَ هٰذَا
قَالَ وَلَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آئے تو آلۂ تناسل کو عورت کی فرج سے باہر کرے تاکہ منی رحم میں داخل نہ ہو۔ اس لئے انہوں نے عزل کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا عزل نہ کرنا تم پر واجب نہیں۔ اگر "لَا عَلَيْكُمْ" میں کلمہ لا کو زائد کہا جائے تو معنی یہ ہوگا تمہارے لئے عزل کرنے میں حرج نہیں۔ یعنی ہر طرح رخصت ہے۔ عزل میں احناف کا مذہب یہ ہے کہ باندی سے عزل کرنے میں حرج نہیں اور بیوی حرہ سے عزل کی صورت میں اس کی اجازت ضروری ہے۔ کیونکہ بچہ پیدا ہونا عورت کا حق ہے۔ عزل سے اس کا حق فوت ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنا ممنوع ہے۔

۳۸۷۳ ـــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ نجد کیا۔ جب آپ کو دوپہر کی گرمی نے پایا حالانکہ آپ خاردار درختوں کی وادی میں تھے تو آپ ایک درخت کے نیچے تشریف لائے اور اس سے سایہ حاصل کیا اور اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی اور لوگ سایہ دار درختوں میں بکھر گئے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اچانک ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا ہم حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اعرابی آپ کے آگے بیٹھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص میرے پاس آیا جبکہ میں سو رہا تھا اس نے میری تلوار میرے اوپر کھینچی میں بیدار ہوا تو یہ میرے سر پر تلوار کھینچے ہوئے تھا۔ جبکہ تلوار ننگی تھی اور کہا آپ کو مجھ سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةِ اَنْمَارٍ

۳۸۷۴ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُرَاقَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ اَنْمَارٍ یُصَلِّیْ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ مُتَوَجِّهًا قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُتَطَوِّعًا

کون بچائے گا ؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ پھر اُس نے تلوار نیام میں کرلی اور بیٹھ گیا پس وہ یہ شخص ہے جابر نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عذاب نہ دیا۔

۳۸۷۳ــــ شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت اور اخلاق کریمانہ کی بناء پر اس شخص سے انتقام نہ لیا اور اسے معاف کردیا حالانکہ وہ آپ کو سخت اذیت پہنچانے آیا تھا لیکن آپ کے خلقِ عظیم کو دیکھ کر اُس نے اسلام قبول کیا اور اس کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے۔

بعض نسخوں میں یہ حدیث یہاں نہیں اس سے پہلے باب میں مذکور ہے۔ اور اس جگہ یہ حدیث ذکر کرنا غیر مناسب ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا ہوسکتا ہے کہ حاشیہ پر لکھی ہو اور کاتب نے غلطی سے یہاں لکھ دی ہو، لیکن یہ احتمال ضعیف ہے، کیونکہ جب متن میں اس سے پہلے یہ حدیث مذکور ہے تو حاشیہ پر لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر پہلے متن اور حاشیہ میں موجود تھی تو یہاں متن میں کیوں ذکر کی ؟ یہ دوسری غلطی ہوئی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ جب اس میں یہ تصریح کی کہ یہ غزوۂ نجد کا واقعہ ہے تو اس کو یہاں ذکر کرنے میں کچھ حرج نہیں کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ مصطلقیہ میں نہیں ہوا۔ لیکن پھر بھی کمزور ہے کیونکہ بخاری کو معلوم تھا کہ یہ واقعہ غزوۂ نجد کا ہے تو بنی مصطلق میں کیوں ذکر کیا۔ نیز علامہ کرمانی نے بعض سے نقل کیا کہ یہ دونوں غزوات قریب قریب تھے۔ راوی نے ان کو ایک غزوہ کے حکم میں شمار کیا، لیکن یہ توجیہہ بھی قابلِ غور ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم !

باب ــ غزوۂ انمار

۳۸۷۴ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حَدِيْثُ الْاِفْكِ

اَلْاِفْكُ وَالْاَفَكُ بِمَنْزِلَةِ النَّجْسِ وَالنَّجَسِ يُقَالُ اِفْكُهُمْ وَاَفْكُهُمْ وَاَفَكُهُمْ

۳۸۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِّنْ حَدِيْثِهَا

کو غزوۂ انمار میں اپنی سواری پر نفل نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ آپ مشرق کی طرف متوجہ تھے۔
(حدیث ۱۰۳۱/۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں) (باب صلوۃ التطوع)

بَابُ — حدیث الاِفک

افک میں دو لغتیں ہیں ہمزہ مکسور اور فاء ساکن جیسے نِجس دوسری یہ کہ دونوں مفتوح جیسے نَجَس نیز افک مصدر ہے اس کا باب ضَرَبَ یَضْرِبُ ہے۔ ای اَفَکَ یَافِکُ جب کوئی جھوٹ بولے۔ اُفک بضم الہمزہ افوک کی جمع ہے اس کا معنی ہے بہت جھوٹ بولنے والا۔ (عینی)

قولہ یقال اِفْکُهُمْ وَاَفْکُهُمْ وَاَفَکُهُمْ ،، اس سے قرآن کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ ،، وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ ،، مشہور قرأت بکسر الہمزہ ہے۔ ذَالِكَ مبتداء اور اِفْكُهُمْ خبر ہے۔

قولہ فَمَنْ قَالَ آہ یعنی جس نے اس کو فعل ماضی کہا ہے وہ کہتا ہے ان کو ایمان سے پھیرا اور جھوٹ بولا جیسے اس آیت میں کہا یُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ،، یعنی اس شخص کو قرآن سے روکا جاتا ہے جو اس سے رُکا۔ یعنی ازل میں۔

۳۸۷۵ — ترجمہ : صالح نے ابن ہشام سے روایت کی انہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عُبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

وَبَعْضُهُمْ كَانَ اَوْعٰى لِحَدِيْثِهَا مِنْ بَعْضٍ وَاَثْبَتَ لَهُ اِقْتِصَاصًا وَ
قَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمُ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ
وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَاِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ اَوْعٰى لَهُ مِنْ
بَعْضٍ قَالُوْا قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا
اَرَادَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ اَزْوَاجِهٖ وَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ
غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ
مَا اُنْزِلَ الْحِجَابُ فَكُنْتُ اُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجٍ وَاُنْزَلُ فِيْهِ فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا
فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهٖ تِلْكَ وَقَفَلَ دَنَوْنَا
مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِيْنَ اٰذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ اٰذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ

سے بیان دیا جبکہ ان کے بارے میں بہتان لگانے والوں نے جو کچھ کہا اور ہر ایک نے مجھے ان کی حدیث کا کچھ واقعہ بیان کیا اور اُن میں سے بعض کو دوسروں سے ام المؤمنین کی حدیث کو زیادہ محفوظ کیا ہے اور اس کو بیان کرنے میں زیادہ معتبر ہیں (زہری نے کہا) میں نے اُن میں سے ہر ایک سے وہ حدیث یاد کی ہے جو اُنھوں نے مجھے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے خبر دی اور بعض کی حدیث بعض کی حدیث کی تصدیق کرتی ہے اگرچہ بعض نے بعض سے حدیث زیادہ محفوظ کی ہے۔ انہوں نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے جس کا قرعہ میں نام نکلتا اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہ سفر میں لے جاتے۔ مائی صاحبہ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ جو آپ نے لڑا، میں ہمارے درمیان قرعہ اندازی فرمائی تو اس میں میرا نام نکلا تو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی جبکہ پردہ کی آیت نازل ہو چکی تھی۔ میں ہودج (کجاوہ) میں سوار رہتی اور اسی میں اُتاری جاتی تھی۔ ہم چلے حتی کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو ہم واپسی میں مدینہ منورہ کے قریب آ گئے۔ ایک رات آپ نے

marfat.com
Marfat.com

فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَانِيْ اَقْبَلْتُ اِلٰى رَحْلِيْ
فَلَمَسْتُ صَدْرِيْ فَاِذَا عِقْدٌ لِيْ مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ
فَالْتَمَسْتُ عِقْدِيْ فَحَبَسَنِيْ اِبْتِغَآؤُهٗ قَالَتْ وَاَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوْا
يُرَحِّلُوْنَ لِيْ فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِيْ فَرَحَلُوْهُ عَلٰى بَعِيْرِيَ الَّذِيْ كُنْتُ اَرْكَبُ عَلَيْهِ
وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنِّيْ فِيْهِ وَكَانَ النِّسَآءُ اِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَهْبُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ
اللَّحْمُ اِنَّمَا يَاْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ
حِيْنَ رَفَعُوْهُ وَحَمَلُوْهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ فَسَارُوْا
وَوَجَدْتُّ عِقْدِيْ بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا
مِنْهُمْ دَاعٍ وَلَا مُجِيْبٌ فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِيَ الَّذِيْ كُنْتُ بِهٖ وَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ
سَيَفْقِدُوْنِيْ فَيَرْجِعُوْنَ اِلَيَّ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسَةٌ فِيْ مَنْزِلِيْ غَلَبَتْنِيْ عَيْنِيْ
فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَّرَآءِ

کوچ کا اعلان فرمایا تو جب لوگوں نے کوچ کی تیاری کی تو میں اُٹھی حتی کہ لشکر سے باہر چلی گئی جب میں نے قضاء حاجت کرلی تو اپنے کجاوہ کی طرف آئی میں نے اپنے سینہ کو مس کیا تو اچانک میرا ہار جو جزع ظفار سے تھا گر گیا ہے۔ میں واپس گئی اور ہار تلاش کرنے لگی تو اُس کی تلاش نے مجھے روک رکھا۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ لوگ جو میرا ہودج اُٹھاتے تھے آئے اور میرا ہودج اُٹھایا اور اس کو میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار تھی۔ ان کا خیال تھا کہ میں ہودج میں ہوں۔ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہُوا کرتی تھیں بھاری نہ ہوتی تھیں اور نہ ہی اُن پر زیادہ گوشت ہوتا تھا وہ صرف معمولی طعام کھاتی تھیں اس لئے جب لوگوں نے میرا ہودج اُٹھایا تو اس کے بھار کا انکار نہ کیا اور اس کو اُٹھا کر اُونٹ پر رکھ دیا میں چھوٹی عمر کی تھی لوگوں نے اُونٹ کو اُٹھایا اور روانہ ہوگئے اور لشکر جانے کے بعد میں نے ہار پالیا۔ تو میں ان کی جگہ پر آئی جبکہ وہاں کوئی نہ تھا۔ نہ بُلانے والا تھا اور نہ ہی جواب دینے والا تھا۔ تو میں اپنے ٹھکانے پر آئی جہاں میں تھی اور یہ خیال کیا کہ وہ عنقریب مجھے گم پائیں گے اور میری طرف واپس آئیں گے اسی اثنا میں

marfat.com
Marfat.com

الْجَيْشِ فَاَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِیْ فَرَاٰی سَوَادَ اِنْسَانٍ نَائِمٍ فَعَرَفَنِیْ حِیْنَ رَاٰنِیْ
وَكَانَ رَاٰنِیْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَیْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِیْنَ عَرَفَنِیْ فَخَمَّرْتُ
وَجْهِیْ بِجِلْبَابِیْ وَاللّٰهِ مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَیْرَ اسْتِرْجَاعِهٖ
وَهَوٰی حَتّٰی اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ فَوَطِیَٔ عَلٰی یَدِهَا فَقُمْتُ اِلَیْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ
یَقُوْدُ بِی الرَّاحِلَةَ حَتّٰی اَتَیْنَا الْجَیْشَ مُوْغِرِیْنَ فِیْ نَحْرِ الظَّهِیْرَةِ وَهُمْ
نُزُوْلٌ قَالَتْ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَ الْاِفْكِ عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ اُبَیِّ ابْنُ سَلُوْلٍ قَالَ عُرْوَةُ اُخْبِرْتُ اَنَّهٗ كَانَ یُشَاعُ وَیُتَحَدَّثُ بِهٖ
عِنْدَهٗ فَیُقِرُّهٗ وَیَسْتَمِعُهٗ وَیَسْتَوْشِیْهِ وَقَالَ عُرْوَةُ اَیْضًا لَمْ یُسَمَّ مِنْ
اَهْلِ الْاِفْكِ اَیْضًا اِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَمِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ وَحَمْنَةُ بِنْتُ
جَحْشٍ فِیْ نَاسٍ اٰخَرِیْنَ لَا عِلْمَ لِیْ بِهِمْ غَیْرَ اَنَّهُمْ عُصْبَةٌ كَمَا قَالَ اللّٰهُ

جبکہ میں سوئی ہوئی تھی میری آنکھوں نے مجھ پر غلبہ کر لیا اور میں سو گئی۔ صفوان بن مُعَطَّل سُلمی پھر ذکوانی لشکر کے پیچھے آ رہا تھا وہ میرے ٹھکانے پر آیا اور دُور سے سویا ہُوا کوئی شخص دیکھا اور جب مجھے دیکھا تو پہچان لیا حالانکہ اُس نے پردہ کی آئت کے نزول سے پہلے مجھے دیکھا ہُوا تھا میں اپنا چہرہ دوپٹے سے ڈھانپ لیا بخدا! ہم نے ایک بات بھی نہیں کی اور میں اس سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ،، کے سوا کوئی بات نہ سُنی۔ وہ اپنے اُونٹ سے اُترا اور اسے بٹھایا اور اس کا ہاتھ پاؤں سے دبائے رکھا۔ تو میں اُٹھی اور اس پر سوار ہو گئی اور وہ اُونٹ پکڑ کر پیدل چلنے لگا۔ حتی کہ ہم لشکر میں آ گئے جبکہ لوگ دوپہر کے وقت آرام کرنے اُترے تھے تو ہلاک ہو گیا وہ شخص جو ہلاک ہُوا اور جس نے بہتان کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ وہ عبداللہ بن اُبَیّ بن سَلُول (رئیس المنافقین) تھا۔ عروہ نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ اس کے پاس افک کی باتیں کی جاتی تھیں۔ وہ ان کی توثیق کرتا اور کان لگا کر سُنا کرتا اور آگے بیان کرتا تھا۔ عروہ نے کہا بہتان لگانے والوں کا نام سوا حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے دُوسرے لوگوں میں جن کا مجھے علم نہیں۔ ذکر نہیں کیا گیا۔ مگر اُن کی ایک جماعت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ،، ان کے سب سے بڑے کو عبداللہ بن

marfat.com
Marfat.com

تَعَالٰی وَاِنَّ کِبْرَ ذٰلِكَ یُقَالُ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیِّ ابْنُ سَلُوْلٍ قَالَ عُرْوَةُ کَانَتْ
عَائِشَةُ تَکْرَهُ اَنْ یُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ وَتَقُوْلُ اِنَّهُ الَّذِیْ قَالَ ؎ فَاِنَّ
اَبِیْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ ؎ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْکُمْ وِقَاءُ ؎ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَدِمْنَا
مِنَ الْمَدِیْنَةَ فَاشْتَکَیْتُ حِیْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ یُفِیْضُوْنَ فِیْ
فِیْ قَوْلِ اَصْحَابِ الْاِفْكِ لَا اَشْعُرُ بِشَیْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ وَهُوَ یَرِیْبُنِیْ فِیْ وَجَعِیْ
اَنِّیْ لَا اَعْرِفُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِیْ
کُنْتُ اَرٰی مِنْهُ حِیْنَ اَشْتَکِیْ اِنَّمَا یَدْخُلُ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُسَلِّمُ ثُمَّ یَقُوْلُ کَیْفَ تِیْکُمْ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَذٰلِكَ یَرِیْبُنِیْ
وَلَا اَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰی خَرَجْتُ حِیْنَ نَقَهْتُ فَخَرَجَتْ مَعِیَ اُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ
الْمَنَاصِعِ وَکَانَ مُتَبَرَّزَنَا وَکُنَّا لَا نَخْرُجُ اِلَّا لَیْلًا اِلٰی لَیْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ
اَنْ تُتَّخَذَ الْکُنُفُ قَرِیْبًا مِّنْ بُیُوْتِنَا وَاَمْرُنَا اَمْرُ الْعَرَبِ الْاُوَلِ فِی
الْبَرِّیَةِ قِبَلَ الْغَائِطِ وَکُنَّا نَتَاَذّٰی بِالْکُنُفِ اَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُیُوْتِنَا

اُبَیّ بن سلول کہا جاتا ہے۔ عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو اچھا نہ سمجھتی تھیں کہ اُن کے پاس حسانؓ کو گالی دی جائے اور فرمایا کرتی تھیں۔ اُسی نے یہ کہا ہے ؎

فَاِنَّ اَبِیْ وَ وَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ ؎ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْکُمْ وِقَاءُ

"یعنی میرا باپ دادا اور میری عزت ؎ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا تم سے بچاؤ ہے"

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم مدینہ منورہ میں آئے جب ہم آئے تو میں مہینہ بھر بیمار رہی اور لوگ بہتان لگانے والوں کی باتوں میں مشغول تھے مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا۔ بیماری کی حالت میں مجھے کچھ شک گزرا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ لطف اور مہربانی نہ دیکھتی تھی جو آپ سے بیماری کی حالت میں دیکھا کرتی تھی۔ صرف یہ بات تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور سلام فرمانے کے بعد فرماتے کیسا حال ہے؟

marfat.com
Marfat.com

قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ اِبْنَةُ اَبِیْ رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَاُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ فَاَقْبَلْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِیْ حِيْنَ فَرَغْنَا مِنْ شَانِنَا فَعَثَرَتْ اُمُّ مِسْطَحٍ فِیْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ اَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَتْ اَیْ هَنْتَاهْ وَلَمْ تَسْمَعِیْ مَا قَالَ قَالَتْ وَقُلْتُ مَا قَالَ فَاَخْبَرَتْنِیْ بِقَوْلِ اَهْلِ الْاِفْكِ قَالَتْ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰی مَرَضِیْ فَلَمَّا رَجَعْتُ اِلٰی بَيْتِیْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيْكُمْ فَقُلْتُ لَهٗ اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اٰتِیَ اَبَوَیَّ قَالَتْ وَاُرِيْدُ اَنْ اَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَاَذِنَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِاُمِّیْ يَا اُمَّتَاهْ مَاذَا يُتَحَدَّثُ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِیْ عَلَيْكِ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا

پھر آپ چلے جاتے پس اس سے مجھے کچھ شک ہُوا اور مجھے شرارت کا شعور تک نہ تھا حتی کہ جب میں کمزور ہوگئی تو باہر نکلی اور مسطح کی والدہ کے ساتھ مَنَاصِع کی طرف نکلے اور وہ ہماری قضاءِ حاجت کی جگہ تھی۔ ہم رات کو ہی باہر جایا کرتے تھے اور یہ ہمارے گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے پہلے کی بات ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جنگل میں جاکر قضاءِ حاجت کرنے میں ہمارا دستور وہی تھا جو پہلے عربوں کا تھا اور ہم اپنے گھروں میں بیت الخلاء بنانے اچھا نہ سمجھتے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اور مِسْطح کی والدہ باہر نکلے اور وہ ابورُہم بن مُطلب بن عبد مناف کی بیٹی ہے اور اس کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہے جو ابوبکر صدیق کی خالہ ہے اور اس کا بیٹا مِسْطح بن اُثاثہ بن عباد بن عبد المُطلب ہے۔ جب میں اور اُمِّ مِسْطح قضاءِ حاجت سے فارغ ہوکر اپنے گھر کی طرف آئیں تو مِسْطح کی والدہ چادر میں پھسل کر گر پڑی اور کہنے لگی مِسْطح مَر جائے۔ میں نے اسے کہا تو نے بہت بُری بات کی ہے۔ کیا تو ایسے شخص کو گالی دیتی ہے جو جنگِ بدر میں شریک رہا ہے۔ اُس نے کہا اے بھولی بی بی کیا تو نے نہیں سُنا جو لوگ کہتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے کہا کیا کہا ہے؟ اُس نے بہتان لگانے والوں کا واقعہ ذکر کیا۔ فرمایا میں پہلے بیمار تھی اس

marfat.com

Marfat.com

كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا
قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ
تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ
أَصْبَحْتُ أَبْكِي قَالَتْ وَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ
أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيرُهُمَا
فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ
أُسَامَةُ أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ أَيْ بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ قَالَتْ
لَهُ بَرِيرَةُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ
غَيْرَ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ
فَتَأْكُلُهُ قَالَتْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ

سے میری بیماری اور زیادہ ہوگئی جب میں اپنے گھر آئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور فرمایا تمہارا کیسا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کیا آپ مجھے اپنے ماں باپ کے ہاں جانے کی اجازت دیتے ہیں؟ ام المؤمنین نے فرمایا میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اپنے والدین سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت فرما دی۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا اے پیاری والدہ لوگ کیا باتیں کرتے ہیں انھوں نے کہا اے میری پیاری بیٹی ایسی باتوں کا خیال نہ کرو۔ بخدا! کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی خوبصورت عورت ہو اور اس کے شوہر کو اس سے محبت ہو اور اس کی سوکنیں ہوں تو وہ اس سے حسد کرتی ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سبحان اللہ! لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں فرمایا میں ساری رات روتی رہی میرے آنسو نہیں رکتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی۔ پھر صبح کو روتی رہی فرمایا جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَعْذِرُنِيْ
مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ عَنْهُ اَذَاهُ فِيْ اَهْلِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا
وَلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا وَمَا يَدْخُلُ عَلٰى اَهْلِيْ اِلَّا مَعِيَ
قَالَتْ فَقَامَ سَعْدٌ اَخُوْ بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ فَقَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْذِرُكَ
فَاِنْ كَانَ مِنَ الْاَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ وَاِنْ كَانَ مِنْ اِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ
اَمَرْتَنَا اَمَرَكَ قَالَتْ وَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ اُمُّ حَسَّانٍ بِنْتَ
عَمِّهٖ مِنْ فَخِذِهٖ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ قَالَتْ وَكَانَ
قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ
اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهٗ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰى قَتْلِهٖ وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَا اَحْبَبْتَ اَنْ
يُقْتَلَ فَقَامَ اُسَيْدُ ابْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ
كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهٗ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ قَالَتْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اُسامہ بن زید کو بُلایا جبکہ وحی کے نزول میں تاخیر ہُوئی۔ آپ اُن سے پوچھتے تھے اور اپنی بیوی کے فراق میں مشورہ کرنا چاہتے تھے۔ اُسامہ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا جو حضور کی بیوی کی پاکدامنی جانتے تھے اور جو وہ اہل بیت کی اپنے دل میں محبت جانتے تھے۔ پس اُسامہ نے کہا وہ آپ کی بیوی ہے۔ بخدا ہم ان میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتے ہیں؛ لیکن علی بن ابی طالب نے کہا یا رسُول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر تنگی نہیں کی۔ اس (ام المؤمنین) کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ آپ بریرہ سے دریافت کر لیجئے وہ آپ سے سچی بات کرے گی۔ ام المؤمنین نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بُلایا اور فرمایا اے بریرہ کیا تو نے عائشہ میں کچھ دیکھا ہے جس سے تجھے کوئی شک ہوتا ہو بریرہ نے کہا اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق سے بھیجا ہے۔ میں نے عائشہ میں کچھ نہیں دیکھا میں نے اُس میں اس سے زیادہ نہیں دیکھا جسے میں معیوب خیال کروں کہ وہ کمسن لڑکی ہے۔ آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے۔ گھر پلو بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی روز خطبہ دیا اور عبداللہ بن ابی سلول سے انصاف

marfat.com
Marfat.com

فَثَارَ الْحَيَّانِ الْاَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا اَنْ يَقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَتْ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ قَالَتْ فَبَكَيْتُ يَوْمِيْ ذٰلِكَ كُلَّهٗ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ وَاَصْبَحَ اَبَوَايَ عِنْدِيْ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَلَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ حَتّٰى اَنِّيْ لَاَظُنُّ اَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ فَبَيْنَا اَبَوَايَ جَالِسَانِ عِنْدِيْ وَاَنَا اَبْكِيْ فَاسْتَاْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِيْ مَعِيْ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِيْ مُنْذُ قِيْلَ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى اِلَيْهِ فِيْ شَاْنِيْ بِشَيْءٍ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ اِلَيْهِ

کی بات چاہی جبکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرمایا اے مسلمانو! کون ہے جو ایسے شخص کے مقابلہ میں میری مدد کرے جس سے مجھے میری بیوی کے متعلق اذیت پہنچی ہے بخدا! میں نے اپنی بیوی کے بارے میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا لوگوں نے ایسے شخص کا ذکر کیا ہے۔ جس کے متعلق میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ گھر میں داخل ہوا کرتا تھا۔ سعد بن معاذ کھڑے ہوئے جو قبیلہ بنی عبد الاشہل کے سردار ہیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!! میں یا رسول اللہ آپ کی مدد کرتا ہوں۔ اور اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اگر وہ شخص اوس قبیلہ سے ہے تو میں اس کی گردن اڑاتا ہوں۔ اور اگر وہ ہمارے قبیلہ خزرج سے ہے تو آپ حکم فرمائیں۔ ہم آپ کا حکم پورا کریں گے (یہ سن کر) قبیلہ خزرج سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ حسان بن ثابت کی والدہ اس کے چچا کی بیٹی تھی اور اس کے قبیلہ سے تھی وہ سعد بن عبادہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ ام المؤمنین نے

marfat.com
Marfat.com

فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضَى
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ قَلَصَ دَمْعِيْ حَتّٰى مَا أُحِسُّ
مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِأَبِيْ أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّيْ فِيْمَا
قَالَ فَقَالَ أَبِيْ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ
وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ مِنَ الْقُرْاٰنِ كَثِيْرًا إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ
لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ فِيْ أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهٖ فَلَئِنْ
قُلْتُ لَكُمْ إِنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
أَنِّيْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّيْ فَوَاللّٰهِ لَا أَجِدُ لِيْ وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوْسُفَ
حِيْنَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ
وَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ حِيْنَئِذٍ بَرِيْئَةٌ وَأَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِيْ
بِبَرَاءَتِيْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِيْ شَأْنِيْ وَحْيًا يُتْلٰى

نے فرمایا۔ اس واقعہ سے پہلے وہ نیک مرد تھے۔ لیکن قبیلہ کی غیرت نے اُن میں غُصّہ بھر دیا۔ اس نے سعد بن مُعاذ سے کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ بولتا ہے تو اس کو قتل نہیں کر سکتا اور نہ ہی تجھے اس کی قدرت ہے۔ اگر وہ تیرے قبیلہ سے ہوتا تو اس کو قتل کرنا پسند نہ کرتا (یہ سُن کر) اُسید بن حُضیر کھڑے ہُوئے جبکہ وہ سعد بن معاذ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ اُس نے سعد بن عبادہ سے کہا اللہ کی قسم تو جھوٹ بولتا ہے ہم اس کو ضرور قتل کریں گے تو منافق ہے منافقوں کی طرف سے جھگڑتا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا دونوں قبیلے اَوس اور خزرج بھڑک گئے حتی کہ لڑائی کے لئے تیار ہو گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر کھڑے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش کراتے رہے۔ حتی کہ وہ خاموش ہو گئے فرمایا میں سارا دن روتی رہی میرے آنسو نہیں رُکتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی۔ فرمایا میرے والدین صبح کو میرے پاس آئے حالانکہ میں دو راتیں اور ایک دن روتی رہی تھی میرے آنسو نہیں رکتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی۔ حتی کہ مجھے گمان ہُوا کہ رونا میرا جگر پھاڑ دے گا ایک دفعہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہُوئے تھے اور میں رو رہی تھی۔ ایک انصاریہ عورت نے مجھ سے

marfat.com
Marfat.com

لَشَانِي فِي نَفْسِي كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِاَمْرٍ وَلٰكِنْ كُنْتُ
اَرْجُوْ اَنْ يُرَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ
بِهَا فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَهٗ وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ
مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَاَخَذَهٗ مَا كَانَ يَاْخُذُهٗ مِنَ الْبُرَحَآءِ
حَتّٰى اَنَّهٗ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ الْعَرَقِ مِثْلُ الْجُمَانِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ
الْقَوْلِ الَّذِي اُنْزِلَ عَلَيْهِ قَالَتْ فَسُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
يَضْحَكُ فَكَانَتْ اَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اَنْ قَالَ يَا عَائِشَةُ اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ
بَرَّاَكِ قَالَتْ فَقَالَتْ لِيْ اُمِّيْ قُوْمِيْ اِلَيْهِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَيْهِ فَاِنِّيْ
لَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰهَ قَالَتْ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ الْعَشْرَ
الْاٰيَاتِ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَاءَتِيْ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ
عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ اُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَفَقْرِهٖ وَاللّٰهِ لَا اُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا

اجازت طلب کی تو میں نے اس کو اجازت دے دی وہ بیٹھ گئی اور میرے ساتھ رونا شروع کیا۔ ہم اسی حال میں تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے حالانکہ اس سے پہلے جس دن سے میرے متعلق قیل قال ہوتی رہی۔ آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ ٹھہرے میرے بارے میں کوئی وحی نازل نہ ہوئی۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا جبکہ آپ بیٹھے پھر فرمایا۔ اما بعد۔ اے عائشہ مجھے تمہاری طرف سے ایسی ایسی بات پہنچی ہے۔ اگر تم بری ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں بری کرے گا اور اگر تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ سے استغفار کرو اور اس کے حضور توبہ کرو؛ کیونکہ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کرلے پھر توبہ کرلے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام پورا کرلیا تو میرے آنسو رک گئے حتی کہ میں ایک قطرہ آنسو محسوس نہ کرتی تھی اور اپنے باپ سے کہا جو کچھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری طرف سے آپ جواب دیں تو میرے باپ نے کہا بخدا! میں نہیں جانتا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے

marfat.com
Marfat.com

ابدًا بَعْدَ الَّذِیْ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ
مِنْكُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ قَالَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّیْقُ بَلٰی وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّ
اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لِیْ فَرَجَعَ اِلٰی مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِیْ كَانَ یُنْفِقُ عَلَیْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ
لَا اَنْزِعُهَا مِنْهُ اَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
سَاَلَ زَیْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ اَمْرِیْ فَقَالَ لِزَیْنَبَ مَاذَا عَلِمْتِ اَوْ
رَاَیْتِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْمِیْ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَیْرًا

کہا آپ اس بارے میں میری طرف سے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جواب دیں۔ اُنہوں نے بھی کہا بخدا! میں نہیں جانتی ہوں کہ میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کیا جواب دوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں کمسن لڑکی ہوں میں نے زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا۔ بخدا میں یقیناً جانتی ہوں کہ تم نے وہ باتیں سُنی ہیں جن میں لوگ مشغول ہیں اور تمہارے دلوں میں وہ مستحکم ہوگئی ہیں اور تم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کروگے اور اگر میں تمہارے سامنے کسی بات کا اعتراف کرلوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اُس سے بری ہوں۔ تو تم میری تصدیق کروگے بخدا! میں تمہاری اور اپنی مثال یوسف کے باپ کی طرح پاتی ہوں جب اُنھوں نے کہا صبر اچھا ہے اور جو باتیں تم بیان کرتے ہو ان میں اللہ ہی مدد گار رہے۔ پھر میں نے اپنے بستر پر کروٹ بدل لیا اور اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں اور اللہ بری کرنے والا میری برأت کرے گا لیکن بخدا میرا یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری شان میں وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت کی جائے گی البتہ میرے دل میں میرا حال اس سے کمزور تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں کوئی کلام فرمائے لیکن مجھے یہ اُمید تھی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نیند میں خواب دیکھیں گے جس میں اللہ مجھے بری کرے گا۔ خدا کی قسم۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس مجلس سے جُدا نہ ہوئے اور نہ ہی کوئی گھر والوں سے باہر نکلا تھا۔ حتیٰ کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور آپ کو وحی کی شدت ہونے لگی جو نزولِ وحی کے وقت شدت ہوتی تھی حتیٰ کہ سخت سردی کے دن آپ سے موتیوں جیسے پسینے کے قطرے گرتے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شدت زائل ہوئی اور آپ ہنس رہے تھے۔ اور پہلا کلمہ جو آپ نے فرمایا وہ یہ تھا۔ اے عائشہ اللہ کی حمد کرو اللہ نے تجھے بری کردیا ہے۔ میری والدہ نے مجھے کہا اے عائشہ اُٹھ کر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جاؤ (یعنی آپ کے واسطہ سے تیری برأت

marfat.com
Marfat.com

قَالَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ الَّتِيْ تُسَامِيْنِيْ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ قَالَتْ وَطَفِقَتْ اُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنِيْ مِنْ حَدِيْثِ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ ثُمَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهٗ مَا قِيْلَ لَيَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا كَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ اُنْثٰى قَطُّ قَالَتْ ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ہوئی آپ کا شکر ادا کرو) میں نے کہا بخدا۔ میں آپ کے پاس نہیں جاتی اور میں تو صرف اللہ کا شکر کرتی ہوں تو اللہ نے یہ آیات نازل کیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ الخ یہ دس آیات ہیں اور اللہ تعالیٰ نے میری برأت میں یہ نازل فرمائیں۔ ابوبکر صدیق نے کہا جبکہ وہ مسطح بن اثاثہ پر ان کی قرابت اور غربت کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے۔ خدا کی قسم میں مسطح پر کچھ خرچ نہیں کروں گا جبکہ اس نے عائشہ کے بارے میں کہا جو بھی کہا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : لَا یَاْتَلِ اُولُوا الفضل الخ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں خدا کی قسم مجھے یہ محبوب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخشے اور مسطح کو بدستور وہی دینا شروع کیا جو پہلے دیتے تھے اور فرمایا خدا کی قسم میں اس سے خرچہ کبھی نہیں روکوں گا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے میرے قصہ کے متعلق پوچھا اور فرمایا اے زینب تو کیا جانتی ہے یا تو نے کیا دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنی سماعت اور بصارت کی حفاظت کرتی ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ وہ عورت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے مجھ پر فخر کرتی تھیں اور حسن و جمال میں میری ہمسر تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تقویٰ کے باعث بچا لیا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ان کی ہمشیرہ حَمْنَہ بنت جحش نے محاربت کی اور تعصب کیا اور ہلاک ہونے والوں میں ہلاک ہوگئی۔ ابن شہاب زہری نے کہا پس یہ واقعہ مجھے ان لوگوں سے پہنچا ہے۔ پھر عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ کی قسم! جس شخص کے متعلق کہا گیا جو بھی کہا گیا وہ کہتا تھا سبحان اللہ! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں نے کسی عورت کا کپڑا نہیں اٹھایا فرمایا پھر وہ اس کے بعد اللہ کی راہ میں شہید ہوگیا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۳۸۷۵ — شرح : یہ باب غزوۂ انمار کے بیان میں ہے۔ انمار ایک قبیلہ ہے۔ اس کو غزوہ

marfat.com
Marfat.com

بنی انمار بھی کہتے ہیں۔ علامہ سیوطی نے کہا غزوۂ انمار ہی غزوہ ذاتِ رقاع ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا اس جگہ اس باب کو ذکر کرنا مناسب نہیں۔ اس کا محل غزوہ بنی مصطلق سے قبل ہے۔ زہری نے کہا چار راویوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روائت کی ہے اور وہ عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہیں "رضی اللہ عنہم" ان میں سے بعض نے بعض سے زیادہ محفوظ کی ہے۔ لیکن یہ واقعہ درست ہے۔ مذکور کلام کا حاصل یہ ہے کہ ان چار اشخاص سے یہ پوری حدیث منقول ہے۔ ہر ایک نے پوری حدیث نقل نہیں کی۔ زُہری کا اِن حضرات سے روائت جمع کرنے میں کراہت نہیں کیونکہ یہ چاروں حفاظ ثقات اور عظماء تابعین میں سے ہیں اُن میں سے ہر ایک کا کلام حجت ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کا بڑا عبداللہ بن ابی بن سلول نے اُٹھایا تھا اور حسان بن ثابت، مسطح اور حمنہ بنت جحش بھی اس میں شریک تھے، لیکن ان حضرات کا دشمنانِ رسول کی باتوں سے اتفاق کرنا کسی صورت اچھا نہ تھا۔ ان کو لائق یہ تھا کہ جو بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا سبب ہو اس میں زبان ہرگز نہ کھولتے اور یوں کہتے ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ایسی بات کریں۔ یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ محبت کا مقتضیٰ بھی یہی ہے۔ قولہ ما کشفت الخ یعنی میں نے کبھی عورت کا کپڑا نہیں اُٹھایا یعنی کبھی عورت سے جماع نہیں کیا ثقہ روائت سے ثابت ہے کہ صفوان عِنِین (نامرد) تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے بعد وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوگیا۔ ابنِ اسحاق نے کہا اِن آیات کے نزول کے بعد سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور یہ آیات ذکر فرمائیں جن میں بہتان لگانے والے منافقوں کے لئے سخت زجر ہے۔ پھر مسطح بن اثاثہ، حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش پر حدِ قذف قائم کی۔ اُنھوں نے ہی تُمے الفاظ کا اظہار کیا تھا۔ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی تھی اور پروردگارِ عرش عظیم کو انہی لوگوں نے ناراض کیا تھا۔ تعجب تو یہ ہے کہ حسان بن ثابت جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثناخواں تھے۔ اور آپ سے والہانہ محبت کرتے تھے نے کیسے یہ جرأت کی۔ روائت ہے کہ آخر عمر تک وہ نادم ہوتے رہے۔ ایک روائت میں ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ثناء میں قصیدہ لکھا اور ام المؤمنین کو سنانا چاہا لیکن آپ نے سُننے سے انکار کر دیا لیکن آپ یہ بھی پسند نہ کرتی تھیں کہ ان کی موجودگی میں حسان کو سخت الفاظ سے یاد کیا جائے۔ اور فرماتی تھی وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدّاح ہیں۔ اور آپ کی طرف سے کفار کی ہجو کیا کرتے ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مردوں اور ایک عورت کو حدِ قذف لگانے کا حکم فرمایا اہل سُنن نے یہ روائت کی ہے کہ ان پر حد قائم کی گئی۔ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح حسن کہا ہے اور ابو داؤد نے ان کے نام بھی ذکر کئے ہیں۔ البتہ واقدی نے کہا کہ ان پر حد قائم نہیں کی گئی لیکن یہ صحیح احادیث کے خلاف ہے (محدث دہلوی)

علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ صفوان بن معطل عورتوں کے پاس جانے سے معذور تھے کیونکہ وہ

marfat.com
Marfat.com

۳۸۷۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَمْلَأَ عَلَيَّ هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ مِنْ حِفْظِهٖ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ لِيْ الْوَلِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ اَبَلَغَكَ اَنَّ عَلِيًّا كَانَ فِيْمَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ قَدْ اَخْبَرَنِيْ رَجُلَانِ مِنْ قَوْمِكَ اَبُوْسَلَمَةَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُمَا كَانَ عَلِيٌّ مُسَلِّمًا فِيْ شَانِهَا

نامرد تھے۔ اس مقام میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت نصّ قرآن سے ثابت ہے اور یہ براءۃ قطعیہ ہے جو کوئی اس میں ذرہ بھر شک کرے وہ کافر ہے (حدیث ۲۴۱۵ کی شرح دیکھیں)

۳۸۷۶ — ترجمہ : زہری سے روایت ہے اُنہوں نے کہا مجھے ولید بن عبدالملک نے کہا کیا تمہیں یہ روایت پہنچی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہتان لگایا تھا؟ میں نے کہا نہیں لیکن تیری قوم کے دو مَردوں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے مجھے خبر دی ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں فرمایا کہ علی ان کی شان میں خاموش تھے۔ انہوں نے زہری سے پھر پوچھا تو اُنہوں نے اس کے سوا کوئی جواب نہ دیا۔ قدیم نسخہ میں اس طرح ہے (مسلّما)

۳۸۷۶ — شرح : قولہ مُسَلِّمًا بکسر اللام اور بفتح اللام پڑھا جاتا ہے۔ اگر بکسر اللام ہو تو یہ تسلیم سے امر بمعنی سکوت ہے۔ اور اگر بفتح اللام ہو تو بمعنی سلامتی ہے۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ ام المؤمنین پر بہتان میں مشغول ہونے سے سلامتی میں تھے۔ بعض روایات میں مسلّما کی جگہ مُسَیِّئًا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناممکن ہے کہ وہ اہلِ افک کی بات کریں لہٰذا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ حضرت علی نے کہا تھا : وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ ،، یعنی ان کے علاوہ عورتیں بہت ہیں۔ اس میں اُنہوں نے اساءت کی تھی۔ شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقوں کے بہتان لگانے کے باعث بہت غمناک دیکھا

marfat.com
Marfat.com

۳۸۷۷ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الْجُعْفِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَتْنِىْ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِىْ اُمُّ رُوْمَانَ وَهِىَ اُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا اَنَا قَاعِدَةٌ اَنَا وَعَائِشَةُ اِذْ وَلَجَتْ اِمْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَتْ فَعَلَ اللّٰهُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ فَقَالَتْ اُمُّ رُوْمَانَ وَمَا ذَاكِ قَالَتْ اِبْنِىْ فِىْ مَنْ حَدَّثَ الْحَدِيْثَ قَالَتْ وَمَا ذَاكِ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ عَائِشَةُ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ وَاَبُوْبَكْرٍ قَالَتْ نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا فَمَا اَفَاقَتْ اِلَّا وَعَلَيْهَا حُمّٰى بِنَافِضٍ فَطَرَحْتُ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا فَغَطَّيْتُهَا فَجَآءَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا شَاْنُ هٰذِهٖ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَتْهَا الْحُمّٰى بِنَافِضٍ قَالَ فَلَعَلَّ فِىْ

دیکھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی تمام دوستیوں سے مقدم سمجھی تو آپ کی تسلی کے لئے یہ کلام فرمایا تھا اس کا یہ معنیٰ نہیں جو کم فہم لوگوں نے سمجھا ہے کہ سرورِ اولیاء رضی اللہ عنہ کو ام المؤمنین سے کچھ کدورت تھی انہوں نے کہا عائشہ کے علاوہ اور عورتیں بہت ہیں۔ لیکن یہ مفہوم غلط اور باطل ہے؛ کیونکہ ایسے کامل حضرات کے دلوں میں ایک دوسرے کے متعلق قطعاً حسد یا کدورت نہ تھی وہ اس سے مبرا تھے قولہ "فَرَاجَعَتْهُ فَلَمْ يُرَاجِعْ" یعنی انہوں نے اس مسئلہ میں زہری سے تکرار کیا اور کچھ کہنے کے لئے کہا تو زہری نے اس کے سوا کوئی جواب نہ دیا۔ معمر نے کہا زہری نے "مُسْلِمًا" کہا اور اس کو شک سے ذکر نہ کیا۔ نیز اس میں لفظ "عَلَيْهِ" کا اضافہ کیا یعنی "فَلَمْ يُرَاجِعْ عَلَيْهِ اى على الوليد (عینی)، کرمانی نے کہا قدیم نسخہ میں "مُسْلِمًا" ہے "مُتَبَسِّمًا" نہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اسی کی تصویب کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۸۷۷ — ترجمہ: مسروق بن اجدع نے بیان کیا کہ مجھے ام المؤمنین عائشہ کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ایک دفعہ میں اور عائشہ بیٹھی ہوئی تھیں کہ اچانک ایک انصاریہ عورت آئی اور کہنے لگی فلاں کو اللہ ایسا ایسا کرے۔ ام رومان نے کہا کیا بات

marfat.com
Marfat.com

حَدِيثٍ تُحَدَّثُ قَالَتْ نَعَمْ فَقَعَدَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنْ قُلْتُ لَا تَعْذِرُوْنِيْ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ قَالَتْ فَانْصَرَفَ وَلَمْ يَقُلْ لِيْ شَيْئًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عُذْرَهَا قَالَتْ بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ وَلَا بِحَمْدِكَ

ہے اُس نے کہا میرا بیٹا بھی ان لوگوں میں شامل ہے جنہوں نے یہ بات کی ہے ام رومان نے کہا وہ کیا ہے۔ اُس نے کہا ایسا ایسا (اور بہتان ذکر کیا) عائشہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سُنی ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! عائشہ نے کہا ابوبکر نے بھی سُنی ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں (یہ سُن کر) عائشہ بے ہوش ہو کر گر پڑی جب ہوش آیا تو اسے تپ لرزہ تھا۔ میں نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور ڈھانپ دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا ان کا حال کیسا ہے میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ انہیں تپ لرزہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شائد اس بات کے باعث جو بیان کی جاتی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں (یہ سُن کر) عائشہ اُٹھیں اور کہا اللہ کی قسم! اگر میں قسم کھاؤں تو تم میری تصدیق نہ کرو گے اور اگر میں کہوں (کہ میں لشکر کے پیچھے اس لئے رہ گئی تھی کہ میرا ماہر گم ہو گیا تھا) تو تم میرا عذر قبول نہ کرو گے۔ میری مثال اور تمہاری مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کی مثال ہے۔ تمہاری باتوں پر اللہ میرا مددگار ہے۔ ام رومان نے کہا آپ واپس چلے گئے اور کوئی بات نہ کی پھر اللہ تعالیٰ نے عائشہ کا عذر نازل فرمایا تو عائشہ نے کہا میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں اور کس کا شکر نہیں کرتی اور نہ آپ کا۔

۳۸۷۷ — شرح : قولہ حدثتنی ام رومان الخ یعنی مسروق نے کہا مجھ سے ام رومان نے بیان کیا۔ خطیب اور دیگر محدثین نے اشکال بیان کیا کہ ام رومان جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فوت ہو گئی تھیں۔ اور مسروق صحابی نہیں کیونکہ وہ یمن سے آپ کی وفات کے بعد ابوبکر یا عمر فاروق کے عہد خلافت میں آئے تھے۔ واقدی نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔ ابن حجر نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ واقدی کا قول معتبر نہیں وہ صحیح روائت کا معارضہ نہیں کر سکتا۔ ابن ابراہیم حربی نے یقین سے بیان کیا کہ مسروق کا ام رومان سے سماع ثابت ہے۔ اور کہا مسروق سماع حدیث کے وقت پندرہ برس کے تھے۔ لہٰذا یہ عمر فاروق کی خلافت کے زمانہ میں ہو سکتا ہے جبکہ اوّل ہجری میں اس کی پیدائش ہو۔ قسطلانی اور ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہا جاتا ہے کہ ام رومان جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زندہ تھیں۔ سیوطی نے جامع الاصول میں کہا کہ بعض علماء نے کہا ام رومان سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لمبا عرصہ بقید حیات رہیں (حدیث ۱۴۹۵ کی شرح دیکھیں) احادیث الانبیاء باب قولہ تعالیٰ لقد کان فی یوسف و اخوتہ۔

marfat.com
Marfat.com

۳۸۷۸ــــ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ کَانَتْ تَقْرَأُ اِذْ تَلِقُوْنَہٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ وَتَقُوْلُ الْوَلْقُ الْکَذِبُ قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ وَکَانَتْ اَعْلَمَ مِنْ غَیْرِھَا بِذٰلِکَ لِاَنَّہٗ نَزَلَ فِیْھَا ۳۸۷۹ــ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَۃُ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ ذَھَبْتُ اَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَۃَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّہٗ فَاِنَّہٗ کَانَ یُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ عَائِشَۃُ اِسْتَاْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھِجَآءِ الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ کَیْفَ بِنَسَبِیْ قَالَ لَاَسُلَّنَّکَ مِنْھُمْ کَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَۃُ مِنَ الْعَجِیْنِ وَقَالَ مُحَمَّدٌ ثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ فَرْقَدٍ سَمِعْتُ ھِشَامًا عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَبَبْتُ حَسَّانَ وَکَانَ مِمَّنْ کَثَّرَ عَلَیْھَا

۳۸۷۸ــــ ترجمہ : ابن ابی مُلیکہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ اُنہوں نے اِذْ تَلِقُوْنَہٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ ،، پڑھا (جس وقت تم اپنی زبانوں سے جھوٹ بولتے تھے) اور فرمایا ، وَلَقٌ ، کا معنی جھوٹ ہے۔ ابن ابی مُلیکہ نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اپنے غیر سے اس کو زیادہ جانتی ہیں کیونکہ یہ آپ کے حق میں نازل ہُوئی ہے۔

۳۸۷۸ــــ شرح : قولہ تلقونہ ،، یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا تَلِقُوْنَہٗ کا لام مکسور اور قاف مضموم پڑھتی تھیں اور اس کی تفسیر یہ فرمائی کہ یہ ،، وَلَق ،، سے ہے اور اس کا معنی جھوٹ ہے۔ خطابی نے کہا اس کا معنی جھوٹ بولنے میں جلدی کرنا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمیشہ جھوٹ بولنا ،، یہ دراصل تولقونہ ،، تھا واؤ کسرہ اور علامت مضارع کے درمیان آکر گر گئی۔ عام لوگوں کی قراءت ،، تَلَقَّوْنَہٗ ،، تَلَقِّیْ سے ماخوذ ہے۔ اصل میں تَتَلَقَّوْنَہٗ تھا۔ ایک تاء کو حذف کر دیا گیا۔

۳۸۷۹ــــ ترجمہ : عبدہ نے ہشام سے اُنھوں نے اپنے والد عروہ سے روائت کی کہ میں ام المؤمنین کے پاس حسان بن ثابت کو بُرا بھلا کہنے لگا تو اُنھوں نے فرمایا اس کو بُرا بھلا نہ کہو وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کافروں سے جھگڑا کرتا تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا حسان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا۔ میرے نسب کا کیا

marfat.com
Marfat.com

۳۸۸۰ــــ حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ وَ عِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ یُنْشِدُهَا شِعْرًا یُشَبِّبُ بِاَبْیَاتٍ لَهٗ وَ قَالَ

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِیْبَةٍ ٭ وَتُصْبِحُ غَرْثٰی مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ ٭

فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ لٰکِنَّكَ لَسْتَ کَذٰلِكَ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَاْذَنِیْ لَهٗ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَاْذَنِیْ لَهٗ اَنْ یَدْخُلَ عَلَیْكِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ قَالَتْ وَاَیُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمٰی فَقَالَتْ لَهٗ اَنَّهٗ کَانَ یُنَافِحُ اَوْ یُهَاجِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

کرے گا (میں بھی تو قریش سے ہوں) عرض کیا میں آپ کو اُن سے ایسے نکالوں گا جیسے بال کو آٹے سے نکال لیا جاتا ہے۔ محمد بن عقبہ نے کہا ہم سے عثمان بن فرقد نے بیان کیا کہ میں نے ہشام کو اپنے والد سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے حسان کو برا بھلا کہا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا۔ جنہوں نے ام المؤمنین پر بہتان باندھا تھا۔

۳۸۷۹ــــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم قریش کو برا بھلا کہو گے تو میں بھی قریش سے ہوں میرے نسب کو کیا کرو گے؟ حسان نے کہا میں آپ کا نسب قریش سے ایسے نکال لوں گا جیسے بال آٹے سے نکال لیا جاتا ہے۔ بال کو اس لئے ذکر کیا کہ جب بال کو آٹے سے نکالا جائے تو بال کے ساتھ آٹے کا کچھ اثر باقی نہیں رہتا۔ بخلاف کسی اور شئی لکڑی وغیرہ کے کہ اس کو آٹے سے نکالتے وقت کچھ نہ کچھ آٹا اس کے ساتھ رہ جاتا ہے تو حسان کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ میں آپ کو قریش سے آٹے کے بال کی طرح نکالوں گا اور آپ کا نسب ہرگز متاثر نہ ہوگا جیسے بال کے ساتھ آٹا نہیں آتا۔

۳۸۸۰ــــ ترجمہ : مسروق نے کہا ہم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ اُن کے پاس حسان بن ثابت ان کی شان میں عمدہ اشعار پڑھتے تھے۔ اور کہا ؎ آپ پاکدامن باوقار ہیں انہیں شک و شبہ سے متہم نہیں کیا جاتا ٭ اس حال میں صبح کرتی ہیں کہ غافل عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہوتی ہیں (یہ سُن کر) ام المؤمنین نے فرمایا لیکن تم تو ایسے نہیں (یعنی تم نے مجھ پر بہتان باندھا تھا) مسروق نے کہا میں نے ام المؤمنین سے عرض کیا آپ اسے اپنے پاس حاضر ہونے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةُ الْحُدَيْبِيَةِ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الآيَةَ

کی اجازت کیوں دیتی ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان میں سے جو شخص بہتان کا سرغنہ بنا اس کو عظیم عذاب ہوگا۔ ام المؤمنین نے فرمایا۔ اس سے سخت عذاب کیا ہوگا کہ وہ اندھا ہو گیا ہے۔ ام المؤمنین نے اسے فرمایا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کافروں کی ہجو کیا کرتا تھا۔

۳۸۸۰ شرح : تشبیب کا معنی شاعر کا غزل سے متعلق ابیات کا ذکر کرنا ہے (کرمانی) شیخ دہلوی نے کہا تشبیب اسے کہتے ہیں جو شاعر مدح و ثنا سے پہلے ابیات ذکر کرتا ہے۔ جن میں محبوب کا حسن و جمال ذکر کرتا ہے۔ اور مدح کے علاوہ اور مطالب ذکر کرتا ہے۔ حَصَان ،، پاکدامن عورت جو مردوں سے علیحدہ رہے۔ رزانٌ ،، باوقار۔ مَا تُزَنّ ،، ان کو شک و شبہ سے متہم نہیں کیا جاتا غَرْثٰی ،، بھوکی۔ یعنی وہ کسی کی چغلی نہیں کرتیں کیونکہ چغلی کرنے والا شخص اپنے بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ غوافل پاک دامن عورتیں۔ غافلہ عورت وہ ہوتی ہے جس کو تہمت لگائی جائے تو وہ اس کا ذرہ خیال نہیں کرتیں اور نہ ہی ادھر متوجہ ہوتی ہیں اور اس سے غافل ہوتی ہیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ اس طرف ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اشارہ فرمایا : اَیُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمٰی ،، نابینا ہونے سے زیادہ سخت عذاب کیا ہوگا۔

باب ــــ غزوۂ حُدَیْبِیَّہ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : تحقیق اللہ مومنوں سے راضی ہوا جب کہ وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے ،،

حُدَیْبِیَّہ کی حاء مضموم دال مفتوح یاء ساکن باء مکسور اور آخری یاء مفتوحہ مخففہ ہے، لیکن عام محدثین اور فقہاء اس کو مشدد پڑھتے ہیں۔ یہ چھوٹا سا گاؤں ہے۔ وہاں ایک کنواں ہے جو مسجد شجرہ کے پاس ہے اس کے اور مدینہ منورہ کے درمیان نو مراحل ہیں اور مکہ مکرمہ وہاں سے ایک مرحلہ دور ہے۔ یہ شجرہ کیکر کا درخت ہے جس کے نیچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعت کی تھی۔ اس کنوئیں کے نام پر اس قریہ کو حدیبیہ کہا جاتا ہے۔ مذکورہ آیت کریمہ ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ حدیبیہ کے موقعہ پر یہ نازل ہوئی تھی۔ غزوہ حدیبیہ چھ ہجری کو ذی القعدہ کے مہینہ میں بمقام پیرو واقع ہوا۔ علامہ بیہقی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ زہری، قتادہ، ابن عقبہ

marfat.com
Marfat.com

۳۸۸۱ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَصَابَنَا مَطَرٌ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَكَافِرٌ بِیْ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَبِرِزْقِ اللّٰهِ وَبِفَضْلِ اللّٰهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِیْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَجْمِ كَذَا فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ كَافِرٌ بِیْ

اور ابن اسحاق بھی یہی کہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں نکلے اور عمرہ شوال میں کیا تھا۔ ابن سعد نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف تلواریں نیام میں کئے ہوئے نکلے تھے اور کوئی ہتھیار پاس نہ تھا اور ستر اونٹ ساتھ لے گئے تھے جن میں ابوجہل کا اونٹ تھا جو بدر کے روز غنیمت میں آیا تھا۔ آپ کے ہمراہ سولہ سو صحابہ تھے بعض نے چودہ سو بعض نے پندرہ سو ذکر کئے ہیں۔ امہات المؤمنین سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے ہمراہ تھیں۔ مشہور یہ ہے کہ پندرہ سو صحابہ تھے۔ حاکم نے اسی طرف میلان کیا ہے۔ بعض روایات میں تیرہ سو صحابہ کا ذکر ہے، لیکن یہ کوئی اختلاف نہیں؛ کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے اتفاق کی یہ وجہ ذکر کی ہے کہ جنہوں نے مجاہدین کے ساتھ عورتوں اور غلاموں کو ملایا انھوں نے زیادہ ذکر کیا ہے اور بعض نے ان کو ذکر نہ کیا تو کم تعداد ذکر کی بعض علماء نے کہا یہ کوئی تحدید نہیں تخمینہ ہے اور تخمینہ مختلف ہوتا رہتا ہے۔

ترجمہ : زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سال حدیبیہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ

۳۸۸۱ — علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو ایک رات ہمیں بارش نے آلیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول جانتے ہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا میرے بعض بندے صبح کرتے ہیں تو میرے ساتھ ایمان رکھتے ہیں اور بعض کفر کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے ہم پر بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور ستارے سے کفر کرتے ہیں اور جو یہ کہے کہ فلاں ستارہ طلوع ہونے کے باعث بارش ہوئی وہ ستارے

marfat.com
Marfat.com

۳۸۸۱ — حَدَّثَنَا مُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ
اَنَّ اَنَسًا اَخْبَرَهُ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ
فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ اِلَّا الَّتِيْ كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَةً مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ
وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْجِعِرَّانَةِ حَيْثُ قَسَمَ
غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهٖ

پر ایمان لاتے ہیں اور میرے ساتھ کفر کرتے ہیں۔

۳۸۸۱ — شرح : جاہلیت میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ کہا کرتے تھے فلاں ستارہ طلوع ہونے کے سبب بارش ہوئی ہے۔ اور اللہ کی نعمت کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر زجر فرمائی اور اسے کفر قرار دیا اہلِ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض اشیاء کو بارش کا سبب عادی بنایا ہے جیسے آگ کو جلانے کا سبب بنایا ہے۔ اگر اس طرح کوئی کہے کہ ٹھنڈی ہوا چلی ہے یا بادل آیا ہے بارش ہوگی تو یہ بارش کے عادی سبب ہیں مؤثر نہیں اس صورت میں انسان ایمان سے خارج نہ ہوگا۔ اگر ان کو بارش کے لئے مؤثر اعتقاد کرے تو کفر ہے۔ حدیث ع ۹۸۵ کی شرح دیکھیں۔ (باب یستقبل الامام الناس)۔

ترجمہ : قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ان کو خبر دی کہ

۳۸۸۲ — جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے سب ذوالقعدہ میں تھے سوا عمرہ جو حجۃ الوداع میں تھا۔ ایک عمرہ حدیبیہ ذوالقعدہ میں کیا دوسرا عمرہ آنے والے سال کے ذوالقعدہ میں تیسرا عمرہ جعرانہ ذوالقعدہ میں کیا جبکہ حنین کی غنیمتیں تقسیم فرمائیں اور چوتھا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ ہیں۔

حدیث ع ۱۷۶۹ کی شرح دیکھیں (باب کم اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

۳۸۸۳ — شرح : پہلے سال عمرہ نہیں کیا تھا اس سال مشرکین مکہ سے صرف صلح ہوئی تھی اور یہ طے پایا تھا کہ آئندہ سال عمرہ کریں گے۔ مسامحۃً اس کو عمرہ شمار کیا گیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیبیہ سے عمرہ کو کیسے عمرہ کہا گیا حالانکہ اس سال عمرہ نہیں ہوا تھا جبکہ مشرکوں نے آپ کو روک دیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ طواف سے روکے جانے کو بھی شمار کیا جاتا ہے اگرچہ اس کے افعال نہ کئے جائیں (کرمانی) الجعرانہ جیم مکسور عین ساکن راء مخففہ دوسری وجہ یہ کہ عین مکسور اور راء مشددہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ع ـــ میں گزرا ہے کہ نافع نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

۳۸۸۳ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ اِنْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُهُ وَلَمْ اُحْرِمْ

۳۸۸۴ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ تَعُدُّوْنَ اَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَّةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِاِنَآءٍ مِنْ مَآءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّ فِيْهَا فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ اِنَّهَا اَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابُنَا

جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا اگر آپ نے عمرہ کیا ہوتا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر مخفی نہ رہتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ملازمہ ممنوعہ ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت غائب ہوں گے یا وہ بھول گئے ہوں گے (کرمانی) جیسے کتاب العمرہ میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا ان میں سے ایک عمرہ رجب میں تھا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کیا عبداللہ ہر وقت ساتھ ہی رہتے تھے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبداللہ بن عمر کو اشتباہ ہو گیا ہے یا وہ بھول گئے ہیں یا وہ اس وقت غیب تھے"

۳۸۸۳ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا کہ ہم سالِ حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے پھر آپ کے اصحاب نے احرام باندھا اور میں نے احرام نہ باندھا تھا۔

(حدیث ۱۷۰۴ کی شرح دیکھیں) (کتاب الحج باب اذا صاد الحلال فاہدی للمحرم الصید اکلہ)

۳۸۸۴ ـــ ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا تم فتح مکہ کو فتح شمار کرتے ہو۔ ٹھیک ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

۳۸۸۵ — حَدَّثَنِیْ فَضْلُ بْنُ یَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ اَعْیَنَ اَبُوْعَلِیٍّ الْحَرَانِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاِسْحٰقَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّةِ اَلْفًا وَاَرْبَعَ مِائَةٍ اَوْ اَكْثَرَ فَنَزَلُوْا عَلٰی بِئْرٍ فَنَزَحُوْهَا فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَی الْبِئْرَ وَقَعَدَ عَلٰی شَفِیْرِهَا ثُمَّ قَالَ اِئْتُوْنِیْ بِدَلْوٍ مِنْ مَائِهَا فَاُتِیَ بِهٖ فَبَسَقَ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَاَرْوَوْا اَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰی ارْتَحَلُوْا

فتح مکہ فتح تھا لیکن ہم حدیبیہ کے روز بیعۃ الرضوان کو فتح شمار کرتے ہیں۔ ہم چودہ سو افراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور حدیبیہ کنواں ہے۔ ہم نے اس سے پانی نکالا اور اس میں ایک قطرہ باقی نہ چھوڑا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ کنوئیں کے پاس تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ گئے پھر پانی کا برتن منگوایا اور وضو فرمایا پھر کلی کی اور دعا فرمائی پھر بچا ہوا پانی کنوئیں میں ڈال دیا ہم نے اس کا تھوڑا سا وقت انتظار کیا پھر تو یہ ہوا کہ اس نے ہم کو اور ہمارے اونٹوں کو سیراب کر دیا۔

۳۸۸۴ — شرح : محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ سیوطی نے کہا یہ قدیم اختلاف ہے کہ قرآن کریم کی آیت میں فتح سے مراد کیا ہے تحقیق یہ ہے کہ اس آیت کریمہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا میں فتح سے مراد فتح صلح حدیبیہ ہے، کیونکہ یہ فتح مکہ کا مقدمہ تھی کیونکہ اس صلح سے لوگوں کو امان ملی اور مشرکوں سے جنگ و قتال ختم ہو گئی اور اسلام کے غلبہ کے باعث مشرکوں نے از خود صلح کی پیش کش کی تھی اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے کے مشرکوں سے فارغ ہو کر عرب میں بے شمار فتوحات حاصل کیں اور لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ اور جو کوئی مسلمان ہونے کی خواہش کرتا بلا روک ٹوک وہ مدینہ منورہ آ کر مشرف باسلام ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں "وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا" سے مراد فتح خیبر ہے اور "فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِیْبًا" سے مراد یہی فتح حدیبیہ ہے اور "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ" سے مراد فتح مکہ ہے"

علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ فتح مکہ فتح ہے لیکن بیعت رضوان ہی عظیم فتح ہے، کیونکہ فتح مکہ کا مقدمہ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب تھی۔ ابن اسحاق نے زہری سے روایت کی فتح حدیبیہ سے پہلے کوئی فتح اس سے بڑی فتح نہ تھی۔

۳۸۸۵ — ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا ہمیں براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حدیبیہ کے

marfat.com
Marfat.com

۳۸۸۶ — حَدَّثَنَا يُوسُفُ ابْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهٗ

کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو یا اس سے زیادہ لوگ تھے۔ وہ کنوئیں پر ٹھہرے اور اس کا سارا پانی نکال لیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کنوئیں میں پانی نہیں رہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ گئے پھر فرمایا میرے پاس اس کے پانی کا ڈول لاؤ پس وہ لایا گیا تو آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور دعاء فرمائی پھر فرمایا تھوڑی دیر اسے چھوڑ دو پھر انھوں نے خود پیا اور اپنی سواریوں کو پلایا حتیٰ کہ وہاں سے کوچ کیا۔

۳۸۸۵ — شرح : اس حدیث میں چودہ سو افراد کا ذکر ہے اور اس سے پہلے ابو اسحاق نے عبید اللہ کے اسناد سے براء بن عازب سے ایک ہزار چار سو ذکر کئے ہیں۔ ایک اور روائت میں پندرہ سو مذکور ہیں۔ ان روایات میں تطبیق اس طرح کی ہے کہ صحابہ کرام چودہ سو سے زیادہ تھے۔ بعض راویوں نے عرب محاسبوں کی عادت کے مطابق زائد کسر کا حساب نہ کیا اور بعض نے پورے سو کو حساب میں ذکر کیا۔ عبید اللہ بن ابی اوفی کی روائت میں تیرہ سو مذکور ہیں وہ اس طرح ہے کہ ان کے شمار میں اتنے ہی آئے تھے اور دوسروں نے سارے شمار کر لئے اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اختلاف اس طرح ہوا کہ عبد اللہ بن اوفیٰ نے باہر نکلتے وقت شمار کیے یا راستہ میں شمار کئے اور براء بن عازب میں حدیبیہ میں شمار کئے جبکہ تمام وہاں پہنچ چکے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیبیہ میں چند روز قیام کر کے پھر کوچ کیا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ برکت کے لئے پانی پر دعاء کرنا جائز ہے اور بطورِ تبرک بزرگانِ دین اس میں لعاب دہن بھی ڈال سکتے ہیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوئیں میں لعاب دہن ڈال کر دعاء فرمائی تھی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ،، واللہ و رسولہ اعلم!

۳۸۸۶ — ترجمہ : سالم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کا برتن تھا۔ آپ نے اس سے وضو فرمایا۔ پھر لوگ آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا تمہارا حال کیسا ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس پانی نہیں جس سے وضو کریں اور نہ پینے کا پانی ہے۔ صرف وہی پانی ہے جو آپ کے برتن میں ہے۔ جابر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس پانی کے برتن میں رکھا تو آپ کی انگلیوں

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ عِنْدَنَا مَآءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَآءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا فَقُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً

۳۸۸۷ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ بَلَغَنِيْ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ يَقُوْلُ كَانُوْا اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً فَقَالَ لِيْ سَعِيْدٌ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ كَانُوْا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً اَلَّذِيْنَ بَايَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ تَابَعَهٗ اَبُوْدَاوٗدَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ قَتَادَةَ وَتَابَعَهٗ مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ

سے فوارے کی طرح پانی پھوٹنے لگا۔ جابر نے کہا ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا سالم نے کہا میں نے جابر سے کہا اس روز تم کتنے افراد تھے۔ جابر نے کہا اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو ہم سب کو پانی کافی ہوتا ہم اس روز پندرہ سو تھے۔

۳۸۸۶ — **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث گزری ہے اور ظاہر ہے کہ جابر کی حدیث اس کے مغایر ہے کیونکہ براء کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پر دعا فرمائی پھر اس کو کنوئیں میں ڈال دیا اور جابر کی حدیث میں یہ نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مواقع مختلف ہیں کتاب الاشربہ میں ہے کہ جابر کی حدیث کا محمل یہ ہے کہ عصر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے پانی کے برتن میں انگلیاں رکھ کر دعا فرمائی پانی زیادہ ہوا اور صحابہ کرام نے وضو کیا اور براء کی حدیث عام ہے وضو کے لئے ہو یا پینے کے لئے۔ اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پانی سے وضو کیا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پھوٹتا تھا اور آپ کا دست اقدس کوزہ میں تھا اور لوگوں کے وضو کرنے کے بعد جو پانی باقی بچا تھا وہ کنوئیں میں ڈالا تو کنوئیں کا پانی جوش مارنے لگا اور

marfat.com
Marfat.com

۳۸۸۸ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَنْتُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ وَكُنَّا اَلْفًا وَاَرْبَعَ مِائَةٍ وَلَوْ كُنْتُ اُبْصِرُ الْيَوْمَ لَاَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ تَابَعَهُ الْاَعْمَشُ سَمِعَ سَالِمًا سَمِعَ جَابِرًا اَلْفًا وَاَرْبَعَ مِائَةٍ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اَوْفٰى كَانَ اَصْحَابُ الشَّجَرَةِ اَلْفًا وَثَلٰثَ مِائَةٍ وَكَانَتْ اَسْلَمُ ثُمُنَ الْمُهَاجِرِيْنَ

زیادہ ہوگیا۔ حدیث ۴ کی شرح دیکھیں۔

۳۸۸۷ ـ ترجمہ : قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن مُسیّب سے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جابر بن عبداللہ کہتے تھے کہ (حدیبیہ کے روز لوگ) چودہ سَو تھے۔ تو سعید نے کہا کہ جابر نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ پندرہ سو تھے جنہوں نے حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ ابوداؤد نے کہا قُرّہ نے قتادہ سے روایت کی۔ صلت کی محمد بن بشار نے متابعت کی۔ ابوداؤد نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی۔

۳۸۸۸ ـ ترجمہ : عمرو نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حدیبیہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تم تمام زمین والوں سے افضل ہو جبکہ ہم چودہ سَو تھے۔ اگر میں آج کے روز دیکھ سکتا ہوتا تو میں درخت کی جگہ دکھاتا (جس کے نیچے بیعتِ رضوان ہوئی تھی) سفیان بن عیینہ کی سلیمان اعمش نے متابعت کی ہے انہوں نے سالم سے سُنا سالم نے جابر سے سُنا کہ وہ چودہ سو تھے۔ عبیداللہ بن معاذ نے کہا ہم سے ہمارے باپ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے عمرو بن مرّہ کے ذریعہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ اصحابِ شجرہ تیرہ سو تھے اور قبیلہ اسلم کے لوگ مہاجرین کا آٹھواں حصّہ تھے۔

۳۸۸۸ ـ شرح : حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی آخر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔ اس لئے کہا اگر میں دیکھ سکتا ہوتا تو تمہیں درخت دکھاتا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت درخت نہ رہا تھا۔ حدیبیہ میں مہاجرین آٹھ سو تھے اور قبیلہ اسلم کے لوگ ایک سو تھے اس لئے

marfat.com
Marfat.com

۳۸۸۹ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مِرْدَاسَ الْاَسْلَمِيَّ يَقُوْلُ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ يُقْبَضُ الصَّالِحُوْنَ اَلْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَتَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِمْ شَيْئًا

کہا کہ وہ مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔ اس حدیث کا صریح مدلول یہ ہے کہ اصحابِ شجرہ سب سے افضل ہیں۔ جنہوں نے درخت کے نیچے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی یہ اصحابِ اہلِ بیعتِ رضوان ہیں۔ داؤدی نے کہا اگرچہ لفظ "اَنْتُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ" عام ہے لیکن سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ کریمہ کو اس عموم میں داخل نہیں کیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے بعض شیعوں نے استدلال کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان سے افضل ہیں؛ کیونکہ حضرت علی بیعت رضوان میں موجود تھے جبکہ عثمان غنی غائب تھے اور مکہ گئے ہوئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطاب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ داخل ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کی غائبانہ بیعت کی تھی اور فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام کی ایک دوسرے پر فضیلت کا قصد نہیں کیا تھا۔ نیز اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ خضر علیہ السلام نبی نہیں ہیں کیونکہ اگر وہ بحیثیت نبی زندہ ہیں تو غیر نبی کی نبی پر فضیلت لازم آئے گی اور یہ باطل ہے۔ معلوم ہوا وہ زندہ نہیں ہیں بعض علماء نے اس کا جواب دیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور اب زندہ ہیں۔ ان کی نبوت پر واضح دلائل ثابت ہیں اور وہ حضرات صحابہ کرام کے ساتھ موجود تھے، لیکن سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے پر فضیلت کا قصد نہیں کیا تھا۔ بعض نے یہ جواب دیا کہ وہ اس وقت سمندر میں تھے۔ ابن تین نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ اور اس حدیث کو اساس بناتے ہوئے کہا کہ وہ نبی نہیں کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابِ شجرہ کو اہلِ ارض پر فضیلت دی ہے اور اس عموم میں خضر علیہ السلام بھی داخل ہیں۔ اگر وہ نبی ہوں تو غیر نبی کو اس پر فضیلت لازم آئے گی۔ لیکن ابن تین کا یہ استدلال مسترد کیا گیا ہے کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنا صحیح نہیں۔ علامہ عینی نے کہا ہم نے حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کی صحت تاریخ کبیر میں بسط سے بیان کی ہے۔ نیز ابن تین نے کہا حضرت الیاس علیہ السلام بھی نبی نہیں اس کی اساس بھی یہی قرار دی کہ ان کو لوگ زندہ بتاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم نے حضرت الیاس علیہ السلام کو رسولوں کی صف میں ذکر کیا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ وہ رسول ہوں اور نبی نہ ہوں کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے۔

۳۸۸۹ — ترجمہ: قیس سے روایت ہے کہ انہوں نے مرداس اسلمی کو یہ کہتے ہوئے سنا

marfat.com
Marfat.com

۳۸۹۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ بِضْعِ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَاَشْعَرَ وَاَحْرَمَ مِنْهَا لَا اُحْصِيْ كَمْ سَمِعْتُهٗ مِنْ سُفْيٰنَ حَتّٰى سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَا اَحْفَظُ مِنَ الزُّهْرِيِّ الْاِشْعَارَ وَالتَّقْلِيْدَ فَلَا اَدْرِيْ يَعْنِيْ مَوْضِعَ الْاِشْعَارِ وَالتَّقْلِيْدِ اَوِ الْحَدِيْثَ كُلَّهٗ

جبکہ وہ اصحابِ شجرہ میں سے ہیں کہ نیک لوگ ایک ایک کرکے اُٹھا لئے جائیں گے اور کھجور یا جَو کی بھوسی کی طرح بے کار لوگ باقی رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کا کچھ اعتبار نہ کرے گا۔

۳۸۸۹ — شرح : یعنی قیامت کے قریب نیک لوگوں کے فوت ہوجانے کے بعد ردّی لوگ باقی رہ جائیں گے جیسے ردّی کھجور اور ردّی جَو ہوتے ہیں۔ الحاصل نیک لوگ ایک ایک کرکے دنیا سے چلے جائیں گے۔ حفالہ کا معنی ردّی ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا حفالہ اور خثالہ ہم معنی ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے ھُوَ مِنْ حَفَالَتِهِمْ وَمِنْ خَثَالَتِهِمْ ،، یعنی ان میں سے جن میں کوئی خیر نہ ہو۔ اکثر فاء ثا ایک دوسرے کی جگہ آتے رہتے ہیں جیسے فوم، ثوم۔ دونوں کا معنی واحد ہے۔ اَلْاَوْلٰى مرفوع ہے فعل محذوف کا فاعل ہے اصل میں یوں تھا یَذْهَبُ الْاَوَّلُوْنَ اور فَالْاَوَّلُوْنَ کا پہلے اولون پر عطف ہے۔

۳۸۹۰ — ترجمہ : مروان اور مسور بن مخرمہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال چند سَو صحابہ کے ساتھ نکلے جب ذوالحلیفہ پہنچے تو ہدی کے گلے میں قلادہ ڈالا اور اس کو اشعار کیا اور وہاں سے آپ نے احرام باندھا۔ علی بن عبداللہ (اس حدیث کے راوی ہیں) نے کہا میں نہیں شمار کرسکتا کہ میں نے اس حدیث کو کتنی بار سفیان سے سُنا ہے حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ زہری سے قلادہ اور اشعار مجھے یاد نہیں رہا ہے۔ اب مجھے یاد نہیں کہ اِشعار اور تقلید کا مقام کیا ہے یا ساری حدیث یاد نہیں رہی۔

۳۸۹۰ — شرح : اِشعار یہ ہے کہ اونٹ کی کوہان کو دائیں جانب نیزہ مار کر خون آلود کیا جائے تاکہ لوگ معلوم کرلیں کہ یہ ہدی ہے اور قلادہ یعنی ہار سے بھی مقصد یہی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیخ علی بن عبداللہ کہتے ہیں۔ میں گن نہیں سکتا کہ کتنی بار میں نے یہ سفیان سے سُنا ہے حتیٰ کہ میں نے سفیان سے سُنا وہ کہتے تھے کہ مجھے زہری سے اشعار اور ہار ڈالنے کا مقام

marfat.com
Marfat.com

۳۸۹۱ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ خَلَفٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ وَرَقَآءَ عَنْ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ وَقَمْلُهٗ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ لَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ اَنَّهُمْ يَحِلُّوْنَ بِهَا وَهُمْ عَلٰى طَمَعٍ اَنْ يَدْخُلُوْا مَكَّةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ الْفِدْيَةَ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ اَوْ يُهْدِيَ شَاةً اَوْ يَصُوْمَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ

یاد نہیں رہا یا پوری حدیث یاد نہیں رہی اور مجھے یہ بھول گیا ہے ۱۸۵۷ کی شرح دیکھیں (باب من اشعر وقلد)

۳۸۹۱ — ترجمہ : کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا جبکہ جوئیں اُن کے چہرے پہ گر رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہاری جوئیں تمہیں اذیت پہنچا رہی ہیں۔ عرض کیا جی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ سر منڈا دیں جبکہ وہ حدیبیہ میں تھے اور آپ نے انہیں یہ واضح نہ کیا تھا کہ وہ حدیبیہ میں احرام سے باہر ہو جائیں جبکہ انہیں یہ اُمید تھی کہ وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا فدیہ نازل کیا تو کعب بن عجرہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ مساکین کو ایک فرق (۱۲ سیر) کھانا کھلائے یا بکری ذبح کرے یا تین دن روزے رکھے۔

۳۸۹۱ — شرح : فَرَقٌ، بفتح الفاء والراء اور کبھی راء کو ساکن بھی پڑھا جاتا ہے۔ فرق پیمانہ ہے جس میں تین صاع کی گنجائش ہوتی ہے اور ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے۔ حدیث ۱۸۱۰ کی شرح دیکھیں (کتاب الحج باب الذبح بشاۃ)

اسماء رجال : ۱ حسن بن خلف، ان کی کنیت ابوعلی واسطی ہے۔ ۲۴۶ ہجری میں فوت ہوئے وہ بخاری کے چھوٹے شیوخ میں سے ہیں ثقہ ہیں۔ اس مقام کے سوا بخاری میں ان کی کوئی روایت مذکور نہیں ۲ اسحاق بن یوسف بن یعقوب ازرق واسطی ہیں ۳ ابوالبشر کا نام ورقاء ہے ۴ ابن ابی نجیح وہ عبداللہ بن یسار ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۸۹۲ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلَى السُّوْقِ فَلَحِقَتْ عُمَرَ اِمْرَاَةٌ شَابَّةٌ فَقَالَتْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هَلَكَ زَوْجِيْ وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا وَاللّٰهِ مَا يُنْضِجُوْنَ كُرَاعًا وَلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَلَا ضَرْعٌ وَ خَشِيْتُ اَنْ تَاْكُلَهُمُ الضَّبُعُ وَاَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ اِيْمَاءٍ الْغِفَارِيِّ وَقَدْ شَهِدَ اَبِي الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيْبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰى بَعِيْرٍ ظَهِيْرٍ كَانَ مَرْبُوْطًا فِي الدَّارِ فَحَمَلَ عَلَيْهِ غَرَارَتَيْنِ مَلَاَهُمَا طَعَامًا

وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَابًا ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهٖ ثُمَّ قَالَ اُقْتَادِيْهِ فَلَنْ يَفْنٰى حَتّٰى يَاْتِيَكُمُ اللّٰهُ بِخَيْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَكْثَرْتَ لَهَا قَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرٰى اَبَا هٰذِهٖ وَاَخَاهَا قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَفَتَحَاهُ ثُمَّ اَصْبَحْنَا نَسْتَفِيْءُ سُهْمَانَهُمَا فِيْهِ

۳۸۹۲ــــ ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے والد اسلم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا تو وہاں عمر فاروق کو ایک نوجوان عورت ملی اُس نے کہا یا امیر المؤمنین میرا شوہر فوت ہوگیا ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے باقی چھوڑ گیا ہے بخدا! نہ تو ان کے پاس پائے ہیں جنہیں پکا کر کھائیں نہ کھیتی ہے اور نہ ہی جانور ہیں۔ مجھے خطرہ ہے کہ انہیں قحط سالی ہلاک کر دے گی اور میں خُفاف بن اِیْمَاء غفاری کی بیٹی ہوں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں موجود تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے پاس ٹھہر گئے اور آگے نہ گئے پھر فرمایا مرحبا۔ تمہارا نسب میرے نسب کے بہت قریب ہے۔ پھر ایک طاقتور اونٹ کی طرف لوٹے گئے جو رسّے میں باندھا ہُوا تھا اور اس پر دو بوریاں گندم سے بھر کر لادیں اور ان دونوں بوریوں کے درمیان دراہم اور کپڑے رکھ کر لائے اور اس کی مہار

marfat.com
Marfat.com

۳۸۹۳ ــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ اَبُوْعَمْرٍو الْفَزَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ الشَّجَرَةَ ثُمَّ اَتَیْتُهَا بَعْدُ فَلَمْ اَعْرِفْهَا قَالَ مَحْمُوْدٌ ثُمَّ اُنْسِیْتُهَا بَعْدُ

اس عورت کے ہاتھ میں دے دی پھر فرمایا اس کو لے جاؤ یہ ہرگز ختم نہ ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تم کو بہتری عطاء کرے گا۔ ایک آدمی نے کہا یا امیر المؤمنین آپ نے اس عورت کو بہت مال دیا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا تیری ماں تجھے گم پائے اللہ کی قسم! میں نے اس عورت کے والد اور بھائی کو دیکھا تھا کہ انہوں نے ایک مدت تک کافروں کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اس کو فتح کیا تھا پھر ہم نے صبح کی اور اُن کے حصول سے فئی طلب کرتے تھے۔

۳۸۹۲ ــ شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا کہ خوش آمدید تمہارا نسب میرے نسب کے بہت قریب ہے یعنی تو قریش سے ہے اور تمام قریش کے آباؤ اجداد کنانہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ قولہ ثَقِلَتْكِ اُمُّكِ ،، عرب یہ کلمہ ذکر کرتے ہیں اس کی حقیقت ان کی مراد نہیں ہوتی۔ صرف سرزنش کے طور پر کہتے ہیں۔

جس قلعہ کا انہوں نے محاصرہ کیا تھا وہ خیبر کا قلعہ تھا۔ اَلضَّبِیْعُ ،، قحط سالی۔ بھوکو بھی ضُبَّعٌ کہتے ہیں۔ واقدی نے ذکر کیا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابواء میں اقامت فرمائی تو اِیماء بن رحضہ آپ کو ایک سو بکریاں اور دو اُونٹ اپنے بیٹے خفاف کے ساتھ نذرانہ بھیجیں آپ نے قبول فرمایا اور بکریاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیں اور ان کے لئے برکت کی دُعاء فرمائی۔

۳۸۹۳ ــ ترجمہ : سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روائت کی کہ میں نے شجر کو دیکھا پھر میں اس کے بعد اس کے پاس آیا تو اس کو نہ پہچانا۔ محمود نے کہا پھر میں اسے بھول گیا۔

۳۸۹۳ ــ شرح : یہ شجرہ (درخت) حدیبیہ میں داخل ہے۔ یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے بیعتِ رضوان ہوئی تھی۔ یہ درخت کبڑا تھا اس لئے اس کو حُدباء کہا جاتا تھا اس درخت کے نام سے حدیبیہ موسوم ہے۔ ایک روائت میں ہے کہ وہ دوسرے سال اس درخت کے پاس آئے تھے۔ ابن سعد نے صحیح اسناد کے ساتھ نافع سے روائت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ لوگ درخت کے پاس آکر وہاں نمازیں پڑھتے ہیں تو انہوں نے لوگوں کو اس سے منع کر دیا اور انہیں زجر و تہدید کی، پھر درخت کو کاٹنے کا حکم دیا تو اس کی تعمیل ہوئی اور درخت کاٹ دیا گیا۔ پھر اس کی جگہ لوگوں کی نگاہوں سے مخفی ہوگئی۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا شجرہ کے اخفاء کا سبب یہ تھا کہ لوگ کسی اور فتنہ میں نہ پڑ جائیں

marfat.com
Marfat.com

کیونکہ یہ وہ شجرہ مبارکہ ہے جس کے تحت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور لوگوں کو بیعت کیا اسے بیعتِ رضوان کہتے ہیں - چونکہ اس درخت کے نیچے اللہ کی رضاء نازل ہوئی اور وہاں بے شمار خیرات کا ذخیرہ تھا اگر وہ باقی رہتا اور لوگ اس کو دیکھتے تو خطرہ تھا کہ جاہل لوگ اس کی غائت تعظیم کرنا شروع کر دیں گے اور اس کی پرستش کرنے لگیں گے۔ اس لئے اس کا اخفاء بھی اللہ تعالیٰ کی لوگوں پر رحمت تھی۔

بیعت الرضوان کا سبب

ابن اسحاق نے اپنے اسناد کے ساتھ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو ہم قریش سے جنگ لڑیں گے ؛ تو لوگوں کو بیعت کرنے کے لئے بلایا اور فرمایا کہ وہ اس بات پر بیعت کریں گے کہ میدانِ جنگ سے نہیں بھاگیں گے۔ اس کے بعد خبر پہنچی کہ قتل کی خبر غلط تھی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے آئے۔

ابوالاسود نے طویل سبب ذکر کیا ہے انہوں نے کہا : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں اقامت فرمائی اور مناسب یہ خیال فرمایا کہ قریش کو اطلاع کریں کہ آپ عمرہ کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اس لئے آپ نے حضرت عمر فاروق کو بلایا تاکہ انہیں مکہ مکرمہ بھیجیں تو انھوں نے عرض کیا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں اپنی جان کے لئے خطرہ محسوس کرتا ہوں کہ قریش میرے ساتھ مزاحمت کریں گے پھر آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو مکہ مکرمہ بھیجا اور فرمایا وہاں جو کمزور مسلمان رہتے ہیں انہیں خوشخبری دیں کہ عنقریب مکہ فتح ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے دین اسلام کو غالب کرے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ گئے تو قریش کو مقام بلدح میں جمع ہوئے دیکھا جب کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے پر اتفاق کر چکے تھے۔ ابان بن سعید بن عاص نے انہیں امن دیا اور اس کے بعد صلح کی باتیں شروع ہونے لگیں وہ صلح کی انتظار میں ایک دوسرے سے بے خوف ہوگئے کہ اچانک ایک فریق کے کسی شخص نے دوسرے فریق کے ایک آدمی کو تیر مارا اور لڑائی شروع ہوگئی اور جانبین سے تیراندازی اور پتھر پھینکنے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بیعت کے لئے بلایا سب مسلمان حاضر ہوگئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سایہ دار درخت کے نیچے تشریف فرما تھے تو صحابہ کرام نے آپ کی بیعت اس شرط پر کی کہ وہ جنگ سے نہیں بھاگیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں میں آپ کا رعب ڈال دیا اور وہ مصالحت کے لئے تیار ہوگئے۔ بیہقی نے دلائل میں شعبی کی مرسل روائت ذکر کی کہ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تھا۔ سب سے پہلے ابوسنان بیعت کے لئے حاضر ہوئے تھے (فتح) حدیث ۴۱۶۰ کی شرح دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

۳۸۹۴ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ انْطَلَقْتُ حَاجًّا فَمَرَرْتُ بِقَوْمٍ يُصَلُّوْنَ قُلْتُ مَا هٰذَا الْمَسْجِدُ قَالُوْا هٰذِهِ الشَّجَرَةُ حَيْثُ بَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ فَاَتَيْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ سَعِيْدٌ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ اَنَّهُ كَانَ فِيْمَنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ نَسِيْنَاهَا فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اِنَّ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْلَمُوْهَا وَعَلِمْتُمُوْهَا اَنْتُمْ فَاَنْتُمْ اَعْلَمُ

۳۸۹۴ — ترجمہ : طارق بن عبدالرحمٰن نے کہا میں حج کے لئے نکلا اور ایک قوم کے پاس سے گزرا جو نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا کیا یہ مسجد ہے ؟ لوگوں نے کہا یہ وہ درخت ہے جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ رضوان لی تھی۔ میں سعید بن مسیب کے پاس آیا اور ان کو یہ خبر دی تو سعید نے کہا میرے باپ نے مجھے بتایا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ مسیب نے کہا جب ہم دوسرے سال نکلے تو اس کو بھول گئے اور اسے معلوم کرنے پر قادر نہ ہوئے۔ سعید نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو وہ درخت معلوم نہ ہوا اور تم جانتے ہو پھر تم زیادہ جانتے ہو ؟

۳۸۹۴ — شرح : ابن حجر عسقلانی نے شرح میں ذکر کیا۔ سعید بن مسیب کا ان لوگوں کی تردید کرنا جو کہتے ہیں کہ انہیں درخت کی جگہ معلوم ہے اور اپنے والد مسیب کی بات پر اعتماد کرنا کہ لوگوں نے آئندہ سال درخت کی جگہ کو نہ پہچانا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ انہیں جگہ بالکل معلوم نہ تھی اور اس کی پہچان اٹھا لی گئی ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر میں آج کے روز دیکھ سکتا ہوتا تو تمہیں درخت کی جگہ دکھاتا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بعینہ درخت کی جگہ کو پہچانتے تھے۔ جب وہ اپنی عمر کے آخری ایام میں جبکہ طویل زمانہ گزر چکا تھا درخت کو پہچانتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ ان پر مخفی نہ تھا۔ قولہ فَقَالَ سَعِيْدٌ الخ یعنی سعید بن مسیب

marfat.com
Marfat.com

۳۸۹۵ ـ حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا طَارِقٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَرَجَعْنَا اِلَيْهَا الْعَامَ الْمُقْبِلَ فَعَمِيَتْ عَلَيْنَا

۳۸۹۶ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ طَارِقٍ ذُكِرَتْ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الشَّجَرَةُ فَضَحِكَ فَقَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ وَكَانَ شَهِدَهَا

۳۸۹۷ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ فَاَتَاهُ اَبِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى

نے کہا اور لوگوں کا رد کیا کہ تم صحابہ کرام سے زیادہ جانتے ہو؟ یہ کلام بطریق تہکم فرمایا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سعید کا اپنے والد سے یہ روائت کرنے میں حاکم کے اس قول کی تردید ہے کہ بخاری کی یہ شرط ہے کہ وہ اس سے روائت کرتے ہیں جس کے دو راوی ہوں حالانکہ اس حدیث کو مسیب سے صرف اُن کے بیٹے نے روائت کیا ہے۔ شائد امام حاکم کا یہ مطلب ہے کہ غیر صحابہ سے روائت کرنے کے لئے دو راوی ہونے شرط ہیں

۳۸۹۵ — ترجمہ : سعید بن مسیب نے اپنے والد سے روائت کی کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے کیکر کے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ پھر ہم آئندہ سال وہاں گئے تو وہ ہم پر مشتبہ ہو گیا۔

۳۸۹۶ — ترجمہ : طارق نے کہا سعید بن مسیب کے پاس درخت کا ذکر کیا گیا تو وہ ہنس پڑے اور کہا میرے والد نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ وہاں موجود تھے (درخت کے خفاء کا سبب حدیث ۳۸۹۳ کی شرح میں مذکور ہے۔

۳۸۹۷ — ترجمہ : عمرو بن مُرّہ نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے سُنا اور وہ اصحاب شجرہ میں سے ہیں۔ اُنھوں نے کہا جب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ لے کر آئے تو فرمایا اے اللہ اِن پر رحم فرما! میرا والد آپ کے پاس صدقہ لے کر آئے تو فرمایا اے اللہ اِن پر رحم فرما!

marfat.com
Marfat.com

۳۸۹۸ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحَرَّةِ وَالنَّاسُ يُبَايِعُوْنَ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حَنْظَلَةَ فَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ عَلٰى مَا يُبَايِعُ ابْنُ حَنْظَلَةَ النَّاسَ قِيْلَ لَهٗ عَلَى الْمَوْتِ قَالَ لَا اُبَايِعُ عَلٰى ذٰلِكَ اَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ شَهِدَ مَعَهُ الْحُدَيْبِيَّةَ

میرا والد آپ کے پاس صدقہ لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ابی اوفیٰ کی اولاد پر رحم فرما! (حدیث ۱۴۱۱/۲ ج کی شرح دیکھیں) (باب صلوۃ الامام و دعاءہ لصاحب الصدقۃ)

۳۸۹۸ ترجمہ: عباد بن تمیم نے کہا حرّہ کے دن لوگ عبداللہ بن حنظلہ کی بیعت کر رہے تھے تو ابن زید نے کہا کس شرط پر یہ لوگ حنظلہ کی بیعت کر رہے ہیں۔ کہا گیا موت پر عبداللہ بن زید نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی موت پر بیعت نہیں کروں گا۔ اور وہ آپ کے ساتھ حدیبیہ میں موجود تھے۔

۳۸۹۸ شرح: علامہ عینی اور علامہ قسطلانی رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ حرّہ مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ کے باہر میدان ہے۔ جہاں ناپاک یزید کے لشکر اور اہل مدینہ منورہ کے درمیان تریسٹھ ۶۳ ہجری میں لڑائی ہوئی تھی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ مدینہ منورہ والوں نے یزید کی بیعت سے انحراف کر لیا تھا ناپاک یزید کے لشکر کا امیر مسلم ابن عقبہ تھا۔ اس نے لشکر کے لئے مدینہ منورہ کی ہر شئ مباح کر دی۔ انھوں نے لوگوں کو قتل کیا اور اور عورتوں سے ناجائز فعل کئے۔ کہا گیا ہے کہ ان دنوں میں ایک ہزار کنواری لڑکیاں حاملہ ہو گئی تھیں اور انھوں نے مسجد نبوی میں گھوڑے اور گدھے باندھے تھے اللہ ان کی شر سے پناہ دے۔

یزید کی جملہ قباحتوں سے ایک یہ عظیم قباحت ہے اور یہ کہنا درست نہیں کہ یزید کی اجازت کے بغیر سب کچھ کیا گیا تھا۔ اگر ایسا تھا تو اس نے لشکر کے امیر کو سزا کیوں نہ دی؟ اور اس سے باز پرس کیوں نہ کی؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن زید نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر بیعت نہ کی۔ اس واقعہ میں عبداللہ حنظلہ، اس کی ساری اولاد اور زید سات سو ممتاز مہاجرین و انصار کے ساتھ شہید ہو گئے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۸۹۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ ظِلٌّ يُسْتَظَلُّ فِيهِ

۳۹۰۰ — حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ

۳۸۹۹ — ترجمہ : ایاس بن سلمہ بن اکوع نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور وہ اصحابِ شجرہ میں سے تھے اُنھوں نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے پھر ہم نماز سے فارغ ہوتے حالانکہ دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تھا کہ ہم اس میں بیٹھتے۔

۳۸۹۹ — شرح : اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا جو زوالِ شمس سے پہلے نماز جمعہ جائز کہتے ہیں کیونکہ جب سورج زائل ہو جائے تو سائے ہونے لگتے ہیں۔ یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ حدیث میں اس سائے کی نفی ہے جس کے نیچے بیٹھا جائے مطلق سایہ کی نفی نہیں اور جس سے سایہ حاصل کیا جاتا ہے وہ زوال کے بعد ہی ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں گرمی سردی میں سائے مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ جمعہ کے باب میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۳۹۰۰ — ترجمہ : یزید بن ابی عُبَید نے کہا میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیبیہ میں بیعت کس شرط پر کی تھی۔ اُنھوں نے کہا موت پر بیعت کی تھی۔

۳۹۰۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ہم نے موت پر بیعت نہیں کی تھی۔ اسی طرح مسلم میں معقل بن یسار سے مروی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ موت پر بیعت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ہم میدانِ جنگ سے نہیں بھاگیں گے اگرچہ وہاں شہید ہو جائیں۔ موت کو عدمِ فرار لازم ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۹۰۱ ــــ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ اَشْکَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ لَقِیْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ فَقُلْتُ طُوْبٰی لَکَ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ بَایَعْتَہٗ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَقَالَ یَا ابْنَ اَخِیْ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثْنَا بَعْدَہٗ

۳۹۰۲ ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَۃُ ھُوَابْنُ سَلَّامٍ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاکِ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ بَایَعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ

۳۹۰۱ ــ ترجمہ : علاء بن مسیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے ملا اور میں نے کہا تمہیں خوشخبری ہو کہ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اور درخت کے نیچے بیعتِ رضوان کی براء نے کہا اے میرے بھتیجے تم نہیں جانتے ہو کہ ہم نے آپ کے بعد کیا کام کئے ہیں۔

۳۹۰۱ ــ شرح : بھتیجہ کا اطلاق اس اعتبار سے ہے کہ تمام مؤمن بھائی بھائی ہیں۔ عربوں کی عادت ہے کہ اس اعتبار سے بھتیجہ کا اطلاق کرتے ہیں۔ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کا یہ کلام کسرِ نفس اور تواضع پر محمول ہے۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد جو اختلافات واقع ہوئے ان کی طرف اشارہ ہے۔

۳۹۰۲ ــ ترجمہ : ابو قلابہ سے روایت ہے کہ ثابت بن ضحاک نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے درخت کے نیچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔

اسماء رجال : اسحاق وہ ابن منصور بن بہرام کوسج مروزی ہیں وہ مسلم کے بھی شیخ ہیں۔ ۲ یحییٰ بن صالح وحاظی حمصی ہیں وہ بھی بخاری کے شیخ ہیں۔ کبھی ان سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں۔ ۳ معاویہ بن سلام بتشدید اللام ہے ۴ یحییٰ وہ یحییٰ ابن ابی کثیر ہیں ۵ ابو قلابہ وہ عبداللہ بن زید جرمی ہیں۔ ۶ ثابت بن ضحاک بن خلیفہ تین ہجری میں پیدا ہوئے شام میں سکونت کی پھر بصرہ میں منتقل ہو گئے۔ اور پینتالیس ہجری میں وہیں فوت ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ فتنۂ ابن زبیر میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۹۰۳ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ اِبْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِيْنًا قَالَ الْحُدَيْبِيَّةُ قَالَ اَصْحَابُهُ هَنِيْئًا مَّرِيْأً فَمَا لَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ قَالَ شُعْبَةُ فَقَدِمْتُ الْكُوْفَةَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا كُلِّهٖ عَنْ قَتَادَةَ ثُمَّ رَجَعْتُ فَذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ اَمَّا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَعَنْ اَنَسٍ وَاَمَّا هَنِيْئًا مَرِيْئًا فَعَنْ عِكْرِمَةَ

۳۹۰۳ ـــ ترجمہ : قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی انہوں نے اس آیت : اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِيْنًا ،، کی تفسیر میں بیان کیا کہ فتح مبین صلح حدیبیہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، آپ کے لئے یہ مبارک ہے ہمارے لئے کیا ہے ؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ،، اللہ مومنوں اور مومنات کو جنت میں داخل کرے گا ،، شعبہ نے کہا میں نے کوفہ میں آکر یہ تمام قتادہ سے روائت کیا پھر میں کوفہ میں آیا اور اُن سے یہ ذکر کیا تو انھوں نے کہا بہرحال ،، اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ ،، انس سے مروی ہے هَنِيْئًا مَّرِيْأً ،، عکرمہ سے روائت کیا گیا ہے ۔

۳۹۰۳ ـــ شرح : یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں "فتح" سے مراد صلح حدیبیہ ہے ، کیونکہ یہ صلح مستقبل قریب میں فتوحات کا مقدمہ ہُوا اور مسلمانوں نے کسی تکلف کے بغیر اسلام قبول کیا ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں ،، مغفرت کی بشارت کی آپ کو مبارک اور خوشخبری ہے ۔ ہمارے لئے کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تاکہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ۔ قولہ هَنِيْئًا یعنی اس میں گناہ نہیں اور ،، مَرِيْئًا ،، اس میں کوئی بیماری اور عیب نہیں ،،

اسماء رجال

ع ۱ احمد بن اسحاق بن حصین کی کنیت ابو اسحاق ہے وہ سلمی سرماری ہیں ۔ سرمار بخارا کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے ۔ وہ دو سو بتالیس ۲۴۲ ہجری میں فوت ہُوئے اور عثمان بن عمر بن فارس بصری ہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

۳۹۰۴ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ مُجَزِّأَةَ بْنِ زَاهِرِ الْاَسْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ قَالَ اِنِّيْ لَاُوْقِدُ تَحْتَ الْقُدُوْرِ بِلُحُوْمِ الْحُمُرِ اِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَعَنْ مُجَزِّأَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اِسْمُهٗ اُهْبَانُ ابْنُ اَوْسٍ وَكَانَ اشْتَكٰى رُكْبَتَهٗ فَكَانَ اِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهٖ وِسَادَةً ۳۹۰۵ــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ اَتَوْا بِسَوِيْقٍ فَلَاكُوْهُ تَابَعَهٗ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ

۳۹۰۴ــ ترجمہ: مجزءہ بن زاہر اسلمی نے اپنے والد سے روایت کی اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو حدیبیہ میں حاضر تھے۔ اُنہوں نے کہا میں گدھوں کا گوشت ہنڈیا میں پکا رہا تھا۔ اچانک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے پکارا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا ہے۔ اسی اسناد سے مجزءہ نے اصحاب شجرہ میں سے ایک شخص سے جس کا نام اُہبان بن اوس ہے اور اس کا گھٹنا درد کرتا تھا جب وہ سجدہ کرتا تو اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھ لیا کرتا تھا۔ روایت کی۔

۳۹۰۴ــ شرح: گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت خیبر میں ہوئی۔ اس جگہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مجزءہ کی حدیث بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اصحاب حدیبیہ میں سے ہیں۔

اسماء رجال: اہبان بن اوس سلمی صحابی ہیں اُنھوں نے کوفہ میں قبیلہ اسلم میں اپنا مکان بنایا تھا۔ اور امیر معاویہ کی حکومت کے اولین ایام میں وہیں فوت ہو گئے

marfat.com
Marfat.com

۳۹۰۶ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِذًا ابْنَ عَمْرٍو وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ هَلْ يُنْقَضُ الْوِتْرُ قَالَ اِذَا اُوْتِرْتَ مِنْ اَوَّلِهٖ فَلَا تُوْتِرْ مِنْ اٰخِرِهٖ

۳۹۰۷ــــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ اِبْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيْرُ فِیْ

اس وقت وہاں کا حاکم مغیرہ بن شعبہ تھا۔ امیر معاویہ نے انہیں حاکم مقرر کیا تھا۔ کہا جاتا ہے۔ ان سے بھیڑیئے نے کلام کیا تھا۔

۳۹۰۵ــــ ترجمہ : سُوَید بن نعمان سے روایت ہے اور وہ اصحابِ شجرہ میں سے ہیں جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو ستو دیئے گئے تو انہوں نے پیئے ابن عدی کی معاذ نے شعبہ سے روایت کرنے میں متابعت کی ،،
(حدیث ۲۰۷ کی شرح دیکھیں) (باب من مضمض من السویق ولم یتوضا)

۳۹۰۶ــــ ترجمہ : ابوجمرہ نے کہا میں نے عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا جبکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب شجرہ میں سے ہیں کیا وتر کو دوبارہ پڑھا جائے اُنھوں نے کہا جب تو اوّل رات میں وتر پڑھ لے تو آخر میں نہ پڑھ۔

۳۹۰۶ــــ شرح : یعنی جب کوئی وتر تین رکعتیں پڑھ کر سو جائے کیا نیند کرنے کے بعد بھی ان کو پڑھ سکتا ہے ؟ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے : اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ وِتْرًا ،، تم آخری نماز کو وتر بناؤ۔ ان کو جواب دیا گیا ایسا نہ کرو۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ نے سفر السعادت میں ذکر کیا۔ صحیح حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً وتر کی نماز آخر رات میں پڑھا کرتے تھے جبکہ صبح طلوع ہونے کو ہوتی تھی۔ اور کبھی اوّل رات یا وسط رات وتر کی نماز پڑھتے پھر جب رات تہجد کی نماز پڑھتے تو وتر کا اعادہ نہ کرتے تھے۔ ترمذی میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : لَا وِتْرَانِ فِیْ لَيْلَةٍ ،، یعنی ایک رات میں دو وتر جائز نہیں۔ فتح القدیر میں شیخ ابن ہمام نے ذکر کیا کہ جو کوئی اوّل رات وتر پڑھ لے پھر رات تہجد کے لئے اُٹھے تو صلوٰۃِ وتر کا اعادہ نہ کرے۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت کا

marfat.com
Marfat.com

فِي بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهٗ لَيْلًا فَسَاَلَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا عُمَرُ نَزَّرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ اَمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ وَخَشِيْتُ اَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَمَا نَشِبْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِيْ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ وَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

یہی مذہب ہے۔ امام شافعی، سفیان ثوری، مالک، عبداللہ بن مبارک اور امام احمد یہی کہتے ہیں کہ دوبارہ وتر پڑھنے درست نہیں اس میں بکثرت روایات منقول ہیں۔

۳۹۰۷ — ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض سفروں میں رات کو چلا کرتے تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ چلتے تھے۔ حضرت عمر فاروق نے آپ سے سوال عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا۔ پھر سوال عرض کیا اور آپ نے جواب نہ دیا پھر آپ سے سوال عرض کیا تو آپ نے ان کو جواب نہ دیا۔ عمر فاروق نے اپنے دل میں کہا اے عمر تیری ماں تجھے گم پائے تو نے تین بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ ہر بار آپ تجھے جواب نہیں دیتے عمر فاروق نے کہا میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور میں مسلمانوں کے آگے چلنے لگا اور مجھے ڈر لاحق ہوا کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہوگا۔ میں تھوڑا سا نہ ٹھہرا کہ میں نے آواز دینے والے کو سنا وہ مجھے بلا رہا تھا۔ میں دل میں ڈرا کہ شاید میرے بارے قرآن نازل ہوا ہے۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا آج رات میرے اوپر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ وہ مجھے ہر اس شئ سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع کرے پھر آپ نے یہ تلاوت فرمائی : اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ،،

۳۹۰۷ — مشرح : اگر یہ سفر صلح حدیبیہ کا تھا تو حدیث کی مناسبت باب کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

۳۹۰۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ حِيْنَ حَدَّثَ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَفِظْتُ بَعْضَهٗ وَثَبَّتَنِيْ مَعْمَرٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ بِضْعِ عَشْرَةَ مِائَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَاَشْعَرَهٗ وَاَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَبَعَثَ عَيْنًا لَهٗ مِنْ خُزَاعَةَ وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِغَدِيْرِ الْاَشْطَاطِ اَتَاهُ عَيْنُهٗ قَالَ اِنَّ قُرَيْشًا جَمَعُوْا لَكَ جُمُوْعًا وَقَدْ جَمَعُوْا لَكَ الْاَحَابِيْشَ الْاَشْطَاطَ وَهُمْ مُقَاتِلُوْكَ وَصَادُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ وَمَانِعُوْكَ فَقَالَ اَشِيْرُوْا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ اَتَرَوْنَ اَنْ اَمِيْلَ اِلٰى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَصُدُّوْنَا عَنِ الْبَيْتِ

واضح ہے۔ اس بارے میں بہت اختلاف ہے۔ بعض نے کہا فتح سے مراد تیروسنان کے ساتھ اسلامی فتوحات ہیں۔ بعض نے کہا یہ فتح مکہ ہے۔ مختار بھی یہی ہے بعض نے کہا معجزات، بیان، حجت اور برہان کے ذریعہ اسلام کی فتح ہے۔ تفسیر نسفی میں ہے اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ یہ فتح حدیبیہ کا دن ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا ہم بیعۃ الرضوان کو فتح شمار کرتے تھے۔ شعبی نے کہا یہ فتح حدیبیہ ہے۔ زہری نے کہا صلح حدیبیہ سے عظیم تر فتح کوئی فتح نہیں۔ حدیث میں بعض سفر سے مراد سفر حدیبیہ ہے۔ جس مقام میں سورۂ فتح نازل ہوئی اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابو معشر نے کہا جحفہ میں نازل ہوئی۔ الکلبی میں مجمع بن حارثہ نے کہا کراع الغمیم میں نازل ہوئی (یعنی)

۳۹۰۸ — ترجمہ: سفیان نے کہا میں نے زہری سے سنا جس وقت انہوں نے یہ حدیث بیان کی۔ میں نے کچھ حدیث زہری سے سنی اور معمر بن راشد نے عروہ ابن زبیر کے ذریعہ مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے نقل کرکے جو کچھ میں نے زہری سے سنا تھا۔ اس میں مجھے ثابت کیا عروہ اور مروان میں سے ایک نے دوسرے سے زیادہ بیان کیا ان دونوں نے کہا حدیبیہ کے سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس سو اور چند سو صحابہ کرام میں نکلے جب ذوالحلیفہ تشریف لائے تو ہدی کے گلے میں ہار

marfat.com
Marfat.com

فَإِنْ يَأْتُوا نَاكَانَ اللّٰهُ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَإِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَحْرُوْبِيْنَ
قَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجْتَ عَامِدًا لِهٰذَا الْبَيْتِ لَا تُرِيْدُ قَتْلَ أَحَدٍ
وَلَا حَرْبَ أَحَدٍ فَتَوَجَّهْ لَهُ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ قَالَ امْضُوْا عَلٰى
اِسْمِ اللّٰهِ ۳۹۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ
حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ
مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ يُخْبِرَانِ خَبَرًا مِنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

ڈالا اور اس کی کوہان سے خون نکالا اور وہاں سے عمرہ کا اِحرام باندھا اور قبیلہ خُزاعہ سے اپنا ایک جاسوس بھیجا اور آپ چلتے رہے اور غدیر اشطاط میں پہنچے تو آپ کے جاسوس نے واپس آکر عرض کیا کہ قریش نے مختلف قبائل لوگ جمع کئے ہیں۔ وہ آپ سے لڑنا چاہتے ہیں اور آپ کو بیت اللہ جانے سے روکنے والے ہیں آپ نے فرمایا اے لوگو! مجھے مشورہ دو (کیا کریں) کیا تم مناسب جانتے ہو کہ میں ان کے اہل وعیال پر حملہ کردوں جو ہمیں بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ مقابلہ کرنے آئیں تو اللہ مددگار ہے اسی نے جاسوس کو اُن سے بچایا ہے۔ اگر وہ مقابلہ کرنے نہ آئے تو ہم اُن کو ایسے حال میں چھوڑیں گے کہ ان پر حملہ کیا گیا ہے اور وہ میدانِ جنگ سے مفرور ہوگئے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!! آپ بیت اللہ کے طواف کا قصد کرکے آئے ہیں۔ کسی سے لڑنے نہیں آئے۔ آپ بیت اللہ تشریف لے جائیں جو کوئی ہمیں اس سے روکے گا ہم اس سے جنگ کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا نام لے کر چلو!

۳۹۰۸ — شرح: "ہذا الحدیث" سے مطول حدیث کی طرف ہے جو گزر چکی ہے۔ ذوالحلیفہ مدینہ منورہ والوں کا میقات ہے۔ اس کو آبارِ علی رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خزاعہ میں سے جاسوس بھیجا جو مکہ والوں کی خبر لے کر صحیح سلامت واپس آگیا اس جاسوس کا نام بُسر بن سفیان بن عمرو بن عویر خزاعی ہے۔ ابوعمر نے کہا وہ چھ ہجری میں مسلمان ہوئے اور حدیبیہ میں حاضر تھے۔ غدیر اشطاط حدیبیہ کی طرف ایک مقام ہے۔ ہروی نے ذکر کیا وہ عسفان کے دو راستوں کے ملنے کی جگہ ہے جو عسفان سے مکہ کی طرف جانے والے کے دائیں طرف دو میل دور واقع ہے کبھی وہاں پانی جمع ہوجاتا ہے۔ لیکن وہاں تالاب وغیرہ نہیں جہاں پانی جمع رہتا ہو۔ احابیش، مختلف قبائل کے لوگوں کا اجتماع ہے۔ تحبیش کا معنی جمع ہونا ہے۔ مخرجوبین یعنی ان کے اموال قبضہ میں کرلئے جائیں گے اور ان کو خالی چھوڑ دیا جائے گا۔ (حدیث ۲۵۳۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمْرَةِ الْحُدَيْبِيَةِ فَكَانَ فِيمَا أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْهُمَا أَنَّهُ لَمَّا كَاتَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلَى قَضِيَّةِ الْمُدَّةِ وَكَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا أَحَدٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ وَأَبَى سُهَيْلٌ أَنْ يُقَاضِيَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلَى ذٰلِكَ فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُونَ ذٰلِكَ وَامْتَعَضُوا فَتَكَلَّمُوا فِيهِ فَلَمَّا أَبَى سُهَيْلٌ أَنْ يُقَاضِيَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ إِلَّا عَلَى ذَالِكَ كَاتَبَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا جَنْدَلِ بْنَ سُهَيْلٍ يَوْمَئِذٍ إِلَى أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَأْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا وَجَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ

۳۹۰۹ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ انہوں نے مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ سے سنا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ حدیبیہ کی خبر ذکر کرتے تھے جو کچھ عروہ نے ان دونوں سے بیان کیا وہ یہ تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن عمرو سے حدیبیہ کے روز ایک معینہ مدت کے لئے صلحنامہ تحریر کیا اور جو کچھ سہیل بن عمرو نے شرط تحریر کیا تھی وہ یہ تھی کہ اس نے کہا کہ ہماری طرف سے جو شخص آپ کے پاس آئے گا اگرچہ وہ آپ کے دین اسلام پر ہو آپ اس کو ہماری طرف واپس کر دیں اور ہمارے اور اس کے درمیان تخلیہ کر دیں۔ سہیل اسی شرط پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کرنے پر اڑا رہا۔ لیکن مسلمانوں نے اس شرط سے غضبناک ہو گئے اور اس شرط کو دشوار سمجھا اور اس میں بہت گفتگو کی جب سہیل اسی شرط پر ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کرنے میں اڑا رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط صلحنامہ میں لکھ دی۔ اور ابو جندل بن سہیل کو اسی روز اس کے باپ سہیل بن عمرو کی طرف واپس کیا پھر جو بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مرد آتا تو آپ اس کو اس مدت معینہ میں واپس کرتے رہے۔ اگرچہ وہ مسلمان ہی ہوتا۔ مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں اور عقبہ بن ابی معیط کی لڑکی ام کلثوم بھی ان

marfat.com
Marfat.com

ابْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھِیَ عَاتِقٌ فَجَآءَ اَھْلُھَا یَسْاَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَرْجِعَھَا اِلَیْھِمْ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْمُؤْمِنَاتِ مَا اَنْزَلَ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ وَاَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ ابْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَمْتَحِنُ مَنْ ھَاجَرَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ وَعَنْ عَمِّہٖ قَالَ بَلَغَنَا حِیْنَ اَمَرَ اللّٰہُ رَسُوْلَہٗ اَنْ یَّرُدَّ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا اَنْفَقُوْا عَلٰی مَنْ ھَاجَرَ مِنْ اَزْوَاجِھِمْ وَبَلَغَنَا اَنَّ اَبَا بَصِیْرٍ فَذَکَرَہٗ بِطُوْلِہٖ

مہاجر عورتوں میں سے تھی۔ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرکے آئی تھیں اور وہ نوجوان عورت تھی۔ اس کے اہل خانہ آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی واپسی کا سوال کیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے مومنہ عورتوں کے بارے میں آیات نازل فرمائیں۔ ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر عورتوں کا اس آیت کریمہ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ ،، سے امتحان لیتے وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہمیں یہ خبر ملی کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مشرکوں کو وہ اموال واپس کردیں جو انہوں نے اپنی بیویوں پر خرچ کئے ہیں اور ہمیں ابوبصیر کے واقعہ کی خبر پہنچی اور اس کو مطول ذکر کیا ،،

۳۹۰۹ — شرح : اِمَّعَضُّوْا ،، دراصل اِنْمَعَضُّوْا تھا نون کو میم سے بدل کیا اور میم کو میم میں ادغام کیا۔ کشمیہنی کی روایت میں اِمْتَعَضُّوْا ،، بمعنی غَضِبُوْا ہے ،، یعنی اس شرط سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غصہ سے بھر گئے اور ان پر یہ شرط شاق گزری۔ ایک روایت میں ،، اِمْتَعَظُوْا ،، بمعنی کرہوا ہے۔ یعنی انہوں نے اس شرط کو پسند نہ کیا ایک روایت میں اِنْغَضُّوْا ،، بمعنی اِضْطَرَبُوْا ہے یعنی وہ مضطرب ہوئے۔ علامہ عینی نے کہا یہ تمام حالات اور تعبیرات ہی ہیں۔ صحیح اِمْتَعَضُّوْا ہے یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شرط سے غصہ سے بھر گئے۔

marfat.com
Marfat.com

اُمِّ کلثوم بنت عُقبہ بن ابی مُعَیط

اُنہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا حالانکہ عورتوں نے ہجرت کرکے مدینہ منورہ جانا شروع نہ کیا تھا پھر اُنھوں نے ہجرت کی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اس لئے یہ اِن مہاجر عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے آپ کی بیعت کی تھی۔ کہا گیا ہے۔ اُنھوں نے سب عورتوں سے پہلے سات ہجری میں ہجرت کی اس وقت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین مکہ کے درمیان معاہدہ تھا۔ ابن اسحاق نے کہا ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی مُعیط صلح حُدیبیہ میں ہجرت کی تھی۔ اُن کے دونوں بھائی عمارہ اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بیٹے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور عہدنامہ کی شرط کے مطابق جو صلح حدیبیہ میں قرار پائی تھی۔ ام کلثوم کی واپسی کا مطالبہ کیا آپ نے ان کا مطالبہ مسترد فرما دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار کر دیا ہے۔ ابو عمر نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ سے پیدل چل کر۔ مدینہ منورہ پہنچی تھیں۔ زید بن حارثہ نے اُن سے نکاح کیا جب وہ مُوتہ کی جنگ میں شہید ہوگئے تو زبیر بن عوام نے اُن سے نکاح کر لیا۔ اور ان کے بطن سے زینب پیدا ہوئیں۔ پھر زُبیر نے ان کو طلاق دے دی تو عبدالرحمٰن بن عوف نے اُن سے نکاح کیا اور ابراہیم اور عوف کو جنم دیا پھر وہ فوت ہوگئے تو عمرو بن عاص نے اُن سے نکاح کر لیا اور ایک ماہ بعد فوت ہوگئیں یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مادر زاد اخیافی بہن ہیں۔ اُن کی والدہ کا نام "اَرْوٰی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس ابن عبد مناف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرنے والی عورتوں کا امتحان اس طرح لیتے تھے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے ہجرت کرکے آئی ہیں اپنے شوہروں سے بغض کے باعث نہیں آئیں اور نہ ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف رغبت کرکے آئی ہیں۔ اور نہ ہی دنیاوی مفاد کے تحت ہجرت کی ہے۔ اور اُن سے اس پر حلف لیتے تھے تاکہ ان کی سچائی واضح ہوجائے۔ اس آئت کریمہ سے امتحان لیتے تھے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ الآية

اس آئت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور مکہ فتح کیا اور لوگوں کو بیعت کرکے فارغ ہوئے تو عورتیں آئیں جو آپ کی بیعت کرنا چاہتی تھیں تو یہ آئت نازل ہوئی جبکہ آپ صفا پہاڑی پر تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے نیچے تھے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کو بیعت کرتے تھے اور آپ کی طرف سے ان کو تبلیغ فرماتے تھے۔ ابو زید نے کہا کہ ہمارے اصحاب احناف کہتے ہیں یہ امتحان اُن عورتوں سے مخصوص ہے۔ جو اہلِ عہد اور اہلِ صلح کی عورتیں تھیں۔ جب عورتیں قسم کھانے کے بعد مذکورہ آئت کے مطابق بیان کرتیں تو ان کو مشرکوں کی طرف واپس نہ کیا جاتا۔ اور ان کے مشرک شوہروں کو اُن کے مہر واپس کر دیئے جاتے اور اگر وہ ان اہل عہد اور اہل صلح سے نہ ہوں تو اُن سے قسم نہ لی جاتی اور نہ ہی

marfat.com
Marfat.com

۳۹۱۰ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ

۳۹۱۱ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اَهَلَّ وَقَالَ اِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهٗ وَتَلَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اس کا مہر واپس کیا جاتا تھا واللہ ورسولہ اعلم! (عینی)

۳۹۱۰ــ ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاج بن یوسف کے فتنہ کے زمانہ میں عمرہ کرنے نکلے اور کہا اگر مجھے بیت اللہ سے روک دیا گیا تو میں وہی کروں گا جو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا جبکہ کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوگئے تھے۔ پس انھوں نے عمرہ کا احرام باندھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ (حدیث ۱۶۹۰ کی شرح دیکھیں)

۳۹۱۱ــ ترجمہ: نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور کہا اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان مانع واقع ہوا تو میں وہی کروں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا جس وقت کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوئے تھے۔ اور یہ آیت کریمہ پڑھی: تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اچھی پیروی ہے۔
(حدیث ۱۶۹۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۹۱۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ بَعْضَ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَهٗ لَوْ اَقَمْتَ الْعَامَ فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ لَا تَصِلَ اِلَى الْبَيْتِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَايَاهُ وَحَلَقَ وَقَصَّرَ اَصْحَابُهٗ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَاِنْ خُلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَاِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ مَا اَرٰى شَاْنَهُمَا اِلَّا وَاحِدًا اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِيْ فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَسَعْيًا وَاحِدًا حَتّٰى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا

۳۹۱۲ ـــ ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عُبَیْداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ نے ان کو خبر دی کہ اُن دونوں نے عبداللہ بن عمر سے کلام کیا اور موسیٰ بن اسماعیل نے جُوَیریہ کے ذریعہ نافع سے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر کے بیٹوں میں سے کسی نے اُن سے کہا اگر آپ اس وقت ٹھہر جائیں تو بہتر ہوگا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ آپ بیت اللہ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ عبداللہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (عمرہ کرنے نکلے) تو کفار قریش نے بیت اللہ جانے سے روک دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور ذبح کئے اور سر مبارک منڈایا اور آپ کے صحابہ کرام نے بال چھوٹے کروائے۔ اور کہا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے پر عمرہ واجب کرلیا ہے۔ اگر میرے اور بیت کے درمیان تخلیہ ہُوا تو میں طواف کروں گا اور اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان مانع واقع ہُوا تو میں وہی کروں گا جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ پھر وہ تھوڑی دیر چلے اور کہا میں حج اور عمرہ کا حال یکساں خیال کرتا ہوں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کرلیا ہے پھر انہوں نے بیت اللہ کا ایک طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان ایک سعی کی حتیٰ کہ دونوں کا احرام کھول دیا۔

۳۹۱۲ ـــ شرح : یعنی عبیداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ نے عبداللہ بن عمر سے گفتگو

marfat.com
Marfat.com

۳۹۱۳ ـــ حَدَّثَنِیْ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِیْدِ سَمِعَ النَّضْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِکْرِمَةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ النَّاسَ یَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ وَلٰکِنَّ عُمَرَ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّةِ اَرْسَلَ عَبْدَ اللّٰهِ اِلٰی فَرَسٍ لَّهٗ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَاْتِیْ بِهٖ لِیُقَاتِلَ عَلَیْهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُبَایِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ وَعُمَرُ لَا یَدْرِیْ بِذٰلِکَ فَبَایَعَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ ذَهَبَ اِلَی الْفَرَسِ فَجَآءَ بِهٖ اِلٰی عُمَرَ وَعُمَرُ یَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُبَایِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَانْطَلَقَ فَذَهَبَ مَعَهٗ حَتّٰی بَایَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَهِیَ الَّتِیْ یَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِیُّ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَةِ تَفَرَّقُوْا فِیْ ظِلَالِ الشَّجَرِ فَاِذَا النَّاسُ مُحْدِقُوْنَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

کی جبکہ حجاج بن یوسف عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مکہ مکرمہ میں جنگ کر رہا تھا اور حضرت عبداللہ حرم میں محصور تھے کہ اس سال آپ حج کے لئے نہ جائیں کیونکہ وہاں حج نے فتنہ برپا کر رکھا ہے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اس طرح کا واقعہ زمانہ رسالت مآب میں بھی پیش آیا تھا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے تشریف لے گئے تھے اور کفار مکہ نے بیت اللہ تک جانے سے منع کیا تو آپ نے قربانی کے جانور حرم میں ذبح کئے اور احرام کھول دیا تھا لہذا میں بھی اسی طرح کروں گا۔ اس کی مکمل تفصیل حدیث ۶۹۰ع کی شرح میں دیکھیں۔

۳۹۱۳ ـــ ترجمہ : نافع نے کہا لوگ باتیں کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر حضرت عمر فاروق سے پہلے مسلمان ہوئے حالانکہ ایسا نہیں ہے ؛ لیکن حدیبیہ کے روز عمر فاروق نے عبداللہ کو ایک انصاری کے پاس اپنا گھوڑا لینے بھیجا تاکہ اس پر جہاد کریں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شجرہ کے نیچے صحابہ کو بیعت کر رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق کو اس کی خبر نہیں تھی تو عبداللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی پھر گھوڑے کی طرف گئے اور اس کو عمر فاروق کے پاس لائے جبکہ عمر فاروق جہاد کے لئے زرہ پہن رہے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اُنْظُرْ مَا شَانُ النَّاسِ قَدْ اَحْدَثُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُمْ يُبَايِعُوْنَ فَبَايَعَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى عُمَرَ فَخَرَجَ فَبَايَعَ

۳۹۱۴ — حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اعْتَمَرَ فَطَافَ وَطُفْنَا مَعَهٗ وَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَكُنَّا نَسْتُرُهٗ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ لَا يُصِيْبُهٗ اَحَدٌ بِشَيْءٍ

عبداللہ نے ان کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شجرہ کے تحت بیعت لے رہے ہیں۔ نافع نے کہا عمر فاروق عبداللہ کو ساتھ لے کر چلے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ یہ ہے وہ واقعہ جس کے متعلق لوگ باتیں کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر حضرت عمر فاروق سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں۔ ہشام بن عمار نے کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا انھوں نے کہا ہمیں عمر بن محمد عمری نے خبر دی کہ نافع نے ابن عمر سے بیان کیا کہ لوگ حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ وہ درختوں کے سایوں میں بکھر گئے پھر اچانک لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہو گئے عمر فاروق نے کہا اے عبداللہ دیکھو لوگوں کا کیسا حال ہے، وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہیں؛ چنانچہ عبداللہ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بیعت کر رہے ہیں اور انہوں نے بھی بیعت کر لی پھر عمر فاروق کی طرف لوٹے تو عمر فاروق وہاں گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی "

۳۹۱۳ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے اسناد کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم نہ تھا۔ عبداللہ بن عمر کو انصاری کے پاس بھیجا تھا کہ گھوڑا لائے تاکہ اس پر جہاد کریں وہ بیعت کر کے واپس آئے اور آپ کو واقعہ سے آگاہ کیا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے واقعہ کو دیکھ کر عبداللہ کو بھیجا تھا کہ صورتِ حال معلوم کریں اس کا جواب یہ ہے کہ شائد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ کو گھوڑے کے لئے بھیجنے کے وقت دیکھا کہ لوگ جمع ہیں تو عبداللہ سے کہا دیکھو یہ لوگ کس لئے جمع ہوئے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں منافات نہیں۔ قولہ مُحْدِقُوْن "یعنی لوگ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہیں اور چہرۂ جہاں آراء کو بنظرِ غور دیکھ رہے ہیں۔ اسی سے حَدِیْقَہ" ماخوذ ہے کیونکہ دیوار نے باغ کا گھیرا کئے ہوتا ہے۔

۳۹۱۴ — ترجمہ : اسماعیل نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اَوْفٰی رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے

marfat.com
Marfat.com

۳۹۱۵ ـــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حَصِيْنٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ وَائِلٍ لَمَّا قَدِمَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ مِنْ صِفِّيْنَ اَتَيْنَاهُ نَسْتَخْبِرُهُ فَقَالَ اِتَّهِمُوا الرَّاْيَ فَلَقَدْ رَاَيْتُنِيْ يَوْمَ اَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَرُدَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَهٗ لَرَدَدْتُ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ وَمَا وَضَعْنَا اَسْيَافَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا لِاَمْرٍ يُفْظِعُنَا اِلَّا اَسْهَلْنَ بِنَا اِلٰى اَمْرٍ نَعْرِفُهٗ قَبْلَ هٰذَا الْاَمْرِ مَا نَسُدُّ مِنْهَا خُصْمًا اِلَّا انْفَجَرَ عَلَيْنَا خُصْمٌ مَا نَدْرِيْ كَيْفَ نَاْتِيْ لَهٗ

سُنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جبکہ آپ نے عمرہ کا احرام باندھا تھا آپ نے طواف کیا تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا آپ نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تو ہم آپ کو مکہ والوں سے پردہ کرتے تھے کہ وہ آپ کو ضرر نہ پہنچائیں۔" (حدیث ۱۶۷۶ کی شرح دیکھیں)

۳۹۱۵ ـــ ترجمہ : مالک بن مغول نے کہا میں نے ابو حصین کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابو وائل نے کہا جب سہل بن حُنیف صِفّین کی جنگ سے واپس آئے تو ہم نے اُن سے واپس آجانے کا سبب پوچھا اُنھوں نے کہا اپنی رائے کو متہم جانو (اس پر فخر نہ کرو) میں نے اَبی جَندل کے روز اپنے آپ کو دیکھا تھا کہ اگر مجھے یہ طاقت ہوتی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مسترد کرتا تو رد کر دیتا۔ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ہم نے اپنی تلواریں کسی سخت کام کے وقت اپنے کندھوں پر نہ رکھیں مگر انہوں نے ہمیں آسان امر تک پہنچا دیا جسے ہم اس سے پہلے پہچانتے تھے۔ اور فتنہ کی ایک طرف بند نہیں کرتے تھے کہ دوسری طرف ہم پر کھل جاتی ہے۔ ہم نہیں جانتے ہیں اس کے لیے کیا کریں۔

۳۹۱۵ ـــ شرح : صفین عراق اور شام کے درمیان ایک مقام ہے جہاں امیر معاویہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ سہل صفین سے واپس آئے تو لوگوں نے اُن سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا تم اپنی رائے پر فخر نہ کرو اور اس جنگ میں اس پر اعتماد نہ کرو تم اپنی رائے سے اپنے مسلمان بھائیوں سے جنگ کرتے ہو۔ میں نے تقصیر نہیں کی اور نہ ہی میں ضرورت کے وقت تقصیر کرنے والا ہوں جیسے حدیبیہ میں تقصیر نہیں کی تھی؛ کیونکہ میں نے حدیبیہ میں اپنے آپ کو دیکھا تھا کہ

marfat.com
Marfat.com

۳۹۱۶ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ
اَيُّوْبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ اَتٰى عَلَيَّ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِيْ فَقَالَ
اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّ رَاْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوِ
اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ اَوِ انْسُكْ نَسِيْكَةً قَالَ اَيُّوْبُ لَا اَدْرِيْ بِاَيِّ هٰذَا
اَبْدَاَ ۳۹۱۷ــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا
هُشَيْمٌ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ
عُجْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَّةِ وَنَحْنُ
مُحْرِمُوْنَ وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُوْنَ قَالَ وَكَانَتْ لِيْ وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ

اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت پر قادر ہوتا تو پوری طاقت سے جنگ کرتا لیکن میں آج مسلمانوں کی مصلحت کے لئے جنگ کرنے سے رکتا رہا ہوں (اس حدیث کی تفصیل حدیثیہ ۲۹۷۱-۲۹۷۲ کی شرح میں دیکھیں)

۳۹۱۶ــ ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے جبکہ جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں آپ نے فرمایا کیا تمہیں سر کی جوئیں اذیت دے رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا سر کا حلق کرو اور تین دن روزے رکھو یا چھ مساکین کو کھانا کھلاؤ یا قربانی ذبح کرو۔ ایوب نے کہا یہ معلوم نہیں کہ پہلے کیا ذکر کیا۔

۳۹۱۷ــ ترجمہ: کعب بن عجرہ نے کہا ہم حدیبیہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جبکہ ہم احرام باندھے ہوئے تھے۔ اور مشرکوں نے ہمارا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ کعب بن عجرہ نے کہا میرے سر کے بال کانوں سے نیچے تھے اور جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔ میرے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور فرمایا کیا تمہیں سر کی جوئیں اذیت پہنچا رہی ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں! اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "پس جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو احرام کھولنے کے سبب اس پر فدیہ ہے وہ روزے رکھے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِصَّةِ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ

۳۹۱۸ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَاسًا مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوا بِالْاِسْلَامِ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا اَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ اَهْلَ رِيْفٍ وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَّرَاعٍ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا فِيْهِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَاُمِرَ بِهِمْ فَسَمَرُوْا اَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوْا اَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوْا فِيْ نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوْا

یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔
(اس حدیث کی شرح حدیث ۱۶۹۸ء کے تحت دیکھیں)

باب ۔ قبیلہ عُکل وعُرینہ کا واقعہ

۳۹۱۸ — ترجمہ : قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا کہ قبیلہ عُکل اور عُرینہ کے چند لوگ مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کلمۂ توحید پڑھ کر اسلام کا اظہار کیا اور کہنے لگے یا نبی اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" ہم اونٹوں والے ہیں دودھ کے جانوروں والے ہیں زرعی زمینوں والے نہیں ہیں انہوں نے مدینہ منورہ کی آب وہوا کو ناموافق پایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چند اونٹ اور چرواہا دے کر حکم فرمایا کہ اس روز سے شہر سے باہر نکل جائیں اور ان کے دودھ اور پیشاب پئیں وہ لوگ باہر چلے گئے حتیٰ کہ جب حرّہ

marfat.com
Marfat.com

۳۹۱۹ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ اَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ وَالْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ رَجَآءٍ مَوْلٰی اَبِیْ قِلَابَةَ وَکَانَ مَعَهٗ بِالشَّامِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اسْتَشَارَ النَّاسَ یَوْمًا قَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ هٰذِهِ الْقَسَامَةِ فَقَالُوْا حَقٌّ قَضٰی بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَتْ بِهَا الْخُلَفَآءُ قَبْلَكَ قَالَ وَاَبُوْ قِلَابَةَ خَلْفَ سَرِیْرِهٖ فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِیْدٍ فَاَیْنَ حَدِیْثُ اَنَسٍ فِی الْعُرَنِیِّیْنَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ اِیَّایَ حَدَّثَهٗ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ عَبْدُ الْعَزِیْزِ اِبْنُ صُهَیْبٍ عَنْ اَنَسٍ مِنْ عُرَیْنَةَ وَقَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ مِنْ عُكْلٍ ذَکَرَ الْقِصَّةَ

کے ایک طرف گئے تو اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چرواہا قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو ان کو تلاش کرنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا وہ سب کو گرفتار کر کے لائے) تو آپ نے ان کو سزا دینے کا حکم فرمایا تو اُن کی آنکھوں میں گرم آہنی سلاخیں پھیریں اور اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور گرم پتھریلی زمین میں ان کو ڈال دیا حتی کہ وہ اس حال میں مر گئے۔ قتادہ نے کہا ہمیں خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد صدقہ کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور مثلہ سے منع فرماتے تھے۔ شعبہ، ابان اور حماد نے قتادہ سے صرف عرنیہ روایت کیا ہے ،، یحییٰ بن ابی کثیر اور ایوب نے ابو قلابہ کے ذریعہ انس سے روایت کی کہ قبیلہ عکل کے چند لوگ آئے ،،

(کتاب الطہارۃ) حدیث ۲۳۳ کی شرح دیکھیں ۔

۳۹۱۹ ـ ترجمہ : ایوب اور حجاج صوّاف نے بیان کیا کہ ابو قلابہ کے غلام ابو رجاء نے مجھے خبر دی میں ان کے ساتھ شام میں تھا کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک روز لوگوں سے مشورہ لیا اور کہا تم اس قسامت کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا قسامہ حق ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا اور آپ سے پہلے خلفاء راشدین نے بھی اس کے ساتھ فیصلہ کیا۔ ابو قلابہ عمر بن عبد العزیز کے تخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے ۔ عنبسہ بن سعید نے کہا عرنیین کے متعلق انس کی حدیث کہاں ہے۔ ابو قلابہ

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ ،

اَلْجُزْءُ السَّابِعَ عَشَرَ

نے کہا انس بن مالک نے یہ حدیث مجھ ہی سے بیان کی تھی۔ عبدالعزیز بن صہیب نے انس سے صرف عرینہ کی روائت کی ہے۔ ابوقلابہ نے انس سے عکل کا لفظ روائت کیا ہے اور سارا واقعہ ذکر کیا۔

۳۹۱۹ — شرح : عُکل اور عُرینہ کے قبائل کے ان لوگوں نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اُنھوں نے صرف تکلف سے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ حدیث کا الفاظ "تَكَلَّمُوْا بِالْاِسْلَامِ" اس پر واضح دلالت کرتے ہیں جبکہ تکلموا بابِ تفعل سے تکلف کا مقتضی ہے۔ لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے حالانکہ کوئی صحابی مرتد نہیں ہُوا۔ اس طرح کاتبِ وحی یہودی بھی منافق تھا اس کے مرتد ہو جانے سے صحابیت کی شان میں کچھ فرق نہیں پڑتا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عرنیین کی حدیث نے قسامت کو کیسے دفع کیا اس کا جواب یہ ہے کہ قسامت اس جگہ ہے جہاں کوئی آدمی مجروح یا مقتول پایا جائے اور جارح یا قاتل کا پتہ نہ چلے تو وہاں کے پچاس لوگوں سے قسمیں لی جاتی ہیں کہ وہ قاتل کی خبر دیں لیکن اس مقام میں ایسا نہیں ہُوا کیونکہ اُن سب لوگوں نے اتفاق کر کے اونٹوں کے چرواہے کو مختلف عذاب دیئے اور پھر قتل کیا اور مرتد ہو گئے اور دودھ دینے والی اونٹنیاں ہنکا کر لے گئے اس لئے انہیں بطورِ قصاص قتل کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۱۷) سترھواں پارہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الْقَرَدِ

وَهِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِيْ اَغَارُوْا عَلٰى لِقَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ خَيْبَرَ بِثَلَاثٍ

۳۹۲۰ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْاَكْوَعِ يَقُوْلُ خَرَجْتُ قَبْلَ اَنْ يُؤَذَّنَ بِالْاُوْلٰى وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ تُغْلَتْ مَنْ اَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ قَالَ فَصَرَخْتُ ثَلٰثَ صَرَخَاتٍ يَا صَبَاحَاهْ قَالَ فَاَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلٰى وَجْهِيْ حَتّٰى اَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ اَخَذُوْا يَسْتَقُوْنَ مِنَ الْمَآءِ فَجَعَلْتُ اَرْمِيْهِمْ بِنَبْلِيْ وَكُنْتُ رَامِيًا وَاَقُوْلُ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ ؛ اَلْيَوْمَ يَوْمُ الرُّضَّعِ ؛ وَاَرْتَجِزُ حَتّٰى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ ثَلٰثِيْنَ بُرْدَةً قَالَ وَ جَآءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَآءَ وَهُمْ عِطَاشٌ فَابْعَثْ اِلَيْهِمِ السَّاعَةَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ مَلَكْتَ فَاَسْجِحْ قَالَ ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَتِهٖ حَتّٰى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ

باب ـ غزوہ ذی قرد

اہلِ سیر کی اصطلاح میں غزوہ اسے کہتے ہیں جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود تشریف فرما ہوں اور جس لشکر میں تشریف نہ رکھتے ہوں اس کو سریہ کہتے ہیں۔ قاموس میں ہے غزوہ بمعنی ارادہ، قصد اور طلب ہے۔ کہا جاتا ہے: اَغْزَا اِلَى الْعَدُوِّ دشمن سے جنگ کرنے کے لیے گیا، مَغْزَى الْكَلَامِ ، کلام کا مقصد

marfat.com
Marfat.com

مَغَازِی ،، مَغْزٰی کی جمع ہے۔ مصدر بھی ہو سکتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے ،، غَزَا یَغْزُوْ غَزْوًا وَّ مَغْزِیًا وَّ مَغْزًی ممکن ہے کہ اسم مکان ہو اس مقام میں مصدری معنی متعین ہے۔ یعنی یہ کتاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کافروں سے لڑائی کے قصد و ارادہ کے بیان میں ہے۔ قَرَد مدینہ منورہ سے ایک منزل دور پانی کی جگہ ہے جو غطفان سے متصل ہے۔ یہ وہ غزوہ ہے جو قبیلہ غطفان کے لوگ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شیر دار بیس اونٹنیوں کو ہانک کر لے گئے تھے۔ یہ غزوہ خیبر سے تین روز پہلے ہوا۔ چنانچہ مسلم نے ایاس بن سلمہ بن اکوع کی لمبی حدیث ذکر کی جس کے آخر میں ہے کہ سلمہ بن اکوع نے کہا ہم اس غزوہ سے واپس مدینہ منورہ آئے بخدا ابھی تین روز ہی ہوئے تھے کہ ہم نے خیبر پر چڑھائی کر دی لیکن قرطبی شارح مسلم نے اس کو بعض راویوں کا وہم قرار دیا اور کہا مورخین نے بالاتفاق ذکر کیا کہ غزوہ ذی قرد غزوہ حدیبیہ سے پہلے ہوا ہے۔ چنانچہ ابن سعد نے کہا غزوہ ذی قَرَد چھ ہجری کے ربیع الاوّل میں حدیبیہ سے پہلے ہوا۔ جبکہ غزوۂ خیبر پانچ ہجری میں ہوا تھا۔ یہ اختلاف اس طرح ختم کیا جا سکتا ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری نے دوبار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شیر دار اونٹنیوں پر حملہ کیا تھا۔ پہلی بار حدیبیہ سے پہلے جیسا کہ ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔ دوسری بار حدیبیہ کے بعد خیبر کی طرف جانے سے پہلے حملہ کیا تھا۔ جن لوگوں نے یہ حملہ کیا تھا۔ ان کا سردار عبدالرحمٰن بن عُیَیْنہ تھا۔ حاکم کے کلام سے اس کی تائید ہوتی ہے انہوں نے اکلیل میں ذکر کیا کہ ذی قرد کا واقعہ مکرر ہے۔ پہلی بار میں غزوۂ اُحد سے پہلے زید بن حارثہ ذی قرد گئے۔ دوسری بار پانچ ہجری میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس ربیع الاوّل میں ذی قرد گئے۔ تیسری بار یہ ہے جس میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ جمع کا یہ طریقہ قوی ہے (فتح الباری وغیرہ)

۲۹۲۰ — ترجمہ : یزید بن ابی عُبَید نے کہا میں نے سلمہ بن اکوع کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں صبح کی اذان سے پہلے باہر نکلا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنیاں مقام ذی قَرَد میں چر رہی تھیں۔ سلمہ بن اکوع نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن عوف کا غلام ملا تو اُس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنیاں پکڑ لی گئیں میں نے کہا ان کو کس نے پکڑا ہے؟ غلام نے کہا قبیلہ غطفان کے لوگوں نے سلمہ بن اکوع نے کہا میں نے یا صَبَاحًا۔ بلند آواز سے تین بار کہا (دشمن کے حملہ کے وقت یہ کلمہ کہا جاتا ہے) اور مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان آواز پہنچائی۔ پھر سامنے کی طرف تیز دوڑا۔ یہاں تک کہ میں نے ان کو پالیا جبکہ وہ پانی پی رہے تھے۔ میں نے ان کو تیر مارنے شروع کئے۔ حالانکہ میں سخت تیر انداز تھا۔ اور یہ کہتا جاتا تھا میں اکوع کا بیٹا ہوں۔ آج ذلیل کی ہلاکت کا دن ہے اور میں رجز پڑھتا جاتا تھا۔ حتی کہ میں نے اُن سے ساری اونٹنیاں واپس کر لیں اور اُن سے تیس چادریں بھی چھین لیں۔ سلمہ بن اکوع نے کہا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور لوگ بھی تو میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے لوگوں کو پانی پینے سے منع کیا ہے۔ حالانکہ وہ بہت پیاسے ہیں۔ آپ ان کی طرف ابھی لوگوں کو بھیجیں آپ نے فرمایا اے اکوع کے بیٹے تم اونٹنیوں پر قادر ہو گئے ہو۔ اُن سے نرمی کرو اور ان کو معاف کرو۔ کہا پھر ہم واپس آ گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کر لیا حتی کہ ہم مدینہ منورہ آ گئے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ

۳۹۲۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ

۳۹۲۰ — شرح : نقاح کے معنی ہیں دودھ دینے والی اونٹنیاں اس کا واحد لقوح ہے۔ یَاصَبَاحًا ، دشمن کے حملہ کرنے کے وقت یہ کلمہ بولا جاتا ہے۔ لاتبان دونوں کنارے۔ رضع راضع کی جمع ہے۔ اس کے معنی ذلیل کے ہیں۔ دراصل کوئی آدمی اپنی اونٹنی یا بکری کا دودھ تھنوں سے پیتا اور برتن میں دوہتا نہیں تھا۔ تاکہ کوئی فقیر یا غریب دودھ دوہنے کی آواز نہ سُنے ورنہ وہ دودھ پینے آجائے گا گویا کہ وہ بخیل آدمی ہے۔ پھر یہ ایک مثال بن گئی اور ہر ذلیل آدمی کو راضع کہتے ہیں۔ اسجع کے معنی نرمی کرنے کے ہیں۔ (حدیث ۳۸۳۴ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں)

باب غزوۂ خیبر

خیبر بہت بڑا شہر ہے اس میں بہت قلعے ہیں اس کی زمین زرخیز ہے وہاں کھیتی باڑی بہت ہوتی ہے۔ مدینہ منورہ سے شام کی جہت میں چار مراحل دُور ہے۔ ابوعبید بکری نے ذکر کیا ہے کہ قوم عمالقہ کے خیبر نامی شخص نے اس جگہ اقامت کی تھی اس کے نام پر اس مقام کا نام خیبر رکھا گیا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا سات ہجری کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم محرم کے آواخر میں نکلے اور چند روز خیبر کا محاصرہ کئے رکھا۔ حتی کہ صفر کے مہینہ میں اس کو فتح کرلیا۔ یونس بن بکیر نے مغازی میں ابن اسحاق سے مسور بن مخرمہ اور مروان کی روایت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیبیہ سے واپسی پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سورہ فتح نازل ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے خیبر کی فتح کی خوشخبری دی اور فرمایا : وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ ، یعنی اللہ نے تم سے بہت غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جو تم حاصل کرلوگے اور تمہیں خیبر بہت جلد دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ کے مہینہ میں مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور چند راتیں اقامت کے بعد محرم میں خیبر پر حملہ کیا اور ابن عائذ نے ابن عباس سے ذکر کیا کہ حدیبیہ سے واپسی کے بعد دس دن مدینہ منورہ میں اقامت فرمائی۔ پھر خیبر پر حملہ کیا اور موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے روایت کی کہ مدینہ منورہ میں بیس روز اقامت کے بعد خیبر پر حملہ کیا۔ سلیمان تیمی کے مغازی میں ہے کہ پندرہ روز اقامت فرمائی۔ ابن تین نے حصار سے ذکر کیا کہ غزوہ خیبر چھ ہجری کے اواخر میں ہوا۔ یہی امام مالک اور ابن حزم نے کہا ہے۔ یہ تمام اقوال قریب قریب ہیں۔ ان میں راجح ابن اسحاق کا قول ہے اور اتفاق کی صورت بھی ممکن ہے کہ جس نے چھ ہجری مطلقاً ذکر کی ہے۔ اس نے ہجرت کے حقیقی مہینہ ربیع الاوّل سے سال کی ابتداء پر اس کی بنیاد

marfat.com
Marfat.com

سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَآءِ وَهِيَ مِنْ اَدْنٰى خَيْبَرَ صَلّٰى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَمَرَ بِهٖ فَثُرِّيَ فَاَكَلَ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

۳۹۲۲ — حَدَّثَنَا عُبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ يَا عَامِرُ اَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ يَقُوْلُ

رکھی ہے (فتح) عینی نے کہا صحیح یہ ہے کہ خیبر سات ہجری کی ابتداء میں فتح کیا۔

۳۹۲۱ — **ترجمہ** : بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ سوید بن نعمان نے اُن سے بیان کیا کہ وہ خیبر کے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ حتی کہ جب صہباء مقام پر پہنچے، صہباء خیبر کے قریب ہے تو آپ نے عصر کی نماز ادا فرمائی پھر کھانا طلب فرمایا تو آپ کو صرف ستو پیش کئے گئے آپ نے حکم فرمایا اور ان کو پانی میں گھول دیا گیا پھر آپ نے ستو کھائے اور ہم نے بھی کھائے۔ پھر آپ مغرب کی نماز ادا کرنے اٹھے اور صرف کلی کی اور ہم نے بھی کلیاں کر کے نماز پڑھی اور وضو نہ کئے۔

۳۹۲۱ — **شرح** : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح میں ذکر کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر سات ہجری کے جمادی الاولیٰ میں خیبر پر حملہ آور ہوئے جس نے چھ ہجری میں خیبر پر چڑھائی کا ذکر کیا ہے وہ بعید تر ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو تقریباً بیس روز مدینہ منورہ میں اقامت کے بعد خیبر پر حملہ کیا۔ (حدیث ۴۰۸ کی شرح دیکھیں) (باب من مضمض من السویق)

۳۹۲۲ — **ترجمہ** : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف گئے اور رات بھر چلتے رہے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے عامر سے کہا اے عامر کیا تم ہمیں اپنے اشعار نہیں سناتے ہو؟ عامر شاعر تھے وہ اپنی سواری سے اُترے اور لوگوں کو

marfat.com
Marfat.com

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ۞ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا ۞ فَاغْفِرْ فِدَآءً لَكَ
مَا اُبْقِيْنَا ۞ ثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا ۞ وَاَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ۞ اِنَّا اِذَا صِيْحَ
بِنَا اَبَيْنَا ۞ وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا ۞ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ هٰذَا السَّائِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْاَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ
وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْلَا اَمْتَعْتَنَا بِهٖ فَاَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى اَصَابَتْنَا
مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا اَمْسَى النَّاسُ مَسَآءَ
الْيَوْمِ الَّذِيْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ اَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا هٰذِهِ النِّيْرَانُ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ يُوْقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰى لَحْمٍ قَالَ عَلٰى اَيِّ لَحْمٍ قَالُوْا
لَحْمُ حُمُرٍ اَهْلِيَّةٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْرِيْقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا فَقَالَ
رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ
كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيْرًا فَتَنَاوَلَ بِهٖ سَاقَ يَهُوْدِيٍّ لِيَضْرِبَهٗ فَيَرْجِعُ ذُبَابُ
سَيْفِهٖ فَاَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ فَلَمَّا فَفَلُوْا قَالَ سَلَمَةُ رَاٰنِيْ

کو حدی سنانے لگے (اونٹوں کو چلانے کے وقت اشعار خوانی کو حدی کہتے ہیں) چنانچہ وہ کہتے ہیں،، اے اللہ
اگر تو نہ ہوتا تو یقیناً ہم ہدایت نہ پاتے ۞ نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے (اگر تیری توفیق نہ ہوتی) ہم آپ پر
قربان یا نبی اللہ آپ کے حق میں ہم نے جو تقصیر کی ہے اسے معاف فرما ۞ اگر دشمن سے ملاقات کریں تو ہمارے
قدم ثابت رہیں (اللہ سے سوال کریں) کہ ہمیں سکون عطاء کرے ۞ جب ہمیں غیر حق کی طرف بلایا جائے تو ہم
انکار کریں۔ کافروں نے شور وغل کر کے ہمارا قصد کیا ہے،،
(یہ سن کر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کو چلانے والا شخص کون ہے؟ لوگوں
نے عرض کیا یہ عامر بن اکوع ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا یا نبی اللہ
اس کے لئے جنت واجب ہو گئی (یہ شہید ہو جائے گا) کاش کہ آپ ہمیں اس سے نفع دیتے،، پس ہم خیبر پہنچے

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ اٰخِذٌ بِیَدِیْ قَالَ مَالَکَ قُلْتُ لَہٗ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ زَعَمُوْا اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُہٗ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَذَبَ مَنْ قَالَہٗ وَاَنَّ لَہٗ لَاَجْرَیْنِ وَجَمَعَ بَیْنَ اِصْبَعَیْہِ وَاِنَّہٗ لَجَاھِدٌ مُجَاھِدٌ قَلَّ عَرَبِیٌّ مُشَابِھًا مِثْلَہٗ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ قَالَ نَشَأَ بِھَا

اور یہودیوں کا محاصرہ کیا حتیٰ کہ ہمیں سخت بھوک لگی پھر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو فتح عطاء فرمائی جب فتح کے دن کی شام ہوئی تو لوگوں نے خوب آگ سلگائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ کیسی آگ ہے اور کس چیز پر سلگائی ہے؟ لوگوں نے کہا گوشت پر۔ فرمایا کس گوشت پر؟ لوگوں نے عرض کیا گدھوں کے گوشت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو زمین پر گرا دو اور ہنڈیوں کو توڑ دو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! گوشت کو زمین پہ گرا دیں اور ہنڈیوں کو دھو ڈالیں فرمایا یا اسی طرح کر لو۔ جب لوگوں نے (دشمن کے مقابلہ میں) صف بندی کی عامر کی تلوار بہت چھوٹی تھی۔ انہوں نے یہ تلوار پکڑی تاکہ یہودی کی پنڈلی ماریں تو اس کا کنارہ لوٹا اور عامر کے گھٹنے کی چکتی میں لگی اور عامر اس کے زخم سے مر گیا۔ جب لوگ واپس ہوئے تو سلمہ بن اکوع نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا حالانکہ آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے (اے سلمہ تمہارا کیسا حال ہے؟ میں نے عرض کیا میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں۔ لوگ کہتے ہیں عامر کے عمل باطل ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کہا ہے جھوٹ بولا ہے۔ عامر کے لئے دو ثواب ہیں اور اپنی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ وہ جہاد کرنے والے لوگوں میں سے ہے۔ بہت تھوڑے عربی اس جیسے زمین پر چلے ہیں۔ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم نے "نَشَأَ بِھَا" روایت کی ہے یعنی جوان ہوا ہے۔ اور بزرگی کو پہنچا ہے۔

۳۹۲۲ ـــــ **شرح**: عامر سلمہ بن اکوع کے چچا تھے اور شاعر تھے اُن سے اُسید بن حضیر نے کہا ہمیں اپنے رجز سناؤ۔ دراصل سلمہ کا والد عمرو بن اکوع ہے۔ اکوع کا نام سنان ہے وہ سلمہ کے دادے کا نام ہے۔ لہٰذا عامر بن اکوع، سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا ہیں سلمہ کی نسبت دادے کی طرف ہے اور یہ عربوں میں مشہور ہے۔ "ھُنَیْنَاتِکَ" ایک دوسری روایت میں "ھُنَیْھَاتِکَ" ہے یہ "ھُنَیْھَۃٌ" کی جمع ہے اور وہ "ھَنَۃٌ" کی تصغیر ہے۔ اس سے مراد رجز ہیں۔ سہیلی نے کہا ہر غیر معروف شئ کو "ھَنَۃٌ" کہا جاتا ہے یا اس کو پہچانتے ہوئے اس سے کنایہ کرتے ہیں۔ ہروی نے کہا یہ اس شئ سے کنایہ ہے جس کا نام نہ ذکر کیا جائے اور وہ کسی اور جنس سے مختص نہ ہو۔ اخفش نے کہا کہتے ہیں فلاں بن فلاں اس طرح کہتے ہیں۔ "ھن بن ھن" اور یہ "ھنۃ بنت ھنۃ"

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ اس کے ساتھ اعلام سے کنایہ کیا جاتا ہے۔ ابن عصفور نے اس کو صحیح کہا ہے (عینی) کرمانی نے کہا ھَنٌ مَاخٌ کے وزن پر ہے۔ یہ کسی شئی سے کنایہ ہے۔ یہ اصل میں ھَنُوٌ تھا جیسے اَخٌ اس کی مؤنث ھَنَۃٌ اور تصغیر ھُنَیَّۃٌ ہے۔ قولہ یَحْدُوْ ،، حَدْوٌ سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں غناء کے ساتھ اونٹوں کو چلانا۔ اونٹ غنا سے محبت کرتے ہیں۔ اور غنا سن کر مست ہو کر چلتے ہیں۔ سب سے پہلے اونٹوں کو گانا سنانا مضر بن نزار نے شروع کیا تھا۔ جبکہ وہ اپنے اونٹ سے گرا اور ان کا ہاتھ ٹوٹ گیا تو کہنے لگا: وایداہ وایداہ ،، رجز ،، شعر نہیں بیت کا کچھ حصہ ہوتا ہے۔ غزوہ خندق میں عبداللہ بن رواحہ نے بھی یہ اشعار پڑھے تھے وہ بھی شاعر ہیں۔ قولہ اَللّٰھُمَّ الخ کتاب الجہاد حدیث ۲۸۲۷ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روائت کے مطابق یہ اشعار عبداللہ بن رواحہ نے غزوہ خندق میں کہے تھے یہ اُن کے اشعار ہیں، لیکن ہوسکتا ہے کہ عامر نے عبداللہ کے بعض اشعار سے استعانت کی ہو۔ قولہ فَاغْفِرْ فِدَاءً لَّكَ الخ اس کلام کے مخاطب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کے حق اور آپ کی مدد میں جو کوتاہیاں کی ہیں وہ معاف کر دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حق میں ایسا کلام نہیں کیا جاتا۔ اور ،، اَللّٰھُمَّ ،، سے مراد دُعاء نہیں۔ اس سے تو صرف کلام شروع کیا ہے۔ علامہ عسقلانی کے کلام سے بھی اس کی تائید ملتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا۔ اَللّٰھُمَّ سے صرف کلام کی ابتداء کی ہے۔ شاعر کے قول کے مخاطب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن اس کے بعد کا کلام اس کے خلاف ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ سے دعاء مطلوب ہے، چنانچہ شاعر کہتا ہے: فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ۞ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا پھر کہا ہوسکتا ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہو۔ یا رسول اللہ اپنے رب سے سوال عرض کریں کہ ہمیں سکون عنایت کرے اور ہمیں ثابت قدم رکھے ،، علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فِدَاءٌ لَّكَ ،، اس کلمہ سے مراد محبت و تعظیم ہے اور وہ رضاء ہے۔ یعنی میری ذات تیری رضاء میں قربان ہے۔ قولہ مَا اَبْقَيْنَا ،، یہ فَاغْفِرْ کا مفعول ہے اور فِدَاءً لَّكَ ،، جملہ معترضہ ہے۔ یعنی جو ہم نے پہلے گناہ کئے ہیں وہ معاف کر دے۔ اسے مَا اتَّقَيْنَا ،، اِتَّقَا سے بھی پڑھا جاتا ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے اوامر اور احکام ہم نے ترک کئے ہیں ،، قابسی کی روائت میں مَا لَقِيْنَا ہے یعنی جو گناہ ہم نے کئے ہیں۔ قتیبہ نے حاتم بن اسماعیل سے روائت کی جیسا کہ کتاب الادب میں آئے گا۔ انشاء اللہ ،، مَا اقْتَفَيْنَا ،، اِقْتِفَاء سے ہے۔ یعنی جن گناہوں کے پیچھے ہم گئے ہیں کہا جاتا ہے ،، قَفَوْتُ اَثَرَهٗ جب اس کے پیچھے جائے۔ رجز میں یہ مشہور روائت ہے۔ قَوْلُهٗ اِنَّا اِذَا صِيْحَ بِنَا اَبَيْنَا ،، یعنی جب ہمیں باطل کی طرف بلایا گیا تو ہم نے اس کا انکار کر دیا۔ اس کو ،، اَتَيْنَا ،، اتیان سے بھی پڑھا جاتا ہے یعنی جب ہمیں کافروں سے لڑائی کے لئے بلایا گیا یا حق کی طرف بلایا گیا تو ہم آگئے۔ قولہ بِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا ،، یعنی انہوں نے شور و غل سے ہمارا قصد کیا۔ قولہ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ ،، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عامر پر رحم کرے۔ جس کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً استغفار فرماتے تھے وہ یقیناً شہید ہو جاتا تھا۔ آپ کے اس ارشاد کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ایک روائت کے مطابق عمر فاروق نے

marfat.com
Marfat.com

۳۹۲۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ قَالَ ثَنَأْبِهَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى خَيْبَرَ لَيْلًا وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يُغِرْ بِهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتِ الْيَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرِبَتْ

اپنے اونٹ پر بیٹھے ہوئے ندا دی یا نبی اللہ آپ ہمیں عامر کے ذریعہ نفع دیں یعنی یہ شہید نہ ہوتے آپ کی دعاء کی برکت سے اس کے لئے جنت یا شہادت واجب ہوگئی ہے۔ اگر آپ اس کے زندہ باقی رہنے سے ہمیں نفع دیتے تو بہتر تھا۔ ایک روایت میں "لَوْ مَتَّعْتَنَا بِهِ" تَمَتُّع سے ہے یعنی کچھ مدت تک ہمیں اس کی بہادری سے نفع دیتے" ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے لئے رحم کی دعاء فرمائیں وہ یقیناً شہید ہوجاتا تھا۔ اور یہ بھی ان کا عقیدہ تھا کہ اگر آپ اسے زندہ باقی رکھنا چاہیں تو یہ آپ کے اختیار میں ہے ورنہ عمر فاروق کا نداء کرنا بے مقصد ہوگا۔ ابن اسحاق نے کہا خیبر کے قلعوں میں سے سب سے پہلے حصن ناعم فتح کیا گیا۔ اس غزوہ میں محمود بن سلمہ قتل ہوئے۔ جبکہ قلعہ کے اوپر سے ان پر چکی پھینکی گئی تھی۔ اس سے وہ شہید ہوگئے "قَوْلُهُ قَلَّ عَرَبِيٌّ آه یعنی عربوں میں بہت قلیل لوگ ہیں جو اس خصلت حمیدہ یعنی کوشش اور مشقت سے جہاد کرنے والا دنیا میں چلتا پھرتا ہو۔ یا زمین پر یا مدینہ منورہ میں یا میدان جنگ میں عامر کی طرح چلتا پھرتا ہو۔ قتیبہ نے کہا: "ثَنَأْبِهَا" یعنی جوان ہوا ہو۔ سہیلی نے کہا ایک روایت مشابہا مشابہت سے ہے یعنی جوانی کے وقت میں صفتِ کمال میں کوئی اس کے مشابہ نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم! (عینی) حدیث ۴۲۱۴ کی شرح دیکھیں"

اسماء رجال

: ۱ عبداللہ بن مسلمہ قعنبی بخاری، مسلم دونوں کے شیخ ہیں ۲ عامر بن اکوع سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا ہیں۔ وہ خیبر کی جنگ میں شہید ہوئے تھے عبداللہ بن رواحہ کی طرح عامر بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثناخواں شاعر تھے۔

۳۹۲۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت خیبر پہنچے جب آپ کسی قوم کے پاس رات کے وقت پہنچا کرتے تھے تو صبح تک حملہ نہیں کرتے تھے پس جب صبح ہوئی تو یہودی، کلہاڑے اور ٹوکریاں لے کر باہر نکلے جب آپ کو دیکھا تو کہنے لگے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور لشکر بخدا! محمد" صلی اللہ علیہ وسلم" اور لشکر

marfat.com
Marfat.com

خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ اَخْبَرَنَا صَدَقَةُ
اُبْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا اُبْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ
عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَبَّحْنَا خَيْبَرَ بُكْرَةً فَخَرَجَ اَهْلُهَا بِالْمَسَاحِيْ فَلَمَّا بَصُرُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مُحَمَّدٌ
وَالْخَمِيْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ
الْمُنْذَرِيْنَ فَاَصَبْنَا مِنَ الْحُمُرِ الْحُمُرِ فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ
الْحُمُرِ فَاِنَّهَا رِجْسٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ
۳۹۲۴

بخدا! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لشکر سمیت آ گئے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خیبر خراب ہوگیا جب ہم کسی میدان میں اُتر پڑیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کے لئے صبح بُری ہوتی ہے۔

ترجمہ: صدقہ بن فضل نے ہمیں خبر دی اُنھوں نے کہا ہمیں ابن عُیَیْنَہ نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہمیں محمد بن سیرین
۳۹۲۴
کے ذریعہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایوب نے خبر دی کہ انہوں نے کہا ہم صبح کے وقت خیبر پر حملہ کیا ؛ خیبر والے کلہاڑے، زنبیلیں لے کر باہر نکلے جب انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، (یہ سُن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر! خیبر تباہ و برباد ہوگیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں اُتر پڑیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بُری ہوتی ہے۔ ہم نے غنیمت میں گدھوں کے گوشت پائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے نداء دی کہ اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرماتے ہیں؛ کیونکہ یہ پلید ہیں۔

۳۹۲۴ — شرح: ابن اسحاق نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے قریب ایک وادی میں ٹھہرے جس کو وادی رجیع کہا جاتا ہے۔ ان کے اور غطفان کے درمیان صرف ایک رات کی مسافت ہے۔ یہودی اور غطفانی ایک دُوسرے کے حلیف تھے اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے۔ ابن اسحاق نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ غطفان نے تیاری کی اور خیبر کا قصد کیا تو اُنہوں نے اپنے پیچھے کچھ محسوس کیا اور گمان کیا کہ مسلمانوں نے ان کے اہل و اولاد پر حملہ کر دیا ہے۔ وہ وہیں سے واپس ہوگئے اور اپنے گھروں میں ٹھہر گئے اور اہلِ خیبر کو رسوا کیا۔ یہودیوں کی عادت تھی کہ وہ ہر روز مسلح ہو کر تیاری کر کے باہر نکلا کرتے تھے اور کسی کو نہ دیکھتے تھے حتی کہ جس رات مسلمانوں نے حملہ کیا تمام یہودی سو رہے تھے اِن کا کوئی جانور حرکت نہیں کرتا تھا اور نہ ہی کوئی مرغ بولتا تھا۔ وہ کلہاڑے ٹوکریاں لے کر کھیتی باڑی کے لئے باہر نکلے تو مسلمانوں کو دیکھ کر اپنے قلعہ میں محصور ہوگئے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آپ نے لڑائی سے پہلے کیسے فرمادیا کہ خیبر تباہ و برباد ہوگیا اس کا جواب یہ ہے کہ آپ بطریق وحی جانتے تھے کہ خیبر تباہ و برباد ہو جائے گا۔ یہ آپ کا ؛ معجزہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حدیث ۷۶۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۹۲۵ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ قَرِيْبًا مِنْ خَيْبَرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ فَخَرَجُوْا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ فَقَتَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ وَكَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ اِلٰى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ صُهَيْبٍ لِثَابِتٍ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ اَنْتَ قُلْتَ لِاَنَسٍ مَا اَصْدَقَهَا فَحَرَّكَ ثَابِتٌ رَاْسَهٗ تَصْدِيْقًا لَهٗ

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی آنے والا آیا اور کہا گدھے کھائے گئے یہ سن کر آپ خاموش رہے پھر وہ دوسری بار آیا اور کہا گدھے کھائے گئے۔ آپ خاموش رہے پھر وہ تیسری بار آیا اور کہا گدھے ختم ہو رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔ پس ہنڈیاں پلٹ دی گئیں جبکہ ان میں گوشت پک رہا تھا۔

۳۹۲۵ — شرح : قولہ فَاُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ ، یعنی ہنڈیاں پلٹ دی گئیں۔ ابن تین نے کہا روایت فَكُفِئَتْ ، ہے۔ چنانچہ اصمعی نے کہا كَفَأْتُ الْاِنَاءَ ، برتن پلٹ دیا اور اَكْفَأْتُهٗ نہیں کہا جاتا ہو سکتا ہے کہ مراد یہ ہو کہ ہنڈیاں مائل کر دی گئیں حتی کہ جو کچھ ان میں تھا وہ نکل گیا۔ چنانچہ کسائی نے کہا، اَكْفَأْتُ الْاِنَاءَ ، میں نے برتن کو مائل کیا (فتح الباری) اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر کو ضمیر میں جمع کرنا جائز ہے چنانچہ اس حدیث میں " اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ " ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا اس میں اس شخص کا رد ہے جو عدم جواز کا قائل ہے کیونکہ ایک خطیب نے خطبہ میں کہا تھا : وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى ، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تھا تو برا خطیب ہے۔ دراصل ان الفاظ سے منع اس لئے فرمایا تھا کہ اس کو لازم تھا کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں

marfat.com
Marfat.com

۳۹۲۶۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةَ فَاَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ ثَابِتٌ لِاَنَسٍ مَا اَصْدَقَهَا قَالَ اَصْدَقَهَا نَفْسَهَا فَاَعْتَقَهَا

کی نافرمانی کرے وہ گمراہ ہے ہر ایک کی نافرمانی گمراہی نہیں اس لئے فرمایا تو بُرا خطیب ہے بعض نسخوں میں صیغہ واحد غائب ہے۔

۳۹۲۵ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے صبح کی نماز غلس (معمولی اندھیرا) میں پڑھی۔ پھر فرمایا : اللہ اکبر، خیبر تباہ و برباد ہوگیا۔ جب ہم کسی قوم کے میدان میں آتے ہیں تو ڈرائے ہُوئے لوگوں کی صبح بہت بُری ہے۔ یہودی باہر نکلے اس حال میں کہ وہ گلی کوچوں میں دوڑ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو قتل کیا عورتوں اور بچوں کو قید کیا قیدیوں میں صفیہ بنت حُیَیّ بھی تھی۔ وہ دِحیہ کلبی کے حصہ میں آئی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزادی اس کا مہر قرار دیا عبدالعزیز بن صہیب نے ثابت سے کہا اے ابا محمد کیا تم نے انس سے کہا تھا کہ صفیہ کو مہر کیا ادا کیا تھا ؟ ثابت نے اپنا سر ہلا کر اس کی تصدیق کی۔

۳۹۲۵ شرح : بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں پر بد دعاء کرنے کے بعد ان کو قتل کیا تھا۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا کیونکہ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دن سے زیادہ دن اُن کا محاصرہ کیا چنانچہ ع ۳۹۲۲ میں ہے حَتّٰى اَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ ، حتی کہ ہمیں سخت بھوک نے آلیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا محاصرہ کئی روز رہا حتی کہ صحابہ کرام بھوک کا شکار ہوگئے اگر اسی روز فتح ہوجاتی تو صحابہ کرام بھوک کی وجہ سے پریشان نہ ہوتے۔ لہٰذا مذکور حدیث کے قرینہ کے مطابق یہاں عبارت محذوف ہے۔ حدیث ع ۹۰۶ کی شرح دیکھیں (صلوٰۃ الخوف باب التکبیر بالغلس)

۳۹۲۶ ترجمہ : عبدالعزیز بن صُہیب نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو قید کیا پھر انہیں آزاد کرکے اُن سے نکاح کرلیا۔ ثابت نے انس سے کہا صفیہ کا مہر کتنا مقرر کیا ؟ انس نے کہا ان کی جان آزاد کی اور اُن سے نکاح کرلیا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۹۲۷ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَسْكَرِهٖ وَمَالَ الْاٰخَرُوْنَ اِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً اِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهٖ فَقِيْلَ مَا اَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ اَحَدٌ كَمَا اَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اَنَا صَاحِبُهٗ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهٗ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهٗ وَاِذَا اَسْرَعَ اَسْرَعَ مَعَهٗ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهٗ بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰى سَيْفِهٖ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَخَرَجَ الرَّجُلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ

۳۹۲۶ــــ شرح : یہ غزوۂ خیبر کا واقعہ ہے کیونکہ غزوۂ خیبر میں ان کا شوہر قتل ہوا تھا اور وہ قید کر لی گئی تھیں۔ صفیہ کا عتق یعنی ان کو آزاد کرنا ہی اُن کا مہر تھا یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے لہٰذا احناف کے مسلک میں عتق مہر نہیں مقرر کیا جا سکتا دیگر بعض علماء اس کو جائز کہتے ہیں۔

۳۹۲۷ــــ **ترجمہ** : سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا مقابلہ شروع ہوا اور خوب لڑائی ہوئی جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو کر اپنے لشکر کی طرف لوٹے اور مشرک اپنے لشکر کی طرف لوٹے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں ایک ایسا آدمی تھا جو اکیلے دو اکیلے کو نہ چھوڑتا مگر اس کو پیچھا کرتا اور اس کو اپنی تلوار سے قتل کر دیتا۔ کہا گیا اُس نے جتنا کام کیا ہے ہم میں سے کسی نے اتنا کام نہیں کیا (یہ سُن کر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار رہو یہ آدمی دوزخی ہے مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا میں اس شخص کے ساتھ رہتا ہوں چنانچہ وہ اس کے ساتھ رہا جب وہ ٹھہرتا تو یہ بھی اس کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

الرَّجُلُ الَّذِيْ ذَكَرْتَ اٰنِفًا اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ اَنَا لَكُمْ بِهٖ فَخَرَجْتُ فِيْ طَلَبِهٖ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهٖ فِي الْاَرْضِ وَ ذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

٣٩٢٨ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهٗ يَدَّعِي الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ

ٹھہر جاتا اور جب وہ تیز چلتا تو یہ بھی اس کے ساتھ تیز چلنے لگتا۔ وہ آدمی زخموں سے نڈھال ہوگیا تو اُس نے جلدی مرنا چاہا اس لئے اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی تیز نوک اپنے سینہ پر رکھی پھر اپنی تلوار پر جھول گیا اور اپنی جان ہلاک کر دی وہ آدمی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ اُس نے کہا جس آدمی کا آپ نے ابھی ابھی ذکر کیا تھا کہ وہ دوزخی ہے اور لوگوں پر یہ کلام گراں بار ہُوا تو میں نے کہا میں تمہیں اس کی خبر لا دیتا ہوں پس میں اس کی تلاش میں نکلا پھر وہ سخت زخمی ہوگیا اور جلدی مرنا چاہا تو اپنی تلوار زمین پر رکھ کر اس کی تیز نوک اپنے سینہ کے درمیان رکھی پھر اس پر جھُول گیا اور خودکُشی کر لی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا کوئی آدمی لوگوں کی نظر میں جنتیوں والے عمل کرتا ہے۔ حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے۔ اور کوئی آدمی لوگوں کی نگاہ میں دوزخیوں جیسے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

٣٩٢٧ — شرح : اس شخص کا نام قُزمان ظفری تھا۔ انصار کے ایک چھوٹے سے قبیلہ بنی ظفر کی طرف منسوب ہے۔ اس کی کنیت ابو الغیداق تھی۔ قولہ شاذہ وہ ہے جو جماعت سے علیحدہ ہو جائے اور فاذہ وہ ہے جو لوگوں سے قطعًا اختلاط نہ کرے۔

(حدیث ٢٦٩٩ کی شرح دیکھیں)

٣٩٢٨ — ترجمہ : سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خیبر میں موجود

marfat.com
Marfat.com

أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتَّى كَثُرَتْ بِهِ
الْجِرَاحَةُ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةِ فَأَهْوَى
بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهُ فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ
الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ صَدَّقَ اللهُ حَدِيثَكَ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ
نَفْسَهُ فَقَالَ قُمْ يَا فُلَانُ فَأَذِّنْ أَنْ لَا يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ إِنَّ اللهَ
يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ شَبِيبٌ عَنْ
يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ
ابْنِ كَعْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَيْبَرَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَهُ صَالِحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي
الزُّهْرِيُّ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ قَالَ الزُّهْرِيُّ

تھے۔ اچانک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والے ایک آدمی جو اسلام کا دعویدار تھا کے بارے میں فرمایا یہ شخص دوزخی ہے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو اس آدمی نے سخت جنگ کی حتی کہ اس کو بہت زخم آئے قریب تھا کہ بعض لوگ (حضور کے ارشاد میں) شک کرنے لگیں پس اس آدمی کو زخموں کی بہت تکلیف ہوئی تو اس نے اپنا ہاتھ ترکش میں ڈالا اور اس سے کچھ تیر نکالے اور اُن کے ساتھ خودکشی کر لی۔ اور اپنی جان کو ہلاک کر دیا۔ چند مسلمان دوڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا کلام سچا کر دیا اس آدمی نے اپنے آپ کو ذبح کر دیا ہے (خودکشی کر لی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں اٹھو اور اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد بدکار کے ذریعہ بھی کرتا ہے۔ معمر نے زہری سے روایت کرتے ہوئے شعیب کی متابعت کی ہے اور شعیب نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے

marfat.com
Marfat.com

وَاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ وَسَعِیْدٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

٣٩٢٩ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ .....

قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمٰنَ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ لَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْبَرَ اَوْ قَالَ لَمَّا تَوَجَّہَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْرَفَ النَّاسُ عَلٰی وَادٍ فَرَفَعُوْا اَصْوَاتَہُمْ بِالتَّکْبِیْرِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اَنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اَنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَھُوَ مَعَکُمْ وَاَنَا خَلْفَ دَآبَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

روائت کی کہ مجھے ابن مسیب اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے خبر دی کہ ابوہریرہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں حاضر تھے۔ ابن مبارک نے یونس کے ذریعے زہری سے انھوں نے سعید ابن مسیب سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی۔ صالح نے زہری سے روائت کرنے میں ابن مبارک کی متابعت کی۔ زبیدی نے کہا مجھے زہری نے خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن کعب نے ان سے بیان کیا کہ عبیداللہ بن کعب نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں موجود تھا۔ زہری نے کہا مجھے عبداللہ بن عبداللہ اور سعید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی۔

٣٩٢٨ — شرح : مسلمانوں کی مدد کرنے والا یہ شخص قرمان تھا۔ یا ہر وہ شخص مراد ہے جو کسی طرح بھی متقین کی مدد کرے اس حدیث سے ظاہر ہے کہ لوگوں کو اعمال پر غرور نہیں کرنا چاہیئے اور ظاہر حال سے آخرت کے حال پر حکم نہیں کرنا چاہیئے۔ قسطلانی نے مہلب سے نقل کیا۔ اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو کوئی خودکشی کرے اس کو دوزخی کہا جائے گا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اس فعل کے سبب آدمی عقوبت اور دوزخ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے یا مذکور گناہ کی عقوبت کے بعد اسے جنت میں داخل کر دے۔ جیسے گنہگار مومنوں کے ساتھ معاملہ ہوگا۔ حدیث ٢٦٩٩ کی شرح دیکھیں۔

٣٩٢٩ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

فَسَمِعَنِيْ وَاَنَا اَقُوْلُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ قَيْسٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

خیبر پر حملہ کیا یا کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو لوگوں نے ایک وادی پر چڑھ کر تکبیر کے ساتھ آوازیں بلند کیں اور کہا : اللہ اکبر، اللہ اکبر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی جانوں پر نرمی کرو تم کسی بہرے کو نہیں بلا رہے ہو اور نہ ہی غائب کو پکار رہے ہو تم قریب سے سننے والے کو پکارتے ہو اور وہ ہر لمحہ تمہارے ساتھ ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا آپ نے مجھے یہ کہتے ہوئے سنا : لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ،، تو مجھے فرمایا اے عبداللہ ابن قیس میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ ! فرمایا کیا میں تجھے ایک کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے خزانہ ہے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ (آپ ضرور فرمائیں) میرا باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں۔ فرمایا (وہ کلمہ) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ،، ہے۔

۳۹۲۹ — شرح : یہ کلمہ جنت کا خزانہ اس لئے ہے کہ اس میں اپنی حول و قوت سے برأت ہے۔ یعنی میری کچھ طاقت نہیں ہے۔ قوت اور غلبہ صرف تیرا ہے۔ یہی مقام عبودیت ہے جو بندے کے لئے خصوصی مقام اور اعلیٰ عبادت ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں اس معنی کے بیان کی تقریر اس طرح کی ہے کہ اس کلمہ کا ثواب جنت میں ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ اور یہ بہترین ثواب ہے جیسے دنیا میں بہترین مال ہوتے ہیں اور ثواب کے نفیس ترین ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس میں تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کئے ہیں۔ اور بندہ اپنے کام کا مالک نہیں ہے۔

امام قسطلانی نے طیبی شرح مشکوٰۃ میں اس کی توجیہہ یہ ذکر کی ہے کہ خزانے کی دو قسمیں ہیں ایک عام مشہور قسم کہ بے شمار مال جمع کر کے ان کو ایک دوسرے پر رکھ کر اس کی حفاظت کرتے رہنا۔ دوسری قسم غیر متعارف ہے وہ یہ کہ یہ کلمات کئی معانی کے جامع ہیں جو خفی توحید کو حاوی ہیں۔ کیونکہ اپنی قوت و استطاعت کی مطلقاً نفی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت بطورِ حصر کی ہے کہ ملک ملکوت میں اور کوئی چیز ہی نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی قوت ہے (تیسیر القاری)

marfat.com
Marfat.com

۳۹۳۰ ـــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِيْ سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ هٰذِهِ ضَرْبَةٌ اَصَابَتْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلَمَةُ فَاَتَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةَ

قولہ او قال لما توجہ آہ ،، یہ راوی کا شک ہے یعنی جب خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو لوگوں نے وادی پر چڑھ کر بلند آواز سے نعرۂ ہائے تکبیر بلند کئے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کو جاتے وقت انھوں نے آوازیں بلند کی تھیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے واپسی میں آوازیں بلند کی تھیں۔ کیونکہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ہمراہ خیبر فتح ہونے کے بعد آئے تھے۔ لہٰذا کلام کی تصحیح کے لئے تقدیر عبارت ضروری ہے۔ وہ یہ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف متوجہ ہوئے اور یہودیوں کا محاصرہ کیا اور خیبر کا قلعہ فتح کر کے فارغ ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف واپس آرہے تھے تو لوگوں نے وادی پر چڑھ کر اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور آوازیں خوب بلند کیں ،، مزید برآں حدیث ۳۹۸۹ کی شرح دیکھیں۔

۳۹۳۰ ـــ ترجمہ : یزید بن ابی عبید نے کہا میں نے سلمہ بن اکوع کی پنڈلی میں تلوار کے زخم کا نشان دیکھا میں نے کہا اے ابا مسلم (یہ ان کی کنیت ہے) یہ زخم کیسا ہے انہوں نے کہا یہ تلوار کا زخم ہے جو مجھے خیبر کی جنگ میں آیا تھا لوگوں نے کہا سلمہ بن اکوع ہلاک ہوگیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس پر تین بار دم کیا پھر میں نے اس وقت سے تاہنوز زخم کی شکایت نہیں کی۔

۳۹۳۰ ـــ شرح : یہ چودھویں ثلاثی حدیث ہے کیونکہ امام بخاری کا ایک استاد تبع تابعی ہے۔ لہٰذا ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف تین واسطے ہیں نفث، نفخ اور تفل میں فرق یہ ہے کہ نفخ کا معنی پھونک ہے جس میں تھوک نہ ہو۔ تفل میں تھوک ہوتا ہے نفث میں ہلکا سا تھوک ہوتا ہے۔ نفخ میں بالکل تھوک نہیں ہوتا۔ پس نفث نفخ اور تفل کے درمیان ہے وہ تفل سے نیچے اور نفخ کے اوپر ہے کذا قیل ،، اس حدیث میں امام بخاری کے شیخ مکی ہیں مکی علم ہے مکہ کی طرف منسوب نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

٣٩٣١ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ اِلْتَقَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَالْمُشْرِکُوْنَ فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْهِ فَاقْتَتَلُوْا فَمَالَ کُلُّ قَوْمٍ اِلٰی عَسْکَرِهِمْ وَفِی الْمُسْلِمِیْنَ رَجُلٌ لَا یَدَعُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً اِلَّا اتَّبَعَهَا فَضَرَبَهَا بِسَیْفِهٖ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَجْزَاَ اَحَدٌ مِنْهُمْ مَا اَجْزَاَ فُلَانٌ فَقَالَ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَقَالُوْا اَیُّنَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِنْ کَانَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَاَتْبَعَنَّهٗ فَاِذَا اَسْرَعَ وَاَبْطَاَ کُنْتُ مَعَهٗ حَتّٰی جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصَابَ سَیْفِهٖ بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَیْنَ ثَدْیَیْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَیْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَجَاءَ الرَّجُلُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ وَمَا ذَاکَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَاَنَّهٗ لَمِنْ اَهْلِ النَّارِ وَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

٣٩٣١ — ترجمہ : سہل نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا ایک غزوہ میں مقابلہ ہوا اور سخت لڑائی ہوئی پھر ہر فریق اپنے لشکر کی طرف مائل ہوا مسلمانوں میں ایک شخص تھا وہ مشرکوں میں سے کسی اکیلے دوکیلے کو نہ چھوڑتا مگر اس کا پیچھا کرتا اور اس کو اپنی تلوار سے قتل کر دیتا تھا عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کسی نے وہ کام نہیں کیا جو فلاں نے کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ لوگوں نے کہا اگر یہ دوزخی ہے تو ہم سے کون جنتی ہوگا؟ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا میں اس کا تعاقب کرتا ہوں پس جب وہ تیز چلے یا آہستہ چلے میں اس کے ساتھ رہوں گا۔ حتیٰ کہ وہ زخمی ہوگیا اور جلدی مرنا چاہا تو اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی تیز دھار نوک اپنے سینہ کے درمیان رکھی پھر اس پر اپنا بوجھ ڈالا اور اپنے آپ کو ہلاک کر لیا (خودکشی کرلی) وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا

marfat.com
Marfat.com

٣٩٣٢ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدِ الْخُزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ قَالَ نَظَرَ اَنَسٌ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَاٰى طَيَالِسَةً فَقَالَ كَاَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُوْدُ خَيْبَرَ

٣٩٣٣ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ

اور کہنے لگا : میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں آپ نے فرمایا کیا بات ہے ؟ اُس نے سارا واقعہ بیان کیا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی لوگوں کی نظروں میں جنتیوں جیسے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور کوئی آدمی لوگوں کی نظروں میں دوزخیوں جیسے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے ۔

(حدیث ٢٦٩٩ کی شرح دیکھیں)

٣٩٣٢ــ ترجمہ : ابو عمران نے کہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کی طرف نگاہ اُٹھائی تو اُن کے سَروں پر چادریں دیکھیں گویا وہ اس وقت خیبر کے یہودی ہیں "

٣٩٣٢ــ شرح : طَیَالِسَہ طَیْلَسَان کی جمع ہے ۔ یہ فارسی لفظ مُعرّب ہے ۔ علامہ عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیا اس سے واضح ہوتا ہے ۔ کہ خیبر کے یہودی طیلسان بہت پہنا کرتے تھے ۔ اور جن لوگوں کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا وہ بکثرت طیلسان نہ پہنتے تھے ۔ جب وہ بصرہ میں آئے تو لوگوں کو دیکھا کہ وہ بکثرت طیلسان پہنتے ہیں اس لئے ان کو خیبر کے یہودیوں سے تشبیہ دی ۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ طیلسان پہننا مکروہ ہے ۔ بعض نے کہا چادریں زرد رنگ کی تھیں اس لئے ان کے رنگ کو پسند نہ کیا ۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا اگر اس سے کراہت مفہوم نہیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو طیالسہ استعمال کرنے میں یہودیوں سے تشبیہ دینے کا کیا فائدہ تھا ؟ بعض علماء نے کہا اس زمانہ میں یہودی طیالسہ میں زرد رنگ استعمال کرتے تھے ، لیکن اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو رنگ کی وجہ سے حضرت انس کا تشبیہ دینا صحیح نہیں کیونکہ طبرانی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ بسا اوقات جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زعفرانی چادر پہن کر باہر تشریف لاتے تھے ۔

٣٩٣٣ــ ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خیبر کی جنگ میں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ انہیں آنکھوں میں درد تھا اُنھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ جاؤں گا ؟ اس لئے وہ بعد میں آپ کو مل گئے ۔

marfat.com
Marfat.com

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ خَيْبَرَ وَكَانَ رَمِدًا فَقَالَ اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَحِقَ بِهٖ فَلَمَّا بِتْنَا اللَّيْلَةَ الَّتِىْ فُتِحَتْ قَالَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا اَوْلَيَاْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ يُفْتَحُ عَلَيْهِ فَنَحْنُ نَرْجُوْهَا فَقِيْلَ هٰذَا عَلِيٌّ فَاَعْطَاهُ فَفُتِحَ عَلَيْهِ

جس رات خیبر فتح ہُوا تھا۔ اس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل جھنڈا دوں گا یا (فرمایا) کل یہ جھنڈا وہ شخص پکڑے گا جس سے اللہ اور اس کے رسُول مُحبت کرتے ہیں۔ اس کے ہاتھوں خیبر فتح ہوگا ہم سب جھنڈے کے امیدوار تھے اچانک عرض کیا گیا وہ علی آگئے ہیں تو آپ نے انہیں جھنڈا دیا اور ان کے ہاتھوں فتح ہُوئی۔

۳۹۲۳ — شرح : امام احمد، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے روایت کی جس روز سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف متوجہ ہُوئے تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا ہُوا تھا، لیکن اس روز خیبر فتح نہ ہُوا۔ پھر دوسرے روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا، لیکن فتح نہ ہُوئی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل اس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھوں خیبر فتح ہوگا۔ صبح کو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خیبر پہنچ گئے تو آپ نے ان کو جھنڈا دیا اور ان کے ہاتھ پر خیبر فتح ہُوا۔ بعض علماء نے کہا لِوَاء اور رأیہ مترادف ہیں لیکن ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رأیہ سیاہ اور لواء سفید تھا۔ طبرانی نے بھی بُریدہ سے اور ابن عدی نے ابوہریرہ سے اس طرح روایت کی ہے، لیکن اس میں یہ اضافہ ہے کہ اس پر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہُوا تھا۔ مسلم میں سہل بن سعد کی حدیث میں ہے جب صبح ہُوئی تو لوگ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اُن میں سے ہر ایک جھنڈے کا اُمیدوار تھا۔ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا ان کی آنکھوں میں سخت درد ہے۔ فرمایا کسی کو بھیجو وہ انہیں لے آئے پس وہ حضرت علی کو لے آئے۔ سلمہ بن اکوع کی حدیث میں ہے کہ وہ حضرت علی کو لے کر آئے تھے۔ شائد حضرت علی رضی اللہ عنہ وہیں موجود تھے اور آنکھوں میں درد کے باعث لڑ نہ سکتے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھیجا تو وہ ان کو ان کی قیام گاہ سے لائے یا مدینہ منورہ میں کسی کو بھیجا تو اُس نے حضرت علی کو وہیں پالیا۔ حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۳۹۳۴ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالُوْا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِیْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَاَرْسَلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِیَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے میرا سر اپنی گود میں رکھا پھر اپنی ہتھیلی پر تھوکا اور وہ میری آنکھوں پر ملا۔ بیہقی نے دلائل میں بُریدہ سے روایت کی کہ وفات تک حضرت علی کی آنکھوں میں کبھی درد نہ ہُوا تھا۔ طبرانی نے حضرت علی سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا اس کے بعد کبھی آنکھوں اور سر میں درد نہیں ہُوا۔ ایک روایت میں ہے کہ سرورِ کائنات نے فرمایا ”اے اللہ علی سے گرمی سردی دُور کر دے“ اس کے بعد سے اب تک میری آنکھوں میں کبھی درد نہ ہُوا“، علماء میں خیبر کی فتح میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ وہ صلح سے فتح ہُوا تھا یا جنگ سے فتح ہُوا تھا۔ عبدالعزیز بن صہیب نے حضرت انس سے ذکر کیا کہ خیبر جنگ سے فتح ہُوا تھا۔ ابن عبدالبر نے بھی اس کو ترجیح دی اور ان لوگوں کے قول کی تردید کی جنہوں نے کہا کہ خیبر صلح سے فتح ہُوا تھا۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں اس کو تفصیلاً ذکر کیا۔ علامہ قسطلانی نے کہا اصح یہ ہے کہ خیبر غلبہ سے فتح ہُوا تھا کیونکہ آگے احادیث میں مذکور ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی عورتیں اور بچے قید کر لئے تھے اور نوجوانوں کو قتل کر دیا تھا۔ امام طحاوی نے بشیر بن یسار کے طریق سے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر تقسیم کیا تو اس کا نصف ملکی ضروریات کے لئے علیحدہ کر دیا اور باقی نصف مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض خیبر صلح سے اور بعض جنگ سے فتح ہُوا تھا۔

۳۹۳۴ ــــ ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دُوں گا جس کے

marfat.com
Marfat.com

فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَالَهٗ فَبَرَأَ حَتّٰى كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ
فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ اُنْفُذْ عَلٰى
رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا
يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا
خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

ہاتھوں پہ اللہ خیبر فتح عطا کرے گا وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ سہل نے کہا لوگ ساری رات اس بات میں مشغول رہے کہ ان میں سے کس کو جھنڈا دیا جائے گا۔ جب صبح ہوئی اور وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ ہر ایک جھنڈا دیئے جانے کا امیدوار تھا۔ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھوں میں سخت درد ہے۔ فرمایا ان کی طرف کسی کو بھیجو (کہ انہیں لے آئے) پس ان کو لایا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں کو لعاب لگایا اور اُن کے لئے برکت کی دعاء کی۔ گویا حضرت علی کی آنکھوں میں کبھی دردی نہیں ہوا۔ پھر ان کو جھنڈا دیا تو حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" میں یہودیوں سے جنگ کروں گا حتی کہ وہ ہماری طرح (مسلمان) ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا تم سیدھے اپنی راہ پر چلتے جاؤ حتی کہ ان کے میدان میں چلے جاؤ۔ پھر ان کو اسلام کی دعوت دو۔ اور جو اللہ کے حقوق ان پر واجب ہیں ان کی انہیں خبر دو اللہ کی قسم! اگر تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ہدائت دیدے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تمہارے لئے سرخ اونٹ ہوں۔ (حدیث ۲۷۴۲ کی شرح دیکھیں)

۳۹۳۵ — شرح : ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح میں ذکر کیا۔ کافر سے تالیف کرنا تاکہ وہ مسلمان ہو جائے اس کو قتل کرنے سے بہتر ہے عربوں میں سُرخ اونٹ بہت محمود ہیں اس لئے سُرخ اونٹ ذکر فرمائے۔ بعض علماء نے اس کا معنیٰ یہ ذکر کیا کہ سُرخ اونٹوں کے صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ کہا گیا ان کو حاصل کر کے مالک ہونے سے بہتر ہے کیونکہ عرب سرخ اونٹوں کے باعث ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں۔ ابن اسحاق نے ابو رافع کی حدیث ذکر کی کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو جھنڈا دے کر بھیجا ہم اُن کے ہمراہ تھے۔ ایک یہودی نے ان کو تلوار ماری تو حضرت علی نے اپنی ڈھال پھینک دی اور قلعہ کا دروازہ ہاتھ میں پکڑ کر اس کو ڈھال بنا لیا حتی کہ قلعہ کو فتح کر لیا۔ میرے ساتھ سات (۷) اور تھے ہم آٹھوں نے اس دروازہ کو پلٹنا چاہا، لیکن ہم اس کو پلٹ نہ سکے۔ حاکم نے جابر سے روایت کی کہ خیبر کے روز حضرت علی نے

marfat.com
Marfat.com

٣٩٣٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهٗ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ ابْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا فَاصْطَفَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ

دروازہ اُٹھایا تھا اس کے بعد تجربہ کیا گیا تو چالیس آدمی اس کو اُٹھانے پر قادر نہ ہوئے۔ لیکن دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں کیونکہ آٹھ نے دروازہ کو پلٹنا چاہا تھا اور چالیس آدمیوں نے اُٹھانے کا ارادہ کیا تھا۔ دونوں میں فرق واضح ہے۔ مسلم نے ایاس بن سلمہ کی حدیث ان کے والد سے روایت کی کہ مُرحَّب نکلا اور کہنے لگا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحّب ہوں ۔ حضرت علی نے اس کا مقابلہ کیا اور فرمایا میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے اور سارے ابیات ذکر کئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مُرحَّب کے سر پر تلوار مار کر اس کو قتل کر دیا اور خیبر فتح ہو گیا، لیکن مؤرخین نے اس کے خلاف ذکر کیا ہے چنانچہ ابن اسحاق اور واقدی نے ذکر کیا کہ مرحب کو محمد بن مسلمہ نے قتل کیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ محمد بن مسلمہ نے مرحب کا مقابلہ کیا اور حضرت علی نے اس پر حملہ کیا تھا۔ بعض نے کہا جس کو مسلمہ نے قتل کیا تھا وہ مرحب کا بھائی حرث تھا۔ راوی کو اس میں اشتباہ واقع ہوا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہوا ہے تو صحیح کی روایت کو مؤرخین کے قول پر فوقیت حاصل ہے۔ جس قلعہ کو حضرت علی نے فتح کیا تھا اس کا نام قموص ہے۔ یہ یہودیوں کا بہت بڑا قلعہ تھا۔ اسی سے صفیہ بنت حیی کو قید کیا گیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٣٩٣٥ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خیبر میں آئے جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قلعہ میں فتح عنایت فرمائی تو آپ سے صفیہ بنت حُیَیّ بن اخطب کا جمال ذکر کیا گیا جبکہ اس کا شوہر قتل ہو چکا تھا اور وہ دلہن تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی ذاتِ کریمہ کے لئے منتخب فرمایا آپ انہیں ساتھ لے کر نکلے حتیٰ کہ سدّ صہباء پہنچے تو وہ حیض سے پاک ہونے کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال ہو گئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے خلوت

marfat.com
Marfat.com

صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ لِيْ اٰذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَتَهٗ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآءَهٗ بِعَبَآءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهٗ وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ

فرمائی۔ پھر آپ نے کھجور گھی اور پنیر کا مالیدہ بنا کر چھوٹے سے دسترخوان پر رکھ دیا اور مجھے فرمایا اپنے آس پاس والوں کو بتا دو یہ صفیہ سے نکاح کا ولیمہ تھا۔ پھر ہم مدینہ منورہ کی طرف نکل پڑے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے پیچھے صفیہ کے لئے چادر بچھاتے پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنا گھٹنا مبارک ٹکا دیتے اور صفیہ اپنا پاؤں آپ کے گھٹنے شریف پر رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتی تھیں۔

۳۹۳۵ ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۲۰۹۵ میں اس طرح ہے کہ جب آپ سدِ روحاء پہنچے تو صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوگئیں تو آپ نے ان سے مجامعت کی پھر چھوٹے سے دسترخوان پر حیس رکھوا دیا الخ اور اس حدیث میں سد صہباء مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس مقام کے دو نام تھے۔ یا یہ دو مختلف مقام ہیں اور ایک دوسرے کے قریب ہیں اس لئے ان پر ایک دوسرے کا نام بولا جاتا ہے۔ بعض نے سد الروحاء کو صواب کہا ہے (کرمانی) کھجوروں کو گھی اور پنیر سے ملا کر مالیدہ بنایا جاتا ہے (حدیث ۲۰۹۵ کی شرح دیکھیں)

ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا

صفیہ یہودیوں کے قموص قلعہ سے قید کی گئی تھیں ان کے شوہر کا نام کنانہ بن ربیع ابی الحقیق تھا اس کو اس جنگ میں قتل کر دیا گیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو اپنے حال پہ چھوڑ دیا اور یہ شرط قرار پائی کہ وہ اپنے اموال سے کچھ نہیں چھپائیں گے ورنہ ان کی ذمہ داری اور عہد ختم ہو جائے گا۔ لیکن انہوں نے کنانہ کا چمڑا غائب کر لیا جس میں حیی بن اخطب کے اموال اور زیورات تھے اس کو وہ اپنے ساتھ اٹھا کر خیبر میں لے آیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے پوچھا کہ حیی بن اخطب کے اموال اور زیورات کہاں ہیں تو انھوں نے کہا وہ جنگوں میں ختم ہو گئے ہیں، لیکن وہ چمڑا جس میں زیورات تھے ایک ویران جگہ پایا گیا اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو الحقیق کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا ان میں سے ایک صفیہ کا شوہر تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا صفیہ رضی اللہ عنہا صفی سے ہیں۔ ابو داؤد نے صحیح اسناد سے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسلمانوں کے ساتھ سہم (حصہ) مقرر کیا جاتا تھا۔ صفی وہ

marfat.com
Marfat.com

٣٩٣٦ ـ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ بِطَرِيْقِ خَيْبَرَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى اَعْرَسَ بِهَا وَكَانَتْ فِيْمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ

٣٩٣٧ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ ابْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا يَقُوْلُ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ وَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِيْهَا اِلَّا

ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر شئی سے پہلے علیحدہ کر لیا جاتا تھا۔ شعبی کے طریق سے بیان کیا کہ نبی کریم کا سہم ہوتا تھا جس کو صفی کہا جاتا تھا وہ لونڈی ہو یا گھوڑا ہو آپ خُمس سے وہ اپنے لئے منتخب فرما لیتے تھے قتادہ کے طریق سے ذکر کیا کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ فرماتے تو آپ کا ایک خاص سہم ہوتا تھا جسے آپ جہاں سے چاہیں لے لیتے تھے۔ اور صفیہ اس میں سے تھیں۔ اس لئے انہیں صفیہ کہا جاتا ہے دراصل ان کا نام قید ہونے سے پہلے زینب تھا۔ جب صفی سے چن لی گئیں تو ان کا نام صفیہ ہو گیا۔ دوحاء مدینہ منورہ سے مکہ کی جانب تیس میل سے کچھ زیادہ دُور واقع ہے۔ علامہ ابن حجر نے کہا درست یہ ہے کہ اس مقام کا نام صہباء ہے اور وہ خیبر کے قریب ہے۔

٣٩٣٦ ـــ ترجمہ : حُمید طویل نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے راستہ میں تین دن صفیہ بنت حیی کے پاس ٹھہرے رہے حتیٰ کہ ان کے ساتھ خلوت فرمائی۔ وہ ان عورتوں میں سے تھیں جن پر پردہ کیا گیا تھا۔

٣٩٣٦ ـــ شرح : یعنی وہ امہات المؤمنین میں سے تھیں کیونکہ پردہ ان عورتوں پر عنہا مقرر کیا جاتا ہے جو لونڈیاں نہ ہوں۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جہاں صفیہ رضی اللہ حیض سے پاک ہو گئی تھیں۔ وہاں آپ نے تین دن اقامت فرمائی تھی۔ یہ معنی نہیں کہ تین دن سفر کرنے کے بعد اُن سے خلوت فرمائی تھی۔"

٣٩٣٧ ـــ ترجمہ : حُمید نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

أَنْ أَمَرَ بِلَالًا بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَأَلْقَى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ قَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ

٣٩٣٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِي خَيْبَرَ فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِآخُذَهُ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ ٣٩٣٩ ـ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان تین راتیں اقامت فرمائی جہاں آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی ۔ آپ کے ولیمہ میں روٹی اور گوشت نہیں تھا ۔ اس میں صرف یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ وہ دسترخوان بچھائے تو دسترخوان بچھایا گیا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھا گیا ۔ مسلمانوں نے کہا کیا صفیہ امہات المؤمنین میں سے ہیں یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیزیں پھر انھوں نے آپس میں کہا کہ کہ آپ نے اس کو پردہ کیا تو وہ امہات المؤمنین میں سے ہیں اور اگر پردہ نہ کیا تو کنیزیں ہیں جب آپ نے کوچ کا ارادہ کیا تو اپنے پیچھے صفیہ کے لئے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور ان کو پردہ کیا ۔

٣٩٣٨ ـ ترجمہ : عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو ایک شخص نے توشہ دان پھینکا جس میں چربی تھی ۔ میں اس کو پکڑنے کے لئے اچھلا اور مڑ کر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں مجھے بہت شرم آئی (حدیث ٢٩٤٤ کی شرح دیکھیں)

٣٩٣٩ ـ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ اَكْلِ الثُّوْمِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ نَهٰى عَنْ اَكْلِ الثُّوْمِ وَهُوَ عَنْ نَافِعٍ وَحْدَهٗ وَلُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ عَنْ سَالِمٍ

۳۹۴۰ — حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ اِبْنَیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْاُنْسِيَّةِ

نے خیبر کے روز تھوم، اہلی گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ تھوم کے کھانے سے نہی صرف نافع سے مروی ہے اور اہلی گدھوں کے گوشت سے نہی سالم سے مروی ہے" رضی اللہ عنہ"

۳۹۳۹ — شرح : یعنی تھوم کے کھانے کی نہی کی حدیث صرف سالم نے روائت کی ہے تمام علماء کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ تھوم کھانا مباح ہے لیکن نماز باجماعت اور لوگوں کے مجمع میں تھوم کھا کر جانا مکروہ ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تھوم نہیں کھایا تھا کیونکہ آپ کے پاس ہر وقت فرشتے کا آنا متوقع ہوتا تھا بایں ہمہ علماء میں آپ کے تھوم کھانے کے متعلق اختلافِ رائے پایا جاتا ہے بعض نے کہا کہ تھوم کھانا آپ پہ حرام تھا اور بعض نے مکروہ کہا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تھوم سے نہی تنزیہہ کے لئے ہے اور اہلی گدھوں کے گوشت کھانے سے نہی تحریم کے لئے ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ ایک لفظ حقیقت اور مجاز میں بیک وقت استعمال ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام شافعی کے نزدیک یہ جائز ہے اور ان کے علاوہ دوسرے علماء کہتے ہیں یہ استعمال عموم مجاز کے طور پر ہے۔ احناف کہتے ہیں حقیقت اور مجاز بیک وقت مراد نہیں لئے جا سکتے اور اس حدیث میں گدھوں کے گوشت کھانے سے نہی تحریم کے لئے ہے یہ اس کا حقیقی معنی ہے اور تھوم میں تنزیہہ کے لئے ہے یہ بطور مجاز متعارف ہے کیونکہ حقیقت اور مجاز دونوں مجاز متعارف کے فرد ہوتے ہیں۔ اس طرح حقیقت اور مجاز جمع نہیں ہوتے ہیں۔

۳۹۴۰ — ترجمہ : ابن شہاب زہری نے عبداللہ اور حسن سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور اہلی گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

marfat.com
Marfat.com

نکاحِ مُتعہ کی تحقیق

۳۹۴۰—— شرح : متعہ ،، وہ نکاح ہے جو معیّن وقت کے لئے لفظ متعہ سے کیا جائے جیسے کسی عورت سے کہا جائے میں دو دن یا تین دن کے لئے اتنے مال کے عوض تیرے ساتھ نکاح متعہ کرتا ہوں ابن عبدالبرؒ نے تمہید میں کہا اہلِ علم اور فقہا کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ متعہ وہ نکاح ہے جس میں کسی کو گواہ نہیں بنایا جاتا - یہ نکاح معیّن مدت کے لئے تھا جس کے گذرنے سے بغیر طلاق دونوں میں تفریق واقع ہوجاتی تھی اور بیوی خاوند دونوں میں وراثت کا تعلق نہ ہوتا تھا۔ قرآنِ کریم اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بیویوں کا حکم یہ نہیں ہے ،، قاضی عیاض نے اِکمال میں ذکر کیا کہ متعہ مدّت مقررہ کے لئے نکاح تھا جس میں وراثت کا تعلق نہیں تھا اور طلاق کے بغیر مدّتِ نکاح گزر جانے سے دونوں کے درمیان تفریق ہوجاتی تھی۔ اگر کسی نے کچھ مدت کے لئے نکاح کیا جس مدت میں دونوں کا زندہ رہنا محال ہو۔ جیسے دو سَو سال کی مدّت کے لئے نکاح کیا تو اس میں اگرچہ طلاق کے بغیر تفریق نہیں ہوتی۔ اور بیوی خاوند میں عدم وراثت کا انقطاع بھی نہیں ہوتا ہے لیکن جمہور علماء نے اس کو باطل کہا ہے۔ اگرچہ ایک ہزار سال کی مدت کے لئے نکاح کیا جائے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے معالم میں ذکر کیا کہ شروع اسلام میں نکاح متعہ جائز تھا پھر حرام ہوگیا اس میں کسی امامِ فقہ کا اختلاف نہیں۔ البتہ بعض رافضی اس کے جواز کے قائل ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس شخص کے لئے مباح کہتے تھے جو بیوی نہ ہونے کی وجہ سے مجبور ہو اور نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ پھر اس کے بعد اس فیصلہ میں توقف کیا اور یہ فتوی جاری کرنے سے رُک گئے۔ مازری نے معلم میں ذکر کیا کہ متعہ کی ممانعت پر اُمّت کا اجماع ہے۔ البتہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے جائز کہا تھا پھر رجوع کر لیا اور تحریم متعہ کا فتویٰ دیا۔

قاضی عیاض نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں مذکور ہے کہ ابتداء اسلام میں مجبور شخص کے لئے رخصت تھی۔ جیسے بھوک سے مرنے والے کے لئے بقدرِ ضرورت خنزیر یا مردار کھانا جائز ہے (یعنی)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں ذکر کیا متعہ کی تحریم پر فقہا کا اجماع ہے۔ رافضی بدعتی طائفہ کے سوا اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اُنھوں نے متعہ کے جواز میں اِن احادیث سے استدلال کیا جو کتب میں مذکور ہیں حالانکہ وہ احادیث منسوخ ہوچکی ہیں۔ ان لوگوں (رافضیوں) نے قرآن کریم کی اس آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ اور ابن مسعود کی قرأت میں ردِ اِلٰی اَجَلٍ ،، سے استدلال کیا لیکن ابن مسعود کی یہ قرأت شاذ ہے۔ اس سے نہ تو قرآن کے طور پر اور نہ ہی حدیث کے معیار پہ استدلال کر سکتے ہیں لہٰذا اس پر عمل واجب نہیں۔ امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کسی نے نکاح متعہ کیا تو مدّت کی قید باطل ہے اور نکاح مستمر رہے گا وہ کہتے ہیں نکاح میں مدت کی شرط فاسد ہے اور نکاح صحیح ہے۔ جب یہ ثابت ہُوا کہ متعہ کا نکاح فاسد ہے صحیح نہیں تو جو کوئی نکاح متعہ میں وطئ (جماع) کرے کیا اس پہ حدِ زنا واجب ہے یا نہیں ؟ مالکی کہتے ہیں چونکہ عقد نکاح

marfat.com
Marfat.com

کا شبہ پڑ گیا ہے۔ اور جہاں شبہ آجائے حدّ ساقط ہو جاتی ہے۔ نیز اس کی اباحت و حرمت میں اختلاف واقع ہوا ہے اس لئے متعہ میں جماع کرنے والے پر حدّ زناء واجب نہیں، لیکن ایسے شخص کو سخت سے سخت عقوبت دی جائے گی امام مالک رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روائت کی گئی ہے۔

متعہ کب حرام ہوا؟

نکاح متعہ سے ممانعت کے زمانہ میں .. اختلاف ہے کہ کیا یہ خیبر کے زمانہ میں حرام ہوا یا فتح مکہ میں یا غزوۂ اوطاس میں یا غزوۂ تبوک میں یا حجۃ الوداع میں یا عمرۂ قضاء میں حرام ہوا ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ متعہ خیبر میں حرام ہوا جیسا کہ صحیح بخاری کی اس حدیث میں ہے بیہقی نے بروائت زُہری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روائت کی ہے، چنانچہ زہری نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے متعہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا متعہ حرام ہے۔ اس شخص نے کہا فلاں شخص نے کہا فلاں شخص اس کو جائز کہتا ہے۔ عبداللہ نے کہا وہ جانتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو خیبر میں حرام کیا تھا۔ اس طرح ہم زناء نہیں کریں گے" مسلم شریف میں سبرہ بن مَعْبَد جُہنی سے روائت ہے کہ فتح مکہ میں متعہ کی اجازت دی اور پھر مکہ سے نکلنے سے پہلے اس کو حرام کر دیا۔ نیز مسلم میں سلمہ بن اکوع کی حدیث ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اوطاس میں تین دن تک اجازت دی پھر حرام کر دیا۔ ابوداؤد میں سبرہ کی حدیث ہے کہ حجۃ الوداع میں متعہ کو حرام کیا اور بعض طرق حدیث کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ تبوک میں متعہ حرام کیا اسی طرح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ تبوک میں متعہ کو حرام کیا۔ طحاوی اور بیہقی نے بھی اس طرح روائت کی ہے۔ حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں جابر کی حدیث ذکر کی کہ حضرت جابر نے کہا ہم غزوہ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حتی کہ وادی عقبہ میں پہنچے جو شام کے قریب ہے تو عورتیں نظر آئیں ہم نے ان سے متعہ کا تذکرہ کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ان سے متعہ کرلیں تو آپ غصہ سے بھر گئے حتی کہ چہرۂ انور سُرخ ہو گیا اور غضبناک ہو گئے۔ پھر ہمیں خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد متعہ سے منع فرمایا ہم تمام مردوں عورتوں نے اس روز سے متعہ کو ترک کیا اور کبھی اس کی طرف رجوع نہ کیا۔ اس روز سے اس وادی کا نام ثنیۃ الوداع رکھا گیا۔ عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ حسن بصری سے روائت کی کہ متعہ صرف تین روز عمرۂ قضاء میں مباح ہوا اس کے بعد کبھی حلال نہ ہوا تھا۔ بعض احادیث میں متعہ کی اباحت بھی مروی ہے۔ امام نووی کے ذکر کیا کہ قاضی عیاض نے کہا خیبر، عمرۂ قضا، فتح مکہ اور اوطاس کے ایام میں جو متعہ کی تحریم مذکور ہے۔ یہ بطور تجدید ہے۔ اِن مقامات میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی تحریم کی تجدید فرمائی کیونکہ خیبر کے روز تحریم متعہ کی حدیث صحیح ہے اس میں کچھ طعن نہیں بلکہ اس کو ثقات نے روائت کیا ہے لیکن سفیان کی روائت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

خیبر کے دن متعہ اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا بعض علماء نے کہا اس کلام میں کچھ انفصال ہے وہ یہ کہ آپ نے متعہ کو حرام کیا اور اس کی تحریم کا زمانہ ذکر نہیں کیا۔ پھر کہا "خیبر میں گدھوں کا گوشت حرام کیا اس سے واضح ہے کہ خیبر میں گدھوں کا گوشت خاص کر کے حرام کیا تھا اور متعہ کی تحریم کا وقت بیان نہیں کیا تاکہ روایات میں اتفاق ہو۔ اس قائل نے کہا یہ بات حق کے زیادہ مشابہ ہے کہ تحریم مکہ میں ہوئی اور گدھوں کے گوشت کی حرمت خیبر میں کسی شک وشبہ کے بغیر ہوئی۔ قاضی نے کہا یہ بات اچھی تو ہے بشرطیکہ سفیان کی روائت کے بغیر دوسری روایات اس کی موافقت کریں۔ بہتر یہ بات ہے کہ تحریم بار بار ہوئی ہے لیکن ابھی ایک بات باقی ہے کہ عمرۂ قضاء، فتح مکہ اور یوم اوطاس میں متعہ کی اباحت مذکور ہے تو اس کے متعلق یہ کہنا درست ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی تحریم کے بعد ضرورت کے لئے اس کو مباح کیا پھر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا۔ پس آپ نے خیبر میں اور عمرۂ قضاء میں اس کو حرام کیا۔ پھر ضرورت کے لئے فتح مکہ میں مباح کیا۔ پھر فتح مکہ میں ہی ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا اور حجۃ الوداع میں متعہ کی روائت ساقط ہے کیونکہ یہ سبرہ جہنی سے مروی ہے اور جو ثقات نے روائت کی ہے وہ یہ ہے کہ فتح مکہ میں اباحت ثابت تھی اور حجۃ الوداع میں صرف تحریم ہی تھی۔ اس حدیث سے یہ ماخوذ ہے جس پر جمہور راویوں نے اتفاق کیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی موافقت کی ہے کہ متعہ کی ممانعت فتح مکہ میں ہوئی اور حجۃ الوداع میں اس کی تحریم کی تاکید اور اشاعت کی۔ کیونکہ حجۃ الوداع میں ہر طرف کے لوگ جمع تھے۔ اس لئے متعہ کی تحریم تاکید اور اشاعت کے لئے ذکر فرمائی

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صواب مختار بات یہ ہے کہ متعہ کی تحریم اور اباحت دو بار ہوئیں۔ خیبر سے پہلے یہ حلال تھا اور خیبر کے روز اس کو حرام کر دیا گیا۔ پھر فتح مکہ جو یوم اوطاس ہے کیونکہ یہ ایک دوسرے کے متصل ہیں۔ میں متعہ مباح ہوا اور تین دن تک مباح رہا پھر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اسلام میں متعہ کا نکاح، اہلی گدھوں کے گوشت کی اباحت، تحویلِ قبلہ اور جس شئ کو آگ نے مس کیا ہو اس سے وضو کرنا دو دو بار منسوخ ہوئے بعض نے نماز میں کلام بھی دو بار منسوخ ہونا ذکر کیا ہے۔ متعہ خیبر سے پہلے حلال تھا پھر خیبر کے روز حرام ہو گیا پھر غزوۂ اوطاس میں مباح ہوا اور تین دن کے بعد حرام ہو گیا اور قیامت تک کے لئے حرام رہا ہے"، قاضی عیاض نے کہا جس نے مطلقاً نکاح کیا اور اس میں تعیین وقت کی شرط نہ لگائی لیکن اس کی نیت میں یہ تھا کہ وہ معین وقت تک نکاح کر رہا ہے۔ اس کا نکاح صحیح ہے اور یہ نکاحِ متعہ نہیں کیونکہ نکاحِ متعہ بشرط مدت معینہ ہوتا ہے، لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اخلاق سے گری ہوئی بات ہے کہ نکاح مطلقاً کرے اور متعہ کی نیت کر لے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۹۴۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ

۳۹۴۲ — حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ

۳۹۴۳ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِي الْخَيْلِ

۳۹۴۱ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز اہلی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

۳۹۴۲ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلی گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

۳۹۴۳ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کی رخصت دی۔

۳۹۴۳ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرات ائمہ کرام ابو یوسف، محمد شافعی، احمد، ابو ثور، لیث اور عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے اور یہ کھانا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام اوزاعی نے کہا گھوڑے کا گوشت نہ کھایا جائے۔ انھوں نے اس آیت کریمہ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً سے استدلال کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں لوگوں پہ احسان ذکر کیا ہے اور ان کو کھانا بہت بڑا نفع ہے۔ اور حکیم اعلیٰ نعمت چھوڑ کر ادنیٰ کے باعث احسان نہیں جتلاتا اگر ان کو کھانا جائز ہوتا

marfat.com
Marfat.com

تو اللہ تعالیٰ مذکور انعام میں گھوڑوں کا کھانا بھی ذکر کرتا۔ نیز ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھوڑوں، گدھوں اور خچروں کے گوشت سے منع فرمایا۔ یہ حدیث جابر کی مذکور حدیث کے معارض ہے لیکن ترجیح مُحرِّم کو دی جاتی ہے اور جابر کی حدیث مُبیح ہے۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ جابر کی حدیث صحیح ہے اور خالد کی حدیث کے متن اور اسناد میں کلام کیا گیا ہے اور اباحت کی حدیث جبکہ وہ صحیح ہو اور بکثرت روائت کی گئی ہو،، پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خالد کی حدیث کی سند جیّد ہے۔ اسی لئے ابوداؤد نے اس پر سکوت کیا ہے لہٰذا یہ حدیث ابوداؤد کے نزدیک حسن ہے۔

امام نسائی نے اسحاق بن ابراہیم، بَقیّہ، ثَور بن یزید کے ذریعہ صالح سے اس کی روائت کی ہے اور بقیّہ نے ثور سے تحدیث کی تصریح کی ہے اور ثور حمصی ہے بخاری نے اس کی حدیث ذکر کی ہے۔ ابن معین، ابوحاتم، ابوزرعہ اور نسائی نے تصریح کی ہے کہ جب بقیّہ تحدیثِ حدیث کی صراحت کرے تو وہ سند حجت ہوتی ہے ابن عدی نے کہا جب بقیّہ شامیوں سے روائت کرے تو وہ حدیث ثابت ہوتی ہے۔ ابن حبّان نے صالح کو ثقہ کہا ہے۔ ذہبی نے ان کے باپ یحییٰ کو ذکر کیا ہے اور اس کو ثقہ کہا ہے اور ابو مقدام بن معدیکرب صحابی ہیں جس حدیث میں اس قدر ثقہ راوی ہوں وہ صحیح کا معارض ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اس کو جابر کی حدیث پر ترجیح ہے کیونکہ یہ حدیث مُحرِّم ہے اور جابر کی حدیث مُبیح ہے اور محرِّم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ خالد کی حدیث جابر کی حدیث سے منسوخ ہے کیونکہ اس میں اَذِنَ اور ایک روائت کے مطابق رَخَّصَ کے الفاظ ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ان الفاظ سے نسخ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اِذن اور رخصت سخت بھوک کی حالت میں ہو کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غالب احوال میں اس طرح ہوتے تھے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جب صحابہ خیبر میں پہنچے تو سخت بھوک میں مبتلا تھے۔ لہٰذا مخصوص بھوک کی حالت میں رخصت کو یہ لازم نہیں کہ مطلقاً رخصت ہو جائے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر گھوڑوں کے گوشت کھانے میں مجبوری کی وجہ سے رخصت ہے تو یہ صرف گھوڑوں سے کیوں مختص ہے؟ اس کا جواب یہ ہے ممکن ہے کہ گھوڑوں کی اباحت کے زمانہ میں خچروں اور گدھوں کو نہ پایا ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن حزم نے کہا خالد کی حدیث میں ہے کہ خالد نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ غزوۂ خیبر لڑا حالانکہ خالد بالاتفاق خیبر کے بعد مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ لہٰذا خالد کی حدیث سے استدلال کرنا ضعیف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اتفاق کا قول کرنا درست نہیں بلکہ خالد کے اسلام کے وقت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا خالد نے حدیبیہ کے بعد ہجرت کی بلکہ بعض نے یہ کہا کہ خالد نے حدیبیہ اور خیبر کے درمیان اسلام قبول کیا۔ بعض نے کہا سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بنو قریظہ کے قتل سے فارغ ہونے کے بعد پانچ ہجری میں مسلمان ہوئے اور صلح حدیبیہ چھ ہجری کے ذی القعدہ میں ہوئی اور خیبر کی جنگ اس کے ایک سال کے بعد سات ہجری میں ہوئی تھی۔ اگر خالد کا خیبر کے بعد مسلمان ہونا تسلیم کیا جائے تو غائث قافی الباب یہ ہوگی کہ انہوں نے مرسل حدیث ذکر کی ہے اور صحابہ کرام کی مرسل احادیث

marfat.com
Marfat.com

۳۹۴۴ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ اَوْفٰی اَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ يَوْمَ خَيْبَرَ فَاِنَّ الْقُدُوْرَ لَتَغْلِیْ قَالَ وَبَعْضُهَا نَضِجَتْ فَجَآءَ مُنَادِیْ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَاْكُلُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا وَاَهْرِيْقُوْهَا قَالَ ابْنُ اَبِیْ اَوْفٰی فَحَدَّثْنَا اَنَّهٗ اِنَّمَا نَهٰی عَنْهَا لِاَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ نَهٰی عَنْهَا الْبَتَّةَ لِاَنَّهَا كَانَتْ تَاْكُلُ الْعَذِرَةَ

۳۹۴۵ ـــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصَابُوْا حُمُرًا فَطَبَخُوْهَا فَنَادٰی مُنَادِی النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِكْفَؤُا الْقُدُوْرَ

مسند شمار ہوتی ہیں (عینی) شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وصال سے تین روز پہلے اس مسئلہ سے رجوع کر لیا تھا اور گھوڑوں کے گوشت کی اباحت کے قائل ہو گئے تھے۔

۳۹۴۴ ـــ ترجمہ : شیبانی نے کہا میں نے ابن ابی اَوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سُنا اُنہوں نے کہا ہم پر خیبر کے روز سخت بھوک کا غلبہ ہُوا، ہنڈیاں جوش مار رہی تھیں اور کچھ ہنڈیاں پک چکی تھیں کہ اچانک جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی آیا اور کہا گدھوں کے گوشت میں سے کچھ نہ کھاؤ اور ہنڈیوں کو اُلٹ دو۔ ابن ابی اَوفیٰ نے کہا ہم نے آپس میں باتیں کیں کہ گدھوں کے گوشت سے اس لئے منع کیا ہے کہ گدھوں سے خُمس نہیں نکالا گیا بعض نے کہا کہ حتمی طور پر منع فرما دیا ہے کیونکہ یہ غلاظت کھاتے ہیں۔

۳۹۴۴ ـــ شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مُنادی کا نام ابوطلحہ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہنڈیوں کے اُلٹ دینے کا سبب یہ تھا کہ وہ پلید ہیں۔ بعض نے کہا ضرورت کے لئے منع کیا تھا۔ بعض نے کہا کہ مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے صحابہ نے گدھوں کو ذبح کر کے گوشت پکانا شروع کر دیا تھا۔ واقدی نے کہا ذبح کئے جانے والے گدھوں کی تعداد بیس یا تیس تھی۔ ۳۹۴۵ ـــ ترجمہ : شعبہ نے کہا مجھے عدی بن ثابت نے براء بن عازب اور عبداللہ بن اوفیٰ

marfat.com
Marfat.com

۳۹۴۶ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَابْنَ اَبِیْ اَوْفٰی یُحَدِّثَانِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ وَقَدْ نَصَبُوا الْقُدُوْرَ اُکْفِئُوا الْقُدُوْرَ

۳۹۴۷ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

۳۹۴۸ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِیْ زَائِدَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ خَیْبَرَ اَنْ نُلْقِیَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِیَّةِ نِیْئَةً وَنَضِیْجَةً ثُمَّ لَمْ یَاْمُرْنَا بِاَکْلِهٖ بَعْدُ

رضی اللہ عنہم سے خبر دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ انہوں نے گدھے ہی پائے اُنھوں نے ان کے گوشت پکائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ ہنڈیوں کو اُلٹ دو۔

۳۹۴۶ — ترجمہ : شعبہ نے کہا مجھ سے عدی بن ثابت نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا میں نے براء بن عازب اور ابن ابی اَوْفٰی رضی اللہ عنہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ آپ نے خیبر کے دن فرمایا جبکہ صحابہ کرام نے ہنڈیوں کو چولہوں پر چڑھایا تھا کہ ہنڈیاں اُلٹ دو۔

۳۹۴۷ — ترجمہ : شعبہ نے عدی بن ثابت کے ذریعہ براء سے روائت کی کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ کیا پھر اس جیسی روائت کی۔

۳۹۴۸ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے روز حکم دیا کہ ہم گدھوں کے کچے اور پکے گوشت پھینک دیں پھر اس کے بعد ہمیں اس کے کھانے کا حکم نہیں دیا۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گدھوں کا گوشت ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا ہے)

marfat.com
Marfat.com

۳۹۴۹ــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی الْحُسَیْنِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا اَدْرِیْ اَنْهٰی عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَجْلِ اَنَّهٗ كَانَ حَمُوْلَةَ النَّاسِ فَكَرِهَ اَنْ تَذْهَبَ حَمُوْلَتُهُمْ اَوْ حَرَّمَهٗ فِیْ یَوْمِ خَیْبَرَ لَحْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِیَّةِ

۳۹۵۰ــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَیْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَیْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا قَالَ فَسَّرَهٗ نَافِعٌ فَقَالَ اِذَا كَانَ مَعَ الرَّجُلِ فَرَسٌ فَلَهٗ ثَلٰثَةُ اَسْهُمٍ فَاِنْ لَّمْ یَكُنْ لَهٗ فَرَسٌ فَلَهٗ سَهْمٌ

۳۹۴۹ ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت سے اس لئے منع کیا کہ وہ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اس لئے آپ نے یہ پسند نہ کیا کہ ان کے بوجھ بردار کرنے والے ختم ہو جائیں گے یا آپ نے خیبر کے دن اہلی گدھوں کا گوشت ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا۔

۳۹۵۰ ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑے کے لئے دو حصے اور پیادے کے لئے ایک حصہ تقسیم کیا۔ نافع نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ جب آدمی کے ساتھ گھوڑا ہوتا تو اس کو تین سہام ملتے اور اگر اس کے پاس گھوڑا نہ ہوتا تو اسے ایک سہم (حصہ) ملتا۔

۳۹۵۰ ــ شرح : امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا گھڑسوار کے لئے دو حصے ہیں ایک حصہ اس کی ذات کا اور دوسرا اس کے گھوڑے کے سبب ملتا اور "للفرس" کا لام اجلیہ ہے۔ یا فرس سے فارس مراد ہے اور اس کے مقابلہ در راجل" کو ذکر کرنا اس پر قرینہ ہے کیونکہ راجل کے مقابل فارس ہوتا ہے فرس نہیں ہوتا۔ حدیث ۲۶۶۷ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

۳۹۵۱ - حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ ابْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمٰنُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ مِنْكَ فَقَالَ إِنَّمَا بَنُوْهَاشِمٍ وَبَنُوالْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَبَنِي نَوْفَلٍ شَيْئًا

۳۹۵۲ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ

۳۹۵۱ ترجمہ : سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جُبیر بن مطعم نے ان کو خبر دیتے ہوئے کہا میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے عرض کیا آپ نے بنی عبدالمطلب کو خیبر کی غنیمت سے خمس دیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے حالانکہ ہم اور وہ آپ سے قرابت میں برابر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں۔ جُبیر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کے لئے کچھ تقسیم کر کے نہ دیا۔

۳۹۵۱ شرح : یعنی جبیر بن مطعم اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہما نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم اور بنو مطلب آپ سے قرابت میں برابر ہیں کیونکہ وہ تمام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچوں کی اولاد تھے۔ حضرت عثمان عَبشمی اور جُبیر ابن مطعم نوفلی تھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب جاہلیت اور اسلام میں ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہوئے اور یہ دونوں خیف بنی کنانہ میں محصور تھے۔ لہٰذا یہ دونوں ایک شئ ہیں لہٰذا ذی القربیٰ کا حصہ ہاشم اور مناف کی اولاد کو پہنچتا ہے اور عثمان عبد شمس کی اولاد ہیں جبکہ جُبیر نوفل کی اولاد ہیں۔ ان کا ذی القربیٰ میں حصہ نہیں ہے اس لئے آپ نے ان کو کچھ نہ دیا۔

(حدیث ۲۹۳۱ کی شرح دیکھیں)

۳۹۵۲ ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے ہجرت کرنے

marfat.com
Marfat.com

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ اِلَيْهِ اَنَا وَاَخَوَانِ
لِيْ وَاَنَا اَصْغَرُهُمْ اَحَدُهُمَا اَبُوْبُرْدَةَ وَالْاٰخَرُ اَبُوْرُهْمٍ اِمَّا قَالَ بِضْعٌ وَاِمَّا
قَالَ فِيْ ثَلٰثَةٍ وَّخَمْسِيْنَ اَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِيْنَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِيْ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً
فَاَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا اِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَاَقَمْنَا
مَعَهٗ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ
وَكَانَ اُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ لَنَا يَعْنِيْ لِاَهْلِ السَّفِيْنَةِ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ
وَدَخَلَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا عَلٰى حَفْصَةَ زَوْجِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَةً وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ اِلَى النَّجَاشِيِّ فِيْمَنْ
هَاجَرَ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلٰى حَفْصَةَ وَاَسْمَآءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ حِيْنَ رَاٰى
اَسْمَآءَ مَنْ هٰذِهِ قَالَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَالَ عُمَرُ الْحَبَشِيَّةُ هٰذِهِ الْبَحْرِيَّةُ
هٰذِهِ قَالَتْ اَسْمَآءُ نَعَمْ قَالَ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ اَحَقُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ كَلَّا وَاللّٰهِ كُنْتُمْ مَعَ

کی خبر پہنچی حالانکہ ہم یمن میں تھے تو ہم ہجرت کرتے ہوئے آپ کی طرف نکلے۔ میں اور میرے دو بھائی تھے اور میں تمام بھائیوں سے کمسن تھا۔ ایک کا نام ابو بردہ اور دوسرے کا نام ابورہم تھا۔ یا ابوموسیٰ نے کہا ہم چند لوگوں میں نکلے یا کہا اپنی قوم کے ترپن یا باون یا پچپن افراد میں نکلے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے تو اس نے ہمیں حبشہ میں نجاشی کے پاس پہنچا دیا ہم حبشہ میں جعفر بن ابی طالب سے ملے اور ان کے ساتھ ہم نے حبشہ میں اقامت کی حتی کہ ہم سب (حبشہ سے مدینہ منورہ) آگئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے جس وقت آپ نے خیبر فتح کیا تھا۔ لوگ ہمیں یعنی کشتی میں سوار ہونے والوں کو کہتے تھے۔ ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے ہیں۔ اسماء بنت عمیس (جعفر کی بیوی) جو ان لوگوں میں سے تھیں جو ہمارے ساتھ حبشہ سے آئے تھے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لئے ان کے پاس گئیں حالانکہ اس نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ
وَكُنَّا فِيْ دَارٍ أَوْ فِيْ أَرْضِ الْبُعَدَآءِ الْبُغَضَآءِ بِالْحَبَشَةِ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ
وَفِيْ رَسُوْلِهٖ وَأَيْمُ اللّٰهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى
أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَنُخَافُ
وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهٗ وَاللّٰهِ لَا أَكْذِبُ
وَلَا أَزِيْغُ وَلَا أَزِيْدُ عَلَيْهِ فَلَمَّا جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ
يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَمَا قُلْتِ لَهٗ قَالَتْ قُلْتُ لَهٗ كَذَا
وَكَذَا قَالَ لَيْسَ بِأَحَقَّ بِيْ مِنْكُمْ وَلَهٗ وَلِأَصْحَابِهٖ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَكُمْ
أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ قَالَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوْسٰى وَأَصْحَابَ
السَّفِيْنَةِ يَأْتُوْنِيْ أَرْسَالًا يَسْأَلُوْنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا
شَيْءٌ هُمْ بِهٖ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِيْ أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نجاشی کی طرف ہجرت کی تھی۔ اس اثنا میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حفصہ کے پاس آئے حالانکہ اسماء ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ عمر فاروق نے جب اسے دیکھا تو فرمایا یہ عورت کون ہے؟ حفصہ نے کہا یہ بنت حمیس ہے۔ عمر فاروق نے کہا کیا حبشیہ یہ ہے بحریہ یہ ہے۔ اسماء نے کہا جی ہاں! اسی طرح ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے ہیں پس ہم تمہاری نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں (یہ سن کر) اسماء غصہ سے بھر گئیں اور کہا ایسا ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ تم میں سے بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے اور جاہلوں کو وعظ فرماتے تھے (تمہارے ظاہر باطن کی حفاظت کرتے تھے) اور ہم حبشہ میں اجنبی لوگوں کی زمین میں تھے۔ یہ تمام صعوبتیں اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں تھیں۔ اللہ کی قسم! میں نہ تو کھانا کھاؤں گی اور نہ ہی پانی پیوں گی حتی کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کروں گی۔ ہمیں اذیت پہنچائی جاتی اور خوف دلایا جاتا تھا۔ میں یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کروں گی اور آپ سے پوچھوں گی۔ بخدا میں نہ تو جھوٹ بولوں گی، نہ ٹیڑھی راہ اختیار کروں گی اور نہ ہی اس پر

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَبُوْبُرْدَةَ قَالَتْ اَسْمَآءُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ اَبَامُوْسٰى وَاَنَّهٗ لَيَسْتَعِيْدُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنِّيْ وَقَالَ اَبُوْبُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ اَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْاٰنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ وَاَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ اَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ وَاِنْ كُنْتُ لَمْ اَرَ مَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا بِالنَّهَارِ وَمِنْهُمْ حَكِيْمٌ اِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ اَوْقَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ اِنَّ اَصْحَابِيْ يَأْمُرُوْنَكُمْ اَنْ تَنْظُرُوْهُمْ

کچھ اضافہ کردوں گی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عرض کیا۔ یانبیّ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! عمر فاروق نے ایسا ایسا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے اسے کیا کہا تھا۔ اسماء نے کہا میں نے انہیں اس طرح کہا تھا۔ آپ نبی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تم سے زیادہ میرے قریب نہیں۔ ان کی اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور اے کشتی والو! تمہاری دو ہجرتیں ہیں۔ اسماء نے کہا میں نے ابو موسیٰ اور اصحابِ سفینہ کو دیکھا کہ وہ ہجوم کے ہجوم میرے پاس آکر مجھ سے یہ حدیث پوچھتے ہیں۔ دُنیا کی کوئی شئ نہیں جس سے وہ زیادہ خوش ہُوئے ہوں اور نہ ہی اُن کے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے حق میں اس ارشاد سے عظیم تر کوئی شئ ہو ابو بردہ نے کہا اسماء نے کہا میں نے ابو موسیٰ کو دیکھا کہ وہ مجھ سے اس حدیث کا بار بار اعادہ کرواتے تھے۔

ابو بُردہ نے ابو موسیٰ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اشعری دوستوں کی قرآن پڑھنے کی آوازیں پہچانتا ہوں جبکہ وہ رات میں آتے ہیں۔ اور ان کے رات میں قرآن پڑھنے کی آواز سے ان کے منازل کو پہچانتا ہوں۔ اگرچہ میں نے ان کے منازل نہیں دیکھے جہاں وہ دن میں رہتے ہیں۔ ان میں سے حکیم ہیں جب دشمنوں کی جماعت کا مقابلہ کرتے یا خیل کی جگہ عدو کہا (یہ راوی کو شک ہے) تو اُن سے کہتے میرے ساتھی تمہیں کہتے ہیں کہ اُن کا انتظار کرو "

۳۹۵۲ — شرح : محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا کہ جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کو حبشہ سے مدینہ منورہ بھیج دے چنانچہ نجاشی نے اِن حضرات کو نہائت ہی اعزاز و اکرام سے واپس کیا اور ان کے ساتھ عمرو بن اُمیہ بھی آیا جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ جعفر بن ابو طالب کے ساتھ ۹۰ کے حضرات تھے جن میں ان کی بیوی اسماء بنت عُمیس، خالد بن سعید بن عاص اور ان کی بیوی

marfat.com
Marfat.com

اور بھائی عمرو بن سعید بن عاص اور مُعَیقِیب بن ابی فاطمہ بھی تھے۔ اسماء بنت عُمَیس کی والدہ ہند بنتِ عوف ہے اور وہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ام الفضل لبابہ کی بہن ہے۔ جب ان کے خاوند حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مُوتہ کی جنگ میں شہید ہوگئے تو اُن سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا اور اُن کے پیٹ سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے پھر جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے نکاح کر لیا اور یحییٰ بن علی بن ابی طالب پیدا ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد متعدد شادیاں کی تھیں۔ ابوموسیٰ اشعری نے کہا اسماء ہمارے ساتھ حبشہ سے آئی تھی وہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کرنے گئیں تو وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور اُن سے متعلق حفصہ سے دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا یہ اسماء بنتِ عُمیس ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا یہ بحر (سمندر) میں سفر کرنے والی اور حبشہ میں سکونت کرنے والی ہے؟ اسماء نے کہا ہاں درست ہے۔ عمر فاروق نے کہا ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے اس لئے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں یہ سُن کر اسماء نے کہا آپ سچ کہتے ہیں تم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے ہو آپ تم میں بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور جاہلوں کو علم سکھاتے ہیں اور ہم دور دراز زمین میں رہتے ہیں جہاں ہمارا کوئی ہمنوا نہیں۔ پھر اسماء نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اے اہل سفینہ تمہیں کبیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیئے وہ تم سے زیادہ میرے قریب نہیں اُنھوں نے ایک ہجرت مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف کی ہے اور تم نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ ایک بار تم مکہ سے حبشہ کے نجاشی کی طرف گئے اور دوسری بار مدینہ منورہ میں میری طرف ہجرت کی۔

علامہ ابن حجر نے ذکر کیا کہ ابن سعد نے صحیح سند کے ساتھ شعبی سے روائت کی کہ اسماء بنت عُمیس نے عرض کیا یا رسُول اللہ! لوگ ہم پر فخر کی باتیں کرتے ہیں وہ ہمیں کہتے ہیں تم اولین مہاجرین سے نہیں ہو۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ تمہاری دو ہجرتیں ہیں تم نے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر اس کے بعد ہجرت کی۔ اس روائت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل سفینہ کو دوسرے مہاجرین پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ انہوں نے صرف ایک ہجرت کی ہے اور اہل سفینہ نے دو ہجرتیں کی ہیں لیکن اس کو یہ لازم نہیں کہ اہل سفینہ کو دوسرے مہاجرین اولین پر مطلقاً فضیلت حاصل ہے بلکہ اس حیثیت سے ان کو فضیلت حاصل ہوگی یہ جزوی فضیلت ہے جو کلی فضیلت کے منافی نہیں۔ قولہ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ الخ یعنی جب اشعری رات کو مساجد میں جاتے ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو میں ان کی آوازوں سے اُن کی منزلوں کو پہچانتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات بلند آواز سے قرآن کریم پڑھنا مستحسن ہے بشرطیکہ کسی کو اذیت نہ پہنچے اور نہ ہی اس میں ریاء پائی جائے۔ قولہ منہم حکیم الخ وہ اشعریوں میں ایک بہادر شخص ہے۔ وہ جب گھوڑسوار مسلمانوں سے ملاقات کرتے تو انہیں کہتے ہمارے پیادے ساتھیوں کا انتظار کرو جب وہ آجائیں تو مل کر اجتماعی صورت میں حملہ کریں گے۔ شق ثانی کے اعتبار سے معنی یہ ہوگا۔ وہ بہادری کے باعث دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے تھے اور دشمن جب بھاگنے کا ارادہ

marfat.com
Marfat.com

۳۹۵۳۔ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ سَمِعَ حَفْصَ بْنَ غِیَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَنِ افْتَتَحَ خَیْبَرَ فَقَسَمَ لَنَا وَلَمْ یَقْسِمْ لِاَحَدٍ لَمْ یَشْہَدِ الْفَتْحَ غَیْرَنَا

کرتا تو اُن سے کہتے اپنے شہسواروں کا انتظار کرو۔ تمہاری مدد کے لئے آرہے ہیں تاکہ ان کو لڑائی کے لئے روکے اور ان کا مقابلہ کرے یہ بہت بہادری ہے۔ ابن تین نے کہا حکیم کے کلام کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ساتھی اللہ کی راہ میں جہاد سے محبت کرتے ہیں اور جنگ میں پیدا ہونے والی صورتِ حال کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔

۳۹۵۳ — ترجمہ : ابوموسیٰ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیبر فتح کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے غنیمت کے اموال سے ہمارے لئے حصہ تقسیم کیا اور ہمارے سوا جو فتح خیبر میں حاضر نہ تھا کسی کے لئے حصہ تقسیم نہ کیا۔

۳۹۵۳ — شرح : یعنی اہل سفینہ اشعری اور ان کے ساتھیوں اور حضرت جعفر ابن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کو خیبر کے اموالِ غنیمت سے حصہ دیا ہمارے سوا جو کوئی خیبر میں حاضر نہ تھا اسے حصہ نہیں دیا؛ چنانچہ فرض الخمس کے باب میں مذکور ہے کہ جو کوئی فتح خیبر میں غائب تھا اس کے لئے خیبر کے اموال سے حصہ مقرر نہ کیا صرف اُن لوگوں کو غنیمت سے حصہ میسر ہوا جو خیبر میں موجود تھے۔ البتہ اہل سفینہ اور حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں سمیت سب کے لئے غنائمِ خیبر سے حصہ مقرر کیا۔ حالانکہ ہم غائب تھے۔

اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا کہ دارِ اسلام میں غنائم لانے سے قبل جو کوئی وہاں پہنچ جائے اور مجاہدین سے لاحق ہو جائے اگرچہ جنگ میں شریک نہ ہوا ہو وہ غنیمت میں مجاہدین میں شمار ہوگا۔ شوافع اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں غنیمت کا وہی شخص مستحق ہے جو جنگ میں موجود ہو انہوں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "غنیمت اس کے لئے جو جنگ میں شریک ہو" احناف اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے اور رفع میں غریب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ کی حدیث اس پر محمول ہے کہ خیبر کے اموال جمع کرنے سے پہلے اہلِ سفینہ وہاں پہنچ گئے تھے۔ لہٰذا وہ غائب نہ ہوئے اس کا جواب یہ ہے۔ تمہارا یہ کہنا دلیل کا محتاج ہے۔ دلیل کے بغیر مذکور محمل بیان کرنا بے سود ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

٣٩٥٤ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِي ثَوْرٌ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَائِطَ ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرٰى وَمَعَهُ عَبْدٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتّٰى أَصَابَ ذٰلِكَ الْعَبْدَ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلٰى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ فَقَالَ هٰذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَيْنِ مِنْ نَارٍ

٣٩٥٤ — ترجمہ : ابن مطیع کے آزاد کردہ غلام سالم نے بیان کیا کہ انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم نے خیبر فتح کیا اور ہم نے سونا چاندی غنیمت نہ پائی۔ ہم نے صرف گائے، اونٹ، سامان اور باغات غنیمت پائی۔ پھر ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ وادی القریٰ میں آئے۔ جبکہ آپ کے ساتھ آپ کا ایک غلام تھا جسے "مِدْعَمْ" کہا جاتا تھا وہ قبیلہ بنی ضباب کے ایک شخص نے آپ کو نذرانہ پیش کیا تھا۔ ایک دفعہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اُتار رہا تھا کہ اچانک اس کو ایسا تیر لگا جس کے مارنے والے کا کوئی پتہ نہ تھا۔ وہ غلام تیر لگنے سے مرگیا تو لوگوں نے کہا اس کو شہادت مبارک ہو (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اس طرح نہیں مجھے اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ جو چادر اُس نے خیبر کے

marfat.com
Marfat.com

روز غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے لی تھی وہ اس پر آگ روشن کرے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر ایک شخص ایک یا دو تسمے لے آیا اور کہا یہ میں نے حاصل کئے تھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک یا دو تسمے بھی آگ ہوں گے۔

۳۹۵۴ — شرح : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خیبر فتح کیا یعنی مسلمانوں نے خیبر فتح کیا، کیونکہ ابوہریرہ فتح خیبر میں حاضر نہ تھے وہ فتح کے بعد آئے تھے ابومسعود نے کہا عنبسہ بن سعید نے ابوہریرہ سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ مسلمانوں نے خیبر فتح کر لیا تھا۔ یہ حدیث مذکور محمل کی تائید کرتی ہے لیکن اس میں کسی کو شک نہیں کہ ابوہریرہ غنائم کی تقسیم میں موجود تھے۔ لہٰذا اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ چادر خیانت کرنے میں مدعم کا واقعہ ذکر کریں۔

مِدعَم : رفاعہ بن زید بن وہب صبیبی کا غلام تھا۔ اُنھوں نے یہ غلام سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانہ پیش کیا تھا۔ پھر اِس بات میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ اِس غُلام کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا یا یہ غلام ہی فوت ہو گیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ع ۳۹۵۲ میں ہے کہ ابوموسیٰ نے کہا کہ ہمارے سوا جو خیبر میں حاضر نہ تھے کسی کے لئے غنیمت سے حصّہ مقرر نہ کیا اور اس حدیث میں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے غنیمت سے حصّہ مقرر کیا بظاہر اِن دونوں حدیثوں میں تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوموسیٰ کی مراد یہ ہے کہ جو کوئی خیبر میں حاضر نہ تھا مجاہدین کی رضاء کے بغیر کسی کے لئے غنیمت سے حصّہ مقرر نہیں کیا گیا۔ یہ خصوصیت صرف اہلِ سفینہ کی ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غانمین کو راضی کئے بغیر ان کے لئے حصّہ مقرر کیا اور ابوہریرہ اور اُن کے ساتھیوں کو مسلمانوں کی رضامندی سے غنیمت سے کچھ دیا تھا۔

اس مقام میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ کتاب الجہاد کے آخر میں "القلیل من الغلول" کے باب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کا محافظ ایک شخص تھا، جس کو "کرکرہ" کہا جاتا تھا وہ مر گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چادر خیانت کرنے کے باعث دوزخ میں ہوگا عیاض کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے۔ لیکن ایسا نہیں یہ دونوں واقعات متغائر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "کرکرہ" ہوذہ بن علی نے نذرانہ پیش کیا تھا جبکہ مدعم رفاعہ نے آپ کو ہدیہ پیش کیا تھا لہٰذا یہ دونوں ایک نہیں ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۹۵۵ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ زَيْدٌ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْلَا اَنْ اَتْرُكَ اٰخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَيْسَ لَهُمْ شَیْءٌ مَا فُتِحَتْ عَلٰی قَرْيَةٍ اِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَلٰكِنِّیْ اَتْرُكُهَا خِزَانَةً لَهُمْ يَقْتَسِمُوْنَهَا

۳۹۵۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ قَالَ لَوْلَا اٰخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ قَرْيَةٌ اِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ

۳۹۵۵ ترجمہ : محمد بن جعفر نے بیان کیا کہ مجھے زید نے اپنے والد سے خبر دی کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا یہ بات سن لو اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر مجھے آنے والی نسلوں کے غریب اور مفلس ہونے کا ڈر نہ ہوتا جو بے سروسامان ہوں گے تو جو علاقہ فتح ہوتا میں اس کو اس طرح تقسیم کر دیتا جس طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر تقسیم کیا تھا لیکن میں یہ اس حال میں چھوڑ رہا ہوں کہ وہ آنے والے لوگوں کے لئے خزانہ رہے جو قیامت تک اسے تقسیم کرتے رہیں گے۔ الحاصل یہ اموال تقسیم نہ کرنے میں عام لوگوں کا مفاد ہے، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حضرات مجاہدین کی رضامندی سے کیا تھا۔

لغت : بَبَّانًا "مفلس لوگ جو غربت میں مساوی ہوں"

۳۹۵۶ ترجمہ : مالک بن انس نے زید بن اسلم سے روایت کی اُنھوں نے کہا اگر آنے والی مسلمان نسلوں کا خیال نہ ہوتا تو جو بھی ملک فتح ہوتا اس کو میں غانمین میں تقسیم کر دیتا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر تقسیم کیا تھا۔

۳۹۵۶ شرح : علماء فرماتے ہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں اموال اور اراضی حاصل کئے اور یہ کہیں بھی آپ سے منقول نہیں کہ آپ نے خیبر کے سوا ان کو تقسیم کر دیا ہو۔ علامہ عینی نے کہا اس پر اُمت کا اجماع مذکور ہے۔ اگر امام کسی وقت ان کی تقسیم مناسب خیال کرے

marfat.com
Marfat.com

روز غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے لی تھی وہ اس پر آگ روشن کرے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر ایک شخص ایک یا دو تسمے لے آیا اور کہا یہ میں نے حاصل کئے تھے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک یا دو تسمے بھی آگ ہوں گے۔

۳۹۵۴ — شرح : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خیبر فتح کیا یعنی مسلمانوں نے خیبر فتح کیا، کیونکہ ابوہریرہ فتح خیبر میں حاضر نہ تھے وہ فتح کے بعد آئے تھے ابومسعود نے کہا عنبسہ بن سعید نے ابوہریرہ سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ مسلمانوں نے خیبر فتح کر لیا تھا۔ یہ حدیث مذکور محمل کی تائید کرتی ہے لیکن اس میں کسی کو شک نہیں کہ ابوہریرہ غنائم کی تقسیم میں موجود تھے۔ لہٰذا اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ چادر خیانت کرنے میں مدعم کا واقعہ ذکر کریں۔

مِدْعَم : رفاعہ بن زید بن وہب صبیبی کا غلام تھا۔ اُنھوں نے یہ غلام سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانہ پیش کیا تھا۔ پھر اِس بات میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ اِس غُلام کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا یا یہ غلام ہی فوت ہو گیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ع ۳۹۵۲ میں ہے کہ ابوموسیٰ نے کہا کہ ہمارے سوا جو خیبر میں حاضر نہ تھے کسی کے لئے غنیمت سے حصّہ مقرر نہ کیا اور اس حدیث میں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے غنیمت سے حصّہ مقرر کیا بظاہر اِن دونوں حدیثوں میں تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوموسیٰ کی مراد یہ ہے کہ جو کوئی خیبر میں حاضر نہ تھا مجاہدین کی رضاء کے بغیر کسی کے لئے غنیمت سے حصّہ مقرر نہیں کیا گیا۔ یہ خصوصیت صرف اہلِ سفینہ کی ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غانمین کو راضی کئے بغیر ان کے لئے حصّہ مقرر کیا اور ابوہریرہ اور اُن کے ساتھیوں کو مسلمانوں کی رضامندی سے غنیمت سے کچھ دیا تھا۔

اس مقام میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ کتاب الجہاد کے آخر میں "القلیل من الغلول" کے باب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کا محافظ ایک شخص تھا، جس کو "کرکرہ" کہا جاتا تھا وہ مرگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چادر خیانت کرنے کے باعث دوزخ میں ہوگا عیاض کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے۔ لیکن ایسا نہیں یہ دونوں واقعات متغائر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "کرکرہ" ہوذہ بن علی نے نذرانہ پیش کیا تھا جبکہ مدعم رفاعہ نے آپ کو ہدیہ پیش کیا تھا لہٰذا یہ دونوں ایک نہیں ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۳۹۵۵ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ زَيْدٌ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْلَا اَنْ اَتْرُكَ اٰخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَيْسَ لَهُمْ شَیْءٌ مَا فُتِحَتْ عَلٰی قَرْيَةٍ اِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَلٰكِنِّیْ اَتْرُكُهَا خِزَانَةً لَهُمْ يَقْتَسِمُوْنَهَا.

۳۹۵۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ قَالَ لَوْلَا اٰخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ قَرْيَةٌ اِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ

۳۹۵۵ ترجمہ : محمد بن جعفر نے بیان کیا کہ مجھے زید نے اپنے والد سے خبر دی کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا یہ بات سن لو اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر مجھے آنے والی نسلوں کے غریب اور مفلس ہونے کا ڈر نہ ہوتا جو بے سروسامان ہوں گے تو جو علاقہ فتح ہوتا میں اس کو اس طرح تقسیم کر دیتا جس طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر تقسیم کیا تھا لیکن میں یہ اس حال میں چھوڑ رہا ہوں کہ وہ آنے والے لوگوں کے لئے خزانہ ہے جو قیامت تک اسے تقسیم کرتے رہیں گے۔ الحاصل یہ اموال تقسیم نہ کرنے میں عام لوگوں کا مفاد ہے، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حضرات مجاہدین کی رضامندی سے کیا تھا۔

لغت : بَبَّانًا "مفلس لوگ جو غربت میں مساوی ہوں"

۳۹۵۶ ترجمہ : مالک بن انس نے زید بن اسلم سے روایت کی انھوں نے کہا اگر آنے والی مسلمان نسلوں کا خیال نہ ہوتا تو جو بھی ملک فتح ہوتا اس کو میں غانمین پر تقسیم کر دیتا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر تقسیم کیا تھا۔

۳۹۵۶ شرح : علماء فرماتے ہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں اموال اور اراضی حاصل کئے اور یہ کہیں بھی آپ سے منقول نہیں کہ آپ نے خیبر کے سوا ان کو تقسیم کر دیا ہو۔ علامہ عینی نے کہا اس پر امت کا اجماع مذکور ہے۔ اگر امام کسی وقت ان کی تقسیم مناسب خیال کرے

marfat.com
Marfat.com

٢٩٥٧ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ وَسَأَلَهُ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ قَالَ لَهُ بَعْضُ بَنِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُعْطِهِ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ وَاَعْجَبَاهُ لِوَبْرٍ تَدَلّٰى مِنْ قَدُوْمِ الضَّانِ وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَنْبَسَةُ ابْنُ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يُخْبِرُ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَانًا عَلٰى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قِبَلَ نَجْدٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَدِمَ اَبَانٌ وَاَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ بَعْدَمَا افْتَتَحَهَا وَاِنَّ حُزُمَ خَيْلِهِمْ لَلِيْفٌ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَقْسِمْ لَهُمْ قَالَ اَبَانُ وَاَنْتَ بِهٰذَا يَا وَبْرُ تَحَدَّرَ مِنْ رَاْسِ ضَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَانُ اِجْلِسْ فَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ

اور اپنی رائے سے تقسیم کرنا چاہے۔ تو وہ اپنے فتح کردہ علاقہ کے اموال تقسیم کر سکتا ہے۔
(حدیث ٢٩١٧ کی شرح دیکھیں)

٢٩٥٧ ـــ ترجمہ : عَنْبَسَہ بن سعید نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے (خیبر کے اموالِ غنیمت) سے کچھ طلب کیا تو بنی سعید بن عاص میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، اس کو کچھ نہ دیں (یہ سُن کر) ابوہریرہ نے کہا یہ ابنِ قوقل کا قاتل ہے اس شخص نے کہا اس بلے جیسے شخص پر تعجب ہے جو دوس کے پہاڑ ضان کی چوٹی سے اُتر کر آیا ہے۔ زُبیدی سے زُہری کے واسطہ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ اُنہوں نے کہا مجھے عنبسہ بن سعید نے بتایا کہ اُنہوں نے ابوہریرہ سے سُنا وہ سعید بن عاص کو خبردار کر رہے تھے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابان کو ایک چھوٹے سے لشکر پہ امیر بنا کر مدینہ منورہ سے نجد کی طرف روانہ کیا۔ ابوہریرہ نے کہا ابان اور اُن کے ساتھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر میں آئے جبکہ آپ نے اس کو فتح کر لیا تھا اور اُن کے

marfat.com
Marfat.com

کھوڑوں کی پیٹیاں چھال کی تھیں (بے سروسامان تھے) - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یارسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انہیں غنیمت سے حصہ تقسیم کرکے نہ دیں - ابان نے کہا ارے بلّے جو ضان پہاڑ سے ابھی اُتر کر آیا ہے تو یہ بات کرتا ہے (یہ سُن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابان! بیٹھ جاؤ اور ان کو مالِ غنیمت سے کچھ نہ دیا۔

۳۹۵۷ — شرح : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خیبر فتح ہوجانے کے بعد خیبر میں حاضر ہُوئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غنیمت کے اموال سے کچھ طلب کیا تو ایک شخص نے ابوہریرہ کو مالِ غنیمت سے حصہ دینے سے منع کیا اس پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ابنِ قوقل کا قاتل ہے۔ یہ شخص ابان بن سعید بن عاص بن اُمیہ ہے اور سعید بن عاص جس سے ابوہریرہ نے حدیث بیان کی ہے کا چچا ہے۔ ابان غزوۂ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہُوا۔ اسی ابان نے حدیبیہ میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو پناہ دی حتی کہ وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہُوئے اور ان کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا تھا پہلے گزرا ہے کہ غزوۂ خیبر حدیبیہ سے واپس آنے کے بعد ہُوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابان حدیبیہ کے بعد مسلمان ہُوا تھا اسی لئے اس کو چھوٹے لشکر میں بھیجنا واضح ہوتا ہے۔ ہشیم بن علی نے اخبار میں ابان کے اسلام کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ اُنہوں نے سعید بن عاص کے طریق سے روائت کی کہ بدر میں میرا والد قتل ہوگیا تو میرے چچا ابان نے میری پرورش کی جبکہ وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا اور آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ وہ شام میں گیا جب واپس آیا تو آپ کو گالیاں دینے سے رُک گیا اس سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو اُس نے کہا وہ شام میں ایک راہب (یہودی درویش) سے ملا تھا اُس نے اس کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات سے روشناس کیا اور آپ کے اوصاف ذکر کئے اس وقت سے ابان کے دِل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق واقع ہُوئی اور تھوڑی دیر بعد مدینہ منورہ آکر مسلمان ہوگیا اگر یہ واقعہ ثابت ہو تو ہوسکتا ہے کہ اس کا شام میں جانا حدیبیہ سے پہلے ہو (فتح الباری)

ابن قوقل ،، نعمان بن قوقل ہیں ان کو نعمان بن ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔ ثعلبہ کو قوقل کہتے ہیں وہ انصاری ہیں جنگ بدر میں حاضر ہُوئے تھے اور اُحد کی لڑائی میں ان کو ابان بن سعید بن عاص بن اُمیہ نے شہید کردیا تھا پھر مسلمان ہوگیا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء حضرمی کو بحرین سے معزول کرکے ابان کو اس کے بر و بحر کا حاکم مقرر کیا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہاں حاکم رہے اور تیرہ ہجری کے جمادی الاولیٰ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں قتل ہُوئے (عینی)

قولہ واعجبا ،، اسم فعل اَعْجَبَ کے معنی میں ہے۔ دراصل واعجبی تھا کسرہ کو فتحہ سے تبدیل کیا جیسے واسفا دراصل واأسفی تھا کسرہ کو فتحہ سے تبدیل کرکے یاء کو الف سے بدل کر دیا۔ کلمہ وا دو طرح استعمال ہوتا ہے۔ اور اس سے چھوٹا ہوتا ہے اس کی دم نہیں ہوتی وہ عموماً گھروں میں رہتا ہے۔ ابان نے ابوہریرہ

marfat.com
Marfat.com

۳۹۵۸ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ جَدِّیْ اَنَّ اَبَانَ بْنَ سَعِیْدٍ اَقْبَلَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ فَقَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ اَبَانُ لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاعَجَبًا لَکَ وَبُرٌّ تَدَأْدَأُ مِنْ قُدُوْمِ ضَانٍّ یَنْعٰی عَلَیَّ اِمْرَأً اَکْرَمَہُ اللّٰہُ بِیَدِیْ وَمَنَعَہُ اَنْ یُھِیْنَنِیْ بِیَدِہٖ

کو دَبَر کہہ کر ان کی تحقیر کی اور ان کو لوگوں میں ضعیف و کمزور ظاہر کیا کہ وہ لڑائی پر قادر نہیں۔ "تَدَلّٰی" کا معنی ہے اُتر آیا، "ضَأن" دوس میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ بھیڑ کو بھی ضان کہا جاتا ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابھی گزرا ہے کہ ابان نے کہا تھا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" ابوہریرہ کو غنیمت سے حصّہ نہ دیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قاتل ابوہریرہ ہے۔ یہ تضاد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں مخالفت نہیں کیونکہ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے یہ دلیل ذکر کی تھی کہ ابان ابن قوقل کا قاتل ہے لہٰذا غنیمت کا مستحق نہیں اور ابان نے یہ دلیل پیش کی کہ ابوہریرہ لڑائی پر قدرت نہیں رکھتے ہیں اس لئے یہ حصّہ کے مستحق نہیں۔ دراصل اس مقولہ کے قائل دونوں تھے (حدیث ۲۶۳۱ کی شرح دیکھیں)

۳۹۵۸ — ترجمہ : عمرو بن یحییٰ بن سعید نے کہا میرے دادے نے مجھے خبر دی کہ ابان بن سعید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سلام عرض کیا تو ابوہریرہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ ابن قوقل کا قاتل ہے۔ ابان نے ابوہریرہ سے کہا تجھ پر تعجب ہے اے بلے تو ضان پہاڑ سے اُتر آیا ہے مجھ پر ایسے شخص کا عیب اُٹھاتا ہے جس کو اللہ نے میرے ہاتھ سے عزت دی اور اس کو اپنے ہاتھ سے مجھے ذلیل کرنے سے منع کیا۔

۳۹۵۸ — شرح : ابان کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ اُس نے ابن قوقل کو قتل کیا جبکہ وہ جنگ اُحد میں کافر تھا اور نعمان مسلمان تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ابان کے ہاتھ سے مقام شہادت عطاء فرمایا اور اگر نعمان یعنی ابن قوقل ابان کو قتل کر دیتے تو ابان دونوں جہانوں میں ذلیل و رسوا ہوتا اور ہمیشہ جہنم میں رہتا۔ قولہ "تَدَأْدَأَ" یہ دراصل تَدَهْدَهَ تھا ہاء کو ہمزہ کر دیا گیا ہے۔ اس کا معنی اُچھل کر نالی میں گرنا بھی آتا ہے۔ گویا کہ ابان نے کہا یہ ہم پر گر پڑا ہے (خطابی)

marfat.com
Marfat.com

۳۹۵۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ تَسْئَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَاَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَبٰى اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَدْفَعَ اِلٰى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا اَبَابَكْرٍ وَصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوْهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ اَبِيْ بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ

۳۹۵۹ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا جبکہ وہ اُن سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ منورہ میں بطور فئی دی اور فدک اور جو خمس خیبر سے بچا تھا کا مطالبہ کرتی تھیں ابوبکر صدیق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم ترکہ چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس مال میں سے کھا پی سکتے ہیں خدا کی قسم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں کچھ تبدیلی نہیں کروں گا وہ اسی حال پر رہے گا۔ جس حال پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا اور اس میں وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور ابوبکر نے اس صدقہ سے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو کچھ دینے سے انکار کر دیا اس لئے سیدہ ابوبکر

marfat.com
Marfat.com

تِلْكَ الْاَشْهُرَ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ اَنِ ائْتِنَا وَلَا يَاْتِنَا اَحَدٌ مَعَكَ كَرَاهِيَةً لِمَحْضَرِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ لَا وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَمَا عَسِيْتُهُمْ اَنْ يَفْعَلُوْهُ بِىْ وَاللّٰهِ لَاٰتِيَنَّهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلِىٌّ فَقَالَ اِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا اَعْطَاكَ اللّٰهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلٰكِنَّكَ اِسْتَبْدَدْتَّ عَلَيْنَا بِالْاَمْرِ وَكُنَّا نَرٰى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبًا حَتّٰى فَاضَتْ عَيْنَا اَبِىْ بَكْرٍ فَلَمَّا تَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَىَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِىْ وَاَمَّا الَّذِىْ شَجَرَ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَمْوَالِ فَلَمْ اَاْلُ فِيْهَا عَنِ الْخَيْرِ وَلَمْ اَتْرُكْ اَمْرًا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهٗ فِيْهَا اِلَّا صَنَعْتُهٗ فَقَالَ عَلِىٌّ

سے اس بارے میں ناراض ہوگئیں اور ان سے ملاقات ترک کر دی اور فوت ہونے تک اُن سے کلام نہ کیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف چھ ماہ بقیدِ حیات رہیں۔ جب فوت ہوگئیں تو ان کے شوہر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رات ہی انہیں دفن کر دیا اور ابوبکر کو خبر تک نہ کی اور خود ہی ان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی حیات طیبہ تک تو لوگوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وجاہت رہی جب سیدہ کا انتقال ہوگیا تو انہوں نے لوگوں کے چہرے پھرے ہوئے دیکھے تو ابوبکر صدیق سے مصالحت اور اُن کی بیعت کرنا چاہی جبکہ چھ ماہ تک اُنھوں نے بیعت نہ کی تھی چنانچہ ابوبکر صدیق کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ اور کوئی نہ آئے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حاضر ہونے کو نامناسب سمجھتے تھے۔ عمر فاروق نے کہا بخدا! اے ابوبکر آپ تنہا اُن کے پاس نہیں جا سکتے ابوبکر صدیق نے کہا مجھے اُن سے اُمید نہیں کہ وہ میرے ساتھ بُرائی کریں گے۔ اللہ کی قسم میں اُن کے پاس ضرور جاؤں گا چنانچہ ابوبکر اُن کے پاس چلے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور کہا اے ابوبکر ہم تمہاری فضیلت اور جو کچھ اللہ نے تمہیں عنایت کیا ہے جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو بھلائی عطا کی ہے ہم نے آپ پر

marfat.com
Marfat.com

لِاَبِیْ بَکْرٍ مَوْعِدُکَ الْعَشِیَّۃَ لِلْبَیْعَۃِ فَلَمَّا صَلَّی اَبُوْبَکْرِ الظُّھْرَ رَقِیَ عَلَی الْمِنْبَرِ
فَتَشَھَّدَ وَذَکَرَ شَأْنَ عَلِیٍّ وَتَخَلُّفَہٗ عَنِ الْبَیْعَۃِ وَعُذْرَہٗ بِالَّذِیْ اِعْتَذَرَ اِلَیْہِ
ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَھَّدَ عَلِیٌّ فَعَظَّمَ حَقَّ اَبِیْ بَکْرٍ وَحَدَّثَ اَنَّہٗ لَمْ یَحْمِلْہُ
عَلَی الَّذِیْ صَنَعَ نَفَاسَۃٌ عَلَی اَبِیْ بَکْرٍ وَلَا اِنْکَارٌ لِلَّذِیْ فَضَّلَہُ اللّٰہُ بِہٖ
وَلٰکِنَّا کُنَّا نَرٰی لَنَا فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ نَصِیْبًا وَاسْتَبَدَّ عَلَیْنَا فَوَجَدْنَا فِیْ اَنْفُسِنَا
فَسُرَّ بِذٰلِکَ الْمُسْلِمُوْنَ وَقَالُوْا اَصَبْتَ وَکَانَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰی عَلِیٍّ قَرِیْبًا حِیْنَ
رَاجَعَ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ

حسد نہیں کیا، لیکن آپ خلافت کے بارے میں مستقل رہے اور ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے سبب مشورہ میں ہم بھی اپنا حصہ سمجھتے تھے (حضرت علی گفتگو کرتے رہے) حتی کہ ابو بکر صدیق کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے جب ابو بکر نے کلام کیا تو کہا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ مجھے اپنی قرابت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت زیادہ محبوب ہے کہ میں اس کی رعائت کروں۔ اور جو میرے اور تمہارے درمیان اِن متروکہ اموال کے سبب اختلاف واقع ہُوا ہے۔ میں نے اِن میں بھلائی سے تقصیر نہیں کی اور نہ ہی میں نے وہ کام ترک کیا ہے جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے لیکن میں نے اس کو ضرور کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق سے کہا شام کے وقت آپ سے بیعت کرنے کا وعدہ ہے جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی تو منبر پہ آئے اور خطبہ پڑھنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان اور اُن کا بیعت سے پیچھے رہنا اور جو علی نے ابو بکر سے عذر کئے تھے انہیں بیان کیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے استغفار کی اور خطبہ پڑھنے کے بعد ابو بکر صدیق کے حق کی عظمت ذکر کی اور بیان کیا کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے (بیعت میں تاخیر) ابو بکر پہ حسد نہ تھا اور نہ ہی جو اللہ تعالیٰ نے انہیں فضیلت دی ہے اس کا انکار تھا لیکن ہم سمجھتے تھے کہ خلافت کے بارے میں ہمارا بھی مشورہ میں حق تھا پس ابو بکر ہم پر خود مختار بن گئے تو ہم نے اپنے دلوں میں تکلیف پائی۔ یہ سُن کر مسلمان خوش ہو گئے اور سب نے کہا تم نے درست کہا ہے۔ اور جب حضرت علی نے امر بالمعروف کی طرف رجوع کیا تو لوگ ان کے بہت قریب ہو گئے۔

۲۹۵۹ — شرح : مالِ فئی وہ ہے جو کافروں کے ساتھ جنگ و جہاد کئے بغیر مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئے۔ مدینہ منورہ میں یہ وہ اموال تھے جو بنی نضیر کو جلاوطن

marfat.com
Marfat.com

کرنے کے بعد سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھوں میں آئے تھے۔ فدک مدینہ منورہ سے دو مرحلے دور ایک گاؤں ہے۔ وہاں کے یہودیوں نے فدک کی نصف زمین پر صلح کرلی تھی۔ کچھ خیبر کی زمین بھی تھی لیکن وہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے لئے پسند نہ کی بلکہ اس کو اہلِ خیبر اور مسلمانوں پر صرف کیا کرتے تھے جو آپ کے بعد صدقہ ہوگئی اس پر مالکیت قائم کرنا حرام تھا، کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہمارا ترکہ صدقہ ہے۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا محمل یہ خیال فرمایا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وارثوں کی معاشی ضروریات سے جو بچے وہ صدقہ ہے جبکہ ابوبکر صدیق نے اس کو عموم پر محمول کیا اور سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو مذکور اموال بطور وراثت دینے سے معذرت کردی اس پر سیّدہ بتقاضائے بشریت ناراض ہوگئیں جو بعد میں راضی ہوگئیں،، سیّدہ کا ابوبکر سے ہجران کرنا اور وفات تک اس بارے میں کلام نہ کرنا ملاقات سے انقباض اور عدمِ انبساط پر مبنی ہے۔ وہ ہجران مراد نہیں جو اسلام میں ممنوع ہے۔ اور اسلام کا مقتضیٰ ہے سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا تو سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رحلت کے بعد بیت الحزن اور مصیبت کدہ سے باہر ہی نہیں نکلی تھیں اور نہ کسی سے انہیں الفت تھی۔ مروی ہے کہ اس مدّت میں کسی نے آپ کو ہنستے نہیں دیکھا۔ البتہ جب آپ کے لئے اسماء بنت عمیس نے گہوارہ بنایا جس میں آپ کا مقام تھا اسے دیکھ کر تبسم فرمایا تھا۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات ہی دفن کردیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس خیال سے آگاہ نہ کیا کہ یہ خبر اُن پر مخفی نہیں رہے گی۔ علامہ قسطلانی نے کہا اس کو یہ لازم نہیں کہ ابوبکر صدیق سیّدہ کے جنازہ میں حاضر نہ تھے اور نماز نہ پڑھی تھی بخاری میں یہ تصریح ہے کہ حضرت علی نے سیّدہ کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔ ابن سعد کی صحیح روائت میں ہے کہ حضرت عباس بن مطلب نے ان کی نماز جنازہ پڑھی تھی جب تک سیّدہ بقید حیات رہیں لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بہت احترام کرتے تھے اور انہیں حضرت ابوبکر سے عدم ملاقات میں معذور سمجھتے تھے کیونکہ سیّدہ کی دلجوئی اور تسلیۂ خاطر میں مشغول تھے جو انہیں سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رحلت نے مصیبت میں ڈالا تھا؛ لیکن سیّدہ کی وفات کے بعد انھوں نے لوگوں سے پہلی ملاطفت اور احترام نہ پایا اور خیال کیا کہ شائد یہ صورت ابوبکر کی بیعت نہ کرنے سے ہوگی جبکہ ابوبکر اکثر اہل حل وعقد کے اتفاق سے خلیفہ منتخب ہوچکے ہیں۔ اس لئے انہوں نے ابوبکر کی سب لوگوں کے سامنے بیعت کی جبکہ چھ ماہ تک انھوں نے بیعت نہ کی تھی۔ علامہ قسطلانی ابن حبان اور دیگر محدثین نے ابوسعید خدری سے صحیح روائت ذکر کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتداء ہی میں ابوبکر صدیق کی بیعت کرلی تھی اور جو مسلم میں زہری سے روائت ہے کہ ایک شخص نے انہیں کہا حضرت علی نے سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وفات تک ابوبکر کی بیعت نہیں کی اور نہ ہی کسی بنی ہاشم نے بیعت کی۔ بیہقی نے اس روائت کو ضعیف کہا ہے کیونکہ زُہری نے اس روائت کو مُسند ذکر نہیں کیا اور ابوسعید کی موصول روائت صحیح تر ہے۔ بعض محدثین نے کہا حضرت علی نے دُوسری بار بیعت پہلی بیعت کی تاکید کے لئے کی تھی تاکہ وراثت کے مطالبہ سے جو خلجان پیدا ہوگیا تھا اس کا ازالہ ہوجائے۔ اس صورت میں زہری کی روائت کہ حضرت علی نے اِن ایام میں بیعت نہیں کی کا محمل یہ ہے کہ وہ اس مدت میں ابوبکر کے پاس بکثرت آتے

marfat.com
Marfat.com

جاتے نہیں تھے جس سے بظاہر یہ گمان ہوسکتا ہے کہ وہ ابوبکر کی خلافت سے راضی نہیں ہیں۔ اس گمان کے ازالہ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد علانیہ بیعت کی تاکہ کسی کے شبہ کو راہ نہ ملے (فتح الباری) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے جب ابوبکر صدیق کو اپنے گھر بلانے کا پیغام بھیجا تھا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لانے میں مصلحت نہ دیکھی تو فرمایا آپ کے ساتھ اور کوئی نہ ہو، کیونکہ عمر فاروق کی طبیعت میں سختی تھی اور ان کے قول وفعل میں شدت تھی حضرت علی نے یہ خیال فرمایا کہ حضرت عمر کے آنے سے شائد گفتگو میں کچھ تیزی ہو جائے جس سے مقصود فوت ہو جائے۔ لیکن حضرت عمر فاروق کا اصرار یہ تھا کہ وہ ساتھ جائیں گے ان کا وہم یہ تھا کہ کہیں ابوبکر صدیق کی تعظیم وتکریم جو اُمت پر واجب ہے اس میں کمی نہ ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق کے اس وہم کو بایں الفاظ زائل کیا: مَاعَسِيتُهُمْ أَنْ يَفْعَلُوا بِي" کہ میں اُن سے یہ اُمید نہیں کرتا ہوں جو تم نے وہم کیا ہے چنانچہ ابوبکر صدیق تنہا تشریف لے گئے تو حضرت علی نے کہا اے ابابکر آپ کی فضیلت کے ہم معترف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو خلافت عنائت کی ہے ہمیں اس پر حسد نہیں لیکن ہمیں یہ خیال ضرور آیا تھا کہ آخر ہم اہلبیت کرام اور خاندان نبوت میں سے ہیں تو خلافت کے انتخاب کے وقت کم از کم ہمیں بطور مشورہ ہی شریک کر لینا تھا بس یہی بات ہے اور کچھ نہیں یہ سُن کر ابوبکر صدیق آبدیدہ ہوگئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے جبکہ مذکور تقصیر سے اُن پر رقت طاری ہوگئی تھی اور یہی ان کے رونے کا باعث تھا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اپنی قرابت سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت زیادہ محبوب ہے اور مذکور خلجان وراثت کا ازالہ کیا تو حضرت علی نے ظہر کے وقت عام لوگوں میں بیعت کرنے کا وعدہ کیا اور حسبِ وعدہ حضرت ابوبکر کی تعظیم وتوقیر کو بیان کرنے ان کی فضیلت کی وضاحت کر کے بیعت کی جس سے لوگ بہت خوش ہوئے اور حضرت علی کے جملہ امور میں قریب ہوگئے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فسطلانی اور ابن حجر کی تقریر بخاری کی اس حدیث کے خلاف ہے، کیونکہ بخاری میں یہ حدیث ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور یہ حدیث صحیح موصول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ بیعت نہ کی تھی۔ اس کا مذکور تقریر سے اتفاق کس طرح ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے علم کے مطابق حضرت علی کے بیعت سے تاخر کی خبر دی ہے اور ابوسعید خدری کی حدیث سے جو واضح ہے وہ راجح ہے، کیونکہ یہ مثبت ہے اور ام المؤمنین کی خبر نافی ہے جو بخاری میں مذکور ہے جبکہ یہ نفی لوگوں کے وہم سے ہوسکتی ہے پھر اس کی تاویل بھی ہوسکتی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوبکر صدیق کی خلافت اجماع سے ثابت ہے۔ بخاری کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ تک بیعت نہ کی تھی لہٰذا ابوبکر کی خلافت اجماع سے ثابت نہ ہوئی اور اس قضیہ میں خلافت کی حیثیت سے جو احکام جاری ہوئے صحیح نہ تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابوبکر صدیق کی خلافت تسلیم کرنے میں توقف نہیں تھا جیسا کہ

marfat.com
Marfat.com

۳۹۶۰ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمَّارٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ قُلْنَا الْاٰنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمْرِ

۳۹۶۱ ـــ اَلْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ حَبِيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا شَبِعْنَا حَتّٰى فَتَحْنَا خَيْبَرَ

صحیح روایات سے ثابت ہے۔ اور اگر ان کا توقف تسلیم کر لیا جائے تو ہم کہتے ہیں خلافت کی صحت اکثر اہل عقد کے بیعت کرنے سے واضح طور پر ثابت ہے۔ خصوصاً جب کسی نے مخالفت نہ کی ہو اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات احادیث مشہورہ کی حیثیت میں وارد ہیں ان سے ثبوتِ خلافت میں کوئی وجہ باقی نہیں رہتی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیعت کر لینے کے بعد اس کی صحت کا ثبوت قطعی ہو گیا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ابوبکر کی خلافت قطعی الثبوت ہو گئی۔

(باقی تقریر حدیث ع۲۸۸۴ اور حدیث ع۲۸۸۵ کی شرح میں دیکھیں)

۳۹۶۰ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جبکہ خیبر فتح ہوا۔ اب ہم کھجور پیٹ بھر کر کھایا کریں گے۔

۳۹۶۱ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا حتی کہ ہم نے خیبر فتح کیا۔

۳۹۶۰ـ۳۹۶۱ ـــ شرح : ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر میں کھجوریں بکثرت تھیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیبر فتح ہونے سے پہلے ان کی اقتصادی حالت اور معیشت بہت کمزور تھی۔

اسماء رجال : حرمی وہ ابن عمارہ بن ابی حفص عتکی ہیں۔ دونوں باپ بیٹے کے درمیان شعبہ واسطہ ہیں۔ جبکہ حرمی بیٹا اور عمارہ والد ہے۔ ع۲ عکرمہ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام ہیں ع۳ حسن وہ محمد بن صباح زعفرانی کے بیٹے ہیں۔ حاکم نے کہا وہ حسن بن شجاع بلخی حافظ ہیں۔ اور بخاری کے ہمعصر ہیں اُن سے بارہ سال قبل فوت ہو گئے تھے جبکہ وہ نوجوان تھے ع۴ قرہ بن حبیب

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِسْتِعْمَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَھْلِ خَیْبَرَ

۳۹۶۲ــــ حَدَّثَنِیْ اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِیْدِ ابْنِ سُھَیْلٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰی خَیْبَرَ فَجَاءَہٗ بِتَمْرٍ جَنِیْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ تَمْرِ خَیْبَرَ ھٰکَذَا فَقَالَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ ھٰذَا بِالصَّاعَیْنِ وَالصَّاعَیْنِ بِالثَّلٰثَۃِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاھِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاھِمِ جَنِیْبًا وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِیْدِ عَنْ سَعِیْدٍ اَنَّ اَبَا سَعِیْدٍ وَّاَبَا ھُرَیْرَۃَ حَدَّثَاہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَخَا بَنِیْ عَدِیٍّ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلٰی خَیْبَرَ فَاَمَّرَہٗ عَلَیْھَا وَعَنْ عَبْدِ الْمَجِیْدِ عَنْ اَبِیْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ مِثْلَہٗ

قشیری بصری رماحی صاحب القنا ہیں ان کو قنوی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ قنا بیچا کرتے تھے وہ نیشاپور میں پیدا ہوئے تھے۔ بخاری نے ان سے ملاقات کی ہے۔ ۲۲۴۔ ہجری میں فوت ہوئے،،

باب ــ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اہلِ خیبر پر حاکم مقرر کرنا

۳۹۶۲ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر پر ایک شخص کو حاکم مقرر کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مُعَامَلَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ خَيْبَرَ

۳۹۶۳ــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ اَلْيَهُوْدَ اَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا

پاس عمدہ کھجوریں لایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں؟ اُس نے کہا یا رسول اللہ! خیبر کی ساری کھجوریں ایسی تو نہیں۔ ہم دو صاع کے عوض ایک صاع اور تین صاع کے عوض دو صاع لیتے ہیں آپ نے فرمایا اس طرح نہ کرو۔ ساری ردی کھجوریں فروخت کر دیا کرو پھر ان کی ثمن سے عمدہ خرید لیا کرو۔ عبدالعزیز بن محمد نے عبدالمجید کے ذریعہ سعید بن مسیب سے روائت کی کہ ابوسعید اور ابوہریرہ نے اُن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عدی انصاری کے بھائی کو خیبر بھیجا اور اس کو اہل خیبر پر حاکم مقرر کیا اور عبدالمجید کی ابوصالح سمان اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے اس طرح روائت ہے۔

شرح ۳۹۶۲ــ : جنیب عمدہ کھجوریں اور جمع ردی کھجوریں ہیں۔ بنی عدی انصاری کا بھائی سواد بن غزیہ ہے۔ حدیث ۲۰۶۳ کی شرح دیکھیں۔

اسماء رجال : اسماعیل وہ ابن اویس ہیں اور عبدالحمید ابن سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف زُہری مدنی ہیں اور مالک کے شیخ ہیں۔ عبدالعزیز بن محمد دراوردی ہیں۔ ابوصالح سمان کا نام ذکوان ہے "

بابٌ ــ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل خیبر سے معاملہ کرنا "

۳۹۶۳ــ **ترجمہ** : عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خیبر کی زمین اس شرط پر دی کہ وہ اس میں کام کریں اور کھیتی باڑی کریں اور جو اس کی پیداوار ہوگی اس سے ان کو نصف ملے گا۔

۳۹۶۳ــ **شرح** : یعنی خیبر کی زمین پر وہاں کے رہنے والوں کو اس میں کام کرنے کے لئے مقرر کیا اور اس سے پیداوار کا نصف حاصل کیا۔
(حدیث ۲۱۷۸ کی شرح میں نصف یا تہائی یا چوتھائی بٹائی پر کاشت کرنے کی تفصیل مذکور ہے)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الشَّاةُ الَّتِیْ سُمَّتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخَیْبَرَ

رَوَاہُ عُرْوَۃُ عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۳۹۶۴ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ اُھْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاۃٌ فِیْھَا سَمٌّ

بَابُ غَزْوَۃُ زَیْدِ بْنِ حَارِثَۃَ

۳۹۶۵ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُسَامَۃَ عَلٰی قَوْمٍ فَطَعَنُوْا فِیْ اِمَارَتِہٖ فَقَالَ

باب جس بکری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیبر میں زہر ملایا گیا

اس کی عروہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی

۳۹۶۴ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب خیبر فتح ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری میں زہر ملا کر ہدیہ پیش کیا گیا (حدیث ۲۹۵۷ کی شرح دیکھیں)

باب ـــ غزوۂ زید بن حارثہ

۳۹۶۵ـ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کو ایک قوم کا امیر بنایا تو لوگوں نے

marfat.com
Marfat.com

اِنْ تَطْعَنُوْا فِیْ اَمَارَتِہٖ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِیْ اِمَارَۃِ اَبِیْہِ مِنْ قَبْلِہٖ وَاَیْمُ اللّٰہِ لَقَدْ کَانَ خَلِیْقًا لِلْاِمَارَۃِ وَاِنْ کَانَ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ وَاِنَّ ھٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ بَعْدَہٗ

ان کی امارت میں طعن کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس کی امارت میں طعن کرتے ہو تو تم نے اس سے پہلے اس کے والد کی امارت میں طعن کی تھی اللہ کی قسم وہ امارت کے لائق اور سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھے اور یہ اس کے بعد سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔

۳۹۶۵ — شرح : یعنی اسامہ سے پہلے زید بن حارثہ کی امارت میں تمہارا طعن کرنا درست نہ تھا اور وہ امارت کے لائق تھے۔ جیسا کہ آخر میں تمہیں معلوم ہو گیا تھا اسی طرح ان کے بیٹے اُسامہ میں تمہارا طعن کرنا حق نہیں یہ امارت کے لائق ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابو مسلم کجی نے ابو عاصم، یزید بن ابی زید کے ذریعے سلمہ بن اکوع سے روائت کی کہ میں نے زید بن حارثہ کے ساتھ سات غزوات کئے ہیں جن میں ان کو ہم پر امیر مقرر کیا گیا تھا

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو سات غزوات میں امیر بنایا "

ان میں سے پہلا غزوہ پانچ ہجری کو جمادی الاخریٰ میں غزوۂ نجد سے پہلے ہُوا جس میں ایک سَو مجاہد تھے دُوسرا غزوہ چھ ہجری میں بنی سلیم سے ہُوا تیسرا جمادی الاولیٰ میں ہُوا۔ اس میں ایک سو ستر مجاہد تھے۔ اُنھوں نے قریش کے لشکر کا مقابلہ کیا اور ابو العاص بن ربیع کو گرفتار کیا چوتھا جمادی الاخریٰ میں بنی ثعلبہ سے ہُوا۔ پانچواں غزوہ حُسمیٰ ہے جو جذام کے علاقہ میں ایک مقام ہے۔ اس میں پانچ سو مجاہد تھے یہ غزوہ شام کی راہ میں بنی جذام کے لوگوں سے ہُوا جنھوں نے دحیہ پر ڈاکہ ڈالا تھا جبکہ وہ ہرقل سے واپس آرہے تھے۔ چھٹا وادی القریٰ میں ہُوا اور ساتواں بنی فزارہ کے لوگوں سے ہُوا اس سے پہلے وہ تجارت کے لئے گئے تو بنی فزارہ کے لوگوں نے ان کا مال و متاع چھین لیا اور ان کو مارا پیٹا تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف حضرت اُسامہ کو مجاہدوں کا امیر بنا کر بھیجا تو اُنھوں نے ان پر حملہ کیا اور ام قِرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر کو قتل کیا جو مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیوی تھی اور ان میں بہت معظمہ تھی۔ کہا جاتا ہے حضرت اُسامہ نے اس کو دو گھوڑوں کی دُم سے باندھ کر ان کو دوڑایا تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور اس کی بیٹی کو گرفتار کر لیا جو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ ذَكَرَهُ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۹۶۶ــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ فَاَبٰى اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يَدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى اَنْ يُقِيْمَ بِهَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوْا هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا لَا نُقِرُّ بِهٰذَا لَوْ نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مَنَعْنَاكَ شَيْئًا وَلٰكِنْ اَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ لَا وَاللّٰهِ لَا اَمْحُوْكَ اَبَدًا فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ السِّلَاحَ اِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ وَاَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ اَهْلِهَا بِاَحَدٍ اِنْ اَرَادَ اَنْ يَتْبَعَهُ وَاَنْ لَا يَمْنَعَ مِنْ اَصْحَابِهِ

بہت خوبصورت تھی، تفہیم کے پانچویں حصہ کے صـ۶۸۴ پر اُن کے حالات مذکور ہیں۔

باب ــ عمرۃ القضاء

اس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا

۳۹۶۶ــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی القعدہ میں عمرہ کا ارادہ کیا تو مکہ والوں نے اس کا انکار کر دیا کہ ستیعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حال پر چھوڑیں کہ آپ مکہ میں داخل ہوں حتی کہ آپ نے اُن سے اس شرط پر صلح کی کہ (دوسرے سال آئیں گے) مکہ میں تین روز اقامت کریں گے۔ جب صلحنامہ لکھا تو اس میں یہ لکھا کہ اس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی۔ کافروں نے کہا ہم اس کا اقرار نہیں کرتے ہیں اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول

marfat.com
Marfat.com

اَحَدًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْاَجَلُ اَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا
قُلْ لِصَاحِبِكَ اُخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْاَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَتَبِعَتْهُ اِبْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِيْ يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَاَخَذَ بِيَدِهَا وَ
قَالَ لِفَاطِمَةَ دُوْنَكِ اِبْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ
قَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّيْ وَقَالَ جَعْفَرٌ اِبْنَةُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ وَ
قَالَ زَيْدٌ اِبْنَةُ اَخِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ
اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ وَقَالَ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ اَشْبَهْتَ
خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَقَالَ لِزَيْدٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا قَالَ عَلِيٌّ اَلَا تَتَزَوَّجُ اِبْنَةَ
حَمْزَةَ قَالَ اِنَّهَا اِبْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ

ہیں تو آپ کو کسی شئ سے منع نہ کرتے لیکن آپ محمد بن عبداللہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد بن عبداللہ ہوں پھر حضرت علی سے فرمایا "لفظ رسول اللہ" مٹا دو انھوں نے کہا خدا! میں آپ کو کبھی نہیں مٹاؤں گا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکتوب کو پکڑا حالانکہ آپ اچھی طرح نہ لکھتے تھے، چنانچہ آپ نے لکھا یہ وہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے کہ آپ مکہ میں ہتھیار نہ لائیں گے مگر تلوار جو نیام میں ہوگی اور اہل مکہ میں سے اگر کوئی آپ کے ساتھ جانا چاہے تو اس کو نہیں لے جائیں گے اور اگر آپ کے ساتھیوں سے کوئی مکہ میں مقیم ہونا چاہے تو اس کو منع نہیں کریں گے۔ جب آپ (آئندہ سال) مکہ میں داخل ہوئے اور مدت (تین روز) گزر گئی تو کفار حضرت علی کے پاس آئے اور کہنے لگے اپنے ساتھی سے کہو کہ وہ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ مدت گزر گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے باہر تشریف لے گئے تو حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے آواز دینا شروع کی اے میرے چچا جان! اے میرے چچا جان" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو ہاتھ میں پکڑا اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام سے کہا اپنے چچا کی بیٹی کو پکڑ رکھیں۔ سیدہ نے اس کو پکڑ لیا پھر اس میں علی، زید اور جعفر نے جھگڑا کیا علی نے کہا میں نے اس کو پکڑا ہے یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ جعفر نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے زید نے کہا یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ دیا

marfat.com
Marfat.com

اور فرمایا خالہ والدہ کی مانند ہے اور حضرت علی سے فرمایا آپ مجھ سے ہیں اور میں تجھ سے ہوں اور جعفر سے فرمایا آپ صورت و سیرت میں میرے مشابہ ہیں اور زید سے فرمایا تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ حمزہ کی بیٹی سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے

۳۹۶۶ — شرح : علامہ کرمانی نے کہا عمرۃ القضاء کا یہ نام اس لئے ہے کہ صلح حدیبیہ میں صلحنامہ پر یہ لکھا تھا ھٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ ،، اس سے اصطلاحی قضاء مراد نہیں۔ کیونکہ آئندہ سال جو عمرہ کیا تھا۔ وہ اس عمرہ کی قضاء نہ تھی جس سے صلح کے روز حلال ہوئے تھے الکلیل میں حاکم نے ذکر کیا کہ ائمۃ المغازی سے متواتر اخبار منقول ہیں کہ جب سات ہجری کے ذی القعدہ کا چاند نظر آیا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ وہ اپنا عمرہ قضاء کریں اور جو پہلے سال حدیبیہ میں حاضر ہوا تھا ان میں کوئی بھی غیر حاضر نہ ہو اور آپ کے ساتھ وہ مسلمان بھی عمرہ کرنے نکلے جو پہلے سال حدیبیہ میں موجود نہ تھے۔ اس عمرہ میں عورتوں اور بچوں کے علاوہ دو ہزار مسلمان تھے۔ حاکم کی یہ تقریر کرمانی کے خلاف ہے لیکن قسطلانی نے سہیلی سے ذکر کیا کہ اس کو عمرۃ قضاء اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے صلح کی تھی اس لئے عمرہ قضاء نہیں کہا جاتا کہ یہ عمرہ حدیبیہ جس سے پہلے سال روک دیا تھا ،، کی قضاء ہے کیونکہ پہلا عمرہ فاسد ہی نہ تھا کہ اس کو قضا کیا جاتا۔ بلکہ وہ عمرہ تام تھا۔ اس لئے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

بعض علماء نے کہا یہ عمرہ قضا تھا اور پہلے عمرہ کو آپ کے عمروں میں اس لئے شمار کیا گیا ہے کہ اس عمرہ کا ثواب ثابت ہو چکا تھا

دراصل اس کی بنیاد یہ ہے کہ جس شخص نے عمرہ کا قصد کیا اور اس کو عمرہ کرنے سے روک دیا گیا اس کی قضاء میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ جمہور علماء نے کہا اس پہ ہدی واجب ہے قضا نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کے برعکس فرمایا ہے کیونکہ عمرہ شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے جب اس سے روکا جائے تو اس میں تاخیر جائز ہے جب مانع زائل ہو جائے تو عمرہ کر لے اور دونوں احراموں کے درمیان حلال ہو جانے سے قضاء ساقط نہیں ہوتی ،، عمرہ قضاء کے اور تین نام ہیں۔ عمرۃ القضیہ، عمرۃ القصاص اور عمرۃ الصلح سہیلی نے کہا اس کو عمرۃ القصاص کہنا زیادہ موزوں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب المغازی میں عمرہ کو ذکر کرنے سے کیا غرض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چھ ہجری جس میں عمرہ کرنے سے روکا گیا تھا اور صحابہ کرام نے عمرہ کا احرام کھول دیا تھا۔ اس سال صحابہ کرام اور کفار میں خصومت اور جھگڑا ہوا تھا پھر دوسرے سال سات ہجری میں جب عمرہ کرنے گئے تھے تو اس وقت بھی خصومت ہوئی تھی۔ اگرچہ اس میں تلواروں کا استعمال نہیں ہوا تھا اور حزوہ میں تلواروں کا استعمال ضروری بھی نہیں ہے۔ شیخ عبدالرزاق نے معمر، زہری کے ذریعہ حضرت انس

marfat.com
Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے یہ اشعار پڑھ رہے تھے"۔

خَلُّوْا بَنِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِہٖ ٭ اَلْیَوْمَ نَضْرِبُکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ
ضَرْبًا یُزِیْلُ الْھَامَ عَنْ مَقِیْلِہٖ ٭ وَ یُذْھِلُ الْخَلِیْلَ عَنْ خَلِیْلِہٖ

کافرو! سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ خالی کردو ٭ اب ہم تم کو قرآن کے لئے ماریں گے
ایسا مارنا جو کھوپری کو اپنی جگہ سے دُور کردے گا ٭ اور دوست کو دوست سے بھلا دے گا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے عبداللہ! اللہ کے حرم میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ شعر پڑھ رہے ہو یہ سُن کر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر اس کو چھوڑو کافروں کو ان اشعار سے نیزوں کے زخموں سے زیادہ تکلیف ہو رہی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث اس اسناد کے اعتبار سے غریب ہے۔ اور عبدالرزاق نے بھی اس حدیث کو معمر اور زہری کے ذریعہ انس سے روائت کیا ہے اس کے علاوہ دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں عمرۃ القضاء میں داخل ہوئے اور کعب بن مالک آپ کے سامنے یہ اشعار پڑھتے تھے۔ بعض محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحیح تر ہے؛ کیونکہ عبداللہ ابن رواحہ مُوتہ کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے اور عمرۂ قضاء اس کے بعد ہُوا ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا یہاں ترمذی کو شدید ذہول ہُوا ہے۔ تعجب ہے کہ ترمذی نے اس قدر وفورِ علم ہوتے ہُوئے کیسے یہ کہہ دیا حالانکہ عمرۂ قضا میں جیسا کہ عنقریب آرہا ہے۔ جعفر بن ابی طالب، حضرت علی المرتضیٰ اور زید بن حارثہ کے درمیان حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں جھگڑا ہُوا تھا اُن میں سے ہر ایک اس کی پرورش کا دعویٰ کرتا تھا۔ جبکہ جعفر، زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ تینوں ایک ہی غزوہ میں شہید ہُوئے تھے۔

امیر حمزہ کی بیٹی کے متعلق جھگڑا کہاں ہُوا؟

ابن سعد نے محمد بن علی بن حسین باقر رضی اللہ عنہم سے صحیح اسناد کے ساتھ مرسل روائت کی کہ ایک دفعہ امیر حمزہ کی بیٹی لوگوں میں پھر رہی تھی کہ حضرت علی المرتضیٰ نے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہودج میں پہنچا دیا۔ حاکم اور احمد نے حضرت علی سے روائت کی کہ جب وہ مدینہ منورہ میں آئے تو ان میں سے ہر ایک نے ان کی پرورش کا دعویٰ کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ زید بن حارثہ حضرت امیر حمزہ کے نسبی یا رضاعی بھائی نہیں تو اُنھوں نے کیوں جھگڑا کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حاکم نے اکلیل میں صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ اور زید بن حارثہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ اور عمارہ اپنی والدہ کے ساتھ مُقیم تھی اس کی والدہ سلمیٰ ہے۔ اس کا صحابہ میں شمار ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت علی نے عمارہ بنت حمزہ کو کیوں پکڑ کر

marfat.com
Marfat.com

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہودج میں پہنچایا حالانکہ اس میں عہد کی خلاف ورزی ہے جو صلحنامہ میں طے پایا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب الصلح میں مذکور ہے کہ اس عہد میں مومن عورتیں داخل نہ تھیں۔ اگر شرط کو اپنے عموم پر رکھا جائے تو جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نہیں لائے تھے۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے تو عمارہ بنت حمزہ کو دیکھ کر فرمایا تجھے کون لایا ہے؟ اُس نے کہا آپ کے خاندان میں سے کوئی لایا ہے۔ اس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نہیں لایا گیا تھا۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ زید بن حارثہ اس کو مکہ سے لائے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حمزہ کی بیٹی کو اُن کی والدہ کے پاس کیوں رہنے دیا گیا تھا جبکہ وہ دارالحرب میں تھی کیونکہ مکہ اس وقت دارالحرب تھا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی والدہ پہلے مسلمان نہیں ہوئی تھی اُس نے اس واقعہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا (عینی)

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ سے فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ حالانکہ جعفر رضی اللہ عنہ بھی تو حضرت علی کے بھائی ہیں۔ انہیں اس طرح نہیں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف قرابت کا لحاظ نہیں فرمایا بلکہ اس کے علاوہ اور بھی کئی امور ہیں ایک تو یہ کہ حضرت علی آپ کے داماد ہیں۔ دوسرے وہ ہجرت میں سابق ہیں تیسرے اُن سے محبت کا تعلق تھا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر سے فرمایا تم میری خِلقت اور میرے خُلق میں میرے مشابہ ہو۔

"خِلقت میں مشابہت"

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ خلقت یعنی شکل وصورت میں کئی حضرات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے چنانچہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور دونوں شہزادوں کے علاوہ جعفر بن ابی طالب اور ان کے دو صاحبزادے عبداللہ اور عون بھی آپ کے مشابہ تھے۔ ان کے علاوہ ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب، یحییٰ بن قاسم بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم کو شبیہ کہا جاتا تھا۔ علاوہ قاسم بن عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب، علی بن علی بن حماد بن رفاعہ رفاعی یہ تبع تابعی ہیں اور آپ کے مشابہ تھے اور خُلق میں صرف جعفر آپ کے مشابہ تھے اس میں ان کی خصوصیت ہے۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی خُلق میں آپ کے مشابہ تھیں جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مذکور ہے۔ لیکن اس میں وہ تصریح نہیں ہے جو جعفر کے لئے ہے اس میں جعفر کی بہت بڑی فضیلت ہے"

"اہم فیصلہ"

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تحویل میں اس لئے کردی کہ جعفر کی بیوی اس کی خالہ تھی اور خالہ بمنزلہ والدہ ہوتی ہے! چنانچہ حضرت جعفر

marfat.com
Marfat.com

۳۹۶۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ

بیوی اسماء بنت عمیس اور امیر حمزہ کی بیوی سلمیٰ بنت عُمَیس دونوں حقیقی بہنیں تھیں۔ حضرت علی، جعفر اور زید نے بنتِ حمزہ کی پرورش کرنے میں اس لئے جھگڑا کیا تھا کہ زید اس کو مکہ مکرمہ سے باہر لائے تھے جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث میں ہے نیز اِن کا حمزہ کے ساتھ بھائی چارہ بھی تھا اور حضرت علی اس کو مدینہ منورہ لائے تھے۔ علاوہ ازیں وہ ان کے چچا کی بیٹی تھی اور حضرت جعفر کے چچا کی بیٹی ہونے کے علاوہ ان کی بیوی اس کی خالہ تھی۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر کے حق میں فیصلہ دیا کیونکہ ان میں دو قرابتیں پائی جاتی تھیں۔ اس فیصلہ کے بعد وہ حضرت جعفر کی کفالت میں رہیں حتیٰ کہ وہ مُوتہ کی جنگ میں شہید ہوگئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ اس کی کفالت کریں چنانچہ وہ بالغہ ہونے تک حضرت علی کی کفالت میں رہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اس سے نکاح کرلیں آپ نے فرمایا وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے کیونکہ ثویبہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا۔ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا۔ احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی اس طرح حضرت باقر سے مرسل روایت ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرداگرد رقص کرنے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جعفر یہ کیا بات ہے؟ اُنھوں نے کہا میں نے حبشہ کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کے گرداگرد رقص کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جب نجاشی کسی ساتھی پر خوش ہوتے تو کھڑے ہوکر اس کے گرداگرد رقص کرتے تھے۔ حضرت علی کی مذکور حدیث میں ہے کہ تینوں حضرات نے اس طرح کیا تھا۔ (حدیث ۲۵۱۹ کی شرح دیکھیں) حجل یعنی رقص ایک مخصوص حالت ہے جو ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر کی جاتی ہے۔ اقول، بعض اہلِ طریقہ دائرہ کی شکل بناکر اس ہیئت میں ذکر کرتے ہیں اُن کے لئے یہ حدیث سند ہے بشرطیکہ لہو سے اجتناب ہو۔

۳۹۶۷ — ترجمہ: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے تشریف لے گئے تو کفارِ قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی نحر کی اور حدیبیہ میں سر کے بال منڈوا کر اُن سے اس شرط پر صلح کی

marfat.com
Marfat.com

سَلَاحًا عَلَيْهِمْ اِلَّا السُّيُوْفَ وَلَا يُقِيْمُ بِهَا اِلَّا مَا اَحَبُّوْا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا اَنْ اَقَامَ بِهَا ثَلٰثًا اَمَرُوْهُ اَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ

٣٩٦٨ــ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَاِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ قَالَ كَمْ اَعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعًا ثُمَّ سَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ قَالَ عُرْوَةُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلَا تَسْمَعِيْنَ مَا يَقُوْلُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ فَقَالَتْ مَا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةً اِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ وَمَا اعْتَمَرَ

کہ آپ آئندہ سال عمرہ کریں گے اور تلواروں کے علاوہ کوئی ہتھیار ساتھ نہ لائیں گے اور نہ ہی مکہ مکرمہ میں ان کی مرضی کے خلاف اقامت کریں گے۔ آپ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور صلح نامہ کے مطابق آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جب آپ نے تین روز اقامت کرلی تو کفار نے کہا کہ چلے جائیں تو آپ مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لے گئے۔

٣٩٦٧ــ شرح : امام بخاری نے اس حدیث کو دو طریقوں سے ذکر کیا ہے۔ اول: محمد بن رافع بن ابی زید نیشاپوری یہ امام مسلم کے بھی اُستاد ہیں۔ وہ سُرَیج بن نعمان ابی الحسین بغدادی سے روائت کرتے ہیں وہ بخاری کے بھی اُستاد ہیں۔ بخاری نے اُن سے بالواسطہ روائت کی ہے۔ وہ فُلَیح سے روائت کرتے ہیں۔ فُلَیح کا نام عبدالملک بن سلیمان بن مغیرہ ہے اور فُلَیح ان کا لقب ہے۔ اس کا ان کے نام پر غلبہ ہے۔ فُلَیح حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ نافع سے اور وہ عبداللہ بن عمر سے روائت کرتے ہیں۔ حدیث ۲۵۲۰ کا اسناد اور متن بعینہٖ یہی ہے۔ اس کی شرح بھی وہیں دیکھیں۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ امام بخاری محمد بن حسین بن ابراہیم ابن اشکاب بغدادی سے روائت کرتے ہیں وہ اپنے والد حسین بن ابراہیم خراسانی سے روائت کرتے ہیں۔ انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کی اور حدیث کی طلب میں رہے اور ابو یوسف کی شاگردی کرتے رہے۔ امام بخاری نے ان کو پایا ہے؛ کیونکہ وہ دو سو سترہ ہجری میں فوت ہوئے تھے۔ بخاری میں اس حدیث کے سوا ان کی اور اُن کے والد کی کوئی حدیث مذکور نہیں۔ ابن تین نے کہا "قولہ مدۃ ثلاثا" "اِلَّا مَا اَحَبُّوْا" کے خلاف ہے؛ کیونکہ "ما احبوا" کے معنی ہیں جتنے روز وہ پسند کریں اور ثلاثا کے معنی ہیں صرف تین دن"، ابن حجر نے

٣٩٦٨ حَدَّثَنَا ترجمہ : منصور نے مجاہد سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا

marfat.com
Marfat.com

۳۹۶۹ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ سَمِعَ ابْنَ اَبِیْ اَوْفٰی یَقُوْلُ لَمَّا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَتَرْنَاهُ مِنْ غِلْمَانِ الْمُشْرِکِیْنَ وَمِنْهُمْ اَنْ یُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

میں اور عروہ بن زبیر مسجد نبوی میں داخل ہوئے جبکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عروہ نے عبداللہ بن عمر سے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے ہیں۔ ان میں سے ایک رجب میں کیا تھا پھر ہم نے ام المؤمنین کے مسواک کرنے کی آواز سنی تو عروہ نے کہا یا ام المؤمنین کیا آپ نے عبداللہ کا کلام نہیں سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے ہیں ان میں سے ایک رجب میں کیا تھا پھر ہم نے ام المؤمنین کے مسواک کرنے کی آواز سنی تو عروہ نے کہا یا ام المؤمنین! کیا آپ نے عبداللہ کا کلام نہیں سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے ہیں ان میں سے ایک رجب میں کیا تھا

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر عبداللہ وہاں موجود تھے؟ آپ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

۳۹۶۸ــــ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ بن عمر کے کسی قول کا انکار نہیں کیا صرف اس قول کا انکار کیا کہ ان میں سے ایک رجب میں تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ ابن عمر کے خاموش رہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے یہ قول سہواً ہوا ہے اور انہوں نے عدم ثبوت سے یہ کہہ دیا تھا۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول مثبت ہے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا قول نافی ہے اور مثبت نافی سے مقدم اور راجح ہوتا ہے (حدیث ۱۶۶۱ کی شرح دیکھیں)

۳۹۶۹ــــ ترجمہ : اسماعیل بن ابی خالد سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن ابی اوفیٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا تو ہم نے آپ کو مشرکوں اور ان کے نوجوانوں سے پردہ میں رکھا تاکہ وہ آپ کو اذیت نہ پہنچا سکیں۔
(اس عمرہ سے مراد عمرۂ قضاء ہے۔ (حدیث ۳۹۱۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۹۷۰ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّهٗ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَقَدْ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ وَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَاَنْ يَمْشُوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ اَنْ يَاْمُرَهُمْ اَنْ يَرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ وَزَادَ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَامِهِ الَّذِيْ اِسْتَاْمَنَ مَنْ قَالَ اَرْمُلُوْا لِيَرَى الْمُشْرِكُوْنَ قُوَّتَهُمْ وَالْمُشْرِكُوْنَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ

۳۹۷۱ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ سُفْيٰنَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهٗ

۳۹۷۰ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا تمہارے پاس لوگ آئے ہیں ان کو یثرب کے تپ نے کمزور کر دیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ پہلے تین چکروں میں "رمل" کریں اور دونوں رکنوں کے درمیان آرام سے چلیں۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے چکروں میں رمل کا حکم کرنے سے کسی نے منع نہ کیا تھا مگر صحابہ کرام پر شفقت نے۔ ابن سلمہ نے ایوب، سعید بن جبیر کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امن کے سال مکہ تشریف لائے تو فرمایا رمل کرو تاکہ مشرک ان کی طاقت دیکھیں اور مشرک قُعَيْقِعَان پہاڑ کی طرف ان کو دیکھتے تھے۔ (حدیث ۱۵۶۰ کی شرح دیکھیں)

۳۹۷۱ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۲، ۳۹۷۔ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَیْمُوْنَۃَ وَھُوَ مُحْرِمٌ وَبَنٰی بِھَا وَھُوَ حَلَالٌ وَمَاتَتْ بِسَرِفَ وَزَادَ ابْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ نَجِیْحٍ وَاَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَطَاءٍ وَمُجَاھِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ تَزَوَّجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَیْمُوْنَۃَ فِیْ عُمْرَۃِ الْقَضَاءِ

بَابُ غَزْوَۃِ مُؤْتَۃَ مِنْ اَرْضِ الشَّامِ

[1] بیت اللہ اور صفا مروہ کے درمیان سعی اس لئے کی تھی کہ مشرکوں کو اپنی قوت دکھائیں (یعنی مشرکوں پر واضح ہو جائے کہ وہ قوی ہیں تپ وغیرہ نے ان میں کچھ اثر نہیں کیا)

۳۹۷۳۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے نکاح کیا جبکہ آپ مُحرِم تھے (احرام باندھا ہُوا تھا) اور ان سے خلوت فرمائی جبکہ آپ حلال تھے (احرام کھول رکھا تھا) اور وہ مقام سرف میں فوت ہوئیں۔ ابن اسحاق نے اضافہ کیا کہ مجھے ابن ابی نجیح اور ابان بن صالح نے عطاء، مجاہد کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے عمرۂ قضاء میں نکاح فرمایا (حدیث ۱۷۲۰ کی شرح دیکھیں)

مُلکِ شام میں جنگِ مُؤتہ

مُؤتہ کی میم مضموم اور واؤ ساکن ہے۔ ہمزہ نہیں بعض علماء میم کے بعد ہمزہ پڑھتے ہیں۔ یہ شام کی زمین میں ایک مقام ہے۔ ابن اسحاق نے کہا بلقاء کے قریب ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ بیت المقدس سے دو مرحلے دُور ہے۔ غزوہ موتہ کا سبب یہ تھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ کے حاکم کی طرف اپنا قاصد حارث بن عُمیر کو بھیجا تو شام کے قیصر شرجیل بن عمرو غسّانی نے اس کو قتل کر دیا جبکہ اس کے سوا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف تین ہزار کا لشکر بھیجا اور زید بن حارثہ کو ان کا امیر مقرر کیا اور فرمایا اگر زید شہید ہو جائے تو جعفر بن ابی طالب امیر ہوں گے اگر وہ بھی شہید ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے۔ جب لشکر تیار ہُوا تو آپ نے

marfat.com
Marfat.com

۳۹۷۳ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ اَبِیْ هِلَالٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ وَقَفَ عَلٰی جَعْفَرٍ یَوْمَئِذٍ وَهُوَ قَتِیْلٌ فَعَدَدْتُ بِهٖ خَمْسِیْنَ بَیْنَ طَعْنَةٍ وَّضَرْبَةٍ لَیْسَ مِنْهَا شَیْءٌ فِیْ دُبُرِهٖ

ان کو وصیت کی کہ جہاں عُمَیر بن حارث کو اُنھوں نے قتل کیا تھا وہاں پہنچ کر ان کو دعوتِ اسلام دیں اگر قبول کرلیں تو فبہا ورنہ اُن سے جنگ کرو اور ثنیۃ الوداع تک آپ ان کے ساتھ گئے جب دشمن کو خبر پہنچی کہ مسلمان حملہ آور ہونے والے ہیں تو اُنھوں نے ایک لاکھ سے زیادہ لشکر جمع کیا اور ان کو خبر پہنچی کہ ہرقل مختلف قبائل بکر، لخم، جذام وغیرہ سے ایک لاکھ سپاہی لے کر مارب پہنچ گیا ہے۔ مسلمانوں کے سپہ سالاروں نے پیدل جنگ شروع کی اور تیروں کی بوچھاڑ میں حضرت زید شہید ہوگئے تو جعفر نے جھنڈا پکڑ لیا اور اپنے سُرخ گھوڑے سے نیچے اُتر آئے اور اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ اسلام میں یہ پہلا گھوڑا ہے جس کی ٹانگیں کاٹی گئی تھیں۔ پھر دشمن سے جنگ شروع کی اور شہید ہوگئے۔ ان کو ایک رومی نے تلوار ماری تھی جس سے اُن کے جسم کے دو حصے ہوگئے اُن کے ایک حصے میں تیس سے زائد زخم آئے تھے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا پکڑ لیا اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے پھر مسلمانوں نے خالد بن ولید کو امیر مقرر کرکے انہیں جھنڈا پکڑا دیا اس اثنا میں مسلمان شکست کھا گئے تھے اور مشرکوں نے مسلمانوں کا تعاقب کرکے بہتوں کو شہید کر دیا تھا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کی ساری کارروائی مدینہ منورہ سے دیکھ رہے تھے اور صحابہ کو دیکھ رہے تھے۔ جب خالد بن ولید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی ہے۔ خالد بن ولید نے لشکر کا اگلا حصہ پیچھے کر دیا اور دائیں لشکر کو بائیں کر دیا اور بائیں کو دائیں کر دیا یہ دیکھ کر رُومی گھبرا گئے اور کہنے لگے مسلمانوں کو مدد آپہنچی ہے اور مرعوب ہوکر بھاگ گئے۔ لاتعداد بے شمار رومی قتل ہوگئے اور مسلمانوں نے مشرکوں کے سامان پر قبضہ کیا۔ علامہ بیہقی نے دلائل نبوت میں روایت کی کہ جب خالد بن ولید نے جھنڈا پکڑا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اس کی مدد فرما! اس روز سے خالد سیف اللہ کے نام سے موسوم ہوئے۔ ابن سعد نے مغازی میں عروہ سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ ہجری کے جمادی میں موتہ کی طرف لشکر بھیجا تھا۔ دوسرے اہل مغازی نے بھی اُن سے اتفاق کیا ہے۔ البتہ خلیفہ نے کہا کہ غزوہ موتہ سات ہجری میں ہوا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم! (عینی و فتح)

۳۹۷۳ — ترجمہ: نافع نے کہا ابن عمر نے اُن سے بیان کیا کہ وہ موتہ کے دن جعفر

marfat.com
Marfat.com

۳۹۷۴ — اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِیْرَۃُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃِ مُؤْتَۃَ زَیْدَ بْنَ حَارِثَۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ قُتِلَ زَیْدٌ فَجَعْفَرٌ وَاِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَوَاحَۃَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ کُنْتُ فِیْہِمْ فِیْ تِلْکَ الْغَزْوَۃِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَوَجَدْنَاہُ فِی الْقَتْلٰی وَوَجَدْنَا مَا فِیْ جَسَدِہٖ بِضْعًا وَّتِسْعِیْنَ مِنْ طَعْنَۃٍ وَّرَمْیَۃٍ

کے پاس کھڑے ہوئے جبکہ وہ شہید ہو چکے تھے۔ میں نے اُن میں نیزوں اور تلواروں کے پچاس زخم شمار کئے ان میں کوئی زخم ان کی پشت پر نہ تھا (اس سے مقصد یہ ہے کہ حضرت جعفر بہت بہادر تھے انھوں نے جنگ میں پیٹھ نہ پھیری اور شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ)

۳۹۷۴ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ موتہ میں زید بن حارثہ کو لشکر کا امیر بنایا اور فرمایا اگر زید شہید ہو جائے تو جعفر امیر ہیں اگر جعفر شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہیں۔ عبداللہ بن عمر نے کہا میں اس غزوہ میں ان میں موجود تھا ہم نے جعفر بن ابی طالب کو تلاش کیا تو ان کو شہداء میں پایا اور ان کے جسم میں نیزوں اور تیروں کے زخم نوّے سے زیادہ پائے۔

۳۹۷۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۳۹۷۳ میں پچاس زخم مذکور ہیں اور اس حدیث میں نوّے زخم مذکور ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پچاس زخم ان کے اگلے حصے میں تھے اور یہاں تمام جسم کے زخم مراد ہیں یا پہلی حدیث میں نیزوں اور تلواروں کے زخم تھے اور اس حدیث میں نیزوں اور تیروں کے زخم مذکور ہیں۔ طعنہ نیزے کا زخم، ضربہ تلوار کا زخم اور رمیہ تیر کا زخم ہے نیز ایک عدد کی تخصیص زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی (کرمانی)

اسماء رجال : احمد بن ابی بکر ..... کا نام قاسم کنیت ابو حفص ہے۔ وہ قرشی زہری ہیں امام مسلم کے بھی اُستاذ ہیں۔ ۲۴۲ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے جبکہ اُن کی عمر بانوے برس ہوئی۔ ع ۲ مغیرہ بن عبدالرحمٰن مخزومی ہیں اور مغیرہ بن عبدالرحمٰن خزامی کے طبقہ میں ہیں اور وہ مخزومی سے زیادہ ثقہ ہیں۔ مخزومی کی بخاری میں صرف یہی ایک حدیث ہے۔ وہ مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

۳۹۷۵ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعٰى زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

میں امام مالک کے بعد بہت بڑے فقیہہ تھے اور بہت سچ بولتے تھے۔

غ۳ عبداللہ بن سعد بن ابی ہند مدنی ہیں۔

۳۹۷۵ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کی موت کی خبر آنے سے پہلے ہی لوگوں کو ان کی خبر سنائی اور فرمایا زید نے جھنڈا پکڑا وہ شہید ہوگئے پھر جعفر نے پکڑا وہ بھی شہید ہوگئے پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا اور وہ بھی شہید ہوگئے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے حتی کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا تھاما تو اللہ تعالیٰ نے نصرانیوں پر فتح عطاء کی "

۳۹۷۵ — شرح : حضرت خالد بن ولید کو اسی لئے سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی میت کی موت کا اعلان کرنا جائز ہے اور یہ اعلان ممنوع نہیں۔ موت کا اعلان وہ منع ہے جو جاہلیت میں کیا جاتا تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو مشروط سپہ سالار یا امیر بنانا اور چند اشخاص کو ترتیب سے امیر بنانا جائز ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ ضرورت کے وقت اعلیٰ حاکم کی اجازت کے بغیر امیر بنانا جائز ہے۔ امام طحاوی نے کہا اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اگر بادشاہ یا امام غائب ہوجائے تو اس کے آنے تک اس کے قائم مقام بادشاہ یا امام بنانا جائز ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اجتہاد کرنا جائز تھا۔ اور خالد بن ولید کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

(حدیث ۱۱۷۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۳۹۷۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ لَمَّا جَاءَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاَنَا اَطَّلِعُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِيْ مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ قَالَ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَاَمَرَهُ اَنْ يَنْهَاهُنَّ قَالَ فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ اَتَى فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ اَنَّهُ لَمْ يُطِعْنَهُ قَالَ فَاَمَرَ اَيْضًا فَذَهَبَ ثُمَّ اَتَى فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا فَزَعَمَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاحْثُ فِيْ اَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ اَرْغَمَ اللّٰهُ اَنْفَكَ فَوَاللّٰهِ مَا اَنْتَ تَفْعَلُ وَمَا تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ

۳۹۷۶ — ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے کہا مجھے عمرہ نے خبر دی کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے جبکہ آپ کی ذات کریمہ سے حزن و رنج ظاہر ہو رہا تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! جعفر کی مستورات اور اُن کا رونا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ ان کو رونے سے منع کرے وہ شخص گیا اور پھر آیا اور کہا میں نے ان کو منع کیا ہے اور ذکر کیا کہ وہ اس کی بات تسلیم نہیں کرتیں آپ نے اس کو دوبارہ فرمایا وہ گیا اور پھر آیا اور کہا بخدا! وہ ہم پر غالب آگئی ہیں۔ ام المؤمنین نے خیال فرمایا کہ جناب رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو! ام المؤمنین نے فرمایا میں نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلود کرے بخدا! نہ تو وہ کرنے والا ہے (جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے) اور نہ ہی تُو نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشقت چھوڑی۔

۳۹۷۶ — شرح : قولہ نساء جعفر مبتداء ہے اس کی خبر محذوف ہے۔ یعنی جعفر کی مستورات

marfat.com
Marfat.com

۳۹۷۷۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَیَّا ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْنِ

۳۹۷۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ یَقُوْلُ لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِیْ یَدِیْ یَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ اَسْیَافٍ فَمَا بَقِیَ فِیْ یَدِیْ اِلَّا صَفِیْحَةٌ یَمَانِیَّةٌ

رو رہی ہیں۔ اور رونے کی ممانعت صرف اس وقت ہے جبکہ نوحہ کے ساتھ ہو ''عناء'' کے معنی ہیں مشقت یعنی جو تجھے حکم دیا گیا ہے وہ کرتا نہیں اور نہ ہی اپنے قصور کی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیتا ہے تاکہ کسی اور کو بھیجیں اور مشقت سے آرام ہو (حدیث ۱۲۲۴ کی شرح دیکھیں)

۳۹۷۷ — ترجمہ : عامر سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن عمر جعفر کو سلام کہتے تو کہتے السلام علیک اے دو پروں والے۔

۳۹۷۷ — شرح : ذوالجناحین حضرت جعفر بن ابی طالب کا لقب ہے کیونکہ جب موتہ کی لڑائی میں ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو دو پر عطا کئے جن کے ساتھ جنت میں اُڑتے پھرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ دیکھا ان کا لقب طیّار ہے۔ بیہقی نے دلائل میں عاصم بن عمر بن قتادہ کی مرسل حدیث ذکر کی کہ جعفر کے دونوں پر یاقوت کے ہیں۔ سہیلی نے کہا جعفر کے پر ایسے نہیں جو بظاہر دہم میں آتے ہیں کہ وہ پرندوں کے پروں جیسے ہوں گے۔ کیونکہ آدمی کی صورت پرندے کی صورت سے اشرف اور افضل ہے۔ جناحان سے مراد صفت ملکیہ اور قوت روحانیہ ہے جو حضرت جعفر کو عطا کی گئی علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب دونوں پروں کی کیفیت کا بیان کسی حدیث میں نہیں ہے تو ہم ان کی حقیقت میں بحث کرنے کے بغیر اس پر ایمان لاتے ہیں (عینی، کرمانی، فتح)

۳۹۷۸ — ترجمہ : قیس بن ابی حازم نے کہا میں نے خالد بن ولید کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ موتہ کی جنگ میں نو تلواریں میرے ہاتھ میں ٹوٹ گئیں میرے ہاتھ میں صرف ایک یمنی چوڑی تلوار رہ گئی۔

marfat.com
Marfat.com

٣٩٧٩ ــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ يَقُوْلُ لَقَدْ دُقَّ فِيْ يَدِيْ يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ اَسْيَافٍ وَصَبَرَتْ فِيْ يَدِيْ صَفِيْحَةٌ لِّيْ يَمَانِيَةٌ

٣٩٨٠ ــ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ اُخْتُهُ عَمْرَةُ تَبْكِيْ وَاجَبَلَاهُ وَاكَذَا وَاكَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ فَقَالَ حِيْنَ اَفَاقَ مَا قُلْتِ شَيْئًا اِلَّا قِيْلَ لِيْ اَنْتَ كَذَاكَ

٣٩٨١ ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمٰنِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِهٰذَا فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ

٣٩٧٩ ــ ترجمہ : قیس بن ابی حازم نے کہا میں نے خالد بن ولید کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ موتہ کی جنگ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں اور میرے ہاتھ میں صرف میری یمنی چوڑی تلوار رہ گئی وہ نہ ٹوٹی ، الصفیحہ ، چوڑی تلوار ۔

٣٩٧٨-٣٩٧٩ ــ شرح : علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے بہت مشرک قتل کئے تھے اور خالد نے بنفسہٖ جنگ کی اور بہت مشرک قتل کئے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

٣٩٨٠ ــ ترجمہ : نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن رواحہ پر غشی طاری ہوئی تو اُن کی ہمشیرہ عمرہ ہائے پہاڑ جیسا بھائی ہائے ایسا ہائے ایسا کہہ کر رونے لگی جبکہ وہ ان کی صفات شمار کرتی تھی ۔ جب وہ ہوش میں آئے تو کہا (اے ہمشیرہ) تو نے جو کچھ بھی کہا مجھے کہا گیا تھا کیا تو ایسا ہی ہے ۔

٣٩٨١ ــ ترجمہ : نعمان بن بشیر نے کہا عبداللہ بن رواحہ بیہوش ہو گئے اور پہلی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ إِلَى الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ

حدیث کی طرح ذکر کیا جب وہ شہید ہوگئے تو ان کی بہن اُن پر نہ روئی

۳۹۸۰ — ۳۹۸۱ — شرح : عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثناخوان شاعر ہیں۔ اور عمرہ ان کی ہمشیرہ انصاریہ صحابیہ نعمان بن بشیر کی والدہ ہیں۔ وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے اور اس بیماری میں بیہوش ہوگئے تھے ان کی اس حالت کو دیکھ کر ان کی ہمشیرہ نے ان پر نوحہ کیا تھا۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا ابوعمران جونی کی مرسل حدیث جو ابن سعد نے ذکر کی ہے، میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن رواحہ کی بیمارپرسی کرنے تشریف لے گئے تو ان کو بیہوش پایا آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی کہ اے اللہ اگر اس کی موت قریب ہے تو اسے اس پر آسان کردے ورنہ اس کو شفا دے۔ عبداللہ نے اسی وقت آرام محسوس کیا اور کہا ایک فرشتے نے لوہے کا ہتھوڑا میرے سر پر اُٹھایا اور کہا تو ایسا ہی تھا جیسا تیری بہن کہہ رہی ہے۔ اگر میں ہاں کرتا تو وہ مجھے اس ہتھوڑے سے مارتا۔ ابونعیم نے کہا پھر اُنھوں نے بہن کو رونے سے منع کردیا۔ جب عبداللہ بن رواحہ موتہ کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کی وفات کی خبر مدینہ منورہ پہنچی تو ان کی ہمشیرہ ہرگز نہ روئی۔ ان دونوں حدیثوں میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کا ذکر ہے جو موتہ میں شہید ہوئے تھے اس لئے انہیں یہاں ذکر کیا ہے جس مرض میں وہ بیہوش ہوئے تھے اس میں ان کی وفات واقع نہ ہوئی تھی "

باب — سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسامہ بن زید کو قبیلہ جہینہ کی قوم حرقات کی طرف بھیجنا

حُرقات بضم الحاء و فتح الراء ہے اس کے بعد قاف ہے۔ حرقہ کی طرف منسوب ہے۔ اس کا نام جُہیش بن عامر ابن نہلبہ بن مودعہ بن جہینہ ہے۔ اس کو حرقہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے ایک قوم کو قتل کرکے جلا دیا تھا (فتح) ابن درید نے کہا چہرے اور جسم میں سختی کو جہن کہا جاتا ہے۔ جہینہ کے نام کا یہی سبب ہے۔ شیخ دہلوی نے کہا حُرقہ جُہیش ابن عامر کا لقب ہے۔ اس قبیلہ کے بطون متعدد ہیں اس لئے اس کو جمع ذکر کیا گیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

٣٩٨٢ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَكَفَّ الْاَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُلْتُ كَانَ مُتَعَوِّذًا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

ترجمہ : ابوظبیان نے کہا میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حرقہ کی طرف بھیجا ہم نے ان لوگوں پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی۔ میں اور ایک مرد انصاری نے ان میں سے ایک شخص کو پالیا جب ہم نے اس کا گھراؤ کر لیا تو اس نے کہا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"، (یہ سن کر) انصاری تو رک گیا میں نے اس کو نیزے کے ساتھ زخمی کر دیا حتی کہ میں نے اس کو قتل کر دیا جب ہم واپس آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اے اسامہ! کیا تو نے اس کے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد قتل کیا ہے میں نے عرض کیا حضور اس نے اپنی جان بچانے کے لئے کہا تھا۔ آپ بار بار ذکر کرتے رہے حتی کہ میں نے خواہش کی کہ کاش اس سے پہلے میں اسلام نہ لایا ہوتا"

شرح ٣٩٨٢ : اصحاب مغازی و مؤرخین) میں مشہور ہے کہ یہ غزوہ غالب اللیثی الکلبی ہے اور اسی میں یہ آیت نازل ہوئی "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا"، جو تمہیں سلام کہے اس کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔ ابن سعد نے کہا یہ غزوہ سات ہجری کے رمضان میں ہوا۔ اس میں غالب بن عبداللہ لیثی امیر تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنی عوال اور بنی عبد بن ثعلبہ کی طرف بھیجا جو مَیْفَعَہ میں رہتے تھے۔ انہیں ایک سو تیس ۱۳۰ مجاہدین کا امیر مقرر کیا تھا (عینی) جس شخص کو حضرت اسامہ نے قتل کیا تھا وہ مِرداس بن نہیک تھا اور وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

۳۹۸۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْاَكْوَعِ يَقُوْلُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا اَبُوْبَكْرٍ وَمَرَّةً عَلَيْنَا اُسَامَةُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ يَقُوْلُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبَعْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ عَلَيْنَا مَرَّةً اَبُوْبَكْرٍ وَّمَرَّةً اُسَامَةُ

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور واقعہ سے پہلے عدم اسلام کی تمنا کیسے جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایسے اسلام کی تمنا کرتے تھے جس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ علامہ خطابی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مشرک کلمۂ ایمان کہے تو اس کو قتل کرنا جائز نہیں اور حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اس لئے قتل کیا تھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا، کی تاویل یہ کی تھی کہ مقاتلہ کے وقت اُن کا ایمان ان کو بچا نہیں سکتا، اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ کو اس کے قتل میں معذور جانا اور ان پر دیت وغیرہ واجب نہ کی (کرمانی)

۳۹۸۳ — ترجمہ: یزید بن ابی عُبید سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ بن اکوع کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں شریک رہا اور جو لشکر بھیجے گئے ان میں سے نو غزوات میں شریک رہا۔ کبھی ہم پر ابوبکر صدیق سپہ سالار ہوتے اور کبھی اسامہ بن زید امیر ہوتے۔

عمر بن حفص بن غیاث نے کہا میرے والد نے یزید بن ابی عبید سے بیان کیا کہ میں نے سلمہ بن اکوع کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں سات غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہا اور جو لشکر کسی کی سپہ سالاری میں بھیجے گئے۔ ان میں سے نو غزوات میں شریک رہا یہ کبھی ہم پر ابوبکر اور کبھی اسامہ امیر ہوتے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۹۸۴ــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمِ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اِسْتَعْمَلَهٗ عَلَيْنَا

۳۹۸۵ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَذَكَرَ خَيْبَرَ وَالْحُدَيْبِيَةَ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ وَيَوْمَ الْقَرَدِ قَالَ يَزِيْدُ وَنَسِيْتُ بَقِيَّتَهُمْ

۳۹۸۴ــ ترجمہ : یزید نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ انھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں شریک رہا اور میں ابن حارثہ کے ساتھ اس غزوہ میں شریک تھا جس میں ان کو ہم پر امیر مقرر کیا تھا۔

شرح : یزید بن ابی عبید سلمہ بن اکوع کا آزاد کردہ غلام ہے۔ سلمہ بن اکوع جن سات غزوات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے تھے وہ غزوۂ خیبر، غزوۂ حدیبیہ، غزوۂ حنین، غزوۂ قرد، غزوۂ فتح، غزوۂ طائف اور غزوۂ تبوک یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے۔

اسماء رجال : ابو عاصم کا نام ضحاک ہے وہ ابو عاصم مشہور ہیں۔ یزید بن عبید ۱۴۶ ہجری میں فوت ہوئے، سلمہ بن اکوع نے ۷۴ ہجری میں اسی برس کی عمر میں وفات پائی۔ یہ حدیث ثلاثیات میں پندرھویں حدیث ہے۔

۳۹۸۵ــ ترجمہ : یزید بن ابی عُبَید نے سلمہ بن اکوع سے روائت کی کہ انہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شریک رہا اور خیبر، حدیبیہ، حنین اور قرد کو ذکر کیا۔ یزید نے کہا باقی میں بھول گیا ہوں۔ (وہ فتح، طائف اور تبوک ہیں)

حماد بن مسعدہ تمیمی بصری ہیں۔ دوسو دو ہجری میں فوت ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ

وَمَا بَعَثَ حَاطِبُ بْنُ اَبِیْ بَلْتَعَةَ اِلٰی اَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِغَزْوِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٩٨٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ رَافِعٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ اِنْطَلِقُوْا حَتّٰی تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْا مِنْهَا قَالَ فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰی بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰی اَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ قُلْنَا اَخْرِجِی الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِیَ الْكِتَابُ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ـ غزوۂ فتح مکہ "شرفہا اللہ تعالیٰ"

اور جو حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کو پیغام بھیجا جبکہ وہ مکہ والوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حملہ کی خبر دے رہے تھے"

٣٩٨٦ ـ ترجمہ: عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ حسن بن محمد نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے عبیداللہ بن ابی رافع کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انھوں نے کہا مجھے اور زبیر اور مقداد کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اور فرمایا تم چلتے رہو حتی کہ تم روضۂ خاخ پہنچو وہاں ایک عورت ہے اس کے پاس خط ہے وہ اس سے لے لو۔ حضرت علی نے کہا ہم چل پڑے جبکہ ہمارے گھوڑے ہم کو تیز لے جا رہے تھے حتی کہ ہم روضۂ خاخ پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک عورت ہے ہم نے اسے کہا خط نکال اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا خط نکال یا ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے (تیری تلاشی لیں گے) حضرت علی نے کہا اس عورت نے اپنے سر کے جوڑے سے خط نکالا ہم وہ لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا: "حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے

marfat.com
Marfat.com

فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ اِلٰی نَاسٍ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يُخْبِرُهُمْ
بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ اِنِّیْ كُنْتُ اَمْرَأً مُلْصَقًا
فِیْ قُرَيْشٍ يَقُوْلُ كُنْتُ حَلِيْفًا وَلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ
مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مَنْ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُوْنَ اَهْلِيْهِمْ وَاَمْوَالَهُمْ فَاَحْبَبْتُ اِذْ
فَاتَنِیْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ قَرَابَتِیْ
وَلَمْ اَفْعَلْهُ اِرْتِدَادًا عَنْ دِيْنِیْ وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَضْرِبُ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ اِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ
اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰی مَنْ شَهِدَ بَدْرًا قَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ السُّوْرَةَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ
اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ اِلٰی قَوْلِهٖ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ

مکہ کے مشرک لوگوں کی طرف وہ انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض امور کی خبر دے رہے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب یہ کیا ہے؟ حاطب نے کہا رسول اللہ! مجھ پر عجلت نہ فرمائیں میں ایسا آدمی ہوں کہ قریش میں باہر سے آکر رہا تھا اور اُن کا حلیف تھا۔ اُن کے خاندان سے نہیں ہوں اور آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں اُن کی مکہ میں قرابتیں ہیں وہ ان کے اہل و اولاد اور ان کے اموال کی نگہبانی کرتے ہیں۔ میں نے یہ اچھا جانا کہ اگر میری اُن میں قرابت نہیں ہے۔ تو میں اُن پر کوئی احسان دھروں جس کے باعث وہ میری قرابت کی نگہبانی کریں میں نے یہ اپنے دین سے منحرف ہو کر نہیں کیا اور نہ ہی اسلام قبول کرنے کے بعد کفر کو پسند کرنے کے باعث کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سن لو اُس نے تم سے سچی بات کی ہے۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں

marfat.com
Marfat.com

اس منافق کی گردن اُڑاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ جنگِ بدر میں شریک تھا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں حاضر ہونے والوں کو دیکھ کر فرمایا: تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے،، اور اللہ تعالیٰ نے یہ سُورت نازل فرمائی: "اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ کہ تم اُن سے محبت کرنے لگو، فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ" تک۔

۳۹۸۶ شرح: روضۂ خاخ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان ایک مقام ہے۔ ظعینۃ، کجاوہ میں بیٹھنے والی عورت۔ اس کا نام سارہ ہے۔ حاطب نے اس کو دس دینار دیئے تھے کہ وہ اس کا خط مکہ کے مشرکوں کو پہنچا دے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں ہند بنت عتبہ کے ساتھ اس کے قتل کا حکم دیا تھا پھر اس کے لئے امن وامان حاصل کر لیا گیا۔ اس کے بعد وہ بہت عرصہ زندہ رہی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک شخص نے اس کو گھوڑے کے قدموں سے روند کر قتل کر دیا۔ اس کو بنو مطلب نے آزاد کیا تھا۔

"حاطب بن ابی بلتعہ لخمی"

حاطب بن ابی بلتعہ لخمی لخم کی اولاد سے ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ عبداللہ بن حمید کے مکاتب تھے اور فتح مکہ میں مال کتابت ادا کر کے آزاد ہو گئے تھے۔ تیس ہجری میں باسٹھ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ ہجری میں ان کو خط دے کر مصر اور اسکندریہ کے حاکم مقوقس کے پاس بھیجا تھا۔ وہ اس کے پاس پانچ سو رہے۔ اور اس سے ہدایا لے کر واپس آئے اُن میں سے حضرت ابراہیم ابن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماریہ اور ان کی ہمشیرہ سیرین تھیں۔ آپ نے سیرین حضرت حسان بن ثابت کو ہبہ کر دی تھی اور ایک خچر دلدل اور گدھا عفیر، شہد، کپڑے اور برتن وغیرہ تھے۔ ابوعمر نے کہا مقوقس نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین باندیاں نذرانہ بھیجی تھیں۔ ان میں سے ابراہیم بن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماریہ تھیں۔ دُوسری کو آپ نے ابو جہم بن حذیفہ عدوی کے لئے ہبہ کر دیا تھا اور تیسری حسان بن ثابت کو ہبہ کر دی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کے پاس بھیجا اور اُن سے مصالحت کی یہ صلح کچھ عرصہ قائم رہی حتیٰ کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے صلح ختم کر دی اور اُن سے جنگ کر کے مصر فتح کر لیا یہ بیس ہجری کا واقعہ ہے۔ حاطب بلتعہ کے تاجر تھے اُنھوں نے مرتے وقت چار ہزار دینار و درہم ترکہ چھوڑا تھا۔ حاطب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے کہ جس نے مجھے میری وفات کے بعد دیکھا گویا کہ اُس نے مجھے میری حیات میں دیکھا اور جو کوئی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے حرمین میں سے کسی ایک حرم میں فوت ہو جائے وہ قیامت کے دن امن وامان کی حالت میں میرے آگے گا (عینی و فتح) (اس حدیث کی تفصیل حدیث ۲۸۰۵ کی شرح میں دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ

۳۹۸۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا غَزْوَةَ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ الْكَدِيْدَ الْمَآءَ الَّذِيْ بَيْنَ قُدَيْدٍ وَّعُسْفَانَ اَفْطَرَ فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتّٰى انْسَلَخَ الشَّهْرُ

حاطب نے مشرکین مکہ کو جو رقعہ لکھا تھا اس کا مضمون سہیلی کی روائت کے مطابق یہ تھا۔ اے قریش کے سردارو! سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تاریکی کی طرح لشکر لے کر تم پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اُن کا لشکر بہت بڑا سیلاب ہے بخدا! اگر آپ تنہا حملہ کریں تو آپ کا پروردگار آپ کی مدد کرنے والا ہے۔ وہ کافروں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے لئے فتح و نصرت کا وعدہ پورا کرے گا تم اپنا انتظام کر لو۔ واقدی نے بیان کیا کہ مکتوب کی صورت یہ تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو غزوہ کرنے کے لئے تیار کیا ہے۔ غالباً وہ تمہارے ساتھ جنگ کرنے والے ہیں۔ میں نے تمہیں خبردار کرنا مناسب سمجھا ہے؛ کیونکہ میرا تم پر حق ہے۔ ہوسکتا ہے کہ خطاب کے خط میں مکتوب کی دونوں صورتیں ہوں (تیسیر)

باب ـ فتح مکہ کی جنگ ماہِ رمضان میں ہوئی

۳۹۸۷ ـ ترجمہ : ابن شہاب سے روائت ہے کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بتایا کہ ابن عباس نے ان کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ فتح مکہ رمضان مبارک میں کیا انھوں نے کہا میں نے ابن مسیب کو اس طرح کہتے سنا ہے۔ عبیداللہ سے روائت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا حتی کہ جب کدید الماء پہنچے جو قدید اور عسفان کے درمیان ہے تو افطار کر دیا پھر افطار ہی کرتے رہے حتی کہ رمضان کا مہینہ گزر گیا "

marfat.com
Marfat.com

٣٩٨٨ — حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَمَعَهٗ عَشَرَةُ الَافٍ وَذٰلِكَ عَلٰى رَاسِ ثَمَانِ سِنِيْنَ وَنِصْفٍ مِّنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةَ فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى مَكَّةَ يَصُوْمُ وَيَصُوْمُوْنَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ وَهُوَ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ اَفْطَرَ وَاَفْطَرُوْا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰخِرُ فَالْاٰخِرُ

٣٩٨٨ — ترجمہ : زُہری نے روائت کی کہ عبید اللہ بن عبد اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر سُنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں مدینہ منورہ سے نکلے جبکہ آپ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا۔ اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف لائے ہوئے ساڑھے آٹھ برس گزرے تھے۔ آپ اور آپ کے ساتھ دوسرے مسلمان مکہ کی طرف روانہ ہُوئے جبکہ آپ روزے سے تھے اور دوسرے مسلمان بھی روزے سے تھے۔ حتیٰ کہ کدید پہنچے وہ عُسفان اور قُدید کے درمیان پانی کی جگہ ہے تو آپ نے روزہ افطار کر دیا اور لوگوں نے بھی روزے افطار کر دیئے۔ زُہری نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل لیا جاتا ہے۔

٣٩٨٧ — ٣٩٨٨ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل پہلے فعل کا ناسخ ہوتا ہے جبکہ ان میں تعارض ہو۔ سفر میں روزہ پہلے رکھا جاتا تھا اور آخر میں سفر میں روزہ ترک کر دیا۔ لہٰذا اب سفر میں روزہ رکھنا ضروری نہیں۔ رمضان کے بعد جتنے روزے بحالتِ سفر رہ گئے ہوں قضا کر لیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ،، اس حدیث میں ان لوگوں کے قول کا رد ہے جو کہتے ہیں جب کوئی شروع رمضان میں مقیم ہو۔ اس کے لئے روزہ افطار کرنا جائز نہیں ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ،، وجہ رد کی یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں رمضان کے روزے رکھے پھر افطار کر دیئے اور آیت کا محمل یہ ہے جو سارا رمضان مقیم ہو اور جو بعض مہینہ حضر میں پائے اسے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ سارا مہینہ حضر میں رہا ،، حدیث ۱۸۲۲، ۱۸۲۳ کی شرح دیکھیں ،،

marfat.com
Marfat.com

۳۹۸۹ — حَدَّثَنِی عَیَّاشُ ابْنُ الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ اِلٰی حُنَیْنٍ وَالنَّاسُ مُخْتَلِفُوْنَ فَصَائِمٌ وَمُفْطِرٌ فَلَمَّا اسْتَوٰی عَلٰی رَاحِلَتِہٖ دَعَا بِاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ اَوْ مَاءٍ فَوَضَعَہٗ عَلٰی رَاحَتِہٖ اَوْ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ ثُمَّ نَظَرَ اِلَی النَّاسِ فَقَالَ الْمُفْطِرُوْنَ لِلصُّوَّمِ اَفْطِرُوْا وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اس حدیث میں لشکر کی تعداد دس ہزار مذکور ہے جبکہ ابن اسحاق نے بارہ ہزار تعداد ذکر کی ہے جن میں مہاجرین، انصار، اسلم، غفار، مزنیہ اور جُہینہ وسلیم کے قبائل بھی شامل ہیں۔ ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی یہ صُورت ہے کہ دس ہزار صرف مدینہ منورہ کا لشکر تھا پھر اس کے بعد دو ہزار اور مل گئے تھے (قسطلانی) اس حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے آئے ہُوئے ساڑھے آٹھ سال ہُوئے تھے تو غزوہ فتح مکہ ہُوا تھا۔ یہ اس طرح درست ہے کہ سال کی ابتداء محرم سے ہو کیونکہ جب آٹھویں سال کے دو یا تین مہینے گزر جائیں تو اس پر مجازاً سال کا اطلاق ہوتا ہے۔ بعض پر کل کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ یہ ربیع الاوّل کے آخر میں شمار ہوگا! اور وہاں سے رمضان مبارک نصف سال ہوتا ہے یا یوں کہا جائے کہ اس سال کے شعبان کا آخر سات سال کا آخر اور نصف ربیع الاوّل سے لیا گیا ہے۔ اور جب رمضان داخل ہُوا تو دُوسرے سال کا اوّل داخل ہُوا اس پر حساب کا اطلاق صحیح ہے۔ لہٰذا یہ صحیح ہے کہ یہ غزوہ ساڑھے آٹھویں سال ہُوا یا آٹھویں سال کی انتہا ربیع الاوّل کی ابتدا تک تھی۔ اس کے بعد رمضان تک نصف ہوتا ہے۔ اور درست یہ ہے کہ ساڑھے سات سال ہُوئے تو غزوہ فتح مکہ ہُوا تھا (فتح الباری)

۳۹۸۹ ترجمہ : عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں غزوۂ حنین کے لئے نکلے اور لوگوں کا حال مختلف تھا۔ بعض روزہ سے تھے اور بعض روزے سے نہ تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر جلوہ افروز ہُوئے تو آپ نے

marfat.com
Marfat.com

۳۹۹۰ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِيُرِيَهُ النَّاسَ فَاَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَاَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ

دودھ یا پانی کا برتن منگایا اور اس کو اپنے ہاتھ پر رکھا یا سواری پر رکھا پھر لوگوں کی طرف دیکھا تو افطار کرنے والوں نے روزے داروں سے کہا تم افطار کر دو، عبدالرزاق نے ہمیں معمر انہوں نے ایوب اور عکرمہ کے ذریعے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال نکلے اور حماد بن زید نے ایوب و عکرمہ کے واسطہ سے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔

۳۹۸۹ ـ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد حنین کی طرف نکلے، لیکن یہاں اشکال یہ ہے کہ اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں حنین کی طرف نکلے حالانکہ غزوہ حنین رمضان میں نہیں ہوا۔ بلکہ آٹھ ہجری کے شوال میں یہ غزوہ ہوا ہے۔ ابن تین نے اس کا جواب ذکر کیا کہ مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخر رمضان میں حنین کی جانب نکلے کیونکہ حنین آٹھویں سال فتح مکہ کے بعد ہوا ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے دس رمضان کو نکلے تھے اور وسط رمضان کو مکہ مکرمہ پہنچے اور انیس روز مکہ میں اقامت کی جیسا کہ ابن عباس کی حدیث میں مذکور ہے۔ لہٰذا حنین کی طرف آپ کا جانا شوال میں ہوگا۔ اس کا کسی نے جواب دیا کہ ابن تین کی مراد یہ ہے کہ یہ فتح مکہ کے زمانہ کے مماثلہ الوداع میں تھا لیکن اس میں بھی نظر ہے کیونکہ معروف یہ ہے کہ غزوۂ حنین فتح مکہ کے بعد شوال میں ہوا تھا۔ داؤدی نے کہا درست یہ ہے کہ آپ خیبر یا مکہ کی طرف نکلے تھے کیونکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اسی مہینہ میں اس کا قصد کیا تھا۔ اور غزوۂ حنین فتح مکہ کے پچیس روز بعد ہوا ہے اور مکہ مکرمہ کا قصد بھی اسی ماہ ہوا تھا لیکن داؤدی کا یہ کہنا کہ آپ خیبر کی طرف نکلے صحیح نہیں کیونکہ خیبر کی طرف رمضان میں جانا نہیں ہوا۔ محب طبری نے اس اشکال کا یہ جواب دیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رمضان میں حنین کی طرف نکلنے سے مراد یہ ہے کہ اس کی طرف رمضان میں نکلنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور خروج سے مراد قصد و ارادہ ہے۔ حنین مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر ایک وادی ہے۔ اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ کی مدد کے لئے مکہ مکرمہ سے نکلنے کا ارادہ کیا تو ہوازن کو یہ خبر پہنچائی گئی کہ آپ ان پر حملہ کرنے والے ہیں وہ آپ کا مقابلہ کرنے کے لئے ذوالمجاز منڈی میں آگئے جناب رسول اللہ ـ

۳۹۹۰ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان مبارک میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ

۳۹۹۱ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا خَرَجَ اَبُوْ سُفْيٰنَ بْنُ حَرْبٍ وَحَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ وَّبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَلْتَمِسُوْنَ الْخَبَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلُوْا يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى اَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ فَاِذَا هُمْ بِنِيْرَانٍ كَاَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ اَبُوْ سُفْيٰنَ مَا هٰذِهٖ لَكَاَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ نِيْرَانُ بَنِيْ عَمْرٍو فَقَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ عَمْرٌو اَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ فَرَاٰهُمْ نَاسٌ مِنْ حَرَسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَكُوْهُمْ فَاَخَذُوْهُمْ فَاَتَوْا بِهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ

سفر کیا حتّٰی کہ مقامِ عسفان پہنچے تو آپ نے پانی کا برتن منگایا اور دن میں پیا تاکہ لوگوں کو یہ دیکھائیں (کہ آپ نے افطار کر دیا ہے) حتی کہ مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ طاؤس نے کہا ابن عباس کہا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے سفر میں روزہ رکھا اور افطار کیا پس (سفر میں) جو کوئی چاہے روزہ رکھے جو کوئی چاہے افطار کرے۔

(حدیث ۱۸۲۶ کی شرح دیکھیں)

باب ـــ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فتح مکہ کے دن جھنڈا کہاں نصب کیا تھا؟

۳۹۹۱ ـــ ترجمہ : ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فتح مکہ کے سال روانہ ہوئے اور قریش کو یہ خبر پہنچی تو ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بُدیل بن ورقاء تینوں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خبر لینے کے لئے نکلے وہ چلتے رہے حتی کہ مرّ الظہران پہنچے تو انھوں نے بہت

marfat.com
Marfat.com

اَبُوْسُفْيٰنَ فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ احْبِسْ اَبَاسُفْيٰنَ عِنْدَ حَطْمِ الْخَيْلِ
حَتّٰى يَنْظُرَ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمُرُّ كَتِيْبَةٌ كَتِيْبَةٌ عَلٰى اِثْرِ سُفْيٰنَ فَمَرَّتْ كَتِيْبَةٌ قَالَ
يَا عَبَّاسُ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ هٰذِهٖ غِفَارٌ قَالَ مَالِيْ وَلِغِفَارٍ ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ
قَالَ مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُذَيْمٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَرَّتْ
سُلَيْمٌ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اَقْبَلَتْ كَتِيْبَةٌ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَالَ مَنْ هٰذِهٖ
قَالَ هٰؤُلَآءِ الْاَنْصَارُ عَلَيْهِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَهُ الرَّايَةُ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ
عُبَادَةَ يَا اَبَاسُفْيٰنَ اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ اَلْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ
فَقَالَ اَبُوْسُفْيٰنَ يَا عَبَّاسُ حَبَّذَا يَوْمَ الذِّمَارِ ثُمَّ جَاءَتْ كَتِيْبَةٌ وَهِيَ
اَقَلُّ الْكَتَائِبِ فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ وَرَايَةُ النَّبِيِّ

آگ روشن دیکھی گویا کہ وہ عرفہ کی روشن آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا یہ کیا ہے؟ بخدا گویا کہ یہ عرفہ کی آگ ہے۔ بدیل بن ورقاء نے کہا یہ بنی عمرو کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا بنی عمرو کی آگ تو اس سے بہت کم ہے۔ اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظوں نے ان کو دیکھ لیا اور انہیں پکڑ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تو ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہونے تو حضرت عباس سے فرمایا ابوسفیان کو گھوڑوں کی تنگ گذرگاہ کے پاس روکو، تاکہ وہ مسلمانوں کو دیکھ لے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو وہاں روکے رکھا اور مختلف قبیلوں کے لشکروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزرنا شروع کیا لشکر کا ایک ایک دستہ ابوسفیان کے پاس سے گذرتا رہا کوئی دستہ گزرتا تو ابوسفیان حضرت عباس سے کہتا اے عباس یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ قبیلہ غفار ہے۔ ابوسفیان نے کہا میری اور ان کی کوئی لڑائی نہیں پھر قبیلہ جہینہ گزرا ابوسفیان نے اسی طرح کہا پھر سعد بن ہذیم گزرا تو ابوسفیان نے اسی طرح کہا سُلیم گزرا تو اسی طرح کہا حتی کہ ایک دستہ آیا اس جیسا اُس نے کوئی دستہ نہ دیکھا تھا اور کہا یہ کون ہیں؟ حضرت عباس نے کہا یہ انصار ہیں اُن کا امیر سعد بن عبادہ ہے۔ اس کے پاس جھنڈا ہے۔ سعد بن عبادہ نے کہا اے ابوسفیان آج کا دن عظیم معرکہ کا دن ہے۔ آج کعبہ حلال ہو جائے گا۔ ابوسفیان نے

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَلَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِيْ سُفْيٰنَ قَالَ اَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ مَا قَالَ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ كَذَبَ سَعْدٌ وَلٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيْهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ تُكْسٰى فِيْهِ الْكَعْبَةُ قَالَ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُرْكَزَ رَايَتُهُ بِالْحَجُوْنِ قَالَ عُرْوَةُ فَاَخْبَرَنِيْ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ هٰهُنَا اَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ قَالَ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَنْ يَدْخُلَ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُدًا فَقُتِلَ مِنْ خَيْلِ خَالِدٍ يَوْمَئِذٍ رَجُلَانِ حُبَيْشُ بْنُ الْاَشْعَرِ وَكُرْزُ بْنُ جَابِرِ الْفِهْرِيُّ

کہا اے عباس لڑائی کا دن کتنا اچھا ہے پھر ایک چھوٹا سا دستہ آیا یہ سب دستوں سے چھوٹا تھا۔ اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا زبیر بن عوام کے ہاتھ میں تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو ابوسفیان نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں ہوا کہ سعد بن عبادہ نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے کیا کہا ہے؟ ابوسفیان نے کہا ایسا ایسا کہا ہے۔ فرمایا سعد نے خلاف واقع بات کی ہے، لیکن یہ وہ دن ہے جس میں کعبہ کی تعظیم کی جائے گی اور اس دن میں کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔ عروہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کا جھنڈا مقام حجون پر گاڑا جائے۔ عروہ نے کہا مجھے نافع بن جبیر بن مطعم نے خبر دی کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو زبیر سے یہ کہتے ہوئے سنا اے ابا عبداللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہاں جھنڈا گاڑنے کا حکم فرمایا ہے؟ عروہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن خالد بن ولید کو حکم دیا تھا کہ اعلیٰ مکہ کی طرف سے کداء کے راستہ مکہ میں داخل ہو اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کداء (اسفل مکہ) کی طرف سے داخل ہوئے اس روز خالد کے گروہ سے دو آدمی حبیش بن اشعر خزاعی اور کرز بن جابر فہری شہید ہوئے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۹۹۱ — شرح : قولہ مابذہ الخ ما استفہامیہ ہے ۔ وَلَکَاَنَّھَا محذوف قسم کا جواب ہے۔ یعنی وَاللّٰہِ لَکَاَنَّھَا نِیْرَانُ لَیْلَۃِ عَرَفَۃَ ،، بخدا گویا کہ یہ عرفہ کی آگ ہے ۔ لوگوں کی یہ عادت تھی کہ عرفہ میں بکثرت آگ روشن کیا کرتے تھے ،، ابن سعد نے روائت کی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا کہ ہر ایک آدمی آگ روشن کرے تاکہ دین کے دشمنوں پر رعب طاری ہو۔ ابوسفیان نے وہ آگ دیکھ کر کہا کہ وہاں چھ لاکھ آدمی جمع ہیں جو آگ روشن کر رہے ہیں ۔ مدارج نبوت میں ذکر کیا کہ وہ مکہ پہنچے اور لوگوں سے کہا وائے قسمت محمد ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، لشکر جرار لے کر آئے ہیں ان سے محاربت ومقامت مشکل ہے۔ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا اس قدر بزدل اور ذلیل ہوگئے ہو پھر کہا اے اہل غالب اس احمق کو قتل کر دو تاکہ پھر ایسی گفتگو نہ کرنے پائے ابوسفیان نے کہا جس طرح مجھے ذلیل کرنا چاہتی ہو کر لو بخدا ! جب تک تو اسلام قبول نہ کرے گی نجات حاصل نہیں کر سکتی جا اپنے گھر بیٹھ اور دروازہ مضبوط بند کر لے تاکہ جلدی گرفتار نہ ہو جائے ،،

ابن سعد نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہران پہنچے تو صحابہ کرام کو حکم دیا جبکہ وہ دس ہزار کی تعداد میں تھے کہ وہ کثرت سے آگ روشن کریں جب قریش کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حملہ آور ہونے کی خبر پہنچی تو وہ بہت غمناک ہوئے کیونکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے سے گھبراتے تھے انہوں نے ابوسفیان کو حالات کا جائزہ لینے بھیجا اور کہا اگر حضور ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، سے ملو تو ہمارے لئے امن کی درخواست کرو چنانچہ ابوسفیان روانہ ہوا اور اس کے ساتھ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء بھی تیار ہو گئے جب انھوں نے لشکر دیکھا تو گھبرا گئے اس رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظوں پر عمر فاروق مقرر تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کی آواز سنی تو کہا اے اباحنظلہ ابوسفیان نے کہا حاضر ہوں۔ عباس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کی تعداد میں لشکر لائے ہیں۔ خیریت اسی میں ہے کہ اسلام قبول کر لو ! ابن اسحاق نے کہا ابوسفیان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوار ہو گیا اور حکیم بن حزام اور بدیل واپس چلے گئے۔ موسیٰ بن عقبہ کی روائت میں ہے کہ تینوں عباس کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے ابومعشر نے کہا محافظ ابوسفیان کو لے کر عمر فاروق کے پاس آئے تو انھوں نے کہا ان تینوں کو قید کر لو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق دریافت کر لوں۔ جب حضور سے واقعہ بیان کیا تو حضرت عباس ابوسفیان کے پاس آئے اور اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور محافظ دوسروں کو لے آئے۔ طبری نے کہا ان کے مسلمان ہو جانے کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیم بن حزام کو ابوسفیان کے ساتھ مکہ بھیجا اور فرمایا جو کوئی حکیم بن حزام اور ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو جائے گا وہ امن میں رہے گا جبکہ حکیم کا مکان مکہ کے بالائی جانب تھا اور ابوسفیان کا مکان نچلی جانب تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر اس شخص کے لئے امان وسلامتی تھی جس نے جنگ نہ کی تھی اسی لئے علماء کی ایک جماعت ایسے امام شافعی نے کہا کہ مکہ مکرمہ امن کی جگہ ہے ۔ جنگ وجدال سے فتح نہیں ہوا اور امان صلح کی مانند ہے اور کہا مکہ والے اپنے مکانات کے مالک ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

مکہ مکرمہ غلبہ سے فتح ہُوا یا صلح سے فتح ہُوا

اس مسئلہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ مسلم اور نسائی نے عبداللہ بن رباح کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کے ایک طرف خالد بن ولید کو اور دوسری طرف زبیر بن عوام کو مقرر کیا اور ابوعبیدہ بن جراح کو ہتھیاروں سے خالی لوگوں پر مقرر کیا - ابوہریرہ نے کہا مجھے حضور نے آواز دی کہ اے اباہریرہ، انصار کو بلاؤ! وہ آئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوش ہُوئے تو آپ نے ان سے فرمایا کیا تم نوجوان قریش اور ان کے اتباع کو دیکھتے ہو یہ کہہ کر ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا ان کو فنا کردو! پھر میرے پاس صفا کے پاس آؤ۔ ابوہریرہ نے کہا ہم روانہ ہُوئے اور جس قریش کو چاہتے قتل کر دیتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر ابوسفیان نے کہا یا رسولَ اللہ! آج کے بعد قریش نہ رہیں گے،، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنا دروازہ بند کرلے گا وہ امن میں رہے گا،، اس واقعہ سے اکثر علماء نے استدلال کیا کہ مکہ مکرمہ غلبہ سے فتح ہُوا۔ امام شافعی اور امام احمد سے روائت ہے کہ مکہ صلح سے فتح ہُوا تھا۔ اس کے کئی دلائل ہیں۔ اوّل یہ کہ اس موقعہ پر امن دینے کا عام اعلان ہُوا تھا۔ دوسرے یہ کہ مکہ کے مکانات مکہ والوں کی طرف منسوب ہیں اور مجاہدین میں ان کو تقسیم نہیں کیا گیا اور غانمین ان کے مالک نہیں ہوئے ورنہ لوگوں کو گھروں سے باہر نکال دیتے جن علماء نے کہا کہ مکہ صلح سے فتح نہیں ہُوا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً قتال کا حکم فرمایا اور خالد بن ولید نے کئی قریش قتل کئے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمائی کہ مکہ مکرمہ میرے لئے تھوڑے وقت کے لئے حلال کیا گیا ہے اُنہوں نے اکثر علماء کے دلائل کا جواب یہ دیا کہ مکہ کے اموال تقسیم نہ کرنے کو یہ لازم نہیں کہ غلبہ سے فتح نہیں کیا گیا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شہر کو غلبہ سے فتح کرکے اس کے باشندوں پر احسان کرکے ان کے مکانات اور اموال اور غنائم سب چھوڑ دئے جاتے ہیں نیز غنیمت والی زمین کو تقسیم کرنے میں اتفاق بھی نہیں بلکہ صحابہ کرام اور بعد والے اہلِ علم کا اس میں خلاف ثابت ہے اور اکثر علاقے غلبہ سے فتح کئے تھے اور ان کو غانمین میں تقسیم نہیں کیا گیا ایسا عمر فاروق اور عثمان کے عہدِ خلافت میں ہُوا ہے۔ حالانکہ اس وقت بیشتر صحابہ کرام موجود تھے۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں خصوصیت ہے جو دوسرے بلاد میں نہیں پائی جاتی ہے وہ یہ کہ مکہ مکرمہ میں حج کیا جاتا ہے اور یہ ساری مخلوق کی عبادت کی جگہ ہے۔ اللہ نے اس کو حرم بنایا ہے وہاں کے رہنے والے اور باہر سے آنے والے اس میں برابر ہیں۔ اس لئے اہل مکہ کو یہ رعائت دی گئی تھی،،

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ امام شافعی نے مشہور احادیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مرّ ظہران میں صلح کرلی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ امن میں ہے اور جو مسجد میں

marfat.com
Marfat.com

داخل ہو جائے وہ امن میں ہے اس کو صلح نہیں کہا جاتا جب تک یہ تصریح نہ کی جائے کہ لڑائی نہ کرو اور صحیح احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریش نے اس کا التزام نہیں کیا تھا اور وہ لڑائی کے لئے تیار ہو گئے تھے مسلم میں ابوہریرہ کی حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ ان کے نوجوان قریش مقابلہ میں کھڑے ہیں تو صحابہ سے فرمایا ان کو دیکھ رہے ہو پھر ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر فرمایا ان کو فنا کر دو حتیٰ کہ میرے پاس صفا پر آؤ۔ ابوہریرہ نے کہا جس قریش کو بھی ہم قتل کرنا چاہتے تھے قتل کر دیتے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مکہ کو غلبہ سے فتح کیا گیا ہے۔ جنہوں نے کہا کہ مکہ مکرمہ امن و امان اور صلح سے فتح ہوا انھوں نے کہا کہ محمد بن اسحاق نے فتح مکہ کے واقع میں ذکر کیا کہ حضرت عباس نے علی المرتضیٰ سے کہا (رضی اللہ عنہما) بعض لکڑیاں کاٹنے والے اور دیگر ضرورت مند لوگ مکہ میں آتے ہیں ان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے آگاہ کر دو تاکہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں غلبہ سے داخل ہونے سے پہلے آپ کے پاس جا کر امن حاصل کر لیں پھر ابوسفیان کے قصہ کے بعد ذکر کیا کہ جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے اور جو اپنے مکان کا دروازہ بند کر لے وہ امن میں ہے پس لوگ اپنے گھروں میں داخل ہو گئے کچھ مسجد میں چلے گئے۔ موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ذکر کیا ایک جماعت کے نزدیک یہ صحیح تر ہے کہ ابوسفیان اور حکیم بن حزام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" قبیلہ ہوازن پر سختی کرنا آپ کے لئے مناسب ہے کیونکہ وہ آپ کے سخت دشمن ہیں اور ان سے رحم کا بھی ذرہ کا تعلق ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح مکہ، اسلام کا غلبہ اور ہوازن کی شکست اور ان کے اموال بطور غنیمت میرے لئے جمع کر دے۔ ابوسفیان اور حکیم نے کہا لوگوں کو امن کی دعوت دیں اگر قریش علیحدہ رہیں اور اپنے ہاتھ روک لیں کیا ان کو امن دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے ہاتھ روک لئے اور اپنا دروازہ بند کر لیا وہ امن میں ہے۔ انھوں نے کہا ہمیں اجازت دیں کہ ہم لوگوں میں اس کا اعلان کر دیں فرمایا جاؤ اور کہو جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے اور جو حکیم کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے جبکہ ابوسفیان کا گھر مکہ کے بالائی طرف اور حکیم کا گھر نچلی جانب تھا جب وہ روانہ ہونے لگے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ابوسفیان کے مرتد ہونے کا خطرہ ہے۔ آپ اس کو بلا کر اللہ کے لشکر کا مشاہدہ کرائیں۔ آپ نے فرمایا یونہی کرتے ہیں اور پورا واقعہ ذکر کیا اس میں اس امر کی تصریح ہے کہ اہل مکہ عمومًا امن دیا گیا تھا۔ اس میں مکہ کے ہر اس فرد کے لئے امان ہے جس نے لڑائی نہ کی اسی لئے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا مکہ مامون رہا اور غلبہ سے فتح نہ کیا گیا اور امان صلح جیسی ہوتی ہے اور جو لوگ لڑائی کے لئے کمر بستہ ہوئے یا وہ امن و امان سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے اگرچہ وہ کعبہ کے غلاف میں مستور ہوں ان کو قتل کر دیا جائے اس کو یہ لازم نہیں کہ مکہ غلبہ سے فتح ہوا۔

پس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتال کا حکم دینے اور باب کی حدیث کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل مکہ کو امن دینا میں اتفاق کی صورت یہ ہے .....

marfat.com
Marfat.com

کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل مکہ کو امن دینا مشروط تھا اور وہ قریش کا جنگ کو علانیہ ترک کرنا ہے اور جب وہ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے اور امن لینے پر رضامند ہوگئے تو جن نوجوانوں نے یہ قبول نہ کیا تھا اور خالد اور اس کے لشکر سے جنگ کی تھی حتیٰ کہ ان میں سے بعض قتل ہوگئے اور بعض شکست خوردہ بھاگ گئے۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ مکہ غلبہ سے فتح کیا گیا تھا؛ کیونکہ اصول اور اکثر لوگوں کا اعتبار ہوتا ہے فروع اور قلیل افراد کا لحاظ نہیں ہوتا اور اس میں اختلاف نہیں کہ ان کے لڑنے کے باوجود ان کے اموال غنیمت نہ بنائے گئے اور نہ ہی لڑائی کرنے والے کو قید کیا گیا تھا۔ حق بات یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی فتح کی صورت غلبہ تھی اور مکہ والوں سے معاملہ امن وامان کا تھا۔ واللہ اعلم

فتح مکہ میں جن کو قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سپہ سالاروں کو حکم دیا تھا کہ وہ صرف ان کو قتل کریں جو اُن سے جنگ کریں اور چند افراد کے متعلق حکم دیا کہ ان کو بہرحال قتل کر دیا جائے اور وہ عبدالعزیٰ بن خطل عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، عِکْرِمہ بن ابی جہل، حُوَیرث بن نُقَیذ، مُقیس بن صبابہ اور ہبار بن اسود چھ اشخاص تھے۔ ان کے علاوہ ابن خطل کی دو لونڈیاں جو اپنے گانوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتی تھیں اور تیسری بنی مطلب کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔ یہ وہ عورت ہے جس کے پاس حاطب کا خط پایا گیا تھا۔

"ان میں سے بعض قتل ہوئے اور بعض کو معافی مل گئی"

چنانچہ ابن ابی سرح جو مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوگیا تھا۔ فتح مکہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور کے دربار میں اس کی شفاعت کی تو اس کو معاف کر دیا گیا جبکہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

عکرمہ بن ابی جہل، یمن کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اس کی بیوی ام حکیم بنت حرث بن ہشام اس کے پیچھے گئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امن دینے پر وہ اپنی بیوی کے ہمراہ مسلمان ہو کر واپس آگیا۔

حُوَیرث یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں سخت اذیتیں پہنچایا کرتا تھا اس کو فتح مکہ میں قتل کر دیا گیا۔

marfat.com
Marfat.com

مُقیس بن صبابہ نے اسلام قبول کیا پھر ایک انصاری پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا جبکہ انصاری نے اس کے بھائی ہشام کو غلطی سے قتل کیا تھا۔ مقیس نے اس کی دیت وصول کر لی تھی پھر انصاری کو قتل کر دیا اور مرتد ہو گیا اور نمیلہ بن عبداللہ نے فتح مکہ میں اس کو قتل کر دیا۔

ہبار بن اسود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت اذیت پہنچایا کرتا تھا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو اُس نے تعرض کیا اور جس اونٹ پر وہ سوار تھیں نیزے مارا تو اس کے اچھلنے پر آپ گر پڑیں اور اس وجہ سے ہمیشہ بیمار رہیں حتی کہ انتقال فرما گئیں — انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ فتح مکہ میں اس کو قتل کر دینے کا حکم تھا لیکن اُس نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تو آپ نے قبول کر کے اس کو معاف کر دیا۔

چھٹواں ابن خطل ہے یہ کعبہ کے غلاف میں چھپ گیا تھا اس کو وہیں قتل کر دیا گیا اس کی دو لونڈیاں جس کے نام فرتنی اور قریبہ ہیں۔ ان میں سے ایک کے لئے امن طلب کیا گیا وہ مسلمان ہو گئی اور دوسری کو قتل کر دیا گیا۔

بنی مطلب کی آزاد کردہ لونڈی سارہ مسلمان ہو گئی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہی حمیدی نے کہا بلکہ قتل کی گئی تھی۔ واللہ اعلم!

ابو معشر نے کہا حرث بن طلال خزاعی کو بھی قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔ ابن اسحاق کے غیر نے روایت کی کہ ابن خطل کی مغنیہ لونڈی فرتنی مسلمان ہو گئی تھی اور قریبہ قتل کر دی گئی تھی۔ حاکم نے کہا کعب بن زُہیر کے قتل کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کا واقعہ مشہور ہے۔ وہ اس کے بعد مسلمان ہو گیا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مداح بن گیا۔ وحشی بن حرب کو بھی قتل کر دینے کا حکم تھا۔ اس کا واقعہ غزوۂ احد میں گزرا ہے۔ ابو سفیان کی بیوی ھند بنت عتبہ کو بھی قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا وہ بھی مسلمان ہو گئی اور اسلام میں مخلص رہی۔ ارنب ابن خطل کی آزاد کردہ لونڈی بھی قتل کر دی گئی اور ام سعد بھی قتل کر دی گئی۔ یہ آٹھ مرد اور چھ عورتیں ہیں۔ یاد رہے ارنب اور ام سعد یہ دونوں مُغنیہ تھیں (فتح الباری)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی شوکت اور دبدبہ دکھانے کے لئے ابو سفیان کو ایک تنگ مقام پر کھڑا کر دیا جہاں سے گھوڑے ایک دوسرے کے ساتھ مزاحم ہو کر گزرتے تھے اور ابو سفیان ہر دستے کے متعلق حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے استفسار کرتا رہا کہ اس اثناء میں سعد بن عبادہ نے کہا جبکہ اس کے ہاتھ میں انصار کا جھنڈا تھا۔ اے ابو سفیان آج کا دن ہلاکت کا روز ہے۔ اس لڑائی میں کوئی نہ بچے گا۔ ابن اسحاق نے کہا بعض اہل علم نے کہا جب سعد نے کہا آج کا دن ہلاکت کا دن ہے۔ آج کعبہ حلال ہو گا! تو ایک مہاجر نے یہ کلام سن لیا۔ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا سعد کا قریش کے متعلق ایسا کہنے میں اس کی کوئی حمیت ہیں۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی جاؤ سعد بن عبادہ کے ہاتھ سے

marfat.com
Marfat.com

جھنڈا لے لو اور اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے کر تم مکہ میں داخل ہو۔ ابن ہشام نے کہا وہ شخص مہاجر حضرت عمر فاروق تھے اموی نے مغازی میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد سے جھنڈا لے کر اس کے بیٹے کو دے دیا۔ موسیٰ ابن عقبہ نے مغازی میں زہری سے روایت کی کہ جھنڈا زبیر بن عوام کو دیا۔ ان تینوں روایات میں اجتماع کی صورت یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بھیجا کہ سعد سے جھنڈا لے لے اور خود جھنڈا لے کر مکہ میں داخل ہو پھر خیال فرمایا سعد کے دل میں کچھ وہم پیدا ہوگا تو جھنڈا سعد کے بیٹے قیس کو دے دیا۔ پھر سعد کو یہ خطرہ ہوا کہ ان کے بیٹے سے کوئی ایسی چیز واقع نہ ہو جائے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہو تو عرض کیا کہ ان کے بیٹے سے جھنڈا واپس کر لیا جائے اس کے بعد زبیر بن عوام کے ہاتھ میں جھنڈا کر دیا گیا۔

اس حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے اسفل سے داخل ہوئے اور خالد بن ولید کو حکم دیا کہ وہ بالائی طرف سے مکہ میں داخل ہوں۔ یہ ان صحیح احادیث کے مخالف ہے جو اگلے باب میں مذکور ہیں کہ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی بالائی جہت سے داخل ہوئے ،، اس روز خالد کے گروہ سے حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر فہری شہید ہوئے ،، محمد ابن اسحاق نے حبیش بن اشعر سے روایت کیا ہے۔ یہ ان کا لقب ہے اور نام خالد بن سعد بن منقذ بن ربیعہ بن حزم خزاعی ہے وہ ام معبد جس کے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تھے جبکہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہے تھے، کے بھائی ہیں اور ام معبد کا نام عاتکہ ہے۔ کرز بن جابر بن حبل بن احب بن حبیب فہری ہیں یہ مشرکوں کے سردار تھے۔ انہوں نے ہی غزوۂ بدر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر لوٹ مار کی تھی پھر اسلام قبول کر لیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کو قبیلہ عرنیین کے لوگوں کی تلاش میں بھیجا تھا جو آپ کے چرواہے کو قتل کر کے اونٹ ہانک لے گئے تھے۔ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا یہ دونوں شخص راستہ میں چلتے ہوئے خالد کے لشکر سے اکیلے رہ گئے تھے ان کو مشرکوں نے تنہا پا کر قتل کر دیا تھا (عینی)

اسماء رجال

: ع۱ ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس اموی قرشی ہیں ان کی کنیت ان کے نام پر غالب ہے۔ بعض نے کہا ان کی کنیت ابو حنظلہ ہے۔ حنظلہ ابوسفیان کا لڑکا تھا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو بدر کی جنگ میں قتل کیا تھا جبکہ وہ مشرکوں کی صف میں تھا۔ ابوسفیان اکتیس ہجری کو مدینہ منورہ میں اٹھاسی برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ ع۲ حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی قرشی اسدی ہیں ان کی کنیت ابو خالد ہے۔ وہ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجہ ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مدینہ منورہ میں چون ۵۴ ہجری کو ایک سو بیس برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

ع۳ بدیل بن ورقاء بن عبد العزیٰ بن ربیعہ خزاعی ہیں قبیلہ خزاعہ سے متعلق ہیں انہوں نے فتح مکہ میں اسلام قبول کیا اور ان کے بیٹے عبد اللہ بن بدیل بھی فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

٣٩٩٢ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى نَاقَتِهٖ وَهُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ يُرَجِّعُ وَقَالَ لَوْلَا اَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِيْ لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ

٣٩٩٣ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدَانُ ابْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَتْنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ قَالَ زَمَنَ الْفَتْحِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِنْ مَنْزِلٍ ثُمَّ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ قِيْلَ لِلزُّهْرِيِّ وَمَنْ وَرِثَ اَبَا طَالِبٍ قَالَ وَرِثَهٗ عَقِيْلٌ وَطَالِبٌ قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِيْ حَجَّتِهٖ وَلَمْ يَقُلْ يُوْنُسُ حَجَّتِهٖ وَلَا زَمَنَ الْفَتْحِ

ترجمہ : معاویہ بن قرہ نے کہا میں نے عبداللہ بن مغفل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے فتح مکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اونٹنی پر دیکھا کہ آپ سورۂ فتح کی تلاوت خوش الحانی سے کر رہے تھے۔ اور کہا اگر یہ حال نہ ہوتا کہ لوگ میرے ارد گرد جمع ہو جائیں گے تو میں خوش الحانی سے پڑھتا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش الحانی سے پڑھا تھا۔

٣٩٩٢ــ

٣٩٩٣ــ شرح : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فتح کے روز کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کل کہاں تشریف فرما ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی مکان چھوڑا ہے۔ پھر فرمایا مومن کافر کا وارث نہیں بنتا اور نہ کافر مومن کا وارث بنتا ہے۔ زہری سے کہا گیا ابوطالب کا وارث کون ہوا تھا؟ انھوں نے کہا

marfat.com
Marfat.com

۳۹۹۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلُنَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اِذَا فَتَحَ اللّٰهُ الْخَيْفَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ

۳۹۹۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَرَادَ حُنَيْنَ مَنْزِلُنَا غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِیْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ

عقیل اور طالب اس کے وارث ہوئے تھے۔ معمر نے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا آپ کل کہاں اقامت فرمائیں گے یہ حجۃ الوداع میں کہا تھا اور یونس نے حج کو ذکر نہیں کیا اور نہ ہی فتح کا زمانہ کہا تھا۔
(احادیث ۱۴۹۳ء کی شرح دیکھیں)

اسماء رجال

: ۱ء سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی ہیں اور ثمر جیل بن ایوب کے نواسے مشہور ہیں۔ ۲۳۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ ۲ء سعدان بن یحییٰ بن صالح کہا گیا ہے کہ اُن کا نام سعید ہے اور سعدان اُن کا لقب اور کنیت ابو یحییٰ ہے وہ کوفی لخمی ہیں۔ دمشق میں سکونت پذیر ہو گئے تھے ۳ء محمد بن ابی حفصہ بصری ہیں۔ ابوحفصہ کا نام میسرہ ہے۔ ان کی کنیت ابوسلمہ ہے وہ صدوق ہیں۔ نسائی نے ان کو ضعیف کہا ہے۔ بخاری میں ان کی صرف یہی ایک حدیث ہے اور دوسری حج میں ہے۔ اس میں ان کے ساتھ اور کو ذکر کیا ہے۔
۴ء محمد بن مسلم زہری کا حال بیان ہو چکا ہے ۵ء علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم آپ ۹۴ ہجری میں فوت ہوئے ۶ء عمرو بن عثمان بن عفان قرشی اُموی ہیں۔ ۷ء اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

۳۹۹۴ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ عنایت کی تو انشاء اللہ ہمارا مقام خیف ہوگا جہاں قریش نے کفر پہ قسمیں کھائی تھیں۔
(کفار مکہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بنی ہاشم اور بنی مطلب کو مکہ سے خیف کی طرف

marfat.com
Marfat.com

۳۹۹۶ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اُقْتُلُوْهُ قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا نُرٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا

نکالنے پر قسمیں کھائی تھیں اور اُنہوں نے ایک صحیفہ لکھ کر کعبہ شریف میں رکھ دیا تھا۔ یہ مشہور واقعہ ہے۔ حدیث ۱۴۹۴ء، ۱۴۹۵ء کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

۳۹۹۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت حُنین کا ارادہ کیا تو فرمایا ان شاء اللہ کل ہماری قیام گاہ خیف بنی کنانہ ہوگی جہاں کفار نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں"

۳۹۹۵ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام میں نزول کا ارادہ اس لئے کیا تاکہ پہلا حال یاد کرکے اللہ کے انعام کا شکر کریں جس نے عظیم فتح عطاء کی اور جن لوگوں نے آپ کو مکہ سے نکالنے میں ناپاک مساعی کی تھیں ان کی ناکیں خاک آلود کرکے مکہ میں داخل ہونے پر قادر کیا۔ اور آپ کے ساتھ زیادتی کرنے والوں سے درگزر کرنے میں مبالغہ فرمایا"

۳۹۹۶ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ کے سر مبارک پر خود تھا جب اس کو سر مبارک سے اُتارا تو ایک شخص نے آکر عرض کیا ابن خطل کعبہ کے پردوں میں چھپا بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو قتل کردو! مالک نے کہا اللہ بہت جانتا ہے جہاں تک ہمارا خیال ہے اس روز آپ مُحرِم نہ تھے۔

۳۹۹۶ — شرح : ابن خطل کا نام عبداللہ بن خطل ہے وہ مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوگیا تھا اور بلاوجہ اُس نے مسلمانوں کو قتل کیا تھا اس کی دو لونڈیاں تھیں جو گیت گایا کرتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی تھیں" محمد بن اسحاق نے کہا۔ ابن خطل کو سعید بن حُرَیث اور ابوبرزہ اسلمی دونوں نے قتل کیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم واجب القتل کو معاف نہیں کرتا (توضیح) علامہ عینی نے کہا جس وقت ابن خطل

marfat.com
Marfat.com

۳۹۹۷ ـــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِیْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ

۳۹۹۸ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کو قتل کیا گیا تھا، اتنا وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مکہ میں قتال جائز تھا۔ پھر قیامت تک حرم میں قتل حرام کر دیا گیا۔ لہٰذا توضیح میں مذکور استدلال صحیح نہیں۔ احمد نے عمرو بن شعیب کے ذریعہ روایت کی کہ یہ وقت فتح مکہ کی صبح سے عصر تک تھا۔ حدیث ۱۷۲۸، ۱۷۲۹ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۳۹۹۷ ـــ ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جبکہ بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ پتھر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی چھڑی سے ان کو مارنا شروع کیا اور فرمایا حق آیا باطل مٹ گیا حق آگیا اب باطل نہ ظاہر ہوگا اور نہ واپس آئے گا۔

۳۹۹۷ ـــ شرح : نُصُب سے مراد پتھر ہیں وہ اللہ کے سوا ان کی عبادت کے لئے وہاں نصب کئے گئے تھے۔ ابن شیبہ نے ابن یمینہ کی روایت میں نُصُب کا بدل صنم ذکر کیا ہے اور نَصُب سے پتھر بھی مراد ہو سکتے ہیں مشرک اُن پتھروں پر بتوں کی عبادت کے لئے جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھڑی سے تمام بُت گردنوں کے بل گر پڑے تھے۔ جبکہ وہ زمین میں گڑے ہوئے تھے اور ابلیس نے اُن کے قدم تانبے سے باندھے ہوئے تھے۔ آیت کریمہ میں باطل سے مراد بُت ہیں بعض نے کہا اس سے شیطان مراد ہے یہ بھی احتمال ہے کہ باطل سے مراد کافروں کا باطل دین مُراد ہے (تیسیر و عینی)

۳۹۹۸ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اَبٰى اَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الْاٰلِهَةُ فَاَمَرَ بِهَا فَاُخْرِجَتْ فَاُخْرِجَ صُوْرَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ فِيْ اَيْدِيْهِمَا مِنَ الْاَزْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ لَقَدْ عَلِمُوْا مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِيْ نَوَاحِي الْبَيْتِ وَخَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ دُخُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ

٣٩٩٩ـــ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ

مکہ مکرمہ تشریف لائے تو بیت اللہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا جبکہ اس میں بکثرت بُت تھے۔ آپ کے حکم کے مطابق بتوں کو باہر نکال دیا گیا اور ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی صورتیں باہر نکال دی گئیں جبکہ ان کے ہاتھوں میں تیر تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مشرکوں کو ہلاک کرے وہ جانتے ہیں کہ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے تیروں کے ساتھ کبھی تقسیم امور نہیں کی پھر بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اس کے کونوں میں تکبیر کہی پھر باہر تشریف لے آئے اور اس میں نماز نہیں پڑھی۔ معمر نے ایوب سے روائت کرنے میں عبدالصمد کی متابعت کی اور وُھَیْب نے کہا ایوب نے عکرمہ کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی۔

٣٩٩٨ ــــ شرح : بتوں کو مشرک الٰھہ کہتے تھے۔ اور ان کو اللہ کے شرکاء جانتے تھے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیت اللہ سے نکالنے کا حکم دیا۔ ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جبکہ آپ بطحاء وادی میں تھے کہ کعبہ میں جائیں اس میں جو بھی صورت اور تصویر ہو اس کو مٹا دیں اور جب تک صورتوں کو مٹایا نہیں گیا آپ بیت اللہ میں داخل نہ ہوئے۔ حضرت عمر فاروق نے بیت اللہ میں صورتوں کو نکالا تھا۔ (حدیث ع ۱۵۰۶ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

marfat.com
Marfat.com

مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُرْدِفًا اُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ وَّمَعَهٗ بِلَالٌ وَمَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتّٰى اَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَاْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّ بِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَمَكَثَ فِيْهِ نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا فَسَاَلَهٗ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَنَسِيْتُ اَنْ اَسْاَلَهٗ كَمْ صَلّٰى مِنْ سَجْدَةٍ

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ کے بالائی جانب سے مکہ میں داخل ہونا،

۳۹۸۸ — ترجمہ : لیث نے کہا مجھے یونس نے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے نافع نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اپنی سواری پر مکہ کی بالائی جانب سے داخل ہوئے جبکہ اُسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا اور بلال اور کعبہ کے حاجب عثمان بن طلحہ آپ کے ہمراہ تھے۔ حتی کہ مسجد میں اونٹنی کو بٹھا دیا اور عثمان بن طلحہ سے فرمایا کہ وہ بیت اللہ کی کنجی لائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ تھے۔ آپ بیت اللہ میں بہت دیر ٹھہرے رہے پھر باہر تشریف لائے تو لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور سب سے پہلے عبداللہ بن عمر داخل ہوئے تو بلال کو دروازے کے پیچھے کھڑے دیکھا تو اُن سے پوچھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی اُنھوں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی۔ عبداللہ نے کہا میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھی تھیں،،

(حدیث ۲۷۸۴ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

marfat.com
Marfat.com

۴۰۰۰ — حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَآءٍ اَلَّتِيْ بِاَعْلٰى مَكَّةَ تَابَعَهُ اَبُوْ اُسَامَةَ وَوُهَيْبٌ فِيْ كَدَآءٍ

۴۰۰۱ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ مِنْ كَدَآءٍ

بَابُ مَنْزِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ

۴۰۰۲ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ

۴۰۰۰ — ترجمہ : ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کُدَاء کی جانب سے داخل ہُوئے جو مکہ کی بالائی طرف ہے۔ حفص بن مَیسر کی ابو اُسامہ اور وھیب نے کُدَاء میں موافقت کی۔ (حدیث ۱۴۸۰-۱۴۸۱ کی شرح دیکھیں)

۴۰۰۱ — ترجمہ : ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ کی بالائی جانب کداء کی طرف سے داخل ہُوئے ،، (یہ حدیث مُرسَل ہے کیونکہ عروہ تابعی ہیں۔ انہوں نے ام المؤمنین کو ذکر نہیں کیا)

باب ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح مکہ میں اُترنے کی جگہ

۴۰۰۲ — ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے کہا ہم سے (ام ہانی کے سوا) کسی نے بیان نہیں کیا کہ اس نے نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّهُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا ثُمَّ صَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ قَالَتْ لَمْ أَرَهُ صَلَّى صَلٰوةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ

بَابٌ

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي

صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو۔ ام ہانی نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں اُن کے گھر میں غسل فرمایا پھر آٹھ رکعات نماز پڑھی ام ہانی نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے اس سے خفیف نماز پڑھی ہو لیکن آپ رکوع و سجود مکمل فرماتے تھے۔

۴۰۰۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۱۴۹۴ میں ابوہریرہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ہم خیف بنی کنانہ میں قیام کریں گے جہاں کفار نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں۔ خیف بنی کنانہ سے مراد محصب ہے۔ اور اس باب کی حدیث میں ہے کہ ام ہانی کے گھر اُترے اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ہانی کے گھر میں اقامت نہیں کی تھی۔ آپ نے وہاں صرف تھوڑے سے قیام میں غسل فرما کر نماز پڑھی تھی پھر وہاں تشریف لے گئے جہاں آپ کے لئے وادی شعب کے پاس خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ اور وہ وہی جگہ ہے جہاں قریش نے مسلمانوں کو محبوس کر رکھا تھا۔ واقدی نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ عطا کی تو ہمارا قیام وہاں ہوگا جہاں کفار نے کفر پر جمے رہنے کی قسمیں کھائی تھیں۔

(حدیث ۱۱۰۹ کی شرح دیکھیں)

باب — ۴۰۰۳ —

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع و سجود میں سبحانک اللھم ربنا

marfat.com
Marfat.com

٤٠٠٤ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ یُدْخِلُنِیْ مَعَ اَشْیَاخِ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا الْفَتٰی مَعَنَا وَلَنَا اَبْنَاءٌ مِثْلُهُ فَقَالَ اِنَّهُ مِمَّنْ قَدْ عَلِمْتُمْ قَالَ فَدَعَاهُمْ ذَاتَ یَوْمٍ وَدَعَانِیْ مَعَهُمْ قَالَ وَمَا رَاَیْتُهُ دَعَانِیْ یَوْمَئِذٍ اِلَّا لِیُرِیَهُمْ مِنِّیْ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا حَتّٰی خَتَمَ السُّوْرَةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ شَیْئًا فَقَالَ لِیْ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ اَكَذَاكَ تَقُوْلُ قُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُوْلُ قُلْتُ هُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ اللّٰهُ لَهٗ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَتْحُ مَكَّةَ فَذَاكَ عَلَامَةُ اَجَلِكَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا قَالَ عُمَرُ مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَعْلَمُ

وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ،، (حدیث ٧٦٢ کی شرح دیکھیں)

٤٠٠٤ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عمر فاروق مجھے بدر کے اشیاخ میں بٹھاتے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا آپ اس بچے کو ہمارے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں ؟ حالانکہ اس جیسے ہمارے بھی تو بیٹے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ان لوگوں میں سے ہے جس کی فضیلت تم جانتے ہو۔ ابن عباس نے کہا عمر فاروق نے ایک دن ان کو بلایا اور ان کے ساتھ مجھے بھی بلایا ابن عباس نے کہا۔ میں عمر فاروق پر یہ گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھے اس دن صرف اس لئے بلایا تھا کہ ان کو میری فضیلت دکھائیں ؛ چنانچہ انھوں نے کہا اس آیت کریمہ : اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ،، حتیٰ کہ ساری سورت ختم کی یہ کے متعلق تمہاری رائے کیا ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہماری مدد کی جائے اور ہمیں فتح عطا ہو تو ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے گناہوں کی معافی چاہیں۔ بعض نے کہا ہمیں معلوم نہیں بعض نے کچھ بھی نہ کہا عمر فاروق نے مجھے فرمایا اے ابن عباس کیا تم بھی اسی طرح کہتے ہو ؟ میں نے کہا جی نہیں ،، فرمایا تم کیا کہتے ہو ؟ میں نے کہا یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی مدت کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو

marfat.com
Marfat.com

۴۰۰۵ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِیْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِیْ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَایَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ اَنَّهٗ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ فَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ لَا يَحِلُّ لِاِمْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِیْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ

خبر دی ہے کہ جب اللہ کی مدد آجائے اور مکہ فتح ہو جائے یہ آپ کی وفات کی علامت ہے۔ آپ اللہ کی حمد کریں اور استغفار کریں بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ عمر فاروق نے کہا میں بھی اس آئت کریمہ سے وہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو۔

۴۰۰۴ ـــ شرح : اشیاخ بدر وہ حضرات مراد ہیں جو بدر کی جنگ میں شریک تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھنے والے شیخ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف تھے۔ انھوں نے حسد کرتے ہوئے نہیں کہا تھا بلکہ اس لئے کہا تھا کہ اُن کے بیٹے بھی اُن جیسے ہوں اس حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت ہے (حدیث ۳۲۹۳ کی شرح دیکھیں)

۴۰۰۵ ـــ ترجمہ : ابو شریح عدوی سے روایت ہے کہ اُنھوں نے عمرو بن سعید سے کہا جبکہ وہ مکہ میں لشکر بھیج رہا تھا کہ اے امیر مجھے اجازت ہو تو میں تم سے ایک حدیث بیان کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے اگلے روز فرمایا تھا۔ میرے کانوں نے وہ سُنا میرے دل نے محفوظ کیا اور میری آنکھوں نے آپ کو دیکھا جبکہ آپ نے کلام فرمایا آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا مکہ کو اللہ نے حرام کیا لوگوں نے اس کو حرام نہیں کیا کسی شخص کے لئے جائز نہیں جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے اور نہ ہی اس کے حرم میں درخت

marfat.com
Marfat.com

لِاَبِیْ شُرَیْحٍ مَاذَا قَالَ عَمْرٌو قَالَ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ یَا اَبَا شُرَیْحٍ اَنَّ الْحَرَمَ لَا یُعِیْذُ عَاصِیًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ

۴۰۰۶ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَیْثٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَیْعَ الْخَمْرِ

کاٹے۔ اگر کوئی اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتال اور جنگ کرنے سے رخصت ثابت کرے تو اسے کہہ دو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دے دی تھی۔ تم کو اجازت نہیں دی اور میرے لئے صرف دن کی ایک گھڑی میں لڑائی کی اجازت تھی پھر آج سے اس کی حرمت وہی ہوگئی ہے جیسے کل تھی چاہئے حاضر شخص غائب کو یہ خبر پہنچا دے۔ پھر ابوشریح سے کہا گیا آپ کو عمرو نے کیا جواب دیا تھا۔ ابوشریح نے کہا اس نے یہ کہا تھا۔ اے ابوشریح میں تم سے یہ زیادہ جانتا ہوں۔ مگر مکہ مکرمہ گنہگار کو نہ قتل کرکے بھاگ کر آنے والے کو اور نہ ہی فساد اور جنایت کرکے آنے والے کو پناہ دیتا ہے۔

۴۰۰۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام کیا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے اس کا جواب یہ ہے۔ لَمْ یُحَرِّمْهَا النَّاسُ، کا معنی یہ ہے کہ مکہ کی تحریم وحی کے ذریعہ ہے لوگوں نے اللہ کی اجازت کے بغیر اس کی تحریم پر اتفاق نہیں کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اسناد بطور مبلغ ہے، کیونکہ تمام احکام میں حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کا حکم لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ احادیث میں ثابت ہے کہ مکہ مکرمہ اس وقت سے حرام ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اس کا جواب یہ ہے کہ جب طوفانِ نوح علیہ السلام میں بیت اللہ کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا گیا تو اس کی حرمت ختم ہو چکی تھی۔ اور شریعت نَسِیَّہ مَنْسِیَّہ ہو گئی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام نے اسے زندہ کیا یا حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھا تھا جبکہ زمین و آسمانوں کو پیدا کیا کہ عنقریب ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ کو اللہ کے حکم سے حرام کریں گے۔

قولہ رُخِّصَ، یہ رخصت سے مشتق ہے اور رخصت کا مفہوم یہ ہے کہ محرم کے قائم ہونے ہوئے کوئی حکم عذر کے باعث ثابت ہو اس حدیث سے ان علماء نے استدلال کیا جو کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ غلبہ اور قہر سے فتح ہوا ہے۔ اس کی تفصیل حدیث ۳۹۱۱ میں گزری ہے۔ علاوہ ازیں حدیث ۱۰۳۴ کی شرح دیکھیں۔

۴۰۰۶ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مُقَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ

٤٠٠٧ــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ ح وَحَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا نَقْصُرُ الصَّلٰوةَ

٤٠٠٨ــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ ٤٠٠٩ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْشِهَابٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ تِسْعَ عَشْرَةَ نَقْصُرُ الصَّلٰوةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَنَحْنُ نَقْصُرُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَاِذَا زِدْنَا اَتْمَمْنَا

صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے سال یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ مکہ مکرمہ میں تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے شراب کی خرید و فروخت کو حرام کیا (حدیث ع ۲۰۹۶ کی شرح دیکھیں)

باب ــــ فتح مکہ کے زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ میں قیام کی جگہ

۴۰۰۷ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس دن اقامت کی اور نماز قصر کرتے رہے۔ (حدیث ع ۱۰۲۴ کی شرح دیکھیں)

۴۰۰۸ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں انیس روز

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ ابْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ عَامَ الْفَتْحِ

ٹھہرے اور دو دو رکعتیں پڑھتے تھے (حدیث ع ۱۰۲۳ کی شرح دیکھیں)

۴۰۰۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں انیس روز ٹھہرے اور نماز میں قصر کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم انیس روز قصر پڑھتے رہے۔ اگر ہم زیادہ ٹھہرتے تو نماز پوری پڑھتے (حدیث ع ۱۰۲۳ کی شرح دیکھیں)

باب

ترجمۃ الباب : لیث نے کہا مجھے یونس نے ابن شہاب سے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعَیر نے خبر دی ان کے چہرے پر فتح مکہ کے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ اقدس پھیرا تھا۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تاریخ صغیر اور الادب المفرد میں عبداللہ بن صالح کے ذریعے لیث سے موصول ذکر کیا ہے۔ لیث وہ ابن سعد ہیں اور حدیث و فقہ کے امام ہیں۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ لیث کے قول کا مقولہ کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے مقولہ مذکور نہیں کیونکہ عبداللہ بن ثعلبہ کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ فتح مکہ کے سال جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سَر اور چہرے پر دست اقدس پھیرا تھا۔

اسماء رجال : ع۱ یونس ابن یزید ایلی ہیں ع۲ ابن شہاب زُہری ع۳ عبداللہ ابن ثعلبہ بن صُعیر۔ اس ثعلبہ کو ابن ابی صُعیر بھی کہا جاتا ہے عبداللہ کی کنیت ابو محمد ہے۔ وہ ہجرت سے چار سال قبل پیدا ہُوئے اور ۸۹ ہجری میں ۹۳ برس کی عمر میں فوت ہُوئے کہا گیا ہے وہ ہجرت کے بعد پیدا ہُوئے وہ ابھی چار سال کے تھے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ فتح مکہ کے سال اس کو آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس کے سَر اور چہرہ پر دستِ اقدس پھیرا۔

ثعلبہ ، عبداللہ کا والد ہے۔ عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک اور ان کے بیٹے عبداللہ نے اُن سے روائت کی ہے۔ دارقطنی نے کہا عبداللہ اور ثعلبہ کو شرفِ صحبت حاصل ہے۔ زہری نے دونوں سے روائت کی ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

۴۰۱۰ — حَدَّثَنِی اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سُنَیْنٍ اَبِیْ جَمِیْلَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا وَنَحْنُ مَعَ ابْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ وَزَعَمَ اَبُوْ جَمِیْلَةَ اَنَّهٗ اَدْرَكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ مَعَهٗ عَامَ الْفَتْحِ

۴۰۱۱ — حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ لِیْ اَبُوْ قِلَابَةَ اَلَا تَلْقَاهُ فَتَسْاَلَهٗ قَالَ فَلَقِیْتُهٗ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ كُنَّا بِمَاءٍ مَمَرَّ النَّاسِ وَكَانَ یَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْاَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَیَقُوْلُوْنَ یَزْعَمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَهٗ اَوْحٰی اِلَیْهِ اَوْحَی اللّٰهُ كَذَا فَكُنْتُ اَحْفَظُ ذَاكَ الْكَلَامَ فَكَاَنَّمَا یُقَرَّاُ فِیْ صَدْرِیْ وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِاِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ یَقُوْلُوْنَ اُتْرُكُوْهُ وَقَوْمَهٗ فَاِنَّهٗ اِنْ ظَهَرَ عَلَیْهِمْ فَهُوَ نَبِیٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ اَهْلِ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِاِسْلَامِهِمْ

۴۰۱۰ — ترجمہ : زہری نے سُنَیْن سے روایت کی کہ سُنین ابوجمیلہ نے کہا ہمیں خبر دی جبکہ ہم ابن مسیب کے ساتھ تھے۔ زُہری نے کہا ابوجمیلہ نے کہا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے اور وہ آپ کے ساتھ فتح مکہ میں گئے تھے،،

(جمہور اصولیین نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاصر یعنی ہم زبان عادل یہ کہے کہ میں صحابی ہوں تو وہ اس میں سچا ہوتا ہے (کرمانی)

۴۰۱۱ — ترجمہ : ایوب نے ابوقلابہ سے اُنھوں نے عمرو بن سلمہ سے روایت کی کہ مجھے ابوقلابہ نے کہا کیا تم ابوسلمہ سے ملاقات نہیں کرتے ہو؟ تاکہ اُن سے اُن کے حالات دریافت کرو۔ ابوقلابہ نے کہا میں نے عمرو بن سلمہ سے ملاقات کی اور اُن سے پُوچھا تو انہوں نے کہا ہم ایک چشمہ پر رہتے تھے جو لوگوں کی گزرگاہ تھی۔ ہمارے پاس سے قافلے گزرتے تو ہم اُن سے پوچھتے لوگوں کا کیا حال ہے۔ لوگوں کا کیا حال ہے اور یہ شخص کون ہے؟ تو لوگ جواب دیتے کہ وہ شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسُول بھیجا ہے جس کی طرف وحی ہوتی ہے یا یہ کہا کہ اللہ نے اسے یہ وحی بھیجی ہے۔ تو میں اُن سے

marfat.com
Marfat.com

وَبَدَرَ اَبِیْ قَوْمِیْ بِاِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلٰوةَ كَذَا فِیْ حِيْنِ كَذَا وَصَلٰوةَ كَذَا فِیْ حِيْنِ كَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْثَرُكُمْ قُرْاٰنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَكْثَرَ قُرْاٰنًا مِنِّیْ لِمَا كُنْتُ اَتَلَقَّى مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُوْنِیْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَاَنَا ابْنُ سِتٍّ اَوْ سَبْعِ سِنِيْنَ وَ كَانَتْ عَلَیَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ اِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّیْ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِنَ الْحَیِّ اَلَا تُغَطُّوْنَ عَنَّا اِسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوْا لِیْ قَمِيْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَیْءٍ فَرَحِیْ بِذٰلِكَ الْقَمِيْصِ

وہ کلام یاد کرلیتا گویا کہ وہ میرے سینہ میں جم جاتا اور عرب اسلام قبول کرنے میں صرف فتح مکہ کے منتظر تھے اور کہتے تھے اس شخص کو اور اس کی قوم کو اپنے حال پر چھوڑو اگر وہ اہل مکہ پر غالب آگئے تو وہ یقیناً سچے نبی ہیں جب فتح مکہ کا واقعہ ہوا تو ہر قوم نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کرنا چاہی اور میرے والد نے اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے میں جلدی کی۔ جب وہ (مسلمان ہوکر) آئے تو کہا بخدا! میں سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر آیا ہوں۔ اُنھوں نے فرمایا ہے فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو۔ جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان کہے اور تم میں سے قرآن زیادہ پڑھنے والا تمہیں نماز پڑھائے۔ لوگوں نے دیکھا تو مجھ سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا کوئی نہ تھا۔ کیونکہ میں آنے والے قافلوں سے قرآن سیکھ لیتا تھا، تو لوگوں نے مجھے اپنا امام بنالیا۔ جبکہ میں چھ یا سات برس کا تھا۔ میرے اُوپر ایک چادر تھی جب میں سجدہ کرتا تو وہ مجھ سے اُٹھ کر اُوپر ہوجاتی (اور میری شرم گاہ ننگی ہوجاتی تھی) ہمارے قبیلہ کی ایک عورت نے کہا ہم سے اپنے قاری صاحب کے سرین ڈھانپو تو لوگوں نے میرے لئے کپڑا خریدا اور مجھے قمیص بنادی میں کسی شئ سے اتنا خوش نہ ہوا تھا جتنا اس قمیص سے خوش ہوا۔

۴۰۱۱ — شرح : عمرو بن سلمہ کے صحابی ہونے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ اس کا والد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد گیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر بن سلمہ اپنے والد کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ ابن مندہ نے حماد بن سلمہ کے

marfat.com
Marfat.com

۴۰۱۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْثُ
حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ
قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلَى اَخِيهِ سَعْدٍ اَنْ يَقْبِضَ ابْنَ وَلِيدَةِ
زَمْعَةَ وَقَالَ عُتْبَةُ اِنَّهُ ابْنِي فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ
فِي الْفَتْحِ اَخَذَ سَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ اِبْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَاَقْبَلَ بِهِ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَقْبَلَ مَعَهُ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ قَالَ سَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ هٰذَا
ابْنُ اَخِي عَهِدَ اِلَيَّ اَنَّهُ ابْنُهُ قَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا اَخِي هٰذَا
ابْنُ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى ابْنِ
وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَاِذَا اَشْبَهُ النَّاسِ بِعُتْبَةَ ابْنِ اَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

ذریعہ ایوب سے اسی اسناد کے ساتھ حدیث ذکر کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی حضور کی خدمت میں بطور وفد گئے تھے۔ اس حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ مفترض متنفل کی اقتداء کر سکتا ہے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ وہ لوگ چشمہ پر نماز پڑھتے تھے اور کسی حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر بچے کو امام بنایا ہو لہٰذا اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر حاصل نہیں۔ یہ صرف انہوں نے اپنے اجتہاد سے کیا تھا۔ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا جس بچے پر حدود واجب نہ ہو وہ نماز میں امام نہیں بن سکتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نابالغ بچہ امام نہ بنایا جائے۔

۴۰۱۲ ترجمہ : عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا اپنے قبضہ میں کر لے اور عتبہ نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ تشریف لائے تو سعد بن ابی وقاص نے زمعہ کی لونڈی کا بیٹا پکڑ کر اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور اُن کے ساتھ عبد بن زمعہ بھی آئے۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا یا رسول اللہ! [illegible]

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ هُوَ اَخُوْكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ مِنْ اَجْلِ اَنَّهٗ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ لِمَا رَاٰى مِنْ شَبَهِ عُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَصِيْحُ بِذٰلِكَ

۴۰۱۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ امْرَاَةً سَرَقَتْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَفَزِعَ قَوْمُهَا اِلٰى اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُوْنَهٗ قَالَ عُرْوَةُ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ اُسَامَةُ فِيْهَا تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُكَلِّمُنِيْ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ قَالَ اُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے۔ عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "یہ میرا بھائی ہے یہ زمعہ کا بیٹا ہے اس کے فراش پر پیدا ہوا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھا تو وہ عتبہ بن ابی وقاص سے بہت مشابہ تھا۔ تو آپ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ یہ بچہ تیرے لئے یہ تیرا بھائی ہے۔ کیونکہ وہ اس کے فراش پر پیدا ہوا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سودہ! اس بچہ سے پردہ کرنا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں عتبہ بن ابی وقاص کا مشابہت دیکھی تھی" ابن شہاب نے کہا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بچہ فراش والے کا ہے اور زانی محروم ہے۔ ابن شہاب نے کہا ابوہریرہ بلند آواز سے یہ کہتے تھے۔

(حدیث ۱۹۲۵ کی شرح میں اس حدیث کی تفصیل مذکور ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں یہ فیصلہ کیا تھا۔

۴۰۱۳ ترجمہ: عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ ایک عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں فتح مکہ میں جوری کی تو اس کی قوم کے

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ
فَاِنَّمَا اَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ
وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ
لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ
ذٰلِكَ وَتَزَوَّجَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَاْتِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَرْفَعُ حَاجَتَهَا
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۰۱۴ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ اَبِيْ
عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُجَاشِعٌ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَخِيْ بَعْدَ
الْفَتْحِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُكَ بِاَخِيْ لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ ذَهَبَ اَهْلُ الْهِجْرَةِ

لوگ گھبرا کر اُسامہ بن زید کے پاس آئے جبکہ وہ اُسامہ سے سفارش چاہتے تھے۔ عروہ نے کہا جب اُسامہ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم سے (اس بارے میں) کلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ انور متغیر ہوگیا اور فرمایا کیا تم مجھ سے اللہ کی حد میں کلام کرتے ہو۔ اسامہ نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! میرے لئے استغفار فرمائیں جب شام ہُوئی تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہُوئے اور اللہ تعالیٰ کی ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا اما بعد! تم سے پہلے لوگوں کو اس شئ نے ہلاک کیا کہ اگر اُن میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر اُن میں کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حدّ قائم کرتے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی جان ہے اگر..... چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس عورت کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا اس کے بعد اس عورت نے بہت اچھی توبہ کی اور نکاح کر لیا اس کے بعد وہ میرے پاس آتی تو میں اس کی حاجت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچاتی تھی (حدیث ۲۴۷۳ کی شرح دیکھیں)

۴۰۱۴ــــ ترجمہ: ابو عثمان نے کہا مجھ سے مجاشع نے بیان کیا کہ میں فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی

marfat.com
Marfat.com

بِمَا فِيهَا فَقُلْتُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ قَالَ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْإِيمَانِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيتُ أَبَا مَعْبَدٍ بَعْدُ وَكَانَ أَكْبَرَهُمَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ

۴۰۱۵ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ انْطَلَقْتُ بِأَبِي مَعْبَدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَايِعَهُ

کو ساتھ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے بھائی کو ساتھ لایا ہوں تاکہ آپ اس سے ہجرت پر بیعت لیں۔ آپ نے فرمایا ہجرت کرنے والے (مہاجرین) اس کی فضیلت پا گئے۔ میں نے عرض کیا آپ اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے۔ فرمایا میں اس سے اسلام، ایمان اور جہاد پر بیعت لوں گا۔ ابوعثمان نے کہا میں اس کے بعد ابومعبد مجاشع کے بھائی سے ملا۔ حالانکہ وہ ان دونوں میں سے بڑا تھا۔ اور اس سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا مجاشع نے سچ کہا ہے۔

۴۰۱۴ــــ شرح : اس حدیث میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو فتح مکہ کے بعد واقع ہوا۔ قولہ ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيهَا الخ "یعنی ہجرت مہاجرین پر ختم ہوگئی اور جس ہجرت میں فضیلت تھی وہ فتح مکہ سے قبل تھی اور فتح سے پہلے پہلے جس کی قسمت میں تھی اس کو اس کی فضیلت حاصل ہوگئی۔ اب صرف اس چیز پر بیعت لے جائے گی جو اسلام میں اہم ہیں وہ اسلام و ایمان پر قائم رہنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ قولہ فَلَقِيتُ مَعْبَدًا الخ لَقِيتُ کا فاعل ابوعثمان ہے جو اس حدیث کا راوی ہے یعنی ابوعثمان نے کہا میں مجاشع سے حدیث سننے کے بعد ابومعبد سے ملا جو مجاشع کے بڑے بھائی ہیں۔ قولہ فَسَأَلْتُهُ الخ یہ سائل بھی ابوعثمان ہے اس نے مجاشع کی حدیث کے متعلق پوچھا تھا جو اس سے سنی تھی۔ ابومعبد نے کہا مجاشع نے سچ کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ ابوعثمان نے مجاشع دونوں بھائیوں سے روایت کی ہے (یعنی وفتح) ابومعبد کا نام مجالد ہے۔

اسماء رجال : زبیر ابن معاویہ ہے اور عاصم ابن سلیمان ہے۔ ابوعثمان کا نام عبدالرحمٰن بن سہل نہدی ہے۔ اور مجاشع کا والد مسعود بن فعلبہ ابن وہب سلمی ہے۔ وہ جمل کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے۔ ابومعبد مجالد صحابی ہے۔ وہ فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی کے بعد مسلمان ہوئے وہ بھی جنگ جمل میں شہید ہوگئے تھے (حدیث ۲۵۹۲ کی شرح دیکھیں)

۴۰۱۵ــــ ترجمہ : ابوعثمان نہدی نے مجاشع بن مسعود سے روایت کی کہ اپنے بھائی

marfat.com
Marfat.com

عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِاَهْلِهَا اُبَايِعُهُ عَلَى الْاِسْلَامِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيْتُ اَبَا مَعْبَدٍ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ اَنَّهُ جَآءَ بِاَخِيْهِ مُجَالِدٍ

۴۰۱۶ ـــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لِاِبْنِ عُمَرَ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُهَاجِرَ اِلَى الشَّامِ قَالَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ فَانْطَلِقْ فَاعْرِضْ نَفْسَكَ فَاِنْ وَجَدْتَ شَيْئًا وَاِلَّا رَجَعْتَ وَقَالَ النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قُلْتُ لِاِبْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ وَبَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ۴۰۱۷ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ اِبْنُ يَزِيْدَ قَالَ

ابو معبد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گیا تاکہ اس کی ہجرت پر بیعت لیں۔ آپ نے فرمایا اہلِ ہجرت اس کی فضیلت حاصل کر گئے۔ میں اس کی اسلام اور جہاد پر بیعت لیتا ہوں۔ پھر میں ابو معبد سے ملا اور اس سے پوچھا تو اُس نے کہا مجاشع نے سچ کہا ہے اور خالد نے ابو عثمان کے ذریعہ مجاشع سے روائت کی کہ وہ اپنے بھائی مجالد کو لے کر آئے۔

۴۰۱۶ ـــ ترجمہ : مجاہد سے روائت ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں شام کی طرف ہجرت کر جاؤں۔ اُنھوں نے کہا ہجرت ختم ہے لیکن جہاد باقی ہے۔ جاؤ اپنے آپ کو دیکھو اور سوچو اگر اپنے آپکو جہاد کے قابل پاتے ہو تو فبہا ورنہ یہ خیال چھوڑ دو "، نضر نے کہا ہمیں شعبہ نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہمیں ابو بشر نے خبر دی کہ میں نے مجاہد سے سُنا کہ انہوں نے کہا میں نے ابن عمر سے کہا تو اُنھوں نے کہا آج ہجرت ختم ہے یا کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہجرت نہیں۔

۴۰۱۷ ـــ ترجمہ : مجاہد بن جبر بن مکی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہے یا کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہجرت ختم ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْعَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِيْ لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرِ الْمَكِّيِّ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ ۴۰۱۸ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ فَسَاَلَهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُ يَفِرُّ اَحَدُهُمْ بِدِيْنِهٖ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَخَافَةَ اَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ اَظْهَرَ الْاِسْلَامَ فَالْمُؤْمِنُ يَعْبُدُ رَبَّهٗ حَيْثُ شَاءَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ

۴۰۱۸ — ترجمہ : عطاء بن ابی رباح نے کہا میں عبید بن عمیر کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے ام المؤمنین سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا آج کے دن ہجرت ختم ہوگئی ہے۔ مؤمن اپنے دین کی حفاظت کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگتا تھا کیونکہ اسے فتنہ میں پڑنے کا خوف تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور مومن جہاں چاہے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے، لیکن اب جہاد اور نیت باقی ہے۔

۴۰۱۷ — ۴۰۱۸ — شرح : یہ دونوں حدیثیں سند میں متفق ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلی حدیث میں اوزاعی عبدہ سے وہ مجاہد سے روایت کرتے ہیں اور اس حدیث میں اوزاعی عطاء سے روایت کرتے ہیں۔ اور پہلی حدیث میں لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ ہے اور اس حدیث میں لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ ،، ہے دونوں کا معنی واحد ہے۔ یعنی شروع میں اسلام مغلوب تھا اس لئے لوگ فتنہ کے ڈر سے اپنے دین کی حفاظت کے لئے ہجرت کرتے تھے اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کیا مذکور خطرات ختم ہوگئے ہیں۔ اس لئے اب کافروں سے اللہ کی راہ میں جہاد اور ہجرت میں نیت کا ثواب ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۰۱۹ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهِیَ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِیْ وَلَمْ تَحِلَّ لِیْ قَطُّ اِلَّا سَاعَةً مِنَ الدَّهْرِ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَوْكُهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِلَّا الْاِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْهُ لِلْقَيْنِ وَالْبُيُوْتِ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهٗ حَلَالٌ وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِ هٰذَا اَوْ نَحْوِ هٰذَا رَوَاهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۰۱۹ — ترجمہ : مجاہد سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس دن مکہ کو حرام کیا یہ اللہ کے حرام کرنے سے قیامت تک حرام ہے مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا اور میرے لئے بھی تھوڑی دیر کے لئے حلال ہوا۔ اس کا شکار بھگایا نہ جائے، اس کا کانٹا اکھیڑا نہ جائے، اس کا گھاس کاٹا نہ جائے اور نہ ہی اس میں گم ہوئی چیز اٹھائی جائے مگر وہ شخص اٹھائے جو اس کا لوگوں میں اعلان کرے حضرت عباس بن عبد المطلب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سوائے گھاس کے (گھاس کی اجازت فرمائیں) کیونکہ لوہاروں اور گھروں میں اس کی ضرورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر فرمایا لیکن گھاس وہ تمہارے لئے حلال ہے۔

۴۰۱۹ — شرح : یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ اس کا راوی مجاہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، حالانکہ وہ تابعی ہیں۔ مثل اور نحو حقیقۃً متحد ہیں اور نحو عام ہے کہا گیا ہے کہ یہ دونوں مترادف ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

باب قول اللہ تعالٰی وَیَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْکُمْ شَیْئًا وَّضَاقَتْ عَلَیْکُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ الٰی قولہ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور حنین کے دِن جب تم اپنی کثرت پر اِترا گئے تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے پھر اللہ نے اپنی تسکین اُتاری اپنے رسُول پر اور مسلمانوں پر اور وہ لشکر اتارے جو تم نے دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ دے گا اور اللہ بخشنے والا ہے۔"

"حُنَیْن"

مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان مکہ سے چند میل دُور عرفات کی طرف ایک وادی ہے۔ حُنین دراصل ایک شخص کا نام ہے اس کے نام سے یہ وادی موسوم ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شوال کے چند روز گزر جانے کے بعد مکہ مکرمہ سے لشکر لے کر نکلے۔ جبکہ آپ کو یہ خبر پہنچی کہ مالک بن عوف نے ہوازن اور ثقیف کے قبائل تقریباً چار ہزار کی تعداد میں جمع کئے ہیں۔ چونکہ مسلمان بارہ ہزار تھے۔ اس لئے ایک مسلمان نے کہا آج یہ قبائل ہم پر غلبہ نہیں کر سکتے۔ اس کی یہ بات سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئی کیونکہ تعداد کی کثرت پر فتح و نصرت موقوف نہیں نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مدد کی اور ہوازن کو شکست فاش ہوئی۔" یہ آٹھ ہجری کا واقعہ ہے۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ سے فارغ ہوئے اور اس کے جملہ امور منظم کر لئے جبکہ اکثر اہل مکہ مسلمان ہو گئے تھے تو مذکور دشمن کے حملہ کی خبر پہنچی اور مکہ اور طائف کے درمیان مقام حنین میں صبح کے اندھیرے میں یہ واقعہ ہوا مسلمان اس وادی میں آئے ہی تھے کہ اس میں چھپے ہوئے ہوازن نے اچانک تیروں کی بوچھاڑ کر دی جبکہ مسلمان اس سے غافل تھے۔ ان کے زبردست اچانک حملہ سے مسلمانوں کے لئے راہِ فرار کے سوا کوئی چارہ نہ تھا لیکن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ جنگ

marfat.com
Marfat.com

میں ثابت قدم رہے جبکہ آپ خچر پہ سوار دشمنوں کی طرف تیزی سے جا رہے اور حضرت عباس دائیں رکاب اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بائیں رکاب کو پکڑے ہوئے تھے تاکہ آپ زیادہ تیز رفتار نہ ہو جائیں آپ فرما رہے تھے مسلمانو! میری طرف آؤ میں اللہ کا رسول ہوں اور فرمایا : أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ؛ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ،، تقریباً اسی یا سو صحابہ کرام جن میں ابوبکر، عمر، عباس، علی، فضل بن عباس، ابوسفیان بن حارث ایمن بن اُمّ ایمن، اسامہ بن زید اور دیگر اصحاب شامل ہیں آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز بہت بلند تھی آپ نے اُن سے فرمایا کہ اصحاب شجرہ جنہوں نے درخت تلے آپ سے بیعت کی تھی کو آوازیں دیں کہ وہ میری طرف آئیں؛ چنانچہ لبیک لبیک کہتے ہوئے چند لوگ آپ کی طرف آئے آپ نے انہیں حکم دیا کہ حملہ کر دو اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنے کے بعد مشت خاک ہاتھ میں لی اور اللہ سے مدد مانگی اور فرمایا اے اللہ میرے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کر پھر آپ نے دشمن کی طرف وہ مٹی پھینکی تو اُن میں سے ہر ایک کی آنکھ اور منہ مٹی سے بھر گئے اور وہ شکست خوردہ بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے کچھ کو قید کر لیا اور کچھ قتل کر دیئے پھر تمام قیدی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر کئے گئے۔ مسند امام احمد میں یعلیٰ بن عطاء کی حدیث میں ہے انہوں نے بیان کیا کہ مجھے قبیلہ ہوازن کے لوگوں نے خبر دی کہ ہمارے آباؤ اجداد نے کہا غزوۂ حنین میں ہماری آنکھیں اور منہ مٹی سے بھر گئے اور ہم نے زمین و آسمان کے درمیان زنجیروں کی سی آوازیں سُنیں جیسے لوہے کو طبق پر پھیرا جائے تو آواز نکلتی ہے۔ محمد بن اسحاق نے اپنے اسناد کے ساتھ جُبَیر بن مُطعِم سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا میں غزوۂ حُنین میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جبکہ لوگ لڑائی میں مشغول تھے۔ اچانک میں نے چھوٹی چھوٹی سیاہ چیزیں آسمانوں سے گرتی دیکھیں میرے دیکھتے دیکھتے ساری وادی اُن سے بھر گئی اور آن کی آن میں دشمن شکست خوردہ بھاگ نکلے یقیناً وہ فرشتے تھے جن کی تعداد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قول کے مطابق آٹھ ہزار بھی کہا گیا ہے کہ سولہ ہزار بھی اور انہوں نے سرخ عمامے سروں پہ باندھے ہوئے تھے۔ چونکہ اُن کے ہمراہ ان کی اولاد، عورتیں اور جانور بھی تھے اس لئے ان میں سے چھ ہزار کو قید کر لیا گیا اور چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور سولہ لاکھ درہم مال غنیمت پر قبضہ کیا۔ یہی کافروں کی سزا ہے کہ ان کو قتل کیا جائے اور زندوں کو قید کر لیا جائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو توبہ کی توفیق دی اور جو بچے تھے وہ سب مسلمان ہو کر بیس روز بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آپ مکہ کے قریب جعرانہ میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے اپنی اولاد اور مال واپس لینے چاہے تو آپ نے فرمایا قیدی واپس لے سکتے ہو یا اپنے مال لے سکتے ہو دونوں میں سے جو چاہو اختیار کر لو اُنھوں نے قیدیوں کو اختیار کر لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے مال حضرات صحابہ کرام میں تقسیم کر دیئے اور مکہ مکرمہ کے نومسلم لوگوں کو زائد مال دیئے تاکہ ان کے دل اسلام میں مضبوط ہو جائیں چنانچہ ہر ایک کو سو سو اونٹ دیئے ان میں سے مالک بن عوف بن سعد کو بھی ایک سو اونٹ دیا۔ وہ حنین کی جنگ میں کافر تھا اور شکست کے بعد طائف چلا گیا تھا جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

۴۰۲۰ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ رَاَيْتُ بِيَدِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی ضَرْبَةً قَالَ ضُرِبْتُهَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قُلْتُ شَهِدْتَ حُنَيْنًا قَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اسلام قبول کرے تو میں اس کے اہل و اولاد اور اس کا سارا مال واپس کر دوں گا جب مالک بن عوف کو یہ خبر پہنچی تو وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ جعرانہ سے باہر جا چکے تھے اور اسلام قبول کر لیا آپ نے اس کو سو اونٹ دیئے جیسے مؤلفۃ القلوب کو سو سو اونٹ دیئے تھے وہ پکا مسلمان ثابت ہوا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مداح اور ثنا خواں بن گیا وہ اپنے اشعار میں کہا کرتا تھا۔ میں نے ساری مخلوق میں "محمد"، صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کوئی شخص نہیں دیکھا (عینی باختصار)

۴۰۲۰ ـــ ترجمہ : یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ ہمیں اسماعیل نے خبر دی کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ کے ہاتھ پر تلوار کا زخم دیکھا انھوں نے کہا غزوۂ حنین میں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ زخم ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ تم غزوہ حنین میں موجود تھے کہا میں اس سے پہلے غزوات میں بھی حاضر ہوتا رہا ہوں۔

۴۰۲۰ ـــ شرح : یعنی میں اس سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں بھی حاضر تھا۔ انھوں نے شجرہ (کیکر کا درخت) کے نیچے بیعت کی تھی وہ چھیاسی ہجری کو کوفہ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو پایا تھا اور ان کو دیکھا تھا۔ صحیح تر بات یہ ہے کہ آپ کی ولادت اسی ہجری میں ہوئی لہٰذا عبداللہ بن اوفیٰ کی وفات کے وقت حضرت امام ابو حنیفہ کی عمر چھ برس تھی۔ ایک قول کے مطابق امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ستر ہجری میں ہوئی لہٰذا اس وقت آپ کی عمر سولہ برس ہوتی ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کوفہ میں ہوں اور سولہ سال کی عمر ہوتے ہوئے امام ابو حنیفہ ان کو نہ دیکھیں (عینی)

marfat.com
Marfat.com

۴۰۲۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا عُمَارَةَ اَتَوَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ اَمَّا اَنَا فَاَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ لَمْ يُوَلِّ وَلٰكِنْ عَجِلَ سَرْعَانُ الْقَوْمِ فَرَشَقَتْهُمْ هَوَازِنُ وَ اَبُوْسُفْيٰنُ بْنُ الْحَارِثِ اَخَذَ بِرَاسِ بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ يَقُوْلُ : اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ : اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ۴۰۲۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قِيْلَ لِلْبَرَاءِ وَاَنَا اَسْمَعُ اَوَلَّيْتُمْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ اَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا كَانُوْا رُمَاةً فَقَالَ : اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ : اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

۴۰۲۱ — ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سُنا جبکہ اُس کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا اے اباعمارہ کیا تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے۔ اُنھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر گواہی دیتا ہوں کہ آپ نہیں بھاگے تھے۔ لیکن قوم میں سے جلد باز لوگوں نے جلدی کی تو ان کو ہوازن نے ان پر تیر اندازی شروع کی۔ ابوسفیان بن حارث آپ کے سفید خچر کا سر پکڑے ہوئے تھے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ،، میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ،، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں ،،

۴۰۲۲ — ترجمہ : ابواسحاق سے روایت ہے کہ براء بن عازب سے کہا گیا اور میں سُن رہا تھا۔ کیا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے دن بھاگ گئے تھے۔ اُنھوں نے کہا بہرحال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے تھے۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ سخت تیر انداز تھے اور آپ یہ فرما رہے تھے ،، میں اللہ کا نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

۴۰۲۳ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ مِنْ قَیْسٍ اَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ فَقَالَ لٰکِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَفِرَّ کَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً وَاِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَیْهِمُ انْکَشَفُوْا فَاَکْبَبْنَا عَلَی الْغَنَائِمِ فَاسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ وَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَغْلَتِهِ الْبَیْضَاءِ وَاِنَّ اَبَا سُفْیَانَ اٰخِذٌ بِزِمَامِهَا وَهُوَ یَقُوْلُ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ ۚ قَالَ اِسْرَائِیْلُ وَزُهَیْرٌ نَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَغْلَتِهٖ —

ترجمہ : شعبہ نے ابواسحاق سے بیان کیا کہ انہوں نے براء بن عازب سے سنا۔ اس حال میں کہ قبیلہ قیس کے ایک شخص نے ان سے پوچھا کیا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر حنین کے دن بھاگ گئے تھے؟ براء بن عازب نے کہا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے تھے۔ دراصل ہوازن کے لوگ سخت تیر انداز تھے۔ جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے اور ہم غنیمت کے مال جمع کرنے لگے تو ہمیں سامنے سے تیر مارے گئے اور میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید خچر پر دیکھا جبکہ ابوسفیان بن حارث اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ اور آپ فرما رہے تھے۔ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ (میں اللہ کا نبی ہوں اس میں کذب نہیں) اسرائیل اور زھیر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر سے اتر آئے۔

شرح ۴۰۲۱ تا ۴۰۲۳ —

مسلم کی روایت میں ہے کہ جب مسلمان پشت پھیر کر بھاگ گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خچر کفار کی طرف دوڑایا۔ حضرت عباس نے کہا میں نے اس کی لگام زور سے پکڑی تھی تاکہ تیزی سے دشمن کی صفوں میں نہ گھسنے پائے لیکن یہ روایت اس حدیث کے منافی نہیں، کیونکہ ابوسفیان اور عباس باری باری لگام پکڑتے تھے یا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی طرف جانے کا عزم کیا تھا اس وقت دونوں نے لگام پکڑی ہوئی تھی۔ اور حضور فرماتے تھے میں اللہ کا رسول ہوں اس نے میری مدد کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ حدیث ۴۰۲۳ کا مفہوم یہ ہے کہ سائل نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے جمع کے صیغہ سے

marfat.com
Marfat.com

۴۰۲۴ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي لَيْثٌ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ وَزَعَمَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعِي مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ وَكَانَ انْظَرَهُمْ

پوچھا اس سے یہ وہم ہوتا تھا کہ بھاگنے والوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل تھے۔ اس لئے حضرت براء نے تصریح کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے تھے۔ قاضی عیاض نے شفا شریف میں ابن مرابط مالکی سے روایت کی کہ منقول ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھاگ گئے تھے اس پر توبہ کرنا واجب ہے اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کر دینا چاہیئے کیونکہ یہ بات کرنا دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی بکنا ہے اور احناف کا مختار مذہب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی بکنے والے کو قتل کر دینا چاہیئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگے۔ اس پر اہل علم کا اتفاق ہے اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انہزام کا اعتقاد کرنا جائز نہیں۔

مسلم نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی کہ جب کافروں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھیراؤ کر لیا تو آپ خچر سے اترے اور مٹی کی مٹھی لے کر ان کی طرف پھینکی تو وہ سارے شکست خوردہ بھاگ گئے۔ (حدیث ۲۶۶۵ کی شرح دیکھیں)

۴۰۲۴ — ترجمہ : محمد بن شہاب نے کہا عروہ بن زبیر نے کہا مروان بن حکم اور مسور ابن مخرمہ نے انہیں خبر دی کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر آیا اور آپ سے سوال عرض کیا کہ ان کے مال اور قیدی ان کو واپس کر دیئے جائیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا میرے پاس صحابہ ہیں جنہیں تم دیکھ

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِضْعَ عَشْرَۃَ لَیْلَۃً حِیْنَ قَفَلَ مِنَ
الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَیْرُ رَادٍّ
اِلَیْہِمْ اِلَّا اِحْدٰی الطَّآئِفَتَیْنِ قَالُوْا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْیَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمُسْلِمِیْنَ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا
بَعْدُ فَاِنَّ اِخْوَانَکُمْ قَدْ جَآءُوْنَا تَآئِبِیْنَ وَاِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَیْھِمْ
سَبْیَھُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یُّطَیِّبَ ذٰلِکَ فَلْیَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ
اَنْ یَکُوْنَ عَلٰی حَظِّہٖ حَتّٰی نُعْطِیَہٗ اِیَّاہُ مِنْ اَوَّلِ مَا یُفِیْٓءُ اللّٰہُ عَلَیْنَا فَلْیَفْعَلْ
فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَیَّبْنَا ذٰلِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِنَّا لَا نَدْرِیْ مَنْ اَذِنَ مِنْکُمْ فِیْ ذٰلِکَ مِمَّنْ لَمْ یَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰی یَرْفَعَ اِلَیْنَا
عُرَفَاؤُکُمْ اَمْرَکُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَکَلَّمَھُمْ عُرَفَاؤُھُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلٰی
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْہُ اَنَّھُمْ قَدْ طَیَّبُوْا وَاَذِنُوْا ھٰذَا
الَّذِیْ بَلَغَنِیْ عَنْ سَبْیِ ھَوَازِنَ

دیکھ رہے ہو۔ اور مجھے سچی بات پسند ہے تم دو میں سے ایک شئ اختیار کر لو یا تو قیدی لے لو یا مال واپس لے جاؤ۔ میں نے تمہارا انتظار کیا (اور مال تقسیم نہ کیا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے واپس آئے تھے تو ان کا دس دن سے زائد دن انتظار کیا تھا۔ جب ان کو یہ بات واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو صرف ایک شئ واپس کریں گے تو انھوں نے کہا ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا اما بعد! تمہارے بھائی تائب ہو کر ہمارے پاس آئے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ میں ان کے قیدی انہیں واپس کر دوں لہٰذا تم میں سے جو کوئی خوشی سے یہ کرے تو وہ ضرور قیدی واپس کرے اور تم میں سے جو کوئی پسند کرے کہ وہ اپنے حصہ پر قائم رہے۔ حتی کہ ہم اس کو پہلی فئی کے مال سے عطاء کریں تو وہ بھی کرے

marfat.com
Marfat.com

۴۰۲۵ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ سَاَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِعْتِكَافٌ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَفَائِهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَاهُ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ وَحَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(قیدی واپس کردے) سب لوگوں نے کہا یارسول اللہ! ہم نے بخوشی قیدی آزاد کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کس نے اس کی اجازت دی ہے اور کس نے اجازت نہیں دی تم سب اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ حتیٰ کہ تمہارے سردار تمہاری رائے ہم تک پہنچائیں۔ پس سب لوگ چلے گئے اور ان کے نمبرداروں نے ان سے بات چیت کی پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لوگوں کی رائے آپ سے عرض کی کہ وہ خوش ہیں اور انہوں نے (قیدی آزاد کرنے کی) اجازت دے دی ہے۔ یہ واقعہ ہے جو مجھے قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کے متعلق پہنچا ہے۔

۴۰۲۴ — شرح : قولہ وزعم عروۃ کا عطف حدیبیہ میں مذکور واقعہ پر ہے۔ مَنُّ تَرَوْن کا معنی ہے۔ میرے پاس صحابہ ہیں جنہیں تم دیکھ رہے ہو

ایک روائت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارا انتظار کیا اور قیدیوں کی تقسیم میں تاخیر کی تاکہ تم پہنچ جاؤ؛ لیکن تم نے تاخیر کر دی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوازن کے قیدی تقسیم کئے بغیر طائف کی طرف چلے گئے تھے اور اُن کا محاصرہ کیا پھر وہاں سے جعرانہ تشریف لے آئے اور وہاں ہوازن کا مالِ غنیمت تقسیم کیا۔ اس کے بعد ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر آیا تھا۔ عرفاء عریف کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے کسی قوم کا سربراہ" (حدیث ۲۱۶۰ کی شرح دیکھیں)

۴۰۲۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے اُنھوں نے کہا جب ہم غزوہ حنین سے واپس آئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کے متعلق سوال عرض کیا جو اُنہوں نے زمانۂ جاہلیت میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۴۰۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى ابْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ ابْنِ كَثِيْرِ بْنِ اَفْلَحَ عَنْ اَبِىْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰى اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَضَرَبْتُهٗ مِنْ وَّرَآئِهٖ عَلٰى حَبْلِ عَاتِقِهٖ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَاَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِيْ ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَاَرْسَلَنِيْ فَلَحِقْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ اَمْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ رَجَعُوْا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهٗ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهٗ سَلَبُهٗ فَقُلْتُ

نے نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔ بعض نے کہا کہ حماد نے ایوب سے اُنھوں نے نافع سے اُنھوں نے ابن عمر سے روایت کی اور جریر بن حازم اور حماد بن سلمہ نے ایوب، نافع اور ابن عمر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی (حدیث ۱۹۰۶ کی شرح دیکھیں)۔

قولہ وَقَالَ بعضهم الخ بعض سے مراد احمد بن عبدہ ضبی ہیں۔ اور حماد زید کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد حماد بن سلمہ کی روایت اس کے سیاق کے خلاف ہے۔ اسماعیل نے اس کو موصول ذکر کیا ہے۔ اُنہوں نے قاسم بن زکریاد، احمد بن عبدہ، حماد بن زید، ایوب، نافع انہوں نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جاہلیت میں ایک دن اعتکاف کی نذر مانی تھی۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ نذر پوری کریں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر فاروق کو فرمانا کہ وہ نذر پوری کریں بطور استحباب ہے کیونکہ جاہلیت میں حضرت عمر فاروق مسلمان نہ تھے اور کافر کی نیت کا اعتبار نہیں اس لئے ان پر جاہلیت کے زمانہ میں مانی ہوئی نذر کو پورا کرنا واجب نہ تھا۔

اس حدیث کو جریر بن حازم اور حماد بن سلمہ نے ایوب، نافع، ابن عمر کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔ مسلم نے یہ روایت موصول ذکر کی انہوں نے بروایت ابن وہب، جریر بن حازم ذکر کیا کہ نافع نے اُن سے بیان کیا کہ انہیں عبداللہ بن عمر نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس جعرانہ میں آئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نذر کے بارے میں

۴۰۲۶ — ترجمہ: ابوقتادہ کے آزاد کردہ غلام ابومحمد نے ابوقتادہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا ہم

marfat.com
Marfat.com

مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ
مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ثُمَّ قُمْتُ فَقَالَ
مَالَكَ يَا اَبَا قَتَادَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِي فَاَرْضِهِ مِنِّي
فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لَاهَا اللّٰهِ اِذًا لَا يَعْمِدُ اِلٰى اَسَدٍ مِنْ اُسُدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهِ فَيُعْطِيْكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَاَعْطِهِ
فَاَعْطَانِيْهِ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَاِنَّهُ لَاَوَّلُ مَالٍ تَاَثَّلْتُهُ فِي الْاِسْلَامِ
وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ اَفْلَحَ عَنْ اَبِي مُحَمَّدٍ

غزوۂ حُنین کے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب ہمارا مقابلہ ہُوا تو میں نے مسلمانوں میں تفرق و انتشار دیکھا میں نے ایک مشرک کو دیکھا کہ وہ ایک مسلمان پر غلبہ کئے ہُوئے ہے تو میں نے اس کے پیچھے ہو کر اس کے کندھے پر تلوار ماری اور اس کی زرہ کاٹ دی وہ میری طرف پلٹ آیا اور مجھے اتنے زور سے دبایا کہ اس کے دباؤ سے میں نے موت کی سختی پائی پھر اس کو موت نے پالیا (وہ مرگیا) اور مجھے چھوڑ دیا میں میں عمر فاروق سے ملا اور کہا لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ منتشر ہو رہے ہیں انہوں نے کہا جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے (اللہ نے ایسا ہی چاہا ہے) پھر لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے جبکہ آپ بیٹھے ہُوئے تھے تو آپ نے فرمایا جس نے کسی کو قتل کیا ہے اور اس کے پاس گواہ ہے تو اس کو مقتول کا سامان ملے گا۔ میں نے کہا میرے لئے کون گواہی دے گا پھر میں بیٹھ گیا۔ ابو قتادہ نے کہا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا تو میں کھڑا ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا قتادہ تیرا حال کیا ہے؟ میں نے آپ کو بتایا تو ایک شخص نے کہا (یا رسول اللہ) ابو قتادہ نے سچ کہا ہے اس کے مقتول کا سامان میرے پاس ہے۔ آپ اس کو میری طرف سے خوش کر دیں (اور سامان میرے پاس رہے) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا نخدا! ایسا نہیں ہوگا۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے شیروں میں سے شیر کا قصد نہیں کریں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے قتال کرے کہ اس کے مقتول کا سامان تجھے دے دیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر نے سچ کہا ہے۔ اس کا سامان اسے دے دو تو اس شخص نے وہ سامان مجھے دے دیا میں نے اس سے بنی سلمہ میں باغ خرید کیا اور وہ پہلا مال ہے جو میں نے اسلام میں جمع کیا۔

marfat.com
Marfat.com

مَوْلٰی اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنٍ نَظَرْتُ اِلٰى رَجُلٍ
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُقَاتِلُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَاٰخَرُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَخْتِلُهٗ مِنْ
وَرَائِهٖ لِيَقْتُلَهٗ فَاَسْرَعْتُ اِلَى الَّذِیْ يَخْتِلُهٗ فَرَفَعَ يَدَهٗ لِيَضْرِبَنِیْ وَاَضْرِبُ
يَدَهٗ فَقَطَعْتُهَا ثُمَّ اَخَذَنِیْ فَضَمَّنِیْ ضَمًّا شَدِيْدًا حَتّٰى تَخَوَّفْتُ ثُمَّ تَرَكَ
فَتَحَلَّلَ وَدَفَعْتُهٗ ثُمَّ قَتَلْتُهٗ وَانْهَزَمَ الْمُسْلِمُوْنَ وَانْهَزَمْتُ مَعَهُمْ فَاِذَا
بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِی النَّاسِ فَقُلْتُ لَهٗ مَا شَاْنُ النَّاسِ قَالَ اَمْرُ اللّٰهِ ثُمَّ
تَرَاجَعَ النَّاسُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَقَامَ بَيِّنَةً عَلٰى قَتِيْلٍ قَتَلَهٗ فَلَهٗ سَلَبُهٗ فَقُمْتُ لِاَلْتَمِسَ بَيِّنَةً
عَلٰى قَتِيْلِیْ فَلَمْ اَرَ اَحَدًا يَشْهَدُ لِیْ فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِیْ فَذَكَرْتُ اَمْرَهٗ
لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهٖ سَلَبُ هٰذَا الْقَتِيْلِ

لیث نے کہا مجھے یحییٰ بن سعید نے عمر بن کثیر بن افلح کے ذریعہ ابوقتادہ کے مولیٰ ابو محمد سے خبر دی کہ ابوقتادہ نے کہا جب حنین کی جنگ ہو رہی تھی میں نے ایک مسلمان کو دیکھا جو ایک مشرک سے لڑ رہا تھا اور دوسرا مشرک اس کے پیچھے سے تاک لگا رہا تھا تاکہ وہ مسلمان کو قتل کر دے میں جلدی سے تاک لگانے والے کی طرف گیا تو مجھے مارنے کے لئے اپنا ہاتھ اٹھایا میں نے اس کا ہاتھ تلوار سے کاٹ دیا پھر اس نے مجھے اتنے زور سے سخت دبایا کہ میں نے موت کا خطرہ محسوس کیا پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور سست پڑ گیا میں نے اس کو دوڑ ہٹا کر قتل کر دیا۔ اس اثناء میں مسلمانوں میں اضطراب ہونے لگا اور میں بھی ان کے ساتھ مضطرب ہو گیا۔ میں نے اچانک عمر فاروق کو لوگوں میں دیکھا تو ان سے کہا لوگوں کا حال کیسا ہے؟ انھوں نے کہا جو اللہ کا امر ہے پھر لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے تو آپ نے فرمایا جو کوئی اپنے مقتول پر گواہ پیش کرے جس نے اس کو قتل کیا ہو تو اس کے لئے اس کا سامان ہے۔ میں کھڑا ہو گیا تاکہ اپنے مقتول پر گواہ تلاش کروں تو میں نے کسی کو نہ دیکھا جو میرے لئے گواہی دے۔ میں بیٹھ گیا پھر مجھے خیال آیا تو میں نے یہ واقعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ کے پاس بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص نے کہا جس مقتول کو اس نے

marfat.com
Marfat.com

الَّذِیْ یَذْکُرُ عِنْدِیْ فَاَرْضِہٖ مِنْہُ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ کَلَّا لَا یُعْطِہٖ اُصَیْبَغَ مِنْ قُرَیْشٍ وَتَدَعُ اَسَدًا مِنْ اُسْدِ اللّٰہِ یُقَاتِلُ عَنِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قَالَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَدَّاہُ اِلَیَّ فَاشْتَرَیْتُ مِنْہُ خِرَافًا فَکَانَ اَوَّلَ مَالٍ تَاَثَّلْتُہٗ فِی الْاِسْلَامِ

ذکر کیا ہے۔ اس کا سامان میرے پاس ہے (یارسول اللہ) آپ اس کو میری طرف سے راضی کر دیں (یہ سن کر) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہیں ہوگا (یارسول اللہ) آپ اس کو سامان نہ دیں۔ آپ کمزور جانور کی بقاء کریں گے اور اللہ کے شیروں سے شیر کو چھوڑ دیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور وہ سامان مجھے دے دیا میں نے اس سے باغ خریدا یہ پہلا مال ہے جو میں نے اسلام میں جمع کیا۔

۴۰۲۶ شرح : قولہ جَوْلَۃٌ، یعنی لوگوں میں تقدم و تاخر تھا یہ انتشار و اضطراب ہے حدیث کی عبارت کا عجیب سیاق ہے یعنی ہزیمت نہیں کہا اور اس کی جگہ لفظ جَوْلَۃٌ ذکر کیا۔ یہ انتشار بعض مسلمانوں میں تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جولۃ نہ تھا اور نہ ہی آپ کے قرب و جوار کے ساتھیوں میں جَوْلَہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قبیلہ ہوازن کے لوگوں کو شکست دی اور وہ بھاگ نکلے اس روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو کسی کافر کو قتل کرے وہ اس کا سامان لے لے۔ ابوطلحہ نے اس روز بیس مشرک قتل کئے تھے اور ان کے سامان پر قبضہ کیا تھا۔

قولہ فَلَحِقْتُ عُمَرَ الخ یہاں کچھ عبارت محذوف ہے وہ یہ کہ بعض مسلمان بھاگ گئے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ گیا اور عمر فاروق سے ملا تو ان سے کہا لوگوں کا حال کیسا ہے تو انہوں نے کہا جیسا اللہ کا حکم اور اس کی تقدیر ہے اور جو کچھ اس نے چاہا ہے قولہ لَاہَا اللّٰہِ آہ اس لفظ کی ترکیب میں علماء کے مختلف اقوال ہیں علامہ کرمانی نے جوہری سے نقل کیا کہ کلمہ "ہا" تنبیہ کے لئے ہے۔ اس کے ساتھ بھی قسم کھائی جاتی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے "لَاہَا اللّٰہِ مَا فَعَلْتُ یعنی لَا وَاللّٰہِ مَا فَعَلْتُ"، ابن مالک نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حرف تنبیہ واو قسم کی جگہ استعمال ہو سکتا ہے لیکن اس طرح صرف لفظ "اللہ" کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ اور "لَاہَا الرَّحْمٰنِ" نہیں کہا جاتا ہے اور "لَا وَالرَّحْمٰنِ" کہا جاتا ہے۔ قولہ اِذًا، ہمزہ مکسور اور ذال پر تنوین ہے۔ خطابی نے کہا ہم اسی طرح روایت کرتے ہیں اور عربوں کے کلام میں "لَاہَا اللّٰہِ ذَا" ہمزہ کے بغیر ذکر کیا جاتا ہے۔ اس میں "ہا" "واو" کے قائم مقام ہے۔ معنی یہ ہے لَا وَاللّٰہِ لَا یَکُوْنُ ذَا، اللہ کی قسم ایسا نہ ہوگا۔ قاضی عیاض نے مشارق میں قاضی اسماعیل سے ذکر کیا کہ مازنی نے کہا لوگوں کا یہ کہنا ——

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةِ اَوْطَاسٍ

۴۰۲۷ ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَآءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ

"لَاهَا اللّٰهِ اِذًا" خطاء ہے درست یہ ہے۔ "لَاهَا اللّٰهِ ذَا" ہے۔ یعنی یہ میری قسم ہے۔ ابوزید نے کہا عربوں کے کلام میں "لاها الله اذا" نہیں پایا جاتا۔ یہ "لاها الله ذا" ہے اور ذا کلام میں صلہ ہے۔ معنیٰ یہ ہے "لَا وَاللّٰهِ هٰذَا مَا اُقْسِمُ بِهٖ" طیبی نے کہا لَاهَا اللّٰهِ اِذَا" روائت کیا جاتا ہے۔ بعض نحویوں نے اس کو محض کسی کی روائت پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ عرب "ذا" کے بغیر "لاها الله" استعمال نہیں کرتے اگر "ذا" کے بغیر اس کا استعمال تسلیم کرلیں تو یہ "اذا" کا مقام نہیں کیونکہ "اذا" حرف جزاء ہے اور جزا کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس کو صرف اس قول "لَا يُعْمَدُ" میں ہی ذکر کیا جائے۔ تاکہ طالب سلب کا جواب صحیح ہو (عینی)

ابوقتادہ نے یہ سامان حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ سات اوقیہ سے فروخت کیا تھا ایک اوقیہ کے چالیس درہم ہوتے ہیں (حصہ چہارم کے صـ ۷۲۶ پر مزید تشریح مذکور ہے)

باب ــ غَزْوَةِ اَوْطَاسٍ

قاضی عیاض نے کہا اوطاس ہوازن کے علاقہ میں ایک وادی ہے۔ حنین کی لڑائی وہاں لڑی گئی تھی۔ علامہ عینی نے کہا یہ وطس سے ماخوذ ہے۔ وطیس پتھر کا سوراخ ہے جس کے اردگرد آگ جلائی جاتی ہے۔ جب خوب گرم ہوجائے تو اس میں گوشت پکایا جاتا ہے۔ تنور کو بھی وطیس کہا جاتا ہے۔ ابن حجر نے ذکر کیا کہ وادی اوطاس لغد وادی حنین علیحدہ علیحدہ دو وادیاں ہیں چنانچہ ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ وادی حنین میں ہوازن سے جنگ ہوئی اور ہوازن شکست خوردہ بھاگ نکلے ان میں سے ایک گروہ طائف کی طرف چلا گیا ایک نخیلہ کی طرف اور ایک اوطاس کی طرف بھاگ گیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس کی جانب جانے والوں کی طرف ابوعامر اشعری کو بھیجا تھا۔ پھر وہ اور بڑا لشکر طائف کی طرف گیا۔

۴۰۲۷ ــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو ابوعامر کو ایک لشکر کا امیر مقرر کرکے اوطاس کی طرف بھیجا اس کا درید بن صمہ سے مقابلہ ہوا درید بن صمہ تو قتل ہوگیا اور اس کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ اَبَا عَامِرٍ عَلٰى جَيْشٍ اِلٰى اَوْطَاسٍ فَلَقِيَ
دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ اَصْحَابَهٗ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى وَبَعَثَنِيْ
مَعَ اَبِيْ عَامِرٍ فَرُمِيَ اَبُوْ عَامِرٍ فِيْ رُكْبَتِهٖ رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَاَثْبَتَهٗ فِيْ رُكْبَتِهٖ
فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَاَشَارَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ ذَاكَ قَاتِلِيْ
الَّذِيْ رَمَانِيْ فَقَصَدْتُ لَهٗ فَلَحِقْتُهٗ فَلَمَّا رَاٰنِيْ وَلّٰى فَاتَّبَعْتُهٗ وَجَعَلْتُ اَقُوْلُ
لَهٗ اَلَا تَسْتَحْيِيْ اَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهٗ ثُمَّ قُلْتُ
لِاَبِيْ عَامِرٍ قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهٗ فَنَزَا مِنْهُ الْمَآءُ
قَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اَقْرِئِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ وَقُلْ لَهٗ اسْتَغْفِرْ لِيْ
وَاسْتَخْلَفَنِيْ اَبُوْ عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكَثَ يَسِيْرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى سَرِيْرٍ مُرَمَّلٍ وَمَا عَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ

نے شکست دی ابوموسیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو عامر کے ساتھ بھیجا۔ ابوعامر کے گھٹنے میں تیر لگا۔ ان کو ایک جشمی نے تیر مارا وہ ان کے گھٹنے میں بیٹھ گیا میں ابوعامر کے پاس گیا اور کہا اے چچا تجھے کس نے تیر مارا ہے۔ اُس نے ابوموسیٰ کو اشارہ سے بتایا اور کہا میرا قاتل وہ ہے جس نے مجھے تیر مارا ہے میں نے اس کا قصد کیا اور اس کو جا ملا جب اُس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگا میں نے اس کا پیچھا کیا اور اسے یہ کہنا شروع کیا کیا تو شرم نہیں کرتا کیا تو ٹھہرتا نہیں؟ وہ ٹھہر گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلواروں سے حملے کئے تو میں نے اس کو قتل کر دیا پھر میں نے ابوعامر سے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارے قاتل کو ہلاک کر دیا ہے۔ ابوعامر نے کہا (گھٹنے سے) یہ تیر نکالو میں نے اس کو نکالا تو گھٹنے سے پانی بہنے لگا۔ ابوعامر نے کہا اے بھتیجے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہو اور آپ سے عرض کرو کہ میرے لئے استغفار فرمائیں اور ابوعامر نے مجھے اپنی جگہ لوگوں کا سپہ سالار مقرر کیا اور تھوڑی دیر ٹھہرے پھر فوت ہو گئے میں غزوہ سے واپس آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ اپنے گھر میں رسیوں سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اس پر بستر نہیں بچھا تھا ہلکا سا کپڑا بچھا ہوا تھا اور چارپائی کی رسیوں کے نشان آپ کی کمر اور پہلو شریف پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ سے اپنا اور ابوعامر کا واقعہ ذکر کیا۔ (میں نے عرض کیا کہ)

marfat.com
Marfat.com

رِمَالُ السَّرِيْرِ بِظَهْرِهٖ وَجَنْبَيْهِ فَاَخْبَرْتُهٗ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ اَبِیْ عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَهٗ اِسْتَغْفِرْ لِیْ فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِیْ عَامِرٍ وَرَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِیْ فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهٗ وَاَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُدْخَلًا كَرِيْمًا قَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ اِحْدٰهُمَا لِاَبِیْ عَامِرٍ وَالْاُخْرٰی لِاَبِیْ مُوْسٰی

ابوعامر نے مجھے کہا تھا کہ حضور سے عرض کرو کہ میرے لئے استغفار فرمائیں آپ نے پانی منگوایا اور وضوء کیا پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعاء فرمائی اور فرمایا: اے اللہ اپنے بندے ابوعامر کو بخش اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی پھر فرمایا اے اللہ! قیامت کے دن اس کو کثیر مخلوق پر فضیلت عطاء فرما میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لئے بھی مغفرت کی دُعاء فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! عبداللہ بن عبدالقیس کے گناہ بخش اور اس کو قیامت کے دن اچھی جگہ عطاء فرما۔ ابوبُردہ نے کہا اُن میں سے ایک دعاء ابوعامر کے لئے اور دوسری ابوموسیٰ کے لئے تھی "

۴۰۲۷ ـــــ شرح: قولہ فَاَشَارَ اِلٰی اَبِیْ مُوْسٰی آہ "، اس عبارت میں التفات ہے۔ دراصل عبارت یوں ہے۔ فَاَشَارَ اِلَیَّ " ابوعامر نے مجھے اشارہ سے بتایا۔ ابن اسحاق نے کہا ابوعامر کو تیر مارنے والے جُشمی کا نام سلمہ بن دُرَید بن صمہ تھا۔ جب ابوعامر شہید ہوگئے تو ابوموسیٰ نے جھنڈا پکڑ لیا اور مشرکوں سے جنگ کی تو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔

فاتحہ خوانی میں ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنا اور میت کو ثواب پہنچنا "

جب ابوعامر کے شہید ہو جانے کے بعد ابوموسیٰ اشعری نے اُن کا پیغام دُعاء جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا تو آپ نے وضوء کرنے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر ابوعامر کے لئے دُعاء کی۔ ابن حجر عسقلانی

marfat.com
Marfat.com

نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعاء کے ارادہ کے وقت وضوء کرنا اور ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنا مستحب ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کی شرح خیر جاری میں ہے۔

فَلَمَّا اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْضًا بِقَتْلِہٖ رَفَعَ یَدَیْہِ یَدْعُوْلَہٗ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ دُعَائِہٖ کَمَا فِیْ بَعْضِ الطُّرُقِ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَوْقَ کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِکَ مِنَ النَّاسِ،،

یعنی جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوعامر کے شہید ہو جانے کی خبر پہنچائی گئی تو آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ابوعامر کے لئے دعاء فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء میں فرمایا جیسا کہ حدیث کے بعض طرق میں ہے۔ اے اللہ! ابوعامر کو قیامت کے دن اپنی کثیر مخلوق پر فضیلت دے۔ مسلم شریف جلد ۲ کے صفحہ ص ۶۸ پر حدِ زنا میں ہے کہ ماعز رضی اللہ عنہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دستِ اقدس میں ہاتھ رکھ کر کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، مجھے پتھروں کے ساتھ قتل کر دیں (ماعز کے فوت ہونے کے بعد) حضرات صحابہ کرام دو یا تین دن افسوس کے لئے بیٹھے رہے۔ اس اثناء میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سلام کہنے کے بعد اُن میں بیٹھ گئے اور فرمایا ماعز بن مالک کے لئے دُعاء کرو ،، اس روائت سے اور صحیح کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام فوت ہونے والے کے بعد اس کے لئے دعاء کرنے بیٹھتے تھے اور ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرتے تھے ،، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنکا ہر کام ایک بار کرنے سے وہ اُمت کے لئے مسنون ہوتا ہے۔ لہٰذا فاتحہ خوانی کے وقت ہاتھ اُٹھا کر دعاء کرنے کو بدعت کہنا بہت بڑی جسارت ہے۔ حالانکہ یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ ابن ماجہ میں ،، باب من لا یرفع یدیہ فی القنوتِ ،، میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، جب تو اللہ تعالیٰ سے دُعاء کرے تو ہاتھ اُٹھا کر ہتھیلیاں اپنے منہ کی طرف کر ،، علاوہ ازیں ایصالِ ثواب میں تو اختلاف نہیں اگر فاتحہ اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھ کر دُعاء کریں اور میت کو ثواب ایصال کریں تو اس میں شرعاً کچھ حرج نہیں۔ ابوداؤد کے ابواب الوصایا میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میت مسلمان ہو اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرو یا خیرات کرو یا حج کرو اس کا ثواب اس کو پہنچ جاتا ہے۔ ترمذی شریف میں ابن عباس سے روائت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ فوت ہو گئی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو نفع ہو گا فرمایا ہاں نفع ہو گا! اُس نے کہا میرا ایک باغ ہے میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے وہ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کیا ،، (ترمذی ص ۸۵ ج ۱) ابوداؤد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنھوں نے کہا تم میں سے کون ہے جو مسجد عشار میں میرے لئے دو رکعتیں یا چار رکعتیں پڑھے۔ پھر کہے یہ ابوہریرہ کے لئے ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نفلی عبادت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ صحیح بخاری میں ،، باب الجریدۃ علی القبر ،، کے باب میں ہے کہ بُریدہ اسلمی نے وفات سے پہلے وصیت کی کہ اس کی قبر پہ دو تر شاخیں رکھ دی جائیں کیونکہ ہر شئی اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اللہ کے ذکر سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَعَلَّہٗ یُخَفَّفُ عَنْھُمَا اِلٰی اَنْ یَّیْبَسَا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ

فِی شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ قَالَهُ مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ

۴۰۲۸ــــ اَلْحُمَیْدِیُّ سَمِعَ سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ زَیْنَبَ ابْنَةِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّهَا اُمِّ سَلَمَةَ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

یقیناً خشک ہونے تک اِن دونوں انسانوں سے عذاب میں تخفیف ہوگی ،، اس حدیث سے علماء نے استدلال کیا کہ جب درخت کی تر تسبیح کرنے سے عذاب میں تخفیف ہوسکتی ہے تو قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے بطریقِ اَوْلیٰ تخفیف ہوگی! واللہ ورسولہ اعلم!

غزوہ اوطاس

قبیلہ ہوازن شکست کھانے کے بعد اُن میں سے بعض لوگ اوطاس میں جمع ہوگئے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ختم کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی طرف ایک لشکر بھیجا اور ابوعامر کو اُن کا سپہ سالار مقرر کیا۔ ان کا دُرَید بن صِمَّہ جُشمی سے مقابلہ ہوا۔ صِمَّہ کا نام حارث ہے اور صِمَّہ اس کا لقب ہے اور دُرَید مشہور شاعر ہے۔ اس مقابلہ میں دُرَید ہلاک ہوگیا محمد بن اسحاق نے کہا اس کو ربیعہ بن رُفیع نے قتل کیا تھا۔ بزار نے مسند انس میں حسن اسناد کے ساتھ روایت کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دُرَید بن صِمَّہ کے قاتل زُبَیر بن عوام تھے۔ دُرَید جب قتل ہُوا اس کی عمر ایک سَو بیس برس تھی کہا جاتا ہے ایک سو ساٹھ برس تھی" (عینی)

باب ــ غزوہ طائف

غزوۂ طائف آٹھ ہجری کے شوال میں ہُوا اسی طرح موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ذکر کیا اور جمہور اہلِ سِیَر نے بھی یہی کہا ہے "

طائف مشہور شہر ہے جو مکہ مکرمہ سے مشرق کی طرف چند میل دُور ہے۔ اس کو طائف اس لئے کہتے ہیں کہ یہ طوفانِ نوح میں پانی پر تیر رہا تھا یا اس لئے اس کو طائف کہا جاتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو بیت اللہ کا طواف کرایا تھا یا اس لئے کہ یہ شام میں تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا سے اس کو حجاز کی طرف نقل کردیا یا اس لئے اس کو طائف کہا جاتا ہے کہ صدف کے ایک آدمی

marfat.com
Marfat.com

وَعِنْدِیْ مُخَنَّثٌ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اُمَیَّةَ یَا عَبْدَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَعَلَیْكَ بِابْنَةِ غَیْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلَنَّ هٰٓؤُلَآءِ عَلَیْكُمْ قَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ اَلْمُخَنَّثُ هِیْتٌ

نے حضرت میں کسی کو قتل کر دیا اور روج کی طرف فرار ہو گیا اور مسعود بن معتب کا حلیف بن گیا اس کے پاس بہت مال تھا اُن سے کہا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں تمہارے لئے دیوار بنا دوں جو عربوں سے تمہاری حفاظت کرے گی۔ اُنھوں نے یہ بات تسلیم کر لی تو اُس نے دیوار بنائی جو ان کو گھیرے ہوئے تھی (قسطلانی ہیئی)

۴۰۲۸ — ترجمہ : زینب بنت ابی سلمہ نے اپنی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حالانکہ میرے پاس ایک ہیجڑہ بیٹھا تھا میں نے سُنا کہ وہ عبداللہ بن ابی اُمیہ سے کہہ رہا ہے۔ اے عبداللہ! دیکھو اگر اللہ تعالیٰ کل کو تمہیں طائف میں فتح عطاء کرے تو غیلان کی بیٹی پکڑ لو کیونکہ وہ آتی ہے تو اس کے آگے چار بل پڑتے ہیں اور پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو اس کے پیچھے آٹھ بل پڑتے ہیں (یہ سُن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس نہ آنے پائیں "، ابن عُیَیْنہ نے کہا اس ہیجڑے کا نام ہیئت ہے۔

۴۰۲۸ — شرح : اس حدیث میں طائف کی فتح کا ذکر ہے۔ اس لئے اس کو مغازی میں ذکر کیا۔ مُخَنَّث کا نون مفتوح و مکسور پڑھا جاتا ہے۔ اس پر کسرہ پڑھنا زیادہ فصیح ہے جبکہ اسے مفتوح پڑھنا مشہور ہے۔ مُخَنَّث وہ ہے جس کی پیدائش عورتوں سی ہو۔ خَنَث کا معنی نرمی ہے اس کو مخنث اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے اعضاء میں لیونت ہوتی ہے اس کے کلام میں عورتوں کی طرح نرم آواز اور انکسار ہوتا ہے۔ بنت غیلان کا نام " بادیہ " ہے۔ بادنہ بھی اس کا نام ذکر کیا جاتا ہے۔ ابو نعیم نے کہا اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کے متعلق سوال عرض کیا تھا۔ اس کا والد غیلان بن سلمہ بن معتب ثقفی ہے وہ طائف فتح ہونے کے بعد مسلمان ہُوا تھا اور ہجرت نہ کی تھی یہ اُن لوگوں میں سے ہے۔ جنہوں نے کہا تھا کہ قرآن کریم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے کسی عظیم شخص پر نازل کیوں نہیں ہُوا۔ یہ سفید رنگ دراز قد اور بھارے جسم والا خوبصورت تھا۔ جب وہ کسریٰ کے پاس وفد بن کر گیا اور اس سے وفورِ عقل سے گفتگو کی تو کسریٰ نے پوچھا تمہاری غذا کیا ہے؟ اُس نے کہا وہ گندم کھاتا ہے کسریٰ نے کہا گندم کھانے کے باعث تم اتنے عقلمند ہو دودھ پینے اور کھجور کھانے والے میں اتنی عقل نہیں ہوتی۔ اُم غیلان

marfat.com
Marfat.com

۴۰۲۹ ـــ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا وَزَادَ وَهُوَ مُحَاصِرُ الطَّائِفِ يَوْمَئِذٍ

۴۰۳۰ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ الْاَعْمٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا حَاصَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّائِفَ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا قَالَ اِنَّا قَافِلُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوْا نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ وَقَالَ مَرَّةً نَقْفُلُ فَقَالَ اغْدُوْا

کا نام سُبَیْعَہ بنت عبدالشمس ہے وہ اچھا شاعر تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کے آواخر میں فوت ہُوا تھا۔ مُخنّث نے عبداللہ بن ابی اُمیّہ سے کہا جب بنت غیلان آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار بل پڑتے ہیں۔ جب جاتی ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں پر چار چار بل پڑتے ہیں یعنی بہت فربہ ہے۔ علامہ خطابی نے کہا ہجڑوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاس آنے جانے کی اجازت تھی کیونکہ ان میں مردوں جیسی خواہش نہیں ہوتی ان کے عورتوں کے پاس آنے جانے میں حرج نہیں، لیکن جب اُس نے عبداللہ بن اُمیّہ سے یہ کلام کیا تھا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُن رہے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا۔ اے اللہ کے دشمن تو نے اس کو بغور دیکھا ہے پھر اس کو مدینہ منورہ سے جلاوطن کر کے حمیٰ کی طرف بھیج دیا جب طائف فتح ہُوا تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ام غیلان سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے نُزَیہہ پیدا ہُوئے۔ جب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو واپس لانے سے انکار کر دیا۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہُوئے تو اُن سے کہا گیا یہ بہت ضعیف اور محتاج ہو چکا ہے۔ اس کو اجازت دیں کہ جمعہ کے روز مدینہ منورہ میں آجایا کرے اور لوگوں سے مانگ کر اپنی جگہ چلا جایا کرے تو ان کو اس قدر اجازت دے دی۔ کتاب النکاح میں بھی اس کا ذکر ہے۔

اسماء رجال : ع۱ حمیدی : عبداللہ بن زبیر اپنے کسی دادے کی طرف منسوب ہیں۔
ع۲ سفیان بن عُیَیْنَہ ع۳ ہشام بن عروہ حصّہ اوّل کے اوائل میں مذکور ہیں ع۴ زینب بنت ابی سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومیہ ہیں اُن کا نام بَرّہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھا۔ ان کی والدہ ام سلمہ کا نام ہند بنت ابی امیّہ ہے وہ اور ام المؤمنین ہیں رضی اللہ عنہا۔

۴۰۲۹ ترجمہ : محمود نے بیان کیا کہ ہم سے ابواسامہ نے ہشام سے یہ روایت کی اور یہ زیادہ

marfat.com
Marfat.com

عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَاَصَابَهُمْ جِرَاحٌ فَقَالَ اِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَاَعْجَبَهُمْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً فَتَبَسَّمَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ الْخَبَرَ كُلَّهٗ

ذکر کیا کہ اس روز آپ طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے ،،

۴۰۳۰ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور اُن سے کچھ نہ پایا تو فرمایا ہم انشاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے صحابہ کرام پر یہ گراں بار ہُوا اُنھوں نے کہا کیا ہم طائف کو فتح کئے بغیر واپس چلے جائیں گے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کو جنگ کرو وہ صبح لڑے تو ان کو بہت زخم آئے پھر آپ نے فرمایا ہم انشاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے صحابہ کرام خوش ہُوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے کبھی سفیان نے کہا آپ متبسم ہُوئے۔ اُنھوں نے کہا حمیدی نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے سارا واقعہ بیان کیا ،،

۴۰۲۹ — شرح : ابن سعد نے کہا اس محاصرہ کی مدت اٹھارہ روز تھی بعض نے پندرہ دن ذکر کی ہے۔ ابن ہشام نے سترہ روز ذکر کئے ہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مکحول نے روائت کی کہ آپ نے اہل طائف پر چالیس روز منجنیق نصب کی۔ ابونعیم نے جمع بین الصحیحین میں طائف کے حصار کی مدت چالیس روز ذکر کی ہے۔ ایک روائت میں تیس روز ایک میں دس سے زیادہ ایک میں بیس روز مذکور ہیں۔ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں ابن ابی شیبہ کی روائت ذکر کی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ذکر کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا دیا ہے۔ آپ اُن پر بد دُعا فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا اے اللہ ثقیف کو ہدائت دے۔ اہلِ مغازی نے ذکر کیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قلعہ دشوار ہوگیا جبکہ اُنہوں نے قلعہ میں اتنا سامان جمع کر رکھا تھا کہ ایک سال تک محاصرہ رہے تو وہ ان کے لئے کافی تھا انہوں نے مسلمانوں پر تیروں کے ساتھ گرم سلاخیں باندھ کر پھینکیں اس لئے صحابہ کرام نے کہا ہمیں ثقیف کے تیروں نے جلا دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفل بن معاویہ دیلی سے مشورہ لیا تو اُس نے کہا یہ لوگ محصور لومڑی ہیں۔ اگر آپ ٹھہریں تو اسے پکڑ لیں گے اگر اسے چھوڑ دیں گے تو آپ کو ضرر نہیں دے گی ،، اُن کے مشورہ کے بعد آپ نے وہاں سے کوچ کا ارادہ فرمالیا۔ جب صحابہ کرام کو فتح کے بغیر واپس چلے جانے کی خبر دی تو اُنھوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا حال دیکھ کر فرمایا صبح کو لڑائی کرو! اُنھوں نے قلعہ کی دیوار سے تیر مارنے شروع کئے جس سے بہت لوگ زخمی ہوگئے ؛ لیکن صحابہ کے تیر اُن تک نہ پہنچنے پاتے تھے۔ اب انہیں معلوم ہوگیا کہ واپس چلے جانا ہی بہتر ہے۔ اس لئے

marfat.com
Marfat.com

۴۰۳۰ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَبَا بَكْرَةَ وَكَانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّائِفِ فِيْ اُنَاسٍ فَجَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا سَمِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ

۴۰۳۱ ـ وَقَالَ هِشَامٌ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ اَوْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَاَبَا بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَاصِمٌ قُلْتُ لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ حَسْبُكَ بِهِمَا قَالَ اَجَلْ اَمَّا

جب دوسرے روز آپ نے فرمایا کہ کل ہم واپس چلے جائیں گے تو وہ خوش ہو گئے۔

۴۰۳۰ ـ ترجمہ : عاصم نے کہا میں نے ابوعثمان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے سعد سے سنا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا اور ابوبکرہ سے سنا اور وہ چند آدمیوں میں قلعہ کی دیوار پر چڑھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا تھا۔ ان دونوں نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کی حالانکہ وہ اسے جانتا ہے اس پر جنت حرام ہے۔

۴۰۳۰ ـ شرح : یعنی اگر اپنی نسبت والد کے غیر کی طرف کرنے کو حلال سمجھتا ہے تو کافر ہے اس پر جنت حرام ہے۔ یا یہ بطورِ تغلیظ فرمایا ہے۔ جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف کا محاصرہ کیا تو اس اثناء میں قلعہ کے اندر ہی چند ساتھیوں سمیت ابوبکرہ مسلمان ہو گئے لیکن قلعہ سے باہر نکلنے کی کوئی صورت نہ بنتی تھی۔ وہ دیوار پر چڑھے اور "بکرہ" کے ذریعہ قلعہ سے باہر نکلے۔ بکرہ لوہے کا آلہ ہے جس کے ساتھ رسّی باندھ کر بوجھ اٹھائے جاتے ہیں یا گرائے جاتے ہیں۔ اسی لئے ان کو ابوبکرہ کہتے ہیں۔ ان کا نام نُفَیع ہے۔ "نفع کی تصغیر" وہ بصرہ میں سکونت پذیر رہے اور انکا دن ہجری کو بصرہ میں ہی وفات پائی جمل کی لڑائی میں وہ الگ تھلگ رہے تھے اور فریقین میں سے نہ تو ام المؤمنین کا ساتھ دیا اور نہ ہی علی المرتضیٰ کا ساتھ رہے۔ فضلاء صحابہ کرام میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اَحَدُهُمَا فَاَوَّلُ مَنْ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَنَزَلَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَالِثَ ثَلٰثَةٍ وَعِشْرِیْنَ مِنَ الطَّائِفِ

۴۰۳۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَیْنَ مَکَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ اَلَا تُنْجِزُ لِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ فَقَالَ لَهٗ اَبْشِرْ فَقَالَ قَدْ اَکْثَرْتَ عَلَیَّ مِنْ اَبْشِرْ فَاَقْبَلَ عَلٰی اَبِیْ مُوْسٰی وَبِلَالٍ کَهَیْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ رَدَّ الْبُشْرٰی فَاقْبَلَا اَنْتُمَا قَالَا قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِیْهِ مَاءٌ فَغَسَلَ یَدَیْهِ وَوَجْهَهٗ فِیْهِ وَمَجَّ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ اشْرَبَا مِنْهُ وَاَفْرِغَا عَلٰی وُجُوْهِکُمَا وَنُحُوْرِکُمَا وَاَبْشِرَا

ترجمہ : ابوعثمان نہدی نے کہا میں نے سعد اور ابوبکرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سُنا۔ عاصم نے کہا میں نے ابوعالیہ یا ابوعثمان سے کہا تیرے پاس دو مرد گواہ ہیں وہ تمہیں کافی ہیں؟ اُس نے کہا جی ہاں! ان میں سے ایک وہ ہے۔ جس نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا تھا (وہ سعد ہے) اور دوسرا اٹھائیس ۲۸ مردوں کے ساتھ جو طائف کے قلعہ میں محصور تھے قلعہ سے اُتر کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا تھا۔

۴۰۳۱ — شرح : پہلی حدیث میں قلعہ سے نکلنے والے مَردوں کی تعداد مبہم تھی اس میں اس کی وضاحت کر دی ہے کہ وہ ۲۳ تھے۔ ان میں سے سب سے پہلے ابوبکرہ قلعہ کی دیوار سے اُترے پھر باقی اُترے تھے بعض شراح نے ان کے نام بھی ذکر کئے ہیں۔

۴۰۳۲ — ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا حالانکہ آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام جعرانہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ بلال بھی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اور کہا کیا آپ نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا ہے وہ پورا نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا تجھے بشارت ہو اُس نے کہا آپ مجھے بکثرت فرما چکے ہیں کہ تجھے بشارت ہو۔ آپ نے ابوموسیٰ اور بلال کی طرف غصہ کی حالت میں متوجہ ہو کر فرمایا اس شخص نے بشارت کو

marfat.com
Marfat.com

فَاَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا فَنَادَتْ اُمُّ سَلَمَةَ فَفَعَلَا فنادت اُمّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَآءِ السِّتْرِ اَنْ اَفْضِلَا لِاُمِّكُمَا فَاَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً

۴۰۳۳ — حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُوْلُ لَيْتَنِيْ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ

مسترد کر دیا ہے۔ تم ہی قبول کرو اُنھوں نے کہا ہم نے قبول کی پھر آپ نے پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا اس میں آپ نے دونوں ہاتھ اور چہرۂ انور دھویا اور اس میں کلی کی پھر ان سے فرمایا اس سے پیو اور اپنے چہروں اور سینوں پر ڈالو اور بشارت قبول کرو اُنھوں نے پیالہ پکڑا اور اپنے چہروں اور سینوں پر پانی ڈالا۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پس پردہ سے فرمایا اسی سے کچھ اپنی ماں کے لئے بھی بچالو۔

۴۰۳۲ — شرح : قاضی عیاض نے کہا جعرانہ طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان مکہ کی طرف زیادہ قریب ہے اور حرم سے باہر ہے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے کوئی خاص وعدہ کیا ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ عام وعدہ مراد ہو وہ یہ کہ طائف سے واپس آکر جعرانہ میں حنین کے اموالِ غنیمت تقسیم فرمائیں گے۔ وہ شخص اپنا حصہ لینے میں عجلت کا خواہاں تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اعرابی تجھے بشارت ہو کہ عنقریب اموالِ غنیمت تقسیم ہوں گے یا تجھے صبر کرنے پر بہت بڑا ثواب ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگانِ دین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔ مومن کو تبرک حاصل کرنے کی خواہش کرنی چاہیئے اس میں برکت ہے جیسے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ابوموسیٰ اور بلال سے فرمایا تھا اپنی ماں کے لئے بھی کچھ تبرک رہنے دینا۔ کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار تلاش کیا کرتے تھے۔ متبرک پانی منہ اور سینہ پر چھڑکنا یا ملنا مستحب ہے۔ بزرگانِ دین کے مشاہد پر پانی وغیرہ حاصل کرنا برکت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ واللہ الموفق،،

۴۰۳۳ — ترجمہ : عطا نے بیان کیا کہ صفوان بن یعلیٰ بن اُمیہ نے انہیں خبر دی کہ یعلیٰ کہتے تھے کاش میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھتا جب آپ پر

marfat.com
Marfat.com

ثَوْبٌ قَدْ اُظِلَّ بِهٖ مَعَهٗ فِيْهِ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ اِذْ جَاءَهٗ اَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ رَجُلٍ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِيْ جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِالطِّيْبِ فَاَشَارَ عُمَرُ اِلٰى يَعْلٰى بِيَدِهٖ اَنْ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلٰى فَاَدْخَلَ رَاْسَهٗ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ اَيْنَ الَّذِيْ يَسْاَلُنِيْ عَنِ الْعُمْرَةِ اٰنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَاُتِيَ بِهٖ فَقَالَ اَمَّا الطِّيْبُ الَّذِيْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ

۴۰۳۴ــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ لَمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ

وحی نازل ہو۔ یعلی نے کہا ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ پر کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا جس میں آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ بھی تھے۔ اچانک آپ کے پاس ایک اعرابی آیا جس پر خوشبو سے لب ہوا جبہ تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے جس نے عمرہ کا احرام ایسے جبہ میں باندھا ہو جس کو خوشبو لگی ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے یعلی کی طرف اشارہ کیا کہ آؤ یعلی آیا اور اپنا سر اس پردہ میں داخل کیا دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سرخ ہے۔ کچھ دیر آپ خراٹے لیتے رہے۔ پھر یہ حالت جاتی رہی تو آپ نے فرمایا ابھی ابھی عمرہ کے بارے میں سوال کرنے والا شخص کہاں ہے۔ اس شخص کو تلاش کیا گیا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو خوشبو تیرے جسم پر لگی ہوئی ہے اس کو تین بار دھو ڈال اور جبہ کو اتار دے پھر اپنے عمرہ میں وہی کر جو اپنے حج میں کرتا ہے۔ (اس حدیث کی شرح خوشبو کو کپڑے سے تین بار دھونا کے باب میں دیکھیں حدیث ۱۴۴۵ کے بعد متصل)

۴۰۳۴ــ ترجمہ: عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے

marfat.com
Marfat.com

وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ شَيْئًا فَكَاَنَّهُمْ وَجَدُوْا اِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا اَصَابَ النَّاسَ
اَوْكَاَنَّهُمْ وَجَدُوْا اِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا اَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ
اَلَمْ اَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَاَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَعَالَةً
فَاَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمَنٌّ قَالَ لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ
جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا اَتَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ
بِالنَّبِيِّ اِلٰى رِحَالِكُمْ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ
وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ
دِثَارٌ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ

رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ حنین میں غنیمت عطاء فرمائی تو آپ نے اُن لوگوں میں مالِ غنیمت تقسیم کیا جن کے دل اسلام میں جمانے مقصود تھے اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ انصار غمناک ہُوئے چنکہ ان کو مال نہ دیا جو لوگوں کو دیا تھا۔ آپ نے انصار میں خطبہ دیا اور فرمایا اے انصار کی جماعت کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا اللہ نے میری وجہ سے تم کو ہدائت دی اور تم ایک دُوسرے سے جُدا جُدا تھے اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تم میں اتفاق کر دیا میں نے تمہیں بھوکے پایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تم کو مال دار کر دیا۔ جب بھی حضور کچھ فرماتے تو انصار کہتے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم کا بہت احسان ہے۔ فرمایا تمہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینے سے کس نے منع کیا ہے۔ جب بھی حضور کچھ فرماتے تو وہ کہتے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کا بہت احسان ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ آپ ہمارے پاس اِن حالات میں تشریف لائے۔ کیا تم خوش نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لیکر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کا رسُول لے کر جاؤ۔ اگر ہجرت نہ کی ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ایک فرد ہوتا۔ اگر لوگ کسی وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ انصار اندر کا کپڑا ہیں اور دوسرے لوگ باہر کا کپڑا ہیں۔ تم عنقریب میرے بعد ترجیح دیکھو گے صبر کرتے رہو حتیٰ کہ حوض پر مجھے ملو۔

۴۰۳۴ — شرح : دراصل فئی کا معنی رجوع ہے۔ زوال کے بعد سایہ کو بھی فئی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک جانب سے دُوسری جانب رجوع کرتا ہے۔ کفار کے اموال کو فئی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ

marfat.com
Marfat.com

دراصل مومنوں کے اموال ہیں کیونکہ ایمان اصل ہے اور کفر اس پر طاری ہوتا ہے، لیکن وہ سرکشی کے باعث ان اموال پر غالب آگئے جب مسلمانوں نے کفار کو مقہور کیا اور ان کا غلبہ ختم ہوا تو وہ اموال مسلمانوں کے لئے غنیمت ہیں گویا کہ ان کے اصل اموال ان کی طرف لوٹ آئے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں اموالِ غنیمت تقسیم کئے جن کے دل اسلام میں جمانے مقصود تھے۔ ان کو مؤلفۃ القلوب کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے ان کے دل اسلام میں جمانے کے لئے ان کو بہت مال دیا یہ لوگ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ ان کا اسلام کمزور تھا۔ ابن طاہر نے مبہمات میں اُن کے نام ذکر کئے ہیں۔ مؤرخین نے چالیس سے کچھ زیادہ ذکر کئے ہیں اُن میں سے ابوسفیان بن حرب اور اس کے دونوں بیٹے معاویہ اور یزید بن سُفیان، سہیل بن عمرو، حُویطب ابن عبدالعزیٰ، حکیم بن حِزام، ابوالسنابل بن بعکک، صفوان بن اُمیّہ اور عبدالرحمٰن بن یربوع یہ قریش مکہ میں سے ہیں اور عیینہ بن حصن فزاری، اقرع بن حابس تمیمی، عمرو بن الیہم تمیمی، عباس بن مرداس سلمی، مالک بن عوف نضری اور علاء بن حارثہ ثقفی ابن حجر نے کہا مالک بن عوف نضری اور علاء بن حارثہ ثقفی اپنی مرضی سے طائف سے جعرانہ میں آگئے تھے۔ وہ کسی مجبوری کے تحت مسلمان نہیں ہوئے تھے (قسطلانی) ان کے قلوب کی تالیف کے لئے ان میں غنیمت کے مال تقسیم کئے تو انصار غمناک ہوئے تو آپ نے ان کو خطبہ دیا اور حالات واقعیہ سے ان کو خبردار کیا تو آپ کے کلام کے جواب میں یہی کہتے رہے اللہ اور اس کے رسُول کا بہت احسان ہے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع اور انکساری کرتے ہوئے فرمایا اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ آپ ہمارے پاس آئے لوگ آپ کو جھٹلاتے تھے ہم نے آپ کو سچا جانا اور آپ کی تصدیق کی آپ کمزور تھے ہم نے آپ کی مدد کی آپ تنہا آئے تھے ہم نے آپ کو جگہ دی اور آپ کی موافقت کی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی تالیف کے لئے فرمایا لوگ اپنے گھروں میں بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں گے اور تم اللہ کا رسُول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھروں میں لے جاؤ گے اور فرمایا اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں انصار کا فرد ہوتا۔ علامہ کرمانی نے خطابی سے نقل کیا کہ کوئی سوال پوچھ سکتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش سے منتقل ہو کر انصار ہونے کا دعویٰ کیسے جائز ہے؟ صحیح میں اس کلام سے کیا مقصد وابستہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ اس کلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد انصار کی تالیف اور ان کو خوش کرنا مقصود ہے اور ان کے دین اور مذہب کی ثناء کرنا یہاں تک کہ آپ اُن میں سے ہونا پسند کرتے۔ اگر ہجرت ایسا عظیم عمل مانع واقع نہ ہوتا جس کو تبدیل کرنا کسی صورت جائز نہیں۔

نسبت کے اقسام

انسان کی نسبت کے چار اقسام ہیں۔ اوّل ولائت جیسے مرد قریشی ہونا۔ دوم بلادیت جیسے کوفی ہونا سوم اعتقادیت جیسے سنیّت، چہارم صناعیّت جیسے صرفی ہونا۔ یہ بات یقینی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۴۰۳۵ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ نَاسٌ مِنَ الْاَنْصَارِ حِیْنَ اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مَا اَفَاءَ مِنْ اَمْوَالِ ھَوَازِنَ فَطَفِقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْ رِجَالًا الْمِائَۃَ مِنَ الْاِبِلِ فَقَالُوْا یَغْفِرُ اللّٰہُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ یُعْطِیْ قُرَیْشًا وَیَتْرُکُنَا وَسُیُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِھِمْ قَالَ اَنَسٌ فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِھِمْ فَاَرْسَلَ اِلَی

کی اس انتقال سے مراد اپنے آباء و اجداد سے انتقال نہیں کیونکہ یہ قطعی طور پر ممنوع ہے پھر یہ ممکن بھی نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف تمام انساب سے افضل ہے اور آپ کا خاندان سب سے زیادہ معزز و مکرم ہے۔ اور نسبت اعتقادیہ یہاں متصور ہی نہیں ہوتی ؛ کیونکہ آپ کا دین اور انصار کا دین ایک ہے۔ باقی دو قسموں میں انتقال جائز ہے۔ مدینہ منورہ انصار کا شہر تھا اس کی ہجرت ضروری امر تھا لہٰذا کلام کا معنیٰ یہ ہوا کہ نسبت ہجریہ کو میں چھوڑ نہیں سکتا۔ اگر یہ نہ ہوتی تو میں اس نام سے تمہاری طرف انتقال کر لیتا اور تمہارے شہر کی طرف منسوب ہوتا۔ یہاں ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ کہ عرب ماموؤں کی شان عظیم تر خیال کرتے ہیں اور قریب تھا کہ اس کو چچوں سے لاحق کر دیتے۔ حضرت عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ بنی نجار سے تھیں۔ لہٰذا اگر نسب سے مراد نسب ولادت ہو تو ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریق اختیار فرمایا ہو ؛ کیونکہ بنی نجار انصار ہیں "

قولہ لو سلک الانصار الخ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر انسان عادۃً اپنی اقامت اور سفر میں اپنے قبیلہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ حجاز کی زمین میں وادیاں اور گھاٹیاں بکثرت ہیں۔ جب سفر میں راستے جدا جدا ہو جائیں تو ان میں سے ہر قبیلہ وادی اور گھاٹی میں چلنے لگتا ہے۔ آپ نے ارادہ کیا کہ اس بات میں انصار کے ساتھ رہوں ہو سکتا ہے کہ وادی سے مراد راستے اور راستہ ہو جیسے کہا جاتا ہے فلاں شخص کسی وادی میں ہے تو میں فلاں وادی میں ہوں یعنی ہر ایک کا راستے اور فکر جدا گانہ ہے (کرمانی)۔

۴۰۳۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعض انصار نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوازن کا مال غنیمت عطاء فرمایا جب آپ نے بعض لوگوں کو سو سو اونٹ عطاء کرنے شروع کئے تو انصار نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ غَيْرَهُمْ فَلَمَّا
اجْتَمَعُوْا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ
فَقَالَ فُقَهَاءُ الْاَنْصَارِ اَمَّا رُؤَسَاؤُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَاَمَّا
نَاسٌ مِنَّا حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ يُعْطِيْ قُرَيْشًا
وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاِنِّيْ اُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ اَتَاَلَّفُهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ
النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ اِلٰى رِحَالِكُمْ فَوَاللّٰهِ لَمَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهٖ
بِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَتَجِدُوْنَ اُثْرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنِّيْ

کو بخشے آپ قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔ انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا کلام بیان کیا گیا تو آپ نے انصار کو پیغام بھیجا اور ان کو چمڑے کے قبہ میں جمع کیا اور ان کے سوا کسی کو اُن کے ساتھ نہ بُلایا۔ جب وہ جمع ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا وہ کیا بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے۔ علماء انصار نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سرداروں نے کچھ نہیں کہا اور ہم سے نوعمر لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ کی مغفرت فرمائے آپ قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اُن لوگوں کو دیتا ہوں جن کا زمانہ کفر کے قریب ہے۔ میں ان کی تالیف کرتا ہوں (کہ وہ اسلام پر جمے رہیں) کیا تم خوش نہیں کہ لوگ مال لے کر جائیں گے اور تم اپنے گھروں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جاؤ گے بخدا جو تم لے کر جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر جائیں گے۔ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم راضی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا عنقریب تم میرے بعد ترجیح دیکھو گے (تم پر اوروں کو اختیار کیا جائے گا اور تمہیں نظر انداز کر دیا جائے گا) تم صبر کرتے رہو حتیٰ کہ اللہ اور اس کے رسول سے ملاقات کرو۔ میں حوض پر ہوں گا (تم مجھے وہاں پاؤ گے) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا انہوں نے صبر نہ کیا۔
(اور آپ کے بعد خلافت کے بارے میں نزاع کیا پھر کچھ ردّ و بدل کے بعد خاموش ہو گئے)

marfat.com
Marfat.com

۴۰۳۶ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِی التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ فَغَضِبَتِ الْاَنْصَارُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَهُمْ ۴۰۳۷ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ اَنْبَاَنَا هِشَامُ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ الْتَقَى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ

۴۰۳۵ — شرح : قولہ سیوفنا تقطر الخ اس عبارت میں قلب ہے کیونکہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تلواریں ان کے خونوں سے ٹپکتی ہیں۔ حالانکہ تلواروں سے خون ٹپکتا ہے قولہ فی اللہ الخ یعنی تم جو چیز اپنے گھروں میں لے کر جاؤ گے وہ پیغمبر خدا کی رضاء خوشنودی اور آخرت کا ثواب ہے یہ اس چیز سے بہتر ہے جو وہ لوگ اپنے گھروں میں لے کر جائیں گے اور وہ دنیا کا مال ہے۔ جس شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض انصار کا کلام پہنچایا تھا وہ سعد بن عبادہ تھے ،، رضی اللہ عنہ ،،

۴۰۳۶ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جس روز مکہ فتح ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش میں اموالِ غنیمت تقسیم کئے تو انصار خضبناک ہوگئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ لوگ دنیا لے کر جائیں گے اور تم اللہ کا رسول لے کر جاؤ گے انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم راضی ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر لوگ وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا (اس غنیمت سے مراد ہوازن کے اموال غنیمت ہیں کیونکہ فتح مکہ میں غنیمت نہیں تھی جسے تقسیم کیا جاتا)

۴۰۳۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جس روز غزوۂ حنین تھا ہوازن کے لوگ مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مہاجرین و انصار اور طلقاء تھے وہ پشت پھیر کر بھاگ گئے۔ آپ نے فرمایا اے انصار

marfat.com
Marfat.com

الْاٰنِ وَالطُّلَقَاءُ فَاَدْبَرُوْا قَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَسَعْدَيْكَ لَبَّيْكَ وَنَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَاَعْطَى الطُّلَقَاءَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ
وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالُوْا فَدَعَاهُمْ فَاَدْخَلَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ اَمَا تَرْضَوْنَ
اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَاَخَذْتُ
شِعْبَ الْاَنْصَارِ

۴۰۳۸ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَاسًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اِنَّ قُرَيْشًا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيْبَةٍ وَاِنِّيْ

کی جماعت اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں اور آپ کی مدد کو آگئے ہیں اور ہم آپ کے سامنے ہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اُترے اور فرمایا میں اللہ کا عبد اور اس کا رسول ہوں پس مشرک شکست خوردہ بھاگ گئے تو آپ نے طلقاء اور مہاجرین کو مال دیئے اور انصار کو کچھ نہ دیا تو اُنھوں نے کہا جو بھی کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور قبہ میں داخل کر کے فرمایا کیا تم راضی نہیں ہو کہ لوگ بھیڑ، بکری اور اونٹ لے جائیں اور تم اللہ کا رسول لے کر جاؤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا۔

(طلقاء وہ لوگ ہیں جن کو فتح مکہ میں آزاد کر دیا گیا تھا انہیں مارا نہیں گیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر احسان فرمایا کہ آج تم پر کچھ ملامت نہیں تم آزاد ہو یہ سُن کر انھوں نے کہا آپ ہمارے کریم بھائی اور کریم چچا کے بیٹے ہیں)

۴۰۳۸ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو جمع کر کے فرمایا قریش کے کفر و جاہلیت اور مصیبت کا زمانہ قریب گزرا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

أَرَدْتُ أَنْ أُحَيِّزَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ إِلٰى بُيُوْتِكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ

۴۰۳۹ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةَ حُنَيْنٍ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مَا أَرَادَ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى مُوْسٰى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

میں چاہتا ہوں کہ ان کی دل جوئی کروں، انہیں کچھ دوں اور ان کی تالیفِ قلوب کروں کیا تم راضی نہیں کہ لوگ دنیا لے کر واپس جائیں اور تم اللہ کا رسول لے کر اپنے گھروں میں جاؤ۔ اُنھوں نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا اگر لوگ وادی میں چلیں اور انصار گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

۴۰۳۸ — شرح : یعنی قریش نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں وہ جنگوں سے نڈھال ہو گئے ہیں ان کے سرداروں، بیٹوں اور اقارب کے قتل ہو جانے سے انہیں سخت مصیبت پہنچی ہے۔ میں ان کو اونٹ وغیرہ دے کر ان کی دلجوئی کرنا چاہتا ہوں۔ وہ دُنیاوی اموال لے کر راضی ہو جائیں گے اور اُن کے دل اسلام پر جم جائیں گے تمہیں اللہ اجرِ عظیم اور ثواب فخیم عطا کرے گا۔ اللہ کا رسول تمہارے ساتھ ہے کیا تم راضی نہیں کہ وہ مال و دولت سے خوش ہو جائیں اور تم اللہ کے رسول کی محبت اپنے دلوں میں بھرپور کر کے عقبیٰ میں کامیابی حاصل کرو۔ یہ سُن کر انصار راضی ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے محبت کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ میں ہر وادی اور گھاٹی میں انصار کے ساتھ ہوں"

۴۰۳۹ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی غنیمت تقسیم کی تو انصار سے ایک شخص نے کہا آپ نے اس تقسیم میں اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا (یہ سُن کر) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات بتائی تو آپ کا چہرہ انور متغیر ہو گیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ (علیہ السلام) پر رحم کرے ان کو اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی تھی

marfat.com
Marfat.com

۴۰۴۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اٰثَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا اَعْطَى الْاَقْرَعَ مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ وَاَعْطٰى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاَعْطٰى نَاسًا فَقَالَ رَجُلٌ مَا اُرِيْدَ بِهٰذِهِ الْقِسْمَةِ وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ لَاُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

اُنھوں نے صبر کیا۔

۴۰۳۹ — شرح : واقدی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والا شخص بنی عمرو بن عوف سے منافق تھا اس کا نام مُعتب بن قُشَیر تھا۔ صاحب تلویح نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے اس منافق کو انصار سے ذکر کیا ہو صرف یہاں اس کا ذکر ہے۔ صاحب تلویح نے یقین سے ذکر کیا کہ وہ حرقوص بن زُہیر سعدی تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا صاحب تلویح کا یہ جزم صحیح نہیں کیونکہ حرقوص کا واقعہ عنقریب ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آرہا ہے اور وہ واقعہ اس طرح نہیں جو یہاں مذکور ہے (حدیث ۲۹۳۸ کی شرح دیکھیں)

۴۰۴۰ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا حنین کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو ترجیح دی چنانچہ اقرع بن حابس تمیمی کو سو اونٹ دیئے عُیَینہ بن حصن فزاری کو بھی اتنے اونٹ دیئے اور قریش کو بھی مال دیا تو ایک شخص نے کہا اس تقسیم میں اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا میں نے کہا میں ضرور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتاؤں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ موسیٰ "علیہ السلام" پر رحم کرے انہیں اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی تھی انہوں نے صبر کیا"

۴۰۴۰ — شرح : حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہت ستر مشار تھے وہ پردہ میں غسل کیا کرتے تھے جبکہ بنی اسرائیل برہنہ غسل کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنے میں کچھ شرم وحیاء نہ کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حیاء کرتے تھے وہ اپنا جسم کسی کے سامنے برہنہ کرنا اچھا نہ جانتے تھے بنی اسرائیل نے ان پر تہمت لگائی کہ ان کے جسم میں برص کا مرض ہے یا اور کوئی قبیح مرض ہے ان باتوں سے وہ موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس تہمت سے بری کیا۔

marfat.com
Marfat.com

۴۰۴۱ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِنَعَمِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ اٰلَافٍ مِنَ الطُّلَقَآءِ فَاَدْبَرُوْا عَنْهُ حَتّٰى بَقِيَ وَحْدَهٗ فَنَادٰى يَوْمَئِذٍ نِدَائَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا اِلْتَفَتَ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَّسَارِهٖ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ وَاَصَابَ يَوْمَئِذٍ غَنَائِمَ كَثِيْرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَالطُّلَقَآءِ وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ

۴۰۴۱ــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب غزوۂ حنین کا دن تھا قوم ہوازن، غطفان اور ان کے سوا دُوسرے کافر اپنے جانوروں اور بچوں سمیت آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دس ہزار (مہاجرین و انصار) اور کچھ طلقاء تھے۔ وہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے حتیٰ کہ آپ اکیلے رہ گئے۔ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آوازیں دیں اُن میں خلط نہ کیا (جدا جدا آوازیں دیں) چنانچہ آپ نے اپنی داہنی طرف چہرۂ انور کر کے فرمایا اے انصار کے گروہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم حاضر ہیں۔ آپ فکر نہ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ سفید خچر پر سوار تھے۔ آپ نے نیچے اُتر کر فرمایا میں اللہ کا عبد اور اس کا رسول ہوں تو فوراً مشرک شکست کھا گئے اس روز آپ نے بہت سا مال غنیمت پایا اور وہ مہاجرین اور طلقاء میں تقسیم کر دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ انصار نے کہا جب سختی ہوتی ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے مال غنیمت کا مال دوسروں کو دیا جاتا ہے آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کو ایک قبہ میں جمع کیا اور فرمایا اے انصار کی جماعت وہ کیا بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے وہ خاموش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اے انصار کے گروہ کیا تم راضی نہیں کہ لوگ تو دُنیا لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ

marfat.com
Marfat.com

إِذَا كَانَتْ شَدِيدَةٌ فَنَحْنُ نُدْعٰى وَيُعْطَى الْغَنِيمَةَ غَيْرُنَا فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي فَسَكَتُوا فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ تَحُوزُونَهُ إِلٰى بُيُوتِكُمْ فَقَالُوا بَلٰى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ قَالَ هِشَامٌ قُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ وَأَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ

لے کر جاؤ انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم خوش ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی اختیار کروں گا۔ ہشام نے کہا اے ابا حمزہ اس وقت آپ موجود تھے انس نے کہا آپ سے غائب کب ہوا ہوں۔

شرح: طُلَقَاء طَلِیق کی جمع ہے یہ وہ قیدی ہے جس کی قید اٹھالی جائے اور اس کو آزاد کر دیا جائے ان سے مراد اہل مکہ ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں آزاد کر دیا تھا اور ان سے فرمایا تھا میں تمہیں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ آج کے دن تم پر کچھ ملامت نہیں۔ آپ نے انصار کو دائیں بائیں دو صاف اور واضح الفاظ سے پکارا ان میں ذرہ کے برابر خوف و ہراس نہ تھا۔ ابو حمزہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔

۴۰۴۱ —

باب — نجد کی طرف چھوٹا لشکر بھیجنا

تہامہ سے عراق تک اونچی زمین کا نام نجد ہے۔ سریہ لشکر کا کچھ حصہ ہے جو زیادہ سے زیادہ چار سو افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو دشمن کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ ان کو سریہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں لشکر کے عمدہ اور اعلیٰ مجاہد ہوتے ہیں۔ سریہ کا معنی عمدہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ کو فتح کرنے سے پہلے یہ سریہ نجد کی طرف گئی تھی۔ امام بخاری نے اس کو غزوۂ طائف کے بعد ذکر کیا ہے۔ ابن سعد نے کہا یہ آٹھ ہجری کے شعبان میں واقع ہوا۔ ان کا سپہ سالار ابو قتادہ تھے۔ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف بھیجا تھا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السَّرِيَّةِ الَّتِي قِبَلَ نَجْدٍ

۴۰۴۲ــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ نَنَا اَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ فَكُنْتُ فِيهَا فَبَلَغَتْ سُهْمَانُنَا اِثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا فَرَجَعْنَا بِثَلٰثَةَ عَشَرَ بَعِيرًا

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ اِلٰى بَنِي جَذِيمَةَ

۴۰۴۳ــ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

[illegible] صرف پندرہ مرد تھے۔ انھوں نے دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں غنیمت حاصل کی اور بہت مشترک قیمتے (عینی) وہ پندرہ روز غائب رہے اور اموالِ غنیمت لے کے پھر اس سے خمس علیحدہ کرنے کے بعد باقی سریہ میں تقسیم کر دیا۔

۴۰۴۲ــ ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف جس سریہ کو بھیجا تھا میں اس میں موجود تھا۔ ہمارے حصے بارہ بارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ ہمیں زیادہ ملا تو ہم تیرہ تیرہ اونٹ لے کر واپس آئے،،

(حدیث ۲۹۲۵ اور ۲۹۲۶ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجنا

marfat.com
Marfat.com

حَ وَحَدَّثَنِیْ نُعَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ اِلٰی بَنِیْ جَذِیْمَۃَ فَدَعَاھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَلَمْ یُحْسِنُوْا اَنْ یَقُوْلُوْا اَسْلَمْنَا فَجَعَلُوْا یَقُوْلُوْنَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ یَقْتُلُ مِنْھُمْ وَیَاْسِرُ وَدَفَعَ اِلٰی کُلِّ رَجُلٍ مِّنَّا اَسِیْرَہٗ حَتّٰی اِذَا کَانَ یَوْمٌ اَمَرَ خَالِدٌ اَنْ یَّقْتُلَ کُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا اَسِیْرَہٗ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَا اَقْتُلُ اَسِیْرِیْ وَلَا یَقْتُلُ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ اَسِیْرَہٗ حَتّٰی قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْنَاہُ لَہٗ فَرَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَرَّتَیْنِ

— خَالِدٌ مَرَّتَیْنِ

جَذِیْمَہ بفتح الجیم وکسر الذال وسکون الیاء وفتح المیم ہے۔ یہ کنانہ کی ایک شاخ ہے مکہ مکرمہ سے یلملم کی طرف واقع ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی طرف جانے سے پہلے شوال کے مہینہ میں فتح مکہ کے بعد خالد بن ولید کو اس طرف بھیجا تھا۔ ابن سعد نے کہا خالد بن ولید کے ہمراہ تین سو پچاس مہاجرین وانصار تھے۔ ان کو اسلام کی دعوت دینے بھیجا تھا لڑنے نہیں بھیجا تھا "

۴۰۴۳ — ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بنی جَذِیْمہ کی طرف بھیجا۔ خالد نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہوگئے اور زبان سے لفظ "اَسْلَمْنَا" تو نہ کہہ سکے اور انہوں نے صَبَأْنَا صَبَأْنَا کہنا شروع کیا یعنی ہم نے اپنا دین ترک کر دیا، خالد بن ولید نے ان کو قتل اور قید کرنا شروع کیا اور ہم سے ہر ایک کو اس کا قیدی دیا حتی کہ ایک روز خالد نے حکم دیا کہ ہر ایک آدمی اپنے قیدی کو قتل کر دے حتی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے یہ واقعہ ذکر کیا آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ جو کچھ خالد نے کیا ہے میں اس سے بری ہوں" یہ دو بار فرمایا:

۴۰۴۳ — شرح : صَبَأَ کا معنیٰ ہے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف چلا گیا۔ جو کوئی مسلمان ہو جاتا تھا قریش اس کو صابی کہتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ سَرِيَّةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ وَيُقَالُ إِنَّهَا سَرِيَّةُ الْأَنْصَارِ

قبیلہ جذیمہ کو حسب ارشاد نبوی اسلام کی طرف بلایا تو انھوں نے اسلام کی دعوت قبول کرلی ظاہر ہے کہ وہ مسلمان ہوگئے تھے انہیں چاہیے تھا کہ وہ کہتے "اَسْلَمْنَا" ہم نے اسلام قبول کرلیا لیکن بجائے اَسْلَمْنَا کہنے کے وہ صَبَأْنَا صَبَأْنَا کہنے لگے کہ ہم نے شرک وکفر ترک کردیا اور اسلام کی طرف آگئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اُن سے صراحۃً لفظ اسلام سُننا چاہا یا خالد نے یہ سمجھا کہ وہ صراحۃً اَسْلَمْنَا اس لئے نہیں کہتے کہ وہ سرکشی کرتے ہیں اور تابع نہیں ہوئے اس لئے ان کو قید کرنے اور قتل کردینے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا کہ انہوں نے خلوص دل سے اسلام قبول کیا ہے۔ اور وہ اَسْلَمْنَا نہیں کہہ سکے۔ اس لئے ان کو قتل کرنے سے انکار کردیا۔ ابن سعد نے بیان کیا کہ بنو سلیم نے اپنے قیدیوں کو قتل کردیا اور مہاجرین وانصار نے اپنے قیدی قتل نہ کئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ نے دوبار ہاتھ مبارک اُٹھا کر برأت کا اظہار کیا کہ خالد کے اس فعل سے میں بری ہوں اور خالد کے فعل کو اچھا نہ جانا، کیونکہ خالد نے ان کے قتل میں جلدی کی تھی اور ان کے معاملہ میں عمیق نگاہ نہ کی اور صَبَأْنَا کہنے سے ان کی مراد معلوم نہ ہوئی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم نہ دیا کیونکہ آپ نے یہ تاویل فرمائی تھی کہ ان کو حکم جاری کیا گیا تھا کہ مشرکوں کو قتل کریں حتیٰ کہ وہ اسلام قبول کرلیں۔ علامہ عینی نے ذکر کیا کہ ابن سعد نے یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد کہا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو بلایا اور فرمایا ان لوگوں کے پاس جاؤ اور ان کے معاملہ میں عہد فرض کرو اور جاہلیت کی رسم تہس نہیں کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے جبکہ اُن کے پاس کثیر مال تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو دیا تھا تو انہوں نے ان لوگوں کا خون بہا (دیت) ادا کی جو خالد کے حکم سے قتل کئے گئے تھے۔ جب سب کی دیت ادا کردی اور مال بچ رہا تو وہ بھی احتیاطاً انہیں تقسیم کردیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا ہے۔

باب عبداللہ بن حُذافہ سہمی اور علقمہ بن مُجزز مُدلجی کا فوجی دستہ "اس سریہ کو سریۃُ الْاَنْصَار" کہا جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۴۰۴ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعْدُ بْنُ عُبَیْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَرِیَّةً فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ وَ اَمَرَھُمْ اَنْ یُطِیْعُوْہُ فَغَضِبَ قَالَ اَلَیْسَ اَمَرَکُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُطِیْعُوْنِیْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَاجْمَعُوْا لِیْ حَطَبًا فَجَمَعُوْا فَقَالَ اَوْقِدُوْا نَارًا

عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم قرشی سہمی ہیں جد اعلیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ وہ ابتداء اسلام میں مسلمان ہوئے اور مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ جنہوں نے حبشہ کی طرف دوسری بار ہجرت کی تھی وہ جنگ بدر میں حاضر تھے، لیکن ابن اسحاق نے ان کو بدریوں میں شمار نہیں کیا وہ خوش طبع تھے ان کی طبیعت مزاحی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کسریٰ کے پاس بھیجا تھا۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا انیس ہجری میں رومیوں نے ان کو قید کر لیا تھا ابن لھیعہ نے کہا وہ مصر میں فوت ہوئے اور مصر کے قبرستان میں مدفون ہوئے (عینی)

"علقمہ بن مجزز مدلجی"

وہ مدلجی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک سریہ کا سپہ سالار مقرر کیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر پر امیر مقرر کر کے حبشہ کی طرف بھیجا تھا وہاں سب ہلاک ہو گئے تھے۔ ان کے والد مجزز کو صحابہ میں ذکر کیا جاتا ہے اور وہ مشہور قیافہ دان تھے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ان کو ذکر کیا گیا ہے۔ انھوں نے ہی فوجی دستہ کو آگ میں چھلانگیں مارنے کا حکم دیا تھا یہ ان کا مزاح تھا (کرمانی)

۴۴۰۴ــــ ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ بھیجا اور ان پر ایک انصاری کو امیر مقرر کیا اور فوجی دستے سے فرمایا کہ اس کی اطاعت کریں۔ ایک دفعہ وہ غصہ میں آگیا تو ان سے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے۔ انھوں نے کہا کیوں نہیں ضرور حکم دیا ہے۔ اس نے کہا میرے لئے لکڑیاں اکٹھی کرو پھر کہا ان کو آگ لگاؤ انھوں نے لکڑیوں کو آگ لگا دی پھر کہا تم سب اس میں داخل ہو جاؤ۔ انھوں نے آگ میں داخل ہونے کا قصد کر لیا اور بعض نے بعض کو روکنا شروع کیا اور کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگ سے بھاگ کر آئے ہیں

marfat.com
Marfat.com

فَاَوْقَدُوْهَا فَقَالَ ادْخُلُوْهَا فَهَمُّوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا وَيَقُوْلُوْنَ فَرَرْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ فَمَا زَالُوْا حَتّٰى خَمَدَتِ النَّارُ فَسَكَنَ غَضَبُهٗ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا اِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَلطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ

بَابُ بَعْثِ اَبِيْ مُوْسٰى وَمُعَاذٍ اِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۴۰۴۵ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

(اب آگ میں داخل کیوں ہوں) وہ اسی حال اور سوچ بچار میں رہے حتی کہ آگ بجھ گئی اور امیر کا غصہ فرو ہوگیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اُس سے نکل نہ پاتے۔ فرمانبرداری نیک کام میں ہوتی ہے۔

۴۰۴۴ ـــ شرح : یعنی اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے اور اس میں مرجاتے تو قیامت تک اس سے نکل نہ پاتے یعنی آخرت کی آگ سے نہ نکلتے، کیونکہ وہ ایسی شئی کے مرتکب ہو جاتے جس سے ان کو منع کیا گیا تھا وہ یہ کہ حلال جانتے ہوئے اپنی جانوں کو ہلاک کرنا" علامہ کرمانی رحمۃ اللہ نے کہا وہ ہمیشہ آگ میں رہتے۔ کیونکہ امیر کی طاعت کرتے ہوئے اُن کا آگ میں گھس جانا اس کو حلال جانتا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی جانوں کو ہلاک نہ کرو۔ داؤدی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے تاویل فاسد کی وجہ سے مؤوّل کو معذور نہیں سمجھا جاتا۔ لہٰذا جو کوئی شرعی قباحت کا ارتکاب کرے پھر بعد میں اس کی فاسد تاویل کرے وہ اس میں معذور متصور نہ ہوگا اور سزا کا مستوجب ہوگا! واللہ اعلم!

باب حجۃ الوداع سے پہلے ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجنا

marfat.com
Marfat.com

۴۰۴۷ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَدَّهٗ اَبَا مُوْسٰی وَمُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰی یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اِنَّ اَرْضَنَا بِهَا شَرَابٌ مِنَ الشَّعِیْرِ الْمِزْرُ وَ

اَتَفَوَّقُ ،، فواق ناقہ سے ماخوذ ہے۔ وہ یہ کہ اونٹنی دوھی جاتی ہے پھر تھوڑی دیر چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ دودھ جمع ہو جائے پھر دوہا جاتا ہے اس طرح بار بار کرتے ہیں ایک ہی دفعہ اسے نہیں دوہتے ہیں۔ حضرت معاذ ابن جبل نے ابوموسیٰ کے استفسار میں کہا میں نے رات کے اجزاء معین کر رکھے ہیں کچھ نیند کے لئے کچھ قرآن پڑھنے اور نماز کے لئے۔ میں نیند میں بھی ثواب کا طالب ہوں یعنی میرا سونا اس غرض کے لئے ہے کہ یہ رات کے قیام میں ممد و معاون ہو تو یہ سونا بھی عبادت ہے۔

ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۴۰۴۶ — ان کو یمن کی طرف بھیجا تو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُشربہ کے متعلق پوچھا جو یمن میں تیار کئے جاتے ہیں آپ نے فرمایا وہ کیا ہیں۔ ابوموسیٰ نے کہا وہ بِتع اور مِزر ہیں۔ سعید نے کہا میں نے کہا میں نے اپنے والد ابوبردہ سے پوچھا کہ بِتع کیا ہے اُنھوں نے کہا شہد کا شیرہ اور مِزر جَو کا شیرہ ہے۔ آپ نے فرمایا ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ اس کو جریر اور عبدالواحد نے شیبانی کے ذریعہ ابوبردہ سے روایت کیا ہے۔

۴۰۴۶ — مشرح : یعنی مذکور شیرہ جات اس وقت حرام ہیں جب یہ مُسکر ہوں (نشہ دیں) کیونکہ ابوبردہ نے بِتع اور مِزر کی تفسیر کے بعد کہا ہر مسکر حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کھجور، جَو، شہد اور مکئی وغیرہ کے نبیذ پینے جائز ہیں، لیکن جب ان میں نشہ پیدا ہو جائے تو ان کو پینا حرام ہے۔

ترجمہ : سعید بن ابوبردہ کے ذریعہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی

۴۰۴۷ — کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے دادا ابوموسیٰ کو اور حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا (لوگوں سے) آسانی کرو سختی نہ کرو اور ان کو خوش رکھو رنجیدہ نہ کرو اور ایک دوسرے کی موافقت کرو۔ ابوموسیٰ نے عرض کیا یا نبی اللہ! ہماری اس زمین میں جَو کا شیرہ مزر اور شہد کا شیرہ بِتع ہے (ان کا حکم کیا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ والی شئی حرام ہے۔ دونوں حضرات یمن کی طرف

marfat.com
Marfat.com

شَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ الْبِتْعُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ فَانْطَلَقَا فَقَالَ مُعَاذٌ
لِاَبِیْ مُوْسٰی کَیْفَ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَالَ قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَعَلٰی رَاحِلَتِیْ وَاَتَفَوَّقُهٗ
تَفَوُّقًا قَالَ اَمَّا اَنَا فَاَنَامُ وَاَقُوْمُ فَاَحْتَسِبُ نَوْمَتِیْ كَمَا اَحْتَسِبُ قَوْمَتِیْ
وَضَرَبَ فُسْطَاطًا فَجَعَلَا يَتَزَاوَرَانِ فَزَارَ مُعَاذٌ اَبَامُوْسٰی فَاِذَا رَجُلٌ مُوْثَقٌ
فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰی يَهُوْدِیٌّ اَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ فَقَالَ مُعَاذٌ لَاَضْرِبَنَّ
عُنُقَهٗ تَابَعَهُ الْعَقَدِیُّ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ وَكِيْعٌ وَالنَّضْرُ وَاَبُوْدَاوٗدَ
عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَوَاهُ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنِ الشَّيْبَانِیِّ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ

۴۰۴۸ — حَدَّثَنِیْ عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ
عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ عَائِذٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ
شِهَابٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ اَبُوْمُوْسٰی الْاَشْعَرِیُّ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

چلے گئے (ایک ملاقات میں) معاذ نے ابوموسیٰ سے کہا آپ قرآن کیسے پڑھتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کھڑے ہو کر
چلتے ہوئے سواری پر اور قصد قصد سے پڑھتا ہوں۔ معاذ بن جبل نے کہا میں سوتا ہوں پھر اُٹھتا ہوں۔
اور اپنی نیند میں ثواب طلب کرتا ہوں جیسے اپنے قیام میں ثواب طلب کرتا ہوں۔ ابوموسیٰ نے خیمہ نصب کرایا
کہ وہ ایک دوسرے کی زیارت کریں۔ معاذ نے ابوموسیٰ کی زیارت کی اچانک دیکھا کہ ایک شخص بندھا ہوا
ہے۔ کہا یہ کیا چیز ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا یہ یہودی مسلمان ہو گیا تھا پھر مرتد ہو گیا ہے۔ معاذ بن جبل نے کہا میں
اس کی گردن اڑا دیتا ہوں۔ مسلم کی عقدی اور وہب نے شعبہ سے روایت کرنے میں متابعت کی ہے۔ وکیع،
نضر اور ابوداؤد نے شعبہ سے انھوں نے سعید سے انہوں نے اپنے والد کے ذریعہ اپنے دادے سے انہوں
نے نبی کریم سے روایت کی (اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث اس سند کے ذریعہ مرفوع حدیث ہے)

۴۰۴۸ — ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے میری قوم کے ملک کا حاکم بنا کر بھیجا۔ میں مکہ مکرمہ اس حال میں

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَرْضِ قَوْمِىْ فَجِئْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنِيْخٌ بِالْاَبْطَحِ فَقَالَ اَحَجَجْتَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ اِهْلَالٌ كَاِهْلَالِكَ قَالَ فَهَلْ سُقْتَ مَعَكَ هَدْيًا قُلْتُ لَمْ اَسُقْ قَالَ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَاسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَفَعَلْتُ حَتّٰى مَشَطَتْ لِىْ اِمْرَاَةٌ مِنْ نِسَآءِ بَنِىْ قَيْسٍ وَمَكُثْنَا بِذٰلِكَ حَتّٰى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ

۴۰۴۹ — حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِىٍّ عَنْ اَبِىْ مَعْبَدٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَهٗ

آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم البطح وادی میں اپنا اونٹ بٹھائے ہوئے تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا اے عبداللہ ابن قیس! میں نے عرض کیا جی ہاں! یارسول اللہ! فرمایا تو نے (احرام باندھتے وقت) کیسے کہا تھا میں نے عرض کیا میں نے کہا تھا لَبَّیْکَ میرا احرام آپ کے احرام کی طرح ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا؟ میں نے کہا میں قربانی کا جانور ہمراہ نہیں لایا ہوں۔ آپ نے فرمایا بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کر کے احرام کھول دو! میں نے ایسا ہی کیا حتی کہ بنی قیس کی عورتوں میں سے ایک عورت نے مجھے کنگھی کی ہم ایسا ہی کرتے رہے حتی کہ عمر فاروق خلیفہ منتخب ہوئے (یعنی حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت تک ہم تمتع کرتے رہے اس کی تفصیل حدیث ۱۴۶۵ کی شرح میں دیکھیں) اس حدیث کا ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ کو ان کی قوم کے ملک میں حاکم مقرر کر کے بھیجا تھا۔

۴۰۴۹ — توجمہ: ابومعبد مولیٰ ابن عباس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا تو انہیں فرمایا تم اہل کتاب کے پاس جاؤ گے جب ان کے پاس جاؤ تو ان کو یہ دعوت دو کہ وہ یہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (توحید و رسالت کی شہادت دیں) اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کر لیں تو ان کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو

marfat.com
Marfat.com

إِلَى الْيَمَنِ إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ طَوَّعَتْ طَاعَتْ وَأَطَاعَتْ لُغَةٌ طِعْتُ وَطُعْتُ وَأَطَعْتُ

اُن میں سے مالداروں سے لی جائے گی ان کے فقراء اور غرباء میں تقسیم کی جائے گی اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کرلیں تو اُن کے اعلیٰ اموال سے بچو اور مظلوم کی بددعاء سے ڈرو! کیونکہ اس کی بددُعاء اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ امام بخاری نے کہا: طَوَّعَتْ، طَاعَتْ اور أَطَاعَتْ ایک ہی لُغت ہے۔ طِعْتُ، وطُعْتُ و أَطَعْتُ ہم معنی ہیں۔

۴۰۴۹ — مشرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو دس ہجری میں حجۃ الوداع سے قبل یمن کا حاکم مقرر کرکے یمن بھیجا کہ وہ اہل یمن کو قرآن کی تعلیم دیں اور انہیں اسلام کے احکام سے خبردار کریں اور ان میں اسلامی ضابطہ کے مطابق فیصلے کریں اور ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کریں۔ اور زکوٰۃ وغیرہ میں لوگوں کے عمدہ مال نہ لیں اور مظلوم کی بددعاء سے ڈرتے رہیں کیونکہ مظلوم اگرچہ غیر مسلم ہو اس کی بددُعاء جلد قبول ہوتی ہے۔

امام بخاری کی عادت ہے کہ جو غریب الفاظ قرآن کریم میں ہیں جب وہ حدیث کے کسی لفظ کے موافق ہوں تو ان کی تفسیر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ امام نے کہا: قرآن میں طَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ ،، کا معنی ہے طَاعَتْ لَهُ نَفْسُهُ ،، یعنی اس کا نفس اس کے تابع ہوگیا۔ طَاعَتْ کو ہمزہ کے ساتھ أَطَاعَتْ بھی پڑھا جاتا ہے۔ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ اپنی ذات سے خبر دینا مقصود ہو اور طِعْتُ بکسر الطاء لُغَةٌ یضم الطاء اور أَطَعْتُ بزیادۃ الہمزہ سب کا معنی واحد ہے وہ یہ ہے کہ اس کے تابع ہوگیا (قسطلانی)

marfat.com
Marfat.com

۴۰۵۰ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبِ ابْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ اَنَّ مُعَاذًا لَمَّا قَدِمَ الْيَمَنَ صَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَقَرَاَ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَقَدْ قَرَّتْ عَيْنُ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَرَاَ مُعَاذٌ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ فَلَمَّا قَالَ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا قَالَ رَجُلٌ خَلْفَهٗ قَرَّتْ عَيْنُ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ

۴۰۵۰ ـــ ترجمہ : عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ جب معاذ بن جبل یمن میں آئے تو لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور پڑھا : وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا ، اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنالیا، تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا ابراہیم علیہ السلام کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہوگئی۔ معاذ نے شعبہ، حبیب، سعید کے ذریعہ عمرو کی روائت میں اضافہ ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا تو معاذ نے صبح کی نماز میں سورۂ نساء پڑھی اور جب پڑھا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا ، تو ان کے پیچھے ایک شخص نے کہا ابراہیم کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہوگئی۔

۴۰۵۰ ـــ شرح : جب معاذ بن جبل یمن میں گئے تھے تو عمرو بن میمون وہاں موجود تھے۔ اس لئے انھوں نے کہا جب معاذ یمن میں آئے۔ قَرَّتْ عَيْنُ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ کا معنی ہے اس کے آنسو ٹھنڈے ہوگئے۔ یہ سرور سے کنایہ ہے کیونکہ سرور کے آنسو ٹھنڈے ہوتے ہیں جبکہ حزن و ملال کے آنسو گرم ہوتے ہیں۔ اسی لئے جب کسی کے لئے دعاء کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے : اَقَرَّ اللّٰهُ عَيْنَكَ ، اللہ تیری آنکھ ٹھنڈی کرے اور جب کسی کے لئے بد دعاء کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے اَسْخَنَ اللّٰهُ عَيْنَكَ ، اللہ تیری آنکھ گرم کرے۔ ثعلب نے کہا " قَرَّتْ الخ " کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ اپنے مقصد کی انتہا کو پہنچا اب اس سے اوپر اس کی خواہش نہیں رہی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں اس شخص نے یہ کلمات کہے تھے ان کو نماز کے اعادہ کا حکم کیوں نہیں دیا حالانکہ امام کی اقتداء میں ایسے الفاظ کہنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت حضرت معاذ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَعْثُ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِب وَخٰلِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۴۰۵۱ ــ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ اِسْحٰقَ ابْنِ اَبِیْ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ خٰلِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذٰلِكَ مَكَانَهٗ فَقَالَ مُرْ اَصْحَابَ خٰلِدٍ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ اَنْ يُعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ فَكُنْتُ فِيْمَنْ عَقَّبَ مَعَهٗ قَالَ فَغَنِمْتُ اَوَاقِیَ ذَوَاتِ عَدَدٍ

نماز کے اعادہ کے وجوب کا علم نہ تھا یا اس کو اعادہ کا حکم دیا ہو لیکن وہ نقل نہیں کیا گیا (عینی)

باب ــ حضرت علی المرتضیٰ اور خالد بن ولید کو، حجۃ الوداع سے قبل یمن کی طرف بھیجنا،،

۴۰۵۱ ــ ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے ہمراہ یمن کی طرف بھیجا پھر اس کے بعد خالد کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور فرمایا خالد کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ جو کوئی اُن میں سے تمہارے پاس رہنا چاہے وہ جائے اور جو آنا چاہے وہ آجائے براء بن عازب نے کہا میں اُن لوگوں میں سے تھا جو اُن کے ساتھ گئے تو مجھے غنیمت میں بہت سے درہم حصہ میں آئے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۰۵۲ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ سُوَیْدِ ابْنِ مَنْجُوْفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا اِلٰی خَالِدٍ لِیَقْبِضَ الْخُمُسَ وَکُنْتُ اُبْغِضُ عَلِیًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ اَلَا تَرٰی اِلٰی هٰذَا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَکَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ یَا بُرَیْدَةُ اَتُبْغِضُ عَلِیًّا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا تُبْغِضْهُ فَاِنَّ لَهٗ فِی الْخُمُسِ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

۴۰۵۱ — شرح : سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے طائف سے واپسی اور جعرانہ میں اموالِ غنیمت تقسیم کرنے کے بعد ان کو یمن بھیجا تھا۔ تعقیب کا معنیٰ غزوہ کے بعد غزوہ کرنا ہے۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کی ہوتی ہے۔

۴۰۵۲ — ترجمہ : عبداللہ بن بُریدہ نے اپنے والد بُریدہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے خالد کے پاس حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ خمس لائیں اور میں علی سے بغض رکھتا تھا جبکہ اُس نے غسل کیا تھا۔ میں نے خالد سے کہا کیا تم اِس کو دیکھتے نہیں ہو؟ جب ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے تو میں نے آپ سے یہ ذکر کیا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے بُریدہ تو علی کے ساتھ بغض رکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا علی سے بغض نہ رکھو کیونکہ ان کا خمس میں حصّہ اس سے زیادہ ہے۔

۴۰۵۲ — شرح : سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غنیمت کے مال سے خمس لینے خالد کے پاس بھیجا جبکہ اس وقت خالد یمن میں تھے بُریدہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض کرنے کا سبب یہ تھا کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنہوں نے خُمس سے لونڈی لی اور صبح کو غسل کیا۔ بُریدہ نے گمان کیا کہ علی نے خیانت کی ہے اور ایک حیض گزرنے کے بغیر لونڈی سے جماع کیا ہے۔ اسی لئے اُنھوں نے غسل کیا ہے جب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا علی کا لونڈی سے جماع کرنا صحیح تھا کہ خمس میں سے علی کا حصّہ اس سے زیادہ ہے۔ رہا یہ کہ اُنھوں نے استبراء سے پہلے لونڈی سے جماع کیا ہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیال فرمایا تھا کہ لونڈی کنواری ہے۔ اس کے استبراء کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ لونڈی سے استبراء اس لئے

marfat.com
Marfat.com

۴۰۵۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کیا جاتا ہے کہ اس کا رحم مشغول نہ ہو جب اس کو حیض آجائے تو یہ عدم شغل کی علامت ہے کنواری لونڈی سے استبراء کی ضرورت نہیں ،، علامہ سیوطی اور عینی نے خطابی سے نقل کیا کہ یہاں دو اشکال ہیں ایک یہ کہ حضرت علی نے خود بخود اپنے لئے لونڈی تقسیم میں شامل کرلی۔ دوسرے یہ کہ استبراء سے پہلے اس سے جماع کیا اس کا جواب یہ ہے کہ امام کے لئے جائز ہے کہ غنیمت کے مال اس کے مستحقین میں تقسیم کرے اور وہ خود ان کے ساتھ اس میں شریک ہوتا ہے۔ اسی طرح جو امام کے قائم مقام ہو اس کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ رہی بات استبراء کی تو اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا تھا کہ چونکہ لونڈی نابالغہ ہے یا کنواری ہے اس لئے استبراء کی ضرورت نہیں صاحب تیسیر القاری نے ذکر کیا کہ دوسرے اشکال کے جواب سے خصم کو تسلی نہیں ہوتی کیونکہ اشکال کی اساس اس پر ہے کہ استبراء کے بارے میں بالغ اور نابالغ میں کچھ فرق نہیں ہے اور استبراء کا وجوب منصوص علیہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح حنین کے بعد اوطاس کی قیدی عورتوں سے استبراء کے بغیر جماع کرنے سے منع کر دیا تھا۔ اس میں بالغہ یا نابالغہ باکرہ یا شادی شدہ کی تخصیص نہ کی بھی بلکہ عام حکم جاری فرمایا اور کسی حالت کی تخصیص نہ کی اور اجتہاد نص کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس خلجان کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کا عدم استبراء میں اجتہاد مطلق نہیں ہے بلکہ کنواری عورت کے عدم استبراء میں ہے۔ عقل کا مقتضیٰ بھی یہی ہے۔ لہٰذا درحقیقت یہ اجتہاد عام کو قیاس جلی کے ساتھ خاص کرنا ہے۔ واللہ الموفق ،، قسطلانی نے کہا احمد نے عبدالجلیل کے طریق سے عبداللہ بن بریدہ کے ذریعہ اور ان کے والد سے روایت میں یہ اضافہ کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ سے فرمایا کہ اگر تو علی سے محبت کرتا ہے تو ان سے اور محبت کر دا نیز انھوں نے ابن مندی کے طریق سے عبداللہ بن بریدہ سے روایت کی کہ علی کے متعلق بدگمانی نہ کر کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ اَلَا تَأْمَنُوْنِیْ وَاَنَا اَمِیْنُ مَنْ فِی السَّمَآءِ یَأْتِیْنِیْ خَبَرُ السَّمَآءِ صَبَاحًا وَّمَسَآءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْیَةِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ مُشَمِّرُ الْاِزَارِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ قَالَ وَیْلَكَ اَوَلَسْتُ اَحَقَّ اَهْلِ الْاَرْضِ اَنْ یَّتَّقِیَ اللّٰهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّی الرَّجُلُ قَالَ خَالِدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهٗ قَالَ لَا لَعَلَّهٗ اَنْ یَّكُوْنَ یُصَلِّیْ فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ یَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ مَا لَیْسَ فِیْ قَلْبِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلَا اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ اِلَیْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ اِنَّهٗ یَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ

اس سے ہوں وہ میرے بعد تمہارا ناصر و مددگار ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد کے لئے جائز ہے کہ لونڈی سے جماع کرے اگرچہ بیوی کے ہوتے ہوئے وہ کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کرسکتا۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد دوسری عورتوں سے نکاح کیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۰۵۳ — **ترجمہ** : عبدالرحمٰن بن ابی نُعم نے کہا میں نے ابوسعید خدری کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یمن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دباغت کردہ چمڑے میں تھوڑا سا سونا بھیجا جو اس کی مٹی سے علیحدہ نہ کیا گیا تھا۔ آپ نے وہ چار اشخاص عُیَیْنَہ بن بدر، اَقْرَع بن حابس، زید الخیل اور چوتھے علقمہ بن عُلاثہ یا عامر بن طفیل میں تقسیم کیا۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا ہم اس کے ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا تم مجھے امین نہیں جانتے ہو حالانکہ میں اُن کا امین ہوں جو آسمانوں میں رہتے ہیں میرے پاس صبح و شام آسمان والوں کی خبریں آتی ہیں۔ ابوسعید نے کہا ایک شخص دھنسی ہوئی آنکھوں والا، اُبھرے ہوئے رخساروں والا، اُونچی پیشانی والا، گھنی داڑھی والا، منڈے ہوئے سر والا، تہ بند اُٹھائے ہوئے کھڑا ہوا اور کہا یا رسولَ اللہ! اللہ سے ڈریں آپ نے فرمایا تو ہلاک ہوجائے کیا میں اللہ تعالیٰ سے روئے زمین والوں سے زیادہ ڈرنے والا نہیں ہوں؟ پھر وہ آدمی چلا گیا۔ خالد بن ولید نے کہا یا رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَاَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدٍ

صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اس شخص کی گردن نہ ماردوں؟ آپ نے فرمایا نہ شائد وہ نماز پڑھتا ہوگا خالد نے کہا ایسے نماز پڑھنے والے بہت ہیں جو زبان سے وہ کہتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں ہوتا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے لوگوں کے دل کریدنے کا حکم نہیں دیا گیا اور نہ ہی یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے پیٹ چیروں "پھر آپ نے اس کی طرف دیکھا حالانکہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا اور فرمایا اس آدمی کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تجوید کے ساتھ قرآن کریم پڑھیں گے وہ ان کے حلقوم سے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میں ان کو پاؤں تو قوم ثمود کی طرح ان کو قتل کروں گا۔

۴۰۵۳ — شرح: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا بھیجا جو ابھی اس کی مٹی سے علیحدہ نہیں کیا گیا تھا۔ یہ سونا خمس خُمس سے تھا یا خمس سے یا اصلِ غنیمت سے تھا اس میں مختلف اقوال ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے کہ آپ کسی مصلحت کے لئے جس کو چاہیں عطا کریں۔ آپ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم فرمایا اُن میں سے ایک عیینہ بن حصن تھا۔

عُیَیْنَہ بن حصن "

ان کا نسب یہ ہے عیینہ بن حصن بن حُذیفہ بن بدر فزاری اپنے اعلیٰ دادا کی طرف منسوب ہیں ان کی کنیت ابو مالک ابو عمر نے کہا وہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ پہلے مسلمان ہوئے۔ یہ مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں یعنی جن کی اسلام میں تالیف قلب کی گئی ہے یہ سخت قلوب اعراب میں سے تھے۔ اِن کا نام حُذیفہ تھا ان کو قحط لقحہ ہوگیا تو آنکھیں موٹی ہوگئی تھیں اس لئے ان کو عُیَینہ کہا جاتا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے توضیح سے نقل کیا کہ عُیَینہ منافقین میں سے تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہوگیا تھا۔ خالد بن ولید نے اسے رسیوں سے باندھ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اُس نے اسلام قبول کرلیا ابو بکر نے اس کو معاف کردیا "دوسرے اقرع بن حابس ہیں۔ ان کا نام فراس ہے۔ ان کے سر میں "قرع" لاٹھی کا زخم تھا اس لئے ان کو اقرع کہا جاتا تھا۔ یہ بھی مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں تیسرے زید الخیل ہیں وہ زید بن مہلہل بن زید ابن منہب طائی ہیں وہ نو ہجری میں طئی کے وفد میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور

marfat.com
Marfat.com

اسلام قبول کر لیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زید الخیر رکھا، جبکہ انہیں زید الخیل کہا جاتا تھا کیونکہ ان کے پاس بہت اچھے گھوڑے تھے۔ وہ بہترین شاعر، خطیب اور بہت بہادر تھے۔ مسلمان ہونے سے پہلے اُنہوں نے عامر بن طفیل کو قید کر کے اس کی پیشانی کے بال کاٹ دیئے تھے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ چوتھے علقمہ بن علاثہ ہیں۔ یہ کلابی عامری ہیں وہ عامری ہیں وہ بھی مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔ وہ اپنی قوم کے سردار تھے بہت عقلمند اور بُردبار تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو حوران کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور اُن کے عہدِ خلافت میں وہ حوران میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ یا چوتھا عامر بن طفیل ہے یہ راوی کو شک ہُوا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام قبول کئے بغیر اسی وقت واپس چلا گیا تھا۔ اس کے کان کے پاس پھنسی نکلی جس سے وہ مر گیا اسی لئے کہا گیا ہے کہ عبدالواحد نے غلطی سے عامر بن طفیل کو ذکر کر دیا ہے۔ دمیاطی نے کہا وہ کافر مرا تھا۔ قولہ قَامَ رَجُلٌ الخ یہ شخص ذُوالخُوَیصرہ تمیمی ہے۔ اس کا نام حرقوص بن زُہیر سعدی ہے۔ ابوداؤد نے اس کا نام نافع ذکر کیا ہے۔ سُہیلی نے اس کو ترجیح دی ہے۔ اس شخص کی آنکھیں کھچی ہُوئی تھیں اور حدقہ کے اندر دھنسی ہُوئی تھیں اور اس کے ہڈیاں اُبھری ہُوئی تھیں اور ماتھا اونچا تھا داڑھی گھنی اور سر منڈا ہُوا تھا گویا وہ شخص کریہہ المنظر تھا۔ حدیث ۳۲۷۹ اور حدیث ۳۱۲۸ کی شرح میں اس کی پوری تفصیل مذکور ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں ان کو پاؤں تو قوم عاد کی طرح انہیں قتل کروں گا۔ یعنی اُن کا کلیتہً خاتمہ کروں گا جیسے قوم عاد کا خاتمہ ہُوا تھا۔ وہ تیز ہوا سے ہلاک ہُوئے جبکہ ہود سخت چیخ دار آواز سے ہلاک ہُوئے تھے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے اگر ان کو قتل کرنا جائز تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو اس آدمی کے قتل کرنے سے کیوں منع کیا تھا اس کا جواب یہ ہے اس قوم کے قتل کرنے کو یہ لازم نہیں کہ اس آدمی کو بھی قتل کرنا جائز تھا۔ علامہ خطابی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اس شخص میں اللہ کی قضاء جاری ہوگی۔ حتیٰ کہ اس کی نسل سے وہ لوگ نکلیں گے جو اپنے بُرے اعمال کے باعث قتل کے مستحق ہوں گے اور ان کو قتل کرنا ان کے لئے عذاب ہوگا۔ اس میں مصلحت بھی ہے علامہ قرطبی نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کرنے کے باعث ذوالخویصرہ اگرچہ قتل کا مستوجب ہو چکا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے اس کو قتل کرنے سے منع کر دیا کہ دوسرے لوگ یہ باتیں نہ کریں کہ آپ لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ علامہ مازری نے کہا ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالخویصرہ سے نبوت میں طعن نہ خیال فرمایا ہو اس نے صرف آپ کو تقسیم میں ترکِ عدل کی طرف منسوب کیا ہو اور یہ کبیرہ نہیں جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام کبائر سے معصوم ہوتے ہیں۔ اس میں امت کا اتفاق ہے۔ علامہ قرطبی کا جواب صحیح نہ ہے اور بعض روایات کے موافق ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ علیہ نے کہا میرا مذہب یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد ہر چھوٹے بڑے گناہ سے معصوم ہوتے ہیں اور بعض انبیاء کرام سے جو کوئی

marfat.com
Marfat.com

۴۰۵۴ــــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا اَنْ يُقِيْمَ عَلٰى اِحْرَامِهٖ زَادَ مُحَمَّدُ ابْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ بِسِعَايَتِهٖ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا اَنْتَ قَالَ وَاَهْدٰى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا

۴۰۵۵ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ اَنَّهُ ذَكَرَ لِابْنِ عُمَرَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ فَقَالَ اَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ وَاَهْلَلْنَا بِهٖ مَعَهٗ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهٗ

شیخ صغیرہ گناہ کے مشابہ واقع ہوئی ہے وہ گناہ نہیں وہ صرف یہ ہے کہ اس میں نبی کا افضل کو ترک کرکے فاضل کی طرف میلان ہوتا ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۰۵۴ــــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو حکم دیا اپنے احرام پر قائم رہے ۔ محمد بن بکر نے ابن جریج سے کچھ زیادہ بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ حضرت علی نے کہا جس چیز کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے ۔ (میری نیت بھی یہ تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم محرم ٹھہرے رہو جیسا کہ اس وقت ہو جابر نے کہا علی نے یمن سے قربانی کی (حدیث ۱۴۹۳ ، ۱۴۶۴ کی شرح دیکھیں)

۴۰۵۵ــــ ترجمہ : حمید طویل نے بیان کیا کہ بکر بصری نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے ابن عمر سے ذکر کیا کہ انس نے ان کو خبر دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

هَدْيٌ فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيٌ فَقَدِمَ عَلِيٌّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ مِنَ الْيَمَنِ حَاجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اَهْلَلْتَ فَاِنَّ مَعَنَا اَهْلَكَ قَالَ اَهْلَلْتُ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمْسِكْ فَاِنَّ مَعَنَا هَدْيًا

بَابُ غَزْوَةُ ذِي الْخَلَصَةِ

۴۰۵۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَيَانٌ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كَانَ بَيْتٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَالْكَعْبَةُ

نے عمرہ اور حج کا احرام باندھا تھا۔ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ حج کا احرام باندھا جب ہم مکہ میں آئے تو آپ نے فرمایا جس کے پاس ہدی نہیں وہ اس کو عمرہ کردے (عمرہ کے افعال کرکے احرام کھول دے) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قربانی تھی۔ حضرت علی الرتضیٰ یمن سے حج کرنے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کونسا احرام باندھا ہے کیونکہ ہمارے ساتھ تمہاری بیوی ہے۔ حضرت علی نے کہا میں نے وہی احرام باندھا ہے جیسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے۔ فرمایا تم محرم ٹھہرے رہو کیونکہ ہمارے ساتھ قربانی ہے (یہ حدیث حج میں مذکور ہے)

باب — غزوۂ ذی الخلصہ

خلصہ کے پہلے تینوں حروف مفتوح ہیں یہ اس مکان کا نام ہے جس میں بت تھا بعض نے کہا مکان کا نام خلصہ ہے اور اس میں بت کا نام ذوالخلصہ ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ دوس کا بت ہے جس کی آخر زمانہ میں پوجا کی جائے گی؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دوس اور خثعیم کی عورتوں کے سرین ذوالخلصہ کے اردگرد حرکت کریں گے اب اس کی جگہ قبیلہ خثعم کی زمین میں جامع مسجد ہے جو شہر عبلات میں واقع ہے (فتح الباری وعینی)

۴۰۵۶ — ترجمہ: قیس نے جریر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جاہلیت میں ایک

marfat.com
Marfat.com

الْيَمَانِيَّةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَنَفَرْتُ فِي مِائَةٍ وَخَمْسِينَ رَاكِبًا فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ

گھر تھا جسے ذوالخلصہ، کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ کہا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم مجھے ذی الخلصہ سے آرام نہیں پہنچاؤ گے؟ میں ایک سو پچاس سوار لے کر گیا اور ہم نے اس کو توڑ پھوڑ دیا اور جو لوگ اس کے پاس تھے ان کو قتل کر دیا پھر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے ہمارے لئے اور قبیلہ احمس کے لئے دعاء فرمائی"

۴۰۵۶ — شرح : قولہ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ الخ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں اشکال ہے وہ یہ کہ لوگ اس کو صرف کعبہ یمانیہ کہتے ہیں اور کعبہ شامیہ تو مکہ مکرمہ میں کعبہ معظمہ ہے۔ لہٰذا اس کی تاویل کرنا لازمی امر ہے وہ یہ کہ کہا جائے کہ اس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا ہے اور جو مکہ میں ہے وہ کعبہ شامیہ ہے۔ قاضی عیاض نے کہا شامیہ کو ذکر کرنا غلط ہے علامہ سکرمانی نے کہا احتمال ہے کہ کعبہ مبتداء اور شامیہ اس کی خبر ہو اور جملہ حال ہو تو معنی یہ ہوگا کعبہ صرف شامیہ ہی ہے۔

علامہ قسطلانی نے کہا کعبہ شامیہ وہ ہے جو مکہ میں ہے یہاں مبتداء کی خبر محذوف ہے۔ علامہ ابن حجر نے شرح میں کہا میرا رجحان یہ ہے کہ جس طرح حدیث میں ہے درست ہے اس کو کعبہ یمانیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ یمن میں ہے۔ چونکہ وہاں کے لوگوں نے اس کا دروازہ شام کی جہت میں رکھا ہے۔ اس لئے اس کو شامیہ کہا جاتا ہے۔ قاضی عیاض کی روایت اس کی تائید کرتی ہے انہوں نے کہا بعض روایات میں یمانیہ کعبہ شامیہ واؤ عاطفہ کے بغیر ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہوگا کہ اس کو کبھی تو ذوالخلصہ کہتے ہیں کبھی یمانیہ کہتے ہیں اور کبھی شامیہ کہہ دیتے ہیں۔ اقول علامہ ابن حجر کی تقریر مستحسن ہے کیونکہ ہمارے دیار میں بھی بعض شہروں کے دروازوں کے نام اس جہت میں واقع طبر کے نام سے موسوم ہوتے ہیں جیسے لاہور میں دہلی دروازہ ہندوستان میں دہلی کی جہت میں ہے۔ اس لئے اس کو دہلی دروازہ کہا جاتا ہے۔ لہٰذا اس تقدیر پر کسی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ علامہ قسطلانی نے پہلی عبارت نقل کی کہ يُقَالُ لَهُ میں لام تعلیلیہ ہے۔ یعنی اس گھر جس کو ذوالخلصہ کہا جاتا ہے کی وجہ سے کعبہ مکرمہ کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا ہے تاکہ اس کا کعبہ یمانیہ سے امتیاز ہو جائے اس سے پہلے کعبہ وصف کا محتاج نہ تھا جب کعبہ کہا جاتا تھا تو بیت الحرام ہی مراد ہوتا تھا جب سے کعبہ یمانیہ بنایا گیا اس سے امتیاز کے لئے کعبہ کو شامیہ

marfat.com
Marfat.com

۴۰۵۷ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي جَرِيرٌ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمّٰى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ

کہا جاتا ہے لہٰذا اشکال نہ رہا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریر بن عبداللہ کو اس لئے ذوالخلصہ کو توڑنے کے لئے مقرر فرمایا تھا کہ یہ بتکدہ اُن کے علاقہ میں تھا اور جریر اپنی قوم کے سردار تھے۔ اَحْمَس بُجَیْلَہ کا بھائی ہے اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا گروہ ہے وہ احمس بن غوث بن انمار کی طرف منسوب ہیں اور بُجَیْلہ ایک عورت ہے جس کی طرف مشہور قبیلہ بُجیلہ منسوب ہے۔ ایک اور قبیلہ ہے ابن کو بھی احمس کہا جاتا ہے یہاں قبیلہ کے لوگ مراد نہیں کیونکہ یہ احمس بن ضبیعہ بن ربیعہ بن نزار ہے اور جس احمس نے ذوالخلصہ کو تباہ و برباد کیا تھا وہ احمس بن غوث بن انمار ہے۔

۴۰۵۷ ــــ ترجمہ: قیس نے کہا مجھے جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم مجھے ذی الخلصہ سے آرام نہیں پہنچاتے ہو وہ قبیلہ خثعم کا گھر تھا جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا میں قبیلہ احمس سے ایک سو پچاس سوار لے کر نکلا وہ گھوڑوں والے تھے اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تھا آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا تو میں نے آپ کی پیاری پیاری انگلیوں کے نشان اپنے سینے پر دیکھے اور فرمایا: اے اللہ اس کو گھوڑے پر ثابت رکھ اور اس کو ہادی اور ہدایت یافتہ کر جریر کعبہ یمانیہ کی طرف چلے اور اس کو توڑ پھوڑ کر جلا دیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قاصد بھیجا اس نے کہا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں آپ کے

marfat.com
Marfat.com

۴۰۵۸ــــ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِىْ مِنْ ذِى الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰى فَانْطَلَقْتُ فِىْ خَمْسِيْنَ وَ مِائَةِ فَارِسٍ اَحْمَسَ وَكَانُوْا اَصْحَابَ خَيْلٍ وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِىْ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ يَدِهٖ فِىْ صَدْرِىْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ

پاس نہیں آیا حتیٰ کہ اس کو ایسا چھوڑ کر آیا ہوں جیسے خارشی اونٹ ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے سواروں اور پیادوں کے لئے برکت کی دعاء کی ہے۔

۴۰۵۷ــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر سے فرمایا کہ تم مجھے ذی الخلصہ سے قلبی راحت نہیں پہنچا سکتے ہو؟ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے ماسوا کسی کی عبادت کرنے سے قلبی رنج ہوتا تھا۔ خثعم یمن میں ایک قبیلہ ہے جو خثعم بن انمار بن اراش کی طرف منسوب ہے۔ جریر بن عبداللہ نے آپ سے شکایت کی کہ وہ گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتے۔ حاکم نے براء سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر سے فرمایا میرے قریب آؤ وہ آپ کے قریب ہوئے تو آپنے دست اقدس جریر کے سر پر رکھا پھر اس کے چہرہ اور سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ناف تک لے گئے پھر دست اقدس جریر کے سر پر رکھا اور اس کی کمر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سرین تک لے گئے پھر فرمایا اے اللہ جریر کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا کامل مکمل کر دے۔ جریر رضی اللہ عنہ ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ گئے اور اس کو خارشی اونٹ کی طرح کر دیا۔ علامہ عطابی نے کہا کہ بت خانہ کو جلا دیا گیا حتیٰ کہ وہ اس اونٹ کی طرح سیاہ ہو گیا جس کو خارش کی وجہ سے کند حک ملی گئی ہو اور اس کے بال اتر گئے ہوں اور اس کا چمڑا خارش کی وجہ سے خراب اور سیاہ ہو گیا ہو۔ حدیث ۲۸۱۶ اور حدیث ۲۸۶۹ کی شرح دیکھیں۔

۴۰۵۸ــــ ترجمہ : جریر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم مجھے ذی الخلصہ سے راحت نہیں پہنچاتے ہو؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں پھر میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوا وہ سب گھوڑوں پر سوار تھے اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ میں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپنے دست اقدس میرے سینے پر

marfat.com
Marfat.com

فَرَسِيْ بَعْدُ قَالَ وَكَانَ ذُوالْخَلَصَةِ بَيْتًا بِالْيَمَنِ لِخَثْعَمَ وَبَجِيْلَةَ فِيْهِ نُصُبٌ
نُعْبَدُ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ قَالَ فَاَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا قَالَ وَلَمَّا قَدِمَ
جَرِيْرٌ الْيَمَنَ كَانَ بِهَا رَجُلٌ يَسْتَقْسِمُ بِالْاَزْلَامِ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّ رَسُوْلَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰهُنَا فَاِنْ قَدَرَ عَلَيْكَ ضَرَبَ عُنُقَكَ قَالَ فَبَيْنَمَا
هُوَ يَضْرِبُ بِهَا اِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيْرٌ فَقَالَ لَتُكَسِّرَنَّهَا وَلَتَشْهَدَنَّ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ اَوْ لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ قَالَ فَكَسَّرَهَا وَشَهِدَ ثُمَّ بَعَثَ جَرِيْرٌ رَجُلًا مِنْ
اَحْمَسَ يُكْنٰى اَبَا اَرْطَاةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ بِذٰلِكَ فَلَمَّا
اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ
مَا جِئْتُ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَاَنَّهَا جَمَلٌ اَجْرَبُ قَالَ فَبَرَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلٰى خَيْلِ اَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ

مارا حتّٰی کہ میں نے اس کا اثر اپنے سینے میں پایا اور فرمایا اے اللہ اس کو ثابت رکھ اور اس کو ہدائت کرنے والا ہدائت یافتہ کر جریر نے کہا اس کے بعد میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔ ذوالخلصہ یمن میں قبیلہ خثعم اور بجیلہ کا گھر تھا جس میں بُت نصب تھے اُن کی عبادت کی جاتی تھی۔ اس کو کعبہ کہا جاتا تھا۔ جریر وہاں گئے اور اس کو آگ سے جلا دیا اور توڑ پھوڑ دیا جب جریر یمن میں آئے تھے تو وہاں ایک آدمی تھا جو تیروں کے ذریعہ روزمرہ کے امور کی تقسیم کیا کرتا تھا۔ اس سے کہا گیا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد یہاں آیا ہے اگر وہ تجھ پر قادر ہو گیا تو تیری گردن اڑا دے گا۔ راوی نے کہا ایک وقت وہ تیروں سے تقسیم امور کر رہا تھا کہ اچانک وہاں جریر پہنچ گئے اور فرمایا ان تیروں کو توڑ دو اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھو ورنہ تیری گردن اُڑا دوں گا اُس نے تیر توڑ دیئے اور توحید کا اقرار کیا پھر جریر نے قبیلہ احمس سے ایک شخص جس کی کنیت ابوارطاۃ تھی، کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا کہ وہ آپ کو خوشخبری سُنائے۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا تو عرض کیا یارسُول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم"، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نہیں آیا حتی کہ ذوالخلصہ کو ایسے چھوڑا جیسے خارشی اونٹ ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ

وَهِيَ غَزْوَةٌ لَخْمٍ وَّجُذَامٍ قَالَهُ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِیْ خٰلِدٍ وَقَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عُرْوَةَ هِيَ بِلَادُ بَلِيٍّ وَعُذْرَةَ وَبَنِي الْقَيْنِ

راوی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے سواروں اور پیادوں کے لئے پانچ بار برکت کی دعا کی ..

۴۰۵۸ — مشرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جریر کے سینے اور کمر پر دستِ اقدس پھیرنا اس لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دستِ مبارک کی برکت سے جریر کو شجاعت اور ثابت قدمی عطا کرے۔ اس کے بعد جریر گھوڑے سے نہیں گرتے تھے اور پانچ بار دعا کرنے میں مبالغہ اور وتر پر اقتصار کرنا ہے۔ جب جریر رضی اللہ عنہ ذوالخلصہ کو تباہ و برباد کر کے فارغ ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری سنانے کے لئے کسی کو بھیج کر آپ یمن میں اپنے امور میں مصروف ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ جریر کا یمن میں جانا اور ذوالخلصہ کو تباہ کرنے کا واقعہ ایک ہی ہے قولہ يَسْتَقْسِمُ یعنی تیروں کے ذریعہ فال نکالتا تھا جب کوئی کسی کام کا ارادہ کرتا تھا تو تیروں کے ذریعہ اس میں خیر و شر کا فیصلہ کرواتا تھا۔ کیونکہ انہوں نے تیروں پر خیر و شر کے نشان دے رکھے تھے۔ اگر خیر والا تیر نکلتا تو کام کرتے ورنہ ترک کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام فرمایا ارشاد فرمایا : وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ علامہ ابن حجر عسقلانی نے ابوالفرج اصبہانی سے حکایت نقل کی کہ امراء القیس کے بیٹے کو کسی نے قتل کر دیا تھا وہ اس کا بدلہ لینے نکلا تو ذوالخلصہ کے پاس فال نکالنے گیا تو وہ تیر ظاہر ہوا جو اس کے مقصد کے خلاف تھا۔ اس نے بت کو گالی دی اور اس کو پتھر مارے پھر یہ شعر پڑھا :

لَوْ كُنْتَ يَا ذَا الْخَلَصِ الْمَوْتُوْرَا ۞ لَمْ تَنْهَ عَنِ الْعِدَاةِ زُوْرَا

اس کے بعد کسی نے ذوالخلصہ کے پاس تقسیم امور کا فیصلہ نہ کرایا اور وہاں فال نکالنا ترک کر دیا اور اسلام آنے تک کسی نے تیروں سے فال نہ نکالی اور جو کوئی اس طرح کی فال نکالتا تھا اس کو تحریم کا علم نہ ہوتا تھا یا وہ مسلمان نہ ہوتا تھا حتیٰ کہ جریر نے حق سے روک دیا۔ اس حدیث میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا کی برکت سے نوازا تھا (حدیث ۲۸۱۶ کی شرح دیکھیں)

باب — غزوہ ذات سلاسل

اسماعیلی بن ابی خالد نے کہا یہ غزوہ قبیلہ لخم اور جذام کے ساتھ لڑا گیا تھا ابن اسحاق

marfat.com
Marfat.com

۴۰۵۹ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَلِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ اَبِیْ عُثْمٰنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاَتَیْتُهٗ فَقُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ اَنْ یَجْعَلَنِیْ فِیْ اٰخِرِهِمْ

نے یزید اور عروہ کے ذریعہ بیان کیا کہ یہ قبائل بلی، عُذرہ اور بنی قین کے شہر ہیں۔"

شرح : اس غزوہ کو ذات السلاسل اس لئے کہا جاتا ہے کہ مشرکوں نے بھاگنے کے خوف سے باہم ایک دوسرے کو باندھا ہُوا تھا۔ ایک وجہ یہ بھی ذکر کی جاتی ہے کہ وہ پانی کا تالاب تھا جسے سلاسل کہتے تھے۔ اس لئے اس غزوۂ کو ذات السلاسل کہتے ہیں۔ ابن سعد نے کہا یہ وادی القراء کے ماوراء ہے۔ اس کے اور مدینہ منورہ شرفہ اللہ تعالیٰ کے درمیان دس دن کا سفر ہے۔ یہ جنگ آٹھ ہجری کے جمادی الاخریٰ میں ہوئی تھی۔ غزوہ ذات السلاسل غزوۂ لخم ہے۔ لخم بہت بڑا مشہور قبیلہ ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ لخم کی طرف منسوب ہیں۔ لخم کا نام مالک بن عدی بن حارث بن مرّہ بن ادد ہے۔ اور جُذام کا نام عامر بن عدی ہے۔ جذام بہت بڑا مشہور قبیلہ ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ عمرو بن عدی کی طرف منسوب ہیں۔ لخم اور جُذام دو بھائی تھے اور عاملہ ان کی بہن تھی۔ ان کو لخم اور جُذام اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دونوں بھائی آپس میں لڑ پڑے تو مالک نے عامر کی انگلی جلدی سے کاٹ دی اس لئے اس کو جذام کہتے ہیں کیونکہ ان کی انگلی کٹی ہُوئی تھی۔ اور عامر نے مالک کے منہ پر طمانچہ مارا اس لئے اس کو لخم کہتے ہیں لخمہ کا معنیٰ طمانچہ ہے۔ ذات سلاسل بَلی، عذرہ اور بنی القین کے شہر ہیں۔

بلی بفتح الباء و کسر اللام اور یاء مشدد ہے۔ یہ بہت بڑا قبیلہ ہے اس قبیلہ کے لوگ بَلی بن عمرو بن الحاف ابن قضاعہ کی طرف منسوب ہیں۔ عُذرہ بضم العین اور ذال ساکن یہ بھی بہت بڑا قبیلہ ہے اور عُذرہ بن سعد ہذیم بن زید بن لیث بن سوید بن اَسْلم بن الحاف بن قضاعہ کی طرف منسوب ہے چکہ بنی القین بھی بہت بڑا مشہور قبیلہ ہے اور قین بن جسر کی طرف منسوب ہے۔ اس کا نسب یہ ہے قین نعمان بن جسر بن شیع بن اسد ابن وبرہ بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ہے۔ یہ تینوں قبائل الحاف بن قضاعہ میں ملتے ہیں جو اُن کے جدِ اعلیٰ ہے۔ ۴۰۵۹ ترجمہ : ابوعثمان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

نے حضرت عمرو بن عاص کو ذات سلاسل کے لشکر میں امیر بنا کر بھیجا۔ اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ کو سب لوگوں میں سے زیادہ پیارا کون ہے ؟ آپ نے فرمایا عائشہ، میں نے عرض کیا اور مَردوں سے زیادہ پیارا کون ہے ؟ فرمایا عائشہ کا والد میں نے عرض کیا پھر کون زیادہ پیارا ہے فرمایا عمر فاروق آپ نے چند مرد ذکر کئے تو میں اس خوف سے خاموش ہو گیا کہ مجھے سب سے آخر میں نہ کر دیں "

۴۰۵۹ ــــ شرح : غزوۂ ذات السّلاسل کا سبب یہ تھا کہ قبیلہ قضاعہ کے لوگوں نے جمع ہو کر ارادہ کیا کہ وہ مدینہ منورہ کو ہر طرف سے گھیر لیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو سفید جھنڈا دے کر تین سو سردار مہاجرین و انصار کا امیر مقرر کیا پھر ان کی امداد کے لئے ابو عُبَیدہ بن جراح کو دو سو مجاہدین کا امیر بنایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ عمرو بن عاص کو جا ملیں اور آپس میں اختلاف نہ کریں۔ ابو عبیدہ نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو عمرو نے ان کو روک دیا اور کہا تم صرف میری مدد کے لئے آئے امیر لشکر میں ہوں۔ ابو عبیدہ نے ان کی اطاعت کی اور عمرو نے نماز پڑھائی۔ عمرو لشکر لے کر بلی اور عُذرہ کے شہروں میں پہنچ گئے۔ اور دشمن سے مقابلہ کر کے اس کو شکست دی۔ مجاہدین نے دشمن کا پیچھا کرنا چاہا تو عمرو بن عاص نے ان کو منع کر دیا۔ اسحاق بن راہویہ اور حاکم نے بریدہ کی حدیث سے ذکر کیا کہ عمرو بن عاص نے اس جنگ میں آگ روشن کرنے سے منع کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتراض کیا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو ہمارا امیر اسی لئے مقرر کیا ہے کہ وہ جنگی فنون میں ماہر ہے۔ عمر فاروق خاموش ہو گئے جب فتحیاب ہو کر واپس آئے تو لوگوں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے عمرو سے اس کا سبب دریافت کیا تو عمرو نے کہا میں نے ان کو آگ روشن کرنے سے اس لئے منع کیا تھا کہ دشمن ہماری تھوڑی نفری کو دیکھ لیگا اور میں نے ان کو پیچھا کرنے سے اس لئے روکا تھا کہ آگے دشمن کے مددگار تھے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عمرو کی عربی سنجیدگی اور مہارت کی تعریف کی۔ بیہقی نے علی بن عاصم کے طریق سے خالد حذّاء سے اس قصہ کے متعلق بیان کیا کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا میرے دل میں خیال آیا کہ مردوں میں نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسے لشکر کا مجھے امیر بنایا ہے جس میں ابو بکر اور عمر جیسے جلیل القدر صحابی ہیں لہٰذا آپ کے نزدیک میرا بلند مقام ہوگا۔ اس لئے میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا یا رسُول اللہ آپ کو تمام لوگوں میں سے کون زیادہ پیارا ہے ؟ الحدیث "

اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ مفضول کو فاضل پر امیر مقرر کرنا جائز ہے جبکہ مفضول میں کوئی خاص وصف ایسا ہو جس کے باعث وہ دوسروں سے ممتاز ہو اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ ابو بکر صدیق اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ جناب ابو بکر سب مردوں سے اور مائی صاحبہ عائشہ سب عورتوں سے افضل ہیں۔ نیز حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی بھی منقبت ہے کہ ان کو ایسے لشکر کا امیر مقرر کیا جس میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِهَابُ جَرِيْرٍ اِلَى الْيَمَنِ

۴۰۶۰ ـــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ الْعَبْسِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ابْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كُنْتُ بِالْيَمَنِ فَلَقِيْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ ذَا كَلَاعٍ وَذَا عَمْرٍو فَجَعَلْتُ اُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ذُوْ عَمْرٍو لَئِنْ كَانَ الَّذِیْ تَذْكُرُ مِنْ اَمْرِ صَاحِبِكَ لَقَدْ مَرَّ عَلٰى اَجَلِهٖ مُنْذُ ثَلٰثٍ وَاَقْبَلَا مَعِیَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا فِیْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِنْ قِبَلِ الْمَدِيْنَةِ فَسَاَلْنٰهُمْ فَقَالُوْا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ وَالنَّاسُ صَالِحُوْنَ فَقَالَا اَخْبِرْ صَاحِبَكَ اِنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُوْدُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَرَجَعَا اِلَى الْيَمَنِ فَاَخْبَرْتُ اَبَابَكْرٍ بِحَدِيْثِهِمْ قَالَ اَفَلَا جِئْتَ بِهِمْ فَلَمَّا كَانَ

ابوبکر اور عمر فاروق ایسے ممتاز صحابی تھے۔ اگرچہ اس امارت کے باعث وہ اُن سے افضل نہیں ہوجاتے لیکن فی الجملہ ان کی فضیلت کی وضاحت ہوجاتی ہے۔ اس جنگ میں حضرت عمرو بن عاص نے سردی کے خوف سے تیمم کیا تھا،، واللہ ورسولہ اعلم! (قسطلانی و فتح)

باب ـــ جریر رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف جانا ،،

۴۰۶۰ ـــ ترجمہ: قیس نے جریر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں دریا کے سفر میں تھا۔ میں اہل یمن سے دو آدمیوں ذا کلاع اور ذا عمرو سے ملے اور اُن سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے لگا ذو عمرو نے جریر سے کہا اگر یہ جو تم ذکر کر رہے ہو تمہارے نبی کی بات ہے تو اُن کی وفات کو تین روز گزر گئے ہیں۔ وہ دونوں میرے ساتھ آئے حتیٰ کہ ہم راستہ میں ہی تھے کہ مدینہ منورہ کی طرف سے ایک قافلہ آتا نظر آیا ہم نے اُن سے پوچھا تو انھوں نے کہا:

marfat.com
Marfat.com

بَعْدُ قَالَ لِیْ ذُوْ عَمْرٍو یَا جَرِیْرُ اِنَّ بِكَ عَلَیَّ كَرَامَةً وَاِنِّیْ مُخْبِرُكَ خَبَرًا اَنَّكُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ لَنْ تَزَالُوْا بِخَیْرٍ مَا كُنْتُمْ اِذَا هَلَكَ اَمِیْرٌ تَاَمَّرْتُمْ فِیْ اٰخَرَ فَاِذَا كَانَتْ بِالسَّیْفِ كَانُوْا مُلُوْكًا یَغْضِبُوْنَ غَضَبَ الْمُلُوْكِ وَیَرْضَوْنَ رِضَى الْمُلُوْكِ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اور ابوبکر کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا ہے اور لوگوں نے کوئی جھگڑا نہیں کیا انھوں نے کہا اپنے صاحب کو بتا دو کہ ہم آئے تھے۔ شائد انشاء اللہ پھر آئیں گے پھر وہ واپس یمن چلے گئے۔ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر سنائی تو انھوں نے کہا تم ان کو ساتھ کیوں نہیں لائے؟ پھر اس کے بعد مجھ سے ذوعمرو نے کہا اے جریر! مجھ پر تجھے بزرگی حاصل ہے۔ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں تم عرب ہو تم ہمیشہ خیر سے رہو گے جب تک تم میں سے ایک امیر ہلاک ہو جائے تو دوسرا امیر بنانے میں مشورہ کرتے رہو گے جب امارت تلوار سے ہو گی تو وہ بادشاہ ہوں گے اور بادشاہوں کی طرح ایک دوسرے پر غصہ کریں گے اور بادشاہوں کی طرح راضی ہوں گے۔

۴۰۶۰ — شرح : علامہ ابن حجر نے شرح میں ذکر کیا کہ طبرانی نے ابراہیم بن جریر کے ذریعہ جریر سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا کہ میں ان سے جنگ کروں اور ان کو اسلام کی دعوت دوں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اور ذوالخلصہ کو برباد کرنے کا واقعہ کا خیر ہے۔ اور دونوں کے لئے جریر کو یکے بعد دیگرے یمن بھیجا گیا تھا اور ابن حبان کی حدیث سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے کہ جریر نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے جریر جاہلیت کے طوائف میں سے ذوالخلصہ کے سوا کوئی بت باقی نہیں رہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقع پہلے واقعہ سے بہت دیر بعد ہوا ہے۔ چنانچہ حجۃ الوداع میں مذکور ہے کہ جریر اس حج میں حاضر تھے اس کے بعد ان کو یمن میں بھیجا تھا تو انھوں نے ذوالخلصہ کو خراب کیا اس کے بعد پھر انہیں یمن کی طرف بھیجا تھا کہ ان کو دعوت اسلام دیں۔ جب وہ واپس آئے تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ملی۔ جب جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یمن میں اپنا مشن پورا کر لیا اور مدینہ منورہ کی طرف لوٹنے کا ارادہ کر لیا تو یمن کے بادشاہوں سے ذوکلاع اور ذوعمرو بھی ان کے ساتھ ہم سفر ہوئے،، ذوالکلاع کا نام "اسمیفع" ہے کہا جاتا ہے کہ ان کا نام اثیع بن ہاکوراء ہے بعض نے حوشب بن عمرو ذکر کیا ہے معافر کا بادشاہ تھا۔ ابوعمرو نے کہا میرا خیال ہے کہ وہ قبیلہ حمیر سے تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ کعب احبار

marfat.com
Marfat.com

کے چچا کا بیٹا تھا۔ اس کی کنیت ابو ثُمَامہ جُبَیْل ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جریر کو اس کی طرف بھیجا تھا کہ اسے دعوتِ اسلام دیں وہ مسلمان ہوگیا اور جریر کے ساتھ مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے لکھا تھا کہ اسود عنسی، مسیلمہ کذاب اور طلیحہ کے مقابلہ میں وہ آپ سے تعاون کرے اور جریر کو والا نامہ دے کر اس کے پاس بھیجا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ابن دُرَید نے کہا ذوالکلاع نے جاہلیت میں ربوبیت کا دعویٰ کیا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں وہ مسلمان ہُوا تھا کیونکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے حضرت جریر بن عبد اللہ کو بھیجا تھا اور جریر سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد وہاں سے واپس آئے تھے۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ یعقوب بن شبہ نے اپنے اسناد کے ساتھ بیان کیا کہ ذوالکلاع کے غلاموں کے بارہ ہزار مکانات تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ ان کو فروخت کر دے تاکہ ان کے سبب مشرکوں کے ساتھ جنگ میں مدد حاصل ہو۔ ذوالکلاع نے کہا وہ سب آزاد ہو چکے ہیں اور ایک ہی وقت میں سب کو آزاد کر دیا ابن کلبی نے نسب میں ذکر کیا کہ ذوالکلاع بہت خوبصورت تھا جب مکہ مکرمہ میں آتا تھا تو اپنا سر ڈھانپ لیتا تھا۔ جنگ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور صفین میں ہی ۳۷ ہجری میں قتل ہو گیا تھا۔

ذو عمرو بھی یمن کے بادشاہوں میں سے تھا۔ وہ ذی الکلاع کے ساتھ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ مسلمان ہو کر آرہے تھے۔ اُن کے ساتھ حضرت جریر بھی تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان دونوں نے مدینہ منوّرہ کا قصد کیا تھا جب ان کو سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کی خبر پہنچی تو وہیں سے واپس ہو گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اُنھوں نے ہجرت کی۔ ذو عمرو کا یہ خبر دینا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم تین روز ہُوئے وفات پا گئے ہیں اس لئے تھا کہ وہ کاہن تھا یا وہ محدّثین میں سے تھا یا اُس نے مدینہ منورہ سے آنے والوں سے سُنا تھا۔ فتح الباری میں ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ اس کو پہلی کتابوں سے یہ معلوم ہو گیا تھا۔ عینی میں ہے کہ یمن میں بہت سے اہل کتاب نے اقامت کر لی تھی اور یمن کے اکثر لوگوں نے ان کے دین کو پسند کر لیا تھا اور وہ اُن سے پڑھا کرتے تھے ذو عمرو نے جریر سے کہا جب تک تم باہم مشورہ سے اپنا امیر مقرر کرتے رہو گے تو اے عربو تم ہمیشہ خیر سے رہو گے اور جب تمہاری امارت تلوار سے ہونے لگی تو تمہارا حال بادشاہوں کے حال جیسا ہو گا! ان کی طرح غصہ میں آؤ گے اور ان کی طرح راضی ہو گے،، اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ذو عمرو نے پہلی کتابوں کے مطالعہ سے یہ معلوم کیا تھا، کیونکہ یہ حضرت سفینہ کی حدیث کے مطابق ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس ۳۰ برس ہو گی پھر یہ ملک عضوض ہو جائے گا" واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةِ سِيْفِ الْبَحْرِ

وَهُمْ يَتَلَقَّوْنَ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ وَاَمِيْرُهُمْ اَبُوْعُبَيْدَةَ

۴۰۶۱ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اَبَاعُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلٰثُ مِائَةٍ فَخَرَجْنَا فَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَنِيَ الزَّادُ فَاَمَرَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بِاَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يَقُوْتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيْلٌ قَلِيْلٌ حَتّٰى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيْبُنَا اِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ مَا تُغْنِيْ عَنْكُمْ تَمْرَةٌ فَقَالَ

باب ــ سیف البحر "سمندر کے کنارے کا غزوہ"

وہ قریش کے قافلہ کے انتظار میں تھے جبکہ اُن کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح تھے"

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت کو سمندر کے کنارے بھیجا تھا کہ وہ مشرکوں کے قافلہ کا انتظار کریں اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اُن کا امیر مقرر کیا تھا۔ اُن کا نام عبداللہ ابن جراح ہے وہ قرشی فہری ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور اس کے بعد متعدد جنگوں میں جاتے رہے اور طاعون عمواس میں اٹھارہ ہجری کو اٹھاون برس کی عمر میں اُردن میں فوت ہوئے اور وہیں ان کی قبر ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی (عینی)

۴۰۶۱ــ ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل کی طرف ایک لشکر بھیجا اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اُن کا امیر مقرر کیا اور وہ لشکری تین سو تھے۔ ہم نکلے حتیٰ کہ اثنائے سفر میں زادِ راہ ختم ہوگیا تو ابوعبیدہ نے حکم دیا کہ لشکر کا سارا توشہ ایک جگہ جمع کیا جائے۔ چنانچہ سارا توشہ جمع کیا گیا تو وہ سارے کھجور کے دو تھیلے ہوئے۔ ابوعبیدہ ہمیں اس سے ہر دن تھوڑا تھوڑا دیتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

وَاللّٰهِ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقَدَهَا حِيْنَ فَنِيَتْ ثُمَّ انْتَهَيْنَا اِلَى الْبَحْرِ فَاِذَا حُوْتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَاَكَلَ مِنْهَا الْقَوْمُ ثَمَانَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ اَمَرَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بِضِلْعَيْنِ مِنْ اَضْلَاعِهٖ فَنُصِبَا ثُمَّ اَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مُرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا

۴۰۶۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الَّذِیْ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ

یہاں تک کہ وہ بھی ختم ہوگیا ہم کو صرف ایک ایک کھجور ملتی تھی۔ وہب نے کہا ایک کھجور سے کیا ہوتا ہوگا؟ جابر نے کہا جب کھجوریں ختم ہوگئیں تو ہم کو ان کے ختم ہونے سے غمناک ہوئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سمندر کے پاس پہنچے تو ہمیں پہاڑ کی طرح ایک مچھلی نظر آئی اس کو وہ لشکر اٹھارہ دن کھاتا رہا پھر ابوعبیدہ نے اس کی پسلیوں میں سے دو پسلیاں کھڑا کرنے کا حکم دیا ان کو کھڑا کیا گیا پھر ایک اونٹ کو گزارنے کا حکم دیا تو وہ نیچے سے گزر گیا اور پسلیوں تک نہ پہنچ سکا"

شرح ۴۰۶۱ — ابن سعد نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جُہینہ کے ایک قبیلہ کی طرف بھیجا جو سمندر کے کنارے کے پاس قبیلہ تھا۔ اُن کے اور مدینہ منورہ کے درمیان پانچ راتوں کا سفر ہے وہ واپس آگئے اور کچھ نہ پایا یہ آٹھ ہجری کے رجب کا واقعہ ہے یہ روایت صحیح بخاری کی روائت کے مغائر نہیں کیونکہ وہ قریش کے قافلہ کا انتظار کرتے تھے۔ اور جہینہ قبیلہ بھی اُن کے مقصد میں شامل تھا، کیونکہ وہ جُہینہ سے قریش کے قافلہ کی حفاظت کرتے نکلے تھے۔ اُن سے جنگ کرنے نہیں نکلے تھے۔ اسی لئے کسی روائت سے یہ ثابت نہیں کہ صحابہ کرام کے اس لشکر نے کسی سے جنگ کی ہو وہ پندرہ دن یا اس سے کچھ زیادہ روز ایک ہی جگہ بیٹھے رہے تھے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں عبیداللہ بن مقسم کے طریق سے جابر سے روائت ہے کہ اُنہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جُہینہ کی سرزمین میں ایک لشکر بھیجا آگے یہی قصہ ذکر کیا"، اس طرح بخاری اور ابن سعد کی روائت میں اتفاق ہوتا ہے (حدیث ع ۲۳۲۰ کی شرح دیکھیں)

۴۰۶۲ — ترجمہ: عمرو بن دینار سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مِائَةِ رَاكِبٍ اَمِيْرُنَا
اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ فَاَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ
شَهْرٍ فَاَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى اَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ ذٰلِكَ الْجَيْشُ
جَيْشَ الْخَبَطِ فَاَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ
نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهٖ حَتّٰى ثَابَتْ اِلَيْنَا اَجْسَامُنَا فَاَخَذَ
اَبُوْعُبَيْدَةَ ضِلْعًا مِنْ اَضْلَاعِهٖ فَنَصَبَهٗ فَعَمَدَ اِلٰى اَطْوَلِ رَجُلٍ
مَعَهٗ قَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً ضِلَعًا مِنْ اَضْلَاعِهٖ فَنَصَبَهٗ وَاَخَذَ رَحْلًا
وَبَعِيْرًا فَمَرَّ تَحْتَهٗ قَالَ جَابِرٌ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلٰثَ
جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلٰثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلٰثَ جَزَائِرَ ثُمَّ اَنَّ اَبَاعُبَيْدَةَ
نَهَاهُ وَكَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ اَخْبَرَنَا اَبُوْصَالِحٍ اَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ
لِاَبِيْهِ كُنْتُ فِي الْجَيْشِ فَجَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ
جَاعُوْا قَالَ اِنْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ اِنْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ
قَالَ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ اِنْحَرْ قَالَ هُيِّبْتُ

ہم تین سو سواروں کو بھیجا ابوعبیدہ بن جراح ہمارے امیر تھے۔ ہم قریش کے قافلہ کا انتظار کرتے تھے
ہم نصف ماہ ساحل پر ٹھہرے رہے اور ہم پر سخت بھوک کا غلبہ ہوا حتی کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے
اسی لئے اس لشکر کو جیش الخبط، کہا جاتا ہے "درختوں کے پتے کھانے والا"، دریا نے ہمارے لئے ایک جانور
باہر پھینکا جسے عنبر کہا جاتا ہے۔ ہم اس مچھلی سے نصف ماہ کھاتے رہے اور اس کی چربی ملتے رہے حتی کہ ہمارے
جسم موٹے اور قوی ہو گئے۔ ابوعبیدہ نے اس کی پسلیوں سے ایک پسلی لی اور اس کو کھڑا کیا اور ایک آدمی کو
چنا اور اس کو اونٹ پر سوار کیا تو وہ اس کے نیچے سے گزر گیا۔ جابر نے کہا لشکر میں ایک آدمی نے
تین اونٹ نحر کئے پھر اور تین اونٹ نحر کئے پھر اور تین اونٹ نحر کئے پھر ابوعبیدہ نے اس کو روک دیا

marfat.com
Marfat.com

۴۰۶۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ
اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَاُمِّرَ عَلَيْنَا
اَبُوْعُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَاَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَيِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَهٗ يُقَالُ
لَهُ الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَاَخَذَ اَبُوْعُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهٖ
فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهٗ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوالزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ اَبُوْعُبَيْدَةَ
كُلُوْا فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
كُلُوْا رِزْقًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ اَطْعِمُوْنَا اِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَاَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَاَكَلَهٗ

عمرو کہتے ہیں ہم کو ابوصالح نے خبر دی کہ قیس بن سعد نے اپنے والد سے کہا میں اس لشکر میں تھا جو سخت بھوک کا شکار ہو گئے تھے۔ ابوعبیدہ نے کہا اونٹ نحر کرو تو میں نے اونٹ نحر کیا پھر لوگوں کو بھوک لگی تو کہا اونٹ نحر کرو میں نے نحر کیا پھر لوگوں کو بھوک لگی تو ابوعبیدہ نے کہا اونٹ نحر کرو میں نے اونٹ نحر کیا پھر لوگوں کو بھوک لگی تو کہا اونٹ نحر کرو میں نے کہا مجھے منع کر دیا گیا ہے۔

۴۰۶۲ — شرح : نحر کا معنی اونٹ کو تین ٹانگوں پر کھڑے کر کے اس کے حلق میں تین جگہ چھری ماری جاتی ہے جبکہ اس کا ایک گھٹنا بندھا ہوتا ہے۔ اونٹ کو ذبح کرنا مکروہ ہے جبکہ گائے بکری کو نحر کرنا مکروہ ہے۔ دوسری روایت میں اٹھارہ دن مذکور ہیں، لیکن عدد میں منافات نہیں ہوتی۔ جزائر جزور کی جمع بمعنی اونٹ ہے۔ اونٹ مذکر، مؤنث دونوں پر جزور کا اطلاق ہوتا ہے قولہ ثَابَتْ اِلَيْنَا اَجْسَامُنَا ،، یعنی ہمارے جسم پہلی حالت پر لوٹ آئے اور پہلے کی طرح قوی اور تازہ ہو گئے جو بھوک کے غلبہ کے باعث مرجھا گئے تھے اور درختوں کے پتے کھاتے کھاتے کمزور ہو گئے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۴۰۶۳ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم غزوہ جیش الخبط میں تھے اور ابوعبیدہ کو امیر بنایا گیا تھا۔ ہمیں سخت بھوک لگی تو سمندر نے ایک مچھلی باہر پھینکی جو مری ہوئی تھی ہم نے اس جیسی مچھلی کبھی نہیں دیکھی۔ اس کو عنبر کہا جاتا تھا۔ ہم پندرہ روز اس سے کھاتے رہے۔ ابوعبیدہ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی پکڑی تو سوار اس کے نیچے سے گزر گیا مجھے ابوالزبیر نے خبر دی کہ انہوں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوعبیدہ نے کہا اسے کھاؤ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کھاؤ یہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے نکالا ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حَجِّ اَبِیْ بَکْرٍ بِالنَّاسِ فِیْ سَنَةِ تِسْعٍ

۴۰۶۴۔ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ اَبُوالرَّبِیْعِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقَ بَعَثَهٗ فِی الْحَجَّةِ الَّتِیْ اَمَّرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ یَوْمَ النَّحْرِ فِیْ رَھْطٍ یُؤَذِّنُ فِی النَّاسِ لَا یَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِکٌ وَلَا یَطُوْفَنَّ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ

اگر تمہارے پاس ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ ایک شخص وہ لایا تو آپ نے بھی کھایا "

۴۰۶۴ — شرح : اہل لغت نے کہا عنبر سمندری مچھلی ہے جو بہت ضخیم ہوتی ہے اس کے چمڑے سے ڈھالیں بنائی جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ عنبر خوشبودار ہوتا ہے وہ اس جانور کا گوبر ہوتا ہے۔ ماوردی نے امام شافعی سے روایت کی کہ میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عنبر سمندر میں اگتا دیکھا ہے جو بکری کی گردن کی طرح پیچ دار ہوتا ہے۔ سمندر میں ایک جانور ہے۔ جس کے لئے وہ سم قاتل ہے وہ اسے کھاتا ہے تو مر جاتا ہے سمندر اس کو باہر پھینکتا ہے تو اس کے پیٹ سے عنبر نکالا جاتا ہے۔ ازہری نے کہا عنبر مچھلی ہے جو بحر اعظم میں پائی جاتی ہے۔ وہ پچاس گز لمبی ہوتی ہے۔ اس کو بالہ کہا جاتا ہے (فتح) کہا گیا ہے عنبر سمندر کی نچلی گہرائی سے نکلتا ہے بعض سمندری جانور اسے کھاتے ہیں پھر وہ گوبر ہے جو بہت بڑے پتھر کی طرح ہوتا ہے وہ پانی پر تیرتا رہتا ہے حتی کہ ہوا اس کو کنارے پر پہنچا دیتی ہے۔ وہ مقوی دل و دماغ ہے۔ فالج اور غلیظ بلغم کے لئے بہت مفید ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مری ہوئی مچھلی کو کھانا جائز ہے بشرطیکہ طافی نہ ہو۔ طافی وہ ہے جو پانی میں مر کر الٹ جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع کر کے طعام کھانے میں برکت ہے۔

باب — نو ہجری میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو حج کرانا "

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نو ہجری کو حج کیا اس میں سب کا اتفاق ہے۔ واقدی نے کہا: اس حج میں ابوبکر صدیق کے ہمراہ تین سو صحابہ کرام تھے رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے

marfat.com
Marfat.com

۴۰۶۵ ــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَجَآءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اٰخِرُ سُوْرَۃٍ نَزَلَتْ کَامِلَۃً سُوْرَۃُ بَرَاءَۃٌ وَاٰخِرُ سُوْرَۃٍ نَزَلَتْ خَاتِمَۃُ سُوْرَۃِ النِّسَآءِ یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلَالَۃِ

بَابُ وَفْدِ بَنِیْ تَمِیْمٍ

ساٹھ بیس اُونٹ بھیجے تھے۔ ایک جماعت نے کہا ابوبکر صدیق کا یہ حج نفل تھا۔ یہ اُنھوں نے فرض حج سے پہلے کیا تھا۔

۴۰۶۴ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ وہ حج جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے ابوبکر صدیق کو امیرِ حج مقرر کیا تھا اُنہوں نے اس کو (ابوہریرہ کو) نحر کے دن چند لوگوں میں بھیجا کہ وہ لوگوں میں اعلان کردیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی شخص برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے۔

(حدیث ۱۵۲۴ کے بعد ص ۶۴۹ پر شرح دیکھیں)

۴۰۶۵ ــ ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ آخری سورت جو پوری نازل ہوئی۔ سورۂ برات ہے۔ اور آخری آیت جو نازل ہوئی وہ سورۂ نساء کی آخری آیت ہے (اور وہ) یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلَالَۃِ،

۴۰۶۵ ــ شرح : اس حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہے کہ سورت برآءت نازل ہوئی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو امیرِ حج مقرر کرکے بھیجا تھا کسی نے کہا اگر ابوبکر صدیق کو یہ سورت دے کر بھیجتے تو بہتر ہوتا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے وہی شخص برأت کا اعلان کرے گا جو میرے اہلِ بیت سے ہوگا۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُلایا اور فرمایا برأت کا اعلان کرنے جاؤ اور نحر کے دن لوگوں میں جبکہ منیٰ میں جمع ہوں گے، برأت کا اعلان کرو،،

باب ــ بنی تمیم کا وفد

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں سے وفود کو ذکر کرنا شروع کیا ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ان میں سب سے پہلے بنی تمیم کے وفد کو ذکر کیا۔ بنو تمیم وہ ابن مُرّ بن اد بن طابخہ ابن الیاس بن مضر بن نزار ہے جو وفود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اُن میں سے عطارد بن حاجب

marfat.com
Marfat.com

۴۰۶۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِیْ صَخْرَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزِ الْمَازِنِیِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ اَتٰی نَفَرٌ مِنْ بَنِیْ تَمِيْمٍ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَقْبِلُوا الْبُشْرٰی يَا بَنِیْ تَمِيْمٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَرُئِیَ ذٰلِكَ فِیْ وَجْهِهٖ فَجَاءَ نَفَرٌ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَقْبِلُوا الْبُشْرٰی اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْتَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

دارمی، اقرع[۲] بن حابس دارمی، زبرقان[۳] بن بدر سعدی، عمرو[۴] بن اہتم منقری، حنات بن یزید[۵] مجاشعی نعیم[۶] بن یزید بن قیس بن حارث، قیس[۷] بن عاصم منقری اور عیینہ بن حصن فزاری ہیں۔ اقرع بن حابس اور عیینہ فتح مکہ میں شریک تھے وہ بنی تمیم کے ساتھ تھے جب مسجد میں داخل ہوئے تو انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرہ شریف کے پیچھے سے بلند آواز سے ندا دی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرٰتِ ،، پھر ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو پانچ پانچ سو درہم دیئے اور عمرو بن اہتم کو دو سو درہم دیئے کیونکہ وہ کمسن تھے۔ یہ فتح مکہ سے قبل کا واقعہ ہے (عینی)

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جعرانہ سے واپسی کے بعد آٹھ ہجری کے اواخر میں وفود کی آمد شروع ہوئی تھی۔ ابن ہشام نے کہا نانواں سال ہجری وفود کا سال تھا،، وفد کا معنی ایلچی ہے،، اس کو قاصد بھی کہا جاتا ہے،،

۴۰۶۶ ـــ ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی تمیم کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے بنی تمیم بشارت قبول کرو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ہمیں بشارت دی ہے اور مال بھی تو دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر اس کا اثر دیکھا گیا پھر یمن سے ایک جماعت آئی تو آپ نے فرمایا تم ہی بشارت قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے قبول کیا۔

(حدیث ۲۹۷۹ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ غَزْوَةُ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ ابْنِ بَدْرٍ بَنِي الْعَنْبَرِ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَاَغَارَ وَاَصَابَ مِنْهُمْ نَاسًا وَسَبٰى مِنْهُمْ نِسَاءً

۴۰۶۷ — حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَا اَزَالُ اُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ بَعْدَ ثَلٰثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهَا فِيْهِمْ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ وَكَانَتْ فِيْهِمْ سَبِيَّةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وَلَدِ اِسْمٰعِيْلَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمٍ اَوْ قَوْمِيْ

باب

ترجمہ : ابن اسحاق نے کہا عُیَیْنہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کا بنی تمیم کی شاخ بنی العنبر سے غزوہ کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ان کی طرف بھیجا تو اُس نے اُن پر حملہ کیا اور ان کے مردوں کو ہلاک کیا اور ان کی عورتوں کو قیدی بنایا۔

شرح — : واقدی رحمہ اللہ نے کہا عیینہ کو بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ بنی تمیم نے خزاعہ قبیلہ کے لوگوں پر شبخون کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف عُیینہ بن حصن کو پچاس مجاہدین کے ساتھ بھیجا اُن میں نہ تو کوئی انصاری تھا اور نہ مہاجر تھا۔ عیینہ نے ان کے گیارہ آدمی، گیارہ عورتیں اور تیس بچے قید کئے اس لئے اُن کے سردار مدینہ منورہ آئے تھے۔ ابن سعد نے کہا یہ نو ہجری کے محرم کا واقعہ ہے (عینی)

۴۰۶۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہمیشہ سے بنی تمیم سے محبت کرتا ہوں جبکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق تین باتیں سُنیں۔ میں نے اُن کے متعلق آپ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ وہ میری اُمت میں دجال پر بہت سخت ہیں۔ اُن میں سے ایک قیدی عورت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آزاد کر دو، کیونکہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔ ایک دفعہ اُن کے صدقات آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں (حدیث ۲۲۷۵ کی شرح دیکھیں) اس حدیث میں بنو تمیم کی مدح ہے یہی وجہِ مناسبت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۰۶۸ ـــ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَیْرِ اَخْبَرَهُمْ اَنَّهٗ قَدِمَ رَکْبٌ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ عُمَرُ بَلْ اَمِّرِ الْاَقْرَعَ ابْنَ حَابِسٍ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ مَا اَرَدْتَ اِلَّا خِلَافِیْ قَالَ عُمَرُ مَا اَرَدْتُ خِلَافَکَ فَتَمَارَیَا حَتّٰی ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِیْ ذٰلِکَ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ حَتّٰی انْقَضَتْ

۴۰۶۸ ـــ ترجمہ : ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے ان کو خبر دی کہ بنو تمیم کا قافلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ نے کہا حضور آپ قعقاع بن معبد بن زرارہ کو امیر مقرر فرمائیں اور عمر فاروق نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر مقرر کریں۔ ابوبکر صدیق نے کہا آپ میری مخالفت ہی کرتے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا میری مراد آپ کی مخالفت نہیں ہے وہ دونوں جھگڑ پڑے یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں تو اس کے بارے میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے سامنے پیش قدمی نہ کرو! الخ

۴۰۶۸ ـــ شرح : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قعقاع کو امیر مقرر کرنے کو اس لیے کہا تھا کہ وہ اقرع بن حابس سے زیادہ نرم تھا۔ اور اقرع سخت مزاج تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اقرع کی تامیر کی طرف اشارہ کیا کہ اسے امیر بنایا جائے کیونکہ وہ قعقاع سے زیادہ امارت کے لائق تھا۔ دونوں حضرات میں سے ہر ایک نے بہتر ارادہ کیا تھا۔ اور لَا تُقَدِّمُوْا ،، کے معنی یہ ہیں کہ تم کوئی حتمی فیصلہ نہ کرو! فیصلہ وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ ابن عباس نے اس کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ کتاب وسنت کے خلاف کوئی بات نہ کرو۔ عطیہ نے یہ تفسیر کی ہے کہ اللہ اور اس کے کلام سے پہلے قدمی نہ کرو! ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ

۴۰۶۹ــــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَامِرِ الْعَقَدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ لِیْ جَرَّةً تُنْتَبَذُ لِیْ نَبِیْذٌ فَاَشْرَبُهٗ حُلْوًا فِیْ جَرٍّ اِنْ اَکْثَرْتُ مِنْهُ فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ فَاَطَلْتُ الْجُلُوْسَ خَشِیْتُ اَنْ اَفْتَضِحَ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَیْسِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا نَدَامٰی فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ الْمُشْرِكِیْنَ مِنْ مُضَرَ وَاِنَّا لَا نَصِلُ اِلَیْكَ اِلَّا فِیْ اَشْهُرِ الْحُرُمِ حَدِّثْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْاَمْرِ اِنْ عَمِلْنَا بِهٖ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَهْعُوْبِهٖ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ

باب — وفد عبدالقیس

یہ بہت بڑا قبیلہ ہے۔ بحرین میں رہتے ہیں اور عبدالقیس بن افصیٰ کی طرف منسوب ہیں ان کا شہر بحرین میں ہے۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے وہاں جمعہ پڑھا گیا تھا اسے جُوَاثیٰ کہتے ہیں۔ تیرہ افراد پر مشتمل یہ وفد پانچ ہجری یا اس سے کچھ پہلے آیا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا عبدالقیس کا وفد فتح مکہ سے پہلے آیا تھا "

۴۰۶۹ــــ ترجمہ : قرہ نے ابوجمرہ سے روایت کی انھوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میرا ایک مٹکا ہے جس میں میرے لئے نبیذ بنائی جاتی ہے میں اس کو میٹھا کر کے پی لیتا ہوں اگر میں اس سے زیادہ پی لوں اور قوم میں یہ تک بیٹھوں تو مجھے ڈر ہے کہ میں نشہ میں آجانے کے باعث رسوا ہو جاؤں گا۔ ابن عباس نے کہا

marfat.com
Marfat.com

عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَھَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوۃِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَاَنْھَاکُمْ عَنْ اَرْبَعٍ مَا انْتُبِذَ فِی الدُّبَّاءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ

۴۰۷۰ــــ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَبِیْ جَمْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَیْسِ

عبدالقیس کا وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے قوم تم اچھے آئے ہو رسوا اور نادم ہو کر نہیں آئے۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے اور آپ کے درمیان مضر کے مشرک رہتے ہیں ہم آپ کے پاس حرم کے مہینوں کے سوا نہیں آسکتے۔ آپ ہمیں مختصر جامع امور بتائیں اگر ہم ان پر عمل کریں تو جنت میں داخل ہوں اور جو لوگ ہمارے سوا ہیں ان کو عمل کی دعوت دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں۔ اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو اللہ پر ایمان لانا کیسا ہے؟ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان مبارک کے روزے رکھنا اور اموال غنیمت سے خمس ادا کرو اور چار چیزوں سے تم کو منع کرتا ہوں۔ کدو کے برتن، لکڑی سے بنائے ہوئے برتن، سبز روغن کردہ مٹکے اور تلکوں سے روغن شدہ برتنوں میں نبیذ نہ بنائی جائے۔"

۴۰۶۹ــــ شرح: قولہ فی جرّہ آہ" اس کا متعلق محذوف ہے اور مذکور جرّہ کی صفت ہے۔ اصل میں عبارت اس طرح تھی اِنَّ لِیْ جَرَّۃً مِنْ جُمْلَۃِ الْجِرَارِ یعنی مٹکوں میں سے میرے پاس ایک مٹکا ہے۔ یعنی ابوجمرہ نے کہا اگر میں سبز مٹکے کے نبیذ سے زیادہ پی لوں اور لوگوں میں بیٹھوں تو زیادہ عرصہ بیٹھنے سے مجھے خوف لاحق ہوتا ہے کہ میں رسوا ہو جاؤں گا؛ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ میرے افعال و اقوال ان لوگوں کے مشابہ ہونے لگیں جو نشہ سے مست ہوتے ہیں۔

(حدیث ۴۰۰ کی شرح دیکھیں)

۴۰۷۰ــــ ترجمہ: ابوجمرہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے ابن عباس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا

marfat.com
Marfat.com

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ اِلَيْكَ اِلَّا فِيْ شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِاَشْيَاءَ نَاخُذُ بِهَا وَنَدْعُوْ اِلَيْهَا مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا لِلّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ

۴۰۷۱ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرٍو ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ اَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَرْسَلُوْا اِلٰى

تو اُنہوں نے کہا یا رسُولَ اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم"، ہم ربیعہ قبیلہ سے ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر رہتے ہیں، حرم کے مہینوں کے سوا ہم آپ کے پاس نہیں آسکتے ہیں۔ آپ ہمیں چند اشیاء کا حکم فرمائیں ہم اُن پر عمل کریں اور اپنے سوا دوسروں کو ان پر عمل کی دعوت دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں۔ اللہ پر ایمان لانا، یہ گواہی دینا کہ اس کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ آپ نے ایک انگل کو روک لیا۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور مال غنیمت سے خُمس اللہ کے لئے ادا کرو اور میں تمہیں چار چیزوں سے منع کرتا ہوں، کدّو کے برتن، لکڑی کو کرید کر بنائے گئے برتن، سبز مٹکوں اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کرتا ہوں۔

۴۰۷۱ — ترجمہ: عمرو بن حارث نے بُکیر سے روایت کی کہ ابن عباس کے آزاد کردہ

marfat.com
Marfat.com

عَائِشَةَ فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ
بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّيهِمَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكُنْتُ أَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ النَّاسَ عَنْهُمَا
قَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا وَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ
فَأَخْبَرْتُهُمْ فَرَدُّونِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُونِي إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ
أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُمَا وَأَنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ
ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا
فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْخَادِمَ فَقُلْتُ قُومِي إِلَى جَنْبِهِ فَقُولِي تَقُولُ أُمُّ سَلَمَةَ
يَا رَسُولَ اللهِ أَلَمْ أَسْمَعْكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ
أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ
عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

غلام کُریب نے اُن سے بیان کیا کہ ابن عباس، عبدالرحمٰن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ نے اُن کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا ام المؤمنین کو ہم سب کی طرف سے سلام کہو اور اُن سے عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق پوچھو ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتی ہیں اور ہمیں یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے منع فرمایا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں عمر فاروق کے ساتھ لوگوں کو یہ دو رکعتیں پڑھنے سے مارتا تھا۔ کُریب نے کہا میں ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہُوا اور انہیں وہ پیغام پہنچایا جو انھوں نے مجھے دے کر بھیجا تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا اُم سلمہ سے پوچھو میں نے ان کو ام المؤمنین کے ارشاد کی اطلاع دی تو انہوں نے مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہی پیغام دے کر بھیجا جو ام المؤمنین عائشہ کو دیا تھا۔ ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِن دو رکعتوں سے منع کرتے ہوئے سُنا ہے اور قصہ یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر میرے پاس تشریف لائے جبکہ میرے پاس انصار کے قبیلہ حرام کی عورتیں بیٹھی ہُوئی تھیں تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ میں نے آپ کے

marfat.com
Marfat.com

اَنَّہٗ اَتَانِیْ اُنَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَیْسِ بِالْاِسْلَامِ مِنْ قَوْمِہِمْ فَشَغَلُوْنِیْ عَنِ الرَّکْعَتَیْنِ اللَّتَیْنِ بَعْدَ الظُّہْرِ فَہُمَا ہَاتَانِ

پاس خادمہ بھیجی اور اس سے کہا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پہلو کھڑی ہو کر عرض کرو کہ یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم ام سلمہ کہتی ہیں کیا میں نے آپ کو اِن دو رکعتوں سے منع کرتے نہیں سُنا ہے؟ حالانکہ اب آپ کو میں وہ پڑھتے ہُوئے دیکھتی ہوں۔ اگر آپ ہاتھ مُبارک سے اشارہ فرمائیں تو پیچھے ہٹ جانا۔ خادمہ نے اسی طرح کیا آپ نے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا تو وہ پیچھے ہٹ گئی جب آپ فارغ ہُوئے تو فرمایا اے ابو اُمیّہ کی بیٹی تم نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق پوچھا ہے۔ دراصل میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے لوگ اپنی قوم کی جانب سے بغرضِ اسلام آئے اُنھوں نے مجھے ان دو رکعتوں سے مشغول کیا جو ظہر کے بعد ہیں تو یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔

۴۰۷۱ — شرح : اس حدیث میں قبیلہ عبدالقیس کے لوگوں کا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آنے کا ذکر ہے۔ اسی میں باب سے مناسبت ہے۔ اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ عصر کی نماز کے بعد مطلقاً نوافل پڑھنے جائز ہیں۔ جبکہ غروبِ شمس کے وقت نماز کا قصد نہ کرے۔ احناف کا مسلک یہ ہے کہ نمازِ عصر کے بعد مطلقاً نوافل جائز نہیں مکہ مکرمہ میں ہو یا کسی اور مقام میں ہو،، اور باب کی حدیث سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ابوداؤد میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ذکوان سے روائت ہے کہ ام المؤمنین نے اُن سے بیان کیا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم عصر کے بعد نماز پڑھتے تھے اور اس سے منع بھی فرماتے تھے۔ روزوں میں وصل کرتے اور وصال سے منع بھی فرماتے تھے۔ یہ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کی تخصیص کی دلیل ہے۔ امام ترمذی نے جریر کے طریق سے عطاء بن سائب، سعید بن جُبیر کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عصر کے بعد دو رکعتیں صرف اس لئے پڑھی تھیں کہ آپ کے پاس مال آیا تھا آپ اس کی تقسیم میں مشغول رہے اور ظہر کی دو رکعتیں نہ پڑھیں تو ان کو عصر کے بعد پڑھا پھر ایسا نہ کیا۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور کئی لوگوں سے روائت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں لیکن یہ ان روایات کے خلاف ہے جن میں عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور ابن عباس کی حدیث صحیح تر ہے جبکہ اُنھوں نے کہا پھر آپ نے نہ پڑھیں (عینی) علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عصر کے بعد نماز نفل پڑھنے سے منع کرنا قول ہے اور نماز پڑھنا فعل ہے اور جب قول و فعل متعارض ہوں تو قول کو ترجیح ہوتی ہے اور اسی پر عمل کیا جاتا ہے۔ محی السنّۃ نے کہا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

marfat.com
Marfat.com

۴۰۷۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى مِنَ الْبَحْرَيْنِ

بَابُ وَفْدِ بَنِیْ حَنِيْفَةَ وَحَدِيْثُ ثُمَامَةَ بْنِ اُثَالٍ

۴۰۷۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِی اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ سَعِيْدٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِیْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِیِ الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِیْ خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ اِنْ

عصر کے بعد پہلی بار دو رکعتیں بطورِ قضاء پڑھی تھیں پھر ان کو پڑھتے رہے یہ آپ کی خصوصیت ہے کہ جو فعل ایک بار کریں پھر اسے ہمیشہ کرتے رہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حدیث ۱۱۶۴ کی شرح دیکھیں)

۴۰۷۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں جمعہ کی نماز کے بعد سب سے پہلے عبدالقیس کی مسجد میں نماز پڑھی گئی جو مقام جواثی میں ہے اور جواثی بحرین میں ایک قصبہ ہے۔" (اس حدیث کی مناسبت عبدالقیس کے ذکر میں ہے بحرین بحرِ عمان کے کنارے پر واقع موضع ہے۔ جواثی بصرہ کے قریب ایک قلعہ ہے)

باب — وفد بنی حنیفہ اور ثمامہ بن اثال کی حدیث

۴۰۷۳ — ترجمہ : لیث نے کہا مجھ سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف

marfat.com
Marfat.com

تَقْتُلْنِیْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ وَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْمَالَ
فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَکَهٗ حَتّٰی کَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهٗ مَا عِنْدَکَ یَا ثُمَامَةُ
قَالَ عِنْدِیْ مَا قُلْتُ لَکَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ فَتَرَکَهٗ حَتّٰی کَانَ
بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ مَا عِنْدَکَ یَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِیْ مَا قُلْتُ لَکَ فَقَالَ
اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ اِلٰی نَخْلٍ قَرِیْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ
دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
یَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَا کَانَ عَلَی الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ وَجْهِکَ فَقَدْ
اَصْبَحَ وَجْهُکَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ اِلَیَّ وَاللّٰهِ مَا کَانَ مِنْ دِیْنٍ اَبْغَضَ اِلَیَّ
مِنْ دِیْنِکَ فَاَصْبَحَ دِیْنُکَ اَحَبَّ الدِّیْنِ اِلَیَّ وَاللّٰهِ مَا کَانَ مِنْ بَلَدٍ
اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ بَلَدِکَ فَاَصْبَحَ بَلَدُکَ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَیَّ وَاِنَّ خَیْلَکَ

کچھ سوار روانہ کئے وہ قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑ لائے جس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا۔ اور اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس خیر ہے یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو صاحبِ دم کو قتل کریں گے۔ اگر انعام کریں گے تو شکر گزار پر انعام کریں گے اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا مال آپ چاہتے ہیں فرمائیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ حتیٰ کہ دوسرا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے اس نے کہا جو میں نے آپ سے کہا تھا کہ اگر احسان کریں گے تو شکر گزار پر احسان کریں گے آپ اسے چھوڑ کر تشریف لے گئے حتیٰ کہ اگلا روز آیا تو فرمایا اے ثمامہ تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس وہی ہے جو میں نے آپ سے کہا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کی رسیاں کھول دو وہ مسجد کے قریب کھجوروں میں گیا اور غسل کر کے مسجد میں داخل ہوا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدًا رسول اللہ! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، بخدا! ساری زمین پر آپ کا چہرہ سب چہروں سے بڑھ کر مبغوض تھا اب آپ کا چہرہ سارے چہروں سے مجھے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔ آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض نہ تھا اب آپ کا شہر سارے شہروں سے مجھے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔ آپ

marfat.com
Marfat.com

اَخَذُوْنِیْ وَاَنَا اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرٰی فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهٗ اَنْ یَّعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَکَّةَ قَالَ لَهٗ قَائِلٌ صَبَوْتَ قَالَ لَا وَلٰکِنْ اَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا وَاللّٰهِ لَا تَاْتِیْکُمْ مِنَ الْیَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰی یَاْذَنَ فِیْهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

سواروں نے مجھے پکڑلیا حالانکہ میں عمرہ کرنا چاہتا تھا اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خوشخبری دی اور اس کو عمرہ کرنے کا حکم دیا جب وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو کسی نے اسے کہا تو بے دین ہوگیا ہے۔ ثمامہ نے کہا ہرگز نہیں بخدا! لیکن میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا ہے۔ خدا کی قسم! تمہارے پاس یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت دیں۔

۴۰۷۳ ــــ شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑ سواروں نے ثمامہ کو گرفتار کیا اور آپ کی خدمت میں لے کر آئے تو آپ نے فرمایا اے ثمامہ "مَاذَا عِنْدَكَ" تیرے پاس کیا ہے یعنی تیرا کیا خال ہے کہ ہم تیرے ساتھ کیا معاملہ کریں گے "

بعض شراح بخاری نے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ "مَاذَا عِنْدَكَ" میں "مَا" استفہامیہ "ذا" موصولہ ہو اور "عندک" صلہ ہو یعنی تیرے خیال میں جو ہم تیرے ساتھ کریں گے وہ کیا ہے؟

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کی چند صورتیں ہیں: پہلی یہ کہ "ما" استفہامیہ ہو اور "ذا" اسم اشارہ ہو دوسری یہ کہ "ما" استفہامیہ ہو اور "ذا" موصولہ ہو کیونکہ یہ جملہ کا محتاج ہے جو اس کے بعد ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ "ماذا" استفہام کے لئے جیسے کہا جاتا ہے۔ "لِمَاذَا جِئْتَ" تو کس لئے آیا ہے؟ چوتھی یہ کہ "ماذا" اسم جنس بمعنی "اَیُّ شَیْءٍ" ہے، پانچویں یہ کہ "ما" زائدہ ہے اور "ذا" اسم اشارہ ہے۔ چھیوں یہ کہ "ما" استفہامیہ اور "ذا" زائد ہے۔

ثمامہ نے کہا "خیر ہے" یعنی آپ مجھ پر ظلم نہیں کریں گے بلکہ معاف فرمائیں گے اور احسان کریں گے اور اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو قتل کے مستحق کو قتل کریں گے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایک روایت میں "ذا ذمّ" ہے یعنی اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جو اہلِ ذمہ سے ہے۔ قاضی عیاض نے اس معنی کو مسترد کیا ہے کیونکہ اہلِ ذمہ کو قتل کرنا جائز نہیں۔ امام نووی نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ ذمہ سے مراد حرمت ہے۔ یعنی اس کا دم اپنی قوم میں حرام ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

۴۰۷۴ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ مُسَيْلَمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اِنْ جَعَلَ لِیْ مُحَمَّدٌ مِنْ بَعْدِهٖ تَبِعْتُهٗ وَقَدِمَهَا فِیْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِّنْ قَوْمِهٖ فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ وَ فِیْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلَمَةَ فِیْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَوْ سَاَلْتَنِیْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا اَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ اَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَاِنِّیْ لَاَرَاكَ الَّذِیْ اُرِيْتُ

نے کہا کہ ثمامہ نے پہلے روز احسان اور مال کو ذکر کیا اور دوسرے روز صرف احسان کو ذکر کیا اور تیسرے روز کچھ بھی ذکر نہ کیا کیونکہ پہلے روز اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیظ و غضب کو محسوس کیا تو دونوں کو ذکر کیا کہ اگر مجھے قتل کریں گے تو میں قتل کا مستحق ہوں اور اگر اپنے جود و کرم کے پیش نظر قتل نہ کریں گے اور ایک شکر گزار پر احسان فرمائیں گے ؛ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ آپ اس کو قتل نہیں کریں گے اور اپنے پر احسان کی امید کی تو صرف احسان کو ذکر کیا جب تیسرے روز آپ کا خلق عظیم اور لطف فخیم پر نظر کی ،، صلوات اللہ و سلامہ علیہ ،، تو مجمل چھوڑ دیا اور آپ کی مہربانی اور لطف و کرم کا امیدوار ہُوا ،، ثمامہ نے مشرف باسلام ہونے کے بعد اپنے اسلام کا اعلان کیا تو کسی نے کہا تو صابی یعنی دین سے نکل گیا ہے تو اس نے جواب دیا نہیں میں دین سے نہیں نکلا ؛ کیونکہ تمہارا کوئی دین ہی نہیں جس سے میں نکلا ہوں میں نے دین حاصل کیا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اللہ کے تابع ہوں ۔ یہ یاد رہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معیت صرف اللہ کے تابع ہونے میں ہے جو حضور میں دائمی ہے اور ثمامہ میں نئی حاصل ہوئی ہے ،، واللہ و رسولہ اعلم ! ابن ہشام نے اضافہ ذکر کیا کہ پھر ثمامہ یمن میں گیا اور اہل یمن کو مکہ کی طرف غلہ بھیجنے سے روک دیا ۔ مکہ والوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ آپ صلہ رحمی کا سبق دیتے ہیں اور ہم آپ سے صلہ رحمی کے امیدوار ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو لکھا کہ لوگوں کو مکہ میں غلہ بھیجنے سے نہ روکے ،، (حدیث ۴۵۱۴ کی شرح دیکھیں)

۴۰۷۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

فِيهِ مَا رَأَيْتُ وَهٰذَا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّيْ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ اُرِىَ الَّذِىْ اُرِيْتُ فِيْهِ مَا رَأَيْتُ فَاَخْبَرَنِىْ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِىْ يَدَىَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَاَهَمَّنِىْ شَاْنُهُمَا فَاُوْحِىَ اِلَىَّ فِى الْمَنَامِ اَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَاَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِىْ اِحْدُهُمَا الْعَنْسِىُّ وَالْاٰخَرُ مُسَيْلَمَةُ

کے عہدِ مبارک میں مُسَیلَمَہ کذّاب (مدینہ منورہ) آیا اور یہ کہنا شروع کیا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اپنے بعد مجھے خلافت دیں تو میں آپ کی تابعداری کرلوں گا اور اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کو لے کر مدینہ منورہ آیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس میں کھجور کی شاخ تھی حتی کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مسیلمہ کذاب پر ٹھہر گئے اور فرمایا اگر تو مجھ سے اس شاخ کا ٹکڑا مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور تیرے بارے میں جو اللہ کا حکم ہو چکا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا، اگر تو پشت پھیرے گا تو اللہ تجھے ہلاک کرے گا اور میں تجھے وہی دیکھتا ہوں جو خواب میں دکھایا گیا ہوں یہ ثابت ہے میری طرف سے تجھے جواب دے گا پھر آپ واپس تشریف لے آئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے متعلق کہ میں تجھے وہی دیکھتا ہوں جو خواب میں دکھایا گیا ہوں، دریافت کیا تو مجھے ابوہریرہ نے بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے مجھے اُن کے حال نے متفکر کر دیا تو نیند میں مجھے وحی کی گئی کہ ان دونوں پر پھونک ماریں میں نے پھونک ماری تو وہ اُڑ گئے میں ان کی تاویل یہ کی کہ میرے بعد دو کذاب ظاہر ہوں گے اُن میں سے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہوگا!

۴۰۷۴ — شرح : مسیلمہ کذاب بنی حنیفہ کے وفد میں آیا تھا یہی مناسبت کی وجہ ہے۔ اُس نے دس ہجری میں نبوّت کا دعویٰ کیا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تالیف کے لئے اس کے پاس تشریف لے گئے تھے جیسا کہ آپ کی عادت کریمہ تھی جب مسیلمہ کذاب مدینہ منورہ میں آیا تھا تو اس کے ساتھ اس کی قوم کے سترہ افراد تھے۔ وہ آدمی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۴۰۷۵ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِخَزَآئِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِيْ كَفَّيَّ سَوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ

کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور مسیلمہ فخر و غرور کے باعث آپ کے پاس نہ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کریمانہ معاملہ کرتے ہوئے خود اس کے پاس تشریف لے گئے اور ثابت بن قیس بن شماس آپ کے ہمراہ تھے۔ تاکہ اس پر حجت قائم کریں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معاند لوگوں کے مقابلہ میں بلغاء سے استعانت کرنی چاہیئے کیونکہ ثابت بہت بلیغ تھے۔

اسود عنسی

عَنسیٰ عنس کی طرف منسوب ہے اور وہ زید بن مالک بن ادد ہے۔ ابن درید نے کہا عنس مضبوط اونٹنی ہے عنس سے مراد اسود ہے۔ اس کا لقب عبہلہ ہے عبہلہ کا معنی مہمل ہے۔ یہ صنعاء میں ظاہر ہوا تھا جبکہ وہاں مہاجر بن ابی امیہ حاکم تھا۔ اس اللہ کے دشمن کو اس بات نے گمراہ کیا تھا کہ ایک دفعہ اس کے پاس سے ایک گدھا گزرا تو وہ منہ کے بل پھسل گیا اسود ملعون نے کہا یہ مجھے سجدہ کر رہا ہے اور جب تک اللہ کے دشمن نے "شاء" نہ کہا گدھا نہ اٹھا۔ جب اس نے "شاء" کہا تو وہ کھڑا ہو گیا۔ اسود عمدان میں قتل ہوا اور اس کا سر اور سامان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا تھا "شاء" گدھے کو بلانے کے لئے کہا جاتا ہے۔ اسود عنسی شعبدہ باز تھا لوگوں کو عجیب چیزیں دکھاتا اور جو لوگ اس کی بات سنتے ان کے دل قید کر لیتا تھا اس کے ساتھ شیطان تھا جو اس کی تابعداری کرتا تھا۔ اسود نے یمن کے بادشاہ کے خلاف خروج کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کی بیوی سے نکاح کر لیا اور اس کے ملک پر قبضہ کر لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس رات اسود قتل ہوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خوشخبری دی اور فرمایا آج رات مبارک گھرانے کے مبارک شخص نے اس کو قتل کیا ہے۔ عرض کیا گیا وہ کون ہے فرمایا وہ فیروز ہے وہ اس کے پاس گیا اور کہا تو کیا کہتا ہے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کا خیال ہے کہ اللہ صرف ایک ہے اسود نے کہا بلکہ الٰہہ بکثرت ہیں فیروز نے کہا ہاتھ بڑھا میں تیری بیعت کرتا ہوں جب اس نے ہاتھ بڑھایا تو فیروز نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اسود عنسی کی گردن پکڑی اور اس کو قتل کر دیا۔ عبید بن صخر نے کہا اسود عنسی کے پہلے اور آخری حال میں صرف تین ماہ کا عرصہ تھا ثابت بن قیس بن شماس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فصیح و بلیغ خطیب تھے انہوں نے فوت ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں وصیت کی تھی" (عینی باختصار)

marfat.com
Marfat.com

فَكَبُرَا عَلَيَّ فَاُوْحِيَ اِلَيَّ اَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَاَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ
اللَّذَيْنِ اَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبُ صَنْعَاءَ وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ

۴۰۷۶ ـــ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مَهْدِيَّ بْنَ
مَيْمُوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا رَجَاءِ الْعُطَارِدِيَّ يَقُوْلُ نَعْبُدُ الْحَجَرَ فَاِذَا وَجَدْنَا
حَجَرًا هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ اَلْقَيْنَاهُ وَاَخَذْنَا الْاٰخَرَ فَاِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَمَعْنَا
جُثْوَةً مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ فَحَلَبْنَا عَلَيْهِ ثُمَّ طُفْنَا بِهٖ فَاِذَا دَخَلَ
شَهْرُ رَجَبٍ قُلْنَا مُنَصِّلُ الْاَسِنَّةِ فَلَا نَدَعُ رُمْحًا فِيْهِ حَدِيْدَةٌ وَّلَا سَهْمًا

۴۰۷۵ ـــ ترجمہ : ہمام سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا کہ مجھے زمین کے سارے خزانے دیئے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے جو مجھ پر بہت گراں گزرے۔ مجھے وحی کی گئی کہ ان کو پھونکیں میں نے ان کو پھونکا تو وہ دونوں اڑ گئے میں نے ان کی تاویل دو کذابوں سے کی جن کے درمیان میں ہوں وہ صنعاء کا عنسی اور یمامہ کا مسیلمہ ہے۔

۴۰۷۵ ـــ شرح : صنعاء یمن میں عظیم شہر ہے وہاں اسود عنسی ہُوا ہے اور یمامہ یمن میں شہر ہے جو طائف سے دو مرحلوں کی مسافت پر واقع ہے۔ وہاں مسیلمہ کذاب ہُوا ہے۔ اس حدیث میں مسیلمہ کذاب کا ذکر ہے اس اعتبار سے یہ باب کے مناسب ہے کتاب الرؤیا میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے دو کنگنوں کو اپنے ہاتھوں میں دیکھ کر اس کی تعبیر دو کذابوں سے فرمائی جو آپ کے بعد ہوں گے کیونکہ کذب خلاف واقع بات ہوتی ہے۔ اس کا موضوع و مقام غیر محل ہوتا ہے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نورانی ہاتھ سونے کا محل و موضوع نہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر دو کذابوں سے فرمائی۔ جنہوں نے ایسی شئ کا دعویٰ کیا جس کے وہ اہل نہ تھے ،،

۴۰۷۶ ـــ ترجمہ : مہدی بن میمون نے کہا میں نے ابو رجاء عطاردی کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم پتھروں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ جب ہم کوئی پتھر دیکھتے کہ وہ پہلے پتھر سے اچھا ہے تو اس کو پھینک دیتے اور اچھا پتھر پکڑ لیتے تھے اور جب ہم کوئی پتھر نہ پاتے تو

marfat.com
Marfat.com

فِيهِ حَدِيدَةٌ اِلَّا نَزَعْنَاهُ فَاَلْقَيْنَاهُ شَهْرَ رَجَبٍ وَقَالَ وَسَمِعْتُ اَبَا رَجَاءٍ يَقُوْلُ كُنْتُ يَوْمَ بُعِثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم غُلَامًا اَرْعٰى اْلِاِبِلَ عَلٰى اَهْلِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوْجِهٖ فَرَرْنَا اِلَى النَّارِ اِلٰى مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابِ

بَابُ قِصَّةِ اْلَاَسْوَدِ الْعَنْسِيْ

۴۰۷۷ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدِ الْجَرْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيْطٍ وَكَانَ فِيْ

مٹی کا ڈھیر بنالیتے پھر بکری لاتے اور اس پر دو ہتے پھر اس کا طواف کرتے تھے جب رجب کا مہینہ آتا تو ہم کہتے (رجب کا مہینہ) تیروں سے پھالوں کو دُور کرنے والا ہے۔ ہم کوئی نیزہ نہیں چھوڑتے تھے جس میں لوہا ہو۔ اور نہ ہی کوئی تیر جس میں پھالا ہو مگر اس کو رجب کے مہینہ میں نکال پھینک دیتے۔ میں نے ابو رَجاء کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں بچہ تھا اور اپنے گھر والوں کے اونٹ چرایا کرتا تھا جب ہم نے آپ کے ظہور کی خبر سُنی تو بھاگ کر جہنم یعنی مسیلہ کذاب کی طرف چلے گئے۔

۴۰۷۶ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خروج سے مراد قریش پر غلبہ حاصل کرنا ہے۔ نبوت کا اظہار مراد نہیں اور نہ ہی مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت مراد ہے۔ قولہ هو اَخْبَرُ آہ یعنی اچھا سفید صاف ستھرا خوبصورت پتھر، جثوة من تراب آکا، مٹی کا ڈھیر۔ اس پر بکری دو ہتے تاکہ وہ پتھر کی طرح سخت ہو جائے۔ قولہ مُنْصِلُ آہ یعنی نیزوں سے لوہے نکال دیتے تھے۔ جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو اس کی تعظیم کے لئے جنگ و جدال ختم کر دیتے تھے اور کہتے تھے۔ رجب کا مہینہ ہتھیاروں کو خالی کرنے والا مہینہ ہے۔ قولہ فَلَا نَدَعُ آہ منصل الاسنّہ کی تفسیر ہے۔

اس حدیث سے واضح ہے کہ ابو رَجاء ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے مسیلمہ کذاب کی قوم میں سے اس کی بیعت کی تھی اس کا سبب یہ تھا کہ بنی تمیم سے ایک عورت جس کا نام سجاح تھا نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کی قوم نے بھی اس کی بیعت کر لی پھر اسے مسیلمہ کذاب کا حال معلوم ہوا۔ مسیلمہ نے دھوکہ سے اس سے نکاح کر لیا پھر ان دونوں بیوی خاوند کی قوم نے مسیلمہ کی اطاعت پر اتفاق کر لیا۔

باب — اسود عنسی کا واقعہ

۴۰۷۷ — ابن عبیدہ بن نشیط سے روائت ہے۔ دوسرے موضع میں ان کا نام عبداللہ

marfat.com
Marfat.com

مَوْضِعٍ اٰخَرَ اِسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ
بَلَغَنَا اَنَّ مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلَ فِيْ دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ
وَكَانَتْ تَحْتَهٗ ابْنَةُ الْحَارِثِ بْنِ كُرَيْزٍ وَهِيَ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ فَاَتَاهُ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَهُوَ
الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ خَطِيْبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضِيْبٌ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُسَيْلَمَةُ اِنْ
شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْاَمْرِ ثُمَّ جَعَلْتَهٗ لَنَا بَعْدَكَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَاَلْتَنِيْ هٰذَا الْقَضِيْبَ مَا اَعْطَيْتُكَهٗ وَاِنِّيْ لَاَرَاكَ
الَّذِيْ اُرِيْتُ فِيْهِ مَا اُرِيْتُ وَهٰذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ وَسَيُجِيْبُكَ عَنِّيْ
فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَاَلْتُ

مذکور ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عُتبہ نے کہا کہ مسیلمہ کذاب مدینہ منورہ میں آیا اور حارث کی بیٹی "کیسہ" کے گھر میں ٹھہرا، اس کے نکاح میں حارث بن کریز کی بیٹی تھی۔ اور وہ عبداللہ بن عامر کی ماں ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ہمراہ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے۔ یہ وہی ہیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطیب کہا جاتا ہے۔ اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں کھجور کی شاخ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس کچھ ٹھہرے اور اس سے کلام کیا تو مسیلمہ نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم آپ کے درمیان اور اس امر "نبوت" کے درمیان تخلیہ کرتے ہیں (آپ کی نبوت تسلیم کرتے ہیں) پھر اپنے بعد یہ ہمارے لئے کر دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تو مجھ سے یہ شاخ مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور میں تجھے وہی دیکھ رہا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے۔ یہ ثابت بن قیس ہیں میری طرف سے تجھے جواب دیں گے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے عبیداللہ بن عبداللہ نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کے متعلق پوچھا جو آپ نے ذکر کیا تھا ابن عباس نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے

marfat.com
Marfat.com

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ ذُكِرَ قَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُرِيْتُ
اَنَّهُ وُضِعَ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفَظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَاُذِنَ لِيْ
فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَاَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ
الَّذِيْ قَتَلَهُ فَيْرُوْزُ بِالْيَمَنِ وَالْاٰخَرُ مُسَيْلَمَةُ

ہیں میں ان کے حال سے غمناک ہُوا تو مجھے ان کو پھونکنے کی اجازت دی گئی۔ میں نے اُن پر پھونک ماری تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے ان کی تاویل دو جھوٹوں سے کی جو ظاہر ہوں گے۔ عُبید اللہ نے کہا اُن میں سے ایک اسود عنسی ہے جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا تھا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

شرح : قولہ فِیْ مَوْضِعٍ ، ابن عبیدہ کو خوارج نے ایک سو تیس ہجری میں قتل کر دیا تھا ان کو کبھی ابن عُبَیدہ کہا جاتا ہے کبھی عبداللہ بن عبداللہ بن عبیدہ کہا جاتا ہے۔ شیخ ابن حجر نے کہا امام بخاری کا مقصد مبہم کی وضاحت کرنا ہے کہ وہ عبداللہ بن عبیدہ ہے۔ اس کا بھائی موسیٰ نہیں موسیٰ بہت ضعیف ہے۔ اور اس کا بھائی عبداللہ ثقہ ہے جبکہ عبداللہ اسّی برس موسیٰ سے بڑا ہے۔ قولہ فی دار بنت الحارث ، حارث کی بیٹی کی حویلی وفود کے لئے تیار کی گئی تھی جو وفد باہر آتا تھا وہاں ٹھہرا کرتا تھا۔ اس کو بنت الحرث بھی کہا جاتا ہے اس طرح محمد بن سعد نے طبقاتِ نساء میں تصریح کی ہے۔ اُنھوں نے کہا وہ رملہ بنت حرث ہے اس کو بنت الحرث بن ثعلبہ انصاریہ کہا جاتا ہے اور جو عورت مسیلمہ کی بیوی ہے اس کا نام کیسہ بنت الحرث ہے جب مسیلمہ مدینہ منورہ آیا تھا اس وقت وہ مدینہ منورہ میں نہ تھی وہ یمامہ میں مسیلمہ کے پاس تھی جب وہ قتل ہو گیا تو اس کے بعد اس سے اس کے چچا کے بیٹے عبداللہ بن عامر نے نکاح کر لیا تھا ،

۴۰۷۷

اسود عنسی کا واقعہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ مسیلمہ کذاب کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں وحشی کے ہاتھوں قتل ہُوا تھا جس نے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ ان کے علاوہ دو اور کذاب ہیں جنہوں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے زمانہ کے قریب نبوّت کا دعویٰ کیا اور اپنی عاقبت خراب کر کے رسوا ہو کر ہلاک ہو گئے۔ ان میں سے ایک طُلیحہ بن خُوَیلد ہے جو قبیلہ بنی اسد سے تھا اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس پر جبرائیل نازل ہوتا ہے اور آسمانی وحی اس کو پہنچاتا ہے۔ قبیلہ فزارہ جو غزوۂ حنین میں مسلمان

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِصَّةِ أَهْلِ نَجْرَانَ

۴۰۷۸ — حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَآءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ اَنْ يُلَاعِنَاهُ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَا تَفْعَلْ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا قَالَا اِنَّا نُعْطِيْكَ مَا سَاَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا اَمِيْنًا وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا اِلَّا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ

ہو گئے تھے مرتد ہو کر اس سے جا ملے تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر پہنچی تو حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں طلیحہ کی طرف لشکر بھیجا۔ مسلمانوں کا لشکر اُن ذلیل لوگوں پہ غالب آیا اور وہ شکست خوردہ بھاگ گئے۔ طلیحہ شام میں چلا گیا اور جو قبائل مرتد ہو گئے تھے پھر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد طلیحہ بھی مسلمان ہو گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں نہاوند کی جنگ میں قتل ہو گیا۔

دوسری کذاب سجاح ہے۔ یہ ایک عورت ہے جس نے بنی تغلبہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور ایک قوم اس کی گرویدہ ہو گئی اس کا زمانہ اور مکان مسیلمہ کے بہت قریب تھا جب اکثر قبیلے اس عورت کے ہم خیال ہو گئے تو مسیلمہ کو خطرہ لاحق ہو گیا اُس نے بہت سے ہدایا اس کی طرف بھیجے اور اس سے ملاقات کی درخواست کی۔ ملاقات کے وقت مسیلمہ نے مختلف لغویات اس پر ظاہر کر کے اس کو باور کرایا کہ وہ نبی ہے اور حیلہ و فریب سے اس کے ساتھ نکاح کر لیا اور یمامہ کی آدھی آمدنی اس کے مہر میں کر دی۔ اس کے بعد خالد بن ولید کے لشکر جرار نے اس پر حملہ کیا اس کو خراب اور تباہ کر دیا ہم نے اِن دو کذابوں کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کذابوں کی تصریح فرمائی جن کو آپ نے خواب میں دیکھا تھا۔ ان دو کذابوں کو ذکر نہیں کیا تھا۔ اس لئے انہیں ذکر کر دیا گیا ہے۔

باب — قصہ اہلِ نجران

۴۰۷۸ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجران کے دو سردار عاقب

marfat.com
Marfat.com

مَعَكُمْ رَجُلاً اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ قُمْ يَا اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

اور سید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کا ارادہ رکھتے تھے۔ اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا مباہلہ نہ کرو خدا کی قسم اگر وہ نبی ہیں اور ہم نے اُن سے مباہلہ کیا تو ہم اور ہمارے بعد ہماری اولاد بچ نہ سکیں گے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ جو چاہتے ہیں ہم آپ کو دیتے ہیں ہمارے پاس کسی دیانتدار شخص کو بھیجیں اور ہمارے پاس امین (دیانتدار) کو ہی بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے پاس امین ہی کو بھیجوں گا جو سچا امین ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپ کی طرف گردنیں بلند کیں (کہ اس سعادت سے کون فیض یاب ہوتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوعبیدہ بن جراح اٹھو جب وہ اٹھے تو فرمایا یہ اس اُمت کا امین ہے!

شرح ۴۰۷۸ — : ابن سعد نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ نجران کو خط لکھا تو اُن کے سرداروں میں سے چودہ افراد پر مشتمل وفد آپ کے پاس آئے جن میں سے کندہ کا عبدالمسیح عاقب، ربیعہ قبیلہ کا ابوالحارث بن علقمہ اور اس کا بھائی کرز، حارث کے دو بیٹے سید اور اوس، زید بن قیس، شبیب، خُویلد، خالد، عمرو اور عبداللہ تھے ان میں تین شخص ان کے جملہ امور کے ناظم تھے۔ عاقب ان کا امیر اور مشیر تھا وہ اسی کے مشورہ سے امور سرانجام دیتے تھے، ابوالحارث ان کا بہت بڑا عالم، امام اور صاحبِ مدارس تھا اور سید ان کا نگہبان تھا وہ مسجد میں آئے جبکہ اُن پر سوتی کپڑے اور ریشمی کناروں والی چادریں تھیں۔ وہ مسجد میں کھڑے ہو کر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا انہیں کچھ نہ کہو نماز پڑھنے دو پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے اُن سے اِعراض فرمایا اور کلام نہ کیا۔ عثمان نے اُن سے کہا یہ اُن کے لباس کے سبب تھا وہ اس روز چلے گئے پھر دوسرے روز رُہبانوں کے لباس میں آئے اور سلام عرض کیا تو آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ اُنھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور گفتگو نے طول پکڑا اور جھگڑا ہُوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر قرآن تلاوت کیا اور فرمایا اگر تم نے میری بات کا انکار کیا تو آؤ میں تم سے مباہلہ کرتا ہوں اور یہ آیتِ کریمہ نازل ہُوئی۔

تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ"	اور ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری

marfat.com
Marfat.com

۴۰۷۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَآءَ اَهْلُ نَجْرَانَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا اِبْعَثْ لَنَا رَجُلاً اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ رَجُلاً اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ

۴۰۸۰ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر لعنت ڈالیں مباہلہ یہ ہے کہ جب لوگ کسی شئ میں اختلاف کریں تو وہ فیصلہ کے لئے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ اور ظالموں پر لعنت کرتے ہیں ان میں سے ایک شخص اپنے ساتھیوں سے کہا ابو نعیم نے صحابہ کے تذکرہ میں کہا یہ قائل سید تھا کہا گیا ہے وہ عاقب تھا بعض نے شرجیل کا نام ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا اگر تم نے لعان یا مباہلہ کیا تو ہم اور ہماری نسلیں تباہ و برباد ہو جائیں گی اور ہمارا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اس لئے آپ سے مباہلہ نہ کرو اور مصالحت کر لو، چنانچہ سید اور عاقب نے کہا جو آپ طلب کریں گے ہم آپ کو دیں گے۔ ابن سعد نے روایت کی کہ دوسرے روز عبد المسیح عاقب اور ان میں دو سمجھدار شخص آئے اور کہنے لگے ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے آپ جو ہم سے طلب کریں ہم دیتے ہیں اور آپ سے صلح کرتے ہیں۔ چنانچہ رجب میں دو ہزار بڑی چادریں ایک ہزار صفر کے مہینہ میں چادریں یا ان کی قیمت چاندی دیں گے۔ انھوں نے کہا ہم تیس ۳۰ زرہیں، تیس نیزے، تیس اونٹ اور تیس گھوڑے عاریۃً دیں گے۔ جب وہ صلح کر کے چلے گئے اور اپنے وطن کو روانہ ہو گئے تو تھوڑے ہی دنوں بعد سید اور عاقب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے۔ نجران بہت بڑا شہر ہے مکہ مکرمہ سے یمن کی سمت میں سات مراحل کی مسافت پر واقع ہے یہ نصاریٰ کا خاص مقام ہے۔ وہاں کے سب لوگ اہل کتاب تھے" واللہ ورسولہ اعلم (عینی)

۴۰۷۹ — ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا اہل نجران سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے پاس کسی امین شخص کو بھیجیں آپ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِصَّةِ عُمَّانَ وَالْبَحْرَيْنِ

۴۰۸۱ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَقْدَمْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ اَوْ عِدَةٌ فَلْيَاْتِنِيْ قَالَ جَابِرٌ فَجِئْتُ اَبَا بَكْرٍ فَاَخْبَرْتُهٗ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے پاس امین بھیجوں گا جو کامل امین ہے۔ لوگوں نے آپ کی طرف گردنیں بلند کیں تو آپ نے ابوعبیدہ بن جراح کو بھیجا" (حدیث ۳۴۹۹ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت میں امین ہوتا ہے اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" (حدیث ۳۴۹۹ کی شرح دیکھیں)

۴۰۸۰ ــــ

باب ــ عمّان اور بحرین کا قصّہ

ایک عمان یمن ہے اس کو عمان بن سبا کہتے ہیں اور ایک عمان شام میں ہے اس کو بھی عمّان کہا جاتا ہے یہاں یہ مراد نہیں۔ بَحْرَیْن بحر کا تثنیہ ہے یہ بصرہ اور عمان کے درمیان ہے وہاں کے رہنے والوں کو عمانی کہا جاتا ہے"

۴۰۸۱ ــــ ترجمہ : سفیان نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا محمد بن منکدر نے جابر بن عبداللہ

marfat.com
Marfat.com

قَالَ لَوْقَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا قَالَ فَاَعْطَانِیْ
قَالَ جَابِرٌ فَلَقِيْتُ اَبَابَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ فَسَأَلْتُهٗ فَلَمْ يُعْطِنِیْ ثُمَّ اَتَيْتُهُ الثَّانِيَةَ فَلَمْ
يُعْطِنِیْ ثُمَّ اَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَلَمْ يُعْطِنِیْ فَقُلْتُ لَهٗ قَدْ اَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِیْ ثُمَّ
اَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِیْ ثُمَّ اَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِیْ فَاِمَّا اَنْ تُعْطِيَنِیْ وَاِمَّا اَنْ تَبْخَلَ
عَنِّیْ فَقَالَ اَقُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّیْ وَاَیُّ دَاءٍ اَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ قَالَهَا ثَلَاثًا مَا مَنَعْتُكَ
مِنْ مَرَّةٍ اِلَّا وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اُعْطِيَكَ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ
جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جِئْتُهٗ فَقَالَ لِیْ اَبُوْبَكْرٍ عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا فَوَجَدْتُهَا
خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ

رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بحرین سے مال آیا تو میں تجھے اتنا اتنا مال دوں گا یہ تین بار فرمایا بحرین سے مال نہ آیا حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس وہ مال آیا تو انہوں نے منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کردے کہ جس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرض یا وعدہ ہو وہ میرے پاس آئے جابر نے کہا میں ابوبکر کے پاس آیا اور ان کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین سے مال آیا تو میں تجھے اتنا اتنا مال دوں گا۔ یہ تین بار فرمایا تو ابوبکر نے مجھے مال دیا۔ جابر نے کہا میں اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے مال طلب کیا تو انھوں نے نہ دیا پھر میں ان کے پاس آیا تو انھوں نے مجھے نہ دیا پھر میں تیسری بار آیا تو انھوں نے مجھے نہ دیا میں نے ابوبکر صدیق سے کہا میں آپ کے پاس آیا آپ نے مجھے مال نہ دیا پھر دوبارہ آیا تو آپ نے نہ دیا پھر تیسری بار آیا تو آپ نے مجھے نہ دیا۔ یا تو مجھے مال دیں یا آپ مجھ سے بخل کرتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو نے کہا ہے کہ آپ مجھ سے بخل کر رہے ہیں۔ بخل سے زیادہ بری کونسی بیماری ہے۔ انھوں نے یہ کلمہ تین بار کہا (انہوں نے کہا) میں نے ہر بار تجھے مال دینے سے منع نہیں کیا مگر میں چاہتا تھا کہ تجھے دوں گا، عمرو سے روایت ہے انھوں نے محمد بن علی سے روایت کی کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ابوبکر کے پاس آیا مجھے ابوبکر نے کہا اس کو شمار کرو میں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو درہم تھا ابوبکر نے کہا اتنا اور لے لو یہ دو بار کہا ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قُدُوْمِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ وَاَهْلِ الْيَمَنِ

وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ

۴۰۸۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نُرٰى اِبْنَ مَسْعُوْدٍ وَّاُمَّهٗ اِلَّا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ كَثْرَةِ دُخُوْلِهِمْ وَلُزُوْمِهِمْ لَهٗ

شرح ۴۰۸۱ — : اس حدیث میں نہ تو بحرین کا قصہ ہے اور نہ ہی کہیں عمان کا ذکر ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ "لو قد جاء مال البحرین" سے بحرین کے قصہ کی طرف اشارہ ہو، کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف کسی کو بھیجا تھا؛ چنانچہ طبرانی نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کی طرف وفود بھیجے اور عمرو بن عاص کو عمان کے بادشاہ جُلندیٰ کے دو بیٹوں جیفر اور عیاذ کی طرف بھیجا جبکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے واپس آگئے تھے اور عمرو بن عاص ابھی بحرین میں ہی تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرماگئے۔ حدیث ع ۲۴۲۶ اور حدیث ع ۲۱۵۰ کی شرح دیکھیں"

باب — اشعریوں اور اہلِ یمن کا آنا"

ترجمہ: ابوموسیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اشعری مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، اشعریین اہل یمن سے ہیں۔ ترجمہ میں عام کا خاص پر عطف ہے۔ اشعریون اشعری کی جمع ہے اور اشعری اشعر کی طرف منسوب ہے۔ — ابوموسیٰ عبدالقیس نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اشعری مجھ سے ہیں یعنی وہ طریقہ اور اللہ کی طاعت میں مال خرچ کرنے میں مجھ سے متصل ہیں۔ اس میں مبالغہ مقصود ہے اور کلمہ مِنْ "اتصالیہ ہے۔ حدیث ع ۲۳۲۳ کی شرح دیکھیں"

۴۰۸۲ — ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں اور میرا بھائی

marfat.com
Marfat.com

۴۰۸۳ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ اَبُوْمُوْسٰی اَكْرَمَ هٰذَا الْحَیَّ مِنْ جَرْمٍ وَاِنَّا لَجُلُوْسٌ عِنْدَهٗ وَهُوَ يَتَغَدّٰی دَجَاجًا وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ فَدَعَاهُ اِلَی الْغَدَاءِ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ قَالَ هَلُمَّ فَاِنِّیْ رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُهٗ قَالَ اِنِّیْ حَلَفْتُ لَا اٰكُلُهٗ قَالَ هَلُمَّ اُخْبِرْكَ عَنْ يَمِيْنِكَ اِنَّا اَتَيْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَاَبٰی اَنْ يَّحْمِلَنَا فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ اَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُتِیَ بِنَهْبِ اِبِلٍ فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ فَلَمَّا قَبَضْنَاهَا قُلْنَا تَغَفَّلْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ لَا نُفْلِحُ بَعْدَهَا اَبَدًا فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ حَلَفْتَ اَنْ لَّا تَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنْ لَا اَحْلِفُ عَلٰی يَمِيْنٍ فَاَرٰی غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهَا

یمن سے آئے۔ ہم کچھ عرصہ ٹھہرے ہم عبداللہ بن مسعود اور ان کی والدہ کو اہل بیت کرام سے ہی گمان کرتے تھے کیونکہ ان کا استیعلام صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بکثرت آنا جانا اور آپ کے ساتھ رہنا اکثر تھا،،

۴۰۸۳ — ترجمہ : ابوقلابہ نے زہدم سے روایت کی کہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آئے تو انھوں نے قبیلہ جرم کا بہت اکرام کیا اور ہم ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ مرغ کا گوشت کھا رہے تھے ان لوگوں میں ایک آدمی بیٹھا تھا ابوموسیٰ نے اس کو کھانا کھانے کے لئے بلایا تو اس نے کہا۔ میں نے مرغ کو دیکھا تھا کہ کوئی شئی کھا رہا تھا اس لئے مجھے اس سے کراہت آتی ہے ابوموسیٰ نے کہا آؤ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ مرغ کا گوشت کھاتے تھے۔ اس نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ نے کہا آؤ میں تیری قسم کے متعلق تجھے خبر دیتا ہوں ہم اشعریوں کا گروہ

marfat.com
Marfat.com

۴۰۸۴ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَخْرَةَ جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ صَفْوَانُ بْنُ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ قَالَ جَآءَتْ بَنُوْتَمِيْمٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْشِرُوْا يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا اَمَّا اِذْ بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلُوا الْبُشْرٰى اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْتَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے سواری طلب کرتے تھے۔ آپ نے ہمیں سواری دینے سے انکار کر دیا ہم نے پھر آپ سے سواری طلب کی تو آپ نے قسم کھالی کہ ہمیں سواری نہ دیں گے۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر نہ کی کہ آپ کے پاس مال غنیمت کے اونٹ آگئے تو آپ نے ہم کو پانچ اونٹ دینے کا حکم فرمایا جب ہم نے ان کو قبضہ میں کر لیا تو ہم نے خیال کیا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم سے غافل رکھا ہے۔ اس کے بعد ہم کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکیں گے تو میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ہمیں سواری نہیں دیں گے حالانکہ آپ نے ہمیں سواری عطا کی ہے فرمایا ہاں (میں نے قسم کے خلاف کیا ہے) لیکن میں قسم کھالوں پھر مجھے اس کے غیر میں بہتری نظر آئے تو میں وہ کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہو"

شرح : اشعریوں کی یہ جماعت غزوہ تبوک کی تیاری کے وقت آئی تھی۔ قولہ

۴۰۸۳ — لَمَّا قَدِمَ اَبُوْمُوْسٰى آہ یعنی جب ابو موسیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کوفہ کے حاکم بن کر کوفہ میں آئے تھے۔ علامہ کرمانی نے کہا جب ابو موسیٰ یمن میں آئے تھے۔ حافظ ابن حجر نے اسے کرمانی کا وہم ذکر کیا ہے کیونکہ زہدم یمنی نہیں ہیں۔ جرم مشہور قبیلہ کا نام ہے۔ (حدیث ع ۲۹۲۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عمران بن حصین نے کہا بنو تمیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۰۸۴ — کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا اے بنی تمیم بشارت ہو انہوں نے کہا جب آپ نے ہمیں بشارت دی ہے تو ہمیں مال دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہو گیا پھر یمن سے کچھ لوگ یمن سے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی بشارت قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم" ہم نے قبول کی۔

marfat.com
Marfat.com

۴۰۸۵ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَھْبُ ابْنُ جَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاِیْمَانُ ھٰھُنَا وَاَشَارَ بِیَدِہٖ اِلَی الْیَمَنِ وَالْجَفَآءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِی الْفَدَّادِیْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنَا الشَّیْطَانِ رَبِیْعَۃُ وَمُضَرُ

۴۰۸۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بنو تمیم کا وفد نو ہجری میں آیا تھا جبکہ اشعری اس سے پہلے خیبر فتح ہونے کے بعد سات ہجری میں آئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے اشعریوں میں سے کچھ لوگ اس کے بعد آئے ہوں گے۔"

(حدیث ع ۲۹۸۰ کی شرح دیکھیں)

۴۰۸۵ — ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہاں ہے" اور اپنے دستِ اقدس سے یمن کی طرف اشارہ فرمایا اور بے رحمی اور سخت قلبی ربیعہ اور مضر میں ہے جو اونٹوں کی دموں کے پاس آوازیں بلند کرتے ہیں جہاں شیطان کے دو سینگ نکلیں گے۔

۴۰۸۵ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی جہت کی طرف اشارہ فرمایا اور اس سے یمن کے لوگ مراد ہیں۔ اس کے سوا دوسرے لوگ مراد نہیں۔ فَدَّادِیْنَ فَدَّاد کی جمع ہے۔ اس کا معنی سخت آواز ہے جیسے اونٹوں والوں کی عادت ہے کہ وہ بلند آواز سے بولتے ہیں۔ اگر فدّاد کی دال مشدد نہ ہو تو اس کا معنی کھیتی باڑی کا آلہ ہے۔ ان لوگوں کی مذمت اس لئے فرمائی کہ یہ امورِ دین سے اعراض کرتے ہیں اور امورِ آخرت کی پرواہ نہیں کرتے۔ شیطان کے دو سینگ مشرق کی جہت سے طلوع کریں گے۔ یہ تعبیر اس لئے کی ہے کہ شیطان مطلع مشرق کے محاذی دونوں سینگ کھڑے کر دیتا ہے حتی کہ جب سورج طلوع کرتا ہے تو شیطان کے سر کے دونوں کناروں کے درمیان ہوتا ہے اور جب سورج کی پجاری اسے سجدہ کرتے ہیں تو سجدہ شیطان کو ہوتا ہے۔ ربیعہ اور مضر مشہور دو قبیلے ہیں۔ فدّادین سے بدل واقع ہوئے ہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مبتداء محذوف کی خبر ہوں یعنی وہ ربیعہ اور مضر ہیں۔ ان کو مجرور بھی پڑھ سکتے ہیں (حدیث ع ۳۰۸۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۰۸۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ ذَکْوَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاکُمْ اَهْلُ الْیَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَاَلْیَنُ قُلُوْبًا اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَالْحِکْمَةُ یَمَانِیَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَآءُ فِی اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّکِیْنَةُ وَالْوَقَارُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمٰنَ سَمِعْتُ ذَکْوَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۴۰۸۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس یمن کے لوگ آئیں گے اُن کے دل بہت رقیق اور نرم ہوں گے ایمان یمنی ہے اور حکمت یمنی فخر اور غرور و تکبر اونٹوں والوں میں ہے۔ آرام اور وقار بکریوں والوں میں ہے۔ غندر نے شعبہ کے ذریعے سلیمان سے روائت کی انہوں نے کہا میں نے ذکوان کو ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے ہوئے سُنا ہے ،،

۴۰۸۶ — شرح : فؤاد کا معنیٰ دل کا پردہ ہے۔ اس کی رقت سے وصف کی۔ یعنی ان کے دلوں کے پردے بہت تنگ ہیں اُن میں حق آسانی سے پہنچ جاتا ہے اور وہ نصیحت جلدی قبول کرتے ہیں۔ قاموس میں ذکر کیا کہ قلب کا معنی فؤاد ہے یا اس سے خاص ہے۔ علامہ بیضاوی نے کہا رقت غلظت کی ضد ہے اور لین قساوت کے مقابل ہے۔ جب قلبِ حق سے دُور ہو جائے اور اس سے اِعراض کرے اور اس میں آیات اور اِنذار مؤثر نہ ہوں تو اس کی غلظت سے وصف کرتے ہیں کہ اس میں حق نفوذ نہیں کرتا یعنی وہ بہت سخت ہو جاتا ہے : اگر اس کا برعکس ہو کہ اس میں نصیحت جلدی نفوذ کرے تو اس کی رقت اور لین سے وصف کرتے ہیں۔ اس لئے احوالِ قلب کے لئے یہ دو وصفیں مستعار لائی جاتی ہیں (تیسیر القاری) طیبی نے کہا افئدہ کی وصف رقت سے اور قلوب کی لین سے وصف اس لئے کی کہ فؤاد قلب کا پردہ ہے۔ جب وہ رقیق ہو تو بات اس سے نفوذ کر کے قلب میں چلی جاتی ہے اور جب سخت ہو تو اس کا دل میں پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے (قسطلانی) قولہ الایمان یمان آہ یمان اصل میں یمنیٌ تھا اس میں یاء نسبت کی ہے۔ تخفیف کے لئے یاء کو حذف کیا گیا اور اس کے عوض اَلِف لایا گیا یعنی اہلِ یمن کی طرف منسوب ہے کیونکہ قلب کی صفائی اور رقت اور اس کے جوہر کی لین اور نرمی اسے عرفانِ حق کی طرف پہنچاتی ہے اور وہ جلد

marfat.com
Marfat.com

۴۰۸۷ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِی الْغَيْثِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْفِتْنَةُ هٰهُنَا هٰهُنَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

۴۰۸۸ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ اَضْعَفُ قُلُوْبًا وَاَرَقُّ اَفْئِدَةً اَلْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ

اس کی تصدیق کرتا ہے۔ یہی ایمان و انقیاد ہے۔ محدثین نے کہا اس جگہ مکہ مراد ہے کیونکہ ایمان وحکمت کا مبداء مکہ مکرمہ ہے۔ اور مکہ یمانیہ ہے (تیسیر القاری)

علامہ کرمانی نے کہا یا اس سے اہل یمن کی کمال ایمان سے وصف مراد ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ کہا گیا ہے فؤاد قلب کا غیر ہے اور وہ قلب کی آنکھ ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ فؤاد قلب کا باطن ہے بعض نے کہا قلب کا پردہ ہے،، علامہ عینی نے کہا یمان سے مراد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہے کیونکہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام فرمایا تھا اس وقت آپ تبوک میں تھے تو اس مقام کے اعتبار سے مدینہ منورہ یمانی ہے۔ اس حدیث میں یمن والوں کی ثناء ہے کیونکہ وہ دعوت اسلام کو قبول کرنے میں بہت جلدی کرتے ہیں" قال عُنْدر،، سے امام کا مقصد یہ ہے کہ سلیمان کی دکوان سے سماعت ثابت ہے " حدیث ع ۴۰۸۶ کی شرح دیکھیں "

۴۰۸۷ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یمنی ہے اور فتنہ یہاں ہے۔ یہاں شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا "

شرح ۴۰۸۷ ـــ : هٰهُنَا سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا جب سورج طلوع کرتا ہے تو شیطان مطلع کی محاذات میں اپنے سینگ لگا دیتا ہے وہ ان کے درمیان میں سے طلوع کرتا ہے۔ مشرق میں فتنہ اس لئے ہے کہ کفر کا بہت بڑا سبب وہاں ہے کیونکہ وہاں سے دجال نکلے گا۔

۴۰۸۸ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تمہارے پاس یمن کے لوگ آئیں گے ان کے دل بہت ضعیف اور رقیق ہوں گے۔ فقہ یمانی ہے اور حکمت یمانیہ ہے (حدیث ع ۴۰۸۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۰۸۹ــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَجَآءَ خَبَّابٌ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَيَسْتَطِيْعُ هٰؤُلَآءِ الشَّبَابُ اَنْ يَقْرَأُوْا كَمَا تَقْرَأُ قَالَ اَمَا اَنَّكَ لَوْ شِئْتَ اَمَرْتُ بَعْضَهُمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ قَالَ اَجَلْ قَالَ اِقْرَأْ يَا عَلْقَمَةُ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ حُدَيْرٍ اَخُوْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ اَتَاْمُرُ عَلْقَمَةَ اَنْ يَقْرَأَ وَلَيْسَ بِاَقْرَأِنَا قَالَ اَمَا اَنَّكَ اِنْ شِئْتَ اَخْبَرْتُكَ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْمِكَ وَقَوْمِهٖ فَقَرَأْتُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً مِنْ سُوْرَةِ مَرْيَمَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى قَالَ قَدْ اَحْسَنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا اَقْرَأُ شَيْئًا اِلَّا وَهُوَ يَقْرَأُهٗ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى خَبَّابٍ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ اَنْ يُلْقِيَ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَرَاهُ عَلَيَّ بَعْدَ الْيَوْمِ فَاَلْقَاهُ رَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ

۴۰۸۹ــ ترجمہ : ابراہیم نخعی نے علقمہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ اچانک خباب بن ارت آئے اور کہا اے ابا عبدالرحمٰن کیا یہ نوجوان قرآن پڑھ سکتے ہیں جیسے آپ پڑھتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر تم چاہتے ہو تو ان میں سے کسی کو حکم کرتا ہوں کہ وہ قرآن پڑھے خباب نے کہا جی ہاں اے علقمہ پڑھو زید بن حدیر جو زیاد بن حدیر کا بھائی ہے نے کہا کیا تم علقمہ کو حکم دیتے ہو کہ وہ قرآن پڑھے، حالانکہ وہ ہم سے زیادہ اچھا قرآن پڑھنے والا نہیں ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہ خبر سناتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری قوم اور علقمہ کی قوم کے بارے میں فرمایا تھا۔ علقمہ نے کہا میں نے سورۂ مریم کی پچاس آیات پڑھیں عبداللہ نے کہا اے خباب کیسے پڑھا ہے خباب نے کہا اچھا پڑھا ہے عبداللہ نے کہا میں کوئی شئی نہیں پڑھتا ہوں مگر علقمہ وہی پڑھتے ہیں پھر عبداللہ جناب کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ خباب نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی اور کہا کیا یہ انگوٹھی اُتار پھینکنے کا وقت نہیں آیا خباب نے کہا آج کے بعد سے آپ مجھ پر یہ نہ دیکھیں گے پھر انگوٹھی کو پھینک دیا۔

۴۰۸۹ــ شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت کچھ اس طرح ہے کہ اس کے اسناد اور متن میں علقمہ مذکور ہے اور وہ نخعی ہیں اور نخع یمن میں مشہور قبیلہ ہے جو نخع کی طرف منسوب ہے۔ نخع کا نام جبیب بن عمرو بن عمرو بن عُلَہ بن مالک بن ادبن زید ہے۔ جبیب

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِصَّةُ دَوْسٍ وَالطُّفَيْلِ بْنِ عَمْرٍوالدَّوْسِيّ

۴۰۹۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍوالَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ

کو نخع اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی قوم سے دُور چلے گئے تھے کیونکہ نخع کا معنی دور چلے جانا ہے۔ عبدان کا نام عبداللہ ابن عثمان ہے اور عبدان ان کا لقب ہے ابو حمزہ کا نام محمد بن میمون لیشکری ہے اور اعمش کا نام سلیمان ہے ابراہیم نخعی ہیں اور علقمہ بن قیس بھی نخعی ہیں"، خباب بن ارت مشہور صحابی ہیں اور ابو عبدالرحمٰن حضرت عبداللہ بن مسعود کی کنیت ہے۔ زید اور زیاد دونوں بھائی ہیں اُن کا والد حُدَیر ہے۔ زیاد بہت بڑے تابعی ہیں انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے وہ کوفہ میں مکین رہے اور ایک بار اس کے حاکم بھی مقرر ہوئے تھے۔ وہ قبیلہ بنی اسد سے ہیں اس لئے انہیں اسدی کہا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن حُدیر سے کہا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری قوم اور علقمہ کی قوم کے بارے میں کیا فرمایا ہے اس جملہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نخع کی ثنا فرمائی اور علقمہ نخعی ہیں اور بنی اسد کی مذمت فرمائی ہے چنانچہ احمد و بزار نے حسن حدیث ابن مسعود سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپ قبیلہ نخع کی صفت وثنا بیان فرما رہے تھے حتیٰ کہ میں نے خواہش کی کہ میں بھی اُن میں سے ہوتا اور حدیث میں بنی اسد کی مذمت مذکور ہے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جُہینہ بنی اسد اور غطفان سے بہتر ہیں (عینی) اس حدیث میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے اور وہ وعظ کرنے اور تعلیم دینے میں بہت متحمل تھے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ بعض صحابہ پر بعض احکام مخفی رہتے تھے۔ جب انہیں خبردار کیا جاتا تھا تو وہ رجوع کر لیتے تھے۔ شائد حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا یہ اعتقاد ہوگا کہ مردوں کا سونے کی انگوٹھی پہننا حرام نہیں تنزیہاً مکروہ ہے جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ مردوں کے لئے سونا پہننا حرام ہے تو خباب نے رجوع کر لیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ۔ قبیلہ دَوس اور طفیل بن عمرو دوسی کا قصہ

۴۰۹۰۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۴۰۹۱ ــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ قَیْسٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ دوس قبیلہ ہلاک ہوجائے اُس نے نافرمانی کی ہے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔ آپ اللہ سے اُن پر بد دُعا کریں آپ نے فرمایا اے اللہ! دَوس کو ہدائت دے اور انہیں دائرۂ اسلام میں لا،،

۴۰۹۰ ــ شرح : دوس کا نسب یہ ہے کہ دوس بن عدثان بن عبداللہ بن زہران بن کعب ابن حارث بن کعب بن مالک بن نضر بن ازد ہے۔ طفیل کا واقعہ عجیب وغریب ہے۔ اُنھوں نے خواب دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے کہا اس کی تعبیر کرو اُنھوں نے کہا تم نے کیا دیکھا ہے۔ طفیل نے کہا میں نے دیکھا کہ میرا سر منڈا ہُوا ہے اور میرے مُنہ سے پرندہ نکلا ہے۔ پھر مجھے ایک عورت ملی اُس نے مجھے اپنی فرج میں داخل کر لیا میرے والد نے تیزی سے میری تلاش شروع کر دی اور میرے اور اس کے درمیان حائل واقع ہُوا۔ طفیل کے ساتھیوں نے کہا خواب تو اچھا ہے طفیل نے کہا میں نے خود اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ سر کا منڈنا اس کو قطع کرنا ہے اور پرندہ میری رُوح ہے جس عورت نے مجھے اپنی فرج میں داخل کر لیا تھا تھا۔ وہ زمین ہے جس نے میرے لئے قبر کھودی ہے اس میں دفن ہوں گا مجھے گمان ہے کہ میں شہید ہوں گا اور میرے والد کا مجھے تلاش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مجھے طلبِ شہادت سے روکے گا اور اس امر میں مجھے نہ پائے گا ؛ چنانچہ طفیل یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگئے،، اور اُن کے والد شدید زخمی ہوگئے پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جنگِ یرموک میں شہید ہوگئے۔ کرمانی نے کہا طفیل مکہ میں مسلمان ہُوئے اور خیبر کے سال اپنی قوم کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک مدینہ منوّرہ میں رہے اور یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگئے،، حافظ ابن حجر نے کہا طفیل کو ذوالنور کہا جاتا تھا کیونکہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم کی طرف بھیجا تو طفیل نے کہا مجھے کوئی نشانی دیں تو حضور نے فرمایا اے خدا اس کے لئے نور ظاہر کر دے تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور چمکنے لگا فرمایا اے اللہ لوگ کہیں گے یہ مُثلہ ہے تو نور ان کے کوڑے کی ایک طرف چلا گیا جو اندھیری رات میں روشن ہوتا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کی بہت خواہش تھی۔ اس حدیث میں یہ لفظ "ھلکت،، محفوظ نہیں کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "عَصَتْ وَاَبَتْ،، فرمایا ہے۔ اور قبیلہ دَوس کے لئے ہدائت کی دُعا فرمائی اور فرمایا ان کو دائرۂ اسلام میں لا،، چنانچہ

marfat.com
Marfat.com

قُلْتُ فِي الطَّرِيقِ يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا : عَلَىٰ أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ
وَأَبَقَ غُلَامٌ لِي فِي الطَّرِيقِ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَبَايَعْتُهُ فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ فَقَالَ هُوَ لِوَجْهِ اللّٰهِ فَأَعْتَقْتُهُ،

بَابُ قِصَّةِ وَفْدِ طَيِّئٍ وَحَدِيثِ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

٤٠٩٢ — حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

بدائت کو عصیاں کے مقابلے میں اور اتیان کو ابلاء اور انکار کے مقابلہ میں ذکر کیا - اگر لفظ "ھلکت" ہو تو مقابلہ کی صورت واضح نہیں ہوتی - واللہ ورسولہ اعلم!

۴۰۹۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے راستہ میں کہا :

يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ	اے رات ! بایں ہمہ درازی اور مشقت جو تو رکھتی ہے۔ میں تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے دارِ کفر سے نجات دی ہے۔

(راستہ میں میرا غلام بھاگ گیا۔ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی بیعت کر لی میں آپ کے پاس ہی تھا کہ اچانک میرا غلام آگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا ھریرہ یہ تمہارا غلام ہے - میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ اللہ کی رضاء کے لئے اس کو میں نے آزاد کر دیا - (حدیث ۲۳۶۳ کی شرح دیکھیں - تفہیم حصہ چہارم)

باب — قصۂ وفد طیّئ اور عدی بن حاتم کی حدیث

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور مقبول صحابۂ کرام میں سے ہیں، اُن کا والد

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَتَيْنَا عُمَرَ فِيْ وَفْدٍ فَجَعَلَ يَدْعُوْ رَجُلًا رَجُلًا وَّيُسَمِّيْهِمْ فَقُلْتُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ بَلٰى اَسْلَمْتَ اِذْ كَفَرُوْا وَاَقْبَلْتَ اِذْ اَدْبَرُوْا وَوَفَيْتَ اِذْ غَدَرُوْا وَعَرَفْتَ اِذْ اَنْكَرُوْا فَقَالَ عَدِيٌّ فَلَا اُبَالِيْ اِذًا

حاتم طائی ہے جو کرم و سخا میں شہرۂ آفاق تھا۔ عدی رضی اللہ عنہ کو شکار سے بہت محبت تھی وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شکار کر کے لاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تناول فرمایا کرتے تھے۔ ابو عمر و نے کہا عدی بن حاتم نو ہجری کے ماہِ شعبان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ واقدی نے دس ہجری کا شعبان ذکر کیا ہے۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جب ان کی قوم نے زکوٰۃ کا انکار کر دیا تھا وہ لوگوں کے صدقات لے کر آئے تھے۔ انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اور جنگ جمل میں حضرت علی رضی عنہ کے ساتھی تھے اس روز ان کی ایک آنکھ نکل گئی تھی پھر صفین اور نہروان کی جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور ۶۷ ہجری کو ایک سو بیس سال کی عمر میں مختار ثقفی کے دور میں کوفہ میں فوت ہوئے "طیئ" کو ہمزہ کے بغیر بھی پڑھا جاتا ہے۔ فارسی اسے ہمزہ کے بغیر استعمال کرتے ہیں اور یاء کو ساکن پڑھتے ہیں۔

۴۰۹۲ — ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا ہم وفد کی صورت میں عمر فاروق کے پاس آئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک ایک آدمی کا نام لے کر بلاتے تھے۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں ؟ عمر فاروق نے کہا کیوں نہیں (خوب پہچانتا ہوں) جب لوگوں نے کفر کیا تھا تم نے اسلام قبول کیا تھا جب لوگ اسلام سے پھر گئے تھے تو تم نے اسلام قبول کیا تھا جب انہوں نے عہد شکنی کی تم سے وفاء کی تھی جب لوگوں نے اسلام کی حقانیت کا انکار کیا تم نے اسے پہچانا تھا۔ عدی نے کہا اب جو بھی کوئی شئ درپیش آئے مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں۔

۴۰۹۲ — شرح : یعنی عدی بن حاتم قبیلہ طیی کے وفد میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو عمر فاروقؓ نے ہر ایک کا نام لے کر اپنے پاس بلایا اور عدی کو مؤخر کر دیا ایک روائت میں ہے کہ عدی نے کہا میں اپنی قوم کے لوگوں میں آیا تو عمر فاروق مجھ سے اعراض کرنے لگے میں نے ان کے سامنے ہو کر کہا اے امیر المؤمنین کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں ؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں میں تمہیں خوب پہچانتا ہوں تم نے جب ان لوگوں نے کفر کیا تم نے اسلام قبول کیا جب یہ پھر گئے تو تم اسلام پر ثابت رہے تم نے عہد پورا کیا جب انہوں نے عہد شکنی کی جب انہوں نے حق کا انکار کیا تم نے اسے پہچانا عدی نے کہا اے امیر المؤمنین اگر آپ میری قدر جانتے ہیں تو اگر آپ نے لوگوں کو مجھ سے مقدم رکھا ہے تو مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ (قسطلانی)

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجُزْءُ الثَّامِنُ عَشَرَ

بَابُ حِجَّةِ الْوَدَاعِ

عدی بن حاتم کا اسلام قبول کرنا

امام احمد نے روایت کی کہ عدی بن حاتم کے مسلمان ہونے کا سبب یہ ہے کہ عدی نے کہا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو مجھے یہ اچھا معلوم نہ ہوا چنانچہ میں رُوم کی طرف چلا گیا لیکن وہاں بھی سکونت کرنے کو پسند نہ کیا اور میں نے سوچا کہ میں اُن کے پاس جاتا ہوں اگر وہ جھوٹے ہوئے تو مجھے ڈر نہیں چنانچہ میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے عدی مسلمان ہو جا سلامتی پائے گا۔ عدی نے کہا حالانکہ وہ نصرانی تھے میرا بھی تو دین ہے۔ پھر آپ کے مسلمان ہونا ذکر کیا ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں نے عدی کی ہمشیرہ کو گرفتار کیا اور آپ نے اس پر احسان کیا اور اسے آزاد کر دیا جبکہ اُس نے کہا میرا والد ہلاک ہو گیا اور وافد غائب ہو گیا ہے آپ مجھ پر احسان فرمائیں اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا وافد کون ہے؟ اس نے کہا عدی بن حاتم ہے آپ نے فرمایا جو اللہ اور اس کے رسُول سے بھاگ نکلا ہے جب وہ عدی کے پاس گئی تو اسے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی طرف اشارہ کیا جسے اس نے قبول کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہُوا ترمذی شریف میں ہے جب عدی آئے تو صحابہ کرام نے کہا یہ عدی بن حاتم ہے حالانکہ اس سے پہلے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: یقیناً اللہ تعالیٰ عدی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں کرے گا۔ (فتح وقسطلانی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اٹھارھواں پارہ ○ باب حجۃ الوداع

marfat.com
Marfat.com

۴۰۹۳ — حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا فَقَدِمْتُ مَعَهُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ اِلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِي رَاْسَكِ وَامْتَشِطِي وَاَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ اَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کو حجۃ الوداع اس لئے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حج میں لوگوں کو الوداع فرمایا تھا پھر اس کے بعد آپ نے حج نہیں کیا نیز اس کو حجۃ الاسلام بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے صرف یہی حج کیا تھا، لیکن ہجرت سے پہلے آپ نے کئی حج کئے ہیں کچھ اظہارِ نبوت سے پہلے اور کچھ اس کے بعد کہا گیا ہے کہ اس سال حج فرض ہُوا تھا۔ اس کو حجۃ التمام اور حجۃ الکمال بھی کہتے ہیں لیکن مشہور حجۃ الوداع ہے (عینی)

۴۰۹۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم حجۃ الوداع میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو ہم نے عمرہ کا احرام باندھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس قربانی ہے وہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھے پھر احرام نہ کھولے حتی کہ حج اور عمرہ دونوں کرلے میں آپ کے ساتھ مکہ مکرمہ اس حال میں آئی کہ میں حائض تھی اور میں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا اور نہ صفا مروہ کے درمیان سعی کی پس میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت عرض کی تو آپ نے فرمایا سر کے بال کھول دیں اور کنگھی کرلیں اور حج کا احرام باندھیں اور عمرہ ترک کردیں میں نے حسبِ ارشاد کیا جب ہم نے حج کرلیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عبدالرحمٰن ابن ابی بکر کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا (جو احرام کا موقف ہے) اور فرمایا تنعیم تمہارے احرام باندھنے کی جگہ ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا انہوں نے بیت اللہ کا طواف ت

marfat.com
Marfat.com

أَبِي بَكْرِ بْنِ الصِّدِّيقِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذَا مَكَانُ عُمْرَتِكِ
قَالَتْ فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا
ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ
فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا

۴۰۹۴ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ
حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ
فَقَدْ حَلَّ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ قَالَ هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى
ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ وَمِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ
أَنْ يَحِلُّوا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قُلْتُ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمَعْرِفِ قَالَ كَانَ
ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَاهُ قَبْلُ وَبَعْدُ

کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر انہوں نے عمرہ کا احرام کھول دیا پھر حج کے افعال کر کے منیٰ سے واپس آنے کے بعد ایک اور طواف کیا اور جنہوں نے حج و عمرہ جمع کیا تھا۔ انہوں نے ایک ہی طواف کیا،،
(حدیث ۱۵۳۷ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

۴۰۹۴ — ترجمہ : ابن جریج نے کہا ہم سے عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی کہ جب بیت اللہ کا طواف کر لے تو احرام کھول دے۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا ابن عباس نے یہ کہاں سے اخذ کیا ہے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول سے اخذ کیا ہے ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ،، کہ فرمایا پھر اُن کا حلال ہونا بیت العتیق کے پاس ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی اخذ کیا جو آپ نے حضرات صحابہ کرام کو حجۃ الوداع میں حلال ہو جانے کا حکم فرمایا تھا۔ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان وقوفِ عرفات کے بعد تھا۔ عطاء نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اعتقاد ہے کہ وقوفِ عرفات سے پہلے اور اس کے بعد احرام کھول سکتا ہے۔ میں یہ ابن عباس کا مذہب ہے،،

marfat.com
Marfat.com

٤٠٩٥ — حَدَّثَنِيْ بَيَانٌ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقًا عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبُطَحَآءِ فَقَالَ اَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَيْفَ اَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَاءِ وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ بِالصَّفَاءِ وَالْمَرْوَةِ وَاَتَيْتُ اِمْرَاَةً مِنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَاْسِيْ

٤٠٩٦ — حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يَحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ

٤٠٩٥ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحائے مکہ میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کیا تم نے حج کا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کیسے احرام باندھا؟ میں نے عرض کیا لبیک میں وہی احرام باندھتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرو پھر احرام کھول دو چنانچہ میں بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا پھر میں بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے سر کی جوئیں نکالیں اور کنگھی کی،،

٤٠٩٥ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے جب ابوموسیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اس وقت آپ بطحاء مکہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ابوموسیٰ سے استفسار کیا کہ تم نے حج کا احرام باندھا ہے؟ یہ حج اکبر اور حج اصغر یعنی عمرہ دونوں کو شامل ہے (حدیث ع ۱۴۶۵ کی شرح میں اسکی تفصیل دیکھیں)

٤٠٩٦ — ترجمہ : موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے خبر دی

marfat.com
Marfat.com

فَمَا يَمْنَعُكَ فَقَالَ لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَسْتُ أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ هَدْيِي ٤٠٩٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنِي شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ ٤٠٩٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ حَتَّى أَنَاخَ

کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے بیان کیا کہ رسول عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو حجۃ الوداع کے سال فرمایا کہ وہ احرام کھول دیں۔ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ کو احرام اُتارنے سے کیا مانع ہے؟ فرمایا میں نے سر کے بالوں کو جما لیا ہے اور قربانی کے گلے میں قلادہ ڈال دیا ہے میں احرام نہیں اُتاروں گا حتیٰ کہ قربانی ذبح کروں۔ (حدیث ۱۷۲۲ کی شرح دیکھیں)

۴۰۹۷ ـ ترجمہ: سلیمان بن یسار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع میں فتویٰ طلب کیا جبکہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کے بندوں پر فریضۂ حج نے میرے باپ کو پایا جبکہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے اور سواری پر ٹھہر نہیں سکتا کیا اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو اس کا حج ادا ہو جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! (حدیث ۱۷۲۵ کی شرح دیکھیں)

۴۰۹۸ ـ ترجمہ: نافع نے ابن عمر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا فتح مکہ کے سال پیغمبرِ خدا

marfat.com
Marfat.com

عِنْدَ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ لِعُثْمٰنَ ائْتِنَا بِالْمِفْتَحِ فَجَآءَهٗ بِالْمِفْتَحِ فَفُتِحَ لَهُ الْبَابُ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَّعُثْمٰنُ ثُمَّ غَلَقُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكُثَ نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَابْتَدَرَ النَّاسُ الدُّخُوْلَ فَسَبَقْتُهُمْ فَوَجَدْتُ بِلَالًا قَائِمًا مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ فَقُلْتُ لَهٗ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلّٰى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ وَكَانَ الْبَيْتُ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ سَطْرَيْنِ صَلّٰى بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهٖ وَاسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يَسْتَقْبِلُكَ حِيْنَ تَلِجُ الْبَيْتَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ قَالَ وَنَسِيْتُ اَنْ اَسْاَلَهٗ كَمْ صَلّٰى وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَآءُ

صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حالانکہ آپ نے اُسامہ کو اونٹنی جس کا نام قصواء تھا پر اپنے پیچھے سوار کیا ہُوا تھا اور آپ کے ساتھ بلال اور عثمان بن طلحہ تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے اونٹنی کو بیت اللہ کے قریب بٹھا دیا پھر عثمان بن طلحہ سے فرمایا کنجی لاؤ وہ کنجی لے کر آئے تو آپ کے لئے بیت اللہ کا دروازہ کھولا تو آپ اور اُسامہ اور بلال و عثمان اس میں داخل ہوئے۔ پھر اُن پر دروازہ بند کر دیا گیا آپ نے کعبہ میں بہت دیر کی پھر باہر تشریف لائے تو لوگ کعبہ میں داخل ہونے کے لئے دوڑے میں اُن سے پہلے گیا تو بلال کو دروازہ کے پیچھے کھڑا پایا میں نے اُن سے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟ بلال نے کہا اِن دو پہلے ستونوں کے درمیان نماز پڑھی بیت اللہ کے چھ ستون دو قطاریں تھیں۔ آپ نے پہلی قطار کے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی اور بیت اللہ کا دروازہ اپنی پشت مبارک کے پیچھے کیا اور چہرہ سامنے والی دیوار کی طرف کیا کہ جس وقت تو بیت اللہ میں داخل ہو تو تیرے سامنے ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا میں بلال سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھیں اور جس جگہ آپ نے نماز پڑھی وہاں سرخ پتھر ہے؟

۴۰۹۸ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت مشکل ہے؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہجری میں حجۃ الوداع کیا تھا۔ جبکہ مکہ آٹھ ہجری میں فتح ہُوا تھا لہٰذا اس حدیث کو باب حجۃ الوداع میں داخل کرنا مشکل ہے۔ قَصْوَاء کی تانیث ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام ہے۔ یہ وہی اونٹنی ہے جسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

٤٠٩٩ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَاَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَهُمَا اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَابِسَتُنَا هِيَ فَقُلْتُ اِنَّهَا قَدْ اَفَاضَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَنْفِرْ

کے لئے خریدا تھا اُنھوں نے اسے اور ایک دُوسری اونٹنی بنی قُشیر سے آٹھ سو درہم سے خریدا تھا۔ اس پہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تھی۔ اس وقت یہ اونٹنی جان ہو رہی تھی اور وحی کے نزول کے وقت اور کوئی اونٹنی آپ کو نہ اُٹھا سکتی تھی۔ عیون الاثر میں ہے جس اونٹنی پر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تھی اس کا نام قصواء ہے اس کو جدعاء اور عضباء بھی کہا جاتا ہے کہا گیا ہے عضبا قصواء نہیں۔ عضباء وہ اونٹنی ہے جس سے ایک اعرابی کا اونٹ سبقت لے گیا تھا اور یہ صحابہ پر شاق گزرا تھا۔ ابن کثیر نے کہا قصواء وہ اونٹنی ہے جس کا کان ایک طرف سے کاٹا گیا تھا،،

عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ قرشی عبدری ہیں ان کا والد جنگ اُحد میں کافر قتل ہو گیا تھا۔ عثمان نے حضرت خالد بن ولید کے ساتھ صلح حدیبیہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی وہ عمرو بن عاص سے ملے جبکہ وہ نجاشی کی طرف سے ہجرت کے ارادہ سے آ رہے تھے۔ پھر تینوں مدینہ منورہ آئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے عثمان فتح مکہ میں موجود تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور شیبہ بن عثمان کو کعبہ کی کنجی دی تھی پھر عثمان مدینہ منورہ میں آ گئے اور وہیں اقامت اختیار کر لی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک مدینہ منورہ میں رہے پھر مکہ چلے گئے اور وہاں سکونت کر لی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ۴۲ ہجری کو مکہ میں فوت ہو گئے۔ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ کے باب الصلوٰۃ بین السواری میں مذکور ہونے کے علاوہ حج، جہاد اور مغازی میں بھی مذکور ہے۔ (صحیفہ ۲۷۵ اور ۱۸۰۳ کی سطریں دیکھیں)

۴۰۹۹ ــــ ترجمہ : عروہ بن زُبیر اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

۴۱۰۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا وَلَا نَدْرِي مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَاَطْنَبَ فِي ذِكْرِهٖ وَقَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا اَنْذَرَ اُمَّتَهٗ اَنْذَرَهٗ نُوْحٌ وَّالنَّبِيُّوْنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاِنَّهٗ يَخْرُجُ فِيْكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَاْنِهٖ فَلَيْسَ يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاَنَّهٗ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلٰثًا وَيْلَكُمْ اَوْ وَيْحَكُمْ اُنْظُرُوْا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

ان کو بتایا کہ صفیہ بنت حُیَیّ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں حیض آگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ ہمیں روک لے گی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انھوں نے طوافِ زیارت کر لیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (وہ مدینہ منورہ کی طرف) چلے۔" (حدیث ۴۱۰۰ کی شرح دیکھیں)

۴۱۰۰ — ترجمہ: عمر بن محمد نے بیان کیا کہ اُن کے والد نے ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ عبداللہ نے کہا ہم حجۃ الوداع کا ذکر کر رہے تھے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں تشریف فرما تھے۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ حجۃ الوداع کیا ہے۔ (حجۃ الوداع کس معنی میں ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر مسیح دجال کو ذکر کیا اور اس کو تفصیل سے بیان کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہ بھیجا مگر اُس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بعد دوسرے نبیوں نے دجال سے ڈرایا اور فرمایا وہ تم میں نکلے گا (اور خدائی کا دعویٰ کرے گا) اگر تم پر اس کا حال مخفی ہے تو یہ بات تم پر مخفی نہیں کہ تمہارا خدا ایسا نہیں جو تم پر مخفی ہو (یعنی یہ بات مخفی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی صفتِ نقص سے موصوف نہیں) یہ تین بار فرمایا وہ یہ کہ یقیناً تمہارا رب کانا نہیں اور دجال کی داہنی آنکھ کانی ہے گویا کہ اس کی آنکھ انگور کا

marfat.com
Marfat.com

کا دانہ باہر نکلا ہوا ہے۔ سنو! اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون اور مال و دولت حرام کئے ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر اور تمہارے اس ماہ میں ہے (خونریزی اور مال کی لوٹ گھسوٹ دائمی حرام ہے) سنو! کیا میں نے تمہیں احکام الٰہی پہنچا دیئے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا یہ تین بار فرمایا مجھے تم پر افسوس اور تعجب ہے دیکھو میرے بعد تمہارا حال کافروں جیسا نہ ہو کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو!

۴۱۰۰ — شرح : یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باہم گفتگو کی کہ حجۃ الوداع سے کیا مراد ہے آیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے وداع ہو رہے ہیں یا کوئی اور وداع ہو رہا ہے۔ جب سرکار انتقال فرما گئے تو معلوم ہوا کہ آپ نے لوگوں کو وصیت کر کے انہیں وداع فرمایا تھا اور انہیں وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد ایسے افعال نہ کرنا جو کافروں کے افعال سے مشابہت رکھتے ہوں یعنی ایک دوسرے سے جنگ نہ کرنا معلوم ہوا کہ مستقبل قریب و بعید میں رونما ہونے والے واقعات آپ کے پیش نظر تھے جو بعد میں ظاہر ہوئے خونریزی ہوئی اور لوگوں کے اموال کا ضیاع ہوا کیا ہوا کیا نہ ہوا اللہ بہت جانتا ہے اور لوگوں کو جمع کر کے ایک طویل کلام کے ساتھ خطاب کیا جس میں اللہ تعالیٰ کی نزاہت اور دجال کی قباحت کا ذکر بھی تھا اور دجال سے ڈرانے میں حضرت نوح علیہ السلام کے نام کی تصریح فرمائی حالانکہ وہ دوسرے نبیوں میں داخل ہیں جنہوں نے اپنی اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت نوح اور اُن کے بعد والی مخلوق نئی مخلوق ہے کیونکہ اُن سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے تھے اور صرف نوح اور ان کے تین بیٹے یافث، سام اور حام باقی رہ گئے تھے۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام بشر کے دوسرے باپ ہیں جیسے آدم علیہ السلام پہلے ابوالبشر ہیں۔ قولہ فما خفی علیکم الخ یہ جملہ شرطیہ ہے یعنی اگر تم پر دجال کی بعض صفات مخفی ہیں تو تم پر یہ مخفی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔ قولہ لا یخفی علیکم ابلیس الخ یہ کلام پہلے سے بدل ہے یا جملہ مستانفہ ہے۔ دجال کی داہنی آنکھ کانی ہے۔ اس صفت میں وہ اللہ تعالیٰ سے جاگانہ حیثیت میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔ دجال کی آنکھ کے متعلق احادیث میں مختلف الفاظ ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ اس کی آنکھ موٹی ابھری ہوئی ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ اس کی داہنی آنکھ کانی ہے۔ حذیفہ کی حدیث میں ہے کہ اس کی آنکھ ممسوح ہے اس پر سخت چھلکا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اس کی بائیں آنکھ کانی ہے۔ لیکن ان تمام اوصاف متنافرہ قبیحہ کا مآل واحد ہے وہ جبکہ وہ بالفرض ہے اس کی آنکھ تو نکل چکی ہے اور دوسری عیب دار ہے تو یہ کہنا درست ہے کہ اس کی ہر صفت عیب دار ہے۔ قولہ کحرمۃ یومکم ہذا، جاہلیت میں لوگ حرم کے مہینوں کے سوا خونریزی کو مباح سمجھتے تھے اور لوگوں کے اموال کی لوٹ کھسوٹ کو مستحسن خیال کرتے تھے اور حرم کے مہینوں میں اُن امور کو حرام جانتے ہوئے یہ ہمیشہ تمہارے لئے حرام ہیں۔ قولہ ویلکم او ویحکم راوی نے شک کیا ہے۔ ویل کا معنیٰ حزن اور ہلاک ہے۔ افسوس اور تعجب میں بھی استعمال ہوتا ہے یہاں یہی مراد ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو وصیت فرمائی کہ میرے وصال کے بعد ثابت قدم رہو اور ایمان و تقویٰ کو پیش نظر رکھو کسی پر ظلم نہ کرنا اور نہ

marfat.com
Marfat.com

٤١٠١ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ ابْنُ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ حَجَّ بَعْدَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ وَبِمَكَّةَ أُخْرٰى

٤١٠٢ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِجَرِيرٍ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

آپس میں جنگ وجدال کرنا اور نہ ہی لوگوں کے اموال میں لوٹ کھسوٹ برپا کرنا "

(حدیث ع ۱۶۳۰ تا ۱۶۳۳ کی شرح دیکھیں)

۴۱۰۱ ترجمہ : زید بن ارقم نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس غزوے لڑے اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج کیا اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا اور یہ حجۃ الوداع ہے۔ ابو اسحاق نے کہا ایک حج مکہ میں کیا تھا

۴۱۰۱ شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد صرف ایک ہی حج کیا ہے اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ ابو اسحاق نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے ایک اور حج کیا تھا؛ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث میں مذکور ہے کہ آپ نے ہجرت سے پہلے متعدد حج کئے ہیں۔ شیخ نور الحق دہلوی نے لہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں رہے ہر سال حج کیا کرتے تھے (تیسیر القاری)

۴۱۰۲ ترجمہ : ابوزرعہ بن عمرو بن جریر نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جریر سے فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کرو اور فرمایا میرے بعد کفار کی طرح نہ کرنا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑاتے پھرو "

۴۱۰۲ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

٤١٠٣ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ
حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ
وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ
هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ
أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ
حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ بَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ
هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ
أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ
قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي

کی وفات سے بہت پہلے مسلمان ہوئے تھے کیونکہ آپ کے وصال سے اسّی ایام سے زیادہ پہلے حجۃ الوداع ہوا تھا اور یہ کہنا کہ جریر ستید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چالیس روز پہلے مسلمان ہوئے تھے محض وہم ہے کیونکہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کیا تھا۔

ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا

٤١٠٣ــ زمانہ اس دن کی ہیئت پر گردش کر رہا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا۔ سال کے بارہ ماہ ہیں ان میں سے چار ماہِ حرام ہیں ان چار میں سے تین تو متصل ہیں وہ ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم ہیں اور ایک رجب ہے جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہے آپ نے فرمایا یہ ماہ کونسا ہے جب ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں آپ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ فرمایا کیا مکہ مکرمہ نہیں ہے ؟ ہم نے کہا جی ہاں یہ مکہ مکرمہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کون سا دن ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں آپ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے

marfat.com
Marfat.com

فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ فَیَسْئَلُکُمْ عَنْ اَعْمَالِکُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ ضُلَّالًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ یُبَلَّغُهٗ اَنْ یَّکُوْنَ اَوْعٰی لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ فَکَانَ مُحَمَّدٌ اِذَا ذَکَرَهٗ یَقُوْلُ صَدَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَیْنِ

۴۱۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ الثَّوْرِیُّ عَنْ قَیْسِ ابْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اُنَاسًا مِنَ الْیَهُوْدِ قَالُوْا لَوْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فِیْنَا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِکَ الْیَوْمَ عِیْدًا فَقَالَ عُمَرُ اَیُّ اٰیَةٍ فَقَالُوْا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَیَّ مَکَانٍ اُنْزِلَتْ اُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ

بغیر کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے آپ نے فرمایا کیا یہ یوم نحر نہیں؟ ہم نے کہا جی ہاں یہ قربانی کا دن ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال محمد بن سیرین نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا اور تمہاری آبروئیں اور عزتیں تم پر حرام ہیں جیسے تمہارا یہ دن تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینے میں حرام ہے (یہ امور دائمی حرام ہیں) تم عنقریب اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہو وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پوچھے گا خبردار! تم میرے بعد کسی حال میں دینِ اسلام سے نہ پھر نا گمراہ نہ ہو جانا اس حال میں کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو خبردار! جو یہاں حاضر ہے وہ غائب کو یہ پیغام پہنچا دے شائد جس کو پیغام پہنچے وہ بعض سننے والوں سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہو جب محمد بن سیرین اس کو ذکر کرتے تو کہا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار فرمایا میں نے احکام الٰہی لوگوں تک پہنچا دیئے ہیں" (حدیث ع ۶۵، ع ۱۰۵ کی شرح دیکھیں)

۴۱۰۴ — ترجمہ: قیس بن مسلم نے طارق بن شہاب سے روائت کی کہ چند یہودیوں نے کہا اگر یہ آئت کریمہ ہم پہ نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کونسی آئت کریمہ ہے۔ اُنہوں نے کہا:
"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا"

marfat.com
Marfat.com

٤١٠٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَاَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى يَوْمِ النَّحْرِ

ترجمہ : آج کے دن ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے دین اسلام سے راضی ہوا"

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں یہ آیت کس مقام میں نازل ہوئی جب یہ نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں تشریف فرما تھے۔

٤١٠٤ — شرح : جس شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال پوچھا تھا وہ کعب الاحبار تھا، لیکن اس کے مسلمان ہونے میں اشکال ہے

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ کعب الاحبار نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر یمن میں اسلام قبول کیا تھا۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ سوال کرنے والے یہودیوں میں کعب الاحبار بھی شامل ہو اور سوال صرف کعب الاحبار نے کیا ہو علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں نظر ہے کیونکہ کعب الاحبار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ ذہبی نے یہی ذکر کیا ہے (حدیث ٤٣ کی شرح میں اس حدیث کی مفصل تقریر ہے)

٤١٠٥ — ترجمہ : عروہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ہم میں سے بعض لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا اور بعض نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا بہرحال جس نے حج کا احرام باندھا یا حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا تھا ان لوگوں نے احرام نہ کھولا حتیٰ کہ قربانی کا دن آ گیا۔

(حدیث ١٤٦٨ ، ١٤٦٩ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۱۰۶ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَقَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۴۱۰۷ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ مِثْلَهٗ

۴۱۰۸ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَةٌ لِيْ وَاحِدَةٌ فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ فَاَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَذَرَهُمْ

۴۱۰۶ــ ترجمہ : عبداللہ بن یوسف نے کہا ہمیں امام مالک بن انس نے خبر دی اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے اُنھوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذکور روائت کی ہے۔ اور کہا کہ حجۃ الوداع میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

۴۱۰۶ــ۴۱۰۷ــ شرح : یعنی امام مالک نے اس طریق میں لفظ "فی حجۃ الوداع" کا اضافہ کیا ہے۔ اور اس سے پہلی روائت میں جو ابن عبدالرحمٰن نے عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ سے روائت کی ہے، اس کلمہ کو ذکر نہیں کیا"

۴۱۰۷ــ ترجمہ : اسماعیل نے کہا ہم سے امام مالک نے اس حدیث کی طرح حدیث بیان کی"

۴۱۰۷ــ شرح : یہ مذکور حدیث کا دوسرا طریق ہے جو اسماعیل بن ابی اویس سے مذکور ہے۔ ابو اُویس کا نام عبداللہ ہے وہ امام مالک کے بھانجہ ہیں اپنے خالو امام مالک سے مذکور حدیث جیسی روائت کی ہے۔

۴۱۰۸ــ ترجمہ : عامر بن سعد نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے روائت کی کہ انہوں

marfat.com
Marfat.com

عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا
اُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُخَلَّفُ
بَعْدَ اَصْحَابِيْ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا
ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَ
يَضُرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى
اَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَثٰى لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ

نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں میری بیمار پرسی اس بیماری میں کی جس سے میں موت کے قریب ہو گیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیماری اس حال تک پہنچ چکی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں اور میں مال دار ہوں میری صرف ایک بیٹی ہی وارث ہے کیا اپنے مال سے دو تہائی صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہ۔ میں نے عرض کیا کیا نصف مال خیرات کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ۔ میں نے عرض کیا ایک تہائی صدقہ کر دوں؟ فرمایا ایک تہائی صدقہ کر دو، تہائی بھی زیادہ ہے۔ بے شک تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے اس سے بہتر ہے کہ ان کو بھوکے بے نوا چھوڑو ،، اس حال میں کہ وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔ تو جو بھی مال خرچ کرے گا جس سے اللہ کی رضا طلب کرے اس پر تجھے ثواب دیا جائے گا حتی کہ لقمہ جو اپنی بیوی کے منہ میں کرے (اس پر ثواب دیا جائے گا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اپنے ساتھیوں کے بعد جو آپ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہو رہے۔ مجھے چھوڑ دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا تجھے ہرگز مکہ میں نہیں چھوڑا جائے گا مگر تو جو کوئی اچھا کام کرے گا جس سے اللہ کی رضا کا طالب ہو گا اس کے باعث تیرا درجہ اور مرتبہ بلند ہو گا پھر تو شاید چھوڑا جائے گا حتی کہ تیرے سبب ایک قوم نفع اٹھائے گی اور دوسرے لوگ ضرر پائیں گے۔ اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت پوری کر اور ان کو ایڑیوں کے بل نہ لوٹا مگر شدید محتاج تنگ حال سعد بن خولہ کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افسوس کیا کرتے تھے کہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے (حدیث ۱۲۲۱ و ۲۵۵۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۱۰۹ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ رَأْسَهٗ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۴۱۱۰ــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَخْبَرَهٗ اَبْنُ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَاُنَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ

۴۱۰۹ــ ترجمہ : موسیٰ بن عُقبہ نے نافع سے روایت کی کہ اُن سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں سر مبارک کے بال شریف منڈوائے۔

۴۱۱۰ــ ترجمہ : موسیٰ بن عقبہ نے نافع کے ذریعہ عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سر مبارک منڈوایا اور آپ کے صحابہ کرام نے بھی سر کے بال منڈوائے اور بعض صحابہ نے بال چھوٹے کئے۔

۴۱۰۹ــ۴۱۱۰ــ شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ارکانِ حج سے فارغ ہونے کے بعد سر مبارک کے بال شریف منڈوائے معمر بن عبداللہ نے آپ کے بال شریف منڈوائے امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال منڈوانے والے کو بلایا وہ آپ کے سر مبارک پاس کھڑا تھا اور استرہ اس کے ہاتھ میں تھا آپ نے اس کے چہرہ کی طرف دیکھ کر فرمایا اے معمر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے اپنے سر پر کانوں کی لو تک قادر کیا ہے حالانکہ تیرے ہاتھ میں استرہ ہے یعنی صرف تمہارے اخلاص پر اعتماد کرکے ایسا کیا ہے معمر نے کہا خدا کی قسم یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے اس کی نعمت اور اس کا مجھ پر احسان ہے۔ صحیحین کی روایت میں ہے کہ معمر نے سر مبارک کی دائیں جانب کے بال شریف اُتارے اور وہ قرب وجوار کے لوگوں میں تقسیم کر دیئے پھر اُس نے سر مبارک کی بائیں جانب کے بال مبارک اُتارے تو آپ نے فرمایا ابو طلحہ کہاں ہے؟ اور وہ بال شریف انہیں عطاء فرمائے۔ نیز امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کی کہ معمر نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے ناخن بھی اُتارے اور وہ لوگوں میں تقسیم کئے (تیسیر القاری)

marfat.com
Marfat.com

۴۱۱۱ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ
اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ اَقْبَلَ يَسِيْرُ عَلٰى حِمَارٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ بِمِنًى مِنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَمَرَّ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ
بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ

۴۱۱۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي
اَبِي قَالَ سُئِلَ اُسَامَةُ وَاَنَا شَاهِدٌ كَيْفَ كَانَ سَيْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهٖ
وَقَالَ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ

۴۱۱۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ
يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ اَنَّ
اَبَا اَيُّوْبَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ
الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا

۴۱۱۱ — ترجمہ : عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ابن عباس نے انہیں خبر دی کہ وہ گدھی پر سوار آئے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں کھڑے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ گدھی بعض صفوں کے آگے سے گزری پھر گدھی سے اتر کر لوگوں کے ساتھ صف میں شامل ہو گئے۔" (حدیث ۷۶۲ کی شرح دیکھیں)

۴۱۱۲ — ترجمہ : یحییٰ نے ہشام سے روایت کی انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ اُسامہ بن زید سے پوچھا گیا جبکہ میں وہاں موجود تھا کہ حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی رفتار کیسی تھی انھوں نے کہا رفتار درمیانی تھی جب آپ کشادہ جگہ پاتے تو سواری کو تیز چلاتے تھے۔" (حدیث ۱۵۶۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ

۴۱۱۳ — ترجمہ : عبداللہ بن یزید خطمی سے روایت ہے کہ ابوایوب نے انہیں بتایا کہ انہوں نے حجۃ الوداع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب وعشاء کی نمازیں اس حال میں پڑھیں کہ ان دونوں کو جمع کیا تھا۔
(حدیث ع ۱۵۶۸ ، ع ۱۵۶۹ کی شرح دیکھیں)

باب ۔ غزوہ تبوک یہ غزوہ عُسرہ ہے"

تبوک کا نام اس چشمہ کی وجہ سے ہے جس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ اس سے گھونٹ پانی نہ پیئیں، دو شخص اس کے پاس پہلے چلے گئے جبکہ اس میں تھوڑا سا پانی تھا اُنھوں نے اس میں اپنے تیر ڈالے تاکہ اس کا پانی زیادہ ہو جائے ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت کلمات فرمائے اور اُن سے فرمایا تم شروع دن سے اس کو کریدتے رہے" اس لئے اس کا نام تبوک رکھا گیا لیکن مسلم کی روایت اس کی تردید کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کل ان شاء اللہ تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے اور ضحوہ کے وقت پہنچو گے جو کوئی وہاں جائے اس کا پانی نہ پیئے حتی کہ میں وہاں پہنچ جاؤں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس چشمہ کا یہ نام پہلے ہی سے ہے۔ واقدی نے کہا چار شخص وہاں پہلے چلے گئے تھے اور وہ مُعتب بن قشیر، حارث بن یزید طائی، ودیعہ بن ثابت اور یزید بن نصیت ہیں یہ چاروں شخص منافق تھے (عینی) تبوک شام میں ایک موضع ہے مدینہ منورہ سے چودہ مرحلے دُور ہے۔ وہاں سے دمشق گیارہ مرحلے ہے یہ غزوہ حجۃ الوداع سے پہلے نو ہجری کو رجب کے مہینہ میں واقع ہُوا۔ یہ آخری غزوہ ہے جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف فرما تھے (تیسیر القاری)

ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا غزوۂ تبوک کا سبب یہ تھا کہ مسلمانوں کو ان لوگوں سے جو شام سے زیتون کا تیل مدینہ منورہ لاتے تھے کے ذریعہ سے خبر پہنچی کہ رومیوں نے بہت لشکر جمع کئے ہیں اور ان کے ساتھ لخم، جُذام اور دیگر قبائل بھی مل گئے ہیں جو عرب کے نصاریٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان کے مقابلہ کے لئے بُلایا اور اُن پر واضح کر دیا کہ تبوک کی طرف جانا ہے اس لئے پوری تیاری کریں طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شام جانے کے لئے ایک مسلح قافلہ تیار کیا اور عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ دو سو اونٹ اپنے پُورے سامان کے

marfat.com
Marfat.com

ساتھ اور آٹھ ہزار درہم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے اس کو کوئی شئی ضرر نہ پہنچائے گی (قسطلانی) علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن سعد سے ذکر کیا کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو عبداللہ بن اُبی اور اس کے دیگر منافق ساتھی باہر نہ نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک پہنچ گئے۔ اُن کے پاس دس ہزار گھوڑے تھے۔ آپ تبوک میں بیس روز ٹھہرے اور نماز قصر پڑھتے رہے (کیونکہ یہ اقامتِ قرار نہ تھی) وہاں ابو ذر اور ابو خثیمہ پہنچ گئے پھر آپ وہاں سے واپس ہوئے اور کوئی جنگ کرنے نہ آیا اور نو ہجری کے رمضان میں واپس ہوئے۔

ابن اثیر نے کتاب الصحابہ میں ابو زرعہ رازی سے روائت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تبوک میں چالیس ہزار مجاہد جمع ہوگئے تھے۔ حاکم نے ابو زُرعہ سے ستر ہزار تعداد ذکر کی ہے لیکن تعداد میں اتنا اختلاف مضر نہیں کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کبھی متبوع کو شمار کیا اور کبھی تابع شمار کر لئے۔

علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے کہا: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک کی طرف جانے کا سبب پھر وہاں سے لوٹنے کے سبب میں دو صحیح روائتیں ہیں پھر شہر بن حوشب کی حدیث ذکر کی جو انہوں نے عبدالرحمٰن بن غنم سے روائت کی ہے کہ یہودی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ سچے نبی ہیں تو شام میں چلے جائیں کیونکہ شام کی زمین محشر کی زمین ہے۔ وہاں انبیاء کرام کا جم غفیر رہا ہے۔ آپ نے ان کے کلام کی تصدیق فرمائی اور غزوۂ تبوک کا ارادہ کیا آپ کا مقصد صرف شام جانا تھا جب تبوک میں پہنچے تو آپ پر سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیات نازل ہوئیں: وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا "تک" اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ منورہ واپس تشریف لے جانے کا حکم فرمایا اور فرمایا وہاں ہی آپ نے رہنا ہے اور وہیں آپ نے وفات پانی ہے اور وہیں سے اٹھیں گے "صلی اللہ علیہ وسلم" (حلبی)

"هِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ"

یہ غزوۂ عسرہ ہے کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت گرمی میں نکلے تھے اور راستہ میں بھوک اور پیاس نے بہت ستایا تھا۔ اُنھوں نے اونٹ نحر کئے اور ان کی پانی کی مشکوں سے پانی نکال کر پیا تھا چونکہ اس غزوہ میں بھوک، پیاس کی تنگی تھی۔ اس لئے اس کو غزوۂ عُسرہ کہا جاتا ہے"

marfat.com
Marfat.com

٤١١٤ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اَرْسَلَنِيْ اَصْحَابِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهُ الْحُمْلَانَ لَهُمْ اِذْ هُمْ مَعَهُ فِيْ جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّ اَصْحَابِيْ اَرْسَلُوْنِيْ اِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا اَشْعُرُ وَرَجَعْتُ حَزِيْنًا مِنْ مَنْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ مَخَافَةِ اَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهِ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى اَصْحَابِيْ فَاَخْبَرْتُهُمُ الَّذِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَلْبَثْ اِلَّا سُوَيْعَةً اِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُنَادِيْ اَيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ فَاَجَبْتُهُ فَقَالَ اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْكَ فَلَمَّا اَتَيْتُهُ قَالَ خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ لِسِتَّةِ اَبْعِرَةٍ اِبْتَاعَهُنَّ حُدَثًا مِنْ سَعْدٍ فَانْطَلِقْ بِهِنَّ اِلٰى اَصْحَابِكَ فَقُلْ اِنَّ اللّٰهَ اَوْ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوْهُنَّ فَانْطَلَقْتُ

٤١١٤ — ترجمہ : ابو بردہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا مجھے میرے ساتھیوں نے سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ میں اُن کے لئے آپ سے سواریاں طلب کروں جبکہ وہ جیش عسرہ جو غزوۂ تبوک ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آپ انہیں سواریاں عنائت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! میں تمہیں کوئی سواری نہیں دوں گا۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہُوا تھا جبکہ آپ بہت غصہ میں تھے اور مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ آپ غصہ میں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کرنے کے باعث میں غمناک واپس آگیا اور مجھے یہ ڈر تھا کہ کہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں اس

marfat.com
Marfat.com

اِلَيْهِمْ بِمَنْ فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَآءِ وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اَدَعُكُمْ حَتّٰى يَنْطَلِقَ مَعِيَ بَعْضُكُمْ اِلٰى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَظُنُّوْا اَنِّيْ حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لِيْ وَاللّٰهِ اِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَلَنَفْعَلَنَّ مَا اَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ اَبُوْمُوْسٰى بِنَفَرٍ مِنْهُمْ حَتّٰى اَتَوُا الَّذِيْنَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْعَهُ اَيَّاهُمْ ثُمَّ اِعْطَآءَهُمْ بَعْدُ فَحَدَّثُوْهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَهُمْ بِهٖ اَبُوْمُوْسٰى

بات کی خبر دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں ابھی تھوڑا سا وقت ہی ٹھہرا تھا کہ میں نے بلال کو ندا کرتے ہوئے سنا کہ عبداللہ بن قیس کہاں ہے؟ میں نے اسے جواب دیا تو اُس نے کہا چلو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلا رہے ہیں۔ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا یہ اونٹوں کا جوڑا اور یہ جوڑا چھ اونٹوں کے متعلق فرمایا کہ لے جاؤ (یعنی تین بار فرمایا) جو اس وقت آپ نے یہ اونٹ سعد بن عبادہ سے خریدے تھے۔ یہ اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور کہو اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہ سواریاں دی ہیں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس وہ اونٹ لے گیا اور اُن سے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہ سواریاں دی ہیں، لیکن بخدا! میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ اِن لوگوں کے پاس جائے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا تھا۔ تم یہ گمان نہ کرلو کہ میں نے تم سے وہ بات کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی تھی۔ اُنھوں نے کہا اے ابا موسیٰ! بخدا! تم ہمارے نزدیک یقیناً سچے ہو، البتہ ہم وہی کریں گے جو تم پسند کرتے ہو! پس ابو موسیٰ ان میں سے چند آدمی لے کر روانہ ہوئے حتیٰ کہ وہ اُن لوگوں کے پاس آئے جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شریف سنا تھا۔ آپ کا انکار کرنا پھر اس کے بعد ان کو عطاء کرنا (سب معلوم کیا) پھر اِن لوگوں نے ان کو وہی خبر دی جو ابو موسیٰ نے کہا تھا۔

۴۱۱۴ — **شرح** : شُوَيْعَة ساعت کی تصغیر ہے یہ دراصل زمانہ کا جزو ہے۔ ایک گھنٹہ پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے جو دن رات کا چوبیسواں حصہ ہے۔ "قرینین" قرین کا تثنیہ ہے۔ یہ دو اونٹ ہیں جو ایک دوسرے سے ملائے گئے ہوں اور ایک رسی میں جمع کئے گئے ہوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "قدوم الاشعریین کے باب میں گزرا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کے اونٹوں سے پانچ اونٹ دیئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ متعدد ہے

marfat.com
Marfat.com

۴۱۱۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰى تَبُوْكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا قَالَ اَتُخَلِّفُنِيْ فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَآءِ قَالَ اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ وَقَالَ اَبُوْدَاؤُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبًا

جب اشعری آئے تھے تو ان کو پانچ اونٹ ہی دیئے تھے اور اس غزوہ میں انہیں چھ اونٹ عطاء کئے تھے کیونکہ اشعری سات ہجری میں آئے تھے اور غزوۂ تبوک نو ہجری میں ہوا تھا۔ علاوہ ازیں اقل اکثر عدد کے منافی نہیں ہوتا۔ یہ دو اونٹ ایک رسّی سے بندھے ہوئے تھے اور آپ نے چھ اونٹوں کی طرف اشارہ فرمایا گویا کہ تین بار فرمایا تھا لیکن راوی نے دو پر اقتصار کیا اور آخر میں بیان کر دیا کہ چھ اونٹ تھے۔ کرمانی نے کہا کہ قرین دو سے زیادہ پر صادق آتا ہے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ ہر قرین تین اونٹ ہوں اور چھ اونٹ بطور تاکید ذکر کئے لیکن اس تقدیر پر تثنیہ کا ذکر بے سود ہوگا! واللہ ورسولہ اعلم!

۴۱۱۵ — ترجمہ: مُصْعَب بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ حضرت علی نے کہا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ رہے ہیں فرمایا کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون تھے۔ مگر میرے بعد نبی نہیں۔ ابوداؤد نے کہا ہم سے شعبہ نے حکم سے بیان کیا کہ میں نے مصعب سے سُنا۔

۴۱۱۵ — شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہارون علیہ السلام کی مثل فرمایا اور بعد میں فرمایا کہ میرے بعد نبی نہیں یعنی تم ہارون کے ساتھ پوری مماثلت نہیں رکھتے کیونکہ وہ پیغمبر تھے اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے اور یہ واضح امر ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اُن کے خلیفہ نہ تھے کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام سے چالیس سال قبل وفات پا گئے تھے۔ لہٰذا یہ خلافت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے ایام میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مرتبہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک کی طرف روانہ ہونے کے بعد آپ کے خلیفہ تھے۔ اس حدیث سے اثنا عشریہ استدلال کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت علی ہی آپ کے خلیفہ تھے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۱۱۶ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءً يُخْبِرُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُسْرَةَ قَالَ كَانَ يَعْلٰى يَقُوْلُ تِلْكَ الْغَزْوَةُ اَوْثَقُ اَعْمَالِيْ عِنْدِيْ قَالَ عَطَآءٌ فَقَالَ صَفْوَانُ قَالَ يَعْلٰى فَكَانَ لِيْ اَجِيْرٌ فَقَاتَلَ اِنْسَانًا فَعَضَّ اَحَدُهُمَا يَدَ الْاٰخَرِ قَالَ عَطَآءٌ فَلَقَدْ اَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ اَيُّهُمَا عَضَّ الْاٰخَرَ فَنَسِيْتُهُ قَالَ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوْضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاضِّ فَانْتَزَعَ اِحْدٰى ثَنِيَّتَيْهِ فَاَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ قَالَ عَطَآءٌ وَحَسِبْتُ اَنَّهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَيَدَعُ يَدَهُ فِيْ فِيْكَ تَقْضِمُهَا كَاَنَّهَا فِيْ فِيْ فَحْلٍ يَقْضَمُهَا

حدیث کی وضاحت سے ظاہر ہے۔ علاوہ ازیں خلافت کی دلیل قطعی ہونی چاہئیے۔ لہٰذا حدیث سے یہ استدلال درست نہیں (تیسیر القاری)

۴۱۱۶ — ترجمہ : ابن جریج نے کہا میں نے عطاء کو یہ خبر سناتے ہوئے سنا کہ مجھے یعلیٰ ابن اُمیہ نے اپنے والد سے خبر دی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ عسرہ (تبوک) کیا۔ یعلیٰ کہا کرتے تھے میرے نزدیک یہ غزوہ میرا مضبوط عمل ہے۔ عطاء نے کہا مجھے صفوان نے کہا اُنھوں نے کہا یعلیٰ نے کہا میرا ایک مزدور تھا وہ ایک شخص سے جھگڑ پڑا تو ایک نے دوسرے کا ہاتھ چبا ڈالا۔ عطاء نے کہا مجھے صفوان نے خبر دی کہ کس نے دوسرے کا ہاتھ چبایا؟ یہ میں بھول گیا ہوں۔ اُنھوں نے کہا جس کا ہاتھ چبایا گیا تھا اُس نے اپنا ہاتھ چبانے والے کے منہ سے کھینچا تو اس کے سامنے والے دانتوں سے ایک دانت نکل گیا وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے اس کے دانت کو لغو قرار دیا (اس کی دیت اور قصاص نہ دلوایا) عطاء نے کہا میں نے صفوان کے متعلق یہ گمان کیا کہ اُنھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑ دیتا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حَدِيْثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۞

٤١١٧ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ قَالَ كَعْبٌ لَمْ اَتَخَلَّفْ

جسے تو چباتا رہتا گویا کہ وہ اُونٹ کے منہ میں ہے وہ اس کو چباتا ہے "
(حدیث ع ۲۷۷۰ و ع ۲۱۲۳ کی شرح دیکھیں)

باب — حدیث کعب بن مالک

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور ان تین آدمیوں پر جو پیچھے رہ گئے"

کعب بن مالک کا نسب یہ ہے کعب بن مالک بن عمرو بن قین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن عدی بن اسد بن سارده بن یزید بن جشم بن خزرج انصاری سلمی ہیں ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے عقبہ ثانیہ میں حاضر تھے اور اُن کے بدر میں شریک ہونے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے وہ تبوک کے سوا اُحد اور دیگر غزوات میں شریک رہے وہ جاہلیت کے شعراء میں سے تھے۔ ۷۷ سال کی عمر میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں پچاس ہجری میں فوت ہوئے اور آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ وہ مدنی شمار ہوتے ہیں۔

جو تین آدمی غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ کعب بن مالک، ہلال بن اُمیہ اور مرارہ بن ربیع ہیں" اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور انہیں معذور جانا "

٤١١٧ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک جو کعب بن مالک کو پکڑ کر چلاتے تھے جبکہ وہ نابینا ہو گئے تھے نے کہا میں نے کعب بن مالک کو تبوک کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا جس

marfat.com
Marfat.com

عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا كَانَ مِنْ خَبَرِيْ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ وَاللّٰهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ مَا قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

وقت وہ پیچھے رہ گئے تھے۔ اُنھوں نے کہا میں غزوہ تبوک کے سوا کسی غزوہ میں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوے لڑے پیچھے نہیں رہا۔ سوا اس کے کہ میں غزوۂ بدر میں پیچھے رہ گیا تھا اور جو کوئی غزوۂ بدر میں پیچھے رہ گیا تھا کسی کو آپ نے عتاب نہ فرمایا تھا؛ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے قافلہ کا ارادہ کرتے ہوئے نکلے تھے (کیونکہ انہوں نے عہد شکنی کی تھی) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان وقت مقرر کئے بغیر مقابلہ کرا دیا (اتفاقاً مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہوگیا) میں (ہجرت سے پہلے بھی) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا جبکہ ہم نے اسلام پر مضبوط رہنے کی بیعت کی تھی اور وہ مجھے بدر میں حاضر ہونے سے زیادہ محبوب ہے۔ اگرچہ غزوۂ بدر لوگوں میں اس سے زیادہ مشہور ہے میرا قصہ یہ ہے کہ جس وقت میں غزوہ تبوک میں آپ سے پیچھے رہ گیا تھا میں کبھی قوی تر اور آسانی میں نہ تھا بخدا! اس سے پہلے کبھی بھی میرے پاس دو سواریاں جمع نہ ہوئی تھیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ تھی کہ کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو اس کے غیر کے ساتھ توریہ کرتے تھے

marfat.com
Marfat.com

اَمَرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِیْ یُرِیْدُ وَالْمُسْلِمُوْنَ
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَثِیْرٌ وَلَا یَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ یُرِیْدُ
الدِّیْوَانَ قَالَ كَعْبٌ فَمَا رَجُلٌ یُرِیْدُ اَنْ یَتَغَیَّبَ اِلَّا ظَنَّ اَنَّهٗ سَیَخْفٰی لَهٗ مَا
لَمْ یُنْزَلْ فِیْهِ وَحْیُ اللّٰهِ وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ
حِیْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ فَطَفِقْتُ اَغْدُوْ لِكَیْ اَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَاَرْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ
شَیْئًا فَاَقُوْلُ فِیْ نَفْسِیْ وَاَنَا قَادِرٌ عَلَیْهِ فَلَمْ یَزَلْ یَتَمَادّٰی بِیْ حَتّٰی اشْتَدَّ
بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ
وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جَهَازِیْ شَیْئًا فَقُلْتُ اَتَجَهَّزُ بَعْدَهٗ بِیَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ ثُمَّ
اَلْحَقُهُمْ فَغَدَوْتُ بَعْدَ اَنْ فَصَلُوْا لِاَتَجَهَّزَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَیْئًا
ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَیْئًا فَلَمْ یَزَلْ بِیْ حَتّٰی اَسْرَعُوْا وَ
تَفَارَطَ الْغَزْوُ وَهَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ وَلَیْتَنِیْ فَعَلْتُ فَلَمْ یُقَدَّرْ

(یہ خیال میں یہ ڈالتے کہ آپ کسی اور جگہ کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ دشمن کو خبر نہ پہنچنے پائے) حتیٰ کہ غزوۂ تبوک کا
وقت آیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت گرمی میں غزوہ کیا اور دُور دراز کا سفر، جنگلات اور کثیر تعداد
میں دشمن کا سامنا کرنا پڑا تو مسلمانوں پر دشمنوں کا حال ظاہر فرمایا تاکہ وہ ضروریاتِ سفر اور اُن سے
جنگ کے سامان کی تیاری کر لیں اور مسلمانوں کو اسی طور پر خبر دی جو آپ کا ارادہ تھا اس وقت جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت مسلمان تھے۔ کوئی کتاب نہ تھی جس میں ان کے نام ہوتے۔ کتاب حافظ دیوان
ہے (یعنی جس کتاب میں حساب جمع ہوتا ہے) کعب نے کہا کوئی ایسا شخص نہ تھا جو چھپنے کا ارادہ کرے مگر
اس کا گمان ہوتا تھا کہ وہ آپ سے چھپ جائے گا جب تک کہ وحی نازل نہ ہو (یعنی لشکر بہت زیادہ تھا)
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ کا قصد کیا جبکہ پھل پک چکے تھے اور درختوں کے سائے اچھے

marfat.com
Marfat.com

لِيْ ذٰلِكَ فَكُنْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُفْتُ فِيْهِمْ اَحْزَنَنِيْ اَنِّيْ لَا اَرَى اِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ اَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَآءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكًا فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ مَا فَعَلَ كَعْبٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَنَظَرُهُ فِيْ عِطْفَيْهِ فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ..... مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ فَلَمَّا بَلَغَنِيْ اَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِيْ هَمِّيْ وَطَفِقْتُ اَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَاَقُوْلُ بِمَاذَا اَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا وَاَسْتَعِيْنُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَاْيٍ مِنْ اَهْلِيْ فَلَمَّا قِيْلَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ اَنِّيْ لَنْ

معلوم ہوتے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے جنگ کی تیاری کی میں بھی چلا کہ ان کے ساتھ تیاری کروں پھر میں واپس آگیا حالانکہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا تھا میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میں تیاری پر قادر ہوں اسی طرح دن گذرتے رہے (میں اپنی سوچ میں رہا) یہاں تک لوگوں کی کوشش سخت ہوگئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ مسلمان سفر کا عزم کرتے ہوئے روانہ ہوگئے اور میں نے تیاری بھی نہ کی۔ میں نے کہا ایک دو دن بعد تیاری کرکے ان سے مل جاؤں گا۔ ان کے چلے جانے کے بعد میں چاہتا تھا کہ تیاری کروں مگر تیاری نہ کرسکا اور واپس آگیا پھر تیسرے روز میں صبح کو نکلا اور واپس آگیا اور کچھ نہ کرسکا میرا یہ حال ہمیشہ رہا صبح کو روانہ ہوگئے اور غزوہ کا وقت جاتا رہا۔ پھر میں نے قصد کیا کہ سفر کروں لوگوں کو ہاتھوں ہاتھ میں سفر شروع کردیتا لیکن میرے لئے سفر مقدر نہ تھا۔ سرورِ کائنات

marfat.com
Marfat.com

اَخْرُجَ مِنْهُ اَبَدًا اِبْتَغَىٰ فِيْهِ كَذِبٌ فَاَجْمَعْتُ صِدْقَهٗ وَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا وَكَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ
ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَآءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ
اِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ وَكَانُوْا بِضْعَةً وَثَمَانِيْنَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ فَجِئْتُهٗ
فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ اَمْشِيْ حَتّٰى جَلَسْتُ
بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِيْ مَا خَلَّفَكَ اَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ فَقُلْتُ بَلٰى اِنِّيْ وَاللّٰهِ
لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا لَرَاَيْتُ اَنْ سَاَخْرُجَ مِنْ سَخَطِهٖ بِعُذْرٍ
وَلَقَدْ اُعْطِيْتُ جَدَلًا وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ
كَذِبٍ تَرْضٰى بِهٖ عَنِّيْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ
صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيْهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ فِيْهِ عَفْوَ اللّٰهِ لَا وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ

صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا اور لوگوں میں چلتا پھرتا تو مجھے غم لاحق ہوتا کہ میں صرف اس شخص کو دیکھتا جو نفاق میں مطعون تھا یا وہ اُن کمزور لوگوں میں سے تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور رکھا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں پہنچ کر ہی مجھے یاد کیا اور فرمایا جبکہ آپ تبوک میں لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کعب بن مالک نے کیا کیا ہے (کہ وہ حاضر نہیں ہے) قبیلہ بنی سلمہ سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو اس کی دو چادروں اور کندھوں کی طرف دیکھنے نے روک رکھا ہے (وہ متکبر ہے) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے بہت بُری بات کہی ہے بخدا! یا رسول اللہ میں نے کعب میں خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا ہے (ان کا پیچھے رہنا کسی مجبوری کے تحت ہوگا) یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چُپ رہے۔ کعب بن مالک نے کہا جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے ہیں تو میرا قصد میرے سامنے آیا اور میں جھوٹ یاد کرنے لگا اور سوچنے لگا کہ کل کس بہانہ سے آپ کے غضب سے بچ سکوں گا میں نے اس بارے میں اپنے گھر کے صاحب فکر لوگوں سے مدد چاہی۔ جب یہ کہا گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری قریب ہوگئی ہے تو مجھ سے ہر جھوٹ اور باطل فکر نکل گئی اور میں نے سمجھا

marfat.com
Marfat.com

وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ فَقُمْتُ
وَسَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِيْ سَلَمَةَ فَاتَّبَعُوْنِيْ فَقَالُوْا لِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ اَذْنَبْتَ
ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا وَلَقَدْ عَجَزْتَ اَنْ لَا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَذَرَ اِلَيْهِ الْمُخَلَّفُوْنَ قَدْ كَانَ كَافِيْكَ اِسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنِيْ حَتّٰى اَرَدْتُ اَنْ اَرْجِعَ فَاُكَذِّبَ
نَفْسِيْ ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ اَحَدٌ قَالُوْا نَعَمْ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ
مَا قُلْتَ فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيْلَ لَكَ فَقُلْتُ مَنْ هُمَا قَالُوْا مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ
الْعَمْرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ فَذَكَرُوْا لِيْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا
بَدْرًا فِيْهِمَا اُسْوَةٌ فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِيْ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ
فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِيْ نَفْسِيَ الْاَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِيْ

کہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے ہرگز کسی جھوٹ کے باعث نہ بچ سکوں گا تو میں نے آپ کے سامنے سچ کہنے کا تہیہ کر لیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو مدینہ منورہ پہنچے جب آپ سفر کر کے مدینہ منورہ آتے تھے تو پہلے مسجد میں تشریف لاتے، دو رکعتیں پڑھتے پھر لوگوں میں بیٹھتے تھے جب آپ نے اس طرح کیا تو آپ کے پاس وہ لوگ آنا شروع ہوئے جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے اور آپ سے عذر بیان کرنے لگے اور آپ کے سامنے قسمیں کھانے لگے وہ اسی سے کچھ زائد منافق تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ظاہری کلام قبول فرما لیا اور ان کی بیعت کی تجدید کی اور اُن کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی درخواست کی اور ان کے باطنی حالات کو اللہ کے سپرد کیا۔ کعب نے کہا میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے غضب آمیز تبسم فرمایا پھر فرمایا آگے آؤ میں چلتا ہوا آپ کے پاس آیا اور سامنے بیٹھ

marfat.com
Marfat.com

أَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَطُوْفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ أَحَدٌ وَأَتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا ثُمَّ أُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِنْهُ فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِيْ أَقْبَلَ إِلَيَّ وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّيْ حَتّٰى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِيْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ يَا أَبَا قَتَادَةَ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهُ

گیا۔ آپ نے مجھے فرمایا کس چیز نے تجھے عزوہ سے پیچھے رکھا ہے کیا تُو نے اپنے لئے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں میں نے سواری خریدی تھی۔ بخدا! یا رسُولَ اللہ! اگر آپ کے سوا کسی دُنیا میں رہنے والے کے پاس بیٹھتا تو یقیناً آپ دیکھتے کہ میں عذر کرکے اس کے غضب سے نجات پالیتا مجھے فصاحت اور قوتِ کلام عطاء کی گئی ہے لیکن بخدا! میں جانتا ہوں اگر آج میں آپ سے جھوٹی بات کروں کہ آپ میری اس بات سے راضی ہو جائیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ پر ناراض کر دے گا اگر میں آپ سے سچ کہوں اور آپ مجھ پر ناراض ہو جائیں تو میں اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں عفو کا اُمیدوار ہوں بخدا! میرا کوئی عذر نہیں۔ بخدا! میں ہرگز قوی تر اور آسانی میں نہ تھا جبکہ میں آپ سے پیچھے رہ گیا تھا (یعنی مال و دولت میں میرے برابر کوئی نہیں) "یہ سُن کر" جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے یقیناً سچ کہا ہے۔ اب تم اُٹھ جاؤ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ کرے پس میں اُٹھ کھڑا ہُوا تو بنی سلمہ سے ایک شخص اُٹھا اور میرے ساتھ چلنے لگا لوگوں نے کہا بخدا! ہم نہیں جانتے کہ اس سے پہلے تو نے کوئی گناہ کیا ہو تو اس میں عاجز رہا کہ تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عذر نہ کر سکا۔ جیسے پیچھے رہنے والوں نے عذر خواہی کی ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیرے لئے

marfat.com
Marfat.com

فَنَشَدْتُهُ فَقَالَ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ
الْجِدَارَ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ اِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ اَنْبَاطِ اَهْلِ الشَّامِ
مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ مَنْ يَدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ
فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهٗ حَتّٰى اِذَا جَآءَنِيْ دَفَعَ اِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ
غَسَّانَ فَاِذَا فِيْهِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنِيْ اِنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ
يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَلَا مَضْيَعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا
وَهٰذَا اَيْضًا مِنَ الْبَلَآءِ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهٗ بِهَا حَتّٰى اِذَا مَضَتْ
اَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِيْنَ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْنِيْ
فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ فَقُلْتُ
اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا وَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبَيَّ

استغفار کرنا تیرے گناہ کے لئے کافی ہوتا۔ بخدا وہ مجھے سخت ملامت کرتے رہے حتی کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ واپس ہوجاؤں اور پہلے والی بات جھٹلا دوں پھر میں نے اُن سے کہا کیا اس امر میں کوئی اور بھی میرے ساتھ شریک ہے؟ اُنھوں نے کہا ہاں دو مرد ہیں اُنھوں نے بھی وہی کہا تھا جو تُو نے کہا ہے۔ اور انہیں بھی وہی کہا گیا تھا جو تجھے کہا گیا ہے۔ میں نے کہا وہ کون ہیں؟ اُنھوں نے کہا وہ مُرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن اُمیہ واقفی ہیں۔ اُنھوں نے میرے سامنے دو نیک مردوں کو ذکر کیا جو بدر میں حاضر تھے۔ ایسے دو مردوں کی اتباع اچھی ہے۔ جب اُنہوں نے اُن دونوں کو ذکر کیا تو میں چل دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہمارے ساتھ کلام کرنے سے منع کر دیا اور جو آپ سے پیچھے رہ گئے تھے اُن میں سے صرف تینوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع کیا۔ لوگوں نے ہمارے ساتھ میل جول کرنے سے اجتناب کیا اور وہ ہمارے لئے ایسے متغیر ہوگئے گویا کہ وہ ہمیں جانتے ہی نہیں، حتی کہ میرے لئے زمین بدل گئی اور وہ زمین نہ رہی جسے میں پہچانتا تھا پچاس دن اس حال میں رہے اور میرے دونوں ساتھی مُرارہ اور ہلال بن اُمیہ گریہ زاری کرتے رہے اور اپنے گھروں میں بیٹھ کر روتے رہے اور میں لوگوں میں خوب جوان تھا اور اُن میں مضبوط طاقتور تھا میں گھر

marfat.com
Marfat.com

مِثْلَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي اُلْحَقِي بِاَهْلِكِ فَتَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ
اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ كَعْبٌ فَجَآءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهٗ خَادِمٌ
فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدُمَهٗ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَا يَقْرَبُكِ قَالَتْ اِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا بِهٖ حَرَكَةٌ
اِلٰى شَيْءٍ وَاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَا كَانَ اِلٰى يَوْمِهٖ هٰذَا فَقَالَ
لِيْ بَعْضُ اَهْلِيْ لَوْ اِسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِمْرَأَتِكَ كَمَا
اَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهٗ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَسْتَاْذِنُ فِيْهَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْنِيْ مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنْتُهٗ فِيْهَا وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ
لَيَالٍ حَتّٰى كَمُلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِنْ حِيْنَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے نکلتا اور مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا اور بازاروں میں پھرتا تھا کوئی آدمی میرے ساتھ کلام نہ کرتا تھا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور سلام عرض کرتا جبکہ آپ نماز کے بعد مجلس شریف میں تشریف فرما ہوتے تھے میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ کیا میرے سلام کا جواب دینے کے لئے آپ کے پیارے پیارے ہونٹ حرکت میں آتے ہیں یا نہیں پھر میں آپ کے قریب ہو کر نماز پڑھتا اور نظر چھپا کر آپ کو دیکھتا جس وقت میں نماز میں متوجہ ہوتا تو آپ چہرۂ جہاں آرا میری طرف کر لیتے اور جس وقت میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو مجھ سے چہرۂ انور پھیر لیتے۔ حتیٰ کہ جب لوگوں کی سختی سے اس حال میں مدت گزر گئی۔ تو میں چلا اور ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا وہ میرے چچا کا بیٹا تھا اور مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھا۔ میں نے اسے سلام کہا بخدا! اس نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابوقتادہ! میں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تو مجھے جانتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں وہ خاموش رہے اور جواب نہ دیا پھر اس کی طرف گیا اور اس کو قسم دی تو وہ خاموش رہا۔ میں پھر اس کی طرف لوٹا اور اس کو قسم دی۔ اس نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ اس وقت میری آنکھوں سے آنسو

marfat.com
Marfat.com

عَنْ كَلَامِنَا فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلٰوةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَأَنَا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِنَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ أَوْفٰى عَلٰى جَبَلِ سَلْعٍ بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ اَبْشِرْ قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَآءَ فَرَجٌ وَآذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَا وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ اِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَسَعٰى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ فَأَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا جَآءَنِيْ الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ يُبَشِّرُنِيْ نَزَعْتُ لَهٗ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهٗ اِيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ وَاللّٰهِ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَلَقَّانِيْ النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُوْنِيْ بِالتَّوْبَةِ يَقُوْلُوْنَ لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ قَالَ كَعْبٌ حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ اِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ

پھر پڑھے اور میں واپس ہٹا اور باغ کی دیوار پر چڑھ کر باہر آ گیا۔ کعب نے کہا ایک دفعہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں شام کے کاشتکاروں میں سے ایک کاشتکار جو مدینہ منورہ میں گندم فروخت کرنے آیا تھا کہہ رہا تھا کہ کعب کی طرف میری راہنمائی کون کرے گا؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا جب وہ میرے قریب آیا تو اس نے غسان کے بادشاہ کا خط مجھے دیا پس کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں یہ لکھا تھا:

غسان کے حاکم کا کعب بن مالک کی طرف خط

* مجھے خبر پہنچی ہے کہ تمہارے صاحب (نبی علیہ السلام) نے تم پر بہت سختی کی ہے "
* اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلت و رسوائی کے مکان میں رہنے اور تمہاری حق تلفی کے لئے "

marfat.com
Marfat.com

يُهَرْوِلَ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّأَنِيْ وَاللّٰهِ مَا قَامَ اِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرَهٗ وَلَا
اَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ اَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ
مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ قَالَ قُلْتُ اَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا
جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً
اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ
مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَاِنِّيْ اُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

دونہیں کیا ہے تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہیں آرام پہنچائیں گے اور پوری موافقت کریں گے۔"

جب میں نے یہ خط پڑھا تو سوچا کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے میرا امتحان ہے۔ پھر اس خط کو آگ کے تنور میں ڈال کر جلا دیا۔ جب پچاس میں سے چالیس راتیں گزر گئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس آیا اور کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لو میں نے کہا اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں اس نے کہا طلاق نہ دو بلکہ علیحدہ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ اور میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی وہی پیغام بھیجا جو مجھے فرمایا تھا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا تم اپنے گھر چلی جاؤ اور وہیں رہو حتی کہ اللہ تعالیٰ اس امر میں کوئی فیصلہ فرمائے۔ کعب بن مالک نے کہا ہلال بن اُمیہ کی بیوی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن اُمیہ (میرا شوہر) بہت بوڑھا ہے۔ اس کا کوئی خادم نہیں کیا آپ اس امر کو مکروہ سمجھیں گے کہ میں اس کی خدمت کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کی خدمت کرنے کو مکروہ نہیں سمجھتا ہوں لیکن وہ تیرے قریب نہ جانے پائے، اُس نے کہا بخدا! اس میں کسی چیز کی خواہش نہیں بخدا! وہ تو جب سے یہ بات ہوئی ہے اب تک رونے میں مصروف ہے۔ میرے اہل خانہ میں سے بعض نے مجھے کہا اگر تم بھی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیوی کے متعلق اجازت حاصل کر لو جیسے آپ نے ہلال بن اُمیہ کی بیوی کو اجازت دی ہے تو بہتر ہوگا۔ میں نے کہا بخدا! میں اپنی بیوی کے بارے میں جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

اِنَّ اللّٰہَ اِنَّمَا نَجَّانِیْ بِالصِّدْقِ وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ لَّا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا مَا بَقِیْتُ فَوَاللّٰہِ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَبْلَاہُ اللّٰہُ فِیْ صِدْقِ الْحَدِیْثِ مُنْذُ ذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی یَوْمِیْ ھٰذَا اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِیْ وَمَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی یَوْمِیْ ھٰذَا کَذِبًا وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ یَّحْفَظَنِیَ اللّٰہُ فِیْمَا بَقِیْتُ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَّابَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَالْمُھَاجِرِیْنَ اِلٰی قَوْلِہٖ وَکُوْنُوْا

صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب نہیں کروں گا جب میں نے اس کے متعلق اجازت طلب کی تو نامعلوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرمائیں۔ میں نوجوان مرد ہوں (اپنا کام میں خود کر لیا کروں گا) اس کے بعد میں دس روز ٹھہرا حتیٰ کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہم سے کلام کرنے سے منع کیا پچاس دن پورے ہو گئے جب پچاسویں دن صبح کی نماز پڑھنے کے بعد میں اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا تھا۔ اس حال میں کہ میری زندگی تنگ ہو چکی تھی اور زمین اتنی فراخی کے باوجود میرے لئے تنگ ہو چکی تھی۔ اچانک میں نے کسی پکارنے والے کی آواز سنی جو بلند آواز سے سلع پہاڑ پر پکار رہا تھا اے کعب بن مالک تیرے لئے بشارت ہے۔ کعب نے کہا میں سجدہ میں گر گیا اور مجھے معلوم ہوا کہ فراخی آ گئی ہے اور صبح کی نماز پڑھنے کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمایا پس لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف سے مجھے اور میرے دو ساتھیوں کو خوشخبری دینے کے لئے روانہ ہوئے اور میری طرف ایک شخص (زبیر بن عوام) نے گھوڑا بھیجا اور قبیلہ بنی اسلم سے کوئی دوڑنے والا دوڑتا ہوا پہاڑ پر چڑھا اور آواز دی۔ آواز کا پہنچنا گھوڑے سے زیادہ تیز تھا جب میرے پاس وہ شخص آیا جس کی میں نے آواز سنی تھی تو اس نے مجھے خوشخبری دی۔ میں نے اس کے لئے اپنے دونوں کپڑے اتارے اور خوشخبری دینے کے سبب دونوں اس کو پہنا دیئے۔ بخدا! اس روز میں ان دو کپڑوں کے سوا کسی کپڑے کا مالک نہ تھا۔ میں نے دو کپڑے کرائے سے مانگے اور انہیں پہن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوا۔ پس لوگ فوج در فوج میری ملاقات کرتے اور قبول توبہ کی مجھے خوشخبری دیتے تھے۔ کعب بن مالک نے کہا میں مسجد شریف میں گیا جبکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور لوگ آپ کے حلقہ بگوش تھے۔ طلحہ بن عبید اللہ دوڑتے ہوئے میری طرف آئے اور میرے ساتھ مصافحہ کر کے مجھے خوشخبری دی بخدا! مہاجرین میں سے طلحہ بن عبید اللہ کے سوا کوئی شخص میری طرف نہ اٹھا تھا اور میں طلحہ کا یہ احسان کبھی نہ بھولوں گا کعب بن مالک نے کہا جب میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا جبکہ

marfat.com
Marfat.com

مَعَ الصّٰدِقِيْنَ فَوَاللّٰهِ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ اَنْ هَدَانِيْ لِلْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صِدْقِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اَنْ لَا اَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ فَاَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ اُنْزِلَ الْوَحْيُ شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ قَالَ كَعْبٌ وَكُنَّا تُخُلِّفْنَا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ عَنْ اَمْرِ

جبکہ آپ کا چہرۂ جہاں آرا خوشی سے چمک رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کعب! یہ دن تجھے مبارک ہو کہ جب سے تیری ماں نے تجھے جنم دیا ہے جو دن گزرے ہیں یہ دن اُن سب سے اچھا دن ہے۔ کعب نے کہا یارسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے فرمایا نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت خوشی میں ہوتے تھے تو آپ کا چہرۂ انور روشن اور چمکدار ہوتا تھا گویا کہ آپ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کا ٹکڑا ہے۔ ہم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشی کا یہ وقت پہچانتے تھے۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا یارسُولَ اللہ! میری توبہ (توبہ کا شکر) یہ ہے کہ میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسُول کے لئے صدقہ کر دوں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے لئے کچھ مال روک رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا (تاکہ محتاج نہ ہو) میں نے عرض کیا میں خیبر میں اپنا حصّہ روک رکھتا ہوں پھر میں نے عرض کیا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کے باعث نجات دی ہے۔ میری توبہ میں سے یہ ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں گا سچ ہی بولوں گا بخدا! میں نے کوئی مسلمان نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سچی بات میں مبتلا کیا ہو جب سے میں نے یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا جو میرے ابتلاء سے اچھا ہو (کہ آخر میں مجھے عافیت عنایت کی) جب سے میں نے یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آج کے دن تک میں نے کبھی جھوٹ کا قصد نہیں کیا۔ اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی عمر میں مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات نازل فرمائیں: لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ سے كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ،، تک ،، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دینے کے بعد مجھ پر ہرگز کوئی انعام نہیں کیا جو میرے نزدیک جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میرے سچ بولنے سے عظیم تر نعمت ہو کہ میں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ نہیں بولا، ورنہ میں ہلاک ہو جاتا جیسے وہ ہلاک ہو گئے جنہوں نے جھوٹ بولا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب وحی نازل کی تو جھوٹ بولنے والوں کے بارے میں بدترین چیز جو کسی کے لئے کہی ہو فرمائی۔ چنانچہ فرمایا: عنقریب یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھائیں گے جبکہ تم ان کی طرف لوٹو گے فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ

marfat.com
Marfat.com

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حَلَفُوا لَهُ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَنَا حَتَّىٰ قَضَى اللهُ فِيهِ فَبِذٰلِكَ قَالَ اللهُ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا وَلَيْسَ لِلَّذِي ذَكَرَ اللهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ وَإِنَّمَا هُوَ تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا وَإِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ

تک اللہ فاسقوں سے راضی نہیں ،، کعب بن مالک نے کہا ہم تین شخص ان منافقوں سے علیحدہ ہیں جنہوں نے حیلے بہانے بنائے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات پر یقین کیا جبکہ اُنھوں نے جھوٹی قسمیں کھائیں اُن سے بیعت لی اور ان کے لئے مغفرت کی دُعا کی اور ہمارا معاملہ مؤخر کر دیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر میں فیصلہ کیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا ،، یعنی اُن تینوں کو معاف کیا جو پیچھے رہ گئے تھے ، اس سے وہ لوگ مراد نہیں جو قصداً غزوہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ بلکہ یہ تخلّف (جو آیت میں واقع ہے) صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا معاملہ اُن لوگوں کے معاملہ سے مؤخر کیا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قسمیں کھائیں اور آپ سے معذرت کی تو آپ نے اُن کا عذر اور حلف قبول کیا۔

۴۱۱۷ - شرح : کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے چار بیٹے تھے اور وہ عبداللہ ، عبدالرحمٰن ، محمد اور عُبَید اللہ ہیں کعب آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور عبداللہ ان کے قائد تھے کعب اُن کے سہارے چلا پھرا کرتے تھے۔

زُہری نے اس حدیث کا کچھ حصہ عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت کیا ہے جو عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے چچا ہیں۔ ایک روایت کے مطابق زُہری نے یہ حدیث عبداللہ بن کعب سے روایت کی ہے۔ احمد بن صالح نے کہا زہری نے حدیث کا اتنا حصہ عبداللہ بن کعب سے سُنا تھا اور پُوری حدیث اس کے بیٹے عبداللہ بن کعب ابن مالک سے سُنی تھی۔ نیز زہری نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے روایت کی ہے جو اُس نے اپنے چچا عبیداللہ سے روایت کی ہے۔ ابن جریر نے یونس کے طریق سے زُہری سے حدیث کا پہلا حصہ اسناد کے بغیر ذکر کیا ہے۔ زہری نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کیا جبکہ آپ کا ارادہ عرب اور روم کے نصاریٰ سے شام میں جنگ کرنا تھا جب آپ تبوک پہنچے تو وہاں آپ کو اَذرح اور اَیلہ کے وفد ملے اور جزیہ ادا کرنے پر انھوں نے صلح کر لی پھر آپ چند روز تبوک میں اقامت کے بعد واپس تشریف لے آئے اور اس قدر

marfat.com
Marfat.com

سے کچھ اضافہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اُتاری۔

لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ	بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دیا۔

اور تین اشخاص جو منافقوں کی تخلف بھاری جماعت میں پیچھے رہ گئے تھے وہ انصار میں سے تھے جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو ان تینوں نے آپ سے سچ سچ کہہ دیا کہ انہیں کچھ عذر نہ تھا اور انھوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کر لیا جبکہ منافقوں نے آپ کے سامنے جھوٹ بولا اور قسمیں کھائیں کہ وہ عذر کے باعث پیچھے رہ گئے تھے۔ آپ نے ان کا عذر تو قبول کر لیا لیکن ان کا باطنی حال اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بُری طرح ذکر کیا جبکہ مذکور تین انصار کعب بن مالک اور ان کے دو ساتھیوں ہلال بن اُمیہ اور مرارہ بن ربیع کے ساتھ لوگوں کو کلام کرنے سے روک دیا۔ زُہری نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے حدیث بیان کی پھر پُوری حدیث ذکر کی۔ کعب بن مالک نابینا ہو گئے تھے وہ اپنی ساری قوم میں بہت بڑے عالم اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے حافظ تھے۔ اس غزوہ کے وقت کعب بن مالک قوی تر اور مال دار تھے لیکن بلا عذر شریک نہ ہو سکے تھے۔ وہ غزوۂ بدر میں بھی شریک نہ ہوئے تھے، لیکن بدر میں شریک نہ ہونے والوں کو عتاب نہ کیا گیا تھا کیونکہ وہ غزوہ اتفاق تھا اصل مقصد قریش کے قافلہ کی گرفت تھی جو بچ کر نکل گئے تھے اور ان کے امدادی قریش سے اتفاقاً بدر کے مقام میں مقابلہ ہو گیا تھا جس میں قریش مکہ کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور اسلام کو عروج ملنا شروع ہو گیا تھا۔ ان کے علاوہ کعب بن مالک تمام غزوات میں شریک رہے تھے۔ کعب نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لیلۃ العقبہ میں حاضر تھا جب کہ ہم نے ایک دوسرے سے مضبوط عہد لے کر اسلام اور جہاد پر حضور کی بیعت کی تھی۔ وہ کہتے ہیں گو بدر زمانہ میں بہت مشہور اور اس غزوہ کی بہت فضیلت ہے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔

لیکن لیلۃ العقبہ میں حاضر ہونا مجھے
زیادہ محبوب ہے جو مجھے نصیب ہُوا۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے سوا باقی جنگوں میں صراحت نہیں فرماتے تھے تاکہ دشمن ہوشیار نہ ہو جائے صرف اشارہ ہی فرماتے تھے لیکن اس غزوہ میں تصریح فرمائی کہ جنگِ تبوک لڑنا ہے پُوری پُوری تیاری کر لی جائے کیونکہ یہ سفر بعید اور راستہ کٹھن تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جمعرات کو سفر کیا کرتے تھے۔ اس لئے غزوہ تبوک میں بھی جمعرات کو سفر کی ابتداء کی۔ اس غزوہ میں مسلمان حاکم کی اکلیل میں روایت کے مطابق تیس ہزار تعداد تھی ابوزرعہ رازی نے چالیس ہزار ذکر کئے ہیں، لیکن ان دونوں روایات میں تضاد نہیں ہے کیونکہ ایک عدد دوسرے

marfat.com
Marfat.com

عدد کے منافی نہیں ہوتا یہ غزوہ ایسے موسم میں ہُوا جبکہ پھل پک رہے تھے اور لوگ کھجوروں کے باغات میں مصروفِ کار تھے۔ کعب بن مالک نے کہا میں اپنے خیال میں جہاد پر بہت قادر تھا۔ اور درختوں کے سائے اور پھلوں کی طرف مائل تھا۔ اور تیاری میں آج کل کرتے کرتے تخلف کا شکار ہو گیا جبکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت دُور چلے گئے پھر میں ناامید ہو کر بیٹھ گیا کیونکہ مجاہدین کے دور دراز چلے جانے کے باعث ان کو جا ملنا مشکل نظر آتا تھا۔ جب میں باہر نکلتا تھا تو وہی لوگ نظر آتے تھے جن کا دین عیب سے خالی نہ تھا یا بچے بوڑھے اور عورتیں تھیں۔ تبوک میں پہنچ کر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالک کی طرف توجہ فرمائی تو عبداللہ بن انیس سلمی نے ان پر فخر و غرور اور تکبر کا الزام لگایا جس کو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مسترد کر دیا کہ کعب عزور کے باعث حاضر نہیں ہُوا بلکہ کوئی اور وجہ ہُوئی ہوگی اس پر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور کعب کے متعلق کچھ نہ فرمایا۔ اسی حال میں آپ نے ایک شخص کھڑا دیکھا جو بہت خوشنما تھا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابوخَیثَمہ ہے۔ چنانچہ وہ ابوخَیثَمہ انصاری ہی تھا۔ طبرانی نے ذکر کیا ابوخیثمہ کا نام سعد بن خَیثَمہ ہے۔ ابوخیثمہ نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگِ تبوک میں پیچھے رہ گیا تھا۔ میں باغ میں گیا تو سایہ دیکھا جہاں پانی سے چھڑکاؤ کیا ہُوا تھا پھر میں نے اپنی بیوی دیکھی تو میں نے دل میں کہا یہ انصاف نہیں کہ ہم سایوں تلے بیٹھیں اور بیویوں سے خوش طبعی کریں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زہریلی اور گرم ہواؤں میں دور دراز کے سفر میں ہوں تو میں اونٹنی لی اور کچھ کھجوریں ساتھ لیں اور عازمِ تبوک ہُوا جب میں نے دُور سے لشکر کو دیکھا اور لوگوں نے مجھے دیکھا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابوخیثمہ معلوم ہوتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ نے میرے لئے دُعاء فرمائی۔ ابن شہاب نے ابوخیثمہ کا نام مالک بن قیس ذکر کیا ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس ہُوئے اور ماہِ رمضان میں مدینہ منورہ پہنچے ... تو کعب بن مالک نے کافی جھوٹی تجاویز سوچیں لیکن آخر میں اسی پر اطمینان ہُوئی کہ سچ ہی مجھے نجات دلا سکتا ہے، چنانچہ سچا واقعہ عرض کر دیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے تو پہلے مسجد میں جلوہ نما ہوتے پھر اس میں دو رکعتیں پڑھ کر لوگوں سے ہم کلام ہُوا کرتے تھے پھر گھر تشریف لے جاتے تھے۔ طبرانی کی روایت اس طرح ہے کہ جب آپ سفر سے آتے تو پہلے مسجد شریف میں تشریف لانے اس میں دو رکعتیں پڑھ کر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جاتے پھر ازواج مطہرات کے گھروں میں تشریف لے جاتے تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسجد شریف میں تشریف فرما ہوئے تو تبوک میں قصداً نہ جانے والے اور عذر بہانے بنانے شروع ہو گئے۔ واقدی کہا ان کی تعداد اسّی سے متجاوز تھی اور وہ منافق انصار تھے اور اعراب دیہاتی لوگ بھی جو پیچھے رہ گئے تھے بیاسی افراد تھے جو بنی غفار وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور عبداللہ بن اُبی اور اس کے ہمنوا ان کے علاوہ تھے ان کی تعداد بہت تھی۔ کعب بن مالک آئے اور سلام عرض کیا آپ نے اس سے چہرۂ انور پھیر لیا تو کعب نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مجھ سے اعراض

marfat.com
Marfat.com

فرمایا ہے۔ بخدا! میں منافق نہیں اور نہ ہی میں نے اسلام میں شک کیا ہے اور نہ مرتد ہُوا ہوں آپ نے فرمایا پھر تبوک کیوں نہیں پہنچے۔ کعب بن مالک کے جواب کے بعد آپ نے فرمایا اب اُٹھ کر چلے جاؤ تمہارا فیصلہ اللہ تعالیٰ کرے گا۔ اور کعب کے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی فرمایا جو کعب سے فرمایا تھا۔ اُن دونوں میں سے ایک مرارہ ابن عمری ہے وہ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی طرف منسوب ہے۔ ان کے تخلّف کا سبب یہ تھا کہ ان کے باغ کا پھل پکنے والا تھا۔ اس نے خیال کیا کہ اس سے پہلے غزوات میں شریک ہوتا رہا ہوں اگر اس دفعہ نہ بھی شریک ہوں تو حرج نہ ہوگا پھر محسوس کیا کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم عام ہے تو کہا اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ باغ تیری راہ میں خیرات کر دیا ہے اور ہلال بن اُمیّہ کے تخلّف کا سبب یہ تھا کہ اس کے اہل و اولاد متفرق تھے وہ سب اکٹھے ہوئے تو انہوں نے کہا اگر اس سال غزوہ میں نہ جائیں اور ہمارے ساتھ ٹھہریں تو حرج نہ ہوگا۔ جب انہیں اپنے اس گناہ کا احساس ہُوا تو کہا اے اللہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اہل و اولاد اور مال کی طرف ہرگز نہیں جاؤں گا وہ بنی واقف بن امرء القیس بن مالک بن اوس کی طرف منسوب ہیں جنگِ بدر میں شریک تھے۔ بعض متاخرین نے کہا وہ بدری نہیں ہیں کیونکہ بدر میں حاضر ہونے والوں کی کچھ سرزنش نہیں کی گئی؛ چنانچہ حاطب بن ابی بلتعہ جس پر جاسوسی کا الزام تھا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع کلام نہیں فرمایا اور نہ ہی ان کو عتاب و عذاب کی سزا دی حالانکہ وہ جاسوسی کے باعث ملزم قرار پائے تھے بلکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن کی گردن اُڑا دینے کی اجازت چاہی تو سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔ اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ بدر میں حاضر تھے اور اہلِ بدر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: تم جو چاہو کرو اللہ نے تمہیں بخش دیا ہے،، حالانکہ جنگ سے تخلف کا گناہ بہت بڑا گناہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مذکور استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس استدلال سے واضح ہوتا ہے کہ بدر میں شریک ہونے والا اگرچہ کتنا بڑا جرم کرے اس سے مواخذہ نہیں کیا جائے گا حالانکہ ایسا نہیں یہی عمر فاروق ہیں جو حاطب بن ابی بلتعہ کے قصہ میں مخاطب تھے اُنھوں نے قدامہ بن مظعون کو حد لگائی تھی جبکہ قدامہ نے شراب پیا تھا حالانکہ وہ بدری ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب سے قطع کلام نہ کیا اور نہ ہی ان کو سزا دی کیونکہ اُنھوں نے ایسا عذر کیا تھا جو قابل قبول تھا۔ حاطب کا عذر یہ تھا کہ اس نے قریش کو مسلمانوں کے متوقع حملہ سے اس لئے خبردار کیا تھا کہ انہوں نے اپنے اہل و اولاد پر خطرہ محسوس کیا تھا اس لئے قریش کو خفیہ خط لکھا تاکہ وہ اس کے اہل و اولاد کو ضرر و نقصان نہ پہنچائیں اس لئے حضور نے اس کا عذر قبول کر کے اسے معاف کر دیا اور حضرت کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کے پاس کچھ عذر نہ تھا اس لئے انہیں مذکور سزا دی گئی تھی۔

قولہ حتی تَنَکَّرَتْ الخ یعنی میرے لئے ہر شئ تبدیل اور متغیر ہوگئی باغ وہ باغ نہ رہے جنہیں ہم پہچانتے تھے اور نہ ہی لوگ وہ لوگ رہے جن سے روزمرّہ کے معاملات کرتے تھے۔ غمناک اور افسردہ انسان ہر شئ کو ایسا ہی پاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

امام بخاری نے اسحاق بن راشد کے طریق سے زہری سے روایت کی کہ کعب بن مالک نے کہا مجھے زیادہ فکر یہ تھی کہ اگر اسی حالت میں میری وفات واقع ہوگئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے یا میری اس حالت میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے اور لوگوں میں میرا یہی حال رہا تو وہ مجھے نماز جنازہ نہ پڑھنے دینگے۔ کعب بن مالک اس اثناء میں ابو قتادہ کے پاس ان کے باغ میں بھی گئے اور دیوار کے اُوپر سے اندر داخل ہوئے لیکن مقصد میں کامیاب نہ ہوئے ابو قتادہ نے اُن سے گفتگو نہ کی۔ وہ کعب کے حقیقی چچا کے بیٹے نہ تھے صرف وہ بنی سلمہ سے تھے جو کعب کا خاندان ہے۔ وحدتِ قبیلہ کی مناسبت کے اعتبار سے ابو قتادہ کو چچا کا بیٹا کہا ہے۔ اس اثناء میں کعب کے پاس غستان کے بادشاہ کا خط بھی کسی نصرانی کے ذریعہ پہنچا جس میں کعب کو اُن سے الحاق کی پیش کش کی گئی تھی لیکن کعب راسخ الایمان تھے اور اُن کا دل اللہ اور اس کے رسُول کی محبت سے معمور تھا اس لئے غسانی پیش کش کو ٹھکراتے ہوئے خط کو تنور میں جلا دیا۔ اگر کوئی ایمان میں کمزور ہوتا تو ایسی حالت میں جبکہ اس سے کوئی بات کرنے کو تیار نہ ہو اور رہبانیت کے عالم میں ہونے کے باعث اس قدر عظیم پیش کش کو ضرور قبول کر لیتا۔ اسی اثناء میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال اور مرارہ کی طرف خزیمہ بن ثابت کو بھیجا کہ وہ اپنی بیویوں سے علیحدہ رہیں اور انہی کو کعب کے پاس بھیجا کہ وہ اپنی بیوی کے قریب نہ جائیے۔ کعب بن مالک کی بیوی کا نام عُمیرہ بنت جُبیر بن صخر بن اُمیہ انصاریہ جو کعب کی اولاد عبداللہ، عبید اللہ اور معبد کی والدہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی بیوی کا نام حُبَیرہ ہے۔ ذہبی نے کہا۔ عُمَیرہ بنت جُبَیر نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے وہ کعب بن مالک کی بیوی ہے۔ ہلال بن اُمیہ کی بیوی خولہ بنت عاصم ہے۔ ذہبی نے کہا یہ وہی عورت ہے جس سے ہلال نے لعان کیا تھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں تفریق کر دی تھی۔

کعب بن مالک نے کہا میرے اہل میں سے کسی نے کہا کہ تم بھی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیوی کے لئے اجازت حاصل کر لو لیکن اشکال یہ ہے کہ ان تینوں سے کلام کرنا ممنوع تھا تو یہ مکالمہ کیسے ہُوا اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ اشارہ سے کہا ہو یا گھر کی کسی خاتون نے کہا ہو؛ کیونکہ ان کے گھروں میں عورتوں سے کلام ممنوع نہ تھا ہوسکتا ہے کہ کسی منافق نے یہ کہا ہو یہ ممکن ہے کہ کعب کے خادم نے کہا ہو کیونکہ خادم نہی میں داخل نہ تھے واللہ اعلم!

جب ان حضرات کی توبہ قبول ہُوئی تو انہیں خوشخبری دینے کے لئے زبیر بن عوام گھوڑے پر سوار ہوکر کعب کو بشارت دینے کے لئے روانہ ہوئے کہا گیا ہے کہ حمزہ بن عمرو تھے اور جو شخص دوڑتا ہُوا پہاڑ پر چڑھا تھا اور کعب کو بُلند آواز سے خوشخبری دی تھی وہ حمزہ بن عمرو تھے۔ یہ واقدی نے کہا ہے ابو عمرو نے کہا حمزہ بن عمرو اسلمی ہیں اور حجازی شمار ہوتے ہیں وہ اسّی سال کی عمر میں ۶۱ ہجری کو فوت ہُوئے تھے۔ اہلِ مدینہ منورہ نے ان سے روایت کی ہے وہ ہمیشہ رونہ سے ہوتے تھے۔ واقدی نے کہا ہلال بن اُمیہ کو سعید بن زید نے اور مرارہ کو سلکان بن سلامہ یا سلمہ بن سلامہ بن قیس نے قبولیت توبہ کی خوشخبری سُنائی تھی (عینی)

قولہ کانہ قطعۃ قمر الخ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ چاند کے ٹکڑے سے تشبیہ کیوں دی پُورے چاند سے

marfat.com
Marfat.com

تشبیہ کیوں نہیں دی اس کا جواب یہ ہے کہ چاند میں سیاہ نشان بھی ہے اس سے احتراز کرتے ہوئے چاند کا ٹکڑا مشبہ بہ بنایا ہے۔ قولہ وَاُرْجَاءُ الخ یعنی مؤخر کیا۔ کعب بن مالک کے اس کلام کا حاصل معنیٰ یہ ہے کہ انھوں نے اس آیت کریمہ " وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا " کی تفسیر کی کہ تینوں اصحاب کا معاملہ توبہ قبول ہونے تک مؤخر کیا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ غزوہ سے پیچھے رہے تھے۔

فوائد الحدیث

اس حدیث سے کثیر فوائد کا استنباط کیا گیا ہے : ع۱ لڑائی کے بغیر کفار سے اموال حاصل کرنے جائز ہیں۔ ع۲ حرم کے مہینہ میں غزوہ کرنا جائز ہے ع۳ جب غزوہ کے چھپانے میں مصلحت نہ ہو تو اس کی تصریح کرنا جائز ہے ع۴ جب امام عام اعلان کرے تو تمام پر غزوہ کے لئے نکلنا ضروری ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کے لئے عام اعلان فرمایا تھا تو نہ نکلنے والوں پر ناراضگی کرنا تو واضح ہے اور اگر اعلان عام نہ تھا تو جہاد فرض کفایہ ہوا اس میں نہ نکلنے والوں پر ناراضگی کی کیا وجہ تھی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انصار کے حق میں جہاد فرض عین تھا کیونکہ انھوں نے اسی پر بیعت کی تھی لہذا آپ کا عتاب درست تھا ع۵ اس امت کے لئے غنیمت کا مال مباح ہے کیونکہ صحابہ نے قریش کے قافلہ کو گرفت میں لینے کا ارادہ کیا تھا۔ ع۶ جنگ بدر اور بیعت عقبہ میں موجود لوگ دوسروں سے افضل ہیں ع۷ امام کی متابعت لازم ہے۔ ع۸ قسم طلب کئے بغیر کھانا جائز ہے ع۹ اچھی چیز کے ضائع ہو جانے پر افسوس کرنا جائز ہے ع۱۰ اہل بدعت سے دور رہنا چاہیئے ع۱۱ امام کے لئے جائز ہے کہ بعض کا بائیکاٹ کرکے اور بیوی کے قریب نہ جانا لازم کرکے اسے سزا دے ع۱۲ باہر سے آنے والے کا پہلے مسجد میں آنا اور نماز پڑھنا مستحب ہے ع۱۳ تنہائی میں رونا مستحب ہے ع۱۴ نماز میں نظر پھیر کر دیکھنا نماز کو باطل نہیں کرتا ع۱۵ سچ بولنا اچھا ہے ع۱۶ سلام کہنا اور اس کا جواب دینا کلام ہے ع۱۷ اپنے دوست کی اجازت کے بغیر اس کے باغ میں داخل ہونا جائز ہے ع۱۸ کنایہ الفاظ میں طلاق کی نیت کے بغیر طلاق نہیں ہوتی ع۱۹ قریبی لوگوں کی محبت پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کو ترجیح ہے ع۲۰ عورت اپنے شوہر کی خدمت کرے ع۲۱ جب کسی شئ سے منع کیا جائے تو اس میں واقع ہونے کے خوف سے اس سے دور رہنا چاہیئے۔ ع۲۲ جس کاغذ پر اللہ کا نام لکھا ہو کسی مصلحت کے لئے اس کو جلانا جائز ہے ع۲۳ نعمت کے حصول اور مصیبت کے زائل ہونے کے باعث خوشخبری دینا مستحب ہے۔ ع۲۴ ضروری امور میں امام کے پاس اکٹھے ہونا چاہیئے ع۲۵ جس سے امام کے ساتھی خوش ہوں امام کو بھی خوش ہونا چاہیئے ع۲۶ جب غم واندوہ جاتا رہے تو صدقہ کرنا چاہیئے ع۲۷ جب صبر نہ ہو سکے تو سارے مال کا صدقہ کرنا ممنوع ہے ع۲۸ خوشخبری دینے والے کو لباس پہنانا چاہیئے ع۲۹ قسم کی تخصیص نیت سے ہوتی ہے۔ ع۳۰ شئ عاریۃً لینا دینا جائز ہے ع۳۱ آنے والے سے مصافحہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ نُزُوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحِجْرَ

۴۱۱۸ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

کرنا اور اس کے احترام کے لئے کھڑا ہونا چاہیئے ع۳۵ جس نیک شئی سے نفع ہو اس کا التزام ہمیشہ کرنا چاہیئے ع۳۶ سجدۂ شکر مستحب ہے ع۳۷ معصیت کا حکم عظیم ہے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اے اللہ تو ہر عیب سے پاک ہے ان تین شخصوں نے مالِ حرام نہ کھایا نہ ناحق خونریزی کی اور نہ ہی زمین میں فساد کیا جو مصیبت انہیں پہنچی وہ سب جانتے ہیں اللہ کی وسیع زمین ان پر تنگ ہوگئی۔ تو جو شخص فواحش اور بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب ہو اس کا کیا حال ہوگا ع۳۸ جو شخص دین میں قوی تر ہو اس کا مواخذہ کمزور سے سخت ہوتا ہے ع۳۹ انسان کا اپنی تقصیر وغیرہ کی خبر دینا جائز ہے ع۴۰ جب فتنہ میں واقع ہونے کا ڈر نہ ہو تو کسی میں اچھی وصف ہو تو اس کی مدح کرنا جائز ہے ع۴۱ جو کسی کو حاصل نہ ہو اور غیر کو حاصل ہو تو اس کے سبب اپنی ذات کو تسلی دینا صحیح ہے جیسے کعب بن مالک نے ہلال اور مرارہ کے باعث اپنی ذات کو تسلی دی تھی ع۴۲ گنہگار کو سلام کرنا جائز ہے۔
ع۴۳ تین دن تک قطع کلام جائز ہے ع۴۴ ساتھی کی اقتداء کرتے ہوئے معصیت کی گرمی کو ٹھنڈا کرنا چاہیے ع۴۵ جس شخص سے شرعی ہجرت کی جائے اس کے سلام کا جواب نہ دینا جائز ہے کیونکہ اگر واجب ہوتا تو کعب بن مالک یہ نہ کہتے میں دیکھتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سلام کے جواب میں ہونٹ مبارک ہلائے ہیں یا نہیں۔
ع۴۶ انسان کا یہ کہنا اللہ و رسولہ اعلم کلام نہیں اور نہ ہی اس میں خطاب پایا جاتا ہے لہٰذا اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ فلاں سے کلام نہیں کرے گا تو اس کے کلام کے جواب میں اللہ و رسولہ اعلم کہہ دیا تو حانث نہ ہوگا جبکہ اس سے کلام کی نیت نہ ہو (عینی و فتح الباری)

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ حِجر میں جانا

حِجر بکسر الحاء وسکون الجیم ہے۔ یہ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم ثمود کے منازل ہیں جو مدینہ منورہ اور شام کے درمیان وادی القریٰ کے پاس ہیں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے اصحابِ حجر جو قوم ثمود ہے کے متعلق فرمایا ان لوگوں پر داخل نہ ہو جن کو عذاب دیا گیا ہے۔

۴۱۱۸ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجر سے گزرے تو

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاکِنَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ اَنْ یُّصِیْبَکُمْ مَا اَصَابَھُمْ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنُوْا بَاکِیْنَ ثُمَّ قَنَّعَ رَاْسَہٗ وَاَسْرَعَ السَّیْرَ حَتّٰی جَازَ الْوَادِیَ

۴۱۱۹ ۔ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ الْمُعَذَّبِیْنَ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنُوْا بَاکِیْنَ اَنْ یُّصِیْبَکُمْ مِثْلُ مَآ اَصَابَھُمْ

فرمایا یہ ان لوگوں کے رہنے کے مکان ہیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تم ان مساکن میں داخل نہ ہو کہیں تم کو عذاب نہ پہنچے جو ان کو پہنچا تھا مگر روتے ہوئے یہاں سے گزر جاؤ پھر آپ نے سر مبارک ڈھانپ لیا اور تیزی سے گزرتے گئے حتی کہ وادی سے باہر چلے گئے ۔ (حدیث ۳۱۶۱ کی شرح دیکھیں)

۴۱۱۹ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب حجر کے متعلق فرمایا (ان لوگوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا) ان معذبین پر داخل نہ ہو مگر روتے ہوئے کہیں تمہیں عذاب نہ پہنچے جو ان پر نازل ہوا تھا۔

۴۱۱۹ ــــ شرح : اصحاب کی حجر کی طرف اضافت ادنیٰ ملابست کے لحاظ سے ہے چنانچہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اس مقام میں آپ کے ساتھ تھے سے فرمایا ،، اصحاب کی حجر کی طرف اضافت وہاں سے گزرنے کے اعتبار سے ہے۔ شیخ ابن حجر عسقلانی نے کہا کرمانی کی تقریر میں تکلف ہے بلکہ "لاصحاب" میں لام عَنْ کے معنیٰ میں ہے اور قال کا مقولہ محذوف ہے تاکہ ہر سامع کو شامل ہو اصل عبارت اس طرح ہے قَالَ لِاُمَّتِہٖ عَنْ اَصْحَابِ الْحِجْرِ وَثَمُوْدَ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ الْمُعَذَّبِیْنَ ،، یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے اصحاب حجر جو قوم ثمود ہے کے متعلق فرمایا : ان لوگوں کو عذاب دیا گیا ہے ان پر مت داخل ہو"

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شیخ ابن حجر کی تقریر میں بھی تکلف ہے۔ اس کا واضح بے غبار معنی یہ ہے کہ لِاَصْحَابِ حِجْرٍ ،، میں لام ،، عِنْدَ کے معنیٰ میں ہے۔ دراصل عبارت یہ ہے : قَالَ عِنْدَ اَصْحَابِ الْحِجْرِ وَھُمْ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ — ۴۱۲۰ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ نَافِعِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ مُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَقُمْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ لَا أَعْلَمُهُ قَالَ إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذَهَبَ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ عَلَيْهِ كُمُّ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ

الْمُعَذَّبُونَ هُنَاكَ لَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ ،، یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابِ حجر کے پاس جن کو وہاں عذاب دیا گیا تھا فرمایا اِن لوگوں پر داخل نہ ہو ،،

بابٌ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

یہ باب پہلے باب کی فصل کی مانند ہے کیونکہ اس میں وہی احادیث ہیں جو تبوک کے متعلق ہیں اس سے پہلا باب بھی پہلے باب کی فصل کی طرح تھا۔

۴۱۲۰ — ترجمہ : عروہ بن مغیرہ نے اپنے والد مغیرہ بن شعبہ سے روائت کی کہ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے باہر گئے (جب واپس تشریف لائے) تو میں کھڑا ہوا اور وضو کے لئے پانی ڈالنے لگا۔ عروہ نے کہا میں مغیرہ کو نہیں جانتا مگر یہ کہ کہا یہ واقعہ غزوہ تبوک میں ہوا ،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرۂ انور دھویا پھر کلائیاں دھونے لگے تو جبہ کی آستینیں تنگ تھیں آپ نے دونوں ہاتھ جبہ کے نیچے سے باہر نکال لئے اور ان کو دھویا پھر موزوں پر مسح کیا۔

۴۱۲۰ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت ان الفاظ میں ہے لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ ،، اس سفر میں مغیرہ بن شعبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ حدیث ۱۵۱ کی شرح دیکھیں، لیکن وہاں غزوہ تبوک کا ذکر نہیں۔ نیز حدیث ۲۰۲ کی شرح دیکھیں اس میں بھی تبوک کا ذکر نہیں ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں کی خدمت کرنا جائز ہے اگرچہ

marfat.com
Marfat.com

۴۱۲۱ــ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو ابْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْ حُمَيْدٍ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ حَتّٰى اِذَا اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ هٰذِهٖ طَابَةُ وَهٰذَا اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ

۴۱۲۲ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ اَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ

وہ اجازت نہ دیں اور دعا میں استعانت جائز ہے۔

۴۱۲۱ــ ترجمہ : ابو حمید نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک سے واپس آئے جب مدینہ منورہ کے قریب آئے تو آپ نے فرمایا یہ طابہ ہے اور یہ اُحد پہاڑ ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے، ہم اُس سے محبت کرتے ہیں (طابہ مدینہ منورہ کا نام ہے)

(حدیث ۱۷۵۳ کی شرح دیکھیں)

۴۱۲۲ــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے اور ہم مدینہ منورہ کے قریب آئے تو آپ نے فرمایا مدینہ منورہ میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ تم کوئی راہ نہیں چلے اور نہ ہی تم نے کوئی وادی قطع کی مگر وہ تمہارے ساتھ تھے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ مدینہ منورہ میں ہیں؟ فرمایا وہ مدینہ منورہ میں ہیں ان کو عذر نے روک رکھا ہے۔

(وہ معذور ہیں سفر پہ قادر نہیں لیکن ان کی نیت درست تھی وہ ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كِتَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ

۴۱۲۳ ـ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلٰى كِسْرٰى مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِىِّ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ اِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهٗ مَزَّقَهٗ فَحَسِبْتُ اَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ

بابؔ ـ سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسریٰ اور قیصر کی طرف خط لکھے،،

فارس کے بادشاہ کو کسریٰ اور رُوم کو بادشاہ کو قیصر کہتے ہیں۔ جس کسریٰ کی طرف سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خط لکھا تھا وہ پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں تھا وہ کبیر اور مشہور کسریٰ ہے۔ بعض نے کہا یہ کسریٰ نوشیرواں تھا لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کو خبر دی تھی کہ اس کا بیٹا اسے قتل کرے گا اور جس کسریٰ کے بیٹے نے اس کو قتل کیا تھا وہ پرویز تھا یہاں قیصر سے مراد ہرقل ہے،،

۴۱۲۳ ـ ترجمہ: عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابن عباس نے انہیں خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عبد اللہ بن حُذافہ سہمی کو خط دیکر کسریٰ کے پاس بھیجا اور اسے فرمایا کہ یہ خط بحرین کے حاکم کو دے۔ اُس نے آپ کا خط کسریٰ تک پہنچا

marfat.com
Marfat.com

دیا۔ کسریٰ نے جب خط پڑھا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے میرا خیال ہے کہ سعید بن مسیب نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بد دعا کی کہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

۴۱۲۴ **شرح** : ابن اسحاق نے سنہ سادسہ میں ذکر کیا کہ چھٹے سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ صحابہ کرام کو ایک ساتھ مختلف بادشاہوں کی طرف بھیجا؛ چنانچہ حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف، شجاع بن وہب کو غستان کے بادشاہ حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف، دحیہ کلبی کو رُوم کے بادشاہ قیصر ہرقل کی طرف، سلیط بن عمرد کو ہوزہ بن عمرو حنفی کی طرف عمرو بن اُمیّہ کو نجاشی کی طرف اور عبداللہ بن حُذافہ سہمی کو فارس کے بادشاہ کسریٰ پرویز کی طرف بھیجا۔ واقدی نے کہا عمرہ حُدیبیہ کے بعد چھ ہجری کے آخر میں ایک ہی دن خطوط بھیجے۔ بعض نے کہا چھ ہجری کے محرم میں اور بیہقی نے کہا آٹھ ہجری میں غزوہ موتہ کے بعد خطوط بھیجے۔ لیکن امام بخاری کی ترتیب سے واضح ہوتا ہے کہ نو ہجری میں خطوط بھیجے تھے۔ کیونکہ اسے غزوۂ تبوک کے بعد ذکر کیا ہے۔

فارس کے حاکم کسریٰ کی طرف خط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمد رسول اللہ کی طرف سے فارس کے حاکم کسریٰ کی طرف۔ سلام اس پر ہو جو ہدائت قبول کرے اور اللہ اور اس کے رسُول پر ایمان لائے اور یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسُول ہیں ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، میں تجھے دعوتِ اسلام دیتا ہوں کہ اللہ نے مجھے ساری مخلوق کے لئے رسُول بھیجا ہے۔ تاکہ زندہ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائے اور کافروں پر حجت قائم کرے۔ اسلام قبول کرلے سلامتی میں رہے گا اگر تو نے انکار کیا تو مجوس کا گناہ تجھ پر ہوگا جب کسریٰ نے خط پڑھا تو اسے پھاڑ دیا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے خبر آئی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کا بیٹا شیرویہ مسلط کر دیا ہے اُس نے کسریٰ کو فلاں ماہ کی فلاں رات میں قتل کر دیا ہے۔ کسریٰ کو اس کے بیٹے نے نو ہجری کو گیارہ جمادی الاخریٰ میں منگل کی رات کو چھ بجے قتل کیا تھا۔ عظیم البحرین کسریٰ کا نائب تھا جو بحرین کا حاکم تھا۔ اس کا نام منذر بن ساوی عبدی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور اس کے لشکروں پر بد دعا فرمائی کہ وہ سب پارہ پارہ ہو جائیں اور ان سے کوئی باقی نہ رہے چنانچہ ایسا ہُوا کہ شقاوت اور بدبختی ان کا نصیب بنا اور ان کی شوکت و سطوت کا خاتمہ ہُوا اور جاہ و جلال زوال پذیر ہُوئے حتیٰ کہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ان کا کلیتہً خاتمہ ہو گیا ،، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی اور قیصر کی طرف بھی خطوط لکھے تھے۔ تفہیم البخاری کے پہلے حصہ میں اُن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ مزید برآں حدیث ۶۲ کی شرح دیکھیں ،،

marfat.com
Marfat.com

۴۱۲۴ــــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِي اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْجَمَلِ بَعْدَ مَا كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوْا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً

۴۱۲۴ــــ ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے جمل کے واقعہ میں ایک کلمہ کے سبب نفع دیا جو میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا بعد اس کے کہ میں اصحابِ جمل سے عنقریب لاحق ہوجاتا اور مسلمانوں سے جنگ کرتا۔ (وہ یہ کہ) جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ اہلِ فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنالیا ہے تو فرمایا وہ قوم کبھی کامیاب نہ ہوگی جس نے عورت کو اپنے امور کا والی بنالیا ہے۔

۴۱۲۴ــــ شرح : جس کسریٰ کی طرف سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا تھا اس کے مرنے کے بعد اس کی لڑکی کو فارس کی حاکمہ بنایا گیا تھا کیونکہ جب کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کردیا تو اُس نے کسریٰ کا مطب کھولا اس میں زہر سے بھری ہُوئی ایک بوتل پر لکھا تھا۔ یہ دواء جماع کے لئے بہت مفید ہے چونکہ شیرویہ جماع کا بہت حریص تھا اس نے اس بوتل سے دواء سمجھ کر پی لیا تو فوراً مرگیا اس سے پہلے اُس نے اپنے بھائیوں کو بھی قتل کردیا تھا اسی طرح اپنے خاندان میں کوئی مرد اس نے زندہ نہیں رہنے دیا تھا تاکہ وہ تنہا ملک کا وارث ہو۔ اس کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس کی لڑکی کو ملک کی تولیت دے دی تاکہ ملک کسی اور کے ہاتھ نہ چلا جائے اس لڑکی کا نام بُوران تھا۔ جب فارس کی متولیہ بنی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی قوم کبھی کامیابی حاصل نہیں کرسکتی جس نے اپنے جملہ امور عورت کے حوالہ کردیئے ہیں۔ یہ کلام ابوبکرہ نے سُنا ہُوا تھا اس لئے جنگ جمل جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ہُوئی تو ابوبکرہ نے اس لشکر سے علیحدگی اختیار کرلی جس کی سربراہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ تھیں ،، رضی اللہ عنہا ،،

قولہ ایام الجمل ،، اس کا تعلق ،، نَفَعَنِیْ ،، سے ہے۔ تو معنی یہ ہوگا اس کلمہ نے مجھے ایامِ جمل میں نفع دیا۔ اگر سَمِعْتُهَا سے متعلق ہو تو معنی صحیح نہ ہوگا ؛ کیونکہ ابوبکرہ نے یہ حدیث ایام جمل میں نہیں سُنی تھی۔

اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

marfat.com
Marfat.com

۴۱۲۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ اَذْكُرُ لِيْ خَرَجْتُ مَعَ الْغِلْمَانِ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً مَعَ الصِّبْيَانِ

۴۱۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ اَذْكُرُ اَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الصِّبْيَانِ نَتَلَقَّى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ مَقْدَمَهٗ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ

لشکر جرار لے کر بصرہ کی طرف روانہ ہوئیں جبکہ آپ کے ہمراہ طلحہ اور زبیر بھی تھے۔ اصحاب جمل ام المؤمنین کا لشکر تھا اس لئے اس کو جنگ جمل کہا جاتا ہے۔ تنویر الازھار ترجمہ نور الابصار میں جنگ جمل کا واقعہ مفصل مذکور ہے۔ اس حدیث سے خطابی نے استدلال کیا کہ عورت امیر نہیں ہو سکتی قاضی ہو سکتی ہے

۴۱۲۵ — ترجمہ : سائب بن یزید سے روایت ہے انھوں نے کہا مجھے یاد ہے کہ میں لڑکوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع کی طرف جاتا تھا ہم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرتے تھے۔ کبھی سفیان نے غلمان کا بدل الصبیان ذکر کیا ہے (دونوں کا معنی واحد ہے)

۴۱۲۵ — شرح : جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تھے تو یہ حضرات استقبال کرنے گئے تھے اور غزوہ تبوک میں ہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملوک کی طرف خطوط لکھے تھے۔ اس لحاظ سے یہ حدیث تبوک کے واقعہ کے مناسب ہے۔ (حدیث ۲۸۷۵ کی شرح دیکھیں) ثنیۃ الوداع مدینہ منورہ سے باہر ایک وادی ہے۔ اس کو ثنیۃ الوداع اس لئے کہتے ہیں کہ لوگوں کی عادت تھی کہ جس کسی نے سفر میں جانا ہوتا تھا اسے وداع کرنے یہاں تک آیا کرتے تھے۔ اگرچہ یہ اسلامی نام ہے لیکن جاہلیت میں بھی لوگ اسی طرح کرتے تھے۔

۴۱۲۶ — ترجمہ : سائب سے روایت ہے انھوں نے کہا مجھے یاد ہے کہ میں بچوں کے ساتھ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنے ثنیۃ الوداع تک گیا تھا جبکہ آپ غزوہ تبوک سے واپس آئے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهٖ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ اَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ

بَابُ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار ہونا اور وفات پانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : آپ وفات پانے والے ہیں وہ بھی فوت ہونے والے ہیں پھر قیامت کے دن تم اپنے رب کے حضور جھگڑو گے ،،

یونس نے زہری سے روائت کی زُہری نے عروہ سے روائت کی کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا جس میں آپ نے وفات پائی ،، اے عائشہ! میں ہمیشہ سے زہریلے کھانے کا درد محسوس کرتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اس وقت میں اس زہر کے سبب اپنی رگ کٹتی ہوئی محسوس کرتا ہوں۔

شرح الباب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض کی ابتداء پیر کے روز ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوئی اور تیرہ روز بیمار رہنے کے بعد ربیع الاوّل میں پیر کے روز چاشت کے وقت وفات پائی ابن اسحاق نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاوّل کو ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے۔ اسی روز آپ نے وفات پائی ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہوئے تو مکہ مکرمہ سے کوچ کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے اور ذی الحجہ، محرم اور صفر اقامت فرمانے کے بعد گیارہ ہجری کے ربیع الاوّل میں بارہ راتیں گزر

marfat.com
Marfat.com

۴۱۲۷ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ثُمَّ مَا صَلّٰى لَنَا بَعْدَهَا حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ

کے بعد وفات پائی"، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور آیت کریمہ ذکر کرکے تصریح کی کہ نبی پر بھی موت آتی ہے؛ کیونکہ اللہ نے سیدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے خطاب فرمایا: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ" یعنی موت سب کو شامل ہے اس سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں۔ مکہ کے مشرک سرورِعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے منتظر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ موت کا انتظار بے مقصد ہے۔ اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ وفات فرمانے والے ہیں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔ یعنی ہر جاندار شئ فوت ہونے والی ہے۔

قولہ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ"، یعنی میں اپنے پیٹ میں زہریلے طعام کے سبب درد محسوس کرتا ہوں فَہٰذا مبتداء اور اَوَان خبر ہے یا اَوَان ظرفیت کے باعث مبنی علی الفتح ہے کیونکہ یہ ماضی مبنی کی طرف مضاف ہے۔ اَبْہَر"، پیٹ کے اندر رگ ہے۔ جس کے ساتھ قلب معلق ہوتا ہے جب وہ کٹ جائے تو موت واقع ہوجاتی ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ دو رگیں ہیں جو قلب سے نکلتی ہیں پھر اُن سے شریانیں نکلتی ہیں۔ کہا گیا ہے اَبْہَر صلب میں رگ ہے جو دل کے ساتھ متصل ہوتی ہے۔ خیبر میں ایک یہودیہ عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو بطور ہدیہ بھیجا اس کی تفصیل حدیث ۲۹۵۷ کی شرح میں دیکھیں۔

ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ام فضل بنت حارث سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں "وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا"، پڑھتے سُنا پھر اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھائی حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبض کرلیا۔ ۴۱۲۷ —

شرح : ام فضل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ ہیں۔ یہ حارث بن حزن کی بیٹی ہلالیہ ہیں اور ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ ان کا نام لبابہ ہے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے اُنھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے اور اُن کے پاس قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ۴۱۲۷ —

(حدیث ۷۳۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۱۲۸ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یُدْنِیْ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اِنَّ لَنَا اَبْنَآءً مِثْلَهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ مِنْ حَیْثُ تَعْلَمُ فَسَاَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَقَالَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَّمَهٗ اِیَّاهُ فَقَالَ مَا اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَعْلَمُ

۴۱۲۹ــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ سُلَیْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَوْمَ الْخَمِیْسِ وَمَا یَوْمُ الْخَمِیْسِ اِشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهٗ فَقَالَ ائْتُوْنِیْ اَکْتُبْ لَکُمْ کِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا یَنْبَغِیْ عِنْدَ نَبِیٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا شَاْنُهٗ اَهَجَرَ اِسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا یَرُدُّوْنَ عَنْهُ فَقَالَ دَعُوْنِیْ فَالَّذِیْ اَنَا فِیْهِ خَیْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ وَاَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ اَخْرِجُوا الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِیْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا

۴۱۲۸ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابن عباس کو اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے انہیں کہا اس جیسے ہمارے بھی بیٹے ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا ان کا مقام آپ جانتے ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق نے ابن عباس سے اس آیت کے متعلق پوچھا " اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ "، تو انھوں نے کہا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کی اطلاع دی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی اس آیت کریمہ سے وہی جانتا ہوں جو کچھ تو جانتا ہے (حدیث ۳۲۹۳ کی شرح دیکھیں)

۴۱۲۹ــ ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جمعرات کا دن اور جمعرات کا کیسا دن ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے فرمایا میرے پاس کتاب لاؤ میں تمہارے لئے تحریر کر دوں پھر میرے بعد کبھی نہ بھٹکو گے لوگوں نے جھگڑا کیا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جھگڑا مناسب نہیں لوگوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

كُنْتُ أُجِيزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ أَوْقَالَ فَنَسِيتُهَا

کا کیا حال ہے ؟ کیا آپ دُنیا چھوڑ رہے ہیں ؟ آپ سے پوچھو لوگوں نے آپ کو تحریر سے روکنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو میں جس حالت میں ہوں اس حال سے بہتر ہوں جس طرف تم مجھے بُلا رہے ہو۔ اور تین چیزوں کی وصیت فرمائی۔ عرب کے جزیرہ سے مشرکوں کو نکال دو۔ وفد کو اسی طرح عطیہ دو جس طرح میں ان کو دیا کرتا تھا اور تیسری وصیت سے سکوت فرمایا یا کہا میں تیسری کو بھول گیا۔

۴۱۲۹ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قلم دوات لاؤ میں تمہارے لئے تحریر کردوں پھر تم نہیں پھسلو گے جبکہ اس پر عمل کرو گے لوگوں نے ایک دوسرے سے قلم دوات وغیرہ لانے میں جھگڑا کیا حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا مناسب نہیں۔ حاضرینِ مجلس نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا حال ہے۔ "اَهَجَرَ اِسْتَفْهِمُوْهُ" ، کیا آپ ہمیں داغِ مفارقت دے رہے ہیں ؟ آپ کا حال دریافت کرو! امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا " اَهجر" کا معنیٰ یہ ہے کیا آپ کا یہ کلام قصد یا بے قصد صادر ہُوا ہے۔ "اَيَهْجُرُ" میں ہمزہ استفہام انکاری ہے۔ بعض روایات میں ہمزہ نہیں لیکن وہاں ہمزہ محذوف ہے۔ اِس لئے "اِسْتَفْهِمُوْا" ، ذکر کیا۔ بعض نے ہجر کو خبر کے معنی میں کہا اور اس کا معنی ہذیان کیا ہے جو بیمار مرض کی شدت کے باعث کرتا ہے۔

حاشا وکلا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی نسبت کرنا جائز نہیں کیونکہ آپ سے اس جیسے فعل کا وقوع محال ہے۔ کیونکہ آپ بہر حال صحت و مرض میں معصوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى" ، آپ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے آپ کا کلام وحی ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں غصہ اور رضاء میں حق کہتا ہوں۔ اس مقام میں یہی تقریر مناسب ہے کہ جن لوگوں نے کہا تھا اَهَجَرَ یا هَجَرَ بغیر ہمزہ کے کہا تھا وہ لوگ نئے نئے مسلمان ہُوئے تھے۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس قسم کی بات کرنا آپ کے حق میں غیر متصور ہے کیونکہ انہوں نے گمان کیا تھا کہ آپ طبیعت بشریہ میں اور لوگوں کی طرح ہیں کہ جب ان پر بیماری کی شدت غلبہ کر جائے تو وہ سوچے سمجھے بغیر کلام کرتے ہیں۔ اسی لئے اُنھوں نے کہا آپ سے یہ بات سمجھنی چاہیئے ؛ کیونکہ اُنھوں نے آپ کی مراد نہیں سمجھی تھی۔ اسی لئے ان میں جھگڑا پیدا ہُوا۔ حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا رد کرتے ہُوئے فرمایا : نبی کے پاس جھگڑا مناسب نہیں۔ ایک روایت میں ہے میرے پاس جھگڑا کرنا مناسب نہیں۔ ان کے جھگڑے کا بعض حصہ یہ تھا کہ اُنھوں نے آپ پر رد کیا تھا "فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ" ، کا یہی معنی ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو میں جس عالی خیال میں ہوں اور وہ مراقبہ اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری ہے اس سے بہتر ہے جدھر تم مجھے بُلا رہے ہو کہ میں تحریر ترک کردوں

marfat.com
Marfat.com

٤١٣٠ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوْا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ
قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ
الْقُرْاٰنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ
يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ
فَلَمَّا أَكْثَرُوْا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا
قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ
وَلَغَطِهِمْ

اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تھا "إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ"، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کتابت کے درمیان کیا حائل ہوگیا۔ حدیث ۱۱۴ء، ۲۸۴۵ء کی شرح دیکھیں"

۴۱۳۰ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا اور گھر میں بہت لوگ تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تمہیں ایک تحریر کر دوں تم اس کے بعد نہیں بھٹکو گے ان میں سے بعض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی تکلیف کا غلبہ ہے تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے اللہ کی کتاب ہمیں کافی ہے گھر میں موجود لوگوں نے باہم اختلاف کیا اور ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے اُن میں سے بعض کہتے تھے قلم دوات آپ کے قریب کرو تمہارے لئے تحریر کر دیں اس کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے اور بعض اس کے سوا کچھ اور کہتے تھے جب ان کی بے فائدہ باتیں زیادہ ہونے لگیں تو اختلاف ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ عبید اللہ نے کہا ابن عباس کہتے تھے یہ کیسی مصیبت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے

marfat.com
Marfat.com

۴۱۳۱ــ حَدَّثَنَا يُسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ فَسَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِهِ يَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ

اتنی دیکھنے کے درمیان ان کے لیے فائدہ گفتگو اور اختلاف کے سبب حائل ہوئی (حدیث ۱۱۴ کی شرح دیکھیں)

۴۱۳۱ — ترجمہ : عروہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اس مرض میں بلایا جس میں آپ نے وفات پائی اور ان سے آہستہ گفتگو کی تو وہ رو پڑیں۔ پھر دوبارہ انہیں بلایا اور ان سے آہستہ گفتگو فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں ہم نے اس کے متعلق سیدہ سے دریافت کیا تو فرمایا آپ نے مجھ سے آہستہ بات کی کہ اس مرض میں وفات پا جائیں گے تو میں رو پڑی پھر مجھے خبر دی کہ میں آپ کے اہل بیت میں سے سب سے پہلے آپ سے ملوں گی تو میں ہنسنے لگی۔

۴۱۳۱ — شرح : ایک روایت میں ہے ہم نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے پہلے رونے پھر ہنسنے کے متعلق پوچھا عروہ کی روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی کہ سیدہ سب سے پہلے آپ سے ملے گی اور مسروق کی روایت میں ہے کہ آپ نے سیدہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی تھی کہ وہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ طبرانی میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ سے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے سارے جہانوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت نہیں جس کی اولاد تم سے عظیم ہو لہٰذا صبر کرنے میں ان میں سے اولیٰ عورت نہ بنیں۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جواب دیا تھا؛ چنانچہ مسروق کی روایت میں ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے حفظ سیدہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید افشار نہ کروں گی جب آپ وصال فرما گئے تو پھر میں نے پوچھا تو سیدہ نے جواب دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں آپ کی اولاد اور ازواج سب شامل ہیں۔ لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کی اولاد اور بیویوں میں سے سب سے پہلے سیدہ سلام اللہ علیہا آپ سے لاحق ہوں گی

marfat.com
Marfat.com

۴۱۳۲ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَمُوْتُ نَبِیٌّ حَتّٰی يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ وَاَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اَلْاٰيَةَ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ خُيِّرَ

۴۱۳۳ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرَضَ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ جَعَلَ يَقُوْلُ فِی الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰی

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (حدیث ۳۲۹۴ کی شرح دیکھیں)

۴۱۳۲ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں سنا کرتی تھی کہ نبی وفات نہیں پاتے تھے کہ انہیں دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے (کہ دنیا میں رہیں یا آخرت کو پسند کریں) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بیماری جس میں آپ نے وصال فرمایا میں فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ کے گلے میں آواز سخت ہو گئی تھی "ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام فرمایا" تو مجھے یقین ہوا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔

۴۱۳۳ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے جس مرض میں آپ نے وصال فرمایا فرماتے تھے "الرفیق الاعلیٰ"

۴۱۳۳-۳۲ شرح : بحۃ گلے میں کوئی شی آجاتی ہے جس سے آواز بدل جاتی ہے اور سخت ہونے لگتی ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر نبی کو وفات سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں اور اگر وہ آخرت کو پسند کرنا چاہیں تو انہیں اس میں اختیار ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب مرض وفات میں آپ نے یہ فرمایا "مع الذین انعم اللہ علیہم الرفیق الاعلیٰ" تو میں سمجھ گئی کہ آپ ہمیں داغ مفارقت دے جائیں گے کیونکہ آپ نے رفیق اعلیٰ کو اختیار کر لیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ابی مویہبہ سے روایت کی کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

۴۱۳۴ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَحِيْحٌ يَقُوْلُ اِنَّهٗ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُحَيّٰى اَوْ يُخَيَّرَ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ وَرَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِ عَائِشَةَ غُشِيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا اَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهٗ نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى فَقُلْتُ اِذًا لَا يُجَاوِرُنَا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ حَدِيْثُهُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ

مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں اور اس میں ہمیشہ رہنا پھر جنت عطا کی گئی اور مجھے ان میں اور اپنے رب سے ملاقات اور جنت میں اختیار دیا گیا تو میں نے اپنے رب کی ملاقات اور جنت کو اختیار کیا۔ عبدالرزاق نے مرسل روایت ذکر کی طاؤس نے اسے مرفوع ذکر کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا کہ میں دنیا میں باقی رہوں حتی کہ اپنی امت کی فتوحات کو دیکھوں یا اللہ سے ملاقات کروں تو میں نے اللہ کی ملاقات کو اختیار کیا۔ جوہری نے کہا "الرفیق الاعلیٰ" جنت ہے کہا گیا ہے کہ اس سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام ہیں خطابی نے کہا اس سے مراد فرشتے ہیں۔ نیز کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ اللہ اپنے بندوں کا رفیق ہے۔ واقدی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے "اللہ اکبر" فرمایا جبکہ آپ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس شیر خوار تھے اور آخری کلمہ "اَللّٰهُمَّ الرفیق الاعلی" فرمایا۔

ترجمہ ۴۱۳۴ ـــ : عروہ بن زبیر نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ تندرست تھے۔ نبی ہرگز فوت نہیں ہوتے حتی کہ وہ اپنی جگہ جنت میں دیکھ لیتے ہیں پھر اُمر اُن کے حوالے کیا جاتا ہے یا انہیں اختیار دیا جاتا ہے۔ جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی وفات قریب ہوئی جبکہ آپ کا سر مبارک ام المؤمنین عائشہ کی آغوش میں تھا تو آپ کو غشی آگئی جب افاقہ ہوا تو آپ کی نگاہ گھر کی چھت کی طرف جم گئی۔ پھر فرمایا: اَللّٰهُمَّ فِي الرفیق الاعلیٰ، میں نے کہا اب ہمیں اختیار نہیں کریں گے۔ تو میں نے پہچانا یہ وہی حدیث پوری ہو رہی ہے جو ہم سے بیان فرماتے تھے جبکہ آپ تندرست تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۱۳۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اَبِیْ بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مُسْنِدَتُهٗ اِلٰى صَدْرِیْ وَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سِوَاكٌ رَطْبٌ يَسْتَنُّ بِهٖ فَاَبَدَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهٗ فَاَخَذْتُ السِّوَاكَ فَقَضَمْتُهٗ وَنَفَضْتُهٗ وَطَيَّبْتُهٗ ثُمَّ دَفَعْتُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهٖ فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَنَّ اِسْتِنَانًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ فَمَا عَدَا اَنْ فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَهٗ اَوْ اِصْبَعَهٗ ثُمَّ قَالَ فِی الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى ثَلٰثًا ثُمَّ قَضٰى وَكَانَتْ تَقُوْلُ مَاتَ بَيْنَ حَاقِنَتِیْ وَذَاقِنَتِیْ

۴۱۳۵ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ میں حضور کو اپنے سینے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھی۔ عبدالرحمٰن کے پاس تر مسواک تھی جس سے وہ دانت ملتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نگاہ پاک اٹھائی تو میں نے اس سے مسواک لے کر اس کو چبایا اور نرم کر کے پاک کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی تو آپ نے اس کے ساتھ دانت مبارک ملے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے اچھی مسواک کرتے کبھی نہیں دیکھا۔ پھر مسواک سے فارغ ہوتے ہی اپنا دست اقدس یا انگلی شریف اٹھائی پھر اللّٰھُمَّ الرفیق الاعلیٰ ،، تین بار فرمایا۔ پھر وفات پاگئے ام المؤمنین فرماتی تھیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں وفات پائی کہ آپ کا سر مبارک میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔

۴۱۳۵ — شرح : نسائی نے ابوبردہ بن ابی موسیٰ سے روایت کی۔ ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اَسْئَلُ اللّٰهَ الرَّفِيْقَ الْاَسْعَدَ مَعَ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ ،، بظاہر رفیق وہ مقام ہے جس میں مذکور ملائکہ سے مرافقت حاصل ہوتی ہے۔ کرمانی نے کہا رفیق اعلیٰ سے معہود مراد ہے جو اس آیت کریمہ میں ہے : وَحَسُنَ

marfat.com
Marfat.com

٤١٣٦ — حَدَّثَنِيْ حِبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ طَفِقْتُ اَنْفِثُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّذِيْ كَانَ يَنْفِثُ وَاَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ

اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ،، یعنی سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مجھے نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ جنت میں داخل کر۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ کا سر مبارک میرے سینہ اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔ اور اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ران سے اُٹھا کر سینہ کے ساتھ کر لیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حاکم اور ابن سعد نے اپنے طریق سے روایت کی کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا اس کا جواب یہ ہے کہ روایت پہلی روایت کے معارض نہیں کیونکہ اس کے ہر طریق میں شیعہ راوی ہیں۔

قولہ فَقَصَمْتُهٗ، آہ قاف مفتوح، ضاد مکسور اور میم ساکن ہے۔ یعنی میں نے مسواک کو چبایا۔ قضم کا معنی کسی شئی کو دانتوں کے کناروں سے پکڑنا ہے۔ بعض روایات میں فَقَصَمْتُهٗ ،، بالصاد ہے اس کا معنی ہے مسواک کو توڑا اور کاٹا قصم کا معنی کاٹنا ہے۔ قسطلانی نے محب طبری سے نقل کیا اور شیخ ابن حجر نے فتح میں ذکر کیا کہ اگر ،، قَضَمْتُهٗ ،، ضاد کے ساتھ ہو تو اس کے بعد مائی صاحبہ کا ارشاد ،، طَيَّبْتُهٗ ،، میں تکرار لازم آتا ہے۔ کیونکہ اس تقدیر پر دونوں کا معنی واحد ہے اگر صاد کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہوگا میں نے مسواک کو توڑا کیونکہ وہ لمبی تھی یا اس حصہ کو کاٹ ڈالا جہاں سے عبدالرحمٰن مسواک کر رہا تھا پھر میں نے اس کو نرم کیا اور ،، طَيَّبْتُهٗ، لَيَّنْتُهٗ ،، کی تاکید ہے۔ یعنی میں نے مسواک نرم کر کے سرکار کی خدمت میں پیش کی۔ ایک روایت میں ہے کہ زندگی کے آخری لمحات میں اللہ تعالیٰ نے میرے تھوک اور آپ کے تھوک کو جمع کر دیا۔ الحمد للہ رب العالمین

٤١٣٦ — ترجمہ : عروہ نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب آپ بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے سارے جسم شریف پر دم کیا کرتے تھے۔ اور دستِ اقدس پر پھونک کر سارے جسم پر پھیر لیا کرتے تھے پھر جب اس بیماری سے بیمار ہوئے

marfat.com
Marfat.com

٤١٣٧ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَى ظَهْرِهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ ٤١٣٨ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْلَا ذَاكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا

جس میں وصال فرمایا تو میں نے معوذات پڑھ کر آپ کا ہاتھ شریف آپ کے جسم شریف پر پھیرا۔"

٤١٣٦ — شرح : مُعَوِّذَات قرآن پاک کی آخری دو سُورتیں ہیں کم از کم جمع کا اطلاق دو پر ہوتا ہے۔ اس لئے صیغہ جمع ذکر کیا کہا گیا ہے کہ ان سے وہ کلمات مُراد ہیں جن کے ساتھ شیاطین، بیماریوں اور دیگر مصائب سے پناہ چاہتے ہیں۔

٤١٣٧ — ترجمہ : عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے بیان کیا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے پہلے سُنا جبکہ آپ اُن سے تکیہ لگائے ہُوئے تھے اور اُنھوں نے آپ سے کان لگایا ہُوا تھا کہ آپ فرماتے ہیں۔ اے اللہ! مجھے بخش دے مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق اعلیٰ سے لاحق کر۔

٤١٣٨ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرض میں جس سے آپ اُٹھ نہ سکے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ آپ کی قبر شریف کو سجدہ گاہ بنالیں گے تو آپ کی قبر شریف ظاہر کی جاتی۔

٤١٣٨ — شرح : یعنی یہودی انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے یا ان کو

marfat.com
Marfat.com

٤١٣٩ــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللهِ بِالَّذِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيٌّ فَكَانَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِي وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ قَالَ هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْ كِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ

اپنے اور قبلہ کے درمیان کر کے ان کی طرف نماز پڑھتے تھے وہ یہ دونوں صورتیں اختیار کرتے تھے اور ان کا یہ معمول تھا اس لئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس خطرہ کے پیش نظر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو ظاہر نہیں کیا گیا۔ اگر یہ خدشہ نہ ہوتا تو قبر شریف سے حائل اُٹھا دیا جاتا اور قبر شریف کو ظاہر کیا جاتا تیسیر القاری میں شیخ دہلوی نے تحریر کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کا قبہ شریف جواب دیکھتے ہیں ابتداء حال میں ہی تھا (حدیث ۱۲۵۲ کی شرح دیکھیں)

٤١٣٩ــ ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ بن عُتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو اپنی بیبیوں سے اجازت چاہی کہ میرے گھر میں آپ کی تیمارداری کی جائے ازواج مطہرات نے اجازت دے دی۔ آپ دو مردوں کے درمیان باہر نکلے جبکہ آپ کے دونوں قدم زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔ آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتّٰى طَفِقَ يُشِيْرُ اِلَيْنَا بِيَدِهٖ اَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى النَّاسِ فَصَلّٰى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ وَاَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَاِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ يَقُوْلُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ وَمَا حَمَلَنِيْ عَلٰى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَقَعْ فِيْ قَلْبِيْ اَنْ يُحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهٗ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهٗ اَبَدًا وَاِلَّا كُنْتُ اَرٰى اَنَّهٗ لَنْ يَقُوْمَ اَحَدٌ مَقَامَهٗ اِلَّا تَشَآءَمَ النَّاسُ بِهٖ فَاَرَدْتُ اَنْ يَعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ مُوْسٰى وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آدمی کے درمیان تھے۔ عبیداللہ نے کہا جو کچھ ام المؤمنین نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کیا جانتے ہو کہ وہ دوسرا آدمی جس کا نام ام المؤمنین نے ذکر نہیں کیا کون تھا؟ عبید نے کہا میں نہیں جانتا ابن عباس نے کہا وہ علی بن ابی طالب تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے گھر تشریف لائے تو آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ نے فرمایا میرے اوپر سات مشکیزے بہاؤ جن کے تسمے نہ کھولے گئے ہوں شائد میں لوگوں کو وصیت کر سکوں۔ ہم نے آپ کو ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے برتن میں بٹھا دیا پھر ان سات مشکیزوں سے پانی بہانا شروع کیا۔ حتی کہ آپ نے دست اقدس سے ہماری طرف اشارہ کیا کہ تعمیل کر دی ہے (کافی ہے) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۴۱۴۰ ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهٗ لَبَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ فَلَا اَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِاَحَدٍ اَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لوگوں کی طرف تشریف لے گئے اور ان کو نماز پڑھا کر خطبہ دیا اور لوگوں کو وصیت کی۔ عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ اپنے چہرۂ انور پر چادر ڈالتے جب سانس گھٹنے لگتا تو چادر کو چہرہ سے ہٹا دیتے پھر اسی حال میں فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنالیا آپ اپنی اُمت کو اس فعل سے ڈراتے تھے جو یہودی کرتے تھے۔ ابن شہاب نے کہا مجھے عُبید اللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے ابوبکر صدیق کی امامت کے بارے میں آپ کے حکم کو کئی بار دُہرایا اور آپ سے بار بار کلام دہرانے پر مجھے صرف اس چیز نے اُبھارا کہ میرے دل میں یہ واقع ہُوا کہ جو شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہوگا! لوگ اس سے ہمیشہ محبت نہ کریں گے اور میرا گمان یہ تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کوئی کھڑا نہ ہوگا۔ مگر اسے لوگ بُرا خیال کریں گے۔

۔اس لئے میں نے خیال کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم امامت کا معاملہ ابوبکر سے پھیر دیں۔ امامتِ ابی بکر کو ابن عمر، ابن عباس اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۴۱۳۹ ــ شرح: اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین کے گھر اس حال میں تشریف لائے تھے کہ آپ میں پاؤں اُٹھانے کی قوت نہ تھی۔ اور دو آدمیوں کے کندھوں پہ ہاتھ رکھ کر تشریف لائے جبکہ دونوں زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔ اور دوسری حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک روز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے مسجد میں اس حال میں گئے تھے، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ یہ دو مواقع علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور دونوں کا مذکور حال متصور ہو سکتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جن دو آدمیوں کے کندھوں پر حضور کے ہاتھ تھے ان میں سے ایک عباس تھے "رضی اللہ عنہ" کیونکہ وہ آخر تک آپ کے ساتھ رہے تھے بخلاف دُوسری جانب کے اس طرف ایک شخص آخر تک متعین نہ تھا کبھی حضرت علی ہوتے اور کبھی اسامہ بن زید ہوتے تھے۔ اس لئے ام المؤمنین نے فرمایا دُوسری طرف ایک اور آدمی تھا

marfat.com
Marfat.com

۴۱۴۱ ـــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَیْبِ بْنِ اَبِیْ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ کَعْبِ بْنِ مَالِكِ الْاَنْصَارِیُّ وَکَانَ کَعْبُ بْنُ مَالِكٍ اَحَدَ الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ تِیْبَ عَلَیْهِمْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ فَقَالَ النَّاسُ یَا اَبَا حَسَنٍ کَیْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ہوسکتا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو شخصوں نے اُٹھایا ہوا تھا اور آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بطور بزرگی ذکر کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مشکیزوں سے پانی بہانا ذکر فرمایا کیونکہ سات کے عدد میں خصوصیت ہے جو آپ جانتے تھے۔

(اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۱۹۷ء، ۷۵۷ء صـ ۶۳۶، ۲۸۹ء کی شرح میں دیکھیں)

۴۱۴۰ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا جبکہ آپ کا سر مبارک میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی موت کی سختی کو بُرا نہیں جانتی ہوں۔

۴۱۴۰ ـــ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوسری حدیث میں موت کی سختی کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پانی کا برتن تھا آپ پانی میں ہاتھ مبارک ڈال کر انہیں چہرۂ انور پر ملتے اور فرماتے لا الٰہ الا اللہ موت کی سختی بہت ہے۔ ترمذی نے قاسم کے طریق سے ام المؤمنین سے روایت کی کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے پاس پانی کا پیالہ تھا۔ آپ اس میں ہاتھ ڈال کر چہرۂ انور پر ملتے اور فرماتے: "اے اللہ موت کی سختی پر میری مدد فرما"

۴۱۴۱ ـــ ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی کعب بن مالک اُن تین آدمیوں میں سے ہیں جن کی توبہ قبول کی گئی کہ ابن عباس نے کعب بن مالک کو خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر آئے جبکہ آپ بیماری کی حالت میں تھے جس میں آپ نے وفات پائی۔ لوگوں نے کہا اے ابا الحسن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال کیسا ہے؟ حضرت علی نے کہا الحمد للہ اب افاقہ ہے اور اچھا حال ہے۔ عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور کہا بخدا! تین دن کے بعد تو کسی کا محکوم ہو جائے گا۔ میں بخدا! جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا فَاَخَذَهٗ بِيَدِهٖ عَبَّاسُ
ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهٗ اَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلٰثٍ عَبْدُ الْعَصَا وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ
لَاَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ يَتَوَفّٰى مِنْ وَجَعِهٖ هٰذَا اِنِّيْ
لَاَعْرِفُ وُجُوْهَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ اِذْهَبْ بِنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْأَلْهُ فِيْمَنْ هٰذَا الْاَمْرُ اِنْ كَانَ فِيْنَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ
وَاِنْ كَانَ فِيْ غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَاَوْصٰى بِنَا فَقَالَ عَلِيٌّ اِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَاَلْنَاهَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِيْنَاهَا النَّاسُ بَعْدَهٗ وَاِنِّيْ
وَاللّٰهِ لَا اَسْاَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ آپ عنقریب اسی مرض میں وفات پا جائیں گے میں بنی مطلب کے چہرے ان کی موت کے وقت پہچانتا ہوں۔ ہمارے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو ہم آپ سے پوچھ لیں کہ آپ کے بعد خلافت کس کے لئے ہے۔ اگر ہمارے لئے ہوگی تو ہمیں اس کا علم ہوگا۔ اگر ہمارے غیر کے لئے ہو تو اس کو معلوم کرلیں گے۔ آپ وصیت فرمائیں کہ وہ کون شخص ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخدا! اگر ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت طلب کی اور آپ نے ہمیں منع کر دیا تو آپ کے بعد لوگ ہمیں کبھی خلافت نہیں دیں گے۔ بخدا! میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت طلب نہیں کروں گا!

۴۱۴۱ — شرح : عبدالعصاء کا معنی لاٹھی کا بندہ ،، یعنی تنہا مسافر کیونکہ مسافر ہاتھ میں لاٹھی رکھتا ہے۔ اس کی حمائت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ یعنی اے علی! سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیری حفاظت و حمائت کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور لوگوں میں تیری عزت اور وقار نہ ہوگا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر خلافت کا فیصلہ کرالیں کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ہم نے خلافت طلب کی اور آپ نے منع کر دیا تو لوگ ہمیں کبھی خلافت نہ دیں گے اور اگر آپ خاموش رہے تو ممکن ہے کہ کبھی تو ہمیں خلافت مل جائے گی ،، اس لئے میں حضور سے خلافت کے متعلق کچھ نہ پوچھوں گا۔ علامہ قسطلانی نے شعبی سے روایت نقل کی کہ جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے تو عباس نے حضرت علی سے کہا اے علی! اپنا ہاتھ بڑھاؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں پھر لوگ تمہاری

marfat.com
Marfat.com

٤١٤٢ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَاهُمْ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ وَأَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوفِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُوبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ أَنَسٌ وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ

بیعت کرلیں گے۔ حضرت علی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کسی کے لئے خلافت نامزد نہ کی گئی تھی جیسا کہ امامیہ دعویٰ کرتے ہیں اور فوائد ابی طاہر میں جَیِّد اسناد سے روائت نقل کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کاش کہ میں عباس کی اطاعت کرتا۔ اثنا عشریہ کا یہ کہنا کہ حضرت علی وصی رسول ہیں آپ نے ان کے لئے خلافت کی وصیت کی تھی محض باطل اور لغو بات ہے۔

اس حدیث کو تابعی نے تابعی سے کہ زہری نے عبداللہ بن کعب سے اور صحابی نے صحابی سے کہ کعب بن مالک نے ابن عباس سے روائت کیا ہے۔

٤١٤٢ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک وقت مسلمان پیر کے روز فجر کی نماز میں تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انہیں نماز پڑھا رہے تھے۔ اچانک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کی طرف دیکھا جبکہ وہ نماز میں صفیں باندھے ہوئے تھے پھر تبسم فرمایا اور ابوبکر صدیق نے ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنا شروع کیا تاکہ صف میں پہنچ جائیں اور خیال کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمانوں نے قصد کیا کہ وہ نماز میں مفتون ہو جائیں گے (نماز قطع کر دیں گے) کیونکہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحت مند دیکھتے ہوئے خوشی

marfat.com
Marfat.com

٤١٤٣ ـــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ ابْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللهِ عَلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَإِنَّ اللهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبِيَدِهِ السِّوَاكُ وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ أَخُذُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهُ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ أُلَيِّنُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهُ فَأَمَرَّهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ يَشُكُّ عُمَرُ فِيهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ

ہوئی تھی ،، آپ نے ان کی طرف دستِ اقدس سے اشارہ کرکے ہوئے فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو۔ پھر حجرہ شریفہ میں تشریف لے گئے اور پردہ لٹکا دیا ،، (حدیث ٤٢٣ ، ٤٥١ کی شرح دیکھیں)

٤١٤٣ ـــ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو عمرو ذکوان نے بیان کیا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں میری باری میں میرے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے وصال فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے وقت میرے تھوک اور آپ کے تھوک کو جمع کر دیا چنانچہ عبدالرحمٰن میرے پاس آئے جبکہ اُن کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹیک لگائے ہوئے تھی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ مسواک کو دیکھ رہے ہیں تو میں نے پہچانا کہ آپ مسواک سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کیا میں آپ کے لئے مسواک لاؤں آپ نے سر مبارک سے اشارہ کرتے فرمایا کہ ہاں پکڑاؤ، میں نے مسواک پکڑی تو وہ سخت تھی میں نے کہا میں اس کو نرم کرتی ہوں آپ نے سر مبارک

marfat.com
Marfat.com

۴۱۴۴ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْاَلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَقُوْلُ اَيْنَ اَنَا غَدًا اَيْنَ اَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَاَذِنَّ لَهٗ اَزْوَاجُهٗ يَكُوْنُ حَيْثُ شَآءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِيْ بَيْتِيْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَاِنَّ رَاْسَهٗ لَبَيْنَ نَحْرِيْ وَسَحْرِيْ وَخَالَطَ رِيْقُهٗ رِيْقِيْ ثُمَّ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَمَعَهٗ سِوَاكٌ يَسْتَنُّ بِهٖ فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ اَعْطِنِيْ هٰذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاَعْطَانِيْهِ فَقَضِمْتُهٗ ثُمَّ مَضَغْتُهٗ فَاَعْطَيْتُهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهٖ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰى صَدْرِيْ

کے اشارہ سے فرمایا ہاں نرم کر دو۔ میں نے مسواک کو نرم کیا آپ نے دانتوں پر مسواک پھیری۔ آپ کے آگے پانی کا برتن تھا۔ آپ پانی میں ہاتھ داخل کرتے اور چہرے پر پھیرتے اور فرماتے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"، موت کی سختی بہت ہے پھر آپ نے دست اقدس اٹھایا اور فرمایا اے اللہ الرفیق الاعلیٰ" اور اسی حال میں داعیٔ حق کی اجابت کی اور روح پاک قبض ہوگئی اور دست اقدس نیچے مائل ہوگیا۔

۴۱۴۴ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض جس میں وصال فرمایا پوچھتے تھے کل میں کہاں ہوں گا۔ کل میں کہاں ہوں گا۔ آپ کا ارادہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا دن تھا۔ ازواج مطہرات نے آپ کو اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں آپ عائشہ کے گھر میں رہے حتی کہ انتقال فرما گئے۔ ام المؤمنین عائشہ نے کہا آپ نے اس روز وفات پائی جو میری باری کا دن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبض کیا حالانکہ آپ کا سر مبارک میرے سینہ اور حلق کے درمیان تھا اور آپ کے دہن مبارک کا لعاب شریف میرے دہن کے لعاب سے مل گیا پھر ام المؤمنین نے فرمایا میرے پاس عبدالرحمٰن بن ابی بکر آئے جبکہ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی جو وہ دانتوں پر مل

marfat.com
Marfat.com

۴۱۴۵ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَيْتِیْ وَفِیْ يَوْمِیْ وَبَيْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ وَكَانَ اَحَدُنَا يُعَوِّذُهٗ بِدُعَآءٍ اِذَا مَرِضَ فَذَهَبْتُ اُعَوِّذُهٗ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ وَقَالَ فِی الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى وَمَرَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

رہے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی طرف دیکھا تو میں نے کہا اے عبدالرحمٰن یہ مسواک مجھے دو انہوں نے مسواک مجھے دی تو میں نے اس کو پکڑ کر چبایا پھر آپ کو پیش کی تو آپ نے وہ دانتوں پر ملی حالانکہ آپ نے میرے سینہ کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی"

۴۱۴۴ — شرح : یعنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عبدالرحمٰن سے مسواک لے کر چبا کر نرم کی پھر حضور کو پیش کی تو آپ نے اسی طرح مسواک کرنا شروع کی تو جو میرا لعابِ دہن مسواک سے ملا ہوا تھا وہ آپ کے لعابِ دہن شریف سے مل گیا، یہ ام المؤمنین کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ آپ کا لعابِ دہن اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعابِ دہن دونوں آپ کے منہ شریف میں جمع ہوگئے۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ اس وقت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین کے سینہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور ابنِ سعد نے جابر کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ نے میرے سینہ سے تکیہ لگایا ہوا تھا اور شعبی نے علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت حضرت علی سے تکیہ لگایا ہوا تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور میرے بھائی فضل بن عباس نے آپ کو غسل دیا تھا جبکہ میرے والد نے حاضر ہونے سے انکار کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں آپ کو اس حالت میں دیکھنے سے شرم کرتا ہوں۔ حاکم نے اکلیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اسناد کرتے ہوئے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے وقت اپنے سینہ سے لگایا ہوا تھا۔ اسی حال میں آپ وفات فرما گئے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

آخری وقت میں علی حضور کے پاس تھے اور اپنا منہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کے پاس کیا ہوا تھا پھر آپ وفات فرما گئے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا

marfat.com
Marfat.com

ابْنِ اَبِیْ بَکْرٍ وَفِیْ یَدِہٖ جَرِیْدَۃٌ رَطْبَۃٌ فَنَظَرَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَظَنَنْتُ اَنَّ لَہٗ بِھَا حَاجَۃً فَاَخَذْتُھَا فَمَضَغْتُ رَاْسَھَا وَنَفَضْتُھَا فَدَفَعْتُھَا اِلَیْہِ فَاسْتَنَّ بِھَا کَاَحْسَنِ مَا کَانَ مُسْتَنًّا ثُمَّ نَاوَلَنِیْھَا فَسَقَطَتْ یَدُہٗ اَوْ سَقَطَتْ مِنْ یَدِہٖ فَجَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَ رِیْقَتِیْ وَرِیْقِہٖ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِنَ الدُّنْیَا وَاَوَّلِ یَوْمٍ مِنَ الْاٰخِرَۃِ

میرے حبیب کو بلاؤ میں نے کہا علی بن ابی طالب کو بلاؤ بخدا! آپ کا ارادہ بھی وہی تھا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اوپر والا کپڑا اُٹھا کر ان کو کپڑے میں داخل کر لیا اور اُن سے بغلگیر رہے حتی کہ وصال کر گئے اور حضرت علی کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن ان احادیث میں تعارض نہیں کیونکہ اوّل تو حاکم اور ابن سعد کی احادیث کے تمام طرق میں شیعہ راوی ہیں نیز احتمال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آخر وقت میں آپ سے جُدا نہ ہوئے ہوں اور ام المؤمنین نے ان کے بعد آپ کو اپنے سینہ کے ساتھ لگایا ہُوا ہو اور اسی حال میں وصال ہو گیا ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۱۴۵ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں میری باری میں اور میری ہنسلی اور سینہ کے درمیان وصال فرمایا۔ ہماری عادت تھی کہ جب آپ بیمار ہوتے تو ہم آپ کے لئے دعائیں پڑھ کر شفا طلب کرتے تھے، چنانچہ میں آپ کے لئے شفا کی دعا کرنے لگی تو آپ نے سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا: "رفیق اعلیٰ میں"، "رفیقِ اعلیٰ میں"، (اسی حال میں) عبدالرحمٰن بن ابی بکر پاس سے گزرے جبکہ اُن کے ہاتھ میں کھجور کی سبز شاخ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نگاہ پاک اُٹھائی تو میں نے خیال کیا کہ آپ مسواک چاہتے ہیں میں نے مسواک پکڑی اور اس کا کنارہ چبایا اور نرم کر کے آپ کے حضور پیش کیا تو آپ نے اس کے ساتھ مسواک کی اور بہت اچھی مسواک کی پھر مجھے دینے لگے تو آپ کا دستِ اقدس نیچے مائل ہو گیا یا مسواک آپ کے دستِ اقدس سے گر پڑی تو اللہ تعالیٰ نے دُنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں میرے لعاب دہن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعابِ دہن شریف کو جمع کر دیا۔ (کئی بار اس کی شرح گزری ہے)

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

marfat.com
Marfat.com

۴۱۴۶ــــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اَبَابَكْرٍ اَقْبَلَ
عَلٰى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهٖ بِالسُّنْحِ حَتّٰى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ
حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُغَشًّى
بِثَوْبِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ ثُمَّ اَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهٗ وَبَكٰى ثُمَّ قَالَ بِاَبِيْ
اَنْتَ وَاُمِّيْ وَاللّٰهِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ اَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِيْ كُتِبَتْ عَلَيْكَ
فَقَدْ مُتَّهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اَبَابَكْرٍ
خَرَجَ وَعُمَرُ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اِجْلِسْ يَا عُمَرُ فَاَبٰى عُمَرُ اَنْ يَجْلِسَ فَاَقْبَلَ
النَّاسُ اِلَيْهِ وَتَرَكُوْا عُمَرَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَمَّا بَعْدُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا
قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اِلَى الشّٰكِرِيْنَ وَقَالَ

۴۱۴۶ــــ ترجمہ : ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار اپنے گھر سے جو سنح میں تھا تشریف لائے اور سواری سے اتر کر مسجد میں داخل ہوئے اور لوگوں سے بات نہ کی حتی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کیا آپ کو یمنی لکیردار چادر سے ڈھانپا گیا تھا۔ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے کپڑا اٹھایا پھر آپ پر جھکے اور چہرۂ انور کو بوسہ دیا پھر رو پڑے اور کہا یا نبی اللہ! میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ بہرحال ایک بار موت جو آپ کے مقدر تھی وہ تو ہو چکی۔ زہری نے کہا مجھے ابوسلمہ نے عبداللہ ابن عباس سے خبر دی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر نکلے جبکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے اور کہا اے عمر بیٹھ جاؤ عمر فاروق نے بیٹھنے سے انکار کیا تو لوگ ابوبکر صدیق کی طرف آ گئے اور عمر فاروق

marfat.com
Marfat.com

وَاللّٰہِ لَکَاَنَّ النَّاسَ لَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ حَتّٰی تَلَاھَا اَبُوْبَکْرٍ فَتَلَقَّاھَا مِنْہُ النَّاسُ کُلُّھُمْ فَمَا اَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ اِلَّا یَتْلُوْھَا فَاَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ عُمَرَ قَالَ وَاللّٰہِ مَا ھُوَ اِلَّا اَنْ سَمِعْتُ اَبَا بَکْرٍ تَلَاھَا فَعَقَرْتُ حَتّٰی مَا تُقِلُّنِیْ رِجْلَایَ وَحَتّٰی اَھْوَیْتُ اِلَی الْاَرْضِ حِیْنَ سَمِعْتُہٗ تَلَاھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ

کو چھوڑ دیا۔ ابوبکر نے کہا: اَمَّا بَعْدُ! تم میں سے جو کوئی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں اور تم میں سے جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا بے شک اللہ تعالیٰ زندہ ہے اس کو موت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "محمد نہیں مگر اللہ کا رسول ہے" "شاکرین" تک بخدا! گویا کہ لوگ پہلے نہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے پڑھا اُن سے لوگوں نے یہ آیت سیکھی اور کسی شخص سے نہ سنا گیا مگر وہ یہ آیت تلاوت کرتا تھا۔ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ عمر فاروق نے فرمایا بخدا نہیں تھا وہ مگر یہ کہ میں نے ابوبکر کو اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو میں مدہوش ہو گیا۔ حتیٰ کہ میرے قدم مجھے اٹھا نہیں رہے تھے حتیٰ کہ میں زمین پر گر گیا جبکہ میں نے ابوبکر کو یہ تلاوت کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں۔"

۴۱۴۶ — شرح: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مقام سُنح سے تشریف لائے تھے جو اُن کی بیوی بنت خارجہ کا مسکن تھا اور حضور کی اجازت سے وہاں گئے تھے۔ انہوں نے آتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رُخ کیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا جو موت آپ کا مقدر تھا وہ آپ نے پا لیا ہے یہ اس لئے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُٹھائے گا اور آپ لوگوں کے ہاتھ پاؤں قطع کریں گے اس لئے ابوبکر صدیق نے کہا دُنیا میں آپ کو صرف ایک موت آنی تھی سو وہ آ گئی ہے۔ کرمانی نے ذکر کیا کہ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں یہ کہیں بھی مذکور نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ اسی لئے پڑھی تھی کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو میں نے آپ پر کپڑا ڈالا عمر فاروق اور مغیرہ بن شعبہ دونوں آئے اُنہوں نے اجازت طلب کی میں نے اجازت دے دی۔

marfat.com
Marfat.com

میں نے آپ سے پردہ اُٹھایا تو عمر فاروق نے آپ کو دیکھ کر کہا ہائے کپڑا اوڑھنے والے پھر دونوں اُٹھے اور چلے گئے جب دروازہ کے قریب پہنچے تو مغیرہ نے کہا اے عمر آپ وفات پاگئے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا جھوٹ بولتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات نہ پائیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کو فناہ کرے گا پھر ابوبکر صدیق آئے تو میں نے آپ سے پردہ ہٹایا انھوں نے آپ کو دیکھ کر کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے ہیں۔ ابن اسحاق، عبدالرزاق اور طبرانی نے عکرمہ کے طریق سے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے فرمایا کیا تمہارے پاس آپ کا کوئی عہد اس کے متعلق ہے عمر فاروق نے کہا نہیں عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے ہیں۔ آپ نے جنگیں لڑیں، صلحیں کیں، نکاح کئے طلاق بھی دی پھر آپ وفات پاگئے اور تمہیں واضح دلیل پر چھوڑا اس میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ابوبکر صدیق سے پوری موافقت ہے کہ حضور وفات پاگئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ ابوبکر عمر فاروق کے پاس سے گزرے جبکہ وہ لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا اور جب تک منافقوں کا قلع قمع نہ کرلیں گے آپ وفات نہیں پائیں گے۔ اور منافق خوشیاں منا رہے ہیں اور سر اُٹھا لئے ہیں۔ ابوبکر صدیق نے کہا اے عمر حضور انتقال فرما گئے ہیں کیا قرآن میں نہیں پڑھا: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ" اور فرمایا "وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ" پھر منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد خطبہ دیا۔ اور فرمایا: مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ" یہ سُن کر عمر فاروق نے کہا کیا یہ قرآن میں ہے؟ مجھے تو معلوم نہیں کہ اللہ کی کتاب میں ہے عبداللہ ابن عمر نے کہا گویا کہ ہمارے چہروں پہ پردے تھے جو اُٹھ گئے اور حقیقتِ حال واضح ہوگئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضرت عباس اور مغیرہ بن شعبہ نے موافقت کی کہ آپ وفات پاگئے ہیں۔

"ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو بوسہ دیا"

حضرت ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو ابوبکر صدیق نے آپ کو بوسہ دیا۔ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرۂ انور سے پردہ اُٹھا کر بوسہ دیا۔ یزید بن بابنوس نے ام المؤمنین سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق آپ کے سر مبارک کی طرف سے آئے اور آپ کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔ پھر کہا ہائے اللہ کے نبی "صلی اللہ علیہ وسلم" پھر سر اُٹھایا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا پھر کہا ہائے میرے صفی پھر سر اُٹھایا اور پیشانی پہ بوسہ دے کر کہا ہائے اللہ کے خلیل" ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پاک پہ اپنا منہ رکھا اور بوسہ دیا اور روتے رہے اور کہا میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں آپ حیات و ممات میں پاکیزہ ہیں۔ طبرانی نے جابر سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر بوسہ دیا۔
طبرانی نے سالم بن عبید سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو مس کیا تو لوگوں نے کہا اے رسول اللہ کے ساتھی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں؟ ابوبکر نے جی ہاں!" (ماخوذ از فتح الباری)

"لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْمَوْتَتَيْنِ"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پاک پر بوسہ دینے کے بعد کہا اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ اس کلام سے اس بات کی تردید کی جس نے کہا کہ آپ عنقریب زندہ ہوں گے اور لوگوں کے ہاتھ کاٹیں گے۔ اگر یہ بات صحیح ہو تو لازم آئے گا کہ آپ پر ایک اور موت آئے۔ اس لئے ابوبکر صدیق نے وضاحت کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اکرام اور عظمت دی ہے کہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کیں جیسے اوروں پر دو موتیں جمع کیں چنانچہ جو لوگ ہزارہا کی تعداد میں اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے نکلے تھے۔ ان کو مار کر پھر زندہ کیا اور حضرت عزیر علیہ السلام کو فوت کر کے ایک سو سال بعد زندہ کیا تھا۔ ان لوگوں پر دو موتیں آئیں لیکن اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔ علامہ قسطلانی نے کہا یہ جواب بہترین جواب ہے۔

داؤدی نے جواب دیا کہ دوسری موت سے مراد قبر کی موت ہے جبکہ قبر میں سوال و جواب کے بعد صاحب قبر مر جاتا ہے۔ ایسی موت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں۔ یہ جواب جمہور کے موافق ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے عالم برزخ میں حیات کے قائل ہیں۔ اکثر احادیث اور آثار اس پر دلالت کرتے ہیں۔ صاحب تیسیر شیخ دہلوی نے کہا یہ جواب ہمارے نزدیک احسن ہے۔

* یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ موت سے مراد کرب و سختی ہے۔ یعنی اس موت کی سختی کے بعد کوئی کرب نہ ہوگی۔

* بعض نے نہایت ہی عجیب جواب دیا کہ دوسری موت سے مراد شریعت کی موت ہے یعنی اللہ تعالیٰ آپ کی امت اور شریعت کی موت کو جمع نہیں کرے گا۔

(حدیث ۱۱۷۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۱۴۷ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی ابْنُ سَعِیْدٍ عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ مُوْسٰی بْنِ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُتْبَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ قَبَّلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِہٖ

۴۱۴۸ — حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی وَزَادَ وَقَالَتْ عَائِشَۃُ لَدَدْنَاہُ فِیْ مَرَضِہٖ فَجَعَلَ یُشِیْرُ اِلَیْنَا اَنْ لَّا تَلُدُّوْنِیْ فَقُلْنَا کَرَاھِیَۃُ الْمَرِیْضِ لِلدَّوَآءِ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَلَمْ اَنْھَکُمْ اَنْ تَلُدُّوْنِیْ قُلْنَا کَرَاھِیَۃُ الْمَرِیْضِ لِلدَّوَآءِ فَقَالَ لَا یَبْقٰی اَحَدٌ فِی الْبَیْتِ اِلَّا لُدَّ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَّا الْعَبَّاسَ فَاِنَّہٗ لَمْ یَشْھَدْکُمْ رَوَاہُ ابْنُ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۴۱۴۷ — ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے ام المؤمنین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کے بعد بوسہ دیا۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کو بوسہ دینا جائز ہے)

۴۱۴۸ — ترجمہ : یحییٰ نے ام المؤمنین سے روایت میں یہ اضافہ ذکر کیا کہ ام المؤمنین نے فرمایا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ شریف میں دوائی ڈالی آپ نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ میرے منہ میں دوائی نہ ڈالو! ہم نے کہا بیمار آدمی دوائی کو اچھا نہیں سمجھتا۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا کیا میں نے تمہیں منہ میں دوائی ڈالنے سے منع نہیں کیا تھا۔ ہم نے کہا ہم نے سمجھا کہ آپ کا منع کرنا ایسا تھا جیسے بیمار منع کیا کرتے ہیں۔ فرمایا اس گھر میں کوئی باقی نہ رہے مگر سب کے منہ میں دوائی ڈالی جائے اور میں دیکھتا ہوں، لیکن عباس کے منہ میں دوائی نہ ڈالی جائے کیونکہ وہ حاضر نہ تھے اس کو ابن ابی الزناد نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد عروہ سے انہوں نے ام المؤمنین عائشہ سے "رضی اللہ عنہم"، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا"

۴۱۴۸ — شرح : یعنی یحییٰ بن سعید قطان نے پہلی روایت پر اضافہ ذکر کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ علی بن مدینی نے عبد اللہ بن ابی شیبہ کی یحییٰ بن سعید سے روایت

marfat.com
Marfat.com

۴۱۴۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَزْهَرُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصٰى اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَتْ مَنْ قَالَهٗ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ لَمُسْنِدَتُهٗ اِلٰى صَدْرِيْ فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَانْخَنَثَ فَمَاتَ وَمَا شَعَرْتُ فَكَيْفَ اَوْصٰى اِلٰى عَلِيٍّ

کرنے میں پہلی حدیث کی موافقت کی ہے اور اس پر "منہ میں دوائی ڈالنے کا" اضافہ ذکر کیا ہے۔ منہ کے ایک کنارے میں دوائی ڈالنے کو لُدّ کہتے ہیں اور جو دوائی حلق میں گرائی جائے اس کو دُغُر کہتے ہیں اور جو ناک میں دوائی ڈالی جائے اس کو سَعُوط کہتے ہیں۔ اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ اہل خانہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کے باوجود آپ کے منہ میں دوائی ڈالی انہوں نے یہ خیال کیا تھا کہ جیسے مریض دوائی کو اچھا نہیں سمجھتا شاید آپ بھی اسی لئے منع فرما رہے ہیں۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے افاقہ ہونے کے بعد حکم دیا کہ ان لوگوں نے میرے منع کرنے کے باوجود میرے منہ میں دوائی ڈالی ان سب سے قصاص لیا جائے اور انہیں عقوبت دی جائے کہ انہوں نے میرا حکم نہیں مانا اور سب کے منہ میں میرے سامنے دوائی ڈالی جائے جنہوں نے آپ کے منہ میں دوائی ڈالی ظاہر ہے کہ ان سے قصاص لیا جاتا لیکن جو وہاں حاضر تھے اور وہ منہ میں دوائی ڈالنے میں شریک نہیں تھے۔ ان سے قصاص لینا اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے دوسروں کو روکا نہیں تھا۔ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا ان اہل خانہ میں موجود تھیں اس لئے ان کو بھی لُدّ کیا گیا، حالانکہ وہ روزہ سے تھیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے کوئی مستثنیٰ نہ تھا۔ ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ شریف میں دوائی ڈالنے کا حکم دیا تھا اور کہا ہم ضرور آپ کے منہ میں دوائی ڈالیں گے۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا میرے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ اہل خانہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ کے چچا نے کیا ہے لیکن یہ منافات نہیں ہے کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے منہ شریف میں دوائی ڈالنے کا حکم دے کر باہر چلے گئے تھے اور لُدّ کے وقت حاضر نہ تھے اس لئے ان کو لُدّ نہ کیا گیا تھا۔" علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا لینے سے انکار اس لئے کیا تھا کہ وہ آپ کی ذات کریمہ کے موافق نہ تھی، کیونکہ اہل خانہ نے سمجھا تھا کہ آپ کو سینے میں درد ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کے مطابق دوائی تجویز کی تھی حالانکہ ایسا نہ تھا۔

۴۱۴۹ — ترجمہ: اسود نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا گیا کہ نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

۴۱۵۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی اَوْصَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ اَوْ اُمِرُوْا بِهَا قَالَ اَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ

۴۱۵۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا اَمَةً اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَآءَ الَّتِیْ كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی ہے (کہ وہ آپ کے جانشین ہوں گے) ام المومنین نے فرمایا یہ کون کہتا ہے؟ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، حالانکہ میں نے آپ کو سینہ کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ آپ نے پانی کا تھال منگوایا تاکہ اس میں کلی کریں پھر انتقال فرما گئے اور مجھے معلوم تک نہ ہوا تو علی کو وصیت کیسے کر دی؟ (حدیث ۲۵۵۴ کی شرح دیکھیں)

۴۱۵۰ — ترجمہ: طلحہ نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا لوگوں پر وصیت کیونکر فرض کی گئی ہے یا لوگوں کو اس کا حکم دیا گیا ہے۔ انھوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کی وصیت کی۔

۴۱۵۰ — شرح: قولہ اَوْصٰی بِكِتَابِ اللّٰهِ، یعنی اَمَرَ بِكِتَابِ اللّٰهِ، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ اس پر وصیت کا اطلاق بطور مشاکلہ ہے۔ لہٰذا وصیت کی نفی اور اثبات میں منافات نہیں۔ یعنی جس وصیت کی نفی کی وہ مال یا امامت و خلافت کی وصیت تھی اور جس کو ثابت کیا وہ اللہ کی کتاب پر عمل کا حکم دیا تھا۔ (حدیث ۲۵۵۳ کی شرح دیکھیں)

۴۱۵۱ — ترجمہ: عمرو بن حارث نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دینار نہ درہم نہ غلام اور نہ لونڈی چھوڑی صرف سفید خچر چھوڑا جس پر سواری فرمایا کرتے تھے اور ہتھیار اور کچھ زمین چھوڑی جسے مسافروں کے لئے صدقہ کر دیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

۴۱۵۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ

۴۱۵۱ — شرح : عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ حدیث ۲۵۵۱ کی شرح دیکھیں

۴۱۵۲ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہو گئے اور بیماری سے بے ہوش ہو گئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے میرے والد کو سخت تکلیف ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ! آج کے بعد تمہارے والد پر کوئی تکلیف نہیں ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو سیدہ نے فرمایا: اے میرے ابا جان! جس نے اللہ کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اے میرے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ ہے اے میرے والد ہم جبرائیل کو آپ کے وصال کی خبر دیتے ہیں۔ جب آپ کو دفن کیا گیا تو سیدہ نے فرمایا اے انس! کیا تم خوش ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈال رہے ہو!

۴۱۵۲ — شرح : سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا روتے ہوئے یہ کلمات فرمانا نوحہ نہیں تھا جو شریعت مطہرہ میں ممنوع ہے کیونکہ نوحہ ممنوع ہے کہ رونے والا میت کے ایسے اوصاف ذکر کرے جو اس میں پائے نہیں جاتے اور ایسے اوصاف میں مبالغہ کرے بلکہ یہ ندبہ ہے جو شریعت میں مباح ہے۔ اس میں وہ جھوٹی باتیں نہیں ہوتیں جو جاہلیت میں لوگ ذکر کیا کرتے تھے۔ قولہ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الخ لفظ جَعَلَ صیغہ ماضی معروف ہے اس کا فاعل ضمیر ھو ہے جو ثقل کی طرف راجع ہے اور لفظ ثقل۔ لما ثقل،، کے ضمن میں ہے لہٰذا ثقل دلالت تضمنی کے اعتبار سے مذکر ہے یَتَغَشَّاهُ ،، میں ضمیر مرفوع ثقل مقدر کی طرف راجع ہے غشاوت کا معنی یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور سخت بے چینی نے آپ پر غلبہ کر لیا تو آپ پر غشی طاری ہوئی نبی پر غشی آ سکتی ہے جنون نہیں آ سکتا۔ قولہ واکرب اباہ آہ میں الف ندبہ کے لیے ہے۔ اور ہاء سکتہ کی ہے جو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اٰخِرِ مَا تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۱۵۳۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ يُونُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ

وقف کے لئے لائی جاتی ہے۔ عبارت کا معنی یہ ہے۔ ہائے میرے والد کو سخت تکلیف ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ آج کے بعد تمہارے والد پر کوئی تکلیف نہیں ہے۔ اور جب ہم دارِ کرامت پہنچ گئے تو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ قولہ مَنْ جَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ اٰهُ مَنْ موصولہ ہے اور جنۃُ الفردوس مبتداء اور "ماواہ" خبر ہے۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ مِنْ جارہ ہے۔ وہ مجرور سمیت خبر مقدم اور "ماواہ" مبتداء مؤخر ہے یعنی آپ کا ٹھکانا جنت الفردوس ہے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف میں صحابہ کرام مٹی گرا رہے تھے تو سیدہ نے حضرت انس سے فرمایا اے انس تمہیں آپ سے اس قدر محبت ہونے کے باوجود آپ پر مٹی ڈالنے میں تم خوش ہو کیا تمہاری جانیں اس کی اجازت دیتی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے غایت ادب و احترام کے پیش نظر جواب عرض کرنے میں خاموشی کی لیکن زبانِ حال سے کہا ہمارے دل اس پر خوش نہیں لیکن آپ کے حکم کے مطابق ہم ایسا کرنے میں مجبور ہیں پھر سیدہ رضی اللہ عنہا نے تربت انور سے مٹی لے کر فرمایا: ؎

مَاذَا عَلٰى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدٍ ۔۔۔ اَلَّا يَشَمَّ مُدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا ۔۔۔ صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

جو شخص سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی مٹی کو سونگھ لے اس پر لازم ہے کہ اپنی عمر کے زمانہ کے کسی جزو میں غوالی[1] کو نہ سونگھے۔ میرے اوپر مصائب گر پڑے اگر وہ صاف و شفاف دنوں پر گریں تو وہ اندھیری راتیں ہو جائیں۔

باب ــــ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام شریف

۴۱۵۳ ــــ ترجمہ: زُہری نے کہا سعید بن مسیب نے چند لوگوں میں جو اہلِ علم تھے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حالانکہ آپ تندرست تھے

[1] غوالی، کستوری، عود، عنبر اور تیل سے مرکب خاص خوشبو ہے۔

marfat.com
Marfat.com

أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ أَنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَاشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى فَقُلْتُ إِذًا لَا يُخَيِّرُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ قَالَتْ وَكَانَتْ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۱۵۴ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرًا

کوئی نبی قبض نہیں ہوتا حتی کہ وہ اپنی جگہ جنت میں دیکھ لیتا ہے پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے (دنیا میں رہیں یا آخرت کو پسند کریں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قریب ہوئی جبکہ آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی پھر افاقہ ہوا تو آپ نے گھر کی چھت کی طرف نظر جما دی پھر فرمایا: اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى " پس میں نے کہا اب ہمیں اختیار نہ کریں گے اور میں نے پہچانا کہ یہ وہی کلام ہے جو ہم سے بیان فرمایا کرتے تھے حالانکہ آپ صحت کی حالت میں تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا: آپ کا آخری کلام جو آپ نے فرمایا تھا وہ یہ تھا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى " یعنی میں اپنے اعلیٰ رفیق کو اختیار کرتا ہوں (حدیث ۴۱۳۳ کی شرح دیکھیں)

باب — سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

۴۱۵۴ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں دس برس اقامت فرمائی۔

marfat.com
Marfat.com

۴۱۵۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهٗ

اس حال میں کہ آپ پہ قرآن نازل ہوتا رہا اور مدینہ منورہ میں دس سال رہے۔"

۴۱۵۴ — مشرح : اگر کوئی یہ سوال پوچھے یہ یقینی بات ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بعثت کے بعد تیرہ سال مقیم رہے اس کا جواب یہ ہے کہ عرب کے حساب دانوں کی عادت ہے کہ وہ کسور کو شمار نہیں کرتے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شعبی سے نقل کیا کہ مراد یہ ہے کہ تین سال وحی منقطع رہی تھی اور فتورِ وحی کے بعد دس سال مکہ مکرمہ میں مقیم رہے پھر مکہ سے ہجرت فرمائی۔

۴۱۵۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جبکہ آپ کی عمر شریف تیرسٹھ برس تھی۔ ابن شہاب نے کہا مجھے سعید بن مسیب سے اس جیسی روایت کی۔

۴۱۵۵ — مشرح : جمہور محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس برس ہوئی تو آپ پر وحی نازل ہوئی اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ آپ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں دس برس اقامت فرمائی۔ اس کو یہ لازم ہے کہ آپ بعثت کے بعد مکہ مکرمہ تیرہ برس تشریف فرما رہے۔ لہٰذا آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس ہوئی۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پینسٹھ برس تھی اسے مسلم نے عمار بن ابی عمار کے طریق سے ابن عباس سے ذکر کیا ہے۔

اسی طرح احمد نے یوسف بن مہران کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی بعض علماء نے دونوں مختلف اقوال کو اس طرح متفق کیا کہ جس نے کہا کہ آپ کی عمر شریف پینسٹھ برس تھی۔ انہوں نے سن ولادت اور سن وفات کو شامل کیا ہے۔ پھر کہا واللہ یخفی مافیہ۔ اس میں یہ اشارہ کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سنِ ولادت باسعادت اور سنِ وفات میں کسر شامل نہیں کیونکہ آپ کی ولادت باسعادت ماہِ ربیع الاول میں ہی تھی۔ اور وفات بھی اسی ماہ میں تھی۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلٰثِيْنَ صَاعًا

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ

باب

ترجمہ : اسود نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع طعام کے عوض مرہون تھی۔

شرح : اس یہودی کو ابو الشحم کہا جاتا تھا۔ بیہقی کی روایت میں بیس صاع مذکور ہیں۔ شیخ ابن حجر نے کہا کہ شائد طعام تیس صاع سے کم ہوگا کسر کو شمار کریں تو تیس صاع ہو جاتے ہیں اور اگر کسر کو شمار نہ کریں تو بیس رہ جاتے ہیں۔ ابن الطلاع نے اَقضیہ نبویہ میں ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرہونہ زرہ یہودی سے چھڑائی تھی۔ اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مومن کی جان اس کے قرض کے عوض معلق رہتی ہے حتی کہ اس کا قرض ادا کیا جائے سے مُراد یہ ہے کہ جو شخص صاحبِ دَین کے پاس اتنی شئی نہ چھوڑے جس سے قرضہ پُورا کیا جاسکے۔ یہاں اس حدیث کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری احوال اس طرح تھے

باب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا مرضِ وفات میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر بنا کر بھیجنا،،

شرح : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ نے اُسامہ کو وفات سے دو دن پہلے ہفتہ کے روز تیار کیا تھا جبکہ آپ کی وفات پیر کے دن ہُوئی تھی آپ نے اسامہ کو لشکر کا امیر بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا صفر کے آخر میں جبکہ صرف دو راتیں باقی تھیں۔ بُدھ کے روز سرورِ کائنات

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو درد شروع ہوا اور بخار اور سر درد ہونے لگا۔ جب جمعرات کی صبح ہوئی تو اپنے دست مبارک سے اسامہ کو جھنڈا دیا اور فرمایا اللہ کے نام سے غزوہ کرو اور جو کوئی اللہ کی ذات ستودہ صفات کا انکار کرے اس کو قتل کرو اور جہاں تمہارا والد شہید ہوا تھا وہاں جاؤ میں نے تمہیں اس لشکر کا امیر مقرر کیا ہے۔ حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ جھنڈا ہاتھ میں لے کر باہر نکلے اور بریدہ بن حصیب اسلمی کو جھنڈا دیا اور جرف میں لشکر جمع ہوگیا مہاجرین اولین اور انصار میں کوئی بھی پیچھے نہ رہا۔ سب اس غزوہ میں شامل ہوئے حتی کہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم اسامہ کی قیادت میں غزوہ کے لئے تیار ہوئے۔ بعض لوگوں نے کہا اس بچے کو مہاجرین اولین پر امیر مقرر کیا گیا ہے یہ سن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے بھر گئے اور باہر تشریف لائے حالانکہ اپنے سر پر کپڑا باندھا ہوا تھا اور منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! مجھے اسامہ کو امیر مقرر کرنے کے متعلق تمہاری باتیں پہنچی ہیں اگر تم نے اسامہ کو امیر مقرر کرنے میں طعن کیا ہے تو اس سے پہلے تم نے اس کے والد کو امیر مقرر کرنے میں طعن کیا تھا۔ خدا کی قسم! وہ امیر بننے کے لائق تھے اور ان کے بعد اس کا بیٹا امیر بننے کے لائق ہے۔ پھر منبر شریف سے اتر کر گھر تشریف لے گئے۔ یہ گیارہ ہجری کے گیارہ ربیع الاول ہفتہ کے روز کا واقعہ ہے۔ ابن ہشام نے کہا لوگوں نے اسامہ کی امارت میں اس لئے طعن کیا تھا کہ وہ آزاد کردہ غلام کے بیٹے اور عمر میں چھوٹے تھے۔ بعض نے کہا منافقوں نے اسامہ کے متعلق باتیں بنائی تھیں۔ جب اتوار کا دن آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض اور شدت اختیار کر گیا تو حضرت لشکر سے واپس آگئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔ اسامہ نے اپنا سر نیچے کر کے آپ کو بوسہ دیا حالانکہ حضور کلام نہیں کرتے تھے۔ پھر اسامہ لشکر میں چلے گئے پھر پیر کے روز آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس روز کچھ افاقہ تھا آپ نے اسامہ کو حکم دیا کہ وہ لشکر لے کر کوچ کریں ابھی وہ سواری کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا قاصد پیغام لے کر آیا اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن، اسامہ واپس آگئے اور ان کے ساتھ عمر فاروق اور ابوعبیدہ بن جراح بھی واپس آگئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ آپ نے ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن ظہر کے وقت وفات پائی۔ جرف میں مسلمانوں کا لشکر جمع تھا وہ بھی مدینہ منورہ آگئے اور بریدہ بن حصیب بھی اسامہ کا جھنڈا لے کر مدینہ منورہ آگئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے دروازہ کے پاس جھنڈا گاڑ دیا۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو انھوں نے اسامہ کو حکم دیا کہ وہ لشکر لے کر چلے جائیں، چنانچہ اسامہ کی قیادت میں لشکر روانہ ہوا وہ بیس روز چلتے رہے اور غارہ پر حملہ کیا جس نے بھی گردن اٹھائی اس کو قتل کیا اور جس پر قادر ہوئے اسے قید کیا۔ ان کے مکانات کھیتیاں اور کھجوریں جلا دیں۔ اسامہ اپنے والد کے گھوڑے سبحہ پر سوار تھے۔ اور غارہ میں اپنے والد کے قاتل کو قتل کیا۔ پھر غنیمت تقسیم کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اللہ کے فضل سے ایک مسلمان بھی شہید نہ ہوا۔ ابوبکر صدیق مہاجرین کے ساتھ اور اہل مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

۴۱۵۷ــ حَدَّثَنَا اَبُوعَاصِمِ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اِسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسَامَةَ فَقَالُوْا فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ قُلْتُمْ فِيْ اُسَامَةَ وَاِنَّهٗ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ

۴۱۵۸ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ

اُن کے استقبال کے لئے مدینہ منورہ سے باہر تک گئے۔ اُسامہ اپنے والد کے سبجہ پر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور اُن کے آگے بریدہ بن حصیب جھنڈا اُٹھائے ہوئے تھے۔ جب حمص میں ہرقل کو اسامہ کی کامیابی کی خبر پہنچی تو اُس نے بلقاء میں لشکر جمع کرنے شروع کئے پھر وہیں رہا حتی کہ ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عہدِ خلافت میں لشکر شام کی طرف روانہ ہوئے (عینی)

۴۱۵۷ــ ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ کو امیر مقرر کیا تو لوگوں نے اُن کے متعلق کچھ باتیں کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اُسامہ کے بارے میں جو باتیں کی ہیں مجھے پہنچی ہیں وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے" (یعنی جن لوگوں نے ان کی امارت میں طعن کیا ہے۔ اُن سب سے اُسامہ مجھے زیادہ محبوب ہے)

۴۱۵۸ــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر تیار کیا اور اس پر اسامہ بن زید کو امیر مقرر کیا بعض لوگوں نے ان کی امارت میں طعن کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا اگر تم نے اس کی امارت

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنِ
ابْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ عَنِ الصُّنَابِحِیِّ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ مَتٰی هَاجَرْتَ ۴۱۵۸
قَالَ خَرَجْنَا مِنَ الْیَمَنِ مُهَاجِرِیْنَ فَقَدِمْنَا الْجُحْفَةَ فَاَقْبَلَ رَاکِبٌ
فَقُلْتُ لَهُ الْخَبَرَ الْخَبَرَ فَقَالَ دَفَنَّا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ خَمْسٍ قُلْتُ هَلْ
سَمِعْتَ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ شَیْئًا قَالَ نَعَمْ اَخْبَرَنِیْ بِلَالٌ مُؤَذِّنُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهٗ فِی السَّبْعِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ

میں طعن کرتے ہو تو تم اس سے پہلے ان کے والد کی امارت میں طعن کرتے تھے۔ بخدا! وہ امارت کے لائق تھا۔ وہ مجھے لوگوں سے زیادہ محبوب تھا۔ اس کے بعد یہ اُسامہ مجھے لوگوں سے زیادہ محبوب ہے (جنہوں نے طعن کیا ہے)

۴۱۵۷ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ فرمایا پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور گھر میں تشریف لے گئے۔ یہ اتوار کا واقعہ ہے۔ نیز گیارہ ہجری کے ربیع الاوّل میں مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج اشرف کے تغیر اور بیماری کی شدّت کو دیکھا تو اُسامہ کو خبر دی اُسامہ اس وقت آئے جبکہ آپ کلام نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے دستِ اقدس آسمان کی طرف اُٹھا کر اُسامہ کے چہرے پر رکھا اسامہ نے کہا مجھے معلوم ہُوا کہ آپ نے میرے لئے دُعا کی ہے۔ پھر وہ لشکر میں چلے گئے اور ان کو حکم دیا کہ اب روانہ ہو جائیں۔ لوگ گھوڑوں پر سوار ہُوئے ہی تھے کہ اچانک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر پہنچ گئی۔ اسی وقت اُسامہ واپس آگئے جب لوگ ابوبکر صدیق کی بیعت کر چکے تو اُسامہ کا لشکر تیار کیا اور جو لوگ متعین ہو چکے تھے وہ اُسامہ کے ساتھ کر دیئے۔ واقدی نے کہا یہ لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے سات سَو قریش مہاجرین تھے۔ ابن اسحاق نے صحیح روائت کی کہ لشکر تیار کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسامہ سے عمر فاروق کے لئے رخصت طلب کی۔ اُسامہ نے ابوبکر صدیق کی سفارش قبول کرتے ہُوئے عمر فاروق کو رخصت دے دی۔ اُسامہ لشکر لے کر روانہ ہو گئے بہت کفار قتل کئے اور بہت قید کئے۔ اُن کے مکانات اور دیگر اشیاء جلا دیں اور مسلمانوں کا بال بیکا نہ ہُوا۔ یہ آخری چھوٹا لشکر تھا جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا تھا اور ابوبکر صدیق کا یہ پہلا لشکر تھا جسے انہوں نے تیار کیا تھا، قسطلانی

باب — ۴۱۵۸ —

ترجمہ : ابوالخیر صنابحی سے روائت کی کہ انہوں نے صنابحی سے کہا تم نے کب ہجرت کی تھی۔ صنابحی نے کہا ہم یمن سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۱۵۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَاَلْتُ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ

۴۱۶۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ عَشْرَةَ

ہجرت کرتے ہوئے نکلے اور جحفہ پہنچے تو ایک سوار آیا میں نے اس سے خبر پوچھی تو اس نے کہا پانچ روز ہوئے ہیں۔ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر دیا ہے۔ میں نے کہا کیا لیلۃ القدر کے بارے میں تو نے کچھ سنا ہے اس نے کہا ہاں سنا ہے۔ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن بلال نے خبر دی کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ کی ساتویں رات ہے۔
(لیلۃ القدر کی بحث کتاب الصوم میں مذکور ہے۔ حدیث ۱۸۹۱ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوے لڑے

۴۱۵۹ — ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کتنے غزوے لڑے ہیں۔ انہوں نے کہا سترہ غزوے لڑے ہیں۔ میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوے لڑے کہا انیس ۱۹ (حدیث ۳۶۹۷ کی شرح دیکھیں)

۴۱۶۰ — ترجمہ : براء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں پندرہ جہاد کئے "

۴۱۶۰ — شرح : سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی تعداد میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ یعقوب بن سفیان نے اپنے اسناد کے ساتھ مکحول سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھارہ جنگیں لڑیں اور آٹھ میں قتل و غارت کی ان میں سے بدر دوسرا اُحد تیسرا اَحزاب چوتھا قریظہ پانچواں بئر معونہ چھٹا غزوہ بنی مصطلق جو قبیلہ خزاعہ کی شاخ ہے۔ ساتواں غزوۂ خیبر، آٹھواں غزوۂ مکہ نواں حنین اور طائف کے غزوات۔ ابن کثیر نے کہا ہے یہ ہے کہ غزوہ بیر معونہ اُحد کے بعد لڑا گیا ہے۔ زہری سے

marfat.com
Marfat.com

۴۱۶۱ — حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلِ ابْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ كَهْمَسٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً

روائت ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس ۲۴ غزوے لڑے (طبرانی) عبد بن حمید نے مسند میں روائت کی کہ حضرت جابر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیس غزوات لڑے ابن اسحاق نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے ستائیس غزوات لڑے ہیں۔ قتادہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات اور سرایا (چھوٹے غزوے) تنتالیس ۴۳ ہیں ان میں سے چوبیس ۲۴ میں صحابہ کو بھیجتے رہے اور انیس بڑے غزوے ہیں۔ اُن میں سے آٹھ میں بنفس خود گئے۔ ابن اسحاق نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعوث اور سرایا اڑتیس ہیں (عینی و قسطلانی)

ترجمہ : احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال نے بیان کیا کہ ہمیں معتمر بن ہلال نے کہس کے ذریعہ ابن بریدہ سے اُنھوں نے اپنے والد سے روائت کی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سولہ غزوات لڑے۔

۴۱۶۱ —

امام احمد بن محمد بن حنبل ابن هلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مَرْوَزِیْ شَیْبَانِیْ امام ہیں جب مَرْو سے نکلے تھے اس وقت وہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے اور بغداد میں ان کا تولّد ہُوا اور وہیں وفات پائی ان کی قبر مشہور زیارت گاہ ہے وہاں سے لوگ تبرک حاصل کرتے ہیں۔ وہ دُنیا کے امام اور اہلسنت کے پیشوا تھے۔ دوسو اکتالیس ۲۴۱ ہجری میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بریدہ بن حصیب مشہور صحابی اسلمی ہیں۔ رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

marfat.com
Marfat.com

كِتَابُ التَّفْسِيرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اِسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَةِ الرَّحِيْمُ وَالرَّاحِمُ بِمَعْنًى وَّاحِدٍ كَالْعَلِيْمِ وَالْعَالِمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ التَّفْسِيرِ

تفسیر لغت میں فسر سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے "بیان" قاموس میں بمعنی کشف اور ابانت ذکر کیا ہے۔ اصطلاح میں تفسیر کا معنیٰ مدلولاتِ نظمِ قرآنی کا کشف و وضاحت ہے۔ تفسیر و تاویل میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ ابوعبیدہ نے کہا یہ دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ بعض نے کہا تفسیر میں لفظ کی مراد کا بیان ہوتا ہے اور تاویل میں مرادی معنی کا بیان ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح میں جو بطریق تعلیق ابن عباس سے تفسیر ذکر کی ہے۔ وہی تعلیقات تفسیر ابن جریر اور ابن حاتم میں ابن عباس سے بطریق موصول مذکور ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ "، اس آیت کریمہ میں رحمٰن، رحیم دونوں اسم رحمت سے مشتق ہیں اور لغت میں رحمت کا معنی دل کی نرمی اور مہربانی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نسبت انعام و احسان مجازی معنی مراد ہے۔ رحمن و رحیم میں فرق مشہور ہے۔ حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ رحمٰن سے جب سوال کیا جائے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ فَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَسُمِّیَتْ اُمَّ الْکِتَابِ

لِاَنَّہٗ یُبْدَأُ بِکِتَابَتِھَا فِی الْمَصَاحِفِ وَیُبْدَأُ بِقِرَأَتِھَا فِی الصَّلٰوۃِ وَالدِّیْنُ الْجَزَآءُ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ وَقَالَ مُجَاھِدٌ بِالدِّیْنِ بِالْحِسَابِ مَدِیْنِیْنَ مُحَاسَبِیْنَ

تو ناراض ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رحمن و رحیم دونوں رقیق اسم ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ رقیق ہے۔ رحمٰن رقیق ہے اور رحیم اپنی مخلوق کو رزق عطاء کر کے مہربانی کرتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ رحمٰن ساری مخلوق کے لئے اور رحیم صرف مومنوں کے لئے ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے رحمٰن الدنیا کیونکہ دنیا میں مومن اور غیر مومن سب ہیں۔ اور رحیم الاخرہ ؛ کیونکہ آخرت میں صرف مومنوں پر ہی ظلّ عاطفت ہوگا ؛ جس سے کفار محروم ہوں گے (بیضاوی وغیرہ) اصل معنی کے اعتبار سے رحیم اور راحم ہم معنی ہیں جیسے علیم اور عالم اصلی معنیٰ کے اعتبار سے ہم معنیٰ ہیں۔ جبکہ اس پر زیادتی کا لحاظ نہ کیا جائے (عینی)

باب ۔ سورۂ فاتحہ اور اس کی فضیلت اور تفسیر

سورۂ فاتحہ کے تیرہ نام ہیں : ع۱ فاتحۃ الکتاب کیونکہ اس کے ساتھ مصاحف اور تعلیم ایسے امور شروع کئے جاتے ہیں اور یہ سب سے پہلے آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ ع۲ ام القرآن ع۳ کنز ع۴ وافیہ یہ نام اس لئے ہے کہ یہ رکعت میں تنصیف کی قابل نہیں ع۵ سورۃ الحمد کیونکہ اس کے اوّل میں حمد ہے ع۶ سورۃ الصلوٰۃ ع۷ سبع مثانی ع۸ شفا اور شافیہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ فاتحہ ہر قسم کے زہر کی شفاء ہے ع۹ کافیہ کیونکہ یہ غیر سے کفائت کرتی ہے ع۱۰ اساس کیونکہ یہ قرآن کریم کی پہلی سورت ہے گویا کہ یہ قرائن کی بنیاد ہے ع۱۱ سورۃ السؤال کیونکہ اس میں انسان اپنے رب سے سوال کرتا ہے۔
ع۱۲ سورۂ شکر کیونکہ اس میں اللہ کی ثناء ہے اور ثناء ہی شکر ہے "
ع۱۳ سورۃ الدعاء کیونکہ یہ دعاء پر مشتمل ہے اور وہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ "ہے"
اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ربوبیت رحمت، مالکیت، استحقاق عبادت، توفیق خیر، بندوں کی ہدایت، توجہ الی اللہ، اخلاص عبادت، استعانت، طلب رشد، آداب دعاء، صالحین کے حال سے موافقت، گمراہوں سے اجتناب و نفرت، دنیا کی زندگی کا خاتمہ اور روز جزاء کا تفصیلاً بیان ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۱۶۲ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمۃ الباب : اس کا نام ام الکتاب اس لئے ہے کہ یہ سوالوں سے پہلے لکھی جاتی ہے اور نماز میں اس سے قرأت کی ابتداء ہوتی ہے۔ دین کا معنیٰ ہے جزاء اچھی ہو یا بُری۔ جیسے جزاء دے گا ویسے جزاء دیا جائے گا (جیسا کرے گا ویسا بھرے گا) مجاہد نے کہا بِالدِّيْنِ، کے معنی ہیں حساب اور مَدِيْنِيْنَ ،، کے معنی ہیں حساب کئے گئے،،

شرح : یعنی سورۂ فاتحہ کو ام القرآن کہا جاتا ہے کیونکہ اُم ولد کا مبدء ہے اس لحاظ سے اس پر اُم کا اطلاق ہے کہ یہ قرآن کا مبدء ہے۔ بعض نے کہا یہ قرآن کے معانی لیسے اللہ کی ثناء، امر و نہی پر اشتمال، وعدہ، وعید پر مشتمل ہے اس لئے اس کو ام القرآن کہا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے اس میں ذات و صفات اور افعال کا ذکر ہے۔ اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مبدء، معاش اور معاد پر مشتمل ہے اس کو ام القرآن اس لئے کہا جاتا ہے کہ لغت میں اُم اصل کو کہتے ہیں اس سورت میں نسخ اور تبدیل کا احتمال نہیں بلکہ اس کی ساری آیات محکمہ ہیں لہٰذا یہ اصل ہے۔ قولہ والدین آہ اس سے آئت کریمہ : مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ،، کی طرف اشارہ ہے۔ یہ ابو عبیدہ کا کلام ہے جبکہ اُنھوں نے کہا دین کے معنی جزاء اور حساب ہیں۔ کہا جاتا ہے: كَمَا تَدِيْنُ تُجَازٰى ،، یعنی جیسا کرے گا ویسی جزاء دیا جائے گا ،، حماسہ میں ہے ؎ دِنَّاهُمْ كَمَا دَانُوْا ،، ہم نے ان کو جزاء دی جیسے انھوں نے جزا دی ،، مجاہد نے کہا : بِالدِّيْنِ کے معنی ہیں حساب ،، اس میں اس آئت کریمہ : اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ،، کی تفسیر کی طرف اشارہ ہے۔ عبد بن حمید نے تفسیر میں اس کو منصور، مجاہد کے طریق سے موصول ذکر کیا ہے اور ،، كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ،، میں کہا دین کے معنی حساب دین کثیر معانی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ عادت، عمل، حکم، حال، حق، طاعت، قہر، ملت، شریعت، ورع اور سیاست کے معانی میں مستعمل ہے۔ مَدِيْنِيْنَ کے معنی ہیں حساب کئے گئے اس سے اس آئت کریمہ : فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ،، کی طرف اشارہ ہے اور مدینین کی تفسیر مجاہد سے کی ہے ،،

۴۱۶۲ ترجمہ : ابو سعید بن مُعلّٰی نے کہا میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

فَلَمْ اُجِبْهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ فَقَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ لِيْ لَاُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ اَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ قُلْتُ لَهٗ اَلَمْ تَقُلْ لَاُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ

نے بلایا تو میں حاضر نہ ہُوا (نماز پڑھنے کے بعد حاضر ہُوا) تو میں نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟ جب تمہیں اللہ اور اس کا رسُول بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ، پھر آپ نے فرمایا کیا میں تجھے ایک سورت نہ بتاؤں؟ جو قرآن کریم کی تمام سورتوں سے عظیم تر ہے۔ پہلے اس کے کہ تو مسجد سے باہر نکلے، پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا جب آپ نے مسجد سے باہر تشریف لے جانے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا۔ کیا آپ نے فرمایا نہیں تھا؟ کہ میں تجھے ایک سُورت بتاؤں گا جو قرآن کریم میں عظیم ترین سُورت ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" ہے یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دی گئی ہے۔

۴۱۶۲ — شرح : اس حدیث کو امام ترمذی، نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنے اپنے اسناد کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کیا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابی بن کعب کو بُلایا جو مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حاکم نے بھی اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابی بن کعب کو بُلایا جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ حالانکہ صحیح بخاری میں ابوسعید بن معلّی کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ امام بیہقی نے کہا دونوں کے حدیثوں کے مخرج مختلف ہیں اور ان کے سیاق بھی مختلف ہیں لہٰذا یہ واقعہ متعدد ہے جو ابوسعید بن معلّی اور ابی بن کعب کے لئے ظہور پذیر ہُوا۔ ابوسعید نے کہا میں مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بُلایا میں حاضر نہ ہُوا۔ تفسیر انفال میں شعبہ سے روائت کی کہ ابوسعید نے کہا میں حاضر خدمت نہ ہُوا اور نماز پڑھ کر حاضر ہُوا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا، لیکن حاضر نہ ہُوئے پھر نماز میں تخفیف کر کے حاضر خدمت ہُوئے اور کہا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"، آپ نے فرمایا جب میں نے بلایا تھا اس وقت آنے سے تمہیں کس نے منع کیا تھا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟ اللہ اور اس کے رسُول کی اجابت کرو ابی بن کعب کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! آئندہ ایسا نہ ہوگا!

marfat.com
Marfat.com

کوئی نماز میں ہو اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بُلائیں تو حاضر ہو جائے"

شیخ ابن حجر عسقلانی نے ذکر کیا کہ ابن تین نے داؤدی سے ذکر کیا اور اس میں کچھ تقدیم و تاخیر کی چنانچہ اَلَمْ یَقُلْ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ کو ابوسعید بن معلیٰ کے قول میں نماز میں تھا آپ نے فرمایا کیا تم نماز میں تھے؟ سے پہلے ذکر کیا ہے۔ گویا کہ انہوں نے حدیث کا معنی اس طرح بیان کیا کہ جو شخص نماز میں ہو وہ اِس خطاب سے خارج ہے لیکن قاضی عبدالوہاب اور قاضی ابوالولید نے کہا نماز میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت فرض ہے اور اجابت نہ کرنے والا گنہگار ہے اور یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ کسی کو بُلائیں اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو نماز چھوڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور اس کی نماز باطل نہ ہوگی۔ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا داؤدی کا دعویٰ بلا دلیل ہے اور دونوں مالکی قاضیوں نے جو کہا ہے شافعیہ بھی یہی کہتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا ابوسعید بن معلیٰ نے نماز کی حالت میں اجابت اس لئے نہ کی تھی کہ اُن کا خیال تھا کہ آیت کریمہ میں اس کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو نماز سے باہر ہوں" لیکن سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاقِ کلام شریف کا مقتضیٰ عام ہے کہ نماز میں ہوں یا اس سے باہر ہوں ہر حال سرکار کی اجابت فرض ہے اور نماز باطل نہیں ہوتی اور واپس آکر پہلی نماز پر باقی نماز ادا کرتا رہے گا۔ پھر فرمایا لَاُعَلِّمَنَّکَ سُوْرَۃً الخ یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسعید سے کہا میں تجھے ایک سورت بتاؤں گا کہ وہ قرآن کی سورتوں سے عظیم تر ہے۔ ابن بطال مالکی نے کہا ہو سکتا ہے کہ اعظم یعنی عظیم ہو لہٰذا سورہ فاتحہ کی دوسری سورتوں پر افضلیت لازم نہیں آتی۔ ابن تین نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کا ثواب دوسری سورتوں سے عظیم تر ہے۔ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ قرآن کی بعض سورتیں بعض سے افضل ہیں۔ اشعری اور علماء کی ایک جماعت نے اسے منع کیا ہے۔ کیونکہ مفضول افضل کے مرتبہ سے ناقص ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء، صفات اور اس کے کلام میں نقص نقص نہیں ہے لہٰذا قرآن کے بعض کو افضل اور بعض کو مفضول کہنا منع ہے۔ بعض علماء نے اس کا جواب دیا کہ فاتحہ کی افضلیت ثواب اور نفع کے اعتبار سے ہے معنی اور صفت کے لحاظ سے نہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا" یعنی اگر ہم کوئی حصہ قرآن منسوخ کر دیں تو اس سے بہتر یا اس کی مثل لے آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن بعض بعض سے افضل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خیریت منفعت اور لوگوں کے نفع کے اعتبار سے ہے نفس ذات کے لحاظ سے نہیں شیخ دہلوی نے تیسیر الباری میں ذکر کیا یہ بات مخفی نہیں کہ جو لوگ بعض سورتوں کو افضل کہتے ہیں ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ اکثریت ثواب

marfat.com
Marfat.com

ہیں افضل ہیں اور۔ عرف میں مشہور و معروف بھی یہی ہے وہ یہ نہیں کہتے کہ نفس ذات اور اللہ کا کلام اور اس کی صفتِ ذاتیہ ہونے میں بعض افضل ہیں اس کا کوئی عالم دین اور عارف باللہ قائل نہیں۔ لہٰذا اس جواب میں مجیب نے منع کردہ کا اعتراف کر لیا ہے۔ اس کا مال نزاع لفظی ہے۔ فحول علماء کو نزاع لفظی میں نہیں پڑنا چاہیئے قولہ، ھِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ آہ سورۂ فاتحہ کو سبع اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی سات آیات ہیں۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ احناف نے اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ ،، کو آیت شمار کیا اور بِسْمِ اللّٰہِ کو اس کی آیت شمار نہ کیا اور شافعیہ نے بِسْمِ اللّٰہِ کو فاتحہ کی آیت شمار کیا وہ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ ،، کو پوری آیت شمار نہیں کرتے ہیں۔ اس سورت کو مَثَانِیْ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ہر رکعت میں بار بار پڑھی جاتی ہے۔ کہا گیا ہے مَثَانِی تَثْنِیَہ ،، سے ماخوذ ہے جس کے معنی تکریر یعنی بار بار ہے ،، نماز میں سورہ فاتحہ کی قرأت بار بار کی جاتی ہے۔ اس لئے اس کو مثانی کہتے ہیں یا یہ ثناء سے ماخوذ ہے۔ سورۂ فاتحہ بھی اللہ تعالیٰ کی ثناء پر مشتمل ہے اس لئے اس کو مثانی کہتے ہیں۔

علامہ بیضاوی نے کہا سورہ فاتحہ کو مثانی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ دو بار نازل ہوئی ہے۔ ایک بار مکہ میں نازل ہوئی جبکہ نماز فرض ہوئی اور دوسری بار مدینہ منورہ میں نازل ہوئی جبکہ تحویل قبلہ ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سبع مثانی سات لمبی سورتیں ہیں وہ سورۂ بقرہ، آلِ عمران، نساء، مائدہ، انعام اعراف اور یونس ہیں۔ شیخ ابن حجر نے کہا اس حدیث کے اسناد میں دو چیزیں قابلِ غور ہیں ایک یہ کہ غزالی و رازی اور ان کی اتباع میں بیضاوی نے اس قصہ کی نسبت ابوسعید خدری کی طرف کی ہے اور وہ وہم ہے یہ واقعہ ابوسعید بن معلی کا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ واقدی نے اس حدیث کو محمد بن حبیب بن عبد الرحمٰن کے طریق سے اسی اسناد کے ساتھ ذکر کیا اور اسناد میں ابوسعید بن معلی عن ابی بن کعب کا اضافہ کیا، لیکن جو صحیح میں ہے وہ صحیح تر ہے اور واقدی جب کسی روایت میں منفرد ہو تو شدید ضعیف ہے تو جب کسی کی مخالفت کرے تو اس کے ضعف کا کیا عالم ہوگا اور اس کا شیخ بھی مجہول ہے ،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن حجر کا تعاقب کرتے ہوئے کہا۔ حافظ مزی نے یہ ذکر کیا ہے اور اس میں اس طرح کی کوئی بات نہیں کی تعجب ہے کہ واقدی اس کے امام مشائخ میں سے ہیں۔ واقدی کو

اگرچہ بعض نے ضعیف کہا ہے، لیکن دوسرے علماء نے ان کو ثقہ کہا ہے؛ چنانچہ ابراہیم حربی نے کہا واقدی مسلمانوں کے امین ہیں۔

مصعب بن زبیر نے کہا واقدی ثقہ مامون ہیں۔ ابوعبید نے ان کی توثیق کی اور ابن مبارک نے ان کی ثناء کی ہے اور علماء بھی واقدی کے ثناء خواں ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

۴۱۶۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَمَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

بَابُ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

۴۱۶۴ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب — غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ،،

۴۱۶۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام : غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ،، کہے تم آمین کہو پس جس شخص کا قول فرشتوں کے قول کے موافق پڑا اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے ،،

(حدیث عنقریب کی شرح میں امین بالجہر کی تفصیل مذکور ہے)

سورۂ بقرہ

یعنی جس سورت میں بقرہ کا ذکر ہے۔ لغت میں سورۃ سور کا واحد ہے۔ اس کا معنی بنیاد ہے جو زمین سے جدا کی جاتی ہے۔ قرآن کی سورت بھی قدسی سورت سے جدا کی ہوتی ہے۔ سورۂ بقرہ مدنی ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ قشیری نے کہا ایک آیت وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ،، کی ہے کیونکہ یہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر منیٰ میں نازل ہوئی تھی،،

باب کا ارشاد اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو سارے نام سکھا دیئے ،،

۴۱۴۶ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

قَالَ يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ذَنْبَهٗ فَيَسْتَحْيِيْ اِئْتُوْا نُوْحًا فَاِنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ مَا لَيْسَ لَهٗ بِهٖ عِلْمٌ فَيَسْتَحْيِيْ فَيَقُوْلُ اِئْتُوْا خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرٰيةَ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحْيِيْ مِنْ رَبِّهٖ فَيَقُوْلُ اِئْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَكَلِمَةَ اللّٰهِ وَرُوْحَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَنْطَلِقُ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ ثُمَّ يُقَالُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهٗ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُهٗ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ

قیامت کے دن تمام مومن جمع ہوں گے اور کہیں گے اگر ہم اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی شفاعت کرنے والا لاتے تو بہتر ہوتا۔ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ آپ سب لوگوں کے باپ ہیں (ہم آپ سے پدرانہ شفقت چاہتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور آپ کو ہر شئی کا نام بتایا۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں تاکہ وہ ہمیں ہماری اس جگہ سے آرام دے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں اس مقام کے لائق نہیں (یعنی ان کو اس بات کی خبر نہیں دیں گے کہ وہ کام نہیں کر سکتے) اور اپنا ذنب ذکر کرتے ہوئے حیاء کریں گے (جو انہوں نے شجرہ ممنوعہ سے کھایا تھا) اور فرمائیں گے نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا تھا وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں اس کام کے لائق نہیں اور اپنے رب سے سوال کئے ہوئے کو یاد کریں گے جس کا

marfat.com
Marfat.com

أَشْفَعُ فَيُحَدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ إِلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي مِثْلَهُ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيُحَدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ يَعْنِي قَوْلَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ خَالِدِينَ فِيهَا

انہیں علم نہ تھا (وہ قول سوال یہ تھا) اے میرے پروردگار زمین پر کوئی کافر نہ چھوڑ اور شرم کرتے ہوئے فرمائیں گے تم اللہ کے خلیل کے پاس جاؤ! وہ اُن کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے مَیں اس کے لائق نہیں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ! وہ اللہ کے خاص بندے ہیں اُن سے اللہ تعالیٰ نے بالمشافہ کلام کیا اور انہیں تورات عطا کی۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے مَیں اس کے اہل نہیں اور جس نفس کو کسی نفس کے بدلہ کے بغیر قتل کیا تھا یاد کریں گے (آپ نے قبطی کو قتل کیا تھا) وہ اپنے رب سے شرم و حیا کریں گے اور کہیں گے تم اللہ کے عبد اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور روح عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ بھی کہیں گے مَیں اس مقام کے لائق نہیں تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ نے ان کے پہلے اور پچھلے سب ذنب معاف کر دیئے ہوئے ہیں۔ لوگ میرے پاس آئیں گے مَیں چلوں گا حتی کہ اپنے رب سے اجازت حاصل کروں گا تو مجھے اجازت دی جائے گی۔ جب مَیں اپنے رب کو دیکھوں گا تو مَیں سجدہ میں چلے جاؤں گا جب تک اللہ چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا اپنا سر مبارک اُٹھائیے اور سوال کیجئے جو سوال کرتے ہیں وہ آپ کو دیا جائے گا اور بات کریں وہ سنی جائے گی اور شفاعت فرمائیں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں سر مبارک اُٹھاؤں گا اور اللہ کی حمد کروں گا جو حمد مجھے وہ سکھائے گا ثم شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی (جو میری شفاعت سے بخشے جائیں گے) پس ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر مَیں اللہ کی طرف رجوع کروں گا جب مَیں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا پہلے کی طرح۔ پھر مَیں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی مَیں ان کو جنت میں داخل کروں گا پھر چوتھی بار اللہ کی طرف رجوع کروں گا اور کہوں گا دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا سوا اُن لوگوں کے جن کو قرآن کریم نے روکا ہے (کافر دوزخ میں رہ جائیں گے) یعنی وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

۴۱۶۴ ــــ شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت صرف "وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ" میں ہے۔ یہ بات غیر مخفی ہے کہ اس جگہ قرآن کریم کی تفسیر مقصود ہے اور اس حدیث میں تفسیر کا قطعاً ذکر نہیں اسماء کل شئ" کی تفسیر میں چار اقوال ہیں اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں کے نام بتائے۔ دوسرا قول یہ ہے تمام اجناس جیسے انسان اور ملک تیسرے یہ کہ

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَالَ مُجَاهِدٌ اِلٰى شَيَاطِيْنِهِمْ اَصْحَابِهِمْ مِنَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ اللّٰهُ جَامِعُهُمْ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا قَالَ مُجَاهِدٌ بِقُوَّةٍ بِعَمَلٍ بِمَا فِيْهِ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ مَرَجَ مَرَجٌ شَكٌّ صِبْغَةَ دِيْنٌ وَمَا خَلْفَهَا عِبْرَةٌ لِمَنْ بَقِيَ لَا شِيَةَ فِيْهَا لَا بَيَاضَ وَقَالَ غَيْرُهٗ يَسُوْمُوْنَكُمْ يُوْلُوْنَكُمْ الْوَلَايَةُ مَفْتُوْحَةٌ مَصْدَرُ الْوَلَاءِ وَهِيَ الرُّبُوْبِيَّةُ وَاِذَا كُسِرَتِ الْوَاوُ

مخلوقات ارضیہ ایسے چوپائے، پرندے اور حشرات کے نام سکھا دیئے چوتھا قول یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو ان کی ساری اولاد کے نام سکھا دیئے اور نام و معنی ہر دو کی تعلیم دی قولہ یذکر دبہ آہ حضرت آدم علیہ السلام اپنا ذنب ذکر کریں گے وہ شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنا ہے عصمت انبیاء میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ قولہ فانہ اول رسول "یعنی اللہ تعالیٰ نے جتنے رسول دنیا میں بھیجے۔ حضرت نوح علیہ السلام اُن میں سے پہلے رسول ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے رسول تو حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ طوفان کے بعد نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں۔ بعض علماء نے کہا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے رسول نہ تھے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ آدم پہلے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی اولاد کو ڈرانے اور ان کو ہدائت کرنے کے لئے بھیجا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے شفاعت کرنے سے اس لئے انکار کیا کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ زمین پر کوئی کافر باقی نہ رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ عذر کیا کہ انہوں نے ایک قبطی کو قتل کر دیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمہ اور روح اس لئے کہا کہ وہ کلمہ "کن" سے پیدا ہوئے اور روح اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں روح پھونکی تھی زمخشری نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم اور کلمہ کن سے پیدا ہوئے درمیان میں کوئی والد یا نطفہ کا واسطہ نہ تھا۔ وہ روح ہیں۔ کسی ذی روح کے جزو کے بغیر پیدا ہوئے ہیں نطفہ تو زندہ والد سے جدا ہوتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے موجود ہوئے ہیں یا ان کو روح اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مردہ آدمی میں پھونک کر اسے زندہ کر دیتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ لوگ، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ سے باہر آئیں گے حالانکہ ایک روائت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا وہ لوگوں کو حسب ارشاد خداوند قدوس لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں منافات نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے باعث فرشتوں کو حکم ہوگا کہ انہیں دوزخ سے باہر لائیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــ شرح التفسیر : مجاہد نے کہا "شیاطین" سے مُراد اُن کے ساتھی منافق اور

marfat.com
Marfat.com

فَهِيَ الْاِمَارَةُ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْحُبُوْبُ الَّتِيْ تُؤْكَلُ كُلُّهَا فُوْمٌ فَاِدَّا رَأَتُمُ اخْتَلَفْتُمْ وَقَالَ قَتَادَةُ فَبَآءُوْا انْقَلَبُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ يَسْتَنْصِرُوْنَ شَرَوْا بَاعُوْا رَاعِنَا مِنَ الرُّعُوْنَةِ اِذَا اَرَادُوْا اَنْ يُحَمَّقُوْا اِنْسَانًا قَالُوْا رَاعِنَا لَا تُجْزِئُ لَا تُغْنِيْ اِبْتَلٰى اِخْتَبَرَ خُطُوَاتٍ مِنَ الْخَطْوِ وَالْمَعْنٰى اٰثَارُهُ

مشرک ہیں۔ اس سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے: وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ،، یعنی جب وہ اپنے رؤسا دِ کی طرف جاتے ہیں۔ شَيٰطِيْن ،، شَطَن ،، سے مشتق ہے۔ شطن کے معنی ہیں خیر سے دُور ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ شَاطَ يَشِيْطُ ،، سے مشتق ہے اس کا معنیٰ ہیں جل گیا۔ شیطان کے معنی سرکش جن یا انسان ہیں۔ ہر سرکش کو شیطان کہا جاتا ہے ،، مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ،، کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کافروں کو جمع کرے گا اس سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ،، یعنی جیسے آسمان سے اُترتا پانی کہ اس میں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں۔ کڑک کے سبب موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے ،، زمخشری نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کا کافروں کا احاطہ کرنا مجاز ہے معنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر نہیں جا سکتے جیسے حقیقۃً محاطبہ ،، جن کا احاطہ کیا گیا ،، ۔ مُحِيْط ،، احاطہ کرنے والے سے باہر نہیں نکل سکتا۔ یعنی کافر اللہ کے عذاب سے نجات نہیں پا سکتے ،، پس مجاز سے مراد استعارہ تمثیلیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کافروں کے ساتھ معاملہ کو محیط کے حال کے ساتھ تشبیہ دی کہ جیسے محاطبہ محیط سے باہر نہیں نکل سکتا اسی طرح یہ لوگ اللہ کی قدرت سے باہر نہیں جا سکتے اور کسی حال میں اللہ کے عذاب سے چھٹکارہ حاصل نہیں کر سکتے۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ آیت کریمہ میں ،، صِبْغَة ،، کی تفسیر دین ہے۔ ہے ،، یعنی صِبْغَةَ اللّٰهِ اللہ کا دین ہے۔ امۃ فطرت اللہ ،، سے بھی تفسیر کی جاتی ہے۔ عَلَى الْخَاشِعِيْنَ الخ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے ،، وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ،، اور خَاشِعِيْنَ کی تفسیر مجاہد نے حقیقی مومنوں سے کی ہے اس کی تفسیر خالصین اور متواضعین سے بھی کی جاتی ہے۔ مجاہد نے اس آیت کریمہ ،، خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ ،، میں قوت کی تفسیر کسی چیز پر عمل کرنے سے کی ہے۔ نیز قوت کا معنی طاعت اور کوشش بھی ہے۔ ابو العالیہ نے کہا: فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مرض کا معنی شک ہے اور فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا ،، میں مَا خَلْفَهَا کا معنیٰ پچھلوں کے لئے عبرت ہے۔ یعنی پہلی امتوں میں بعض کا ذلیل بندر بن جانے میں آنے والوں کے لئے عبرت ہے اور ڈرنے والوں

marfat.com
Marfat.com

کے لئے نصیحت ہے۔ زمخشری نے نقل کیا کہ نکال کا معنیٰ سخت عقوبت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ، کہ ہم نے اُن سے کہا ذلیل بندر ہو جاؤ! ہم نے اس عقوبت میں پہلے لوگوں اور بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت کر دی ہے، لَا شِيَةَ الخ یعنی اس آیت کریمہ "مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا"، میں جو بنی اسرائیل کی گائے کے بارے میں شِيَة، ذکر فرمایا اس کا معنی سفیدی ہے یعنی اس گائے میں سفیدی نہیں ہے۔ زمخشری نے کہا وہ گائے از سر تا پا خالص زرد ہے اس میں لمعہ بھی دوسرا رنگ نہیں ہے۔ شِيَة دراصل وَشْيٌ تھا واؤ کو حذف کر کے اس کا بدل تاء لے آئے جیسے عِدَةٌ، دراصل وَعْدٌ تھا واؤ کو حذف کر کے آخر میں تاء زیادہ کر دی گئی ہے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ الخ یعنی ابوالعالیہ کے غیر نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ یہاں تک مذکورہ الفاظ کی تفسیر ابوالعالیہ نے کی ہے۔ اس کے بعد کی تفسیر ابوالعالیہ کے غیر نے کی ہے یَسُومُونَكُمْ، اس میں یَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ، کی طرف اشارہ ہے اور يُوَلُونَكُمْ، يَسُومُونَ کی تفسیر ہے یعنی تم کو ہمیشہ تکلیف دیتے تھے۔ اَلْوَلَايَةُ الخ اس سے "هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ"، کی طرف اشارہ ہے۔ وَلَايَة کی واؤ اگر مفتوح ہو یعنی ہر شئی کا مالک اور اس میں تصرف کرنے والا ہے ولی کا معنیٰ بھی یہی ہے۔ اگر واؤ مکسور ہو تو بمعنی اِمارت ہے۔ یہ آیت کریمہ سورۂ کہف میں ہے وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْحُبُوبُ الَّتِي تُؤْكَلُ الخ، اس سے "فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا الخ کی طرف اشارہ ہے۔ بعض سے مراد عطاء اور قتادہ ہیں یعنی جو دانے سارے کھائے جاتے ہیں وہ فوم ہے۔

ابن عباس، مجاہد سے روایت ہے کہ فوم گندم کو کہتے ہیں۔ زمخشری نے کہا بَقْل وہ سبزی ہے جس کو زمین اُگاتے۔ اس سے مراد اچھی اور تر و تازہ سبزیاں ہیں جو لوگ کھاتے ہیں۔ ابن مسعود، طلحہ اور اعمش نے فوم کی جگہ ثُوم، پڑھا ہے۔ قَالَ قَتَادَةُ، فَبَاءُوا الخ یعنی قتادہ نے "فَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ"، کی تفسیر "فَانْقَلَبُوا"، سے کی ہے۔ یعنی وہ اللہ کے غضب و قہر سے لوٹے۔ وَبَاءُوا، کا معنیٰ مستحق بھی ہے یعنی وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہو گئے۔ زجاج نے کہا اَلْبَوْء کا معنیٰ برابری ہے" یعنی ان پر اللہ کا غضب مستقر ہو گیا قَالَ غَيْرُهُ يَسْتَفْتِحُونَ الخ یعنی قتادہ کے غیر نے کہا جو ابوعبیدہ ہیں کہ آیت کریمہ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا، میں يَسْتَفْتِحُونَ بمعنی يَسْتَنْصِرُونَ ہے۔ یعنی وہ مدد طلب کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں بمعنی يَسْتَظْهِرُونَ ہے یعنی یہودی نبی آخر الزمان کی تشریف آوری کے باعث مشرکوں پر غلبہ کرتے تھے۔ لَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ، جب اُن کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب یعنی قرآن مجید آیا جو اُن کے پاس کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ کافروں پہ مدد طلب کرتے تھے جب اُن کے پاس وہ شئی آگئی جسے وہ پہچانتے تھے اور وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم ہے تو اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ پس کافروں پہ اللہ کی لعنت ہے۔ وَشَرَوْا، اس آیت وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

۴۱۶۵ — حَدَّثَنِیْ عُثْمٰنُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ

بِهٖ اَنْفُسَهُمْ " میں بَاعُوْا ہے یعنی وہ بہت بُرا ہے جس کے بدل انہوں نے اپنی جانوں کو فروخت کیا "
قولہ رَاعِنَا آہ یعنی اس آیت کریمہ : یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا "، میں بمعنی رعونت ہے۔ جب لوگ یہ چاہتے تھے کہ کسی کو حماقت اور بیوقوفی کی طرف منسوب کریں تو اس کو " رَاعِنَا " کہتے تھے۔ یہ خیال رہے کہ یہودی مجمل کلام کرتے تھے اور اپنا مقصود جو کسی کی تنقیص شان ہوتا تھا چھپا رکھتے تھے اور جس وقت " سَمِعْنَا " کہنا چاہتے " رَاعِنَا " کہہ دیتے تھے اور اس کلام میں جو ان کا مقصد حماقت تھا معنی میں خفیہ رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ کہنے سے منع کر دیا اور کافروں کی قول و فعل میں مخالفت کا حکم دیا کہ وہ راعِنَا نہ کہیں بلکہ صراحۃً " اُنْظُرْنَا " کہیں۔ یعنی لفظ " راعِنَا " اگرچہ مراعاۃ سے فعل امر ہے یعنی ہماری رعائت فرمائیں اور ہم پر نظر کرم رکھیں لیکن یہودی رعونت پر محمول کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرتے تھے۔ رعونت کا معنی حماقت ہے اسی سے رَاعِنٌ " یعنی احمق ہے اور اَرْعَنُ " بہت بڑا بیوقوف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کافروں کے قول و فعل میں مشابہت کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا اے مومنو! تم رَاعِنا نہ کہو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا وہ انہی میں سے شمار ہو گا "، قرآن کریم کے سیاق سے واضح ہوتا ہے کہ جس کلام میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نقص موہوم ہو اگرچہ قائل کا مقصد یہ ہرگز نہ ہو وہ کلام کرنا بھی حرام ہے اسی لئے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو " راعنا " کہنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ الشہاب الثاقب میں ذکر کیا ہے اگر کسی نے کوئی کلام کیا جس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا وہم ہو کفر ہے۔ واللہ الہادی جل مجدہ الکریم " قولہ تَجْزِیْ آہ یعنی اس آیت کریمہ

" لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا " میں لَا تَجْزِیْ بمعنی لَا تُغْنِیْ " ہے۔ یعنی بے پرواہ نہیں کرے گا۔ ابن ابی حاتم سُدی کے طریق سے ذکر کیا کہ مومن جانِ کافر جان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔ قولہ خُطُوَات الخ یعنی اس آیت کریمہ

" وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ " میں خُطُوَات خَطْوٌ سے ہے اور خَطَوَ خَطًا یَخْطُوْ کی مصدر بمعنی قدم رکھنا ہے۔ اور اس سے مراد قدموں کے نشانات اور آثار ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ شیطان کے پیچھے نہ چلو " خُطُوَات جمع قلت ہے اور خُطَی جمع کثرت ہے۔

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کا شریک نہ بناؤ، حالانکہ تم جانتے ہو "
" کہ وہ اپنے مقابل سے پاک ہے "

marfat.com
Marfat.com

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِیْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِدًّا وَھُوَ خَلَقَکَ قُلْتُ اِنَّ ذٰلِکَ لَعَظِیْمٌ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ تَخَافُ اَنْ یَطْعَمَ مَعَکَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَۃَ جَارِکَ

۴۱۶۵ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا تمہارا کسی کو اللہ کی مثل بنانا " بہت بڑا گناہ ہے " حالانکہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے ۔ میں نے عرض کیا یہ تو بہت بڑا گناہ ہے اس کے بعد بڑا گناہ کیا ہے فرمایا تمہارا اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائیں گے ۔ میں نے عرض کیا پھر کیا ؟ آپ نے فرمایا اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا ۔

۴۱۶۵ — شرح : اس حدیث کی آیت کریمہ سے مناسبت واضح ہے ۔ کسی کو اللہ کا مقابل جاننا ، ناحق قتل کرنا اور زناء کرنا تینوں کبائر میں اور اللہ کے شریک کو اس لئے پہلے ذکر کیا کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : " بے شک شرک عظیم ظلم ہے "

شرک کے بعد قتل فرزند کو ذکر کیا کیونکہ یہ بے گناہ کو قتل کرنا ہے ۔ خصوصًا فرزند کو اس لئے قتل کرنا کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائے گا ۔ یہ کمال بخل ، خست اللہ تعالیٰ کی رازقیت پر بے اعتمادی کو متضمن ہے ۔ اس کے بعد ہمسایہ کی بیوی سے زناء کو ذکر کیا ؛ کیونکہ ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ اس کی عزت کی حفاظت کی جائے اور اس سے تکلیف دُور کی جائے ان امور کے مقابلہ میں اس کی بیوی سے زنا کرنا بہت بڑا جُرم ہے ۔

حلیلہ عورت کو کہتے ہیں کیونکہ اُس نے اپنا نفس شوہر کے لئے حلال کیا ہوتا ہے ۔

اَعْظَمُ کُلّی مُشَکِّک ہے جس کا اپنے افراد پر اطلاق متفاوت ہوتا ہے گویا کہ اعظم گناہ کے تین افراد ہیں ان میں سے بعض افراد دوسرے بعض سے سخت تر ہیں اور سب سے بڑا اور سخت گناہ اللہ کا شریک بنانا ہے اس لئے اسے آخری دو سے مقدم ذکر کیا ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْمَنُّ صَمْغَةٌ وَالسَّلْوٰى اَلطَّيْرُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور تم پر من و سلویٰ نازل کیا اور کہا ہمارا پاکیزہ رزق کھاؤ اُنھوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ مجاہد نے کہا "اَلْمَنّ" گوند ہے اور سلویٰ پرندے

مجاہد نے کہا من صمغہ ہے اور سلویٰ جانور ہے "

شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا من۔ بنی اسرائیل کے درختوں پر کوئی شئ اُترتی تھی وہ صبح کو وہاں جاتے اور جس قدر خواہش ہوتی کھاتے تھے۔ عکرمہ نے گاڑھے رُب سے تعبیر کی ہے۔ سدی نے کہا وہ ترنجبین ہے۔ ربیع بن انس نے کہا وہ شہد کی طرح کوئی شئ تھی جو اُن پر آسمان سے آتی تھی وہ اس کو پانی سے ملا کر پیا کرتے تھے ابن جریر نے اپنے اسناد کے ساتھ شعبی سے روایت کی کہ تمہارا یہ شہد من کا سترھواں جزو ہے۔ عبدالرحمٰن بن زید ابن اسلم نے کہا وہ شہد ہے۔ اِن اقوال میں منافات نہیں ہے۔ سب قریب المعنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ ان پر ایسی چیز نازل فرمائی جس کے حصول میں کوئی مشقت نہ تھی۔ اگر وہ تنہا کھائی جاتی تھی تو طعام تھا اگر پانی سے ملائی جاتی تو عمدہ پینے کی چیز ہوتی تھی اگر پانی کے علاوہ کسی اور شئ سے ملایا جاتا تو کھانے کی اور قسم بن جاتی تھی۔ اسی طرح سَلْویٰ میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سَلْوٰی بٹیر کے مشابہ پرندہ ہے جسے بنی اسرائیل کھاتے تھے۔ مجاہد، شعبی، ضحاک، حسن بصری، عکرمہ اور ربیع بن انس رحمہم اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔ وہب نے کہا وہ موٹا پرندہ ہے جو کبوتر کی مانند ہے وہ بنی اسرائیل کے پاس آتا وہ اسے پکڑ کر ہفتہ بھر کھاتے رہتے تھے۔ عکرمہ نے کہا وہ چڑیا سے بڑا پرندہ ہے۔ بہرکیف سب مفسرین کا اتفاق ہے کہ سَلْویٰ

marfat.com
Marfat.com

٤١٦٦ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرٍو ابْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءٌ لِلْعَيْنِ

پرندہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرمایا یہ ہمارا پاکیزہ رزق ہے ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ یہ کھاؤ اور اللہ کی عبادت کرو لیکن اُنھوں نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی اور کفر کیا اور اپنی ہی جانوں پر ظلم کیا اور ان نعمتوں کا انکار کیا ،، سَلْوٰی لفظ واحد بمعنی جمع ہے۔ خلیل نے کہا واحد سَلْوَۃ ہے۔ کسائی نے کہا سلوی واحد ہے اور سلاوہ جمع ہے۔

٤١٦٦ ـــ ترجمہ : سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کمأۃ ،، منّ ہے اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔

٤١٦٦ ـــ شرح : علامہ عینی نے خطابی سے نقل کیا کہ اُنھوں نے کہا اس حدیث کو باب سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ حدیث میں کماہ سے مراد منّ کی قسم نہیں جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتی تھی۔ کیونکہ منّ ترنجبین کی مانند جو ان پر گرتی تھی اور کماۃ زمین سے خود بخود اُگتی ہے اسے اُگایا نہیں جاتا لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ابن عیینہ نے عبدالملک بن عُمیر کے ذریعہ روائت کی کہ یہ منّ کی قسم ہے جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتی تھی۔ دارقطنی نے اس کی روائت کی ہے۔ لہٰذا حدیث باب کے مناسب ہے۔ کماۃ جمع اور کم واحد ہے تمر اور تمرہ کے برعکس ہے کیونکہ تمرہ واحد اور تمر جمع ہے۔ سیبویہ سے منقول ہے کہ یہ اسم جمع ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جمع قلت اَکْمُؤ بروزن اَفْعُلٌ ہے اور جمع کثرت کُمَاءٌ ہے۔ اس کا پانی بیمار آنکھ کے لئے بہت مفید ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کمأۃ واحد ہے کمأتان تثنیہ اور کماء جمع ہے۔ عبداللطیف بن یوسف بغدادی نے کہا کماۃ زمین کی جدری ہے۔ اس کو نباتُ الرعد کہا جاتا ہے کیونکہ یہ رعد کی کثرت سے زمین سے بکثرت نکلتی ہے یہ زمین سے کئی طرح نکلتی ہے۔ نرم زمین میں سفید اور نرم ہوتی ہے۔ جنگل میں سیاہ اور سخت نکلتی ہے۔

کمأۃ (کھُمب) کے فوائد

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس کے تین یا پانچ یا سات عدد لے کر ان کو نچوڑ کر پانی ایک بوتل میں ڈال لیا۔ ایک لڑکی کی آنکھ میں اس کا سُرمہ ڈالا تو وہ تندرست ہوگئی۔ ابن خالویہ نے کہا اس کو نچوڑ کر اس میں دوائیاں حل کر کے سرمہ بنا لیا جائے۔ ابن عربی نے کہا صحیح بات یہ ہے کہ کسی وقت ضرورت کے نفع حاصل کیا جاتا ہے اور کسی وقت

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ وَاِذْقُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ رَغَدًا وَاسِعٌ كَثِيْرٌ

اس کے ساتھ دوائی حل کی جاتی ہے۔ ابن بیطار نے جامع میں ذکر کیا کہ یہ گول ہوتی ہے اس کے پتے نہیں ہوتے اور نہ ہی اس کا پیڑ ہوتا ہے۔ سُرخی مائل ہوتی ہے۔ موسم ربیع میں زمین سے نکلتی ہے۔ یہ کچی بھی کھائی جاتی ہے اس کو پکا کر بھی کھاتے ہیں۔ اس سے جو غذا بنتی ہے وہ کدو کے سالن سے زیادہ سخت ہوتی ہے چونکہ یہ تر سرد ہے اس لئے گرم معدہ کے لئے بہت مفید ہے۔ اس کا پانی آنکھ میں ڈالا جائے تو نظر تیز ہو جاتی ہے یہ آنکھ کے لئے بہترین دوائی ہے۔ اگر اس کے پانی میں اثمد سرمہ حل کیا جائے اور سرمہ آنکھوں میں لگایا جائے تو پلکیں قوی ہو جاتی ہیں اور باصرہ کی قوت زیادہ ہو جاتی ہے اور نزول ماء (موتیا) کا دفاع کرتی ہے۔ اطباء کہتے ہیں یہ کھانے سے نظر تیز ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے "اس کا پانی آنکھ کو بیماری سے شفا دیتا (عینی)

باب یاد کریں جب ہم نے کہا بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ اور اس میں جو چاہو سیر ہو کر کھاؤ اور سجدہ کرتے ہوئے اس قریہ (بیت المقدس) میں داخل ہو اور یہ کلمہ کہو حِطَّةٌ یعنی تیری شان گناہ معاف کرنا ہے، ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور مخلص اور نیک لوگوں کو ہم زیادہ دیتے ہیں۔

رَغَدًا کے معنی ہیں "بہت وسیع"

شرح: یہ قریہ بیت المقدس ہے۔ بعض نے کہا مملکتِ شام میں ایک گاؤں ہے "رَغَدًا" کے معنی واسع کثیر ہیں۔ بعض نے کہا معیشت میں وسعت ہے۔ کہا گیا ہے اچھی طرح۔ مجاہد نے کہا رغدا وہ ہے جس میں حساب نہ ہو۔ سجدا سے مراد رکوع کی حالت ہے۔ یعنی سر جھکائے ہوئے قریہ میں داخل ہو کیونکہ سجود کے حقیقی معنی کی تقدیر پر چلنا مشکل ہے۔

marfat.com
Marfat.com

٤١٦٧ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيْلَ لِبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ قَوْلُهٗ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَبَرٌ وَمِيْكٌ وَسَرَافٌ عَبْدٌ اِيْلُ اَللّٰهُ ٤١٦٨ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

قولہ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ "، یعنی تم میں سے جو کوئی نیک اور مخلص ہے اس کے لئے یہ کلمہ ثواب میں زیادتی کا سبب ہے اور جو کوئی گنہگار ہے اس کے لئے توبہ اور مغفرت کا موجب ہے۔

٤١٦٧ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہا گیا کہ تم سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حِطَّةٌ "، کہو وہ اپنے سرینوں پر گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور "لفظ" تبدیل کر دیا اور کہا دانہ جَو میں "

جو کوئی جبرائیل (علیہ السلام) کا دشمن ہے"

عکرمہ نے کہا جَبَرٌ، مِیک اور سَرَافِ کے معنی عبد اور اِیل کے معنی اللہ ہے"

یعنی جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کا معنی عبداللہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس کا نام "ایل"، ہو اس کا معنی اللہ ہے۔ یہ عبرانی لفظ ہے۔ طبری نے علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے طریق سے ذکر کیا کہ جبرائیل کا نام عبداللہ ہے۔ میکائیل کا عُبیداللہ، اسرافیل کا نام عبدالرحمٰن ہے۔ جبرائیل غیر منصرف ہے اس میں منع صرف کا ایک سبب تعریف اور دوسرا عجمہ ہے۔

٤١٦٨ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا عبداللہ بن سلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کی خبر سنی جبکہ وہ اپنی زمین میں پھل چن رہے تھے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا میں آپ سے تین اشیاء

marfat.com
Marfat.com

سَلَامٍ بِقُدُوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ اَرْضٍ يَخْتَرِفُ فَاَتَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِيٌّ مَا اَوَّلُ
اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدَ اِلٰى اَبِيْهِ اَوْ اِلٰى
اُمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِيْ بِهِنَّ جِبْرَئِيْلُ اٰنِفًا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قَالَ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ عَدُوُّ
الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ
عَلٰى قَلْبِكَ اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ
وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاْكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ
مَاءَ الْمَرْاَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْاَةِ نَزَعَتْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ وَاِنَّهُمْ
اِنْ يَعْلَمُوْا بِاِسْلَامِيْ قَبْلَ اَنْ تَسْاَلَهُمْ يَبْهَتُوْنِيْ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْكُمْ قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا

کے متعلق پوچھتا ہوں ان کو صرف نبی ہی جانتے ہیں۔ قیامت کے اشراط میں سے پہلی شرط کیا ہے؟ جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہوگا؟ بچے کو اس کے والد یا والدہ کے مشابہ کونسی چیز کرتی ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ابھی ابھی جبرائیل (علیہ السلام) نے خبر دی ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا جبرائیل نے خبر دی؟ فرمایا ہاں عبداللہ نے کہا فرشتوں میں سے وہ تو یہودیوں کا دشمن ہے۔ آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔ جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہے۔ چونکہ اس نے قرآن آپ کے قلب پر نازل کیا ہے۔ قیامت کی پہلی شرط آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جا کر جمع کرے گی۔ اہل جنت کا پہلا طعام مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا اور جب مرد کی منی عورت کی منی پر غلبہ کر جائے تو بچہ والد کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی غالب آجائے تو بچہ والدہ کے مشابہ ہوتا ہے عبداللہ بن سلام نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں! صلی اللہ علیہ وسلم! یا رسول اللہ! یہودی بہتان تراش قوم ہیں اگر آپ نے ان سے سوال کرنے سے پہلے انہیں میرے ایمان لانے کا علم ہو گیا تو مجھ پر بہتان تراشی کریں گے۔

marfat.com
Marfat.com

وَابْنُ سَيِّدِنَا قَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ فَقَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا قَالَ فَهٰذَا الَّذِیْ كُنْتُ اَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اتنے میں یہودی بھی آگئے تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم میں عبداللہ بن سلام کیسا شخص ہے۔ یہودیوں نے کہا وہ ہم سے بہتر ہیں اور ہم سے بہتر کے بیٹے ہیں وہ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ فرمایا مجھے خبر دو اگر عبداللہ بن سلام اسلام قبول کرے تو؟ یہودیوں نے کہا اللہ اس کو اسلام سے پناہ دے۔ اتنے میں عبداللہ بن سلام بھی باہر نکل آئے اور کہا: اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ! یہودیوں نے کہا یہ تو ہم میں شرارتی ہے اور شرارتی کا بیٹا ہے اور عبداللہ کی تنقیصِ شان کی عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم یہ ہے وہ جس سے میں ڈرتا تھا۔

۴۱۶۸ شرح : یہودیوں کی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے عداوت کا سبب یہ تھا کہ ان کے نبی علیہ السلام نے انہیں خبر دی کہ بخت نصر بیت المقدس کو خراب کرے گا یہودیوں نے ایک آدمی کو بھیجا کہ اس کو قتل کر دے تو اُس نے اسے کمزور نوجوان پایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو قتل کرنے سے منع کر دیا اور اس آدمی سے کہا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہلاکت کا فیصلہ اس کے ہاتھ پر کر دیا ہے تو تُو اس کو ہرگز قتل نہیں کر سکتا اور اگر وہ کوئی اور ہے تو اس کو کس لئے قتل کرتے ہو وہ آدمی اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے بعد بخت نصر بڑا ہو گیا اور بیت المقدس پر حملہ کر کے اس کو خراب کیا اور یہودیوں کو قتل کر دیا اس لئے یہودی جبرائیل علیہ السلام کو اچھا نہ جانتے تھے۔ بعض نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے کہا جبرائیل محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہمارے اسرار سے مطلع کرتا ہے۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے کہ جبرائیل کو اللہ نے حکم دیا تھا کہ وہ نبوت یہودیوں میں قائم رکھے تو اس نے ہمارے غیر میں نبوت کر دی اس لئے وہ جبرائیل سے عداوت رکھتے تھے۔ اس کے بعد سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی کہ جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہے اُس نے قرآن آپ کے دل پر نازل کیا ہے۔ یعنی جو کوئی جبرائیل سے دشمنی کرتا ہے وہ تو اللہ کی طرف سے انبیاء علیہ السلام پر وحی لانے میں مامور ہے اور مقرّب فرشتوں میں سے ہے لہٰذا جو کوئی جبرائیل سے عداوت رکھے گا وہ اللہ اور رسُول اور تمام فرشتوں کا دشمن ہے پس اللہ اس کا دشمن ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ آیت پڑھنے والا اس حدیث کا راوی ہے جس نے حدیث کے مضمون کی تائید کے لئے پڑھی ہے۔ کیونکہ یہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَانَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا

آئت کریمہ عبداللہ بن سلام کے واقعہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دیگر شراح حدیث نے کہا بظاہر کلام کا سیاق یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے رد کے لئے یہ آئت کریمہ پڑھی تھی اور یہ ضروری نہیں کہ اس کا نزول اس وقت ہو گویا کہ اُن کی مراد یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ آئت کریمہ عبداللہ بن سلام کے واقعہ سے پہلے نازل ہوئی ہو۔

علامہ بیضاوی نے کہا یہ آئت کریمہ عبداللہ بن صوریا کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو فدک کے یہودی علماء سے تھا اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ آپ پہ وحی کونسا فرشتہ لاتا ہے۔ آپ نے فرمایا جبرائیل وحی لاتا ہے۔ اُس نے کہا وہ تو ہمارا دشمن ہے۔ اُس نے ہمارے ساتھ کئی بار دشمنی کی ہے۔

(حدیث ع۳۱۱۴، ع۴۶۸۷ کی شرح دیکھیں)

باب اگر ہم کوئی آئت منسوخ کر دیں یا اس کو فراموش کرا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں"

شرح : اس باب میں اس آئت کریمہ کا ذکر ہے۔ اس آئت کا شان نزول یہ ہے کہ یہودیوں نے نسخ آیات میں طعن کیا اور کہا کیا تم محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کو دیکھتے نہیں کہ اپنے صحابہ کو کوئی حکم کرتے ہیں پھر اس سے منع کر دیتے ہیں اور پہلے کے خلاف حکم دیتے ہیں۔ آج کوئی بات کرتے ہیں کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں۔ اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ لغت میں نسخ کا معنی کسی چیز سے صورت زائل کر کے کسی دوسری چیز میں اس کو ثابت کرنا ہے جیسے گہرا سایہ سورج کی روشنی زائل کر دیتا ہے۔ نسخ کا معنی نقل بھی ہے اسی سے تناسخ ماخوذ ہے چنانچہ کافر کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد روح کسی دوسرے جسم میں منتقل ہو جاتی ہے۔

اہل لسان اسے دونوں معنوں میں استعمال کرتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں: "نَسَخَتِ الرِّيحُ الْاَثَرَ"، ہوا نے اس کا نشان زائل کر دیا نیز کہا جاتا ہے "نَسَخْتُ الْكِتَابَ"، میں نے کتاب نقل کی۔ شریعت مطہرہ کی اصطلاح میں نسخ آئت کی قرآت کے اجراء کی مدت کی انتہا یا اس سے مستفاد حکم کی انتہاء ہے یا قرات اور حکم دونوں کی انتہاء پر نسخ کا اطلاق ہے اِنساء کا معنی دل سے دور کر دینا۔ کلمۂ ما حرفِ شرط اور فعل نُنسَخ کا جازم ہے۔ آئت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ جو آیات ہم منسوخ کرتے ہیں یا ان کو فراموش کرا دیتے ہیں۔ تو اس سے

marfat.com
Marfat.com

٤١٦٩ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اَقْرَأُنَا اُبَيٌّ وَ اَقْضَانَا عَلِيٌّ وَاِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ اُبَيٍّ وَ ذَاكَ اَنَّ اُبَيًّا يَقُوْلُ لَا اَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا

بہتر آئت یا لوگوں کے لئے نفع اور ثواب میں بہتر حکم لے آتے ہیں یعنی جو احکام اور آیات ہم نازل کرتے ہیں۔ ان میں لوگوں کی مصلحتیں اور ان کے نفوس کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہ زمانوں اور لوگوں کی صلاحیت کے اختلاف سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ ایک چیز ایک زمانہ میں مفید اور دوسرے زمانہ میں مضر ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک شئ بعض لوگوں کے لئے ایک وقت نافع اور دوسرے وقت نافع نہیں ہوتی۔ اس لئے احکام میں تبدیل ہوتی رہی ہے۔ اسی کا نام نسخ ہے (منتخب از شروح)

٤١٦٩ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اُبَیّ ابن کعب ہم سب سے بہت بڑے قاری ہیں اور بہت بڑے قاضی علی المرتضیٰ ہیں "رضی اللہ عنہ"، بایں ہمہ ہم اُبَیّ کا قول چھوڑتے ہیں کیونکہ اُبَیّ کہتے ہیں میں نے جو شئ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے وہ نہیں چھوڑوں گا۔

٤١٦٩ ـــ شرح : یعنی قراءت اور ضبطِ قرآن میں اُبَیّ بن کعب زیادہ عالم ہیں اور دین کے احکام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ زیادہ جانتے ہیں لیکن اُبَیّ قرآن کریم میں کسی چیز کے منسوخ ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم اگر کوئی آئت یا حکم منسوخ کردیں تو اس سے بہتر لے آتے ہیں۔ یہ آئت ثبوتِ نسخ پر دلالت کرتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے یہ قضیہ شرطیہ ہے اور وہ وقوعِ شرط پر دلالت نہیں کرتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اگرچہ قضیہ شرطیہ ہے اور وہ وقوعِ شرط پر دلالت نہیں کرتا لیکن سیاق وقوعِ شرط پر دلالت کرتا ہے؛ کیونکہ یہ آئت کریمہ وقوعِ نسخ اور اس میں کافروں کے طعن کرنے کے بعد نازل ہوئی تھی، واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ

۴۱۷۰ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِى الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِى ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِى وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيبُهٗ اِيَّاىَ فَيَزْعَمُ اَنِّى لَا اَقْدِرُ اَنْ اُعِيدَهٗ كَمَا كَانَ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّاىَ فَقَوْلُهٗ لِى وَلَدٌ فَسُبْحَانِى اَنْ اَتَّخِذَ صَاحِبَةً اَوْ وَلَدًا قَوْلُهٗ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى مَثَابَةً يَثُوبُونَ يَرْجِعُونَ

باب یہودیوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنایا ہے اللہ پاک ہے

یہ آیت کریمہ یہود و نصاریٰ اور مشرکوں کے رد میں نازل ہوئی جبکہ یہودیوں نے کہا عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے۔ نصاریٰ نے کہا مسیح علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے اور مشرکوں نے کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں

۴۱۷۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم میری تکذیب کرتا ہے (مجھے جھٹلاتا ہے) یہ تکذیب اس کے لائق نہیں وہ مجھے گالی دیتا ہے مجھے گالی دینا اس کے لائق نہیں۔ ابن آدم کا مجھے جھٹلانا اس طرح ہے کہ وہ وہ میرے متعلق گمان کرتا ہے کہ میں اس کو مارنے کے بعد لوٹا نہیں سکتا جیسا کہ وہ دنیا میں تھا اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میرا بیٹا ہے میں اس سے پاک ہوں کہ میری بیوی یا بیٹا ہو۔

marfat.com
Marfat.com

٤١٧١ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ اللّٰهَ فِيْ ثَلَاثٍ اَوْ وَافَقَنِيْ رَبِّيْ فِيْ ثَلَثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اتَّخَذْتَ مَقَامَ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَ

٤١٧٠ — شرح : گالی یہ ہے کہ کسی شخص کی حقیر شئ سے وصف کی جائے۔ اور وہ اس میں نقص ظاہر کرے اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا ثابت کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات کو حقیر شئ سے موصوف کرکے اس میں نقص ظاہر کرنا ہے۔ کیونکہ بیٹا والدہ سے پیدا ہوتا ہے جو پہلے حاملہ ہوتی ہے پھر بچہ کو جنم دیتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کا نکاح ہو اور نکح کے اختلاط سے بچہ کی صورت بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام سے پاک اور منزّہ ہے اور یہ مذکور تمام اس کے لئے نقص ہیں۔ اسی لئے فرمایا میں بیٹا اور بیوی بنانے سے پاک اور منزّہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مقام ابراہیم "علیہ السلام" کو نماز کی جگہ بنالو"

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کے نشان ہیں۔ مصلّٰی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔ قولہ "مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا" مثابہ وہ موضع ہے جس کی طرف بار بار لوٹتے ہیں۔ یہ دراصل مَثْوُبَةٌ تھا۔ واؤ کی حرکت نقل کرکے ثا پر لے گئے پھر ماقبل مفتوح ہونے کے باعث اسے الف سے تبدیل کر دیا یہ اسمِ مصدر ہے۔ مصدر میمی بھی ہو سکتا ہے۔

یہ اس آیت کریمہ میں ہے : وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً "یعنی حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے لئے ہم نے بیت اللہ کو مرجع بنایا ہے وہ یہاں سے متفرق ہوتے ہیں پھر اس کی طرف لوٹتے ہیں اور بار بار ایسا ہوتا ہے۔

٤١٧١ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تین چیزوں میں اپنے رب کی موافقت کی یا میرے رب نے تین

marfat.com
Marfat.com

أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الْحِجَابِ قَالَ وَبَلَغَنِيْ مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَآئِهٖ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ قُلْتُ اِنِ انْتَهَيْتُنَّ اَوْ لَيُبْدِلَنَّ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ خَيْرًا مِّنْكُنَّ حَتّٰى اَتَيْتُ اِحْدٰى نِسَائِهٖ قَالَتْ يَا عُمَرُ اَمَا فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَآئَهٗ حَتّٰى تَعِظَهُنَّ اَنْتَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ الْاٰيَةَ وَ قَالَ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنْ عُمَرَ

چیزوں میں میری موافقت کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مقامِ ابراہیم کو مصلّٰی بناتے تو بہت بہتر ہوتا (دوسری بات یہ کہ) میں نے عرض کیا آپ کے پاس نیک و بد سب آتے ہیں اگر اُمَّہَاتُ الْمُؤْمِنِیْن کو حکم فرمائیں کہ وہ پردہ میں رہیں تو بہتر ہے تو اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی۔ اُنھوں نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کو عتاب کیا ہے" تو میں اُن کے پاس گیا اور اُن سے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے سے رُک جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لئے تم سے بہتر عورتیں بدل دے گا۔ حتی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا اے عمر! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو وعظ نہیں فرما سکتے ہیں جو تم نصیحت کرنے آئے ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ الخ قریب ہے کہ رسول تمہیں طلاق دے دے تو آپکا رب تم سے بہتر بیویاں ان کو عطا فرمائے۔ ابن مریم نے کہا ہمیں یحییٰ بن ایوب نے خبر دی۔ اُنھوں نے کہا مجھ سے حُمَید نے بیان کیا کہ میں اَنس کو حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہوئے سُنا "

۴۱۷۱ — شرح: جس ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جواب دیا تھا وہ ام سلمہ تھیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ منافقوں کی نمازِ جنازہ سے بھی تو منع کیا تھا اور یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں بھی حضرت عمر فاروق کی رائے تھی کہ ان کو قتل کر دیا جائے تو یہ آیت نازل ہوئی: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى اور تحریم عمر اور دیگر کئی مواقع میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق قرآن نازل ہوا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد کی تخصیص زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی۔۔

(حدیث ۳۹۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمَاعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اَلْقَوَاعِدُ اَسَاسُهٗ وَاحِدَتُهَا قَاعِدَةٌ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ وَاحِدُهَا قَاعِدٌ

۴۱۷۲ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَمْ تَرَيْ اَنَّ قَوْمَكِ بَنَوُا الْكَعْبَةَ وَاقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے"

تو وہ کہتے تھے اے ہمارے پروردگار ہم سے یہ قبول کر بیشک تُو دُعاء سُننے والا اور جاننے والا ہے!"

شرح : قواعد، قاعدہ کی جمع بمعنی اساس و بنیاد ہے یہاں قواعد سے مراد بیت اللہ کی اساس بنیاد ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس سے پہلے بیت اللہ کی بنیاد موجود تھی۔ نیز قواعد وہ عورتیں ہیں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہوں اس کا واحد قاعدٌ ہے یا وہ عورتیں ہیں جو بڑھاپے کے سبب شوہروں سے ناامید ہو چکی ہوں۔ یہ لفظ اس حال میں عورت کے ساتھ مختص ہے اس لئے واحد میں تاء نہیں لاتے جیسے حائض عورت کے ساتھ مختص اس لئے تاء تانیث سے خالی ہے۔ اس حال کے علاوہ واحد قاعدہ ہوگا!

۴۱۷۲ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بِالْكُفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اِسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا

۴۱۷۳ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتٰبِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ الْاٰيَةَ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہاری قوم نے کعبہ کی تعمیر کی اور ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے اس کو چھوٹا کر دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ بیت اللہ کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہیں بنائیں گے۔ آپ نے فرمایا اگر تمہاری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا؟ تو میں اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر بنا دیتا"، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یقیناً ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی گمان نہیں کیا کہ آپ نے دونوں رکنوں کو بوسہ ترک کیا ہو جو حجر کے متصل ہیں (یعنی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو بوسہ ترک کرنے کا سبب نہیں جانتا) مگر یہ کہ بیت اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر مکمل نہیں ہوا۔

(اس حدیث کی مکمل تشریح تفہیم البخاری حصہ دوم کے صـ ۶۱۴ پر دیکھیں)

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم کہو ہم ایمان لے آئے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل ہوا "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قولہٗ سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

۴۱۷۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اہلِ کتاب تورات عبرانی میں پڑھتے اور مسلمانوں کے لئے اس کی تفسیر عربی میں کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ ہی ان کی تکذیب کرو،، اور کہو اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہماری طرف نازل کیا گیا اس پر بھی ایمان لائے ،،

۴۱۷۳ — شرح : اس حدیث سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ مشکل اُمور میں توقف ضروری اور واجب ہے۔ ایسے مشکل امور میں ان کی صحت یا بطلان کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی ان کی تحلیل و تحریم میں کوئی قدم آگے بڑھانا چاہیئے حالانکہ ہمیں حکم دیا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل شدہ کتب پر ایمان لائیں اور ہمیں یہ راہ نہیں ملتی کہ وہ اِن کتب سے جو بیان کرتے ہیں ان کی صحت و سقم کو معلوم کریں۔ لہٰذا ان میں توقف کریں نہ تو ان کی تصدیق کریں تاکہ ان کی تحریفات میں شریک نہ ہو جائیں اور نہ ہی ان کی تکذیب کریں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ صحیح ہو اور ہم اس کی تکذیب کر کے ان باتوں کے منکر ہو جائیں جن پر ایمان لانے میں ہم مامور ہیں۔ اسی لئے علماءِ سلف نے مشکل امور میں توقف کیا ہے۔ اس میں کلام معلق رکھا جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا دو بہنوں لونڈیوں کو ایک ساتھ رکھنا جائز ہے ؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ ایک آیت اسے جائز کہتی ہے دوسری حرام کرتی ہے اور جیسا کہ عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ہر پیر کے روز روزہ سے رہنے کی نذر مانی اتفاق سے اس دن عید ہو گئی تو کیا نذر پوری کرے یا کیا کرے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ وفاءِ نذر کا حکم فرماتا ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ مذہب نقویٰ پر مبنی ہے۔ اگر دوسرے علماء نے اجتہاد کر کے ایک مذہب کو دوسرے پر ترجیح دی ہے تو ہر شخص جو اچھی نیت کرتا ہے اور صلاح کا قصد کرتا ہے وہ اس پر مشکور ہے (کرمانی)

بابٌ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! عنقریب بیوقوف لوگ کہیں گے مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے کس نے پھیر دیا ہے آپ فرما دیں مشرق و مغرب اللہ کے ہیں وہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھاتا ہے

marfat.com
Marfat.com

۴۱۷۴ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٌ سَمِعَ زُهَيْرٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی اِلَی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّۃَ عَشَرَ اَوْ سَبْعَۃَ عَشَرَ شَھْرًا وَکَانَ یُعْجِبُہٗ اَنْ تَکُوْنَ قِبْلَتُہٗ قِبَلَ الْبَیْتِ وَاَنَّہٗ صَلّٰی اَوْ صَلّٰھَا صَلٰوۃَ الْعَصْرِ وَصَلّٰی مَعَہٗ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ کَانَ صَلّٰی مَعَہٗ فَمَرَّ عَلٰی اَھْلِ الْمَسْجِدِ وَھُمْ

تفسیر

سُفَھَآءُ ، سَفِیْہٌ کی جمع بمعنی خفیف العقل ہے۔ اس سے یہودی مراد ہیں وہ کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کو پسند نہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں نسخ کے معتقد نہیں تھے۔ کہا گیا ہے اس سے منافق مراد ہیں۔ یہ بدبخت لوگ یہودیوں کو مسلمانوں پر طعن کی ترغیب دلاتے تھے۔ بعض نے کہا اس سے مشرکین مکہ مراد ہیں جبکہ انہوں نے سُنا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کعبہ کی طرف متوجہ ہوگئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پہلے اپنے آباو اجداد کے قبلہ سے منحرف ہوگئے تھے۔ اب اس کی طرف رجوع کرلیا ہے۔ بخدا وہ اپنے آباء کا دین بھی پسند کرلیں گے ان کے رد میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ساری روئے زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جیسے چاہے اس میں تصرّف کرے اور جو حکم چاہے نافذ کرے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا کہا گیا ہے مشرق سے مراد کعبہ ہے۔ کیونکہ مدینہ منورہ میں نماز پڑھنے والا جب کعبہ کی طرف متوجہ ہو تو اس کا منہ مشرق کی طرف ہوتا ہے اور مغرب سے مراد بیت المقدس ہے کیونکہ مدینہ منورہ میں نماز پڑھنے والا جب بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو تو اس کا منہ مغرب کی طرف ہوتا ہے۔

صاحب تیسیر القاری نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا یہ تفسیر عجیب ہے کیونکہ یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ کعبہ شریف مدینہ منورہ سے جنوب کی سمت میں ہے اور بیت المقدس شمال کی جانب ہے۔ اسی لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بول و براز کرنے والے کو فرمایا کعبہ کی طرف قضائے حاجت کے وقت منہ اور پشت نہ کرو بلکہ مشرق اور مغرب کی طرف منہ کیا کرو۔ اس صورت میں قبلہ کی طرف نہ منہ ہوگا اور نہ پشت ہوگی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ بیت المقدس مشرق اور مغرب کی جہت میں واقع نہیں ہے۔

۴۱۷۴ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی جانب متوجہ ہوکر سولہ یا سترہ ماہ نماز پڑھی۔ اور آپ کو پسند یہ تھا کہ آپ کا قبلہ کعبہ ہو۔ آپ نے عصر کی نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی عصر کی نماز پڑھی تو ایک آدمی جس نے آپ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی تھی نکلا۔ اور ایک مسجد والوں سے گزرا حالانکہ وہ رکوع میں تھے۔ اُس نے کہا میں اللہ کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف متوجہ ہوکر نماز پڑھی ہے وہ لوگ اسی حالت میں بیت اللہ

marfat.com
Marfat.com

رَاكِعُوْنَ قَالَ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَ الَّذِيْ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ اَنْ تُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ رِجَالٌ قُتِلُوْا لَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ فِيْهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

بَابُ قَوْلُهٗ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

۴۱۷۵ — حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ وَاَبُوْ اُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِجَرِيْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْعٰى نُوْحٌ

کی طرف پھر گئے اور بیت اللہ کی طرف پھرنے سے قبل قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے والے جو لوگ فوت ہو گئے تھے وہ وہی لوگ تھے جو قتل ہو گئے تھے۔ ہمیں کچھ نہ معلوم ہوا کہ ہم اُن کے بارے میں کیا کہیں "تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کی اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان ضائع نہیں کریگا بیشک وہ مومنوں کے لئے مہربان ہے۔

۴۱۷۴ — شرح : یہ شخص عبداللہ بن عبادبن نہیک انصاری تھا جس نے مدینہ منورہ کی مسجد بنی سلمہ میں نماز پڑھنے والوں کو تحویل قبلہ کی خبر دی تھی جبکہ وہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے حالانکہ وہ شخص سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر آیا تھا اور جو حضرت عبداللہ بن عمر اور انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے یہ دوسرے دن صبح کی نماز مسجد قباء میں پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔ حدیث ۳۹ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ

۴۱۷۵ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَارَبِّ فَيَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لِاُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَتَانَا مِنْ نَذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ يَشْهَدُ لَكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ فَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ وَيَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ

فرمایا قیامت کے دن نوح "علیہ السلام" کو بُلایا جائے گا تو وہ کہیں گے اے میرے پروردگار تیری خدمت میں کھڑا ہوں اور بار بار مدد کا طلب گار ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے میرے احکام لوگوں کو پہنچائے ہیں؟ نوح (علیہ السلام) کہیں گے جی ہاں! میں نے تبلیغ کی ہے، پھر اُن کی اُمت سے کہا جائے گا کیا نوح نے میرے احکام تم تک پہنچائے ہیں؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا پیغمبر نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نوح سے فرمائے گا تمہارا کون گواہ ہے وہ کہیں گے میرا گواہ محمد" صلی اللہ علیہ وسلم "اور ان کی امت ہے پس وہ گواہی دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے اللہ کے احکام اپنی امت تک پہنچائے ہیں اور محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہوں گے (تمہاری تصدیق کریں گے) پس اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا اشارہ اسی آیت کی طرف ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا الخ "، وسط بمعنی عدل ہے!

۴۱۷۵ — شرح : ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمہارا قبلہ ابراہیم علیہ السلام کے قبلہ کی طرف کر دیا ہے اور تمہارے لئے یہ قبلہ پسند کیا ہے جو بیت المقدس سے بہتر ہے تاکہ تمہیں ہر شئ میں بہترین امت کر دے اور قیامت میں تم لوگوں پر گواہ ہو کیونکہ تمام اُمتیں تمہارے فضائل اور محاسن کی معترف ہیں۔ ابن جریر نے کہا وسط "بمعنی عدل اور بہتر ہے۔ علامہ عینی نے کہا میری رائے یہ ہے کہ عدل بمعنی میانہ ہے جو دو حدوں کے درمیان ہو۔ جیسے وسط الدار"، مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کی وسط سے تعریف کی ہے۔ کیونکہ یہ دین میں متوسط ہیں نہ ان میں غلو ہے جیسا نصاریٰ نے غلو کیا تھا اور نہ اس میں تقصیر ہے جیسے یہودیوں نے اپنے دین میں کیا تھا۔ زمخشری نے وسط کی تفسیر خیار سے کی ہے کیونکہ اطراف میں خلل اور نقص بہت جلد راہ پاتے ہیں اور اوساط محفوظ ہوتے ہیں" شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی کا ایک معنی یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ نور نبوت سے لوگوں کے دین کی حقیقت جانتے اور ان کے اقوال سنتے ہیں اور احوال دیکھتے ہیں تفسیر روح البیان میں اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی تفسیر یہی کی ہے۔ یہ تفسیر قرین قیاس بھی ہے کیونکہ شاہد وہ ہوتا ہے جو موقعہ پر

marfat.com
Marfat.com

باب قولہ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

پر حاضر ہو؛ چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک مکتوب میں ذکر کیا۔ مذاہب میں بکثرت اختلاف ہونے کے باوجود اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شانہ مجاز کے بغیر اپنی امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور اشعۃ اللمعات کے باب التشہد میں ذکر کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم در ذوات مصلیان حاضر و موجود است" اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ" میں امت کو لوگوں پر گواہ کیا ہے تو کیا یہ امت بھی حاضر و ناظر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امت کی گواہی شہادت علی الشہادت کے معنی میں ہے اور شاہد کے لئے حاضر ہونا ضروری ہے جس کو وہ گواہ بنائے اس کے لئے موقعہ پہ حاضر ہونا ضروری نہیں"

(تفہیم البخاری حصہ پنجم کے صفحہ ۱۴۲ پر مطالعہ فرمائیں)

باب :۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اس لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے۔ اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بے شک یہ بھاری تھی مگر اُن پر جنہیں اللہ نے ہدائت دی اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہروالا ہے"

تفسیر : یعنی جس قبلہ کی طرف آپ مکہ مکرمہ میں متوجہ ہوتے تھے اور وہ کعبہ مکرمہ ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کو حکم ملا کہ یہودیوں کی تالیف فرمائیں اور بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کریں؛ چنانچہ سولہ یا سترہ ماہ آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ چونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ تھی کہ آپ کا قبلہ کعبہ ہو اس لئے آپ کی خواہش کے مطابق تحویل قبلہ ہوئی اور کعبہ قبلہ قرار پایا یا قبلہ سے مراد صخرۂ بیت المقدس ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بھی بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے تھے اور

marfat.com
Marfat.com

۴۱۷۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَيْنَا النَّاسُ يُصَلُّوْنَ الصُّبْحَ فِيْ مَسْجِدِ قُبَآءٍ اِذْ جَآءَ جَآءٍ فَقَالَ اُنْزِلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرْاٰنًا اَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا فَتَوَجَّهُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ

بَابٌ قَوْلُهٗ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ اِلٰى عَمَّا تَعْمَلُوْنَ

کعبہ درمیان کر لیتے تھے۔ اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہوگا! ہم نے اس قبلہ کو منسوخ نہیں کیا مگر اس لئے الخ اور پہلی تقدیر پر معنیٰ یہ ہے۔ ہم نے کعبہ کو قبلہ کا ناسخ اس لئے کیا ہے کہ لوگوں کا امتحان لیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کعبہ کو قبلہ اختیار کرنے میں ہمارے رسول کی پیروی کون کرتا ہے اور کون اس سے منہ پھیرتا ہے۔ یعنی کون مرتد ہوتا ہے۔ یقیناً یہ قبلہ لوگوں پر بہت گراں تھا لیکن جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور وہ تحویلِ قبلہ کو حق جانتے ہوئے اس کی متابعت کرتے ہیں ان پر ہرگز گراں نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قبلہ کو منسوخ کر کے لوگوں کی نمازیں ضائع نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ لوگوں پر بہت مہربان ہے ان کے اعمال ضائع نہیں کرتا ہے۔

۴۱۷۶ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک وقت لوگ مسجد قُبا میں نماز ادا کر رہے تھے۔ اچانک کوئی آنے والا آیا (عباد بن بشر) اور کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کر لیں۔ اُنہوں نے ادھر منہ کر لئے۔

(حدیث ۳۹ کی شرح دیکھیں)

باب — ارشاد باری تعالیٰ ہم بار بار تمہارے رُخِ انور کو آسمان کی طرف اُٹھتا دیکھ رہے ہیں الخ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ آپ کا قبلہ کعبہ کی جانب ہو جو ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا اور مذکورہ قبلوں سے پہلا قبلہ تھا اس لئے آپ وحی کے منتظر رہتے اور ہر وقت آسمان کی طرف دیکھتے رہتے تھے تو آپ کو ہم پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو!

marfat.com
Marfat.com

٤١٧٧ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِيْ

بَابٌ قَوْلُهٗ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ

٤١٧٨ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ جَآءَهُمْ رَجُلٌ

تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اس طرف کرو ،، مسجد حرام کعبہ مکرمہ پر مشتمل ہے اس لئے مسجد حرام کی طرف منہ کرنا فرمایا شطر دراصل دوری کے معنی میں ہے چنانچہ کہتے ہیں : اَنَّهٗ شَطَرَ ،، یعنی اپنے گھر سے جدا ہو گیا جانب اور سمت کے لئے استعارہ کیا گیا ہے۔

٤١٧٧ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ اِن میں سے میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔

٤١٧٧ — شرح : قبلتین بیت المقدس اور کعبہ مکرمہ ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی عمر کے آخر میں کہا تھا شائد ان کی مراد یہ ہے کہ جن مہاجرین اوّلین سابقین نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ اُن میں سے آخر میں انس بصرہ میں فوت ہوئے تھے۔ البتہ یہ مسلم امر ہے کہ بہت سے لوگ جو دیہات میں رہتے تھے وہ انس کے بعد فوت ہوئے تھے لیکن وہ مہاجرین اوّلین میں سے نہیں ،،

بابٌ اور اگر تم اِن کتابیوں کے پاس نشانی لے کر آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے ،،

اور تم نہ اُن کے قبلہ کی پیروی کرو اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں

٤١٧٨ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے اُنہوں نے کہا ایک وقت لوگ مسجد

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَاُمِرَ اَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ اَلَا فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا بِوُجُوْهِهِمْ اِلَى الْكَعْبَةِ

بَابُ قَوْلِهٖ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ اِلٰى قَوْلِهٖ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ

قباء میں صبح کی نماز میں تھے کہ اُن کے پاس ایک شخص آیا اور کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پہ آج رات قرآن نازل ہُوا اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کریں لہٰذا آگاہ ہو جاؤ اور کعبہ کی طرف منہ کر لو۔ لوگوں کے چہرے شام کی طرف تھے۔ انھوں نے اپنے چہرے کعبہ کی طرف پھیر لئے۔
(یہ حدیث ابھی ابھی گزری ہے)

باب جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ حضور کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں

یعنی سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تورات و انجیل میں مذکور صفات کے باعث یہود و نصاریٰ آپ کو ایسا جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور آپ کی نبوت و رسالت میں انہیں ذرہ بھر شک نہیں اور وہ قطعی طور پر جانتے ہیں کہ آپ نبی آخر الزمان ہیں۔ بایں ہمہ اُن کا انکار صرف شقاوتِ ذاتی اور عنادِ نفسانی کے باعث ہے۔ پروردگارِ عالم نے آپ کی معرفت کو ان کے بیٹوں کی معرفت سے تشبیہ دی باپوں کو ذکر نہیں کیا کیونکہ باپ کی ابوّت کا علم سماعی ہے لوگوں سے سُن کر باپ کو باپ کہتے ہیں اور بیٹے کا علم عیانی ہے۔ لڑکیوں کو ذکر نہیں کیا کیونکہ لڑکے زیادہ معروف اور مشہور ہوتے ہیں اور انہیں والد کی صحبت لازمی ہوتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے واحدی سے نقل کیا یہ آیت کریمہ عبداللہ بن سلام اور اُن کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اہلِ کتاب تھے اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پہ ایمان لائے تھے کہ وہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کی صفات کو اپنی کتابوں میں ایسے جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام نے کہا میں اس بات کا گواہ ہوں کہ محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یقیناً اللہ کے رسُول ہیں۔ میں اپنے بیٹے کے لئے ایسی گواہی نہیں دے

marfat.com
Marfat.com

٤١٧٩ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَآءٍ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِذْ جَآءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ

بَابٌ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

٤١٨٠ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صُرِفَ نَحْوَ الْقِبْلَةِ

سکتا کیونکہ ہمیں کیا معلوم کہ ہماری بیویوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اللہ نے تجھے اچھی توفیق دی ہے؛ لیکن بعض اہلِ کتاب علماء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات اور استقبالِ قبلہ کو جو اپنی کتابوں میں دیکھتے ہیں چھپاتے ہیں اور انہیں علم ہے کہ کعبہ آخری قبلہ ہے حق یہی ہے جو اللہ کی طرف سے ہے تمہیں اس میں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ اس آئت کریمہ میں خطاب تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن مراد اُمت ہے "

٤١٧٩ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہ عنہما سے روائت ہے کہ ایک وقت لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اُن کے پاس کوئی شخص آیا اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آج رات قرآن نازل ہُوا آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کریں تم کعبہ کی طرف منہ کرلو حالانکہ ان کے منہ شام کی طرف تھے وہ کعبہ کی طرف گھوم گئے (یہ حدیث ابھی گزری ہے)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہر ایک کے لئے قبلہ ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے۔ تم نیک کاموں میں جلدی کرو! تم جہاں کہیں ہوگے اللہ تم کو جمع کرے گا وہ ہر چیز پر قادر ہے "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ شَطْرَهٗ تِلْقَآءَهٗ

۴۱۸۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ بَيْنَا النَّاسُ فِی الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ اِذْ جَآءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ فَاُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَاسْتَدَارُوْا كَهَيْاَتِهِمْ فَتَوَجَّهُوْا اِلَی الْكَعْبَةِ وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ اِلَی الشَّامِ

یعنی ہر اہل دین کا مخصوص قبلہ ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے تم کعبہ کی طرف متوجہ ہو اور کافروں کی باتوں سے اعراض کرو کیونکہ قیامت کے دن اللہ ان کو جزاء دے گا تم اس کو عاجز نہیں کر سکتے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

۴۱۸۰۔ ترجمہ : ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کی طرف سولہ یا سترہ ماہ نماز پڑھی پھر آپ نے رُخ انور قبلہ کی طرف پھیر لیا۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو!

اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔ شطر بمعنی طرف ہے "

۴۱۸۱۔ ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک وقت لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا آج رات قرآن نازل ہوا ہے اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تم اپنے منہ کعبہ کی طرف کر لو وہ اسی حال میں گھوم گئے اور کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے حالانکہ لوگوں کے چہرے شام کی طرف تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

۴۱۸۲ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ اِذْ جَآءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَی الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَی الْقِبْلَةِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو (لعلکم تھتدون تک)

۴۱۸۲ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک وقت لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے کہ اُن کے پاس ایک شخص آیا اور کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ آج رات قرآن نازل ہُوا ہے اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ منہ کعبہ کی طرف کریں تم اپنے منہ کعبہ کی طرف کر لو حالانکہ ان کے منہ شام کی طرف تھے وہ قبلہ کی طرف گھوم گئے "

۴۱۸۲ ـــ شرح : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا یہ تیسرا طریقہ ہے۔ اس حدیث کو تین بار ذکر کرنے میں تاکید مقصود ہے۔ کیونکہ یہ اسلام میں پہلا ناسخ ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا ہے۔

امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کے تین احوال ہیں۔ پہلا اس شخص کے لئے جو کعبہ کو دیکھ رہا ہو۔ دُوسرا اس کے لئے جو مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے اس سے غائب ہو تیسرا اُس کے لئے جو دوسرے شہروں میں رہتا ہو۔ قرطبی نے کہا پہلا مکہ والے کے لئے دوسرا دوسرے شہروں میں رہنے والے کے لئے اور تیسرا جو سفر میں ہو "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ شَعَائِرُ عَلَامَاتٌ وَاحِدُهَا شَعِيْرَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الصَّفْوَانُ الْحَجَرُ وَيُقَالُ الْحِجَارَةُ الْمُلْسُ الَّتِیْ لَا تُنْبِتُ شَيْئًا وَالْوَاحِدَةُ صَفْوَانَةٌ بِمَعْنَى الصَّفَا وَالصَّفَا لِلْجَمِيْعِ ۴۱۸۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ اَرَاَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بیشک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے،،

شعائر نشانات ہیں اس کا واحد شعیرہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا صفوان پتھر ہے کہا جاتا ہے وہ صاف پتھر ہے جو کچھ نہ اگائے اس کا واحد صفوانہ ہے جس طرح صفایہ بھی جمع ہے اس کا مفرد صفاۃ ہے۔

شرح: اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ لوگ کہتے تھے صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنا جاہلیت کی رسم ہے۔ نیز بعض انصار کہتے تھے ہمیں کعبہ کا طواف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صفا اور مروہ کے طواف کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ابوعبیدہ بن اثیر نے کہا حج کے شعائر اعمال اور مناسک ہیں جو حج کے موقعہ پر کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ عرفات میں وقوف طواف، صفا مروہ کے درمیان سعی، رمی اور نحر و ذبح وغیرہ "

۴۱۸۳ ـــ ترجمہ: ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ عروہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا حالانکہ میں اس روز نوجوان تھا کہ اللہ کے اس کلام کی تشریح بیان کریں: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ

marfat.com
Marfat.com

بِهِمَا اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي الْاَنْصَارِ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ اَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَآءَ الْاِسْلَامُ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا

شَعَائِرِ اللّٰهِ الخ صفا اور مروہ اللہ کے نشانات سے ہیں جس نے بیت اللہ کا حج کیا یا عمرہ کیا اس پر حرج نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے میں کسی پر گناہ نہیں دیکھتا کہ ان دونوں کا طواف نہ کرے۔ ام المؤمنین نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں اگر ایسا ہی ہوتا جو تم نے کہا ہے تو آئت کریمہ اس طرح ہوتی: لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، (یعنی يَطَّوَّفَ سے پہلے حرف نفی ہوتا) یہ تو انصار کے بارے میں نازل ہوئی (اسلام قبول کرنے سے پہلے) وہ منات بت کے نام پر احرام باندھا کرتے تھے (اور منات قدید کے محاذی (سامنے) تھا وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کو برا جانتے تھے۔ جب اسلام آیا تو انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا "

۴۱۸۳ — شرح: صفا مسجد حرام کے دروازے کے پاس اونچی جگہ ہے وہ جبل ابو قبیس کی ناک ہے۔ اس پر بصورت مرد ایک بت تھا جس کو اساف بن عمرو کہا جاتا تھا اور مروہ پر بصورت عورت بت تھا اس کو نائلہ بنت ذئب کہا جاتا تھا اس کو نائلہ بنت سہیل بھی کہا جاتا ہے لوگوں کا خیال تھا کہ ان دونوں نے کعبہ میں زنا کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر دیا اور ان کو صفا اور مروہ پر رکھ دیا گیا تاکہ لوگ ان سے عبرت حاصل کریں جب زمانہ طویل گزر گیا تو ان کی عبادت شروع ہو گئی۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو ان کو پاش پاش کر دیا۔ مقاتل کی تفسیر میں ہے صفا پر بت اساف تھا اور مروہ پر نائلہ کو رکھا تھا۔ کافر ان کا طواف کرنا برا سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی: اِنَّ الصَّفَا فضائل مکہ میں ہے جب ان دونوں اساف اور نائلہ نے زنا کیا تو اللہ تعالیٰ نے کعبہ میں فجور کرنے والوں کو ذرہ بھر مہلت نہ دی اور ان کو مسخ کر دیا پھر انہیں صفا مروہ کی طرف نکال دیا گیا جب عمرو بن لحی کا وقت آیا تو اس نے ان کو کعبہ کی طرف نقل کر دیا اور زمزم کے پاس نصب کر دیا پھر ان کا طواف کرنے لگے۔

مَرْوَةٌ "، یہ بھی سنگریزوں کا چھوٹا ڈھیر ہے اس کی جمع قلت مُرَوَات اور جمع کثرت مَرْوٌ ہے جیسے تمرۃ و تمر ہے۔ زمخشری نے کہا صفا، مروہ دو پہاڑوں کے علم ہیں۔ کہا گیا ہے صفا کو اس لئے صفا کہتے ہیں کہ

marfat.com
Marfat.com

٤١٨٤ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ سُلَيْمٰنَ سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كُنَّا نُرٰى اَنَّهُمَا مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْاِسْلَامُ اَمْسَكْنَا عَنْهُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا

بَابُ قَوْلِهٖ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا اَضْدَادًا وَاحِدُهَا نِدٌّ

٤١٨٥ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ

اس پر حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام بیٹھے تھے اور مروہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس پر مائی حوّا علیہا السلام تشریف فرما ہوئی تھیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان "مسعیٰ" میں شرکت تھے لوگوں نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" یہ پلید ہمارے مسعیٰ میں پڑے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ ان کے درمیان سعی کرنے میں حرج نہیں پھر کہ وہاں سے باہر نکال پھینکا اسی طرح کعبہ مکرمہ کے گرداگرد بتوں سے کیا گیا تھا "قدید" مدینہ منورہ کو جاتے مکہ کے قریب ایک جگہ ہے (حدیث ۱۵۴۱ کی شرح دیکھیں)

٤١٨٤ — ترجمہ : عاصم بن سلیمان نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صفا اور مروہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا ہم ان کو جاہلیت کی رسم خیال کرتے تھے جب اسلام آیا تو ان سے رُک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : اِنَّ الصَّفَا الْمَرْوَةَ الآية۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بعض لوگ اللہ کے سوا شریک بناتے ہیں

اَنْدَادًا نِدّ کی جمع ہے اس کا معنی ہے مقابل، شریک "

marfat.com
Marfat.com

عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَقُلْتُ اُخْرٰى
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ اَنَا مَنْ مَاتَ
وَهُوَ لَا يَدْعُوْ لِلّٰهِ نِدًّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

بَابُ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى الْحُرُّ
بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ اِلٰى قَوْلِهٖ عَذَابٌ اَلِيْمٌ عُفِيَ تُرِكَ

۴۱۸۵ — ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کلمہ فرمایا اور میں نے دوسرا کلمہ کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مرجائے حالانکہ وہ اللہ کا شریک بناتا تھا وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور میں نے کہا جو مرجائے اور اللہ کا شریک نہ بنائے وہ جنت میں داخل ہوگا ،،(حدیث ۱۱۶۹ کی شرح دیکھیں)

اسماء رجال ،،عبدان،، عبداللہ بن مروزی کا لقب ہے۔ ابوحمزہ کا نام محمد بن میمون ہے اعمش سلیمان ہے، شقیق ابووائل بن سلمہ اور عبداللہ ابن مسعود ہے رضی اللہ عنہم

اُنھوں نے یہ اس طرح سمجھا کہ جنت اور دوزخ کے درمیان واسطہ نہیں اور سبب کے انتفاء سے مسبب کا انتفاء ہوتا ہے لہٰذا اگر اللہ کا شریک بنانے سے دوزخ میں جائے گا تو اس کا شریک نہ بنانے والا جنت میں جائے گا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! تم پر مقتولین کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا ہے"

آزاد کے بدلے آزاد" عذاب الیم ،،تک عفی کا معنی ہے ترک عُفِیَ معاف کیا گیا "

اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ اُوس اور خزرج دو قبیلے تھے ان میں سے ایک قبیلہ دُوسرے سے قوت تعداد مال و شرف میں زیادہ تھا اُس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اپنے غلام کے بدلے دوسرے قبیلہ کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو اور ایک کے بدلے دو کو قتل کرے گا زمانۂ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی تعدی کے

marfat.com
Marfat.com

عادی تھے۔ عہدِ اسلام میں یہ معاملہ حضور سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور عدل و مساوات کا حکم دیا گیا اور اس پر وہ لوگ راضی ہوئے۔ قرآن کریم میں قصاص کا مسئلہ کئی آیتوں میں بیان ہوا ہے اس آیت میں قصاص و عفو دونوں کا مسئلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسان کا بیان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو قصاص و عفو میں مختار کیا چاہیں قصاص لیں چاہیں عفو یعنی معاف کریں۔ آیت کے اول میں قصاص کے وجوب کا بیان ہے۔ اس آیت سے ہر قاتل بالعمد پر قصاص کا وجوب ثابت ہے خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو مسلمان کو یا کافر کو مرد کو یا عورت کو قتل کیا ہو کیونکہ قتلی قتیل کی جمع ہے مذکور سب امور کو شامل ہے ہاں جس کو دلیل شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا اور جو قتل کرے گا وہی قتل کیا جائے گا خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اور اہلِ جاہلیت کا یہ طریقہ سراسر ظلم ہے جو ان میں رائج تھا کہ آزادوں میں لڑائی ہوتی تو وہ ایک کے بدلے دو کو قتل کرتے غلاموں میں ہوتی تو بجائے غلام کے آزاد کو مارتے عورتوں میں ہوتی تو عورت کے بدلے مرد کو قتل کرتے اور مخصوص قاتل کے قتل پر اکتفا نہ کرتے قرآن میں اس کو منع فرمایا گیا (منتخب از تفاسیر)

آزاد شخص کو غلام کے بدلے قتل کرنے میں اہلِ علم کے مختلف مذاہب ہیں۔ احناف کہتے ہیں آزاد شخص کو غلام کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ سفیان ثوری، ابن ابی لیلیٰ، داؤد کا یہی مذہب ہے حضرت علی بن ابی طالب عبداللہ بن مسعود سعید بن مسیب، ابراہیم نخعی و قتادہ اور حکم سے اسی طرح مروی ہے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ الایۃ یعنی نفس کو نفس کے بدلے قتل کیا جائے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ "، تمام مسلمانوں کے خون آزاد ہوں یا غلام مرد ہوں یا عورتیں برابر ہیں عمر بن عبدالعزیز حسن بصری، عطاء اور عکرمہ سے روایت ہے کہ آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا۔ امام شافعی اور مالک کا بھی یہی مذہب ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ الایۃ یعنی آزاد کو آزاد کے بدلے قتل کیا جائے احناف اس آیت کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ اس کا ناسخ ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ " واحدی نے کہا لغت میں قصاص کا معنی مماثلت اور مساوات ہے اور مراد احکام میں عدل و انصاف ہے یہ اللہ کا حکم ہے جو ازل اور لایزال میں ہمیشہ باقی ہے لہذا اس میں نسخ و تبدیل غیر متصور ہے۔ نیز اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ الایۃ کا مدلول یہ نہیں کہ آزاد کو غلام کے بدلے اور غلام کو آزاد کے بدلے اسی طرح عورت کو مرد کے بدلے اور مرد کو عورت کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان احکام سے خاموشی اور سکوت کیا گیا ہے اور مفہوم مخالف کا ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں اعتبار نہیں اور جو حضرات مفہوم مخالف کے قائل ہیں ان کے نزدیک بھی یہاں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں کیونکہ ان کے نزدیک مفہوم کا اعتبار وہاں ہوتا ہے جہاں حکم کے اختصاص کے سوا اور کوئی مقصد نہ ہو اور یہاں مقصد یہ ہے کہ ایک قبیلہ کو دوسرے قبیلہ پر فوقیت نہیں ہے دونوں فریق برابر ہیں۔ علامہ قسطلانی نے کہا امام مالک اور شافعی کے مذہب کی دلیل یہ حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ سورۂ مائدہ کی

marfat.com
Marfat.com

۴۱۸۶ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ الْقِصَاصُ وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَالْعَفْوُ اَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ يَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيُؤَدِّيْ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

آیت نفس کو نفس کے بدلے قتل کیا جائے نے بقرہ کی اس آیت کو منسوخ کر دیا۔ لہٰذا حر اور عبد کے درمیان اسی طرح مرد و زن کے درمیان قصاص ثابت ہے۔ شیخ نور الحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ شافعیہ اور مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے خواہ قاتل کا اپنا غلام ہو یا کسی اور کا غلام ہو اس کی سند یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو قتل کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کوڑے مارے اور ایک سال کے لئے اس کو جلا وطن کر دیا اور غلام کو قتل کرنے کے سبب اس کو قتل نہ کیا نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنت یہ ہے کہ مسلمان کو ذمی کے بدلے اور آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ نیز شافعیہ نے کہا ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہ کیا اور صحابہ کی موجودگی میں یہ فیصلہ دیا جس کا کسی نے انکار نہ کیا، لیکن یہ تمام دلائل کمزور ہیں۔ اوّل یہ کہ مدعیٰ مطلق غلام ہے اور پہلی روایت مخصوص ہے کیونکہ اس میں یہ ہے کہ مالک نے اپنے غلام کو قتل کر دیا تھا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا قصاص نہ لیا حنفیہ بھی یہی کہتے ہیں کہ مالک کو اپنا غلام قتل کرنے کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے وہ روایت معارض ہے جو حنفیہ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں جو ہم نے ابھی ابھی ذکر کی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۴۱۸۶ — ترجمہ : مجاہد نے کہا میں نے ابن عباس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں صرف قصاص تھا۔ ان میں دیت (خون بہا) نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو فرمایا تم پر قتل میں قصاص واجب کیا گیا ہے کہ آزاد کو آزاد کے بدلے اور غلام کو غلام کے بدلے اور عورت کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے جس کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا ہو۔ عفو یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کرے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا

marfat.com
Marfat.com

وَرَحْمَةٌ مِّمَّا كُتِبَ عَلٰى مَنْ قَبْلَكُمْ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ
قَتَلَ بَعْدَ قَبُوْلِ الدِّيَةِ

۴۱۴۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ اَنَّ
اَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ

۴۱۴۸ ـــ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ السَّهْمِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا

کرنا ہے اور تم پر رحمت ہے اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اعتداء دیت قبول کرنے کے بعد قاتل کو قتل کرنا ہے۔

۴۱۸۶ ـــ شرح : یعنی عفو یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کرے مطلق عفو مراد نہیں بلکہ مراد دیت قبول کرنا عفوِ قتل ہے۔ اس تقدیر پر اتباع بالمعروف اور اداء الیہ باحسان کی تفسیر کی ہے یعنی مقتول کے ولی کو چاہیئے کہ معروف کے درپے ہو اور تعنّت و شدّت نہ کرے اور قاتل دیت ادا کرنے میں بھلائی کرے اور تاخیر نہ کرے اور دیت کی مشروعیت میں اللہ کی طرف سے تخفیف ہے کیونکہ پہلے لوگوں پر جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم تھی صرف قصاص واجب تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر صرف دیت واجب تھی۔ اور قصاص و دیت کے درمیان اختیار میں تخفیف اور رحمت ہے۔ دیت تو رحمت کے معنی میں واضح ہے اور قصاص کی مشروعیت بھی رحمت ہے کیونکہ جب قاتل کو معلوم ہوگا کہ اگر اس نے قتل کیا تو اس کو قصاصاً قتل کیا جائے گا تو وہ قتل کرنے سے رُک جائے گا اور ظالم بھی قتل کی جرأت نہ کرے گا اور اس سخت گناہ میں گرفتار نہ ہوگا۔

۴۱۸۷ ـــ ترجمہ : حمید نے بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حکم اور مکتوب قصاص ہے۔

۴۱۸۷ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دیت بھی اللہ کا حکم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ قتل عمد میں اللہ کا حکم قصاص ہے اور دیت مقتول کے ولی یا وارث کے اختیار کرنے سے لازم ہوتی ہے اگر وہ چاہے تو قصاص معاف کر دے اور دیت لے لے ورنہ قصاص تو بہرکیف اللہ کا حکم ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ثلاثیات سے یہ سالہویں حدیث ہے۔

۴۱۸۸ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی رُبَیِّع نے ایک نوجوان لڑکی کا دانت توڑ دیا تو ربیع کی قوم نے لڑکی کے وارثوں سے عفو طلب کیا۔ انہوں نے انکار کر دیا پھر انہوں نے دیت پیش کی انہوں نے اس کا بھی انکار کر دیا۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور قصاص کے سوا ہر شئی کا انکار کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ الرُّبَیِّعَ عَمَّتَہٗ کَسَرَتْ ثَنِیَّۃَ جَارِیَۃٍ فَطَلَبُوْا اِلَیْہَا الْعَفْوَ فَاَبَوْا فَعَرَضُوْا الْاَرْشَ فَاَبَوْ فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَوْا اِلَّا الْقِصَاصَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُکْسَرُ ثَنِیَّۃُ الرُّبَیِّعِ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا تُکْسَرُ ثَنِیَّتُہَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَنَسُ کِتَابُ اللّٰہِ الْقِصَاصُ فَرَضِیَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ

بَابُ قَوْلِہٖ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ

نے قصاص کا حکم جاری کر دیا۔ انس بن نضر نے کہا یا رسول اللہ کیا اب ربیع کا دانت توڑ دیا جائے گا؟ خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا اور ربیع کا دانت قصاصاً نہیں توڑا جائے گا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس اللہ کا حکم اور اس کا مکتوب قصاص ہے۔ اس سے خلاصی نہیں ہو سکتی ہے۔ لڑکی کے وارث راضی ہو گئے اور انہوں نے قصاص معاف کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں اگر وہ اللہ کے کسی فعل پر قسم کھائیں تو اللہ ان کو حانث نہیں کرتا اور وہی کر دیتا ہے جو وہ کہیں ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا انکار کیوں کیا۔ اور دانت توڑنے سے انکار کر دیا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ حضرت انس بن نضر کا مقصد آپ کے حکم کا انکار نہ تھا بلکہ اس کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت تھی۔ بعض علماء نے کہا حضرت انس بن نضر نے بذریعہ الہام انہیں خبر دی کہ ربیع کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ اس حدیث سے انس بن ربیع کی کرامت ظاہر ہوتی ہے۔

باب اے ایمان والو! تم پر رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے کہ تم متقی ہو جاؤ ،،

marfat.com
Marfat.com

٤١٨٩ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ
أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ عَاشُوْرَاءُ يَصُوْمُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ
فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ لَمْ يَصُمْهُ

٤١٩٠ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ
الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَاشُوْرَاءُ يُصَامُ قَبْلَ
رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ

٤١٩١ــ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ
مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ عَلَيْهِ الْأَشْعَثُ
وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ الْيَوْمَ عَاشُوْرَآءُ فَقَالَ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ
رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَادْنُ فَكُلْ

تفسیر : اس آیت کریمہ میں اگلے لوگوں کے روزوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ نسفی نے کہا اس تشبیہ میں علماء نے کلام کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ تشبیہ اصل وجوب میں ہے وجوب کی مقدار میں تشبیہ نہیں۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایام بیض ہر ماہ میں "۱۳-۱۴-۱۵" کے روزے فرض تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر عاشوراء کا روزہ فرض تھا۔ اس طرح ہر امت پر روزہ فرض تھا۔ یہ تشبیہ من کل وجہ نہیں ہے۔ جمہور علماء اسی طرح کہتے ہیں۔ ضحاک نے کہا حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں روزہ مشروع تھا نسفی نے تفسیر میں ذکر کیا بعض علماء نے کہا یہ تشبیہ اصل صوم اور اس کی مقدار اور وقت میں ہے۔ اگلے لوگوں پر رمضان کے روزے فرض تھے لیکن انھوں نے ان کی تعداد میں اضافہ کر لیا اور گرمی سے معتدل موسم کی طرف نقل کر لئے۔

۴۱۸۹ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا قریش جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ جب رمضان مبارک نازل ہوا تو آپ نے فرمایا جو چاہے یہ روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے (حدیث ۱۸۵۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٤١٩٢ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَآءَ تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا نُزِلَ رَمَضَانُ كَانَ رَمَضَانُ الْفَرِيْضَةَ وَتُرِكَ عَاشُورَآءُ

٤١٩٠ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رمضان مبارک سے پہلے عاشوراء کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ جب رمضان مبارک کے روزوں کی فرضیت نازل ہوئی تو فرمایا جو کوئی چاہے روزہ رکھے اور جو کوئی چاہے افطار کرے (حدیث ۱۸۷۸ کی شرح دیکھیں)

٤١٩١ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے پاس اشعث بن قیس کندی آئے جبکہ وہ کھانا کھا رہے تھے اشعث نے کہا آج عاشوراء کا دن ہے۔ عبداللہ ابن مسعود نے کہا رمضان مبارک کے نزول سے قبل عاشوراء کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ جب رمضان مبارک نازل ہوا تو عاشوراء کا روزہ ترک کر دیا گیا "، آپ قریب آئیں اور کھائیں۔

(ان احادیث کی باب سے مناسبت : فَلَمَّا نُزِلَ رَمَضَانُ "، میں ہے)

"اشعث بن قیس کندی"

اشعث بن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ کندی دس ہجری میں کندہ کے وفد میں مدینہ منورہ آیا جبکہ وہ اُن کا رئیس تھا۔ ابن اسحاق نے زہری سے روایت کی کہ کندہ سے ساٹھ سواروں میں آیا اور اسلام قبول کیا جاہلیت میں کندہ کے لوگوں کا رئیس تھا اور اسلام قبول کرنے کے بعد ان میں صاحبِ وجاہت تھا لیکن سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گیا تھا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مسلمان ہو گیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے چالیس روز بعد چالیس ہجری کو کوفہ میں فوت ہو گیا۔

٤١٩٢ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُنھوں نے فرمایا: جاہلیت میں قریش عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دن روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہ روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان مبارک کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کا روزہ چھوڑ دیا گیا پس جو چاہے اس دن روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے (حدیث ۱۸۷۸ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بابٌ قَوْلُهٗ تَعَالٰی أَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْعَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَقَالَ عَطَآءٌ يُفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهٖ كَمَا قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الْحَسَنُ وَاِبْرَاهِيْمُ فِي الْمُرْضِعِ وَالْحَامِلِ اِذَا خَافَتَا عَلٰى اَنْفُسِهِمَا اَوْوَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ وَاَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ اِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ فَقَدْ اَطْعَمَ اَنَسٌ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا اَوْعَامَيْنِ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا خُبْزًا وَلَحْمًا وَاَفْطَرَ قِرَاءَةُ الْعَامَّةِ يُطِيْقُوْنَهٗ وَهُوَ اَكْثَرُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں ،، اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو عطاؑ نے کہا ہر مرض سے افطار کرے جس میں مبتلا ہو حسن بصری ، ابراہیم نخعی اور مجاہد نے دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ عورت کے بارے میں کہا جب ان کو اپنی ہلاکت یا بچے کی ہلاکت کا خوف ہو تو وہ روزہ افطار کر دیں پھر قضا کر لیں اور بہت بوڑھا شخص جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھے وہ افطار کرے اور فدیہ دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بہت بوڑھے ہو گئے تو ایک یا دو سال ہر روز مسکین کو کھانا کھلایا اور روزے افطار کرتے رہے۔ اکثر لوگ یُطِیْقُوْنَهٗ ،، پڑھتے ہیں۔ یعنی جو طاقت نہیں رکھتے۔

تفسیر : اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ منصوب ہے اس کا فعل ناصب محذوف دراصل: صُوْمُوْا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ ،، یعنی گنتی کے دنوں میں روزے رکھو۔ علامہ زمخشری نے کہا اَيَّامًا کا ناصب صیام ہے جیسے نَوَيْتُ الْخُرُوْجَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ،، صاحب اللباب نے کہا جائز ہے کہ اَيَّامًا ،، کا ناصب الصیام ہو جبکہ كُمَا كُتِبَ کو حال بنایا جائے۔ زجاج نے کہا زیادہ اچھا یہ ہے کہ اَيَّامًا ،،

marfat.com
Marfat.com

۴۱۹۳ــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّاءُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُوْبْنُ دِیْنَارٍ عَنْ عَطَآءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقْرَأُ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطَوَّقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَیْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ هُوَ لِلشَّیْخِ الْکَبِیْرِ وَالْمَرْاَةِ الْکَبِیْرَةِ لَا یَسْتَطِیْعَانِ اَنْ یَصُوْمَا فَلْیُطْعِمَانِ مَکَانَ کُلِّ یَوْمٍ مِسْکِیْنًا

میں عامل الصیام ہو گویا کہ معنی یہ ہے : کُتِبَ عَلَیْکُمْ اَنْ تَصُوْمُوْا اَیَّامًا مَعْدُوْدَاتٍ ،، تم پر فرض ہے کہ گنتی کے دنوں میں روزے رکھو ،، اور اگر سفر کے سبب روزے ترک ہو جائیں یا بیماری کے باعث روزے نہ رکھ سکے تو رمضان گزر جانے کے بعد اتنی گنتی کے روزے پورے کر لے اور جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہوئے کسی عذر کے بغیر افطار کر دیں تو ان پر فدیہ واجب ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو نصف صاع گندم دے اگر گندم میسر نہ ہو تو جو وغیرہ سے ایک صاع دے۔ یہ حال شروع اسلام میں تھا جبکہ روزے فرض ہوئے تھے اور لوگوں کو روزے رکھنے کی عادت نہ تھی اور وہ شدت محسوس کرتے تھے تو انہیں افطار اور فدیہ میں رخصت دی گئی پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : مَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ،، یعنی تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔ اگر یُطِیْقُوْنَهٗ ،، تھا تو معنی واضح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یُطَوَّقُوْنَهٗ پڑھا ہے ان سے یَتَطَوَّقُوْنَهٗ ،، بھی مروی ہے یعنی جو لوگ روزہ تکلف سے رکھتے ہیں لیکن ان میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اور وہ بہت بوڑھے مرد یا بوڑھی عورتیں ہیں تو ان کا حکم یہ ہے کہ وہ روزے افطار کریں اور مسکین کو فدیہ دیں اور فدیہ کی مقدار سے زیادہ دے وہ اس کے لئے بہت بہتر ہے۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ بہت بوڑھے ہو گئے جبکہ ان کی عمر ایک سو دس برس ہو گئی تو وہ روزہ نہ رکھ سکتے تھے ہر روز مسکین کو فدیہ دیتے تھے۔"

۴۱۹۳ــ ترجمہ : عمرو بن دینار نے عطاء سے روایت کی کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ وہ پڑھتے تھے : عَلَی الَّذِیْنَ یُطَوَّقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ،، ابن عباس نے کہا یہ آیت منسوخ نہیں اور " اَلَّذِیْنَ " سے مراد بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ ہر دن کی جگہ مسکین کو کھانا کھلائیں۔

۴۱۹۳ــ شرح : قولہ قال ابن عباس الخ اس میں یہ اشارہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے نسخ کے قائل نہیں ان کا یہ قول جمہور کے خلاف ہے اور سلمہ کی حدیث جو عنقریب آرہی ہے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ منسوخ ہے۔ کلام کا حاصل یہ ہے کہ صحیح مقیم کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قولِه فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

۴۱۹۴ — حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَرَأَ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ قَالَ هِيَ مَنْسُوْخَةٌ

حق میں نسخ ثابت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان پر روزے واجب ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ہے : "تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے"، اور شیخ فانی جو بہت بوڑھا ہو چکا ہو اور روزہ رکھنے کی اس میں استطاعت نہ ہو وہ افطار کرے گا اس پر قضا نہیں؛ لیکن جب وہ افطار کرے اور مسکین کو کھانا کھلا سکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ ہر روزہ کی جگہ مسکین کو کھانا کھلائے یہی قول صحیح ہے اکثر علماء بھی یہی کہتے ہیں کہ اس پر روزہ کا فدیہ واجب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی "یُطِیْقُوْنَهٗ" کی قرأت کے مطابق یہی تفسیر کی ہے۔ امام بخاری کا بھی یہی مختار ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ ہے کہ شیخ فانی بچہ کی طرح ہے۔ اس پر بہرکیف فدیہ واجب نہیں، لیکن صحیح یہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہے (ملخص از شذوح)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے"

یعنی جو کوئی شخص اس ماہ میں حاضر مقیم ہو، مسافر نہ ہو وہ روزہ رکھے اور افطار نہ کرے۔ زمخشری نے کہا: "الشھر" ظرف منصوب ہے مفعول بہ نہیں"۔

۴۱۹۴ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے پڑھا: فِدْيَةٌ طَعَامِ مَسَاكِيْنَ "انہوں نے کہا یہ منسوخ ہے۔

۴۱۹۴ — شرح : یعنی فدیہ مضاف طعام مضاف الیہ اور مساکین جمع ہے یہ نافع کی قرأت ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے علماء فدیۃٌ پر تنوین پڑھتے ہیں اور مسکین مجرور ہے۔ قولہ ھِیَ منسوخہ یعنی یہ آیت عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ "منسوخ ہے۔ اس کا بیان گزرا ہے ابن منذر نے کہا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ "یعنی روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر یہ آیت کبیر شیخ کے متعلق ہو جس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں تو اس کو یہ کہنا "تمہارا روزہ رکھنا بہتر ہے حالانکہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا"، غیر مناسب ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

٤١٩٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلٰى سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ كَانَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ مَاتَ بُكَيْرٌ قَبْلَ يَزِيْدَ

٤١٩٥ ـ ل ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهٗ كَانَ يَقْرَأُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ يَقُوْلُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُحَمَّلُوْنَهٗ قَالَ هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ الَّذِيْ لَا يُطِيْقُ الصَّوْمَ اُمِرَ اَنْ يُطْعِمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا قَالَ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا يَقُوْلُ وَمَنْ زَادَ وَاَطْعَمَ اَكْثَرَ مِنْ مِسْكِيْنٍ فَهُوَ خَيْرٌ

٤١٩٥ ـ ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ "يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ" طَعَامُ مِسْكِيْنٍ" جو کوئی روزا فطار کرنا چاہتا وہ فدیہ ادا کرتا حتی کہ اس کے بعد آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس نے اس کو منسوخ کر دیا۔ امام بخاری نے کہا بُکَیْر یزید سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔

٤١٩٥ ـ شرح : اس میں یہ بات واضح ہے کہ نسخ کا دعویٰ صحیح ہے۔ بُکیر بن عبداللہ بن اشج جو یزید بن ابی عُبید سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے شیخ یزید سے پہلے وفات پا گئے تھے؛ چنانچہ بُکیر ایک سو بیس ہجری میں یا اس سے پہلے یا کچھ بعد فوت ہوئے جبکہ یزید ایک سو چھیالیس یا سنتالیس ہجری میں فوت ہوئے۔

٤١٩٥ ـ ل ـ ترجمہ : مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ عَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ پڑھتے تھے اور اس کی تفسیر یہ کرتے تھے وَعَلَى الَّذِيْنَ يُحَمَّلُوْنَهٗ کہ وہ بوڑھا شخص جو روزہ کی طاقت نہ رکھے۔ اس کو حکم دیا گیا کہ ہر دن ایک مسکین کو کھانا دے اور مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا کی تفسیر یہ کی کہ جو زیادہ دے اور ایک مسکین سے زیادہ کو کھانا کھلائے تو بہتر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

باب قولہ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْاٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہُوا

وہ تمہاری لباس ہیں اور تم اُن کے لباس ہو اور اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے ،، تو اُس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب اُن سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہے ،،

تفسیر : رفث دراصل قباحت پر دلالت کرنے کے معنی میں ہے۔ اور یہ جماع سے کنایہ ہے۔ کیونکہ اباحت سے پہلے اسے قبیح جانا جاتا تھا۔ اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ پہلے افطار کے بعد سے عشاء کی نماز پڑھنے یا سونے تک کھانا، پینا اور بیوی سے جماع کرنا حلال تھا۔ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے یا اس سے پہلے سو جاتے اور افطار نہ کرتے تو دوسری رات تک اُن پر کھانا، پینا اور بیوی سے جماع کرنا حرام تھا۔ پھر بعض لوگوں نے عشاء کے بعد کھا پی لیا۔ اُن میں سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد

اپنی بیوی سے جماع کر لیا۔ جب غسل کر لیا تو رونے لگے اور اپنے نفس پر ملامت کرنے لگے پھر سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ آپ سے عرض کیا اور دُوسرے لوگوں نے بھی عشاء کے بعد کھانے پینے کا اعتراف کیا تو اللہ تعالیٰ نے رخصت نازل فرمائی اور پہلا حکم اُٹھا لیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے مشقت دفع کر دی قولہ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ الخ یہ استیناف ہے۔ جب مرد و عورت ایک دُوسرے سے ہمکنار ہوتے ہیں اور آپس میں بغل گیر ہوتے ہیں اور اُن میں سے ہر ایک بغلگیر ہونے میں دوسرے پر مشتمل ہوتا ہے جیسے لباس آدمی پر مشتمل ہے۔ اس اعتبار سے ایک کو دُوسرے کا لباس ہونے سے تشبیہ دی۔

marfat.com
Marfat.com

۴۱۹۶ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ ح وَحَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوْا لَا يَقْرَبُوْنَ النِّسَآءَ رَمَضَانَ كُلَّهٗ وَكَانَ رِجَالٌ يَخُوْنُوْنَ اَنْفُسَهُمْ فَاَنْزَلَ اللهُ عَلِمَ اللهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمُ الْاٰيَةَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

یعنی رخصت کا سبب یہ ہے کہ مرد و زن ایک دوسرے سے پورا اختلاط رکھتے ہیں اور اس سے منع کرنے میں بہت حرج اور مشقت تھی اس لئے رمضان کی راتوں میں عورتوں سے جماع کی رخصت دی گئی اور کھانا پینا بھی مباح کیا گیا۔ قولہ فَالْاٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ الخ یعنی اب اپنی بیویوں سے اس وقت مباشرت کرو جس وقت تمہیں اس سے منع کیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے جو اولاد یا جماع تمہارے مقدر میں رکھا ہے طلب کرو یہ امر اباحت کے لئے ہے۔

۴۱۹۶ — **ترجمہ** : ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب سے سنا جب رمضان کے روزے نازل ہوئے تو لوگ سارا رمضان اپنی بیویوں کے قریب نہ جاتے تھے اور بعض لوگ چھپ کر جماع کر لیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اللہ نے جانا تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرما دیا"

۴۱۹۶ — **شرح** : اس حدیث میں صرف جماع کا ذکر ہے حالانکہ اس آیت کے نزول کے بعد کھانے پینے کی ممانعت کی گئی ہے نیز امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث ۱۷۹۶ میں براء بن عازب کی حدیث میں جو ذکر کیا ہے۔ اس میں کھانا، پینا اور جماع تمام مذکور ہیں۔ لہٰذا ان میں مخالفت ظاہر ہے۔ نیز اس حدیث میں نماز اور سونے کے بعد ممانعت کا ذکر ہے اور اس حدیث سے مطلق منع معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی مخالفت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث آیت کریمہ کے سیاق کے موافق ہے اور اکثر احادیث عدم فرق پر دلالت کرتی ہیں۔ لہٰذا ۶ کانوا لا یقربون النساء الخ غالب پر محمول ہے اور کھانے پینے سے نقضِ صوم جماع پر قیاس کیا گیا ہے اسی طرح احادیث میں اتفاق واضح ہے۔ (حدیث ۱۷۹۶ کی شرح دیکھیں)

بابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور کھاؤ اور پیئو

marfat.com
Marfat.com

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِى الْمَسَاجِدِ اِلٰى قولہ يَتَّقُوْنَ اَلْعَاكِفُ الْمُقِيْمُ

۴۱۹۷ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِىِّ عَنْ عَدِىٍّ قَالَ اَخَذَ عَدِىٌّ عِقَالًا اَبْيَضَ وَعِقَالًا اَسْوَدَ حَتّٰى كَانَ بَعْضُ اللَّيْلِ نَظَرَ فَلَمْ يَسْتَبِيْنَا فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

یہاں تک کے تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سپیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آئتیں کہ کہیں انہیں پرہیزگاری ملے۔ لغت میں عاکف کا معنیٰ مقیم ہے۔

تفسیر: رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی معنیٰ یہ ہیں کہ تمہارے لئے کھانا پینا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مباح فرمایا گیا ہے۔ صبح صادق تک اجازت دینے میں اشارہ ہے کہ جنابت روزے کے منافی نہیں جس شخص کو بحالت جنابت صبح ہوئی وہ غسل کرے اس کا روزہ جائز ہے (تفسیر احمدی) آئت کریمہ میں سفید ڈورے کا بیان صبح صادق ہے اور اس پر اکتفا کرتے ہوئے سیاہ ڈورے کا بیان ذکر نہیں کیا اور وہ "مِنَ اللَّيْلِ" ہے

۴۱۹۷ — ترجمہ: شعبی نے عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عدی نے ایک سفید ڈورا اور دوسرا سیاہ ڈورا پکڑا۔ جب کچھ رات گزری تو دیکھا تو کوئی ڈورا ظاہر نہ ہوا جب صبح ہوئی تو عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے اپنے سرہانے کے نیچے ڈورے رکھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تمہارا سرہانہ تو بہت بڑا ہے۔ کہ سفید ڈورا اور سیاہ ڈورا تمہارے سرہانے کے نیچے آگئے ہیں"

۴۱۹۷ — شرح: یعنی آئت کریمہ میں دو ڈورے مشرق و مغرب ہیں۔ اگر یہ دونوں تمہارے

marfat.com
Marfat.com

جَعَلْتُ تَحْتَ وِسَادَتِيْ قَالَ اِنَّ وِسَادَتَكَ اِذًا لَعَرِيْضٌ اِنْ كَانَ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ وَالْاَسْوَدُ تَحْتَ وِسَادَتِكَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ اَهُمَا الْخَيْطَانِ قَالَ اِنَّكَ لَعَرِيْضُ الْقَفَا اِنْ اَبْصَرْتَ الْخَيْطَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَا بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ

۴۱۹۹ — حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اُنْزِلَتْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ وَلَمْ تُنْزَلْ مِنَ الْفَجْرِ وَكَانَ رِجَالٌ اِذَا اَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ اَحَدُهُمْ فِيْ رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْاَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْاَسْوَدَ وَلَا يَزَالُ يَاْكُلُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهٗ رُؤْيَتُهُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدَهٗ مِنَ الْفَجْرِ فَعَلِمُوْا اِنَّمَا يَعْنِيْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

سرہانے کے نیچے سما گئے ہیں تو اس سے بڑی کوئی چیز نہ ہوگی!

۴۱۹۸ — ترجمہ: شعبی نے عدی بن حاتم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! سفید اور سیاہ خیط سے کیا مراد ہے کیا یہ دو ڈورے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری قفا (پشت) بہت بڑی ہے اگر تو نے دو ڈورے سمجھ لئے ہیں پھر فرمایا نہیں یہ رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

۴۱۹۹ — ترجمہ: سہل بن سعد نے کہا یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ تمہارے لئے سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے ظاہر ہو جائے کہا پہلے "من الفجر" نازل نہیں ہوا اور لوگ جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تو بعض اپنے دونوں پاؤں سے سفید اور سیاہ ڈورے باندھ لیتے اور ان میں فرق ظاہر ہونے تک کھاتے پیتے رہتے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد "من الفجر" نازل فرمایا اب لوگوں کو معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ رات دن سے ظاہر ہو جائے۔ (حدیث ۹۷-۹۸-۱۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

۴۲۰۰ــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانُوْا اِذَا اَحْرَمُوْا فِى الْجَاهِلِيَّةِ اَتَوُا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت توڑ کر آؤ! ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے۔ اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ! "

تفسیر : اس آیت کریمہ کے نزول کے سبب میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں۔ ابوداؤد طیالسی نے منصب، ابواسحاق کے ذریعہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انصار جب سفر سے واپس آتے تو اپنے گھر کے دروازے کی طرف سے گھر میں داخل نہ ہوتے تھے۔ اس لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حسن بصری نے کہا جاہلیت کے لوگوں میں سے جب کوئی سفر کا ارادہ کرتا یا سفر کے ارادہ سے اپنے گھر سے باہر نکلتا پھر باہر نکلنے کے بعد اگر ارادہ ملتوی ہو جاتا اور اقامت کا ارادہ کرتے ہوئے سفر ترک کر دیتا تو اپنے گھر کے دروازے کی طرف سے گھر میں داخل نہ ہوتا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا۔ اہل یثرب جب اپنی عید سے واپس آتے تو اپنے گھروں میں ان کی پچھیت سے داخل ہوتے اور اس کو نیکی شمار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نیکی نہیں۔ نیک وہ شخص ہے جو اللہ سے ڈرے (یعنی) (اب مدینہ منورہ کو یثرب کہنا منع ہے)

۴۲۰۰ــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جاہلیت کے لوگ جب احرام باندھتے تو گھروں میں پچھیت کی طرف سے آتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

۴۲۰۱ ـــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ ضُيِّعُوْا وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِيْ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ دَمَ اَخِيْ قَالَا اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ فَقَاتِلُوْهُمْ

آیت نازل فرمائی ،، یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پیچھے توڑ کر آؤ بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ!

شرح ۴۲۰۰ ـــ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کو حُمس کہا جاتا تھا وہ احرام کی حالت میں اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل نہ ہوتے تھے اور انصار اور دیگر عرب بحالتِ احرام دروازوں سے گھروں میں داخل ہوتے تھے۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تھے کہ آپ اس کے دروازے سے نکلے اور آپ کے ساتھ قطبہ بن عامر انصاری بھی نکلا تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! قطبہ بن عامر فاجر آدمی ہے۔ اور وہ آپ کے ساتھ دروازہ سے نکلا ہے آپ نے اسے فرمایا تو نے یہ کس لئے کیا ہے؟ اُس نے کہا جو کچھ میں نے آپ کو کرتے دیکھا میں نے بھی وہی کیا فرمایا میں تو احمس ہوں اُس نے کہا میرا دین بھی آپ کا دین ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ حُمس بضم الحاء وسکون المیم اَحْمَس کی جمع ہے۔ وہ قریش، کنانہ اور جدیلہ قیس ہیں ان کو حُمس اس لئے کہتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے دین میں بہت شدت اختیار کی تھی۔ حماسہ کا معنی بہادری ہے وہ مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے۔ عرفات میں نہ جاتے تھے اور کہا کرتے تھے ہم اللہ والے ہیں اللہ کے ہمسائے ہیں ہم حرم سے باہر نہیں نکلیں گے اور بحالتِ احرام وہ اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل نہ ہوتے تھے،، (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اُن سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے،، اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر"

marfat.com
Marfat.com

حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَقَالَ قَاتَلْنَا هُمْ حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَكَانَ الدِّيْنُ
لِلّٰهِ فَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ
وَزَادَ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ فُلَانٌ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ
عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ اَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا
اَتٰى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا حَمَلَكَ عَلٰى اَنْ تَحُجَّ عَامًا وَتَعْتَمِرَ عَامًا
وَتَتْرُكَ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ مَا رَغَّبَ اللّٰهُ فِيْهِ قَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ بُنِيَ
الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ اِيْمَانٍ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالصَّلٰوةِ الْخَمْسِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ
وَاَدَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ قَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ
كِتَابِهٖ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ
وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ قَالَ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْاِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِيْ دِيْنِهٖ اِمَّا قَتَلُوْهُ

۴۲۰۱ ــــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتنہ ابن زبیر میں
اُن کے پاس دو آدمی آئے اور کہا جو کچھ لوگوں نے کیا ہے (آپ دیکھ رہے ہیں)
آپ عمر فاروق کے بیٹے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ آپ کو باہر جانے سے کون سی چیز
مانع ہے (کہ باہر آکر ان کی مدافعت کریں) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے یہ چیز منع کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
مسلمانوں کے بھائی کا خون حرام کیا ہے۔ انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ہے کہ ظالموں سے جنگ کرو حتی کہ
فتنہ نہ رہے۔ ابن عمر نے کہا ہم نے جنگیں لڑیں حتی کہ فتنہ اور شرک نہ رہا اور دین اللہ کا رہ گیا
اور تم ارادہ کرتے ہو کہ جنگ کرو اور فتنہ برپا ہو اور دین غیر خدا
کے لئے ہو جائے۔ عثمان بن صالح نے ابن وہب سے (محمد بن بشار کی روایت پر) اضافہ کیا انہوں نے کہا مجھے
فلاں اور حیوہ بن شریح نے بکر بن عمرو معافری سے خبر دی کہ بکیر بن عبداللہ نے ان کو نافع سے خبر دی کہ ایک شخص

marfat.com
Marfat.com

وَاِمَّا يُعَذِّبُوْهُ حَتّٰى كَثُرَ الْاِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِيْ عَلِيٍّ وَعُثْمٰنَ فَقَالَ اَمَّا عُثْمٰنُ فَكَانَ اللّٰهُ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا اَنْتُمْ فَكَرِهْتُمْ اَنْ يَعْفُوَ عَنْهُ وَاَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخُتْنُهُ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَقَالَ هٰذَا بَيْتُهُ حَيْثُ تَرَوْنَ

عبداللہ بن عمر کے پاس آیا اور کہا اے ابا عبدالرحمٰن کیا وجہ ہے کہ آپ ایک سال حج کرتے ہیں اور ایک سال عمرہ کرتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد ترک کرتے ہو، حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد میں کس قدر رغبت دلائی ہے۔ ابن عمر نے کہا اے میرے بھتیجے اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، زکوٰۃ ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج (یعنی یہ پانچ امور ضروریاتِ دین ہیں) اُس نے کہا اے ابا عبدالرحمٰن کیا آپ نے سُنا نہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں صلح کرا دو۔ اگر ان میں سے ایک دوسرے پر بلا وجہ سرکشی کرے تو سرکشی کرنے والے گروہ سے جنگ کرو! حتیٰ کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے اور ظالموں سے جنگ کرو! حتیٰ کہ فتنہ نہ رہے۔ ابن عمر نے کہا ہم نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں یہ کیا جبکہ اسلام قلیل تھا اور آدمی اپنے دین میں مبتلا کیا جاتا تھا۔ کافر اس کو قتل کرتے یا سخت عذاب کرتے تھے حتیٰ کہ اسلام غالب ہو گیا اور فتنہ نہ رہا۔ اس آدمی نے کہا اے ابن عمر علی اور عثمان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ ابن عمر نے کہا عثمان کو اللہ نے معاف کر دیا اور تم ان کو معاف کرنے سے خوش نہیں ہو اور علی بن ابی طالب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چچا کے بیٹے اور آپ کے داماد ہیں اور اپنے ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ کیا اور کہا وہ جو دیکھ رہے ہو اُن کا گھر ہے۔"

فتنۂ ابن زبیر

تہتر ۷۳ ہجری کے اواخر میں حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کیا تھا حجاج کو عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے بھیجا تھا۔ اس سال کے آخر میں حضرت عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ۷۴ ہجری کے اوائل میں وفات پائی!

۴۲۰۱ — شرح : فلاں سے مراد عبیداللہ بن لہیعہ ہے وہ مصر کے قاضی رہے ہیں۔ ۱۹۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ امام بیہقی نے کہا محدثین نے اُن کے ضعف پر اتفاق کیا ہے اور جس روائت میں وہ منفرد ہوں۔ اس روائت سے استدلال نہیں کرتے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دو آدمی علباء بن عرار اور حبان آئے اور کہا ایک روائت میں "ضَعُوْا" کا بدل در ضَيَّعُوْا" ہے یعنی لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور آپ خاموش بیٹھے ہیں۔ عبداللہ بن عمر نے خاموشی اور کنارہ کشی کا جواب یہ دیا کہ مسلمانوں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ التَّهْلُكَةُ وَالْهَلَاكُ وَاحِدٌ

کا ناحق خون بہانا حرام ہے۔ قولہ تَتْرُكُ الْجِهَادَ آہ اس جہاد سے مراد جہاد حقیقی نہیں جو کافروں سے کیا جاتا ہے بلکہ اس قتال سے مراد ثواب اور اصلاح حق میں کوشش کرنا ہے۔ قولہ اِمَّا قَتَلُوْهُ وَاِمَّا یُعَذِّبُوْهُ ،، سیاق عبارت عَذَّبُوْهُ ،، ہے لیکن صیغہ مضارع اس لئے استعمال کیا کہ کافر مسلمانوں کو عذاب کرتے رہتے تھے اور یہ عذاب مستمر تھا بخلاف قتل کے وہ تو ایک بار ہی ہوتا ہے۔ قولہ فَمَا قَوْلُكَ سے الخ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھنے والا یہ شخص خارجی تھا جو علی و عثمان سے دشمنی رکھتا تھا اور ان کو خطاء کی طرف منسوب کرتا تھا۔ حضرت علی کو اس لئے مطعون کرتا تھا کہ انہوں نے حکم مقرر کیا تھا۔ یہ مشہور واقعہ ہے اور عثمان غنی کو اس لئے کہ وہ اُحد میں کافروں سے جنگ میں بھاگ گئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے دونوں کے بارے میں غلط فہمی کو اس طرح دُور فرمایا کہ عثمان غنی کو اللہ نے معاف کر دیا ہے لیکن تم اس سے خوش نہیں ہو اور علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور آپ سے بہت قریب ہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنی جانیں ہلاکت میں نہ ڈالو!" اور لوگوں سے نیکی کرو! اللہ تعالیٰ نیکوکار لوگوں کو دوست رکھتا ہے"

تہلکہ اور ھلاک بیک معنی ہیں "

تفسیر : اس آیۂ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ انصار صدقات و خیرات بہت کرتے تھے۔ ایک سال قحط پڑا تو خیرات کرنے سے رُک گئے اور اپنے اموال روک لئے تو یہ آیت کر... نازل ہوئی حسن بصری نے کہا اس آیت کریمہ میں تہلکہ سے مراد بخل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تہلکہ سے مراد اللہ کا عذاب ہے۔ التَّهْلُكَةُ وَالْهَلَاكُ ،، مصدر نادر ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے۔ ہلک الشئی یہلک ہلاکا وھلکا وھلکا وتہلکہ اسم مصدر ہلک ہے۔ زمخشری نے کہا ہو سکتا ہے کہ تہلکہ اصل میں تَهْلِكَة بکسر اللام ہو جیسے مجربہ بکسر الراء کسرہ کا بدل ضمہ لگایا گیا جیسے الجوار کو الجوارُ پڑھا جاتا ہے۔ اس کا مورد خاص اور حکم عام ہے"

marfat.com
Marfat.com

٤٢٠٢ـ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ قَالَ نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ

بَابُ قَوْلِهٖ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ

٤٢٠٣ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ اِلٰى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ يَعْنِيْ مَسْجِدَ الْكُوْفَةِ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ فِدْيَةٍ مِنْ صِيَامٍ فَقَالَ حُمِلْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِيْ فَقَالَ مَا كُنْتُ اُرٰى اَنَّ الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ هٰذَا مَا تَجِدُ شَاةً قُلْتُ لَا قَالَ صُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ

ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ یہ آیت کریمہ اللہ کی راہ میں صدقات و خیرات کے بارے میں نازل ہوئی۔

٤٢٠٢ ـــ

احسان کا معنی اخلاص ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو" اس پر فدیہ واجب ہے وہ روزہ، صدقہ یا بکری ہے" اس آیت کا شان نزول حدیث میں مذکور ہے"

ترجمہ : عبداللہ بن معقل نے کہا میں اس مسجد یعنی مسجد کوفہ میں کعب بن عجرہؓ کے پاس بیٹھا تھا میں نے اُن سے فدیہ صیام کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا مجھے (یہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے حالانکہ جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا

٤٢٠٣ ـــ

marfat.com
Marfat.com

لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَاحْلِقْ رَاسَكَ فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً

بَابُ قَوْلِهٖ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ

۴۲۰۴ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَآءٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ اُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْمُتْعَةِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْاٰنٌ يُحَرِّمُهٗ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَاْيِهٖ مَا شَآءَ

میرا یہ خیال نہ تھا کہ تمہاری تکلیف اس حد تک پہنچ گئی ہوگی۔ کیا تم بکری نہیں پاتے (جو فدیہ دو) میں نے کہا نہیں فرمایا: تین دن روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ ہر مسکین کو گندم نصف صاع دو اور سر کا حلق کر دو! یہ آیت میرے لئے خاص ہے اور تمہارے لئے عام ہے۔ (حدیث ۱۶۹۸ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اُٹھائے

تفسیر: کہا گیا ہے آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی عمرہ کرنے کے بعد احرام کی حالت میں ممنوع اشیاء کے مباح ہو جانے سے نفع اٹھائے یا پہلے عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد حج کا احرام باندھے یہ خاص متمتع ہے جو فقہاء ذکر کرتے ہیں۔ اور عام متمتع دونوں قسموں کو شامل ہے۔

۴۲۰۴ ـ ترجمہ: عمران بن حصین نے کہا قرآن پاک میں تمتع کی آیت نازل ہوئی تو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمتع کیا اور قرآن میں کوئی آیت نازل نہ ہوئی جو اس کو حرام کرتی اور نہ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا حتی کہ آپ وصال فرما گئے ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہا۔

۴۲۰۴ ـ شرح: عمران بن حصین کا مقصد مذکور آدمی کی رائے اور اجتہاد کا انکار ہے

marfat.com
Marfat.com

باب قوله لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ

۴۲۰۵ــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ عُكَاظٌ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقَ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأَثَّمُوا أَنْ يَتَّجِرُوا فِي الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ

اس آدمی سے مُراد حضرت عمر فاروق ہیں رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ وہ تمتع سے منع کرتے تھے وہ کہتے تھے اِنْ تَأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَأْمُرُ بِالتَّمَامِ ،، یعنی اگر ہم اللہ کی کتاب کو دیکھیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : حج اور عمرہ پُورا کرو ،، چنانچہ اللہ فرماتا ہے : وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ،، یعنی جب حج کا احرام باندھو تو حج کو تام کرو! اسی طرح عمرہ ہے یعنی درمیان میں عمرہ کا احرام نہ لاؤ ،، دراصل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمتع کو حرام نہیں کہتے تھے ۔ حدیث ع ۱۴۶۵ کی شرح دیکھیں۔ بعض نے کہا اس آدمی سے مراد حضرت عثمان غنی ہیں رضی اللہ عنہ لیکن یہ بات واضح ہے کہ ان کی بھی مراد وہی تھی جو حضرت عمر فاروق کہتے تھے ۔ حج نو ہجری میں فرض ہُوا تھا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو!

تفسیر : اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض مسلمانوں نے خیال کیا کہ راہِ حج میں جس نے تجارت کی یا اونٹ کرایہ پر چلائے اس کا حج ہی کیا؟ اس پر یہ آیت نازل ہُوئی یعنی اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ حج کے دنوں میں اللہ سے رزق کی زیادتی تجارت کے ذریعہ طلب کرو! اور مِنْ رَبِّكُمْ ،، میں یہ اشارہ ہے کہ رزق کی زیادتی طلب کرنے میں تجارت مقصود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رازقیت مطلوب ہے۔

۴۲۰۵ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عُکاظ ، مَجَنَّہ اور ذوالمجاز جاہلیت کی منڈیاں ہیں (ایام حج میں ان میں تجارت کرتے تھے) اور اسلام کے بعد ان منڈیوں میں ایامِ حج میں تجارت کو گناہ سمجھنے لگے تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی۔"

(حدیث ع ۱۶۵۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

۴۲۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِيْنَهَا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوْا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا جَآءَ الْاِسْلَامُ اَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْتِيَ عَرَفَاتٍ ثُمَّ يَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيْضَ مِنْهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پھر اے قریشیو تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں

تفسیر: یعنی اللہ تعالیٰ نے عرفات میں ٹھہرنے والے کو حکم دیا کہ وہ مزدلفہ کی طرف پلٹے تاکہ مشعرِ حرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور اسے حکم دیا کہ اس کا وقوف عام لوگوں کے ساتھ ہو جہاں وہ ٹھہرتے ہیں لیکن قریش حرم سے باہر نہیں نکلتے تھے اور جبل کے قریب حرم کے ایک طرف ٹھہرتے تھے اور کہتے تھے ہم اللہ کے ہمسائے ہیں اور اس شہر کے رہنے والے ہیں وہ اس سے باہر نہیں نکلیں گے اور مزدلفہ میں ہی ٹھہرے رہتے تھے جبکہ دوسرے لوگ عرفات میں وقوف کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہارا پلٹنا وہاں سے ہو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں اور مزدلفہ میں ہی نہ ٹھہرے رہو!

۴۲۰۶ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور جو لوگ ان کے دین پر تھے وہ مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور ان کو حُمس کہا جاتا تھا اور دوسرے عرب لوگ عرفات میں وقوف کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ عرفات میں تشریف لے جائیں اور وہاں وقوف کریں پھر وہاں سے پلٹیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر اے قریشیو تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں۔

۴۲۰۶ ــــ شرح: خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جو قبائل قریش کے دین پر تھے

marfat.com
Marfat.com

٤٢٠٧ ـــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يَطُوْفُ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ مَا كَانَ حَلَالًا حَتّٰى يُهِلَّ بِالْحَجِّ فَاِذَا رَكِبَ اِلٰى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهٗ هَدْيٌ مِنَ الْاِبِلِ اَوِ الْبَقَرِ اَوِ الْغَنَمِ مَا تَيَسَّرَ لَهٗ مِنْ ذٰلِكَ اَيَّ ذٰلِكَ شَاءَ غَيْرَ اَنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهٗ فَعَلَيْهِ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَذٰلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ فَاِنْ كَانَ اٰخِرُ يَوْمٍ مِنَ الْاَيَّامِ الثَّلٰثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيَنْطَلِقْ حَتّٰى يَقِفَ بِعَرَفَاتٍ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ يَكُوْنَ الظَّلَامُ ثُمَّ لْيَدْفَعُوْا مِنْ عَرَفَاتٍ اِذَا اَفَاضُوْا مِنْهَا حَتّٰى يَبْلُغُوْا جَمْعًا الَّذِيْ يَبِيْتُوْنَ بِهٖ ثُمَّ لْيَذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ اَكْثِرُوا التَّكْبِيْرَ وَالتَّهْلِيْلَ قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا ثُمَّ اَفِيْضُوْا فَاِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُفِيْضُوْنَ وَقَالَ اللّٰهُ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ حَتّٰى تَرْمُوا الْجَمْرَةَ

وہ بنو عامر بن صَعْصَعَہ، ثقیف اور خزاعہ تھے۔ جب وہ احرام باندھتے تھے تو گھی اور پنیر تناول نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اپنے گھروں کے دروازوں سے داخل ہوتے تھے۔ ان کو خُمس کہا جاتا تھا کیونکہ وہ اپنے دین میں بہت سخت اور مضبوط تھے بعض نے کہا "ناس" سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور بعض ابراہیم مراد لیتے ہیں

٤٢٠٧ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص عمرہ کر کے حلال ہو جائے تو بیت اللہ کا طواف کرتا رہے حتی کہ حج کا احرام باندھ کر عرفات کی طرف جائے اور حج کے بعد جو جانور اونٹ، گائے یا بکری میں سے میسر ہو قربانی کرے سوا اس کے کہ جسے جانور میسر نہ ہو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور وہ عرفہ کے دن سے پہلے ہیں اور اگر ان تین دنوں کا آخری دن عرفہ کا روز آ جائے تو کچھ حرج نہیں عرفات میں جا کر عصر کے وقت سے اندھیرا ہونے تک ٹھہرے پھر سب کے ساتھ عرفات سے نکلے اور مزدلفہ پہنچے جہاں رات بسر کرتے ہیں۔ پھر صبح تک بکثرت اللہ کا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

۴۲۰۸ــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ

ذکر کریں اور تکبیر و تہلیل کثرت سے کریں پھر مزدلفہ سے پلٹ آئیں (منیٰ میں آجائیں) جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے : ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ ، پھر پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں اور اللہ سے معافی مانگو یقیناً اللہ بخشنے والا رحیم ہے۔ پھر شیطان کو کنکریاں مارو ، یعنی رمی جمار تک تکبیر و تہلیل کرتا رہے "

۴۲۰۷ــ شرح : یعنی جب تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے یا مکہ میں داخل ہو کر عمرہ کیا تھا پھر اس سے حلال ہو گیا تو حج کا احرام باندھنے تک طواف کرتا رہے۔ قولہ ذلک قبل یوم عرفہ ، یہ ابن عباس کی تقلید ہے جبکہ قرآن کریم میں عرفہ سے قبل کی قید نہیں۔ قولہ من صلوٰۃ العصر آہ ، یعنی نماز عصر کے بعد جبکہ وہ ظہر کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے ہیں۔ واضح ہے کہ یہ زوالِ شمس کے بعد ہی ہے۔ اس وقت سے اندھیرا ہونے تک عرفات میں وقوف کرے۔

باب اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے ،، اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا

شانِ نزول : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا : اعراب موقف میں آتے اور کہتے اے اللہ! یہ سال بارش، خوشحالی اور کثیر منافع والا کر اور آخرت کے متعلق کچھ بھی نہ کہتے تھے اُن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ بعض لوگ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں پھر اُن کے بعد اور لوگ آتے اور کہتے اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ،، انہیں کو اُن کی کمائی سے بھاگ ہے۔ اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے

marfat.com
Marfat.com

عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ وَقَالَ عَطَاءٌ اَلَدُّ اَلْنَسْلُ الْحَيَوَانُ

۴۲۱۰ــــ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ تَرْفَعُهٗ قَالَ اَبْغَضُ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ اَلَدُّ الْخَصِمُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے روایت ہے کہ دُنیا میں حَسَنہ نیک عورت ہے اور آخرت میں جنّت اور عذابِ نار بُری عورت ہے (یعنی)

۴۲۰۹ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے ہمارے ربّ ہمیں دُنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا "

بابؔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے" اور عطاء نے کہا نسل یعنی حیوان "

یہ آیت کریمہ اَخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ شخص شیریں گفتار تھا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتا تو نہایت ہی نرم لہجہ میں کلام کرتا اور یہ دعویٰ کرتا کہ وہ حضور کا مُحِب ہے اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ بناتا اور قسمیں کھاتا اور کہتا اللہ گواہ ہے کہ میرے دل میں آپ کی اور اسلام کی محبت ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سخت جھگڑالو ہے اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔ اَلَدّ اسم تفضیل لَدَدٌ" بمعنی شدید الخصومت سے ہے "۔ کہا گیا ہے خصام خصم کی جمع بمعنی سخت خصومت ہے۔

۴۲۱۰ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے اللہ کو مبغوض آدمی وہ ہے جو سب سے بڑا جھگڑالو ہے" (حدیث ۲۲۹۴ کی شرح دیکھیں) قولہ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ الخ اس سے مقصود یہ ہے کہ اس میں ام المؤمنین عائشہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَّسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ اِلٰى قَرِيْبٍ

۴۱۱۱ ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِىْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَتّٰى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا خَفِيْفَةً ذَهَبَ بِمَا هُنَاكَ وَتَلَا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ فَلَقِيْتُ عُرْوَةَ

رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں تصریح فرمائی ہے۔

باب کیا اس گمان میں ہو کہ جنّت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد نہ آئی،،

پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی۔ اللہ کی مدد سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے"

تفسیر : قتادہ نے کہا یہ آیت کریمہ یوم احزاب میں نازل ہوئی جبکہ اس دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ بعض مفسرین نے کہا یوم اُحد میں نازل ہوئی۔ بعض نے کہا یہ آیت مہاجرین کو تسلی دینے اور ان کو مطمئن کرنے کے لئے نازل ہوئی جبکہ انھوں نے اپنا وطن اور اپنے مال مشرکوں کے ہاتھوں میں چھوڑے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو اختیار کیا قولہ حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ آیۃ حتیٰ غایت کے لئے ہے یعنی ان کو سخت مشقت پہنچی حتی کہ انھوں نے اللہ کی مدد میں تاخیر پائی اور کہا اللہ کی مدد کب آئے گی ؛ مقاتل نے کہا یہ رسول یسع علیہ السلام ہیں ان کا نام شعیا ہے اور جو لوگ ایمان لائے وہ حزقیا بادشاہ اور اس کے ساتھ والے مومن ہیں جو لڑائی میں حاضر ہوئے۔ کلبی نے کہا یہ ہر رسول کے متعلق ہے جو اپنی امت کی طرف مبعوث ہوا ہے۔ ضحاک نے کہا رسول سے مراد جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

marfat.com
Marfat.com

ابْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَعَاذَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا وَعَدَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا عَلِمَ اَنَّهُ كَائِنٌ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ وَلٰكِنْ لَمْ تَزَلِ الْبَلَايَا بِالرُّسُلِ حَتّٰى خَافُوْا اَنْ يَكُوْنَ مَنْ مَعَهُمْ يُكَذِّبُوْنَهُمْ فَكَانَتْ تَقْرَأُهَا فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا

مُتَثَقِّلَةً

قرطبی نے کہا نزولِ آیتِ کریمہ کی بھی اسی پر دلالت ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں آخر آیت تک یہ کلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کا قول ہے۔ یعنی ان کو سخت تکلیف اور مشقت پہنچی حتیٰ کہ انھوں نے اللہ کی مدد کو بہت مؤخر سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا سُن لو اللہ کی مدد بہت قریب ہے۔ رسُول کا یہ قولہ مدد کے حصول میں جلدی پر مبنی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ رسُول کو حصُولِ مدد میں شک وشبہ تھا۔ بعض علماء نے کہا اس کلام میں تقدیم وتاخیر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے۔ مومنوں نے کہا اللہ کی مدد کب آئے گی اور رسُول نے فرمایا سُن لو اللہ کی مدد بہت قریب ہے۔ رسُول کو عظیم منصب کے باعث مقدم ذکر کیا ہے۔

۴۲۱۱ — ترجمہ : ابن جُریج نے کہا میں نے ابن ابی مُلیکہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسُول نا امید ہو گئے اور انہوں نے گمان کیا کہ ان سے جھُوٹ بولا گیا ہے (اللہ نے اُن سے جھُوٹ بولا ہے کہ کافروں کے خلاف مدد آرہی ہے اور کُذِبُوْا خفیف پڑھا) ابن ابی مُلیکہ نے کہا ابن عباس اس آیت کریمہ کو اس آیت کے مفہوم کی طرف لے گئے جو سورۂ بقرہ میں ہے اور پڑھا حتیٰ کہ رسول اور ان پر ایمان والوں نے کہا اللہ کی مدد کب آئے گی خبردار اللہ کی مدد قریب ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا میں نے عروہ سے ملاقات کی اور اُن سے ابن عباس کا کلام ذکر کیا تو عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا معاذ اللہ (رسُول اللہ کے متعلق ایسا گمان نہیں کر سکتے) اللہ نے اپنے رسُول سے جو بھی وعدہ کیا اس کا انہیں یقین ہوتا تھا کہ ان کی وفات سے پہلے یہ ضرور پُورا ہو گا لیکن رسُول ہمیشہ مصائب میں مبتلا رہے حتیٰ کہ اُنہوں نے یہ خوف کیا کہ جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں وہ ان کی تکذیب کریں گے۔ اس لئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا یہ آیت اس طرح پڑھتی تھیں "وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا" وہ کُذِّبُوْا کو بتشدید الذال پڑھتی تھیں"

۴۲۱۱ — شرح : اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیتِ کریمہ میں : وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا " تخفیف الذال ماضی مجہول ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی رسولوں کی مدد میں تاخیر ہوتی رہی ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ فتح ونصرت سے نا امید ہُوئے اور انہوں نے گمان کیا کہ اُن سے جھوٹ بولا گیا ہے یعنی کافروں کے خلاف ان کی مدد کرنے میں جھوٹ بولا گیا ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا ابن عباس اس آیتِ کریمہ کو سورۂ بقرہ کی

marfat.com
Marfat.com

کے مفہوم کی طرف لے گئے اور دونوں آئتوں کو ایک ہی سمجھ کر کہا کہ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ ،، میں استفہام مدد کی تاخیر میں ہے اور دونوں آئتوں کا مفہوم نا امیدی کے بعد مدد آجانے میں مناسب ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے عروہ سے ملاقات کے وقت ابن عباس کا کلام ذکر کیا تو انہوں نے کہا ام المؤمنین نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے مفہوم سے پناہ دے کہ رسول اپنے خدا کے وعدہ کو جھوٹا کہیں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے جو بھی وعدہ کیا رسول کو یہ یقین تھا کہ ان کی موت سے پہلے اللہ اسے ضرور پورا کرے گا۔ ام المؤمنین نے کہا اس آئت کا مفہوم یہ ہے کہ رسول ہمیشہ مصائب میں مبتلا رہے حتی کہ ان کو یہ خوف لاحق ہوا کہ ان پر ایمان والے لوگ جو ایمان میں مضبوط نہ تھے کہیں گے کہ رسول نے جھوٹ بولا ہے۔ وہ اس آئت کریمہ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا ،، کو بتشدید الزال پڑھتی تھیں ،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا : کذبوا ،، بالتشدید نافع اور ابن کثیر کی قرأت ہے اور بالتخفیف عاصم ، حمزہ اور کسائی کی قراءت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر پر کیوں تنقید کی حالانکہ تخفیف کی قرأت میں بھی اس معنی کا احتمال ہے کہ کہا جائے کہ رسولوں نے خوف کیا کہ ان پر ایمان لانے والے ان کو جھٹلا دیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عباس کی تفسیر پر ام المؤمنین نے اس اعتبار سے تنقید کی کہ ابن عباس کی مراد یہ تھی کہ رسولوں نے گمان کیا تھا کہ وہ من عند اللہ مکذب ہیں لوگوں کی طرف سے مکذب نہیں اس کا قرینہ سورۂ بقرہ کی آئت کریمہ سے تائید حاصل کرنا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر یہی مفہوم ہے جو ام المؤمنین نے فرمایا تو کہا جاتا رسولوں نے یقین کیا کہ ان کی تکذیب کی گئی ہے ؛ کیونکہ لوگوں کا رسولوں کی تکذیب کرنا یقینی تھا اس کا جواب یہ ہے کہ رسولوں کے مومن اتباع کی تکذیب ظنی تھی یقینی تکذیب ان لوگوں کی تھی جو ان پر ایمان نہ لائے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن عباس کے کلام کی توجیہہ کیا ہو سکتی ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ زمخشری نے کشاف میں ابن عباس سے روائت کی کہ رسولوں نے اس وقت گمان کیا جبکہ وہ کمزور اور مغلوب ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ان سے نصرت کا وعدہ کیا تھا اس کا خلاف ہو گیا ہے۔ جبکہ وہ بشر تھے اور یہ آئت پڑھی : زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ ،، اگر یہ مفہوم صحیح ہے تو اُن کی ظن سے مُراد نفس کے خطرات ہیں جو قلب پر وارد ہوتے ہیں اور بشر کی طبیعت میں داخل ہیں اور وہ ظن جس کی ایک جانب دوسری جانب پر راجح ہوتی ہے وہ تو کسی امتی کے لئے جائز نہیں رسولوں سے یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے۔

علامہ خطابی نے کہا اگر یہ کہا جائے کہ ابن عباس کے مذہب کی کیا توجیہہ ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عباس کا مذہب یہ ہے کہ رسولوں کے لئے جائز نہیں کہ اللہ کی طرف سے جو وحی ان پر نازل ہو وہ اس کی تکذیب کریں لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ مصائب کے زیادہ ہو جانے اور وعدہ کی ایفاء میں تاخیر ہو جانے سے یہ وہم کر لیں کہ ان کے پاس جو وحی آیا تھا وہ ان کا اپنا گمان تھا اور انہوں نے وحی کی تلقی میں غلط گمان کر لیا۔ لہٰذا اس فعل کی بنیاد اُن کے نفس ہیں۔ وحی نہیں اور کذب سے مراد غلط ہے۔ حقیقتِ کذب مراد نہیں جسے کہا جاتا ہے ،، كَذَّبَتْكَ نَفْسُكَ ،، الحاصل جو شک و شبہ عارض ہوا وہ وسائط کے اعتبار سے تھا جو وحی کے مقدمات ہیں۔ انتہیٰ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمُ الْاٰيَةَ ۴۱۱۲ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ فَاَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى مَكَانٍ قَالَ تَدْرِيْ فِيْمَا اُنْزِلَتْ قُلْتُ لَا قَالَ نَزَلَتْ فِيْ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ مَضٰى وَعَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ قَالَ يَاْتِيْهَا فِيْ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو!

اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو! اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے"

تفسیر: یعنی عورتیں تمہارے لئے کھیتی کی جگہیں ہیں عورتوں کو کھیتی کی جگہ سے تشبیہ دی کیونکہ اُن کے رحموں میں نطفے ڈالے جاتے ہیں جن سے نسل بڑھتی ہے۔ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ چند انصار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے سوال عرض کیا تو آپ نے فرمایا تم ہر حال میں عورتوں کے پاس جا سکتے ہو لیکن یہ شرط ہے کہ جماع آگے کی طرف ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا تمہیں کس نے ہلاک کیا عرض کیا گزشتہ رات میں نے اپنی سواری پھیر لی آپ نے انہیں کچھ جواب نہ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تمہاری

marfat.com
Marfat.com

٤٢١٣ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ اِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَرَآئِهَا جَآءَ الْوَلَدُ اَحْوَلَ فَنَزَلَتْ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

عورتیں تمہارے لئے کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ! آگے کی طرف سے یا پیچھے کی طرف سے اُن سے جماع کرو لیکن حیض کی حالت اور پیٹھ سے احتیاط کرو!

٤٢١٢ ـــ ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب قرآن پڑھتے تو اس سے فارغ ہونے تک کوئی بات نہ کرتے تھے۔ ایک دن میں نے ان کے قرآن کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا تو اُنھوں نے (ازبر) سورۂ بقرہ پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ ایک جگہ پہنچے یعنی (نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ تک پہنچے) اُنھوں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ آئت کس چیز کے متعلق نازل ہوئی میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ اُنھوں نے کہا اس میں نازل ہوئی پھر پڑھنا شروع کیا اور عبدالصمد سے روایت ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھ سے ایوب نے نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ انھوں نے "فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ" کے بارے میں کہا کہ مرد عورت کی پیٹھ میں جماع کرتا اس کی محمد بن یحییٰ بن سعید نے اپنے والد سے اُنہوں نے عبیداللہ اور نافع کے ذریعہ عبداللہ بن عمر سے روایت کی "

٤٢١٢ ـــ شرح : قولہ کذا وکذا" اس سے مراد یہ ہے کہ عورتوں کی پیٹھوں میں جماع نہ کرو۔ مقام حرث میں جماع کرو اور ابن عباس نے کہا حرث بچے کے پیدا ہونے کی جگہ ہے۔ سدی نے کہا حرث کھیتی ہے جہاں زراعت کی جاتی ہے۔ دبر کو کھیتی نہیں کہا جاتا۔ قولہ یا تیہا فی مجرور محذوف ہے۔ ای فی موضع الحرث یعنی عورت کی فرج میں جماع کرے اگرچہ پیچھے کی طرف سے ہو لیکن دُبر سے بچے امام ابوحنیفہ اور جمہور اہلسنت نے کہا عورت کی دبر میں جماع حرام ہے اور عبداللہ بن عمر سے روایت کا بھی مفہوم یہ ہے کہ دبر کی طرف سے فرج میں جماع کرے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ عورت کی دبر میں وطی کرنے والے کو نظرِ کرم سے نہیں دیکھے گا (کرمانی، قسطلانی)

٤٢١٣ ـــ ترجمہ : ابن منکدر سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ یہودی کہتے تھے جب کوئی اپنی بیوی سے پچھلی طرف سے جماع کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ!

٤٢١٣ ـــ شرح : یعنی یہودی عورت کو اوندھے منہ لٹا کر پچھلی طرف سے فرج میں جماع

marfat.com
Marfat.com

کرنے کو کہتے تھے کہ اس طرح جماع کرنے سے بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا ردّ کیا کہ تم جس طرح جماع کر سکتے ہو بشرطیکہ صمام واحد سے ہو یعنی مقام حرث میں جماع کرو، چنانچہ امام طحاوی نے زہری اور ابن منکدر کے ذریعہ جابر رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ایک یہودی نے کہا جب کوئی اپنی بیوی سے اوندھے منہ لٹا کر جماع کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے ردّ میں یہ آئت کریمہ نازل فرمائی کہ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں تم جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں آگے سیدھی لٹا کر یا اوندھے منہ لٹا کر ان سے جماع کرو! جبکہ صمام واحد یعنی فرج میں جماع ہو۔ مسلم نے بھی اسی طرح روائت کی ہے۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بیوی کی دبر میں وطئ کرنا حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسے شخص کو تعزیر لگائی جائے جبکہ صاحبین اس کو زنا کہتے ہیں۔ علماءِ احناف کہتے ہیں آدمی ہو یا غیر آدمی کی دُبر میں وطئ کرنا حرام ہے۔

عورت کی دبر میں وطئ کرنا حرام ہے "

اہل تشیع نے اس کریمہ : نِسَاءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ " سے استدلال کیا کہ بیوی کی دُبر میں وطئ کرنا جائز ہے۔ حرام نہیں وہ کہتے ہیں " لفظ أَنَّىٰ " بمعنی أَيْنَ ہے۔ یعنی جس مقام سے چاہو عورتوں سے جماع کرو۔ اس میں دبر بھی داخل ہے۔ اہل سنت وجماعت اس فعل کو حرام کہتے ہیں وہ اس آئت کی تفسیر میں دلائل ذکر کرتے ہیں کہ لفظ " أَنَّىٰ "، " اين " اور " كيف " میں مشترک ہے علماء نحو نے اس کی تصریح کی ہے اور لفظ مشترک کو قرینہ کے بغیر خاص معنیٰ میں استعمال کرنا بالاتفاق باطل ہے۔ اس مقام میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو زراعت کے ساتھ اور مرد کے نطفہ کو دانے سے تشبیہ دی ہے یہ واضح قرینہ ہے کہ عورت کی فرج میں نطفہ ڈال کر اولاد کی امید کرنا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روائت کا مَوْرد بھی یہی معنی ہے کہ " انّیٰ " بمعنی کیف ہے۔ ابن عمر کی حدیث کا سیاق بھی یہی ہے کہ اس بُرے اور گندے فعل کے پیش نظر یہ آئت نازل ہوئی کہ تم کھیتی میں آؤ گندی جگہ نہ آؤ اور ابن عمر کی روائت " أَنَّىٰ شِئْتُنَّ " میں مجرور محذوف ہے اور وہ " حرث " ہے۔ یعنی ابن عمر کی روائت کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کے مقام حرث میں وطئ کرے اور وہ فرج ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے یہی تصریح کی ہے۔ صحیح بخاری میں ابن عمر کی حدیث آئت کے شانِ نزول میں مبہم ہے اور جابر کی حدیث اس میں صریح ہے لہٰذا یہ جابر کی حدیث کے معارض نہیں اور اسحاق بن راہویہ کی حدیث صحیح حدیث کے متعارض نہیں ہو سکتی کیونکہ معارضہ اس وقت ممکن ہوتا ہے جبکہ دونوں روایات ایسے آئمہ حدیث سے منقول ہوں جن کی علمی حیثیت اور ان کی تصحیح پر محدثین نے اعتماد کیا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اسحاق بن راہویہ کی روائت مؤرخین سے منقول ہے۔ یہ بخاری اور مسلم کی روایات کا معارضہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ بخاری حدیث کے امام ہیں اور احادیث کی تصحیح جو بخاری نے کی ہے اور کسی کو میسر نہیں "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ

۴۲۱۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَامِرِ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ كَانَتْ لِيْ اُخْتٌ تُخْطَبُ اِلَيَّ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنِيْ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ اُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَتَرَكَهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَخَطَبَهَا فَاَبٰى مَعْقِلٌ فَنَزَلَتْ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو عورتوں کے والیو انہیں نہ روکو! اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں"

تفسیر : اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ معقل بن یسار مزنی کی بہن کا نکاح عاصم بن عدی کے ساتھ ہوا تھا۔ انھوں نے طلاق دی اور عدت گزرنے کے بعد پھر عاصم نے درخواست کی تو معقل بن یسار مانع ہوئے تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۴۲۱۴ — ترجمہ : معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انھوں نے کہا میری بہن تھی اس کے متعلق مجھے منگنی کے پیغام بھیجے گئے۔ یونس نے حسن بصری سے روایت کی معقل بن یسار کی بہن کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی اور اس کو چھوڑے رکھا یہاں تک کہ اس کی عدت گزر گئی تو اس

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا اِلٰى بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ يَعْفُوْنَ يَعْفُوْنَ

نے منگنی کا پیغام بھیجا معقل نے انکار کر دیا۔ تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی "تم عورتوں کو اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو"

۴۲۱۴ — شرح : صحیح یہ ہے کہ یہ آئت کریمہ معقل بن یسار کے بارے میں نازل ہوئی۔ آئت میں عورت کے اولیاء مخاطب ہیں۔ زمخشری نے کہا اس کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کو طلاق دے دیتے ہیں اور ان کی عدت گزرنے کے بعد ان کو نکاح کرنے سے ظلماً منع کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آئت کریمہ اس شخص کے متعلق نازل ہوئی جو اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے پھر اس کی عدت گزر جائے پھر اس کا خیال ہو کہ اس سے نکاح کرنے یا عدت میں رجوع کرے اور عورت کی خواہش بھی یہی ہو لیکن اس کے اولیاء مانع واقع ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کرنے سے روک دیا۔ معقل بن یسار کی اس بہن کا نام جمیلہ بنت یسار تھا۔ ابو اسحاق ہمدانی کی روائت میں فاطمہ بنت یسار ہے جبکہ ابن فتحون نے حملی اور محمد سندی نے لیلی ذکر کیا ہے (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رکھیں"

تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو! تم پر مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ یَعْفُوْنَ کے معنی ہیں ہبہ کر دیں"

اس آئت کے مخاطب مسلمان ہیں کفار مخاطب نہیں کیونکہ وہ ایمان کے بعد احکام سے مکلف ہیں۔ یہ حکم اُن عورتوں کے لئے ہے جن کے شوہر فوت ہو جائیں اور وہ حاملہ نہ ہوں۔ حاملہ عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں تو ان کی مدت وضع حمل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا شوہر فوت ہونے کے بعد اگر مدت حمل کم ہے اور چار ماہ دس دن زیادہ ہیں تو چار ماہ دس دن عدت پوری کرے اور اگر چار ماہ دس دن کم مدت ہے اور وضع حمل کی مدت اس سے

marfat.com
Marfat.com

۴۲۱۵ ـــ حَدَّثَنِیْ اُمَیَّۃُ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ حَبِیْبٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ اِبْنُ الزُّبَیْرِ قُلْتُ لِعُثْمٰنَ بْنِ عَفَّانَ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا قَالَ قَدْ نَسَخَتْهَا الْاٰیَۃُ الْاُخْرٰی فَلِمَ تَکْتُبُهَا اَوْ تَدَعُهَا قَالَ یَا ابْنَ اَخِیْ لَا اُغَیِّرُ شَیْئًا مِنْهُ مِنْ مَکَانِہٖ

زیادہ ہے تو وضع حمل کی عدت پوری ہوگی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا سورۂ بقرہ کی اس آیت سے سورۂ طلاق میں مذکور حاملہ عورتیں مستثنیٰ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اُولَاتِ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ،، حاملہ عورتیں وضع حمل کریں تو ان کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح منکوحہ لونڈی کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ دو مہینے اور پانچ دن عدت پوری کرے بعض ظاہریہ کہ حرائر اور آماء کی عدت میں فرق نہیں کرتے۔ راغب نے کہا چار ماہ دس دن عدت مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اطبا کہتے ہیں اکثر بچہ اگر مذکر ہو تو تین ماہ بعد حرکت کرنے لگتا ہے اگر مؤنث ہو تو چار ماہ بعد حرکت کرتی ہے۔ اس لئے مُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا ،، کی عدت چار ماہ مقرر کی اور دس دن کا اضافہ مزید ظہور کے لئے کیا دس کے عدد کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تمام اعداد سے اکمل اور اشرف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ اور سفیان ثوری کہتے ہیں جب ام ولدہ کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ تین حیض عدت پوری کرے حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، عطاء اور ابراہیم نخعی بھی یہی کہتے ہیں جبکہ امام مالک، شافعی اور مشہور روایت کے مطابق امام احمد کہتے ہیں ام ولدہ کی عدت ایک حیض ہے۔ قولہ یَعْفُوْنَ ،، اس سے اس کریمہ: وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَۃً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّا اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر یَعْفُوْنَ کی یَهِبْنَ سے تفسیر کی آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے،،

۴۲۱۵ ـــ ترجمہ: ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ابن زبیر نے کہا میں نے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا (جس وقت انہوں نے قرآن جمع کیا تھا) اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں سال بھر نان نفقہ دینے کی بے نکالے پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مؤاخذہ نہیں جو انہوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے،، ابن زبیر نے کہا اس آیت مذکورہ کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ آپ اس کو قرآن میں کیوں لکھ رہے ہیں یا اس کو (منسوخ کو) قرآن میں کیوں چھوڑ رہے ہیں۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا اے

marfat.com
Marfat.com

٤٢١٦ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنْ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا قَالَ کَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ اَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّةً لِاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ وَّعِشْرِیْنَ لَیْلَةً وَصِیَّةً اِنْ شَآءَتْ سَکَنَتْ فِیْ وَصِیَّتِهَا وَاِنْ

میرے بھتیجے میں قرآن میں سے کوئی شئی اس کی جگہ سے تبدیل نہیں کروں گا۔

۴۲۱۵ — مشرح : ابتدائے اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے یہاں رہ کر نان نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی۔ پھر ایک سال کی عدت : یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ،، سے منسوخ ہوئی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی گئی اور سال بھر کا نفقہ آئت میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکہ سے مقرر کیا گیا لہٰذا اب وصیت کا حکم باقی نہ رہا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مورث کی بیوہ کا نکلنا یا غیر سے نکاح کرنا بالکل گوارا ہی نہ کرتے تھے اور اس کو عار سمجھتے تھے اس لئے اگر ایک دم چار ماہ دس روز کی عدت مقرر کی جاتی تو یہ ان پر بہت شاق ہوتی لہٰذا بتدریج انہیں راہ پر لایا گیا۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے حضرت عثمان کو قرآن جمع کرتے وقت کہا کہ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا نے مذکور آئت کو منسوخ کر دیا ہے تو آپ نے منسوخ آئت کو قرآن میں کیوں لکھا ہے اس کو قرآن میں داخل نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ میں قرآن میں کسی آئت کو اس کے مقام سے ہٹانا نہیں چاہتا ہوں۔ اگرچہ وہ منسوخ ہو ،، واللہ ورسولہ اعلم!

۴۲۱۶ — ترجمہ : ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روائت کی کہ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ،، جو لوگ تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑیں) مجاہد نے کہا یہ عدت تھی جسے اس کا اپنے شوہر کے گھر والوں کے پاس پورا کرنا واجب تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آئت ،، جو لوگ تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں سال بھر نان نفقہ دینے کی بے نکالے پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں جو انھوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور

marfat.com
Marfat.com

شَآءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَالَ عَطَآءٌ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ اَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ
شَآءَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ وَقَالَ عَطَآءٌ اِنْ شَآءَتِ اعْتَدَّتْ عِنْدَ
اَهْلِهٖ وَسَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَاِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ قَالَ عَطَآءٌ ثُمَّ جَآءَ الْمِيْرَاثُ فَنُسِخَ السُّكْنٰى فَتَعْتَدُّ
حَيْثُ شَآءَتْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ
عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهٰذَا وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا فِيْ اَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ
شَآءَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ نَحْوَهٗ

کیا، پس عدت جو مقرر ہے اس پر واجب ہے (چار ماہ دس دن) ابن ابی نجیح نے یہ مجاہد سے ذکر کیا ہے۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس آیت نے شوہر کے گھر میں عورت کی عدت کو منسوخ کر دیا۔ پس وہ جہاں چاہے عدت پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: غَيْرَ اِخْرَاجٍ، کا یہی معنی ہے۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا اگر عورت چاہے تو اہلِ خانہ کے گھر عدت پوری کرے اور وصیت میں سکونت کرے اور اگر چاہے تو نکل جائے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم پر کچھ حرج نہیں جو وہ کریں،، عطاء نے کہا پھر میراث کی آیت نازل ہوئی تو اس کی سکونت منسوخ ہو گئی پس وہ جہاں چاہے عدت پوری کرے اور اس کے لئے سکونت نہیں ہے۔ محمد بن یوسف نے ورقاء اور ابن ابی نجیح کی طریق سے مجاہد سے یہ حدیث روایت کی اور ابن ابی نجیح نے عطاء کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کی کہ اس آیت نے شوہر کے گھر میں عورت کی عدت منسوخ کر دی۔ پس وہ جہاں چاہے عدت پوری کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: غَيْرَ اِخْرَاجٍ۔

۴۲۱۶ ــــ شرح: عرب میں یہ رسم تھی کہ بیوہ عورت عدت کا ایک سال گزارتی

marfat.com
Marfat.com

٤٢١٧ ـ حَدَّثَنِي حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى مَجْلِسٍ فِيهِ عُظْمٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَفِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى فَذَكَرْتُ حَدِيثَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ فِي شَأْنِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَلٰكِنَّ عَمَّهُ كَانَ لَا يَقُولُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ إِنِّي لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى رَجُلٍ فِي جَانِبِ الْكُوفَةِ وَرَفَعَ صَوْتَهُ قَالَ ثُمَّ

پرانے کپڑے پہنتی اور زینت ترک کر دیتی تھی اور شوہر کے گھر میں رہتی۔ شوہر کے اولیاء اس کا خرچہ برداشت کرتے تھے۔ ابتدائے اسلام میں اسی رسم پر عمل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور چار ماہ دس روز عدت مقرر ہوئی۔ مجاہد کا خیال یہ ہے کہ پہلی آیت میں مذکورہ عورت کی عدت پورا سال ہے اور وصیت کے لحاظ سے چاہے تو وصیت قبول کرے اور شوہر کے گھر میں عدت پوری کرے اور اگر چاہے تو صرف چار ماہ دس روز پر اکتفاء کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاہد کے نزدیک یہ آیت : وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ ،، منسوخ نہیں ہے اور اکثر علماء اسے منسوخ قرار دیتے ہیں اور يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ،، اس کی ناسخ ہے قولہ غَيْرَ إِخْرَاجٍ آہ ،، یہ ترکیب میں ازواج سے حال واقع ہے یعنی عورتوں کو نہ نکالا جائے۔ الحاصل جو لوگ بیویاں چھوڑ کر مرجاتے ہیں ان پر حق یہ ہے کہ موت کے آثار شروع ہونے سے پہلے وصیت کریں کہ اُن کی وفات کے بعد ان کی بیویاں پورا سال اُن کے گھر میں رہیں اور اُن کے ترکہ سے خرچ لیتی رہیں اور گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ ابتدائے اسلام میں بھی اسی طرح تھا۔ پھر چار ماہ دس روز کی آیت نے اس کو منسوخ کر دیا اور شوہر کے ترکہ سے عورت کی وراثت نے نفقہ منسوخ کر دیا یہ جمہور کا مسلک ہے۔ مجاہد اس کے خلاف ہیں قولہ قال عطاء إِنْ شَاءَتْ الخ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام کی تفسیر ہے۔ قولہ وَعَنْ محمد بن یوسف الخ اس میں دو وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ یہ اسحاق کی روایت میں داخل کی گئی ہے دوسرے یہ کہ بخاری نے اسے اپنے شیخ محمد بن یوسف سے معلق ذکر کیا ہے۔ اور قولہ عن ابن ابی نجیح میں یہی دو وجہیں محتمل ہیں، لیکن دوسری وجہ زیادہ واضح ہے۔ الحاصل ابن ابی نجیح نے صرف مجاہد سے موقوف روایت کی ہے۔ جو صرف مجاہد پر موقوف ہے نیز ابن ابی نجیح نے عطاء کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کی ہے اور نحوہٗ سے مجاہد کی روایت کی طرف اشارہ ہے

٤٢١٧ ـــ ترجمہ : محمد بن سیرین نے کہا میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا جس میں انصار کے سردار بیٹھے تھے۔ اُن میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی تھے۔ میں نے عبداللہ بن عتبہ کی حدیث ذکر کی جو سُبَیْعَہ بنت حارث کے متعلق تھی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا عبداللہ بن عتبہ کا چچا عبداللہ

marfat.com
Marfat.com

خَرَجْتُ فَلَقِيْتُ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ اَوْ مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِى الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِىَ حَامِلٌ فَقَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَتَجْعَلُوْنَ عَلَيْهَا التَّغْلِيْظَ وَلَا تَجْعَلُوْنَ لَهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُوْرَةُ النِّسَآءِ الْقُصْرٰى بَعْدَ الطُّوْلٰى وَقَالَ اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ لَقِيْتُ اَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ

ابن مسعود تو یہ نہیں کہتے (جو تم نے کہا ہے)، میں نے بلند آواز کے ساتھ عبدالرحمٰن سے کہا اگر میں نے جھوٹ بولا ہے تو میں نے اس شخص پہ افترا باندھا ہے جو کوفہ میں بیٹھا ہے۔ محمد بن سیرین نے کہا پھر میں کوفہ میں آیا اور مالک بن عامر یا مالک بن عوف سے ملاقات کی میں نے کہا جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے، حالانکہ وہ حاملہ ہو اس کے متعلق عبداللہ بن مسعود کیا کہتے ہیں۔ مالک بن عامر نے کہا عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں تم ایسی عورت پہ بہت سختی کرتے ہو اور اس کو رخصت نہیں دیتے ہو۔ سورۂ نساء قصریٰ طولیٰ کے بعد نازل ہوئی۔ ایوب نے محمد بن سیرین سے روایت کی کہ میں نے ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملاقات کی ہے۔

۴۲۱۷ — شرح : حدیث شریف کی تقریر اس طرح ہے کہ انصار کے بزرگوں کی محفل میں سُبَیعہ بنت حارث کا تذکرہ ہونے لگا، کیونکہ ان کا شوہر سعد بن خولہ مکہ مکرمہ میں فوت ہو گیا تھا جبکہ وہ حاملہ تھیں۔ شوہر کی وفات کے چند روز بعد انھوں نے وضع حمل کیا تو ابوالسنابل نے انہیں منگنی کا پیغام بھیجا تو سُبیعہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا تم نکاح کر سکتی ہو۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا عبداللہ بن مسعود جو عبداللہ بن عتبہ کے چچا ہیں وہ تو یہ نہیں کہتے جو تم کہہ رہے ہو۔ عبداللہ بن عتبہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں کوفہ میں مقیم تھے اور وہیں فوت ہوئے تھے محمد بن سیرین کوفہ میں آئے اور مالک بن عامر سے ملاقات کی اور کہا بیوہ حاملہ عورت کی عدت کے بارے میں عبداللہ بن مسعود کیا کہتے ہیں۔ مالک بن عامر نے کہا عبداللہ بن مسعود ایسی عورت کے متعلق کہتے ہیں کہ تم لوگ اس پر سختی کرتے ہو اور آسانی نہیں کرتے ہو یقیناً چھوٹی سورۂ نساء اور وہ سورۂ طلاق ہے۔ اس میں بیوہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور یہ سورت طویل سورۂ نساء جس میں بیوہ عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہے کے بعد نازل ہوئی ہے۔ لہٰذا اتنی قدر طویل سورۂ نساء سے مستثنیٰ ہے یعنی بیوہ حاملہ کے بعد غیر حاملہ بیوہ عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہے جبکہ بیوہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور قال ایوب آہ سے مقصد یہ ہے کہ محمد بن سیرین کی ملاقات مالک بن عامر سے ہوئی تھی انہوں نے اس میں شک نہیں کیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

٤٢١٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ اَوْ اَجْوَافَهُمْ شَكَّ يَحْيٰى نَارًا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی!"

تفسیر : اس آئت کریمہ میں نماز درمیانہ کی حفاظت کا حکم فرمایا لیکن اس کی تعیین نہ فرمائی اس میں مختلف اقوال ہیں : سعید بن مسیب سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں درمیانہ نماز کی تعیین میں کافی اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اکثر نے عصر کی نماز کو درمیانہ نماز کہا ہے۔ بعض نے توقف کیا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا اکثر روایات کے مطابق یہ عصر ہے بعض نے فجر کی نماز اور بعض نے ظہر کی نماز کو وسطیٰ کہا ہے۔ بعض نے کہا یہ مغرب کی نماز ہے اور اس کو وسطیٰ اس لئے کہا گیا ہے کہ رکعات کے عدد میں یہ نہ زیادہ ہے اور نہ کم ہے۔ کیونکہ رکعات کے عدد چار ہیں یا دو اور یہ چار اور دو کے درمیان ہے اس کی تین رکعتیں ہیں ؛ لیکن غزوۂ خندق کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ وسطیٰ عصر کی نماز ہے۔ بخاری کی روائت کہ مشرکوں نے ہمیں نمازِ وسطیٰ سے روک رکھا حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا اور عصر کی نماز کا وقت نکل گیا مسلم میں عصر کے وقت کی تصریح مذکور ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز فرمایا مشرکوں نے ہمیں درمیانہ نماز سے روکا حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا اللہ ان کی قبریں اور پیٹ آگ سے

٤٢١٨ — ٤٢١٩ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قوله وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ مُطِيْعِيْنَ

۴۲۲۰ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ اَبِىْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِىِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِى الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ اَحَدُنَا اَخَاهُ فِىْ حَاجَتِهٖ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ ،،

بھر دے گا۔ یحییٰ نے نار میں شک کیا ہے۔

۴۲۱۸ ـــ **مشرح** : صلوۃ الوسطیٰ میں موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے جیسے جانب الغربی میں ہے کوفی اس کو جائز کہتے ہیں۔ قولہ حَبَسُوْنَا ،، یعنی مشرکوں نے ہم کو اپنے وقت میں نماز ادا کرنے سے منع کیا۔ جمہورِ علماء نے کہا یہ عصر کی نماز ہے۔ عبداللہ بن مسعود، ابوہریرہ یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام احمد کا قول بھی یہی ہے اور اعاظم شافعیہ بھی کہتے ہیں کہ یہ عصر کی نماز ہے۔ امام نووی نے کہا اکثر صحابہ کرام بھی یہی کہتے ہیں۔ ماوردی نے کہا جمہور تابعین عظام بھی یہی مختار ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا اکثر محدثین کا بھی یہی قول ہے اور مالکیہ سے ابن حبیب، ابن عربی اور ابن عطیہ کا بھی یہی قول ہے۔ حافظ دمیاطی نے اس نماز میں سترہ اقوال ذکر کئے ہیں۔ (حدیث ۴۵۹ کی شرح دیکھیں)

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور کھڑے ہو، اللہ کے حضور ادب سے"

تفسیر : قَانِتِيْنَ کی تفسیر ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود نے مُطِيْعِيْنَ (تابعدار) سے کی ہے بعض نے عابدین ،، سے تفسیر کی ہے۔ بعض نے "ذاکرین" کہا ہے، بعض نے کہا قیام کی حالت میں دعا کرنے والے بعض نے کہا عبودیت کا اقرار کرنے والے مجاہد نے کہا قنوت، رکوع، سجود، طولِ قیام میں بصر کو نیچا رکھنا۔

۴۲۲۰ ـــ **ترجمہ** : زید بن ارقم نے کہا ہم نماز میں کلام کیا کرتے تھے۔ بوقت ضرورت ہم ایک دوسرے سے بات کر لیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : "نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً درمیانی نماز کی اور اللہ کے حضور باادب کھڑے ہو تو ہمیں نماز میں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا حدیث ۱۱۳۱ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ كُرْسِيُّهٗ عِلْمُهٗ يُقَالُ بَسْطَةً زِيَادَةً وَفَضْلًا اَفْرِغْ اَنْزِلْ يَؤُدُهٗ يُثْقِلُهٗ اَدَنِيْ اَثْقَلَنِيْ وَالْاَيْدُ وَالْاَيْدُ الْقُوَّةُ فَبُهِتَ ذَهَبَتْ حُجَّتُهٗ خَاوِيَةٌ لَا اَنِيْسَ فِيْهَا عُرُوْشُهَا اَبْنِيَتُهَا اَلسَّنَةُ النَّعَاسُ نُنْشِزُهَا نُخْرِجُهَا اِعْصَارٌ رِيْحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْاَرْضِ اِلَى السَّمَآءِ كَعَمُوْدٍ فِيْهِ نَارٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلْدًا لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَابِلٌ مَطَرٌ شَدِيْدٌ اَلطَّلُّ النَّدٰى وَهٰذَا مَثَلُ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ يَتَسَنَّهُ يَتَغَيَّرُ

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پھر اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اُس نے سکھایا جو تم نہ جانتے تھے،، رجال یعنی قیام اور راجل یعنی قائم ہے۔

تفسیر : یہ آئت کریمہ سورۂ نساء کی آئت کے بعد نازل ہوئی جس میں نماز خوف کی تعلیم دی ہے اور اس جگہ سخت خوف ہے اور نماز باجماعت نہیں۔ یعنی ہر طرح جو بھی طریقہ میسر ہو نماز پڑھو! خندق کے روز سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اس آئت کے نزول سے قبل تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ قرآنی ترتیب کے لحاظ سے بعض کلمات جو آیات میں واقع ہیں جس ترتیب سے اپنے شیوخ سے بتدریج سنے تفسیر کرتے ہیں۔ امام نے رجال کی تفسیر قیاماً سے کی اور راجل کی قائم سے تفسیر کی اور مفرد کو ذکر نہیں کیا۔ جبکہ رجال راجل کی جمع ہے۔ جیسے قیام قائم کی جمع ہے۔ آئت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ جب شدید خوف ہو تو پیادہ یا سوار جیسے ممکن ہو نماز پڑھو اور تمہارا خوف زائل ہو جائے تو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں تعلیم دی ہے اللہ کا ذکر کرو! تم یہ نہیں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان کی توفیق دی تو اللہ کا ذکر و شکر کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کرو،

ابن جُبَیر نے کہا : کُرْسِیُّہٗ ،، بمعنی عِلْمُہٗ ،، ہے یعنی آسمان اور زمین اللہ تعالیٰ کے علم میں داخل ہیں

marfat.com
Marfat.com

٤٢٢١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ
اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ صَلٰوةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْاِمَامُ
وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الْاِمَامُ رَكْعَةً وَتَكُوْنُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ
وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوْا فَاِذَا صَلّٰى الَّذِيْنَ مَعَهٗ رَكْعَةً اِسْتَاخَرُوْا مَكَانَ الَّذِيْنَ
لَمْ يُصَلُّوْا وَلَا يُسَلِّمُوْنَ وَيَتَقَدَّمُ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا فَيُصَلُّوْنَ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ
يَنْصَرِفُ الْاِمَامُ وَقَدْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَيَقُوْمُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّوْنَ

کہا جاتا ہے : بَسْطَةٌ زِيَادَةٌ وَ فَضْلًا ، یعنی بسطہ بمعنی زیادہ اور افضل ہے ۔ اَفْرِغْ ، بمعنی اُنْزِلْ ، وَلَا يَؤُدُّهٗ بمعنی لَا يُثْقِلُهٗ ہے ۔ اس پر بوجھ نہیں اَدَنٰی بمعنی اَثْقَلَنِیْ ہے اور آدٌ اور اَیْدٌ بمعنی قوت ہے ۔ اَلسَّنَةُ ، بمعنی نُعاس ہے یعنی اونگھ ، يَتَسَنَّهْ بمعنی يَتَغَيَّرْ ہے ۔ یعنی متغیر نہیں ۔ فَبُهِتَ ذَهَبَتْ حُجَّتُهٗ ، یعنی اس کی حجت اور دلیل زائل ہوگئی ۔ خَاوِيَةٌ بمعنی لَا اَنِيْسَ فِيْهَا ، یعنی اس میں کوئی ہمدرد نہیں ۔ عُرُوْشُهَا بمعنی اَبْنِيَتُهَا ، یعنی اس کی بنیادیں ۔ نُنْشِزُهَا ، بمعنی نُخْرِجُهَا یعنی اُس کو اُٹھاتے ہیں ۔ اِعْصَارٌ ، بمعنی رِيْحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْاَرْضِ اِلَى السَّمَآءِ ، یعنی سخت تیز ہوا جو زمین سے آسمان کی طرف جاتی ہے ۔ كَعَمُوْدٍ فِيْهِ نَارٌ ، ستون کی طرح جس میں آگ ہے ۔ ابن عباس نے کہا صَلْدًا بمعنی لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ یعنی اس پر کوئی شئ نہیں ۔ عکرمہ نے کہا وَابِلٌ بمعنی مَطَرٌ شَدِيْدٌ ، ہے یعنی سخت بارش ۔ اَلطَّلُّ ، بمعنی النَّدِيُّ ، یعنی اوس وَهٰذَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِ ، یہ مثل مومن کے عمل کی تشبیہ ہے یعنی جو کچھ عکرمہ نے ذکر کیا ہے ۔ مومن کے عمل کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ ہوتا رہتا ہے جبکہ اس میں اخلاص ہو اور اگر اس میں ریاکاری آجائے تو تباہ و برباد ہوجاتا ہے ۔

٤٢٢١ ـ ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب صلوۃ خوف کے متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا کہ امام اور لوگوں کا ایک گروہ آگے بڑھے ان کو امام ایک رکعت پڑھائے اُن میں سے دوسرا گروہ ان کے اور دشمن کے درمیان کھڑا رہے اور نماز نہ پڑھے اور جو لوگ امام کے ساتھ ہوں جب وہ ایک رکعت پڑھ لیں وہ ان لوگوں کی جگہ چلے جائیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور یہ سلام نہ پھیریں اور جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آگے آجائیں وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں پھر امام سلام پھیر دے کیونکہ وہ دو رکعتیں پڑھ چکا ہے ۔ پھر دونوں گروہوں میں سے ہر ایک گروہ کھڑا ہو اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک

marfat.com
Marfat.com

لِاَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً بَعْدَ اَنْ يَنْصَرِفَ الْاِمَامُ فَيَكُوْنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ اَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى اَقْدَامِهِمْ اَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ نَافِعٌ لَا اُرٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ اِلَّا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا

۴۲۲۲ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْاَسْوَدِ وَيَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ الشَّهِيْدِ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمٰنَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا اِلٰى قَوْلِهٖ غَيْرَ اِخْرَاجٍ قَدْ نَسَخَتْهَا الْاُخْرٰى فَلِمَ تَكْتُبُهَا قَالَ تَدَعُهَا يَا ابْنَ اَخِيْ لَا اُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهٖ قَالَ حُمَيْدٌ اَوْ نَحْوَ هٰذَا

ایک رکعت پڑھیں پس اس طرح دونوں گروہوں میں سے ہر ایک گروہ کی دو، دو رکعتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ اگر خوف اس سے زیادہ ہو جائے تو وہ کھڑے ہو کر پیادے اور سوار نماز پڑھیں قبلہ کی طرف منہ کریں یا نہ کریں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس نماز کی یہ کیفیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے روایت کی ہے۔
(علامہ قسطلانی نے کہا نمازِ خوف کی اس کیفیت کو حنفیہ نے اختیار کیا ہے حدیث ۹۰۱-۹۰۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں

۴۲۲۲ــ ترجمہ : ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن زبیر نے کہا میں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا اس آیت کو جو سورۂ بقرہ میں ہے : وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا، غَيْرَ اِخْرَاجٍ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قولہٖ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى

۴۲۲۳۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدٌ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ فَصُرْهُنَّ قَطِّعْهُنَّ

تک دوسری آئت نے منسوخ کر دیا ہے۔ آپ نے اسے کیوں لکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے بھتیجے میں اس کو ثابت رکھوں گا اور قرآن کریم کی کسی آئت کو اپنی جگہ سے تبدیل نہیں کروں گا۔ حُمَیْد نے کہا یا اس طرح کچھ کہا تھا۔

بابؔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا

فَصُرْهُنَّ بمعنی قَطِّعْهُنَّ ہے"

تفسیر: حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ارادہ کیا تھا کہ بدیہی علم سے نظری علم حاصل کریں کیونکہ ادلہ کے استحکام سے دل مطمئن ہوتے ہیں اور بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے اور یقین بڑھتا ہے۔ نیز جب نمرود سے کہا میرا رب زندہ کرتا اور مارتا ہے تو یہ خیال فرمایا کہ علم الیقین سے عین الیقین تک ارتقاء فرمائیں اور اس کا مشاہدہ کریں اس لئے عرض کیا اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا!

قولہ فَصُرْهُنَّ سے "فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ" کی طرف اشارہ کیا پھر قَطِّعْهُنَّ سے اس کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی چار پرندے لو اور ان کے ٹکڑے کرو" یہ ابن عباس اور عکرمہ کی تفسیر ہے۔ عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ "ان کو مضبوط باندھ لو جب مضبوط باندھا تو ان کو ذبح کیا۔ کہا گیا ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ان کو اپنے پاس بلا لیں۔ ابن عباس نے فَصُرْهُنَّ کا صاد مضموم و کسور اور راء کو مشدد پڑھا ہے صَرَّ يَصِرُّ سے ہے یعنی جمع کیا

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ابراہیم کی نسبت شک کے زیادہ لائق ہیں جبکہ ۴۲۲۳۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ اِلٰى قَوْلِهٖ تَتَفَكَّرُوْنَ

۴۲۲۴ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِىْ مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ ح وَسَمِعْتُ اَخَاهُ اَبَابَكْرِ بْنَ اَبِىْ مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ يَوْمًا لِاَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَ تَرَوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ قَالُوا اللّٰهُ اَعْلَمُ فَغَضِبَ عُمَرُ فَقَالَ قُوْلُوْا نَعْلَمُ اَوْ لَا نَعْلَمُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِىْ نَفْسِىْ مِنْهَا شَىْءٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ عُمَرُ يَا ابْنَ اَخِىْ قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ضُرِبَتْ مَثَلًا لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ اَىُّ عَمَلٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ غَنِىٍّ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ لَهُ الشَّيْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِىْ حَتّٰى اَغْرَقَ اَعْمَالَهٗ

اُنھوں نے کہا اے میرے رب مجھے دکھادے تو کیونکر مردے جلائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تمہیں یقین نہیں ہے عرض کیا کیوں نہیں (مجھے یقین ہے) میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے "

(اس حدیث کی پوری شرح حدیث ۳۱۵۶ کے تحت دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا

جس کے نیچے ندیاں بہتیں اس کے لئے اس میں سے ہر قسم کے پھلوں سے ہے اور اسے بڑھاپا آیا اور اس کے ناتواں بچے ہیں تو آیا اس پر ایک بگولا جس میں آگ تھی تو جل گیا ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ! "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللهِ لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا يُقَالُ اَلْحَفَ عَلَيَّ وَاَلَحَّ عَلَيَّ وَاَحْفَانِيْ بِالْمَسْأَلَةِ فَيُحْفِكُمْ يُجْهِدْكُمْ

۴۲۲۴ — ترجمہ : عُبَیْد بن عُمَیر سے روائت ہے کہ ایک دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے فرمایا تم اس آئت کریمہ کا شان نزول کیا جانتے ہو ؟ اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ الآیۃ انہوں نے کہا اللہ زیادہ جانتا ہے۔ عمر فاروق غصہ سے بھر گئے اور کہا یوں کہو ہم جانتے ہیں یا کہو ہم نہیں جانتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے امیر المؤمنین ! اس کے متعلق میرے دل میں خیال آیا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا اے میرے بھتیجے کہو (کیا جانتے ہو) اور اپنے آپ کو حقیر خیال نہ کرو۔ ابن عباس نے کہا یہ عمل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ عمر فاروق نے کونسا عمل ؟ ابن عباس نے کہا بس عمل کی۔ پھر عمر فاروق نے خود فرمایا یہ ایک امیر آدمی کی مثال ہے جو اللہ کی طاعت میں عمل کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے پاس شیطان بھیجتا ہے۔ تو وہ بُرے عمل کرنے لگتا ہے حتیٰ کہ اس کے سارے نیک اعمال تباہ کر دیتا ہے۔

۴۲۲۴ — شرح : اس حدیث سے مُعتزلہ نے استدلال کیا کہ کبائر کے ارتکاب سے اعمال صالحہ باطل ہو جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معتزلہ کا استدلال اس وقت تام ہے جبکہ عمل معاصی سے مراد کبائر ہوں اور اعمال صالحہ سے وہ اعمال مراد ہوں جو گناہ کے ارتکاب سے پہلے کئے ہوں اور اعزاق بمعنی حبط ہو، لیکن حدیث اس معنی میں منصوص نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ مراد کفر اور اعمالِ کافراں مراد ہو اور کفر بالاتفاق اعمال صالحہ کو تباہ کر دیتا ہے۔ اگر تسلیم بھی کرلیں تو ہم کہتے ہیں اعزاقِ اعمال کا معنی اعمال صالحہ کی توفیق نہ پانا ہے یا مراد یہ ہے کہ معاصی اور کبائر کے ارتکاب اور شیطان کے تسلط کے سبب کبائر میں منہمک ہو جانے کی نحوست سے اعمال صالحہ کم ہونے لگتے ہیں ؛ چنانچہ بکثرت دیکھنے میں آیا ہے کہ معاصی کے مرتکب لوگوں کا یہی حال ہے کہ ان پر شیطان کے تسلط سے ان میں نیک عمل کا فقدان پایا جاتا ہے۔

بابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد !
لوگوں سے سوال نہیں کرتے
کہ گڑگڑانا پڑے !،،

marfat.com
Marfat.com

٤٢٢٥ — حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَرِیْكُ بْنُ اَبِیْ نَمِرٍ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ یَسَارٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ عَمْرَةَ الْاَنْصَارِیَّ قَالَا سَمِعْنَا اَبَاهُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمِسْكِیْنُ الَّذِیْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَلَا اللُّقْمَتَانِ اِنَّمَا الْمِسْكِیْنُ الَّذِیْ یَتَعَفَّفُ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ یَعْنِیْ قَوْلَهٗ لَا یَسْاَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا

کہا جاتا ہے اَلْحَفَ عَلَیَّ وَاَلَحَّ عَلَیَّ وَاَحْفَانِیْ بِالْمَسْئَلَةِ "یعنی مجھ سے گڑگڑا کر سوال کیا یہ تینوں افعال ہم معنیٰ ہیں اور سورۂ مائدہ میں "فَیُحْفِكُمْ بمعنی یُجْهِدُ ہے سوال میں مبالغہ اور کوشش کرتا ہے۔

تفسیر : یہ آئت کریمہ فقرلو مہاجرین جن کو اہل صفہ کہتے ہیں کی شان مین نازل ہوئی یہ چار سو افراد تھے جو مسجد کے صُفہ میں رہا کرتے تھے۔ ان کا گھر بار نہ تھا۔ وہ شب و روز عبادت، طاعت، حفظِ قرآن اور ضبطِ احادیث میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی انہی لوگوں میں سے تھے۔ اُن کا کہنا ہے میں ایک دن بھوک کے باعث زمین پر بیہوش پڑا تھا اور لوگ میرے پاس سے گزرتے اور مجھے دیوانہ سمجھ کر مجھ پر پاؤں رکھ کر گزر جاتے تھے۔ میں دیوانہ نہ تھا صرف بھوک کی شدّت کے سبب بے تاب تھا اور چلنے پھرنے سے مجبور تھا اور زمین پر لیٹ جاتا تھا۔

٤٢٢٥ — ترجمہ : شریک بن ابی نمر نے بیان کیا کہ عطاء بن یسار اور عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری نے کہا ہم نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں جس کو ایک اور دو کھجور اور لقمہ اور دو لقمے در بدر پھرائیں (جو ایک دو لقموں کے لئے دربدر پھرتا ہے) مسکین وہ شخص ہے جو مانگنے سے احتیاط کرے اگر چاہتے ہو تو یہ آئت کریمہ پڑھو لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا"

٤٢٢٥ — شرح : شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسیر القاری میں ذکر کیا کہ اس حدیث میں مطلق سوال کی نفی ہے اور آئت کریمہ میں سوال کے مبالغہ کی نفی ہے۔ ابوکبشہ نے کہا یہ اس وقت ہے جبکہ دونوں میں ملازمہ ہو اور ایک کی نفی سے دوسرے کی نفی ہو جاتی ہو لیکن یہاں ایسا نہیں ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا اَلْمَسُّ اَلْجُنُوْنُ

۴۲۲۶ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْاٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِی الرِّبٰوا وَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِی الْخَمْرِ

بَابُ قَوْلِهٖ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ يُذْهِبُهٗ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ نے بیع حلال کی اور سود کو حرام کیا"

تفسیر: اس آیت کریمہ میں کافروں کے اعتقاد کا ردّ ہے وہ کہتے تھے۔ انما البیع مثل الربوٰ بیع اور سود ایک ہی ہیں اور مس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا: یَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ، پھر مس کی تفسیر جنون سے کی۔ یعنی جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے۔ وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ ان لوگوں نے کہا کہ بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود

۴۲۲۶ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سورۂ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف اور مسجد شریف ان آیات کی تلاوت کی اور شراب کی تجارت کو حرام فرمایا"

(تفہیم البخاری حصہ سوم میں ملاحظہ فرمائیں اور حدیث ۴۴۸ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو"

marfat.com
Marfat.com

٤٢٢٧ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الضُّحٰى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ الْأَوَاخِرُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ

بَابُ قَوْلِهٖ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاعْلَمُوْا ؕ

٤٢٢٧ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سورۂ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے اور مسجد شریف میں ان آیات کی تلاوت کی اور شراب کی تجارت کو حرام فرمایا۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد اگر تم نے نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کا یقین کرلو!

یہ باب اس آیت کریمہ کے بارے میں ہے۔ اس سے پہلے یہ ہے : فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ، ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ " فَأْذَنُوْا " بمعنی فَاعْلَمُوْا ، اذن سے مشتق ہے چنانچہ کہا جاتا ہے۔ آذِنَ بِالشَّيْءِ إِذَا عَلِمَهَا ، جب کسی شئ کا علم آئے تو کہتے ہیں أَذِنَ بِالشَّيْءِ ، ایک قراءت میں فَآذِنُوْا ، مد کے ساتھ بمعنی فَاعْلَمُوْا إِنَّهَا غَيْرُكُمْ ، أَذَنٌ بمعنی استماع سے مشتق ہے یعنی سن لو! سعید بن جبیر سے روایت ہے قیامت کے دن سود خوروں سے کہا جائے گا اپنے ہتھیار پکڑلو یہ سخت تہدید و وعید ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد کے ساتھ حسن بصری اور ابن سیرین سے روایت کی کہ سود خوروں کو اللہ کی طرف سے حرب کی تہدید واقع ہوئی ہے۔ اگر امام عادل ہو تو سود خوروں سے توبہ کرلے کہ آئندہ یہ کام نہ کریں اگر توبہ کریں تو بہتر ورنہ ان کو قتل کردے۔ (تیسیر القاری وعینی)

marfat.com
Marfat.com

٤٢٢٨۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْاٰیَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ فِی الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِی الْخَمْرِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

٤٢٢٨ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سورۂ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد میں پڑھا اور شراب کی تجارت حرام کر دی (حدیث ٤٢٤٨ کی شرح دیکھیں)

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک ،، اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لئے اور بھلا ہے۔ اگر جانو ،،

اس آئت کریمہ کو سود کے باب میں اس لئے ذکر کیا کہ اس کا سود سے تعلق ہے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ معمولی مناسبت سے بھی بعض الفاظ کی تفسیر کر دیتے ہیں۔ واحدی نے نقل کیا کہ بنی عمرو نے بنی مغیرہ سے کہا کہ اصل مال لاؤ! انھوں نے جواب دیا آج کل ہم تنگ دست ہیں ہمیں مہلت دو حتیٰ کہ ہماری کھجوریں پک جائیں انہوں نے مہلت نہ دی تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ ابن عباس اور قاضی شریح نے کہا سودی کاروبار میں تاخیر ضروری ہے۔ علماء نے کہا یہ آئت کریمہ جاہلیت کے معمول کی ناسخ ہے جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ جس شخص پر قرض ہو اور وہ ادا نہ کر سکے تو اس کو فروخت کر دیتے تھے اگرچہ وہ آزاد ہوتا۔ کہا جاتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں بھی ایسا کرتے تھے پھر منسوخ ہو گیا لیث بن سعد نے کہا مقروض کو اجیر بنا دیا جائے اور اس کی اجرت سے قرض وصول کر لیا جائے زہری اور عمر بن عبدالعزیز بھی اسی طرح کہتے تھے ؛

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی
عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اُنْزِلَتِ الْاٰیَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ
قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِی الْخَمْرِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَی اللّٰهِ

۴۲۳۰ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَاصِمٍ
عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

— اٰيَةُ الرِّبٰوا

۴۲۲۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سورۂ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور ہم پر یہ آیات پڑھیں پھر شراب کی تجارت حرام کردی۔

باب — اس دن سے ڈرو جس دن اللہ کی طرف پھروگے ،، (قیامت یا موت کا دن)

۴۲۳۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ آخری آئت کریمہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ آئت ربٰو ہے

۴۲۳۰ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ آئت ربٰو میں جو تحذیر و تہدید واقع ہے وہ سود خور کو بھی شامل ہے۔ اس لئے جب یہ آئت نازل ہوئی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آئت کو آئت ربوا اور آئت دین کے درمیان رکھو آئت دین کا عطف آئت ربٰو ہے اور اس کے ساتھ مربوط ہے ۔ قرآن کریم کی آیات میں سے کون سی آئت آخر میں نازل ہوئی ۔ اس میں مختلف اقوال ہیں ۔ ضحاک نے کہا ایک روائت کے مطابق ابن عباس سے بھی یہی منقول ہے ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دونوں روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ ربٰو کے بارے میں سب سے آخر میں یہ آئت نازل ہوئی ۔ بعض علماء نے کہا سب سے آخر ،، وَيَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِی الْكَلَالَةِ ،، نازل ہوئی اُبَیّ بن کعب نے کہا سب سے آخر لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ نازل ہوئی ۔ اِن اقوال میں تطابق اس طرح ہے ہر ایک نے اپنی دانست کے مطابق خبر دی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قولہٖ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

۴۲۳۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا النُّفَیْلِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْکِیْنٌ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ مَرْوَانَ الْاَصْفَرِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ ابْنُ عُمَرَ اَنَّھَا قَدْ نُسِخَتْ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ الْاٰیَۃَ

مواہب میں سب سے آخر میں آئت یَسْتَفْتُوْنَکَ نازل ہوئی اور احکام میں آئت ربٰو آخر میں نازل ہوئی۔

باب اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا ، تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے ، سزا دے گا اور اللہ ہر شئی پر قادر ہے ،

تفسیر: یہ آئت کریمہ کتمانِ شہادت (گواہی چھپانا) کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے۔ جب یہ آئت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں ایسے اعمال کی تکلیف دی گئی ہے جو ہماری طاقت میں ہیں اور وہ نماز، روزے، جہاد اور صدقات ہیں اور یہ آئت کریمہ نازل ہوئی ہے ہم میں اس کی طاقت نہیں کیونکہ خواطرِ قلوب ہمارے بس میں نہیں بلکہ تم یہ کہو ہم نے سنا اور اطاعت کی ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور ہم نے تیری طرف پھر کر آنا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی: لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ،، اللہ ہر جان کو اس کی طاقت کے مطابق تکلیف دیتا ہے۔ اس آئت کریمہ نے مذکورہ آئت کو منسوخ کر دیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری اُمت سے اُن کے خیالات سے درگزر کیا ہے جب تک ان خیالات پر عمل نہ کریں یا انہیں زبان پر نہ لائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آئت منسوخ نہیں کیونکہ یہ خبر ہے اور اخبار ناسخ و منسوخ نہیں ہوتیں لیکن تحقیق یہ ہے کہ اخبار بیشتر احکام کو متضمن ہوتی ہیں۔ لہٰذا وہ ناسخ و منسوخ ہو سکتی ہیں اور جو محض خبر ہو اور حکم کو متضمن نہ ہو جیسے بعض اخبار پہلی امتوں کے اطوار و افعال کی حکائت کرتی ہیں وہ ناسخ و منسوخ نہیں ہوتیں۔ ابن ابی حازم کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ یہ آئت منسوخ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے بندوں کو جمع کرے گا اور ان سے فرمائے گا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر دیتا ہوں جو تم نے کی ہے اس پر فرشتے مطلع نہیں اور انہوں نے اعمال آ

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِصْرًا عَهْدًا وَيُقَالُ غُفْرَانَكَ مَغْفِرَتَكَ فَاغْفِرْ لَنَا

میں داخل نہیں کی وہ تمہارے خیالات ہیں پھر مومنوں کو خبر دے گا اور انہیں بخشے گا اور گناہ گاروں کو ان کی تکذیب کے سبب پکڑے گا اور عذاب دے گا : يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ کا یہی معنی ہے۔

۴۲۳۱ ترجمہ : مروان اصغر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روائت کی اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ انھوں نے کہا یہ آئت کریمہ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ الخ منسوخ ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ،، نے اس کو منسوخ کر دیا ہے (کیونکہ یہ خبر ہے جو حکم کو متضمن ہے کما مرّ)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! رسُول ایمان لایا اس پر جو اُنس کے رب کے پاس سے اس پر اُترا ،،

ابن عباس نے کہا اِصرًا بمعنی عہد ہے کہا جاتا ہے۔ غُفْرَانَكَ اور مَغْفِرَتَكَ کے ایک ہی معنی ہیں یعنی مغفرت ،،

تفسیر : اس باب میں اس آئت کریمہ کا بیان ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی اور فرمایا رسُول پر جو نازل ہُوا وہ اس پر ایمان لائے اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِاللّٰهِ آہ اس لئے نہیں فرمایا کہ رسُول کے حق میں کفر ممتنع اور محال ہے اور دیگر مومنوں کے حق میں محال نہیں اور کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ،، سب سے خبر دی دراصل عبارت یہ ہے : وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّهُمْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ الخ لَا نُفَرِّقُ ،، یعنی ہم سب رسُولوں پر ایمان لائے یہودیوں کی طرح نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور عیسیٰ سے کفر کیا یا نصاریٰ کی طرح کہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور موسیٰ علیہ السلام سے کفر کیا اسی طرح یہودیوں نے کہا کہ جبرائیل ہمارا دشمن ہے اور میکائیل اچھا ہے بلکہ ہم کسی امتیاز کے بغیر سب پر ایمان لائے : غُفْرَانَكَ ،، یعنی تیری بخشش چاہتے ہیں تیرے ساتھ کفر نہیں کرتے ۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا آہ نفس کا اطلاق فرشتہ، جن اور انسان پر ہوتا ہے۔ وُسْعَهَا ،، سے مراد جو انسان کی وُسعت میں ہو اس کی طاقت سے باہر نہ ہو عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا الخ وہ یہودی

marfat.com
Marfat.com

۴۲۳۲ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ مَرْوَانَ الْاَصْفَرِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحْسِبُهُ ابْنَ عُمَرَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ قال نَسَخَتْهَا الْاٰیَةُ الَّتِیْ بَعْدَهَا سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ

ہیں کہ اُن پر سخت ترین احکام نازل ہوئے تھے جو اُن پر بہت شاق تھے ؛ چنانچہ ایک دن میں پچاس نمازیں ادا کرنا۔ مال کا چوتھا حصہ زکوٰۃ دینا، کپڑے پر نجاست لگ جائے تو اتنا کاٹ ڈالنا اگر کوئی چھپ چھپا کر گناہ کرتا تو صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوتا۔ اس قسم کے اثقال و اغلال ان پر واجب تھے۔ وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ یعنی ہم پر وہ عائد نہ کر جو ہماری طاقت سے باہر ہیں۔ اس میں سات اقوال ہیں ع۱ جو اعمال شاقہ ہوں اور طاقت سے باہر ہوں ع۲ عذاب ع۳ خیالات اور وسوسے ع۴ غلمہ یعنی شہوت کا غلبہ کیونکہ یہ بسا اوقات جہنم کی طرف لے جاتا ہے ع۵ محبت ،، ایک دفعہ ذوالنون مصری نے محبت میں کلام کیا تو ان کی مجلس وعظ میں گیارہ آدمی فوت ہو گئے ،، ع۶ شماتتِ اعداء ،، یعنی دشمنوں کا خوش ہونا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا : لَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ ،، میرے دشمنوں کو خوش نہ کر ع۷ فرقت اور قطع رحمی۔ وَاعْفُ عَنَّا ،، ہم سے درگزر کر اور ہمارے عیبوں پر پردہ ڈال اور ہمیں گناہوں کی توفیق نہ دے تو ہمارا ناصر ہے جو لوگ تیرے دین کے منکر ہیں اور تیری توحید کے معتقد نہیں اور تیرا شریک بناتے ہیں ان پر ہماری مدد کر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِصْرًا کی تفسیر عہد یعنی میثاق سے کی ہے جو ہماری طاقت سے باہر ہے۔ زمخشری نے ،، اِصْر ،، کی تفسیر بھاری تکلیف کی ہے جو اٹھائی نہ جا سکے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بھی ہے۔ لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا یعنی ہم کو بندر اور خنزیر مسخ نہ کر یا وہ گناہ جس سے توبہ نصیب نہ ہو اور نہ اس کا کفارہ ہو سکے۔

۴۲۳۲ — ترجمہ : خالد حذاء نے مروان اصفر سے انہوں نے ایک شخص سے روایت کی جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں میرا خیال ہے کہ وہ عبداللہ بن عمر ہیں رضی اللہ عنہما۔ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ ،، کے متعلق کہا کہ اس کے بعد والی آیت نے اس کو منسوخ کر دیا ہے!

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

marfat.com
Marfat.com

تُقَاةٌ وَنَقِيَّةٌ وَاحِدَةٌ صِرٌّ بَرْدٌ شَفَا حُفْرَةٍ مِثْلُ شَفَا الرَّكِيَّةِ وَهُوَ حَرْفُهَا تُبَوِّئُ تَتَّخِذُ مُعَسْكَرًا وَالْمُسَوَّمُ الَّذِي لَهُ سِيمَاءُ بِعَلَامَةٍ أَوْ بِصُوفَةٍ أَوْ مَا كَانَ رِبِّيُّونَ الْجَمِيعُ وَالْوَاحِدُ رِبِّيٌّ تَحُسُّونَهُمْ تَسْتَأْصِلُونَهُمْ قَتْلًا غُزًّا وَاحِدُهَا غَازٍ سَنَكْتُبُ سَنَحْفَظُ نُزُلًا ثَوَابًا وَيُجُوزُ وَمُنْزَلٌ مِنْ عِنْدِ اللهِ كَقَوْلِكَ أَنْزَلْتُهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَالْخَيْلُ الْمُسَوَّمَةُ الْمُطَهَّمَةُ الْحِسَانُ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ حُصُورًا لَا يَأْتِي النِّسَاءَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ مِنْ فَوْرِهِمْ مِنْ غَضَبِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يُخْرِجُ الْحَيَّ النُّطْفَةَ تَخْرُجُ مَيِّتَةً وَيَخْرُجُ مِنْهَا الْحَيُّ الْأَبْكَارُ أَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ إِرَاهُ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ

تُقَاةٌ وَتَقِيَّةٌ وَاحِدٌ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا:

لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَالِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً

مومن کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم اُن سے کچھ ڈرو!

پھر تُقَاة کی تفسیر تقیۃ سے کی اور کہا یہ دونوں ایک ہی شئ ہیں اور یہ دونوں مصدر ہم معنی ہیں۔ کہا جاتا ہے تقیٰ یتقی تاء کا اصل واؤ ہے وقایۃ سے ہے چونکہ اس میں تا بکثرت مستعمل ہے اس لئے وہم ہوتا ہے کہ تا اصل کلمہ میں داخل ہے۔

قولہ صِرٌّ بَرْدٌ الخ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا: مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا "کہاوت اس کی جو اس دُنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس ہوا کی سی ہے جس میں پالا ہو وہ ایک ایسی قوم کی کھیتی پر پڑی جو اپنا ہی بُرا کرتے تھے۔ پھر صِرٌّ کی بَرْدٌ سے تفسیر کی اس کا معنیٰ ہے سخت سرد ہوا۔ اسی طرح صَرْصَرٌ کا معنی بھی ٹھنڈی ہوا ہے۔

قولہ شَفَا حُفْرَةٍ الخ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا

وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا

تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔

marfat.com
Marfat.com

پھر اس کی شفا الرکیۃ سے تفسیر کی اور وہ کنوئیں کا منڈیر ہے۔ زمخشری نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ تم کفر کے باعث دوزخ کی آگ میں واقع ہونے کے لئے کنارے پر کھڑے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی توفیق دے کر اس سے بچا لیا۔

قولہ تبوئی الخ اس سے آیت کی طرف اشارہ کیا۔

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ لِلْقِتَالِ | اور یاد کرو اے محبوب جب تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچے پر قائم کرتے۔

پھر تتخذ معسکرا ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی لشکر گاہ بنا رہے تھے ،، قولہ المشوم الذی لہ سیماء لعلامۃ او بصوفۃ او بما کان ،، سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا۔

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ،، | تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا جو نشان والے ہیں ،،

پھر مسوم کی الذی لہ سیما الخ سے تفسیر کی۔ علامہ زمخشری نے کہا خیل مسومہ نشان والے گھوڑے سومہ کے معنی علامت ہیں یعنی تمہارا پروردگار تمہاری مدد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا جو نشان والے ہیں اور خاص علامت کے سبب ممتاز ہیں کہ ان کے گھوڑوں کی گردنوں پر پشم باندھا ہوا ہے یا ان گھوڑوں کا خاص رنگ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ تمام گھوڑے ،، ابلق ،، تھے (مختلف رنگ والے) نیز دوسری آیت کریمہ میں ،، وَالْخَيْلَ الْمُسَوَّمَةَ ،، مذکور ہے اور مسوم وہ گھوڑا ہے جس کی خاص نشانی ہے اور وہ پیشانی اور پاؤں سفید ہوتے ہیں یا اس کی گردن پر پشم باندھا ہوتا ہے یا جو بھی علامت ہو۔

قولہ ربیون ،، اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا ہے

وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ | اور کتنے ہی نبیوں نے جہاد کیا ان کے ساتھ بہت خدا والے تھے ،،

ربیون جمع ہے اور واحد ربی ہے۔ جمع اور واحد بمعنی ربیون ہے۔ ربی کی یاء پر تینوں حرکات پڑھی جاتی ہیں۔ یعنی اللہ والے بہت لوگوں نے نبی کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔ ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، حسن، قتادہ، سدی، ربیع اور عطاء خراسانی نے کہا ربیون بمعنی جموع کثیرہ ہے یعنی بہت جماعتیں عبدالرزاق نے معمر کے واسطہ حسن سے روایت کی کہ ربیون کثیر علماء ہیں۔ نیز صابر علماء، ابرار اور اتقیاء بھی ربیون ہیں ،، ابن جریر نے بعض بصری علماء نحو سے روایت کی ربیون وہ لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

قولہ تحسونھم سے اس آیت کی طرف اشارہ کیا ،، إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ ،، پھر اس کی فشاصلوھم سے تفسیر کی یعنی تم ان کو تیزی سے قتل کرتے تھے۔ قولہ غزا آہ اس سے : وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا ،، کی طرف اشارہ کیا اور غاز سے اس کی تفسیر کی یعنی غزی غاز کی جمع ہے۔ علامہ عینی نے کہا اس کو اہل تفسیر کی اصطلاح میں تفسیر نہیں کہا جاتا۔ غایت ما فی الباب یہ ہے کہ غزی غاز کی جمع ہے۔ غاز قاض کی طرح ہے یہ دراصل غازی تھا۔ اس میں قاض کا اعلال کیا گیا ،، قولہ سنکتب ما قالوا

marfat.com
Marfat.com

اس سے لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر سَنَحْفَظُ سے سَنَكْتُبُ کی تفسیر کی یعنی جو وہ کہتے ہیں اس کو ہم فرشتوں کے دفاتر میں لکھ رہے ہیں ،، اور کتابت کی تفسیر حفظ کے ساتھ تفسیر باللازم ہے۔ کیونکہ کتابت حفظ کو مستلزم ہے۔

قولہ نُزُلًا ،، لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر نُزُلًا کی ثواب سے تفسیر کی مفسرین نے اس کی تفسیر ضیافت سے کی ہے۔ یعنی جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کی طرف کی مہمانی اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لئے سب سے بھلا ہے

قولہ حُصُوْرًا سے اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر حصُورًا کی لَا يَاْتِي النِّسَاءَ سے تفسیر کی سعید بن جُبیر نے کہا حصُور کا معنیٰ ہے جو عورتوں کے پاس نہ جائے۔ ابوبکر ہذلی، حسن بصری، سعید بن جبیر، عطاء اور ابو الشعثاء نے کہا سید وہ ہے جو اپنے غصہ پر غالب ہو اور حَصُوْر وہ ہے جو عورتوں سے جماع نہ کرے دراصل ،،حَصَر،، کا معنی حبس اور منع ہے اور جو شخص عورتوں کے پاس نہ جائے وہ یا تو طبعی طور پر قادر نہ ہوگا۔ جبکہ وہ نامرد ہو یا وہ اپنے نفس سے مجاہدہ کرنے کے باعث عورتوں کے پاس نہ جائے گا یہاں دوسرا معنی مراد ہے پس آئت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے:
بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے "

قولہ قَالَ عِكْرِمَةُ مِنْ فَوْرِهِمْ الخ اس سے " بَلٰى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر : مِنْ غَضَبِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ ،، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر اور تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا ،، وَقَالَ مُجَاهِدٌ يُخْرِجُ الْحَيَّ الخ آہ اس سے : وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ،، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پھر اس کی تفسیر یہ کی کہ نطفہ اس حالت میں نکلتا ہے کہ وہ مردا ہے اور اس مرد سے زندہ نکلتا ہے۔ ابن کثیر نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ دانہ کھیتی سے نکلتا ہے اور کھیتی دانہ سے نکلتی ہے۔ کھجور کا درخت گٹھلی سے اور گٹھلی کھجور کے درخت سے نکلتی ہے مومن کافر سے اور کافر مومن سے نکلتا ہے۔ مرغ انڈے اور انڈا مرغی سے نکلتا ہے۔

قولہ اَلْاِبْكَارُ اَوَّلُ الْفَجْرِ آہ سے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر ابکار کی تفسیر اوّل فجر کے اور عَشِیّ کی تفسیر یہ کی کہ سورج مائل ہو جائے یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے زمخشری نے کہا سورج کے زائل ہونے سے غروبِ شمس تک عشیّ کا اطلاق ہوتا ہے اور طلوعِ فجر سے چاشت کے وقت تک اِبکار کا اطلاق ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفَاسِقِيْنَ وَكَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ وَكَقَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى زَيْغٌ شَكٌّ اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ الْمُشْتَبِهَاتِ وَالرَّاسِخُوْنَ يَعْلَمُوْنَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ

قولہ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ الخ مجاہد نے کہا محکمات سے مراد حلال وحرام کی آیات ہیں اور متشابہات سے مراد وہ آیات ہیں جو ایک دوسرے کے مشابہ ہوں (ایک کا معنی دوسرے کے موافق ہو مخالف نہ ہو) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اللہ اس کتاب کے سبب گمراہ نہیں کرتا مگر فاسقوں کو" نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ غضب اور رسوائی ان لوگوں پر کرتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہیں مانتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ ہدائت یافتہ ہیں اور علم میں راسخ ہیں اللہ ان کی ہدائت زیادہ کرتا ہے۔ زیغ، یعنی شک ہے اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ" فتنہ طلب کرنے کے لئے"، فتنہ یعنی مشتبہات ہے۔ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا: فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ "یعنی جن لوگوں کے دلوں میں شک وضلالت ہے۔ وہ ایسی چیز کی پیروی کرتے ہیں جو مشتبہ ہے اور اس کو عقائد باطلہ پر محمول کرتے ہیں۔ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ "یعنی جو علم اور عمل میں راسخ ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس کا مقصد اہل علم کا امتحان وابتلاء ہے۔ جو بمقتضائے عقل ان میں غور وخوض کرنے کے بعد کہیں کہ متشابہات میں اللہ کی مراد پر ہمارا ایمان ہے"، اور آیات محکمہ اور متشابہ اللہ جل وعلا کی طرف سے ہیں۔

شرح: علامہ زمخشری نے کہا محکمات وہ ہیں جن کی عبارت احتمال اور اشتباہ سے محفوظ ہو یہ اصل کتاب ہیں اور متشابہات وہ ہیں جن میں احتمال واشتباہ ہو۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء اصول کی اصطلاح میں محکم وہ ہے جو نفس ادراک ظاہر میں مشترک ہو اور متشابہ وہ ہے جو مجمل اور مؤول میں مشترک ہو علامہ خطابی نے کہا محکم وہ ہے جس کے ظاہر بیان سے اس کا مقصود معلوم ہو جائے اور اس کے وضوح ادلہ سے اس کا باطنی معنی سمجھ آجائے" اور متشابہ وہ ہے جس کا معنی لفظ سے واضح نہ ہو اور نہ ہی تلاوت سے اس کا حکم معلوم ہو اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ جب اس کو محکم کی طرف ردّ کرکے اس کا اعتبار کیا جائے تو اس کا معنی معلوم ہو جائے دوسری قسم یہ کہ اس کی حقیقت کی راہ معلوم نہ ہو اہل زیغ اس کی پیروی کرتے ہیں اور باطل تاویل کر لیتے ہیں اور حقیقت پر آشنا نہ ہونے کے باعث شبہات کا شکار ہو کر فتنہ میں پڑ جاتے ہیں۔ جیسے تقدیر پر ایمان

marfat.com
Marfat.com

لانے میں اختلاف واقع ہُوا ہے۔ بعض علماء نے کہا محکم وہ ہے جس کی دلالت واضح ہو اور متشابہ وہ ہے جو نظر و فکر کا محتاج ہو بعض نے کہا محکم وہ ہے جو منسوخ نہ ہو متشابہ وہ ہے جو منسوخ ہو جائے۔ کہا گیا ہے محکم حلال و حرام کی آیات ہیں اور متشابہ صفات و قدر کی آیات ہیں۔ بعض نے کہا مُحکَم احکام کی آیات ہیں اور متشابہ حروفِ مُقطّعہ ہیں۔
قولہ یصدق آہ یہ متشابہ کی تفسیر ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفَاسِقِيْنَ ، اس میں یہ اشارہ ہے کہ فاسقوں یعنی گمراہوں کی گمراہی اس لئے ہے کہ وہ لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے کے لئے متشابہات کی پیروی اس اعتبار سے کرتے ہیں جو محکم کے مطابق نہ ہو۔ اس سے ان کی مراد لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔ قولہ يَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ،، اس میں پہلی آیت کے مضمون کی تصدیق ہے۔ کہا گیا ہے رِجس کا معنی سختی ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ گناہ ہے کہا گیا ہے عقل و فہم سے بے شعور ہیں ان کے لئے فیصلہ یہ ہے کہ وہ ناپاک ہیں پلید ہیں۔ علامہ زمخشری نے رجس سے مراد خذلان و رُسوائی لیا ہے یہ بھی عذاب ہی ہے۔
قولہ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا الخ یعنی راسخ فی العلم وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو مزید ہدایت دی ہے۔
قولہ اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ ،، اس سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ کیا ہے۔
فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ الخ یعنی جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے۔
علامہ زمخشری نے کہا یہ لوگ بدعتی ہیں جو قرآن مجید کے متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں وہ گمراہ بے دین لوگ ہیں اور حق سے بہت دُور ہیں اور متشابہات کے پیچھے پڑ کر قرآن کریم کی ہر ممکن تحریف کرتے ہیں اور انہیں اپنے فاسد مقاصد پر محمول کرتے ہیں (اَعَاذَنَا اللّٰہ منہم)
یہ لوگ اس طرح جسارت کر کے لوگوں کو دینِ حق سے پھیر کر فتنہ میں ڈالتے ہیں ،، اور راسخ فی العلم جو اس کی تاویل جانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمارا متشابہات پر ایمان ہے ہر متشابہ اور محکم اللہ کی طرف سے ہے۔

۴۲۳۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی : هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اُولُوا الْاَلْبَابِ تک ،، اُم المؤمنین نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو قرآن کریم کے متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں تو (جانو) یہ وہی لوگ ہیں جن کا نام اللہ تعالیٰ نے "اہلِ زیغ" رکھا ہے۔ اِن لوگوں سے بچتے رہو!

۴۲۳۳ — مشرح : اس حدیث کی تشریح ابھی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حدیث میں مذکور بدعتی لوگ خارجی ہیں جو سب سے پہلے دینِ اسلام میں

marfat.com
Marfat.com

٤٢٣٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التُّسْتَرِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ اُولُوا الْاَلْبَابِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

پیدا ہوئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انہیں غلبہ حاصل ہوا اور اُنہوں نے اِن سے جنگ کی اور ان کی قوت کا خاتمہ کیا پھر اُن کے مختلف چھوٹے بڑے قبیلے بن گئے اور ۔۔۔۔۔۔۔ ان کے افکار اور خواہشات میں اختلاف ہُوا اور وہ انتشار کا شکار ہوگئے۔ پھر قدریوں کا چشمہ پھوٹا پھر معتزلے اور پھر جہمیہ ظاہر ہُوئے جو اللہ کی صفات کے منکر تھے اسی طرح مختلف فرقے بنتے گئے یہ سب اہلِ بدعت سے شمار ہوتے ہیں۔ انہی کی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ یہ امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی جو ایک فرقے کے سوا سب دوزخی ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ناجی فرقہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر میں عمل کرتا ہوں اور میرے صحابہ عمل کرتے ہیں وہی حق راہ ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ راندھے ہُوئے شیطان سے"

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ ماجدہ جو عمران کی بیوی ہے کا نام حنہ بنت فاقوذ

marfat.com
Marfat.com

٤٢٣٤ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ الْآخِرَةِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ

ہے۔ اُنہوں نے اپنی اولاد کے لئے دعاء فرمائی جو اللہ تعالیٰ نے قبول کی جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔

٤٢٣٤ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر شیطان اس کو چھوتا ہے جبکہ وہ پیدا ہو اور اس کو شیطان کے چھونے سے وہ بلند آواز سے روتا ہے۔ مگر مریم اور اُن کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) ان کو شیطان نے نہیں چھوا) پھر ابوہریرہ کہتے تھے اگر چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو ! وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ،، یعنی اور میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندہ ہوئے شیطان سے ،،

(حدیث ع ۳۰۷۱ اور حدیث ع ۳۲۱۲ کی شروح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! بے شک جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے قلیل دام لیتے ہیں ،،

آخرت میں اُن کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ اُن سے بات کرے گا نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یعنی آخرت میں ان کے لئے کوئی بھلائی نہیں۔ اَلِیْمٌ کا معنی تکلیف دینے والا جیسے مُؤْلِمٌ کا معنی ہے دکھ دینے والا یہ اَلَمٌ سے ہے اور مُفْعِل کے معنی میں ہے ،،

(یعنی اَلِیْمٌ فَعِیْل بمعنی مُفْعِل ہے)

marfat.com
Marfat.com

٤٢٣٥ــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ صَبْرٍ لِيَقْطَعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيقَ ذٰلِكَ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْنَا كَذَا وَكَذَا قَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِينُهُ قُلْتُ إِذًا يَحْلِفُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْطَعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ

٤٢٣٥ــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی لوگوں کا مال روکنے کی غرض سے قسم کھاتا ہے تاکہ اس کے ساتھ مسلمان آدمی کا مال قطع کرلے وہ اللہ سے ملاقات کرے گا حالانکہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی : إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الآية ، ابووائل نے کہا اشعث بن قیس آئے اور کہا تم سے ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود) کیا بیان کرتے ہیں ؟ ہم نے کہا ایسا ایسا بیان کیا ہے ۔ اشعث نے کہا یہ میری شان میں نازل ہوئی ۔ میرے چچا کے بیٹے کی زمین میں میرا کنواں تھا (جس کا اس نے انکار کر دیا تھا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ لاؤ یا وہ قسم کھائے گا میں نے کہا یا رسول اللہ اس وقت تو وہ قسم کھا جائے گا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کا مال روکنے کے لئے قسم کھائی جس کے ساتھ وہ مسلمان آدمی کا مال قطع کرتا ہے حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہے وہ اللہ سے ملاقات کرے گا حالانکہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا !

(حدیث ۲۲۰۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۲۳۶ــــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ هُوَ ابْنُ اَبِيْ هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَيْمًا قَالَ اَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ ابْنُ حَوْشَبٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى اَنَّ رَجُلًا اَقَامَ سِلْعَةً فِي السُّوْقِ فَحَلَفَ بِهَا لَقَدْ اُعْطِيَ بِهَا مَا لَمْ يُعْطِهِ لِيُوْقِعَ فِيْهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَنَزَلَتْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

۴۲۳۷ــــ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرُزَانِ فِي الْبَيْتِ اَوْ فِي الْحُجْرَةِ فَخَرَجَتْ اِحْدٰاهُمَا وَقَدْ اُنْفِذَ بِاِشْفًى فِيْ كَفِّهَا فَادَّعَتْ عَلَى الْاُخْرٰى فَرُفِعَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ

۴۲۳۶ــــ ترجمہ : عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بازار میں کوئی چیز لایا۔ اور قسم کھائی کہ اس سامان کے بدلے میں اس کو وہ چیز دی جاتی تھی جو نہیں دی گئی تاکہ اس میں کسی مسلمان آدمی کو واقع کرے۔ پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ الایۃ

۴۲۳۶ــــ شرح : یعنی مذکور شخص سامان فروخت کرنے میں جھوٹی قسم کھاتا ہے کہ اس کو اتنی قیمت دی جاتی تھی حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہے کوئی بھی اس کو زیادہ قیمت نہ دیتا تھا۔ وہ صرف جھوٹ بول کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈال کر سامان کی قیمت زیادہ وصول کرنا چاہتا ہے۔ ایسے شخص سے اللہ ناراض ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث سے واضح ہے کہ مذکورہ آیت کریمہ کنوئیں کے حق میں نازل ہوئی تھی اور اس حدیث سے ظاہر ہے کہ بازار میں لگائے گئے سامان کے حق میں نازل ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ عبداللہ بن اوفیٰ کو اسی وقت پہنچی تھی۔ اس لئے انھوں نے گمان کیا کہ اسی سامان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ چونکہ یہ دونوں ایک وقت میں واقع ہوئے تھے اور ابووائل کو کنوئیں کے واقع کے بعد یہ آیت پہنچی تھی اس لئے انھوں نے یہ سمجھا کہ یہ آیت اسی واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے (حدیث ع۱۹۶۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَاءُ قَوْمٍ وَاَمْوَالُهُمْ ذَكِّرُوْهَا بِاللّٰهِ وَاقْرَءُوْا عَلَيْهَا اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ فَذَكَّرُوْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ

۴۲۳۷ — ترجمہ : ابن ابی مُلیکہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ دو عورتیں گھر یا حجرہ میں موزے سیا کرتی تھیں ان میں سے ایک عورت باہر آئی حالانکہ اس کے ہاتھ میں سُوا چبھو دیا گیا تھا اُس نے دوسری عورت پر دعوی کر دیا کہ اس نے سوا چبھویا ہے۔ وہ یہ معاملہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس لے گئے۔ ابن عباس نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر محض دعویٰ کی بنا پر لوگوں کو مدعیٰ دے دیا جائے تو وہ لوگوں کے خون اور اَمْوال لے اڑیں گے۔ اس عورت کو اللہ کی قسم یاد کراؤ اور اس کے پاس یہ آیت کریمہ پڑھو (اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ الایۃ اس کے بعد دوسری عورت نے اقرار کر لیا اور قسم نہ کھائی) ابن عباس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدعی علیہ پر قسم آتی ہے۔

۴۲۳۷ — شرح : یعنی جب مدعی کے پاس دلیل نہ ہوں اور وہ گواہ پیش نہ کر سکے تو مدعی علیہ پر قسم عائد ہوتی ہے۔ اگر وہ قسم کھا جائے تو بری الذمہ ہوگا ورنہ اسے مُدَعی کا دعویٰ ادا کرنا ہوگا۔ اگر مدعی کے پاس بیّنہ (دلیل) نہ ہو اور مدعیٰ علیہ مدّعی سے قسم لینا چاہے تو یہ جائز نہیں کیونکہ قسم مدعی علیہ پر ہی ضروری ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو مُدّعی کا دعویٰ اس پر لازم ہے۔ ابن عباس کے کلام کا یہی معنیٰ ہے۔ اس حدیث میں فِيْ بَيْتٍ اَوْ فِي الْحُجْرَةِ ، میں راوی نے شک کیا ہے۔ ابن اثیر نے کہا حُجْرَہ جگہ ہے۔ صاحب مطالع نے کہا حجرہ وہ جگہ ہے جو پتھروں سے گھری ہوئی ہو۔ جوہری نے کہا حجرہ اونٹوں کا باڑہ ہے۔ اسی سے مکان کا حجرہ ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے : اِحْتَجَرْتُ حُجْرَةً ، یعنی میں نے حجرہ بنایا۔ اکثر علماء نے فِيْ بَيْتٍ وَحُجْرَةٍ ، واؤ سے پڑھا ہے۔ اس تقدیر پر کلام میں شک نہ ہوگا۔ ابن حجر نے اس کی تصویب کی ہے اور اسمٰعیلی نے "او" سے روائت کیا ہے۔ اس کو ابن حجر نے خطاء کہا ہے اور اس کا سبب یہ بیان کیا کہ حدیث کے سیاق میں کچھ عبارت محذوف ہے جسے ابن سکن نے اپنی روائت میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا : فِيْ بَيْتٍ فِي الْحُجْرَةِ خُدَّاثٌ ، یعنی دو عورتیں گھر میں موزے سی رہی تھیں۔ اور حجرہ میں لوگ باتیں کر رہے تھے فِي الْحُجْرَةِ ، خبر مقدم اور خُدَّاثٌ ، مبتداء مؤخر محذوف ہے۔ مُبتداء کے حذف سے اشکال پیدا ہوا ہے۔ اس لئے ماوردی نے واؤ کو ترک کر کے "او" سے روائت کی۔ تاکہ اشکال پیدا نہ ہو کیونکہ ایک ہی وقت میں دو عورتوں کا بیت اور حجرہ میں موجود ہونا محال ہے۔ اس استحالہ سے فرار کرتے ہوئے "اَو" سے روائت کی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ مبتداء کے حذف کی کوئی دلیل نہیں اور دو عورتوں کا ایک ہی وقت میں بیت اور[1]

[1] حجرہ میں موجود ہونا محال نہیں کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ حجرہ بیت سے علیحدہ ایک طرف ہو بلکہ بیت کے اندر بھی حجرہ ہو سکتا ہے فلا استحالۃ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قُلْ يَآهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ سَوَآءٌ قصداً ۶

۴۲۳۸ــ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ مَعْمَرٍ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسُفْيٰنَ مِنْ فِيْهِ اِلٰى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِيْ كَانَتْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْ جِيْءَ بِكِتَابٍ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ بُصْرٰى اِلٰى هِرَقْلَ قَالَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَدُعِيْتُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم فرماؤ۔ اے کتابیو! ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے" یہ کہ نہ عبادت کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں۔ سواءٌ کی تفسیر قصد ہے (عدل)

۴۲۳۸ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے ابوسفیان نے خبر دی جبکہ اُس کا منہ میرے منہ کی طرف تھا (بالمشافہ) اُنھوں نے کہا جس زمانہ میں میرے درمیان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صُلح تھی اس زمانہ میں میں مُلکِ شام میں تھا۔ اس زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ ملک شام کے والی ہرقل کے پاس لایا گیا ابوسفیان نے کہا اس کو دِحیہ کلبی لایا تھا۔ اُس نے وہ عظیم بُصریٰ کو دیا اور عظیم بُصریٰ نے وہ ہرقل کو پہنچا دیا۔ ابوسفیان نے کہا ہرقل نے کہا کیا یہاں کوئی شخص اس آدمی کی قوم سے ہے جو گمان کرتا ہے

marfat.com
Marfat.com

فِیْ نَفَرٍ مِنْ قُرَیْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰی هِرَقْلَ فَاُجْلِسْنَا بَیْنَ یَدَیْهِ فَقَالَ اَیُّکُمْ اَقْرَبُ
نَسَبًا مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ فَقَالَ اَبُوْسُفْیٰنُ فَقُلْتُ اَنَا فَاَجْلَسُوْنِیْ
بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَجْلَسُوْا اَصْحَابِیْ خَلْفِیْ ثُمَّ دَعَا بِتُرْجُمَانِهٖ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ اِنِّیْ
سَآئِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ فَاِنْ کَذَبَنِیْ فَکَذِّبُوْهُ
قَالَ اَبُوْسُفْیٰنَ وَاَیْمُ اللّٰهِ لَوْلَا اَنْ یُّؤْثَرُوْا عَلَیَّ الْکَذِبَ لَکَذَبْتُ ثُمَّ قَالَ
لِتُرْجُمَانِهٖ سَلْهُ کَیْفَ حَسَبُهٗ فِیْکُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِیْنَا ذُوْ حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ
کَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مَلِکٌ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ کُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْکَذِبِ قَبْلَ
اَنْ یَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ اَیَتَّبِعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ
قُلْتُ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ یَزِیْدُوْنَ اَوْ یَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ یَزِیْدُوْنَ
قَالَ هَلْ یَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِیْنِهٖ بَعْدَ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْهِ سَخْطَةً لَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَا
قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَکَیْفَ کَانَ قِتَالُکُمْ اِیَّاهُ قَالَ قُلْتُ یَکُوْنُ
الْحَرْبُ بَیْنَنَا وَبَیْنَهٗ سِجَالًا یُصِیْبُ مِنَّا وَنُصِیْبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ یَغْدِرُ قَالَ

کہ وہ نبی ہے۔ حاضرین نے کہا جی ہاں! ہے۔ ابوسفیان نے کہا قریش کے چند آدمیوں میں جو میرے ساتھ تھے مجھے بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے پاس گئے تو اُس نے ہمیں اپنے سامنے بٹھایا اور کہا تم میں سے اس شخص جو کہتا ہے کہ وہ نبی ہے کے نسب میں زیادہ قریب کون ہے؟ ابوسفیان نے کہا میں نے کہا میں ہوں اُنہوں نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا پھر اُس نے اپنے ترجمان سے کہا اس (ابوسفیان) سے پوچھو تم میں اس (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کا نسب کیسا ہے؟ ابوسفیان نے کہا میں نے کہا وہ ہم میں عالی نسب ہے۔ ہرقل نے کہا کیا اس کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ تھا۔ ابوسفیان نے کہا میں نے کہا نہیں ہرقل نے کہا کیا اس کے یہ کہنے سے پہلے تم اس کو جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ میں نے کہا نہیں ہرقل نے کہا رئیس اس کی تابعداری کرتے ہیں یا کمزور لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا میں نے کہا بلکہ کمزور لوگ اس کی

marfat.com
Marfat.com

قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِي مَا هُوَ صَانِعٌ فِيهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا
اَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهِ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ
اَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِتُرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُ اِنِّي سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فِيكُمْ فَزَعَمْتَ
اَنَّهُ فِيكُمْ ذُو حَسَبٍ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ
هَلْ كَانَ فِي اٰبَائِهِ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهِ مَلِكٌ
قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ اٰبَائِهِ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهِ اَضُعَفَاؤُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ
فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ
بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَقُولَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَعَرَفْتُ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ
الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ
مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الْاِيمَانُ

پیروی کرتے ہیں ہرقل نے کہا کیا وہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم ہوتے ہیں؟ ابوسفیان نے کہا میں نے کہا بلکہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں

..... ہرقل نے کہا کیا اُن میں سے کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے ناراض ہو کر پھر جاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں ہرقل نے کہا کیا تم نے اس سے جنگ لڑی ہے؟ ابوسفیان نے کہا میں نے کہا جی ہاں! اُس نے کہا کیا تمہاری جنگ اس کے ساتھ کیسی رہی ہے؟ میں نے کہا ہمارے اور اُن کے درمیان لڑائی ڈول کی مثل رہی ہے۔ کبھی وہ ہم سے اور کبھی ہم اُن سے لیتے رہے ہیں۔ ہرقل نے کہا کیا وہ عہد کرتا ہے (عہد شکنی) میں نے کہا نہیں۔ اور ہم اُن سے ایسی مُدّت میں ہیں معلوم نہیں وہ اس مُدّت میں کیا کریں۔ ابوسفیان نے کہا اس کلمہ کے سوا کسی کلمہ نے مجھے قادر نہ کیا کہ اس میں کوئی شئ داخل کروں ہرقل نے کہا کیا اس سے پہلے کسی نے ایسا کلام (دعویٰ نبوت) کیا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان (مُعبّر) سے کہا میں نے تم سے اس کے حسب نسب سے پوچھا تو تم نے کہا وہ تم میں عالی نسب ہے رسُول ایسے ہی مبعوث ہوتے ہیں وہ بہترین صاحب نسب ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہے تم نے کہا نہیں پس میں نے

marfat.com
Marfat.com

إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ الْقُلُوبِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ فَزَعَمْتَ
أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذٰلِكَ الْإِيمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ فَزَعَمْتَ
أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوهُ فَيَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُونَ
مِنْهُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُونُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ
فَزَعَمْتَ أَنَّهُ لَا يَغْدِرُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ
أَحَدٌ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ
أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ إِئْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ قَالَ
قَالَ قُلْتُ يَأْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ إِنْ يَكُ مَا
تَقُولُ فِيهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ
وَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَأَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ

کہا اگر اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا یہ کوئی آدمی ہے جو اپنے باپ دادوں کا چھنا ہوا
ملک تلاش کرتا ہے میں نے تم سے پوچھا کیا اس کے یہ کہنے سے پہلے تم اس کو جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ تم
نے کہا نہیں تو میں نے خیال کیا کہ جو شخص لوگوں پر جھوٹ کہنا چھوڑ دے وہ اللہ پر کبھی جھوٹ نہ بولے گا۔ میں نے تم سے
پوچھا کیا ان میں سے کوئی شخص اُن کے دین میں داخل ہونے کے بعد اُن کے
دین سے ناراض ہو کر پھر جاتا ہے؟ تو تم نے کہا نہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے جبکہ اس کی وضاحت دلوں میں مل
جائے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان کے پیروکار زیادہ ہوتے ہیں یا کم ہوتے ہیں تو تم نے کہا وہ بڑھتے جاتے ہیں ایمان
کا یہی حال ہے حتی کہ مکمل ہو جائے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا تم نے اُن سے لڑائی کی ہے تو تم نے کہا
کہ تم نے اس سے لڑائی کی ہے اور لڑائی تمہارے درمیان اور ان کے درمیان ڈول رہی کبھی وہ تم سے اور کبھی تم
ان سے لیتے ہیں رسول ایسے ہی ہوتے ہیں وہ جنگ و جدال میں مبتلا کیے جاتے ہیں پھر آخر میں ان کی نصرت
ہوتی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ تم نے کہا وہ غدر نہیں کرتے رسول ایسے ہی ہوتے ہیں کہ
وہ عہد شکنی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا اُن سے پہلے کسی نے ایسا کلام (دعویٰ نبوت) کیا ہے؟ تم نے کہا نہیں

marfat.com
Marfat.com

عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ فَاِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ
مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلٰمٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى
اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ
اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْاَرِيْسِيِّيْنَ وَيَا اَهْلَ الْكِتَابِ
تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاشْهَدُوْا
بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

میں نے کہا اگر یہ کلام کسی نے اُن سے پہلے کیا ہوتا تو میں کہتا یہ آدمی ایسے قول کی اقتداء کرتا ہے جو اس سے پہلے کہا گیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہرقل نے کہا وہ تمہیں کیا حکم کرتا ہے۔ میں نے کہا وہ ہمیں نماز اللہ کی عبادت، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاکدامنی کا حکم دیتا ہے۔ ہرقل نے کہا جو کچھ تو نے کہا ہے اگر یہ حق تو وہ یقیناً نبی ہیں۔ میں جانتا تھا کہ نبی آخرالزمان آنے والا ہے لیکن میرا یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم سے ہوں گے۔ اگر میں یہ جانتا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو سکوں گا تو ان کی ملاقات کو ضرور پسند کرتا اور اگر میں اُن کے پاس ہوتا تو ان کے قدم دھوتا۔ یقیناً اُن کا مُلک میرے قدموں تک پہنچے گا۔ ابوسفیان نے کہا پھر اُس نے آپ کا والا نامہ منگوایا اور اس کو پڑھا اس میں یہ تحریر تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے عبد اور اس کے رسُول کی طرف سے یہ خط روم کے حاکم ہرقل کی طرف ہے ہدائت کی اتباع کرنے والے پر سلام ہو اس کے بعد جان لو میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہو جاؤ سلامتی میں رہو گے اللہ تمہیں دوگنا ثواب دے گا اور اگر تم اسلام سے پھرو گے تو تمہاری رعایا کا گناہ تم پر ہو گا! اے کتابیو! ایسے کلمے کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خُدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ

marfat.com
Marfat.com

فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَأَةِ الْكِتَابِ اِرْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ عِنْدَهٗ وَكَثُرَ اللَّغَطُ وَاُمِرَ بِنَا فَاُخْرِجْنَا قَالَ فَقُلْتُ لِاَصْحَابِیْ حِیْنَ خَرَجْنَا لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِیْ كَبْشَةَ اَنَّهٗ لَيَخَافُهٗ مَلِكُ بَنِي الْاَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا بِاَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَيَظْهَرُ حَتّٰى اَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْاِسْلَامَ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَدَعَا هِرَقْلُ عُظَمَاءَ الرُّوْمِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ دَارٍ لَهٗ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الرُّوْمِ هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ اٰخِرَ الْاَبَدِ وَاَنْ يَثْبُتَ لَكُمْ مُلْكُكُمْ قَالَ فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ اِلَى الْاَبْوَابِ فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَقَالَ عَلَيَّ بِهِمْ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ اِنِّيْ اِنَّمَا اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَاَيْتُ مِنْكُمُ الَّذِيْ اَحْبَبْتُ فَسَجَدُوْا لَهٗ وَرَضُوْا عَنْهُ

کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے اللہ کے سوا۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔"

جب وہ نامہ پڑھ کر فارغ ہوا تو اس کے پاس آوازیں بلند ہونے لگیں اور لوگوں کی گفتگو بکثرت ہونے لگی تو ہمیں حکم دیا گیا پس ہم کو باہر نکال دیا گیا۔ ابوسفیان نے کہا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ابوکبشہ کے بیٹے کا معاملہ مضبوط تر ہو گیا اس سے روم کے بادشاہ خوفزدہ ہیں۔ اس کے بعد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کا یقین کرتا رہا کہ وہ غالب ہو گا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام میں داخل کر دیا۔ زہری نے کہا ہرقل نے روم کے سرداروں کو بلایا اور ان کو اپنے مکان میں جمع کیا اور کہا اے رومیو! کیا تمہیں فلاح و رشد میں رغبت ہے کہ تم ہمیشہ سلامتی میں رہو اور تمہارا ملک ثابت رہے (تو اسلام قبول کر لو) راوی نے کہا وہ لوگ دروازوں کی طرف ایسے دوڑے جیسے وحشی گدھے دوڑتے ہیں لیکن انہوں نے دروازے بند پائے۔ ہرقل نے کہا میری طرف آؤ اور ان کو اپنے پاس بلایا اور کہا میں نے تمہارے دین میں تمہاری قوت اور مضبوطی کا امتحان لیا ہے میں نے تم میں وہی دیکھا ہے جو میں چاہتا تھا (یہ سن کر) تمام نے ہرقل کو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔

۴۲۳۸ — شرح : یہ حدیث باب بدء الوحی کے آخر میں گزری ہے ان دونوں روایات کے الفاظ میں تقدیم و تاخیر اور تغیر ہے۔ اس حدیث کی تشریح ہم نے

marfat.com
Marfat.com

حدیث ۶ کی شرح میں مفصل تحریر کی ہے، لیکن بقدرِ ضرورت بعض مقامات کی تشریح ضروری محسوس کرتے ہوئے سپردِ قلم کرتے ہیں۔ اس حدیث کی ابتداء میں ابن عباس نے کہا مجھے ابوسفیان نے خبر دی جبکہ اس کا منہ میرے منہ کی طرف تھا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ کہتے ان کا منہ میرے کان کی طرف تھا، کیونکہ سماعت کان سے ہوتی ہے منہ سے نہیں ہوتی اس کا جواب یہ ہے کہ اس عبارت میں یہ اشارہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تحقیق سماعت اس اعتبار سے کر رہے تھے کہ اگر جواب کی ضرورت محسوس ہوتی تو فوراً ذکر کرتے۔

قولہ ثُمَّ دَعَا تُرْجُمَانَہٗ آہ بِضَمِّ النّاء والجیم ، تُرجمان اسے کہتے ہیں جو ایک لغت کی تعبیر دوسری لُغت سے کرے۔ قولہ بل ضعفاءھم آہ یعنی کمزور لوگ آپ کی پیروی کرتے ہیں اشراف یعنی قوم کے اکابر نے پیروی نہیں کی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہرقل کے سوالات سے پہلے خلفاء راشدین اور دیگر مہاجرین و انصار جو قوم میں بزرگ ترین شمار میں آپ کی پیروی کر کے تابع فرمان ہو چکے تھے تو قوم کے اشراف یعنی اکابر نے پیروی نہیں کی کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اکابر سے مراد متکبر ہیں یعنی متکبر قریش نے آپ کی پیروی نہیں کی اور حضرات خلفاء راشدین اور کبرائے مہاجرین و انصار اہلِ تکبر و نخوت نہیں لہٰذا اس میں منافات نہیں۔ یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت ابوسفیان کو اسلام سے دشمنی تھی۔ اس نے قوم کے اکابر حضرات کو جنہوں نے اپنے آبا کا دین ترک کر دیا تھا۔ قوم کے اشراف و اکابر میں شمار نہ کیا تھا۔ ابن حجر نے شرح میں ذکر کیا کہ مراد اکثر اور اغلب ہیں یعنی جب اکثر و اغلب ضعفاء اور فقراء تھے۔ بطورِ تغلیب سب کو فقراء کی صف میں شمار کیا اور کہا صرف فقراء اور کمزور لوگ پیروی کرتے ہیں۔

قولہ فھل قاتلتموہ ، یعنی کیا تم نے اُن سے جنگ لڑی ہے۔ ہرقل نے یہ کیوں نہ کہا کہ فَھَلْ قَاتَلُکُمْ کہ انھوں نے تم سے جنگ کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرقل جانتا تھا کہ بغیر اپنی قوم سے جنگ نہیں لڑا کرتے ہیں یہاں بھی حال کچھ ایسا ہی تھا کہ کفار مکہ ہر وقت اور ہمیشہ آپ کو اذیت پہنچانے اور آزار و جنگ کے درپے رہتے تھے اور آپ کو قتل کرنے کا مصمم تہیہ کئے ہوئے تھے حتیٰ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور مشرکوں سے جنگ لڑی۔

قولہ تُبْعَثُ فِیْ اَحْسَابِ قَوْمِھَا ، یعنی انبیاء کرام علیہم السلام حسب و نسب میں افضل مبعوث ہوتے ہیں۔ اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہرقل پہلے نبیوں کے حالات اور پہلی کتب خوب جانتا تھا اُس نے یہ کلام بطور تاکید و تقریر ذکر کیا تھا اور اُس نے اس ضمن میں اس کی مجلس میں موجود منکران قریش اور دیگر حاضرین کو خبردار کیا کہ جن کے متعلق یہ استفسار کیا جا رہا ہے۔ وہ انبیاء کی صف میں شمار ہیں۔

قولہ فَقُلْتُ الخ یعنی میں نے اپنے دل میں کہا۔ حدیثِ نفس یعنی دل کی بات پر قول کا اطلاق کیا

قولہ کذالک الایمان الخ یعنی ایمان کا یہی حال ہے کہ جس وقت اس کی شرنی دلوں میں مل جائے تو پھر نکلتی نہیں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر چند لوگ مرتد ہو گئے تو اس لئے کہ ان کے ضمیرِ قلب میں ایمان نہیں آیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اِلٰى بِهٖ عَلِيْمٌ

۴۲۳۹ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ اَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ نَخْلًا وَكَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرَحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ

اور اس کی خبر نجی دلوں میں نہ پہنچی تھی۔ اسی اعتبار سے ابوسفیانؓ نے ان کو ذکر نہیں کیا۔

قولہ فقرءہ آہ پھر ہرقل نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پڑھا۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہرقل نے خود پڑھا تھا اور سیاق کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عربی دان نہ تھا اس لئے درمیان میں ترجمان لایا گیا تھا، لیکن ممکن ہے بادشاہی کے غرور پر اُس نے خود کلام کرنا اچھا نہ جانا تھا اور ہو سکتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ ترجمان نے ہی پڑھا تھا لیکن ہرقل کی طرف مجازاً نسبت کر دی ہے۔ کیونکہ اس کے حکم سے ترجمان نے پڑھا تھا۔

قولہ من محمد رسول اللہ آہ باب بدء الوحی کی حدیث ۷ میں یوں ہے من محمد عبداللہ ورسولہ" مذکور ہے اس میں یہ نکتہ ہے کہ عبداللہ کہنے میں اس طرف اشارہ کیا کہ نصاریٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہنا باطل اعتقاد ہے اور صفتِ عبودیت رسولوں کی اعلیٰ صفت ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا: سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ" طحاوی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں صفتِ عبودیت اتم اور اعلیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلیٰ اعلم!

چوتھا پارہ

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو!

۴۲۳۹ ـــ ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ انہوں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابوطلحہ مدینہ منورہ میں انصار میں سب سے زیادہ مال دار تھے۔ ان کے پاس کھجوروں کے باغات تھے اور اپنے تمام مالوں میں بیرحاء زیادہ محبوب تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

فَلَمَّا اُنْزِلَتْ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَاءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَفِيْ بَنِيْ عَمِّهٖ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ

۴۲۴۰ــــ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ مَالٌ رَابِحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَاُبَيٍّ وَاَنَا اَقْرَبُ اِلَيْهِ وَلَمْ يَجْعَلْ لِيْ مِنْهَا شَيْئًا

اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا پاکیزہ پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت کریمہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ،، نازل ہوئی تو ابوطلحہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو ،، مجھے اپنے سب مالوں میں بیرحاء زیادہ محبوب ہے اور وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ اللہ کے حضور اس کے ثواب اور ذخیرہ کی اُمید کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کو رکھ لیں جہاں مناسب خیال فرمائیں اس کو خرچ کریں انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واہ واہ شاباش یہ تو مفید مال ہے۔ بڑی آمدنی کا مال ہے۔ جو تو نے کہا ہے میں نے سُنا ہے میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو رشتہ داروں میں تقسیم کرو! ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا، چنانچہ ابوطلحہ نے اپنے رشتہ داروں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ عبداللہ بن یوسف اور روح بن عبادہ نے کہا : ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ،، یعنی یہ مال جانے والا ہے۔ (پس خیر اور صدقہ میں اس کا جانا بہتر ہے)

(اس حدیث کی تشریح حدیث ۱۳۷۸ کی شرح میں دیکھیں۔ "جلد ثانی")

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

۴۲۴۱ ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مِّنْهُمْ وَامْرَاَةٍ زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ بِمَنْ زَنٰى مِنْكُمْ قَالُوْا نُحَمِّمُهُمَا وَنَضْرِبُهُمَا فَقَالَ لَا تَجِدُوْنَ فِى التَّوْرٰىةِ الرَّجْمَ فَقَالُوْا لَا نَجِدُ فِيْهَا شَيْئًا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَوَضَعَ مِدْرَاسُهَا الَّذِىْ يُدَرِّسُهَا مِنْهُمْ كَفَّهٗ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَطَفِقَ يَقْرَاُ مَا دُوْنَ يَدِهٖ وَمَا وَرَآءَهَا وَلَا يَقْرَاُ اٰيَةَ الرَّجْمِ

۴۲۴۰ ـ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوطلحہ نے اپنے مال حسان بن ثابت اور ابی بن کعب میں تقسیم کیا حالانکہ میں اُن کے بہت قریبی تھا مجھے اس سے کچھ نہ دیا۔

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے حبیب فرما دو! (اے یہودیو) تو رات لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو"

شرح : اس سے پہلے یہ آیت کریمہ ہے "كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآئِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ" یعنی تمام معلومات بنی اسرائیل کیلئے حلال تھے مگر جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے لئے حرام کیا پہلے اس کے کہ تورات نازل ہو" حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت مرض لاحق ہوا تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے گا تو وہ اپنا محبوب طعام اللہ کو گوشت اور اونٹوں کا دودھ تھا نہ کھائیں گے جب یہودیوں نے اس کا انکار کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ" مفسرین نے تو اس آیت کا شانِ نزول

۴۲۴۱ ـ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

فَنَزَعَ يَدَهٗ عَنْ اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَالَ مَاهٰذِهٖ فَلَمَّا رَاَوْا ذٰلِكَ قَالُوْا هِيَ اٰيَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِنْ حَيْثُ مَوْضِعُ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ فَرَاَيْتُ صَاحِبَهَا يَحْنِيْ عَلَيْهَا يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ

کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ نے اُن سے فرمایا تم میں سے جو کوئی زنا کرے اس کے ساتھ تم کیا سلوک کرتے ہو یہودیوں نے کہا ہم اُن کے منہ کالے کرتے ہیں اور ان کو مارتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم تورات میں رجم نہیں پاتے انہوں نے کہا ہم تورات میں کچھ نہیں پاتے (تورات میں رجم نہیں) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو تورات لاؤ اگر تم سچے ہو (وہ تورات لائے اور پڑھا) تو اُن کے عالم نے جو ان کو تورات کا درس دیا کرتا تھا، اپنا ہاتھ رجم کی آئت پر رکھ دیا۔ اور اِدھر اُدھر سے پڑھنا شروع کر دیا اور آئتِ رجم کو نہ پڑھتا تھا عبداللہ بن سلام نے آئت رجم سے اس یہودی عالم کا ہاتھ کھینچا اور کہا یہ کیا ہے؟ جب یہودیوں نے دیکھا تو انہوں نے کہا یہ آئت رجم ہے۔ پھر اُن دونوں زانیوں کے متعلق حکم دیا گیا تو ان کو جنازگاہ کے قریب مسجد کے پاس رجم کیا گیا۔ میں نے عورت کے ساتھی کو دیکھا کہ وہ اس عورت پر مائل ہوتا تھا اس کو پتھروں سے بچاتا تھا۔

۴۲۴۱ — شرح : اس حدیث کا مفصل بیان یہ ہے کہ دو مرد و زن نے زنا کیا تو لوگ ان کا حکم دریافت کرنے کے لئے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ نے تورات میں مذکور حکم سے استفسار فرمایا تو اس میں ان کی سزا رجم پائی اور جنازگاہ کی مسجد کے قریب ان کو سنگسار کیا گیا۔ اب کلام اس بات میں ہے کہ یہ مرد اور عورت کون تھے؟ علماء نے کہا یہ دونوں یہودی نہ تھے بلکہ اہلِ فدک اور خیبر کے حربی تھے جنہوں نے اس وقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محاربت کی تھی۔ اگر وہ ذمی ہوتے تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ پوچھتے کہ تمہاری کتاب میں اس کا حکم کیا ہے بلکہ جس طرح مسلمانوں سے نہیں پوچھا جاتا اُن سے بھی نہ پوچھتے اور رجم کر دیتے، کیونکہ ذمیوں پر ہمارے احکام عائد ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حربیوں کو سنگسار کرنا جائز ہے۔ نیز اس حکم سے یہ معلوم ہوا کہ اُن کا آپس میں نکاح صحیح اور معتبر ہے بعض علماء نے کہا کہ ان کو ذمی نہ کہنا صحیح نہیں وہ یقیناً ذمی تھے اور حربی کو سنگسار کرنا جائز نہیں چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس وقت کا واقعہ ہے جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے۔ نیز اگر وہ حربی ہوتے تو وہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیوں آتے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کیوں تسلیم کرتے اس مقام میں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن سے زنا کا حکم دریافت کرنا محض ان کو الزام دینے کے لئے تھا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ تورات میں رجم کا حکم مذکور ہے۔ نیز آپ یہ بھی جانتے تھے کہ اس مسئلہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

کے متعلق تورات میں تحریف نہیں گئی ہے۔ اگرچہ پوچھنا اس کے علم پر موقوف نہ تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا اس سنگسار شدہ عورت کا نام بُسرہ تھا جس یہودی نے رجم کی آئت کو ہاتھ سے چھپانے کی کوشش کی تھی وہ یہودی عالم عبداللہ بن صوریا تھا۔ ابوداؤد کی روائت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس دو آدمی ایسے لاؤ جو تم میں بہت بڑے عالم ہوں وہ صوریا کے دو بیٹے عبداللہ بن صوریا اور کنانہ بن صوریا کو لائے۔ جبکہ یہودیوں کے بقایا علماء میں سے عبداللہ بن صوریا سب سے بڑے عالم تھے۔ سہیلی نے کہا وہ مسلمان ہوگیا تھا۔ ابوداؤد کی روائت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت قائم ہونے کے بعد رجم کیا تھا۔ خطابی نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے نزول کے بعد رجم کیا تھا اور تورات سے اُن پر حجت قائم کرنا حجت واضح کرنے کے اور اللہ کا حکم ظاہر کرنے کے لئے تھا جس کو وہ چھپاتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو سنگسار کرتے وقت اس کو گڑھے میں کھڑا کرنا ضروری نہیں کیونکہ اگر گڑھا کھودا جاتا تو زانی مزنیہ کو بچانے کے لئے اس پر نہ جھکتا لیکن صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ غامدیہ کے لئے اس کے سینہ تک گڑھا کھودا گیا تھا بعض علماء کہتے ہیں کہ جس کا زنا شہادت سے ثابت ہو اس کے لئے گڑھا بنایا جائے اور جو زنا کا اقرار کرے اس کے لئے نہیں۔

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "تم بہتر امت ہو جو لوگوں کے لئے ظاہر کئے گئے ہو"

تفسیر: یعنی تم اللہ کے علم میں یا لوح محفوظ میں یا پہلی امتوں میں بہتر امت ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت کی تھی طبری نے سند صحیح کے ساتھ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فرماتا: اَنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ "تم بہتر اُمت ہو۔ اگر یہ کہتا تو ہم سب بہتر ہوتے لیکن یہ صحابہ کرام اور اُن جیسے لوگوں کے ساتھ مختص ہے کہ وہ اور جنہوں نے اُن جیسے کام کئے وہ بہتر امت ہیں۔ واحدی نے ذکر کیا کہ یہودی علماء نے جن میں ابن صوریا بھی شامل ہے۔ عبداللہ بن سلام اور اُن کے ساتھیوں کو اس لئے اذیت پہنچائی کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا تو یہ آئت نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا یہ آئت کریمہ اُبی بن کعب، معاذ، عبداللہ بن مسعود اور حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم کے بارے میں نازل ہوئی۔ جبکہ مالک بن ضیف اور وھب بن یہودا دونوں یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا ہمارا دین اسلام سے بہتر ہے۔ اور ہم تم سے بہتر ہیں تو یہ آئت نازل ہوئی، بعض علماء نے کہا یہ خطاب صحابہ کرام سے ہے اور وہ ساری امت کو شامل ہے۔ آئت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ تم بہترامت ہو جو لوگوں کو نفع پہنچاتے ہو۔ اسی لئے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

۴۲۴۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ تَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِي أَعْنَاقِهِمْ حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ

بَابٌ قَوْلُهُ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا

تم امر بالمعروف کرتے ہو اور منکر امور سے روکتے ہو اس خیریت میں یہی شرط ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ،، تم ان کو لاتے ہو جبکہ زنجیریں اُن کی گردنوں میں ہیں حتی کہ وہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

۴۲۴۲ —

شرح : یعنی دینِ اسلام جو دینی اور دنیاوی تمام سعادتمندیوں کے حصول کا سبب ہے تم لوگوں کو اس طرف لاتے ہو۔ ابوحازم نے کہا لوگوں کو نفع دینے والا وہ شخص ہے جو قیدی کو زنجیروں میں جکڑ کر دارِ اسلام میں لائے تاکہ وہ مسلمان ہو جائے یہ اس لئے خیر ہے کہ کافر اس کے سبب مشرف باسلام ہوا اور اس کے لئے دنیاوی اور اخروی سعادتیں حاصل ہوئیں۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زرکشی وغیرہ کا یہ کہنا کہ کہا گیا ہے یہ تفسیر صحیح نہیں اور نہ ہی اس کو مسند میں داخل کرنے کا کوئی مقصد ہے کیونکہ اس کو مرفوع ذکر نہیں کیا۔ صحیح نہیں بلکہ زرکشی کا یہ کہنا بے ادبی ہے۔ حالانکہ کسی اور اسناد کے ساتھ کتاب الجہاد کے آخر حدیث ۲۸۰۸ میں مرفوع ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے بہت راضی ہوتا ہے جو جنت میں زنجیروں میں داخل ہوں گے۔ یعنی جن قیدیوں کو مسلمان رسیوں سے باندھ کر دارِ اسلام میں لائیں اس کے بعد وہ مسلمان ہو جائیں اور ان کی اندرونی بیرونی صلاحیت واضح ہو جائے تو وہ جنتی ہیں۔ حدیث ۲۸۰۸ کی شرح دیکھیں ،،

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب تم میں سے دو گروہوں نے بزدل ہو جانے کا ارادہ کر لیا ،،

تفسیر : یہ دو گروہ انصار کے دو قبیلے بنو سلمہ خزرجی اور بنو حارثہ اوسی ہیں وہ جنگ اُحد میں لشکر کے دونوں طرف تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۲۴۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ فِيْنَا نَزَلَتْ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا قَالَ نَحْنُ الطَّائِفَتَانِ بَنُوْحَارِثَةَ وَبَنُوْسَلِمَةَ وَمَا نُحِبُّ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً وَمَا يَسُرُّنِيْ اَنَّهَا لَمْ تُنْزَلْ لِقَوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا

بَابُ قَوْلِهٖ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ اُحد میں ایک ہزار مجاہدین کو لے کر میدان جنگ میں آئے جبکہ کفار تین ہزار تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اگر وہ صبر کریں گے تو فتح یقیناً تمہاری ہوگی، لیکن عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین ایک تہائی آدمی لے کر علیحدہ ہو گیا اور کہنے لگا اے لوگو! ہم اپنی جانوں اور اولاد کو کیوں ہلاک کرتے ہیں۔ عمرو بن حزم انصاری نے اُن سے کہا کیا تم اللہ کے نبی کو چھوڑ کر اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اس طرح نہ کرو عبداللہ نے کہا اگر ہم لڑنا جانتے تو ضرور تمہاری پیروی کرتے ان دو قبیلوں نے عبداللہ کی اتباع کرنے کا قصد کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا اور وہ عبداللہ کی پیروی سے رُک گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شریک رہے

۴۲۴۳ — ترجمہ : عمرو نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہمارے بارے میں یہ آیت کریمہ : اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا نازل ہوئی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا وہ ہمارے دو گروہ بنو حارثہ اور بنو سلم تھے۔ ہم اس سے محبت نہیں کرتے ایک دفعہ سفیان نے کہا ہمیں یہ خوشی نہیں کہ یہ آیت نازل نہ ہوئی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اللہ ان دونوں گروہوں کا مدد گار ہے۔ (حدیث ۴۰۵۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں "

تفسیر : یعنی میرے بندوں میں آپ کا حکم نہیں مگر وہی جس کا میں ان کے بارے میں آپ کو حکم دوں یعنی ایجاد و اِلہام صرف میری شان ہے۔ آپ پر صرف اِبلاغ ہے اور ہم پر حساب ہے اس آیت کریمہ کو عدم خفاعت پر محمول کرنا اور یہ کہنا کہ آپ سے کچھ نفع نہیں ضلال مبین اور خسران عظیم

marfat.com
Marfat.com

۴۲۴۴ــ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكُوْعِ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ رَوَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۴۲۴۵ــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ

ہے اور یہ آیت کریمہ : مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى " اس کی واضح دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور کلام اللہ تعالیٰ کے ایحاء سے ہے۔ یعنی ذاتی اختیار صرف اللہ کا ہے اور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا اختیار باذن اللہ " ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا " تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ وہ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں " یعنی جب تک آپ کے فیصلے کو دل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہو سکتے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ يَقْضِيْ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا يَشَاءُ اللہ جل وعلا اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے اس سے واضح ہے کہ حکم اور فیصلہ صرف اللہ کا ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ترجمان ہیں۔ فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

جو وہاں سے یہیں آ کے ہو ؛ جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں ۔ اسی حدیث کا ترجمہ ہے۔

۴۲۴۴ ترجمہ : سالم نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب آپ نے فجر کی دوسری رکعت میں سر مبارک رکوع سے اٹھایا تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد فرمایا اے اللہ! فلاں، فلاں اور فلاں پر لعنت کر تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ " نازل فرمائی! اس حدیث کی اسحاق بن راشد نے

marfat.com
Marfat.com

اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْعُوَ عَلٰی اَحَدٍ اَوْ یَدْعُوَ لِاَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرَّکُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ اِذْ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَیَّاشَ ابْنَ اَبِیْ رَبِیْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَکَ عَلٰی مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِیْنَ کَسِنِیْ یُوْسُفَ یَجْهَرُ بِذٰلِکَ وَکَانَ یَقُوْلُ فِیْ بَعْضِ صَلٰوتِهٖ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِاَحْیَآءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَلْاٰیَةَ

نے زہری سے روائت کی۔" (حدیث ع۳۸۱۰ کی شرح دیکھیں)

۴۲۴۵ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پر بد دعاء کا ارادہ فرماتے یا کسی کے لئے دعاء فرماتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے بسا اوقات جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ - اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہتے تو فرماتے اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ اپنا عذاب قبیلہ مُضر پر سخت کردے اور ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ سی قحط سالی ڈال دے اور بعض نماز فجر کی نماز میں عرب قبائل کے لئے فرماتے "اے اللہ فلاں اور فلاں پر لعنت فرما حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ نازل فرمائی (حدیث ع۳۸۱۰ کی شرح دیکھیں)

اسماء رجال : ع۱ موسیٰ بن اسماعیل منقری بصری تبوذکی معروف ہیں ع۲ ابراہیم بن سعد ابن ابراہیم بن سعد بن عبدالرحمٰن بن عوف ہیں ع۳ ابن شہاب محمد بن مسلم زہری ہیں

ولید بن ولید

ولید بن ولید بن مغیرہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ وہ مشرکوں کے ساتھ بدر میں قیدی بنالئے گئے تھے۔ انہوں نے اپنا فدیہ ادا کر رہائی پائی پھر مسلمان ہوگئے اور مکہ والوں نے ان کو محبوس کرلیا پھر انہوں نے اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ نے آپس میں معاہدہ کیا اور مشرکوں سے بھاگ نکلے جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بھاگ آنے کی خبر پہنچی تو آپ نے ان کے لئے دعاء فرمائی۔ ولید سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی وفات پاگئے تھے ع۲ سلمہ بن ہشام بن مغیرہ وہ ولید کے چچا کے بیٹے اور ابوجہل کے بھائی ہیں۔ یہ اسلام

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قولِهٖ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ اُخْرٰىكُمْ وَهُوَ ثَابِتٌ اُخْرٰىهُمْ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ فَتْحًا اَوْ شَهَادَةً

۴۲۴۶ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا
اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ اُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَاَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ اِذْ يَدْعُوْهُمُ
الرَّسُوْلُ فِيْ اُخْرٰىهُمْ وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَا عَشَرَ
رَجُلًا

میں پہلے مسلمانوں میں سے ہیں چودہ ہجری کو جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں شام میں شہید ہوئے ع ۳ عیاش بن ابی ربیعہ عمرو بن مغیرہ ہے یہ بھی ولید کے چچا کے بیٹے ہیں اور اسلام میں پہلے مسلمانوں میں سے ہیں۔ ابوجہل نے ان کو دھوکہ دیا تو وہ مکہ مکرمہ واپس چلے گئے پھر وہاں محبوس کر لئے گئے۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ سے بھاگ گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک بقیدِ حیات رہے اور پندرہ ہجری میں فوت ہوگئے ،،

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور رسول کریم "علیہ التحیۃ والتسلیم" تمہیں تمہاری پچھلی جماعت میں پکار رہے تھے

اُخْرٰی آخر کی تانیث ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم دو بھلائیوں میں سے ایک کا انتظار کرو وہ فتح یا شہادت ہے۔

تفسیر : جنگِ اُحد میں بعض لوگوں کی ہزیمت کے وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗوْنَ عَلٰٓى اَحَدٍ ،، یعنی جس وقت تم منہ اُٹھائے چلے جاتے تھے اور کسی کی طرف مڑ کر نہ دیکھتے تھے اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ میں اللہ کا رسول ہوں جو واپس آئے گا اس کے لئے جنت ہے تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا؛ کیونکہ تم نے ہمارے رسول کو اُن سے جُدا ہو کر غمناک کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اَمَنَةً نُعَاسًا

۴۲۴۷۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْيَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ اَبَاطَلْحَةَ قَالَ غَشِيْنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِيْ مَصَافِّنَا يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ فَجَعَلَ سَيْفِيْ يَسْقُطُ مِنْ يَدِيْ وَاٰخُذُهٗ وَيَسْقُطُ وَاٰخُذُهٗ

سے روایت ہے کہ ایک غم ہزیمت کے سبب تھا جبکہ کافروں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم "قتل ہو گئے ہیں اور دوسرا غم کفار کے غلبہ کے باعث تھا اور معافی اس لئے سنائی کہ جو ہاتھ سے گیا اور جو مصیبت پہنچی اس کا رنج نہ کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی فتح ہے جو قرآن میں مذکور ہے اور دوسری شہادت ہے۔

۴۲۴۶ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی جنگ میں پیادوں پر عبداللہ بن جبیر کو مقرر کیا وہ شکست خوردہ دوڑ کر آئے اسی لئے فرمایا جبکہ ہمارے رسول تمہیں دوسری جماعت میں پکار رہے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ مردوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا تھا۔ (حدیث ۳۸۰۹ کی شرح دیکھیں)

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد!

"تم پر امن یعنی اُونگھ نازل فرمائی!"

۴۲۴۷۔ ترجمہ : قتادہ سے روایت ہے ہم سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ ابوطلحہ نے کہا ہم کو اونگھ نے ڈھانپ لیا حالانکہ ہم غزوۂ اُحد کے دن جنگ کی صف میں تھے۔ ابوطلحہ نے کہا میری تلوار میرے ہاتھ سے گر جاتی تھی میں اس کو پکڑتا تھا وہ گر جاتی تھی پھر میں اس کو پکڑتا تھا۔

۴۲۴۷ — شرح : مصاف مصف کی جمع بمعنی موقف ہے۔ یہ حال اہل یقین کا تھا وہ کسی خوف کے بغیر تلواریں پکڑے ہوئے سو جاتے تھے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مدد کرے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو پورا کرے گا۔ ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صف قتال میں نیند کا آنا اللہ کی طرف سے اور نماز میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ اَلْقَرْحُ الْجِرَاحُ اِسْتَجَابُوْا اَجَابُوْا يَسْتَجِيْبُ يُجِيْبُ

بَابُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمُ الْاٰيَةَ

شیطان کی طرف سے ہے۔ امام بیہقی نے یونس بن محمد کے طریق سے شیبان سے روایت کی کہ دوسرا منافقوں کا گروہ تھا ان کو صرف اپنی جانوں کی فکر تھی وہ بزدل اور مرعوب ہوگئے اور رسولِ زمانہ ہوئے انھوں نے اللہ کے حق میں جاہلیت کا جھوٹا گمان کیا یہ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ کے بارے میں شک و شبہ تھا۔ اُن کا منتہائے حیات استراحت دنیاوی اور عیش و عشرت تھا۔ ان کو نیند اس لئے نہ آئی تھی کہ وہ اپنی جانوں کی فکر میں تھے۔ انہیں اطمینان اور سکون حاصل نہ ہُوا کیونکہ یہ روحانی امر ہے جو منافقوں سے غیر متعلق ہے۔

(حدیث ع۳۸۰۹ کے بعد باب کی شرح دیکھیں)

بابؒ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ جو اللہ و رسول کے بُلانے پر حاضر ہُوئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا اُن کے نیکوکاروں کے لئے بڑا ثواب ہے ،،

قرح کا معنی زخم ہے۔ اِسْتَجَابُوْا اور اَجَابُوْا کے ایک ہی معنی ہیں یعنی حکم سُنا اور مانا ،، **تفسیر** : اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ جنگِ اُحُد سے فارغ ہونے کے بعد جب ابوسفیان مع اپنے ہمراہیوں کے مقامِ روحاء میں پہنچے تو انہیں افسوس ہُوا کہ وہ واپس کیوں آگئے۔ مسلمانوں کا بالکل خاتمہ ہی کیوں نہ کر دیا یہ خیال کر کے انہوں نے پھر واپس ہونے کا ارادہ کیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے تعاقب کے لئے اپنی روانگی کا اعلان فرما دیا۔ صحابہ کی ایک جماعت جن کی تعداد ستر تھی اور جو جنگِ احد کے زخموں سے چُور ہو رہے تھے حضور کے اعلان پر حاضر ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جماعت کو لے کر ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوگئے۔ جب حضور مقام حمراء الاسد پہنچے جو

marfat.com
Marfat.com

۴۲۴۸ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ اُرَاهُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اَبِیْ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ قَالَهَا اِبْرَاهِيْمُ حِيْنَ اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالُوْا اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

مدینہ منورہ سے آٹھ میل دُور ہے تو وہاں معلوم ہُوا کہ مشرکین مرعوب اور خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے ہیں تو یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی۔ اس باب کے مطابق بخاری کو اس کی شرط کے مطابق حدیث نہیں ملی اس لئے اس میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لوگ تمہارے لئے جمع ہُوئے

پُوری آئت کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ جن سے لوگوں نے کہا تمہارے لئے لوگ جمع ہُوئے ہیں تو اُن سے ڈرو تو اِن کا ایمان اور زیادہ ہُوا اور بولے اللہ ہم کو کافی ہے اور کیا اچھا کارساز ہے ،،

پہلے "ناس" سے مراد نعیم بن مسعود اشجعی ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ منافق لوگ مراد ہیں اور دوسرے "الناس" سے مراد ابوسفیان اور اس کے ساتھی ہیں۔ ابونعیم اس کے بعد مسلمان ہوگیا تھا۔ نعیم بن مسعود اشجعی مراد لینے کی تقدیر پر اس پر جمع کا اطلاق اس طرح ہے کہ محاورہ ہے " فلان یرکب الخیل ویلبس البُرُوْدَ" یعنی فلاں گھوڑوں پر سوار ہوتا ہے اور چادریں پہنتا ہے حالانکہ اس کا ایک ہی گھوڑا ہے جس پر سوار ہوتا ہے اور ایک ہی چادر ہے جو پہنتا ہے قولہ زَادَهُمْ اِيْمَانًا ،، فعل "زَادَ" کا فاعل ضمیر غائب ہے اس کا مرجع دلالتِ تضمنی کے اعتبار سے " فَاخْشَوْهُمْ ،، کے ضمن میں مذکور ہے یعنی زَادَ ذَالِكَ التَّخْوِيْفُ اِيْمَانَهُمْ ،، اس تخویف نے ان کا ایمان زیادہ کیا۔

۴۲۴۸ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جس وقت انہیں آگ میں ڈالا گیا تھا۔ اور سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی پڑھا تھا جب لوگوں نے کہا کہ لوگ تمہارے لئے جمع ہُوئے ہیں اُن سے ڈرو تو

marfat.com
Marfat.com

۴۲۴۹ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيلُ عَنْ اَبِي حَصِيْنٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اٰخِرُ قَوْلِ اِبْرَاهِيْمَ حِيْنَ اُلْقِيَ فِي النَّارِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

بَابٌ قوله وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ الْاٰيَةَ سَيُطَوَّقُوْنَ كَقَوْلِكَ طَوَّقْتُهُ بِطَوْقٍ

ان کا ایمان اور زیادہ ہُوا اور انہوں نے کہا اللہ ہم کو کافی ہے اور کیا اچھا کارساز ہے۔

شرح : مجاہد نے "اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ ابوسفیان نے

۴۲۴۸ — اُحد کے دن کہا اب ہماری جنگ بدر میں ہوگی جہاں تم نے ہمارے ساتھی قتل کئے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حسبِ وعدہ بدر کے میدان میں تشریف لے گئے لیکن ابوسفیان مرعوب ہوگیا اور بدر میں نہ پہنچا۔ بعض مفسرین نے کہا یہ حمراء الاسد میں کہا تھا۔ تفسیر طبری میں ہے ابوسفیان کے پاس سے عبدالقیس کا قافلہ گزرا تو اُن سے ابوسفیان نے کہا جب تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کے پاس جاؤ تو انہیں خبر دو کہ ہم اُن سے لڑنے آرہے ہیں جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ "

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت ابراہیم کو جب آگ میں

۴۲۴۹ — ڈالا گیا تھا تو اُن کا آخری قول یہ تھا: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جو بخل کرتے ہیں اُس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی"

ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت میں ان کے گلے کا طوق ہوگا!

تفسیر : واحدی نے کہا مفسرین نے اس میں اتفاق کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ مانعین زکوٰۃ کے بارے

marfat.com
Marfat.com

۴۲۵۰ــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ اَبَا النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَھُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَاْخُذُ بِلِھْزِمَتَیْہِ یَعْنِیْ شِدْقَیْہِ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ

میں نازل ہوئی۔ عطیہ عوفی نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ یہودی علماء کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت، حلیہ شریف اور نبوت کو چھپایا "بخل سے مراد علم کا کتمان ہے جو انہیں اللہ نے عطا کیا ہے۔ ابو عبداللہ بن نقیب کی تفسیر میں ہے کہ یہ آیت کریمہ جہاد میں خرچہ کرنے میں بخل کرنے والوں کے متعلق نازل ہوئی جبکہ اس میں نفقہ ضروری ہو۔ کہا گیا ہے محتاج عیال اور ذوالارحام کے نفقہ میں نازل ہوئی۔

قولہ سَیُطَوَّقُوْنَ آہ اس کا حاصل معنی یہ ہے کہ جو دنیا میں بخل کیا تھا وہ قیامت کے دن طوق بنایا جائیگا اور ان کے گلے میں ڈالا جائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو انہوں نے بخل کیا ہے۔ اس کو وہ قیامت کے دن اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ ابو مالک عبدی نے کہا جو وہ بخل کرتے تھے ان کے لئے گنجا سانپ آگ سے نکالا جائے گا۔ پھر انہیں طوق پہنایا جائے گا۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ بہت بڑا سانپ بنایا جائے گا جو ان کے سر پہ لپٹا ہوگا قولہ کقولک طوقتہ۔ یعنی جو وہ بخل کرتے تھے۔ وہ ان کے گلوں میں کٹی سانپ ہو جائیں گے اور وہ گلوں میں طوق ڈالے پھریں گے۔

۴۲۵۰ــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کا مال اس کے لئے گنجا سانپ بنا دیا جائے گا۔ جس کی آنکھوں پر سیاہ نشان ہوں گے۔ قیامت کے دن وہ اس کی گردن کا طوق بنا دیا جائے گا اور وہ منہ کے دونوں کناروں سے اس کو پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الآیۃ

(حدیث ۱۳۲۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذًى كَثِيْرًا

۴۲۵۱ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَآءَهٗ يَعُوْدُ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَالَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ فَاِذَا فِي الْمَجْلِسِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ

بَابُ تم ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنہوں نے اللہ کا شریک بنایا بہت اذیت کی باتیں سُنو گے ”

تفسیر : اس آیت کریمہ سے پہلے یہ ہے ”تمہارے اموال اور تمہاری جانوں سے تمہارا امتحان لیا جائے گا۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا اور اپنی شقاوت و بدبختی کے باعث سرورِ کون و مکان اور شاہِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اور مشرکوں کو آپ سے عداوت کی ترغیب دلایا کرتا تھا۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں میں اختلاط ہوا تو وہ مسلمانوں کو سخت آزار دینے لگے تو اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان کی طعن و تشنیع پر صبر کریں“ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے مراد اللہ کو آزار دینا ہے یہودی اللہ کو اس طرح اذیت دیتے تھے کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں اور وہ کہتے تھے اللہ کا ہاتھ مغلولہ (

marfat.com
Marfat.com

وَالْمُسْلِمِيْنَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ
الدَّآبَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ اَنْفَهٗ بِرِدَآئِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ
الْقُرْاٰنَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ اَيُّهَا الْمَرْءُ اَنَّهٗ لَا اَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ
اِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِيْنَا بِهٖ فِيْ مَجَالِسِنَا اِرْجِعْ اِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَآءَكَ
فَاقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهٖ
فِيْ مَجَالِسِنَا فَاِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ
حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ

ہے۔ اس طرح کی ہذیانات بکتے تھے تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۲۵۱ — ترجمہ : ابن شہاب زہری نے کہا کہ اُن کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدک کی موٹی چادر پڑی ہوئی تھی اور اپنے پیچھے اُسامہ بن زید کو بٹھایا تھا اس حال میں کہ آپ قبیلہ بنی حارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ کی بیمار پرسی کرنا چاہتے تھے۔ اسامہ نے کہا آپ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول مشہور منافق تھا۔ عبداللہ بن ابی کے اسلام ظاہر کرنے سے پہلے کا یہ واقعہ ہے اتفاقاً اس مجلس میں ملے جلے لوگ مسلمان، مشرک، بت پرست اور یہودی تھے۔ اس مجلس میں عبداللہ بن رواحہ (مداح رسول) بھی تھے۔ جب گدھے کے چلنے سے غبار نے مجلس کو ڈھانپا تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی چادر سے اپنی ناک کو ڈھانپ لیا پھر کہا ہم پر غبار نہ اُڑاؤ! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو سلام فرمایا (بہیئتِ مسلمانان) پھر آپ ٹھہر گئے اور سواری سے اُترے اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور اُن پر قرآن پڑھا عبداللہ بن اُبی بن سلول نے کہا جو آپ کہتے ہیں اس سے اچھی کوئی چیز نہیں اگر یہ حق ہے تو ہمیں اس مجلس میں اذیت نہ پہنچاؤ، اپنے گھر جاؤ اور جو کوئی تمہارے پاس آئے اس سے یہ بیان کرو۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری مجلسوں میں آپ ضرور تشریف فرما ہوں ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ (یہ سن کر) مسلمانوں، بت پرستوں، مشرکوں اور یہودیوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں حتیٰ کہ قریب تھا

marfat.com
Marfat.com

حَتّٰى سَكَنُوا ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهٗ فَسَارَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَعْدُ اَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ اَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ فَوَالَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلَيْكَ لَقَدِ اصْطَلَحَ اَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلٰى اَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْنَهٗ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا اَبٰى اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ اَعْطَاكَ اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهٖ مَا رَاَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ يَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ وَ اَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا اَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْاَذٰى قَالَ اللّٰهُ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا اَلْاٰيَةَ

کہ اُن میں ہاتھا پائی ہو جائے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش کراتے رہے حتیٰ کہ وہ چُپ ہو گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے اور سعد بن عبادہ کے پاس پہنچے اور فرمایا اے سعد! تم نے سُنا نہیں کہ ابو حُباب نے کیا کہا ہے آپ کی مراد عبداللہ بن اُبَیّ تھا۔ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کو معاف فرمائیں اور درگزر فرمائیں (وہ حاسد نفس پرست ہے) اُس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا ہے۔ اللہ کی طرف سے حق آیا جو اللہ نے آپ پر نازل فرمایا (رسالت) اب حال یہ ہے اس خطہ والوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اس کے سر پر تاج رکھیں اور اس کو اپنا رئیس اور سردار بنائیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حق کے سبب جو آپ کو عطا فرمایا ہے اس کی ریاست کا انکار کیا اس کے باعث حسد کیا اُس نے یہ بُری بات کی جو آپ نے دیکھا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکوں اور اہلِ کتاب کی آزار کن باتیں معاف فرما دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم فرمایا ہے اور وہ ان کی اذیتوں پر صبر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا "تم اُن لوگوں

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ اللّٰهُ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَاَوَّلُ فِي الْعَفْوِ مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰى اَذِنَ اللّٰهُ فِيْهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهٖ صَنَادِيْدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةِ الْاَوْثَانِ هٰذَا اَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايَعُوا الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمُوْا

سے جنہیں کتاب دی گئی تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنہوں نے اللہ کا شریک بنایا بہت اذیت کی باتیں سنو گے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ (اور بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے۔ بعد اس کے کہ حق اُن پر خوب ظاہر ہو چکا ہے) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کی تکلیف کے معاف کرنے میں اسی طرف میلان کرتے تھے جس کا اللہ نے آپ کو حکم فرمایا ہے (صبر) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بارے میں آپ کو اجازت دی (جنگ) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر لڑا اور اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کے سرداروں کو قتل کیا تو عبداللہ بن اُبی بن سلول اور اس کے ساتھی مشرکوں اور بت پرستوں نے کہا یہ امر (اسلام) غالب آگیا ہے۔ اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لو پس وہ بظاہر مسلمان ہو گئے۔

۴۲۵۱ — شرح: قَطِيْفَةٌ ،، موٹی چادر ہے اور فَدَكِيَّةٌ ،، اس کی صفت ہے یہ فدک کی طرف منسوب ہے۔ فدک مدینہ منورہ سے دو یا تین مرحلے مقام ہے۔ عبداللہ بن اُبی بن سلول مشہور منافق ہے۔ اُبی عبداللہ کا باپ اور سلول اس کی ماں ہے۔ اس لئے لفظ ابن مرفوع عبداللہ کی صفت ہے اور سلول سے پہلے ابن بھی مرفوع عبداللہ کی صفت ہے۔ قولہ وَالْمُسْلِمِيْنَ ،، یہ لفظ مکرر ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا بعض نسخوں میں یہ پہلے اور بعض میں آخر میں ہے۔ یہاں کاتب نے دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ بعض علماء نے دوسرے کو حذف کرنا بہتر سمجھا ہے تاکہ مسلمانوں کا ذکر مقدم ہو۔ اس مجلس میں موجود لوگوں کو آپ نے سلام فرمایا حالانکہ وہاں مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہودی بھی تھے، کیونکہ آپ نے سلام فرمانے میں مسلمانوں کی نیت کی تھی۔ ابوالحباب عبداللہ کی کنیت ہے یہ کنیت شہرت کے لئے ہے۔ اکرام کے لئے نہیں۔ قولہ اَلْبُحَيْرَةِ ،، سے مراد شہر ہے۔ یہ بحرہ کی تصغیر ہے بحرہ کے معنی زمین اور شہر میں اور بحار بستیوں کو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا

۴۲۵۲ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ

کہتے ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا اس آیت کریمہ : ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ میں بر و بحر سے مراد دیہات اور شہر ہیں۔ طبری نے کہا جس گاؤں میں جاری نہر ہو عرب اس کو بحرہ کہتے ہیں۔ قولہ عَلٰى اَنْ يُّتَوِّجُوْهُ الخ یعنی عبداللہ کو اپنا رئیس اور سردار بنالیں رؤساء کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے سروں پر عمامہ کی طرح کپڑے رکھتے جو ان کی پہچان ہوتی تھی۔ قولہ شَرِقَ الخ یعنی غصہ عبداللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حسد رکھتا تھا یہی اس کے نفاق کا باعث تھا۔ محاورہ ہے جب کسی کے حلق میں کوئی شئ پھنس جائے اور روٹی یا پانی کے گزرنے سے مانع ہو تو کہا جاتا ہے۔ غَصَّ الرَّجُلُ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے صرف حسد کے سبب گستاخانہ باتیں کی تھیں۔ سعد بن عبادہ کی سفارش پر آپ نے اس کو معاف کر دیا تھا، کیونکہ اس وقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے ارشاد فرمانا کہ تم مشرکوں اور یہودیوں سے بہت اذیت پاؤ گے لہٰذا صبر کرو حتی کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد آجائے یہ جنگِ بدر سے پہلے کا حال ہے۔ یہ آیت کریمہ نازل کرکے مومنوں کی تسلی دی ہے۔ اور فرمایا صبر و تقویٰ کو دامن سے نہ چھوڑو اور ان لوگوں کی اذیتیں برداشت کرتے رہو اور اُن سے درگزر کرتے رہو حتی کہ اُن سے جنگ کرنے اور عفو ترک کرنے کا حکم نازل ہو۔ لیکن اس سے یہ مُراد نہیں کہ اُن سے عفو بالکل ترک کر دیا جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ ایک وقت کے لئے ترک کیا جائے کیونکہ احادیث اور تاریخ میں یہ مشہور ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر مشرکوں اور یہودیوں پر احسان فرمایا اور کئی منافقوں سے درگزر فرمایا تھا۔

اس حدیث میں مشرکوں کے بعد یہودیوں کو ذکر کیا حالانکہ یہودی بھی حضرت عزیر علیہ السلام کو خُدا جانتے تھے لہٰذا وہ بھی مشرک تھے لیکن وہ اس کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا مشرکوں سے مراد بت پرست مُشرک ہیں اور مشرکوں کے بعد بُت پرستوں کو ذکر کرنا خاص کا عام پر عطف ہے۔ کیونکہ مشرک یہودیوں اور بُت پرستوں دونوں کو شامل ہے۔

صَنَادِيد صَنَدِيد کی جمع ہے کسی قوم کے بڑے سردار کو صندید کہا جاتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل کا مفضول کی عیادت کرنا اچھا کام ہے اور بندگوں کو گدھے کی سواری سے نفرت نہیں کرنی چاہیئے اور تواضع کرنی چاہیئے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیدُ المتواضعین ہیں گدھے پر سوار ہو کر بیمار پُرسی کو جا سکتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

رِجَالاً مِنَ الْمُنٰفِقِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَزْوِ وَتَخَلَّفُوْا عَنْهُ وَفَرِحُوْا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَذَرُوْا اِلَيْهِ وَحَلَفُوْا وَاَحَبُّوْا اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَنَزَلَتْ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ الْاٰيَةَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کئے اُن کی تعریف ہو ایسوں کو ہرگز عذاب سے دُور نہ جاننا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے ،، تفسیر :

اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہود لوگوں کو دھوکہ دینے اور گناہ کرنے پر خوش ہوتے تھے اور باوجود نادان ہونے کے یہ پسند کرتے تھے کہ انہیں عالم کہا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود پسندی بُری چیز ہے اور جھوٹی بات پر خوش ہونے سے عذاب ہوگا!

۴۲۵۲ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں جو منافق تھے جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جہاد کے لئے باہر نکلے تو وہ آپ سے پیچھے رہ گئے (آپ کے ہمراہ نہ نکلے) اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے بیٹھے رہنے میں خوش ہوئے جب آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو اُنھوں نے آپ سے معذرتیں کیں اور قسمیں کھائیں اور اس بات کو پسند کیا کہ ان کی ایسی چیز کے سبب تعریف کی جائے جو اُنھوں نے نہیں کی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ الاٰية۔

۴۲۵۲ — شرح : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا شانِ نزول یہ ذکر کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت اہلِ کتاب کے بارے میں نازل ہوئی جیسا کہ بعد والی حدیث میں مذکور ہے۔ قرطبی نے کہا یہ آیت دونوں فریقوں کے بارے میں نازل ہوئی امام فراء نے کہا یہودیوں نے کہا ہم پہلے اہلِ کتاب ہیں اور پہلے نماز پڑھنے والے اور تابعدار ہیں۔ بایں ہمہ وہ مُرتکبِ کبائر

marfat.com
Marfat.com

۴۲۵۳ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ اَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهٖ اذْهَبْ یَا رَافِعُ اِلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَئِنْ کَانَ کُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا اُوْتِیَ وَاَحَبَّ اَنْ یُّحْمَدَ بِمَا لَمْ یَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذِّبَنَّ اَجْمَعُوْنَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمَا لَکُمْ وَلِهٰذِهِ اِنَّمَا دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَهُوْدَ فَسَاَلَهُمْ عَنْ شَیْءٍ فَکَتَمُوْهُ اِیَّاهُ وَاَخْبَرُوْهُ بِغَیْرِهٖ فَاَرَوْهُ اَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوْا اِلَیْهِ بِمَا اَخْبَرُوْهُ عَنْهُ فِیْمَا سَاَلَهُمْ وَفَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا مِنْ کِتْمَانِهِمْ ثُمَّ قَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ کَذٰلِکَ حَتّٰی قَوْلِهٖ یَفْرَحُوْنَ بِمَا اُوْتُوْا وَیُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ

صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاتے تھے اور یہ پسند کرتے تھے کہ اُن کے نہ کئے پر ان کی تعریف کی جائے اس لئے یہ آئت ان کے متعلق نازل ہوئی لیکن لفظ کی عمومیت ہر اس شخص کو شامل ہے جو اچھا کام کرے اور اس کی وجہ سے فخر سے خوشی کا اظہار کرے اور یہ پسند کرے کہ اس کے نہ کئے پر لوگ اس کی تعریف کریں "

ترجمہ : ابن ابی مُلَیکہ سے روایت ہے کہ علقمہ بن ابی وقاص نے اُن سے بیان کیا کہ مروان نے اپنے خادم سے کہا اے ابا رافع ابن عباس کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو اگر ہر انسان اس کو دی ہوئی شئی پر خوش ہو اور وہ یہ پسند کرے کہ بغیر کسی عمل کے کئے ہوئے اس کی تعریف کی جائے آخرت میں وہ مُعَذّب ہو تو ہم سب کو عذاب دیا جائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تمہیں اس آئت سے کیا تعلق ہے (یہ تمہاری شان میں نہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بلایا اور اُن سے ایک چیز پوچھی تو انھوں نے اس کو چھپایا اور کسی اور شئی کی خبر دی اور انھوں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ظاہر کیا کہ جو آپ نے اُن سے پوچھا تھا اس کی آپ کو خبر دینے میں اُن کی آپ کے پاس تعریف کی گئی " اور وہ اس چیز سے خوش ہوئے جو اُن کو مسئول چھپانے پر عطا کیا گیا۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آئت تلاوت فرمائی : وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ سے لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ تک عبدالرزاق نے ابن جُرَیج سے روایت کرنے میں ہشام کی متابعت کی !

۴۲۵۳ —

marfat.com
Marfat.com

۴۲۵۴ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ مُلَيْكَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ مَرْوَانَ بِهٰذَا

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْاٰيَةَ

۴۲۵۳ ـــ شرح : مذکورہ آیت کریمہ کے نزول کی دوسری وجہ ہے۔ اس آیت کریمہ کا مورد اگرچہ خاص ہے، لیکن یہ مفہوم کے اعتبار سے عام ہے اور اُن لوگوں کو شامل ہے جن کو کوئی اچھی چیز اور دُنیاوی نعمت عطاء کی گئی تو فخر اور غرور کے باعث خوش ہوتے ہیں اور وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ اُن کے نہ کئے پر ان کی تعریف کی جائے،،

بعض محدثین نے اس حدیث کی صحت میں توقف کیا ہے۔ چنانچہ اسماعیلی جو ممتاز محدث ہیں نے کہا اللہ تعالیٰ بخاری پر رحم کرے کہ صحیح بخاری میں یہ حدیث ذکر کی حالانکہ ابن جریج کے بارے میں کافی اختلاف واقع ہے۔ اس حدیث کا مرجع مروان کا دربان ہے اور وہ مجہول الحال ہے۔

۴۲۵۴ ـــ ترجمہ : حجاج نے ابن جریج سے روایت کی کہ مجھے ابن ابی ملیکہ نے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ مروان نے اس حدیث کو بیان کیا،،(اس کا مقصد یہ ہے کہ مذکور حدیث دوسرے طریق سے بھی منقول ہے)

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بیشک آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے میں الخ

تفسیر : اس آیت کا تتمہ یہ ہے : وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ یعنی بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے،، اور وہ جانتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ثابت ہے اور چلنے والے کواکب، دریا، پہاڑ، جنگلات، مختلف ذائقہ والے پھل دار درخت، مختلف قسم کے رنگ وغیرہ، رات اور دن کا ایک دوسرے کا تعاقب کرنا اور ان کا چھوٹا بڑا ہونا یہ تمام اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت اور صفات کاملہ علم و قدرت کے دلائل ہیں جن کو دیکھ کر انسان یہ کہنے میں مجبور ہو جاتا ہے۔ اے اللہ کریم تو نے یہ کارخانہ باطل پیدا نہیں فرمایا لہٰذا ہم تیری ذات ستودہ صفات

marfat.com
Marfat.com

۴۲۵۵ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِیْ مَيْمُوْنَةَ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ قَعَدَ فَنَظَرَ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ فَصَلّٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ باب کے عنوان کے بعد امام نے حدیث ذکر کی جس میں یہ آئت کریمہ مذکور ہے۔

۴۲۵۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات گزاری۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجۂ محترمہ سے کچھ وقت باتیں کیں پھر سو گئے۔ جب تہائی شب رہ گئی تو اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا: اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ،، پھر آپ اٹھے اور وضو اور مسواک کی اور گیارہ رکعتیں نماز تہجد پڑھی پھر کچھ دیر بعد بلال نے اذان کہی تو آپ نے فجر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر باہر تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھی!

۴۲۵۵ — شرح : اس حدیث کی شرح حدیث ۱۳۸ کے تحت دیکھیں۔ طبرانی نے اپنے اسناد کے ساتھ سعید بن جبیرؓ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قریش یہودیوں کے پاس آئے اور اُن سے کہا موسیٰ ،، علیہ السلام ،، تمہارے پاس کیا معجزہ لائے انہوں نے کہا عصاء اور یدِ بیضاء ،، پھر وہ نصاریٰ کے پاس گئے اور اُن سے کہا عیسیٰ ،، علیہ السلام ،، کیسے تھے؟ انھوں نے کہا وہ بہروں اور کوڑھوں کو شفا دیتے اور مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اللہ سے دُعا کریں کہ صفا پہاڑی کو سونا بنا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے دُعا کی تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی جو حدیث میں مذکور ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نزولِ آئت کی یہ وجہ مشکل ہے کیونکہ یہ آئت کریمہ مدنیہ ہے اور لوگوں کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا کہ صفا پہاڑی سونا بنا دے مکی ہے۔"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔

۴۲۵۶ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمٰنَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُرِحَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةٌ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طُوْلِهَا فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَرَأَ الْاٰيَاتِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ اٰلِ عِمْرَانَ حَتّٰى خَتَمَ ثُمَّ اَتٰى شَنًّا مُعَلَّقًا فَاَخَذَهٗ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى رَاْسِيْ ثُمَّ اَخَذَ بِاُذُنِيْ فَجَعَلَ يَفْتِلُهَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں

۴۲۵۶ ۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات گذاری اور میں نے دل میں کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا (کہ رات کس طرح نماز ادا کرتے ہیں) تو میمونہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سرہانہ بچھا دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے طول کی جانب سو گئے حتی کہ آدھی رات گذر گئی تو آپ بیدار ہوئے اور اپنے چہرۂ انور سے نیند کو پونچھنے لگے (چہرہ مبارک کو ملا) پھر سورۂ آل عمران

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

۴۲۵۷ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمٰنَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهٗ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِنْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

کی آخری دس آیات پڑھیں پھر لٹکے ہوئے پرانے مشکیزہ کے پاس تشریف لائے اور اس سے پانی لے کر وضو کیا پھر آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو میں بھی اٹھا اور جیسے آپ نے کیا تھا میں نے بھی کیا (وضو کیا) پھر میں آیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو کی جانب کھڑا ہو گیا آپ نے اپنا دستِ اقدس میرے سر پر رکھا پھر میرا کان پکڑا اور محبت سے کان کو ملا پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو پھر دو پھر دو پھر دو ..... اور پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھے پھر آپ نے ایک رکعت ملا کر وتر بنایا (حدیث ۱۳۸ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ربّ ہمارے بے شک جسے تو دوزخ میں لے جائے اسے ضرور تو نے رُسوائی دی اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ”

۴۲۵۷ — ترجمہ: عبداللہ بن عباس کے مَوْلیٰ (آزاد کردہ) سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس نے اُن سے بیان کیا کہ اُنہوں نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر رات بسر کی اور وہ اُن کی خالہ ہیں۔ ابن عباس نے کہا میں سرہانہ کے

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ
الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا
فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ اِلٰى
جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ
بِاُذُنِيْ الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ
ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ
فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

بَابُ قَوْلِهٖ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ الْاٰيَةَ

عرض کی طرف لیٹ گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی اس کے طول میں آرام فرما ہوئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے حتی کہ آدھی رات ہوئی یا اس سے کچھ پہلے یا کچھ بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور چہرۂ انور سے نیند کو دور کیا۔ سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں پھر ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ کی طرف گئے اور اس سے بہت اچھا وضو فرمایا پھر کھڑے ہوئے اس حال میں کہ نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں نے بھی وہی کیا جو آپ نے کیا تھا۔ پھر میں آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور اپنے ہاتھ مبارک سے میرا کان پکڑا اس حال میں کہ اس کو مروڑ رہے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور اپنے ہاتھ مبارک سے میرا کان پکڑا اس حال میں کہ اس کو مروڑ رہے تھے اور آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر دو پھر دو پھر دو پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر نمازِ وتر پڑھی پھر پہلو پر لیٹ گئے حتی کہ مؤذن آیا آپ اُٹھے اور دو رکعتیں ہلکی سی پڑھیں۔ پھر گھر سے باہر تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھائی (حدیث ۱۲۵ کی شرح دیکھیں نیز تفہیم البخاری حصہ دوم ص ۱۳۲ کا مطالعہ کریں)

بابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ربّ ہمارے ہم نے ایک منادی (سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم) کو سنا کہ ایمان کیلئے نداء فرماتا ہے"

marfat.com
Marfat.com

۴۲۵۸ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمٰنَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ اِسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَامِهٖ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِيْمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِيْ الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ

۴۲۵۸ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ کریب سے روائت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُن سے بیان کیا کہ اُنہوں نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ ابن عباس کی خالہ ہیں کے گھر میں رات بسر کی۔ ابن عباس نے کہا وہ سرہانہ کے عرض کی جانب لیٹ گئے جبکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا اس کے طول کی جانب آرام فرما ہوئے۔ جب آدھی رات گزر گئی یا اس سے تھوڑا سا پہلے یا اس کے تھوڑا سا بعد تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور بیٹھ گئے جبکہ اپنے ہاتھ مبارک سے چہرۂ انور سے نیند دُور کر رہے تھے۔ پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں اور مشکیزہ کے پاس گئے اور اس کے پانی سے وضو فرمایا اور بہت اچھا وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پر پڑھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں اُٹھا اور میں نے وہی کیا جو آپ نے کیا تھا پھر میں آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا اور (بطور شفقت) میرے کان کو پکڑ کر اسے مروڑا اور دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰی جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّی الصُّبْحَ

سُوْرَةُ النِّسَآءِ

پھر دو رکعتیں نماز پڑھی پھر وتر پڑھے پھر لیٹ گئے حتیٰ کہ آپ کے پاس مؤذن آیا تو آپ اُٹھے اور ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں پھر گھر سے باہر تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھائی ،، (حدیث ع ۱۳۸ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ نِسَآء

حضرت ابن عباس، عبداللہ بن زبیر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ سورت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی جمہور بھی یہی کہتے ہیں۔ مگر ایک آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا ،، اللہ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں اُن کے حوالہ کرو! عثمان بن ابی طلحہ کے بارے میں سال فتح مکہ میں نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یَسْتَنْکِفُ بمعنی یَسْتَنْکِبُرُ ہے اور اس آیت کریمہ : وَمَنْ یَّسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیَسْتَکْبِرْ ،، میں یَسْتَکْبِرُ یَسْتَنْکِفُ کا عطفِ بیان ہے۔ امام بیضاوی نے کہا اِستکبار استنکاف ہے اس لئے یہ اُس کا عطف بیان ہے زجاج نحوی نے کہا استنکاف نکف بمعنی انفت ہے یعنی حق سے سرکشی کرنا۔ قِوَامًا۔ اس میں اس آیت کریمہ لَا تُؤْتُوا السُّفَھَآءَ اَمْوَالَکُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ قِیَامًا ،، پھر اس کی قَوَامُکُمْ مِنْ مَّعَایِشِکُمْ سے تفسیر کی۔ یعنی قیام وہ ہے جس کے ساتھ لوگ اپنی معیشت قائم کرتے ہیں۔ قِوَام بھی اسی طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لَھُنَّ سَبِیْلًا یعنی ثیب (شادی شدہ) کو سنگسار اور کنوارے کو کوڑے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ کیا فَاِنْ شَھِدُوْا فَاَمْسِکُوْھُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰھُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا ،، ابتداءِ اسلام میں یہ تھا کہ جب کوئی عورت زنا کرتی اور شرعًا اس کا زنا ثابت ہو جاتا تو اس کو گھر میں بند کیا جاتا تھا وہ مرنے تک وہاں سے باہر نہ نکل سکتی تھی اور اَوْ یَجْعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا ،، نے اس کو منسوخ کر دیا اور ثیب کے لئے رجم اور کنوارے کے لئے کوڑوں کا حکم مستقر ہوا۔ طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی کہ جب سورۂ نساء نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : سورۂ نساء کے بعد

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَنْكِفُ يَسْتَكْبِرُ قِوَامًا قِوَامُكُمْ مِنْ مَعَايِشِكُمْ لَهُنَّ سَبِيْلًا يَعْنِي الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ وَقَالَ غَيْرُهٗ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَعْنِي اِثْنَيْنِ وَثَلَاثًا وَاَرْبَعًا وَلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ

بَابُ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

جس ختم ہوگیا۔ اور لَهُنَّ سَبِيْلًا ،، کی تفسیر یہ کی کہ ثیب کے لئے رجم اور کنوارے کے لئے کوڑے ہیں پس سبیل سے مراد رجم اور کوڑے ہیں اور موت تک حبس منسوخ ہوگیا۔ صحاح میں عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے لو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے راہ نکال دی ہے وہ یہ کہ جب کنوارہ زنا کرے اور دلیل یا اقرار سے اس کا زنا ثابت ہوجائے تو اس کو سو کوڑے مارو اور سیاست کے طور پر بعض احوال میں ایک سال کے لئے جلاوطنی بھی فرمائی اور ثیب کے لئے رجم اور سیاستہً بعض احوال میں کوڑے بھی لگائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا : مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ،، عرب رُباع سے آگے نہیں بڑھتے ہیں۔ پھر مَثْنٰى کی اثنتین سے ثُلٰثَ کی ثلاثا اور رُبَاعَ کی اربعا سے تفسیر کی اور ان کے معانی مکرر ہیں۔ یعنی مَثْنٰى کا معنیٰ دو دو ہے اور شہرت کے باعث صرف اثنتین ذکر کیا ہے۔ والباقی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اس کی پوری تفصیل شرح جامی میں عدل کی بحث میں دیکھیں۔

باب اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ تم یتیم عورتوں میں انصاف نہ کرسکو گے

اس آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ جب تم میں سے کسی کی کفالت اور پرورش میں یتیمہ ہو اور اسے یہ خوف ہو کہ وہ اس کو مہر مثل نہ دے سکے گا تو اس کے سوا کسی اور عورت سے نکاح کرلے کیونکہ اس کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر تنگی نہیں کی۔ آیت میں مذکور یتیمہ اگرچہ بالغہ ہے لیکن

marfat.com
Marfat.com

۴۲۵۹ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا كَانَتْ لَهٗ يَتِيْمَةٌ فَنَكَحَهَا وَكَانَ لَهَا عَذْقٌ وَكَانَ يُمْسِكُهَا عَلَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهَا مِنْ نَفْسِهٖ شَيْءٌ فَنَزَلَتْ فِيْهِ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى اَحْسِبُهٗ قَالَ كَانَتْ شَرِيْكَتَهٗ فِيْ ذٰلِكَ الْعَذْقِ وَفِيْ مَالِهٖ ۴۲۶۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ

زمانہ ماضی کے اعتبار سے اس کو یتیمہ کہا گیا ہے۔ درحقیقت وہ یتیمہ نہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : لَا يُتْمَ بَعْدَ الْبُلُوْغِ "بلوغ کے بعد یتیم ختم ہوجاتا ہے۔

۴۲۵۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کے پاس یتیم لڑکی تھی اس نے اس سے نکاح کر لیا۔ اس لڑکی کے کھجور کے درخت تھے۔ اس وجہ سے اس نے لڑکی کو اپنے پاس رکھا ہوا تھا اور اس کو اپنے مال سے مہر وغیرہ نہ دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى الآية میرا خیال ہے کہ وہ لڑکی کھجور کے باغ اور اس کے مال میں اس کی شریک تھی۔

۴۲۵۹ — شرح : طبری نے عکرمہ سے روایت کی کہ مذکور مرد قبیلہ قریش سے تھا اس کے پاس متعدد عورتیں تھیں اور یتیم لڑکیاں بھی تھیں اس نے ان کا مال ہضم کرنے کے لئے اس سے نکاح کر لیا تھا۔

اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی : قولہ اَحْسِبُهٗ یعنی ہشام نے کہا میرا گمان ہے کہ عروہ نے کہا کہ وہ لڑکی اس کے مال اور باغ میں شریک تھی"

۴۲۶۰ — ترجمہ : ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس قول۔ وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا الآية کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا : اے میری ہمشیرہ کے بیٹے یہ یتیم عورت ہے جو اپنے ولی اور مربی کی پرورش میں ہوتی تھی اور اس کے مال میں شریک ہوتی تھی اسے اس عورت کی خوبصورتی اور مال پسند آتا تو وہ اس کا ولی مہر میں انصاف کئے بغیر اس کے ساتھ نکاح کر لیتا اور وہ اس کو وہ مہر نہ دیتا جو اس کے علاوہ دوسرے لوگ اس کو مہر دیتے

marfat.com
Marfat.com

اَبْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ
اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَقَالَتْ يَا ابْنَ اُخْتِيْ هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ
فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا شَرِكَهٗ فِيْ مَالِهٖ وَيُعْجِبُهٗ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا اَنْ يَتَزَوَّجَهَا
بِغَيْرِ اَنْ يُقْسِطَ فِيْ صَدَاقِهَا فَيُعْطِيْهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهٗ فَنُهُوْا عَنْ اَنْ يَنْكِحُوْهُنَّ
اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ اَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ فَاُمِرُوْا اَنْ يَنْكِحُوْا مَا طَابَ
لَهُمْ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ
فِي النِّسَآءِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللّٰهِ فِيْ اٰيَةٍ اُخْرٰى وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ
رَغْبَةَ اَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيْمَتِهٖ حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ قَالَتْ فَنُهُوْا
اَنْ يَنْكِحُوْا عَنْ مَنْ رَغِبُوْا فِيْ مَالِهٖ وَجَمَالِهٖ فِيْ يَتَامٰى النِّسَآءِ اِلَّا بِالْقِسْطِ
مِنْ اَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ اِذَا كُنَّ قَلِيْلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ

تھے۔ اس لئے انہیں ان کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کر دیا مگر یہ اُن کے مہر میں انصاف کریں اور ان کو پورا مہر ادا کریں اور انہیں حکم ملا کہ ان کے سوا اور عورتیں جو بھی انہیں خوش لگیں ان کے ساتھ نکاح کریں۔ عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے نزول کے بعد سوال عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ نازل فرمائی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا دوسری آیت کریمہ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ الخ سے مراد وہ عورتیں ہیں جو مال میں اور حسن و جمال میں کم ہیں اور تم ان میں رغبت نہیں کرتے تو پھر مال اور حسن و جمال والی عورت کے ساتھ بھی تم نکاح نہیں کر سکتے ہو حتیٰ کہ تم مال اور اُن کے مہر وغیرہ میں انصاف کرو کیونکہ جب ان کے پاس مال کم ہو اور وہ خوبصورت بھی نہ ہوں تو تم ان سے اعراض کرتے ہو۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ الْاٰيَةَ وَبِدَارًا مُبَادَرَةً اَعْتَدْنَا اَعْدَدْنَا اَفْعَلْنَا مِنَ الْعَتَادِ

۴۲۶۰ — شرح : حدیث کا حاصل یہ ہے کہ یتیمہ لڑکی جب مال دار نہ ہوتی اور نہ خوبصورت ہوتی تو لوگ اس کے ساتھ نکاح کرنے سے اعراض کرتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ان کو مالدار اور خوبصورت عورتوں کے ساتھ بھی نکاح کرنے سے منع کیا گیا کیونکہ جب وہ مالدار اور خوبصورت نہ ہوں تو وہ ان میں رغبت نہیں کرتے تھے حالانکہ عدل و انصاف کا مقتضیٰ یہ ہے کہ غنیہ جمیلہ عورت کے نکاح اور فقیرہ ذمیمہ کے نکاح میں مساوات ہونی چاہئیے۔ جاہلیت کے زمانہ میں جب کسی شخص کے پاس کوئی یتیمہ لڑکی ہوتی تو وہ اس پر اپنا کپڑا ڈال دیتا پھر کوئی شخص اس سے نکاح نہیں کر سکتا تھا اگر وہ خوبصورت ہوتی تو اس کے ساتھ نکاح کر لیتا اور مزے سے اس کا مال کھاتا تھا۔ اور اگر وہ ذمیمہ یعنی خوبصورت نہ ہوتی تو لوگوں کو اس کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتا حتی کہ وہ مرجاتی اور اس کے مرنے کے بعد اس کا وارث ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو حرام کیا اور ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی جس عورت کی پرورش کرتا ہو اس سے خود نکاح کر سکتا ہے اور بلوغ سے پہلے یتیمہ کا نکاح کرنا جائز ہے؛ کیونکہ بلوغ کے بعد یتیم ختم ہو جاتا ہے۔

باب — جو حاجتمند ہو وہ بقدر مناسب کھائے

پھر جب تم اُن کے مال انہیں سپرد کرو تو ان پر گواہ کر لو اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو

تفسیر یعنی جو شخص مالدار ہو اور یتیم کے مال سے مستغنی ہو تو وہ اس کے مال سے کچھ نہ کھائے شعبی نے کہا یتیم کا مال غنی کے لئے مردار اور خون کی مثل ہے اور جو کوئی حاجتمند ہو وہ بقدر ضرورت کھا سکتا ہے۔ ابو جعفر نحاس نے کہا علماء کی ایک جماعت نے یتیم کے وصی کو اس کے مال سے کچھ لینے سے منع کیا ہے۔ ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا غالباً یہ آیت منسوخ ہے اور یہ آیت کریمہ یٰاَیُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ،، اس کی ناسخ ہے۔ لہٰذا کسی کے لئے جائز نہیں کہ یتیم کے مال سے کچھ کھائے جبکہ وہ اس کے ساتھ مقیم ہو اور اگر یتیم کے لئے سفر کرے تو بقدر ضرورت اس کے

marfat.com
Marfat.com

۴۲۶۱ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ وَمَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِیْ مَالِ الْیَتِیْمِ اِذَا کَانَ فَقِیْرًا اَنَّہٗ یَاْکُلُ مِنْہُ مَکَانَ قِیَامِہٖ عَلَیْہِ بِمَعْرُوْفٍ

بَابُ قَوْلِہٖ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَۃَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنُ الْاٰیَۃَ

مال سے کھا سکتا ہے اور اس کے مال سے ذخیرہ نہیں کر سکتا۔ امام ابوحنیفہ اور محمد رضی اللہ عنہما یہی فرماتے ہیں۔
قولہ بِدَارًا ،، اس میں اس آیت کریمہ وَلَا تَاْکُلُوْا اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ یَّکْبَرُوْا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر مبادرۃً سے اس کی تفسیر یعنی یتیموں کے مال ضرورت کے بغیر فضول خرچی کرتے ہوئے جلدی جلدی ان کے بالغ ہونے سے پہلے پہلے نہ کھا جاؤ!
قولہ اَعْتَدْنَا اس سے اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اَعْدَدْنَا ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی اَعْتَدْنَا اور اَعْدَدْنَا ،، کے معنی واحد ہیں۔ اس لئے کہا : اَفْعَلْنَا عَتَادٌ سے ہے۔

۴۲۶۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام مَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ وَمَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ یتیم کے مال کے بارے میں نازل ہوا کہ جب وہ حاجتمند ہو تو وہ یتیم کے مال سے یتیم کی دیکھ بھال کے مطابق کھا سکتا ہے۔

باب جب بانٹتے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو اور ان سے اچھی بات کہو۔ تفسیر

یعنی جب میت کا ترکہ تقسیم کرتے وقت میت کے قریبی غریب لوگ حاضر ہوں جو وارث نہ ہوں اور یتامی اور مساکین بھی وہاں آجائیں تو ترکہ سے ان کو بھی کچھ دو، کیونکہ اُن کے دل بھی کچھ لینے کی خواہش رکھتے ہیں اور جب وہ دیکھیں گے کہ فلاں وہ لے گیا فلاں یہ لے گیا اور وہ ناامید کھڑے ہیں ان کو کچھ نہیں دیا جاتا تو وہ کبیدہ خاطر ہوں گے

marfat.com
Marfat.com

۴۲۶۲ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيٰنَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنُ قَالَ هِيَ مُحْكَمَةٌ وَلَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ تَابَعَهُ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

بَابُ قَوْلِهٖ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ

۴۲۶۳ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ مُنْكَدِرٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ عَادَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ مَاشِيَيْنِ فَوَجَدَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَعْقِلُ فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهُ ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ مَا تَاْمُرُنِيْ اَنْ اَصْنَعَ فِيْ مَالِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَنَزَلَتْ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ

اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بطورِ نیکی انہیں بھی کچھ دے دیا جائے تاکہ وہ مطمئن ہوجائیں اور شکستہ دل نہ ہوں اور انہیں اچھی بات کہو وہ یہ کہ ان سے اچھا وعدہ کرو اور ان کے لئے دعا کرو اور کھانا کپڑا دینے کے بعد ان کو دینی تعلیم دو۔

۴۲۶۲ــ ترجمہ : عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنُ محکمہ ہے منسوخ نہیں۔ عکرمہ کی سعید نے ابن عباس سے روایت کرنے میں موافقت کی۔

۴۲۶۲ــ شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کو منسوخ نہیں کہتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا میراث کی آیت نے اس کو منسوخ کر دیا۔ حضرات ائمہ کرام یہی کہتے ہیں (حدیث ۲۵۷۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

باب ۱۰ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں ،، (وصیت سے مراد میراث کی تقسیم ہے)

۴۲۶۳ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی سلمہ میں میری عیادت کی جبکہ وہ چلتے ہوئے آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیہوش پایا میں کچھ نہ سمجھتا تھا آپ نے پانی منگوایا اور اس سے وضو فرمایا پھر میرے اُوپر پانی سے چھڑکاؤ کیا تو مجھے ہوش آگئی میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ،، میرے مال کے بارے میں آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں جو اس میں کروں تو یہ آئت کریمہ : یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ ،، نازل ہُوئی

۴۲۶۳ — شرح : زمانۂ جاہلیت میں لوگ ساری میراث مردوں کو دیتے اور عورتوں کو محروم رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اصل میراث میں دونوں کو مساوی قرار دیا اور دونوں قسموں میں یہ تفاوت رکھا کہ مرد کو عورت سے دوگنا حصّہ دیا کیونکہ مرد خرچہ وغیرہ اور دیگر مصارف کا متحمل ہوتا ہے۔ بنو سلمہ جابر کی قوم ہے جو قبیلہ خزرج کی ایک شاخ ہے۔ دیباطی نے کہا یہ آئت کریمہ جابر کے حق میں نازل نہیں ہُوئی۔ یہ راوی کا وہم ہے۔ جابر کے بارے میں کلالہ کی آئت کریمہ نازل ہُوئی تھی چنانچہ شعبہ اور ثوری نے بھی ابن منکدر سے یہ روایت کی ہے۔ اس کی تائید اس کے بعض طرق کرتے ہیں کہ جابر نے دربارِ رسالت میں عرض کیا حضور میں کلالہ ہوں میرا کوئی وارث نہیں۔ کلالہ وہ ہے جس کے ماں باپ اور اولاد نہ ہو۔ اس وقت جابر کی اولاد نہ تھی اور نہ ہی اس کے والدین تھے۔ ان کے بارے میں یہ آئت کریمہ یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلَالَۃِ نازل ہُوئی۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سعد بن ربیعہ کی بیوہ سعد کی دو لڑکیاں لے کر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یہ سعد کی دو لڑکیاں ہیں۔ وہ غزوۂ اُحد میں شہید ہوگیا ہے ان کے چچا نے سعد کا سارا مال اپنے قبضہ کر لیا ہے اور ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا ان کا نکاح مال کے بغیر کیسے ہوگا؟ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بارے میں اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے اور آئت میراث نازل ہُوئی ،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو پیغام بھیجا کہ سعد کی دونوں لڑکیوں کو دو تہائی ترکہ دو اور ان کی والدہ کو آٹھواں حصّہ دو اور باقی تمہارا ہے (عینی، قسطلانی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ

۴۲۶۴ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ وَرْقَآءَ عَنِ ابْنِ اَبِی نَجِيحٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا اَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْاَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَالثُّلُثَ وَجَعَلَ لِلْمَرْاَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ

باب ۔ تمہارے لئے نصف مال ہے جو تمہاری بیویوں نے چھوڑا

۴۲۶۴ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابتداء اسلام میں ترکہ کا سارا مال لڑکے کے لئے ہوتا تھا اور والدین کے لئے وصیت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے جو چاہا منسوخ کر دیا اور مرد کے لئے دو عورتوں کے حصہ کے برابر کیا اور والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ اور تہائی کیا بیوی کے لئے آٹھواں اور چوتھا حصہ کیا جبکہ شوہر کے لئے نصف اور ایک چوتھائی کیا۔

۴۲۶۴ ـــ شرح : یعنی جب میت کی اولاد نہ ہو تو شوہر کو نصف اور اگر اولاد ہو تو ترکہ کا چوتھا حصہ ملتا ہے۔ اور اگر شوہر فوت ہو جائے تو اگر اس کی اولاد ہو تو بیوہ کو آٹھواں حصہ اور اولاد نہ ہو تو چوتھا حصہ ملے گا۔ اگر میت کی اولاد ہو تو والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ورنہ تیسرا حصہ ملے گا (کتاب الوصایا میں حدیث ۲۵۶۰ کی شرح دیکھیں)

باب ۔ تمہارے لئے حلال نہیں کہ تم عورتوں کے جبرًا وارث بن جاؤ!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا الاية

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لَا تُقْهَرُوْهُنَّ حُوْبًا اِثْمًا تَعُوْلُوْا تَمِيْلُوْا نِحْلَةً فَالنِّحْلَةُ الْمَهْرُ ٭٭٭٭٭

۴۲۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَذَكَرَهٗ اَبُو الْحَسَنِ السُّوَآئِيُّ وَلَا اَظُنُّهٗ ذَكَرَهٗ اِلَّا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ قَالَ كَانُوْا اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ اَوْلِيَاؤُهٗ اَحَقَّ بِامْرَاَتِهٖ اِنْ شَآءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَاِنْ شَآءُوْا زَوَّجُوْهَا وَاِنْ شَآءُوْا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا فَهُمْ اَحَقُّ بِهَا مِنْ اَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ

ابن عباس سے منقول ہے لَا تَعْضُلُوْهُنَّ کے معنی ہیں اُن پر جبر و زبردستی مت کرو۔ حُوْبًا کا معنی گناہ کبیرہ ہے۔ تَعُوْلُوْا کے معنی ایک طرف جھک جانا نِحْلَةً کے معنی ہیں مہر۔

پوری آیت یہ ہے: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا "اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں اور اُن سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ

الاٰیۃ مَوَالِیَ اَوْلِیَآءَ وَرَثَۃً عَاقَدَتْ هُوَ مَوْلَی الْیَمِیْنِ وَهُوَ الْحَلِیْفُ وَالْمَوْلٰی اَیْضًا اِبْنُ الْعَمِّ وَالْمَوْلَی الْمُنْعِمُ الْمُعْتِقُ وَالْمَوْلَی الْمُعْتَقُ وَالْمَوْلَی الْمَلِیْكُ وَالْمَوْلٰی مَوْلًی فِی الدِّیْنِ

۴۲۶۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے شیبانی نے کہا اور ابوالحسن السوائی نے اسے ذکر کیا اور میرا خیال ہے کہ اس نے ابن عباس ہی سے ذکر کیا ہے کہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ الاٰیۃ انہوں نے کہا جاہلیت کے زمانہ میں جب کوئی آدمی مرجاتا تو اس کے ولی اس کی بیوی کے زیادہ حقدار ہوتے تھے۔ اُن میں سے بعض اگر چاہتے تو خود اس سے نکاح کر لیتے اور اگر چاہتے تو کسی اور سے اس کا نکاح کر دیتے اور اگر چاہتے تو اس کا نکاح کسی سے نہ کرنے دیتے۔ وہ دوسرے لوگوں سے اس کے زیادہ حق دار ہوتے تھے۔ تو اس بارے میں یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی۔ (اور اس رسم سے ان کو منع کر دیا)

۴۲۶۵ — شرح : "نِحْلَۃً" کی تفسیر مہر سے کی ابوذر کی روائت میں ہے فَالنِّحْلَۃُ اَلْمَهْرُ اس میں کئی وجوہ ہیں۔ قریب تر وجہ یہ ہے کہ "نِحْلَۃً" وہ شئی ہے جو کسی عوض کے بغیر دی لیکن ابن ابی حاتم اور طبری نے ابن عباس سے اس آئت کریمہ کی تفسیر میں نِحْلَۃً کی تفسیر مہر سے کی ہے اور مقاتل، قتادہ اور ابن جریج نے کہا "نِحْلَۃً" مقرر فریضہ ہے۔ ابن درید نے کہا عرب کے کلام میں "نِحْلَۃً" واجب کو کہتے ہیں چنانچہ تو کہے گا : لَا یَنْكِحُهَا اِلَّا بِشَیْءٍ وَاجِبٍ لَهَا "اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو مناسب نہیں کہ کسی عورت سے نکاح کرے مگر واجب مہر کے عوض اور مہر کا نام کذب مناسب نہیں۔ قولہ صَدُقَاتِهِنَّ آہ صَدُقَۃ بفتح الصاد اور بضم الدال ہے اس کی جمع صُدُقَات بفتح الصاد اور بضم الدال ہے۔ اگر بفتح الصاد والدال ہو تو اس کا معنی خیرات ہے۔ قولہ "وَلَا اَظُنُّهٗ" اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ شیبانی کی روائت کے دو طریق ہیں۔ ان میں سے ایک موصول ہے جو عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس سے ہے اور دوسرا طریق وہ ہے جس کا وصل مشکوک ہے۔ اور وہ ابوالحسن السوائی کے ذریعہ ابن عباس سے ہے رضی اللہ عنہما (عینی) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

باب ۱۰ اور ہم نے سب کے لئے، مال کے مستحق بنا دیئے ہیں"

جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا۔ انہیں ان کا حصہ دو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے"

تفسیر: موالی کی تفسیر اولیاء ورثہ سے کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی "موالی" کی تفسیر ورثہ سے کی ہے۔ علامہ زمخشری نے کہا والدین اور اقارب جو مال ترکہ چھوڑ جائیں۔ ہم نے اس کے لئے موالی اور وارث بنا دیئے ہیں وہ مال کے وارث ہیں اور اس کو اپنے قبضہ کرتے ہیں۔ ایک روائت میں ابن عباس سے منقول ہے کہ موالی عصبات ہیں قولہ: وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ "، یہ مبتداء ہے جو شرط کے معنی کو متضمن ہے اس کی خبر پہ فاء داخل ہے اور فَاٰتُوْهُمْ اس کی خبر ہے۔ ابن کثیر نے کہا جن سے تم نے عقدِ حلف کیا ہے ان کو میراث سے ان کا حصہ دو جو تم نے وعدہ کیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کوئی مجہول النسب دوسرے سے یہ کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور میں کوئی جنائت کروں تو تجھے دیت دینا ہوگی۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا اس صورت میں یہ عقد صحیح ہو جاتا ہے اور قبول کرنے والا وارث بن جاتا ہے اور دیت بھی اس پہ آجاتی ہے اور دوسرا بھی اسی طرح سے مجہول النسب سے ایسا ہی کہے اور وہ بھی قبول کرے تو اُن میں سے ہر ایک دوسرے کا وارث اور اس کی دیت کا ذمہ دار ہوگا یہ عقد ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے قائل ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا: اَوْلِيَاءَ وَرَثَةً "، دونوں منصرب ہیں مولیٰ کی تفسیر ہیں اور اولیاء موالی بھی مذکور ہیں اس میں اضافت بیانیہ ہے جیسے "شجر الاراک" میں اضافت بیانیہ ہے کہ اراک شجر کا بیان ہے یعنی میت کے اولیاء جو اس کی میراث کے وارث ہیں اور اس کو اپنے قبضہ میں کرتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو قرابت کے باعث ولی ہیں اور وہ والدین اور اقارب ہیں دوسرے ولی بالموالات اور عقدِ ولاء ہیں اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے عقد بالحلف کیا ہو۔ چچا کے بیٹے کو بھی مولی کہا جاتا ہے اور مولی بمعنی مُنعِم آزاد کرنے والا ہے اور مَوْلیٰ مُعتَق جس کو آزاد کیا گیا ہو۔ مَوْلیٰ بمعنی مالک بھی ہے۔ مولیٰ بمعنی دین میں بزرگ بھی آتا ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مولیٰ کے چھ معانی ذکر کئے ہیں۔ چند معانی اور بھی ہیں۔ چنانچہ مُحِبّ، ہمسایہ، ناصر، صہر، تابع اور مساوی مقابل پہ بھی مولی کا اطلاق ہوتا ہے۔ عقدِ حلف ابتداء اسلام میں تھا۔ اس آئت کریمہ نے اس کو منسوخ کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

۴۲۶۶ ـــ حَدَّثَنِیْ الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اِدْرِیْسَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ قَالَ وَرَثَةً وَالَّذِیْنَ عَاقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ کَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ لَمَّا قَدِمُوْا الْمَدِیْنَةَ یَرِثُ الْمُهَاجِرِیُّ الْاَنْصَارِیَّ دُوْنَ ذَوِیْ رَحِمِهٖ لِلْاُخُوَّةِ اُخِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ نَسَخَتْ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْنَ عَاقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ مِنَ النَّصْرِ وَالرِّفَادَةِ وَالنَّصِیْحَةِ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِیْرَاثُ وَیُوْصٰی لَهٗ سَمِعَ اَبُوْ اُسَامَةَ اِدْرِیْسَ وَسَمِعَ اِدْرِیْسُ طَلْحَةَ

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ یَعْنِیْ زِنَةَ ذَرَّةٍ

۴۲۶۶ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موالی کی تفسیر میں یہ روایت ہے کہ موالی بمعنی ورثہ ہیں اور وَالَّذِیْنَ عَاقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ کی تفسیر میں کہا کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تو مہاجر انصاری کا وارث بنتا تھا اس کے قریبی وارث نہ بنتے تھے۔ یہ اس بھائی چارہ کے سبب تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے درمیان بھائی چارہ بنایا تھا۔ جب یہ آیت کریمہ وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ ،، نازل ہوئی تو بھائی چارہ کی میراث کو منسوخ کر دیا۔ پھر کہا جنہوں نے قسموں کے ساتھ عہد باندھے ہوں وہ مدد کریں اور عطا یا دیں اور ایک دوسرے سے بھلائی کریں ان کے لئے میراث نہیں رہی۔ وہ بھائیوں کے لئے وصیت کریں۔ ابو اُسامہ نے ادریس سے سُنا اور ادریس نے طلحہ سے سُنا۔
(اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ حدیث مُنْعَنَعَنْ ہے اور ہر ایک کا دوسرے سے سماع ثابت ہے)
(حدیث ۲۱۴۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا ،،

marfat.com
Marfat.com

۴۲۶۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ اُبْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ اُنَاسًا فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هَلْ تُضَآرُّوْنَ فِیْ

تفسیر مثقال ذرّہ کی تفسیر زنۃ ذرّہ سے کی اور مثقال کی تفسیر وزن سے کی جاتی ہے۔ زجاج سے منقول ہے کہ مِثقال کا وزن مِفعَال ہے۔ یہ ثقل سے مشتق ہے۔ ابو منصور جوالقی نے کہا لوگ کہتے ہیں۔ مِثقال دینار کا وزن ہے، لیکن ایسا نہیں ہے ہر شئ کا مِثقال اس کا وزن ہے ہر وزن کو مثقال کہتے ہیں اگرچہ ہزار دینار ہو۔ ذَرَّہ ذرّ کا واحد ہے اور چھوٹی سی سُرخ چیونٹی کو ذَرّہ کہتے ہیں۔ ثعلب سے ذرّہ کے متعلق پوچھا گیا تو اُنہوں نے کہا سو چیونٹی کا وزن ایک دانہ ہوتا ہے۔ ابن اثیر نے کسی سے نقل کرتے ہوئے کہا ذرّہ کا کچھ وزن نہیں اس سے مراد وہ ہے جو سُورج کی شعاع میں باریک سی شئ دیکھی جاتی ہے۔ بعض حساب دانوں نے کہا جَو کا وزن حبّہ (دانہ) اور حبّہ کا وزن چار ذرّے ہے۔ اور ذرّہ کا وزن چار تِل ہیں اور تِل کا وزن شمسی چار خردلے ہیں اور خردلہ کا وزن نخالہ کے چار ورق ہیں اور نخالہ کے ورق کا وزن چار ذرّات ہیں اس سے معلوم ہُوا کہ ذرّہ چار ضرب چار اس ضرب کے حساب سے حبّہ کے ایک ہزار بیس ذرّات بنتے ہیں۔ ثعلبی نے کہا کہ یزید بن ہارون نے کہا لوگ کہتے ہیں ذرّہ کا وزن نہیں چنانچہ حکائت ذکر کی جاتی ہے کہ ایک آدمی نے روٹی رکھی تو اس پر اتنے ذرّات آگئے کہ انہوں نے روٹی کو ڈھانپ لیا پھر اس کا وزن کیا تو روٹی کی مقدار سے کچھ بھی وزن زیادہ نہ ہُوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انھوں نے اپنا ہاتھ مٹی میں داخل کیا پھر نکال کر اس میں پھونک ماری اور فرمایا ان میں سے ہر ایک ذرّہ ہے۔ قتادہ سے روائت ہے اُنہوں نے کہا بعض علماء کہتے تھے۔ میری نیکیاں ایک ذرّہ کی مقدار زیادہ ہو جائیں تو وہ مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ ابن مسعود نے مرفوع حدیث ذکر کی کہ اے اللہ! تیرے بندے کے لئے صرف ایک ذرّہ وزن باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس ذرہ کو اس کے لئے بڑھاؤ اور اس کو جنت میں داخل کرو! (عینی، تیسیر القاری)

۴۲۶۷ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں لوگوں نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم قیامت کے روز اپنے ربّ کو دیکھیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! کیا دوپہر کے وقت سُورج کی روشنی

marfat.com
Marfat.com

رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيْرَةِ ضَوْءٌ لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ
فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ضَوْءٌ لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ
رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِيَتْبَعْ كُلُّ اُمَّةٍ مَا كَانَتْ
تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا
يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ بَرٌّ وَّفَاجِرٌ وَ
غُبَّرَاتُ اَهْلِ الْكِتَابِ فَتُدْعٰى الْيَهُوْدُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا
كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرًا ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ
وَّلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُوْنَ قَالُوْا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ اَلَا تَرِدُوْنَ فَيُحْشَرُوْنَ
اِلَى النَّارِ كَاَنَّهَا سَرَابٌ تَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ ثُمَّ تُدْعَى
النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ

کی سخت حرارت جس میں بادل نہ ہو سورج کو دیکھنے میں تمہیں ضرر دیتی ہے ؟ اُنھوں نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں روشنی جس میں بادل نہ ہو تمہیں ضرر دیتی ہے انہوں نے کہا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں قیامت کے دن اللہ کو دیکھنے میں کچھ ضرر یا مزاحمت نہ ہوگی جیسے سُورج اور چاند کو دیکھنے کوئی ضرر یا مزاحمت نہیں ہوتی۔ جب قیامت کا دن ہوگا منادی آواز دے گا ہر گروہ اس کی پیروی کرے جس کی وہ عبادت کرتے تھے تو اللہ کے سوا جن بتوں اور پتھروں کی عبادت کیجاتی تھی سب دوزخ میں گر جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہی باقی رہ جائیں گے جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ وہ نیک ہوں یا فاجر ہوں اور بچے کھچے اہلِ کتاب باقی رہ جائیں گے۔ پھر یہودیوں کو بلایا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے حضرت عزیز علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔ اُن سے کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو اللہ کی کوئی بیوی اور اولاد نہیں ہے۔ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔ اُنھوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم پیاسے ہیں ہمیں پانی پلا تو اس طرف اشارہ کیا جائے گا کہ کیا تم وہاں نہیں جاتے۔

marfat.com
Marfat.com

فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَا تَبْغُوْنَ فَكَذٰلِكَ مِثْلَ الْاَوَّلِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ اَوْ فَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْ اَدْنٰى صُوْرَةٍ مِنَ الَّتِيْ رَاَوْهُ فِيْهَا فَيُقَالُ مَاذَا تَنْتَظِرُوْنَ يَتْبَعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلٰى اَفْقَرَ مَا كُنَّا اِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِيْ كُنَّا نَعْبُدُ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا

اور وہ تمام آگ میں جمع کئے جائیں گے گویا کہ وہ چمکتی ہوئی ریت کا میدان ہے (آگ سراب کی صورت میں ظاہر ہوگی تاکہ پیاس کے باعث اس طرف جائیں) جو ایک دوسری کو توڑتی ہوگی اور وہ آگ میں گر جائیں گے۔ پھر نصاریٰ کو بلایا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے اُنھوں نے کہا ہم اللہ کے بیٹے مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔ اُن سے کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو اللہ کی کوئی بیوی اور بیٹا نہیں اُن سے کہا جائے گا تم کیا طلب کرتے ہو پس اسی طرح پہلی قسم یہودیوں کی طرح کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ وہ ہی باقی رہ جائیں گے جو نیک و بد اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان کے پاس اللہ اس شان میں ظاہر ہوگا جو اس کی شان کے بہت قریب ہوگی جس شان میں انہوں نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ اُن سے کہا جائے گا تم کس کا انتظار کرتے ہو ہر گروہ اس کی پیروی کر چکا ہے جس کی وہ عبادت کرتا تھا وہ کہیں گے ہم دُنیا میں لوگوں سے ایسی حالت میں جُدا ہوئے کہ ہم ان کے بہت محتاج تھے اور ہم نے (عقائد اور اعمال میں) اُن سے مصاحبت نہیں کی اور ہم اپنے ربّ کا انتظار کر رہے ہیں جس کی ہم عبادت کرتے تھے۔ اللہ فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہم اللہ کا کسی کو شریک نہیں بناتے ہیں یہ کلمہ دو بار کہیں گے۔

۴۲۶۷ — شرح: هَلْ تُضَارُّوْنَ آہ یہ لفظ دو بار مذکور ہے۔ دونوں مقامات میں اس کو چند وجوہ پر ذکر کیا گیا ہے۔ اوّل یہ کہ تُضَارُّوْنَ بضم التاء وتخفیف الراء ضیر سے بمعنی ضرر ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہوگا کیا تم کو اس کے دیکھنے میں ضرر لاحق ہوتی ہے؟ دُوسری وجہ یہ کہ تَضَارُّوْنَ بفتح التاء وتشدید الضاد والراء ضرر سے مشتق ہے۔ اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہوگا کیا تم اپنے غیر کو رُؤیت کی حالت میں مزاحمت اور مخالفت کے سبب ضرر پہنچاتے ہو یا اس کے مخفی رہنے کے سبب ایسا کرتے ہو جیسے ماہ کی پہلی رات کے چاند میں کرتے ہیں۔ خطابی نے کہا تَضَارُّوْنَ اصل تتضارُّوْن تھا یعنی کیا

marfat.com
Marfat.com

تمہیں اس کی رویت کے وقت مزاحمت ہوتی ہے حتی کہ تمہیں ضرور لاحق ہو ایک تاء کو حذف کر دیا گیا ہے۔
تیسری وجہ یہ کہ یہ لفظ تَضَامُّوْنَ ہے۔ بتشدید المیم اور تا و ضاد مفتوح ہیں۔
چوتھی وجہ یہ کہ تُضَامَوْن بضم التاء وتخفیف المیم ضیم سے بمعنی تعب و مشقت ہے۔ آخری دونوں وجہیں دوسری حدیث میں ہیں۔

قولہ ضَوْءٌ آہ اگر مجرور ہو تو ماقبل سے بدل واقع ہوگا۔ یہ دونوں جگہ مرفوع و مجرور ہے۔ یہ تشبیہ صرف وضاحت اور زوال شک و مشقت اور زوالِ اختلاف میں ہے۔ مقابلہ، جہت اور دوسرے امور میں نہیں جو عادۃً رؤیت کے وقت ہوتے ہیں۔ پس یہ حقیقی رؤیت ہے لیکن ہم اس کی کیفیت سے ناواقف ہیں اور اس کی معرفت کی حقیقت اللہ کے علم کے حوالہ کرتے ہیں۔

قَوْلُہٗ اَصْنَام آہ صنم کی جمع ہے۔ ابن اثیر نے کہا صنم وہ ہے جس کو اللہ کے سوا الٰہ اعتقاد کیا جائے۔ بعض نے کہا صنم وہ ہے جس کا جسم یا صورت ہو اگر اس کا جسم یا صورت نہیں تو وہ وثن ہے اور انصاب، نُصُب کی جمع ہے وہ پتھر ہیں جن کو جاہلیت میں نصب کرتے تھے اور اس کو بُت سمجھ کر اس کی عبادت کرتے تھے بعض نے کہا نُصُب پتھر ہے جس کو نصب کر کے اس پر جانور ذبح کرتے تھے تو وہ خون سے سُرخ ہو جاتا تھا۔ غُبَّرَات، غبر کی جمع ہے اور غبر غابر کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے بچے کھچے اہلِ کتاب جو شی باقی رہے اس کو بھی غابر کہتے ہیں۔ ماضی کے معنی میں مستعمل ہے۔

قَوْلُہٗ اَدْنٰی صُوْرَۃٍ آہ علامہ خطابی نے کہا صورت بمعنی صفت ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے اس امر کی صورت یہ ہے یعنی صفت یہ ہے۔ مشاکلت اور مجانست کے طور پر صفت پر صورت کو اطلاق کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا آنا بمعنی ظہور ہے۔ یہ مجازی معنی ہے۔ کہا گیا ہے۔ لوگوں کا اللہ کو دیکھنے پر اتیان کا اطلاق کیا ہے کیونکہ عادت ہے کہ جو کوئی غیر سے غائب ہو جائے تو اس کے آئے بغیر اس کو دیکھنا ممکن نہیں۔ یہاں بھی رُویت کی اتیان سے مجازاً تعبیر کی گئی ہے۔ کہا گیا ہے۔ اتیان سے مراد فرشتوں کا آنا ہے۔ قاضی عیاض نے اس کو پسند کیا ہے جبکہ صاحب التیسیر نے اس کو منظور فیہ کہا ہے۔

قولہ عَلٰی اَفْقَرِ مَا کُنَّا اِلَیْہِمْ آہ یعنی ہم نے دُنیا میں ان کی پیروی نہیں کی حالانکہ ہم ان کے بہت محتاج تھے۔ تو اس دن تو بطریق اولیٰ ان کی پیروی نہیں کریں گے۔ قیامت میں لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم اللہ کا کسی کو شریک نہیں بنائیں گے حالانکہ قیامت کے دن انسان مکلف نہ ہوگا یہ محض استلذاذ اور افتخار کے طور پر ہے۔ اور اس نعمت کی یاد ہے جو دنیا میں انہیں حاصل ہوئی تھی۔
(قسطلانی، عینی، تیسیر القاری، کرمانی)

---

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا الاٰية اَلْمُخْتَالُ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ نَطْمِسُ نُسَوِّيْهَا حَتّٰى تَعُوْدَ كَاَقْفَائِهِمْ طَمَسَ الْكِتَابَ مَحَاهُ سَعِيْرًا وُقُوْدًا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمّت سے ایک گواہ لائیں!

اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ ونگہبان بنا کر لائیں! "

اس آئت کریمہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن خطرات اور اس کے احوال کی سختی اور شدت کی خبر دی ہے۔ پس قیامت کے دن کیسا حال ہوگا جبکہ ہر امت سے گواہ لایا جائے گا اور انبیاء کرام علیہم السلام امتوں پر گواہ ہوں گے۔ زمخشری نے کہا یہ کافر یہودی اور ان کے علاوہ دوسرے کافر کیا کریں گے جبکہ ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے اور وہ اُن کے نبی ہوں گے وہ ان پر ان کے افعال کی گواہی دیں گے۔ "هٰٓؤُلَآءِ" کے مشارٌ الیہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ علامہ زمخشری نے کہا وہ نبیوں کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ مقاتل نے کہا وہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کافر ہیں۔ ابن نقیب کی تفسیر میں ہے وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت ہے۔ لہٰذا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ آپ اُن پر گواہی دیں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لئے گواہی دیں گے اور علیٰ بمعنی اللام ہے بعض نے کہا اس سے مراد کافروں کی جماعت ہے بعض نے یہود ونصاریٰ مراد لئے ہیں۔ بعض نے کہا وہ کفار قریش ہیں اور جو گواہی دیں گے اس میں چار اقوال ہیں اوّل یہ کہ آپ یہ گواہی دیں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تبلیغ کی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود، ابن جریج، سدی اور مقاتل نے یہی کہا ہے۔

دوسرا یہ کہ ابو العالیہ نے کہا آپ لوگوں کے ایمان کی گواہی دیں گے۔

تیسرا قول مجاہد اور قتادہ کا ہے کہ آپ لوگوں کے اعمال کی گواہی دیں گے۔

چوتھا قول زجاج کا ہے کہ آپ ان پر اور ان کے لئے بھی گواہی دیں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم (عینی)

"اَلْمُخْتَالُ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ" اس سے اس کریمہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مختال متکبر ہے۔ زمخشری

marfat.com
Marfat.com

۴۲۶۸ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيٰى بَعْضُ الْحَدِيْثِ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَءُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ فَاِنِّي اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى بَلَغْتُ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا قَالَ اَمْسِكْ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

نے کہا مختال متحیر جاہل ہے جو اپنے اقارب اور ساتھیوں کا احترام کرنے سے تکبر کرے۔ خال کا معنی متکبر ہے کیونکہ خال بمعنی خائل ہے اور وہ متکبر ہے۔ بعض نسخوں میں ہے اَلْمُخْتَالُ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ اس میں نظر ہے کیونکہ ختل دھوکہ ہے وہ تکبر کے معنی کے مناسب نہیں (کرمانی) شیخ دہلوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ختال کے بہت معانی ہیں تقریباً بیس معانی ذکر کئے جاتے ہیں اُن میں سے ایک معنی متکبر بھی ذکر کیا ہے۔ لہٰذا مختال اور ختال بمعنی واحد ہیں۔ مختال و متکبر وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو بہت بڑی صورت میں ظاہر کرے اور یہ ختال کے ایک معنی کے مناسب ہے نَطْمِسُ وُجُوْهًا نُسَوِّيْهَا حَتّٰى تَعُوْدَ كَاَقْفَائِهِمْ طَمَسَ الْكِتَابَ مَحَاهُ

اس سے اس آیت کریمہ : مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی "نُسَوِّيْهَا" سے تفسیر کی۔ یعنی ہم چہروں کو برابر کردیں گے حتی کہ وہ ان کی پشتوں جیسے ہو جائیں گے چنانچہ کہا جاتا ہے طَمَسَ الْكِتَابَ اس کو مٹا دیا۔ طبری نے قتادہ سے روایت کی کہ چہرے پشتوں میں چلے جائیں گے۔ قتادہ سے ایک یہ روایت بھی ہے کہ ہونٹ، آنکھیں اور آبرو جاتے رہیں گے اور چہرے اقفاء ہو جائیں گے یعنی صاف ہوں گے ابی بن کعب نے کہا یہ ایک تمثیل ہے۔ یہ مراد نہیں ان کی حقیقت ایسی محسوس ہوگی

سَعِيْرًا ۔ وُقُوْدًا

اس سے اس آیت کریمہ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی وقود سے تفسیر کی۔ ابو عبیدہ نے اسی طرح تفسیر کی ہے۔

۴۲۶۸ ـ ترجمہ : عبیدہ نے عبداللہ سے روایت کی یحییٰ نے کہا بعض حدیث عمرو بن مرہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ صَعِيْدًا وَجْهَ الْاَرْضِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَتِ الطَّوَاغِيْتُ الَّتِيْ يَتَحَاكَمُوْنَ اِلَيْهَا فِيْ جُهَيْنَةَ وَاحِدٌ وَفِيْ اَسْلَمَ وَاحِدٌ وَفِيْ كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ كُهَّانٌ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ وَقَالَ عُمَرُ الْجِبْتُ السِّحْرُ وَالطَّاغُوْتُ الشَّيْطَانُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ الْجِبْتُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الشَّيْطَانُ وَالطَّاغُوْتُ الْكَاهِنُ

سے مروی ہے اُنھوں نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ! میں نے عرض کیا کیا میں آپ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہُوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ قرآن اپنے غیر سے سنوں میں نے سورۂ نساء پڑھی حتی کہ میں اس آیت کریمہ : فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۔ تک پہنچا آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔

۴۲۶۸— شرح : علامہ کرمانی نے کہا کہ یحییٰ کے اس قول کو حدیث کی تقویت کے لئے ذکر کیا ہے۔ ورنہ عمرو کا اسناد مقطوع ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فضائل قرآن میں مکمل اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ محمد بن یوسف نے عمرو بن حفص سے انہوں نے مسدد سے اُنھوں نے یحییٰ قطان سے اُنھوں نے سفیان سے اُنھوں نے سُلیمان اعمش سے اُنھوں نے ابراہیم سے اُنھوں نے عبیدہ سے اُنھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روائت کی رضی اللہ عنہم کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے غیر سے سُننا پسند کرتا ہوں کیونکہ اس صورت میں تفکر، تدبر اور تفہم زیادہ ہوتا ہے۔ نیز محبوب کا کلام اور اس کے اچھے اوصاف دُوسرے سے سُننے میں ذوق اور لذت زیادہ ہوتی ہے۔ ابن جوزی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہانے کا سبب یہ تھا کہ شہادت پر حکم نافذ ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمال رحمت کے باعث شفاعت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے اِفراط و تفریط کرنے والوں کے حال پر گریہ زاری فرمائی۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ وجہ تقصیر کرنے والے مسلمانوں پر گواہی کے ارادہ کی تقدیر پر درست ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا اور گریہ کرنا قیامت کے سخت احوال کے باعث تھا اور نبیوں کو امت پر گواہ لانے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبیوں کے صدق پر شہادت کے سبب تھا۔ یہ وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ کا رونا فرحِ وسرور کے باعث تھا کیونکہ آپ کی امت مرحومہ کی گواہی سے لوگ نجات پائیں گے۔ اس

marfat.com
Marfat.com

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے کے غیر سے قرآن پاک سُننے میں تدبر اور تفہم زیادہ ہوتا ہے جو خود پڑھنے سے نہیں ہوتا۔ اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ واللہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آئے

یا تم نے عورتوں کو چھُوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمّم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو "

صَعِیْدًا وَجْہَ الْاَرْضِ "

اس سے اس آئت کریمہ فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا، کی طرف اشارہ ہے پھر صعید کی تفسیر وجہ الارض سے کی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جن کاہنوں کے پاس لوگ اپنے مقدمات لے جایا کرتے تھے۔ وہ ایک قبیلہ جہینہ میں تھا۔ ایک قبیلہ اسلم میں تھا۔ ہر قبیلہ میں کاہن ہوتے جن کے پاس شیطان آیا کرتے تھے۔ اس آئت کریمہ سے امام نے یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ" کی طرف اشارہ کیا ہے۔ طواغیت طاغوت کی جمع ہے۔ یہ دراصل طغیوت تھا۔ یاء کو غین پر مقدم کیا گیا تو طیغُوت ہُوا پھر یاء کو الف سے بدل دیا کیونکہ یاء متحرک اور اس کا ماقبل مفتوح ہے۔ تو طاغوت ہُوا اسی لئے جوہری نے کہا طاغوت اگرچہ لاہوت کے وزن پر ہے، لیکن یہ مقلوب ہے طغی سے ماخوذ ہے اور لاہوت غیر مقلوب ہے، کیونکہ یہ لاہ سے ہے۔ کاہن کو طاغوت کہتے ہیں۔ شیطان بھی طاغوت ہے ہر گمراہ سردار کو بھی طاغوت کہتے ہیں۔ ہر قبیلہ میں کاہن تھے جن کے پاس شیطان آتے تھے اور انہیں خبریں دیتے تھے کاہن وہ ہوتا ہے جو کائنات میں آنے والے حالات کی خبریں لیتے ہیں اور معرفتِ اسرار کا دعویٰ کرتے ہیں۔

قَالَ عُمَرُ الْجِبْتُ اَلسِّحْرُ وَالطَّاغُوْتُ اَلشَّیْطَانُ آہ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبت کے معنی جادو کے ہیں اور طاغوت کا معنی شیطان ہے۔ عکرمہ نے کہا حبشی زبان میں جبت کا معنی شیطان ہے اور طاغوت کاہن ہے۔ عکرمہ کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر عربی لفظ بھی قرآن مجید میں واقع ہیں اُن کو مُعرّب کہا جاتا ہے چنانچہ اسماء اعلام عجمی جیسے ابراہیم قرآن میں واقع ہیں لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء قرآن میں واقع ہونے سے کوئی مانع نہیں ہے بعض علماء

marfat.com
Marfat.com

۴۲۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِاَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَيْسُوْا عَلٰى وَضُوْءٍ وَّلَمْ يَجِدُوْا مَآءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ التَّيَمُّمَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ذَوِي الْاَمْرِ

نے کہا قرآن کریم میں سنائیس کلمات غیر عربی واقع ہیں چنانچہ طٰہٰ، تورات، تبع، روم، طوبیٰ، سجیل کافور، زنجبیل، مشکات، سرادق، استبرق، سُندس، طور، قرطیس، ربانیّھم، عشاق، ورد قسطاس، قسورہ، الیم، ناشئہ، کفیلن، مقالید، فردوس اور تنوریہ سب غیر عربی ہیں جو قرآن کریم میں مُعرّب واقع ہیں (عینی)

۴۲۶۹۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اسماء کا ہار گم ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تلاش کرنے کے لئے چند آدمی بھیجے اور نماز کا وقت ہو گیا حالانکہ وہاں پانی نہ تھا اور لوگوں نے پانی نہ پایا تو انہوں نے بغیر وضوء نماز پڑھ لی اور اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی

۴۶۶۹۔ شرح: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سفر میں اپنی ہمشیرہ اسماء کا ہار عاریۃً لیا تھا جو راستہ میں گم ہو گیا جہاں پانی نہ تھا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رُک گئے۔ اس کی تفصیل حدیث ع ۳۳۱/۱ ج کی شرح میں دیکھیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسُول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں

تفسیر: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہُوا کہ

marfat.com
Marfat.com

۴۲۷۰ ۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ اِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ

بَابُ قَوْلِهٖ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

۴۲۷۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا

کہ مسلم امراء اور حکام کی اطاعت واجب ہے جب تک وہ حق کے موافق رہیں اور اگر حق کے خلاف حکم کریں تو ان کی اطاعت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَتِ اللّٰهِ ،، اللہ کی نافرمانی میں اطاعت نہیں۔ امام نے ذوی الامر کی تفسیر اولی الامر سے کی ہے اور اولی الامر صاحب حکم ہیں۔

۴۲۷۰ ۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ،، یہ آیت کریمہ عبداللہ بن حذافہ بن قیس ابن عدی کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹے لشکر میں بھیجا تھا۔ وہ لوگوں کا امتحان لینے کے لئے غصہ سے بھر گئے کہ آیا میری اطاعت کرتے ہیں یا نہیں عبداللہ ابن حذافہ نے آگ جلائی اور اپنے ساتھیوں سے کہا اس آگ میں چھلانگیں مارو اکثر نے انکار کر دیا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو فرمایا اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک آگ میں رہتے اللہ کی نافرمانی میں امیر کی طاعت واجب نہیں ہے۔

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں ،،

marfat.com
Marfat.com

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ
الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فِيْ شُرَيْجٍ مِّنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَآءَ اِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ اِسْقِ يَا زُبَيْرُ
ثُمَّ احْبِسِ الْمَآءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَآءَ اِلٰى جَارِكَ
وَاسْتَوْعٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهٗ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ حِيْنَ
اَحْفَظَهُ الْاَنْصَارِيُّ كَانَ اَشَارَ عَلَيْهِمَا يَا مُرُ لَهُمَا فِيْهِ سَعَةٌ قَالَ الزُّبَيْرُ
فَمَا اَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ اِلَّا نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

تفسیر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ کریمہ مقدسہ کی قسم کھائی کہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا حتی کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام امور میں حاکم مانے اور جو آپ حکم فرمائیں وہی حق ہے جس کی ظاہر اور باطن میں پیروی فرض ہے (عینی)

آیت کریمہ میں فاء قسم پر داخل ہے اور لا زائدہ ہے قسم کی تاکید کرتا ہے۔ جیسے لَا اُقْسِمُ میں لا قسم کی تاکید کے لئے زائدہ ہے۔

۴۲۷۱ — ترجمہ : عروہ سے روایت ہے کہ زُبیر نے حَرَّہ کی نہر میں ایک انصاری سے جھگڑا کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے زبیر تم زمین سیراب کرلو! پھر اپنے ہمسایہ کے لئے پانی چھوڑ دو! انصاری نے کہا یا رسُولَ اللہ! یہ آپ کی پھوپھی کا لڑکا ہے یہ سُن کر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ پھر فرمایا اے زُبیر! خوب سیراب کرو پھر اسے روکو! حتی کہ دیواروں تک پہنچ جائے۔ پھر اپنے ہمسایہ کے لئے پانی چھوڑ دو! اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کا حق ظاہر حکم میں پُورا دیا جبکہ انصاری نے آپ کو غصہ میں ڈالا تھا۔ حالانکہ آپ نے اُن دونوں کو وہ مشورہ دیا تھا جس میں دونوں کے لئے گنجائش تھی۔ زُبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہی خیال

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ مِنَ النَّبِيّٖنَ

۴۲۷۲ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا

کرتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ اس فیصلہ میں نازل ہوئی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ،، (حدیث ۲۲۰۵ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا اور وہ لوگ انبیاء کرام علیہ السلام ہیں

اس آیت کریمہ کا اوّل یہ ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ الخ یعنی جو اللہ اور رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا اور وہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام ہیں الخ

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے۔ کہ ایک شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ سے بہت محبت ہے اور آپ مجھے میری جان اور اولاد سے زیادہ محبوب ہیں۔ میں گھر میں ہوتا ہوں تو آپ کو ہی یاد کرتا رہتا ہوں۔ جب تک میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں اور آپ کو دیکھ نہ لوں مجھے صبر نہیں آتا۔ آپ کے جمال اور چہرۂ جہاں آراء دیکھ کر دل کو قرار آتا ہے اور جس وقت میں موت یاد کرتا ہوں تو میں جانتا ہوں کہ آپ فردوس اعلیٰ میں نبیوں کے ساتھ ہوں گے اور میں جس بہشت میں ہوں گا، مجھے ڈر ہے کہ میں آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ بعض تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ مولیٰ ثوبان تھے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی ایک دن اس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہے۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بہت غمگین رہتا ہے۔ فرمایا اے ثوبان تمہارا رنگ متغیر کیوں ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی تکلیف و رنج نہیں صرف رنج یہ ہے کہ میں بہشت میں جاؤں اور آپکو نہ دیکھوں الخ

۴۲۷۲ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی نبی بیمار نہیں ہوتا مگر اسے دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے (کہ دنیا میں رہنا چاہتے ہیں یا آخرت کو پسند کرتے ہیں) جس مرض میں آپ نے

marfat.com
Marfat.com

اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ اِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهُ خُيِّرَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ اِلَى الظَّالِمِ اَهْلُهَا

۴۲۷۳ ـــ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اِبْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاُمِّيْ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ

وفات پائی آپ کو حلق میں خشونت اور آواز میں سختی نے پکڑا تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ ،، اِن کے ساتھ جس پر اللہ نے انعام کیا اور وہ انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین ہیں۔ تو میں نے معلوم کیا آپ کو (دنیا اور آخرت) میں اختیار دیا گیا ہے (آپ نے آخرت اختیار کر لی ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے یہ دعاء کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں ،،

۴۲۷۳ ـــ ترجمہ: عبید اللہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اور میری والدہ اُن کمزور لوگوں میں سے تھے جو مکہ مکرمہ سے نجات اور خلاصی نہیں پا سکتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۲۷۴ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ تَلَا اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاُمِّیْ مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَصِرَتْ ضَاقَتْ تَلْوُوْا اَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَلْمَرَاغَمُ اَلْمُهَاجَرُ رَاغَمْتُ هَاجَرْتُ قَوْمِیْ مَوْقُوْتًا مُوَقَّتًا وَقَّتَهٗ عَلَيْهِمْ

۴۲۷۳ — شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ کا نام لُبابہ بنت حارث ہے جو میمونہ ام المؤمنین کی ہمشیرہ ہیں وہ قدیم الاسلام ہیں۔ سیدہ خدیجہ کبریٰ کے بعد وہ پہلی خاتون ہیں جو مشرف باسلام ہوئیں۔ ابن عباس بچوں میں شامل تھے اور مرد بہت تھے۔ ابوجہل کا بھائی، ولید بن ولید اور اُن کے سوا بہت لوگ کفار مکہ کی قید و بند میں تھے۔ یہ بعید نہیں کہ عباس بھی مردوں میں داخل ہوں۔ ایک روائت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لے آئے تھے۔ اسی لئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ میں فرمایا تھا کہ اگر عباس مقابلہ کے لئے آئیں تو انہیں قتل نہ کیا جائے کیونکہ وہ مجبوراً جنگ میں دھکیلے گئے ہیں۔

۴۲۷۴ — ترجمہ : ابن ابی مُلیکہ سے روائت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آئت کریمہ تلاوت کی اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ "، پھر کہا میں اور میری والدہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور رکھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ دو تفسیریں مذکور ہیں۔ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ "، ان کے سینے تنگ پڑ گئے اور تَلْوُوْا اَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ "، اس سے اس آئت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔ وَاِنْ تَلْوُوْا اَوْ تُعْرِضُوْا "، یعنی مراد یہ ہے شہادت ادا کرنے میں زبانیں مروڑتے ہو۔ ابن عباس کے غیر نے کہا : اَلْمَرَاغِمُ یعنی مہاجر ہے۔ رَاغَمْتُ هَاجَرْتُ قَوْمِیْ مَوْقُوْتًا ... اللہ نے ان پر وقت مقرر کیا "،

۴۲۷۴ — شرح : قولہ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ آہ یعنی اُن کے سینے تنگ ہو گئے یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ اصل میں اس طرح ہے اَوْ جَآءُوْكُمْ وَهُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ "۔ ابن ابی حاتم نے مجاہد کے طریق سے روائت کی کہ یہ آئت کریمہ ہلال بن عُویمر اسلمی کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہلال اور مسلمانوں کے درمیان عہد تھا اس کی قوم کے لوگوں نے اس کا قصد کیا تو اس نے مسلمانوں سے جنگ کرنا مکروہ جانا اور اپنی قوم سے بھی لڑنا جھگڑنا اچھا نہ جانا۔ ابن کثیر نے اس آئت کریمہ کی

marfat.com
Marfat.com

بابُ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَدَّدَهُمْ فِئَةٌ جَمَاعَةٌ

تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ لوگ قتال کے حکم سے مستثنیٰ ہیں اور وہ وہ لوگ ہیں جو صفِ قتال میں آتے ہیں حالانکہ ان کے سینے لڑنے سے تنگ ہیں اور تم سے لڑائی کرنے کو بُرا جانتے ہیں اور نہ ہی وہ تمہارے ساتھ مل کر اُن سے لڑنا چاہتے ہیں بلکہ وہ نہ تو تمہارے فائدہ میں ہیں اور نہ نقصان میں ہیں۔

قَوْلُهٗ قَالَ غَيْرُهٗ اَلْمُرَاغَمُ اَلْمُهَاجَرُ آه

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غیر نے کہا اِس سے اس آئت کریمہ کی طرف اشارہ کیا : وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غیر سے مراد ابو عُبَیدہ ہیں۔ اُنھوں نے کہا مراغم اور مہاجر ایک شئی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے : هَاجَرَتْ قَوْمِيْ وَرَاغَمْتُ قَوْمِيْ ، ابو عبیدہ نے اس آئت کریمہ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ مَوْقُوْتًا کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر وقت مقرر کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روائت ہے کہ موقوت بمعنی مفروض ہے۔

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو تمہیں کیا ہُوا کہ منافقین کے بارے میں دو فریق ہو گئے "

اور اللہ نے انہیں اوندھا کر دیا ان کے کوتکوں کے سبب

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ نے ان کو متفرق کر دیا اور ان کی جمعیت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ قتادہ نے کہا ان کو ہلاک کر دیا۔

تفسیر اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ منافقین کی ایک جماعت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں ساتھ جانے سے رُک گئی تھی۔ ان کے بارے میں صحابہ کرام کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ قتل پر مُصِر تھا اور ایک اُن کے قتل سے انکار کرتا تھا۔ اس معاملہ میں یہ آئت نازل ہوئی۔ علامہ زمخشری نے کہا : فِئَتَيْنِ ، منصوب حال ہے جیسے : مَالَكَ قَائِمًا ، میں قائما منصوب حال ہے قَوْلُهٗ فِئَةً آه اس سے یہ اشارہ کیا کہ مذکورہ آئت کریمہ میں فِئَتَيْنِ فِئَةً کا تثنیہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۲۷۵ ــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِیٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اُحُدٍ وَکَانَ النَّاسُ فِیْهِمْ فِرْقَتَیْنِ فَرِیْقٌ یَقُوْلُ اُقْتُلْهُمْ وَ

فِئَۃ بمعنی جماعت ہے۔ اس طرح قرآن کریم میں جہاں بھی لفظ "فِئَۃٌ" آیا ہے اس کا معنیٰ جماعت ہے۔ جیسے کَمْ مِنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً اور اللہ کا ارشاد : فِئَۃٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ"

ان منافقوں سے مراد عبداللہ بن اُبی بن سلول کی جماعت ہے۔ جنہوں نے غزوۂ اُحد میں نفاق ظاہر کیا اور ان کی بھاری اکثریت میدان جنگ سے بھاگ نکلی۔ مسلمانوں کی جماعت نے اِس نفاق پر تکفیر نہ کی تو اُن کے عتاب میں یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ بعض مفسرین کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ منافقوں کی ایک جماعت نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور کہا ان کو مدینہ منورہ کی آب وہوا موافق نہیں انہیں جنگل میں اقامت کرنے کی اجازت دی جائے جب وہ مدینہ منورہ سے باہر نکل گئے تو وہ آہستہ آہستہ مشرکوں سے جاملے اِن منافقوں کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہُوا کہ یہ منافق کافر ہیں یا مسلمان ہیں۔ عَوفی نے ابن عباس سے روائت کی کہ یہ آئت کریمہ ایک جماعت کے بارے میں نازل ہُوئی جنہوں نے مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کرلی تھی۔ بظاہر وہ کلمۂ اسلام پڑھتے تھے۔ لیکن وہ اندرونِ خانہ مشرکوں کو تقویت دیتے تھے۔ ایک دفعہ وہ مکہ مکرمہ سے باہر آئے اور کہنے لگے اگر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہمارے سامنے آجائیں تو اُن سے ہمیں کچھ خطرہ نہیں۔ مسلمانوں کی ایک جماعت نے اُن کے خلاف سخت رویّہ اختیار کیا اور ان کو قتل کرنے کا مشورہ دیا جبکہ مسلمانوں کی دُوسری جماعت نے کہا ان لوگوں نے کلمۂ اسلام پڑھا ہے۔ اس لئے وہ اپنے گھروں سے باہر نکلے ہیں ان کو قتل کرنا جائز نہیں۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فرقہ کو منع نہ کیا اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۲۷۵ ــ ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انہوں نے یہ آئت کریمہ : فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ " تلاوت کی اور اس کا شانِ نزول ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے بعض لوگ جنگِ اُحد سے لوٹ آئے۔ ان کے بارے میں مسلمان دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک فریق نے کہا ان کو قتل کردیں جبکہ دُوسرے فریق نے کہا ایسا نہ کریں تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ الخ اور فرمایا یہ طَیْبَۃٌ ہے یہ ناپاکی اور خُبث کو اس طرح دُور کرتا ہے جیسے

marfat.com
Marfat.com

وَفَرِيقٌ يَقُوْلُ لَا فَنَزَلَتْ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَقَالَ اِنَّهَا طَيْبَةٌ تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ اَفْشَوْهُ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ يَسْتَخْرِجُوْنَهٗ حَسِيْبًا كَافِيًا اِلَّا اِنَاثًا الْمَوَاتُ حُجْرًا اَوْ مَدَرًا وَمَا اَشْبَهَهٗ مَرِيْدًا مُتَمَرِّدًا فَلْيُبَتِّكُنَّ بَتَّكَهٗ قَطَّعَهٗ قَبِيْلًا وَقَوْلًا وَاحِدٌ طَبَعَ خَتَمَ

آگ چاندی سے زنگار دُور کرتی ہے۔

۴۲۷۵ — شرح : بعض روایات میں لوہا مذکور ہے۔ بعض روایات میں دونوں مذکور ہیں یعنی یہ منافق ذلیل وخوار لوگ ہیں ان کو قتل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں محمد بن اسحاق صاحبِ مغازی نے ذکر کیا کہ غزوۂ اُحد میں عبداللہ بن اُبَی بن سلول تین سَو ساتھیوں سمیت اُحد سے واپس آگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف سات سو مسلمان صحابہ باقی رہ گئے تھے۔
(حدیث ۱۷۶۵/۳۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب اُن کے پاس امن وسلامتی یا خوف کی خبر آجاتی ہے تو اس کو فاش کر دیتے ہیں

تفسیر : وَاِذَا جَآءَهُمْ آہ یہ کمزور مسلمان ہیں جن کو احوال میں مہارت حاصل نہیں اور نہ ہی وہ اُمور کا استنباط کر سکتے ہیں جب ان کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے چھوٹے لشکروں کی امن وسلامتی یا خوف وہراس کی خبر پہنچتی ہے تو اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں جو فساد کا موجب ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی فتح کی شہرت سے کفار میں جوش پیدا ہوتا ہے اور شکست کی خبر سے مسلمانوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ اگر وہ یہ خبر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ جو صاحب رائے اور صاحبِ بصیرت ہیں کی طرف ردّ کرتے تو ضرور اُن سے اس کی حقیقت جان لیتے جو بعد میں کاوش کرتے ہیں ؛ کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم لڑائی کے جملہ امور اور اس کی فریب کاری کو خوب جانتے ہیں۔ پھر امام بخاری نے "اَذَاعُوْا" کی تفسیر "اَفْشَوْا" سے کی یعنی اظہار کر دیتے ہیں۔ اس

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ

آئت کریمہ میں جوازِ قیاس کی دلیل ہے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ ایک علم نو وہ ہے جو بہ نصِ قرآن وحدیث حاصل ہو اور ایک علم وہ ہے جو قرآن وحدیث سے استنباط اور قیاس کے ذریعہ حاصل ہو اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ اُمورِ دینیہ میں ہر شخص کو دخل دینا جائز نہیں جو اہل ہو اس کو تفویض کرنا چاہیئے۔

قولہ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ ،، اس کے معنی ہیں یَسْتَخْرِجُوْنَهٗ ،، یہ استنباط سے ماخوذ ہے چنانچہ کہا جاتا ہے : اِسْتَنْبَطَ مِنَ الْبِرِ اِذَا اِسْتَخْرَجَهٗ قولہ خَبِيْرًا اس سے اس آئت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ خَبِيْرًا ،، کی طرف اشارہ ہے۔ پھر اِنَاثًا کی تفسیر مَوَات سے کی اور موات سے مراد حجر (پتھر) یا کچی مٹی مراد ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے لات وعُزّیٰ اور منات بُت مراد ہیں۔ مشرک کہتے تھے۔ یہ بُت اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حسن بصری نے کہا عرب میں ہر قبیلہ کا علیحدہ بُت ہوتا تھا جس کی وہ پُوجا کیا کرتے تھے۔ قولہ مَرِيْدًا اس میں اس آئت کریمہ : اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا کی طرف اشارہ کیا اور مَرِيْدًا کی تفسیر متمرد سرکش سے کی۔ قولہ فَلَيُبَتِّكُنَّ آہ اس میں اس آئت کریمہ : فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ ،، کی طرف اشارہ ہے پھر بَتْكٌ کی تفسیر قَطْعٌ سے کی۔ مشرک اپنے جانوروں کے کان اپنے بتوں کے لئے کاٹ ڈالتے تھے قولہ قِيْلًا وَّقَوْلًا وَاحِدٌ اس میں مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ،، کی طرف اشارہ ہے قِيْلٌ وقَوْلٌ دونوں مصدر ہم معنی ہیں۔ قِيْلٌ دراصل قَوْلٌ تھا واؤ قاف کسرہ کے بعد واقع ہے اس لئے اس کو یاء سے تبدیل کر دیا قولہ طُبِعَ آہ اس سے طَبَعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کی طرف اشارہ ہے اور طُبِعَ کی تفسیر خُتِمَ سے کی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے

تفسیر : قولہ مَنْ يَّقْتُلْ مبتداء متعمدًا حال فجزاؤہٗ جہنم خبر ہے چونکہ مبتداء موصول شرط کو متضمن ہوتا ہے اس لئے اس کی خبر پر فاء آئی ہے۔ یعنی يَقْتُلُ مُؤْمِنًا حَالَ كَوْنِهٖ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ ،، جو کسی مومن کو اس حال میں قتل کرے کہ وہ قصداً قتل کرتا ہے تو اس کی سزا دوزخ ہے۔ اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مقیس بن صُبابہ لیثی نے اپنے بھائی ہشام ابن صُبابہ کو قبیلہ بنی نجار میں مقتول پایا جبکہ وہ مسلمان تھا مقیس جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

marfat.com
Marfat.com

۴۲۷۶ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِیْرَۃُ ابْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ جُبَیْرٍ قَالَ اِخْتَلَفَ فِیْھَا اَھْلُ الْکُوْفَۃِ فَرَحَلْتُ فِیْھَا اِلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَاَلْتُہٗ عَنْھَا فَقَالَ نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ ھِیَ اٰخِرُ مَا نَزَلَ وَمَا نَسَخَھَا شَیْءٌ

اور واقعہ عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ قبیلہ بنی فہر سے ایک شخص کو بنی نجار کے پاس بھیجا کہ اُن سے کہے کہ قاتل معلوم ہے تو اس کو مقتول کے بھائی کے حوالے کر دیں تاکہ وہ اس کا قصاص لے اور اگر قاتل کا علم نہ ہو تو اس کو دیت دیں انہوں نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سر آنکھوں پر ہم تسلیم کرتے ہیں ہمیں قاتل کا تو علم نہیں ہے ہم مقتول کی دیت ادا کر دیتے ہیں اور مقتول کے وارث کو سو اونٹ ادا کر دیئے۔ شیطان نے مقیس کے دل میں وسوسہ ڈالا تو اس نے فہری کو قتل کر دیا اور کافر ہو کر مکہ چلا گیا تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ پھر جب مکہ فتح ہوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون لغو قرار دیا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس کو بازار میں قتل کر دیا۔ یہ واقعہ واحدی نے کلبی اور ابو صالح کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا ہے۔ اس میں اور وجوہ بھی ذکر کی جاتی ہیں۔

۴۲۷۶ — ترجمہ : مغیرہ بن نعمان نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا کہ انھوں نے کہا اس آیت میں علماء کوفہ کی مختلف آراء ہیں میں ابن عباس کے پاس گیا اور اس آیت کے حکم کے متعلق اُن سے پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا۔ یہ آیت کریمہ : وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا نازل ہوئی۔ یہ آخری آیت کریمہ نازل ہوئی کسی نے اس کو منسوخ نہیں کیا۔

۴۲۷۶ — شرح : اس آیت کریمہ میں مختلف اقوال ہیں : ع۱ ابن عباس، زید بن ثابت عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عُبَید بن عمیر، حسن بصری اور ضحاک نے کہا یہ آیت کریمہ محکمہ ہے۔ قصداً مومن کو قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہیں۔

ع۲ علماء کی بہت بڑی جماعت نے کہا عمداً مومن کے قاتل کی توبہ قبول ہے۔ ایک روایت کے مطابق ابن عمر، ابن عباس اور زید بن ثابت سے بھی اسی طرح مذکور ہے۔

ع۳ فقہاء کرام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے وہ توبہ قبول کرے یا نہ کرے۔ امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے۔

ع۴ ابو مجلز لاحق بن حمید نے کہا اس آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ اگر اس کو سزا دے تو یہی ہے جو

marfat.com
Marfat.com

آئت میں مذکور ہے۔ عاصم بن ابی النجُوْد نے ابن جُبَیر کے ذریعہ ابن عباس سے روائت کی کہ اگر اللہ اس کو جزاء دے تو اس کی یہی سزا ہے ؛ چنانچہ ابن سیرین نے ابو ہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے اِس آئت کریمہ کے متعلق فرمایا اگر اللہ اس کو جزاء دے تو اس کی یہی سزا ہے۔
ابو عبداللہ مُوصلی حنبلی نے اپنی تصنیف ناسخ و منسوخ میں ذکر کیا کہ علماء کی کثیر تعداد نے ذکر کیا کہ سورۂ نساء کی یہ آئت منسوخ ہے۔ پھر اس کے ناسخ میں بھی اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا سُورۂ فرقان کی آئت کریمہ : اِلَّا مَنْ تَابَ اس کی ناسخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شرک، زنا اور قتل کے بعد ذکر کیا ہے۔ اکثر علماء نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد : اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ، یعنی اللہ تعالیٰ کافر کو نہیں بخشے گا اس کے سوا جسے چاہے بخش دے سے یہ منسوخ ہے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روائت میں بھی اختلافِ رائے ہے۔ چنانچہ اُن سے ایک روائت یہ ہے کہ یہ آئتِ کریمہ مشرکوں کے بارے میں نازل ہُوئی اور ایک روائت ہے کہ اس کو سُورۂ نساء کی آئت نے منسوخ کر دیا ہے۔ ابوالحسن بن حصار نے ناسخ و منسوخ میں ذکر کیا کہ یہ دونوں آیات ایک حکم پر وارد نہیں کیونکہ فرقان کی آئت کافروں کے متعلق نازل ہُوئی اور سُورۂ نساء کی آئت مومنوں کے بارے میں نازل ہُوئی لہٰذا ان میں تعارض نہیں۔ یا سورۂ نساء کی آئت کریمہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو مومن کو اس عقیدہ سے قتل کرے کہ مومن کو قتل کرنا جائز اور حلال ہے اور وہ قصداً تکذیب کرتا ہے اس کی تکذیب ابلیس کی تکذیب جیسی ہے اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس کی توبہ قبول نہیں جیسے ابلیس کو توبہ نصیب نہیں عالم پر اس آئت کا حکم مشکل نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے واضح بیان فرمایا ہے اور خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا اس کے علاوہ جسے چاہے معاف کر دے ،،

جن حضرات نے اس آئت کریمہ کو مُحکمہ کہا ہے۔ وہ اس کے احکام کے سبب میں مختلف رائے رکھتے ہیں چنانچہ عکرمہ نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ قاتل جو مومن کے قاتل کو جائز اور حلال خیال کرے وہ خلود فی النار کا مستحق ہے۔ کیونکہ اس نے مومن کے قتل کو حلال جانا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں یہ آئت منسوخ نہیں اس کا حکم باقی ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس نے کہا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی اور اس کو کسی نے منسوخ نہیں کیا حتیٰ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے اور اس کے بعد کوئی دلیل نازل نہیں ہُوئی ،

ثعلبی نے کہا کہ خوارج اور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ جب مومن مومن کو قتل کرے تو یہ وعید اس کو لاحق ہوگی۔ مُرجئہ نے کہا یہ آئت کریمہ مومن کے حق میں نازل ہُوئی جو مومن کو قتل کرے اور وعید اس کے لئے ثابت ہے لیکن جب وہ توبہ کرے اور گناہ کی معافی مانگے تو اللہ اس وعید میں اس کو داخل نہیں کرے گا۔ حسن نے کہا جو بھی مومن مومن کو قتل کرے وہ دوزخ میں داخل ہوگا لیکن اس میں ہمیشہ نہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا اَلسِّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ

۴۲۷۷ — حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ رَجُلٌ فِیْ غُنَيْمَةٍ لَهٗ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَتَلُوْهُ وَاَخَذُوْا غُنَيْمَتَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْ ذٰلِكَ اِلٰى قَوْلِهٖ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا تِلْكَ الْغُنَيْمَةُ قَالَ قَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ السَّلَامَ

رہے گا شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے دوزخ سے نکلے گا علماءِ احناف کا مسلک یہ ہے کہ جب مومن مومن کو قتل کرے تو وہ اس فعل سے کافر نہیں ہوتا اور نہ ہی ایمان سے باہر ہوتا ہے جبکہ اس کے قتل کا مستحل نہ ہو اگر مومن کے قتل کو حلال جانے تو کافر ہو جائے گا (عینی)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو کوئی تمہیں سلام کہے اس کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے اور اَلسِّلْمُ، وَالسَّلَامُ ہم معنی ہیں

۴۲۷۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بیان کیا کہ ایک آدمی اپنی بکریوں میں تھا اس کو مسلمان ملے تو اُس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ،، مسلمانوں نے اس کو قتل کیا اور اس کی بکریاں لے آئے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ،، تک نازل فرمائی ،، اور دنیاوی زندگی کا سامان یہ چند بکریاں ہیں۔ ابن عباس نے السَّلَامَ ،، پڑھا ہے۔

۴۲۷۷ — شرح : السلام کا معنی استسلام بمعنی تابعداری ،، ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ اسلام ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ السَّلام تسلیم ہے جو مسلمانوں اور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

۴۲۷۸ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَهْلُ بْنُ سَعْدِ السَّاعِدِىُّ اَنَّهٗ رَاَىٰ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فِى الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَاَخْبَرَنَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْلٰى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَجَآءَهُ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا

مومنوں کا آپس میں تحیہ اور سلام ہے ،، غُنَيْمَةٌ ،، غَنَمٌ کی تصغیر ہے ؛ کیونکہ غنم مؤنث جنس کے لئے وضع کیا گیا ہے اس کا اطلاق مذکر و مؤنث پر ہوتا ہے۔ تصغیر میں تاء لاتے ہیں کیونکہ اسم جمع جس کا واحد اس لفظ سے نہ ہو جب آدمیوں کے غیر میں مستعمل ہو تو اس کے لئے تانیث لازم ہے۔ اس حدیث کا واقعہ یہ ہے کہ ایک قبیلہ بنی سلیم کا ایک آدمی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل سے گزرا اس کے ساتھ اس کی بکریاں تھیں اس نے حضرات صحابہ کرام کو سلام کہا تو انھوں نے کہا اس نے سلام جان بچانے کے لئے کہا ہے۔ صحابہ کرام اس کو قتل کر کے اس کی بکریاں ہانک کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

باب گھروں میں بیٹھنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں

۴۲۷۸ــ ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ انہوں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھا تو میں اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اس نے ہم سے

marfat.com
Marfat.com

عَلَيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ اَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ اَعْمٰى فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ اَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ غَيْرَ اُولِي الضَّرَرِ

۴۲۷۹ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتِ الْاٰيَةُ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَكَتَبَهَا فَجَآءَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَشَكَا ضَرَارَتَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ غَيْرَ اُولِي الضَّرَرِ

بیان کیا کہ زید بن ثابت نے ان کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ آیت کریمہ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ،، لکھوائی ۔ اتنے میں عبداللہ ابن ام مکتوم آگئے اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بخدا اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا حالانکہ وہ نابینا تھے تو اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمایا اس حال میں کہ آپ کی ران میری ران پر تھی وہ بہت بھاری ہوگئی حتی کہ مجھے ڈر ہوا کہ میری ران ٹوٹ جائے گی ۔ پھر آپ سے بوجھ علیحدہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے غَيْرَ اُولِي الضَّرَرِ ،، نازل فرمائی (یعنی اہل ضرر اور بیمار لوگوں کے ماسوا ۔

شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث میں صحابی نے تابعی سے روایت کی ہے ، کیونکہ سہل صحابی ہے اور مروان بن حکم تابعی ہے ۔ امام ترمذی نے کہا مروان بن حکم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت نہیں کی اور نہ ہی آپ کو دیکھا ہے کیونکہ مروان اپنے والد حکم کے ساتھ بچپن ہی میں طائف چلا گیا تھا ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ جب مروان نے خلافت کا مطالبہ کیا تو لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ذکر کیا تو مروان نے کہا عبداللہ مجھ سے زیادہ فقیہہ نہیں ۔ البتہ مجھ سے معمر ضرور ہے اور وہ صحابی ہیں ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان نے اپنی عدم صحابیت کا اعتراف کیا تھا ۔ اس حدیث سے یہ واضح ہے کہ جب عبداللہ بن ام مکتوم آئے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت لکھوا رہے تھے ۔ عبداللہ بن ام مکتوم کے والد کا نام زائدہ ہے ۔ اور ام مکتوم ان کی والدہ ہے اُن کا نام عاتکہ ہے (حدیث ۲۶۳۶ کی شرح دیکھیں)

۴۲۷۸ —

۴۲۷۹ — ترجمہ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

marfat.com
Marfat.com

۴۲۸۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ اِسْرَائِيلَ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَخَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَنَا ضَرِيرٌ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ" تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بلایا۔ زید نے اس کو لکھا اتنے میں ابن ام مکتوم بھی آ گئے اور اپنی ضرارت کی شکایت کی پھر اللہ تعالیٰ نے غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ" نازل فرمائی (حدیث ع ۲۶۳۶ کی شرح دیکھیں)

۴۲۸۰ — **ترجمہ** : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ" نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں شخص کو بلاؤ۔ وہ آیا اور اس کے پاس دوات اور تختی یا چمڑہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ" اس حال میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ابن ام مکتوم تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ضریر البصر (نابینا) ہوں تو یہ آیت اسی جگہ نازل ہوئی: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ"

۴۲۸۰ — **شرح** : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا پہلی حدیث ع ۴۲۷۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن ام مکتوم آیت کریمہ لکھوانے کے وقت آیا تھا دوسری حدیث ع ۴۲۷۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کریمہ لکھوانے کے بعد آیا تھا تیسری حدیث ع ۴۲۸۰ سے ظاہر ہے کہ ابن ام مکتوم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا پھر جواب دیا کہ ان میں منافات نہیں کیونکہ "کتب" کا معنی یہ ہے کہ بعض آیت لکھی تھی اور وہ مثلاً لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ" ہے اور قولہ "جاء" سے مراد حقیقی معنی سے یا مراد یہ ہے کہ وہ آیا اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھ گیا یا بالعکس ہے یا مجازی معنی یعنی تکلم مراد ہے۔ یعنی اس نے کلام کیا اور بحث میں داخل ہو گیا اس حالت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن تین نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور چلے بھی گئے اور

marfat.com
Marfat.com

۴۲۸۱ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اِنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ اَنَّ مِقْسَمًا مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ اَخْبَرَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُوْنَ اِلٰى بَدْرٍ

ابھی تک قلم خشک نہ ہُوا تھا ۔۔ یہ سارا وقت لکھنے میں شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا تینوں حدیثوں میں موافقت واضح ہے۔

۴۲۸۱ــــ ترجمہ : ابن جُرَیج نے کہا مجھے عبدالکریم نے خبر دی کہ عبداللہ بن حارث کے مَوْلیٰ مقسم نے انہیں خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُن کو خبر دی کہ جنگِ بدر میں شریک ہونے والے اور جنگِ بدر میں جانے والے ایسے مومنوں کی شان میں یہ آئت کریمہ : لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ الخ نازل ہُوئی۔

۴۲۸۱ــــ شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جنگِ بدر میں شریک ہونے والے اور معذور لوگوں کے سوا بدر میں شریک نہ ہونے والے ایسے جیسے نہیں ہیں۔ عبداللہ بن جحش اور عبداللہ بن ام مکتوم دونوں نے عرض کیا یا رسُوْلَ اللہ! ہم دونوں نابینا ہیں۔ کیا ہمارے لئے رخصت ہو سکتی ہے؟ تو یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی : لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَفَضَّلَ الْمُجَاهِدِیْنَ عَلَى الْقَاعِدِیْنَ دَرَجَةً ،، جہاد میں شریک نہ ہونے والے وہ لوگ جو معذور نہیں ہیں اللہ تعالیٰ ایسے قاعدین پر مجاہدین کو اجرِ عظیم سے سرفراز فرمایا اور اُن پر فضیلت دی اور جو معذور ہیں وہ اس اجرِ عظیم اور فضیلت میں مجاہدوں کے برابر ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ ایک سفرِ جہاد میں تھے کہ مدینہ منورہ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو تمہارے ساتھ ہر وادی اور گھاٹی میں برابر کے شریک ہیں لیکن ان کو عذر نے روک رکھا ہے۔ وہ اُولِی الضَّرَرِ" ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

(حدیث ۲۶۳۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا اَلْاٰیَةَ

باب ارشاد باری تعالیٰ وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اُوپر ظلم کرتے تھے اُن سے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے میں تھے کہتے کہ ہم زمین میں کمزور تھے۔ کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے"

شانِ نزول: اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ چند لوگوں نے کلمۂ اسلام زبان سے ادا کیا مگر جس زمانہ میں ہجرت فرض تھی۔ اس وقت ہجرت نہ کی اور جب مشرکین جنگِ بدر میں مسلمانوں کے مقابلہ میں گئے تو یہ لوگ ان کے ساتھ ہوئے اور کفار کے ساتھ ہی مارے گئے ان کے حق میں یہ آئت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ کفار کے ساتھ ہونا اور فرض ہجرت ترک کرنا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔ مقاتل نے کہا یہ چند لوگ تھے جو مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے تھے وہ ولید بن ولید بن مغیرہ قیس بن ولید بن مغیرہ، ابوقیس بن فاکہ بن مغیرہ، ولید بن عتبہ بن ربیعہ، عمرو بن اُمیہ ابن سفیان بن اُمیہ بن عبدشمس اور علاء بن امیہ بن خلف ہیں وہ مکہ میں ہی مقیم رہے اور ہجرت نہ کی اور مشرکوں کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ میں جنگِ بدر میں آئے۔ جب وہ بدر میں مارے گئے تو ان کو ملک الموت نے کہا تم کہاں تھے انھوں نے کہا ہم کمزور تھے اور مکہ کی سرزمین میں مقہور تھے اور ایمان کے اظہار پر قادر نہ تھے۔ ملک الموت نے کہا کیا اللہ کی زمین (مدینہ منورہ) کشادہ زمین نہ تھی۔ وہاں ہجرت کر جاتے،، اس آئت کریمہ میں ،، ملائکہ،، سے مراد ملک الموت ہے۔ اس کے چھ مددگار فرشتے ہیں ان میں سے تین مومنوں کی روحیں قبض کرنے میں مددگار ہیں اور تین کفار کی ارواح قبض کرنے میں۔ ثعلبی نے کہا یہاں ملائکہ سے مراد صرف ملک الموت ہے۔ کیونکہ یہ مجمل ہے۔ اس میں دونوں احتمال موجود ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ملک الموت ہی تنہا مراد ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے ساتھ اور فرشتے بھی ہوں مجمل کو مفسر پر محمول کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ،، اور تعظیم

marfat.com
Marfat.com

۴۲۸۲ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُو الْاَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيْهِ فَلَقِيْتُ عِكْرِمَةَ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ فَاَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِيْ عَنْ ذٰلِكَ اَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي السَّهْمُ يُرْمٰى بِهٖ فَيُصِيْبُ اَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهٗ اَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ فَاَنْزَلَ اللهُ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ الْاٰيَةَ رَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ

کے لئے جمع لایا گیا ہے جیسے اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ " حالانکہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۲۸۲ــــ ترجمہ : ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن نے کہا۔ اہل مدینہ کا ایک لشکر تیار کیا گیا اس لشکر میں میرا نام بھی لکھا گیا۔ میں ابن عباس کے مولیٰ عکرمہ سے ملا اور میں نے انہیں خبر دی (کہ میرا نام اس لشکر میں لکھا گیا ہے) تو انھوں نے مجھے اس سے سخت منع کیا پھر عکرمہ نے کہا مجھے ابن عباس نے خبر دی کہ چند مسلمان مشرکوں کے ساتھ ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مشرکوں کی تعداد زیادہ ظاہر کرتے تھے کوئی تیر آتا اور ان میں سے کسی کو لگتا تو اسے قتل کر دیتا یا اس کو تلوار ماری جاتی تو وہ قتل ہو جاتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ الْاٰيَةَ نازل کی اس کو لیث نے ابوالاسود سے روایت کیا ہے۔

۴۲۸۲ــــ شرح : جس لشکر میں ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن کا نام لکھا گیا تھا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے عہد خلافت میں اہل شام کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکالا گیا تھا عکرمہ کا ابوالاسود کو لشکر میں جانے سے روکنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو مشرکوں کی تعداد زیادہ بڑھاتے تھے۔ حالانکہ وہ دل سے لڑنے کا ارادہ نہ رکھتے تھے اے ابا الاسود تیرا حال بھی یہی ہے کہ جو لشکر شام میں بھیجا جا رہا ہے تو ان کی تعداد زیادہ کرے گا اور تو دل سے یہ نہیں چاہتا کہ اہل شام سے لڑے کیونکہ یہ جنگ فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ پس اس آیت کریمہ کے نزول کا سبب ایک یہ بھی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا

۴۲۸۳ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ قَالَ كَانَتْ اُمِّیْ مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ بَابٌ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مگر کمزور مرد، عورتیں اور بچے جو کسی بہانہ سے نکلنے پر قادر نہیں اور نہ ہی وہ راستہ جانتے ہیں،، تفسیر

: یہ مذکور زجر اور وعید سے استثناء ہے۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاُولٰئِكَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ،، یعنی مذکور لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ مگر کمزور مرد، عورتیں اور بچے جو مکہ سے نکلنے پر قادر نہیں اور نہ ہی وہ راہ جانتے ہیں وہ مشرکوں کے پنجہ سے خلاصی نہیں پاتے اور اگر وہ نکلنے پر قادر بھی ہو جائیں تو ان کو راستہ کی پہچان نہیں جس پر وہ چل سکیں۔ اس لئے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے معذور جانا اور مذکور وعید سے انہیں مستثنیٰ کر دیا۔

۴۲۸۳ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ کی تفسیر میں کہا میری والدہ اُن لوگوں میں سے تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور جانا ہے۔

شرح : اور وہ مذکور استثناء میں داخل ہیں۔ ابن عباس کی والدہ کا نام لبابہ بنت حارث ہے۔ ان کی کنیت ام فضل ہے۔

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قریب ہے کہ اللہ ان لوگوں کو معاف کر دے اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے

marfat.com
Marfat.com

۴۲۸۴ — حَدَّثَنَا ابو نُعَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الْعِشَاءَ اِذْ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ قَالَ قَبْلَ اَنْ يَسْجُدَ اَللّٰهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ اَبِىْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِىْ يُوْسُفَ

تفسیر : فَاُولٰئِكَ سے ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے اسلام قبول کیا لیکن انھوں نے ہجرت میں سستی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کے ترکِ ہجرت سے درگزر کی۔ اللہ کے کلام میں "عَسٰى" تحقیق کے لئے ہے۔ ابن جوزی کی تفسیر میں ہے کہ مجاہد نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو مسلمان ہوئے اور اسلام پر ثابت قدم رہے اور مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے میں عجلت نہ کی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر قبول کیا اور انہیں معاف کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

۴۲۸۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ نے "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" فرمایا پھر سجدہ کرنے سے پہلے فرمایا : اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے اے اللہ سلمہ بن ہشام کو نجات دے اے اللہ ولید بن ولید کو نجات دے اے اللہ کمزور مومنوں کو نجات دے اے اللہ! قبیلہ مضر پر سختی کر اے اللہ! اُن پر یوسف کے زمانہ سا قحط نازل فرما! (حدیث ۹۵۷ کی شرح دیکھیں)

۴۲۸۴ — شرح : وَطْأَتَكَ اَلْوَطْأُ، تہس نہس کرنا۔ سختی کرنا۔ یعنی اے اللہ تیری وطأہ قحط کی صورت ہو جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط سالی ہوئی تھی۔ قولہ اِجْعَلْهَا آہ ھا ضمیر کا مرجع وطأۃ ہے۔ قولہ سَنَةً "سنہ کا اصل سَنْهَةٌ بروزن جَبْهَةٌ معنی قحط سالی ہے۔ اس کا لام کلمہ حذف کر کے اس کی حرکت نون کی طرف نقل کی سَنَةٌ ہُوا بعض کہتے ہیں۔ اس کا اصل سنوۃ ہے۔ واؤ کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اس کی جمع سنہات ہے۔ جب جمع صحیح کریں تو سس کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں تو سنُون اور سنِیْن کہتے ہیں۔ بعض رفعی، نصبی اور جرّی تینوں میں سنون کہتے ہیں اور اِعراب آخری نون پر ظاہر کرتے ہیں۔ اضافت کے وقت پہلی تقدیر پر نون ساقط ہوگا دوسری

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ

۴۲۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَعْلٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ كَانَ جَرِيْحًا

پر نہیں چنانچہ کہا سَنِیْ زَیْدًا ، سَنِیْنَ زَیْدًا ،، حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں کمزور مسلمانوں کی نجات کے لئے دُعاء فرمائی اور قبیلہ مُضر کے کفار کے لئے قحط سالی کی دُعاء فرمائی کہ اے اللہ اپنا مؤاخذہ اور عذاب وَطْأَۃ یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے سالوں کی طرح قحط سالی کر دے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں سات برس سخت قحط سالی رہی تھی چنانچہ آپ کی دُعاء سے ایسا ہی ہُوا اور لوگ سخت قحط سالی کا شکار ہو گئے ،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم پر مضائقہ نہیں اگر تمہیں مینہ کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو ،، کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لئے رہو ،،

تفسیر اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ قبیلہ بنی نجار کے لوگوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ یارسُول اللہ! ہم زمین میں سفر کرتے ہیں تو سفر کی حالت میں نماز کیسے پڑھیں۔ اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی۔ کذا ذکر ابن جریر باسنادہ عن علی رضی اللہ عنہ ،، پھر اس کی تفصیل بیان کی کہ جب آپ اُن میں تشریف فرما ہوں۔ اور نماز قائم کرنے کا ارادہ ہو تو قصر کر کے پڑھو! اور تمہیں کچھ گناہ نہیں اگر مینہ کے سبب یا کسی بیماری میں مبتلا ہو جاؤ تو ہتھیاروں کو اتار دو کیونکہ ان کے اُٹھانے میں دشواری ہوتی ہے اور لوگوں کو احتیاط کا حکم دیا تاکہ وہ غافل نہ ہو جائیں کہ ان کی غفلت سے دشمن فائدہ اُٹھائے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِيْ يَتَامَى النِّسَآءِ "

۴۲۸۶ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ إِلٰى قَوْلِهٖ وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ قَالَتْ عَائِشَةُ هُوَ الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْيَتِيْمَةُ هُوَ وَلِيُّهَا وَوَارِثُهَا فَاشْرَكَتْهُ فِيْ مَالِهٖ حَتّٰى فِي الْعِذْقِ فَيَرْغَبُ أَنْ يَنْكِحَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا رَجُلًا فَيَشْرَكَهُ فِيْ مَالِهٖ بِمَا شَرِكَتْهُ فَيَعْضُلُهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ

۴۲۸۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت کریمہ پڑھی اور کہا عبدالرحمٰن بن عوف زخمی تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی جبکہ وہ زخمی تھے۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ لوگ آپ سے عورتوں کی میراث کے حق میں فتویٰ طلب کرتے ہیں"

آپ فرما دیجئے عورتوں کی وراثت میں اللہ تمہیں حکم دیتا ہے اور جو چیز تم پر قرآن میں یتیم عورتوں کے بارے میں تلاوت کی جاتی ہے "

تفسیر : عرب عورتوں اور بچوں کو وارث نہیں بناتے تھے۔ اس لئے عورتوں کے متعلق میراث کے بارے میں سوال عرض کیا گیا۔ قولہ وَمَا يُتْلٰى اس سے مراد اس آیت سے پہلے کی آیت ہے اور وہ یہ ہے وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

۴۲۸۶ — ترجمہ : عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قولہ وَاِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شِقَاقٌ تَفَاسُدٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ هَوَاهُ فِی الشَّیْءِ یَحْرِصُ کَالْمُعَلَّقَةِ لَاهِیَ اَیِّمٌ وَلَا ذَاتُ زَوْجٍ نُشُوْزًا الْمُبْغُضُ

۴۲۸۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا

یَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَاءِ سے تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ تک کی تفسیر میں انہوں نے فرمایا کہ کسی آدمی کے پاس کوئی یتیم لڑکی ہوتی اور وہ شرعًا اس لڑکی کا ولی و وارث ہوتا۔ اور وہ اس کو اپنے مال حتی کہ کھجوروں میں شریک کرلیتی وہ اس سے نکاح کی رغبت کرتا اور کسی آدمی سے اس کے نکاح کو اچھا نہ سمجھتا کہ وہ یتیمہ کے شریک ہونے کے باعث اس کے مال میں شریک ہوجائے گا اس لئے وہ اس لڑکی کو کسی اور آدمی سے نکاح کرنے سے منع کرتا تھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۲۸۶ — شرح : ابن ابی حاتم نے سدی کے طریق سے روایت کی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے چچا کی بیٹی کے منہ پر کچھ داغ تھے اور وہ اپنے والد کے مال کی وارث ہونے کے باعث مال دار تھی۔ جابر اس کے ساتھ نکاح کرنے سے ناخوش تھے اور نہ ہی کسی اور سے نکاح کردینے سے خوش تھے کیونکہ ان کو ڈر تھا کہ اس کا شوہر سارا مال لے جائے گا۔ انہوں نے اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (حدیث ع۴۲۶۰ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے نشوز یا اعراض کا ڈر محسوس کرے

تفسیر : قولہ نشوزًا ،، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ شوہر بیوی سے نفرت کرتا ہے اور اس کو نان نفقہ کچھ نہیں دیتا اور بیوی خاوند جیسی محبت بھی نہیں کرتا بلکہ اس کو سب وشتم اور مار پیٹ سے اذیت پہنچاتا ہے یا اس سے اعراض کا ڈر ہو کہ وہ بیوی سے گفتگو کم کرتا ہے اور نہ ہی کسی انس کی بات کرتا ہے۔ کیونکہ وہ زیادہ عمر کی ہے یا بدخلق ہے یا خوبصورت نہیں یا وہ کانی ہے وغیرہ وغیرہ تو وہ آپس میں صلح کی کوشش کریں یہ اچھی چیز ہے۔ جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ام المومنین سودہ

marfat.com
Marfat.com

هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا قَالَتِ الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْمَرْاَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِّنْهَا يُرِيْدُ اَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُوْلُ اَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِيْ فِيْ حِلٍّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ

رضی اللہ عنہا نے صلح کی تھی جبکہ انہیں یہ ڈر لاحق ہُوا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے مفارقت کرلیں گے اور یہ بھی جانا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے غائت درجہ کی محبت ہے تو اپنی باری عائشہ کو دے کر صلح کرلی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صلح فراق سے بہتر ہے نشوز کا معنی بغض ہے۔

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ

اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں۔ پھر اس کی تفسیر کی کہ کہا جاتا ہے "هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ" اس پر حرص کرتا ہے۔ شُحّ کے معنی حرص کے ساتھ بخل کرنا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شُحّ کے معنی زیادہ حرص کرنے کے ہیں قولہ كَالْمُعَلَّقَةِ" اس میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام "فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر کی کہ یہ..... وہ عورت ہے جو نہ بیوہ اور نہ خاوند رکھتی ہو۔

۴۲۸۷ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا" کی تفسیر میں کہا کسی آدمی کے پاس عورت ہوتی وہ اس سے محبت نہ کرتا اور اس کو علیحدہ کر دینے کا ارادہ کرتا تو عورت کہتی میں تجھے اپنی طرف سے نان ونفقہ معاف کرتی ہوں۔ تو اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی۔"

۴۲۸۷ــــ شرح: یعنی کبھی ایسا ہوتا کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے نہ محبت کرتا اور نہ ہی اس کو معاشرہ میں کچھ اہمیت دیتا اور اس کے ساتھ میل ملاپ سے کراہت کرتا اور اسے اپنی زوجیت سے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کرتا تو وہ کہتی جو میرے متعلق تجھ پر احکام مثلاً نان ونفقہ، پوشاک اور مہر وغیرہ واجب ہیں وہ معاف کرتی ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ خطرہ لاحق ہُوا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کو طلاق دے دیں گے تو دربارِ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ، آپ مجھے طلاق نہ دیں میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں۔ آپ نے اُن کی عرضداشت کو قبول کیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی۔ ابوالعباس محمد بن عبدالرحمٰن دغولی نے اپنے معجم کی ابتداء میں محمد بن یحییٰ

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قولہٗ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاس اَسْفَلُ النَّارِ نَفَقًا سَرَبًا

کے طریق سے قاسم بن ابی بردہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ بنت زمعہ کو طلاق بھیجی جب طلاق ان کے پاس آئی تو وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی راہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھ گئیں۔ جب آپ کو دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس ذات ستودہ صفات کا واسطہ ڈال کر آپ سے سوال عرض کرتی ہوں جس نے آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور آپ کو ساری مخلوق پر فضیلت دیکر منتخب فرمایا ہے۔ آپ میری طرف رجوع فرمائیں میں بوڑھی ہو چکی ہوں مجھے مَردوں کی حاجت نہیں میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی بیویوں میں اٹھائی جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے رجوع فرمالیا۔ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اپنی باری دن اور رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ کے لئے کردی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! منافق جہنم کے نچلے طبقہ میں ہونگے

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دَرَکِ اَسفل دوزخ کا نچلہ طبقہ ہے"

تفسیر: منافقوں کے غلیظ کفر کی سزا قیامت میں یہ ہوگی کہ وہ دوزخ کے نچلے حصہ میں ہوں گے جو دوزخ کا سخت طبقہ ہے اور جہنم اُن پر سخت غیظ و غضب برسائے گی۔ جہنم کے کئی طبقات ہیں جیسے جنت کے کئی درجات ہیں۔

دوزخ کے سات طبقات ایک دوسرے کے اُوپر نیچے ہیں۔ دوزخ کے نچلے طبقہ کو ہاویہ کہا جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دَرَکِ اَسفل دوزخ کا نچلہ طبقہ ہے۔ دوزخی لوہے کے صندوقوں میں بند کئے جائیں گے۔ ایک روائت میں ہے کہ آگ کے تابوت ہوں گے جن میں دوزخی بند کئے جائیں گے۔ اسرائیل سے روائت ہے کہ دَرَکِ اَسفل مکانات ہیں جن کے دروازے ہیں جو دوزخیوں پر بند کئے جائیں گے پھر اُن کے نیچے اور اوپر آگ جلائی جائے گی!

قولہ نَفَقًا الخ اس سے سورۂ انعام کی اس آیت کریمہ: اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا، کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے معنی ہیں سُرنگ (جو زمین کے نیچے راہ بنائی جاتی ہے) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے منافق کے لفظ کی مناسبت سے "نَفَقًا" کو ذکر کیا ہے۔ کیونکہ منافق نفق سے مشتق ہے۔ نفق بمعنی سوراخ ہے۔ چوہا زمین میں دو سوراخ بناتا ہے۔ ایک سوراخ سے داخل ہوتا ہے دوسرے سوراخ سے باہر نکلتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۲۸۸ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا
الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ کُنَّا فِیْ حَلْقَةِ عَبْدِ اللّٰهِ
فَجَآءَ حُذَیْفَةُ حَتّٰی قَامَ عَلَیْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ اُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰی قَوْمٍ
خَیْرٍ مِّنْکُمْ قَالَ الْاَسْوَدُ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی
الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ فَتَبَسَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَجَلَسَ حُذَیْفَةُ فِیْ نَاحِیَةِ
الْمَسْجِدِ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَفَرَّقَ اَصْحَابُهٗ فَرَمَانِیْ بِالْحَصَا فَاَتَیْتُهٗ فَقَالَ
حُذَیْفَةُ عَجِبْتُ مِنْ ضَحِکِهٖ وَقَدْ عَرَفَ مَا قُلْتُ لَقَدْ اُنْزِلَ النِّفَاقُ
عَلٰی قَوْمٍ کَانُوْا خَیْرًا مِّنْکُمْ ثُمَّ تَابُوْا فَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ

منافقوں کے بھی دو حال ہیں۔ ایک مسلمانوں کے ساتھ کہ ہم "ہمارے" ساتھی ہیں دُوسرے کافروں کے ساتھ کہ ہم تو مسلمانوں کو مذاق اور تمسخر کرتے ہیں۔ عملی منافق بھی ایسا ہی ہے کہ اس کے دل میں کچھ ہوتا ہے اور افعال جوارح سے کچھ اور کرتا ہے۔ لہٰذا کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ امام بخاری نے منافقوں کا اشتقاق بیان کیا ہے بعید نہیں ہے۔

۴۲۸۸ — ترجمہ : ابراہیم نخعیؒ نے اپنے خالو اسود بن یزید نخعیؒ سے روایت کی کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے معتقدین کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ آئے اور ہمارے پاس کھڑے ہوگئے اور سلام کہنے کے بعد کہا کہ ایک قوم پر نفاق نازل ہوا جو تم سے بہتر ہیں۔ اسود نے کہا سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے منافق دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوں گے (وہ بہترین لوگ کیسے ہو سکتے ہیں) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تبسم کیا اور حذیفہؓ مسجد کے ایک کونہ میں بیٹھ گئے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اُٹھے اور اُن کے ساتھی اُٹھ کر چلے گئے۔ اسود نے کہا مجھے حذیفہ نے کنکری ماری تو میں اُن کے پاس چلا آیا۔ حذیفہ نے کہا مجھے عبداللہ کے تبسم سے تعجب لاحق ہوا، حالانکہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ اسے جانتے ہیں۔ یقیناً نفاق ایسے لوگوں پر نازل ہوا جو تم سے بہتر تھے۔ پھر انہوں نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف رجوع کیا اور ان کی توبہ قبول کی۔

۴۲۸۸ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مُرتد اور زندیق کی توبہ قبول ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ

جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میرے پاس زندیق کو لائیں اور میں اس پر توبہ پیش کروں اگر وہ توبہ کرے تو میں اس کی توبہ قبول کروں گا۔ چنانچہ یہ آیت کریمہ: اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ،، زندیق کی توبہ کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ زندیق کی توبہ صحیح اور مقبول ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانہ میں بعض لوگ اسلام کا اقرار کرنے کے بعد مرتد ہوگئے اور مرض نفاق میں مبتلا ہوگئے اور وہ بہتر لوگ تھے کیونکہ وہ صحابہ کے طبقہ میں تھے اور صحابہ کا طبقہ تابعین کے طبقہ سے بہتر ہے لیکن اُن کے مرتد ہوجانے اور منافق بن جانے کے باعث اُن سے خیریت جاتی رہی اُن میں سے بعض تائب ہوئے تو خیریت کی طرف لوٹ آئے اِس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ قلوب پر مختلف احوال وارد ہوتے ہیں اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى الْاِيْمَانِ ،، کیونکہ اللہ تعالیٰ مُقَلِّبُ القلوب ہے۔ اور وہ اللہ کی قدرت کی انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جیسے چاہے ان کو پھیرتا ہے۔ ابن تین نے کہا گویا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایمان کے نکل جانے سے ڈرایا ہے کیونکہ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین ہو کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی صحابی مرتد نہیں ہوا۔ البتہ طبقہ نبوت وصحابیت میں اعراب مسلمان ہوئے لیکن انہیں شرف صحبت حاصل نہ ہوا تھا ان کو صحابی نہیں کہا جاتا اُن میں سے بعض لوگ مرتد ہوئے تھے یا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض یہودی کسی سازش کی اساس پر بظاہر مسلمان ہوئے اور پھر مرتد ہوگئے اُن میں سے کاتب وحی یہودی تھا جو مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوا تھا اور زمین نے اس کو اپنے اندر جگہ نہ دی تھی۔ مسیلمہ کذاب کے ساتھ ملنے والے بھی اعراب ہی تھے جن کو پہلے ذکر کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی ،،

marfat.com
Marfat.com

۴۲۸۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِي الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِاَحَدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى

۴۲۹۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ

تفسیر: یہود و نصاریٰ نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اُن کے لئے آسمان سے یکبارگی کتاب نازل کی جائے تو وہ آپ کی نبوت پہ ایمان لائیں گے اس پہ یہ آئت کریمہ نازل ہوئی اور اُن پر حجت قائم کی گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا بکثرت انبیاء ہیں جن میں سے گیارہ کے اسماء شریفہ اس آئت میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ اہلِ کتاب ان سب کی نبوت کو مانتے ہیں۔ اِن سب حضرات میں سے کسی پر یکبارگی کتاب نازل نہیں ہوئی تو جب اس وجہ سے ان کی نبوت تسلیم کرنے میں اہلِ کتاب کو کچھ پس و پیش نہ ہوا تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کرنے میں کونسی رکاوٹ ہے۔ اور مقصود رسولوں کے بھیجنے سے خلق کی ہدائت اور ان کو اللہ تعالیٰ کی توحید و معرفت کا درس دینا اور ایمان کی تکمیل اور طریق عبادت کی تعلیم ہے کتاب کے متفرق طور پہ نازل ہونے سے یہ مقصد بروجہ اتم حاصل ہوتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا آسانی دل نشین ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس حکمت کو نہ سمجھنا اور اعتراض کرنا کمالِ حماقت اور زوال سعادت ہے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوسرے نبیوں سے پہلے اس لئے ذکر کیا کہ وہ اولوالعزم انبیاء کرام علیہم السلام سے پہلے نبی ہیں۔ تفہیم البخاری کی ابتداء میں بدءالوحی میں اسکی تفصیل مذکور ہے

۴۲۸۹ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

۴۲۸۹ — شرح: متی حضرت یونس علیہ السلام کے والد ماجد ہیں۔ یعنی حضرت یونس علیہ السلام نے بے صبری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا اور کچھ مدت مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کا یہ حال دیکھ کر کوئی شخص انبیاء کرام ہو یا غیر انبیاء کرام سے ہو اپنے آپ کو یونس بن متی سے بہتر نہ جانے۔ غیر نبی تو بہرکیف نبی سے بہتر نہیں ہو سکتا چونکہ اس صورت میں حضرت یونس

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ
اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ وَالْكَلَالَةُ مَنْ لَّمْ يَرِثْهُ اَوِ ابْنٌ وَهُوَ مَصْدَرٌ مِنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ

ابن متی علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے قرب میں پیش ہونا ہے اور ان کے مرتبے میں ذرہ بھر نقص پیدا نہیں ہوا۔
(اس کی پوری تفصیل احادیث ع ۳۲۵۱، ع ۳۱۷۹ اور ع ۳۱۹۸ کی شروح میں دیکھیں)

۴۲۹۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کہا میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ اُس نے جھوٹ بولا۔
(مذکور بالا احادیث کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں

تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کسی مرد کا انتقال ہو۔ جو بے اولاد ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کے اولاد نہ ہو۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ترکہ میں ان کا دو تہائی ہے اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ کلالہ وہ ہے جس کا باپ یا بیٹا وارث نہ ہو وہ تکللہ النسب کی مصدر ہے "

شرح : کلالہ اکلیل سے مشتق ہے۔ کیونکہ اکلیل سر کا جوانب و اطراف سے احاطہ کرتا ہے اسفل اور اعلیٰ خالی ہوتا ہے۔ کلالہ کو بھی جوانب سے انساب نے احاطہ کیا ہوتا ہے اس لئے اسے کلالہ کہتے ہیں کہ اس کی اولاد اور ماں باپ نہیں ہوتے البتہ بہن بھائی ہوتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا یہ "کل یکل" سے مشتق ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کلت الرحم اذا تباعدت وطال انتسابہا اس سے کل فی مشیہ" ہے جبکہ نسب مسافت کے باعث دور رہ گیا ہو۔ لفظ کلالہ کے مشتق میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں بمعنی فریضہ ہے

marfat.com
Marfat.com

۴۲۹۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ اٰخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ بَرَآءَةٌ وَاٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِی الْكَلَالَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ

بعض کہتے ہیں اس کا معنی چچا کے بیٹے ہیں۔ بعض بمعنی عصبہ کہتے ہیں اگرچہ بہت دُور ہو (عینی)

ترجمہ : ابواسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ قرآن کریم کی آخری سورت جو نازل ہُوئی ہے وہ سورۂ براءت ہے اور آخری آیتِ کریمہ : يَسْتَفْتُوْنَكَ ،، نازل ہُوئی۔

۴۲۹۱ — شرح : اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ آخری آیت جو نازل ہُوئی وہ آیتِ ربٰوٰ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ احکامِ ربا میں سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہُوئی یعنی ہر ایک کے آخر ہونے کی وجہ مختلف ہے۔ لہٰذا تضاد نہیں۔ قولہ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ یعنی نسب نے اس کو ایک طرف ڈال دیا۔ چونکہ باپ اصل میں ایک طرف ہے۔ اور بیٹا دوسری طرف ہے۔ یہ ان میں سے کوئی طرف نہیں رکھتا گویا کہ وہ نسب سے باہر نکال دیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرۂ مائدہ

مائدہ بروزن فاعلہ بمعنی مفعولہ جیسے عِيْشَةٌ رَاضِيَةٌ میں راضیہ بمعنی مرضیہ ہے۔ مائدہ اُسے کہتے ہیں جس پر طعام رکھا جاتا ہے۔ اگر اس پر طعام نہ ہو تو اس کو مائدہ نہیں کہتے اس کو خوان کہا جاتا ہے۔ عطاء بن ابی مسلم نے کہا سورۂ مائدہ پہلے نازل ہُوئی اس کے بعد سورہ توبہ نازل ہُوئی۔ ابوعبیدہ نے محمد بن کعب قُرظی سے روایت کی کہ سورۂ مائدہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر حجۃ الوداع میں نازل ہُوئی جبکہ آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان

marfat.com
Marfat.com

اونٹنی پہ سوار تھے ۔ اور آپ اونٹنی سے اُتر کر زمین پر تشریف لے آئے ۔ سخاوی نے کہا علماء کی ایک جماعت نے کہا سورۂ مائدہ میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سب سے آخر نازل ہوئی ۔ بعض نے کہا اس میں چند آیات منسوخ ہیں ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

قولہ حُرُمٌ وَاحِدُهَا حَرَامٌ ،، یعنی حُرُمٌ کا واحد حرام ہے ۔ اس میں اس آیت کریمہ ؛ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ،، کی طرف اشارہ ہے ۔ یعنی تم احرام کی حالت میں شکار نہ کرو ،،

بَابُ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ

بِنَقْضِهِمْ ،، فَبِمَا نَقْضِهِمْ ،، کی تفسیر ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ مَا زائدہ ہے یہ طویل آیت کا حصہ ہے ۔ آیت کریمہ یہ ہے تو اُن کی کیسی بدعہدیوں پر ہم نے انہیں لعنت کی اور اُن کے دل سخت کر دیئے ،، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اِن لوگوں کے حال کی خبر دی ہے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کر کے پھر اس کو توڑ دیا اور عہد کی خلاف ورزی کی ہم نے ان کو حق سے دُور کر دیا اور رُشد و ہدایت اُن سے روک لی اور ان کے دل سخت کر دیئے اور ان کی قساوت کی وجہ سے انہیں کوئی نصیحت نفع نہیں دیتی ،،

قولہ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ جَعَلَ اللَّهُ ،،

اس میں اس آیت کریمہ : ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا ۔ اور جَعَلَ اللَّهُ ،، سے اس کی تفسیر کی ۔ یعنی پاک زمین (بیت المقدس) جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کر دی ہے ۔ علامہ زمخشری نے کہا کَتَبَ اللَّهُ ،، کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں تمہارے مقسوم میں کر دیا کہ وہ تمہارے لئے ہے ۔ اور أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ ،، بیت المقدس یا اریحا یا فلسطین یا دمشق یا شام ہے ۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام لبنان کے پہاڑ پر چڑھے تو آپ سے کہا گیا نظر اُٹھائیں جہاں تک آپ کی نظر پہنچے کی وہ مقدس ہے اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کی وراثت ہے (عینی)

قولہ تَبُوءَ بِإِثْمِي ،، اس میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل اور قابیل کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ ہابیل نے اس سے کہا ،، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ ،، پھر تَبُوءَ ،، کی تَحْمِلَ ،، سے تفسیر کی یعنی میں تو یہ چاہتا ہوں کہ مجھ کو قتل کرنے کا گناہ اور تیرا گناہ دونوں کو تو اٹھائے اور یہ دونوں گناہ تیرے ہی پلہ پڑے تو تُو دوزخی ہو جائے ،، ابن عباس ، قتادہ اور مجاہد نے یہی تفسیر کی ہے ۔

قولہ دَائِرَةٌ ،، اس میں اس آیت کریمہ ،، يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر دُوَلَةٌ ،، سے اس کی تفسیر کی سدی نے بھی یہی تفسیر کی ہے ۔ یعنی وہ کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے جیسا کہ عبداللہ بن ابی منافق نے کہا ۔

marfat.com
Marfat.com

قولہ قَالَ غَیْرُہٗ اَلْاِغْرَاءُ التَّسْلِیْطُ ،، اس میں اس آئت کریمہ ،، فَاَغْرَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ،، کی طرف اشارہ کیا ہے پھر اِغْرَاء کی تَسْلِیط سے تفسیر کی یعنی مفسرین نے یعنی ،، اَلْقَیْنَا ،، کہا ہے ۔ یہ تفسیر صریح نص کے موافق ہے ۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : وَاَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ الْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ،، علامہ زمخشری نے ،، اَغْرَیْنَا ،، کی تفسیر ،، اَلْصَقْنَا وَاَلْزَمْنَا ،، سے کی ہے

قولہ قَالَ غَیْرُہٗ ،، سے ضمیر غائب کا مرجع معلوم نہیں کیا ہے ؟ کیونکہ اس سے پہلے کسی مفسر کا ذکر نہیں شراح بخاری نے اس میں تکلفات کئے ہیں ۔ بعض نے اِس کو ناسخِ کتاب کا تصرف کہا ہے ۔ صحیح یہ ہے کہ یہ بخاری کی عبارت نہیں اسی لئے بعض نسخوں میں یہ موجود نہیں ۔

قولہ اُجُوْرَھُنَّ ،، اس میں اس آئت کریمہ : اِذَا اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ پھر اُجُوْرَھُنَّ ،، کی تفسیر ،، مُھُوْرَھُنَّ ،، سے کی ابن عباس نے یہی تفسیر کی ہے یعنی جب تم انہیں اُن کے مہر دو ، قید میں لاتے ہوئے (نکاح کرکے) نہ ناجائز طریقہ پر مستی نکالنے سے بے دھڑک زنا کرنا اور آشنا بنانے سے پوشیدہ زنا مراد ہے ۔ ،، وَلَا مُتَّخِذِیْ اَخْدَانٍ ،، سے اس طرف اشارہ ہے ۔

قَوْلُہٗ اَلْمُھَیْمِنُ الخ اس میں اس آئت کریمہ : وَمُھَیْمِنًا عَلَیْہِ ،، کی طرف اشارہ ہے ۔ پھر اس کی اَمِیْن ،، سے تفسیر کی ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ،، اَلْمُھَیْمِنُ ،، امین ہے ۔ قرآن ہر کتاب پر امین ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئی ۔ مُھَیْمِنٌ ، ھَیْمَنَ ۔ یُھَیْمِنُ سے مشتق ہے ۔ بمعنی حفیظ و رقیب ہے ۔ کہا جاتا ہے ھَیْمَنَ فُلَانٌ عَلٰی فُلَانٍ ،، جبکہ وہ اس کا نگہبان ہوگیا ۔

قَوْلُہٗ قَالَ سُفْیَانُ الخ یعنی سفیان نے کہا ۔ قرآن کریم میں میرے نزدیک اس آئت کریمہ : لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرَاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَبِّکُمْ ،، سے سخت تر کوئی آئت نہیں یعنی تم کچھ بھی نہیں ہو جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل کو اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترا

،، یہ آئت کریمہ اس لئے زیادہ سخت ہے کہ اس میں تورات و انجیل کے احکام کے علم اور اس پر عمل کی تکلیف دی گئی ہے ۔ اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ مالک بن ضیف اور یہودی علماء کی ایک جماعت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا اے محمد ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہیں ؟ اور تورات پر ایمان رکھتے ہیں ؟ آپ یہ گواہی دیتے ہیں کہ تورات حق ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کیوں نہیں جو تم نے کہا ہے صحیح ہے لیکن تم نے تورات میں سے وہ امور حذف کر دیئے اور ان کو مخفی رکھا جن کو بیان کرنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے ۔ جو کچھ تم نے تحریف کر رکھی ہے میں اس سے بری الذمہ ہوں ۔ یہودی علماء نے کہا ہم تو اس پر قائم رہیں گے جو ہمارے ہاتھوں میں حق اور ہدائت ہے اور آپ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی آپ کے لائے احکام پر ایمان لاتے ہیں اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہوئی کہ

marfat.com
Marfat.com

جب تک تم تورات و انجیل اور قرآن کے احکام پر قائم نہ رہو گے تم کچھ بھی نہیں ہو۔

قولہ مَنْ اَحْیَاهَا آہ اس میں اس آیت کریمہ : وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ مِنْهُ جَمِیْعًا.. کی طرف اشارہ کیا اور مَنْ حَرَّمَ آہ سے اس کی تفسیر کی یعنی جس نے شرعی حق کے سوا لوگوں کے قتل کو حرام جانا اُس نے اس سے سب لوگوں کو زندہ کیا۔

قولہٗ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا الخ اس میں اس آیت کریمہ : لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر شِرْعَةً کی تفسیر سبیل (راہ) اور منہاج کی تفسیر سنت سے کی۔ تفسیر میں لف نشر مرتب ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یہ لف نشر غیر مرتب ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ موصول روایات سے یہی ظاہر ہے کہ لف نشر مرتب ہے۔

ابن کثیر نے کہا نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء خراسانی سے شرعۃً ومنہاجا کی تفسیر سنت اور سبیل منقول ہے، لیکن اول زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ شرعۃ کا معنی شریعہ ہے وہ یہ ہے جس سے کسی شئی کی طرف ابتداء کی جائے چنانچہ کہا جاتا ہے ،، شَرَعَ فِیْ كَذَا ،، یعنی ابتداء کی۔ شریعہ بھی یہی ہے وہ یہ ہے کہ جس سے پانی کی طرف ابتداء کی جائے۔ اور ،، منہاج ،، واضح آسان راہ ہے۔ اور ،، شِرْعَةً وَّمِنْهَاج کی تفسیر سبیل اور سنۃ عکس کی صورت میں زیادہ مناسب ہے۔

فَاِنْ عُثِرَ ظَهَرَ ،،

اس میں اس آیت کریمہ : فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا اِثْمًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر عُثِرَ کی تفسیر ظَهَرَ سے کی یعنی اگر وصیت کے گواہوں سے یہ ظاہر ہو جائے کہ انہوں نے خیانت کی ہے اور گناہ کے سزاوار ہوئے ہیں تو اُن کی جگہ دو اور کھڑے ہوں ان میں سے کہ اس گناہ یعنی جھوٹی گواہی نے ان کا حق لے کر ان کو نقصان پہنچایا ہے اور وہ میت سے زیادہ قریب ہوں تو اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی زیادہ ٹھیک ہے اُن دو کی گواہی سے اور ہم حد سے نہیں بڑھے ایسا ہو تو ہم ظالموں میں ہوں گے۔

قولہ اَلْاَوْلَیَانِ آہ اس میں اس آیت کریمہ : مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَحَقَّ عَلَیْهِمُ الْاَوْلَیَانِ فَیُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ ،، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پھر اس بات کی وضاحت کی کہ ،، اَوْلَیَانِ ،، اَوْلٰی ،، کا تثنیہ اِسْتَحَقَّ کا فاعل ہونے کے باعث مرفوع ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بابُ قوله اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

۴۲۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لِعُمَرَ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ اٰيَةً لَوْ نَزَلَتْ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ حَيْثُ اُنْزِلَتْ وَ اَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُنْزِلَتْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَاِنَّا وَاللّٰهِ بِعَرَفَةَ قَالَ سُفْيٰنُ وَاَشُكُّ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمْ لَا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا،،

مفسرین نے کہا یہ آئت کریمہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جو اس امت مرحومہ کو عنائت فرمائی۔ جبکہ ان کے لئے ان کا دین مکمل کر دیا۔ اس کے بعد وہ کسی دوسرے دین کے محتاج نہیں اور نہ ہی کسی اور نبی کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مبعوث فرمایا اور آپ کی بعثت تمام انسانوں اور جنوں کے لئے ہے۔ پس حلال وہ ہے جو اللہ نے حلال کیا حرام وہ ہے جو اللہ نے حرام کیا اور دین وہ ہے جو اللہ نے مشروع کیا جو بھی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے وہ حق اور واجب التصدق ہے اس میں نہ تو کذب کا احتمال و امکان ہے اور نہ ہی اس کا خلاف ممکن ہے۔ ابن عباس نے کہا دین سے مراد اسلام ہے اور "یوم" سے مراد یوم عرفہ ہے۔ سُدی نے کہا یہ آئت کریمہ عرفہ کے روز نازل ہوئی۔ اس کے بعد کوئی حلال و حرام نازل نہیں ہوا۔ ابن جریج اور دیگر علماء نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن کے بعد اکیاسی (۸۱) روز دُنیا میں تشریف رکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور تشریف لے گئے (عینی)

۴۲۹۲— ترجمہ: طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ یہودیوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا تم ایک آئت پڑھتے ہو اگر وہ آئت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کو عید مناتے عمر فاروق نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ یہ آیت کب اور کہاں نازل ہوئی اور جب نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے۔ جس روز یہ آئت نازل ہوئی۔ عرفہ کا دن تھا خدا کی قسم ہم عرفہ میں تھے۔ سفیان نے کہا مجھے شک ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا یا نہیں۔ وہ آیت : اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ،، ہے۔

۴۲۹۲ — شرح : ترمذی میں ہے کہ یہ آئت کریمہ جس روز نازل ہوئی۔ عرفہ کا دن تھا اتفاقاً وہ جمعہ کا دن تھا گویا کہ اس دن دو عیدیں ہوئیں۔ کتاب الایمان حدیث ۴۳ میں گزرا ہے کہ جس روز یہ آئت نازل ہوئی وہ جمعہ کا دن تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودی کو جواب دیا کہ جس روز یہ آئت نازل ہوئی وہ جمعہ کا دن تھا اور یہ دن ہماری عید کا دن ہے۔ بحمداللہ عرفہ اور جمعہ دونوں عید کے دن ہیں۔ چنانچہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آئت کا نزول عرفہ کے دن تھا اور یہ بات مشہور ہے کہ عرفہ کے بعد جو دن ہے وہ مسلمانوں کی عید ہے گویا کہ ہم نے جانا کہ یہ دن اس بات کا مستحق ہے کہ اس میں عبادت کی جائے تو ہم نے اس کو عید منایا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس روز یہ آئت نازل ہوئی وہ عرفہ کا دن تھا اس دن کو عید کیوں نہیں بنایا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ یہ آئت کریمہ عصر کے بعد نازل ہوئی اور عید شروع دن میں ہوتی ہے۔ اس لئے دوسرے دن کی صبح کو عید بنایا اسی لئے فقہاء کرام کہتے ہیں کہ دن کو چاند کی رؤیت آنے والی رات کا ہوتا ہے لیکن یوم عرفہ کی تنصیص اس تکلف سے مستغنی کرتی ہے۔ کیونکہ عید عود سے مشتق ہے۔ اس کو عید اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔ نیز علامہ زمخشری نے کہا عید کا معنی لوٹنے والا سرور ہے۔ پس معنی یہ ہے کہ جس دن کی تعظیم مشروع ہو اس کا نام عید ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جس روز اللہ کی نعمت نازل ہو وہ دن عید کا دن ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے : اَلَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَھُمْ دَارَ الْبَوَارِ ،، اس کی تفسیر میں بخاری کی حدیث ۳۶۷۷ باب قتل ابی جہل لعنۃ اللہ علیہ ،، میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کی نعمت کو تبدیل کیا وہ کفارِ قریش تھے اور عمرو بن دینار نے کہا وہ قریش ہیں اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں۔ لہٰذا جس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ وہ دن اللہ تعالیٰ کی نعمت کے نزول کا دن ہے اور اس دن میں عید منانا بقول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مستحسن ہے۔ اہل اسلام اس دن کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہیں جو مستحسن طریقہ ہے۔ اس کی پوری تفصیل تفہیم البخاری حصہ اوّل کے صفحہ ۱۸۱ حدیث ۱۴ کی شرح میں دیکھیں)

قولہ قال ابن عباس مخمصۃ مجاعۃ ،، اس میں اس آئت کریمہ ،، فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَۃٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ،، میں مخمصہ کی تفسیر مجاعہ سے کی یعنی جو بھوک پیاس کی شدت میں لاچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ضرورت سے زیادہ نہ کھائے اور ضرورت اسی قدر کھانے سے رفع ہو جاتی ہے جس سے خطرۂ جان جاتا رہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا تَيَمَّمُوْا تَعَمَّدُوْا اٰمِّيْنَ عَامِدِيْنَ اَمَّمْتُ وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَسْتُمُ وَتَمَسُّوْهُنَّ وَاللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وَالْاِفْضَاءُ اَلنِّكَاحُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو!

اس میں اس آیت کریمہ: اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر تَيَمَّمُوْا کی تَعَمَّدُوْا سے تفسیر کی۔ یعنی اگر تم بیمار یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضاء حاجت کی جگہ سے آئے یا بیویوں سے جماع کرو اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو اور تَيَمَّمُوْا کا معنی ہے قصد کرو۔ چنانچہ ،، اٰمِّيْنَ ،، بمعنی عامدین ہے اور اَمَّمْتُ اور تَيَمَّمْتُ ہم معنی ہیں۔

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰهٖ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ،، لٰمَسْتُمُ اور تَمَسُّوْهُنَّ جو قرآن کریم میں ہے فَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَاللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ،، کہ جن عورتوں سے تم نے جماع کیا ہے۔ اور اَلْاِفْضَاءُ ،، نکاح ہے یعنی یہ چہار کلمات لمس، مس، دخول اور افضاء بمعنی وطی اور جماع ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ عورت کو ہاتھ کے ساتھ چھونے سے وضوء جاتا رہتا ہے۔ انھوں نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس چھونے کو ناقض وضوء نہیں کہتے ہیں اور امام شافعی کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ لمس جماع کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطریق تعلیق ذکر کیا ہے۔ احکام القرآن میں بطریق موصول مجاہد کے ذریعہ ابن عباس سے روایت ہے کہ اس آیت کریمہ میں ،، اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ ،، بمعنی جماع ہے۔ ابن منذر نے محمد بن علی، سعید ابوعوانۃ، ابو بشر کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ لمس، مس اور مباشرت بمعنی جماع ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابی بن کعب، مجاہد، حسن، طاؤس، عبید بن عمیر سعید بن جبیر، شعبی اور قتادہ سے روایت کی کہ یہ تینوں الفاظ لمس، مس اور مباشرت بمعنی جماع ہیں (عینی)

۴۲۹۳ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۴۲۹۳ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذْ كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ اِنْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا اَلَا

نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے حتی کہ جب ہم بیداء یا ذات الجیش میں تھے تو میرا ہار گم ہوگیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں ٹھہر گئے
اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے۔ حالانکہ وہاں پانی نہ تھا اور نہ ہی اُن کے پاس پانی تھا۔ لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کیا آپ دیکھتے نہیں جو ام المؤمنین عائشہ نے کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں سمیت ٹھہرا رکھا ہے۔ حالانکہ وہاں کوئی پانی نہیں اور نہ ہی اُن کے پاس پانی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک میری ران پر رکھ کر سو رہے تھے۔ ابوبکر نے کہا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک رکھا ہے۔ حالانکہ یہاں پانی نہیں اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے ابوبکر صدیق نے سخت عتاب کیا اور جو کچھ اللہ نے چاہا اُنہوں نے مجھے کہا اور اپنے ہاتھ سے میرے پہلو میں کونچنا شروع کیا اور مجھے حرکت کرنے سے کوئی شئی منع نہ کرتی تھی مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر آرام فرمانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت بیدار ہوئے اور پانی وغیرہ نہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔ اُسید بن حضیر نے کہا اے آلِ ابی بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے اونٹ کو اُٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اس کے نیچے تھا۔ (حدیث ۳۲۹ کی شرح میں اس کی پوری تفصیل ہے)

۴۲۹۴ ــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ بیداء مقام میں میرا ہار گر گیا۔ اور ہم مدینہ منورہ میں داخل ہونے والے تھے (مدینہ منورہ کا قصد کیا ہوا تھا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو بٹھایا اور اس سے اُترے اور میری گود میں سر مبارک رکھا اور سو گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور میرے سینے پر سخت ہاتھ مارا اور فرمایا تو نے

marfat.com
Marfat.com

نَزَلَتْ مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
بِالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ أَبُوْبَكْرٍ
وَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ وَلَا يَمْنَعُنِيْ
مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَامَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ
التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ
أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهٗ

لوگوں کو ہار کی وجہ سے روک رکھا ہے (ام المؤمنین نے کہا) پس میری موت تھی کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تھے اور ابوبکر نے مجھے سخت درد پہنچائی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے حالانکہ صبح ہو چکی تھی۔ پانی تلاش کیا وہ نہ ملا تو یہ آیت کریمہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ الآیۃ اسید بن حضیر نے کہا اے اولادِ ابی بکر! اللہ تعالیٰ نے تم میں مسلمانوں کے لئے برکت رکھی ہے۔ تم تو لوگوں کے لئے خالص برکت ہو۔

۴۲۹۴ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آیت کریمہ وضوء کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ہار کی گمشدگی کا واقعہ اس کا سبب کیسے ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بعید نہیں کہ دو آیات کے نزول کا سبب ایک ہی ہو، لیکن اس جواب میں کچھ تامل ہے کہ مسلمان اس واقعہ سے پہلے ہی وضوء کیا کرتے تھے اور انہیں وضوء کا علم تھا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول سے وضوء کا علم ہوا تھا۔ بہتر جواب یہ ہے کہ نظمِ قرآن میں تیمم کی آیت وضوء کی آیت سے منضم تھی (ملی ہوئی تھی) اور دونوں کا مجموعہ ایک آیت ہو گئی تھی تو آیت کریمہ کے پہلے جزء کے ذکر سے وضوء کی آیت ہے اور وہی جزء تیمم پہ دلالت کرتا ہے۔ اور الایۃ ،، سے مراد پوری آیت ہے جو وضوء اور تیمم دونوں کو شامل ہے (تیسیر القاری)

اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد کی نماز واجب نہ تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی سے اُترے تھے نماز پڑھی ہو گی پھر سوئے ہوں گے لیکن یہ جواب کمزور ہے۔ کیونکہ تہجد کی نماز سونے کے بعد ادا کی جاتی ہے تسلی بخش جواب یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اُترنے سے پہلے اونٹنی پر سو گئے ہوں گے پھر اُتر کر نماز ادا کر لی ہو گی؛ کیونکہ نیند سے آپ کا وضوء ناقض نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

marfat.com
Marfat.com

۴۲۹۴ــــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ
اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقٰسِمِ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ سَقَطَتْ قِلَادَةٌ لِيْ بِالْبَيْدَآءِ وَنَحْنُ دَاخِلُوْنَ الْمَدِيْنَةَ فَاَنَاخَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ فَثَنٰى رَاْسَهٗ فِيْ حَجْرِيْ رَاقِدًا اَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ
فَلَكَزَنِيْ لَكْزَةً شَدِيْدَةً وَقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِيْ قِلَادَةٍ فَمَا الْمَوْتُ لِمَكَانِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَوْجَعَنِيْ ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِسْتَيْقَظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَآءُ فَلَمْ يُوْجَدْ فَنَزَلَتْ يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْآ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ الْاٰيَةَ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ
حُضَيْرٍ لَقَدْ بَارَكَ اللّٰهُ لِلنَّاسِ فِيْكُمْ يَا اٰلَ اَبِيْ بَكْرٍ مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَرَكَةٌ لَهُمْ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اور تمہارا ربّ جائے اور اُن سے لڑو ہم یہاں بیٹھتے ہیں"

یہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا کلام ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ جہاد کرو اور بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ! وہ تمہارے جدّ امجد یعقوب علیہ السلام کی ملک میں تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے میری قوم مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ! وہ اللہ نے تمہارے لئے کی ہے۔ انھوں نے جواب دیا وہاں سخت ترین لوگ ہیں ہم تو وہاں نہیں جائیں گے تم اور تمہارا ربّ جائے ہم یہاں بیٹھتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی!

marfat.com
Marfat.com

۴۲۹۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ ح وحدثني حَمْدَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالنَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا

جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ارضِ مقدسہ میں آئے تو اس میں ایک شہر دیکھا جس میں ظالم اور جابر لوگ رہائش پذیر تھے تو اُنھوں نے بارہ آدمی منتخب کر کے اس شہر میں بھیجے کہ ان لوگوں کے احوال کی حقیقت سے ہمیں خبردار کریں۔ ان ظالم جبار قوم کے ایک آدمی نے ان کو پکڑ کر اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور ان کو شہر میں لے آیا پھر اپنی قوم میں اعلان کیا وہ جمع ہوگئے پھر اُن سے کہا ان لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیج دو تاکہ یہ ان کو بتائیں کہ ہماری قوت کس قدر ہے۔ اس شہر کا نام اریحا ہے۔ اُن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس خبر اور واقعہ کو صیغۂ راز میں رکھو لیکن دو آدمیوں یوشع اور کالب کے سوا سب نے راز اِفشاء کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ بارہ آدمیوں میں سے دو آدمی جابر قوم کے ایک باغ میں داخل ہوئے تو باغ کے مالک نے ان کو پکڑ کر اپنی آستین میں چھپا لیا۔ مقاتل کی تفسیر میں ہے اریحا کے متعلق ایک ہزار گاؤں تھے۔ جب یہ نقباء وہاں گئے تو عوج بن عنق اِن کے پاس آیا تو ان کے سامان سمیت ان کو اُٹھا کر اپنے بادشاہ کے آگے رکھ دیا۔ اس بادشاہ کا نام مانوس بن ششورہ تھا جب اُس نے ان کو دیکھا تو ان کو قتل کرنے کا حکم دیا تو اس کی بیوی نے کہا اِن مسکینوں کو معاف کر دو اور چھوڑ دو! یہ واپس چلے جائیں اور جس راستہ سے آئے تھے اس راستہ سے واپس نہ جائیں کوئی اور راہ اختیار کریں بادشاہ نے ان کو رہا کر دیا۔ انہوں نے قومِ جابرہ کے باغ سے ایک انگور لیا اور اس کو دو مردوں کے درمیان ایک عمود پر رکھا تو وہ اس کو اُٹھانے سے عاجز ہوگئے اور ایک جانور پہ دو انار رکھے تو وہ جانور ان کو اُٹھا کر چلنے سے عاجز ہوگیا۔ یہ بارہ آدمی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اور ان کا حال بیان کیا اور یہ بھی ذکر کیا کہ اُن میں سے ہر ایک آدمی ساڑھے سات گز لمبا ہے۔ اور وہ قومِ عاد کے بچے کھچے آدمی تھے۔ ان کو عمالیق کہا جاتا تھا۔ مجاہد سے روایت ہے کہ ان کے انگور کے دانے کو پانچ یا چار آدمی اُٹھاتے تھے۔ ابو طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ انہوں نے انہیں انگور کا ایک دانہ دیا جو ایک مرد کے لئے کافی تھا۔ ارضِ مقدسہ سے مراد دمشق، فلسطین اور اردن کا کچھ علاقہ ہے۔ قتادہ نے کہا یہ زمین سارا شام ہے۔ سہیلی نے کہا یہ بیت المقدس ہے اور اس کا گرد و نواح ہے۔ سفیان ثوری نے اپنے اسناد کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کی کہ ارضِ مقدسہ طور اور اس کا گرد و نواح ہے۔ (عینی و تیسیر القاری)

۴۲۹۵ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا مقداد نے

marfat.com
Marfat.com

اَلْاَ شْجَعِیُّ عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ الْمِقْدَادُ یَوْمَ بَدْرٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَا نَقُوْلُ لَکَ کَمَا قَالَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ لِمُوْسٰی اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ وَلٰکِنِ امْضِ وَنَحْنُ مَعَکَ فَکَاَنَّهٗ سُرِّیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَوَاہُ وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ اَنَّ الْمِقْدَادَ قَالَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِہٖ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اِلٰی قَوْلِہٖ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ اَلْمُحَارَبَۃُ لِلّٰہِ الْکُفْرُ بِہٖ

بدر کے روز کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ سے یہ نہ کہیں گے جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جائے اور جنگ کرو ہم یہاں بیٹھتے ہیں، لیکن آپ چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں یہ سُن کر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خدشات زائل ہو گئے اور آپ بہت خوش ہوئے۔ وکیع نے سفیان، مخارق کے ذریعے طارق سے روایت کی کہ مقداد نے کہا یہ کلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔"

۴۲۹۵ — شرح : یعنی حدیث میں مذکور کلام بدر کے روز مقداد نے کہا کہ یا رسُولَ اللہ! ہم بہرحال آپ کے ساتھ رہیں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ سعد بن معاذ نے بھی یہ کہا تھا لہٰذا ہو سکتا ہے کہ مقداد اور سعد دونوں نے کہا ہو۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ کہ اللہ اور اس کے رسُول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں"

ان کا بدلہ یہی ہے کہ گِن گِن کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا اُن کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دُور کر دیئے جائیں"

marfat.com
Marfat.com

٤٢٩٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَمَانُ اَبُوْ رَجَآءٍ مَوْلٰى اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَذَكَرُوْا وَذَكَرُوْا فَقَالُوْا وَقَالُوْا قَدْ اَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَآءُ فَالْتَفَتَ اِلٰى اَبِيْ قِلَابَةَ وَهُوَ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَقَالَ مَا تَقُوْلُ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ اَوْ قَالَ مَا تَقُوْلُ يَا اَبَا قِلَابَةَ قُلْتُ مَا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیتِ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ اہلِ کتاب سے بعض لوگوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا پھر اسے توڑ کر زمین میں فتنہ و فساد شروع کر دیا۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ثعلبی نے کلبی سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ بنی ہلال کے حق میں نازل ہوئی۔

ابو برزہ اسلمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ وہ آپ کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرے گا اور اس کے پاس جو مسلمان آئے اس کو امن دے گا۔ ایک دفعہ وہ بنی کنانہ کے چند لوگ جو اسلام کے خواہشمند تھے۔ ابو برزہ کی قوم کے مسلمانوں کے پاس سے گزرے جبکہ اس روز ابو برزہ وہاں موجود نہ تھے۔ انہوں نے ان کے مال چھین لئے اور ان کو قتل کر دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے : يُحَارِبُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ ،، کی تفسیر اللہ کے ساتھ کفر سے کی یعنی انہوں نے اسلام کے بعد کفر کیا۔

٤٢٩٦ ـــ ترجمہ : ابو قلابہ سے روایت ہے عمر بن عبد العزیز ابو قلابہ کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ وہ ان کے پس پشت بیٹھے ہوئے تھے اور کہا اے عبد اللہ ابن زید یا اے ابا قلابہ تم کیا کہتے ہو (راوی نے شک کیا ہے) میں نے کہا میں کوئی نفس نہیں جانتا کہ اس کو قتل کرنا جائز ہو سوائے اس شخص کے جو شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے یا کسی نفس کو قصاص کے بغیر قتل کرے یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور مرتد ہو جائے عنبسہ بن سعید اموی نے کہا ہم سے انس نے ایسا ایسا بیان کیا (قصہ قسامت اور واقعہ عرنیین) انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ آئے اور آپ سے گفتگو کی اور کہا ہمیں اس زمین (مدینہ منورہ) کی آب و ہوا موافق نہیں آئی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہمارے اونٹ ہیں باہر چرنے جاتے ہیں ان میں جاؤ اور ان کے دودھ اور پیشاب پیئو (انہوں نے دودھ اور) اور تندرست ہو گئے اور چرواہے پر حملہ کیا اور اس کو

marfat.com
Marfat.com

عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا رَجُلٌ زَنَا بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ بِكَذَا وَكَذَا فَقُلْتُ إِيَّايَ حَدَّثَ أَنَسٌ قَالَ قَدِمَ قَوْمٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ فَكَلَّمُوْهُ فَقَالُوْا قَدْ اسْتَوْخَمْنَا هٰذِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ هٰذِهِ نَعَمٌ لَنَا تَخْرُجُ فَاخْرُجُوْا فِيْهَا فَاشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَخَرَجُوْا فِيْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا وَاسْتَصَحُّوْا وَمَالُوْا عَلَى الرَّاعِيْ فَقَتَلُوْهُ وَاطَّرَدُوْا النَّعَمَ فَمَا يُسْتَبْطَأُ مِنْ هٰؤُلَاءِ قَتَلُوْا النَّفْسَ وَحَارَبُوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَخَوَّفُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ تَتَّهِمُنِيْ قَالَ حَدَّثَنَا بِهٰذَا أَنَسٌ قَالَ وَقَالَ يَا أَهْلَ كَذَا أَنْتُمْ لَنْ تَزَالُوْا بِخَيْرٍ مَا أُبْقِيَ هٰذَا فِيْكُمْ وَمِثْلُ هٰذَا

قتل کرکے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے ان لوگوں سے تاخیر کرنے والی کون سی شئی تھی (ان لوگوں کے قتل کرنے میں کیا تامل ہوسکتا ہے) انھوں نے ایک آدمی کو قتل کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی (اور اپنی طاقت اور غلبہ ظاہر کرکے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا عنبسہ نے کہا سبحان اللہ میں نے کہا (ابو قلابہ) کیا تم مجھے جھوٹ کی تہمت لگاتے ہو۔ ابو قلابہ نے کہا انس نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔ راوی نے کہا عنبسہ نے کہا اے شام میں رہنے والو تم ہمیشہ بہتر رہو گے جب تک اللہ تعالیٰ نے تم میں اس آدمی کو باقی رکھا یا اس جیسا کوئی آدمی (ابو قلابہ جیسا آدمی تم جہاں ہے ہمیشہ خیر و عافیت سے رہو گے)

۴۲۹۶ — شرح : حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک دن لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے اور تختِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور ابو قلابہ عبداللہ بن زید ان کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے لوگوں کو مجلس میں آنے کی عام اجازت دی جب لوگ آئے تو عمر بن عبدالعزیز نے ان سے کہا قسامت میں تمہارا کیا خیال ہے۔ لوگوں نے کہا قسامت میں قصاص لینا حق ہے۔ خلفاء راشدین نے قسامت میں قصاص کا حکم کیا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے ابو قلابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ ابو قلابہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قولہ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ

نے کہا میں نے کہا اے امیر المؤمنین آپ کے پاس افواج کے سربراہ اور عرب کے سردار موجود ہیں آپ مجھے بتائیں اگر ان حضرات میں سے پچاس آدمی دمشق رہنے والے کسی شادی شدہ شخص پر گواہی دیں کہ اُس نے زنا کیا ہے ؛ لیکن اس کو زنا کرتے نہیں دیکھا کیا آپ اس شخص کو رجم کریں گے ؟ عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہرگز نہیں (ابوقلابہ) میں نے کہا اگر ان حضرات میں سے پچاس آدمی حمص میں رہنے والے ایک آدمی پر گواہی دیں کہ اُس نے چوری کی ہے کیا آپ اس کا ہاتھ قطع کریں گے فرمایا نہیں (ابوقلابہ) میں نے کہا اللہ کی قسم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین شخصوں کو قتل کیا ہے ایک وہ شخص جو تیز دھار آلہ سے کسی کو عمداً قتل کرے اس کو قصاصاً قتل کیا جائے گا ۔ دُوسرا وہ شادی شدہ آدمی جو زنا کرے اس کو رجم کیا جائے گا ۔ تیسرا وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسُول سے محاربت کرے اور مرتد ہو جائے ۔ لوگوں نے کہا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ بیان نہیں کیا ؟ کہ عکل قبیلہ کے چند آدمی آئے اور مدینہ منورہ کی آب و ہوا کے ناموافق آنے کے باعث بیمار ہو گئے انہیں صدقہ کے اونٹوں کا دودھ اور اُن کا پیشاب پینے کا حکم دیا ۔ اُنھوں نے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ بھگا کر لے گئے ان کو گرفتار کر کے قتل کیا تھا ؛ کیونکہ یہ مرتد ہونے کے باعث قتل کے مستوجب تھے ۔

قولہ فقالوا وقالوا آہ پہلے فقالوا کا مقولہ محذوف ہے اور دوسرے قالوا کا مقولہ مَذْ اَقَادَتْ بِمَا الْخُلَفَاءُ ہے

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور زخموں میں بدلا ہے "

پوری آیت کریمہ یہ ہے : وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ "، یعنی ہم نے تورات میں اُن پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلا ہے " یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے "عین" اور اس کے امثال ذکر کرنے کے بعد فرمایا : فَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ لہٰذا جرح میں قصاص وہاں ثابت ہوتا ہے جہاں قصاص ممکن ہو جیسے ہونٹ ، آلہ تناسل اور ہاتھ وغیرہ ان کے علاوہ ہڈی توڑ دینے یا پیٹ میں زخم کر دینے میں ارش ہے ۔ قصاص " قَصَّ الْاَثَرَ " سے ماخوذ ہے گویا کہ جس پر جنایت کا حکم کیا گیا ہے اس کی تلاش کی جاتی ہے تاکہ اس کو قتل کیا جائے "

marfat.com
Marfat.com

٤٢٩٧ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ لَا وَاللّٰهِ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ

بَابُ يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

٤٢٩٧ ـ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا انس بن مالک کی پھوپھی ربیع بنت نضر نے انصار کی ایک لڑکی کے سامنے والے دو دانت توڑ دیئے لوگوں نے بدلے کا مطالبہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (تاکہ قصاص کا مطالبہ کریں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا تو انس ... بن نضر نے کہا یا رسول اللہ بخدا ایسا ہرگز نہ ہوگا اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس اللہ کی کتاب میں قصاص ہے (اس سے خلاصی نہیں) پس لوگ خوش ہوگئے اور انہوں نے ارش کو قبول کرلیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے بندے ہیں اگر وہ اللہ کے فعل پر قسم کھائیں تو اللہ ایسا ہی کر دیتا ہے جس پر قسم کھائی "

٤٢٩٧ ـ شرح : قولہ قبلوا الارش آہ ابن اثیر نے کہا فیصلوں میں مشروع ارش وہ ہے کہ خریدار جب مبیعہ میں عیب پر مطلع ہو تو بقدر نقصان خریدار بائع سے لیتا ہے۔ زخموں اور جنایات کی ارش بھی اسی طرح ہے کیونکہ وہ بھی پیدا شدہ نقصان کو پورا کرتی ہے (حدیث کی تفصیل حدیث ع ۲۵۲۲ کی شرح میں دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے رسول پہنچا دو جو کچھ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا"

marfat.com
Marfat.com

۴۲۹۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِّمَّا اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ الْاٰيَةَ

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آئت کریمہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں غدیر خم کے روز نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی اور اس میں خوب مبالغہ کیا تو یہودیوں نے استہزاء کرنا شروع کیا اور کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم تمہیں ایسا مانیں جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ "علیہ السلام" کو مانا ہے۔ یہ سُن کر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دینِ اسلام کی طرف بلانے کی رغبت دلائی کہ ان کا آپ کو جھٹلانا اور استہزاء کرنا دعوتِ اسلام سے روکتا نہیں۔ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین نے کہا اس آئت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ اے رسول علی بن ابی طالب کی فضیلت میں جو کچھ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دو جب یہ آئت نازل ہوئی تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ "، پوری آئت کریمہ یہ ہے: يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ "، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے بے شمار اذیتیں پہنچائیں چنانچہ ارشاد فرمایا کسی پیغمبر کو اتنی اذیت نہیں پہنچی جس قدر مجھے اذیت پہنچائی گئی۔ غزوۂ اُحد میں آپ کے چہرے جہاں آراء پر زخم پہنچایا گیا اور سامنے والے دانت زخمی ہوئے۔ طائف میں آپ کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ عقبہ بن ابی معیط نے آپ کو سخت پریشان کیا۔ ابولہب اور اس کی بیوی در پے آزار رہے۔ اس طرح آپ کو بے شمار مصائب اور آلام پہنچے اس کا جواب یہ ہے کہ اس آئت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ "، سے مراد قتل سے محفوظ کرنا ہے (معنی تیسیر القاری)

۴۲۹۸ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس نے یہ خبر دی کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آپ پر نازل ہوا ہے اس میں سے کوئی شئی چھپا رکھی ہے۔ اس نے یقیناً جھوٹ بولا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے رسُول پہنچا دو جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ

۴۲۹۹ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ

۴۳۰۰ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَاهَا كَانَ لَا يَحْنَثُ فِيْ يَمِيْنٍ حَتّٰى اُنْزِلَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تمہیں تمہاری لغو قسموں پر نہیں پکڑے گا ”

لغو قسم یہ ہے کہ لا واللہ، بلیٰ واللہ کہے۔ اور لغو کا معنی گناہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں پر کفارہ ادا کرنے کے بعد مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یمین لغو وہ ہے کہ عادۃً بغیر قصد قسم کھانے جیسے کہے لا واللہ، بلیٰ واللہ،، امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کوئی شخص اپنے گمان اور یقین کے مطابق قسم کھائے کہ ایسا ہوا ہے لیکن واقع میں اس کا خلاف ہو۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب یہ آیت کریمہ ، لَا تُحَرِّمُوْا مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے اس کو حرام نہ کرو ” نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم اپنی قسموں کا کیا کریں یعنی عادۃً وہ قسمیں کھاتے رہتے ہیں۔ ان کا حکم کیا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ایسی قسموں میں گناہ نہیں۔ دوسری قسم ”غموس“ ہے یہ زمانہ ماضی میں جھوٹی بات پر عمداً قسم کھانا ہے اس میں گناہ ہے ”

۴۲۹۹ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ ،، اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی عادت سے مجبور ہو کر بغیر قصد قسم کھائے جیسے لا واللہ، بلیٰ واللہ

۴۳۰۰ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُن کے والد ماجد کسی قسم میں حانث نہ ہوتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا

marfat.com
Marfat.com

أَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لَا اَرٰى يَمِيْنًا اَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةَ اللّٰهِ وَفَعَلْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ

بَابُ قَوْلِهٖ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

کا کفارہ نازل فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں کوئی قسم نہیں کھاتا ہوں اور اس کا غیر اس سے بہتر ہو تو اللہ اللہ کی رخصت قبول کرتا ہوں اور جو بہتر ہوتا ہے وہ کرتا ہوں "

۴۳۰۰ — شرح : ابن تین نے کہا اس حدیث سے پہلی حدیث یمینِ لغو کی تفسیر ہے اور یہ حدیث عقدِ یمین کی تفسیر ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا ابن حبان نے حدیث اس طرح ذکر کی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب قسم کھاتے تو حانث نہ ہوتے تھے ؛ لیکن بخاری میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قسم مذکور ہے اور جو بخاری میں ہے وہی صحیح ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔ ثعلبی نے اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ مِسطح کو خرچہ نہیں دیں گے ؛ کیونکہ وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا تھا۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو اللہ نے جو پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ کرو!

اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ بعض حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ہم اپنے آلاتِ تناسل قطع کرتے ہیں اور دنیاوی شہوات ترک کرتے ہیں اور رہبانوں کی طرح زمین میں پھرتے ہیں۔ یہ خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان کو پیغام بھیجا اور اُن سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے اقرار کیا کہ ہم نے اس طرح کہا ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں روزے رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں سوتا بھی ہوں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو میری سنت پہ چلے وہ میرے طریقہ پر ہے اور جو کوئی میری سُنت پر نہ چلے وہ میرے طریقہ پر نہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "، بعض تفاسیر میں اس کے علاوہ اور اسباب بھی ذکر کئے ہیں اُن میں سے ایک سبب یہ ہے کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

٤٣٠١ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَآءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَخْتَصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں جس وقت گوشت کھاتا ہوں۔ مجھے عورتوں کی خواہش مجبور کرتی ہے اس لئے میں نے اپنے لئے گوشت حرام کر دیا ہے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

٤٣٠١ــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرتے تھے۔ اس حال میں کہ ہمارے ساتھ بیویاں نہ ہوتی تھیں ہم نے خیال کیا کہ ہم خصتی نہ ہو جائیں؟ آپ نے ہمیں خصتی ہونے سے منع کر دیا۔ پھر اس کے بعد ہمیں رخصت دی کہ ہم ایک کپڑے کے عوض کسی عورت سے نکاح کرلیں (نکاح متعہ کرلیں) پھر عبداللہ بن مسعود نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔ اے ایمان والو! اللہ نے جو پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ کرو،،

٤٣٠١ــ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ متعہ کی اباحت کے معتقد تھے۔ جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نکاح متعہ کے قائل تھے۔ لیکن ان دونوں حضرات کو متعہ کے نسخ کا علم نہ تھا۔ قاضی عیاض نے کہا حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت نے نکاحِ متعہ کی روایت کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مسلم نے صحیح میں ابن مسعود، ابن عباس، جابر، سلمہ بن اکوع اور سبرہ بن جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ روایت ذکر کی ہے۔ لیکن اُن کی احادیث میں کہیں بھی یہ مذکور نہیں کہ نکاحِ متعہ حضر کے وقت مباح تھا۔ البتہ غزوات کے سفر میں یہ اباحت ثابت ہے۔ شدید ضرورت اور بیویوں کے ساتھ نہ ہونے کے باعث اباحت ثابت تھی۔ جبکہ وہ شہر سخت گرم تھے اور بیویوں سے صبر کرنا مشکل تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے متعہ کی اباحت اوّلِ اسلام میں تھی جیسے مجبور شخص کے لئے مُردار کھانا مباح ہے اس کے بعد متعہ منسوخ ہوگیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مروی ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے کہا میرا عقیدہ یہ ہے کہ متعہ کی رخصت ابتداءِ اسلام میں تھی۔ اس کے بعد صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ متعہ منسوخ ہے اس کی حرمت پر اجماع ہے۔ کوئی بھی اس اجماع کے مخالف نہیں۔ مگر جاہل لوگ جو منسوخ احادیث سے استدلال کرتے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ وَ

قَالَ ابن عَبَّاسٍ اَلْاَزْلَامُ اَلْقِدَاحُ يَقْتَسِمُوْنَ بِهَا فِى الْاُمُوْرِ اَلنُّصُبُ اَنْصَابٌ يَذْبَحُوْنَ عَلَيْهَا وَقَالَ غَيْرُهٗ اَلزَّلَمُ اَلْقِدْحُ لَا رِيْشَ لَهٗ وَهُوَ وَاحِدُ الْاَزْلَامِ وَالْاِسْتِقْسَامُ يُجِيْلُ الْقِدَاحَ فَاِنْ نَهَتْهُ اِنْتَهٰى وَاِنْ اَمَرَتْهُ فَعَلَ مَا تَاْمُرُهٗ وَقَدْ اَعْلَمُوا الْقِدَاحَ اَعْلَامًا بِضُرُوْبٍ يَسْتَقْسِمُوْنَ بِهَا وَفَعَلْتُ مِنْهُ قَسَمْتُ وَالْقَسُوْمُ اَلْمَصْدَرُ

ہیں اور قرآن کریم کی اس آیت کریمہ : فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ، سے استدلال کرتے ہیں کہ ابن مسعود کی روایت میں : مِنْهُنَّ اِلٰى اَجَلٍ ، ہے لیکن یہ قراءت شاذ ہے ۔ اس سے استدلال درست نہیں ۔ لہٰذا متعہ کی اباحت نہ قرآن سے اور نہ حدیث سے ثابت ہے ۔ اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی طرف اباحتِ متعہ کی نسبت کرنا صحیح نہیں ۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! شراب اور جُوا اور بُت اور تیران فال ناپاک ہی ہیں شیطانی کام

تفسیر ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد کے ساتھ جعفر بن محمد سے روایت کی اور وہ اپنے والد محمد سے وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شطرنج جُوا ہے نیز ابن ابی حاتم نے کہا لیث ، عطاء ، مجاہد اور طاؤس نے کہا کہ ہر شی جو قمار ہے وہ میسر میں داخل ہے حتیٰ کہ بچوں کا آخروٹوں سے کھیلنا بھی اس میں داخل ہے ۔ ابن کثیر نے تفسیر میں ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا شطرنج نرد سے بدتر ہے ۔ امام ابوحنیفہ ، مالک اور احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا شطرنج کھیلنا حرام ہے ۔ امام شافعی رحمہ اللہ اسے مکروہ کہتے ہیں ۔ اگر مستحب امور جیسے سلام کا جواب دینا اور نمازوں کے اوقات میں تاخیر نہ ہو تو مباح ہے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب شطرنج نرد سے بدتر ہے تو ذرا خیال کریں کہ نرد کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ جس نے نرد کھیلا اس نے اللہ تعالیٰ اور

marfat.com
Marfat.com

اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اسے امام مالک نے مؤطا میں امام احمد نے مسند میں ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اپنے سنن میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور مسلم نے بریدہ بن حصین اسلمی سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نرد شیر کھیلا گویا کہ اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت سے رنگے۔

قولہ قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ آہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "ازلام" تیر ہیں جن کے ساتھ وہ اپنے کاموں میں قسمت طلب کرتے تھے کہ تقدیر میں کیا لکھا ہے۔ قداح وہ تیر ہیں کہ ایک پر یہ لکھا ہوتا تھا کہ کام کرو اور دوسرے پر یہ لکھا ہوتا کہ یہ کام نہ کرو اور کسی کو مہمل چھوڑا ہوتا ان کو ترکش میں ڈال کر رکھتے تھے اور فال نکالنے کے وقت کوئی ایک تیر پکڑ کر نکالتے اگر اس پر لکھا ہوتا کہ یہ کام کرو تو کرتے اگر یہ لکھا ہوتا کہ یہ کام نہ کرو تو نہ کرتے تھے۔ اگر خالی تیر نکلتا تو دوبارہ مشق کرتے تھے۔

قولہ والنُّصُبُ آہ اَنْصَاب ہیں اَنْصَاب نَصَب کی جمع ہے اور نُصُب مفرد ہے اس کی جمع بھی اَنْصَاب ہے۔ یہ بُت ہیں جن پر وہ جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ ابن اثیر نے کہا نُصُب پتھر ہے جس کو گاڑ کر اس پر جانور ذبح کرتے تھے۔ اور وہ خون سے سرخ ہو جاتا تھا۔

قولہ قال غیرہ آہ "یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا زَلَم تیر ہے جس کا پَر نہیں ہوتا۔ زَلَم کی جمع اَزْلَام" ہے۔

قولہ والاستقسام آہ "یہ ابن عباس کے قول کی تفسیر ہے جو انہوں نے کہا تھا کہ اَزْلَام تیر ہیں جن کے ساتھ وہ اپنے کاموں میں قسمت طلب کرتے تھے کہ تقدیر میں کیا لکھا ہے۔ استقسام کا معنی ہے تیروں کو پھیرنا اگر وہ منع کر دیں تو کام نہ کرتے تھے اگر حکم کرتے تو کام کرتے تھے۔ انہوں نے تیروں پر مختلف نشان لگائے ہوئے تھے۔ بعض پر لکھا ہوتا تھا۔ میرے رب نے مجھے حکم کیا ہے کہ کام کرو جبکہ دوسرے پر یہ لکھا ہوتا تھا کہ میرے رب نے مجھے منع کیا ہے کہ کام نہ کرو۔ اس طرح وہ تقسیم امور کرتے تھے۔ استقسام سے ثلاثی مجرد قَسَمْتُ اور مصدر قسوم ہے۔

قولہ وفَعَلْتُ منہُ آہ "اس میں یہ اشارہ ہے کہ جو کوئی اپنی ذات کے متعلق لفظ استقسام سے خبر دینا چاہے تو وہ قَسَمْتُ کہتا۔

قولہ والقسوم المصدر آہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ ثلاثی مجرد کی مصدر قسوم ہے۔

marfat.com
Marfat.com

٤٣٠٢ ـــ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَإِنَّ بِالْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ لَخَمْسَةُ أَشْرِبَةٍ مَا فِيهَا شَرَابُ الْعِنَبِ ٤٣٠٣ ـــ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرَ فَضِيخِكُمْ هٰذَا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ فَإِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ فَقَالُوا وَمَا ذَاكَ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالُوا أَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ قَالَ فَمَا سَأَلُوا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ

٤٣٠٢ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا شراب کی حرمت نازل ہوئی اور مدینہ منورہ "وشرفہا اللہ تعالیٰ" میں اُس وقت پانچ شرابیں تھیں اُن میں انگور کا شراب نہ تھا۔

٤٣٠٢ ـــ شرح : شراب کی پانچ قسمیں کھجور، شہد، جو، گندم اور جوار کے شراب ہیں تحریم کی آیت سے یہی پانچ اقسام شراب حرام ہوئے انگور کا شراب اِن پانچ اقسام میں داخل نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام احمد کی روائت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا انگور کا شراب بھی ان میں داخل ہے۔ نیز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب، کھجور اور انگور سے ہے (مسلم)؛ ابویعلی موصلی نے روائت کی کہ شراب حرام کیا گیا اور وہ انگور، کھجور، گندم، جَو اور جوار سے بنایا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اِن روایات میں تعارض نہیں کیونکہ اِن میں سے ہر ایک راوی نے وہی روائت کیا جو کچھ اسے معلوم ہُوا۔ نیز عدد کا مفہوم دوسرے عدد کے مخالف نہیں ہوتا۔ اس میں جمہور کا مسلک یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ عدد کا مفہوم حجت نہیں اور ابوہریرہ کی حدیث اِن دو درختوں میں حصر پہ دلالت نہیں کرتی کیونکہ حصر وہاں ہوتا ہے جہاں مبتداء اور خبر دونوں معرفہ ہیں جیسے "اللہ ربّنا"، اللہ ہی ہمارا رب ہے۔

٤٣٠٣ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا فضیخ کے سوا (تحریم کی آیت کے نزول کے وقت

marfat.com
Marfat.com

٤٣٠٤ــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَبَّحَ اُنَاسٌ غَدَاةَ اُحُدٍ الْخَمْرَ فَقُتِلُوْا مِنْ يَوْمِهِمْ جَمِيْعًا شُهَدَآءَ وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِهَا

٤٣٠٥ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا عِيْسٰى وَابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ اَنَّهٗ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ ــــ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ

ہمارے پاس کوئی شراب نہ تھا جن کو تم فضیخ کہتے ہو میں ابوطلحہ، فلاں اور فلاں کو یہ شراب پلا رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا شراب حرام ہو گیا ہے۔ لوگوں نے کہا اے انس ان مٹکوں کو زمین پر گرا دو! پھر لوگوں نے شراب کے متعلق نہ پوچھا اور نہ ہی اس آدمی کی خبر کے بعد شراب پینے کی طرف رجوع کیا،،

٤٣٠٤ــــ ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے جنگِ اُحد کی صبح کو شراب پیا اور اسی روز وہ شہید ہو گئے۔ یہ شراب کی تحریم سے پہلے کا واقعہ ہے۔

٤٣٠٣ - ٤٣٠٤ــــ شرح: فضیخ وہ شراب ہے جو بُسر کھجور سے بنائی جائے اور اس کو آگ نے مَس نہ کیا ہو۔ یہ فضخ سے مشتق ہے اس کا معنی کسر ہے۔ ابراہیم حربی نے کہا بُسر کھجور کے ٹکڑے کر کے اُن میں پانی ڈالا جاتا ہے پھر اسی حال پر اسے چھوڑ دیا جاتا ہے حتی کہ وہ جوش مارنے لگتا ہے۔ اس کو فضیخ کہتے ہیں (بُسر کچی خشک کھجور ہے) اس حدیث میں شراب پینے والوں کے نام ذکر نہیں کئے۔ کتاب الاشربہ میں انس بن مالک کی حدیث ہے کہ میں ابوعبیدہ، ابوطلحہ اور اُبی بن کعب کو فضیخ شراب پلا رہا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خبرِ واحد پر عمل کرنا جائز ہے اور تحریم سے پہلے شراب پینا مباح تھا۔ حدیث ٤٣٠٤ سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب کی تحریم غزوۂ اُحد کے بعد یمن ہجری کے شوال میں نازل ہوئی۔ (حدیث ٢٦٢٠ کی شرح دیکھیں)

٤٣٠٥ــــ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا اِلٰى قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

۴۳۰۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ الْخَمْرَ الَّتِيْ اُهْرِيْقَتْ الْفَضِيْخُ وَزَادَنِيْ مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِي النُّعْمَانِ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِيْ مَنْزِلِ اَبِيْ طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ فَاَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ فَاخْرُجْ

منبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کہتے ہوئے سنا ۔ امّا بعدُ ! اے لوگو شراب کی تحریم نازل ہوئی جبکہ یہ پانچ چیزوں انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے بنائی جاتی تھی اور خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے (عقل کو زائل کردے)

شرح : قولہ وَالْخَمْرُ وَمَا خَامَرَ الْعَقْلَ ،، یعنی خمر (شراب) وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ ۴۳۰۵ ـــ لے۔ یہ اپنے عموم کے اعتبار سے ہر اس شئ کو شامل ہے جو عقل کو زائل کر دے۔ وہ خشک یا تر انگور سے یا دوسری اشیاء مذکورہ سے بنایا جائے یا دیگر اشیاء جیسے حشیش، شحناس کے دودھ وغیرہ سے بنایا جائے۔ یہ بنائے ہوئے اشربہ جب مُسکِر ہوں تو حرام ہیں۔ دراصل انگور کے سوا باقی تمام انواع نبیذ کہلاتے ہیں وہ اس وقت حرام ہیں جب نشہ دیں اگر مسکر نہ ہوں تو حرام نہیں۔

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اُن پر کچھ گناہ نہیں جو کچھ اُنھوں نے چکھا جبکہ ڈریں اور نیک رہیں ،،

۴۳۰۶ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جو شراب زمین پر بہادی گئی تھی۔ اس کا نام فضیخ تھا (بخاری نے کہا) محمد نے ابو النعمان سے زیادہ روائت بیان کی کہ انس نے کہا میں ابو طلحہ کے گھر میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا تو شراب کی تحریم نازل ہوئی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مُنادی کو حکم دیا تو اُس نے ندا دی۔ ابو طلحہ نے کہا اے انس باہر نکلو اور دیکھو یہ آواز کیسی ہے۔ میں باہر گیا اور معلوم کیا تو میں نے کہا یہ جناب

marfat.com
Marfat.com

فَانْظُرْ مَا هٰذَا الصَّوْتُ قَالَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ هٰذَا مُنَادِيْ يُنَادِيْ اَلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ لِيْ اذْهَبْ فَاهْرِقْهَا قَالَ فَجَرَتْ فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيْخَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی ہے جو ندا دے رہا ہے کہ خبردار شراب کو حرام کر دیا گیا ہے۔ مجھے ابوطلحہ نے کہا اے انس جاؤ اور شراب کو زمین پر بہا دو! انس نے کہا مدینہ منورہ کی گلیوں میں شراب بہہ رہا تھا انس نے کہا اس روز لوگوں کا شراب فضیخ تھا۔ بعض لوگ شہید ہو گئے حالانکہ شراب ان کے پیٹوں میں تھا انس نے کہا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی!

۴۳۰۶ — شرح

شرح: فاضل دہلوی شیخ نورالحق محدث دہلوی نے تیسیر القاری میں ذکر کیا یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ شیخ اجل محقق عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں اس مسئلہ کی تحقیق ذکر کرتے ہوئے کہا کہ قاموس میں مذکور ہے کہ خمر وہ ہے جو انگور کے نچوڑ یا دوسری اشیاء سے بنائی جائے اور وہ نشہ دے اس خمر کو عموم پر محمول کرنا صحیح ہے؛ کیونکہ خمر کو جب حرام کیا گیا تھا اس وقت مدینہ منورہ میں انگور کا نچوڑ نہ تھا اور عرب صرف بسر اور خشک کھجور سے خمر بناتے تھے کیونکہ وہ بھی عقل کو ڈھانپ لیتا ہے اور نشہ دیتا ہے اور عقل کو زائل کر دیتا ہے۔ اور گفتار و رفتار میں خلل پیدا کرتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس امر کی تصریح ہے کہ ان پانچ چھ اشربہ یا ان کے سوا جو شربت مسکر ہو وہ خمر ہے؛ کیونکہ حضرت عمر فاروق کی حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں: وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ "خمر وہ ہے جو عقل زائل کر دے۔ اس میں ان پانچ کو ذکر کرنے کے بعد عموم کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے سوا اور بھی کوئی شربت وغیرہ مسکر ہو تو وہ خمر ہے اور ہر مسکر حرام ہے۔ اور جو زیادہ مقدار میں نشہ دے وہ تھوڑا بھی حرام ہے۔ صحاح اور سنن کی کثیر احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اس باب میں بہت بڑی کتاب تصنیف کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صحیح احادیث کے موافق ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو زجر کرنے اور ان کو اس کے مفاسد اور ناپاک ام الخبائث کے ارتکاب سے روکنے کے لئے نہایت مناسب ہے اور یہ لغت میں قیاس نہیں ہے کہ انگور کے نچوڑ کے علاوہ دوسرے اشربہ پر بعلاقہ سکر اور خمر کا اطلاق کیا جائے۔ قاموس اور احادیث صحیحہ سے واضح ہوتا ہے کہ خمر کا اطلاق امور کثیرہ پر ہوتا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِہٖ لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خمر صرف انگور کا نچوڑ ہے جبکہ وہ سخت جوش مار کر رُک جائے۔ اہلِ لغت کے نزدیک یہی معنی معروف ہے اور وہ اس کے غیر پر خمر کا اطلاق نہیں کرتے اور فرماتے ہیں یہ خمر حرام ہے۔ اگرچہ قلیل ہو یا کثیر مسکر ہو یا نہ ،، اس کے علاوہ دوسرے اشربہ اگر مسکر ہوں تو حرام ہیں ورنہ نہیں اور وہ نجس عین نہیں ہیں اور نہ ہی ان میں سے قلیل حرام ہے۔ اور اگر کوئی ان کو حلال اعتقاد کرے تو کافر نہ ہوگا کیونکہ انکی حرمت اجتہادی ظنی ہے قطعی نہیں اگر نشہ دے تو حدّ واجب ہے بخلاف عصیرِ انگور کے وہ باتفاقِ روایات غلیظ نجس ہے اس کو حلال جاننے والا کافر ہے۔ اس کا ایک قطرہ بھی پینے سے حدِّ واجب ہے ،،

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے باطل فاسق لوگ گڑ سے تیار کردہ شراب جو اس علاقہ میں مشہور ہے اور انگوری شراب سے زیادہ مسکر ہے کو مباح کہتے ہیں اور اس کو پی کر بیہوش ہو جاتے ہیں اور مفتیانِ مداہن دنیا پرست امام کے مذہب کی تقریر کرتے ہیں اور دوسرے ائمہ کرام کے حکم سے اغماض کرتے ہیں جبکہ امام مالک، شافعی، احمد، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ تمام مسکرات کو حرام کہتے ہیں۔ جمہور سلف و خلف بھی یہی کہتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق جواب یہ ہے کہ اس زمانہ میں اہلِ لغت صرف انگور کے نچوڑ کو ہی خمر کہتے تھے اور جو صاحبِ قاموس نے کہا ہے وہ اس کے بعد استعمال عرفی یا مجازی ہے۔ امام صاحب کے نزدیک مذکور تمام احادیث صحیح نہیں ہیں اور صحت کی تقدیر پر ان کی عموم پر دلالت سے واضح ہوتا ہے کہ اِن اشربہ کو قیاس سے خمر کہا گیا ہے اور سکر کو اس کی علت قرار دیا گیا ہے۔ حقیقۃً یہ خمر نہیں ہیں ،،

(حدیث ۲۳۰۱ کی شرح دیکھیں)

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں ،،

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو زجر فرماتا ہے اور انہیں ایسی چیزوں کے متعلق سوال کرنے سے منع کرتا ہے جن کے پوچھنے میں کچھ فائدہ نہیں اور اُن کو کریدنا بے فائدہ ہے کیونکہ اگر ان کو ظاہر کر دیا جائے تو بسا اوقات اُن کے سُننے پر انسان بیزار ہو جاتا ہے اور سُننا پسند نہیں کرتا جیسا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۴۳۰۷ــــ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَارُوْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسٰی بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالَ فَغَطّٰی اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ لَهُمْ حَنِيْنٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ اَبِیْ قَالَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ رَوَاهُ النَّضْرُ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ

نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص مجھے کسی کی کوئی بات نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس آؤں تو سلیم الصدر ہوں"

علامہ قسطلانی نے کہا آئت کا معنی یہ ہے کہ جب تک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں آپ سے سوال پوچھنے کے سبب ایسے امور واجب ہو جائیں گے جو تمہیں مشقت میں ڈالیں گے اور ان میں تقصیر کرنے کے باعث تم شدتِ عذاب کے مستوجب ہو گے "

۴۳۰۷ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اُس جیسا خطبہ میں نے کبھی نہیں سُنا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم اس کو جانتے تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ انس نے کہا اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور ان کے رونے کی آواز آنے لگی۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ فلاں شخص ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ الآیۃ اس کو نضر اور روح بن عبادہ نے شعبہ سے روایت کیا ہے"

۴۳۰۷ــــ شرح : بعض تفاسیر میں اس آئت کریمہ کے نزول میں چھ اقوال ہیں اُن میں سے ایک قول یہ ہے کہ بہت سے لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت سوال کئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کی حالت میں خطبہ دیا اور فرمایا مجھ سے پوچھو! بخدا تم جو کچھ مجھ سے پوچھو گے جب تک میں اس مقام میں ہوں تمہارے سوالات کے جواب دوں گا۔ پوچھو کیا پوچھتے ہو؟ ایک آدمی نے کہا میرا باپ کون ہے فرمایا تمہارا باپ فلاں ہے۔ دوسرے آدمی نے پوچھا قیامت کے دن کہاں ہوں گا؟ فرمایا

marfat.com
Marfat.com

٤٣٠٨ــ حَدَّثَنَا اَلْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالنَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوخَيْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالْجُوَيْرِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتِهْزَاءً فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مَنْ اَبِيْ وَيَقُوْلُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهٗ اَيْنَ نَاقَتِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْاٰيَةِ كُلِّهَا

دوزخ میں ہوگے ۔ یہ سُن کر حضرت عمر فاروق اُٹھے اور تجدید ایمان کرتے ہوئے کہا ہم اللہ کے رب ہونے، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے اور اسلام کے دین ہونے قرآن کریم کے اِمام ہونے سے راضی ہوئے گویا اُنھوں نے استغفار کی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غضب کم ہوا (تیسیر القاری)

ابن جریر نے قتادہ کے ذریعہ انس سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے سوالات کئے اور ان میں مبالغہ کیا تو آپ منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا آج جس شئ سے متعلق تم پوچھوگے میں اسے بیان کروں گا پوچھو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خائف ہوئے ۔ میں نے دائیں بائیں لوگوں کو دیکھا وہ چہرے ڈھانپے ہوئے رو رہے تھے ۔ ایک آدمی کھڑا ہوا جس کے باپ میں لوگ شک کرتے تھے ۔ اور اس کو غیر باپ کی طرف منسوب کرتے تھے اُس نے کہا یا نبی اللہ میرا باپ کون ہے ؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا الحدیث ،، قسطلانی ،، (حدیث ٤٣٠٨ کی شرح دیکھیں)

٤٣٠٨ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بعض لوگ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء کے طور پر سوال کرتے تھے کوئی آدمی کہتا میرا باپ کون ہے اور کوئی آدمی پوچھتا اس کی اونٹنی گم ہوگئی ہے ۔ میری اونٹنی کہاں ہے ؟ تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی

٤٣٠٨ — شرح : ابوالبختری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جب یہ آئت کریمہ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا یا رسُول اللہ ! کیا ہر سال حج ہے آپ خاموش رہے تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی ۔ تفسیر ابن ابی حاتم میں سعید بن جبیر سے روائت ہے کہ لوگوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحیرہ ، سائبہ ، وصیلہ کے متعلق پوچھا مقسم نے کہا جو پہلی امتوں نے اپنے نبیوں سے آیات کے متعلق سوال کیا تھا ان وجوہ میں موافقت اس طرح ہے کہ یہ آئت کریمہ کثرتِ مسائل کے سبب نازل ہوئی بعض استہزاء ، بعض امتحان کے طور پر بعض تعنّت اور عناد کے طور پر سوال کرتے تھے ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ وَاِذْ هٰهُنَا صِلَةُ الْمَائِدَةِ اَصْلُهَا مَفْعُوْلَةٌ كَعِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَتَطْلِيْقَةٍ بَائِنَةٍ وَالْمَعْنٰى مِيْدَ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيْرٍ يُقَالُ مَادَنِيْ يَمِيْدُنِيْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُتَوَفِّيْكَ مُمِيْتُكَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چیرا ہُوا اور نہ بحار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی،،

تفسیر : زمانہ جاہلیت میں کفار کا یہ دستور تھا کہ جو اونٹنی پانچ مرتبہ بچے جنتی اور آخر مرتبہ اس کے نر ہوتا اس کا کان چیر دیتے پھر نہ اُس پر سواری کرتے نہ اس کو ذبح کرتے نہ پانی اور چارے پر سے ہنکاتے اس کو بحیرہ کہتے اور جب سفر پیش ہوتا یا کوئی بیمار ہوتا تو یہ نذر کرتے کہ اگر میں سفر سے بخیریت واپس آؤں یا بیماری سے تندرست ہو جاؤں تو میری اونٹنی سائبہ (بحار) ہے اور اس سے بھی نفع اُٹھانا بحیرہ کی طرح حرام جانتے اور اس کو چھوڑ دیتے اور بکری جب سات مرتبہ بچے جن چکتی تو اگر ساتواں بچہ نر ہوتا تو اس کو مرد کھاتے اور اگر مادہ ہوتا تو بکریوں میں چھوڑ دیتے اور ایسے ہی اگر نر مادہ دونوں ہوتے اور کہتے یہ اپنے بھائی سے مل گئی اس کو وصیلہ کہتے اور جب نر اونٹ سے دس گیابہ حاصل ہو جاتے تو اس کو چھوڑ دیتے نہ اُس پر سواری کرتے نہ اس سے کام لیتے اس کو چارے پانی سے روکتے اس کو حامی کہتے (مدارک)

بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ بحیرہ وہ ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روکتے تھے کوئی اس جانور کا دودھ نہ دوہتا اور سائبہ وہ جس کو اپنے بتوں کے لئے چھوڑتے کوئی اس سے کام نہ لیتا یہ رسمیں زمانۂ جاہلیت سے ابتدائے عہدِ اسلام تک چلی آرہی تھیں اس آیت میں اس کو باطل کیا گیا ہے (کنزالایمان)

قولہ واِذْ قَالَ اللّٰهُ آہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس آیت کریمہ : اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ میں لفظ قال بمعنی یقول ہے۔ "ماضی بمعنی مضارع" کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت میں یہ فرمائے گا اور یہ بھی اشارہ ہے کہ یہاں کلمہ "اِذْ" زائدہ ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا کیونکہ اِذْ ماضی کے لئے ہے اور یہاں اس سے مراد مستقبل ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مفسرین میں یہاں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے رسول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قیامت میں نصاریٰ کو زجر و توبیخ کے لئے فرمائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

سدی نے کہا یہ خطاب اور جواب دنیا میں ہے ۔ جریر نے اس کو صواب کہا ہے ۔ یہ خطاب اس وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اُٹھایا تھا۔

قولہ اَلْمَائِدَۃ آہ ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس آیت کریمہ : اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ھَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ ،، میں لفظ مائدہ جو اسم فاعل ہے بمعنی اسم مفعول ہے یعنی مائدہ بمعنی مَمِیْدَۃ ہے ۔ کیونکہ مَادَ دراصل مَیَدَ یا متحرک ماقبل مفتوح اَلف سے بدلی تو مَادَ ہُوَا اور یہاں مَمِیْدَۃ مفعول مُنث ہے ۔ یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دی۔ واؤ کو حذف کر دیا تو مَمِیْدَہ ہُوَا ۔ جیسے مَبِیْعَہ ہے کہ دراصل مَبْیُوْعٌ تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا عِیْشَۃ رَاضِیَہ ،، سے تشبیہ دینا صحیح ہے کیونکہ لفظ ،، رَاضِیَۃ ،، اگرچہ بظاہر فاعلہ کے وزن پر ہے۔ لیکن یہ بمعنی ،، مَرْضِیَّۃ ،، ہے ۔ کیونکہ راضیہ کا عیشہ کی وصف بننا صحیح نہیں کیونکہ صاحب عیشہ راضی ہوتا ہے مطول میں اس کی تفصیل مذکور ہے ۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تطلیقہ بائنہ ،، سے تشبیہ دینا صحیح نہیں کیونکہ یہاں لفظ بائنہ اپنے اصل پر بمعنی قاطعہ ہے ۔ کیونکہ تطلیقہ بائنہ عقد کا حکم قطع کر دیتی ہے ۔ اسی لئے طلاق بائنہ دینے والا شخص رجوع نہیں کر سکتا اور مطلقہ کی رضاء تجدید نکاح کا محتاج ہوتا ہے انتہیٰ

قولہ وَالْمَعْنٰی آہ یعنی مائدہ کا لغوی معنیٰ ،، مِیْدَ بِھَا صَاحِبُھَا ،، ہے اور یہ مَادَ یَمِیْدُ سے مشتق ہے ۔ جیسے باع یبیع سے مبیعہ یعنی صاحب بلدہ کو نیکی دی گئی ۔

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں اس آیت کریمہ " یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ " کی طرف اشارہ ہے ۔

علامہ کرمانی نے کہا یہ آیت کریمہ سورۂ اٰل عمران میں ہے ۔ مناسب یہ تھا کہ اسے وہاں ذکر کرتے لیکن اس آیت کریمہ : فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ ،، کی مناسبت سے یہاں ذکر کیا کیونکہ ان دونوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے ۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مناسبت کو بعید خیال کیا ہے ۔

صاحب تیسیر نے کہا یہ آیت سورۂ اٰل عمران میں ہے مناسب یہ تھا کہ وہاں ذکر کرتے لیکن بھول کر ذکر نہ کیا جب یہ آیت کریمہ ذکر کی تو وہ آیت بھی یاد آگئی کیونکہ ان دونوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے ۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بکثرت ایسا کرتے ہیں کہ کسی آیت کے لفظ کی مناسبت سے جو دوسری جگہ ہو اس کی تفسیر کر دیتے ہیں ۔"

marfat.com
Marfat.com

٤٣٠٩ــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ فَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ الَّتِي كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِآلِهَتِهِمْ لَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرَو ابْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ وَالْوَصِيلَةُ النَّاقَةُ الْبِكْرُ تُبَكِّرُ فِي أَوَّلِ نِتَاجِ الْإِبِلِ ثُمَّ تُثَنِّي بَعْدُ بِأُنْثَى وَكَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِطَوَاغِيتِهِمْ إِنْ وَصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَالْحَامُ فَحْلُ الْإِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُودَ فَإِذَا قَضَى ضِرَابَهُ وَدَعُوهُ لِلطَّوَاغِيتِ وَأَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَسَمَّوْهُ الْحَامَ وَقَالَ لِي أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدًا قَالَ يُخْبِرُهُ بِهٰذَا قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَرَوَاهُ ابْنُ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٤٣٠٩ــ ترجمہ: سعید بن مسیب نے کہا: "بحیرہ" وہ اونٹنی ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روکا جائے۔ لوگوں میں سے کوئی شخص اس کو نہ دوہتا تھا "سائبہ" وہ ہے جس کو بتوں کے لئے نذر مان کر چھوڑ دیتے تھے اس پر کوئی شئ نہ اٹھائی جاتی تھی۔ ابوہریرہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا وہ دوزخ میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا وہ پہلا شخص ہے جس نے جانور بتوں کے نام پر چھوڑے تھے "وصیلہ" وہ اونٹنی بچہ ہے جو پہلی مرتبہ مادہ جنے پھر اس کے بعد دوسری بار مادہ جنے۔ کفار اس اونٹنی کو اپنے بتوں کے لئے چھوڑ دیتے

marfat.com
Marfat.com

۴۳۱۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ یَعْقُوْبَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ الْکِرْمَانِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ جَھَنَّمَ یَحْطِمُ بَعْضُھَا بَعْضًا وَرَاَیْتُ عَمْرًا یَجُرُّ قُصْبَہٗ وَھُوَ اَوَّلُ مَنْ سَیَّبَ السَّوَائِبَ

تھے اگر وہ ایک مادہ دوسری مادہ سے موصول ہوتی اور اُن کے درمیان نَر نہ ہوتا "حام"، وہ نر اونٹ ہے جو اونٹنی پر چند بار گیا بھ کرتا ہے جب وہ گیابھ پُورے کرلیتا تو اس کو بتوں کے لئے چھوڑ دیتے اور اس پر بوجھ لادنے سے باز رہتے اور کوئی شئ اس پر نہ لادی جاتی وہ اس کا نام حامی رکھتے تھے۔ امام بخاری نے کہا مجھے ابوالیمان نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہمیں شعیب نے زہری سے خبر دی اُنھوں نے کہا میں نے سعید کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ وہ زہری سے یہ بیان کرتے تھے۔ سعید نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سُنا۔ اس کو ابن ہادنے ابن شہاب اور سعید کے ذریعہ ابوہریرہ سے روائت کی کہ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سُنی ہے۔

ترجمہ : عروہ سے روائت ہے انہوں نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا **۴۳۱۰** — نے فرمایا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دوزخ کو دیکھا کہ اس کی بعض آگ بعض آگ کو کھا رہی تھی میں نے عمرو کو دیکھا وہ اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے اونٹنیوں کو بتوں کے لئے چھوڑا تھا۔

شرح **۴۳۰۹** - **۴۳۱۰** — : بحیرہ میں متعدد اقوال ہیں جو ہم نے باب کے ذیل میں ذکر کئے ہیں۔ ابوعبیدہ نے سائبہ کی یہ تعریف کی ہے کہ جو بھی جانور بتوں کی نذر کیا جائے اس میں اونٹ کی تخصیص نہیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا سائبہ وہ اونٹنی ہے جو دس بچے جنے اور وہ تمام مادہ ہوں۔ اِن کے درمیان کوئی نَر نہ ہو اس کو بتوں کے لئے نذر کرتے تھے اور اس پر سواری نہ کرتے تھے اور مہمانوں کے سوا اس کا دودھ بھی نہ دوہتے تھے۔ قصبہ کی جمع اقصاب بمعنی انتڑیاں ہے

عَمرو بن عامر خُزَاعی

وہ عمرو بن لُحی بن قمعہ ہے قبیلہ خزاعہ کے سرداروں میں سے ہے۔ یہ سردار جرہم کے بعد بیت اللہ کے متولی مقرر ہُوئے تھے۔ عمرو پہلا شخص ہے جس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین بدلا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ۞

۴۳۱۱ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ ابْنُ النُّعْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَالَ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَآ اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ ثُمَّ قَالَ اَلَا وَاِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيْمُ اَلَا وَاِنَّهٗ يُجَآءُ بِرِجَالٍ مِنْ اُمَّتِىْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُصَيْحَابِىْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِىْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ

اور بتوں کو حجاز میں داخل کیا اور چرواہوں کو ان کی عبادت کی ترغیب دلائی اور جاہلیت کے رسوم ان میں جاری کئے۔

"باب" ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور میں اُن پر مطلع تھا جب تک اُن میں رہا۔ پھر جب تُو نے مجھے اُٹھالیا تو تُو ہی اُن پر نگاہ رکھتا تھا، اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے"

یہ آیت کریمہ اور اس سے پہلے آیات سے آخر سورت تک اللہ تعالیٰ اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہے اور جن لوگوں نے ان کو اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا لیا تھا اُن کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ فرمائے گا اور سارے لوگوں کے سامنے نصاریٰ کو زجر و تہدید کرے گا اسی طرح قتادہ نے کہا ہے (تیسیر القاری وعینی)

۴۳۱۱ ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ

marfat.com
Marfat.com

فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ فَيُقَالُ اِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ

بَابُ قَوْلِهٖ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

۴۳۱۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ ابْنُ النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ وَاِنَّ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

دیا اور فرمایا اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کے حضور برہنہ پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اُٹھائے جاؤ گے پھر فرمایا جس طرح ہم نے ابتداءً تم کو پیدا کیا دوبارہ اسی طرح لوٹائیں گے یہ ہمارا وعدہ ہے، ہم اسے ضرور پورا کریں گے پھر فرمایا سُن لو! قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور میرے چند اصحاب کو بائیں جانب سے لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا اے میرے ربّ یہ میرے اصحاب ہیں کہا جائے گا آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا پیدا کیا تھا تو میں کہوں گا جیسے عبد صالح عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا میں ان پر مطلع تھا جب تک میں اُن میں رہا پھر جب تو نے مجھے اُٹھا لیا تو تُو ہی اُن پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے کہا جائے گا جب تم اُن سے جُدا ہوئے تھے۔ یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے مرتد ہو گئے تھے (اس حدیث کی شرح حدیث ع ۳۱۳۳ کے تحت دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تو اُن کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو معاف کر دے تو تُو غالب اور حکمت والا ہے

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فُتْنَتُهُمْ مَعْذِرَتُهُمْ مَعْرُوْشَاتٍ مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ اَهْلَ مَكَّةَ حَمُوْلَةً مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا وَلَبَسْنَا لَبَّسْنَا

۴۳۱۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اُٹھائے جاؤ گے اور بعض لوگوں کو دوزخ کی طرف پکڑا جائیگا تو میں کہوں گا جیسے عبد صالح عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا اور میں اُن پر مطلع تھا جب تک میں اُن میں رہا۔ حدیث ۳۱۴۳ کی شرح دیکھیں

سُورۂ انعام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

ابن منذر نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں رات کے وقت نازل ہوئی اس حال میں کہ ستر ہزار فرشتے تسبیح پڑھتے ہوئے اس کے ہمراہ آئے تھے ابن عباس مجاہد اور عطاء سے روائت ہے کہ تین آیات کے سوا یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور تین آیات قُلْ تَعَالَوْا سے تَتَّقُوْنَ تک، اور یہ دو آیات مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ الخ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں، بعض روایات میں : قُلْ تَعَالَوْا الایۃ مکی ہے۔ قتادہ نے کہا وہ دو آیتیں یہ ہیں ایک وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ، اور دوسری آیت : هُوَ الَّذِيْ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشَاتٍ ، ابن عربی نے کہا " قُلْ لَّا اَجِدُ عرفہ کے روز مکہ میں نازل ہوئی۔ غافقی نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا سورۂ انعام کو ملکوت اللہ میں اور ایک روائت کے مطابق تورات میں مُزَمَّلَہ کہا جاتا ہے۔ میں نے یہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ کتاب فائق کے لفظ رائق میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۂ انعام پڑھی اور پڑھتے وقت کسی سے بات نہ کی اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ دفعۃً نازل ہوئی ہے اور اس کے ساتھ فرشتوں کی جماعت تسبیح پڑھتی ہوئی نازل ہوئی جن کی آواز سے زمین گونج اُٹھی تھی تیسیر القاری اور رحمانی

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ مَعْذِرَتُهُمْ ، اس میں اس کریمہ : يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ، مِنْ مَّعْذِرَتُهُمْ ، سے اس کی تفسیر کی قتادہ نے فِتْنَتُهُمْ

marfat.com
Marfat.com

يَنْأَوْنَ يَتَبَاعَدُوْنَ تُبْسَلُ تُفْضَحُ اُبْسِلُوْا افْضَحُوْا بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمُ الْبَسْطُ
اَلضَّرْبُ اِسْتَكْثَرْتُمْ اَضْلَلْتُمْ كَثِيْرًا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ
وَمَالِهِمْ نَصِيْبًا وَلِلشَّيْطَانِ وَالْاَوْثَانِ نَصِيْبًا اَمَّا اشْتَمَلَتْ يَعْنِيْ هَلْ تَشْتَمِلُ
اِلَّا عَلٰى ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى فَلِمَ تُحَرِّمُوْنَ بَعْضًا وَتُحِلُّوْنَ بَعْضًا مَسْفُوْحًا مُهْرَاقًا

کی تفسیر مَقَالَتُهُمْ ،، سے کی ہے۔ ضحاک نے ابن عباس سے حُجَّتُهُمْ ،، سے تفسیر کی ہے۔

قولہ مَعْرُوْشَاتٍ الخ اس میں اس آیت کریمہ : هُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشَاتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشَاتٍ کی طرف اشارہ کیا یعنی اور وہی ہے جس نے پیدا کئے باغ کچھ زمین پر چھٹے ہوئے اور کچھ بے چھٹے پھر معروشات کی تفسیر کی کہ وہ باغ جن پر انگور کے درخت اور اس کے غیر نے چھت کی ہوئی ہے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ معروشات وہ باغ ہیں جو لوگ لگاتے ہیں اور غیر معروشات جو جنگلوں اور پہاڑوں میں ہوتے ہیں۔

قولہ حَمُوْلَةً الخ اس میں اس آیت کریمہ : وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے ہیں اور کچھ زمین پہ بچھے ہوئے۔ پھر حمولۃ کی تفسیر کی جن پر بوجھ لادا جائے۔ یعنی چوپائے دو قسم کے ہوتے ہیں کچھ بڑے جو لادنے کے کام آتے ہیں کچھ چھوٹے جیسے بکری وغیرہ کے جو اس قابل نہیں ان میں سے جو اللہ نے حلال کئے انہیں کھاؤ اور اہل جاہلیت کی طرح اللہ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ ،، فرش یعنی بکری ہے۔ قولہ لَلَبَسْنَا شُبِّهْنَا ،، اس میں اس آیت کریمہ ،، لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اُن پر وہی شبہ رکھتے جس میں اب پڑے ہیں۔ پھر لَبَسْنَا کی شُبِّهْنَا سے تفسیر کی ،، یعنی لَبَسَ بفتح اللام بمعنی التباس واشتباہ ہے۔ اس کا باب ضَرَبَ یَضْرِبُ ہے یعنی لَبَسَ یَلْبِسُ اور اگر اس کا باب عَلِمَ یَعْلَمُ ہو تو لبس ثوب یعنی کپڑا پہننے کے معنی میں آتا ہے۔

قولہ یَنْأَوْنَ آہ اس میں اس آیت کریمہ ،، وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ کافر لوگوں کو اتباعِ حق سے منع کرتے ہیں اور خود اس سے دور رہتے ہیں ،، پھر يَنْئَوْنَ کی تفسیر يَتَبَاعَدُوْنَ سے کی یعنی دور رہتے ہیں۔

قولہ تُبْسَلُ الخ اس میں اس آیت کریمہ : وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ،، کی طرف اشارہ کیا ،، قرآن سے نصیحت دو کر کہیں کوئی جان اپنے کئے پر پکڑی نہ جائے ،، پھر تُبْسَلَ کی تُفْضَحَ سے تفسیر کی ،، اُبْسِلُوْا بمعنی اُفْضِحُوْا ہے۔ ابن عباس ، مجاہد ، عکرمہ ، حسن بصری اور سدی نے یہی تفسیر کی ہے۔ قتادہ نے "حبس" کے ساتھ ، ابن زید نے "مؤاخذ" کے ساتھ اور کلبی نے جزاء کے ساتھ تفسیر کی ہے۔ یعنی لوگوں کو قرآن

marfat.com
Marfat.com

سے نصیحت دو اور ان کو اللہ کی نعمت اور قیامت میں عذاب الیم سے ڈراؤ کہ کہیں کوئی جان اپنے کئے پر پکڑی نہ جائے ،، قولہ بَاسِطُوْا اَيْدِيْهِمْ آہ اس میں اس آیت کریمہ : وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوْا اَيْدِيْهِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختی میں ہوں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا تو عظیم امر دیکھو گے ،، امام نے بَسْط کی تفسیر ضرب سے کی۔ اس تفسیر کی کوئی وجہ نہیں۔ امام قسطلانی نے ذکر کیا کہ بَسْط ضرب کو مستلزم ہے؛ چنانچہ آیت کریمہ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَا اَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ اِلَيْكَ ،، میں بَسْط بمعنی ضرب ہے۔ یعنی فرشتے ضرب و شدت سے ہاتھ پھیلائے ہیں ،،

قولہ اِسْتَكْثَرْتُمْ الخ اس میں اس آیت کریمہ : يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْاِنْسِ کی طرف اشارہ کیا۔ اور اَضْلَلْتُمْ كَثِيْرًا سے اس کی تفسیر کی ہے۔ یعنی تم نے انسانوں میں سے بہتوں کو گمراہ کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی تفسیر کی ہے۔

قولہ ذَرَءَ مِنَ الْحَرْثِ ،، اس میں اس آیت کریمہ : وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا کی طرف اشارہ کیا ہے اور ،، جَعَلُوْا الخ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی مشرکوں نے زراعت، باغات اور اپنے مالوں میں اللہ کے لئے کچھ حصہ رکھا اور کچھ شیطان اور بتوں کے لئے حصہ رکھا۔ ابن منذر نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس سے یہی تفسیر روایت کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے بھی ابن عباس سے روایت کی ہے اور کچھ اضافہ بھی ذکر کیا ہے وہ یہ کہ اگر پھل وغیرہ جو انہوں نے اللہ کا حصہ رکھا تھا سے کچھ پھل گر پڑتے تو اس کو شیطان کا حصہ کر دیتے تھے اور اسے اٹھاتے نہ تھے اور اگر پھل وغیرہ جو انہوں نے شیطان کا حصہ بنا رکھا تھا سے کچھ گر جاتا تھا تو اس کو اٹھا کر شیطان کے حصہ میں ڈال دیتے تھے۔

قولہ اَمَّا اشْتَمَلَتْ الخ اس میں اس آیت کریمہ : قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ کی طرف اشارہ کیا پھر هَلْ تَشْتَمِلُ الخ سے اس کی تفسیر کی یعنی ارحام نر یا مادہ پر مشتمل ہوتے ہیں اور مشرک چارپایوں کی بعض جنسیں مردوں اور عورتوں کے لئے حرام کرتے مردوں پر حرام نہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کا رد فرماتا ہے کہ جو تم نے حرام کیا ہے اس کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے یا تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کہتے ہو۔ فراء نے کہا جو جانور سائبہ، بحیرہ، وصیلہ اور حام وغیرہ تم نے حرام کئے ہیں ان کو نر کی حیثیت سے حرام کیا ہے یا مادہ کے لحاظ سے حرام کیا ہے۔ اگر نر کے اعتبار سے حرام کیا ہے تو ہر نر کو حرام کہنا ہوگا اور اگر مادہ کے اعتبار سے کیا ہے تو ہر مادہ کو حرام کہنا ہوگا اور اگر یہ کہیں کہ جو رحم میں ہے وہ حرام ہے تو تمام جانوروں کو حرام کہنا ہوگا کیونکہ رحم نر اور مادہ دونوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ لہٰذا نر اور مادہ سب حرام ہوں گے۔

قولہ اَكِنَّةً الخ اس میں اس آیت کریمہ : اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ ،، اس سے پہلے ہے ،، وَمِنْهُمْ

marfat.com
Marfat.com

فَاَصْدَفَ اَعْرَضَ اُبْلِسُوْا اَوْيَسُوْا اُبْسِلُوْا اُسْلِمُوْا سَرْمَدًا دَائِمًا
اِسْتَهْوَتْهُ اَضَلَّتْهُ تَمْتَرُوْنَ تَشُكُّوْنَ وَقْرٌ صَمَمٌ وَاَمَّا الْوِقْرُ فَاِنَّهُ الْحِمْلُ
اَسَاطِيْرُ وَاحِدُهَا اُسْطُوْرَةٌ وَاِسْطَارَةٌ وَهِيَ التُّرْهَاتُ اَلْبَاسَاءُ مِنَ

مَنْ يَسْتَمِعُ اِلَيْكَ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا" پھر کہا اَكِنَّة" کا واحد کِنَان ہے۔ جیسے اَعِنَّة" کا واحد عنان اور اَسِنَّة کا واحد سِنَان ہے اَكِنَّة کے معنی ہیں۔ پردے یعنی ہم نے اِن کے دلوں پر پردے ڈالے ہیں وہ قرآن نہیں سمجھتے اور اُن کے کانوں میں سیسہ بھرا ہے۔ وہ سماعت نافعہ نہیں کرتے ہیں۔

قولہ" مَسْفُوْحًا آہ اس میں اس آیت کریمہ قُلْ مَا اَجِدُ فِيْمَا اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ دَمًا مَّسْفُوْحًا" کی طرف اشارہ کیا اور مَسْفُوْحًا کی مُہْرَاق سے تفسیر کی ہے

قولہ صَدَفَ الخ اس میں اس آیت کریمہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا" کی طرف اشارہ کیا یعنی اس سے زیادہ ظالم کون جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور اُن سے مُنہ پھیرے۔ سدی نے کہا صَدَفَ عَنْ اِتِّبَاعِ آيَاتِ اللّٰهِ" یعنی لوگوں کو آیات کی اتباع سے پھیرے۔

قولہ اُبْلِسُوْا الخ اس کی تفسیر اُوْيِسُوْا" سے کی اور اس میں: فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ" کے معنی کی طرف اشارہ کیا" یعنی یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ غمناک نادم رہ گئے۔ فراء نے کہا مُبْلِس" بدبخت ناامید ہے۔ اُوْيِسُوْا" ماضی مجہول ہے۔ قولہ اُبْلِسُوْا" بتقدیم السین علی اللام کی تفسیر اُسْلِمُوْا سے کی یعنی وہ ہلاکت کے سپرد کئے گئے

قولہ سَرْمَدًا" بمعنی دائم ہے۔ یہ سورۂ قصص کا لفظ ہے۔ یہاں اس کی کچھ مناسبت نہیں۔

قولہ اِسْتَهْوَتْهُ" اس میں اس آیت کریمہ" كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِيْنُ" کی طرف اشارہ ہے یعنی اس شخص کی طرح جس کو شیطانوں نے گمراہ کر دیا"

قولہ تَمْتَرُوْنَ" بمعنی تَشُكُّوْنَ ہے۔ یعنی تم شک کرتے ہو۔

قولہ وَقْرٌ الخ اس میں اس آیت کریمہ وَفِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ" کی طرف اشارہ ہے۔ پھر اس کی تفسیر صمم سے کی اور وِقر بکسر الواؤ بمعنی بوجھ ہے۔

قولہ فَاِنَّهٗ اَسَاطِيْرُ آہ اس میں اس آیت کریمہ" اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ" کی طرف اشارہ ہے اور کہا کہ اَسَاطِیر کا واحد اُسْطُوْرَہ ہے۔ اِسْطَارَہ بکسر الہمزہ بھی اس کا واحد ہے۔ پھر اس کی تفسیر کی کہ یہ تُرہات یعنی

marfat.com
Marfat.com

اباطیل ہیں (جھوٹی باتیں قصے کہانیاں) تُرہات ،، تُرہہ کی جمع ہے۔ ابن اثیر نے کہا بڑے راستہ سے نکلنے والے چھوٹے۔ رستوں کو ترہات کہا جاتا ہے۔ اصمعی نے کہا ترہات چھوٹے راستے ہیں۔ یہ لفظ فارسی معرّب ہے۔ اباطیل کے لئے مستعار ہے۔ (عینی)

قولہ اَلْبَاسَآءُ الخ اس میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ فَاَخَذْنَاهُمْ بِالْبَاْسَآءِ ،، بَأس سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں، شدت، عذاب کہا گیا ہے اس کے معنی قِتال کے ہیں۔ ممکن ہے کہ بُؤس بمعنی ضرر سے مشتق ہو کہا گیا ہے۔ اس کا معنی فقر اور بدحالی ہے۔

قولہ جَهْرَةً الخ اس میں اس آیت کریمہ : قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر جَهْرَةً ،، کی تفسیر معائنہ سے کی اور بَغْتَةً ،، اچانک کے معنی میں ہے۔

قولہ اَلصُّوَرُ الخ اس میں اس آیت کریمہ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ صُوَرٌ صورت کی جمع ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے صُورت اس کی جمع سُوَر ،، ہے۔ قاموس میں ہے صُورت بمعنی شکل ہے اس کی جمع صُوُر بسکون الواؤ ہے۔ بعض مفسرین نے کہا اس آیت کریمہ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ،، میں صور سے مراد صورت کی جمع ہے۔ یعنی چاشت کے وقت جسموں میں رُوح پھونکی جائے گی۔ صحیح یہ ہے کہ صور سے مراد قرن ہے جس میں اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے۔

حدیث شریف میں عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صور کیا شئ ہے۔ آپ نے فرمایا وہ قرن ہے جس میں پھونکا جائے گا اس میں اسرافیل علیہ السلام دو بار پھونکیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام سے اس وقت تک تمام محشر میں جمع ہوں گے۔

قولہ مَلَكُوْتُ الخ اس میں اس آیت کریمہ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ،، پھر ملکوت کی مُلک سے تفسیر کی جیسے رَهَبُوْت ،، اس مقالہ رَهَبُوْتٌ خَيْرٌ مِّنْ رَّحَمُوْت ،، میں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مَلَكُوْت اور رَهَبُوْت ،، ہم وزن ہیں، کہا جاتا ہے تُرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تُرْحَمَ ،، یعنی تجھے ڈرانا رحم کرنے سے بہتر ہے۔ مفسرین نے کہا : مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ کا معنی ہے ،، مَلَكَ كُلَّ شَيْءٍ ،، یعنی اللہ ہر شئ کا مالک ہے اور جیسے چاہے اس میں تصرف کرتا ہے۔ اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ،، اَلْمَلَكُوْت ،، عالم غیب ہے جیسے مُلک عالم شہادت ہے۔

قولہ جَنَّ الخ اس میں اس آیت کریمہ ،، فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر لفظ اَظْلَمَ سے اس کی تفسیر کی۔ یہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ہے۔

قولہ تَعَالٰى الخ اس میں اس آیت کریمہ : سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ،، کی طرف اشارہ ہے اور عَلَا ،، اس کی تفسیر ہے۔ مستخرج ابو نعیم میں ہے۔ تَعَالَى اللّٰهُ ،، عَلَا اللّٰهُ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ ،، کی تفسیر یہ

marfat.com
Marfat.com

اَلْبَأْسِ وَتَكُوْنُ مِنَ الْبُؤْسِ جَمْرَةٌ مُعَايَنَةُ اَلصُّوْرُ جَمَاعَةُ صُوْرَةٍ كَقَوْلِهٖ سُوْرَةٌ وَسُوْرٌ مَلَكُوْتٌ مِثْلُ رَهَبُوْتٍ خَيْرٌ مِّنْ رَحَمُوْتٍ وَتَقُوْلُ تُرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تُرْحَمَ جَنَّ اَظْلَمَ يُقَالُ عَلَى اللّٰهِ حُسْبَانُهٗ اَیْ حِسَابُهٗ وَيُقَالُ حُسْبَانًا مَرَامِیَ وَرُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنِ مُسْتَقَرٌّ فِی الصُّلْبِ وَمُسْتَوْدَعٌ فِی الرَّحِمِ اَلْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالْاِثْنَانِ قِنْوَانٌ وَالْجَمَاعَةُ اَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَصِنْوَانٌ

ہے کہ خداوند قدوس شرکاء سے پاک ہے جو باطلوں کا عقیدہ ہے۔

قولہ اِنْ تَعْدِلْ الخ اس میں اس آیت کریمہ : وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر تُقْسِطُ ،، سے تَعْدِلْ کی تفسیر کی اور تَعْدِلْ کی ضمیر کا مرجع نفس کافرہ ہے جو پہلے مذکور ہے یعنی اگر اپنے عوض سارے بدلے دے تو اس سے نہ لئے جائیں اور قیامت کے دن اس سے قبول نہ کیا جائے گا کیونکہ توبہ موت سے پہلے دنیاوی زندگی میں نفع دیتی ہے۔

قولہ عَلَى اللّٰهِ حُسْبَانُهٗ الخ اس میں ،، وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ،، کی طرف اشارہ کیا ہے اور حساب سے اس کی تفسیر کی حُسْبَان حساب کی جمع ہے یعنی سورج اور چاند حساب سے جاری ہیں اس میں کچھ تغیر و تبدل نہیں ہے

قولہ يُقَالُ الخ حُسْبَانًا مَرَامِیَ آہ یعنی شیطانوں کے لئے تیر اور رُجُوم ہیں۔

قولہ مُسْتَقَرٌّ آہ اس میں اس آیت کریمہ ،، وَهُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ،، کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مراد یہ ہے کہ باپ کی صلب میں مستقر اور ماں کے رحم میں مستودع ،، امانت ،، ہے۔ کثیر صحابہ کرام اور تابعین عظام نے یہی تفسیر کی ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ دُنیا میں مستقر اور مرنے کے بعد زمین میں مستودع ہے۔

قولہ اَلْقِنْوُ آہ یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام : وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ ،، میں قنو بمعنی عِذق بکسر العین وسکونِ الذال بمعنی کھجور کا خوشہ اور بفتح العین کھجور کا درخت ہے دو کو قنوان کہتے ہیں اور جمع بھی قنوان ہے۔ تثنیہ اور جمع کا ایک ہی وزن ہے۔ جیسے ،، صِنْوٌ صِنْوَانٌ ،، ہے۔ صنو درخت کی شاخ ہے جو ایک بیج سے نکلتی ہے۔ دو شاخوں کو صنوان کہتے ہیں اور جمع بھی صنوان ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ

۴۳۱۳ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کے پاس غیب کے خزانے ہیں انہیں وہی جانتا ہے"

مَفَاتِح مِفْتَح کی جمع ہے یہ اسم آلہ ہے اس کا معنیٰ کنجی ہے یعنی غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں اگر مَفَاتِیح پڑھا جائے تو یہ مِفْتَاح کی جمع ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ مَفَاتِح مَفْتَح بفتح المیم کی جمع ہے یعنی فتح کی جگہ اسی کے پاس ہے۔ علامہ زمخشری نے کہا اللہ تعالیٰ نے استعارہ کے طور پر غیب کی کنجیاں ذکر فرمائی ہیں کیونکہ مقفل خزانوں تک اقفال کی کنجیوں کے بغیر نہیں پہنچ سکتے جن کو کنجیوں کا علم ہو اور ان کے ساتھ اقفال کھولنا جانتا ہو وہ خزانوں تک پہنچ جاتا ہے۔ چونکہ غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں لہٰذا وہی مغیبات کا عالم ہے کوئی دوسرا اس تک نہیں پہنچ سکتا جیسے خزانے کی کنجی جس کے پاس ہو اور وہ کنجی کے ساتھ قفل کھولنا جانتا ہو وہ خزانے تک پہنچ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیب کا عالم بالذات صرف اللہ تعالیٰ ہے اگر وہ غیب کی چابیوں میں سے کسی مخلوق کو عطاء کرے تو یہ اس کا فضل وکرم ہے۔ وہ بھی اللہ کی عطاء سے غیب جاننے لگتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام زمین کے خزانوں کی کنجیاں ایک جانور پر لاد کر لائے اور میرے سپرد کر دیں" ثعلبی نے کہا غیب کی مفاتح زمین کے خزانے ہیں۔ جوزی نے کہا غیب کے مفاتح رزق، بارش اور ثواب و عتاب ہیں جو انسانوں سے غائب ہیں۔ کہا گیا ہے مفاتح غیب کے سعادت و شقاوت ہے۔ واللہ اعلم!

۴۳۱۳ ـــ ترجمہ : سالم بن عبداللہ نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمُ الاٰيَةَ يَلْبِسَكُمْ يَخْلِطَكُمْ مِنَ الْاِلْتِبَاسِ يَلْبِسُوْا يَخْلِطُوْا شِيَعًا فِرَقًا

کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیب کے مفاتیح پانچ ہیں : اللہ کے پاس قیامت اور نزولِ بارش کا علم ہے۔ عورتوں کے ارحام میں جو کچھ ہے وہی جانتا ہے۔ کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کسب کرے گا اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں فوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر دینے والا ہے ،، (حدیث ۴۷ اور ۹۸۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! تم فرماؤ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے ،، تمہارے اُوپر سے یا تمہارے پاؤں کے تلے سے یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کرکے اور ایک کو دُوسرے کی سختی چکھائے ،،

یعنی اے حبیب آپ لوگوں کو فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ تم پر اُوپر سے عذاب نازل کرے جیسے لوط علیہ السلام کی قوم پر آسمانوں سے پتھر پھینکے گئے اور ان کو پتھروں سے ہلاک کر دیا گیا یا اُوپر سے پانی برسائے جیسے نوح علیہ السلام کی قوم کو طوفان سے غرق کر دیا گیا یا جیسے اصحاب فیل کو پتھروں سے ہلاک کیا گیا یا تمہیں نیچے سے عذاب دے جیسے قارون کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور آلِ فرعون کو پانی میں غرق کر دیا گیا تھا۔ ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ تمہارے اکابر اور سلاطین جو تمہارے اوپر ہیں سے تمہیں عذاب دے یا اصاغر اور تمہارے غلاموں اور عامۃ الناس سے تمہیں عذاب دے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُوپر سے بارش روک لے اور زمین سے نباتات نہ اُگنے پائیں یہ تمام اقسامِ عذاب ہیں ،، یا تمہیں مختلف گروہ کرکے بھڑا دے۔

حدیث شریف میں ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی اور ایک کے سوا باقی تمام دوزخ میں جائیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۳۱۴ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَهْوَنُ اَوْ قَالَ هٰذَا اَيْسَرُ

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ

۴۳۱۴ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت کریمہ : قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ ،، نازل ہوئی تم فرماؤ وہ قادر ہے تمہارے اُوپر سے تم پر عذاب بھیجے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ،، میں تیری ذات کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں ۔ اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ یا تمہارے نیچے سے تو فرمایا : اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ،، میں تیری ذات کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں : اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کرکے اور ایک کو دُوسرے کی سختی چکھائے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہلکا اور آسان ہے ۔

۴۳۱۴ — شرح : قولہ یذیق آہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یعنی تم میں سے بعض کو بعض سے بھڑا دے اور وہ ایک دوسرے پر سختی کریں یا قتل کریں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہلے دو سے آسان ہے کیونکہ لوگوں کے فتنے اور عذاب اللہ کے عذاب سے آسان ہیں اسی لئے یہ اُمت مرحومہ فتنوں میں مبتلا رہی ہے ۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اُنہوں نے اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی ،،

marfat.com
Marfat.com

٤٣١٥ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَلَمْ يَلْبِسُوٓا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ أَصْحَابُهُ وَأَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَنَزَلَتْ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

بَابُ قَوْلِهِ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَّكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِينَ

٤٣١٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى

اس میں اس آیت کریمہ: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہی کے لئے امان ہے اور وہ وُہی راہ پر ہیں۔

٤٣١٥ ـ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت کریمہ: وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ، نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے عرض کیا ہم میں سے کس نے ظلم نہیں کیا؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ شرک عظیم ظلم ہے۔
(حدیث ٣١ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی"

٤٣١٦ ـ ترجمہ: ابوالعالیہ نے کہا مجھے تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

۴۳۱۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا سَعْدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ سَمِعْتُ حُمَیْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ یَقُوْلَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی

بَابُ قَوْلِهٖ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کسی بندے کو یہ لائق نہیں کہ وہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ (حدیث ۳۱۹۸ کی شرح دیکھیں)

۴۳۱۷ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو یہ لائق نہیں کہ وہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں (حدیث ۳۱۹۸ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدائت کی تو تم انہیں کی راہ چلو —"

یعنی پہلی آئت کریمہ میں جو انبیاء کرام مذکور ہیں ان کو اللہ نے ہدائت کی پس آپ ان کی ہدائت کی اقتداء کریں۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام توحید اور اصول دین میں متفق ہیں اور سب کی ہدائت ایک ہی ہے اور نبیوں کی ہدائت سے مراد تبلیغ رسالت اور منکروں کی اذیت پر صبر کرنا ہے۔ یہ تمام انبیاء کرام کی راہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے نبیوں کی اقتداء کا حکم دیا ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ دوسرے انبیاء آپ سے افضل ہیں کیونکہ مقتدیٰ مقتدی سے افضل ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آئت کریمہ میں ان کی اقتداء کا حکم نہیں بلکہ ان کی ہدائت کی اقتداء کا حکم ہے۔ اور نفس توحید و رسالت کی تبلیغ میں سب انبیاء مساوی ہیں۔ ایک دوسرے سے فضیلت درجات میں ہے۔ اس میں سرور کائنات تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۱۸ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ
ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ اَنَّ مُجَاهِدًا
اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ اَفِيْ صَادٍ سَجْدَةٌ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ
تَلَا وَوَهَبْنَا اِلٰى قَوْلِهٖ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ثُمَّ قَالَ هُوَ مِنْهُمْ زَادَ يَزِيْدُ
ابْنُ هٰرُوْنَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ الْعَوَّامِ عَنْ
مُجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ مِمَّنْ اُمِرَ اَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ،، یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا اُن میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہیں جسے سب پر درجوں بلند کیا۔ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ وہ حضور پُرنور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ کو بدرجات کثیرہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر افضل کیا اور آپ کو بے شمار خصوصیات سے مختص فرمایا اور وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ آپ ہی کی شان ہے اور ،، وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ،، آپ ہی کا رفیع مقام ہے۔ نیز فرمایا : لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ،، یہ آپ ہی کا عظیم منصب ہے ،، حدیث شریف میں ہے ،، اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلَائِقِ كَآفَّةً (مسلم شریف) نیز فرمایا : خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ ،، پس آپ ہی خاتم فصل رسالت ہیں قیامت تک آپ ہی کا مہتاب نبوت درخشاں ہے اور آپ ہی کا آفتاب رسالت از ہارِ ولائت کو تروتازگی دے رہا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۳۱۸ — ترجمہ : مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا سورۂ صٓ میں سجدہ ہے؟ ابن عباس نے کہا جی ہاں سجدہ ہے۔ پھر ابن عباس نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی ،، وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ سے فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ تک، پھر کہا داؤد علیہ السلام اُن میں سے ہیں۔ عوام نے مجاہد سے روایت کی کہ میں نے ابن عباس سے اس اقتداء کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں سے ہیں جنہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کی اقتداء کریں۔

۴۳۱۸ — شرح : خداوند قدوس نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ انبیاء کی اقتداء کریں۔ انہوں نے سجدہ کیا تو آپ نے بھی سجدہ کیا صلی اللہ علیہ وسلم علامہ زمخشری نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے شرائع جب تک منسوخ نہ ہوں ہمارے لئے مشروع ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا الْاٰيَةَ وَقَالَ غَيْرُهٗ هَادُوْا صَارُوْا يَهُوْدًا وَّاَمَّا قَوْلُهٗ تَعَالٰى هُدْنَا تُبْنَا هَائِدٌ تَائِبٌ

۴۳۱۹ ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ قَالَ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ لَمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهٗ وَقَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ كَتَبَ اِلَيَّ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُدْنَا تُبْنَا هَائِدٌ تَائِبٌ

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور اور گائے اور بکری کی چربی اُن پر حرام کی

تفسیر: اس چربی سے وہ چربی مراد ہے جو گوشت کے ساتھ جمی ہوئی ہو اور نہ ہڈیوں کے ساتھ ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذی ظفر کی تفسیر کی کہ وہ اُونٹ اور شتر مرغ ہے۔ بعض نے کہا ذی ظفر وہ حیوان ہے جس کی انگلی ہو جیسے درندے اور پرندے ہیں بعض نے کہا یہ وہ حیوان ہیں جن کا پنجہ ہے اس کو مجازاً ظفر کہا ہے۔ قولہ الحوایا، اس کی تفسیر مبعر سے کی گوبر کی جگہ۔ ابن عباس کے غیر نے کہا ھَادُوْا، کے معنی ہیں یہودی ہو گئے اور ھُدْنَا، بمعنی تُبْنَا ہے ہم تائب ہوئے۔ ھَائِدٌ بمعنی تائب ہے۔

۴۳۱۹ ــــ **ترجمہ:** جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

۴۳۲۰ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَا اَحَدَ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَیْءَ اَحَبُّ اِلَیْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ قُلْتُ سَمِعْتَهٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَرَفَعَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَكِیْلٌ حَفِیْظٌ وَمُحِیْطٌ بِهٖ قُبُلًا جَمْعُ قَبِیْلٍ وَالْمَعْنٰی اَنَّهٗ ضُرُوْبٌ لِلْعَذَابِ كُلُّ ضَرْبٍ مِّنْهَا قَبِیْلٌ زُخْرُفَ كُلُّ شَیْءٍ حَسَّنْتَهٗ وَشَیَّنْتَهٗ وَهُوَ بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرُفٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوْعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَحْجُوْرٌ وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَآءٍ بَنَیْتَهٗ وَیُقَالُ لِلْاُنْثٰی مِنَ الْخَیْلِ حِجْرٌ وَیُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًی وَاَمَّا الْحِجْرُ ثَمُوْدَ وَمَا حَجَرْتَ عَلَیْهِ مِنَ الْاَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّیَ حَطِیْمُ الْبَیْتِ حِجْرًا كَاَنَّهٗ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُوْمٍ مِثْلَ قَتِیْلٍ مِّنْ مَقْتُوْلٍ وَاَمَّا حَجْرُ الْیَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ

کرے جب اللہ تعالیٰ نے اُن پر گائے بکری کی چربی حرام کی تو اُنھوں نے ان کی چربیوں کو پگھلا یا پھر انہیں فروخت کیا اور ان کی قیمت کھائی۔ عبدالحمید نے کہا مجھے یزید نے خبر دی کہ مجھے عطاء نے خط لکھا کہ میں نے جابر سے سُنا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور حدیث کی مانند سُنا۔ (حدیث ۲۰۹۶ کی شرح)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور بیحیایوں کے قریب نہ جاؤ جو اُن میں سے ظاہر ہیں اور جو چھپی ہیں

marfat.com
Marfat.com

اس آئت کی تفسیر میں مفسرین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ابن عباس، حسن بصری اور سدی نے کہا لوگ علانیۃً زنا کو بُرا جانتے تھے اور چھُپ کر کر لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں بیحیائیوں سے منع کر دیا۔ ضحاک نے کہا علانیہ شراب اور خفیہ زنا ہے۔ ماوردی نے کہا ظاہر افعال جوارح اور باطن اعتقادِ قلب ہے۔ کہا گیا ہے جو بھی بیحیائی ظاہر ہو یا باطن ہو

۴۳۲۰ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی غیور نہیں۔ اسی لئے ظاہر اور چھپی ہوئی بیحیائیوں کو حرام کیا اور اللہ سے زیادہ کسی کو مدح پسند نہیں۔ اسی لئے اپنی ذات کی خود مدح کی ہے۔ عمرو نے کہا میں نے ابو وائل سے کہا تم نے یہ عبداللہ بن مسعود سے سُنا ہے؟ اُنھوں نے کہا ہاں میں نے عبداللہ سے سُنا ہے۔ میں نے کہا انھوں نے اس حدیث کو مرفوع ذکر کیا ہے۔

۴۳۲۰ — شرح : قولہ اَغْیَرُ آہ غیرت کا معنی حمیت اور شرم ہے۔ آدمی عورت پر غیرت کرتا ہے۔ یعنی غیر محرم لوگوں کے اس کو دیکھنے سے شرم کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ اس نے معاصی اور گناہوں سے منع کیا ہے کہ کوئی بھی ان کے قریب نہ جائے ؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے "اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام کرے جو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے۔ غیتور کی ضد دیوث ہے۔ وہ بیوی کے پاس اجنبی لوگ آنے سے شرم و حیاء نہیں کرتا۔ اور نہ ہی عورت کو پردہ میں محفوظ کرتا ہے۔

قولہ وکیل حفیظ آہ " اس میں اس کریمہ : وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ کی طرف اشارہ کیا "، پھر لفظ وکیل کی تفسیر حفیظ اور محیط سے کی یعنی وہ ہر شئ کا نگہبان اور اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔

قولہ قُبُلاً آہ اس میں اس آئت کریمہ : وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا "، کی طرف اشارہ کیا پھر کہا قُبُلاً قبیل کی جمع ہے۔ اس کی فوج سے بھی تفسیر کی گئی ہے یعنی ہر شئ ان کے سامنے اُٹھا لائے اس کا معنی یہ ہے کہ عذاب کئی قسم کا ہے ہر قسم فوج فوج ہے

قولہ زُخْرُفَ الْقَوْلِ آہ یعنی ہر شئے جس کو اچھا سمجھے اور اس کو مزین کرے۔ حالانکہ وہ باطل ہے۔ وہ زُخرُف ہے۔ دراصل زخرف کا معنی تزیین ہے۔ اسی لئے سونے کو زُخرف کہتے ہیں جو شئ اس طریقہ پر مستعمل ہو اس کو مُزخرف کہتے ہیں۔

قولہ حَجْرٌ مَّحْجُوْرًا کے معنی حرام کے ہیں۔ ہر ممنوع شئ کو حجر بمعنی محجور کہتے ہیں تو جو عمارت بنائے وہ حجر ہے۔ مادہ گھوڑی حجر ہے عقل کو حجر اور حجی کہتے ہیں۔ بہر حال حجر قوم ثمود کا مقام ہے۔ علاقہ ممنوعہ کو بھی حجر کہا جاتا ہے۔ بیت اللہ کے حطیم کو بھی "حجر" کہا جاتا ہے۔ حطیم بمعنی محطوم کے ہیں اور اس سے مشتق ہے جیسے قتیل مقتول کے معنی میں ہے اور اس سے مشتق ہے۔ اور حجر الیمامہ ایک مقام یا منزل ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ لُغَةُ اَهْلِ الْحِجَازِ
هَلُمَّ لِلْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ
بَابُ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا

۴۳۲۱ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا رَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لاؤ اپنے گواہ

اس میں اس آیت کریمہ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی اے حبیب آپ فرمادیں لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے اسے حرام کیا ہے ،، یعنی جو تم نے حرام کیا ہے اور اس میں اللہ پہ بہتان باندھا ہے اپنے گواہوں کو لاؤ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ نے اسے حرام کیا ہے ،، لفظ هَلُمَّ ،، مبتداء اور قولہ لُغَةُ اَهْلِ الْحِجَازِ ،، اس کی خبر ہے اور هَلُمَّ واحد، اثنین اور جمع کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ اہل حجاز کی لغت ہے اور نجدی واحد مذکر کے لئے هَلُمَّ اور واحد مؤنث کے لئے هَلُمِّیْ تثنیہ کے لئے هَلُمَّا اور جمع مذکر کے لئے هَلُمُّوْا اور جمع مؤنث کے لئے هَلُمُّنَّ کہتے ہیں۔ اہل حجاز کی لغت کے مطابق یہ اسم فعل ہے بمعنی امر ہے اور اہل نجد کی لغت میں فعل ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا،،

اس میں اس آیت کریمہ : يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ ،، یعنی اگر اس دن کافر ایمان لائے گا تو قبول نہ ہوگا جبکہ نشانی آنے سے پہلے ایمان نہ لایا تھا۔ معنی یہ ہیں کہ نشانی آنے سے پہلے جو ایمان نہ لائے نشانی کے بعد اس کا ایمان قبول نہیں

marfat.com
Marfat.com

۴۳۲۲ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ وَذٰلِكَ حِیْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا ثُمَّ قَرَأَ الْاٰیَةَ

اسی طرح جو نشانی سے پہلے توبہ نہ کرے بعد نشانی کے اس کی توبہ قبول نہیں لیکن جو ایمان دار پہلے سے نیک عمل کرتے ہوں گے نشانی کے بعد بھی ان کے عمل مقبول ہوں گے۔

۴۳۲۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع کرے گا جب لوگ اس کو دیکھیں گے تو جو لوگ زمین پر ہوں گے وہ ایمان لائیں گے۔ یہ وہ وقت ہے کہ کسی جان کو اس کا ایمان لانا کام نہ دیگا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا۔"

۴۳۲۱ — شرح : سورج کے مغرب سے طلوع کرنے کی علامت یہ ہے جو ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد کے ساتھ حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کی علامت کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ رات بہت لمبی ہوگی حتیٰ کہ دو راتوں کے برابر ہوگی جو لوگ اس رات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ وہ بیدار ہوں گے اور عمل کریں گے جیسے اس سے پہلے عمل کیا کرتے تھے۔ پھر سو جائیں گے پھر بیدار ہوں گے اور نمازیں پڑھیں گے پھر سو جائیں گے پھر اٹھیں گے یہ ان کا جنون رہے گا اور رات بہت لمبی ہوگی! لوگ گھبرائیں گے اور صبح نہ ہوگی وہ اسی انتظار میں ہوں گے کہ سورج اپنے مستقر سے طلوع کرے لیکن وہ اچانک مغرب سے طلوع کرے گا جب لوگ اس کو دیکھیں گے تو ایمان لائیں گے ان کو یہ ایمان کام نہ دے گا مسلم شریف میں ہے تین اشیاء ہیں جب وہ ظاہر ہوں گی تو کسی نفس کو اس کا ایمان لانا کام نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا۔ ایک مغرب سے سورج کا طلوع کرنا۔ دوسری دجال کا نکلنا اور تیسری چیز "دابۃ الارض" ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۴۴۲۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع کرے گا جب طلوع کرے گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ایمان لائیں گے اور یہ وہ وقت ہے جس میں کسی نفس کو اس کا ایمان لانا کام نہ دے گا پھر یہ آیت کریمہ پڑھی ! ''

قیامت کی علامات

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ مسلم شریف میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ قیامت کی علامات میں سے پہلی علامت سُورج کا مغرب سے طلوع کرنا۔ دُوسری علامت دابۃ الارض کا ظاہر ہونا ہے دوسری علامت پہلی علامت کے بعد متصل ظاہر ہوگی۔ نعیم بن حماد نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت کی کہ پانچ علامات ہیں۔ معلوم نہیں اُن میں سے پہلی علامت کون سی ہے ؟ اور کون سی علامت ظاہر ہوگی تو کسی نفس کو ایمان لانا مفید نہ ہوگا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا !

(۱) سورج کا مغرب سے طلوع کرنا (۲) دجال (۳) یاجوج و ماجوج (۴) دخان اور (۵) دابۃ جو بھی علامت پہلے ظاہر ہوگی کسی نفس کو اس وقت ایمان لانا مفید نہ ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے دجّال ظاہر ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لامحالہ دجّال ظاہر ہوگا اگر اس سے پہلے سُورج نے مغرب سے طلوع کیا تو کسی نفس کو ایمان لانا مفید نہ ہوگا۔ لہٰذا یہودیوں کا عیسیٰ علیہ السّلام کے زمانہ میں ایمان لانا مفید نہ ہوگا اگر ایمان نے ان کو نفع نہ دیا تو ان کے اسلام قبول کرنے سے دین ایک نہ ہوگا اور جب عیسیٰ علیہ السّلام اور اُن پر ایمان لانے والے مومن فوت ہو جائیں گے تو لوگ حیران اور بے ہوش باقی رہ جائیں گے اُن میں اکثر کفر و گمراہی کی طرف لوٹ جائیں گے اور بچے کھچے مسلمانوں پر کافر غلبہ کر لیں گے۔ اس وقت سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ اس وقت قرآن کریم اُٹھا لیا جائے گا پھر حبشی کعبہ مشرفہ میں آئیں گے اور اس کو شہید کریں گے پھر دابۃ الارض نکلے گا پھر دھواں پھیل جائے گا پھر تیز تُند ہوا چلے گی جو کافروں کو سمندر میں پھینک دے گی۔ پھر آگ لوگوں کو محشر میں جمع کریگی پھر آسمان سے سخت خطرناک چیخ ظاہر ہوگی۔ کہا گیا ہے کہ لوگ زمین میں دھنس جائیں گے۔ ابن خالویہ نے اپنے امالی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ سُورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد ایک سو بیس (۱۲۰) برس لوگ باقی رہیں گے نعیم بن حماد نے اس کو موقوف ذکر کیا ہے۔ اس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوع ذکر کیا ہے۔ نُعیم بن حماد نے حماد بن سلمہ بن زید کی حدیث عربان بن ہیثم سے روائت کی کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنا۔ اُنھوں نے کہا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَيَا شَمَّالُ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ فِي الدُّعَاءِ وَفِيْ غَيْرِهٖ عَفْوًا كَثُرُوْا وَكَثُرَتْ اَمْوَالُهُمْ اَلْفَتَّاحُ الْقَاضِيْ اِفْتَحْ بَيْنَنَا

عرب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور خروج دجال کے بعد ایک سو بیس برس بتوں کی پوجا کریں گے جیسے ان کے آباؤ اجداد کرتے تھے۔ ابن لہیعہ کے اسناد سے ہے کہ سورج اور چاند شام کے وقت آسمان کی ایک منزل میں جمع ہو جائیں گے اور دن بیس برس کا ہوگا۔ وہب سے روائت ہے طلوع شمس دسویں علامت ہے جو سب علامات کے آخر میں ظاہر ہوگی پھر ہر دودھ پلانے والی عورت اپنے بچے سے غافل ہو جائیگی ابن لہیعہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوع روائت ہے کہ لوگ یاجوج وماجوج کے خروج کے بعد تھوڑا عرصہ ہی ٹھہریں گے کہ مغرب سے سورج طلوع کرے گا اور ابلیس سجدہ میں گر جائے گا اور اپنے پروردگار شیاطین سے کہے گا۔ سورج نے مغرب سے طلوع کیا ہے یہ وقت معلوم ہے۔ آج کے بعد کوئی عمل کام نہیں آئے گا اور شیاطین زمین میں ظاہر ہو جائیں گے حتیٰ کہ مرد کہے گا یہ میرا قرین ہے جو مجھے گمراہ کرتا تھا اللہ کی حمد ہے کہ اس نے اسے رسوا کیا اور مجھے اس سے راحت دی اور ابلیس ملعون سجدہ میں گر کر روتا رہے گا حتیٰ کہ دابۃ الارض نکلے گا وہ اسے قتل کرے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طلوع شمس کے وقت ایمان کام نہ آئے گا اس میں کیا حکمت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں پر گھبراہٹ کا اس قدر غلبہ ہوگا کہ نفسانی خواہشات ختم ہو جائیں گی اور بدنی قوتیں مضمحل ہو جائیں گی اور بدنوں کی ایسی حالت ہو جائیگی جیسی موت کے وقت کی حالت ہوتی ہے کیونکہ معاصی کے دواعی منقطع ہو جائیں گے۔ اس حالت میں جو کوئی توبہ کرے گا وہ ایسی ہوگی جو غرغرہ کے وقت توبہ کرتا ہے گویا کہ اس وقت لوگ جنت یا دوزخ میں اپنے مقامات کا مشاہدہ کرتے ہوں گے۔ اس وقت ایمان لانا ان کو نفع نہ دے گا کیونکہ لوگ ایمان بالغیب کے مکلف ہیں۔ مشاہدہ کے وقت ایمان کام نہ آئے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے میں کیا حکمت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں منجمین ملاحدہ کے عقیدہ کا رد ہے جبکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمرود سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے تو اسے مغرب سے طلوع کر دے لیکن ان ملاحدہ نے اس کا انکار کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ ایسا

marfat.com
Marfat.com

منقطع نہیں ہوسکتا ۔۔ انتہی

سُورۂ اعراف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ریاش مال ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ ﴿ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا ﴾ کی طرف اشارہ کیا پھر ریاش کی مال سے تفسیر کی۔ یعنی بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو۔" ابن ابی طلحہ نے کہا ریش کے معنی کھانے کے ہیں اور ریاش کے معنی ہیں حاصل کردہ مال۔" ابن جمال نے کہا ریش بمعنی جمال ہے کہا گیا ہے اس کا معنی لباس ہے۔ ابو عمرو نے ذکر کیا۔ عرب لوگ کہتے ہیں: کَسَانِیْ فُلَانٌ رِیْشًا ۔۔ یعنی فلاں نے مجھے لباس پہنایا۔ قطرب نے کہا ریش اور ریاش ہم معنی ہیں جیسے حلال اور حرام و حرام۔ عرب ریاش کو اثاث یعنی سامان استعمال کرتے ہیں۔ قتبی نے کہا ریش ریاش دونوں کا معنی ہے جو لباس ظاہر ہو (یعنی)

قولہ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ الخ اس سے اس آیت کریمہ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ الخ کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک وہ حد سے بڑھنے والے اُسے پسند نہیں اور معتدین کی تفسیر میں کہا کہ دعا کرنے میں حد سے بڑھنے والے اُسے پسند نہیں طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر کی کہ جو دعا اور اس کے غیر میں حد سے بڑھتے ہیں اور دعا میں اعتداء یہ ہے کہ حاجت سے زائد سوال کرے اور اس شئی کے طلب کی دعا کرے جس کا حصول شرعاً محال ہے یا وہ معصیت کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے لہٰذا ایسی دعائیں کرنا جو مؤثر نہ ہوں۔ مصنوعی و تکلف میں تکلف سے جمع کرنا اور نداء کرتے ہوئے بلند آواز سے چلا کر دعا کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُدْعُوْا تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً ۔ یعنی عاجزی سے اور آہستہ دعا کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا ۔ جب اس نے آہستہ اپنے رب کو پکارا۔

قولہ عَکَفُوْا آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ مَا عَلَیْکَ مِنْ حِسَابِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِکَ عَلَیْھِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَھُمْ فَتَکُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ اور نہ دور کرو ان کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام اس کی رضا چاہتے ہیں نہیں تجھ پر کچھ حساب ان کا اور نہ تجھ کو کچھ حساب ان کا کہ تو ان کو دور کرے پھر ہو جائے تو ظالموں میں سے۔

marfat.com
Marfat.com

اِقْضِ بَيْنَنَا نَقَفْنَا الْجَبَلَ رَفَعْنَا اِنْبَجَسَتْ اِنْفَجَرَتْ مُتَبَّرٌ خُسْرَانٌ اٰسٰى اَحْزَنُ تَاْسَ تَحْزَنْ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَنْ لَّا تَسْجُدَ اَنْ تَسْجُدَ يَخْصِفَانِ

کی کَثَّرُوْا ،، سے تفسیر۔ یعنی پھر ہم نے بُرائی کی جگہ بھلائی بدل دی یہاں تک کہ وہ بہت ہو گئے اور ان کے مال اور اولاد زیادہ ہو گئی ،،

قولہ اَلْفَتَّاح الخ اَلْفَتَّاح کی تفسیر اَلْقَاضِی سے کی۔ فراء نے کہا اہل عمّان قاضی کو فاتح اور فتاح کہتے ہیں اِفْتَحْ بَيْنَنَا ،، یعنی ہمارے درمیان فیصلہ کر و فتح بمعنی اظہار اور تبیین بھی آتا ہے۔ یعنی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان جس عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے اس کو ظاہر اور واضح کر۔ سورۂ اعراف میں " الفتاح ،، کا کہیں بھی ذکر نہیں البتہ سُورۂ سبا ،، میں یہ لفظ ہے۔ اس سورت میں " رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا ،، آتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اِفْتَحْ کی مناسبت سے اَلْفَتَّاح کو ذکر کیا ہو جیسا کہ امام کی عادت ہے کہ کسی کلمہ کی مناسبت سے دوسری جگہ کے کلمہ کی بھی تفسیر کر دیا کرتے ہیں۔

قولہ نَتَقْنَا آہ اس سے اس آئت کریمہ : اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ " کی طرف اشارہ کیا پھر نَتَقْنَا کی رَفَعْنَا ،، سے تفسیر کی یعنی جب ہم نے پہاڑ اُن پر اُٹھایا گویا وہ سائبان ہے۔ ابن عباس نے بھی تفسیر کی ہے۔

قولہ اِنْبَجَسَتْ الخ اس میں اِس آئت کریمہ " اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اِثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا " پھر اِنْبَجَسَتْ کی اِنْفَجَرَتْ ،، سے تفسیر کی یعنی اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام یہ پتھر کوہ طور سے لائے تھے اور اسے اپنے ساتھ رکھتے تھے جب کسی مقام میں اقامت کرتے تو اس پر اپنا عصا مارتے تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑتے کیونکہ یہ بارہ خاندان تھے۔ ہر ایک کے لئے ایک چشمہ ہوتا تھا۔

قولہ مُتَبَّرٌ آہ اس سے اس آئت کریمہ : اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ،، پھر مُتَبَّرٌ کی خسران سے تفسیر کی یہ تَبَار سے مشتق ہے اور تَتْبِيْر مصدر سے مفعول ہے اس کا معنی اہلاک ہے جبکہ تبار بمعنی ہلاک ہے۔ آئت کے معنی یہ ہیں۔ یہ حال خسارے اور بربادی کا ہے جس میں یہ لوگ ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں سب باطل ہے۔

قولہ اٰسٰى آہ اس سے اس آئت کریمہ : فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اٰسٰى کی اَحْزَنُ سے تفسیر کی۔ حضرت شعیب علیہ السّلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے بعد یہ کہا تھا " کیونکر میں غم کروں کافروں کا ،، اور " تَاْس ،، بھی تحزن ہے۔ یہ سورہ مائدہ کا لفظ ہے یہاں اٰسٰى کی مناسبت

marfat.com
Marfat.com

اَخَذَا الْخِصَافَ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ وَيَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضَهُ اِلٰى بَعْضٍ سَوْاٰتِهِمَا كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ هٰهُنَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَالْحِيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ اِلٰى مَا لَا يُحْصٰى عَدَدُهَا

ت بالتبع ذکر کر دیا ہے۔

قولہ قَالَ غَيْرُهٗ آہ ،، ضمیر غائب کا مرجع ابن عباس ہے۔ یعنی ابن عباس کے غیر نے اس آیت کریمہ مَا مَنَعَكَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ ،، کی تفسیر میں کہا : مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ ،، اور لَا زائدہ ہے۔ اس کی یل : مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ ،، ہے۔ لَا زائدہ کا فائدہ یہ ہے کہ جس فعل پر یہ داخل ہو اس کی تاکید کرتا ہے۔ یعنی تجھے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا ہے اور میرے حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کس نے کروایا ہے ؟ قولہ يَخْصِفَانِ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگے۔ طَفِقَا ،، افعال مقاربہ سے ہے کہا گیا ہے کہ پتے تین کے تھے حضرت آدم اور حوا علیہا السلام اپنی شرمگاہوں پر پتے پر پتہ رکھ کر چپٹاتے تھے تاکہ پردہ کریں جیسے موچی چمڑے کو چمڑے پر رکھ کر چپٹاتا ہے اور اسے دھاگوں سے مضبوط کرتا ہے۔

قولہ سَوْاٰتِهِمَا آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا کی طرف اشارہ کیا اور کہا سَوْأَت . فرج سے کنایہ ہے۔ یعنی جب حضرت آدم اور حوا علیہا السلام نے شجرہ ممنوعہ سے تناول فرمایا تو ان کی شرمگاہیں برہنہ ہوگئیں اور ان سے لباس ساقط ہوگیا، حالانکہ وہ اپنی اور ایک دوسرے کی شرمگاہ نہ دیکھتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ آدم وحوا علیہا السلام کا نوری لباس تھا جو درمیان میں حائل تھا اور وہ شرمگاہ کو نہ دیکھ سکتے تھے۔

قولہ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یہ وضاحت کی کہ یہاں حِيْنٍ سے مراد قیامت تک کا وقت ہے پھر کہا عرب حِيْنٍ کو کثیر عدد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور اس سے کم از کم ایک گھڑی مراد ہوتی ہے۔

قولہ قَبِيْلُهٗ آہ اس سے اس آیت کریمہ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ ،، کی طرف اشارہ کیا اور "قبیل" کی جیل سے تفسیر کی اس میں ضمیر کا مرجع شیطان ہے اور مراد یہ ہے کہ شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں دیکھتا ہے اور تم انہیں نہیں دیکھتے ہو۔ مجاہد نے جیل کی تفسیر جن اور شیطان سے کی ہے۔ بعض علماء نے سواروں اور پیادوں سے تفسیر کی ہے قرآن کریم میں ہے : بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ ،، یعنی تیرے سوار اور پیادے۔ ذُرِّيَّت سے بھی تفسیر کی جاتی ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗ "

marfat.com
Marfat.com

اَلرِّيَاشُ وَالرِّيْشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَاظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ قَبِيْلَهٗ جِيْلُهُ الَّذِیْ مُوَمِنْهُمْ اِذَا رَكِبُوْا اِجْتَمَعُوْا وَمَشَاقُّ الْاِنْسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهُمْ تُسَمّٰى سُمُوْمًا وَاحِدُهَا سَمٌّ وَهِیَ عَيْنَاهُ وَمَنْخِرَاهُ وَفَمُهٗ وَاُذُنَاهُ وَدُبُرُهٗ وَاِحْلِيْلُهٗ غَوَاشٍ مَاغُشُّوْا بِهٖ نُشُرًا مُتَفَرِّقَةً نَكِدًا قَلِيْلًا يَغُثُّوْا يَعِيْشُوْا

ازہری نے کہا: قبیل، کثیر لوگ ہیں جن کا باپ ایک نہ ہو اور وہ مختلف آبادی کی اولادیں ہوں اگر وہ ایک باپ کی اولاد ہوں تو اس کو قبیلہ کہتے ہیں۔

قولہ اِدَّارَكُوْا آہ اس سے اس آیت کریمہ: كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا، کی طرف اشارہ کیا پھر اَدَّارَكُوْا، کی اِجْتَمَعُوْا، سے تعبیر کی۔ اُخت سے مراد نسبی اخوت نہیں دینی اخوت مراد ہے اور وہ ملت ہے یعنی جب اہلِ ملت دوزخ میں داخل ہوں گے تو وہ اپنے اہلِ ملت پر لعنت کریں گے لہٰذا یہودی یہودیوں پر نصاریٰ نصاریٰ پر اور مجوسی مجوسیوں پر لعنت کریں گے جبکہ وہ تمام دوزخ میں جمع ہوں گے۔

قولہ مَشَاقُّ آہ اس سے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ: وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِيَاطِ، میں لفظ سَمّ، کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا۔ سَمّ بمعنی سوراخ ہے۔ اس کی جمع سموم ہے۔ انسان اور چوپایہ کے سوراخوں کو سموم کہا جاتا ہے اور وہ دونوں آنکھیں، ناک کے دو سوراخ، منہ کان، دُبُر اور آلۂ تناسل کے سوراخ ہیں۔ آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ لوگ بہشت میں داخل نہ ہوں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔ یہ تعلیق بالمحال العادی ہے یعنی عادۃً اونٹ کا سوئی کے سوراخ میں داخل ہونا محال ہے: لہٰذا ان لوگوں کا بہشت میں داخل ہونا محال ہے

قولہ غَوَاشٍ آہ اس سے اس آیت کریمہ: لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ کی طرف اشارہ کیا پھر لفظ غواش کی تفسیر مَاغُشُّوْا بِهٖ، سے کی۔ غَوَاشٍ غَاشِيَةٌ کی جمع ہے۔ اور وہ لحاف وغیرہ ہے جو تمہیں ڈھانپ لیتا ہے۔ بعض نے اس کی لباس سے تفسیر کی ہے یعنی ان کے نیچے آگ کے بچھونے اور اُن کے اُوپر آگ کے لحاف ہوں گے۔ ابن جریر نے محمد بن کعب کے طریق سے روایت کی ہے کہ مہاد بچھونا اور غواش ہیں۔ قولہ نُشُرًا، اس سے اس آیت کریمہ: وَهُوَ الَّذِیْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ نُشُرًا کی طرف اشارہ کیا پھر نُشُر کی متفرقہ سے تفسیر کی۔ یہ نَشُوْر کی جمع ہے۔ یہ پاکیزہ ہوائیں جو ہر طرف سے چلتی ہیں

قولہ نَكِدًا، اس سے اس آیت کریمہ: وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا، کی طرف اشارہ

marfat.com
Marfat.com

حَقِيقٌ حَقٌّ اِسْتَرْهَبُوْهُمْ مِنَ الرَّهْبَةِ تَلْقَفُ تَلْقَمُ طَآئِرُهُمْ حَظُّهُمْ طُوْفَانٌ مِنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيْرِ الطُّوْفَانُ اَلْقُمَّل الْحُمْنَانُ

کیا اور "نکد" کی قلیل سے تفسیر کی۔ سدی نے کہا نکد قلیل شئی ہے جو نافع نہ ہو۔ یعنی جو زمین پلید ہے وہ تھوڑی سی شئی نکالتی ہے" شیخ صاحب تیسیر نے ذکر کیا۔ ایک روائت میں ہے کہ ایک کافر جس کی داڑھی کے صرف چند بال تھے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم کہتے ہو کہ قرآن کریم میں ہر خشک تر شئی موجود ہے۔ قرآن مجید میں میری داڑھی کا ذکر کہاں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اَلَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا "، تیری داڑھی کے بارے میں ہے "

قولہ یَغْنَوْا آہ اس سے اس آیت کریمہ : اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا" کی طرف اشارہ کیا اور پھر اس کی یَعِیْشُوْا سے تفسیر کی۔ امام نے حرف جزم کو ذکر نہیں کیا۔ دراصل : کَاَنْ لَّمْ یَعِیْشُوْا فِیْهَا " ہے۔ یعنی جن لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی گویا وہ گھروں میں کبھی رہے ہی نہ تھے "، یعنی وہ دفعۃً ہلاک ہو گئے "

قولہ حَقِیْق آہ اس میں اس آیت کریمہ : وَقَالَ مُوْسٰی یٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ حَقِیْقٌ" عَلٰی اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ "، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر حقیق کی حق سے تفسیر کی یعنی موسیٰ "علیہ السلام "، نے کہا اے فرعون میں رب العالمین کا رسول ہوں۔ مجھے سزاوار ہے کہ میں اللہ پر نہ کہوں مگر سچی بات "

قولہ اِسْتَرْهَبُوْهُمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ "، کی طرف اشارہ کیا پھر کہا : اِسْتَرْهَبُوْهُمْ "، رَهْبَة بمعنی خوف سے مشتق ہے۔ یعنی فرعون کے جادوگروں نے جب جادو ڈالا لوگوں کی نگاہوں پر جادو کر دیا اور انہیں ڈرایا اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی ڈرایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نہ ڈریں آپ ہی غالب ہیں اور جو ہاتھ میں ہے اسے ڈالو وہ ان کے ڈالے ہوں کو نگل جائے گا "

قولہ تَلْقَفُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَاِذَا تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ "، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر تَلْقَمُ "، سے اس کی تفسیر کی یعنی جو انھوں نے ڈالا اسے نگل جائے گا "

قولہ طَآئِرُهُمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ "، کی طرف اشارہ کیا پھر طَآئِرُهُمْ کی حَظُّهُمْ سے تفسیر کی یعنی سن لو ان کے نصیبہ کی شامت ،، قولہ طُوْفَانٌ آہ اس سے اس آیت فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ "،

marfat.com
Marfat.com

تَشْبَهُ صِغَارَ الْحَلَمِ عُرُوْشٌ عَرِيْشٌ بِنَآءٌ سُقِطَ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِيْ يَدِهِ اَلْاَسْبَاطُ قَبَائِلُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ يَعْدُوْنَ يَتَعَدَّوْنَ يُجَاوِزُوْنَ تَعْدُ

کی طرف اشارہ کیا پھر طوفان کی تفسیر کی کہ وہ سیلاب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا طوفان بارش کی کثرت ہے جو کھیتوں اور پھلوں کو تباہ و برباد کر دے نیز اُنھوں نے کثرتِ موت سے بھی تفسیر کی ہے۔ چنانچہ امام نے بھی کہا موت کثیر کو طوفان کہا جاتا ہے۔ آئت کریمہ کے معنی یہ ہے۔ ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی دل جوئیں، مینڈک اور خون جُدا جُدا نشانیاں بھیجیں "

قولہ اَلْقُمَّلُ آہ "، اس میں مذکورہ آئت کریمہ کی طرف اشارہ کیا اور قُمَّل کی حسان سے تفسیر کی جو چھوٹی چھوٹی حلم کے مشابہ بمعنی جوئیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قمل سوس ہیں جو گندم میں پڑ جاتی ہیں۔ نیز اُنھوں نے کہا چھوٹی چھوٹی ٹڈیاں ہیں جن کے پر نہیں ہوتے مجاہد اور قتادہ نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔

ابن جریر نے کہا قُمَّل قملہ کی جمع ہے یہ جوؤں کے مشابہ ہوتا ہے اونٹوں کو کھاتا ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ ایک جانور ہے جو مکڑی نہیں کھیتی میں واقع ہوتا ہے اور خوشہ کو کھا جاتا ہے جبکہ وہ ابھی نکلنے نہیں پاتا پھر کھیتی بڑھتی تو ہے لیکن اس میں خوشے نہیں ہوتے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ جوؤں کے مشابہ ہوتا ہے۔ مکڑی کی طرح کھیتی کو نہیں کھاتا، لیکن جب دانوں میں آٹا بن جاتا ہے اور وہ تر ہوتا ہے تو یہ ان کو چوسنا شروع کرتا ہے اور دانہ میں قوت ختم ہو جاتی ہے اور اس سے بدبو آنے لگتی ہے۔

قولہ عُرُوْشٌ آہ عروش اور عریش واحد بمعنی بناء ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے یَعْرِشُوْن "، یعنی وہ گھر بناتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ دو کلمے عُرُوش اور عریش بمعنی بناء ذکر کئے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کی عادت کے خلاف ہے۔ انھیں یُوں کہنا چاہیئے تھا: یَعْرِشُوْنَ یَبْنُوْنَ "، تاکہ اس میں اس آئت کریمہ: وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ " اور یعرشون کی تفسیر یبنون کرتے جیسا کہ ان کی عادت ہے درست تفسیر ہے اور عروش و عریش کی تفسیر بناء سے کرنا بعید ہے کیونکہ وہ عُرُوش عرش کی جمع ہے اور عرش کے معنی ہیں بادشاہ کا تخت اور گھر کی چھت اور عرش مصدر ہے جوہری نے کہا: عَرَشَ يَعْرِشُ یعنی لکڑی سے مکان بنایا "، اور عریش وہ ہے جس سے سایہ حاصل کیا جائے۔ نیز جوہری نے کہا عرش انگور ہے۔ اور عریش وہ بنا ہے جو ہودج کے مشابہ ہو۔ ہودج کو عریش کہتے ہیں۔ لکڑی کے خیمہ کو بھی عریش کہا جاتا ہے۔

قولہ سُقِطَ آہ اس میں اس آئت کریمہ: وَلَمَّا سُقِطَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ "، کی طرف اشارہ کیا اور سُقِطَ کی یہ تفسیر کی کہ ہر وہ شخص جو نادم ہو وہ اپنے ہاتھ پر گرتا ہے۔ جوہری نے کہا: سَقَطَ فِيْ يَدَيْهِ"

marfat.com
Marfat.com

تُجَاوِزُ شُرَّعًا شَوَارِعَ بَئِيْسٍ شَدِيْدٍ اَخْلَدَ قَعَدَ وَ تَقَاعَسَ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ نَأْتِيْهِمْ مِنْ مَأْمَنِهِمْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَأَتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا مِنْ

یعنی نادم ہوگیا۔ اس آئت کا نزول موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ان لوگوں کے واقعہ میں ہے جنہوں نے بچھڑے کی عبادت کی تھی کہ وہ اپنے کیئے پر نادم ہوئے اور انہیں معلوم ہوگیا کہ وہ گمراہ ہو چکے ہیں "

قولہ اَلْاَسْبَاط "، اس میں اس آئت کریمہ " وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا " کی طرف اشارہ کیا اس کی بنی اسرائیل کے قبائل سے تفسیر کی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل کے قبائل کے ساتھ مخصوص ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو اسباط کہا جاتا ہے جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو قبائل کہا جاتا ہے۔ یہ سَبْط بسکون الباء سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں ایک دُوسرے کے پیچھے آئے کہا گیا ہے " سَبَط بفتح الباء سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں شاخوں سے بھرا ہُوا درخت "، اس معنی کے اعتبار سے امامان کریمان حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو سِبْطَیْ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی اولاد ساری دُنیا میں پھیلی ہُوئی ہے۔ نیز ہر بیٹی کی اولاد کو بھی سبط کہا جاتا ہے (عینی)

قولہ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ "، کی طرف اشارہ کیا پھر يَعْدُوْنَ کی تفسیر يَتَعَدَّوْنَ اور يَتَجَاوَزُوْنَ سے کی۔ یعنی اے حبیب " صلی اللہ علیہ وسلم " یہودیوں سے اس قریہ کی خبر پوچھیں جو دریا کے قریب تھے جبکہ اُنھوں نے اللہ کے حکم سے تجاوز کیا جو اُنھوں نے ہفتہ کے دن کی تعظیم میں کیا تھا کہ اس روز دُنیاوی کاموں میں مشغول نہ ہوں اور اس روز مچھلی کا شکار نہ کریں اور اللہ کی عبادت میں مصروف رہیں لیکن اُنھوں نے اللہ کی حد سے تجاوز کیا اور ہفتہ کے روز اللہ کی عبادت میں مصروف ہونے کے بجائے مچھلی کا شکار کرنا شروع کر دیا حالانکہ اس سے ان کو منع کیا گیا تھا۔ امام نے تعدی کی تفسیر تجاوز سے کی ہے کیونکہ جب کوئی معین امور سے تجاوز کرے اس کو متعدی کہا جاتا ہے "

قولہ شُرَّعًا "، اس سے اس آئت کریمہ : اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا "، کی طرف اشارہ کیا اور کہا شُرَّعًا شَوَارِع کی جمع ہے جبکہ شوارع شَارِع کی جمع ہے اور شارع کے معنی ہیں پانی پر ظاہر ہونے والا۔

قولہ بَئِيْس "، اس سے اس آئت کریمہ : وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ کی شدید سے تفسیر کی۔ یعنی ہم نے ظالموں کو سخت عذاب میں گرفتار کر دیا۔

قولہ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ "، اس سے اس آئت کریمہ : وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ "

marfat.com
Marfat.com

جِنَّةٍ مِنْ جُنُوْنٍ فَمَرَّتْ بِهٖ اِسْتَمَرَّتْ بِهَا الْحَمْلُ فَاَتَمَّتْهُ يَنْزَغَنَّكَ لَيَسْتَخِفَّنَّكَ

کی طرف اشارہ کیا پھر اَخْلَدَ کی اَقْعَدَ اور تَفَاعَسَ سے تفسیر کی یعنی زمین پر بیٹھا رہا اور سست ہو گیا یہ دُنیا کی طرف شدتِ میلان سے کنایہ ہے یعنی وہ پختہ دنیا دار بن گیا اور دُنیاوی زندگی کی زینت کی طرف مائل ہو گیا اور اس کے لذات اور فانی غموں میں پھنس کر رہ گیا اور عاقبت کو تباہ و برباد کر لیا۔

قولہ لٰکِنَّہٗ ،، میں ضمیر کا مرجع بَلْعَام بن بَاعُوْرَاء ہے جو علماءِ بنی اسرائیل میں سے تھا اور مُستجابُ الدعاء تھا، لیکن وہ نفسانی خواہش کے پیچھے لگ گیا اور ایمان کو ضائع کر دیا اور شیطان کا پیروکار بن گیا۔ بعض علماء نے کہا اس سے مراد اُمَیَّہ بن ابی الصلت ہے جس نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور زبانی ایمان بھی لایا، لیکن اس کی دوستی مشرکوں سے رہی۔ بعض احادیث میں ہے کہ وہ دل سے ایمان نہیں لایا تھا صرف زبانی زبانی مسلمان تھا وہ شاعر فصیح تھا۔ اشعار ربانیہ جو معارف اور حکمت پر مشتمل تھے کہا کرتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا سینہ اسلام کے لئے نہ کھولا (معنی تیسیر القاری)

قولہ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ،، اور سَنَسْتَدْرِجُهُمْ ،، کی ،، نَاْتِيْهِمْ مِّنْ مَّاْمَنِهِمْ ،، سے تفسیر کی۔ یعنی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں جلد ہم انہیں آہستہ آہستہ عذاب کی طرف لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہو گی ،، استدراج دراصل آہستہ آہستہ نزدیک کرنا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،، اُن کے پاس اللہ کا عذاب آیا جہاں سے اُن کو گمان تک نہ تھا۔ اس میں تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اچانک پکڑ لیا جیسے دوسری آیت کریمہ میں ہے۔ جب وہ دی ہوئی چیز پر خوش ہوئے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ قولہ مِنْ جِنَّةٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ کا رد کیا کہ کفار کہتے تھے کہ اُن کے صاحب یعنی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنون ہیں۔ کافر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون اور شاعر کہتے تھے۔

قولہ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا ،، اس میں اس آیت کریمہ ؛ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ،، کی طرف اشارہ کیا اور فَمَرَّتْ بِهٖ کی فَاسْتَمَرَّتْ بِهَا الْحَمْلُ فَاَتَمَّتْهُ سے تفسیر کی۔ پھر جب اس پر چھایا اسے ایک ہلکا سا پیٹ رہ گیا تو اُسے لئے پھرا۔ ضمیر کا مرجع نفس ہے۔ اور مراد حوا علیہا السلام ہے۔ یعنی حواء علیہا السلام کو حمل ستمر ہوا تو انہوں نے اس کو دُعا کیا۔ قولہ فَمَرَّتْ ،، اس میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ میمون بن مہران نے کہا حمل کو ہلکا سا محسوس کیا، قتادہ نے کہا حمل ظاہر ہوا۔ عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حواء علیہا السلام کو حمل ستمر ہوا تو انہوں نے شک کیا کہ وہ حاملہ ہیں یا نہیں۔ قولہ يَنْزَغَنَّكَ ،، اس سے اس آیت کریمہ ؛ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ ،،

marfat.com
Marfat.com

طَيْفٌ مُلِمٌّ بِهٖ لَمَمٌ وَيُقَالُ طَائِفٌ وَهُوَ وَاحِدٌ يَمُدُّوْنَهُمْ يُزَيِّنُوْنَ وَخِيْفَةً خَوْفًا وَخُفْيَةً مِنَ الْاِخْفَاءِ وَالْاٰصَالُ وَاحِدُهَا اَصِيْلٌ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى الْمَغْرِبِ كَقَوْلِهٖ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کونچا دے تو اللہ کی پناہ مانگ" اگرچہ بظاہر یہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے لیکن مراد تمام لوگ ہیں۔

قولہ طَيْفٌ ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مُلِمٌّ بِهٖ لَمَمٌ سے اس کی تفسیر کی لَمَم جنون کی قسم ہے۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ طَيْفٌ اور طَائِفٌ دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ بعض نے اس کی غضب سے تفسیر کی ہے اور بعض شیطان کے مَسّ کرنے سے بیہوشی سے اور بعض نے قصد گناہ سے تفسیر کی ہے۔

قولہ يَمُدُّوْنَهُمْ بمعنی يُزَيِّنُوْنَ ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ : وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ کی طرف اشارہ کیا اور يُزَيِّنُوْنَ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی وہ جو شیطانوں کے بھائی ہیں شیطان انہیں گمراہی پر آراستہ اور مزین کرتے ہیں پھر کمی نہیں کرتے ،،

قولہ خِيْفَةً ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً کی طرف اشارہ کیا اور خیفہ کی خوف سے تفسیر کی یعنی اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور ڈرتے ہوئے یاد کر نیز امام نے لفظِ اخفاء سے واضح کیا کہ خِيْفَة اخفاء سے ماخوذ ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ مزید فیہ ثلاثی سے مشتق ہوتا ہے اس کا عکس نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس کی توجیہ یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ خیفہ اخفاء کے معنی میں ہے۔

قولہ وَالْاٰصَالِ ،، اس سے اس آیت کریمہ : دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا اَصَال کا واحد اَصِیْل ہے۔ یہ عصر سے مغرب تک وقت ہے۔ ابو عبیدہ نے یہی کہا ہے۔ ابن فارس نے کہا اَصِیل عشاء کے بعد کا وقت ہے۔ اس کی جمع اُصُل اور اُصُل کی جمع آصال ہے لہٰذا آصال جمع کی جمع ہے۔

قولہ : بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ،، اس سے یہ اشارہ کیا کہ اصیل آصال کا واحد ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۴۳۲۳ ـ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَرَفَعَهٗ قَالَ لَا اَحَدَ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰهِ فَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدَ اَحَبُّ اِلَیْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم فرماؤ میرے ربّ نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو اُن میں کھلی ہیں اور جو چُھپی اور گُناہ اور ناحق زیادتی "

تفسیر : قتادہ نے کہا فواحش سے مراد عام بے حیائیاں ہیں وہ کھُلی ہوں یا چھپی ہوں" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لوگ جاہلیت کے زمانہ میں خفیۃً زناء میں کچھ حرج نہ سمجھتے تھے اور علانیہ زناء کو بُرا جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ علانیہ اور خفیہ زناء کو حرام کیا۔ مجاہد نے کہا علانیہ بے حیائی ماں سے نکاح ہے اور خفیہ زناء ہے۔ اسی طرح سعید بن جُبیرؓ نے کہا ہے۔

۴۳۲۳ ـ ترجمہ : عمرو بن مرّہ نے کہا میں نے ابو وائل سے کہا آپ نے یہ حدیث عبداللہ ابن مسعود سے سُنی ہے؟ کہا ہاں میں نے سُنی ہے۔ اور اُس کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کی۔ فرمایا کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے بڑا غیور نہیں اسی لئے اُس نے کھُلی اور چھپی ہوئی بے حیائی کو حرام کیا ہے اور کوئی شخص نہیں جس کو مدح اللہ سے زیادہ محبوب ہو۔ اسی لئے اُس نے اپنی مدح فرمائی ہے۔

۴۳۲۳ ـ شرح : اغیر اسم تفضیل غیرت بمعنی الفت اور حمیت ہے۔ نحاس نے کہا غیرت یہ ہے کہ اپنی بیوی اور دیگر محارم کی حفاظت کرے اور کسی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَرِنِيْ اَعْطِنِيْ

اجنبی کو اُن کے پاس نہ آنے دے اور نہ ہی یہ برداشت کرے کہ کوئی اجنبی شخص ان کو دیکھے۔ غیور دیوث کی ضد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ مومن کو ان اشیاء سے منع کرتا ہے جو اُس نے حرام کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بیحیائیوں کو حرام کیا ہے اور ان کے ارتکاب پر زجر کی ہے۔ اس کی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے غیرت سے تعبیر کی۔ اور فرمایا اللہ کی غیرت یہ ہے کہ اس نے فواحش کو حرام کیا ہے۔

قولہ احب یہ اسم تفضیل بمعنی محبوب ہے اس کو مرفوع اور منصوب پڑھنا صحیح ہے۔ اور مدح مرفوع احب کا فاعل ہے۔ یہ "مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْ عَيْنِ زَيْدٍ" کے قبیلہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مدح محبوب ہے۔ اسی لئے اس نے اپنی ذات کی خود مدح کی ہے۔ کوئی دُوسرا اس کی مدح کا حق ادا نہیں کر سکتا ہے اس لئے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ كَمَا أَنْتَ أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ" یعنی اے پروردگار عالم میں تیری ستائش کا حق ادا نہیں کر سکتا جیسے تو خود اپنی تعریف کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب موسیٰ "علیہ السلام"! ہمارے وعدہ پر حاضر ہُوا"

اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا! ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تُو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نُور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بیہوش پھر جب ہوش ہُوا بولا پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا۔ اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

تفسیر : کَلَّمَہٗ ، رَبُّہٗ ،، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طُور پہ تھے آپ نے اپنے رب سے کلام کیا اور اقلام کی آواز سُنی جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے قریب کیا اور اُن سے مناجات کی تو موسیٰ علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شوق پیدا ہُوا۔ اور عرض کیا اے اللہ میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں مجھے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا تو رب ذوالجلال کی طرف سے صدا آئی بشر میں یہ طاقت نہیں کہ دُنیا میں مجھے دیکھ سکے جو دُنیا میں مجھے دیکھے وہ زندہ نہیں رہ سکتا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار میں نے تیرا کلام سُنا ہے۔ مجھے زیارت کا شوق پیدا ہُوا ہے میں ضرور زیارت کروں گا تجھے دیکھ کر مرجانا زندہ رہنے سے مجھے زیادہ محبوب ہے جبکہ تجھے نہ دیکھا ہو ،، ارشاد باری تعالیٰ ہُوا ، ذرا پہاڑ کو دیکھو اگر وہ اپنی جگہ ثابت رہا تو مجھے دیکھ سکو گے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب اللہ کا نور چمکا کعب الاحبار اور عبداللہ بن سلام نے کہا اللہ تعالیٰ کی عظمت سے درزی کی سُوئی کے سوراخ کی مثل تجلّی ظاہر ہُوئی۔ سُدّی نے چھنگلی انگلی کی مقدار ذکر کیا ہے جبکہ امام احمد نے مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ پہاڑ پر چھنگلی کے پورے کے برابر نُور چمکا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔ سہل بن سعد نے کہا اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار حجابات سے درہم کی مقدار نُور ظاہر فرمایا اور پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ ابن عباس نے کہا پہاڑ مٹی بن گیا۔ سفیان ثوری نے کہا زمین میں دھنس گیا حتی کہ سمندر میں جا پڑا اور اب تک جا رہا ہے۔ ابوبکر ہذلی نے کہا پہاڑ زمین کے نیچے چلا گیا وہ قیامت تک ظاہر نہ ہوگا۔ عطیہ عوفی نے کہا پہاڑ باریک ریت ہوگیا ،، پہاڑ کا یہ حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوگئے اور غشی سے گر گئے ،،

یہ عرفہ کے روز جمعرات کا واقعہ ہے۔ اور نحر کے دن جمعہ کو موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی گئی۔ تلویح میں ہے موسیٰ علیہ السلام کا صعق یعنی بیہوشی ان کی موت تھی۔ قرآن کریم میں ہے فَاَخَذَتْہُمُ الصّٰعِقَۃُ یعنی انہیں موت نے آلیا۔ امام رازی نے کہا صعقہ کا معنی موت اگرچہ درست ہے لیکن یہ صعقہ غشی تھی موت نہ تھی ،، محمد بن جعفر نے کہا جب تجلّی ہُوئی تو موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کو دیکھنے میں مصروف ہوگئے تھے اگر الیسانہ ہوتا تو فوت ہوجاتے پھر نہ اُٹھتے ،، جب انہیں افاقہ ہُوا تو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی اور کہا آئندہ کے لئے میں ایسے سوال سے توبہ کرتا ہوں اور اللہ کی اجازت کے بغیر کبھی کوئی مسئلہ نہیں اُٹھاؤں گا۔ مومنوں کا یہی حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت قدرت پر آیات کے ظہور کے وقت وہ تسبیح کرتے ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی پاکی بیان کرنے کے بعد کہا میں پہلا مومن ہوں۔ ابن عباس نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں پہلا شخص ہوں جس کا یہ ایمان ہے کہ تجھے دُنیا میں کوئی نہیں دیکھتا ،،

marfat.com
Marfat.com

دُنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ممکن ہے؟

قرآن کریم کی اس آئت کریمہ : لَنْ تَرَانِیْ ،، تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا ،، سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ دُنیا اور آخرت میں اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا ، لیکن احادیث کا تواتر یہ ظاہر کرتا ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا آخرت میں مومن اللہ کو دیکھیں گے۔ اب ہم دُنیا میں امکانِ رؤیتِ باری تعالیٰ میں کلام کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تقریر یہ ہے کہ حاشۂ بصر کے ساتھ دُنیا میں اللہ کو دیکھنا ممکن ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا سوال عرض کیا ؛ چنانچہ اُنھوں نے فرمایا : رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ،، اگر اللہ کو دیکھنا ممکن نہ ہو تو رُؤیت کی طلب جہالت یا سفہ وعبث ہوگی کیونکہ اگر موسیٰ علیہ السّلام کو اللہ کی رؤیت کے استحالہ کا علم نہ تھا تو اس کو طلب کرنا جہالت ہے۔ اور اگر اس کے استحالہ کو وہ جانتے تھے اس کے باوجود اُنھوں نے رؤیت طلب کی تو یہ سفہ اور عبث ہے۔ اور انبیاء کرام علیہم السّلام جہل اور سفہ وعبث سے پاک ہیں ،،

۲ دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رؤیت کو استقرارِ جبل سے معلّق کیا ہے اور پہاڑ کا استقرار فی نفسہٖ ممکن ہے کیونکہ اس سے محال لازم نہیں آتا کیونکہ یہ امر ضروری ہے کہ ہر جسم کا ساکن ہونا ممکن ہے اور جو شئ ممکن کے ساتھ معلّق ہو وہ ممکن ہوتی ہے اور محال کسی ممکن تقدیر پر ثابت نہیں ہوتا۔ معلوم ہُوا کہ اللہ کی رؤیت محال نہیں۔ علاوہ ازیں کتاب وسُنت سے بھی امکانِ رؤیت ثابت ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ،، یعنی قیامت میں لوگ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور وُہ اُن سے محجوب نہ ہوگا۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ،، صحیح مُسلم میں صُہیب سے روائت ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حُسنیٰ کی جنّت سے اور زیادہ کی اللہ کو دیکھنے کے ساتھ تفسیر کی ہے۔ صحیح بخاری اور مسلم میں متواتر حدیث ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ،، یعنی تم اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو۔

ملا علی قاری نے کہا اثباتِ رؤیت پر بکثرت احادیث متواتر المعنی دلالت کرتی ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ ! صلّی اللہ علیہ وسلّم کیا ہم اپنے رب کو قیامت میں دیکھیں گے ؟ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا دوپہر کے سُورج کو دیکھنے میں تمہیں کچھ شک رہتا ہے جبکہ بادل نہ ہو لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں بدر کی رات چاند دیکھنے میں کوئی شک رہتا ہے۔ جبکہ بادل نہ ہو لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تمہیں اپنے رب کو دیکھنے میں کوئی شک وشبہ نہ ہوگا ! اللہ تعالیٰ کی رؤیت پر اجماع قائم ہے۔ وہ یہ کہ جمہور علماء کا

marfat.com
Marfat.com

آخرت میں اللہ کی رؤیت کے وقوع پر اتفاق ہے اور قرآنی آیات جو رؤیت کے بارے میں وارد ہیں ظاہر پر محمول ہیں۔ پس کتاب وسنّت اور اجماعِ اللہ کی رؤیت کے وقوع پر دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا دُنیا میں اللہ کی رؤیت اگرچہ سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سوا کسی کے لئے واقع نہیں، لیکن اس کا امکان ضرور ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے: "لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ"، اس آئت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مدح فرمائی ہے کیونکہ اگر اللہ کی رؤیت ممتنع ہو تو اس کی نفی سے مدح نہیں ہوسکتی جیسے معدوم کی اس کی عدم رؤیت سے مدح نہیں کی جاتی کیونکہ معدوم کی رؤیت ممتنع ہے اور شئی کی مدح یوں ہوتی ہے کہ اس کی رؤیت ممکن ہو اور دیکھی نہ جائے کیونکہ اس کا مانع موجود ہے۔ جیسے امیر کا خادموں نے احاطہ کیا ہو تو اس کی طرف پہنچنا مشکل ہوتا ہے اور خادم اس کی طرف پہنچنے سے مانع ہوتے ہیں۔ پس اس آئت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مرئی ہونے کے باوجود ابصار اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں کیونکہ وہ جوانب سے پاک ہے اس کا احاطہ ممکن نہیں۔ الحاصل اللہ تعالیٰ کی یہ مدح ہے کہ اس کی رُؤیت ایسی نہیں جیسی اجسام کی رؤیت اُن کا احاطہ کرنے سے ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ حدودِ اجسام سے پاک ہے۔ چونکہ اللہ کی رؤیت دُنیا میں ممکن ہے۔ اسی لئے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے معراج کی رات اپنے رب کو دیکھا تھا یا نہیں۔ اللہ کی رؤیت کے وقوع میں اختلاف امکانِ رؤیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ اگر رؤیت محال ہوتی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے عدمِ وقوع پر متفق ہوتے۔

سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟

اگرچہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن صحیح امر یہ ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حاسۂ بصر کے ساتھ اپنے رب کو شب اسریٰ میں دیکھا ہے۔ اسی طرح حضرت ابن عباس اور کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا وہ قرآن کریم کی اس آئت کریمہ "لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ" سے استدلال کرتی ہیں اس کا اُوپر جواب ہوچکا ہے۔ نیز ام المؤمنین کا ان آیات سے استدلال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس مسئلہ میں ان کے پاس کوئی مرفوع حدیث نہیں ورنہ وہ استدلال میں حدیث ذکر کرتیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ بشر سے بذریعہ وحی یا پس پردہ کلام کرتا ہے لیکن یہ عدم رؤیت کی دلیل نہیں۔ عدمِ کلام کی دلیل ہے کہ وہ بالمشافہ

marfat.com
Marfat.com

٤٣٢٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ يَحْيٰى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ لُطِمَ وَجْهُهٗ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِكَ مِنَ الْاَنْصَارِ لَطَمَ فِيْ وَجْهِيْ قَالَ اُدْعُوْهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ مَرَرْتُ بِالْيَهُوْدِيِّ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ

کلام نہیں کرتا ہوسکتا ہے کہ رؤیت کے وقت کلام نہ ہو کیونکہ رؤیت اور کلام میں ملازمہ نہیں (نووی) البتہ نیند کی حالت میں اللہ کو دیکھا جاسکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کو سَو بار دیکھا ہے۔ محمد بن سیرین جو تابعی اور امام المعبّرین ہیں نے کہا جس نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا افضل عبادت کیا ہے۔ اللہ نے فرمایا تلاوتِ قرآن افضل عبادت ہے۔ حمزہ قاری سے روایت ہے کہ انہوں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو اوّل سے آخر تک قرآن سُنایا۔ چونکہ خواب میں اللہ کی رؤیت قلبی مشاہدہ ہے۔ رؤیت عینی نہیں اس لئے ان حضرات کا خواب میں اللہ کو دیکھنا محال نہیں ہے۔ کیونکہ خواب میں اللہ کو دیکھنا خیالی صورت ہے محسوس صورت نہیں اس میں علم دودھ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے حالانکہ علم کی صورت نہیں ہے اور صُورت میں تجلّی نہ تو اس میں حلول کرتی ہے اور نہ ہی متجلی کے تشکل کو مستلزم ہے بلکہ امام شعرانی نے کہا کہ رؤیت اخرویہ صرف صورت کے حجاب میں ہوگی واللہ ورسولہ اعلم!

٤٣٢٤ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ اس کے چہرے پر طمانچہ مارا گیا اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے انصار اصحاب میں سے ایک انصاری مرد نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ لوگوں نے اس کو بلایا تو آپ نے اسے فرمایا تو نے اس کے چہرہ پر طمانچہ کیوں مارا ہے اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس یہودی کے پاس سے گزرا اور اس کو یہ کہتے ہُوئے سُنا اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے۔ میں نے کہا کیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی؟ اُس نے کہا محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" پر بھی موسیٰ کو فضیلت دی۔ مجھے غصّہ آیا تو

marfat.com
Marfat.com

فَقُلْتُ وَعَلَى مُحَمَّدٍ فَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهُ قَالَ لَا تُخَيِّرُونِي مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ قَالَ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ

بَابُ قَوْلِهِ اَلْمَنَّ وَالسَّلْوَى

۴۳۲۵ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

میں نے اس کو طمانچہ مار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں پر مجھے فضیلت نہ دو، کیونکہ قیامت کے روز سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے۔ میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا تو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ پکڑے ہوں گے میں نہیں جانتا وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا اُن کو طور پر بیہوشی کی جزاء دی گئی۔

۴۳۲۴ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسی فضیلت نہ دو جس سے دوسرے نبیوں کی شان میں نقص آئے یا اس سے جھگڑا پیدا ہو جائے۔ یہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ تواضع فرمایا؛ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت تمام نبیوں اور رسُولوں سے افضل ہیں؛ چنانچہ آپ نے خود فرمایا ؟ آدم اور دُوسرے نبی میرے جھنڈے تلے ہوں گے،، اور فرمایا آج اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دُنیا میں کوہِ طور پر موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوئے تھے۔ لہٰذا اُن کے لئے وہی صَعقہ کافی تھا۔

(حدیث ۲۲۵۱ کی شرح دیکھیں)

باب — مَنّ اور سَلوٰی

۴۳۲۵ — ترجمہ : سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا
اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمَاتِهٖ
وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ الٰے

کہ کھنبی من کی قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے۔

شرح : اس حدیث میں "سلویٰ" کا ذکر نہیں۔ باب میں قرآن کے الفاظ
۴۳۲۵ — کی رعائت کرتے ہوئے ذکر کیا چنانچہ قرآن کریم میں ہے "وَاَنْزَلْنَا
عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى" بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھنبی کا پانی صرف آنکھ کے لئے شفا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح تر اور درست یہی ہے کہ کھنبی کا پانی مطلقاً آنکھ کے لئے شف ہے۔ اس کو نچوڑ کر آنکھ میں ڈالا جائے تو آنکھ کی ہر بیماری سے شفا ہو جاتی ہے۔ بعض نے کہا اس کا پانی دوا کے ساتھ ملا کر آنکھ کا علاج کیا جائے۔ بعض علماء نے کہا اگر آنکھ برودت یا حرارت کے باعث بیمار ہو تو صرف کھنبی کا پانی اس کی شفا کے لئے کافی ہے۔ اگر کسی اور سبب سے ہو تو اور دواء کے ساتھ ملا کر آنکھ میں ڈالا جائے۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا اس کا پانی سرمہ میں حل کیا جائے تو یہ سرمہ آنکھ کے لئے مفید ہے۔ صرف پانی آنکھ میں نہ ڈالا جائے یہ آنکھ کو نقصان دیتا ہے۔ امام نووی نے کہا اس کو من سے تشبیہ دی جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔ کیونکہ یہ انہیں مشقت کے بغیر حاصل ہوتا تھا۔ بعض نے کہا یہ حقیقۃً من ہے جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا۔ امام نووی نے کہا اس کا پانی مطلقاً آنکھ کو شفا دیتا ہے۔ ہم نے اپنے زمانہ میں ایک نابینا کو دیکھا جس کی بصارت ختم ہو چکی تھی۔ اُس نے صرف اس کا پانی آنکھ میں ڈالا تو اس کی بصارت واپس آگئی اور وہ شیخ صالح محدث بن عبد منذ الحرالدمشقی ہے واللہ ورسولہ اعلم!

بابٌ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی اسی کو ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

marfat.com
Marfat.com

٤٣٢٦ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُوْسٰى بْنُ هٰرُوْنَ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُوْلُ كَانَتْ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ مُحَاوَرَةٌ فَاَغْضَبَ اَبُوْبَكْرٍ عُمَرَ فَانْصَرَفَ عُمَرُ عَنْهُ مُغْضَبًا فَاتَّبَعَهُ اَبُوْبَكْرٍ يَسْئَلُهُ اَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهُ فَلَمْ يَفْعَلْ حَتّٰى اَغْلَقَ بَابَهُ فِيْ وَجْهِهِ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوالدَّرْدَاءِ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا صَاحِبُكُمْ هٰذَا فَقَدْ غَامَرَ قَالَ

وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسُول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کی غُلامی کرو کہ تم راہ پاؤ ! "

تفسیر : یہ خطاب سب لوگوں کے لئے ہے۔ کالے ہوں یا گورے عربی ہوں یا عجمی کسی کی تخصیص نہیں۔ آپ سب کے رسُول ہیں۔

ترجمہ : ابو سعید خولانی نے کہا میں نے ابو درداء کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ ٤٣٢٦ — ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے درمیان جھگڑا ہُوا تو ابوبکر صدیق نے عمر فاروق پر غصہ کیا تو عمر فاروق غضبناک ہو کر چلے گئے ابوبکر صدیق اُن کے پیچھے گئے اُن سے سوال کرتے تھے کہ انہیں معاف کر دے عمر فاروق نے معاف نہ کیا اور ابوبکر کے سامنے اپنا دروازہ بند کر لیا ابوبکر صدیق جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیئے ابو درداء نے کہا ہم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضُور بیٹھے ہُوئے تھے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا یہ صاحب جھگڑا کر کے آرہا ہے۔ ابو درداء نے کہا پھر عمر فاروق اپنے کئے پر نادم ہُوئے اور آئے اور سلام کہا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

marfat.com
Marfat.com

وَنَدِمَ عُمَرُ عَلٰى مَا كَانَ مِنْهُ فَاَقْبَلَ حَتّٰى سَلَّمَ وَجَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَصَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرَ قَالَ اَبُوالدَّرْدَاءِ وَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَاَنَا كُنْتُ اَظْلَمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْلِيْ صَاحِبِيْ هَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْلِيْ صَاحِبِيْ اِنِّيْ قُلْتُ يَااَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ صَدَقْتَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ غَامَرَ سَابَقَ بِالْخَيْرِ

بیٹھ گئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ بیان کیا ابو درداء نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق پر سخت غصہ کیا۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخدا! میں نے ہی زیادتی کی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میرے دوست کو چھوڑتے ہو میں نے کہا اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول مبعوث ہوں تو تم نے کہا تم نے جھوٹ کہا ہے اور ابوبکر نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ بخاری نے کہا غامر بمعنی سبق بالخیر جو خیر اور نیکی میں سبقت لے جائے"

شرح : قولہ غامر آہ یہ بابِ مفاعلہ سے صیغۂ ماضی ہے یعنی خیر میں سبقت لے گیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ حال دیکھنے سے دریافت فرمالیا کہ انہوں نے استغفار میں پہل کی ہے اور عمر فاروق پر سبقت لے گئے ہیں یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی امر میں واقع ہوئے ہیں یا کسی سے جھگڑا کیا ہے۔ حدیث ۳۲۲۷ کی شرح دیکھیں

۴۳۲۶ —

اسماءِ رجال : عبداللہ بن حماد آملی بخاری کے شاگرد ہیں۔ امام نے اُن سے بھی روایت کی ہے۔ وہ محرم کو بدھ کے روز دو سو تہتر ہجری میں فوت ہوئے۔
ع۲ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن بنت شرحبیل دمشقی ہیں دو سو تیس ہجری میں فوت ہوئے۔
ع۳ موسیٰ بن ہارون قیسی دو سو چوبیس ہجری میں فوت ہوئے ع۴ ولید بن مسلم دمشقی ہیں ان کی کنیت ابوالعباس ہے۔ انھوں نے ۱۹۵ ہجری میں وفات پائی ع۵ عبداللہ بن علاء بن زبیر ربعی ع۶ بسر بن عبیداللہ حضرمی ع۷ ابوادریس عائذاللہ خولانی ع۸ ابودرداء عویمر انصاری یہ پانچوں شامی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فِيْهِ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِهٖ حِطَّةٌ وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ

۴۳۲۷ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لِبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى اَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوْا حَبَّةٌ فِيْ شَعَرَةٍ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور موسیٰ بیہوش گر پڑے

اس میں ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی،،

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہو معافی

۴۳۲۷ ترجمہ : ہمام بن منبہ سے روایت ہے اُنھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل سے کہا گیا تم بیت المقدس میں سربسجود داخل ہو اور کہو ہمیں معاف کر دے ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔ اُنھوں نے اس کو بدل دیا اور اپنے سرینوں پر گھسٹتے ہوئے چلے اور کہا اناج کا دانہ۔

(حدیث ۴۱۶۹ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ اَلْعُرْفُ الْمَعْرُوْفُ

۴۳۲۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ فَنَزَلَ عَلٰى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ ابْنِ قَيْسٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! عفو اختیار کریں، اچھی باتوں کا حکم دیں اور جاہلوں سے روگردانی کریں

عرف کے معنی معروف ہیں یعنی اچھا کام"

تفسیر: اللہ تعالیٰ نے اس آئت کریمہ میں اپنے حبیب کریم علیہ التحیہ والتسلیم کو تین حکم دیئے ایک عفو دوسرے امر بالمعروف تیسرے جاہلوں سے اعراض" طبری نے مجاہد سے روائت کی کہ لوگوں کے اخلاق و اعمال کی جستجو اور تفتیش نہ کریں انہیں معاف کر دیا کریں۔ ابن زبیر نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ لوگوں کے اخلاق میں نازل فرمائی"، ابن عباس، ضحاک اور سدی نے کہا کہ لوگوں کے اموال سے جو زائد ہو وہ لیں ابن جریر نے کہا یہ حکم نزول زکوٰۃ سے قبل تھا، ابن جوزی نے کہا یہ زکوٰۃ سے پہلے صدقہ لیا جاتا تھا پھر منسوخ ہوگیا"، یہ بھی معنی بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں کی اذیت معاف کر دینے اور اُن پر سختی نہ کرنے کا حکم دیا یہ حکم جہاد کی فرضیت سے قبل تھا پھر منسوخ ہوگیا۔ قولہ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ عرف کے معنی ہیں۔ اچھا کام۔ ہر اچھی خصلت کو عرف و معروف کہا جاتا ہے۔ قولہ اَعْرِضْ آہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زیادتیاں برداشت کرنے کا حکم دیا۔ ابن زید نے کہا یہ آئت اس آئت کریمہ: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ" سے منسوخ ہے

marfat.com
Marfat.com

يَا ابْنَ أَخِي لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيرِ فَاسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ قَالَ سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَأْذَنَ الْحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ هِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ أَنْ يُوقِعَ بِهِ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهِ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ

۴۳۲۸ — ترجمہ : عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عُیَیْنَہ بن حِصن بن حُذَیفہ آئے اور اپنے بھائی کے بیٹے حُرّ بن قیس کے پاس ٹھہرے حُرّ بن قیس اُن حضرات میں سے ہیں جن کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنا مقرب بنا رکھا تھا۔ قرآن کریم کے قاری اور عالم ہی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقربین اور مشیر تھے وہ بوڑھے ہوں یا نوجوان ہوں عُیَیْنَہ نے اپنے بھائی کے بیٹے سے کہا اے میرے بھتیجے تیری اِس امیر کے نزدیک قدر و منزلت ہے مجھے اُن سے ملاقات کی اجازت لے دو۔ حُرّ بن قیس نے کہا میں عنقریب تمہارے لئے اجازت حاصل کرلوں گا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حُرّ نے عُیَیْنَہ کے لئے اجازت طلب کی تو عمر فاروق نے اسے اجازت دے دی جب وہ عمر فاروق کے پاس گئے تو کہا اے ابن خطاب واقعہ یہ ہے کہ بخدا! آپ ہمیں زیادہ عطیہ نہیں دیتے اور ہمارے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ نہیں کرتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ سے بھر گئے حتیٰ کہ اس کو مارنے کا ارادہ کرلیا تو حُرّ نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ، اور یہ جاہل لوگوں میں سے ہے۔ بخدا! جب حُرّ نے اُن کے پاس یہ تلاوت کی تو اُنھوں نے اس آیت سے کچھ تجاوز نہ کیا جبکہ اُن کی یہ عادت تھی کہ وہ جب اللہ کی کتاب سنتے تو ٹھہر جاتے تھے (اس کے حکم سے تجاوز نہ کرتے تھے اسی لئے آیت سُن کر خاموش ہوگئے اور عُیَیْنَہ کو کچھ نہ کہا)

۴۳۲۸ — شرح : کُھُوْل " کَہل کی جمع ہے جس سے جوانی گزر جائے ابن فارس نے کہا ۳۳ برس کی عمر میں کَہل ہوتا ہے۔ شُبَّان بضمّ الشین شاب کی جمع ہے۔

marfat.com
Marfat.com

٤٣٢٩ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ زُبَيْرٍ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا فِيْ اَخْلَاقِ النَّاسِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَّادٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ اَخْبَرَنِيْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ اَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ اَنْ يَّاْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ اَخْلَاقِ النَّاسِ اَوْ كَمَا قَالَ

قولہ هِئْ آہ بکسر الہاء وسکون الیاء۔ یہ کلمۂ تہدید ہے کسی کو زجر وعتاب کے وقت بولا جاتا ہے کہا جاتا ہے یہ ضمیر غائب مؤنث ہے اور ثمّہ محذوف ہے۔ یعنی یہ مصیبت ہے یا قصّہ یہ ہے بعض روایات میں ہے کہ ایہ اسماء افعال میں سے ہے۔ جب کسی سے کوئی بات یا کام مطلوب ہو تو کہا جاتا ایہ ،، اور بیان کرو۔

٤٣٢٩ ـ ترجمہ : عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ ،، اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ لوگوں کے اخلاق کے بارے نازل فرمائی ہے ،،

٤٣٢٩ ـ شرح : اَخْلَاق خُلُق کی جمع ہے اور وہ ملکہ ہے جس کے باعث افعال آسانی سے صادر ہوتے ہیں۔ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ قرآن کریم میں لوگوں کے مکارم اخلاق بیان کرنے میں اس سے زیادہ جامع کوئی آئت نہیں ہے۔ اس کا مبنیٰ یہ ہے کہ انسان کا معاملہ اپنی ذات سے ہوگا یا غیر سے ہوگا اور غیر عالم ہوگا یا جاہل ہوگا۔ یہ تمام معاملات اس آئت میں داخل ہیں یا اس لئے کہ اصولِ اخلاق تین ہیں عقلی، شہوی اور غضبی ہر خلق کا کمال امر متوسط ہے۔ خلق عقلی کا متوسط حکمت ہے اس سے امر بالمعروف پیدا ہوتا ہے اور شہوی کا متوسط عفت ہے اس سے ،، اخذ عفو ،، پیدا ہوتا ہے اور قوّت غضبی کا متوسط شجاعت ہے۔ اس سے جاہلوں سے اعراض پیدا ہوتا ہے (کرمانی)

٤٣٢٩ ـ ترجمہ : عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ لوگوں کے اخلاق سے عفو اپنائیں یا جو بھی فرمایا ،، (اس کی شرح اوپر کی حدیث کے تحت گزری ہے)

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْاَنْفَال

قَوْلُهٗ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْاَنْفَالُ الْمَغَانِمُ وَقَالَ قَتَادَةُ رِيْحُكُمُ الْحَرْبُ
يُقَالُ نَافِلَةٌ عَطِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت مدنیہ ہے لیکن اس میں پانچ آیات مکیہ ہیں۔ اور وہ اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِ عِنْدَ اللّٰهِ، دو آیات اور "وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا، بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ" تک۔ اس میں ایک اور آیت کریمہ ہے اور وہ "مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ" ہے۔ حصار نے ناسخ و منسوخ میں ذکر کیا کہ یہ بالاتفاق مدنی ہے۔ قرطبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ مدنیہ ہے لیکن سات آیات "وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا" سات آیات تک مدنیہ نہیں ہیں۔ سخاوی نے کہا یہ سورت آل عمران سے پہلے اور بقرہ کے بعد نازل ہوئی (عینی)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل رکھو"

یعنی اے محبوب غنیمتیں جو آپ نے اور آپ کے اصحاب نے بدر کے دن حاصل کی ہیں وہ کن لوگوں کے لئے ہیں۔ کہا گیا یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں یعنی ان کو تقسیم کرنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

٤٣٣٠ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ ابْنُ سُلَیْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِیْ بَدْرٍ اَلشَّوْكَةُ اَلْحَدُّ مُرْدِفِیْنَ فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ رَدَفَنِیْ وَاَرْدَفَنِیْ اَیْ جَآءَ بَعْدِیْ ذُوْقُوْا بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَیْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ فَیَزْكُمُهٗ یَجْمَعُهٗ شَرِّدْ فَرِّقْ وَاِنْ جَنَحُوْا طَلَبُوْا السَّلْمَ وَالسِّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ یُثْخِنَ یَغْلِبُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَكَآءً اِدْخَالُ اَصَابِعِهِمْ فِیْ اَفْوَاهِهِمْ وَتَصْدِیَةً الصَّفِیْرُ لِیَسْتَتُوْكَ لِیَجْبُسُوْكَ

کے ہاتھ میں ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق ان کو تقسیم کرتے ہیں پس اختلاف اور جھگڑے میں پڑنے سے پرہیز کرنا چاہیئے اور اللہ کے رسول کی مخالفت کرکے گناہ میں نہیں پڑھنا چاہیئے اور باہم ایک دوسرے کی اصلاح کرنی چاہیئے تاکہ آپس میں اُلفت اور محبت ہو یہاں انفال سے مراد غنیمتیں ہیں، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انفال غنائم ہیں۔ قتادہ نے کہا یُحَكِّمُكُمُ اَلْحَرْبُ ،، اس میں اس آیت کریمہ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ریح کی تفسیر حرب سے کی یہ قتادہ نے تفسیر کی ہے۔ بعض تفاسیر میں ریح کی تفسیر قوت اور وحدت سے کی ہے یعنی تم آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کروگے اور تمہاری قوت و وحدت جاتی رہے گی۔

قولہ یُقَالُ نَافِلَةً آہ ،، اس کو بالتبع ذکر کیا ہے کیونکہ انفال میں جو غنائم کے معنی میں ہیں عطیہ کا معنی ہے۔ جوہری نے کہا نفل اور نافلہ عطیہ ہے جو واجب نہیں۔ اسی سے نفل نماز ہے جو واجب نہیں۔ ابوعبیدہ نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام : وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ،، کی تفسیر غنیمت سے کی ہے۔

٤٣٣٠ ـــ ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا سورۂ انفال کا شانِ نزول کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا یہ سورت غزوۂ بدر میں نازل ہوئی۔

٤٣٣٠ ـــ شرح : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا جنگِ بدر میں میرا بھائی عمیر شہید ہوگیا اور میں نے سعید بن عاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار

marfat.com
Marfat.com

[illegible] قبضہ میں کرلی جس کا نام ذوالکتیفہ تھا میں اس کو لے کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور جہاں غنیمت کا مال جمع ہے وہاں رکھ دو میں لوٹ گیا۔ جب میرے دل کی کیفیت خدا ہی جانتا تھا کیونکہ ایک تو میرا بھائی شہید ہو گیا اور مجھے سلب مذکور اللتیفہ بھی نہ ملی۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ سورۂ انفال نازل ہوئی تو مجھے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ذوالکتیفہ لے لو وہ تمہارا سلب ہے۔ قولہ اَلنُّوْكَة ۔ اس سے اس آیت کریمہ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ ۔ کی طرف اشارہ کیا اللہ ذکرہ کی تفسیر ہے کی۔ یعنی تم یہ سنہ کرتے ہو کہ جس گروہ میں لڑنے کی قوت نہیں وہ تمہیں میسر ہو جائے اور وہ ابوسفیان کا قافلہ ہے۔

قولہ مُرْدِفِيْنَ ۔ اس سے اس آیت کریمہ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۔ کی طرف اشارہ کیا اور مردفین کی تفسیر فوج بعد فوج کی یعنی میں ہزار فرشتوں سے تمہیں مدد دینے والا ہوں جو ایک دوسرے کے پیچھے بندھے ہیں۔ محمد بن سیرین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جبرائیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتے لشکر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب کھڑے ہوگئے جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس وقت آپ کے ساتھ تھے اور میکائیل علیہ السلام بائیں جانب ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ تھے۔ اور میں بھی دائیں طرف تھا۔ ہمارے لیے اس روایت کے معنی یہ ہوئے کہ فرشتے ہزار کے بعد ہزار آئے قولہ زَحْفٍ وَالزَّحْفُ الخ ۔ یعنی جو لشکر پیدل ہو سوار نہ ہو۔

قولہ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ ۔ اس سے اس آیت کریمہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ کی تفسیر کی ہے کہ جنگ بدر کے دن میں نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لے کر مشرکین کی طرف پھینکی تھیں جو ان کی آنکھوں میں پڑیں اور ان کے ساتھ ہی ہم نے تلوار سے ان پر حملہ کیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا اور جب تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں تاکہ وہ مومنوں کو اپنی طرف سے بہترین انعام عطا فرمائے۔

قولہ ذٰلِكُمْ ۔ اس سے اس آیت کریمہ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۔ کی تفسیر کی ہے کہ یہ سزا تمہارے لیے ہے اے مومنو! اور کافروں کے لیے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے۔ یہ تفسیر کی تین اقسام میں سے پہلی قسم ہے جو زبان سے چکھنے کے ساتھ مخصوص ہے۔ چنانچہ عام طور پر اس جگہ ذوق سے مراد ذائقہ لیا جاتا ہے۔

قولہ ذٰلِكُمْ ۔ اس سے اس آیت کریمہ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۔ کی تفسیر کی ہے کہ یہ سزا تمہارے لیے ہے اے مومنو! اور کافروں کے لیے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے۔ یہ تفسیر کی تین اقسام میں سے پہلی قسم ہے جو زبان سے چکھنے کے ساتھ مخصوص ہے۔ چنانچہ عام طور پر اس جگہ ذوق سے مراد ذائقہ لیا جاتا ہے۔

قولہ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۔ اس سے اس آیت کریمہ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۔ کی تفسیر کی ہے کہ یہ سزا تمہارے لیے ہے اے مومنو! اور کافروں کے لیے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے۔ یہ تفسیر کی تین اقسام میں سے پہلی قسم ہے جو زبان سے چکھنے کے ساتھ مخصوص ہے۔ چنانچہ عام طور پر اس جگہ ذوق سے مراد ذائقہ لیا جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

میلان کرو اور یہ اُن سے قبول کرلو۔

قولہ یُثخِنَ آہ ،، اس سے آیت کریمہ : وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اِس کی يَغْلِبَ سے تفسیر کی یعنی کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں اِن کا خون خرابہ نہ کرے اور ان پر غلبہ حاصل کرے۔

قولہ وَقَالَ مُجَاهِدٌ آہ اِس سے اس آیت کریمہ " وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر مجاہد کے قول سے اس کی تفسیر کی یعنی کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی اور تالی تو اب عذاب چکھو بدلا اپنے کفر کا۔ مجاہد نے کہا مُکاء کے معنی ہیں ان کا اپنی انگلیوں کو منہ میں ڈالنا اور تصدیہ کے معنی ہیں سیٹی" مروی ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں قریش مرد اور عورتیں برہنہ طواف کرتے تھے اور تالیاں مارتے اور سیٹیاں بجاتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبداللہ بن عمر، ابن عباس، مجاہد، عِکرِمہ اور سعید بن مسیّب نے مکاءٌ کی تفسیر سیٹی سے اور تصدیہ کی تفسیر تالی سے کی ہے۔ ابن جریر نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عمر سے مکاء کی تفسیر سیٹی سے اور تصدیہ کی تفسیر تالی سے کی ہے۔ مجمع البحار میں اسی کو درست کہا ہے۔ یہ امام کی تفسیر کے خلاف ہے۔ اس کی یہ توجیہ ہوسکتی ہے کہ منہ میں انگلیاں سیٹی بجانے کے لئے داخل کرتے ہیں لہٰذا جس نے مکاء کی تفسیر سیٹی سے کی ہے یا تصدیہ کی سیٹی سے کی ہے۔ مقصود کے لازم سے تفسیر کی ہے کیونکہ تالی مارنے سے کافروں کا مقصود شور و غوغا تھا اسی طرح وہ نماز کے وقت کرتے تھے جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ مکرمہ کے پاس نماز پڑھتے تھے تاکہ نماز میں اختلاط پیدا کریں۔

قولہ لِيُثْبِتُوكَ آہ ،، اس سے اس آیت کریمہ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر لِيُثْبِتُوكَ کی تفسیر لِيَحْبِسُوكَ کے ساتھ کی یعنی اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کرلیں یا شہید کردیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ عطاء اور ابن زید نے یہی تفسیر کی ہے۔ سُدی نے کہا اثبات کے معنی حبس اور باندھنا ہے۔ ابن عباس اور مجاہد سے روایت ہے کہ لِيُثْبِتُوكَ یعنی لِيُقَيِّدُوكَ ہے کہ وہ آپ کو قید کرلیں۔ ابن جریج نے عطاء کے ذریعہ عُبَید بن عُمَیر سے روایت کی کہ جب مشرکوں نے مشورہ کیا کہ وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بند کرلیں یا شہید کردیں یا باہر نکال دیں تو آپ کے چچا ابوطالب نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ ان لوگوں نے کیا مشورہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں مجھے معلوم ہے اُنھوں نے یہ مشورہ کیا ہے کہ وہ مجھے بند کرلیں یا شہید کردیں یا باہر نکال دیں۔ ابوطالب نے کہا آپ کو کس نے بتایا ہے؟ فرمایا میرے رب نے؛ لیکن یہ روایت مُنکر ہے کیونکہ کافروں نے ہجرت کی رات یہ مشورہ کیا تھا اس وقت ابوطالب کو فوت ہوئے تین برس بیت گئے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ قَالَ هُمْ نَفَرٌ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ

۴۳۳۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ قَالَ هُمْ نَفَرٌ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ

قولہ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ آہ اس آیت کریمہ کا شانِ نزول مجاہد کی روایت کے مطابق خاص ہے کہ ان لوگوں سے مراد قریش کے ایک قبیلہ بنی عبدالدار کے چند لوگ ہیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا وہ منافق لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا حال بتایا کہ آدم کی اولاد سے یہ قسم بدخلق ہے چنانچہ فرمایا شرارتی لوگ وہ ہیں جو حق بات کی سماعت سے بہرے ہیں اور اس کے سمجھنے میں گونگے ہیں اس لئے فرمایا یہ لوگ بے عقل ہیں اور اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ شرارتی ہیں کیونکہ اِن کے سوا زمین پر چلنے والا ہر جانور اللہ تعالیٰ کے تابع ہے جس لئے اس کو پیدا کیا ہے۔ یہ لوگ عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، لیکن اُنھوں نے کفر کیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بہائم سے تشبیہ دی اور فرمایا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ،، یعنی یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے زیادہ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں (عینی)

باب — بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جن کو عقل نہیں ،،

۴۳۳۱ — **ترجمہ** : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک سب جانوروں میں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جن کو عقل نہیں ہے۔ ابن عباس نے کہا وہ قبیلہ بنی عبدالدار کے لوگ ہیں ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ
اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْا اَنَّ
اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ اِسْتَجِيْبُوْا
اَجِيْبُوْا لِمَا يُحْيِيْكُمْ يُصْلِحُكُمْ

۴۳۳۲ــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ حُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اللہ اور رسُول کے بُلانے پر حاضر ہو جب رسُول تمہیں اس چیز کے لئے بُلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے "

تفسیر: اِسْتَجِيْبُوْا بمعنی اَجِيْبُوْا اللّٰهَ ہے۔ یہاں استجابت بمعنی اجابت ہے" اِذَا دَعَاكُمْ "، بمعنی اِذَا طَلَبَكُمْ یعنی اللہ اور رسُول کے بُلانے پر حاضر ہو جب رسُول تمہیں بُلائے "، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِسْتَجِيْبُوْا کی تفسیر " اَجِيْبُوْا " سے کی اور " يُحْيِيْكُمْ "، کی تفسیر " يُصْلِحُكُمْ "، سے کی۔ مجاہد نے کہا جو تمہیں حق کے لئے زندگی بخشے گی " قتادہ نے کہا حق قرآن کریم ہے جس میں نجات، بقاء اور حیات ہے۔ سدی نے کہا جو تمہیں کفر کی موت کے بعد اسلام میں زندگی بخشے۔ محمد بن اسحاق نے محمد بن جعفر بن زبیر کے ذریعہ عروہ بن زبیر سے روایت کی " جب تمہیں

marfat.com
Marfat.com

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ فَمَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِیْ فَلَمْ اٰتِہٖ حَتّٰی صَلَّیْتُ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ فَقَالَ مَامَنَعَکَ اَنْ تَاْتِیَ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ ثُمَّ قَالَ لَاُعَلِّمَنَّکَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ فَذَھَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَخْرُجَ فَذَکَرْتُ لَہٗ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ خُبَیْبٍ سَمِعَ حَفْصًا سَمِعَ اَبَا سَعِیْدٍ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذَا وَقَالَ ھِیَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ

لڑائی کے بلائیں جس نے تمہیں کمزوری کے بعد غالب کیا اور ضعف و ناتوانی کے بعد قوی کیا اور تم پر دشمن کے غلبہ کے بعد تمہیں دشمن سے محفوظ کیا،، ساری آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر ان کی اجابت کرو اور حاضر ہو جس وقت تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہاری صلاح کرے گی اور جان لو کہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان اللہ کا حکم حائل ہو جاتا ہے۔ ابن عباس نے کہا کہ جب مومن کے لئے کفر اور کافر کے لئے ایمان حائل ہو جائے یعنی مومن کے دل کو خالی نہیں چھوڑتا کہ وہ کفر کرے اور کافر کے دل کو کہ وہ ایمان لائے یہ سب اللہ کے کرنے اور اس کی تقدیر سے ہے۔

۴۳۳۲ — ترجمہ: ابوسعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نماز پڑھ رہا تھا میرے پاس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے آپ نے مجھے بلایا تو میں حاضر نہ ہوا حتی کہ میں نے نماز ادا کی پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں آنے سے کس نے روکا تھا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں؟ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں بلائیں۔ پھر فرمایا میں مسجد سے نکلنے سے پہلے تمہیں قرآن کریم میں بہت بڑی سورت کی تعلیم دوں گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے باہر تشریف لے جانے کا ارادہ کیا تو میں نے آپ سے وہ ذکر کیا۔ معاذ بن ابی معاذ نے کہا ہمیں شعبہ نے خبیب بن عبدالرحمٰن کے ذریعہ خبر دی کہ انہوں نے حفص سے سنا جبکہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ سنا کہ آپ نے فرمایا: وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سبع مثانی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا سَمّٰى اللّٰهُ مَطَرًا فِى الْقُرْاٰنِ اِلَّا عَذَابًا وَ تَسْمِيَتِهِ الْعَرَبُ الْغَيْثَ وَهُوَ قَوْلُهٗ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا

۴۳۳۲ — شرح : یہ سُورت بہت بڑی اس لئے ہے کہ اس کے پڑھنے سے ثواب بہتا ہے کیونکہ یہ اللہ کی ثنا، دُعا اور سوال پر مشتمل ہے۔

قولہ قَالَ معاذ الخ اس تعلیق سے مقصد یہ ہے کہ حفص نے ابو سعید سے سماعت کی ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب عام کا خاص سے مقابلہ ہو جائے تو عام خاص کی جگہ لے لیتا ہے کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں مطلقاً کلام کو حرام فرمایا پھر اس سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت کو مستثنیٰ کیا اور کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت نماز کو فاسد نہیں کرتی۔
(حدیث ع ۴۱۶۲ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جب بولے کہ اے اللہ اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا"

تفسیر : اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے ارشاد فرماتا ہے کہ آپ یاد کریں جبکہ ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ..... یہ لوگ کفار قریش نضر بن حارث، ابوجہل ایسے جاہل کافر تھے۔ ان لوگوں نے شدتِ عناد، وفورِ جہالت، سرکشی و عداوت اور تکذیبِ قرآن کے سبب یہ کہا حق سے مراد قرآن یا نبوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان بیوقوفوں نے بے جا شبہات جو ان کے دلوں میں متمکن تھے کی بناء پر ایسا کہا اگر وہ ان کے بطلان کو جانتے تو ایسا کلام نہ کرتے حالانکہ وہ یہ جانتے تھے کہ آسمان سے پتھر برسانے پر اللہ قادر ہے۔ دراصل کفارِ قریش کا مقصد یہ تھا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم حق پر نہیں ہیں لہٰذا

marfat.com
Marfat.com

۴۳۳۳ ـــ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِیْدِ وَھُوَ ابْنُ کُرْدِیْدٍ صَاحِبُ الزِّیَادِیِّ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ قَالَ اَبُوْجَھْلٍ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ فَنَزَلَتْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَھُمْ اَلَّا یُعَذِّبَھُمُ اللّٰہُ وَھُمْ یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَلْاٰیَۃَ

جس مصیبت کا وہ مطالبہ کر رہے ہیں انہیں ہرگز نہیں لاحق ہوگی۔ ان جاہلوں پر تعجب ہے کہ یہ حق سے کس قدر دُور تھے اگر انہیں آپ کے متعلق شبہ تھا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کو قادرِ مطلق جانتے تھے تو یوں کہتے اے اللہ اگر یہ حق ہے تو ہمیں ہدایت دے اور ہم پر حق واضح کر۔

قولہ قال ابن عُیَیْنَۃَ آہ یعنی ابن عیینہ نے کہا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مَطَر ذکر کیا ہے وہ خالص عذاب ہے۔ عرب بارش کو غیث کہتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”وہ ان کے ناامید ہو جانے کے بعد بارش نازل فرماتا ہے“ ابوعبیدہ نے کہا اگر یہ عذاب کے معنی میں ہو تو ”امطرت“ کہا جاتا ہے اگر رحمت کے معنی میں ہو تو ”مطرت“ کہا جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۳۳۴ ـــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ تیرے نزدیک حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں دردناک عذاب دے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اِن کا کیا حال ہے کہ ان کو اللہ عذاب نہ دے حالانکہ یہ لوگوں کو مسجدِ حرام سے روکتے ہیں“

۴۳۳۴ ـــ شرح: یہ آیت کریمہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی جبکہ کمزور مسلمان مکہ مکرمہ میں موجود تھے اور وہ مکہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور استغفار کرتے تھے اور کہتے تھے ”غُفْرَانَکَ“، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ”ہم پر پتھر برسا“ یہ ابوجہل کا قول ہے لیکن طبرانی نے ابن عباس کے طریق سے ذکر کیا کہ اس کا قائل نضر بن حارث ہے (کرمانی، عینی) اس میں منافات نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں کا قول ہو۔ نضر بن حارث بھی ابوجہل کی طرح گستاخ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ

۴۳۳۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ اَبُوْجَهْلٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ فَنَزَلَتْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَلْاٰيَةَ

تھا یہ فارس گیا اور وہاں کے بادشاہوں رستم اور اسفندیار کی حکایات سیکھیں جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اللہ کی طرف سے رسول مبعوث ہوئے ہیں اور آپ لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیتے ہیں تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مجلس تبلیغ سے تشریف لے جانے کے بعد نضر بن حارث وہاں بیٹھ جاتا اور لوگوں کو وہ حکایات سناتا پھر کہتا اے لوگو! کونسی حکایات اچھی ہیں۔ میں اچھے واقعات بیان کرتا ہوں یا محمد؟ صلی اللہ علیہ وسلم! اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بدر کی جنگ میں اس کو قیدیوں میں کھڑا کیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو آپ کے سامنے قتل کیا گیا۔ مقداد بن اسود نے اس کو قید کیا تھا۔ خداوند قدوس نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ میں تشریف فرما ہونا کافروں کے عدم تعذیب کا سبب تھا پھر جب آپ ہجرت فرما گئے اور کمزور مسلمان مکہ مکرمہ میں رہ گئے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے تھے اس لئے وہ عذاب سے مامون رہے، لیکن مشرکوں کو اس سے مستثنیٰ کر دیا کہ وہ مکہ میں مسلمانوں کو نماز اور طوافِ کعبہ سے روکتے ہیں اسی لئے فرمایا: وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ،، اور فرمایا یہ لوگ مسجد حرام کے اہل نہیں ہیں اس کے اہل تو صرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام جو متقی اور پرہیزگار

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۴۳۳۵ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

ہیں وہ جہاں بھی ہوں مسجد حرام کے اہل ہوں۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اللہ ان لوگوں کو عذاب نہ دے گا جو ان کو ہلاک کر دے حالانکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں "، اور اللہ ایسے لوگوں کو عذاب نہ دے گا حالانکہ ان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو استغفار کرتے ہیں"

۴۳۳۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ابوجہل نے کہا اے اللہ اگر یہ تیرے نزدیک حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں عذاب الیم دے تو یہ آیت کریمہ : وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَهُمْ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"

۴۳۳۴ — شرح : اس آیت کا ترجمہ اور شرح حدیث میں گزری ہے۔ دونوں حدیثوں کا اسناد بھی ایک ہی ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حدیث میں امام کے استاذ محمد بن نضر ہیں۔ جبکہ پہلی حدیث میں بخاری کے استاد محمد بن نضر کے بھائی احمد بن نضر ہیں۔ امام نے اس حدیث کے اعادہ سے یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث دو محدثوں سے منقول ہیں اور وہ دونوں بھائی ہیں۔ حاکم نے ذکر کیا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امام بخاری ان دونوں محدثین کے پاس جایا کرتے تھے۔ اور نیشاپور سے جب آتے تھے تو ان کے پاس بکثرت رہا کرتے تھے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اُن سے جنگ کرو حتیٰ کہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہو جائے"

marfat.com
Marfat.com

يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا جَآءَهُ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَمَا يَمْنَعُكَ اَلَّا تُقَاتِلَ كَمَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اُعْتَرُّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا اُقَاتِلُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتَرَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ الَّتِيْ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا اِلٰى اٰخِرِهَا قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ كَانَ الْاِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِيْ دِيْنِهٖ اِمَّا يَقْتُلُوْهُ وَاِمَّا يُوْثِقُوْهُ حَتّٰى كَثُرَ الْاِسْلَامُ

تفسیر : اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ کافروں سے جنگ کریں حتّٰی کہ فتنہ ختم ہو جائے،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایسے ہی مجاہد اور حسن بصری نے کہا کہ شرک نہ رہے اور مسلمانوں سے دین کی حفاظت میں خطرات ختم ہو جائیں اور خالص اللہ کی توحید ہو۔ قتادہ نے کہا سب لا الہ الا اللہ کہنے لگیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا توحید خالص ہو اور شرک کا شائبہ تک نہ ہو اور اللہ کے سوا باطل الہ سے بیزاری ہو۔ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے کہا تمہارے دین کے ساتھ کفر نہ ہو (عینی)

۴۲۳۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ نے کہا کہ اُن کے پاس ایک شخص آیا اور کہا اے ابا عبدالرحمٰن کیا آپ نے سُنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا فرمایا ہے؟ اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں جھگڑ پڑیں تو اُن میں مصالحت کرا دو! آپ کو لڑائی کرنے سے کس نے روکا ہے اور خاموش بیٹھے ہو؟ عبداللہ بن عمر نے کہا اے میرے بھتیجے میں اس آیت کی تاویل نہ کروں اور لڑائی نہ کروں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ اس آیت کی تاویل کروں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا الآیۃ اس آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مشرکوں سے جنگ کرو حتی کہ فتنہ ختم ہو جائے ابن عمر

marfat.com
Marfat.com

فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فَلَمَّا رَاٰى اَنَّهٗ لَا يُوَافِقُهٗ فِيْمَا يُرِيْدُ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمٰنَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا قَوْلِيْ فِيْ عَلِيٍّ وَعُثْمٰنَ اَمَّا عُثْمٰنُ فَكَانَ اللّٰهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ فَكَرِهْتُمْ اَنْ تَعْفُوْا عَنْهُ وَاَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهٗ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ وَهٰذِهٖ اِبْنَتُهٗ اَوْ بِنْتُهٗ حَيْثُ تَرَوْنَ

بنے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہ کیا جبکہ اسلام بہت قلیل تھا اور دین فتنوں سے گھرا ہوا تھا وہ لوگ مومن کو قتل کر دیتے تھے یا رسیوں میں جکڑ دیتے تھے حتیٰ کہ اسلام پھیل گیا اور فتنوں کا خاتمہ ہوا۔ جب اُس آدمی نے دیکھا کہ ابن عمر اس کے مقصد سے موافقت نہیں کرتے ہیں تو اس نے کہا آپ کا علی اور عثمان کے بارے میں کیا خیال ہے۔ ابن عمر نے کہا علی اور عثمان میں میرا کیا خیال ہو سکتا ہے۔ بہر حال عثمان کو تو اللہ نے معاف کر دیا، لیکن تم نے یہ اچھا نہ جانا کہ اللہ ان کو معاف کرتا اور علی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور آپ کے داماد ہیں پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا یہ حضرت کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ ہے یا کہا یہ علی کا مکان ہے جو دیکھ رہے ہو۔

۴۲۳۵ — شرح : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جو شخص آیا تھا وہ حبان صاحب الدثنیۃ تھا۔ ابوبکر نجار نے کہا وہ ھیثم بن خنش تھا۔ بعض نے کہا نافع بن ازرق تھا۔ قولہ اَنْ لَا تُقَاتِلَ ،، اس میں حرف لا زائدہ ہے جیسے ،، مَا مَنَعَكَ اَنْ لَا تَسْجُدَ ،، میں لا زائدہ ہے۔ اس آدمی کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کی آپس میں جنگیں صفین، جمل اور محاصرہ عبداللہ بن زبیر وغیرہ ہو رہی ہیں آپ کسی جنگ میں حصہ نہیں لیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت میں میرے لئے تاویل کرنا اور خاموش رہنا اس سے بہتر ہے کہ میں دوسری آیت میں تاویل کروں اور لڑائی میں کود پڑوں۔ دراصل یہ شخص امام کی مخالفت کرنے والے کے ساتھ لڑائی کرنے کا معتقد تھا اس کے نزدیک امام کی طاعت واجب ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ عقیدہ تھا کہ جو امور ملک سے تعلق رکھتے ہیں ان میں جنگ و جدال کرنا درست نہیں وہ ان امور میں ترکِ قتال کے قائل تھے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ سائل خارجی تھا۔ کیونکہ خوارج شیخین ابوبکر و عمر سے محبت کرتے ہیں اور عثمان و علی رضی اللہ عنہما کو مخطئ کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دونوں حضرات علی و عثمان کی غوبیاں ذکر کر کے اس شخص کا رد کیا اور بتایا کہ ان حضرات کا مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کتنا بلند ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنگِ اُحد میں فرار سے عذر بیان کیا

marfat.com
Marfat.com

۴۳۲۶ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَيَانٌ اَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا اَوْ اِلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ كَيْفَ تَرٰى فِیْ قِتَالِ الْفِتْنَةِ قَالَ وَهَلْ تَدْرِیْ مَا الْفِتْنَةُ كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ الدُّخُوْلُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ

کہ اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے جس کے سبب خوارج حضرت عثمان پر عیب لگاتے تھے اور جنگ بدر اور بیعۃ الرضوان کے مواقع پر غائب ہونے کا عذر بیان کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنگِ بدر میں حاضر نہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی جو عثمان کی بیوی تھیں بیمار تھیں آپ نے ان کو سیدہ کی تیمارداری کے لئے مدینہ منورہ میں رہنے دیا تھا اور بیعۃ الرضوان میں عثمان کے موجود نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بیعت رضوان کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مکہ مکرمہ بھیجا تھا اور صحابہ کرام کی بیعت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس بڑھایا اور دوسرا ہاتھ مبارک اس پر مار کر فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اور جنگ اُحد میں بعض صحابہ کرام کے بھاگنے کے بعد یہ آیت کریمہ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ،، کہ اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ ،،

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور آپ کے داماد ہیں ،، اور اُن کا گھر مسجد سے متصل ہے کہ اور کسی کو مجال نہیں کہ یہاں مکان بنائے ایک اور حدیث میں ہے کہ اے علی میرے اور تیرے سوا کسی کے لئے جائز نہیں کہ جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہو۔

۴۳۲۶ ـ ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس آئے تو ایک آدمی نے کہا فتنہ کی لڑائی میں آپ کا خیال کیسا ہے۔ عبداللہ نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ فتنہ کیا ہے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں سے جنگ کرتے تھے جبکہ ان کے پاس جانا فتنہ تھا وہ تمہاری لڑائی کی طرح نہیں تھا کہ تم حصولِ ملک کے لئے لڑتے ہو۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ

اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ

۴۳۳۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ فَكُتِبَ عَلَيْهِمْ اَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ فَقَالَ سُفْيٰنُ غَيْرَ مَرَّةٍ اَنْ لَّا يَفِرَّ عِشْرُوْنَ مِنْ مِّائَتَيْنِ ثُمَّ نَزَلَتِ الْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمُ الْاٰيَةَ فَكُتِبَ اَنْ لَّا يَفِرَّ مِائَةٌ مِّنْ مِّائَتَيْنِ وَزَادَ سُفْيٰنُ مَرَّةً نَزَلَتْ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ قَالَ سُفْيٰنُ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَاَرٰى الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ مِثْلَ هٰذَا

باب اے پیارے نبی مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں سے بیس صبر والے ہوں گے دو سو پر غالب ہونگے اگر تم میں سے سو ہوں تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے

۴۳۳۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب یہ آیت اگر تم میں سے

marfat.com
Marfat.com

بیس صبر والے ہوں۔ دوسو پر غالب ہوں گے ،، نازل ہوئی تو اُن پر یہ فرض ہوگیا کہ ایک آدمی دس آدمیوں سے نہ بھاگے۔ سفیان نے کئی بار کہا کہ بیس دوسو سے نہ بھاگیں پھر یہ آئت کریمہ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ والی نازل ہوئی اب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی ہے اور یہ فرض کیا کہ سو دوسو سے نہ بھاگیں۔ ایک دفعہ سفیان نے یہ اضافہ کیا کہ یہ آئت نازل ہوئی " مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں سے بیس صبر والے ہوں۔ سفیان نے کہا ابن شبرمہ نے کہا میرا خیال ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسی طرح ہے۔

۴۳۳۷ — شرح : کَتَبَ بمعنی فَرَضَ ہے۔ یعنی اللہ نے تم پر فرض کیا۔ یہ اگرچہ صیغۂ خبر ہے لیکن اس سے مراد امر ہے اسی لئے اس پر نسخ آیا ہے لیکن جب مسلمانوں پر یہ مشکل ہوئی تو پہلا فرض ساقط ہوا اور ایک کا دو سے مقابلہ کرنا فرض ہوا۔ اس طریقہ پر یہ تخفیف ہے نسخ نہیں۔ قاضی ابوبکر بن طیب نے کہا جب شئ یا اس کے بعض اوصاف منسوخ ہو جائے تو اس کو نسخ کہنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ پہلا حکم نہیں نیا حکم ہے جو پہلے کا غیر ہے۔

بعض علماء نے کہا یہ جنگِ بدر کا واقعہ ہے۔ ابن عربی نے اسے خطا کہا ہے کیونکہ مقاتل نے ذکر کیا ہے کہ یہ جنگِ بدر کے بعد کا واقعہ ہے۔ اور آئت کریمہ میں یہ تعلیق ہے کہ وہ سمجھ رکھتے ہیں اور کافر سمجھ نہیں رکھتے۔ دُرست بھی یہی ہے بعض نے کہا ابتداء اسلام میں مسلمان تھوڑے تھے۔ جب زیادہ ہوگئے تو ان سے تخفیف کی گئی یہ امت کے لئے ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ ضروری تھا کہ بہرحال دشمن کا مقابلہ کریں اگرچہ تنہا ہوں اور دشمن لاکھوں کی تعداد میں ہو۔ کیونکہ آپ سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ آپ کی مدد کرے گا اور یہ بہت بڑی قوت ہے جس کا بشر مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسی لئے بعض جنگوں میں جب مسلمانوں سے کمزوری ہوئی تو آپ دشمن کی صفوں کی طرف آگے بڑھے "

اور فرمایا ؎

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ ۞ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

" میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں "

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی جہاد کی مثل ہے۔ کیونکہ جہاد میں کلمۂ حق کو بلند کرنا ہوتا ہے۔ جبکہ امر بالمعروف میں کلمۂ باطل کو ختم کرنا ہوتا ہے۔ یہ وجہ دونوں میں جامع ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا اِلٰى قَوْلِهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

۴۳۳۸ــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الزُّبَيْرُ ابْنُ خِرِّيْتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حِيْنَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ اَلَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ فَجَاءَ التَّخْفِيْفُ فَقَالَ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ قَالَ فَلَمَّا خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خَفَّفَ عَنْهُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اَب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی اور جانا کہ تم میں کمزوری ہے!

تفسیر: "الاٰن" ظرف ہے یہ اس وقت کا نام ہے جس میں تُو موجود ہے یہ معرفہ ہے نکرہ نہیں اور نہ ہی اس پر لام تعریف داخل ہوتا ہے، کیونکہ اس میں اور کوئی شریک ہی نہیں ہوسکتا۔ ضُعْفًا بفتح الضاد وضمہا دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ ابوجعفر نے کہا ضُعَفَآء ضعیف کی جمع ہے اور اکثر علماء کہتے ہیں۔ ضَعْف مدد میں استعمال ہوتا ہے اور بعض قوت و جلادت میں استعمال کرتے ہیں (یعنی) شروع اسلام میں مسلمان قلیل ترین تھے اس لئے انہیں جنگ و جدال میں بڑی بڑی جماعتوں کا مقابلہ کرنے کا حکم تھا لیکن جب مسلمان زیادہ ہوگئے اور جنگ و جدال کے بغیر ہر طرف سے لوگ اسلام قبول کرنے لگے تو ابتداء اسلام میں قوت جتنی وہ نہ رہی اور لوگوں کا بھاری تعداد والی جماعتوں سے مقابلہ کرنا مشکل ہُوا تو اللہ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ ایک مسلمان دو کافروں کا مقابلہ کرے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۳۳۸ — ترجمہ : عبداللہ بن المبارک نے بیان کیا کہ ہمیں جریر بن حازم نے خبر دی انہوں نے کہا مجھے زُبَیر بن خِرِّیت نے عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جب یہ آیت کریمہ : اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ، تو یہ حکم مسلمانوں پر دشوار ہُوا جبکہ اِن پر یہ فرض کیا گیا کہ ایک شخص دس کافروں سے نہ بھاگے تو تخفیف نازل ہُوئی ۔ فرمایا اب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی ہے اور جانا کہ تم میں کمزوری ہے ۔ اگر تم میں سے سو صبر والے ہوں تو وہ دو سَو پر غالب رہیں گے ۔ ابن عباس نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے اُن سے اس اعداد و شمار میں تخفیف کر دی تو اُن سے تخفیف کی مقدار صبر بھی کم ہو گیا ،، (یہ آخری بات ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے یا لوگوں کا حال دیکھ کر فرمایا)

ابوداؤد نے یہ حدیث جہاد میں ذکر کی ہے ۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ایک مسلمان صابر دو کافروں کا مقابلہ کر سکتا ہے ۔ ابتداء اسلام میں یہی حکم تھا ، کیونکہ مسلمانوں کے لئے دو سعادتیں ہیں جن سے کافر محروم ہیں ، کیونکہ مومن اگر شہید ہو جاتا ہے تو جنّت میں جاتا ہے ۔ اگر صحیح سالم واپس وطن آجاتا ہے تو اسے عظیم اجر ملتا ہے اور غنیمت لے کر آتا ہے اور کافر دنیاوی متاع کے لئے لڑتا ہے ۔ اس لئے وہ اُخروی سعادت سے محروم رہتا ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان مقاتل پر صفِ قتال سے بھاگنا ہے جبکہ دشمن مسلمانوں کی دو مثلوں سے زیادہ نہ ہو ۔ اگر وہ زیادہ ہوں تو انصراف کی اجازت ہے ۔،،

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

الحمد للہ رب العالمین کہ صحیح بخاری کے اٹھارہ پاروں کا ترجمہ مع شرح مکمل ہُوا آج مورخہ ۲۸ ۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۸۴ء اتمام کو پہنچا ۔ الحمد للہ رب العالمین !

غلام رسُول رضوی غُفِرَ لَہٗ

فیصل آباد ۳ ۳/۸۴

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرس

تفہیم البخاری

حصّہ ششم ✱ پارہ : ۱۶ تا ۱۸

مضامین	صفحہ
سولھواں پارہ	
کتاب المغازی	۳
غزوہ عشیرہ یا عسیرہ	۴
محمد بن اسحاق رحمہ اللہ	۴
سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا اُن لوگوں کو ذکر کرنا جو بدر میں قتل ہوئے۔	۵
غزوہ بدر کا واقعہ	۹
نیند اور اونگھ میں فرق	۱۳
اصحاب غزوۂ بدر کی تعداد	۱۷
سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا کفار قریش شیبہ عُتبہ، ولید امد ابوجہل کی ہلاکت کی دُعا کرنا	۲۱
ابوجہل کا قتل	۲۱
مسئلہ سماع موتی	۳۲
اہلِ قبور سے استمداد	۳۶
بدر میں شریک صحابہ کی فضیلت	۴۱
جنگ بدر میں فرشتوں کی شرکت	۵۷
فتنہ حرّہ کا سبب کیا تھا	۸۷
بدر میں شریک ہونے والوں کے اسماء گرامی	۹۱
حدیث بنی نضیر	۹۵
کعب بن اشرف یہودی کے قتل کی کیفیت	۱۰۵
ابو رافع عبداللہ بن ابوالحقیق کو قتل کرنا	۱۰۹
غزوۂ اُحد	۱۱۶
جنگِ اُحد میں شکست خوردہ بھاگنے والی عورتوں کے نام	۱۲۲
جنگ اُحد میں مصیبت کا اصل سبب کیا تھا؟	۱۲۳
عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ	۱۲۴

marfat.com
Marfat.com

مضامین و ابواب	صفحہ
مصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ	۱۲۵
جب دو جماعتوں نے تم میں سے قصد کیا تھا کہ وہ سُستی کر جائیں اور اللہ ان کا مددگار تھا اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔	۱۳۱
جب تم بھاگ رہے تھے اور کسی طرف التفات نہ کرتے تھے اور رسُول تمہیں پیچھے کی طرف بُلا رہا تھا۔	۱۴۵
یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔	۱۴۹
اُمِّ سُلیط کا ذکر۔	۱۵۲
حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت۔	۱۵۳
اُحُد کی جنگ میں جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخم آئے۔	۱۵۹
جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم مانا	۱۶۲
جنگ اُحُد میں جو مسلمان شہید ہُوئے	۱۶۴
اُحُد ہم سے محبت کرتا ہے	۱۶۹
ستّر قاریوں کی شہادت کا واقعہ	۱۸۶
غزوۂ خندق	۱۹۰
سُلیمان بن صُرد رضی اللہ عنہ	۲۰۴
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احزاب سے واپس تشریف لانا اور بنی قریظہ پر چڑھائی کرنا۔	۲۰۸
غزوۂ ذات رقاع	۲۱۷
سہل بن ابی حثمہ	۲۲۲-
غزوہ بنی مصطلق	۲۲۸
غزوۂ انمار	۲۳۱
حدیث الافک	۲۳۲
غزوۂ حدیبیہ	۲۵۱
بیعت رضوان کا سبب	۲۶۴
ام کلثوم بنت عُقبہ بن ابی مُعَیط	۲۷۸
قبیلہ عقل وغیرہ کا واقعہ	۲۸۵
سترھواں پارہ	۲۸۷
غزوۂ ذی قَرَد	۲۸۸
غزوۂ خیبر	۲۹۰
ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا	۳۱۱
نکاح متعہ کی تحقیق	۳۱۵
متعہ کب حرام ہوا	۳۱۶
مُدعَم	۳۲۰
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اہلِ خیبر پر حاکم مقدر کرنا۔	۳۴۱
سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہلِ خیبر سے معاملہ	۳۴۲
جس بکری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیبر میں زہر ملایا گیا۔	۳۴۳
غزوۂ زید بن حارثہ	۳۴۴
سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ	

marfat.com
Marfat.com

مضامین و ابواب	صفحہ
رضی اللہ عنہ کو سات غزوات میں امیر بنایا	۳۴۴
عمرۃ القضاء	۳۴۵
امیر حمزہ کی بیٹی کے متعلق جھگڑا کہاں ہوا	۳۴۸
خلقت میں مشابہت	۳۴۹
اہم فیصلہ	۳۴۹
ملک شام میں جنگِ موتہ	۳۵۴
سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسامہ بن زید قبیلہ جہینہ کی قوم حرقات کی طرف بھیجنا	۳۶۱
غزوہ فتح مکہ	۳۶۵
حاطب بن ابی بلتعہ لخمی	۳۶۷
فتح مکہ کی جنگ ماہِ رمضان میں ہوئی	۳۶۸
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن جھنڈا کہاں نصب کیا تھا۔	۳۷۲
مکہ مکرمہ غلبہ سے فتح ہوا یا صلح سے فتح ہوا	۳۷۶
فتح مکہ میں جن کو قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا ان میں بعض قتل ہوئے اور بعض کو معافی مل گئی۔	۳۷۸
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ کے بالائی جانب سے مکہ میں داخل ہونا۔	۳۸۶
سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح مکہ میں اُترنے کی جگہ۔	۳۸۷
فتح مکہ کے زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ میں قیام کی جگہ	۳۹۲
غزوۂ اوطاس	۴۱۰

مضامین و ابواب	صفحہ
فاتحہ خوانی میں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا اور میت کو ثواب بھیجنا	۴۱۷
غزوۂ طائف	۴۱۹
نسبت کے اقسام	۴۲۸
نجد کی طرف چھوٹا لشکر بھیجنا	۴۳۶
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجنا	۴۳۷
عبداللہ بن حذافہ سہمی اور علقمہ بن مجزز مُدلجی کا فوجی دستہ	۴۳۹
علقمہ بن مجزز مدلجی	۴۴۰
حجۃ الوداع سے پہلے ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجنا	۴۴۱
حضرت علی المرتضیٰ اور خالد بن ولید کو حجۃ الوداع سے قبل یمن کی طرف بھیجنا	۴۴۹
عُیَیْنَہ بن حصن	۴۵۳
غزوہ ذی الخلصہ	۴۵۶
غزوہ ذاتِ سلاسل	۴۶۱
جریر رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف جانا	۴۶۴
سمندر کے کنارے کا غزوہ	۴۶۷
نو ہجری میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو حج کرانا	۴۷۱
بنی تمیم کا وفد	۴۷۲

marfat.com
Marfat.com

مضامین و ابواب	صفحہ
وفد عبد القیس	۴۷۶
وفد بنی حنیفہ اور ثمامہ بن اُثال کی حدیث۔	۴۸۱
اسود عنسی	۴۸۶
اسود عنسی کا واقعہ	۴۸۸
قصہ اہل نجران	۴۹۱
عمان اور بحرین کا قصہ	۴۹۴
اشعریوں اور اہلِ یمن کا آنا	۴۹۶
قبیلہ دوس اور طفیل بن عمرو دَوسی کا قصہ	۵۰۳
قصۂ وفد طیّیٔ اور عدی بن حاتم کی حدیث	۵۰۵
عدی بن حاتم کا اسلام قبول کرنا	۵۰۷
اٹھارھواں پارہ	
غزوۂ تبوک۔ یہ غزوہ عُسرہ ہے	۵۲۴
حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ	۵۳۰
غسان کے حاکم کا کعب بن مالک کی طرف خط	۵۳۹
فوائد الحدیث	۵۴۸
سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ حجر میں جانا	۵۴۹

مضامین و ابواب	صفحہ
سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر کی طرف خط لکھے	۵۵۲
فارس کے حاکم کسریٰ کی طرف خط	۵۵۴
سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار ہونا اور وفات پانا۔	۵۵۷
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو بوسہ دیا	۵۸۰
اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کریگا	۵۸۱
سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام	۵۸۶
سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات	۵۸۷
سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا مرضِ وفات میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر بنا کر بھیجنا۔	۵۸۹
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوے لڑے	۵۹۲
امام احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال رضی اللہ عنہ	۵۹۴
کتاب التفسیر	
سورۂ فاتحہ اور اس کی فضیلت اور تفسیر	۵۹۶
اللہ تعالیٰ کا ارشاد: کوئی نماز میں ہو اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بُلائیں تو حاضر ہو جائے۔	۵۹۹

marfat.com
Marfat.com

مضامین و ابواب	صفحہ
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! آدم علیہ السلام کو سارے نام سکھا دیئے	۶۰۱
	۶۰۱
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اللہ کا شریک نہ بناؤ، حالانکہ تم جانتے ہو !	۶۰۷
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! ہم نے تم پہ بادل کا سایہ کیا۔	۶۰۹
کمب کے فوائد	۶۱۰
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہے	۶۱۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اگر ہم کوئی آیت منسوخ کردیں یا اس کو فراموش کرادیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں۔	۶۱۵
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! یہودیوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ اللہ پاک ہے۔	۶۱۷
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو !	۶۱۸
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے۔	۶۲۰
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! تم کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل ہُوا	۶۲۱
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! عنقریب بیوقوف لوگ کہیں گے مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے کس نے پھیر دیا۔	۶۲۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پہ گواہ رہو اور رسُول تمہارے نگہبان اور گواہ	۶۲۴
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اس لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون پیروی کرتا ہے	۶۲۶
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! ہم بار بار تمہارے رُخِ انور کو آسمان کی طرف اُٹھتا دیکھ رہے ہیں	۶۲۷
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس نشانی لے کر آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے	۶۲۸
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ حضور کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔	۶۲۹
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! ہر ایک کے لئے قبلہ ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے۔	۶۳۰
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو۔	۶۳۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں۔	۶۳۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! بعض لوگ اللہ کے سوا شریک بناتے ہیں۔	۶۳۵
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اے ایمان والو ! تم پر مقتولین کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا ہے	۶۳۶
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اے ایمان والو ! تم پر رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں	۶۴۰

marfat.com
Marfat.com

مضامین و ابواب	صفحہ
اشعث بن قیس کندی	۶۴۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں۔	۶۴۳
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے!	۶۴۵
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہے۔	۶۴۷
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور کھاؤ اور پیو!	۶۴۸
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت توڑ کر آؤ!"	۶۵۱
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور ان سے لڑو یہاں تک کوئی فتنہ نہ رہے۔	۶۵۲
فتنہ ابن زبیر	۶۵۴
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنی جانیں ہلاکت میں نہ ڈالو!	۶۵۵
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو!	۶۵۶
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے	۶۵۷
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو!	۶۵۸
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پھر اے قریشیو! تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں	۶۵۹
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے۔	۶۶۱
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے!	۶۶۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد نہ آئی۔	۶۶۳
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں	۷۱۵
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم، تمہیں تمہاری پچھلی جماعت میں پکار رہے تھے	۷۱۸
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر امن یعنی اونگھ نازل فرمائی	۷۱۹
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ جو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے انہیں زخم پہنچ چکا تھا ان کے نیکوکاروں کے لئے بڑا ثواب ہے	۷۲۰
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لوگ تمہارے لئے جمع ہوئے۔	۷۲۱
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی۔	۷۲۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنہوں نے اللہ کا شریک بنایا بہت اذیت کی باتیں سنو گے	۷۲۴
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے کہ بے کئے۔	۷۲۹

marfat.com
Marfat.com

مضامین و ابواب	صفحہ
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بیشک آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے میں الخ	۷۳۱
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔	۷۳۳
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے رب ہمارے بیشک جسے تو دوزخ میں لے جائے اسے مزید تو نے رسوائی دی اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔	۷۳۴
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے رب ہمارے ہم نے ایک منادی (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) کو سنا کہ ایمان کے لئے ندا فرماتا ہے۔	۷۳۵
سُوْرَۂ نساء	
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ تم یتیم عورتوں میں انصاف نہ کر سکو گے	۷۳۷
باب۔ جو حاجتمند ہو وہ بقدر مناسب کھائے	۷۴۱
جب بانٹتے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائے تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو اور ان سے اچھی بات کہو!	۷۴۲
باب۔ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں۔	۷۴۵
باب۔ تمہارے لئے نصف مال ہے جو تمہاری بیویوں نے چھوڑا۔	۷۴۵
باب۔ تمہارے لئے حلال نہیں کہ تم عورتوں کے جبراً وارث بن جاؤ	۷۴۵

مضامین و ابواب	صفحہ
باب۔ اور ہم نے سب کے لئے مال کے مستحق بنا دیئے۔	۷۴۸
باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا۔	۷۴۹
باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو کیسے ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں!	۷۵۴
باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے قضاء حاجت سے آئے	۷۵۷
باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔	۷۵۸
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔	۷۵۹
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا اور وہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام ہیں	۷۶۱
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تمہیں کیا ہوا نہ لڑو اللہ کی راہ میں۔	۷۶۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو تمہیں کیا ہوا کہ منافقین کے بارے میں دو فریق ہو گئے۔	۷۶۴
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو تمہیں کیا ہوا کہ منافقین کے بارے میں دو فریق ہو گئے۔	۷۶۴
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب ان کے پاس امن یا سلامتی یا خوف کی خبر آجاتی ہے تو اس کو فاش	

marfat.com
Marfat.com

مضامین و ابواب	صفحہ
کر دیتے ہیں۔	۷۶۶
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے۔	۷۶۷
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو کوئی تمہیں سلام کہے اس کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔	۷۷۰
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! گھروں میں بیٹھنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں	۷۷۱
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔	۷۷۵
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مگر کمزور مرد عورتیں اور بچے جو کسی بہانہ سے نکلنے پر قادر نہیں اور نہ ہی وہ راستہ جانتے ہیں۔	۷۷۷
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم پر مضائقہ نہیں اگر مینہ کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو۔	۷۷۹
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ لوگ آپ سے عورتوں کی میراث کے حق میں فتویٰ طلب کرتے ہیں۔	۷۸۰
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے نشوز کا اعراض کا ڈر محسوس کرے	۷۸۱
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! احضرت الانفس الشح	۷۸۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! منافق جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے!	۷۸۳
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی۔	۷۸۵
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے (کلالہ)	۷۸۷
سورۂ مائدہ	۷۸۸
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا	۷۹۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی تیمم کر لو!	۷۹۴
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اور تمہارا رب جائے اور اُن سے لڑو! ہم یہاں بیٹھتے ہیں۔	۷۹۷
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں	۷۹۹
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور زخموں میں بدلہ ہے۔	۸۰۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے رسول پہنچا دو! جو کچھ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا	۸۰۳
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تمہیں تمہاری لغو قسموں پر نہیں پکڑے گا۔	
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو اللہ نے جو پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ کرو!	۸۰۶
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! خراب اور جوا اور بت اور تیران فال ناپاک ہی ہیں۔ شیطانی کام	۸۰۸
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان پر کچھ گناہ نہیں۔	۸۱۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔	۸۱۴

marfat.com
Marfat.com

مضامین و ابواب	صفحہ
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے۔ کان چرا ہُوا اور نہ بجار نہ وصیلہ نہ حامی۔	۸۱۷
عَمرو بن عامر خزاعی	۸۲۰
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور میں اُن پر مطلع تھا جب تک ان میں رہا۔	۸۲۱
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اگر تو معاف کر دے تو تُو غالب اور حکمت والا ہے۔	۸۲۲
سورہ انعام	
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کے پاس غیب کے خزانے ہیں انہیں وہی جانتا ہے	۸۲۹
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم فرماؤ! وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے۔	۸۳۰
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! انھوں نے اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی۔	۸۳۱
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور یونس اور لوط کو ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی	۸۳۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی تو تم انہیں کی راہ چلو!	۸۳۳
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور یہودیوں پر ہم نے	

مضامین و ابواب	صفحہ
حرام کیا۔ ہر ناخن والا جانور اور گائے اور بکری کی چربی اُن پر حرام کی	۸۳۵
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بے حیائیوں کے قریب نہ جاؤ!	۸۳۶
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لاؤ اپنے گواہ	۸۳۸
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا۔	۸۳۸
قیامت کی علامات	۸۴۰
سورۂ اعراف	۸۴۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم فرماؤ! میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں۔	۸۵۱
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب "موسیٰ علیہ السلام" ہمارے وعدہ پر حاضر ہُوا	۸۵۲
دنیا میں اللہ کو دیکھنا ممکن ہے	۸۵۴
سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔	۸۵۵
من اور سلویٰ	۸۵۷
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی اسی کو ہے۔	۸۵۸
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور موسیٰ بیہوش گر پڑے۔	۸۶۱

marfat.com
Marfat.com

مضامین و ابواب	صفحہ
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہو معافی	۸۶۱
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! عفو اختیار کریں	۸۶۲
سُورۂ انفال	۸۶۵
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں۔ تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسُول ہیں	۸۶۵
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے، گونگے ہیں جن کو عقل نہیں۔	۸۶۹
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر جب رسُول تمہیں اس چیز کے لئے بُلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔	۸۷۰
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جب بولے کہ اے اللہ! اگر یہی تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان	
سے پتھر برسا!	۸۷۲
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے اللہ ان لوگوں کو عذاب نہ دے گا جو ان کو ہلاک کردے!	۸۷۵
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اُن سے جنگ کرو حتیٰ کہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہو جائے۔	۸۷۵
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے پیارے نبی! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو!	۸۷۹
انا النبی لا کذب	
انا ابن عبد المطلب	۸۸۰
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی اور جانا کہ تم میں کمزوری ہے!	۸۸۱

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

گیارہ حصّوں میں مکمل طبع ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے قبول کرے اور مؤلف کو اجرِ عظیم عطا فرمائے! آمین!

ناشر: تفہیم البخاری

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی جامعہ سراجیہ رسُولیہ رضویہ فیصل آباد

marfat.com
Marfat.com

تفہیم البخاری

جلد

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

حقوق طبع مؤلف کے لئے محفوظ

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

اور جو کچھ تمہیں رسُول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸ سُورۂ حشر)

تفہیم البخاری

شرح صحیح البخاری

حصّہ ہفتم

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی جامعہ سراجیہ رسُولیہ رضویہ اعظیم آباد فیصل آباد

marfat.com

Marfat.com

تفہیم البخاری

حصہ ششم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجُزْءُ التَّاسِعُ عَشَرَ

سُوْرَۃ برأۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورہ برأت

اُنیسواں پارہ

یہ سورت مدنی ہے اس میں سب کا اتفاق ہے، لیکن آخری دو آئتیں: لَقَدْ جَآءَکُمْ آخر تک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں اس سُورت کے تیرہ نام ہیں۔ ان میں سے دو نام برأت اور توبہ مشہور ہیں۔ اس کا تیسرا نام مُقَشْقِشَۃ بمعنی مُتَبَرِّءَۃ ہے۔ کہا جاتا ہے تَقَشْقَشَتْہُمْ "یعنی اُن سے بری ہُوا۔ یہ سُورت آخر میں نازل ہُوئی۔ چوتھا نام البحوث ہے کیونکہ یہ منافقوں کے اسرار ظاہر کرتی ہے۔ پانچواں نام فاضحہ ہے۔ کیونکہ یہ منافقوں کو رسوا کرتی ہے۔ چھٹا نام مُبَعْثِرہ ہے کیونکہ یہ لوگوں کی خبریں ظاہر کرتی ہے اور ان کے خُفیہ راز ظاہر کرتی ہے۔ ساتواں نام مُثِیرہ ہے کیونکہ یہ منافقوں کی رسوائی کے مقامات ظاہر کرتی ہے اور ان کے خفیہ راز ظاہر کرتی ہے۔ ساتواں نام مُثِیرہ" ہے۔ کیونکہ یہ منافقوں کی رسوائی کے مقامات ظاہر کرتی ہے۔ آٹھواں نام "حافرہ" ہے۔ کیونکہ یہ اُن کے دِل کُریدتی ہے۔ نواں نام "مُخْزِیہ" ہے کیونکہ یہ ان کو رسوا کرتی ہے۔ دسواں نام: مُنَکِّلَہ" ہے کیونکہ یہ منافقوں کو نکال و عذاب کرتی

marfat.com
Marfat.com

وليحة كل شئ ادخلت في شئ اللفة ايتمر النساء الصداق للقتل
للموت ولا تغتبني لا تؤنبني كل شئ واحد مدخول عليك

ے کہ یہ اس کا نام ہے یہ وہ ہے جس نے ساتھوں کی تالیف کی ہے بلکہ اس کا نام
ہے سورت نے کافروں کو مسلمانوں سے علیحدہ کر دیا ہے۔ تیسرا نام سورۃ عذاب ہے۔

اس سورت سے پہلے بسم اللہ کیوں نہ لکھی گئی

اس میں مختلف اقوال ہیں ۱ جس نے کہا اس سورت میں جہاد کفار کا ذکر ہے جاہلیت کے زمانہ میں عربوں میں یہ رسم تھی کہ جب وہ جہاد کفار کرتے تو دشمن کو بسم اللہ نہ لکھتے تھے۔ جب یہ سورت نازل ہوئی تو اس میں جہاد (جہاد کفار) کا ذکر تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر یہ سورت پڑھی جو ان کی عادت کے مطابق بسملہ نہ پڑھی۔

۲ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا سورۃ انفال سب سے پہلے نازل ہوئی جبکہ جماعت تر میں نازل ہوئی جو کہ ان کا قصہ ہوا ان کے قصہ اور مضمون کے مشابہ تھا۔ [illegible] سے شروع کیا گیا ہے شروع نہ فرمائی کہ یہ اس میں سے ہے تو میں نے یہ گمان کیا کہ انفال سابقہ اسی کی سورت ہے۔

۳ بعض نے کہا انفال اور براءت ایک ہی سورت ہے۔

۴ بعض نے کہا یہ دو سورتیں ہیں ان کے درمیان جگہ خالی چھوڑی۔ تاکہ تیسرے قول کا احتمال ہو۔

۵ حکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ابن عباس نے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ سے بسملہ کے ترک کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا بسملہ امان ہے اور برأت تلوار کے ساتھ نازل ہوئی اس میں امان نہیں ہے۔

۶ قشیری نے کہا صحیح یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس بار بسملہ لیکر نہ آئے تھے اس لئے کہ اسی طرح لکھ دیا اور زیادہ نہ کی۔

۷ بیضاوی نے یہ وجہ بیان کی کہ جب کوئی آیت یا سورت نازل ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقام کی تعیین فرماتے اس سورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر وقت تک تعیین نہ فرمائی تھی

marfat.com
Marfat.com

فِيْهِ يَجْمَحُوْنَ يُسْرِعُوْنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ اِنْتَفَكَتْ اِنْقَلَبَتْ بِهَا الْاَرْضُ اَهْوٰى اَلْقَاهُ فِيْ هُوَّةٍ عَدْنٍ خُلْدٍ عَدَنْتُ بِاَرْضٍ اَیْ اَقَمْتُ وَمِنْهُ مَعْدَنٌ وَيُقَالُ فِيْ مَعْدَنِ صِدْقٍ فِيْ مَنْبِتِ صِدْقٍ اَلْخَوَالِفُ اَلْخَالِفُ اَلَّذِیْ

برأت کا مضمون انفال کے مضمون کے مشابہ تھا۔ اسی لئے دونوں کو ملا دیا۔

ع ۸ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا سورہ براءت کا پہلا حصہ ساقط ہوگیا تو بسملہ بھی ساقط ہوگئی، چنانچہ ابن عجلان نے کہا سورۂ براءت سورۂ بقرہ کے برابر یا اس کے قریب تھی اس سے پہلا حصہ ترک ہوگیا تو بسملہ بھی نہ لکھی، لیکن یہ قول نادر ہے۔ بلکہ غیر معتمد علیہ ہے (عینی و تیسیر القاری)

قولہ وَلِيْجَةً ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً کا اشارہ کیا اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے، ولیجہ کی کل شیٔ اَدْخَلْتَهٗ فِيْ شَيْءٍ ،، سے تفسیر کی یعنی ہر شئی کہ تو اسے کسی چیز میں داخل کرے ولیجہ ہے۔ ولیجہ کی تفسیر ،، بطانہ ،، سے بھی کی جاتی ہے۔ اس کے معنی ہیں خفیہ دوست ،،

قولہ اَلشُّقَّةُ آہ اس سے اس آیت کریمہ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر شُقَّة کی سفر سے تفسیر کی یعنی اگر کوئی قریب مال یا متوسط سفر ہوتا تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے مگر اُن پر تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا۔

قولہ اَلْخَبَالُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر خبال کی فساد سے تفسیر کی۔ خبال دراصل فساد ہے یہ کبھی بدن میں کبھی فعل میں اور کبھی عقل میں ہوتا ہے اس کو جنون کہتے ہیں نیز خبال کی تفسیر موت سے بھی کی جاتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ درست یہ ہے کہ یہ بمعنی مُوْتہ ہے۔ مُوْتہ جنون کی قسم ہے۔ اس کا معنی صرع بھی ہے۔ جو آدمی کو عارض ہوتا ہے۔ جس وقت ہوش میں آئے تو پوری عقل عود کر آتی ہے۔ جیسے سونے والا شخص یا مست بیدار ہو یا ہوش میں آئے تو عقل واپس آجاتی ہے۔ قولہ وَلَا تَفْتِنِّيْ آہ اس سے اس آیت کریمہ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور تُوَبِّخْنِيْ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی اُن میں سے کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رُخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے۔ تُوَبِّخْنِيْ ،، توبیخ سے ہے۔ مستقبل اور جرجانی کی روائت میں معنی لَا تُوْهِنِّيْ ہے اور وہن کے معنی ضعف کے ہیں۔ ابن سکن کی روائت میں لَا تُؤْثِمْنِيْ ہے۔ قاضی عیاض نے اسے صواب کہا ہے۔ یعنی مجھے گنہگار نہ کریں۔

شان نزول : یہ آیت کریمہ جد بن قیس منافق کے حق میں نازل ہوئی جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

[redacted]

[redacted] غزوہ تبوک کی تیاری [redacted]
شیطانی ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں [redacted]
بھی پیچھے رہ جانے کی اجازت دیجئے [redacted]
مدد کروں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ [redacted]
کے لئے کہ کوئی ملت دشمن سے بہادری [redacted]
دے دی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قولہ تعالیٰ وَلَوْ خَرَجُوْا [redacted]
مشکلہ ۔ کی طرف اشارہ کیا اللہ تعالیٰ کہ منافقوں کا [redacted]
خرچ کرو یا نالائقی سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔ یہ [redacted]
جہاد میں نہ جانے کی اجازت طلب کرنے کے ساتھ یہ کہا تھا کہ [redacted]
وتعالیٰ نے فرمایا کہ تم خوشی سے دو یا ناخوشی سے تمہارا [redacted]
اس کو نہیں کہ یہ دنیا ملنے کے لائق ہیں۔

قولہ تعالیٰ اَوْ اس سے اس آیت کریمہ [redacted]
شارہ کیا۔ یعنی اگر ہمیں کوئی پناہ یا غار یا سما جانے کی جگہ [redacted]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نفاق دور ہونے کا سبب ہے۔ پھر [redacted]
زمین کے اندر راہ یا سوراخ کہ جس میں گھس جائیں۔ یعنی [redacted]

قولہ لَمَزُكَ اس سے اس آیت کریمہ [redacted]
اس کی تفسیر ۔ سے تفسیر کی ہیں اس طرح تیرے [redacted]
میل جول رکھتا ہے ان کے دلوں میں تمہاری محبت نہیں ان کی [redacted]
میل جول نہ کریں۔

قولہ اَلْمُؤْتَفِكٰتُ اس سے اس آیت کریمہ [redacted]
تَسْلُكُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۔ کی طرف اشارہ کیا پھر مؤتفکات کی یہ تفسیر کی کہ [redacted]
والے اللہ کے وہ بستیاں کہ الٹ دی گئیں ان کے رسول روشن دلیلیں ان کے پاس [redacted]
واقعہ ہے اللہ کو مؤتفکات ان کی بستیاں ہیں۔ وہ شہروں میں رہتے تھے۔ [redacted]

marfat.com
Marfat.com

النِّسَآءُ مِنَ الْخَالِفَةِ وَاِنْ كَانَ جَمْعَ الذَّكُوْرِ فَاِنَّهٗ لَمْ يُوْجَدْ عَلٰى تَقْدِيْرِ جَمْعِهٖ

کی تکذیب کی اور بدکرداریاں کیں جو اُن سے پہلے کسی نے نہیں کی تھیں ان کی تکذیب کے باعث اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اے منافقو! تم بھی ان کی طرح اپنے نبی علیہ السلام کو جھٹلاتے ہو ڈرو کہ انہیں کی طرح مبتلائے عذاب نہ کئے جاؤ۔ **افکہ** ،، عذاب ہے جو قوم لوط پر بھیجا گیا اُس نے ان کے شہروں کو اُلٹ پلٹ کر دیا تھا۔ شہر کو مُؤْتَفِکَہ کہتے ہیں۔ اس کی جمع مُؤْتَفِکَات ،، ہے۔

قولہ اَھْوٰی ،، یہ سورۂ نجم کا لفظ ہے۔ امام نے والمؤتفکات اھوی ،، کی مناسبت سے یہاں ذکر کیا ہے ھُوَّہ ،، بضم الھاء وتشدید الواو بمعنی گہری جگہ ہے۔ یعنی ان کو گہری جگہ میں ڈال دیا۔ کشاف میں ذکر کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کو آسمان کی طرف اٹھایا پھر زمین پر پھینک دیا۔

قولہ عَدْن آہ اس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول ،، جَنّٰتِ عَدْنٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور خلد سے عدن کی تفسیر کی یعنی ہمیشہ باقی رہنے والی جنّت۔ عدن کا معنی اقامت ہے۔ کہا جاتا ہے۔ عَدَنَ بالمکان جب اس میں ہمیشہ رہے۔ اس سے مَعْدن ہے جس سے سونا چاندی وغیرہ نکالا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی جگہ قائم دائم رہے اسے معدنِ صدق کہا جاتا ہے۔ گویا وہ صدق کی معدن ہے۔ اور جہاں پودا قائم رہے۔ اس کو منبت صدق کہا جاتا ہے اور مقعد صدق کی تفسیر پسندیدہ مکان سے کرتے ہیں جس میں ہمیشہ خوش رہے۔

قولہ اَلْخَوَالِفِ آہ اس سے آئت کریمہ ،، رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یہ اور اس سے پہلی آئت کریمہ غزوۂ تبوک کے متعلق ہے۔ اس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غزوۂ تبوک کی تیاری کریں تو چند کمزور لوگ تیاری نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر یوں بیان فرمایا وَلَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى الآیۃ اس میں اللہ تعالیٰ نے اُن سے ملامت کی نفی کی۔ اور ان لوگوں کو ملامت کی جو مالدار تھے اور تبوک نہ جانے کی اجازت طلب کرتے تھے۔ ان کی یوں ملامت کی کہ یہ لوگ خوالف یعنی عورتوں کے پاس رہنے میں خوش ہیں۔ قولہ الخالف آہ یعنی خَوَالِف خالِف کی جمع ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں کوچ کرنے میں پیچھے رہ جانے والا۔ امام نے اس قول: اَلَّذِیْ خَلَفَنِیْ فَقَعَدَ بَعْدِیْ ،، میں اس معنی کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ شخص جو میرے پیچھے رہ گیا اور میرے جانے کے بعد بیٹھا رہا۔ اس کی جمع خَالِفِیْن ،، بھی آتی ہے جیسے قرآن کریم میں ہے فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخَالِفِیْنَ ،، پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا خالفین جمع مذکر ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو پیچھے رہ گئے تھے؛ ؛ ہے کہا کہ جمع مؤنث واؤ اور نون کے ساتھ نہیں آتی۔ اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ترجیح دی ہے کہ اس سے مراد مرد ہیں۔ اسی سے ہے۔ يُخَلِّفُهٗ فِی الْغَابِرِيْنَ ،، یہ اس کے لئے دُعاء ہے جس کا کوئی قریبی

marfat.com
Marfat.com

اِلَّا حَرْفَانِ فَارِسٌ وَفَارِسٌ وَمَا يُشْبِهُهُمَا مِنَ الْمُشْتَرَكِ وَالْمُتَّفِقِ

[illegible] ... ہے۔ امام [illegible] ... کی کہ اب ان کے سر پر [illegible] ... ان کے [illegible] ... فی امثالہ مثل و لخلف فی عینہ فی العابرین ۔ یعنی [illegible] ... [illegible] ... ہے اس کے بے بانی رہنے والوں میں اس کا خلیفہ بنا۔ اس کی [illegible] ... [illegible] ... نے عابروں کی تفسیر باقیوں سے کی۔ جیسے قرآن کریم میں ہے [illegible] ... فاقعدوا مع الخالفین ۔ لفظ فرماتی اور مستقبل دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ [illegible] ... سے معلوم ہوتا ہے۔

[illegible] ... بھی جائز ہے کہ خوف سے مراد خوف ہو یعنی ان کو یہ خوف [illegible] ... ہے کہ اگر یہ خوف عالم کی میت ہو تو اس تقدیر پر دو لفظوں کے ساتھ فاعل کا ذکر کیا [illegible] ... ہے اور ہو لک عالم کی میت ہے۔ [illegible] ... کی [illegible] ... کرتے ہوئے کہا کہ فعل ماضی کی میت ہے اور عرب میں صرف دو لفظ فارس اور ہو لک [illegible] ... کرو۔ فارس کی میت ہے اور ہو لک عالم کی میت ہے۔ لیکن یہ حکم مخصوص ہے [illegible] ... فارس کی میت کرو۔ فارس کی میت ہے اور ہو لک عالم کی میت ہے۔ اور [illegible] ... میں کرو۔ فارس کی میت حاجت اور حوائج ماضی کی میت ہے۔ (حسینی)

[illegible] ... نے اس آیت کریمہ اُولٰئِکَ یَنْظُرُوْنَ فِی الْمِیْرَاثِ ۔ کی طرف اشارہ کیا اس [illegible] ... کی میت ہے اس کے معنی فواصل ہیں۔ مفسرین نے اس کے معنی جنت کی بشارت [illegible] ... ہے۔ صلاوی نے زیادہ تر تفسیر کے منابع سے تفسیر کی ہے۔

[illegible] ... نے اس آیت کریمہ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰہِ اِمَّا یُعَذِّبُھُمْ وَاِمَّا [illegible] ... کی طرف اشارہ کیا اس مرجون کی مؤخرون کی تفسیر سے تفسیر کی۔ مرجون ارجئت سے [illegible] ... ہے یہ ہمزہ [illegible] ... ہے یعنی ارجئت و ارجئت دونوں بمعنی تاخیر ہیں۔ اسی سے [illegible] ... مرجئہ ہیں۔ وہ ایک اسلامی فرقہ ہے۔ اس فرقہ والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مؤمن کو معصیت کے ضرر [illegible] ... ہیں دی جیسے کفر کے ساتھ طاعت نفع نہیں دیتی۔ آیت کریمہ کا معنی یہ ہے اور کچھ لوگ موقوف رکھے گئے اللہ کے حکم پر یا ان پر عذاب کرے یا ان کی توبہ قبول کرے۔ یعنی غزوہ تبوک سے رہ جانے والے تین [illegible] ... میں تین قسم کے لوگ تھے۔ ایک منافقین کے حلیف تھے۔ دوسرے وہ لوگ جنہوں نے قصور کے اعتراف اور توبہ میں جلدی کی تیسرے وہ جنہوں نے توقف کیا اور جلدی توبہ نہ کی یہی اس آیت سے مراد ہیں اور وہ

marfat.com
Marfat.com

خَيْرَةٌ وَهِيَ الْفَوَاضِلُ مُرْجَوْنَ مُؤَخَّرُوْنَ اَلشَّفَا شَفِيْرٌ وَهُوَ حَدُّهٗ وَالْجُرُفُ مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُوْلِ وَالْاَوْدِيَةِ هَارٍ هَائِرٌ يُقَالُ تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ اِذَا انْهَدَمَتْ وَانْهَارَتْ مِثْلُهٗ لَاَوَّاهُ شَفَقًا وَفَرَقًا وَقَالَ الشَّاعِرُ اِذَا مَا قُمْتُ اَرْحَلُهَا بِلَيْلٍ ۔ تَاَوَّهُ اٰهَةَ

الرَّجُلِ الْحَزِيْنِ

مُرارہ بن ربیع، کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ ہیں یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے سستی کی آرام کی طرف میلان کیا پھل پکنے کا انتظار کیا اور غزوۂ تبوک میں شامل نہ ہوئے۔ یہ منافق نہ تھے اور نہ ہی دینِ اسلام میں ان کو شک تھا۔

قولہ اَلشَّفَا آہ اس سے اس آیت کریمہ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ،، کی طرف اشارہ کیا اور شَفَا کی شفیر سے تفسیر کی پھر کہا یہ اس کی طرف اور کنارہ ہے جس پر اس کی انتہاء ہوتی ہے۔ اور جُرُف وہ گڑھا ہے جو سیلاب کے پانی سے بنا ہو اور نہایت کمزور ہو۔ یعنی جس نے اپنی بنیاد گڑھے کے کنارے رکھی جو سیلاب کے پانی سے بنا ہو اور ہار کی ہائر سے تفسیر کی چنانچہ کہا جاتا ہے : تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ اِذَا انْهَدَمَتْ ،، جبکہ کنواں منہدم ہوجائے اور اِنْهَارَ بھی اسی طرح ہے۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ ھارٍ ہائر سے منقلب ہے یا کو لام کی جگہ کیا پھر اس میں قاض کا اعلال کیا گیا۔ بعض نے کہا یہ دراصل ھَوِر تھا۔ واؤ کو الف سے بدل کیا ہے۔ یہ الف فاعل کا الف نہیں ہے۔ ھَور کا معنی سقوط ہے۔

قولہ لَاَوَّاهٌ آہ ..... اس سے اس آیت کریمہ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ کی طرف اشارہ کیا اَوّاہ بروزن فعّال صیغۂ مبالغہ ہے۔ بمعنی بہت مُتَضَرِّع یعنی ابراہیم علیہ السلام کا بہت گریہ زاری کرنا خوف کے باعث تھا۔ اوّاہ کی تفسیر ثواب سے بھی کی جاتی ہے اور بعض نے اس کی تفسیر اللہ کے بندوں پر رحم کرنے والا سے کی ہے۔

قولہ قَالَ الشَّاعِرُ آہ ،، یعنی جب میں رات کو اونٹنی پر پالان ڈالنے کھڑا ہوتا ہوں تو وہ غمناک مرد کی طرح آہ وزاری کرتی ہے۔ جوہری نے کہا تَاَوَّهَ ،، کے معنی ہیں آہ آہ کرنا ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بیت سے استدلال کیا ہے کہ اَوّاہ بروزن فعّال تَاَوُّهٌ سے ہے۔ یہ بیت مُثَقِّب عبدی کا ہے۔ یہ اس کا لقب ہے اور نام حمائش عائذ بن محصن ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ بَرَاءَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَذَانٌ يَصْدُقُ الْحَجَّ الْاَكْبَرُ يَوْمُ النَّحْرِ وَمِنْ كَتَبْتُ وَالزَّكٰوةُ الطَّاعَةُ وَالْاِخْلَاصُ لَا يُؤْمِنُوْنَ لَا يُوَحِّدُوْنَ وَيُقَالُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُضَاهِئُوْنَ يُشَابِهُوْنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد بیزاری کا حکم سناتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا

الذین عاھدتم من المشرکین ۔ تم میں جن لوگوں نے کہا ہے کہ ہم اللہ کے سوا اور معبود نہیں مانتے ہیں اور اللہ کے رسول ہیں اور مشرکوں کے درمیان صلح کر لیتے ہیں یا تمہارا جن مشرکوں سے معاہدہ ہے کہ تم ان کے خلاف کسی کی مدد نہ کرو گے اور نہ ان کے ساتھ مشرک ان میں سے کسی پر زیادتی کرے تو شعبان نے یہ سنت نازل کی کہ مشرکوں پر لعنت بھیجنے کی رسم کر دی۔ ظفری نے کہا اس جملہ کی ابتداء حج اکبر کے دن سے ہوئی اور یہ اس لئے کہا گیا کہ عمرہ حج اصغر ہے۔ فذالک جملہ مرجع ہاء بہ کی جو سات حرفوں میں نازل ہوئی ہیں۔ اذان آواز ہے اس سے اس آیت میں واذان من اللہ ورسولہ۔ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی مراد سے غضب کی یعنی یہ اعلان ہے اس کے رسول کی طرف سے ہو رہا ہے۔

قولہ اذان آواز ہے اس سے اس آیت کریمہ ومنھم الذین یؤذون النبی ویقولون ھو اذن۔ کی طرف اشارہ کیا۔ بعض منافق جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتے اور کہتے کہ آپ تو اذن ہیں جو کچھ کوئی آپ سے کہتا ہے۔ آپ اس کی تصدیق کر دیتے ہیں اور جو کوئی جا کے حلفاً بات کرے اس کو سچا کہہ دیتے ہیں اور جب ہم آئیں اور آپ کے پاس قسم کھائیں کہ ہم نے ایسی بات نہیں کی تو ہماری تصدیق کر دیتے ہیں یعنی جو کچھ سنتے ہیں اس کی تصدیق کر دیتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی یہ تفسیر کی ہے

قولہ تطھرھم آ ہے اس سے اس آیت کریمہ خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا۔ کی طرف اشارہ کیا یعنی اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کر جس سے تم اے ستر ہزار پاکیزہ کر لو

marfat.com
Marfat.com

ان کے حق میں دعاءِ خیر کرو! بے شک تمہاری دُعاء ان کے دلوں کا چین ہے پھر زکوٰۃ کی تفسیر طاعت اور اخلاص سے کی۔ مفسرین نے کہا ابولبابہ اور اس کے ساتھیوں نے جب توبہ کی تو اُنھوں نے کہا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ہمارے مال ہیں ان کو صدقہ کردیں اور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دُعا کریں کہ ہمیں معاف کردے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہارے اموال سے کچھ لینے کا حکم نہیں کیا گیا۔ تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ تطہیر اور تزکیہ ہم معنیٰ ہیں۔ عرب کے کلام میں دو لفظ جن کا مادہ مختلف ہو اور معنی واحد ہو بہت ہیں۔ علامہ زمخشری نے کہا: تطھرھم صدقہ کی صفت ہے اور تطہر کی تاء واحد مخاطب یا واحد مؤنث غائب کی ہے اور تزکیہ تطہیر میں مبالغہ ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ تزکیہ کا معنی تطہیر ہے لیکن اس میں زیادتی ہے اور تزکیہ کے معانی بڑھنا، برکت اور مدح بھی ہیں۔ یہ تینوں معانی قرآن میں مستعمل ہیں۔

قولہ والزکوٰۃ یعنی زکوٰۃ فرماں برداری اور اخلاص دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔

قولہ لَا یُؤْتُوْنَ آہ اس سے اس آئت کریمہ "وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی لَا یَشْھَدُوْنَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، سے تفسیر کی، لیکن یہ آئت سُورۂ توبہ میں نہیں۔ سورۂ فُصِّلَتْ کی ہے یہاں سے تبعًا ذکر کیا ہے۔

قولہ یُضَاھُوْنَ آہ اس سے اس آئت کریمہ: "ذٰلِکَ قَوْلُھُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ یُضَاھُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ" کی طرف اشارہ کیا اور یُضَاھُوْنَ کی یُشْبِھُوْنَ سے تفسیر کی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا عقیدہ ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت عُزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے جبکہ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے۔ اس آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی کہ صرف افتراء اور بہتان کے سوا ان کے پاس اس دعویٰ کی کوئی سند نہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ان سے پہلے کافر لوگوں کے عقیدہ کے مشابہ ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ ان کی طرح یہ لوگ بھی گمراہ ہیں۔

آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں: اور یہودی بولے عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی بولے مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں اگلے کافروں کی سی بناتے ہیں اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں"

۴۳۳۹ — ترجمہ: ابواسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ آخری آئت جو نازل ہوئی وہ "یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ" ہے اور آخری سورت جو نازل ہوئی وہ برآءت ہے۔

۴۳۳۹ — شرح: علامہ کرمانی نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سب سے آخر میں آئت الربا نازل ہوئی لیکن یہ اس کے منافی نہیں کیونکہ براء بن عازب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے اجتہاد سے یہ کہا ہے یا آخریت مخصوصہ مراد ہے۔ کیونکہ اولیت اور اخریت امور نسبیہ سے ہیں اور سورت سے مراد

marfat.com
Marfat.com

۴۳۳۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ وَآخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ

بَابُ قَوْلِهِ فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَأَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ يَوْمَ يُؤَذِّنُ

۴۳۴۰ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِينَ يَوْمَ النَّحْرِ نُؤَذِّنُ بِمِنًى أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفَ

[illegible] ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس سورت کا زیادہ حصہ غزوۂ تبوک [illegible] نازل ہوا ہے۔ (حدیث ۴۶۵۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو چار مہینے زمین پر چلو پھرو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔

سیحوا کے معنی ہیں سیر کرو یعنی زمین میں چلو پھرو، آزاد ہو کسی سے کسی کا خوف نہ کرو اور [illegible] کی بری کھسوٹ، قتل و غارت اور فساد سے کافروں کو مہلت دی گئی۔ سیاحوا، سیاحۃ، سیاحا، یہ سب کلمات ہیں۔

۴۳۴۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ابوبکر صدیق نے اس حج میں (جس میں وہ امیر حج تھے) نحر کے دن منیٰ میں کچھ [illegible]

marfat.com
Marfat.com

بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ اَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَاَمَرَ اَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَاَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ يَوْمَ النَّحْرِ فِيْ اَهْلِ مِنًى بِبَرَآءَةٍ وَاَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اَذَانُهُمْ اَعْلَمُهُمْ

میں بھیجا کہ وہ منیٰ میں اعلان کریں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی شخص برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ حُمَیْدُ بن عبدالرحمٰن نے کہا پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو پیچھے بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ برأت کا اعلان کرے۔ ابو ہریرہ نے کہا علی نے ہمارے ساتھ نحر کے دن منیٰ میں موجود لوگوں میں براءت کا اعلان کیا اور یہ کہ اس سال کے بعد مشرک حج نہ کریں اور نہ ہی کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف کرے۔

۴۳۴۰ — شرح : یہ وہ حج ہے جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر حج تھے۔ یہ حج نو ہجری میں ادا کیا گیا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے اسناد کے ساتھ روائت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت برأت کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجا جس وقت وہ ذوالحلیفہ پہنچے تو فرمایا اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ براءت کا اعلان کرنے میرے یا میرے اہلبیت سے کسی مرد کے سوا کوئی نہ جائے پھر آپ نے حضرت علی کو سورت براءت کے ساتھ بھیجا۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی جس وقت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ براءت کی دس آیات نازل ہوئیں تو آپ نے ابوبکر صدیق کو بلایا اور اِن دس آیات کے ساتھ ان کو بھیجا کہ مکہ والوں پر یہ آیات پڑھیں پھر مجھے بُلایا اور فرمایا جہاں ابوبکر کو ملو اُن سے لکھی ہوئی دس آیات لے کر اہلِ مکہ کے پاس جاؤ اور ان پر یہ پڑھو۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابوبکر اپنے حال پہ بدستور امیر حج رہے۔ نیز ایک روائت میں ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر سے مکتوبہ آیات طلب کیں تو ابوبکر نے علی المرتضیٰ سے کہا کہ آپ امیر ہیں یا مامور ہیں۔ حضرت علی نے کہا میں مامور ہوں۔ ابوبکر صدیق نے حج سے واپسی پر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ابوبکر تمہارے بارے میں کوئی شئی نازل نہیں ہوئی لیکن میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یہ آیات آپ یا آپ کے اہلِ بیت سے کوئی مرد اہلِ مکہ پر پڑھے۔ کیونکہ عربوں میں یہی رسم ہے۔ شیخ نورالحق صاحب التیسیر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ اِذْنُهُمْ اَعْلَمُهُمْ

نے امام طحاوی سے نقل کیا کہ یہ حدیث پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے حضرت علی کو براءت کا اعلان کرنے بھیجا۔ ان روایات کے منافی ہے جو امام احمد اور ان کے صاحبزادے عبداللہ نے ذکر کی ہیں کہ ابوہریرہ نے کہا ابوبکر نے مجھے اعلان کرنے والوں میں بھیجا کیونکہ ابوبکر صدیق کے مکہ پہنچنے کے بعد اعلان حضرت علی کے سپرد تھا جس میں ابوبکر صدیق کا کچھ دخل نہ تھا لہٰذا ابوبکر کا ابوہریرہ اور دوسرے اعلان کرنے والوں کو بھیجنا بے معنی ہے۔

اقول یہ مسلم ہے کہ مدار اعلان حضرت علی پر تھا لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی امداد کے لئے اور مؤذن بھیجے تھے کہ حضرت علی کی تلقین سے اعلانِ براءت میں ان کی مدد کریں جبکہ مستقل بالذات اعلان کرنے میں صرف حضرت علی المرتضیٰ ہی تھے۔ اس طرح عربوں کی رسم بھی بحال رہتی ہے کہ براءت کا اعلان سربراہ مملکت کرتا ہے یا اُس کا کوئی قریبی مرد کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

(حدیث ۳۶۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ اور اللہ کے رسُول کی طرف سے منادی پُکار دیتا ہے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن

کہ اللہ اور اللہ کا رسُول مشرکوں سے بیزار ہیں۔ پس اگر تم کفر سے توبہ کرو تو یہ تمہارے لئے دُنیا و آخرت میں بہتر ہے اور منہ پھیر لو تو جان لو تم اللہ کو تھکا

marfat.com
Marfat.com

۴۳۳۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ
حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

نہیں سکو گے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے انہیں سخت دردناک عذاب کی خبر سنا دو مگر وہ مشرک جن سے تمہارا وعدہ تھا پھر انھوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہ کی اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی تو ان کا عہد مقررہ مدت تک پورا کرو! بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

حج اکبر

حج اکبر وہ دن ہے جو حج کے تمام دنوں سے افضل ہے۔ اس دن کی تعیین میں متعدد اقوال ہیں چنانچہ عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ ابو اسحاق سے روایت کی کہ میں نے ابو جحیفہ سے حج اکبر کا دن دریافت کیا تو انھوں نے کہا حج اکبر عرفہ کا دن ہے۔ ابن عباس، عبداللہ بن زبیر اور اکثر صحابہ کرام یہی کہتے ہیں کہ حج اکبر عرفہ ہے۔ حدیث مرسل میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن خطبہ دیا کہ یہ دن حج اکبر کا دن ہے۔ ہشیم نے اپنے اسناد کے ساتھ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حج اکبر کا دن نحر کا دن ہے۔ یعنی دسویں ذوالحجہ کا دن، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کئی وجوہ سے منقول ہے کہ حج اکبر یوم نحر ہے۔ ابو جحیفہ، سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی، مجاہد، زہری اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سب نے یہی کہا کہ حج اکبر یوم نحر ہے۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ دوسرا دن نحر ہے۔ نیز مجاہد سے منقول ہے کہ ذی الحجہ کے تمام دن حج اکبر ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا حسن بصری سے حج اکبر کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا تمہیں حج اکبر سے کیا کام ہے۔ حج اکبر کا دن وہ سال تھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حج کیا تھا شیخ نورالحق صاحب تیسیر القاری نے کہا ہم نے یہ اقوال اس لئے ذکر کئے ہیں کہ عوام کی زبان پہ یہ مشہور ہے کہ جمعہ کے دن حج اکبر ہوتا ہے اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابن جریر نے اپنے اسناد کے ساتھ نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں نحر کے دن جمرات کے پاس کھڑے فرمایا۔ یہ حج اکبر کا دن ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِیْ اَبُوْبَكْرٍ فِیْ تِلْكَ الْحَجَّةِ فِی الْمُؤَذِّنِیْنَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُوْنَ بِمِنًی اَلَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدٌ ثُمَّ اَرْدَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَاَذَّنَ مَعَنَا عَلِیٌّ فِیْ اَهْلِ مِنًی يَوْمَ النَّحْرِ بِبَرَاءَةٍ وَّاَنْ لَّا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ

آذَنَهُمْ یعنی اَعْلَمَهُمْ ہے اس سے مراد مطلق اعلام ہے۔ ابن اثیر نے کہا اَذَنَ يُؤْذِنُ اِيْذَانًا اور اَذَّنَ يُؤَذِّنُ تَاْذِيْنًا ،، کہا جاتا ہے۔ مشدد یعنی اَذَّنَ نماز کے وقت کے اعلام کے ساتھ مخصوص ہے اور مخفف یعنی آذَنَ مطلق اعلام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۴۳۴۱ــــ ترجمہ : حُمَيْد بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے اس حج میں اعلان کرنے والوں میں بھیجا جن کو نحر کے دن منیٰ میں بھیجا تھا کہ وہ اعلان کریں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کریں اور نہ ہی کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے حُمَيْد نے کہا حضرت علی نے ہمارے ساتھ نحر کے روز اہلِ منیٰ میں براءت کا اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی برہنہ شخص بیت اللہ کا طواف کرے۔

۴۳۴۱ــــ شرح : امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں ایک اشکال ذکر کیا ہے کہ ابوہریرہ نے کہا مجھے ابوبکر صدیق نے بھیجا کہ میں براءت کا اعلان کروں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے براءت کے اعلان کے لئے ابوبکر کو بھیجا تھا پھر اُن کے بعد حضرت علی کو بھیجا کہ وہ اعلانِ برأت کریں تو ابوبکر کا ابوہریرہ کو بھیجنا بے معنیٰ ہے پھر خود ہی اس کا جواب دیا کہ جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ کو برأت کا اعلان کرنے بھیجا تھا اس وقت میں (ابوہریرہ) حضرت علی کے ساتھ تھا۔ تو میں ان کے ساتھ اعلان کرتا رہا حتی کہ میری آواز پست ہوگئی۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوبکر کے حکم سے وہ ندا کرتے رہے جو ان کو حضرت علی تلقین کرتے تھے جس کی تبلیغ کا انہیں حکم کیا گیا تھا۔ براءت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِلَّا الَّذِیْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ

۴۳۴۲ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ حُمَیْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ بَعَثَهٗ فِی الْحَجَّةِ الَّتِیْ اَمَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِیْ رَهْطٍ یُؤْذِنُ فِی النَّاسِ اَلَّا یَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِکٌ وَلَا یَطُوْفَ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ فَکَانَ حُمَیْدٌ یَقُوْلُ یَوْمُ النَّحْرِ یَوْمُ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ مِنْ اَجْلِ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ

ہے مراد ساری سورت نہیں؛ چنانچہ محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو ۹ ہجری میں امیرِ حج بنا کر بھیجا اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو .. سورت برأت کی چالیس آیات کے ساتھ بھیجا۔ یہاں علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشکال کیا ہے کہ حضرت علی صرف برأت کا اعلان کرنے پر مامور تھے۔ انھوں نے یہ کیسے کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے

پھر خود ہی اس کا جواب دیا کہ حضرت علی کو برأت کا اعلان کرنے بھیجا تھا۔ اس کے ضمن میں یہ بھی تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے۔ یہ اس آیت سے مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۔ مشرک پلید ہیں اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ جائیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ برأت کے اعلان ... پر مامور تھے اور جس کا ابوبکر کو حکم کیا گیا تھا اس کا بھی انہیں حکم کیا گیا تھا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ ہے" ۴۳۴۲ ترجمہ: حُمَید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ابوہریرہ

marfat.com
Marfat.com

بابٌ قَوْلُهٗ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ

۴۳۴۳ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنْ اَصْحَابِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِلَّا ثَلٰثَةٌ وَلَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ اِلَّا اَرْبَعَةٌ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ اِنَّكُمْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ تُخْبِرُوْنَا فَلَا نَدْرِيْ فَمَا بَالُ هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يَنْقُرُوْنَ بُيُوْتَنَا وَيَسْرِقُوْنَ اَعْلَاقَنَا قَالَ اُولٰئِكَ الْفُسَّاقُ اَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اِلَّا اَرْبَعَةٌ اَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَآءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهٗ

نے انہیں خبر دی کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حج میں ابوبکر صدیق کو حجۃ الوداع سے پہلے امیر حج بنا کر بھیجا تھا اس میں ابوبکر نے مجھے چند لوگوں میں بھیجا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کریں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی برہنہ شخص بیت اللہ کا طواف کرے۔ حمید ابوہریرہ کی حدیث کی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ نحر کا دن حج اکبر کا دن ہے (اس کی شرح ابھی ابھی گزری ہے)

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جہاں کافروں کو پاؤ قتل کرو اللہ اور رسول کی طرف سے ان کے کوئی امان نہیں ،،

اس آیت کریمہ سے پہلے یہ آیت ہے۔ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا ،، یعنی اگر مشرکوں نے عہد کرنے کے بعد عہد شکنی کی ہے اور تمہارے دین میں طعن کی ہے تو ان کو قتل کردو! ۔ قتادہ نے کہا ائمہ کفر یعنی کفر کے امام وہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ، امیہ بن خلف اور ان کی ساتھی ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ اس سے عام کافر مراد ہیں جو ان کو اور دوسرے کافروں کو شامل ہیں چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ ابوسفیان بن حرب، حارث بن ہشام، سہل بن عمرو، عکرمہ ابن ابی جہل اور باقی رؤساء قریش کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنہوں نے عہد شکنی کی تھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکالنے کا قصد کیا تھا۔ مجاہد نے کہا اس سے فارس اور روم مراد ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

۴۳۴۳ — ترجمہ : زید بن وہب نے کہا ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ اُنھوں نے کہا اس آیت والوں میں سے سوا تین آدمیوں کے کوئی باقی نہیں رہا اور نہ ہی چار کے سوا کوئی منافق باقی رہا ہے۔ ایک اعرابی نے کہا تم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو ہمیں خبر دو ہم نہیں جانتے کہ ان لوگوں کا کیسا حال ہے جو ہمارے گھروں میں نقب لگاتے ہیں۔ اور ہمارے عمدہ مال چوری کر لیتے ہیں۔ حذیفہ نے کہا یہ چور فاسق ہیں ہاں اُن میں صرف چار کے سوا کوئی باقی نہیں رہا اُن میں سے ایک بوڑھا آدمی ہے۔ اگر وہ ٹھنڈا پانی پیئے تو اس کو ٹھنڈا محسوس نہیں کرتا۔

۴۳۴۴ — شرح : حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صاحب اسرار تھے انہیں تمام منافقوں کا علم تھا۔ بقر بمعنی شق ہے۔ خطابی نے کہا اکثر بقر کا استعمال درخت اور لکڑی پر ہوتا ہے۔ بعض روایات میں "یَنْقُرُوْنَ" نقر سے ہے۔ اعلاق علق کی جمع ہے اس کے معنی عمدہ شی کے ہیں۔ نفیس مال کو علق اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا تعلق دلوں سے ہوتا ہے۔ قولہ اُولٰئِكَ الْفَسَّاقُ یعنی یہ لوگ چور ہیں فاسق ہیں کافر اور منافق نہیں ہیں جن کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔ ان منافقوں میں ایک عمر رسیدہ شخص ہے جو ٹھنڈا پانی پیئے تو اس کو پانی کی ٹھنڈک محسوس نہیں ہوتی یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں اس عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے جو پانی کی لذت اور اس کی برودت نہیں پاتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خبر دو!

یہ آیت کریمہ عام لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی وہ اہل کتاب ہوں یا مسلمان ہوں۔ ابن عباس اور عام مفسرین کہتے ہیں کہ یہ کلام اس امت میں سے زکوٰۃ منع کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور مسائف کلام ہے۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان نے کہا یہ اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی۔ اس آیت کے مصداق میں ان کا حضرت ابو ذر غفاری سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ جبکہ ابو ذر اس کو عموم پر محمول کرتے تھے۔ امیر معاویہ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۴۴ ـــ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ كَنْزُ اَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ

۴۳۴۵ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَرْتُ عَلٰى اَبِیْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قُلْتُ مَا اَنْزَلَكَ بِهٰذِهِ الْاَرْضِ قَالَ كُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَاْتُ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ قَالَ مُعَاوِيَةُ مَا هٰذِهٖ فِيْنَا مَا هٰذِهٖ اِلَّا فِیْ اَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ قُلْتُ اِنَّهَا لَفِيْنَا وَفِيْهِمْ

لے قول کے مطابق زکوٰۃ پانچواں رکن اسلام نہ ہوگا، حالانکہ بے شمار احادیث زکوٰۃ کی فرضیت میں وارد ہیں جو متواتر المعنی ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن دینار کے ذریعہ ابن عمر سے روایت کی کہ خزانہ وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ اسی پر وعید آئی ہے۔

۴۳۴۴ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کسی ایک کا خزانہ قیامت میں گنجا سانپ ہوگا۔ (گنجا سانپ زہریلا ہوتا ہے حدیث ۱۳۲۴ کی شرح دیکھیں)

۴۳۴۵ ـــ ترجمہ : زید بن وہب نے کہا میں ربذہ میں ابوذر کے پاس سے گزرا تو میں نے ان سے کہا آپ اس زمین میں کیسے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا میں شام میں تھا تو میں نے یہ آیت کریمہ : وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ،، پڑھی تو امیر معاویہ نے کہا یہ ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئی یہ تو اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابوذر نے کہا میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا یہ ہم اور ان

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى
بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ
لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ
شُعَيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ
خَلِدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَا قَبْلَ
اَنْ تُنْزَلَ الزَّكٰوةُ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِلْاَمْوَالِ

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ اَلْقَيِّمُ هُوَ الْقَآئِمُ

دونوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے (حدیث ۱۳۲۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جس روز اس کو دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اس کے ساتھ ان کے چہرے، پہلو اور پشتیں داغ دار کی جائیں گی ان سے کہا جائے گا یہ وہ ہے جس کو تم اپنی جانوں کے لئے خزانہ بناتے تھے اس چیز کا مزہ چکھو جو تم خزانہ بنا کر رکھتے تھے"

احمد بن شبیب بن سعید نے کہا مجھے میرے باپ نے یونس سے خبر دی انہوں نے ابن شہاب زہری سے روایت کی کہ ان سے خالد بن اسلم نے بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ باہر نکلے تو انہوں نے

marfat.com
Marfat.com

۴۳۴۶ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَلسَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَ ذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ

کہا یہ زکوٰۃ کے فرض ہونے سے پہلے کی بات ہے جب زکوٰۃ کی آیت نازل ہوئی تو زکوٰۃ کو اللہ تعالیٰ نے اموال کی پاکیزگی کا سبب بنایا (تفہیم البخاری حصہ دوم ص۴۵۹ ، ص۴۶۲ پر اس کی تشریح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں جب سے اُس نے آسمان اور زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں"

تفسیر کتاب اللہ لوح محفوظ ہے۔ ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینوں میں کافروں سے جنگ حرام ہے۔ ان میں تین مہینے متصل ہیں وہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں ایک جُدا رجب المرجب ہے۔ عرب لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی اِن مہینوں کی تعظیم کرتے تھے اور ان میں قتال حرام جانتے تھے۔ اسلام میں ان مہینوں کی حرمت و عظمت اور زیادہ کی گئی۔ امام قسطلانی نے کہا ان مہینوں میں قتال کی حرمت منسوخ ہے؛ کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ ذوالقعدہ میں کیا جو ماہِ حرام ہے۔ چنانچہ بخاری مسلم میں ثابت ہے کہ یہ محاصرہ چالیس روز رہا تھا۔ علامہ بیضاوی نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ حرم اور حرام کے مہینوں میں جنگ حلال نہیں ہے۔ صحیح تر یہ ہے کہ ان مہینوں میں جنگ مطلق حرام ہے۔ اَلْقَيِّم بمعنی قائم دائم ہے۔ یعنی حرم کے مہینوں کی تحریم یہی دین مستقیم ہے اور یہی دینِ ابراہیم ہے۔

۴۳۴۶ ــــ ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ مَعَنَا نَاصِرُنَا السَّکِیْنَۃُ فَعِیْلَۃٌ مِنَ السُّکُوْنِ

فرمایا زمانہ یعنی سال اسی حال پہ پھر رہا ہے۔ جس حال پر تھا جس روز سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار مہینے حرام ہیں ان میں سے تین تو مسلسل متصل ہیں وہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں اور چوتھا رجب مضر ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔

۴۳۴۶ — شرح : اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ عرب جب چاہتے کہ لڑائی کریں اور حرم کا مہینہ ہوتا تو اس کو حلال کر لیتے اور اس مہینہ کی جگہ دوسرا مہینہ حرام کر دیتے۔ مثلاً اگر محرم ہوتا تو صفر کو محرم قرار دیتے۔ ہر سال وہ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ دوسرا محرم جو صفر ہوتا اس کو حلال جانتے اور ربیع الاول کو محرم کر دیتے تھے اور محرم الحرام ماہ بماہ منتقل ہوتا رہتا تھا۔ وہ ہر مہینہ کی خصوصیت کو ترک کر دیتے اور صرف مہینوں کی تعداد کا اعتبار کرتے تھے۔ نیز عرب کے حساب دان تیرہ مہینے شمار کرتے ہیں۔ اس صورت میں مہینہ اور دور ہو جاتا ہے۔ رجب مضر وہ ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔ علامہ عینی نے کہا جمادی کو مذکر و مؤنث اعتبار کر کے جمادی الاول اور جمادی الاخریٰ کہتے ہیں۔ اس کی جمع جمادیات ہے جیسے حُبارٰی کی جمع حباریات ہے۔ رجب کو مضر کی طرف اس لئے منسوب کیا ہے کہ مُضر قبیلہ ہے جو رجب کی تعظیم کیا کرتے تھے اور اس کو اپنے مقام سے تبدیل نہیں کرتے تھے۔ رجب ترجیب سے بمعنی تعظیم ہے۔ اس کی جمع ارجاب، رجاب اور رجبات آتی ہے۔

(حدیث ۲۹۸۵ کی شرح دیکھیں)

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے

جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یعنی ہمارا ناصر ہے۔ سکینہ بروزن فعیلہ سکون سے ہے "

تفسیر : یعنی غار ثور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور سکون و تائید نازل فرمائی مشہور قول یہی ہے۔ بعض مفسرین نے "علیہ" کی ضمیر کا مرجع ابوبکر

marfat.com
Marfat.com

۴۳۴۷ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْغَارِ فَرَاَیْتُ اٰثَارَ الْمُشْرِکِیْنَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ اَحَدَھُمْ رَفَعَ قَدَمَہٗ رَاٰنَا قَالَ مَاظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا

۴۳۴۸ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ حِیْنَ وَقَعَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ ابْنِ الزُّبَیْرِ قُلْتُ اَبُوْہُ الزُّبَیْرُ وَاُمُّہٗ اَسْمَآءُ وَخَالَتُہٗ عَائِشَۃُ وَجَدُّہٗ اَبُوْبَکْرٍ وَجَدَّتُہٗ صَفِیَّۃُ فَقُلْتُ لِسُفْیٰنَ اِسْنَادُہٗ فَقَالَ حَدَّثَنَا فَشَغَلَہٗ اِنْسَانٌ وَلَمْ یَقُلِ ابْنُ جُرَیْجٍ

ذکر کیا ہے یہ ابن عباس سے مروی ہے اُن کے غیر نے کہا رسول کے ساتھ سکینہ ہمیشہ رہتی ہے اور یہ بات غیر مخفی ہے کہ یہ اس حال میں خاص سکینہ کی تجدید کے منافی نہیں - اسی لئے فرمایا : وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا ،، اللہ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرشتوں کے لشکر سے مدد کی جن کو تم نے نہیں دیکھا یہ پہلے معنی کے اعتبار سے ہے -

۴۳۴۷ــ ترجمہ : انس نے کہا مجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں غار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو میں نے مشرکوں کے قدم دیکھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر ان میں سے کوئی اپنا قدم دیکھے تو ہمیں دیکھ لے گا - آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابابکر) تمہارا دو کے متعلق کیا گمان ہے جن میں تیسرا خدا ہے -
(یعنی اللہ ہمارا حافظ اور نگہبان ہے وہی ہمیں کافی ہے حدیث ۳۴۱۸ کی شرح دیکھیں)

۴۳۴۸ــ ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے کہا جب ابن عباس اور ابن زبیر کے درمیان بیعت کے متعلق گفتگو ہوئی تو میں نے ابن عباس سے کہا اس کا باپ زبیر ہے

marfat.com
Marfat.com

والدہ اسماء خالہ عائشہ نانا ابوبکر اور دادی صفیہ ہے۔ عبداللہ بن محمد نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا اس حدیث کا اسناد بیان کریں کہ وہ کیا ہے؟ سفیان نے کہا حَدَّثَنَا تو ان کو کسی انسان نے مشغول کر دیا اور ابن جریج نے نہ کہا۔

۴۳۴۸ — شرح : یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور یزید نے حکومت سنبھالی تو عبداللہ بن زبیر نے یزید کی بیعت نہ کی۔ جب انہیں یزید کی موت کی خبر پہنچی تو لوگوں کو دعوت دی کہ وہ اس کی بیعت کریں چنانچہ عبداللہ بن زبیر کی بیعت کرلی گئی اور اہلِ حجاز، مصر، عراق، خراسان اور اکثر شامیوں نے ان کی اطاعت قبول کرلی۔ ابن عباس اور محمد بن حنفیہ دونوں مکہ مکرمہ میں تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے ان کو بلایا کہ اس کی بیعت کرلیں، لیکن اُنھوں نے بیعت نہ کی اور کہا جب تمام لوگ متفق ہو جائیں گے تو ہم بیعت کریں گے۔ بہت سے لوگوں نے ان دونوں کی موافقت کی اور ابن زبیر کی بیعت نہ کی تو اُس نے اُن پر سختی کی اور ان کا محاصرہ کرلیا۔ جب یہ خبر مختار بن ابی عُبید ثقفی کو پہنچی جبکہ اسے کوفہ میں غلبہ حاصل تھا تو اُس نے لشکر بھیج کر ابن عباس اور محمد بن حنفیہ کو مکہ سے باہر نکال لیا اور ان سے کہا کہ ابن زبیر کا مقابلہ کریں۔ انھوں نے مختار کی یہ بات تسلیم نہ کی اور طائف میں چلے گئے اور وہیں اقامت کرلی اور ۷۴ ہجری میں وفات پاگئے۔ اس وقت عبداللہ بن زبیر شہید ہو چکے تھے ابن ابی ملیکہ نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا کہ آپ عبداللہ بن زبیر کی بیعت کیوں نہیں کرتے حالانکہ وہ خلافت کے مستحق ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے والد زبیر کو اپنا حواری فرمایا ہے اور وہ عشرہ مبشرہ سے ہیں ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر ہے۔ خالہ ام المؤمنین عائشہ، نانا ابوبکر صدیق اور دادی صفیہ بنت عبدالمطلب ہے جو زبیر کی والدہ ہے یقیناً جس میں یہ فضائل پائے جاتے ہیں وہ خلافت کا مستحق ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ عبداللہ بن محمد نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا کہ اس حدیث کا اسناد بیان کریں کہ وہ کیا ہے سفیان نے کہا حدثنا پھر کسی انسان نے ان کو مشغول کر دیا تو اُنھوں نے ابن جریج نے نہ کہا اور یہ معلوم نہ ہوا کہ ابن جریج سے یہ روایت بالواسطہ ہے یا بلا واسطہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اسناد تو مذکور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقصود یہ ہے کہ مذکور اسناد میں عَنْعَنَہ کی کیفیت معلوم نہیں کہ اس میں واسطہ ہے یا نہیں اسی لئے امام بخاری نے اس حدیث کو دو اور طرق سے ذکر کیا ہے۔

اسماء رجال

* ابن عیینہ وہ سفیان بن عیینہ ہیں * ابن جریج وہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج ہیں۔
* اور ابن ابی ملیکہ وہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی ملیکہ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

٤٣٤٩ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَغَدَوْتُ عَلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ اَتُرِيْدُ اَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللّٰهِ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِيْ اُمَيَّةَ مُحِلِّيْنَ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اُحِلُّهُ اَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَايِعْ لِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ وَاَيْنَ بِهٰذَا الْاَمْرِ عَنْهُ اَمَّا اَبُوْهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ الزُّبَيْرَ وَاَمَّا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْغَارِ يُرِيْدُ اَبَا بَكْرٍ وَاُمُّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ يُرِيْدُ اَسْمَاءَ وَاَمَّا خَالَتُهُ فَاُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ وَاَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ خَدِيْجَةَ وَاَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُهُ يُرِيْدُ صَفِيَّةَ ثُمَّ عَفِيْفٌ فِي الْاِسْلَامِ قَارِئٌ لِلْقُرْاٰنِ وَاللّٰهِ اِنْ

٤٣٤٩ — ترجمہ : ابن جُریج نے کہا کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا ابن عباس اور ابن زبیر کے درمیان کوئی چیز تھی (جو دو مخالفوں کے درمیان ہوتی ہے) میں صبح کو ابن عباس کے پاس گیا اور اُن سے کہا کیا آپ ابن زبیر سے جنگ کرنا چاہتے ہیں؟ اور اللہ کے حرم کو حلال کروگے۔ ابن عباس نے کہا (معاذ اللہ) میں ایسے کام سے پناہ چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ابن زبیر اور بنی اُمیّہ کا یہ مقدر کیا ہے کہ وہ حرم کو حلال کرتے ہیں اور میں بخدا! حرم کو کبھی حلال نہ کروں گا۔ ابن عباس نے کہا لوگ کہتے ہیں ابن زبیر کی بیعت کرلو تو میں اُن سے کہتا ہوں خلافت ابن زبیر سے دُور نہیں (وہ اس کے لائق ہے کیونکہ وہ صاحبِ فضائل ہے) اس کا والد یعنی زبیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حواری (مددگار) ہے۔ اس کا نانا یعنی ابوبکر صاحبِ غار ہے۔ اس کی والدہ یعنی اسماء صاحبِ نطاق ہے۔ اس کی خالہ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہے۔ اس کی پھوپھی یعنی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقۂ حیات ہے۔ اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی یعنی صفیہ بنت عبدالمطلب اس کی دادی ہے۔ پھر وہ خود اسلام میں پاکدامن اور قرآن کریم کا قاری ہے۔ خدا کی قسم! اگر بنو امیہ ہم سے اچھا برتاؤ کریں

marfat.com
Marfat.com

وَصَلُوْنِیْ صَلُوْنِیْ مِنْ قَرِیْبٍ وَاِنْ رَبَّوْنِیْ رَبَّنِیْ اُلْفَاءُ كِرَامٌ فَاثَرَ التُّوَيْتَاتِ وَالْاُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ يُرِيْدُ اَبْطُنًا مِنْ بَنِیْ اَسَدٍ بَنِیْ تُوَيْتٍ وَبَنِیْ اُسَامَةَ وَبَنِیْ اَسَدٍ اَنَّ ابْنَ اَبِی الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِیْ الْقُدَمِيَّةَ يَعْنِیْ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ وَاِنَّهٗ لَوٰی ذَنَبَهٗ يَعْنِیْ ابْنَ

ـــ الزُّبَيْرِ ـــ

تو یہ ان کے لائق ہے کہ وہ ہمارے قریبی ہیں اگر وہ ہماری پرورش کریں تو یہ ان کے لائق ہے وہ بزرگوں جیسے ہیں۔ ابن زبیر نے توتیات، اُسامات اور حُمَیدات کو اختیار کیا۔ ابن عباس کی مراد، بنی اسد، بنی تویت بنی اُسامہ اور بنی حُمید چھوٹے چھوٹے قبیلے ہیں۔ ابن ابی العاص یعنی عبدالملک بن مروان ظاہر ہُوا اس حال میں کہ وہ تکبر سے چلتا تھا اور اس یعنی ابن زبیر نے اپنی دُم مروڑ لی ہے (بزدل بن گیا ہے)

۴۳۴۹ شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس اور ابن زبیر کے درمیان جو چیز تھی اس کی وضاحت نہیں کی۔ بعض علما نے کہا وہ ان کا باہم بعض قراءت میں اختلاف تھا اسی لئے اُنھوں نے عبدالملک بن مروان کی امارت کی طرف رجوع کیا تھا۔ ابن ابی ملیکہ نے ابن عباس سے کہا کیا آپ ابن زبیر سے مقاتلہ کا ارادہ کرتے ہیں۔ اس حال میں اللہ کے حرم کو حلال کریں گے؟ ابن عباس نے کہا میں اس سے پناہ چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ابن زبیر اور بنی امیہ کے مقدر میں کیا ہے کہ وہ اللہ کے حرم کو حلال کرتے ہیں اور اس کی توہین کرتے ہیں۔ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ ابن عباس نے کہا ابن زبیر کے ساتھی لوگ مجھے کہتے ہیں کہ میں اس کی بیعت کرلوں یہ درست ہے۔ ابن زبیر خلافت کے لائق ہے۔ کیونکہ اس کے بہت فضائل ہیں جو معیار خلافت ہیں کیونکہ اس کے والد حضرت زبیر ہیں جو رسُول اللہ علیہ وسلم کے حواری اور مددگار رہے ہیں اور ان کی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما صاحبِ نطاق ہیں جنہوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہجرت کے وقت تیار کیا تھا اور ان کی خالہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر صدیق ہیں اور ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ زوجۂ محترمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پھوپھی ہیں۔ یہ مجاز ہے کیونکہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد حوام بن خویلد کی ہمشیرہ ہیں۔ عبداللہ بن زبیر کے والد کی پھوپھی ہیں۔ پھر ابن عباس نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب ان کی نانی ہیں۔ اتنے فضائل ہوتے ہُوئے وہ خلافت کے کیوں نہ لائق ہوں جبکہ اسلام میں پاکدامن اور قرآن کریم کے قاری بھی ہیں۔ پھر ابن عباس نے عبداللہ بن زبیر کو عتاب کرتے ہوئے بنی امیہ کی تعریف کی اور

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۰ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِيْسَى ابْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ قَامَ فِيْ اَمْرِهٖ هٰذَا فَقُلْتُ لَاُحَاسِبَنَّ نَفْسِيْ لَهٗ مَا حَاسَبْتُهَا لِاَبِيْ بَكْرٍ وَلَا لِعُمَرَ وَلَهُمَا

کہا اگر بنو اُمیّہ میرے ساتھ بھلائی کریں تو وہ اس کے لائق ہیں کیونکہ وہ میرے بہت قریب ہیں یہ اس لئے کہ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہیں جبکہ امیّہ بن عبدشمس بن عبدمناف ہیں۔ یعنی عبدمناف دونوں کے جدامجد ہیں اور یہ نسب میں بہت قریب ہیں اور عبدالمطلب مروان بن حکم بن ابی العاص کے دادے امیّہ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ اس طرح ابن عباس نے بنی امیّہ کی ثناء کی اور ابن زبیر پر عتاب کیا۔

قولہ فآثر التوینات الخ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے توینات، اسامات اور حمیدات چھوٹے چھوٹے خاندانوں کو بطور تحقیر و تقلیل ذکر کیا۔ اسی لئے ان کو جمع قلّت "اَبْطُنًا" کے صیغہ سے ذکر کیا۔ توینات تویت کی جمع ہے اور وہ ابن حارث بن عبدالعزیٰ بن قصی ہیں اور اسامات اسامہ کی جمع ہے یہ بنی اسامہ بن اسد بن عبدالعزیٰ ہیں اور حمیدات بنی حمید بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابن الزبیر نے ان کمزور اور حقیر خاندانوں کا سہارا لیا اور ان کو مجھ پر ترجیح دی میں ایسی ذلّت سے راضی نہیں ہوں۔ پھر ابن زبیر نے یہ کمزوری ظاہر کی کہ عبدالملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص ٹہلتا ہوا فخر سے چلتا ہوا آیا تو ابن زبیر حیا نت اور آرام کو اختیار کرتے ہوئے رہ گیا۔ داؤدی نے کہا ابن زبیر ٹھہر گیا نہ آگے بڑھا اور نہ پیچھے ہٹا۔ ابن تین نے کہا اپنے ارادے کو پورا نہ کیا واقعہ بھی ایسا ہی تھا کیونکہ عبدالمالک آگے بڑھتا رہا اور فتوحات میں کامیابی حاصل کرتا رہا حتی کہ عراق کو ابن زبیر سے چھین لیا اور ان کے بھائی مصعب بن زبیر کو قتل کیا پھر ابن زبیر کی طرف لشکر بھیجے۔ پھر ہوا جو ہوا اس طرح ابن زبیر تنزل و انحطاط میں اُترتے رہے حتی کہ شہید ہوگئے اللہ للہ وانا الیہ راجعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قولہ یمشی القدمیہ یعنی فخر سے چلتا ہے یہ اس شخص کی مثال ہے جو امور میں ارتقا کے منازل پر فائز ہو اور ان میں کوشش کرتا رہے۔ ابن اثیر نے کہا بخاری کے نزدیک قدمیہ کے معنی ہیں شرافت و فضیلت میں بلند مقام حاصل کرنا یعنی عبدالملک ہر لمحہ ان مقامات پر فائز رہا۔

marfat.com
Marfat.com

كَانَا أَوْلَىٰ بِكُلِّ خَيْرٍ مِّنْهُ وَقُلْتُ ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَابْنُ أَخِي خَدِيجَةَ وَابْنُ أُخْتِ عَائِشَةَ فَإِذَا هُوَ يَتَعَلَّىٰ عَنِّي وَلَا يُرِيدُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنِّي أَعْرِضُ هٰذَا مِنْ نَفْسِي فَيَدَعُهُ وَمَا أَرَاهُ يُرِيدُ خَيْرًا وَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ لِأَنْ يُرَبِّنِي بَنُو عَمِّي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُرَبِّنِي غَيْرُهُمْ

۴۳۵۰ — ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے روایت کی کہ ہم ابن عباس کے پاس گئے تو اُنھوں نے کہا تم ابن زبیر پہ تعجب نہیں کرتے کہ وہ خلافت کے لئے کھڑے ہوئے تو میں نے کہا ابن زبیر کے متعلق اپنے نفس کا محاسبہ کروں گا۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے متعلق میں نے اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کیا تھا البتہ وہ دونوں ہر خیر میں ابن زبیر سے بہتر تھے۔ میں نے سوچا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے۔ زبیر کے صاحبزادے ابوبکر صدیق کے نواسے خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے اور ام المومنین عائشہ کے بھانجے ہیں پھر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مجھ سے علیحدہ رہنے لگے ہیں اور میری مدد نہیں چاہتے ہیں پس میں نے دل میں کہا میں یہ گمان نہیں کروں گا کہ میں اس کے لئے خضوع ظاہر کروں اور وہ اس کو ترک کرے (اور مجھ سے خوش نہ ہو) میں اس کو گمان نہیں کرتا کہ وہ میرے ساتھ نیکی کا ارادہ کرے گا۔ اگر یہ ضروری بات ہے (جو انہوں نے کیا ہے) تو میرے چچا کے بیٹے میری پرورش کریں (بنو امیہ امراء ہو جائیں) مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ ان کا غیر میری پرورش کرے۔

۴۳۵۰ — شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ابن زبیر کے متعلق اپنے نفس کا محاسبہ کروں گا یعنی میں ابن زبیر کی مدد کے لئے اپنی پوری کوشش کروں گا اور اس کے ساتھ پورا اخلاص کروں گا اور اُن سے ہر تکلیف زائل کروں گا جو میں نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے لئے نہیں کیا کیونکہ وہ بذاتِ خود بہتر تھے۔ داؤدی نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ میں ابن زبیر کی وہ خوبیاں بیان کروں گا جو شیخین کے لئے بیان کرنا نہ سمجھیں کیونکہ وہ ان میں اظہر من الشمس تھے اور ابن زبیر کے مناقب اور خوبیاں اتنی شہرۂ آفاق نہیں جتنی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خوبیاں معروف ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ اس لئے فرمایا کہ لوگوں پر واضح کر دیں کہ وہ ابن زبیر کے حق میں بہت مخلص ہیں (قسطلانی)

بعض نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ میں ابن زبیر کے خلافت کے لئے کھڑے ہونے میں ان کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَتَأَلَّفُهُمْ بِالْعَطِيَّةِ

خیرخواہی کروں گا اور انہیں اس سے منع کروں گا کہ وہ خلافت کے معاملہ میں نہ پڑیں (تیسیر القاری وعینی)
قولہ ماحَاسَبْتُهَا ،، میں کلمہ ،، ما ،، نافیہ ہے۔ یعنی میں نے ابوبکر کے لئے اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کیا اور نہ عمر فاروق کے لئے کیا ہے اس حال میں کہ وہ دونوں ہر خیر میں ابن زبیر سے بہتر تھے۔
قولہ فَاِذَا هُوَ يَتَعَلَّيَّ آہ یعنی ابن زبیر مجھ پر اعراض کرتے ہیں میری مدد کی خواہش نہیں رکھتے اور مجھ سے دُور دُور رہتے ہیں۔ ان کی یہ خواہش نہیں کہ میں ان کا مقرب بنوں تو میں بھی یہ خیال نہ کروں گا کہ میں تو ان کے حق میں اخلاص کا اظہار کروں اور رضامندی ظاہر کروں اور وہ اس کا خیال تک نہ کریں اور نہ اس کی خواہش کریں اور وہ مجھ سے اعراض کرکے اچھا نہیں کر رہے ہیں۔ اگر یہی بات ہے جو وہ کر رہے ہیں تو پھر بنو امیہ امراء ہو جائیں اور وہ میرے جملہ امور سرانجام دیں حالانکہ وہ میرے چچا کے بیٹے ہیں تو میرے لئے وہی اس سے بہتر ہیں کہ کوئی اور شخص یہ کام سرانجام دے اور میرا ان کی اطاعت کرلینا دوسروں کی اطاعت کرنے سے بہتر ہے جو نسب میں اُن سے کتنے دُور ہیں۔

باب اور مؤلفۃ القلوب
مجاہد نے کہا ان کو عطا یا دے کر ان کی تالیف کرے ،،

اس سے اس آیت کریمہ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یہ آیتِ صدقہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے صدقات کے مصارف بیان فرمائے ہیں اور وہ آٹھ قسمیں ہیں، لیکن ان میں سے مؤلفۃ القلوب ساقط ہو چکے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور ایسے لوگوں کی اسلام کو ضرورت نہیں رہی جن کو مال و دولت دے کر اسلام کی طرف راغب کیا جائے اور ان کی تالیف قلب کی جائے کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کو اذیت نہیں پہنچا سکتے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کو صدقات دینے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کو صدقات نہ دیئے جائیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دیئے جائیں کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ اور ہوازن کی شکست کے بعد ان کو صدقات عطا کئے تھے۔ پھر صدیق اکبر یا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عہدِ خلافت میں ان کو صدقات دینے ختم کر دیئے گئے۔ یہ لوگ پچاس افراد کے

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نُعْمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ بُعِثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَسَمَهٗ بَيْنَ اَرْبَعَةٍ وَقَالَ اَتَأَلَّفُهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَا عَدَلْتَ فَقَالَ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ

بَابُ قَوْلِهٖ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَلْمِزُوْنَ يَعِيْبُوْنَ جَهْدَهُمْ وَجُهْدَهُمْ طَاقَتَهُمْ

لگ بھگ تھے۔ ان میں سے ابوسفیان اور ان کے بیٹے معاویہ، حکیم بن حزام اور عباس بن مرداس تھے۔ اس بات میں بھی اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ اِن سے تالیف ان کے اسلام لانے سے پہلے یا ان کے اسلام لانے کے بعد ان کی تالیف کی۔

۴۳۵۱ — ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شئ بھیجی گئی تو آپ نے وہ چار شخصوں میں تقسیم کر دی اور فرمایا میں ان کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرتا ہوں۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آدمی کی نسل سے ایک قوم ظاہر ہوگی جو دین سے باہر نکل جائیں گے،،

۴۳۵۱ — شرح : جن چار اشخاص میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کیا وہ اقرع ابن حابس، عیینہ بن بدر، زید بن مہلہل اور علقمہ بن علاثہ چاروں نجدی تھے جس آدمی نے اعتراض کیا تھا وہ ذوالخویصرہ تھا۔

قولہ ضئضئ بمعنی نسل ہے اور یمرقون بمعنی یخرجون ہے)

(حدیث ۳۱۲۸ کی شرح میں اس کی تفصیل دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ جو عیب لگاتے ہیں اُن مسلمانوں کو جو دل سے خیرات کرتے ہیں، یَلْمِزُوْنَ بمعنی یَعِیْبُوْنَ ہے،،

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۲۔ حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَبُوْ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا اُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَآءَ اَبُوْ عَقِیْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَجَآءَ اِنْسَانٌ بِاَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنٰفِقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْاٰخَرُ اِلَّا رِیَآءً فَنَزَلَتِ الَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقَاتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ

تفسیر: اس آیت کریمہ میں منافقوں کے صفات کا ذکر ہے کہ اُن کے عیب لگانے سے کوئی نہیں بچتا۔ وہ ہر حال میں مسلمانوں کو عیب لگانے میں۔ کوشش کرتے ہیں حتیٰ کہ اللہ کی راہ میں خیرات کرنے والے بھی ان کی نکتہ چینی سے سالم نہیں رہتے۔ اگر کوئی اللہ کی راہ میں کثیر مال صدقہ کرے تو وہ اس کو ریاکار بناتے ہیں۔ اگر کوئی معمولی سی شئی خیرات کرے تو کہتے ہیں اس حقیر شئی کو اللہ کیا کرے گا

جُهْدَهُمْ اس سے اس آیت کریمہ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور جَهْد ،، کی طاقت سے تفسیر کی جُهْد بضم الجیم بمعنی طاقت ہے اور بفتح الجیم بمعنی مشقت ہے۔ شعبی نے اس کو برعکس ذکر کیا ہے۔ بعض نے کہا دونوں لغات بیک معنی ہیں ،،

۴۳۵۲ — ترجمہ: ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہمیں صدقہ کا حکم دیا گیا تو ہم مزدوری کرتے (بوجھ اُٹھا کر اُجرت لیتے) ابو عقیل نصف صاع صدقہ لے کر آئے اور ایک اور انسان اس سے زیادہ صدقہ لایا تو منافقوں نے کہا اللہ اس صدقہ سے مستغنی ہے اور دوسرے انسان نے یہ ریاکاری کی ہے تو یہ آیت کریمہ اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقَاتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ ،، یعنی وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو جو دل سے خیرات کرتے ہیں اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے تو اُن سے ہنستے ہیں۔ اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۴۳۵۲۔ شرح: ابو عقیل بفتح العین وکسر القاف ہے۔ اس کا نام حَبحَاب ہے۔ ذہبی نے

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۳ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمْ زَائِدَةُ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتّٰى يَجِيْءَ بِالْمُدِّ وَأَنَّ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةَ أَلْفٍ كَأَنَّهُ يُعَرِّضُ بِنَفْسِهٖ

تجرید صحابہ میں ذکر کیا۔ صاع یا نصف صاع صدقہ لانے والا شخص ابو عقیل تھا جس پہ منافقوں نے عیب لگایا تھا۔ ابن عمر نے کتاب الاستیعاب میں ذکر کیا۔ ایک صاع صدقہ لانے والا شخص ابو عقیل ریاشی بنی انیف سے ہے جو بنی عمرو بن عوف کے حلیف ہیں وہ ایک صاع کھجوریں لائے اور ان کو بالاخانہ میں رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر منافقین ہنسنے لگے اور کہا اللہ ابو عقیل کے ایک صاع کھجور سے مستغنی ہے۔ طبرانی نے کہا ابو عقیل کا نام حُبَاب ہے۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ثعلبہ بھی بتایا جاتا ہے۔ اس حدیث میں تصریح ہے کہ نصف صاع صدقہ لانے والا شخص ابو عقیل ہے اور حدیث ۱۳۳۴ء میں ایک صاع مذکور ہے اور لانے والے کے نام کی تصریح نہیں، لیکن اس میں منافات نہیں کیونکہ واقعہ متعدد ہو سکتا ہے۔ دوسرا انسان جو اس سے زیادہ خیرات لے کر آیا تھا وہ عبدالرحمٰن بن عوف تھے جو امراء صحابہ کرام میں سے تھے۔ بعض نے کہا وہ دو ہزار درہم لائے۔ بعض نے چار ہزار کہا ہے بعض نے کہا چار سو اوقیہ سونا لائے۔ بعض نے آٹھ ہزار درہم ذکر کئے ہیں۔ اس کو ابن حجر نے فتح الباری میں صحیح تر کہا ہے۔

(حدیث ۱۳۳۴ء کی شرح دیکھیں)

۴۳۵۳ — ترجمہ : اسحاق بن ابراہیم نے کہا میں نے ابو اُسامہ سے کہا۔ کیا زائدہ نے سلیمان، شقیق کے ذریعے تمہیں ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے خبر دی ہے ؟ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خیرات کرنے کا حکم دیتے تو ہم میں سے کوئی شخص مشقت و محنت کرتا اور ایک مد یعنی ایک سیر کھجور لاتا اور اب ان میں سے ایک آدمی کے پاس ایک لاکھ درہم یا دینار وغیرہ ہیں۔ گویا ابو مسعود اپنی طرف اشارہ کرتے تھے۔

۴۳۵۳ — شرح : یہ شقیق کا قول ہے کہ ابو مسعود نے اپنی طرف اشارہ کر کے یہ کہا تھا علامہ کرمانی کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابو مسعود کا مقصد یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمانۂ رسالت میں تنگدست تھے کہ ایک یا نصف صاع کھجور محنت کر کے لاتے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تعالٰی اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً ۲

۴۲۵۴ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِيْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ جَآءَ ابْنُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ اَنْ يُّعْطِيَهٗ قَمِيْصَهٗ يُكَفِّنُ فِيْهِ اَبَاهُ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ فَقَامَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ

تھے۔ اور اب یہ حال ہے کہ ان کے پاس لاکھوں درہم و دینار ہیں۔ یہ معنی باب کے زیادہ مناسب ہے۔
(حدیث ۱۳۳۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستّر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا اس لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسُول سے منکر ہُوئے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا

تفسیر: اُوپر والی آیات سے منافقوں کا نفاق کھل کر سامنے آگیا۔ اور مسلمانوں پر ظاہر ہوگیا تو منافقین سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہماری معذرت قبول فرمائیں اور ہمارے لئے استغفار فرمائیں تو یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی اور فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت نہ فرمائے گا چاہے آپ استغفار میں مبالغہ کریں۔

marfat.com
Marfat.com

سبعین کے عدد سے مخصوص عدد مراد نہیں بلکہ کلام عرب میں اس سے مراد عدد کثیر ہوتا ہے اور اگر زیادہ ہو تو اس عدد کے منافی نہیں (قسطلانی) صاحب تیسیر القاری نے کہا ہر جگہ یا ہر وقت یہ معنیٰ مراد نہیں ہوتا بہت جگہیں ایسی بھی ہیں کہ وہاں یہی عدد مخصوص ہوتا ہے نہ اس سے زیادہ اور نہ کم مراد ہوتا ہے۔

۴۳۵۴ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب عبداللہ بن اُبَیّ (رئیس المنافقین) مرگیا تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ اپنی قمیص اسکو عنایت کریں جس میں وہ لپٹے والد کو کفن دے، آپ طلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قمیص عطا کر دی پھر آپ سے عرض کیا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو عمر فاروق اُٹھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے حالانکہ آپ کے رب نے آپ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا اور فرمایا ان کے لئے استغفار کریں یا استغفار نہ کریں اگر ان کے لئے ستّر بار بھی استغفار کریں ہم اسے ہرگز نہیں بخشیں گے۔ میں ستر سے زیادہ استغفار کروں گا۔ عمر فاروق نے کہا وہ تو منافق ہے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھا دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : منافقوں میں سے جو کوئی مرجائے اس کی کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔

۴۳۵۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کو اپنی قمیص کیوں دی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اپنی قمیص اس کو نہیں دی تھی بلکہ اس کے بیٹے کو دی تھی۔ علماء نے کہا ہے کہ عبداللہ بن ابی نے بدر کے روز اپنی قمیص حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دی تھی۔ جبکہ وہ بدن سے ننگے تھے۔ اس کی مکافات کے لئے آپ نے منافق کو اپنی قمیص دی تاکہ منافقوں کا آپ پر احسان نہ رہے۔ صاحب تیسیر نے ذکر کیا کہ جواب کی دونوں صورتوں سے تسلی نہیں ہوتی کیونکہ اس میں یہ ہے کہ اس کے بیٹے نے قمیص طلب کی تھی۔ اس کے بعد لاحق باب میں یہ نہیں اس میں یہ ہے کہ فَاَعْطَاهُ وَاَمَرَهٗ اَن یکفنہٗ فیہ،، کہ آپ نے اس کو قمیص دی کہ اس میں اپنے باپ کو کفن دے دوسری صورت میں بھی کلام ہے کیونکہ اگر مقصود مکافات ہی تھی تو اس کی زندگی میں دینا چاہیئے تھا یا اس کے وارثوں کو دیتے۔ تسلی بخش جواب یہ ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری حال پر عمل کرنے میں مامور تھے بظاہر وہ کلمہ پڑھتا تھا اس کے ضمن میں مصلحت تھی وہ یہ کہ آپ کے اس عمل سے عبداللہ کی قوم سے بہت لوگ مسلمان ہوگئے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آیت کریمہ کہ آپ منافقوں کی نماز جنازہ نہ پڑھیں،، اس واقعہ کے بعد نازل ہوئی تھی تو اس سے پہلے آپ کو منع نہیں کیا گیا تو عمر فاروق کا یہ کہنا کہ اللہ نے آپ کو منع کیا ہے کیسے صحیح ہوگا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد : مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے یہ لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے استغفار کریں سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا تھا یا اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ

marfat.com
Marfat.com

رَبُّكَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا خَیَّرَنِیَ اللّٰہُ فَقَالَ اِسْتَغْفِرْ لَھُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً وَسَاَزِیْدُہٗ عَلَی السَّبْعِیْنَ قَالَ اِنَّہٗ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلّٰی عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ

سے سمجھا کہ منافقوں کے لئے نمازِ جنازہ پڑھنا ممنوع ہے۔ کیونکہ استغفار سے مغفرت کا فائدہ نہیں تو وہ عبث ہے۔ لہٰذا استغفار ہی ممنوع ہے۔ علامہ قرطبی نے کہا یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو الہام ہُوا تھا اور اس کے مطابق ہی بعد میں منافقوں کے لئے نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
منافق کی نمازِ جنازہ کیوں پڑھی؟

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر کلمہ گو پر بہت شفیق و رحیم تھے۔ اسی لئے عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ پڑھی کیونکہ وہ بظاہر کلمہ گو تھا پھر اس میں اس کے بیٹے کی خاطر داری اور اس کی قوم کے لئے تسکین بھی تھی۔ اس لئے آپ نے دو امور سے احسن اور افضل کو اختیار کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دین میں بہت متصلب اور مضبوط تھے اور منافقین کے بارہ میں سخت پالیسی رکھتے تھے جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ پاک کوائن مستقبل پر بھی۔ چنانچہ آپ کے اس عمل سے ہزاروں لوگ کلمۂ اسلام سے مشرف ہوئے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ طبری نے اس قصہ کے متعلق سعید کے طریق سے قتادہ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ نازل فرمائی۔ اُنھوں نے کہا ہم سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ میری قمیص عبداللہ ابن ابیّ کو کچھ فائدہ نہ دے گی اور مجھے اُمید ہے کہ اس عمل کے سبب اس کی قوم سے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو جائے گا۔ اس کے بعد آپ نے منافقوں پر نماز جنازہ پڑھنا ترک کر دی چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کی نماز جنازہ پڑھی پھر اس کے تھوڑی دیر بعد یہ آیت نازل ہُوئی کہ آپ منافقوں کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبروں پر کھڑے ہوں۔ ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھی حتی کہ وفات

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۵ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ
ح وَقَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ
إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا
قَالَ أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَخِّرْ
عَنِّي يَا عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ
زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ فَغُفِرَ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ
مِنْ بَرَاءَةٌ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا إِلٰى قَوْلِهِ وَهُمْ فَاسِقُونَ
قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ

پائے۔ (حدیث ۱۱۹۸، ۱۱۹۹ کی شرح دیکھیں)

۴۳۵۵ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب عبداللہ بن اُبَیّ بن سَلُول مرگیا تو اس کی نماز جنازہ کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز جنازہ پڑھنے) کھڑے ہوئے تو میں جلدی سے آپ کی طرف بڑھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے لگے ہیں، حالانکہ اُس نے فلاں روز یوں یوں کہا تھا۔ عمر فاروق نے کہا میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی باتیں گن گن کر بیان کر رہا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا اے عمر! مجھ سے پیچھے ہو جاؤ! جب میں نے آپ سے زیادہ کہا تو فرمایا مجھے اختیار دیا گیا ہے (کہ اس کے لئے استغفار کروں یا نہ کروں)

marfat.com
Marfat.com

وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ

تو میں نے ایک طرف اختیار کر لی ہے۔ اگر میں جانتا کہ ستر سے زیادہ بار استغفار کروں تو اللہ اس کو بخش دے گا تو اس پر زیادہ کرتا۔ عمر فاروق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر واپس تشریف لے آئے ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ سورۂ برأت کی یہ دو آیتیں نازل ہوئیں منافقوں میں سے جو مر جائے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں۔ فاسقون تک نازل ہوئی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے بعد میں نے آپ پر اتنی جرأت کرنے پر تعجب کیا۔ حالانکہ اللہ اور اس کے رسول مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۳۵۵ — شرح: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی کے وہ اقوال ذکر کئے جو اس نے مسلمانوں کے متعلق کہے تھے کہ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ ،، کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں حتیٰ کہ وہ چلے جائیں اور اس نے کہا لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ،، مدینہ منورہ سے غالب کمزور کو نکال دے گا۔ یہ اس نے جنگ اُحد کے موقعہ پر کہا تھا جبکہ مسلمان سخت مصیبت سے دوچار تھے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب عبداللہ کے لڑکے عبداللہ نے یہ سنا تو اسے راستہ میں پکڑ کر تلوار برہنہ کر لی اور کہا کہو کہ میں اور میرے ساتھی ذلیل وخوار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ معزز ترین اصحاب ہیں۔ اگر اس وقت یہ نہ کہے گا تو میں تیرا سر کاٹ ڈالوں گا۔ عبداللہ بن ابی نے اپنے بیٹے سے خلاصی پانے کے لئے کہا کہ وہ اور اس کے ساتھی ذلیل وخوار ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب عزیز ترین معزز بزرگ ہیں۔ پھر عبداللہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق کے دینی تعصب پر خوش ہوئے اور تبسم کرتے ہوئے فرمایا اے عمر ذرا پیچھے ہو جاؤ نماز پڑھیں مجھے اللہ نے صراحۃً منع نہیں فرمایا۔ (حدیث ۱۱۹۹ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اُن میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا ،،

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۶ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ اُبَیٍّ جَآءَ ابْنُہٗ عَبْدُ اللّٰہِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاہُ قَمِیْصَہٗ وَاَمَرَہٗ اَنْ یُّکَفِّنَہٗ فِیْہِ ثُمَّ قَامَ یُصَلِّیْ عَلَیْہِ فَاَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِثَوْبِہٖ فَقَالَ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ وَھُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَھَاکَ اللّٰہُ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لَھُمْ ۝ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ فَقَالَ سَاَزِیْدُہٗ عَلٰی سَبْعِیْنَ قَالَ فَصَلّٰی عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَلَّیْنَا مَعَہٗ ثُمَّ اُنْزِلَ عَلَیْہِ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَاتُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ

تفسیر : اس آئت کریمہ میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے جنازے کی نماز اور اُن کے دفن میں شرکت کرنے سے منع فرمایا گیا۔ معلوم ہُوا کہ کافر کے جنازے کی نماز کسی حال میں جائز نہیں اور کافر کی قبر پر دفن و زیارت کے لئے کھڑا ہونا بھی ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ وہ فاسق ہی مرگئے اس فسق سے مراد کفر ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کیا جو مومن ہو فاسق جیسا ہو سکتا ہے؟ بظاہر اس آئت کریمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام منافقوں کا یہی حال ہے لیکن دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخصوص منافقوں کے بارے میں نازل ہُوئی ہے۔ چنانچہ واقدی نے کہا ہمیں معمر نے زہری سے خبر دی کہ انہوں نے کہا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان ہیں نے کہا

مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے ایک راز کی بات کہتا ہوں وہ کسی سے ذکر نہ کرنا مجھے فلاں فلاں شخص کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور چند منافقوں کے نام ذکر کئے۔ اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کی نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کرتے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے جاتے تھے۔ اگر وہ ہمراہ نہ جاتے تو عمر فاروق اس میت پر نماز نہ پڑھتے۔ جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ وہ بارہ منافق تھے (تیسیر القاری)

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۶ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جب عبداللہ بن اُبی بن سلول کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کو اپنی قمیص عطا کی اور اسے فرمایا کہ اس میں عبداللہ بن ابی کو کفن دے پھر آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا کپڑا پکڑ کر عرض کیا یارسول اللہ! آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے لگے ہیں حالانکہ یہ شخص منافق ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں کے لئے مغفرت طلب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے یا فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اُن کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر اُن کے لئے ستر بار استغفار کریں اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ آپ نے فرمایا میں عنقریب ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آئت کریمہ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ،، نازل فرمائی۔

۴۳۵۶ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس آئت کریمہ سے اختیار سمجھنا مشکل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان لوگوں نے کفر کیا لہٰذا تخییر کا معنی نہیں ہے کیونکہ کافر کے لئے مغفرت کی دعاء منع ہے۔ چنانچہ قاضی ابوبکر نے کہا اس حدیث کو قبول کرنا جائز نہیں اور نہ ہی یہ صحیح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو۔ ابوبکر باقلانی نے تقریب میں کہا یہ حدیث ان اخبار احاد سے ہے جو ثابت نہیں ہیں۔ امام الحرمین نے کہا یہ حدیث صحیح میں نہیں اور برہان میں ذکر کیا محدثین اس کو صحیح نہیں کہتے۔ امام غزالی نے مُستَصفیٰ میں کہا اظہر یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ دلوُدی نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ان علماءِ کرام نے یہ گمان کیا ہے کہ یہ آئت کریمہ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا الخ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔ حالانکہ اس کا نزول آئت کے پہلے حصہ کے دیر بعد ہے۔ لہٰذا اشکال مرتفع ہے اور تخییر کا مفہوم صحیح ہے۔

شیخ دہلوی نے کہا یہ جواب اس وقت صحیح ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ اس کا نزول صدرِ آئت کے دیر بعد ہے اور اس واقعہ سے اس کا نزول متاخر ہے اور یہ بھی ثابت ہو کہ اس کا نزول سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد خُيِّرْتُ کے بعد ہے۔ لیکن جو آئت کریمہ سے ظاہر ہے وہ یہی ہے کہ ان کے نزول میں اتصال ہے تقدم و تاخر نہیں کیونکہ اس میں عدمِ مغفرت کی طرف اشارہ اور اس کی علت کا بیان ہے کہ عدمِ مغفرت کفر کے باعث ہے۔

علامہ زمخشری نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو ساری مخلوق سے فصیح تر اور بلیغ ترین ہیں اور عربی کلام کے تمام اسالیب سے خوب باخبر ہیں۔ پر یہ کیسے مخفی رہا کہ اس عدد سے مراد یہ ہے کہ استغفار اگرچہ زیادہ کی جائے نفع نہیں دے گی۔ خصوصاً جبکہ اس کے

marfat.com
Marfat.com

بعد ذَالِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الآیۃ " مذکور ہے۔ اور یہ ان کی مغفرت سے صارف ہے یعنی ان لوگوں نے کفر کیا ہے اس لئے ان کی مغفرت محال ہے ..... اگرچہ زیادہ سے زیادہ ان کے لئے مغفرت کی دعا کی جائے۔ علامہ زمخشری نے اس اشکال کا جواب یہ دیا ہے کہ مذکور تقریر کا مفہوم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی نہ تھا۔ آپ جانتے تھے کہ ان کی مغفرت محال ہے لیکن آپ نے جو کچھ بھی کیا یا فرمایا وہ امت پر رحمت اور شفقت کے لئے تھا اس کی واضح مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" " سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ مہربانی کرنا امت پر رحمت کے باعث تھا۔ ابن منیر نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ جو کچھ زمخشری نے کہا ہے اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ کافروں کو نہیں بخشے گا اور جب وہ کافروں کو بخشے گا ہی نہیں تو ان کے لئے مغفرت طلب کرنا محال ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محال کی طلب نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اچھا جواب یہ ہے کہ استغفار کی نفی ان لوگوں سے ہے جو حالتِ شرک میں مر گئے کہ ان کے لئے مغفرت طلب کرنا جائز نہیں اور اس کو یہ لازم نہیں کہ اس شخص کے لئے بھی مغفرت طلب نہ کی جائے جو اسلام ظاہر کرتا ہو کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا اعتقاد صحیح ہو۔ شیخ دہلوی صاحب تیسیر القاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ یہ بات مخفی نہیں کہ اس آیت کریمہ "اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَاِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ" میں منافقوں کے لئے استغفار سے منع کیا گیا ہے۔ اور ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔ اسی تقدیر پر علماء نے اس حدیث کی صحت کی نفی کی ہے۔ جس کے سبب علماء کو مذکور اشکال پیش آیا ہے۔ علامہ بیضاوی رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اس حدیث جس میں تخییر کا ذکر ہے کو ذکر نہیں کیا اور سَبْعِیْنَ کے متعلق کہا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ سبعین کی وضع جو مخصوص عدد کے لئے ہے کے مقتضی کی طلب فرمایا ہے جبکہ قاعدہ یہ ہے کہ لفظ کو اس کے حقیقی معنی پر محمول کیا جاتا ہے۔ حقیقی معنی پر محمول کر کے فرمایا میں ستر بار پر زیادہ کروں گا۔ ابھی آپ نے استغفار نہ کی تھی کہ یہ آیت کریمہ: "سَوَاءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ" نازل ہوئی تو اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ سبعین کا مجازی معنی مراد ہے جو فصحاء کے کلام میں شائع ذائع ہے اس لئے آپ نے استغفار ترک کر دی اور لَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا الآیۃ کی تفسیر میں کہا کہ ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن اُبَیّ اپنی بیماری کی حالت میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تشریف لانے کی درخواست کی، جب آپ تشریف لائے تو آپ کو تین معروضات پیش کیں اوّل یہ کہ اس کے لئے مغفرت طلب فرمائیں دوم یہ کہ اس کو اپنی قمیص میں کفن دیں جو آپ کے بدن شریف سے متصل ہے سوم یہ کہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں چونکہ تینوں آرزوئیں اس کے اخلاص اور اعتقاد کی غماز تھیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قبول

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی سَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَیْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ

فرمایا اور اس کو اپنی قمیص عطاء فرمائی اور اس کی نماز جنازہ پڑھانے کا ارادہ کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ادب سے آپ کا کپڑا پکڑا اور عرض کیا یہ منافق ہے۔ ایک روائت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپکا کپڑا پکڑ کر عرض کیا یہ منافق ہے۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ نے کہا شائد جبرائیل علیہ السلام عمر فاروق کی شکل میں ظاہر ہوئے تھے۔ اس کے بعد یہ آئت کریمہ : لَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ الآیۃ نازل ہوئی۔ ایک روائت میں ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد یہ آئت نازل ہوئی اور قمیص دینے سے منع نہ کیا گیا، کیونکہ اس عطیہ سے بخل کرنا جود و کرم کے خلاف ہے۔ نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ آپ سائل کو خالی نہیں جانے دیتے تھے۔ اس عادت کریمہ اور خلق عظیم کی حفاظت کے لئے کوئی تعرض نہ کیا صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : سَاَزِیْدُ عَلَی السَّبْعِیْنَ ، ابن ابی کے قبیلہ کے قلوب مائل کرنے کے لئے فرمایا کہ میں ستر بار پر زیادہ کروں گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اگر آپ ستر پر اضافہ کریں گے تو اس کی بخشش ہو جائے گی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ اگر میں ستر پر اضافہ کروں گا تو یہ بخشا جائے گا تو میں زیادہ کرتا۔ ایک روائت میں ہے جب آپ نے یہ فرمایا تو یہ آئت کریمہ : سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ، نازل ہوئی پھر آپ نے استغفار کرنا ترک کر دیا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اب تمہارے آگے اللہ کی قسمیں کھائیں گے ،،

جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑو وہ نرے پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم بدلہ اس کا جو کماتے تھے ،،

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۷ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ وَاللّٰهِ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ اِذْ هَدَانِي اللّٰهُ اَعْظَمَ مِنْ صِدْقِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا اَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ فَاَهْلَكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ اُنْزِلَ الْوَحْيُ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ اِلَى الْفَاسِقِيْنَ

تفسیر : اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں منافقوں کے حال کی خبر دی ہے کہ جب وہ مدینہ منورہ میں واپس آئیں گے تو منافق عُذر خواہی کریں گے اور اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ تم اُن کے خیال میں نہ پڑو اس لئے تم ان کو زجر و تہدید نہ کرو اور اُن کے خیال میں نہ پڑو کیونکہ وہ ذلیل لوگ ہیں اور بزدل ہیں ان کا باطن نجس اور اعتقاد فاسد ہے اور آخرت میں اُن کا مقام دوزخ ہے یہ ان کے عملوں کی سزا ہے جو کچھ وہ کسب کرتے ہیں۔

۴۳۵۷ ۔ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک نے کہا میں نے کعب بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا جس وقت وہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایمان کی راہنمائی کرنے کے بعد کوئی انعام نہیں کیا جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میرے سچ بولنے سے بڑا ہو کہ میں اس حال میں نہ تھا کہ مجھ سے جھوٹ صادر ہو پس میں ہلاک ہو جاتا جیسے وہ لوگ ہلاک ہوئے جنہوں نے جھوٹ بولا جبکہ وحی نازل ہوئی کہ عنقریب منافق اللہ کی قسمیں کھائیں گے الآیۃ "

۴۳۵۷ ۔ شرح : قولہ اَنْ لَّا اَكُوْنَ آہ قاضی عیاض نے کہا بخاری، مسلم کے نسخوں میں اسی طرح ہے اور حدیث کا معنیٰ یہ ہے اگر میں نے آپ کے پاس جھوٹ بولا اور "لا" زائدہ ہے۔ جیسے اس آیت کریمہ : مَا مَنَعَكَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ "، میں "لا" زائدہ ہے۔ یعنی دراصل اَن تسجد ہے کیونکہ ہلاک کذب پر مرتب ہے عدمِ کذب پر مرتب نہیں
(حدیث ۴۱۱۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ وقوله وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ!"

تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بے شک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا!

یہ آئت کریمہ منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ تمہارے سامنے اس لئے قسمیں کھائیں گے کہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ، اگر تم ان کی قسموں پر اعتماد کر کے اُن سے راضی ہو جاؤ تو یقیناً اللہ ایسے لوگوں سے راضی نہ ہوگا جو اس کی طاعت اور اس کے رسُول کی طاعت سے خارج ہیں

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور کچھ اور ہیں جو اپنے گناہوں کے مُقِر ہوئے اور ملا یا ایک کام اچھا اور دُوسرا بُرا قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

تفسیر: جب اللہ تعالیٰ نے اُن منافقوں کی خبر دی جو جہاد کرنے نہ جاتے تھے اور اس سے روگردانی کرتے تھے اور اسلام کی تکذیب کرتے تھے تو اب اُن منافقوں کا بیان کرنا شروع کیا جو کاہلی اور جسمانی آرام کی خاطر جہاد کے لئے نہ جاتے حالانکہ وہ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۵۸ ـ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ هُوَ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا اَتَانِيَ اللَّيْلَةَ اِتْيَانِ فَابْتَعَثَانِيْ فَانْتَهَيْنَا اِلٰى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ كَاَقْبَحِ مَا اَنْتَ رَاءٍ قَالَا لَهُمْ اِذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِيْ ذٰلِكَ النَّهْرِ فَوَقَعُوْا فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَا لِيْ هٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَاذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا اَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنٌ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

حق کی تصدیق کرتے تھے۔ فرمایا کچھ اور ہیں جو اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور اُن کے اور بھی اچھے عمل ہیں اور ان کو باہم ملا دیا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عفو و مغفرت کے تحت داخل ہیں۔ یہ آئت کریمہ اگرچہ خاص لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی لیکن یہ تمام گنہگاروں کو شامل ہے جو خطاکار اور اچھے بُرے ملے جلے عملوں کے حامل ہیں۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ یہ آئت کریمہ ابولبابہ اور چند صحابہ کرام کے حق میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے اور اس میں شرکت نہ کر سکے تھے (عینی)

۴۳۵۸ ـ ترجمہ : سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ آج رات میرے پاس دو شخص آئے اور مجھے اُٹھا کر ایک شہر کی طرف لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ ہمیں چند لوگ ملے کہ اُن کا آدھا بدن نہائت ہی خوبصورت اور آدھا بدن نہائت بدصورت جو تو نے کبھی نہ دیکھا ہوگا اُن دو شخصوں نے انہیں کہا جاؤ اور اس نہر میں گھس جاؤ وہ نہر میں گھس گئے پھر ہمارے پاس آئے تو ان کی وہ بدصورتی جاتی رہی تھی اور وہ نہائت ہی خوبصورت ہو گئے تھے۔ ان دونوں نے مجھے کہا یہ ہمیشگی کی جنت ہے اور یہ آپکا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ

۴۳۵۹ ـ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبِ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ اَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ عَمِّ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اُمَيَّةَ يَا اَبَا طَالِبٍ اَتَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ فَنَزَلَتْ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

تعالیٰ ہے اور جو لوگ آدھے خوبصورت اور آدھے بدشکل تھے انھوں نے اچھے اور بُرے ملے جلے عمل کئے اللہ تعالیٰ نے اُن سے درگزر کر دیا ہے (وہ خوبصورت ہو گئے ہیں یہ دونوں شخص فرشتے تھے) حدیث ۲۵۵۹ کی شرح دیکھیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں

تفسیر : قتادہ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کرام نے کہا یا نبی اللہ! ہمارے آباؤ اجداد میں سے بعض ایسے لوگ بھی تھے جو ہمسایوں سے اچھا برتاؤ کرتے۔ رشتہ داروں اور اقرباء سے حسنِ سلوک کرتے، قیدیوں کو رہائی دلاتے اور ذمہ داریاں پوری کرتے تھے کیا آپ ان کی بخشش کے لئے دُعا نہیں فرماتے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں؟ بخدا! میں اپنے چچا کے لئے ضرور دعا کروں گا!

marfat.com
Marfat.com

لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

جیسے ابراہیم نے اپنے چچا آذر کے لئے کہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکور بالا آئت کریمہ نازل فرمائی!

۴۳۵۹ — ترجمہ : سعید بن مسیب نے اپنے والد سے روائت کی کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہاں ابوجہل، عبداللہ بن ابی اُمیہ دونوں بیٹھے ہُوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا! لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ،، پڑھیں میں اللہ کے پاس اس کے ذریعہ تیرے لئے حجت قائم کروں گا۔ ابوجہل اور عبداللہ بن ابی اُمیہ دونوں نے کہا اے ابا طالب کیا عبدالمطلب کی ملت سے اعراض اور روگردانی کروگے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیرے لئے بخشش چاہوں گا! اگر مجھے آپ کے متعلق منع نہ کیا گیا تو یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی۔

۴۳۵۹ — شرح : قرطبی نے کہا میں نے سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لایا۔ سہیلی نے روض میں اپنے سند کے ساتھ ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے۔ شیخ دہلوی نے شرح بخاری میں ذکر کیا۔ متاخرین کی تحقیق یہی ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب مومن ہیں اور حدیث من الاصلاب الطاہرۃ والارحام الطاہرات اور اس کے علاوہ دیگر احادیث اسی تحقیق کی مفید ہیں۔ الحاصل سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت وکرامت جو رب العزت کے حضور ہے ناممکن ہے کہ آپ کے آباء کو آگ میں جلائے حالانکہ شفاعت کی صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب آپ جو چاہتے ہیں آپ کو دیا جائے گا ،، الیوم یومک کل یطلب رضائی وانا اَطْلُبُ رضاءک یا محمد ،، ما از خدائے خواہیم کہ بریں عقیدہ از دُنیا رفتہ ملازمت انحضرت کردہ باشیم انشاء العزیز المتعال۔

(اس مسئلہ کی پوری تقریر حدیث ۱۲۸۰ کی شرح میں دیکھیں۔ وہاں ہم نے مسئلہ کی خوب وضاحت کی ہے)

marfat.com
Marfat.com

۴۳۶۰۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ ح قَالَ اَحْمَدُ وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ كَعْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِّنْ بَنِیْهِ حِیْنَ عَمِیَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِیْ حَدِیْثِهٖ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا قَالَ فِیْ اٰخِرِ حَدِیْثِهٖ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِیْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِیْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكَ

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں نبی کریم اور آپ کے صحابہ کرام مہاجرین و انصار پر جنہوں نے مشکل وقت میں آپ کا ساتھ دیا۔ بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل بھر جائیں۔ پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا بے شک وہ اُن پر نہایت مہربان رحم کرنیوالا۔"

تفسیر: علامہ زمخشری نے کہا یہ "لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ" کے قبیلہ سے ہے یعنی عدم معصیت کے باوجود توبہ اور مغفرت کی نسبت کی گئی ہے۔ اس میں یہ تنبیہ ہے کہ تمام مسلمان توبہ اور استغفار کے محتاج ہیں حتیٰ کہ انبیاء کرام اور مہاجرین و انصار بھی اس کے محتاج ہیں تو عوام الناس کیونکر توبہ کے محتاج نہ ہوں گے۔ بعض مفسرین نے کہا نبی پر توبہ کا معنی یہ ہے کہ یہ بطور تبرک شروع کرنے کا طریقہ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تائبین کی توبہ کا سبب ہیں۔ اس لئے آپ کو ان کے ساتھ ذکر کیا ہے جیسے "فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ" میں اللہ کا ذکر بطور تبرک ہے۔ مجاہد نے کہا یہ آیت کریمہ غزوۂ تبوک کے وقت نازل ہوئی۔ جبکہ شدت کی گرمی، مسافت بعید اور مال کی قلت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

تھی۔ مجاہد سے روایت ہے یہ آیت کریمہ غزوہ تبوک میں نازل ہوئی اس وقت سخت گرمی تھی۔ سفر بھی دُور کا تھا لوگوں میں کھانے پینے کی وسعت بھی نہ تھی۔ حتیٰ کہ دو شخص ایک کھجور کے دو ٹکڑے کرتے اور اسے کھا کر پانی پی کر گزارہ کرتے تھے پھر اس حد تک نوبت پہنچی کہ ایک شخص کھجور چوستا پھر پانی پیتا اور کھجور دوسرے کو دے دیتا وہ اس کو چوس کر پانی پیتا اور کھجور تیسرے کو دیتا اس طرح ایک کھجور پر کئی آدمی اکتفاء کرتے تھے اُن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتیں کیں اور انہیں صحیح سلامت فاتحین واپس لایا۔

۴۳۶۰ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن کعب نے خبر دی انہوں نے کہا مجھے عبداللہ بن کعب نے خبر دی وہ کعب کے بیٹوں میں سے اُن کے قائد تھے جبکہ کعب نابینا ہو گئے تھے۔ انہوں نے کہا میں نے کعب کی حدیث میں اُن سے سُنا جو وہ تین پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق بیان کرتے تھے۔ اُنھوں نے حدیث بیان کرتے ہوئے آخر میں کہا میں نے اپنی توبہ قبول ہونے کی مسرت میں چاہا کہ اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسُول کے لئے صدقہ کر دوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا کچھ مال روکو وہ تمہارے لئے بہتر ہوگا!

۴۳۶۰ — شرح : حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اُن کے تین صاحبزادے عبداللہ، عبدالرحمٰن اور عبیداللہ تھے ان میں سے عبداللہ نے اپنے والد کعب بن مالک سے روایت کی ہے یہ حدیث بہت لمبی ہے جو کتاب المغازی میں مذکور ہے۔ حدیث ۴۱۱۷ کی شرح دیکھیں۔

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اِن تین آدمیوں پر مہربانی کی جو پیچھے رہ گئے تھے حتیٰ کہ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۶۱ــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ شُعَیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اَعْیَنَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ رَاشِدٍ اَنَّ الزُّھْرِیَّ حَدَّثَہٗ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ وَھُوَ اَحَدُ الثَّلٰثَۃِ الَّذِیْنَ تِیْبَ عَلَیْھِمْ اَنَّہٗ لَمْ یَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃٍ غَزَاھَا قَطُّ غَیْرَ غَزْوَتَیْنِ غَزْوَۃُ الْعُسْرَۃِ وَغَزْوَۃُ بَدْرٍ قَالَ فَاَجْمَعْتُ صِدْقَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضُحًی وَکَانَ قَلَّ مَا یَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ سَافَرَہٗ اِلَّا ضُحًی وَکَانَ یَبْدَأُ بِالْمَسْجِدِ فَیَرْکَعُ رَکْعَتَیْنِ وَنَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ کَلَامِیْ وَکَلَامِ صَاحِبَیَّ وَلَمْ یَنْہَ عَنْ کَلَامِ اَحَدٍ مِّنَ الْمُتَخَلِّفِیْنَ غَیْرَنَا فَاجْتَنَبَ النَّاسُ کَلَامَنَا فَلَبِثْتُ کَذٰلِکَ حَتّٰی طَالَ عَلَیَّ الْاَمْرُ وَمَا مِنْ شَیْءٍ اَھَمَّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ

زمین فراخ ہونے کے باوجود اُن پر تنگ ہوگئی "، اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے اور انہیں یقین ہُوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر ان کی توبہ قبول کی کہ تائب رہیں۔ "بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے "

ترجمہ: عبداللہ بن کعب بن مالک نے کہا میں نے اپنے والد کعب بن مالک سے سُنا جبکہ ۴۳۶۱ــ وہ اُن تین میں سے ہیں جن کی توبہ قبول کی گئی۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہے۔ سوائے دو جنگوں کے غزوۂ عسرت (غزوۂ تبوک) اور غزوۂ بدر۔ کعب نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سچ کہنے کا عزم کر لیا تھا جبکہ آپ چاشت کے وقت تشریف لائے (سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی) کہ آپ جو بھی سفر کرتے اس سے چاشت کے وقت واپس تشریف لاتے تھے۔ آپ پہلے مسجد میں آتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے تھے جناب رسُول اللہ

marfat.com
Marfat.com

فَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ يَمُوْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكُوْنَ مِنَ النَّاسِ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ فَلَا يُكَلِّمُنِيْ اَحَدٌ مِنْهُمْ وَلَا يُصَلِّيْ عَلَيَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَوْبَتَنَا عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَقِيَ الثُّلُثُ الْاٰخِرُ مِنَ اللَّيْلِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اُمِّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةٌ فِيْ شَانِيْ مُعْتَنِيَةٌ فِيْ اَمْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اُمَّ سَلَمَةَ تِيْبَ عَلٰى كَعْبٍ قَالَتْ اَفَلَا اُرْسِلُ اِلَيْهِ فَاُبَشِّرُهٗ قَالَ اِذًا يَحْطِمَكُمُ النَّاسُ فَيَمْنَعُوْنَكُمُ النَّوْمَ سَائِرَ اللَّيْلَةِ حَتّٰى اِذَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ اٰذَنَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَكَانَ اِذَا اسْتَبْشَرَ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ قِطْعَةٌ مِنَ الْقَمَرِ وَكُنَّا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا عَنِ الْاَمْرِ الَّذِيْ قُبِلَ مِنْ هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اعْتَذَرُوْا حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَنَا التَّوْبَةَ فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُتَخَلِّفِيْنَ وَاعْتَذَرُوْا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوْا بِشَرِّ مَا ذُكِرَ بِهٖ اَحَدٌ

صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو میرے اور میرے دو ساتھیوں سے کلام کرنا منع کر دیا تھا۔ ہمارے (تینوں کے) سوا پیچھے رہ جانے والوں میں سے کسی سے کلام کرنے سے منع نہ کیا تھا۔ لوگوں نے ہم سے کلام کرنے میں اجتناب کیا میں اسی حال میں کچھ عرصہ ٹھہرے رہا (کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرتا تھا) حتیٰ کہ معاملہ طول پکڑ گیا مجھے کوئی شئے اس سے زیادہ غمزدہ نہ کرتی تھی کہ میں فوت ہو جاؤں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نماز جنازہ بھی نہ پڑھیں یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا جائیں اور میں لوگوں میں اسی حال میں رہوں تو مجھ سے کوئی آدمی کلام نہ کرے گا اور نہ میری جنازہ پڑھے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہماری قبولِ توبہ کی آئت نازل فرمائی جبکہ رات کی آخری تہائی باقی رہ گئی تھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین ام سلمہ کے گھر تشریف فرما تھے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا میرے حال

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اللّٰہُ یَعْتَذِرُوْنَ اِلَیْکُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَیْھِمْ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰہُ مِنْ اَخْبَارِکُمْ وَ سَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ الاٰیۃ

میں بہت مخلص تھیں اور میرے معاملہ میں میری مددگار تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے ام سلمہ! کعب کی توبہ قبول ہوگئی ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا میں اس کے پاس کسی شخص کو نہ بھیجوں ؟ جو اس کو خوشخبری دے۔ آپ نے فرمایا اس وقت تمہارے پاس بہت لوگ جمع ہو جائیں گے اور باقی رات تمہیں سونے بھی نہ دیں گے حتیٰ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا کی تو ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمایا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی) کہ جب خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرۂ انور روشن ہو جاتا تھا گویا وہ چودھویں رات کے چاند کا ٹکڑا ہے۔ ہم تین شخص تھے جو ایسے امر سے پیچھے رہ گئے تھے جو اُن لوگوں سے قبول کر لیا گیا تھا جنہوں نے آپ سے معذرت کی تھی جس وقت کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ نازل کی پھر جس وقت پیچھے رہ جانے والوں کو ذکر کیا گیا جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جھوٹ بولا تھا اور جھوٹا عذر کیا تھا۔ ان سب کو ایسے بُرے طریقہ سے ذکر کیا گیا جو کسی کو ذکر نہیں کیا گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس عذر خواہی کریں گے جبکہ تم ان کی طرف واپس آؤ گے آپ فرما دیں بیہودہ عذر مت کرو۔ ہم ہرگز تمہاری تصدیق نہیں کریں گے۔ اللہ نے ہمیں تمہارے حالات سے خبردار کر دیا ہے اور حال یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے عمل دیکھتے رہیں گے (کہ تم نفاق سے توبہ کرو گے یا نہ) اور تم مرنے کے بعد پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے کی طرف رد کئے جاؤ گے وہ تمہیں تمہارے عملوں کی خبر دے گا (جو تم کرتے رہے ہو اور اس کی جزاء بھی دے گا)

۴۳۶۱ — شرح : قولہ "کُنَّا اَیُّھَا الثَّلَاثَۃَ آہ" اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس آیت کریمہ : وَعَلَی الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا" میں جو ذکر کیا گیا اس سے مراد غزوہ سے پیچھے رہنا نہیں ہے بلکہ ان جیسے لوگوں کے حکم سے تخلّف مراد ہے۔ جنہوں نے غزوہ سے تخلّف کیا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں شرافت و کرامت کے ساتھ ہمیں ممتاز کیا ہے۔ جبکہ منافقوں کی سخت قباحت بیان کی ہے (حدیث ۴۱۱۷ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچّوں کا ساتھ دو!"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

۴۳۴۲ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ فَوَاللّٰهِ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَبْلَاهُ اللّٰهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلَانِيْ مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

بَابُ قَوْلِهٖ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ مِّنَ الرَّاْفَةِ

۴۳۶۲ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک جو کعب کے قائد تھے نے کہا میں نے کعب کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا جبکہ وہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اللہ کی قسم! میں کسی کو نہیں جانتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے صدق کلام میں امتحان لیا ہو کہ وہ اس سے بہتر ہو جو مجھ سے امتحان لیا گیا۔ جب سے میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ میں نے آج تک کبھی بھی جھوٹ کا قصد نہیں کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر یہ آیت کریمہ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الآیۃ نازل فرمائی۔

(یہ حدیث کعب بن مالک کی طویل حدیث کا حصہ ہے)

marfat.com
Marfat.com

۴۳۶۳ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ السَّبَّاقِ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِیَّ وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْیَ قَالَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَبُوْبَكْرٍ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهٗ عُمَرُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ عُمَرَ اَتَانِیْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَاِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّآءِ فِی الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا اَنْ تَجْمَعُوْهُ وَاِنِّیْ لَاَرٰی تَجْمَعَ الْقُرْاٰنَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہائت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان ،، تفسیر :

اس آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ تمہارا دوزخ میں جانا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت گراں ہے۔ اس آیت کریمہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ صفات مذکور ہیں اور وہ مدرسالت، نفاست عزت، امت کو دنیا و آخرت کی بہتریاں پہنچانے میں حرص کرنا رافت اور رحمت ہیں۔ حسین بن فضل نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اپنے ناموں سے دو نام کسی نبی کے لئے ذکر نہیں کئے چنانچہ فرمایا : بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ،، اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یعنی اللہ تعالیٰ رؤف رحیم ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بھی رؤف رحیم ہیں (عینی)

محدث دہلوی نے صحیح کی شرح میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء صفاتی اور بھی بہت ہیں لیکن اس طرح قرآن کریم میں ایک جگہ واقع نہیں ہیں ،،

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ فِيْهِ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ لِذٰلِكَ صَدْرِيْ وَرَأَيْتُ الَّذِيْ رَأٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعُمَرُ عِنْدَهٗ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا اَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ اَزَلْ اُرَاجِعُهٗ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ اللّٰهُ لَهٗ صَدْرَ

۴۳۶۳ — ترجمہ : زُہری سے روائت ہے کہ مجھے ابن اسباق نے خبر دی کہ زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ جو اُن حضرات میں سے ہیں جو وحی لکھا کرتے تھے نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کی لڑائی کے وقت (جو مسیلمہ کذاب سے جنگ ہو رہی تھی) پیغام بھیجا جبکہ اُن کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہُوئے تھے۔ ابوبکر صدیق نے کہا میرے پاس عمر فاروق آئے ہیں اور کہا ہے یمامہ کی جنگ بہت سخت ہو رہی ہے۔ مجھے خطرہ لاحق ہے کہ اگر جنگی مقامات میں زیادہ قاری قتل ہو گئے تو قرآن کا بہت حصہ جاتا رہے گا۔ مگر یہ کہ قرآن کو ایک جگہ جمع کر لو۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کریں۔ ابوبکر صدیق نے کہا میں نے عمر سے کہا ہے کہ میں وہ کام کیسے کروں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے۔ عمر نے کہا یہ بخدا بہتر ہے وہ میرے ساتھ اس بارے میں تکرار کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور میں نے عمر فاروق کی رائے کو بہتر دیکھا ہے۔ زید بن ثابت نے کہا جبکہ عمر فاروق اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس حال میں کہ وہ خاموش تھے کوئی بات نہیں کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق نے زید بن ثابت سے کہا تم نوجوان عقلمند ہو ہم تمہیں کسی بُری شئی سے متہم نہیں کرتے ہیں۔ تم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحیٔ خُدا لکھا کرتے تھے۔ لہٰذا قرآن کو تلاش کر کے ایک جگہ جمع کرو! اللہ کی قسم! اگر پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کو اُٹھا لانے کی مجھے ابوبکر تکلیف دیتے تو وہ مجھ پر اس سے گراں بار نہ ہوتی جو مجھے قرآن کریم جمع کرنے کا حکم دیا۔ میں نے کہا تم وہ کام کیسے کرو گے

marfat.com
Marfat.com

أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَافِ
وَالْعُسُبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ
أَيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ
جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ
إِلَى آخِرِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ
حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ
عُمَرَ تَابَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَاللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ
اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ مَعَ
أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَقَالَ مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ
شِهَابٍ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ وَتَابَعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ

جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ابوبکر نے کہا یہ بخدا بہتر ہے۔ میں اُن سے اس بارے میں تکرار کرتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کام کے لئے کھول دیا جس کے لئے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے سینے کھولے تھے۔ میں اٹھا اور قرآن کریم تلاش کرنا شروع کیا اس حال میں کہ اس کو چمڑے کے ٹکڑوں، شانہ کی ہڈیوں، کھجور کی چھڑیوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کیا۔ حتیٰ کہ سورۂ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری کے پاس پائیں اُن کے علاوہ وہ کسی سے نہ پائیں اور وہ یہ ہیں: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ الآیۃ وہ اوراق جن میں قرآن جمع کیا گیا تھا۔ ابوبکر صدیق کے پاس رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی پھر عمر فاروق کے پاس رہے حتیٰ کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے وفات دی۔ پھر ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر فاروق کے پاس رہے۔ شعیب کی عثمان بن عمرو اور لیث نے یونس کے ذریعہ ابن شہاب سے روایت کرنے میں متابعت کی۔ لیث نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن خالد نے ابن شہاب سے خبر دی اور کہا ابوخزیمہ انصاری (لفظ ابو کا اضافہ کیا) اور موسیٰ نے ابراہیم سے روایت کرتے ہوئے کہا مجھے ابن شہاب زہری نے خبر دی کہ ابوخزیمہ کے پاس ،، موسیٰ کی یعقوب بن ابراہیم

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ اَبُوْثَابِتٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ وَقَالَ مَعَ خُزَيْمَةَ اَوْ اِبْنِ خُزَيْمَةَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

نے اپنے باپ سے روایت کرنے میں متابعت کی ہے۔ ابوثابت نے کہا ہمیں ابراہیم نے خبر دی اور خزیمہ یا ابوخزیمہ کے پاس کہا۔ اور وہ یہ آیت ہے۔

۴۳۶۳ شرح : یمامہ یمن کا شہر ہے۔ یمامہ ایک عورت کا نام ہے جس کو اس کے دروازے پر قتل کیا گیا تھا۔ وہ عورت تین دن کی مسافت سے دیکھا کرتی تھی اس کی آنکھیں نیلی تھیں اس لئے اس کو زرقاء بھی کہا جاتا تھا۔ بکری نے کہا جاہلیت میں یمامہ کا نام جَوّ بفتح الجیم وتشدید الواو جمیری بادشاہ نے جب یمامہ عورت کو قتل کیا تو اس کے نام پر یمن رکھا۔

قولہ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ آہ ،، یہ ظرفِ زمان ہے یعنی اَیَّامَ مَقْتَلِ یَمَامَةَ ،، لیکن اس سے مراد صحابہ کرام کا مُسَیْلَمَہ سے جنگ کرنے کے بعد ہے۔ مُسَیْلَمَہ کَذَّاب نے نُبُوَّت کا دعویٰ کیا تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گیارہ ہجری میں اس سے جنگ کی جس میں گیارہ سو اور ایک روایت کے مطابق چودہ سو صحابہ کرام شہید ہوئے اُن میں سے ستر قاری تھے جنہوں نے قرآن جمع کیا تھا۔

قولہ اِسْتَحَرَّ آہ باب استفعال کی ماضی کا صیغہ بمعنی اشتدّ اور کثُرَ ہے۔ اس کا مادہ حرّ ہے مکروہ شئی کی نسبت حرّ کی طرف اور محبوب کی بَرْد کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے ،، تَوَلَّى حَارَّهَا مَنْ تَوَلَّى قَارَّهَا ،، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عمر فاروق نے کہا تھا آئے دن لڑائیوں میں حفاظِ قرآن شہید ہوتے رہیں گے اس طرح قرآن کا بیشتر حصہ جاتا رہے گا۔ اس لئے قرآن کو محفوظ کرلیا جائے اور ایک جگہ جمع کیا جائے۔ یمامہ کی لڑائی کے بعد عمر فاروق نے یہ مشورہ دیا تھا کہ یہ کام اچھا ہے۔

ابن جوزی نے کہا ایسا کلام وہ کرسکتا ہے جو سراپا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مُتّبع ہو اور ابتداع سے ڈرتا ہو کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن جمع نہیں کیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ آپ کے زمانہ میں آیاتِ قرآن نازل ہوتی تھیں اور منسوخ بھی ہوتی تھیں۔ اگر قرآن جمع کرلیا جاتا تو بعض لوگوں کے پاس ناقص ہوتا اور وہ زیادتی جو دوسروں کے پاس ہوتی کے منکر ہوجاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرماگئے تو نزول آیات اور نسخ وغیرہ اختتام پذیر ہوئے اور زیادتی نقصان کا احتمال اُٹھ گیا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے ابوبکر صدیق نے قرآن جمع کیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن میں کچھ نہ کیا۔ انہوں نے صرف ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود صحائف اور اوراق لئے تھے اور زید بن ثابت

marfat.com
Marfat.com

عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن حارث بن ہشام، سعید بن عاص اور قریش و انصار کے بارہ آدمی بشمول اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تھا اور صحائف کو اجتماعی شکل دے کر قرآن کی صورت میں تمام شہروں میں بھیج دیا، کیونکہ حذیفہ نے ان کو اس میں اختلاف کی خبر دی تھی۔ جب ام المؤمنین حفصہ کا انتقال ہُوا تو مروان بن حکم نے ان صحائف کو دھوڈالا اور کہا مجھے ڈر ہے کہ اس میں کوئی شئی ہو جو عثمان کے نسخوں کے خلاف ہو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح عثمان نے کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیوں نہ کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق کا مقصد یہ تھا کہ قرآن کریم کو جمیع حروف اور جمیع وجوہ جن میں وہ نازل ہُوا جمع کیا جائے وہ حروف قریش کی لغت ہو یا غیر قریش کی لغت ہو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غرض یہ تھی کہ قریش کی لغت دوسری قراءت سے خالی کیا جائے لہٰذا ابوبکر صدیق کا جمع کرنا حضرت عثمان کے جمع کرنے سے مختلف ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے صحیفے حاضر کرنے سے حضرت عثمان کا مقصد کیا تھا؛ حالانکہ زید بن ثابت اور دیگر حضرات نے ان کو محفوظ کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ قیل وقال کا سدِّ باب کرنے کے لئے صحیفوں کو حاضر کیا تھا تاکہ کوئی یہ گمان نہ کرسکے کہ صحیفوں میں قرآن کو نہیں لکھا گیا اور جو کچھ اُنہوں نے لکھا تھا صحیفے اس کے شاہد تھے کہ یہ قرآن ہی لکھا گیا ہے۔

قولہ ہُوَ خَیْرٌ واللہ آہ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر قرآن کو جمع کرکے لکھنا خیر ہے تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیوں ترک کیا اس کا جواب یہ ہے کہ جمع کرنا لکھنا اس زمانہ میں بہتر تھا جبکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کو ترک کرنا اور جمع کرکے لکھنا بہتر نہ تھا کیونکہ اس زمانہ میں بعض آیات منسوخ ہوتی رہتی تھیں جبکہ قرآن پُورا نازل نہ ہُوا تھا۔ اگر سب کو جمع کرلیا جاتا تو منسوخ آیات بھی جمع ہوجاتیں اور ناسخ و منسوخ میں امتیاز نہ رہتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت سے کہا کہ تم نوجوان ہو یہ اہم کام تمہارے سپرد کرتا ہوں؛ کیونکہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تھے اس وقت زید کی عمر گیارہ برس تھی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق کا انہیں یہ فرمانا اُن کے عہدِ خلافت میں تھا۔ ظاہر ہے کہ اس وقت زید کی عمر پچیس سال کے لگ بھگ ہوگی یہی جوانی کی عمر ہے چونکہ زید سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں وحی لکھا کرتے تھے اور نہائت ہی امانت دار تھے۔ بایں ہمہ وہ فضلاءِ صحابہ کرام میں سے تھے۔ علاوہ ازیں وہ اصحابِ فتویٰ میں سے بھی تھے۔ اس لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا ہم تجھے متہم نہیں جانتے ہیں۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اگرچہ قرآن کو جمع کرنے والے تھے اس کے لئے تمام آیات اور سورتوں کا محفوظ ہونا ضروری ہے، لیکن قرآن کے وجوہ، طریقے اور قراءات تلاش کرتے تھے تاکہ جن حروف سبعہ پر قرآن نازل ہُوا ہے اُن میں سے کوئی لغت اخفاء میں نہ رہے اور وہ قراءتیں بھی معلوم کرنا چاہتے تھے جو اُن کی اپنی قراءت کے علاوہ تھیں۔ زید نے کہا میں نے سورۂ توبہ کی آخری دو آیات خزیمہ انصاری کے پاس پائیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ قرآن کریم نقل تواتر سے منقول ہے اور یہ سارے کا سارا متواتر ہے تو

marfat.com
Marfat.com

تو یہ دو آیتیں قرآن کیسے ہو سکتی ہیں جبکہ ان کا راوی صرف خزیمہ انصاری ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دو آیتیں خزیمہ کے سوا کسی کے پاس لکھی ہوئی نہ تھیں، لیکن یاد سب کو تھیں اس اعتبار سے کہا کہ یہ دو آیتیں خزیمہ کے علاوہ کسی سے نہ ملیں۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ یہ دو آیتیں صرف خزیمہ ہی سے معلوم ہوئی تھیں۔ بعض علماء نے کہا تواتر علم یقینی کا مفید ہوتا ہے اور جو خبر قرآن میں محفوف ہو وہ بھی علم یقینی کا مفید ہوتی ہے اور یہاں بھی شعار قرآن ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ خزیمہ کی شہادت دو گواہوں کی شہادت کے برابر ہے۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے تمام صحابہ کی موجودگی میں یہ لکھی تھیں۔ اسی لئے تمام صحابہ کرام نے اس کو قبول کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ زید کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ دو گواہوں کی گواہی سے آیات کو صحائف میں داخل کرتے تھے، لیکن اس روایت کے مطابق یہ اشکال ہوگا کہ دو گواہوں کی گواہی سے تواتر ثابت نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دو گواہوں کو کتابت و حفظ پر گواہ بناتے تھے اور جو بطریق تواتر مذکور ہو اگر اس کی کتابت میں تواتر نہ ہو تواتر حفظ تو باقی ہے۔ اس کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بطریق تواتر ثابت نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اُن کا نسب یہ ہے خزیمہ بن ثابت بن فاکہ انصاری خطمی ہیں ان کی تنہا کی گواہی دو گواہوں کی شہادت کے برابر تھی وہ جنگِ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھے اور ۳۷ ہجری کو صفین میں شہید ہوئے۔

"جامع قرآن"

اس جگہ یہ جاننا ضروری ہے کہ اس حدیث اور دوسری صحیح احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جامع قرآن ہیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس اعتبار سے جامع قرآن کہا جاتا ہے کہ جو قرآن ابوبکر صدیق نے جمع کیا تھا۔ وہ عرب کی تمام لغت پر مشتمل تھا۔ ایک دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دو مسلمانوں نے قرآن کریم کے ایک کلمہ میں جو لغاتِ مختلفہ میں سے تھا جھگڑا کیا حالانکہ دونوں میں سے ہر ایک نے اپنی لغت کے اعتبار سے محفوظ کیا ہوا تھا ان میں سے ہر ایک نے قسم کھائی کہ دوسرا غلط پڑھتا ہے۔ بعد میں انہیں معلوم ہو گیا کہ دونوں کلمے قرآن ہیں۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عہدِ صدیقیت کا جمع کردہ قرآن ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے طلب کر کے اسے اہلِ حجاز کی لغت پر اس کی تجرید کی کیونکہ قریش کی لغت

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ يُوْنُسَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاخْتَلَطَ فَنَبَتَ بِالْمَآءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ وَقَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ هُوَ الْغَنِيُّ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ يُقَالُ تِلْكَ

پر ہی قرآن نازل ہُوا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا وفات پاگئیں تو مروان بن الحکم نے ابوبکر صدیق کا جمع کردہ مصحف لے کر اس کو پانی سے دھو دیا اور کہا مجھے ڈر ہے کہ ناواقف لوگ یہ سمجھیں گے کہ قرآن کے کلمات مختلف ہیں۔ الحاصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم جمع کیا تھا اس لئے دراصل جامع قرآن وہی ہیں چونکہ یہ قرآن مختلف لغات پہ مشتمل تھا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تمام لغات سے خالی کر کے صرف قریش کی لغت پہ رہنے دیا اس اعتبار سے ان کو بھی جامع قرآن کہا جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُوْرَةُ يُوْنُسَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شیخ دہلوی نے ذکر کیا کہ ابوالعباس نے مقاماتِ تنزیل میں کہا کہ یہ سورت مکی ہے مگر ایک آیت کریمہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ،، مدنی ہے۔ ایک روایت کے مطابق مِنْهُمْ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّا يُؤْمِنُ ،، بھی مدنی ہے۔ مقاتل نے کہا یہ دو آیات فَاِنْ كُنْتَ

marfat.com

Marfat.com

اٰيَاتٌ يَعْنِيْ هٰذِهٖ اَعْلَامُ الْقُرْاٰنِ وَمِثْلُهٗ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِى الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ الْمَعْنٰى بِكُمْ دَعَوْهُمْ دَعَاؤُهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ دَنَوْا مِنَ

فِىْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ ،، مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ،، تک بھی مدنی ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ ،،

اس سے اس آیت کریمہ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ ،، دُنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اُتارا تو اس کے سبب زمین سے اُگنے والی سب گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ دنیاوی زندگی کا حال پانی کی طرح ہے جو ہم آسمان سے بھیجتے ہیں تو اس کے ساتھ زمین کی نباتات مل جاتی ہیں اور پانی کے زمین سے ملنے کے بعد زمین سے ہر قسم گندم کا غلہ وغیرہ اُگتا ہے۔ وہ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ،،

مکہ کے کافروں نے کہا اللہ نے اپنے لئے اولاد بنائی۔ پاکی اس کو وہی بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے جبکہ یہودی عُزیر کو اللہ کا بیٹا اور نصاریٰ عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اور بیوی بچے سے بے نیاز ہے۔

"قَالَ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ آه ،،

عمر فاروق کے مولی زید بن اسلم نے اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ ،، کی تفسیر میں کہا کہ وہ محمد رسول اللہ ہیں "صلی اللہ علیہ وسلم" مجاہد نے کہا قدمِ صدق سے مراد خیر ہے۔ ابن عباس نے "منزل صدق ،، سے تفسیر کی ہے بعض نے کہا وہ نیک عمل ہے۔ سدی نے کہا وہ قدم ہے جس کے ساتھ چل کر دربارِ الوہیت میں حاضر ہوں گے ،،

"يُقَالُ تِلْكَ اٰيَاتٌ ،،

اس سے اس آیت کریمہ الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور هٰذِهٖ اَعْلَامُ الْقُرْاٰنِ ،، سے اس کی تفسیر کی ہے یعنی تِلْكَ اسم اشارہ مخاطب بمعنی هٰذِهٖ ہے جو غائب کے لئے ہے اس کا معنی یہ ہے کہ یہ قرآن حکیم کے اَعلام ہیں جو حکمت اور مضبوط علم پر مشتمل ہیں اور تِلْكَ اٰيٰتُ کی طرح یہ ہے کہ اس آیت کریمہ : حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِى الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ ،، میں بِهِمْ بمعنی بِكُمْ ،، ہے یعنی ضمیرِ غائب بجائے ضمیر مخاطب ہے اور دونوں میں مماثلت یہ ہے کہ دونوں میں التفات کیا گیا ہے یعنی خطاب کا صیغہ بصورت صیغہ غیب ذکر کیا ہے۔

قولہ دَعَوَاهُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ کی طرف اشارہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اور دُعَاؤُھُمْ ،، سے اس کی تفسیر کی ہے یعنی دَعْوٰی بمعنی دُعَاء ہے "
قولہ اُحِیْطَ بِھِمْ آہ ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ اُحِیْطَ بِھِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور دَنَوْا مِنَ الْمَلَکَۃِ سے اس کی تفسیر کی یعنی اُنھوں نے گمان کرلیا کہ وہ ہلاکت کے قریب آگئے ہیں ۔ قولہ اَحَاطَتْ بِہٖ آہ اس سے اس آئت کریمہ : بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّاَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ ،، کی طرف اشارہ کیا ۔ یعنی جس نے بُرا کسب کیا اور اس کی برائی اس پر غالب آئی اور نجات کی راہ اس کے لیے مشکل ہوگئی ۔
قولہ فَاَتْبَعَھُمْ آہ اس سے اس آئت کریمہ : وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَھُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُہٗ ،، میں یہ اشارہ کیا کہ " اِتَّبَعَھُمْ ،، بکسر الہمزہ وتشدید التاء اور اَتْبَعَھُمْ بفتح الہمزہ ہم معنیٰ ہیں ۔ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کردیا اور فرعون اور اس کے عسکر نے ان کا پیچھا کیا ۔ اصمعی نے کہا پہلا بمعنی لاحق اور دوسرا بمعنی مدرک ہے یعنی اُن کا پیچھا کیا ۔
قولہ عَدُوًّا ،، اس سے اس آئت کریمہ فَاَتْبَعَھُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُہٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ،، میں اشارہ کیا کہ عدوا بمعنی عدوان اور دشمنی ہے ۔ یعنی سرکشی اور دشمنی کے باعث ان کا پیچھا کیا ۔
قولہ قَالَ مُجَاھِدٌ ،، یُعَجِّلُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ الایۃ اس سے اس آئت کریمہ : وَلَوْ یُعَجِّلُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَھُمْ بِالْخَیْرِ الایۃ کی طرف اشارہ کیا ۔ یعنی اور اگر اللہ لوگوں پر برائی ایسی جلد بھیجتا جیسی وہ بھلائی کی جلدی کرتے ہیں تو اُن کا وعدہ پورا ہوچکا ہوتا ۔ مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا غصہ کی حالت میں انسان کا اپنی اولاد اور مال کے متعلق کہنا ،، اے اللہ اس میں برکت نہ کر اور اس پر لعنت بھیج ،، اگر اللہ بھی ایسی جلدی کرتا تو اُن کا یہ کہنا پورا ہوچکا ہوتا ۔

شانِ نزول

" یہ آئت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جبکہ نضر بن حارث مشرک نے کہا اے اللہ اگر دین اسلام حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا ۔ تو یہ آئت نازل ہوئی "

ترکیب

لَوْ یُعَجِّلُ اللّٰہُ ،، محل کے اعتبار سے مبتدا اور قَوْلُ الْاِنْسَانِ ،، خبر ہے ۔ اور اَللّٰھُمَّ لَا تُبَارِکْ ،، قول کا مقولہ ہے اور لَقُضِیَ اِلَیْھِمْ اَجَلُھُمْ " لو کا جواب ہے ۔ یعنی انسان غصہ کی حالت میں اپنی اولاد اور مال پر بد دُعا کرتا ہے ۔ اگر اللہ ان لوگوں کی طرح جلدی کرتا تو جس پر انسان بد دعا کرتا وہ کبھی کا ہلاک ہوچکا ہوتا اور مرگیا ہوتا ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد : لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ

بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد ،، اور وہ مغفرت گناہ و رضوان ہے ۔ (اللہ کی رضا)

marfat.com
Marfat.com

الْهَلَكَةِ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْئَتُهٗ فَاتَّبَعَهُمْ وَاَتْبَعَهُمْ وَاحِدٌ عَدُوًّا مِنَ الْعُدْوَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ قَوْلُ الْاِنْسَانِ لِوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ اِذَا غَضِبَ اَللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ لَهٗ فِيْهِ وَالْعَنْهُ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ لَاُهْلِكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَمَاتَهٗ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى مِثْلُهَا حُسْنٰى وَزِيَادَةٌ مَغْفِرَةٌ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَلنَّظَرُ اِلٰى وَجْهِ الْكِبْرِيَاءِ الْمُلْكُ

بَابُ وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ الْبَحْرَ

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ نُنَجِّيْكَ نُلْقِيْكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِّنَ الْاَرْضِ وَهُوَ النَّشْزُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ

حسن بصری رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ زیادہ وہ اضافہ ہے جو اللہ تعالیٰ ایک نیکی پہ دس گنا ثواب دیتا ہے اور دس پہ زیادہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زیادہ جنت الفردوس میں ایک موتی سے بنا ہوا بالاخانہ ہے جس کے چار دروازے ہیں ۔ مجاہد کے غیر نے زیادہ کی تفسیر میں کہا کہ یہ جنت میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ ہے جو اللہ کی ذات کا نگاہوں کا مرکز ہوگی !

اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یہ فرعون اور اس کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو کہا تھا کہ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اور زمین میں تمہیں دونوں کی بڑائی رہے اور ہم تم پر ایمان لانے کے نہیں ،، مجاہد نے کبریا کی تفسیر ملک سے کی ہے۔ ایک روایت کے مطابق کبریا بمعنی عظمت ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ الْبَحْرَ الاٰیۃ

یعنی ہم بنی اسرائیل کو دریا سے پار لے گئے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا سرکشی اور

marfat.com
Marfat.com

ظلم سے ۔ یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آلیا تو بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا۔ آج ہم تیری لاش کو اتار دیں گے کہ تو ..... اپنے پچھلوں کے لئے نشانی ہو اور بے شک لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔

تفسیر: فرعون نے یہ خواہش کرتے ہوئے کہ اس کا ایمان قبول کر لیا جائے گا۔ تین بار کہا تکرار کے ساتھ ایمان ادا کیا۔ لیکن یہ ایمان قبول نہ ہوا کیونکہ ملائکہ اور عذاب کے دیکھنے کے بعد ایمان مقبول نہیں اگر حالتِ اختیار میں وہ ایک مرتبہ بھی کلمہ کہتا تو اس کا ایمان قبول کر لیا جاتا، لیکن اُس نے وقت کھو دیا اس لئے اس سے یہ کہا گیا۔ کیا اب ایمان لاتا ہے حالانکہ تو پہلے سے نافرمان رہا۔ اور تو فسادی تھا۔

قولہ "نُنَجِّیکَ"، یعنی تجھے اُونچی جگہ پھینک دیں گے۔ نجوہ اونچی جگہ ہے۔ فرعون لعین نے یہ نہ جانا کہ عذاب کے فرشتے دیکھنے اور عذابِ آخرت کا مشاہدہ کے بعد ایمان لانا نافع نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب کافروں نے ہمارا عذاب دیکھا تو ایمان لائے اس ایمان نے اُن کو نفع نہ دیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جواب میں فرمایا کیا اب اضطرار کے وقت ایمان لاتا ہے اس سے پہلے تو نافرمان رہا۔

امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی کہ جب فرعون نے کہا اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ"، کہا مجھے جبرائیل نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے دیکھتے حالانکہ میں نے سمندر کی مٹی پکڑ کر اس کے منہ میں بھر دی تھی تاکہ اس کو اللہ کی رحمت نہ آلے تو آپ عظیم شئی دیکھتے جس کی حقیقت کوئی نہیں بیان کر سکتا، کیونکہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو اللہ کے دشمن پر میرا غیظ و غضب بھڑکا کیونکہ اُس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس لئے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اللہ کی رحمت اس کو آلے گی۔ میں نے سمندر کی سیاہ مٹی سے اس کا منہ بھر دیا تاکہ دوسری بار یہ کہنا نہ پائے۔ الحاصل حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ اس لئے کیا تھا کہ فرعون پر اللہ کا غضب تھا اور وہ یہ جانتے تھے کہ اس کو ایمان نفع نہ دے گا۔ یہ نہیں کہ جبرائیل فرعون کے ایمان سے خوش نہ تھے کیونکہ کافر کے ایمان لانے کو اچھا نہ جاننا کفر ہے۔ لیکن ابو منصور ماتریدی نے کہا تاویلات میں ذکر کیا کہ کفر سے رضا مطلقاً کفر نہیں۔ یہ اس وقت کفر ہے جب وہ اپنے کفر سے راضی ہو اور اگر غیر کے کفر سے راضی ہو تو یہ کفر نہیں ہے۔ اس کی تائید عبداللہ بن ابی سرح کے واقعہ سے ہے کہ جب وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور تین بار بیعت کرنے کی تمنا کی اور ہر بار سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیعت کرنے سے انکار کیا پھر اس کو بیعت کر لیا اور صحابہ کرام سے فرمایا کیا تم سے کوئی شخص سمجھدار نہیں کہ جب وہ یہ دیکھتا کہ میں اس کو بیعت نہیں کر رہا ہوں تو اس کو قتل کر دیتا۔ (ابو داؤد والنسائی)

marfat.com
Marfat.com

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فرعون سے فتوے لینا،،

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جبرائیل علیہ السلام نے فرعون سے سوال پوچھا کہ اس شخص کے متعلق تیرا کیا فتویٰ ہے جس نے کسی شخص کے مال سے پرورش پائی ہو اور اس کی نعمتوں میں پلا ہو پھر اس کے حق کا انکار کرتے ہوئے اس کی عظمت کو پامال کرنا چاہے اور خود اپنی سیادت اور عظمت کا دعویٰ کرے فرعون نے اس کا یہ جواب لکھا۔

فرعون کے جواب کا متن

ولید بن مصعب کہتا ہے جو بندہ اپنے مالک کی طاعت سے خارج ہو جائے اور اس کی نعمتوں کا انکار کرے اس کو سمندر میں غرق کیا جائے۔ جب فرعون سمندر میں غرق ہونے لگا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو وہ جواب دکھایا جس کو اُس نے پہچانا۔

فرعون کی لاش باہر کیوں پھینکی گئی؟

علامہ ابن حجر عسقلانی نے شرح میں ذکر کیا کہ عبدالرزاق نے اپنے اسناد کے ساتھ قیس بن عباد وغیرہ سے روائت کی کہ بنو اسرائیل نے کہا فرعون مرا نہیں۔ اس لئے اللہ نے اس کو باہر پھینکا تاکہ اس کو دیکھیں وہ سُرخ بیل کی طرح تھا۔ یہ روائت موقوف ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ معمر نے قتادہ سے روائت کی جب اللہ نے فرعون کو غرق کیا تو بعض لوگوں نے اس کی تصدیق نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو باہر نکالا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں اور عبرت حاصل کریں۔ ابن ابی حاتم نے ضحاک کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھی سمندر سے نکلے تو فرعون کی قوم سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے کہا فرعون اور اس کی قوم غرق نہیں ہوئی وہ سمندر کے جزائر میں شکار کرنے میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ فرعون کو ننگا باہر پھینک دے۔ سمندر نے اس کو باہر پھینک دیا جبکہ اس کا بدن برہنہ اور سرگنجا تھا۔

کیا فرعون مسلمان ہو کر مرا تھا؟

شیخ ابن عربی اور ان کے معتقدین نے قرآن کی مذکور آئت سے استدلال کیا کہ فرعون مسلمان ہو کر مرا تھا۔ فصوص الحکم میں اس کی تصریح موجود ہے۔ بعض علماء نے کہا، شیخ کا یہ اعتقاد نہیں بلکہ انھوں نے

marfat.com
Marfat.com

٤٣٦٣ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَالْیَہُوْدُ تَصُوْمُ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَقَالُوْا ھٰذَا یَوْمٌ ظَھَرَ فِیْہِ مُوْسٰی عَلٰی فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِہٖ اَنْتُمْ اَحَقُّ بِمُوْسٰی مِنْھُمْ فَصُوْمُوْا

بطور جدل و احتمال یہ آئت ذکر کی ہے کہ اس آئت سے یہ معنی مفہوم ہے ، ورنہ انھوں نے فتوحاتِ مکیہ میں تصریح کی ہے کہ دوزخ میں بعض سخت حصے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے متکبر لوگوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں وہ فرعون و نمرود ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ہے ۔ جمہور مشائخ اور علماء کا مذہب یہ ہے کہ فرعون کافر مرا ہے اور قرآن کریم میں جہاں بھی اس کو ذکر کیا قباحت اور اہانت سے ہی ذکر کیا ہے ابوجہل بدر کی جنگ میں مرا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کا فرعون مرگیا ہے۔

فرعون کون تھا ؟

فرعون مصر کا حاکم تھا ۔ اس کا نسب یہ ہے فرعون ولید بن مصعب بن ریّان اس کی کنیت ابومرّہ ہے ۔ ابوالعباس نے کہا وہ بنی عملیق سے جنہیں عمالقہ کہا جاتا ہے وہ سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے تھا ۔ اس کو قبطی بھی کہا جاتا ہے ۔ سدی نے کہا موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ بیس ہزار جنگ آزما مرد لے کر نکلے جن میں کوئی بھی بیس سال سے کم نہ تھا اور نہ ہی کوئی ساٹھ سال سے زیادہ تھا ۔ اس کا مقدمہ ہارون علیہ السلام تھے جو دس لاکھ ستر ہزار مردوں کو لے کر باہر نکلے جن میں کوئی عورت نہ تھی جبکہ فرعون کے ساتھ ستر سردار تھے ۔ ہر سردار کے ساتھ ستر ہزار آدمی تھے ۔ اس کا مقدمہ ہامان تھا جس کے ہمراہ کئی لاکھ آدمی تھے ان میں ایک لاکھ صرف گھوڑے تھے جن میں کوئی مادہ نہ تھی ۔ اُنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کا تعاقب کیا اور سب غرق ہوگئے ۔ یہ عاشورا کے دن کا واقعہ ہے ۔ اسی لئے یہودی اس روز روزہ سے ہوتے تھے ۔ وہ اس دن کی تعظیم کرتے تھے ہمیں بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم ملا ہے ۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے جبکہ یہودی عاشورآء کا روزہ رکھا کرتے تھے ۔ اُنھوں نے کہا اس دن میں موسیٰ علیہ السلام کو فرعون لعین پر غلبہ حاصل ہُوا تھا ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

٤٣٦٤ —

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَۃ ھُوْد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ اَبُوْمَیْسَرَۃَ اَلْاَوَّاہُ اَلرَّحِیْمُ بِالْحَبْشِیَّۃِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَادِیَ الرَّأْیِ مَاظَھَرَ لَنَا وَقَالَ مُجَاھِدٌ اَلْجُوْدِیُّ جَبَلٌ بِالْجَزِیْرَۃِ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنَّکَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ یَتَھَزَّؤُنَ بِہٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَقْلِعِیْ اَمْسِکِیْ عَصِیْبٌ شَدِیْدٌ لَاجَرَمَ بَلٰی وَفَارَ التَّنُّوْرُ نَبَعَ الْمَآءُ وَقَالَ عِکْرِمَۃُ وَجْہُ الْاَرْضِ

سُوْرَۂ ھُود

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسماعیل بن عبدالرحمٰن سُدی نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ سورت مکّی ہے لیکن اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ الآیۃ مدنی ہے۔ قرطبی نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ مطلقاً مکّی ہے۔ مذکور آیت کریمہ ایک شخص کے حق میں نازل ہوئی جس نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے اجنبیہ عورت کو بوسہ دیا ہے لیکن اس پر تجاوز نہیں کیا اور میں حدّ تک نہیں پہنچا ہوں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے نماز ہمارے ساتھ پڑھی ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! فرمایا اللہ نے تیرا گناہ معاف کر دیا ہے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ،، اور نماز قائم رکھو! دن کے دونوں کنارے اور کچھ رات کے حصّوں میں بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ،، یہ واقعہ مدینہ منوّرہ میں ہوا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ سورت مکی ہے اور یہ آیت کریمہ: فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ ،، مدنی ہے۔ مقاتل نے کہا یہ مکّی ہے۔ مگر دو آیات اَقِمِ الصَّلٰوۃَ اور اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ

marfat.com
Marfat.com

جو عبداللہ بن سلام اور اس کے مسلمان ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ مدنی ہیں۔
ابو میسرہ نے کہا حبشی زبان میں اوّاہ بمعنی رحیم ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ،، کی طرف اشارہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ،، بَادِی النَّوَای ،، کی تفسیر مَا ظَهَرَ لَنَا سے کی ہے یعنی جو کچھ ظاہر ہے۔ مجاہد نے کہا ،، جُوْدِیّ ،، جزیرہ میں پہاڑ کا نام ہے جو دجلہ اور فرات کے درمیان مُوْصل کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین نبیوں کی خاطر تین پہاڑوں کا اکرام کیا ہے۔ اُن میں ایک حرا ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ دوسرا جودی ہے نوح علیہ السلام کے ساتھ، تیسرا طور موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مختص ہے۔ حَسَنْ نے کہا ،، اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ ،، اس سے اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ کی طرف اشارہ ہے۔

قولہ يَسْتَهْزِءُوْنَ بِهٖ ،، اس وصف کے ساتھ حضرت شعیب علیہ السلام کو مذاق کرتے تھے۔

قولہ اَقْلِعِیْ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، يَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَيَا سَمَآءُ اَقْلِعِیْ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اَقْلِعِیْ بمعنی اَمْسِكِیْ ہے۔ یعنی اے زمین پانی کو جذب کر لے اور اے آسمان پانی کو روک لے اور اس آیت کریمہ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ،، میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عَصِيْبٌ ،، کی تفسیر شدید سے کی۔ یہ حضرت لوط علیہ السلام کا کلام ہے جبکہ اُن کے پاس امرد آدمیوں کی صورت میں فرشتے آئے اور لوط علیہ السلام نے اپنی بدکار قوم سے خوف محسوس کیا تھا

قولہ لَاجَرَمَ الخ : اس سے اس آیت کریم لَاجَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، لَاجَرَمَ ،، کی بَلٰی سے تفسیر کی لَاجَرَمَ ،، فراء نے کہا لاجرم دراصل بمعنی لَابُدَّ اور لَامَحَالَةَ ہے۔ اس میں استعمال بکثرت ہونے کے باعث قسم کے معنی میں ہو گیا حتیٰ کہ حَقًّا کی طرح ہو گیا اسی لئے اس کے جواب میں "لام" آتی ہے جیسے قسم کے جواب میں لام داخل ہوتی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے لَاجَرَمَ لَاٰتِيَنَّكَ ،، بخدا میں تیرے پاس ضرور آؤں گا۔ بصری علماء اس کو فعل کہتے ہیں۔ جبکہ یہ کوفی علماء کے نزدیک اسم ہے۔ جس وقت یہ اسم ہو گا تو آیت کا معنیٰ یہ ہو گا ،، وہ یقیناً آخرت میں خسارے میں پڑنے والے ہیں اگر بصری علماء کے مطابق یہ فعل ہو تو مدلا کلمہ سے کافروں کے کلام کا رد ہے اور جَرَمَ بمعنی کَسَبَ ہے یعنی ان کے کفر نے آخرت میں خسارہ کسب کیا ،، (عینی)

قولہ فَارَ التَّنُّوْرُ آہ اس سے آیت کریمہ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ،، کی طرف اشارہ کیا اور نَبَعَ الْمَآءُ ،، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اس کے تنور سے پانی جوش سے نکلا جیسے ہنڈیا جوش سے اُبلتی ہے۔ لفظ ،، فَارَ ،، فور سے ہے بمعنی جوش مارنا۔ دیگ کے اُبلنے کو فَوَران کہتے ہیں۔ عکرمہ نے کہا تنور بمعنی روئے زمین ہے۔ ابن درید نے کہا تنور فارسی لفظ ہے۔ عربوں

marfat.com
Marfat.com

نے جب کوئی دُوسرا اسم اس معنی میں نہ پایا تو اسی کو استعمال کرنے لگے۔ قرآن کریم میں بھی اسی طرح آیا ہے کہ عربوں نے اس کا کوئی اور نام نہ پایا۔

شیخ دہلوی نے ذکر کیا اس تنور کی جگہ میں مختلف روایات ہیں۔ مجاہد نے کہا یہ کوفہ کے ایک کنارے میں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کوفہ کی مسجد کے درمیان کشتی بنائی اور اسی جگہ تنور تھا۔ مقاتل نے کہا شام میں آدم علیہ السلام کا تنور ایک مقام تھا جسے وردہ کہتے ہیں۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ یہ تنور ہندوستان میں تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ اَلَآ اِنَّهُمْ تَثْنُوْنَ آہ یعنی خبردار ہو جاؤ کہ بعض لوگ اپنے سینے اور منہ مروڑتے ہیں تاکہ اپنے آپ کو اللہ سے چھپائیں، یَثْنُوْنَ، صیغہ جمع مذکر غائب ہے اس میں ضمیر غائب کا مرجع منافقین ہیں۔ اور صُدُوْرَهُمْ منصوب مفعول ہے۔

قولہ اَلَا حِيْنَ آہ یعنی خبردار جس وقت وہ لباس پہنتے ہیں۔ وہ ان کی ہر وہ شئی جانتا ہے جسے وہ چھپاتے یا ظاہر کرتے ہیں۔ وہ سینوں کی باتیں جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کا چھپانا اور ظاہر کرنا برابر ہے۔ مفسرین نے اسی طرح تفسیر کی ہے اور جو معنی حدیث سے معلوم ہوتا ہے وہ اس سے مختلف ہے۔ غیر عکرمہ نے کہا "حَاقَ"، بمعنی نَزَلَ ہے اور "يَحِيْقُ"، بمعنی يَنْزِلُ ہے۔

قولہ يَؤُسٌ بروزن فَعُوْلٌ بُؤْسٌ سے ماخوذ ہے۔ تَبْتَئِسْ بمعنی تحزن ہے۔ یعنی غمزدہ نہ ہو۔

قولہ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ، یعنی وہ حق میں شک کرتے ہیں تاکہ اگر انہیں اخفاء کی طاقت ہو تو اللہ سے اخفاء کر لیں۔ يَثْنُوْنَ، ثِنْيٌ سے ماخوذ ہے۔ اس کی حق میں شک اور اس سے اعراض کرنے سے تعبیر کی جاتی ہے۔ یہ مجاہد کی تفسیر ہے۔

زمخشری نے کہا، وہ حق سے انحراف کرتے ہیں کیونکہ جو کوئی کسی شئی کی طرف متوجہ ہو وہ اپنا سینہ اس کی طرف کرتا ہے اور جو کوئی شئی سے انحراف کرے وہ اس سے اپنا سینہ پھیر لیتا ہے اور اس سے پہلوتہی کرتا ہے۔ پس يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ کا معنی یہ ہے کہ وہ حق سے انحراف کرتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ اخنس بن شریق کے حق میں نازل ہوئی جو چرب زبان اور شیریں کلام تھا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے میٹھی میٹھی باتیں کر کے باطنی خبث کو پوشیدہ رکھتا تھا۔ بعض علماء نے کہا بعض مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرتے تو وہ اپنا سینہ پھیر لیتا اور سر نیچا کر لیتا تھا تاکہ آپ کو نہ دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کو سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کی خبر دی اور جو کچھ اُن میں آپ سے عداوت رکھتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۳۶۵ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ اَلَآ اِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرَهُمْ قَالَ سَاَلْتُهٗ عَنْهَا فَقَالَ اُنَاسٌ كَانُوْا يَسْتَحْيُوْنَ اَنْ يَتَخَلَّوْا فَيُفْضُوْا اِلَى السَّمَآءِ وَاَنْ يُّجَامِعُوْا نِسَاءَهُمْ فَيُفْضُوْا اِلَى السَّمَآءِ فَنَزَلَ ذٰلِكَ فِيْهِمْ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَاَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ اَلَآ اِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرَهُمْ قُلْتُ يَا اَبَا الْعَبَّاسِ مَا تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَاَتَهٗ فَيَسْتَحْيِيْ اَوْ يَتَخَلّٰى فَيَسْتَحْيِيْ فَنَزَلَتْ اَلَآ اِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرَهُمْ

ترجمہ : ابن جُریج نے کہا مجھے محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ پڑھتے ہوئے سُنا : اَلَآ اِنَّهُمْ تَثْنَوْنِيْ صُدُوْرَهُمْ ، محمد بن جعفر نے کہا میں نے ابن عباس سے اس آیت کے شانِ نزول کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا چند لوگ قضاءِ حاجت میں برہنہ ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے شرم کرتے تھے کہ وہ کھلے میدان میں اپنی شرمگاہیں آسمان کی طرف کرتے ہیں اور یہ کہ اپنی بیویوں سے جماع کرتے ہیں اور اپنی شرمگاہیں آسمان کی طرف کرتے ہیں اُن کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۳۶۵ ـ شرح : یعنی کچھ لوگ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت شرمگاہ سے کپڑا اُٹھانے میں اللہ تعالیٰ سے شرم کرتے تھے۔ اسی طرح بیویوں سے جماع کے وقت کھلی جگہ میں آسمان کے نیچے یہ کام کرنے سے شرم کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے جھکے جھکے یہ سب کام کرتے تھے اور اپنے آپ کو کپڑوں میں چھپاتے تھے اُن کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قولہ یَثْنَوْنِیْ ،، مضارع معروف بروزن یَفْعَوْعِلُ ،، ہے۔ اس کی ماضی اثْنَوْنٰی بروزن اِفْعَوْعَلَ ہے اِس کا باب اِفْعِیْعَال اور مادہ ثِنی ہے۔ یہ صیغہ مبالغہ کا ہے جیسے اِحْلَوْلٰی یَحْلَوْلِیْ حلاوت میں مبالغہ کے لئے ہے۔

قولہ صُدُوْرُهُمْ ،، فاعلیت کے باعث مرفوع ہے۔ مشہور قرآءت یَثْنُوْنَ ،، جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۳۶۶ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ عَلٰى حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ وَقَالَ غَيْرُهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْتَغْشُوْنَ يُغَطُّوْنَ رُؤُسَهُمْ سِيْٓءَ بِهِمْ سَاءَ ظَنُّهٗ بِقَوْمِهٖ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا بِاَضْيَافِهٖ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ بِسَوَادٍ وَّقَالَ مُجَاهِدٌ أُنِيْبُ أَرْجِعُ

اس میں ضمیر کا مرجع منافقین ہیں اور صُدُوْرَهُمْ ،، مفعولیت کے سبب منصوب ہے۔

قولہ فَيُفْضُوْا آہ یہ اَفْضٰى الرَّجُلُ اِلٰى اِمْرَتِهٖ اِذَا بَاشَرَ ،، سے ہے یعنی کوئی اپنی بیوی سے مباشرت کرے تو کہا جاتا ہے اَفْضٰى الرَّجُلُ اِلٰى امْرَتِهٖ ،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابواسامہ کی روایت میں ہے۔ کچھ لوگ کپڑوں میں لپٹے بغیر بیویوں کے پاس نہ جاتے تھے اور نہ ہی بیت الخلاء میں جاتے تھے وہ اس حال کو مکروہ جانتے تھے کہ ان حالات میں اپنی شرمگاہیں برہنہ کریں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ،،

۴۳۶۶ ترجمہ : ابن جریج نے کہا مجھے محمد بن عباد بن جعفر نے خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا : اَلَا اِنَّهُمْ تَثْنَوِيْ صُدُوْرَهُمْ ،، میں نے کہا یا ابا العباس اس آیت کا معنیٰ کیا ہے ؟ انہوں نے کہا کوئی مرد اپنی بیوی سے برہنہ جماع کرتا تو شرم کرتا یا بیت الخلاء میں برہنہ ہوتا تو برہنہ ہونے میں شرم کرتا تھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

عمرو بن دینار کے غیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ يَسْتَغْشُوْنَ بمعنی يُغَطُّوْنَ رُؤُسَهُمْ ،، ہے۔ اپنے سروں کو چھپائے تھے۔ (اس کی تفصیل گزری ہے)

قولہ وَاَخْبَرَنِيْ ،، واؤ عاطفہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جریج نے یہ حدیث کسی اور سے بھی سُنی ہے اور وہ ابوملیکہ ہے۔ طبرانی نے تصریح کی ہے کہ ابن عباس نے یہ آیت پڑھی۔

قولہ سِيْٓءَ بِهِمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس آئے وہ بے ریش نوجوانوں کی صورت میں آئے لوط علیہ السلام یہ دیکھ کر خوف زدہ ہوئے کہ اُن کی بدکردار قوم اِن کا قصد کرے گی جس کی وہ مدافعت نہ کر سکیں گے اُن سے لوط علیہ السلام کا سینہ تنگ ہوا اور بہت پریشان ہوئے اور اس کام میں کوئی حیلہ کرنے سے عجز کے سبب سخت مُنقبض ہوئے اور جو تفسیر امام نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ

۴۳۶۷ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْاٰى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَغِضْ مَا فِیْ يَدِهٖ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ وَبِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَ يَرْفَعُ اِعْتَرَاكَ اِفْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتُهٗ اَیْ اَصَبْتُهٗ وَمِنْهُ يَعْرُوْهُ وَاعْتَرَانِیْ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اَیْ فِیْ مُلْكِهٖ وَسُلْطَانِهٖ عَنِيْدٌ وَعَنُوْدٌ وَعَانِدٌ وَاحِدٌ هُوَ

نے کی ہے وہ علی بن ابی طلحہ کے ذریعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ لوط علیہ السلام کو اپنی قوم کے متعلق بدگمانی ہوئی "یعنی" بہم ،، کی ضمیر کا مرجع قوم ہے اور ضَاقَ بِهِم ،، میں ضمیر کا مرجع مہمان فرشتے ہیں اس تقدیر پہ دونوں ضمیروں کے مراجع مختلف ہیں۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ دونوں ضمیروں کا مرجع قوم ہے یعنی جب خوبصورت بے ریش نوجوانوں کو دیکھا تو اپنی قوم سے خوف زدہ ہوئے اور ان کا سینہ بہت تنگ ہوا۔

بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ ،، اس سے اس آیت کریمہ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور قِطْعٌ ،، کی تفسیر سَوَاد سے کی کہ قِطْعٌ بمعنی سواد ہے یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا اس کا معنی ،، بعض ،، ہے۔ قتادہ سے "رات کا بعض ،، مروی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام سے فرمایا "اپنے اہل و اولاد کو رات کے اندھیرے میں باہر لے جائیں اور تم میں سے کوئی بھی مڑ کر نہ دیکھے ،،

قَالَ مُجَاهِدٌ اُنِيْبُ ،، اس سے اس آیت کریمہ ، وَمَا تَوْفِيْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے کہا اُنِيْبُ بمعنی اَرْجِعُ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

تَاكِيدُ التَّجَبُّرِ اِسْتَعْمَرَكُمْ جَعَلَكُمْ عُمَّارًا اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فِهِيَ عُمْرِيٰ
جَعَلْتُهَا لَهُ نَكِرَهُمْ وَاَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ حَمِيدٌ مَجِيدٌ كَاَنَّهُ
فَعِيلٌ مِنْ مَاجِدٍ مَحْمُودٌ مِنْ حَمِدَ سِجِّيلٌ اَلشَّدِيدُ اَلْكَبِيرُ سِجِّيلٌ
وَسِجِّينٌ وَاللَّامُ وَالنُّونُ اُخْتَانِ وَقَالَ تَمِيمُ بْنُ مُقْبِلٍ
وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُوْنَ اَلْبَيْضَ ضَاحِيَةً ۞ ضَرْبًا تَوَاصٰى بِهِ اَلْاَبْطَالُ سِجِّينَا
وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا اِلٰى اَهْلِ مَدْيَنَ لِاَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَمِثْلُهُ

باب ــــ اللہ کا تخت پانی پر تھا

زمین آسمان سے پہلے اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ پانی ہوا پر تھا (قسطلانی)

۴۳۶۷ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو محتاجوں پہ خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ اور فرمایا اللہ کا دستِ قدرت بھرا ہوا ہے۔ اس کو خرچ کم نہیں کرتا وہ ہمیشہ رات دن نعمتیں بہاتا ہے،، اور فرمایا تم جانتے ہو اللہ نے جب سے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اس نے کیا خرچ کیا ہے۔ اُس نے جو کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اس سے کچھ کم نہیں کیا (ان کے پیدا کرنے سے پہلے) اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس کے ہاتھ میں میزان (ترازو) ہے اس کو جھکاتا اور اُٹھاتا ہے۔

۴۳۶۷ــــ شرح : یعنی ارض و سماء کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا جس کو ہوا نے اُٹھا رکھا ہے۔ اس وقت سے اللہ اپنے بندوں پر ہمیشہ نعمتیں وغیرہ صرف کرتا ہے۔ رات دن بے بہا نعمتیں وغیرہ بہا دینے نے اس کے خزانۂ غیب میں سے کچھ کم نہیں کیا۔ اس کے ہاتھ میں عدل و انصاف ہے۔ وہ اپنے بندوں میں عدل کرتا ہے۔ خطابی نے کہا اس کے ہاتھ میں ترازو ہے وہ اپنے بندوں میں رزق تقسیم کرتا ہے جس کے لئے چاہے رزق تقسیم کرتا ہے

marfat.com
Marfat.com

جس کے لئے چاہے رزق کم کرتا اور جس کے لئے چاہے رزق وسیع کرتا ہے۔ حضرات ائمہ کرام اہل سنت وجماعت اور مومنوں کا یہ مذہب ہے کہ کسی تاویل کے بغیر اس جیسی آیات پر بظاہر ایمان لانا واجب ہے اور اس کی کیفیت میں زبان کھولنا منع ہے۔ اس حدیث سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا اس عالم میں عرش کے بعد سب سے پہلے پانی پیدا کیا گیا ہے۔ صاحب تفسیر نے کہا یہ بات مخفی نہیں کہ اس سے عرش کا پہلے پیدا ہونا معلوم نہیں البتہ یہ دوسری حدیث ثابت ہے یہ متشابہات سے ہے۔

اِعْتَرَاكَ اِفْتَعَلَتْ اس سے اس آیت کریمہ : اِنْ نَقُوْلُ اِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بُری جھپٹ پہنچی ہے۔ بُری جھپٹ سے مراد جنون ہے۔ مشرکوں کا یہ کہنا بہت بڑی جہالت اور سفالت تھی کہ وہ پتھروں میں علم اور تصرف خیال کرتے تھے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا کہ ،، اِعْتَرَاكَ بروزن اِفْتَعَلَكَ ہے۔ اس میں کاف خطاب کا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ بابِ افتعال سے ہے۔ لیکن اِعْتَرَاكَ کا وزن اِفْتَعَلَكَ اس فن کے علماء کی اصطلاح نہیں۔ درست یہ ہے کہ اِعْتَرٰی بروزن اِفْتَعَلَ ہے وزن میں کافِ خطاب کی ضرورت نہیں۔ قولہ عَرَوْتُهٗ ،، سے یہ اشارہ کیا کہ اس کا اصل عَرٰی یَعْرُوْ ہے۔ میں اسے پہنچا۔ جوہری نے کہا جب کوئی کسی کو طلب کرنے آئے تو کہتا ہے۔ عَرَوْتُ الرَّجُلَ ،، اور جب کسی کے پاس مہمان بہت آئیں تو کہتے ہیں ،، تَعْرُوْهُ الْاَضْيَافُ وَتَعْتَرِيْهِ ،، اس کو مہمانوں نے ڈھانپ لیا۔ اسی اصل سے ،، يَعْرُوْهُ ،، ہے وہ اسے پہنچا اور اِعْتَرَانِيْ ،، ہے اس نے مجھے ڈھانپ لیا ،، جوہری نے کہا یہ محاورہ ہے ،، عَرَانِيْ هٰذَا الْاَمْرُ اعْتَرَانِيْ ،، مجھے اس شئی نے ڈھانپ لیا۔ اس میں ،، اِصَابَہ ،، کا معنی ہے۔ ،، اَصَابَتْهُمْ ،، ان کو پہنچے ،، قولہ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، مَامِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ،، کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اللہ اس کو اس کی پیشانی سے پکڑنے والا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر باللازم اس لئے کی ہے کہ جس کو کوئی اس کی پیشانی سے پکڑے وہ پکڑنے والے کی قدرت اور حکم کے تحت ہوتا ہے۔ یہ تفسیر صرف کشمیہنی کی روایت میں ہے (عینی)

قولہ عَنِيْدٌ وَّعَنُوْدٌ وَّعَانِدٌ آہ یہ تینوں اسماء ہم معنی ہیں اور عناد سے مشتق ہیں۔ اس میں تجبر اور تکبر کی تاکید اور مبالغہ ہے۔

قولہ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ آہ اَشْهَادُ کا واحد شاہد ہے جیسے اصحاب کا واحد صاحب ہے۔

قولہ اِسْتَعْمَرَكُمْ اس سے اس آیت کریمہ : هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا ،، اللہ نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور تمہیں اس میں عمارت کرنے کی توفیق دی یعنی تمہیں اس میں بسایا چنانچہ کہا جاتا ہے اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمْرٰى ،، میں نے مکان اس کے لئے کر دیا یعنی اس کو ہبہ کر دیا قولہ نُكِرَهُمْ وَاَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ ،، یعنی یہ تینوں

marfat.com
Marfat.com

وَسْلِ الْقَرْيَةَ سَلِ الْعِيْرَ يَعْنِيْ اَهْلَ الْقَرْيَةِ وَالْعِيْرَ وَرَآءَ كُمْ ظُهْرِيًّا يَقُوْلُ لَمْ تَلْتَفِتُوْا اِلَيْهِ وَيُقَالُ اِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهٗ ظَهَرَتْ بِحَاجَتِيْ وَجَعَلْتَنِيْ ظِهْرِيًّا وَالظِّهْرِيُّ هٰهُنَا اَنْ تَاْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً اَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهٖ اَرَاذِلُنَا سُقَاطُنَا اِجْرَامِيٌّ هُوَ مَصْدَرٌ مِنْ

افعال ثلاثی مجرد، افعال اور اِستِفعال ہم معنی ہیں۔

قولہ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ آہ مجید کا وزن فَعِیْل ہے۔ اسم فاعل ماجد کے معنیٰ میں ہے۔ حَمِیْد حمد سے اسم مفعول محمود کے معنیٰ میں ہے۔ "کَاَنَّہٗ جو شک کے لئے ہے۔ اس کا مفہوم یہی ہے۔ مَجْد کا معنیٰ شرف ہے اور مجید میں ماجد کا مبالغہ ہے یعنی بہت سخاوت کرنے والا چنانچہ کہا جاتا ہے۔ رَجُلٌ مَاجِدٌ "، بہت سخی اور محمود کے معنی میں سراہا گیا۔

قولہ سِجِّیْلٌ آہ بہت سخت۔ اس سے اس آیت کریمہ: وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ "، اور ہم ان پر سخت پتھر برسائے "، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہاں ابن تین نے ایک اشکال ذکر کیا ہے کہ اگر سِجِّیْل بمعنی شدید ہو تو حجارۃ من سجیل کہنا جائز نہ ہوگا کیونکہ حِجَارَةً مِنْ شَدِيْدٍ "، نہیں کہا جاتا ہے۔ پھر اس کا جواب یہ دیا کہ اس میں کچھ الفاظ محذوف ہیں دراصل حِجَارَةً كَائِنَةً مِنْ حَجَرٍ شَدِيْدٍ "، گویا کہ اس سے مراد یہ ہے سخت پتھر کی جنس سے پتھر برسائے "، سِجِّیْل اور سِجِّیْن واحد ہیں۔ سِجِّیْن میں لام اور نون دونوں آتے ہیں۔ اور یہ ایک دوسرے سے بدلتے رہتے ہیں۔ کیونکہ لام اور نون دونوں ساتھی ہیں۔ چنانچہ تمیم بن مُقبل جو قبیلہ مخضرم کے شعراء سے ہے۔ اُس نے کفر و سلام کے زمانے پائے ہیں، نے کہا:

وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُوْنَ الْبَيْضَ ضَاحِيَةً ۞ ضَرْبًا تَوَاصَى بِهِ الْاَبْطَالُ سِجِّيْنَا

اس شعر سے مراد یہ ہے کہ اس میں سِجِّیْن بمعنی سجیل ہے یعنی بہت سخت پتھر "، علامہ کرمانی نے کہا سجیل اور سجین دونوں ہم معنیٰ ہیں اور مشہور یہ ہے کہ سجیل "سنگ گل "، سے لیا گیا ہے۔ رَجْلَة راجل کی جمع بمعنی پیادہ ہے۔ جیسے صحب صاحب کی جمع ہے۔ علامہ عینی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ راء کو مضموم پڑھا جائے یعنی رُجْلَة بمعنی رُجُوْلِيَّة بتقدیر ذُوْرُجُوْلِيَّة یعنی کامل مرد قولہ البَيْض "، بفتح الباء وبکسرہا۔ اگر بَيْض کی باء مفتوح ہو تو یہ بَيْضَة بمعنی حدید اور لوہا ہے اور اگر باء مکسور ہو تو یہ ابیض کی جمع بمعنی تلوار ہے۔ اور البیض "، سے پہلے حرف جر مقدر ہے اور وہ باء ہے یہ دراصل بالبیض تھا۔

marfat.com
Marfat.com

قولہ ضَاحِيَةً ،، چاشت کے وقت۔ اس کا معنی یہ ہے کہ بہت لوگ پیدل چلنے والے سر پر مارتے ہیں جن پر لوہے کے خود ہیں یا وہ نمایاں تلواروں سے مارتے ہیں ،،

قولہ ضَرْبًا تَوَاصَى بِهِ الْاَبْطَالُ سِجِّيْنًا ،، ضربًا مفعول مطلق ہے۔ تواصی دراصل تتواصی تھا ایک تاء کو حذف کیا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ تَوَاصَى الْقَوْمُ ،، ایک دوسرے کو وصیت کی ،، اَبْطَال بطل کی جمع بمعنی دلیر مرد ہے۔ سِجِّيْن ضَرْبًا کی صفت ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ایسا سخت مارنا کہ دلیر لوگ ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں کہ اس طرح مارنا چاہیے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس بیت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سِجِّيْن بمعنی شدید ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ سجیل اور سجین دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ صاحب تیسیر القاری نے کہا کتابوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سجیل بمعنی سخت پتھر ہے۔ صراح میں کہا سجیل بمعنی سنگ گل ہے اور سجین بمعنی مطلق شدید ہے۔ قرآن کریم میں واقع لفظ سجیل میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد پتھر ہیں۔ بعض نے کہا یہ وہ پتھر ہیں جو دوزخ میں پکائے گئے ہیں ان پر لوگوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ حسن بصری نے کہا یہ دراصل گرم مٹی ہے۔ ضحاک نے کہا یہ اینٹ ہے بعض نے کہا یہ دنیاوی آسمان کا نام ہے۔ عکرمہ نے کہا یہ اینٹ ہے۔ بعض نے کہا یہ دُنیاوی آسمان کا نام ہے۔ عکرمہ نے کہا یہ دریا ہے جو زمین و آسمان کے درمیان ہوا میں معلق ہے وہاں سے پتھر گرائے گئے تھے۔ اس کی طرف اس آیت کریمہ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ ،، کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے کہا یہ "تَجَلَّتْ لَهٗ سِجِلًّا" سے ہے یہ اُس وقت کہا جاتا ہے جب کہ کسی کو کوئی شئ دو گویا وہ مصیبت اور عذاب دیا گیا ہے اور بھی اقوال ذکر کیے جاتے ہیں۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا : ہم نے مدین والوں کی طرف اُن کے بھائی شُعیب ،، علیہ السلام ،، کو بھیجا ،،

حضرت شعیب علیہ السلام کی زبان عربی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد مدین والوں کی طرف بھیجا۔ مَدْيَن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کا نام ہے۔ انھوں نے اپنے نام پر شہر آباد کیا تھا۔ پس اس سے مراد اہل مدین ہیں کیونکہ مَدْيَن نبی کا شہر ہے۔ جیسا کہ وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ وَسَلِ الْعِيْرَ ،، میں اہل قریہ اور اہل عیر مراد ہیں، کیونکہ مدین شہر ہے شہر کی طرف ارسال ناممکن ہے۔ ارسال اہل مدین کی طرف ہے ایسے ہی قریہ اور عیر سے سوال کرنا غیر متصور ہے اس لئے مضاف مقدر ہے یعنی اہل مدین، اہل قریہ اور اہل عیر مراد ہے۔ عِيْر بکسر العین بوجھ سمیت اونٹوں کو کہتے ہیں جبکہ وہ چل رہے ہو۔ بعض کا کہنا ہے کہ عِيْر گدھوں کا قافلہ ہے۔ بکثرت استعمال ہونے کے سبب ہر قافلہ کو عِيْر کہا جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! "وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا"

اس سے اس آیت کریمہ "وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا" کی طرف اشارہ ہے، تم نے اللہ کو پس پشت ڈال دیا۔ پھر اس کی تفسیر "لَمْ يَلْتَفِتُوا اليه" سے کی یہ تفسیر بالملازم ہے کیونکہ جس شئ کو پس پشت پھینک دیا جائے اس کی طرف التفات نہیں ہوتی اور وہ فراموش ہو جاتی ہے۔ یعنی تم نے اللہ کو فراموش کر دیا اور اسے ایسی شئ کی طرح کر دیا جس کو پس پشت پھینکتے ہیں اور اس کا کچھ خیال تک نہیں کرتے۔ "ظِهْرِيًّا" ظِهْر کی طرف منسوب ہے بکسر الظاء۔ چنانچہ جب کوئی آدمی کسی کی حاجت پوری نہ کرے تو کہا جاتا ہے: ظَهَرْتَ بِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا، یہاں "ظِهْرِي" کا معنی یہ ہے کہ تو نے اپنے ساتھ کوئی جانور یا برتن لے کر اس کے ساتھ قوت اور مدد حاصل کرے۔ لیکن اس کے ساتھ قرآن میں مذکور کی تفسیر صحیح نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اس کو حذف کیا جائے؛ چنانچہ ابوذر کی روائت میں یہ ساقط ہے۔ جوہری نے کہا ظِهْرِي بکسر الظاء وہ شئ ہے جو حاجت کے لئے تیار کی جائے اگر اس کی ضرورت پڑے تو اس سے استفادہ کر لیا جائے اسی لئے جب کوئی شخص قوی ہو تو کہتے ہیں "بِغَيْرِ ظِهْرِي"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اَرَاذِلُنَا الآیۃ

اس سے اس آیت کریمہ "وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ" کی طرف اشارہ کیا "سَقَاطُنَا"، سے اس کی تفسیر کی یعنی اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو مگر ہمارے کمینوں نے۔ "سرسری نظر سے"، یہ حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ ہے۔

قولہ تعالیٰ: "إِجْرَامِي الآیۃ"، اس سے اس آیت کریمہ: "قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تُجْرِمُونَ"، کی طرف اشارہ کیا پھر اجرامی کی تفسیر کی کہ یہ مصدر ہے اس کی ماضی اَجْرَمْتُ ہے۔ تم فرماؤ اگر میں نے بنا لیا ہوگا تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں۔ یعنی اگر ثابت ہو جائے کہ میں نے افتراء کیا ہے اور خود بنا لیا ہے تو میرے گناہ کا عذاب مجھ پر ہوگا۔ قولہ "بَعْضُهُمْ يَقُولُ الخ" یعنی یہ ثلاثی مجرد کی مصدر ہے اور جَرَمْتُ بمعنی کَسَبْتُ ہے۔

قولہ "اَلْفُلْكُ وَاحِدٌ" یعنی فلک بمعنی کشتی ہے اس کا واحد اور جمع پر اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ بخاری نے کہا یہ سفینہ اور سُفُن ہے یعنی سُفُن سفینہ کی جمع ہے۔ لفظ اگرچہ ایک ہی ہے لیکن تقدیر کے اعتبار سے مختلف ہے۔ لہٰذا فُلک کا ضمہ واحد کے لئے ہے جیسے قُفْلٌ کا ضمہ واحد کے لئے ہے اور فُلُکٌ کا ضمہ جمع کے لئے ہے۔ جیسے اُسُدٌ کا ضمہ جمع کے لئے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

أَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُوْلُ جَرَمْتُ الْفُلْكَ وَالْفُلْكَ وَاحِدٌ وَجَمْعٌ وَهِيَ السَّفِيْنَةُ وَالسُّفْنُ مُجْرِيْهَا مُوْقِفُهَا وَهُوَ مَصْدَرُ أَجْرَيْتُ وَأَرْسَيْتُ حَبَسْتُ وَيُقْرَأُ مَرْسَاهَا مِنْ رَسَتْ هِيَ وَمُجْرِيْهَا مِنْ جَرَتْ هِيَ وَ مُجْرِيْهَا وَمُرْسِيْهَا مِنْ فُعِلَ بِهَا الرَّاسِيَاتُ الثَّابِتَاتُ

بَابُ قَوْلِهِ وَيَقُوْلُ الْأَشْهَادُ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا

قَوْلُهُ تَعَالٰى مَجْرٖهَا الْاٰيَةَ

اس سے اس آیت کریمہ : قَالَ ارْكَبُوْا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا ، کی طرف اشارہ کیا کہا سوار ہو جاؤ اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے۔

مُجْرٖهَا مشہور قول کے مطابق بضم المیم ہے اسی طرح مُرْسَاہَا بضم المیم ہے یعنی کشتی کے چلنے اور اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور مُجْرٖاہَا و مُرْسَاہَا سے ہر ایک اجریتُ اَرْسَیْتُ کی مصدر ہے اس کے معنی ہیں۔ حَبَسْتُ بعض قراءت میں " مَرْسَاہَا " بفتح المیم ہے یہ رَسَتْ سے ماخوذ ہے۔ کشتی کے ٹھہرنے کی جگہ۔ اسی طرح مَجْرٖاہَا بفتح المیم جَرَتْ سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں کشتی کا چلنا۔ اس کو مُجْرِیْهَا وَ مُرْسِیْهَا بھی پڑھا جاتا ہے یعنی اللہ کشتی کو چلانے اور ٹھہرانے والا ہے۔ پہلا اجراء سے اور دوسرا ارساء سے ہے۔

قولہ مِنْ فُعِلَ بِهَا ، یہ دونوں قراءتوں کے اعتبار سے معلوم و مجہول کا صیغہ ہے۔ میم کو مفتوح پڑھیں تو معلوم کا صیغہ ہے اور لفظ فاعل کی قراءت کے مطابق مجہول کا صیغہ ہے (عینی) قولہ اَلرَّاسِیَاتُ الْاٰیَۃَ اس سے سورۂ سبا میں اللہ کے ارشاد کی طرف اشارہ ہے اور وہ قُدُوْرٍ رَّاسِیَاتٍ ، ہے اسے " مُرْسَاہَا " کی مناسبت سے ذکر کیا ہے۔

بابؒ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! گواہ کہیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا خبردار ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ اشہاد شاہد کی جمع ہے جیسے اصحاب صاحب کی جمع ہے"

marfat.com
Marfat.com

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ وَاحِدُ الْاَشْهَادِ شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَّاَصْحَابٍ

۴۳۶۸ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ وَهِشَامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانِ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوْفُ اِذْ عَرَضَ لَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوٰى فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَّبِّهٖ وَقَالَ هِشَامٌ يَدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتّٰى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ فَيُقَرِّرُهٗ بِذُنُوْبِهٖ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُوْلُ رَبِّ اَعْرِفُ يَقُوْلُ اَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ فَيَقُوْلُ سَتَرْتُهَا فِي الدُّنْيَا وَاَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ تُطْوٰى صَحِيْفَةُ حَسَنَاتِهٖ وَاَمَّا الْاٰخَرُوْنَ اَوِ الْكُفَّارُ فَيُنَادٰى عَلٰى رُءُوْسِ الْاَشْهَادِ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ وَقَالَ شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ

۴۳۶۸ — ترجمہ: صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طواف کر رہے تھے۔ اچانک اُن کے سامنے ایک شخص آیا اور کہا یا ابا عبدالرحمٰن یا کہا یا عبداللہ بن عمر! کیا تم نے نجویٰ کے بارے میں کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے؟ (جو اللہ اور مسلمانوں میں قیامت کے دن گفتگو ہوگی) ابن عمر نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ مومن کو اس کے رب کے قریب کیا جائے گا۔ ہشام نے کہا مومن اپنے رب کے قریب ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کرے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائیگا اللہ اسے کہے گا ایسا ایسا گناہ پہچانتا ہے؟ بندہ دو بار کہے گا جی ہاں پہچانتا ہوں اے میرے پروردگار پہچانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیرے گناہوں کو دنیا میں چھپایا اور آج تیرے سارے گناہ معاف کرتا ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں والا صحیفہ لپیٹ دیا جائے گا (اس کا محاسبہ پورا ہو جائے گا) بہرحال دوسرے لوگ یا کفار کو تمام لوگوں کے سامنے پکارا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پہ جھوٹ بولا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ اَلْعَوْنُ الْمُعِيْنُ رَفَدْتُهٗ اَعَنْتُهٗ تَرْكَنُوْا تَمِيْلُوْا فَلَوْلَا كَانَ فَهَلَّا كَانَ اُتْرِفُوْا اَهْلِكُوْا وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ زَفِيْرٌ وَشَهِيْقٌ صَوْتٌ شَدِيْدٌ وَّصَوْتٌ ضَعِيْفٌ

۴۳۶۸ — شرح : نَجْوٰی ،، قیامت میں اللہ تعالیٰ اور مومن کے درمیان سرگوشی ہوگی اسے نجوی فرمایا۔ قولہ "کَنَفَهٗ" بفتح النون بمعنی جانب اور کنارہ ہے یہ رحمت سے مجاز ہے یعنی اللہ تعالیٰ مومن کو قیامت کے دن اپنی رحمت کے پردوں میں چھپالے گا۔ کَنَف اور دُنُوّ دونوں مجاز ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں اللہ کے لئے محال ہیں۔ یہ حدیث متشابہات سے ہے (حدیث ع ۲۲۷۸ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے اُن کے ظلم پر بیشک اس کی پکڑ دردناک ہے ،، قولہ الرِّفْدُ الْاٰیَۃ ،، اس سے اس آئت کریمہ وَ "وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ" کی طرف اشارہ کیا۔ اُن کے پیچھے پڑی اس جہان میں لعنت اور قیامت کے دن کیا ہی بُرا انعام جو انہیں ملا۔ پھر "الرفد المرفود" کی تفسیر عَوْنِ مُعِیْن سے کی۔ مُعِین اسم فاعل بمعنی مُعَان اسم مفعول ہے۔ یعنی بہت بُری مدد ہے جو کی گئی ،، قولہ رَفَدْتُهٗ بمعنی اَعَنْتُهٗ سے یہ اشارہ کیا کہ رِفد کے معنی عَوْن ہیں۔ یعنی میں نے اس کی مدد کی۔ قولہ تَرْكَنُوْا بمعنی تَمِيْلُوْا ہے۔ اس سے اس آئت کریمہ کی طرف اشارہ کیا "وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا" جن لوگوں نے ظلم کیا ان کی طرف میلان نہ کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ظالموں کی طرف محبت اور نرم کلامی سے میلان نہ کرو۔ مجاہد نے کہا ظالموں کے ساتھ کمزوری اور سستی کا مظاہرہ نہ کرو۔ ابن عالیہ نے کہا ان کے اعمال سے خوش نہ ہو۔
قولہ فَلَوْلَا كَانَ الخ اس سے اس آئت کریمہ کی طرف اشارہ کیا فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ

marfat.com
Marfat.com

٤٣٦٩ ـــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بَرِيْدُ بْنُ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِىْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ

مِنْ قَبْلِكُمْ " پھر لولا کی "هلا" سے تفسیر کی یعنی کیوں نہ ہوئے تم سے اگلی سنگتوں میں۔ کلمہ "هلا" تحضیض کے لئے کسی کو برانگیختہ کرنے کے لئے آتا ہے۔

قولہ اُتْرِفُوْا الخ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا " وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ " پھر اُتْرِفُوْا " کی اُهْلِكُوْا سے تفسیر کی " اور ظالم اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انھیں دیا گیا اور وہ گنہگار تھے۔ اترافہ کے معنی تنعیم کے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اِن نعمتوں کے سبب اور خوش عیش جو انہیں دی گئی۔ جس نے ان کو سرکش بنا دیا، کے سبب ہلاک ہو گئے۔

قولہ قال ابن عباس زَفِيْرٌ الخ اس سے اس آیت کریمہ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ " کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی بدبخت لوگوں کے لئے دوزخ میں سخت آواز اور کمزور آواز ہوگی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زفیر " کی صوت شدید سے اور شہیق " کی صوت ضعیف سے تفسیر کی۔ مفسرین نے کہا زفیر و شہیق مصیبت زدہ غمناک لوگوں کی آوازیں ہیں۔ اہل لغت کے نزدیک زفیر گدھے کی پہلی بلند آواز ہے اور شہیق اس کی آخری کمزور آواز ہے۔ بعض نے کہا زفیر گدھے کی آواز اور شہیق خچر کی آواز ہے۔ بعض کا کہنا ہے زفیر شہیق کی ضد ہے کیونکہ شہیق سانس کو اندر لے جانا اور زفیر اس کو باہر نکالنا ہے۔ ابو العالیہ نے کہا حلق کی آواز زفیر اور سینے کی آواز شہیق ہے (عینی)

٤٣٦٩ ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے حتی کہ جب اس کو گرفت میں لے گا چھوڑے گا نہیں پھر ابو موسیٰ نے پڑھا : وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ الآية

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ
اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ وَزُلَفًا سَاعَاتٌ
بَعْدَ سَاعَاتٍ وَمِنْهُ سُمِّیَتِ الْمُزْدَلِفَةُ الزُّلْفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ وَاَمَّا
زُلْفٰی فَمَصْدَرٌ مِنَ الْقُرْبٰی اِزْدَلَفُوْا اِجْتَمَعُوْا اَزْلَفْنَا اَجْمَعْنَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور نماز قائم رکھو دِن کے دونوں کناروں ،، اور کچھ رات کے حصّوں میں

بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا

تفسیر: ہے۔ اور طَرَفَیِ النَّهَارِ ،، سے فجر اور مغرب مراد ہے بعض ظہر اور عصر اور بعض فجر اور ظہر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کی تخصیص اس لئے کی کہ یہ ایمان کے بعد آتی ہے اور گھبراہٹ کے وقت اسی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ جب سخت آندھی آتی یا سورج یا چاند کو گرہن لگتا تو آپ فوراً مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھتے تھے وَزُلَفًا ،، کا عطف صلوٰۃ پر ہے یعنی رات کی گھڑیوں میں نماز قائم کرو۔ یہ وہ ہیں جو آخر دن کے قریب ہیں۔ زلف کے معنی قرب ہے۔ حسنات پانچوں نمازیں ہیں یا تسبیح، حمد اور تہلیل ہے اور سیئات سے مراد چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں۔ یعنی نیکیاں نماز اور اعمال صالحہ نماز گناہوں کو مٹا دیتے ہیں؛ چنانچہ صحاح میں ہے کہ نماز گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ ایسے ہی رمضان شریف میں جمعہ کی نماز کا حال ہے۔ جب تک کبائر کا مرتکب نہ ہو کبائر کا کفارہ توبہ سے ہوتا ہے۔ مفسرین کرام رحمہم اللہ نے سبحان اللہ، والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کو ،، اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ ،، کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلمات دوسری عبادات کے ساتھ مَصْعَدِ قبول میں پہنچتے ہیں لہٰذا آیت کریمہ میں حسنات سے مراد صرف یہی کلمات مراد نہیں ہیں۔ بلکہ ذَالِكَ ذِكْرٰی ،، سے مذکور جمیع کی طرف اشارہ ہے

قولہ وَزُلَفًا سَاعَاتٍ الخ زُلَف بضم الراء وفتح اللام زُلفہ کی جمع جیسے ظُلَم ظلمۃ کی جمع ہے اس کی تفسیر ساعات بعد ساعات سے کی اسی سے مزدلفہ ہے کیونکہ لوگ رات کی ساعات میں وہاں

marfat.com
Marfat.com

۴۳۷۰ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنْ اِمْرَأَةٍ قُبْلَةً فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَاُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ قَالَ الرَّجُلُ اَلِيْ هٰذَا؟ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ اُمَّتِيْ

کیا یہ صرف میرے لئے ہے؟

آتے ہیں بعض نے کہا مزدلفہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہاں لوگ اللہ کے قریب ہوتے ہیں اور اللہ کے حضور انہیں بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے جبکہ اِزْدِلَاف کے معنی قرب کے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے اسے مزدلفہ کہتے ہیں۔

قولہ اَلزُّلَفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ زُلَف بمعنی منازل بھی آتا ہے۔ قولہ اَمَّا زُلْفٰى آہ یعنی زُلْفٰى قُرْبٰى کی طرح مصدر ہے اور وہ لفظ اور معنیٰ کے اعتبار سے قُرْبٰى کی طرح ہے۔ قرآن کریم میں ہے ،، وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ،، یقیناً اس کا ہمارے حضور قربت اور اچھا مرجع ہے۔ جوہری نے کہا زُلْفَہ اور زُلْفٰى بمعنی قربت اور منزلت ہے۔ اِزْدَلَفُوْا کے معنی ہیں جمع ہوئے ہیں۔ اس سے یہ اشارہ کیا کہ اِزْدِلَاف ،، بمعنی اجتماع ہے اور تقدم کے معنی میں بھی آتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے۔ قَوْمٌ اِزْدَلَفُوْا اِلَى الْحُرُوْبِ ،، یعنی اس کی طرف آگے بڑھے (عینی وتیسیر)

۴۳۷۰ ــــ ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی اجنبیہ عورت کا بوسہ لیا پھر جناب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے یہ ذکر کیا (اور مغفرت کی التجاء کی) تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ الآیۃ۔ اس آدمی نے کہا ،، یا رسول اللہ ،، کیا یہ صرف میرے لئے ہے؟ فرمایا یہ میری امت میں سے ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس پر عمل کرے۔

۴۳۷۰ ــــ شرح : اس آیت کریمہ میں خطاب اگرچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن اس سے مراد ساری امت ہے؛ چنانچہ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ نماز گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔ یہ میرے لئے ہے یا عام لوگوں کے لئے بھی ہے۔ کہا گیا ہے یہ آدمی

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ يُوْسُفَ

وَقَالَ فُضَيْلٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتَّكَأً اَلْاُتْرُجُّ وَقَالَ فُضَيْلٌ اَلْاُتْرُجُّ بِالْحَبَشِيَّةِ مُتْكًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتَّكًا

عباد بن عمرو بن داؤد بن غنم بن کعب انصاری سلمی تھا اس کی والدہ نُسَیْبَہ بنت ازہر بن مری بن کعب ابن غنم ہے۔ وہ بیعت عقبہ کے بعد جنگ بدر میں حاضر تھے اس لئے ان کو عُقبیٰ بدری کہا جاتا ہے۔ وہ بیس برس کی عمر میں بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب کو بدر کی جنگ میں گرفتار کیا تھا یہ چھوٹے قد کے تھے ان کا پیٹ بڑا تھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ طویل القامت ضخیم تھے۔ اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا عباس کو گرفتار کرنے میں فرشتے نے تیری مدد کی ہے۔ اسی شخص نے بدر کے روز مشرکوں کا جھنڈا اٹھایا تھا جو ابوعزیز بن عمیر کے ہاتھ میں تھا۔ یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھے۔ یہ اہل مدینہ منورہ میں شمار ہوتے ہیں۔ پچپن برس کی عمر میں وفات پائی (عینی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورۂ یُوسُف علیہ السلام

شانِ نزول ،، اس سُورت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت یعقوب اور یوسف علیہما السلام کے متعلق سوال کیا تھا۔

باب فُضیل نے حُصَین کے ذریعہ مجاہد سے روایت کی کہ ”مُتَّکَأً“ کے معنیٰ لیموں ہیں۔ فضیل نے کہا حبشی زبان میں لیموں ”مُتْکًا“ ہے۔ ابن عُیَیْنَہ نے ایک آدمی

marfat.com
Marfat.com

كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسِّكِّيْنِ وَقَالَ قَتَادَةُ لَذُوْ عِلْمٍ عَامِلٌ بِمَا عَلِمَ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ صُوَاعُ مَكُّوْكُ الْفَارِسِيِّ الَّذِيْ يَلْتَقِيْ طَرَفَاهُ كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْاَعَاجِمُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُفَنِّدُوْنَ تُجَهِّلُوْنَ وَقَالَ غَيْرُهُ غَيَابَتٌ كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غَيَابَةٌ وَالْجُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِيْ لَمْ تُطْوَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا بِمُصَدِّقٍ لَّنَا اَشُدَّهُ قَبْلَ

کے ذریعہ مجاہد سے روایت کی "مُتَّكَأً"، ہر وہ شئی ہے جو چھری سے کاٹی جائے "مُتَّكَأً"، بضم المیم وتشدید التاء ہے۔ کاف مفتوح اور ہمزہ پر تنوین ہے۔ مجاہد نے اس کی تفسیر "اُتْرُجّ" سے کی ہے۔ اترج کا ہمزہ مضموم تا ساکن را مضموم اور جیم مشدد ہے۔

زمخشری نے کہا "مُتَّكَأً"، جس پر تکیہ لگایا جائے۔ کہا گیا ہے۔ یہ مجلس طعام ہے کیونکہ وہ لوگ کھانے پینے کے وقت تکیہ لگاتے تھے۔ یہ متکبرین کی عادت ہے اسی لئے حدیث شریف میں تکیہ لگا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اُتْرُجّ اُتْرُنج بھی کہا جاتا ہے۔ زلیخا نے اونٹنی پر لیموں لاد کر یوسف علیہ السلام کو ہدیہ بھیجا گویا کہ یہ وہی لیموں ہے جس کو ابوداؤد نے اپنے سُنن میں ذکر کیا کہ اس کے دو ٹکڑے کئے گئے اور اونٹ پر لادے گئے۔

فُضَیل رضی اللہ عنہ

فُضَل کی تصغیر ہے وہ ابن عیاض بن موسیٰ ابوعلی ہیں۔ سمرقند میں پیدا ہوئے اور بابیوردیں جوان ہوئے کوفہ میں حدیث لکھی پھر مکہ مکرمہ چلے گئے اور وہیں اقامت کی حتی کہ ایک سو ستاسی ہجری میں فوت ہوگئے۔ ان کا مزار شریف مکہ مکرمہ میں ہے لوگ اس کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وقَالَ قَتَادَةُ "، اس سے اس آیت کریمہ: وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ عَلَّمْنٰهُ "، کی طرف اشارہ کیا۔ اور قتادہ نے ذوعلم کی تفسیر علم کے مطابق عامل سے کی یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام ذوعلم یعنی اپنے علم کے مطابق عامل تھے۔ قولہ قال ابن جُبَیر صُوَاعُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ "، کی طرف اشارہ کیا۔ ابن جبیر نے کہا، صُواع "، بمعنی مکوک ہے۔ یہ اہل عراق کا معروف مکیال ہے۔ مکوک وہ ہے جس کے دونوں کنارے ملے ہوتے ہیں اس میں عجمی لوگ پانی پیتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

marfat.com
Marfat.com

اَنْ یَاخُذَ فِی النُّقْصَانِ یُقَالُ بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغُوْا اَشُدَّھُمْ وَقَالَ بَعْضُھُمْ وَاحِدُھَا شَدٌّ وَالْمُتَّکَأُ مَا اتَّکَأْتَ عَلَیْہِ لِشَرَابٍ اَوْ لِحَدِیْثٍ اَوْ لِطَعَامٍ وَاَبْطَلَ الَّذِیْ قَالَ الْاُتْرُنْجُ وَلَیْسَ فِیْ کَلَامِ الْعَرَبِ الْاُتْرُنْجُ

کہ صُواع چاندی سے بشکل کشکول بنا ہُوا برتن جس میں بادشاہ پانی پیتے ہیں،،

قولہ وقال ابن عباس تُفَنِّدُوْنَ الاٰیۃ اس سے اس آئت کریمہ : اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنَ کی طرف اشارہ کیا اور تُفَنِّدُوْنَ کی تُجَھِّلُوْنَ سے تفسیر کی یعنی اگر تم مجھے بے خبر نہ کہو،، مجاہد نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر تم یہ نہ کہو کہ تیری عقل جاتی رہی ہے۔

شارح عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے تین دن کی مسافت سے یوسف علیہ السلام کی خوشبو پالی تھی ۔تُفَنِّدُوْن،، فند سے ہے اس کے معنی بڑھاپے کے ہیں۔

قال غیرہ غیابہ الخ اس سے اس آئت کریمہ وَاَلْقُوْہُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْہُ بَعْضُ السَّیَّارَۃِ کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس کے غیر نے کہا اور وہ ابو عُبَیدہ ہیں ہر شئ جو تم سے کوئی شئ غائب کرلے وہ غیابہ ہے ۔یعنی یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دو کہ کوئی چلتا اُسے آکر لے جائے اگر تمہیں کرنا ہے،، ثعلبی نے کہا ،،غَیَابَۃُ الجب،، کنوئیں کی تہ اور اندھیرا ہے یعنی کنوئیں کے اندھیرے میں یوسف کی خبر نہ ہوگی،،

قولہ اَلْجُبُّ یعنی جُبّ ۔ وہ کچا کنواں ہے جس کی تعمیر نہ کی گئی ہو۔ جوہری نے کہا تعمیر سے پہلے کچے کنوئیں کو قلیب کہتے ہیں۔

قولہ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا الاٰیۃ اس سے آئت کریمہ ،، وَتَرَکْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَکَلَہُ الذِّئْبُ وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ کُنَّا صٰدِقِیْنَ،، یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا ہم نے یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے اگرچہ ہم سچے ہوں کیونکہ آپ کو ہمارے متعلق بدگمانی ہے ۔ لیجئے یہ اس کی قمیص خون آلود ہے۔

قولہ یقال بَلَغَ اَشُدَّہٗ الخ اس سے اس آئت کریمہ : ،، وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّعِلْمًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، اَشُدَّ ،، کی قَبْلَ اَنْ یَّاْخُذَ فِی النُّقْصَانِ سے تفسیر کی یعنی نقصانِ قوت تک پہنچنے سے پہلے کی حالت انتہائی شباب اور قوت ہے،، اس کی مدت چالیس سال ہے

marfat.com
Marfat.com

فَلَمَّا احْتُجَّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُ الْمُتَّكَأُ مِنْ نَمَارِقَ فَرُّوا إِلَى شَرٍّ مِنْهُ فَقَالُوا إِنَّمَا هُوَ الْمُتْكُ سَاكِنَةَ التَّاءِ وَإِنَّمَا الْمُتْكُ طَرَفُ الْبَظْرِ وَمِنْ ذٰلِكَ قِيلَ لَهَا مَتْكَاءُ وَابْنُ الْمُتْكَاءِ فَإِنْ كَانَ ثَمَّ أُتْرُجٌّ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتْكَأِ شَغَفَهَا

اور لفظ اَشُدَّ کو واحد اور جمع دونوں میں استعمال کرتے ہیں اور اس کی اضافت جمع کی طرف ہوتی رہتی ہے۔ سیبویہ اور کسائی نے کہا اشد جمع کا صیغہ ہے اس کا واحد شَدٌّ ہے۔ ابوعبیدہ نے کہا اس لفظ کا واحد ہی نہیں ہے۔ آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے۔ جب یوسف اپنی پوری قوت کو پہنچے ۔ اسے حکم اور علم عطاء فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو،، وَالْمُتَّكَأُ مَا اتَّكَأْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ أَوْ حَدِيثٍ آہ ابتداء باب میں مجاہد سے یہ ذکر کیا تھا کہ مُتَّكَأً کے معنی لیموں ہیں۔ امام نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ مُتَّكَأً وہ ہے جس پر کھانے پینے یا بات کرنے کے وقت تکیہ لگایا جاتا ہے۔ اور اس شخص کا رد کیا جس نے کہا کہ یہ ،،لیموں،، ہے حالانکہ عرب کے کلام میں لفظ "اُترج" پایا نہیں جاتا ،،

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح میں کہا کہ صاحب توضیح نے اس دعوی کو باطل کیا ہے اور کہا یہ عجیب دعویٰ ہے حالانکہ لغت کی کتاب مُحکم میں ذکر کیا کہ المتکأ ،، اُتْرُجّ ہے۔ ایسا ہی اخفش سے منقول ہے اور جامع میں ذکر کیا مدا لمتکا ،، اُترج ہے۔ اور اس کی تائید میں یہ شعر پڑھا۔ ؎

فَنَشْرَبُ الْإِثْمَ بِالصُّوَاعِ جِهَارًا ۞ وَنَرَى الْمُتْكَ بَيْنَنَا مُسْتَعَارًا ،،

ہم بے پردہ شراب کے پیالے پیتے ہیں اور متکا کو اپنے میں مستعار دیکھتے ہیں ،، کہ کسی سے مانگ کر لائے ہیں،، ابوحنیفہ دینوری نے کہا مُتکا بضم المیم لیموں اور بفتح المیم خوشبودار پودہ ہے۔ ابن فارس نے کتاب مجمل میں یہی ذکر کیا ہے۔ مُتکا کو لیموں کہنے والوں پر جب یہ حجت اور دلیل قائم کی کہ متکا چھوٹا تکیہ ہے تو وہ ایسی شئ کی طرف بھاگے جو ترنج تفسیر سے بدتر ہے تو انھوں نے کہا یہ کلمہ اَلْمَتْك بسکونِ التاء ہے ان کا یہ قول باطل ہے کیونکہ اَلْمَتْك ،، عورت کی شرمگاہ کا کنارہ ہے جس کا ختنہ کرتے تھے۔ اسی لئے ختنہ والی عورت کو ،، مُتْكا کہتے ہیں اور اس کے بیٹے کو ابن مُتْكاء کہتے ہیں۔ اگر اس مجلس میں اترنج ہوتا تو وہ بھی تکیہ لگانے کے بعد لایا جاتا ہے۔ صاحب تیسیر النعاری نے کہا۔ الحاصل امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کریمہ ،، وَاعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً ہیں۔ مُتَّكَأً کی تفسیر اترنج کرنے والوں کا رد کیا ہے اور کہا یہ یہ لفظ ،، اِتَّكَأَ يَتَّكِئُ سے اسم مفعول ہے اور ان لوگوں کا بھی رد کیا جنہوں نے کہا کہ یہ لفظ ،، مُتْكاء بسکون التاء ہے کیونکہ اس کے معنی عورت کی شرمگاہ کا کنارہ جس کا ختنہ کرتے ہیں اور یہ معنی آیت کریمہ

marfat.com
Marfat.com

يُقَالُ اِلٰى شَغَافِهَا وَهُوَ غِلَافُ قَلْبِهَا اَمَّا شَغَفَهَا فَمِنَ الْمَشْغُوْفِ اَصْبُ اَمِلُ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ مَالَا تَاوِيْلَ لَهٗ وَالضِّغْثُ مِلْءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيْشٍ

میں عقل و نقل کے اعتبار سے درست نہیں۔ قاضی عیاض نے مشارق میں ذکر کیا کہ ایک قراءت اُمْتُنِکَ بسکون التاء ہمزہ کے بغیر ہے اور کہا گیا جب تاء مشدد ہو تو اس کا معنی طعام ہے اگر مخفف ہو تو اترنج ہے۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ یہ کلمہ بتشدید التاء چھوٹا تکیہ ہے جس پر آرام کرتے ہیں۔ بخاری نے اس معنی کو ترجیح دی ہے اور علامہ بیضاوی نے بھی یہی تفسیر کی ہے بعض علماء نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے رد کرنے میں ابو عُبَیْدہ کی تقلید کی ہے اور پوری تحقیق نہیں کی چنانچہ عبد بن حمید نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ مُتْکا بتخفیف التاء پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے معنی اترنج (لیموں) کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

قولہ قَدْ شَغَفَهَا ،، اس سے اِس آیت کریمہ اِمْرَاَةُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی بَلَغَ حُبُّ يُوْسُفَ اِلٰى شِغَافِ قَلْبِ زَلِيْخَا ،، شِغَاف اس کے دل کا پردہ ہے۔ یعنی یوسف کی محبت زلیخا کے دل کے پردہ میں داخل ہو گئی ہے۔ آیت کریمہ کا معنی یہ ہے ،، کہ شہر کی بعض عورتوں نے کہا کہ عزیز کی بی بی اپنے نوجوان کا دل لبھاتی ہے۔ بے شک ان کی محبت اس کے دل میں سما گئی ہے ہم تو اسے صریح خود رفتہ پاتے ہیں ،، قولہ اَمَّا شَغَفَهَا ،، یعنی اگر کلمہ میں عین ہو تو یہ مَشْغُوْف سے ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں ،، فُلَانٌ مَشْغُوْفٌ بِفُلَانٍ ،، جب اس سے محبت انتہا کو پہنچ چکی ہو۔ اور محاورہ ہے۔ فُلَانٌ شَغَفَهُ الْحُبُّ ،، محبت نے فلان کا دل جلا دیا ہے۔

قولہ اَصْبُ آہ اس سے اس آیت کریمہ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، اَصْبُ ،، کی ،، اَمِيْلُ ،، سے تفسیر کی یعنی اے اللہ اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہوں گا اور نادان بنوں گا۔ کہا جاتا ہے صَبَا اِلَى اللَّهْوِ ،، جس وقت اس کی طرف میلان کرے اسی لئے بچے کو صَبِیّ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر شئی کی طرف میلان کرتا ہے۔

قولہ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، قَالُوْا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اضْغَاثِ اَحْلَام کی تفسیر ،، مالا تاویل لہ ،، سے کی۔ جس کی کوئی تاویل نہ ہو ،، پس اَضْغَاث احلام کے معنی ہیں ،، پراگندہ خیالات جن کا کچھ اصل نہیں۔

قولہ وَالضِّغْثُ ،، کے معنی ہیں تنکوں کا گٹھا جو ہاتھ میں آجائے۔ اس آیت کریمہ : وَخُذْ بِيَدِكَ

marfat.com
Marfat.com

وَمَا اَشْبَهَهٗ وَمِنْهُ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا لَا مِنْ قَوْلِهٖ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَاحِدُهَا ضِغْثٌ نَمِيْرٌ مِنَ الْمِيَرَةِ وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ مَا يَحْمِلُ بَعِيْرٌ اٰوٰى اِلَيْهِ ضَمَّ اِلَيْهِ السِّقَايَةَ مِكْيَالٌ تَفْتَؤُ لَا تَزَالُ حَرَضًا مُحَرَّضًا يُدْنِيْكَ اَلَمَّ تَحَسَّسُوْا تَخَبَّرُوْا وَمُزْجَاةٌ قَلِيْلَةٌ غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَامَّةٌ مُجَلِّلَةٌ

ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ " سے یہی معنی مراد ہے جو حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ میں مذکور ہے لیکن یہاں یہ معنی مراد نہیں بلکہ یہاں اَضْغَاث جو ضغث کی جمع ہے سے مراد وہ شئ ہے جس کی کوئی تاویل نہ ہو چنانچہ عبد الرزاق نے معمر کے ذریعہ قتادہ سے " اَضْغَاثُ احلام " کی تفسیر ذکر کی جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا " میں ضِغث کے معنی ہیں تنکوں کا گٹھا جو ہاتھ میں آجائے اس کا معنیٰ یہ نہیں جس کی تاویل نہ ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اضغاث احلام کے معنی جھوٹے خواب ذکر کئے ہیں قولہ نَمِيْرُ آہ اس سے اس آئت کریمہ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا کی طرف اشارہ کیا مِیْرَہ کے معنی طعام کے ہیں یعنی ہم اپنے گھر والوں کے لئے طعام لائیں گے " آئت کے معنی یہ ہیں۔ اے ہمارے باپ ہمیں اور کیا چاہیئے۔ یہ ہے ہماری پونجی کہ ہمیں واپس کردی گئی اور ہم اپنے گھر کے لئے غلّہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں اور ایک اونٹ کا بوجھ اور زیادہ پائیں یہ دُنیا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں " ثعلبی نے ذکر کیا ایک لغت میں گدھے کو " عِیر " کہا جاتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی کنعان میں رہنے والے تھے اور کنعان میں اونٹ نہیں پائے جاتے۔

قولہ آوٰی اِلَيْهِ آہ اس سے اس آئت کریمہ " وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ " کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی جب یوسف علیہ السلام کے بھائی اُن کے پاس آئے تو یوسف نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس جگہ دی۔

قولہ السِّقَايَةَ آہ " اس سے اس آئت کریمہ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ کی طرف اشارہ کیا اور سقایہ کی مکیال سے تفسیر کی۔ اور وہ یوسف علیہ السلام کا پیالہ تھا جس میں وہ پانی پیا کرتے تھے اس کو پیمانہ اس لئے بنایا کہ کسی دوسرے پیمانہ سے وزن نہ کریں اور وزن میں کمی کردیں۔ آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ پھر جب ان کا سامان تیار کردیا۔ پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا " قولہ تَفْتَؤُ آہ اس سے اس آئت کریمہ " تَاللّٰهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ " کی طرف اشارہ کیا۔

marfat.com
Marfat.com

آئت کے معنیٰ یہ ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا بخدا آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے حتی کہ گور کنارے جالگیں یا جان سے گزر جائیں۔ تَفْتَؤُ سے حرف لَا حذف کر دیا گیا ہے۔ دراصل لَا تَفْتَؤُ تھا یہی درست ہے۔

قولہ حَرَضًا آہ اس سے اس آئت کریمہ: "حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ" کی طرف اشارہ کیا اور ذکر کیا کہ "حَرَض" بمعنی مُحْرَض ہے۔ اسم مفعول کا صیغہ ہے اور يُذِيْبُكَ الْهَمُّ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی تجھے غم و حزن ہلاک کر دے گا۔

قولہ تَحَسَّسُوْا آہ اس سے اس آئت کریمہ: "يٰبَنِيَّ اِذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُوْسُفَ وَاَخِيْهِ" کی طرف اشارہ کیا اور تَخَبَّرُوْا سے اس کی تفسیر کی "یعنی اے میرے بیٹو جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کا سُراغ لگاؤ۔ تَخَبَّرُوا کے معنیٰ ہیں خبر لاؤ! تَحَسُّس اور تَجَسُّس میں فرق یہ ہے کہ تَحَسُّس کا استعمال خیر میں اور تَجَسُّس کا استعمال شر میں ہوتا ہے۔ قولہ مُزْجَاة آہ اس سے اس آئت کریمہ "وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ" کی طرف اشارہ کیا اور مزجاہ کی قلیلہ سے تفسیر کی۔ یعنی ہم تھوڑی سی پونجی لائے ہیں۔ بعض نے کہا مُزْجَاة کے معنیٰ ردّی۔ بعض نے کہا فاسد پونجی۔ قتادہ نے کہا معمولی سی پونجی اور وہ صوف تھا۔ کہا گیا کھوٹے دراہم جو بازار میں مروج نہ ہوں۔

قولہ غَاشِيَة آہ اس سے اس آئت کریمہ: "اَفَاَمِنُوْا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا اور "غاشیۃ" کی "عَامَّةٌ مُّجَلِّلَةٌ" سے تفسیر کی۔ کیا اس سے نڈر ہو بیٹھے کہ اللہ کا عذاب انہیں آکر گھیر لے یا قیامت اُن پر اچانک آجائے اور انہیں خبر نہ ہو"

باب قولہ اِسْتَيْاَسُوْا آہ "ناامید ہوئے"

اس سے اس آئت کریمہ: فَلَمَّا اسْتَيْاَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا کی طرف اشارہ کیا جب اس سے ناامید ہوئے الگ جاکر سرگوشی کرنے لگے یعنی جب یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف سے ناامید ہوئے کہ وہ ان کے سوال کا جواب دیں تو الگ جاکر ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے اور باہم مشورہ کرنے لگے جبکہ کوئی اور ان کے پاس نہ تھا۔ قولہ لَا تَيْئَسُوْا آہ اس سے اس آئت کریمہ "وَلَا تَيْاَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَيْاَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ" اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ کی رحمت سے کافر ہی ناامید ہوتے ہیں "نَجِيٌّ کی جمع اَنْجِيَةٌ" ہے تثنیہ اور جمع نَجِيَّانِ اور اَنْجِيَةٌ ہے۔ اس میں واحد، تثنیہ اور جمع برابر ہیں۔ نَجِيًّا "منصوب حال ہے۔ یعنی وہ علیحدہ ہوئے اس حال میں اپنے بنیامین کے بغیر اپنے والد ماجد کے پاس جانے میں ایک دوسرے سے سر جوڑ کر باتیں کرنے لگے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ

۴۳۷۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ

بَابُ قَوْلِهٖ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ

بَابٌ

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ

اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر جس طرح تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی۔

نعمت کا اتمام نبوت یا کلمۂ حق بلند کرنے کے ساتھ۔ آل یعقوب وہ یعقوب علیہ السلام، آپ کی بیوی اور گیارہ بیٹے ہیں اور اتمام نعمت یہ ہے کہ ان کے لئے دنیا اور آخرت کی نعمتیں پورے کرے گا اور وہ ملک وغیرہ ہیں"

۴۳۷۱ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم۔ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم"
اس حدیث کی آیت کریمہ سے مناسبت اس طرح ہے کہ یہ چار افراد یوسف اور ان کے آباء علیہم السلام صاحبِ کرامت و نعمت نبوت تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۳۷۲ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَۃُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ النَّاسِ اَکْرَمُ قَالَ اَکْرَمُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاھُمْ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْأَلُکَ قَالَ فَاَکْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰہِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰہِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰہِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰہِ قَالُوْا لَیْسَ عَنْ ھٰذَا نَسْأَلُکَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِیْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِیَارُکُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُکُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِھُوْا تَابَعَہٗ اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ

باب ۶ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! یوسف اور اُن کے بھائیوں کے قصّہ میں سائلوں کے لئے اللہ کی قدرت اور اس کی حکمت کے آثار کے دلائل ہیں "

۴۳۷۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال عرض کیا گیا اللہ کے حضور کون زیادہ عزّت والا ہے؟ فرمایا آیا جو اللہ سے زیادہ ڈرے لوگوں نے کہا ہمارا یہ سوال نہیں فرمایا لوگوں میں زیادہ عزّت والے یوسف علیہ السّلام ہیں جو اللہ کے نبی ہیں اللہ کے نبی یعقوب علیہ السّلام کے بیٹے جو اللہ کے نبی اسحاق علیہ السّلام کے بیٹے جو اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السّلام کے بیٹے ہیں لوگوں نے کہا ہمارا یہ سوال نہیں ۔ آپ نے فرمایا معادنِ عرب اور ان کے اُصول کے متعلق پوچھتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں ! فرمایا جو جو جاہلیت میں شریف تھے وہ اسلام میں بھی شریف ہیں جبکہ دین میں سمجھ رکھتے ہوں۔ عبدہ کی ابواُسامہ نے عبید اللہ سے روائت کرنے میں موافقت کی۔

۴۳۷۲ — شرح : یہ نسبی فضیلت ہے جو حضرت یوسف علیہ السّلام کے ساتھ خاص ہے۔ اس میں کوئی پیغمبر اُن کے ساتھ شریک نہیں وہ اللہ کے خلیل

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ سَوَّلَتْ زَيَّنَتْ

۴۳۷۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ ابْنُ يَزِيْدَ الْاَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ اِلَيْهِ قُلْتُ اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اَجِدُ مَثَلًا اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ

اور نبیوں کے نبی سے بھی بہتر ہوں "معادن عرب" عرب کے خاندان ہیں جن کی طرف لوگ منسوب ہوتے ہیں اور اُن کے ساتھ فخر و مباہات کرتے ہیں۔ اُن سے متعلق دریافت کیا۔ خاندانوں کو معادن یعنی سونے چاندی کی کانوں کے ساتھ لوگوں کے کمال و نقصان میں مختلف ہونے کے اعتبار سے تشبیہ دی چنانچہ دوسری روایت میں ہے اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ "لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح کانیں ہیں۔"

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے واسطے بنالی ہے!

marfat.com
Marfat.com

۴۳۷۴ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اُمُّ رُوْمَانَ وَهِیَ اُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ بَیْنَا اَنَا وَعَائِشَةُ اَخَذَتْهَا الْحُمّٰی فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ فِیْ حَدِیْثِ تُحُدِّثُ قَالَتْ نَعَمْ وَقَعَدَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ مَثَلِیْ وَمَثَلُكُمْ كَیَعْقُوْبَ وَبَنِیْهِ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ

ترجمہ : مسروق بن اجدع نے کہا مجھے ام رومان جو ام المؤمنین عائشہ کی والدہ ہیں۔ خبر سنائی کہ ایک وقت میں اور عائشہ بیٹھے ہوئے تھے۔ عائشہ کو بخار آ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید یہ تپ اس حدیث کی وجہ سے ہے جو کہا گیا ہے۔ ام رومان نے کہا جی ہاں اور عائشہ بیٹھ گئیں اور کہا میری مثال اور تمہاری مثال یعقوب اور اس کے بیٹوں کی مثال ہے۔ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا الآیۃ (کئی بار گزری ہے)

۴۳۷۴ —

ترجمہ : زہری نے کہا میں نے عروہ بن زید، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے ام المؤمنین زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے متعلق سنا جبکہ ان کے بارے میں بہتان لگانے والوں نے کہا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مبرا اور پاک وصاف کیا۔ ہر ایک نے مجھے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا اُن سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! اگر تم بہتان سے مُبرا اور پاک وصاف ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں مبرا اور پاک وصاف کرے گا اور اگر تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اس کے حضور توبہ کرو (ام المومنین نے کہا) میں نے کہا میں بخدا کوئی مثال نہیں پاتی سوا ابو یوسف علیہ السلام (یعقوب علیہ السلام) کے "پس اچھا صبر اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں اُن باتوں پر جو تم بنا رہے ہو" نے اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ الآیۃ میں آیات نازل فرمائیں (حدیث ۳۸۷۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَفْسِهٖ
وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ
قَالَ عِكْرِمَةُ هَیْتَ لَكَ بِالْحَوْرَانِیَّةِ هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَیْرٍ تَعَالَهْ
۴۳۷۵۔ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ
قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ
قَالَتْ هَیْتُ لَكَ قَالَ وَاِنَّمَا نَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا مَثْوٰهُ مُقَامَهٗ وَاَلْفَیَا
وَجَدَا اَلْفَوْا اٰبَاءَهُمْ اَلْفَیْنَا وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ بَلْ عَجِبْتُ وَیَسْخَرُوْنَ

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ جس عورت کے گھر میں تھا اس نے اسے لبھایا کہ اپنا آپا نہ روکے اور دروازے سب بند کر دیئے اور بولی آؤ تمہیں سے کہتی ہوں"

ابن عباس کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے کہا حورانی زبان میں هَیْتَ لَكَ" کے معنی ہیں آؤ۔ ابن جبیر نے کہا یہ تعالہ (آؤ) کے معنیٰ میں ہے"

شرح: حوران شام کی مملکت میں ایک شہر ہے۔ بعض نے کہا شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ بعض نے کہا کسی کو اپنی طرف بلانے کے لئے یہ کہا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس کے معنیٰ یہ ہیں "کیا میرے حسن و جمال میں تمہیں رغبت ہے؟ ابو عبیدہ نے کہا واحد تثنیہ اور جمع میں ایک ہی صورت میں استعمال ہوتا ہے (تیسیر القاری)

۴۳۷۵۔ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے هَیْتَ لَكَ" پڑھا اور کہا ہم یہ کلمہ نہیں پڑھتے مگر جیسا کہ ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔ مَثْوٰهُ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۷۶۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اَبْطَؤُا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاِسْلَامِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى اَكَلُوا الْعِظَامَ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ

بمعنی مَقَامُہٗ ،، ہے۔ اور اَلْفَیَا ،بمعنی وجَدَا ،، ہے۔ انھوں نے پایا۔ اور وَاَلْفَوْا آبَاءَھُمْ اور اَلْفَیْنَا ہم معنیٰ ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بَلْ عَجِبْتَ وَیَسْخَرُوْنَ ،،

۴۳۷۵۔ شرح : قولہ مَثْوَاہُ آہ اس سے اس آیت کریمہ وَاَلَّذِی اشْتَرَاہُ مِنْ مِصْرَ لِاَمْرَاَتِہٖ اَکْرِمِیْ مَثْوَاہُ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی مصر کے جس شخص نے یوسف کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا انہیں عزت سے رکھو۔ اور مثواہ کی تفسیر مقامہ سے کی۔ مصری شخص کی بیوی کا نام زلیخا ہے۔ بعض رَاعِیل ذکر کیا ہے۔ قولہ اَلْفَیَا آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِیْصَہٗ مِنْ دُبُرٍ وَاَلْفَیَا سَیِّدَھَا لَدَی الْبَابِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اَلْفَیَا ،، کی وَجَدَا ،، سے تفسیر کی اسی لئے اَلْفَوْا اور اَلْفَیْنَا ،، کے معنی پانے کے ہیں۔ یعنی اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے اس کا کرتہ پیچھے سے چیر لیا اور دونوں کو عورت کا میاں دروازے کے پاس ملا۔ یعنی یوسف اور زلیخا دروازے کی طرف دوڑے یوسف اس لئے دوڑے کہ گناہ سے بچ جائیں اور زلیخا اس لئے دوڑی کہ یوسف کو پکڑ کر اپنی حاجت پوری کروائے۔ اور یوسف کو پیچھے سے پکڑ کر قمیص کو کھینچا اور وہ پیچھے سے چر گئی جب وہ دروازہ کی طرف نکلے تو انھوں نے زلیخا کے شوہر قطفیر کو دروازہ کے پاس پایا جو اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ دروازہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

قولہ بَلْ عَجِبْتَ آہ یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بَلْ عَجِبْتُ مروی ہے۔ یہ سورۂ صافات کی آیت کریمہ ہے اور وہ اللہ کا کلام ،، اِنَّا خَلَقْنَاھُمْ مِنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ بَلْ عَجِبْتَ وَیَسْخَرُوْنَ ،، ہے یعنی ہم نے ان کو چپکتی مٹی سے بنایا۔ بلکہ تمہیں تعجب ہوا اور وہ ہنسی کرتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کی یہاں کوئی مناسبت نہیں صرف اس لئے ذکر کیا کہ بَلْ عَجِبْتُ کی تاء مضموم ہے ایسے ھَیْتُ کی تاء بھی مضموم ہے۔ آیت کا معنیٰ یہ ہے اے حبیب آپ ان کی تکذیب سے تعجب کرتے ہیں اور وہ آپ کے تعجب پر تمسخر اڑاتے ہیں اور عجبتُ کی تاء کو مضموم پڑھنے کی تقدیر پر معنیٰ یہ ہوگا کہ اللہ فرماتا ہے میں نے تعجب کیا لیکن اللہ کی نسبت یہ محال ہے کیونکہ تعجب کسی حالت کے طاری ہونے پر آتا ہے اور ایسی حالت اللہ کے لئے محال ہے۔ اس کا جواب یہ دیا

marfat.com
Marfat.com

يَنْظُرُ إِلَى السَّمَآءِ فَيَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللّٰهُ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ قَالَ اللّٰهُ إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ أَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ

گیا ہے کہ محض تعجب استعظام کے اعتبار سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب کو بہت بڑا جانتا ہے۔

۴۳۷۶ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں تاخیر کی تو آپ نے دعا کی اے اللہ ان کو یوسف کے سات سال قحط کی طرح سات سال قحط زدہ کر کے مجھے اُن سے کفائت دے تو اُن پر ایسا قحط پڑا کہ اُس نے ہر شئی ختم کر دی حتی کہ لوگوں نے ہڈیاں کھائیں یہاں تک کہ آدمی آسمان کی طرف نظر کرتا تو اپنے اور آسمان کے درمیان دھوئاں سا دیکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس دن کا انتظار کرو کہ آسمان دھوئاں لائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم تمہاری بے قراری کے باعث تھوڑا سا عذاب دُور کریں گے تو پھر کفر کی طرف لوٹو گے۔ کیا اُن سے قیامت کے دن کا عذاب دُور ہوگا ؟ بے شک دھوئاں گزر گیا ہے اور مواخذہ بھی گزر گیا ہے۔

۴۳۷۶ — شرح : یعنی جب قریش قحط زدہ ہوئے تو بھوک کے باعث نظر کمزور ہو جانے سے ان کو آسمان پر دھوئاں نظر آتا تھا۔ قولہ اَفَيُكْشَفُ آہ میں ہمزۂ استفہام انکار کے لئے ہے یعنی ہم قیامت کے روز کا عذاب دُور نہیں کریں گے۔ حالانکہ دھوئاں اور بدر کے دن کا مؤاخذہ گزر چکے ہیں۔

اس حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہے کہ ابو سفیان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلۂ رحمی کا درس دیتے ہیں اور آپ کی قوم بھوک سے مر رہی ہے آپ اللہ سے دُعا کریں کہ ہم سے یہ عذاب جاتا رہے کیونکہ یہ مشرک جانتے تھے کہ انہیں یہ مصیبت آپ کی دُعا سے پیش آئی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ یہ عذاب جاتا رہے۔ مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو معاف کیا اور اللہ کے حضور عذاب اُٹھ جانے کی درخواست کی۔ ایسے ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا کو معاف کر دیا تھا۔ حَصَتْ ،، لے گیا۔ کہا جاتا ہے ،، سَنَةٌ حَصَاءُ ،، خالی سال جس میں بہتری نہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ اَرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ وَحَاشَ وَحَاشَا تَنْزِيْهٌ وَاسْتِثْنَاءٌ حَصْحَصَ وَضَحَ

ہو۔ بطشہ یوم بدر ہے (حدیث ۹۵۷-۹۵۸ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب یوسف کے پاس قاصد آیا (کہ جیل سے باہر آئے) تو یوسف نے کہا اپنے مالک کی طرف لوٹ جا، اور اس سے پوچھ ان عورتوں کا کیسا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ بے شک میرا ربّ ان کا فریب جانتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اے عورتو! تمہارا کیا کام تھا جب تم نے یوسف کا جی لبھانا چاہا تھا۔ بولیں اللہ کو پاکی ہے ہم نے اُن میں کوئی بدی نہ پائی۔ عزیز کی عورت بولی اب اصلی بات کھل گئی۔ میں نے اُن کا جی لبھانا چاہا تھا اور وہ بہت سچے ہیں۔

شرح : یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بادشاہ کا قاصد آیا اور کہا آپ کو بادشاہ بلا رہا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے قیدخانہ سے اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تاکہ ان کی براءت ظاہر ہو اور بادشاہ کو ان کی پاکدامنی واضح ہو جائے اور وہ عورتوں کے فریب کو معلوم کر کے یوسف کی براءت معلوم کرے۔ قولہ اِنَّ رَبِّیْ الآیۃ یعنی یوسف علیہ السلام نے کہا۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کے فریب کو

marfat.com
Marfat.com

۴۳۷۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ تَلِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ وَنَحْنُ اَحَقُّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ لَهٗ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ

جانتا ہے۔ بعض نے کہا رب سے مراد بادشاہ ہے یعنی میرا مالک قطفیر جانتا ہے کہ عورت نے کیوں ان کو مفتون کرنا چاہا تھا۔ قاصد بادشاہ کی طرف لوٹ گیا اور کہا یوسف نے یہ کہا ہے تو بادشاہ نے ہاتھ کاٹنے والی عورتوں کو بُلایا اور اُن سے کہا تمہارا کیا حال تھا جب تم نے یوسف کو دامن تزویر میں پھنسانے کی کوشش کی تھی۔ سب عورتوں نے بیک زبان کہا اللہ کو پاکی ہے ہم نے یوسف میں کوئی بدی نہیں دیکھی۔

قولہ حَاشَ آہ اس کلمہ میں تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ یہ فعل متعدی ہے اس کی گردان بھی ہے چنانچہ تو کہے گا حَاشَيْتُهٗ بمعنی اِسْتَثْنَيْتُهٗ میں نے اس کو مستثنیٰ کر دیا۔ دوسری صورت یہ کہ یہ تنزیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے حَاشَ لِلّٰهِ ،، اللہ اکبر تنزیہ اور پاکی ہے پھر اس صورت میں کچھ اختلاف ہے۔ مبرّد اور کوفیوں کے نزدیک فعل ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ اسم ہے اور تنزیہ کے مترادف ہے کیونکہ بعض کی قراءت حَاشَا لِلّٰهِ ،، ہے جیسا کہ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ۔ بعض کہتے ہیں یہ اسم فعل بمعنی اَتَبَرَّءُ یا بَرِئْتُ ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ یہ حرف استثناء بمعنی اِلَّا ہے اپنے مدخول کو جرّ کرتا ہے یہ سیبویہ کا قول ہے اکثر بصری بھی یہی کہتے ہیں۔ حَاشَا لِلّٰهِ ،، کا شین مفتوح ہے۔ کبھی اس کے ساتھ یاء لاحق کر دیتے ہیں چنانچہ اس شعر ”حاشی ابی ثوبان اَنَّ بِهٖ ضِنًّا ،، ابو ثوبان بخل سے پاک ہے اس کا معنی تنزیہ ہے اور کثرت سے استثناء۔

قولہ حَصْحَصَ آہ اس سے اس آیت کریمہ : اَلْاٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ،، کی طرف اشارہ ہے اور حَصْحَصَ بمعنی وَضَحَ ہے۔ بعض کہتے ہیں اس کے معنیٰ یہ ہیں۔ باطل اور جھوٹ گیا اور حق ظاہر ہو گیا۔ حصّ اور حَصْحَصَ بنا ہے جیسے کفّ سے کَفْكَفَ بنا ہے۔ حص کے معنی جڑ سے اکھاڑنے کے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ”حَصَّ شَعْرَهٗ ،، بالوں کو جڑ سے کاٹا ،، (حلبی و تیسیر القاری)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ

۴۳۷۸ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهٗ وَهُوَ یَسْاَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ قَالَ قُلْتُ اَکُذِّبُوْا اَمْ کُذِّبُوْا قَالَتْ عَائِشَةُ کُذِّبُوْا قُلْتُ فَقَدِ اسْتَیْقَنُوْا اَنَّ قَوْمَهُمْ کَذَّبُوْهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ اَجَلْ لَعَمْرِیْ لَقَدِ اسْتَیْقَنُوْا بِذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ کُذِبُوْا قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ لَمْ تَکُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذٰلِكَ بِرَبِّهَا قُلْتُ فَمَا هٰذِهِ الْاٰیَةُ قَالَتْ هُمْ

۴۳۷۷ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوط پر رحم کرے "علیہ السلام" (جس وقت ان کی قوم نے انہیں تکلیف پہنچائی۔ وہ سخت رکن کی طرف پناہ لیتے تھے" اگر میں قید خانہ میں ٹھہرتا جتنی مدت یوسف ٹھہرے تو میں بادشاہ کے داعی کی دعوت قبول کر لیتا اور ہم ابراہیم "علیہ السلام" سے زیادہ حقدار ہیں جبکہ ان سے اللہ نے کہا کیا تجھے یقین نہیں۔ عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے"
(حدیث ع ۳۱۵۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہاں تک جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی اُمید نہ رہی"

اور لوگ سمجھے کہ رسولوں نے اُن سے غلط کہا تھا۔ اس وقت ہماری مدد آئی"

۴۳۷۸ ـــ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا عروہ بن زبیر نے مجھے خبر دی کہ اُن سے ام المؤمنین

marfat.com
Marfat.com

اَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّ قَوْمُهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَآءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتّٰى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرُّسُلُ اَنَّ اَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوْهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللّٰهِ عِنْدَ ذٰلِكَ

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جبکہ عروہ نے ام المؤمنین سے اس آئت کریمہ : حَتّٰى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ الخ یہاں تک کہ جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی اُمید نہ رہی ،، کے متعلق دریافت کر رہے تھے۔ عروہ نے کہا میں نے کہا : اَكُذِبُوْا ،، مخفف یا اَمْ كُذِّبُوْا ،، مشدد ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا كُذِّبُوْا ،، مشدد ،، ہے۔ میں نے کہا رسُولوں نے تو یقین کیا تھا کہ ان کی قوم نے اِن کو جھٹلا دیا ہے یہ جھٹلانا محض گمان نہ تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہاں مجھے اپنی حیات کی قسم رسُولوں نے اس کا یقین ہی کیا تھا۔ میں نے ام المؤمنین سے کہا رسولوں نے یہ گمان کیا تھا کہ اُن سے جھوٹ کہا گیا ہے (یعنی امداد کا وعدہ) ام المؤمنین نے فرمایا ،، اللہ کی پناہ ،، اللہ کے رسول اللہ کے متعلق ایسا گمان (وعدہ خلاف) نہیں کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا پھر اس آئت کریمہ کا معنی کیا ہے ؟ ام المؤمنین نے فرمایا یہ لوگ رسُولوں کے تابعدار ہیں (جنہوں نے گمان کیا) جو اپنے رب پر ایمان لائے اور انھوں نے رسولوں کی تصدیق بھی کی۔ اُن پر مصائب طول اختیار کر گئے اور اللہ کی مدد میں تاخیر ہوئی (رسولوں کا گمان ان کے حق میں تھا کافروں کے حق میں نہ تھا) حتی کہ جب رسول اُن لوگوں سے جو ان کی قوم سے تھے ناامید ہو گئے جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی تو اس وقت اللہ کی مدد آئی۔

۴۳۷۸ — شرح : یعنی عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مذکور آئت کریمہ میں لفظ كُذِّبُوْا ،، کے متعلق ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اس لفظ میں کلمۂ ذال مخفف ہے یا مشدد ہے۔ کیونکہ مخفف کی تقدیر پر آئت کے معنی یہ ہیں رسولوں نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے جو مدد کا وعدہ کیا ہے یہ اُن سے جھوٹ کہا گیا ہے اور كُذِّبُوْا ،، بتشدید الذال کی تقدیر پر معنی یہ ہے کہ ان کی تکذیب کی گئی ہے یعنی انھوں نے گمان کیا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلا دیا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ لفظ كُذِبُوْا ،، بتخفیف الذال ہے اور رسول اپنے رب کے متعلق یہ گمان نہیں کر سکتے کہ اللہ کا وعدہ جھوٹا تھا اور عروہ کے استفسار پر آئت کا معنی بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے رسولوں کے پیروکاروں نے یہ گمان کر لیا تھا جبکہ ان کو کافروں نے سخت اذیتیں پہنچائیں اور لمبا عرصہ وہ ابتلا میں رہے اور ان کی مدد میں کچھ دیر ہو گئی تو رسُولوں نے اپنے پیروکاروں کے حق میں یہ گمان کیا تھا کافروں کے حق میں نہ تھا۔

marfat.com
Marfat.com

۴۳۷۹ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ فَقُلْتُ لَعَلَّهَا كُذِّبُوْا مُخَفَّفَةٌ قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ عُرْوَةُ

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِيْ عَبَدَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا غَيْرَهٗ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِيْ يَنْظُرُ اِلٰى خَيَالِهٖ فِي الْمَاءِ مِنْ بَعِيْدٍ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَتَنَاوَلَهٗ وَلَا يَقْدِرُ وَقَالَ غَيْرُهٗ سَخَّرَ ذَلَّلَ مُتَجَاوِرَاتٌ مُتَدَانِيَاتٌ الْمُثُلَاتُ وَاحِدُهَا مَثُلَةٌ وَهِيَ الْاَشْبَاهُ وَالْاَمْثَالُ وَقَالَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا بِمِقْدَارِ بِقَدَرٍ مُعَقِّبَاتٌ

الحاصل آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ جب رسول ان لوگوں کے ایمان لانے سے نا اُمید ہو گئے جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی اور گمان کیا کہ ان کے پیروکاروں نے ان کی تکذیب کی ہے تو اس وقت اللہ کی مدد نازل ہوئی۔ پس مظنون مومنوں کی تکذیب ہے اور متیقن کافروں کی تکذیب ہے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات سے پناہ چاہی کہ رسول یہ گمان کریں کہ وہ عند اللہ مکذب ہیں بلکہ ان کا یہ گمان ان پر ایمان لانے والے اور ان کی تصدیق کرنے والوں کی طرف سے ہے (عینی)

(حدیث ۳۱۷۴ کی شرح دیکھیں)

۴۳۷۹ — ترجمہ : زُہری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ میں نے کہا شاید کُذِّبُوْا مخفف ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا "معاذ اللہ"

marfat.com
Marfat.com

مَلَائِكَةٌ حَفَظَةٌ تُعَقِّبُ الْأُولٰى مِنْهَا الْأُخْرٰى وَمِنْهُ قِيْلَ الْعَقِيْبُ يُقَالُ عَقَّبْتُ فِيْ أَثَرِهٖ اَلْمَحَالُ اَلْعُقُوْبَةُ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ رَابِيًا مِنْ رَبَا يَرْبُوْا وَمَتَاعٍ زَبَدٌ اَلْمَتَاعُ مَا تَمَتَّعْتَ بِهٖ جُفَاءً اَجْفَأَتِ الْقِدْرُ إِذَا غَلَتْ فَعَلَاهَا الزَّبَدُ ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبَدُ بِلَا مَنْفَعَةٍ فَكَذٰلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ اَلْمِهَادُ اَلْفِرَاشُ يَدْرَؤُنَ يَدْفَعُوْنَ دَرَأْتُهٗ دَفَعْتُهٗ سَلَامٌ

سُوْرَةُ رَعْدٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ" ہاتھ پھیلانے والے کی طرح" یہ مشرک کی مثال ہے جو اللہ کی عبادت کے ساتھ اس کے غیر کی عبادت کرتا ہے جو باطل الٰہ ہیں جیسے پیاسا آدمی جو اپنے خیال میں دور سے پانی دیکھتا ہے اور اس کو حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن اس پر قادر نہیں۔

تفسیر: اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا کہ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ جائے اور وہ ہرگز نہ پہنچے گا۔ یعنی مشرک جو اللہ کے سوا بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور وہ اُن سے مصائب دفع کرنے کی امید کرتے ہیں وہ اُن کو کچھ جواب نہیں دیتے جیسے کوئی پیاسا ہو جو صورتِ خیالی سے پانی کی خواہش کرتا ہے تاکہ اس کی پیاس دور ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا "سَخَّرَ ذَلَّلَ" اس سے اس آیت کریمہ "وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِيْ لِأَجَلٍ مُّسَمًّى" کی طرف اشارہ کیا اور سَخَّرَ کی ذَلَّلَ سے تفسیر کی یعنی سورج اور چاند کو لوگوں کے منافع اور ان کی مصلحتوں کے لئے تابع کیا ان میں سے ہر ایک دنیا فنا ہونے اور قیامت قائم ہونے تک چلتا رہے گا۔ یہی ان کے لئے معین وقت ہے قولہ "مُتَجَاوِرَاتٌ" آہ اس سے آیت کریمہ "وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ" کی طرف اشارہ کیا اور

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْكُمْ اَیْ یَقُوْلُوْنَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَاِلَيْهِ مَتَابِ تَوْبَتِیْ اَفَلَمْ یَاْیْئَسْ
لَمْ یَتَبَيَّنْ قَارِعَةٌ دَاهِيَةٌ فَامْلَيْتُ اَطَلْتُ مِنَ الْمَلِیِّ وَالْمُلَاوَةِ وَمِنْهُ
مَلِيًّا وَیُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِیْلِ مِنَ الْاَرْضِ اَشَقُّ اَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ
مُعَقِّبٌ مُغَيِّرٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مُتَجَاوِرَاتٌ طَيِّبُهَا وَخَبِيْثُهَا السِّبَاخُ
صِنْوَانٌ النَّخْلَتَانِ اَوْ اَكْثَرُ فِیْ اَصْلٍ وَاحِدٍ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ وَحْدَهَا
بِمَاءٍ وَاحِدٍ كَصَالِحِ بَنِیْ اٰدَمَ وَخَبِيْثِهِمْ اَبُوْهُمْ وَاحِدٌ السَّحَابُ الثِّقَالُ
الَّذِیْ فِيْهِ الْمَاءُ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ یَدْعُوا الْمَاءَ بِلِسَانِهٖ وَیُشِيْرُ اِلَيْهِ
بِيَدِهٖ فَلَا یَاْتِيْهِ اَبَدًا سَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا تَمْلَأُ بَطْنَ وَادٍ
زَبَدًا رَابِيًا زَبَدُ السَّيْلِ خَبَثُ الْحَدِيْدِ وَالْحِلْيَةِ

مُتَجَاوِرَاتٌ کی مُتَدَانِیَاتٌ سے تفسیر کی یعنی زمین میں مختلف ٹکڑے ہیں جو ایک دُوسرے کے قریب ہیں اور صفات میں مختلف ہیں چنانچہ اُن میں سے بعض میٹھے، بعض کڑوے، بعض اچھے ٹکڑے ہیں جہاں نباتات اُگتی ہیں اور بعض بھور ہیں جہاں کچھ نہیں اُگتا ہے۔

قولہ اَلْمُثُلَاثُ آہ یعنی مَثُلَاتٌ مَثُلَةٌ کی جمع ہے جیسے صدُقات صدقہ کی جمع ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اِن سے پہلے اِن جیسے لوگ گزرے ہیں جو نبیوں کی نافرمانی اور ان کی تکذیب کرنے کے سبب عذاب میں مبتلا رہے۔ مَثُلَاتٌ کو مُثُلَاتٌ بھی پڑھا جاتا ہے سلیمان میم اور ثاء دونوں کو مفتوح پڑھتے ہیں۔ ابوبکر بن عباس دونوں کو مضموم پڑھتے ہیں۔ عیسیٰ بن عمر کی یہی قرأت ہے۔

قولہ بمقدار آہ اِس سے اس آیت کریمہ : وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور "قدر" سے اس کی تفسیر کی یعنی اللہ کے نزدیک ہر شئ ایک اندازے میں ہے اس حد سے نہ بڑھتی ہے اور نہ کم ہوتی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہر شئ کی مقدار وہ ہے جو اس کے موجود ہونے سے پہلے تھی۔

قولہ مُعَقِّبَاتٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ : لَهٗ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ کی طرف اشارہ کیا اور مُعَقِّبَات کی ملائکہ حفظ سے تفسیر کی یعنی اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو

marfat.com
Marfat.com

رات اور دن میں باری باری ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں جب دن کے فرشتے آسمانوں پر جاتے ہیں تو ان کے بعد رات کے فرشتے آجاتے ہیں جو لوگوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا "اللہ کی طرف سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محافظ فرشتے ہیں جو آپ کے آگے پیچھے رہتے ہیں اور شرارتی انسانوں، جنوں سے آپ کی حفاظت کرتے ہیں" کہا گیا ہے "لہ" ضمیر کا مرجع انسان ہے۔ اور "مُعَقِّبَاتٌ" مُعَقِّبَہ کی جمع ہے اور "معقبہ" مُعَقِّب کی جمع ہے پس معقبات جمع کی جمع ہے جیسے ابنادات سعد اور رجالات بکر ہے۔ قولہ سنہ قیل العقیب آہ یعنی اسی سے "عقیب" کہا گیا ہے۔ جو کوئی کسی کے پیچھے آئے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ "عَقَّبْتُ فِی اَثَرِہٖ" میں اس کے پیچھے آیا۔ دمیاطی "عَقَّبْتُ" کا قاف مشدد پڑھتے ہیں۔ جبکہ ابن تین اسے مخفف پڑھتے ہیں۔ قولہ "اَلْمِحَالُ الْعُقُوبَۃُ" اس سے اس آیت کریمہ "وَھُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰہِ وَھُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ" کی طرف اشارہ کیا "مِحَال" بمعنی عقوبت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا "مِحَال" سخت پکڑنے والا ہے۔ مجاہد نے کہا بمعنی سخت اور قوت ہے۔ ایک روایت میں اس کے معنیٰ ہیں سخت انتقام" یعنی وہ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور وہ سخت انتقام لینے والا ہے۔ قولہ رَابِیًا آہ اس سے اس آیت کریمہ: "اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَۃٌ بِقَدَرِھَا فَاحْتَمَلَ السَّیْلُ زَبَدًا رَّابِیًا" کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے تو پانی کی رَو اس پر اُبھرے جھاگ اُٹھا لائی۔ امام نے "رَابِیًا" سے یہ اشارہ کیا کہ یہ رَبَا یَرْبُوْ سے مشتق ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا "رَابِیًا" کے معنی ہیں۔ پانی کے اُوپر بلند ہونے والی جھاگ"

قولہ "اَوْ مَتَاعٍ" اس سے اس آیت کریمہ: "وَمِمَّا تُوْقِدُوْنَ عَلَیْہِ فِی النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْیَۃٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُہٗ" یعنی جب اس کو پگھلایا جائے تو اس پر جھاگ آجاتی ہے یہ حق کی مثال ہے اور وہ جھاگ جو ختم ہو جائے اور اس سے نفع نہ اُٹھایا جائے باطل کی مثال ہے۔ یعنی حق ثابت رہتا ہے اور باطل مٹ جاتا ہے۔ قولہ "جُفَاءً" آہ اس سے اس آیت کریمہ: "فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْھَبُ جُفَآءً" کی طرف اشارہ کیا اور جُفَاء کی "اَجْفَأَتِ الْقِدْرُ" الخ سے تفسیر کی۔ یعنی جھاگ پھک کر دُور ہو جاتا ہے؛ چنانچہ جب ہنڈیا جوش مارے اور اس پر جھاگ آجائے پھر جب جوش ٹھہر جائے تو کوئی شئ باقی نہیں رہتی اور اس سے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا۔ اس طرح حق باطل سے ممتاز ہوتا ہے۔ اللہ یوں ہی مثالیں بیان کرتا ہے۔ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسے باقی رہنے والے جھاگ کو باقی نہ رہنے والے جھاگ سے ممتاز کرتا ہے۔ ایسے حق کو جو باقی اور ثابت رہتا ہے باطل سے ممتاز کرتا ہے جو باقی نہیں رہتا۔

قولہ "اَلْمِھَادُ" آہ اس سے آیت کریمہ: "وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِھَادُ" کی طرف اشارہ کیا اور فراش سے اس کی تفسیر کی یعنی کیا ہی بُرا بچھونا ہے۔

قولہ "یَدْرَءُوْنَ" آہ اس سے اس آیت کریمہ: "وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ

marfat.com
Marfat.com

عُقْبَى الدَّارِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یَدْرَءُوْنَ کی یَدْفَعُوْنَ سے تفسیر کی یعنی بُرائی کے بدلے بھلائی کرکے ٹالتے ہیں۔ اُنہیں کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے ،،
کی طرف اشارہ کیا۔

قولہ سلَامٌ عَلَیْکُمْ آہ اس سے اس آئت کریمہ : سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ،، یعنی جنتیوں کے پاس فرشتے آئیں گے اور کہیں گے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی اچھا ملا ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے دُنیا میں تھوڑے مال پر صبر کیا اللہ کی راہ میں جہاد کیا اللہ تعالیٰ کی طاعت کرتے رہے اور بُرے عملوں سے بچے رہے اور نفسانی خواہشات کو ترک کیا یہ اُن کا دُنیا میں صبر تھا۔

قولہ وَاِلَیْہِ مَتَابِ آہ اس سے اس آئت کریمہ : لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ مَتَابِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، توبتی ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اس پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میری رجوع ہے۔

قولہ اَفَلَمْ یَایْئَسْ آہ اس سے اس آئت کریمہ اَفَلَمْ یَایْئَسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰہُ لَھَدَی النَّاسَ جَمِیْعًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور فَلَمْ یَتَبَیَّنْ سے اس کی تفسیر کی تو کیا مومن اس سے ناامید نہیں ہوئے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدائت کر دیتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے۔ یَایْئَسْ بمعنی یَعْلَمْ ہے یعنی کیا مومنوں نے نہیں جانا؟ کلبی نے کہا یَایْئَسْ بمعنی یَعْلَمْ نخع کی لغت میں ہے۔ یہ مجاہد حسن اور قتادہ کا قول ہے۔ طبری نے قاسم بن معن سے نقل کیا کہ وہ کہتے ہیں یہ ہوازن کی لغت ہے وہ کہتے ہیں یہ یَئِسْتُ کَذَا ای عَلِمْتُہٗ میں نے اسے جانا ،، قاموس اور صراح میں ہے یاس بمعنی ناامید ہے۔ اور علم کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ اور اس آئت کریمہ : اَفَلَمْ یَایْئَسِ الَّذِیْنَ الایۃ میں یہی معنی ہے۔ علامہ زمخشری نے کشاف میں ذکر کیا کہ یاس کو جو ناامید کے معنی میں ہے علم کے معنی میں استعمال نہیں کرتے مگر اس اعتبار سے کہ وہ عِلْم کے معنی کو متضمن ہو کیونکہ جو کوئی کسی سے آئس اور ناامید ہو وہ یہ جانتا ہے کہ وہ اس کو پا نہیں سکے گا۔ ایک روائت میں ہے صحابہ کی ایک جماعت اَفَلَمْ یَایْئَسْ کی جگہ اَفَلَمْ یَتَبَیَّنْ پڑھتے ہیں (عینی و تیسیر القاری)

قولہ قَارِعَۃٌ الایۃ اس سے اس آئت کریمہ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تُصِیْبُھُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَۃٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور دَاھِیَۃ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی اور کافروں کو ہمیشہ ان کے کئے پر سخت دھمک پہنچتی رہے گی۔ دَاھِیَۃ بمعنی ہلاکت اور دھمک ہے۔

قولہ فَاَمْلَیْتُ الایۃ اس سے اس آئت کریمہ : فَاَمْلَیْتُ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُھُمْ فَکَیْفَ کَانَ عِقَابِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، اَمْلَیْتُ ،، کی اَطَلْتُ ،، سے تفسیر کی ،، مِلِیٌّ ،، بفتح المیم و کسر اللام ہے اور آخر میں یاء مشدد ہے اور ،، مِلَاوَۃ ،، بکسر المیم ہے زمانے کا کچھ حصہ ،، حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حدیث میں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ،، فَلَبِثْتُ مَلِیًّا ،، میں کچھ زمانہ

marfat.com
Marfat.com

ٹھہرا" جوہری نے کہا الملاء مقصود بمعنی صحرا ہے رات اور دن ملوان کہا جاتا ہے کشادہ زمین کو ملاء کہا جاتا ہے۔

قولہ اَشَقُّ آہ اس سے اس آیت کریمہ "وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ وَمَالَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ" کی طرف اشارہ کیا اور "اَشَقُّ" کی اَشَدّ سے تفسیر کی کہ یہ اسم تفضیل ہے مَشَقَّت سے مشتق ہے۔ یعنی گنہگاروں کے لئے آخرت کا عذاب بہت سخت ہے ان کو بچانے والا کوئی نہیں۔

قولہ صِنوانٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ "صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقٰى بِمَاءٍ وَّاحِدٍ" کی طرف اشارہ کیا اور "نَخْلَتَانِ اَوْ اَكْثَرُ فِيْ اَصْلٍ وَاحِدٍ" سے اس کی اس تفسیر کی یعنی کھجور کا پیڑ ایک تھالے سے اُگے اور الگ الگ سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔ صِنوان صِنْوٌ کی جمع ہے۔ اور جمع قلت اَصْنَاءٌ ہے۔ تثنیہ اور جمع میں کوئی فرق نہیں البتہ اعراب میں فرق ہے کیونکہ تثنیہ میں صنوانِ کا نون مکسور ہے اور نون پر تنوین نہیں۔ اور جمع میں "صِنوانٌ" نون پر تنوین ہے۔

قولہ بِمَاءٍ وَّاحِدٍ" یعنی سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔

قولہ كَصَالِحِ بَنِيْ آدَمَ آہ یعنی جیسے حضرت آدم علیہ السلام ایک ہیں اور ان کی اولاد میں نیک و بد ہیں صنوان اور غیر صنوان سے اسی طرف اشارہ ہے۔ حسن بصری نے کہا اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کے دلوں کی مثال بیان فرمائی ہے کہ بعض دل رقیق ہیں اللہ سے ڈرتے ہیں اور بعض دل سخت ہیں۔ لہو و لعب میں مشغول رہتے حالانکہ سب کا اصل ایک ہی ہے۔ ایسے صنوان اور غیر صنوان ہے کہ اس میں بعض اچھی اُگتی ہیں اور بعض اچھی نہیں ہوتیں حالانکہ ان کا اصل ایک ہی ہے اور پانی بھی ایک ہی پلایا جاتا ہے۔

قولہ اَلسَّحَابُ الثِّقَالُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : "يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ" کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے۔ ڈر کو اور امید کو۔ اور بھاری بدلیاں اُٹھاتا ہے۔ سَحاب سحابہ کی جمع ہے اور ثِقال سحاب کی صفت ہے۔ یعنی بادل جو پانی سے بھارے ہیں۔ ان کو چلاتا ہے۔ یُنشِئُ بمعنی یُسَیِّرُ ہے۔

قولہ سَالَتْ اَوْدِيَةٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ : "اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا" کی طرف اشارہ کیا یعنی اُس نے آسمان سے پانی اُتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے جو وادی کو بھر دیتے ہیں۔

"اَوْدِيَةٌ" وادی کی جمع ہے اور وہ دو پہاڑوں کے درمیان کھلی زمین ہے۔ وہاں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ قدر بمعنی مبلغ الشئ ہے یعنی شئ کی انتہا اگر وہ چھوٹی ہو تو پانی قلیل ہوگا۔ اگر وسیع ہو تو پانی کثیر ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ غِيْضَ نُقِصَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے،،

اور پیٹ جو کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے،، **تفسیر:** یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی کامل ہے یا ناقص اچھا ہے یا بُرا ہے لمبا ہے یا چھوٹا وغیرہ وغیرہ اور عورتوں کے ارحام جو نقصان یا زیادتی کرتے ہیں۔ آیا بچے کا جسم رحم میں صحیح ہے یا ناقص ہے اسی طرح مدت اور تعداد وغیرہ سب کچھ اللہ جانتا ہے، کیونکہ رحم میں کبھی ایک بچہ ہوتا ہے کبھی اس سے زیادہ دو یا تین یا چار یا پانچ بچے ہوتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ شریک اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ میں چار بچوں سے چوتھے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یمن کے ایک بوڑھے آدمی نے انہیں خبر دی کہ ایک عورت نے کئی بار پانچ پانچ بچوں کو جنم دیا عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ "مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ" سے مراد ناتمام حمل کا ساقط ہونا ہے۔ اور "مَا تَزْدَادُ" سے مراد یہ ہے کہ پوری مدت سے بچہ پیدا ہو۔ کیونکہ بعض عورتیں دس ماہ حاملہ رہتی ہیں بعض نو ماہ احناف کے مذہب میں زیادہ سے زیادہ حمل کی مدت دو سال ہے۔ جبکہ شافعی کے مذہب میں چار سال اور امام مالک کے نزدیک پانچ سال ہے۔ ضحاک نے کہا میری والدہ نے دو سال حاملہ رہنے کے بعد مجھے جنم دیا۔ جبکہ میرے اگلے دانت نکل آئے تھے (قسطلانی)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا آٹھ سو اٹھاسی ہجری کے جمادی الاولیٰ میں ہفتہ کے روز میری بیٹی زینب نے، اللہ تعالیٰ اسے ہر خیر کی توفیق دے اور اس کی عاقبت اچھی کرے اور اس کی اولاد نیک کرے۔ ابتداءِ حمل سے نو ماہ بعد بچہ کو جنم دیا جبکہ اس کے سامنے والے دو دانت ظاہر تھے پھر تقریباً سات ماہ بعد گر گئے۔ مکحول نے کہا عورت کے پیٹ میں بچہ کوئی شئ طلب کرتا ہے نہ غمناک ہوتا

marfat.com
Marfat.com

٤٣٨٠ ـــ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى يَاْتِيْ الْمَطَرُ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا اللّٰهُ

اور نہ ہی اسے حزن و ملال ہوتا ہے۔ اس کی والدہ کے حیض کا خون اس کی خوراک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اس کا رزق بنایا ہے۔ اس لئے حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا۔ جب پیدائش کے وقت بچہ زمین پر واقع ہوتا ہے تو چیخ مارتا ہے۔ اس کا چلانا اپنے مکان کی اجنبیت کے طور پر ہوتا ہے۔ جب اس کی ناف کاٹی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا رزق اس کی والدہ کے پستان میں کر دیتا ہے۔ اس وقت بھی وہ حزن و ملال کی دُنیا سے بالاتر ہوتا ہے پھر طفل ہو جاتا ہے اور اپنے ہاتھ سے کھانے لگتا ہے۔ جب بالغ ہو جاتا ہے تو کہتا ہے اب موت یا قتل ہے اب مجھے رزق کہاں سے ملے گا۔ مکحول نے کہا اے انسان تیری ہلاکت ہو تجھے اس وقت بھی غذا ملتی تھی جب تو اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اور جب تو طفل تھا حتیٰ کہ جب تو جوان ہُوا تو کہتا ہے کہ یہ موت یا قتل ہے۔ اب مجھے رزق کہاں سے ملے گا۔ پھر يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ، زیادتی اور نقصان کی نسبت رحم کی طرف مجازاً ہے درحقیقت فاعل اللہ تعالیٰ ہے اس نے جو مقدر کر رکھا ہے اس پر زیادتی نقصان ناممکن ہے۔

٤٣٨٠ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کے خزانے پانچ ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا اور نہ یہ جانتا ہے کہ عورت کا رحم کمی کرے گا یا زیادتی کرے گا اور نہ ہی یہ جانتا ہے کہ بارش کب ہوگی اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کس زمین میں وہ مرے گا اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی!

٤٣٨٠ ـــ شرح : اللہ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا یہ صرف اللہ کی ذات کے ساتھ مختص ہے۔ ان پانچ امور کو [illegible] اس لئے ذکر کیا کہ اس زمانہ میں کاہنان

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَادٍ دَاعٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَدِيْدٌ قَيْحٌ وَّدَمٌ

ان پانچوں کے علم کا دعویٰ کرتے تھے۔ اُن کے ردّ کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے مقرّب بندے کو ان کا علم عطاء کرے تو یہ آیت کے منافی نہیں چنانچہ اس مقام میں علامہ قسطلانی نے ذکر کیا: اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يُطْلِعُهٗ عَلٰى مَا يَشَآءُ مِنْ غَيْبِهٖ وَالْوَلِيُّ التَّابِعُ لَهٗ يَاْخُذُ عَنْهُ ،، یعنی مگر جس رسُول سے اللہ راضی ہو، اپنے غیب سے جو کچھ چاہے اس کو مطلع کرتا ہے اور رسُول کا پیروکار ولی نبی سے یہ حاصل کرتا ہے۔ سُورۂ لقمان میں انشاء اللہ مزید وضاحت آئے گی (حدیث ۴۷ کی شرح دیکھیں)

سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْمَ علیہ السّلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ صورت مکیّہ ہے مگر یہ آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا اور اس کے بعد دُوسری آیت جو اس سے متصل ہے دونوں مدنی ہیں۔

قولہ قَالَ ابْنُ عباس هَادٍ آہ اس سے اس آیت کریمہ: اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ،، کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن یہ آیت کریمہ سورۂ رعد کی ہے۔ پھر هَادٍ کی تفسیر دَاعٍ سے کی۔ یعنی لوگوں کو حق کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ اس سے مراد نبی ہیں جو اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق معجزات ظاہر کرتے ہیں۔ قولہ صَدِيْدٌ اس سے اس آیت کریمہ ،، وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے صَدِيْدٌ کی تفسیر پیپ اور خون سے کی ،، قتادہ نے کہا صدید وہ ہے جو گوشت اور چمڑے سے بہتی ہے۔ اُن سے ایک روائت یہ بھی ہے کہ جو کافر کے پیٹ سے نکلے گا اور اس کے ساتھ پیپ اور خون ملا ہوگا۔ کہا گیا ہے

marfat.com

Marfat.com

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اَيَادِیَ اللّٰهِ عِنْدَكُمْ وَاٰيَامَهٗ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مِنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ رَغِبْتُمْ اِلَيْهِ فِيْهِ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا يَلْتَمِسُوْنَ

جو زانیوں کی شرمگاہوں سے نکلے گا۔ صدید ماء کی صفت ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حرفِ تشبیہ محذوف ہے۔ دراصل ماءٌ مِثْلُ صَدِيْدٍ، تھا۔ اس تقدیر پر دوزخی جو پانی پئیں گے وہ پیپ کی مثل ہوگا اور اس سے پیپ کی طرح بدبو آئے گی جیسے قرآن کریم میں ہے وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ، اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی پانی سے کی جائے گی جو مُہل کی طرح ہوگا۔ دُوسری صورت یہ ہے کہ پیپ پانی کے مشابہ ہونے کے سبب اس پر پانی کا اطلاق کیا گیا ہے وہ درحقیقت پانی نہیں ہوگا۔ اس تقدیر پر وہ خالص پیپ پئیں گے جو پانی کے مشابہ ہوگی (قسطلانی)

قولہ اُذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ، کی طرف اشارہ کیا اور سفیان بن عیینہ نے نِعْمَتَ اللّٰهِ کی اَیَادِیَ اللّٰهِ، سے تفسیر کی ہے اَیادی اَیْدِیٌ کی جمع ہے اور وہ یَدٌ کی جمع ہے۔ پس اَیادِیٌ جمع کی جمع ہے۔ اس کے معنی نعمت کے ہیں یعنی یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اپنے اوپر اللہ کی نعمتیں یاد کرو جبکہ تمہیں فرعون کی قوم کی شر سے نجات دلائی۔ قولہ قَالَ مُجَاهِدٌ آہ یعنی مجاہد نے اس آیت کریمہ: وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ میں "مِنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ"، کی تفسیر میں کہا کہ تم کو ہر وہ شئ دی جس کی تم نے خواہش کی" پوری آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں "اللہ تعالیٰ نے رات اور دن تمہارے تابع کر دیئے اور ہر وہ شئ تمہیں عطاء کی جو تم نے خواہش کی اس تفسیر کا مقصد یہ ہے کہ جو شئ تمہیں پسند تھی اس کا سوال کرو یا نہ کرو وہ ہم نے تمہیں دی ہے ضحاک نے اس کی تفسیر میں بیان کیا کہ "مَا سَاَلْتُمُوْهُ"، میں نافیہ ہے اور "كُلِّ"، کے لام پر تنوین ہے۔ یعنی ہر نعمت سے تمہیں وہ کچھ دیا جس کا تم نے سوال نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے بہت نعمتیں ایسی ہیں جو ہم نے طلب نہیں کیں اور نہ ہی اُن کا ہمارے دِلوں میں خیال آیا ہے حسن بصری نے کہا تمہیں ہر وہ شئ دی جو تم نے خواہش کی"

قولہ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا" اس سے اس آیت کریمہ: وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا، کی طرف اشارہ کیا اور "يَبْغُوْنَهَا"، کی تفسیر "يَلْتَمِسُوْنَ"، سے کی۔ یعنی اللہ کی راہ میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہو۔

قولہ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ آہ"، اس سے اس آیت کریمہ: وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ، کی طرف اشارہ کیا اور "تَاَذَّنَ"، کی اَعْلَمَ سے تفسیر کی یعنی اور یاد کرو جب تمہارے رب نے

marfat.com
Marfat.com

لَهَا عِوَجًا وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَاَعَامَكُمْ اِذْ نَكُمْ رَدُّوْا اَيْدِيَهُمْ فِيْ اَفْوَاهِهِمْ
هٰذَا مِثْلٌ كَفُّوْا عَمَّا اُمِرُوْا بِهٖ مَقَامِيْ حَيْثُ يُقِيْمُهُ اللّٰهُ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ
وَّرَآئِهٖ قُدَّامَهٗ لَكُمْ تَبَعًا وَاحِدُهَا تَابِعٌ مِثْلُ غَيْبٍ وَّغَائِبٍ بِمُصْرِخِكُمْ

کہا اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔ امام کا مقصد یہ ہے کہ تَاَذَّنَ باب تفعل سے ہے اور اَذَنَ جو باب اِفْعَال سے ہے ہم معنیٰ ہے لیکن تَاَذَّنَ میں معنی کی زیادتی ہے جیسے تَوَعَّدَ میں اوعد کی نسبت معنی کی زیادتی ہے۔

قولہ رَدُّوْا اَيْدِيَهُمْ فِيْ اَفْوَاهِهِمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ "جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوْا اَيْدِيَهُمْ فِيْ اَفْوَاهِهِمْ" کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں ابوعبیدہ نے کہا یہ عرب کا مقولہ اور مثال ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جس شئ کا ان کو حکم دیا گیا اس سے باز رہے"

علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ علماء نے ابوعبیدہ پر مواخذہ کیا ہے کہ یہ کلام عربوں سے نہیں سنا گیا جو ابوعبیدہ نے ذکر کیا ہے۔ اَخفش نے بھی یہی معنی اختیار کیا اُن پر بھی یہی اعتراض کیا گیا لیکن یہ مواخذہ اور اعتراض ناقابلِ فہم ہے کیونکہ بعض لوگوں کا عدمِ سماع عدم کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کافروں نے نبیوں پر غیظ و غضب کے سبب اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹا۔ بعض نے معنی یہ کئے ہیں کہ کافروں نے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں پر رکھے اور نبیوں کو اشارہ کیا کہ اپنے منہ بند رکھیں اور خاموش رہیں (تیسیر القاری)

علامہ عینی نے کہا: مِثْل کی میم مکسور اور ثاء ساکن ہے یعنی رَدُّوْا اَيْدِيَهُمْ کا معنی كَفُّوْا عَمَّا اُمِرُوْا بِهٖ کے معنی کی مثل ہے اور یہ صیغۂ مجہول ہے اور اگر "مَثَل" کی میم اور ثاء کو مفتوح پڑھیں تو یہ محاورہ کے معنی میں ہوگا یعنی جیسے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پند و نصائح اور مواعظ حسنہ لائے تو کافروں نے ان کا بلیغ رد کیا اور اپنے ہاتھوں کو مونہوں پر کر دیا اور کہا ہم تمہارے منشور کا انکار کرتے ہیں یعنی تمہارے لئے ہمارا یہی جواب ہے اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی جواب نہیں یا معنی یہ ہے کہ کافروں نے نبیوں کے مونہوں پر اپنے ہاتھ رکھے تاکہ وہ کلام نہ کر سکیں۔

قولہ مَقَامِيْ آہ اس سے اس آیت کریمہ: ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ" کی طرف اشارہ ہے اور اس میں "مقامی" کے معنیٰ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے آگے کھڑا کریگا اس سے مراد قیامت میں حساب لینے کا مقام ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اِسْتَصْرَخَنِیْ اِسْتَغَاثَنِیْ یَسْتَصْرِخُہٗ مِنَ الصُّرَاخِ وَلَاخِلَالَ مَصْدَرُ خَالَلْتُہٗ خِلَالًا وَیَجُوْزُ اَیْضًا جَمْعُ خُلَّۃٍ وَخِلَالٍ اجْتُثَّتْ اِسْتُوْصَلَتْ

قولہ مِنْ وَّرَائِہٖ " اس سے اس آیت کریمہ : وَمِنْ وَّرَائِہٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ، کی طرف اشارہ ہے ۔ اور وراء آ کی تفسیر قدّام سے کی بعض نے کہا وَرَاءٌ بمعنی اَمَام صرف زمان اور مکان میں آتا ہے ۔ قولہ لَکُمْ تَبَعًا، اس سے اِس آیت کریمہ : اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا، کی طرف اشارہ کیا۔ تَبَعًا تابع کی جمع ہے۔ جیسے غَیَبٌ غَیِبٌ کی جمع اور خَدَمٌ خادم کی جمع ہے ۔

قولہ بِمُصْرِخِکُمْ آہ اس سے آیت کریمہ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْا اَنْفُسَکُمْ مَا اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَمَا اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ کی طرف اشارہ کیا یعنی (شیطان کہے گا) تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر الزام رکھو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچو "

اِسْتَصْرَخَنِیْ کی تفسیر اِسْتَغَاثَنِیْ سے کی اور یَسْتَصْرِخُنِیْ صُرَاخٌ بمعنی فریاد سے مشتق ہے۔ علامہ قسطلانی نے شرح میں ذکر کیا کہ بِمُصْرِخِکُمْ میں ہمزہ سلب کے لئے ہے یعنی اَزَالُ صُرَاخِیْ "

قولہ وَلَاخِلَالَ آہ اس سے اس آیت کریمہ : " یَوْمٌ لَا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خِلَالٌ کی طرف اشارہ کیا اور لفظ خِلَالَ " میں دو وجہیں ذکر کیں۔ ایک یہ کہ باب مفاعلہ کی مصدر ہے اور معنیٰ یہ ہے کہ کسی دوست کا دوستی کرنا۔ دوسری وجہ یہ کہ یہ خُلَّت کی جمع ہے جیسے ظلال ظُلَّۃ کی جمع بمعنی صُدَاقت ہے ۔ اس کے معنی ہیں دوستی اور محبت جو دل میں داخل ہوکر اس کے باطن میں پہنچ جاتی ہے۔ اسی سے خلیل بمعنی صدیق مشتق ہے۔

قولہ اُجْتُثَّتْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : " مَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیْثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ اُجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَہَا مِنْ قَرَارٍ کی طرف اشارہ کیا اور اُجْتُثَّتْ کی اِسْتُوْصَلَتْ سے تفسیر کی اس کے معنیٰ ہیں جڑ سے اُکھاڑنا اور گندی بات کی مثال جیسے ایک گندہ پیڑ کہ زمین کے اُوپر سے کاٹ دیا گیا اب اسے کوئی قیام نہیں "

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! پاکیزہ بات کی مثال جیسے پاکیزہ درخت "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تعالیٰ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ ۴۴

جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ہر وقت اپنا پھل دیتا

ہے اپنے رب کے حکم سے ،، **تفسیر** : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے ۔ وہ کہتے ہیں شجر طیبہ سے مراد ہر پھلدار درخت ہے۔ بعض کہتے ہیں کھجور کا درخت ہے بعض نے کہا یہ بہشت میں درخت ہے ۔ بعض نے اس سے مومن مرد مراد لیا ہے بعض قریش کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں اس سے مراد جوز ہندی ہے ۔

خداوند قدوس جل مجدہ الکریم نے کلمہ طیبہ کو شجرہ طیبہ سے تشبیہ دی اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اور جمہور علماء نے بھی اسی کو اختیار کیا کہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ،، ہے اور شجرہ طیبہ میں کئی اقوال مذکور ہیں ۔ اوّل یہ کہ شجرہ طیبہ پھلدار درخت ہے اور وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ کلمہ طیبہ اور شجرہ طیبہ دونوں سے خوبصورتی ، پاکیزگی اور منافع حاصل ہوتے ہیں۔

دوم یہ کہ شجرہ طیبہ سے[۲] مراد کھجور کا درخت ہے اور وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ دونوں میں دُنیا اور آخرت کی بہتریاں اور خوبصورتیاں پائی جاتی ہیں کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ کلمہ گو انسان کے لئے دُنیا و آخرت کی بہتری اور خوبصورتی ہمیشہ رہتی ہے ۔ اسی طرح کھجور کا درخت ہے کہ اس کا پھل جب سے نمودار ہوتا ہے اس کے پکنے اور خشک ہونے تک بہت خوبصورت نظر آتا ہے اور پھل خشک ہونے کے بعد اس کی لکڑی، شاخوں پتوں اور گٹھلیوں سے بہت منافع حاصل کئے جاتے ہیں۔ بعض علماء نے وجہ تشبیہ کی تقریر اس طرح کی ہے کہ جب اس کا سر کاٹ دیا جائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے بخلاف دوسرے درختوں کے وہ پھر پھوٹ پڑتے ہیں نیز جب تک اس کی تلقیح نہ کی جائے یعنی مذکر کھجور کا ابتدائی پھل مؤنث کھجور کے ابتدائی پھل پر نہ ڈالا جائے تو یہ پھل دار نہیں ہوتا بلکہ کچھ ظاہر ہو کر گر جاتا ہے یا خشک ہو جاتا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بچی ہوئی مٹی سے یہ درخت بنا تھا اسی لئے اس کو بنی آدم کی پھوپھی کہا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کی شاخیں بہت بلند ہوتی ہیں جیسے مومن کا عمل آسمانوں کی طرف اٹھتا ہے۔ بعض نے کہا یہ بھی مومن کے دل میں ایمان کے ثبوت کی طرح سخت ثابت ہوتا ہے۔

سوم یہ کہ شجرہ طیبہ[۳] سے مراد جنت کا درخت ہے۔ اس تقدیر پر تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہمیشہ

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۱ ــــ حدثنی عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ تُشْبِهُ أَوْ كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا وَلَا تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا يَتَكَلَّمَانِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ فَلَمَّا لَمْ يَقُولُوا شَيْئًا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا قُمْنَا قُلْتُ لِعُمَرَ يَا أَبَتَاهُ وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ وَقَعَ فِي نَفْسِي إِنَّهَا النَّخْلَةُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَكَلَّمَ قَالَ لَمْ أَرَكُمْ

ثابت رہتا ہے۔ چہارم یہ کہ شجر طیبہ سے مومن ہے اور وجہ تشبیہ یہ ہے کہ مومن کے اعمال ہر وقت بلند ہوتے ہیں اور کھجور کا پھل بھی ہر وقت موجود رہتا ہے۔

پنجم یہ کہ شجرہ طیبہ سے مراد قریش ہیں اور وجہ تشبیہ یہ ہے کہ دونوں کی قدر بلند ہے کیونکہ قریش کی قدر عرب کے تمام قبائل پر بلند ہے۔ جیسے کلمہ طیبہ باقی کلمات پر فائق ہے۔

چھیواں قول یہ کہ شجرہ سے مراد جوزہندی ہے اور وجہ تشبیہ یہ ہے کہ اس کا میوہ ہمیشہ رہتا ہے جیسے کلمہ طیبہ کا ثمرہ ہمیشہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ "اُكُلُهَا دَائِمٌ" الایۃ کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ درخت جوزہندی ہے کہ اس کا پھل معطل نہیں ہوتا ہر ماہ پھل دیتا ہے۔ اس طرح صاحب کلمہ اعمال صالحہ سے خالی نہیں رہتا۔ یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ اس درخت میں تین چیزیں ہیں اس کا ریشہ مضبوط، تنا قائم اور شاخیں بلند ہوتی ہیں۔ اسی طرح ایمان تین چیزوں کے بغیر نہ قائم رہ سکتا ہے اور نہ فائدہ بہم پہنچا جاسکتا ہے۔ اوّل صمیم قلب سے تصدیق کرنا۔ زبان سے اقرار کرنا اور نیک اعمال کرنا۔ مجاہد نے کہا آیت کریمہ "كُلَّ حِينٍ" میں حین سے مراد سال ہے۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ دو حین ہیں ایک معلوم ہے دوسرا غیر معلوم ہے پہلے کا معنی جو اس آیت کریمہ لَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ میں ہے دوسرا جو اس آیت کریمہ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ" میں ہے یہ درمیان سال سے لے کر دوسرے سال تک عرصہ ہے۔ قتادہ اور سعید بن جبیر نے کہا حین بمعنی چھ ماہ ہیں۔ بعض کہتے ہیں ہر صبح و شام حین ہے۔

۴۳۸۱ ــــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

تَكَلَّمُوْنَ فَكَرِهْتُ اَنْ اَتَكَلَّمَ وَاَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ لَاَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا

بابٌ قولہ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

کے پاس تھے۔ آپ نے فرمایا مجھے ایک ایسے درخت کی خبر دو جو مسلمان مرد کی مثل ہے یا مسلمان مرد کی طرح ہے (راوی کا شک ہے) اس کے پتے نہیں گرتے اس کی صفت یہ بھی نہیں، یہ بھی نہیں اور یہ بھی نہیں وہ ہر وقت پھل دیتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے دل میں یہ واقع ہُوا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور میں نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ خاموش ہیں بات نہیں کر رہے ہیں تو میں نے یہ اچھا نہ سمجھا کہ کہوں (وہ کھجور کا درخت ہے) جب لوگوں نے کوئی بات نہ کہی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ جب ہم مجلس سے اُٹھ گئے تو میں نے عمر فاروق سے کہا اے میرے باپ بخدا! میرے دل میں یہی واقع ہُوا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ عمر فاروق نے کہا پھر تم کو بات کرنے سے منع کس نے کیا تھا۔ عبداللہ نے کہا میں نے تمہیں خاموش بیٹھے دیکھا تو میں نے کچھ کہنے کو اچھا نہ سمجھا عمر فاروق نے کہا تمہارا بات کرنا مجھے اتنے اتنے اونٹوں سے زیادہ اچھا تھا۔

۴۳۸۱ — شرح: لَا وَلَا وَلَا آہ تین بار لَا فرمایا اس سے کھجور کے درخت کی اور تین صفات کی طرف اشارہ کیا۔ راوی نے انہیں ذکر نہیں کیا صرف تین بار کلمہ لَا فرمانے پر اکتفاء کی اور قولہ "تُؤْتِیْ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍ"، یہ اس کی پانچویں وصف ہے۔ (حدیث ع۵۸ کی شرح دیکھیں)

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر"

تفسیر: یعنی اللہ تعالیٰ اُن کے ایمان اور اعمال کو حق بات پر ثابت رکھتا ہے اور وہ قبر میں سوال کے وقت اور آخرت میں جب قبروں سے اُٹھائے جائیں گے"

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِی الْقَبْرِ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِی الْاٰخِرَةِ

بَابُ قَوْلِهٖ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا اَلَمْ تَعْلَمْ كَقَوْلِهٖ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا اَلْبَوَارُ الْهَلَاكُ بَارَ يَبُوْرُ بَوْرًا قَوْمًا بُوْرًا هَالِكِيْنَ

۴۳۸۲ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان سے قبر میں پوچھا جاتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ شہادت ہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ثابت رکھتا ہے جو ایمان لائے ایسی بات پر دُنیا اور آخرت میں ثابت ہے (حدیث ۱۲۸۹ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد کیا تم نے انھیں نہ دیکھا، جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی

تفسیر : اللہ کی نعمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں مبعوث فرمایا اور انھوں نے آپ سے کفر کیا اور اپنی قوم اور پیروکاروں کو ہلاکت میں ڈالا۔ اور وہ جہنم ہے جو بُرا قرار ہے۔ اَلَمْ تَرَ بمعنی اَلَمْ تَعْلَمْ ہے کیونکہ رؤیت بمعنی اِبْصَار غیر حاصل ہے کہ یہ عادۃً مشکل ہے (کرمانی) علامہ عینی نے کہا یہ کلمہ کسی چیز سے تعجب اور مخاطب کو خبردار کرنے کے لئے

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۳ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللهِ كُفْرًا قَالَ هُمْ كُفَّارُ اَهْلِ مَكَّةَ

سُوْرَةُ الْحِجْرِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ اَلْحَقُّ يَرْجِعُ اِلَى اللهِ وَعَلَيْهِ

کہا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ، اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِنَ الْكِتَابِ ۔ یعنی اِن لوگوں کے فعل پر آپ تعجب نہیں کرتے اور ان کے حال پر متنبہ نہیں ہوتے یعنی اس کلام کا وضعی معنیٰ مقصود نہیں جیسے اس کلام "اَلَمْ تَرَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ، اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا میں وضعی معنیٰ رؤیتِ بصری مراد نہیں بلکہ رویتِ بصیرت مراد ہے۔ قولہ اَلْبَوَارُ بمعنی ہلاک ہے۔ اس سے ماضی مضارع بَارَ يَبُوْرُ آتا ہے اور بُوْرًا اس کی مصدر ہے۔ قولہ قَوْمًا بُوْرًا بمعنی ہالکین ہے یعنی بوار کی جمع بُوْر ہے۔

۴۳۸۳ــ ترجمہ : عطاء سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس آیت کریمہ : اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللهِ كُفْرًا ، کی تفسیر میں کہا یہ لوگ جو اللہ کی نعمت بدلنے والے ہیں مکہ کے کافر ہیں ان کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

سُوْرَۂ حجر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طبری نے کہا بالاتفاق یہ سورت مکی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورۂ یوسف کے بعد اور سورۂ انعام

marfat.com
Marfat.com

طَرِيْقَهٗ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَعَمْرُكَ لَعَيْشُكَ قَوْمٌ مُنْكَرُوْنَ اَنْكَرَهُمْ لُوْطٌ وَقَالَ غَيْرُهٗ كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ اَجَلٌ لَوْمَا تَأْتِيْنَا هَلَّا تَاْتِيْنَا شِيَعٌ اُمَمُ

سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ کلبی نے کہا اس میں ایک آیت مدنی ہے۔

قولہ قَالَ مجاہد آہ یعنی مجاہد نے کہا اس آیت کریمہ : هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ "، کا معنیٰ حق ہے جو سیدھے راہ پر دلالت کرے" صاحبِ کشاف نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ سچا راستہ ہے اس کی رعایت کرنا میرے ذمہ ہے۔ بیضاوی میں صراط علیّ کی تفسیر یہ ہے۔ میرا حق ہے کہ اس کی مراعات کروں۔ بعض نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے۔ مَنْ مَرَّ عَلٰى رِضْوَانِيْ "، یعنی جو کوئی میری رضامندی پر چلے۔ کہا گیا ہے کہ علیّ "، بمعنی اِلَيَّ ہے۔ کسائی سے منقول ہے کہ یہ وعید اور تہدید کے طور پر فرمایا ہے۔ چنانچہ جس سے دشمنی ہو اسے کہتے ہیں تو نے میرے راہ ہی سے گزرنا ہے۔

قولہ قالَ ابن عباس آہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لَعَمْرُكَ بمعنی لَعَيْشُكَ "، ہے۔ یعنی اَیْ حبیب تیری زندگی کی قسم۔ یہ لوگ اپنی گمراہی میں حیران جا رہے ہیں۔ لہٰذا یہ کیسے آپ کی ہدائت پائیں گے۔ بعض نے کہا اَنَّهُمْ "، کی ضمیر کا مرجع قریش ہیں اور لوط علیہ السلام کے واقعہ میں یہ جملہ معترضہ ہے۔ قولہ قَوْمٌ مُنْكَرُوْنَ آہ اس سے آیت کریمہ فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوْطِ الْمُرْسَلُوْنَ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُوْنَ "، جب عذاب دینے کے لئے اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کی قوم کے پاس آئے تو لوط علیہ السلام نے کہا ہم تمہیں پہچانتے نہیں ہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کو پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ فرشتے لوگوں کو عذاب دینے آئے ہیں۔ وَقَالَ غَيْرُهٗ آہ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے " اس آیت کریمہ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ "، کی تفسیر میں کہا کہ یہ مدت مقررہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی شہر یا قریہ کے رہنے والوں کو ہلاک نہیں کرتا مگر اُن کے لئے ایک وقت مقرر ہے جو لوح محفوظ میں ثابت ہے۔ جب تک اس وقت کو نہ پہنچیں ہم ان کو ہلاک نہیں کرتے۔

قولہ لَوْمَا تَاْتِيْنَا آہ اس سے اس آیت کریمہ : لَوْمَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلَائِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ "، کی طرف اشارہ کیا پھر لَوْمَا کی ہلّا سے تفسیر کی اس کے معنیٰ ابھارنے کے ہیں۔ یعنی اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتا جو ہمیں عذاب دیں۔ صاحبِ کشاف علامہ زمخشری نے کہا : لَوْ "، ما اور لا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے۔ اس مرکب کو دو معنی کے لئے استعمال کرتے ہیں ایک یہ کہ کسی چیز کا امتناع غیر کے وجود کے سبب ہوتا ہے اور دوسرا معنی تخصیص ہے۔ اور "ھلّ" کی ترکیب صرف "لا" کے ساتھ ہوتی ہے یعنی هَلَّا تَأْتِيْنَا بِالْمَلَائِكَةِ "، یعنی فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتے ہو

marfat.com
Marfat.com

وَالْاَوْلِيَآءُ اَيْضًا شِيَعٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُهْرَعُوْنَ مُسْرِعِيْنَ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ قَالَ سُكِّرَتْ غُشِّيَتْ بُرُوْجًا مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَوَاقِحَ

جو تمہاری سچائی کی گواہی دیں۔ تمہارے انذار اور تخویف پر تمہاری مدد کریں۔

قولہ شِيَعٌ آہ اس سے اس آئت کریمہ: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ کی طرف اشارہ کیا اور اُمَمٌ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی پہلی امتوں میں آپ سے پہلے ہم نے رسول بھیجے ،، یہ شِيْعَةٌ،، کی جمع ہے۔ ثعلبی نے کہا اس میں لفظ رُسُلاً،، مضمر ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلاً فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ،، حسن بصری نے کہا شیعہ فرقہ ہے اور لوگوں میں سے چھوٹا سا گروہ ،، اَوْلیاء کو بھی شیع کہا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ لَہٗ شِيَعٌ ،، یعنی اس کے ولی ہیں طبری نے کہا کسی شخص کے ولیوں کو بھی شیعہ کہا جاتا ہے۔ (عینی) قسطلانی نے کہا ابوعبیدہ کے غیر نے کہا شِيَعٌ شیعہ کی جمع ہے اور وہ ایک فرقہ ہے جو ایک راستے اور مذہب پہ متفق ہے اور اَرْسَلْنَا کا مفعول محذوف ہے یعنی اَرْسَلْنَا رُسُلاً ،، اس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے جبکہ لوگوں نے آپ کو جنون کی طرف منسوب کیا یعنی اے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم آپ مطمئن رہیں ان لوگوں کی رسولوں کے بارے میں یہی عادت رہی ہے۔

قولہ قَالَ ابن عباس يُهْرَعُوْنَ آہ اس سے اس آئت کریمہ: وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے يُهْرَعُوْنَ ،، کی تفسیر مُسْرِعِيْنَ سے کی ہے۔ یہ آئت کریمہ سُوْرَۂ ھود میں ہے یعنی لوط علیہ السلام کے پاس ان کی قوم تیز دوڑتی ہوئی آئی اس سے پہلے بھی وہ بُرے کام کرتے تھے۔

قولہ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ آہ اس سے اس آئت کریمہ: اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ،، اور "ناظرین" سے اس کی تفسیر کی جو غور و خوض اور گہری نگاہ سے دیکھیں انہیں بھی مُتَوَسِّمِيْن کہا جاتا ہے۔

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا۔ ثعلب نے کہا وَاسِمْ اسے کہتے ہیں جو تجھے سر سے پاؤں تک دیکھے اس میں تثبّت کا معنی ہے۔ زجاج نے کہا لُغت میں مُتَوَسِّمِيْن ،، کی حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ گہری نظر سے دیکھیں حتی کہ شئ کی علامت پہچان لیں۔ یہ دراصل کسی شئ کو پہچاننے میں گہری نگاہ کرنا ہے۔ اس سے مراد شدتِ عذاب ہے جس نے سورج طلوع ہونے کے وقت لوط علیہ السلام کی قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے شہر کو آسمان کی طرف لے گئے پھر اسے اوندھا کر دیا۔

قولہ سُكِّرَتْ آہ اس سے اس آئت کریمہ: اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ

marfat.com
Marfat.com

مَلَاقِحَ مُلْقِحَةٌ حَمَأٌ جَمَاعَةُ حَمَأَةٍ وَهُوَ الطِّيْنُ الْمُتَغَيِّرُ وَالْمَسْنُوْنُ الْمَصْبُوْبُ تَوَجَّلْ تَخَفْ دَلِيْرَ اٰخِرَ الْاَمَامُ كُلُّ مَا ائْتَمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهِ الصَّيْحَةُ الْمُهْلِكَةُ

کی طرف اشارہ کیا پھر عُتِيَتْ بمعنی حُبِسَتْ سے اس کی تفسیر کی یعنی اگر ہم اُن کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیں اور وہ اُوپر چڑھتے ہوئے اُن میں داخل ہوں اور ہر روز اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات دیکھیں تو وہ پرانی دشمنی اور فرطِ عناد کے باعث کہیں گے یہ کچھ بھی نہیں ہماری آنکھیں جادو سے باندھی گئی ہیں یہ صرف ایک خیالی صورت ہے جب وہ معجزات دیکھتے تھے تو اُن کے مشاہدہ کے وقت اسی طرح کہا کرتے تھے قولہ بُرُوْجًا آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ کی طرف اشارہ کیا اور بروج کی تفسیر سورج اور چاند کے منازل سے کی مجاہد نے کہا بروج سے مراد ستارے ہیں اور زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ،، اسی معنی میں ہے کہ ہم نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ خوبصورت کیا۔ قسطلانی نے عطیہ سے نقل کیا کہ یہ آسمانوں میں محلات ہیں جن پر محافظ کھڑے ہیں۔ شیخ دہلوی نے اس کی شرح میں ذکر کیا کہ نجومیوں نے جو بروج مقرر کئے ہیں کہ آسمان کے بارہ برج ہیں۔ مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ،، کی اس پر ہرگز دلالت نہیں۔ قولہ لَوَاقِحَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً کی طرف اشارہ کیا اور لَوَاقِحَ کی تفسیر مَلَاقِحَ سے کی جو ملقحہ کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں حاملہ عورت ،، جو ہوا بارش کا پانی اٹھائے اس کو حاملہ عورت سے تشبیہ دیتے ہیں اور اس کے مقابل کو جو بارش نہ برسائے عقیم کہتے ہیں اسی لئے بانجھ عورت کو عقیمہ کہتے ہیں۔ مُلْقِح اسے کہتے ہیں جو کسی کو بار دار کرے چنانچہ کہا جاتا ہے اَلْقَحَ الْفَحْلُ النَّاقَةَ ،، اونٹ نے اونٹنی کو باردار کر دیا اور کہا جاتا ہے اَلْقَحَ الرِّيْحُ السَّحَابَ ہوا نے بادل اُٹھایا (عینی) علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ لَوَاقِحَ لَاقِحٌ کی جمع ہے یہ دراصل مَلَاقِحَ تھا تخفیف کے لئے میم کو حذف کر دیا۔ یہ تفسیر اصل لفظ کے اعتبار سے ہے جیسے شراب پر عَصِيْر کا اطلاق کرتے ہیں۔ بیضاوی نے کہا لَوَاقِحَ کی حَوَامِل سے تفسیر کرتے ہیں۔ نیز معنی کے اعتبار سے مُلَقِّحَات سے تفسیر کی جاتی ہے یعنی درخت اور بادل باردار ہیں۔ بعض نے کہا مُلَقِّحَات پر لواقح کا اطلاق مجازی ہے۔ جیسے سبب پر مسبّب کا اطلاق کرتے ہیں۔ جوہری کا یہ کہنا کہ لواقح کی تفسیر ملاقح سے نادر ہے یعنی عام مشہور نہیں ہے یہ معنی نہیں کہ اس کی کوئی وجہ ہی نہیں ،، (ملتقط)

قولہ حَمَاٍ آہ اس سے اس آیت کریمہ: لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مَسْنُوْنٍ ،، کی مَصْبُوْب سے تفسیر کی۔ اور ذکر کیا کہ حَمَأٌ حَمَاةٌ کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ

کی جمع ہے اور وہ متغیر مٹی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "مسنون" بدبودار تر مٹی ہے۔ قولہ اَلْمَصْبُوْب "یعنی قالب میں ڈالی ہوئی مٹی تاکہ اس کی صورت بنے۔ صَلْصَالٍ خشک مٹی ہے جب اس پر کوئی شئ ماریں تو خشک ہونے کے سبب اس سے آواز نکلتی ہے۔ جب اس کو آگ سے پکایا جائے تو اسے فخار کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا وہ بدبودار مٹی ہے۔ جب گوشت بدبودار ہو جائے تو کہتے ہیں۔ صَلَّ اللَّحْمُ وَاَصَلَّ "

قولہ لَا تَوْجَلْ آہ اس سے اس آیت کریمہ: "قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيْمٍ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی "لَا تَخَفْ" سے تفسیر کی یہ وَجِلَ بمعنی خوف سے مشتق ہے۔ یعنی فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا آپ ڈریں نہیں ہم تمہیں عالم بچے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔ فرشتوں نے یہ اس لئے کہا تھا کہ جب وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے تو انھوں نے کہا میں تم سے ڈر محسوس کرتا ہوں پھر فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بچہ کی خوشخبری دی جبکہ آپ اور آپ کی بیوی دونوں بوڑھے ہو چکے تھے علامہ عینی نے کہا فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی۔

قولہ دَابِرَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَقَضَيْنَا اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی آخر سے تفسیر کی "اور ہم نے لوط کو اس حکم فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہوتے ہی ان کافروں کی جڑ کٹ جائے گی"

قولہ اَلصَّيْحَةُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: "فَاَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ مُشْرِقِيْنَ" کی طرف اشارہ کیا اور صیحہ کی تفسیر ملکہ سے کی۔ تو دن نکلتے ہی ان کو ہولناک آواز نے آلیا۔

قولہ لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ آہ ابوعبیدہ نے کہا امام وہ ہے جس کی تو اقتداء کرے اور اس کے ذریعہ ہدایت پائے"

بَابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مگر جو چوری چھپے سننے جائے تو، اس کے پیچھے پڑتا ہے روشن شعلہ

اس سے پہلے کی آیت کریمہ یہ ہے وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَّجِيْمٍ "یعنی اسے ہم نے ہر شیطان

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۴ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِالنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِی السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَالسِّلْسِلَةِ عَلٰى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِیٌّ وَقَالَ غَيْرُهٗ صَفْوَانٍ يُنْفِذُهُمْ ذٰلِكَ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِيْرُ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ اٰخَرَ وَوَصَفَ سُفْيٰنُ بِيَدِهٖ وَفَرَّجَ بَيْنَ اَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنٰى نَصَبَهَا بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ اَنْ يَرْمِیَ بِهَا اِلٰى صَاحِبِهٖ فَيُحْرِقَهٗ وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتّٰى يَرْمِیَ بِهَا اِلَى الَّذِیْ يَلِيْهِ اِلَى الَّذِیْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ حَتّٰى يُلْقُوْهَا اِلَى الْاَرْضِ

مردود سے محفوظ رکھا یعنی ہم ان کو آسمان پر نہیں آنے دیتے مگر جو شیطان مسموعات کی چوری کرنے جاتا ہے تو اس کے پیچھے روشن شعلے پڑتے ہیں اور ان کو مسموعات کی چوری نہیں کرنے دیتے ہیں۔ شہاب آگ کا شعلہ ہے جو ہوا میں ظاہر ہوتا ہے۔ ستارے اور نیزے پر بھی اس کا اطلاق کرتے ہیں کیونکہ وہ چمکدار ہوتا ہے

۴۳۸۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی فیصلہ سناتا ہے۔ تو آسمان کے فرشتے جو اللہ کے حکم کے تابع ہیں طاعت کرتے ہوئے اپنے پر مارنے لگتے ہیں جیسے صاف پتھر پر زنجیر چلانے کی آواز ہوتی ہے۔ علی بن عبداللہ (بخاری کے شیخ) نے کہا اور سفیان کے غیر نے صفوان کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں میں یہ قول نافذ کرتا ہے (یعنی تمام کو یہ قول سناتا ہے) اور جب اُن کے دلوں سے خوف زائل ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں اللہ نے کیا فرمایا ہے (ہمیں معلوم نہیں کہ اللہ نے کیا فرمایا ہے) (تو جبرائیل و میکائیل جیسے) اللہ کے مقرب فرشتے اس سے کہتے ہیں جس نے کہا تھا اللہ نے کیا فرمایا ہے کہ اللہ نے حق فرمایا ہے اور وہ برتر بزرگ ہے تو باتوں کے چور یہ کلمہ سنتے ہیں اور وہ اس طرح ایک دوسرے

marfat.com
Marfat.com

رُبَمَا قَالَ سُفْيٰنُ حَتّٰى يَنْتَهِىْ اِلَى الْاَرْضِ فَتُلْقٰى عَلٰى فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيَصْدُقُ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا اَيَكُوْنُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَا حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِىْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَآءِ

کے اُوپر ہوتے ہیں۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے ان کی حالت بیان کی اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کھولیں اور ان کو ایک دوسرے کے اُوپر کھڑا کیا لسا اوقات سُننے والے کو جنگارا پالیتا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے ساتھی کو وہ بات بتائے اُسے جلا دیتا ہے۔ اور لسا اوقات آگ کا شُعلہ سُننے والے کو نہیں پاتا حتیٰ کہ وہ اپنے ساتھ کو جو اس کے نیچے ہوتا ہے۔ وہ بات بتلا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو زمین کی طرف پھینک دیتے ہیں۔ لسا اوقات سفیان نے کہا حتیٰ کہ یہ سلسلہ زمین تک پہنچتا ہے (ایک دوسرے کو بتلانے والا سلسلہ) اور کاہن کے منہ میں ڈالا جاتا ہے وہ اس کلمہ کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے۔ اور ان جھوٹی باتوں میں کاہن کی تصدیق کی جاتی ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کیا اس نے فلاں فلاں روز ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ایسا ایسا ہوگا۔ ہم نے اسے سچا پایا۔ اس بات کے اعتبار سے جو آسمان سے سُنی گئی تھی۔"

۴۳۸۴ —

شرح : یعنی جب اللہ تعالیٰ آسمانوں پر کوئی فیصلہ سُناتا ہے۔ تو فرشتے عاجزی کرتے ہُوئے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہُوئے اپنے پَر مارنے لگتے ہیں جیسے جانور خوفزدہ ہو کر اپنے پَر مارنے لگتا ہے۔ اللہ کے فیصلہ سُنانے کی آواز ایسی ہوتی جیسے صاف پتھر پر زنجیر کو چلایا جاتا ہے تو اس کی آواز سُنائی دیتی ہے۔ اس وقت فرشتوں کے دل خائف ہوتے ہیں جب اُن سے یہ گھبراہٹ زائل ہو جاتی ہے تو وہ ایک دُوسرے کو کہتے ہیں۔ تمہارے رب نے کیا فیصلہ سُنایا ہے تو ان کو جواب دینے والے مقرّب فرشتے کہتے ہیں اللہ نے حق سُنایا ہے۔ ابوداؤد میں ابن مسعود سے روائت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ فیصلہ سُناتا ہے تو اس کی آواز آسمانوں کے فرشتے ایسے سُنتے ہیں جیسے صاف پتھر پر زنجیر چلانے کی آواز نکلتی ہے اور وہ یہ سُن کر بیہوش ہو جاتے ہیں اور اسی حال میں پڑے رہتے ہیں حتیٰ کہ اُن کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتا ہے اس وقت اُن کے دلوں سے خوف اور گھبراہٹ جاتی رہتی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں اے جبرائیل تمہارے رب نے کیا فیصلہ سنایا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں حق سنایا ہے تو فرشتے بھی حق حق کہنے لگتے ہیں (اس وقت آسمانوں میں گونج پیدا ہوتی ہے) اور وہ اللہ کے فیصلہ کی لفظ حق سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس وقت اللہ کے کلام کی چوری کرنے والے جن جو ایک دوسرے پر آسمان تک پہنچے ہوتے ہیں جیسے ہاتھ کی انگلیاں کھول کر پھیلائیں تو اُن کی حالت جو دیکھنے میں آتی ہے ایسی حالت میں وہ کھڑے ہوتے ہیں وہ اللہ کا فیصلہ چوری کرتے ہیں اور

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۵ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ وَنَادَوا الْكَاهِنَ قَالَ وَحَدَّثَنَا سُفْيٰنُ فَقَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ وَقَالَ عَلِيٌّ فِمِ السَّاحِرِ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ اِنَّ اُنَاسًا رَوٰى عَنْكَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَيَرْفَعُهٗ اَنَّهٗ قَرَءَ فُزِّعَ قَالَ سُفْيٰنُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا اَدْرِیْ سَمِعَهٗ هٰكَذَا اَمْ لَا قَالَ سُفْيٰنُ وَهِیَ قِرَاءَتُنَا

ایک دوسرے کو اس طرح بتلاتے ہیں کہ اُوپر والا نچلے کو نچلا اس سے نچلے کو حتیٰ زمین پر وہ بات لے آتے ہیں اور کاہن کے منہ میں ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی حفاظت کرنے والے فرشتے ان کو چوری کرنے سے روکتے ہیں اور آگ کے شعلے انہیں مارتے ہیں کبھی تو وہ آگ کے شعلہ کی لپیٹ میں آجاتے ہیں اور وہ انہیں جلا دیتا ہے اور کبھی شعلہ سے پہلے وہ چوری کر لیتے ہیں اور کاہن کے منہ میں ڈال دیتے ہیں وہ اس میں سو جھوٹی باتیں ملا کر لوگوں کو بتلاتے ہیں اور وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا فلاں روز فلاں بات درست نہیں نکلی تھی۔ یہ وہ سچی بات ہوتی ہے جو آسمانوں سے چوری ہو کر کاہن کے منہ میں آئی اور اُس نے لوگوں کو بتائی تھی۔ قوالحق، یہ مصدر محذوف کی صفت ہے۔ اور وہ القول ہے یعنی قَالَ اللّٰهُ الْقَوْلَ الْحَقَّ ،، ہوسکتا ہے کہ یہ مرفوع ہو اور جواب دینے والوں کا مقولہ ہو اور مقولہ مرفوع ہوتا ہے اور حق سے مراد کلمہ کُن ہے یا باطل کے مقابلہ ہے یا جو لوح محفوظ میں مکتوب ہے اور اس تقدیر پر حق کا معنیٰ یہ ہے کہ جو لوح محفوظ میں ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم!

۴۳۸۵ــ ترجمہ: علی بن عبداللہ (شیخ بخاری) نے کہا ہمیں سفیان بن عیینہ نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں عکرمہ کے ذریعہ عمرو نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ سناتے اور کاہن کا اضافہ کیا،، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا جب اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ سناتے اور کہا ،، عَلٰی فِمِ السَّاحِرِ ،، کاہن کا اضافہ نہیں کیا ،، علی بن عبداللہ نے کہا میں نے سفیان سے کہا ایک انسان نے تم سے اور تم نے عمرو سے اور انہوں نے عکرمہ کے ذریعہ ابوہریرہ سے مرفوع

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ

روائت کی کہ انہوں نے پڑھا "فُزِّعَ"، سُفیان نے کہا ایسا ہی عمرو نے پڑھا ہے۔ میں نہیں جانتا ہوں اُنھوں نے عکرمہ سے اس طرح سُنا ہے یا نہیں۔ سُفیان نے کہا یہ ہماری قرآءت ہے (جو میں نے عمرو سے سُنی ہے)

۴۳۸۵ — شرح : قولہ وزاد والکاہن، اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ علی بن عبداللہ نے اس اسناد میں ایک بار "مِنَ السَّاحِرِ" کے بعد "والکاہن" کا اضافہ کیا ہے۔ قولہ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ" یہ علی بن عبداللہ کا قول ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ پہلے طریق میں اسناد "عَنْعَنَہ" ہے اور اس میں بطریق سماع اور تحدیث ہے۔

قولہ سُفْيَانُ هِيَ قِرَائَتُنَا۔ سُفیان نے کہا میں نے یہ قراءت اپنے شیخ عمرو سے سُنی ہے، لیکن مجھے یہ تردُّد ہے کہ عمرو کا عکرمہ سے سماع ہے یا نہیں ہو سکتا ہے کہ عمرو کو یہ عکرمہ سے پہنچی ہو۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب قرأت کی سماعت نہیں کی تو قراءت کیسے جائز ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شائد اس کا یہ مذہب ہے کہ سماع کے بغیر بھی قراءت جائز ہے۔ جبکہ معنی صحیح ہو اور علامہ زمخشری نے کشاف میں حم الدخان کی تفسیر ابودرداء سے روائت کی کہ وہ ایک آدمی کو پڑھاتے تھے اور کہتے تھے طَعَامُ الْاَثِيْمِ اور کہا یوں کہو "طَعَامُ الْفَاجِرِ"، اس سے انہوں نے استدلال کیا کہ ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ بدل کر لانا جبکہ صحیح معنیٰ ادا ہو جائے جائز ہے۔ شیخ دہلوی نے تیسیر القاری میں ذکر کیا یہ بات مخفی نہیں کہ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک مرادف کو دوسرے کی جگہ بدل کر لانا جائز ہے۔ جبکہ معنی صحیح ادا ہو جائے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کہ "قرآن معنی کا نام ہے اگر ایک کلمہ کے مرادف دوسرا کلمہ پڑھ لیں تو حرج نہیں نماز فاسد نہ ہوگی"، سے یہی سمجھا جاتا ہے تن کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا کلمہ مرادف ہو یا نہ تبدیل کرنا جائز ہے بشرطیکہ معنی فاسد نہ ہو۔ ایک قراءت میں فُزِّعَ کی جگہ فُرِّغَ ہے۔ جب کوئی شئی باقی نہ رہے تو کہتے ہیں توشہ فارغ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اصحابِ حجر، ثمودیوں نے، رسُولوں کو جُھٹلایا

دراصل اس قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی لیکن ایک نبی کی تکذیب سب نبیوں کی تکذیب ہے کیونکہ سب کا دعویٰ ایک ہی تھا اس لئے جمع کا صیغہ ذکر کیا۔ یہ بھی جائز ہے کہ مرسلین سے مراد صالح علیہ السلام اور اُن پر ایمان لانے والے مسلمان ہوں اور صالح علیہ السلام کی تکذیب اُن کے اتباع

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۶ ـــ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِیْنَ فَاِنْ لَمْ تَكُوْنُوْا بَاكِیْنَ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَیْهِمْ اَنْ یُصِیْبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَهُمْ

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ

کی یقینی تکذیب ہے اور رسولوں کے اتباع پر مرسلین کا اطلاق بطورِ تغلیب ہے۔ نیز ہو سکتا ہے کہ صالح علیہ السلام نے اپنی طرف سے تابعداروں کو احکام کی تبلیغ کرنے بھیجا ہو جیسے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی طرف سے اپنے تابعداروں کو رسول (قاصد) بنا کر بھیجا تھا؛ چنانچہ سورۂ یوسف میں ان کا واقعہ مفصل مذکور ہے۔ اس مناسبت کے پیشِ نظر ان پر مجازاً "مرسلین" کا اطلاق کیا گیا ہے۔ مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک وادی ہے جہاں قوم ثمود رہتی تھی۔ اس وادی کو "حجر" کہتے ہیں۔

۴۳۸۶ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا جو حجر وادی میں داخل ہو رہے تھے کہ اس قوم پر سے نہ گزرو مگر روتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے گزر جاؤ۔ اور اگر رونے والے نہیں ہو تو ان معذب لوگوں پر سے نہ گزرو کیونکہ ڈر ہے کہ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ پہنچے جو قوم ثمود کو پہنچا تھا۔
(حدیث ۴۲۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے تجھے سبع مثانی اور قرآن عظیم

سبع مثانی سے مراد سورۂ فاتحہ ہے اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ آسمان والے اس کے ساتھ دعا کرتے ہیں جیسے زمین والے دعا کرتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اس میں کلمات دو۔ دو بار مذکور ہیں جیسے الرحمٰن الرحیم، ایاک ایاک، الصراط الصراط، "عَلَیْهِمْ عَلَیْهِمْ"، اور "غَیْرِ غَیْرِ"، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قرأت ہے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَغَیْرِ الضَّالِّیْنَ"

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۷ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُعَلّٰی قَالَ مَرَّ بِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اُصَلِّیْ فَدَعَانِیْ

حُسین بن فضیل نے کہا یہ صُورت دو بار نازل ہُوئی۔ ہر بار ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ نازل ہوتے تھے۔ ایک بار مکہ مکرمہ میں نازل ہُوئی جبکہ نماز فرض ہُوئی اور ایک بار مدینہ منورہ میں نازل ہُوئی جبکہ تحویلِ قبلہ ہُوئی۔ اس لئے اسے مثانی کہا جاتا اور سبع اس لئے کہ اس کی سات آیات ہیں۔ اس کے مدینہ منورہ میں نزول کا ایک سبب یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر یہودیوں کے سات قافلے آئے اُن کے پاس نفیس کپڑے، جواہرات اور قیمتی سامان تھے۔ مسلمانوں نے کہا اگر یہ سامان ہمارے پاس ہوتا تو ہم اللہ کی راہ میں بہت کچھ خرچ کرتے تو اس وقت یہ سُورت نازل ہُوئی کہ ہم نے تجھے سبع مثانی عطا کی ہے یہ سات آیات تمہارے لئے سات قافلوں اور گراں قدر سامان سے بہتر ہیں۔ نیز اس سورت کی ابتداء حمد سے ہے اور جب حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آئی تھی تو سب سے پہلے انھوں نے الحمدللہ کہا تھا اور ان کی اولاد کا بہشت میں آخری کلام یہی ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاٰخِرُ دَعْوٰاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ نیز اس کو فرض نماز میں دو بار پڑھا جاتا ہے۔ نیز مَثْنٰی بمعنیٰ ثنا ہے اور یہ سُورت اللہ تعالیٰ کی ثناء پر مشتمل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر، ابن عباس، سعید بن جُبیر اور ضحاک رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ اس سبع سے مراد قرآن پاک کی پہلی سات سورتیں "بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور ساتویں انفال مع توبہ ہیں۔ انفال اور توبہ ایک سورت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے طوال سُوَر کو مثانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ فرائض، حدود، امثال، اخبار اور عبرتیں ان میں موجود ہیں طاؤس اور ابن مالک نے کہا سارا قرآن مثانی ہے کیونکہ اس میں اخبار اور قصص ہیں۔ اس قول کے مطابق سبع سے مراد قرآن کے اسباع میں سے سبع ہیں۔ اس تقدیر پر یہ لفظ هُوَ مُقَدَّر ہے یعنی ہم نے تجھے سبع مثانی دیئے اور وہ قرآن ہے اور پہلے قول کے مطابق واؤ عاطفہ ہے اور وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ" عام کا خاص پر عطف ہے بعض مفسرین نے کہا یہ واؤ تفسیر یہ ہے یعنی سبع مثانی قرآن ہے بیضاوی عینی

۴۳۸۷ — ترجمہ: ابوسعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے مجھے بلایا تو میں حاضر ہُوا۔ میں نے نماز پُوری کر لی! پھر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

فَلَمْ اٰتِهٖ حَتّٰی صَلَّیْتُ ثُمَّ اَتَیْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِیَ فَقُلْتُ كُنْتُ اُصَلِّیْ فَقَالَ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰهُ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَّرْتُهٗ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهٗ

تجھے آنے سے کس نے منع کیا تھا۔ میں نے عرض کیا میں نماز ادا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا "اے ایمان والو! اللہ اور اس کا رسول تمہیں بلائیں تو فوراً ان کی اجابت کرو پھر فرمایا کہ میں تجھے مسجد سے باہر جانے سے پہلے قرآن کریم کی عظیم تر سورت کی تعلیم نہ دوں؟ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے باہر جانے کا ارادہ فرمایا تو میں نے آپ کو وعدہ یاد دلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ "، یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔

۴۴۸۷ — شرح: شیخ دہلوی نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ اس حدیث سے اس بات کی نفی ہوتی ہے کہ سبع مثانی قرآن کریم کی پہلی سات سورتیں ہیں اور سارا قرآن سبع مثانی ہے۔

ابو ذر نے اس حدیث میں یہ اضافہ ذکر کیا ہے۔ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ "، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب بلائیں تو آپ کی اجابت فرض ہے۔ اور صحابہ کی جماعت نے تصریح کی ہے کہ اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ بعض نے کہا اگر نماز میں حضور بلائیں تو آپ کی اجابت کرنے اگرچہ نماز باطل ہو جائے۔

اقول۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ "، تم اپنے عمل باطل نہ کرو۔ اگر آپ کی اجابت سے نماز باطل ہوتی تو آپ ابو سعید کو نماز کی حالت میں نہ بلاتے نظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ بعض قرآن بعض سے افضل ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تفضیل صفت کے اعتبار سے نہیں ثواب کے اعتبار سے ہے پس اس کے معنیٰ یہ ہیں۔ بعض قرآن کا ثواب بعض سے اعظم ہے۔ (قسطلانی)

(حدیث ع ۴۱۶۲ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۳۸۹۔ حَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْبِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ قَالَ هُمْ اَهْلُ الْکِتَابِ جَزَّءُوْهُ اَجْزَاءً فَاٰمَنُوْا بِبَعْضِهٖ وَکَفَرُوْا بِبَعْضِهٖ

۴۳۹۰۔ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْ ظَبْیَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ کَمَا اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْتَسِمِیْنَ قَالَ اٰمَنُوْا بِبَعْضٍ وَّکَفَرُوْا بِبَعْضٍ اَلْیَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰی

بَابُ قَوْلِهٖ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ قَالَ سَالِمٌ اَلْمَوْتُ

۴۳۸۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جن لوگوں نے قرآن کریم کے ٹکڑے ٹکڑے کئے وہ اہل کتاب ہیں انہوں نے قرآن کریم کو چند ٹکڑوں میں تقسیم کردیا اُن میں سے بعض پر ایمان لائے اور بعض سے انکار کردیا۔

۴۳۹۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ مقتسمین وہ جماعت ہے جو بعض کتاب پر ایمان لائے اور بعض کتاب سے کفر کیا۔

(ان دونوں حدیثوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مقتسمین قسمت سے ماخوذ ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو ''

سالم نے کہا ''الیقین'' موت ہے۔ جب یہ آئت کریمہ نازل ہوئی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجر بن جاؤں لیکن میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ النَّحْلِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رُوْحُ الْقُدُسِ جِبْرَئِيْلُ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ فِيْ ضَيْقٍ

اپنے رب کی حمد کرو اور اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں ہو اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو!

سُوْرَۂ نحل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان نازل ہوئی جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ سخاوی نے کہا یہ سُوْرۂ کہف کے بعد اور سُورۂ نوح سے پہلے نازل ہوئی۔ قتادہ سے روائت ہے کہ یہ سورت مدنیہ ہے۔ ان سے یہ روائت بھی ہے کہ اس کی ابتدائی آیات وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ،، تک مکیہ ہے اور یہاں سے آخر تک مدنی ہے۔

سُدِی نے کہا یہ سورت ساری مکی ہے مگر دو آیات اور وہ "وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ الخ مدنی ہیں سفیان نے کہا یہ مکی ہے قرطبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی۔ یہ سورت مکی ہے مگر تین ایات جو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد نازل ہوئیں اور وہ "وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا الخ تین آیات ہیں۔

قولہ رُوْحُ الْقُدُسِ آہ اس سے اس آئت کریمہ ،، قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ،، کی طرف اشارہ کیا اور رُوح القدس کی جبرائیل علیہ السلام سے تفسیر کی رُوح کی اضافت قُدُس کی طرف کی اور وہ بمعنی پاک ہے جیسے حَاتِمُ الْجُوْدِ اور زَيْدُ الْخَيْرِ کہا جاتا ہے اسی طرح رُوْحُ الْقُدُسِ ہے اور مراد روح ہے جو پاک ہے۔ ابن اثیر نے کہا درحقیقت رُوح کے ساتھ جسم قائم رہتا ہے اس کے سبب بدن کی زندگی ہے۔ اس کا اطلاق قرآن، وحی، رحمت اور جبرائیل علیہ السلام پر کیا جاتا ہے۔

قولہ نَزَّلَ بِهٖ آہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بطور تائید ذکر کیا کہ رُوح القدس بمعنی جبرائیل علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

يُقَالُ اَمْرٌ ضَيْقٌ وَّضَيِّقٌ مِثْلُ هَيْنٍ وَّهَيِّنٍ وَلَيْنٍ وَلَيِّنٍ وَمَيْتٍ وَّمَيِّتٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ اِخْتِلَافِهِمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِيْدُ تَكَفَّأُ مُفْرَطُوْنَ مَنْسِيُّوْنَ وَقَالَ غَيْرُهٗ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ

ہے کیونکہ سورۂ شعراء کی اس آیت کریمہ میں بالاتفاق روح القدس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے لہذا یہاں بھی اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے۔ امام نے اس سے ضحاک کی ابن عباس سے روایت کی نفی کی ہے کہ رُوح القدس وہ اسم ہے جس کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتے تھے۔ اَلْاَمِیْن،، جبرائیل علیہ السلام کی وصف ہے۔ کیونکہ وہ رسولوں کی طرف وحی لانے میں امین ہے۔ قولہ فِیْ ضَیْقٍ آہ اس سے آیت کریمہ وَلَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی اُن کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو۔

قولہ یُقَالُ اَمْرٌ ضَیْقٌ وَضَیِّقٌ آہ یعنی اس میں دو لغتیں ہیں یاء مشدد اور مُخفف پڑھی جاتی ہے جیسے هَیْنٌ اور هَیِّنٌ، لَیْنٌ اور لَیِّنٌ، میتت اور مَیِّت میں یاء کو دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔

قولہ قال ابن عباس آہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کریمہ: اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ،، میں تقلب بمعنی اختلاف ہے یعنی حضر، سفر اور رات دن یعنی انہیں سفر و حضر یا رات دن میں پکڑ لے وہ اللہ کے عذاب کرنے سے تھکا نہیں سکتے۔

قولہ یَتَفَیَّؤُا آہ اس کی تفسیر یَتَهَیَّأُ سے کی۔ علامہ قسطلانی نے کہا درست یَمِیْلُ ہے۔ یعنی اس کے سائے رات دن دائیں اور بائیں جھکتے ہیں اور اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اور اس کے حضور ذلیل ہیں۔

قولہ سُبُلُ آہ یعنی اپنے رب کی راہ میں چل کہ تیرے لئے نرم و آسان ہیں۔ مجاہد نے کہا تَمِیْدُ بمعنی تَكَفَّأُ ہے اس سے اس آیت کریمہ: وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ الآیۃ کی طرف اشارہ کیا یعنی اس نے زمین میں بھاری پہاڑوں کے لنگر ڈالے کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کانپے۔

قولہ مُفْرَطُوْنَ آہ یعنی اس کریمہ: لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ،، میں مفرطون بمعنی مَنْسِیُّوْنَ ہے یہ متروکون کے معنی میں بھی آتا ہے۔ تو ضروری ہے کہ اُن کے لئے آگ ہے اور وہ حد سے گزارے ہوئے ہیں اور جہنم ہی میں چھوڑ دیئے جائیں گے،، اللہ کا ارشاد ہے فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ جس وقت تو قرآن پڑھے تو اللہ کی پناہ چاہ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم کہو۔ غیر مجاہد نے کہا اس کے معنی تقدیم و تاخیر ہے۔ کیونکہ استعاذہ قرآءتِ قرآن سے مقدم ہے۔ اِستعاذہ کے معنی ہیں شیطان کی شر سے پناہ

marfat.com
Marfat.com

بِاللّٰہِ ھٰذَا مُقَدَّمٌ وَّ مُؤَخَّرٌ وَ ذٰلِكَ اِنَّ الْاِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمَعْنَاهَا الْاِعْتِصَامُ بِاللّٰہِ شَاكِلَتِہٖ نَاحِيَتِہٖ قَصْدُ السَّبِيْلِ الْبَيَانُ الدِّفْءُ مَا اسْتُدْفِئَ

چاہنا۔ بعض مفسرین نے کہا تقدیم و تاخیر کہنے کی ضرورت نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ جب تو قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے تو استعاذہ کر جیسے اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا الایۃ کا معنیٰ یہ ہے جب تم نماز کا ارادہ کرو تو وضو کرو۔ قولہ شَاكِلَتِہٖ آہ اس سے اس آیت کریمہ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِہٖ ،، کی طرف اشارہ کیا اور شاکلہ کی تفسیر ناحیہ یعنی طریق سے کی شاکلہ بمعنی مذہب بھی آتا ہے یعنی ہر ایک اپنے طریقے اور مذہب پر عمل کرتا ہے یہ آیت سورۂ بنی اسرائیل کی ہے۔

قولہ قَصْدُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَعَلَى اللّٰہِ قَصْدُ السَّبِيْلِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور قصد کی بیان سے تفسیر کی اس سے احکام شرائع مراد ہیں بعض نے کہا قصد بمعنی طریق مستقیم ہے۔

قولہ الدِّفْءُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ،، چارپایوں کو تمہارے لئے پیدا کیا ان میں تمہارے لئے گرم لباس اور کئی منافع ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو۔ اَلدِّفْءُ کے معنی ہیں جس چیز سے تو نفع حاصل کرے؛ چنانچہ ان کی اُون سے گرم لباس وغیرہ بناتے ہیں اور انہیں سواری کے لئے استعمال کرتے ہو۔ جوہری نے کہا دف بمعنی سخونت و گرمی ہے اور اس آیت کریمہ میں دِفْءٌ کی تفسیر نفع سے کی ہے جو اونٹوں کے بچوں اور دودھ وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔

قولہ تُرِيْحُوْنَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ،، کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تمہارے لئے ان میں خوبصورتی ہے جب انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو قولہ بِشِقِّ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ تمہارے بوجھ اُٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ تم اُس تک نہ پہنچتے ہو مگر آدھ مرے ہو کر سخت مشقت سے۔

قولہ عَلٰى تَخَوُّفٍ آہ اس سے آیت کریمہ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ آہ کی طرف اشارہ ہے۔ تَخَوُّفٌ بمعنی تَنَقُّصٌ ہے۔ جان و مال میں نقصان یعنی یا انہیں نقصان دیتے دیتے گرفتار کرلے۔

قولہ وَفِي الْاَنْعَامِ آہ اس سے اس آیت کریمہ: اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِہٖ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی تمہارے لئے ان چوپایوں میں نصیحت ہے۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز سے جو اُن کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون کے بیچ سے خالص دُودھ بُطُوْنِہٖ ،، فرمایا بُطُوْنِهَا نہیں ذکر کیا کیونکہ انعام اور نعم واحد ہے اور لفظ نعم مذکر ہے۔ اس لحاظ سے ضمیر مذکر لائی ہے اور "انعام" مذکر اور مؤنث

marfat.com
Marfat.com

تُرِيحُونَ بِالْعَشِيِّ وَتَسْرَحُونَ بِالْغَدَاةِ بِشِقِّ يَعْنِي الْمَشَقَّةَ عَلَى تَخَوُّفٍ تَنَقُّصِ الْأَنْعَامِ لِعِبْرَةً وَهِيَ تُؤَنَّثُ وَتُذَكَّرُ وَكَذٰلِكَ النَّعَمُ الْأَنْعَامُ جَمَاعَةُ النَّعَمِ سَرَابِيلَ قُمُصَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَأَمَّا سَرَابِيلُ تَقِيكُمْ

آتا رہتا ہے۔ اسی طرح نَعم بھی مذکر و مؤنث استعمال ہوتا ہے۔ فراء نے کہا نعم مذکر ہے اس کی جمع اَنعام ہے اور وہ اونٹ بکریاں اور گائے بھینس وغیرہ ہیں۔

قولہ سَرَابِیلَ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ الایۃ کی طرف اشارہ کیا اور پہلے سرابیل کی قُمُص قمیص کی جمع سے تفسیر کی اور دوسرے سرابیل کی زرہ سے تفسیر کی یعنی اللہ نے تمہارے لئے کپڑے کی قمیصیں بنائیں جو تمہیں گرمی سردی سے بچاتی ہیں اور لوہے کی زرہیں بنائیں جو تمہیں نیزوں، تلواروں اور تیروں سے محفوظ کرتی ہیں۔

قولہ دَخَلاً آہ اس سے اس آیت کریمہ تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور دَخَل ،، کی کل شی لم یصح فہو دخل ،، سے تفسیر کی ہر وہ شئ جو درست نہ ہو وہ دَخَل ہے۔

قولہ حَفَدَةٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے اس کی تفسیر کی کہ آدمی کی اولاد پوتے وغیرہ سب حَفَدَة ہیں

قولہ اَلسَّكَرُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور سکر کی یہ تفسیر کی کہ جو کھجور اور انگور کے پھلوں سے حرام کیا گیا ہے اور رزق حسن سے مراد وہ ہے جو اللہ نے حلال کیا ہے۔

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ آہ ،، علامہ قسطلانی نے کہا یہ صدقہ ابو الہُذَیل ہے۔ صدقہ بن فضل مروزی نہیں ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ صدقہ ابو الہذیل ہے جو سُدّی سے روائت کرتے ہیں اور ان کو پایا ہے اور صدقہ ابن فضل مروزی شیخ بخاری ہیں جو سفیان بن عُیَیْنہ سے روائت کرتے ہیں اور صدقہ ابن فضل نے سدّی کو پایا ہی نہیں اور نہ ہی سدی کے تلامذہ کو پایا ہے۔

ابن ابی حاتم نے اپنے والد کے ذریعہ ابن ابی عمر مدنی سے روائت کی اور طبری نے حمیدی کے طریق سے روائت کی اور دونوں نے سُفیان بن عُیَیْنہ کے ذریعہ سُدّی سے روائت کی انہوں نے کہا مکہ مکرمہ میں ایک عورت تھی جس کو خرقاء کہا جاتا تھا۔ وہ اور اس کی سہیلیاں صبح سے دوپہر تک سوتر بنایا کرتی تھیں پھر ان کو سوتر خراب کرنے کو کہتی تو وہ سارا سوتر ضائع کر دیا کرتی تھیں یہ اس کی عادت تھی اسی لئے اس کو خرقاء

marfat.com
Marfat.com

بَاسَكُمْ فَإِنَّهَا الدُّرُوعُ دَخَلًا بَيْنَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ فَهُوَ دَخَلٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَفَدَةً مَنْ وَلَدَ الرَّجُلُ السَّكَرَ مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ أَنْكَاثًا هِيَ خَرْقَاءُ كَانَتْ إِذَا أَبْرَمَتْ غَزْلَهَا نَقَضَتْهُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ الْأُمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ وَالْقَانِتُ الْمُطِيعُ

بَابٌ قَوْلُهُ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ

کہا جاتا تھا۔ یعنی سوت بناتی ضرور تھی مگر اس کو باقی نہیں رہنے دیتی تھی اور کاتا ہوا دھاگہ سارا خراب کر دیتی تھی۔ طبری نے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ اللہ نے یہ اس شخص کی مثال بیان فرمائی ہے جو عہد شکنی کرتا ہے۔ قولہ "أَنْكَاثًا" اس سے اس آیت کریمہ: وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا "کی طرف اشارہ کیا یعنی تم نقض ایمان میں اس عورت کی طرح ہو جو مضبوط دھاگہ کاتنے کے بعد اس کو توڑ پھوڑ دیتی تھی۔ ابن اثیر نے کہا نقض سے مراد نقض عہد ہے۔ جبکہ علامہ زمخشری نے کہا اس سے نقض ایمان مراد ہے۔ قولہ "الْأُمَّةَ" آہ اس سے اس آیت کریمہ: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ "کی طرف اشارہ کیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا أُمَّةً بمعنی مُعَلِّمِ خَیْر ہے۔ مجاہد نے کہا وہ تنہا مؤمن تھے اور سب لوگ کافر تھے۔ قتادہ نے کہا دین میں آپ کو پسند کیا گیا اور محبوب سمجھا گیا۔ شہر بن حوشب نے کہا زمین چودہ افراد سے کبھی خالی نہیں رہتی ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ لوگوں سے مصائب و بلیات دُور کرتا ہے اور زمین میں برکت ہوتی ہے لیکن ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ایسا نہ تھا کیونکہ وہ تنہا ہی مومن تھے۔ اُمّت کے اور بھی کئی معانی ہیں۔ قرن، جماعت، دین اور ایک شخص جو جماعت کے قائم مقام ہو۔

قانت بمعنی مطیع اور فرمانبردار ہے۔ قولہ "أَكْنَانًا" اس سے اس آیت کریمہ: وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا "کی طرف اشارہ کیا۔ اور ذکر کیا کہ أَكْنَان جمع ہے اس کا واحد "كِنٌّ" ہے جیسے أَحْمَال جمع ہے۔ اس کا واحد "حِمْلٌ" ہے۔ کِنّ ہر وہ شئی ہے جو کسی کو چھپالے اور پردہ میں کر دے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد تم میں سے بعض کو رذیل عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے"

marfat.com
Marfat.com

۴۳۹۱ — حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَارُونُ ابْنُ مُوسَى اَبُوْعَبْدِ اللهِ اَلْاَعْوَرُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْا اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

ہر ردّی خسیس شئ کو "رذل" کہا جاتا ہے۔ اسی طرح "ارذل" ردی اور نکمی عمر کو کہتے ہیں۔ قتادہ نے کہا یہ نوّے برس عمر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پچھتّر سال کہا ہے۔ حضرت عکرمہ سے روائت ہے کہ جو ہر روز قرآن پڑھتا رہے وہ رذیل عمر تک نہیں پہنچتا۔ ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ سو برس ارذل عمر ہے۔ یہ تعیین سب افراد کی نسبت نہیں صرف بعض افراد کی نسبت ہے۔

۴۳۹۱ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء فرمایا کرتے تھے "اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں بخیلی، سستی اور خسیس عمر سے، عذابِ قبر سے، دجّال کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے"

۴۳۹۱ — شرح : بخل سے مراد مال کے حقوق میں بخل سے پناہ ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخل سے پناہ چاہی جیسے غِنا کے فتنہ سے پناہ چاہی کہ اس کو گناہ میں خرچ کرے یا فضول خرچی کرے ان امور میں مال خرچ کرنا سخت گناہ ہے "کَسَل" کے معنی سستی کے ہیں یعنی امرِ خیر کے لئے نفس آمادہ نہ ہو اور اس میں رغبت کم کرے۔

ارذل العمر، خسیس اور ردّی عمر سے پناہ چاہنا اس لئے ہے کہ انسان کی خلقت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی صفات، افعال جلیلہ اور اس کی نعمتوں میں تفکّر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ عبادت بھی اس کی معرفت پر موقوف ہے جب تک فکر صحیح اور عقل میں قوت نہ ہو۔ عمر کے مقصد تک رسائی نہیں ہوتی اور اللہ کی معرفت سے محروم رہتا ہے تو وہ ردّی شئ جیسا رہ جاتا ہے جس سے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا اس لئے اس سے پناہ چاہنا مناسب امر ہے۔

عذاب القبر، سے اس لئے پناہ چاہی کہ اس میں ہولناک اور سخت امور ہیں۔ "فتنۃ الدّجال" سے اس لئے پناہ چاہی کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا کیا ہے۔ زمین میں اس سے بڑا اور عظیم تر فتنہ کوئی نہیں۔ فتنۃ المحیا والممات مَحْیَا اور مَمَات حیوٰۃ اور موت سے مفعل ہیں۔ شیخ ابوالنجیب ہروردی

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۴۳۹۲ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَالْکَهْفِ وَمَرْیَمَ اَنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ وَهُنَّ

قدس اللہ سرہٗ نے کہا زندگی کے فتنہ سے مراد شدید امور میں مبتلا ہونا اور صبر اور رضاء سے محرومیت ہونا، آفات میں واقع ہونا، بسیار خرابی پر مُصِر رہنا، ہدایت کی راہ نہ چلنا اور موت کا فتنہ منکر نکیر کا قبر میں سوال کرنا اور ہر طرف سے دہشت اور خوف کا طاری ہونا ہے۔

سُورہ بنی اسرائیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یہ سورت مکی ہے اس کی آٹھ اٰیات وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ آخر تک مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں سخاوی نے کہا یہ سورۂ قصص کے بعد اور سورۂ یونس علیہ السلام سے قبل نازل ہوئی۔ ابن مردویہ نے غیر طریق ابن عباس سے روائت کی کہ یہ سورت مکیہ ہے۔ اس کی ایک سو دس آیات ہیں۔

۴۳۹۲ــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل، کہف اور مریم اعلیٰ درجہ کی سورتیں ہیں اور ان کو میں نے بہت پہلے یاد کیا تھا۔

۴۳۹۲ــ شرح : عِتاق عتیق کی جمع ہے جو شئی جودت اور عمدگی کی انتہاء کو پہنچی ہو اس کو عرب عتیق کہتے ہیں۔ یہ تینوں اعلیٰ درجہ کی سورتیں ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی ابتداء عجیب امر سے ہے جو عادت کے خلاف ہے۔ چنانچہ اسرائیل کی ابتداء آسمانی سیر سے ہے۔ کہف کی

marfat.com
Marfat.com

مِنْ تِلَادِیْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَیُنْغِضُوْنَ یُحَرِّکُوْنَ وَقَالَ غَیْرُہٗ نَغَضَتْ سِنُّکَ اَیْ تَحَرَّکَتْ وَقَضَیْنَا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ اَخْبَرْنَاھُمْ اَنَّھُمْ سَیُفْسِدُوْنَ وَالْقَضَآءُ

ابتداء اصحابِ کہف کے واقعہ سے ہے کہ سورۂ مریم کی ابتداء زکریا علیہ السلام کے واقعہ سے ہے جبکہ انہوں نے بڑھاپے میں بچہ کی خواہش کی اور مریم علیہا السلام کا عجیب وغریب واقعہ ہے۔ ان کو اوّل اس لئے کہا کہ یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔

قولہ مِنْ تِلَادِی ،، بمعنی قدیم طارق کی ضدّ ہے۔ تالد کے معنی قدیم کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ عنقریب اپنے سر ہلائیں گے

اس سے اس آئت کریمہ : قُلِ الَّذِیْ فَطَرَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْکَ رُءُوْسَھُمْ کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا فَسَیُنْغِضُوْنَ بمعنی یُحَرِّکُوْنَ ہے۔ یعنی تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تو اب تمہاری طرف مسخرگی سے سر ہلا کر کہیں گے یہ کب ہے؟ وہ استہزاء وسخریت کے طور اپنے سر ہلاتے تھے کہ قیامت کب ہے۔ ابن عباس کے غیر جن میں سے ابو عبیدہ بھی ہیں نے کہا ہے نَغَضَتْ سِنُّکَ اَیْ تَحَرَّکَ ،، یعنی تیرا دانت ہلا اور جڑ سے باہر آگیا۔ پوری آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ حبیب مشرکوں سے فرمادیں جو یہ کہتے ہیں ہمارے مرجانے اور خاک میں ملنے کے بعد ہمیں کون پیدا کرے گا۔ جس نے پہلی بار تمہیں پیدا کیا وہ تمہارے اعادہ پر بھی قادر ہے۔ جب وہ سُنتے ہیں تو وہ تعجب اور مسخریت کے طور پر اپنے سر ہلاتے ہیں۔

قولہ وَقَضَیْنَا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ الْاٰیَۃَ اس سے اس آئت کریمہ وَقَضَیْنَا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فِی الْکِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ کی طرف اشارہ ہے اور ہم نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ تم زمین میں فساد کروگے ،، لفظ ،، قضاء ،، کے چند معانی ہیں۔ اس آئت کریمہ : قَضٰی رَبُّکَ میں بمعنی امر ہے یعنی تمہارے رب نے فرمایا اور حکم کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم کی اس آئت اِنَّ رَبَّکَ یَقْضِیْ بَیْنَھُمْ بمعنی حکم ہے کہ تمہارے رب نے حکم دیا اور پیدا کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے چنانچہ اس آئت کریمہ فَقَضٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ ،، ان کو سات آسمان پیدا کیا اس کے علاوہ اور کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے امام نے صرف تین معانی پر اکتفاء کی ہے۔ قرآن کریم کی مختلف آیات میں مختلف معانی کے لئے مذکور ہے چنانچہ اس آئت کریمہ : فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَنَاسِکَکُمْ ،، میں فراغت کے معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی جب تم حج کے امور سے فارغ ہو جاؤ! دوم بمعنی کتابت مستعمل ہے۔ قرآن کریم میں ہے : اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا جب لکھا۔ سوم

marfat.com
Marfat.com

عَلٰى وُجُوْهٍ وَقَضٰى رَبُّكَ اَمَرَ رَبُّكَ وَمِنْهُ الْحُكْمُ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ وَمِنْهُ الْخَلْقُ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ نَفِيْرًا مِنْ يَنْفِرُ مَعَهُ وَلْيَتَبَرُّوْا يُتَمِّرُوْا مَا عَلَوْا حَصِيْرًا مَحْبِسًا مَحْصَرًا اَلْحَقَّ وَجَبَ مَيْسُوْرًا

بمعنی مدت جیسے وَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ ،، اُن میں سے بعض نے مدت پوری کی۔ چہارم بمعنی فصل يَقْضِى الْاَمْرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ،، میرے اور تمہارے درمیان جدائی کردے۔ پنجم بمعنی امضاء پورا کرنا جیسے جیسے اس آئت کریمہ : لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ،، میں ہے اللہ پورا کرے گا جو کام ہونا ہے۔

ششم بمعنی ہلاک جیسے اس آئت کریمہ :لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ،، تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا یعنی وہ ہلاک ہوگئے ہوتے ،، ہفتم بمعنی وجوب جیسے اس آئت کریمہ لَقُضِيَ الْاَمْرُ ،، میں ہے۔ ہشتم بمعنی قصد کرنا جیسے اس آئت کریمہ : اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰهَا ،، میں ہے مگر یعقوب علیہ السلام کے دل میں ایک بات تھی جس کا انھوں نے قصد کیا تھا۔

نہم بمعنی وصیت جیسے اس آئت کریمہ : وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ،، میں ہے تمہارے رب نے وصیت کی ہے کہ اسی ہی کی عبادت کرو۔

دہم بمعنی موت جیسے اس آئت میں فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ،، میں ہے تو موسیٰ نے اسے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کردیا۔

یازدہم بمعنی نزول جیسے اس آئت کریمہ : فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ ،، میں ہے۔ جب ہم نے اس پہ موت کا پیغام بھیجا۔

دوازدہم بمعنی فعل جیسے اس آئت کریمہ : كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ،، میں ہے جس کا حکم ہوا تھا وہ نہ کیا۔ سیزدہم بمعنی عہد جیسے اس آئت کریمہ : اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى ،، میں ہے جب ہم نے موسیٰ سے عہد کیا۔ چہاردہم بمعنی دفع جیسے اس آئت کریمہ : قَضٰى دَيْنَهٗ میں ہے صاحب دین کی طرف اس کا مال دفع کیا ،، قرضہ ادا کیا ،، پانزدہم بمعنی ختم اور اتمام جیسے اس آئت کریمہ ،، ثُمَّ قَضَى الْاَجَلَ ،، میں ہے جب مدت پوری کرلی۔ ازہری نے کہا لغت میں "قضیٰ" کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ سب کا مآل انقطاع اور تمام ہے (عینی و تیسیر القاری)

قولہ نَفِيْرًا آہ اس سے اس آئت کریمہ : وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ہم نے تمہارا جتھا بڑھادیا۔ نَفِيْر اپنی قوم یا قبیلہ سے کسی شخص کے ساتھ دشمن کے مقابلے میں نکلے نفیر اور نافر ہم معنی ہیں جیسے قدیر اور قادر (عینی) علامہ قسطلانی نے کہا یہ نفر کی جمع ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو دشمن کی طرف جانے کے لئے

marfat.com
Marfat.com

لَبَّنَا خِطْأً اِثْمًا وَهُوَ اِسْمٌ مَنْ خَصِئْتُ وَالْخَطَاءُ مَفْتُوحٌ مَصْدَرُهٗ مِنَ اَلْاِثْمِ خَطِئْتُ بِمَعْنٰی اَخْطَأْتُ لَنْ تَخْرِقَ لَنْ تَقْطَعَ وَاِذْهُمْ نَجْوٰی مَصْدَرٌ

جمع ہوں۔ قاموس میں نفر بمعنی جماعت ہے۔ اس کا تین سے دس تک پر اطلاق ہوتا ہے۔

قولہ مَیْسُوْرًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور لَیِّنْ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی اُن سے نرم کلام کریں۔ طبری نے عِکْرِمَہ کے طریق سے ذکر کیا عِدْهُمْ عِدَةً حَسَنَةً ،، اُن سے اچھا وعدہ کریں۔

قولہ وَلِیُتَبِّرُوْا آہ اس سے اس آیت وَلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور یُدَمِّرُوْا سے اس کی تفسیر کی اور یہ دمار بمعنی ھلاک سے مشتق ہے۔ یعنی جس چیز پہ قابو پائیں تباہ کر کے برباد کر دیں ،، قولہ حَصِیْرًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : " وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِیْنَ حَصِیْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور مَحْصَرًا سے اس کی تفسیر کی اس کے معنی ہیں جائے حبس اور جائے حصر ،، یعنی ہم نے جہنم کو کافروں کا قید خانہ بنایا ہے۔ وہ اس سے کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔

قولہ حَقَّ آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَحَقَّ عَلَیْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِیْرًا کی طرف اشارہ کیا اور " وَجَبَ ،، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی قریہ والوں پہ بات پوری ہوئی تو ہم نے سب کو ہلاک کر دیا۔

قولہ خِطْأً آہ اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِیْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اِثْمًا بمعنی گناہ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی غربت کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ اس میں کئی قباحتیں ہیں ایک تو نسل منقطع ہوتی ہے۔ دوم اللہ تعالیٰ کی رازقیت پہ عدم اعتماد ہوتا ہے۔ سوئم یہ کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاء کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تَوَالَدُوْا تَنَاسَلُوْا ،، بچے پیدا کرو اور نسل باقی رکھو۔ قولہ وَهُوَ اِسْمٌ آہ یعنی آیت کریمہ میں مذکور خِطْاً باب خَطِئْتُ سے اسم مصدر ہے۔ جبکہ خاء کو مکسور پڑھا جائے اور اگر اس کو مفتوح پڑھیں تو یہ مصدر ہے۔ لیکن یہ دونوں لغت کے محاورہ کے خلاف ہیں۔ خِطْاً بکسر الخاء مصدر ہے اور بفتح الخاء اسم مصدر ہے یہ صواب کی ضد ہے۔ بیضاوی میں ہے۔ ابن عامر نے خَطَاً پڑھا ہے۔ یہ خطاء کا اسم ہے۔ بعض نے کہا یہ بھی ایک لغت ہے۔ بعض نے فتح اور مد پڑھا ہے۔ بعض نے خطاء کا ہمزہ حذف کر کے خاء پر فتحہ اور کسرہ پڑھا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ خَطِئْتُ بمعنی اَخْطَأْتُ ،، یعنی مجرد اور مزید دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ یہ بھی اہل لغت کی تصریح کے خلاف کہا جاتا ہے وہ خَطِئْتُ عمداً گناہ میں کہتے ہیں اور اَخْطَأَ عدم عمد میں کہتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

مِنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنٰى يَتَنَاجَوْنَ رُفَاتًا حُطَامًا وَاسْتَفْزِزْ اِسْتَخِفَّ بِخَيْلِكَ الْفُرْسَانُ وَالرَّجْلُ وَالرَّجَالَةُ وَاحِدُهَا رَاجِلٌ مِثْلُ

قولہ لَنْ تَخْرِقَ آہ اس سے اس آیت کریمہ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا لَنْ تَخْرِقَ بمعنی لَنْ تَقْطَعَ ،، ہے اور اور زمین میں اترا تا نہ چل بے شک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا یعنی تکبر اور خودنمائی سے کچھ فائدہ نہیں ۔ مَرَحًا مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہے۔

قولہ وَإِذْ هُمْ نَجْوٰى آہ اس سے اس آیت کریمہ : إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوٰى کی طرف اشارہ کیا۔ جب تمہاری طرف کان لگاتے ہیں اور جب آپس میں مشورہ کرتے ہیں ۔ تو بعض مجنون کہتے ہیں بعض جادوگر اور بعض شاعر کہتے ہیں ۔ یہ ناجَيْتُ کی مصدر ہے اس کے معنی ہیں پوشیدہ بات کرنا ۔ یہ جماعت کی صفت ہے اور معنی یہ ہے کہ وہ لوگ آپس میں خفیہ گفتگو کرتے ہیں اور مصدر بمعنی فاعل ہے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ نَجْوٰى کا مضاف محذوف ہے ۔ یعنی دراصل هُمْ ذُوْ نَجْوٰى ،، ہے۔ بعض نے نَجِيٌّ کی جمع کہا ہے جیسے قَتْلٰى قَتِيل کی جمع ہے ۔ قولہ رُفَاتًا آہ اس سے اس آیت کریمہ أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر حُطَامًا ،، سے کی یہ حطم کی جمع ہے ۔ اس کے معنی کسر کے ہیں یا خشک شئی کے ساتھ مخصوص ہے یعنی وہ بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے ۔ کیا سچ مچ نئے بن کر اٹھیں گے ،،

مجاہد سے روایت ہے کہ حطام کے معنی ہیں شکستہ بوسیدہ ہڈیاں ۔

قولہ وَاسْتَفْزِزْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور ڈگا دے اُن میں سے جس پر قدرت پائے ۔ اپنی آواز سے یعنی اوران پر لام باندھ لا اپنے سواروں اور پیادوں کا اور ان کا ساجھی ہو مالوں میں اور بچوں میں ان کے دلوں میں وسوسے ڈال کر اور معصیت کی طرف بُلا کر بعض علماء نے کہا اس سے مراد باجے لہو ولعب کی آوازیں ہیں ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو آواز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف منہ سے نکلے وہ شیطانی آواز ہے ۔ رَجِل اور رَجالہ ،، کا واحد راجل ہے جیسے صاحب اور صحب اور تاجر اور تجر ہیں ۔ آیت میں مذکور صیغہ امر تہدید کے لئے ہے ۔ ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہم نے کہا جو کوئی کسی کو گناہ کی طرف بلائے وہ شیطان کا لشکری ہے ۔ مجاہد نے کہا اس جگہ صَوْت سے مراد غناء اور مزامیر ہیں ۔

قولہ حَاصِبًا آہ تیز ہوا نیز حاصِب وہ شئی ہے جو سنگریزے اُٹھا کر پھینکے اسی سے حَصَبُ جَهَنَّمَ ماخوذ ہے یعنی ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا ۔ اور جو چیز دوزخ میں ڈالی جائے وہ جہنم کا حصب (ایندھن) بعض تفاسیر میں ہے کہ حاصِب وہ پتھر ہے جو آسمان سے برسے جیسے قومِ لوط پر آسمان سے پتھر برسے تھے ۔ حَصَب کے معنی

marfat.com
Marfat.com

صَاحِبٌ وَّصَحْبٌ وَّتَاجِرٌ وَّتُجُرٌ حَاصِبًا اَلرِّيْحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ اَيْضًا مَا تَرْمِيْ بِهِ الرِّيْحُ وَمِنْهُ حَصَبُ جَهَنَّمَ يُرْمٰى بِهٖ فِيْ جَهَنَّمَ هُوَ حَصَبُهَا وَيُقَالُ حَصَبَ فِي الْاَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِّنَ الْحَصْبَآءِ

زمین میں جانے کے بھی ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے "حَصَبَ فِي الْاَرْضِ" جب زمین میں گیا حَصَب حصباء سے مشتق ہے جو پتھر ہے۔ حصباء کی حجارہ سے تفسیر عام کی خاص سے تفسیر کے قبیلہ سے ہے۔ کیونکہ حصباء کنکریوں کو کہتے ہیں، لیکن یہ اشتقاق محض مناسبت کے باعث ہے اصطلاحی اشتقاق مراد نہیں۔

قولہ تَارَةً آہ اس سے اس آیت کریمہ "اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "مَرَّةً" سے کی۔ تَارَہ کی جمع تِيَرَةٌ ہے اور تَارَاتٌ اس کی جمع سالم ہے۔ ابن تین نے کہا بہتر تِيَرَةٌ ہے جیسے قَاعَةٌ کی جمع قِيَعَةٌ ہے۔

قولہ لَاَحْتَنِكَنَّ آہ اس سے اس آیت کریمہ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗ اِلَّا قَلِيْلًا، کی طرف اشارہ کیا اور "لَاَسْتَاْصِلَنَّ" سے اس کی تفسیر کی۔ اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دے تو میں اس کی اولاد کی جڑیں اکھاڑ ڈالوں گا مگر تھوڑے لوگ، بعض نے کہا لَاَحْتَنِكَنَّ کے معنی ہیں میں ان کو گمراہ کرنے میں اُن پر غالب آؤں گا۔

قولہ يُقَالُ اِحْتَنَكَ آہ یعنی کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں سے ہر وہ بات معلوم کرلی جو اسے معلوم نہ تھی دراصل "اِحْتَنَاكَ" کے معنیٰ ہیں ٹڈی کا کھیتوں کو ہلاک اور تباہ کرنا ہے۔

قولہ طَآئِرُهٗ، اِس سے اس آیت کریمہ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنَاهُ طَآئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "حَظُّهٗ" سے کی یعنی ہم نے ہر انسان کی نیکی اور بدی جو اس کا نصیب ہے اُس کی گردن میں لٹکا دیا چونکہ گردن محل زینت ہے۔ اس میں ہار لٹکایا جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے طائر کی تفسیر عمل سے کی ہے۔

ابن عباس نے کہا قرآن کریم میں ہر لفظ "سُلْطَان" بمعنی حُجّت ہے۔ اس سورت میں لفظ سُلطان دو جگہ ہے ایک فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا، اور دُوسرا وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا۔

قولہ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا کی طرف اشارہ کیا اور لَمْ يُحَالِفْ اَحَدًا، سے اس کی تفسیر کی اور کمزوری سے کوئی اس کا حامی نہیں اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو یعنی اُس نے کوئی حلیف اور دوست نہیں بنایا جو کمزوری

marfat.com
Marfat.com

وَالْحِجَارَةِ نَارَةً مَرَّةً وَجَمَاعَةُ تَيَرَّوْتَارَاتٍ لَاَحْتَنِكَنَّ لَاَسْتَاصِلَنَّهُمْ يُقَالُ اِحْتَنَكَ فُلَانٌ مَاعِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ اِسْتَقْصَاهُ طَائِرُهُ حَظُّهُ قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْاٰنِ فَهُوَ حُجَّةٌ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ لَمْ يُحَالِفْ اَحَدًا

بَابُ قَوْلِهٖ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

۴۳۹۳ــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِاِنَاءَيْنِ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَّلَبَنٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جِبْرَئِيْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْاَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ

کے باعث اس کی مدد کرے یعنی وہ کسی سے انتقام لینے میں کسی کا محتاج نہیں وہ نہ انسانوں کا محتاج ہے نہ جنوں اور فرشتوں کا محتاج ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پاک ہے اللہ جو اپنے بندے کو ایک رات مسجدِ حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا

اس آئت کریمہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا واقعہ ہے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک معراج کا ثبوت قطعی ہے۔ اور بیت المقدس سے لامکان تک احادیث نبویہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا سے ثابت ہے۔ تفاسیر میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۳۹۴۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِیْ قُرَیْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَّی اللّٰهُ لِیْ بَیْتَ الْمَقْدَسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰیَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهِ زَادَ یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِیْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ لَمَّا كَذَّبَنِیْ قُرَیْشٌ حِیْنَ اُسْرِیَ بِیْ اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدَسِ نَحْوَهٗ قَاصِفَارِیْحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَیْءٍ

۴۳۹۳۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس رات جس میں آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ بیت المقدس میں دو پیالے شراب اور دودھ کے لائے گئے آپ نے ان کو دیکھا اور دودھ کا پیالہ پکڑ لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو فطرت کی ہدائت دی اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی ،، (حدیث ۲۹۹۵ میں اس کی تفصیل گزری ہے)

۴۳۹۴۔ ترجمہ : ابوسلمہ نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب مجھے قریش نے جھٹلایا تو میں حطیم بیت اللہ میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا۔ میں اسے دیکھ کر اس کی نشانیاں انہیں بتانے لگا۔ یعقوب بن ابراہیم نے یہ زیادہ کیا کہ مجھے زہری کے بھتیجے نے اپنے چچا زہری سے خبر دی کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا جبکہ مجھے بیت المقدس کی طرف سیر کرائی گئی۔

۴۳۹۴۔ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھنے والا مطعم بن عدی تھا جب آپ نے نشانیاں بیان کیں تو اُن میں بعض لوگ تعجب سے ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگے بعض نے سر نیچے کر لئے بعض نے ہاتھ اپنے سروں پر رکھ لئے۔ جب آپ نے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں بیان فرمائیں تو انہوں نے کہا درست ہے کیونکہ ان میں بعض ایسے تھے جنہوں نے بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کو دیکھا ہوا تھا۔ قولہ قَاصِفًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَیُرْسِلَ عَلَیْكُمْ عَلَیْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ فَیُغْرِقَكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور رِیْحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَیْءٍ سے اس کی تفسیر کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ كَرَّمْنَا وَاَكْرَمْنَا وَاحِدٌ
ضِعْفَ الْحَيٰوةِ عَذَابَ الْحَيٰوةِ وَعَذَابَ الْمَمَاتِ خَلَافَكَ وَخِلْفَكَ سَوَاءٌ
وَنَأْىٌ تَبَاعَدَ شَاكِلَتِهٖ نَاحِيَتِهٖ وَهِيَ مِنْ شَكَلْتُهٗ صَرَفْنَا وَجَّهْنَا قَبِيْلًا
مُعَايَنَةً وَمُقَابَلَةً وَقِيْلَ الْقَابِلَةُ لِاَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا خَشْيَةَ
الْاِنْفَاقِ اَنْفَقَ الرَّجُلُ اَمْلَقَ وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ قَتُوْرًا مُقْتِرًا
لِلْاَذْقَانِ مُجْتَمَعُ اللِّحْيَيْنِ وَالْوَاحِدُ ذَقَنٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْفُوْرًا
وَافِرًا تَبِيْعًا ثَائِرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَصِيْرًا خَبَتْ طَفِئَتْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
لَا تُبَذِّرْ لَا تُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ رِزْقٍ مَثْبُوْرًا مَلْعُوْنًا لَا تَفُهْ
لَا تَقُلْ فَحَاسُوْا يَتَمَمُّوْا يُزْجِيْ الْفُلْكَ يَجْرِيْ الْفُلْكُ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ
لِلْوُجُوْهِ

اور قاصف ہوا ہے جو سختی کے باعث ہر شئی کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتی ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی ہے

کَرَّمْنَا اور اَکْرَمْنَا ہم معنی ہیں ہم نے انسان کو شرافت، بزرگی اور فضیلت عطاء کی یعنی انسان کو خوبصورتی، معتدل مزاج، درمیانہ قدوقامت، عقلی امتیاز، نطق، اشارہ اور خط کے ساتھ افہام وتفہیم معاش اور معاد کے اسباب کی رہنمائی، زمین کی ہر شئی پر تسلط اور ان کے منافع کی اشیاء پہ قدرت عطاء کی

انسان کی میت پاک ہے

علامہ قسطلانی نے کہا اس آئت کریمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کی نعش پاک ہے کیونکہ اس کی تکریم کی شان یہ ہے کہ اس کی موت کے باعث اس کو نجس نہ کہا جائے۔ اس کی بہت بڑی دلیل یہ

marfat.com
Marfat.com

کہ جب عثمان بن مظعون کا انتقال ہُوا جو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے رضاعی بھائی تھے۔ ان کی موت کے بعد آپ نے انہیں بوسہ دیا اور آپ کے آنسو عثمان کے رخساروں پر گر رہے تھے۔ اگر وہ نجس ہوتے تو آپ اس کو بوسہ نہ دیتے ۔ نیز ہمیں میت کو غسل دینے کا حکم دیا گیا ہے اور شہید کو غسل نہیں دیا جاتا کیونکہ غسل سے نجاست زیادہ پھیلتی ہے۔ اس میں مسلمان اور کافر برابر ہیں اور قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ: اِنَّمَا مُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ ،، اس سے نجاست اعتقادی مراد ہے۔ نجاست ابدان مراد نہیں یا مراد یہ ہے کہ مشرکوں سے ایسا اجتناب و پرہیز کیا جائے جیسے نجاست سے احتیاط کیا جاتا ہے۔

قولہ ضِعْفَ الْحَيَاةِ آہ اس سے اس آیت کریمہ: كَادَ تَّرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم اُن کی طرف تھوڑا سا مائل ہو جاتے اس وقت ہم تجھے دُنیا و آخرت میں دگنا عذاب دیتے ،، اس آیت کریمہ میں اگرچہ مخاطب جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں لیکن مراد آپ کی امت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو ڈرایا تاکہ ان میں سے کوئی بھی کسی وقت کسی تھوڑی سی شئی میں مشرکوں کی طرف میلان نہ کرے۔ کیونکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم معصوم ہیں۔

ابن جرزی نے کہا یہ آیت کریمہ اور اس کے مشابہ دوسری آیات آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حق میں محال ہیں۔ اصل میں یہ کلام اس طرح ہے: عَذَابًا ضِعْفًا فِي الْحَيٰوةِ وَعَذَابًا ضِعْفًا فِي الْمَمَاتِ یعنی دگنا دگنا عذاب ، پھر موصوف کو حذف کر کے صفت کو اس کے قائم مقام کر دیا پھر صفت کو موصوف کی طرف مضاف کر دیا۔ تو ضِعْفَ الْحَيَاة وضِعْفَ الْمَمَاتِ ،، پڑھا گیا ہے۔

قولہ خِلَافَكَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: اِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلَافَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ،، خِلَافَكَ اور خَلْفَكَ دونوں ہم معنیٰ ہیں یعنی آپ کے مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لے جانے کے بعد تھوڑا وقت ہی باقی رہیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہُوا کیونکہ ہجرت کے ایک سال بعد وہ بدر کی جنگ میں ہلاک ہو گئے۔

قولہ وَنَائِیٰ آہ اس سے اس آیت کریمہ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰى ،، کی طرف اشارہ کیا اور تَبَاعَدَ سے اس کی تفسیر کی یعنی جب ہم انسان پر انعام کریں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور دُور چلا جاتا ہے۔ نَاءَ يَنُوْءُ ،، اُٹھ کھڑا ہُوا ،،

قولہ شَاكِلَتِهٖ آہ اس سے اس آیت کریمہ ،، قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، نَاحِيَتِهٖ ،، سے کی یہ شَكْلَةٌ سے مشتق ہے۔ حسن بصری اور قتادہ نے کہا ،، عَلٰى نِيَّتِهٖ ابوزید نے کہا ،، عَلٰى دِيْنِهٖ ،، مقاتل نے کہا عَلٰى جِبِلَّتِهٖ ،، فراء نے کہا اپنے طریقہ پر جس پر وہ پیدا ہُوا ،، ابوعبیدہ نے کہا اپنی طبیعت پر عمل کرتا ہے۔ شکلہ کے معنی مثل کے ہیں۔

قولہ صَرَّفْنَا آہ اس سے اس آیت کریمہ: وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ ،، کی طرف

marfat.com
Marfat.com

اشارہ کیا اور اس کی تفسیر وَجَّهْنَا سے کی ہم نے متوجہ کیا۔
قولہ قَبِيلًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : أَوْ تَأْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر معائنہ اور مقابلہ سے کی۔ جو عورت ولادت کے وقت بچہ پکڑتی ہے اس کو قابلہ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اس عورت کے سامنے ہوتی ہے جو بچہ کو جنم دیتی ہے۔
قولہ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ ،، اس سے اس آیت کریمہ : إِذًا لَّأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور انفاق کی اطلاق سے تفسیر کی۔ اس وقت تم فقر کے ڈر سے رک جاؤ گے اور انسان بخیل ہے۔ یعنی تمہیں یہ خوف ہے کہ اگر خرچ کرو گے تو غریب ہو جاؤ گے۔
قولہ انفق الرجل آہ یعنی ثلاثی مجرد اور ثلاثی مزید ہم معنی ہیں نیز اس سورت میں وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ،، ہے۔ یعنی فقر کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔
قولہ لِلْأَذْقَانِ آہ اس سے اس آیت کریمہ : يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ،، کی طرف اشارہ کیا أَذْقَان ذَقَن کی جمع بمعنی ٹھوڑی ہے یہ دونوں ہڈیوں کے ملنے کی جگہ ہے جن پر دانت اگتے ہیں معنی یہ ہے کہ وہ اپنی ٹھوڑیوں پر سجدہ کرتے ہیں۔
قولہ مَوْفُورًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : إِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے موفور کی تفسیر وافر سے کی مفعول بمعنی فاعل ہے۔ یعنی دوزخ تمہاری بھرپور سزا ہے۔ قولہ تَبِيعًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا کی طرف اشارہ کیا اور تَبِيعًا کی ثَائِرًا سے تفسیر کی ثَائِر ،، کے معنی ہیں انتقام لینے والا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تَبِيعًا کی تفسیر نَصِيرًا سے کی ہے یعنی پھر تم سے کوئی بدلہ لینے والا یا مددگار نہ پاؤ گے۔
قولہ خَبَتْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور خَبَتْ کی طَفِئَتْ سے تفسیر کی یعنی جب بجھ جائے گی ہم ان کی گرمی کی شدت زیادہ کریں گے۔
قولہ لَا تُبَذِّرْ آہ ،، اس سے اس آیت کریمہ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لَا تُبَذِّرْ کی تفسیر لَا تُنْفِقْ بِالْبَاطِلِ ،، سے کی یعنی فضول خرچی نہ کرو۔ تبذیر کے معنی ہیں بے مقصد خرچ کرنا ،،
قولہ اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ اس سے اس آیت کریمہ : وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور رحمت کی رزق سے تفسیر کی اگر تم اپنے رب کا رزق طلب کرتے ہوئے ان سے اعراض کرو گے۔
قولہ مَثْبُورًا آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور مثبور کی ملعون سے تفسیر کی۔ یہ طبری نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا الاية

۴۳۹۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ اَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ

کی ہے ابوعبیدہ نے کہا ثبور کے معنی ہیں ہلاک اور ملعون ہالک ہوتا ہے۔ عَوْفِیؒ نے اس کے معنی مغلوب ذکر کئے ہیں۔ جبکہ مجاہد نے ہالک عطیہؒ نے مُتغیر اور زید بن اسلم نے اس کے معنی مخبُوْل اور مجنون بیان کئے ہیں۔ یعنی جس میں عقل نہ ہو۔

قولہ وَلَا تَقْفُ آہ اس سے اس آئت کریمہ : وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ کی طرف اشارہ کیا۔ اور لَا تَقْفُ کی لَا تَقُلْ سے تفسیر کی یعنی جو نہیں جانتے ہو وہ نہ کہو۔ قتادہ نے کہا اس کے معنی ہیں جو تم نے دیکھا نہیں یہ نہ کہو میں نے دیکھا ہے اور جو تم نے سُنا نہیں یہ نہ کہو میں نے سُنا اور جو جانتے نہیں یہ نہ کہو میں جانتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس کا تمہیں علم نہیں اس کا پیچھا نہ کرو۔ قتبی نے کہا یہ قَفَاْ سے ماخوذ ہے گویا وہ امور کا پیچھا کرتا ہے۔ اس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ قائف کے قول پر عمل جائز نہیں۔ البتہ اس سے تائید ہو سکتی ہے جیسے مُجزز قائف کے کہنے پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے تھے جبکہ اُس نے زید اور حارث کے قدموں کو دیکھ کر کہا تھا یہ باپ بیٹوں کے قدم ہیں۔

قولہ فَجَاسُوْا آہ اس سے اس آئت کریمہ : فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُوْلًا " کی طرف اشارہ کیا اور تَيَمَّمُوْا سے اس کی تفسیر کی "، جَاسُوْا جوس سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں پوری کوشش سے طلب کرنا۔ یعنی انھوں نے دیار کا قصد کیا اور اُن میں گھس گئے۔ ابن عرفہ نے کہا انھوں نے سرکشی کی اور فساد کیا۔

قولہ يُزْجِيْ آہ اس سے اس آئت کریمہ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ" کی طرف اشارہ کیا اور يُزْجِيْ کی تفسیر یہ کی کہ یہ اِزْجَاءٌ سے ہے اس کے معنی يُجْرِيْ کے ہیں یعنی تمہارا رب وہ ہے جو سمندر میں تمہاری کشتیاں چلاتا ہے (عینی)

بابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب ہم کسی قریہ کو ہلاک کرنا چاہیں تو اس کے امیر لوگوں کو حکم دیتے ہیں"

marfat.com
Marfat.com

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کُنَّا نَقُوْلُ لِلْحَیِّ اِذَا کَثُرُوْا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ اَمِرَ بَنُوْ فُلَانٍ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ وَقَالَ اَمِرَ

بَابُ قَوْلِہٖ ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا

یعنی قریہ کے نمبرداروں امیروں اور رئیسوں کو حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی طاعت کریں وہ نافرمانی کرتے ہیں تو ان پر عذاب واجب ہو جاتا ہے۔ پھر ہم سب کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ مُتْرَفِیْن مُتْرَف کی جمع ہے بمعنی مالدار۔

۴۳۹۵ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا زمانۂ جاہلیت میں جب کسی قبیلہ کے لوگ زیادہ ہو جاتے تو ہم کہتے تھے۔ بنو فلاں زیادہ ہو گئے۔

وَاَمِرَ کی میم مفتوح و مکسور بمعنی کثُر ہے۔ اس میں ابن تین کا رد ہے کہ میم مفتوح ہو تو کثرت کا معنی نہیں ہوتا) قولہ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ آہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ سفیان بن عُیَیْنَہ سے حُمَیْدی نے اَمِرَ روایت کی ہے اور علی بن عبداللہ نے بکسر المیم روایت کی ہے اس میں دونوں لغتیں ہیں۔ حُمَیْدی عبداللہ ابن زبیر بن عیسیٰ امام بخاری کے شیخ ہیں۔ ان کے اجداد میں سے کوئی حُمَیْد تھا اس طرف حمیدی منسوب ہے

باب — یہ اُن کی اولاد ہے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا یقیناً نوح شکر گزار بندے تھے"

مفسرین نے ذکر کیا حضرت نوح علیہ السلام جب کوئی کپڑا پہنتے یا کھانا کھاتے یا پانی پیتے تو فرماتے الحمد للہ، اس لئے ان کو عبداً شکوراً کہا جاتا ہے۔ عمران بن سلیم نے کہا نوح کو عبد شکور اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب وہ کھانا کھاتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے کھانا دیا اگر وہ چاہتا تو مجھے بھوکا رکھتا جب پانی پیتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے پانی پلایا اگر وہ چاہتا تو مجھے پیاسا

marfat.com
Marfat.com

۴۳۹۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِوبْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَشَ مِنْهَا نَهْشَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ ذٰلِكَ يَجْمَعُ النَّاسُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِیْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِیْ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُوا الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ وَلَا يَحْتَمِلُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بِاٰدَمَ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى

رکھتا جب کپڑا پہنتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے۔ جس نے مجھے لباس پہنایا اگر وہ چاہتا تو مجھے برہنہ رکھتا جب جوتا پہنتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے جوتا پہنایا اگر وہ چاہتا تو مجھے ننگے پاؤں رکھتا جب قضائے حاجت کرتے تو کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ سے عافیت سے غلاظت نکالی اگر وہ چاہتا تو اس کو روک رکھتا"

۴۳۹۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا تو آپ کو ایک دست (گوڈی) اٹھا کر دی گئی جبکہ وہ آپ کو بہت پسند تھی۔ آپ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا پھر فرمایا میں قیامت کے روز لوگوں کا سردار ہوں کیا تم جانتے ہو یہ کیوں ؟ پہلے اور پچھلے سب لوگ ایک میدان میں جمع کئے جائیں گے۔ پکارنے والا سب کو اپنی آواز سنائے گا اور ان سب میں نظر پہنچے گی۔ سورج قریب آجائے گا لوگوں کو غم اور تکلیف اس قدر ہوگی جس کی ان میں طاقت نہ ہوگی اور نہ وہ برداشت کر سکیں گے لوگ کہیں گے کیا تم دیکھتے نہیں جس قدر تمہیں تکلیف ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے رب کے پاس تمہاری

marfat.com
Marfat.com

رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ اٰدَمُ
اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ
بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهٗ نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ
اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى نُوْحٍ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا
فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ اِنَّكَ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ
اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ
اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ
بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِيْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلٰى قَوْمِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ
نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ
فَيَقُوْلُوْنَ يَا اِبْرَاهِيْمُ اَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ

شفاعت کون کرے گا ؟ وہ ایک دوسرے کو کہیں گے تم حضرت آدم علیہ السلام کو لازم پکڑو وہ آدم علیہ السلام کے پاس آکر کہیں گے آپ بشر کے باپ ہیں۔ اللہ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور تم میں عظیم روح پھونکی فرشتوں کو حکم دیا انھوں نے آپ کو سجدہ کیا آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں جو تکلیف ہمیں ہو رہی ہے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے آج کے دن میرا رب نہایت ہی غیظ و غضب میں ہے اس سے پہلے اتنا غضبناک کبھی ہوا اور نہ ہی اس کے بعد اس جیسا غضبناک ہوگا اس نے مجھے درخت سے تناول کو منع کیا تھا تو میں نے شجرہ ممنوعہ سے تناول کر لیا تھا میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں۔ میرے غیر کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ وہ نوح کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے نوح ! آپ زمین والوں کی طرف پہلے رسول مبعوث ہوئے ہیں۔ اللہ نے آپ کا نام عبد شکور رکھا ہے۔ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں وہ کہیں گے میرا رب عزّ و جلّ آج بہت غضبناک ہے۔ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بعد اس طرح غضبناک ہوگا میرے لئے ایک دعا تھی میں نے

marfat.com
Marfat.com

اِشْفَعْ لَنَا اَلَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ فَیَقُوْلُ لَهُمْ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ
الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنِّیْ
قَدْ کُنْتُ کَذَبْتُ ثَلٰثَ کَذَبَاتٍ فَذَکَرَهُنَّ اَبُوْحَیَّانَ فِی الْحَدِیْثِ نَفْسِیْ
نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی مُوْسٰی فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی
فَیَقُوْلُوْنَ یَا مُوْسٰی اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِکَلَامِهٖ
عَلَی النَّاسِ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ اَمَا تَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْهِ فَیَقُوْلُ اِنَّ
رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهٗ
مِثْلَهٗ وَاِنِّیْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْهَبُوْا
اِلٰی غَیْرِیْ اِذْهَبُوْا اِلٰی عِیْسٰی فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَیَقُوْلُوْنَ

وہ اپنی قوم پر کی (جس سے وہ سب ھلاک ہوگئے) میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں۔ میرے غیر کے پاس جاؤ ابراہیم کے پاس جاؤ وہ ابراہیم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے ابراہیم آپ اللہ کے نبی ہیں اور زمین والوں میں سے اللہ کے خلیل ہیں اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں ہیں۔ وہ اُن سے کہیں گے آج میرا رب بہت غضبناک ہے اس سے پہلے اس طرح کبھی غضبناک نہیں ہوا اور نہ اس کے بعد ایسا غضبناک ہوگا میں نے تین باتیں بظاہر خلافِ واقع کہی تھیں۔ ابوالحیان نے وہ حدیث میں ذکر بھی کیں۔ میں تو اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں میرے غیر کے پاس جاؤ موسیٰ کے پاس جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں اس نے آپ کو رسول بھیجنے اور آپ سے کلام کرنے کے سبب لوگوں پر آپ کو فضیلت دی ہے۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں۔ آپ دیکھتے نہیں؟ ہم کس حال میں ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے آج میرا رب بہت غضبناک ہے اس سے پہلے اس جیسا غضبناک کبھی نہیں ہوا اور نہ اس کے بعد اس طرح غضبناک ہوگا میں نے ایک جان کو قتل کر دیا تھا۔ جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ میں اپنی جان کی حفاظت کرتا ہوں میرے غیر کے پاس جاؤ عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور

marfat.com
Marfat.com

يَا عِيسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ صَبِيًّا اِشْفَعْ لَنَا اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى اِنَّ رَبِّىْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِىْ نَفْسِىْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِىْ اِذْهَبُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتِمُ الْاَنْبِيَآءِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَاَنْطَلِقُ فَاٰتِىْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّىْ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَىَّ مِنْ مَحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلِىْ ثُمَّ يُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ

کہیں گے اے عیسیٰ آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اُس نے مریم پر ڈالا تھا اور اس کے روح ہیں آپ نے گہوارہ میں بچپن میں لوگوں سے باتیں کیں۔ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کریں کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال میں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے آج میرا رب بہت غصہ میں ہے اس سے پہلے کبھی اس طرح غضبناک نہیں ہُوا اور نہ آئندہ اس جیسا غضبناک ہوگا۔ اُنہوں نے کوئی ذنب ذکر نہ کی میں اپنی جان کی حفاظت چاہتا ہوں میرے غیر کے پاس جاؤ وہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت فرمائیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں۔ پس میں چلوں گا اور عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب عزّ وجلّ کے حضور سجدہ میں جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمدیں اور اچھی ثنائیں منکشف اور ظاہر کرے گا جو مجھ سے پہلے اور کسی پر ظاہر نہیں کیں پھر کہا جائے گا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک اٹھائیں اور سوال فرمائیں آپ کو عطاء کیا جائے گا لوگوں کی شفاعت فرمائیں قبول کی جائے گی۔

marfat.com
Marfat.com

رَاسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَارْفَعْ رَاسِیْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِیْ یَارَبِّ اُمَّتِیْ یَارَبِّ اُمَّتِیْ یَارَبِّ فَیُقَالُ یَامُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَیْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَیْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِیْمَا سِوٰی ذَالِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ مَا بَیْنَ الْمِصْرَاعَیْنِ مِنْ مَصَارِیْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَیْنَ مَكَّةَ وَحِمْیَرَ اَوْ كَمَا بَیْنَ مَكَّةَ وَبُصْرٰی

میں اپنا سر مبارک اُٹھاؤں گا اور عرض کروں گا اے میرے پروردگار میری امت کو معاف کر دے اے میرے رب میری امت کو معاف فرما دے۔ پس کہا جائے گا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی اُمت میں سے ستر ہزار کو جن کا حساب نہیں جنت کے دروازوں میں سے داہنے دروازے سے جنت میں داخل کر دیں اور وہ ان دروازوں کے سوا جنت میں داخل ہونے کے لئے لوگوں سے شریک ہیں۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ بہشت کے دروازے کے دو کناروں کے درمیان اتنی مسافت ہے۔ جتنی مکہ اور حِمیَر کے درمیان یا مکہ اور بصری کے درمیان مسافت ہے۔

۴۳۹۶ — شرح : حضرت نوح علیہ السلام کی دعاء یہ تھی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِیْنَ دَیَّارًا ،، زمین میں بسنے والا کوئی کافر نہ چھوڑ سب کو ہلاک کر دے۔ یہ دعاء اگرچہ اللہ کے حکم سے تھی۔ لیکن بظاہر یہ دعاء حضرت کی طرف سے تھی اس لئے خجالت باقی رہنے کے باعث معذرت کر دی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو تین کذبات ذکر فرمائے ہیں وہ درحقیقت کذبات نہ تھے۔ ایک یہ کہ میں بیمار ہوں دوسرے بلکہ اُن کے بڑے نے کیا تیسرے یہ کہ سارہ میری بہن ہے۔ اصل میں یہ توریے تھے۔ وہ یہ کہ ایک لفظ کے متعدد معانی ہوں ان میں سے متکلم کی مراد کوئی ایک معنی ہو اور مخاطب اس کے خلاف اور معنی سمجھ لے۔ اس کی ظاہری صورت کذب ہے درحقیقت کذب نہیں تمام انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں اور اللہ کا یہ ارشاد لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ،، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کلمہ تشریف خاص ہے۔ اس کی حقیقت مراد نہیں بعض علماء نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ پہلے گناہوں سے مراد آباؤ اجداد کے گناہ اور پچھلے گناہوں سے مراد ذریت کے گناہ ہیں بلکہ تمام تابعداروں کے گناہ مراد ہیں جو لوگ حساب کے بغیر جنت

marfat.com
Marfat.com

میں داخل ہوں گے وہ مرفوع القلم ہوں گے جنہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا یا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور شفاعت کی برکت سے جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک روائت میں ہے کہ یہ لوگ ستر ہزار افراد ہوں گے جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا مصنف بن ابی شیبہ میں سلمان سے روائت مذکور ہے کہ قیامت میں سورج کو دس سال کی گرمی دی جائے گی پھر وہ لوگوں کے سروں کے قریب آئے گا۔ حتیٰ کہ وہ قاب قوسین ہو جائے گا جس سے لوگوں کو پسینہ آنے لگے گا حتیٰ کہ پسینہ زمین پر گرتے گرتے قدتک پہنچے گا پھر بلند ہوگا حتیٰ کہ آدمی کے منہ میں پہنچے گا ابن مبارک نے اس روائت میں زیادہ ذکر کیا کہ اس روز سورج کی گرمی مومن مرد وعورت کو ضرر نہیں دے گی۔

علامہ کرمانی نے کہا "فَنَفَخْ فِيكَ مِنْ رُّوْحِهٖ" میں روح کی اللہ کی طرف اضافت مضاف کی تعظیم وتشریف کے لئے ہے "حدیث میں اللہ کے غضب سے مراد اس کا لازم ہے اور عذاب دینے کا ارادہ ہے۔ امام نووی نے کہا اللہ کے غضب سے مراد اللہ کا انتقام ہے جو گناہگاروں میں ظاہر ہوگا اور جو اہل محشر خطرناک حالات دیکھیں گے جن کی کوئی مثال نہیں اور نہ ہوگی "نفسی نفسی نفسی" کا تین بار تکرار کیا یعنی یہ شفاعت کا مستحق ہے۔ کیونکہ جب مبتداء، خبر متحد ہوں تو مراد بعض لازم ہوتے ہیں یا نفسی مبتداء ہے اور خبر محذوف یعنی میرا نفس شفاعت کا مستحق ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام سے کہیں گے آپ پہلے رسول مبعوث ہوئے ہیں حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے نبی مرسل ہیں اسی طرح شیث وادریس بھی نبی مرسل تھے اور وہ نوح علیہ السلام سے پہلے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اوّلیت زمین والوں کے ساتھ مقید ہے یعنی اہل ارض کی طرف پہلے رسول مبعوث ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام اور شیث وادریس علیہما السلام اہل ارض کی طرف مبعوث نہیں ہوئے۔ اور ظاہر ہے کہ طوفانِ نوح سے ساری مخلوق ختم ہو جانے کے بعد چند افراد باقی رہے تھے۔ ان کی طرف حضرت نوح پہلے رسول تھے یہ بھی جواب دیا جاتا ہے کہ مذکور تینوں نبی تھے رسول نہ تھے لیکن صحیح ابن حبان میں ابوذر کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ وہ رسول تھے کیونکہ ان پر صحائف نازل ہوئے تھے۔ حضرت شیث علیہ السلام پر صحف کے نزول کی تصریح موجود ہے۔ واللہ اعلم!

حضرت نوح علیہ السلام نے یہ عذر کیا کہ ان کو ایک دعاء مستجاب دی گئی تھی جو انہوں نے قوم کی بددعا کر لی تھی "ان حضرات نے کسرِ نفس کے طور مقام شفاعت میں شفاعت کرنے سے خوف کیا کیونکہ جسے اللہ کی معرفت زیادہ حاصل ہو اور اس کا مرتبہ بلند ہو وہ زیادہ ڈرتا ہے۔

قولہ "اَلْمِصْرَاعَيْنِ" بکسر المیم دروازہ کی دو طرفین، بُصریٰ شام میں شہر کا نام ہے۔

(حدیث ۳۱۲۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا

۴۳۹۷ــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰی دَاوٗدَ الْقِرَآءَةُ فَكَانَ یَاْمُرُ بِدَابَّتِهٖ لِتُسْرَجَ فَكَانَ یَقْرَأُ قَبْلَ اَنْ یُفْرَغَ یَعْنِیْ الْقُرْاٰنَ

بَابُ قَوْلُهٗ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم نے داؤد کو زبور عطاء کی

ربیع بن انس نے کہا زبور شریف میں اللہ کی ثناء، تسبیح اور تحمید خدا ہے اس میں حلال وحرام، فرائض وحدود وغیرہ احکام نہیں ہیں"

۴۳۹۷ــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے داؤد پر زبور کی قرأت آسان کر دی تھی۔ آپ گھوڑے کو کسنے کا حکم دیتے اور اس پر زین کرنے سے پہلے زبور پڑھ کر فارغ ہو جاتے۔

۴۳۹۷ــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے زمانہ لپیٹ دیتا ہے جیسے زمین لپیٹ دیتا ہے۔ چنانچہ سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ رکاب میں قدم رکھتے دوسرا قدم دوسرے رکاب میں قدم رکھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ملتزم کعبہ سے وہ قرآن پڑھنا شروع کرتے اور کعبہ کے دروازے تک پہنچنے پر قرآن ختم کر لیتے تھے۔
(اشعۃ اللمعات ص ۱، ۴۵، ج ۴)

marfat.com
Marfat.com

۴۳۹۸ ـ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمٰنُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ قَالَ کَانَ نَاسٌ مِنَ الْاِنْسِ یَعْبُدُوْنَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ فَاَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّکَ هٰؤُلَاءِ بِدِیْنِهِمْ زَادَ الْاَشْجَعِیُّ عَنْ سُفْیٰنَ عَنِ الْاَعْمَشِ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے محبوب! کافروں سے فرمادیں کہ اُن کو بلاؤ جنہیں تم اللہ کے معبود سمجھتے ہو،، وہ تم سے عذاب دُور کرنے کے مالک نہیں اور نہ تمہاری حالت بدل سکیں گے

۴۳۹۸ ـ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام: اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ ،، کے متعلق روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا لوگوں کا ایک گروہ جنّات کے گروہ کی عبادت کرتے تھے۔ جن تو مسلمان ہوگئے اور ان آدمیوں نے ان کے دین کو مضبوطی سے تھامے رکھا (جنوں کی عبادت پر قائم رہے) اشجعی نے سفیان کے ذریعہ اعمش سے یہ اضافہ کیا: قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ پھر کہا کان ناس الخ

۴۳۹۸ ـ شرح: یعنی اس آیت کریمہ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ ،، میں مد اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ ،، کی تفسیر میں عبداللہ بن مسعود ذکر کرتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جنوں کو اپنا معبود بنایا اور ان کو اللہ کے قریب کرنے والا سمجھا۔ قسطلانی نے کہا جوہری نے تصریح کی ہے کہ جنوں کو بھی ناس کہتے ہیں۔ بعض نے کہا ناس نَأَسَ سے ہے بمعنی تحرک جنوں پر ناس کا اطلاق بطریق مشاکلت ہے جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی زبان شریف پر فرمایا: تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ،، حالانکہ اللہ کا نفس نہیں لیکن بطریق مشاکلہ اس پر نفس کا اطلاق کیا یعنی اے اللہ تو میرے دل کی باتیں جانتا ہے میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ الْاٰيَةَ

۴۳۹۹۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ خَالِدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِىْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِىْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِنَ الْجِنِّ كَانُوْا يُعْبَدُوْنَ فَاَسْلَمُوْا

تیری ذات کی باتیں نہیں جانتا۔ علامہ کرمانی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ناس تو انسان ہیں اور وہ جنوں کی ضد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ۔ حدیث میں جنوں پر ناس کا اطلاق کیسے ہوا ہے جبکہ حدیث کے یہ الفاظ ہیں "نَاسٌ مِنَ الْجِنِّ"، اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ ناس سے مراد طائفہ اور گروہ ہے اور ناس کبھی انسان ہوتے ہیں کبھی جن ہوتے ہیں فَلَا اِشْكَالَ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مزید اور مزید علیہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ کا سفیان کے طریق سے: اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ لَمَّا قَرَءَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ قَالَ كَانَ نَاسٌ"، اور اشجعی کا سفیان کے طریق سے ہے کہ انھوں نے قراءت میں کچھ زیادہ کہا اور اُدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ الخ بھی پڑھا پھر کہا كَانَ نَاسٌ"، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ یحییٰ کے سفیان اور عبداللہ کے طریق میں ہے کہ جب اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ پڑھا تو کہا كَانَ نَاسٌ اور اشجعی کا سفیان کے طریق سے یہ ہے کہ انھوں نے قراءہ میں زیادہ لفظ کہے ہیں؛ چنانچہ انہوں نے اُدْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ بھی آخر دو آیات تک پڑھا پھر کہا كَانَ نَاسٌ۔ واللہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "یہ تو وہ لوگ ہیں جو اللہ کی عبادت اور اس کے قرب کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں"

یعنی جن لوگوں کی یہ انسان عبادت کرتے ہیں وہ تو خود اللہ کے قرب کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں ابن عباس اور مجاہد نے کہا اکثر علماء کا بھی یہی قول ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ، ان کی والدہ مریم، عُزَیر فرشتے، سورج، چاند اور ستارے ہیں۔

۴۳۹۹۔ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ:

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

۴۴۰۰ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُوْنَةُ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ

اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ کی تفسیر میں فرمایا : جنّوں کے جس گروہ کی عبادت کی جاتی تھی وہ مسلمان ہو گئے (اس سے پیشتر تشریح ہو چکی ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا گیا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو

یعنی معراج کی رات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو عجائب و غرائب اور ملک ملکوت دکھائے گئے اس میں صرف لوگوں کا امتحان تھا۔ انھوں نے مذاق اور استہزاء کیا اور اس کے قبول کرنے اور تصدیق کرنے سے انکار کر دیا حتی کہ بعض لوگ مرتد ہو گئے۔ ابن انباری نے کہا رؤیت کا استعمال نیند میں کم آتا ہے اور رُؤیا کا استعمال رؤیت چشم میں کم ہے۔ اور اس کا استعمال رؤیت چشم میں جائز ہے آئت کریمہ میں یہی معنی مراد ہے۔ چنانچہ مذکور حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے۔

۴۴۰۰ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اس آئت کریمہ میں رویت کے معنی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات دکھائے گئے تھے اور شجرہ ملعونہ تھوہر کا درخت ہے۔

۴۴۰۰ ـ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس آئت کریمہ میں رؤیا سے مراد خواب نہیں بلکہ آنکھ سے دیکھنا ہے اور یہ اشارہ ہے کہ یہ رؤیت بیداری میں تھی۔ یہ علم کے معنی میں نہیں۔ قولہ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ ،، کا عطف رؤیا پر

marfat.com
Marfat.com

پر ہے اور زَقُّوم بروزن فَعُّول ہے۔ اس کے معنی ہیں سخت لقمہ ،، اصل عبارت یہ ہے وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنَاكَ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ ،، رُؤیا کا فتنہ تو یہ ہے کہ یہ سُن کر کچھ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اُنھوں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک رات میں بیت المقدس تک سیر کر کے واپس آجائے۔

اس آئت کریمہ کے نزول کا سبب

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے منبر شریف پر بنی امیہ بندروں کی طرح اچھل رہے ہیں آپ کو سخت غم لاحق ہُوا اور وفات تک کھل کر کبھی نہیں ہنستے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی ! عَيْنِيْ ..

،، شجرہ ملعونہ کا فتنہ ،،

جب یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی ،، تو ابوجہل ملعون نے کہا تم ابن ابی کبشہ کا جھوٹ دیکھتے نہیں ہو کہ تمہیں آگ سے ڈراتا ہے کہ وہ پتھروں کو جلا دے گی پھر گمان کرتا ہے کہ دوزخ میں درخت ہے جو بہت کڑوا ہے۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ آگ درخت کو جلا دیتی ہے اس میں درخت کیسے نشوونما پا سکتا ہے۔ اس طرح وہ استہزاء کرتا تھا۔ ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عمرو سے روائت کی کہ شجرہ ملعونہ حکم بن عاص اور اس کا بیٹا مروان ہے۔ نیز ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ انہوں نے مروان سے کہا میں گواہ ہوں کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے اور تیرے باپ اور دادے کے متعلق فرماتے ہُوئے سُنا کہ قرآن کریم میں شجرہ ملعونہ تمہاری طرف اشارہ ہے کہ وہ تم ہو۔ شجرہ ملعونہ کے اور بھی کئی معانی ہیں۔ ایک روائت میں ہے کہ زقوم شیطان اور ابوجہل ہیں۔ عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی جب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں "زقوم" کو ذکر کیا تو ابوجہل نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ زقوم کیا شئی ہے وہ مکھن والی کھجور ہے۔ اگر اللہ نے ہمیں اس پر قادر کیا تو ہم خوب کھائیں گے اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی۔ والشجرۃ الملعونۃ ،، مقاتل سے روائت ہے کہ عبداللہ زبعری نے کہا بربر کی زبان میں زقوم مکھن کو کہتے ہیں۔ ابوجہل نے کہا اے لونڈی ہمارے پاس کھجور اور مکھن لا۔ اور قریش سے کہا اس سے خوب کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ صافات میں زقوم کو ذکر فرمایا کہ یہ وہ درخت ہے جو دوزخ کی تہ سے نکلتا ہے یعنی یہ آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ اس کے ساتھ عذاب دے گا ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا

قَالَ مجاهدٌ صَلٰوةُ الْفَجْرِ

۴۴۰۱ــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ صَلٰوةِ الْجَمِیْعِ عَلٰی صَلٰوةِ الْوَاحِدِ خَمْسَةٌ وَّعِشْرُوْنَ دَرَجَةً وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّیْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ یَقُوْلُ اَبُوْهُرَیْرَةَ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں"

مجاہد نے کہا قرآنِ فجر سے مراد فجر کی نماز ہے۔ اس وقت رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور وہ اُوپر آسمانوں میں چلے جاتے ہیں۔ یہ وقت رات کی آخری ساعات اور دن کی پہلی ساعات ہیں۔

۴۴۰۱ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت تنہا نماز پڑھنے والے سے پچیس درجے زیادہ ہے۔ صبح کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں ابوہریرہ کہتے تجھے پڑھو اگر چاہو قُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا "صبح کا قرآن بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

۴۴۰۱ــ شرح : رات دن کے فرشتے عصر کی نماز کے وقت جمع ہوتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

۴۴۰۲ــ حَدَّثَنِیْ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اٰدَمَ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ یَصِیْرُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ جُثًی کُلُّ اُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِیَّهَا یَقُوْلُوْنَ یَا فُلَانُ اِشْفَعْ یَا فُلَانُ اِشْفَعْ حَتّٰی تَنْتَهِیَ الشَّفَاعَةُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذٰلِكَ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ

اسی لئے عصر کی نماز کو دوسری نمازوں پر فضیلت حاصل ہے۔ حضرات مفسرین کرام نے صلوٰۃ الوسطیٰ کی تفسیر میں یہ ذکر کیا ہے۔ اس حدیث میں فجر کی نماز کا ذکر ہے لیکن اس میں عصر کے وقت کی نفی نہیں۔
(حدیث ع ۴۶۷ اور حدیث ع ۶۲۳ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد قریب ہے کہ تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں

مقام محمود وہ ہے جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شفاعت کریں گے اور اگلے اور پچھلے اس کی حمد کریں گے۔ عمر فاروق سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے قریب کرے گا اور اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔ ابن ازنجویہ یُجْلِسُنِیْ مَعَهٗ عَلَی الْسَّرِیْرِ ، مجھے اپنے ساتھ تخت پر بٹھائے گا (عینی) شیخ دہلوی نے کہا یہ کمالِ قرب و اعزاز سے کنایہ ہے۔

۴۴۰۲ــ ترجمہ : آدم بن علی سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا قیامت میں لوگ جماعت جماعت ہوں گے اور دوزانو بیٹھے ہوں گے۔ ہر جماعت اپنے نبی کی پیروی کرے گی۔ وہ کہیں گے ای فلاں شفاعت کر ای فلاں شفاعت کر" حتی کہ شفاعت کا سوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے گا۔ پس وہ دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا۔

marfat.com
Marfat.com

۴۴۰۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۴۰۲ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جُثِیَّ بضم الجیم وفتح الثاء اور الف مقصورہ بمعنی جماعات ہے اس کا واحد جَثْوَۃٌ مٹی وغیرہ کے ڈھیر کو جثوہ کہا جاتا ہے۔ ابن کثیر نے کہا : جُثِیٌّ کی ثاء مشدد ہے جاثٍ کی جمع ہے بمعنی گھٹنوں کے بل بیٹھا، کذا ذکرہ السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

اسماء رجال

۱ اسماعیل بن ابان ابو اسحاق وراق ازدی کوفی ہیں۔ ۲۱۶ ہجری کی کوفہ میں وفات پائی۔ ۲ ابو الاحوص سلام ابن سلیم ہیں ۳ آدم بن علی عجلی بکری ہیں۔ ان کی بخاری میں یہی حدیث بخاری کے افراد سے ہے۔

۴۴۰۳ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اذان سننے کے وقت یہ دعاء پڑھی۔ اے اللہ اس دعاء تامہ کاملہ اور صلوٰۃ کاملہ کے پروردگار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گنہگاروں کا وسیلہ اور تمام لوگوں پہ فضیلت دے اور آپ کو مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔ اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہوگی۔ اس کی حمزہ بن عبداللہ نے اپنے والد کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی (حدیث ۵۹۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا يُزْهَقُ يُهْلَكُ

٤٤٠٤ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِیْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرمادیں حق (دینِ اسلام) آیا باطل (شرک) گیا یقینا باطل تو جانے ہی والا ہے

قولہ یَزْهَقُ ، یَهْلِكُ ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ زہوق بمعنی ہالک ہے،

٤٤٠٤ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لائے جبکہ بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو چھڑی جو آپ کے ہاتھ میں تھی سے مارنا شروع کیا۔ اس حال میں کہ آپ فرماتے تھے۔ حق آیا اور باطل گیا بے شک باطل جانے ہی والا ہے۔ حق آیا باطل کبھی ظاہر نہ ہوگا اور نہ واپس آئے گا۔

٤٤٠٤ — شرح : نُصُب کا نون اور صاد مضموم ہیں۔ نُون کو مضموم اور صاد کو ساکن بھی پڑھتے ہیں۔ بعض نون کو مفتوح اور صاد کو ساکن پڑھتے ہیں۔ قسطلانی نے کہا نُصُب میں رفع ہی پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ

كُلٌّ مِنْهَا نُصُبٌ ،، یہ اس وقت ہے جبکہ نُصُب مفرد ہو اس کی جمع اَنْصَاب ہے۔ نُصُب ہر وہ شئ ہے جس کی عبادت کی جائے۔ (حدیث ۳۹۹۷ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد تجھ سے رُوح کے متعلق پُوچھتے ہیں

کافروں کا سوال رُوح کی حقیقت یا اس کے حدوث و قدم سے تھا۔ اس کے جواب میں یہ فرمایا قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ ،، فرما دیجئے روح میرے پروردگار کی مخلوق ہے جس کو لفظِ کُنْ سے پیدا کیا اس کا کوئی اصل اور مادہ نہیں یہ معنی اس تقدیر پر ہے جبکہ روح کی حقیقت سے سوال ہو یا فرما دیں کہ وہ اللہ کی ایجاد و احداث سے موجود ہے جبکہ اس کے ایجاد و احداث سے سوال ہو یا ان کا سوال حقیقتِ روح کے علم سے ہو تو فرمائیں اس کا علم اللہ ہی کو ہے وہ اس میں مستقل ہے

علامہ زمخشری صاحبِ کشاف نے کہا اکثر علماء کہتے ہیں کہ روح کی حقیقت کے علم کے سوال تھا چنانچہ مروی ہے کہ یہودیوں نے قریش مکہ سے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحابِ کہف ، سکندر ذوالقرنین اور روح سے متعلق پوچھو۔ اگر ان تینوں کا جواب نہ دیا اور خاموش رہے تو نبی نہیں اور اگر روح کے سوا باقی دو کا جواب دیا تو یقیناً نبی ہیں کیونکہ انہوں نے تورات میں دیکھا تھا کہ روح کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روح کے سوا باقی دو کا جواب دیا تو یقیناً نبی ہیں کیونکہ انھوں نے تورات میں دیکھا تھا کہ روح کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روح کے سوا باقی دو کا جواب تو دیا اور روح کے جواب کو مبہم رکھا۔ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ آدمیوں کی روح ان کے ابدان سے پہلے مخلوق ہے۔ ابدان سے اس کا تعلق بعد میں ہُوا ہے نیز روح مرتی نہیں اور نہ ہی بوسیدہ ہوتی ہے اور موت کے بعد عذاب روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔ اسی طرح دونوں نعمتوں سے لذت پاتے ہیں۔

حسن بصری اور قتادہ نے کہا اس آیت میں جس روح کے متعلق سوال کیا گیا تھا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار سر ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہیں ہر چہرے میں ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبان ہے۔ ہر زبان کی ستر ہزار لغت ہے۔ وہ ہر لغت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ اس کی ہر تسبیح سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو

marfat.com
Marfat.com

۴۴۰۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ ابْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُوْدُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَقَالَ مَا رَأَيْكُمْ إِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهُ فَقَالُوْا سَلُوْهُ فَسَأَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوْحٰى إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِيْ فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا

قیامت تک فرشتوں کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رُوح چوتھے آسمان پہ بہت بڑا مَلک ہے جو تمام آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں اور فرشتوں سے بڑا ہے وہ ہر روز ایک ہزار تسبیح پڑھتا ہے اس کی ہر تسبیح سے اللہ تعالیٰ فرشتہ پیدا کرتا ہے وہ قیامت میں فرشتوں کے ساتھ صف باندھے ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا روح سے مراد فرشتہ ہے جو شبِ قدر میں نازل ہوتا ہے اس کے ہاتھ جھنڈا ہے جس کی لمبائی ایک ہزار سال کی مسافت ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کو اجازت دے تو زمین و آسمان کا لقمہ کرلے۔ (تیسیر القاری)

"سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو روح کا علم حاصل ہے" علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا منصب شریف اس سے بالاتر ہے کہ آپ کو روح کا علم نہ ہو حالانکہ آپ پروردگارِ عالم کے محبوب اور اس کی مخلوق کے سردار ہیں آپ پر یہ مخفی بھی کیسے رہ سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ احسان کیا کہ تیرے رب نے تجھے وہ علوم دیئے جو آپ نہ جانتے تھے اور تیرے اوپر اللہ کا فضل عظیم ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ روح کا علم غیر ممکن ہے اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اسے نہ جانتے تھے۔ (لمعات کے متعلق پوری تفصیل ج ۱ ص ۱۲۶ کی شرح میں دیکھیں)

۴۴۰۵ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا

۴۴۰۶ـــ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ فَاِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ

کے ساتھ ایک کھیت میں تھے جبکہ آپ کھجور کی چھڑی پر تکیہ کئے ہوئے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ یہودی جا رہے ہیں۔ اُنھوں نے ایک دوسرے سے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق پوچھیں پھر بعض نے کہا تمہیں آپ کی طرف سے کیا تردُّد ہے۔ بعض نے کہا تمہارے سامنے وہ شئ نہ ذکر کردیں جس کو تم پسند نہ کرو (وہ کچھ کہتے ہیں سچ کہتے ہیں جو تمہیں پسند نہیں) اُنھوں نے کہا آپ سے پوچھو! - چنانچہ اُنھوں نے روح کے متعلق پوچھا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور انہیں کوئی جواب نہ دیا میں نے جانا کہ آپ کو وحی کی جارہی ہے۔ پس جب وحی نازل ہوئی فرمایا "یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ الآیۃ" وہ آپ سے رُوح کے متعلق پوچھتے ہیں آپ فرمادیں روح رب کا امر ہے اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے (حدیث ۱۲۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد نماز میں زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھیں اور نہ ہی زیادہ آہستہ پڑھیں

اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک اعرابی التحیات بُلند آواز سے پڑھ رہا تھا تو یہ آئت نازل ہوئی۔ عبداللہ بن شداد نے کہا بنی تمیم کے اعرابی سلام پھیرنے کے بعد بُلند آواز سے کہتے: "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَالًا وَّ وَلَدًا"، تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ آئت کریمہ دُعاء کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ اسباب باب میں مذکور حدیث کے علاوہ ہیں ایک حکم کے اسباب متعدد بھی ہوسکتے ہیں۔

۴۴۰۶ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آئت کریمہ: وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ

marfat.com
Marfat.com

سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَآءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ اَىْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْاٰنَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ اَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا

۴۴۰۷ــ حَدَّثَنِىْ طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَتْ اُنْزِلَ ذٰلِكَ فِى الدُّعَاءِ

وَلَا تُخَافِتْ بِهَا کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ آیت کریمہ اس حال میں نازل ہوئی جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں چھپے ہوئے تھے (ابتداءِ اسلام میں) جب آپ صحابہ کو نماز پڑھاتے۔ بلند آواز سے قرآن پڑھتے جب مشرک سنتے تو قرآن کو اور جس نے اس کو نازل کیا اور جو کوئی لے کر آیا۔ سب کو گالیاں دیتے (خدا اور رسول کو گالیاں دیتے) تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا نماز میں قراءت بلند نہ کریں کہ مشرک سن کر قرآن کو برا کہیں اور نہ ہی اپنے ساتھیوں سے اتنا آہستہ کریں کہ ان کو سنا ہی نہ سکیں جہر اور اخفاء کے درمیان طریقہ اختیار کریں۔

۴۴۰۷ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ آیت کریمہ دعاء کے متعلق نازل ہوئی۔

۴۴۰۷ــ شرح : قولہ ذٰلِكَ آہ اس میں وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ الاٰیۃ کی طرف اشارہ ہے۔ دعاء سے مراد صلوٰۃ ہے کیونکہ صلوٰۃ کا لغوی معنی دعاء ہے یا جزء سے کل کا ارادہ کیا ہے کیونکہ دعاء نماز کا جزء ہے۔ بعض علماء نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے "صلوٰۃ" کو دعاء اس لئے کہا کہ نماز دراصل دعاء ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اس طرح روایت کی ہے چنانچہ عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ دعاء کے بارے میں نازل ہوئی۔

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْكَهْفِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَقْرِضُهُمْ تَتْرُكُهُمْ وَكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ذَهَبٌ وَّفِضَّةٌ وَقَالَ غَيْرُهٗ جَمَاعَةُ الثَّمَرِ بَاخِعٌ مُهْلِكٌ اَسَفًا نَدَمًا اَلْكَهْفُ الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ

سُوْرَۂ کہف

ابن عباس، عبداللہ بن زُبیر رضی اللہ عنہم سے روائت ہے کہ یہ سُورت مکی ہے۔ قرطبی نے ابن عباس سے نقل کیا مگر ایک آئت "وَاصْبِرْ نَفْسَكَ" یہ مدنی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مقاماتِ تنزیل سے نقل کیا کہ اس میں تین آیات مدنی ہیں۔ ایک "وَاصْبِرْ نَفْسَكَ" دوسری "يَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ" تیسری ذکر نہیں کی ممکن ہے سہوِ قلم ہُوا ہو۔ لیکن حدیث ۴۰۵ کے باب کی تفسیر میں گزرا ہے کہ یہود نے مشرکینِ مکہ سے کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحابِ کہف، ذی القرنین اور روح سے سوال پوچھیں تو یہ آیات نازل ہُوئیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آئت کریمہ "يَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ" مکی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ "تَقْرِضُهُمْ"، اس سے اِس آئت کریمہ: "وَاِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ" کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے کہا "تَقْرِضُهُمْ" بمعنی "تَتْرُكُهُمْ" ہے یعنی جب سُورج غائب ہوتا ہے تو اُن کی دائیں اور بائیں جانب سے گزرتا ہے۔ ایک روائت میں "تَقْرِضُهُمْ" کی تفسیر "تَدَعُهُمْ" مذکور ہے۔ اور ایک دوسری روائت میں "تَتَجَاوَزُهُمْ" مذکور ہے۔ لیکن یہ سب ہم معنی ہیں۔ قرض کا لغوی معنی قطع کرنا ہے۔

قولہ "وَكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ" آہ اس آئت کریمہ میں ثمر بمعنی سونا چاندی ہے۔ مجاہد نے مال سے تفسیر کی ہے

marfat.com
Marfat.com

وَالرَّقِيْمِ اَلْكِتَابٌ مَرْقُوْمٌ مَكْتُوْبٌ مِنَ الرَّقْمِ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا شَطَطًا اَفْرَاطًا اَلْوَصِيْدُ

مجاہد کے غیر یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ثُمُرٌ ثَمَرٌ کی جمع ہے۔ بعض نے کہا ثمرہ کی جمع ثمار اور ثمار کی جمع ثُمُرٌ ہے اور یہ جمع الجمع ہے۔

قولہ باخعٌ آہ اس میں اس آیت کریمہ : لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا کی طرف اشارہ کیا اور باخعٌ، کی مُہْلِکٌ سے اور اَسَفًا، کی نَدَمًا، سے تفسیر کی یعنی شائد آپ ان کے پیچھے آپ کو ندامت کے باعث ہلاک کرنے والے ہیں اگر وہ نہ لائیں اس قرآن پر ایمان۔

قولہ اَلْكَهْفِ، اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ کی طرف اشارہ کیا اور کہف کی تفسیر کی کہ وہ پہاڑ میں غار ہے اور رَقِيْمٌ بمعنی کتاب ہے اور مرقوم بمعنی مکتوب رقم سے مشتق ہے اس کے معنی لکھنے کے ہیں۔ علامہ قسطلانی نے نقل کیا۔ رَقِيْمٌ پیتل یا پتھر کی تختی ہے۔ اس میں اصحاب کہف نے نام اور ان کے حالات لکھ کر غار کے دروازہ پر اسے لگایا گیا ہے۔ کہا گیا ہے رقیم پہاڑ یا وادی جس میں ان کی غار ہے کا نام ہے ان کی یہ جگہ غضبان اور ایلہ کے درمیان فلسطین کے قریب ہے۔ اس میں اور بھی مختلف متباین اقوال ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں بتایا کہ وہ کس زمین میں ہے؛ کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی اس کے ساتھ شرعی غرض کا تعلق ہے۔

قولہ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ یعنی ہم نے انہیں اپنا وطن چھوڑنے اہل واولاد اور مال و دولت ترک کرنے، حق کے اظہار پہ جرأت کرنے پر صبر کا الہام کیا۔ سورۂ قصص میں اسی مادہ سے لَوْلَآ اِنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا، یہاں تبعًا ذکر کیا ہے یعنی اگر ہم موسیٰ کی والدہ کے قلب میں صبر کا الہام نہ کرتے۔

قولہ شَطَطًا، اس سے اس آیت کریمہ : لَقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا کی طرف اشارہ کیا اور شَطَطًا کی افراط سے تفسیر کی دراصل شطط حد سے تجاوز کرنا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مقاتل نے کہا یہ بمعنی ظلم ہے قتادہ نے اس کے معنی جھوٹ ذکر کئے ہیں۔

قولہ مِرْفَقًا آہ ہر وہ شئ جس پہ تو تکیہ کرے تَزَاوَرُ، بمعنی تَمِيْلُ زَوْرٌ سے مشتق ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ : تَزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ کی طرف اشارہ ہے یعنی سورج اُن کی غار سے دائیں بائیں میلان کرتا ہے، فَجْوَةٌ، بمعنی کشادہ ہے اس کی جمع فَجَوَاتٌ اور فِجَاءٌ ہے جیسے زکوٰۃ کی جمع زکاء ہے۔

قولہ اَلْوَصِيْدِ، اس سے اس آیت کریمہ : وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ، کی طرف

marfat.com
Marfat.com

اَلْفِنَاءُ وَجَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَيُقَالُ اَلْوَصِيْدُ اَلْبَابُ مَوْصَدَةٌ مُطْبَقَةٌ اَصَدَ الْبَابَ وَاَوْصَدَهُ بَعَثْنَاهُمْ اَحْيَيْنَاهُمْ اَزْكٰى اَكْثَرُ وَيُقَالُ اَحَلُّ وَيُقَالُ اَكْثَرُ رَيْعًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اُكُلُهَا وَلَمْ تَظْلِمْ لَمْ

اشارہ کیا اور اس کی فناء بمعنی صحن سے تفسیر کی یعنی اُن کا کُتا اپنی دونوں کہنیاں صحن میں بچھائے ہُوئے ہے۔ وَصِیْد کی جمع وَصائد اور وُصُد ہے۔ کہا جاتا ہے وَصِیْد دروازہ ہے۔ مُوْصَدَةٌ بند کی گئی۔ اس کو تبعًا ذکر کیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے اَنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوْصَدَةٌ ،، کافروں پر آگ بند کی گئی ہے۔ آصَدَ سے مشتق ہے کہا جاتا ہے۔ اَصَدَ الْبَابَ وَاَوْصَدَ ،، دروازہ بند کر دیا۔ عطاء نے کہا ،، وَصِیْد ،، دروازہ کی دہلیز ہے یعنی کتا اصحابِ کہف کی غار کی دہلیز پر دونوں کہنیاں بچھائے ہُوئے ہے۔

قولہ بَعَثْنَاهُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ نیز وَكَذٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، اَحْيَيْنَاهُمْ ،، سے کی ہم نے ان کو نیند سے بیدار کیا کیونکہ نیند موت کی ساتھی ہے۔ مسلمانوں کی دو جماعتوں نے باہم جھگڑا کیا پہلے مسلمانوں نے کہا اصحاب کہف غار میں تین سو نو سال سوئے رہے۔ دوسروں نے کہا بلکہ اتنے اتنے برس ہُوئے ہیں ایک اور جماعت نے کہا۔ اللہ جانے کہ وہ کتنا عرصہ غار میں رہے ہیں۔ نیز اس میں دوسری آیت کریمہ : بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ،، کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسے ہم نے ان کو غار میں سُلایا تھا۔ اسی طرح ان کو بیدار کیا۔ سوا اس کے اُن کے بدن پُرانے اور کپڑے کہنہ ہو چکے تھے تاکہ لوگ اُن کا عجیب و غریب واقعہ ایک دوسرے سے دریافت کریں۔

قولہ اَزْكٰى بمعنی اَكْثَرُ ہے کہا جاتا ہے اَزْكٰى یعنی حلال تر ہے۔ ابن عباس اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم نے یہی تفسیر کی ہے یہ معنی بہتر ہے کیونکہ اُن کا مقصود اکلِ حلال تھا تھوڑا ہو یا زیادہ۔ بعض نے کہا اس جگہ مجوسی لوگ تھے۔ ان میں مسلمان بھی رہتے تھے۔ اس لئے اصحابِ کہف نے کہا مسلمانوں کا ذبیحہ لائیں کہ وہی بہتر اور پاک ہے۔ کہا جاتا ہے ،، ازکی ،، بمعنی اکثر جو پک کر زیادہ ہو جائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس کا کھانا پاکیزہ ہے تمام معانی قریب قریب ہیں۔

قولہ لَمْ تَظْلِمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ آہ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی لَمْ تَنْقُصْ ،، سے تفسیر کی۔ یعنی دونوں باغوں نے پُورا پھل دیا اور کچھ کمی نہ کی ،،

قولہ قال سعید آہ سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ،، رقیم ،، تانبے کی تختی ہے

marfat.com
Marfat.com

تَنْقُصُ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الرَّقِيْمُ اَللَّوْحُ مِنْ رَصَاصٍ كَتَبَ عَامِلُهُمْ اَسْمَاءَهُمْ ثُمَّ طَرَحَهُ فِيْ خِزَانَتِهٖ فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فَنَامُوْا وَقَالَ غَيْرُهٗ وَاَلَتْ تَئِلُ تَنْجُوْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْئِلًا مَحْرِزًا اَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا لَا يَعْقِلُوْنَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا

منگوا کر اس پر ان کے نام کندہ کر کے اسے اپنے خزانہ میں رکھ دیا۔ لہٰذا رقیم وہ تختی ہے جس پر ان کے نام لکھے ہوئے ہیں (عینی) قولہ فَضَرَبَ اللّٰهُ آہ اس سے اس آیت کریمہ: فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور فَنَامُوْا سے اس کی تفسیر کی۔ ہم نے ان کو سلایا اور اُن پر نیند مسلط کر دی۔ یعنی ہم نے اصحابِ کہف کو غار میں چند سال سلائے رکھا بعض نے یہ معنی بیان کئے ہیں ہم نے ان کی سماعت کو محجوب کر دیا اور ان کے کانوں تک آواز نہ پہنچنے دی یہ اموات اور سونے والوں کی وصف ہے۔ قولہ مَوْئِلًا ،، اس سے اس آیت کریمہ: بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ ،، مَوْئِلًا ،، وَاَلَتْ تَئِلُ سے مشتق ہے اس کا باب ضَرَبَ ماضی مضارع وَئَلَ يَئِلُ ہے اور تَئِلُ کے معنی تَنْجُوْ ہیں تو نجات پاتا ہے۔ مجاہد نے کہا مَوْئِلًا بمعنی مَحْرِزًا ہے۔ محفوظ مقام قتادہ نے کہا اس کے معنی مَلْجَاء ہیں۔ یعنی وہ اللہ کے سوا کوئی جائے پناہ یا جائے حفاظت نہ پائیں گے۔

قولہ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ آہ اس سے اس آیت کریمہ: اَلَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی ،، لَا يَعْقِلُوْنَ ،، سے تفسیر کی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی وصف بیان فرمائی ہے کہ ان کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں وہ میرے ذکر یعنی مجھ پر ایمان لانے سے غافل ہیں ان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ کی کتاب قرآن کریم کی تدبّر سے سماعت کریں جو اس پر ایمان لانے کا سبب ہے۔

بابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "انسان بہت جھگڑالو ہے"

marfat.com
Marfat.com

۴۴۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ اَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهٗ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهٗ وَفَاطِمَةَ وَقَالَ اَلَا تُصَلِّيَانِ رَجَمًا بِالْغَيْبِ لَمْ يَسْتَبِنْ فُرُطًا نَدَمًا سَرَادِقُهَا مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةُ الَّتِيْ تُطِيْفُ بِالْفَسَاطِيْطِ يُحَادِرُهٗ مِنَ الْمُحَاوَرَةِ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ اَيْ لٰكِنْ اَنَا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ ثُمَّ حَذَفَ الْاَلِفَ وَاَدْغَمَ اِحْدَى النُّوْنَيْنِ فِي الْاُخْرٰى زَلَقًا لَا يَثْبُتُ فِيْهِ قَدَمٌ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ مَصْدَرُ الْوَلِيِّ عُقْبًا عَاقِبَةٌ وَعُقْبٰى وَعَقِبَةٌ وَاحِدٌ وَهِيَ الْاٰخِرَةُ قِبَلًا وَقُبُلًا وَقَبْلًا اِسْتِيْنَافًا لِيُدْحِضُوا الْبَزِيْلُوْا الدَّحْضُ الزَّلَقُ

یہ آیت کریمہ نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی وہ قرآن میں بہت جھگڑا کرتا تھا۔ کہا گیا ہے کہ امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی وہ بعثت میں جھگڑا کرتا تھا اور کہتا تھا کیا ہم زمین میں بوسیدہ ہو جانے کے بعد پھر زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔

۴۴۰۸ — ترجمہ: زہری نے کہا مجھے علی بن حسین زین العابدین نے خبر دی کہ حسین بن علی سید الشہداء نے ان کو حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار سے خبر دی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت ان کے اور سیدۃ النساء سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے جبکہ وہ سو رہے تھے اور فرمایا کیا تم رات کی نماز نہیں پڑھتے؟

(حدیث ۱۰۶۴ کی شرح دیکھیں)

قولہ رَجْمًا آہ اس سے اس آیت کریمہ: "وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "لَمْ يَسْتَبِنْ" سے کی جس کی وضاحت نہ ہو اور بن دیکھے سنی سنائی بات کرنے یعنی وہ تخمینہ اور اندازہ سے کہتے تھے کہ وہ پانچ ہیں ان میں سے چھٹا ان کا کتا ہے

marfat.com
Marfat.com

قولہ فُرُطًا ،، اس سے اس آئت کریمہ ۔ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، نَدَمًا ،، سے کی یعنی اُس نے اپنی نفسانی خواہش کا پیچھا کیا اس کی عاقبت ندامت تھی۔

قولہ سُرَادِقُهَا آہ اس سے اس آئت کریمہ : اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور مثل السرادق سے اس کی تفسیر کی یعنی قیامت میں دھوئیں کافروں کو گھیرے ہو گا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے ظالموں یعنی کافروں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس نے اُن کا احاطہ کئے ہوگا جیسے بہت بڑی قنات جو صحن وغیرہ کا پُورا احاطہ کرتی ہے یہاں آگ کے احاطہ کو بڑی قنات کے احاطہ سے تشبیہ دی جس نے چھوٹے خیموں کو احاطہ کیا ہوتا ہے۔ اس لئے امام نے کہا مثل السرادق ،،

قولہ وَالْحُجْرَةِ آہ یعنی بہت بڑی قناۃ کی طرح جس نے چھوٹے خیموں کا احاطہ کیا ہوتا ہے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آگ کے سرادق چار دیواریں ہیں ان میں سے ہر ایک چالیس سال کی مسافت کی راہ ہے۔

قولہ يُحَاوِرُهٗ آہ اس سے اس آئت کریمہ : وَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ محاورہ سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں کلام میں تکرار کرنا یعنی دو باغوں والے نے اپنے ساتھی سے اس حال میں کلام کیا کہ وہ اس میں تکرار کر رہا تھا۔

قولہ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ آہ یعنی لٰكِنَّ دراصل لٰكِنْ اَنَا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ ،، تھا پھر الف کو حذف کیا گیا اور ایک نون کو دُوسرے نون میں ادغام کیا گیا ہے۔

قولہ وَفَجَّرْنَا آہ اس سے اس آئت کریمہ : كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، خِلٰلَهُمَا کی بَيْنَهُمَا ،، سے تفسیر کی۔ یعنی دونوں باغ اپنے پھل لائے اور اس میں کچھ کمی نہ دی اور دونوں کے بیچ میں ہم نے نہر بہائی اور وہ پھل رکھتا تھا۔

قولہ زَلَقًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی یہ تفسیر کی کہ جس میں قدم ٹھہر نہ سکے۔ یعنی صاف میدان ہو جائے جس میں سبزی نہ اُگ سکے۔ بعض نے اس کی تفسیر بہنے والی ریت سے کی ہے۔ پوری آئت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں۔ قریب ہے کہ میرا ربّ مجھے تیرے باغ سے اچھا دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں اُتارے تو وہ صاف میدان رہ جائے اس میں سبزہ کا نام و نشان باقی نہ رہے

قولہ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ آہ اس سے اس آئت کریمہ : هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ،، کی طرف اشارہ کیا یہاں واضح ہوتا ہے کہ اختیار سچے اللہ کا ہے۔ پھر اس کی تفسیر میں ذکر کیا کہ ولائت ولی کی مصدر ہے یعنی ولی کا اشتقاق ولائت ہے۔ صاحب کشاف نے کہا وَلَايَة بفتح الواو بمعنی نصرت ہے۔ جمہور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا زَمَانًا وَجَمْعُهٗ اَحْقَابٌ

قراء کی یہی قرآءت ہے کہ وَلَایَۃ کی واؤ مفتوح ہے۔ اسے مکسور بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کے معنی سُلطان اور ملک ہیں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ دونوں لغتیں ہم معنی ہیں۔

قولہ عُقبًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ عُقْبًا کی طرف اشارہ کیا اور کہا عُقبیٰ بمعنیٰ عاقبت ہے اور عُقبیٰ و عقبہ ایک ہی ہیں اس کے معنی آخرت ہیں یعنی تینوں الفاظ ہم معنی ہیں۔ جوہری نے کہا ہر شئ کی عاقبت آخرت ہے۔

قولہ قُبُلًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ قُبُلًا ،، کا قاف مضموم باء مفتوح یا دونوں مضموم یا دونوں مفتوح بہرکیف بمعنی استقبال ہے یعنی یا اُن کے پاس سامنے سے عذاب آئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بمعنی عیانًا کہا ہے یعنی علانیہ عذاب آئے۔ قولہ لِيُدْحِضُوْا ،، اس سے اس آئت کریمہ : ،، لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ ،، کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے حق کو ہٹادیں ،، دحض ،، کے معنی پھسلنے کے ہیں سُدّی نے کہا لِيُدْحِضُوْا بمعنی لِيُفْسِدُوْا بعض نے لِيُبْطِلُوْا کہے ہیں یعنی اس سے حق کو خراب کریں یا باطل کریں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملتے ہیں یا زمانہ دراز تک چلتا رہوں گا

(حُقُب کی جمع احقاب ہے یعنی زمانہ دراز)

تفسیر : مجمع البحرین فارس اور روم کا سمندر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر ساحل پر چلتے ہوئے میرا مقصود حاصل نہ ہوا تو میں مدت دراز سالہا سال چلتا رہوں گا۔ بعض نے کہا ،، حُقُب ،، مطلق زمانہ ہے۔ یہاں لمبا زمانہ مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

۴۴۰۹ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ نَوْفًا الْبَكَّالِيَّ يَزْعَمُ اَنَّ مُوْسٰى صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوْسٰى صَاحِبُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مُوْسٰى قَامَ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَسُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَيْهِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اِنَّ لِيْ عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِيْ بِهٖ قَالَ تَاْخُذُ مَعَكَ حُوْتًا فَتَجْعَلُهٗ فِيْ مِكْتَلٍ فَحَيْثُ مَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَهُوَ ثَمَّ فَاَخَذَ حُوْتًا فَجَعَلَهٗ فِيْ مِكْتَلٍ ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهٗ بِفَتَاهُ

نے فرمایا حُقُب دہر ہے۔ سعید بن جُبیر نے کہا اسّی سال کو حُقب کہتے ہیں۔ مجاہد نے ستر سال کہے ہیں

۴۴۰۹ــــ ترجمہ: عمرو بن دینار نے کہا مجھے سعید بن جُبیر نے خبر دی کہ میں نے ابن عباس سے کہا نوف بکالی کہتا ہے کہ خضر کے ساتھی موسیٰ وہ بنی اسرائیل کے موسیٰ نہیں ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ کا دشمن جھوٹ کہتا ہے۔ مجھے اُبَی بن کعب نے خبر سُنائی کہ انہوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطاب کرنے کھڑے ہوئے (اور معارف الٰہیہ غایت بلاغت وفصاحت اور رموز واسرار بیان کئے) تو آپ سے پوچھا گیا لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "میں سب سے بڑا عالم ہوں" اس بات پر اللہ تعالیٰ نے انہیں عتاب کیا جبکہ انہوں نے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کیا (اللہ بڑا عالم ہے) اور موسیٰ کو وحی بھیجی کہ مجمع البحرین میں میرا بندہ ہے جو تم سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار میں اس سے ملاقات کس طرح کر سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے ساتھ ایک مچھلی لو، اس کو ٹوکری میں رکھ لو جہاں وہ مچھلی تم سے گم ہو جائے وہ وہاں ہوگا! موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی پکڑی اور اس کو

marfat.com
Marfat.com

يُوشَعَ ابْنِ نُوْنٍ حَتّٰى اِذَا اَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُؤُسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوْتُ
فِي الْمِكْتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا وَاَمْسَكَ
اللّٰهُ عَنِ الْحُوْتِ جِرْيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ مِثْلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبُهُ
اَنْ يُخْبِرَهُ بِالْحُوْتِ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ
مُوْسٰى لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَ نَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا قَالَ وَلَمْ
يَجِدْ مُوْسَى النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِيْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ فَقَالَ لَهٗ فَتَاهُ
اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسَانِيْهُ اِلَّا
الشَّيْطَانُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا قَالَ فَكَانَ لِلْحُوْتِ سَرَبًا

ٹوکری میں رکھ کر چل پڑے اور ان کے ساتھ ان کا نوجوان خادم یوشع بن نون بھی چل پڑے حتیٰ کہ وہ ایک پتھر کے پاس آئے اور اس پر اپنے سر رکھ کر سو گئے اتنے میں مچھلی ٹوکری میں حرکت کرنے لگی اور اس سے باہر نکل کر سمندر میں گر گئی اور دریا میں جا کر اپنا راستہ بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کا بہاؤ روک لیا اور مچھلی کے لئے راستہ طاق کی مثل ہو گیا جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے اور اُن کے خادم انہیں مچھلی کا واقعہ بتانا بھول گئے وہ باقی دن رات چلتے رہے حتیٰ کہ دُوسرے دِن مُوسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا ناشتہ لاؤ ہمیں اس سفر میں بہت تھکان پہنچی ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے تھکان اس وقت محسوس کی جبکہ اس جگہ سے آگے گزر گئے جس کا اللہ نے حکم فرمایا تھا۔ آپ کے خادم نے کہا کیا وہ وقت جانتے ہیں جبکہ ہم نے پتھر سے سر لگا کر آرام کیا تھا بے شک میں مچھلی کا واقعہ بیان کرنا بھول گیا صرف شیطان نے اس کا ذکر بھلایا ہے۔ مچھلی نے دریا میں اپنی راہ لے لی تھی۔ مچھلی کے لئے دریا میں طاق بن گیا اور موسیٰ اور ان کے خادم کو تعجب ہُوا (مچھلی طاق میں رکی رہی اور وہ دونوں تعجب کرتے رہے) موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہی تو ہم تلاش کر رہے تھے وہ اپنے قدموں کے نشانوں پر اسی راہ پر واپس ہُوئے حتیٰ کہ پتھر کے پاس آ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی کپڑا لپیٹے بیٹھا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کہا۔ خضر نے کہا اس زمین میں سلام کیسے؟ (اس زمین سلام نہ تھا) کہا میں موسیٰ ہوں خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ فرمایا ہاں! (میں بنی اسرائیل کا موسیٰ ہوں) تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ مجھے وُہ رشد و ہدایت سکھائے جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے۔ خضر علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

وَلِمُوسٰى وَفَتٰهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا
قَصَصًا قَالَ رَجَعَا يَقُصَّانِ اٰثَارَهُمَا حَتّٰى انْتَهَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِذَا رَجُلٌ
مُسَجًّى ثَوْبًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسٰى فَقَالَ الْخَضِرُ وَاَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلٰمُ قَالَ
اَنَا مُوْسٰى قَالَ مُوسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ قَالَ نَعَمْ اَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِيْ مِمَّا عُلِّمْتَ
رُشْدًا قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا يَا مُوْسٰى اِنِّيْ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ
عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهٗ اَنْتَ وَاَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا اَعْلَمُهٗ
فَقَالَ مُوْسٰى سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا فَقَالَ لَهُ
الْخَضِرُ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْاَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا
فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِيْنَةٌ فَكَلَّمُوْهُمْ اَنْ يَّحْمِلُوْهُمْ
فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوْهُ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ لَمْ يَفْجَاْ اِلَّا وَالْخَضِرُ

نے کہا آپ میرے ساتھ صبر نہ کرسکیں گے اے موسیٰ! اللہ نے مجھے علم دیا ہے جس کو تم نہیں جانتے ہو اور تمہیں وہ علوم دیئے ہیں جو میں نہیں جانتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان شاء اللہ تم مجھے صابر پاؤ گے اور کسی بات میں تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا۔ خضر نے کہا اگر آپ نے میری اتباع کی تو کسی شئ کے بارے میں مجھ سے نہ پوچھو حتی کہ میں خود اس کا حال بیان کروں گا پھر دونوں دریا کے کنارے چل پڑے وہ چل رہے تھے کہ ایک کشتی ان کے آگے سے گزری انھوں نے ملاحوں سے بات کی کہ انہیں کشتی میں سوار کرلیں۔ انہوں نے خضر کو پہچان لیا اور انھوں نے کرایہ کے بغیر انہیں سوار کرلیا جب کشتی میں سوار ہوگئے تو اچانک خضر نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ تیشے کے ساتھ باہر نکال دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان لوگوں نے کرایہ لئے بغیر ہمیں کشتی پر سوار کیا اور تم نے قصداً اس کا تختہ توڑ دیا ہے تاکہ کشتی میں سوار لوگوں کو غرق کردو؟ تم نے یہ بُرا کیا ہے۔ خضر نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کرسکیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میری اس شئ کے باعث گرفت نہ کرو جو میں بھول گیا ہوں میرے اس کام سے تنگی کی تکلیف نہ دو ابی بن کعب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام سے پہلی بار اعتراض کرنا

marfat.com
Marfat.com

قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنْ اَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ بِالْقُدُوْمِ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى قَوْمٌ قَدْ حَمَلُوْنَا
بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ
وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَكَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا وَجَاءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ
فَنَقَرَ فِى الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا عِلْمِىْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلُ
مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِيْنَةِ فَبَيْنَمَا
هُمَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ اِذَا بِخَضِرٍ غُلَامًا يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ
فَاَخَذَ الْخَضِرُ رَاْسَهٗ بِيَدِهٖ فَاقْتَلَعَهٗ بِيَدِهٖ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى
اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَاكِيَةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ

بطورِ نسیان عہد تھا۔ فرمایا ایک چڑیا آئی اور اُس نے سفینہ کے کنارے پر بیٹھ کر دریا میں چونچ ماری تو خضر علیہ السّلام نے موسیٰ علیہ السلام" سے کہا میرا علم اور تمہارا علم اللہ کے علم کی نسبت اس کی مثل ہے جو اس چڑیا نے اس دریا سے پانی کم کیا ہے (یہ تشبیہ قلت اور حقارت میں ہے ورنہ اللہ کا علم غیر متناہی اور دریا متناہی ہے)
پھر دونوں کشتی سے باہر نکلے وہ دریا کے کنارے چل رہے تھے اچانک خضر علیہ السلام نے ایک بچہ دیکھا جو بچوں میں کھیل رہا تھا۔ خضر نے اپنے ہاتھ سے اس کا سر پکڑ کر اس کے بدن سے علیحدہ کر دیا اور اس کو قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السّلام نے کہا آپ نے بے گناہ پاک جان کو قتل کر دیا ہے۔ تم نے یہ ناپسند کام کیا ہے۔ خضر نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ کہا یہ کام پہلے "کشتی توڑنے" سے سخت ہے۔ موسیٰ علیہ السّلام نے کہا اگر اس کے بعد میں کوئی اعتراض کروں تو مجھے اپنا ساتھی نہ بناؤ۔ آپ میری طرف سے عذر کو پہنچے ہیں۔ پھر دونوں چل پڑے حتیٰ کہ ایک گاؤں میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا طلب کیا تو انھوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ موسیٰ اور خضر علیہما السلام نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی۔ خضر اٹھے اپنے ہاتھ سے دیوار کو سیدھا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا ہم ان

marfat.com
Marfat.com

إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ وَهٰذَا أَشَدُّ مِنَ الْأُولٰى قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي عُذْرًا فَانْطَلَقَا حَتّٰى إِذَآ أَتَيَآ أَهْلَ قَرْيَةٍ إِسْتَطْعَمَآ أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُّرِيدُ أَنْ يَّنْقَضَّ قَالَ مَائِلٌ فَقَامَ الْخَضِرُ فَأَقَامَهٗ بِيَدِهٖ فَقَالَ مُوسٰى قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّفُونَا لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ إِلٰى قَوْلِهٖ ذٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنَّ مُوسٰى كَانَ صَبَرَ حَتّٰى يَقُصَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَّأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ

لوگوں کے پاس آئے اُنھوں نے ہمیں کھانا نہیں دیا اور نہ ہی ہماری مہمانی کی اگر تم چاہتے تو دیوار سیدھا کرنے کی اُجرت لے لیتے۔ خضر نے کہا یہ میری اور تمہاری جُدائی کا وقت ہے الایۃ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری یہ خواہش تھی کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے حتیٰ کہ اُن کا سارا واقعہ ہم سے بیان کیا جاتا۔ سعید بن جبیر نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ پڑھا کرتے تھے۔ ان کے آگے بادشاہ تھا جو صحیح سلامت کشتی کو غصب کر لیتا تھا اور وہ پڑھتے تھے۔ وہ بچہ کافر تھا اور اس کے ماں باپ دونوں نیک مومن تھے۔

۴۴۰۹ — شرح : حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو غائت بلاغت اور کثرتِ مواعظ میں خطاب کیا اور لوگوں کو حیران کر دیا تو اُن سے پوچھا گیا لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں سب سے بڑا عالم ہوں کیونکہ ہر زمانہ میں نبی سب سے بڑا عالم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے عتاب فرمایا کہ انہوں نے یہ نہ

marfat.com
Marfat.com

کہا کہ اللہ سب سے بڑا عالم ہے اور اپنے علم پر اعتماد کیا یہ مقامِ نبوّت کے ادب کے خلاف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا ایک بندہ ہے جو بعض مخصوص امور میں تم سے بڑا عالم ہے اور موسیٰ علیہ السّلام نے اس کی ملاقات کی خواہش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ مجمع البحرین میں تمہیں ملے گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رختِ سفر باندھا اور بریاں کردہ مچھلی کو زادِ سفر بنایا اور زنبیل میں ڈال کر عازمِ سفر ہوئے۔ حتیٰ کہ سفر کرتے ہوئے ایک پتھر کے پاس پہنچے اور اس سے تکیہ لگا کر موسیٰ اور ان کا خادم دونوں سو گئے۔ اس پتھر کے قریب چشمۂ آبِ حیات تھا اگر اس کے پانی سے ایک قطرہ مُردے پر پڑ جائے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے چنانچہ اس کا ایک قطرہ ٹوکری پر پڑا جس میں بریاں شدہ مچھلی تھی وہ زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی۔ کلبی کی روایت میں ہے کہ یوشع بن نون نے اس پانی سے وضو کیا تو اس کا چھینٹا مچھلی پر پڑا اور وہ زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی اور جدھر جاتی پانی خشک ہو جاتا تھا۔ یہی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی علامت تھی کہ مچھلی گم ہو جائے وہاں اللہ کا بندہ ملے گا جو مخصوص علم میں تم سے بڑا عالم ہے۔

قولہ اَنْتَ عَلٰی عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰہِ آہ یعنی خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ نے جو علم دیا ہے۔ میں وہ سارا علم نہیں جانتا ہوں۔ اسی طرح دوسری صورت میں ہے۔ دونوں مقام میں یہ قید (سارا علم) ضروری ہے۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ بعض علماء اس قید سے غافل رہے اور کہا جس علم میں خضر ممتاز تھے وہ علمِ حقیقت تھا اور وہ اس پر عمل کرنے میں مامور تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ظاہر شریعت کا علم تھا اور حقیقت و شریعت کے علوم کے جامع صرف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی سمجھ کے مطابق اس کی دلیل میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا واقعہ ذکر کرتے ہیں۔ لیکن یہ معنی معرفت سے بہت دُور ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ اولوالعزم پیغمبر جناب موسیٰ علیہ السلام علم حقیقت سے ناواقف ہوں حالانکہ اللہ کے ولی بھی اس سے خالی نہیں ہیں تو نبی علمِ حقیقت سے کیسے خالی ہو سکتا ہے پھر یہ بات بھی غیر مناسب معلوم ہوتی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام شریعت کے علم سے خالی ہوں حالانکہ شریعت کے علم سے مسلمان خالی نہیں ہوتے ہیں۔

قولہ جاء عصفور آہ یعنی ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی اور پانی پینے کی غرض سے ایک چونچ دریا میں ماری تو خضر علیہ السلام نے کہا میرا علم اور آپ کا علم اللہ کے علم کی نسبت کچھ نہیں مگر جو اس چڑیا نے اس دریا سے کم کیا ہے۔ اس تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ ہمارا علم اللہ کے علم کی نسبت نہایت ہی قلیل ہے۔ ورنہ اللہ کا علم غیر متناہی ہے اور دریا متناہی ہے اور متناہی کی غیر متناہی کی طرف نسبت نہیں کر سکتے۔

قولہ فَوَجَدَا فِیْھَا جِدَارًا "یعنی جس قریہ کے لوگوں نے ان کو کھانے دینے سے انکار کر دیا تھا وہاں ایک دیوار سو گز اونچی تھی جو ایک طرف مائل تھی اور گرنے والی تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار کو ہاتھ لگایا وہ سیدھی ہو گئی یہ اُن کا معجزہ تھا لیکن علامہ بیضاوی نے اس مقام میں ذکر کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو از سرِ نو تعمیر کیا تھا اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا اگر چاہتے تو ان لوگوں سے اس کی اجرت طلب

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَلَمَّا بَلَغَ مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا مُذْهَبًا يَسْرُبُ يَسْلُكُ وَمِنْهُ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ

۴۴۱۰ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهٗ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ اِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ بَيْتِهٖ اِذْ قَالَ سَلُوْنِيْ قُلْتُ اَيْ اَبَا عَبَّاسٍ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ بِالْكُوْفَةِ رَجُلٌ قَاصٌّ يُقَالُ لَهٗ نَوْفٌ يَزْعَمُ اَنَّهٗ لَيْسَ بِمُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ لِيْ قَالَ قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ وَاَمَّا

کرتے (اس کی تفصیل حصہ اوّل کے صہ ۲۶۱ پر دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب وہ مجمع البحرین پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے اُس نے دریا میں اپنے چلنے کا نشان کر دیا "سَرَبًا چلنے کا نشان یَسْرُبُ بمعنی یسلک ہے اسی سے سَارِبٌ بِالنَّهَارِ" ہے۔ دن میں راستہ چلنے والا"

۴۴۱۰ — ترجمہ: ابراہیم بن موسیٰ نے کہا ہمیں ہشام بن یوسف نے خبر دی کہ ابن جُریج نے ان کو خبر دی کہ مجھے یعلی بن مسلم اور عمرو بن دینار نے سعید بن جُبیر سے خبر دی اس حال میں کہ ان میں سے ایک نے دُوسرے پر زیادہ ذکر کیا۔ ابن جریج نے کہا یعلی بن مسلم اور عمرو بن دینار کے غیر نے کہا اور وہ عثمان بن سُلیمان ہے۔ کہ میں ان دونوں کے غیر کو سعید سے روایت کرتے ہُوئے سُنا کہ اُنھوں نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر ان کے پاس بیٹھا تھا جبکہ کہا مجھ سے پوچھو تو میں نے کہا اے ابا عباس! اللہ تعالیٰ مجھے تم پر فدا کرے۔ کوفہ میں ایک آدمی واعظ ہے اس کو نوف کہا جاتا ہے اس کا گمان ہے کہ خضر کا ساتھی بنی اسرائیل کا موسیٰ نہیں۔ عمرو نے مجھے کہا کہ ابن عباس نے کہا اللہ کا دشمن جھوٹ کہتا ہے۔ یعلی نے کہا مجھے ابن عباس نے کہا کہ مجھے ابی کعب نے خبر دی کہ جناب رسُول اللہ

marfat.com
Marfat.com

يَعْلٰى فَقَالَ لِيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِيْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ذَكَّرَ النَّاسَ
يَوْمًا حَتّٰى اِذَا فَاضَتِ الْعُيُوْنُ وَرَقَّتِ الْقُلُوْبُ وَلّٰى فَاَدْرَكَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ
اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِي الْاَرْضِ اَحَدٌ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَعَتَبَ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ
يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَى اللّٰهِ قِيْلَ بَلٰى قَالَ اَيْ رَبِّ وَاَيْنَ قَالَ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ
اَيْ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ عَلَمًا اَعْلَمُ ذٰلِكَ بِهٖ فَقَالَ لِيْ عَمْرٌو قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ ۞
۴ الْحُوْتُ قَالَ مَا كُلِّفْتَ كَثِيْرًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰهُ
يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ فِيْ ظِلِّ صَخْرَةٍ فِيْ مَكَانٍ
ثَرْيَانَ اِذْ تَضَرَّبَ الْحُوْتُ وَمُوْسٰى نَائِمٌ فَقَالَ فَتَاهُ لَا اُوْقِظُهٗ حَتّٰى
اِسْتَيْقَظَ نَسِيَ اَنْ يُّخْبِرَهٗ وَتَضَرَّبَ الْحُوْتُ حَتّٰى دَخَلَ الْبَحْرَ فَاَمْسَكَ
اللّٰهُ عَنْهُ جِرْيَةَ الْبَحْرِ حَتّٰى كَاَنَّ اَثَرَهٗ فِيْ حَجَرٍ قَالَ لِيْ عَمْرٌو هٰكَذَا كَاَنَّ
اَثَرَهٗ فِيْ حَجَرٍ وَحَلَّقَ بَيْنَ اِبْهَامَيْهِ وَالَّتَيْنِ تَلِيَانِهِمَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک دن موسیٰ "علیہ السلام" نے لوگوں کو وعظ کیا۔ حتیٰ کہ جس وقت آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور دل نرم ہوگئے تو چلے گئے ایک آدمی نے ان کو پایا اور کہا اے اللہ کے رسول کیا زمین میں کوئی آدمی ہے جو تم سے بڑا عالم ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کوئی نہیں اس بات پر اللہ تعالیٰ نے ان کو عتاب کیا جبکہ علم کو اللہ کی طرف منسوب نہ کیا (کہتے اللہ اعلم) کہا گیا کیوں نہیں (کوئی ہے جو تم سے بڑا عالم ہے) موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار من! میں اس آدمی کو کیسے پا سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کو مجمع البحرین میں پاؤ گے۔ عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے کوئی نشانی بتائیں کہ میں اس کے سبب اس کو مجمع البحرین میں پاؤں (ابن جریج نے کہا) مجھے عمرو نے کہا وہ جگہ کہ تم سے مچھلی جدا ہو جائے مجھے یعلیٰ نے کہا اللہ نے فرمایا مری ہوئی مچھلی لو جہاں اس میں روح پڑ جائے وہ وہاں ہوں گے موسیٰ علیہ السلام

marfat.com
Marfat.com

هٰذَا نَصَبًا قَالَ قَدْ قَطَعَ اللّٰهُ عَنْكَ النَّصَبَ لَيْسَتْ هٰذِهٖ عَنْ سَعِيْدٍ
اَخْبَرَهٗ فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا قَالَ لِیْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ سُلَيْمَانَ عَلٰی طِنْفِسَةٍ
خَضْرَآءَ عَلٰی كَبِدِ الْبَحْرِ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ مُسَجًّى بِثَوْبِهٖ قَدْ جَعَلَ طَرَفَهٗ
تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفَهٗ تَحْتَ رَأْسِهٖ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰی فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ
وَقَالَ هَلْ بِاَرْضِیْ مِنْ سَلَامٍ مَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا مُوْسٰی قَالَ مُوْسٰی
بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا شَاْنُكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِیْ مِمَّا عُلِّمْتَ
رُشْدًا قَالَ اَمَّا يَكْفِيْكَ اَنَّ التَّوْرَاةَ بِيَدَيْكَ وَاَنَّ الْوَحْیَ يَاْتِيْكَ يَا مُوْسٰی
اِنَّ لِیْ عِلْمًا لَا يَنْبَغِیْ لَكَ اَنْ تَعْلَمَهٗ وَاَنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَنْبَغِیْ لِیْ اَنْ اَعْلَمَهٗ
فَاَخَذَ طَائِرٌ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا عِلْمِیْ وَعِلْمُكَ فِیْ جَنْبِ
عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا كَمَا اَخَذَ هٰذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِهٖ مِنَ الْبَحْرِ حَتّٰی اِذَا رَكِبَا فِیْ

نے مچھلی پکڑی اور اس کو زنبیل میں رکھ لیا۔ اور اپنے خادم یوشع سے کہا میں تمہیں صرف یہ تکلیف دیتا ہوں کہ جہاں یہ مچھلی تم سے جُدا ہو جائے مجھے خبردار کر دینا۔ یوشع نے کہا مجھے زیادہ تکلیف نہ دی گئی پس یہ اللہ کا فرمان ہے اس کا کلام عظیم ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم یُوشع بن نُون سے فرمایا۔ سعید سے یہ روائت نہیں ہے (جس میں یوشع بن نون کا نام مذکور ہو) فرمایا ایک وقت مُوسیٰ علیہ السلام پتھر کے سایہ میں تر زمین پر تھے۔ اچانک مچھلی نے حرکت کی جبکہ موسیٰ علیہ السلام سو رہے تھے تو اُن کے خادم نے کہا میں انہیں بیدار نہیں کروں گا حتیٰ کہ جب وہ خُود بیدار ہوئے تو انہیں خبردار کرنا بھُول گئے مچھلی حرکت کرتی ہُوئی دریا میں چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے دریا کا بہاؤ روک دیا حتیٰ کہ مچھلی کا اثر پتھر میں تھا۔ ابن جریج نے کہا مجھے عمرو نے ایسے کہا ہے کہ مچھلی کا اثر پتھر میں تھا۔ (انگشت کے اشارے سے اس کا اثر ظاہر کیا) اور اپنے دونوں انگوٹھوں اور ان کے ساتھ متصل دونوں انگلیوں سے حلقہ بنایا (دونوں انگوٹھوں اور دونوں سبابہ انگلیوں سے حلقہ بنایا) ہم نے اس سفر میں رنج پایا ہے۔ یوشع نے کہا اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

السَّفِيْنَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِغَارًا تَحْمِلُ اَهْلَ هٰذَا السَّاحِلِ اِلٰى اَهْلِ هٰذَا السَّاحِلِ الْاٰخَرِ عَرَفُوْهُ فَقَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ الصَّالِحُ قَالَ قُلْنَا لِسَعِيْدٍ خَضِرٌ قَالَ نَعَمْ لَا نَحْمِلُهٗ بِاَجْرٍ فَخَرَقَهَا وَوَتَّدَ فِيْهَا وَتِدًا قَالَ مُوْسٰى اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا قَالَ مُجَاهِدٌ مُنْكَرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا كَانَتِ الْاُوْلٰى نِسْيَانًا وَّالْوُسْطٰى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهٗ قَالَ يَعْلٰى قَالَ سَعِيْدٌ وَجَدَ غِلْمَانًا يَلْعَبُوْنَ فَاَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا ظَرِيْفًا فَاَضْجَعَهٗ ثُمَّ ذَبَحَهٗ بِالسِّكِّيْنِ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَمْ تَعْمَلْ بِالْحِنْثِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُهَا زَكِيَّةً زَاكِيَةً

آپ سے رنج والم دُور کرے۔ یہ روائت (قَدْ قَطَعَ اللّٰهُ عَنْكَ النَّصَبَ) سعید کی نہیں پس وہ دونوں واپس لوٹے اور خضر علیہ السلام کو پالیا (ابن جریج نے کہا) مجھے عثمان بن ابی سلیمان نے کہا (سعید کی روائت پر اضافہ کرتے ہوئے) دریا کے درمیان سبز بستر پر بیٹھے دیکھا۔ سعید بن جبیر نے کہا وہ کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے اس کا ایک کنارہ اپنے دونوں پاؤں تلے اور دوسرا کنارہ اپنے سر کے نیچے کئے ہوئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کہا تو خضر نے اپنے چہرے سے کپڑا اُٹھایا اور کہا کیا میری اس زمین میں سلام کہنے کا طریقہ ہے؟ تم کون ہو؟ فرمایا میں موسیٰ ہوں۔ خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ ہو؟ فرمایا جی ہاں (میں بنی اسرائیل کا موسیٰ ہوں) خضر نے کہا کس لئے تشریف لائے ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے وہ علم سکھائیں جو آپ کو عطاء کیا گیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کیا آپ کو یہ کافی نہیں کہ تورات آپ کے پاس ہے اور آپ کے پاس وحی آتا ہے۔ اے موسیٰ میرے پاس علم ہے آپ کے لئے اس کو پُورا جاننا مناسب نہیں اور آپ کے پاس علم ہے میرے لئے مناسب نہیں کہ میں وہ سارا سیکھوں اتنے میں ایک پرندے نے اپنی چونچ کے ساتھ دریا سے پانی پیا تو خضر نے کہا بخدا! میرا علم اور تمہارا علم اللہ کے علم کی نسبت صرف ایسا ہے جیسے اس پرندے نے دریا سے اپنی چونچ کے ساتھ پانی پیا ہے۔ پھر جب وہ کشتی میں سوار ہونے لگے

marfat.com
Marfat.com

مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيْدُ اَنْ يَنْقَضَّ
فَاَقَامَهٗ قَالَ سَعِيْدٌ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَهٗ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلٰى حَسِبْتُ
اَنَّ سَعِيْدًا قَالَ فَمَسَحَهٗ بِيَدِهٖ فَاسْتَقَامَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا
قَالَ سَعِيْدٌ اَجْرًا نَاْكُلُهٗ وَكَانَ وَرَآءَهُمْ وَكَانَ اَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ
اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَزْعُمُوْنَ عَنْ غَيْرِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ هُدَادُ بْنُ بُدَدٍ وَالْغُلَامُ الْمَقْتُوْلُ
اِسْمُهٗ يَزْعُمُوْنَ جَيْسُوْرُ مَلِكٌ يَاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا فَاَرَدْتُ اِذَا هِيَ
مَرَّتْ بِهٖ اَنْ يَدَعَهَا لِعَيْبِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْا اَصْلَحُوْهَا وَانْتَفَعُوْا بِهَا وَ
مِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ سَدُّوْهَا بِقَارُوْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ بِالْقَارِ كَانَ
اَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ وَكَانَ كَافِرًا فَخَشِيْنَا اَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا اَنْ يَحْمِلَهُمَا

تو اُنھوں نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں پائیں جو لوگوں کو ایک کنارے سے دُوسرے پر لے جاتی تھیں۔ ملّاحوں نے حضرت خضر علیہ السّلام کو پہچان لیا اور کہا یہ اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہے (انھوں نے سب کو سوار کرلیا) یعلی بن مسلم نے کہا ہم نے سعید بن جُبیر سے کہا اُنھوں نے خضر کو پہچانا تھا؟ کہا جی ہاں! ان کو کرایہ لے کر سوار نہ کرتے تھے۔ خضر علیہ السّلام نے کشتی کا تختہ توڑ دیا اور اس کی جگہ میخ جڑ دی۔ موسیٰ علیہ السّلام نے کہا کیا آپ نے کشتی کو توڑا ہے کہ کشتی میں سوار لوگوں کو پانی میں غرق کرے؟ آپ نے بُرا کام کیا ہے خضر علیہ السّلام نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کرسکیں گے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا پہلی بار موسیٰ علیہ السّلام نے بھول کر اعتراض کیا تھا اور دوسری بار شرط ذکر کی (کہ اگر میں پوچھوں تو مجھے جُدا کردو) اور تیسری بار قصداً اعتراض کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السّلام نے کہا میرے بھُول جانے کے باعث مؤاخذہ نہ کرو اور میرے کام میں مشکل پیدا نہ کرو پھر وہ ایک بچہ سے ملے تو خضر نے اس کو قتل کر دیا۔ یعلیٰ نے کہا سعید نے کہا خضر علیہ السّلام چند لڑکوں کو دیکھا کہ وہ کھیل رہے ہیں تو ایک ذہین کافر لڑکے کو پکڑا اور اس کو لٹا کر چھری سے ذبح کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے بلا وجہ بے گناہ بچے کو قتل کر دیا ہے؟ جس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو "زَكِيَّةً زَاكِيَةً مُسْلِمَةً" پڑھا ہے جیسے غلام زکی کہتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

حُبُّهُ عَلٰی اَنْ یَتَابَعَاهُ عَلٰی دِیْنِهٖ فَاَرَدْنَا اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَکٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا هُمَا بِهٖ اَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْاَوَّلِ الَّذِیْ قَتَلَ خَضِرٌ وَ زَعَمَ غَیْرُ سَعِیْدٍ اَنَّهُمَا اُبْدِلَا جَارِیَةً وَاَمَّا دَاوٗدُ بْنُ اَبِیْ عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ اِنَّهَا جَارِیَةٌ

نفس زکیہ کہتے ہیں۔ پھر دونوں چلتے رہے اور ایک دیوار پائی جو گرنا چاہتی تھی۔ خضر نے اس کو سیدھا کر دیا۔ سعید نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے کہا "اس طرح"، اور اپنا ہاتھ اُٹھایا وہ سیدھی ہو گئی۔ یعلیٰ نے کہا میرا خیال ہے کہ سعید نے کہا اس کو اپنے ہاتھ سے چھُوا تو وہ سیدھی ہو گئی۔ "موسیٰ علیہ السلام نے کہا" اگر تم چاہتے تو اس کام کی اُجرت لیتے۔ سعید نے کہا اُجرت جو ہم کھاتے۔ اُن کے آگے ابن عباس نے پڑھا کہ ان کے آگے بادشاہ تھا۔ سعید کے غیر سے روایت ہے کہ وہ بادشاہ ہَدَد بن بَدَدْ تھا۔ اور مقتول لڑکے کا نام جَیْسُور تھا۔ بادشاہ ہر کشتی غصب کر لیتا تھا۔ میں نے چاہا کہ جب کشتی اس کے پاس سے گزرے تو اس کو عیب ناک سمجھ کر چھوڑ دے گا۔ جب وہ چلے جائیں گے تو اس کو درست کر کے نفع حاصل کریں گے۔ اُن میں سے بعض نے کہا کہ شیشہ پگھلا کر سوراخ بند کر لیں گے۔ ان میں سے بعض نے کہا تارکول سے سوراخ بند کر لیں گے۔ ان میں سے بعض نے کہا تارکول سے سوراخ بند کر لیں گے۔ اور اس کے ماں باپ مومن تھے اور وہ لڑکا کافر تھا۔ ہمیں خوف ہُوا کہ سرکشی اور کفر کے باعث ان کو تنگ کر دے گا اور وہ اُس بچے کی محبت کے باعث اس کے دین پر اس کی متابعت کر لیں گے۔ ہم نے یہ ارادہ کیا کہ ان کا ربّ اس سے بہتر بچہ ان کو بدل دے گا جو پاکیزہ اور صلہ رحم کرنے والا ہوگا۔ اُنھوں نے یہ "اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَکِیَّةً"، کی مناسبت سے کہا ہے۔ اس حال میں کہ اِس بچہ کے ماں باپ پہلے بچے کی نسبت جس کو خضر نے قتل کیا تھا۔ اس سے زیادہ رحم کرنے والے ہوں گے۔ سعید کے غیر نے کہا (یعنی ابن جریج نے) ان کو لڑکی بدل دی گئی اور داؤد بن عاصم نے اکثر سے ذکر کیا کہ اس کا بدل لڑکی تھی۔

۴۴۱۰ — شرح : اس حدیث کی شرح کئی بار گزری ہے۔ کچھ یہاں بھی ذکر کئے دیتے ہیں۔ قولہ لَا یَنْبَغِیْ لِیْ آہ یعنی خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ آپ کو وہ علوم حاصل ہیں جو میرے مناسب نہیں کہ میں وہ حاصل کر سکوں۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا یہ اس اعتبار سے ہے کہ اگر خضر نبی ہیں تو دوسرے نبی کی شریعت اس پر واجب نہیں اگر وہ ولی ہیں تو ممکن ہے کہ وہ کسی نبی کی شریعت کے مامور ہوں"، اس تقدیر پر خضر کے اس کلام کے معنیٰ یہ ہیں کہ آپ نبی ہیں آپ کے لئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰهُ اٰتِنَا غَدَآءَ نَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا

کسی نبی اور ولی کی متابعت مناسب نہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حق تعالیٰ کے کلام کے مطابق اسی قدر میں مامور تھے کہ خضر کی مصاحبت اختیار کریں اور یہ معلوم کریں کہ تم سے بڑا عالم بھی ہے۔

قولہ مَعَابِرَ کے معنی کشتیاں ہیں۔ علامہ ابن حجر نے کہا کہ "وجد مَعَابِرَ" "رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ" کی تفسیر ہے۔ "اذا" کا جواب نہیں کیونکہ کشتیوں کو پانا کشتی میں سوار ہونے سے پہلے تھا (قسطلانی)

قولہ ذَبَحَهُ بِالسِّكِّيْنِ" اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سفیان کی روایت میں فَاقْتَلَعَهُ بِيَدِهٖ" ہے کہ خضر نے بچے کا سر اپنے ہاتھ کے ساتھ باہر نکال مارا" اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منافات نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ پہلے ذبح کیا ہو اور باقی ماندہ کو ہاتھ کے ساتھ باہر پھینک مارا ہو نیز قتل عام ہے دونوں صورتوں کو شامل ہے۔ اس مقتول بچے کا نام "جَيْسُوْر" تھا۔ جیسا کہ ابن جریج نے ذکر کیا ہے اور ضحاک کی تفسیر میں اس کا نام حَشْرَد اور کلبی کی تفسیر میں "شمعون" مذکور ہے۔

قولہ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا" ہوسکتا ہے کہ یہ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا" سے بدل واقع ہو۔ اور ممکن ہے کہ تقدیر عبارت یہ ہو۔ بِاَنْ يُّبْدِلَهُمَا" ہو۔

قولہ خَيْرًا مِّنْهُ" یعنی جو بچہ ان کو عطا کیا جائے گا جو مقتول بچے سے بہتر ہوگا۔ زکاۃ کے معنی صلاحیت اور اسلام کے ہیں۔ اور "اَقْرَبَ رُحْمًا" کے معنی ہیں صلہ رحم کرنے والا اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا ہوگا اور مقتول بچہ کے ساتھ اگرچہ اس کے ماں باپ بہت محبت کرتے ہیں لیکن جو اس کا بدل بچہ عطاء ہوگا اس سے بہت زیادہ محبت کریں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقتول بچے کا بدل لڑکی عطاء فرمائی۔ چنانچہ نسائی نے ابن ابی اسحاق کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقتول بچے کا بدل لڑکی عطاء کی۔ اس کے پیٹ سے نبی پیدا ہوا۔ طبرانی کی روایت میں دو نبی مذکور ہیں۔

سدی کی روایت میں ہے کہ لڑکی نے نبی کو جنم دیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی تھا جسے لوگوں نے کہا ہمارے لئے کوئی بادشاہ تجویز کریں جس کی معیت میں ہم اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ اس کا نام "شَمْعُوْن" تھا۔ اس کی والدہ کا نام حَنَّہْ تھا۔

ابن کلبی کی تفسیر میں ہے کہ اس نے لڑکی کو جنم دیا جس کے پیٹ سے کئی نبی پیدا ہوئے جو لوگوں کے لئے مشعل ہدایت تھے بعض علماء نے ذکر کیا کہ اس کی اولاد میں ستر نبی ہوئے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

اِلٰی قَوْلِہٖ عَجَبًا صُنْعًا عَمَلًا حِوَلًا تَحَوُّلًا قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰی اٰثَارِهِمَا قَصَصًا اِمْرًا وَنُكْرًا دَاهِيَةٌ يَنْقَضُّ يَنْقَاضُ كَمَا تَنْقَاضُ السِّنُّ لَتَّخَذْتَ وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ رُحُمًا مِنَ الرُّحْمِ وَهِيَ اَشَدُّ مُبَالَغَةً مِنَ الرَّحْمَةِ وَيُظَنُّ اَنَّهٗ مِنَ الرَّحِيْمِ وَتُدْعٰی مَكَّةَ اُمَّ رُحْمٍ اَیْ الرَّحْمَةُ تَنْزِلُهَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب دونوں اس جگہ سے آگے بڑھے تو موسیٰ نے کہا کھانا لاؤ ہم نے اس سفر میں بہت تکان پائی ہے"۔

تفسیر : حضرت موسیٰ اور ان کے خادم یوشع بن نون اور صخرہ (پتھر) سے جُدا ہونے کے بعد ایک دن اور رات چلتے رہے۔ اس کے بعد خادم سے کہا کھانا لاؤ تو زنبیل میں بریاں مچھلی کو گم پایا پھر وہیں سے پلٹے اور اسی پتھر کے پاس آئے جہاں سے چلے تھے وہاں انہیں خضر مل گئے۔

قولہ صُنْعًا ،، اس سے اس آیت کریمہ: " وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی عملاً سے تفسیر کی۔ یعنی وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھے عمل کرتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ نے کہا یہ لوگ راہب اور وہ علماء ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو گرجوں وغیرہ میں محبوس کر رکھا تھا۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا " رضی اللہ عنہ ،، یہ لوگ یہود و نصاریٰ ہیں " عبداللہ بن کواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں جن کے اعمال خسارہ میں ہیں۔ فرمایا اے خارجیو! وہ تم لوگ ہو۔

قولہ حِوَلًا ،، اس سے اس آیت کریمہ: لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی حِوَلًا ،، سے تفسیر کی ،، یعنی جنتی لوگ جنت سے پھر جانا نہیں چاہیں گے "

قولہ اِمْرًا ،، اس سے اس آیت کریمہ: لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی دَاهِيَةً سے تفسیر کی اسی طرح لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا کی تفسیر داھیہ سے کی ہے۔

قولہ يَنْقَضُّ ،، اس سے اس آیت کریمہ فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ،، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ يَنْقَضُّ اور يَنْقَادُ ہم معنیٰ ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں يَنْقَاضُ السِّنُّ دانت گر گئے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۴۱۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ اَنَّ مُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ لَيْسَ بِمُوْسَى الْخَضِرِ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوْسٰى خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقِيْلَ لَهٗ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ قَالَ اَنَا فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ اِلَيْهِ وَاَوْحٰى اِلَيْهِ بَلٰى عَبْدٌ مِنْ عِبَادِيْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ اَيْ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيْلُ اِلَيْهِ قَالَ تَاْخُذُ حُوْتًا فِيْ مِكْتَلٍ فَحَيْثُ مَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَاتَّبِعْهُ قَالَ فَخَرَجَ مُوْسٰى وَمَعَهٗ فَتَاهُ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ وَمَعَهُمَا الْحُوْتُ حَتّٰى اَتَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ فَوَضَعَ مُوْسٰى رَاْسَهٗ فَنَامَ قَالَ سُفْيَانُ وَفِيْ حَدِيْثِ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ وَفِيْ اَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا الْحَيٰوةُ لَا يُصِيْبُ مِنْ مَّائِهَا شَيْءٌ اِلَّا حَيِيَ فَاَصَابَ الْحُوْتَ مِنْ مَّلَاءِ تِلْكَ الْعَيْنِ قَالَ

قولہ لَتَخَذْتَ اور اِتَّخَذْتَ ایک ہی لفظ ہے۔ مسلم شریف میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے "لَتَخَذْتَ" پڑھا ہے۔

قولہ رُحْمًا، رُحْمٌ سے ہے۔ رَحِمَ سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں "پیٹ"، اس میں "رحمت" کی نسبت مبالغہ زیادہ ہے۔ یہ بھی گمان کیا جاتا ہے کہ یہ بمعنی رحیم ہے اور مکہ مکرمہ کو "اُمّ رحم" کہتے ہیں یعنی وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

ترجمہ : سعید بن جُبَیر نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف البکالی کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کا موسیٰ وہ موسیٰ نہیں جو خضر کے ساتھی تھے۔ ابن عباس نے کہا اللہ کا دشمن جھوٹ کہتا ہے۔ ہمیں ابی بن کعب نے جناب رسول اللہ ۴۴۱۱ —

marfat.com
Marfat.com

فَتَحَرَّكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ مُوسٰى قَالَ لِفَتَاهُ
اٰتِنَا غَدَآءَنَا الْاٰيَةَ قَالَ وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتّٰى جَاوَزَ مَا أُمِرَ بِهٖ قَالَ لَهٗ
فَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُوْنٍ اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ
الْاٰيَةَ قَالَ فَرَجَعَا يَقُصَّانِ فِيْ اٰثَارِهِمَا فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمَرَّ الْحُوْتِ
فَكَانَ لِلْفَتٰى عَجَبًا وَلِلْحُوْتِ سَرَبًا قَالَ فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ اِذَا هُمَا بِرَجُلٍ
مُسَجًّى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوْسٰى قَالَ وَاَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ اَنَا مُوْسٰى
قَالَ مُوْسٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِيْ مِمَّا
عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوْسٰى اِنَّكَ عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَا
اَعْلَمُهٗ وَاَنَا عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمْنِيْهِ اللّٰهُ لَا تَعْلَمُهٗ قَالَ بَلٰى اَتَّبِعُكَ
فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْاَلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا فَانْطَلَقَا

صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو اُن سے کہا گیا لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے۔ فرمایا میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عتاب کیا جبکہ علم کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی اور انہیں وحی فرمائی کہ کیوں نہیں مجمع البحرین میں میرے بندوں میں میرا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ نے کہا اے رب! اس کی طرف پہنچنے کی راہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا زنبیل میں مچھلی رکھ لو جہاں اسے گم پاؤ تو اس کا پیچھا کرو۔ موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھ اُن کا خادم یوشع بن نون دونوں نکلے جبکہ اُن کے پاس مچھلی تھی۔ حتیٰ کہ وہ صخرہ (پتھر) کے پاس آئے اور اس کے پاس ٹھہرے موسیٰ علیہ السلام نے اپنا سر اس پر رکھا اور سو گئے۔ سفیان نے کہا عمرو کے غیر کی حدیث میں ہے کہ پتھر کے قریب چشمہ تھا جس کو آبِ حیات کہا جاتا ہے۔ جب مردہ شئی کو اس کا پانی پہنچے وہ زندہ ہو جاتی ہے۔ اس چشمہ کے پانی سے مچھلی کو پہنچا تو وہ حرکت میں آگئی اور زنبیل سے نکل کر دریا میں داخل ہو گئی۔ جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو اپنے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ۔ راوی نے کہا موسیٰ علیہ السلام کو تعب و مشقت نہ پہنچی حتیٰ کہ اس جگہ سے آگے گزر گئے جس کا اُن کو حکم دیا گیا تھا (صخرہ جو خضر سے ملاقات کا مقام تھا) اُن کے خادم یوشع بن نون نے کہا کیا آپ

marfat.com
Marfat.com

يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ فَعَرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوهُمْ فِي سَفِينَتِهِمْ
بِغَيْرِ نَوْلٍ يَقُوْلُ بِغَيْرِ اَجْرٍ فَرَكِبَا السَّفِينَةَ قَالَ وَوَقَعَ عُصْفُوْرٌ عَلَى حَرْفِ
السَّفِينَةِ فَغَمَسَ مِنْقَارَهُ الْبَحْرَ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوْسٰى مَا عِلْمُكَ وَعِلْمِي وَعِلْمُ
الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْقَارَهُ قَالَ فَلَمْ
يَفْجَأْ مُوْسٰى اِذَا عَمَدَ الْخَضِرُ اِلٰى قَدُوْمٍ فَخَرَقَ السَّفِينَةَ فَقَالَ لَهُ مُوْسٰى قَوْمٌ
حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ اِلٰى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ
اٰلِيَةً فَانْطَلَقَا اِذَا هُمَا بِغُلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ
فَقَطَعَهُ قَالَ لَهُ مُوْسٰى اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا

نے دیکھا جس وقت ہم نے پتھر کے پاس جگہ لی تھی (وہاں مچھلی نکل گئی تھی اور میں آپ سے کہنا بھول گیا تھا) راوی
نے کہا پھر دونوں واپس ہوئے اس حال میں کہ اپنے قدموں کے نشان تلاش کر رہے تھے اور دریا میں طاق کی طرح
مچھلی کی گزرگاہ پائی خادم کے لئے یہ کیفیت تعجب خیز ہوئی اور مچھلی کے لئے سرنگ۔ جب وہ پتھر کے پاس
پہنچے اچانک وہاں ایک آدمی تھا جو کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کہا تو اس نے کہا
جس زمین میں تم ہو اس میں سلام کہنے کی عادت کب ہے؟ فرمایا میں موسیٰ ہوں۔ خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ
ہو۔ فرمایا ہاں! موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا میں تمہارا اس پر ساتھی رہوں کہ مجھے وہ سکھاؤ جو تمہیں رشد سکھائی
گئی ہے۔ خضر نے کہا اے موسیٰ! آپ اللہ تعالیٰ کے معلومات سے ایسے راسخ علم پر ہیں جو اللہ نے آپ کو سکھایا
ہے۔ میں وہ سب نہیں جانتا ہوں اور میں اللہ کے علم سے علم راسخ پر ہوں کہ آپ اس کو نہیں جانتے ہیں۔ موسیٰ
علیہ السلام نے کہا بلکہ میں آپ کی پیروی کروں گا۔ خضر نے کہا اگر آپ نے میرے ساتھ چلنا ہے تو مجھ سے کسی شئی
کے متعلق دریافت نہ کرو حتی کہ میں خود اس میں سے آپ سے بیان کروں گا۔ دونوں سمندر کے کنارے چل رہے
تھے کہ اُن کے پاس سے ایک کشتی گزری۔ خضر کو لوگوں نے پہچانا اور کرایہ کے بغیر سب کو کشتی میں سوار کیا۔
بِغَيْرِ نَوْلٍ بمعنی بغیر اَجرٍ ہے۔ چنانچہ دونوں کشتی پر سوار ہوگئے۔ راوی نے کہا کشتی کے کنارے پر چڑیا بیٹھی اور وہ
دریا میں اپنی چونچ لے گئی۔ خضر نے کہا اے موسیٰ میرا علم اور آپ کا علم اور ساری مخلوق کے علم اللہ کے علم کی نسبت اس
مقدار میں ہیں جو اس چڑیا نے اپنی چونچ میں لیا ہے۔ راوی نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے کچھ دیر نہ کی کہ اچانک خضر نے

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا اِلٰى قَوْلِهٖ فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَ فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَقَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَاَقَامَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَنَا دَخَلْنَا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ يُضَيِّفُوْنَا وَ لَمْ يُطْعِمُوْنَا لَوْشِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا اَنَّ مُوْسٰى صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَمْرِهِمَا قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا

تیشہ کا قصد کیا اور کشتی کو توڑ دیا موسیٰ علیہ السلام نے خضر سے کہا ان لوگوں نے ہمیں اُجرت کے بغیر کشتی میں سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی کو قصدًا توڑ دیا تاکہ کشتی میں سوار لوگوں کو دریا میں غرق کرے آپ نے اچھا کام نہیں کیا ہے پھر دونوں چل پڑے اچانک ایک لڑکا دیکھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضر نے اس کا سر پکڑا اور اس کو کاٹ ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام نے خضر سے کہا کیا آپ نے بغیر قصاص کسی نفس کے بے گناہ کو قتل کر دیا ہے؟ تم نے یہ بُرا کام کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْنَا تک ،، اُنھوں نے اس قریہ میں ایک دیوار پائی جو گرنے والی تھی۔ خضر نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا اور اس کو سیدھا کر دیا تو اُن سے موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہم اس قریہ میں آئے اور ان لوگوں نے ہمیں کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تم چاہتے تو دیوار سیدھی کرنے کی اُجرت لے سکتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان جُدائی کا وقت ہے میں عنقریب آپ کو اس بیان سے آگاہ کروں گا جس پر آپ صبر نہیں کر سکے ،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری یہ خواہش تھی کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے حتی کہ سارا واقعہ ہم پر ظاہر ہوتا۔ راوی نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما پڑھتے تھے۔ وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ غَصْبًا ،، یعنی وہ لفظ ،، امام اور صالحۃ ،، پڑھتے تھے۔ (کئی بار اس حدیث کی شرح ہو چکی ہے)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا

۴۴۱۲ــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُصْعَبٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبِیْ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا اَهُمُ الْحَرُوْرِيَّةُ قَالَ لَا هُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى اَمَّا الْيَهُوْدُ فَكَذَّبُوْا مُحَمَّدًا وَاَمَّا النَّصَارٰى فَكَفَرُوْا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوْا لَا طَعَامَ فِيْهَا وَلَا شَرَابَ وَالْحَرُوْرِيَّةُ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيْهِمُ الْفَاسِقِيْنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے حبیب فرما دیجئے کیا ہم تمہیں بتا دیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں؟

۴۴۱۲ــ ترجمہ: مُصْعَب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے پُوچھا قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ الآیۃ۔ یہ آیت کریمہ حروریہ کی شان میں ہے کیونکہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل والے یہی لوگ ہیں۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا نہیں۔ یہ لوگ یہود و نصاریٰ ہیں (جن کے اعمال ناقص ہیں) یہودیوں نے جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی آپ کو جھٹلایا اور نصاریٰ نے جنت سے کفر کیا اور کہا اس میں کوئی کھانے پینے کی شئ نہیں اور حروریہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مضبوط عہد کرنے کے بعد اس کا نقض کیا اُن کے حق میں یہ آیت کریمہ: اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ الآیۃ، نازل ہوئی۔ سعد بن ابی وقاص حروریہ کو فاسق کہتے تھے یعنی ان کو کافر نہیں کہتے تھے۔

وہ حُرُوْرِیَّہ

حروریہ کی نسبت حرور کی طرف ہے اور وہ کوفہ کے قریب ایک گاؤں ہے جہاں خارجی جمع

marfat.com
Marfat.com

بَابُ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ الْاٰيَةَ

۴۴۱۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهٗ لَيَاْتِىْ الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا وَعَنْ يَحْيٰى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ مِثْلَهٗ

ہُوئے تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بُلند کیا اور آپ کی طاعت سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے باعث وہ جماعت سے خارج ہوگئے اس لئے انہیں حروریہ کہا جاتا ہے یہ فرقہ خارجیہ ہے جو اہلسنّت وجماعت کے سخت خلاف ہیں ان کا سرغنہ وہی شخص ہے جس نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر غنیمت کے مال تقسیم کرتے وقت اعتراض کیا اور کہا "یارسُولَ اللہ عدل کرو" اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ اسی کو ذوالخویصرہ کہا جاتا ہے۔ اسی کے متعلق حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس کی نسل میں ایسے لوگ ہوں گے جو بڑی نمازیں پڑھیں گے بڑے روزے رکھیں گے لیکن ان کا دین میں کچھ حصّہ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ربّ کی آیات اور اُس کی ملاقات کا انکار کر دیا ان کے سب عمل اکارت گئے"

۴۴۱۳ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت ہے کہ قیامت کے بہت موٹا آدمی لایا جائے گا۔ اللہ کے حضُور اس کا وزن مچھر کے پَر کے برابر نہ ہوگا اور فرمایا

marfat.com
Marfat.com

كٓهٰيٰعٓصٓ باب سُوْرَةِ مَرْيَمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَبْصِرْبِهِمْ وَاَسْمِعْ اَللّٰهُ يَقُوْلُهٗ وَهُمُ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُوْنَ وَلَا يُبْصِرُوْنَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ يَعْنِيْ قَوْلَهٗ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرِ الْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ اَسْمَعُ شَيْءٍ وَاَبْصَرُهٗ لَارْجُمَنَّكَ لَاَشْتِمَنَّكَ وَرِءْيًا مَنْظَرًا

یہ آئت پڑھو! فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ،، ہم ان کے لئے قیامت میں کوئی تول نہ قائم کریں گے۔ یحییٰ بن بکیر نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن کے واسطہ سے ابوالزناد سے اس طرح روائت کی ہے۔

۴۴۱۳ — شرح : علامہ قسطلانی نے کہا اس آئت کریمہ سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ قیامت میں کافروں کا حساب نہ ہوگا کیونکہ حساب ان کا ہوگا جن کے اچھے بُرے عمل ہوں گے اور قیامت میں کافر کا کوئی عمل اچھا نہ ہوگا!

سُوْرَۂ مریم عَلَيْهَا السَّلَامُ

مقاتل نے کہا یہ سورت حبشہ کی طرف ہجرت کے بعد نازل ہوئی۔ یہ مکی ہے، لیکن اس میں سجدہ کی آئت مدنی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كٓهٰيٰعٓصٓ ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ اللہ کا نام ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ اسم اعظم ہے۔ بعض نے کہا یہ اس سورت کا نام ہے۔ کلبی سے منقول ہے کہ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات ستودہ صفات

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ تَؤُزُّهُمْ تَزْعَجُهُمْ اِلَى الْمَعَاصِىْ اِزْعَاجًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِدًّا عُوْجًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وِرْدًا عِطَاشًا اَثَاثًا مَالًا اِدًّا قَوْلًا عَظِيْمًا رِكْزًا صَوْتًا عِتِيًّا بُكِيًّا جَمَاعَةٌ بَاكٍ صُلِيًّا صَلِيَ يَصْلٰى نَدِيًّا وَالنَّادِىْ مَجْلِسًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَلْيَمْدُدْ فَلْيَدْعُهْ

کی ثنا کی ہے۔ قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ : اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ،، کی تفسیر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کافر آج کے دن سنتے دیکھتے نہیں کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ قیامت میں جبکہ ان کا سننا دیکھنا مفید نہ ہوگا بہت سننے اور دیکھنے والے ہوں گے۔

قولہ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ آہ یہ صیغہ امر ہے اس کا معنیٰ خبر ہے۔ یعنی اُس دِن کافر بہت سننے اور دیکھنے والے ہوں گے۔

قولہ لَاَرْجُمَنَّكَ آہ اس سے اس آیت کریمہ : يٰٓاِبْرٰهِيْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِىْ مَلِيًّا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر لَاَشْتِمَنَّكَ ،، سے کی۔ اے ابراہیم اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھراؤ کروں گا اور مجھ سے لمبا زمانہ ہجرت کر جا ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں تجھے ماروں گا بعض نے کہا اس کے معنی ہیں میں تیرا حال ظاہر کردوں گا۔ عطاء نے کہا مَلِيًّا ،، کے معنی سالم کے ہیں یعنی سلامتی کے ساتھ ہم سے چلے جاؤ ،،

قولہ وَرِئْيًا آہ اس سے اس آیت کریمہ ،، وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِئْيًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، مَنْظَرًا ،، سے کی۔ ہم نے اس سے پہلے بہت اہلِ قرن ہلاک کئے کہ وہ ان سے بھی سامان اور جمال میں بہتر تھے ،، طبری نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس سے رِئْيًا روایت کی ہے اور ثعلبی نے زاء کے ساتھ پڑھا ہے اس کے معنی وَہَيْئَتٌ کے ہیں

قولہ قَالَ ابووائل آہ ابووائل نے کہا : مریم کو یہ معلوم تھا کہ تَقِيٌّ ،، عقلمند ہے حتی کہ فرمایا میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ چاہتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے۔

سفیان بن عیینہ نے اس آیت کریمہ : تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ،، کی تفسیر میں کہا کہ شیطان کافروں کو گناہوں کی طرف حرکت دیتے ہیں (گناہ کرنے پر اُچھالتے ہیں) مجاہد نے اس آیت کریمہ ،، لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ،، میں لُدًّا ،، کی تفسیر عُوْجًا سے یعنی تم اُس سے ڈرنے والوں کو خوشخبری دو اور جھگڑالو

marfat.com
Marfat.com

لوگوں کو اُن سے ڈر سناؤ ،، عُوجًا اَعْوَج کی جمع ہے۔ اور لُدًّ اَلَدّ کی جمع ہے۔ جھگڑا شخص کو اَلَدّ کہا جاتا ہے۔ مجاہدؒ نے اس کی تفسیر ظالم سے کی ہے۔ جبکہ ابوعبیدہ نے کہا اَلَدّ وہ ہے جو حق قبول نہ کرے اور باطل کا دعویٰ کرے ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آئت کریمہ ،، وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ،، میں وِرْد کی تفسیر عِطَاشًا ،، سے کی ہے یعنی اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے پیاسے ،، ثعلبی نے کہا عِطَاشًا" پیدل چلنے والے جو پیاس سے ہلاک ہو گئے ہوں۔

قولہ اَثَاثًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّ رِئْيًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور "اثاثًا ،، کی مال سے تفسیر کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ،، ہیئت ،، سے اور مقاتل نے ثیاب سے تفسیر کی اس کے معنی متاع بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

قولہ اِدًّا آہ اس سے اس آئت کریمہ : وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اِدًّا کی قَوْلًا عَظِيْمًا ،، سے تفسیر کی ،، اور وہ اللہ کی اولاد کہنا ہے یعنی کافر بولے رحمٰن نے اولاد اختیار کی بے شک تم حدّ کی بھاری بات لائے۔

قولہ رِكْزًا آہ اس سے اس آئت کریمہ : اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور رِكْزًا کی صَوْت" سے تفسیر کی۔ قرطبی نے کہا ،، رکز ،، ہلکی آواز ہے یا ان کی ہلکی آواز سنتے ہو۔

قولہ غَيًّا آہ اس سے اس آئت کریمہ : وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ،، کی طرف اشارہ کیا اور خُسْرَانًا ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی عنقریب وہ دوزخ میں غیّ جنگل پائیں گے ،، یا خسارہ پائیں گے ،، عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ،، غیّ ،، جہنم میں وادی ہے جو بہت گہری ہے۔ نیز اُنھوں نے "جہنم میں نہر ،، سے بھی تفسیر کی ہے۔ عطاء نے کہا ،، غیّ ،، جہنم کی وادی ہے جس میں پیپ بہتی ہوگی۔ کعب نے کہا "غیّ ،، جہنم کی بہت گہری وادی ہے جو سخت گرم ہے اس میں کنواں ہے جسے "ھیم ،، کہا جاتا ہے۔ جب دوزخ کی آگ بجھ جائے تو اللہ تعالیٰ وہ کنواں کھول دیتا ہے جس سے دوزخ بھڑکنے لگتی ہے۔

قولہ بُكِيًّا آہ اس سے آئت کریمہ : خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مکیًّا" سے کی یہ بَاكِيْ ،، کی جمع ہے۔ "بُكِيًّا ،، دراصل "بُكِوِيٌّ ،، تھا۔ واؤ اور یاء دونوں کے جمع ہونے کے باعث جبکہ پہلی ساکن ہے واؤ کو یاء سے بدل کر کے یاء میں ادغام کر دیا پھر ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا جیسے "مُسْلِمِيْ ،، میں کہا جاتا ہے۔ ثعلبی نے کہا یہ آئت کریمہ ، عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور اس کے مومن اہلِ کتاب کے حق میں نازل ہوئی۔

قولہ صِلِيًّا آہ اس سے اس آئت کریمہ ،، ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی پھر ہم خوب جانتے ہیں جو اس آگ میں بھوننے کے زیادہ لائق ہیں۔ صِلِيًّا ،، صَلِيَ يَصْلٰى کی مصدر از باب عَلِمَ ہے ،، جو شخص آگ میں داخل ہو کر جل جائے اسے کہا جاتا ہے ،، صَلِيَ فُلَانٌ النَّارَ ،،

قولہ نَدِيًّا ،، اس سے اس آئت کریمہ ،، اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدِيًّا کی طرف اشارہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

۴۴۱۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ اَمْلَحَ فَيُنَادِیْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَاٰهُ ثُمَّ يُنَادِیْ يَا اَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ

کیا اور اس کی تفسیر میں کہا "نَدِيًّا"، اور النادی بمعنی مجلس ہیں۔ لوگوں کے بیٹھنے اور ان کے جمع ہونے کی جگہ کو "نَدِيًّا"، کہا جاتا ہے۔

بابؔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اِنھیں حسرت کے دن سے ڈرائیں

تفسیر : یعنی کافروں کو حسرت کے دن سے ڈرائیں اور وہ قیامت کا دن ہے اس روز گنہگار حسرت کرے گا کہ اُس نے اچھے عمل کیوں نہیں کئے اور مخلص اچھے عمل کرنے والا حسرت کرے گا۔ کہ اُس نے اور زیادہ اچھے عمل کیوں نہیں کئے۔ اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ حسرت کا دن وہ ہے جس وقت اعراف پر موت کو ذبح کیا جائے گا۔ جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔

۴۴۱۱۴ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کو ایسے مینڈھے کی صورت میں لایا جائیگا جو زیادہ سفید اور تھوڑا سیاہ ہوتا ہے تو منادی پکارے گا اے جنتیو! وہ گردنیں اُٹھا کر اس طرف دیکھیں گے وہ کہے گا کیا تم اس کو پہچانتے ہو وہ کہیں گے جی ہاں! یہ موت ہے۔ پھر وہ پکارے گا اے دوزخیو! وہ گردنیں اُٹھا کر اس کی طرف دیکھیں گے۔ وہ کہے گا کیا اس کو پہچانتے ہو وہ کہیں گے جی ہاں! یہ موت ہے ہر ایک نے اسے دیکھا ہے۔ پس اس مینڈھے کو ذبح کیا جائے گا پھر وہ کہے گا اے جنتیو! ہمیشہ جنت میں رہو اب تمہارے لئے موت نہیں۔ اے دوزخیو! ہمیشہ دوزخ میں رہو اب تمہارے لئے موت نہیں،،

marfat.com
Marfat.com

رَاٰهُ فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَهٰؤُلَاءِ فِيْ غَفْلَةٍ اَهْلُ الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

پھر اس آیت کریمہ پڑھی: وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ یعنی مکہ کے کافروں کو ڈراؤ کہ وہ قیامت کے دن میں حسرت کریں گے جبکہ حساب پورا ہو جائے گا حالانکہ یہ لوگ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے ہیں "

۴۴۱۴ — شرح : اَمْلَح وہ ہے جس میں سفیدی زیادہ اور سیاہی کم ہو۔ ابن اعرابی نے کہا وہ خالص سفید ہے۔ موت کو خالص سفید مینڈھے کی صورت میں لانے کی حکمت یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ملک الموت اس شکل میں اور اسی حالت میں آیا تھا جبکہ اس کے چار سو پَر تھے جنہیں پھیلایا ہُوا تھا اور سفید اور سیاہ حالت میں آنے میں حکمت یہ ہے کہ سفیدی جنت کے اعتبار سے اور سیاہی دوزخ کے اعتبار سے دونوں حال میں آئے گی ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت مذکور ہے کہ موت کو لایا جائے گا اور اس کو پلصراط پر کھڑا کیا جائے گا پھر جنتیوں کو آواز دی جائے گی۔ وہ اس طرف ڈرتے ہُوئے دیکھیں گے کہ انہیں جنت سے نہ نکال دیا جائے پھر دوزخیوں کو آواز دی جائے گی وہ بہت خوش ہوں گے اور خوشی سے اس کو گردنیں اُٹھا کر دیکھیں گے کہ انہیں دوزخ سے نکالا جائے گا پھر انہیں کہا جائے گا کیا اسے پہچانتے ہو وہ سب کہیں گے جی ہاں! ہم اس کو جانتے ہیں " پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے ذبح کر دو تو اسے پلصراط پر ذبح کیا جائے گا۔ ایک روائت میں ہے جنت اور دوزخ کے درمیان دیوار پر اسے ذبح کیا جائے گا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ موت عرض ہے جو حیات کے منافی ہے یا وہ عدم الحیاۃ " ہے۔ اس کو کیسے ذبح کیا جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مینڈھے کی طرح مجسم حیوان بنا دے گا یہ سمجھانے کے لئے مثال بیان کی ہے،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مقاتل اور کلبی سے منقول ہے کہ موت و حیوٰۃ جسم ہیں۔ موت مینڈھے کی طرح ہے جس شئ سے گزرے یا کوئی شئ اس کی ہوا پائے تو فوراً مر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حیات کو مختلف رنگوں والی گھوڑی پیدا کیا ہے جس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام اور انبیاء کرام علیہم السلام سوار ہُوا کرتے تھے جو منتہائے نگاہ پر قدم رکھتی تھی وہ جس کے پاس سے گزرے یا کوئی شئ اس کی ہوا پائے تو زندہ ہو جاتی ہے۔ سامری نے اسی گھوڑی کے پاؤں کی مٹی سونے کے بچھڑے میں ڈالی وہ زندہ ہو گیا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ

۴۴۱۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجِبْرِيْلَ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا فَنَزَلَتْ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا

تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ موت کو کون ذبح کرے گا اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذبح کریں گے ،، بعض نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام ذبح کریں گے (عینی) علامہ قسطلانی نے کہا موت کے ایلح مینڈھے کی صورت میں حکمت یہ ہے کہ اس سے جنت اور دوزخ کی صفات کی طرف اشارہ ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم نازل نہیں ہوتے مگر تیرے رب کے حکم سے ،،

تفسیر : عکرمہ، ضحاک، قتادہ، مقاتل اور کلبی سے روائت ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں دیر کر دی جبکہ کافروں نے اصحابِ کہف، ذی القرنین اور روح کے متعلق آپ سے دریافت کیا آپ جبرائیل علیہ السلام کے آنے تک جواب میں تاخیر کی انتظار کی مدت میں مختلف اقوال ہیں۔ عکرمہ نے چالیس دن، مجاہد نے بارہ دن اور بعض نے پندرہ روز ذکر کئے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شاق گزرا جب جبرائیل آئے تو فرمایا بہت دیر کر دی مجھے آپ کے ملنے کا بہت شوق تھا عرض کیا حضور ہم آپ کے رب کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے۔

۴۴۱۵۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا تم کو کس نے روکا ہے کہ جتنی مرتبہ میرے پاس آتے ہو اس سے زیادہ مرتبہ آؤ ،، تو یہ آیت کریمہ : وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ الایۃ ،، نازل ہوئی ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اَفَرَاَيْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰيَاتِنَا
وَ قَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا

۴۴۱۶ــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَّابًا قَالَ جِئْتُ الْعَاصَ بْنَ وَآئِلٍ السَّهْمِیَّ اَتَقَاضَاهُ حَقًّا لِیْ عِنْدَهٗ قَالَ لَا اُعْطِيْكَ حَتّٰی تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقُلْتُ لَا حَتّٰی تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَاِنِّیْ لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوْثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ لِیْ هُنَاكَ مَالًا وَّ وَلَدًا فَاُقْضِيْكَهُ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَفَرَاَيْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰيَاتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا رَوَاهُ الثَّوْرِیُّ وَشُعْبَةُ وَحَفْصٌ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ

بابؔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا آپ نے دیکھا جس نے ہماری آیات سے انکار کیا اور کہا مجھے مال اور اولاد دی جائیگی،،

قولہ ،، اَفَرَءَيْتَ ،، بمعنی خبر ہے اور فاء تعقیب کے لئے ہے گویا کہ کہا اس کافر کا قصہ بھی بیان کریں اور ان کے بعد اس کی بات ذکر کریں ہمزہ کے بعد فاء عاطفہ ہے اور معطوف علیہ ،، الذی کفر الخ جملہ ہے یعنی عاص بن وائل جو حضرت عمرو بن عاص کا والد ہے نے قرآن سے انکار کیا اور بطور استہزاء کہا مجھے مرنے کے بعد جنت میں مال و دولت اور اولاد دی جائے گی تو پھر تمہارا قرضہ ادا کر دوں گا،،

۴۴۱۶ــ ترجمہ: مسروق نے کہا میں نے خبابؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس آیا اس سے اپنا حق طلب کرتا تھا اس نے کہا میں تجھے نہ دوں گا حتیٰ کہ محمد ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، سے کفر کرو میں نے کہا میں کفر نہیں کروں گا حتیٰ کہ تو مر جائے پھر قبر سے اٹھایا جائے اس نے کہا کیا میں مروں گا پھر زندہ ہوں گا؟ میں نے کہا ہاں یقیناً! اس نے کہا

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا

قَالَ مُوْثِقًا ۴۴۱۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ سَيْفًا فَجِئْتُ اَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا اُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قُلْتُ لَا اَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُحْيِيْكَ قَالَ اِذَا مَاتِيَ اللّٰهُ ثُمَّ بَعَثَنِيْ وَلِيْ مَالٌ وَّوَلَدٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا قَالَ مُوْثِقًا لَمْ يَقُلِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيٰنَ سَيْفًا وَّلَا مُوْثِقًا

میری وہاں اولاد اور مال دولت ہوگی تو تیرا قرضہ ادا کردوں گا۔ اس کے بارے میں یہ آئت کریمہ نازل ہوئی اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ،، اس کو سفیان ثوری، شعبہ حفص، ابومعاویہ اور وکیع نے سلیمان اعمش سے روائت کی۔

۴۴۱۶ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "حتّٰی" غائبت کے لئے ہے اور غائبت کا مفہوم یہ ہوا کہ مرنے کے بعد کفر کرے گا اس کا جواب یہ ہے کہ موت کے بعد کفر غیر متصور ہے گویا کہ معنیٰ یہ ہے میں ہمیشہ کے لئے کفر نہیں کروں گا۔ (کرمانی)

اسماء رجال : حمیدی بخاری کے استاذ ہیں ان کا نام عبداللہ بن زبیر ہے۔ سفیان، عیینہ اعمش سلیمان ہیں۔ مسلم ابن صبیح ہیں، مسروق ابن جدع اور خباب ابن ارت ہیں۔ (حدیث ع ۱۹۶۳ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا وہ غیب پر مطلع ہوا یا اس نے اللہ سے عہد لیا ہے ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا

۴۴۱۸ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الضُّحٰى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ

تفسیر : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا اس نے لوح محفوظ میں دیکھا ہے ؟ مجاہد نے کہا کیا اُس نے غیب جانا ہے کہ وہ جنت میں ہوگا یا نہ۔ جوہری نے کہا مَوْثِقًا بمعنی عہد ہے۔

۴۴۱۷ — ترجمہ : خبّاب بن ارت نے کہا میں مکہ مکرمہ میں لوہار تھا میں نے عاص ابن وائل کی تلوار بنائی اور اس سے اُجرت لینے گیا تو اُس نے کہا میں تجھے اُجرت نہ دوں گا حتیٰ کہ تو محمد سے انکار کر دے میں نے کہا میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار نہ کروں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تجھے موت دے پھر تجھے زندہ کرے عاص نے کہا جب اللہ مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا اور میرا مال اور اولاد ہوگی (تجھے اجرت ادا کروں گا) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ الْاٰيَةَ نازل فرمائی ،، اعمش نے سفیان سے سَيُفًا اور مَوْثِقًا کو ذکر نہیں کیا ،،

عاص بن وائل

عاص بن وائل حضرت عمرو بن عاص مشہور صحابی اور اسلام میں بہت بڑے جرنیل کا والد ہے۔ جاہلیت میں لوگوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا ؛ لیکن اسے اسلام لانے کی توفیق نہ ہوئی۔ کلبی نے کہا یہ قریش کے حاکموں میں سے تھے۔ توضیح میں ذکر کیا کہ عاص یاء کے بغیر عصیان سے نہیں عصیٰ یعصو سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں تلوار سے مارنے والا ،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عصیان سے ماخوذ ہونے سے کوئی شئ مانع نہیں بلکہ ظاہر یہی ہے کہ عصیان سے ماخوذ ہے اور یاء کو تخفیف کے لئے حذف کیا گیا ہے۔ اصل میں ،، اَلْعَاصِیْ ،، تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ،، العاص ،، اجوف اور ناقص دونوں طرح ہے۔ علامہ عینی نے کہا اگر اجوف ہے تو عَوْص سے ماخوذ ہے اگر ناقص ہے تو تو عصیان سے ہے۔

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! جو وہ کہتا ہے ہم دیکھ رہے ہیں ہم دوسرے کافروں سے اس کو زیادہ عذاب دیں گے

marfat.com
Marfat.com

قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي دَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ فَاَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا اُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَكْفُرُ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثَكَ قَالَ فَذَرْنِي حَتّٰى اَمُوْتَ ثُمَّ اُبْعَثُ فَسَوْفَ اُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا فَاَقْضِيْكَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيَاتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا

بَابُ قَوْلِهٖ وَنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْجِبَالُ هَدًّا اَهَدُّ مَا

۴۴۱۹ــــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ

۴۴۱۸ــــ ترجمہ : مسروق نے خباب سے روائت کی کہ میں جاہلیت میں لوہار تھا۔ میرا عاص بن وائل پہ قرض تھا۔ وہ عاص کے پاس آئے اس حال میں کہ اس سے قرضہ طلب کرتے تھے۔ عاص نے کہا میں تجھے قرضہ ادا نہ کروں گا حتی کہ محمد سے انکار کرو۔ خباب نے کہا میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار نہیں کروں گا حتی کہ اللہ تعالیٰ تجھے مارے گا پھر تجھے زندہ کیا جائے۔ عاص نے کہا مجھے چھوڑ حتی کہ میں مروں گا پھر زندہ کیا جاؤں گا، اور مجھے مال و اولاد دیا جائے گا تو تیرا قرض ادا کردوں گا۔ پس یہ آئت کریمہ : اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ اللّٰهُ نازل ہوئی۔

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! جو وہ کہتا ہے ہم لکھتے ہیں وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آئت کریمہ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا میں هَدًّا کی تفسیر هَدْمًا سے کی یعنی زمین پھٹ جائے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔"

marfat.com
Marfat.com

اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ کُنْتُ رَجُلًا قَیْنًا وَکَانَ لِیْ عَلَی الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَیْنٌ فَاَتَیْتُہٗ اَتَقَاضَاہُ فَقَالَ لَا اَقْضِیْکَ حَتّٰی تَکْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لَنْ اَکْفُرَ بِہٖ حَتّٰی تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَاِنِّیْ لَمَبْعُوْثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ اَقْضِیْکَ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰی مَالٍ وَّوَلَدٍ قَالَ فَنَزَلَتْ اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا کَلَّا سَنَکْتُبُ مَا یَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَہٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا وَّنَرِثُہٗ مَا یَقُوْلُ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا

سُوْرَۃُ طٰہٰ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ ابْنُ جُبَیْرٍ بِالنَّبَطِیَّۃِ طٰہٰ یَا رَجُلُ یُقَالُ کُلُّ مَا لَمْ یَنْطِقْ بِحَرْفٍ

۴۴۱۹ — ترجمہ : خباب نے کہا میں لوہار تھا میرا وائل بن عاصی پر قرضہ تھا میں اس کے پاس قرضہ لینے آیا تو اُس نے کہا میں تجھے قرض واپس نہیں کروں گا حتی کہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کفر کرے خباب نے کہا میں نے اس سے کہا میں جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے ہرگز کفر نہیں کروں گا یہاں تک کہ تو مر جائے پھر زندہ ہو وائل نے کہا میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا عنقریب تجھے ادا کروں گا۔ جبکہ مال اور اولاد کی طرف رجوع کروں گا۔ تو یہ آئت کریمہ : اَفَرَاَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ الآیۃ، نازل ہوئی "

امام نے یہ حدیث چار ابواب میں چار طریقوں سے تفاوت سے ذکر کی اور مذکور آئت وائل بن عاص کی شان میں نازل ہوئی "

marfat.com
Marfat.com

اَوْفِيْهِ تَمْتَمَةٌ اَوْ فَأْفَأَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ اَزْرِيْ ظَهْرِيْ فَيُسْحِتَكُمْ يُهْلِكَكُمْ اَلْمُثْلٰى تَانِيْثُ الْاَمْثَلِ يَقُوْلُ بِدِيْنِكُمْ يُقَالُ خُذِ الْمُثْلٰى خُذِ الْاَمْثَلَ

بابُ سُوْرَةِ طٰهٰ

اکثر نسخوں میں لفظ باب نہیں۔ مقاتل نے کہا یہ ساری سورت مکیہ ہے۔ ابن عباس اور ابن زبیر نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔ مقامات تنزیل میں ذکر کیا کہ یہ ساری سورت مکیہ ہے۔ اس میں کچھ اختلاف نہیں لیکن کلبی نے کہا وَمِنْ اٰنَاءِ اللَّيْلِ وَاَطْرَافِ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى مدینہ منورہ میں نماز کے اوقات کے بارے میں نازل ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ طٰہٰ وطی سے ماخوذ ہے۔ اس میں ہا سے زمین کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی زمین پہ قدم لگائیں اور ایک قدم پہ اعتماد کر کے اپنی ذاتِ کریمہ کو دُکھ میں نہ ڈالیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ : مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى ،، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جس وقت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر بیدار رہتے اور اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سعید بن جُبَیر نے کہا نبطی زبان میں طٰہٰ کے معنی یا رَجُلُ ہیں نَبَطِیَہ ایک قوم ہے جو دونوں عراقوں کے درمیان وسیع میدان میں رہتی ہے۔ یہ لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ عکرمہ اور ضحاک نے کہا طٰہٰ نبطی زبان میں یا رَجُلُ ہے۔ مقاتل کی تفسیر میں ہے کہ طٰہٰ بمعنی یا رجل سریانی لفظ ہے۔ صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس سے روایت ہے کہ حبشی زبان میں یٰسین کے معنی یا انسان ہیں اور طٰہٰ نبطی زبان میں یَا رَجُلُ ہے۔ بعض کہتے ہیں طٰہٰ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور یہاں بطریق قسم مذکور ہے۔

قولہ اَلْقٰى ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا اَلْقٰى بمعنی صَنَعَ ہے۔ جادوگروں نے کہا اے موسیٰ یا تو آپ پھینکیں یا ہم پہلے پھینکتے ہیں۔ حدیث ع ــــ کی شرح دیکھیں۔

قولہ عُقْدَةً ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور عقدہ کی تفسیر یہ کی کہ ہر وہ شخص جو پورا حرف نہ بول سکے یا اس میں تَمْتَمَہ یا فَافَاہ ہو وہ عقدہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "موسیٰ علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ میری زبان سے عقدہ کھول دے تاکہ وہ

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلَّى الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ فَأَوْجَسَ أَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَاوُ مِنْ خِيفَتِهِ لِكَسْرَةِ الْخَاءِ فِي جُذُوعِ

میرا کلام سمجھیں ،، تَمْتَمَہ اور فاقاہ وہ ہے جو تا یا فا کو بار بار کہے ،،

قولہ اَزْرِی ،، اس سے اس آئت کریمہ ،، هَارُوْنَ اَخِیْ اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِی کی طرف اشارہ کیا اور اَزْرِی کی قوت اور ظہر سے تفسیر کی ،، یعنی میرے بھائی ہارون کے ساتھ میری قوت مضبوط کر ،، کہا جاتا ہے ،، اَزَرْتُ فُلَانًا عَلَی الْاَمْرِ ،، میں نے فلاں کو امر پر قوی کیا اور اس میں اس کا مددگار ہُوا ۔ قولہ فَيُسْحِتَكُمْ ،، اس سے اِس آئت کریمہ ،، لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی يُهْلِكُمْ سے تفسیر کی ،، اللہ پر جھوٹ نہ باندھو تمہیں عذاب کے ساتھ ہلاک کرے گا ،،

قولہ اَلْمُثْلٰی ،، اس سے اس کریمہ : وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا : اَلْمُثْلٰی ،، اَمْثَل کی تانیث ہے ۔ یعنی تمہارا اچھا دین لے جائے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اُس نے کہا موسیٰ اور ہارون جادو کے ذریعہ تمہیں تمہاری زمین سے نکالنا چاہتے ہیں ۔

قولہ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا کی طرف اشارہ کیا ۔ فرعون نے اپنی قوم سے کہا کہ اپنا مکر اور جادو جمع کرو پھر صف باندھے ہوئے آؤ اور کہا صفًا بمعنی مصلّٰی ہے جس میں نماز پڑھی جاتی ہے ۔ آئت کا معنیٰ یہ ہے کہ فرعون نے اپنی قوم سے کہا تم اپنے مکر و فریب اور جادو ایک جگہ جمع کرو پھر لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ آؤ ۔

قولہ فَاَوْجَسَ ،، آہ اس سے اس آئت کریمہ : فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی ،، اَضْمَرَ خَوْفًا ،، سے تفسیر کی ۔ مقاتل نے کہا مُوسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اس لئے خوف کیا کہ لوگوں کا فعل ان کے فعل جیسا ہے لہٰذا وہ معجزہ میں شک کرنے لگیں گے اور ایمان نہ لائیں گے اور جو اُن کے پیروکار ہیں وہ بھی شک میں پڑ جائیں گے ۔

قولہ فَذَهَبَتِ الْوَاوُ یعنی خِیْفَہ دراصل خَوْفٌ تھا ۔ واؤ کا ماقبل مکسور ہونے کے باعث اس کو یاء سے بدل دیا جیسے میزان اور مِیعاد میں واؤ کو یاء سے بدل کیا گیا ہے اور واؤ کا ماقبل مفتوح ہو تو یاء سے بدل نہیں کرتے جیسے مَوعِدٌ اور موسِم ،، میں واؤ کو بدل نہیں کیا اور خَوفٌ میں فتح کو کسرہ سے بدل کر کے واؤ کو یاء سے بدل دیا چونکہ یہ تعلیل صرفیوں کے مخالف ہے اس لئے امام نے اس کو بخاری میں ذکر کیا ہے ۔

قولہ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ آہ اس سے اس آئت کریمہ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور عَلٰى جُذُوْعِ النَّخْلِ سے اس کی تفسیر کی اور اشارہ کیا کہ ،، فِیْ ،، بمعنی ،، علی ،، ہے ۔ جب جادوگر

marfat.com
Marfat.com

عَلٰى جُذُوْعِ خَطْبُكَ بَالُكَ مِسَاسٌ مَصْدَرٌ مَاسَّهٗ مِسَاسًا لَنَنْسِفَنَّهٗ لَنُذَرِّيَنَّهٗ قَاعًا يَعْلُوْهُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِيْ مِنَ الْاَرْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مِنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ الْحُلِيِّ الَّذِيْ اِسْتَعَارُوْا مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ فَقَذَفْنٰهَا فَاَلْقَيْتُهَا اَلْقَى صَنَعَ فَنَسِيَ مُوْسٰى هُمْ يَقُوْلُوْنَهٗ اَخْطَأَ الرَّبَّ لَا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو فرعون نے ان کو تہدید کرتے ہوئے کہا میں تمہیں کھجور کے درخت پر پھانسی دوں گا۔

قولہ خَطْبُكَ ،، اس سے آئت کریمہ : فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ ،، کی طرف اشارہ کیا اور بَالُكَ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی جب سامری نے سونے کا بچھڑا بنایا اور بہت سے لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی پوجا کرنے لگے تو موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے کہا تیرا حال کیسا ہے کہ تو نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے اور خود کافر ہو گیا ہے

قولہ مِسَاس ،، اس سے اس آئت کریمہ : فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر نہیں کی۔ صرف یہ کہا کہ ،، مِسَاس ،، کا سہ کی مصدر ہے۔ آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے کہا ہم سے باہر چلے جا جب تک تو زندہ رہے گا لامساس ،، کہتا رہے گا۔ یعنی مَس نہ کرو؛ کیونکہ اس طرح اس کو بخار آجاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح عذاب دیا جس سے زیادہ سخت اور وحشتناک کوئی شئ نہیں کیونکہ اس طرح وہ لوگوں کے ساتھ میل جول سے محروم ہو گیا تھا۔

قولہ لَنَنْسِفَنَّهٗ ،، اس سے اس آئت کریمہ : لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر لَنُذَرِّيَنَّهٗ ،، سے کی۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اس بچھڑے کو پکڑ کر ذبح کیا تو اس سے خون بہنے لگا کیونکہ جب سونے سے بنائے ہوئے بچھڑے میں سامری نے جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے قدم کی مٹی ڈالی تو اس میں گوشت اور خون آگیا تھا۔ پھر اس کو آگ میں جلا کر اس کی راکھ کو سمندر میں بہا دیا۔

قولہ قَاعًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی يَعْلُوْهُ الْمَاءُ ،، سے تفسیر کی۔ یعنی اس کو ہموار زمین میں پھینکیں گے جو اونچی نیچی نہیں۔ عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ قتادہ سے روائت کی کہ قاع وہ زمین ہے جس میں پانی جمع ہو۔ اور صفصف کی تفسیر ہموار زمین ہے فرآء نے کہا قاع کے معنی ہیں فراخ زمین جس میں دوپہر کو سراب ہو اور صفصف وہ صاف زمین ہے جس میں

marfat.com
Marfat.com

قَوْلًا اَلْعَجَلُ هَمْسًا حِسُّ الْاَقْدَامِ حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰی عَنْ حُجَّتِیْ وَکُنْتُ بَصِیْرًا فِی الدُّنْیَا وَقَالَ ابْنُ عُیَیْنَۃَ اَمْثَلُهُمْ اَعْدَلُهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَضْمًا

سبزہ نہ ہو۔ قولہ والصَّفصَفُ ،، یہ صاف زمین ہے بعض نے کہا جس زمین میں پہاڑوں کا نام ونشان نہ ہو۔
قولہ قال مجاہد آہ یعنی مجاہد نے اس آیت کریمہ : وَلٰکِنَّا حُمِّلْنَا اَوْزَارًا مِّنْ زِیْنَۃِ الْقَوْمِ ،، اور مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا کہ اَوْزَار بمعنی اَثْقَال ہے۔ اَوزار دراصل وِزر کی جمع بمعنی سخت عقوبت ہے اور زِینَۃُ الْقَوْمِ ،، سے مراد وہ زیورات ہیں جو وہ فرعون کی قوم سے مانگ کر لائے تھے۔ عقوبت کو اَوزار سے تشبیہ دی ہے کیونکہ جس پر بھاری بوجھ لادا جائے اس کے لئے اس کا اُٹھانا سخت عقوبت ہوتی ہے اور وہ اس کی پشت کو تھکا دیتا ہے۔
قولہ فَقَذَفْنَاهَا ،، اس سے اِس آیت کریمہ : فَقَذَفْنَاهَا فَکَذٰلِکَ اَلْقَی السَّامِرِیُّ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر فَقَذَفْنَاهَا ،، کی تفسیر اَلْقَیْنَاهَا ،، سے کی ثعلبی نے کہا یعنی ہم نے زیورات کو جمع کر کے سامری کے حوالے کیا اور اُس نے ان کو آگ میں ڈال کر بچھڑا بنا دیا۔ اَلْقَی ،، کی صَنَعَ سے تفسیر کی۔
قولہ فَنَسِیَ مُوْسٰی ،، اس سے اس آیت کریمہ : هٰذَا اِلٰهُکُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰی فَنَسِیَ اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی یہ تمہارا خدا اور موسیٰ کا خدا ہے۔ موسیٰ بھول گیا ہے کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ بچھڑا اُن سے بات نہیں کرتا اور نہ ہی ان کو جواب دیتا ہے۔
قولہ هَمْسًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی حِسُّ الْاَقْدَامِ ،، سے تفسیر کی ،، ھمس دراصل ملکی آواز ہے۔ جب کوئی آہستہ بات کرے تو کہتے ہیں هَمَسَ فُلَانٌ بِحَدِیْثِهٖ ،، آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں جس وقت وہ محشر میں خوفزدہ ہو کر چلیں گے تو نہایت ہی آہستہ چلیں گے کہ ان کے پاؤں کی آواز سنائی نہ دے گی۔
قولہ حَشَرْتَنِیْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر یہ کی۔ اعمیٰ (نابینا) سے مراد حجت اور دلیل نہ پانا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر اندھے پن سے کی ہے۔
قولہ اَمْثَلُهُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِیْقَةً ،، کی طرف اشارہ کیا اور سفیان بن عُیَینہ نے کہا اَمْثَلُ ،، بمعنی اَعْدَلُ ،، ہے۔ سعید بن جبیر نے اَمْثَلُ کی تفسیر یہ کی ہے جو عقل و دانش میں کامل تر ہو۔
قولہ لَا هَضْمًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَلَا یَخَافُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور سفیان بن عُیَینہ

marfat.com
Marfat.com

لَا يُظْلَمُ فِيهُضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهِ عِوَجًا وَادِيًا أَمْتًا رَابِيَةً سِيرَتَهَا حَالَتَهَا
الْأُولَى النُّهَى التُّقَى ضَنْكًا الشَّقَاءُ هَوَى شِقَى الْمُقَدَّسُ الْمُبَارَكُ

نے کہا اَمْثَلُ ،، بمعنی اَعْدَلُ ہے۔ سعید بن جبیر نے اَمْثَلُ کی تفسیر یہ کی ہے کہ جو عقل و دانش میں کامل تر ہو
قولہ ہضمًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ،، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے اس کی تفسیر میں کہا اس پر ظلم نہ کیا جائے گا کہ اس کی نیکیاں برائیوں سے کم کر دی جائیں (ایسا ہرگز نہ ہوگا)
ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ دراصل "ہضم" کے معنی ہیں
طعام کو معدہ میں توڑنا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ہَضَمْتُ كَذَا مِنْ حَقِّكَ میں نے تیرا حق ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے۔
قولہ عِوَجًا اس سے اس آیت کریمہ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا کی طرف اشارہ کیا اور عِوَج کی تفسیر
وادی سے کی جبکہ مجاہد نے پست زمین سے تفسیر کی ہے اور اَمْتًا بمعنی رابیہ یعنی زمین کا اونچا نیچا ہونا اس آیت کریمہ
کے معنی یہ ہیں تو اس میں کوئی اونچی اور نیچی زمین نہیں پائے۔
قولہ سِيرَتَهَا ،، اس سے اس آیت کریمہ : لَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ،، کی طرف
اشارہ کیا۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہے جبکہ انھوں نے کوہِ طور پر بحکم خدا عصا پھینکا تھا اور وہ
عظیم ترین اژدھا بن گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے خوف محسوس کیا تھا کہ یہ عصا جو اژدھے کی صورت اختیار کر گیا ہے
واپس میرے ہاتھ میں کیسے آئے گا ؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ ڈرو نہیں ہم اس کو پہلی حالت پر واپس لے آئیں گے
قولہ والنُّهى ،، اس نے اس آیت کریمہ ،، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ،، کی طرف اشارہ کیا
اور اس کی تفسیر اَلتُّقٰی سے کی یعنی اہلِ تقویٰ۔ ضحاک نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو حرام اشیاء سے رکتے ہیں ثعلبی
نے کہا وہ عقلمند لوگ ہیں۔ اس کا واحد نہیۃ ہے کیونکہ عقل انسانی بری اشیاء، رسوا کرنے والے امور
اور محرمات کے ارتکاب سے منع کرتی ہے۔
قولہ ضَنْكًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا ،، کی
طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر شقاوت سے کی۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر ہے۔ ثعلبی نے کہا ضَنْك
بمعنی ضَيِّق ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے منزل ضنک ، عیش ضنک ،، اس لفظ میں واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر
اور مؤنث برابر ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضنک قبر کا
عذاب ہے۔ عکرمہ نے کہا یہ بمعنی حرام ہے۔ ضحاک نے کہا اس کے معنی کسب خبیث کے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ
ضنک معرب ہے دراصل یہ لفظ تنگ ہے اور یہ فارسی لغت میں ضیق ہے (عینی)
قولہ هَوَىٰ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ،، کی طرف اشارہ کیا

marfat.com
Marfat.com

طُوًى اِسْمُ الْوَادِیْ بِمُلْکِنَا بِاَمْرِنَا مَکَانًا سُوًیً مَنْصَفٌ بَیْنَهُمْ یَبَسًا
یَابِسًا عَلٰی قَدَرٍ مَوْعِدٍ لَا تَنِیَا تَضْعُفَا

اور اس کی تفسیر شقی سے کی۔ بعض نے کہا ہلاک ہوگیا اور آگ میں جا گرا۔
قولہ اَلْمُقَدَّس ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، اِنَّكَ بِالْوَادِی الْمُقَدَّسِ طُوًیٰ ،، رات کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، مبارک ،، سے کی۔
قولہ طُوًی ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّكَ بِالْوَادِی الْمُقَدَّسِ طُوًیٰ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر وادی سے کی۔ ضحاک نے کہا طُوًیٰ گہری گول وادی ہے۔
قولہ بِمُلْکِنَا ،، اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوْا مَا اَخْلَفْنَاكَ مَوْعِدَكَ بِمُلْکِنَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، بِاَمْرِنَا ،، سے کی بِمُلْکِنَا ،، کی میم مکسور ہو تو اس کے معنیٰ بِاَمْرِنَا ،، ہیں اگر مفتوح ہو تو مصدر ہے۔ اگر اسے مضموم پڑھیں تو اس کے معنی قدرت اور غلبہ ہیں۔ اکثر قراء میم کو مکسور پڑھتے ہیں
قولہ مَکَانًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : لَا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَکَانًا سُوًیً ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مُنْصَفٌ سے کی یعنی اُن کے درمیان کی جگہ جس کی ہر فریق کی نسبت مسافت برابر ہو۔
قولہ یَبَسًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یَابِسًا ،، سے کی۔ یابس کے معنی وہ جگہ ہے جہاں پانی نہ ہو۔
قولہ عَلٰی قَدَرٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ یَّا مُوْسٰی ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر عَلٰی موعِدٍ ،، سے کی۔ یعنی اے مُوسیٰ تم اس اندازے پہ آئے جو اللہ نے تمہارے آنے کے لئے مقدر کیا تھا۔ کیسان سے روایت ہے۔ اندازہ مقدر چالیس سال ہیں۔ یہ نبیوں پر وحی نازل ہونے کی قدر ہے۔
قولہ وَلَا تَنِیَا ،، اسی سے اس آیت کریمہ : وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ اِذْهَبَا اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر وَلَا تَضْعُفَا ،، سے کی یعنی میرے ذکر میں میں کمزور نہ ہو۔ فرعون کی طرف جاؤ وہ سرکش ہو چکا ہے۔
محمد بن کعب کی روایت میں ہے لَا تَقْصِرَا ،، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت لَا تَهِنَا ہے۔ دراصل یہ وَنَیٌ یَنِیُ سے ہے۔ جوہری نے کہا : اَلْوَنِیُ ،، بمعنی ضُعف فتور، سستی اور عجز ہے۔ یعنی فرعون کو میرا پیغام پہنچانے میں ضعف و ناتوانی، سستی و کاہلی اور عجز کا اظہار نہ کرو !،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ

۴۴۲۰۔ حَدَّثَنِیْ اَلصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِیُّ بْنُ مَیْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِلْتَقٰی اٰدَمُ وَمُوْسٰی قَالَ مُوْسٰی لِاٰدَمَ اَنْتَ الَّذِیْ اَشْقَیْتَ النَّاسَ وَاَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهٗ اٰدَمُ اَنْتَ الَّذِی اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهٖ وَاَنْزَلَ عَلَیْكَ التَّوْرٰیةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَجَدْتَهَا كُتِبَ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَنِیْ قَالَ نَعَمْ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی اَلْیَمُّ اَلْبَحْرُ

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے موسیٰ میں نے تجھے اپنے لئے چُن لیا ہے"

یعنی رسالت و نبوّت میں تجھے اپنے لئے مُنتخب کرلیا ہے اور تجھے رسالت و نبوّت سے مختص کر دیا ہے"

۴۴۲۰ ۔۔۔ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا آدمؑ اور موسیٰؑ علیہما السلام" کی باہم ملاقات ہوئی۔ موسیٰ نے آدم سے کہا تم وہی ہو کہ لوگوں کو مصیبتوں میں ڈالا اور ان کو جنّت سے نکال دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السّلام سے آدم نے کہا تم وہی ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے لئے چُن لیا ہے اور تمہیں اپنے لئے منتخب کر لیا ہے اور تم پر تورات نازل فرمائی۔ موسیٰ نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ آدمؑ علیہ السلام" نے کہا تم نے وہ خطا دیکھی ہے جو میری تقدیر میں میرے پیدا ہونے سے پہلے لکھی تھی۔ موسیٰ نے کہا جی ہاں! پس آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے۔ اور "الیمّ" دریائے نیل ہے۔

۴۴۲۰ ۔۔۔ شرح: عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا موسیٰ "علیہ السلام" نے کہا اے میرے پروردگار! مجھے میرا باپ آدم دکھا جس نے آپ کو اور ہم کو جنت سے نکالا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو آدم علیہ السلام دکھایا تو موسیٰ نے کہا آپ ہمارے باپ ہیں؟ فرمایا جی ہاں" موسیٰ نے کہا آپ ہی میں اللہ تعالیٰ نے عظیم رُوح ڈالی تھی؟ اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کروایا تھا فرمایا جی ہاں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ نے کس لئے ہم کو جنت سے نکالا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تم کون ہو؟ کہا میں موسیٰ ہوں۔ آدم نے کہا تم بنی اسرائیل کے موسیٰ نبی ہو تم سے اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے واسطہ کے بغیر کلام کیا تھا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا جی ہاں! کیا تم نے تورات میں میرے پیدا ہونے سے پہلے یہ نہیں دیکھا تھا؟ کہا جی ہاں میں نے دیکھا تھا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا مجھے ایسی شئے میں ملامت کس لئے کرتے ہو جس میں اللہ کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ کہا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دلیل سے آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے۔

حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کی ملاقات کب ہوئی؟

حضرت موسیٰ اور آدم علیہما السلام کی ملاقات میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ قیامت میں ہو۔ قاضی عیاض نے کہا ممکن ہے کہ یہ ملاقات بعینہٖ اشخاص کی ملاقات ہو کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ شبِ معراج میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کرام علیہما السلام کی بیت المقدس اور آسمانوں میں ملاقات فرمائی اور ان کو نماز پڑھائی تھی اس دوران یہ مباحثہ ہو گیا ہو گا نیز ہو سکتا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں ہو جیسا کہ عمر فاروق کی حدیث میں مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس مباحثہ میں موسیٰ علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے۔ کسی اور نبی نے یہ سوالات کیوں نہ کئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پہلے نبی ہیں جو تکالیف لے کر آئے۔ احادیث میں یہ حدیث شریف مختلف الفاظ سے منقول ہے، چنانچہ مسلم کے یہ الفاظ ہیں اَنْتَ اَبُوْنَا خَیَّبْتَنَا " تو ہمارا باپ ہے ہمیں خسارہ میں ڈالا ہے۔ کتاب الانبیاء میں بھی حدیث مذکور ہے چنانچہ حدیث ع ۳۱۹۲ کی شرح میں اس کے متعلق کچھ ذکر کیا ہے۔

قولہ کتب علی" یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تقدیر میں یہ لکھا تھا کہ ایسا ہو گا اس کی تفصیل پانچویں حصہ کے صـ ۲۶۴ پر دیکھیں" حضرت آدم علیہ السلام کے غالب ہونے کا سبب یہ تھا کہ ان کی نظر تقدیر ازلی پر بھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ظاہر حال میں کسبِ نظر کیا تھا جو تقدیر ازلی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى

۴۴۲۱ — حَدَّثَنِىْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَاَلْيَهُوْدُ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِىْ ظَهَرَ فِيْهِ مُوْسٰى عَلٰى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْهُمْ ... فَصُوْمُوْهُ

کے تابع ہے اسی لئے آدم کو غلبہ حاصل ہُوا تھا، کیونکہ کسی مخلوق کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ایسی مخلوق پر اللہ کی اجازت کے بغیر ملامت کرے جس میں تقدیر ازلی جاری ہو اس صورت میں جبکہ بحکمِ شرع ملامت کی جائے تو درحقیقت علامت کرنے والا شرع ہے نیز فعل میں قدر اور کسب دونوں جمع ہیں اور توبہ کسب کا اثر مٹا دیتی ہے جب اس قولہ اَلْيَمَّ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَاقْذِفِيْهِ فِى الْيَمِّ ،، کی طرف اشارہ کیا اور بحر سے اس کی تفسیر کی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ہم نے موسیٰ کو یہ وحی بھیجی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل اور اُن کے لئے دریا میں سوکھا راستہ نکال دے تجھے ڈر نہ ہوگا کہ فرعون آلے اور نہ خطرہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى

۴۴۲۲ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ النَّجَّارِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَاجَّ مُوْسٰى اٰدَمَ فَقَالَ لَهٗ اَنْتَ الَّذِىْ اَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَاَشْقَيْتَهُمْ قَالَ قَالَ اٰدَمُ يَا مُوْسٰى اَنْتَ الَّذِىْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ اَتَلُوْمُنِىْ عَلٰى اَمْرٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَىَّ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَنِىْ اَوْ قَدَّرَهٗ عَلَىَّ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَنِىْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى

تو ان کے پیچھے فرعون پڑا اپنے لشکر لے کر تو انہیں دریائے ڈھانپ لیا اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی ،،

۴۴۲۱ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے، یہودی عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ آپ نے اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا اس روز موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب آئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم یہودیوں کی نسبت موسیٰ کے زیادہ قریب ہیں تم بھی روزہ رکھو ،،
(حدیث ۱۸۷۹-۱۸۸۳ کی شرح دیکھیں)

بابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد شیطان تمہیں جنت سے نہ نکالے پھر تو مشقت میں پڑے ،،

۴۴۲۲ــــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ

۴۴۲۳ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ

موسیٰ نے آدم سے مباحثہ کیا اور کہا اے آدم تم وہ ہو جس نے لوگوں کو اپنے گناہ کے سبب جنّت سے نکالا اور ان کو رنج والم میں ڈال دیا۔ آدم نے کہا اے موسیٰ ،، علیہ السّلام ،، تم وہی ہو جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام میں منتخب فرمایا کیا مجھے ایسی شئی پر ملامت کرتے ہو جو میرے پیدا ہونے سے پہلے میرے لئے لکھ دی تھی ۔۔۔

بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَالْکَهْفُ وَمَرْیَمُ وَطٰهٰ وَالْاَنْبِیَآءُ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِیْ وَقَالَ قَتَادَةُ جُذَاذًا قَطَّعَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ فِیْ فَلَكٍ مِثْلُ فِلْكَةِ الْمِغْزَلِ یَسْبَحُوْنَ یَدُوْرُوْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَفَشَتْ رَعَتْ یُصْحَبُوْنَ یُمْنَعُوْنَ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً قَالَ دِیْنُكُمْ دِیْنٌ وَّاحِدٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ حَصَبُ حَطَبٌ بِالْحَبَشِیَّةِ

قولہ جُذَاذًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ قتادہ نے اس کی تفسیر میں کہا کہ بتوں کے ٹکڑے کر دیئے۔

قولہ فِیْ فَلَكٍ ،، اس سے اس آئت کریمہ : كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ رات دن اور شمس و قمر ہر ایک۔ ایک گھیرے میں تیر رہا ہے ،، جس طرح تیراک پانی میں تیرتا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفسیر میں ذکر کیا جس طرح چرخہ گھومتا ہے۔

قولہ یَسْبَحُوْنَ ،، اس سے كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یَدُوْرُوْنَ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے۔ بعض نے ،، یَجْرُوْنَ سے تفسیر کی ہے۔

قولہ نَفَشَتْ ،، اس سے اس آئت کریمہ : اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نَفَشَتْ کے معنی ہیں ،، رات کے وقت چر گئیں۔ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جب رات کے وقت چرواہے کے بغیر چر جائیں تو اہل لغت اس میں نَفَشَتْ کہتے ہیں اور جب دن میں چرواہے کہ بغیر چر جائیں تو اَهْمَلَتْ ،، کہتے ہیں۔ ابن مردویہ نے کہا یہ کھیتی پکے ہوئے انگور تھے ،،

قولہ یُصْبَحُوْنَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَلَا هُمْ مِنَّا یُصْبَحُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر یُمْنَعُوْنَ ،، سے اس کی تفسیر ابن عباس اور مجاہد نے لَا یُنْصَرُوْنَ سے تفسیر کی ہے۔

قولہ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ،، اس سے اس آئت کریمہ : اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا تمہارا ایک ہی دین ہے۔ میں تمہارا پروردگار ہوں تم میری عبادت کرو !

قولہ حَصَبُ ،، اس سے اس آئت کریمہ : اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا تمہارا ایک ہی دین ہے۔ میں تمہارا پروردگار ہوں تم میری عبادت کرو!

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ غَيْرُهٗ اَحَسُّوْا تَوَقَّعُوْهُ مِنْ اَحْسَسْتُ خَامِدِيْنَ هَامِدِيْنَ حَصِيْدٌ مُسْتَاصِلٌ يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ لَا يَعْيُوْنَ وَمِنْهُ حَسِيْرٌ وَحَسَرْتُ بَعِيْرِيْ عَمِيْقٌ بَعِيْدٌ نُكِسُوْا رُدُّوْا صَنْعَةَ لَبُوْسٍ

قولہ حَصَبُ اس سے اس آئت کریمہ "اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں عکرمہ نے کہا یہ لفظ حبشی یعنی حَطَبُ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر "اصنام" بتوں سے کی ہے جن کے ساتھ دوزخ کی آگ بھڑکے گی" علامہ قسطلانی نے کہا جب یہ آئت کریمہ نازل ہوئی تو کافروں نے کہا ہم عیسیٰ اور عُزَیر "علیہما السلام" جو اللہ کے پیغمبر ہیں کی عبادت کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی دوزخ میں ہوں گے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی قوم کی زبان سے جاہل ہو کلمہ "ما" غیر ذی العقول" سے خاص ہے۔ یعنی اس جگہ اصنام ہی مراد ہیں۔

قولہ قَالَ غَيْرُهٗ آہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے اس آئت کریمہ: فَلَمَّا اَحَسُّوْا بَاْسَنَا اِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُوْنَ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ اَحَسُّوْا بمعنی تَوَقَّعُوْا ہے" یعنی جب انھوں نے ہمارا عذاب پایا تو وہ سارے اپنے گاؤں سے باہر نکل آئے۔ لغت میں رکض کے معنی ہیں جانور کا پاؤں مارنا۔

قولہ خَامِدِيْنَ" اس سے اس آئت کریمہ "حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خَامِدِيْنَ" کی طرف اشارہ کیا اور خُمُوْد کے معنی ہیں آگ کی حرارت کو بجھا دینا" نیز ہامد اس زمین کو کہتے ہیں جس میں نباتات نہ ہو خشک گھاس کو بھی ہامد کہتے ہیں اور حَصِيْد کے معنی ہیں۔ جڑ سے اُکھاڑنا۔ واحد، تثنیہ اور جمع پر حَصِيْد کا اطلاق ہوتا ہے۔ قولہ لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ اس سے اس آئت کریمہ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر لَا يَعْيُوْنَ" سے کی یعنی وہ اس کی عبادت کرنے میں تکبر نہیں کرتے اور نہ اس سے عاجز ہوتے ہیں۔ عاجز آدمی کو حَسِیْر کہتے ہیں کہا جاتا ہے۔ "حَسَرْتُ بَعِيْرِيْ" میں نے اپنے اونٹ کو عاجز کر دیا۔

قولہ عَمِيْقٌ" اس سے اس آئت کریمہ "مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر "بَعِيْدٌ" سے کی یعنی ہر دور کے راستہ سے آئیں گے"

قولہ نُكِسُوْا" اس سے اس آئت کریمہ: "نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور "رُدُّوْا" سے اس کی تفسیر کی یعنی انھوں نے شرمندگی سے اپنے سر نیچے کر لئے۔ ثعلبی نے کہا وہ حیران رہ گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ بت بول نہیں سکتے اور نہ کچھ پکڑ سکتے ہیں۔ کہا جاتا ہے "نَكَسْتُهٗ"

marfat.com
Marfat.com

الدَّ رُوْعُ تَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمُ اِخْتَلَفُوْا اَلْحَسِيْسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرْسُ
وَالْهَمْسُ وَاحِدٌ وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ اٰذَنَّاكَ اَعْلَمْنَاكَ اٰذَنْتُكُمْ
اِذَا اَعْلَمْتَهٗ فَاَنْتَ وَهُوَ عَلٰى سَوَاءٍ لَمْ تَعْذِرْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَعَلَّكُمْ

میں نے اُوپر کو نیچے کر دیا بعض نے کہا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑا کرنے سے پھر گئے،،
قولہ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ ،، اس سے اس آئت کریمہ ،، وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَكُمْ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی زرہ سے تفسیر کی یعنی میں نے داؤدؑ علیہ السلام کو زرہیں بنانی سکھائیں ،،عرب مطلق اسلحہ پر اطلاق کرتے ہیں، لیکن اس مقام میں اس سے زرہ مراد ہیں۔
قولہ تَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ ،، اس سے اس آئت کریمہ وَتَقَطَّعُوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلٌّ اِلَيْنَا رَاجِعُوْنَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر اِخْتَلَفُوْا سے کی ،، یعنی اُنھوں نے دین میں اختلاف کیا اور اس میں کئی فرقے بن گئے وہ سب ہماری طرف رجوع کریں گے ہم ان کو ان کے اعمال کے سبب جزاء دیں گے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اختلاف کیا اور یہودی، نصاریٰ، مجوسی اور مُشرک بن گئے،،
قولہ اَلْحَسِيْس اس سے اس آئت کریمہ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی جس وقت جنت میں اپنے بلند مقامات پر آئیں گے یا دوزخ سے باہر آئیں گے تو ہلکی آواز نہیں سنیں گے ،، حَسِیس، حِس، جَرس اور ہمس ہم معنیٰ ہیں ان چاروں کے معنی ،، صوتِ خفی ،، ہیں ہلکی سی آواز ،،
قولہ آذَنَّاكَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : قَالُوْٓا اٰذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی اَعْلَمْنَاكَ ،، سے تفسیر کی ،، لیکن یہ آئت اس سورت میں نہیں بلکہ سورۂ حٰمٓ فُصِّلَتْ ،، میں ہے اور فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ،، کی مناسبت سے یہاں ذکر کیا ہے۔ اور اَعْلَمْتُهٗ الخ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی جس وقت تو اس کو خبردار کرے تو اس اِعلام میں تم اور وہ برابر ہو۔ اور کوئی بھی دھوکہ اور غدر نہ کر سکے گا۔
قولہ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ،، اس سے اس آئت کریمہ ،، وَلَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور تُسْئَلُوْنَ ،، کی تفسیر تُفْهَمُوْنَ ،، سے کی ،، یعنی اور نہ بھاگو اور لوٹ کر جاؤ اُن آسائشوں کی طرف جو تم کو دی گئی تھیں اور اپنے مکانوں کی طرف شائد تم سے پوچھنا ہو۔
قولہ اِرْتَضٰى ،، اس سے اس آئت کریمہ : ،، يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، رَضِیَ ،، سے کی یعنی وہ

marfat.com
Marfat.com

تُسْئَلُوْنَ تُفْهَمُوْنَ اِرْتَضٰى رَضِيَ التَّمَاثِيْلُ الْاَصْنَامُ السِّجِلُّ الصَّحِيْفَةُ

بَابُ قَوْلِهٖ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ

۴۴۲۴ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٌ مِنَ النَّخَعِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔ مجاہد نے کہا جس سے اللہ راضی ہو۔

قولہ التَّمَاثِیل ،، اس سے اس آیت کریمہ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی "اَصْنَام ،، سے تفسیر کی تَمَاثِیل تِمثال کی جمع ہے۔ یہ اُس شئ کا نام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے مشابہ کوئی شئ بنائی جائے۔ یہ مَثَّلْتُ الشَّيْءَ بِالشَّيْءِ ،، سے ماخوذ ہے جبکہ ایک شئ کو دوسری سے مشابہت دی جائے۔

قولہ السِّجِلّ ،، اس سے اس آیت کریمہ : يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ "کی طرف اشارہ کیا اور کہا سجل بمعنی صحیفہ ہے یعنی جس روز ہم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے سجل فرشتہ نامۂ اعمال کو لپیٹتا ہے۔

بابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جیسے ہم نے پہلے پیدا کیا اسی طرح لوٹائیں گے ہمارا وعدہ ہے ہم ضرور پورا کریں گے ،،

یعنی جس طرح ہم نے لوگوں کو ان کی ماؤں کے پیٹوں میں برہنہ پیدا کیا ان کے پاؤں، جسم برہنہ تھے اور وہ بے ختنہ تھے قیامت کے روز اسی طرح ان کی قبروں سے نکالیں گے جیسے ان کو پانی سے پیدا کیا تھا۔ زمین سے اسی طرح پھر پیدا کریں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۴۲۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ دیا اور فرمایا تم اللہ کے حضور اس حال میں اٹھائے جاؤ گے کہ تمہارے پاؤں اور بدن ننگے ہوں گے اور ختنے نہ کئے ہوں گے جیسے ہم نے پہلے پیدا کیا اس طرح لوٹائیں گے۔ ہمارا وعدہ ہے ہم اسے ضرور پورا کریں گے۔ پھر قیامت میں سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

قَالَ خَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّکُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عُرَاۃً غُرْلًا کَمَا بَدَأْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَآ اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ ثُمَّ اِنَّ اَوَّلَ مَنْ یُکْسٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِبْرَاھِیْمُ اَلَا اَنَّہٗ یُجَآءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِیْ فَیُؤْخَذُ بِھِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ فَیُقَالُ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا اَمَّا دُمْتُ اِلٰی قَوْلِہٖ شَھِیْدٌ فَیُقَالُ اِنَّ ھٰؤُلَآءِ لَمْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ اِلٰی اَعْقَابِھِمْ مُنْذُ فَارَقْتَھُمْ

وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ خبردار! میری اُمت سے چند لوگ لائے جائیں گے ان کو بائیں جانب پکڑا جائے گا۔ (اُن کو دوزخ میں لے جانے کا حکم ہوگا) تو میں کہوں گا اے میرے پروردگار یہ میرے ساتھی ہیں (مجھ پر ایمان لائے تھے) کہا جائے گا آپ نہیں جانتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا پیدا کیا تھا (آپ کے بعد مرتد ہوگئے تھے) پس میں کہوں گا جیسے عبد صالح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا۔ میں ان کا نگہبان تھا جب تک مُیں اُن کا تھا الخ۔ پس کہا جائے گا یہ لوگ اپنی ایڑھیوں کے بل پھر گئے تھے جب سے آپ ان سے جُدا ہُوئے تھے۔

شرح : ۴۴۲۴ — حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب سے پہلے لباس اس لئے پہنایا جائے گا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد ہیں اور آپ کی شرافت پدری کے باعث تمام نبیوں سے پہلے انہیں لباس پہنایا جائے گا۔ اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ ان کو نمرود کی آگ میں برہنہ پھینکا گیا تھا۔ اس کی جزاء کے طور پر آپ کو سب سے پہلے لباس پہنایا جائیگا بعض علماء نے کہا عمومی کلام سے متکلم خارج ہوتا ہے۔ لہٰذا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابراہیم علیہ السلام کو جزوی فضیلت بھی حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ آپ متکلم ہیں اور مذکور عموم سے خارج ہیں تو معنی یہ ہُوا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ساری مخلوق سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا"

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہوگئے تھے وہ دور دراز کے بدّو لوگ ہیں جو قتل و غارت کے ڈر سے مسلمان ہُوئے تھے۔ اسی لئے رِجالٌ" فرمایا اس سے ان کی تذلیل اور تحقیر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی چند ذلیل لوگ مرتد ہوگئے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ مرتد ہوگئے تھے وہ دور دراز کے بدّو لوگ ہیں جو قتل و غارت کے ڈر سے مسلمان ہُوئے تھے۔ اسی لئے "رجالٌ" فرمایا اس سے ان کی تذلیل اور تحقیر کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی چند ذلیل لوگ مرتد ہوگئے تھے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْحَجِّ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ الْمُخْبِتِيْنَ الْمُطْمَئِنِّيْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ اِذَا حَدَّثَ اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَيُبْطِلُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ اٰيَاتِهٖ وَيُقَالُ اُمْنِيَّتُهٗ قِرَاءَتُهٗ اِلَّا اَمَانِيَّ يَقْرَؤُنَ وَلَا يَكْتُبُوْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَشِيْدٌ بِالْقَصَّةِ وَقَالَ غَيْرُهٗ يَسْطُوْنَ يُفْرِطُوْنَ مِنَ السَّطْوَةِ وَيُقَالُ يَسْطُوْنَ يَبْطِشُوْنَ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ اُلْهِمُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِسَبَبٍ بِحَبْلٍ اِلٰى سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ

نے کہا یہ مرتد ہونے والے لوگ مؤلفۃ القلوب ہیں جو مال و دولت کی لالچ میں مسلمان ہوئے تھے معاذ اللہ وہ لوگ ہرگز مراد نہیں جو ہر وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے والے تھے اور ایمان میں کامل و اکمل تھے اُن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا چنانچہ قرآن میں ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ" اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی "، خصوصاً عشرہ مبشرہ جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی ہے۔ جس کو ذرہ سی عقل حاصل ہو وہ ہرگز یہ گمان نہ کرے گا البتہ وہ شخص ایسا وہم کر سکتا ہے جس کو شیطان نے گمراہ کر دیا ہو کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں یہ گمان کرنا نبوت کی تکذیب اور توہین و اہانت ہے اور دینِ اسلام کی خرابی کا باعث ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدتِ نبوت میں پوری کوشش کر کے دینِ اسلام کی تکمیل کی اور اس آیت کریمہ: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ "، سے اس پر مہر ثبت کی واللہ الہادی

سُوْرَةُ حَجٍّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت کے نزول کے زمانہ میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا اس کا کچھ حصہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ قتادہ نے کہا یہ سورت مکی

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ ان سے ایک روائت یہ ہے کہ چار آیات کے سوا یہ سورت مدنیہ ہے۔ عطاء نے تین آیات مستثنیٰ کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے "هٰذٰنِ خَصْمٰنِ"، ہبہ بن سلامہ نے کہا قرآن کریم کی سورتوں میں سے یہ عجیب سورت ہے کہ اس میں کچھ آیات مکی، مدنی، سفری، حضری، حربی، سلمی، لیلی، نہاری اور ناسخ و منسوخ ہیں اس کی ۹۸ آیات ہیں" (عینی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سفیان بن عیینہ نے "بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ"، کی تفسیر میں کہا جو اللہ کے حکم سے مطمئن ہیں۔ بعض نے کہا جو تابعدار ہیں۔ بعض نے تواضع کرنے والوں سے تفسیر کی ہے۔ بعض نے ڈرنے والوں سے کی"، یہ اِخْبَات "خُبْت" سے ماخوذ ہے اس کے معنی نیچی زمین کے ہیں۔

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الخ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ: "وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ"، کی تفسیر میں کہا جب آپ نے بات کی تو آپ کی بات میں شیطان نے کچھ کلمات ڈال دیئے تو اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے کلمات کو باطل کرتا ہے اور اپنی آیات کو مستحکم کرتا ہے۔ اس کی تفسیر میں مفسرین نے بہت کچھ کہا ہے۔ تطویل کے خوف سے ہم صرف سب سے بہترین تفسیر ذکر کرتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی اور اثناء تلاوت کے سکتہ میں آپ کے کلمات کے مشابہ یہ نغمہ سرائی کی جس کو قریب والے لوگوں نے سنا اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام گمان کیا اور اسے مشہور کر دیا چنانچہ ابن ابی حاتم، طبری، اور ابن منذر نے شعبہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں سورۂ نجم کی تلاوت کی جب آپ اس آیت کریمہ: "اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى"، کی تلاوت کی۔ تو شیطان نے آپ کی آواز کے مشابہ یوں نغمہ سرائی کی "تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى"، اور مشرکوں کے کانوں میں اس کا اَلقاء کیا وہ اس سے بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ جس طرح محمد "صلی اللہ علیہ وسلم"، نے آج ہمارے بتوں کا ذکر کیا ہے اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں کہا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت کے آخر میں سجدہ کیا تو آپ کی پیروی کرتے ہوئے مشرکوں نے بھی سجدہ کیا۔ جب صورتِ حال حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے ذکر کی تو آپ کو غم لاحق ہوا تو آپ کی تسلی اور اطمینان خاطر کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی بعض مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ یہ قبیح کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر سہواً جاری ہو گئے تھے۔ قاضی بیضاوی نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا یہ کلام مردود ہے۔ محققین نے اسے قبول نہیں کیا۔ قاضی عیاض نے کہا اس کو کسی نے ثقہ سند سے ذکر نہیں کیا۔ ابن عربی نے کہا یہ اور اس طرح کے دوسرے کلمات باطل ہیں۔ ان کی کوئی اصل نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

شیخ نورالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ بات واضح تر یہ ہے جو حدیث کے ماہرین نے کہا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظیم منصب کے یہی لائق ہے۔ اس پر اُمت کا اجماع ہے اور قطعی حجت قائم ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ آپ اس سے پاک ہیں کہ آپ کی زبان شریف پر سہواً یا خطاءً باطل کلام جاری ہو اور شیطان نے آپ کی لسان مقدس پر تصرف کیا ہو۔ نظرِ صحیح اور عقل سلیم کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ آپ کی زبان شریف پر ایسے کلام جاری ہونا محال ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو آپ کے قریب موجود تھے ان پر یہ بات ہرگز مخفی نہ رہتی۔ واللہ الموفق "

قولہ یقال "، یعنی کہا جاتا ہے کہ امنیۃ کے معنی قراءت ہیں اور اِذَا تمنی "، بمعنی اِذَا تَلَا ہے۔

قولہ اِلَّا اَمَانِیَّ اس سے اس آیت کریمہ جو سورۂ بقرہ میں ہے " وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّا اَمَانِيَّ "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کو بطورِ استشہاد یہاں ذکر کیا کہ اِلَّا اَمَانِیَّ "، کے معنی اِلَّا مَا یَقْرَءُوْنَ "، ہیں۔ اور تمنی بمعنی قرأت ہے۔

قولہ مَشِیْدٍ "، اس سے اس آیت کریمہ : وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ "، کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا گچ کئے ہوئے محل "، جصّ گچ کا معرّب ہے۔ جوہری نے کہا : شَادَ يَشِيْدُ شِيْدًا "، بمعنی جَصَّصَهُ "، میں نے اس کو گچ کیا "، قتادہ ربیع اور ضحاک نے کہا مَشِیْد بمعنی طویل ہے۔ ضحاک نے روایت کی کہ یہ حضرموت شہر میں ایک کنواں تھا جس کا نام حاضورا تھا۔

حضرموت کا واقعہ

اس شہر کے چار ہزار آدمی حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے جب اُنھوں نے دشمنوں کی تکالیف سے نجات پائی تو حضرت موت آگئے۔ اُن کے ساتھ صالح علیہ السلام بھی تھے جب وہاں آئے تو صالح علیہ السلام وفات پاگئے اس لئے اس کا نام حضرموت رکھا گیا، کیونکہ جب صالح علیہ السلام فوت ہوئے تو لوگوں نے حاضوراء (کنواں) بنایا اور وہ اس کنوئیں پہ بیٹھ گئے انھوں نے اپنا ایک امیر بنا لیا جسے جلہس بن جلاس بن مُؤید کہا جاتا تھا اور اس کا وزیر سخاریب بن سوادہ کو بنایا اور وہ بہت عرصہ وہاں رہے اور ان کی اولاد ہوئی۔ حتیٰ کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی پھر اُنھوں نے بُت پرستی شروع کر دی اور اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس حنظلہ بن صفوان پیغمبر بھیجا اس کو اُنھوں نے بازار میں شہید کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کیا تو اُن کا کنواں بیکار ہوگیا اور مضبوط محلات تباہ و برباد ہوگئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کتنی ہی بستیاں ہم نے کھپا دیں کہ وہ ستمگار تھیں تو اب وہ اپنی چھتوں پر ڈھی پڑی ہیں اور کتنے کنوئیں بیکار پڑے ہیں اور کتنے محل گچ کئے ہوئے۔

قولہ یَسْطُوْنَ "، اس سے اس آیت کریمہ : يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ "،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى

۴۴۲۵ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَا اٰدَمُ یَقُوْلُ لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ فَیُنَادٰی

کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد کے غیر نے کہا کہ یَسْطُوْنَ بمعنی یَفْرُطُوْنَ ہے جو کوئی جلدی کرے اور حد سے بڑھ جائے تو اسے کہتے ہیں ،، فَوَطَ عَلَیْهِ ،، یَسْطُوْنَ ،، سطوہ سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں سخت پکڑنا ،، یعنی قریب ہے کہ کافر جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ اصحاب پر سخت غصہ کرتے اور ان کی طرف بُرے ہاتھ اُٹھاتے۔

قولہ یُقَالُ ،، اس کا قائل فراء ہے یَسْطُوْنَ بمعنی یبطشون ،، ہے۔ کیونکہ مشرکین قریش جب کسی مسلمان کو سُنتے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے تو وہ اس کو پکڑنے کے قریب ہو جائے۔

قولہ وَهُدُوْا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ،، یعنی اہل جنت کو قرآن کا الہام کیا گیا یہی طیب قول ہے۔

قولہ بِسَبَبٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ لْیَقْطَعْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ،، بسبب ،، کی تفسیر کی کہ وہ اپنے گھر کی چھت سے رسی باندھے پھر گلا گھونٹ کر مر جائے۔

قولہ تَذْهَلُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : یَوْمَ تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تُشْغَلُ سے تفسیر کی۔ کہا جاتا ہے۔ ذَهَلْتُ عَنْ كَذَا ،، میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

بابؒ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو لوگوں کو قیامت کے دن مست دیکھے گا وہ مست نہ ہوں گے

۴۴۲۵ ـــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدم! وہ کہیں گے اے اللہ! میں تیرے حضور کھڑا ہوں! اور بار بار کھڑا ہوں ،، یعنی لبیک وسعدیک کہیں گے انہیں بلند آواز سے ندا کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ تجھے

marfat.com
Marfat.com

بِصَوْتٍ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ اَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ اُرَاهُ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَ تِسْعِيْنَ فَحِيْنَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَشِيْبُ الْوَلِيْدُ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى تَغَيَّرَتْ وُجُوْهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ تِسْعُ مِائَةٍ وَّتِسْعَةٌ وَّتِسْعِيْنَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ اَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَآءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْاَبْيَضِ اَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جَنْبِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ تَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ وَقَالَ جَرِيْرٌ وَعِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ سَكْرٰى وَمَا هُمْ بِسَكْرٰى

حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد سے ایک جماعت دوزخ کی طرف نکالو فرمایا ہر ہزار سے میرا خیال ہے کہ فرمایا "نو سو ننانوے آدمی" اس وقت حاملہ عورت حمل وضع کر دے گی اور نوزائید بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور تو لوگوں کو مست دیکھے گا وہ مست نہیں ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا لوگوں پر یہ بہت شاق گذرا حتی کہ ان کے چہرے متغیر ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاجوج ماجوج سے نو سو ننانوے اور تم میں سے ایک ہوگا۔ پھر تم ان لوگوں میں جو وہاں حاضر ہوں گے۔ مثل ایک سیاہ بال کے ہوگے جو سفید گائے کے پہلو میں ہوتا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت کی چوتھائی ہوگے ہم نے اللہ کی تکبیر کہی۔ پھر فرمایا تم اہل جنت کے نصف ہوگے تو ہم نے اللہ اکبر کہا۔ ابو اسامہ نے اعمش سے روایت کی۔ تَرَى النَّاسَ وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى "یعنی ابو اسامہ نے کہا ہر ہزار سے نو سو ننانوے"، جریر، عیسیٰ بن یونس اور ابو معاویہ نے "سُكْرٰى وَمَا هُمْ بِسُكْرٰى" پڑھا ہے"

marfat.com
Marfat.com

۴۴۲۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ربع" ثلث اور نصف فرمایا حالانکہ یہ تینوں اعداد باہم مخالف ہیں اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح ظاہر ہوئے ہوں اور "قَالَ جَرِیْرٌ" سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث کی تین اشخاص نے اعمش سے روائت کی ہے اور لفظ "سُکَارٰی" اور لفظ سَکْرٰی میں مخالفت کی ہے اور مفرد صیغہ ذکر کیا جمع ذکر نہیں کیا ،، اسی جزء کے اعتبار سے یہ حدیث باب کے مناسب ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ تم اہل جنت کی چوتھائی تہائی اور نصف ہوگے۔ یہ خطاب اس وقت موجود صحابہ کرام سے مختص نہیں ہے۔ بلکہ حاضرین کو غائبین پر اور مردوں کو عورتوں پر غلبہ دے کر فرمایا اور یہ بابِ تغلیب سے ہے جیسے شمس اور چاند کو قمرین کہتے ہیں لیکن ابتداء اسلام سے قیامت تک ساری امت مرحومہ مراد ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ اس امت کے لوگ درجات اور کمالِ مراتب کے اعتبار سے تین جماعتیں ہیں۔ ایک جماعت حق تعالیٰ کے مقربین کی ہے جو اس کے حضور خواص ہیں۔ دوسری متقی نیک اور علماء کی جماعت ہے اور تیسری جماعت عام مومنین ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی جماعت کے اعتبار سے چوتھائی اہلِ جنت فرمائی ہو اور تہائی دوسری جماعت کے اعتبار سے اور نصف عام اہلِ اسلام کے لحاظ سے فرمایا ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ میری امت جنت میں تمام امتوں سے زیادہ ہوگی۔ لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں مخالف پائی جاتی ہے۔ نیز یہ دونوں حدیثیں قرآن کریم کی اس آئت کریمہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ،، کے مخالف ہیں کیونکہ اس آئت کی تفسیر میں یہ کہا جاتا ہے کہ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ سے مراد امت محمدی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس امت مرحومہ کا اہل جنت کا نصف ہونا جبکہ اس میں انبیاء کرام اور رُسل عظام اور پہلی ساری امتیں ہیں اس کے مخالف نہیں کیونکہ اکثریت پہلی امتوں کے اعتبار سے ہے مجموعہ امتیں اور انبیاء کے اعتبار سے نہیں۔

نیز علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آئت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام امتوں کے مقربین ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ پہلی امتوں کے سابق اور مقرب لوگ امت محمدی سے زیادہ ہوں اور اس امت کے پیروکار پہلی نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ ہو۔ لہذا حدیث اور آئت کریمہ میں بھی مخالفت نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

(حدیث ۳۱۳۲ کی شرح بھی دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ

شَكٍّ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرٌ اِطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلٰى قَوْلِهٖ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ اَتْرَفْنَاهُمْ وَمَتَّعْنَاهُمْ ۴۴۲۶ ـــ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ بُكَيْرٍ قَالَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدَمُ الْمَدِيْنَةَ فَاِنْ وَلَدَتِ امْرَاَتُهٗ غُلَامًا وَنُتِجَتْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنٌ صَالِحٌ وَاِنْ لَّمْ تَلِدِ امْرَاَتُهٗ وَلَمْ تُنْتَجْ خَيْلُهٗ قَالَ هٰذَا دِيْنُ سَوْءٍ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد بعض لوگ شک میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں

اگر اسے نفع ہو تو مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر نقصان ہو تو منہ کے بل پھر جاتا ہے وہ دُنیا اور آخرت میں خسارے میں ہے۔ "اَتْرَفْنَاهُمْ" ہم نے ان کو نعمتیں دیں اور وُسعت دی "

مجاہد سے روائت ہے کہ حرف بمعنی شک ہے۔ عطیہ نے ابو سعید سے روائت کی کہ ایک یہودی مسلمان ہو گیا اس کے اسلام لانے کے بعد اس کی بصارت جاتی رہی مال ضائع ہو گیا اور اولاد فوت ہو گئی اس نے اسلام کو منحوس جانا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میری بیعت کو ختم کر دیں اور عقد مسلمانی دُور کریں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عقد مسلمانی دور نہیں کیا جاتا اسلام گناہوں کو دُور کرتا ہے جیسے آگ لوہے کا زنگار دُور کرتی ہے تو اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی قولہ اَتْرَفْنَاهُمْ بمعنی وَمَتَّعْنَاهُمْ ہے۔ یہ سورۂ مومنین

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ

۴۴۲۷ــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْهَاشِمٍ عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَّادٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ كَانَ يُقْسِمُ فِيْهِنَّ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ نَزَلَتْ فِيْ حَمْزَةَ وَصَاحِبَيْهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبَيْهِ يَوْمَ بَرَزُوْا فِيْ يَوْمِ بَدْرٍ رَوَاهُ سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ هَاشِمٍ وَقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ هَاشِمٍ عَنْ مِجْلَزٍ قولہ

کی آئت ہے۔ اس جگہ سہوِ قلم سے لکھی گئی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۴۲۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے اُنھوں نے کہا بعض لوگ شک میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کوئی آدمی مدینہ منورہ آتا اگر اس کی بیوی لڑکے کو جنم دیتی اور اس کی گھوڑی بچہ دیتی تو کہتا یہ اچھا دین ہے۔ اگر اس کی بیوی کے لڑکا پیدا نہ ہوتا اور نہ ہی اس کی گھوڑی بچہ دیتی تو کہتا یہ دین بُرا ہے۔

۴۴۲۶ — شرح : نُتِجَتْ ،، صیغۂ مجہول ہے۔ کہا جاتا ہے : نُتِجَتِ النَّاقَةُ فَهِيَ مَنْتُوْجَةٌ جَنِيبٌ کہا جاتا ہے : نُفِسَتِ الْمَرْءَةُ وَهِيَ مَنْفُوْسَةٌ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ دو گروہ ہیں جنہوں نے اپنے ربّ کے دین میں جھگڑا کیا ،،

۴۴۲۷ — ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ وہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ آئت کریمہ هٰذَانِ خَصْمَانِ الْاٰيَةَ ،، یہ دو گروہ ہیں جنہوں نے اپنے ربّ کے دین میں مخاصمت کی حمزہ اور ان کے دو ساتھیوں علی بن ابی طالب، عبیدہ بن حارث اور ان کے مقابل عتبہ اور اس کے دو ساتھیوں شیبہ اور ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس روز اُنھوں نے بدر کی جنگ میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا

marfat.com
Marfat.com

۴۴۲۸ ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَّادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَجْثُوْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ قَيْسٌ وَفِيْهِمْ نَزَلَتْ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ بَارَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَعُبَيْدَةُ وَشَيْبَةُ ابْنُ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ

اس کو سفیان نے ابو ہاشم سے روایت کیا اور عثمان بن ابی شیبہ جریر بن عبدالحمید سے اُنھوں نے منصور ابن معتمر سے اُنھوں نے ابو ہاشم سے اُنھوں نے ابو مجلز سے اس کا قول ذکر کیا (یعنی یہ ابو مجلز کا قول ہے اور اس پر موقوف ہے) (حدیث ۳۷۱۷ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ ۴۴۲۸ ــــ : علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں پہلا شخص ہوں جو قیامت کے دن اللہ کے سامنے خصومت کے لئے دوزانو بیٹھے گا۔ قیس نے کہا ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ قیس نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بدر کے روز مبارزت کی (مقابلہ کیا) وہ علی، حمزہ اور عبیدہ اور شیبہ ابن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں۔

شرح ۴۴۲۸ ــــ : پہلے تین مسلمان اور دوسرے تین کافر ہیں جو ان کے قریبی تھے۔ طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ اہل کتاب اور مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی اور حسن کے طریق سے بیان کیا کہ وہ کافر اور مسلمان ہیں اور مجاہد کے طریق سے روایت کی کہ یہ مومن اور کافر کا بعثت میں جھگڑا ہے۔ لیکن یہ کوئی منافات نہیں کیونکہ اگر کوئی آیت کریمہ کسی سبب نازل ہو تو اس قسم کے اور اسباب میں اس کا نازل ہونا ممتنع نہیں۔ (عینی) واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِيْنَ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ سَبْعَ طَرَائِقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ لَهَا سَابِقُوْنَ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ خَائِفِيْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ بَعِيْدٌ بَعِيْدٌ فَسْئَلِ الْعَادِّيْنَ الْمَلَائِكَةَ لَنَاكِبُوْنَ لَعَادِلُوْنَ كَالِحُوْنَ عَابِسُوْنَ مِنْ سُلَالَةٍ الْوَلَدُ وَالنُّطْفَةُ السُّلَالَةُ وَالْجِنَّةُ وَالْجُنُوْنُ وَاحِدٌ وَالْغُثَاءُ الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا يُنْتَفَعُ بِهٖ

سُوْرَۂ مؤمنین

یہ سُورت مکّی ہے اس کی آیات ۱۱۸ (ایک سو اٹھارہ) ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ سَبْعَ طَرَائِقَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : ،، وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور سُفیان بن عُیَیْنہ نے سبع طرائق کی تفسیر سات آسمانوں سے کی۔ سات آسمانوں کو سات طریق کہا کیونکہ یہ ایک دوسرے پر ہیں اور ہر ایک طریق ہے۔ ہر وہ شئ جو دوسری شئ کے اُوپر ہو عرب اس کو طریق کہتے ہیں۔ کہا گیا یہ فرشتوں کے راستے ہیں۔

قولہ لَهَا سَابِقُوْنَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : أُولٰئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر : سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ ،، سے کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ازل میں اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدر میں سعادت اور نیک بختی کر دی ہے اس لئے یہ نیک کاموں کے لئے جلدی کرتے ہیں۔ قولہ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اس سے اس آئت کریمہ ،، وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ ،، اَنَّهُمْ إِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور وَجِلَة کی تفسیر خائفین سے کی ،، اور وہ جو دیتے ہیں جو

marfat.com
Marfat.com

کچھ دین اور اُن کے دِل ڈر رہے ہیں یوں کہ ان کو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ مَیں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آیا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سُود کھایا چوری کی وہ اس حال کے باعث اللہ سے ڈرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نماز روزے کئے اس کے باوجود وہ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

قولہ مَیْحَاتَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی بَعِید،، سے تفسیر کی۔

قولہ وَاسْئَلِ الْعَادِّيْنَ ،، اس سے اس آئت کریمہ ،، لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْئَلِ الْعَادِّيْنَ کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا عَادِّین ،، فرشتے ہیں ،، ثعلبی نے کہا یہ فرشتے وہ ہیں جو حفاظت پر مامور ہیں حساب و کتاب کے فرشتے ہیں ،، یعنی وہ بولے ہم ایک دن رہے یا دن کا حصہ تو گننے والوں سے دریافت فرما۔

قولہ تَنْكِصُوْنَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَكُنْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا تنکصون بمعنی تَنْشَأُ خِرُوْنَ ہے۔ اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا کہ اُلٹے قدم پھرتے ہیں ،،

قولہ لَنَاكِبُوْن ،، اس سے اس آئت کریمہ : إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ناکبُوْن کی تفسیر عادِلُوْن سے کی یعنی جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ سیدھی راہ سے پھرے ہوئے ہیں۔

قولہ كَالِحُوْن ،، اس سے اس آئت کریمہ : تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر عَابِسُوْنَ سے کی یعنی اُن کے چہروں کو آگ جلا دے گی اور وہ اس میں بُرے چہروں والے ہوں گے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا آگ اسے جلا دے گی اس کا اُوپر کا ہونٹ اُوپر کو چڑھ جائے گا اور سر کے درمیان چلا جائے گا اور اس کا نچلا ڈھیلا پڑ جائے گا اور ناف تک لٹک جائے گا۔

قولہ مِنْ سُلَالَةٍ اس سے اس آئت کریمہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد کے غیر یعنی ابوعبیدہ نے کہا سُلَالَہ وَلد ہے نُطفہ بھی سُلَالَہ ہے۔ عرب مرد کے نطفہ اور اس کے ولد کو سُلالہ اور سلیلہ کہتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سُلالہ کی تفسیر وَلَد سے کیسے صحیح ہے؟ کیونکہ انسان وَلَد سے نہیں بلکہ امر بالعکس ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وَلَد سلالہ کی تفسیر نہیں بلکہ ولد مبتدا اور سُلالہ خبر ہے یعنی سلالہ وہ ہے جو کسی شئی سے باہر آئے جیسے ولد اور نطفہ انسان سے باہر آتے ہیں۔

قولہ وَالْجِنَّةُ ،، اس سے اس آئت کریمہ : أَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ النُّوْرِ

مِنْ خِلَالِهٖ مِنْ بَيْنِ اَضْعَافِ السَّحَابِ سَنَا بَرْقِهٖ اَلضِيَاءُ مُذْعِنِيْنَ يُقَالُ لِلْمُسْتَجِدِّ مُذْعِنٌ اَشْتَاتًا وَشَتّٰى وَنَشَّاتٌ وَشَتٌّ وَاحِدٌ وَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثُّمَالِيُّ اَلْمَشْكُوٰةُ اَلْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنَاهَا بَيَّنَّاهَا وَقَالَ غَيْرُهٗ سُمِّيَ الْقُرْاٰنُ لِجَمَاعَةِ السُّوَرِ وَسُمِّيَتِ السُّوْرَةُ لِاَنَّهَا مَقْطُوْعَةٌ مِنَ الْاُخْرٰى فَلَمَّا قُرِنَ

تفسیر میں کہا کہ جنّہ اور جنون ایک ہی شئ ہیں۔
قولہ وَالْغُثَآءُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر زبد سے کی اور وہ جھاگ ہے جو پانی پر اٹھتی ہے اور اس سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا قتادہ نے کہا غُثَآءً پرانی شئ ہے جو بوسیدہ ہو چکی ہو۔

سُوْرَۂ نُوْر

ابو العباس، مقاتل، عبداللہ بن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا یہ ساری سورت مدنی ہے اس میں کسی کا اختلاف مذکور نہیں، اس کی چونسٹھ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ مِنْ خِلَالِهٖ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ کی طرف اشارہ کیا اور ،، مِنْ بَيْنِ اَضْعَافِ السَّحَابِ ،، سے اس کی تفسیر کی ،، یعنی تو بارش کو دیکھتا ہے کہ وہ گھرے

marfat.com
Marfat.com

بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ سُمِّیَ قُرْاٰنًا وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ تَالِیْفُ بَعْضِہٖ اِلٰی بَعْضٍ فَاِذَا قَرَاْنَاہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ فَاِذَا جَمَعْنَاہُ وَاَلَّفْنَاہُ فَاتَّبِعْ

بادلوں کے درمیان سے نکلتی ہے ،، خَلَلٌ بارش کی جگہ اور وَدْقٌ بارش ہے۔

قولہ سَنَا بَرْقِہٖ ،، اس سے اس آئت کریمہ یَکَادُ سَنَا بَرْقِہٖ یَذْھَبُ بِالْاَبْصَارِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ضیاء سے کی ،، یعنی اس کی شدت چمک نظروں کو لے جاتی ہے۔

قولہ مُذْعِنِیْنَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَاِنْ یَّکُنْ لَّھُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْٓا اِلَیْہِ مُذْعِنِیْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یُقَالُ سے یہ اشارہ کیا کہ مُسْتَخْذِی کو مُذْعِن کہتے ہیں۔ یعنی اگر ان کے لئے حق ہو تو وہ عاجزی کرتے ہوئے اس کی طرف آتے ہیں۔ جوہری نے کہا یہ سرع کے معنی میں ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے خَذَتِ النَّاقَۃُ تَخْذِی یعنی اونٹنی تیز دوڑی ،، مُذْعِنٌ اِذْعَان بمعنی اسراع سے ہے۔ زُجاج نے کہا اَذْعَنَ لِیْ بِحَقِّیْ ،، جو میں اس سے چاہتا تھا اس میں میری موافقت کی اور اس کی طرف تیز چلا ،،

قولہ اَشْتَاتًا ،، اس سے اس آئت کریمہ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی تم پر اکٹھے اور علیحدہ علیحدہ کھانے میں کوئی حرج نہیں اور شَتٌّ ، شَتَاتٌ اور شَتٌّ ہم معنی ہیں اور ان کا ماخذ ایک ہی ہے اگرچہ اشتات جمع اور شتّ مفرد ہے۔

قولہ قال ابن عباس ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اَنْزَلْنَاھَا بَیَّنَّاھَا بمعنی فَرَضْنَاھَا ہے۔ اور ابن عباس کے غیر یعنی ابو عبیدہ نے کہا قرآن کو قرآن اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی سُورتیں جمع ہیں اور سورت کو سورت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دُوسری سورت سے جُدا ہے۔ جب بعض کو دُوسرے بعض کے ساتھ ملایا جائے تو اس کا نام قرآن ہے۔ سعد بن عیاض ثمالی نے کہا "مشکوٰۃ" بمعنی طاقچہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول : اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ،، یعنی اس آئت میں جمع اور قرآن کے معنی ترکیب دینا اور بعض کو بعض آیات کے ساتھ ملانا ہے۔

قولہ فَاِذَا قَرَاْنَاہُ ،، یعنی جب ہم اس کو جمع کر دیں اور ایک دوسرے سے جوڑ دیں تو اس کے مضمون کی پیروی کرو یعنی جو چیز اس میں جمع کی گئی ہے پس جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کر اور جس سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہ۔ کہا جاتا ہے اس کے شِعر کا قرآن نہیں یعنی اس کے شعر کی تالیف نہیں۔ قرآن کو فُرقان اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حق و باطل میں فرق کرتا ہے جس عورت کے پیٹ میں بچہ جمع نہ ہو سکے اس کو کہا جاتا ہے۔ مَا قَرَءَتْ بِسلاقط مادہ کے پیٹ میں ایک پردہ سا ہوتا ہے جس میں بچہ رکھا جاتا ہے اس کو "سَلَا" کہتے ہیں۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قال سعد بن عیاض سے امام بخاری کے اس قول ،، فِیْ بَطْنِھَا وَلَدًا ،، تک قرآن کے معنی کا بیان ہے کہ وہ بمعنی جمع ہے۔

marfat.com
Marfat.com

قُرْاٰنَہٗ اَیْ مَاجَمَعَ فِیْہِ فَاعْمَلْ بِمَا اَمَرَكَ وَانْتَہِ عَمَّا نَھَاكَ اللّٰہُ وَیُقَالُ لَیْسَ لِشِعْرِہٖ قُرْاٰنٌ اَیْ تَالِیْفٌ وَسُمِّیَ الْفُرْقَانَ لِاَنَّہٗ یَفْرُقُ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَیُقَالُ لِلْمَرْاَۃِ مَا قَرَاَتْ سَلًی قَطُّ اَیْ لَمْ تَجْمَعْ فِیْ بَطْنِھَا وَلَدًا وَقَالَ فَرَضْنٰھَا اَنْزَلْنَاھَا فِیْھَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَۃً وَمَنْ قَرَاَ فَرَضْنٰھَا یَقُوْلُ فَرَضْنَا عَلَیْکُمْ وَعَلٰی مَنْ بَعْدَکُمْ قَالَ مُجَاھِدٌ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْھَرُوْا لَمْ یَدْرُوْا لِمَا بِھِمْ مِنَ الصِّغَرِ

بَابُ قَوْلِہٖ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ وَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ شُھَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُھُمْ فَشَھَادَۃُ اَحَدِھِمْ اَرْبَعُ شَھَادَاتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ

۴۴۲۹ ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا

قَالَ فَرَضْنٰھَا ،، یعنی فَرَّضْنَاھَا بتشدید الرّاء کے معنیٰ یہ ہیں ہم نے قرآن میں مختلف فرائض اور واجبات نازل کئے اور جس نے فَرَضْنَا بتخفیف الرّاء پڑھا ہے وہ فرض بمعنی قطع سے مشتق ہے۔ یعنی اللہ فرماتا ہے۔ ہم نے تم پر اور جو کوئی قیامت تک تمہارے بعد آئیں گے سب پر فرض کیا ہے۔

قولہ اُولِی الْاِرْبَۃِ ،، اس سے اس آیت کریمہ : غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ ،، کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں شعبی نے کہا اُولِی الْاِرْبَۃِ ،، وہ آدمی ہیں جن کو کوئی حاجت نہیں ان میں شہوت نہیں اور وہ تمہارے تابع رہتے ہیں تاکہ تمہارا بچا ہوا طعام پائیں ان کو عورتوں کی حاجت نہیں اور نہ وہ ان کو چاہتے ہیں

قولہ اَوِالطِّفْلِ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْھَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر لَمْ یَدْرُوْا الخ سے کی یعنی بچپن کی وجہ سے وہ عورتوں کی خواہش نہیں کرتے شعبی نے کہا طفل واحد اور جمع آتا ہے۔

قَالَ مُجَاھِدٌ ،، غیر اولی الاربۃ وہ ہیں جن کا مقصد صرف پیٹ ہے اور وہ احمق ہے۔ اس سے عورتوں کو کوئی ڈر نہیں ہوتا۔ طاؤس نے کہا وہ احمق ہے جس کو عورتوں کی حاجت نہیں (ان میں شہوت نہیں)

marfat.com
Marfat.com

الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ عُوَيْمِرًا اَتٰى عَاصِمَ
ابْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ كَيْفَ تَقُوْلُوْنَ فِيْ رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ
امْرَأَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ سَلْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَتٰى عَاصِمٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ
اللّٰهِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ فَسَاَلَهٗ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ اِنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَا اَنْتَهِيْ
حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَجَاءَ عُوَيْمِرٌ
فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ
يَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فِيْكَ
وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاْمُرْهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُلَاعَنَةِ بِمَا سَمّٰى

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور اُن کے سوا اُن کا کوئی گواہ نہ ہو!"

تو ان میں سے ایک کی گواہی یہ ہونی چاہیئے کہ وہ
چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں سچّا ہوں"

۴۴۲۹ — ترجمہ : زُہری نے سہل بن سعد انصاری سے روایت کی کہ عُوَیمر عاصم بن عدی کے پاس آیا اور وہ (انصار کے قبیلہ) بنی عجلان کے سردار تھے اور کہا آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے۔ کیا اس کو قتل کر دے؟ تو تم قصاصًا اس کو

marfat.com
Marfat.com

اللّٰہُ فِی کِتَابِہٖ فَلَاعَنَہَا ثُمَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ حَبَسْتُہَا فَقَدْ ظَلَمْتُہَا فَطَلَّقَہَا فَکَانَتْ سُنَّۃً لِمَنْ کَانَ بَعْدَہُمَا فِی الْمُتَلَاعِنَیْنِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا فَاِنْ جَاءَتْ بِہٖ اَسْحَمَ اَدْعَجَ الْعَیْنَیْنِ عَظِیْمَ الْاَلْیَتَیْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَیْنِ فَلَا اَحْسِبُ عُوَیْمِرًا اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَیْہَا وَاِنْ جَاءَتْ بِہٖ اُحَیْمِرَ کَاَنَّہٗ وَحَرَۃٌ فَلَا اَحْسِبُ عُوَیْمِرًا اِلَّا قَدْ کَذَبَ عَلَیْہَا فَجَاءَتْ بِہٖ عَلَی النَّعْتِ الَّذِیْ نَعَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِیْقِ عُوَیْمِرٍ فَکَانَ بَعْدُ نُسِبَ اِلٰی اُمِّہٖ

قتل کردگے وہ کیا کرے اس کے متعلق جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کرو۔ عاصم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رَسُوْل اللہ" صلّی اللہ علیہ وسلّم (اور پہلا کلام عرض کیا) جناب رَسُوْل اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سوالات کو اچھا نہیں جانتے تھے اور معیوب سمجھتے تھے۔ عویمر نے کہا بخدا! میں نہیں رکوں گا حتیٰ کہ اس مسئلہ کے متعلق جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کروں گا پس عُوَیمر آئے اور کہا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پائے کیا اس کو قتل کر دے تو آپ اس کو قتل کر دیں گے یا وہ (اسے قتل نہ کرے) کیا کرے؟ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں آیت نازل کی ہے اور اُن دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا جو قرآن کریم میں ذکر کیا ہے پس عُوَیمر نے اپنی بیوی سے لعان کیا۔ پھر کہا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر ظلم کیا ہے اور اس کو طلاق دے دی پھر ان کے بعد یہ لعان کرنے والوں کا طریقہ جاری ہُوا۔ پھر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس عورت کو دیکھو! اگر اُس نے سیاہ فام بچہ کو جنم دیا جو سیاہ آنکھوں والا بڑے بڑے سرینوں والا اور موٹی موٹی پنڈلیوں والا ہو تو میرا خیال ہے کہ عُویمر نے اس کے بارے میں سچ کہا ہے۔ اور اگر اس نے سرخ بچہ کو جنم دیا گویا کہ وہ سام ابرص ہے تو میں عُویمر کو یہی خیال کروں گا کہ اس نے اپنی بیوی کے متعلق جھوٹ بولا ہے۔ پس اس عورت نے اسی صفت والے بچہ کو جنم دیا تھا جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عویمر کی تصدیق کے متعلق فرمایا تھا۔ اس کے بعد وہ بچہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوتا تھا۔"

marfat.com
Marfat.com

۴۴۲۹ — شرح : اس حدیث سے حضرات فقہاکرام نے چند مسائل استنباط کئے ہیں۔ منجملہ ایک یہ کہ شریعت کا دارو مدار ظاہر حال پہ ہے۔ اسرار کو خدا جانتا ہے۔ دوم جس سوال میں کسی مسلمان کی بے عزتی ہوتی ہو وہ سوال نہیں پوچھنا چاہیے اور نہ ہی اس کو پسند کرنا چاہیئے۔ سوم اگر کسی کو یہ گمان ہو کہ فلاں شخص نے اس کی بیوی سے زنا کیا ہے اور اس کو قتل کر دے جمہور علماء کہتے ہیں قاتل کو بطورِ قصاص قتل کر دیا جائے گا لیکن اگر چار گواہ یہ کہہ دیں کہ اس نے زنا کیا تھا یا اس کے وارث اقرار کریں تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔ جبکہ مقتول محصن ہو بعض شافعی کہتے ہیں۔ اگر کسی نے زانی محصن کو قتل کر دیا تو اس پہ قصاص نہیں ،، چہارم لعان مشروع ہے جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ : وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ ،، سے ظاہر ہے یہ لعان مرد سے حدِ قذف دُور کرے گا اور عورت سے حدِ زنا دُور کرے گا۔ پنجم یہ کہ لعان امام ، قاضی اور لوگوں کے ہجوم میں ہونا چاہیئے ششم صرف لعان کرنے سے بیوی خاوند میں تفریق نہ ہوگی بلکہ حاکم کے حکم سے فرقت ہوگی۔ امام ابوحنیفہ ، امام احمد اور سفیان ثوری کا یہی مسلک ہے۔ کیونکہ اگر نفسِ لعان سے تفریق ہو جاتی تو مرد کو طلاق دینے کی ضرورت نہ پڑتی۔ نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن میں جُدائی کر دی امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف لعان سے فرقت ہو جاتی ہے۔ امام مالک ، احمد ، اسحاق کا بھی یہی مسلک ہے کہ نفس لعان سے فرقت ہو جاتی ہے۔ پھر علماء میں یہ اختلاف ہے کہ متلاعنین (جنہوں نے لعان کیا ہے) کے درمیان تفریق فسخ ہوگا یا طلاق ہوگی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ، امام محمد ، ابراہیم نخعی اور سعید بن مسیب کے نزدیک یہ ایک طلاق ہوگی۔ امام مالک اور امام شافعی اس کو فسخ کہتے ہیں۔ ہفتم احکام میں شبہ کا اعتبار ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شبہ کا اعتبار کیا تھا ، لیکن اس پر فیصلہ نہیں کیا جاتا کیونکہ اس سے اقویٰ دلیل موجود ہوتے ہوئے اس پر فیصلہ صحیح نہیں اسی لئے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعینہٖ شبہ دیکھا تو ام المومنین سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ اے سودہ اس سے پردہ کرو اور بچہ کا فیصلہ شبہ پر نہ کیا بلکہ فرمایا : اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ ،، کیونکہ یہ شبہ سے قوی تر دلیل ہے اور قیافہ میں شبہ پر حکم کیا کیونکہ وہاں شبہ سے اقوی دلیل موجود نہ تھی ،، ہشتم ملاعنہ عورت اور اس کے بچے میں وراثت ثابت ہے کیونکہ وہ اپنی والدہ کی طرف منسوب ہے ؛ چنانچہ ایک روایت میں ہے۔ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمِيْرَاثِ اَنْ يَرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا ،، امام احمد نے کہا جب اس بچے کی وارث صرف اس کی ماں ہو تو وہی اس کا عصبہ ہے اور اس کے سارے ترکہ کی وارث ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس کی والدہ تنہا وارث ہو تو اس کا سارا ترکہ لے گی لیکن ایک تہائی فرض کے اعتبار سے باقی ترکہ اس پر ردّ ہو کر تقسیم ہوگا۔ نہم لعان کی شرط یہ ہے کہ بیوی خاوند میں ہو ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ،، وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ اسی لئے جب کسی عورت سے نکاح فاسد کیا پھر عورت کو تہمت لگائی تو لعان نہیں کیونکہ اُن میں زوجیت نہیں۔ امام شافعی کہتے ہیں جب قذف بچے کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ،

۴۴۳۰۔ حَدَّثَنِیْ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ اَبُوالرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا رَاٰی مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمَا مَا ذُكِرَ فِی الْقُرْاٰنِ مِنَ التَّلَاعُنِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُضِیَ فِيْكَ وَفِیْ اِمْرَاَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً اَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا فَاَنْكَرَ حَمْلَهَا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰی اِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِی الْمِيْرَاثِ اَنْ يَرِثَهَا وَتَرِثَ مِنْهُ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا

انکار کے باعث ہو تو لعان کریں گے۔ اسی طرح اگر بیوی کو طلاق بائن یا تین طلاقیں دیں پھر اس کو زنا کی تہمت لگائی تو لعان واجب نہیں۔ اگر رجعی طلاق دے کر تہمت لگائی تو لعان واجب ہے۔ اگر بیوی کی موت کے بعد تہمت لگائی تو احناف کے نزدیک لعان نہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں اس کی قبر پر لعان کرے گا۔ دہم لعان کے ساتھ مرد سے حدِ قذف ساقط ہے۔ یازدہم لعان کے وجوب کی شرط یہ ہے کہ بیّنہ قائم نہ کر سکے۔ دوازدھم لعان کی شرط یہ ہے کہ عورت زنا کا انکار کرے اگر وہ زنا کا اقرار کرلے تو لعان واجب نہیں بلکہ حدِ زنا واجب اور وہ رجم ہے اگر وہ شادی شدہ ہے ورنہ سو کوڑے ہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد پانچویں گواہی یہ دے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو!"

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ فَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ،

۴۴۳۰ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے کیا اس کو قتل کر دے تو آپ اس کو قتل کر دیں گے یا (اگر وہ اس کو قتل نہ کرے) وہ کیا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں نازل کیا جو قرآن کریم میں لعان ذکر کیا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اور تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں فیصلہ ہوگیا ہے۔ راوی نے کہا پھر ان دونوں نے لعان کیا (ایک دوسرے پر لعنت کی) اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا اس نے اپنی بیوی کو جدا کر دیا۔ پھر یہ طریقہ جاری ہوگیا کہ لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کر دی جائے (واقعہ یہ ہے) وہ عورت حاملہ تھی اس کے شوہر نے اس کے حمل کا انکار کیا وہ عورت کا بیٹا رہا اس کے نام پر پکارا جاتا تھا۔ پھر وراثت میں یہی طریقہ جاری ہوا کہ وہ اس عورت کا وارث ہوتا ملاعنہ عورت اس بچے کی وارث ہوتی جو بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے حصۂ وراثت مقرر کیا ہے۔

۴۴۳۱ — ترجمہ : اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ ملاعنہ نفی ولد سے بھی ہوتا ہے جیسے زنا کی تہمت سے ہوتا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں بھی قاضی دونوں کے درمیانِ لعان کرائے گا اور بچے کو اس کی ماں سے لاحق کر دے۔ امام مالک، ابوعبیدہ اور ایک روایت کے مطابق امام ابویوسف کا یہی مذہب ہے۔ سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف سے مشہور روایت کے مطابق اور امام محمد، امام احمد اور زفر رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ اگر شوہر بچے کی نفی کرے تو اس صورت میں ملاعنہ نہ ہوگا۔ وہ اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ان دونوں میں لعان قذف سے تھا حمل کے انکار سے نہ تھا جیسا کہ حدیث کی ابتداء سے معلوم ہوتا ہے۔ نیز غالباً حمل متشخص شئی نہیں کہ اس کی نفی سے قذف لازم آجائے کیونکہ حمل وہمی شئی ہے جس کا توہم کر لیا گیا ہے یہ لعان کو واجب نہیں کرتا۔ تمام علماء نے اتفاق کیا ہے کہ اس بچے اور اصحابِ فروض یعنی جن کی وراثت کے حصے مقرر ہیں اور وہ ماں کی طرف سے وراثت کے مستحق ہیں ان میں وراثت جاری ہوگی۔ لہٰذا ماں کی طرف سے جو اس کے بھائی بہنیں اور نانیاں وغیرہ ہیں ان میں حسبِ قانونِ وراثت تقسیمِ ترکہ ہوگی۔"

marfat.com
Marfat.com

۴۴۳۲ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِکْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَیَّةَ قَذَفَ اِمْرَأَتَهٗ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِیْكِ بْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَیِّنَةَ اَوْ حَدٌّ فِیْ ظَهْرِكَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا رَاٰی اَحَدُنَا عَلٰی امْرَأَتِهٖ رَجُلًا یَنْطَلِقُ یَلْتَمِسُ الْبَیِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْبَیِّنَةُ وَاِلَّا حَدٌّ فِیْ ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّیْ لَصَادِقٌ فَلَیُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَا یُبَرِّئُ ظَهْرِیْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِیْلُ وَاَنْزَلَ عَلَیْهِ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ فَقَرَاَ حَتّٰی بَلَغَ اِنْ كَانَ مِنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد عورت کا چار بار گواہی دینا کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اس سے حدّ دفع کریگا

۴۴۳۲ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ لاؤ یا تیری پشت پر حدّ قائم ہوگی۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم " جب ہم سے کوئی شخص اپنی بیوی پر کسی آدمی کو دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرنے جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حدِ قذف قائم ہوگی۔ ہلال نے کہا اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ میں یقیناً سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ وہ آئت ضرور نازل کرے گا جو میری پشت کو حد کے قائم ہونے سے بچائے گی۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیات نازل کیں: وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ الخ یہ آیات پڑھیں حتی کہ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ " تک پہنچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس عورت کو پیغام بھیجا

marfat.com
Marfat.com

الصَّادِقِيْنَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَجَآءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوْهَا وَقَالُوْا اِنَّهَا مُوْجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَكَّأَتْ وَنَكَصَتْ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا اَفْضَحُ قَوْمِيْ سَائِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْصِرُوْهَا فَاِنْ جَآءَتْ بِهٖ اَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَتْ بِهٖ كَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَانٌ

پھر ہلال آیا اور پانچ بار گواہی دی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی توبہ کرتا ہے ؟ پھر عورت کھڑی ہوئی اور چار بار گواہی دی جب پانچویں بار ہوئی تو لوگوں نے اس کو روکا اور کہا پانچویں بار کہنا غضب کو واجب کر دے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ عورت کچھ رکی حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ گواہی سے رجوع کرے گی پھر اس نے کہا آج میں اپنی قوم کو رسوا نہ کروں گی اور لعان کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دیکھتے رہو اگر اس نے سیاہ آنکھوں والے موٹے سرینوں والے اور موٹی پنڈلیوں والے بچے کو جنم دیا تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔ چنانچہ اس نے ایسے ہی بچے کو جنم دیا (جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ کی کتاب کا حکم نہ ہوتا (لعان) تو میری اور اس عورت کی کچھ شان ہوتی (میں اس کو رجم کرتا)

۴۴۳۲ — شرح : یعنی اس بچے اور زانی میں پوری مشابہت پائی گئی ہے اگر شریعت اس عورت سے رجم ساقط نہ کرتی تو میں اس کو ضرور رجم کرتا، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محض مشابہت سے رجم کرنا جائز ہے۔ حالانکہ علماء کہتے ہیں کہ چار گواہوں کی گواہی کے ثابت ہونے یا عورت کے چار مجالس میں چار بار اقرار کرنے سے رجم کیا جائے گا ہو سکتا ہے کہ ان حضرات کو کوئی اور حدیث ملی ہوگی اور انہیں یہ قول نہ پہنچا ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ

۴۴۳۳ــ حَدَّثَنَا مُقَدَّمُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ اَلْقَاسِمُ ابْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا رَمٰى اِمْرَاَتَهٗ فَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاعَنَا كَمَا قَالَ اللّٰهُ ثُمَّ قَضٰى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْاَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

آیتِ لعان کے نزول کے سبب میں اختلاف کیا گیا ہے کہ یہ عُویمر کے تہمت لگانے کے سبب یا ہلال بن امیّہ کے قذف کے سبب نازل ہُوئی ہے۔ بعض مفسرین نے کہا عویمر عجلانی کے سبب لعان کی آئت نازل ہُوئی۔ انھوں نے سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس ارشاد سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل کیا ہے۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس آئت کے نزول کا سبب ہلال بن امیّہ کا واقعہ ہے۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اسلام میں لعان کیا۔ داؤدی نے کہا ہو سکتا ہے کہ دونوں ایک ہی وقت میں ہوں اور دونوں کے متعلق قرآن نازل ہُوا ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شاید دونوں نے قریب قریب وقت میں سوال کیا ہو اور آئت دونوں کے متعلق نازل ہُوئی ہو اور ہلال بن امیّہ نے پہلے لعان کیا ہو لہٰذا دونوں اس کا مصداق ہو سکتے ہیں (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد پانچویں گواہی یہ کہ اگر اس کا شوہر سچّا ہو تو عورت پر اللہ کا غضب ہو"

۴۴۳۳ــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی اور اس کے بچے کا انکار کر دیا (کہ یہ بچہ میرا نہیں) یہ واقعہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ہُوا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اَفَّاكٌ كَذَّابٌ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو دونوں نے لعان کیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پھر آپ نے عورت کے حق میں بچہ کا فیصلہ کر دیا (کہ یہ عورت کا ہے) اور دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔

۴۴۳۳ — شرح : یہ شخص عجلانی ہے جس نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تھی۔ اس حدیث سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدلال کیا کہ مجرد لعان سے زوجین میں تفریق نہیں ہوتی بلکہ حاکم کا حکم ضروری ہے اور یہ ان پر بیّن حجت ہے جو کہتے ہیں کہ محض لعان سے تفریق ہو جاتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جن لوگوں نے جھوٹ بولا وہ تم میں سے ایک گروہ ہے اسے اپنے لئے بُرا گمان نہ کرو! بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اُن میں سے ہر ایک کو اپنے گناہ کے مطابق سزا ملے گی۔ اُن میں سے جس نے یہ بیڑا اُٹھایا ہے اس کو عظیم عذاب ہوگا ،، اَفّاک بمعنی کذّاب ہے ،،

تفسیر : یہ گروہ چند افراد پر مشتمل تھا ان میں ایک عبد اللہ بن اُبیّ رئیس المنافقین تھا یہ دراصل کافر تھا اور خوفزدہ ہو کر کلمۂ اسلام پڑھتا تھا ظاہری اعتبار سے اس کو مسلمانوں میں سے شمار کیا ہے۔ دوسرے یزید بن رفاعہ تیسرے حسان بن ثابت جو مشہور شاعر ہے چوتھے مسطح جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اقرباء میں سے تھا پانچویں حمنہ بنت جحش جو ام المومنین زینب بنت جحش کی ہمشیرہ ہیں ،، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لوگوں کا بہتان لگانا تمہارے لئے بہتر ہے مگر انہیں کیونکہ اس کے ضمن میں شرف وفضیلت کا اظہار ہے کہ تمہاری پاکدامنی میں اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ آیات نازل فرمائیں۔ یہ خطاب

marfat.com
Marfat.com

اُبْتِغَاؤُہٗ وَاَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُرَحِّلُوْنَ لِيْ فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِيْ فَوَضَعُوْهُ عَلٰى بَعِيْرِيَ الَّذِيْ كُنْتُ رَكِبْتُ وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنِّيْ فِيْهِ وَكَانَ النِّسَاءُ اِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُثْقِلْهُنَّ اللَّحْمُ اِنَّمَا نَاْكُلُ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِيْنَ رَفَعُوْهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوْا فَوَجَدْتُ عِقْدِيْ بَعْدَمَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيْبٌ فَاَمَّمْتُ مَنْزِلِيَ الَّذِيْ كُنْتُ بِهٖ وَ ظَنَنْتُ اَنَّهُمْ سَيَفْقِدُوْنِيْ فَيَرْجِعُوْنَ اِلَيَّ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسَةٌ فِيْ مَنْزِلِيْ غَلَبَتْنِيْ عَيْنِيْ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَّرَاءِ الْجَيْشِ فَاَدْلَجَ فَاَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِيْ فَرَاٰى سَوَادَ اِنْسَانٍ نَائِمٍ فَاَتَانِيْ فَعَرَفَنِيْ حِيْنَ رَاٰنِيْ وَكَانَ يَرَانِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ عَرَفَنِيْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِيْ بِجِلْبَابِيْ وَاللّٰهِ مَا كَلَّمَنِيْ كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهٖ حَتّٰى اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ فَوَطِئَ عَلٰى يَدِهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُ

واپس ہوئے اور مدینہ منورہ کے قریب آئے ایک رات کوچ کرنے کا اعلان کیا میں کوچ کے اعلان کے وقت اُٹھی اور چلتی ہوئی لشکر سے گزر گئی۔ جب میں نے رفعِ حاجت کرلی تو اپنے ہودج کے پاس آئی میں کیا دیکھتی ہوں کہ میرا موتیوں کا ہار گر گیا ہے میں ہار کی تلاش میں رہی اور اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا اور جو لوگ میرا ہودج اُٹھایا کرتے تھے وہ آئے اور میرا ہودج اُٹھا کر اسے میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار تھی اور وہ یہ خیال کرتے رہے کہ میں ہودج میں ہوں اور حال یہ تھا کہ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی تھیں ان کو گوشت نے بھارا نہیں کیا تھا وہ بہت کم طعام کھاتی تھیں۔ ہودج اٹھانے والوں نے ہودج کے ہلکہ ہونے کا خیال نہ کیا جبکہ اس کو اُٹھایا۔ میں چھوٹی عمر کی لڑکی تھی۔ انھوں نے اونٹ کو اُٹھایا اور چل پڑے لشکر کے چلے جانے کے بعد میں ان کے مقام میں آئی جبکہ وہاں نہ کوئی بلانے والا تھا اور نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا۔ میں اپنی جگہ

marfat.com
Marfat.com

بِی الرَّاحِلَةَ حَتَّیٰ اَتَیْنَا الْجَیْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوْا مُوْغِرِیْنَ فِیْ نَحْرِ الظَّهِیْرَةِ فَهَلَكَ
مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِیْ تَوَلَّی الْاِفْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیِّ بْنِ السَّلُوْلِ فَقَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ
فَاشْتَكَیْتُ حِیْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ یُفِیْضُوْنَ فِیْ قَوْلِ اَصْحَابِ الْاِفْكِ لَا
اَشْعُرُ بِشَیْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ وَهُوَ یَرِیْبُنِیْ فِیْ وَجَعِیْ اَنِّیْ لَا اَعْرِفُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِیْ كُنْتُ اَرٰی مِنْهُ حِیْنَ اَشْتَكِیْ اِنَّمَا یَدْخُلُ
عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُسَلِّمُ ثُمَّ یَقُوْلُ كَیْفَ تِیْكُمْ ثُمَّ
یَنْصَرِفُ فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَرِیْبُنِیْ وَلَا اَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰی خَرَجْتُ بَعْدَمَا نَقَهْتُ
فَخَرَجْتُ مَعِیَ اُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَهُوَ مُتَبَرَّزُنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ اِلَّا لَیْلًا

کا قصد کیا جہاں میں ٹھہری ہوئی تھی اور یہ خیال کیا کہ وہ عنقریب مجھے گم پائیں گے تو میری طرف واپس آئیں گے۔ ایک وقت میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھ نے مجھ پر غلبہ کیا اور میں سو گئی۔ صفوان بن مُعَطَّل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے اندھیرے میں آ رہے تھے اور صبح کے وقت میرے ٹھہرنے کی جگہ پہنچے اُنھوں نے سونے والے شخص کو دیکھا تو میرے پاس آئے اور جب مجھے دیکھا تو پہچان لیا۔ کیونکہ پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھا کرتے تھے جب اُنھوں نے مجھے پہچانا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن" کہا تو میں بیدار ہو گئی اور کپڑے سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا بخدا! اُس نے ایک کلمہ بھی مجھ سے بات نہ کی اور نہ ہی میں نے اُن کے اِنَّا لِلّٰہِ الخ کے بغیر اُن سے کوئی کلمہ سُنا حتّٰی کہ اُس نے اپنی سواری کو بٹھایا اور اس کے اگلے پاؤں پر اپنا قدم رکھا تو میں اس پر سوار ہو گئی وہ میری سواری کو ہانکتے ہوئے چل پڑے اور جس نے اس بہتان کا بیڑا اُٹھایا تھا وہ عبداللہ بن ابی سلول تھا۔ ہم مدینہ منورہ آئے تو میں بیمار ہو گئی حتّٰی کہ ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ بہتان باندھنے والوں کی باتوں میں مشغول تھے اور میں اس سے کچھ نہ جانتی تھی حالانکہ مجھے بیماری میں یہ بات شک میں ڈالتی تھی کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مہربانی نہ پاتی تھی جو آپ سے اس وقت دیکھا کرتی تھی جب میں بیمار ہُوا کرتی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاتے اور سلام فرماتے پھر فرماتے کیسے حال ہے؟ پھر واپس چلے جاتے۔ پس یہ چیز مجھے شک میں ڈالتی تھی اور مجھے شرارت کا کچھ علم نہ تھا۔ حتّٰی کہ میں بیماری کے بعد باہر نکلی تو میرے ساتھ اُمّ مِسطح کھلے میدان کی طرف نکلی اور وہ ہمارے رفع حاجت کا وسیع میدان تھا ہم رات کے وقت دُوسری رات تک باہر نکلتے تھے اور رفع حاجت کے لئے

marfat.com
Marfat.com

اِلٰی لَیْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُتَّخَذَ الْكُنُفُ قَرِیْبًا مِنْ بُیُوْتِنَا وَاَمْرُنَا اَمْرُ الْعَرَبِ
الْاُوَلِ فِی التَّبَرُّزِ قِبَلَ الْغَائِطِ فَكُنَّا نَتَاَذّٰی بِالْكُنُفِ اَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ
بُیُوْتِنَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ وَهِیَ ابْنَةُ اَبِیْ رُهْمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ
وَاُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّیْقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ
فَاَقْبَلْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَیْتِیْ قَدْ فَرَغْنَا مِنْ شَاْنِنَا فَعَثَرَتْ اُمُّ مِسْطَحٍ
فِیْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ اَتَسُبِّیْنَ رَجُلًا
شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ اَیْ هَنْتَاهْ اَوَلَمْ تَسْمَعِیْ مَا قَالَ قُلْتُ وَمَا قَالَ قَالَتْ
كَذَا وَكَذَا فَاَخْبَرَتْنِیْ بِقَوْلِ اَهْلِ الْاِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰی مَرَضِیْ فَلَمَّا

باہر جانا اس سے پہلے تھا کہ ہم گھروں کے پاس بیت الخلاء بنائیں۔ رفع حاجت کے لئے جنگل کی طرف جانے میں ہمارا طریقہ پہلے عربوں کا طریقہ تھا۔ (کہ رات کے وقت عورتیں رفع حاجت کے لئے باہر جنگل میں جایا کرتی تھیں) اور گھروں میں بیت الخلاء سے ہمیں اذیت پہنچتی تھی۔ پس میں اور مسطح کی والدہ باہر گئیں وہ ابورہم ابن عبد مناف کی بیٹی ہے۔ اس کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہے جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہے اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ ہے پس میں اور مسطح کی ماں اپنے گھر کی طرف آئیں جبکہ ہم اپنے کام سے فارغ ہو چکی تھیں ام مسطح اپنی چادر میں پھسل پڑی اور کہنے لگی مسطح مرجائے میں نے اسے کہا یہ تو نے برا کہا ہے کیا تو ایسے آدمی کو گالی دیتی ہے جو جنگِ بدر میں حاضر تھا۔ اس نے کہا اے فلاں کیا تو نے سنا نہیں جو مسطح نے کہا ہے۔ راوی نے کہا ام المؤمنین نے فرمایا میں نے کہا اس نے کیا کہا ہے۔ اس نے بہتان سازوں کی ساری کہانی بیان کر دی ام المؤمنین نے فرمایا میری بیماری پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے پاس جاؤں ام المؤمنین نے فرمایا اس وقت میرا یہ ارادہ تھا کہ میں والدین سے اس واقعہ کو یقین سے معلوم کروں۔ ام المؤمنین نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی کہ میں والدین کے پاس جاؤں۔ ام المؤمنین نے فرمایا اس وقت میرا یہ ارادہ تھا کہ میں والدین سے اس واقعہ کو یقین سے معلوم کروں۔ ام المؤمنین نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ میں والدین کے پاس آئی اور اپنی والدہ سے کہا اے میری

marfat.com
Marfat.com

رَجَعْتُ اِلٰی بَیْتِیْ وَدَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ کَیْفَ
تِیْکُمْ فَقُلْتُ اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اٰتِیَ اَبَوَیَّ قَالَتْ وَاَنَا حِیْنَئِذٍ اُرِیْدُ اَنْ اَسْتَیْقِنَ
الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِہِمَا قَالَتْ فَاَذِنَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ
اَبَوَیَّ فَقُلْتُ لِاُمِّیْ یَا اُمَّتَاہْ مَا یَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ یَا بُنَیَّۃُ ہَوِّنِیْ عَلَیْکِ
فَوَاللّٰہِ لَقَلَّ مَا کَانَتِ امْرَأَۃٌ قَطُّ وَضِیْئَۃٌ عِنْدَ رَجُلٍ یُحِبُّہَا وَلَہَا ضَرَائِرُ
اِلَّا کَثَّرْنَ عَلَیْہَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِہٰذَا
قَالَتْ فَبَکَیْتُ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ حَتّٰی اَصْبَحْتُ لَا یَرْقَاُ لِیْ دَمْعٌ وَلَا اَکْتَحِلُ بِنَوْمٍ
حَتّٰی اَصْبَحْتُ اَبْکِیْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ
طَالِبٍ وَاُسَامَۃَ بْنَ زَیْدٍ حِیْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْیُ یَسْتَاْمِرُہُمَا فِیْ فِرَاقِ اَہْلِہٖ
قَالَتْ فَاَمَّا اُسَامَۃُ بْنُ زَیْدٍ فَاَشَارَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
بِالَّذِیْ یَعْلَمُ مِنْ بَرَآءَۃِ اَہْلِہٖ وَبِالَّذِیْ یَعْلَمُ لَہُمْ فِیْ نَفْسِہٖ مِنَ الْوُدِّ
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَہْلَکَ وَمَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا وَاَمَّا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ

ماں لوگ کیا باتیں کرتے ہیں۔ اس نے کہا اے پیاری بیٹی! اپنے لئے آسانی کرو غم نہ کرو۔ خدا کی قسم! بہت کم ہے کہ کوئی خوبصورت عورت مرد کے پاس ہو۔ جو اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں ہوں مگر وہ اس پر بہت باتیں کرتی رہتی ہیں۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں ساری رات روتی رہی حتی کہ صبح ہوگئی میرے آنسو نہ رکتے تھے اور نہ میں نے نیند کا سرمہ آنکھوں میں ڈالا تھا (روتی رہی) پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا جبکہ وحی نے اس معاملہ میں دیر کی، آپ ان دونوں سے اپنی بیوی کے فراق میں مشورہ لے رہے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا اسامہ بن زید نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی مشورہ دیا جو وہ آپ کے اہل کی براءت کے متعلق جانتے تھے اور جو اپنے آپ میں اہلِ بیت سے محبت جانتے تھے۔ اسامہ نے

marfat.com
Marfat.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَاِنْ تَسْأَلِ
الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ
فَقَالَ اَيْ بَرِيْرَةُ هَلْ رَاَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيْبُكِ قَالَتْ بَرِيْرَةُ وَالَّذِيْ
بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنْ رَاَيْتُ عَلَيْهَا اَمْرًا اَغْمِصُهُ عَلَيْهَا اَكْثَرَ مِنْ اَنَّهَا جَارِيَةٌ
حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ اَهْلِهَا فَتَاْتِي الدَّاجِنُ فَتَاْكُلُهُ فَقَامَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ ابْنِ السَّلُوْلِ
قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ
مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ اَذَاهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ
مِنْ اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ
يَدْخُلُ عَلٰى اَهْلِيْ اِلَّا مَعِيَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذِ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اَنَا اَعْذِرُكَ مِنْهُ اِنْ كَانَ مِنَ الْاَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَاِنْ كَانَ مِنْ

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ آپ کی بیوی ہے۔ ہم اُن کے متعلق بھلائی ہی جانتے ہیں اور علی المرتضیٰ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ پر تنگی نہ کرے گا۔ عائشہ کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ آپ بریرہ سے پوچھیں وہ آپ سے سچی بات کرے گی۔ ام المومنین نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلایا اور فرمایا اے بریرہ کیا تو نے عائشہ میں کوئی چیز دیکھی ہے جس سے تجھے کوئی شک وشبہ ہوتا ہو۔ بریرہ نے کہا ہرگز نہیں اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے عائشہ پر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو اس پر معیوب دیکھوں اس سے زیادہ کہ وہ لڑکی کمسن ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو رہتی ہے پس گھریلو بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ؎ اہلبیت کے حق میں اذیت پہنچی ہے۔ خدا کی قسم! میں نے اپنے اہل میں سوا بھلائی کے کچھ نہیں جانا اور اس تہمت میں جس مرد کو ذکر کیا ہے۔ اس میں بھی میں نے سوا بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا وہ میرے گھر میرے ساتھ ہی آیا کرتا تھا۔ پس

marfat.com
Marfat.com

الْاَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ وَاِنْ كَانَ مِنْ اِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ اَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا اَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهٗ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰى قَتْلِهٖ فَقَامَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدِ ابْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهٗ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ فَتَثَاوَرَ الْحَيَّانِ الْاَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا اَنْ يَقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ قَالَتْ فَمَكَثْتُ يَوْمِيْ ذٰلِكَ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ فَاَصْبَحَ اَبَوَايَ عِنْدِيْ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَلَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ يَظُنَّانِ اَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ قَالَتْ فَبَيْنَا هُمَا

سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس شخص سے میں بدلہ لوں گا اگر وہ قبیلہ اَوس سے ہے تو میں اس کی گردن اُڑاتا ہوں اگر وہ ہمارے بھائیوں قبیلہ خزرج سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں ہم آپ کے حکم کو پورا کریں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور وہ قبیلہ خزرج کے سردار ہیں انھوں نے کہا حالانکہ اس سے پہلے وہ نیک آدمی تھا، لیکن اس کو قومی غیرت نے اُبھارا اُس نے سعد بن معاذ سے کہا اللہ کی قسم تو جھوٹ بولتا ہے تو اس کو قتل نہیں کرسکے گا اور نہ ہی تو اس کو قتل کرنے پہ قدرت رکھتا ہے۔ پھر اُسید بن حضیر کھڑا ہوا وہ سعد بن معاذ کے چچا کا بیٹا ہے اُس نے سعد بن عبادہ سے کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ بولتا ہے ہم اس کو ضرور قتل کریں گے تو منافق ہے اور منافقوں کی طرف سے جھگڑتا ہے پس دونوں قبیلے اَوس اور خزرج بھڑک اُٹھے حتی کہ اُنھوں نے قصد کرلیا کہ باہم لڑ پڑیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف فرما تھے۔ آپ ان کو خاموش کراتے رہے یہاں تک کہ وہ چپ ہوگئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہوگئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے وہ دن اس حال میں گذارا کہ میرے آنسو نہیں رکتے تھے اور نہ ہی میں نے آنکھوں میں نیند کا سرمہ ڈالا (بیدار رہی) ام المؤمنین نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

جَالِسَانِ عِنْدِیْ وَاَنَا اَبْکِیْ فَاسْتَاذَنَتْ عَلَیَّ اِمْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ
لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْکِیْ مَعِیَ قَالَتْ فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ یَجْلِسْ عِنْدِیْ مُنْذُ قِیْلَ
لِیْ مَا قِیْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا یُوْحٰی اِلَیْهِ فِیْ شَأْنِیْ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ یَا عَائِشَةُ فَاِنَّهُ قَدْ
بَلَغَنِیْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كُنْتِ بَرِیْئَةً فَسَیُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ
اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِی اللّٰهَ وَتُوْبِیْ اِلَیْهِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ
بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ اِلَی اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ قَلَصَ دَمْعِیْ حَتّٰی مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً
فَقُلْتُ لِاَبِیْ اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا قَالَ قَالَ

صبح کو میرے والدین میرے پاس آئے اور میں دو راتیں اور ایک دن روتی رہی نہ تو میں نے نیند کا سرمہ آنکھوں میں ڈالا اور نہ ہی میرے آنسو رکتے تھے۔ میرے والدین گمان کرتے تھے کہ میرا رونا میرے جگر کو پھاڑ دے گا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک دفعہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک عورت نے اندر آنے کی مجھ سے اجازت طلب کی میں نے اُسے اجازت دے دی وہ بیٹھ کر میرے پاس رونے لگی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک دفعہ ہم اسی حال میں تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سلام فرمایا پھر بیٹھ گئے۔ ام المؤمنین نے فرمایا اس سے پہلے جب سے یہ قیل قال ہو رہی تھی آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے مہینہ بھر گزر گیا میرے بارے میں آپ پر وحی نہ آئی تھی۔ ام المؤمنین نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تو آپ نے کلمہ شہادت پڑھا یعنی "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ" کہا پھر فرمایا اما بعد! اے عائشہ تمہاری طرف سے مجھے ایسی ایسی بات پہنچی ہے اگر تم بری ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں بری کرے گا اور اگر تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور توبہ کرو! کیونکہ جب انسان اپنے گناہ کا اعتراف کرلے پھر تائب ہو جائے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

وَاللّٰهِ مَا أَدْرِیْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّیْ أَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا أَدْرِیْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِیَةٌ حَدِیْثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِیْرًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ إِنِّیْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِیْثَ حَتّٰی اسْتَقَرَّ فِیْ أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهٖ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّیْ بَرِیْئَةٌ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ إِنِّیْ بَرِیْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِیْ بِذٰلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ أَنِّیْ مِنْهُ بَرِیْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّیْ وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِیْ یُوْسُفَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ

ام المؤمنین نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام پورا کر لیا تو میرے آنسو رک گئے حتی کہ میں ایک قطرہ آنسو محسوس نہ کرتی تھی۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ارشاد کا جواب دیں انہوں نے کہا بخدا! میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا عرض کروں پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا تم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دو انھوں نے بھی یہی کہا بخدا! میں نہیں جانتی ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کروں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پس میں نے کہا حالانکہ میں کمسن لڑکی تھی۔ میں نے زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا تھا۔ اللہ کی قسم! میں نے یقین کر لیا ہے کہ تم نے یہ بات سنی ہے حتی کہ یہ بات تمہارے دلوں میں بیٹھ گئی ہے۔ اور تم نے اس بات کی تصدیق بھی کی ہے۔ اگر میں تمہیں کہوں کہ میں اس بات سے بری الزمہ ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بری الذمہ ہوں تو تم اس میں میری تصدیق نہیں کرو گے اور اگر تمہارے پاس کسی بات کا اقرار کر لوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس بات سے بری ہوں تو تم مجھے سچی کہو گے خدا کی قسم! میں نے اپنے اور تمہارے لئے یوسف علیہ السلام کے والد کے کلام کے سوا کچھ نہیں پایا انھوں نے کہا تھا۔ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ”جب انھوں نے کہا صبر اچھا ہے تمہاری باتوں پر اللہ ہی مدد گار ہے۔ پھر میں نے پہلو پھیر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں اس وقت جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری برأت ظاہر کرے گا، لیکن اللہ کی قسم میں یہ گمان نہ کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وحی نازل کرے گا جو پڑھی جایا کرے گی۔ میرے دل میں میری شان اس سے بہت کمزور تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں کلام فرمائے گا جس کی تلاوت ہوتی رہے گی، لیکن میں یہ امید رکھتی تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں دیکھ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس تہمت سے بری کرے گا۔ ام المؤمنین نے فرمایا بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ قَالَتْ
وَاَنَا حِيْنَئِذٍ اَعْلَمُ اَنِّيْ بَرِيْئَةٌ وَاَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِيْ بِبَرَاءَتِيْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ
اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ فِيْ شَاْنِيْ وَحْيًا يُتْلٰى وَلَشَاْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ
يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِاَمْرٍ يُتْلٰى وَلٰكِنْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ بِهَا قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَاَخَذَهُ مَا كَانَ يَاْخُذُهُ مِنَ
الْبُرَحَاءِ حَتّٰى اَنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِيْ يَوْمٍ
شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِيْ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرِّيَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ اَوَّلُ
كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا يَا عَائِشَةُ اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ بَرَّاَكِ فَقَالَتْ اُمِّيْ قُوْمِيْ اِلَيْهِ قَالَتْ
فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَيْهِ وَلَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰهَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا
بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمُ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ كُلَّهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَآءَتِيْ

اس مجلس سے جُدا نہ ہُوئے تھے اور نہ ہی اہلبیت سے کوئی باہر نکلا تھا حتیٰ کہ آپ پہ وحی نازل ہونے لگی اور آپ کو اس چیز نے پکڑا جو نزولِ وحی کے وقت آپ کو شدت پکڑا کرتی تھی۔ حتیٰ کہ آپ پر نازل شدہ قول کی گرانی اور بوجھ کے باعث سخت سردی کے دن آپ سے موتیوں کی طرح پسینہ کے قطرے ٹپکتے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجھ دُور ہُوا تو آپ مُسکرا رہے تھے۔ اور سب سے پہلی بات جو آپ نے فرمائی وہ یہ تھی کہ اے عائشہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بری کر دیا ہے ام المؤمنین نے فرمایا میری والدہ نے مجھے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُٹھ کر جائیں (آپ کا شکریہ ادا کریں) میں نے کہا بخدا! میں تو آپ کی طرف اُٹھ کر نہ جاؤنگی میں تو اپنے رب کا شکر ادا کروں گی (آپ نے از روئے ناز یہ فرمایا) ام المؤمنین نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمُ الْاٰيَاتِ كُلَّهَا ،، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ اُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَ فَقْرِهٖ وَاللّٰهِ لَا اُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا اَبَدًا بَعْدَ الَّذِىْ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُؤْتُوْٓا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ اِنِّىْ اُحِبُّ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِىْ فَرَجَعَ اِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِىْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَنْزِعُهَا مِنْهُ اَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ اَمْرِىْ فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتِ وَرَاَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْمِىْ سَمْعِىْ وَبَصَرِىْ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِىَ

فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے میری براءت میں یہ نازل کیا تو ابوبکر صدیق نے کہا جبکہ وہ مسطح بن اثاثہ پر قرابت اور فقر کے باعث خرچ کیا کرتے تھے۔ بخدا! میں مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہ کروں گا یہ اس کے بعد کہا جو مسطح نے عائشہ کے بارے میں کہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ ... الآية" دنیاوی اسباب میں زیادتی اور فراخی والے قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے قریب والوں اور مساکین اور مہاجرین پر اللہ کی راہ میں خرچ نہ کریں گے وہ معاف کردیں اور درگزر کریں کیا تم یہ پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخشے اللہ غفور رحیم ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم میں اس سے محبت کرتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشے اور مسطح پر خرچہ شروع کردیا جو اس پر خرچ کیا کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق نے کہا واللہ! میں مسطح سے کبھی بھی خرچہ نہیں روکوں گا۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرے واقعہ کے متعلق پوچھا کرتے تھے کہ اے زینب تو نے کیا جانا یا دیکھا ہے تو وہ کہتیں یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" میں اپنے کان کی حفاظت کرتی ہوں کہ میں کہوں میں نے یہ سنا ہے اور نہ سنا ہو اور اپنی آنکھ کی اس سے حفاظت کرتی ہوں کہ میں کہوں میں نے دیکھا ہے اور نہ دیکھا ہو۔ میں نے عائشہ سے بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہی زینب ہے

marfat.com
Marfat.com

الَّتِیْ کَانَتْ تُسَامِیْنِیْ مِنْ اَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَعَصَمَہَا بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ اُخْتُہَا حَمْنَۃُ تُحَارِبُ لَہَا فَہَلَکَتْ فِیْمَنْ ہَلَکَ مِنْ اَصْحَابِ الْاِفْکِ

جو مجھ پر ارتفاع شان اور بلندی مقام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عزت کی خواہش کیا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تقویٰ کے باعث بچایا اور اس کی ہمشیرہ حمنہ بنت جحش اپنی بہن کے لئے جھگڑا کرتی رہی اور بہتان باندھنے والوں میں ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوگئی "

۴۴۳۵ — شرح : ابوذر کے نزدیک پہلی آئت کریمہ اسی طرح ہے مو لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِہِمْ خَیْرًا ۔ اَلْکَاذِبُوْنَ تک۔ ابوذر کے غیر کی روائت میں ہے لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ قُلْتُمْ مَا یَکُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَکَلَّمَ بِہٰذَا "یہ ان مسلمانوں کو خطاب ہے جو اس بہتان میں شریک تھے۔ یعنی جب تم نے منافقوں سے سنا تھا تو کیوں نہیں کہا ہمیں یہ مناسب نہیں کہ ہم ایسی باتیں کریں بعض علماء نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ انھوں نے یہ گمان کیوں نہیں کیا جو کسی مرد کے متعلق گمان کیا جاتا ہے جبکہ وہ اپنی ماں کے پاس تنہائی میں بیٹھا ہو یا کوئی عورت جو اپنے بیٹے کے پاس تنہائی میں ہو کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں ان کے ساتھ خلوت میں وہی گمان کیا جانا واجب ہے جو ماں بیٹے کی خلوت کے وقت گمان کرتی ہے "سُبْحَانَکَ" تعجب کے لئے ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں تو ہر عیب اور نقص سے پاک ہے میں تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں یہ تو بہتانِ عظیم ہے اور بہت بڑا جھوٹ ہے۔ اور اس پر وہ چار گواہ کیوں نہیں لائے جب وہ گواہ نہیں لا سکتے ہیں تو اللہ کے نزدیک ظاہر و باطن میں جھوٹے ہیں۔ کیونکہ بظاہر گواہ لاتے تو ظاہر حکم میں جھوٹے نہ ہوتے اور باطن میں تو یہ جھوٹے ہیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بیویوں پر یہ صورت ممتنع اور محال ہے اور جب گواہ نہیں لائے تو ظاہر میں بھی جھوٹے ہیں "

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کی تفتیش میں حضرات صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم سے استفسار فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم "آپ کے جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے۔ کیونکہ اس کے پاؤں میں نجاست پیوست ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں کہ نجاست آلود مکھی آپ کے جسم پاک کے ساتھ ملے جو اس سے زیادہ نجس حال پر مشتمل ہو یہ ناممکن ہے کہ آپ کے حرم کے متعلق ایسی نجس حالت کا تصور ہو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم "اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ اٹھا لیا ہے۔ تاکہ کہیں غلاظت پر نہ پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ کی اس قدر حفاظت کرتا ہے تو آپ کے حرم پاک کی ایسی غلاظت سے کیوں حفاظت نہ کرے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر آپ کے پاؤں اقدس کی جوڑے پاک میں آلودگی ہو تو اللہ تعالیٰ جبرائیل بھیج کر آپ کو خبردار کرتا ہے

marfat.com
Marfat.com

تو اس سے کہیں زیادہ آلودگی سے کیونکر خبردار نہ کرے گا۔ بخاری کی روائت میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ آپ پر تنگی نہیں کرتا عائشہ کے سوا اور عورتیں بہت ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام ام المؤمنین کے خلاف ہرگز نہیں اور نہ ہی آپ نے اس سے ام المؤمنین کے فراق کا ارادہ کیا تھا بلکہ آپ نے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غائت غم واندوہ میں دیکھا جو منافقوں کے بہتان سے ہوا تھا تو انھوں نے اس صورت میں تسلی واطمینان کی وجہ اختیار کی اور یہ عرض کیا تھا۔ بعض کوتاہ بینوں نے کچھ اور سمجھ لیا کہ حضرت علی نے یہ اس لئے کہا تھا کہ آپ کو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے عناد تھا (معاذ اللہ) کاملانِ اہلِ اسلام سے ناممکن ہے کہ ان کے قلوب میں ایسا تخیل ہو جس کو عام سنجیدہ انسان بھی تصور میں جگہ نہیں دیتے۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بریرہ سے دریافت فرمائیں وہ آپ سے سچ کہے گی کیونکہ عورتیں ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ ہوتی ہیں۔ بریرہ سے پوچھا تو اس نے کہا وہ کمسن لڑکی ہے آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے اور بکری آٹا کھا جاتی ہے ایسی بچی کو ایسے عظیم غلیظ کردار سے کیا واسطہ اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق سے بھیجا ہے میں نے عائشہ میں کوئی عیب نہیں دیکھا ہے اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے خطاب کیا اور فرمایا: يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ ،، قولہ من یعذرنی اس کے معنی ہیں من یقوم بعذری اس امر میں میری کون مدد کرے گا۔ عَذِیر کے معنی ناصر ہیں۔

قولہ فَقَامَ سعد بن معاذ آہ سعد بن معاذ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی مدد کروں گا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قاضی عیاض نے اس روائت میں اشکال کیا ہے کہ یہ قضیۂ غزوۂ مریسیع میں ظہور پذیر ہوا اور یہ چھ ہجری کا واقعہ ہے حالانکہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے تھے جبکہ غزوۂ خندق چار ہجری میں ہوا تھا۔ اس لئے بعض نے کہا کہ یہاں سعد کا نام ذکر کرنا راوی کا وہم ہے جس نے یہ کہا ہے وہ اُسید بن حُضیر کے بھائی کی اولاد سے ہے۔ بعض نے اس اشکال کا یہ جواب دیا ہے کہ غزوۂ مریسیع پانچ ہجری میں ہوا ہے۔ اور غزوۂ خندق اس کے بعد ہوا ہے۔ واقدی نے اس کی تصریح کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ غزوۂ خندق چار ہجری میں ہوا ہے اور کہا کہ غزوہ مریسیع، غزوہ بنی مصطلق ہی ہے اس میں اختلاف ہے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ یہ چھ ہجری میں ہوا۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا چار ہجری میں ہوا۔ تحقیق یہی ہے جو موسیٰ بن عقبہ نے کہا ہے؛ چنانچہ مغازی میں مذکور ہے کہ پانچ ہجری میں ہوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اِفک کا واقعہ غزوۂ مریسیع میں ہوا۔ لہٰذا امام کے قول کے مطابق یہ اشکال باقی رہتا ہے۔

قولہ رَجُلًا صَالِحًا ،، یعنی سعد بن عبادہ اس سے پہلے نیک مرد تھا لیکن اس کو خاندانی غیرت نے برانگیختہ کر دیا ،، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سعد کی صلاح کی نفی فرماتی ہیں گمان یہ ہے کہ اس کے بعد سعد نے توبہ کر لی تھی اور کئے پر پشیمان ہوئے تھے۔ اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ کامل صلاح کی نفی مراد ہے۔ جیسا کہ واقدی نے روائت کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

کتاب الشہادت میں حدیث الافک کی واضح تشریح مذکور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَلَقَّوْنَهٗ يَرْوِيْهِ بَعْضُكُمْ عَنْ بَعْضٍ تَفِيْضُوْنَ تَقُوْلُوْنَ

۴۴۳۶ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ اُمِّ رُوْمَانَ اُمِّ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا رُمِيَتْ عَائِشَةُ خَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا و آخرت میں نہ ہوتی تو جس چرچے میں تم پڑے اس میں تمہیں بڑا عذاب پہنچتا ،، مجاہد نے کہا تم میں سے بعض دُوسرے بعض سے اس طرح روائت کرتے تھے کہ جب کوئی مرد دوسرے مرد سے ملاقات کرتا تو افک کی باتیں کرتے ،، تَفِيْضُوْنَ بمعنی تَقُوْلُوْنَ ہے۔ یہ کلمہ سورۂ یونس میں ہے اور ،، اَفَضْتُمْ کی مُناسبت سے یہاں ذکر کیا ہے ،،

ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اُمِّ رُومان سے روائت ہے اُنھوں نے کہا جب عائشہ کو تہمت لگائی گئی تو وہ غش سے گر پڑیں

۴۴۳۶ ـــ

شرح : یعنی جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی گئی تو وہ اُس کے سُنتے ہی بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئیں۔ خطیب نے اس حدیث پر اعتراض کیا اور ایک جماعت نے ان کی پیروی کی کہ ام رومان سے مسروق نے سماعت نہیں کی کیونکہ وہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانۂ شریف میں وفات پا گئی تھیں۔ اُس وقت مسروق کی عمر صرف چھ برس تھی پس ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے شیخ ابن حجر نے مقدمہ میں جواب دیا کہ بخاری نے صحیح کہا ہے کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ الی الوزر

۴۴۳۷ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَبْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ

ام المؤمنین کی وفات کا راوی علی بن زید بن جدعان ہے اور وہ ضعیف ہے۔ درست یہ ہے کہ ام رومان سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت مدت بقیدِ حیات رہیں اور مسروق نے اُن سے یہ حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں سُنی تھی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دُوسرے سے سُن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہ تھا اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے "

۴۴۳۷ — ترجمہ : ابن جریج نے بیان کیا کہ ابن ابی مُلیکہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سُنا وہ پڑھتی تھیں :

" اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ "

۴۴۳۷ — شرح : یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا " تَلَقُّوْنَهٗ " میں تخفیفِ قاف پڑھتی تھیں اور یہ " وَلَقَ يَلِقُ " سے ماخوذ ہے جب کوئی شخص جھوٹ بولے تو کہا جاتا ہے " وَلَقَ الرَّجُلُ " اس آدمی نے جھوٹ بولا "

marfat.com
Marfat.com

يَسْتَاذِنُ عَلَيْهَا قُلْتُ اَتَأْذِنِيْنَ لِهٰذَا قَالَتْ اَوَلَيْسَ قَدْ اَصَابَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ قَالَ سُفْيَانُ تَعْنِيْ ذَهَابَ بَصَرِهٖ فَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ وَ تُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ لٰكِنْ اَنْتَ

بَابُ قَوْلُهٗ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

۴۴۴۱ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلَ حَسَّانُ ابْنُ ثَابِتٍ عَلٰى عَائِشَةَ فَشَبَّبَ وَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيْبَةٍ

نے فرمایا حسان بن ثابت آئے جب کہ وہ اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے تھے۔ میں نے کہا آپ اس کو اندر آنے کی اجازت دیں گی؟ ام المؤمنین نے کہا کیا اس کو عذاب عظیم نہیں پہنچا ہے۔ سفیان نے کہا ان کی مراد یہ تھی کہ ان کی بصر جاتی رہی ہے۔ (حسان بن ثابت آخر میں نابینا ہو گئے تھے) پھر حسان نے یہ شعر پڑھے : وہ پاک اور عفیفہ ہے عقل میں کامل کہ انہیں کوئی تہمت نہیں لگائی جا سکتی جو بُرے وہم میں ڈالے وہ اس حال میں صبح کرتی ہیں کہ پاک دامن عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہوتی (کسی کی غیبت نہیں کرتی ہیں)، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا لیکن تم (یعنی تو نے اہل افک کے ساتھ مل کر غیبت کی تھی)

شرح : کسی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا اس کا گوشت کھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ، اس لئے فرمایا وہ عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہوتی ہیں کسی کی غیبت نہیں کرتی ہیں اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے یہ کہتے ہو حالانکہ تم نے بہتان سازوں کے ساتھ مل کر میری غیبت کی تھی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اللہ تمہارے لئے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے!

۴۴۴۱ — ترجمہ : مسروق نے کہا حسان بن ثابت آئے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

marfat.com
Marfat.com

وَتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ؟ قَالَتْ لَسْتَ كَذَاكَ قُلْتُ تَدْعِيْنَ مِثْلَ هٰذَا يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ فَقَالَتْ وَاَيُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى وَقَالَتْ وَقَدْ كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

کے پاس آئے اور یہ شعر پڑھے۔ ام المؤمنین عفیفہ پاک دامن ہے، عقل میں کامل کہ انہیں کوئی تہمت نہیں لگائی جاسکتی جو بُرے وہم میں ڈالے وہ اس حال میں صبح کرتی ہیں کہ پاک دامن عفائف عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہوتی ہیں (وہ کسی عورت کی غیبت نہیں کرتی ہے) ام المؤمنین نے فرمایا لیکن تم تو ایسے نہیں ہو۔ مسروق نے کہا میں نے کہا ایسے شخص کو اپنے پاس آنے سے چھوڑیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل کی ہے۔ وہ شخص جس نے اُن میں سے سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے "، ام المؤمنین نے فرمایا اندھا ہوجانے سے بڑا عذاب کیا ہوگا ؟ ام المؤمنین نے فرمایا حسان جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کی ہجو کو رد کیا کرتا تھا۔

۴۴۴۱ شرح : قولہ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ "، علامہ قسطلانی نے ذکر کیا یہاں اشکال ہے وہ یہ کہ اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ "، یعنی جس نے ام المؤمنین پر بہتان لگانے میں سب سے بڑا حصہ لیا وہ حسان بھی ثابت تھے حالانکہ معتمد علیہ بات یہ ہے کہ وہ اُبَی بن عبداللہ بن سلول رئیس المنافقین تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک قول کے مطابق حسان نے بہتان میں بہت حصہ لیا تھا۔ لہٰذا اشکال خفیف ہے "

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مُسلمانوں میں بُرا چرچا پھیلے اُن کے لئے دردناک عذاب ہے دُنیا و آخرت میں "، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو "، اور اگر اللہ کا فضل

marfat.com
Marfat.com

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ

اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تم پر نہائت مہربان والا ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے "

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر نسفی سے نقل کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی بن سلول حسان بن ثابت اور مسطح کو حدِ قذف لگائی - ابوداؤد نے ذکر کیا حسان کو حد لگائی گئی تھی - طحاوی نے کچھ زیادہ ذکر کیا کہ اسی کوڑے لگائے گئے - اسی طرح حمنہ بنت جحش کو بھی حدِ قذف لگائی تاکہ ان کے گناہ کا کفارہ ہوجائے اور آخرت میں ان سے مؤاخذہ نہ ہو۔
طحاوی نے ذکر کیا کہ ابن ابی بن سلول کو حد نہیں لگائی گئی تاکہ آخرت میں اس کے عذاب میں کمی نہ ہو یا فتنہ فرو کرنے کے لئے اس کو حد نہیں لگائی گئی - اس میں اس کی قوم کی تالیف بھی تھی -
قُشیری نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ اس کو اسی کوڑے لگائے گئے تھے قولہ تَشَیُّع معنی تَظَہُّر ہے -

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے -"

قولہ قَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ ،، بعض نسخوں میں قَالَ ابوعبداللہ قَالَ ابو اُسامہ ہے - علامہ کرمانی نے نقل کیا بعض نسخوں میں ،، حَدَّثَنَا حمید الربیع الخزّاز ،، بعض نے کہا مستملی کی فربری سے روایت میں حَدَّثَنَا

marfat.com
Marfat.com

ابْنُ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُکِرَ مِنْ شَأْنِیَ الَّذِیْ
ذُکِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهٖ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیَّ خَطِیْبًا فَتَشَهَّدَ
فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَشِیْرُوْا عَلَیَّ فِیْ اُنَاسٍ
اَبَنُوْا اَهْلِیْ وَاَیْمُ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَهْلِیْ مِنْ سُوْءٍ وَاَبَنُوْهُمْ بِمَنْ وَاللّٰهِ
مَا عَلِمْتُ عَلَیْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَلَا یَدْخُلُ بَیْتِیْ قَطُّ اِلَّا وَاَنَا حَاضِرٌ وَلَا غِبْتُ
فِیْ سَفَرٍ اِلَّا غَابَ مَعِیَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ اِئْذَنْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَنْ نَضْرِبَ اَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِی الْخَزْرَجِ وَکَانَتْ اُمُّ حَسَّانَ بْنِ
ثَابِتٍ مِنْ رَهْطِ ذٰلِکَ الرَّجُلِ فَقَالَ کَذَبْتَ اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ لَوْ کَانُوْا مِنَ

حمید بن الربیع قال اخبرنا ابو اُسامہ ہے لیکن ایسا نہیں بلکہ یہ بہت بڑی خطاء ہے۔ علامہ عینی نے کہا کرمانی پر یہ مواخذہ نافہمی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ کرمانی نے اس طرح نہیں کہا بلکہ اُنھوں نے کہا "حدثنا" حُمَیْد بن الربیع" یہ اُس نے وہ نقل کیا ہے جو بعض نسخوں میں واقع ہے۔ اس نقل میں اس پر کوئی شئ لازم نہیں۔

قولہ عن ہشام بن عروہ "ہشام بن عروہ نے کہا مجھے میرے والد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میرے متعلق جو کچھ کہا گیا میں نے اس وقت کچھ نہ جانا تھا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے متعلق خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور تشہد پڑھا پھر اللہ کی حمد وثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا اللہ کی حمد وثنا کے بعد۔ مجھے مشورہ دو اور ان لوگوں کے بارے میں کوئی بات کہو کہ جنہوں نے میری بیوی کو تہمت لگائی ہے۔ اللہ کی قسم میں نے اپنی بیوی کے متعلق کوئی بُرائی نہیں دیکھی اور اُنھوں نے ایسے شخص کے متعلق تہمت لگائی ہے بخدا میں نے اس میں کوئی بُرائی نہیں جانی ہے۔ وہ میرے گھر کبھی داخل نہ ہوتا تھا مگر میں گھر میں موجود ہوتا تھا اور میں کسی سفر میں غائب نہیں ہوا مگر وہ میرے ساتھ غائب رہا (میں اس کی صلاحیت اور تقویٰ جانتا ہوں) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "مجھے اجازت فرمائیں اِن لوگوں کی گردنیں اُڑا دی جائیں۔ بنی خزرج سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ (سعد بن عبادہ) حسان بن ثابت کی والدہ اس شخص سعد بن عبادہ کے قبیلہ سے ہے۔ اس نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے خبردار بخدا" اگر وہ قبیلہ اوس سے ہوتے تو اُن کی گردنیں اڑانا پسند نہ کرتا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج کے درمیان مسجد میں کوئی شر پیدا ہو جائے اور مجھے کچھ

marfat.com
Marfat.com

الْاَوْسِ مَا اَجْبْتُ اَنْ تَضْرِبَ اَعْنَاقَهُمْ حَتّٰى كَادَ اَنْ يَكُوْنَ بَيْنَ الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شَرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ

معلوم نہ ہو۔ جب اس دن کی شام ہوئی تو میں رفع حاجت کے لئے باہر نکلی جبکہ میرے ساتھ مسطح کی والدہ تھی۔ وہ پھسل پڑی اور کہا مِسطح مرجائے میں نے اسے کہا اے مائی اپنے بچہ کو گالی دیتی ہے۔ وہ خاموش رہی پھر وہ دوسری بار پھسل کر گری تو کہا مِسطح مرجائے۔ میں نے کہا تو اپنے بیٹے کو گالی دیتی ہے؟ پھر وہ تیسری بار پھسل کر گری تو کہا مِسطح مرجائے۔ اس بار میں نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کی تو اُس نے کہا بخدا! میں اس کو صرف آپ کی وجہ سے گالی دیتی ہوں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے کہا میرے کس کام میں اسے گالی دیتی ہے۔ اُس نے سارا واقعہ بیان کیا میں نے کہا ایسا ہُوا ہے اُس نے کہا خدا کی قسم! ایسی بات ہُوئی ہے۔ پس میں اپنے گھر کو لوٹی جس کے لئے میں گھر سے نکلی تھی اسے میں تھوڑا اور بہتا نہ پایا (دہشتِ واقعہ سے رفع حاجت جاتی رہی) اور مجھے بخار آگیا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا مجھے میرے والد کے گھر بھیجیں تو آپ نے میرے ساتھ غلام بھیجا۔ میں اپنے ماں باپ کے گھر گئی تو ام رومان کو نچلے حصّہ میں پایا اور ابوبکر کو بالاخانہ میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ میری والدہ نے کہا اے بیٹی کیسے آئی ہو؟

میں نے اسے خبر دی اور افک کا واقعہ ذکر کیا اچانک دیکھا کہ انھیں اس سے رنج نہ پہنچا جو مجھے پہنچا تھا اُنھوں نے کہا اے میری پیاری بیٹی اتنا فکر نہ کرو! خدا کی قسم! بہت کم ہے کہ کوئی خوبصورت عورت کسی مرد کے پاس ہو وہ اس سے محبت کرتا ہو اس کی سوکنیں بھی ہوں مگر وہ اس سے حسد کرتی ہیں اور اس میں باتیں کی جاتی ہیں۔ جب اسے اتنا رنج نہ پہنچا جو مجھے پہنچا تھا تو میں نے کہا میرے والد کو اس کا علم ہے کہا جی ہاں! (وہ بھی جانتے ہیں) میں نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی جانتے ہیں؟ کہا ہاں آپ بھی جانتے ہیں مجھے آنسو آگئے اور میں بُلند آواز سے رونے لگی تو ابوبکر صدیق نے میری آواز سُن لی جبکہ وہ بالاخانہ میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ وہ نیچے تشریف لائے اور میری ماں سے کہا اس کا حال کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس کو وہ خبر پہنچی ہے جو ذکر کیا جاتا ہے۔ ابوبکر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اُنھوں نے کہا اے بیٹی میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اپنے گھر چلی جاؤ۔ میں اپنے گھر آگئی جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے گھر تشریف لائے اور میری خادمہ سے میرا حال پُوچھا (بریرہ سے) اُس نے کہا خُدا کی قسم میں نے اس میں کوئی عیب نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ وہ سوئی رہتی ہے حتیٰ کہ بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعض صحابہ نے بریرہ کو زجر کرتے ہوئے کہا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سچ کہو۔ حتیٰ کہ بریرہ کو بہتان کی بات کی تصریح کی (ایسا کہو اور اسے وہ کہا جو نہ چاہیئے تھا) بریرہ نے کہا "سُبحان اللہ"، میں نے اس میں کوئی عیب نہیں دیکھا

marfat.com
Marfat.com

لِبَعْضِ حَاجَتِهٖ وَمِیَ اُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ وَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ اَیْ اُمَّ تَسُبِّیْنَ اِبْنَكِ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِیَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا

مگر جو زرگر سرخ سونے کے متعلق جانتا ہے۔ یہ واقعہ ابن شخص کو بھی پہنچا جس کے متعلق بہتان لگایا گیا تھا۔ اُس نے کہا (صفوان بن معطل) سبحان اللہ! اللہ کی قسم! میں نے کسی عورت کا گھنڈ کبھی نہیں کھولا۔ ام المومنین نے فرمایا وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوا،، ام المؤمنین نے فرمایا صبح کو میرے ماں باپ میرے پاس آئے اور میرے پاس بیٹھے رہے حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے،، جبکہ آپ نے عصر کی نماز ادا کی اور میرے پاس تشریف لائے حالانکہ میرے ماں باپ نے مجھے دائیں بائیں پکڑا ہوا تھا۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ! اے عائشہ اگر تو نے گناہ کیا ہے یا ظلم کیا ہے تو اللہ کے حضور توبہ کر لو۔ کیونکہ اللہ توبہ قبول کرتا ہے۔"

ام المؤمنین نے کہا قبیلہ انصار کی ایک عورت آئی اور وہ دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی میں نے آپ سے عرض کیا آپ اس عورت سے کچھ خیال نہیں کرتے کہ وہ بات کرتے ہیں جس کو ذکر کرنا مناسب نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا جو بھی آپ نے فرمایا۔ تو میں نے والدہ کی طرف دیکھا اور کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں۔ انھوں نے کہا میں کیا کہوں؟

پھر میں اپنی والدہ کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا آپ ہی جواب دیں انھوں نے بھی یہی کہا کہ میں کیا جواب دوں۔ جب دونوں نے جواب نہ دیا تو میں نے تشہد پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر میں نے کہا۔ اَمَّا بَعْدُ! اللہ کی قسم اگر میں تمہیں کہوں کہ میں نے کچھ نہیں کیا اور اللہ گواہ ہے کہ میں سچ کہتی ہوں تمہارے پاس یہ کہنا مجھے کچھ فائدہ نہ دے گا اور اگر میں یہ کہوں کہ میں نے کیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے کچھ نہیں کیا تو تم کہو گے؟ اُس نے گناہ کا اقرار کر لیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں اپنی اور تمہاری مثال نہیں پاتی اور میں نے یعقوب علیہ السلام کا نام تلاش کیا اور اس پر قادر نہ ہو سکی مگر ابو یوسف پر،، (غم کے باعث حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ رہا) جبکہ انھوں نے فرمایا خود میرے لئے صبر اچھا کام ہے اور تمہاری باتوں پر اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں،، اسی وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو ہم سب خاموش ہو گئے پھر آپ سے بارِ وحی اُٹھا تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ جہاں آراء پر خوشی کے آثار پائے جبکہ آپ چہرۂ انور سے پسینہ پونچھ رہے تھے فرمایا اے عائشہ! تمہیں خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل فرما دی ہے۔

ام المؤمنین نے فرمایا میں پہلے سے زیادہ غصہ سے بھر گئی۔ میرے والدین نے کہا اے عائشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُٹھ کر جاؤ! میں نے کہا بخدا میں آپ کی طرف اُٹھ کر نہ جاؤں گی نہ میں تمہارا شکر کروں گی؛ لیکن میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کروں گی جس نے مجھے تہمت سے بری کیا تم نے تہمت سُنی اور اس کا انکار

marfat.com
Marfat.com

تَسُبِّيْنَ ابْنَكِ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَسُبُّهٗ اِلَّا لِاَجْلِكِ فَقُلْتُ فِيْ اَيِّ شَانِيْ قَالَتْ فَنَقَرَتْ لِيَ الْحَدِيْثَ فَقُلْتُ وَقَدْ كَانَ هٰذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللّٰهِ فَرَجَعْتُ اِلٰى بَيْتِيْ كَاَنَّ الَّذِيْ خَرَجْتُ لَهٗ لَا اَجِدُ مِنْهُ قَلِيْلًا وَلَا كَثِيْرًا وَوُعِكْتُ فَقُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسِلْنِيْ اِلٰى بَيْتِ اَبِيْ فَاَرْسَلَ مَعِيَ الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ اُمَّ رُوْمَانَ فِي السُّفْلِ وَاَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَءُ فَقَالَتْ اُمِّيْ مَا جَاءَ بِكِ يَا بُنَيَّةُ فَاَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيْثَ وَاِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّيْ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّةُ خَفِّضِيْ عَلَيْكِ الشَّانَ فَاِنَّهٗ وَاللّٰهِ لَقَلَّ مَا كَانَتِ امْرَاَةٌ حَسْنَاءُ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ اِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيْلَ فِيْهَا وَاِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّيْ قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهٖ اَبِيْ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ فَرَجَعَتْ دُمُوْعِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْبَرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ اَبُوْ بَكْرٍ صَوْتِيْ وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِاُمِّيْ مَا شَاْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِيْ ذُكِرَ مِنْ شَاْنِهَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ قَالَ اَقْسَمْتُ عَلَيْكِ اَيْ

نہ کیا اور نہ ہی اس کی تردید کی (یعنی یہ نہ کہا کہ یہ خلافِ واقع ہے) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں۔ بہرحال زینب بنت جحش کو اللہ تعالیٰ نے اس کی دینداری کے سبب بچایا۔ اُس نے میرے متعلق سوا بھلائی کے کچھ نہ کہا اور اس کی بہن حمنہ بنت جحش اُن لوگوں میں ہلاک ہُوئی جو تہمت لگا کر ہلاک ہُوئے تھے جو اس میں باتیں کرتے تھے وہ مِسطح اور حسان بن ثابت تھے اور یہ منافق عبداللہ بن ابی ناپاک ہے جو لوگوں

marfat.com
Marfat.com

بُنَيَّةُ اِلَّا رَجَعْتِ اِلٰى بَيْتِكِ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِيْ فَسَأَلَ عَنِّيْ خَادِمَتِيْ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا اِلَّا اِنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتّٰى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَاْكُلَ خَمِيْرَهَا اَوْ عَجِيْنَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اُصْدُقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَسْقَطُوْا لَهَا بِهٖ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا اِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلٰى تِبْرِ الذَّهَبِ الْاَحْمَرِ وَبَلَغَ الْاَمْرُ اِلٰى ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ قِيْلَ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ كَنَفَ اُنْثٰى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُتِلَ شَهِيْدًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَتْ وَاَصْبَحَ اَبَوَايَ عِنْدِيْ فَلَمْ يَزَالَا حَتّٰى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدِ اكْتَنَفَنِيْ اَبَوَايَ عَنْ يَمِيْنِيْ وَشِمَالِيْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ اِنْ كُنْتِ قَارَفْتِ سُوْٓءًا اَوْ ظَلَمْتِ فَتُوْبِيْ اِلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ قَالَتْ وَقَدْ جَاءَتِ امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَهِيَ جَالِسَةٌ بِالْبَابِ فَقُلْتُ اَلَا تَسْتَحْيِيْ مِنْ هٰذِهِ الْمَرْاَةِ اَنْ تَذْكُرَ شَيْئًا فَوَعَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتُّ اِلٰى اَبَوَيَّ فَقُلْتُ اَجِيْبَا قَالَ فَمَاذَا اَقُوْلُ فَالْتَفَتُّ اِلٰى اُمِّيْ

سے افتراء کی باتیں جمع کرتا اور ان کو زیادہ کر کے بیان کرتا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ان میں سے سب سے بڑا حصہ لیا تھا اور حمنہ بنتِ جحش ہیں (ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی) ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق نے قسم کھائی کہ وہ کبھی مسطح کو خرچہ نہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی تم

marfat.com
Marfat.com

فَقُلْتُ اَجِيبِيهِ فَقَالَتْ اَقُوْلُ مَاذَا فَلَمَّا لَمْ يُجِيبَاهُ تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللّٰهَ
وَاَثْنَيْتُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قُلْتُ اَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّيْ لَمْ
اَفْعَلْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنِّيْ لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعِيْ عِنْدَكُمْ لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهٖ
وَاُشْرِبَتْهُ قُلُوْبُكُمْ وَاِنْ قُلْتُ اِنِّيْ فَعَلْتُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ لَمْ اَفْعَلْ لَتَقُوْلُنَّ
قَدْ بَاءَتْ اِعْتَرَفْتُ بِهٖ عَلٰى نَفْسِهَا وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُ لِيْ وَلَكُمْ مَثَلًا وَالْتَمَسْتُ
اِسْمَ يَعْقُوْبَ فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَيْهِ اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ
الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ وَاَنْزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
سَاعَتِهٖ فَسَكَتْنَا فَرُفِعَ عَنْهُ وَاِنِّيْ لَاَتَبَيَّنُ السُّرُوْرَ فِيْ وَجْهِهٖ وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِيْنَهٗ
وَيَقُوْلُ اَبْشِرِيْ يَا عَائِشَةُ فَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَرَآءَتَكِ قَالَتْ وَكُنْتُ اَشَدَّ مَا
كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِيْ اَبَوَايَ قُوْمِيْ اِلَيْهِ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَيْهِ وَلَا اَحْمَدُهٗ
وَلَا اَحْمَدُكُمَا وَلٰكِنْ اَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِيْ اَنْزَلَ بَرَاءَتِيْ لَقَدْ سَمِعْتُمُوْهُ فَمَا اَنْكَرْتُمُوْهُ
وَلَا غَيَّرْتُمُوْهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ اَمَّا زَيْنَبُ اِبْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ
بِدِيْنِهَا فَلَمْ تَقُلْ اِلَّا خَيْرًا وَاَمَّا اُخْتُهَا حَمْنَةُ فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ وَكَانَ
الَّذِيْ يَتَكَلَّمُ فِيْهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَالْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ
وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ يَسْتَوْشِيْهِ وَيَجْمَعُهٗ وَهُوَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ

میں سے مال دار اور وسعت والے لوگ قسم نہ کھائیں الایۃ یعنی اولوالفضل سے مراد ابوبکر صدیق ہیں کہ اہلِ قرابت اور مسکینوں پر خرچ نہ کریں گے یعنی اولی القربیٰ سے مراد مسطح ہیں (آخر میں ہے) کیا تم اس سے محبت نہیں کرتے ہو کہ اللہ تمہیں بخشے خدا بخشنے والا رحمت کرنے والا ہے۔ حتیٰ کہ ابوبکر صدیق نے کہا کیوں نہیں

marfat.com
Marfat.com

هُوَ وَمَنَّةُ قَالَ فَحَلَفَ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ لَّا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ اَبَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ يَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسَاكِيْنَ يَعْنِيْ مِسْطَحًا اِلٰى قَوْلِهٖ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ حَتّٰى قَالَ اَبُوْبَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَبَّنَا اِنَّا لَنُحِبُّ اَنْ تَغْفِرَ لَنَا وَعَادَ لَهٗ بِمَا كَانَ يَصْنَعُ

خدا کی قسم ہم محبت کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں بخشے اور جو خرچہ مسطح پر کرتے تھے پھر جاری کر دیا۔

شرح الحدیث

: افک میں جھوٹ اور افتراء سے زیادہ مبالغہ ہوتا ہے۔ بعض نے کہا افک بہتان ہے۔ وہ ایسی شئ ہے جو کسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ حالانکہ اس کو شعور تک نہیں ہوتا۔ دراصل افک کے معنی قلب ہیں، کیونکہ یہ قول مافوک ہوتا ہے یعنی اپنے طریقہ سے پھیرا جاتا ہے تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اس سے مراد بہتان ہے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جھوٹ کو اِفک اس لئے کہا کہ ام المؤمنین کا حال اس کے خلاف تھا، کیونکہ آپ کا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہونا اس سے مانع ہے کیونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کافروں کی طرف مبعوث ہوتے ہیں تاکہ ان کو ایمان کی دعوت دیں لہٰذا اُن کے لئے ضروری ہے کہ اُن میں ایسی چیزیں نہ پائی جائیں جو لوگوں کے لئے نفرت کا سبب ہوں اور انسان کی بیوی کا فاحشہ ہونا نفرت کا بہت بڑا سبب ہے۔ اسی لئے نبی کی بیوی فاحشہ نہیں ہوتی کافرہ ہو سکتی ہے جیسے نوح اور لوط علیہما السلام کی بیویاں کافرہ تھیں کیونکہ کفر نفرت کا سبب نہیں۔

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نزولِ وحی سے پہلے بہتان کا علم تھا؟

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بہتان کا علم ہوتا تو آپ کا دل تنگ نہ ہوتا اور نہ ہی ام المؤمنین سے واقعہ کی کیفیت دریافت فرماتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بہت دفعہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دل کافروں کی جھوٹی باتوں سے تنگ ہوتا تھا، حالانکہ آپ اُن کی جھوٹی باتوں کو خوب جانتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

فرماتا ہے "ہم جانتے ہیں کہ لوگوں کی باتوں سے آپ کا سینہ تنگ ہوتا ہے" اس واقعہ سے قبل ام المؤمنین رضی اللہ عنہ کا حال معروف تھا کہ آپ مقدمات فجور سے محفوظ اور بہت دُور ہیں ایسے شخص پر حسن ظن ہی ہونا چاہیئے نیز بہتان لگانے والے منافقین اور اُن کے پیروکار تھے اور یہ واضح بات ہے کہ بُہتان ساز دشمن کا کلام ہذیان اور بکواس ہوتا ہے۔ اِن قرآئن سے معلوم ہوتا ہے کہ نزولِ وحی سے پہلے بہتان کا فساد ظاہر تھا (کبیر)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اُن لوگوں کو جانتا ہوں جن کے سینوں پر کوڑے مارے جاتے ہیں جس کو دوزخی سنتے ہیں اور وہ لوگ وہ ہیں جو مسلمانوں کے عیب تلاش کرتے ہیں اور ان کی ہتکِ ستر کرتے ہیں اور اُن میں بُری باتوں کی اشاعت کرتے ہیں جو اُن میں پائی نہیں جاتی ہیں" (کبیر)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزولِ وحی سے قبل ام المؤمنین کی برأت کا علم تھا" نیز بخاری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا کہ عائشہ کی تصویر جنت کے ریشمی لباس میں لپیٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کریں کہ یہ آپ کی بیوی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نزولِ وحی سے قبل آپ کو ام المؤمنین کی برآءت کا علم تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پاک عورتیں پاک مَردوں کے لئے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین کو آپ کی بیوی قرار دیا تو معلوم ہُوا کہ اُمّ المؤمنین فحش سے پاک تھیں جیسے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاک تھے" اور اس کا آپ کو علم تھا اور سینہ کا تنگ ہونا لوگوں کی ناجائز باتوں سے تھا۔ (حدیث ع ۲۴۱۵ کی شرح دیکھیں)

قولہ حَتّٰی اَسْفَطُوْا لَھَا" یعنی حتی کہ بریرہ کے لئے بہتان لگانے والوں کا کلام ظاہر کیا یعنی بریرہ سے کہا کہ کہو ایسا ہی واقعہ ہے" بعض کہتے ہیں "اَسْفَطُوْا لَھَا" کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے ناخوش بات کہی کہا جاتا ہے فُلَانٌ اَسْفَطَ فِیْ کَلَامِہٖ" جبکہ وہ گری ہُوئی بات کرے۔ یعنی نامناسب کلام کرے"

قولہا فَقُتِلَ شَھِیْدًا" یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا، جس شخص کے ساتھ بہتان لگایا تھا وہ صفوان بن معطل ذکوانی تھے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں انیس ۱۹ ہجری کو غزوۂ ارمینیہ میں شہید ہُوئے تھے" بعض نے کہا وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ امارت میں چون ۵۴ ہجری کو روم میں فوت ہُوئے تھے" سیوطی" یعنی وہ بہت بڑی شرافت کو پہنچے تھے"

قولہا کُنْتُ اَشَدَّ مَا کُنْتُ غَضَبًا" یعنی ام المؤمنین نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت نازل فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اچھی خبر سُنائی تو میں اس قدر غضبناک ہُوئی کہ اس سے پہلے میرا یہ حال نہ تھا" علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ کلام اَخْطَبُ مَا یَکُوْنُ الْاَمِیْرُ قَائِمًا" کی طرح ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تشبیہ کو صحیح نہیں کہا کیونکہ اس ترکیب میں: اَخْطَبُ" مُبتدا ہے اور قَائِمًا حال ۔ خبر کے قائم مقام ہے دراصل کلام یوں تھا" امیر کا اخطب ہونا اس حال میں حاصل ہے کہ وہ قائم ہے۔ اور اس حدیث شریف میں "اَشَدَّ" پہلے کُنْتُ کی خبر ہے اور غَضَبًا" دُوسرے کُنْتُ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ

وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ اِبْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ شَقَقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهٖ

کی خبر ہے۔ عبارت کا معنیٰ یہ ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری براءت کی خبر دی تو میں اس سے پہلے غصہ سے زیادہ سخت غصہ سے بھر گئی۔

قولہ لَا اَحْمَدُہٗ ،، علماء نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ کلام حالتِ سکر میں تھا کہ نظر سے واسطہ اُٹھا دیا شیخ نُورالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "من گویم بلکہ از راہِ ناز معشوقی نیز مے تواند بود ،، شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَہٗ ،،

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہر پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہر کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مَرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں ،،

شرح الباب : یہ عورتوں کو حکم ہے۔ عرب کی عورتوں کی عادت تھی کہ اپنے کرتوں کے گریبانوں کو کشادہ کرتی تھیں۔ اس طرح ان کا گلہ، سینہ اور اردگرد برہنہ نظر آتا تھا اور دوپٹے پس پشت لٹکاتی تھیں اور آگے والا حصہ سینہ وغیرہ سب کھلا ہوتا تھا اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس کے بعد وہ دوپٹے اپنے سروں پر رکھتی تھیں اور اس کا دایاں کنارہ بائیں کندھے پر کرتی تھیں۔

قَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ آہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر عورتوں پر رحم

marfat.com
Marfat.com

۴۴۴۲ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ اَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ اَخَذْنَ اُزُرَهُنَّ فَشَقَقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِيْ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا

کرے ۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی : وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ الاٰية اُنھوں نے اپنی چادروں کو پارہ پارہ کیا اور اُن کے ساتھ اپنے سینوں کو ڈھانپا ،،

شرح : امام بخاریؒ نے اس حدیث کو معلق ذکر کیا احمد بن شبیب امام کے اساتذہ میں سے ہیں اور دوسروں سے اور طریقوں سے موصول ذکر کیا۔ نِسَاءُ الْمُهَاجِرَاتِ کی ترکیب موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے یعنی اَلنِّسَاءُ الْمُهَاجِرَاتُ ،، اور وہ شَجَرُ الْاَرَاكِ ،، کی مثل یعنی شَجَرُهُوَ الْاَرَاكُ ،، قولہ اَلْاُوَل ،، اُولیٰ کی جمع ہے۔ یعنی پہلی مہاجر عورتیں۔
قولہ مُرُوطِهِنَّ ،، مُرُوط مِرْط کی جمع ہے اس کے معنی چادر ہیں۔
قولہ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا ،، یعنی اُنھوں نے اپنے چہروں کو چادروں سے ڈھانپا جن کو پارہ پارہ کیا تھا۔

۴۴۴۲ ـــ ترجمہ : صفیہ بنتِ شیبہ سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ جب یہ آیت کریمہ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ ،، نازل ہوئی تو عورتوں نے اپنی چادروں کو اطراف سے پارہ پارہ کیا اور اُن سے اپنے چہرے اور سینے ڈھانپے

۴۴۴۲ ـــ شرح : یعنی یہ آیت کریمہ سُنتے ہی اُنھوں نے یہ کام کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے مائی صاحبہ کی حدیث کا مدلول یہ ہے کہ جن عورتوں نے چادروں کو پارہ پارہ کیا تھا وہ پہلی مہاجر عورتیں ہیں اور مائی صاحبہؓ کی حدیث میں ہے کہ وہ انصار عورتیں تھیں جیسا کہ ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے۔
اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں صورتِ اتفاق یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصار عورتوں نے فوراً چادریں پارہ پارہ کر کے ان سے اپنے سینے ڈھانپے مہاجر عورتوں نے اس کے کچھ دیر بعد یہ کیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا مَا تَسْفِيْ بِهِ الرِّيْحُ مَدَّ الظِّلِّ مَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ سَاكِنًا دَائِمًا عَلَيْهِ دَلِيْلًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ خِلْفَةً مَنْ فَاتَهٗ فِي اللَّيْلِ عَمَلٌ اَدْرَكَهٗ بِالنَّهَارِ اَوْ فَاتَهٗ بِالنَّهَارِ اَدْرَكَهٗ بِاللَّيْلِ

سُوْرۂ فرقان

فرقان دراصل مصدر ہے اور دو شیئوں کے درمیان فرق ہے جبکہ ان کو جُدا جُدا کر دیا جائے قرآن کریم کو فرقان اس لئے کہا کہ یہ حق و باطل کے درمیان فاصل ہے۔ بعض نے کہا قرآن کریم ایک بار تمام نازل نہیں ہُوا لیکن مفروق و مفصول نازل ہُوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَءَهٗ عَلَى النَّاسِ ،، یہ سورت مکی ہے اس کی دو آیتوں میں اختلاف کیا ہے اور وہ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخر تا مُهَانًا ،، اور دُوسری آیت کریمہ: اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ تا كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ،، سعید بن جبیر نے کہا پہلی آیت مکی ہے اور دوسری مدنی ہے۔ اس کی ۷۷ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، وَقَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا یہ وہ غبار کے ذرات ہیں جن کو ہوا اُڑاتی ہے مجاہد، عکرمہ اور حسن بصری نے کہا جو آفتاب کی روشنی میں دیوار کے سوراخ سے باریک ذرّات نظر آتے ہیں ان کو ہاتھ مس نہیں کر سکتا اور وہ سایہ میں نظر نہیں آتے ان کو هباء منثور کہتے ہیں۔ ابن زید نے کہا وہ غبار ہے جبکہ مقاتل نے کہا جو جانوروں کے پاؤں سے اُڑے وہ هباء منثور ہے۔ یہ هباءۃ کی جمع ہے اور منثور بمعنی باطل ہے جس کا کچھ ثواب نہ ہو، کیونکہ کافروں کے عمل اللہ کے لئے نہیں ہوتے۔

آیت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں اور جو کچھ اُنھوں نے کام کئے تھے۔ ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک غبار کے بکھرے

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ الْحَسَنُ هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا شَیْءٌ اَقَرَّ لِعَیْنِ الْمُؤْمِنِ اَنْ یَرٰی حَبِیْبَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُبُوْرًا وَیْلًا وَ قَالَ غَیْرُهٗ السَّعِیْرُ مُذَکَّرٌ وَّالتَّسَعُّرُ وَالْاِضْطِرَامُ التَّوَقُّدُ الشَّدِیْدُ تُمْلٰی

ہُوئے ذرّے کر دیا جو روزن (روشندان) کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

قولہ مَدَّ الظِّلَّ ، اس سے اس آیت کریمہ : اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ مدّ الظِّل ، سے مراد وہ سایہ ہے جو طلوعِ فجر کے درمیان طلوعِ شمس تک ہے۔ یہ بہترین حال ہے کیونکہ اندھیرا اور ظلمت سے طبع نفرت کرتی ہے اور یہ نظر کو خراب کرتی ہے اور آفتاب کی شعاعیں گرم ہیں وہ ہوا کو گرم کر کے نظر کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بہشت کی وصف میں ظلِ ممدود ذکر فرمایا ہے

قولہ ساکِنًا ، اس سے اس آیت کریمہ : وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا کی طرف اشارہ کیا اور ساکن کی دائم سے تفسیر کی یعنی زائل نہ ہونے والا ، بعض نے اس کی تفسیر یہ کی جو سایہ اصل دیوار سے ملا ہُوا ہو اور بکھرا ہُوا نہ ہُوا اور دلیل کی تفسیر طلوعِ شمس سے کی یعنی طلوعِ شمس سایہ کے ظاہر ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی اگر آفتاب نہ ہوتا تو سایہ معلوم نہ ہوتا اگر نور نہ ہوتا تو ظلمت کا پتہ نہ چلتا۔

قولہ خِلْفَةً ، اس سے اس آیت کریمہ : وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "مَنْ فَاتَهٗ" سے کی ، اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی یعنی اُن میں سے ایک کے بعد دوسرا آتا ہے اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے کہ جس کا عمل رات یا دن میں سے کسی ایک میں قضا ہو جائے تو دوسرے میں ادا کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی فرمایا ہے اور رات اور دن کا ایک دوسرے کے بعد آنا اور قائم مقام ہونا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کی دلیل ہے۔ مجاہد سے منقول ہے کہ رات اور دن میں سے ہر ایک دوسرے کے مخالف کیا۔ یعنی رات کو سیاہ اور دن کو روشن کیا۔ ابن زید نے کہا ہر ایک کو ایک دوسرے کا متعاقب کیا یعنی کہ ایک کے چلے جانے سے دوسرا آتا ہے۔

قولہ هَبْ لَنَا ، اس سے اس آیت کریمہ : وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ، کی طرف اشارہ کیا اور حسن بصری نے اس کی یہ تفسیر کی جو لوگ یہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھ کی ٹھنڈک اور دل کی راحت دے اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ آنکھ کی ٹھنڈک اللہ کی طاعت میں ہے۔

قولہ مَا مِنْ شَیْءٍ اَقَرَّ ، یعنی کوئی چیز مومن کی آنکھ کے لئے اس سے زیادہ خنک نہیں کہ وہ اپنے دوست کو

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ تُقْرَأُ عَلَيْهِ مِنْ أَمْلَيْتُ وَأَمْلَلْتُ الرَّسُّ الْمَعْدِنُ وَجَمْعُهُ رِسَاسٌ
مَا يَعْبَأُ يُقَالُ مَا عَبَأْتُ بِهِ شَيْئًا لَا يُعْتَدُّ بِهِ غَرَامًا هَلَاكًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ
وَعَتَوْا طَغَوْا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَاتِيَةٌ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ

اللہ کی طاعت میں دیکھے۔ مومن کی آنکھ سردی سے راحت لیتی ہے اور گرمی سے اس کو اذیت پہنچتی ہے۔ قرۃ بمعنی قرار بھی آتا ہے یعنی مومن کی آنکھ خوشی کی حالت میں قرار لیتی ہے اور غم واندوہ میں پریشان ہوتی ہے۔ قولہ ثُبُورًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَدَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ویل بمعنی ہلاک سے اس کی تفسیر کی ،،

قولہ اَلسَّعِيرِ ،، اس سے اس آیت کریمہ : " وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس کے غیر ابو عبیدہ نے کہا ،، اَلسَّعِيرِ بمعنی دوزخ مذکر ہے۔ مشہور یہ ہے کہ مؤنث ہے قرآن کریم میں ہے : إِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ،، اس آیت کریمہ میں احتمال ہے کہ "لھا" میں ضمیر کا مرجع زبانیہ ہو جیسا کہ زمخشری کے کلام سے ظاہر ہے۔ ہو سکتا ہے السعیر کو مذکر کہنا لفظ کے اعتبار سے ہو۔ اَلتَّسَعُّرُ اور اَلِاضْطِرَامُ کے معنی ہیں آگ کا سخت بھڑکنا ،، تُمْلَى عَلَيْهِ بمعنی تُقْرَءُ ہے یہ اَمْلَيْتُ اور اَمْلَلْتُ سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں غیر پر پڑھنا۔

قولہ اَلرَّسِّ ،، اس آیت کریمہ : وَأَصْحَابَ الرَّسِّ ،، میں رسّ بمعنیٰ معدن ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ انطاکیہ میں کنواں ہے جس میں حبیب نجار کو قتل کیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آذربیجان میں کنواں ہے۔ قولہ مَا يَعْبَأُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا۔ محاورہ ہے مَا عَبَأْتُ بِهِ شَيْئًا ،، میں نے اس کا کچھ اعتبار نہ کیا یعنی اس کا کوئی شئی شمار نہ کیا کہ اس کا وجود وعدم دونوں برابر ہیں۔

قولہ غَرَامًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور غرام کی ہلاک سے تفسیر کی۔

قولہ عَتَوْا ،، اس سے اس آیت کریمہ : لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے کہا عَتَوْا بمعنی طَغَوْا ہے۔

قولہ عَاتِيَةٌ ،، اس سے اس آیت کریمہ : أَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ عاد کی قوم سخت تیز ہوا سے ہلاک کی گئی جس کی آواز نہ تھی۔ بعض نے کہا صَرْصَرٌ ،، سخت سرد ہوا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا

۴۴۴۳ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلٰى اَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلٰى وَعِزَّةِ رَبِّنَا

ہے جو سخت ٹھنڈی ہونے کے باعث ہلاک کر دیتی ہے۔ عَنَتْ میں ضمیر ریح کی طرف راجع ہے۔
قولہ "خُزَّان" بضم الخا بتشدید الزاء خازن کی جمع ہے۔ اس سے مراد ہوا کے خازن ہیں جو اللہ کے حکم کے بغیر ہوا نہیں چھوڑتے۔ ہوا نے ان پر غلبہ کیا اور مقدار معلوم کے بغیر چلی اور قوم عاد کو ہلاک کر دیا۔ یہ آیت سورۂ "الحاقۃ" میں مذکور ہے۔ کلمہ عتو کی مناسبت سے یہاں ذکر کی گئی ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ جو جہنم کی طرف ہانکے اپنے منہ کے بل ان کا ٹھکانا سب سے بُرا اور وہ سب سے گمراہ

۴۴۴۳ــ ترجمہ: انس بن مالک نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے کہا "یا نبی اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم کیا کافر قیامت کے دن منہ کے بل ہانکے جائیں گے (وہ منہ کے بل کیسے چلیں گے) فرمایا کیا جس نے دونوں پاؤں پر دُنیا میں چلایا وہ اس پر قادر نہیں کہ قیامت میں اس کو منہ کے بل چلائے" قتادہ نے کہا۔ کیوں نہیں پروردگار کے جلال کی عزت کی قسم وہ منہ کے بل چلا سکتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا اَلْاَثَامُ اَلْعُقُوْبَةُ

۴۴۴۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمٰنُ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وَحَدَّثَنِيْ وَاصِلٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ اَوْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللّٰهِ اَكْبَرُ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دُوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی، ناحق نہیں مارتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلّت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ "اَلْاَثَام" بمعنی عقوبت ہے بعض نے گناہ کہا ہے۔

شرح الباب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِن آیات کا شانِ نزول یہ بیان کیا ہے کہ مشرکوں نے قتل کئے اور بکثرت قتل کئے اور بکثرت زنا کئے پھر وہ سرور کائنات

marfat.com
Marfat.com

خَلقَكَ قُلتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْیَةَ اَنْ یَطْعَمَ مَعَكَ قُلتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تُزَانِیَ بِحَلِیْلَةِ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ تَصْدِیْقًا لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا جو آپ فرماتے ہیں اور جدھر ہمیں بلاتے ہیں وہ اچھا ہے اگر آپ ہمیں یہ خبر دیں کہ ہم نے جو عمل کئے ہیں ان کا کفارہ ہے؟ تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی کہا جاتا ہے۔ ابن مطعم وحشی غلام کے بارے میں نازل ہوئی۔

۴۴۴۴ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں نے سوال پوچھا یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا گیا کہ اللہ کے نزدیک کونسا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا تو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے میں نے عرض کیا پھر کون سا بڑا ہے فرمایا تو اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گا میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے۔ راوی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف کی تصدیق کے لئے یہ آئت کریمہ نازل ہوئی : وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ "

۴۴۴۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر اولاد کو کھانا کھلانے کے ڈر کے بغیر قتل کرے تو جب بھی یہ کبیرہ گناہ ہے اس کو مقید کرنے کا کیا سبب ہے۔

اس کا جواب یہ ہے یہاں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ان کی عادت کے مطابق قید کو ذکر کیا کیونکہ ان کی عادت تھی کہ وہ اس خوف سے اولاد قتل کرتے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آئت کریمہ میں قتل اور زنا مطلق ہیں اور حدیث میں مقید ہیں اس کا جواب یہ ہیں کہ یہ قید کے ساتھ اور زیادہ کبیرہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے لئے آئت کریمہ سے استدلال سے کوئی شئ مانع نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۴۴۴۵ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ ابْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ اَبِي بَزَّةَ اَنَّهُ سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ وَالَّذِيْنَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ فَقَالَ سَعِيْدٌ قَرَأْتُهَا عَلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلَيَّ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكِّيَّةٌ اَرَاَهُ نَسَخَتْهَا اٰيَةٌ مَدَنِيَّةٌ الَّتِيْ فِيْ سُوْرَةِ النِّسَاءِ

۴۴۴۵ــــ ترجمہ : قاسم بن ابی بزّہ نے بیان کیا کہ اُنھوں نے سعید بن جبیر سے پُوچھا کیا جو کوئی قصدًا قتل کرے اس کی توبہ قبول ہے ؟ تو میں نے اس پر یہ آئت کریمہ پڑھی اور وہ جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔ سعید نے کہا میں نے یہ آئت کریمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پڑھی جیسے تو نے میرے پاس پڑھی ہے تو اُنہوں نے کہا یہ مکیّہ ہے اس کو مدنی آئت جو سورۂ نساء میں ہے نے منسوخ کر دیا ہے۔

۴۴۴۵ــــ شرح : یعنی اس آئت کریمہ : مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ جو مومن کو قصدًا قتل کرے۔ اس کی سزا دوزخ ہے نے مذکور آئت کو منسوخ کر دیا ہے کیونکہ اس میں " اِلَّا مَنْ تَابَ " مذکور نہیں۔ زید بن ثابت نے روائت کی ہے کہ سورۂ نساء سورۂ فرقان کے چھ ماہ بعد نازل ہُوئی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کیسے کہا کہ مومن کے قاتل کی توبہ نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا " تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو اور فرمایا : اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بطور تغلیظ اور تشدید فرمایا ہے ورنہ ہر گناہ قابل توبہ ہے اور یہی دلیل کافی ہے۔ کافر کی توبہ قبول ہے۔

اس مقام پر یہ بات ملحوظ ہونا ضروری ہے کہ قصدًا قاتل کی توبہ قبول نہ ہونا صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ " اللہ یہ نہ بخشے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اس کے علاوہ جسے چاہے بخشے گا نیز مشتق پر حکم ہو تو اس کا مبداء حکم کی علت ہُوا کرتا ہے لہٰذا مومن کا ایمان قتل کا موجب ہُوا اس کی سزا جہنم ہے۔ یعنی اگر مومن کو اس لئے قتل کیا کہ وہ مومن ہے تو قاتل کافر ہو جائے گا۔ اور اگر توبہ کے بغیر اسی

marfat.com
Marfat.com

۴۴۴۶ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ قَالَ اِخْتَلَفَ اَهْلُ الْکُوْفَةِ فِیْ قَتْلِ الْمُؤْمِنِ فَرَحَلْتُ فِیْهِ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَزَلَتْ فِیْ اٰخِرِ مَا نَزَلَ وَلَمْ یَنْسَخْهَا شَیْءٌ ۴۴۴۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ قَالَ لَا تَوْبَةَ لَهٗ وَعَنْ قَوْلِهٖ جَلَّ ذِکْرُهٗ وَلَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ قَالَ کَانَتْ هٰذِهٖ فِی الْجَاهِلِیَّةِ

حال میں مرگیا تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا ،، واللہ و رسولہ اعلم!

۴۴۴۶ — ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا اہلِ کوفہ نے مومن کے قتل میں اختلاف کیا (کہ قاتل کی توبہ قبول ہے یا نہ) میں اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو انھوں نے کہا یہ آئت کریمہ سب سے آخر نازل ہوئی اس کو کسی نے منسوخ نہیں کیا۔ (اس حدیث کی تشریح اوپر مذکور ہے)

۴۴۴۷ — ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آئت کریمہ "فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ" کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں۔ نیز میں نے اس آئت کریمہ "لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ" کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا یہ حکم جاہلیت میں تھا۔

۴۴۴۷ — شرح : یعنی مشرکین مکہ کے لئے یہ حکم تھا۔ اسلام لانے کے بعد اگر کوئی مسلمان مومن کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں۔

اقول یہ صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے۔ جمہور علماء اہل سنت کہتے ہیں یہ آئت زجر و تہدید پہ محمول ہے اس پہ ابن عباس کا قول محمول کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ يُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا

۴۴۴۸ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ اَبْزٰى سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ وَقَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ حَتّٰى بَلَغَ اِلَّا مَنْ تَابَ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ اَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللّٰهِ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! کفر و معصیت پر قیامت کے روز مرد کو دوگنا عذاب دیا جائے گا وہ ہمیشہ اس میں ذلیل و خوار رہے گا "

۴۴۴۸ ـــ ترجمہ : سعید بن جُبیر سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مجھے ابن ابزیٰ نے کہا ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد : وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ "، اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ! وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ الآیۃ کے متعلق دریافت کرو میں نے اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا جب یہ آئت کریمہ نازل ہوئی تو اہل مکہ نے کہا ہم نے اللہ کا شریک بنایا ہے اور ہم نے اس نفس کو قتل کیا ہے جس کو اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق قصاص کے ساتھ "

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

۴۴۴۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اَمَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبْزٰی اَنْ اَسْاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَیْءٌ وَعَنْ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ قَالَ نَزَلَتْ فِیْ اَهْلِ الشِّرْكِ

اور ہم نے بہت گناہ کئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا ،، مگر جو توبہ کرے اور نیک عمل کرے غَفُوْرًا رَّحِيْمًا تک (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کی توبہ قبول ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا ،، یعنی وہ مسلمان شدید ترین عذاب کی وعید سے مستثنیٰ ہے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے الخ

۴۴۴۹ — ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مجھے عبد الرحمٰن بن اَبزیٰ نے حکم دیا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِن دو آیتوں کے متعلق پوچھوں : وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا الخ میں نے اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا اس کو کسی شئ نے منسوخ نہیں کیا اور وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ،، اُنھوں نے کہا یہ مشرکین مکہ کے متعلق نازل ہوئی ،،

۴۴۴۹ — شرح : فتح الباری شرح البخاری میں ہے کہ اِن روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کبھی ان دونوں آیتوں کو ایک محل پر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا هَلَكَةً

۴۴۵۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ الدُّخَانُ وَالْقَمَرُ وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا هَلَاكًا

محمول کر کے کہتے ہیں۔ ایک آئت دوسری آئت کی ناسخ ہے۔ کبھی مختلف دو محلوں پر محمول کرتے ہیں۔ جیسا کہ اِن روایات سے واضح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے دونوں قولوں میں صورتِ اتفاق یہ ہے کہ سورت فرقان کی آئت میں جو عموم ہے اس سے وہ مسلمان مخصوص ہیں جو عمدًا قتل کرتے ہیں اور بہت علماء تخصیص پر نسخ کا اطلاق کرتے ہیں" یہ معنی تکلف سے خالی نہیں ہے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ کہیں ابن عباس کے کلام میں تناقض ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ کہیں اُنھوں نے پہلے آئت کو منسوخ کہا پھر اس سے رجوع کر لیا۔ ابن عباس کا مشہور قول یہ ہے کہ جب مومن دوسرے مومن کو عمدًا قتل کرے اس کی توبہ قبول نہیں لیکن جمہور علماء نے اس کو تغلیظ اور تہدید پر محمول کیا ہے اور قاتل کی توبہ کو صحیح کہا ہے جیسے دوسرے گناہ گاروں کی توبہ قبول ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو اب ہوگا وہ عذاب جو لپٹ رہے گا "

۴۴۵۰ــــ ترجمہ : مسروق نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پانچ علامات ہیں جو گذر چکی ہیں۔ دخان، قمر، روم، بطشہ اور لزام۔

۴۴۵۰ــــ شرح : یعنی پانچ علامات ہیں جو قیامت کے قرب پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں ایک دخان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ دن ہوگا کہ آسمان سے دھواں آئے گا۔ دوسری قمر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قیامت قریب آگئی اور قمر دو ٹکڑے ہوگیا۔ تیسری روم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم روم مغلوب ہوگئے۔ چوتھی بطشہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایک دن ہم سخت پکڑیں گے (بدر میں مقتول مراد ہیں) پانچویں لزام اللہ تعالیٰ فرماتا تم نے تکذیب کی پس اب ہوگا وہ

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَعْبَثُوْنَ تَبْنُوْنَ هَضِيْمٌ يَتَفَتَّتُ إِذَا مُسَّ مُسَحَّرِيْنَ الْمُسَحَّرُوْنَ الْأَيْكَةُ وَالْأَيْكَةُ جَمْعُ أَيْكَةٍ وَهِيَ جَمِيْعُ شَجَرٍ يَوْمُ الظُّلَّةِ إِظْلَالُ الْعَذَابِ إِيَّاهُمْ مَوْزُوْنٍ مَعْلُوْمٍ كَالطَّوْدِ كَالْجَبَلِ لَشِرْذِمَةٌ طَائِفَةٌ قَلِيْلَةٌ فِي السَّاجِدِيْنَ الْمُصَلِّيْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ كَأَنَّكُمُ الرِّيْعُ الْيَفَاعُ مِنَ الْأَرْضِ وَجَمْعُهُ رِيَعَةٌ وَأَرْيَاعٌ وَاحِدُهُ الرِّيَعَةُ مَصَانِعَ كُلُّ بِنَاءٍ هُوَ مَصْنَعَةٌ فَرِهِيْنَ مَرِحِيْنَ فَارِهِيْنَ بِمَعْنَاهُ وَيُقَالُ فَارِهِيْنَ حَاذِقِيْنَ تَعْثَوْا هُوَ أَشَدُّ الْفَسَادِ وَعَاثَ بَعِيْثُ عَيْثًا الْجِبِلَّةُ الْخَلْقُ جُبِلَ خُلِقَ وَمِنْهُ جُبُلًّا وَجِبِلًّا وَجُبُلًّا يَعْنِي الْخَلْقَ

عذاب جو لپٹ رہے گا۔ بعض نے کہا اس سے مراد قحط سالی ہے۔ بعض نے کہا بدر میں مرنے والے کافروں کا چاہِ بدر میں ایک دوسرے سے ملنا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُوْرہ شعرآء

یہ سورت مکی ہے مگر ایک آیت کریمہ: اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا "، حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ، کعب بن مالک شعراء انصار میں واقع ہوئی "، مقاتل نے کہا اس میں دو آیتیں مدنی ہیں اور وہ یہ ہیں "وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ" اور "اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ "، ہیں۔ امام سخاوی نے کہا یہ سورت سورتِ واقعہ کے بعد اور سورۂ نمل سے پہلے نازل ہوئی اس کی ۲۲۷ آیات ہیں "

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ "تَعْبَثُوْنَ"، اس سے اس آیت کریمہ: اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ کی طرف اشارہ کیا، مجاہد نے کہا تَعْبَثُوْنَ کی تفسیر

marfat.com
Marfat.com

تَبْنُوْنَ سے کی "، کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو راہ گیروں سے ہنسنے کو "، ان بلند مکانوں پر چڑھ کر گزرنے والوں سے تمسخر اور کھیل کرتے ہو "، رِیْعٌ "بلند جگہ اس کی جمع رِیَعَۃٌ ہے ریاعٌ بھی مفرد ہے "، مقاتل نے کہا وہ سفر کرتے اور ستاروں کے ذریعے راہ معلوم کرتے تھے اس لئے اُنھوں نے راستوں پر اُونچے اونچے نشانات بنا رکھے تھے تاکہ اُن کے ذریعے راہنمائی حاصل کریں اور غلط راستہ اختیار نہ کریں "،

قولہ هَضِيْمٌ "، اس سے اس آیت کریمہ "فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّ زُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ "، کی طرف اشارہ کیا۔ اور ہضیم کی یہ تفسیر کی جو ہاتھ لگانے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یعنی کیا تم یہاں کی نعمتوں میں چین سے چھوڑ دیئے جاؤ گے باغوں اور چشموں اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شگوفہ نرم و نازک "،

قولہ مُسَحَّرِيْنَ "، اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ "، کی طرف اشارہ کیا اور مُسَحَّرِيْنَ سے تفسیر کی۔ یعنی وہ بولے تم پر تو بار بار بکثرت جادو کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے عقل بجا نہیں رہی (معاذ اللہ)

قولہ اَلْاَيْكَةِ "، اس سے اس آیت کریمہ : كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ کی طرف اشارہ کیا۔ نافع، ابن کثیر اور ابن عامر نے اَيْكَةِ "، پڑھا ہے۔ دوسرے اَيْكَةِ "، پڑھتے ہیں۔ جوہری نے کہا اَيْكَةٌ "، کے معنی جنگل ہیں اور لَيْكَةٌ "، کے معنی قریہ ہیں۔ یہ اَيْكَةٌ کی جمع ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ صحیح نہیں درست یہ ہے کہ اَيْكَةٌ اور لَيْكَةٌ ایک کے مفرد ہیں یا کہا جائے اس کی جمع اَيِكٌ ہے۔

قولہ يَوْمُ الظُّلَّةِ "، اس سے اس آیت کریمہ " فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ "، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر ان پر عذاب کے سایوں سے کی مفسرین نے کہا یہاں ظُلَّۃ کے معنی بادل ہیں جو ان پر سایہ کرتے ہیں واقعہ

قولہ مَّوْزُوْنٍ "، اس سے اس آیت کریمہ : " وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ "، کی طرف اشارہ کیا یہ سورۃ حجر کی آیت ہے۔ کاتب نے سہواً یہاں لکھ دی ہے۔ یعنی اور اس میں ہر شئ اندازے سے اُگائی "،

قولہ كَالطَّوْدِ "، اس سے اس آیت کریمہ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ "، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی جبل سے تفسیر کی "، یعنی ہر حصہ پہاڑ کی طرح ہو گیا۔

قولہ الشِّرْذِمَةُ سے اس آیت کریمہ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ "، کی طرف اشارہ کیا اور شِرْذِمَہ کی طائفہ قلیلہ سے تفسیر کی "،

قولہ فِي السّٰجِدِيْنَ "، اس سے اس آیت کریمہ : وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ "، کی طرف اشارہ کیا اور "ساجدین" کی مُصَلِّيْنَ سے تفسیر کی۔ کلبی نے اس کی یہ تفسیر کی کہ جو شخص نمازیوں کے ساتھ باجماعت نماز کے ارکان میں آپ کے منتقل ہونے کو دیکھتا ہے کہ اس میں آپ کھڑے قاعد، راکع اور ساجد ہوتے ہیں۔ ثعلبی نے ابن عباس سے بھی یہ روایت ہے۔ امام رازی نے تقلبک فی الساجدین کی تفسیر کی کہ آپ مُوَحِّدِيْنَ سے منتقل ہوتے رہے یعنی آپ کے آباؤ اجداد حضرت آدم تک سب اللہ کو ایک جانتے تھے۔ اُن میں کوئی مشرک نہ تھا۔

قولہ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ "، اس سے اس آیت کریمہ " وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ "، کی طرف

marfat.com
Marfat.com

اشارہ کیا اور لَعَلَّكُمْ ،، کی تفسیر كَاَنَّكُمْ سے کی ،، یعنی یہاں لَعَلَّ بمعنی كَاَنَّ ہے جو تشبیہ کے لئے ہے یعنی تم مضبوط محل چنتے ہو اس اُمید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے ،، اور کبھی نہ مرو گے ،،

قولہ اَلرِّيْعُ ،، اس سے اس آئت کریمہ "اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر میں کہا رِیْع وہ جگہ ہے جو زمین سے بُلند ہو۔

اَلْاِرْتِفَاع بُلند زمین ہے ۔ درست اَلْيَفَاعِ مِنَ الْاَرْضِ ،، ہے۔ بُلند زمین ،، رِیْع کی تفسیر ارتفاع اور یفاع بھی کی جاتی ہے۔ جوہری نے کہا کہا جاتا ہے : غلام یافع وَيَفَعٌ وَيَفَعَةٌ غِلْمَانٌ اَيْفَاع وَيَفَعَةٌ بھی کہا جاتا ہے اور کہا رِیع بکسر الراء بلند زمین ہے۔ عمارہ نے کہا ریع پہاڑ ہے۔ اس کے معنی راستہ بھی ہیں۔ دو پہاڑوں کے درمیان فراخ جگہ کو ریع کہتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بِكُلِّ رِيْعٍ ہر اونچی جگہ سے۔ رَيْع بفتح الراء بڑھنا املاک کے منافع کو بھی رَيْع کہا جاتا ہے۔

قولہ جمعہ ،، یعنی ریع کی جمع رِيَعَة بکسر الراء وفتح الیاء۔ جیسے قِرْدٌ کی جمع قِرَدَةٌ ،، رِيْع واحد اور ارباع جمع ہے ۔ قولہ مَصَانِعَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ" کی طرف اشارہ اور اس کی تفسیر یہ کی کہ ہر بناء مَصْنَعَةٌ ہے ۔ مَصْنَعَة مفرد اور مَصَانِع جمع ہے۔ شیخ عبدالرزاق نے کہا یمن کی لغت میں عادیوں کے محلات ہیں۔

قولہ فَرِهِيْنَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فَرِهِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مَرِحِيْنَ ،، سے اس کی تفسیر کی ،، مَرِحِيْنَ مَرِحٌ کی جمع صفت مشبہ ہے مَرِحَ مَرَحًا سے مشتق ہے ۔ اور مرح کے معنی بہت خوشی کے ہیں۔ اس کے معنی مکبرین ، متجرین اور ناعمین بھی ہیں۔ فرھین اور فارھین ہم معنی ہیں۔ اخفش کی قرأت "فَرِهِيْنَ ،، ہے۔

قولہ يُقَالُ ،، یعنی فارھین کا حاذقین کہا جاتا ہے۔ یعنی تجربہ کار ،،

قولہ تَعْثَوْا ،، اس سے اس آئت کریمہ " وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اَشَدّ الفساد ،، سے اس کی تفسیر کی ۔ یہ تَعْثَوْا کے مصدر کی تفسیر ہے کیونکہ عَثَا يَعْثُوْا بمعنی اَفسد ہے ۔ ایسے ہی "عَثِيَ بکسر الثاء يَعْثَى ہے۔ پہلے کی مصدر عثوٌ اور دوسرے کی عَثًى ہے۔

قولہ عَاثَ يَعِيْثُ عَيْثًا ،، یعنی یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں کیونکہ يَعْثُوْ عَاثَ يَعِيْثُ سے مشتق ہے۔ پہلا یعنی عَثِيَ ناقص اور دوسرا یعنی یعیث اجوف ہے۔

قولہ اَلْجِبِلَّة ،، بمعنی خَلْق ہے اور جبل بمعنی خلق ہے اسی جُبُلًّا اور جِبِلًّا اور جِبْلًا بمعنی خَلْق ہیں یعنی تینوں ہم معنی ہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ رَاٰی اَبَاهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَعَلٰی اٰزَرَ الْغَبَرَةُ وَالْقَتَرَةُ

۴۴۵۱ ـ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَخِیْ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلْقٰی اِبْرَاهِیْمُ اَبَاهُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَّنِیْ اَنْ لَّا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جس دن لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے مجھے رُسوا نہ کر! ”

ابراہیم بن طہمان نے ابو ذئب سے اُنھوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے اُنھوں نے اپنے والد کیسان سے اُنھوں نے ابوہریرہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السّلام اپنے چچا کو قیامت میں دیکھیں گے کہ اس پر غبار اور سیاہی ہے۔

اس روائت کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس قصہ میں یوں مذکور ہے کہ جب ابراہیم علیہ السّلام اپنے چچا کو اس حال میں دیکھیں گے تو عرض کریں گے کہ اے اللہ! مجھے لوگوں میں رُسوا نہ کر،،

۴۴۵۱ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ابراہیم علیہ السّلام اپنے چچا سے ملاقات کریں گے اور کہیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ

۴۴۵۲ــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو ابْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ صَعِدَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِیْ يَا بَنِیْ فِهْرٍ يَا بَنِیْ عَدِیٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَخْرُجَ

اے میرے پروردگار تونے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جس روز لوگ اُٹھائے جائیں گے مجھے رسوا نہیں کریگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے جنّت کافروں پر حرام کر دی ہے۔

۴۴۵۱ ــــ شرح : آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ اس کو قیامت میں بجھو کی صُورت کر دیا جائے گا پھر اس کو دوزخ میں پھینکا جائے گا اس طرح کسی کو معلوم نہ ہوگا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے اور وہ رسوائی سے محفوظ رہیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ ہیں اور آذر چچا ہے۔ عرب چچا پر اَب کا اطلاق کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَمِنْ اٰبَائِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ ، یہ خطاب حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہے اور اسماعیل علیہ السلام ، یعقوب علیہ السلام کے چچا ہیں اور قرآن کریم میں ان کو صفِ آباء میں ذکر کیا ہے۔

ے ادب کی جگہ ہے قلم سنبھل کر رکھنا ،،

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ !،،

یعنی اپنا پہلو نرم کریں اور لطف و کرم فرمائیں ،،

marfat.com
Marfat.com

اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِيَنْظُرَ مَاهُوَ فَجَاءَ اَبُوْلَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَاجَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْلَهَبٍ تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَاكَسَبَ ۴۴۵۳۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا

۴۴۵۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آئت کریمہ : " وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ " نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر تشریف لے گئے اور نداء کرنا شروع کیا۔ اے بنی فہر اے بنی عدی قریش کے قبائل کو پکارنے لگے" حتی کہ وہ سب جمع ہوگئے اور جو کوئی خود نہ آسکتا تھا اُس نے اپنا قاصد بھیج دیا۔ تاکہ وہ حالت دریافت کرے ابولہب اور قریش سب آئے تو آپ نے فرمایا مجھے خبر دو! اگر میں تمہیں خبردار کروں کہ اس گھاٹی میں دشمن کا لشکر تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے کیا تم میری تصدیق کروگے۔ اُنھوں نے کہا ہاں ہم آپ کی تصدیق کریں گے ہم نے آپ کی سچائی کا تجربہ کیا ہے۔ فرمایا میں تمہیں کفر پہ پیش آنے والے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ ابولہب نے کہا تیری ہلاکت ہو سارا دن۔ کیا اس لئے ہمیں جمع کیا تھا۔ تو یہ سورت : تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ،، یعنی تباہ ہوجائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا ،،

۴۴۵۲ — شرح : قولہ اَرَءَيْتُمْ ،، عرب جب ایک شخص سے خطاب کریں تو کہتے ہیں ،، اَرَءَيْتَ اور اگر دو سے خطاب کریں تو کہتے ہیں ،، اَرَءَيْتُمَا ،، اگر جماعت سے خطاب کریں تو کہتے ہیں اَرَءَيْتُمْ ،، کفارِ قریش بے سعادت گمراہوں پر تعجب ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے تھے کہ آپ نے کبھی کوئی بات خلافِ واقع نہیں کہی۔ تو جو لوگوں کے حق میں دروغ گوئی نہیں کرتے وہ پروردگارِ عالم کے حق میں افترا اور تہمت کیسے کرسکتے ہیں۔ یہ صرف ان کی شقاوت و بدبختی تھی۔

۴۴۵۳ — ترجمہ : زہری سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا مجھے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ ،، وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ،، نازل کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا کہ قریش کے گروہ یا اس جیسا کلمہ فرمایا۔ اپنی جانوں کو اللہ کے عذاب سے خرید لو۔

marfat.com
Marfat.com

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اِشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا تَابَعَهُ اَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

(اسلام قبول کرلو) میں اللہ کے ہاں تمہیں کوئی نفع نہ دوں گا۔ اے بنی عبد مناف میں اللہ کے ہاں تمہیں کوئی نفع نہ دونگا اے عباس بن عبدالمطلب میں اللہ کے ہاں تمہیں کچھ نفع نہ دوں گا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی میں اللہ کے ہاں کوئی نفع نہیں دوں گا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا، مجھ سے میرے مال سے جو چاہے طلب کریں میں اللہ کے ہاں تمہیں کوئی نفع نہیں دوں گا،، اصبغ نے ابن وہب یونس اور ابن شہاب سے روائت کرتے ہوئے ابوالیمان کی متابعت کی۔

۴۴۵۳ —

شرح : قولہ اِشْتَرُوْا ،، یعنی اللہ کے عذاب سے خلاصی حاصل کرنے کے اعتبار سے اپنی جانوں کو خرید لو گویا کہ فرمایا اسلام قبول کرلو! اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے گویا کہ یہ خریدنا ہوا اور اللہ کی طاعت نجات کی قیمت ہوئی۔ مسلم کی روائت میں ہے اے قریش کے گروہ اپنی جانوں کو دوزخ سے بچا لو! الی صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی الخ

قولہ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ ،، کہا جاتا ہے۔ مَا يُغْنِيْ عِنْكَ هٰذَا ،، ای مَا يَنْفَعُكَ ،، یعنی یہ تمہیں نفع نہ دے گا،، (کتاب الوصایا باب ہل یدخل النساء والولد فی الاقارب کے باب میں دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ النَّمْلِ

اَلْخَبْأَ مَاخَبَأْتَ لَا قِبَلَ لَهُمْ لَاطَاقَةَ اَلصَّرْحُ كُلُّ مِلَاطٍ اُتِّخِذَ مِنَ الْقَوَارِيْرِ وَالصَّرْحُ اَلْقَصْرُ وَجَمَاعَتُهُ صُرُوْحٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ سَرِيْرٌ كَرِيْمٌ حَسَنُ الصَّنْعَةِ وَغَلَاءُ الثَّمَنِ مُسْلِمِيْنَ طَائِعِيْنَ رَدِفَ اِقْتَرَبَ جَامِدَةً قَائِمَةً اَوْزِعْنِيْ اِجْعَلْنِيْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ نَكِّرُوْا غَيِّرُوْا وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ يَقُوْلُهُ سُلَيْمَانُ وَالصَّرْحُ بِرْكَةُ مَاءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سُلَيْمٰنُ قَوَارِيْرَ الْبَسَهَا اِيَّاهُ

سُوْرۂ نمل

یہ سُورت بلا خلاف مکّی ہے۔ اس کی ترانوے (۹۳) آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ "اَلْخَبْءُ"، اس سے اس آئت کریمہ : اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ، کی طرف اشارہ کیا اور مَاخَبَأْتَ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی جو شئ پوشیدہ ہو۔ خباء کی تفسیر آسمان سے بارش اور زمین سے نباتات سے بھی کی جاتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "وَالْخَبْءُ واؤ کے ساتھ ہے اس واؤ کو واو الاستفتاح" کہتے ہیں"

قولہ "لَا قِبَلَ" اس سے اس آئت کریمہ : اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر لَاطَاقَةَ لَهُمْ سے کی۔ یعنی پلٹ جا ان کی طرف تو ضرور ہم اُن پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے کہ

marfat.com
Marfat.com

وہ پست ہوں گے - قولہ الصَّرْحُ ،، اس سے اس آئت کریمہ : قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی پہلے ملاط ،، سے پھر قصر سے تفسیر کی ۔ اور کہا اس کی جمع صُرُوح ہے ۔ صرح کی یہ دونوں تفسیریں ابوعبیداللہ سے منقول ہیں ۔ ملاط کے معنیٰ ہیں کانچ کا گارا ،، یعنی بلقیس سے کہا گیا صحن میں آ ۔ پھر جب اُس نے اسے دیکھا اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی ساقیں کھول دیں تاکہ پانی میں چل کر سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو ۔

قولہ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر سریر کریم سے کی ۔ کریم کے معنی عمدہ ہیں ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے لَا تَأْخُذُوْا كَرَائِمَ اَمْوَالِ النَّاسِ ،، لوگوں کے عمدہ مال نہ لو ۔

قولہ حَسَنُ الصَّنْعَةِ ،، یہ عرش کی دوسری صفت ہے ۔ یعنی بہت اچھا اور بیش بہا قیمت والا ،، ثعلبی نے کہا عرش عظیم بمعنی ضخیم یعنی بہت بڑا ،، اس کا اگلا حصہ سونے کا تھا اس میں سرخ یاقوت اور سبز زمرد لگے ہوئے تھے ۔ پچھلا حصہ چاندی کا تھا جو رنگا رنگ جواہر سے خوبصورت بنایا گیا تھا اس کے چار پائے تھے ایک پایہ سُرخ یاقوت کا دوسرا سبز زمرد کا تیسرا پایہ موتیوں سے بنا ہُوا تھا ۔ تخت کی تختیاں سونے کی تھیں اس پر سات کمرے تھے ہر کمرہ کا دروازہ مقفل تھا ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ،، بلقیس کا تخت ۳۰×۳۰ مربع گز تھا اور تیس گز اونچا تھا مقاتل نے کہا اس کا رقبہ اسّی مربع گز تھا اور اسّی گز ہی اونچا تھا جواہر سے مزین تھا ۔

قولہ يَأْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : اَيُّكُمْ يَأْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّأْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر طَائِعِيْنَ سے کی یعنی وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم کو مانتے ہوئے آئیں ۔ قولہ بَرَدَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً ،، کی طرف اشارہ کیا پھر ہامدہ کی قائمۃً سے تفسیر کی ۔

قولہ اَوْزِعْنِيْ ،، اس سے اس آئت کریمہ : قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ کی طرف اشارہ کیا وہ اجْعَلْنِيْ ،، سے اس کی تفسیر کی ۔ یعنی اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے باپ پر کئے ۔

قولہ نَكِّرُوْا ،، اس سے اس آئت کریمہ : نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا ،، کی طرف اشارہ کیا اس کی مجاہد نے یہ تفسیر کی کہ بلقیس کا تخت تبدیل کردو تو جو سُرخ تھا اس کو سبز کیا گیا اور سبز کو زرد کر دیا گیا اس کی ہر شئی کی بناوٹ تبدیل کر دی ۔ قولہ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا ۔ امام بخاری نے اشارۃً کہا کہ وہ اُوْتِيْنَا ،، سلیمان علیہ السلام کا کلام ہے ۔ واحدی نے کہا یہ بلقیس کا قول ہے لیکن سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بلقیس کا قول ہے اس نے اس قول سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کیا تھا ،، (عینی)

قولہ الصرحُ ،، اس سے اس آئت کریمہ : قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی بِرْكَةُ مَاءٍ ،، (پانی کی

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَۃُ الْقَصَصِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یُقَالُ اِلَّا وَجْھَہٗ اِلَّا مُلْکَہٗ وَیُقَالُ اِلَّا مَا اُرِیْدَ بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ
وَقَالَ مُجَاھِدٌ عُمِّیَتْ عَلَیْھِمُ الْاَنْبَاءُ اَلْحُجَجُ

سے تفسیر کی۔ سلیمان علیہ السلام نے شیشہ کا مکان بنوایا اور اس کے نیچے پانی جاری کیا اور اس میں ہر قسم کی مچھلیاں چھوڑ دیں پھر اس کے آگے تخت بنوایا اور اس پر آپ بیٹھ گئے جب بلقیس آئی تو اس سے کہا گیا محل میں داخل ہو جب اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ یہ گہرا پانی ہے۔ ابن جُریج نے کہا اُس نے دریا گمان کیا تو اپنی پنڈلیاں ننگی کر لیں تاکہ پانی سے گزر کر سلیمان علیہ السلام کے پاس جائے "

سُوْرۂ قَصَص

"سورت" مکی ہے اور یہ آیت کریمہ : اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ "، مدنی ہے۔ مَعَاد سے مراد مکہ مکرمہ ہے ابن عباس نے کہا موت ہے۔ قیامت کا دن بھی مراد لیا جاتا ہے۔ ابوسعید خُدری نے کہا یہ جنت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ ہے کہ بیت المقدس ہے اس کی ۸۸ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ "کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ "، اس سے اس آیت کریمہ : وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ "، اور "وَجْھَہٗ" کی طرف اشارہ کیا کی یعنی اللہ کے ساتھ دُوسرے خُدا کو نہ پُوج اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے "

قولہ "اَلْاَنْبَاءُ" اس سے اس آیت کریمہ : " فَعُمِّیَتْ عَلَیْھِمُ الْاَنْبَاءُ "، کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے کہا انباء حُجتیں ہیں یعنی اُس دن ان کے دلائل بے کار ہو جائیں گے "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ

۴۴۵۴ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ اَبَاطَالِبِ الْوَفَاةُ جَآءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهٗ اَبَاجَهْلٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اُمَیَّةَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ فَقَالَ اَیْ عَمِّ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَ اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ یَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْرِضُهَا عَلَیْهِ وَیُعِیْدُ اِلَیْهِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰی قَالَ اَبُوْطَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدائت کر دو! ہاں اللہ ہدائت فرماتا ہے جسے چاہے "یعنی ہدائت موصلہ آپ کے لئے نہیں یہ صرف اللہ کے لئے ہے۔ آپ کے لئے اراءۃ الطریق راہ دکھانا ہے۔ مقصود تک پہنچانا اللہ کا کام ہے"

۴۴۵۴ــ ترجمہ: سعید بن مسیب نے اپنے والد مسیب سے روائت کی اُنھوں نے کہا جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس کے پاس ابوجہل، عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ

marfat.com
Marfat.com

عَلٰی مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبٰی اَنْ یَّقُوْلَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ فَاَنْزَلَ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اُولِی الْقُوَّةِ لَاَیَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ لَتَنُوْءُ لَتَثْقُلُ فَارِغًا اِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوْسٰی الْفَرِحِیْنَ الْمَرِحِیْنَ قُصِّیْهِ اِتَّبِعِیْ اَثَرَهٗ وَقَدْ یَكُوْنُ اَنْ یَقُصَّ الْكَلَامَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ عَنْ جُنُبٍ عَنْ بُعْدٍ وَعَنْ جَنَابَةٍ وَاحِدٌ وَعَنْ اِجْتِنَابٍ اَیْضًا یَبْطِشُ وَیَبْطُشُ یَاْتَمِرُوْنَ یَتَشَاوَرُوْنَ الْعُدْوَانُ وَالْعَدَاءُ وَالتَّعَدِّیْ وَاحِدٌ اَنَسَ اَبْصَرَ الْجَذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِیْظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَیْسَ فِیْهَا لَهَبٌ وَالشِّهَابُ فِیْهِ لَهَبٌ وَالْحَیَّاتُ اَجْنَاسٌ الْجَانُّ وَالْاَفَاعِیْ

کو پایا آپ نے فرمایا اے چچا یہ کہہ دو اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ،، اس کلمہ کے باعث میں اللہ کے پاس تمہارے اسلام کی حجت قائم کروں گا ۔ ابوجہل اور عبداللہ بن اُمیہ نے کہا "اے ابا طالب ،، کیا تو عبدالمطلب کی ملت سے اعراض کرے گا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پہ اسلام پیش کرتے رہے اور وہ دونوں وہی بات لوٹاتے رہے ۔ حتیٰ کہ آخر میں ابوطالب نے جو کلام کیا وہ یہ تھا کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پہ ہے اور لا الہ الا اللہ ،، کہنے سے انکار کر دیا ۔ راوی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا ! میں تیرے لئے بخشش کی دعاء کروں گا جب تک مجھے استغفار سے منع نہ کیا گیا ۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ "نبی کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے مناسب نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے بخشش کی دعاء کریں ،، نازل کی اور ابوطالب کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا :
اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ،،

marfat.com
Marfat.com

وَالْاَسَاوِدُ دِدْءً مُعِيْنًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَدِّقُنِيْ وَقَالَ غَيْرُهُ سَنَشُدُّ سَنُعِيْنُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا مَقْبُوْحِيْنَ مُهْلَكِيْنَ وَصَّلْنَا بَيَّنَّاهُ وَاَتْمَمْنَاهُ يُجْبٰى يُجْلَبُ بَطِرَتْ اَشِرَتْ فِيْ اُمِّهَا رَسُوْلًا اُمُّ الْقُرٰى مَكَّةُ وَمَا حَوْلَهَا تُكِنُّ تُخْفِيْ اَكْنَنْتُ الشَّيْءَ اَخْفَيْتُهُ وَكَنَنْتُهُ خَفَيْتُهُ اَظْهَرْنَهُ وَيْكَ اَنَّ اللّٰهَ مِثْلُ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ

۴۴۵۴ — شرح : صاحب تلویح نے صاحب توضیح کی اتباع کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے۔ کیونکہ مسیب فتح مکہ میں مسلمان ہوئے عسکری کے مطابق بیعت الرضوان کے روز مشرف باسلام ہوئے۔ ہر تقدیر پر وہ ابوطالب کی وفات کے وقت حاضر نہ تھے ؛ کیونکہ ابوطالب اور ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک ہی سال میں قریب قریب مکہ میں فوت ہوئے تھے۔ جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچاس برس تھی۔ بعض نے یہ جواب دیا۔ مسیب کے متاخر الاسلام ہونے کو یہ لازم نہیں کہ وہ ابوطالب کی وفات کے وقت حاضر نہ تھے۔ جیسے عبداللہ بن امیہ حاضر تھا حالانکہ وہ اس روز کافر تھا پھر اسلام کے بعد اسلام قبول کیا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبداللہ بن ابی امیہ کا جبکہ وہ کافر تھا ابوطالب کی وفات کے وقت حاضر ہونا صحیح حدیث سے ثابت ہے اور مسیب کا ابوطالب کی وفات کے وقت حاضر ہونا جبکہ وہ کافر تھا صحیح اور غیر صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ لہٰذا محض احتمال کی بناء پر ردّ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس حدیث کی مکمل تحقیق تفہیم البخاری کی حصہ دوئم کے صفحہ ۴۱۳ پر دیکھیں ،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

قولہ اُولِي الْقُوَّةِ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اولِی القُوّۃ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کو مردوں کی ایک جماعت نہ اُٹھا سکتی تھی۔ مجاہد نے کہا دس سے پندرہ تک کو عصبہ کہا جاتا ہے۔ قتادہ نے کہا دس سے چالیس تک عصبہ ہے۔ ابوصالح نے چالیس مرد کہا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تین سے دس تک کو عصبہ کہا ہے۔ ساٹھ مردوں کو بھی عصبہ کہتے ہیں۔ اور لَتَنُوْٓءُ کی تفسیر لَتَثْقُلُ سے کی یعنی بھاری ہوتا ،، کہا جاتا ہے کہ یہ تمام کنجیاں چمڑے کی تھیں "

marfat.com
Marfat.com

قولہ فَارِغًا ، اس سے اس آیت کریمہ : وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فَارِغًا ، کی طرف اشارہ کیا اور فَارِغًا کی تفسیر اِلَّا مِنْ ذِکْرِ مُوْسٰی سے کی ، یعنی صبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہوگیا۔ اور ان کا دل موسیٰ کی یاد کے سوا ہر شئ سے غافل تھا۔ مفسرین نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل اندوہ اور غم سے خالی تھا کیونکہ انہیں اللہ کے وعدہ پر وثوق تھا نیز انھوں نے سُنا تھا کہ فرعون نے موسیٰ کو اپنا بیٹا بنالیا ہے۔

قولہ اَلْفَرِحِیْنَ ، اس سے اس آیت کریمہ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مَرِحِیْنَ سے کی ، اس کے معنی ہیں اترانے والے یعنی اس کی قوم نے کہا کہ مال کی کثرت پر اترا نہیں۔ بیشک اللہ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

قولہ قُصِّیْہِ ، اس سے اس آیت کریمہ : وَقَالَتْ لِاُخْتِہٖ قُصِّیْہِ فَبَصُرَتْ بِہٖ عَنْ جُنُبٍ وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ، کی طرف اشارہ کیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ان کی ہمشیرہ سے کہا اُن کا پیچھا کرو تو وہ اسے دُور سے دیکھتی رہی اور اُن کو خبر تک نہ تھی ، کہ یہ اس کی بہن ہے اور اُس کی نگرانی کرتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں ، قَصَصْتُ اَثَرَ الْقَوْمِ ، میں نے اُن کا پیچھا کیا۔

قولہ قَدْ یَکُوْنُ ، یعنی کبھی قَصَّ بمعنی قَصَّ الْکَلَام بھی آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ عَنْ جُنُبٍ الخ یعنی لفظ جُنُب وَجَنَابَۃ اور اجتناب تینوں بمعنی بُعد آتے ہیں۔

قولہ یَبْطُشُ ، اس سے اس آیت کریمہ : فَلَمَّا اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ ھُوَ عَدُوٌّ لَّھُمَا ، کی طرف اشارہ کیا اور بیان کیا اس میں دو لغتیں ہیں ایک بضم الطاء اور دوسری بکسر الطاء یعنی یَبْطِشُ ،

قولہ یَاْتَمِرُوْنَ ، اس سے اس آیت کریمہ : قَالَ یٰمُوْسٰی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِکَ لِیَقْتُلُوْکَ ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر یَتَشَاوَرُوْنَ سے کی۔ بعض نے کہا وہ ایک دوسرے کو حکم دیتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کو کہنے والا شخص فرعون کے چچا کا بیٹا حزقیل تھا۔ مَلَأٌ کے معنی جماعت ہیں۔ یعنی حزقیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا لوگ آپ کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کردیں ،

قولہ اَلْعُدْوَانُ ، اس سے اس آیت کریمہ : فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ ، کی طرف اشارہ کیا اور واضح کیا کہ عدوان ، عداء اور تَعَدِّی تینوں ہم معنی ہیں اور وہ حق سے آگے بڑھنا ہے اس کے قائل حضرت شعیب علیہ السلام ہیں ، موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان قرار ہوچکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کردوں (یعنی آٹھ سال یا دس سال) تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے۔

قولہ اٰنَسَ ، اس سے اس آیت کریمہ : فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَھْلِہٖ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی اٰنَسَ سے تفسیر کی یعنی جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کردی اور اپنی بی بی کو لے کر چلا طور کی جانب تو ایک آگ دیکھی۔

marfat.com
Marfat.com

قولہ اَلْجَذْوَۃُ ،، اس سے اس آئت کریمہ : ،،اَوْجَذْوَةٍ مِّنَ نَّارٍ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور جَذْوَۃ کی تفسیر مِنَ الْخَشَبِ الخ سے کی جذوہ جلی ہوئی لکڑی کا موٹا ٹکڑا ہے جس میں آگ شعاع نہیں ہوتی ،، تَصْطَلُوْنَ کے معنیٰ ہیں تم گرمی حاصل کروگے ،،

قولہ وَالشِّہَاب ،، شہاب وہ آگ ہے جس میں شعاع ہو۔ جوہری نے کہا ،، شہاب آگ کا بُلند ہونے والا شُعلہ ہے اور لھب آگ کی لہب ہے اور وہ اس کی روشنی ہے ابولھب کی یہ کنیت اس لئے ہے کہ وہ بہت خوبصورت تھا۔ قولہ کَاَنَّهَا جَانٌّ ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَانٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ دُوسری آئت میں ہے ،، كَاَنَّهَا حَيَّةٌ تَسْعٰى ،، گویا کہ وہ دوڑتا ہُوا سانپ ہے۔ یہ سورہ طٰہٰ میں ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے : فَاَلْقٰهَا فَاِذَا حَيَّةٌ تَسْعٰى ،، سانپوں کی کئی اقسام ہیں جانّ ، اَفاعی اور اَسَاوِد ایک اور بھی جنس ہے جس کو ثُعْبَان کہا جاتا ہے۔ بخاری نے اس کو ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ سانپوں کے اقسام میں داخل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک آئت میں جَانّ اور دُوسری جگہ ثُعْبَان ہے۔ یہ سانپ کی بہت بڑی جنس ہے۔ اس کو اژدھا کہتے ہیں۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے عصا ڈالا تھا تو وہ ابتدا میں جانّ تھا پھر ثعبان ہوگیا تھا۔ حیّہ اِن دونوں قسموں میں شامل ہے۔ اللہ سے خطاب کی رات وہ حیّہ تھا تاکہ موسیٰ علیہ السلام اس سے خوف محسوس نہ کریں جبکہ فرعون کے آگے اسے ظاہر کریں گے ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ زرد رنگ کا سانپ ہوگیا اس کی گردن پہ بال تھے جیسے گھوڑے کی گردن پہ بال ہوتے ہیں یہ سانپوں کی چھوٹی قسم ہے۔ پھر یہ آخر حال میں بہت بڑا اژدھا ہوگیا تھا۔ جنّ کی طرح تیز چلتا تھا گویا کہ وہ جنّ ہے۔ اسی لئے فرمایا جب اس کو دیکھا کہ وہ تیز دوڑ رہا ہے گویا کہ وہ جنّ ہے ،، کہا جاتا ہے اس سانپ کے دونوں جبڑوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب سانپ ثعبان (اژدھا) بن گیا تو جو بھی اس کے آگے پہاڑ اور پتھر وغیرہ آتے ان کو نگل جاتا تھا۔ اَفَاعِی اَفْعٰی کی جمع ہے۔ اَسَاوِد اَسْوَد کی جمع ہے اسود کو اسم خیال کرتے ہُوئے ہے اگر اس کو وصف لحاظ کریں تو جمع سُوْدٌ ہوگی ،،

قولہ رِدْءًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُّصَدِّقُنِيْٓ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی مُبیّن سے تفسیر کی (مددگار) یعنی میرا بھائی ھارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ فصیح ہے اس کو میرے ساتھ مددگار بھیج کہ وہ میری تصدیق کرے ،، کہا جاتا ہے فُلاں شخص اِس کا رِدْءٌ ہے یعنی اس کا مددگار ہے ،،

قولہ لِكَيْ يُصَدِّقَنِيْ ،، یعنی ابن عباس نے کہا تاکہ وہ میری تصدیق کرے ہارون کی تصدیق سے یہ غرض نہیں کہ وہ موسیٰ علیہ السلام سے کہیں آپ نے سچ کہا ہے یا وہ لوگوں سے کہیں کہ موسیٰ علیہ السلام سچ کہتے ہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ وہ خوب بسط سے کلام کریں اور اس بارے میں کفار سے جھگڑا کریں گے جیسے ایک بلیغ شخص معارضہ کرتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے " سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ " کا معنی یہ بیان کیا ہم تیری مدد کریں گے بعض کہا ہم تجھے قوی کریں گے " مد شدۃ العضد " تقویت سے کنایہ ہے " جب تو کسی کی مدد کرے اور اس کو قوت دے تو کہتے ہیں " جَعَلْتُ لَهُ عَضُدًا " چنانچہ کہا جاتا ہے " عَزَّ فُلَانٌ أَخَاهُ جبکہ کوئی اس کی مدد کرے اس سے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے " فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ " تیسرے کے ساتھ مدد کی "

قولہ " الْمَقْبُوحِينَ " اس سے اس آیت کریمہ " وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی " مہلکین " سے تفسیر کی اس کی تفسیر ملعونین سے بھی کی جاتی ہے۔ یہ قبح بمعنی ابعاد سے ماخوذ ہے۔ ملعون وہ ہوتا ہے جو رحمت سے دور کیا گیا ہو۔ کہا جاتا ہے " قَبَّحَ اللّٰهُ فُلَانًا قُبْحًا وَ تَقْبِيحًا " اس کو ہر خیر سے دور کیا اس کے معنی سواد الوجہ " اور زُرْقَةُ الْعَيْنِ بھی کئے جاتے ہیں یعنی کالا چہرہ نیلی آنکھ۔

قولہ " وَصَّلْنَا " اس سے اس آیت کریمہ " وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر : بَيَّنَّاهُ اور أَتْمَمْنَاهُ سے کی یعنی ہم نے بیان کیا اور اس کو پورا کیا۔ ہم نے کفار مکہ کے لئے قرآن کریم میں پہلی امتوں کی خبریں بیان کیں کہ ہم نے انہیں کس طرح عذاب میں مبتلا کیا جبکہ انھوں نے نبیوں کو جھٹلایا تھا۔

قولہ " يُجْبَى " اس سے اس آیت کریمہ : " يُجْبَى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی " تجلب " سے تفسیر کی یجبیٰ جابیہ سے ماخوذ ہے۔ یعنی اطراف واکناف سے ہر طرح کے پھل حرم میں لائے جاتے ہیں۔ یہ ہماری طرف سے رزق ہے۔

قولہ " بَطِرَتْ " اس سے اس آیت کریمہ : " وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی " أَشِرَتْ " سے تفسیر کی۔ یعنی ہم نے بہت اہل قریہ ہلاک کئے جن کی زندگی سرکش ہو چکی تھی۔ انھوں نے طغیان اختیار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی کھاتے اور پوجتے بتوں کو اہل مکہ کو ایسی قوم کے عذاب انجام سے خوف دلایا جاتا ہے جن کا حال ان کی طرح تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پاتے اور شکر نہ کرتے ان نعمتوں پر اتراتے وہ ہلاک کر دیئے گئے " ابن فارس نے کہا بطر کے معنی اترانے میں حد سے بڑھ گئے " بعض نے کہا نعمتوں کے باعث سرکش ہو گئے "

قولہ فِي أُمِّهَا " اس سے اس آیت کریمہ : " وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر أُمّ القریٰ مکہ اور اس کے ماحول سے کی مکہ کو ام القریٰ اس لئے کہتے ہیں کہ مکہ سے ساری زمین پھیلائی گئی ہے اور مکہ ساری زمین کا مرکز ہے۔ یعنی تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے " یعنی مرکزی مقام میں " اور رسول سے مراد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قولہ تُكِنُّ " اس سے اس آیت کریمہ : " وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ " کی طرف اشارہ کیا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ

اور "نُخْفِیْ" سے اس کی تفسیر کی، جب تو کوئی شئ مخفی کرے تو کہا جاتا ہے: اَکْنَنْتُ الشَّیْءَ، کَنَنْتُ کے معنی ہیں میں نے ظاہر کیا ابن فارس نے کہا: اَخْفَیْتُهٗ بمعنی سَتَرْتُهٗ اور خَفَیْتُهٗ بمعنی اَظْهَرْتُهٗ ہے۔ یہ اضداد سے ہے کیونکہ مخفی کرنا اور ظاہر کرنا ضدیں ہیں۔

قولہ "وَیْكَاَنَّ اللّٰهَ"، اس سے اس آیت کریمہ: وَاَصْبَحَ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ یَقُوْلُوْنَ وَیْكَاَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا: مِثْلُ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ الخ یعنی کل جس نے اس کے مرتبہ کی آرزو کی تھی کہنے لگے۔ عجب بات ہے۔ اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے لفظ "وَیْكَاَنَّ" کی تحقیق میں کئی اقوال ہیں۔ زمخشری نے کہا خلیل اور سیبویہ نے کہا مد وَیْ "كَاَنَّ" سے جدا ہے یہ تنبیہ کا کلمہ ہے کوفیوں کے نزدیک "وَیْكَ" بمعنی "وَیْلَكَ" ہے اور معنیٰ یہ ہے: اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكَافِرُوْنَ" ہوسکتا ہے کہ کاف خطاب کا ہو جو وَیْ کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور "اَنَّهٗ" بمعنی "لِاَنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكَافِرُوْنَ"

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیر لے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو"

تفسیر: یعنی جس نے آپ پر قرآن کی تلاوت اور اس کے احکام پر عمل لازم کیا ہے وہ آپ کو فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں بڑے شان و شوکت اور عزت و وقار اور غلبہ و اقتدار کے ساتھ داخل کرے گا وہاں کے رہنے والے سب آپ کے زیر فرمان ہوں گے۔ شرک اور اس کے حامی ذلیل و خوار ہوں گے۔

شانِ نزول: یہ آیت کریمہ جحفہ میں نازل ہوئی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے وہاں پہنچے اور آپ کو اپنے اور اپنے آباء کے جائے ولادت مکہ مکرمہ کا شوق ہوا تو جبریل امین آئے اور عرض کیا کیا حضور کو اپنے شہر مکہ کا شوق ہے۔ فرمایا ہاں! انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت کریمہ پڑھی۔ معاد کی تفسیر موت، قیامت اور جنت سے

marfat.com
Marfat.com

۴۴۵۵ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَرَادُّكَ اِلٰی مَعَادٍ قَالَ اِلٰی مَکَّةَ

سُوْرَةُ الْعَنْکَبُوْتِ

قَالَ مُجَاهِدٌ وَکَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ضَلَالَةٌ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ عِلْمَ اللّٰهِ ذٰلِكَ اِنَّمَا هِیَ بِمَنْزِلَةِ فَلْیَمِیْزَنَّ اللّٰهُ کَقَوْلِهٖ لِیَمِیْزَ اللّٰهُ الْخَبِیْثَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ اَوْزَارِهِمْ

سے بھی کی گئی ہے۔ قولہ فَرَضَ عَلَیْكَ " آپ پر قرآن پر عمل فرض کیا۔

۴۴۵۵ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے لَرَادُّكَ اِلٰی مَعَادٍ " کی تفسیر کی کہ اِلٰی مکہ "

۴۴۵۵ ـ شرح : قولہ لَرَادُّكَ اِلٰی مَعَادٍ " میں مختلف اقوال ہیں۔ مجاہد نے وہی تفسیر کی ہے جو ابن عباس نے کی ہے۔ قعنبی نے کہا آدمی کا مَعَاد اس کا شہر ہے کیونکہ اپنے شہر سے باہر جاتا ہے پھر اس کی طرف واپس آتا ہے۔ ابو سعید خدری نے کہا معاد موت ہے۔ حسن بصری، زُہری نے قیامت کے دن سے تفسیر کی ہے جبکہ ابن صالح سے جنت منقول ہے۔

سُورۂ عنکبوت

یہ سُورت مکی ہے۔ اس کی ۶۹۔ آیات ہیں۔ مقاتل نے کہا : الٓمٓ اَحَسِبَ النَّاسُ "، مَہْجَع بن عبداللہ کے متعلق نازل ہُوئی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔ وہ بدر کی جنگ میں مسلمانوں میں سب سے پہلے شہید ہُوئے۔ ان کو ابن حضرمی نے تیر مار کر قتل کیا تھا۔ وہ پہلا شخص ہے جس کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے شہداء میں سے سب سے پہلے جنت کی طرف بلایا جائے گا۔ سخاوی نے کہا یہ سورت الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ کے بعد سورۂ مطففین سے پہلے نازل ہُوئی "

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ مُسْتَبْصِرِیْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر ضَلَالَةً ،، سے کی۔ کرمانی نے کہا یہ ضالّ کی جمع ہے ؛ لیکن صحیح یہ ہے کہ ضلالت کی جمع ہے۔ یعنی وہ ضلالت میں ہیں۔ قتادہ نے کہا وہ اپنی گمراہی میں خوش ہیں۔ مقاتل نے کہا اُن کا گمان تھا کہ وہ حق پر ہیں ؛ حالانکہ وہ باطل پر تھے۔ مجاہد کے غیر نے کہا : "الحیوان اور الحیّ" دونوں کلمے ہم معنی ہیں۔ اس سے اس آیت کریمہ : وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ یعنی اگر وہ جانتے کہ دارِ آخرت باقی رہنے والا ہے جس کو زوال نہیں اس میں موت نہیں گویا کہ وہ عین حیات ہے۔ حیوان حیی کی مصدر ہے۔ قیاس تو یہ ہے کہ حَیَیَان کہا جائے لیکن دوسری یاء کو واؤ سے بدل کر دیا ہے ،،

قولہ وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور منافقوں کو جانتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو جزاء کا مالک ہے۔ اس کے نزدیک دونوں فریقوں کا حال ظاہر ہے۔

قولہ اِنَّمَا هِیَ ،، یعنی اِنَّمَا اور لامِ تاکید اور نون بمنزلہ فَلْیُمَیِّزِ اللّٰہُ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ یہ پہلے سے جانتا ہے کیونکہ دونوں گروہوں میں فرق ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لِیَمِیْزَ اللّٰهُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ،، یعنی کافر کو مومن سے جُدا کر دے۔

قولہ اَثْقَالًا ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، فَلْیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر اَوْزَارًا مَّعَ اَوْزَارِهِمْ ،، سے کی یعنی ان کے لوگوں کو گمراہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کے سبب وہ قیامت میں اپنے پُورے گناہوں کا بوجھ اُٹھائیں گے اور جن کو گمراہ کیا ان کے گناہوں کا بوجھ بھی اُٹھائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے جس نے اسلام میں کوئی بُرا طریقہ نکالا اس پر اس طریقہ کے نکالنے کا گناہ بھی ہے اور قیامت تک جو لوگ اس بُرے طریقہ پر عمل کریں ان کے گناہ بھی۔ بغیر اس کے کہ اُن پر سے بارِ گناہ میں کچھ بھی کمی ہو۔ (مسلم شریف)

سُوْرَۂ رُوم

یہ سورت مکّیہ ہے۔ اس میں دو آیتوں میں اختلاف ہے۔ ایک آیت کریمہ : وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ ،، ہے۔ سُدی نے ذکر کیا یہ آیت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔ دوسری آیت کریمہ : اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ،، سخاوی نے کہا یہ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ کے بعد اور سورہ عنکبوت

marfat.com
Marfat.com

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فَلَا يَرْبُوْا مَنْ اَعْطٰى يَبْتَغِيْ اَفْضَلَ فَلَا اَجْرَ لَهٗ فِيْمَا قَالَ مُجَاهِدٌ يُحْبَرُوْنَ يُنَعَّمُوْنَ فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ يُسَوُّوْنَ الْمَضَاجِعَ

سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کی سات آیات ہیں۔ واحدی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جب بدر کا دن تھا رومیوں نے فارس پر غلبہ کر لیا اس سے مسلمان بہت خوش ہوئے تو یہ نازل ہوئی: الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ،، یہاں تک کہ فرمایا رومیوں کے اہلِ فارس پر غالب آنے کے سبب مومن خوش ہوں گے، کیونکہ رومی اہلِ کتاب ہیں اور اہلِ فارس مشرک تھے۔ مسلمانوں کے خوش ہونے کا سبب یہ تھا کہ اللہ نے کتابیوں کو غیر کتابیوں پر غلبہ دیا اور اسی روز بدر میں مسلمانوں کو مشرکوں پر اور مسلمانوں کا صدق اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی خبر کی تصدیق ظاہر فرمائی ،، جو اس نے فرمایا تھا کہ رومی چند برس میں پھر غالب ہوں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَلَا يَرْبُوْا ،، یعنی جس نے کسی کو عطیہ دیا پھر دیئے ہوئے سے زیادہ کی خواہش کرے تو عطیہ کرنے کا کچھ ثواب نہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ربا دو (۲) ہیں ایک وہ جو اچھا نہیں دوسرا وہ جس میں گناہ نہیں اور وہ کسی کو ہدیہ دینا جس سے زیادہ کی خواہش رکھتا ہو۔ پھر یہ آیت کریمہ : وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ،، تلاوت کی یعنی تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے حضور نہ بڑھے گی ،، دراصل لوگوں کا دستور تھا کہ وہ دوست احباب اور آشناؤں کو یا کسی اور شخص کو اس نیت سے ہدیہ دیتے تھے کہ وہ انہیں اس سے زیادہ دے گا یہ جائز تو ہے لیکن اس پر ثواب نہ ملے گا اور اس میں برکت نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ عمل خالصًا اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں ہوا۔

قولہ يُحْبَرُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ کی طرف اشارہ کیا یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغ کی کیاری میں اُن کی خاطر داری ہوگی ،، اور بستانِ جنت میں اُن کا اکرام کیا جائے گا جس سے وہ خوش ہوں گے۔ یہ خاطر داری جنتی نعمتوں کے ساتھ ہوگی! قولہ يَمْهَدُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی يُسَوُّوْنَ الْمَضَاجِعَ سے تفسیر کی ،، جو اچھا کام کریں وہ اپنے لئے تیاری کر رہے ہیں ،، کہ منازلِ جنت میں راحت و آرام پائیں ،، مجاہد نے کہا وہ قبر یا جنت میں اپنے لئے تیاری کر رہے ہیں۔

قولہ اَلْوَدْقَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی مطر ،، بارش سے تفسیر کی۔ یعنی تو دیکھے گا اس کے بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اَلْوَدُقُ الْمَطَرُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ لَكُمْ مِّمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فِي الْاٰلِهَةِ وَفِيْهِ تَخَافُوْنَهُمْ اَنْ يَّرِثُوْكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا يَصَّدَّعُوْنَ يَتَفَرَّقُوْنَ فَاصْدَعْ وَقَالَ غَيْرُهٗ ضُعْفٌ وَضَعْفٌ لُغَتَانِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ السُّوْٓاٰى الْاِسَاءَةُ جَزَآءُ الْمُسِيْئِيْنَ

قولہ هَلْ لَكُمْ مِّمَا مَلَكَتْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْمَا رَزَقْنٰكُمْ تَكُوْنُوْنَ فِيْهِ سَوَآءٌ ،، کی طرف اشارہ کیا ،، تمہارے لئے ایک کہاوت بیان فرماتا ہے۔ خود تمہارے اپنے حال سے کیا تمہارے لئے تمہارے ہاتھ کے مال غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں۔ اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی۔ تو تم سب اس میں برابر ہو،، یعنی کیا تم اپنے لئے خوش ہو کہ جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں تمہارے بعض غلام تم میں شریک ہو جائیں پھر غلام اور مالک کا فرق کئے بغیر تم اور وہ اس مال میں برابر کے حق دار ہو جاؤ۔ تمہیں خود یہ ڈر ہے کہ تمہارے بعض غلام تمہارے وارث ہو جائیں یا تمہارے سوا وہ مال میں تصرف کرنے میں مستقل قرار پائیں جب تم اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتے ہو تو تم رب الارباب خالقِ کائنات کے لئے کیسے خوش ہو کہ اس کے بندوں کو اس کا شریک بناؤ ،، قولہ يَصَّدَّعُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا تو اپنا منہ سیدھا کر عبادت کے لئے پہلے اس کے کہ وہ دن آئے جسے اللہ کی طرف سے ٹلنا نہیں اس دن الگ پھٹ جائیں گے ،، حساب کے بغیر متفرق ہو جائیں گے جنتی جنت کی طرف جائیں گے دوزخی دوزخ کی طرف جائیں گے۔ يَصَّدَّعُوْنَ ،، کی تفسیر يَتَفَرَّقُوْنَ ،، سے کی یعنی متفرق ہو جائیں گے۔

قولہ فَاصْدَعْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ،، کی طرف اشارہ کیا یہ بطورِ اِشعار ذکر کیا کہ یہاں صَدَعَ بمعنی فرق ہے۔ یعنی فرق کر دراصل صدع کسی شئ کو شق کرنا ہے۔

قولہ ضُعْفٌ ،، اس سے اس آیت کریمہ : هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ،، کی طرف اشارہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ ضُعف ،، بفتح الضاد و بضمہا دونوں لغتیں ہیں اور ہم معنی ہیں۔ خلیل نے کہا ضُعف بضم الضاد جسم کی کمزوری اور ضَعف بفتح الضاد عقل میں کمزوری ہے۔

قولہ السُّوْآی ،، اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی اساءت سے تفسیر کی۔ یعنی پھر جنہوں نے حد بھر کی برائی کی ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے ،، نسفی نے کہا السُّوْآی اسوء کی تانیث ہے۔ اس کے معنی بہت برا جیسے الحسنیٰ احسن کی تانیث بمعنی احسن ہے۔

marfat.com
Marfat.com

الدخان غلبت الروم ۴۴۵۶۔ حدثنا محمد بن كثير حدثنا
سفيان قال حدثنا منصور والاعمش عن ابي الضحى عن مسروق قال
بينا رجل يحدث في كندة فقال يجيء دخان يوم القيمة فياخذ باسماع
المنافقين وابصارهم ويأخذ المؤمن كهيأة الزكام ففزعنا فاتيت
ابن مسعود وكان متكئا فغضب فجلس فقال من علم فليقل ومن لم يعلم
فليقل الله اعلم فان من العلم ان يقول لما لا يعلم لا اعلم فان الله
قال لنبيه قل ما اسألكم عليه من اجر وما انا من المتكلفين وان
قريشا ابطؤا عن الاسلام فدعا عليهم النبي صلى الله عليه وسلم فقال
اللهم اعني عليهم بسبع كسبع يوسف فاخذتهم سنة حتى هلكوا فيها
واكلوا الميتة والعظام ويرى الرجل ما بين السماء والارض كهيأة
الدخان فجاءه ابو سفين فقال يا محمد جئت تامر بصلة الرحم وان

۴۴۵۶ — ترجمہ: مسروق نے کہا ایک دفعہ ایک آدمی نے کندہ میں حدیث بیان کی کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا اور منافقوں کے کانوں اور آنکھوں میں گھس جائے گا اور مومنوں کو زکام سا ہو جائے گا۔ ہم بہت گھبرائے تو میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جبکہ وہ تکیہ لگائے ہوئے تھے وہ غصہ سے بھر گئے اور بیٹھ گئے اور کہا جس کو بات کا علم ہو وہ کہے اور جو نہ جانتا ہو وہ کہے اللہ اعلم (اللہ جانتا ہے) کیونکہ جو کوئی نہ جانتا ہو اس کا یہ کہنا کہ میں نہیں جانتا ہوں یہ بھی ایک طرح کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اے حبیب فرما دیجئے۔ میں تم سے دین اسلام پہ اجرت کا سوال نہیں کرتا ہوں اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔ (دراصل واقعہ یہ ہے) قریش نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پہ بد دعا کی اور فرمایا اے اللہ! یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح قحط کے سات سالوں کے ساتھ قریش پہ میری مدد فرما!

marfat.com
Marfat.com

قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ فَقَرَأَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى قَوْلِهٖ عَآئِدُوْنَ اَفَيُكْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ اِذَا جَاءَ ثُمَّ عَادُوْا اِلٰى كُفْرِهِمْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ وَلِزَامًا يَوْمَ بَدْرٍ الْمَ غُلِبَتِ الرُّوْمُ اِلٰى سَيَغْلِبُوْنَ وَالرُّوْمُ

قَدْ مَضٰى

پس ان کو ایک سال قحط نے آلیا۔ حتیٰ کہ اس قحط سالی میں مکہ والے ہلاک ہونے لگے اور انھوں نے مُردار اور ہڈیاں کھائیں (حال یہ تھا) کہ آدمی زمین و آسمان کے درمیان دھوئیں کی مثل دیکھتا (بھوک کے سبب) ابوسفیان سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مکہ سے مدینہ منورہ میں) آیا اور کہا اے محمد آپ اس حال میں تشریف لائے ہیں کہ ہمیں صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے اللہ سے دعاء فرمائیں (کہ قحط سالی دُور ہو) پھر عبداللہ بن مسعود نے پڑھا: فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ،، عَآئِدُوْنَ تک پڑھا، جس وقت آخرت کا عذاب آئے گا وہ اُن سے دُور کیا جائے گا؟ پھر وہ کفر کی طرف لوٹ گئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ،، بطشہ کبریٰ سے مراد (بڑی پکڑ) بدر کا دن ہے (جس میں وہ قتل ہوئے اور لزام سے مراد بدر کا دن ہے، جس میں وہ قید ہوئے)

۴۴۵۶ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کے باعث اِن پر سات قحط سالی کی بددُعاء فرمائی جس میں اہلِ مکہ بھوک کے باعث ہلاک ہونے لگے اور اسی مدہوشی میں انہیں زمین و آسمان کے درمیان دُھواں نظر آتا تھا یہ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ،، کا مصداق ہے جب ابوسفیان کو معلوم ہُوا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے یہ صورتِ حال پیدا ہوئی ہے تو وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچا اور قحط سالی دُور ہونے کی درخواست کی ،، عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ آخرت کا عذاب نہیں کیونکہ آخرت کا عذاب دُور نہیں کیا جائے گا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے تھوڑا سا قحط دُور ہُوا پھر وہ کفر کی طرف لوٹ گئے ،،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى۔ بدر کا دن ہے اور لزام بھی بدر کا دن ہے جس میں وہ قتل اور قید ہُوئے تھے۔ یہ عبداللہ بن مسعود کا قول ہے۔ مفسرین کی ایک جماعت نے جیسے مجاہد، ابوالعالیہ ابراہیم نخعی، ضحاک اور عطیہ عوفی نے ان کی موافقت کی ہے۔ ابن جریر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، لیکن ابن ابی حاتم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آیت الدخان ابھی تک نہیں آئی جس میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ لِدِيْنِ اللّٰهِ
خَلْقُ الْاَوَّلِيْنَ دِيْنُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْفِطْرَةُ الْاِسْلَامُ

مومن کی حالت اسلام جیسی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دخان قیامت کے علامات سے ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ حذیفہ بن اسید غفاری کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے قائم ہونے سے پہلے تم دس علامتیں دیکھو گے۔ ٭ سورج کا مغرب سے طلوع کرنا ٭ دھواں ٭ دابہ ٭ یاجوج وماجوج کا نکلنا ٭ عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا ٭ دجال کا آنا ٭ مشرق، مغرب اور جزیرۂ عرب میں لوگوں کا زمین میں دھنس جانا ٭ عدن سے آگ کا نکلنا جو لوگوں کے ساتھ رات دن چلے گی اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد! اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ ،، کا معنی یہ ہے کہ اگر تم سے عذاب اٹھا دیں اور تمہیں دنیا کی طرف لوٹا دیں تو تم پھر اسی طرف لوٹ جاؤ گے جو پہلے کفر و تکذیب کرتے تھے ،،

شیخ نور الحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تعجب ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے ان تمام باتوں میں اس شخص کی تجہیل کر دی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبداللہ بن مسعود کو مذکور حدیث نہ پہنچی ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عدم علم عدم کی دلیل نہیں ہوتی۔ عبداللہ بن مسعود کی بات انہی پر وارد ہوتی ہے کہ جس کا انسان کو علم ہو وہ بیان کرے علم نہ ہو تو کہے اللہ جانتا ہے یہ بھی علم ہے واللہ ورسولہ اعلم!

بابؔ ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کے دین میں تبدیلی نہیں!

آئت کریمہ ہے لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ،، خلق اللہ کی تفسیر اللہ کے دین سے کی ہے یعنی اللہ کے دین میں تبدیل نہیں ہو سکتی ہے۔ اکثر علماء نے یہی تفسیر کی ہے؛ البتہ عکرمہ اور مجاہد سے یہ منقول ہے کہ اللہ کی مخلوق چارپایوں وغیرہ کو خصی کرنے سے تبدیلی نہیں کرنی چاہیئے۔ اس تفسیر کے مطابق آدمی کے خصی ہونے کی ممانعت بطریق اَولیٰ ہے (تیسیر القاری)

قولہ خَلْقُ الْاَوَّلِيْنَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں خلق الاولین بمعنی دین الاولین ہے اور اس آئت کریمہ : فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ،، میں فطرت بمعنی اسلام ہے ،،

marfat.com
Marfat.com

۴۴۵۷ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُوْلُ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ

سُوْرَةُ لُقْمَان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۴۴۵۷ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بچہ نہیں مگر وہ فطرت اسلام پہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں جیسے بہیمہ بچہ کو درست اور خلقت میں پورا جنم دیتا ہے کیا تم اس میں کان بریدہ دیکھتے ہو؟ پھر وہ کہتے «اللہ کی فطرت ہے جس پہ لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی مخلوق تبدیلی نہیں ہوسکتی یہ دین قائم ہے (کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی میں اس کی شرح دیکھیں)

سُوْرَةُ لُقْمَان

یہ سورت مکی ہے اس کی ۳۴۔ آیات ہیں اس کی دو (۲) آیتوں میں اختلاف ہے۔ سدی نے کہا وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ ،، مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور دوسری اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ،، ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ ،، مدنی ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ وصلوٰۃ دونوں مدنی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

۴۴۵۸ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَلَّذِيْنَ

لقمان کون تھے؟

لقمان بن باعور بن ناخرین تارخ والد ابراہیم علیہ السلام ان کی عمر ایک ہزار برس تھی۔ اُنھوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو پایا اور اُن سے علم حاصل کیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے قبل فتویٰ دیا کرتے تھے۔ جب داؤد علیہ السلام مبعوث ہوئے تو فتویٰ دینا ترک کر دیا۔ بعض نے کہا لقمان نے ایک ہزار نبیوں سے علم حاصل کیا۔ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی کہ وہ سیاہ فام غلام تھے موٹے موٹے ہونٹ تھے۔ اور پاؤں پھٹے ہوئے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حبشی نرکھان تھے۔ سعید بن مسیب نے کہا مصر کے سوداگروں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم و حکمت عطا کی اور اُن کو نبوت عطا نہ کی۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ لقمان کا قد چھوٹا اور ناک پست تھا۔ قتیبہ نے کہا اکثر کے نزدیک وہ نبی نہ تھے۔ البتہ نیک آدمی تھے۔ واقدی نے کہا وہ بنی اسرائیل میں فیصلے کیا کرتے تھے اس کا زمانہ جناب عیسیٰ علیہ السلام اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کا زمانہ تھا۔ حوتی نے عکرمہ سے روایت کی کہ وہ نبی تھے لیکن وہ اس بات میں متفرد ہیں۔ وہب بن منبہ نے کہا وہ ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ ابن مقاتل نے کہا ان کے خالو زاد تھے۔ لقمان کے بیٹے کا نام اَنْعَمُ تھا وہ کافر تھا۔ اس کو نصیحت کرتے رہے حتیٰ کہ مسلمان ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ اس کا نام مشکم تھا۔ بعض نے ماثان کہا ہے ثاران بھی کہا جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (عینی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ اس کو وعظ و نصیحت کرتے تھے
اے میرے بیٹے اللہ کا شریک نہ کرنا شرک بہت بڑا ظلم ہے، کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا اَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ اِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَيْسَ بِذَاكَ اَلَا تَسْمَعُ اِلٰى قَوْلِ لُقْمٰنَ لِابْنِهٖ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ

اس میں جو عبادت کا مستحق نہ ہو اس کو مستحق عبادت کے برابر قرار دینا ہے اور عبادت کو اس کے محل کے خلاف رکھنا ہے۔ یہ دونوں باتیں ظُلمِ عظیم ہیں۔

۴۴۵۸ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آئت کریمہ "اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ" جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظُلم کو نہ ملایا" تو یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر بہت شاق گزرا۔ اُنھوں نے کہا ہم میں سے کون ہے جس نے اپنا ایمان ظلم کے ساتھ نہ ملایا ہو (گناہ نہ کیا ہو) تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں (جو تم نے خیال کیا ہے) کیا تم نے لقمان کی بات نہیں سُنی ہے جو وہ اپنے بیٹے سے کہتے تھے۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(کتاب الایمان باب ظلم دون ظلم - حدیث ع ۳۱/۱۲۷ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم!

یہ آئت کریمہ وارث بن عمر کے متعلق نازل ہُوئی جو دیہات میں رہائش پذیر تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے قیامت اور اس کے وقت کے متعلق پوچھا اور کہا ہماری زمین بارانی ہے۔ بارش کب ہوگی؟ میں اپنی بیوی حاملہ چھوڑ آیا ہوں وہ کب بچّہ کو جنم دے گی؟ میں جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہُوا اور یہ نہیں جانتا ہوں کہ کس زمیں میں مروں گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی "

marfat.com
Marfat.com

۴۴۵۹ ـــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ عَنْ جَرِیْرٍ عَنْ اَبِیْ حَیَّانَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَوْمًا بَارِزًا لِلنَّاسِ اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ یَمْشِیْ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِیْمَانُ قَالَ الْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِکَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَلِقَآئِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا وَتُقِیْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤَدِّیَ الزَّکٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِحْسَانُ قَالَ الْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰی السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰکِنْ سَاُحَدِّثُکَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا وَاِذَا کَانَ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُؤُسَ النَّاسِ فَذَاکَ مِنْ اَشْرَاطِهَا فِیْ خَمْسٍ لَّا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ثُمَّ انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ رُدُّوْا عَلَیَّ فَاَخَذُوْا لِیَرُدُّوْا فَلَمْ یَرَوْا شَیْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرِیْلُ جَآءَ لِیُعَلِّمَ النَّاسَ دِیْنَهُمْ

۴۴۵۹ ـــ **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں علانیہ تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک مرد چلتا ہوا آیا اور کہا یا رسول اللہ ،، ایمان کیا چیز ہے۔ فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور رسولوں پر ایمان لائے اور آخرت میں اس سے ملاقات پر ایمان لائے اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان لائے۔ اُس نے کہا ،، یا رسول اللہ ،، اسلام کیا ہے ؟ فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کا کسی کو شریک نہ کرے نماز قائم کرے فرض زکوٰۃ ادا کرے۔ رمضان مبارک کے روزے رکھے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ! احسان کیا ہے ؟ فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے گویا تو اس کو دیکھتا ہے اور اگر اس کو نہیں دیکھتا تو اخلاص سے عبادت کر کیونکہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ اُس نے

marfat.com.
Marfat.com

۴۴۶۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ

سُوْرَة تنزيل السّجدة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کہا یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ فرمایا قیامت کے متعلق جس سے سوال پوچھا گیا ہے۔ وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا ہے۔ لیکن میں تجھے اس کی علامتیں بتاتا ہوں۔ جب لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی۔ یہ قیامت کی علامت ہے۔ پانچ امور ہیں جن کو اللہ کے سوا بذاتِ خود کوئی نہیں جانتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ الآیۃ پھر وہ آدمی چلا گیا تو آپ نے فرمایا اس کو واپس میرے پاس لاؤ! صحابہ نے تلاش شروع کی کہ اس کو واپس لائیں، لیکن انھوں نے کوئی شئ نہ دیکھی۔ آپ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے وہ تشریف لائے تھے تاکہ لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دیں۔"

۴۴۵۹ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کو مفروضہ کے ساتھ مقید ذکر کیا اور نماز کو مطلق اس لئے رکھا کہ نماز کی فرضیت ہر ایک کو معلوم تھی اور زکوٰۃ ادا کرنا اکثر طباع پر دشوار ہے۔ یہ نکتہ ہے کہ زکوٰۃ کو مقید ذکر کیا لیکن مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں تو مکتوبہ نماز (فرض نماز) قائم کرے اور فرض زکوٰۃ ادا کرے۔ اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۴۷ کی شرح میں دیکھیں۔ (باب الایمان)

۴۴۶۰ — ترجمہ : عمر بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد نے اُن سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیب کے خزانے پانچ ہیں۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی! اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ : الآیۃ

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَهِيْنٌ ضَعِيْفٌ نُطْفَةُ الرَّجُلِ ضَلَلْنَا هَلَكْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْجُرُزُ الَّتِيْ لَا تُمْطَرُ اِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِيْ عَنْهَا شَيْئًا تَمْدِ تُبَيِّنُ

سُوْرَةُ سَجْدَةَ

مقاتل نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ اس کی تین آیات ہیں اور یہ آیت کریمہ: تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ مدنی ہے۔ انصار کے بارے میں نازل ہوئی۔ سخاوی نے کہا یہ قَدْ اَفْلَحَ کے بعد اور طور سے پہلے نازل ہوئی ر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قولہ مَّهِيْنٍ " اس سے اس آیت کریمہ: ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا " مَهِيْنٍ یعنی ضعیف ہے پھر کہا ماء مہین آدمی کا نطفہ ہے۔ یعنی آدم کی اولاد کو نطفہ سے پیدا کیا جو ضعیف پانی ہے۔

قولہ ضَلَلْنَا " اس سے اس آیت کریمہ: " قَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی " هَلَكْنَا " سے تفسیر کی۔ بعض نے بمعنی تراب کہا ہے۔

قولہ اَلْجُرُزُ " اس سے اس آیت کریمہ: " اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا " کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر " اَلَّتِيْ لَا تُمْطَرُ سے کی اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کریمہ میں جُرُز وہ زمین ہے جہاں بارش نہ ہو مگر اتنی بارش کہ اس زمین میں کسی چیز سے بے نیاز کرتی "

قولہ يَهْدِ " اس سے اس آیت کریمہ: اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ " کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی يُبَيِّنْ سے تفسیر کی۔ اور کیا انہیں اس پر ہدایت نہ ہوئی " کہ ہم نے اُن سے پہلے کتنی اُمتیں ہلاک کیں "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ

۴۴۶۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اللّٰهُ مِثْلَهٗ قِيْلَ لِسُفْيٰنَ رِوَايَةً قَالَ فَاَيَّ شَيْءٍ قَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ قَرَاَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قُرَّاتٍ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کوئی نفس نہیں جانتا ان کے لئے کیا چھپا رکھا ہے،،

۴۴۶۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز تیار کر رکھی ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی کسی کان نے نہیں سُنی اور نہ ہی کسی بشر کے دل پہ گزری ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو ،، کوئی نفس نہیں جانتا ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک سے کیا چھپا رکھا ہے۔ علی بن مدینی نے کہا ہم سے سفیان بن عُیَینہ نے ذکر کیا کہ ہم سے ابوالزناد نے اعرج کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی اُنھوں نے کہا کہ اللہ نے اسی طرح فرمایا ہے۔ سفیان سے کہا گیا۔ تم نے یہ روائت کی ہے یا اپنی طرف سے کہتے ہو۔ سفیان نے کہا اگر روائت ہو تو

marfat.com
Marfat.com

۴۴۶۲ ـــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا مِنْ بَلْهٍ مَا اُطْلِعْتُمْ عَلَیْهِ ثُمَّ قَرَاَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

وہ کیا شئی ہے۔ ابومعاویہ نے اعمش کے ذریعہ ابوصالح سے انھوں نے ابوہریرہ سے روائت کی کہ ابوہریرہ نے قرات پڑھا ہے۔

۴۴۶۱ ـــ شرح : ابن مسعود نے اپنی روائت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اس کو کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل نہیں جانتا، شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ لفظ مَا موصولہ یا موصوفہ ہے اور "عین" حیزِ نفی میں واقع ہونے کے سبب مفیدِ استغراق ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ سب آنکھوں نے اور نہ ہی ان سے کسی ایک آنکھ نے دیکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس کلام "مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ" کے اسلوب کے مطابق رؤیت اور آنکھ دونوں کی نفی ہے یا صرف رؤیت کی نفی ہے۔ پہلی تقدیر پر عَیْن کی نفی مطلوب ہے اس کے ساتھ رؤیت کو اس لئے ضمّ کیا ہے کہ اس سے معلوم ہو جائے کہ موصوف کا انتفاء امر محقق ہے۔ اس میں کچھ نزاع نہیں اور یہاں تک ثابت ہے کہ وہ صفت کی نفی پہ شاہد ہو چکا ہے۔ اسی طرح "وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ" ہے۔ پہلی تقدیر پر جبکہ دونوں کی نفی ہو معنی یہ ہیں کہ ان کے دل ہی نہیں جن پہ خطرہ گزرے اور صفت کے انتفاء کو ذات کے انتفاء کی دلیل بنایا ہے۔ یعنی جب قلب کا ثمرہ "اخطار" حاصل نہ ہُوا تو قلب ہی نہیں ہے،

۴۴۶۲ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ شئی تیار کی ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی اور کسی کان نے نہیں سُنی اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر وہ گزری ہے۔ اللہ نے یہ نعمتیں ذخیرہ کی ہیں جس پر تمہیں اطلاع ہے اسے چھوڑو" پھر یہ آئت کریمہ پڑھی : فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ الایۃ

۴۴۶۲ ـــ شرح : یعنی بہشت کی وہ نعمتیں چھوڑو جو قرآن میں مذکور ہیں کہ وہ ذخیرہ کردہ نعمتوں کی نسبت بہت تھوڑی ہیں۔ قولہ "بَلْهٍ" یعنی جس پر تم مطلع ہو اس کو

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ صَيَاصِيْهِمْ قُصُوْرِهِمْ

بعض نے کہا معنیٰ یہ ہیں کہ اُن نعمتوں کے سوا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ صنعانی نے کہا صحیح کے تمام نسخوں میں "مِنْ بَلْهٍ" ہے۔ لیکن درست یہ ہے کہ کلمہ "مِن" کو ساقط کر دیا جائے اس پر بعض علماء نے اعتراض کیا کہ حرف "مِن" کا اسقاط جب ہی متعین ہو سکتا ہے۔ جب یہ بمعنی "دَعْ" ہو اور جب بمعنی غیر یا سویٰ" ہو تو مِنْ ساقط نہ ہوگا۔ ابن مالک نے کہا مشہور "مِنْ بَلْهَ" بمعنی "اُتْرُکْ" ہے یعنی چھوڑو" وہ مابعد کو مفعولیت کی بناء پر نصب دیتا ہے اور یہ مصدر بمعنی ترک استعمال ہوتا ہے اور مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ اخفش نے کہا یہاں "بَلْهَ" مصدر ہے جیسے ضَرْبَ زَيْدٍ" اور اس پر حرف مِنْ نادر طور پر زائد آجاتا ہے (عینی)

سُوْرَةُ اَحْزَاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سُورت ساری مدنی ہے اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ سخاوی نے کہا یہ سُورت آل عمران کے بعد اور سورۂ ممتحنہ سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کی ۷۳۔ آیات ہیں۔

قولہ صَيَاصِيْهِمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تَصْوِيْرِهِمْ سے تفسیر کی۔ صَيَاصِيْ صَيْصَةٌ کی جمع ہے۔ اس کے معنی قلعہ ہیں یعنی اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی (بنی قریظہ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل قریش و غطفان وغیرہ احزاب کی مدد کی تھی) انہیں ان کے قلعوں سے اُتارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا۔

marfat.com

Marfat.com

۴۴۶۳ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَیْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عَمْرَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْیَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا فَاِنْ تَرَكَ دَیْنًا اَوْ ضَیَاعًا فَلْیَاْتِنِیْ وَ اَنَا مَوْلَاهُ

قولہ مَعْرُوْفًا " اس سے اس آیت کریمہ : اِلَّا اَنْ تَفْعَلُوْا اِلٰی اَوْلِیَائِكُمْ مَعْرُوْفًا " کی طرف اشارہ کیا مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو۔ معروف سے مراد وہ ہے جو کتاب میں ہے۔ بعض نے قرآن مراد لیا ہے۔ لوح محفوظ بھی مراد لیا جاتا ہے۔ بعض نے تورات مراد لی ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

" یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے"

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی دین و دنیا کی ہر شئی کے ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہیں اسی لئے اس کو کسی قید سے مقید نہیں کیا اور اپنے اطلاق پر رکھا "

۴۴۶۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مومن نہیں مگر میں دنیا اور آخرت میں لوگوں سے اس کا زیادہ حق دار ہوں۔ اگر چاہتے ہو تو پڑھو : اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ " جو مر جائے اور مال چھوڑے تو اس کے وارث اس کے ترکہ کے وارث ہوں گے وہ جو بھی ہوں۔ اگر وہ اپنے پر قرضہ چھوڑے یا بال بچے تو وہ میرے پاس آئے میں اس کے کاروبار کا متولی ہوں۔ حدیث ۲۲۴۱ کی شرح دیکھیں) (باب فی الصلوٰۃ علی من ترک دینا۔ کتاب الاستقراض)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ

۴۴۶۴ — حَدَّثَنَا مُعَلّٰی بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَیْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ

بَابُ قَوْلِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا نَحْبَهٗ عَهْدَهٗ اَقْطَارُهَا جَوَانِبُهَا اَلْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا لَاَعْطَوْهَا

بابؔ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! انھیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو! یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے"

۴۴۶۴ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ (آزاد کردہ) کو ہم زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے۔ حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ: اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ الآیۃ نازل ہوئی"

بابؔ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو ان میں کوئی اپنی منّت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے"

اور وہ ذرا نہ بدلے" یعنی جہاد پر ثابت رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے جیسے حضرت حمزہ اور مصعب رضی اللہ عنہما اور کوئی شہادت کا منتظر ہے۔ جیسے حضرت عثمان اور طلحہ رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

۴۴۶۵ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُرٰی هٰذِهِ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ فِیْ اَنَسِ بْنِ النَّضْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ

حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ خَارِجَةُ بْنُ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِی الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُ اٰیَةً مِنْ سُوْرَةِ الْاَحْزَابِ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُهَا لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ اِلَّا مَعَ خُزَیْمَةَ الْاَنْصَارِیِّ الَّذِیْ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهٗ شَهَادَةَ رَجُلَیْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ

اور وہ اپنے عہد پر ویسے ہی ثابت قدم رہے شہید ہو جانے والے بھی اور انتظار کرنے والے بھی اس میں منافقین اور مریض القلب لوگوں پر تعریض ہے جو اپنے عہد پر قائم نہ رہے ،، امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کی تفسیر عہد سے کی ،، اَقْطَارِهَا ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَیْهِمْ مِنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اَقْطَار کی جوانب سے تفسیر کی یعنی اگر ان پر فوجیں مدینہ منورہ کے اطراف سے آتیں پھر ان سے کفر چاہتیں تو ضرور ان کا مانگا دے بیٹھتے اور اسلام سے منحرف ہو جاتے اور اس میں تھوڑی سی بھی دیر نہ کرتے ،، انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہم خیال کرتے تھے کہ یہ آیت کریمہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی : رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ

۴۴۶۵ — ترجمہ : خارجہ بن زید بن ثابت نے بیان کیا کہ زید بن ثابت نے کہا جب ہم نے صحیفوں کو مصاحف میں لکھا۔ تو میں نے سورۂ احزاب کی ایک آیت کریمہ نہ پائی حالانکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سنا تھا کہ آپ وہ پڑھا کرتے تھے میں نے وہ خزیمہ انصاری کے سوا کسی کے پاس نہ پائی جس کی گواہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مردوں کی گواہی کے مساوی کی تھی۔ وہ یہ آیت کریمہ : مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوْا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا اَلتَّبَرُّجُ اَنْ تُخْرِجَ مَحَاسِنَهَا سُنَّةَ اللّٰهِ اِسْتَنَّهَا جَعَلَهَا

۴۴۶۶ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهَا حِيْنَ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ يُّخَيِّرَ اَزْوَاجَهٗ فَبَدَأَ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ تَسْتَعْجِلِيْ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِيْ اَبَوَيْكِ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَاْمُرَانِّيْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے حبیب اپنی بیبیوں سے فرمادے اگر تم دُنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑوں "

معمر نے کہا تبرّج یہ ہے کہ عورت اپنی خوبصورتی کا اظہار کرے۔ قولہ سُنّۃ اللہ" اس سے اس آیت کریمہ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ " کی طرف اشارہ کیا اللہ کے طریقہ کی پیروی کریں جو چلا آرہا ہے اُن میں جو پہلے گزر چکے۔ اِسْتَنَّهَا "، سُنّت سے مشتق ہے۔ کسی چیز کو سُنّت قرار دینا۔ یعنی پہلے نبیوں میں اللہ کا یہ دستور رہا ہے کہ جو اِن کے لئے حلال کیا اس میں مؤاخذہ نہیں کرنا۔

۴۴۶۶ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

إِلَى تَمَامِ الْآيَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فِي أَيِّ هٰذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ

بَابُ قَوْلِهِ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا وَقَالَ قَتَادَةُ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ وَالْحِكْمَةِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي

نے اُن سے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے جبکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنی بیبیوں کو اختیار دیں (کہ دُنیا پسند کریں یا دین) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ابتداء کی اور فرمایا اے عائشہ" میں تیرے پاس ایک بات کا ذکر کرتا ہوں تجھ پر لازم نہیں کہ اس کے جواب میں جلدی کرے حتیٰ کہ اپنے والدین سے مشورہ کرلے یقیناً آپ جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے کبھی آپ سے جُدا ہو جانے کا مشورہ نہ دیں گے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی بیبیوں سے فرما دیں: قُلْ لِأَزْوَاجِكَ الآیۃ۔ میں نے آپ سے عرض کیا میں اپنے والدین سے کیا پوچھوں؟ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم اور دارِ آخرت کو پسند کرتی ہوں۔

۴۴۶۶ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو اختیار کے بارے میں اپنے والدین سے پوچھ لینے کو کہا کیونکہ یہ خوف تھا کہ شائد کمسنی کے باعث آپ فراق کو اختیار کرلیں۔ جب وہ اپنے والدین سے مشورہ کریں گی تو وہ اُن کو وہی مشورہ دیں گے جس میں مصلحت ہو۔ اسی لئے جب ام المؤمنین نے یہ خیال فرمایا تو کہا میں اللہ اور اس کے رسُول اور دارِ آخرت کو اختیار کرتی ہوں"۔ اس حدیث سے اس شخص کے اس خیال کی تردید ہوتی ہے کہ ام رومان چھ ہجری میں وفات پاگئی تھیں، کیونکہ تخییر ۹ ہجری میں واقع ہوتی تھی۔ اگر ام رومان چھ ہجری میں فوت ہوتیں تو ۹ ہجری میں اُن سے مشورہ کا کوئی مقصد نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بابُ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے

marfat.com
Marfat.com

يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا اُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِتَخْیِیْرِ اَزْوَاجِہٖ بَدَأَ بِیْ فَقَالَ اِنِّیْ ذَاکِرٌ لَکِ اَمْرًا فَلَا عَلَیْکِ اَنْ لَا تَعْجَلِیْ حَتّٰی تَسْتَامِرِیْ اَبَوَیْکِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَیَّ لَمْ یَکُوْنَا یَاْمُرَانِّیْ بِفِرَاقِہٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَالَ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا اِلٰی اَجْرًا عَظِیْمًا قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِیْ اَیِّ ھٰذَا اَسْتَامِرُ اَبَوَیَّ فَاِنِّیْ اُرِیْدُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ تَابَعَہٗ مُوْسٰی بْنُ اَعْیَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاَبُوْیُوْسُفَ الْمَعْمَرِیُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ،، اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں۔ اللہ کی آئتیں اور حکمت ،، قتادہ نے کہا آیات سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد سنت ہے۔ لیث نے کہا مجھے یونس ابن شہاب نے خبر دی کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی بیبیوں کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ نے مجھ سے ابتداء کی اور فرمایا میں تجھ سے ایک بات ذکر کرتا ہوں تیرے اوپر لازم نہیں کہ اس کے جواب میں جلدی کرے حتی کہ اپنے ماں باپ سے پوچھ لے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یقیناً آپ جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے جدا ہو جانے کا مشورہ نہ دیں گے۔ ام المؤمنین نے فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جل ثناءہٗ نے فرمایا ہے اے نبی اپنی بیبیوں سے فرمادیں : اگر تم دُنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو۔ الآیۃ،، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا میں اپنے والدین سے کیا پوچھوں میں اللہ اور اس کے رسُول اور آخرت کا گھر چاہتی ہوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ ☆☆☆☆

نے وہی کہا جو میں نے کہا تھا۔ موسیٰ بن اعین نے معمر سے اُنھوں نے زُہری سے روائت کرنے میں لیث کی متابعت کی۔" کہا مجھے ابوسلمہ نے خبر دی اور عبدالرزاق اور ابوسفیان معمری نے معمر سے اُنھوں نے زہری سے اُنھوں نے عروہ سے اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی۔ (اس سے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث زہری کو متعدد طرق سے پہنچی ہے اور زہری اور ام المؤمنین کے درمیان واسطہ ہے اور عروہ بھی واسطہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ تھا اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس سے خوف رکھو!"

تفسیر: آئت کریمہ کا اقل یہ ہے: وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ الایۃ" اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے الخ یہ آئت کریمہ زینب بنت جحش کے بارے میں نازل ہوئی جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّیٰ زید بن حارثہ کی بیوی تھی۔ مختصر واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم زید بن حارثہ کے گھر تشریف لے گئے اچانک آپ کی نگاہ زینب بنت جحش پر پڑی جبکہ وہ اچھے لباس میں ملبوس تھیں جو آپ کو پسند آیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پاک ہے اور دلوں کو پھیرنے والا ہے اور یہ کہہ کر باہر تشریف لے گئے" اس سے آپ نے قلب شریف پر آنے والے خطرہ کو ٹال دیا جب زید گھر آئے تو زینب نے کیفیت حال ذکر کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اس حال میں کہ میں اچھے لباس میں ملبوس تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زید کے دل میں زینب کا بغض ڈال دیا۔ زید نے

marfat.com
Marfat.com

۴۴۶۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَلّٰى بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ نَزَلَتْ فِيْ شَانِ زَيْنَبَ اُبْنَةِ جَحْشٍ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

بَابُ قَوْلِهٖ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُرْجِئُ تُؤَخِّرُ اَرْجِهْ اَخِّرْهُ

چاہا کہ زینب کو طلاق دے دیں اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اپنی بیوی کو جُدا کرنا چاہتا ہوں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زید اللہ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام شریف میں وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ الآیۃ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ یعنی جب آپ اس شخص سے فرماتے تھے جسے اللہ نے نعمت دی اور وہ مشرف باسلام ہُوا اور آپ نے اس کو آزاد کر کے اس پر انعام فرمایا اور یہ ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ زینب سے تمہارا نباہ نہیں ہو سکے گا اور طلاق ضرور واقع ہوگی اور اللہ تعالیٰ انہیں ازواج مطہرات میں داخل کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی تھی کہ زینب آپ کے ازواج مطہرات میں داخل ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کو اس کا ظاہر کرنا مقصود تھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ظاہر کرنے سے ڈرتے تھے کہ لوگ یہ کہیں گے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت کے ساتھ نکاح کر لیا جو ان کے منہ بولے بیٹے کے نکاح میں رہی تھی اور ڈرنے کا مقصد یہ تھا کہ مبادا بعض لوگ اس میں طعن کر کے اپنے دین اور دُنیا کو برباد نہ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ مباح امر میں بے جا طعن کرنے والوں کا کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہیئے۔ تفاسیر میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۴۶۷ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ زینب بنت جحش اور زید ابن حارثہ کی شان میں نازل ہُوئی۔ اس کی تفصیل ابھی گزری ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۴۶۸ — حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغَارُ عَلَى اللَّاتِيْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَقُوْلُ اَتَهَبُ الْمَرْاَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ قُلْتُ مَا اُرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پیچھے ہٹاؤ اُن میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو، اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں،

تفسیر : یعنی آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس بی بی کو چاہیں پاس رکھیں اور بیبیوں میں باری مقرر کریں یا نہ کریں لیکن اس اختیار کے باوجود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج مطہرات کے ساتھ عدل فرماتے اور ان کی باریاں برابر رکھتے بجز حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے جنہوں نے اپنی باری کا دن حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا۔ اور بارگاہِ رسالت میں عرض کیا تھا کہ میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا حشر آپ کے ازواج میں ہو۔

قالَ ابن عباس، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "تُرْجِيْ" بمعنی "تُؤَخِّرُ" ہے یعنی پیچھے ہٹائیں؛ چنانچہ سورۂ اعراف اور سورۂ شعراء میں یہ کلمہ "اَرْجِهْ" بمعنی "اَخِّرْهُ" ہے۔ یہاں اسے تبعًا ذکر کر دیا ہے۔

۴۴۶۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اُن عورتوں پر غیرت کرتی تھی جو اپنے نفسوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کرتی تھیں اور میں کہتی تھی کیا عورت اپنے نفس کو ہبہ کر دیتی ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ

marfat.com
Marfat.com

۴۴۶۹ــ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمُ الْاَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَاْذِنُ فِيْ يَوْمِ الْمَرْاَةِ مِنَّا بَعْدَ اَنْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ فَقُلْتُ لَهَا مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ قَالَتْ كُنْتُ اَقُوْلُ لَهٗ اِنْ كَانَ ذَاكَ اِلَيَّ فَاِنِّيْ لَا اُرِيْدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ اُوْثِرَ عَلَيْكَ اَحَدًا تَابَعَهٗ عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا

بَابُ قَوْلِهٖ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ

تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ الاٰیۃ نازل ہوئی کی تو میں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں آپ کے پروردگار کو نہیں دیکھتی مگر وہ آپ کی خواہش بہت جلد پوری کرتا ہے۔

۴۴۶۹ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی بی بی کی باری میں اس سے اجازت طلب فرماتے تھے (جبکہ آپ کسی دوسری بی بی کی طرف متوجہ ہونا چاہتے) اس آیت کریمہ تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ الاٰیہ کے نزول کے بعد معاذہ کہتی ہیں۔ میں نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے عرض کیا آپ کیا فرماتی تھیں؟ اُنھوں نے فرمایا میں نے عرض کیا کہ یا رسول! میں نہیں چاہتی کہ آپ کی محبت پر کسی کو ترجیح دوں۔ عبداللہ بن مبارک کی عباد بن عباد نے متابعت کی اُنھوں نے عاصم سے سماعت کی ہے۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! نبی کے

marfat.com
Marfat.com

مِنكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِۦ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ
وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا
رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ
عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا يَقَالُ اِنَاهُ اِدْرَاكَهٗ اَنٰى يَانِىْ اَنَاةً لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ
قَرِيْبًا اِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمُؤَنَّثِ قُلْتَ قَرِيْبَةٌ وَاِذَا جَعَلْتَهٗ ظَرْفًا وَ
بَدَلًا وَّلَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَاءَ مِنَ الْمُؤَنَّثِ وَكَذٰلِكَ لَفْظُهَا فِى
الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ لِلذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى

گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اجازت نہ پاؤ "
مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو ہاں
جب بُلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے
باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی کو ایذاء ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ
فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم اُن سے برتنے کی
کی کوئی چیز مانگو تو پردے سے باہر سے مانگو اس میں زیادہ سُتھرائی ہے تمہارے
دلوں اور اُن کے دلوں کی " اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسُول اللہ کو ایذاء دو اور نہ یہ کہ
اُن کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت
بات ہے ! " **تفسیر** : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آئت کریمہ چند مسلمانوں
کے بارے میں نازل ہُوئی جو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام کے وقت کے منتظر ہوتے اور طعام آنے سے

marfat.com
Marfat.com

پہلے بلا اجازت داخل ہوئے اور کھانا کھانے کے بعد وہاں بیٹھے رہے باہر نہ گئے لوگوں کے اس طرح آنے اور نہ جانے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوئی اور شرم کے باعث اظہار نہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ لَا تَدْخُلُوْا الایۃ نازل فرمائی قولہ اِذَا سَئَلْتُمُوْھُنَّ ،، یعنی جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے کچھ طلب کرنا ہو تو پردہ سے باہر سے طلب کرو! روائت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے کہا کہ تم پردہ میں رہو۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے ابن خطاب تم ہم پر غیرت کرتے ہو حالانکہ ہمارے گھروں میں وحی نازل ہوتا ہے۔ تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔

قولہ مَا کَانَ لَکُمْ ،، یہ آئت کریمہ بزعم مقاتل طلحہ بن عُبَیْداللہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ اُنھوں نے کہا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے مناسب نہیں کہ کسی بات میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاؤ اور نہ ہی آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے نکاح کرو اس سے پیغمبر کو دکھ لگتا ہے۔

قولہ یُقَالُ اِنَاہُ ،، اس سے اس آئت کریمہ ،، غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنَاہُ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ادراک سے اس کی تفسیر کی ،، یعنی طعام کا وقت پانا ،، اَنٰی یانی ماضی مضارع ہیں جیسے رمی یرمی اور اَنَاہ بفتح الہمزہ مصدر بمعنی ادراک ہے اور اس کے آخر میں ہا برائے تانیث ہے۔ علامہ عینی نے کہا اس باب کی مصدر اِنٰی بکسر الہمزہ اور نون ساکن ہے اور اناہ اسم ہے اس کے معنیٰ ہیں کام میں آسانی کرنا۔

قولہ لَعَلَّ السَّاعَۃَ ،، اس سے اس آئت کریمہ: یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ تَکُوْنُ قَرِیْبًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ لوگ آپ سے قیامت قائم ہونے کا وقت پوچھتے ہیں۔ آپ فرمادیں قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور تم کیا جانو شائد قیامت پاس ہی ہے۔

تفسیر : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور استہزاء قیام قیامت کا وقت پوچھتے تھے اور یہودی ازروئے امتحان پوچھتے تھے حالانکہ انہیں توریت سے معلوم تھا کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں جلدی کرنے والوں کو تہدید و زجر اور امتحاناً سوال کرنے والوں کا اسکات اور ان کی دہن دوزی کی ہے۔

قولہ اِذَا وَصَفْتَ ،، یعنی قیاس تو یہ ہے کہ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیْبَۃ ہوتا کیونکہ یہ ساعت کی وصف ہے اور وہ مؤنث ہونی چاہیئے اس کی توجیہہ کرتے ہوئے امام نے ذکر کیا کہ اگر مؤنث کی صفت بیان کریں تو قریبۃ کہنا چاہیئے اور اگر اس کو ظرف اور بدل کرے اور صفت کا ارادہ نہ ہو تو مؤنث سے ہاء دُور کرے گا یعنی تانیث کی تلبجات وقف ہا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس کا لفظ واحد، تثنیہ، جمع مذکر اور مؤنث کے لئے یکساں ہے۔ یہ عبارت لعل الساعۃ سے اَلْاُنثیٰ ،، تک صرف ابو ذر اور نسفی کی روائت میں ہے۔ ان کے سوا اور کسی نے اس کو ذکر نہیں کیا درست بھی یہی ہے کہ یہ عبارت ذکر نہ کی جاتی اس کی کئی وجوہ ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے بعد جو احادیث

marfat.com
Marfat.com

۴۴۷۰ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الْحِجَابِ

۴۴۷۱ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا اَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ وَاِذَا هُوَ كَاَنَّهٗ يَتَهَيَّاُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ

مذکور میں تمام ترجمہ کے موافق ہیں اور یہ آئت کریمہ محض اجنبی فصل ہے۔ دُوسری وجہ یہ کہ قریبٌ کی توجیہہ میں جو کچھ ذکر کیا ہے مناسب نہیں ہے؛ کیونکہ فنِ عربیت کے ماہرین کہتے ہیں کہ صیغۂ فَعِیْل جس وقت مفعول کے معنی میں ہو اس میں تذکیر و تانیث برابر ہوتے ہیں جیسے اس آئت کریمہ : اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ " میں ہے۔ علاوہ ازیں لفظ قریب ظرف نہیں کیونکہ قریب کا موصوف شئ ہے اور ساعت بمعنی یَوْمٌ ہے۔ لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح عِنْدَ اور لَدَیْ "، کو ظرف زمان سے ملحق کیا ہے۔ قریب اور بعید بھی ظرف زمان سے ملحق ہیں اور یہ ظرف نہیں جیسے مؤلف نے کہا ہے۔

قولہ اَوْ بَدَلًا " یعنی جب اس کو بدل بمعنی اسم کہے اور اس میں وصفیت کا قصد نہ کرے تو اس میں تذکیر و تانیث اور تثنیہ جمع سب برابر ہیں "

۴۴۷۰ــــ ترجمہ : حضرت انس نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دربارِ رسالت میں عرض کیا "یا رَسُوْلَ اللّٰہ "، آپ کے پاس مسلمان نیک اور بد سب آتے ہیں۔ اگر آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم دیں تو بہت اچھا ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے حجاب (پردہ) کی آئت نازل فرمائی "، (حدیث ۳۹۵ کی شرح دیکھیں)

۴۴۷۱ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنتِ جحش سے نکاح کیا تو آپ نے لوگوں کو دعوتِ طعام

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَاِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ اَنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَاَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ اَدْخُلُ فَاَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ الْاٰيَةَ

۴۴۷۲ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَا اَعْلَمُ النَّاسِ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ اٰيَةِ الْحِجَابِ لَمَّا اُهْدِيَتْ زَيْنَبُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مَعَهٗ فِي الْبَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَدَعَا الْقَوْمَ فَقَعَدُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ

دی ۔ لوگوں نے کھانا کھایا پھر وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے ۔ اچانک سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہُوا کہ آپ اُٹھنے کی تیاری کر رہے ہیں؛ لیکن لوگ نہ اُٹھے (اور بدستور بیٹھے رہے) جب آپ نے دیکھا کہ یہ اُٹھتے نہیں ہیں تو آپ اُٹھ کھڑے ہُوئے ۔ جب آپ اُٹھے تو بعض لوگ بھی اُٹھ کھڑے ہُوئے اور تین شخص بیٹھے رہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تاکہ گھر میں داخل ہوں۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص بیٹھے ہُوئے ہیں پھر وہ لوگ اُٹھے اور چلے گئے ۔ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور چلتا ہُوا آیا اور آپ کو خبر دی کہ وہ چلے گئے ہیں ۔ آپ تشریف لائے اور گھر میں داخل ہُوئے میں نے داخل ہونا چاہا تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ,, يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ الْاٰيَةَ نازل فرمائی ,,

۴۴۷۱ــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب بنت جحش سے تین ہجری میں نکاح کیا ۔ قتادہ نے کہا پانچ ہجری میں کیا بعض کچھ اور کہتے ہیں ۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُٹھنے کی حالت اختیار کرنے سے مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ چلے جائیں، لیکن بطورِ اخلاقی عظمت کے انہیں یہ نہ فرمایا کہ کھانا کھالیا ہے تو چلے جاؤ ؛ لیکن انھوں نے آپ کا مقصد نہ سمجھا اور بیٹھے رہے ۔ جب وہ چلے گئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی ,, جبانہ من عظم نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۴۷۲ ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ۔ میں تمام لوگوں سے اس

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ النَّبِيُّ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُودٌ يَتَحَدَّثُونَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ إِلٰى قَوْلِهِ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ فَضُرِبَ الْحِجَابُ وَقَامَ الْقَوْمُ

۴۴۷۳ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ بَنٰى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَلَحْمٍ فَأُرْسِلْتُ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ فَدَعَوْتُ حَتّٰى مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوهُ قَالَ ارْفَعُوا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آئت کریمہ آئت حجاب کو زیادہ جانتا ہوں۔ جب وایہ نے زینب کو مزین کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بھیجا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گھر میں تھیں۔ آپ نے طعام تیار کیا اور لوگوں کو کھانے کی دعوت دی (کھانے کے بعد) وہ بیٹھے بیٹھے باتوں میں مشغول ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا الآیۃ نازل فرمائی۔ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ تک پس پردہ کیا گیا اور لوگ چلے گئے۔

۴۴۷۲ — شرح : اس سے واضح ہوتا ہے کہ "عَظِيمًا" تک یہ آئت لوگوں کے جانے سے پہلے نازل ہوئی اور حضرت انس کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کے چلے جانے کے بعد نازل ہوئی، لیکن اس کی حال سے تاویل کی جاتی ہے کہ آئت کریمہ نازل ہوئی، اس حال میں کہ لوگ اٹھ رہے تھے (کرمانی)

۴۴۷۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زینب بنت جحش لائی گئی اس حال میں کہ روٹی اور گوشت سے ولیمہ کیا گیا تھا۔ مجھے طعام کے لئے لوگوں کو بلانے بھیجا گیا پس لوگ آتے کھاتے اور چلے جاتے۔ پھر لوگ آتے کھاتے اور چلے جاتے میں نے ہر شخص کو کھانے کی دعوت دی حتیٰ کہ میں نے کسی کو نہ پایا کہ اسے کھانے کے لئے بلاؤں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا اٹھالو اور تین شخص باقی رہ گئے جو گھر میں باتوں میں مشغول رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ کریمہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور فرمایا :

marfat.com
Marfat.com

فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَجَدْتَّ اَهْلَكَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فَتَقَرَّى حُجَرَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ يَقُوْلُ لَهُنَّ كَمَا يَقُوْلُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ثَلٰثَةُ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُوْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيْدَ الْحَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا اَدْرِيْ اَخْبَرْتُهُ اَوْ اُخْبِرَ اَنَّ الْقَوْمَ خَرَجُوْا فَرَجَعَ حَتّٰى اِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِيْ اُسْكُفَّةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَّاُخْرٰى خَارِجَةً اَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ وَاُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ

السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ ،، اے اہل بیت تم پہ سلام اور اللہ کی رحمت ہو (اس کے جواب میں) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ ،، یارسول اللہ اپنے اہل کو کیسا پایا اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے پھر آپ تمام بیبیوں کے حجروں میں تشریف لے گئے اور اُن سے وہی فرماتے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا۔ اور وہ بھی وہی کہتیں جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو تین شخص وہیں باتوں میں مصروف تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل حیا دار تھے۔ آپ چلتے ہوئے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے حجرہ شریفہ کی طرف تشریف لے گئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں نے آپ کو خبر دی یا آپ کو خبر دی گئی کہ وہ چلے گئے ہیں آپ واپس آئے حتی کہ جب اپنا قدم میمنت دروازہ کے آستانہ میں رکھا اس حال میں کہ ایک قدم میمنت اندر اور دوسرا باہر تھا۔ تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور پردہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔

شرح : قولہ بُنِيَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ،، اس کے معنی بیوی کے پاس جانے کے ہیں۔ دراصل جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرتا تو ان کیلئے قبہ لگایا جاتا تھا تاکہ اس میں بیوی سے مجامعت کرے ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے بُنِيَ الرَّجُلُ بِاَهْلِهٖ ،، بُنِيَ صیغۂ مجہول بناء سے ماخوذ ہے۔ اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ میں نے آپ کو خبر دی یا آپ کو خبر دی گئی۔ اس حدیث میں تردد سے بیان کیا اور اس سے پہلی حدیث میں تردد نہیں کیا ہو سکتا ہے کہ انس کی مراد یہ ہو کہ یا آپ کو بذریعہ وحی خبر دی گئی اور میرا خبر دینا اس کے موافق تھا۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں منافات نہیں ہے۔ اُسْكُفَّةُ الباب ،، دہلیز ،،

۴۴۷۳ —

marfat.com
Marfat.com

۴۴۷۴ ـ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرِ السَّهْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَنٰى بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَاَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَّلَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى حُجَرِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيْحَةَ بِنَائِهٖ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِنَّ وَيَدْعُوْلَهُنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُوْنَ لَهٗ فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰى بَيْتِهٖ رَاٰى رَجُلَيْنِ جَرٰى بِهِمَا الْحَدِيْثُ فَلَمَّا رَاٰهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَى الرَّجُلَانِ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهٖ وَقَامَا مُسْرِعَيْنِ فَمَا اَدْرِيْ اَنَا اَخْبَرْتُهُ بِخُرُوْجِهِمَا اَمْ اُخْبِرَ فَرَجَعَ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ وَاَرْخَى السِّتْرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ وَاُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۴۷۴ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب زینب بنت جحش کی رخصتی ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کیا اور لوگوں کو خوب روٹی اور گوشت کھلایا پھر امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے حجروں کی طرف تشریف لے گئے۔ جیسے آپ رخصتی کی رات کی صبح کو حسبِ عادت جایا کرتے تھے۔ آپ انہیں سلام فرماتے اور وہ آپ کو سلام کہتیں اور دعا کرتیں جب آپ اپنے گھر کی طرف آئے تو دو آدمی باتوں میں مشغول دیکھے جب انھیں دیکھا تو واپس تشریف لے گئے۔ جب اُنھوں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے ہیں تو وہ جلدی سے اُٹھ کر چلے گئے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کو ان کے چلے جانے کی خبر میں نے دی یا آپ کو خبر دی گئی۔ آپ واپس تشریف لائے اور گھر میں داخل ہو گئے اور میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور پردہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی ۔ ابن ابی مریم نے کہا ہمیں یحییٰ نے خبر دی اُنہوں نے کہا مجھے حمید نے خبر دی کہ اُنہوں انس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے

۴۴۷۴ ـــ شرح : ایک حدیث میں اس طرح ہے کہ آپ رخصتی کی شب کی صبح کو ازواج مطہرات کے حجروں کی طرف تشریف لے جاتے اور اُن سے سلام فرماتے اور ان کے لئے دعا فرماتے اور وہ بھی آپ کو سلام کہتیں اور دُعاء کرتی تھیں کہ حُمَیْد نے کہا انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ پہلی حدیث میں تین مردوں کا ذکر ہے اور اس میں دو مرد مذکور ہیں لیکن عدد

marfat.com
Marfat.com

۴۴۷۵ــ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيْمَةً لَا تَخْفٰى عَلٰى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَاٰهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ اَمَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِيْ كَيْفَ تَخْرُجِيْنَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ وَاَنَّهُ لَيَتَعَشّٰى وَفِيْ يَدِهِ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ فَقَالَ لِيْ عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَاِنَّ الْعَرْقَ فِيْ يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ اِنَّهُ قَدْ اُذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ

کے مفہوم کا اعتبار نہیں ہوتا ہے دو باتیں کر رہے ہوں اور تیسرا خاموش بیٹھا ہو۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ وہ تین تھے پھر ایک چلا گیا اور دو باقی رہ گئے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا اگر کوئی سوال پوچھے کہ ان احادیث میں سے دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے قیام سے پہلے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور پہلی اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے قیام کے بعد نازل ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی حال سے تاویل کی جاتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی حالانکہ لوگ اُٹھ رہے تھے۔

قال ابن ابی مریم ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ حمید نے اس حدیث کی حضرت انس سے سماعت کی ہے اور اس میں عَنْعَنَہ کی روایت مؤثر نہیں۔ ابن ابی مریم بخاری کے شیخ ہیں اُن کا نام سعید بن محمد بن حکم بن ابی مریم ہے وہ مصر کے رہنے والے ہیں۔

۴۴۷۵ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پردہ نازل ہونے کے بعد ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لئے باہر نکلیں۔ وہ جسیم خاتون تھیں جو انہیں پہچانتا تھا اس پر مخفی نہ رہتی تھیں۔ اگرچہ چادر اوڑھے ہوتیں انہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا اے سودہ! آپ کو معلوم ہونا چاہیئے بخدا! آپ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں (یعنی ہم نے تجھے پہچان لیا ہے) آپ دیکھیں کیسے باہر جا رہی ہو۔ ام المؤمنین نے فرمایا سودہ گھر واپس آگئیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے؛

marfat.com
Marfat.com

حالانکہ آپ کے دستِ اقدس میں گوشت والی ہڈی تھی۔ سودہ نے آتے ہی کہا یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں قضائے حاجت کے لئے باہر نکلی تو مجھے عمر بن خطاب نے ایسا ایسا کہا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی۔ پھر وحی کی کیفیت جاتی رہی، حالانکہ گوشت والی ہڈی آپ کے دستِ اقدس میں تھی ..... اس کو دستِ مبارک سے جُدا نہیں کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے اجازت ہے کہ تم قضائے حاجت کے لئے باہر جا سکتی ہو۔

۴۴۷۵ ــــ شرح : یہ حدیث کتاب الطہارت میں مذکور ہے اس کا اسناد بھی یہی ہے جو اس حدیث کا اسناد ہے۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین کا باہر نکلنا قضائے حاجت کے لئے تھا۔ اور عمر فاروق کا زجر کرنا پردہ کی آیت کے نزول سے پہلے تھا اور اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کا باہر نکلنا پردہ کے بعد تھا۔ علامہ کرمانی نے کہا شائد ام المؤمنین سودہ کا باہر نکلنا دو بار تھا۔ بعض نے کہا پہلا حجاب اور دُوسرا حجاب علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حریم نبوی پر اجنبی لوگوں کے اطلاع پانے سے نفرت کرتے تھے۔ حتیٰ کہ انھوں نے صراحتاً سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسُول اللہ! اپنی بیبیوں کو پردہ میں رکھیں حتیٰ کہ پردہ کی آیت نازل ہُوئی پھر اس کے بعد عمر فاروق نے قصد کیا کہ گو امہات المؤمنین پردہ میں باہر نکلتی ہیں، لیکن ان کے اشخاص پہچانے جاتے ہیں تو انہوں نے قصد کیا کہ ان کے اشخاص بھی پردہ میں رہنے چاہئیں۔ اسی لئے سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے؛ لیکن ازواج مطہرات کو قضاء حاجت کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی، تاکہ انھیں مشقت نہ ہو۔

قاضی عیاض نے کہا ازواج مطہرات پر حجاب فرض تھا وہ بلاخلاف اس میں مخصوص ہیں کہ ان کے لئے چہرہ اور کفین کا شہادت وغیرہ میں بھی ظاہر کرنا جائز نہیں اور نہ ہی وہ اپنے اشخاص ظاہر کر سکتی ہیں۔ اگرچہ پردہ میں ملبوس ہوں، لیکن قضاء حاجت کے لئے انہیں باہر نکلنے کی اجازت تھی۔

جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو بیبیوں نے باہر نکلنا بھی چھوڑ دیا اور اپنے اشخاص ظاہر نہ کرتی تھیں۔ جب ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہُوا تو ان کی نعش پر قبہ بنایا گیا تاکہ اُن کا شخص ظاہر نہ ہو۔

ازواج مطہرات کے علاوہ دوسری عورتوں کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے جائز امور ضروریہ کے لئے باہر نکل سکتی ہیں بشرطیکہ سادہ کپڑوں میں ملبوس ہوں اور خوشبو وغیرہ بھی نہ ملی ہو اور اُن کے تمام اعضاء ڈھنپے ہُوئے ہوں اور اپنی زینت اور حسن و جمال کا اظہار بھی نہ کریں اور نہ ہی آواز بلند کریں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قولہ اِنْ تُبْدُوا شَيْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِىْ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا

۴۴۷۶ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَاذَنَ عَلَىَّ اَفْلَحُ اَخُوْ اَبِى

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔"

اُن پر مضائقہ نہیں۔ اُن کے باپ اور بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنے دین کی عورتوں اور لونڈیوں میں اور اللہ سے ڈرتی رہو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

تفسیر: یعنی اگر تم اپنی زبانوں پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے نکاح کی بات ظاہر کرو یا اپنے سینوں میں چھپائے رکھو وہ اس کو جانتا ہے۔ اس پر تمہیں سخت عذاب دے گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی بیبیوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کا خرچہ وغیرہ بیت المال سے ادا کرنا ضروری اور لازم ہے۔ ازواج مطہرات کی عدتِ وفات میں اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں۔

بعض نے کہا ان پر عدت لازم نہیں، کیونکہ عدت اباحتِ نکاح کے انتظار کے لئے ہوتی ہے۔ بعض نے کہا ان پر عدت اس لئے واجب ہے کہ یہ عبادت ہے۔ اگرچہ اباحتِ نکاح کے لئے نہ ہو۔ مفسرین نے کہا جب پردہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی تو اُن کے باپ بیٹوں نے کہا یا نبی اللہ! ہم بھی اُن سے پردہ میں بات کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

marfat.com
Marfat.com

الْقُعَيْسِ بَعْدَمَا اُنْزِلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ لَا اٰذَنُ لَهٗ حَتّٰى اَسْتَأْذِنَ فِيْهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اَخَاهُ اَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِيْ امْرَأَةُ اَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ اِسْتَاذَنَ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ حَتّٰى اَسْتَأْذِنَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَاْذَنِيْنَ عَمِّكِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِيْ امْرَأَةُ اَبِي الْقُعَيْسِ فَقَالَ ائْذَنِيْ لَهٗ فَاِنَّهٗ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُوْنَ مِنَ النَّسَبِ

۴۴۷۶ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حجاب کی آیت نازل ہونے کے بعد ابوالقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے گھر آنے کی اجازت مانگی تو میں نے کہا میں اس کو اجازت نہیں دوں حتی کہ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کرلوں ؛ کیونکہ ابوالقعیس کے بھائی نے مجھے دودھ نہیں پلایا لیکن مجھے تو ابوالقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ! ابوالقعیس کا بھائی افلح اجازت طلب کرتا تھا میں نے اس کو اجازت دینے سے انکار کردیا ہے۔ حتی کہ آپ سے اجازت حاصل کرلوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اپنے چچا کو اجازت دینے سے کس نے منع کیا ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس مرد نے مجھے دودھ نہیں پلایا دودھ تو مجھے ابوالقعیس کی بیوی نے پلایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اجازت دو وہ تمہارا چچا ہے "تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ" تیرا ہاتھ خاک آلود ہو" عروہ نے کہا اسی لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔ دودھ کے باعث ان کو حرام جانو جن کو نسب کے باعث حرام جانتے ہو۔

۴۴۷۶ شرح : اس حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ رضاعی باپ اور رضاعی چچا سے امہات المؤمنین پردہ نہ کرتی تھیں جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا وہ تمہارا رضاعی چچا ہے اسے اندر آنے کی اجازت دے دو اس اعتبار سے یہ حدیث باب کے مناسب ہے۔ ابوالقعیس کا نام جعد ہے اور افلح کی کنیت ابوالجعد ہے جو ام المؤمنین

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ صَلٰوةُ اللّٰهِ ثَنَاؤُهٗ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَصَلٰوةُ الْمَلٰٓئِكَةِ الدُّعَاءُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَلُّوْنَ يُبَرِّكُوْنَ لِنُغْرِيَنَّكَ لِنُسَلِّطَنَّكَ

کا رضاعی باپ اور ابوالجعد رضاعی چچا ہے۔ کنیت کے باب میں ابوالقُعَیْس کا نام وائل بن افلح ذکر کیا ہے۔
قولہ تَرِبَتْ یَمِیْنُکِ ،، اس سے حقیقی معنی مراد نہیں کیونکہ اس کے معنی ہیں اِفْتَقَرْتِ ،، چنانچہ جب کوئی محتاج ہو جائے تو کہا جاتا ہے۔ تَرِبَ اور جب غنی ہو جائے تو اَتْرَبَ کہا جاتا ہے۔ گویا کہ جب کوئی محتاج ہو جائے تو تُرَاب (مٹی) سے مل جاتا ہے اور جب غنی ہو جائے اور اس کا مال مٹی کے مقدار ہو جائے تو اسے "اَتْرَبَ" کہا جاتا ہے۔ اس حدیث کی اس بات پر دلالت ہے کہ دودھ مذکر کا ہوتا ہے اور مُرضعہ (دُودھ پلانے والی عورت) کا شوہر بمنزلہ والد اور اس کا بھائی بمنزلہ چچا ہوتا ہے۔ (حدیث ع ۲۴۶۸ کی شرح دیکھیں)

بابؒ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو"

تفسیر : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے۔ ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے پر اور سُننے والے پر بھی ایک مرتبہ واجب اور اس سے زیادہ مستحب ہے۔ اسی پر اعتماد ہے۔ یعنی جمہور علماء یہی کہتے ہیں اور نماز کے قعدۂ آخیرہ میں تشہّد کے بعد دُرود شریف پڑھنا سُنّت ہے اور آپ کے تابع کر کے آپ کے آل و اصحاب اور دُوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جا سکتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم مقام بُلند کیا ہے اور آپ کو عظمت و شرافت سے نوازا ہے۔ صلوٰۃ لفظ مشترک ہے۔ اللہ کی صلوٰۃ رحمت، فرشتوں کی استغفار اور مومنوں کی صلوٰۃ دُعاء ہے اور مختلف معانی میں بحسبِ قرآن استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الجملہ درود شریف بھیجنا واجب ہے جبکہ سرکار کا اسم گرامی ذکر کیا جائے "صلی اللہ علیہ وسلم" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا اسم گرامی ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر

marfat.com
Marfat.com

۴۴۷۷ — حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنِ الْحَکَمِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَیْکَ فَقَدْ عَرَفْنَاہُ فَکَیْفَ الصَّلٰوةُ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

درود نہ بھیجے ،، نیز فرمایا : ”مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ فَدَخَلَ النَّارَ ،، جس کے پاس میرا اسم گرامی ذکر کیا گیا اور اُس نے مجھے درود شریف نہ بھیجا وہ دوزخ میں داخل ہوگا ،، سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تبعیت کے بغیر غیر نبی پر درود بھیجنا مکروہ ہے ،،

قولہ قال ابو العالیہ ،، ابو العالیہ نے کہا اللہ کی صلوٰۃ آپ کی ملائکہ کے پاس ثنا کرتا ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ دُعا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”یَصَلُّوْنَ بمعنی یُبَرِّکُوْنَ ،، ہے۔ یعنی برکت کی دُعا کرتے ہیں

قولہ لَنُسَلِّطَنَّکَ ،، بمعنی لَنُسَلِّطُنَّکَ ہے۔ یعنی ہم یقیناً تجھے مسلط کریں گے ،،

۴۴۴۷ — ترجمہ : کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسُول اللہ! ہم نے آپ پر سلام تو معلوم کر لیا ہے۔ آپ پر ”صلوٰۃ ،، کا کیا طریقہ ہے۔ فرمایا کہو ”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ،،

۴۴۴۷ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تشبیہ کی یہ شرط ہے کہ مُشبَّہ بہ مشبّہ سے اقویٰ ہو اور یہاں بالعکس ہے ؛ کیونکہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تشبیہ وہ نہیں جس میں ناقص کو کامل سے لاحق کیا جاتا ہے بلکہ یہ تشبیہ شہرت کے اعتبار سے ہے اور ظاہر ہے کہ ابراہیم علیہ السلام لوگوں میں عام مشہور تھے تو تشبیہ اس طرح ہوگی کہ جس کا حال معروف نہ ہو اس کو اس سے لاحق کیا جائے جس کا حال معروف ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مجموع کو مجموع سے تشبیہ دی گئی ہے اور ظاہر اور یقینی بات ہے کہ اٰلِ ابراہیم جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اٰل سے افضل ہے کیونکہ اٰلِ ابراہیم میں انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور اٰلِ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں کوئی نبی نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

۴۴۷۸ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا التَّسْلِيْمُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَقَالَ اَبُوْ صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

۴۴۷۹ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ وَقَالَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى

۴۴۷۸ــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سلام ہے ہم آپ پر صلوٰۃ کس طرح بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اور ابو صالح نے لَیْث سے "عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ" روایت کی ہے۔

۴۴۷۸ــ شرح : پہلے جملہ میں "عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ" نہیں ہے اور دوسرے جملہ میں عَلٰی اٰلِ ابراہیم ہے۔ اس کی وجہ ظاہر نہیں ہے۔

۴۴۷۹ــ ترجمہ : ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہ ابن ابی حازم اور دراوردی نے یزید سے روایت کی۔ انھوں نے کہا : كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ "

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اُن جیسے نہ ہونا، جنہوں نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی "

marfat.com
Marfat.com

۴۴۸۰ ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَّخِلَاسٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا وَّذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا

تفسیر : یعنی سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا احترام بجا لاؤ اور کوئی کام ایسا نہ کرنا جو اُن کے رنج و ملال کا باعث ہو اور بنی اسرائیل کی طرح نہ ہونا جو ننگے نہاتے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر طعن کرتے تھے کہ حضرت ہمارے ساتھ کیوں نہیں نہاتے۔ انہیں برص وغیرہ کی کوئی بیماری ہے۔

ترجمہ ۴۴۸۰ ــــ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا موسیٰ بہت حیادار مرد تھے اور یہ اللہ کا ارشاد ہے۔ اے ایمان والو! اُن جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو اذیت پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ان کی باتوں سے مُبرّاء کیا اور وہ اللہ کے نزدیک مقبول اور صاحبِ جاہ تھے "

شرح ۴۴۸۰ ــــ : حضرت موسیٰ علیہ السّلام بہت شرمسار تھے۔ وہ تنہائی میں غسل کرتے تھے جبکہ بنی اسرائیل علانیہ ایک دوسرے کے سامنے ننگے غسل کرتے تھے۔ اُنھوں نے موسیٰ علیہ السّلام پر تہمت لگائی کہ آپ کو برص کی بیماری ہے۔

ایک دن موسیٰ علیہ السّلام تنہائی میں غسل کر رہے تھے اور کپڑے ایک پتھر پر رکھے تھے وہ آپ کے کپڑے لے کر بھاگ نکلا اور بنی اسرائیل کی نشست گاہ کے پاس ٹھہر گیا۔ موسیٰ علیہ السّلام اس کے پیچھے دوڑے جبکہ آپ فرما رہے تھے اے پتھر میرے کپڑے دو۔ اور بنی اسرائیل کی نشست گاہ تک برہنہ دوڑتے رہے۔ اُنہوں نے آپ کو برہنہ دیکھ کر کہا موسیٰ "علیہ السلام" پر کوئی عیب نہیں " صلوات اللہ وسلامہ علیہ "

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ سَبَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ مُعَاجِزِيْنَ مُسَابِقِيْنَ مُعْجِزِيْنَ بِفَائِتِيْنَ مُعَاجِزِيْنَ مُغَالِبِيْنَ سَبَقُوْا فَاتُوْا لَا يُعْجِزُوْنَ لَا يَفُوْتُوْنَ يَسْبِقُوْنَا يُعْجِزُوْنَا قَوْلُهٗ مُعْجِزِيْنَ بِفَائِتِيْنَ وَمَعْنٰى

سُوْرَۂ سبا

مقاتل نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ اور یہ آیت کریمہ : وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مدنی ہے اس کی پچپن آیات ہیں۔۔

تفسیر : امام ترمذی نے فروہ بن مسیک مرادی کی حسن حدیث ذکر کی کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوری حدیث ذکر کی جس میں یہ بھی ذکر کیا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! "سبا" کیا ہے وہ زمین ہے یا عورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نہ زمین ہے اور نہ عورت ہے لیکن وہ ایک عربی مرد ہے اس کے دس بیٹے تھے اُن میں سے چھ بیٹے دائیں جانب چلے گئے وہ ازد، اشعرون، حِمْیَر، کندہ، مُذحج اور انمار تھے۔ اس آدمی نے کہا انمار کیا شئ ہے۔ فرمایا انمار وہ ہیں جن میں خُثْعَم اور بَجِیْلَہ ہیں" بعض روایات میں ہے کہ جو بائیں طرف گئے اور وہاں جاکر آباد ہوگئے۔ اس علاقہ کو شام کہتے ہیں اور جو دائیں جاکر وہاں آباد ہوگئے۔ اس علاقہ کو یمن کہتے ہیں۔ ابن اسحاق نے کہا "سبا" کا نام عبد شمس بن یشجب بن یعرج بن قحطان بن عامر اور وہ ھود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے عرب میں سبا سب سے پہلی اسیر ہوا۔ تبجان میں ہے سبا پہلا شخص ہے جس نے تاج پہنا تھا اور قرآن کریم میں جس "سد" کا ذکر ہے وہ اسی نے بنایا تھا جس میں ستر نہریں ہیں۔ اس کی عمر پانچ سو برس تھی (عینی مختصر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ "مُعَاجِزِیْن" اس سے اس آیت کریمہ : وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ "کی طرف اشارہ کیا

marfat.com
Marfat.com

مُعَاجِزِيْنَ مُعَارِضِيْنَ يُرِيْدُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اَنْ يُظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهٖ مِعْشَارٌ عُشْرٌ اَلْاُكُلُ الثَّمَرُ بَعِيْدٌ وَبَعِّدْ وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَعْزُبُ لَا يَغِيْبُ اَلْعَرِمُ السُّدُّ مَاءٌ اَحْمَرُ اَرْسَلْنَا فِي السَّدِّ فَثَقَبَهٗ وَهَدَمَهٗ وَحَفَرَ الْوَادِيَ

اور اس کی تفسیر مُسَابِقِیْن سے کی ،، آگے بڑھنے والے۔ یعنی وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ آگے بڑھ جائیں گے اور ہم ان کو نہیں پاسکیں گے۔ قولہ مُعْجِزِیْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، فَائِتِیْنَ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی تم زمین و آسمان میں ہمارے ہاتھ سے نہیں نکل سکتے ہو ،،

قولہ سَبَقُوْنَا ،، یعنی آگے نکل گئے اور ،، لَا یُعْجِزُوْنَ ،، ہمارے ہاتھ سے نہیں نکل سکتے۔ قولہ یَسْبِقُوْنَا ،، اس سے اس آیت کریمہ : اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر لَا یُعْجِزُوْنَ ،، یعنی ہم سے آگے نکل جائیں گے ،، سے کی ،، اور لفظ معجزین مکرر ہے۔ اس کی تفسیر فائتین سے کی۔ قولہ مُعَاجِزِیْنَ ،، اس سے یہ اشارہ کیا کہ معاجزین باب مفاعلہ سے ہے اور وہ دو میں مشارکت چاہتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کو عاجز کر دے اور اس سے آگے نکل جائے ،،

قولہ مِعْشَارٌ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَیْنٰهُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر عُشر سے کی دسواں حصہ ،، یعنی جو کچھ ہم نے ان کو دیا وہ اس کے دسویں حصے تک نہیں پہنچ سکے ،، فراء نے کہا : پہلے لوگوں سے جو ہلاک ہو چکے ہیں۔ اہل مکہ قوت ، جسم ، اولاد اور تعداد میں ان کے دسویں حصہ تک نہیں پہنچے ،، قولہ اُکُلٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ : ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر الثَّمَرُ سے کی ،، اور ان کے باغوں کے عوض دو باغ انہیں بدل دیئے جو نہایت بدمزہ ہیں اور جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی بیریاں یعنی جیسے ویرانوں میں جھاؤ اور بیریاں جم آتی ہیں اور وحشتناک جنگل کو جو ان کے خوشنما باغوں کی جگہ پیدا ہو گیا تھا اس کو بطریق مشاکلت باغ فرمایا ہے۔ اُکُل بمعنی ثمر ہے خمط پیلو کا درخت بعض نے کہا ہر خاردار درخت اور اثل جھاؤ کو کہتے ہیں۔

قولہ بَاعِدْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا بَاعِدْ اور بَعِّدْ ہم معنی ہیں ،، تو بولے اے ہمارے رب ہمارے سفر میں دوری ڈال ،، یعنی ہمارے اور شام کے درمیان جنگل اور بیابان کر دے کہ بغیر توشہ اور سواری کے سفر نہ ہو سکے ،،

قولہ لَا یَعْزُبُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا : لَا یَغِیْبُ ،، اللہ غیب جاننے والا ہے اس سے کوئی شئی

marfat.com
Marfat.com

فَارْتَفَعْنَا عَنِ الْجَنْبَتَيْنِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَآءُ فَبَسَتَا وَلَمْ يَكُنِ الْمَآءُ الْاَحْمَرُ مِنَ
السَّدِّ وَلٰكِنْ كَانَ عَذَابًا اَرْسَلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَآءَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ
شُرَحْبِيْلَ الْعَرِمُ الْمُسَنَّاةُ بِلَحْنِ اَهْلِ الْيَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهٗ الْعَرِمُ الْوَادِيْ

نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تیرے رب سے کچھ غیب نہیں،، قولہ اَلْعَرِمُ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر سَدّ سے کی وہ سُرخ پانی جو اللہ تعالیٰ نے سَدّ میں بھیجا تھا یعنی انھوں نے منہ پھیرا تو ہم نے اُن پر عظیم سیلاب بھیجا جس سے ان کے باغ اموال سب ڈوب گئے اور ان کے مکانات ریت میں دفن ہو گئے اور اس طرح تباہ ہوئے کہ ان کی تباہی عرب کے لئے مثال بن گئی۔

ترجمہ : اَلْعَرِم،، پانی کا بند،، ایک لال پانی تھا جس میں اللہ کے حکم سے سیلاب آیا اور بند ٹوٹ گیا۔ میدان میں گڑھا ہو گیا اور باغ دونوں طرف اونچے ہو گئے پھر پانی غائب ہوا تو باغ خشک ہو گئے۔ یہ پانی بند سے بہہ کر نہیں آیا تھا بلکہ اللہ کا عذاب تھا اس نے جہاں سے چاہا وہاں سے بھیجا،، عمرو بن شرحبیل نے کہا کہ اہلِ یمن کی لغت میں اَلْعَرِم بند کو کہتے ہیں بعض نے عَرِم نالہ کو کہا ہے،،

شرح : عرم کے معنی بند ہیں جو پانی کی روانگی کو روکتا ہے۔ سُدّ بضم السین اور دال مشدد ہے۔ سین کو مفتوح بھی پڑھا جاتا ہے۔

قولہ فَارْتَفَعْنَا عَنِ الْجَنْبَتَيْنِ،، قیاس یہ ہے کہ کہا جائے۔ اِرْتَفَعَتِ الْجَنْبَتَانِ عَنِ الْمَآءِ دونوں کنارے پانی سے بلند ہو گئے، لیکن ارتفاع سے مراد انتفاع اور زوال ہے۔ یعنی اُن سے جنب (کنارہ) کا نام زائل ہو گیا۔

قولہ اَلْمُسَنَّاة،، بضم المیم اور سین مفتوح ہے اور نون مشدد ہے۔ ابن تین نے کہا مسناۃ کے معنی بند کے ہیں جس سے وادی کا پانی روک کر کنارے پر چڑھاتے ہیں تاکہ زمین پر گر کر اس کو سیراب کرے (آج کی اصطلاح میں اس کو ہیڈ کہتے ہیں)

قولہ اَلسَّابِغَاتِ،، اس سے اس آیت کریمہ،، وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ،، کی طرف اشارہ کیا ہم نے داؤد کے لئے لوہا نرم کر دیا اور ہم نے کہا زرہیں بناؤ۔ اور سابقات کی دُرُوع بمعنی زرہیں سے تفسیر کی۔ تفسیر میں ہے۔ زرہیں کشادہ کامل بناؤ۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے سب سے پہلے زرہ بنائی ہے۔

قولہ نُجَازِيْ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَهَلْ نُجَازِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی

marfat.com
Marfat.com

السَّابِغَاتُ الدُّرُوْعُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اُنْجَازِیْ لِعَاقِبُ اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَةٍ بِطَاعَةِ اللّٰهِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی وَاحِدٌ وَاِثْنَیْنِ لِتَنَاوُشُ الرَّدُّ مِنَ الْاٰخِرَةِ اِلَی الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ مِنْ مَالٍ اَوْ وَلَدٍ اَوْ زَهْرَةٍ بِاَشْیَاعِهِمْ بِاَمْثَالِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کَالْجَوَابِ کَالْجَوْبَةِ مِنَ الْاَرْضِ وَالْخَمْطُ الْاَرَاكُ وَالْاَثْلُ الطَّرْفَاءُ الْعَرِمُ الشَّدِیْدُ

تفسیر لُعَاقِب سے کی۔ یعنی ہم عذاب نہیں دیتے مگر ناشکرے کو،،

قولہ اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَةٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ : قُلْ اِنَّمَا اَعِظُکُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ،، کی طرف اشارہ کیا۔ میں تمہیں ایک خصلت کی نصیحت کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اللہ کے لئے کھڑے رہو۔ دو دو اور اکیلے اکیلے پھر سوچو ،، یعنی اگر تم نے اس پہ عمل کیا تو تم پر حق واضح ہو جائے گا اور تم وساوس، شبہات اور گمراہی کی مصیبت سے نجات پاؤ گے وہ نصیحت یہ ہے کہ محض طلبِ حق کی نیت سے اپنے آپ کو طرفداری، تعصب سے خالی کر کے باہم مشورہ کر سکو اور ایک دوسرے سے اپنی فکر کا نتیجہ بیان کر سکو اور دونوں انصاف کے ساتھ غور کر سکیں ،،

قولہ التَّنَاوُشُ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ وَاَنّٰی لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِیْدٍ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر آخرت سے دنیا کی طرف رَدّ ہونے سے کی۔ یعنی قیامت میں کافر خواہش کریں گے کہ دنیا میں واپس جائیں، لیکن یہ وقت واپس جانے کا نہیں ہے۔

قولہ حِیْلَ بَیْنَهُمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَحِیْلَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور روک کر دی گئی انہیں اور جسے چاہتے ہیں اور مال و اولاد یا دنیاوی زیب و زینت اور حسن و نضارت وغیرہ ہے۔ یہ مجاہد کی روایت ہے حسن بصری نے کہا روک کر دی۔ ان میں اور ایمان میں جبکہ انھوں نے عذاب دیکھا یعنی ناامیدی کے وقت وہ ایمان اور توبہ میں روک کر دی گئی اور ان کا ایمان اور توبہ کرنا قبول نہ ہوا۔

قولہ بِاَشْیَاعِهِمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : كَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِهِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا جیسے اُن کے پہلے گروہوں سے کیا گیا کہ ان کی توبہ اور ایمان ناامیدی اور غرغرہ کے وقت قبول نہ فرمایا گیا۔

قولہ کَالْجَوَابِ ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام ،، وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ ،، کی تفسیر میں کہا کہ جَوَاب یعنی جَوْبَہ فی الْاَرْض ،، ہے۔ یعنی زمین کے گڑھوں اور بڑے بڑے حوضوں کے برابر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ

۴۴۸۱ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا

پیالے بناتے تھے جن میں سے ہر پیالے سے ہزار آدمی کھا سکتے تھے۔
قولہ الخمط ،، کڑوہ ، بدمزہ پیلو کا درخت۔ اثل جھاؤ کا درخت۔ ابوعبیدہ نے کہا خمط ہر خاردار کڑوا درخت ہے۔ عَرِم ،، بمعنی سخت اور شدید ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہاں تک کہ جب اذن دے کر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دُور فرما دی جاتی ہے تو وہ ایک دُوسرے سے کہتے ہیں تمہارے ربّ نے کیا بات فرمائی۔ وہ کہتے ہیں جو فرمایا حق ہے ،،

تفسیر : اللہ کے حضور کوئی شفاعت نفع نہ دے گی مگر جس کو اللہ تعالیٰ اذن دے وہ شفاعت کرے گا۔ اس میں کفار کا رد ہے وہ کہتے تھے بُت ہماری شفاعت کریں گے اور جن کے دلوں سے گھبراہٹ دُور فرما دی جاتی ہے۔ وہ فرشتے ہیں اُن کے دل اللہ کا کلام سُنتے وقت خائف ہو کر گھبرا جاتے ہیں اور جب یہ گھبراہٹ دُور کر دی جاتی ہے۔ تو وہ ایک دُوسرے سے اللہ کا فیصلہ دریافت کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

قَالَ ..... رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِیْ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ فَیَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰکَذَا بَعْضُهٗ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْیٰنُ بِکَفِّهٖ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ فَیَسْمَعُ الْکَلِمَةَ فَیُلْقِیْهَا اِلٰی مَنْ تَحْتَهٗ ثُمَّ یُلْقِیْهَا الْاٰخَرُ اِلٰی مَنْ تَحْتَهٗ حَتّٰی یُلْقُوْهَا عَلٰی لِسَانِ السَّاحِرِ اَوِ الْکَاهِنِ فَرُبَّمَا اَدْرَکَ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ یُّلْقِیَهَا وَرُبَّمَا اَلْقَاهَا قَبْلَ اَنْ یُّدْرِکَهٗ فَیَکْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ کَذْبَةٍ فَیُقَالُ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ لَنَا یَوْمَ کَذَا وَکَذَا وَکَذَا وَکَذَا فَیُصَدَّقُ بِتِلْکَ الْکَلِمَةِ الَّتِیْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ

وہ کہتے ہیں جو فرمایا ہے حق فرمایا ہے۔ بعض نے کہا وہ مشرک ہیں جب موت کے وقت ان کے دلوں سے گھبراہٹ زائل ہوتی ہے تو ان سے فرشتے کہتے ہیں۔ تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے وہ کہتے ہیں حق فرمایا ہے۔ اس وقت وہ اللہ کے فیصلہ کا اقرار کریں گے، لیکن یہ اقرار ان کو فائدہ مند نہ ہوگا۔ حسن بصری نے یہی تفسیر کی ہے (عینی)

۴۴۸۱ ترجمہ: عمرو نے کہا میں نے عکرمہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابوہریرہ سے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی فیصلہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ کا حکم سن کر عاجزی سے اپنے پروں کو مارتے اور پھڑپھڑاتے ہیں۔ اور اللہ کا کلام ایسا ہوتا ہے۔ جیسے صاف پتھر پر زنجیر پھیرتی ہے۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور فرمائی جاتی ہے تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا ہے۔ دوسرا کہتا ہے جو فرمایا حق ہے اور وہ برتر اور بزرگ ہے۔ چور جن اس کو سنتے ہیں اور سماعت کی چوری کرنے والے جن اس طرح ایک دوسرے پر ہوتے ہیں سفیان نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو موڑ کر اور پھر انگلیوں کو ملا کر بتایا کہ شیطان اس طرح ایک دوسرے پر ملے ہوئے ہوتے ہیں اور اوپر نیچے والے کو اور وہ اپنے نیچے والے کو اور وہ اپنے نیچے والے کو اور پھر اسی طرح یہ بات زمین پر جادوگروں اور کاہنوں تک پہنچ جاتی ہے اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ فرشتے ان کو انگارا مارتے ہیں جو بات چرانے سے پہلے انہیں لگتا ہے اور بسا اوقات جادوگر تک پہنچانے کے بعد انہیں لگتا ہے اور وہ اس میں سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ پھر کہا جاتا ہے۔ کیا کاہن نے فلاں فلاں روز یہ نہیں کہا تھا اور اس بات کی تصدیق کی جاتی ہے جو اس نے آسمان سے سنی تھی۔ (حدیث ۴۲۸۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ

۴۴۸۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَعِدَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَا صَبَاحَاهْ فَاجْتَمَعَتْ اِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوْا مَالَكَ قَالَ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ اَوْ يُمَسِّيْكُمْ اَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِىْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاِنِّىْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّكَ اِلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ نہیں مگر تمہیں ڈر سُنانے والے ایک سخت عذاب کے آگے

۴۴۸۲ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر تشریف لائے اور بلند آواز سے فرمایا یا صباحاہ: قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے ،، (لوگوں کو جمع کرنے کے وقت یہ کلمہ کہا جاتا ہے) اور کہا کس لئے لوگوں کو جمع کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن صبح کے وقت یا شام کے وقت تم پر حملہ آور ہونے والا ہے۔ کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں فرمایا میں اللہ کے سخت عذاب کے آگے تمہیں ڈر سناتا ہوں۔ ابو لہب بولا تمہیں ہلاکت ہو۔ اس لئے ہمیں جمع کیا تھا؟ تو یہ سورت کریمہ : تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ ،، الخ نازل ہوئی ،،

(حدیث ۴۴۵۲ کی شرح دیکھیں)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

۲۷۔ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۷۔ جون ۱۹۸۴ء

marfat.com
Marfat.com

اَلْجُزْءُ الْعِشْرُوْنَ

سُوْرَةُ الْمَلَائِكَة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ الْقِطْمِيْرُ لِفَافَةُ النَّوَاةِ مُثَقَّلَة وَقَالَ غَيْرُهُ الْحَرُوْرُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّهَارِ وَغَرَابِيْبُ اَشَدُّ سَوَادِ الْغِرْبِيْبُ الشَّدِيْدُ السَّوَادِ

بیسواں (۲۰) پارہ

سُورۂ ملائکہ

یہ سُورت مکی ہے۔ سورۂ مریم سے پہلے اور سورۂ فرقان کے بعد نازل ہیں۔ اس کی چھیالیس (۴۶) آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ "اَلْقِطْمِیْر" اس سے اس آیت کریمہ: وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ الآیۃ کی طرف اشارہ کیا اور "لفافۃ النواۃ" سے اس کی تفسیر کی "یہ کھجور کی گٹھلی پر باریک سا چھلکا ہے۔ یعنی اور اس کے

marfat.com
Marfat.com

سُورۃ یٰسٓ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَعَزَّزْنَا شَدَّدْنَا يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمُ اسْتِهْزَاؤُهُمْ بِالرُّسُلِ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ لَا يَسْتَوْضِعُ اَحَدُهُمَا ضَوْءَ الْآخَرِ وَلَا يَنْبَغِي لَهُمَا

سوا جنہیں تم پوجتے ہو دانۂ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں "

قولہ مُثْقَلَةٌ "، اس سے اس آیت کریمہ : وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ الآیۃ کی طرف اشارہ کیا اور کہا وہ مثقلۃ ہے پہلا اِثقال سے دُوسرا تثقیل سے ماخوذ ہے۔ یعنی اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ اُٹھانے کو کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اُٹھائے گا۔

قولہ اَلْحَرُور "، اس سے اس آیت کریمہ : وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ "، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد کے غیر نے کہا دن کے وقت گرم ہوا حرور ہے۔ بعض نے کہا رات میں گرم ہوا کو حرور اور دن میں گرم ہوا کو سموم کہتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رات کی ہوا حرور اور دن کی سموم ہے۔ معنیٰ یہ ہے کہ اندھا اور بینا برابر نہیں اور نہ اندھیریاں اور اوجالا اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ برابر ہیں۔ یعنی عالم اور جاہل اور کفر و ایمان اور جنت و دوزخ برابر نہیں ہیں۔

قولہ غَرَابِيْبُ سُوْد "، اس سے اس آیت کریمہ : اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً "، کی طرف اشارہ کیا۔ غرابیب سود کے معنی ہیں سخت کالے۔ غرابیب "، غُرَبیب کی جمع ہے اور وہ سخت سیاہ ہے اسے کوّے کے رنگ کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ فراء نے کہا غرابیب سود میں تقدیم و تاخیر ہے۔ دراصل سُوْد غرابیب سے تھا یعنی سیاہیاں سخت سیاہ ہیں۔

سُورۂ یٰسٓ

یہ سورت مکی ہے۔ سُورۂ فرقان سے پہلے اور سُورۂ جنّ کے بعد نازل ہُوئی۔ اس کی تراسی (۸۳) آیات ہیں "

marfat.com
Marfat.com

ذٰلِكَ سَابِقُ النَّهَارِ يَتَطَالَبَانِ حَثِيْثَيْنِ نَسْلُخُ نُخْرِجُ اَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ وَ يَجْرِيْ كُلٌّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِنْ مِّثْلِهٖ مِنَ الْاَنْعَامِ فَهُمْ مُعْجَبُوْنَ جُنْدٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ فَعَزَّزْنَا " اس سے اس آیت کریمہ : اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ " کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے کہا " فَعَزَّزْنَا " بمعنی شَدَّدْنَا " ہے۔ یعنی جب ہم نے اُن کی طرف دو بھیجے پھر اُنھوں نے ان کو جھٹلا دیا تو ہم نے تیسرے سے تقویت پہنچائی " حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انطاکیہ والوں کی طرف پہلے دو رسُول بھیجے۔ ایک کا نام صادق اور دُوسرے کا نام صدوق تھا جب اُنھوں نے قبول نہ کیا تو تیسرے کو بھیجا اس کا نام شلوم تھا۔ کہا گیا ہے اس کا نام شمعون تھا۔

قولہ يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ " اس سے اس آیت کریمہ : يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ " کی طرف اشارہ کیا اور حسرت کی تفسیر استہزاء ہم الخ سے کی۔ یعنی کہا گیا ہائے افسوس ان بندوں پر جب اُن کے پاس کوئی رسُول آتا ہے تو اسے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں " بندوں پر افسوس یہی ہے کہ وہ رسولوں سے ٹھٹھا مذاق کرتے تھے۔ ابو العالیہ نے کہا جب وہ عذاب دیکھیں گے تو کہیں گے يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ" یعنی تین رسولوں پر ایمان نہ لائے اور جب ان کو ایمان نفع نہ دے گا اس وقت ایمان لائیں گے اور اپنے حال پر افسوس کریں گے "

قولہ اَنْ تُدْرِكَ " اس سے اس آیت کریمہ : لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ " اور سُورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے۔ اور ہر ایک۔ ایک گھیرے میں تیر رہا ہے۔ یعنی ایک کی روشنی دوسرے کی روشنی کو ڈھانپتی نہیں اور نہ ہی ان کے لئے درک اور ستر مناسب ہے کیونکہ ہر ایک کی مقرر حد ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اور نہ رات دن پر غالب آسکتی ہے بلکہ وہ ایک دُوسرے کے پیچھے آتے ہیں۔ بعض نے کہا اس سے ستارہ اور رات مراد ہے۔

قولہ يَتَطَالَبَانِ " یعنی سورج اور چاند میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو پانے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ اس وقت میں ہی جمع ہو سکیں گے جو اللہ نے ان کی حد مقرر کی ہے اور وہ قیامت کا دن ہے۔

قولہ نَسْلَخُ " اس سے اس آیت کریمہ : وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ " کی طرف اشارہ کیا اور نَسْلَخُ کی یہ تفسیر کی کہ ایک کو دُوسرے سے نکالتے ہیں۔ ابو ذر کی روایت میں

marfat.com
Marfat.com

مُحْضَرُوْنَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَيُذْكَرُ عَنْ عِكْرِمَةَ الْمَشْحُوْنَ الْمُوْقَرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَائِرُكُمْ مَصَائِبُكُمْ يَنْسِلُوْنَ يَخْرُجُوْنَ مَرْقَدِنَا مَخْرَجَنَا اَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ مَكَانَتِهِمْ وَمَكَانِهِمْ وَاحِدٌ

یہ اور اس سے پہلے اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ ثابت نہیں ہے۔

قولہ مِنْ مِّثْلِهٖ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور ان کے لئے ویسے ہی کشتیاں بنادیں جن پر سوار ہوتے ہیں۔ یعنی ہم نے کشتیوں کی مثل انعام پیدا کئے جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اونٹ خشکی کی کشتیاں ہیں۔

قولہ فٰكِهُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی ،، مُعْجَبُوْنَ ،، سے تفسیر کی۔ ایک روایت کے مطابق فَاكِهُوْنَ ہے۔ مشہور قرآءت بھی یہی ہے۔ کسائی نے کہا فاکہ بمعنی صاحب فاکہ ہے۔ جیسے تامر اور لابن بمعنی ذوتمر اور ذولبن ہیں۔ سدی سے منقول ہے کہ فَاكِهُوْنَ بمعنی نَاعِمُوْنَ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ بمعنی فَرِحُوْنَ ہے۔

قولہ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی حساب کے وقت کافر اور اُن کے معاون سب حاضر کئے جائیں گے اور ان میں سے کوئی بھی کسی سے عذاب دفع نہ کرسکے گا۔

قولہ يُذْكَرُ ،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عکرمہ سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ کی تفسیر یہ منقول ہے کہ مشحون بمعنی موقر ہے۔ یعنی بھری ہوئی یہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے۔ اُنھوں نے آباؤ اجداد کو کشتی میں سوار کیا اور ان کی اولاد کو ان کی صلبوں میں رکھا۔

قولہ طَائِرُكُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوْا طَائِرُكُمْ مَّعَكُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر مصائب سے کی۔ قتادہ نے اعمال تفسیر کی ہے جبکہ حسن اور اعرج نے کہا طائر بمعنی طیر ہے قولہ يَنْسِلُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر يَخْرُجُوْنَ ،، سے کی، بچے کو نَسِيْل کہا جاتا ہے؛ کیونکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے یعنی صور میں پھونکا جائے گا۔ پس اچانک لوگ قبروں سے باہر نکل آئیں گے ،، قولہ مَرْقَدِنَا ،، اس سے اس آیت کریمہ : قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، مَخْرَجَنَا ،، سے کی باہر نکلنے کا مقام۔ بعض نے اس کی تفسیر مَنَام ،، نیند ،، سے کی ہے۔ ابن عباسؓ ابی ابن کعب اور قتادہ نے کہا دونوں نفخوں کے درمیان عذاب نہیں ہے۔ پس وہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ

۴۴۸۳ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اَتَدْرِیْ اَیْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ قُلْتُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰی تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ

سوجائیں گے پھر انہیں بیدار کیا جائے گا۔ اس وقت کہیں گے ہمیں کس نے بیدار کیا ہے۔ بعض نے کہا جب کافر جہنم اور اس کا عذاب دیکھیں گے تو جو عذاب انھیں قبروں میں دیا گیا ہوگا۔ اس کی نسبت اُسے نیند شمار کریں گے اور کہیں گے ہماری ہلاکت ہمیں کس نے بیدار کیا ہے ؟

قولہ اَحْصَیْنَا ، اس سے اس آیت کریمہ : وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی حَفِظْنَاهُ سے تفسیر کی یعنی ہم نے ہر شئی لوح محفوظ میں ثابت کی ہے۔

قولہ مَكَانَتِهِمْ ، اس سے اس آیت کریمہ : وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰی مَكَانَتِهِمْ ، کی طرف اشارہ کیا پھر کہا مَكَانَتِهِمْ اور مکانہم ایک ہی شئی ہیں۔ مکانت اور مکان ہم معنی ہیں۔ طبری نے عونی میں کہا ہم انہیں ان کی جگہوں میں ہلاک کر دیتے۔

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! سُورج اپنے راستے پر چل رہا ہے۔ اس کی یہ گردش اللہ کی تقدیر سے ہے جو قوی اور علیم ہے

۴۴۸۳ ــــ ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں سُورج کے غروب کے وقت مسجد میں تھا آپ نے فرمایا ابوذر تم جانتے ہو سورج کہاں جاتا ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ چلتا ہے حتی کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ۔ الآیۃ

marfat.com
Marfat.com

۴۴۸۴ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ

۴۴۸۳ ـ شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سورج اپنے مستقر میں نہیں پہنچتا حتیٰ کہ اپنے منازل کی طرف لوٹتا ہے۔ بعض نے کہا ابوذر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔ رات دن کا یہ معاملہ اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے۔

ترجمہ ۴۴۸۴ ـ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ،، کے متعلق سوال عرض کیا تو آپ نے فرمایا اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔

شرح ۴۴۸۴ ـ : یہ دوسرے طریق سے پہلی ہی حدیث ہے۔ پہلی حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر سے پوچھا کہ جانتے ہو سورج کہاں جاتا ہے اور اس حدیث میں ابوذر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے۔ پہلی حدیث میں سورج کا عرش کے نیچے سجدہ کرنے کا ذکر ہے۔ سورج اپنی گردش میں عرش کے محاذی ہو تو اس کے سجدہ کرنے کا انکار نہیں کیا جا سکتا حالانکہ قرآن کریم میں سورج، چاند اور ستاروں کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ قرآن کریم میں ہے کہ سورج گرم چشمہ میں غروب کرتا ہے لہٰذا دونوں آیات میں مخالفت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے آنکھوں میں مخالفت نہیں کیونکہ اس میں جو ذکر کیا گیا ہے وہ غروب شمس کے وقت بصر کا انتہائی ادراک ہے ـــ کہ سورج چشمہ میں غروب ہو رہا ہے اور اس کا سجود کے لئے عرش کے نیچے جانا غروب کے بعد واقع ہے اور گرم چشمہ میں غروب ہونے کا معنی یہ نہیں کہ وہ چشمہ میں گرتا ہے یہ تو اس غائب کی خبر ہے جہاں تک ذوالقرنین چلتے ہوئے پہنچے تھے۔ حتیٰ کہ اس کے اوپر کوئی راہ نہ پائی جیسے کوئی سمندر میں جا رہا ہو اور اس کو ساحل کا کنارہ نظر نہ آئے تو وہ یہ خیال کرے گا کہ سورج سمندر میں غروب ہو رہا ہے۔ حالانکہ دراصل اس کا غروب سمندر کے پار ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَۃ وَالصّٰفّٰتِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاھِدٌ وَیُقْذَفُوْنَ بِالْغَیْبِ مِنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ وَ یَقْذِفُوْنَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ یُرْمَوْنَ وَاصِبٌ دَآئِمٌ لَازِبٌ لَازِمٌ تَأْتُوْنَنَا

سُورۃ والصّافات

یہ سُورت بالاتفاق مکی ہے مگر عبدالرحمٰن بن زید کی روائت میں قَالَ قَائِلٌ مِنْھُمْ اِنِّیْ کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ الخ مستثنیٰ ہے اس کی ۱۸۲ آیات ہیں ،،

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ یُقْذَفُوْنَ ،، مجاہد نے اس آئت کریمہ یُقْذَفُوْنَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ ،، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ آسمان سے چوری کرنے والے جنوں کو آسمان کی ہر طرف سے انگارے مارے جاتے ہیں وہ جس طرف سے آسمان کی طرف صعود کریں۔ اسی طرف سے انہیں مارا جاتا ہے۔

قولہ دُحُوْرًا ،، اس سے آئت کریمہ ،، دُحُوْرًا وَّلَھُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور دُحُوْر کی طرد سے تفسیر کی یعنی جنوں کو بھگانے کے لئے مارا جاتا ہے یہ ان کو ہمیشہ کا عذاب ہے ،، واصب ،، کی تفسیر دائم سے کی۔ قولہ لَازِبٌ ،، اس سے اس آئت کریمہ : اِنَّا خَلَقْنٰھُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر ،، لازم ،، سے کی لازب کی باء میم کا بدل ہے یعنی ہم نے ان کو چکنی مٹی سے پیدا کیا جو ہاتھ کو چمٹ جاتی ہے۔

قولہ تَأْتُوْنَ ،، اس سے اس آئت کریمہ ،، قَالُوْا اِنَّکُمْ کُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ کافر جن شیطانوں سے کہیں گے تم ہمارے داہنی طرف سے بہکانے آتے تھے اور

marfat.com
Marfat.com

عَنِ الْيَمِيْنِ يَعْنِيْ الْحَقَّ الْكُفَّارُ تَقُوْلُهُ لِلشَّيْطَانِ غَوْلٌ وَجَعُ بَطْنٍ يُنْزَفُوْنَ لَا تَذْهَبُ عُقُوْلُهُمْ قَرِيْنٌ شَيْطَانٌ يُهْرَعُوْنَ كَهَيْئَةِ الْهَرْوَلَةِ يَنْزِفُوْنَ النَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ وَاُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ

بزور قوت ہمیں گمراہی پر آمادہ کرتے تھے۔ اس تقدیر پر کفار جن کی صفت ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اکثر یہی تفسیر کرتے ہیں۔ ایک روائت کے مطابق لفظ جن کی جگہ لفظ حق ہے اور یمین اسکی تفسیر ہے۔ یعنی تم حق کی جہت سے آکر اس کو ہم پر خلط ملط کرتے تھے۔

قولہ غَوْلٌ ،، اس سے اس آئت کریمہ : لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ يُنْزَفُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر غول کی تفسیر وجع بطن پیٹ کے درد سے کی یعنی جنت میں خمار نہیں جس سے عقل میں خلل آئے اور نہ اس سے ان کا سر چکرائے بخلاف دنیا کی شراب کے جس میں بہت سے فسادات اور عیب ہیں اس سے پیٹ میں بھی درد ہوتا ہے سر میں بھی، پیشاب میں بھی تکلیف ہو جاتی ہے۔ طبیعت گھبراتی ہے قے آتی ہے سر چکراتا ہے۔ عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ نزف کا معنی زوالِ عقل ہے۔

قولہ قَرِيْنٌ ،، اس سے اس آئت کریمہ : قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر شیطان سے کی یعنی ان میں سے کہنے والا بولا میرا دنیا میں ایک ہمنشیں تھا۔

قولہ يُهْرَعُوْنَ ،، اس سے آئت کریمہ ،، فَهُمْ عَلٰى آثَارِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا ،، پھر اس کی كَهَيْئَةِ الْهَرْوَلَةِ ،، سے تفسیر کی یعنی وہ انھیں کے نشانِ قدم پر دوڑتے جاتے ہیں اور گمراہی میں ان کا اتباع کرتے ہیں۔ اور حق کے دلائل واضحہ سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔

قولہ يَنْزِفُوْنَ ،، اس سے اس آئت کریمہ : فَاَقْبَلُوْا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یزفون کی نسلان فی المشی سے تفسیر کی یعنی کافر ابراہیم علیہ السلام کی طرف جلدی کرتے ہوئے آئے۔ نسلان کا معنی جلدی جلدی چھوٹے قدم اٹھانا ہے۔ یعنی وہ جلدی چلتے ہوئے آئے دوڑ کر نہ آئے۔

قولہ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ مشرکین مکہ نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان رشتہ داری بنائی اور کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اور ان کی مائیں سردار جنوں کی لڑکیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن جانتے ہیں کہ انہیں حساب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ اور اعمال کا حساب ہوگا اور وہ دوزخ میں عذاب کے لئے ضرور

marfat.com
Marfat.com

لَمُحْضَرُوْنَ سُتُحْضَرُوْنَ لِلْحِسَابِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةُ صِرَاطِ الْجَحِيْمِ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ وَوَسْطِ الْجَحِيْمِ لَشَوْبًا يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَ يُسَاطُ بِالْحَمِيْمِ مَدْحُوْرًا مَطْرُوْدًا اَبْيَضُ مَكْنُوْنٌ اَللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُوْنُ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ يَسْتَسْخِرُوْنَ يَسْخَرُوْنَ بَعْلًا رَبًّا

لائے جائیں گے۔ اگر اُن کی اللہ تعالیٰ سے رشتہ داری ہوتی یا وہ وجوبِ طاعت میں اللہ کے شریک ہوتے تو انہیں عذاب نہ دیتا۔ قولہ لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ، اس سے اس آیت کریمہ : وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ کی طرف اشارہ کیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ،، صافون ،، کی تفسیر فرشتوں سے کی یعنی ہم نماز میں صفیں باندھے کھڑے ہیں اور ہم اس کی تسبیح و تہلیل کرتے ہیں۔

قولہ صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ،، اس سے اس آیت کریمہ : فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور تفسیر میں کہا کہ صراط الجحیم ، سواء الجحیم اور وسط الجحیم تینوں الفاظ ہم معنی ہیں۔

قولہ لَشَوْبًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یخلط اور یسلط سے کی یہ دونوں ہم معنی ہیں۔ جوہری نے کہا سوط یہ ہے کہ بعض اشیاء کو بعض سے ملایا جائے اور حمیم گرم پانی ہے۔

قولہ مَدْحُوْرًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی ،، مطرودا ،، سے تفسیر کی۔ یہ آیت کریمہ سورۂ اعراف میں ہے یہاں اس کا محل نہیں۔ دَحْر کے معنی بھٹکانے اور طرد کرنے کے ہیں۔

قولہ بَيْضٌ ،، اس سے اس آیت کریمہ : كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ،، کی طرف اشارہ کیا لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی گویا کہ جنت کی عورتیں انڈے ہیں۔ پوشیدہ رکھے ہوئے گرد و غبار سے پاک صاف دلکش رنگ۔ بَيْضٌ بیضہ کی جمع ہے مکنون یعنی مستور ہے۔ جس چیز کو پوشیدہ رکھا جائے وہ مکنون ہے۔ مکنون بیض کی صفت لفظ کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ بیض مکنونہ بالتاء چاہیئے تھا۔

قولہ تَرَكْنَا عَلَيْهِ ،، اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی اور اس کو خیر سے ذکر کیا جائے گا۔ يُذْكَرُ بِخَيْرٍ ،، ترکنا علیہ کی تفسیر ہے۔ بعض نے کہا ان کی ہر اُمت میں قیامت تک اچھی تعریف باقی رکھی۔

قولہ يَسْتَسْخِرُوْنَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یسخرون سے اس کی تفسیر کی یعنی جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو استہزاء کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

۴۴۸۵ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَكُوْنَ خَيْرًا مِّنِ ابْنِ مَتّٰى ۴۴۸۶ـ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ

قولہ بَعْلًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور بَعْل کی رب سے تفسیر کی۔ بعل بت کا نام ہے جس کی مشرک عبادت کرتے تھے۔ بعلبک اسی کے نام سے موسوم ہے۔ یعنی تم بُت کی عبادت کرتے ہو اور بہتر خالق کو چھوڑتے ہو!

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک یونس علیہ السلام پیغمبروں سے ہیں ،،

۴۴۸۵ ـــ ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو یہ لائق نہیں کہ وہ یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

۴۴۸۵ ـــ شرح : یعنی نفس نبوت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام مساوی ہیں کوئی دوسرے سے افضل نہیں البتہ درجات میں بعض اوروں سے افضل ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ متی یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام ہے۔ دو پیغمبر ماں کے نام سے مشہور ہیں ایک عیسیٰ بن مریم دوسرے یونس بن متی ہیں بعض نے کہا متی یونس کا باپ ہے۔

۴۴۸۶ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کہا میں یونس بن متی سے افضل ہوں۔ اُس نے جھوٹ کہا۔ ہوسکتا ہے ضمیر رد "اَنَا" سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں ؛ چنانچہ ایک روائت میں ہے لَا تُفَضِّلُوْنِيْ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى ،، مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو۔ اس ارشاد کا باعث یہ ہے کہ جاہل یہ نہ سمجھیں کہ یونس ابن متی علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں چلے جانا اور کئی روز تک اس کے پیٹ میں رہنے سے اس کی نبوت

marfat.com
Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرٍ ابْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ

سُوْرَةُ صٓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۴۸۷ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ فِي صٓ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ أُولٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْجُدُ فِيهَا

میں نقصان ہوا تھا۔ بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں ان کو اللہ سے وہی نسبت ہے جو یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں تھی۔ یہ کلام نفس نبوت کے اعتبار سے ہے۔ درجات میں انبیاء کرام علیہم السلام ایک دوسرے کی نسبت متفاوت ہیں؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ،، یہ رسول ہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

سُوْرَۂ صٓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی ۸۵۔ آیات ہیں۔ صٓ کے معنی میں مختلف اقوال ہیں۔ مجاہد نے کہا یہ سورت کی ابتدا ہے۔ قتادہ نے کہا یہ قرآن کا نام ہے۔ سدی نے کہا یہ اللہ کا نام ہے۔ محمد بن قرظی نے کہا اللہ کے ناموں کا ابتدائی حرف ہے جیسے صمد، صانع المصنوعات اور صادق الوعد ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

marfat.com
Marfat.com

۴۴۸۷ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ الطَّنَافِسِیُّ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَاَلْتُ مُجَاھِدًا عَنْ سَجْدَۃٍ صٓ فَقَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ اَیْنَ سَجَدْتَ فَقَالَ اَوَمَا تَقْرَاُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ فَکَانَ دَاوٗدُ مِمَّنْ اُمِرَ نَبِیُّکُمْ اَنْ یَّقْتَدِیَ بِہٖ فَسَجَدَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجَبٌ عَجِیْبٌ اَلْقِطُ الصَّحِیْفَۃُ وَھُوَ ھٰھُنَا صَحِیْفَۃُ الْحَسَنَاتِ وَقَالَ مُجَاھِدٌ فِیْ عِزَّۃٍ مُعَازِیْنَ الْمِلَّۃِ الْاٰخِرَۃِ مِلَّۃِ قُرَیْشٍ الْاِخْتِلَاقُ الْکَذِبُ الْاَسْبَابُ طُرُقُ السَّمَاءِ فِیْ اَبْوَابِھَا جُنْدٌ مَّا ھُنَالِکَ مَھْزُوْمٌ یَعْنِیْ قُرَیْشًا اُولٰٓئِکَ

کہا یہ سمندر کا نام ہے جس پر عرش ہے جبکہ اس وقت رات اور دن نہ تھے۔ سعید بن جُبَیر سے منقول ہے کہ یہ سمندر کا نام ہے جس کے ساتھ اللہ مُردوں کو دو نفخوں کے درمیان زندہ کرے گا۔ ابو سلیمان دمشقی نے کہا یہ سانپ کا نام ہے جس کا سر زیر عرش اور دم زیر زمین ہے۔ بعض نے کہا یہ "مُصَادَاۃ" سے صیغۂ امر ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے۔ صاد بعملک القرآن یعنی اپنا عمل قرآن پر پیش کرتا کہ تو دیکھے تیرا عمل کس مقام میں ہے۔ جس نے یہ تاویل کی وہ "صاد" کے دال کو مکسور پڑھتا ہے؛ کیونکہ یہ امر ہے۔ عام قراء بسکون الدال پڑھتے ہیں۔ عبداللہ بن اسحاق اور عیسیٰ بن عمر دال کو مکسور پڑھتے ہیں۔ (عینی)

۴۴۸۷ — ترجمہ : شعبہ نے عوام سے روایت کی کہ میں نے مجاہد سے صٓ میں سجدہ کے متعلق دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا "یہ وہ انبیاء ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت کی ان کی ہدایت کی پیروی کرو" ابن عباس رضی اللہ عنہما اس میں سجدہ کرتے تھے۔ (حدیث ۴۳۱۸ کی شرح دیکھیں)

۴۴۸۸ — ترجمہ : محمد بن عبداللہ نے بیان کیا مجھے محمد بن عبیداللہ طنافسی نے عوام سے خبر دی کہ اُنھوں نے کہا میں نے مجاہد سے سورۂ صٓ میں سجدہ کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا آپ (سورہ صٓ میں) کہاں سجدہ کرتے ہیں۔ اُنھوں نے فرمایا کیا تم یہ نہیں پڑھتے "وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ الآیۃ ان کی اولاد سے داؤد اور سلیمان ہیں" علیہما السلام ان کی

marfat.com
Marfat.com

الْاَحْزَابُ اَلْقُرُوْنُ الْمَاضِيَةُ فَاَقَّ رَجُوْعٌ قِطَّنَا عَذَابَنَا اِتَّخَذْنَاهُمْ سُخْرِيًّا اَحْطَنَا بِهِمْ اَتْوَابٌ اَمْثَالٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْاَيْدُ اَلْقُوَّةُ فِى الْعِبَادَةِ اَلْاَبْصَارُ اَلْبَصَرُ فِىْ اَمْرِ اللّٰهِ حُبُّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّىْ مِنْ ذِكْرِ طَفِقَ مَسْحًا يَمْسَحُ اَعْرَانَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيْبَهَا اَلْاَصْفَادِ اَلْوَثَاقِ

ہدایت کی پیروی کرو ،، اور داؤد علیہ السلام اُن نبیوں میں سے ہیں جن کی پیروی کرنے کا تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سجدہ فرمایا تھا ،،

۴۴۸۸ — شرح : یعنی حضرت داؤد علیہ السلام نے اس میں سجدہ کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اقتدار کرنے میں مامور ہیں اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنے میں مامور ہیں اور آپ کی متابعت ہم پر لازم ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ صٓ میں سجدہ واجب ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سورہ صٓ میں سجدہ تلاوت واجب نہیں اور یہ حدیث احناف کے مسلک کی تائید کرتی ہے۔ اور امام شافعی پر حجت قائم ہے۔ حدیث ۱۰۱۲ کی شرح دیکھیں ،،

اسماء رجال : محمد بن عبداللہ ذہلی ہیں اپنے دادا محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس ابن ذؤیب ابوعبداللہ ذہلی نیشاپوری کی طرف منسوب ہیں وہ امام بخاری کے اُستاذ ہیں اور تیس احادیث اِن سے روایت کی ہیں، لیکن امام نے اِن کا نام صراحۃً ذکر نہیں کیا اور محمد بن عبداللہ ذہلی نہیں کہا بلکہ صرف کہا " حدثنا محمد "، ہم سے محمد نے بیان کیا اس کا سبب یہ ہے کہ جب امام بخاری نیشاپور گئے تو محمد بن یحییٰ ذہلی نے اُن سے خلق لفظ کے مسئلہ میں بحث کی۔ اس لئے امام نے محمد بن یحییٰ سے روایات تو سُنی ہیں ان کو ترک نہ کیا لیکن اُستاد کے نام کی تصریح نہ کی جیسا کہ چاہیئے تھا یہ کلاباذی اور ابن طاہر نے ذکر کیا ہے، لیکن دُوسرے علماء نے کہا ہوسکتا ہے کہ یہ محمد بن عبداللہ بن مبارک مخرمی ہو، کیونکہ وہ بھی محدثین کے اس طبقہ میں ہیں۔

قولہ عُجَاب ،، اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور عُجَاب بمعنی عجیب ہے۔ عُجَّاب بتشدید الجاء بھی پڑھا جاتا ہے دونوں کا معنی واحد ہے جیسے کریم اور کرام، کبیر اور کبار، طویل اور طوال اور عریض و عراض بکثرت پڑھتے ہیں۔

قولہ اَلْقِطُّ ،، اس سے اِس آیت کریمہ : وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ،،

marfat.com
Marfat.com

کی طرف اشارہ کیا اور کہا قِطّ مطلق صحیفہ کو کہتے ہیں، لیکن یہاں صحیفہ حسنات، مراد ہے۔ یعنی کفار نے کہا اے ہمارے ربّ یومِ حساب سے پہلے ہمارا حصّہ ہمیں جلد دے۔ نسفی نے کہا "صحیفہ حساب" مراد ہے۔ جب یہ آیت کریمہ " فَاَمَّا اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ " نازل ہوئی تو نضر بن حارث نے بطور تمسخر کہا تھا۔ روزِ حساب سے پہلے ہمارا حساب چکا دیں۔ قِطّ دراصل بمعنی قطعہ ہے۔ صحیفہ بھی کاغذ کا ٹکڑا ہوتا ہے۔

قتادہ اور مجاہد نے کہا اس سے مراد عقوبت اور عذاب ہے۔ یعنی جو عذاب ہمارے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ وہ جلد از جلد لائیں۔ بعض نے قطّ بمعنی کتاب ہے اس کی جمع قطوط اور قِطَطٌ ہے جیسے قِرد کی جمع قِرَدَۃٌ ہے۔ قولہ فِیْ عِزَّةٍ " اس سے آیت کریمہ " بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ " کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر " مُعَازِّیْنَ " سے کی۔ یعنی بلکہ کافر تکبّر اور خلاف میں ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے عداوت رکھتے ہیں۔ اس لئے اعترافِ حق نہیں کرتے۔ معازّین بمعنی مغالبین اور شقاق بمعنی خلاف ہے۔ قولہ اَلْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ " اِس سے آیت کریمہ : مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَا اِلَّا اخْتِلَاقٌ " کی طرف اشارہ کیا اور ملّتِ آخرہ کی تفسیر ملّتِ قریش سے کی اور اختلاق بمعنی کذب ہے۔ یعنی ہم نے قریش کی ملّت میں واحدنیت کا نام نہیں سُنا۔ یہ تو خالص جھوٹ ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ذکر کیا ملّت آخرہ سے مراد وہ ملّت ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے یا عیسیٰ علیہ السّلام کی ملّت مراد ہے کہ وہ سب دینوں سے مؤخر ہے۔ یعنی ہم نے اس ملت میں خدا ایک نہیں جانا نصاریٰ کہتے ہیں اللہ کے ساتھ اور خدا بھی ہے اُن کا یہ کہنا از روئے جہالت اور عناد تھا ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السّلام کی ملّتوں میں یہی مذکور ہے کہ اللہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ابراہیم علیہ السّلام کے دین و ملّت کو یہ جانتے ہی تھے۔

قولہ الْاَسْبَاب آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ " کی طرف اشارہ کیا اور اسباب کی تفسیر آسمان کے دروازوں میں راہوں سے کی یعنی وہ آسمان پر چڑھیں اور وحی لے کر آئیں اور جسے چاہیں وحی کے ساتھ خاص کریں اور عالم کی تدبیر اپنے ہاتھ میں لیں اور جب یہ کچھ نہیں ہے تو امور ربانیہ اور تدابیر الٰہیہ میں دخل کیوں دیتے ہیں ان کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کافروں اور منکرینِ اسلام کے لئے یہ سخت تہدید اور زجر اور تعجیز و توبیخ ہے۔

قولہ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ " اس سے اس آیت کریمہ " جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ " کی طرف اشارہ کیا یعنی کفارِ قریش آخر کار شکست خوردہ مکہ واپس آئیں گے یہ اخبار بالغیب ہے، کیونکہ اس کے بعد وہ شکست خوردہ مکہ کی طرف لوٹے تھے " جُنْدٌ " خبر اس کا مبتداء هُمْ محذوف یعنی هُمْ جُنْدٌ۔ کلمہ مَا زائدہ یا جُند کی خبر ہے۔ مَهْزُوْمٌ دوسری خبر ہے اور هُنَالِكَ سے ان کی واپسی کے مکان کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی وہ اس جگہ عنقریب شکست کھائیں گے۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے

marfat.com
Marfat.com

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ میں وعدہ کیا تھا کہ عنقریب اللہ ان کو ہزیمت کا منہ دکھائے گا، چنانچہ اس وعدہ کی ایفاء بدر میں ہوئی کہ کافروں کی کمریں ٹوٹ گئیں اور ان کی شوکت وسطوت خاک آلود ہوگئی۔

قولہ "اُولٰٓئِکَ الْاَحْزَابُ" اس سے اِس آیت کریمہ: وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ "اُولٰٓئِکَ الْاَحْزَابُ" کی طرف اشارہ کیا اور اولائک الاحزاب کی تفسیر قرونِ ماضیہ سے کی۔ یعنی جو لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابل جتھے باندھ کر آئے مشرکین مکہ انہیں گروہوں میں سے ہیں۔

قولہ "فُوَاقٍ" اس سے اس آیت کریمہ: مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً مَّا لَھَا مِنْ فُوَاقٍ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور ذکر کیا کہ فُوَاق بمعنی رجوع ہے۔ یہ راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی جسے کوئی پھیر نہیں سکتا ایک چیخ قیامت نفخۂ اولیٰ ہے جو اُن کے عذاب کی میعاد ہے۔ یعنی اُن کے لئے اقامت اور دُنیا کی طرف ہرگز رجوع نہیں۔ اگر فواق بضمِ فاء ہو تو معنی یہ ہے کہ ان کو اونٹنی کے دودھ دوہنے کی مقدار میں افاقہ نہ ہوگا۔ اونٹنی کو وقفہ وقفہ سے دوہتے ہیں اور دونوں دوہنوں کے درمیان وقفہ کو فُوَاق کہتے ہیں۔ بعض نے کہا فُوَاق بالضم والفتح معنی واحد ہے۔

قولہ "قِطَّنَا" بمعنی عذاب ہے اس سے پہلے قِطّ کی تفسیر صحیفہ سے کی تھی اور یہاں بمعنی عذاب ہے یعنی ہمیں جلدی عذاب دیں لہٰذا اس میں تکرار نہیں۔

قولہ "اِتَّخَذْنٰھُمْ سُخْرِیًّا" اس سے اس آیت کریمہ: اِتَّخَذْنٰھُمْ سُخْرِیًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْھُمُ الْاَبْصَارُ" کی طرف اشارہ کیا اور اَحَطْنَا بِھِمْ سے اس کی تفسیر کی۔ اس آیت کریمہ کا معنی پہلی آیت کے ملانے سے واضح ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا کُنَّا نَعُدُّھُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ" یعنی کفارِ قریش دوزخ میں کہیں گے۔ کیا وجہ ہے کہ ہم اِن لوگوں کو دیکھ نہیں رہے ہیں جنہیں ہم بُرا سمجھتے تھے کیا ہم نے انہیں ہنسی بنالیا یا آنکھیں اُن کی طرف سے پھر گئیں۔ صنادیدِ قریش غریب مسلمانوں کو بُرا سمجھتے تھے اور انہیں اپنے دین کا مخالف ہونے کے باعث شریر کہتے تھے اور غریب ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھتے تھے۔ جب کفار جہنم میں انہیں نہ دیکھیں گے تو کہیں گے وہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتے پھر کہیں گے وہ دوزخ میں آئے ہی نہیں۔ ہمارا اُن کے ساتھ استہزاء کرنا اور ان کی ہنسی بنانا باطل تھا۔ اس لئے وہ ہمیں نظر نہیں آئے۔

قولہ "اَتْرَاب" اس سے اس آیت کریمہ: وَعِنْدَھُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ" کی طرف اشارہ کیا اور کہا اتراب بمعنی امثال ہے۔ اَتراب تِرب بکسرِ التاء کی جمع بمعنی لذت ہے۔ یعنی اُن کے پاس وہ بیبیاں ہیں کہ اپنے شوہر کے سوا اور کی طرف آنکھ نہیں اُٹھاتیں۔ وہ سن میں برابر ایک دوسری کی مثل ہیں ایسے حسن وجمال اور جوانی میں آپس میں محبت رکھنے والی اور ایک دوسرے سے بغض نہیں رکھتیں اور نہ رشک و حسد کرتی ہیں۔ قولہ "اَلْاَیْدِ اَلْقُوَّۃُ" اس سے اس آیت کریمہ: "وَاذْکُرْ عِبٰدَنَا اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ" کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی

marfat.com
Marfat.com

تفسیر میں ذکر کیا کہ "اید" عبادت میں قوت ہے اور "ذوالابصار" کی تفسیر اللہ کے امر میں غور و خوض سے کی۔ یعنی ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو جو اللہ کی عبادت میں قوی اور معرفتِ خدا میں بصیرت والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت علمیہ اور عملیہ عطا فرمائیں اور اپنی معرفت اور طاعات پر قوت عطا فرمائی قولہ "حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي" سے اس آیت کریمہ "اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ" کی طرف اشارہ کیا اور "عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ" کی تفسیر "مِنْ ذِكْرِ" سے کی یعنی عَنْ بمعنی مِنْ ہے۔ حروفِ جارہ ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں اور "خیر" بمعنی خیل ہے یعنی سلیمان علیہ السلام نے کہا مجھے گھوڑوں کی محبت پسند آتی ہے۔ عرب راء کو لام سے بدل لے آتے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے اِنْهَمَلَتِ الْعَيْنُ وَانْهَمَرَتْ، یہ وہ گھوڑے ہیں جو سلیمان کو پیش کئے گئے ان کی دیکھ بھال سے عصر کی نماز رہ گئی اور سورج غروب ہوگیا۔

قولہ طَفِقَ مَسْحًا، اس سے اس آیت کریمہ: طَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر يَمْسَحُ اَعْرَافَ الْخَيْلِ آہ سے کی۔ اَعْرَاف عُرف بضم العین کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں گھوڑے کی گردن کے بال، عَرَاقِيب عُرْقُوب کی جمع ہے۔ یہ ایڑی کے اوپر سخت عصب ہے۔ یعنی سلیمان علیہ السلام گھوڑوں سے مشغول رہے حتی کہ سورج پردے میں چلا گیا (غروب ہوگیا) تو انہوں نے گھوڑوں کی گردنیں اور ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثعلبی سے نقل کیا کہ سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے گھوڑوں کو نحر کرنا شروع کیا اور تلوار سے ان کی گردنیں اڑانی شروع کیں، عام تفاسیر میں اسی طرح مذکور ہے۔

فاضل بریلی حضرت عارف باللہ امام احمد رضا خانصاحب نے اس آیت کریمہ کا ترجمہ یہ کیا ہے "تو سلیمان علیہ السلام نے کہا مجھے اِن گھوڑوں کی محبت پسند آئی اپنے رب کی یاد کے لئے پھر انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ نگاہ سے پردے میں چھپ گئے پھر حکم دیا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے"، اس کی تفسیر خزائن العرفان میں تفسیر کبیر سے نقل کی کہ اس پر ہاتھ پھیرنے کے چند باعث تھے۔ ایک تو گھوڑوں کے عزت و شرف کا اظہار کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں بہتر معین ہیں۔ دوسرے امورِ سلطنت کی خود نگرانی فرمانا کہ تمام عُمّال مستعد رہیں۔ سوم یہ کہ آپ کے گھوڑوں کے احوال اور اُن کے امراض و عیوب کے اعلیٰ ماہر تھے۔ اُن پر ہاتھ پھیر کر ان کی حالت کا امتحان فرماتے تھے"

قولہ "اَلْاَصْفَاد"، اس سے اس آیت کریمہ "مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ"، کی طرف اشارہ کیا اور وثاق بمعنی قید سے اس کی تفسیر کی۔ اَصْفاد صفد کی جمع ہے۔ یعنی وہ قید میں مضبوط باندھے ہوئے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ هَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

۴۴۸۹ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَّمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ عِفْرِیْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَیَّ الْبَارِحَةَ اَوْ کَلِمَةً نَحْوَهَا لِیَقْطَعَ عَلَیَّ الصَّلٰوةَ فَاَمْکَنَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ وَاَرَدْتُ اَنْ اَرْبِطَهٗ اِلٰی سَارِیَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَیْهِ کُلُّکُمْ فَذَکَرْتُ قَوْلَ اَخِیْ سُلَیْمٰنَ رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهٗ خَاسِئًا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے میرے رب بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطاء فرما کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بیشک تو ہی بہت عطاء کرنے والا ہے۔

اس ملک سے مراد ہوا، پرندوں اور جنوں کی تسخیر، تمام لوگوں پر حکومت اور دُنیا کے ملک پر رعب وغلبہ ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ،،

۴۴۸۹ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک طاقتور جن آج میرے سامنے آیا (یا اس طرح کوئی اور کلمہ فرمایا) تاکہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ

۴۴۹۰ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ يَقُوْلَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اَللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ

میری نماز قطع کرے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قادر کیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں۔

۔تاکہ تم صبح کے وقت اس کو دیکھو۔ پھر میں نے اپنے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کا کلام اے میرے رب مجھے ایسا ملک عطاء فرما جو میرے بعد کسی کے مناسب نہ ہو۔ یاد کیا روح نے کہا" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ذلیل وخوار کر کے چھوڑ دیا۔

(حدیث ع ۴۵۱ کی شرح دیکھیں)

باب ــــ اور میں بناوٹ والوں میں نہیں

کی طرف اشارہ کیا۔

تفسیر : اس سے پہلے " قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ " اے حبیب فرما دو! میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں میں سے نہیں یہ تو جہان والوں کے لئے نصیحت ہی ہے۔ اس آیت کریمہ نے دوسری آیت کریمہ ..... : قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى " اے محبوب فرما دو میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا مگر قریبوں سے محبت کو منسوخ کر دیا۔ حسن بن فضل نے یہی کہا ہے۔ مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ " کے معنی یہ ہیں کہ میں نے تکلف سے قرآن نہیں بنایا اور میں اُن لوگوں میں سے نہیں جو نااہل ہوتے ہوئے باتیں بناتے ہیں۔ اے مشرکو! تم نے مجھے جانا ہے کہ میں اس شئی کا ہرگز دعویٰ نہیں کرتا جو میرے پاس نہیں لہٰذا نبوّت و قرآن میری اپنی باتیں نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کیا ہے کہ میں انہیں لوگوں تک پہنچا دوں یہ سارے جہان کے لئے نصیحت ہے۔

۴۴۹۰ــــ ترجمہ : مسروق نے کہا ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے

marfat.com
Marfat.com

لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ مَآ اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ
الْمُتَكَلِّفِيْنَ وَسَاُحَدِّثُكُمْ عَنِ الدُّخَانِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
دَعَا قُرَيْشًا اِلَى الْاِسْلَامِ فَاَبْطَؤُا عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ
يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ فَحَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى اَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُوْدَ حَتّٰى
جَعَلَ الرَّجُلُ يَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ دُخَانًا مِنَ الْجُوْعِ قَالَ اللّٰهُ فَارْتَقِبْ
يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ
فَدَعَوْا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ
جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ اِنَّا كَاشِفُوا
الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ فَيُكْشَفُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَكَشَفَ
ثُمَّ عَادُوْا فِيْ كُفْرِهِمْ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ نَبْطِشُ
الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ

کہا اے لوگو! جو کوئی شئ جانتا ہو تو بیان کرے اور جو نہ جانتا ہو وہ یہ کہے "اللہ جانتا ہے"، کیونکہ جو کوئی نہ جانتا ہو وہ کہے کہ اللہ جانتا ہے۔ یہ بھی جملہ علم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: فرمادو میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں میں سے نہیں۔ میں تمہیں دخان کی بات کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دعوت اسلام دی انھوں نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کر دی تو آپ نے فرمایا: اے اللہ ان کافروں پر یوسف کے سات سالوں کی طرح قحط کے سات سالوں کے ساتھ میری مدد کر۔ ان کو قحط سالی نے آلیا اور وہ ہر شئ لے گئی (کفار کی خوراک ختم ہوگئی) اور انھوں نے مُردار اور ان کے چمڑے کھائے۔ حتی کہ ان میں سے کوئی شخص اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کی وجہ سے دھواں دیکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم اس دن کے منتظر رہو جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ ہے دردناک عذاب"، ابن مسعود نے کہا لوگوں نے دعا کی "اے ہمارے

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الزُّمَر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ يُجَرُّ عَلٰى وَجْهِهٖ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا ذِيْ عِوَجٍ لَبْسٍ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ مَثَلٌ لِاٰلِهَتِهِمِ الْبَاطِلِ وَاِلٰهِ الْحَقِّ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ بِالْاَوْثَانِ خَوَّلْنَا اَعْطَيْنَا الَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ الْقُرْاٰنُ وَصَدَّقَ بِهِ الْمُؤْمِنُ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَقُوْلُ هٰذَا الَّذِيْ اَعْطَيْتَنِيْ عَمِلْتُ بِمَا فِيْهِ مُتَشَاكِسُوْنَ الشَّكِسُ الْعَسِرُ لَا يَرْضٰى

پروردگار ہم سے عذاب کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں۔ پھر وہ اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔ ہم کچھ دنوں عذاب کھول دیتے ہیں تو پھر وہی کروگے ،، (ابن مسعود نے کہا) کیا قیامت کے دن کا عذاب کھولا جائے گا؟ پس اللہ نے عذاب کھول دیا پھر وہ کفر کی طرف لوٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز ان کی گرفت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے۔ بے شک ہم بدلہ لینے والے ہیں۔ (حدیث ۴۴۵۶ کی شرح دیکھیں)

سُوْرَہ زُمَر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت سورت سباء کے بعد اور مومن سے پہلے نازل ہوئی۔ یہ سورت مکیہ ہے اس کی دو آیتیں مدنی ہیں اور وہ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا اور وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ،، ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بِالْاَنْصَافِ وَرَجُلًا سَلَمًا وَيُقَالُ سَالِمًا صَالِحًا اِشْمَأَزَّتْ نَفَرَتْ بِمَفَازَتِهِمْ مِنَ الْقُوْنِ حَافِّيْنَ اَطَافُوْا بِهٖ مُطِيْفِيْنَ بِحَفَافَيْهِ بِجَوَانِبِهٖ مُتَشَابِهًا لَيْسَ مِنَ الْاِشْتِبَاهِ وَلٰكِنْ يَشْبَهُ بَعْضُهٗ بَعْضًا فِى التَّصْدِيْقِ

مجاہد نے اس آئت کریمہ: اَفَمَنْ يَّتَّقِىْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ،، کی تفسیر میں کہا اس کو منہ کے بل دوزخ کی آگ میں گھسیٹا جائے گا یعنی اس کے ہاتھ گردن سے باندھ کر دوزخ میں ڈالا جائیگا اور وہ دوزخ کی آگ سے اپنی حفاظت نہ کرسکے گا اور منہ کے بل اس میں گرے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِىْٓ اٰمِنًا ،، کیا جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ شخص بہتر ہے جو عذاب سے امن میں ہوگا۔ ان دونوں میں تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کلام میں کچھ عبارت محذوف ہے وہ یہ ہے: يَتَّقِىْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ كَمَنْ اٰمِنَ مِنَ الْعَذَابِ ،، یعنی جو سخت عذاب سے اپنے چہرے کے بل چل کر اپنی حفاظت کرے وہ اس شخص جیسا ہوسکتا ہے؟ جو عذاب سے مامون ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: يُجَرُّوْنَ بِوُجُوْهِهِمْ فِى النَّارِ یہ آئت کریمہ: اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ کی مثل ہے وجہ تشبیہ ہم نے اوپر ذکر کردی ہے۔ علامہ ابن حجر نے شیخ عبدالرزاق کی روائت بواسطہ سفیان ابن عیینہ اور بشر بن تمیم ذکر کیا کہ یہ آئت کریمہ ابوجہل لعنۃ اللہ علیہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ ابوجہل ہے اور خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِىْٓ اٰمِنًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ،، عمار بن یاسر ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،، طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف اسناد سے روائت ذکر کی کہ ابوجہل کے ہاتھ باندھ کر اسے دوزخ کی طرف چلایا جائے گا۔ پھر اسے اس میں پھینکا جائے گا۔ سب سے پہلے اس کا چہرہ آگ سے مس کرے گا۔

ترکیب: اَفَمَنْ ،، میں لفظ مَنْ موصولہ مبتدا ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے اور وہ كَمَنْ اٰمَنَ مِنَ الْعَذَابِ ہے۔ قولہ غَيْرَ ذِىْ عِوَجٍ ،، اس سے اس آئت کریمہ: قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِىْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور عِوَج کی لَبْس بمعنی التباس سے تفسیر کی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا یہ تفسیر باللازم ہے؛ کیونکہ جس میں لَبْس ہو وہ معنیٰ میں عِوَج کو مستلزم ہے۔

قولہ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ آہ اس سے اس آئت کریمہ ،، ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے (مشرک اور موحد کی) ایک غلام میں کئی بدخو آقا شریک ہوں اور ایک نرے ایک مولیٰ کا، کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے یعنی ایک جماعت کا غلام نہائت پریشان ہوتا ہے کہ ہر ایک آقا اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے اپنے کام بتاتا ہے۔ وہ حیران ہے کہ کس کا حکم بجا لائے اور کس طرح تمام آقاؤں کو راضی کرے اور خود اس غلام کو

marfat.com
Marfat.com

جب کوئی حاجت و ضرورت پیش ہو تو کس آقا سے کہے بخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو وہ اُس کی خدمت کر کے اسے راضی کر سکتا ہے اور جب کوئی حاجت پیش آئے تو اسی سے عرض کر سکتا ہے۔ اس کو کوئی پریشانی پیش نہیں آتی۔ ثعلبی نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ کافروں کی مثال بیان کی ہے کہ کئی اِلٰہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اور مومن کی جو صرف ایک معبود حق واجب الوجود کی عبادت کرتا ہے۔ مُتشاکِسُون بمعنی مُتنازِعُون ہے۔ جھگڑا کرتے ہیں۔

قولہ یُخَوِّفُوْنَکَ ،، اس سے اس آیت کریمہ : اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ وَیُخَوِّفُوْنَکَ بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مِنْ دُوْنِہٖ ،، کی "اوثان" سے تفسیر کی یعنی آپ کو مشرک بتوں کی مضرت و اذیت سے خوف دلاتے ہیں اور کہتے ہیں آپ ہمارے بتوں پر عیب نکالتے ہیں۔ ان کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے ہیں ایسی باتیں کرنے سے رُک جائیں ورنہ آپ کو انہی کی بد دعا لگے گی۔

قولہ خَوَّلْنَا ،، اس سے اس آیت کریمہ : ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنَاہُ نِعْمَۃً مِّنَّا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر خَوَّلْنَا کی اَعْطَیْنَا ،، سے تفسیر کی۔ تخویل کے معنی اِعطاء ہیں۔

قولہ وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور "صدق" کی تفسیر قرآن سے کی۔ اور مومن نے اس کی تصدیق کی۔ وہ قیامت میں قرآن لے کر آئے گا اور کہے گا اے اللہ یہ ہے جو تو نے مجھے دیا تھا۔ میں نے اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کیا ہے۔ سُدّی نے کہا : اَلَّذِیْ جَآءَ ،، سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے۔ صدق قرآن ہے اور مصدق سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ نے مخلوق کو تبلیغ کی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ، ابوالعالیہ اور کلبی سے منقول ہے کہ جو صدق لائے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مصدق ،، تصدیق کرنے والے ،، ابوبکر صدیق ہیں "رضی اللہ عنہ" قولہ مُتشاکِسُوْن ،، اس سے اس طرف اشارہ کیا : وَرَجُلًا فِیْہِ شُرَکَآءُ مُتَشٰکِسُوْنَ ،، یعنی اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ متشاکس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ "متشکس" وہ ہے جو انصاف سے خوش نہ ہو۔ یعنی شکس صفت مشبہ اسی باب سے ہے لیکن قرآن کریم میں باب تفاعل سے بمعنی تشارُک فی الشوم سے عَسِر بفتح العین وکسر السین ہے۔ جیسے حَذِر ،، صفت مشبہ۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے شکس کی تفسیر عَسِر سے کی ہے جو انصاف سے خوش نہ ہو۔ عَسِیر بروزن فعیل سے بھی تفسیر کی جاتی ہے۔

قولہ رَجُلًا سَلَمًا وَیُقَالُ سَالِمًا ،، یعنی سَلَم کا سین مفتوح و مکسور دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ زجاج نے کہا یہ دونوں مصدر رَجُل کی صفت ہیں جیسے رَجُل عَدْلٌ کہا جاتا ہے۔

قولہ اِشْمَأَزَّتْ ،، اس سے اس آیت کریمہ ،، وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اِشْمَأَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر "نَفَرَتْ" سے کی ،، یعنی کافروں کے دل نفرت کرتے ہیں اور اس کے قبول کرنے سے بھاگتے ہیں۔ مجاہد نے اس کی تفسیر "اِنْقَبَضَتْ" سے کی ہے۔ یعنی کافروں کے دل انکار کرتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

قولہ بِمَفَازَتِهِمْ، سے اس آیت کریمہ : وَنُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ کی طرف اشارہ کیا اور مفازت مصدر میمی بمعنی فوز ہے۔

قولہ حَافِّيْنَ " اس سے اس آیت کریمہ " وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ" کی طرف اشارہ کیا اور حَافِّيْنَ " کی مُطِيْفِيْنَ " سے تفسیر کی۔ یہ اطاف سے اسم فاعل ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ کسی شئ کے اردگرد پھرنا۔ بِحَفَافَيْهِ " حِفَاف کا تثنیہ ہے۔ اس کے معنی جانب ہیں۔ یعنی بِجَوَانِبَيْهِ " یعنی فرشتے عرش کے اردگرد اس کی تمام جوانب کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔

قولہ مُتَشَابِهًا " اس سے اس آیت کریمہ : اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا ، کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا مُتَشَابِهًا اِشْتِبَاهًا بمعنی اِلْتِبَاسٍ سے نہیں۔ لیکن بعض قرآن دوسرے بعض سے تصدیق میں مشابہت رکھتا ہے کیونکہ قرآن کریم کا بعض بعض کی تفسیر کرتا ہے۔ بعض علماء نے کہا قرآن کریم مُعْجِز ہونے کے باعث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرنے میں ایک دوسرے سے مشابہ ہے۔

باب تم فرماؤ! اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی " تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے "

تفسیر : اس آیت کریمہ کے شانِ نزول میں مختلف اقوال ہیں۔ مشرکوں میں سے چند آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے حضور سے عرض کی کہ آپکا دین تو بے شک حق اور سچا ہے ؛ لیکن ہم نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں۔ بہت سی معصیتوں میں مبتلا رہے ہیں کیا

marfat.com
Marfat.com

۴۴۹۱ ـــ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ یَعْلٰی اِنَّ سَعِیْدَ بْنَ جُبَیْرٍ اَخْبَرَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَاسًا مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوْا قَدْ قَتَلُوْا وَاَكْثَرُوْا وَزَنَوْا وَاَكْثَرُوْا فَاَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِیْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَیْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَنَزَلَ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

کسی طرح ہمارے گناہ معاف ہوسکتے ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کافران مکہ کہتے تھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ جو کوئی کسی کو ناحق قتل کردے جس کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے۔ اور بتوں کی عبادت کرے اللہ اُس کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اور ہم نے غیر خدا کی عبادت کی ہے۔ اور محترم جانیں ضائع کی ہیں۔ ہمیں اللہ کیسے بخشے گا؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کے حق میں نازل ہوئی۔ نیز یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ لوگوں نے جاہلیت میں عظیم ترین گناہ کئے تھے اُنھوں نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام لانے کے وقت حالت بیعت میں پوچھا کہ اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف کردے گا؟ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ یہ گناہ اسلام لانے سے پہلے کے ہیں۔ اسلام پہلے گناہوں کے عفو کا موجب ہے اور اسلام کے بعد ان کی عفو قطعی ہے اور اسلام کے بعد اگر جرائم ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کردے چاہے تو دوزخ میں عذاب دینے کے بعد دوزخ سے باہر لاکر نیک اعمال کے باعث جنت عطاء فرمائے۔ اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مشرکوں کی ایک جماعت نے قتل کئے اور بہت قتل کئے۔ اُنھوں نے زنا کئے اور بہت زنا کئے وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا جو آپ فرماتے ہیں اور جس طرف بُلاتے

۴۴۹۱ ـــ

marfat.com
Marfat.com

بابُ قولہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ

۴۴۹۲ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَبِیْدَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْاَحْبَارِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَجِدُ اِنَّ اللّٰہَ یَجْعَلُ السَّمٰوٰتِ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِیْنَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالثَّرٰی عَلٰی اِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلٰی اِصْبَعٍ فَیَقُوْلُ اَنَا الْمَلِکُ فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ تَصْدِیْقًا لِقَوْلِ الْحِبْرِ ثُمَّ قَرَأَ

ہیں اچھا ہے۔ اگر آپ ہمیں یہ خبر دیں کہ جو کچھ ہم نے کبائر کئے ہیں ان کا کفارہ ہو جائے گا ؟ اگر اسلام قبول کرنے سے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے تو ہم اسلام قبول کرتے ہیں تو یہ آیت کریمہ : وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ الآیۃ نازل ہوئی۔ یعنی جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسرے باطل معبود کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق ہلاک نہیں کرتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا اس پہ عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے اور یہ آیت نازل ہوئی تم فرما دو ! اے میرے بندو جنہوں نے اپنی زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

۴۴۹۱ــ شرح : طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی کہ حدیث مذکور کا سوال کرنے والا شخص وحشی بن حرب تھا۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا کہ "یَعْلٰی" بفتح الیاء وسکون العین وفتح اللام مقصور ہے۔ یَعْلٰی بن مسلم اور یَعْلٰی بن حکیم دونوں سعید بن جُبَیر سے روایت کرتے ہیں اور ابن جُریج ان دونوں سے روایت کرتے ہیں۔ اس طرح کے التباس سے اسناد میں قدح نہیں ہوتی کیونکہ یہ دونوں بخاری کی شرط کے مطابق ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کرمانی سلامتی کی راہ چلے ہیں اور دونوں یعلیٰ میں کسی ایک کا جزم نہیں کیا جبکہ صاحب توضیح نے ابو داؤد کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا کہ انھوں نے تصریح کی ہے کہ یہ یعلیٰ بن حکیم ہے لیکن یہ صحیح نہیں ؛ کیونکہ بخاری نے اس کو نسبت کے بغیر ذکر کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ

باب ۴ اور اُنہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کا حق تھا،،

۴۴۹۲ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا علماء یہود سے ایک عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، پانی کو ایک انگلی پر، زمین سے نیچے تر خاک کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر کرے گا پھر کہے گا میں بادشاہ اور ہر شئ کا مالک ہوں۔ (یہ سُن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے۔ پھر آپ نے پڑھا ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسے اس کا حق ہے۔

شرح : ۴۴۹۲ ـــــ علامہ قسطلانی نے کہا یہودیوں نے اس قول میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم نہیں کی جیسا اس کی تعظیم کا حق ہے جبکہ اس کے باوجود اُنہوں نے اللہ کا شریک بنایا۔ امام نووی نے کہا یہ آئت کریمہ یہودی عالم کے قول کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔ ترمذی کی روائت میں ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کی بات پر تعجب فرمایا اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے آپ ہنس پڑے۔ اسی طرح مسلم شریف میں ہے۔ ابن خزیمہ نے اسرائیل کے ذریعہ منصور سے روائت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے ہنسے اور سامنے والے دانت شریف ظاہر ہوگئے۔ نیز ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ ایک یہودی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور کہا اے ابا القاسم آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اس پر رکھے گا (چھنگلی کی طرف اشارہ کیا پھر ساتھ والی انگلی کی طرف اشارہ کیا اور کہا) اور زمینوں کو اس پر، پانی کو اس پر، پہاڑوں کو اس پر اور ساری مخلوق کو اس پر رکھے گا (ترتیب سے باقی انگلیوں کی طرف اشارہ کیا اور انگوٹھے تک پہنچا) ان روایات سے شدید اشتباہ واضح ہوتا ہے۔ بعض نے اس کو اس پر محمول کیا کہ یہودی اللہ کو اجسام سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اس لئے ان کو مُشبّہ کہتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ مذہب نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے اثبات میں علماء اہلِ سنّت و جماعت کے دو گروہ ہیں۔ علماء کی ایک جماعت

marfat.com
Marfat.com

اس میں توقف کرتی ہے۔ اور ان روایات کی تاویل نہیں کرتی اور اس کا علم اللہ تعالیٰ وتقدس کے سپرد کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری جماعت ان کی تاویل کرتی ہے، چنانچہ بعض نے کہا اس سے مراد اللہ کی قدرت ہے۔ ابن فورک نے کہا اس سے مراد اللہ کی بعض مخلوق کی انگلی ہے اور یہ اللہ کے نزدیک محال نہیں۔ محمد بن شجاع ثلجی نے کہا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی مخلوق پیدا کی ہو جس کا نام انگلی کے نام جیسا ہو اسی طرح جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن کا دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے کی تاویل قدرت و ملک سے کرتے ہیں۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا اس میں اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اسی چیز کا اطلاق کرنا چاہیئے جو نص قطعی یا صحیح حدیث میں مذکور ہو۔ ورنہ ایسے اطلاق میں توقف ضروری ہے۔ اور کتاب وسنت میں اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کا ثبوت ہرگز نہیں، لیکن اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ اس سے اللہ کا ہاتھ ثبوت ہوتا ہے تو انگلیاں بھی ثابت ہوگئیں اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں "یَدٌ" سے مراد کام کرنے والا آلہ نہیں تاکہ اس کی انگلیاں ثابت ہو جائیں اور اس کو انگلیاں لازم نہیں کیونکہ ہاتھ "پکڑنے کا آلہ ہے" اور یہ ہڈیوں اور گوشت پوست کے ساتھ مخصوص نہیں۔ جیسے قلم کتابت کا آلہ ہے۔ لہٰذا اللہ کا ہاتھ اور اس کی انگلی سے مراد بھی وہی ہے جو اس کی ذات کے لائق ہے جو شوائب حدوث وامکان کی کدورتوں سے پاک وصاف ہے۔ لہٰذا یَدٌ اصابع کو مستلزم نہیں۔ یا اس طرح کی احادیث مجازی معنی پر محمول ہیں، چنانچہ کوئی مشکل کام کسی طاقتور شخص کی طرف منسوب کیا جائے تو وہ اپنی قدرت کا اظہار اور اس کام کی نوعیت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔ یہ میرے بائیں کی انگلی کا کام ہے۔ اور مسلم و ترمذی اور دوسری روایات میں جو مذکور ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے ہنس پڑے۔ اس سے یہودی کی بات کی تصدیق نہیں ہوتی کیونکہ آپ کا ہنسنا بطور تعجب تھا۔ راوی نے اپنے گمان سے یہودی کی تصدیق سمجھی۔

عارف قسطلانی نے ابوالعباس قرطبی سے نقل کیا کہ "تصدیقًا" کو راوی کا قول سمجھنا باطل ہے۔ کیونکہ اللہ کی طرف انگلیوں کی نسبت کرنا محال ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم محال کی تصدیق نہیں کر سکتے ہیں اور "وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ" یعنی یہودیوں نے اللہ کو نہیں پہچانا جیسے اس کا حق ہے" اس بات میں شک نہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو روایت کریں وہ اسے خوب جانتے ہیں، حالانکہ انہوں نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق کرتے ہوئے ہنس پڑے اور صحیح حدیث میں ہے ہر قلب رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے (مسلم) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات اللہ تعالیٰ میرے پاس احسن صورت میں آیا اور اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا اور معاذ کی روایت میں ہے میں نے اللہ کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی۔ ان روایات سے ظاہر ہے کہ انگلیوں کا ذکر صحیح ہے ایسی حدیث پر طعن کیسے درست ہے جس پر شیخان اور دیگر ائمہ ..... نے اتفاق کیا ہے۔ خصوصًا ابن صلاح نے کہا جس حدیث پر شیخان نے اتفاق کیا ہو تو وہ بمنزلہ متواتر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ

ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی وصف تحسین جو آپ کو پسند نہ ہو اور اس کا انکار نہ کریں۔ لہٰذا یہ ہی کہنا ہوگا کہ اس طرح کے الفاظ کا اطلاق متشابہات سے ہے جیسے چہرہ، یَدَیْن، قدم، رِجل اور جنب کا اطلاق متشابہات سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْبِ اللّٰهِ ،، پس ہم مشکل کی تاویل کریں گے یا اس کا مرادی معنی اللہ کے حوالے کریں گے کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر ہم مشکل کی تفصیل سے جاہل ہوں تو مرادی معنی اعتقاد کرنے میں قباحت نہیں اس میں علماءِ سلف کا مذہب یہ ہے کہ ان متشابہات کی مراد اللہ ہی جانتا ہے۔ یہ مذہب بہت اچھا ہے اور علماءِ خلف ان کی تاویل کرتے ہیں جیسے ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اصبع کی تاویل قدرت سے کرتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

قولہ نَوَاجِذُہ ،، اصمعی نے کہا نواجذ بمعنی اضراس ہے (داڑھیں) ابن اثیر نے کہا نواجذ وہ دانت ہیں جو ہنستے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ معنی اَحْسَن ہے، کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر کھل کر نہ ہنستے تھے کہ آپ کی داڑھیں شریفہ نظر آنے لگیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ضحک صرف تبسم تھا۔ بعض علماء نے کہا کہ اس معنی کی حقیقت مراد نہیں بلکہ ضحک میں مبالغہ مقصود ہے۔ آخری دانتوں کا اظہار مراد نہیں۔ یہ بہترین قول ہے کیونکہ نواجذ کے معنی داڑھیں اور آخری دانت ہیں۔

باب قیامت میں ساری زمین اللہ تعالیٰ کی ملک میں ہوگی اور اس کی قدرت سے آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے ،،

تفسیر: اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے اپنی عظمت بیان فرمائی۔ اس آیت میں ذکر کیا کہ اس کی منجملہ عظمت یہ ہے کہ قیامت میں کسی منازع اور شریک کے بغیر ساری زمین اس کی ملک اور تصرف

marfat.com
Marfat.com

۴۴۹۳ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ ابْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمٰوٰتِ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ

میں ہے۔ اخفش نے کہا جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں ملک فلاں کے قبضہ میں ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اس کے جسموں کو اس کی مٹھی میں ہیں بلکہ اس کی ملکیت اور تصرف مراد ہے۔ شیخ دہلوی نے ذکر کیا کہ طَیّ کے کئی معانی ہیں۔ ان میں سے آیت میں دو معنی مراد ہیں ایک بمعنی لپیٹنا کاغذ (لپیٹنا) جیسا کہ اس آیت کریمہ: یَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ،، دوسرے بمعنی پنہان کردن (چھپا دینا)؛ چنانچہ کہا جاتا ہے ،، طَوَيْتُهٗ عَنْ أَعْيُنِ النَّاسِ ،، میں نے اس کو لوگوں کی نظروں سے چھپا دیا تیسرے بمعنی اِعراض چنانچہ کہتے ہیں ،، طَوَيْتُ عَنْ فُلَانٍ ،، میں نے اس سے اعراض کیا۔ چوتھے بمعنی اِفناء چنانچہ عرب کہتے ہیں طَوَيْتُ فُلَانًا بِسَيْفِيْ ،، میں نے فُلاں کو فنا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قسم اقتدار میں مبالغہ کے لئے ذکر کی ہے۔ بعض نے کہا بمعنی قوت ہے بعض نے کہا یمین قسم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ وہ ان کو لپیٹے گا اور فناء کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نزاہت بیان فرمائی کہ اللہ اُن کے شریک سے برتر ہے۔

۴۴۹۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ زمین قدرت کی مٹھی میں لے گا اور آسمانوں کو دستِ قدرت میں لپیٹے گا پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟

۴۴۹۳ — شرح : ابن عطیہ نے کہا یہاں یمین اور قبضہ بمعنی قدرت ہے اس کے علاوہ کوئی معنی لینا باطل ہے۔ اور ابو الطیب کا کہنا کہ یہ صفاتِ ذات پر زائد صفات ہیں ضعیف ہے ،، اَرْض کی تاکید جمیعًا سے اس لئے کہ اس سے مراد زمینیں ہیں یا سارے ٹکڑے ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے ہوں اور قیامت کے دن تخصیص اس لئے کی ہے کہ معلوم ہو جائے کہ جیسے دُنیا کی عمارت کے وقت اس کے ایجاد میں کمالِ قدرت کا اظہار ہوا تھا۔ دُنیا کے خراب ہونے کے وقت اس کے اِعدام میں اس کی قدرتِ کاملہ کا اظہار ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ

۴۴۹۴ — حَدَّثَنِي الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ خَلِيْلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ عَنْ زَكَرِيَّاءَ ابْنِ اَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّي اَوَّلُ مَنْ يَّرْفَعُ رَاْسَهٗ

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے پھر وہ دوبارہ پھونکا جائیگا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے!

تفسیر: قولہ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ،، اس استثناء میں کون کون داخل ہیں اس میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نفخہ صعق سے تمام آسمان اور زمین والے مرجائیں گے سوائے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت کے پھر اللہ تعالیٰ دونوں نفخوں کے درمیان جو چالیس برس مدت ہے اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ شہداء ہیں جن کے لئے قرآن مجید میں بَلْ اَحْيَآءٌ ،، آیا ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے کہ وہ شہداء ہیں جو تلواریں حمائل کئے گرد عرش حاضر ہوں گے۔ تیسرا قول حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مستثنیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں چونکہ آپ طور پر بیہوش ہو چکے ہیں۔ اس لئے اس نفخہ سے آپ

marfat.com
Marfat.com

بَعْدَ النَّفْخَةِ الْاٰخِرَةِ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى مُتَعَلِّقٌ بِالْعَرْشِ فَلَا اَدْرِىْ اَكَذٰلِكَ كَانَ اَمْ بَعْدَ النَّفْخَةِ

۴۴۹۵ ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ قَالُوْا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ اَبَيْتُ قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَبَيْتُ قَالَ اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ وَيَبْلٰى كُلُّ شَىْءٍ مِنَ الْاِنْسَانِ اِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهٖ فِيْهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ

بیہوش نہ ہوں گے بلکہ ہوشیار رہیں گے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ جنت کی حوریں اور عرش و کرسی کے رہنے والے ضحاک کا قول ہے کہ مستثنیٰ رضوان اور حوریں اور وہ فرشتے ہیں جو جہنم پر مامور ہیں وہ اور جہنم کے سانپ بچھو ہیں (تفسیر کبیر وجمل) جب دوبار پھونکا جائے گا تو لوگ قبروں سے اُٹھ کر بعث کو دیکھیں گے بعض نے کہا اللہ کے امر کو دیکھیں گے جو اُن میں فیصلہ ہونے والا ہے۔

۴۴۹۴ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جو دوسرے نفخہ کے بعد اپنا سر اُٹھائے گا۔ اچانک میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش سے لگے ہوئے ہیں میں نہیں جانتا کہ وہ اسی طرح رہے ہیں یا نفخہ کے بعد

۴۴۹۴ ـــ شرح : یعنی دونوں نفخوں کے درمیان ساری مخلوق فوت ہو جائے گی۔ اور دوسرے نفخہ کے بعد لوگ قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سب سے روضۂ اطہر سے باہر تشریف لائیں گے جبکہ موسیٰ علیہ السلام پائے عرش کو پکڑے ہوں گے۔ بظاہر یہ ہے کہ وہ نفخۂ اولیٰ کے بعد فوت نہ ہوئے ہوں گے بلکہ کوہِ طور پر تجلی میں وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس کے بدل انہیں نفخہ اولیٰ کے بعد موت نہیں آئے گی یا وہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے زندہ ہوں گے اور عرش کو پکڑیں گے۔ نفخۂ اولیٰ کے بعد ساری مخلوق فوت ہو جائیگی یہ نفخۂ اماتت۔ دوسرا نفخہ جو چالیس کی مدت کے بعد ہوگا وہ نفخۂ احیا ہے اس وقت ساری مخلوق زندہ ہو جائے گی۔ (حدیث ۲۲۵۱ اور ۳۱۹۸ جلد ثانی اور خامس میں پوری تفصیل مذکور ہے)

marfat.com
Marfat.com

۴۴۹۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو نفخوں (پہلی اور دوسری پھونک) کے درمیان چالیس کی مدّت ہے لوگوں نے کہا اے ابا ہریرہ وہ مدّت چالیس ایّام ہے؟ کہا میں اس کا انکار کرتا ہوں کہا چالیس سال ہے؟ ابوہریرہ نے کہا میں اس معیّن کا انکار کرتا ہوں کہا چالیس مہینے مدّت ہے؟ ابوہریرہ نے کہا میں اس کا بھی انکار کرتا ہوں۔ انسان کی ڈہڈی کی ہڈی کے سوا اس کی ہر شئ بوسیدہ ہو جائے گی (گل سڑ جائے گی) اس میں اس کی ترکیبِ خلق ہوگی"

۴۴۹۵ — مشرح : یعنی قیامت میں ڈہڈی کی ہڈی پر گوشت پوست آئے گا اور انسان کے سارے اعضاء مستوی ہوں گے اور اس کی ترکیبِ خلق ہوگی۔ یَبْلیٰ بوسیدہ ہو جائے گا یہ بَلِیَ الثَّوْبُ سے مشتق ہے جبکہ کپڑا پرانا ہو کر بوسیدہ ہو جائے عَجْب" بفتح العین وسکونِ جیم یہ دُم کی جڑ ہے۔ یہ لطیف ہڈی ہے جو بیخ صلب میں ہے۔ کتاب البعث میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ لوگوں نے کہا یا رسُولَ اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم"، عجب کیا چیز ہے آپ نے فرمایا وہ رائی کے دانہ کی مانند ہے۔ اس کو عجم بھی کہتے ہیں وہ پہلی مخلوق ہے اسی لئے دوسرے اعضاء فناہ ہو جانے کے بعد وہ باقی رہتی ہے۔

شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ کہا جاتا ہے کہ اس میں خداوند قدوس کا راز ہے جو ہم نہیں جانتے ہیں، کیونکہ قادر کریم نے کتم عدم سے پیدا کیا دوبارہ پیدا کرنے کی صورت میں اس ہڈی کو باقی رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ کہ اس میں سارے جسم کی ترکیبِ خلق ہوگی۔ اس راز کو خدا ہی جانتا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا کہا جاتا ہے عجب کا معاملہ عجیب ہے۔ سب سے پہلے یہی پیدا ہوئی اور آخر میں بھی سب سے پہلے اس کی خلق ہوگی۔

علامہ مظہری شارح مصابیح نے ذکر کیا۔ اس سے مراد طُولِ بقا ہے۔ یہ مراد نہیں کہ عجب ذنب بوسیدہ ہی نہ ہوگی، کیونکہ یہ خلافِ محسوس ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ بدنِ انسان کی اساس ہے جس پر بنیاد استوار ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ باقی اعضاء سے مضبوط ہونی چاہئیے جیسے دیوار کی اساس جب مضبوط ہوگی تو باقی رہے گی۔ اس میں حضرت انبیاء کرام علیہم السلام مخصوص ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے اجسام حرام کئے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عبدالبر نے شہداء کو بھی انبیاء کرام کی طرح کہا ہے کہ ان کے اجسام بھی مٹی نہیں کھائے گی اور قرطبی نے مؤذن کو بھی اُن سے لاحق کیا ہے جو صرف طلبِ ثواب کے لئے اذان کہتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سلمان سے روائت ہے کہ سب سے پہلے آدم علیہ السلام کا سر مبارک پیدا ہوگا لہٰذا یہ اس حدیث کے معارض ہے اس کا جواب ہے کہ یہ آدم علیہ السلام کے حق میں ہے اور سب سے پہلے عجبِ ذنب کی تخلیق آدم کی اولاد کے حق میں ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ حٰمٓ مَجَازُهَا مَجَازُ اَوَائِلِ السُّوَرِ وَيُقَالُ بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شُرَيْحِ بْنِ اَبِيْ اَوْفَى الْعَبْسِيِّ ؎ يُذَكِّرُنِيْ حٰمٓ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ ؎ فَهَلَّا تَلَا حٰمٓ قَبْلَ التَّقَدُّمِ اَلطَّوْلُ اَلتَّفَضُّلُ دَاخِرِيْنَ خَاضِعِيْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِلَى النَّجَاةِ اَلْاِيْمَانُ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ يَعْنِيْ اَلْوَثَنَ يُسْجَرُوْنَ يُوْقَدُ بِهِمِ النَّارُ تَمْرَحُوْنَ تَبْطَرُوْنَ وَكَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يُذَكِّرُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ

سُوْرَۂ مُؤمن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سُورت بالاتفاق مکّی ہے۔ اس کی پچاسی (۸۵) آیات ہیں

حٰمٓ مَجَازُهَا مَجَازُ اَوَائِلِ السُّوَرِ ،، مجاز بمعنی طریقہ ہے یعنی اس حم کا حکم وہی ہے جو ان سورتوں کا حکم ہے جن کے اوائل میں حروفِ مقطعات ہیں۔ اس میں یہ تنبیہ ہے کہ قرآن کریم جنسِ حروف سے ہے عکرمہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ،، حٰمٓ ،، اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ اور یہ اللہ کے خزانوں کی کنجی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حم اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ نیز ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ قسم ہے اس سے اللہ نے قسم کھائی ہے۔ قتادہ نے کہا یہ قرآن کریم

marfat.com
Marfat.com

لِمَ تُقَنِّطُ النَّاسَ قَالَ وَاَنَا اَقْدِرُ اَنْ اُقَنِّطَ النَّاسَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ
يَاعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ
اللّٰهِ وَيَقُوْلُ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحَابُ النَّارِ وَلٰكِنَّكُمْ تُحِبُّوْنَ
اَنْ تُبَشِّرُوْا بِالْجَنَّةِ عَلٰى مَسَاوِئِ اَعْمَالِكُمْ وَاِنَّمَا بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ اَطَاعَهٗ وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ

— من عصاه

کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ کسائی اور ضحاک سے منقول ہے کہ حٰمٓ کا معنی یہ ہے کہ جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے گویا کہ یہ اشارہ کیا کہ حٰمٓ دراصل حُمَّ ہے۔ جب کوئی فیصلہ ہو جائے تو حُمَّ الْاَمْرُ کہتے ہیں۔

قولہ "بَلْ هُوَ اِسْمٌ" الخ یعنی کہا جاتا ہے بلکہ حٰمٓ قرآن کریم یا سورت کا نام ہے۔ اس کی دلیل "شُرَیح ابن ابی اوفیٰ کا یہ شعر ہے ؎ يُذَكِّرُنِيْ حٰمٓ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ ۔ فَهَلَّا تَلٰى حٰمٓ قَبْلَ التَّقَدُّمِ" مجھے حامیم یاد دلاتا ہے؛ حالانکہ نیزے چل رہے ہیں۔ لڑائی میں آنے سے پہلے حامیم کیوں نہیں پڑھا ۔ واقعہ یہ ہے کہ شُرَیح شاعر تھا۔ جنگ جمل میں حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا اور محمد ابن طلحہ اپنے والد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں تھا۔ وہ سر پہ سیاہ عمامہ باندھتا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا سیاہ عمامہ والے کو قتل نہ کرو وہ اپنے والد کے ساتھ بھلائی کرنے کے باعث لڑائی میں آیا ہے۔ میدانِ کارزار میں اسے شریح بن ابی اوفیٰ ملے اور اس کی طرف نیزہ سیدھا کیا تو اُس نے حامیم پڑھا۔ شریح نے اس کو قتل کر دیا اور کہا یہاں آنے سے پہلے حامیم پڑھنا تھا۔ اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

ترکیب شعر : اَلرُّمْحُ شَاجِرٌ" جملہ اسمیہ حالیہ ہے۔ فَهَلَّا حرفِ تخصیص ہے جملہ فعلیہ خبریہ پر داخل ہوتا ہے۔ شَجَرَ بمعنی اختلط ہے۔ کہا جاتا ہے۔ اِشْتَجَرَ الْقَوْمُ وَتَشَاجَرُوْا "، جبکہ وہ باہم جھگڑا اور اختلاف کریں۔ معنی یہ ہے اور نیزے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ قولہ اَلطَّوْلُ "، اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا : شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ اور کہا اَلطَّوْل بمعنی تفضُّل ہے۔ یعنی صاحبِ فضل ہے۔ ابنِ ابی حاتم نے اپنے اسناد کے ساتھ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ طول بمعنی سعۃ وغنا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

قولہ "دَاخِرِیْنَ"، اس سے اس آیت کریمہ : سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ"، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی "صَاغِرِیْنَ"، سے تفسیر کی اور سُدّی نے صَاغِرِیْنَ سے تفسیر کی ہے۔ یعنی وہ عنقریب ذلیل ہوکر دوزخ میں داخل ہوں گے"

قولہ "اِلَی النَّجَاۃِ" اس سے اس آیت کریمہ : وَیٰقَوْمِ مَالِیْ اَدْعُوْکُمْ اِلَی النَّجٰوۃِ وَتَدْعُوْنَنِیْ اِلَی النَّارِ"، کی طرف اشارہ کیا اور اِلَی النَّجَاۃِ"، کی تفسیر اِلَی الْاِیْمَانِ"، سے کی یعنی اے میری قوم مجھے کیا ہوا میں تمہیں ایمان کی دعوت دیتا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بُلا رہے ہو۔

قولہ "لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ"، اس سے اس آیت کریمہ "لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ"، کی طرف اشارہ کیا اور لَهٗ میں ضمیر کا مرجع وَثَنٌ ذکر کیا"، یہ ضروری امر ہے کہ تم مجھے بت کی طرف بُلا رہے ہو اسے بُلانا دنیا و آخرت میں کسی کام کا نہیں"، اس کلام کا تتمہ یہ ہے کہ یہ شخص فرعون کے قبیلہ سے تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا، ایمان کو خفیہ رکھتا تھا اور کہتا تھا اے میری قوم میری طرف آؤ میں تمہیں ہدایت والی راہ بتاتا ہوں۔ یہ شخص فرعون کے چچا کا بیٹا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ اس کا نام حَزْقِیل تھا بعض نے حبیب ذکر کیا ہے اور بھی اس میں مختلف اقوال ہیں (عینی)

قولہ "یُسْجَرُوْنَ"، سے اس آیت کریمہ : اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ یُسْحَبُوْنَ فِی الْحَمِیْمِ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ"، کی طرف اشارہ کیا" یعنی جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں گھسیٹے جائیں گے کھولتے پانی میں پھر آگ میں دہکائے جائیں گے۔ امام نے یُسْجَرُوْنَ"، کی تفسیر یہ کی اُن سے آگ روشن کی جائے گی جبکہ مجاہد نے کہا وہ دوزخ کا ایندھن ہوجائیں گے۔

قولہ تَمْرَحُوْنَ" سے اس آیت کریمہ : ذٰلِکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا کُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ"، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تَبْطَرُوْن سے تفسیر کی یعنی یہ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین باطل پر خوش ہوتے تھے اور اس کا بدلہ ہے جو تم اتراتے تھے۔

قولہ کَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زِیَادٍ" ترجمہ : علاء بن زیاد آگ کو ذکر کرتا تھا (گنہگاروں کو دوزخ کی آگ یاد کراتا تھا) ایک مرد نے اسے کہا تم لوگوں کو ناامید اور مایوس کیوں کرتے ہو۔ علاء نے کہا کیا میں لوگوں کو مایوس کرسکتا ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈالا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوجاؤ اللہ سب گناہ بخشے گا اور فرماتا ہے بے شک مُسْرِف (یعنی جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈالا ہے) وہ اصحابِ نار ہیں۔ لیکن یہ چاہتے ہو کہ تمہارے بُرے اعمال کے باوجود تمہیں جنت کی خوشخبری دی جائے اور اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بھیجا مگر جنت کی خوشخبری دینے والے اُس شخص کو جو اس کی اطاعت کرے اور آگ سے ڈرانے والے اس

marfat.com
Marfat.com

۴۴۹۶ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبِرْنِيْ بِاَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ اِذْ اَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ فَاَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوّٰى ثَوْبَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ خَنْقًا شَدِيْدًا فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَاَخَذَ بِمَنْكِبِهٖ وَدَفَعَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ

شخص کو جو اس کی نافرمانی کرے۔

شرح : علاء بن زیاد کا مقصد یہ ہے کہ یا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ ،، میں اسراف کرنے والے لوگوں کو دوزخی کہا اور انہوں کو ہی گناہ گار کہا یعنی اے میرے بندو کہ تم اصحاب دوزخ (گناہ کار ہو) اللہ کی رحمت سے نامید نہ ہو۔

علاء بن زیاد : عَدَوِی بصری تابعی زاہد ہیں۔ یہ بہت کم حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔ بخاری نے صرف اِس حدیث میں ان کو ذکر کیا ہے وہ ۹۴ھ ہجری میں فوت ہوئے تھے۔

ترجمہ ۴۴۹۶ : عروہ بن زُبیر نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے ایسی سخت ترین چیز کی خبر دو جو مشرکوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا ایک دفعہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے آگے صحن میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ اچانک عُقبہ بن ابی مُعَیط آیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موڈھا پکڑا اور اپنا کپڑا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن شریف میں ڈال کر مروڑنے لگا اور

marfat.com
Marfat.com

حٰمٓ السَّجْدَة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِئْتِيَا طَوْعًا اَعْطِيَا قَالَتَا اَتَيْنَا اَعْطَيْنَا وَقَالَ الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّيْ اَجِدُ فِي الْقُرْاٰنِ اَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ قَالَ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ وَاَقْبَلَ

گلا شریف گھونٹنے لگا اتنے میں ابوبکر صدیق "رضی اللہ عنہ" آگئے اور اس طعون کا کندھا پکڑا اور اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کیا۔ اور فرمایا کیا تم ایسے عظیم انسان کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتے ہیں میرا رب اللہ ہے حالانکہ تمہارے پاس معجزات لائے ہیں جو تمہارے رب کی طرف سے ہے۔

۴۴۹۶ — شرح : قسطلانی نے ذکر کیا کہ جعفر بن محمد نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آلِ فرعون کے مومن سے افضل ہیں؛ کیونکہ وہ اپنے ایمان کو مخفی رکھے ہوئے تھا۔ اور ابوبکر صدیق نے علانیہ فرمایا کہ تم ایسے عظیم انسان کو قتل کرنا چاہتے ہو جو فرماتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے کسی اور نے یہ کہا کہ ابوبکر آلِ فرعون کے مومن سے افضل ہیں کیونکہ اس نے صرف زبانی بات پر اقتصار کیا تھا۔ اور اسی کے ساتھ مدد کی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کو زبان کے تابع کیا اور قول و فعل دونوں سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی (حدیث ۳۴۴۱ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

سُوْرَۂ حٰمٓ سجدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ "اِئْتِيَا طَوْعًا" سے اس آیت کریمہ : اِئْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ط قَالَتَا اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے

marfat.com
Marfat.com

بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ فَقَدْ كَتَمُوْا فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَقَالَ وَالسَّمَآءَ بَنَاهَا اِلٰى قَوْلِهٖ

دونوں نے عرض کیا کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اِئْتِیَا بمعنی اَعْطِیَا ،، ہے۔ آسمان اور زمین نے کہا اَتَیْنَا طَائِعِیْنَ ،، بمعنی اَعْطَیْنَا ہے ،، اُنھوں نے اِئْتِیَا اور اَتَیْنَا بقصر الہمزہ عرب کے کلام میں بمعنی اعطیا اور اَعطینا مستعمل نہیں۔ یہ دونوں کلمے بمعنی مجئ ہیں شاید ائتیا اور اتینا کو ممدودہ پڑھا ہے اور اتینا بمعنی اَعْطَیْنَا مستعمل ہے چنانچہ کہا جاتا ہے : اَتَیْتُ زَیْدًا مَالَہٗ یعنی اَعْطَیْتُ مَالَہٗ ،، الحاصل اَتٰی مقصور بمعنی جاء ہے اور اَتٰی ممدود بمعنی اعطی ہے فلا اشکال ،،

قَالَ الْمِنْهَالُ آہ ،، منہال سے سعید بن مسیب سے روایت کی کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میں قرآن کریم میں ایسی چیزیں پاتا ہوں جو مجھے مختلف معلوم ہوتی ہیں (بعض آیات ایک دوسرے کے مخالف پاتا ہوں) اُس نے کہا : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اس دن (قیامت میں) لوگوں میں کوئی نسبت نہ ہوگی اور نہ وہ ایک دوسرے سے سوال کریں گے (اس کے خلاف یہ ہے) وہ ایک دوسرے کے سامنے آئیں گے اور باہم سوال کریں گے (ان دونوں میں منافات ہے)

(دوسرا مقام جس میں اختلاف ہے) وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہ چھپائیں گے (اور دوسری جگہ یہ ہے) اے ہمارے پروردگار ہم تو مشرک نہ تھے۔ اُنھوں نے شرک کو چھپایا۔

(تیسری جگہ یہ ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اَمِ السَّمَآءُ بَنَاهَا سے دَحَاهَا تک ،، اس میں آسمان کی پیدائش کو زمین کی پیدائش سے قبل ذکر فرمایا ، پھر فرمایا : اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ سے طَائِعِیْنَ تک اس آیت میں زمین کی پیدائش کو آسمان کی پیدائش سے قبل ذکر کیا۔ (چوتھی جگہ یہ ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا عَزِیْزًا حَكِیْمًا سَمِیْعًا بَصِیْرًا ،، اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمانہ ماضی میں اِن صفات سے موصوف تھا۔ اس وقت ان سے موصوف نہیں ،، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب میں کہا :

(پہلے اختلاف کا جواب یہ ہے) کہ فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ ،، نفخۂ اُولیٰ میں ہوگا (چنانچہ اس میں یہ اشارہ ہے) ثُمَّ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ الخ یعنی پھر صور میں پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں سب ہلاک ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے وہ ہلاک نہ ہوگا ،، اس وقت ان کے درمیان کوئی نسبت نہ ہوگی اور نہ ہی وہ ایک دوسرے سے کچھ پوچھ سکیں گے (زبردست ہیبت سے ہر نفس دم بخود ہوگا) پھر دوسرے نفخۂ میں سب زندہ ہو جائیں گے اور ایک دوسرے

marfat.com
Marfat.com

دَحَاهَا فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ اِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ
بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ اِلٰی طَآئِعِیْنَ فَذَکَرَ فِیْ هٰذِهٖ خَلْقَ
الْاَرْضِ قَبْلَ السَّمَاءِ وَقَالَ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا عَزِیْزًا حَکِیْمًا سَمِیْعًا
بَصِیْرًا فَکَاَنَّهٗ کَانَ ثُمَّ مَضٰی فَقَالَ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ فِی النَّفْخَةِ الْاُوْلٰی
ثُمَّ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ
اللّٰهُ فَلَآ اَنْسَابَ عِنْدَ ذٰلِكَ وَلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ثُمَّ فِی النَّفْخَةِ الْاٰخِرَةِ اَقْبَلَ
بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ وَاَمَّا قَوْلُهٗ مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ وَلَا یَکْتُمُوْنَ
اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ لِاَهْلِ الْاِخْلَاصِ ذُنُوْبَهُمْ وَقَالَ الْمُشْرِکُوْنَ تَعَالَوْا
نَقُوْلُ لَمْ نَکُنْ مُّشْرِکِیْنَ فَخُتِمَ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ فَتَنْطِقُ اَیْدِیْهِمْ فَعِنْدَ
ذٰلِكَ عُرِفَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَکْتُمُ حَدِیْثًا وَعِنْدَهٗ یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْاٰیَةَ
وَخَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَآءَ ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ
فَسَوّٰهُنَّ فِیْ یَوْمَیْنِ اٰخَرَیْنِ ثُمَّ دَحَا الْاَرْضَ وَدَحْیُهَا اَنْ اَخْرَجَ مِنْهَا
الْمَآءَ وَالْمَرْعٰی وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجِمَالَ وَالْاٰکَامَ وَبَیْنَهُمَا فِیْ یَوْمَیْنِ اٰخَرَیْنِ
فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ دَحَاهَا وَقَوْلُهٗ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَجُعِلَتِ الْاَرْضُ

سے متوجہ ہو کر احوال پوچھیں گے (اور دوسرے اختلاف کا جواب یہ ہے) کہ مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ اور وَلَا یَکْتُمُوْنَ
اللّٰهَ حَدِیْثًا " میں اختلاف نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلص مومنوں کے گناہ بخشے گا اور مشرک ایک دوسرے
سے کہیں گے آؤ ہم کہیں ہم مشرک نہ تھے تو اللہ تعالیٰ اُن کے مونہوں پر مہریں لگا دے گا اور اُن کے ہاتھ
کلام کریں گے (وہ اپنی زبانوں سے چھپائیں گے اور ہاتھ اُن کو ظاہر کریں گے) اس وقت معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ
سے کوئی چیز چھپائی نہیں جا سکتی - (تیسرے اختلاف کا جواب یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے زمین دو دن میں

marfat.com
Marfat.com

وَمَا فِيهِمَا مِنْ شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ وَخُلِقَتِ السَّمٰوٰتُ فِي يَوْمَيْنِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا سَمَّى نَفْسَهُ ذٰلِكَ وَذٰلِكَ قَوْلُهُ أَيْ لَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا أَصَابَ بِهِ الَّذِي أَرَادَ فَلَا يَخْتَلِفُ عَلَيْكَ الْقُرْآنُ فَإِنَّ كُلًّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

پیدا کی۔ پھر آسمان کو پیدا کیا پھر آسمان کا قصد کیا اور ان کو دو دن میں ہموار کیا پھر زمین کو بچھایا اور اس کا بچھانا یہ ہے کہ اس میں پانی اور چرنے کی جگہ نکالی۔ اور پہاڑ اونٹ ٹیلے اور جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے دوسرے دو دنوں میں پیدا کئے۔ "دَحَاهَا" کے معنی یہ ہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ دو زمین کو دو دنوں میں پیدا کیا" وہ یہ کہ زمین اور اس کے اندر کی تمام چیزوں کو چار دنوں میں پیدا کیا اور آسمان دو دنوں میں پیدا کئے گئے (یعنی زمین کی ذات پیدائش میں آسمان سے مقدم ہے) اور اس کا دَحو (پھیلنا) آسمان کی پیدائش سے مؤخر ہے (چوتھے اختلاف کا جواب یہ ہے) وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا" اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا نام غفور رحیم رکھا (اور صفت غفوریت و رحیمیت دائمی ہے منقطع نہیں) وہ ہمیشہ اس صفت سے موصوف رہا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس شئ کا ارادہ کرے وہ شئ ہو کر رہتی ہے۔ پس تجھ پر قرآن مختلف نہ ہو؛ کیونکہ سارا قرآن اللہ کی طرف سے ہے۔

شرح : جب اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں زمین و آسمان کی پیدائش ذکر کی تو اس کے بعد پہلے منہال کی تعلیق ذکر کی پھر اس کے بعد اس کا اسناد ذکر کیا؛ کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اس کو مرسل سُنا اور آخر میں مُسند سُنا تھا تو حسبِ سماعت ذکر کیا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اِسناد شرط نہیں۔

سوال کرنے والا شخص نافع بن ازرق تھا جو بعد میں ازارقہ خارجیوں کا سردار بن گیا تھا وہ مکہ مکرمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا اور اُن سے بکثرت سوال کرتا اور معارضہ کیا کرتا تھا۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ قرآن مجید میں چار مواضع میں مجھے اشکال ہے کیونکہ ان میں بظاہر منافات ہے۔ ان میں سے پہلا سوال یہ ہے کہ ایک آئت کریمہ میں ہے "لَا يَتَسَاءَلُونَ" وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال نہیں کریں گے۔ جبکہ دُوسری آئت کریمہ میں وہ ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک آئت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے کوئی شئ مخفی نہ رکھ سکیں گے اور دوسری آئت کریمہ میں ہے کہ وہ کہیں گے ہم مشرک نہ تھے۔ ان دونوں میں منافات ہے کیونکہ پہلی آئت کریمہ سے ظاہر ہے کہ وہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپائیں گے اور دوسری آئت میں ہے کہ وہ شرک کو چھپائیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَمْنُوْنٍ مَحْسُوْبٍ اَقْوَاتَهَا اَرْزَاقَهَا فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا مِمَّا اُمِرَ بِهٖ
نَحِسَاتٍ مَشَائِيْمَ قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ
اِهْتَزَّتْ بِالنَّبَاتِ وَرَبَتْ اِرْتَفَعَتْ وَقَالَ غَيْرُهٗ مِنَ الْكَمَامِ حِيْنَ تَطْلُعُ
لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ اَيْ بِعَمَلِيْ اَنَا مَحْقُوْقٌ بِهٰذَا سَوَاءً لِّلسَّآئِلِيْنَ قَدَّرَهَا

تیسرا سوال یہ ہے کہ ایک آیت میں آسمان کی پیدائش زمین سے پہلے ذکر کی اور دوسری آیت میں اس کے برعکس فرمایا۔ چوتھا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : "كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا وَكَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا" سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان صفات سے زمانہ ماضی میں موصوف تھا۔ پھر اس میں تغیر ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے سوال کا جواب یہ دیا کہ ایک دوسرے سے سوال دوسرے نفخہ کے بعد ہوگا اور عدم سوال اس سے پہلے ہوگا۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے ہاتھوں کے بولنے سے پہلے وہ چھپائیں گے اور ان کے بولنے کے بعد نہیں چھپائیں گے۔

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ زمین کی ذات کی پیدائش آسمان سے پہلے ہے اور اس کا دَحْوٌ یعنی پھیلنا آسمان کی پیدائش کے بعد ہے چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا نام غفور رحیم رکھا یہ نام اس سے غیر منقطع ہے اور اس کی غفوریت اور رحیمیت ہمیشہ کے لئے ہے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ مغفرت یا رحمت کا حال یا مستقبل میں ارادہ کرے۔ تو وہ شئ مراد یقینا واقع ہوتی ہے۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سائل سے فرمایا یہ قرآن کریم اللہ کی طرف سے ہے تم یہ مختلف نہ ہو اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں کثیر اختلاف ہوتا۔

اسماء رجال : یوسف بن عدی کی کنیت ابو یعقوب ہے وہ کوفی ۲۳۲ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ عُبید اللہ بن عمرو رقی ایک سو اسی ہجری میں فوت ہوئے ع۳ یزید بن ابی انیسہ ۱۲۴۔ ہجری میں فوت ہوئے "

قولہ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ "، یعنی مجاہد نے کہا اس آیت کریمہ میں ممنون بمعنی محسوب ہے یعنی ان کے لئے بے حساب ثواب ہے طبری نے ابن عباس سے روایت کی کہ ثواب کم نہ ہوگا "

قولہ اَقْوَاتَهَا "، اس سے اس آیت کریمہ : وَبَارَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَاتَهَا "، کی طرف اشارہ کیا اور اَرْزَاقَهَا "، اس کی تفسیر کی یعنی اس میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کے رزق اور روزیاں مقرر کیں "

marfat.com
Marfat.com

سواءً فَهَدَيْنَاهُمْ دَلَلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَقَوْلِهٖ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ وَكَقَوْلِهٖ وَهَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ وَالْهُدٰى الَّذِيْ هُوَ الْاِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ اَصْعَدْنَاهُ مِنْ ذٰلِكَ قَوْلُهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ يُوْزَعُوْنَ يُكَفُّوْنَ

قولہ فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ ،، سے آئت کریمہ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور مِمَّا اُمِرَ بِهٖ ،، سے اسکی تفسیر کی یعنی ہر آسمان میں ان کے احکام بھیجے جن کا حکم کیا گیا اور وہ خیرات وغیرہ ہیں۔ قتادہ اور سدی سے منقول ہے کہ ان میں سورج، چاند اور ستارے پیدا کئے اور ہر آسمان میں فرشتے پیدا کئے ۔۔۔ اور جو اُن میں سمندر، پہاڑ وغیرہ پیدا کئے ہیں اور وہ جنہیں اللہ ہی جانتا ہے۔

قولہ نَحِسَاتٍ ،، سے اس آئت کریمہ : فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مَشَائِم سے اس کی تفسیر کی جو مَشْئُوْمَة کی جمع ہے۔ یعنی ہم نے ان کی نحوست کے دنوں میں ان پر ایک آندھی بھیجی سخت گرج کی اور بارش کے بغیر سخت ٹھنڈی، صَرْصَرٌ، سخت گرج والی ہوا مشئومہ نحوست ،، قولہ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ ،، اس سے آئت کریمہ : وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور قَرَنَّا بِهِمْ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی ہم نے اُن پر کچھ ساتھی تعینات کئے۔ قَيَّضْنَا بمعنی قَدَّرْنَا ہے۔ مجاہد نے کہا قُرَنَاء شیطان ہیں اور تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُمْ قُرَنَاءَ کی تفسیر نہیں ہے۔ آئت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہم اِن پر ان کے ساتھی مقرر کئے ہیں اُنھوں نے انہیں بھلا کر دکھایا جو اُن کے آگے دنیا کی زیب وزینت ہے اور جو ان کے پیچھے ہے کہ کوئی حساب اور عذاب نہیں ہے۔

قولہ اهْتَزَّتْ بِالنَّبَاتِ سے اس آئت کریمہ : فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ جب ہم نے ان پر بارش کی تو وہ نباتات کے ساتھ تر و تازہ ہوئی اور بلند ہوئی۔ مجاہد کے غیر نے رَبَتْ ،، کی تفسیر یہ کی کہ وہ اپنے چھلکوں اور پردوں سے باہر نکلی۔ اَكْمَام كِمٌّ کی جمع بمعنی پردہ اور چھلکا ہے جو خوشہ کے اُوپر ہوتا ہے۔

قولہ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ،، سے اس آئت کریمہ : وَلَئِنْ اَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور هٰذَا لِيْ ،، کی تفسیر بِعَمَلِيْ سے کی یعنی اگر ہم اسے کچھ اپنی رحمت کا مزہ دیں۔ اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تھی تو کہے گا یہ تو میرا نیک عمل ہے اور میں اس کا مستحق ہوں نسفی نے یہ تفسیر کی کہ میرا حق مجھے پہنچ گیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مِنْ اَكْمَامِهَا قِشْرُ الْكُفْرَى هِيَ الْكُمُّ وَلِيْ جَمِيْمٌ الْقَرِيْبُ مِنْ تَحِيْضٍ حَاضَ حَادَ مِنْيَةٌ وَمُرِّيَةٌ وَاحِدٌ اَيْ اِمْتَرَآءٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ

قولہ سَوَاءً لِّلسَّائِلِيْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : وَقَدَّرَ فِيْهَا اَقْوَاتَهَا فِيْ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّائِلِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور قَدَّرَهَا سَوَاءً ،، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار دن میں یہ پوچھنے والوں کو ٹھیک جواب ہے۔ زمین کو دو دنوں اتوار اور پیر میں پیدا کیا۔

قولہ فَهَدَيْنَاهُمْ سے اس آیت کریمہ : اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور دَلَلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ،، سے اس کی تفسیر کی۔ ہم نے انہیں خیر و شر کی راہ دکھا دی۔ ہدایت کے دو معانی ہیں۔ اوّل ارادۃ الطریق راستہ دکھانا۔ دوسرا معنی دلالت مُوْصِلَةٌ اِلَى الْمَطْلُوْبِ۔ جب ہدایت کی نسبت رسول، قرآن کی طرف ہو تو ارادۃ الطریق مراد ہوتی ہے۔ اگر اللہ کی طرف نسبت ہو تو دلالتِ موصلہ اِلَى الْمَطْلُوْبِ مراد ہوتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ بعض آیات میں ہدایت بمعنی دلالت اور راہ دکھانا اور بعض آیات میں بمعنی دلالت موصولہ الی المقصود ہے۔ مذکور آیت میں ہدایت سے مراد دلالتِ مطلقہ اور راہ دکھانا ہے۔ اسی طرح هَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ میں ہدایت بمعنی راہ نمودن ہے۔ یعنی ہم نے انسان کو خیر و شر کی راہ دکھا دی

اور هَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ ،، میں بھی مراد مطلق دلالت ہے۔

قولہ وَالْهُدَى الَّذِيْ هُوَ الْاِرْشَادُ ،، اس سے مراد دلالت موصلہ الی المطلوب ہے۔ امام بخاری نے اس کی تعبیر اِرشاد و اِسعاد سے کی ہے ؛ چنانچہ اس آیت کریمہ : اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ میں دلالت موصلہ مراد ہے۔

قولہ يُوْزَعُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ ،، وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر يُكَفُّوْنَ ،، سے کی ابو عبیدہ نے يُكَفُّوْنَ بمعنی يُدْفَعُوْنَ ہے۔ یہ وَزَعْتُ بمعنی كَفَفْتُ وَمَنَعْتُ ہے یعنی جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف ہانکے جائیں گے اور انہیں اگلے پچھلے کا فر جمع کرنے کے لئے روکا جائے گا۔ پھر سب کو دوزخ میں ہانک دیا جائے گا ،،

قولہ مِنْ اَكْمَامِهَا ،، سے اس آیت کریمہ : ،، وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اَكْمَامِهَا کی تفسیر : قِشْرُ الْكُفْرَى ،، سے کی اور اس کی كُمٌّ سے تفسیر کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ شگوفہ سے کھلنے سے پہلے اس کا اوپر والا چھلکا ہے۔ جب شگوفہ کھل جائے اس کو اکمام نہیں کہتے ہیں

marfat.com

Marfat.com

اَلْوَعِيْدُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اَلصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْاِسَاءَةِ فَاِذَا فَعَلُوْهُ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ

حَمِيْمٌ

بعض نے کہا کُمّ بضم الکاف قمیض کی آستین ہے اور بکسر الکاف کلی کا چھلکا ہے۔ یہی فرق علامہ زمخشری نے کیا ہے کہ کمّ القمیص بضمّ الکاف ہے اور کِمّ الثمرۃ بکسر الکاف ہے۔ اسی طرح جوہری نے کہا ہے۔ بعض نے اس کے معنی مطلق چھلکا کئے ہیں۔

قولہ یُقَالُ ،، انگور جب نکلے تو اسے بھی کافور اور کُفریٰ کہا جاتا ہے۔ اصمعی وغیرہ نے کہا ہر شئی کے چھلکے کو کافورہ کہا جاتا ہے۔

قولہ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ،، سے اس آیت کریمہ : فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور حمیم کی تفسیر ،، قریب ،، سے کی یعنی جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائیگا جیسا کہ گہرا دوست ہے۔

قولہ مِنْ مَّحِيْصٍ ،، سے اس آیت کریمہ : وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور حاص کی تفسیر حَادَ سے کی یعنی انھوں نے گمان کیا کہ ان کے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔

قولہ مِرْيَةٍ ،، سے اس آیت کریمہ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا مِرْيَةٍ بکسر المیم و بفتحہا دونوں طرح بمعنی شک ہے یعنی خبردار انہیں ضرور اپنے رب سے ملنے میں شک ہے؛ کیونکہ وہ بعثت اور قیامت کے قائل نہیں ہیں۔

قولہ اِعْمَلُوْا ،، سے اس آیت کریمہ : اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ،، کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے کہا یہ وعید و تہدید ہے۔ اور صیغۂ امر حقیقی معنی میں مستعمل نہیں یعنی تم جو جی میں آئے کرو! بیشک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

قولہ قَالَ ابن عباس رضی اللہ عنہما ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ : اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ،، کی تفسیر کی کہ یہ غیظ و غضب کے وقت صبر کرنا اور برائی کے وقت عفو کرنا ہے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے گا اور ان کے دشمن ان کے لئے نرم ہو جائیں گے گویا وہ قریبی دوست ہیں۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ برائی کو بھلائی سے ٹال دو ،، مثلاً غصہ کو صبر سے اور جہل کو حلم سے اور بدسلوکی عفو سے کہ اگر تیرے ساتھ کوئی برائی کرے تو معاف کر اس خصلت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دشمن دوستوں کی طرح محبت کرنے لگیں گے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ

۴۴۹۷ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَسِيْمِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمُ الْاٰيَةَ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنْ ثَقِيْفٍ اَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيْفٍ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِيْ بَيْتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَتَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ حَدِيْثَنَا قَالَ بَعْضُهُمْ يَسْمَعُ بَعْضَهُ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم اس سے کہاں چھپ کر جاتے کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا

تفسیر : یعنی تم ارتکاب معاصی اور فواحش کے وقت باغات اور پردوں میں چھپ نہیں سکتے ہو اور تمہارا چھپنا اس ڈر سے نہیں کہ تمہارے اعضاء تم پر گواہی دیں گے کیونکہ تم تو اپنے پر ان کی گواہی کے قائل ہی نہیں ہو۔ بلکہ تم بعث و قیامت اور جزاء کے سرے سے منکر ہو۔

۴۴۹۷ — ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ : وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمُ الْاٰيَةَ کی تفسیر میں کہا کہ قریش کے دو مرد اور اُن کا داماد جو بنی ثقیف سے تھا یا بنی ثقیف کے دو آدمی اور ان کا داماد جو قریش سے تھا ایک گھر میں تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ ہماری باتیں سنتا ہے؟ ایک نے کہا ہماری بعض باتیں سنتا ہے (جو ہم بلند آواز سے کہیں) اور اُن میں سے بعض نے کہا اگر وہ ہماری

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَئِنْ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضَهُ لَقَدْ يَسْمَعُ كُلَّهُ فَأُنْزِلَتْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ الْاٰيَةَ

بَابُ قَوْلِهٖ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الْاٰيَةَ

۴۴۹۸ــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ اَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيْرَةٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِيْلَةٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَتُرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ قَالَ الْاٰخَرُ يَسْمَعُ اِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ اِنْ اَخْفَيْنَا وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنْ كَانَ يَسْمَعُ اِذَا جَهَرْنَا فَاِنَّهُ يَسْمَعُ اِذَا اَخْفَيْنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمُ الْاٰيَةَ وَكَانَ سُفْيَانُ يُحَدِّثُنَا بِهٰذَا فَيَقُوْلُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ اَوِ ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ اَوْ حُمَيْدٌ اَحَدُهُمْ اَوْ اِثْنَانِ مِنْهُمْ ثُمَّ ثَبَتَ عَلٰى مَنْصُوْرٍ وَتَرَكَ ذٰلِكَ مِرَارًا غَيْرَ وَاحِدَةٍ

بعض باتیں سُنتا ہے تو یقیناً ہماری ساری باتیں سُنتا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ الاٰیۃ یعنی اللہ کے نزدیک تمام مسموعات برابر ہیں اور بعض کو خاص کرنا تحکّم ہے۔

بابؔ ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور یہ ہے تمہارا وہ گمان جو تم نے اپنے رب کو کے ساتھ کیا۔ اور اُس نے تمہیں ہلاک کر دیا تو اب رہ گئے خسارے والوں میں"

۴۴۹۸ــ ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ بیت اللہ کے پاس دو قرشی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۞

۹۹۴۴ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ خَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنَحْوِهٖ

اور ایک ثقفی یا دو ثقفی اور ایک قریشی اکٹھے بیٹھے تھے۔ اُن کے پیٹ کی چربیاں زیادہ اور اُن کی سمجھ کم تھی۔ اُن میں سے ایک نے کہا کیا تم اللہ کو جانتے ہو کہ جو ہم کہتے ہیں وہ سُنتا ہے۔ دُوسرے نے کہا اگر ہم بلند آواز سے بات کریں تو سُنتا ہے اور اگر آہستہ بات کریں تو نہیں سُنتا۔ ایک اور شخص نے کہا اگر وہ اس کو سُن لیتا ہے جو ہم بلند آواز سے بات کریں تو اس کو بھی سُن لیتا ہے جو ہم آہستہ کلام کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ الآیۃ نازل ہوئی اور تم اس سے کہاں چھُپ کر جاتے تھے کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا۔ سفیان ہم سے یہ بیان کرتے تھے اور کہتے تھے ہمیں منصور یا ابن ابی نجیح نے یا حمید نے خبر دی اُن میں سے ایک یا دو نے روایت کیا پھر سفیان منصور پر ثابت رہے اور ایک بار کے سوا کبھی بار شک کو ترک کیا۔

۹۹۴۴ — متن : قولہ کان سفیان مدیہ کلام امام بخاری کے شیخ حمیدی کا ہے۔ یہ مذکور حدیث کا دوسرا اسناد ہے اور یہ حدیث مضطرب نہیں کیونکہ پہلی بار ان کا تردد کسی اضافہ یا نقص میں جزم قطعی کرنا حدیث میں قدح نہیں کرتا۔

بَابٌ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ اُن کا ٹھکانا ہے!

اس باب میں اس آیت کریمہ کا بیان ہے۔ یعنی پھر اگر وہ عذاب پر صبر کریں تو یہ صبر بھی کارآمد نہ ہوگا اور آگ اُن کا ٹھکانا ہے اور اگر وہ منانا چاہیں تو کوئی ان کا منانا نہ مانے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی نہ ہو جائے کتنا ہی منت کریں کسی طرح عذاب سے رہائی نہیں۔ اِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا کے معنی ہیں اگر وہ راضی کرنا چاہیں تو وہ راضی نہ ہوں گے"

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ حٰمٓ عٓسٓقٓ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَقِيْمًا لَا تَلِدُ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا الْقُرْاٰنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا لَا خُصُوْمَةَ طَرْفٍ خَفِيٍّ ذَلِيْلٍ وَقَالَ غَيْرُهٗ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرِيْنَ فِي الْبَحْرِ شَرَعُوْا اِبْتَدَعُوْا

۴۴۹۹ — ترجمہ : عمرو بن علی نے اس اسناد کے ساتھ مذکور حدیث کی مثل حدیث ذکر کی ہے۔

سُوْرۂ حٰمٓ عٓسٓقٓ

یہ سورت مکیہ ہے اس کی ترپن ۵۳ آیات ہیں اُن میں سے چار آیات مدنی ہیں اور وہ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهٗ سے اُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ تک ہیں۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ کو جدا ذکر کیا اور کہیعص اور اس کے نظائر کو آیات کے ساتھ متصل ذکر کیا۔ بیضاوی نے کہا شاید اس سورت کے دو نام ہیں۔ اس لئے ان کو دو آیتیں شمار کرتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا حٰمٓ مبتداء اور عٓسٓقٓ اس کی خبر ہے۔ بعض نے کہا اس جگہ حٰمٓ فعل ہے اس کے معنیٰ ہیں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کا فیصلہ ہو چکا ہے، لیکن اِن کے نظائر دیگر مقطعات حروف تہجی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ عَقِيْمًا سے اس آیت کریمہ : وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ عقیم وہ عورت ہے جو بچہ کو جنم نہ دے ؛ چونکہ اس روایت میں ضعف و انقطاع ہے اس لئے امام نے جزم نہ کیا اور کہا یُذکر لفظ مجہول ذکر کیا
قولہ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا، سے اس آیت کریمہ : وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا، کی طرف اشارہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی

کیا۔ لعد یروح کی تفسیر قرآن کریم سے کی سدی نے اس کی تفسیر وحی سے کی جبکہ حسن بصری نے رحمت سے تفسیر کی ہے

قولہ "وَمَا یَذْرَؤُکُمْ فِیْهِ" کو اس آیت کریمہ: وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا یَذْرَؤُکُمْ فِیْهِ، کی طرف اشارہ کیا اور نسل بعد نسل سے اس کی تفسیر کی یعنی چوپایوں سے ان کی جنس سے نر و مادہ پیدا کئے۔

قولہ "وَلَا تُسْئَلُ عَمَّا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ" سے اس آیت کریمہ: لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا اَللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا وَاِلَیْهِ الْمَصِیْرُ، کی طرف اشارہ کیا، ہمارے لئے ہمارا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل کوئی حجت نہیں اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف پھرنا ہے (آیت قتال سے یہ آیت کریمہ منسوخ ہو چکی ہے)

قولہ "طَرْفٍ خَفِیٍّ" سے اس آیت کریمہ: وَتَرَاهُمْ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا خَاشِعِیْنَ مِنَ الذُّلِّ یَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ، کی طرف اشارہ کیا اور خفی کی تفسیر ذلیل یعنی ضعیف سے کی یعنی تم انہیں دیکھو گے کہ آگ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ ذلت سے دبے نیچے چھپی نگاہوں سے دیکھتے ہیں یعنی ذلت اور خوف کے باعث آگ کو دزدیدہ نگاہوں سے دیکھیں گے جیسے کوئی گردن زدنی اپنے قتل کے وقت تیغ زن کی تلوار کو دزدیدہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ قولہ "فَیَظْلَلْنَ رَوَاکِدَ" سے اس آیت کریمہ: وَمِنْ اٰیَاتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ اِنْ یَّشَاْ یُسْکِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ، کی طرف اشارہ کیا۔ اور یَتَحَرَّکْنَ وَلَا یَجْرِیْنَ فِی الْبَحْرِ سے اس کی تفسیر کی۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ اس کی نشانیوں میں سے ہیں دریا میں چلنے والی بڑی کشتیاں پہاڑوں کی طرح وہ چاہے تو ہوا تھما دے (جو کشتیوں کو چلاتی ہے) کہ اس کی پیٹھ پہ دریا کے اوپر ٹھہری رہ جائیں۔ مجاہد کے غیر نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے کشتیاں ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی مانند ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں حرکت سے ہوا کو باز رکھے اور وہ دریا کے امواج سے حرکت کریں حالانکہ وہ ساکن ہیں یعنی امواج اور لہروں کے جوش سے ساکن حرکت کریں اور چلنے سے باز رہیں۔

قولہ "شَرَعُوْا" سے اس آیت کریمہ: اَمْ لَهُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ، کی طرف اشارہ کیا پھر شَرَعُوْا کی تفسیر ابْتَدَعُوْا سے کی، یا اُن کے لئے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے وہ دین نکال دیا ہے کہ اللہ نے اس کی اجازت نہ دی،

باب — مگر قرابت کی محبّت

marfat.com
Marfat.com

۴۵۰۰ ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ طَاؤُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهِ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَجِلْتَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ اِلَّا كَانَ لَهُ فِيْهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ اس آیت کریمہ میں "قُربیٰ" سے مراد کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى "تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت جب سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ (شرفہا اللہ تعالیٰ) تشریف لائے اور حوادث اور حقوق آپ پر عائد ہوئے حالانکہ آپ کے پاس مال وغیرہ نہ تھا تو انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب ہمیں ہدایت دی ہے۔ یہ حوادث اور حقوق آپ کے ذمہ ہیں اور آپ کے پاس مال ومتاع نہیں ہے۔ ہم اپنے مالوں میں سے کچھ جمع کرتے ہیں۔ آپ حقوق وواجبات پورے کرنے میں اس سے استعانت فرمائیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اے حبیب آپ ان سے فرما دیں میں معجزات اور ہدایت جو تمہارے پاس لایا ہوں اس پر میں تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت یعنی اللہ کی اطاعت اور عبادت اور دینی احکام کی تعمیل کرنے سے تمہارا تقرب الٰہی چاہتا ہوں تم اللہ سے محبت کرو اور اس کی تابعداری سے اس کا تقرب حاصل کرو! حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہی تفسیر کی ہے کہ قربیٰ سے مراد اللہ تعالیٰ کا تقرب ہے عکرمہ، مجاہد، سدی اور ضحاک وقتادہ نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ تم میری قرابت سے دوستی اور میری عترت واولاد سے محبت کرو میں تم سے یہی چاہتا ہوں اور ان میں میری حفاظت کرو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میں مختلف اقوال ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اقرباء سے دوستی اور محبت کرنا طلب فرمایا ہے وہ حضرت امیر المومنین حیدر کرار فاتح خیبر جناب علی المرتضیٰ، لختِ جگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ زہراء کرم اللہ وجہہا اور ان کی اولاد ہیں رضی اللہ عنہم بعض علماء نے کہا وہ عبد المطلب کی اولاد ہیں۔ بعض کا یہ کہنا ہے جن پر صدقہ حرام ہے اور ان کا حق خمس ہے وہ ہاشم کی اولاد اور بنی مطلب ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے کفر واسلام میں جدا نہیں ہوئے۔

۴۵۰۰ ــ ترجمہ: عبد الملک بن میسرہ نے کہا میں نے طاؤس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے

marfat.com
Marfat.com

سورۃ حٰمٓ الزخرف

مکیۃ وھی تسع وثمانون اٰیۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَلٰى اُمَّةٍ اِمَامٍ وَقِيْلَهٗ يٰرَبِّ تَفْسِيْرُهٗ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ وَلَا نَسْمَعُ قِيْلَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَلَوْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس کلام "اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى" کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے اس کی تفسیر میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ سعید بن جبیر نے کہا (جبکہ میں ان کی مجلس میں بیٹھا تھا) قربی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہے۔ ابن عباس نے سعید بن جبیر سے کہا آپ نے جواب دینے میں جلدی کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے کسی قبیلہ سے نہ تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے قرابت تھی۔ پس آپ نے فرمایا میں تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان جو قرابت ہے اس کو ملاؤ!

شرح ← ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام قریش سردار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب اور آیت کریمہ میں صرف بنو ہاشم ہی مراد نہیں ہیں جو سعید بن جبیر کے کلام کا مفہوم تھا کیونکہ اس کا مفہوم خاص اولاد بنی ہاشم اور بنی مطلب تھا جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک آیت کریمہ قریش کے ہر قبیلہ کو شامل ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام قبائل سے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں آپ کو ہر ایک سے نسبت ہے۔ اس لئے آپ سب سے صلہ رحمی چاہتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سورۂ زخرف

اس میں سورۂ زخرف کی بعض آیات کی تفسیر ہے۔ یہ سورت مکیہ ہے صرف ایک آیت کریمہ واسئل من ارسلنا الایۃ مدنی ہے اس کی ۸۹ آیات ہیں۔ زخرف کے معنی ہیں سونا۔ چونکہ خوشنما شے کو زخرف کہتے ہیں حسن گلستان اور زمین کے سبزہ کے مختلف الوان کو بھی زخرف کہا جاتا ہے گھر کی زینت کو زخرف البیت کہتے ہیں۔ اس کی جمع زخارف بمعنی کشتیاں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

لَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَوْلَا اَنْ اَجْعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًا لَجَعَلْتُ لِبُيُوْتِ الْكُفَّارِ سَقْفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ مِنْ فِضَّةٍ وَّهِيَ دَرَجٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قولہ عَلٰى اُمَّةٍ ،، سے اس آیت کریمہ ،، بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا اُمَّہ بمعنی امام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر دین سے کی جبکہ مجاہد سے اس کی تفسیر ملّت سے بھی منقول ہے۔ آیت کے معنی یہ ہے بلکہ انھوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کی اقتداء پر چل رہے ہیں۔ یہی ان کی دلیل تھی اس کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی کہ ان کے باپ دادے بھی ایسا کیا کرتے تھے

قولہ قِيْلِهٖ ،، سے اس آیت کریمہ : وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی : کیا یہ لوگ گمان کئے ہوئے ہیں کہ ہم اُن کی آہستہ باتیں اور اُن کے مشورے نہیں سنتے ہیں کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے اُن کے پاس لکھ رہے ہیں۔ امام نے قِيْلِهٖ يَا رَبِّ ،، کی تفسیر ،، اَيَحْسَبُوْنَ ،، الخ سے کی بعض نے اس تفسیر کا انکار کیا اور کہا یہ اس وقت درست ہے جبکہ قرآن کریم کا لفظ قِيْلِهِمْ ،، ہو اس کی ضمیر جمع ہو۔ قِيْلِهٖ میں ضمیر مفرد ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ ثعلبی نے کہا اس کا معنی یہ ہے آیا گمان کرتے ہیں کہ ہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں سنتے ہیں جو آپ اللہ کے حضور شکوہ کرتے ہیں کہ اے میرے پروردگار یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

قولہ لَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ،، کی تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کی ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام لوگ کافر ہو جائیں گے تو کافروں کے لئے چاندی کے چھت اور چاندی کی سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے ہیں۔ یعنی اگر اس کا لحاظ نہ ہوتا کہ کافروں کو فراخی عیش میں دیکھ کر سب لوگ کافر ہو جائیں گے الخ

قولہ لِبُيُوْتِهِمْ ،، یہ لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ ،، سے بدل اشتمال ہے۔

قولہ مُقْرِنِيْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی مُطِيْقِيْنَ سے تفسیر کی یعنی پاکی ہے اسے جس نے یہ سواری ہمارے تابع کر دی اور ہم اس پر طاقت نہ رکھتے اور نہ ہی قوت میں اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

قولہ اٰسَفُوْنَا ،، سے اس آیت کریمہ : فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ،، کی طرف

marfat.com
Marfat.com

وَعَلَى إِفْهَامٍ مُقَرِّبِيْنَ مُطِيْقِيْنَ آمَنُوْا اسْخَطُوْنَا يَعْنِيْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ اَيْ تُكَذِّبُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ ثُمَّ لَا تُعَاقَبُوْنَ عَلَيْهِ وَمَضٰى
مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ مُقْرِنِيْنَ يَعْنِي الْاِبِلَ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ
يُنْشَؤُا فِي الْحِلْيَةِ الْجَوَارِيْ جَعَلْتُمُوْهُنَّ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا فَكَيْفَ تَحْكُمُوْنَ لَوْ
شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ لَيْسُوْنَ الْاَوْثَانَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا لَهُمْ
بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ الْاَوْثَانُ اَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ فِيْ عَقِبِهٖ وَلَدِهٖ مُقْتَرِنِيْنَ

انتقام کیا اور اَسْخَطُوْنَا کے معنی ان کی تفسیر کی۔ یعنی جب انھوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے اُن سے انتقام لیا اور اُن سب کو ڈبو دیا۔

قولہ "یَعْشُ مِنْ یَّعْشُ وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطَانًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ" کی طرف اشارہ کیا اور یَعْشُ کی یہی تفسیر کی یعنی جو کوئی اللہ کی یاد سے اندھا ہو جائے اور پوری طرح اس طرف متوجہ نہ ہو تو ہم اس کے لئے شیطان تعینات کر دیتے ہیں وہ اس کا ہمیشہ ساتھی رہتا ہے اور اس کو گمراہ کرتا ہے۔ یَعْشُ عَشِیَ یَعْشُوْا لگتے ہے اس کے معنی ہیں کمزور نظر کے دیکھنا۔ نُقَیِّضْ کے معنی ہیں مُسَلِّطْ کر دیں۔

قولہ اَفَنَضْرِبُ الآیۃ سے اس آیت کریمہ "اَفَنَضْرِبُ عَنْکُمُ الذِّکْرَ صَفْحًا اَنْ کُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ" کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں مجاہد سے نقل کیا کہ تم قرآن کو جھٹلاتے ہو پھر تمہیں عذاب نہ دیا جائے یعنی کیا ہم قرآن کی تکذیب کرنے والوں سے اعراض کر لیں اور ان کو عذاب نہ دیں؟ بعض نے یہ تفسیر کی کیا ہم تم سے عذاب دور کر لیں اس لئے کہ تم نے ایمان نہ لا کر اور جہاد نہ کر کے کفر پر تمہیں عذاب نہ دیں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔ بخاری کے بعض نسخوں میں "قال مجاہد" نہیں ہے۔

قولہ مَضٰی سے اس آیت کریمہ: "فَاَھْلَکْنَا اَشَدَّ مِنْھُمْ بَطْشًا وَّمَضٰی مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی "سُنَّۃُ الْاَوَّلِیْنَ" سے تفسیر کی اور ہم نے وہ ہلاک کر دیئے جو اُن سے بھی پکڑ میں سخت تھے اور پہلوں کا حال گزر چکا ہے۔ بعض مفسرین نے اس کی تفسیر "عقوبۃ الاولین" سے کی ہے۔

قولہ وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ .. لہ میں ضمیر اَلْاَنْعَام کی طرف راجع ہے جو اس سے پہلے مذکور ہے اور ضمیر مطرد اس لئے ذکر کی کہ اَنْعَام جمع کے معنی میں ہے جیسے جُنْد، جَیْش وغیرہ اسماء اجناس ہیں۔ مقرنین کی تفسیر ابھی گزری ہے۔ قولہ یُنْشَأُ سے اس آیت کریمہ "اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَۃِ وَھُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ" کی

marfat.com
Marfat.com

يَمْشُوْنَ مَعًا سَلَفًا قَوْمُ فِرْعَوْنَ سَلَفًا لِكُفَّارِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَثَلًا عِبْرَةً يَصِدُّوْنَ يَضِجُّوْنَ مُبْرِمُوْنَ مُجْمِعُوْنَ اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ

کی طرف اشارہ کیا اور حِلْیَہ کی تفسیر جواری یعنی لڑکیوں سے کی یعنی تم نے عورتوں کو اللہ کی اولاد بنا لیا ہے چنانچہ وہ کہتے تھے۔ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اور یُنَشَّأُ کے معنی یکبر فی الزینۃ سے اور بنت کی تفسیر جاریۃ کے معنی بنات سے کی اور آیت کی تفسیر یہ کی کہ تمہاری یہ بات کیسی ہے کہ عورتوں کو اللہ کی بیٹیاں بناتے ہو، حالانکہ تم اپنے لئے لڑکیوں سے خوش نہیں۔

قولہ لَوْ شَآءَ ،، اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ ،، عَبَدْنَاهُمْ ،، میں ضمیر کا مرجع ،، اَوْثَان ،، ہیں فرشتے مرجع نہیں۔ چنانچہ قتادہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ عِلْمٌ ،، میں کہا کہ تمام مفسرین کا اس میں اتفاق ہے کہ اس میں ضمیر اَوْثَان کی طرف راجع ہے اس کا قرینہ : اَنْهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ،، ہے اور اوثان بمنزلہ عُقلاء قرار دے کر ضمیر مذکور ذکر کی ہے۔

قولہ فِیْ عَقِبِهٖ ،، سے اس آیت کریمہ : وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور عقب کی تفسیر وَلَد سے کی اور وَلَد سے مراد جنس ولد ہے اس میں پوتے اور ان کی اولاد بھی داخل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عقب سے مطلق وارث مراد ہیں۔ اور کلمہ باقیہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ،، ہے۔

قولہ مُقْتَرِنُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر يَمْشُوْنَ مَعًا ،، سے کی یا اس کے ساتھ فرشتے آتے کہ اس کے پاس اکٹھے ہو کر چلتے۔

قولہ سَلَفًا ،، سے اس آیت کریمہ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا، انہیں ہم نے کر دیا۔ اگلی داستان اور کہاوت پچھلوں کے لئے کہ بعد والے ان کے حال سے نصیحت و عبرت حاصل کریں امام بخاری نے اس کی تفسیر یہ کی کہ ہم نے فرعون کی قوم کو سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے کافروں کے لئے کہاوت اور بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت بنایا۔ سلفاً ،، پہلی امتیں مثلاً بعد میں آنے والوں کیلئے عبرت۔

قولہ يَصِدُّوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر يَضِجُّوْنَ سے کی۔ یعنی جبھی تمہاری قوم اُس سے ہنسنے لگتی ہے۔ يَضِجُّوْنَ کو ضمہ سے بھی پڑھا گیا ہے۔ اس وقت اس کا معنیٰ ہے اعراض کرتے ہیں۔

قولہ مُبْرِمُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مجمعون سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی کیا کفار مکہ نے اپنے خیال میں کوئی کام پکا کر لیا ہے تو ہم اپنا کام پکا کرنے والے ہیں

marfat.com
Marfat.com

وَالْوَاحِدُ وَالْاِثْنَانِ وَالْجَمِيْعُ مِنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ يُقَالُ بَرِيْءٌ وَهُمَا بَرَاءٌ لِاَنَّهُ مَصْدَرٌ
وَلَوْ قَالَ بَرِيْءَةٌ لَقِيْلَ فِي الْاِثْنَتَيْنِ بَرِيْئَتَانِ وَفِي الْجَمِيْعِ بَرِيْئَاتٌ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ
اِنَّنِيْ بَرِيْءٌ بِالْيَاءِ وَالتَّنْوِيْنِ اَلَّذِيْ تَعْبُدُوْنَهُ اَلْمَلٰٓئِكَةُ يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ
بَعْضًا اَلَّذِيْ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

کفار مکہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکر کرنے اور فریب سے ایذا پہنچانے کا ارادہ درحقیقت ایسا ہی تھا کہ قریش دارالندوہ میں جمع ہو کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء رسانی کے لئے حیلے سوچتے تھے جس کا انجام ان کی ہلاکت ہوا۔

"اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ" سے اس آیت کریمہ : قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ عابدین کی تفسیر مومنین سے کی۔ یعنی اگر تمہارے گمان میں اللہ کی اولاد ہے تو میں تمہاری اس بات کے انکار میں پہلا موحد اور مومن ہوں کہ اللہ ایک ہے اور میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ تم جھوٹے ہو۔

"اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ" یعنی جن کی تم عبادت کرتے ہو اس سے میں بیزار ہوں۔
"اَلْبَرَاءُ وَالْخَلَاءُ" اس میں واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث برابر ہیں اور یہ میں بَرَاءٌ کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ مصدر ہے اگر کوئی "بَرِیْءٌ" کہے تو تثنیہ بَرِیْئَانِ اور جمع بَرِیْئُوْنَ کہا جائے گا۔ عبداللہ بن مسعود نے "اِنَّنِيْ بَرِيْءٌ" پڑھا ہے۔ نیز "بَرِیْءٌ" کی جمع بُرَاءٌ بھی ہے جیسے فقیہہ کی جمع فقہاء ہے۔ اور جیسے کریم کی جمع کرام ہے۔ اسی طرح "بَرِیْءٌ" کی جمع بُرَآءُ ہے ایسے ہی ابراء اشراف اور ابرباء نصباء کی طرح ہے کہ جیسے اشراف شریف کی جمع اور انصباء نصیب کی جمع ہے۔ اسی طرح ابرآء، ابرباء بَرِیْءٌ کی جمع ہیں۔ اور مؤنث میں کہتے ہیں۔ اِمْرَءَةٌ بَرِیْئَةٌ، امرءتان، برئیتان، نسوۃ برئیاتٌ وبرایا کہتے ہیں۔ یہ اہل نجد کی لغت ہے جبکہ پہلی لغت اہل حجاز کی ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اِنَّنِيْ بَرِيْءٌ بالیاء پڑھا ہے۔ "زُخْرُف" کے معنی سونا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ الْاٰيَةَ

۴۵۰۱ــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ وَقَالَ قَتَادَةُ مَثَلًا لِلْاٰخِرِيْنَ عِظَةً وَقَالَ

قولہ مَلَائِكَةً ،، سے اس آیت کریمہ : وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تمہارے بدلے فرشتے لے آتے جو ہماری عبادت اور طاعت کرتے ،،

بابؔ ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! دوزخی (خازن دوزخ) کو آواز دیں گے اے مالک تمہارا ربؔ ہمارا فیصلہ کرے

تفسیر : دوزخی جہنم کے خازن مالک کو نداء کریں گے کہ اے مالک تمہارا رب ہمارا فیصلہ کرے فیصلہ کرے کہ ہمیں موت دے کہ اس عذاب سے رہائی پائیں۔ تو ایک ہزار سال بعد مالک جواب دے گا تم عذاب میں ہمیشہ رہو گے۔ ایک روایت کے مطابق وہ چالیس سال واویلا کرتے رہیں گے مالک جواب نہ دیں گے پھر وہ اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے کہ ہمارا خدا ہمیں دوزخ کی آگ سے نجات دے اللہ تعالیٰ بھی دنیا کی عمر کی مدت تک جواب نہ دے گا۔ پھر فرمائے گا تم دوزخ کی آگ میں ذلیل و خوار ہوتے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو !

۴۵۰۱ــ ترجمہ : صفوان بن یعلیٰ نے اپنے والد سے روایت کی رضی اللہ عنہما کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ پڑھتے ہوئے سنا۔ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ الْاٰيَةَ اور قتادہ نے مَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ کی تفسیر میں کہا ہم نے ان کو بعد میں آنے والوں کافروں کے لئے پیشرو بنایا اور پیچھے آنے والوں کے لئے انہیں عبرت کیا۔

marfat.com
Marfat.com

غَيْرُهُ مُقْرِنِيْنَ ضَابِطِيْنَ يُقَالُ فُلَانٌ مُقْرِنٌ لِفُلَانٍ ضَابِطٌ لَهُ
وَالْاَكْوَابُ الْاَبَارِيْقُ الَّتِيْ لَا خَرَاطِيْمَ لَهَا اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ اَيْ مَا كَانَ
فَاَنَا اَوَّلُ الْاٰنِفِيْنَ وَهُمَا لُغَتَانِ وَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبِدٌ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ وَ
قَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ وَيُقَالُ اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ الْجَاحِدِيْنَ مِنْ عَبِدَ
يَعْبَدُ وَقَالَ قَتَادَةُ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ جُمْلَةُ الْكِتَابِ اَصُلُّ الْكِتَابِ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ
الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ مُشْرِكِيْنَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ هٰذَا
الْقُرْاٰنَ رُفِعَ حَيْثُ بَدَّهُ اَوَائِلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ لَهَلَكُوْا فَاَهْلَكْنَا اَشَدَّ
مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ عُقُوْبَةُ الْاَوَّلِيْنَ جُزْءًا عِدْلًا

قولہ غَيْرُهُ یعنی قتادہ کے غیر نے "وَمَا كُنَّا مُقْرِنِيْنَ" کی تفسیر میں کہا مقرنین یعنی ضابطین ہے کہا جاتا ہے فلاں شخص فلاں کا مقرن یعنی ضابط ہے اور اس کو قابو کرنے والا ہے۔

قولہ وَالْاَكْوَاب "سے اس آیت کریمہ "يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ" کی طرف اشارہ کیا یعنی کان پر دودھ کے چشمے سونے کے پیالوں اور جاموں کا "اکواب کوب کی جمع ہے۔ زمخشری نے کہا کوب وہ کوزہ ہے جس کی مٹی اور ٹوٹی نہ ہو جس سے پانی پینے والا ہر طرف سے پی سکتا ہے۔

قولہ اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ "سے اس آیت کریمہ "قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ" کی طرف اشارہ کیا اور عابدین کی تفسیر انفین سے کی۔ یہ آیت کریمہ عنقریب گذری ہے۔ یہاں عابدین کا دوسرا معنی بیان کرنے کے لئے ذکر کیا ہے۔ یہاں اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ کی تفسیر "مَا كَانَ فَاَنَا اَوَّلُ الْاٰنِفِيْنَ" سے کی۔ اور "مَا كَانَ" "اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ" کی تفسیر ہے۔ اور "اِنْ" نافیہ ہے۔ یعنی اللہ کی اولاد نہیں ہے۔ عابد اور عَبِد دو لغتیں ہیں۔ عابد بمعنی مومن اور عبد بمعنی آنف ہے یعنی اللہ کی اولاد نہیں اور میں سب سے پہلا نفرت کرنے والا ہوں گا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے "قِيْلِهٖ" کی جگہ "قَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ" پڑھا ہے۔ اگر اسے "قِيْلِهٖ يَا رَبِّ" کی تفسیر میں ذکر کیا جاتا تو مناسب تھا۔

قولہ يُقَالُ وَاَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ یعنی اوّل الجاحدین اور یہ "عَبِدَ يَعْبَدُ" ماضی میں باب مکسور اور مضارع میں مفتوح ہے کسرہ میں پڑھا جاتا ہے۔ ان کے معنی انکار کے ہیں۔ اس تقدیر پر اس کی تفسیر یہ ہے:

marfat.com
Marfat.com

سُورَۃ حٰمٓ الدُّخَان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَهْوًا طَرِيْقًا يَابِسًا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى مَنْ بَيْنَ

اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْجٰحِدِيْنَ ،، یعنی اس کی اولاد نہیں میں سب سے پہلے اس کا انکار کرتا ہوں ، چنانچہ عرب کہتے ہیں ،، اِنْ كَانَ هٰذَا الْاَمْرُ قَطُّ ،، یعنی یہ بات ہرگز نہیں ہے۔ سدی نے اس کی تفسیر میں کہا کہ اِنْ بمعنی لَوْ یعنی اگر رحمٰن کی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے اس کا انکار کرتا لیکن اس کی اولاد نہیں ہے (عینی)

قولہ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ ،، سے اس آیت کریمہ : وَاِنَّهٗ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور قتادہ نے اس کی تفسیر جملۃ الکتاب اور اصل کتاب سے کی۔ مفسرین نے اس کی تفسیر لوح محفوظ سے کی ہے

قولہ اَفَنَضْرِبُ ،، تو کیا ہم تم سے ذکر کا پہلو پھیر دیں اس پر کہ تم لوگ شرک کرنے والے اور حد سے بڑھنے والے ہو۔ مُسْرِفِيْنَ بمعنی مشرکین ہے۔ بخدا اگر ایسا ہوتا کہ یہ قرآن اٹھا لیا جاتا جبکہ اس امت نے اس کو مسترد کر دیا تو یقیناً وہ ہلاک ہو جاتے ، لیکن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے باعث ان پر بیس برس تک بار بار ذکر کیا۔ یہ قتادہ کا کلام ہے۔

قولہ فَاَهْلَكْنَا ،، تو ہم نے وہ ہلاک کر دیئے جو ان سے بھی پکڑ میں سخت تھے اور اگلوں کا حال گزر چکا ہے۔ امام نے مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ،، کی تفسیر عقوبت سے کی

قولہ جُزْءًا ،، سے اس آیت کریمہ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ کی طرف اشارہ کیا اور جزءًا کی تفسیر عِدْل سے کی۔ یعنی اس کے لئے اس کے بندوں میں سے اس کا ٹکڑا ٹھہرایا بے شک آدمی کھلا ناشکر ہے۔ جو ایسی باتوں کا قائل ہے کہ فرشتوں کو اس کی بیٹیاں بتایا ،، اس میں کافروں کو توبیخ ہے ،،

سُورَہ حٰمٓ دخان

مقاتل نے کہا یہ سورت ساری مکی ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں اس کی انسٹھ آیات ہیں امام ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی جو کوئی اس سورت کو رات پڑھے صبح تک

marfat.com
Marfat.com

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِن مَّكَّنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُم مِّن شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُم مِّنَ الْقُرَىٰ وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ وَذَٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

اس کے لئے شرح الصدور للسیوطی میں حضرت ابن ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی جمعہ کی رات یہ سورت پڑھے اس کی بخشش دیا جائے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ رَجُوْعًا ۔۔۔ سے اس آیت کریمہ : وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ ۔۔۔ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر طریق سے کی۔ یثرب کے معنی آسان راستہ منقول ہے۔ آشفی کے معنی ہیں اور دریا کے کنارے کی جگہ جہاں سے کھلا چھوڑ دے۔ بے شک وہ ڈبویا جائے گا۔ کھلا چھوڑنے میں حکمت یہ ہے کہ فرعونی اپنے حواسوں میں دریا میں داخل ہو جائیں۔

قولہ عَلٰى عِلْمٍ ۔۔۔ سے اس آیت کریمہ : وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔۔۔ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر عَلٰى مَنْ بَيْنَ ظَهْرَيْهِ سے کی یعنی ہم زمانہ لوگوں پر۔ آیت کے معنی یہ ہیں۔ بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو دانستہ چن لیا ان زمانہ والوں سے۔

قولہ فَاعْتِلُوْهُ ۔۔۔ سے اس آیت کریمہ : خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۔۔۔ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر اِدْفَعُوْهُ سے کی یعنی اس کو دوزخ کے درمیان لے جاؤ۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں "گنہگار کو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے آگ کی طرف لے جاؤ۔ بعض تفاسیر میں اس کے معنی سُوْقُوْهُ اِلَى النَّارِ کئے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے عَتَلَهُ يَعْتِلُهُ عَتْلًا ۔۔۔ جبکہ زور لگا کر دفع کریں۔

قولہ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۔۔۔ اور ہم نے انہیں بیاہ دیا نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے کہ ان میں ظاہری آنکھیں حیران رہ جاتی ہیں۔ ان کی پنڈلیوں کی مخ کپڑوں میں سے ظاہر ہوتی ہے۔ ان کو دیکھنے والا ان کے جسم کے کسی حصہ سے اپنا چہرہ ایسے دیکھتا ہے جیسے آئینہ میں دیکھتا ہے۔

قولہ تَرْجُمُوْنِ ۔۔۔ سے اس آیت کریمہ : وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۔۔۔ کی طرف اشارہ کیا اور رجم کی تفسیر شتم سے کی ہے۔ رجم سے کنکر مارنا بھی ہے ترجمون مشتق ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر یَشْتِمُوْنَ ۔۔۔ سے کی ہے۔ یعنی گالیاں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جادوگر ہیں۔

قولہ كَالْمُهْلِ ۔۔۔ سے اس آیت کریمہ : اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ کی طرف اشارہ کیا

marfat.com
Marfat.com

أَسْوَدَ كَمُهْلِ الزَّيْتِ وَقَالَ غَيْرُهُ تُبَّعٌ مُلُوكُ الْيَمَنِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُسَمَّى تُبَّعًا لِأَنَّهُ يَتْبَعُ صَاحِبَهُ وَالظِّلُّ يُسَمَّى تُبَّعًا لِأَنَّهُ يَتْبَعُ الشَّمْسَ

بَابُ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ

وَقَالَ قَتَادَةُ فَارْتَقِبْ فَانْتَظِرْ

۴۵۰۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَضَى خَمْسٌ الدُّخَانُ وَالرُّومُ وَالْقَمَرُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ

بے شک تھوہر کا پیڑ گنہگاروں کی خوراک ہے گلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارتا ہے۔ ازہری نے کہا ہر گلا ہوا تانبہ، سیسہ، پیتل اور گلی ہوئی چاندی کو مُہل کہتے ہیں۔ بعض نے تیل کے تلچھٹ کو بھی مُہل کہا ہے۔ بعض نے کہا دوزخیوں کے چمڑوں سے جاری پیپ کو مُہل کہا ہے۔ لیث نے کہا مُہل گندھک کی قسم ہے جو زرد رقیق ہوتی ہے۔ سردیوں میں اونٹوں کو ملی جاتی ہے۔ اصمعی نے کہا وہ پیپ ہے اور بعض سے نکلے اس کو بھی مُہل کہتے ہیں۔ ابن جبیر سے روایت ہے کہ مہل نہایت ہی گرم شئی ہے جس کی گرمی انتہا کو پہنچی ہو۔ بعض نے کہا خبثِ جواہر یعنی سونا چاندی لوہے وغیرہ کی چرک کو مہل کہا جاتا ہے۔

قولہ تُبَّع، سے اس آیت کریمہ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر ملوک یمن (یمن کے بادشاہوں) سے کی۔ کیا طاقت میں کفارِ مکہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو اُن سے پہلے تھے۔ ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ یہ اس لئے کہ یمن کے بادشاہ کو تبع کہتے ہیں جیسے فارس کے بادشاہ کو کسریٰ، روم کے بادشاہ کو قیصر، حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی اور ترکستان کے بادشاہ کو خاقان کہتے ہیں۔ (یعنی) یمن کے بادشاہ کو تبع اس لئے کہتے ہیں کہ اُن میں سے ہر ایک اپنے پہلے ساتھی کی اتباع کرتا ہے۔ سائے کو بھی تبع کہا جاتا ہے کیونکہ وہ سورج کے تابع ہوتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اس دن کے منتظر رہو، جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائیگا،

قتادہ نے کہا "فَارْتَقِبْ بمعنی اِنْتَظِرْ" ہے۔ انتظار کرو!

marfat.com
Marfat.com

باب ما جاء فی قول الله یغشی الناس هذا عذاب الیم

۳۹۲۵ حدثنا یحیی قال حدثنا ابو معاویة عن الاعمش عن مسلمة عن مسروق قال قال عبد الله انما کان هذا لانه قد علم اذا عرفت فلم تستعصوا علی النبی

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قیامت کی پانچ علامتیں گزر چکی ہیں۔ ایک دھواں۔ دوسری روم۔ تیسری قمر۔ چوتھی بطشۃ اور پانچویں لزام۔ میں نے علقمہ سے

شرح: قیامت سے پہلے پانچ علامات ہیں جن کا وقوع ہو چکا ہے ان میں سے ایک دخان (دھواں) ہے جو کافروں اور منافقوں کے کانوں اور نتھنوں میں داخل ہو گا۔ مومنین پر زکام کی طرح عارض ہو گا اور ساری زمین دھوئیں سے بھر جائے گی جیسے گھر میں آگ جلائی تو وہ سارا دھوئیں سے بھر جاتا ہے۔ اس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے "یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ" یہ قیامت کے قریب ظاہر ہو گا چالیس روز و شب رہے گا" دوسری علامت کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے۔ "الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ" یعنی رومی مغلوب ہوئے پارس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے ایران کے مقابلہ میں فارس مغلوب ہوں گے۔ یہ علامت گزر چکی ہے۔ تیسری علامت انشقاق قمر ہے یہ بھی گزر چکی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ" اور ظاہر ہے کہ معجزۂ انشقاق قمر وقوع پذیر ہو چکا ہے۔ چوتھی علامت بطشہ ہے یعنی کافر قتل اور اسیر ہوں گے۔ اس آیت کریمہ "یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى" میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور پکڑ دھکڑ اور قتل بدر میں ہو چکا ہے جبکہ ستر کافر قتل ہوئے اور ستر کو قیدی بنا لیا گیا تھا۔ پانچویں علامت لزام ہے یہ بھی واقع ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا" عنقریب بدر کے دن کافر قید ہوں گے۔ حدیث: ۹۸۵ جلد: ۲ کی شرح دیکھیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! دھواں لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ دردناک عذاب ہے"

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ فَاَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتّٰى اَكَلُوا الْعِظَامَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَاءِ فَيَرٰى كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَسْقِ اللّٰهَ لِمُضَرَ فَاِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ قَالَ لِمُضَرَ اِنَّكَ لَجَرِيٌّ فَاسْتَسْقٰى فَسُقُوْا فَنَزَلَتْ اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ فَلَمَّا اَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ عَادُوْا اِلٰى حَالِهِمْ حِيْنَ اَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ قَالَ يَعْنِيْ يَوْمَ بَدْرٍ

یہ دردناک عذاب دھواں ہے جو مشرق سے مغرب تک ساری زمین کو ڈھانپ لے گا اور چالیس روز و شب رہے گا۔"

۴۵۰۳ — ترجمہ: مسروق نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا یہ طاق نہ تھا مگر اس لئے کہ مشرکین قریش نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو آپ نے ان پر قحط سالی کی دعاء فرمائی جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط پڑا تھا۔ قریش قحط سالی اور سخت مشقت میں مبتلا ہو گئے حتیٰ کہ انھوں نے بھوک کی وجہ سے ہڈیاں کھائیں۔ اور جو کوئی آسمان کی طرف نگاہ کرتا تو بھوک کی وجہ سے اس کے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی طرح نظر آتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ نازل فرمائی۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص (ابوسفیان ابن حرب) آیا پس عرض کیا گیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے مضر قوم کے لئے بارش کی دعاء فرمائیں وہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضر (ابوسفیان) سے فرمایا تو بہت دلیر ہے اور بارش کے لئے دعاء فرمائی تو بارش ہو گئی تو یہ آیت کریمہ: اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ، نازل ہوئی جب وہ فراخی اور آرام میں ہوئے تو اپنے اسی حال کی طرف لوٹ گئے جبکہ انہیں فراخی اور آرام کی زندگی میسر تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ

۴۵۰۴ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ مَآ اَسْاَلُكُمْ

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ،، نازل فرمائی جس دن ہم سخت پکڑ پکڑیں گے بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں۔ عبداللہ ابن مسعود نے کہا اس سے مراد بدر کا دن ہے (جس میں بڑے بڑے مشرک قتل ہو گئے تھے)

۴۵۰۳ ـــ شرح : جب قریش خشک سالی میں مبتلا ہوئے تو ابوسفیان جو مضر قبیلہ کا اس وقت سردار تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بارش کی آپ سے استدعا کی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مُضر یعنی ابوسفیان سے فرمایا اور اس کا مُضر پر اطلاق کیا؛ کیونکہ وہ اس قبیلہ کا سردار تھا، عرب میں یہ رواج ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کر دے تو قتل کی نسبت قاتل کے قبیلہ کی طرف کی جاتی تھی؛ حالانکہ واقعہ میں وہ نسبت صرف متعین شخص کی طرف ہوتی تھی۔ اے ابوسفیان تو بہت دلیر ہے کہ تو اللہ کا شریک بناتا ہے اور اس سے رحمت بھی طلب کرتا ہے جب تم سے یہ عذاب اُٹھا لیا جائے گا تو تم پھر شرک کرنے لگو گے اور اس پر اصرار کرو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا اور وہ پھر آپ سے دشمنی کرنے میں سخت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے بدر میں ان سے انتقام لیا جبکہ قریش مکہ کے ستر سردار قتل ہُوئے اور ستر قید و بند میں مبتلا ہُوئے۔

امام بخاری رحمت اللہ علیہ نے اس کے بعد اس حدیث کے تین عنوان ذکر کئے ہیں اور بعینہٖ یہ حدیث مطوّل و مختصر ذکر کی ہے۔ نیز استسقاء میں حدیث ۹۸۵۔ ج : ۲۔ سورۂ رُوم کی تفسیر میں حدیث ۴۴۵۶ ج : ۷ اور سورۂ ص میں حدیث ۴۴۹۰ ج : ۷ ذکر کی۔ فَلْيُطَالِعْ ثَمَّةَ اَيْضًا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ہمارے ربّ ہم پر سے عذاب کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں!..

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ اَكَلُوْا فِيْهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ حَتّٰى جَعَلَ اَحَدُهُمْ يَرٰى مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوْعِ قَالُوْا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ فَقِيْلَ اِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَادُوْا فَدَعَا رَبَّهٗ فَكَشَفَ عَنْهُمْ فَعَادُوْا فَانْتَقَمَ اللّٰهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى قَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ

۴۵۰۴ — ترجمہ : مسروق نے کہا میں عبداللہ بن مسعود کے پاس آیا اور کہا دانش مندی یہ ہے کہ جس چیز کو تو نہ جانتا ہو تو تو کہے اللہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ فرما دو! میں تم سے اس پر اجرت کا سوال نہیں کرتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں سے ہوں۔ جب قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کر لیا اور آپ کی نافرمانی کی تو فرمایا اے اللہ یوسف علیہ السلام کی سی خشک سالی کی طرح اُن پر سات برس خشک سالی کے ساتھ میری مدد کر تو ان کو خشک سالی نے پکڑ لیا اس میں اُنھوں نے سخت بھوک کے باعث ہڈیاں اور مُردار کھائے حتیٰ کہ اُن میں سے آدمی کو اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کے سبب دھوئیں کی طرح نظر آتا تھا اُنھوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم سے عذاب کھول دے۔ ہم ایمان لاتے ہیں اور آپ سے کہا گیا اگر ہم نے اُن سے عذاب کھول دیا گیا۔ وہ پھر شرک کی طرف لوٹ آئے تو اللہ نے بدر کے روز اُن سے بدلہ لیا ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ، منتقمون تک "

۴۵۰۴ — شرح : اس میں ایک قصہ خواں پر تعریض ہے۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام کا سبب یہ ہے کہ ایک شخص کندہ میں باتیں کر رہا تھا۔ اُس نے باتوں میں کہا قیامت کے دن دھواں آئے گا وہ منافقوں کے کانوں اور آنکھوں میں داخل ہوگا اور مومن کو صرف زکام کی حالت عارض ہوگی۔ ہم گھبرا کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اُن سے یہ بیان کیا تو وہ غصہ سے بھر گئے اور تکیہ چھوڑ کر بیٹھ گئے۔ اور کہا جس کو کسی شئ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ اَلذِّكْرُ وَالذِّكْرٰى وَاحِدٌ

۴۵۰۵ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِى الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوْهُ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَىْءٍ حَتّٰى كَانُوْا يَاْكُلُوْنَ الْمَيْتَةَ فَكَانَ يَقُوْمُ اَحَدُهُمْ فَكَانَ يَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ

کا علم ہو تو کہے اگر علم نہ ہو تو کہے اللہ جانتا ہے اور نامعلوم شئ میں تکلف نہ کرو اور کہا یہ واقعہ گزر چکا ہے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ ابن عباس، ابن عمر، زید بن علی اور حسن بصری رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ یہ دھواں قیامت کے علامات سے ہے اور قیامت سے کچھ پہلے ظاہر ہوگا۔ کافروں کے غلبہ سے مراد یہ ہے کہ کفار نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت ترک کردی اور کفر پر جمے رہے۔

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہاں سے ہوا انہیں نصیحت ماننا حالانکہ اُن کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسُول تشریف لا چکا ہے "

تفسیر: یعنی ان لوگوں پر مصائب کے بادل چھائے رہے اور انکو سخت عذاب دیا گیا تو اس حالت میں وہ کیسے نصیحت مانیں گے حالانکہ اُن کے پاس عظیم رسُول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لایا اور معجزات ظاہرات اور آیات بیّنات پیش فرمائے۔

۴۵۰۵ ــ ترجمہ: مسروق نے کہا میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ پھر کہا جب

marfat.com
Marfat.com

الْجَهْدِ وَالْجُوْعِ ثُمَّ قَرَأَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ حَتّٰى بَلَغَ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَفَيُكْشَفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرٰى يَوْمَ بَدْرٍ

بَابُ قَوْلِهٖ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ

۴۵۰۶ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دعوت اسلام دی تو قریش نے آپ کو جھٹلا دیا۔ آپ نے فرمایا اے اللہ یوسف علیہ السلام کی سی خشک سالی کی طرح اُن پر سات برس خشک سالی کے ساتھ میری مدد فرما! تو اُن پر خشک سالی آگئی اور کھانے کی ہر شئ لے گئی حتی کہ وہ مُردار کھانے لگے اُن میں سے کوئی شخص کھڑا ہوتا تو مشقت اور بھوک کے سبب اپنے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی طرح دیکھتا پھر یہ آیت کریمہ: فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ حتی کہ كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ "تک پہنچے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کیا قیامت کے روز اُن سے عذاب کھولا جائے گا؟ اُنہوں نے کہا اور بطشہ کبریٰ بدر کا دن ہے۔

۴۵۰۵ — شرح: امام نے یہ حدیث تین تراجم کے ساتھ ذکر کی۔ ان میں سے یہ تیسری حدیث ہے۔ حصّت لے گئی۔ سَنَة خشک سالی جس میں کچھ نہ ہو اور وہ ہر شئ سے خالی ہو۔ بطشۃ کبریٰ "یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى کی تفسیر ہے (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پھر اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا ہُوا دیوانہ ہے!!"

تفسیر: کفار مکہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کیا اور منہ پھیرتے ہوئے

marfat.com
Marfat.com

سُلَيْمٰنَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قُلْ مَآ اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاٰى قُرَيْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ حَتّٰى حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى اَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُوْدَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ حَتّٰى اَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَاَتَاهُ اَبُوْسُفْيَانَ فَقَالَ اَيْ مُحَمَّدُ اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَكْشِفَ عَنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ يَعُوْدُوْا بَعْدَ هٰذَا فِيْ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ ثُمَّ قَرَاَ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى عَائِدُوْنَ اَيُكْشَفُ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ فَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَقَالَ اَحَدُهُمُ الْقَمَرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ الرُّوْمُ

چلے گئے اور آپ کو قبول نہ کیا اور کہا یہ سکھایا ہُوا دیوانہ ہے جس کو وحی کی غشی طاری ہونے کے وقت جنات یہ کلمات تلقین کر جاتے ہیں (العیاذ باللہ)

۴۵۰۶ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا اور فرمایا۔ اے حبیب فرما دو! میں تبلیغ پر تم سے اُجرت طلب نہیں کرتا اور نہ میں تکلف سے باتیں کرتا ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کو دیکھا کہ اُنھوں نے آپ کی نافرمانی کی ہے تو فرمایا اے اللہ! یوسف علیہ السلام کی سی خشک سالی سے سات خشک سالوں کے ساتھ اِن پر میری مدد فرما پس ان کو خشک سالی نے پکڑا حتیٰ کہ وہ ہر شئے کھا گئے (ان کے پاس کچھ کھانے کو نہ رہا اور یہاں تک معاملہ پہنچا کہ) اُنھوں نے ہڈیاں اور چمڑے کھائے۔ حدیث کے ایک راوی نے کہا زمین سے دھوئیں کی طرح کچھ نکلتا تھا۔ آپ کے پاس ابوسفیان آیا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ مُنْتَقِمُوْنَ

۴۵۰۷ ــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ اَللِّزَامُ وَالرُّوْمُ وَالْبَطْشَةُ وَالْقَمَرُ وَالدُّخَانُ

اور کہا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ سے دعا کریں کہ لوگوں سے عذاب کھول دے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور خشک سالی دور ہوگئی۔ پھر فرمایا یہ لوگ اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ جائیں گے۔ منصور کی حدیث میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ "کیا آخرت کا عذاب کھلے گا؟ پس دھواں بطشہ اور لزام گزر چکے ہیں (ان کا وقوع ہوگیا ہے) اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی نے کہا شق قمر جو قیامت کی علامت ہے ہو چکا ہے۔ دوسرے راوی نے کہا روم (رومیوں کا مغلوب ہونا) بھی گزر چکا ہے جس دن ہم زبردست پکڑ پکڑیں گے یقیناً ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

شرح: فقال احدہم "قیاس تو یہ ہے کہ "احدہما" کہتے کیونکہ ابوالضحیٰ سے دو راوی

۴۵۰۶ ــ روایت کرتے ہیں اور وہ سلیمان اور منصور ہیں۔ علامہ کرمانی نے اس کی توجیہہ یہ کی کہ اقل جمع کے دو فرد ہوتے ہیں۔ یہی حدیث کا محمل ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ دھواں زمین سے نکلتا تھا اور ہوا میں چلا جاتا تھا اور اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ یہ دھواں دیکھنے والے اور آسمان کے درمیان تھا، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ یہ بھی کفار کا گمان تھا کہ دھواں زمین سے نکلتا ہے جیسے وہ گمان تھا کہ اُن کے اور آسمان کے درمیان دھواں ہے۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں منافات نہیں۔

قولہ فی حدیث منصور "یعنی ابوالضحیٰ سے راوی منصور کی حدیث میں ہے کہ پھر فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ "کی تلاوت کی۔

قولہ قَالَ احدھم "یعنی ابوالضحیٰ سے روایت کرنے والے دونوں راویوں نے بطشہ، دخان اور لزام میں اتفاق کیا ہے۔ اور انشقاقِ قمر میں ان کی رائے مختلف ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ

جَاثِيَةٌ مُسْتَوْفِزِيْنَ عَلَى الرُّكَبِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ نَسْتَنْسِخُ نَكْتُبُ نَسَاكُمْ نَتْرُكُكُمْ

۴۵۰۶ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پانچ علامات لزام، روم، بطشہ قمر اور دخان گزر چکی ہیں۔

۴۵۰۷ — شرح : ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس پر مُصر ہیں کہ دخان گزر چکا ہے لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کلام سے ظاہر ہے کہ یہ علامت ابھی نہیں گزری حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ آئت دخان ابھی نہیں گزری۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ آئت دخان ابھی نہیں گزری۔ شریح نے بھی یہی روائت کی ہے۔ مسلم کی حدیث اس کی مؤید ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ تم دس علامات دیکھو گے۔ مغرب سے سورج کا طلوع ہونا، دھواں ظاہر ہونا اور دجال کا دابہ الخ واللہ ورسولہ اعلم!

سورۂ حٰمٓ جاثیہ

یہ سورت بالاتفاق مکی ہے۔ اس کی ۳۷۔ آیات ہیں۔ بعض نسخوں میں سورۂ جاثیہ ہے۔ حٰمٓ کو ذکر نہیں کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ جاثیۃً " سے اس آئت کریمہ تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً "، کی طرف اشارہ کیا اور مُسْتَوْفِزِيْنَ عَلَى الرُّكَبِ " سے اس کی تفسیر کی کہ تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانوؤں کے بل گرے ہوئے۔ جب کوئی زانو اُٹھا کر بیٹھے تو کہا جاتا ہے اِسْتَوْفَزَ فِيْ قُعُوْدِهٖ "، یعنی وہ اس دن کے خوف وہراس سے زانو کے بل بے آرام بیٹھے ہوں گے۔ قولہ نَسْتَنْسِخُ سے اس آئت کریمہ : اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ "، کی طرف اشارہ کیا اور نَكْتُبُ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی ہم تمہارے عمل لکھتے ہیں۔ یہ مجاہد کی تفسیر ہے۔ بعض تفاسیر میں ہے کہ ہم لکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ حسن بصری نے کہا ہم محفوظ کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ الْاٰيَةَ

۴۵۰۸ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ يُؤْذِيْنِيْ ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

قولہ نَنْسَاكُمْ ، سے اس آیت کریمہ : فَالْيَوْمَ نَنْسَاكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ ، کی طرف اشارہ کیا اور نَتْرُكُكُمْ ، سے اس کی تفسیر کی یعنی جیسے تم نے چھوڑے رکھا۔ ہم تمہیں چھوڑتے ہیں اور کافروں کو چھوڑنا آگ میں ہی ہوگا۔ یہ تفسیر باللازم ہے۔ ذکر ملزوم ارادہ لازم ہے، کیونکہ جو بھول جائے وہ چھوڑ دیتا ہے اس کا عکس نہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ

۴۵۰۸ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھے ابن آدم اذیت پہنچاتا ہے۔ وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے۔ حالانکہ زمانہ میں ہی ہوں۔ میرے دستِ قدرت میں جہاں کا کاروبار ہے۔ رات اور دن کو میں ہی پھیرتا ہوں۔

۴۵۰۸ــ شرح : اللہ کو اذیت پہنچانے کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ ایسی بات کرتا ہے جو اللہ کی شان کے لائق نہ ہو۔ اگر ایسی بات اس شخص کو کہی جائے جس کے حق میں اذیت ہو سکتی ہے تو اسے اذیت پہنچے، اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو اذیت پہنچے۔ یہ صرف تَوَسُّع فی الکلام ہے ، مراد یہ ہے کہ جو کوئی اس قسم کی بات کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا ہے یہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کا حال ہے۔ طیبی نے کہا قول یا فعل سے کسی کو ایذار پہنچانا مکروہ ہے۔ خواہ اس کو تکلیف ہو یا نہ ہو۔ دَہر دراصل عالم کی مدت ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ ، میں دھر کا یہی معنی ہے پھر لمبی مدت پر اس کا اطلاق کرتے ہیں۔ اور زمانہ کا اطلاق مطلقاً مدت قلیل ہو یا کثیر پہ ہوتا ہے۔ اس حدیث شریف میں دھر سے مراد رات اور دن کو گردش دینے والا اور ان میں امور کی تدبیر کرنے والا ہے۔ گویا کہ حدیث کا معنیٰ یہ ہے

marfat.com
Marfat.com

کہ ابن آدم امور کی تدبیر کرنے والے اور شب و روز کو گردش دینے والے کو گالی دیتا ہے اور میں ہی امور کی تدبیر کرنے والا ہوں اور ان کو گردش دینے والا ہوں۔ خطابی نے کہا اس کے معنی یہ ہیں میں صاحبِ دہر اور امور کی تدبیر کرنے والا ہوں جنہیں تم دہر کی طرف منسوب کرتے ہو۔ ابن آدم جب دہر کو گالی دیتا ہے تو اس کی گالی میری طرف لوٹتی ہے، کیونکہ زمانہ میں امور کا فاعل میں ہی ہوں۔ زمانہ تو صرف ظرف ہے جس میں یہ امور طے کر پاتے ہیں۔

لوگوں کی عادت ہے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچے تو اس کی دھر کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کہتے ہیں مَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ "ہمیں زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے اور اس کو گالی دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ زمانہ کا بُرا ہو زمانہ کی ہلاکت ہو وغیرہ وغیرہ لغویات بکتے ہیں اور وہ زمانہ کے خالق کو نہیں جانتے ہیں اور اس کو ازلی ابدی اور قدیم کہتے ہیں جیسے فلاسفہ دہریہ کا قبیح عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی کہ زمانہ حادث ہے اور وہ اس کو رات دن بدلا رہتا ہے۔ ہر اچھا بُرا فعل زمانہ کا نہیں وہ تو صرف ان افعال کے لئے ظرف ہے۔

شیخ دہلوی نے ذکر کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس کی نسبت دہر کی طرف کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں: مَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ "ہمیں زمانہ ہلاک کرتا ہے۔ علماء کہتے ہیں۔ اس تقدیر پر اچھے یا بُرے امور کی نسبت دہر کی طرف کرنا جائز نہیں اور جو شخص یہ اعتقاد کرتا ہے۔ اس کے کفر میں ذرہ بھر شک نہیں۔ اور جو کوئی ایسا اعتقاد کئے بغیر زبان پر لائے وہ کافر تو نہیں ہوتا، لیکن کافروں کے مشابہ ہے کیونکہ اس نے ایسے فعل کا ارتکاب کیا ہے جس کی شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت نہیں دی۔ وہ توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے استغفار کرے اور شعراء کی زبان پر اچھے اور بُرے امور کی نسبت فلک کی طرف ہوتی ہے اور اس کو سب و شتم کرتے ہیں وہ بھی اسی طرح ہے۔ اگر ان کا اعتقاد یہی ہے کہ امور فلک کی فاعلیت سے سرانجام پاتے ہیں جیسے دہریہ کہتے ہیں تو یہ کفر ہے۔ اور اگر ان کا اعتقاد یہ ہو کہ فاعل حقیقی خدا ہے اور اوضاع فلکی محض اسباب عادیہ تو یہ کفر نہیں، لیکن شارع علیہ السلام کے منع کرنے کے باوجود وقوع کا جزم کرنا اور تخلف کو محال جاننے میں کفر اور مشابہ کفر کا خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

الحاصل زمانہ میں جملہ امور کا حقیقی فاعل اور ان میں مؤثر اللہ تعالیٰ کو جانے اور منسوب الیہ کو صرف اسباب کی حد تک محدود رکھے تو صحیح ہے جیسے بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے اور ٹھنڈی ہوا یا بادل اس کے اسباب ہیں۔

---

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تُفِيضُوْنَ تَقُوْلُوْنَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَثَرَةٌ وَاِثْرَةٌ وَاَثَارَةٌ بَقِيَّةُ عِلْمٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ لَسْتُ بِاَوَّلِ الرُّسُلِ وَقَالَ

سُوْرۂ حٰمٓ احقاف

بعض نسخوں میں سورۂ احقاف ہے۔ ابوالعباس نے کہا یہ سورت مکیہ ہے۔ اس میں دو آیتیں مدنی ہیں۔ ایک "قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ"، اور دوسری آیت "وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَا اِلَيْهِ"، اس کی ۳۵ آیات ہیں۔ اَحْقَاف حقف اور حقاف کی جمع ہے۔ جیسے لبس اور لباس ہے۔

امام بیضاوی نے کہا حقف ریت کا لمبا تودہ ہے۔ کسائی نے کہا ریت کا گول تودہ ہے۔ ضحاک نے کہا حقف شام میں ایک پہاڑ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ "تُفِيْضُوْنَ"، سے اس آیت کریمہ "هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ"، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر تَقُوْلُوْنَ سے کی تم کہتے ہو۔ قولہ "اَثَرَةٍ"، سے اس آیت کریمہ "اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ"، کی طرف اشارہ کیا۔ اور بعض نے ان تینوں الفاظ کی تفسیر "بقیۃ"، سے کی ان میں سے پہلا اَثَرَة ہمزہ اور ثاء دونوں مفتوح دوسرا اُثْرَة ہمزہ مضموم اور ثاء ساکن۔ تیسرا اَثَارَة ہمزہ مفتوح بمعنی بقیہ علم، طبری نے کہا جمہور کی قرأت اَثَارَة ہے اس سے مراد پہلے لوگوں کے بقیہ علوم ہیں جو تم میں باقی ہیں۔ اثر کا معنی روایت ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے اَثِرَتِ الْحَدِيْث

marfat.com
Marfat.com

عَيْرُهُ اَنَا يَتُمْ هٰذَا الْاِلِفُ اِنَّمَا هِيَ لَوْعَدٌ اِنْ صَحَّ مَا تَدَّعُوْنَ لَا يَسْتَحِقُّ اَنْ يُعْبَدَ وَلَيْسَ قَوْلُهُ اَنَا يَتُمْ بِرُؤْيَةِ الْعَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اَتَعْلَمُوْنَ اَبْلَغَكُمْ اَنَّ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ خَلَقُوْا شَيْئًا

میں نے حدیث روایت کی۔ مجاہد نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ روایت ہے جو اپنے اگلوں سے نقل کرتے ہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی علمی میراث ہے۔ واللہ اعلم!

قولہ بِدْعًا" سے اس آیت کریمہ: قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر لَسْتُ بِاَوَّلِ الرُّسُلِ" سے کی یعنی میں کوئی پہلا (انوکھا) رسول نہیں ہوں۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں۔ اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو وحی ہوتی ہے۔ اس کے معنی میں مفسرین کے چند قول ہیں۔ ایک تو یہ کہ قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا یہ مجھے معلوم نہیں۔

اگر یہ معنی ہوں تو یہ آیت منسوخ ہے روایت ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزیٰ کی قسم اللہ کے نزدیک ہمارا اور محمد" صلی اللہ علیہ وسلم" کا یکساں حال ہے انہیں ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں۔ اگر یہ قرآن اُن کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو اُن کا بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دیتا کہ اُن کے ساتھ کیا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ نازل فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور کو مبارک ہو۔ آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ" نازل ہوئی" اور یہ آیت کریمہ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا" نازل ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ حضور کے ساتھ کیا کرے گا اور مومنوں کے ساتھ کیا۔

دوسرا قول اس آیت کریمہ کی تفسیر میں یہ ہے کہ آخرت کا حال تو حضور کو اپنا بھی معلوم ہے مومنوں کا بھی۔ مکذبین (جھٹلانے والوں) کا بھی معنی یہ ہیں کہ دنیا میں کیا کیا جائے گا۔ یہ معلوم نہیں اگر یہ معنی لئے جائیں تو بھی یہ آیت منسوخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ بھی بتا دیا چنانچہ فرمایا: لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اور مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ" بہر حال اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو حضور کے ساتھ اور حضور کی امت کے ساتھ پیش آنے والے امور پر مطلع فرما دیا۔ خواہ وہ دنیا کے ہوں یا آخرت کے اور اگر رؤیت بمعنی ادراک بالقیاس یعنی عقل سے جاننے کے معنی میں لیا جائے تو معنی اور بھی زیادہ

marfat.com
Marfat.com

صاف ہے اور آئت کا اس کے بعد والا جملہ اس کا مؤید ہے۔
علامہ نیشاپوری نے اس کے تحت فرمایا کہ اس میں نفی اپنی ذات کے اعتبار سے جاننے کی ہے۔ من جہۃ الوحی جاننے کی نہیں (خزائن العرفان)
اقول اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" قریب ہے کہ تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں" اور وہ مقام شفاعت ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام میں کھڑے ہو کر شفاعتِ کبریٰ فرمائیں گے" آپ نے فرمایا میں قیامت میں آرام سے نہیں بیٹھوں گا جب تک میری اُمت سے ایک بھی دوزخ میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی "اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے" اس آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ ان نعمتوں کو بھی شامل ہے جو آپ کو دُنیا میں عطا فرمائیں۔ کمالِ نفس اور علوم اوّلین و آخرین اور ظہورِ امر اور اعلائے دین اور وہ فتوحات جو عہدِ مبارک میں ہوئیں اور عہدِ صحابہ میں ہوئیں اور قیامت تک ہوتی رہیں گی اور دعوت کا عام ہونا اور اسلام کا مشارق و مغارب میں پھیل جانا اور آپ کی امت کا بہترین امم ہونا اور آپ کے وہ کرامات و کمالات جن کا اللہ ہی عالم ہے اور آخرت کی عزت و تکریم کو بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفاعت عامہ و خاصہ اور مقام محمود وغیرہ جلیل نعمتیں عطا فرمائیں۔ یہ وہ مقامات عظیمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دُنیا و آخرت میں حضور کو عطا فرمائے۔ مذکور دونوں آیات مکی ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں مذکور تمام حالات جانتے تھے پھر اس پر مزید یہ کہ جنگِ بدر میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بدر سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کو فرمایا جبکہ وہ گھمسان کی جنگ لڑ رہے تھے جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ آپ نے عثمان بن مظعون جو آپ کے رضاعی بھائی تھے ان کی وفات کے وقت فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا؛ حالانکہ آپ کو یقین تھا کہ وہ مغفور ہیں، کیونکہ عثمان بن مظعون جنگِ بدر میں حاضر تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بذاتِ خود اور قیاسِ عقل سے میں نہیں جانتا ہوں میں تو وحی کی اتباع کرتا ہوں۔ لہٰذا بقیاسِ عقل کسی کو امورِ آخرت میں فیصلہ کرنے کا حق نہیں وہ تو صرف بذریعہ معلوم ہوتے ہیں۔ اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ" میں ذات سے جاننے کی نفی ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!
قولہ قَالَ غَیْرُہٗ اَرَاَیْتُمْ" یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ اَرَئَیْتُمْ"، ہمزہ استفہام وعید کے طور پر ہے۔ یعنی جو تم کہتے ہو اگر وہ صحیح ہے تو وہ عبادت کئے جانے کا مستحق نہیں ہے۔ اس سے اس آئت کریمہ اَرَئَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ" کی طرف اشارہ ہے یعنی مجھے خبر دو اگر قرآن اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کے ساتھ کفر کرو اور اسے قبول نہ کرو تو کیا تم ظالم نہ ہوگے؟

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قولہ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَا اَتَعِدَانِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ وَھُمَا یَسْتَغِیْثَانِ اللّٰہَ وَیْلَکَ اٰمِنْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَیَقُوْلُ مَا ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ مذکور شرط کے محذوف جواب پر دلالت کرتا ہے۔
قولہ لیس قولہ اَرَءَیْتُمْ سے آنکھ کا دیکھنا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ یہ اَتَعْلَمُوْنَ کے معنی میں ہے یعنی کیا تم جانتے ہو کیا تمہیں خبر ملی ہے کہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ اور ان کو اللہ کے سوا الٰہ کہتے ہو انھوں نے کچھ پیدا کیا ہے ؟

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف ہے تمہارے لئے،،

کیا مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا ؟ حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی قومیں گزر گئیں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں۔ تیری خرابی ہو ایمان لا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو کہتا ہے یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں ہیں ،،

تفسیر : بعض نے کہا یہ آیت کریمہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی جبکہ وہ مسلمان نہ تھے۔ اُن کے والدین انہیں دعوتِ ایمان دیتے تھے اور یہ خبر دیتے تھے کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر اللہ کے حضور پیش ہونا ہے، لیکن وہ ایمان قبول کرنے سے انکار کرتے تھے، لیکن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی شان میں یہ آیت نازل نہیں ہوئی۔ زجاج نے کہا جس نے کہا کہ یہ آیت ان کی شان میں نازل ہوئی باطل ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ والدین کے عاق کافر بیٹے کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ واحدی اور ابن جوزی نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔ قولہ اُفٍّ ،، کلمۂ زجر و کراہت ہے اس سے مقصود ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے۔ جمہور فا پر کسرہ پڑھتے ہیں جبکہ نافع اور حفص نے عاصم سے مُنَوَّن روایت کی ہے۔ ابن کثیر اور ابن عامر نے عاصم سے بفتح الفاء

marfat.com
Marfat.com

۴۵۰۹ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَی الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِیَةُ فَخَطَبَ فَجَعَلَ یَذْكُرُ یَزِیْدَ بْنَ مُعَاوِیَةَ لِكَیْ یُبَایَعَ لَهُ بَعْدَ اَبِیْهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ شَیْئًا فَقَالَ خُذُوْهُ فَدَخَلَ بَیْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ یَقْدِرُوْا فَقَالَ مَرْوَانُ اِنَّ هٰذَا الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهِ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَا اَتَعِدَانِنِیْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَّرَآءِ الْحِجَابِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْنَا شَیْئًا مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ عُذْرِیْ

بدونِ تنوین روائت کی ہے (عینی)

قولہ اَنْ اُخْرَجَ ،، یعنی کیا تم مجھے یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں مرنے کے بعد قبر سے زندہ اُٹھایا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے کئی قومیں گزر چکی ہیں۔ اُن میں سے کوئی بھی زندہ نہیں اُٹھایا گیا اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے تھے کہ اللہ اس کو ہدائت دے اور اسے کہتے تھے تیری خرابی ہو ایمان قبول کرلے اور مرنے کے بعد زندہ اُٹھنے کو تسلیم کرلے، لیکن وہ بدستوران باتوں کا انکار کرتا اور کہتا یہ تو پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ اَسَاطِیر ،، جھوٹی باتیں اُسطُوْرَہ کی جمع ہے۔

۴۵۰۹ — ترجمہ : یوسف بن ماھک نے کہا مروان حجاز کا حاکم تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو مقرر کیا تھا اُس نے خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کا ذکر کرنے لگا تاکہ اس کے والد بعد اس کی بیعت کی جائے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اسے کوئی بات کہی (جو مروان کو پسند نہ آئی) تو کہا اس کو پکڑو تو وہ فوراً ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوگئے اور وہ لوگ اسے پکڑ نہ سکے۔ مروان نے کہا یہ وہ شخص ہے جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے اُفٍّ لَّكُمَا اَتَعِدَانِنِیْ ،، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے پس پردہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد کے بارے میں کوئی چیز نازل نہیں کی مگر یہ کہ (قصۂ افک میں) میری برأت نازل فرمائی ،،

۴۵۰۹ — شرح : اسماعیلی نے اس واقعہ کی یہ وضاحت کی ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ یزید کو خلیفہ منتخب کرے تو اُنھوں نے مروان کو خط لکھا جبکہ وہ مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قولہ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَارِضٌ اَلسَّحَابُ

(شرفہا اللہ تعالیٰ) کا حاکم تھا کہ یزید کے لیے لوگوں سے بیعت لے۔ مروان نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا امیر المؤمنین معاویہ نے یزید کے متعلق ایک اچھی رائے تجویز کی ہے اور انہیں یزید کی بیعت کرنے کو کہا یہ سُنکر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ تو ہرقل قیصر کا طریقہ اور کافروں کی رسم ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو جانشین مقرر کر لیتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد اپنے بیٹے کو خلیفہ مقرر نہ کیا اور نہ ہی اپنے خاندان سے کسی کو منتخب کیا۔ مروان نے کہا یہ ابوبکر اور عمر فاروق کا طریقہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ عبدالرحمٰن نے کہا یہ ہرقل و قیصر کا طریقہ ہے۔ مروان نے کہا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں فرمایا: وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَا ،، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے مروان کی یہ بات سُنی اور فرمایا اے مروان تو عبدالرحمٰن کو ایسا ایسا کہتا ہو سو خدا! تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت فلاں بن فلاں کے حق میں نازل فرمائی۔ اگر تو چاہتا ہے تو میں اس کا نام ذکر کرتی ہوں، لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے باپ پر لعنت فرمائی جبکہ تو اُس کی پشت میں تھا اور تو اس لعنتی کا ٹکڑا ہے مروان یہ بات سُن کر منبر سے اُترا اور جلدی سے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے دروازہ کے پاس آیا اور اُن سے کلام کیا۔ ام المؤمنین نے بھی اس سے بات کی پھر وہ واپس چلا گیا۔ (عینی)

علامہ قسطلانی نے کہا اسناد کے لحاظ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت اوروں کی روایت سے صحیح تر ہے اور قبول کرنے کے زیادہ لائق ہے اور کہا یہ آیت کریمہ کافر عاق کے حق میں نازل ہوئی جس نے یہ کہا کہ عبدالرحمٰن کے حق میں نازل ہوئی اس کی بات کمزور ہے، کیونکہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور اچھے مسلمان رہے اور اعلیٰ ترین مسلمانوں میں اُن کا شمار ہوتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پھر جب اُنھوں نے عذاب دیکھا بادل کی طرح آسمان کے کنارے میں پھیلا ہُوا

marfat.com
Marfat.com

۴۵۱۰ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَمْرٌو اَنَّ اَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ اِذَا رَاٰى غَيْمًا اَوْ رِيْحًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلنَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوْا رَجَاءَ اَنْ يَكُوْنَ فِيْهِ الْمَطَرُ وَاَرَاكَ اِذَا رَاَيْتَهُ عُرِفَ فِيْ وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنُنِيْ اَنْ يَكُوْنَ فِيْهِ عَذَابٌ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيْحِ وَقَدْ رَاٰى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا

ان کی وادیوں کی طرف آتا بولے یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے گا بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی جس میں دردناک عذاب ہے "

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عارض یعنی بادل ہے "

۴۵۱۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھل کر ہنستے نہیں دیکھا کہ میں آپ کے حلق کے سرخ گوشت کو دیکھوں ، آپ تو صرف تبسم فرماتے تھے ۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ جب بادل یا ہوا دیکھتے تو آپ کے چہرۂ انور پر غم کا اثر دیکھا جاتا ۔ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ " صلی اللہ علیہ وسلم " لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اس میں بارش ہوگی ۔ اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ جب بادل دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرۂ انور پر پریشانی پائی جاتی ہے (کیونکہ کراہیت کا اثر چہرہ اور پیشانی پر ظاہر ہوتا ہے اگرچہ

marfat.com
Marfat.com

سُورَۃ مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَوْزَارَھَا اَتَاھَا حَتّٰی لَا یَبْقٰی اِلَّا مُسْلِمٌ

وہ دل کا فعل ہے) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! میں مطمئن اور امن میں نہیں کہ اس میں عذاب ہو جو ایک قوم کو ہوا کے ساتھ عذاب دیا گیا تھا۔ ایک قوم نے عذاب دیکھا تو انھوں نے کہا یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔

۴۵۱۰ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب نکرہ کا اعادہ کیا جائے تو ثانی نکرہ پہلے کا غیرہ ہوتا ہے اور یہاں جس قوم نے کہا تھا یہ بادل ہم پر برسے گا بعینہٖ وہ ہی لوگ جن کو ہوا کے ساتھ سخت عذاب دیا گیا تھا اور اُس نے اللہ کے حکم سے ان کی ہر شئ تباہ و برباد کر دی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے یہ نحوی قاعدہ ہے ایسے مقام میں جاری ہوتا ہے جہاں اتحاد کا کوئی قرینہ نہ ہو اور جب قرینہ موجود ہو تو ثانی نکرہ عین اُولیٰ ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ھُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰہٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰہٌ ، الٰہ نکرہ ہے اور ثانی الٰہ عین اوّل اور اگر تسلیم بھی کر لیں کہ نکرہ کا اعادہ مطلقاً مغایرت چاہتا ہے اور یہ ضروری امر ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ شائد دو قومیں تھیں ایک قوم احقاف ریت کے تودوں میں رہتی تھی ان پر بادل عذاب برسا تھا اور دوسری قوم ان کے علاوہ تھی، لیکن یہ بات غیر مخفی ہے کہ نحویوں نے تصریح کی ہے کہ یہ قاعدہ اکثریہ ہے کلیہ نہیں ہے۔

سُورَۃ مُحَمَّد "صلی اللہ علیہ وسلم"

اکثر مفسرین نے کہا یہ سورت مدنی ہے۔ ابوالعباس نے کہا حاکم نے سُدّی سے ذکر کیا کہ یہ سورت مکی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ : وَکَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ ، حج الوداع میں مکہ مکرمہ سے باہر آنے کے بعد نازل ہوئی۔ لیکن یہ قول سورت کے مدنی ہونے کے منافی نہیں، کیونکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ جو آیت کریمہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی وہ مدنی ہے۔ اگرچہ مکہ معظمہ میں نازل ہو اس کی ۳۸۔ آیات ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ اَوْزَارَھا ،، سے اس آیت کریمہ : فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ،، اٰثَامَھَا ،، سے کی۔ اس تفسیر کے مطابق اوزار ،، وزر کی جمع اور اثام اثم کی جمع ہے۔ ابن تین نے کہا امام بخاری کے سوا اور کسی نے یہ تفسیر نہیں کی۔ معروف یہ ہے کہ اَوْزار سے مراد سامانِ حرب ہے۔ اس تفسیر کے مطابق اَوزار وِزر بکسر الواؤ کی جمع بمعنی سلاح ہے۔ علامہ عینی نے کہا مُعْرَب میں وِزر بکسر الواو بھاری بوجھ ہے۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ،، کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور لوگوں کا کہنا : وَضَعَتِ الْحَرْبُ اَوْزَارَھا ،، کے معنی لڑائی ختم ہونے کے ہیں کیونکہ لڑائی کرنے والے اِس وقت ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔ سلاح کو وِزر ،، اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ہتھیار پہننے والے پر بوجھ ہوتا ہے۔ ابن تین کے کلام کی اَعشٰی کا یہ شعر تائید کرتا ہے وَاَعْدَدْتُ لِلْحَرْبِ اَوْزَارَھَا : رِمَاحًا طِوَالًا وَخَیْلًا ذُکُورًا ،، میں نے لڑائی کے لئے اسلحہ تیار کیا لمبے تیر اور گھوڑے ،، ثعلبی نے اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ کی ہے۔ حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ آثَامَھَا اَوْ اَلْاَمَھَا وَاَثْقَالَھَا یہ مجاز بالحذف ہے اور مضاف محذوف ہے یعنی حَتّٰی تَضَعَ فِرَقُ الْحَرْبِ اَوْزَارَھَا ،، یعنی لڑائی بالکلیہ ختم ہوجائے اور وہ لڑائی سے رُک جائیں۔ بعض نے کہا ،، حتی کہ لڑنے والے لوگ اَوزار اور آثام ختم کردیں اور اپنے کفر سے رُک جائیں اور صرف اللہ اور اس کے رسُول پر ایمان لائیں۔ یہ تفسیر امام بخاری کی تفسیر کی تائید کرتی ہے اور اگر حرب بمعنی محاربین ہو تو اس سے امام بخاری اور ابن تین دونوں کی تائید ہے (عینی)

قولہ حتی لا یبقیٰ اِلَّا مسلم ،، یعنی لڑنے والے لوگ اپنے گناہ ختم کردیں اور توبہ کرکے مسلمان ہوجائیں حتی کہ محاربین میں سے صرف مسلمان باقی رہ جائیں۔

قولہ عَرَّفَھَا ،، سے اس آیت کریمہ : وَیُدْخِلُھُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَھَا لَھُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یَتَّھَا ،، سے اس کی تفسیر کی ثعلبی نے کہا ،، بہشت میں اُن کے منازل بیان کردیئے تاکہ اپنے درجات کی انہیں راہ نمائی ہو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقسوم کئے ہیں اور کسی سے پوچھنے کی زحمت نہ کریں گویا وہ جب پیدا ہوئے تو وہاں کے باشندے رہے ہیں۔ قولہ مولی الذین اٰمنو ،، سے اِس آیت کریمہ : بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مولیٰ کی تفسیر ،، ولی ،، سے کی یعنی مومنوں کا ناصر اور مُحِبّ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی ناصر مُحِبّ نہیں۔

قولہ عَزَمَ الْاَمْرُ ،، سے اس آیت کریمہ : فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰہَ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ کی طرف اشارہ کیا اور جَدَّ الْاَمْرُ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی پھر جب حکم ناطق ہوچکا۔ تو اگر اللہ سے سچے رہتے

marfat.com
Marfat.com

عَرَّفَهَا بَيَّنَهَا وقال مجاهد مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلِيُّهُمْ عَزَمَ الْاَمْرُ جَدَّ الْاَمْرُ لَا تَهِنُوْا لَا تَضْعُفُوْا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَضْغَانَهُمْ حَسَدَهُمْ اٰسِنٍ مُتَغَيِّرٍ

بَابُ قَوْلِهٖ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ

۴۵۱۱ ـ حَدَّثَنَا خَلِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو اُن کا بھلا تھا۔ یہ اسناد مجازی ہے یا مضاف محذوف ہے یعنی عَزَمَ اَهْلُ الْاَمْرِ، جب حکم کرنے والے ارادہ مضبوط کرلیں۔

قولہ "لَا تَهِنُوْا" سے اس آیت کریمہ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ "کی طرف اشارہ کیا اور تَضْعُفُوْا سے اس کی تفسیر کی یعنی دشمن کے مقابلہ میں کمزوری نہ دکھاؤ اور اَب صلح کی طرف نہ بلاؤ"

قولہ "اَضْغَانَهُمْ" سے اس آیت کریمہ: اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ" کی طرف اشارہ کیا اور "حَسَدَهُمْ" سے اس کی تفسیر کی۔ اَضْغَان، ضِغْن کی جمع بمعنی حسد و دشمن ہے۔ قُلُوْبِهِمْ میں ضمیر کا مرجع منافقین ہیں۔ یعنی کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے۔ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اللہ اُن کے چھپے بَیر ظاہر نہ فرمائے گا۔ اور وہ مومنوں سے دشمنی ہے۔

قولہ "اٰسِنٍ" سے اس آیت کریمہ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ غَيْرِ اٰسِنٍ" کی طرف اشارہ کیا اور آسن کی تفسیر متغیر سے کی یعنی جنت میں جاری نہریں ہیں اُن کا پانی متغیر نہیں ہوگا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اپنے رشتے کاٹ دو

پوری آیت کریمہ یہ ہے "فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ" یعنی تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو" یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرہ کردیا اور اُنکی آنکھیں پھوڑ دیں" تُقَطِّعُوْا مخفف اور مشدد دونوں طرح سے قطع سے ماخوذ ہے یا تقطیع سے مشتق ہے"

۴۵۱۱ ـ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهٗ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ

اللہ نے مخلوق پیدا کی جب اس سے فارغ ہُوا تو رِحم کھڑا ہوگیا اور اللہ کا دامن تھاما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا رک جا تو اُس نے کہا یہی تو پناہ چاہنے کا مقام ہے (فریاد کا مقام ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے گا میں اس سے مہربانی کروں گا اور جو تجھے قطع کرے اس پر میں رحم نہیں کروں گا۔ رحم نے کہا اے میرے رب کیوں نہیں اسی طرح کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس یہی ہے (جو صلہ رحمی کرے گا میں اس سے راضی ہوں گا اور جو قطع رحمی کرے گا یعنی رشتہ داری ختم کرے گا میں اس سے راضی نہ ہوں گا) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر چاہتے ہو تو پڑھو فَهَلْ عَسَيْتُمْ الآیۃ۔

۴۵۱۱ — شرح : رحم کے معنی شکمی قرابت کے ہیں۔ یہ رحمت سے مشتق ہے اور وہ عرض ہے اسے جسم میں رکھا گیا ہے۔ اسی لئے کھڑے ہو کر اس نے کلام کیا۔ قاضی نے کہا ہوسکتا ہے کہ فرشتے کا قیام مراد ہو اور اُس نے عرش سے متعلق ہو کر اللہ کے حکم سے اس کی زبان پر یہ کلام کیا ہو۔ طیبی نے کہا رحم جو ملایا اور قطع کیا جاتا ہے وہ معانی میں سے معنیٰ ہے۔ اس میں قیام و کلام متصور نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس سے مراد رحم کی شان ہے اور اس کے واصل کی فضیلت اور اس کے قاطع کو عظیم گناہ ہے۔ "اَلْحَقْوُ" بفتح الحاء وسکون القاف بمعنی ازار اور کھوہ ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حَقْوا ازار باندھنے کی جگہ ہے۔ عربوں کی عادت ہے جب کسی سے پناہ چاہتے ہیں تو اس کی کمر کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے ہیں۔ یہ مجازاً رحم کے لئے استعارہ ہے جو وہ قطع رحمی سے اللہ تعالیٰ کے ذریعہ پناہ چاہتا ہے۔ یہ استعارہ تمثیلیہ ہے گویا رحم کی حالت اور صلہ کی طرف اس کے افتقار کو پناہ چاہنے والے کے ساتھ تشبیہ دی جو اس شخص کی کمر پکڑتا ہے جس کے ذریعہ پناہ چاہتا ہے۔ پھر استعارہ تخییلیہ کے طور پر مشبہ بہ کے لازم قیام کی نسبت کی۔ پس یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ حقیقی معنی مراد نہیں اور قول و اخذ کو ذکر کرنا استعارہ ترشیحیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رحم سے فرمایا: "مہ" یہ اسم فعل بمعنی

marfat.com
Marfat.com

۴۵۱۲ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ عَمَّتِيْ اَبُوالْحَبَابِ سَعِيْدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِهٰذَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ

رک جاہے۔ ابن مالک نے کہا کلمہ "مَہ" میں ما استفہامیہ ہے۔ اَلف کو حذف کرکے وقف کیا اور ہا سکتہ کی لاحق کی اس کے معنی ہیں۔ تو کیا چاہتا ہے۔" هٰذَا سے مقام کی طرف اشارہ کیا یعنی میرا یہ قیام تیرے ذریعہ پناہ چاہنے والے کا قیام ہے۔ یہ بھی مجاز ہے معقول کو محسوس کی صورت ذکر کیا جو لوگوں میں معروف ہے۔ اسی طرح سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور ذہن میں اس کا معنی متمکن ہوتا ہے۔ صلۂ رحمی درحقیقت مہربانی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فضل کیا ہے اور ان پر مہربانی فرمائی ہے۔

صِلۂ رحمی کی تفصیل

اس بات میں سب کا اتفاق ہے کہ صلہ رحمی واجب ہے اور اس کو قطع کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ احادیث نبویہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا اس کی شاہد ہیں، لیکن صلہ کے درجات ہیں۔ بعض اعلیٰ اور بعض ادنیٰ ہیں سب سے ادنیٰ درجہ ایک دوسرے سے ہجرت کر جانا اور کلام تک نہ کرنا ہے۔ بات کرنے سے اگرچہ سلام ہی ہو، صلہ ہوتا ہے اور یہ قدرت اور حاجت کے لحاظ سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔ صلہ بعض صورت واجب اور بعض اوقات مستحب ہے اگر قادر ہونے کے باوجود قصور کرے تو قاطع ہے اور اگر مقدور علیہ سے قاصر رہے تو اسے واصل ہی کہا جائے گا۔ شکمی قرابت جس کا صلہ واجب ہے۔ ہر وہ قریبی لوگ ہیں کہ اگر بالفرض اُن میں سے ایک کو مرد اور دُوسرے کو عورت فرض کیا جائے تو اُن کا آپس میں نکاح حرام ہو لہٰذا چچا اور ماموں کی اولاد میں صلہ واجب نہیں کیونکہ ان میں ایک دوسرے سے نکاح صحیح ہے؛ کیونکہ چچا اور ماموں کی لڑکیوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز ہے۔ البتہ عورت اور اس کی بہن یا پھوپھی کو ایک نکاح میں جمع جائز نہیں لہٰذا ان میں صلہ واجب ہے۔ بعض علماء نے کہا وراثت میں جو ذوی الارحام ہیں محرم ہوں یا غیر محرم ہوں۔ سب میں صلہ رحمی واجب ہے۔

۴۵۱۲ــ ترجمہ: ابراہیم بن حمزہ نے کہا ہمیں حاتم نے معاویہ سے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے میرے چچا ابوالحباب سعید بن یسار نے ابوہریرہ سے یہ خبر سُنائی کہ پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہتے ہو تو پڑھو فَهَلْ عَسَيْتُمْ الخ یہ ابوہریرہ کی حدیث کا دوسرا طریق ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۵۱۳ حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ اَبِی الْمُزَرِّدِ بِهٰذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ

سُوْرَةُ الْفَتْحِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ سِيْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمُ السِّمْنَةُ وَقَالَ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ

ترجمہ : بشر بن محمد نے کہا ہمیں عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہ ہمیں معاویہ بن ابی مُزَرِّد نے اس اسناد اور متن سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۵۱۳ — نے فرمایا اگر چاہتے ہو تو پڑھو "فَهَلْ عَسَيْتُمْ الخ

سُوْرَةُ فَتْحٍ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ سورت مدنی ہے حدیبیہ سے واپسی میں نازل ہوئی۔ حدیبیہ سے مراد صلح حدیبیہ ہے جو فتح مکہ کا مقدمہ ہے۔ بعض نے فتح مکہ مراد لیا ہے اور نفخ فی الصور کے قبیلہ سے ہے۔ مجاہد اور عوفی سے فتح خیبر منقول ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم حدیبیہ کے دن کو ہی فتح مکہ شمار کرتے ہیں۔ بشر بن براء سے روایت ہے کہ جب ہم غزوہ حدیبیہ سے واپس ہوئے اور کفار مکہ عمرہ سے مانع ہوئے تو ہمیں بہت غم لاحق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ نازل فرمائی۔ علامہ قسطلانی نے نقل کیا کہ بعض کہتے ہیں اس سے فتح روم مراد ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دلیل و برہان سے فتح اسلام مراد ہے۔ اس کی ۲۹۔ آیات ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ بورًا، سے اس آیت کریمہ: وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا، کی طرف اشارہ کیا اور ہالکین، سے اس کی تفسیر کی۔ اور تم نے بُرا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے، بُور بار سے مشتق ہے

marfat.com
Marfat.com

التَّوَاضُعُ شَطْأَهُ فَرَاخَهُ فَاسْتَغْلَظَ غَلُظَ سُوقِهِ السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ
وَيُقَالُ دَائِرَةُ السَّوْءِ كَقَوْلِكَ رَجُلُ السَّوْءِ وَدَآئِرَةُ السَّوْءِ الْعَذَابُ تُعَزِّرُوْهُ
تَنْصُرُوْهُ شَطْأَهُ شَطْؤُ السُّنْبُلِ تَنْبُتُ الْحَبَّةُ عَشْرًا وَثَمَانِيًا وَّسَبْعًا فَيَقْوٰى بَعْضُهُ
بِبَعْضٍ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى فَاٰزَرَهُ قَوَّاهُ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَمْ تَقُمْ عَلٰى سَاقٍ
وَهُوَ مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ خَرَجَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَوَّاهُ بِاَصْحَابِهِ
كَمَا قَوَّى الْحَبَّةَ بِمَا يُنْبِتُ مِنْهَا

اور بناء اعلیٰ معنی کے اعتبار سے مالک کی طرح ہے۔ اسی لئے اس کے ساتھ واحد، جمع، مذکر اور مونث کی صفت لگی جاتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ بائر کی جمع ہو جیسے عائذ کی جمع عُوذ ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں اے مشرکو! تم دل و جان اور نیت کے اعتبار سے خراب لوگ ہو۔ اللہ کے حضور تم میں کوئی اچھی بات نہیں۔ تم اللہ جل و علا کے غیظ و غضب کے مستوجب ہو۔

قولہ "سِيمَاهُمْ" سے اس آئت کریمہ "سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ" کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے سیما کی تفسیر سحنہ سے کی یعنی چہرہ کا چمڑہ اور اس کی ہیئت اور حال۔ سِحنہ بکسر السین ہے اس پہ فتحہ بھی پڑھتے ہیں سُحنَاء مد کے ساتھ بھی اسے پڑھا جاتا ہے

منصور نے مجاہد سے روائت کی کہ سیما بمعنی خشوع ہے۔ شَطْأَهُ سے اس آئت کریمہ "كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهُ" کی طرف اشارہ کیا اور "فراخہ" سے اس کی تفسیر کی یعنی جیسے کھیتی نے اپنا پٹھا نکالا۔ فَاسْتَغْلَظَ بمعنی غَلُظَ ہے یعنی سخت ہوئی۔

قولہ "سُوقِهِ" سے آئت کریمہ: فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهِ "کی طرف اشارہ کیا سُوق ساق کی جمع ہے اور ساق درخت کی شاخ ہے۔ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهِ "کے معنیٰ ہیں۔ درخت کے تنہ پہ قائم ہوا۔

قولہ يُقَالُ دَائِرَةُ السَّوْءِ "دائرۃ السوء بمعنی بُری گردش یہ رَجُلُ سَوْءٍ کی طرح بمعنی فاسد ہے۔ جیسے رَجُلٌ صِدْقٍ بمعنی صالح ہے۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ سَوء کا استعمال معانی میں ہوتا ہے جیسے فساد اجسام میں مستعمل ہوتا ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ سَآءَ مِزَاجُهُ، سَآءَ خُلُقُهُ، سَآءَ ظَنُّهُ اس کا مزاج، خُلق، گمان فاسد ہوگیا۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ فَسَدَ اللَّحْمُ، فَسَدَ الْهَوَاءُ گوشت فاسد ہوگیا، ہوا فاسد ہوگئی۔ مزاج، خُلق اور ظن معانی ہیں اور لحم و ہوا اجسام ہیں بلکہ ہر سَوء فساد ہے اور ہر فَسَاد سَوء ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ایک کا زیادہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

استعمال معانی میں ہے اور دوسرے کا زیادہ استعمال اجسام میں ہے۔ قرآن کریم میں ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَآءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ۔ دَائِرَةُ السَّوْءِ عذاب ہے یعنی اُن کا عذاب نے احاطہ کر لیا کہ وہ اس سے باہر نہیں نکل سکتے۔ سُوْء کے سین پر ضَمَّہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ مفتوح کے معنی فساد اور رداءت ہیں جبکہ مضموم کے معنی ہزیمت اور مصیبت کے ہیں یا مضموم عذاب و ضرر ہے اور مفتوح مذمت ہے (قسطلانی)

قولہ تَعَزَّرُوْا بمعنی تَنَصَّرُوْا ہے۔ شَطْاَہٗ ،، بالی کا پٹھا ایک دانہ سے دس یا آٹھ یا سات بالیاں اُگتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام ،، فَاٰزَرَہٗ ،، یہی مراد ہے کہ اس کو تقویت دی۔ اگر وہ ایک ہوتی تو شاخ پر قائم نہ رہ سکتی۔ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیان کی جبکہ آپ تنہا نکلے۔ پھر آپ کے صحابہ کرام کے ذریعے آپ کو قوی کیا۔ جیسے دانہ کو وہ شئی قوی کرتی ہے جو اس سے اُگتا ہے۔

اس سے یہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے ہوئے اپنے گھر سے تنہا نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے انصار کے ذریعے آپ کو تقویت پہنچائی۔

تفسیر میں اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی ہے کہ وہ قلیل تر تھے۔ پھر زیادہ ہوتے گئے۔ اور ایک دوسرے کے ذریعے قوی ہوتے گئے۔

قتادہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی مثال انجیل میں لکھی ہوئی ہے کہ ایک قوم پیدا ہوگی وہ کھیتی کی طرح اُگیں گے اچھی باتوں کا حکم دیں گے۔ بُری باتوں سے منع کریں گے۔

قولہ اِذْ خَرَجَ ،، یعنی جس وقت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا مکہ سے نکلے۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا مکہ والوں کے پاس آئے ان کو دعوتِ ایمان دی پھر مکہ میں جنہوں نے اسلام قبول کیا اُن کے ذریعہ اللہ نے آپ کو تقویت پہنچائی۔ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ جس وقت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے تنہا نکلے۔ جبکہ کافروں نے آپ کو شدید اذیتیں پہنچانی شروع کیں۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ساتھ دیا اور آپ کے ساتھ ہمسفر رہے۔ پھر جب مدینہ منورہ پہنچے تو انصار کے ذریعہ آپ کو قوت دی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی

marfat.com
Marfat.com

۴۵۱۴ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدٍ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهٗ لَيْلًا فَسَاَلَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْ اُمُّ عُمَرَ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ اَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيْتُ اَنْ يُنْزَلَ فِيَّ الْقُرْاٰنُ فَمَا نَشِبْتُ اَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِيْ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

۴۵۱۴ ــــ ترجمہ : زید بن اسلم نے اپنے والد اسلم سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفروں میں سے ایک سفر کر رہے تھے اور ایک رات عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ چل رہے تھے۔ انہوں نے آپ سے کچھ پوچھا تو آپ نے ان کو جواب نہ دیا۔ پھر آپ سے سوال کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔ پھر سوال عرض کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔

عمر فاروق نے کہا اے عمر تیری ماں تجھے گم پائے۔ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار سوال کیا۔ ہر بار آپ نے تجھے جواب نہیں دیا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی پھر میں لوگوں سے آگے بڑھ گیا۔ اور مجھے یہ خوف ہوا کہ کہیں میرے متعلق قرآن نہ نازل ہو جائے۔ میں نے کچھ دیر بھی نہ کی کہ میں نے آواز دینے والے کو سنا کہ وہ مجھے بلا رہا ہے۔ میں نے (دل میں) کہا مجھے ڈر ہے کہ میرے متعلق قرآن نازل ہو گیا ہو گا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات مجھ پہ ایک سورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے ہر اس شئ سے زیادہ محبوب ہے۔ جس پہ سورج طلوع

marfat.com
Marfat.com

کرتا ہے۔ پھر آپ نے پڑھا : اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا "

۴۵۱۴ — شرح : یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ اسلم اس واقعہ میں موجود نہ تھے اور نہ وہ زمانہ پایا تھا، لیکن ہو سکتا ہے کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ سنا ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حدیث کے سیاق میں عمر فاروق نے فرمایا میں اپنا اونٹ ہنکا کر آگے لے گیا، قرطبی نے کہا یہ سفر حدیبیہ سے واپسی میں رات کا سفر تھا۔ عمر فاروق نے تین بار سوال عرض کیا ہر بار جواب نہ ملا اس کا سبب یہ تھا کہ اس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وحی میں مشغول تھے۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد عمر فاروق کو بلا کر جواب فرمایا :

قولہ ثکلتک امک " ثکل کے معنی کسی عورت کا اپنے بچے کو گم پانا ہے۔ گویا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات پہ بد دعاء کی جبکہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کرنے میں بار بار اصرار کیا تھا۔ گویا انہوں نے اپنے لئے موت کی دعا کی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے عربوں کی عادت کے مطابق یہ کہا ہوگا اور حقیقۃً دعا کا ارادہ نہ کیا ہوگا، کیونکہ یہ کلمات ایسے مواقع میں عربوں کی زبان پہ جاری ہو جاتے ہیں۔ ان کی حقیقت مطلوب نہیں ہوتی جیسے " تَرِبَتْ يَدَاكَ "، " قَاتَلَكَ اللّٰهُ "، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کہنا " نَزَرْتَ "، یعنی اے عمر تو نے سوال کرنے میں الحاح اور مبالغہ کیا ہے کہ بار بار آپ سے پوچھا۔ نزر بمعنی قلت ہے جس کنوئیں میں تھوڑا پانی ہو اس کو بئرٌ نزور، کہا جاتا ہے۔ علماء نَزَرْتَ کو مخفف پڑھتے ہیں۔ داؤدی نے کہا نزرت کا معنی یہ ہے کہ جس وقت میں نے سوال عرض کیا تو کلام میں کمی کی یا میں نے ایسا سوال کیا جس کا جواب دینا آپ پسند نہ فرماتے تھے لیکن ہر کلام کا جواب نہیں ہوتا بعض کلام کا سکوت ہی جواب ہوتا ہے۔ بار بار سوال عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ عمر فاروق کا خیال یہ تھا کہ آپ نے ان کی بات نہیں سنی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج رات وہ سورت نازل ہوئی ہے جو ہر شئ سے مجھے زیادہ محبوب ہے جس پہ سورج طلوع کرتا ہے یعنی ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کی خبر دی ہے۔ اور اس میں نصرتِ اسلام، اتمامِ نعمت، اصحابِ شجرہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے سوا اور امور مذکور ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھے دیا گیا ہے ساری دنیا سے مجھے زیادہ محبوب ہے اور اسم تفضیل میں مفضل اور مفضل علیہ اصل معنی میں برابر ہوتے ہیں۔ پھر ایک کو دوسرے پر فضیلت ہوتی ہے تو لازم آئے گا کہ آپ کو دنیا بھی محبوب ہے لیکن اس سورت کا نزول زیادہ محبوب ہے، حالانکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سے محبت نہ کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کبھی اسم تفضیل اصل فعل کے معنی میں ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے : خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا "، یہاں جنت اور دوزخ کے درمیان مفاضلہ نہیں ہے تاکہ یہ کہا جائے کہ دوزخ میں بھی خیریت ہے بلکہ معنی یہ ہے خیریت صرف جنت میں ہے اور دوزخ اس سے

marfat.com
Marfat.com

۴۵۱۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا قَالَ اَلْحُدَيْبِيَةُ

۴۵۱۶ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ سُوْرَةَ الْفَتْحِ فَرَجَّعَ فِيْهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَحْكِيَ لَكُمْ قِرَاءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفَعَلْتُ

خالی ہے یا اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات مستحکم اور مستقر ہے اور اُن کا عقیدہ ہے کہ دُنیا کی مثل اور کوئی شئی نہیں اور یہی اُن کا مقصود ہے تو لوگوں کے ذہنوں میں مستقرات کے اعتبار سے خطاب فرمایا کہ جو تمہارا گمان ہے کہ اس دنیا سے افضل کوئی شئی نہیں اللہ کے پاس اس سے بہتر ہے۔ واللہ اعلم!
(حدیث ع ۲۹۰۷/۴-ج کی شرح دیکھیں)

۴۵۱۵ — ترجمہ : شعبہ نے کہا میں نے قتادہ کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے سُنا کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ، صُلح حدیبیہ ہے (یعنی اس فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے ؛ کیونکہ دراصل اسی موقعہ پر قریش کی کمزوری ظاہر ہوگئی تھی)

۴۵۱۶ — ترجمہ : عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن سُورۂ فتح پڑھی اور اس کی قراءت میں خوش الحانی فرمائی۔ معاویہ ابن قُرّہ نے کہا اگر میں تمہارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآءت کی حکائت کر دوں تو میں کر سکتا ہوں

۴۵۱۶ — شرح : ترجیع کے معنی گلے میں آواز کو پھیرنا ہے جیسے خوش الحان کرتے ہیں۔ بعض نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً نہیں کیا تھا بلکہ آپ اونٹ پر سوار تھے اور اس کی حرکت سے ترجیع ظاہر ہوتی تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز شریف حُسن میں بے مثال تھی۔ جب آپ قرآن کی تلاوت فرماتے تھے تو مدّ سے پڑھتے تھے اور آپ حروف اور کلمات میں فصل فرماتے تھے۔ کہا جاتا ہے کوئی پیغمبر حُسنِ صوت سے خالی نہ تھا۔ قرآءتِ قرآن خوبصورت آواز سے پڑھتے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا

۴۵۱۷ــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ اَنَّهٗ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تاکہ اللہ تمہارے سب کے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے ،، اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے ،،

اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو فتح و نصرت دی تاکہ موجب مغفرت ہو

تفسیر : اور بَعْث یا اس آیت کریمہ کے نزول سے پہلے اور اس کے بعد کی تقصیر بخشے اس تقصیر پہ ذنب کا اطلاق مشہور قول پر مبنی ہے کہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ ،، نیک لوگوں کی نیکیاں مُقرّبین کے نزدیک گناہ ہیں یا مقربین کے گناہ ابرار کی نیکیاں ہیں۔ بعض نے کہا ما تقدم سے آپ کے مادر و پدر کے گناہ مراد ہیں اور ما تاخر سے آپ کی امت کے گناہ ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو واقع ہوا یا ہوگا وہ مغفور ہے۔ شیخ دہلوی نور اللہ مرقدہ نے اس آیت کریمہ کی بہترین تفسیر یہ ہے کہ یہ کلمۂ تشریف ہے بغیر اس کے کہ کوئی گناہ منظور ہو

ترجمہ : مغیرہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں لمبا قیام فرماتے حتی کہ

۴۵۱۷ــ آپ کے دونوں قدم سُوج گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ حضور آپ تو مغفور ہیں۔ اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہیں آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار نہ ہوں ؟

۴۵۱۷ــ شرح : یعنی یہ رنج و تعب شکر ادا کرنے کے لئے ہے۔ گناہوں کے مواخذہ

marfat.com
Marfat.com

۴۵۱۸ــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ صَلّٰى جَالِسًا فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ

کے سبب نہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب سائل کے حال اور اس کے فہم کے مطابق ذکر فرمایا ہے ورنہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں جو استغراقِ تمام اور شہودِ خاص تھا وہ دوسرے اوقات میں نہ تھا اسی لئے آپ نے فرمایا نماز میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے اور مومنوں کی معراج ہے اور فرمایا اے بلال مجھے نماز کے ساتھ آرام پہنچا۔

۴۵۱۸ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر نماز میں کھڑے رہتے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں سوج گئے۔ ام المؤمنین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہ کس لئے کرتے ہیں، حالانکہ اللہ نے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں اور آپ مغفور ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا میں یہ پسند نہ کروں کہ میں اللہ کا شکر گزار ہوں جب آپ کا جسم شریف بھاری ہو گیا تو بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے اور قرأت کے بعد رکوع کرتے۔

۴۵۱۸ــ شرح : ایک حدیث شریف میں ہے : لَمَّا بَدَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى جَالِسًا ، داؤدی نے اس روایت فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ ، کا انکار کیا ہے۔ اور کہا حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ فَلَمَّا بَدَّنَ الخ لیکن راوی نے بَدَّنَ ، کی کثرتِ لحم سے تعبیر کی ہے۔

ابن جوزی نے کہا کسی شخص نے آپ کی وصف میں یہ نہیں کہا کہ آپ بہت موٹے تھے، کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک پیٹ کو جَو کی روٹی سے نہیں بھرا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

۴۵۱۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ هِلَالِ ابْنِ اَبِىْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ الَّتِىْ فِى الْقُرْاٰنِ يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا قَالَ فِى التَّوْرٰيةِ يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِىْ وَرَسُوْلِىْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ بِالْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَّقْبِضَهٗ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَآءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَفْتَحُ بِهَآ اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ بنا کر اور خوشی اور ڈر سناتا

۴۵۱۹ — ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قرآن کریم کی یہ آئت کریمہ: اے نبی ہم نے تمہیں شاہد (گواہ) خوشی سنانے والا بے پڑھوں کی پناہ بنا کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور میرے رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے وہ سخت خو اور سخت دل نہ ہوگا اور نہ بازاروں میں آواز بلند کرنے والا ہوگا۔ برائی کو برائی سے دفع نہ کرے گا لیکن معاف کرے گا اور درگزر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک قبض نہیں کرے گا۔ حتی کہ اس کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کر دے گا کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے لگیں گے اور اس کے ذریعہ اندھی آنکھوں، بہرے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ

۴۵۲۰ــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَفَرَسٌ لَهٗ مَرْبُوْطٌ فِی الدَّارِ فَجَعَلَ يَنْفِرُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا وَجَعَلَ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ

کانوں اور پردوں میں ڈھکے دلوں کو کھول دے گا۔

۴۵۱۹ــ شرح : اس حدیث میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے۔ سخاب فعّال کے وزن پر ہے۔ ایک لغت میں "صخّاب" بالصاد ہے۔ ملت عوجاء، کفر کی ملت ہے۔ اَعْيُنٌ عُمْيًا اندھی آنکھیں، قلوب غلف۔ پردوں میں ڈھکے دل۔ غُلَف اَغْلَف کی جمع ہے۔ اسی سے غلافِ سیف ہے۔

مقصد یہ ہے کہ تورات میں سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح مذکور ہیں۔ ظاہر ہے کہ تورات میں سریانی زبان میں آپ کا ذکر ہے۔ لیکن راوی نے اس کو عربی زبان میں ترجمہ کرکے ذکر کیا ہے۔

باب

۴۵۲۰ــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا۔ اس کا گھوڑا گھر میں بندھا ہوا تھا گھوڑا بھاگنے لگا۔ وہ شخص باہر آیا اور دیکھا تو کوئی شئ نہ دیکھی اور گھوڑا بدک رہا تھا جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا وہ اطمینان ہے کہ قرآن پڑھنے کے سبب نازل ہوا تھا۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سکینت (اطمینان) محض معنوی شئ نہیں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الْاٰيَةَ

۴۵۲۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ اَلْفٌ وَّاَرْبَعُ مِائَةٍ ۴۵۲۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ ابْنَ صُهْبَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ اِنِّيْ مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ صُهْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيَّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمُغْتَسَلِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب لوگ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے

تفسیر: اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ راضی ہُوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ اس درخت کا نام شجرہ ہے۔ بعض اس کا نام سدرہ بتاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ دوسرے سال لوگوں نے یہ درخت نہ پایا نامعلوم کہ کیا ہُوا۔ نافع نے کہا پھر لوگ اس بیعت کے بعد آئے اور اس درخت کے نیچے نماز پڑھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ لوگ اس درخت کے نیچے نماز پڑھتے ہیں تو اُنھوں نے حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹ دو تو اس کو کاٹ دیا گیا۔

اس بیعت کا سبب یہ تھا کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

۴۵۲۳ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ

کو اشرافِ قریش کے پاس مکہ مکرمہ بھیجا کہ انھیں بتائیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے تشریف لائے ہیں آپ کا ارادہ جنگ نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا کہ کمزور مسلمانوں کو وہاں اطمینان دلائیں کہ مکہ مکرمہ عنقریب فتح ہوگا۔ قریش نے حضرت عثمان کو مکہ میں روک لیا اور حدیبیہ میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اس پر مسلمانوں کو جوش آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر بیعت لی اور کیکر کے درخت کے نیچے یہ بیعت لی۔ عرب اس کو سمرہ کہتے ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں دستِ مبارک داہنے دستِ اقدس پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے "رضی اللہ عنہ" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نورِ نبوت سے جانتے تھے کہ حضرتِ عثمان شہید نہیں ہوئے۔ جبھی تو ان کی بیعت لی اور یہ کہنا کہ حضور کو عثمان کی حالت کا علم نہ تھا۔ مضحکہ خیز بات ہے۔

۴۵۲۱ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم حدیبیہ کے روز چودہ سو اصحاب تھے۔

۴۵۲۱ — شرح : بعض روایات میں پندرہ سو مذکور ہیں جبکہ ایک اور روایت میں تیرہ سو کا ذکر ہے، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر دوسرے عدد کی نفی نہیں کرتی۔

۴۵۲۲ — ترجمہ : قتادہ نے کہا میں نے عقبہ میں صہبان کے ذریعہ عبداللہ بن مغفل مُزنی رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ انہوں نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بیعت شجرہ میں حاضر تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں پھینکنے سے منع فرمایا۔ عقبہ بن صہبان نے کہا میں نے عبداللہ بن مغفل مُزنی کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ آپ نے غسلخانہ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

۴۵۲۲ — شرح : پہلی حدیث مرفوع اور یہ موقوف ہے دونوں کو اس آیت کریمہ کی تفسیر سے تعلق نہیں اور نہ ہی اس سورت سے تعلق ہے۔ عن عقبۃ" سے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اسے عقبہ بن صہبان کی عبداللہ بن مغفل سے سماعت بیان کرنے کے لئے ذکر کیا ہے۔ کنکریاں پھینکنے سے منع اس لئے کیا کہ اس فعل سے کسی دشمن کو ہلاک نہیں کر سکتے۔ اس طرح اس قسم

marfat.com
Marfat.com

۴۵۲۴ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ السُّلَمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ سِیَاہٍ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ قَالَ اَتَیْتُ اَبَا وَائِلٍ اَسْئَلُہٗ فَقَالَ کُنَّا بِصِفِّیْنَ فَقَالَ رَجُلٌ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُدْعَوْنَ اِلٰی کِتَابِ اللّٰہِ فَقَالَ عَلِیٌّ نَعَمْ فَقَالَ سَہْلُ ابْنُ حُنَیْفٍ اِتَّہِمُوْا اَنْفُسَکُمْ فَلَقَدْ رَاَیْتُنَا یَوْمَ الْحُدَیْبِیَۃِ یَعْنِی الصُّلْحَ الَّذِیْ بَیْنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کے افعال بھی اس کے حکم میں ہیں اگر کوئی ایسی چیز ہو جس سے دشمن کی مدافعت کی جا سکتی ہو یا اس سے شکار ہو سکتا ہو تو حرج نہیں؛ لیکن کنکری وغیرہ پھینکنے سے تو کسی کا دانت توڑے گا یا آنکھ پھوڑے گا اس لئے یہ منع ہے اور غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ اگر بول کسی اور راہ سے خارج ہو سکتا ہو اور غسل خانہ میں جمع نہ ہو تو حرج نہیں۔ عطاء نے کہا اگر بول بہہ جاتا ہے تو ممنوع نہیں۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا اگر پانی جاری ہو تو حرج نہیں۔ نووی نے روایت کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سُنا کہ غسلخانہ میں پیشاب کرنے پر لوگ ملامت کرتے ہیں۔ اس لئے منع فرمایا ہے۔

۴۵۲۳ ـــ ترجمہ : ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اصحاب شجرہ سے ہیں۔ (حدیث کا متن ذکر نہیں کیا صرف اس پر اقتصار کیا جس کی ضرورت تھی وہ یہ کہ وہ اصحابِ شجرہ سے ہیں)

۴۵۲۴ ـــ ترجمہ : حبیب بن ابی ثابت نے کہا میں ابو وائل کے پاس آیا اُن سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔ اُنھوں نے کہا ہم صفین میں تھے۔ ایک آدمی نے کہا کیا تم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جو اللہ کی کتاب کی طرف بلاتے ہیں۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں (میں ایسا ہی کرتا ہوں) سہل بن حُنَیف نے کہا تم اپنے آپ کو مُتّہم کرو۔ ہم نے اپنے آپ کو حدیبیہ کے روز دیکھا یعنی صلح جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور کافروں کے درمیان تھی۔ اگر ہم جنگ دیکھتے تو ضرور جنگ کرتے۔ عمر فاروق آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہم حق پر اور کافر باطل پر نہیں؟ کیا ہمارے مقتول جنت میں اور کافروں کے مقتول دوزخ میں نہیں؟ (ہم کیوں نہیں جنگ لڑتے) سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں (جو تم کہتے ہو صحیح ہے) عمر فاروق نے کہا پھر کس کے سبب کمزور خصلت اختیار کریں اور واپس چلے جائیں؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان صلح کا حکم نہیں کیا۔ سیّد کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب میں اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ مجھے کبھی ضائع نہیں

marfat.com
Marfat.com

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْنَرٰى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ اَلَيْسَ قَتْلَاهُمْ فِى النَّارِ قَالَ بَلٰى قَالَ فَفِيْمَ نُعْطِى الدَّنِيَّةَ فِىْ دِيْنِنَا وَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِىَ اللّٰهُ اَبَدًا فَرَجَعَ مُتَغَيِّظًا فَلَمْ يَصْبِرْ حَتّٰى جَاءَ اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللّٰهُ اَبَدًا فَنَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَتْحِ

ہونے دے گا۔ عمر فاروق غصّہ کی حالت میں واپس چلے گئے پس صبر نہ کیا اور ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کہا اے ابا بکر! کیا ہم حق پر نہیں؟ اور کافر باطل پر نہیں؟ ابوبکر صدیق نے کہا اے ابن خطاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا پس سورہ فتح نازل ہوئی۔

۴۵۲۴ شرح : صِفِّیْن بکسر الصاد فاء مکسور مشدد ہے۔ یہ دریائے فرات کے نزدیک میدان ہے جہاں امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عظیم جنگ ہوئی تھی۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حبیب بن ابی ثابت قیس بن دینار کوفی نے کہا میں ابووائل شقیق ابن سلمہ کے پاس آیا۔ امام احمد کی روائت میں ہے۔ میں ابووائل کے پاس ان کے محلہ کی مسجد میں آیا اور اُن لوگوں کے متعلق سوال پوچھا جن کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا اور وہ خارجی تھے۔ ابووائل نے کہا ہم صِفِّین میں تھے۔ جب گھمسان کی جنگ شروع ہوئی اور شامی بکثرت قتل ہونے لگے تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا علی کی طرف قرآن کریم بھیجو اور انہیں اللہ کے فیصلہ کی طرف بلاؤ وہ اس کا کبھی انکار نہیں کریں گے یہ پیغام لے کر ایک شخص حضرت علی المرتضیٰ کے پاس آیا اور کہا ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں ایسا ہی کروں گا۔ احمد اور نسائی کی روائت میں ہے کہ حضرت علی نے کہا ہاں مجھے جب اللہ کی کتاب پر عمل کے لئے دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنے کے زیادہ لائق ہوں، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ حق میری طرف ہے۔ خارجی جنہیں ہم اس وقت قاری کہتے تھے۔ ان میں سے اکثر کندھوں پر تلواریں اٹھائے ہوئے آئے لوگ کہنے لگے حکم صرف اللہ کا ہے اور تحکیم کا انکار کر دیا۔ سُہیل بن حُنیف جو امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کے لشکر میں تھے نے کہا اور دونوں فریقوں کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے کہ تم

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَۃُ الْحُجُرَاتِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا تُقَدِّمُوْا لَا تَفْتَاتُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی یَقْضِیَ اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِہٖ اِمْتَحَنَ اَخْلَصَ

اپنی رائے پر تہمت لگاؤ اور آپس میں نہ لڑو، اس لئے وہ سہل بن حُنَیف کو جنگ میں تقصیر کی تہمت لگا رہے تھے۔ اس لئے سہل نے کہا تم اپنی رائے پر تہمت لگاؤ میں تقصیر نہیں کر رہا ہوں۔ اور میں اپنے ساتھیوں سے تقصیر ہرگز نہیں کر سکتا جیسے حدیبیہ کے روز ہم نے تقصیر نہیں کی تھی تم مجھے تقصیر کی طرف کیسے منسوب کرتے ہو۔ اگر مجھ میں حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ علیہ وسلم کے حکم مسترد کرنے کی طاقت ہوتی تو میں مسترد کر دیتا اس روز میرا جنگ سے رکنا تقصیر کے طور نہ تھا وہ صرف اس لئے تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح پر آمادہ تھے۔ سہل بن حُنیف رضی اللہ عنہ کی مذکور تقریر سے مقصد یہ تھا کہ حضرات صحابہ کرام نے حدیبیہ کے دن کافروں سے لڑائی کرنا چاہی اور صلح کی مخالفت کی پھر انہیں یہ بات واضح ہوگئی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح ہی کو ترجیح دی ہے۔ اس لئے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء کریں اور تحکیم کا فیصلہ قبول کرلیں۔ اس میں مسلمانوں کی خیریت ہے (حدیث ۲۹۷۲ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

سُوْرَۂ حُجُرات

ابوالعباس نے کہا یہ پوری سورت مدنی ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ حُجُرات میں جیم مضموم و مفتوح پڑھی جاتی۔ ایک لغت میں اس کو ساکن بھی پڑھتے ہیں یہ حُجر کی جمع ہے اور وہ حجرہ کی جمع ہے۔ لہٰذا حجرات جمع کی جمع ہے۔ اس سے مراد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے گھر ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ لَا تُقَدِّمُوْا ،، سے اس آیت کریمہ: یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ،، کی طرف اشارہ کیا اور لَا تَفْتَاتُوْا سے اس کی تفسیر کی تَفْتَاتُوْا اِفْتِیَاتٌ اِفْتِعَالٌ فَوْتٌ سے ہے۔ اس کے معنی کسی شئی کے

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ تَنَابَزُوْا بِدُعَاءٍ بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ يَلِتْكُمْ يَنْقُصْكُمْ أَلَتْنَا نَقَصْنَا بَابٌ قولہ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الاٰیۃ تَشْعُرُوْنَ تَعْلَمُوْنَ وَمِنْهُ الشَّاعِرُ

آگے بڑھنا ہے۔ یعنی اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کتاب و سنت کے خلاف مت کہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بات نہ کرو! جابر اور حسن بصری نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کا جانور ذبح نہ کرو تو آپ نے حکم دیا کہ قربانی کا اعادہ کریں۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے سے پہلے روزے نہ رکھو،، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا بنی تمیم کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، قعقاع بن معبد بن زرارہ کو ان کا امیر مقرر فرمائیں۔ عمر فاروق نے کہا اقرع بن حابس کو امیر مقرر کریں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے کہا تم میرے خلاف ہی بولتے ہو عمر فاروق نے کہا میں تمہاری مخالفت نہیں کرتا ہوں۔ اس گفتگو میں ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی فیصلہ نہ کرو۔ کلبی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے پہلے کوئی بات اور کام نہ کرو حتی کہ آپ تمہیں حکم دیں۔ ابن زید نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے پہلے کوئی بات اور کام نہ کرو حتی کہ آپ تمہیں حکم دیں۔ ابن زید نے کہا اللہ رسول کے آگے آگے مت چلو (عینی)

قولہ اِمْتَحَنَ ،، سے اس آیت کریمہ : اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى کی طرف اشارہ کیا۔ اور اَخْلَصَ سے اس کی تفسیر کی یعنی اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے اُن کے دل خالص کئے۔ قولہ لَا تَنَابَزُوْا ،، سے اس آیت کریمہ ،، وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ کسی کو اسلام لانے کے بعد کافر نہ کہو۔ حسن بصری نے کہا لوگ یہودی اور نصرانی کو مسلمان ہونے کے بعد اے یہودی اے نصرانی کر کے پکارتے تھے اس کی ممانعت میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ عکرمہ سے منقول ہے کسی کو یہ نہ کہو یا فاسق یا منافق یا کافر،، ضحاک نے اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ذکر کیا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ قبیلہ بنی سلمہ کے ہر شخص کے دو دو یا اس سے زیادہ نام ہیں۔ بعض اچھے نہ تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قولہ لَا يَلِتْكُمْ ،، سے اس آیت کریمہ : وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا

marfat.com
Marfat.com

۴۵۲۵ — حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيِّرَانِ اَنْ يَهْلِكَا اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَفَعَا اَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكْبُ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَاَشَارَ اَحَدُهُمَا بِالْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ اَخِيْ بَنِيْ مُجَاشِعٍ وَاَشَارَ الْاٰخَرُ بِرَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ نَافِعٌ لَا اَحْفَظُ اِسْمَهُ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا خِلَافِيْ قَالَ مَا اَرَدْتُ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فِيْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ الْاٰيَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَمَا كَانَ عُمَرُ يُسْمِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ اَبِيْهِ يَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ

کی طرف اشارہ کیا اور يَنْقُصْكُمْ سے اس کی تفسیر کی کہ تم سے کچھ کم نہ کرے گا یہ لَاتَ يَلِيْتُ سے ہے۔ سورۂ طور میں اَلَتْنَا بمعنی نَقَصْنَا ہے۔ ہم نے کم کیا۔ یعنی اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو تمہارے اعمال سے کچھ کم نہ کرے گا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اُونچی نہ کرو!"

تَشْعُرُوْنَ کے معنی تم جانو اسی مادہ سے لفظ شاعر ہے۔ اور شُعُوْر بمعنی علم سے مشتق ہے۔ اس سے وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ کی طرف اشارہ ہے۔

ترجمہ : ابن ابی مُلیکہ نے کہا قریب تھا کہ سب سے بہتر دو آدمی ہلاک ہو جاتے یعنی

۴۵۲۵ — ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما جبکہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی آوازیں اونچی کر دی تھیں۔ جس وقت آپ کے پاس بنی تمیم کا وفد آیا اُن میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ بنی مجاشع کے بھائی اقرع بن حابس کو اُن کا امیر مقرر فرمائیں جبکہ دوسرے (ابوبکر) نے یہ مشورہ دیا کہ کسی اور آدمی کو

marfat.com
Marfat.com

۴۵۲۶ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنْهَرُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ اَنْبَاَنِیْ مُوْسٰی بْنُ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا اَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهٗ فَاَتَاهُ فَوَجَدَهٗ جَالِسًا فِیْ بَيْتِهٖ مُنَكِّسًا رَاْسَهٗ فَقَالَ لَهٗ مَا شَاْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَتَی الرَّجُلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ

امیر مقرر کیا جائے (قعقاع بن معبد کہ) نافع نے کہا اس کا نام یاد نہیں۔ ابوبکر صدیق نے عمر فاروق سے فرمایا تم میرا خلاف ہی چاہتے ہو۔ عمر فاروق نے کہا میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا۔ اس گفتگو میں ان کی آوازیں اونچی ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: "لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ" نازل فرمائی۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کے نزول کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر فاروق اپنی آواز نہیں سناتے تھے۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھتے تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے یہ اپنے باپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر نہیں کیا۔

۴۵۲۵ــــ شرح: "كَادَ الْخَيْرَانِ يَهْلَكَا اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ" ابوبکر اور عمر خیران کا بیان ہے۔ بعض نسخوں میں حِبْرَانِ تثنیہ حِبْر بمعنی عالم ہے۔ ایک روایت میں يَهْلَكَا ناصب وجازم کے بغیر ایک لغت ہے۔ حِبْر کی حاء پر فتحہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔ رکب کے معنی اونٹوں والے مسافر، اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک پر آواز اونچی کرنا حرام ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جبکہ آپ کے پاس آپ کی بیبیاں امہات المومنین بلند آوازوں سے گفتگو کر رہی تھیں؛ حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک پر اونچی آواز کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ مذکور آیات کے نزول سے پہلے کا ہے یا ان کی اونچی آواز اجتماعی صورت میں تھی۔ ہر ایک کی آواز اونچی نہ تھی۔ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ ابن ابی ملیکہ تابعی ہیں۔ علامہ قسطلانی نے کہا ابن ابی ملیکہ نے عبداللہ بن عمر سے سماعت کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اسماء بنت ابی بکر کے بیٹے ہیں۔ ابوبکر صدیق ان کے نانے ہیں ان پر باپ کا اطلاق مجازی ہے۔

۴۵۲۶ــــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

مُوسٰی فَرَجَعَ اِلَیْہِ الْمَرَّۃَ الْاٰخِرَۃَ بِبَشَارَۃٍ عَظِیْمَۃٍ فَقَالَ اذْھَبْ اِلَیْہِ فَقُلْ لَہٗ اِنَّکَ لَسْتَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَلٰکِنَّکَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

بَابُ قَوْلِہٖ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ

نے ثابت بن قیس کو گم پایا تو ایک آدمی نے کہا یا رَسُوْلَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کی خبر لاتا ہوں۔ وہ اُن کے پاس آیا تو ان کو نیچا سر کئے ہوئے اپنے گھر میں بیٹھا ہوا پایا۔ اُس آدمی نے کہا تمہارا کیسا حال ہے۔ ثابت نے کہا بُرا حال ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک سے اپنی آواز اُونچی کرتا رہا ہے۔ اس کے عمل تباہ ہوگئے ہیں۔ وہ تو دوزخی ہے۔ وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کو خبر سنائی کہ اُس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ موسیٰ بن انس نے کہا وہ آدمی دوسری بار عظیم خوشخبری لے کر ثابت کے پاس گیا اور کہا کہ آپ نے فرمایا کہ اسے جاکر کہہ دو کہ تو دوزخی نہیں، لیکن تو جنتیوں میں سے ہے۔

۴۵۲۶ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جن حضرات کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے وہ تو صرف دس ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منافات نہیں، کیونکہ ایک عدد دُوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا یا عشرہ مبشرہ سے وہ حضرات مراد ہیں۔ جنہیں ایک مجلس میں خوشخبری دی گئی تھی۔ یا جن کے حق میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ "بَشَّرْتُ بِالْجَنَّۃِ" فرمایا یہ تاویل ضروری ہے؛ کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشتر حضرات کو مختلف مواقع میں جنتی فرمایا ہے۔ نیز بالاتفاق یہ ثابت ہے کہ ازواج مطہرات اور سیدہ فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم سب جنتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

(حدیث ۳۳۸۲ کی شرح دیکھیں)

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں"

تفسیر : قبیلہ بنی تمیم کے دیہاتی لوگ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف کے پاس آکر بُلند

marfat.com
Marfat.com

۴۵۲۷ ـــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهُمْ اَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ وَقَالَ عُمَرُ بَلْ اَمِّرِ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا اَرَدْتَ اِلَّا خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ مَا اَرَدْتُ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِي ذٰلِكَ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ حَتّٰى انْقَضَتِ الْاٰيَةُ

آواز سے پکارنے لگے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائیں۔ ہمارے مدح کرنے سے زینت اور ہمارا مذمت کرنا عیب ہے۔ قتادہ اور زید بن ارقم سے روایت ہے کہ چند دیہاتی لوگ آئے اور انھوں نے کہا ہمیں اس شخص کے پاس لے چلو! اگر وہ پیغمبر ہیں تو ہم نیک بخت ہو جائیں گے اور ان کی صحبت سے سعادت مندی حاصل ہوگی اگر وہ بادشاہ ہے تو اس کے دروازے پر اچھی زندگی گزاریں گے وہ حجرہ شریف کے پاس آئے اور اے محمد، اے محمد! سے ندا کرنے لگے تو یہ آئت نازل ہوئی۔

۴۵۲۷ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ قبیلہ بنی تمیم کا قافلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! قعقاع بن معبد کو ان کا امیر بنائیں۔ عمر فاروق نے کہا: اقرع بن حابس کو امیر منتخب کریں۔ ابوبکر صدیق نے کہا تو نے میری مخالفت کا ارادہ کیا ہے۔ عمر فاروق نے کہا میں نے آپ کی مخالفت نہیں چاہی وہ دونوں جھگڑ پڑے حتی کہ ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اس وقت یہ آئت کریمہ "اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو" نازل ہوئی۔

(اس حدیث کی مناسبت بنی تمیم کے قافلہ کے آنے میں ہے، کیونکہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آئت کریمہ انہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے)

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ قٓ

رَجْعٌ بَعِيْدٌ رَدٌّ فُرُوْجٌ فُتُوْقٌ وَاحِدُهَا فَرْجٌ وَرِيْدٌ فِيْ حَلْقِهٖ وَالْحَبْلُ جُلٌّ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

سُوْرَۂ ق

یہ سورت مکی ہے اس کی ۴۵ آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "ق" اللہ کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے اس نام سے قسم کھائی ہے۔ قتادہ نے کہا یہ قرآن کا نام ہے۔ قرطبی سے منقول ہے کہ یہ اللہ کے ناموں کا پہلا حرف ہے جو قدیر، قادر، قریب اور قاہر و قہار قاضی قابض ہیں۔ عکرمہ اور ضحاک نے کہا کہ سبز زمرد کا سبز پہاڑ ہے جس نے زمین کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اس کی تہ میں وہ پتھر ہے۔ جس پر زمین قبہ کی مانند ہے! اس کے عکس سے آسمان سبز معلوم ہوتا ہے اس پر آسمان کا کنارہ ہے۔ لوگ جو زمرد پاتے ہیں اسی سے جدا ہوا ہے

ابن عباس اور مقاتل سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے

marfat.com
Marfat.com

الْعَاتِقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْ عِظَامِهِمْ تَبْصِرَةً بَصِيْرَةً حَبَّ الْحَصِيْدِ الْحِنْطَةَ بِاَسِقَاتٍ الطِّوَالُ اَفَعَيِينَا اَفَاَعْيٰى عَلَيْنَا وَقَالَ قَرِيْنُهُ الشَّيْطَانُ الَّذِيْ قُيِّضَ لَهٗ فَنَقَّبُوْا ضَرَبُوْا اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ بِغَيْرِهٖ حِيْنَ اَنْشَاَكُمْ وَاَنْشَاَ خَلْقَكُمْ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ رَصَدٌ سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ اَلْمَلَكَيْنِ كَاتِبٌ وَّشَهِيْدٌ شَهِيْدٌ شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ لَغُوْبٍ النَّصَبُ وَقَالَ غَيْرُهٗ نَضِيْدِ الْكُفْرٰى مَا دَامَ فِيْ اَكْمَامِهٖ وَمَعْنَاهُ مَنْضُوْدٌ بَعْضُهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ اَكْمَامِهٖ فَلَيْسَ بِنَضِيْدٍ فِيْ اِدْبَارِ النُّجُوْمِ وَ اَدْبَارِ السُّجُوْدِ كَانَ عَاصِمٌ يَفْتَحُ اَلِفَ اِدْبَارِ فِيْ ق وَيَكْسِرُ اَلِفَ اِدْبَارِ فِي الطُّوْرِ وَتُكْسَرَانِ جَمِيْعًا وَتُنْصَبَانِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخُرُوْجِ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْقُبُوْرِ

اس کو پیدا کیا اس کے بعد جبل قبیس کو پیدا کیا۔ ساری دُنیا اس پہاڑ کے اندر ہے اس کے پیچھے جو کچھ ہے وہ اللہ ہی جانتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ رَجْعٌ بَعِيْدٌ " سے اس آیت کریمہ : اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ .. کی طرف اشارہ کیا اور " رد " سے تفسیر کی۔ یہ منکرین بعثت کی بات ہے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہوجائیں گے پھر جئیں گے یہ پلٹنا دور ہے۔

قولہ فُرُوْج " سے اس آیت کریمہ " وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ " ہم نے زمین کو سنوارا اور اس میں کوئی رخنہ نہیں۔ کوئی عیب وقصور نہیں۔ امام نے فُرُوج کی تفسیر فتوق سے کی اس کا واحد " فرج " ہے۔ بعض نے کہا فروج کے معنی ایک دوسرے سے جُدا ہوجانے کے ہیں۔

قولہ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ " سے اس آیت کریمہ : وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ .. کی طرف اشارہ کیا اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ وَرِید وہ رگ ہے جس میں خون جاری ہوکر بدن کے ہر

marfat.com
Marfat.com

جزو میں پہنچا ہے۔ یہ رگ گردن میں ہے۔ یہ کمالِ قرب کی مثال ہے۔ حبل کی ورید کی طرف اضافت توصیفی ہے۔ جیسے مَسْجِدُ الْجَامِعِ یعنی حَبْلُ الْعَرْقِ الْوَرِیْدِ ،، ہوسکتا ہے کہ حبل عام ہو اور اس کی ورید کی طرف اضافت بیانیہ ہو یعنی ورید حبل کا بیان ہے۔ یا ورید سے مراد عاتق ہو اور حبل کی عاتق کی طرف اضافت ہے جیسے ورید کی اضافت عاتق کی طرف ہے۔ آیت کریمہ سے مراد کمالِ علم کا بیان ہے کہ ہم بندے کے حال سے خود اس سے زیادہ جانتے ہیں۔ حبل الورید کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے اجزاء ایک دوسرے سے پردے میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پردے میں نہیں۔ سبحان اللہ! یہ کیسا سیاق ہے کہ خدائے ذوالجلال نے اپنے کمال قرب کی مثال یہ بیان فرمائی اور اپنے حبیب کریم کے لوگوں سے کمالِ قرب کی مثال فرمائی : اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔ یہ رمز غامض ہے جسے اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔

قولہ مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ ،، سے اس آیت کریمہ : قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ ،، ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان میں سے گھٹاتی ہے۔ اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا کہ زمین جو ان کی ہڈیاں گھٹاتی ہے۔ یعنی جو ان کے جسم کی ہڈیاں زمین کھا جاتی ہیں۔ اُن میں سے کوئی چیز ہم سے چھپی نہیں تو ہم ان کو ویسے ہی زندہ کرنے پر قادر ہیں، جیسے کہ وہ پہلے تھے۔

قولہ تَبْصِرَۃً ،، سے اس آیت کریمہ تَبْصِرَۃً وَّ ذِکْرٰی لِکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا تبصرہ بمعنی بصیرت ہے۔ یعنی سوجھ اور سمجھ ہر رجوع والے بندے کے لئے۔

قولہ حَبَّ الْحَصِیْدِ ،، یعنی اس آیت کریمہ ،، فَاَنْۢبَتْنَا بِہٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِیْدِ ،، ہم نے پانی سے باغ اُگائے اور اناج جو کاٹا جاتا ہے جیسے گیہوں چنا وغیرہ کہ ان کو کاٹ کر ان سے اناج نکالتے ہیں۔ جیسے گندم کا دانہ ہے یا ہر دانہ ،،

قولہ بَاسِقَاتٍ لَّہَا ،، یعنی اس آیت کریمہ : وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّہَا ،، میں بَاسِقَات کے معنی لمبی ہیں یعنی کھجور کے لمبے درخت ،، بَسَقَ بمعنی طَالَ ہے دراز ہُوا۔ بعض نے کہا طوال کے معنی سیدھے لمبے ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بَاصِقَات صاد سے پڑھا اور بصاق کھجور کی قسم ہے (صراح)

قولہ اَفَعَیِیْنَا ،، سے اس آیت کریمہ : اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ ہُمْ فِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ نئے بننے سے شک و شبہ میں ہیں۔ اور اَفَعَیِیْنَا کی تفسیر اَفَاعْیَا عَلَیْنَا سے کی کیا ہم پر یہ دشوار ہے اور ہم عاجز ہو گئے ہیں؟

قولہ وَقَالَ قَرِیْنُہٗ ،، سے اس آیت کریمہ : وَقَالَ قَرِیْنُہٗ ہٰذَا مَا لَدَیَّ عَتِیْدٌ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اس کا ہمنشیں بولا یہ ہے جو میرے پاس حاضر ہے۔ امام نے قرین کے معنی شیطان ذکر کئے ہیں جو اس پر مقرر ہے۔ قتادہ سے روایت ہے کہ قرین سے مراد فرشتہ ہے۔ جو اس پر مقرر ہے۔ لہٰذا آیت کے

marfat.com
Marfat.com

معنی یہ ہیں کہ فرشتے نے کہا یہ ہے جو میرے پاس حاضر ہے۔ تفسیر مدارک اور خازن میں ہے کہ یہ فرشتہ اس کے اعمال لکھنے والا اور اس پر گواہی دینے والا ہے۔ اس کا نامۂ اعمال پیش کرے گا۔

قولہ نَقَّبُوْا" سے اس آیت کریمہ : فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ" کی طرف اشارہ کیا اور نَقَّبُوْا کی تفسیر ضَرَبُوْا بمعنی گھومتے پھرنے سے کی۔ یعنی وہ موت کے ڈر سے شہروں میں گھومتے پھرے کہ کہیں بھاگنے کی جگہ ملے۔ قولہ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ سے اس آیت کریمہ : اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ" کی طرف اشارہ کیا اور کہا اَلْقَى السَّمْعَ کے معنی ہیں۔ اس کے سوا دل میں کوئی بات نہ کرے گا اس کی تفسیر یہ بھی کی جاتی ہے کہ کان لگائے اور متوجہ ہو۔ قولہ حِيْنَ اَنْشَاَكُمْ" جس وقت تمہیں پیدا کیا اور تمہاری پیدائش ظاہر کی۔ یہ اَفَعَيِيْنَا کی تفسیر کا تتمہ ہے۔ حق یہ تھا کہ اسے وہاں لکھا جاتا، لیکن کاتب کے سہو سے یہاں لکھا گیا ہے۔

قولہ رَقِيْبٌ سے آیت کریمہ : مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ" کی طرف اشارہ کیا اور "رصد" سے اس تفسیر کی۔ رصد کے معنی بغور دیکھنا بعض مفسرین نے رَقِيْب کی تفسیر حافظ سے اور عتید کی تفسیر حاضر سے کی ہے (عینی)۔

قولہ سَائِقٌ وَّشَهِيْدٌ سے اس آیت کریمہ : وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَّشَهِيْدٌ"، کی طرف اشارہ کیا اور ذکر کیا کہ یہ دو فرشتے ہیں۔ اُن میں سے ایک کاتب اور دوسرا گواہ ہے۔ حسن بصری نے کہا سائق ہانکنے والا اور شہید گواہ ہے یعنی ہر جان یوں ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا فرشتہ ہوگا جو اس کو حشر کی طرف ہانکے گا اور ایک گواہ ہوگا جو اس کے عملوں کی گواہی دے گا۔

قولہ شَهِيْدٌ" سے اس آیت کریمہ : اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ"، کی طرف اشارہ کیا اور شہید کی تفسیر شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ" سے کی یعنی یا کان لگائے اور دل سے متوجہ ہو۔ شبلی قدس سرہ نے فرمایا قرآنی نصائح سے فیض حاصل کرنے کے لئے قلب حاضر چاہیئے جس میں چشم زدن بھی غفلت نہ ہو اور وہ قلب حاضر رکھے۔

قولہ لُغُوْبٍ" سے اس آیت کریمہ : وَمَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ" کی طرف اشارہ کیا اور "نصب" بمعنی تعب و مشقت سے اس کی تفسیر کی اور ہمیں تعب و مشقت نہ پہنچی"۔ عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ قتادہ سے روایت کی کہ یہودیوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مخلوق چھ دنوں میں پیدا کی اور جمعہ کے دن تخلیق سے فارغ ہوا پھر وہ تھک گیا اور ہفتہ کے روز عرش پر لیٹ کر آرام لیا۔ یہ آیت کریمہ اُن کے رد میں نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ تکان سے پاک ہے وہ تھکتا نہیں۔ قولہ نَضِيْدٌ" سے اس آیت کریمہ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ"، کی طرف اشارہ کیا اور نَضِيْد کی كُفَرَّىٰ سے تفسیر کی۔ بضم الکاف و فتح الفاء یعنی مجاہد کے غیر نے کہا شگوفہ جب تک اپنے غلاف میں رہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ اس کے بعض پتے بعض پر تہ کردہ ہیں۔ جب وہ اپنے غلاف سے نکل جائے تو نضید نہیں ہے۔ كُفَرَّىٰ بضم الکاف و فتح الفاء اور راء مشددہ مقصورہ ہے اس کے معنی شگوفہ کے ہیں۔ اَكْمَام كِمٌّ کی جمع بکسر الکاف اور میم مشدد ہے۔ مسروق نے کہا جنت کی کھجوریں سرتاپا شگوفہ دار ہیں اس کے

marfat.com
Marfat.com

بابٌ قَوْلُهٗ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ

میوے منضد ہیں۔ جیسے مٹکے ہوتے ہیں جب اُن سے پھل اُتار لیا جائے تو اس کے نیچے اور پھل نکل آتا ہے اور جنت کی نہریں کناروں کے بغیر جاری ہیں۔

قولہ فِیْ اَدْبَارِ النُّجُوْمِ وَاَدْبَارِ السُّجُوْدِ ،، لفظ اَدْبار قرآن کریم میں دو جگہ واقع ہے۔ ایک اَدْبارالسُّجُود سورۂ طور میں اور دوسرے اَدْبَارِ النُّجُوْمِ اس سورت میں ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ: وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد ،، عاصم ،، اَدْبار ،، کے ہمزہ کو مفتوح اور سورۂ طور میں ،، اِدبار ،، کے ہمزہ کو مکسور پڑھتے ہیں۔ ابوعمرو اور کسائی نے عاصم کی موافقت کی اور نافع ابن کثیر اور حمزہ نے مخالفت کی اور ہمزہ کو مکسور پڑھا۔

قولہ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ ،، اس سے مراد مطلق تسبیح ہے۔ بعض نے کہا فرض نمازوں کے بعد تسبیح کرو! امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نمازوں کے بعد تسبیح کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد نماز ہے کہ فرض نمازوں کے بعد نفل پڑھو۔ بعض نے کہا مراد فرائض ہیں یعنی طلوعِ شمس سے پہلے صبح کی نماز غروب سے پہلے عصر کی نماز پڑھو!

قولہ وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْهُ ،، سے مراد عشاء کی نماز ہے۔ بعض نے رات کی نماز مراد لیا ہے۔

قولہ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ،، اس سے مراد مغرب کے فرضوں کے بعد دو سنتیں ہیں اور اَدبار النجوم صبح سے پہلے دو سنتیں ہیں۔ ،، اَدْبار ،، کا ہمزہ مفتوح ہو تو دُبُر کی جمع ہے۔ اگر مکسور ہو تو باب اِفعال کی مصدر ہے۔

قولہ مُّنْكَدِرَانِ جَمِيْعًا ،، یعنی سورۂ قاف اور طور دونوں میں اِدبار کو کسرہ سے پڑھتے ہیں اور دونوں کو مفتوح بھی پڑھا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے اس کو ترجیح دی ہے اور قراء سبعہ نے سورۂ طور میں کسرہ پر اتفاق کیا ہے اور فتح کو شاذ کہا ہے۔ (عینی، کرمانی)

عاصم ابن بجود اسدی تابعی کوفی قراء سبعہ میں سے ہیں۔ ۱۲۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

قولہ یَوْمَ الْخُرُوْجِ ،، سے اس آیت کریمہ: یَوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس دن لوگ اپنی قبروں سے باہر آئیں گے۔

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! دوزخ عرض کریگی کچھ اور زیادہ ہے

یعنی جس وقت ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی ہے؟ وہ عرض کرے گی کچھ اور زیادہ ہے۔ اس کی دو صورتیں

marfat.com
Marfat.com

۴۵۲۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُلْقٰی فِی النَّارِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ حَتّٰی یَضَعَ قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ قَطِ قَطِ

ہیں، کیونکہ استفہام میں انکار بھی ہوسکتا ہے اور نفی کا بھی احتمال ہے۔ لہٰذا آئت کریمہ کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ اب مجھ میں گنجائش باقی نہیں۔ میں بھر چکی اور معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ ابھی اور گنجائش ہے۔

۴۵۲۸ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں لوگوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کچھ اور زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا قدم رکھے گا تو کہے گی بس بس۔

۴۵۲۸ — شرح : قط میں تین لغات ہیں طاء کو ساکن یا مکسور منوّن یا غیر منوّن پڑھنا اس کے معنی ہیں مجھے کافی ہے۔ بعض نے کہا یہ جہنم کی آواز ہے —— هَلْ مِنْ مَزِیْد ،، نافرمانوں پر غیض و غضب کے باعث کہے گی۔ یہ سوالِ تقریر بمعنی استزادہ ہے۔ زیادہ طلب کرنا یعنی میں بھر گئی ہوں مجھ میں کچھ باقی نہیں رہی جو بھری نہ ہو۔ یہ بات مشکل ہے کیونکہ اس وقت اس کا معنی انکار ہوگا حالانکہ اس کا مخاطب اللہ تعالیٰ ہے اور اس باب میں مذکور حدیث کا معنی اس کے مناسب نہیں۔ بعض علماء نے کہا یہ سوال دوزخ کے خازنوں کے لئے ہے۔ اور جواب بھی اُن کی طرف سے ہے۔ اس تقدیر پر عبارت محذوف ہے وہ یہ کہ ہم دوزخ کے خازنوں سے کہیں گے اور وہ مزید کہیں گے نیز جائز ہے کہ یہ مصدر ہو یعنی هَلْ مِنْ زِیَادَةٍ یا اسم مفعول ہو یعنی جو مجھے زیادہ دیتے جاؤ گے میں اسے جلاتی رہوں گی (قسطلانی)

قولہ حَتّٰی یَضَعَ قَدَمَهٗ ،، حتی کہ اللہ اپنا قدم قدرت رکھے گا۔ مسلم کی روائت میں ہے ،، حَتّٰی یَضَعَ رِجْلَهٗ ،، دونوں حدیثیں ایک دوسری کی تفسیر کرتی رہتی ہیں۔

اللہ کا قدم یا رِجل کی بحث

جن احادیث میں قدم و رجل کے لفظ آتے ہیں وہ اللہ کی صفات میں مشہور احادیث ہیں۔ اس میں علماء کے دو مذہب ہیں۔ ایک مذہب مُفَوِّضَہ کا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اِن پر اِیمان لانا کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ حق ہے اور رجل کا معنی یہ ہے کہ جو اللہ کی شان کے لائق ہے۔ ظاہری معنی مراد نہیں جمہور علماء اور بعض متکلمین یہی کہتے ہیں۔ دُوسرا مذہب جمہور متکلمین اور مُؤَوِّلہ کا ہے۔ وہ قدم اور رجل کی تاویل کرتے ہیں اور کہتے

marfat.com
Marfat.com

۴۵۲۹ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسٰى الْقَطَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْسُفْيَانَ الْحُمَيْرِيُّ سَعِيْدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهٗ وَاَكْثَرُ مَا كَانَ يُوْقِفُهٗ اَبُوْسُفْيَانَ يُقَالُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ فَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدَمَهٗ عَلَيْهَا فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ ۴۵۳۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

ہیں اس سے دوزخ کو ذلیل کرنا مقصود ہے؛ کیونکہ جب وہ سرکشی اور طلبِ مزید میں مبالغہ کرے گی تو اللہ تعالیٰ اُس کو ذلیل کرے گا اور اسے تحتِ قدم رکھے گا۔ حقیقی قدم مراد نہیں۔ عرب مثال بیان کرنے کے طور پر اعضاء کے الفاظ استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اُن کی مراد بعینہٖ اعضاء نہیں ہوتے جیسے وہ کہتے ہیں: رَغِمَ اَنْفُهٗ وَسَقَطَ فِيْ يَدِهٖ ،، حقیقۃً رَغمُ انف (ناک کا خاک آلود ہونا اور ہاتھ پہ جانا مراد نہیں) بعض نے کہا قدم سے مراد متقدم یعنی اللہ تعالیٰ دوزخ میں پہلے لوگ رکھے گا جو عذاب کے لائق ہیں۔ بعض نے کہا قدم سے مراد بعض مخلوق کا قدم ہے اور ضمیر غائب معلوم مخلوق کی طرف راجع ہے یا وہاں ایسی مخلوق ہے جس کا نام ہی قدم ہے ان کو دوزخ میں رکھے گا۔ اور قدم سے مراد اخیر ہے کیونکہ قدم سب اعضاء سے آخر ہے۔ لہٰذا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ میں آخری دوزخی داخل کرے گا۔ اوّل معنی بہتر ہے (فتح الباری)۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۵۲۹ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کی ہے کہ ابوسفیان اسے بیشتر اوقات موقوف روایت کرتے ہیں کہ دوزخ سے کہا جائے گا کیا تو پُر ہوگئی ہے۔ وہ کہے گی ــــ ھَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ،، تو رب تبارک وتعالیٰ اپنی قدرت کا قدم اس پر رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس۔

۴۵۳۰ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ نے باہم جھگڑا کیا۔ دوزخ نے کہا میں متکبرّ اور ظالموں کے لئے خاص کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا میرا کیا حال ہے کہ مجھ میں صرف کمزور لوگ اور لوگوں کی نظروں میں گرے ہوئے لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں رحم کروں گا اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیرے ساتھ میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں عذاب کروں گا۔ جنت اور دوزخ میں سے ہر ایک نے بھرنا ہے۔ بہرکیف دوزخ نہ بھرے گی۔ حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس میں اپنی قدرت کا قدم داخل کرے گا۔ تو وہ کہے گی بس بس بس۔

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَکَبِّرِیْنَ وَالْمُتَجَبِّرِیْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَا لِیْ لَا یَدْخُلُنِیْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لِلْجَنَّةِ اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابٌ اُعَذِّبُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَلِکُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰی یَضَعَ رِجْلَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ فَهُنَالِکَ تَمْتَلِئُ وَیُزْوٰی بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ وَلَا یَظْلِمُ اللّٰہُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰہَ یُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا

اس وقت اس کا ایک حصّہ دوسرے حصّہ سے مل جائے گا۔ اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم اور نیا دتی نہ کرے گا بلکہ جنّت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا۔

۴۵۳۰ — شرح : ضُعَفَاءُ النَّاسِ وہ لوگ ہیں جن کے کمزور حال، مسکنت کی وجہ سے اکثر لوگ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے "سَقَط" بفتح السین وبفتح القاف ہے جو لوگوں میں حقیر سمجھے جاتے ہیں اور اکثر لوگوں کے نزدیک وہ ان کی نظروں سے گرے ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ اللہ کے حضور عظیم اشخاص ہیں اور ان کے درجات بلند ہیں چونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے عظیم مقام عطا فرمایا ہے۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے حضور غایت خضوع اور انتہائی خشوع سے رہتے ہیں۔ اور لوگوں میں نہایت عاجزی سے رہتے ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ضعیف اور سقط فرمایا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ "قولہ لَا یَدْخُلُنِیْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ" میں حصر ہے کہ جنت میں صرف وہی لوگ داخل ہوں گے جو لوگوں میں کمزور اور نظر انداز ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اغلب کے اعتبار سے ہے کیونکہ ان میں اکثر فقراء و مساکین اور کمزور قسم کے لوگ ہیں اور جو دنیا و آخرت میں اکابر ہیں وہ کم ہیں اور وہ بلند درجات والے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے کہ اللہ تعالیٰ جنّت و دوزخ کی اشیاء میں تمیز پیدا کرے جس کے باعث وہ ادراک کریں اور ایک دوسرے سے خصوصیت پر قادر ہوں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ

۴۵۳۱ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا قَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَاَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۴۵۳۲ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَرَهٗ اَنْ يُّسَبِّحَ فِیْ اَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِیْ قَوْلَهٗ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! سورج کے طلوع وغروب سے قبل اپنے ربّ کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو

اس سے مراد نماز فجر اور نماز عصر ہے "

۴۵۳۱ ترجمہ: جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نظر فرمائی اور فرمایا عنقریب تم اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے اس کو دیکھتے ہو کہ اس کو دیکھنے میں تم آپس میں

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَۃُ وَالذّٰرِیٰتِ

وَقَالَ عَلِیٌّ اَلرِّیَاحُ وَقَالَ غَیْرُہٗ تَذْرُوْہُ تُفَرِّقُہٗ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ تَاْکُلُ وَتَشْرَبُ فِیْ مَدْخَلٍ وَّاحِدٍ وَیَخْرُجُ مِنْ مَوْضَعَیْنِ فَرَاغَ نَزَحَ فَصَکَّتْ فَجَمَعَتْ اَصَابِعَھَا فَضَرَبَتْ بِہٖ جَبْھَتَھَا وَالرَّمِیْمُ نَبَاتُ الْاَرْضِ اِذَا یَبِسَ

مزاحمت نہ کروگے اگر تم طاقت رکھو تو سورج کے طلوع و غروب سے پہلے نماز سے مغلوب نہ ہو تو ضرور پڑھو پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی : وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ،،
(حدیث ۵۳۱ - جلد ۱ : ۱۰ ، کی شرح دیکھیں)

۴۵۳۲ — ترجمہ : مجاہد سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو حکم دیا کہ تمام نمازوں کے اَدْبار میں تسبیح پڑھیں اس سے مقصد "ادبار السجود" کا مطلب بیان کرنا ہے کہ سجود سے مراد نماز کی جزو سے کل مراد ہے۔

سُوْرَۂ ذاریات

یہ پُوری سُورت مکّی ہے اس کی ستّر آیات ہیں۔ سخاوی نے کہا یہ سورۂ احقاف کے بعد اور سورۂ غاشیہ سے پہلے نازل ہُوئی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ذاریات ہوائیں ہیں۔ سفیان بن عُیَیْنہ نے ابن ابی حسین سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے ابو الطفیل کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں نے ابن کواء سے سُنا کہ میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ذاریات ذَرْوًا کے متعلق پوچھا اُنھوں نے کہا یہ ہوائیں ہیں فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا سے پوچھا تو کہا یہ بادل ہیں ، جاریات یُسْرًا سے پوچھا تو کہا یہ کشتیاں ہیں اور مُدَبِّرَاتِ اَمْرًا سے پوچھا تو کہا یہ فرشتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا کہ

marfat.com
Marfat.com

وَدِيسَ لَمُوْسِعُوْنَ اَیْ لَذُوْ سَعَةٍ وَكَذٰلِكَ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ يَعْنِي الْقَوِيَّ زَوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى وَاخْتِلَافُ الْاَلْوَانِ حُلْوٌ وَّ

حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ عبدالرزاق نے دوسرے اسناد کے ساتھ ابوالطفیل سے روایت کی کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا جبکہ وہ خطبہ دے رہے تھے۔ انھوں نے کہا "سَلُوْنِی" مجھ سے جو چاہو پوچھو! اللہ کی قسم تم کوئی شئی نہ پوچھو گے جو قیامت تک ہونے والی ہے مگر تمہیں بتاؤں گا مجھ سے اللہ کی کتاب کے متعلق پوچھو اللہ کی قسم کوئی آئت کریمہ نہیں مگر میں جانتا ہوں وہ رات نازل ہوئی یا دن میں صاف زمین میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر نازل ہوئی۔ ابن کواء نے کہا میں اس کے اور حضرت علی کے درمیان تھا اور وہ میرے پیچھے تھا۔ اس نے میرے پس پشت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ذاریات کیا چیز ہے الخ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غیر نے کہا تَذْرُوْهُ بمعنی "تُفَرِّقُهٗ" ہے۔ یعنی اس آئت کریمہ: "تَذْرُوْهُ الرِّيَاحُ" کے معنی یہ ہیں کہ اس کو ہوائیں پریشان کرتی ہیں۔ یہ آئت کریمہ سورۂ کہف میں ہے۔ ذاریات کی مناسبت سے یہاں ذکر کر دی ہے۔ جوہری نے کہا ذَرَاتِ الرِّيحُ التُّرَابَ وغیرہ تذروہ وتذریہ ذروًا وذریًا۔ یعنی یہ واؤ اور یاء ہر دو سے مذکور ہے ہوا خاک اڑاتی ہے (عینی) قولہ "وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" یعنی تم عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے ہو جو تمہاری ذوات میں اللہ تعالیٰ کی آیاتِ قدرت ہیں کہ جاندار ایک جگہ سے کھاتا پیتا ہے اور وہ دو جگہوں سے نکلتا ہے۔

قولہ "فَرَاغَ" بمعنی "فَرَجَعَ" یعنی یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا واقعہ ہے جو بصورت انسان فرشتے آئے تو ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر تشریف لائے اور موٹا تازہ بچھڑا ذبح کیا اور اسے بریاں کر کے لے آئے اور اُن سے کہا۔ کھاؤ! جب اُنھوں نے نہ کھایا تو خوف زدہ ہوئے۔ اُنھوں نے کہا آپ ڈریں نہیں ہم آپ کو بیٹے کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی نے گھر کی طرف چہرہ کر کے آہ لی اور اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا جیسے عورتیں تعجب کے وقت کرتی ہیں اور کہا مجھے بچہ کیسے پیدا ہوگا الخ

قولہ "فَصَكَّتْ" یعنی انگلیاں اکٹھی کر کے اپنے ماتھے پر ماریں۔

قولہ "وَالرَّمِيْمَ" یعنی زمین کا گھاس سبزہ جس وقت خشک ہو جائے اور باریک ہو جائے۔ "رمیم" دراصل بوسیدہ ہڈی ہے۔ "مُوْسِعُوْنَ" ماضی مجہول ہے اس کی مصدر "دوس" ہے۔ اس کے معنی کسی شئی کو قدموں تلے روندنا ہے حتی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ یہ اصل میں دُوِسَ تھا۔ دال کا ضمہ حذف کر کے اسے واو کا کسرہ دیا پھر واؤ کا ماقبل مکسور ہونے کے سبب اسے یاء سے بدل دیا "دِيسَ" ہُوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رمیم ہلاک ہونے والی شئی ہے۔ ابوالعالیہ نے کہا باریک مٹی ہے۔

قولہ "لَمُوْسِعُوْنَ" سے اس آئت کریمہ: "وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا

marfat.com
Marfat.com

حَامِضٌ فَهَا نَدْ جَانِ فَفِرُّوا إِلَى اللّٰهِ مِنَ اللّٰهِ إِلَيْهِ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ مَا خَلَقْتُ
اَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ اَهْلِ الْفَرِيْقَيْنِ إِلَّا لِيُوَحِّدُوْنَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ

ہم نے آسمان پیدا کیا اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم مخلوق کا رزق وسیع کرنے والے ہیں۔ امام نے اس کی تفسیر میں "لَمُوْسِعَةٌ" سے کی یعنی مُوْسِع بمعنی صاحب وسعت ہے اسی طرح "وَعَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ" یعنی اس جگہ موسع بمعنی قوت ہے۔ یعنی یہ وسعت قدرت کے معنی میں ہے۔

قولہ "زَوْجَيْنِ" اس آیت کریمہ: "وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ" میں ہر جنس حیوان سے نر اور مادہ مراد ہیں۔ بعض مفسرین نے زوجین کی یہ تفسیر کی ہے کہ دو مختلف صنفیں اور نوع پیدا کئے چنانچہ زمین و آسمان، شمس و قمر، رات دن، انسان و جن، ایمان و کفر، پانی و خشکی، نرم اور سخت، گرمی و سردی، نیک بختی و بدبختی، حق و باطل اور دنیا و آخرت جوڑا جوڑا پیدا کئے۔

قولہ "وَاخْتِلَافُ اَلْوَانِكُمْ" سے اس آیت کریمہ: "وَمِنْ اٰيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ" اور اس کی نشانیوں سے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا مختلف ہونا ہے بے شک اس میں جاننے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ یہ آیت کریمہ سورۂ روم میں ہے یعنی اس کی نشانیوں سے انسانوں کی رنگتوں میں اختلاف ہے اور وہ مختلف رنگتوں میں ہیں۔ اگر وہ ہم شکل ہوتے اور ایک ہی نوع ہوتے تو ایک دوسرے کو پہچاننے میں سخت دشواری اور التباس ہوتا کہ یہ کون ہے وہ کون ہے اور کثیر مصلحتیں جاتی رہتیں۔ اسی طرح ہر شئ میں رنگت کے اختلاف نہ ہونے سے بڑی مشکلات پیش آتیں ایسے کھانے پینے کی اشیاء میں اختلاف ضروری ہے۔ حتیٰ کہ پھلوں کے ذائقے مختلف ہیں۔ کوئی میٹھے ہیں۔ کوئی ترش ہیں۔ امام بخاری نے اسی طرف اشارہ کیا اور کہا رنگتوں کا مختلف ہونا جیسے شیریں اور ترش (حلو و حامض) یہ جوڑا ہے۔ اس پر زوجان کا اطلاق اس اعتبار سے ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے متضاد ہے۔ اور ان میں تقابل بالتضاد ہے جیسے مذکر و مؤنث ذکورت و انوثت میں ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ اسی مناسبت سے امام نے سورۂ روم کی آیت کو یہاں ذکر کیا ہے (یعنی) قولہ "فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ" سے اس آیت کریمہ "فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ" پس اللہ کی طرف بھاگو! بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں، اس کی تفسیر میں امام نے کہا "من اللّٰہ الیہ" یعنی اس کی نافرمانی سے اس کی طاعت کی طرف یا اس کے عذاب سے اس کی رحمت کی طرف۔ مفسرین نے کہا اس کے معنی ہیں اللہ کے عذاب سے ایمان لاکر اس کے ثواب کی طرف بھاگو اور اس کی عصیاں سے کنارہ کش رہو۔ ابو بکر وراق نے کہا شیطان کی تابعداری سے رحمٰن کی تابعداری

marfat.com
Marfat.com

لِيَفْعَلُوْا فَفَعَلَ بَعْضٌ وَتَرَكَ بَعْضٌ وَلَيْسَ فِيْهِ حُجَّةٌ لِاَهْلِ الْقَدْرِ وَالتَّنْوِيْبِ

کی طرف بھاگو! قولہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ "، میں نے جنّوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ مجھے ایک جانیں۔ بعض نے کہا ان کو پیدا کیا کہ وہ عبادت کریں تو بعض نے کیا اور بعض نے ترک کر دیا۔ اس میں اہلِ قدر کے لئے دلیل نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تفسیر کی ہے میں نے دونوں فریقوں جنّوں اور انسانوں میں نیک بختوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ مجھے ایک جانیں۔ دونوں فریقوں میں سے نیک بختوں کو اس لئے خاص کیا کہ علت اور معلول میں ملازمہ واضح ہو، کیونکہ اہل سعادت کی پیدائش کے لئے اللہ کی توحید علت ہے۔ ان میں ملازمہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ مخلوق اہلِ سعادت ہو اور وہ اللہ کی توحید کے قائل ہوں، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرآءت ہی یہ ہے : وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روائت کے معنی یہ ہیں۔ اِلَّا لِاٰمُرَ لِعِبَادَتِيْ وَاَدْعُوْهُمْ اِلَيْهَا "، یعنی میں نے پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ ان کو اپنی عبادت کرنے کا حکم دوں اور انہیں اس طرف بلاؤں "، زجاج نحاسی معنی پر اعتماد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد : وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ "، اس کی تائید کرتا ہے کہ ان کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کریں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے اگر اللہ تعالیٰ نے جنّوں اور انسانوں کو اس کی ربوبیت کا اقرار کرنے اور اس کے حکم کے تابع ہو جانے اور اس کی مشیت سے راضی ہونے کے لئے پیدا کیا ہے تو اُنھوں نے کفر کیوں کیا

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اُن کے لئے فیصلہ کیا ہے وہ اس کی قضاء کے تابع ہیں، کیونکہ اللہ کی قضاء ان پر جاری ہے اگر اُن پر نازل ہو تو اس کو روکنے پر قادر نہیں ہیں۔ اس کی مخالفت صرف اس نے کی جس نے مامور بہ پر عمل سے انکار کیا اس کی قضاء کے تابع ہونا ممتنع نہیں۔

قولہ قَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوْا "، اس عبارت سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور دو توجیہوں میں فرق بیان کیا ہے کہ پہلا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فطرت میں عبادت کے لئے پیدا نہیں کیا؛ ان کو صرف عبادت کی تکلیف دینے کے لئے پیدا کیا۔ بعض نے اس پر عمل کیا اور بعض نے عمل نہ کیا جیسا کہ حدیث میں ہے كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ "، ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے آگے ان کا عمل مختلف ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا : اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ "، تم عمل کرتے رہو ہر ایک کا عمل اس کے لئے آسان کیا گیا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اِن توجیہات کا مقصد یہ ہے کہ کافر جنّوں اور

marfat.com
Marfat.com

اَلدَّلُوا الْعَظِيْمُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَرَّةٍ صَيْحَةٍ ذَنُوْبًا سَبِيْلًا اَلْعَقِيْمُ

انسانوں کے عمل نہ کرنے اور اللہ کی عبادت نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا تخلّف لازم نہیں آتا۔
قولہ لَيْسَ فِيْهِ حُجَّةٌ لِاَهْلِ الْقَدَرِ ،، اہل قدر معتزلے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ کا ارادہ صرف خیر سے متعلق ہوتا ہے۔ شر سے اللہ کا ارادہ متعلق نہیں ہوتا۔ لہٰذا لوگ جو بُرے عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے نہیں کرتے۔ نیز اُن کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے فعل معلّل بالغرض ہوتے ہیں یعنی غرض اللہ کے فعل کی علت ہوتی ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ لوگوں کو پیدا کرنے سے اللہ کی غرض عبادت ہے گویا تخلیق خلق کی علت اللہ کی عبادت ہے۔

اہل سُنّت و جماعت نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر کوئی شئ کسی دوسری شئ کا معلّل ہو تو اس کو یہ لازم نہیں کہ وہ شئ یعنی علت مراد ہو اور دوسری شئ یعنی معلول مراد نہ ہو۔ لہٰذا خلق کا بعلت عبادت معلّل ہونے کو یہ لازم نہیں کہ عبادت مراد ہو اور اس کا غیر مراد نہ ہو۔ ان کے دوسرے عقیدہ کا جواب یہ ہے وقوع تعلیل اس کے وجوب کو لازم نہیں جواز تعلیل کے ہم بھی قائل ہیں لہٰذا ایک مقام میں تعلیل واقع ہو تو اس کو یہ لازم نہیں کہ تمام مقامات میں تعلیل ضروری اور واجب ہو جائے۔ معتزلہ نے اس سے یہ بھی استدلال کیا کہ لوگوں کے افعال ان کی اپنی مخلوق ہیں۔ یعنی لوگ اپنے اعمال کے خالق ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کا اسناد ان کی طرف کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اسناد بطورِ کسب ہے اور عبد اس کا محل ہے یعنی عبد کاسب ہے اس لئے عبادت کا اسناد اس کی طرف کیا ہے اس کو یہ لازم نہیں کہ بندہ افعال کا خالق ہے۔

قولہ الذنوب ،، سے اس آیت کریمہ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحَابِهِمْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور دلوِ عظیم سے اس کی تفسیر کی۔ لغت کے اعتبار سے ذنوب کے معنی بہت بڑا ڈول ہے جو پانی سے بھرا ہوا ہو۔ مفسرین کے اس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ چنانچہ مجاہد نے راستہ سے، نخعی نے برتن سے قتادہ اور عطاء نے عذاب سے، حسن نے دولت سے۔ کسائی اور اخفش نے حصّہ اور نصیب سے تفسیر کی ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ بے شک اُن ظالموں کے لئے عذاب کا ایک حصّہ اور نصیب ہے جیسے ان کے ساتھ والوں کے لئے حصّہ و نصیب ہے تو مجھ سے عذاب نازل کرنے کی جلدی نہ کریں۔ قولہ صَرَّةٍ ،، سے اس آیت کریمہ : فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی صَيْحَةٍ سے تفسیر کی۔ آیت کے معنی یہ ہیں: ابراہیم علیہ السلام کی بیوی چلاتی ہوئی آئی پھر اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا تھا ،،
مجاہد نے ذَنُوْب کی تفسیر سبیل یعنی راہ سے کی ہے۔ عَقِيْمٌ ،، وہ عورت ہے جسے بچہ پیدا نہ ہو۔
قولہ ذَاتِ الْحُبُكِ ،، سے اس آیت کریمہ : وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس

marfat.com
Marfat.com

اَلَّتِیْ لَا تَلِدُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْحُبُكُ اِسْتِوَاءُهَا وَحُسْنُهَا فِیْ غَمْرَةٍ فِیْ ضَلَالَتِهِمْ يَتَمَادَوْنَ وَقَالَ غَيْرُهٗ تَوَاصَوْا تَوَاطَئُوْا وَقَالَ مُسَوَّمَةً مُعْلَمَةً مِنَ السِّيْمَا

سُوْرَةُ وَالطُّوْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر نقل کی کہ آسمان ہموار اور خوبصورت ہے۔ مجاہد نے اس کی تفسیر مضبوط بنیاد سے کی ہے۔

قولہ "فِیْ غَمْرَةٍ" سے اس آیت کریمہ: قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر ضلالت سے کی۔ یعنی مارے جائیں دل سے تراشنے والے (اندازہ وتخمینہ کرنے والے) جو جہالت کے نشہ میں آخرت کو بھولے ہوئے ہیں اور گمراہی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ قولہ "اَتَوَاصَوْا" اس آیت کریمہ: اَتَوَاصَوْا بِهٖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ ابن عباس کے غیر نے اس کی تفسیر "تَوَاطَئُوْا" سے کی ہے۔ یعنی کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ رہے ہیں۔ بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں۔ تَوَاطُؤ کے معنی ہیں ایک دوسرے کی بات میں موافقت کرنا۔

قولہ "مُسَوَّمَةً" سے اس آیت کریمہ: لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ مُّسَوَّمَةً" کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس کے غیر سے اس کی تفسیر نقل کی کہ مُسَوَّمَةً بِسِيْمَا بمعنی علامت سے مشتق ہے۔ یعنی ان پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر چھوڑیں جو تمہارے رب کے پاس حد سے بڑھنے والوں کے لئے علامت کردہ ہیں

قولہ "قُتِلَ الْاِنْسَانُ" قُتِلَ بمعنی لُعِنَ یعنی جھوٹے لوگوں پر لعنت کی گئی۔ یہاں تفسیر میں کچھ تقدیم وتاخیر واقع ہوئی ہے۔ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ" خَرّٰصُوْنَ" جھوٹے لوگ ہیں۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام نے مرفوع حدیث ذکر نہیں کی، کیونکہ اُن کی شرط کے مطابق ایسی حدیث نہ ملی ہوگی (عینی)

سُوْرَةُ طُوْرٍ

ابو العباس نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ کلبی نے کہا اس میں ایک آیت کریمہ: وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ قَتَادَةُ مَسْطُوْرٍ مَكْتُوْبٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلطُّوْرُ اَلْجَبَلُ بِالسُّرْيَانِيَّةِ رَقٍّ مَنْشُوْرٍ صَحِيْفَةٌ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ سَمَاءٌ وَالْمَسْجُوْرِ الْمُوْقَدُ وَقَالَ الْحَسَنُ تَجْرُحَتَّى يَذْهَبَ مَاؤُهَا فَلَا يَبْقَى فِيْهَا قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلتَنَا نَقَصْنَا

عَذَابًا دُوْنَ ذَالِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ " مدنی ہے بدر میں مقتول مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی ۴۹ - آیات ہیں۔ ثعلبی نے کہا ہر پہاڑ طور ہے، لیکن اس طور سے اللہ کی مراد وہ پہاڑ ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے ارض مقدس میں کلام کیا تھا اور وہ مدین کی زمین ہے۔ اس طور کو سینا کہتے ہیں۔ سینا کے معنی پتھر ہیں یا وہ ایک درخت ہے۔ مقاتل بن حیان نے کہا دو طور ہیں۔ ایک کو طور زیت کہا جاتا ہے۔ دوسرے کو طورِ تین کہتے ہیں؛ کیونکہ یہ دونوں زیتون اور تین اگاتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا جب کفار مکہ نے تکذیب کی تو اللہ نے طور کی قسم کھائی اور وہ نبطی لغت میں پہاڑ ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے ارض مقدسہ میں کلام کیا تھا۔ ایک روائت میں ہے۔ طورِ زیت میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام بھوک کے باعث فوت ہوئے۔ وہ وادی سلوان کی مشرقی جانب ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ مَسْطُوْرٍ سے اس آیت کریمہ : وَكِتَابٍ مَسْطُوْرٍ "کی طرف اشارہ کیا۔ قتادہ نے اس کی تفسیر مَكْتُوْب کی ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا اس سے مراد قرآن کریم ہے یا جو اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں لکھا ہے یا موسیٰ علیہ السلام کے الواح یا معارف الٰہیہ مراد ہیں جو اولیاء اللہ کے دلوں میں ہیں یا کرامؑ کاتبین کے دفتر میں جو لکھا گیا ہے۔ مجاہد نے کہا سریانی زبان میں طور کے معنی پہاڑ ہیں لیکن اس سے مراد وہ طور ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام پر تجلی ہوئی تھی۔

قولہ مَنْشُوْرٍ "سے اس آیت کریمہ : فِيْ مَنْشُوْرٍ "کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے کہا رق چمڑہ ہے بعض نے کہا لوح محفوظ ہے۔ کلبی نے کہا جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے تورات لکھی رق منشور یعنی صحیفہ ہے۔ قولہ وَالسَّقْفِ "سے اس آیت کریمہ : وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ "کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی سقفِ مرفوع سے مراد آسمان ہے جو زمین کے لئے چھت کی مانند ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔

قولہ اَلْمَسْجُوْرِ "سے اس آیت کریمہ : وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ "کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی سلگائے ہوئے سمندر، مسجور

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ غَيْرُهٗ تَمُوْرُ تَدُوْرُ اَحْلَامُهُمْ اَلْعُقُوْلُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْبَرُّ اللَّطِيْفُ كِسَفًا قِطَعًا الْمَنُوْنُ اَلْمَوْتُ وَقَالَ غَيْرُهٗ يَتَنَازَعُوْنَ يَتَعَاطَوْنَ

بمعنی مُوَقَّد ہے سُلگایا ہُوا، بیضاوی نے کہا بحر مسجور پانی سے بھرا ہُوا محیط سمندر ہے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بحر مسجور عرش کے نیچے گہرا سمندر ہے جو زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ وہ غلیظ پانی ہے جسے بحر الحیوان کہتے ہیں۔ وہ نفخہ اولیٰ کے بعد چالیس روز بارش برسائے گا تو لوگ اپنی اپنی قبروں سے زندہ باہر نکلیں گے جیسے نباتات اُگتی ہیں۔ ان آیات کے معنی یہ ہیں۔ در طور کی قسم اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے اور بیت المعمور اور بلند چھت اور سلگائے سمندر کی قسم بیشک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے۔ اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں حسن بصری نے کہا بحر مسجور گرم کیا جائے گا حتی کہ اس کا سارا پانی خشک ہو جائے گا اس میں ایک قطرہ پانی باقی نہ رہے گا۔ یہ واقعہ قیامت کے دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ، جب سمندر خشک ہو جائیں گے"
قولہ اَلَتْنَاهُمْ، سے اس آیت کریمہ: وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ یعنی ہم نے ان کے عمل سے کوئی چیز کم نہیں کی۔ یہ مجاہد کی تفسیر ہے اس کے غیر نے یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ کی تفسیر کی کہ آسمان گردش کرے گا جیسے چکی گھومتی ہے۔ در اصل مَوْر بمعنی اختلاف و اضطراب ہے۔ یعنی آسمان چکی کی طرح گھومیں گے اور اس حرکت میں آئیں گے کہ ان کے اجزاء مختلف اور منتشر ہو جائیں گے۔
قولہ اَحْلَامُهُمْ، سے اس آیت کریمہ: اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ کی طرف اشارہ کیا۔ اور احلام کی عقول سے تفسیر کی یعنی کیا ان کی عقلیں انہیں یہ بتاتی ہیں۔ یا وہ سرکش لوگ ہیں، کہ عناد میں اندھے ہو رہے ہیں اور کفر و طغیان میں حد سے بڑھ رہے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ: اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ بر بمعنی لطیف ہے۔
قولہ كِسَفًا، سے آیت کریمہ: وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا، کی طرف اشارہ کیا اور کِسَف کی قِطَع سے تفسیر کی قِطع قطعہ کی جمع ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا: كِسَفٌ، كِسْفَةٌ کی جمع ہے۔ جیسے سِدْرٌ، سِدْرَةٌ کی جمع ہے۔ اگر سین ساکن پڑھیں تو یہ مفرد لفظ ہے۔ اس کی جمع اَكْسَاف اور "كسوف" ہے۔ یعنی اگر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا دیکھیں تو کہیں گے تہ بہ تہ بادل ہے۔
قولہ اَلْمَنُوْنُ، سے اس آیت کریمہ: اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ، کی طرف اشارہ کیا اور موت سے اس کی تفسیر کی طبری نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ "رَيْبَ الْمَنُوْنِ" موت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۵۳۳ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَسْطُوْرٍ ۴۵۳۴ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ فَلَمَّا بَلَغَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ

قولہ يَتَنَازَعُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور يتنازعون کی يَتَعَاطَوْنَ سے تفسیر کی۔ ابوعبیدہ نے بھی یہی تفسیر کی ہے لیکن انھوں نے يَتَدَاوَلُوْنَ ،، کا اضافہ کیا ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ ایک دوسرے سے لیتے ہیں۔ یعنی ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ بیہودگی اور نہ گناہ گاری ،، کاسًا ،، کے معنی شراب کا پیالہ ہے جس کے پینے میں کوئی بیہودگی نہیں اور نہ کوئی فضول بات نہ گالی گلوچ اور نہ جھگڑا۔ یہ شراب پلانے والے فرشتے ہیں اور اللہ کا نام لے کر وہ شراب پئیں گے جبکہ جنت کے سارے لوگ اللہ کے مہمان ہوں گے بخلاف دنیا کی شراب کے اس کو پیتے وقت اللہ کا نام لینا کفر ہے۔

۴۵۳۳ــــ ترجمہ : ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکائت کی کہ میں بیمار ہوں (میں پیدل طواف نہیں کر سکتی ہوں) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار ہو کر لوگوں کے بعد طواف کر لو میں نے طواف کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ اور اس میں سورہ طور پڑھتے تھے (حدیث ۱۵۲۱ کی شرح دیکھیں)

۴۵۳۴ــــ ترجمہ : جبیر بن مطعم نے کہا میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ

marfat.com
Marfat.com

الْمُصَيْطِرُوْنَ كَادَ قَلْبِیْ اَنْ يَطِيْرَ قَالَ سُفْيٰنُ فَاَمَّا اَنَا فَاِنَّمَا سَمِعْتُ الزُّهْرِیَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ لَمْ اَسْمَعْ زَادَ اَلَّذِیْ قَالُوْا لِیْ

مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے تھے۔ جب اس آیت کریمہ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ الآیۃ پر پہنچے۔ کیا وہ کسی اصل سے نہ پیدا کئے گئے یا (یعنی ماں باپ کے بغیر پیدا ہوئے) یا اُنھوں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا بلکہ انہیں یقین نہیں۔ یا اُن کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ غالب خود مختار ہیں (ابن عباس نے کہا) قریب تھا کہ میرا دل اُڑ جائے۔ سُفیان نے کہا بہرحال میں نے زہری کو محمد بن جبیر بن مطعم سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سُنا اور میں نے ان کو نہیں سُنا کہ وہ اس سے زیادہ کیا ہو جو اُنھوں نے کہا (وہ زیادتی یہ ہے) فَلَمَّا بَلَغَ هٰذِهِ الآیۃ "

۴۵۳۴ —

شرح : یعنی کیا یہ لوگ جامد اشیاء کی طرح ماں باپ کے بغیر پیدا ہوئے کہ ان میں عقل نہیں اور ان پہ اللہ تعالیٰ کی کوئی حجت قائم نہیں۔ ابن کیسان نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کیا یہ لوگ عبث اور بیہودہ پیدا ہوئے ہیں۔ اِن پر اوامر اور نواہی نہیں ہیں یا اُنھوں نے اپنے آپ کو خود پیدا کیا ہے جب یہ دونوں چیزیں باطل ہیں کہ یہ لوگ نہ تو عبث پیدا ہوئے ہیں اور نہ خود بخود پیدا ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ جس نے ان کو پیدا کیا ہے اس کی حجت ان پہ قائم ہے۔ کیا اِن لوگوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ یہ حقیقتِ حال کو یقیناً نہیں جانتے ہیں۔

بعض مفسّرین نے یہ تفسیر کی ہے کہ اگر یہ جائز ہوتا ہے کہ اپنی ذات کی خالقیت کا دعویٰ کر سکتے تو یہ ضرور دعویٰ کرتے کہ اُنھوں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے چونکہ یہ ممکن نہیں ہے لہٰذا ان کے سب دعوے باطل ہیں لہٰذا انہیں اقرار کرنا چاہیئے کہ ہر شئ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے بعد خود اضراب و اعراض کر کے فرمایا بلکہ انہیں کچھ یقین نہیں اور عدمِ یقین ہی ان کے ایمان کو مانع ہے جو اللہ کی توفیق اور اس کے فضل کے بغیر میسّر نہیں ہوتا۔

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَۃُ وَالنَّجْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ذُوْ مِرَّۃٍ ذُوْ قُوَّۃٍ قَابَ قَوْسَیْنِ حَیْثُ الْوَتَرُ مِنَ الْقَوْسِ ضِیْزٰی عَوْجَاءُ وَاَکْدٰی قَطَعَ عَطَاءَہٗ رَبُّ الشِّعْرٰی ھُوَ مُزْمُ الْجَوْزَاءِ

سُوْرۃ والنجم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورۃ مکیہ ہے، لیکن یہ آیت کریمہ: اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَآئِرَ الْاِثْمِ، جو نہان تمار کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ مَدَنِیَّہ ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورت اخلاص کے بعد اور سورۂ عَبَسَ سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کی ۶۲۔ آیات ہیں۔ "وَالنجم" میں واؤ قسم کے لئے ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نجم ثُرَیّا ہے۔ عرب ثریا کو نجم کہتے ہیں اگرچہ وہ کئی ستاروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ مجاہد نے کہا اس سے مراد آسمان کے تمام ستارے ہیں۔ اگرچہ یہ لفظ واحد ہے، لیکن اس کے معنی جمع ہیں "اِذَا ھَوٰی"، یعنی جب غائب ہو اور گرا "اور" مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی "قسم کا جواب ہے۔ صاحب سے مراد جناب سیدِ کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (عینی)

مجاہد سے ایک تفسیر یہ بھی منقول ہے کہ "نجم" سے مراد قرآن کریم ہے۔ اِذَا ھَوٰی یعنی جب نازل ہوا۔ بعض نے نجم سے جنس نجوم مراد لی ہے۔ بعض نے کہا نجم وہ نباتات ہیں جو زمین پر بکھر جاتی ہیں اور ان کا پیڑ نہیں ہوتا۔ تفسیر خازن میں ہے کہ "نجم" سے مراد سرورِ کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قولہ ذُوْ مِرَّۃٍ، مجاہد نے کہا ذُوْ مِرَّۃ یعنی ذو قُوَّۃ ہے۔ یعنی بہت طاقتور، وہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ انھوں نے لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں تحت الثریٰ سے اپنے پَر پر اٹھائیں اور آسمان تک لے گئے پھر ان کو الٹ دیا۔

قولہ قَابَ قَوْسَیْنِ، دو کمانوں کے درمیان کا فاصلہ یا اس سے قریب تر، ضحاک نے کہا دو ثُمَّ دَنٰی، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے قریب ہوئے۔ فَتَدَلّٰی، اور سجدہ میں گر گئے اور دو کمان یہ

marfat.com
Marfat.com

اَلَّذِیْ وَفّٰی وَفّٰی مَا فُرِضَ عَلَیْہِ اَزِفَتِ الْاٰزِفَۃُ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ سَامِدُوْنَ

یہ نقلِ مکان نہ تھا۔ آپ اللہ کے حکم سے قائم تھے جیسے کوئی کسی شئی سے متعلق ہوتا ہے اور اس کا قدم کسی مکان پہ مستقر نہیں ہوتا ،، قاب ، قاد اور قِیْد ،، شئی کی مقدار ہے۔

جمہور مفسرین نے کہا قوس سے مراد کمان ہے جس کے ساتھ تیر پھینکا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے کہا قوس سے مراد کلائی ہے۔ جس کے ساتھ اشیاء کی پیمائش کی جاتی ہے۔ ابن مردویہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت اس قول کی صحت پہ دلالت کرتی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قاب مقدار ہے اور قوسین دو کلائیاں ہیں۔ یعنی محب اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں دو ہاتھوں کی مقدار کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ قریب ہوئے۔ بعض نے یوں کہا ہے کہ یہ دراصل قَابَیْ قَوْسِہٖ تھا اس کو قلب کر کے قاب قوسین کہا ہے مراد بھی یہی ہے کیونکہ ایک قوس کے دو قاب ہوتے ہیں۔

قولہ ضِیْزٰی ،، سے اس آئت کریمہ ،، تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی ،، کی طرف اشارہ کیا اور عَوْجَاء بمعنی ٹیڑھی سے اس کی تفسیر کی۔ ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے روائت ہے کہ یہ ظالمانہ تقسیم ہے کہ تم نے اپنے رب کے لئے ایسی اولاد بنائی جسے تم مکروہ جانتے ہو۔

ابن سیرین نے کہا یہ تقسیم مساوی نہیں کہ تمہارے لئے بیٹے اور اللہ کے لئے بیٹیاں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے سارے انسان اس کی مملوک ہیں۔ مملوک اولاد نہیں ہو سکتی۔

قولہ اَکْدٰی ،، سے اس آئت کریمہ ،، اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّ اَکْدٰی ،، کی طرف اشارہ کیا اور قَطَعَ بمعنی عَطَاءَہٗ اپنا عطیہ روک لیا۔ پورا نہ کیا سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اپنی بخشش کو دور کیا یہ آئت کریمہ ولید بن مغیرہ کی شان میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین میں اتباع کیا تھا مشرکوں نے اس کو عار دلائی اور کہا کہ تو نے بزرگوں کا دین چھوڑ دیا اور تو گمراہ ہو گیا ہے۔ اُس نے کہا میں نے غضبِ الٰہی کے خوف سے ایسا کیا تو عار دلانے والے کافر نے اس سے کہا اگر تو شرک کی طرف لوٹ آئے اور اس قدر مال مجھ کو دے تو تیرا عذاب میں اپنے ذمے لیتا ہوں اس پہ ولید اسلام سے منحرف اور مرتد ہو کر پھر شرک میں مبتلا ہو گیا اور جس شخص سے مال دینا ٹھہرایا تھا اس نے تھوڑا سا دیا اور باقی سے منع کر دیا۔ اس لئے مولیٰ کریم نے فرمایا تو کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا اور کچھ تھوڑا سا دیا اور روک لیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آئت ابوجہل بن ہشام کے حق میں نازل ہوئی کہ اُس نے کہا تھا کہ اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں بہترین اخلاق کا حکم فرماتے ہیں اس تقدیر پہ معنی یہ ہیں کہ تھوڑا سا اقرار کیا اور حق لازم میں سے قدرے قلیل ادا کیا اور باقی سے باز رہا یعنی ایمان نہ لایا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عاص بن وائل کے متعلق نازل ہوئی وہ اکثر امور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید اور

marfat.com
Marfat.com

اَلْبَرْطَمَةُ هُوَ ضَرْبٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ تَتَغَنَّوْنَ بِالْحِمْيَرِيَّةِ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ

موافقت کیا کرتا تھا۔ "اَلْکُدْیٰ" کُدْیہ سے ہے اور کدیہ اس پتھر کو کہتے ہیں جو کنواں کھودتے وقت اس میں ظاہر ہو اور کھدائی سے روکے اور پانی سے ناامید کر دے، چنانچہ محاورہ ہے کہ جب کوئی بخل کرے تو کہا جاتا ہے کدیت اصابعہ اور جب ہاتھ کچھ نہ کرے اور تھک جائے تو "کدیت یدہ" کہا جاتا ہے۔

قولہ "رَبُّ الشِّعْرٰی" سے اس آیت کریمہ: وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰی، کی طرف اشارہ کیا اور "مرزم الجوزاء" سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی شعریٰ ستارہ ہے جو جوزاء کے بعد طلوع کرتا ہے۔ مِرزم کی میم مکسور راء ساکن اور زاء مفتوح ہے۔ شِعریٰ دو ستارے ہیں۔ ایک غُمَیْصَاء دوسرا عبور ہے۔ پہلا برج۔ اَسد میں ہے دوسرا برج جوزاء میں ہے۔ ابوحنیفہ دینوری نے کہا غُمَیْصَاء اور عَبُور ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ ان دونوں کے درمیان مجرہ ہے کہتے ہیں کہ یہ دونوں ایک بار ہی طلوع کرتے ہیں۔ قبیلہ خزاعہ شعریٰ عبور کی پوجا کرتے ہیں جو بہت روشن ہے۔ اس کا پہلا پرستار ابوکبشہ ہے جو بُت پرستی ترک کر کے عبور کی پوجا کرتا تھا۔ (تیسیر القاری و عینی)

قولہ "دَنٰی" سے اس آیت کریمہ: وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِیْ وَفّٰی، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن امور کو پورا کیا جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر فرض کئے تھے۔ زُجاج نے کہا ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ نے چند امور میں امتحان لیا جن کو اُنھوں نے پورا کر دیا اُن میں سے ایک اپنے بیٹے کو ذبح کرنا تھا۔

قولہ "اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ" سے اس آیت کریمہ: اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ کی طرف اشارہ کیا اور اقتربت الساعۃ سے تفسیر کی یعنی قیامت کی گھڑی قریب ہوگئی۔ اس کے سوا کوئی اور ظاہر نہیں کرے گا۔

قولہ "سَامِدُوْن" سے اس آیت کریمہ "تَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا اور کہا سَمُوْد یعنی بَرْطَمَہ ہے۔ بعض برطمہ نون سے پڑھتے ہیں۔ دونوں بمعنی اِعراض ہیں۔ مفسرین سامدون کی تفسیر لہوون اور غافلون سے کرتے ہیں؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ دَعْ عَنْكَ سَمُوْدَكَ یعنی لَهْوَكَ، یہ اہلِ یمن کی لغت ہے۔ آیت کے معنی یہ ہیں تم ہنستے ہو روتے نہیں؛ حالانکہ تم غفلت اور کھیل کود میں ہو۔ سُفیان بن عُیَیْنہ نے کہا برطمہ یہ ہے کہ اپنی ٹھوڑی کو سینہ کی طرف لے گئے۔ بعض نے کہا برطمہ غُصّہ سے رگوں کا پھول جانا ہے مُبَرْطِم کے معنی متکبر ہیں۔ بعض نے کہا یہ گانا جو سمجھ نہیں آتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام عِکرمہ نے کہا سامدوں کے معنی وہ حمیری لغت میں گاتے تھے۔

قولہ "اَفَتُمَارُوْنَهٗ" سے اس آیت کریمہ: اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا يَرٰی، کی طرف اشارہ کیا اور اَفَتُجَادِلُوْنَ سے اس کی تفسیر کی۔ یہ تفسیر ابراہیم نخعی نے کی ہے۔ حمزہ نے "اَفَتَمْرُوْنَ" پڑھا ہے۔ اس کے

marfat.com
Marfat.com

اَفَتُمَارُوْنَهٗ اَفَتُجَادِلُوْنَهٗ وَمَنْ قَرَأَ اَفَتَمْرُوْنَهٗ یَعْنِیْ اَفَتَجْحَدُوْنَهٗ قَالَ مَازَاغَ الْبَصَرُ بَصَرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا طَغٰی وَلَا جَاوَزَ مَا رَاٰی فَتُمَارُوْا کَذَّبُوْا وَقَالَ الْحَسَنُ اِذَا هَوٰی غَابَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَغْنٰی وَاَقْنٰی اَعْطٰی فَاَرْضٰی

اس کے معنی ہیں کیا تم اس کا انکار کرتے ہو۔ یعنی کیا اُن سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو یہ مشرکین کو خطاب ہے جو شبِ معراج کے واقعات کا انکار کرتے اور اس میں جھگڑتے تھے۔

قولہ "مَازَاغَ"، آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم ہُوا آپ اس سے آگے نہ بڑھے اور نہ مقصود اِدھر اُدھر مائل ہُوئے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ قوت کا اظہار ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں۔ آپ ثابت رہے اور جس نُور کا دیدار مقصود تھا اس سے بہرہ اندوز ہُوئے۔ دائیں بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہُوئے۔ نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بیہوش ہُوئے بلکہ اس مقامِ عظیم میں ثابت رہے۔

قولہ "فَتُمَارُوْا"، یہ سورۂ قمر کی آیت ہے۔ یہاں سہوِ ناسخ سے واقع ہُوئی ہے۔ اس کے معنی "کذبوا" ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا تتماریٰ بمعنی تکذب ہے۔ اور یہ اسی سورت کی آیت ہے۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰی"، تو اے سُننے والے اپنے رب کی کونسی نعمتوں میں شک کرے گا۔ پس یہ خطاب مطلق انسان کے لئے ہے۔ تفسیر نسفی میں ہے کہ یہ خطاب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن یہ اچھا نہیں نہ ہمیں ہی پسند ہے کذا قال عینی۔

قولہ اِذَا هَوٰی"، سے اس آیت کریمہ: وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی"، کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں حسن بصری نے کہا هَوٰی بمعنی غاب ہے۔ بعض نے کہا ہوی بمعنی نزل ہے یہ هَوٰی یَهْوِی سے ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی"، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں جس وقت آسمان سے تشریف لائے (عینی و تیسیر القاری)

قولہ اَغْنٰی"، سے اس آیت کریمہ: وَاَنَّهٗ اَغْنٰی وَاَقْنٰی"، کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَعْطٰی فَاَرْضٰی دیا اور راضی کر دیا۔ ابو صالح نے کہا لوگوں کو مال کے ساتھ غنی کر دیا اور اصولِ اموال دیئے۔ ضحاک نے سونے، چاندی اور مختلف اموال کے ساتھ غنی کیا اور اونٹوں بکریوں اور گائے کے ساتھ خوش کیا۔ اخفش نے کہا: اَغْنٰی بمعنی افقہ ہے۔ بہت سمجھدار"

marfat.com
Marfat.com

۴۵۳۵ ـــ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ ابْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ یَا اُمَّتَاهْ هَلْ رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ فَقَالَتْ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِیْ مِمَّا قُلْتَ اَیْنَ اَنْتَ مِنْ ثَلٰثٍ مَنْ حَدَّثَکَهُنَّ فَقَدْ کَذَبَ مَنْ حَدَّثَکَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰی رَبَّهٗ فَقَدْ کَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ ..... وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ وَمَنْ حَدَّثَکَ اَنَّهٗ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَدْ کَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَنْ حَدَّثَکَ اَنَّهٗ کَتَمَ فَقَدْ کَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْاٰیَةَ وَلٰکِنَّهٗ رَاٰی جِبْرِیْلَ فِیْ صُوْرَتِهٖ مَرَّتَیْنِ

۴۵۳۵ ـــ ترجمہ : مسروق نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے میری ماں! کیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے (شب معراج) میں اپنے رب کو دیکھا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا جو تو نے کہا ہے (یہ سن کر) میرے بال کھڑے ہو گئے ہیں۔ تو تین چیزوں سے کہاں ہے جس نے تجھے ان کی خبر دی اُس نے جھوٹ بولا۔ جس نے تجھے یہ خبر دی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے اُس نے جھوٹ کہا پھر یہ آیت کریمہ : لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ پڑھی کوئی اللہ کو نہیں پاتا اور وہ سب کو پاتا ہے۔ اور وہ لطیف خبیر ہے۔ اور کسی بشر کو مناسب نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ ،، اور جس نے تجھے خبر دی کہ آپ کل کی خبریں جانتے ہیں۔ پس اُس نے جھوٹ کہا پھر یہ آیت کریمہ : وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا پڑھی کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور جس نے تجھے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وحی خفیہ رکھی ہے تو وہ جھوٹا ہے پھر پڑھا ،، اے رسول تیرے رب کی طرف سے جو تجھ پر نازل ہوا ہے۔ اس کو لوگوں تک

marfat.com
Marfat.com

پہنچا دے ،، لیکن آپ نے جبرائیل علیہ السلام کو دوبارہ اس کی اصلی شکل میں دیکھا۔

۴۵۲۵ — شرح : قولہ یا اُمّتَاہ ،، آخر میں الف اور ہا زائد ہے ہا وقف کے لئے ہے۔ علامہ خطابی نے کہا ندآء کے وقت وقف میں مد یا اَبَہ یا اُمّہ پڑھتے ہیں۔ اگر وقف نہ کریں تو وصل کے وقت ،، یَا اَبَتِ یَا اُمَّتِ ،، پڑھتے ہیں۔ اور نُدبہ کے وقت یا اُبتاہ یا اُمّتَاہ کہتے ہیں اس میں ہا وقف کے لئے ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ، یا اُمّتَاہ ،، ندبہ نہیں کیونکہ ندبہ میں کسی پر افسوس مطلوب ہوتا ہے یہاں افسوس کا مقام نہیں۔

قولہ قَفَّ شَعَرِی ،، یعنی اللہ تعالیٰ کی ہیبت کی گھبراہٹ سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے ، کیونکہ خوف کے وقت چمڑہ منقبض ہوجاتا ہے۔ اس سے بال کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا اَیْنَ اَنْتَ مِنْ ثلاثٍ یعنی تجھے چاہیئے کہ ان اشیاء کو ذہن میں جگہ دیں تاکہ جو ان کا قائل ہے اس کا جھوٹ ظاہر ہوجائے۔ ان تین میں سے ایک یہ ہے کہ جس نے یہ خبر دی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اپنا رب دیکھا ہے اس نے جھوٹ کہا پھر اللہ کی رویت کی نفی پر دو آیتوں سے استدلال کیا ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ،، لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ ،، یعنی ابصار اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کرسکتیں اور عدمِ ادراک رؤیت کی نفی کرتا ہے۔ دوسرے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ ،، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر سے کلام کرنے کو تین امور میں منحصر کیا۔ اُن میں سے ایک وحی ہے کہ کسی کے دل میں کوئی شئ ڈال دیتا ہے دوسرے یہ کہ پس پردہ کلام کرتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کو اللہ کا کلام پہنچاتا ہے۔ ان تینوں امور میں کلام کرنے کی حالت میں رؤیت کی نفی ہوتی ہے ، لیکن یہ استدلال تام نہیں ، کیونکہ پہلی آیت میں ادراک سے مراد احاطہ ہے عدمِ احاطہ عدمِ رؤیت کو مستلزم نہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی مرفوع حدیث سے رؤیت کی نفی نہیں کی اگر ان کے پاس کوئی مرفوع حدیث ہوتی تو ضرور ذکر کرتیں۔ انہوں نے صرف ظاہر آیت کریمہ سے استنباط پر اعتماد کیا ہے ، حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی مخالفت کی ہے اور قاعدہ ہے کہ جب صحابی کوئی بات کرے اور ان میں سے دوسرا صحابی اس کے قول کی مخالفت کرے تو بالاتفاق اس کا قول حجت نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی رؤیت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مخالفت کی ہے ، چنانچہ امام ترمذی نے حکم بن ابان کے طریق سے عکرمہ کے ذریعے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

ابن خزیمہ نے قوی اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ کعب الاحبار اور زہری نے بھی یہی کہا ہے۔

عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ حسن بصری سے روایت کی کہ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ ابن خُزیمہ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اثبات رؤیت کی روائت کی ہے۔ جب کوئی اُن سے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا رؤیت سے انکار ذکر کرتا تو اس پہ سخت ناراضگی کا اظہار کرتے۔ اور اُنھوں نے کتاب التوحید میں ثابت کیا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ رؤیت دو بار ہوئی ہے ایک بار مبارک آنکھ سے اور دُوسری بار قلب شریف سے ہوئی ہے۔ واللہ اعلم!

دُوسری آیت سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس سے مطلق رؤیت کی نفی نہیں ہوتی۔ البتہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ حالتِ رؤیت میں کلام نہیں ہوا لہٰذا ہو سکتا ہے کہ رؤیت ہوئی اور کلام نہ ہوا۔

قولہ مَنْ حَدَّثَ اَنَّہٗ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ ،، یہ مذکور تین امور سے دوسرا ہے کہ جس نے خبر دی کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کل میں ہونے کو جانتے ہیں وہ جھوٹا ہے اور اس آیت کریمہ سے استدلال کیا کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اعلام و الہام کے بغیر نہیں جانتے دگرنہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قیامت تک ہونے والے حوادث اور واقعات تفصیلاً بیان فرمائے ہیں یہ تمام بذریعہ وحی تھے۔ بلکہ خواصانِ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم جو فیضِ رسول سے مستفیض ہیں۔ قیامت تک ہونے والے واقعات وہ بھی جانتے ہیں؛ چنانچہ شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسیر القاری میں سورۂ ذاریات کی تفسیر میں ذکر کیا کہ ایک وجہ سے حاکم نے اور ایک دوسری وجہ سے شیخ عبدالرزاق نے ابوطفیل سے روائت کی تصحیح کی ہے کہ اُنھوں نے کہا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ خطبہ دے رہے تھے اور فرماتے تھے جو چاہتے ہو مجھ سے پوچھو اللہ کی قسم قیامت تک جو واقعات ہونے والے ہیں میں سب بیان کروں گا۔ اسی سورت میں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ الحاصل آیت کریمہ میں علمِ ذاتی کی نفی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے منتخب رسُولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ پس حضرات انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے اطلاع کرنے سے غیب پہ مطلع ہوتے ہیں اور اولیاء کرام نبیوں کے تابع ہیں وہ بھی باطلاع اللہ مغیبات پہ مطلع ہیں واللہ و رسولہ اعلم!

قولہ مَنْ حَدَّثَ اَنَّہٗ کَتَمَ ،، یہ تیسری شئ ہے کہ جس نے تمہیں خبر دی کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شریعت کے احکام سے کچھ مخفی رکھا ہے۔ اُس نے جھوٹ کہا؛ کیونکہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر احکام کی تبلیغ فرض ہے۔ آپ اُن سے کوئی شئ مخفی نہیں رکھ سکتے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول جو تجھ پہ نازل ہوا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو! واللہ و رسُولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى
حَيْثُ الْوَتَرِ مِنَ الْقَوْسِ

۴۵۳۶ــــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ زِرًّا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ رَاٰى جِبْرَئِيْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

ترجمہ ۴۵۳۶ــــ : شیبانی نے کہا میں نے زِرّ بن حُبیش کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ محب اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم ،، اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ زِرّ نے کہا ہمیں عبداللہ بن مسعود نے خبر سُنائی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ اس کے چھ سو پر تھے (حدیث ۲۹۹۵ کی شرح دیکھیں)

شرح ۴۵۳۶ــــ : قولہ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ ،، یہ جملہ اسمیہ حالیہ واؤ کے بغیر ہے۔ بخاری کے غیر کی روایت میں ہے کہ جبرائیل کے بالوں سے موتی اور یاقوت گرتے تھے۔ نسائی کی روایت میں يَتَنَاثَرُ مِنْهَا تَهَاوِيْلُ الدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ ،، یعنی اُن سے مختلف رنگ کے موتی اور یاقوت گرتے تھے۔ تہاویل تہوال کی جمع بمعنی اختلاف اللون ہے ،، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں ذکر کیا۔ علماء سلف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رب کے دیکھنے میں اختلاف کیا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے رؤیت کا انکار کیا ہے جبکہ ایک جماعت رؤیت کے اثبات کی قائل ہے۔

عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ حسن بصری سے روایت کی کہ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے۔ ابن خزیمہ نے عروہ بن زُبیر سے اس کو ثابت کیا ہے اور ان سے جب ام المؤمنین کا انکار ذکر کیا جاتا تو بڑے زور سے کہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ ابن عباس

marfat.com
Marfat.com

بابٌ قولہ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی

کے تلامذہ یہی کہتے ہیں۔ کعب الاحبار، زہری اور ان کے شاگرد معمر اور دیگر علماء نے اسی پر یقین کیا ہے۔ اشعری اور ان کے اکثر اتباع بھی یہی کہتے ہیں۔ پھر اختلاف اس بات میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے یا قلب شریف سے دیکھا ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عباس سے مطلق اور مقید دونوں طرح کی روایات ہیں۔ لہذا مطلق روایات کو مقید روایات پر محمول کرنا ضروری ہے؛ چنانچہ امام نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ اسے ذکر کیا اور حاکم نے بھی عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس سے اس روائت کی تصحیح کی کہ انھوں نے کہا کیا تمہیں اس بات میں تعجب ہے کہ خلت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لئے کلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور رؤیت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بھی روائت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دل سے دیکھا ہے۔ اس میں اتفاق کی یہی صورت ہے کہ آپ نے ایک بار سر کی آنکھ سے دیکھا اور ایک بار قلب شریف سے دیکھا۔ اور قلب کی رؤیت ایسی تھی جیسے آنکھ سے رؤیت ہوتی ہے۔ محض حصول علم نہ تھا؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بالدوام عالم ہیں۔ آپ کو قلبی رؤیت اس طرح تھی کہ آپ کے قلب شریف میں رؤیت پیدا کی گئی جیسے غیر کو دیکھنے کے لئے آنکھ میں رؤیت پیدا کی گئی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں تصریح کی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک کی آنکھوں سے اللہ کو دیکھا ہے اور ام المؤمنین کے انکار کا مفصل جواب ذکر کیا۔ کما مرّ

بابٌ ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پروردگار عالم نے اپنے بندہ کی طرف وحی کی جو بھی وحی کی"

تفسیر حسن بصری، ربیع اور ابن زید سے روائت ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی اور وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب تمام نبیوں پر جنت میں داخل حرام ہے جب تک آپ جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ اسی طرح تیری امت جب تک جنت میں داخل نہ ہو کسی امت کے لئے جنت میں داخل ہونا

marfat.com
Marfat.com

۴۵۳۷ ـ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زِرًّا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى جِبْرِئِيْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ

نہ ہوگا۔ (تیسیر القاری)

ابن حجر نے فتح میں ذکر کیا کہ اکثر مفسرین یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی فرمائی۔ بعض نے کہا جبرائیل علیہ السلام نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی۔ اقول اس تقدیر پہ آئت کریمہ کے معنی میں عبارت مقدر کرنا ہوگی! وہ یہ کہ فَاَوْحٰى جبرائیل اِلٰى عَبْدِهٖ اَیْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدٍ وَلَا یخفی ما فیہ من التکلف،، واللہ اعلم!

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ تمام ضمیریں لفظ اللہ کی طرف راجع ہیں یعنی محمد نے کہا اللہ نے اپنے بندے کو بلا واسطہ وحی کی اور آپ کے قلب شریف میں وہ اسرار ڈالے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے ،،صلی اللہ علیہ وسلم،،

۴۵۳۷ ـ ترجمہ: شیبانی نے کہا میں نے زِرّ بن حُبَیش سے اس آئت کریمہ: فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا سرورِ کائنات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو دیکھا جبکہ اس کے چھ سو پَر تھے۔

۴۵۳۷ ـ شرح: یہ پہلی حدیث کا دوسرا طریقہ ہے۔ یعنی اس آئت کریمہ میں مذکور ،،عبد،، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے دیکھا تھا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ جیسے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہے۔

پس عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں: جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کے بندے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی، کیونکہ عبداللہ کا مذہب ہی یہ ہے کہ جو قریب ہوئے تھے وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اُنھوں نے ہی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی تھی،، اس مسئلہ کی تحقیق ہم نے عنقریب کر دی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی

۴۵۳۸ــ حَدَّثَنَا قَبِیْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی قَالَ رَاٰی رَفْرَفًا اَلْخُضْرَ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ

بَابُ قَوْلِهٖ اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی

بابؒ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اپنے ربّ کی بڑی بڑی آیات دیکھیں"

۴۵۳۸ــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بڑی بڑی آیات دیکھیں"، اور آپ نے سبز رفرف کو دیکھا جس نے اُفق کو روک رکھا تھا۔

۴۵۳۸ــ شرح : نسائی اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو رفرف پر دیکھا اُس نے آسمان اور زمین کو بھرا ہوا تھا۔ بیہقی نے کہا رفرف جبرائیل علیہ السلام کی اصلی صورت ہے جو آسمان میں ہے۔ قرطبی کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ "دَنٰی فَتَدَلّٰی" میں تقدیم و تاخیر ہے۔ دراصل عبارت یوں ہے۔ فتدلّٰی الرفرف لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج فجلس علیہ ثم دنٰی "، یعنی شبِ معراج میں رفرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو آپ اس پر بیٹھ گئے پھر اُوپر پرواز کی اور اپنے رب کے قریب ہوئے۔ فرمایا جبرائیل مجھ سے جُدا ہو گئے اور آوازیں خاموش ہو گئیں تو میں نے اپنے رب کا کلام سُنا۔ اس تقدیر پر رفرف ریشمی باریک خوبصورت کپڑا ہے جس پر بیٹھتے ہیں۔ اس کو پردے میں بھی استعمال کرتے ہیں (قسطلانی) الحاصل اس مسئلہ کے متعلق محدثین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

شیخ سعدی نے کہا : ؎ اگر یک سرِ موئے برتر پرم ❊ فروغِ تجلی بسوزد پرم

marfat.com
Marfat.com

۴۵۳۹ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَشْهَبِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اللّٰتِ وَالْعُزّٰى كَانَ اللّٰتُ رَجُلًا يَلُتُّ سَوِيْقَ الْحَاجِّ

۴۵۴۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ وَاللّٰتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ

۴۵۳۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ : اَللّٰتَ وَالْعُزّٰى کی تفسیر میں ذکر کیا کہ لات ایک آدمی تھا جو حاجیوں کے لئے ستو بنایا کرتا تھا۔

۴۵۳۹ — شرح : لات ایک آدمی تھا جو موسم حج میں ستوؤں سے حاجیوں کی مہمانی کیا کرتا تھا۔ اس لئے لوگ اس کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اس کی عمر بہت لمبی ہوئی ہے جس پتھر پر وہ بیٹھا کرتا تھا لوگوں نے اس کے مرنے کے بعد اسے بت کی شکل بنا کر اس کا نام لات رکھا۔ کچھ مدت گزر جانے کے بعد لوگوں نے اس پتھر کی عبادت کرنا شروع کر دی جس پر وہ بیٹھا کرتا تھا۔ اس کو لات اس کے فعل کے اعتبار سے کہتے ہیں۔ فانہ کان یلت السویق ،، یہ طائف میں رہتا تھا۔ بعض نے کہا مکہ میں تھا۔ ابن زید نے کہا یہ نخلہ میں مکان تھا اس کی قریش پوجا کرتے تھے۔ عزیٰ عطفان کا ایک درخت تھا جس کی غطفانی پوجا کرتے تھے۔ مجاہد نے کہا یہ وہی ہے جس کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بھیجا تھا خالد نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا

۴۵۴۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قسم کھائے اور اپنی قسم میں لات و عزیٰ ذکر کرے تو فوراً کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ،، اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ میں تمہارے ساتھ جوا کھیلتا ہوں وہ فوراً صدقہ کرے

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى

۴۵۴۱ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ اِنَّمَا كَانَ مِنْ اَهَلَّ بِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِيْ بِالْمُشَلَّلِ

۴۵۴۰ — مشرح : قسم صرف معبود کی کھائی جاتی ہے جس کی تعظیم کی جاتی ہے۔ جب کسی اور کی قسم کھائی تو اُس نے اس قسم میں کافروں سے مشابہت کی۔ اس لئے اس کے ازالہ کے لئے کلمہ توحید، ذکر کرے ؛ کیونکہ اس سے اصنام کی تعظیم کا ازالہ ہوتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر لات وعزیٰ وغیرہ بتوں کی قسم کھائی یا کہا اگر میں نے یہ کام کیا تو میں یہودی نصرانی یا اسلام سے بیزار ہوں یا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہوں وغیرہ وغیرہ سے قسم مُنعقِد نہیں ہوتی اس پر لازم ہے کہ استغفار کرے اور لا اِلٰہ الاّ اللہ پڑھے۔ وہ مذکور کام کرے یا نہ کرے اس پر کفارہ واجب نہیں امام شافعی، مالک اور دیگر علماء کی یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا تمام میں اس پر کفارہ واجب ہے۔

فتاویٰ ظہیریہ میں ہے اگر کہا کہ یہ کام کیا تو وہ یہودی ہے یا اسلام سے بیزار ہے تو یہ ہمارے مذہب میں قسم ہے اگر اُس نے وہ کام کیا تو اُس کی دو صورتیں ہیں اگر ان امور کو فعل ماضی سے مُعلّق کیا تھا اور وہ قسم کھانے کے وقت جانتا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے تو بعض علماء نے کہا وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اُس نے موجود شرط سے مُعلّق کیا ہے۔ یہ کفر سے رضامندی ہے۔ بعض نے کہا کافر نہ ہوگا اور نہ ہی اس پر کفارہ لازم ہے شیخ الاسلام شیخ زادہ بھی یہی کہتے ہیں۔ اگر قسم کھائی کہ یہ کام مستقبل میں کرے گا تو بعض علماء نے کہا کافر نہ ہوگا اور اس پر کفارہ واجب ہے۔ صحیح جواب یہ ہے جو امام سرخسی نے کہا ہے کہ اس طرح کی قسم میں دیکھا جائے گا اگر قسم کھانے والا کا اعتقاد یہ ہے کہ ایسی قسم کھانے سے کافر ہو جاتا ہے تو فی الحال کافر ہو جائے گا اگر اس کا اعتقاد یہ نہیں تو کافر نہ ہوگا اس کی قسم فعل ماضی میں ہو یا مستقبل میں ہو (عینی)

قولہ تعالیٰ یہ تعالی باب تفاعل کی مصدر سے امر ہے اور اُقامِر، اس کا جواب مجزوم ہے۔ قمار یہ ہے کہ دو آدمیوں میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ فلاں کام میں یا فلاں بات میں دوسرے پر غلبہ کرلے تاکہ جو مال داؤ پر لگایا ہے۔ وہ قبضہ میں کرلے یہ بالاتفاق حرام ہے۔ ایسی بات کرنے کا کفارہ یہ ہے کہ صدقہ کرے تاکہ اس کا گناہ زائل ہو جائے۔

marfat.com
Marfat.com

لَا يَطُوْفُوْنَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ
مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ.
قَالَ سُفْيٰنُ مَنَاةُ بِالْمُشَلَّلِ مِنْ قُدَيْدٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ نَزَلَتْ فِي الْاَنْصَارِ كَانُوْا هُمْ
وَغَسَّانُ قَبْلَ اَنْ يُسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ مِثْلَهٗ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ
عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ وَمَنَاةُ
صَنَمٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كُنَّا لَا نَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا
وَالْمَرْوَةِ تَعْظِيْمًا لِمَنَاةَ نَحْوَهٗ

باب ۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تیسرا منات ہے!

آئت کریمہ میں "اُخریٰ"، عُزّیٰ کی صفت ہے؛ کیونکہ پہلا لات اور دوسرا عُزّیٰ ہے ثالثہ کو اُخریٰ نہیں کہا جاتا۔ خلیل نے یہ اس لئے کہا ہے کہ آیات کے رؤس ایک جیسے ہوں۔ بعض نے کہا یہاں تقدیم وتاخیر ہے۔ دراصل اس طرح تھا اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى الْاُخْرٰى وَمَنَاةَ "

۴۵۴۱ ۔۔۔ ترجمہ: زہری نے بیان کیا کہ میں نے عروہ سے سُنا کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا (میں نہیں دیکھتا کہ جو کوئی صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے اس کو گناہ ہو) ام المؤمنین نے فرمایا کہ جو لوگ مناہ طاغیہ میں جو مشلل میں ہے احرام باندھتے وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ "، نازل فرمائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے دونوں کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا

۴۵۴۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ تَابَعَهُ اَبُنُ طَهْمَانَ عَنْ اَيُّوْبَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ عُلَيَّةَ ابْنَ عَبَّاسٍ۔

درمیان طواف (سعی) کیا سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا۔ منات مُشَلَّل میں قُدَید کے قریب ہے۔ عبدالرحمٰن بن خالد نے زُہری سے روایت کی کہ عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ آیت کریمہ انصار کے بارے میں نازل ہوئی وہ اور غسّانی اسلام لانے سے پہلے مناۃ کے لئے احرام باندھتے تھے۔ مَعْمَر نے زُہری سے روایت کی کہ عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انصار کے چند لوگ مناۃ کا احرام باندھتے تھے منات مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان بُت تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یا نبیَّ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم مناۃ کی تعظیم کے لئے صفاء اور مروہ کے درمیان طواف نہیں کرتے تھے۔

۴۵۴۱ — شرح: یعنی عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا جبکہ وہ اس وقت کمسن تھا کہ مجھے فرمائیں: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ،، کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے علامات ہیں جو کوئی حج کرے یا عمرہ کرے اس پر کچھ حرج نہیں کہ ان کے درمیان طواف کرے۔ عروہ نے کہا میرے نزدیک اگر کوئی ان دونوں کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر گناہ نہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ ان لوگوں کے متعلق ہے جو مناۃ کے لئے احرام باندھتے تھے۔ وہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف نہ کرتے تھے۔ اس میں وہ اس بُت کی تعظیم کرتے تھے، کیونکہ وہ ،، مُشَعَّل ،، (صفا مروہ کے درمیان) میں نہ تھا اس میں ،، اُساف اور ،، نائلہ ،، دو بُت تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کا ردّ کرتے ہوئے یہ آیت کریمہ نازل کی کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہیں۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے آپ کے ساتھ ان کا طواف کیا (حدیث ۱۵۴۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۲۴۳ — حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْاَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَوَّلُ سُوْرَةٍ اُنْزِلَتْ فِيْهَا سَجْدَةٌ اَلنَّجْمُ قَالَ فَسَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهٗ اِلَّا رَجُلٌ رَاَيْتُهٗ اَخَذَ كَفًّا مِّنْ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَاَيْتُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا وَهُوَ اُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کو سجدہ کرو! اور اس کی عبادت کرو!

۴۲۴۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں، جنوں اور سب نے سجدہ کیا۔ عبدالوارث کی ابراہیم بن طہمان نے ایوب سے روائت کرنے میں متابعت کی اور ابن عُلَیّہ نے ابن عباس کو ذکر نہیں کیا "

۴۲۴۲ — شرح : اس مجلس میں مشرکوں نے سجدہ کیا کیونکہ یہ سب سے پہلے سجدہ کی آئت ہے جو نازل ہُوئی تو مشرکوں نے مسلمانوں کا معارضہ کرنے کے لئے اپنے بتوں کو سجدہ کیا۔ یہ سجدہ اُنھوں نے قصدًا نہ کیا تھا یا اُنھوں نے اس مجلس میں مسلمانوں سے خائف ہوکر کیا تھا۔ اور جو کہا جاتا ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر تلاوت کے وقت شیطان نے یہ القاء کیا تھا ۔ تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى ۔ اِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى " نقلاً اور عقلاً صحیح نہیں۔
(اس کی مکمل تفصیل حدیث ۱۰۱۴ کی شرح میں دیکھیں)

۴۲۴۳ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پہلی سورت جو نازل ہُوئی جس میں سجدہ ہے وہ سورۂ نجم ہے۔ عبداللہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور آپ کے پیچھے سب لوگوں نے سجدہ کیا۔ مگر ایک آدمی کو میں نے دیکھا کہ اُس نے مٹھی بھر مٹی لی اور اس پر سجدہ کیا اس کے بعد میں نے اس کو دیکھا کہ وہ کافر قتل ہُوا اور وہ اُمَیّہ بن خلف ہے

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قَالَ مُجَاهِدٌ مُسْتَمِرٌّ ذَاهِبٌ مُزْدَجَرٌ مُتَنَاهٍ وَازْدُجِرَ فَاسْتُطِيْرَ جُنُوْنًا دُسُرٍ اَضْلَاعُ السَّفِيْنَةِ لِمَنْ كَانَ كُفِرَ يَقُوْلُ كُفِرَ يَقُوْلُ كُفِرَ لَهٗ

۴۵۳۸ ــــ شرح : مٹھی بھر مٹی اُٹھا کر اس پہ سجدہ کرنے والا یہ آدمی اُمیّہ بن خلف تھا جو بدر میں کُفر کی حالت میں قتل ہُوا تھا۔ اُس نے مٹی ماتھے پر لگا کر کہا تھا مجھے یہی کافی ہے اور سجدہ نہ کیا اگر وہ سجدہ کر لیتا تو ممکن تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اسلام نصیب کرتا۔ ابن سعد کی روائت میں یہ شخص ولید بن مغیرہ ہے جس نے سجدہ نہ کیا تھا۔ بعض نے کہا یہ سعید بن عاص ابن اُمیّہ ہے۔ بعض نے کہا ان دونوں نے سجدہ نہ کیا تھا، لیکن یہ تمام محلِ نظر ہیں کیونکہ صحیح حدیث میں تصریح ہے کہ یہ شخص امیّہ بن خلف ہے اور جن کافروں کا مذکور حضرات نے ذکر کیا ہے اُن میں سے کوئی بدر میں قتل نہیں ہُوا تھا۔ بدر میں امیّہ بن خلف قتل ہُوا تھا جس کے قتل کی خبر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مدّت پہلے ذکر فرمائی تھی اس کی تفصیل ابتداء مغازی میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ (حدیث ۱۰۱۰ کی شرح دیکھیں)

سُوْرَةُ اِقْتَرَبَ السَّاعَةُ

اس کو سورۂ قمر بھی کہتے ہیں یہ مکیّہ ہے مگر یہ تین آیات : اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ، سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ " اس کی ۵۵۔ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قولہ مُسْتَمِرٌّ سے اس آیت کریمہ : وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ کی طرف اشارہ کیا اور "ذاھبٌ" سے اس کی تفسیر کی۔ عبدالرزاق نے معمر، قتادہ کے ذریعہ انس سے روائت کی

marfat.com
Marfat.com

جَزَآءً مِنَ اللّٰهِ مُحْتَضَرٌ يَحْضُرُوْنَ الْمَآءَ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ مُهْطِعِيْنَ

مُسْتَمِرٌّ کے معنیٰ ذَاهِبٌ ہیں۔ مفسرین نے کہا یعنی عنقریب زائل اور باطل ہوگا؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ مَرَّ الشَّيْءُ وَاسْتَمَرَّ ،، شئ زائل ہوگئی۔ ضحاک نے مضبوط، شدید اور قوی سے تفسیر کی ہے؛ کیونکہ جب رسّی سخت مضبوط اور قوی ہوجائے تو کہتے ہیں: مَرَّ الْحَبْلُ ،، ربیع سے بمعنی نافذ منقول ہے۔ بعض نے بمعنی ماضٍ کہا ہے۔ بعض نے ایک دوسرے کے مشابہ سے تفسیر کی ہے۔ آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں "مکہ والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق و نبوت پر دلالت کرنے والی اگر کوئی نشانی دیکھیں تو منہ پھیرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ قولہ مُزْدَجَرٌ ،، سے اس آئت کریمہ: وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ کی طرف اشارہ کیا۔ اور مُتَنَاهٍ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی انتہائی ڈانٹ ،، آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں بے شک اُن کے پاس وہ خبریں آئیں جن میں کافی کفر سے روک تھی کہ پچھلی امتیں اپنے رسُولوں کی تکذیب کرنے کے سبب ہلاک ہُوئیں۔ مُزْدَجِرٌ دراصل مُزْتَجِرٌ تھا۔ باب افتعال سے اسم مفعول ہے۔ تاء کو دال سے بدلا ہے۔ قولہ وَازْدُجِرَ ،، سے اس آئت کریمہ: وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اُسْتُطِيْرَ جَنُوْنًا ،، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندہ کو جھوٹا بتایا اور بولے کہ وہ مجنون ہے اور اسے جھڑکا اور دھمکایا کہ اگر تم تبلیغ سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں قتل کر ڈالیں گے یہ ابن زید سے نقل کیا ہے۔ مجاہد نے کہا اُزْدُجِرَ بمعنی اُسْتُطِيْرَ جُنُوْنًا ہے۔ یعنی اس کا جنون دراز ہوگیا ہے۔ قولہ دُسُرٍ ،، سے اس آئت کریمہ: وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی اَضْلَاعِ سفینہ سے تفسیر کی یعنی ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کیا۔ اَضْلَاعِ سفینہ اس کے تختے ہیں۔ مفسرین نے کہا دُسُر دامِر کی جمع ہے اس کے معنی میخیں ہیں؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ دَمَرْتُ السَّفِيْنَةَ ،، میں نے سفینہ کو میخوں کے ساتھ مضبوط کیا۔ یہ ابن عباس کی تفسیر ہے حسن بصری نے صدرِ سفینہ سے تفسیر کی ہے۔ دراصل دُسُر بمعنی دفع ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ عنبر وہ شئ ہے کہ دَسَرَهُ الْبَحْرُ ،، جس کو سمندر دفع کرے اسی لئے سفینہ کے اطراف، صدر اور میخوں کو دسر کہتے ہیں کہ وہ کشتی میں پانی داخل ہونے کے منع کرتے ہیں۔

قولہ لِمَنْ كَانَ كُفِرَ ،، سے اس آئت کریمہ "تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور جَزَآءً مِّنَ اللّٰهِ ،، سے اس کی تفسیر کی، یعنی ہم نے نوح اور ان کی کشتی کو طوفان میں غرق ہونے سے سلامت رکھا۔ یہ ان کے عمل کی جزاء تھی۔ نسفی نے فراء سے نقل کیا کہ کفر کا متبادر معنی مراد ہے اور كَفَرَ ماضی معروف ہے یعنی جس نے نوح کے ساتھ کفر کیا وہ غرق کر کے

marfat.com
Marfat.com

اَلنَّسَلَانُ اَلْخَبَبُ اَلسِّرَاعُ وَقَالَ غَيْرُهٗ فَتَعَاطٰى بِيَدِهٖ فَعَقَرَهَا

ہلاک کر دیئے گئے یہ ان کے کفر کی سزا تھی۔

قولہ مُحْتَضَرٌ سے اس آیت کریمہ : "وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور يَحْضُرُوْنَ الْمَاءَ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی انہیں خبر دیدے کہ پانی اُن میں حصّوں سے تقسیم ہے۔ ہر حصّہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے یعنی ایک دن اُن کا اور ایک دن اُونٹنی کا جو دن اونٹنی کا ہے اس دن اونٹنی حاضر ہو اور جو دن قوم کا ہے اس دن قوم پانی پر حاضر۔ "شِرْب" پانی کا حصّہ ہے۔ قولہ "مُهْطِعِيْنَ" سے اس آیت کریمہ : مُهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ کی طرف اشارہ کیا یعنی بلانے کی طرف لپکتے ہوئے کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے مُهْطِعِيْن کے ضمن میں اِهْطَاع کی تفسیر نَسَلَان یعنی خبب سراع سے کی۔ خَبَب رفتار کی قسم ہے اور سِراع اس کی تاکید ہے۔ ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "مُهْطِعِيْن" بمعنی ناظرین اور قتادہ سے بمعنی عابدین روایت کی ہے۔ احمد بن یحییٰ نے کہا مھطع وہ شخص ہے جو خواری اور خشوع سے دیکھے اور داعی حضرت اسرافیل علیہ السلام ہے۔ قسطلانی نے نقل کیا کہ اھطاع گردن اُٹھا کر تیز چلنا ہے۔ مطلق دیکھنا بھی ہے۔

قولہ "فَتَعَاطٰى" سے اس آیت کریمہ : فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ "کی طرف اشارہ کیا یعنی اُنھوں نے اپنے ساتھی کو آواز دی اُس نے اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں اور اس کو ہلاک کر دیا۔ سعید ابن جبیر کے غیر نے کہا۔ اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑا اور اس کی کوچیں کاٹ دیں۔ ابوذر کی روایت میں "فَعَاطَاهَا بِيَدِهٖ اور فَتَعَاطَاهَا بِيَدِهٖ" مذکور ہے۔ اور اس کو صحیح کہا ہے۔

علامہ قسطلانی نے کہا "عَاطَاهَا" عین کے بعد اَلِف اور اس کے بعد طاء اور ھا اور اَلِف ہے۔ ابن تین نے کہا یہاں عاطاھا کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ یہ مقلوب ہو کہ عین کو لام کی جگہ کیا ہو؛ کیونکہ اس تقدیر "عَطَوْا" بمعنی تناول ہوگا تو معنی یہ ہوگا۔ فتناولھا بیدہ "اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑا عوط کلام عرب میں نہیں دیکھا گیا اور عیط کے معنی اس کے موافق نہیں۔ شیخ نورالحق محدث دہلوی نے کہا یہ بات مخفی نہیں کہ یہ کلام شارحین کے کتب لغت میں عدم سعی کے باعث ظاہر ہوا ہے۔ جوہری اور فاموس دونوں لغت کی کتابیں ہیں۔ ان دونوں نے لفظ عوط اور عیط لیا ہے لیکن اس مقام میں مقلوب کر کے معنی واضح ہوتا ہے کہ یہ دراصل عطو تھا کہ اس کو عَوط کہتے ہیں اور کلام عرب میں عطو بمعنی تناول ہے۔ کما ذکرنا عن القسطلانی۔ ابن فارس نے کہا تعاط بمعنی تجرّا ہے یعنی اُس نے ناقہ کو کھینچا اور اس کی کوچیں کاٹ دیں۔ یہ شخص قُدار بن سالف تھا۔ اپنی قوم میں بہت بہادر تھا۔ اُس نے تیز تلوار لے کر اونٹنی کی کوچیں کاٹی تھیں۔

marfat.com
Marfat.com

الْمُحْتَظِرِ كَحَظَارٍ مِنَ الشَّجَرِ مُحْتَرِقٍ اُزْدُجِرَ افْتُعِلَ مِنْ زَجَرْتُ كُفِرَ فَعَلْنَا بِهِ وَهُمْ مَا فَعَلْنَا جَزَآءً لِّمَا صُنِعَ بِنُوحٍ وَاَصْحَابِهِ مُسْتَقِرٌّ عَذَابٌ حَقٌّ يُقَالُ اَلْاَشِرُ الْمَرَحُ وَالتَّجَبُّرُ

قولہ "اَلْمُحْتَظِرِ" سے اس آیت کریمہ: "فَكَانُوا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ" کی طرف اشارہ کیا اور مُحْتَظِر کی تفسیر کَحَظَار سے کی کہ وہ درخت کی جلی ہوئی باڑ کی طرح ہوگئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے خبر دی کہ "ہم نے اُن پر ایک سخت آواز بھیجی تو وہ درخت کی جلی ہوئی باز کی طرح ہوگئے۔ یہ فرشتہ کی ہولناک آواز تھی" جو اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کی قوم پر عذاب بھیجا تھا جبکہ انھوں نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "مُحْتَظِر" وہ ہے جو کوئی اپنی بکریوں کے لئے درخت کی شاخوں اور کانٹوں وغیرہ سے باڑ بناتا ہے کہ وہ درندے سے محفوظ رہیں تو جو اس سے گری پڑی ہوتی ہے۔ یا بکریوں کے پاؤں میں روند کر ریزہ ریزہ اور باریک ہو جاتی ہے اس کو ہشیم کہا جاتا ہے۔ یہ حالت ان کی ہوگئی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یہ روایت بھی ہے کہ وہ بوسیدہ جلی ہوئی ہڈیوں کی طرح ہوگئے یا وہ گھاس کی طرح ہوگئے جسے بکریاں کھاتی ہیں۔

قولہ "وَاُزْدُجِرَ" سے اس آیت کریمہ "وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ" کی طرف اشارہ کیا اور یہ اشارہ کیا کہ "اُزْدُجِرَ" افتعال سے ماضی مجہول ہے۔ اس کا مادہ "زجر" ہے۔ کیونکہ دراصل "اُنْتُجِرَ" تھا تاء کو دال سے بدلا تو "اُزْدُجِرَ" ہوا۔ یہ زَجَرْتُ سے مشتق نہیں ہے کیونکہ فعل مصدر سے مشتق ہوتا ہے۔ فعل سے مشتق نہیں ہوتا۔

قولہ "كُفِرَ" اس کی تفسیر ابھی گزری ہے یا محض تکرار ہے۔ اگر اسے یہاں ذکر نہ کیا جاتا تو بہت اچھا ہوتا۔ "کفر" کفرانِ نعمت سے ہے۔ اور جس کا کفران کیا گیا وہ حضرت نوح علیہ السلام ان کی قوم نے نعمتوں سے کفر کیا۔ خصوصاً نبی کا وجود بہت بڑی نعمت ہوتی ہے جو انسان کی دنیا میں رشد و ہدایت اور آخرت میں نجات و مغفرت کا سبب ہوتا ہے اس کی طاعت نہ کرنا کفرانِ نعمت ہے۔ یعنی ہم نے نوح کے ساتھ یہ کیا کہ ان کی مدد کی اور ان کی دعاء قبول فرمائی اور ان کی قوم کے ساتھ یہ کیا کہ ان کو پانی میں غرق کر دیا۔ یہ اس فعل کی جزاء تھی جو انھوں نے حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں سے برا برتاؤ کیا تھا اور انہیں سب و شتم اور مار پیٹ کی تھی اور انہیں دردناک اذیتیں پہنچائی تھیں۔

قولہ "مُسْتَقِرٌّ" سے اس آیت کریمہ: "وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ" کی طرف اشارہ کیا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا

۴۵۴۴ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيٰنَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةٌ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدُوْا

۴۵۴۵ــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا اِشْهَدُوْا اِشْهَدُوْا

اور اس کی عذاب حق سے تفسیر کی۔ یعنی صبح تڑکے ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا جو عذاب آخرت تک باقی رہے گا۔ قولہ "اَلْاَشِرُّ" سے اس آیت کریمہ : "بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ" کی طرف اشارہ کیا اور "مَرِحٌ" اور "بَجِرٌ" سے اس کی تفسیر کی یعنی بلکہ یہ سخت جھوٹا اترانے والا ہے۔ نبوت کا دعویٰ کرکے بڑا بننا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہت جلد کل جان جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا اترانے والا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! شق ہوگیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے ہیں

۴۵۴۴ ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا پہاڑ کے نیچے پڑا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس معجزہ پر تم گواہ رہو۔"

۴۵۴۴ شرح : مشرکین مکہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر آپ نبوت کے

marfat.com
Marfat.com

۴۵۴۶ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۵۴۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَاَلَ اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يُرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

کے دعویٰ میں سچے ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھائیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس پر پڑا اور دوسرا ٹکڑا مقام قیقعان پر گرا جن کو سویدا بھی کہتے ہیں جبکہ حراء دونوں ٹکڑوں کے درمیان تھا۔ جمعرات کو یہ معجزہ رونما ہوا۔
(حدیث ۲۴۰۴ جلد، ۵ کی شرح دیکھیں)

۴۵۴۵ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا چاند دو ٹکڑے ہوا جبکہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ دو ٹکڑے ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم گواہ ہو جاؤ، تم گواہ ہو جاؤ!"

شرح : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہ دوسرا طریق ہے جس میں پہلی حدیث پر کچھ اضافہ ہے وہ یہ کہ "کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ یہ خبر بیان کرنے والے بعض وہ لوگ ہیں جنہوں نے انشقاق قمر آنکھوں سے دیکھا اور بعض وہ جو سن کر خبر دیتے ہیں۔

۴۵۴۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں چاند دو ٹکڑے ہوا (ابن عباس مخبرین میں سے ہیں۔ انھوں نے خود انشقاقِ قمر نہیں دیکھا۔ (حدیث ۲۴۰۴ جلد : ۵ کی شرح دیکھیں)

۴۵۴۷ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا مکہ والوں نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ ان کو معجزہ دکھائیں تو آپ نے ان کو چاند کا دو ٹکڑے ہونا دکھایا۔

marfat.com
Marfat.com

۴۵۴۸ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ

۴۵۴۷ ـــ شرح : حضرت انس بن مالک بھی مخبرین میں سے ہیں۔ انشقاقِ قمر کی حدیث صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کی ہے اُن میں سے ابن مسعود، انس بن مالک اور ابن عباس ہیں۔ ان کی احادیث بخاری میں مذکور ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہُوا جبکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ابو عبدالرحمٰن سلمی نے کہا میں حذیفہ سے مدائن میں ملا تو ان کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہُوا۔
بیہقی نے اپنے طریق سے جُبیر بن مطعم سے روایت کی کہ چاند دو ٹکڑے ہُوا اور ہم مکہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔

۴۵۴۸ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔

۴۵۴۸ ـــ شرح : یہ پانچ احادیث ہیں جن میں انشقاقِ قمر کا ذکر ہے ان کے راوی ابن مسعود، ابن عباس اور انس ہیں۔ ابن مسعود کی حدیث میں تصریح ہے کہ وہ انشقاقِ قمر کے وقت موجود تھے، چنانچہ اُنھوں نے کہا: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے ہمیں فرمایا تم گواہ رہو۔ انس بن مالک انشقاق کے وقت وہاں موجود نہ تھے، کیونکہ انس مدینہ منورہ میں چار یا پانچ سال کے تھے اور انشقاقِ قمر کا معجزہ ہجرت سے پانچ سال پہلے مکہ مکرمہ میں ہُوا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت پیدا ہی نہ ہوئے تھے۔ وہ صحابہ کرام سے سُن کر روایت کرتے ہیں جبکہ صحابہ کرام کی بہت بڑی جماعت نے انشقاقِ قمر کی روایت کی ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ بعض لوگوں نے کہا "اِنشَقَّ الْقَمَرُ" یعنی چاند ٹکڑے ہو جائے گا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰهِ" اس کے معنی ہیں اللہ کا امر آئے گا یعنی ماضی مستقبل کے معنی میں ہے۔ اس آیت کریمہ میں انشقاقِ قمر قیامت کی علامت سے ہے اور جو انشقاق کفار مکہ پر حجت قائم ہُوا تھا وہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور یہ بہت بڑا عظیم معجزہ ہے۔ لیث نے مجاہد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابابکر تم اس کے گواہ بن جاؤ۔ یہ معجزہ تمام معجزات کا اصل اور سارے نبیوں کے معجزات سے فائق ہے، کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزے زمین سے تجاوز نہ کرتے تھے (عینی وقسطلانی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ كَقَالَ قَتَادَةُ اَبْقَى اللّٰهُ سَفِيْنَةَ نُوْحٍ حَتّٰى اَدْرَكَهَا اَوَائِلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ۴۵۴۹ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہماری حفاظت میں بہتی اس کے صِلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا (نوح علیہ السلام) ہم نے اسے نشانی چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا" قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے سفینۂ نوح کو محفوظ رکھا حتیٰ کہ اس اُمت کے اگلے لوگوں نے اس کو پایا"

تفسیر : اس آیت کریمہ سے پہلی آیت یہ ہے : وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ" یعنی ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی پر سوار کیا جو ہماری حفاظت میں چلتی تھی ۔ اِس حال میں کہ یہ اس کی جزا تھی جس کے ساتھ کفر کیا گیا ۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام جو اللہ کی نعمتوں میں نعمت تھے کافروں نے انکار کیا تو ہم نے اس واقعہ کو کہ کفار غرق کر کے ہلاک کر دیئے گئے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کو نجات دی گئی انکے کفر کی جزا بنایا۔ بعض مفسرین کے نزدیک " تَّرَكْنٰهَا" کی ضمیر کا مرجع کشتی ہے ۔ قتادہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کو سرزمین جزیرہ میں اور بعض کے نزدیک جودی پہاڑ پر مدتوں باقی رکھا یہاں تک کہ ہماری امت کے پہلے لوگوں نے اس کو دیکھا"

علامہ قسطلانی نے ابن کثیر سے نقل کیا کہ ظاہر یہ ہے کہ جنس سفینہ کو باقی رکھا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اُن کے لئے نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا ۔ شیخ دہلوی نے اس کا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

قَالَ مُجَاهِدٌ هَوَّنَّا قِرَاءَتَهٗ

۴۵۵۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَاُ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ امر مخفی نہیں کہ یہ قتادہ اور اس کے غیر کے صریح قول کے خلاف ہے۔

۴۵۴۹ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ، پڑھتے تھے۔ (یہ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بعض علماءِ سلف نے مُدَّكِرٍ ، ذال سے پڑھا ہے۔ یہ بھی قتادہ سے منقول ہے (عینی)

باب بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرما دیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا ،

مجاہد نے کہا ہم نے قرآن پڑھنا آسان کر دیا ،

تفسیر : ایک روائت میں ہے کہ دوسری کتب الٰہیہ کو یاد کرنا پیغمبر کے سوا آسان نہ تھا اس آیت کریمہ میں قرآن کریم تعلیم و تعلّم اور اس کے ساتھ اشتغال رکھنے اور اس کو حفظ کرنے کی ترغیب ہے اور یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ قرآن یاد کرنے والے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے اور اس کا حفظ سہل اور آسان فرما دینے ہی کا ثمرہ ہے کہ بچے تک اس کو یاد کر لیتے ہیں سوائے اس کے اور کوئی مذہبی کتاب ایسی نہیں ہے جو یاد کی جاتی ہے اور سہولت سے یاد ہو جاتی ہو۔

۴۵۵۰ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ، پڑھتے تھے ،

marfat.com
Marfat.com

بَاب قَوْلِهٖ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ

۴۵۵۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا سَاَلَ الْاَسْوَدَ مِنْ مُّدَّكِرٍ اَوْ مُدَّكِرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقْرَؤُهَا فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ دَالًا

بَابُ قَوْلِهٖ فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

بابؔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! گویا کہ وہ کھجور کے گرے ہُوئے تنے تھے تو کیسا ہے میرا عذاب اور ڈر کے فرمان

تفسیر : یہ آیت کریمہ قوم عاد کی شان میں نازل ہُوئی کہ سخت سرد ہوا نے ان کو پاؤں سے اُٹھا کر سروں کے بل اوندھا پھینکا اور اُن کی گردنیں توڑ دیں۔ محمد بن قرظہ بن کعب نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہوا نے لوگوں کو ان کی قبروں سے نکالا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "اَعْجَازُ نَخْلٍ" کھجوروں کی جڑیں "مُنْقَعِرٍ" جڑ سے اُکھڑ کر زمین پر گرنے والے "اَعْجَاز" عجز کی جمع ہے۔ جیسے عضد کی جمع اَعْضاد ہے۔ عجز شئ کا پچھلا حصّہ ہے۔ ان کو اَعْجاز سے تشبیہ دی، کیونکہ ہوا نے ان کے سر اُڑائے اور جسموں کو پھینک دیا۔

ترجمہ : ابو اسحاق سے روایت ہے کہ ایک آدمی سے سُنا جس نے اسود سے پوچھا کہ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ہے یا مُدَّكِرٍ"، اسود نے کہا

۴۵۵۱ — میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ پڑھتے ہُوئے سُنا "فَهَلْ مُدَّكِرٍ" وہ دال پڑھتے تھے اور کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے "فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ" دال پڑھتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۵۵۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَرَأَ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

بَابٌ قَوْلُهٗ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جبھی وہ ہو گئے جیسے گھیرا بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی

بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنیوالے کے لئے

تفسیر : یعنی جس طرح چرواہے جنگل میں اپنی بکریوں کی حفاظت کے لئے گھاس کانٹوں کا احاطہ بنا لیتے ہیں اس میں سے کچھ گھاس بچی رہ جاتی ہے اور وہ جانوروں کے پاؤں میں روند کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے یہ حالت اُن کی ہو گئی " مُحْتَظِر بکسر الظاء اسم فاعل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا " مُحْتَظِر وہ چرواہا ہے جو اپنی بکریوں کے لئے گھاس اور کانٹوں سے گھیرا بناتا ہے جو اس میں سے زمین پر گرا ہوتا ہے اس کو بکریاں پاؤں سے روند ڈالتی ہیں۔ روندی ہوئی گھاس کو ہشیم کہتے ہیں بعض نے کہا یہ اسم مکان ہے "

۴۵۵۲ ـ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ " پڑھا۔

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بے شک صبح تڑکے ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا تو چکھو میرا عذاب اور ڈر کے فرمان "

marfat.com
Marfat.com

۴۵۵۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَرَاَ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ

بَابُ قَوْلِہٖ وَلَقَدْ اَھْلَکْنَآ اَشْیَاعَکُمْ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ

۴۵۵۴ — حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَرَاْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ

تفسیر : یہ لوط علیہ السلام کی قوم کا واقعہ ہے۔ ان پر صبح کے وقت عذاب آیا اور ہمیشہ ثابت رہا۔ حتیٰ کہ عذابِ آخرت تک پہنچائے گا۔

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ" پڑھا۔

۴۵۵۳ — (یہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث کا دوسرا طریق ہے)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بے شک ہم نے تمہاری وضع کے (پہلی اُمتوں کے کافر) ہلاک کر دیئے تو ہے کوئی دھیان کرنیوالا

(جو عبرت حاصل کریں۔ اَشْیَاعَکُمْ، کفر میں مشابہت رکھنے والے)

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے "فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ" پڑھا۔

۴۵۵۴ —

۴۵۵۴ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث چھ طرق سے ذکر کی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قوله سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ

٤٥٥٥ــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ وُهَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ــ يَعْنِيْ مِنَ الْمَرَارَةِ

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اِن چھ عنوانوں میں حدیث کے تکرار کا کیا مقصد ہے؟ اور اس حدیث اور تراجم میں کیا مناسبت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی غرض یہ ہے کہ اس سورت میں جو چھ جگہ مذکر مذکور ہے وہ دال کے ساتھ ہے۔ ذال سے نہیں۔

بابؒ ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھ پھیر دیں گے ”

٤٥٥٥ ــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ غزوۂ بدر کے روز ایک قبہ میں تشریف فرما تھے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ طلب کرتا ہوں (جو مسلمانوں کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے) اے اللہ! اگر تو مسلمانوں کی ہلاکت چاہتا ہے تو اس دن کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دستِ اقدس پکڑ کر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قولہ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ یعنی مِنَ الْمَرَارَةِ

۴۵۵۶ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حدّثنَا هِشَامٌ ابْنُ یُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یُوْسُفُ بْنُ مَاهَكَ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ لَقَدْ اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَاِنِّیْ لَجَارِیَةٌ اَلْعَبُ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمَرُّ

— اَدْهٰی وَاَمَرُّ

عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو یہ کافی ہے۔ آپ نے اپنے رب سے بہت دعا کی ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم زرہ میں جوش سے چلے جبکہ آپ فرما رہے تھے سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ "

شرح : کفارِ مکہ کہتے تھے ہماری جمعیت بہت بڑی ہے اور ہم ایک جگہ جمع ہیں۔ ہمارا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ ہم سب مل کر بدلیں گے تو

۴۵۵۵ —

اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں ان کو ڈرایا اور اپنا کیا ہُوا وعدہ سچا کیا اور بدر میں ان کو شکست فاش دی۔ اس طرح ان کی جمعیت اور غرور خاک آلود ہُوئے اور دُنیائے عرب میں ان کی کمزوری شہرۂ آفاق ہُوئی۔ اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وعدہ کیا تھا وہ یہ تھا کہ کفارِ مکہ کے دو گروہوں میں سے ایک گروہ پر آپ کو غالب فرمائے گا؛ چنانچہ فرمایا وَاِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ "

(حدیث ۲۷۱۷ ، ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بلکہ اُن کا وعدہ قیامت ہے "، قیامت بہت اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی ہے "

یعنی کفارِ مکہ کے عذاب کا وعدہ قیامت کا دن ہے جبکہ اس دن کا عذاب بہت سخت لاعلاج اور ہزیمتِ قتل اور قید سے زیادہ سخت ہے۔ امرّ مرارہ سے ماخوذ ہے مرور سے نہیں۔ مرارہ کے معنی

marfat.com
Marfat.com

۴۵۵۷ ـــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَدٌ عَنْ خَلِدٍ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَھُوَ فِیْ قُبَّةٍ لَہٗ یَوْمَ بَدْرٍ اَنْشُدُکَ عَھْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْیَوْمِ اَبَدًا فَاَخَذَ اَبُوْبَکْرٍ بِیَدِہٖ وَقَالَ حَسْبُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَدْ اَلْحَحْتَ عَلٰی رَبِّکَ وَھُوَ فِی الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَھُوَ یَقُوْلُ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُھُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْھٰی وَاَمَرُّ

کڑوی کے ہیں ،، اَدْھٰی عظیم تریں مصیبت ،،

۴۵۵۶ ـــ ترجمہ : ابن جُریج نے کہا مجھے یوسف بن ماھک نے خبر دی کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا تھا. اُنھوں نے فرمایا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ مکرمہ میں یہ آیت کریمہ : بَلِ السَّاعَةُ اَدْھٰی وَاَمَرُّ ،، نازل ہُوئی جبکہ میں کمسن تھی اور کھیلتی تھی ۔

(اس حدیث کی مفصل تقریر باب فضائل قرآن میں دیکھیں گے انشاء العزیز)

۴۵۵۷ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز فرمایا جبکہ آپ خیمہ میں تشریف فرما تھے : اے اللہ ! میں تجھ سے تیرا عہد اور وعدہ طلب کرتا ہوں ۔ اے اللہ ! اگر تو مومنوں کی ہلاکت چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی ۔ ابو بکر صدیق نے آپ کا دست اقدس تھام کر عرض کیا یا رسُول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ کو اللہ کافی ہے ۔ آپ نے اپنے رب سے بہت دُعاء کی ہے ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زرہ میں باہر تشریف لائے جبکہ یہ فرما رہے تھے ۔ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ اَدْھٰی وَاَمَرُّ

(آیات کے فواصل کے اعتبار سے " دُبُر ،، کو مفرد ذکر کیا ہے)

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِرِيْدُ لِسَانَ الْمِيْزَانِ وَالْعَصْفُ بَقْلُ الزَّرْعِ اِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ اَنْ يُدْرِكَ فَذٰلِكَ الْعَصْفُ وَالرَّيْحَانُ وَرْقُهٗ وَالْحَبُّ الَّذِيْ يُؤْكَلُ مِنْهُ وَالرَّيْحَانُ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ابوالعباس نے کہا اس سورت کے مکّی ہونے میں سب کا اتفاق ہے کیونکہ یہ مسلّم امر ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے منڈی عکاظ میں یہ پڑھی اور جنّات نے اس کو سُنا تھا۔ کفار قریش نے سب سے پہلے اسی سورت کی سماعت کی تھی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود کے پاس یہ سورت پڑھی تو ان کو بہت پیٹا گیا اور ان کے منہ پر شدید زخم آئے۔ ابوسعید نے قتادہ سے نقل کیا کہ سورت مکّی ہے اس کی ۷۸ آیات ہیں، اس سورت کو مدنی کہنا صحیح نہیں۔ یہ اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے کہا رحمٰن کیا ہے۔ جیسے شہبان، رُکبان، قُضبان اور رُبان جمع ہیں۔ تقدیر عبارت اس طرح۔ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَجْرِيَانِ بِحُسْبَانٍ،،

قولہ اَقِيْمُوْا،، سے اس آیت کریمہ: وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور مجاہد کے غیر نے اس کی تفسیر کی کہ اس سے ترازو کی ڈنڈی مُراد ہے۔ ابوالدرداء نے تفسیر کی،، کہ عدل و انصاف سے ترازو کی ڈنڈی سیدھی رکھو۔ سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا اقامت ہاتھ سے اور قسط دل سے ہوتا ہے۔ لَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ،، یعنی ناپنے اور وزن کرنے میں کمی نہ کرو۔

marfat.com

Marfat.com

اَلرِّزْقُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَالْعَصْفُ يُرِيْدُ الْمَاكُوْلَ مِنَ الْحَبِّ وَالرَّيْحَانُ النَّضِيْجُ الَّذِىْ لَمْ يُؤْكَلْ وَقَالَ غَيْرُهٗ وَالْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَقَالَ الضَّحَّاكُ اَلْعَصْفُ اَلتِّبْنُ وَقَالَ اَبُوْمَالِكٍ اَلْعَصْفُ اَوَّلُ مَايُنْبِتُ كَسَمِيْهِ النَّبْطُ هَبُوْرًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَةِ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَالْمَارِجُ اللَّهَبُ الْاَصْفَرُ وَالْاَخْضَرُ الَّذِىْ يَعْلُوْ النَّارَ اِذَا اُوْقِدَتْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ مُجَاهِدٍ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ لِلشَّمْسِ

قولہ "وَالْعَصْفُ" سے اس آیت کریمہ: وَالْحَبُّ ذُوالْعَصْفُ وَالرَّيْحَانِ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا "عصف" کچی کھیتی ہے۔ جبکہ پکنے سے پہلے اس میں کچھ کاٹ لیا جائے تو یہ عصف ہے۔ "ریحان" بمعنی روزی ہے اور وہ دانہ جو کھایا جاتا ہے۔ عرب کے کلام میں رزق کو ریحان کہتے ہیں۔ ان میں بعض نے کہا "عصف" سے مراد وہ دانے ہیں جو کھائے گئے اور "ریحان" وہ پکے ہوئے دانے ہیں جو نہیں کھائے گئے۔ بعض نے کہا "عصف" گیہوں کے پتے ہیں۔ ضحاک نے کہا "عصف" سوکھی گھاس ہے۔ ابو مالک نے کہا "عصف" وہ ہے جو سب سے پہلے اُگے۔ نبطی اس کو "ھَبُوْرٌ" کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا "عصف" گیہوں کے پتے ہیں اور "ریحان" کے معنی رزق ہیں۔

قولہ "مَارِجٍ" سے اس آیت کریمہ: وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ یہ زرد اور سبز شعلے ہیں جو سلگائے جانے پر بلند ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا جب آگ روشن کی جائے تو اس کی ایک طرف سے نکلنے والے باریک شعلے کو مارج کہتے ہیں۔ بعض نے کہا خالص شعلہ جس میں دھواں نہ ہو۔ جان ابلیس ہے۔ اس کا واحد جنّ ہے۔

قولہ "رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ" سے اس آیت کریمہ "رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ" کی طرف اشارہ کیا۔ بعض نے مجاہد سے نقل کیا کہ سورج کا ایک مشرق سردی میں ہے اور ایک گرمی میں مشرق ہے۔ اس طرح مغربین بھی دو ہیں ایک سردی میں دوسرا گرمی میں۔

قولہ "لَا يَبْغِيَانِ" سے اس آیت کریمہ: مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ لَا يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ وہ ایک دوسرے سے ملتے نہیں اور نہ متغیر ہوتے ہیں اور نہ ہی ایک دوسرے پر غلبہ کرتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان فاصلہ ہے۔ بعض نے کہا وہ

marfat.com
Marfat.com

فِي الشِّتَاءِ مَشْرِقٌ وَمَشْرِقٌ فِي الصَّيْفِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ مَغْرِبُهَا
فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ لَا يَبْغِيَانِ لَا يَخْتَلِطَانِ الْمُنْشَآتُ مَا رُفِعَ مِنْ
قَلْعِهِ مِنَ السُّفُنِ فَأَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قَلْعُهُ فَلَيْسَ بِمُنْشَأَةٍ وَقَالَ
مُجَاهِدٌ وَنُحَاسٌ الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلَى رُؤُسِهِمْ يُعَذَّبُونَ بِهِ
خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ فَيَتْرُكُهَا الشَّوَاظُ
لَهَبٌ مِنْ نَارٍ مُدْهَامَّتَانِ سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ صَلْصَالٍ خُلِطَ

لوگوں پر غلبہ نہیں کرتے کہ ان کو غرق کر دیں۔ حسن بصری نے کہا "بحرین" سے مراد بحر روم اور بحر ہند ہے۔ قتادہ سے منقول ہے کہ بحر فارس اور بحر روم مراد ہیں۔ ان کے درمیان جزائر فاصل ہیں۔ مجاہد اور ضحاک سے روائت ہے کہ زمین و آسمان کا بحر مراد ہیں جو ہر سال ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور برزخ بُعدِ مسافت کو کہتے ہیں۔ قولہ اَلْمُنْشَآتُ ،،اس آیت کریمہ : وَلَهُ الْجَوَارُ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ مُنْشَآت وہ کشتیاں ہیں جن کے بادبان بلند کئے گئے ہوں اور جن کے بادبان بلند نہیں کئے

گئے وہ مُنْشَآت نہیں ہیں (جواری جاریہ کی جمع ہے اس کے معنی بڑی بڑی کشتیاں ہیں۔ قِلْع بکسر القاف بمعنی بادبان ہے۔ قولہ کَالْفَخَّارِ ،، سے اس آیت کریمہ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی جیسے فخار بنایا جاتا ہے اور وہ آگ سے پکایا جاتا ہے جو ہاتھ مارنے سے آواز دیتا ہے۔ صَلْصَال مصدر ہے۔ اس سے ماضی "صَلْصَلَ يُصَلْصِلُ" ہے۔ صلصلۃ کے معنی مٹی خشک ہے جب اسے پکایا جائے اور وہ آواز دینے لگے تو اس کو فخار کہتے ہیں۔ اس سے مراد خلق آدم ہے جو انسان کا اصل ہے قولہ اَلنُّحَاسِ ،، سے اس آیت کریمہ : "يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی یہ تفسیر کی کہ نحاس تانبا ہے جو پگھلا کر دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا۔ اس کے ساتھ ان کو عذاب کیا جائے گا۔ یعنی جب تم قیامت کے روز قبروں سے نکلو گے۔ تو بے دھوئیں کی آگ کی لپٹ اور بے لپٹ کا کالا دھواں تم پر چھوڑا جائے گا" لپٹ میں دھواں ہو تو اس میں سب اجزاء جلانے والے نہ ہوں گے کہ زمین کے اجزاء شامل ہیں جن سے دھواں بنتا ہے اور دھوئیں میں لپٹ ہو تو وہ پورا سیاہ اور اندھیرا نہ ہوگا کہ لپٹ کی رنگت شامل ہے۔ ان پر

marfat.com
Marfat.com

بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ مُنْتِنٌ يُرِيْدُوْنَ بِهٖ صَلٌّ يُقَالُ صَلْصَالٌ كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ وَصَرْصَرَ مِثْلُ كَبْكَبْتُهٗ يَعْنِيْ كَبَبْتُهٗ فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ بِالْفَاكِهَةِ وَاَمَّا الْعَرَبُ فَاِنَّهَا تَعُدُّهَا فَاكِهَةً كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى فَاَمَرَهُمْ بِالْمُحَافَظَةِ عَلٰى كُلِّ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ اَعَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيْدًا لَهَا كَمَا

بے دھوئیں کی لپٹ بھی بھیجی جائے گی۔ جس کے سب اجزاء جلانے والے اور بے لپٹ کا دھواں جو سخت کالا اندھیرا ہے۔ مجاہد نے کہا شُوَاظ، آگ کی لپٹ جس میں دھواں نہ ہو۔ بعض نے کہا وہ سُرخ لپٹ ہے۔ بعض نے کہا دھواں جو لپٹ سے نکلتا ہے۔

قولہ فَلَا تَنْتَصِرَانِ پھر بدلا نہ لے سکو گے، اور اس عذاب سے نہ بچ سکو گے اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکو گے۔

قولہ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ " سے اس آیت کریمہ : وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ آدمی کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کی عظمت یاد آئے تو اس کو ترک کر دیتا ہے۔ اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

قولہ مُدْهَامَّتَانِ " سے سُنہری سے سیاہی جھلک دینے والی وہ مٹی جس میں ریت ملی ہو اور وہ کھنکھناتی ہے جس طرح ٹھیکری کھنکھناتی ہے۔ بعض نے کہا اس کے معنیٰ میں سڑا ہُوا۔

صلصال " اس سے صل مراد لیتے ہیں۔ ..... اس کے معنی صَلَّ اللَّحْمُ "، ہیں یعنی گوشت گندہ ہوگیا۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْاِغْلَاقِ "، بند کرتے وقت دروازہ آواز دے تو کہتے ہیں۔ صَرَّ الْبَاب اور صَرْصَرَ " كَبْكَبْتُهٗ کی طرح ہے کہ مراد كَبَبْتُهٗ " ہے۔ اسی طرح صَرْصَرَ بمعنی صَرَّ ہے۔

یعنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام خشک مٹی سے پیدا ہُوئے جو ٹھیکری کی طرح کھنکھناتی تھی۔ اس کی امام بخاری نے یہ تفسیر کی کہ " خُلِطَ بِرَمْلٍ "، یعنی جب مٹی ریت سے ملائی جائے اور خشک ہو جائے تو قوی تر ہو جاتی ہے کہ جب اس پہ ہاتھ مارا جائے تو اس سے آواز نکلتی ہے۔ امام نے اپنے قول فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ "، سے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

وَعِيْدَ النَّخْلُ وَالرُّمَّانُ وَمِثْلُهَا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ وَكَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ

قولہ یُقَالُ مُنْتِنٌ ، امام نے اس سے یہ اشارہ کیا کہ لَحْمٌ مُنْتِنٌ ، کہا جاتا ہے اور ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اِنَّہٗ صِلٌّ ، چنانچہ گوشت کچا ہو یا پکا ہُوا بدبودار ہو جائے تو کہتے ہیں "صَلَّ اللَّحْمُ" ،

قولہ یُقَالُ صَلْصَالٌ ، امام نے اس سے یہ اشارہ کیا کہ یہ صَلٌّ کا مضاعف ہے جیسے کہا جاتا ہے "صَرَّ الْبَابُ" ، جب وہ آواز دے تو اس کو مضاعف صَرْصَرَ کہا جاتا ہے ۔ جیسے کَبْکَبَۃٌ ، کو مضاعف کَبْکَبَۃٌ ، کہا جاتا ہے۔

قولہ فَاکِھَۃٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ، اس سے اس آیت کریمہ فِیْھِمَا فَاکِھَۃٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی دو جنتوں میں جن کو اس آیت کریمہ " وَمِنْ دُوْنِھِمَا جَنَّتَانِ " میں ذکر کیا پھل، کھجور، انار ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے کلام شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنتیں چار ہیں ؛ چنانچہ ارشاد فرمایا : وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَانِ ، پھر فرمایا : وَمِنْ دُوْنِھِمَا جَنَّتَانِ ، یعنی پہلی دو جنتوں کے علاوہ جن کا خائفین کے لئے وعدہ کیا گیا ہے اور دو جنتیں ہیں جن میں پھل، کھجور اور انار ہیں ؛ لیکن عدد اپنے مفہوم میں منصوص نہیں ہوتا کہ اس پہ زیادتی نہ ہو سکے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ خائفین کے لئے دو جنتیں ہوں اور دوسری دو عام مسلمانوں کے لئے ہوں اور اخص خواص حضرات انبیاء کرام اور رُسُلِ عظام کے لئے مخصوص جنت ہو۔

قَالَ بَعْضُھُمْ ، یعنی بعض علماء نے کہا انار اور کھجور پھل نہیں اور عرب ان کو پھل شمار کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ نمازوں کی حفاظت کرو ! خصوصاً درمیانی نماز ، اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو تمام نمازوں کی حفاظت کا حکم فرمایا پھر عصر کی نماز کا اعادہ کیا ۔ صرف اس کی اہمیت بیان کرنے کے لئے اسی طرح نخل اور رمان کا اعادہ کیا۔ اس آیت کریمہ " کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اکثر لوگ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں ۔ پھر فرمایا کہ اور بہت سے لوگ کہ ان پر عذاب ثابت ہو چکا ہے مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ، کے ضمن میں سب لوگوں کا ذکر ہو چکا ہے ؛ لیکن کثیر مِّنَ النَّاسِ علیحدہ ذکر کیا۔

شرح : علامہ کرمانی وغیرہ نے کہا کہ اس بعض سے مراد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ کھجور اور انار فاکہہ (پھل) نہیں ۔ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ پھل نہ کھائے گا اس نے کھجور یا انار کھا لیا تو حانث نہ ہوگا ؛ کیونکہ کھجور غذا ہے اور انار دوا بھی ہے لہٰذا ان دونوں میں محض تفکہہ نہیں پایا جاتا ۔ پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو ضعیف کرتے ہوئے کہا وہ کہ عرب ان کو فواکہ (پھل) شمار کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ بھی قسم میں داخل ہونے چاہئیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس دلیل کا جواب

marfat.com
Marfat.com

حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَقَدْ ذَكَرَهُمْ فِيْ اَوَّلِ قَوْلِهٖ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَفْنَانٍ اَغْصَانٍ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ مَا يُجْتَنٰى قَرِيْبٌ وَقَالَ الْحَسَنُ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ نِعَمِهٖ وَقَالَ قَتَادَةُ رَتِكُمَا

یہ ہے کہ ہم کھجور اور انار پر پھل کے اطلاق کا انکار نہیں کرتے ہیں، لیکن ان میں محض تفکہ نہیں۔ اس حیثیت سے یہ قسم میں داخل نہیں۔ امام نے مذکور دلیل کی تائید میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اِحَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ الخ میں خاص کا عام پر عطف ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی حفاظت کا حکم فرمایا پھر اس کے بعد عصر کی حفاظت کا ذکر کیا حالانکہ عصر کی نماز تمام نمازوں میں داخل ہے۔ یہ صرف عصر کی نماز کی اہمیت اور تعظیم کے لئے ذکر کیا۔ ایسے نخل اور رمان یعنی کھجور اور انار پھلوں میں داخل ہیں اور ان کی اہمیت کے لئے عام کے بعد ذکر کیا۔ اسی طرح یہ آیت کریمہ "اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ" ہے اس میں سب لوگ داخل ہیں، لیکن ان کی اہمیت کے لئے ان کو علیحدہ ذکر کیا اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں کہ فاکہہ عام نہیں کیونکہ یہ نکرہ ہے اثبات میں واقع ہے اور نکرہ سیاقِ اثبات میں عام نہیں ہوتا۔ نیز اس آیت کریمہ اور دلیل میں مذکور دو آیتوں میں مشابہت و موافقت نہیں پائی جاتی، کیونکہ "صلوات" اور "مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الارض" بالاتفاق عام ہیں لیکن فاکہہ نکرہ سیاقِ اثبات میں عام نہیں۔ لہٰذا امام بخاری کا استدلال تام نہیں۔ نیز بعض سے مراد صرف امام ابوحنیفہ ہی نہیں بلکہ مفسرین کی ایک جماعت نے بھی یہی کہا ہے چنانچہ فراء نے کہا مفسرین نخل اور رمان کو فاکہہ نہیں کہتے ہیں، کیونکہ فاکہہ وہ ہوتا ہے جو کھانے سے پہلے یا بعد محض تفکہ اور لذت کے طور پر کھایا جاتا ہے اور کھجور پھل اور طعام ہے جبکہ انار، پھل اور دواء ہے ان میں محض تفکہ نہیں۔ لہٰذا یہ قسم میں داخل نہیں ہیں۔

قولہ "اَفْنَان" یعنی ذَوَاتَا اَفْنَان میں افنان فَنَنٌ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں بہت سی ڈالوں والیاں (اور ہر ڈالی پر قسم قسم کے میوے)

مجاہد کے غیر نے کہا "اَفْنَان" شاخیں ہیں مفسرین نے افنان بمعنی الوان کہا ہے اس تقدیر پر یہ فَنٌ کی جمع ہے؛ چنانچہ اِفْتَنَّ فُلَانٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ "اس شخص کیلئے کہا جاتا ہے جو کلام کے مختلف اطوار اور ضروب میں شروع ہو۔ ضحاک نے رنگا رنگ کے میووں سے تفسیر کی ہے۔

قولہ "وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ" سے اس آیت کریمہ: وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ

marfat.com
Marfat.com

يَعْنِي الْجِنَّ وَالْإِنْسَ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ يَغْفِرُ ذَنْبًا وَيَكْشِفُ كَرْبًا وَيَرْفَعُ قَوْمًا وَيَضَعُ آخَرِينَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَرْزَخٌ حَاجِزٌ الْأَنَامُ الْخَلْقُ نَضَّاخَتَانِ فَيَّاضَتَانِ ذُو الْجَلَالِ ذُو الْعَظَمَةِ وَقَالَ غَيْرُهُ مَارِجٍ خَالِصٍ مِنَ النَّارِ يُقَالُ مَرَجَ الْأَمِيرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا

کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ سے کی یعنی دونوں جنتوں کے درختوں کے پھل اتنے قریب ہیں کہ نیچے سے چُن لو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ درخت اتنا قریب ہوگا کہ اللہ کے پیارے کھڑے بیٹھے اس کا میوہ چُن لیں گے۔

قولہ وَقَالَ الْحَسَنُ الخ یعنی حسن بصری نے اس آیت کریمہ : فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ،، میں آلاء کی تفسیر نعمتوں سے کی اور قتادہ نے رَبِّكُمَا ،، کی تفسیر میں کہا جنوں اور انسانوں کے رب ،، آلاءِ اِلیٰ کی جمع ہے۔ رَبِّكُمَا میں جنوں اور انسانوں سے خطاب ہے اور تُكَذِّبَانِ ،، عربوں کی عادت کے مطابق تثنیہ ذکر کیا ہے۔ اس آیت کے تکرار میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں بہت نعمتیں شمار کی ہیں۔

قولہ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ ،، یعنی عُوَیمر بن مالک ابو الدرداء نے اس آیت کریمہ : كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ کی تفسیر میں کہا کہ اس کی شان یہ ہے کہ گناہ معاف کرتا ہے مصیبت دُور کرتا ہے۔ بعض کو بلند اور بعض کو ذلیل کرتا ہے۔ (ابن ماجہ)

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ : مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ،، کی تفسیر میں کہا کہ برزخ بمعنی حاجز ہے۔ بعض نے حائل سے تفسیر کی ہے۔ یعنی ایک دوسرے پر غلبہ نہیں کرتے۔

قولہ الْأَنَامِ ،، سے اس آیت کریمہ ،، وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور انام کی تفسیر خلق سے کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عامر شعبی سے روایت ہے کہ انام ہر ذی روح ہے۔ بعض نے انس وجن سے تفسیر کی ہے۔

قولہ نَضَّاخَتَانِ ،، سے اس آیتِ کریمہ : فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور فَيَّاضَتَانِ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی ان میں دو چشمے جوش مارتے ہوئے۔ بعض نے کہا وہ پانی کے فوارے ہیں جو بند نہیں ہوتے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا خیر و برکت کا فیضان کرتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس

marfat.com
Marfat.com

خَلَاهُمْ يَعُدُوْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مَرَجَ اَمْرُ النَّاسِ مَرِيْجٍ مُلْتَبِسٌ
مَرَجَ اخْتَلَطَ الْبَحْرَيْنِ مِنْ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا سَنَفْرُغُ
سَنُحَاسِبُكُمْ لَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ مَعْرُوْفٌ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ
يُقَالُ لَا تَفْرُغَنَّ لَكَ وَمَا بِهٖ شُغْلٌ يَقُوْلُ لَاُخُذَنَّكَ عَلٰى غِرَّتِكَ

رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے جنت کے مکانوں پر کستوری، عنبر اور کافور کی بارش کریں گے۔ سعید بن جبیر نے کہا مختلف پھلوں اور پانی کی بارش کریں گے "

قولہ ذُوالْجَلَال "سے اس آیت کریمہ: تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام "کی طرف اشارہ کیا اور ذوالجلال کی تفسیر ذوالعظمت "عظمت والا سے کی۔

قولہ والاکرام "یعنی کرم والا جو سوال اور وسیلہ کے بغیر عطاء کرتا ہے۔

قولہ قَالَ غَيْرُهٗ "ابن عباس کے غیر نے کہا "مارج خالص آگ ہے جس میں دھواں نہ ہو۔

کہا جاتا ہے: مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهٗ "یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ امیر لوگوں کے درمیان تخلیہ کر دے اس حال میں کہ وہ ایک دوسرے پر چڑھائی کریں..... اور ایک دوسرے پر ظلم کریں۔ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ مَرَجَ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے جو ذکر کیا ہے اور دوسرے مَرِجَ اَمْرُ النَّاسِ "کہا جاتا ہے۔ جبکہ لوگوں کا معاملہ درہم برہم خلط ملط اور مضطرب ہو جائے۔ ابوداؤد نے کہا مَرِجَ اَمْرُ الدِّيْنِ "دین کا معاملہ خراب ہو گیا۔ اسی سے مَرِيْجٍ "ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ " فِيْ اَمْرٍ مَرِيْجٍ "بمعنی مشتبہ ہے۔ مَرَجَ بمعنی اِخْتَلَطَ "دو سمندروں کو ملایا مَرَجْتَ دَابَّتَكَ "سے ماخوذ ہے۔ یعنی تو نے اپنے جانور چھوڑ دیئے کہ وہ چرتے پھرتے ہیں۔ یہاں تقدیم و تاخیر ہے۔ اس کو مَرَجَ الْاَمِيْرُ رَعِيَّتَهٗ "کے بعد ذکر کرنا چاہیے تھا، کیونکہ یہ اس کا ہم معنیٰ ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ لکھنے والوں نے مَرَجَ مفتوح الراء کو مَرِجَ مکسور الراء سے خلط ملط کر دیا ہے۔

قولہ سَنَفْرُغُ لَكُمْ "سے آیت کریمہ، سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلَانِ "کی طرف اشارہ کیا۔ اور سَنُحَاسِبُكُمْ "سے اس کی تفسیر کی یعنی عنقریب تمہارا حساب لیں گے۔ فراغ کے معنی ہیں حساب و کتاب سے فارغ ہونا اور اللہ تعالیٰ کو کوئی شئی مشغول نہیں کرتی۔ یہ معنی کلام عرب میں مشہور ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے لَا تَفْرُغَنَّ لَكَ وَمَا بِهٖ شُغْلٌ "میں تیرے لئے فارغ ہوں گا، حالانکہ اسے کوئی شغل نہیں۔ اس کی تفسیر لَاُخُذَنَّكَ "سے کی۔ یعنی تجھے غفلت میں پکڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے وعید و تہدید فرمائی ہے جیسے کوئی کہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتَانِ

٤٥٥٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْعَمِّیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیُّ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِیَتُهُمَا وَمَا فِیْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِیَتُهُمَا وَمَا فِیْهِمَا وَمَا بَیْنَ الْقَوْمِ وَبَیْنَ اَنْ یَّنْظُرُوْا اِلٰی رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْکِبْرِ عَلٰی وَجْهِهٖ فِیْ جَنَّةِ عَدْنٍ

میں تیرے لئے فارغ ہوتا ہوں۔ اس سے ڈانٹ ڈپٹ مقصود ہوتی ہے۔

بابؒ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان دونوں کے قریبؒ دو(۲) جنتیں ہیں"

حکیم ترمذی نے کہا "دون" سے مراد قرب ہے یعنی اُن کے قریب دو جنتیں ہیں اور وہ عرش کے بہت قریب ہیں۔ حکیم ترمذی نے کہا یہ پہلی دو جنتوں سے افضل ہیں۔ اُن کے غیر نے کہا ان کے قرب میں ہیں یہ ایک دوسری سے افضل نہیں حلیمی نے کہا پہلی دو دوسریوں سے افضل ہیں جو اُن کے بعد ہیں؛ کیونکہ سونے اور چاندی میں بہت تفاوت ہے۔ ابن مَرْدَوَیہ نے حماد کے طریق سے ابوعمران سے روایت کی کہ سونے کی جنتیں سابقین کے لئے اور چاندی کی تالعین کے لئے ہیں۔ ابوبکر سے ثابت کی روایت ہے کہ سونے کی مقربین کے لئے اور چاندی کی اصحابِ یمین کے لئے ہیں۔ (فتح الباری)

۴۵۵۸ ترجمہ: ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اپنے والد عبداللہ بن قیس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہیں۔ جن کے برتن اور جو کچھ اُن میں ہے سب چاندی کے ہیں۔ اور دو جنتیں سونے کی ہیں ان کے برتن اور جو کچھ اُن میں ہے سب سونے کے ہیں۔ لوگوں کے درمیان اور اُن کے اپنے ربّ کو جنت عدن میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِى الْخِيَامِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُوْرُ اِسْوِدَادُ الْحَدَقِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَقْصُوْرَاتٌ مَحْبُوْسَاتٌ قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَاَنْفُسُهُنَّ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ قَاصِرَاتٌ لَا يَبْغِيْنَ غَيْرَ اَزْوَاجِهِنَّ

دیکھنے کے درمیان صرف کبریائی کی چادر ہوگی،،

۴۵۵۸ شرح : قولہ فی جنّتِ عَدْنٍ ،، ظرف قوم کے متعلق ہے۔ یعنی لوگوں کے درمیان اور اس امر کے درمیان کہ وہ جنتِ عدن میں اپنے رب کو دیکھیں صرف کبریائی کی چادر اس کے چہرے پہ ہوگی ۔ یہ ربّہم کا ظرف نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کسی مکان میں ہونا محال ہے یا یہ قوم سے حال واقع ہے یا اس حال میں کہ لوگ جنّت میں ہوں گے۔

قولہ رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهٖ ،، متشابہات سے ہے ، کیونکہ وجہ اور رداء کا لغوی معنی مراد نہیں۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ متشابہات کے متعلق علماء کے دو گروہ ہیں ۔ ایک گروہ مُفَوِّضَہ ہے جو کہتے ہیں کہ متشابہات کی تاویل صرف اللہ ہی جانتا ہے دوسرا گروہ مُؤَوِّلَہ ہے جو متشابہات کی تاویل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں وجہ سے مراد ذات ہے اور رداء سے مراد عظمت ہے چنانچہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "عظمت میرا ازار اور کبریاء میری چادر ہے جیسے ازار اور رداء آدمی کو لازم ہیں اسی طرح عظمت اور کبریاء اللہ کی ذات سے مختص ہیں۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عظمت اور کبریائی محسوس کپڑوں کی جنس سے نہیں یہ صرف مجازات ہیں اور ان میں مناسبت کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح رداء اور ازار انسان کے لئے مخصوص ہیں۔ ان میں اس سے کوئی مشارک نہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریاء میں اس سے کوئی مشارک نہیں ہے ؛ چنانچہ اس حدیث کے آخر میں ہے جو کوئی ان میں سے کسی ایک میں میرے منازعت کرے گا میں اس کو ہلاک کروں گا ۔

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! حُوریں جو خیموں میں چھپی ہُوئی ہیں"

حُور حَوراء کی جمع ہے اس کے معنی آنکھ کی سخت سفیدی اور سخت سیاہی ، مقصورات کے معنی خیموں میں محبوس اور چھپی ہوئی ،، یعنی پردہ دار ہوں گی۔ مجاہد نے کہا وہ اپنے شوہروں کے لئے ہی ہوں گی اور ان کے بدل کو نہ چاہیں گی ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حُور سیاہ آنکھوں والی عورتیں ہیں ۔

marfat.com
Marfat.com

۴۵۵۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعِمْرَانَ الْجَوْنِیُّ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ قَیْسٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ خَیْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّوْنَ مِیْلًا فِیْ کُلِّ زَاوِیَةٍ مِنْهَا اَهْلٌ مَا یَرَوْنَ الْاٰخَرِیْنَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِیَتُهُمَا وَمَا فِیْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ کَذَا اٰنِیَتُهُمَا وَمَا فِیْهِمَا وَمَا بَیْنَ الْقَوْمِ وَبَیْنَ اَنْ یَنْظُرُوْا اِلٰی رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَآءُ الْکِبْرِ عَلٰی وَجْهِهٖ فِیْ جَنَّةِ عَدْنٍ

مجاہد نے کہا "مقصورات" کے معنی محبوسات ہیں۔ بند کی ہوئیں۔ ان کی نظریں اور خواہشات اپنے شوہروں پر بند ہوں گی۔ اپنے شوہروں کے سوا کسی کی متلاشی نہ ہوں گی۔ علامہ قسطلانی نے کہا حکیم ترمذی نے کہا ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ عرش سے بادل بارش برسائے گا تو رحمت کے قطرات کے حلقے بن جائیں گے پھر نہروں کے کنارے ہر ایک پر خیمہ نصب کیا جائے گا جس کی وسعت چالیس میل ہوگی۔ اس کا کوئی دروازہ نہ ہوگا حتی کہ جب اللہ کا ولی (جنت میں سب اولیاء اللہ ہوں گے) خیمہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے گا تو اس کا دروازہ کھلے گا تاکہ اللہ کے ولی کو معلوم ہو جائے کہ فرشتوں اور خادموں میں سے کسی مخلوق کی نگاہ اُن پر نہیں پڑی ہے۔ پھر اس بات میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ جنت کی حوریں زیادہ خوبصورت ہوں گی یا دُنیاوی عورتیں زیادہ خوبصورت ہوں گی۔ بعض علماء نے کہا جنت کی حوریں زیادہ خوبصورت ہوں گی؛ کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ کی دُعا میں فرمایا: "اے اللہ اس کو اس کی اپنی بیوی سے بہتر بیوی بدل دے" بعض نے کہا دُنیاوی عورتیں جنت کی حوروں سے ستر ہزار گنا زیادہ خوبصورت ہوں گی۔

۴۵۵۹ — ترجمہ: ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اپنے والد عبداللہ بن قیس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں مجوّف (کھوکھلے) موتی کا خیمہ ہوگا جس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی اس کے ہر کونہ میں بیویاں ہوں گی

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رُجَّتْ زُلْزِلَتْ بُسَّتْ فُتَّتْ لُتَّتْ كَمَا يُلَتُّ السَّوِيْقُ

جو دُوسرے کو نہ والیوں کو نہ دیکھیں گیں۔ مومن اُن سے مباشرت کریں گے اور دو باغ چاندی کے ہوں گے اُن کے برتن اور جو کچھ اُن میں ہو گا سب چاندی کے ہوں گے اور دو باغ سونے کے ہوں گے اُن کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سب سونے کے ہوں گے اور جنّت عدن میں لوگوں کے درمیان اور اس امر کے درمیان کہ وہ اپنے رب کو دیکھیں صرف اللہ کے چہرے پر کبریائی کی چادر ہو گی۔

۴۵۵۹ — شرح : قولہ لیطوف علیہم المؤمنون ،، دمیاطی نے کہا۔ درست یہ ہے کہ مؤمن کہا جاتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جمع کا مقابلہ جمع سے ہو تو احاد پر تقسیم ہو جاتی ہے۔ یعنی ہر مومن اپنی بیوی سے مباشرت کرے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی رؤیت واقع نہیں، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ جنّتِ عدن میں عدمِ وقوع سے یا اس وقت میں عدمِ وقوع کو یہ لازم نہیں کہ رؤیت واقع ہی نہیں ہو سکتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُورۂ واقعہ

ابوالعباس نے کہا یہ سورت مکّیہ ہے اور اس آئت کریمہ : وَاَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ اور اس آئت کریمہ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ،، میں اختلاف ہے۔ پہلی فتح مکہ اور حنین کے بعد اہل طائف کے حق میں نازل ہوئی ..... اور دُوسری اِن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے ہیں کہ فلاں ستارہ کے طلوع کے باعث بارش ہوئی۔ ان کی اصلاح میں یہ دونوں آئتیں مدنی ہیں اس کی ننانوے (۹۹) آیات ہیں۔ واقعہ سے مراد قیامت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قولہ رُجَّتْ ،، سے اس آئت کریمہ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ،، کی طرف اشارہ کیا اور زُلْزِلَتْ ،، سے اس کی تفسیر کی اس کے

marfat.com
Marfat.com

اَلْمَخْضُوْدِ الْمُوْقَرِ حَمْلاً وَيُقَالُ اَيْضًا لَاشَوْكَ لَهٗ مَنْضُوْدٍ اَلْمَوْزُ وَالْعُرُبُ
اَلْمُحَبَّبَاتُ اِلٰى اَزْوَاجِهِنَّ ثُلَّةٌ اُمَّةٌ يَحْمُوْمٌ دُخَانٌ اَسْوَدُ يُصِرُّوْنَ
يُدِيْمُوْنَ اَلْهِيْمُ الْاِبِلُ الظِّمَأُ الْمُغْرَمُوْنَ لَمُلْزَمُوْنَ رَوْحٌ جَنَّةٌ
وَرَخَاءٌ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ وَنُنْشِئُكُمْ فِيْ اَيِّ خَلْقٍ نَشَاءُ وَقَالَ غَيْرُهٗ

معنی بلائی جائے "، یعنی جب زمین پوری طرح ہلائی جائے گی۔
قولہ بُسَّتْ "، سے اس آیت کریمہ : وَبُسَّتِ الْجِبَالُ "، کی طرف اشارہ کیا اور فُتَّتْ، لُتَّتْ سے اس کی تفسیر کی۔ اس کے معنی دو توڑے اور پیسے جائیں گے جیسے ستو پیس کر باریک کیا جاتا ہے۔ بُسَّتْ اور لُتَّتْ ہم معنیٰ ہیں۔ یعنی وہ پیسے ہوئے آٹے کی طرح ہوں گے۔ ابن مسیب نے کہا اس کے معنی کُسِرَتْ کَسْرًا "، ہیں یعنی پوری طرح توڑے جائیں گے۔
عطاء نے کہا " بُسَّتْ بمعنی اُذْهِبَتْ ذِهَابًا "، ہے۔ حسن بصری سے منقول ہے کہ جڑ سے اکھاڑے جائیں گے۔ عطیہ نے کہا ریت اور مٹی کی طرح بچھا دیئے جائیں گے۔
قولہ اَلْمَخْضُوْد "، سے اس آیت کریمہ " فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ "، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر یہ کی کہ اس کے معنی ہیں جو بوجھ سے لدا ہو۔ اور اس شئ کو بھی کہا جاتا ہے جس میں کانٹا نہ ہو "، خَضْد کا لغوی معنیٰ قطع ہے۔ گویا کہ اس شئ کے کانٹے قطع کئے گئے ہیں۔ حسن بصری نے اس کی تفسیر یہ کی کہ جو ہاتھوں کو زخمی نہ کرے۔ ابن کیسان نے کہا جس سے اذیت نہ پہنچے۔
قولہ مَنْضُوْدٍ "، سے اس آیت کریمہ " وَطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی "موز"، بمعنی کیلا سے تفسیر کی۔ طَلْحٌ "، طلحہ کی جمع ہے۔ اکثر مفسرین نے بھی تفسیر کی ہے۔ حسن بصری نے کہا : طلع کے معنی کیلا نہیں بلکہ یہ درخت ہے جس کا سایہ ٹھنڈا اور خوشنما ہوتا ہے۔ فراء نے کہا عربوں کے نزدیک طلع بہت بڑا درخت ہے جس میں کانٹے ہوتے ہیں۔ مَنْضُوْد جو ایک دوسرے سے ملا ہو۔ مُغْرَب میں اس کے معنی بعض سامان کو بعض کے ساتھ اکٹھا کرنا۔
قولہ وَالْعُرُب سے اس آیت کریمہ : فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کو محبوب ہیں۔ مُحَبَّبَات مُحَبَّبَةٌ کی جمع اسم مفعول ہے۔ اس کا مادہ حُبٌّ عُرُب عُرُوْبہ کی جمع ہے اہل مکہ اس کو عَرِبہ کہتے ہیں۔ اور اہل مدینہ منورہ غنجہ کہتے ہیں جبکہ اہل عراق شَکِلَہ کہتے ہیں۔ اَتْرَاب "، تِرْبٌ کی جمع ہے۔ یعنی وہ ہم عمر ہوں گی۔
(تفہیم البخاری، حصہ نجم کے صفحہ ۵۷ تا ۵۹ کا مطالعہ کریں)

marfat.com
Marfat.com

تَفَكَّهُوْنَ تَعْجَبُوْنَ عُرُبًا مُثَقَّلَةً وَاحِدُهَا عَرُوْبٌ مِثْلُ صَبُوْرٍ وَّ صُبُرٍ يُسَمِّيْهَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ الْعَجَّةَ وَاَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ وَ قَالَ فِيْ خَافِضَةٌ لِقَوْمٍ اِلَى النَّارِ وَرَّافِعَةٌ اِلَى الْجَنَّةِ مَوْضُوْنَةٌ مَنْسُوْجَةٌ

قولہ "ثُلَّةٌ" سے اس آیت کریمہ "ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور "اُمت" سے اس کی تفسیر کی۔ ثلہ کے معنی فرقہ بھی ہیں "قولہ یَحْمُوْمٍ" سے اس آیت کریمہ: وَظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر "دخان اسود" یعنی کالا دھواں سے کی، کیونکہ عرب کالی شئی کو یَحْمُوْم کہتے ہیں۔

قولہ "یُصِرُّوْنَ" سے اس آیت کریمہ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر "یُدِیْمُوْنَ" سے کی کہ وہ ہمیشہ رہے۔ یعنی وہ گناہ کبیرہ جو شرک ہے پر ہمیشہ رہے۔ ابوبکر اصم سے منقول ہے۔ کفار قسم کھا کر کہتے تھے کہ بعث اور قیامت کوئی شئی نہیں اور بت اللہ کے شریک ہیں (معاذ اللہ) وہ اس قسم اور اعتقادِ باطل پر ہمیشہ رہتے تھے۔

قولہ اَلْهِيْمِ سے اس آیت کریمہ: "فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ" کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر "اِبِلِ ظِمَاءٍ" پیاسے اونٹ سے کی هِيْمٌ هَيْمَاءُ کی جمع ہے؛ چنانچہ اونٹ کو جمل اَهْيَمُ اور اونٹنی کو ناقہ هَيْمَاءُ کہا جاتا ہے۔ اور اِبِلٍ هِيْمٍ پیاسے اونٹ ہیں۔ قتادہ نے کہا یہ اونٹوں کی بیماری ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے وہ پانی سے سیر نہیں ہوتے اور پانی پی پی کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس بیماری کو "ھیام" کہا جاتا ہے۔ ظِمَاءٌ ظَمْاٰنُ کی جمع ہے اور ظماء یعنی پیاس ہے۔

قولہ لَمُغْرَمُوْنَ" اس آیت کریمہ "اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر لَمُلْزَمُوْنَ سے اس کی تفسیر کی "مُلْزَمُوْنَ" الزام سے اسم مفعول ہے۔ لام تاکید کے لئے ہے۔ آیت کے معنی یہ ہیں۔ ہم پر چٹی پڑی (اور ہمارا مال ضائع ہوگیا) بلکہ ہم بے نصیب رہے" ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ مُغْرَمُوْنَ غرام سے بمعنی عذاب ہے۔

قولہ مَدِيْنِيْنَ" سے اس آیت کریمہ: فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ" کی طرف اشارہ کیا پھر مُحَاسَبِيْنَ" سے اس کی تفسیر کی "یعنی تو کیوں نہ ہوا اگر تمہیں بدلہ ملنا نہیں (مرنے کے بعد اُٹھ کر)

قولہ رَوْحٌ" سے اس آیت کریمہ: فَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّ جَنَّةُ نَعِيْمٍ" کی طرف اشارہ کیا۔ رَوح جنت اور آرام ہے اور ریحان رزق ہے۔ یعنی پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے تو اس کے لئے راحت ہے اور پھول اور آرام کے باغ" اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابوالعالیہ

marfat.com
Marfat.com

وَمِنْهُ وَضِينُ النَّاقَةِ وَالْكُوبُ لَا اٰذَانَ لَهٗ وَلَا عُرْوَةَ وَالْاَبَارِيْقُ ذَوَاتُ الْاٰذَانِ وَالْعُرٰى مَسْكُوْبٍ جَارٍ وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ

نے کہا مقربین سے جو کوئی دنیا سے مفارقت کرتا ہے۔ اس کے پاس جنت کے پھولوں کی ڈالی لائی جاتی ہے وہ اس کی خوشبو لیتا ہے تب روح قبض ہوتی ہے۔

قولہ نُنْشِئَكُمْ ،، سے اس آیت کریمہ ،، وَنُنْشِئَكُمْ فِيْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ ہم تمہیں جس خلق میں چاہیں پیدا کریں تم اُن صورتوں کو نہیں جانتے ہو۔ یعنی مسخ کر کے بندر سور وغیرہ کی صورت بنا دیں یہ سب ہماری قدرت میں ہے تمہیں یہ معلوم نہیں۔

قولہٗ تَفَكَّهُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ،، کی طرف کیا اور مجاہد کے غیر نے اس کی تفسیر تَعْجَبُوْنَ ،، سے کی ،، یعنی ہم چاہیں تو جو تم بوتے ہو اسے خشک گھاس چورا چورا کر دیں پھر متحیر اور نادم وغمگین رہ جاؤ۔ عکرمہ نے ملامت سے حسن بصری نے ندامت سے اور ابن کیسان نے غم وحزن سے تفسیر کی ہے۔ لفظ تَفَكَّهَ اضداد سے ہے یعنی دو ضدوں میں استعمال ہوتا رہتا ہے؛ چنانچہ عرب کہتے ہیں۔ تَفَكَّهْتُ یعنی تَنَعَّمْتُ میں آرام میں رہا اور یہ بھی کہتے ہیں ،، تَفَكَّهْتُ ،، یعنی حَزِنْتُ ،، میں غمگین رہا۔ قولہ عُرُبًا ،، مشغلہ اس کا واحد عَرُوْبٌ ہے جیسے صبور کی جمع صُبُرٌ ہے۔ اہلِ مکہ اسے عَرِبَہ کہتے ہیں اور اہلِ مدینہ منورہ اور اہلِ عراق شکلہ کہتے ہیں۔

(یہ مکرر ہے۔ ابوذر کی روایت میں نہیں (تفہیم البخاری جلد ۵ صـ۵ پر دیکھیں)

قولہ وَقَالَ خَافِضَةٌ ،، سے اس آیت کریمہ : لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ کی طرف اشارہ کیا (جب قیامت واقع ہوگی) اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلندی دینے والی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو لوگ دُنیا میں اُونچے تھے قیامت انہیں پست کرے گی اور جو دُنیا میں پستی میں تھے۔ ان کے مرتبے بلند کرے گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہلِ معصیت کو پست کرے گی اور اہلِ طاعت کو بلند۔

قولہ مَوْضُوْنَةٍ ،، سے اس آیت کریمہ ،، عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، مَنْسُوْجَةٌ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی بُنے گئے۔ اسی سے وَضِيْنُ النَّاقَةِ ،، ماخوذ ہے ،، اَلْكُوْبُ ،، جس برتن کی ٹونٹی اور دستہ نہ ہو۔ اَلْاَبَارِيْقُ ،، وہ برتن جن کی ٹونٹیاں اور دستے ہوں۔ اکواب کُوب کی جمع ہے اور اباریق ابریق کی جمع ہے۔ یہ نام اس لئے ہے کہ اس کا رنگ چمکدار ہوتا ہے (ج ۵۔ ص ۵۷۔ دیکھیں)

قولہ مَسْكُوْبٍ ،، سے اس آیت کریمہ : وَمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، جَارٍ ،، سے اس کی

marfat.com
Marfat.com

مُتْرَفِيْنَ مُمَتَّعِيْنَ مَا تُمْنُوْنَ هِيَ النُّطْفَةُ فِيْ اَرْحَامِ النِّسَاءِ لِلْمُقْوِيْنَ لِلْمُسَافِرِيْنَ وَالْقِيُّ الْقَفْرُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ بِمُحْكَمِ الْقُرْاٰنِ وَيُقَالُ بِمَسْقَطِ

تفسیر کی یعنی ہمیشہ جاری پانی میں ،، مفسرین نے کہا وہ پانی کناروں کے بغیر ہمیشہ جاری رہے گا اور کبھی منقطع نہ ہوگا ۔ قولہ فُرُشٍ مَرْفُوْعَةٍ ،، اور بلند بچھونوں میں اُن میں سے بعض بعض سے فوق ہوں گے جو مرتبع اُونچے اُونچے تختوں پر ہوں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بچھونوں سے مراد عورتیں ہیں ۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہوں گے کہ عورتیں فضل و جمال میں بلند درجہ رکھتی ہوں گی ،، ابو اُمامہ باہلی سے روائت ہے کہ اگر اُوپر سے نیچے بچھونے گرائے جائیں تو ستر سال بعد وہ نیچے پہنچیں ۔

قولہ مُتْرَفِيْنَ ،، سے اس آئت کریمہ : اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا ۔ پھر اس کی تفسیر مُتَنَعِّمِيْنَ سے کی یعنی بے شک وہ اس سے پہلے دُنیا کے اندر نعمتوں میں تھے ،، کشمیہنی کی روائت میں ۔ مُتَمَتِّعِيْنَ ،، ہے اِمْتَاع سے مشتق ہے ۔ نفع اٹھانے والے ۔

قولہ مَا تُمْنُوْنَ ،، سے اس آئت کریمہ : اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخَالِقُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر یہ کی کہ یہ عورتوں کے رحموں میں نطفہ ہے ؛ کیونکہ ،، مَا تُمْنُوْنَ ،، وہ نطفہ ہے جو عورتوں کے رحموں میں ڈالا جائے ۔ فراء نے کہا یعنی نطفے جب رحموں میں ڈالے جائیں کیا اِن نطفوں کو تم پیدا کرتے ہو یا ہم ۔

قولہ لِلْمُقْوِيْنَ ،، سے اس آئت کریمہ : نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی مسافرین سے تفسیر کی اور یہ اشارہ کیا کہ یہ قَوِیَ بمعنی قَفْرٍ سے مشتق ہے ۔ یعنی آبادی سے خالی زمین ،، جب کوئی مکان مکینوں سے خالی ہو تو کہا جاتا ہے ،، اَقْوَتِ الدَّارُ ،، مجاہد نے کہا ،، مُقْوِيْنَ ،، وہ ہیں جو مسافروں اور حاضرین سب لوگوں سے نفع حاصل کریں ۔ قطرب نے کہا مقوی اضداد سے ہے ۔ فقیر اور غنی دونوں میں استعمال ہوتا ہے ۔

قولہ مَوَاقِعِ النُّجُوْمِ ،، سے اس کریمہ : فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ ،، کی طرف اشارہ کیا ۔ اور اس کی تفسیر مُحْکَم قرآن ،، سے کی ۔ کشاف میں اس آئت کریمہ کی تفسیر یہ کی کہ قرآن کریم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نجما نجما نازل ہوا ۔ یہ اوقاتِ نزول قرآن کی قسم ہے ۔ لَا اُقسم کے معنی یہ ہیں جو تم کہتے ہو اس طرح نہیں پھر قسم سے کلام کی ابتداء کی ۔

قولہ يُقَالُ بِمَسْقَطِ النُّجُوْمِ اِذَا سَقَطْنَ ،، اس سے دوسری تفسیر کی طرف اشارہ ہے یعنی ستاروں کے گرنے کے مقامات جو مغارب ہیں ۔ اس تقدیر پر آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے

marfat.com
Marfat.com

النُّجُوْمُ اِذَا سَقَطْنَ وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعٌ وَاحِدٌ مُدْهِنُوْنَ مُكَذِّبُوْنَ
مِثْلُ لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ فَسَلَامٌ لَّكَ اَیْ مُسَلَّمٌ لَكَ اِنَّكَ مِنْ
اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ وَاُلْغِيَتْ اِنَّ وَهُوَ مَعْنَاهَا كَمَا تَقُوْلُ اَنْتَ
مُصَدَّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ اِذَا كَانَ قَدْ قَالَ اِنِّیْ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ

ڈوبتے ہیں کہ وہ ظہورِ قدرت اور جلال الٰہی کے مقام ہیں۔ حسن بصری نے کہا "مَسَاقِط" سے مراد قیامت میں تاروں کا گرنا ہے۔ قولہ "مَوَاقِع و مَوْقِعٌ وَاحِدٌ" یعنی اِن دو لفظوں کا حاصل ایک ہے۔
علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لفظ یا معنی کے اعتبار سے واحد نہیں بلکہ جو کچھ ان دونوں لفظوں سے حاصل ہوتا ہے وہ واحد ہے۔ کیونکہ جمع مضاف اور مفرد مضاف دونوں عام ہیں۔ ان میں کچھ تفاوت نہیں علامہ کرمانی نے کہا اس کی جمع کی طرف اضافت اس کے تعدد کو مستلزم ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ قلوبُ القوم حالانکہ اس سے مراد "قلوب القوم" ہے۔
قولہ "مُدْهِنُوْنَ" سے اس آیت کریمہ: اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر "مُكَذِّبُوْنَ" سے کی" یعنی کیا اس بات میں تم تکذیب کرتے ہو اور نہیں مانتے"۔ "اس حدیث" سے مراد قرآن کریم ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر "کافرون" سے کی ہے۔ جیسے لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ یعنی لو تکفر فیکفرون" اگر تو کفر کرے تو وہ کفر کریں گے۔ ابن کیسان سے منقول ہے کہ کہ مُدْهِن وہ شخص ہے جو اس پر حق ہے وہ ادا نہ کرے اور حیلہ بہانہ سے وقت گذار دے۔ بعض کے نزدیک مدہن منافق ہے جو اپنی جانب نرم رکھتا ہے۔ تاکہ اس کا کفر مخفی رہے۔
قولہ "فَسَلَامٌ لَّكَ" سے اس آیت کریمہ: وَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ" کی طرف اشارہ کیا اور یہ بتایا کہ یہاں کلمہ "اِن" محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہے اِنَّكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ" اگرچہ اِنَّ کو مُلغیٰ کیا گیا ہے لیکن اس کا معنی باقی ہے۔ جیسے تو کہے: اَنْتَ مُصَدَّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ" یعنی تیری تصدیق کی جاتی ہے کہ تو عنقریب سفر کرنے والا ہے۔ جبکہ اُس نے کہا ہو کہ میں عنقریب سفر کرنے والا ہوں" پس اس آیت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں۔ تجھے تسلیم کر لیا گیا ہے کہ تو اصحاب یمین میں سے ہے۔ قولہ قد یکون للدعاء" یعنی کبھی دعاء کے طور پر استعمال ہوتا ہے جیسے فَسُقْيًا لَّكَ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ ای سقاک اللہ سقیا اور سلام مرفوع مبتداء ہے کیونکہ یہ دُعا ہے اور وہ مُخصّص ہے
ثعلبی نے کہا: فَسَلَامٌ لَّكَ مرفوع ہے یعنی فَلَكَ سَلَامٌ" فَلَوْ تَهَنَّمَ لَهُمْ فَاِنَّهُمْ سَلِمُوْا

marfat.com
Marfat.com

وَقَدْ يَكُوْنُ كَالدُّعَاءِ لَهٗ كَقَوْلِكَ سَقْيًا مِنَ الرِّجَالِ اِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ فَهُوَ مِنَ الدُّعَاءِ تُوْرُوْنَ تَسْتَخْرِجُوْنَ اَوْرَيْتُ اَوْقَدْتُ لَغْوًا بَاطِلًا تَاْثِيْمًا كَذِبًا

بَابُ قَوْلِهٖ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ

۴۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ

مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ " یعنی اے محبوب تم پر سلام ہو دہنی طرف والوں سے آپ اُن کی فکر نہ کریں وہ اللہ کے عذاب سے سلامتی میں ہیں " فرّاء نے کہا " مُسَلَّمٌ لَّكَ اَنْتُمْ مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِيْنِ " تجھے تسلیم کر لیا گیا ہے کہ تو اصحابِ یمین میں سے ہے (صاحبِ یمین (دہنی طرف والے) سے کہا جاتا ہے تجھے تسلیم کر لیا گیا ہے تو اصحاب یمین میں سے ہے) زمخشری نے کہا اس کے معنی یہ ہیں۔ اے داہنی طرف والے تیرے بھائیوں ، جو داہنی طرف والے ہیں کی طرف سے تجھے سلام ہو یعنی وہ تجھے سلام کہتے ہیں۔

قولہ اِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ هُوَ مِنَ الدُّعَاءِ " اگر سلام کو مرفوع پڑھے تو یہ دُعاء کے لئے ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کسی قاری نے اس کو منصوب نہیں پڑھا ہے سب مرفوع پڑھتے ہیں تو " اِنْ رَفَعْتَ الخ کہنے کا کیا مقصد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سقیا منصوب دُعاء کے لئے ہوتا ہے اور سلام مرفوع دُعاء کے لئے ہوتا ہے اور منصوب دُعاء کے لئے نہیں ہوتا۔

قولہ تُوْرُوْنَ " سے اس آیت کریمہ " اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ " کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تَسْتَخْرِجُوْنَ " سے تفسیر کی اَوْرَيْتُ کے معنی اَوْقَدْتُ ہیں میں نے آگ روشن کی " تُوْرُوْنَ دراصل تُوْرِيُوْنَ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا نقل کر کے ماقبل کو دیا۔ دو ساکن واؤ اور یاء جمع ہو گئے یاء کو حذف کیا تُوْرُوْنَ " ہُوا۔

قولہ لَغْوًا " سے اس آیت کریمہ " لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا " کی طرف اشارہ کیا اور لغو کی باطل سے اور تاثیم کی کذب سے تفسیر کی اہل جنت جنات میں باطل اور جھوٹ نہ سنیں گے یعنی جنات میں باطل اور جھوٹی چیزیں نہیں ہوں گی۔

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ وَالْمُجَادَلَةِ

قَالَ مُجَاهِدٌ جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ مُعَمَّرِيْنَ فِيْهِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور ہمیشہ کے سائے ہیں جن کو سُورج دُور نہیں کرتا،،

ربیع سے منقول ہے کہ اس سے عرش کا سایہ مراد ہے۔ عَمرو بن میمون سے روائت ہے کہ یہ سایہ ستر ہزار سال کی مسافت کی مقدار ہے،،

۴۵۶۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سَو سال چلتا رہے تو بھی اس کو طے نہ کر سکے گا۔ اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو۔ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ،،

۴۵۶۰ — شرح : ابوہریرہ اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کا جزم نہیں۔ ممکن ہے کہ ابوہریرہ نے اس سے سُنا ہو جس نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی ہو۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ساری جنت سایہ ہے۔ وہاں سورج نہیں لہٰذا یہ سُورج کا سایہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ یہ سایہ پیدا کرے گا ربیع بن انس نے عرش کا سایہ کہا ہے۔

(حدیث ۳۰۴۰ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

سُورہ حدید

یہ سورت مکی ہے۔ کلبی نے کہا اس سُورت میں مکی اور مدنی دونوں آیات ہیں صحیح بھی یہی ہے ؛ کیونکہ اس سورت میں منافقوں کا ذکر ہے۔ اور منافق صرف مدینہ منورہ میں تھے۔ کیونکہ اسلام کے

marfat.com
Marfat.com

اِلَی النُّوْرِ ..... مِنَ الضَلَالَۃِ اِلَی الْھُدٰی وَمَنَافِعُ
لِلنَّاسِ جُنَّۃٌ وَسِلَاحٌ مَوْلٰکُمْ اَوْلٰی بِکُمْ لِئَلَّا یَعْلَمَ اَھْلُ الْکِتَابِ
لِیَعْلَمَ اَھْلُ الْکِتَابِ یُقَالُ الظَّاھِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ عِلْمًا اَنْظِرُوْنَا انْتَظِرُوْنَا

غلبہ کے بعد نفاق پیدا ہوا جبکہ بدر کی جنگ کے بعد اسلام غالب ہوا تو بعض مشرکوں نے کفر چھپایا اور اسلام ظاہر کیا۔ اور یہ آیت کریمہ : لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ ،، یہ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی۔ اسی طرح آیتِ قتال ہجرت کے بعد نازل ہوئی اور یہ آیات مدنی ہیں اور پہلی مکی ہیں۔ اس کی ۲۹ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قولہ جَعَلَکُمْ مُسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ ،، سے اس آیت کریمہ : وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُمْ مُسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کی راہ میں کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا۔ اور مُسْتَخْلَفِیْنَ ،، کی تفسیر مُعَمَّرِیْنَ سے کی یعنی اس میں آباد ہونے والے۔

قولہ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ ،، سے اس آیت کریمہ : ھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِہٖ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ لِیُخْرِجَکُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ ،، یعنی نور کی طرف اشارہ کیا اور مِنَ الضَّلَالَۃِ اِلَی النُّوْرِ سے اس کی تفسیر کی یعنی ..... وہی ہے کہ اپنے بندہ پر (سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم) روشن آیتیں اُتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھیریوں (گمراہی) سے نکالے اوجالے (ہدائت) کی طرف لے جائے اور نورِ ایمان عطا فرمائے ،، ظلمات کی تفسیر ضلالت سے اور نور کی ہدائت سے کی۔

قولہ فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ ،، سے اس آیت کریمہ : وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر منافع للناس کی تفسیر جُنَّۃ اور سلاح سے کی۔ ہم نے لوہا اُتارا (لوہا پیدا کیا) اس میں سخت اور نہائت قوت اور لوگوں کے فائدے۔ یعنی ہم نے لوہا پیدا کیا اور لوگوں کے لئے معادن سے نکالا اور انہیں اس کی صنعت کا حکم دیا۔ اس میں نہائت قوت ہے کہ اس سے اسلحہ اور آلاتِ جنگ بنائے جاتے ہیں۔ اور صنعتوں اور حرفتوں کے وہ بہت کام آتا ہے۔

قولہ مَوْلَاکُمْ ،، سے آیت کریمہ ،، مَاْوٰکُمُ النَّارُ ھِیَ مَوْلٰکُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اَوْلٰی بِکُمْ ،،

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يُحَادُّوْنَ يُشَاقُّوْنَ كُبِتُوْا اُخْزُوْا مِنَ الْخِزْيِ اِسْتَحْوَذَ غَلَبَ

سے اس کی تفسیر کی ،، یعنی تمہارا اٹھکانا آگ ہے وہ تمہارے بہت لائق ہے۔
قولہ لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ ،، یعنی لِيَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ ،، یعنی لِئَلَّا يَعْلَمَ میں لا زائدہ ہے۔ جیسے مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ ،، میں لا زائدہ ہے یُقَالُ الظَّاهِرُ ،، سے اس آیت کریمہ : هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ کی طرف اشارہ کیا۔ اور ظاہر و باطن کی یہ تفسیر کی یعنی اللہ تعالیٰ کا ظہور و بطون علمی ہے۔
قولہ اُنْظُرُوْنَا ،، سے اس آیت کریمہ سے : يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ کی طرف اشارہ کیا جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں ،، اُنْظُرُوْا میں ہمزہ وصل کے لئے ہے۔

سُوْرَۂ مجادَلہ

ابوالعباس نے کہا یہ سورت بالاتفاق مدنی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ حُجُرات سے پہلے اور مُنافقین کے بعد نازل ہُوئی اس کی ۲۲۔ آیات ہیں۔ علامہ عینی نے کہا عبد بن حُمَیْد کی تفسیر میں ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا اس مجادلہ (جھگڑا کرنے والی عورت) کا نام "خُوَیلہ بنت دلیج ہے ،، اُن کے شوہر نے اُن سے ظہار کیا تھا یہ اسلام میں پہلا ظہار تھا۔ عکرمہ نے کہا اس کا نام خولہ بنت ثعلبہ ہے۔ یہ عبادہ بن صامت کے بھائی اَوس بن صامت کی بیوی تھی۔ اُنھوں نے اس سے ظہار کیا تو یہ آیت کریمہ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا الایۃ
قولہ يُحَادُّوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ " اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الایۃ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر يُشَاقُّوْنَ اللّٰهَ سے کی یعنی اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔
قولہ كُبِتُوْا ،، سے اس آیت کریمہ : كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْحَشْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَلَاءُ الْاِخْرَاجُ مِنْ اَرْضٍ اِلٰى اَرْضٍ

"اُخْزُوْا" سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی ذلیل کئے گئے۔ یہ خِزْیٌ سے مشتق ہے۔ بعض نے کہا وہ ہلاک کئے گئے "کُبِتُوْا" دراصل "کُبِدُوْا" تھا۔ دال کو تاء سے بدلا ہے۔ کیونکہ دونوں کا مخرج قریب ہے۔ کہا جاتا ہے "کُبِدَ" جبکہ اس کو دل میں تکلیف ہو۔

قولہ "اِسْتَحْوَذَ" سے اس آیت کریمہ "اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ" کی طرف اشارہ کیا اور "غَلَبَ" سے اس کی تفسیر کی یعنی اُن پر شیطان نے غلبہ کیا۔ ایک روائت میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اِسْتَحَاذَ عَلَيْهِمْ بروزنِ اِسْتَقَامَ پڑھتے تھے۔ یہ قاعدہ کے مطابق ہے اور "اِسْتَحْوَذَ" بدونِ اعلال ہے۔ اس سورت میں اور اس سے پہلی سورت میں کوئی مرفوع حدیث ذکر نہیں کی"

سُوْرَۂ حشر

یہ سورت مدنی ہے۔ اس کی چوبیس آیات ہیں اس کو حشر اس لئے کہا گیا کہ اس میں قبیلہ بنی نضیر کے یہودیوں کو حجاز مقدس سے جلاوطن کیا گیا تھا اور شام میں ان کا حشر اور اجتماع ہوا تھا۔ محمد بن اسحاق نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی جنگ سے واپسی پر بنی نضیر کو جلاوطن کیا۔ جبکہ غزوۂ احزاب کے بعد قریظہ کو فتح کیا تھا ان میں دو سال کا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا هُوَ الَّذِيْ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ" وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو اُن کے گھروں سے نکالا اُن کے پہلے حشر کے لئے یعنی یہود بنی نضیر کو جو مدینہ منورہ میں تھے۔ نکالا یہ جلاوطنی اُن کا پہلا حشر ہے اور دوسرا حشر اُن کا یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں خیبر سے شام کی طرف نکالا یا آخر حشر روز قیامت کا حشر ہے کہ آگ سب لوگوں کو سرزمین شام کی طرف لے جائیگی اور وہیں اُن پر قیامت قائم ہوگی۔

marfat.com

Marfat.com

۴۵۶۱ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْبِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ التَّوْبَةِ قَالَ اَلتَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ مَا زَالَتْ تَنْزِلُ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتّٰى ظَنُّوْا اَنَّهَا لَمْ تُبْقِ اَحَدًا مِنْهُمْ اِلَّا ذُكِرَ فِيْهَا قَالَ قُلْتُ سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ بَدْرٍ قَالَ قُلْتُ سُوْرَةُ الْحَشْرِ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ بَنِي النَّضِيْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَوْلُهٗ اَلْجَلَاءَ ،، سے اس آیت کریمہ : وَلَوْلَا اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف نکالنے ،، سے اس کی تفسیر کی۔ جلاء اخراج سے خاص ہے۔ کیونکہ جلاء اہل و اولاد اور مال سمیت نکالنا ہے اور اخراج اس سے عام ہے۔ اہل و اولاد اور مال ہو یا نہ ہو وطن سے باہر کرنا ہے۔

ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا آپ سورۂ توبہ کو کیا کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا توبہ فاضحہ ہے، اس میں ہمیشہ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ ،، نازل ہوتا رہا حتی کہ انھوں نے گمان کیا کہ اس نے ان میں سے کسی کو باقی نہ رہنے دیا مگر اس میں ذکر کر دیا۔ سعید نے کہا میں نے کہا سورۂ انفال کن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی کہا یہ اہل بدر کے متعلق نازل ہوئی کہا سورۂ حشر کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں کہا یہ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی۔

۴۵۶۱ — شرح : قولہ مِنْهُمْ وَمِنْهُمْ ،، سے آیت کریمہ : وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ اُذُنٌ ،، وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ ،، بعض یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتے ہیں اور بعض صدقات میں عیب جوئی کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں مجھے اجازت دیں میں غزوہ میں نہیں جا سکتا اور ان میں سے بعض نے عہد شکنی کی اس طرح کافروں کے عیوب بیان کئے اور ان کو عالم میں مرسوا کیا حتی کہ ان کو یہ گمان ہوا کہ اس سورت نے ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا مگر اس میں ذکر کیا۔ اور یہودی

marfat.com
Marfat.com

۴۵۶۲ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُوْرَةُ بَنِی النَّضِيْرِ

بَابُ قَوْلِهٖ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ نَّخْلَةٍ مَالَمْ تَكُنْ عَجْوَةً اَوْ بَرْنِيَّةً

رسواءِ زمان ہوئے اس لئے اس کو فاضحہ کہتے ہیں۔

۴۵۶۲ — ترجمہ : سعید بن جبیرؒ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا سُورۂ حشر کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا اسے بنی نضیر کہو۔

۴۵۶۲ — شرح : یعنی یہ سورت کریمہ بنی نضیر کے حق میں نازل ہُوئی۔ علامہ قسطلانی نے زرکشی سے نقل کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سورت کا نام حشر کہنا مکروہ جانا کیونکہ حشر قیامت میں ہوگا۔ ابن حجر نے فتح الباری میں اس پہ اضافہ ذکر کیا کہ یہاں حشر سے مراد بنی نضیر کو ارضِ حجاز مقدس سے باہر نکالنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو محشر کی زمین میں نکال دو پھر قیامت میں ساری مخلوق شام میں جمع ہوگی۔ کہا حشر ثانی لوگوں کو آگ قیامت میں جمع کرے گی۔ کذا فی عینی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو درخت تم نے کاٹے یا اُن کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "لینہ" کی تفسیر کھجور کے درخت سے کی جو عجوہ اور برنی نہ ہو۔ عکرمہ اور قتادہ نے بھی یہی کہا ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا لینہ سخت زرد کھجور ہے جس کی گٹھلی باہر سے نظر آتی ہے بظاہر خستہ اور نرم ہوتی ہے کہ اس میں دانت چھپ جاتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ کھجور کا عمدہ درخت ہے۔ لین سے ماخوذ ہے اس کی جمع اَلْیان ہے۔ بیضاوی نے کہا لِینہ بروزن فِعْلہ

marfat.com
Marfat.com

٤٥٦٣ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ

بَابُ قَوْلِهٖ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

٤٥٦٤ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ قَالَ

ہے لون سے مشتق ہے واؤ کو یاء سے بدل کیا اس کی جمع الوان ہے۔ برنیہ اچھی کھجور ہے عجوہ مدینہ منورہ کی بہترین کھجور ہے جس کے متعلق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر صبح سات عجوہ کھجوریں کھالے وہ آسیب سے محفوظ رہتا ہے۔ ایک روائت کے مطابق اس پر زہر اثر نہیں کرتا۔

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے کھجور کے درختوں کو جلا دیا اور کاٹ ڈالا اور وہ بُوَیرہ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ : مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ الایۃ ،، نازل کی یعنی جو درخت تم نے کاٹے یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا۔ اور اس لئے کہ فاسقوں کو رسوا کرے۔

٤٥٦٣ــ

شرح : بُوَیرہ مدینہ منورہ شَرَّفَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی ،، کے قریب جگہ ہے۔ وہاں بنی نضیر کے کھجور کے درخت تھے۔ ایک روائت میں ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے کہ اے محمد ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، آپ نے ہمیں فساد اور خرابہ سے منع کیا ہے یہ کیا ہے کہ آپ نے ہمارے پھلدار درخت جلا دیئے اور ان کو کاٹ ڈالا ہے تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے شہروں کو گرانا اور تباہ کرنا جائز ہے اور ان کے درختوں کو کاٹ ڈالنا صحیح ہے تاکہ وہ غصہ سے مریں

(حدیث ٤ ٢٨١٨ ج : ٤ کی شرح دیکھیں)

٤٥٦٣ــ

marfat.com
Marfat.com

قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَتِهٖ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السَّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور جو اللہ نے اپنے رسُول کو بغیر جنگ کے دیا "

۴۵۶۴ — ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ عنہ نے فرمایا بنی نضیر کے مال اس میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول کو بغیر جنگ کے عطاء کئے۔ مسلمانوں نے اُن پہ گھوڑے اور اُونٹ نہیں دوڑائے وہ مال جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھے اس سے آپ اپنی بیویوں پہ ایک سال کا خرچہ لیتے اور جو باقی بچتا وہ اسلحہ اور گھوڑوں میں خرچ کرتے۔ اس حال میں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری کرتے۔

۴۵۶۴ — شرح : ایجاف کا مادہ وجیف بمعنی تیز رفتار ہے۔ خیل گھوڑے اور رکاب اونٹ ہیں جن پر سیر کی جاتی ہے۔ سلاح جنگی اسلحہ ہے۔ کُراع گائے بکری کے پائے ہیں۔ پھر اس کا اطلاق گھوڑوں میں مشہور ہوگیا۔ قرطبی نے کہا یہ حدیث امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے دلیل ہے کہ فئی تقسیم نہیں کرنی چاہیئے۔ امام کے اجتہاد اور اس کی صلاحیت پہ چھوڑ دی جائے۔ یہی خُمس کا حال ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس کو تین حصّوں میں تقسیم کیا جائے۔ امام شافعی اس کے پانچ حصّے کرتے ہیں۔ امام شافعی سے پہلے کسی نے یہ قول نہیں کیا کہ فئی کا مال پانچ حصّوں میں تقسیم کیا جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اناج ایک سال کا ذخیرہ کرنا جائز ہے جبکہ اپنی زمین سے حاصل ہو۔ اگر بازار سے خرید کیا ہو تو بعض علماء جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز کہتے ہیں وہ کہتے ہیں اگر اناج کا ذخیرہ کرنے سے عوام مسلمانوں کو ضرر پہنچتی ہے تو جائز نہیں نیز معلوم ہوا کہ خوراک کا ذخیرہ کرنا توکّل کے منافی نہیں "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ

٤٥٦٥ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِّنْ بَنِيْ اَسَدٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ يَعْقُوْبَ فَجَآءَتْ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَا لِيَ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ اَمَا قَرَأْتِ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهٗ قَدْ نَهٰى عَنْهُ قَالَتْ فَاِنِّيْ اُرٰى اَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَهٗ قَالَ فَاذْهَبِيْ فَانْظُرِيْ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكَ مَا جَامَعَتْنَا

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو"

٤٥٦٥ ــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے واشمات اور مُوْتَشِمات، مُتَنَمِّصَات پر لعنت فرمائی اور اُن عورتوں پر لعنت فرمائی جو حُسن کے لئے دانتوں کو کُشادہ کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والی ہیں، قبیلہ بنی اسد

marfat.com
Marfat.com

کی ایک عورت جس کو ام یعقوب کہا جاتا ہے کو یہ خبر پہنچی تو وہ آئی اور عبداللہ بن مسعود سے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم نے اس طرح لعنت کی ہے۔ اُنھوں نے کہا میرے لئے کیا ہے کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور وہ کہ جس پہ اللہ کی کتاب میں لعنت کی گئی ہے۔ اس عورت نے کہا میں نے قرآن کریم دونوں تختیوں کے درمیان پڑھا ہے۔ میں نے اس میں وہ نہیں پایا جو تم کہتے ہو۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر تو قرآن کریم پڑھتی تو اسے پالیتی۔ کیا تو نے پڑھا نہیں "جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو"، اس عورت نے کہا میں تمہارے گھر والوں کو دیکھتی ہوں کہ وہ یہ کرتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا جاؤ اور دیکھو وہ عورت گئی اور نظر کی اور جو کچھ اُس نے گمان کیا تھا۔ وہ نہ دیکھا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر ایسا ہوتا تو وہ ہمارے ساتھ نہ رہتی۔

۴۵۶۵ — شرح : وَاشِمَات وَاشِمَہ کی جمع ہے۔ یہ وَشم سے ہے عورت کے ہاتھ کی پشت یا ہونٹ وغیرہ پہ سوئی گاڑی جاتی ہے حتیٰ کہ اس سے خون بہنے لگتا ہے پھر اس جگہ میں سُرمہ یا نیل وغیرہ بھر دیا جاتا ہے تو وہ جگہ سیاہ یا سبز ہو جاتی ہے۔ اس کا کرنے والا واشم اور واشمہ ہیں اور جس عورت کو یہ کیا جاتا ہے وہ موشومہ ہے۔ اگر وہ یہ فعل طلب کرتی ہے تو وہ مُستَوشِمَہ ہے۔ یہ فاعل اور جو اپنے اختیار سے کروائے دونوں کے لئے حرام ہے۔ اگر یہ فعل چھوٹے بچے سے کیا جائے تو کرنے والی گنہگار ہے، کیونکہ اس وقت بچہ مکلف نہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ نے کہا ہمارے اصحاب شافعیہ کہتے ہیں جس جگہ یہ فعل کیا جائے وہ پلید ہو جاتی ہے اگر کسی طریقہ سے اس کو زائل کرنا ممکن ہو تو زائل کرنا واجب ہے اور اگر اس کا ازالہ ممکن نہ ہو اور سخت حرج میں واقع ہونے کا ڈر ہو تو اگر عضو وغیرہ کے تلف ہونے کا خطرہ ہو یا عضو ناکارہ ہو جانے کا ڈر ہو تو اس کا ازالہ واجب نہیں اور جب توبہ کرے تو گناہ معاف ہو گا۔ اگر اس کے ازالہ میں کوئی تکلیف وغیرہ نہ ہو تو اس کا ازالہ واجب ہے اور تاخیر کرنے میں گناہ گار ہو گا اس میں مرد و زن دونوں برابر ہیں۔ اگرچہ حدیث میں عورتوں کا ذکر ہے، کیونکہ یہ کام عموماً عورتیں کرتی ہیں۔ اگر مرد یہ کرے تو اس کی اقتداء درست نہیں۔ احناف کہتے ہیں اقتداء جائز ہے اگر زائل کرنا ممکن ہو۔

اَلْمُتَنَمِّصَات "مُتَنَمِّصَہ" کی جمع ہے۔ تَنَمُّص سے مشتق ہے۔ اس کے معنی "منہ سے بال دُور کرنا ہے۔ یہ فعل کرنے والی مُتَنَمِّصَہ ہے اور یہ فعل کرنے والی نامِصَہ ہے۔ یعنی بال زائل کرنے والی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ فعل حرام ہے۔ ہاں اگر عورت کو داڑھی یا مونچھیں نکل آئیں تو ان کے لئے بال زائل کرنا حرام نہیں بلکہ مستحب ہے کہ داڑھی اور مونچھوں کے بال کسی طریقہ سے زائل کرے۔ البتہ آبروؤں کے بال زائل کرنے ممنوع ہیں۔

اَلْمُتَفَلِّجَات "مُتَفَلِّجَہ" کی جمع ہے۔ اس کا مادہ تَفَلُّج ہے اور وہ سامنے والے دانتوں کو کشادہ

marfat.com
Marfat.com

٤٥٦٦ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ اِمْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا اُمُّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ

کرنا ہے۔ یہ حسن بڑھانے کے لئے عموماً عورتیں کرتی ہے۔ اگر یہ فعل حسن بڑھانے کے لئے نہ کیا جائے بلکہ کسی علاج کے لئے یا دانت میں عیب زائل کرنے کے لئے کیا جائے تو حرج نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا بوڑھی عورتیں خوبصورتی کے لئے ایسا کرتی ہیں یہ فعل کرنے اور کرانے والی دونوں کے لئے حرام ہے۔

اَلْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ ،، یہ مذکور تمام امور کو شامل ہے؛ کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بدلا جاتا ہے۔

قَوْلُهٗ مَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مَنْ هُوَ ،، کا عطف کس پر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا عطف مَنْ لَعَنَهٗ ،، پر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے : مَالِيَ لَا اَلْعَنُ مَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَلْعُوْنٌ ،، یعنی مجھے کیا کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جو اللہ کی کتاب میں ملعون ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآنِ کریم میں عورتوں پر لعنت کہاں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہو اس سے رکنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ،، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے یہ فعل کرنے والا ظالم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ،، ظالموں پر خدا کی لعنت ہے (کرمانی) مَابَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ ،، سے مراد قرآن کریم ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ،، مَا جَامَعَتْنَا ،، یعنی اگر وہ یہ کرتی تو میرے پاس نہ رہتی بل میں اس کو طلاق دے دیتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی بیوی معصیت کا ارتکاب کرے اور دشنام وغیرہ کرے نماز نہ پڑھے اس کو طلاق دے کر گھر سے باہر کر دے اسی طرح آبروؤں کے بال نکالنا انہیں باریک فیشن دار کرنا بھی ممنوع ہے۔ ایسی عورت کو بھی طلاق دے کر مفارقت کر لینا درست ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب بنت عبداللہ ثقفیہ ہے۔

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واصلہ پر لعنت فرمائی۔ عبدالرحمٰن بن عابس نے

٤٥٦٦ —

marfat.com
Marfat.com

نے کہا میں نے یہ ایک عورت سے سُنا ہے جسے ام یعقوب کہا جاتا ہے۔ اُس نے عبداللہ منصور کی حدیث کی مانند روائت کی ہے۔

۴۵۶۶ — شرح : یعنی جو حدیث اس سے پہلے مذکور ہے، لیکن پہلی حدیث میں "واصلہ کا ذکر نہیں"، ممکن ہے کہ منصور کی حدیث کے معنی یہ ہوں کہ منصور کی حدیث میں واشمات وغیرہ پر لعنت مذکور ہے۔ ام یعقوب نے بھی عبداللہ بن مسعود سے روائت میں واصلہ پر لعنت ذکر کی ہو"، وَاصِلَہ وہ عورت ہے جو بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کو پیوند کرے تاکہ بال لمبے ہوجائیں یہ فعل بھی وشم کی طرح ممنوع اور ملعون ہے۔

عورتوں کا بال لمبے کرنا

بعض عورتیں بالوں کو لمبا اور زیادہ کرنے کے لئے دوسرے بال پیوند کرتی ہیں یہ فعل کرنے والی عورت واصلہ اور کروانے والی مُستوصلہ کہلاتی ہے۔ دونوں پر سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لعنت فرمائی ہے۔ قرطبی نے کہا یہ حدیث اس فعل کی تحریم میں نص ہے۔ امام مالک اور کثیر علماء یہی کہتے ہیں اُنھوں نے بالوں کے ساتھ صوف وغیرہ کے پیوند کو ممنوع کہا؛ کیونکہ یہ وصل شعر کے معنی میں ہیں نیز حدیث میں صرف لفظ واصلہ ہے یہ اپنے عموم کے اعتبار سے سب کو شامل ہے۔ ظاہریوں نے کہا بالوں کو سر پر رکھنے کو جسے "وگ یا جوڑا" کہتے ہیں۔ جائز کہا ہے کیونکہ یہ وصل نہیں وضع ہے۔ بعض نے مطلقاً وصل کو جائز کہا ہے۔ یہ باطل قول ہے۔ اس نہی میں وہ پشم یا ریشم کے دھاگے داخل نہیں جو بالوں کے ساتھ خوبصورتی کے لئے ملاتی ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تفصیل اس طرح ذکر کی ہے کہ اگر آدمی کے بال بالوں سے جوڑیں تو یہ بالاتفاق حرام ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ مرد کے بال ہوں یا عورت کے بال؛ کیونکہ آدمی کے بالوں اور دیگر اجزاء سے نفع حاصل کرنا حرام ہے؛ کیونکہ انسان مکرم اور معزز ہے اس کے بال کسی استعمال میں لانا حرام ہے بلکہ اگر سر منڈائے یا ناخن ترشوائے تو بالوں اور ناخنوں کو زمین میں دفن کیا جائے۔ اگر غیر آدمی کے بال ملائے جو پلید ہیں مردار کے بال ہوں یا حرام جانور زندہ سے اُتارے گئے ہوں یہ بھی حرام ہیں؛ کیونکہ اس تقدیر پر وہ نماز یا غیر نماز میں قصداً نجاست کا حامل ہوتا ہے۔ اس حرمت میں مرد اور عورت شادی شدہ ہو یا نہ دونوں برابر ہیں۔ اگر بال پاک ہوں تو عورت شادی شدہ نہ ہو تو بھی حرام ہیں اگر شادی شدہ ہو تو صحیح ترین صورت یہ ہے کہ اگر شوہر کی اجازت سے کرے تو جائز ہے ورنہ حرام ہے۔ عورت کا چہرہ پر سرخی لگانا اگر شادی شدہ نہ ہو یا اس کا شوہر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر سُرخی استعمال کرے تو حرام ہے شوہر کی اجازت سے جائز ہے (کرمانی) بہرکیف عورت کا خوبصورت بن کر بازار کی زینت بننا حرام ہے۔ گھر میں اپنے شوہر کے لئے زینت کرنے میں حرج نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ

۴۵۶۷ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اُوْصِي الْخَلِيْفَةَ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ اَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَاُوْصِي الْخَلِيْفَةَ بِالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُهَاجِرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَعْفُوَ عَنْ مُسِيْئِهِمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر (مدینہ منورہ) اور ایمان میں گھر بنایا۔

۴۵۶۷ — ترجمہ : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (حیات کے آخری وقت میں) کہا میں پیچھے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اولین مہاجرین کا حق پہچانے اور خلیفہ کو انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے سے پہلے اس شہر اور ایمان میں گھر بنایا کہ ان میں نیک اور مخلصوں سے احسان کرے اور ان میں سے گنہگاروں کو معاف کرے۔

۴۵۶۷ — شرح : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے جبکہ وہ زخمی تھے ان کے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کی کہ مہاجرین کا حق پہچانے کیونکہ انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین متین کی سربلندی کے لئے اپنا وطن، مال و دولت اور اولاد چھوڑی کہ ان سے خصوصی رعائت کرے مہاجرین اولین وہ صحابہ کرام ہیں جو تحویل قبلہ سے پہلے ہجرت کرکے آئے تھے۔ بعض نے کہا جو بیعت رضوان کے وقت موجود تھے۔ بعض نے کہا جو غزوۂ بدر میں شریک تھے۔
"تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ" کے معنی یہ ہیں کہ انھوں نے مدینہ منورہ میں جگہ بنائی اور ایمان میں اخلاص کیا منافقت سے اجتناب کیا۔ نیز ایمان مدینہ منورہ کا نام بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قوله وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ الاٰية

اَلْخَصَاصَةُ اَلْفَاقَةُ اَلْمُفْلِحُوْنَ اَلْفَائِزُوْنَ بِالْخُلُوْدِ اَلْفَلَاحُ اَلْبَقَاءُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عَجِّلْ وَقَالَ الْحَسَنُ حَاجَةً حَسَدًا

٤٥٦٨ حَدَّثَنِي يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمٍ الْاَشْجَعِيُّ

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اپنی جانوں پر اُن کو
ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو"

یہ آئت کریمہ انصار کی شان میں نازل ہوئی کہ اُنھوں نے اپنے مال اور مکانات فقرآء مہاجرین میں تقسیم کر دیئے "

خصاصہ کی فاقہ سے تفسیر کی یعنی اگرچہ وہ خود فقیر اور محتاج ہوں وہ دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔ قولہ المفلحون "سے اس آئت کریمہ: وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ "کی طرف اشارہ کیا اور مُفلِحُوْنَ کی اَلْفَائِزُوْنَ بِالْخُلُوْدِ "سے تفسیر کی فلاح کی بقاء سے تفسیر کی یعنی فلاح بمعنی بقاء بھی آتا ہے یعنی جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں اور باقی رہنے والے ہیں۔

قولہ حَيَّ عَلَى "سے غرض یہ ہے کہ یہاں فلاح اور حیّ کے معنی یہ ہیں کہ مقصد کی کامیابی میں جلدی کر۔ یہ فلاح کا معنی ہے اور حیّ کا معنی بالتبع ذکر کیا ہے۔ ابن تین نے کہا کسی لغوی نے حَيَّ بمعنی عجل نہیں کہا بلکہ بمعنی هَلُمَّ اور اَقْبِلْ کہا ہے۔

قولہ قال الْحَسَنُ حَاجَةً "سے اس آئت کریمہ: وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا "کی طرف اشارہ کیا اور حسن بصری رحمہ اللہ نے حاجةً کی تفسیر حَسَدًا سے کی یعنی اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اور ان کے دلوں میں کوئی خواہش پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ حسد کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَنِیَ الْجَهْدُ فَاَرْسَلَ اِلٰی نِسَائِهٖ فَلَمْ یَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَیْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا رَجُلٌ یُضِیْفُ هٰذَا اللَّیْلَةَ یَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَهَبَ اِلٰی اَهْلِهٖ فَقَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ ضَیْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِیْهِ شَیْئًا قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عِنْدِیْ اِلَّا قُوْتُ الصِّبْیَةِ قَالَ فَاِذَا اَرَادَ الصِّبْیَةُ الْعَشَاءَ فَنَوِّمِیْهِمْ وَتَعَالَیْ فَاَطْفِیءِ السِّرَاجَ وَنَطْوِیْ بُطُوْنَنَا اللَّیْلَةَ فَفَعَلَتْ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ اَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بہت بھوک ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس بھیجا تو ان کے پاس کچھ نہ پایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی ہے جو آج رات اس کو کھانا کھلائے اور اس کی مہمانی کرے۔ ایک انصاری کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! میں اس کی مہمانی کرتا ہوں پھر اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے اس سے کوئی شئی نہیں روکنا۔ اس نے کہا ہمارے پاس صرف بچوں کا کھانا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں اس نے کہا جب بچے کھانا مانگیں تو انہیں سلا دو اور اور آکر چراغ بجھا دینا ہم آج رات بھوکے رہیں گے۔ پس اس نے ایسا ہی کیا پھر صبح کو وہ آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا فلاں مرد اور فلاں عورت سے اللہ بہت خوش ہوا اور اللہ نے یہ آیت کریمہ نازل کی ، وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"

۴۵۶۸ — شرح : خطیب نے کہا یہ میزبان ابوطلحہ انصاری تھے۔ بعض نے عبداللہ بن رواحہ

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لَا تُعَذِّبْنَا بِأَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ

کہا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بچوں کا نفقہ واجب ہے اور ضیافت واجب نہ تھی تو ان کا نفقہ ضیافت میں کیوں خرچ کیا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کھانا ان کی ضرورت سے زائد تھا (کرمانی)

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ مذکورہ عورت نے صراحت کی تھی کہ ہمارے پاس صرف بچوں کا کھانا ہے۔ اس لئے بہتر جواب یہ ہے کہ اس عورت کو معلوم تھا کہ بچے رات کے کھانے کے محتاج نہیں ہیں اور اُن کا کھانا طلب کرنا صرف ان کی عادت کے لحاظ سے تھا ؛ کیونکہ بچے بھوک کے بغیر کھانے کی اشیاء طلب کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ بھوک کے باعث کھانے کے محتاج ہوتے اور نہ کھانے سے انہیں ضرر پہنچتی تو اُن کو کھلانا ضیافت پر مقدم ہوتا۔

قولہ عجب اللہ، اللہ تعالیٰ کے حق میں عجب اور ضحک سے مراد اُن کے لوازم اور غایات ہیں۔ ان کے مبادی اور حقیقی معانی مراد نہیں ؛ کیونکہ تعجب وہ حالت ہے جو امرِ غریب کے ادراک سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ضحک امرِ عجیب کے وقت دانتوں کا ظاہر ہونا ہے۔ یہ دونوں امور اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں۔ لہٰذا ان کی غائت سے رضاء مراد ہے۔ علامہ خطابی نے کہا عجب کا اطلاق اللہ پر محال ہے۔ اس سے مراد رضاء ہے، کیونکہ سخی کا ضحک رضاء پر دلالت کرتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ فرشتوں کا تعجب مُراد ہو کیونکہ اپنی ذات پر دوسرے کو ترجیح دینا عادۃً نادر ہے اس لئے فرشتے اس پر تعجب کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ضحک" کی تاویل رحمت سے کی ہے، لیکن ضحک بمعنی رضاء ذہن کے زیادہ قریب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُوْرَۂ مُمْتَحِنَة

مُمْتَحِنَةٌ بکسرِ الحاء ہے یعنی امتحان لینے والی سورت کی طرف امتحان کی اضافت مجازی ہے۔ جیسے سُوْرَۂ برآءت کو فاضحہ کہا جاتا ہے۔ یعنی رسوا کرنے والی اور منافقوں کے عیوب ظاہر کرنے والی بعض نے

marfat.com
Marfat.com

لَوْ كَانَ هٰؤُلَآءِ عَلَى الْحَقِّ مَا اَصَابَهُمْ هٰذَا بِعَصْمِ الْكَوَافِرِ اَمْرَ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ كُنَّ كَوَافِرَ بِمَكَّةَ

بَابُ لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

حاء پر فتح پڑھا ہے۔ اُنھوں نے اس کی نسبت اس عورت کی طرف کی ہے جس کے حق میں یہ سورت نازل ہُوئی اور وہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی مُعَیْط عبدالرحمٰن بن عوف کی بیوی ہے۔ بعض نے اور کہا ہے۔ ابوالعباس نے کہا یہ سُورت بالاتفاق مدنی ہے۔ اس کی تیرہ آیات ہیں۔ سخاوی نے کہا یہ سورت احزاب کے بعد اور سورۂ نساء سے پہلے نازل ہُوئی۔ لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً ،، کی تفسیر میں مجاہد نے کہا ہمیں ان کے ہاتھوں عذاب نہ دے پس وہ کہیں گے اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو انہیں یہ عذاب نہ پہنچتا۔ یعنی ان کو ہم پہ مسلط نہ کر یہ ہمیں وہ عذاب دیں گے جس کی ہمیں طاقت نہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ کافروں کو ہم پہ کامیاب نہ کر ورنہ وہ کہیں گے کہ وہ حق پر ہیں اور ہم باطل پر ہیں۔

قولہ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ ،، سے اس آیت کریمہ : کی طرف اشارہ کیا عِصَم عصمۃ کی جمع ہے۔ اس کے معنی جس کو مضبوط پکڑے۔ اور کوافر کافرہ کی جمع ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کافرہ عورتوں کے نکاح پر قائم رہنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ اُن سے علیحدہ ہوجائیں اور ان کو چھوڑ دیں۔ ابن عباس نے اس کی تفسیر میں کہا کہ کافرہ عورتوں کے عقد ختم کر دو جس کی کافرہ بیوی مکّہ میں ہے وہ اسے بیوی شمار نہ کرے اس سے تعلق ختم کر دے۔ وہ اس کی بیوی نہیں رہی اور اگر اہلِ مکہ سے کوئی عورت مسلمان ہوکر تمہارے پاس آجائے، حالانکہ مکہ مکرمہ میں اس کا شوہر کافر ہے تو وہ اس کو شوہر نہ سمجھیں اس کا تعلق بھی ختم ہوچکا ہے زہری نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی دو بیویوں قریبہ بنت اُمَیَّہ اور ام کلثوم خزاعیہ جو عبداللہ کی والدہ ہے طلاق دے دی یہ دونوں مُشرِکہ مکہ میں تھیں قُریبہ سے معاویہ بن ابوسفیان نے نکاح کر لیا جبکہ وہ بھی اس وقت مکہ میں مشرک تھے اور ام کلثوم سے ابوجہم نے نکاح کر لیا اور یہ دونوں مشرک تھے اور طلحہ بن عُبَیْدُاللہ کی بیوی اروی بنت ربیعہ تھی۔ اسلام نے ان میں بھی تفریق کر دی۔ قولہ اَمَرَ آہ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ مکہ میں کافرہ بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لیں۔

باب میرے دُشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ

marfat.com

Marfat.com

۴۵۶۹ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَ اَبِيْ رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ اِنْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَذَهَبْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبٍ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مِنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُوْنَ بِهَا اَهْلِيْهِمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِيْ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ

۴۵۶۹ــــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاتب عبید اللہ بن ابی رافع نے کہا میں نے علی بن ابی طالب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقدام کو بھیجا کہ تم جاؤ جب تم روضہ خاخ پہنچو گے وہاں ایک عورت ہے جس کے پاس خط ہے وہ اس سے لے آؤ ہم چل پڑے اس حال میں کہ گھوڑے ہمیں بھگا لے جا رہے تھے حتی کہ ہم روضہ خاخ پہنچ گئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک عورت ہے ہم نے کہا خط نکالو اس نے کہا میرے پاس کوئی خط وغیرہ نہیں ہم نے کہا خط نکالو ورنہ تیرے کپڑے اتار دیں گے تو اس نے اپنے بالوں کے پف سے خط نکالا ہم خط لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ میں رہنے والے مشرکوں کی طرف لکھا گیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب! یہ کیا؟ حاطب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

marfat.com
Marfat.com

اَنْ اَصْطَنِعَ اِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُوْنَ قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ كُفْرًا وَلَا
اِرْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكُمْ
فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَضْرِبُ عُنُقَهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ شَهِدَ بَدْرًا
وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ
فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ عَمْرٌو وَنَزَلَتْ فِيْهِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ قَالَ لَا اَدْرِيْ الْاٰيَةَ فِي الْحَدِيْثِ
اَوْ قَوْلُ عَمْرٍو۔

میرے متعلق جلدی نہ فرمانا میں قریشی مرد ہوں اور اُن میں سے نہیں ہوں (میری پیدائش ان میں سے نہیں۔ میں ان کا حلیف ہوں) اور جو آپ کے ساتھ مہاجرین ہیں۔ ان کی اُن سے قرابتیں ہیں جس کے باعث وہ مکہ میں اُن کے گھر اور مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ جب میرا اُن میں نسب نہیں ہے تو میں اُن پہ احسان کروں تاکہ وہ میرے قرابت کی حفاظت کریں۔ میں نے یہ کفر اور اپنے دین سے منحرف ہونے کے باعث نہیں کیا (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حاطب نے سچ کہا ہے۔ عمر فاروق نے کہا یا رَسُوْلَ اللّٰہ! آپ مجھے چھوڑیں میں اس کی گردن اُڑاتا ہوں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدر میں حاضر تھا تمہیں کیا معلوم۔ اللہ تعالیٰ اہلِ بدر کو دیکھ کر فرمایا جو چاہو کرو میں نے یقیناً تمہیں بخش دیا ہے۔ عمرو بن دینار نے کہا اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ سُفیان بن عُیینہ نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ آیت حدیث کا حصہ ہے یا عَمرو کا قول ہے۔

۴۵۶۹ — شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کرام کو خط لینے روضہ خاخ بھیجا تھا وہ علی المرتضیٰ، عمار بن یاسر، زبیر بن عوام، طلحہ، مقداد بن اسود اور ابو مرثد تھے وہ تمام گھوڑوں پہ سوار تھے، ظعینہ وہ عورت ہے جو ہودج میں بیٹھی ہو اس عورت کا نام سارہ تھا۔ قولہ کنتُ امرءًا من قریش، یعنی ان کا حلیف ہونے کے باعث میں اُن میں سے ہوں نسب و ولادت کے اعتبار سے نہیں، لہٰذا یہ "لم اکن من انفسہم" کے منافی نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کی تصدیق کر دی تھی تو عمر فاروق نے حاطب کی گردن اُڑانے کی بات

marfat.com
Marfat.com

۴۵۷۰ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قِيْلَ لِسُفْيٰنَ فِيْ هٰذَا فَنَزَلَتْ لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ قَالَ سُفْيٰنُ هٰذَا فِيْ حَدِيْثِ النَّاسِ حَفِظْتُهٗ مِنْ عَمْرٍو مَا تَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَمَا أُرٰى أَحَدًا حَفِظَهٗ غَيْرِيْ

بَابُ قَوْلِهٖ إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ

۴۵۷۱ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِيْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ

کیوں کی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عمر فاروق نے دینی قوت وصلابت کے پیش نظر ارادہ کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے انتظام میں استحکام کریں تاکہ کوئی اور شخص ایسی جرأت نہ کر سکے نیز ممکن ہے کہ عمر فاروق کا اس کلام سے مقصد لوگوں کو خبردار کرنا ہو کہ آئندہ کوئی شخص اس قسم کے نا شائستہ کام کا مرتکب نہ ہو انھوں نے حاطب کو قتل کرنے کا عزم نہ کیا تھا۔ (اس حدیث کی تفصیل کے لئے چوتھی جلد کی حدیث ۲۸۰۵ کی شرح دیکھیں)

۴۵۷۰ — ترجمہ : علی بن مدینی نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان سے کہا گیا کیا یہ آیت کریمہ لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ الآیۃ حاطب بن بلتعہ کے حق میں نازل ہوئی تھی ؟ سفیان نے کہا یہ لوگوں کی حدیث میں ہے۔ میں نے یہ عمرو سے یاد کی ہے اس سے میں نے ایک حرف بھی نہیں چھوڑا ہے اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے میرے سوا اس کو یاد کیا ہوگا ،،

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں ،،

یہ آیت کریمہ حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی اس کا سبب قریش اور مسلمانوں میں اس شرط پر صلح تھی کہ جو کوئی مکہ سے نکل کر مسلمانوں کے پاس آئے مسلمان اسے قریش کو واپس کر دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے

marfat.com
Marfat.com

زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُمْتَحَنُ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ بِقَوْلِ اللّٰهِ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ اَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا وَلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ اِمْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا يُبَايِعُهُنَّ اِلَّا بِقَوْلِهٖ قَدْ بَايَعْتُكِ عَلٰى ذٰلِكَ تَابَعَهُ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اِسْحٰقُ ابْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ

اس سے وہ عورتیں مستثنیٰ کر دیں جو بشرط الامتحان ہجرت کر کے مسلمانوں کے پاس آجائیں ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : فَامْتَحِنُوْهُنَّ ، اُن کا امتحان لو۔

ترجمہ : یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہمیں ابن شہاب کے بھتیجے محمد بن عبداللہ بن مسلم نے اپنے چچا محمد بن مسلم زہری سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے بیان فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن مومن عورتوں کا جو آپ کے پاس ہجرت کر کے آئیں۔ اس آیت کریمہ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ ، غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ، تک کے نزول کے سبب امتحان لیا کرتے تھے۔ عروہ نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو مومن عورت اس شرط کا اقرار کرتی اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے میں نے تجھے اس پر بیعت کر لیا ہے۔ صرف کلام سے بیعت کرتے تھے۔ خدا کی قسم! بیعت کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہ کرتا۔ آپ عورتوں کو صرف اپنے اس کلام کہ میں نے تجھے اس پر بیعت کر لیا ہے بیعت کیا کرتے تھے۔ ابن شہاب کے بھتیجہ کی یونس معمر اور عبدالرحمٰن بن اسحاق نے زہری سے روایت کرنے میں متابعت کی اسحاق بن راشد یعنی معمر نے زہری سے روایت کی۔ زہری نے عروہ اور عمرہ دونوں سے یہ روایت کی ہے۔

۴۵۷۱ — شرح : اس آیت کریمہ کا تتمہ یہ ہے : عَلٰى اَنْ يُّشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ

marfat.com
Marfat.com

وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ" ، اے پیارے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اُٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو اُن سے بیعت کرلو اور اللہ سے اُن کی مغفرت چاہو ، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ عورتوں کی بیعت میں اِن شرائط کی تخصیص اس لئے ہے کہ یہ صفات عورتوں میں راسخ اور غالب ہوتی ہیں ۔ ان میں عقل ناقص ہونے کے باعث ان سے دُور رہنے میں دشواری ہے اس لئے پہلے اُن سے اقرار لیا کہ ان کے قریب نہ جائیں ورنہ مَردوں کی بیعت میں بھی یہ امور ضروری ہیں ۔

مفسرین نے ذکر کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو عورتوں سے بیعت لی جبکہ آپ صفا پہاڑی پر تشریف فرما تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے نیچے تھے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عورتوں سے آپ کے لئے بیعت لیتے تھے ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں کیا اور مردوں سے بیعت کے وقت دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرماتے تھے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن خُزیمہ ، ابن حبّان ، بزّار ، طبرانی اور ابن مَردویہ نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن کے طریق سے ام عطیّہ سے روائت کی کہ عورتوں سے بیعت لیتے وقت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کے باہر سے اپنا دستِ اقدس لمبا کیا اور ہم نے اندر سے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے پھر آپ نے فرمایا : اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ ،،

اسی طرح حدیث ۴۵۷۲ میں ام عطیّہ سے روائت ہے کہ ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ پیچھے کرلیا ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ہاتھوں سے کرتی تھیں کلام سے بیعت نہ تھی ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عورتوں کا پسِ پردہ ہاتھ بڑھانے میں یہ اشارہ ہے کہ اُن سے بیعت کا وقوع ہُوا ہے ۔ یہ مصافحہ کو مستلزم نہیں اور دوسری حدیث میں قبض ید سے مراد یہ ہے کہ اس عورت نے قبول سے تاخیر کی تھی یا درمیان میں پردہ حائل تھا ۔ چنانچہ ابوداؤد نے مراسیل میں شعبی سے روائت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورتوں سے بیعت لی تو آپ نے چادر اپنے دستِ اقدس پر رکھی اور فرمایا میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ عورتوں سے مصافحہ کروں ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور باپردہ آتی تھیں ، کیونکہ بیگانی عورت کو مس کرنے اور اس کے چہرے کو دیکھنے کا ایک ہی حکم ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ

۴۵۷۲ــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتْ اِمْرَأَةٌ يَدَهَا فَقَالَتْ اَسْعَدَتْنِيْ فُلَانَةُ اُرِيْدُ اَنْ اَجْزِيَهَا فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب آپ کے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے آئیں "

ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے یہ آیت کریمہ پڑھی کہ ہم اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا تو ایک عورت نے اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا فلانہ عورت نے میری موافقت کی تھی (میرے ساتھ نوحہ گیا تھا) میں اس کو نوحہ کی جزاء دینا چاہتی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ نہ کہا وہ عورت چلی گئی پھر واپس آئی تو آپ نے اس سے بیعت کی۔

۴۵۷۲ــ شرح : عورت کا میت پر روتے ہوئے اس کے محاسن بیان کرنے کو نوحہ کہتے ہیں۔ جس عورت نے بیعت کے وقت اپنا ہاتھ روک لیا تھا۔ وہ ام عطیہ تھی لیکن اس نے اپنے کو مبہم رکھا اس کی دلیل یہ ہے کہ نسائی کی روائت میں ہے کہ ام عطیہ نے کہا ایک عورت نے میری موافقت کی تھی میرے لئے ضروری ہے کہ میں اس کی نوحہ میں موافقت کروں۔ عاصم کی روائت میں اس طرح ہے کہ ام عطیہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

فلاں عورت نے جاہلیت میں میرے ساتھ نوحہ کیا تھا میں اس کی مکافات کرنا چاہتی ہوں اسعاد نوحہ میں مدد کرنے کے معنی میں خاص ہے اور مساعدت تمام امور میں عام ہے۔

نسائی کی روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام عطیہ سے فرمایا جاؤ اور اس عورت کے ساتھ نوحہ کرو وہ گئی اور اس عورت کے ساتھ نوحہ کرکے واپس آئی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیعت لی۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام عطیہ کو اسعاد کی اجازت دی تھی کہ وہ اس کی مکافات کرے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ رخصت ام عطیہ کے لئے مخصوص ہے۔ شارع علیہ السلام کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے عام احکام سے مستثنیٰ کرکے مخصوص کر دے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں نظر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں حرام کو حلال کرنے میں تخصیص نہیں ہوتی" ہاں یوں ہو سکتا ہے کہ جس عورت سے نوحہ میں مکافات کی تھی وہ ابھی مسلمان نہ ہوئی ہو۔

نیز ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی۔ خولہ بنت حکیم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جاہلیت میں میرا والد اور بھائی فوت ہو گئے تھے۔ اور فلاں عورت نے نوحہ کرنے میں میری موافقت کی تھی اور مکافات کی رخصت طلب کی۔ ترمذی نے سعد بن خوشب کے طریق سے ام سلمہ انصاریہ سے روایت کی کہ اسماء بنت یزید نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا چچا فوت ہو گیا تھا اور فلاں قبیلہ کی عورت نے نوحہ کرنے میں میری موافقت کی تھی۔ میں اس کی مکافات کرنا چاہتی ہوں آپ نے انکار کیا تو میں نے بار بار عرض کی آپ نے مجھے نوحہ کی اجازت دے دی۔ پھر اس کے بعد میں نے نوحہ نہیں کیا۔ امام احمد اور طبری نے مصعب بن نوح کے طریق سے حدیث ذکر کی کہ میں نے اپنے قبیلہ کی ایک عورت کو پایا جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ اس نے کہا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد لیا کہ ہم نوحہ نہ کریں گی تو ایک عورت نے کہا یا نبی اللہ لوگوں نے نوحہ کرنے میں ہماری مصیبتوں میں ہماری موافقت کی تھی۔ اب انہیں مصیبت پہنچی ہے۔ میں نوحہ میں ان کی موافقت کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اس کی مکافات کرو (بدلہ دو) وہ گئی اور مکافات کرکے واپس آئی اور حضور کی بیعت کی" ان احادیث نبویہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا سے بعض مالکیہ نے استدلال کیا کہ نوحہ کرنا جائز ہے۔ اور حرام وہ نوحہ ہے جس میں جاہلیت کی رسم کے مطابق گریبان چاک کئے جائیں۔ رخسارے پیٹے جائیں اور بال نوچے جائیں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ نوحہ مطلقاً حرام ہے۔ اس میں جاہلیت کی رسوم ادا کی جائیں یا نہ۔ اور ان احادیث کا بہترین جواب یہ ہے کہ ابتداءِ اسلام میں نوحہ سے نہی تنزیہی تھی۔ یہ واقعات اس زمانہ کے ہیں۔ پھر جب عورتوں کی بیعت مکمل ہو گئی اور اس پر تشدید زیادہ ہو گئی تو نوحہ قطعی حرام ہو گیا۔

marfat.com
Marfat.com

۴۵۷۳ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَھْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ الزُّبَیْرَ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ قَالَ اِنَّمَا ھُوَ شَرْطُ اللّٰہِ لِلنِّسَآءِ

۴۵۷۴ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ الزُّھْرِیُّ حَدَّثَنَاہُ قَالَ حَدَّثَنَاہُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اِدْرِیْسَ سَمِعَ عُبَادَۃَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُبَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا تَزْنُوْا وَلَا تَسْرِقُوْا وَقَرَاَ اٰیَۃَ النِّسَاءِ وَاَکْثَرُ لَفْظِ سُفْیٰنَ قَرَاَ الْاٰیَۃَ فَمَنْ وَّفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ فَھُوَ کَفَّارَۃٌ لَّہٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْھَا شَیْئًا فَسَتَرَہُ اللّٰہُ فَھُوَ اِلَی اللّٰہِ اِنْ شَآءَ عَذَّبَہٗ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَ لَہٗ تَابَعَہٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِی الْاٰیَۃِ

۴۵۷۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہا۔ یہ شرط ہے جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر عائد کی ہے۔

۴۵۷۳ — شرح : یعنی یہ آیت کریمہ عورتوں کے بارے میں ہے، لیکن یہ شرط مردوں کی شرط کے منافی نہیں؛ کیونکہ مفہوم لقب کا اعتبار نہیں۔ لہٰذا مرد بھی اس شرط میں داخل ہیں جیسے اکثر احکام مردوں کی نسبت مشروع ہیں اُن میں عورتیں بھی داخل ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ عقبہ میں مَردوں پر بھی یہی شرط عائد کی تھی۔

۴۵۷۴ — ترجمہ : سفیان نے کہا زہری نے ہم سے حدیث بیان کی کہ مجھے ابوادریس خولانی نے خبر دی کہ اُنھوں نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ نے فرمایا کیا تم اس شرط پہ میری بیعت نہیں کرتے کہ اللہ کا شریک نہ بناؤ گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ ہی چوری کرو گے اور سورۂ نساء کی

marfat.com
Marfat.com

۴۵۷۵ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ اِبْنُ جُرَيْجٍ اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَعُثْمٰنَ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيْهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ فَنَزَلَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ حِيْنَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهٖ ثُمَّ اَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى اَتَى النِّسَاءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْاٰيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِيْنَ فَرَغَ اَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكَ وَقَالَتِ امْرَاَةٌ وَّاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا يَدْرِیْ الْحَسَنُ مَنْ هِیَ قَالَ فَتَصَدَّقْنَ وَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهٗ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِیْ ثَوْبِ بِلَالٍ

آئت کریمہ تلاوت فرمائی۔ سفیان کے اکثر لفظ قَرَءَ الْاٰیَۃ ہیں۔ جس نے تم میں سے وفاء کی اس کی جزاء اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور جس نے ان میں سے کچھ ارتکاب کیا اور اس کو عذاب دیا گیا تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور اس میں سے کسی شئ کا مرتکب ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تو وہ اللہ کے اختیار میں ہے اگر چاہے عذاب دے اگرچہ چاہے تو گناہ معاف کر دے۔ عبدالرزاق نے بھی معمر سے روائت کرنے میں سفیان کی متابعت کی ہے۔

۴۵۷۵ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید فطر کی نماز میں حاضر ہوا اور ابوبکر صدیق

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الصَّفِّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَنْ أَنْصَارِيْ إِلَى اللّٰهِ مَنْ يَتْبَعُنِيْ إِلَى اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَرْصُوْصٌ مُلْصَقٌ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ وَقَالَ غَيْرُهُ بِالرِّصَاصِ

عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ حاضر ہوا وہ تمام عید کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد خطبہ پڑھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف سے نیچے اُترے گویا کہ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں جس وقت اپنے ہاتھ مبارک کے اشارے سے لوگوں کو بٹھا رہے تھے۔ پھر آپ مردوں کی صف چیرتے ہوئے آئے حتیٰ کہ حضرت بلال کے ساتھ عورتوں کے پاس آئے اور یہ آیت کریمہ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ الآیۃ تلاوت فرمائی۔ اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اُٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو اُن سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ پھر جس وقت آئت کریمہ کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے عورتو! تم اس آئت میں مذکور پر بیعت کرتی ہو؟ تو ایک عورت نے کہا ہاں پس اس کے سوا کسی عورت نے جواب نہ دیا۔ حسن بن مسلم کو معلوم نہیں کہ وہ عورت کون تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتو! صدقہ کرو اور بلال نے اپنا کپڑا پھیلا دیا تو عورتوں نے بلال کے کپڑے میں چھلے اور انگوٹھیاں ڈالنا شروع کیں۔ (حدیث ۹۳۳ ج ۲: کی شرح دیکھیں)

سُوْرَۂ صفّ

اس کو سورہ حواریین بھی کہتے ہیں۔ ابوالعباس نے کہا یہ سورت مدنی ہے۔ عینی نے ابن نقیب سے نقل کیا کہ یہ مکی ہے، لیکن یہ نقل منظور فیہ ہے؛ کیونکہ اس سورت کی آیات میں جہاد کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يَأْتِي مِنْ بَعْدِيْ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ

ترغیب دلائی گئی ہے اور مکہ میں جہاد مشروع نہ تھا۔
اس کی چودہ آیات ہیں۔ سخاوی نے کہا یہ سورت تغابن کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی۔
اس کا نام صف اس لئے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں صفیں باندھ کر جہاد کرتے ہیں۔

قولہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ ،، یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں۔ مجاہد نے اس کی یہ تفسیر کی کہ اللہ کی طرف ہو کر میری متابعت کرے۔
قولہ مَرْصُوص ،، سے اس آیت کریمہ : کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَرْصُوْصٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس نے اس کی تفسیر یہ کی کہ بعض دوسرے بعض سے ملے ہوئے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا رصاص کے ساتھ ملا ہوا ہے رَصاص کی راء کو مکسور و مفتوح دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ شارح کرمانی نے کہا رَصاص بفتح الراء ہے عام لوگ راء پر کسرہ پڑھتے ہیں۔
علامہ عینی نے کہا دستور اللغۃ میں راء کو صرف مفتوح کہا ہے۔ کرمانی کا مقصد یہ ہے کہ اہلِ لغت راء کو مفتوح پڑھتے ہیں لیکن عام لوگ مکسور پڑھتے ہیں ،،
قولہ مِنْ بَعْدِیْ ،، سے اس آیت کریمہ : وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِ اسْمُہٗ اَحْمَدُ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوا اور اُن رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے اُن کا اسم گرامی احمد ہے ،،
اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "احمد" رکھا اور اپنے نام سے مشتق کیا یا فاعل میں مبالغہ ہے۔ یعنی جو کوئی میری حمد کرے آپ اس سے زیادہ حمد کرنے والے ہیں۔

اہلِ انجیل کے نزدیک آپ کا اسم مبارک
فارقلیط ہے (یعنی جو اپنی طرف سے کلام نہ کرے)

marfat.com
Marfat.com

۴۵۷۷ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ يَمْحُوا اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَیَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَقَرَأَ عُمَرُ فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

۴۵۷۶ — ترجمہ : جُبَیر بن مطعم نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں میرے ذریعہ اللہ کفر مٹائے گا میں حاشر ہوں میرے قدموں پہ لوگ اُٹھائے جائیں گے۔ میں عاقب ہوں۔ عاقب وہ ہے جو اپنے سے پہلے نیک کاموں میں خلیفہ ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ بہت ہیں۔ اِن اسماء کی تخصیص کا کیا سبب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مقصود وہ اسماء ہیں جو بہت سی کتابوں میں موجود ہیں اور پہلی اُمتوں کے علم میں ہیں۔ حاشر کے معنی ہیں میری نبوت کے زمانہ میں حشر ہوگا۔ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ بعض نے یہ معنی ذکر کئے ہیں کہ میں سب سے پہلے قبر شریف سے اُٹھوں گا۔ یہ معنی ان صحیح احادیث کے منافی نہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ میں سب سے پہلے قبر شریف سے باہر تشریف لاؤں گا جبکہ موسیٰ علیہ السلام استارِ عرش پکڑے ہوں گے۔

(حدیث ۳۳۰۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۵۷۷۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِی الْغَیْثِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاُنْزِلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ قَالَ قُلْتُ مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَلَمْ یُرَاجِعْہُ حَتّٰی سَاَلَ ثَلٰثًا وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ ھٰؤُلَآءِ

سُوْرَۂ جُمُعَہ

یہ سُورت بالاتفاق مدنی ہے۔ اس کی گیارہ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اُن میں (امیوں میں سے) اوروں کو پاک کرتے اور علم عطاء فرماتے ہیں جو اُن اگلوں سے نہ ملے

یَلْحَقُوْا منصوب یُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ پر عطف ہے۔ یعنی اُن میں سے اُن مومنوں کو علم عطاء فرماتے ہیں جو آپ کے دین کے تابع ہیں۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا جو بھی آخر زمانہ تک جناب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا علم حاصل کرتا ہے۔ آپ اس کے بالقوہ معلم ہیں؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خیر عظیم اور فضل جسیم کا اصل ہیں۔ اگر مجرور ہو تو "اُمیین" پر عطف ہوگا یعنی آخرین امتیوں میں بھیجا۔
قولہ یَلْحَقُوْا بِھِمْ ،، یعنی آخرین نے اگلوں کو نہیں پایا؛ لیکن اُن کے بعد ہیں۔ اِن آخرین سے مراد یا تو

marfat.com
Marfat.com

۴۵۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ اَخْبَرَنِیْ ثَوْرٌ عَنْ اَبِی الْغَيْثِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَالَهٗ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ

عجمی لوگ ہیں یا وہ تمام لوگ ہیں جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے انھوں نے ان کا زمانہ نہ پایا یا فضیلت و شرافت میں اُن کے درجہ کو نہ پہنچے ؛ کیونکہ صحابہ کے بعد لوگ خواہ قطب و غوث ہو جائیں مگر صحابیت کی فضیلت نہیں پا سکتے۔

قولہ قَرَءَ عُمَرُ " یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ " کے بجائے " فَامْضُوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ " پڑھا ہے ؛ چنانچہ سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ پڑھتے سنا ہے۔

۴۵۷۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی۔ جب یہ آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ " نازل ہوئی تو ابوہریرہ نے کہا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! وہ لوگ کون ہیں۔ آپ نے جواب کی طرف رجوع نہ کیا حتی کہ تین بار سوال عرض کیا۔ اور ہم میں سلمان فارسی بیٹھے ہوئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس سلمان پر رکھ کر فرمایا۔ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو ان میں سے لوگ یا کوئی آدمی اس کو لے آتا۔

۴۵۷۷ — شرح : حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ " آخرین " سے مراد اہلِ فارس ہیں کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلمان پر دستِ اقدس رکھ کر یہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ سلمان فارسی کی جماعت سے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وہ اہلِ فارس یعنی عجمی ہیں اس میں اُن کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ قرطبی نے کہا سب سے بہتر قول یہ ہے کہ " آخرین " اہلِ فارس ہیں۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے اور یہ علانیہ ظاہر بھی ہو چکا ہے ؛ کیونکہ اُن میں دین کا غلبہ ہوا اور علماء کی کثرت ہوئی اس طرح اُن کا وجود سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک دلیل ہے جبکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان علماء میں سے ہیں۔ صحیح تر قول یہ ہے کہ اہلِ فارس لاوذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ علی بن کیسان نسابہ نے کہا وہ فارس بن جابر بن یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ طبقات صاعد میں اس طرح ہے کہ اہلِ فارس پہلے نوح علیہ السلام کے دین پر مُوَحِّد تھے یہاں تک زردشت پیدا ہوا اُس نے لوگوں کو مجوسیوں کے دین پر مجبور کیا اور وہ سب آتش پرست ہو گئے کسی

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً

۴۵۷۹ــ حَدَّثَنِیْ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا خَلِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ اَبِیْ سُفْیٰنَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَقْبَلَتْ عِیْرٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَثَارَ النَّاسُ اِلَّا اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِذَا رَاَوْ تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا اِنْفَضُّوْا اِلَیْهَا

سال وہ آتش پرست رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اُن کو ہلاک کیا۔

۴۵۷۸ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی (اگر ایمان ثریا میں ہوتا) تو اِن لوگوں میں سے اسے پکڑ لاتے (یعنی اس حدیث میں عبداللہ بن عبدالوہاب نے بے تردد "لَنَالَهٗ رِجَالٌ" کہا ہے)

بابٌ ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اُنھوں نے جب کوئی مالِ تجارت یا کوئی لہو دیکھا تو اسکی طرف چل دیئے"

۴۵۷۹ــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جمعہ کے روز شام سے ایک قافلہ آیا جبکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ بارہ آدمیوں کے سوا سب لوگ ادھر بھاگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کی کہ جب اُنھوں نے مالِ تجارت یا کھیل دیکھا تو اس کی طرف چل دیئے اور آپ کو کھڑا چھوڑ گئے۔

۴۵۷۹ــ شرح : قولہ اِنْفَضُّوْا اِلَیْهَا، ضمیر کا مرجع تجارت ہے کیونکہ لوگوں کا بھاگ جانا تجارت کی دریافت کے لئے تھا جبکہ ڈھول بجا کر اعلان کیا گیا تھا کہ مالِ تجارت پہنچ چکا ہے۔ یہ کوئی تماشا نہ تھا جس کو دیکھنے کے لئے گئے تھے۔ اس لئے ضمیر تثنیہ "اِلَیْهِمَا" نہیں لائے، کیونکہ اگر مرجع دو چیزیں ہوں اور ان میں سے ایک دوسرے پر معطوف ہو تو

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ اِلٰى لَكَاذِبُوْنَ

۴۵۸۰ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ فِىْ غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ اُبَىَّ يَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهٖ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَذَكَرْتُ

اُن کی ضمیر واحد لاتے ہیں۔ صاحب کشاف نے کہا دراصل کلام اس طرح ہے: اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اِنْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَاِذَا رَاَوْا لَهْوًا اِنْفَضُّوْا اِلَيْهِ، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحبِ کشاف کی تصویب کی اُنھوں نے کہا والجواب فيه قال الزمخشريُّ، ایک انفَضُّوْا الخ کی دوسرے پر دلالت ہونے کے باعث ایک کو حذف کردیا، واللہ ورسُولہ اعلم (حدیث ۸۹۵ ج :۲ کی شرح دیکھیں)

سُوْرۂ منافقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سُورت مدنی ہے اس کی گیارہ آیات ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب تمہارے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں، لَكَاذِبُوْنَ تک،

۴۵۸۰ــ ترجمہ: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایک غزوہ میں تھا (تبوک) تو میں نے

marfat.com

Marfat.com

ذٰلِكَ لِعَمِّيْ اَوْ لِعُمَرَ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِيْ فَحَدَّثْتُهٗ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ وَاَصْحَابِهٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَكَذَّبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهٗ فَاَصَابَنِيْ هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِيْ مِثْلُهٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِيْ عَمِّيْ مَا اَرَدْتَ اِلٰى اَنْ كَذَّبَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ فَبَعَثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ

عبداللہ بن اُبی سے سُنا وہ کہتا تھا جو لوگ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں اُن پر خرچ نہ کرو حتی کہ وہ آپ کے گرد سے متفرق ہو جائیں۔ اگر ہم آپ کے پاس سے مدینہ منورہ لوٹ کر گئے تو جو عزیز تر ہے وہ ذلیل تر کو مدینہ منورہ سے نکال دے گا" میں نے یہ (عبداللہ کا کلام) اپنے چچا یا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بُلایا تو میں نے (جو کچھ سُنا تھا) آپ سے عرض کر دیا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کو پیغام بھیجا تو وہ قسمیں کھا گئے (کہ ہم نے نہیں کہا) پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھٹلا دیا اور عبداللہ وغیرہ کی تصدیق کر دی۔ (یہ سُن کر) مجھے وہ غم لاحق ہُوا جو اس کی مثل کبھی لاحق نہ ہُوا تھا میں اپنے گھر بیٹھ گیا (شرمندگی کے باعث) میرے چچا نے مجھے کہا تو نے کیا ارادہ کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھوٹا کہا اور تجھ پر ناراض ہُوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ "جب منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں" نازل فرمائی پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو میرے پاس بھیجا اور یہ سورت پڑھی اور فرمایا اے زید اللہ نے تیری تصدیق کر دی ہے (کہ تو سچا ہے اور منافق جھوٹے ہیں)

شرح : یہ واقع تبوک سے مدینہ منورہ کی طرف واپسی کے وقت پیش آیا جیسا کہ نسائی میں ہے۔ علامہ قسطلانی نے یہ واقعہ غزوۂ رجیع کے وقت ذکر کیا ہے۔ علامہ عینی نے کہا اہلِ مغازی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ غزوہ بنی مصطلق میں ہُوا۔ علامہ ابن حجر نے شرح بخاری میں امام نسائی کے قول کی تائید کی ہے۔ ابوالفرج نے کہا یہ غزوۂ مریسیع کا واقعہ ہے، عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا اور قبیلہ خزرج کا سردار تھا۔

قولہ ذکرتُ ذالک لعمّی "یعنی میں نے اس منافق کا کلام اپنے چچا یا عمر فاروق سے ذکر کیا۔ اکثر روایات

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قولہ اِتَّخَذُوا اَیْمَانَھُمْ جُنَّۃً یَجْتَنُّوْنَ بِھَا

۴۵۸۱ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اَیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ کُنْتُ مَعَ عَمِّیْ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اُبَیٍّ ابْنَ سَلُوْلَ یَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا اَوْ قَالَ اَیْضًا لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِعَمِّیْ فَذَکَرَ عَمِّیْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُبَیٍّ وَاَصْحَابِہٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَصَدَّقَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَذَّبَنِیْ فَاَصَابَنِیْ ھَمٌّ لَمْ یُصِبْنِیْ مِثْلُہٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِیْ بَیْتِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ اِلٰی قَوْلِہٖ ھُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا اِلٰی قَوْلِہٖ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ فَاَرْسَلَ

میں لفظِ اَوْ نہیں۔ صرف "لِعَمِّیْ" مذکور ہے۔ طبرانی نے کہا "عمّ" سے مراد سعد بن عبادہ ہیں جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے یہ ان کے حقیقی چچا نہیں۔ زید بن ارقم کے حقیقی چچا ثابت بن قیس صحابی ہیں۔ کرمانی نے کہا چچا سے مراد عبداللہ بن رواحہ ہے، لیکن وہ بھی اُن کے حقیقی چچا نہیں۔ زید بن ارقم نے کہا جب مجھے جھٹلایا گیا تو میں نے اپنے گھر ہی رہنا شروع کر دیا۔ مجھے یہ خوف طاری ہُوا کہ اگر کوئی مجھے دیکھے گا تو کہے گا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ محمد بن کعب کی روائت کے مطابق زید نے کہا میری قوم مجھے ملامت کرنے لگی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ابوسعد کی روائت میں ہے کہ زید بن ارقم نے کہا۔ ایک دفعہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اور میں نے ندامت کے باعث سر نیچا کیا ہُوا تھا۔ تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرا کان پکڑ کر ہنس پڑے پھر مجھے ابوبکر صدیق ملے اور کہا خوشخبری ہو پھر عمر فاروق ملے اُنھوں نے بھی یہی کہا جب صبح ہُوئی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ منافقین پڑھی۔

marfat.com
Marfat.com

اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَھَا عَلَیَّ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ صَدَّقَكَ بَابٌ قَوْلُہٗ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَفْقَھُوْنَ

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! منافقوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے ان کے ساتھ اپنا حال چھپاتے ہیں"۔

۴۵۸۱ ۔ ترجمہ : زید بن ارقم نے کہا میں اپنے چچا کے ہمراہ تھا۔ اچانک میں نے عبداللہ ابن اُبی بن سلول کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو رسول اللہ کے پاس ہیں۔ ان پر خرچ نہ کرو! یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس سے متفرق ہو جائیں۔ نیز اس نے کہا اگر ہم مدینہ منورہ لوٹ کر گئے تو اس میں سے غالب ذلیل کو نکال دے گا۔ میں نے یہ کلام اپنے چچا سے ذکر کیا تو میرے چچا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھیوں کو پیغام بھیجا تو سب نے قسم کھائی کہ انھوں نے کچھ نہیں کہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی تصدیق کی اور مجھے جھٹلا دیا اس سے مجھے وہ غم لاحق ہوا کہ ایسا غم پہلے کبھی لاحق نہیں ہوا تھا میں اپنے گھر بیٹھ گیا تو میرے چچا نے کہا تو نے کیا کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھٹلا دیا اور ناراض ہو گئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ الایۃ نازل فرمائی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام بھیجا اور میرے سامنے یہ سورت پڑھی اور فرمایا اے زید اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق کر دی ہے (زید بن ارقم کی حدیث کا دوسرا طریق ہے)

ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کا بیٹا ہاتھ میں تلوار لئے عبداللہ بن ابی کے سر پر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا میرے سامنے اقرار کر کہ تو ذلیل ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غالب اور عزیز ہیں ؛ ورنہ تلوار سے سر اُڑا دوں گا۔ عبداللہ نے اپنے بیٹے کے سامنے اپنی ذلت، رسوائی اور خواری کا اقرار کیا تو اپنی جان بچائی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے کا نام بھی عبداللہ ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجزاہ خیراً

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ اس سبب سے کہ وہ لوگ ایمان لائے پھر کفر کیا تو ان کے دلوں پر مہریں لگا دی گئیں پس وہ لوگ سمجھتے نہیں"

marfat.com
Marfat.com

٤٥٨٢ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبِ الْقُرَظِيَّ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ قَالَ لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ اَيْضًا لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ اَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَامَنِيْ الْاَنْصَارُ وَحَلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبَيٍّ مَا قَالَ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ اِلَى الْمَنْزِلِ فَنِمْتُ فَاَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهٗ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ وَنَزَلَ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا الْاٰيَةَ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ

ترجمہ : عبداللہ بن ارقم نے کہا جب عبداللہ بن اُبَیّ نے کہا اُن لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد ہیں نیز

٤٥٨٢ ـــ اُس نے کہا اگر ہم مدینہ منورہ کی طرف لوٹ کر گئے ۔ میں نے یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی تو مجھے انصار نے ملامت کی ۔ اور عبداللہ قسم کھا گیا کہ اُس نے یہ نہیں کہا ۔ میں اپنے گھر جا کر سو گیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ۔ میں حاضر خدمت ہُوا تو آپ نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کر دی ہے ۔ اور یہ آیت کریمہ : هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا ، نازل ہوئی ابن ابی زائدہ یحییٰ بن زکریا نے سلیمان اعمش سے اُنھوں نے عمرو بن مُرّہ سے اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اُنھوں نے زید رضی اللہ عنہ سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی ،،

marfat.com
Marfat.com

۴۵۸۳ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ اَلْاَرْقَمِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ اَصَابَ النَّاسَ فِيْهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ لِاَصْحَابِهٖ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ وَقَالَ لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَاَرْسَلَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ فَسَاَلَهٗ فَاَجْتَهَدَ يَمِيْنَهٗ مَا فَعَلَ قَالُوْا كَذَبَ زَيْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ مِمَّا قَالُوْا شِدَّةٌ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقِيْ فِيْ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب تو منافقوں کو دیکھے تو ان کے جسم تمہیں اچھے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو تو ان کی بات غور سے سُنے۔ گویا وہ لکڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی۔ ہر بلند آواز اپنے ہی اُوپر لے جاتے ہیں۔ وہ دُشمن ہیں تو اُن سے بچتے رہو۔ اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

تفسیر: یعنی منافقوں کے جسم تمہیں تعجب میں ڈالتے ہیں کہ ان کی خلقت ہموار، قدراز اور خوبصورت بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے عبداللہ بن اُبی جسیم صحت مند، خوبصورت اور میٹھی زبان والا انصار کے سرداروں میں سے تھا۔ اکثر منافق اسی طرح تھے۔ جب محمدی آفتابِ رسالت کا طلوع ہُوا تو ان کے ستارے خاک میں مل گئے تو عداوت اور

marfat.com
Marfat.com

انکار نبوت پر کمر بستہ ہو گئے ، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آپ کے دشمن اور آپ کے صحابہ کے بھی دشمن ہیں۔ ان کی میٹھی باتیں اور چرب زبانی نہ دیکھیں ان سے بچتے رہیں اور ان کے ظاہر حال سے دھوکہ نہ کھائیں۔ یہ اپنے دلوں میں سخت دشمنی رکھتے ہیں اور تمہاری خبریں کافروں کو پہنچاتے ہیں اور تمہاری پوری جاسوسی کرتے ہیں۔ اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کیسے پھرتے ہیں۔

۴۵۸۳ — ترجمہ : زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے (غزوۂ تبوک یا بنی مصطلق) اس سفر میں لوگوں کو سختی سفر کا سامنا کرنا پڑا تو عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں۔ حتی کہ آپ کے گرد سے چلے جائیں۔ نیز اس نے کہا لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ ، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو یہ خبر دی تو آپ نے عبداللہ بن اُبیّ کو بلایا اور اس سے پوچھا تو وہ زور دار قسمیں کھانے لگا کہ اُس نے یہ نہیں کہا لوگوں نے کہا زید نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جھوٹ بولا ہے تو میرے دل کو لوگوں کی باتوں سے سخت تکلیف ہوئی۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق میں اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ نازل فرمائی۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا تاکہ اُن کے لئے مغفرت طلب کریں تو اُنھوں نے اپنے سر پھیرے اور خدمت میں حاضر نہ ہوئے ،،

۴۵۸۳ — شرح : اگر کوئی سوال پوچھے کہ اس حدیث میں ہے کہ زید بن ارقم نے کہا میں خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عبداللہ بن ابی کی ہزلیات کی آپ کو خبر دی اور اس سے پہلی حدیث میں فرمایا کہ زید بن ارقم نے کہا میں نے اپنے چچا سے ذکر کیا اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے زید نے بالواسطہ خبر پہنچائی پھر خود خبر دی بایں ہمہ دونوں خبروں کے وقوع میں منافات نہیں۔

قولہ کَاَنَّھُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ ، چند منافقین مدینہ منورہ کے رؤساء تھے۔ وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو نہایت خوبصورتی سے ٹیک لگا کر بیٹھتے جبکہ وہ حسنِ منظر اور فصیح اللسان بھی تھے اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے لمبے اور خوشنما اجسام دیکھ کر تعجب کرتے جب وہ بات کرتے تو حضور نہایت غور سے ان کی بات سنتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ بات کریں آپ ان کی بات غور سے سُنتے ہیں گویا یہ لوگ صرف صورتیں ہیں ان میں ارواح نہیں اجسام ہیں۔ ان میں عقل نہیں۔ ان کے ٹیک لگا کر بیٹھنے اور ان کے اجسام کے ایمان وخیر سے خالی ہونے کو ان لکڑیوں سے تشبیہ دی گئی جو دیوار سے ٹکائی ہوئی ہوں۔ کیونکہ لکڑی سے فائدہ اس وقت پہنچتا ہے جب وہ مکان کی چھت پہ ہو یا کسی استعمال میں آتی ہو اور جب تک فارغ پڑی ہو اور اس سے

marfat.com

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ قَالَ كَانُوْا رِجَالًا اَجْمَلَ شَيْءٍ

بَابٌ قَوْلُهُ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ حَرَّكُوْا اِسْتَهْزَءُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقْرَأُ بِالتَّخْفِيْفِ مِنْ لَوَيْتُ

۴۵۸۴ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّيْ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ ابْنَ سَلُوْلَ يَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَلَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ

انتفاع وغیرہ نہ ہو تو اس کو دیوار کے ساتھ ٹکا دیتے ہیں۔ اس لئے عدمِ انتفاع میں کاغذ کو ٹکائی ہوئی لکڑیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بعض نے یہ کہا کہ خُشُبٌ مُسَنَّدَہ "مراد وہ بت ہیں جو لکڑی سے بنائے گئے ہیں جو دیواروں سے ٹکائی ہوتی ہیں ان کے ساتھ حسنِ صورت اور قلتِ نفع میں تشبیہ دی۔ واللہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب اُن سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنا سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں اور معافی نہیں چاہتے

تفسیر: حَرَّكُوْا یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مذاق کرتے ہیں اور آپ کی بات ماننے سے انکار کرتے ہیں اور لَوَّوْا کو مخفف بھی پڑھا گیا ہے۔ اس تقدیر پر یہ لَوَيْتُ سے ماخوذ ہوگا۔ اس کے معنی میلان کرنا ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ لَوَيْتُ رَاْسِيْ میں نے سر مائل کیا۔

۴۵۸۴ — ترجمہ: زید بن ارقم نے کہا۔ میں اپنے چچا کے ہمراہ تھا۔ اچانک میں نے عبداللہ بن اُبی بن سلول کو یہ کہتے ہوئے سُنا ان لوگوں پر خرچ

marfat.com
Marfat.com

لِعَمِّیْ فَذَکَرَ عَمِّیْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِیْ فَحَدَّثْتُہٗ فَاَرْسَلَ
اِلَی عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ اُبَیٍّ وَاَصْحَابِہٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا وَکَذَّبَنِیْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَھُمْ فَاَصَابَنِیْ غَمٌّ لَمْ یُصِبْنِیْ مِثْلُہٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِیْ
بَیْتِیْ وَقَالَ عَمِّیْ مَا اَرَدْتَ اِلٰی اَنْ کَذَّبَکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَمَقَتَکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ
لَرَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَرْسَلَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَھَا وَقَالَ اِنَّ
اللّٰہَ قَدْ صَدَّقَکَ **بَابٌ** قَوْلُہٗ سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَھُمْ اَمْ لَمْ

نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں حتیٰ کہ وہاں سے چلے جائیں بکھر جائیں متفرق ہو جائیں اور اگر ہم مدینہ پہنچے تو اس میں سے غالب کمزور کو نکال دے گا۔ میں نے یہ اپنے چچا سے ذکر کیا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سچا خیال فرمایا۔ اس لئے آپ نے مجھے بلایا تو میں نے اس کی بات آپ سے بیان کی آپ نے عبداللہ اور ساتھیوں کو پیغام بھیجا وہ قسمیں کھا گئے کہ انھوں نے کچھ نہیں کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھٹلا دیا۔ اس سے مجھے سخت غم لاحق ہوا پہلے اس جیسا غم کبھی لاحق نہیں ہوا تھا۔ میں اپنے گھر بیٹھ گیا میرے چچا نے کہا تو نے کیا چاہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھٹلا دیا ہے اور تجھ سے ناراض ہو گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ الآیۃ نازل فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور یہ آیت پڑھی اور فرمایا اللہ نے تیری تصدیق کر دی ہے۔ (یہ مذکور حدیث کا اور طریق ہے)

باب ۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! برابر ہے اُن پر استغفار کریں یا نہ کریں اللہ اِن لوگوں کو کبھی نہیں بخشے گا ،،

بے شک اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا ،، کیونکہ یہ لوگ مغفرت کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نہ ہی اسے کسی شمار میں لاتے ہیں اللہ ان کو نہیں بخشے گا ،،

marfat.com
Marfat.com

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

٤٥٨٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا فِى غَزَاةٍ قَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً فِى جَيْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِىُّ يَا لَ الْاَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِىُّ يَا لَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوٰى جَاهِلِيَّةٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُبَيٍّ فَقَالَ فَعَلُوْهَا اَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَبَلَغَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِىْ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ اَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ ثُمَّ اِنَّ الْمُهَاجِرِيْنَ كَثُرُوْا بَعْدُ قَالَ سُفْيٰنُ فَحَفِظْتُهٗ مِنْ عَمْرٍو قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرًا كُنَّا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٤٥٨٥ ـ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم ایک غزوہ بنی مصطلق میں تھے۔ سفیان بن عیینہ نے ایک دفعہ کہا ہم لشکر میں تھے۔ ایک مہاجر نے ایک انصاری کی پشت پر ہاتھ مارا تو انصاری نے انصار کو پکارا اور کہا اے انصار! اور مہاجر نے کہا اے مہاجرو! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پکار سنی تو فرمایا یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ (یہ جاہلیت کی رسم ہے) لوگوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک مہاجر نے انصاری مرد کی پیٹھ پر ہاتھ مارا ہے۔ آپ نے فرمایا چھوڑو یہ گندی بات ہے۔ عبداللہ بن اُبی نے یہ سنا اور کہا کیا انھوں نے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ

۴۵۸۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ

ایسا کیا ہے؟ بخدا! اگر ہم مدینہ منورہ لوٹ کر گئے تو غالب تر آدمی ذلیل تر کو باہر نکال دے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے چھوڑیں میں اس منافق کی گردن اڑاتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ لوگ باتیں کریں گے کہ محمد" صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تھے تو انصار کی تعداد اُن سے زیادہ تھی۔ پھر مہاجرین زیادہ ہو گئے تھے۔

۴۵۸۵ — شرح : علی بن عبداللہ مدینی امام بخاری کے استاذ ہیں۔ وہ سفیان بن عیینہ سے راوی ہیں جبکہ اُن کے شیخ عمرو بن دینار ابو محمد مکی ہیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا یہ غزوہ بنی مصطلق تھا۔ کسع کے معنی ہاتھ یا پاؤں سے کسی دبر کو تھپکی دینا ہے۔ اس مہاجر کا نام جُھجاہ بن قیس تھا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گھوڑا چلایا کرتا تھا جبکہ انصاری کا نام سنان بن وبرہ جُہنی ہے جو انصار کا حلیف تھا۔ لِلْاَنْصَارِ میں لام استغاثہ کا ہے۔ یہ لام مفتوح ہوتا ہے۔ یعنی اَغِيْثُوْنِيْ ،، میری فریاد رسی کرو ،، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یَا لَلْاَنْصَارِ وَيَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ ،، میں استغاثہ کو جاہلیت کی رسم قرار دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے یہ فرما کر روک دیا کہ لوگ کہیں گے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں، کیونکہ یہ منافق بظاہر اپنے آپ کو مسلمان اور اصحاب سے ظاہر کرتے ہیں۔ اگر اسے قتل کر دیا تو دُور کے لوگ کہیں گے کہ وہاں اصحاب کو قتل کر دیا جاتا ہے اور یہ لوگوں کے اسلام سے نفرت کا موجب ہو گا اور رُبقۂ اسلام میں داخل ہونے سے گریز کریں گے ،،

marfat.com
Marfat.com

اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ حَزِنْتُ عَلٰى مَنْ اُصِيْبَ بِالْحَرَّةِ فَكَتَبَ اِلَيَّ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ وَبَلَغَهٗ شِدَّةُ حُزْنِيْ يَذْكُرُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَشَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ فِيْ اَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اَنَسٌ بَعْضُ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ فَقَالَ هُوَ الَّذِيْ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الَّذِيْ اَوْفَى اللّٰهُ لَهٗ بِاُذُنِهٖ

بَابُ قَوْلِهٖ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں جو لوگ رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" کے پاس ہیں اُن پر خرچ نہ کرو! حتیٰ کہ یہ بکھر جائیں اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمینوں کے خزانے ہیں، لیکن منافق نہیں سمجھتے"

۴۵۸۶ ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جو لوگ حرہ کے روز قتل ہوگئے تھے۔ مجھے اُن کا بہت غم تھا مجھے زید بن ارقم نے خط لکھا جبکہ انہیں میرے سخت غمگین ہونے کی خبر پہنچی تھی (وہ مجھے تسلی دے رہے تھے) اُنھوں نے خط میں لکھا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے اے اللہ انصار اور ان کے بیٹوں کو بخش دے عبداللہ بن فضل نے انصار کے بیٹوں کے بیٹوں میں شک کیا ہے (کہ آپ نے ابناء ابناء انصار فرمایا ہے یا نہیں) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کسی نے انس سے دریافت کیا کہ زید بن ارقم کون ہے؟ تو انس بن مالک نے کہا یہ وہ ہے جس کی شان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس کی اپنے کان سے سُنی ہوئی خبر کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۵۸۷ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ

۴۵۸۶ــــ شرح : حرّہ، مدینہ منورہ کے ایک طرف مقام ہے جہاں یزید پلید کے لشکروں اور اہلِ مدینہ منورہ میں جنگ ہوئی تھی۔ اس میدان میں جلے ہوئے سیاہ سنگریزے ہیں۔ اس میں اہل مدینہ کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ انھوں نے یزید پلید کی بیعت ختم کردی تھی۔ یزید نے لشکر بھیج کر مہاجرین و انصار کا قتلِ عام کیا تھا۔ اسماعیلی نے محمد بن فلیح کے طریق سے موسیٰ ابن عقبہ سے یہ اضافہ کیا کہ میں اپنی قوم کے قتلِ عام پر غمگین تھا۔ حرّہ کا واقعہ تریسٹھ ہجری میں ہوا اس کا سبب یہ تھا کہ اہل مدینہ منورہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ یزید خلافِ شرع امور کا ارتکاب کرتا ہے تو انھوں نے اس کی بیعت سے انکار کردیا۔ انصار نے عبداللہ بن حنظلہ کو اپنا امیر مقرر کیا جبکہ مہاجرین نے عبداللہ بن مطیع عدوی کو اپنا امیر منتخب کیا ناپاک یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر جرار دے کر اُن کے مقابلہ کو بھیجا۔ اُس نے انصار و مہاجرین کو شکست دی اور مدینہ منورہ کی ہر شئ کو مباح جانا حتی کہ تین روز تک یہ فساد برپا رہا اور ایک رات میں ایک ہزار کنواری لڑکیاں حاملہ ہوگئیں۔ عبداللہ بن حنظلہ اس میں شہید ہوگئے اور بے شمار انصار بھی شہید ہوئے۔ اس وقت انس بن مالک بصرہ میں مقیم تھے۔ جب اس واقعہ کی خبر انہیں پہنچی تو ان کو شدید صدمہ ہوا اور ہر وقت غمگین رہنے لگے۔ اس وقت زید بن ارقم کوفہ میں تھے اُنھوں نے انس کو تسلی دینے کے لئے یہ خط لکھا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ جو لوگ اللہ کی مغفرت سے سرشار ہوگئے ہوں اُن پر زیادہ غم نہیں کرنا چاہیئے۔
زید بن ارقم کے ذکر سے یہ حدیث باب کے مناسب ہے کیونکہ "اُذُنٌ اللّٰہُ بِاَذْنِہٖ" میں منافقین اور اس آیت کے نزول کا سارا واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

باب ۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے (اس غزوہ سے لوٹ کر) تو ضرور جو بڑی عزّت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہائت ذلّت والا ہے عزّت تو اللہ اور اس کے رسُول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں"

Marfat.com

فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَا اٰلَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا اٰلَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَسَمِعَهَا اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالُوْا كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ رَجُلًا فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَا لَلْاَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهٰجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ قَالَ جَابِرٌ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرَ ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُوْنَ بَعْدُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ اَوَقَدْ فَعَلُوْا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ

۴۵۸۷ ترجمہ : جابر بن عبداللہ نے کہا ہم ایک غزوہ میں تھے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص نے ایک انصاری کی پیٹھ پر ہاتھ مارا تو انصاری نے انصار کو بلانا شروع کیا اور مہاجر نے مہاجرین کو پکار دی اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا یہ کیسی پکار ہے لوگوں نے کہا ایک مہاجر نے ایک انصاری کی پیٹھ پر ہاتھ مارا ہے تو انصاری نے انصار کو پکارا ہے جبکہ مہاجر نے مہاجرین کو پکارا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑو یہ خبیث بات ہے۔ جابر نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے تو انصار زیادہ تھے پھر اس کے بعد مہاجر زیادہ ہو گئے تھے۔ عبداللہ بن اُبی (منافق) نے کہا کیا انہوں نے یہ کیا ہے ؟ بخدا! اگر ہم لوٹ کر مدینہ منورہ گئے تو زیادہ عزت والا اس میں سے اسے نکال دے گا جو نہایت ذلت والا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! مجھے چھوڑیں میں اسے قتل کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے تو انصار زیادہ تھے پھر اس کے بعد مہاجر زیادہ ہو گئے تھے۔ عبداللہ ابن اُبی (منافق) نے کہا کیا انھوں نے یہ کیا ہے ؟ بخدا! اگر ہم لوٹ کر مدینہ منورہ گئے تو زیادہ عزت والا اس میں سے اسے نکال دے گا جو نہایت ذلت والا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! مجھے چھوڑیں

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ

وَقَالَ عَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ هُوَ الَّذِيْ اِذَا اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ رَضِيَ وَعَرَفَ اَنَّهَا مِنَ اللّٰهِ

میں اسے قتل کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! لوگ یہ باتیں نہ کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

شرح ۴۵۸۷ — : ایک حکم کے اسباب متعدد ہو سکتے ہیں۔ اسماعیلی نے اس حدیث کے آخر میں روایت کی کہ ابن شہاب نے کہا زید بن ارقم نے ایک منافق کو یہ کہتے ہوئے سنا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ سچے ہیں تو ہم گدھوں سے زیادہ شریر ہیں۔ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا گیا تو منافق نے اپنی بات کا انکار کر دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: "يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا"، اس میں اللہ تعالیٰ نے زید کی تصدیق فرمائی۔ یہ حدیث مرسل جید ہے۔ امام بخاری نے اس کو ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ ان کی شرط پر نہیں۔ ان دونوں قصوں میں دو آیتوں کے نزول سے زید کی تصدیق ہے۔ یہ ممنوع نہیں (فتح الباری)

سُوْرَۂ تغابن

ابو العباس نے کہا یہ سورت بلا خلاف مدنی ہے۔ مقاتل نے کہا یہ مدنی ہے۔ اس میں بعض آیات مکیہ ہیں۔ تغابن غبن سے بمعنی نقصان ہے۔ یہ قیامت کا ایک نام ہے، کیونکہ قیامت میں مظلوم ظالم سے غبن کرے گا اور اپنا نقصان کرے گا۔ بعض نے کہا اس دن کافر تجارت میں غبن کئے جائیں گے جس کی اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں خبر دی ہے۔ "اِنَّهُمُ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى"، اس کی اٹھارہ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ "يَوْمَ التَّغَابُنِ" سے اس آیت کریمہ: "يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ" کی طرف اشارہ کیا قتادہ سے روایت ہے کہ جنتی دوزخیوں سے غبن کریں گے وہ جنتیوں نے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ الطَّلَاقِ

وَقَالَ مُجَاھِدٌ وَبَالَ اَمْرِھَا جَزَآءَ اَمْرِھَا

اسلام پر بیعت کی انہیں نفع ہوا جبکہ اس سے باز رہے وہ خسارے اور نقصان میں رہے۔ آیت کے معنی یہ ہیں: جس دن انہیں اکٹھا کرے گا سب کے جمع ہونے کا دن کافروں کی محرومی ظاہر ہونے کا دن ہے

علقمہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کو مصیبت پہنچے تو وہ راضی ہو اور یہ جانے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس کو بخوشی تسلیم کرے محی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتوح الغیب میں ذکر کیا یہدِ قلبہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے یقین کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرتا ہے کہ جو مصیبت اس کو پہنچنے والی ہو وہ ہرگز خطا نہیں جا سکتی اور جو خطا ہو جانے والی ہو وہ اس پر آ نہیں سکتی۔ یہ مقامِ تسلیم ہے قلبِ سلیم کے معنی بھی یہی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۂ طلاق

مقاتل نے کہا: یہ سورۂ نساء صغریٰ ہے۔ سورۂ دہر کے بعد اور لم یکن سے پہلے نازل ہوئی یہ بلاخلاف مدنی ہے اس کی بارہ آیات ہیں۔

قولہ وَبَالَ اَمْرِھَا " سے اس آیت کریمہ: فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِھَا وَکَانَ عَاقِبَۃُ اَمْرِھَا خُسْرًا " کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے اس کی تفسیر: جَزَاءُ اَمْرِھَا " سے کی وبال یعنی جزاء ہے آیت کے معنی یہ ہیں۔ تو انھوں نے اپنے کئے کی جزاء چکھی اور ان کے کام کا انجام گھاٹا ہوا "

قولہ اِنِ ارْتَبْتُمْ الایۃ سے اس آیت کریمہ: وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشْھُرٍ الایۃ" اور اِنِ ارْتَبْتُمْ " کی تفسیر " اِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا سے کی یعنی تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی (بوڑھی ہو جانے کی وجہ سے وہ حیض سے

marfat.com
Marfat.com

۴۵۸۸ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ

مایوس ہوگئی اور سن یاس کو پہنچیں) اگر تمہیں ان کے حیض کا علم نہ ہو تو اُن کی عدت تین ماہ ہے اور جنہیں ابھی حیض نہیں آیا ان کی عدت بھی تین ماہ ہے اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جَن لیں جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمادے گا۔

۴۵۸۸ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے سالم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُن سے بیان کیا کہ اُنہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے حالانکہ وہ حیض کی حالت میں تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ غصہ سے بھر گئے پھر فرمایا اسے چاہیئے کہ اپنی بیوی سے رجوع کرلے پھر اسے اپنے پاس روکے رکھے حتیٰ کہ وہ حیض سے پاک ہوجائے۔ پھر اسے حیض آئے اور پھر حیض سے پاک ہوجائے پھر اگر طلاق دینا چاہے تو طلاق دے اور اس سے جماع کئے بغیر طلاق دے۔ اس قسم کی طلاق کی یہ عدت ہے۔ جیسا کہ اللہ نے اس کو حکم فرمایا ہے (فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ)

۴۵۸۸ — شرح : عبداللہ بن عمر کے حیض میں طلاق دینے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کرنے سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حیض کے ایام میں طلاق دینے اور اس کی قباحت کا انہیں علم نہ تھا۔ اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ میں آنا اس بناء پر تھا کہ اُن سے اس ضروری علم سے تقصیر ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں جہل عُذر نہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا غُصّہ فرمانا اس لئے تھا کہ حیض کی حالت میں طلاق دینا بدعت ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طہارت عورت کی وصف خاص نہیں حتیٰ کہ تاء تانیث کی ضرورت نہ ہو جیسے حائض حیض عورت کی وصفِ خاص ہے اس لئے اس پہ تاء تانیث نہیں تو طاہر کو مذکر لانے کا کیا سبب ہے طاہر تو مرد بھی ہوتے ہیں۔ یہ عورت کی

Marfat.com

وصف خاص نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حیض سے طاہر ہونا عورت کی وصف خاص ہے۔
قولہ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ الخ یعنی جس عدت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت انہیں طلاق دو۔ لِعِدَّتِهِنَّ میں لام بمعنی وقت ہے۔ اس حدیث کو صحاح ستہ کے سب ائمہ کرام نے ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے چند مسائل مستنبط کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ طلاق سنت یہ ہے کہ طہر میں ہو پھر اس میں جماع میں اختلاف رکھے پایا جاتا ہے۔
امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا طلاق سنت ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو طہر کی حالت میں جماع کئے بغیر ایک طلاق دے پھر اس کے قریب نہ جائے حتیٰ کہ جب تیسرے حیض کے خون کی ابتداء ہوگی تو عدت ختم ہو جائے گی۔
امام اوزاعی اور لیث بھی امام مالک سے اتفاق کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ طلاق احسن ہے۔ مرغینانی نے کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے نزدیک طلاق کی تین قسمیں ہیں۔ حسن، احسن اور بدعت حسن طلاق جسے طلاق سنت کہتے ہیں۔ یہ ہے کہ مدخول بہا بیوی کو تین اطہار میں تین طلاقیں دے ہر طہر میں ایک طلاق جماع کئے بغیر دے۔ احسن طلاق یہ ہے کہ ایک طہر میں جماع کئے بغیر صرف ایک طلاق دے اور اس کے قریب نہ جائے حتیٰ کہ عدت پوری ہو جائے۔ بدعی طلاق یہ ہے کہ بیک کلمہ تین طلاقیں دے یا ایک طہر میں متفرق تین طلاقیں دے اس طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن گنہگار ہوگا۔ احناف حیض میں طلاق دینے کو بھی بدعی کہتے ہیں۔ یہ طلاق دینا گناہ ہے۔ بایں ہمہ طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اس سے رجوع کرنا ضروری ہے لیکن رجوع پہ جبر نہیں پایا جائے اگر رجوع نہ کیا اور عدت پوری ہو گئی تو طلاق تمام ہو گی۔ اس طلاق میں رجوع کرنے کی صورت بیوی کی رضا ضروری نہیں۔ رجوع کلام سے ہو سکتا ہے اور فعل سے بھی جیسے مطلقہ رجعیہ کا بوسہ لے لیا یا اس سے جماع کر لیا احناف کے مسلک میں اگر مطلقہ بیوی سے عدت میں جماع کرنے پر قادر نہ ہو تو قول سے رجوع کر سکتا ہے۔ اگر قصد کے بغیر عورت کا بوسہ لے لیا رجوع ثابت ہو جائے گا۔ رجعت بالفعل کے امام شافعی قائل نہیں
امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے اپنی حائضہ بیوی کو طلاق دی وہ گناہ گار ہے اس کو رجوع کر لینا چاہیے اگر نہ کیا حتیٰ کہ عدت پوری ہو گئی تو طلاق کے باعث بائنہ ہو جائے گی۔ امام رحمہ اللہ کے نزدیک حائضہ عورت کو طلاق دی تو رجوع کرنا واجب ہے۔ اسی طرح جب عورت نفاس میں ہو اور طلاق دی گئی تو شوہر کو رجوع کرنے پہ مجبور کیا جائے۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، اوزاعی اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں رجوع کے لئے کہا جائے اور مجبور نہ کیا جائے وہ حدیث شریف میں ابن عمر کو رجوع کا امر ندب پہ محمول کرتے ہیں۔ تاکہ طلاق سنت کے مطابق واقع ہو، لیکن اس صورت میں اگر عدت پوری ہو گئی تو بالاتفاق اسے رجعت پر مجبور کیا جائے گا (منی)

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ
وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ
وَاحِدُهَا ذَاتُ حَمْلٍ ۴۵۸۹ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ
حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى ابْنِ
عَبَّاسٍ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهٗ فَقَالَ اَفْتِنِيْ فِيْ امْرَاَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ
زَوْجِهَا بِاَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ قُلْتُ اَنَا وَاُولُوا
الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِيْ يَعْنِيْ
اَبَا سَلَمَةَ فَاَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهٗ كُرَيْبًا اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ يَسْاَلُهَا فَقَالَتْ قُتِلَ
زَوْجُ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلٰى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهٖ بِاَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں " اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمادیگا

اولات الاحمال جمع ہے اس کا واحد ذاتِ حمل ہے "حمل والی" یہ حکم مطلقہ اور جس کا شوہر فوت ہوگیا ہو سب کو شامل ہے۔ لہٰذا حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے خواہ وہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی " عبداللہ بن مسعود، ابن عمر، ابوہریرہ اور فقہا کا یہی مسلک ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حاملہ عورت کی عدت رہ ہے جو وضع حمل اور عدتِ وفات میں سے دُور تر ہو۔

۴۵۸۹ — ترجمہ: ابوسلمہ نے کہا ایک آدمی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا جبکہ ابوہریرہ اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس نے ابن عباس

Marfat.com

فَخُطِبَتْ فَانْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَبُوالسَّنَابِلِ فِيْمَنْ
خَطَبَهَا وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَاَبُوالنُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ
عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنْتُ فِيْ حَلْقَةٍ فِيْهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى
وَكَانَ اَصْحَابُهُ يُعَظِّمُوْنَهُ فَذَكَرَ اٰخِرَ الْاَجَلَيْنِ فَحَدَّثْتُ بِحَدِيْثِ سُبَيْعَةَ
بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ فَضَمَّنَ لِيْ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ قَالَ
مُحَمَّدٌ فَغَطَنْتُ لَهٗ فَقُلْتُ اِنِّيْ اِذًا لَجَرِيٌّ اِنْ كَذَبْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ
وَهُوَ فِيْ نَاحِيَةِ الْكُوْفَةِ فَاسْتَحْيٰى وَقَالَ لٰكِنَّ عَمَّهٗ لَمْ يَقُلْ ذٰلِكَ فَلَقِيْتُ
اَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ فَسَاَلْتُهٗ فَذَهَبَ يُحَدِّثُنِيْ حَدِيْثَ سُبَيْعَةَ
فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْهَا شَيْئًا فَقَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ
اَتَجْعَلُوْنَ عَلَيْهَا التَّغْلِيْظَ وَلَا تَجْعَلُوْنَ عَلَيْهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُوْرَةُ
النِّسَاءِ الْقُصْرٰى بَعْدَ الطُّوْلٰى وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ

سے کہا آپ مجھے اس عورت کے بارے میں فتویٰ دیں جو اپنے شوہر کی وفات کے چالیس روز بعد وضع حمل کرے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کی عدت دونوں عدتوں میں سے دُور تر عدت ہے (وفات سے اگر چار ماہ دس دن آخری ہیں تو یہ عدت ہے ورنہ وضع حمل عدت ہے) ابوسلمہ کہتے ہیں میں نے کہا حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ حمل وضع کریں۔ ابوہریرہ نے کہا میں اپنے بھتیجے یعنی ابوسلمہ کے ساتھ ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کُریب کو ام المؤمنین ام سلمہ کے پاس بھیجا کہ اُن سے دریافت کریں۔ اُنھوں نے فرمایا سُبیعہ اسلمیہ کا شوہر قتل ہوگیا جبکہ وہ حاملہ تھی۔ اُس نے شوہر کی موت کے چالیس روز بعد وضع حمل کیا تو اس کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا گیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح کر دیا۔ ابوالسنابل اُن لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔ سلیمان بن حرب ابوالنعمان نے کہا ہم سے حماد بن زید نے ایوب کے ذریعہ محمد بن سیرین سے بیان کیا کہ محمد بن سیرین نے کہا میں ایک جماعت میں تھا جس میں عبدالرحمٰن

marfat.com
Marfat.com

ابن ابی لیلیٰ تھے۔ اِن کے ساتھی ان کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اُنھوں نے حاملہ مُتَوَفّٰی عَنْہَا زَوْجُہَا،، کی عدت ہر دو اجل سے آخری ذکر کی میں نے اُن سے سُبَیْعہ بنتِ حارث کی حدیث ذکر کی جو مجھے عبداللہ بن عتبہ کے ذریعہ پہنچی تھی۔ ابن سیرین نے کہا مجھے اُن کے بعض ساتھیوں نے خاموش کر دیا۔ محمد بن سیرین نے کہا میں سمجھ گیا کہ عبدالرحمٰن کی مخالفت پر مجھ پر عیب لگایا ہے۔ میں نے کہا اگر میں نے عبداللہ بن عتبہ پر جھوٹ بولا ہے تو میں نے جھوٹ بولنے میں بہت بڑی جرأت کی ہے، حالانکہ وہ کوفہ کے کنارے میں رہ رہے ہیں (زندہ ہیں) پس عبدالرحمٰن کے بعض ساتھی شرمندہ ہو گئے اور کہا لیکن عبداللہ بن عتبہ کے چچا نے یہ نہیں کہا۔ میں ابو عطیہ مالک بن عامر سے ملا اور اس سے پوچھا تو اُنھوں نے مجھ سے سبیعہ اسلمیہ کی حدیث بیان کرنی شروع کی۔ میں نے کہا کیا تم نے عبداللہ بن مسعود سے اس کے بارے میں کچھ سُنا ہے؟ اُنھوں نے کہا ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس تھے تو اُنھوں نے کہا کیا تم اس (عورت) پر سختی کرتے ہو اس پر آسانی نہیں کرتے ہو؟ تو سورۂ نساء قصریٰ نساء طولیٰ کے بعد نازل ہوئی (وہ یہ کہ) حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع حمل کریں۔

شرح ۴۵۸۹ — جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر شوہر کو غسل دیا جاتا ہو اور اس کی بیوی حمل وضع کر دے تو عدتِ وفات ختم ہو گئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما مُتَوَفّٰی عَنْہَا زَوْجُہَا،، کی عدت اَبْعَدُ الْاَجَلَیْنِ،، فرماتے ہیں۔ یعنی شوہر فوت ہونے کے وقت سے چار ماہ دس دن وضع حمل کی مدت سے زیادہ ہے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور اگر وضع حمل چار ماہ دس دن کے بعد ہو گا تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں کہ سورۂ نساء قصریٰ جس میں عدتِ وفات وضع حمل ہے۔ وہ سورۂ نساء طولیٰ کے بعد نازل ہوئی جس میں عدتِ وفات چار ماہ دس دن ہے۔ پس سورۂ طلاق کی آیت اُولَاتِ الْاَحْمَال نے اتنی مقدار کو سورۂ نساء کی آیت سے منسوخ کر دیا اور چار ماہ دس دن عدت ان عورتوں کی ہے جن کے شوہر فوت ہو جائیں اور وہ حاملہ نہ ہوں۔ سُبَیْعہ بنت حارث اسلمیہ کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے کہ عدتِ وفات وضع حمل ہے۔ یہ پہلی عورت ہے جو صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئی تھی۔ ان کے شوہر سعد بن خولہ تھے جو مکہ مکرمہ میں فوت ہو گئے تھے اور بدر میں حاضر تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنائز کی حدیث میں ہے کہ سعد بن خولہ مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اور بدر کے واقعہ میں ہے کہ وہ وفات پا گئے اور یہاں یہ کہا کہ وہ قتل ہو گئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مشہور یہی ہے کہ وہ مکہ میں فوت ہوئے تھے قتل نہیں ہوئے تھے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گمان سے قتل ذکر کیا ہے۔ کرمانی نے ذکر کیا ہے کہ ابو السنابل کا نام عمرو بن بعکل ہے جبکہ علامہ عینی نے لبید بھی ذکر کیا ہے۔ بعض نے عبداللہ بعض نے اصرم کہا ہے۔ واللہ اعلم!

روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مذکور روایت کی سماعت کے بعد

Marfat.com

سُوْرَةُ الْمُتَحَرِّم

بَابُ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ

بَابُ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

عدت وفات آخر الاجلین سے رجوع کر لیا تھا۔ اور وضع حمل کے قائل ہو گئے تھے۔ فقہاءِ امصار کا یہی مسلک ہے واللہ تعالیٰ! ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

سُوْرَۂ تحریم

سخاوی نے کہا یہ سورت حجرات کے بعد اور سورۂ جمعہ سے پہلے نازل ہوئی۔ یہ بلاخلاف مدنی ہے۔ اس کی بارہ آیات ہیں۔ اس سورت کا نام سورۂ مُتحرم بھی ہے۔ ابوذر کی روائت میں اس کا نام "لِمَ تُحَرِّم" ہے اس سورت کے نزول کے سبب مختلف ہیں۔ بعض نے کہا تحریم ماریہ میں نازل ہوئی جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ام المؤمنین عائشہ یا حفصہ کی باری میں ماریہ کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے خلوت فرمائی۔ جب باری اور نوبت والی ام المؤمنین کو معلوم ہوا تو انھوں نے آزردگی ظاہر کی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریہ کو اپنے لئے حرام کر دیا۔ خطابی نے اکثر مفسرین سے ماریہ کا واقعہ ذکر کیا اور کہا یہ صحیح ہے نسائی نے بھی یہ روائت کی ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کرتے ہوئے کہا کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے۔ داؤدی نے کہا اس روائت کے اسناد میں نظر ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ واقعہ شہد کو حرام کرنے کے بارے میں ہے۔ امام نسائی نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث شہد کے بارے میں بہت جید ہے۔ اور ماریہ کی حدیث اور اس کی تحریم جید طرق سے منقول نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بابُ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے نبی تم اپنے اُوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی اپنی بیبیوں

marfat.com
Marfat.com

۴۵۹۰ــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ ابْنِ حَكِيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

کی مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے "

اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے محل میں رونق افروز ہوتے تو وہ شہد پیش کرتیں۔ اس ذریعہ سے ان کے یہاں کچھ زیادہ دیر تشریف فرما رہتے۔ یہ بات ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کو ناگواری گزری اور انہیں رشک ہوا۔ انھوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ دہن مبارک سے مغافیر کی بُو آتی ہے اور مغافیر کی بُو حضور کو ناپسند تھی۔ چنانچہ ایسا کیا گیا حضور کو اُن کا منشا معلوم تھا فرمایا مغافیر تو میرے قریب نہیں ہے۔ زینب کے یہاں شہد میں نے پیا ہے۔ اس کو میں اپنے اُوپر حرام کرتا ہوں۔ مقصود یہ کہ حضرت زینب کے یہاں شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک فرما دیتے ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۵۹۰ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہانے کہا حلال کو حرام کرنے میں کفارہ دے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہانے کہا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی اقتداء ہے۔

۴۵۹۰ــ شرح : یعنی جس وقت کوئی شخص کہے کہ یہ چیز میرے لئے حرام ہے یا کہے تو مجھ پر حرام ہے۔ اس پر کفارہ یمین ہے۔ اس صورت میں فقہاء کرام میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ طلاق واقع ہوگی یا نہ اس میں چار اقوال ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہانے کہا جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے تم بھی کرو ابن عباس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کا کفارہ دیا تھا، چنانچہ آیت کریمہ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے۔ ارشاد ہے: قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ " اللہ نے تم پر قسم حلال کرنا فرض کیا ہے۔ پس حلال کی تحریم میں کفارہ واجب ہے۔ اگر کسی نے بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے۔ اگر یہ طلاق کی نیت سے کہا تو بائنہ طلاق واقع ہوگی۔ اگر اس میں تین کی نیت کی تو تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر دو طلاقوں کی نیت کی تو ایک ہی واقع ہوگی

Marfat.com

۴۵۹۱ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ اِبْنَةِ جَحْشٍ وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَئْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ اَيَّتِنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهُ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ اِنِّيْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ اَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ اِبْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ اَعُوْدَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكَ اَحَدًا

اور اگر کچھ نیت نہ کی تو یہ قسم ہے اور قسم کا کفارہ دے گا۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۵۹۱ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا کرتے تھے پھر وہیں آرام فرماتے تھے ایک دفعہ میں اور حفصہ نے باہم مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس آپ تشریف لے جائیں وہ عرض کرے آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ مجھے آپ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مغافیر نہیں کھایا، لیکن میں زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا کرتا ہوں تو اب نہیں پیئوں گا اس کی میں قسم کھاتا ہوں۔ کسی کو یہ خبر نہ کرنا۔

۴۵۹۱ــــ شرح: زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے نکاح آسمانوں پر ہوا تھا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "زَوَّجْنَاكَهَا" ہم نے تمہارا نکاح زینب سے کر دیا"۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا مشورہ کیوں کیا جس میں جھوٹ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوتی ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صغیرہ تھیں اور انھوں نے ایذاء کے ارادہ سے یہ نہ کیا تھا بلکہ غیرت کے باعث کیا جو سوکنوں کی جبلت میں داخل ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس بی بی کے گھر میں شہد نوش فرماتے تھے وہ ام المؤمنین زینب ہیں رضی اللہ عنہا، جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور جنہوں نے مشورہ کیا تھا کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے وہ ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیا تھا۔ اور جنہوں نے مشورہ کیا تھا وہ امہات المؤمنین عائشہ، سودہ اور صفیہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَبْتَغِي بِذٰلِكَ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ

بَابُ قَوْلِهٖ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

۴۵۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً اُرِيْدُ اَنْ اَسْئَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ اٰيَةٍ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَسْئَلَهٗ هَيْبَةً لَّهٗ حَتّٰى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ

تھیں "رضی اللہ عنہن"، عبد بن حمید کی تفسیر میں ہے کہ ام المؤمنین سودہ کے گھر شہد پیا تھا ان کی قریبی رشتہ داروں نے یمن سے شہد نذرانہ بھیجا تھا اور مشورہ کرنے والی ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ تھیں رضی اللہ عنہما۔ بخاری کی روایت سے واضح ہے کہ وہ ام المؤمنین زینب تھیں رضی اللہ عنہا؛ کیونکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے ایک گروہ امہات المؤمنین عائشہ، سودہ، حفصہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن پر مشتمل تھا جبکہ دوسرے گروہ میں امہات المؤمنین زینب، ام سلمہ اور باقی بیبیاں داخل تھیں "رضی اللہ عنہن"، مغافیر مغفور کی جمع ہے اور وہ میٹھی گوند ہے جو درخت سے خود بخود بہہ نکلتی ہے شیخ دہلوی نے کہا مغفور در صمغی است شیریں کہ بوئے خوش ندارد "یعنی نے ذکر کیا مغفور گوند ہے جو درخت سے نکل کر وہیں جم جاتی ہے اس کی کریہہ بو ہوتی ہے۔ اس کو عُرفط کہتے ہیں۔ عرفط کڑوی جڑی بوٹی ہے۔ جس کے پتے چوڑے ہوتے ہیں اور زمین پر بکھری ہوتی ہے۔ اس میں چھوٹے چھوٹے کانٹے ہوتے ہیں اور روئی کی طرح سفید پھل قمیص کے بٹن کی طرح ہوتا ہے اس کی بو مکروہ ہوتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھانے کی تردید فرمادی اور قسم کھا کر فرمایا کہ آئندہ شہد نہیں پئیں گے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس تحریک میں غیرت شامل ہے؛ چونکہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ہی کہا تھا کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے اس لئے اُن سے فرمایا کہ میری قسم کی خبر عائشہ اور دیگر بیبیوں کو نہ دینا۔

علامہ خطابی نے کہا اکثر مفسرین نے اس آیت کریمہ کو ماریہ قبطیہ پر محمول کیا ہے جبکہ اس کو اپنی ذات پہ حرام فرمایا تھا اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ بھید عائشہ کو نہ بتانا ام المؤمنین

Marfat.com

مَعَهٗ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَدَلَ إِلَى الْاَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَّهٗ
قَالَ فَوَقَفْتُ لَهٗ حَتّٰى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهٗ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَزْوَاجِهٖ
فَقَالَ تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ لَاُرِيْدُ اَنْ
اَسْاَلَكَ عَنْ هٰذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا اَسْتَطِيْعُ هَيْبَةً لَّكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ
مَا ظَنَنْتَ اَنَّ عِنْدِيْ مِنْ عِلْمٍ فَسَلْنِيْ فَاِنْ كَانَ لِيْ عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهٖ
قَالَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَآءِ اَمْرًا
حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِنَّ مَا اَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا فِيْ
اَمْرٍ اَتَاَمَّرُهٗ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتِيْ لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ لَهَا

ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ راز پوشیدہ نہ رکھا اور ام المؤمنین عائشہ سے ذکر کر دیا۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اپنی بیبیوں کی رضاء چاہتے ہو اور اللہ نے تمہارے لئے قسموں کا کفارہ مقرر کر دیا ہے

۴۵۹۲ — ترجمہ : عُبَیْد بن جُبَیر سے روایت ہے کہ اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ میں نے ایک سال دیر کی (انتظار کیا) میرا ارادہ یہ تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کا معنی پوچھوں۔ اُن کی ہیبت کے باعث میں اُن سے نہ پوچھ سکا حتیٰ کہ وہ حج کے لئے باہر نکلے تو میں بھی اُن کے ساتھ نکلا۔ جب میں واپس ہوا ہم راستہ میں تھے تو عمر فاروق قضائے حاجت کے لئے پیلو کے درخت کی طرف گئے۔ ابن عباس نے کہا میں اُن کے انتظار میں کھڑا رہا حتیٰ کہ وہ قضائے حاجت سے فارغ

marfat.com
Marfat.com

مَالَكَ وَلِمَا هٰهُنَا فِيمَا تَكَلَّفُكَ فِي أَمْرٍ أُرِيدُهُ فَقَالَتْ لِي عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ
مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ وَأَنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ مَكَانَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى
حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا يَا بُنَيَّةُ إِنَّكِ لَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَاللّٰهِ إِنَّا لَنُرَاجِعُهُ فَقُلْتُ
تَعْلَمِينَ عَنِّي أُحَذِّرُكِ عُقُوبَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَ رَسُولِ اللّٰهِ يَا بُنَيَّةُ
لَا تَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِي أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِيَّاهَا يُرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي

ہو گئے۔ پھر میں ان کے ساتھ چلتا رہا ہے۔ میں نے کہا یا امیر المؤمنین سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں کونسی دو بیبیاں ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کیا تھا۔ اُنھوں نے کہا وہ حفصہ اور عائشہ ہیں۔ ابن عباس نے کہا میں نے عمر فاروق سے کہا بخدا! میں ایک سال سے پوچھنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ آپ کی ہیبت اور رعب کے باعث نہ پوچھ سکا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا مت کیا کرو جس علم کا تمہیں خیال ہو کہ میں وہ جانتا ہوں تو مجھ سے پوچھ لیا کرو۔ اگر مجھے اس کا علم ہوگا تو تمہیں ضرور خبر دوں گا۔ ابن عباس نے کہا پھر عمر فاروق نے کہا ہم جاہلیت کے زمانہ میں عورتوں کا کچھ حق نہ سمجھتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں نازل فرمایا جو بھی نازل فرمایا اور ان کے لئے تقسیم کر دیا جو بھی کر دیا (میراث) عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک دفعہ میں ایک کام کی فکر اور سوچ میں تھا (سوچ رہا تھا) اچانک میری بیوی نے کہا اگر ایسا ایسا کرو تو بہتر ہے تو میں نے اسے کہا تجھے کیا؟ اس کام میں کیوں دخل دیتی ہو۔ جو میں ارادہ کرتا ہوں اس میں تو کس لئے تکلف کرتی ہے۔ اُس نے مجھے کہا اے ابنِ خطاب مجھے تجھ پر تعجب ہے۔ تم نہیں چاہتے ہو کہ میں تمہاری باتوں کا جواب دوں حالانکہ تمہاری بیٹی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار کرتی ہے اور جواب دیتی ہے حتی کہ آپ سارا دن غضبناک رہتے ہیں (یہ سُن کر) عمر فاروق اُٹھے اور اپنی جگہ سے چادر پکڑی اور روانہ ہوئے حتی کہ حفصہ کے پاس آئے اور انہیں کہا اے میری بیٹی کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراجعت کرتی ہے اور آپ کی باتوں کا جواب دیتی ہے۔ حتی کہ آپ دن بھر غضبناک رہتے ہیں۔ حفصہ نے کہا بخدا! ہم آپ کی باتوں کا

Marfat.com

مِنْهَا فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَبْتَغِيَ اَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَزْوَاجِهٖ فَاَخَذَتْنِيْ وَاللّٰهِ اَخْذًا كَسَرَتْنِيْ عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ اَجِدُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِيْ صَاحِبٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اِذَا غِبْتُ اَتَانِيْ بِالْخَبَرِ وَاِذَا غَابَ كُنْتُ اَنَا اٰتِيْهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِّنْ مُلُوْكِ غَسَّانَ ذُكِرَ لَنَا اَنْ يُرِيْدَ اَنْ يَسِيْرَ اِلَيْنَا فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُوْرُنَا مِنْهُ فَاِذَا صَاحِبِي الْاَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ افْتَحِ افْتَحْ فَقُلْتُ جَاءَ الْغَسَّانِيُّ فَقَالَ بَلْ اَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ اِعْتَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَزْوَاجَهٗ فَقُلْتُ رَغِمَ اَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ فَاَخَذْتُ ثَوْبِيْ فَاَخْرُجُ حَتّٰى جِئْتُ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ

جواب دیتی ہیں اور ردّ و بدل کرتی ہیں (مراجعت کرتی ہیں) میں نے اسے کہا تم جان لو! میں تجھے اللہ کے عذاب اور اللہ کے رسُول کے غیظ و غضب سے ڈراتا ہوں اے میری بیٹی! تجھے یہ خاتون غرور میں ڈالے جس کا حسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب میں ڈالتا ہے، کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت محبت کرتے ہیں۔ ان کی مراد ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں حفصہ کے گھر سے باہر آیا اور ام سلمہ کے پاس گیا کیونکہ میری اُن سے قرابت تھی۔ میں نے اس سے بھی وہی بات کی (جو حفصہ سے کی تھی) ام سلمہ نے کہا اے ابن خطاب تجھ پر تعجب ہے کہ ہر شئی میں دخل اندازی کرتے ہو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیویوں میں دخل اندازی کرتے ہو۔ بخدا! ام سلمہ نے مجھ پر ایسی گرفت کی کہ اس نے میرا غصہ ختم کر دیا جو میں اپنے اندر پاتا تھا۔ میں ام سلمہ کے پاس سے باہر نکل آیا۔ ایک انصاری میرا ہمسایہ تھا۔ جب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف سے غائب ہوتا تو وہ مجھے مجلس شریف کی خبریں دیتا اور جب وہ غائب ہوتا تو میں اس کو خبریں بتاتا تھا۔ ہم اُس وقت غسان کے بادشاہوں سے ایک بادشاہ سے ڈرتے تھے۔ ہمیں خبر دی گئی تھی کہ وہ ہماری طرف آنا چاہتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مَشْرُبَةً لَّهُ يَرْقَى عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ وَغُلَامٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَدُ عَلٰى رَاسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ قُلْ هٰذَا عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاَذِنَ لِيْ قَالَ عُمَرُ فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيْثَ اُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّهُ لَعَلٰى حَصِيْرٍ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ وَتَحْتَ رَاسِهٖ وِسَادَةٌ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَاِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُوْبًا وَعِنْدَ رَاسِهٖ اَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ فَرَاَيْتُ اَثَرَ الْحَصِيْرِ فِيْ جَنْبِهٖ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ فِيْمَا هُمَا فِيْهِ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْاٰخِرَةُ

(حملہ کرنے کا خواہشمند ہے) اس کے خوف سے ہمارے سینے بھرے ہوئے تھے (ہم بہت خائف تھے) ایک دفعہ اچانک وہ انصاری دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے اور کہا جلدی دروازہ کھولو۔ میں نے کہا کیا غسانی آگئے ہیں؟ اس نے کہا بلکہ اس سے بھی سخت واقعہ ہوا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ میں نے (دل میں) کہا حفصہ اور عائشہ کی ناکیں خاک آلود ہوں۔ میں نے کپڑے لئے اور باہر نکلا حتی کہ مدینہ منورہ آیا۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالاخانہ میں تھے اور جلدی سے سیڑھی کے ذریعہ اس میں تشریف لے جاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام سیڑھی کے سر پر بیٹھا تھا۔ میں نے اسے کہا آپ سے عرض کرو کہ ابن خطاب اجازت چاہتا ہے۔ تو آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ عمر فاروق نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ عرض کیا۔ جب میں ام سلمہ کے واقعہ تک پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا جبکہ آپ چٹائی پر آرام فرما تھے۔ اس کے اور حضور کے درمیان کوئی اور شئی نہ تھی۔ آپ کے سر مبارک کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اور آپ کے پاؤں کے پاس درخت کے پتے پڑے ہوئے تھے اور سر مبارک کے پاس چمڑے لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے چٹائی کے نشان آپ کے پہلو میں دیکھے تو میں رو پڑا آپ نے فرمایا تم کیوں روتے ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کسریٰ اور قیصر کس مزے میں ہیں۔ آپ تو اللہ کے رسول ہیں (کس قدر مشقت میں ہیں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا کیا تم خوش نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے۔

۴۵۹۲ — شرح : اراک پیلو کا درخت ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ راستہ سے عدول کر کے پیلو کے درخت تک قضائے حاجت کے لئے گئے۔

قولہ تظاہرتا ، یعنی انھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید ظاہر کر کے آپ کو غمناک کیا اور ایک دوسرے کی موافقت کر کے آپ پر غلبہ کیا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات سے صرف ام المؤمنین حفصہ اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہما کے نام ذکر کئے ؛ کیونکہ حفصہ آپ کی بیٹی تھیں جبکہ عائشہ ابوبکر صدیق کی صاحبزادی تھیں یا یہ دونوں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشہ نشینی کا سبب تھیں ،، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم عورتوں کا کچھ حق نہ سمجھتے تھے کہ انہیں کسی مشورہ میں داخل کریں اور نہ ہی اپنے کاروبار میں ان کی رائے لیتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں نازل کیا کہ ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور انہیں اذیت اور ضرر پہنچانے کے لئے نہ روکو ! اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان کو ضرر پہنچانے کے لئے کوئی راہ تلاش نہ کرو۔ اور ان کے لئے وراثت میں رُبع اور ثمن مقرر کیا کہ اگر شوہر کی اولاد نہ ہو تو ان کی بیویوں کو ایک چوتھائی دو اگر اولاد ہو تو ان کو آٹھواں حصہ ادا کرو اور ان کے شوہروں پر ان کا نان نفقہ واجب قرار دیا۔ قولہ فِیْ اَمْرٍ اَتَاَمَّرُہٗ الخ ،، یعنی میں کسی امر کی سوچ اور فکر میں تھا۔ امام نووی نے کہا اس امر میں اپنے نفس سے مشورہ کر رہا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کی مجالس میں حاضر ہونا مستحب ہے اور اگر ہر ایک کے لئے حاضر ہونا میسر نہ ہو تو باری مقرر کر لینا مستحسن ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کا اہتمام کرتے تھے اور جس سے حضور کو قلق اور اضطراب ہو صحابہ کو سخت دکھ پہنچتا تھا۔ اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ ائمہ کرام اور بزرگوں کی ملاقات کے وقت اچھا لباس پہننا چاہیئے۔ اور عمامہ پہن کر اُن سے ملاقات کرنی چاہیئے۔

قولہ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ،، مرفوع ہے کیونکہ یہ لَا تَغُرَّنَّكِ کے فاعل سے بدلِ اشتمال ہے۔ ابن تین نے کہا ، حُسْنُهَا ،، مرفوع فاعل ہے اور حب منصوب مفعول لہ ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے۔ اَعْجَبَهَا حُسْنُهَا لِاَجْلِ حُبِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاهَا مسلم کی روایت میں وَحُبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاهَا ،، بوادِ العاطفۃ ،، علامہ کرمانی نے کہا : وَحُبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہی مناسب ہے کیونکہ یہ دوسری روایات کے موافق ہے۔ وہ یہ ہیں : لَا تَغُرَّنَّكِ اِنْ كَانَتْ جَارَتُكِ اَوْضَأَ مِنْكِ وَاَحَبُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ ،، یہ تجھے غرور میں ڈالے اگر تیری ہمسائی تجھ سے زیادہ خوبصورت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ہے۔

قولہ ام سلمہ ،، ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا مخزومیہ ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی والدہ بھی مخزومیہ ہے اور اُم سلمہ اس کے چچا کی بیٹی ہے۔ اس اعتبار سے عمر فاروق کی ام سلمہ سے قرابت ہے ،، رضی اللہ عنہا ،،

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ قَوْلُہٗ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِہٖ وَاَظْھَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَھَا بِہٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَکَ ھٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ فِیْہِ عَائِشَۃُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی (حفصہ) سے ایک راز کی بات فرمائی،، پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی۔ پھر جب نبی نے اُسے اس کی خبر دی بولی حضور کو کس نے بتایا فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا ،،

تفسیر : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو راز کی بات یہ بتائی کہ آپ نے ماریہ کو اپنے اُوپر حرام کر لیا ہے اور اس کے ساتھ یہ فرمایا کہ اس کا کسی پر اظہار نہ کرنا۔ جب ام المؤمنین حفصہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ذکر کر بیٹھی جبکہ اُن کا گمان یہ تھا کہ اس میں کچھ حرج نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر راز ظاہر کر دیا۔ کلبی نے کہا راز یہ تھا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حفصہ سے فرمایا کہ تمہارا والد عمر اور عائشہ کا والد ابوبکر یکے بعد دیگرے میری امت کے خلیفہ ہوں گے (عینی) لیکن یہ معنی سیاقِ کلام سے بعید تر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے راز کے افشاء کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمایا تھا

Marfat.com

۴۵۹۳ حَدَّثَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الْجُعْفِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَرَدْتُ اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْاَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا اَتْمَمْتُ كَلَامِيْ حَتّٰى قَالَ عَائِشَةُ وَ حَفْصَةُ

بَابُ قَوْلُهٗ اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا صَغَوْتُ وَاَصْغَيْتُ مِلْتُ لِتَصْغٰى لِتَمِيْلَ

بَابٌ وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ظَهِيْرٌ عَوْنٌ تَظَاهَرُوْنَ تَعَاوَنُوْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاَدِّبُوْهُمْ

جب آپ نے حفصہ کو خبر دی تو انھوں نے کہا جو راز میں نے اِفشاء کیا آپ کو یہ کس نے بتایا ہے؟ تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس نے بتایا ہے جس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ،، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس معنی میں روایت منقول ہے (پہلے ذکر ہو چکی ہے)

قولہ عَرَّفَ ،، یعنی حفصہ نے جو راز عائشہ سے ذکر کیا تھا اس کی حفصہ کو خبر دی اور ساری خبر نہ دی ،،

۴۵۹۳ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری خواہش تھی کہ میں عمر فاروق سے پوچھوں تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین وہ دو عورتیں کون ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دوسری سے معاونت کی ابھی میں نے کلام مکمل نہ کیا تھا کہ انھوں نے فرمایا وہ عائشہ اور حفصہ ہیں۔ رضی اللہ عنہما ،،

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! نبی کی دونوں بیبیو! اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں"

marfat.com
Marfat.com

۴۵۹۴ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كُنْتُ أُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْاَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكُثْتُ سَنَةً لَمْ اَجِدْ لَهٗ مَوْضِعًا حَتّٰى خَرَجْتُ مَعَهٗ

یعنی تم پر اللہ کی طرف رجوع کرنا واجب ہے ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں کہ تمہیں وہ بات پسند آئی جو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گراں ہے یعنی تحریم ماریہ۔ یہ خطاب حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے ہے اِنْ تَتُوْبَا شرط ہے۔ اس کی جزاء فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ہے یعنی تم میں وہ چیز پائی گئی ہے جو توبہ کو واجب کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ تمہارے دل اس شئ سے پھر گئے ہیں جو تم پر واجب ہے وہ یہ کہ تم اس شئ کو محبوب جانو جس سے حضور کو محبت ہے اور جس کو آپ مکروہ جانیں تم بھی اسے مکروہ سمجھو "

قولہ صَغَوْتُ وَاَصْغَيْتُ ،، کے معنی مِلْتُ ہیں یعنی میں مائل ہُوا۔ ثلاثی مجرد اور مزید فیہ دونوں بمعنی واحد ہیں اور وہ میلان کرنا ہے۔ لِتَصْغٰى کے معنی لِتَمِیل ہیں۔ یہ سورۂ انعام کی آیت کریمہ : لِتَصْغٰى اِلَيْهِ اَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ،، قولہ اِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ ،، یعنی اگر اُن پر زور باندھو (اور باہم مل کر ایسا طریقہ اختیار کرو جو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار ہو) تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک اعمال والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں ،، نیک اعمال والے سے مراد ابوبکر صدیق ہیں۔ ایک روائت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ بعض نے کہا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق دونوں مراد ہیں ،، رضی اللہ عنہما ،، قولہ صالح المومنین ،، صالح مفرد ہے یوں بھی ہوسکتا ہے کہ صالحون جمع ہو اور اضافت کے سبب جمع کا نون گر گیا اور دو ساکن جمع ہونے سے واؤ ساقط ہوگئی اور کتابت میں بھی ساقط کردی جیسا کہ یدع الداع ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تمام مخلص مسلمان مراد ہوں۔ قولہ والملائکۃ ،، یعنی اللہ تعالیٰ، جبرائیل اور

Marfat.com

حَلجًا فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرَانَ ذَهَبَ عُمَرُ لِحَاجَتِهٖ فَقَالَ اَدْرِكْنِیْ بِالْوَضُوْءِ فَاَدْرَكْتُهٗ بِالْاِدَاوَةِ فَجَعَلْتُ اَسْكُبُ عَلَيْهِ وَرَاَيْتُ مَوْضِعًا فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْاَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَمَا اَتْمَمْتُ كَلَامِیْ حَتّٰی قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ

بَابُ قَوْلِهٖ عَسٰی رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سَاۗىِٕحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا

نیک مومنوں کے بعد فرشتے مددگار ہیں۔

قَوْلُهٗ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ الْاٰيَةَ یعنی مجاہد نے اس آیت کریمہ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ "، کی تفسیر میں کہا اپنی جانوں کو ترکِ معاصی اور فعلِ طاعات کی وصیت کرو اور اپنے اہل وعیال کو پرہیزگاری اور اچھی باتوں کا حکم دو شر سے منع کرو اور انہیں علم وادب سکھاؤ اور احکام شرعیہ کی تعلیم دو اس آیت کی یہی تفسیر صحیح ہے۔

۴۵۹۴ ــــ ترجمہ: عُبَید نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان دو عورتوں کے متعلق پوچھنا چاہتا تھا جنہوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دوسری کی مدد کی اور غلبہ کیا۔ میں نے ایک سال انتظار کیا میں نے کوئی مقام نہ پایا کہ اُن سے سوال پوچھوں حتیٰ کہ میں اُن کے ساتھ اس حال میں باہر نکلا کہ میں نے حج کا قصد کیا تھا۔ جب ہم مقامِ ظہران میں تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ قضائے حاجت کے لئے باہر نکلے تو مجھے کہا میرے پاس پانی لاؤ میں پانی کا مشکیزہ لے گیا اور اُن کے وضو کے اعضاء پر پانی ڈالنے لگا۔ میں نے یہ مقام سوال پوچھنے کے لئے مناسب خیال کیا تو میں نے کہا یا امیر المؤمنین وہ دو عورتیں کون ہیں جنہوں نے اتفاق کیا تھا ابن عباس نے کہا ابھی میں نے کلام پُورا نہیں کیا تھا کہ انھوں نے کہا وہ عائشہ اور حفصہ ہیں۔ (یعنی میرے سوال کے جواب میں بہت جلدی کی)

marfat.com
Marfat.com

۴۵۹۵ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اِجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اُن کا رب قریب ہے، اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے"

اطاعت والیاں، ایمان والیاں، ادب والیاں، توبہ والیاں، بندگی والیاں روزہ داریں بیبیاں اور کنواریاں "

تفسیر : اس آیت کریمہ میں ازواج مطہرات کو خوف دلایا گیا ہے کہ اگر انھوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو آزردہ کیا اور آپ نے انہیں طلاق دے دی تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے اور بہتر بیبیاں عطاء فرمائے گا۔ اس تخویف سے ازواج مطہرات متاثر ہوئیں اور اُنھوں نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ خدمت کو ہر نعمت سے زیادہ سمجھا اور حضور کی دل جوئی اور رضاطلبی مقدم جانی اس لئے آپ نے انہیں طلاق نہ دی"

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۴۵۹۵ــ کی بیویاں آپ کو غیرت دلانے میں جمع ہوئیں تو میں نے اُن سے کہا عَسٰى رَبُّهٗ الایۃ تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔

شرح : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو غیرت

۴۵۹۵ــ دلانے میں ازواج مطہرات کا اجتماع عورتوں کی طبیعت کے مطابق تھا۔ یہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزارِ خاطر کا موجب تھا۔ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں آپ کو بدل دے گا تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی رائے کے موافق قرآن کریم میں پندرہ آیات نازل ہوئیں۔ اُن میں سے ایک یہ آئت کریمہ ہے۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ

اَلتَّفَاوُتُ اَلْاِخْتِلَافُ وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ وَاحِدٌ تَمَيَّزُ تَقَطَّعُ مَنَاكِبُهَا جَوَانِبُهَا تَدَّعُوْنَ وَتَدْعُوْنَ مِثْلُ تَذَكَّرُوْنَ وَ تَذَكَّرُوْنَ وَلْيَقْبِضْنَ يَضْرِبْنَ بِاَجْنِحَتِهِنَّ وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَآفَّاتٍ بُسُطُ اَجْنِحَتَهُنَّ وَغُرُوْرُ الْكُفُوْرُ

سُوْرَۂ مُلْک

یہ سورت مکی ہے اس کی تیس آیات ہیں۔ قولہ اَلتَّفَاوُتُ ،، سے اس آیت کریمہ : هَلْ تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ ،، کی اختلاف سے تفسیر کی اور تفاوت اور تفوت ہم معنی ہیں جیسے تعہد اور تعاہد بیک معنی آتے ہیں قولہ تَمَيَّزُ ،، سے اس آیت کریمہ ،، تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ،، تقطع ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی جب کافروں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ اس کی آواز گدھے کی آواز جیسی سنیں گے کہ جوش مارتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شدت غضب میں پھٹ جائے گی۔

قولہ مَنَاكِبُهَا ،، سے اس آیت کریمہ : فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی جانب سے تفسیر کی یعنی تم اس کے راستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ اور اسی کی طرف اٹھنا ہے ،،

قولہ تَدَّعُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور بتایا کہ تَدَّعُوْنَ اور تَدْعُوْنَ ہم معنی ہیں اور اس میں تخفیف قطعاً کوئی قراءت نہیں اس لئے یہ تَذَكَّرُوْنَ اور تَذَكَّرُوْنَ کی طرح ہے۔

قولہ يَقْبِضْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : وَيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيْرٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور يَضْرِبْنَ بِاَجْنِحَتِهِنَّ سے اس کی تفسیر کی۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں اور کیا انھوں نے

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ن ۰ وَالْقَلَمِ ۲

وَقَالَ قَتَادَةُ حَرْدٍ جِدٌّ فِيْ اَنْفُسِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا لَضَآلُّوْنَ اَضَلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا وَقَالَ غَيْرُهٗ كَالصَّرِيْمِ كَالصُّبْحِ اِنْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلُ اِنْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ وَهُوَ اَيْضًا كُلُّ مَلَّةٍ اِنْصَرَمَتْ مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ وَالصَّرِيْمُ اَيْضًا الْمَصْرُوْمُ مِثْلُ قَتِيْلٍ وَمَقْتُوْلٍ

اپنے اُوپر پرندے نہیں دیکھے (ہوا میں اڑتے وقت) پَر پھیلاتے اور سمیٹتے اس حالت میں انہیں گرنے سے کوئی نہیں روکتا سوائے رحمٰن کے ،، یعنی باوجودیکہ پرندے بوجھل موٹے جسیم ہوتے ہیں اور شئی ثقیل طبعًا پستی کی طرف مائل ہوتی ہے۔ وہ فضا میں نہیں رُک سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ ٹھہرے رہتے ہیں۔ ایسے ہی آسمانوں کو جب تک وہ چاہے روکے ہوئے ہے ، وہ نہ روکے تو گر پڑیں۔

قولہ صافات سے اس آیت کریمہ : اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ صَافَّاتٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں مجاہد سے نقل کیا۔ پرندے ہوا میں اُڑتے وقت اپنے پر پھیلاتے ہیں۔ پھر سمیٹتے ہیں۔

قولہ نُفُوْر ،، سے اس آیت کریمہ : بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور نفور کی نُفُور سے تفسیر کی یعنی حق سے دُور ہو گیا۔

آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں۔ بلکہ وہ سرکش اور نفرت میں ڈھیٹ بنے ہوئے ہیں کہ حق سے قریب نہیں ہوتے نفور دراصل نفرت سے ہے۔

سُوْرَۂ ن والقلم

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ سُورت اوّل سے در سَنَسِمُهٗ ،، تک مکی ہے اس کے بعد لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ تک مدنی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورۂ مزمل کے بعد اور مدثر سے پہلے نازل ہوئی

Marfat.com

اس کی بادن آیات ہیں۔

"ن" کے معنی میں مفسرین نے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں۔ ابن عباس، مجاہد اور مقاتل نے کہا نون وہ مچھلی ہے جس نے زمین کو اٹھائے رکھا ہے۔ کلبی اور مقاتل نے اس کا نام بہوت ذکر کیا ہے جبکہ واقدی نے یموث اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بلہوت ذکر کیا ہے۔ بعض نے کہا نون سے مراد حرف نون ہے جو لفظ رمضان کے آخر میں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ رحمٰن کے حروف میں سے ہے۔ الف۔ حم۔ ن کے حروف مقطعہ ہیں۔ حسن بصری، قتادہ اور ضحاک نے کہا نون دوات ہے۔ ابن عباس سے بھی ایک روایت میں یہی مذکور ہے۔ معاویہ بن قرہ نے کہا یہ اللہ کے نور کی لوح (تختی) ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلند ہے۔ ابن کیسان سے روایت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے۔ ام جعفر علیہ السلام نے فرمایا یہ جنت میں نہر ہے۔ یہ تمام اقوال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتے ہیں جبکہ تفسیر بالرائے صحیح نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ "غدوۃ" اس آیت کریمہ: وَغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ "کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر میں قتادہ سے نقل کیا کہ حَرْدٍ بمعنی جِدٍّ فِيْ اَنْفُسِهِمْ ہے یعنی امور میں مبالغہ اور کوشش کرنا۔ آیت کے معنی یہ ہیں "اور ترکے کے چلے اپنے ارادہ پر قدرت سمجھتے ہوئے کہ کسی مسکین کو نہ آنے دیں گے اور تمام میوہ اپنے قبضہ میں لائیں گے۔ جب باغ کو دیکھا تو اس میں میوہ کا نام و نشان تک نہیں۔

قولہ "لَضَالُّوْنَ" سے اس آیت کریمہ: فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَالُّوْنَ "کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "اَضْلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا" نقل کیا یعنی جب انھوں نے باغ کو دیکھا وہاں میوہ کا نام و نشان نہیں تو کہنے لگے ہم اپنے باغ کی جگہ سے بھٹک گئے ہیں ہم کسی اور باغ میں پہنچ گئے ہیں۔ ہمارا باغ تو بہت میوہ دار ہے۔ پھر جب غور کیا اور اس کے در و دیوار کو دیکھا اور پہچانا یہ اپنا ہی باغ ہے تو بولے بلکہ ہم بے نصیب ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا کہ یمن میں ایک باغ تھا جس کو ضروان کہا جاتا تھا وہ صنعا سے چند میل دور تھا باغ والوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ اس کا میوہ شب کی تاریکی میں اتاریں گے تاکہ کوئی مسکین وغیرہ نہ پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس باغ میں آسمان سے آگ بھیجی اس نے باغ کو جلا کر رکھ دیا جبکہ وہ سو رہے تھے جب بیدار ہوئے اور باغ کی طرف آئے اور اس کو دیکھا تو کہنے لگے ہم راہ بھٹک گئے ہیں یہ باغ ہمارا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے باغ والوں کا امتحان لیا اسی طرح ہم نے مکہ والوں کا قحط سالی کے ساتھ امتحان لیا۔

قولہ "كَالصَّرِيْمِ" ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ "کی تفسیر میں کہا کہ مذکر۔ باغ صریم کی طرح ہو گیا اور صریم کی تفسیر صبح سے کی جو رات سے جدا ہوتی ہے اور رات جو دن سے جدا ہوتا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ

۴۵۹۶ ـ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِیْ حَصِيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ قَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَهٗ زَنَمَةٌ مِثْلُ زَنَمَةِ الشَّاةِ

ہے۔ اور ریت کے عظیم ٹیلے سے جو چھوٹا ٹیلہ جُدا ہوتا ہے اس کو بھی صریم کہتے ہیں۔ صریم بمعنی مصروم بھی ہے جیسے قتیل بمعنی مقتول ہے یعنی دراصل صریم بمعنی منقطع ہے۔ اس کا لیل و نہار ”رات۔ دن“ پر اطلاق کرتے ہیں یہ اَضْدَاد کے قبیلہ سے ہے۔ یعنی تم سے وہ شمار سے منقطع ہوگیا۔ جس طرح صبح دن سے اور دن صبح سے منقطع ہوتے ہیں۔ نیز صریم بمعنی مٹی کا تودہ بھی ہے جو ریت کے بڑے تودہ سے جُدا ہو اور بمعنی مصروم بھی آتا ہے جیسے قتیل مقتول کے معنی میں استعمال ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بدخلق اس کے باوجود بے اصل جیسی علامت تھی۔

۴۵۹۶ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ایک قریشی آدمی کے متعلق نازل ہوئی جس میں بکری کی علامت

۴۵۹۶ — شرح: اس سے مراد ولید بن مغیرہ مخزومی ہے۔ زنیم وہ ہے جس کی نسبت ایسی قوم کی طرف کی جائے جس میں سے وہ نہ ہو یہ زنمۂ شاۃ سے ماخوذ ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا زنیم اسے کہتے ہیں جو بدی میں مشہور ہو۔ جیسے بکری زنمہ سے مشہور ہوتی ہے۔ عبید بن عمیر نے کہا عتل بہت زیادہ کھانے پینے والا وہ سخت قوی ہو اس کو ترازو میں رکھا جائے تو اس کا وزن جَو کے وزن کے برابر نہ ہو ایسے ستر ہزار لوگوں کو ایک فرشتہ ایک ہی دفعہ دوزخ میں پھینک دے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زنیم وہ ہے جس کا اصل نہ ہو حرام زادہ بعض زنیم کو دیوث کہتے ہیں۔ بعض نے کہا جو اپنی لڑکی سے بدکاری کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے حق میں دس باتیں فرمائی ہیں نو کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات اصل میں خطا ہونے کی اس کا حال مجھے معلوم نہیں یا تو مجھے سچ سچ

Marfat.com

۴۵۹۷ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ

بَابُ قَوْلِهٖ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ

تبادے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔ اس پر اس کی ماں نے کہا تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مرجائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے لیک چرواہے کو بلا لیا تو اس سے ہے۔۔۔ ولید نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہا تھا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس کے واقعی دس عیب ظاہر فرما دیئے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ابوجہل ہے! کیونکہ وہ شرارت میں معروف تھا۔ مجاہد نے کہا وہ اسود بن عبد یغوث ہے۔ سدی نے کہا وہ اخنس بن شریق ہے۔

۴۵۹۷ ـــ ترجمہ : حارثہ بن وہب خزاعی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں اہل جنت کی خبر نہ دوں ؟ ہر ضعیف کہ اسے لوگ ناتواں اور حقیر جانتے ہوں اگر وہ اللہ پر قسم کھائے تو اللہ اس کو پورا کر دے کیا میں تمہیں دوزخیوں کی خبر نہ دوں ؟ غلیظ سخت جھگڑالو اور متکبر لوگ ہیں "

۴۵۹۷ ـــ شرح : یعنی جنت اور دوزخ میں بیشتر ایسے لوگ ہوں گے یہ نہیں کہ جنت اور دوزخ میں صرف یہی لوگ ہوں گے مُتَضَعَّف " وہ ہیں جن کو لوگ کمزور اور حقیر جانتے ہوں ؛ کیونکہ وہ دنیا میں مفلوک الحال نظر آتے ہیں۔ اگر مُتَضَعَّف کا عین مکسور ہو تو معنی یہ ہوں گے جو متواضع اور عاجزی کرنے والے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ کے کرم کی امید کرتے ہوئے کہ وہ ان کی قسم پوری کرے گا اگر قسم کھائیں تو اللہ اُن کی قسم پوری کر دیتا ہے۔ بعض نے کہا اگر اللہ سے دعا کرے تو اللہ قبول کرے گا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! جس دن پنڈلی کھولی جائیگی

کشفِ ساق سے مراد سختی احوال ہے۔ اس سے مراد قیامت کا دن ہے

marfat.com
Marfat.com

۴۵۹۸ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهٖ فَيَسْجُدُ لَهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ وَيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَآءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا

۴۵۹۸ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ہمارا رب اپنی پنڈلی کھولے گا تو ہر مومن مرد اور مومن عورت اس کو سجدہ کریں گے اور جو دنیا میں ریاکاری کے طور پہ سجدے کرتے تھے وہ باقی رہ جائیں گے۔ یہ ریاکار سجدہ کرنے کی کوشش کریں گے تو ان کی پشت ایک تختہ ہو جائے گی ،،

۴۵۹۸ — شرح : اللہ تعالیٰ کی ساق (پنڈلی) متشابہات سے ہے جن کی حقیقت صرف اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں جیسے ید اللہ، اللہ کا ہاتھ وجہ اللہ (اللہ کا چہرہ) ان کے حقیقی معنی مراد نہیں اس میں علماء کرام کے دو قول ہیں۔ ان میں سے ایک مذہب سلف کا ہے۔ وہ مُفَوِّضہ ہیں کہ ان کی تاویل اللہ ہی جانتا ہے۔ اِن پر ایمان واجب ہے اور یہ اعتقاد کرنا ضروری ہے کہ ان سے مراد وہ ہے جو اللہ کی شان کے لائق ہے۔ بعض متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے کہ متشابہات کی تاویل وہ ہے جو اس کی شان کے لائق ہے۔ ان میں وہی کلام کر سکتا ہے جو عرب کی زبان میں مہارت رکھتا ہو اور فروع و اصول کے قواعد سے واقف ہو۔ اُنھوں نے کہا یہاں ''ساق،، سے مراد ''شدت،، ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سخت امور کا اظہار فرمائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی تفسیر کی ہے۔ قاضی عیاض نے کہا "ساق" سے مراد ''عظیم نور،، ہے۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا "یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ ،، نورِ عظیم کا ظہور ہوگا اور سب لوگ سجدہ میں گر جائیں گے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ نے سخت گھبراہٹ میں ڈالنے والے امر سے تفسیر کی ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ رب العزت کے حجابات ہیں جو مومنوں کے لئے قیامت میں ظاہر کرے گا۔ ربیع نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قیامت کے روز حجاب کھولا جائے گا تو جو لوگ دنیا میں ایمان لائے تھے تمام سجدہ میں گر جائیں گے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قیامت دارِ جزاء ہے۔ دارِ عمل نہیں سجدہ کرنا عمل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سجدہ بطورِ تکلیف نہیں بلکہ اللہ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْحَاقَّة

عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ يُرِيْدُ فِيْهَا الرِّضٰى الْقَاضِيَةَ الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى الَّتِيْ مُتَّهَا ثُمَّ اَحْيَا بَعْدَهَا مِنْ اَحَدٍ عَمَّنْ حَاجِزِيْنَ اَحَدٌ يَكُوْنُ لِلْجَمِيْعِ وَلِلْوَاحِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْوَتِيْنُ نِيَاطُ الْقَلْبِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَغٰى كَثُرَ وَيُقَالُ بِالطَّاغِيَةِ بِطُغْيَانِهِمْ وَيُقَالُ طَغَتْ عَلَى الْخُزَّانِ كَمَا طَغَى الْمَاءُ عَلٰى قَوْمِ نُوْحٍ

کے تقرب اور اس سے لذت حاصل کرنے کے لئے ہے۔

قولہ طبقا واحدا "یعنی ان کی پشت ایک تختہ ہو جائے گی۔ وہ ٹیڑھے نہیں ہو سکیں گے۔ لہٰذا وہ رکوع و سجود پر قادر نہ ہوں گے۔ اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ تکلیف مالا یطاق "جائز ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ "ان کو سجدہ کرنے کے لئے کہا جائے گا انہیں سجدہ کرنے کی استطاعت نہ ہوگی، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں؛ کیونکہ آخرت دارِ تکلیف نہیں اور سجدہ کرنے کے لئے لوگوں کو بلانا محض زجر و توبیخ اور امتحان کے لئے ہے واللہ و رسولہ اعلم!

سُوْرَۂ حاقہ

بالاتفاق یہ سورت مکی ہے۔ اس کی باون ۵۲ آیات ہیں "

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ حُسُوْمًا "سے اس آیت کریمہ : سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا کی طرف اشارہ کیا اور مُتَتَابِعَةً "سے اس کی تفسیر کی متتابعہ کے معنی لگاتار ہیں یعنی قوم عاد پر گرجی

marfat.com
Marfat.com

آندھی قوت سے لگادی وہ سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار سخت سردی کے موسم میں چلتی رہی قولہ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ اس آیت کریمہ "فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ" کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں سعید بن جُبیر نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جس میں رضا ہو۔ علماء معانی کے نزدیک یہ استعارہ بالکنایہ ہے۔ یعنی وہ عیشہ ذات رضاء میں ہے کیونکہ عیشہ مرضیہ ہوتی ہے۔ اور آیت کریمہ میں رضاء کو عیش کے لئے ثابت کیا ہے۔ حالانکہ دراصل رضا صاحب عیش کی صفت ہے۔

قولہ القَاضِیَةَ "سے اس آیت کریمہ: یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ مَا اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ" کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی ہائے کسی طرح موت ہی قصہ چکا جاتی اور حساب کے لئے نہ اُٹھایا جاتا اور یہ ذلت و رسوائی پیش نہ آتی۔ میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا جو میں نے دنیا میں جمع کیا تھا وہ ذرا بھی میرا عذاب ٹال نہ سکا۔

قولہ مِنْ اَحَدٍ حَاجِزِیْنَ "سے اس آیت کریمہ: فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِیْنَ" کی طرف اشارہ کیا یعنی پھر تم میں کوئی ان کا بچانے والا نہ ہوتا۔ "عَنْهُ" میں ضمیر کا مرجع قتل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی وہ قتل سے بچ نہیں سکتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفت سے نکل نہیں سکتے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ لفظ اَحَد جمع اور واحد دونوں کے لئے ہے کیونکہ نکرہ حیز نفی میں مفید عموم ہوتا ہے۔

قولہ اَلْوَتِیْن "سے اس آیت کریمہ "ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ" کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر میں کہا وَتِیْنَ دل کی رگ جب وہ کٹ جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں پھر اُن کی رگِ دل کاٹ دیتے "جس کے کاٹتے ہی موت واقع ہو جاتی"

قولہ طَغٰی "سے اس آیت کریمہ: اِنَّا لَمَّا طَغَی الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِی الْجَارِیَةِ" کی طرف اشارہ کیا اور "طَغٰی" کی "کَثُرَ" سے تفسیر کی، یعنی بے شک جب پانی زیادہ ہوا تھا (اور وہ درختوں، عمارتوں، پہاڑوں اور ہر چیز سے بلند ہو گیا تھا) تو ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کیا (اور حضرت نوح علیہ السلام کو اور اُن کے ساتھ والوں کو جو اُن پر ایمان لائے تھے نجات دی اور باقیوں کو غرق کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا طغی بمعنی کثر ہے۔ کہا جاتا ہے۔ بالطَّاغِیَةِ یعنی بِطُغْیَانِهِمْ یعنی وہ اپنی سرکشی کے باعث ہلاک ہوئے۔ اور کہا جاتا ہے طَغَتْ عَلَی الْخَزَّانِ جیسے پانی قوم نوح علیہ السلام پر تجاوز کر گیا تھا۔ ان پر ہوا حد سے بڑھ گئی۔ اور ضبط سے نکل گئی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مکیال کی مقدار سے زیادہ ہوا نہیں چھوڑی اور نہ ہی ایک مکیال سے زیادہ بارش کا خطرہ بھیجا ہے سوا یوم عاد اور یوم نوح کے، جو ضبط سے نکل گئی تھی۔ خُزَّان خازن کی جمع ہے۔ قولہ غِسْلِیْن "سے اس آیت کریمہ: وَّلَا طَعَامٌ مِّنْ غِسْلِیْنٍ" کی طرف اشارہ کیا یعنی نہ کچھ کھانے کو مگر دوزخیوں کا پیپ۔ غِسْلِیْن جو دوزخیوں کی پیپ سے بہنے لگے گا۔ ضحاک اور ربیع نے کہا غِسْلِیْن دوزخ میں درخت ہے جس کو وہ کھائیں گے۔ فرّاء کے غیر نے غسلین کی تفسیر یہ کی ہے کہ جس کو تم دھوؤ تو جو شئ اس سے نکلے اس کو غِسلین کہتے ہیں۔ پس غِسْلِیْن فِعْلِیْن کے وزن پر غسل سے ہے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ سَأَلَ سَائِلٌ

وَالْفَصِيْلَةُ اَصْغَرُ اٰبَائِهِ الْقُرْبٰى اِلَيْهِ يَنْتَمِيْ مَنِ انْتَمٰى لِلشَّوٰى اَلْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْاَطْرَافِ وَجِلْدَةُ الرَّاْسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ وَمَا كَانَ غَيْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوًى وَالْعِزُوْنَ الْحِلَقُ وَالْجَمَاعَاتُ وَاحِدُهَا عِزَةٌ

اور شوٰی سے مراد زخم وغیرہ ہیں۔

قولہ اَعْجَازُ نَخْلٍ " سے اس آیت کریمہ : كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اعجاز کی تفسیر اصول سے کی خلویہ معنی ساقط ہے۔ یعنی گویا وہ کھجوروں کے ڈھنڈ ہیں گرے ہوئے۔

قولہ بَاقِيَةٍ " سے اس آیت کریمہ " فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ " کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر بقیہ سے کی " تو تم اُن میں کوئی بچا ہوا دیکھتے ہو؟ یعنی موت نے انہیں ایسا ڈھا دیا کہ آٹھویں روز جب صبح کو وہ سب لوگ ہلاک ہو گئے تو ہواؤں نے انہیں اُڑا کر سمندر میں پھینک دیا اور ایک بھی باقی نہ رہا۔

سُوْرَةُ سَأَلَ سَائِلٌ

اس کو سورۂ معارج بھی کہتے ہیں یہ مکی ہے۔ اس کی چوالیس آیات ہیں۔

قولہ اَلْفَصِيْلَةُ " سے اس آیت کریمہ " وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُؤْوِيْهِ " کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر میں کہا کہ فصیلہ وہ قریبی رشتہ دار ہیں جن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے

قولہ لِلشَّوٰى ،، سے اس آیت کریمہ " كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی ہرگز نہیں (یہ کچھ اس کے کام نہ آئے گا اور کسی طرح وہ عذاب سے بچ نہ سکے گا) وہ تو بھڑکتی آگ ہے۔ کھال اُتار لینے والی ،، شوٰی کے معنی دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، اطراف بدن اور سر کی کھال کے ہیں۔ مقصد یہ ہے

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ اِنَّآ اَرْسَلْنَا

اَطْوَارًا طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا يُقَالُ غَدَا طَوْرَهٗ اَیْ قَدْرَهٗ وَالْكُبَّارُ اَشَدُّ مِنَ الْكُبَّارِ وَكَذٰلِكَ جُمَّالٌ وَجَمِيْلٌ لِاَنَّهَا اَشَدُّ مُبَالَغَةً وَكُبَّارًا اَلْكَبِيْرُ وَكُبَارًا اَيْضًا بِالتَّخْفِيْفِ وَالْعَرَبُ تَقُوْلُ رَجُلٌ حُمَانٌ مُخَفَّفٌ وَجُمَالٌ مُخَفَّفٌ دَيَّارًا مِنْ دَوْرٍ وَلٰكِنَّهٗ فَيْعَالٌ مِنَ الدَّوْرَانِ كَمَا قَرَءَ عُمَرُ اَلْحَيُّ الْقَيَّامُ وَهِيَ مِنْ قُمْتُ وَقَالَ غَيْرُهٗ دَيَّارًا اَحَدًا تَبَّارًا هَلَاكًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِدْرَارًا يَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَقَارًا عَظَمَةً

دوزخ کی آگ بھڑکائی جائے گی اور وہ ان اعضاء کو چمڑے اور کھال سے دُور کر دے گی۔ ان کو اشواۃ بھی کہا جاتا ہے۔ اور جو عضو قتل کی جگہ نہ ہو اس کو شوا کہتے ہیں۔

قولہ اَلْعِزُوْن ،، سے اس آیت کریمہ : فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ ان کافروں کو کیا ہوا تمہاری طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہیں داہنے اور بائیں گروہ کے گروہ عِزُوْنَ بکسر العین بمعنی گروہ اور جماعتیں اس کا واحد عِزَةٌ ہے۔ کافر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد حلقے باندھ کر گروہ کے گروہ جمع ہوتے تھے اور آپ کا کلام مبارک سُنتے اور اس کو جھٹلاتے اور استہزاء کرتے اور کہتے اگر یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو ہم ضرور ان سے پہلے اس میں داخل ہوں گے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کافروں کا کیا حال ہے کہ آپ کے پاس بیٹھتے بھی ہیں اور گردنیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے بھی ہیں پھر سُن کر نفع نہیں اُٹھاتے۔

قولہ يُوْفِضُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ : كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا گویا وہ نشانوں کی طرف لپک رہے ہیں جیسے جھنڈے والے اپنے جھنڈے کی طرف دوڑتے ہیں۔ يُوْفِضُوْنَ ،، کی تفسیر الفاض بمعنی اسراع سے کی یعنی وہ تیز دوڑتے ہیں (لپک رہے ہیں) یعنی جس وقت صیحہ اخیر سنیں گے تو اپنے بتوں

Marfat.com

کی طرف دوڑیں گے جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نُصُب کی تفسیر غایت سے کی ہے

سورۂ نوح عَلَیْہِ السَّلَامُ

یہ سورت مکی ہے نحل کے بعد اور سورۂ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے نازل ہوئی ، اس کی اٹھارہ آیات ہیں

قولہ اَطْوَارًا ، سے اس آیت کریمہ : وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ، کی طرف اشارہ کیا یعنی اس نے تمہیں طرح طرح بنایا۔ کبھی نطفہ کبھی علقہ ، کبھی مضغہ ، کبھی عظام (ہڈیاں) اور ہڈیوں پر گوشت پیدا کیا اور تمہاری خلقت کامل کی ان مقامات میں طور بمعنی تارہ (کبھی) ہے اور بمعنی قدر بھی آتا ہے۔ اس کی طرف امام نے ، یقال عدا طورہ ، سے اشارہ کیا یعنی وہ اپنی حد سے بڑھ گیا ،

قولہ وَكُبَّارًا ، سے اس آیت کریمہ ، وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ، کی طرف اشارہ کیا۔ کبار بتشدید الباء کبر کے معنی میں کبار بتخفیف الباء سے زیادہ سخت ہے کثرتِ حروف کثرتِ معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی طرح جُمَّال بتشدید المیم اور جمیل ہیں کہ جمال کے معنی میں جمیل کے معنی سے زیادہ مبالغہ ہے۔ کُبَّار مشدد بمعنی کبیر ہے۔ ایسے ہی کبار مخفف ہے اسی طرح حُسَّان مشدد حسان مخفف سے ابلغ ہے اور جمال مشدد جمال مخفف سے ابلغ ہے

قولہ دَيَّارًا ، سے اس آیت کریمہ ، رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا کی طرف اشارہ کیا۔ زمین پر کوئی بسنے والا کافر نہ چھوڑ۔ دَيَّارٌ ، دَور سے مشتق ہے اس کا وزن فَيْعَالٌ ہے۔ دراصل دَيْوَارٌ تھا۔ واؤ کو یاء سے بدل کیا اور یاء کو یاء میں ادغام کیا اس کا وزن ، فَعَّال ، نہیں ، کیونکہ اس کا اصل دَوَّار ، نہیں تاکہ اس کا وزن فَعَّال ، ہو۔ جیسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ ، اَلْحَيُّ الْقَيَّامُ ، القیوم کی جگہ پڑھا اور یہ قُمْتُ سے ماخوذ ہے یہ بالکل دیار کی طرح ہے۔ یعنی قیام بروزن فعّال نہیں بلکہ بروزن فَيْعَال ہے جیسا کہ دیار بروزن فَيْعَال ہے۔ ابن ابی داؤد نے کئی طرق سے ذکر کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قَيَّام پڑھا ہے۔ سعید بن مسیب سے بھی یہ منقول ہے بعض نے کہا اس کا متعلق یہ ہے کہ ، اَحَدٌ ، کو مقدم ذکر کیا جائے ورنہ معنی درست نہ ہوگا۔ اس بعض نے کہا دَيَّار بمعنی اَحَد ہے۔ اور معنی یہ ہے کہ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ اَحَدًا ، زمین پر کافر نہ چھوڑ ، ثعلبی نے اس معنی کی طرف یوں اشارہ کیا کہ انھوں نے کہا دَيَّانًا اَحَدًا يَدُوْرُ فِي الْاَرْضِ فَيَذْهَبُ وَيَجِيْءُ یعنی زمین میں پھرنے والا آنے جانے والا کوئی نہ چھوڑ۔

قولہ تَبَارًا ، سے اس آیت کریمہ : وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ، تبار بمعنی ہلاک ہے یعنی کافروں کو زیادہ نہ کر مگر تباہی۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ان کی قوم کے تمام کفار کو عذاب سے ہلاک کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وُدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا

٤٥٩٩ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ صَارَتِ الْاَوْثَانُ الَّتِيْ كَانَتْ فِيْ قَوْمِ نُوْحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدُ اَمَّا وُدٌّ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَاَمَّا سُوَاعٌ كَانَتْ لِهُذَيْلٍ وَاَمَّا يَغُوْثُ فَكَانَتْ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِيْ غُطَيْفٍ بِالْجَوْفِ عِنْدَ سَبَاٍ وَاَمَّا يَعُوْقُ فَكَانَتْ لِهَمْدَانَ وَاَمَّا نَسْرٌ فَكَانَتْ لِحِمْيَرَ لِاٰلِ ذِي الْكَلَاعِ وَنَسْرًا اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ

قولہ مِدْرَارًا ،، اس آیت کریمہ : وَيُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر يَتْبَعُ بَعْضُهٗ بَعْضًا ،، سے کی یعنی پے در پے آیت کے معنی یہ ہیں تم پر پے در پے بارش برسائے گا۔"

قولہ وَقَارًا ،، سے اس آیت کریمہ : مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور وقار کی عظمت سے نفیر کی یعنی تمہیں کیا ہوا اللہ سے عزت حاصل کرنے کی امید نہیں کرتے (اس طرح کہ اس پر ایمان لاؤ) حسن بصری نے کہا تم اللہ کی عظمت نہیں جانتے ہو۔ حسن بصری نے کہا تم اللہ کا حق نہیں پہچانتے ہو اور اس کی نعمت کا شکر نہیں کرتے ہو۔ سعید بن جبیر نے کہا تم ثواب کی امید نہیں کرتے ہو اور عذاب سے ڈرتے نہیں ہو۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کافر بولے (عوام سے) ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو ،،

اور ہرگز نہ چھوڑنا وُدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو اور انھوں نے بہتوں کو بہکایا"

٤٥٩٩ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں

Marfat.com

مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا هَلَكُوْا اَوْحَى الشَّيْطَانُ اِلٰى قَوْمِهِمْ اَنِ انْصِبُوْا اِلٰى
مَجَالِسِهِمْ اَلَّتِيْ كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا وَّسَمُّوْهَا بِاَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ
تُعْبَدْ حَتّٰى اِذَا هَلَكَ اُولٰٓئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ

جو بُت تھے بعد میں وہ عرب میں معبود بنائے گئے۔ وَدّ دَوْمَۃ الْجَنْدَل میں قبیلہ کلب کا بت تھا۔ سواع قبیلہ ہُذیل کا یغوث قبیلہ مراد کا پھر جُوف میں قبیلہ بنی غطیف کے بُت تھے۔ بہرحال یَعُوق یہ ہمدان کے لوگوں کا بت تھا اور نسر حمیر کا جو ذی الکلاع کے لوگوں سے تھا۔ بُت تھا۔ یہ یمن میں سبا کے قریب نوح علیہ السلام کی قوم میں سے نیک لوگ تھے جب وہ فوت ہوگئے تو شیطان نے اُن کے دلوں میں یہ ڈالا کہ ان کو اپنی مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے بُت نصب کردو۔ اور ان کے نام وہی رکھو جو اُن کے نام تھے۔ پس لوگوں نے ایسا ہی کیا اور ان کی عبادت نہیں کی جاتی تھی حتی کہ جن لوگوں نے ان کو نصب کیا تھا ہلاک ہوگئے اور ان کا علم جاتا رہا تو ان کی عبادت کی جانے لگی اور لوگوں نے ان کو اپنے خُدا گمان کر لیا۔

۴۵۹۹ شرح : محمد بن کعب سے روائت ہے کہ آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے۔ وَدّ سُوَاع، یَغوث، یَعُوق اور نَسر تھے۔ اُن میں سے ایک فوت ہوگیا تو وہ بہت غمناک ہوئے۔ شیطان نے کہا میں تمہارے لئے اس جیسا بنا دیتا ہوں جب اس کو دیکھو گے تو اسے یاد کرو گے اُنھوں نے کہا درست ہے۔ کرو! شیطان نے مسجد میں تانبہ اور پیتل سے ایک صورت بنائی پھر دوسرا فوت ہوگیا تو اس کا مجسمہ بنایا حتی کہ سارے فوت ہوگئے اور اشیاء بدل گئیں حتی کہ کچھ عرصہ بعد اُنھوں نے اللہ کی عبادت ترک کر دی۔ شیطان نے کہا تمہیں کیا ہُوا کہ تم اپنے خُدا اور اپنے آباء کے خُداؤں کی عبادت نہیں کرتے ہو۔ کیا تم ان کو اپنے مصلوں میں نہیں دیکھتے ہو۔ پس لوگوں نے اللہ کے سوا بتوں کی پُوجا شروع کر دی۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سہیلی نے کہا یَغُوث حضرت شیث علیہ السلام کے بیٹے تھے ان کی عبادت کی ابتداء مہلائیل بن قینان کے زمانہ سے شروع ہوئی۔ کتاب العین میں ہے "ودّ"، نوح علیہ السلام کی قوم کا بُت تھا اور وُدّ کی واؤ مضموم ہو تو یہ قریش کا بُت تھا۔ ماوردی نے کہا سب سے پہلے اس کی عبادت کی گئی اس کو ودّ اس لئے کہتے ہیں کہ لوگ اس سے محبت کرتے تھے اور نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد یہ دَومۃ الجندل میں قبیلہ کلب کا بت تھا۔ سُوَاع عورت کی شکل میں مجسمہ بنایا گیا تھا۔ یہ قبیلہ ہذیل کا بت تھا اور یغوث پہلے قبیلہ مراد کا بت تھا۔ سُوَاع عورت کی شکل میں مجسمہ بنایا گیا تھا۔ یہ قبیلہ ہذیل کا بت تھا اور یغوث

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ

وَقَالَ الْحَسَنُ جَدُّ رَبِّنَا غِنَا رَبَّنَا وَقَالَ عِکْرِمَۃُ جَلَالُ رَبِّنَا وَقَالَ اِبْرَاھِیْمُ اَمْرُ رَبِّنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِبَدًا اَعْوَانًا

پہلے قبیلہ مراد کابت تھا پھر بنی عطیف کا جُرف یا جوف میں بُت تھا جو یمن کی زمین میں ہے۔ واللہ اعلم!
قولہ الاوثان ،، وثن کی جمع ہے۔ وثن وہ ہے جو لکڑی یا پتھر یا چاندی یا جو سے بنایا ہوا جثہ ہو۔ عرب لوگ اوثان کو نصب کر کے ان کی عبادت کرتے تھے۔

سُوْرَۂ جنّ

یہ سورت مکی ہے اس کی اٹھائیس (۲۸) آیات ہیں۔
قولہ لِبَدًا سے اس آیت کریمہ : لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لبدًا کی تفسیر اَعْوَان بمعنی جماعات سے کی۔ یعنی جب اللہ کا بندہ (سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے وقت بطن نخلہ میں) اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا (نماز پڑھنے) تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر جمع ہو جائیں؛ کیونکہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت و تلاوت اور آپ کے اصحاب کی اقتداء نہایت عجیب اور پسندیدہ معلوم ہوئی اس سے پہلے انھوں نے کبھی ایسا منظر نہ دیکھا تھا اور ایسا بے مثل کلام نہ سُنا تھا۔ قولہ لِبَدًا دراصل لبدًا کے معنی ہیں۔ ایک دوسرے کے مجتمع ہونے والے اور قرآن کریم کی سماعت میں ہجوم کے ہجوم ایک دوسرے کے اُوپر گرنے والے حسن بصری، قتادہ اور ابن زید نے اس کی تفسیر میں کہا کہ جب اللہ کا بندہ دعوتِ اسلام دینے کے لئے اُٹھا تو انسان اور جن اس پر جمع ہو گئے اور جو حق وہ لے کر آیا تھا اس کو باطل کرنے کے لئے اس پر غلبہ کرنے لگے اور اللہ کا نُور بجھانا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار کیا جبکہ وہ اس امر کو پُورا کرنے والا ہے۔ اور اپنے بندے کی مخالفت کرنے والوں کے مقابلہ میں اپنے بندہ کا مددگار ہے۔ قولہ بخسًا ،، سے اس آیت کریمہ : فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَھَقًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر نقص سے کی عرب کے کلام میں رہق کے معنی گناہ اور محارم کے ارتکاب کرنے کے ہیں۔

Marfat.com

٤٦٠٠ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلٰى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ فَقَالُوا مَا لَكُمْ قَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالَ مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا مَا حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هٰذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَدَثَ فَانْطَلَقُوا فَضَرَبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا يَنْظُرُونَ مَا هٰذَا الْأَمْرُ الَّذِي حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ قَالَ فَانْطَلَقَ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلَةَ وَهُوَ عَامِدٌ إِلٰى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ تَسَمَّعُوا لَهُ فَقَالُوا هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَهُنَالِكَ رَجَعُوا إِلٰى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا

٤٦٠٠ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کرام کے ساتھ منڈی عکاظ کا قصد کرتے ہوئے گئے، حالانکہ شیطانوں اور آسمانی خبروں کے درمیان حجاب حائل ہو چکا تھا اور اُن پر آگ کے شعلے مارے جانے لگے تھے۔ تو شیطان واپس لوٹ گئے اُن سے کہا تمہارا کیا حال ہے کہ واپس آ گئے ہو؟ اُنھوں نے کہا ہمارے اور آسمان کی خبر کے درمیان مانع واقع ہو گیا ہے۔ اور ہم پر آگ کے شعلے پھینکے جا رہے ہیں۔ کہا تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان کوئی نئی شئ حائل ہوئی ہے۔ تم زمین کے مشارق اور مغارب میں چلے جاؤ اور دیکھو یہ کیا ہے جو حائل ہوا ہے پس وہ گئے اور زمین کے مشرق و مغرب میں گئے۔ اس حال میں کہ وہ دیکھتے تھے کہ وہ کونسی نئی شئ ہے جو اُن کے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہے۔ راوی نے کہا جو تہامہ کی طرف گئے تھے۔ وہ جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا ۚ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ وَاِنَّمَا اُوْحِیَ اِلَیْہِ قَوْلُ الْجِنِّ

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نخلہ میں گئے ؛ حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم منڈی عکاظ کا قصد کئے ہوئے تھے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انھوں نے قرآن سنا اور کان لگا کر سنا تو کہنے لگے یہ ہے وہ شئی جو تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہوئی ہے۔ جب وہ اپنی قوم کی طرف واپس گئے تو کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی راہ بتاتا ہے ہم تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے پروردگار کا کسی کو شریک نہیں بناتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ الایۃ۔ ابن عباس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کا قول وحی کیا گیا تھا۔

۴۶۰۰ — شرح : عکاظ بضم السین و فتح الکاف عرب کی مشہور منڈی ہے۔ نخل مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان وادی ہے۔ لوگ وہاں سارا شوال اقامت کرتے خرید و فروخت کرتے اور ایک دوسرے پر فخر کی باتیں کیا کرتے تھے۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف تشریف لے گئے اور بعثت کے دسویں سال واپس تشریف لائے تو یہ واقعہ ہوا تھا، لیکن اشکال یہ ہے کہ اس حدیث میں آپ کے ہمراہ چند صحابہ کرام کا ذکر ہے، حالانکہ جب آپ طائف تشریف لے گئے تھے تو زید بن حارثہ کے سوا کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہے یا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لائے تھے تو چند صحابہ کرام راستہ میں ملے اور آپ کے ساتھ ہم سفر ہو گئے تھے (قسطلانی) قولہ شُہُب بضم الشین والہا شہاب کی جمع ہے۔ احادیث و اخبار سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ واقعہ بعثت کی ابتداء کا ہے۔ اور جنوں کا قرآن کریم کی سماعت کے لئے آنا طائف کی طرف تشریف لے جانے سے دو سال قبل ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جنوں نے آپ کو دیکھا تھا کہ آپ صحابہ کو صبح کی نماز پڑھاتے تھے حالانکہ نماز معراج کی شب فرض ہوئی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور ایک نماز غروب ہونے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث پر کچھ اضافہ ذکر کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جنات کا اپنی قوم سے یہ کہنا لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا ۱، جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر جمع ہو جائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب جنات نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اور دیکھا کہ آپ کے صحابہ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ اور آپ کے سجدہ کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں تو صحابہ کرام کے آپ کی اطاعت کرنے سے حیران ہو گئے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّل

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَتَبَتَّلْ اَخْلِصْ وَقَالَ الْحَسَنُ اَنْكَالًا قُيُوْدًا مُنْفَطِرٌ مُنْثَقِلَةٌ بِهٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا اَلرَّمْلُ السَّائِلُ وَبِيْلًا شَدِيْدًا

اور اپنی قوم سے یہ ذکر کیا" اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں کو نہیں دیکھا اور نہ اُن پر قرآن پڑھا اس مقام میں صرف اتفاق ہوگیا تھا کہ آپ کے نماز پڑھاتے وقت جنات بھی وہاں پہنچ گئے۔ اور نماز میں آپ کی قرأت سُنی تو اللہ تعالیٰ نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی۔
(حدیث ۷۹۱ ، جلد : ۱ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت مکی ہے اس کی انیس یا بیس آیات ہیں

مزمل دراصل مُتَزَمِّل تھا۔ تاء کو زاء سے بدل کر کے ادغام کر دیا۔ قولہ "تَبَتَّلْ" سے اس آیت کریمہ "وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا" کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے کہا تَبَتَّلْ بمعنی اَخْلِصْ ہے۔ صرف اللہ کی عبادت کرو! عطاء نے کہا بمعنی انقطاع ہے۔ یہ لغوی معنیٰ ہے۔

قولہ "اَنْكَالًا" سے اس آیت کریمہ: "اِنَّ لَدَيْنَا اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا" کی طرف اشارہ کیا۔ حسن بصری نے کہا اَنْکال بمعنی قیود ہے۔ یعنی ہمارے پاس قیود اور دوزخ ہے۔

قولہ "مُنْفَطِرٌ بِهٖ" سے اس آیت کریمہ: "يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ" کی طرف اشارہ کیا اور "مُثْقَلَةٌ بِهٖ" سے اس کی تفسیر کی۔ وہ دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور آسمان اس سے بھاری ہو جائے گا" یعنی قیامت کے دن کی شدت دہشت آسمان کے انفطار کا سبب ہوگی۔ منفطر آسمان کی صفت ہے اور آسمان مؤنث اس کی صفت مذکر لانا تاویل پر مبنی ہے۔ یعنی سقفٌ مُنْفَطِرٌ۔ یا مُنْفَطِرٌ بِاعْتِبَارِ الْاِنْفِطَارِ" قولہ "كَثِيْبًا مَّهِيْلًا" سے اس آیت کریمہ: "وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا" کی طرف اشارہ کیا اور رملٌ سائل بمعنی بہنے والی ریت سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی پہاڑ بہتا ہوا ریت کا ٹیلہ ہو جائیں گے۔ قولہ "وَبِيْلًا" سے اس آیت کریمہ "فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا" کی طرف اشارہ کیا اور شدید سے وبیل کی تفسیر کی یعنی ہم نے اس کو سخت پکڑا اسی مادہ سے وبال ہے

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَسِيْرٌ شَدِيْدٌ قَسْوَرَةٌ رُكَّزُ النَّاسِ وَاَصْوَاتُهُمْ وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ الْاَسَدُ وَكُلُّ شَدِيْدٍ قَسْوَرَةٌ مُسْتَنْفِرَةٌ نَافِرَةٌ مَذْعُوْرَةٌ

۴۶۰۱ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ سَأَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ فَقَالَ اَبُوْسَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِىْ قُلْتَ فَقَالَ جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَۂ مُدَّثِّر

یہ سُورت مکّی ہے۔ اس کی چھپّن (۵۶) آیات ہیں!

قولہ عَسِیْر،، سے اس آیت کریمہ: فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی شدید سے تفسیر کی یعنی وہ سخت دن ہے۔ قولہ قَسْوَرَةٌ،، سے اس آیت کریمہ: كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ،، کی طرف اشارہ کیا اور قَسْوَرَةٌ کی تفسیر رُكَّزُ النَّاسِ وَاَصْوَاتُهُمْ سے کی یعنی لوگوں کا شور وغوغا،، آیت کے معنیٰ یہ ہیں،، گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں کہ لوگوں کے شور وغوغا سے بھاگے ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قَسْوَرَةٌ،، بمعنی شیر ہے ہر سخت قسورہ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما

Marfat.com

قَالَ جَاوَرْتُ بِحَرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ أَمَامِيْ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ خَلْفِيْ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَرَأَيْتُ شَيْئًا فَأَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ وَصُبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

نے کہا عرب کی زبان میں قسورہ کا معنی اسد ہے اور فارسی زبان میں شیر اور حبشی زبان میں قسورہ ہے۔ مُسْتَنْفِرَة بھاگنے والے "فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ" گھبرائے ہوئے خائف۔

۴۶۰۱ــــ ترجمہ: یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے قرآن میں پہلی آیت کے نزول کے متعلق پوچھا (کہ قرآن میں پہلے کونسی آیت نازل ہوئی) انھوں نے کہا "یَا أَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ" میں نے کہا لوگ کہتے ہیں: "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ" پہلے نازل ہوئی، ابوسلمہ نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے اس کے متعلق پوچھا اور انہیں وہی کہا جو تمہیں کہا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تم سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو ہم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی۔ آپ نے فرمایا میں نے غار حراء میں اعتکاف کیا جب میں نے اعتکاف مکمل کر لیا اور پہاڑ کی غار سے نیچے اترا تو مجھے ایک آواز سنائی دی میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا آگے دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا پیچھے دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا میں نے سر اوپر اٹھایا تو ایک شئی دیکھی (وہ فرشتہ تھا جو حراء میں آیا تھا اور زمین آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا مجھے کمبل اڑھا دو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالو تو یہ آیت کریمہ: "یَا أَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ" نازل ہوئی۔

۴۶۰۱ نمبر ــــ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مشہور بلکہ صحیح یہ ہے کہ سب پہلے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ: "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ" نازل ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ نہیں کہ "یَا أَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ" پہلے نازل ہوئی ہے بلکہ جابر نے اجتہاد اور اپنے ظن کے اعتبار سے یہ ذکر کیا۔ یہ مشہور حدیث کے منافی نہیں جو بخاری کی ابتداء میں مذکور ہے۔ اس میں صراحت ہے کہ سب سے پہلے "اِقْرَأ" نازل ہوئی۔ نیز یہ واضح بات ہے کہ وحی کے تین سال انقطاع کے بعد دوسری بار کا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ قُمْ فَاَنْذِرْ

۴۶۰۲ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ وَغَیْرُہٖ قَالَا حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ مِثْلَ حَدِیْثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْمُبَارَکِ

بَابُ قَوْلِہٖ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ

۴۶۰۳ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَۃَ اَیُّ الْقُرْاٰنِ اُنْزِلَ اَوَّلُ فَقَالَ یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ اُنْبِئْتُ اَنَّہٗ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ

یہ واقعہ ہے۔ لہٰذا صحیح حدیث کے یہ منافی نہیں۔ اور جابر کا کلام اُن کے ظن پر مبنی ہے۔ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں کہیں تصریح نہیں کہ پہلے مدثّر نازل ہوئی شیخ نے اس توجیہہ کو محلِ نظر قرار دیا، کیونکہ جابر کی حدیث میں ہے کہ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے فرشتہ دیکھا جو اس سے پہلے غارِ حراء میں آیا تھا۔ لہٰذا ہوسکتا ہے کہ جس آئت کریمہ میں تبلیغ احکام کا ذکر ہے۔ یہ وہ آئت ہے۔
(حدیث ع۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

بابٌ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ!

۴۶۰۲ — ترجمہ: یحییٰ نے کہا میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا سب سے پہلے قرآن کریم کا کونسا کلمہ نازل ہوا۔ اُنھوں نے کہا یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ میں نے ابوسلمہ سے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّکَ، پہلے نازل ہوئی۔ ابوسلمہ نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا کونسی آئت قرآن

Marfat.com

خَلَقَ فَقَالَ اَبُوْسَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَیُّ الْقُرْاٰنِ اُنْزِلَ اَوَّلُ فَقَالَ
یَااَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَقُلْتُ اَنْبَئْتُ اَنَّهٗ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ فَقَالَ لَا اُخْبِرُكَ اِلَّا بِمَا قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاوَرْتُ
فِیْ حِرَآءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِیْ هَبَطْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ الْوَادِیَ فَنُوْدِيْتُ
فَنَظَرْتُ اَمَامِیْ وَخَلْفِیْ وَعَنْ يَمِيْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰی عَرْشٍ
بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِیْ وَصُبُّوْا عَلَیَّ مَآءً
بَارِدًا فَاَنْزَلَ عَلَیَّ يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

بَابُ قَوْلِهٖ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

پہلے نازل ہوئی۔ انھوں نے کہا یَاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ میں نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ «اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ» پہلے نازل ہوئی انھوں نے کہا میں تجھے وہی خبر دیتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے حرا میں اعتکاف کیا جب میں نے اعتکاف مکمل کر لیا تو غار سے نیچے اترا اور وادی کے درمیان گیا تو مجھے ندا دی گئی میں نے اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں خدیجہ کے پاس آیا اور ان سے کہا مجھے کمبل اوڑھا دو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالو اور مجھ پر یہ آیت کریمہ : یَاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ «نازل ہوئی۔

۴۶۰۳ — شرح : ظاہر یہ ہے کہ جس نے یحییٰ بن ابی کثیر کو خبر دی وہ عروہ بن زبیر ہے رضی اللہ عنہما اور جس نے ابوسلمہ کو خبر دی وہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ہیں رضی اللہ عنہا کیونکہ یہ حدیث عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ سے مشہور ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی مدثر کی اوّلیت سے مراد مخصوص اوّلیت ہو۔ یعنی وحی کے انقطاع کے بعد یا وہ اوّلیت جو انذار کے ساتھ مقید ہے مطلق اوّلیت مراد نہیں؛ کیونکہ مطلق اوّلیت اقرأ باسم ربک کے لئے ہے۔ الحاصل اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ میں اوّلیت حقیقی ہے اور مدثر میں اوّلیت اضافی ہے۔ واللہ اعلم!

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور کپڑے پاک رکھیں

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

٤٦٠٤ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا ..... مِنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحَرَآءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ فَدَثَّرُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اِلٰى وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَبْلَ اَنْ تُفْتَرَضَ الصَّلٰوةُ وَهِيَ الْاَوْثَانُ

تفسیر : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کپڑوں کی پاکیزگی سے کیا مراد ہے عربوں میں مشہور ہے کہ جو شخص باوفا اور سچا ہو اس کو کہتے ہیں یہ شخص پاکیزہ لباس والا ہے اور جو عہد شکنی کرے اسے کہتے ہیں یہ پلید لباس والا ہے۔ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا فخر و غرور اور ظلم و گناہ کا لباس نہ پہنو پاکیزہ لباس پہنو۔ ابن سیرین اور ابن زید نے کہا اس کے معنی ہیں اپنے کپڑے صاف کرو اور پانی سے دھوؤ اور نجاست سے پاک کرو اکیونکہ مشرک کپڑے پاک نہ رکھتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو حکم فرمایا کہ آپ کپڑے پاک رکھیں اور پاکیزگی اختیار کریں۔

ترجمہ : ٤٦٠٤ — جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا اس حال میں کہ آپ وحی کے رُک جانے کی حدیث بیان فرماتے تھے آپنے ارشاد فرمایا ایک دفعہ میں جا رہا تھا۔ اچانک میں نے آسمان کی طرف سے آواز سُنی۔ میں نے اپنا سر اوپر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ فرشتہ جو غارِ حراء میں میرے پاس آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ يَقُوْلُ الرِّجْزُ وَالرِّجْسُ الْعَذَابُ

٤٦٠٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ قِبَلَ السَّمَآءِ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحِرَاءَ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاهْجُرْ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ وَالرُّجْزُ فَاهْجُرْ الْاَوْثَانُ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ

اس کے خوف سے گھبرا گیا اور گھر واپس آیا اور کہا مجھے کمبل اوڑھا دو انھوں نے مجھے کمبل اوڑھا دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ الایۃ نازل فرمائی "والرُّجْزَ فَاهْجُرْ" تک ، (یہ تطہیر لباس) پہلے اس کے کہ نماز فرض ہو اور "وَالرُّجْزَ" کے معنی بت ہیں۔

٤٦٠٤ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لباس کی تطہیر کا حکم نماز کے فرض ہونے سے قبل تھا۔ غارِ حراء میں وحی آنے کے بعد کچھ عرصہ وحی رُک گئی تھی۔ اس کے بعد یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ نازل ہوئی۔ قولہ فَجُئِثْتُ صیغہ ماضی مجہول متکلم ہے اس کے معنی گھبرانے کے ہیں اور رُعب بمعنی خوف ہے۔ قولہ "الرُّجْزَ هِيَ الْاَوْثَانُ" ضمیر مؤنث اس لئے ذکر کی کہ خبر جمع ہے اور خبر کو جمع باعتبار جنس ذکر کیا ہے۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث میں ہے کہ میں نے فرشتہ کو عرش پر بیٹھے دیکھا اور اس حدیث میں کرسی پر بیٹھنا مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں میں کچھ فرق نہیں کیونکہ مقصود واحد ہے۔ وہ یہ کہ عظمت کے وقت جس پر بیٹھتے ہیں۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بتوں سے دُور رہو!

کہا جاتا ہے اَلرِّجْزُ وَالرِّجْسُ دونوں بمعنی عذاب ہیں "

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْقِيَامَةِ

وَقَوْلُهٗ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُدًى هَمَلًا لِيَفْجُرَ أَمَامَهٗ سَوْفَ أَتُوْبُ لَا وَزَرَ لَا حِصْنَ

٤٦٠٥ — ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے ابوسلمہ سے سُنا کہ انھوں نے کہا مجھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انہوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے رُک جانے کے متعلق بیان فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک دفعہ میں جا رہا تھا میں نے آسمان کی طرف سے آواز سُنی تو میں نے اپنا سَر آسمان کی طرف اُٹھایا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ فرشتہ جو میرے پاس غارِ حرا میں آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کُرسی پر بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے خوف کیا حتیٰ کہ زمین پر گر پڑا پھر اپنے گھر آیا تو کہا مجھے کمبل اُڑھا دو مجھے کمبل اڑھا دو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَاهْجُرْ "تک" ابوسلمہ نے کہا رُجز بُت ہیں۔ پھر وحی جاری ہوگیا اور پے دَر پے آتا رہا۔

٤٦٠٦ — شرح : مجاہد، عکرمہ، قتادہ، زہری، ابن زید اور ایک روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ، کے معنی بتوں کے قریب نہ جاؤ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ رجز میں زا دسین سے بدل ہے، کیونکہ دونوں کے مخارج قریب قریب ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم میں ہے : فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ "پلیدیوں سے دُور رہو۔ ابوالعالیہ اور ربیع نے کہا رُجز بضم الرّا بمعنی صنم ہے اور بکسر رجز بمعنی نجس اور معصیت ہے۔ ضحاک نے شرک سے اور ابن کیسان نے اس کی شیطان سے تفسیر کی ہے کہ شرک اور شیطان سے دُور رہو (عینی) ابوسلمہ نے رُجز کی تفسیر اوثان سے کی ہے کیونکہ یہ عذاب تک پہنچاتے ہیں۔

سُوْرَۂ قیامت

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی چالیس آیات ہیں "

قولہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ "یہ خطاب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ یعنی اے حبیب اپنی زبان

Marfat.com

٤٦٠٦ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ حَرَّكَ بِهِ لِسَانَهُ وَوَصَفَ سُفْيَانُ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللهُ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ

کو حرکت نہ دیں، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قراءۃ قرآن کے لئے ہوشیار رہتے تھے کہ بھول نہ جائے اور اپنی زبان شریف کو ہلاتے رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مذکور آیت کریمہ نازل فرمائی کہ قرآن پاک کے تحفظ کے لئے اور بھول سے بچنے کے لئے اپنی زبان شریف کو نہ ہلائیں۔ آپ نہیں بھولیں گے "

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت کریمہ : أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى "، میں سدی کی تفسیر مہمل یعنی مہمل سے کی۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما نے " بَلْ يُرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ " میں لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ کی تفسیر سوف اتوب الخ سے کی۔ میں عنقریب گناہ سے تائب ہوں گا اور عمل کروں گا۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں : انسان مستقبل میں فسق و فجور پر مداومت کا ارادہ کرتا ہے پھر کہتا ہے میں توبہ کرتا ہوں اور عنقریب نیک عمل کرنے لگوں گا۔

قولہ لَا وَزَرَ " سے آیت کریمہ : كَلَّا لَا وَزَرَ إِلَى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ "، کی طرف اشارہ کیا اور وزر کی تفسیر حصن سے کی یعنی چھٹکارا نہیں۔

٤٦٠٦ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتا تو آپ زبان شریف کو ہلاتے رہتے۔ سفیان نے بیان کیا کہ آپ کا ارادہ تھا کہ اسے یاد کرلیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ نازل فرمائی۔ (یعنی یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں) موسیٰ بن ابی عائشہ ثقہ مقبول الحدیث تابعی صغیر کوفی ابوجعدہ بن ہبیر کے موالی سے ہے، چونکہ یہ غیر مشہور ہے۔ اس لئے امام بخاری نے کہا " وَكَانَ ثِقَةً " ورنہ بخاری کی تمام احادیث میں ثقہ راوی ہیں

(حدیث ۴ جلد ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ

٤٦٠٧ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ مُوْسٰى ابْنِ اَبِىْ عَائِشَةَ اَنَّهٗ سَأَلَ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ قَالَ وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَرِّكُ بِهٖ شَفَتَيْهِ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقِيْلَ لَهٗ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ يَخْشٰى اَنْ يَنْفَلِتَ مِنْهُ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ اَنْ نَجْمَعَهٗ فِىْ صَدْرِكَ وَقُرْاٰنَهٗ اَنْ نَقْرَأَهٗ فَاِذَا قَرَأْنَاهُ يَقُوْلُ اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ اَنْ نُبَيِّنَهٗ عَلٰى لِسَانِكَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اس کا (آپ کے سینہ میں) محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے"

٤٦٠٧ ـــ ترجمہ: موسیٰ بن ابی عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے سعید بن جُبَیر سے اس آیت کریمہ: "لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ" کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوتا تو آپ اپنے ہونٹ کو حرکت دیا کرتے تھے پس آپ سے کہا گیا "لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ" اس خوف سے کہ اس سے کچھ ضائع ہو جائے گا۔ بے شک اس کو جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ ہم اس کو آپ کے سینہ میں محفوظ کریں گے ہم اس کو پڑھیں گے جب ہم پڑھ چکیں یعنی آیت نازل کی جائے تو جبرائیل کی قرأت کی اتباع کریں پھر اس کا بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ ہم آپ کی زبان سے بیان کرادیں گے۔

٤٦٠٧ ـــ شرح: ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے یہ تفسیر کی ہے کہ اس کے مشکل معانی ہم بیان کر دیں گے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ وقتِ خطاب سے بیان کی تاخیر جائز ہے (حدیث ع۔ ج ا کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَأْنَاهُ بَيَّنَّاهُ فَاتَّبِعْ اِعْمَلْ بِهٖ

٤٦٠٨ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُوْسٰى بْنِ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَزَلَ جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهٖ لِسَانَهٗ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ وَ وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَاَنْزَلَ الْاٰيَةَ الَّتِيْ فِيْ لَا اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ قَالَ عَلَيْنَا اَنْ نَّجْمَعَهٗ فِيْ صَدْرِكَ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا اَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ عَلَيْنَا اَنْ نُّبَيِّنَهٗ بِلِسَانِكَ قَالَ فَكَانَ اِذَا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ اَطْرَقَ فَاِذَا ذَهَبَ قَرَأَهٗ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى"

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو!"

یعنی جب آپ پر وحی آجائے اور قرآن نازل کیا جائے تو اس کے نازل ہونے کے بعد اس کی اتباع کرو۔

٤٦٠٨ — ترجمہ: سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

marfat.com
Marfat.com

مروی ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام وحی قرآن کے ساتھ نازل ہوتے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان شریف اور ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے اور آپ پر یہ دشوار ہوتا جو آپ سے پہچانا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی جو اس سورت میں ہے۔ (آپ کی دشواری دفع کرنے کے لئے یہ آئت نازل فرمائی) آپ قرآن کے ساتھ اپنی زبان نہ ہلائیں بے شک اس کو جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بے شک یہ کام ہمارے ذمہ ہے کہ ہم قرآن آپ کے سینہ میں محفوظ کریں اور پڑھوائیں پس جب ہم پڑھ چکیں تو ہمارے پڑھے ہوئے کی اتباع کریں۔ یعنی جب ہم اس کو نازل کریں تو آپ سنتے رہیں پھر ہمارے ذمہ اس کا بیان کرنا (آپ کی زبان شریف سے ہم اس کو بیان کرا دیں گے) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان آیات کے نزول کے بعد جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتے تو آپ سر مبارک جھکائے رکھتے جب وہ چلے جاتے تو وہ پڑھتے جیسا کہ اللہ نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔

شرح : ۴۶۰۸ — یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا دوسرا طریق ہے۔
قولہ لسانہ و شفتیہ، یہاں دونوں کو ذکر کیا اور پہلی روایت میں صرف زبان کو ذکر کیا اور اسرائیل نے صرف ہونٹوں کو ذکر کیا ہے۔ مقصد سب کا ایک ہی ہے۔
قولہ فیشتد علیہ، یعنی نزول وحی کے وقت آپ کا حال سخت ہوتا تھا اور ثقل وحی سے آپ کو شدت محسوس ہوتی تھی۔ (حدیث : ۴ جلد : ۱ کی شرح دیکھیں)
قولہ اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی، سے اس آئت کریمہ : اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی ثُمَّ اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی، کی طرف اشارہ کیا۔ اور اس کی تفسیر "تَوَعَّدَہٗ" سے کی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کو وعید پر وعید فرمائی۔ آئت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں۔ تیری خرابی آ لگی اب آ لگی پھر تیری خرابی آ لگی اب آ لگی، اَوْلٰی بمعنی وَیْل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کو دو وعیدیں کیں۔ ایک یہ کہ وہ زندگی غم و غصہ سے بسر کرے گا اور حسد کی آگ میں جلتا رہے گا۔ دوسری وعید قبر سے باہر آنے کے بعد جب ذلیل و رسوا ہو کر داخل ہوگا۔ لعنۃ اللہ علیہ۔
علامہ عینی نے نقل کیا کہ اولیٰ مقلوب ہے اصل میں "وَیْلٌ" ویل سے ماخوذ ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ مَا اَطْیَبَہٗ وَمَا اَبْطَیَہٗ،
اس آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ابوجہل سے کہا تیری زندگی میں تجھے ویل پھر جس دن مرے گا پھر جس روز قبر سے نکلے گا۔ پھر جب دوزخ میں داخل ہوگا!"

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَان

يُقَالُ مَعْنَاهُ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ وَهَلْ تَكُوْنُ جَحْدًا وَيَكُوْنُ خَبَرًا وَهٰذَا مِنَ الْخَبَرِ يَقُوْلُ كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُوْرًا وَذٰلِكَ مِنْ حِيْنِ خَلَقَهٗ مِنْ طِيْنٍ اِلٰى اَنْ يُنْفَخَ فِيْهِ الرُّوْحَ اَمْشَاجٍ الْاَخْلَاطُ مَاءُ الْمَرْاَةِ وَمَاءُ الرَّجُلِ الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ وَيُقَالُ اِذَا خُلِطَ مَشِيْجٌ كَقَوْلِكَ خَلِيْطٌ وَمَمْشُوْجٌ مِثْلُ مَخْلُوْطٍ وَيُقَالُ سَلَاسِلًا وَاَغْلَالًا وَلَمْ يَجْرِ بَعْضُهُمْ مُسْتَطِيْرًا مُمْتَدَّ الْبَلَاءِ وَالْقَمْطَرِيْرُ الشَّدِيْدُ يُقَالُ يَوْمٌ قَمْطَرِيْرٌ وَيَوْمٌ قُمَاطِرٌ وَالْعَبُوْسُ وَالْقَمْطَرِيْرُ وَالْقُمَاطِرُ وَالْعَصِيْبُ اَشَدُّ مَا يَكُوْنُ مِنَ الْاَيَّامِ فِى الْبَلَاءِ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَسْرَهُمْ شِدَّةَ الْخَلْقِ وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَدْتَهٗ مِنْ قَتَبٍ فَهُوَ مَاسُوْرٌ

سُوْرَۂ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ

بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا،، قتادہ، سدی اور سفیان نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ کلبی نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ مگر چند آیات: وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ،، سے قَمْطَرِيْرًا تک صحیح اخبار سے منقول ہے کہ یہ علی المرتضیٰ، فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی شان میں مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ حسن بصری نے کہا کہ یہ آیت کریمہ وَلَا تُطِعْ

marfat.com
Marfat.com

مِنْهُ آثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ،، بھی مدنی ہے۔ بعض نے کہا یہ ساری سورت مدنی ہے۔ جمہور بھی یہی کہتے ہیں۔
اس سورت میں اکتیس آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ یُقَالُ مَعْنَاہُ ،، کہا جاتا ہے کہ اس کا معنیٰ ،، اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ ،، یعنی آدمی پہ ایک وقت گزرا ھَلْ ،، کبھی انکار کے لئے اور کبھی خبر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں خبر کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ شئ تھا لیکن مذکور نہ تھا یہ اس کی مٹی سے پیدائش کے وقت سے لے کر اس میں روح پھونکنے تک کا ہے۔ اس کا قائل فرّاء ہے۔ ھل کبھی نفی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اثبات کے لئے

شرح : بھی مستعمل ہے۔ یعنی اس کے ساتھ واقعی شئ سے خبر دی جاتی ہے۔ اس وقت ھَلْ تحقیق کے لئے ہوتا ہے۔ امام نے ،، ھٰذَا مِنَ الْخَبَرِ ،، سے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنی آئت کریمہ میں "ھل" بمعنی "قد" ہے اور معنی یہ ہے کہ "بے شک انسان پہ ایک وقت وہ گزرا ،، انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ قولہ حِیْنٌ "مِنَ الدَّھْرِ ،، یعنی ایک وقت گزرا وہ چالیس برس ہیں۔ یا انسان سے مراد جنس انسان ہے اور ،، حِیْن ،، سے مراد حمل کی مدت ہے۔ قولہ اَمْشَاجٍ ،، یعنی عورت کی منی کا مرد کی منی سے ملنا۔ یہ مشج کی جمع ہے۔ ثعلبی نے کہا: اَمْشَاج جمع کا وزن ہے واحد کے معنی میں ہے؛ کیونکہ یہ نطفہ کی صفت ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے ،، ثَوْبٌ اَخْلَاقٌ ،، قولہ ماء المرءۃ ،، یہ اخلاط کی تفسیر ہے۔ یعنی مرد و عورت کی منی رحم میں ایک دوسری سے خلط ملط ہوتی ہیں اور دونوں کے ملنے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ مرد کی منی سفید گاڑھی اور عورت کی منی زرد پتلی ہوتی ہے۔ جس کی منی اپنے ساتھی کی منی پر غالب ہو جائے بچہ کی شکل و صورت اس جیسی ہوگی قولہ الدم ،، یعنی پھر خون پھر خون بستہ پھر گوشت پھر ہڈیاں بنتا ہے پھر اس کو اللہ تعالیٰ نئی خلقت عطاء فرماتا ہے۔ قولہ یقال ،، یعنی جب کوئی شئ کسی اور سے مخلوط ہو تو اسے مشیج کہا جاتا یہ بروزن فَعِیْل بمعنی مَشُوْج ہے جیسے خلیط ،، کہا جاتا ہے۔ اور ممشوج مخلوط کی طرح ہے۔

قولہ سَلَاسِلَا وَ اَغْلَالًا ،، سے اس آئت کریمہ: اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْکَافِرِیْنَ سَلَاسِلَا وَّ اَغْلَالًا وَّ سَعِیْرًا ،، کی طرف اشارہ کیا ،، ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہیں ،، زنجیروں سے باندھ کر دوزخ کی طرف گھسیٹے جائیں گے طوق ان کے گلوں میں ڈالے جائیں گے اور بھڑکتی آگ میں چلائے جائیں گے۔ سَلَاسِل سلسلہ کی جمع ہے۔ سلسلہ (زنجیر) ستر گز لمبی ہوگی۔ اَغْلَال غُلّ کی جمع بمعنی طوق ہے سَلَاسِل غیر منصرف صیغہ منتہی الجموع ہے۔ لہٰذا اس پر تنوین نہیں ہونی چاہیئے، لیکن اغلال کی مناسبت سے اس پر تنوین پڑھی جاتی ہے نافع اور کسائی کی قرأت یہی ہے۔ جبکہ حمزہ، خلف، حفص اور ابن کثیر بغیر تنوین پڑھتے ہیں۔ قولہ لَمْ یُجْرِ بَعْضُھُمْ ،، بضم الیاء وسکون الجیم وبعدہ الراء ،، اِجْرَاء بمعنی انصراف ہے۔ اس سے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْمُرْسَلَاتِ

جُمَالَاتٌ جِمَالٌ اِرْكَعُوْا صَلُّوْا لَا يَرْكَعُوْنَ لَا يُصَلُّوْنَ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَنْطِقُوْنَ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ فَقَالَ اِنَّهُ ذُوْ اَلْوَانٍ مَرَّةً يَنْطِقُوْنَ وَمَرَّةً يُخْتَمُ عَلَيْهِمْ

مراد یہ ہے کہ بعض نے سلاسل کو منصرف نہیں پڑھا اور اس کو بغیر تنوین پڑھا ہے۔ یہ قدیم اصطلاح ہے کہ اسم مجری اور اسم غیر مجری یعنی اسم منصرف اور غیر منصرف کہتے ہیں۔

علامہ قسطلانی نے لہ یُجَرّ ضبط کیا ہے بضم الیاؤ بکسر الجیم بعدہ الزاء "یعنی بعض نے تنوین کو جائز نہیں کہا قاضی عیاض نے کہا اکثر کی روایت میں زاء ہے اور یہی اچھا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اچھا ہونے کی وجہ بیان نہیں کی بلکہ راء پڑھنا اچھا ہے۔

قولہ مُسْتَطِيْرًا سے اس آیت کریمہ : وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا "کی طرف اشارہ کیا اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی بُرائی پھیلی ہوئی ہے۔ قتادہ نے کہا اس دن کی بُرائی اور سختی اس قدر پھیلی ہوئی ہے کہ آسمان پھٹ جائیں گے ستارے گر پڑیں گے۔ چاند سورج بے نور ہو جائیں گے۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کوئی عمارت باقی نہ رہے گی" مستطیر کی مدت سے تفسیر کی یعنی پھیلی ہوئی اور قمطریر یعنی شدید ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے یَوْمٌ قَمْطَرِيْرٌ وَيَوْمٌ قَمَاطِرٌ "سخت دن عبوس، قمطریر، قماطر اور عصیب سب ہم معنی ہیں یعنی مصیبت کا سخت دن"، ان میں اس آیت کریمہ : اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا "کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی بے شک ہمیں اپنے رب سے ایسے دن کا ڈر ہے جو نہایت سخت ہے۔

قولہ اَسْرَهُمْ " سے اس آیت کریمہ : نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَا اَسْرَهُمْ "کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر شدت خلق "پیدائش کی مضبوطی" سے کی ہے۔ ہر وہ شئی جسے اونٹ کے پالان سے مضبوط کیا جائے اس کو اسر کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ مُرْسَلَاتٍ

marfat.com
Marfat.com

یہ سورت بالاتفاق مکی ہے !

مقاتل نے کہا ایک آیت کریمہ : وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ " مدنی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورہ ہمزہ کے بعد اور قٓ سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کی پچاس آیات ہیں "مرسلات" سخت تیز ہوائیں اور ناشرات نرم ہوائیں ہیں عُرْفًا حال منصوب ہے۔ یعنی تند تیز ہوائیں جو ایک دوسری کے بعد چلتی ہیں۔ آیت کے معنی یہ ہیں "قسم اُن ہواؤں کی جو لگاتار بھیجی جاتی ہیں" ۔ بعض نے مُرسلات کی تفسیر فرشتوں سے کی۔

قولہ جِمَالَاتٌ "سے اس آیت کریمہ : اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَاَنَّهٗ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی ڈوریوں سے تفسیر کی جن کے ساتھ کشتیاں باندھی جاتی ہیں۔ یہ معنی جیم کے مضموم پڑھنے کی تقدیر پر ہے اور جِمَالات کی جیم مکسور پڑھیں تو یہ جِمَالَۃٌ کی جمع ہے اور جمالہ اونٹنی ہے۔ مجاہد کی تفسیر کے مطابق جیم مضموم پڑھنی چاہیئے، کیونکہ انھوں نے اس کی تفسیر "حبال" سے کی ہے۔ نیز مجاہد نے اس آیت کریمہ : حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ میں جمل کی تفسیر کشتی کے رسّہ سے کی ہے۔

قولہ اِرْكَعُوْا "سے اس آیت کریمہ : وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ "، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر " صَلُّوْا "سے کی اور " لَا يَرْكَعُوْنَ "کی تفسیر " لَا يُصَلُّوْنَ "سے کی۔ رکوع سے مراد نماز ہے۔ جزء کے اطلاق سے کل مراد لیا یعنی جب انہیں کہا جائے کہ نماز پڑھو تو وہ نماز نہیں پڑھتے"

قولہ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ الخ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس کلام کے متعلق سوال پوچھا گیا کہ یہ دن ہے کہ لوگ کلام نہیں کریں گے۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے : بخدا! اے ہمارے پروردگار! ہم مشرک نہ تھے اور فرمایا : آج ہم اُن کے مونہوں پہ مہریں کر دیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا : اس دن میں مختلف حالات ہوں گے کبھی لوگ کلام کریں گے اور کبھی ان کے مونہوں پر مہریں کر دی جائیں گی !

شرح : سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی یہ آیات ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ ان میں اتفاق کی کیا صورت ہے ؛ چنانچہ لایَنطقون کے معنی ہیں وہ بولیں گے نہیں اور وَاللّٰهِ رَبِّنَا "سے ظاہر ہے کہ وہ باتیں کریں گے۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کا دل طویل دن ہوگا ایک وقت اور مکان میں وہ خاموش ہوں گے اور دوسرے وقت میں باتیں کریں گے پس آیات میں اختلاف نہیں۔

۴۶۰۹ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ پر یہ آیت کریمہ : وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا "، نازل ہوئی اور ہم آپ کے مقدس منہ سے حاصل کر رہے تھے۔ اچانک ایک سانپ نکلا ہم اس کی طرف دوڑے تو وہ ہم سے بھاگ گیا اور اپنے بِل میں داخل ہو گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

٤٦٠٩ــ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُنْزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَاَنَا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ وُقِيْتُمْ شَرَّهَا

٤٦١٠ــ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى بْنُ آدَمَ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا وَعَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهٗ وَتَابَعَهٗ اَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ اِسْرَائِيْلَ وَقَالَ حَفْصٌ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمٰنُ بْنُ قَرْمٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ يَحْيٰى بْنُ حَمَّادٍ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

نے فرمایا وہ تمہاری شر سے بچ نکلا جیسے تم اس کی شر سے بچ گئے۔ (حدیث ۳۰۹۹ کی شرح دیکھیں)

۴۶۱۰ــ ترجمہ : عبدہ بن عبداللہ نے یحییٰ بن آدم، اسرائیل اور منصور کے ذریعہ منصور سے یہی روایت کی ہے۔ اور اسرائیل نے اعمش، ابراہیم، علقمہ کے ذریعہ عبداللہ بن مسعود سے اس طرح روایت کی ہے۔ اسود بن عامر نے اسرائیل سے روایت کرنے میں یحییٰ ابن آدم کی متابعت کی (اسود بن عامر کا لقب شاذان شامی ہے)

قولہ قال حفص الخ حفص، ابومعاویہ اور سلیمان بن قرم نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم سے انھوں نے اسود سے روایت کی!

شرح : اس سے امام کا مقصد یہ ہے کہ جو اسرائیل نے اعمش کے ذریعہ ابراہیم سے روایت کی

marfat.com
Marfat.com

۴۶۱۱ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بَيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَتَلَقَّيْنَاهَا مِنْ فِيْهِ وَاِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا اِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ اِيَّاهَا قَالَ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقَتْنَا قَالَ فَقَالَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا

بَابُ قَوْلِهٖ اَنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ

۴۶۱۲ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَامِرٍ اَنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ قَالَ كُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصْرِ ثَلٰثَةِ اَذْرُعٍ اَوْ اَقَلَّ فَنَرْفَعُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيْهِ الْقَصْرَ

ہے۔ ابراہیم کے شیخ میں اِن تینوں نے اسرائیل کی مخالفت کی ہے۔ یہ تینوں اعمش، ابراہیم اور اسود سے روائت کرتے ہیں جبکہ اسرائیل اعمش، ابراہیم، علقمہ اور عبداللہ بن مسعود سے روائت کرتے ہیں۔

قولہ قال یحییٰ بن حماد، اس سے مقصد یہ ہے کہ اس حدیث کی متعدد طرق سے روائت کی ہے۔

قولہ قال ابن اسحاق، اس سے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث جو اسود بن یزید سے مروی ہے۔ اعمش اور منصور کے طریق کے بغیر بھی اس کا اصل ہے۔

ترجمہ ۴۶۱۱ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایک وقت ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھے۔ اچانک آپ پر سورۂ والمرسلات نازل ہوئی۔ ہم نے آپ کے مقدس منہ شریف سے یہ سیکھی۔ جبکہ آپ کا منہ مبارک اس سے تر تھا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سانپ نکلا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل کرنا اپنے پر لازم جانو ہم اس کی طرف دوڑے وہ ہم سے آگے نکل گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہاری شر سے بچ نکلا جیسے تم اس کی شر سے بچ گئے ہو۔ (حدیث ۳۰۹۹ جلد ۵ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابٌ قَوْلُهُ كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ

٤٦١٢ــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ تَرْمِي بِشَرَرٍ كَأَنَّهُ تَعْمِدُ إِلَى الْخَشَبَةِ ثَلٰثَةَ أَذْرُعٍ وَفَوْقَ ذٰلِكَ فَتَرْفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَتُسَمِّيهِ الْقِصْرَ كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ جِبَالُ السُّفُنِ تُجْمَعُ حَتّٰى تَكُونَ كَأَوْسَاطِ الرِّجَالِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک دوزخ چنگاریاں اُڑاتی ہے جیسے اُونچے محل

٤٦١٢ــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عابس نے کہا میں نے ابن عباس کو اس آیت کی تفسیر میں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم لکڑیاں تین گز یا اس سے کم کی اکٹھی کرکے اس کو سردیوں میں گرمی حاصل کرنے کے لئے اُونچی کرتے رہتے اور اس کو قصر کہتے تھے۔

٤٦١٢ــ شرح : قصر بفتح القاف وسکون الصاد ،، بعض قاف کو مکسور اور صاد مفتوح پڑھتے ہیں اس سے مراد کھجور کے تنہ کی لکڑی ہے جس کے پاؤں موٹے سخت ہوتے ہیں۔ سردیوں میں گرمی حاصل کرنے کے لئے اسے اُٹھائے رکھتے تھے۔ بعض نے کہا قصر سے مراد اونٹ کا بچہ ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قصر بمعنی قلعہ اور شہر ہے اس کی جمع قصور ہے۔ مجاہد نے کہا وہ درخت کا تنہ ہے۔ سعید بن مسیب اور ضحاک سے روایت ہے کہ وہ کھجور کا تنہ عظیم درخت ہے۔ اس کا واحد قصرۃ جیسے تمر کا واحد تمرۃ ہے

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں

٤٦١٣ــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عابس نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ اس

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ

٤٦١٤ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَإِنَّهٗ لَيَتْلُوْهَا وَإِنِّيْ لَأَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوْهَا فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا قَالَ عُمَرُ حَفِظْتُهٗ مِنْ أَبِيْ فِيْ غَارٍ بِمِنًى

تشریح کریمہ : تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ، کی تفسیر میں کہتے تھے کہ ہم لکڑیاں تین گز یا اس سے زیادہ اکٹھی کر کے اس کو سردیوں میں گرمی حاصل کرنے کے لئے اونچی کرتے رہتے ہم اس کو قصر کہتے تھے گویا کہ وہ کشتیاں کی رسیاں جو جمع کی جائیں حتی کہ وہ درمیانے مردوں کے برابر اونچی ہو جائیں۔

٦٤١٣ — شرح : جِمَالَاتٌ ، بمعنی اونٹ ہے بضم الجیم بمعنی رسیاں جن سے کشتیاں باندھتے ہیں اور جیم کو مکسور پڑھیں تو یہ جمالہ کی جمع ہے اور وہ جمل کی جمع بمعنی اونٹ ہے۔ یہاں جیم مضموم ہے کیونکہ اس کے بعد حبال السفن یعنی کشتیوں کی رسیاں مذکور ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ وہ دن ہیں جس میں لوگ باتیں نہیں کریں گے!"

٤٦١٤ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم سرکار مدینہ منورہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے۔ اچانک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ مرسلات نازل ہوئی اور آپ اس کی تلاوت فرماتے تھے اور میں آپ کے منہ مبارک سے وہ سیکھ رہا تھا۔ جبکہ آپ کا منہ مبارک تر تھا۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ

قَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا لَا يَخَافُوْنَهٗ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا لَا يُكَلِّمُوْنَهٗ اِلَّا اَنْ يَأْذَنَ لَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهَّاجًا مُضِيْئًا عَطَآءً حِسَابًا جَزَاءً كَافِيًا اَعْطَانِيْ مَا اَحْسَبَنِيْ اَيْ كَفَانِيْ

اچانک ہم پر ایک سانپ گرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل کرو وہ ہم سے آگے نکل گیا۔ ہم اس کو پکڑ نہ سکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہاری شر سے بچ نکلا جیسے تم اس کی شر سے محفوظ رہے، عمر ابن حفص بن غیاث شیخ بخاری نے کہا میں نے یہ حدیث اپنے والد سے سنی جو منیٰ کے غار میں تھے

۴۶۱۴ ــــ شرح : یہ حدیث مذکورہ سانپ کے واقعہ میں دوسرے طریق سے مذکور ہے امام بخاری نے اپنے شیخ عمر بن حفص بن غیاث سے ذکر کی ہے۔ انھوں نے سلیمان اعمش، ابراہیم نخعی اور اسود بن یزید سے روایت کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُوْرَةُ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ

اس سورت کا نام نبأ بھی ہے۔ اس کی چالیس آیات ہیں۔ عَمَّ دراصل عَمَّا تھا تخفیف کے لئے الف حذف کر دیا۔ جمہور کی قرأت ابن کثیر کی قرأت عمّہ آخر میں ہا سکتہ ہے۔ یعنی یہ مشرک کیا پوچھتے ہیں۔

قولہ لَا يَرْجُوْنَ سے اس آیت کریمہ : اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر لَا يَخَافُوْنَ سے کی رجاء خوف کے معنی میں استعمال ہوتا رہتا ہے۔

قولہ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا، یعنی وہ اللہ سے کلام نہ کریں گے۔ مگر یہ کہ انہیں کلام کرنے کی اجازت دی جائے۔ لَا يَمْلِكُوْنَ، میں ضمیر کا مرجع آسمانوں اور زمین والے ہیں۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے عذاب کم کرنے یا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا زُمَرًا

۴۶۱۵ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ قَالَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ اَبَيْتُ قَالَ اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ قَالَ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَبَيْتُ قَالَ ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ لَيْسَ مِنَ الْاِنْسَانِ شَيْءٌ اِلَّا يَبْلٰى اِلَّا عَظْمًا وَّاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ثواب زیادہ کرنے کے متعلق اس کی اجازت کے بغیر بات نہیں کرسکیں گے۔

قولہ وَهَّاجًا ،، سے اِس آیت کریمہ : وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر ،، مُضِيْئًا ،، سے کی ۔ یعنی ان میں نہایت ایک چمکتا چراغ رکھا۔

قولہ ثَجَّاجًا ،، سے اس آیت کریمہ : وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر مُنْصَبًّا ،، سے کی ۔ یعنی ہم نے بدلیوں سے زور کا پانی اُتارا۔

قولہ عَطَآءً ،، سے اس آیت کریمہ ،، جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور جزاءً کافیاً سے اس کی تفسیر کی ۔ یعنی تمہارے رب کی طرف سے (تمہارے اعمال کا) صلا نہایت کافی عطاء"

قولہ اَعْطَانِيْ مَا اَحْسَبَنِيْ اَيْ كَفَانِيْ ،، سے یہ اشارہ کیا کہ لفظ حساب بمعنی کفائت ہے یعنی فلان نے مجھے وہ عطیہ دیا جو مجھے کافی ہے ۔ چنانچہ کہا جاتا ہے اَحْسَبْتُ فُلَانًا ،، مَیں نے اتنا دیا جو اسے نہایت کافی تھا۔ حتی کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہوگیا کہ "بَسْ" مجھے کافی ہے

قولہ غَسَّاقًا ،، سے اس آیت کریمہ : لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو مگر کھولتا ہوا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ ،، یہ ان کی پوری جزاء ہوگی جیسے اُنھوں نے عمل کئے ویسی جزاء ملے گی جیسا کفر بدترین جرم ہے ویسا ہی سخت ترین عذاب ان کو ہوگا۔ جیسے کو تیسا بدلا۔ ابوعبیدہ جو ابن عباس کے غیر ہیں نے اس کی تفسیر میں کہا

Marfat.com

غَسَقَتْ عَيْنُهُ الخ اس سے اشارہ کیا کہ غساق کے معنی بہنے والی پیپ ؛ کیونکہ یہ غَسَقَتْ عَيْنُهُ سے اس کی آنکھ بہنے گلی اور یَغِسُّ الْجُرْحُ یعنی زخم بہنے لگا سے ماخوذ ہے۔ کہا جاتا ہے یہ دوزخیوں کے زخموں کی پیپ ہے۔ شہر بن حوشب نے کہا غساق دوزخ میں ایک وادی ہے جس میں تین سو تیس گھاٹیاں ہیں۔ ہر گھاٹی میں تین سو تیس مکانات ہیں۔ ہر مکان میں چار کنوئے ہیں۔ ہر کنوئے میں بہت بڑے سانپ ہیں۔ ہر سانپ کے سر میں زہر کا مٹکا ہے (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوجوں کی فوجیں"

افواج کی تفسیر زُمَرًا سے کی یعنی تم فوجوں کی فوجیں اپنی قبروں سے حساب کے لئے مؤقف کی طرف چلے آؤ گے "

۴۶۱۵ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس ہیں۔ راوی نے کہا " چالیس دن مراد ہیں ؟ ابوہریرہ نے کہا میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ انھوں نے کہا چالیس ماہ ابوہریرہ نے اس کا انکار کیا۔ انھوں نے کہا چالیس سال مراد ہیں ؟ ابوہریرہ نے اس کا انکار کیا۔ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اُتارے گا۔ تو وہ مردے زندہ اُٹھیں گے جیسے سبزہ اُگتا ہے۔ انسان کے جسم کی ہر شئی گل سڑ جائے گی، لیکن ایک ہڈی باقی رہ جائے گی اور وہ دُم کی جڑ ہے۔ قیامت کے دن اسی سے تخلیق ہوگی۔

۴۶۱۵ ــــ شرح : دو صور پھونکے جائیں گے ان کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا! پہلی بار پھونکا جائے گا تو سب مرجائیں گے۔ پھر چالیس برس بعد دوسری بار پھونکا جائے گا تو سب لوگ قبروں سے باہر نکل آئیں گے۔ جیسے سبزہ اُگتا ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا اس کلیہ سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام مستثنیٰ ہیں۔ عجب الذنب۔ ڈھڈی کی ہڈی ہے۔ اس کو دم کی جڑ بھی کہتے ہیں۔ وہ دونوں سرینوں کے درمیان ہڈی ہے۔ اس کو اصلی اجزاء کہتے ہیں جو مٹی میں مل کر مٹی نہیں ہوتی اور آگ میں جلائے نہیں جلتی اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھتا ہے واللہ ورسولہ اعلم! علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مظہری شارح مصابیح سے نقل کیا کہ اس سے مراد طول بقاء ہے یہ نہیں کہ وہ بوسیدہ ہی نہیں ہوتی ؛ کیونکہ یہ خلاف محسوس ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ ہڈی انسان کے بدن کی جڑ اور اصل ہے جس پر انسان مبنی ہے۔ اس لئے

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ وَالنّٰزِعٰتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْاٰيَةُ الْكُبْرٰى عَصَاهُ وَيَدُهٗ وَيُقَالُ وَالنَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ سَوَاءٌ مِثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمِعِ وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِلِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ النَّخِرَةُ اَلْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمُجَوَّفُ الَّذِيْ تَمُرُّ فِيْهِ الرِّيْحُ فَتَنْخَرُ وَالطَّامَّةُ تَطُمُّ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْحَافِرَةُ اِلٰى اَمْرِنَا الْاَوَّلِ اِلَى الْحَيٰوةِ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَيَّانَ مُرْسٰهَا مَتٰى مُنْتَهَاهَا وَمُرْسَى السَّفِيْنَةِ حَيْثُ تَنْتَهِيْ

اس کا تمام اجزاء سے سخت ترین ہونا ہی مناسب ہے جیسے دیوار کی بنیاد مضبوط ترین ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ بہت عرصہ باقی رہتی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یہ نبیوں کے ساتھ مختص ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسم زمین پر حرام کئے ہیں (حدیث ع۴۲۹۵ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَۂ نازعات

یہ سورت بلا اختلاف مکی ہے۔ سخاوی نے کہا یہ سورۂ نبأ کے بعد اور سورۂ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ، سے پہلے نازل ہوئی اس کی چھیالیس آیات ہیں۔ نازعات کے معنی میں چند اقوال ذکر کئے جاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ یہ ملائکہ کرام ہیں جو لوگوں کی روحیں قبض کرتے ہیں لیکن یہ معنی ضعیف ہے کیونکہ قابضِ ارواح صرف حضرت عزرائیل علیہ السلام ہے۔ سعید بن جُبیر نے کہا یہ ستارے ہیں جن کے انوار اُفق میں طلوع ہوتے ہیں پھر غائب ہو جاتے ہیں۔ قولہ اَلْاٰيَةَ الْكُبْرٰى، سے اس آیت کریمہ : فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر عصا اور یَدْ، سے کی یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرعون کو بہت

Marfat.com

۶۴۱۶ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِاِصْبَعَيْهِ هٰكَذَا بِالْوُسْطٰى وَالَّتِىْ تَلِى الْاِبْهَامَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ

بڑا معجزہ عصا اور ہاتھ دکھایا (عصا کا اژدہا بن جانا اور ہاتھ کا روشن ہو جانا)

قولہ "حَتَّى" سے اس آیت کریمہ "وَرَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر کی کہ آسمانوں کو ستونوں کے بغیر اٹھایا۔

قولہ "نَخِرَةً" سے اس آیت کریمہ: "أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَخِرَةً" کی طرف اشارہ کیا۔ حشر و نشر کے منکر کہتے تھے جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر زندہ اٹھائے جائیں گے؟ ناخِرَة اور نَخِرَة طامع اور طمع باخل اور بخل جیسے ہیں یعنی ناخرہ اور نخرہ اصل معنی میں مساوی ہیں اور وہ بوسیدہ ہونا ہے۔ اگرچہ نَخِر میں ناخِرَہ کی نسبت وہ مبالغہ ہے جو ناخرہ میں نہیں ہے۔ اسی طرح طامع اور طمع، باخل اور بخل ہے۔ بعض نے کہا نَخِرَہ بوسیدہ ہڈی ہے اور ناخرہ..... کھوکھلی ہڈی ہے جس سے ہوا گزرے تو آواز پیدا ہو"

قولہ "الْحَافِرَة" سے اس آیت کریمہ "أَئِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "اِلَى اَمْرِنَا الْاَوَّلِ" سے کی۔ یعنی کیا ہم پہلی حالت (حیات) کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ یعنی زندہ کئے جائیں گے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ رَجَعَ فُلَانٌ فِيْ حَافِرَتِهٖ "فلاں شخص اپنی راہ کی طرف لوٹ گیا جہاں سے وہ آیا تھا۔ بعض نے کہا "حَافِرَہ" وہ زمین ہے جس میں لوگوں کی قبریں ہوں۔ پس آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کیا ہم واپس لوٹائے جائیں گے حالانکہ ہم قبروں میں ہیں۔ زمین کو بھی حافرہ کہا جاتا ہے؛ کیونکہ یہ قبروں کی جگہ ہے کافروں کی مراد یہ ہے کہ کیا ہم مرنے کے بعد پھر پہلے کی طرح زندہ ہوں گے۔

قولہ "اَيَّانَ مُرْسٰهَا" سے اس آیت کریمہ: "يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر "مَتٰى مُنْتَهَاهَا" سے کی یعنی تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لئے ٹھہری ہوئی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے اس کی تفسیر "مَتٰى مُنْتَهَاهَا" سے کی جہاں کشتی لنگر انداز ہو اس کو "مُرْسٰى سفينه" کہا جاتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرور کون و مکان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کو ذکر کرتے تھے اور اس کے متعلق پوچھے جاتے تھے حتی کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قولہ "اَلرَّاجِفَة" سے اس آیت کریمہ: "يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ" کی طرف

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ عَبَسَ

كَلَحَ وَاَعْرَضَ وَقَالَ غَيْرُهٗ مُطَهَّرَةٌ لَا يَمَسُّهَا اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِهٖ فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا جَعَلَ الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً لِاَنَّ الصُّحُفَ لَا يَقَعُ عَلَيْهَا التَّطْهِيْرُ فَجُعِلَ التَّطْهِيْرُ لِمَنْ حَمَلَهَا اَيْضًا سَفَرَةٌ الْمَلَائِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ سَفَرْتُ اَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ وَجُعِلَتِ الْمَلَائِكَةُ اِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللّٰهِ وَتَادِيَتِهٖ كَالسَّفِيْرِ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ وَقَالَ غَيْرُهٗ تَصَدّٰى تَغَافَلَ عَنْهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَمَّا يَقْضِ لَا يَقْضِيْ اَحَدٌ مَا

اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا کہ رَاجِفَہ پہلی بار پھونکنا اور مرادفہ دوسری بار پھونکنا ہے۔

۴۶۱۶ — ترجمہ : سہل بن زید نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے بیچ کی انگلی اور جو انگوٹھے کے پاس والی انگلی ہے کے اشارے سے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں۔

۴۶۱۶ — شرح : یعنی جس طرح وسطی اور سبابہ دونوں انگلیوں کے درمیان نہایت ہی کم فاصلہ ہے۔ میرے اور قیامت میں اس طرح اتصال ہے اور وہ یہ کہ قیامت بہت تیزی سے قریب آرہی ہے جبکہ اس کے اشراط رونما ہو رہے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ عَبَسَ

یہ سورت مکی ہے۔ اسے سورۂ سفرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی بیالیس آیات ہیں۔ سخاوی نے ذکر کیا یہ سورۂ قدر

Marfat.com

اُمِرَ بِہٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَرْهَقُهَا تَغْشَاهَا شِدَّةٌ مُسْفِرَةٌ مُشْرِقَةٌ بِاَيْدِیْ سَفَرَةٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبَةً اَسْفَارًا كُتُبًا تَلَهّٰی تَشَاغَلَ يُقَالُ وَاحِدُ الْاَسْفَارِ سِفْرٌ

سے پہلے اور سورۂ نجم کے بعد نازل ہوئی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ سورت ابن ام مکتوم اعمیٰ (نابینا) کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے سیدھی راہ بتائیں۔ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مشرک سردار بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ انہیں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قطع کلام کرنے کے باعث اس سے اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ اس کے بعد جب ابن مکتوم آپ کے حضور آیا کرتے تھے تو آپ اس کے لئے چادر بچھا دیتے تھے اور اس کی تحسین کرتے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے ایک اور روایت کے مطابق اس مجلس میں صنادید قریش میں سے ابوجہل ملعون اور ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ بھی تھے۔ قولہ عَبَسَ ،، سے اس آیت کریمہ عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی ،، کی طرف اشارہ کیا۔ تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا۔ امام بخاری نے عَبَسَ کی تفسیر کَلَحَ اور اَعْرَضَ سے کی یعنی تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا۔

قولہ مُطَهَّرَةٍ سے اس آیت کریمہ فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِاَيْدِیْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور مطہرہ کی تفسیر یہ کی کہ اس کو پاک شخص ہاتھ لگاتے ہیں اور وہ ملائکہ (فرشتے) ہیں۔ یعنی جب صحیفے تطہیر سے موصوف ہیں تو اس کے حاملین کی وصف بھی تطہیر سے کی اور فرمایا اسے پاک اشخاص مس کرتے ہیں۔ جیسا کہ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ،، میں تدبیر محمول کی صفت ہے۔ اس کے محمول کو بھی مُدَبِّر کہا ہے۔ سَفَرَةٍ سے مراد فرشتے ہیں۔ یہ سافر کی جمع ہے۔ جب تو لوگوں کے درمیان صلح کرا دے تو کہا جاتا ہے ،، سَفَرْتَ ،، اور فرشتے جب اللہ کی وحی لے کر آتے ہیں اور اسے نبی کو پہنچاتے ہیں تو وہ بھی سفیر کی طرح ہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کراتے ہیں۔

ابن عباس اور مقاتل رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ،، سفرہ ،، کرام کاتبین ہیں۔ کتاب کو بھی سفر کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع اَسْفَار ہے۔ آیت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں : ،، ان صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں (اللہ کے نزدیک) بلندی والے ہیں (ان کی قدر بلند ہے) پاکی والے ہیں ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے جو کرم والے نیکوئی والے ہیں۔

قولہ تَصَدّٰی ،، سے اس آیت کریمہ : فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر تَغَافَلَ ،، سے کی۔ علامہ زمخشری نے اس کی تفسیر یہ کی ہے۔ آپ اس پر توجہ کرتے ہوئے اس سے گفتگو

marfat.com
Marfat.com

٤٦١٧ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ ابْنَ اَوْفٰى يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهٗ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ وَمَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَءُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهٗ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيْدٌ فَلَهٗ اَجْرَانِ

فرماتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا یہی معنی مناسب اور مشہور ہے۔ صاحب التلویح نے اس کی تصویب کی ہے۔ اکثر مفسرین نے اس کو پسند کیا ہے۔ امام بخاری کی تفسیر کے مطابق معنی یہ ہیں کہ آپ اس سے غفلت کرتے ہیں۔ یہ تفسیر نامناسب ہے اور کاتب سے سہو ہوا ہے۔

قولہ لَمَّا يَقْضِ ،، سے اس آیت کریمہ : كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا اَمَرَهٗ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے اس کی تفسیر یہ کی کہ جس کا حکم دیا گیا اس کو کوئی پورا نہیں کرتا ،، ابن ابی نجیح نے مجاہد سے یہ ذکر کیا جو حکم اس پہ فرض کیا گیا تھا اس کو کوئی پورا نہیں کرتا۔

قولہ تَرْهَقُهَا ،، سے اس آیت کریمہ ،، تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ اس کو سختی چھپا لے گی۔ یعنی وہ قیامت کے دن کی شدت اور سختی میں ڈھانکا جائے گا۔ بعض نے یہ معنی کئے ہیں "اس کو اندھیرا، ذلت اور رسوائی پالے گی۔ ابن زید نے کہا غبرہ اور قترہ ،، میں فرق یہ ہے کہ غبرہ اڑنے والا غبار ہے جو اوپر آسمان کی طرف جاتا ہے اور قترہ وہ ہے جو زمین میں نیچے ہے۔

قولہ مُسْفِرَةٌ سے اس آیت کریمہ : وُجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ،، کی طرف اشارہ کیا ،، کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے۔ کیونکہ وہ نور ایمان سے منور ہوں گے اور عبادت اور آثار وضوء سے اُن کے اعضاء چمکتے ہوں گے امام بخاری نے مُسْفِرَة کی تفسیر مُسْتَشْرِقَةٌ سے کی ہے یعنی روشن و تاباں ہوں گے۔

قولہ بِاَيْدِيْ ،، سے اس آیت کریمہ : بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا کہ سفر سے مراد کاتب ہیں جو اعمالنامہ لکھتے ہیں۔ اَسْفَار سِفر کی جمع بمعنی کتاب ہے۔

قَوْلُهٗ تَلَهّٰى سے اس آیت کریمہ : فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر تَشَاغَلُ سے کی ،، اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو۔ قولہ وَاحِدُ الْاَسْفَارِ سِفْرٌ ،، اس کے معنی گزرے ہیں۔ واللہ اعلم!

٤٦١٧ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے حالانکہ وہ اسے یاد ہے

Marfat.com

٤٦١٧ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ ابْنَ اَوْفٰى يُحَدِّثُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهٗ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ وَمَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَءُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهٗ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيْدٌ فَلَهٗ اَجْرَانِ

فرماتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا یہی معنی مناسب اور مشہور ہے۔ صاحب التلویح نے اس کی تصویب کی ہے۔ اکثر مفسرین نے اس کو پسند کیا ہے۔ امام بخاری کی تفسیر کے مطابق معنی یہ ہیں کہ آپ اس سے غفلت کرتے ہیں۔ یہ تفسیر نامناسب ہے اور کاتب سے سہو ہوا ہے۔

قولہ لَمَّا يَقْضِ ،، سے اس آیت کریمہ : كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَا اَمَرَهٗ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے اس کی تفسیر یہ کی کہ جس کا حکم دیا گیا اس کو کوئی پورا نہیں کرتا ،، ابن ابی نجیح نے مجاہد سے یہ ذکر کیا جو حکم اس پہ فرض کیا گیا تھا اس کو کوئی پورا نہیں کرتا۔

قولہ تَرْهَقُهَا ،، سے اس آیت کریمہ ،، تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ اس کو سختی چھپا لے گی۔ یعنی وہ قیامت کے دن کی شدت اور سختی میں ڈھانکا جائے گا۔ بعض نے یہ معنی کئے ہیں "اس کو اندھیرا، ذلت اور رسوائی پالے گی۔ ابن زید نے کہا غبرہ اور قترہ ،، میں فرق یہ ہے کہ غبرہ اڑنے والا غبار ہے جو اوپر آسمان کی طرف جاتا ہے اور قترہ وہ ہے جو زمین میں نیچے ہے۔

قولہ مُسْفِرَةٌ سے اس آیت کریمہ : وُجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ،، کی طرف اشارہ کیا ،، کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے۔ کیونکہ وہ نور ایمان سے منور ہوں گے اور عبادت اور آثار وضوء سے اُن کے اعضاء چمکتے ہوں گے امام بخاری نے مُسْفِرَة کی تفسیر مُسْتَشْرِقَةٌ سے کی ہے یعنی روشن و تاباں ہوں گے۔

قولہ بِاَيْدِيْ ،، سے اس آیت کریمہ : بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہا کہ سفر سے مراد کاتب ہیں جو اعمالنامہ لکھتے ہیں۔ اَسْفَار سِفر کی جمع بمعنی کتاب ہے۔

قَوْلُهٗ تَلَهّٰى سے اس آیت کریمہ : فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر تَشَاغَلُ سے کی ،، اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو۔ قولہ وَاحِدُ الْاَسْفَارِ سِفْرٌ ،، اس کے معنی گزرے ہیں۔ واللہ اعلم!

٤٦١٧ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے حالانکہ وہ اسے یاد ہے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

اِنْكَدَرَتْ اِنْتَثَرَتْ وَقَالَ الْحَسَنُ سُجِّرَتْ ذَهَبَ مَاؤُهَا فَلَا تَبْقٰى قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْمَسْجُوْرُ الْمَمْلُوْءُ وَقَالَ غَيْرُهٗ سُجِّرَتْ اُفْضِيَ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَصَارَتْ بَحْرًا وَاحِدًا وَالْخُنَّسُ تَخْنِسُ فِيْ مَجْرَاهَا تَرْجِعُ وَتَكْنِسُ تَسْتَتِرُ كَمَا تَكْنِسُ الظِّبَاءُ تَنَفَّسَ اِرْتَفَعَ النَّهَارُ وَالظَّنِيْنُ الْمُتَّهَمُ وَالضَّنِيْنُ يَضِنُّ بِهٖ وَقَالَ عُمَرُ النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ يُزَوَّجُ نَظِيْرَهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ قَرَأَ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ عَسْعَسَ اَدْبَرَ

سفر کرام کی طرح یعنی وہ مقرب فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کو یاد کرتا ہے حالانکہ وہ اس پر یاد کرنا دشوار ہے اس کو دو ثواب ہیں (ایک ثواب مشقت کا دوسرا قرأت کا ثواب) (بعض نے کہا لفظ مثل زائد ہے)

سُوْرَةُ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کو سورت "کورت" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا نام سورۂ تکویر بھی ہے۔ اس کی انتیس (۲۹) آیات ہیں "

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ اِنْكَدَرَتْ سے" اس آیت کریمہ: وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ "کی طرف اشارہ کیا اور اس کی اِنْتَثَرَتْ "سے تفسیر کی یعنی جب ستارے آسمان سے زمین پر گر پڑیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا

marfat.com
Marfat.com

جب متغیر ہو جائیں گے ،، قولہ سُجِّرَتْ ،، اس سے اس آئت کریمہ ،، وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا۔ اِن میں ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔ مجاہد نے کہا مُسجَّرٌ بمعنی مملوٌ ہے یعنی پُر کیا ہُوا ،، تسجیر ان الفاظ میں سے ہے جو اَضداد میں استعمال ہوتے ہیں حسن بصری کے غیر نے کہا سُجِّرَتْ کے معنی ہیں۔ ایک دوسرے سے مِل جائیں گے کہ ایک دریا ہو جائے گا۔ ابن زید ابن عطیہ اور سفیان نے کہا انہیں گرم کیا جائے گا۔ یہ آگ بن جائیں گے۔

قولہ وَالْخُنَّسِ ،، سے اس آئت کریمہ : فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ،، کی طرف اشارہ کیا ،، قسم ہے اُن ستاروں کی جو الٹے پھریں سیدھے چلیں تھم رہیں۔ یہ پانچ ستارے ہیں جنہیں خمسہ متحیرہ کہتے ہیں۔ زحل، مشتری، مرّیخ، زہرہ اور عطارد۔ قبیلہ مراد کے ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا : اَلْخُنَّسُ الْجَوَارُ الْكُنَّسُ ،، کیا ہیں اُنھوں نے کہا یہ ستارے ہیں جو دن میں الٹی چال پھرتے ہیں۔ خَنَّسَ کے معنی ہٹنے کی جگہ لوٹنے کے ہیں۔ کُنَّس وحشی جانوروں کے چھپنے کی جگہیں۔ بعض نے کہا خُنَّس گاؤ خر ہے جب وہ انسان کو دیکھے تو اپنی چھپنے کی جگہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ خُنَّس خانس کی جمع ہے بمعنی اپنے راستے پر لوٹنے والے اور کُنَّس کانس کی جمع بمعنی چھپنے والے،،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ،، خُنَّس جو اپنے مقام پر یا راستے پر لوٹتے ہیں اور تَکنِس بمعنی تستتر چھپتے ہیں۔ یعنی سورج کی روشنی میں چھپے رہتے ہیں۔ جیسے ہرن اپنی کمین گاہ میں چھپتے ہیں جو وہ درختوں کی شاخوں سے بناتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے سبع سیارہ مراد لئے ہیں۔

قولہ تَنَفَّسَ ،، سے اس آئت کریمہ : وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی کہ جب دن بلند ہُوا۔

قولہ اَلظَّنِيْنِ ،، سے اس آئت کریمہ ،، وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِيْنٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر مُتَّہَم سے کی اگر اس کو ضَنِیْن ضاد سے پڑھا جائے تو اس کے معنی بخل کے ہیں۔ یعنی تم پر غیب بتانے میں بخل نہیں کرتے بلکہ تمہیں خبردار کرتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثعلبی سے نقل کیا کہ قولہ مَا هُوَ ،، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب یعنی وحی اور آسمان کی خبر اور جس علم غیب پر مطلع ہیں تم پر بخل نہیں کرتے بلکہ تمہیں خبردار کرتے ہیں۔ پھر ثعلبی نے کہا اس کو ظاء سے بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب کی خبر دینے میں متہم نہیں یہ ظَنَّۃ بمعنی تہمت سے ماخوذ ہے۔ تفسیر اتقان میں ہے۔ ضاد اور ظاء میں فرق کرنا واجب ہے۔ ان کے مخارج کی معرفت قاری پر لازم ہے۔ اکثر عجمی لوگ ان دو حرفوں میں امتیاز نہیں کرتے (عینی)

قولہ قَالَ عُمَرُ ،، یعنی امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا : النفوس زوّجت کے معنی یہ ہیں کہ اپنے مثل کے ساتھ جنّت اور دوزخ میں ملا دیئے جائیں گے ،، بعض نے کہا مومنوں کو حوروں کے ساتھ اور کافروں کو شیطانوں کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ عکرمہ نے کہا نیک کو نیک ساتھی کے ساتھ ملا دیا جائے گا جو دُنیا میں نیک تھا اور بدکار

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ

وَقَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ فُجِّرَتْ فَاضَتْ وَقَرَءَ الْاَعْمَشُ وَعَاصِمٌ فَعَدَلَكَ بِالتَّخْفِيْفِ وَقِرَاءَةُ اَهْلِ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِيْدِ وَاَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ وَمَنْ خَفَّفَ يَعْنِيْ فِيْ اَيِّ صُوْرَةٍ شَآءَ اِمَّا حَسَنٍ وَاِمَّا قَبِيْحٍ وَطَوِيْلٍ اَوْ قَصِيْرٍ

کو بدکار ساتھی کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ جو دنیا میں بدی میں اعانت کرتے تھے" پھر پڑھا۔ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَزْوَاجَهُمْ" جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ان کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ملا دو!

قولہ عَسْعَسَ سے اس آیت کریمہ: وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ" کی طرف اشارہ کیا۔ جب رات پیٹھ پھیرے عَسْعَسَ ان الفاظ میں سے ہے جو اپنی ضد میں استعمال ہوتے ہیں یعنی عَسْعَسَ اَقْبَلَ اور اَدْبَرَ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باہم ایک دوسرے کے ضد ہیں۔ اس جگہ بمعنی اَدْبَرَ مستعمل ہے یعنی پیٹھ پھیر لے۔ اس پر قرینہ: وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ہے اور صبح جب دم لے اور اس کی روشنی خوب پھیلے"

سُوْرَۂ انفطار

یہ سورہ مکیہ ہے اس کی انیس[19] آیات ہیں اسے

سُوْرَۂ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ بھی کہا جاتا ہے!"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنْفِطَار بمعنی انشقاق ہے قولہ بُعْثِرَتْ" سے اس آیت کریمہ: وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ" کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا جاتا ہے کہ زمین میں سے اموات کو نکالا جائے گا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا بُعْثِرَتْ کے معنی اُٹھائی جائیں گی۔ بَعْثَرْتُ حَوْضِيْ" میں نے اس کا

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ

وَقَالَ مُجَاھِدٌ اِنَّ ثَبَتَ الْخَطَایَا ثُوِّبَ جُوْزِیَ وَقَالَ غَیْرُہٗ اَلْمُطَفِّفُ لَا یُوَفِّیْ

سنجلا حصہ اُوپر کر دیا ،، قولہ فُجِّرَتْ سے اس آیت کریمہ ،، اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ربیع بن خثیم نے اس کی تفسیر ،، فَاضَتْ ،، سے کی۔ یہ فیض سے ماخوذ ہے۔ یعنی جب سمندر بہا دیئے جائیں گے اور شیریں اور شور سب مل کر ایک ہو جائیں گے۔

قولہ قَرَءَ الْاَعْمَشُ ،، یعنی سلیمان اعمش، عاصم بن ابی النجود نے ،، فَعَدَلَکَ ،، مخفف پڑھا ہے۔ اہل حجاز اسے مشدد ،، فَعَدَّلَکَ ،، پڑھتے ہیں۔ اس سے مراد لیا ہے۔ معتدل خلقت والا اور جس نے مخفف پڑھا ہے وہ مراد لیتے ہیں جس صورت میں چاہا خوبصورت یا بدصورت اور لمبا یا ٹھنگنا پیدا کیا۔

سُوْرَۃُ وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ

سدی نے کہا یہ سورت مدنی ہے۔ کلبی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے سفر میں راستہ میں نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا یہ مدنیہ ہے۔ اس کی ایک آیت ،، قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ،، مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ سخاوی نے کہا یہ سورت عنکبوت کے بعد نازل ہوئی۔ نسائی اور ابن ماجہ میں صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ لوگ ناپ تول میں بہت کمی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ،، وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ نازل فرمائی کہ کم تولنے والوں کی خرابی ہے ،، تو لوگوں نے اس کے بعد ناپ تول پورا کرنا شروع کر دیا۔ اس کی ۳۶ آیات ہیں

علامہ عینی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ نے مقاتل سے نقل کیا کہ ویل جہنم میں گہری وادی ہے جس کی گہرائی ستر سال کی مسافت ہے۔ اس میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں ہر گھاٹی میں ستر ہزار راہ ہیں۔ ہر راہ میں ستر ہزار غار ہیں۔ ہر غار میں ستر ہزار محل ہیں جیسے لوہے کے تابوت ہوتے ہیں۔ ہر تابوت میں ستر ہزار درخت ہیں۔ ہر درخت کی ستر ہزار

Marfat.com

٤٦١٨ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حَتّٰى يَغِيْبَ اَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهٖ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ

شاخیں ہیں۔ ہر شاخ پر ستر ہزار پھل ہیں۔ اس کی لمبائی ستر ہزار گز ہے۔ ہر درخت کے نیچے ستر ہزار اژدھے اور ستر ہزار بچھوے ہیں ہر اژدھے کی لمبائی ایک ماہ کا سفر اس کی موٹائی پہاڑ کی طرح ہے لمبی لمبی کھجوروں کی طرح اس کے دانت ہیں اس کے تین سو ستر قفاز ہیں ہر قفاز میں زہر کا مٹکا ہے۔ صاحب تلویح نے کہا صحیح ابن حبان میں اس کا اصل موجود ہے؛ چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی کہ کافر ننانوے (۹۹) تنین مسلط کئے جائیں گے جانتے ہو کہ تنین کیا ہے؟ وہ ستر سانپ ہیں۔ ہر سانپ کے سات سر ہیں۔ وہ قیامت تک اس کو ڈستے رہیں گے۔

قولہ "بَلْ رَانَ" سے اس آیت کریمہ "بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ" کی طرف اشارہ کیا "بلکہ اُن کے دلوں پہ زنگ چڑھا دیا ہے۔ اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا رَانَ بمعنی "ثَبَتَ الْخَطَايَا" ہے۔ کافروں کے دلوں میں گناہ پختہ ہو گئے ہیں۔ حتی کہ ان کو ڈھانک رکھا ہے۔ دراصل رَان رین سے بمعنی غلبہ ہے چنانچہ کہا جاتا ہے "دَانَتِ الْخَمْرُ عَلٰى قَلْبِهٖ" جبکہ شراب اس کے دل پر غلبہ کرے اور وہ بیہوش ہو جائے۔

قولہ "ثُوِّبَ" سے اس آیت کریمہ "هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی "مُجُوْزِيَ" بمعنی "جزا دیا گیا" سے تفسیر کی یعنی کیوں کچھ بدلا ملا کافروں کو اپنے اعمال کا جو وہ دُنیا میں کرتے تھے" مجاہد کے غیر نے کہا "مُطَفِّفٌ" وہ ہے جو کسی کا حق پُورا نہ دے بلکہ اس کے دینے میں کمی کرے قولہ "الرَّحِيْق" سے اس آیت کریمہ "يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی "خمر" بمعنی شراب سے تفسیر کی۔ اور "خِتَامُهٗ مِسْكٌ" سے اس آیت کریمہ "مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتَامُهٗ مِسْكٌ" کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ ٹھنڈی شراب پلائے جائیں گے جو مہر کئے رکھی ہے جس مہر کو نیک لوگ ہی توڑیں گے۔ قولہ "تَسْنِيْم" سے اس آیت کریمہ "مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر میں کہا کہ وہ شراب ہے جس کا نام تسنیم ہے یہ اعلیٰ شراب ہے تمام جنتیوں کی شراب سے افضل ہے۔ اس کو تسنیم اس لئے کہا کہ یہ اُن کے اوپر بالاخانوں اور اُن کے منازل میں گرائی جائے گی جو جنتِ عدن سے جنتیوں کی طرف جاری ہو گی۔ جبکہ تسنیم کے معنی گرانے کے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

سُوْرَةُ اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ

قَالَ مُجَاهِدٌ كِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ يَاخُذُ كِتَابَهٗ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ وَسَقَ جُمِعَ مِنْ دَابَّةٍ وَظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ اَنْ لَّا يَرْجِعَ اِلَيْنَا

۴۶۱۸ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوں گے جبکہ اُن میں سے ایک اپنے نصف کان تک اپنے پسینہ میں غائب ہوگا۔

۴۶۱۸ — شرح : قیامت کے روز اس کے خوف سے لوگ لرزاں ہوں گے اور گھبراہٹ سے ان سے پسینہ جاری ہوگا جو اُن میں سے کسی ایک کے کان کی لَو تک پہنچے گا۔ یہ دہشت اس لئے ہوگی کہ کم تولنا سخت گناہ ہے جس کے باعث وہ رب العالمین کے حضور عاجزی کریں گے اور پسینہ پسینہ ہو جائیں گے حتی کہ اس میں ان کے جسم غائب ہو جائیں گے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

سُوْرَةُ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ

اس کو سُوْرَۃُ انشقاق بھی کہا جاتا ہے یہ مکّی ہے اس کی ۲۷ آیات ہیں"

قولہ کِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ ، سے اس آیت کریمہ : وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ " کی طرف اشارہ کیا اس کی مجاہد نے یہ تفسیر کی کہ اپنا اعمال نامہ اپنی پشت کے پیچھے سے لے گا۔ اس کا داہنا ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ ملا کر طوق میں باندھ دیا جائے گا اور بایاں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے کیا جائے گا اور پشت کے پیچھے سے اس کو اعمالنامہ دیا جائے گا۔ مجاہد سے ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ اس کا ہاتھ پشت کے پیچھے نکالا جائے گا" واللہ ورسولہ اعلم!

Marfat.com

۴۶۱۹ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۶۲۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۴۶۲۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ يُوْنُسَ حَاتِمِ ابْنِ اَبِيْ صَغِيْرَةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ اَحَدٌ يُحَاسَبُ اِلَّا هَلَكَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَآءَكَ اَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا قَالَ ذَاكَ الْعَرْضُ يُعْرَضُوْنَ وَمَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ

قولہ "اَذِنَتْ" سے اس آیت کریمہ : وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ "کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے "اَذِنَتْ" کی تفسیر "سَمِعَتْ وَاَطَاعَتْ لِرَبِّهَا" سے کی یعنی اپنے رب کا حکم سنے اور اطاعت کرے اور "اَلْقَتْ مَا فِيْهَا" کی تفسیر "اَخْرَجَتْ مَا فِيْهَا مِنَ الْمَوْتٰى" سے کی یعنی جو اس میں مُردے ہیں ڈال دے اور باہر کر دے۔

قولہ "وَتَخَلَّتْ" کی تفسیر "خَلَتْ فَلَيْسَ فِيْ بَطْنِهَا شَيْءٌ" سے کی یعنی خالی ہو گئی اور اس کے پیٹ میں کچھ نہ رہا۔ قولہ "وَسَقَ" سے اس آیت کریمہ "وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر اس کی تفسیر یہ کی کہ قسم ہے رات کی اور اس کی جو اس میں جانور جمع ہوتے ہیں۔

قولہ "ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ" یعنی وہ سمجھا کہ اُس نے اپنے رب کی طرف لوٹنا نہیں۔"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ

۴۶۲۲ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ جَعْفَرُ بْنُ اِيَاسٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ حَالًا بَعْدَ حَالٍ قَالَ هٰذَا نَبِيُّكُمْ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۴۶۱۹ تا ۴۶۲۱ ـ کوئی نہیں جس کا حساب لیا جائے مگر وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا؟ جس کو اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے اس کا حساب آسان ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو اعمال نامہ پیش کرنا ہے جو محض پیش کئے جائیں گے اور جس کے حساب میں تفتیش کی گئی وہ ہلاک ہو جائے گا۔

۴۶۱۹ تا ۴۶۲۱ ـ شرح : یہ حدیث ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تین طرق سے مروی ہے۔ ایک عمرو بن علی کا طریق دوسرا سلیمان بن حرب کا اور تیسرا طریق مسدد کا ہے۔ رضی اللہ عنہم پہلے دو طرق میں ابن ابی ملیکہ بلاواسطہ ام المؤمنین سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ تیسرے طریق میں قاسم کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس طریق میں ابن ابی ملیکہ نے قاسم سے روایت کی پھر ام المؤمنین سے سماعت کی یا پہلے ام المؤمنین سے سماعت کی پھر قاسم سے توثیق کی، کیونکہ ان کی روایت میں زیادتی ہے جو ابن ابی ملیکہ کے نزدیک نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حساب سے مراد ثواب و جزاء ہے کافر کے لئے ثواب ہی نہیں تو اس کے حساب کا کیا مقصد ہے؟ نیز حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ،، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کافروں سے کلام نہیں کرے گا تو حساب کیسے لے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کا ان سے کلام نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اُن سے رحمت و شفقت سے کلام نہیں کرے گا غضب و قہر سے کلام کرے گا جس سے وہ خائف ہوں گے۔ مطلق کلام کی نفی نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا : اِخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ،، دوزخ میں ذلیل و خوار رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

سُوْرَۃُ الْبُرُوْج

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْاُخْدُوْدُ شَقٌّ فِی الْاَرْضِ فَتَنُوْا عَذَّبُوْا

۴۶۲۲ ــــ ترجمہ : مجاہد سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ مراد حال بعد حال ہے۔ یہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

۴۶۲۲ ــــ شرح : یہ آیت کریمہ قسم کا جواب ہے جو اس سے پہلی آیات میں مذکور ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اے مسلمانوں! تمہیں مشرکوں پر غلبہ اور کامیابی حاصل ہوگی۔ حتی کہ تمہاری حالت بہت اچھی ہوگی اور انجام بخیر ہوگا۔ لہٰذا تمہیں حال کے بعد حال پیش آئے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ موت کے شدائد و اہوال پھر مرنے کے بعد اُٹھنا پھر موقفِ حساب میں پیش ہونا یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان کے حالات میں تدریج ہے۔ ایک وقت دودھ پیتا بچہ ہوتا ہے پھر دودھ چھوٹتا ہے۔ پھر لڑکپن کا زمانہ آتا ہے پھر جوان ہوتا ہے پھر جوانی ڈھلتی ہے پھر بوڑھا ہوتا ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ خطاب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے کہ آپ شبِ معراج میں ایک آسمان پر تشریف لے گئے پھر دوسرے پر اسی طرح درجہ بدرجہ مرتبہ بمرتبہ منازلِ قرب میں واصل ہوئے۔ اس احتمال کے مطابق لَتَرْكَبُنَّ میں باء مفتوح ہوگی؛ چنانچہ ابن کثیر نے باء کو مفتوح پڑھا ہے اور کہا کہ یہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے۔

سورۂ بُرُوج

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یہ سورت مکیہ ہے۔ اس کی بائیس آیات ہیں۔ بروج کی تعداد بارہ ۱۲ ہے۔ یہ آسمان کے محلات ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بروج وہ ستارے ہیں جو قمر کے منازل ہیں۔ بعض نے آسمان کے دروازے مراد لئے ہیں۔
قولہ اَلْاُخْدُوْد، ہے اس آیت کریمہ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ، کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں مجاہد نے

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ الطَّارِقِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ذَاتِ الرَّجْعِ سَحَابٌ يَرْجِعُ بِالْمَطَرِ ذَاتِ الصَّدْعِ تَتَصَدَّعُ بِالنَّبَاتِ

کہا۔ یہ زمین کی داڑیں ہیں۔ قولہ "فَتَنُوْا" سے اس آیت کریمہ: اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کی طرف اشارہ کیا اور "عَذَّبُوْا" سے اس کی تفسیر کی فتنہ کے معنی عذاب آتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔ عَلَی النَّارِ یُفْتَنُوْنَ "ان کو دوزخ میں عذاب دیا جائے گا" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَلْوَدُوْدُ بمعنی حبیب ہے اور مجید بمعنی کریم ہے۔

سُوْرَۂ طارق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مکیہ ہے اس کی سترہ آیات ہیں۔ یہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی جبکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ اور روٹی لے کر حاضر ہوئے اور آپ کو تحفہ پیش کیا ابھی آپ بیٹھے تناول فرما رہے تھے کہ اچانک ستارہ گرا اور پانی ہی پانی ہوگیا۔ پھر آگ سے بھر گیا تو ابوطالب نے گھبرا کر عرض کیا یہ کیا شئی ہے؟ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ستارہ پھینکا گیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ایک نشانی ہے۔ ابوطالب حیران رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ "وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ" نازل فرمائی۔ یعنی ستارہ رات ظاہر ہوتا ہے اور دن کو چھپ جاتا ہے جو کوئی رات آئے اسے طارق کہتے ہیں۔

قولہ "هُوَ النَّجْمُ" یعنی طارق ستارہ ہے جو کوئی تمہارے پاس رات آئے اس کو طارق کہتے ہیں اور یہ طرق سے مشتق ہے۔ اس کے معنی کھٹکھٹانے کے ہیں چونکہ مہمان دروازہ کھٹکھٹانے کا محتاج ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو طارق کہتے ہیں۔ قولہ "اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ" اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا ثاقب وہ ہے جو روشنی دے۔ بعض نے ثریا کہا ہے۔ قولہ "ذَاتِ الرَّجْعِ" سے اس آیت کریمہ: وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ الآیۃ، کی طرف اشارہ کیا مجاہد نے اس کی تفسیر یہ کی کہ ذات الرجع وہ بدلی ہے جو بارش کے ہمراہ لوٹ آتی ہے۔ ذاتِ الصَّدْعِ "زمین جو

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ

سبزہ اُگنے کی جگہ سے پھٹ پڑتی ہے۔ اس کی تفسیر میں اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ ہر سال آسمان سے بارش اور لوگوں کے رزق اُترتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو سب ہلاک ہو جاتے اور مواشی بھی ہلاک ہو جاتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ، وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ، یعنی آسمان بارش والا اور زمین نباتات و اشجار اور اثمار و انہار والی۔

قولہ قال ابنُ عباس رضی اللہ عنہما ، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لَقَوْلٌ فَصْلٌ ، کی تفسیر میں کہا کہ یہ قول حق ہے جو حق و باطل کو جُدا جُدا کرتا ہے۔

قولہ لَمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ، سے اس آیت کریمہ : اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ، کی طرف اشارہ کیا کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو ، لَمَّا بمعنی اِلَّا ہے یعنی اِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ، ابن ابی حاتم نے اسے موصول ذکر کیا اور یزید نحوی کے طریق سے عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی اور اس کا اسناد صحیح ہے لیکن ابو عبیدہ نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا ہم نے کلام عرب میں لمّا بمعنی اِلَّا شاہد نہیں سُنا۔ نسفی نے تفسیر میں ذکر کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لَمَّا کو مشدد اس لئے پڑھا ہے کہ "اِنْ" نافیہ ہے۔ اور لَمَّا بمعنی اِلَّا ہے۔ یہ ہذیل کی لغت ہے وہ کہتے ہیں ، نَشَدْتُكَ اللّٰهَ لَمَّا قُمْتَ اور ان کی مراد : اِلَّا كُنْتَ ، ہوتی ہے آیت کے معنی یہ ہیں ، مَا نَفْسٌ اِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ مِّنْ رَبِّهَا ، دوسرے لوگ ، لَمَّا ، کو مخفف پڑھتے ہیں اور "ما" کو موصولہ کہتے ہیں اور اِن کو مخففہ کہتے ہیں یعنی : اِنَّ كُلَّ لَنَفْسٍ لَعَلَيْهَا حَافِظٌ مِّنْ رَبِّهَا يَحْفَظُ عَلَيْهَا وَيُحْصِيْ عَلَيْهَا مَا تَكْسِبُهُ مِنْ خَيْرٍ اَوْ شَرٍّ ، بیشک ہر جان پر اس کے رب کی طرف سے نگہبان ہے جو اس کی نگہبانی کرتا ہے اور اس کے اچھے اور بُرے اعمال کو جو وہ کسب کرتا ہے ضبط کرتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس تقریر میں ابو عبیدہ کے کلام کا رد ہے کہ لَمَّا بمعنی اِلَّا کا عرب کے کلام میں کوئی شاہد نہیں ،

سُوْرَةُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى

یہ سورت مکیہ ہے اس کو سُوْرَۃُ الاعلیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی اُنیس ۱۹ آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ، پڑھا تو فرمایا تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ،

marfat.com
Marfat.com

۴۶۲۳ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَیْنَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَجَعَلَا یُقْرِیَانِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِیْ عِشْرِیْنَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَیْتُ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ فَرَحَهُمْ بِهٖ حَتّٰی رَاَیْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْیَانَ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتّٰی قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی فِیْ سُوَرٍ مِثْلِهَا

قولہ قَدَّرَ فَهَدٰی ،، کی مجاہد نے یہ تفسیر کی کہ انسان کی شقاوت و بدبختی مقدر کی اور حیوانات کو چراگاہوں میں جانے کی ہدایت دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی ،، کی تفسیر فرمائی پھر اسے خشک سیاہ کر دیا۔

۴۶۲۳ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے سب سے پہلے جو ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیر اور ابن مکتوم تھے۔ وہ ہمیں قرآن کریم پڑھاتے تھے۔ پھر عمار بن یاسر، بلال اور سعد بن ابی وقاص آئے پھر عمر فاروق بیس صحابہ کرام میں آئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے مدینہ منورہ والوں کو کسی شئ سے اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے خوش ہوئے تھے۔ حتی کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو دیکھا وہ کہہ رہے تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ پس آپ تشریف نہ لائے حتی کہ میں نے سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی ،، اس جیسی سورتوں میں پڑھی۔

۴۶۲۳ — شرح : ولائد" ولید کی جمع بمعنی صَبِیَّة (بچیاں) ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت وہاں کی بچیاں اور بچے یہ کہتے تھے۔ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ جَاءَ ،، یہ کمسن بچے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوق مشاہدہ میں کہتے تھے۔ ابوذر کی روایت میں اس قول میں "رسول اللہ" کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم مذکور نہیں، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ذکر کے وقت صلوٰۃ کی مشروعیت پانچ ہجری میں اس

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ اَلنَّصَارٰى وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ بَلَغَ اِنَاهَا وَحَانَ شُرْبُهَا حَمِيْمٌ اَنْ بَلَغَ اِنَاهُ لَا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً شَتْمًا اَلضَّرِيْعُ نَبْتٌ يُقَالُ لَهُ الشِّبْرِقُ يُسَمِّيْهِ اَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِيْعَ اِذَا يَبِسَ وَهُوَ سَمٌّ بِمُسَيْطِرٍ بِمُسَلَّطٍ وَيُقْرَأُ بِالصَّادِ وَالسِّيْنِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِيَابَهُمْ مَرْجِعَهُمْ

آئت کریمہ : یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا " کے نزول کے وقت ہوئی گو یہ آئت کریمہ سورۂ احزاب میں ہے، لیکن صحیح روائت کے مطابق یہ پانچ ہجری میں نازل ہوئی۔ بعض نے کہا ہو سکتا ہے کہ پوری سورت کے نزول کے وقت شروع ہوئی گو یہ آئت کریمہ سورۂ احزاب میں ہے لیکن صحیح روائت کے مطابق یہ پانچ ہجری میں نازل ہوئی۔ بعض نے کہا ہو سکتا ہے کہ پوری سورت کے نزول سے پہلے یہ آئت کریمہ نازل ہوئی ہو، لیکن یہ امکان بعید ہے؛ کیونکہ اس وقت مدینہ منورہ میں قرآن کریم صرف اس قدر نازل ہوا تھا جو اس حدیث سے مفہوم ہے۔ اور مکہ مکرمہ میں وقوع کی تقدیر پر اس آئت کا مدینہ منورہ والوں کو علم ہونا بعید تر ہے۔ خصوصاً بچوں اور بچیوں کو علم ہونا بعید تر ہے لیکن یہ کہنا بعید نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ کا ذکر معراج کی حدیث میں ثابت ہے اور معراج بلاشبہ مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے آچکے تھے اُن کی زبان سے وہ صلوٰۃ معلوم کر چکے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام طحاوی سے نقل کیا کہ ابو جعفر طحاوی کا مذہب ہے کہ جب بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک ذکر کیا جائے آپ پر درود شریف پڑھنا واجب ہے"

سُوْرَةُ هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ

بالاتفاق یہ سورت مکی ہے۔ اس کی سولہ آیات ہیں۔ بعض اس کو سورۂ غاشیہ کہتے ہیں اور غاشیہ قیامت کا دن ہے"

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ ،، سے اس آیت کریمہ ،، وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر یہ کی کہ عاملہ ناصبہ نصاریٰ ہیں۔ ابن ابی حاتم نے شبیب بن بشر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ذکر کیا اور یہود کا اضافہ کیا کہ وہ بھی عاملہ ناصبہ ہیں۔ ثعلبی نے کہا وہ رُہبان ہیں یعنی انھوں نے دینِ اسلام کے بغیر عمل کئے اور تھکے وہ ان سے قبول نہیں بعض نے کہا کہ وہ دوزخ کی آگ میں عمل کریں گے تھکیں گے کہ زنجیریں اور طوق پہنے ہوئے چلیں گے فریادیں کریں گے اور دوزخ کی آگ سے خلاصی چاہیں گے علامہ عینی نے ضحاک سے نقل کیا کہ انہیں دوزخ کی آگ میں لوہے کے پہاڑ پر چڑھنے کے لئے کہا جائے گا جس سے وہ بہت مشقت میں ہوں گے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ قیامت کے دن بعض چہرے (یہود و نصاریٰ) کام کریں گے اور مشقت جھیلیں گے۔

قولہ عَيْنٌ اٰنِيَةٌ ،، اس سے آیت کریمہ ،، تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ نہایت جلتے چشمہ کا پانی پلائے جائیں گے۔ مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا گرمی میں اپنے وقت کو پہنچا۔ قسطلانی نے کہا اگر اس کا ایک قطرہ دُنیا کے پہاڑوں پر ڈالا جائے تو وہ پگل جائیں۔

قولہ حمیم آن ،، اپنی انتہا کے وقت کو پہنچا "سخت گرم" حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تمہارا اس قوم کے متعلق کیسا خیال ہے جو اپنے قدموں پر پچاہ ہزار سال اللہ کے حضور کھڑے رہیں گے۔ اس دن ایک لقمہ بھی نہ کھائیں گے اور نہ پانی کا گھونٹ پئیں گے یہاں تک کہ جب پیاس کے سبب ان کی گردنیں ٹوٹ جائیں گی اور ان کے پیٹ بھوک سے جل جائیں گے تو انہیں دوزخ میں لے جایا جائے گا اور سخت گرم چشمہ سے ان کو پانی پلایا جائے گا جس کی گرمی منتہا کو پہنچی ہوگی مقاتل نے کہا عین اٰنیہ ،، پہاڑ کی کھوہ سے نکلتا ہے۔ ستر سال کی مسافت اس کا طول ہے سخت سیاہ جیسے تیل کی میل ہوتی ہے۔ اس میں بے شمار کیڑے ہوں گے۔ اس کو فرشتہ لوہے کے سخت گرم برتن میں پانی پلائے گا جب وہ اسے اپنے منہ میں کرے گا تو منہ کی دونوں داڑھیں جلا دے گا اور اس کے دانت گر جائیں گے جب اس کے سینہ میں پہنچے گا تو اس کا دل جلا دے گا جب پیٹ میں پہنچے گا تو وہ تانبے کی طرح پگل جائے گا (اعاذنا اللہ منھا) یعنی

قولہ لَا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ،، لاغیہ کی تفسیر شتم سے کی جنت میں جھوٹ اور بہتان نہیں سُنے گا اور نہ ہی کفر کی سماعت کرے گا۔ بعض نے کہا تم ان کے کلام میں لغو کلمہ نہ سنو گے، کیونکہ جنتی حکمت اور دانائی کی باتیں کریں گے

قولہ ضَرِيْعٌ ،، اس آیت کریمہ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ،، اُن کے لئے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے ،، کہا جاتا ہے ضریع ایک گھاس ہے جسے شرق کہتے ہیں۔ جب خشک ہو جائے تو حجازی اس کو ضریع کہتے ہیں وہ زہر ہے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو مشرکوں نے کہا ہمارے اُونٹ ضریع سے موٹے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ،، نہ فربہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں مشرک جھوٹ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْفَجْرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْوَتْرُ اللّٰهُ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الْقَدِيْمَةِ وَالْعِمَادُ اَهْلُ عَمُوْدٍ لَا يُقِيْمُوْنَ يَعْنِيْ اَهْلَ خِيَامٍ سَوْطَ عَذَابٍ اَلَّذِيْ عُذِّبُوْا بِهٖ اَكْلًا لَمًّا اَلسَّفُّ وَجَمًّا اَلْكَثِيْرُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ اَلسَّمَاءُ شَفْعٌ وَالْوَتْرُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَالَ غَيْرُهٗ سَوْطَ عَذَابٍ كَلِمَةٌ تَقُوْلُهَا الْعَرَبُ لِكُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْعَذَابِ يَدْخُلُ فِيْهِ السَّوْطُ لَبِالْمِرْصَادِ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ تَحَاضُّوْنَ تُحَافِظُوْنَ وَتَحُضُّوْنَ تَاْمُرُوْنَ بِاِطْعَامِهِ الْمُطْمَئِنَّةُ الْمُصَدِّقَةُ

بولتے ہیں، کیونکہ اونٹ اس کو اس وقت کھاتے ہیں جب وہ سبزہ ہو جب خشک ہو جائے تو نہیں کھاتے۔ ترگھاس کو شبرق کہتے ہیں ضریع نہیں کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دوزخیوں کے لئے ضریع کے سوا طعام کوئی طعام نہیں جیسا کہ اس آئت کریمہ سے ظاہر ہے حالانکہ سورۂ حاقہ میں ہے۔ اُن کا طعام غسلین ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے عذاب کے مختلف انواع ہیں اور جنہیں عذاب دیا جائے گا ان کے کئی طبقات ہیں۔ ان میں سے بعض تھوہر کھائیں گے بعض کو غسلین (دوزخیوں کی پیپ) دیا جائے گا اور بعض کو آگ کے کانٹے دیئے جائیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روائت یہ ہے کہ "ضریع" آگ کا درخت ہے خلیل نے کہا وہ سبز بدبودار پودا ہے اس کو سمندر میں پھینکا جاتا ہے (عینی) قولہ "بِمُسَيْطِرٍ" سے آئت کریمہ "لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُسَيْطِرٍ" کی طرف اشارہ کیا اور "مُسَيْطِرٍ" کی "مُسَلِّطٍ" سے تفسیر کی۔ اس کو "مُصَيْطِرٍ" صاد سے بھی پڑھا جاتا ہے۔

قولہ "اِيَابَهُمْ" سے اس آئت کریمہ "اِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَهُمْ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر "مَرْجِعَهُمْ" سے کی یعنی بے شک ہماری ہی طرف ان کا لوٹنا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بالثَّوَابِ وَقَالَ الْحَسَنُ يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَهَا اطْمَأَنَّتْ إِلَى اللّٰهِ وَاطْمَأَنَّ اللّٰهُ إِلَيْهَا وَرَضِيَتْ عَنِ اللّٰهِ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَمَرَ بِقَبْضِ رُوحِهَا وَأَدْخَلَهَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ وَقَالَ غَيْرُهُ جَاءُوا نَقَبُوا مِنْ جَيْبِ الْقَمِيصِ قُطِعَ لَهُ جَيْبٌ يَجُوبُ الْفَلَاةَ يَقْطَعُهَا لَمَّا لَمَمْتُهُ أَجْمَعَ أَتَيْتُ عَلَى أَخِرِهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

سُوْرَةُ فَجْر

یہ سورت مکی ہے بعض نے مدنی کہا ہے۔ اس کی تیس آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا فجر یعنی نہار (دن) ہے اور اس کا معنی نماز فجر بھی ہے۔ قتادہ نے کہا ماہ محرم کو فجر کہتے ہیں۔ ضحاک نے کہا ذوالحجہ کا پہلا دن ہے۔ مقاتل نے کہا ہر سال کے جمعہ کی صبح ہے۔

قولہ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ، سے اس آیت کریمہ : وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ، کی طرف اشارہ ہے۔ وتر خدا ہے اکثر قراء وِتر بکسر الواو پڑھتے ہیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ شفع روز نحر ہے اور وتر عرفہ کا دن ہے۔ حسن بصری نے کہا جفت اور طاق عدد مراد ہیں۔ بعض کہتے ہیں شفع آدم اور وتر حواء ہیں "علیہما السلام"

قولہ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ، سے اس آیت کریمہ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ کی طرف اشارہ کیا کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیسا کیا وہ ارم حد سے زیادہ طول والے إِرَم عاد کا عطف بیان ہے۔ عاد دو قبیلے عاد اولی اور عاد اخیرہ تھے۔ اَلْقَدِیمَہ ہے عاد اولیٰ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کا نسب یہ ہے۔ عاد بن عوص بن إرَم بن سام بن نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام دراصل عاد سے مراد اس کی اولاد ہے جیسے بنی ھاشم کو ہاشم کہا جاتا ہے اور ان کا نام إرَم ان کے دادے إرَم کے نام سے ہے وہ عاد اولی قدیمہ ہیں اور جو اُن کے بعد مذکور ہیں ان کو عاد اخیرہ کہتے ہیں إرَم قبیلہ ہے اس لئے غیر منصرف ہے اور ذات العماد إرَم کی صفت ہے یعنی بلند مکانات والے یا بلند قدو قامت والے اور طاقتور۔ مقدام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے ارم ذات العماد کو ذکر کیا کہ ان میں سے کوئی آدمی پتھر اٹھا کر

Marfat.com

لاتا اور کسی قبیلہ پر گرا کر سب کو ہلاک کر دیتا تھا۔ کلبی نے کہا ان کے قد چار چار سو گز تھے۔ مقاتل نے کہا ان کے قد لمبے لمبے ستونوں کی طرح بارہ بارہ گز تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سو سو گز مذکور ہے۔ دراصل ان کے قد ایک جیسے نہ تھے کچھ بہت لمبے چار سو گز تھے کچھ درمیانے سو دو سو گز لمبے تھے اور چھوٹے سے چھوٹے بارہ بارہ گز لمبے تھے۔ قولہ "وَالْعِمَاد"، مبتدا ہے اہل عمود اس کی خبر ہے۔ یعنی خیموں والے جو ایک شہر میں نہ ٹھہرتے تھے ان کو ذات العماد اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عمود رکھتے تھے کسی ایک جگہ اقامت نہ کرتے تھے اور چلتے رہتے تھے جہاں پانی گھاس پاتے وہاں منتقل ہو جاتے تھے پھر اپنے مکانات کی طرف لوٹ آتے تھے اور کسی جگہ مستقل اقامت نہ کرتے تھے۔ ان کے باغات اور کھیتیاں تھیں اور بڑے بڑے محلات تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کو ذات العماد اس لئے کہتے ہیں کہ شداد بن عاد نے بہت بلند محل بنایا تھا اس کے باعث ان کو ذات العماد کہا جاتا ہے۔

"عاد"

عاد کے دو بیٹے شداد اور شدید تھے۔ دونوں ملک کے مالک تھے جب شدید مر گیا تو شداد سارے ملک کا مالک ہو گیا اور روئے زمین کے بادشاہ اس کے مطیع ہو گئے۔ شداد نے جنت اور اس کے اوصاف کا ذکر سنا تھا۔ اس لئے اس نے کہا کہ عدن کے جنگلات میں ایک مکان اور باغ بنائے گا، چنانچہ وہ تین سو سال میں مکمل ہوا جبکہ اس کی عمر نو سو برس تھی۔ مکان اور باغ تیار کرنے کے بعد اپنے وزراء اور امراء کے ہمراہ اس کو دیکھنے کا قصد کیا جب ایک دن رات کا سفر طے کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے سخت آواز نازل کی جس سے تمام ایک ہی دفعہ ہلاک ہو گئے "سُبْحَانَ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَعَلٰی مَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ"۔

قولہ "سَوْطَ عَذَابٍ"، سے اس آیت کریمہ "فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی "اَلَّذِیْ عُذِّبُوْا بِهٖ" سے تفسیر کی یعنی ان پر تمہارے رب نے قوت سے عذاب کا کوڑا مارا۔ قولہ "اَكْلًا لَّمًّا"، سے اس آیت کریمہ "وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا" کی طرف اشارہ کیا، میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو"، لمًّا کی تفسیر سفّ سے کی "تراث یتیموں کی میراث ہے یعنی تم یتیموں کی میراث خوب کھاتے ہو اور حلال و حرام سب کھا جاتے ہو اور مال سے بہت محبت کرتے ہو۔ بکر بن عبداللہ نے "اَللَّمّ"، میراث میں تجاوز کرنا اور جو شئی پائے کھا جائے اور یہ نہ پوچھے کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے۔ حسن بصری نے کہا اپنا حصہ اور غیر کا حصہ کھا جاتا ہے۔ بیضاوی نے کہا اس زمانہ میں لوگ عورتوں اور بچوں کو وارث نہ بناتے تھے اور ان کے حصے خود کھا جاتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے جمہور کے قول کے مطابق یہ سورت مکی ہے۔ اور میراث کی آیت کریمہ مدینہ منورہ میں

marfat.com
Marfat.com

نازل ہوئی تھی ۔ تو یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ وہ عورتوں کو بچوں کو وارث نہ بناتے تھے اور حرام کھاتے تھے، حالانکہ حرمت شرعی حکم ہے۔ آئت کے نزول سے پہلے یہ حکم نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میراث کی آئت کریمہ جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئی تھی اس میں ہر ایک کے حصہ کا تعین معلوم ہوا تھا اس سے پہلے حقوق کے تعین کے بغیر مستحق ہوتے تھے لہٰذا شرعی حکم پایا گیا تو حرمت بھی ثابت ہوگئی ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

قولہ حُبًّا ،، اس کی تفسیر کثیر سے کی یعنی تم مال سے بہت محبت کرتے ہو۔ قولہ وَالشَّفْعِ ،، سے آئت کریمہ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا جو شئی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے وہ شفع ہے آسمان شفع ہے اور وَتْر صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آسمان وتر ہے کیونکہ یہ سات ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ آسمان زمین کا شفع ہے جیسے سرد وگرم اور مذکر ومؤنث شفع ہیں اور شفع کا معنی جس کا مقابل اور مثل ہو۔

قولہ سَوْطَ عَذَابٍ ،، سے اس آئت کریمہ : فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر یہ کی جس کے ساتھ انہیں عذاب دیا گیا۔ عرب ہر قسم کے عذاب کو سوط عذاب کہتے ہیں۔ اس میں لفظ سوط داخل ہے۔ قولہ لَبِالْمِرْصَادِ ،، سے آئت کریمہ : اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ،، کی طرف اشارہ کیا ،، بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں لَبِالْمِرْصَادِ ،، کی تفسیر ،، اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ،، سے کی مِرْصَاد کا وزن مِفْعَال ہے۔ مِرْصَاد اور مرصد ایک ہی چیز ہے۔ البتہ مِرصاد میں مبالغہ ہے جو مرصد میں نہیں۔ یہ رصد سے ہے جیسے میقات وقت ہے ہے۔ قولہ تَحَاضُّوْنَ ،، سے اس آئت کریمہ : وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر تحافظون سے اس کی تفسیر کی۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے۔ یہاں دو قراءتیں ہیں۔ اہل کوفہ کی قراءت تَحَاضُّوْنَ ہے۔ ان کے علاوہ دوسروں کی قرأت تُحَضُّوْنَ ،، ہے۔ اس کی تفسیر یہ کی کہ تم مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دلاتے۔ پہلی تفسیر کے مطابق معنی یہ ہیں کہ تم حفاظت نہیں کرتے ہو ! قولہ الْمُطْمَئِنَّة ،، سے اس آئت کریمہ : يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس تفسیر الْمُصَدِّقَة بِالثَّوَابِ ،، سے کی ،، ثواب کی تصدیق کرنے والا حسن بصری نے کہا نفس مطمئنہ وہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو قبض کرنے کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے حضور آرام میں ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے مطمئن ہوگا یعنی اس پر رحمت کرے گا۔ نفس اللہ سے راضی ہوگا اور اللہ نفس سے راضی ہوگا ۔ اور اس کی روح کے قبض کا حکم دے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اسے اپنے نیک بندوں میں سے کرے گا۔ بعض نے نفسِ مطمئنہ کی یہ تفسیر کی کہ وہ اللہ کے وعدہ پر مطمئن ہے اور اللہ کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ بعض نے کہا وہ مخلص ہے۔ ابن عطاء نے کہا اسے اللہ کی معرفت حاصل ہے اس کے بغیر چشم زدن بھی صبر نہیں کرتا بعض نے کہا اللہ کے ذکر سے مطمئن ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ،، الا کے دل اللہ کے ذکر سے قرار پکڑتے ہیں۔ بعض نے کہا وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ لَآ اُقْسِمُ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِهٰذَا الْبَلَدِ مَكَّةَ لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيْهِ مِنَ الْاِثْمِ وَوَالِدٍ اٰدَمَ وَمَا وَلَدَ لَبَدًا كَثِيْرًا وَّالنَّجْدَيْنِ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ مَسْغَبَةٍ مَجَاعَةٍ مَتْرَبَةٍ السَّاقِطِ فِي التُّرَابِ وَيُقَالُ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ فَلَمْ يَقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ

قولہ اِطْمَئِنَّۃً اللّٰہُ اِلَیْھَا ، اللہ تعالیٰ کی طرف اطمینان کی نسبت مجازی ہے۔ اس سے اس کا لازم رحمت مراد ہے۔ کما ذکر نا رضی کے معنی ترکِ اعتراض کے ہیں۔

قولہ جَابُوْا ، سے اس آیت کریمہ " وَ ثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ " کی طرف اشارہ کیا پھر نَقَبُوْا سے اس کی تفسیر کی۔ ثمود جنہوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں " مِنْ جَیْبِ الْقَمِیْصِ " سے یہ اشارہ کیا کہ جیب کے معنی قطع کاٹنے کے ہیں ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے " جُبْتُ الْقَمِیْصَ " میں نے اس کا گریبان چاک کیا اسی طرح جب کوئی جنگل کا سفر قطع کرے تو کہا جاتا ہے : یَجُوْبُ الْفَلَاۃَ " فراء نے کہا " ثمود نے چٹانیں کاٹیں اور ان میں گھر بنائے۔ قولہ لَمَّا " میں نے سب کو ختم کر دیا یعنی اس کے آخر کو پہنچا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

" سُوْرَةُ لَآ اُقْسِمُ "

اس کو سورۂ بلد بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے۔ اس کی بیس آیات ہیں

قولہ بِھٰذَا الْبَلَدِ " سے اس آیت کریمہ " لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ " کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی تفسیر میں مجاہد نے کہا۔ بلد سے مراد مکہ ہے۔ اور تم پر وہ گناہ نہیں جس میں لوگوں

marfat.com
Marfat.com

پر گناہ ہے۔ آئت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ مجھے اس شہر کی قسم (مکہ مکرمہ کی) کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو وَ اَنْتَ حِلٌّ ،، کہ معنیٰ یہ ہیں کہ اے محبوب مستقبل میں آپ اس شہر میں حلال ہیں جو کچھ قتل و قید وغیرہ کرنا چاہیں آپ کریں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ میں اپنے نبی علیہ السلام کے لئے مکہ حلال کر دیا حتیٰ کہ جسے چاہا قتل کیا اور جسے چاہا قید کیا۔ ابن خطل کو کعبہ کے پردوں میں قتل کیا اسی طرح اس کے ساتھی بھی قتل کئے۔ ابوسفیان کے مکان میں داخل ہونے والے کو امن دیا۔ واسطی نے کہا بلد سے مراد مدینہ منورہ ہے شرّفھا اللہ، لیکن یہ ارادہ بعید ہے کیونکہ سورت مکی ہے۔ قولہ وَوَالِدٍ، سے اس آئت کریمہ : وَوَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد سے کی۔ بعض نے کہا مَا وَلَدَ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔

قولہ لُبَدًا ،، سے اس آئت کریمہ : يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُبَدًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور لُبَدٌ کی تفسیر کثیرًا سے کی۔ یعنی کہتا ہے میں نے بہت مال فنا کر دیا۔ یہ ولید بن مغیرہ ہے جس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں لوگوں کو رشوتیں دیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائے۔ لُبَدٌ ،، تلبید سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں۔ اشیاء کا ایک دوسرے پر جمع ہونا یعنی ڈھیروں کے ڈھیر ہو جانا۔

قولہ وَالنَّجْدَيْنِ ،، سے اس آئت کریمہ ،، وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ نجد بمعنی طریق واضح ہے۔ اُونچی زمین کو بھی نجد کہتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد خیر و شر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نجدین سے عورت کے دو پستان مراد لئے ہیں۔ یعنی ہم نے انسان کو چھاتیوں کی راہ دکھا دی کہ پیدا ہونے کے بعد اس سے دودھ پیتا اور غذا حاصل کرتا رہا۔

قولہ مَسْغَبَةٍ سے اس آئت کریمہ : اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا یا بھوک کے دن کھانا دینا۔ مَسْغَبَة ،، کی تفسیر مَجَاعَة ،، بمعنی بھوک سے کی۔

قولہ مَتْرَبَةٍ ،، سے اس آئت کریمہ : اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر اَلسَّاقِطُ فِي التُّرَابِ ،، سے کی مٹی میں گرنے والا ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ یہ وہ شخص ہے جس کے اور زمین کے درمیان کوئی شئی نہ ہو۔ اُن سے یہ روائت بھی ہے کہ جس کا کوئی مکان نہ ہو اور وہ خاک آلود ہو۔

قولہ فَلَا اقْتَحَمَ ،، سے اس آئت کریمہ ،، فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ بے سوچے سمجھے گھاٹی میں نہ کودا ،، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عَقَبَة ،، دوزخ میں ایک پہاڑ ہے۔ مجاہد، ضحاک اور کلبی نے کہا عقبہ تیز دھار تلوار کی طرح جہنم کا پل ہے جو تین ہزار سال کی نرم، سخت اور اُوپر نیچی مسافت ہے۔ اس کے دونوں طرف لوہے کی کنڈیاں ہیں۔ دنیا بھر میں بے سوچے سمجھے گھاٹی میں نہ کودا پھر عقبہ کی تفسیر فرمائی کہ تمہیں کس نے بتایا کہ عقبہ کیا چیز ہے وہ غلام کو آزاد کرنا یا بھوک کے دن کھانا کھلانا ہے۔

Marfat.com

سُوْرَةُ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِطَغْوٰاهَا مَعَاصِيْهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبٰى اَحَدٍ

سُوْرَةُ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی پندرہ آیات ہیں "

قولہ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا "، مجاہد نے کہا ضحاھا یعنی ضوءھا ہے۔ یعنی سورج اور اس کی روشنی کی قسم جس وقت پورا روشن ہو۔ قولہ تلاھا "، سے اس آیت کریمہ : وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا "، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی چاند کی قسم جب اس کے پیچھے آئے اور اس کی روشنی اخذ کرے۔

قولہ طَحٰهَا "، سے اس آیت کریمہ : وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا "، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم! دُحَا یعنی بَسَطَ ہے پھیلا دیا۔ قولہ دَسّٰهَا "، سے اس آیت کریمہ : وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا "، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی وہ جان خسارہ میں رہی جسے اس نے معصیت میں چھپایا۔ مجاہد نے کہا : دَسّٰهَا یعنی اَغْوَاهَا "، ہے۔ یعنی اس کا مقام چھپا دیا حتیٰ اس نے بُرے عمل شروع کر دیئے اور گناہوں پر سوار ہو گیا۔

قولہ فَاَلْهَمَهَا "، سے اس آیت کریمہ : فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا "، کی طرف اشارہ کیا یعنی نفس کو شقاوت اور بدبختی اور سعادت و نیک بختی کا الہام کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نفس کے لئے خیر و شر کی وضاحت کر دی اور اس کو طاعت اور معصیت کی تعلیم دی۔

قولہ لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا "، اس سے پہلے یہ ہے " فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا اللہ تعالیٰ نے ان کے رسول کو جھٹلانے اور اونٹنی کو ہلاک کرنے کے سبب ان کو ہلاک کیا اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا اور اللہ کو کسی کی عاقبت کا ڈر نہیں۔

قولہ عُقْبٰى اَحَدٍ "، عُقْبٰهَا کی ضمیر کا مرجع نفس ہے اور یہ مؤنث سماعی ہے اس کی تعبیر اَحَد سے کی ہے۔ دَمْدَمَہ کے معنی عام ہلاکت کے ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کے معنیٰ یہ ذکر کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے ہلاک

marfat.com
Marfat.com

٤٦٢٣ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِيْ عَقَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا اِنْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيْزٌ عَارِمٌ مَنِيْعٌ فِيْ رَهْطِهٖ مِثْلُ اَبِيْ زَمْعَةَ وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ وَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ وَقَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ اَبِيْ زَمْعَةَ عَمِّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

کرنے میں کسی کے پیچھا کرنے کا خوف نہیں جیسا بادشاہوں کو ہوتا ہے؛ کیونکہ وہ کائنات کا مالک ہے جو چاہے کرے کسی کو دَم مارنے کی مجال نہیں۔

قولہ بطغواھا ،، سے اس آیت کریمہ : كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ،، کی طرف اشارہ کیا اور طَغْوٰی کی تفسیر معاصی سے کی۔ ثمود نے اپنی سرکشی اور معاصی کے باعث جھٹلایا۔ طغوی اور طغیان دونوں واحد اور طغیٰ کی مصدر ہیں۔

ترجمہ : ہشام نے اپنے والد عروہ سے خبر دی کہ انہیں عبداللہ بن زمعہ

٤٦٢٣ — نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں سُنا کہ آپ خطبہ فرما رہے تھے اور آپ نے اونٹنی اور جس نے اونٹنی کو قتل کیا تھا کا ذکر کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا ،، جبکہ اس کا سب سے بدبخت اُٹھ کھڑا ہُوا ،، کے معنی یہ فرمائے۔ اونٹنی کے لئے وہ شخص اُٹھا جو اپنی قوم میں فسادی سخت خبیث اور ابوزمعہ کی طرح قوی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ میں عورتوں کا تذکرہ کیا اور فرمایا تم میں سے کوئی ایک شخص قصد کرتا ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے غلام کی طرح مارتا ہے پھر آخر دن میں اس سے ہم بستری کرتا ہے۔ پھر لوگوں کو گوز سے ہنسنے پر نصیحت کی اور فرمایا تم میں سے کوئی اس فعل سے کیوں ہنستا ہے جو وہ خود کرتا ہے۔ ابومعاویہ نے کہا ہشام نے اپنے والد سے اُنھوں نے عبداللہ بن زمعہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوزمعہ کی طرح جو زبیر بن عوام کا چچا تھا۔

Marfat.com

۴۶۲۳ ــــ شرح : وَذَكَرَ النَّاقَةَ ، معطوف علیہ محذوف ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے۔ فَخَطَبَ وَذَكَرَ كَذَا وَكَذَا وَ ذَكَرَ النَّاقَةَ ، یہ صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی ہے جس نے اس کی کوچیں کاٹی تھیں وہ قُدار بن سالف اس کی ماں قُدَیرَہ ہے ثمود میں یہ منحوس شخص تھا اس کو نحوست میں مثال کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ سُرخ رنگ نیلی آنکھوں والا بونا تھا۔ ابن قتیبہ نے اس کو ولدِ زنا کہا ہے۔ گویہ سالف کے فراش پر پیدا ہُوا تھا۔ رجل عزیز یعنی جس کی مثل کم پائی جائے۔ عارم ، شرحِ عبادی ، مَنیع ، قوی ، طاقتور ،

اس حدیث میں عورتوں کے بارے میں نصیحت اور ان کو پیٹنے کی ممانعت ہے۔ نیز اس حدیث میں ضرطہ (گوز) کی آواز کی سماعت سے اغماض اور اعراض کی ترغیب ہے۔ جاہلیت میں لوگ ضرطہ کی آواز سُن کر ہنسا کرتے تھے ان کی مجالس میں یہ عام معمول تھا۔ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا جب ایسی شئ واقع ہو تو اس کی طرف توجہ نہ کی جائے اور اس سے غفلت برتی جائے۔ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں یہ حرکت معروف تھی اور وہ اپنی مجالس میں قصداً گوز مار کر ہنسا کرتے تھے۔

اسماء رجال

: ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام بن خُویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ ابن قُصی قرشی اسدی ہیں۔ اپنے والد سے روائت کرتے ہیں۔

ع۲ عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن عبدالعزیٰ بن قصی قرشی ہیں۔

ع۳ ابوزمعہ اسود بن مطلب عبداللہ بن زمعہ کا دادا ہے۔ اسود ان لوگوں میں سے ہے جو استہزاء کیا کرتے تھے۔ یہ کفر کی حالت میں مکہ میں مرا تھا۔ اس کا بیٹا زمعہ بھی بدر کی جنگ میں کافر قتل ہُوا تھا۔

قرطبی نے کہا ہو سکتا ہے۔ یہ ابوزمعہ وہ ہے جس نے شجرہ کے نیچے بیعت کی تھی اور غزوہ ابن خدیج میں افریقہ میں فوت ہُوئے اور قیروان کے بلویہ میں مدفون ہُوئے۔ اگر یہ وہی ہیں تو ان کو اونٹنی کی کوچیں کاٹنے والے سے اس بات میں تشبیہ تھی کہ وہ اپنی قوم میں طاقتور تھے جس کافر کو چاہتے تھے قتل کر دیتے تھے۔ نیز طبری نے کہا ممکن ہے کہ ان کا غیر ابوزمعہ ہو جو کافر تھا۔

ابومعادیہ نے کہا مثل ابی زمعہ عم زبیر بن عوام۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا ابومعادیہ محمد بن خازم ضریر ہے۔ بعض نے استدارک کیا اور کہا ابوزمعہ زبیر کا چچا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ وہ زبیر کے والد کے چچا کا بیٹا ہے۔ اس پر مجازاً چچا کا اطلاق کیا گیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْحُسْنٰى بِالْخَلَفِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَرَدّٰى مَاتَ وَتَلَظّٰى تَوَهَّجَ وَقَرَأَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ تَتَلَظّٰى بَابٌ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى

سُوْرَةُ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی اکیس آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ یہ سورت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی جبکہ انھوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا تھا۔ اس کے معنی یہ ہیں اور رات کی قسم جب اپنے اندھیرے میں دن کو چھپالے۔ زجاج نے کہا جب اُفق اور زمین و آسمان کے مابین کو چھپالے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قولہ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر خَلَفَ سے کی یعنی جو کسی پر خرچ کرے اللہ اس کو حسب وعدہ عطاء کرتا ہے۔ قولہ تَرَدّٰى، سے اس آیت کریمہ: وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهٗ اِذَا تَرَدّٰى، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر: مَاتَ سے کی یعنی جب مرجائے گا تو اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا۔

قولہ تَلَظّٰى، سے اس آیت کریمہ: فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى، کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر: تَوَهَّجَ، سے کی یعنی میں تمہیں ڈراتا ہوں۔ اس آگ سے جو بھڑک رہی ہے۔ تَوَهَّجَ اصل میں تَتَوَهَّجُ تھا۔ ایک تاء کو حذف کیا گیا ہے۔ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَيْرٍ نے "تَتَلَظّٰى" پڑھا ہے۔

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور دن کی قسم جب روشن ہو"

Marfat.com

٤٦٢٤ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَسَمِعَ بِنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَأَتَانَا فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَأَيُّكُمْ أَقْرَأُ فَأَشَارُوا إِلَيَّ فَقَالَ إِقْرَأْ فَقَرَأْتُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِي صَاحِبِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَأَنَا سَمِعْتُهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَؤُلَاءِ يَأْبَوْنَ عَلَيْنَا

بَابُ قَوْلِهِ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى

٤٦٢٥ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُلُّنَا قَالَ فَأَيُّكُمْ أَحْفَظُ فَأَشَارُوا إِلَى عَلْقَمَةَ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى قَالَ عَلْقَمَةُ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى قَالَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا هَكَذَا

٤٦٢٤ ـ ترجمہ: علقمہ نے کہا میں عبداللہ بن مسعود کے ساتھیوں کی جماعت میں شامل ہو گیا جب ابودرداء نے ہمارے آنے کی خبر سنی تو ہمارے پاس آئے اور کہا کیا تم میں کوئی شخص ہے۔ جو قرآن پڑھتا ہو؟ ہم نے کہا جی ہاں! کہا تم میں سے کون زیادہ پڑھنے والا ہے لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ ابودرداء نے کہا پڑھو! میں نے پڑھا "وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى" ابودرداء نے کہا کیا تم نے اپنے صاحب کے منہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! ابوالدرداء نے کہا میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سنا ہے اور یہ لوگ ہماری قرأت کا انکار کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

وَهٰؤُلَاءِ يُرِيْدُوْنِيْ عَلٰى اَنْ اَقْرَأَ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى وَاللّٰهِ لَا اُتَابِعُهُمْ

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اس کی قسم جس نے نر و مادہ پیدا کئے "

۴۶۲۵ — ترجمہ : ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابوالدرداء کے پاس آئے۔ ابودرداء نے ان کو تلاش کیا اور ان کو پالیا اور کہا تم میں سے کون ہے جو عبداللہ بن مسعود کی قراءت پر قرآن پڑھتا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا ہم سب عبداللہ بن مسعود کی قراءت پر قرآن پڑھتے ہیں۔ ابوالدرداء نے کہا تم میں سے زیادہ حافظ کون ہے۔ لوگوں نے علقمہ کی طرف اشارہ کیا۔ ابوالدرداء نے کہا تم نے عبداللہ کو یہ کیسے پڑھتے سنا ہے وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى ،، علقمہ نے کہا ،، وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى ،، ابوالدرداء نے کہا میں یقیناً جانتا ہوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پڑھتے سنا ہے۔ یہ شام کے لوگ چاہتے ہیں کہ میں " وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى " پڑھوں۔ بخدا! میں ان کی موافقت نہیں کروں گا۔

۴۶۲۵ — شرح : یعنی اہل شام " وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ،، پڑھتے ہیں اور میں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے سنا ہے کہ آپ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى ،، پڑھتے تھے میں ان کی قرأت کی موافقت نہیں کروں گا؛ حالانکہ ان کی قراءت متواتر ہے کیونکہ میں نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے یہ سنا ہے لہٰذا یہ طریق یقینی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر ابوالدرداء کی سماعت یقینی ہے تو اہل شام نے ان کی مخالفت کیوں کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا طریق بھی یقینی ہے، کیونکہ ان کی قرأت کا ثبوت تواتر سے ہے۔ جیسے حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ،، کے بعد ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا و صلوٰۃ العصر ،، پڑھتی ہیں اور انھوں نے یہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے لہٰذا اس طرح کی قراءت قرآن تو ہے، لیکن منسوخ ہے اور اس نسخ کی کسی نے مخالفت نہیں کی۔ نیز یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا ہے کہ مصحف عثمانی جس پر تمام صحابہ کرام اور امت کا اجماع ہے، میں یہ مسطور ہے: وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ،، لہٰذا یہ واجب الاتباع ہے۔ واللہ اعلم!

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى

٤٦٢٦ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِىِّ عَنْ عَلِىٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فِىْ جَنَازَةٍ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ فَقَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى

بابؔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جس نے دیا اور پرہیزگاری کی"

٤٦٢٦ــــ ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک جنازہ میں مقبرہ بقیع غرقد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو آپ نے فرمایا تم سے کوئی شخص نہیں مگر اس کے رہنے کی جگہ جنت یا دوزخ میں لکھی ہوئی ہے (کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی ہے) صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اس لکھے پر توکل نہ کرلیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عمل کرتے رہو جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ عمل اس کے لئے آسان ہوگا۔ پھر پڑھا: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى تا لِلْعُسْرٰى"

٤٦٢٦ــــ شرح: یعنی اچھے اور برے اعمال جنت و دوزخ کے مُوجِب نہیں بلکہ بندگی کا مقتضیٰ اس مقتضیٰ کا تارک ہے۔ دراصل اعمال جنت و دوزخ کے موجب نہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے۔ اور اعمال صرف اسباب کی حد تک محدود ہیں۔ ابن مردویہ نے تفسیر میں ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے والا یہ شخص "سُراقہ بن جُعشم" ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے مسند میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابوبکر مروزی کے مسند میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام مذکور ہے (قسطلانی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى

۴۶۲۷ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

بَابُ قَوْلِهٖ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى

۴۶۲۸ــ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ فِیْ جَنَازَةٍ فَاَخَذَ عُوْدًا يَنْكُتُ فِی الْاَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ اَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ فَقَالَ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الْاٰيَةَ قَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِیْ بِهٖ مَنْصُوْرٌ فَلَمْ اُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اُس نے سب سے اچھی چیز کو سچ مانا ۔۔۔"

۴۶۲۷ــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور پوری حدیث ذکر کی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بہت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کر دیں گے

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى

۴۶۲۹ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ ابْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهٗ ۞ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ لَا اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَءَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى

۴۶۳۰ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهٗ

۴۶۲۸ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ ایک جنازے میں شریک تھے تو آپ نے ایک لکڑی لی اور اس سے زمین پر مارنا شروع کیا اور فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کی جگہ دوزخ یا جنت میں لکھی ہوئی ہے (کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس لکھے پر توکل نہ کرلیں آپ نے فرمایا تم عمل کرتے رہو۔ ہر عمل آسان ہے۔ پس جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور اس نے سب سے اچھی چیز کو اچھا کہا الآیۃ شعبہ نے کہا مجھ سے منصور نے یہ حدیث بیان کی تو میں نے سلیمان کی حدیث سے اس کا انکار نہیں کیا (یعنی سلیمان اعمش کی حدیث کی موافقت کی ہے اور اس سے کسی چیز کا انکار نہیں کیا)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا

marfat.com
Marfat.com

وَمَعَهٗ مِخْصَرَةٌ فَنَكَسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهٖ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اَوْ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ اِلَّا قَدْ كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَاِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً اَوْ سَعِيْدَةً فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيْرُ اِلَى السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ اَهْلِ الشَّقَآءِ فَسَيَصِيْرُ اِلٰى عَمَلِ اَهْلِ الشَّقَآءِ قَالَ اَمَّا اَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا اَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الْاٰيَةَ

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کی جگہ جنت یا دوزخ میں لکھی ہوئی ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم لکھے پر بھروسہ نہ کریں فرمایا ایسا نہ کرو عمل کرو ہر عمل آسان ہے پھر پڑھا فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى الآیۃ

٤٦٢٩ — شرح : یعنی جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی بات کی تو ہم بہت جلد اُسے آسانی مہیا کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا تو بہت جلد ہم اُسے دشواری مہیا کر دیں گے۔ یعنی ایسی خصلت جو اس کے لئے دشواری اور شدت کا سبب ہو۔ اور اسے جہنم پہنچا دے۔ یہ آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُمیّہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئیں جن میں سے ایک حضرت صدیق پرہیزگار ہیں اور دُوسرا بدبخت امیہ بن خلف حضرت بلال کو جو اس کی مِلک میں تھے۔ دین سے منحرف کرنے کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا اور انتہائی ظلم اور سختیاں کرتا تھا۔ ایک روز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اُمیّہ نے حضرت بلال کو گرم زمین پر ڈال کر تپتے ہوئے پتھر ان کے سینے پر رکھے ہیں اور اس حال میں کلمۂ ایمان اُن کی زبان پر جاری ہے۔ آپ نے امیہ سے فرمایا اے بدنصیب ایک خدا پرست پر یہ سختیاں؟ اس نے کہا آپ کو تکلیف ناگوار ہوتی ہے تو اس کو خرید لیجئے آپ نے گراں قیمت پر بلال کو خرید کر آزاد کر دیا اس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔ اس میں بیان فرمایا گیا تمہاری کوششیں مختلف ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق کی کوشش اور امیہ کی کوشش اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رضائے الٰہی کے طالب ہیں جبکہ امیہ حق کی دشمنی میں سرگرداں ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

بَابُ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى

٤٦٣١ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَاَخَذَ شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الْاَرْضَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاءِ فَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ اَهْلِ الشَّقْوَةِ ثُمَّ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الْاٰيَةَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور سب سے اچھی چیز کو جھٹلایا

٤٦٣١ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم مقبرہ بقیع غرقد میں ایک جنازے میں شریک تھے۔ ہمارے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس چھوٹی سی چھڑی تھی۔ آپ سر مبارک جھکا کر چھڑی کے ساتھ زمین پر نشان کرنے لگے پھر فرمایا تم میں سے کوئی نہیں یا فرمایا کوئی جان مخلوق نہیں مگر اس کی جگہ جنت یا دوزخ میں لکھی گئی ہے۔ اور کوئی نفس مخلوق نہیں مگر اس کا بدبخت ہونا یا نیک بخت ہونا لکھا گیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنی لکھی ہوئی کتاب پر بھروسہ نہ کرلیں اور عمل کرنے ترک کردیں جو نیک بختوں میں سے ہے وہ بدبختوں کے عمل کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل سعادت کے لئے نیک بختوں کے عمل آسان کر دیئے جائیں گے اور اہل شقاوت کے لئے بدبختوں کے عمل آسان کر دیئے جائیں گے۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی : فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى الاٰیۃ

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ وَالضُّحٰی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى اسْتَوٰى وَقَالَ غَيْرُهُ اَظْلَمَ وَسَكَنَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ذَا عِيَالٍ

بَابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کر دیں گے،،

۴۶۳۱ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں شریک تھے۔ آپ نے ایک چیز پکڑی اور زمین پر نشان لگانے لگے پھر فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کی جگہ دوزخ یا جنت میں لکھی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اپنے لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کریں اور عمل کرنا چھوڑ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل کرتے رہو ہر انسان جس کے لئے پیدا کیا گیا وہ اس کے لئے آسان کر دیا گیا ہے جو شخص اہل سعادت سے ہے اسے اہل سعادت کے عمل کی آسانی کر دی جائے گی اور جو کوئی اہل شقاوت سے ہے اس کے لئے اہل شقاوت کے عمل آسان کر دیئے جائیں گے۔ پھر یہ آیت کریمہ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی تلاوت فرمائی۔ (حدیث ۱۲۸۲ ج دوم کی شرح دیکھیں)

سُوْرَةُ وَالضُّحٰی

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی گیارہ آیات ہیں۔ والضحیٰ سے مراد وقتِ ضحیٰ ہے۔ یہ وہ وقت ہے جس میں سورج بلند ہونے لگتا ہے اور سردی گرمی میں دن معتدل ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قولہ اِذَا سَجٰی،، سے اس آیت کریمہ : وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰی،، کی طرف اشارہ کیا اور استوٰی سے اس کی تفسیر کی یعنی رات دن کے برابر ہوئی۔ مجاہد کے غیر نے کہا سجیٰ،، بمعنیٰ

Marfat.com

بَابُ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

۴۶۳۱ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ قَالَ اشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَجَآءَتِ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ اَرَهٗ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلٰثٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

اَظْلَمَ وَسَكَنَ ہے۔ یعنی رات تاریک ہوئی اور ٹھہر گئی۔ جیسے سمندر کی لہریں ٹھہر جاتی ہیں۔
قولہ عَائِلًا " سے اس آیت کریمہ : وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى " کی طرف اشارہ کیا اور عائل کی تفسیر ذوعیال سے کی یعنی آپ کو صاحبِ عیال پایا پھر غنی کر دیا۔ یعنی لوگوں سے بے نیاز کر دیا اصل غنی یہی ہے۔

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "تمہیں تمہارے ربّ نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا"

۴۶۳۲ــــ ترجمہ : جُندب نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور دو یا تین راتیں قیام شب نہ کیا۔ ایک عورت (ابولہب کی بیوی اور ابوسفیان کی بہن) آئی اور کہا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" مجھے اُمید ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے۔ میں نے دو تین راتیں اسے تمہارے قریب آتے نہیں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : وَالضُّحٰى الایۃ چاشت کی قسم اور رات کی جب وہ تاریک ہو جائے اور ٹھہر جائے۔ تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا۔ "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى يُقْرَأُ بِالتَّشْدِيْدِ
بِمَعْنًى وَّاحِدٍ مَا تَرَكَكَ رَبُّكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
مَا تَرَكَكَ وَمَا اَبْغَضَكَ ۴۶۳۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ
ثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا الْبَجَلِيَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اُرٰى صَاحِبَكَ اِلَّا اَبْطَأَكَ فَنَزَلَتْ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ

وَمَا قَلٰى

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا"

وَدَّعَكَ ، بتشدید الدال والتخفیف بمعنی واحد ہے۔ یعنی دال کو مشدد اور مخفف دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ دونوں طرح معنی واحد ہے یعنی تمہیں تمہارے رب نے نہیں چھوڑا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس کے معنی یہ ہیں۔ تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ تم سے بغض کیا۔

۴۶۳۳ — ترجمہ : اسود بن قیس نے کہا میں نے جندب بجلی سے سنا کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے صاحب کو نہیں دیکھتی مگر وہ آپ سے تاخیر کرنے لگا ہے تو یہ آیت کریمہ : مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ، نازل ہوئی۔

۴۶۳۳ — شرح : بعض علماء نے کہا یہ عورت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں؛ چنانچہ واحدی نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں کچھ تاخیر کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت سخت گھبرائے۔ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا آپ کے رب نے آپ کو مکروہ جانا ہے؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ،، ابن بشکوال نے ذکر کیا کہ اس کی قائل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ بالاتفاق یہ سورت مکی ہے۔ اس وقت ام المؤمنین عائشہ تو حضور کے گھر تشریف نہیں لائی تھیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس کی قائل کافرہ عورت ہے۔ جیسا کہ پہلی حدیث میں گزرا ہے مجھے امید ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے تو اس نے یا رسول اللہ ،، کیسے کہہ دیا کیونکہ کافر تو یا رسول اللہ نہیں کہتے اس کا جواب یہ ہے

Marfat.com

اس نے یہ بطور استہزاء کہا تھا۔ یا راوی نے عبارت کی اصلاح کے لئے یہ تصرف کیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے کہا اس کی قائل ابولہب کی بیوی اور ابوسفیان کی بہن ام جمیل اور ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا دونوں ہیں؛ کیونکہ حاکم نے فقالت خدیجہ رضی اللہ عنہا طبری نے بھی عبداللہ بن شداد کے طریق سے کہا فقالت خدیجۃ وَلَا اَرٰی رَبَّکَ اور ہشام بن عروہ کے طریق سے کہا عروہ نے کہا فقالت خدیجۃ رضی اللہ عنہا لِمَا تَرٰی مِنْ جَزْعِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دونوں طریق مرسل ہیں۔ لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ ام جمیل اور ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا دونوں نے مومنہ میں انہوں نے لفظ ربک یا صاحبک سے تعبیر کی ۔ ام جمیل نے آپ کو گالی کے طور پر کہا جبکہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بطور ترجح اور ہمدردی کے کہا تھا۔ علامہ کرمانی نے کہا وہ عورت کافرہ تھی اور اس نے بطور استہزاء کہا تھا یا راوی کا تصرف ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کرمانی کا تعاقب کرتے ہوئے کہا۔ اس طریق میں کیسے معلوم کیا کہ وہ عورت کافرہ تھی البتہ اس سے پہلے طریق میں کافرہ تھی کیونکہ اس میں تصریح ہے کہ مجھے امید ہے کہ تمہیں تمہارے شیطان نے چھوڑ دیا ہے۔ ایسی بات مسلمان مرد و زن سے ہرگز متصور نہیں ہو سکتی۔ اس حدیث میں لفظ "صاحبک اور یا رسول اللہ! ہے ایسی بات کافر نہیں کہہ سکتا۔

حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وحی لانے میں تاخیر کا سبب

ابن جریج نے کہا جبرائیل علیہ السلام بارہ روز رکے رہے اور وحی نہ لائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پندرہ دن ذکر کئے ہیں۔ جبکہ ان سے ایک روایت میں پچیس روز مذکور ہیں۔ مقاتل نے چالیس دن ذکر کئے بعض نے تین دن کہے ہیں۔ اس کے سبب میں چند اقوال ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ خولی نے کہا ایک کتے کا بچہ گھر میں داخل ہوا اور چارپائی کے نیچے مر گیا۔ کئی روز گزر گئے اور جبرائیل نازل نہ ہوئے۔ آپ نے خولہ سے فرمایا ہمارے گھر میں کیا ہوا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نہیں آرہے ہیں۔ خولہ نے کہا میں نے خیال کیا اگر میں گھر کی صفائی کرتی تو شائد کوئی شئی معلوم ہو جاتی؛ چنانچہ میں نے چارپائی کے نیچے جھاڑو دیا تو کوئی بھاری شئی محسوس ہوئی کیا دیکھتی ہوں کہ کتے کا بچہ مرا پڑا ہے۔ میں نے اس کو باہر پھینک دیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ آپ کے دانت شریف ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے اور مجھے فرمایا اے خولہ میرے اوپر کپڑا اوڑھ دے مقاتل سے روایت ہے جب وحی میں تاخیر ہوئی تو مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر وحی رک گئی ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ پر وحی کیسے نازل ہو؛ حالانکہ تم ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے مفاصل اچھی طرح دھوتے نہیں ہو اور نہ ناخن تراشتے ہو۔ ابن اسحاق سے روایت ہے مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام، ذی القرنین اور روح سے متعلق پوچھا تو آپ نے ان کو اگلے روز جواب دینے کا وعدہ فرمایا اور اِنْشَآءَ اللّٰہُ "نہ فرمایا تو جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

وَقَالَ مُجَاهِدٍ وِزْرَكَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ اَنْقَضَ اَثْقَلَ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اَىْ مَعَ ذٰلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا اٰخَرَ لِقَوْلِهٖ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَلَنْ يَّغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَانْصَبْ فِى حَاجَتِكَ اِلٰى رَبِّكَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ

بارہ روز تک رُک گئے بعض نے اس سے زیادہ ایام کا ذکر کیا ہے۔ مشرکوں نے کہا آپ کے ربّ نے آپ کو ترک کر دیا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سورۂ والضحیٰ اور یہ آیت کریمہ : وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا الاٰیۃ یہ جندب کی مذکور حدیث کے معارض نہیں ؛ کیونکہ یہ دونوں کا جواب ہو سکتی ہے یا سائل کوئی بھی ہو یہ اس کا جواب ہے (عینی)

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ

یہ سورت مکیّہ ہے اس کی آٹھ آیات ہیں۔ یعنی کیا ہم نے آپ کے قلب شریف کو وسعت نہیں دی ؟ اور ایمان و نبوت اور علم و حکمت کے ساتھ نرم نہیں کیا ؟ یعنی ہم نے یقیناً یہ سب کچھ کیا ہے۔ اس میں ہمزہ حقیقی استفہام کے لئے نہیں۔ یعنی ہم نے آپ کا سینہ مُبارک کھول دیا ہے۔ اس لئے "وَوَضَعْنَا" کا اس پر عطف کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قولہ "وِزْرَكَ" سے اس آیت کریمہ : وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ "کی طرف اشارہ کیا اور مجاہد نے اس کی تفسیر "فی الجاہلیت" سے کی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "فِی الْجَاهِلِيَّة" "وِزر" کی صفت ہے وَضع کی صفت نہیں اس سے مراد افضل ترک کرنے اور فاضل اختیار کرنے کا بوجھ ہے۔ بعض نے کہا اُمّت کے ذنوب مراد ہیں۔ یعنی ہم نے آپ کی امّت کے ذنوب معاف کر دیئے ہیں اور آپ کی طرف وِزر کی اضافت اس لئے کہ

Marfat.com

سُوْرَۃُ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ان کے ساتھ آپ کا قلب شریف مشغول تھا اور اُن کے غم میں منہمک تھا (عینی)

قولہ اَنْقَضَ ،، سے اس آئت کریمہ : وِزْرَكَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اَثْقَلَ ،، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی ہم نے آپ کا وہ بوجھ اُتار دیا جس نے آپ کی پشت کو بوجھل کر رکھا تھا بعض نے اس کی تفسیر کسر سے بھی کی ہے یعنی توڑ دیا تھا۔

قولہ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ،، اس کی تفسیر میں سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا اس سختی کے ساتھ دُوسری آسانی ہے۔ یعنی ایک عسر کے ساتھ دو یُسر ہیں اور عسر دونوں کے درمیان ہے۔ کیونکہ معرفہ کا جب اعادہ کیا جائے تو ثانی معرفہ عین اولیٰ ہوتا ہے بخلاف نکرہ کے وہ پہلے نکرہ کا غیر ہوتا ہے۔

اِذَا اشْتَدَّتْ بِكَ الْبَلْوٰی فَفَكِّرْ فِیْ اَلَمْ نَشْرَحْ ۞ عُسْرٌ بَیْنَ یُسْرَیْنِ اِذَا فَكَّرْتَہٗ فَافْرَحْ

یعنی سخت مصیبت میں سورۂ الم نشرح میں غور کرو کہ اس میں ایک سختی دو آسانیوں کے درمیان ہے جب یہ غور کرو گے تو خوش ہو جاؤ گے؛ کیونکہ سختی کے بعد آسانی متوقع ہے، لیکن یہ قاعدہ اکثریہ ہے بعض اوقات نکرہ کا اعادہ بھی عین اولیٰ ہوتا ہے؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : هُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ ،، اس آئت کریمہ میں الٰہ عین الٰہ اوّل ہے۔

قولہ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ ،، یعنی جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک کا یعنی یا تو فتح و غنیمت ملے گی یا شہادت اور مغفرت ،، اس آئت کریمہ کو ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے۔ کہ مومنوں کے لئے ایک رنج سے تعدد حسنیٰ ثابت ہے اور وہ حسن ظفر اور حسن ثواب ہے۔ اسی طرح انہیں ہر سختی اور رنج والم کے ساتھ آسانی اور راحت ثابت ہے جیسے عبدالرزاق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے وحی کی گئی ہے کہ عُسر کے ساتھ یُسر ہے۔ اور عسر کے ساتھ یسر ہے۔ ایک عسر دو یسروں پر ہرگز غالب نہیں آسکتی۔

قولہ فَانْصَبْ ،، مجاہد نے اس کی تفسیر میں کہا جس وقت عبادت سے فارغ ہو تو اپنے پروردگار کے حضور قضائے حاجت کے لئے دعاء میں کوشش کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ،، کی تفسیر یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کمالِ اسلام کے لئے فراخ کر دیا ہے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف میں تبلیغ کرنے کے باعث جو دشواری اور تنگی آئی تھی وہ نہیں رہی

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ التِّيْنُ وَالزَّيْتُوْنُ الَّذِیْ يَأْكُلُ النَّاسُ يُقَالُ فَمَا يُكَذِّبُكَ فَمَا الَّذِیْ يُكَذِّبُكَ بِأَنَّ النَّاسَ يُدَانُوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ كَأَنَّهُ قَالَ وَمَنْ يَقْدِرُ عَلٰى تَكْذِيْبِكَ بِالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ

۴۶۳۴۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَدِیٌّ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْ سَفَرٍ فَقَرَأَ فِی الْعِشَاءِ فِیْ اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

سُوْرَةُ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی آٹھ آیات ہیں

مجاہد نے کہا تین (انجیر) اور زیتون وہ ہیں جو لوگ کھاتے ہیں۔ قتادہ نے کہا تین وہ پہاڑ ہے جس پہ دمشق ہے اور زیتون وہ پہاڑ ہے جس پر بیت المقدس ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تین حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد کا نام ہے جو انھوں نے کوہِ جودی پہ تعمیر کی تھی۔ بعض نے کہا اصحاب کہف کی مسجد کا نام ہے اور زیتون "ایلیا" کی مسجد ہے۔

قولہ "فَمَا يُكَذِّبُكَ" کہا گیا ہے۔ کون ہے جو تجھ کو جھٹلائے گا کہ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائیگا گویا فرمایا کون ہے جو ثوابِ طاعت اور عذاب کے بارے میں تجھے جھٹلانے کی قدرت رکھتا ہو۔ اس میں مطلق انسان کو خطاب ہے۔ جو اس آیت کریمہ: "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ" میں مذکور ہے اور اس میں غائب سے خطاب کی طرف التفات ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۶۳۴ — ترجمہ: عدی نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپ نے عشاء کی نماز کی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورہ والتین والزیتون پڑھی۔ تقویم بمعنی خلق ہے۔

Marfat.com

سُوْرَةُ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ قُتَيْبَةُ ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ عَتِيْقٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اُكْتُبْ فِيْ الْمُصْحَفِ فِيْ اَوَّلِ الْاِمَامِ

سُوْرَۂ اِقْرَأْ

اس سورت کو "سورۂ عَلَق" بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے اس کی بیس (۲۰) آیات ہیں۔

قتیبہ نے مذکور اسناد کے ذریعہ حسن بصری سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا مصحف میں قرآن کے اوّل میں (سورۂ فاتحہ سے پہلے) بسملہ لکھو اور دو سورتوں کے درمیان خط کرو۔ یعنی حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قرآن کے اوّل میں سورۂ فاتحہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم بِسْمِلَہ لکھو اور باقی ہر دو سورتوں کے درمیان فاصلہ کے لئے بطورِ علامت خط کھینچ دو۔ دراصل علماء میں اس مسئلہ کے متعلق اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ہر سورت کا جزو ہے یا صرف فاتحہ کا جزو ہے یا قرآن کریم کی مستقل آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فاصلہ کے لئے ہے یہی مختار قول ہے اور حسن بصری کا یہ قول کہ صرف سورۂ فاتحہ سے پہلے بِسْمِلَہ لکھی جائے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کے خلاف ہے اور قرآن کریم کے بھی مخالف ہے کیونکہ قرآن کریم میں سورۂ براءت کے سوا ہر سورت سے پہلے مذکور ہے اور کسی سورت کا جزو نہیں کو دلائل میں نظر کرنے سے اہلِ انصاف کے نزدیک یہی قول مختار ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب بھی یہی ہے۔

قولہ نادِیہ سے اس آیت کریمہ "فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ" کی طرف اشارہ کیا اب پکارے اپنی مجلس کو مجاہد نے کہا نادیہ یعنی عشیرہ (قبیلہ) ہے۔ دراصل نادیہ یعنی مجلس ہے جس میں لوگ جمع ہوتے ہیں جب تک اس میں اس کے اہل جمع نہ ہوں اس کو نادیہ نہیں کہتے۔

قولہ اَلزَّبَانِیَہ "سے اس آیت کریمہ "سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ" کی طرف اشارہ کیا: ابھی ہم سپاہیوں کو بلاتے ہیں جو عذاب کے فرشتے ہیں۔ معمر نے کہا اس آیت کریمہ "اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى" میں رجعی یعنی مرجع ہے یعنی بے شک تمہارے رب کی طرف مرجع ہے پھر تیرے قولہ "لَنَسْفَعًا" سے اس آیت کریمہ "لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ"

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ خَطًّا وَقَالَ مُجَاهِدٌ نَادِيَهٗ عِشَارَتَهُ الزَّبَانِيَةُ الْمَلَائِكَةُ وَقَالَ مَعْمَرٌ الرُّجْعٰى الْمَرْجِعُ لَنَسْفَعًا قَالَ لَنَاخُذَنَّ اَوْلَنَسْفَعَنْ بِالنُّوْنِ وَهِيَ الْخَفِيْفَةُ سَفَعْتُ بِيَدِهٖ اَخَذْتُ

بَابُ ۴۶۳۵ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ مَرْوَانَ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِيْ رِزْمَةَ قَالَ اَنَا اَبُوْصَالِحٍ سَلْمُوْيَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ

کی طرف اشارہ کیا یعنی ضرور ہم پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے اور اس کو جہنم میں ڈالیں گے۔ لَنَسْفَعَنْ نون خفیفہ کے ساتھ ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے "سَفَعْتُ بِيَدِهٖ"، میں نے اسے پکڑا، یعنی لغت میں سَفَعَ کے معنی اخذ (پکڑنے) کے ہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی ہیں مضبوط پکڑنا۔ مقاتل نے کہا اس کا شان نزول یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں ابوجہل کو اس حال میں پایا کہ اُس نے ھُبَل (بت) کے گلے میں سونے کا طوق ڈالا ہے اور اسے خوشبو لگائی ہے اور کہتا ہے اے ھُبَل، ہر شئی کا شکر ہے مجھے تیری عزت کی قسم میں آنے والے سال تیرا شکر ادا کروں گا۔ اس سال ابوجہل کی ایک ہزار اونٹنی نے بچے دیئے تھے اور اس کو تجارت میں ایک ہزار سونے کے مثقال نفع ہوا تھا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع کیا تو وہ بولا بخدا! اگر میں نے آپ کو یہاں بتوں کے سوا کسی کی عبادت کرتے دیکھا تو آپ کی پیشانی پکڑ کر کھینچوں گا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی پروردگار عالم جل مجدہ الکریم نے فرمایا اگر یہ نہ رکا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے اور دوزخ میں ڈالیں گے۔

باب

۴۶۳۵ ـــ ترجمہ: یونس بن یزید نے کہا مجھے ابن شہاب نے خبر دی کہ عروہ بن زبیر نے

Marfat.com

الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ اَوَّلَ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حَرَآءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حَرَآءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدُ

انہیں کہا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا اچھے خوابوں سے ہوئی۔ آپ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ صبح کی روشنی کی طرح واضح ہو جاتا پھر آپ کو تنہا رہنا پسند ہوا اور غارِ حرا میں تنہا رہنے لگے۔ اور گھر کی طرف لوٹنے سے پہلے اس میں متعدد راتیں عبادت کرتے تھے تحنث کے معنی "متعدد راتیں عبادت کرنا" ہیں اور خلوت و عبادت کے لئے خرچہ لے جاتے تھے۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹتے اور عبادت کرنے کے لئے طعام لے جاتے حتی کہ آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے جبکہ آپ غارِ حراء میں تھے اور کہا پڑھیئے آپ نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اُس نے مجھے پکڑا اور زور سے اس قدر دبایا کہ اپنی پوری طاقت صرف کر دی پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں* اُس نے مجھے پکڑا اور تیسری بار پھر مجھے پوری طاقت سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا اپنے رب کے نام سے پڑھیئے جس نے پیدا کیا اُس نے انسان کو بستہ خون سے پیدا کیا پڑھیئے آپ کا رب اکرم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِن آیات کو لے کر لوٹے جبکہ آپ کا قلب شریف خائف و مضطرب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس

* فرمایا اُس نے مجھے دوسری بار دبایا حتی کہ مجھ پر پوری طاقت صرف کر دی پھر مجھے چھوڑا اور کہا پڑھئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں ۱۲

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاٰیَاتِ اِلٰی قَوْلِهٖ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُفُ بَوَادِرُهٗ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی خَدِیْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰی ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ قَالَ لِخَدِیْجَةَ اَیْ خَدِیْجَةُ مَالِیْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ فَاَخْبَرَهَا فَقَالَتْ خَدِیْجَةُ كَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا یُخْزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا فَوَاللّٰهِ اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِیْ الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِیْجَةُ حَتّٰی اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِیْجَةَ اَخِیْ اَبِیْهَا وَكَانَ اِمْرَأً تَنَصَّرَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَكَانَ یَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِیَّ وَیَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِیْلِ بِالْعَرَبِیَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَكْتُبَ وَكَانَ شَیْخًا كَبِیْرًا قَدْ عَمِیَ قَالَتْ خَدِیْجَةُ یَا ابْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنَ ابْنِ اَخِیْكَ قَالَ وَرَقَةُ یَا ابْنَ اَخِیْ مَاذَا تَرٰی فَاَخْبَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا

تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے کپڑوں میں لپیٹ لو اُنھوں نے آپ کو کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ حتیٰ کہ آپ سے خوف و گھبراہٹ جاتی رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرشتے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا اللہ کی قسم مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اللہ کی قسم آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا۔ بے شک آپ صلۂ رحمی کرتے ہیں (اقرباء پر احسان کرتے ہیں) بوجھ اُٹھاتے ہیں (ضعیف لوگوں کی مدد کرتے ہیں) مال کسب کرتے ہیں۔ (مال حاصل کرکے مستحقین پر خرچ کرتے ہیں) مہمان نوازی کرتے ہیں اور حادثات پر مدد کرتے ہیں جو حق ہیں۔ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل عبدالعزیٰ کے پاس لے گئیں وہ ام المؤمنین خدیجہ کے چچا کے بیٹے تھے۔ انھوں نے جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کرلیا تھا وہ عربی لکھا کرتے تھے اور انجیل سے عبرانی میں جو اللہ تعالیٰ چاہتا لکھا کرتے تھے۔ وہ معمر بزرگ تھے اور نابینا

Marfat.com

رَاٰى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِىْ اُنْزِلَ عَلٰى مُوْسٰى لَيْتَنِىْ فِيْهَا جَزَعٌ لَيْتَنِىْ اَكُوْنُ حَيًّا ذَكَرَ حَرْفًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَمُخْرِجِىَّ هُمْ قَالَ وَرَقَةُ نَعَمْ لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتَ بِهٖ اِلَّا اُوْذِىَ وَاِنْ يُّدْرِكْنِىْ يَوْمُكَ حَيًّا اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّىَ وَفَتَرَ الْوَحْىُ فَتْرَةً حَتّٰى حَزِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِىْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِىَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْىِ قَالَ فِىْ حَدِيْثِهٖ بَيْنَا اَنَا اَمْشِىْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ رَاْسِىْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِىْ جَآءَنِىْ بِحِرَآءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِىٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَفَرِقْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِىْ فَدَثَّرُوْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ وَهِىَ الْاَوْثَانُ الَّتِىْ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَعْبُدُوْنَ قَالَ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْىُ

ہو چکے تھے۔ انہیں ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے سے کچھ سنو۔ ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے آپ کیا دیکھتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا سارا واقعہ بیان فرمایا۔ ورقہ نے کہا یہ وہ رازدان ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ کاش کہ میں اس وقت نوجوان ہوتا میں اس وقت زندہ ہوتا اور ورقہ نے حرف ذکر کیا (وہ یہ کہ جب آپ کو آپ کی قوم مکہ سے نکال دے گی) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ لوگ ایسا کریں گے اور مجھے مکہ سے نکالیں گے؟ ورقہ نے کہا جی ہاں! جو خیر آپ لائے ہیں اس جیسی خیر کوئی نہیں لاتا مگر اس کے ساتھ دشمنی کی جاتی ہے۔ اگر مجھے آپ کو اخراج کے زمانہ نے پایا تو میں آپ کی زبردست مدد کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ نہ ٹھہرے اور جلد فوت ہو گئے اور وحی رُک گئی حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہو گئے۔ محمد بن شہاب نے کہا مجھے ابوسلمہ

marfat.com
Marfat.com

نے خبر دی کہ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ وہ وحی کے رُک جانے کی بات کر رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیان شریف میں فرمایا کہ اس اثنا میں میں چل رہا تھا کہ اچانک میرے پاس آسمان سے آواز آئی۔ میں نے اپنا سر مبارک اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو غارِ حراء میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے میں اس سے مرعوب ہو کر واپس لوٹا اور میں نے کہا مجھے کمبل اوڑھا دو مجھے کمبل اوڑھا دو اُنھوں نے مجھے کمبل اوڑھا دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ اے کمبل اوڑھنے والے محبوب اُٹھئے اور کافروں کو ڈراؤ اپنے رب کی تعظیم کرو اور کپڑے صاف کرو اور بتوں سے دُور رہو اور بکثرت وحی کا نزول ہونے لگا۔

۴۶۳۵ — شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ یہ حدیث مراسیلِ صحابہ سے ہے کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت پیدا نہیں ہوئی تھیں اور حدیث مرسل وہ ہے جسے صحابی روایت کرے اور اس کے وقوع کا زمانہ نہ پایا ہو اور راوی جس روایت کے وقوع کا زمانہ پائے اس کو مرسل نہیں کہا جاتا بلکہ اس کا محمل یہ ہوتا ہے کہ راوی نے وہ حدیث سُنی ہے یا وہاں موجود تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کے وقوع کا زمانہ نہیں پایا اور نہ ہی اس وقت موجود تھیں بلکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنی ہے کیونکہ اُنھوں نے اثنائے حدیث میں ذکر کیا : فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَءْ الخ ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ اَلرُّؤْيَا الصَّادِقَة ، رُؤْيَا مصدر ہے اس کے معنی " دیکھنے " کے ہیں خواب میں کسی چیز کے دیکھنے کو رؤیا کہتے ہیں۔ جیسے رُؤْيَةٌ آنکھ سے دیکھنا ہے اور رُؤْيَا دل سے دیکھنا ہے۔ رُؤْيَا کے بعد فی النوم کو تاکید کے لئے ذکر کیا کیونکہ رویا نوم سے مختص ہے اور رؤیا صادقہ وہ ہیں جن میں شیطان کی تلبیس نہ ہو۔ نبوت کی ابتداء رؤیا صالحہ سے اس لئے ہے کہ فرشتے کے اچانک آنے کی صورت میں بشری قوت اس کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی اس لئے بطورِ استیناس صدق رؤیا سے ابتداء کی تاکہ فرشتہ کا آنا مالوف ہو جائے اور اس کی رؤیت کے متحمل ہو سکیں۔ ایک روایت میں ہے کہ چھ ماہ یہ حال رہا تھا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہائی اس لئے محبوب تھی کہ یہ نیک لوگوں کی شان اور عارفین کی عادت ہے۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حراء میں عبادت کرتے تھے حراء پہاڑ ہے جو مکہ مکرمہ سے مٹی کی طرف تین میل دُور ہے۔ وہاں سے کعبہ مشرفہ پر نظر پڑتی ہے

قولہ التَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ ، یہ راوی کی تفسیر ہے۔ اس کے معنی ہیں عبادت کرنا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روایت میں اس وقت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی صراحت مذکور نہیں۔ اس زمانہ میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت تصفیہ ، قلب بھی اور تنہائی اختیار کرنا اور مخلوق علیحدہ رہنا اور دُوسروں کی صحبت سے دُور رہنا اس عبادت کے ممد اور معاون ہیں اور وہاں سے بیت اللہ پر نظر پڑھنا بھی اس کا موجب ہے شیخ محقق

Marfat.com

عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند سے ذکر کیا کہ بعثت سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر تھی۔ غار حراء میں زاد لے جانا توکل کے منافی نہیں ؛ کیونکہ نفس کی بقاء کے لئے زاد کا ہونا ضروری ہے جبکہ اسباب توکل کے منافی نہیں ہیں۔

قولہ فَجَاءَ الْحَقُّ " مجمل ہے اور فَجَاءَهُ الْمَلَكُ اس کا بیان ہے۔ اس میں فاء تفسیر یہ ہے۔ قولہ مَا اَنَا بِقَارِئٍ " میں پڑھنے والا نہیں اور نہ مجھے پڑھنا آتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فصحائے عرب اور بلغاء ارض سے فصیح تر اور بلیغ تر ہیں۔ آپ کے لئے لفظ کہ میں پڑھنا نہیں جانتا کا مقصد کیا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کلام الٰہی کے تصور کی ہیبت کے باعث بشری حیثیت سے اس کی برداشت مشکل تھی۔ اس لئے یہ قراءت سے اباء و انکار کا باعث تھا۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو مانوس کرنا چاہا کہ آپ کلام قدیم زبانِ حادث پر جاری کریں تو آپ کو پوری طاقت سے بار بار دبایا جس کے آپ متحمل رہے۔ اگرچہ جبرائیل علیہ السلام نے پوری طاقت سے آپ کو دبایا تھا جیسے امام کرمانی نے ذکر کیا کہ اِسْتُفْرِغَ الطَّاقَةَ " جبرائیل علیہ السلام نے پوری طاقت صرف کر دی جس کی بنائے بشریت متحمل نہیں ہو سکتی لیکن یہ استفراغِ طاقت بشری لباس میں تھا اس لئے اس کو برداشت کر لینا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید نہ تھا اور جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بار بار دبانا کلامِ الٰہی کی ہیبت کم کرنے اور آپ کے قلبِ شریف کو حاضر کرنے کے لئے تھا تاکہ کلام ربانی کی قرأت کے متحمل ہوں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے والحکمۃ فی الغطّ شغلہ عن الالتفات والمبالغۃ فی امرہ باحضار قلبہ الشریف " صلی اللہ علیہ وسلم ! وکررہ مبالغۃ فی التنبیہ " اور شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے تکرار گرفتن وفشردن از برائے تصرف در دفع ہیبت است کہ آنحضرت را دریں حال گرفتہ و مبالغہ در تکمیل ذات و احضار قلب شریف او است تا تہیئہ قراءت کلام ربانی و ضبط آں کہ تحمل وحی موقوف بر انست بروجہ احسن و اتم و الیق حاصل شود "

قولہ تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ " سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیات کریمات لے کر کلام ربانی کے تحمل کی ہیبت سے لرزتے ہوئے واپس تشریف لائے بوادر بادرہ کی جمع ہے اور وہ کان اور کندھے کے درمیان والا گوشت ہے جو خوف کے سبب لرزنے لگتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا میرا حال کیسا ہے کہ میرے قلب پر اس قدر خوف طاری ہے۔ ان کلمات طیبات میں ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حال دریافت کرنا مقصود تھا کہ وہ اس میں کیسا خیال کرتی ہیں۔ انھوں نے نورِ فراست اور خداداد سمجھ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں مکارمِ اخلاق اور محاسن صفات اکمل وجہ پر مشاہدہ کیا ہوا تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلہ رحمی کرتے ہیں سچی بات کرتے ہیں، عاجز لوگوں کی غم خواری کرتے ہیں۔ مال حاصل کر کے مستحقین پر خرچ کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حادثات میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں جس میں یہ صفات و اطوار پائے جائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو رسوا نہیں کرتا اور نہ ہی اس کو مہمل رہنے

marfat.com
Marfat.com

دیتا ہے۔ پھر وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو وَرَقہ کے پاس لے گئیں۔ اس میں ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غائت درجہ کا ایمانی تصلب ہے کہ کلامِ الٰہی سنتے ہی اس کی تصدیق کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اذعان کیا یہ بہت بڑی منقبت ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جن مدائح اور محاسن کا انسان لائق ہو اس کے سامنے وہ ذکر کرنے ممنوع نہیں اور جس حدیث شریف میں ہے کہ "مدح کرنے والوں کے مونہوں پر مٹی ڈالو"، یہ وہ لوگ ہیں جو تحصیلِ زر اور حصولِ دنیا کے لئے کسی کی مدح کرتے ہیں اور ممدوح اس سے خوش ہوتے ہیں۔ ورقہ بن نوفل نے آپ سے واقعہ سن کر کہا یہ وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔ ناموس دراصل سرِ خیر کو کہتے ہیں جیسے جاسوس سرِ شر کو کہتے ہیں، لیکن یہاں ناموس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے۔ ورقہ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ ان کے مذہب پر نصرانی تھا، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نبیوں میں بہت مشہور ہیں اور ان کی نبوت میں سب کا اتفاق ہے۔ بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ان کی نبوت کی شان میں یہودی اختلاف کرتے تھے۔

"ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا"

اِبْشِرْ فَوَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا "، یا رسولَ اللہ! آپ خوش رہیں بخدا! آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہیں کرے گا"، معمر کی روایت میں ہے کہ اللہ آپ کو غم میں نہیں ڈالے گا۔ آپ صلہ رحم کرتے ہیں اور ذوالارحام کے حقوق ان کی جگہ رکھتے ہیں۔ سچ کہتے ہیں۔ تَحْمِلُ الْکَلَّ "، عاجز کا بوجھ اٹھاتے ہیں یعنی ضعیف و ناتوان یتیم اور بھوکوں کی مدد کرتے ہیں۔ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ "، مفلس کے لئے کسب مال کرتے ہیں۔ مشہور اور صحیح روایت میں نیز لغت میں مشہور یہ ہے کہ تَکْسِبُ "، کی تاء مفتوح ہے۔ ایک روایت کے مطابق تا مضموم ہے۔ اس وقت اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ آپ اپنے غیر پر احسان کرتے ہیں اور اسے مال دیتے ہیں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ آپ لوگوں کو فوائد کی ضروری باتیں اور مکارم الاخلاق عطاء کرتے ہیں جو لوگ آپ کے غیر سے نہیں پاتے اور تاء کے مفتوح پڑھنے کی صورت بھی اس کے دو معنے ہیں ان میں صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کا معنی وہی ہے جو مضموم کا معنی ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ آپ مال حاصل کرتے ہیں اور اس سے وہ پاتے ہیں جس کو حاصل کرنے سے آپ کا غیر عاجز ہے پھر وہ اچھے امور میں خیرات کر دیتے ہیں (عینی)

شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض شارحین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ معدوم سے مراد مال ہے اور بعض کے کلام سے یہ مفہوم ہے کہ اس سے مراد فقیر محتاج ہے۔ وَتَقْرِی الضَّیْفَ "، مہمان کو کھانا کھلاتے ہیں اور حق کی راہ میں پیش آنے والے حادثات پر مدد کرتے ہیں۔ نَوَائِب "، نائبۃ کی جمع ہے اس کے معنی اچھا یا برا حادثہ ہے چونکہ حادثہ حق اور باطل ہوتا ہے اس لئے حق کی قید ذکر کی ہے۔ یعنی حق کی راہ میں حادثات پر مدد کرتے ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم! یہ وہ اخلاق حمیدہ اور صفات صمیمہ ہیں جو ام المومنین نے

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

۴۶۳۶ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ

بَابُ قَوْلِهٖ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ

۴۶۳۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ جَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ

سرورِ کائنات میں دیکھے تھے اور یہ استدلال کیا کہ حق تعالیٰ ان اخلاق و صفات کے حامل کو ہرگز رسوا نہ کریگا
(حدیث ۳ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

بابؔ — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تعالیٰ نے انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا "

۴۶۳۶ — ترجمہ : عروہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء اچھے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

۴۶۳۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ ثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَرَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی خَدِیْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ

خوابوں سے ہوئی پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو لبستہ خون سے پیدا کیا۔ پڑھئے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پڑھئے! آپ کا ربّ بڑا کریم ہے!

۴۶۳۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا اور کہا پڑھئے اپنے ربّ کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خونِ بستہ سے پیدا کیا۔ پڑھئے آپکا ربّ بڑا کریم ہے جس نے بذریعہ قلم تعلیم دی (یعنی خط اور کتابت قلم کے ذریعہ سکھائی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد!

۴۶۳۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو اور پوری حدیث ذکر کی۔
(ان حدیثوں میں گفتگو ہو چکی ہے)

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهِ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ

۴۶۳۸ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَبُوْجَهْلٍ لَئِنْ رَّاَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَاَطَأَنَّ عَلٰى عُنُقِهٖ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ فَعَلَهٗ لَاَخَذَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ تَابَعَهٗ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر یہ باز نہ آیا، تو پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے جو جھوٹی پیشانی خطاکار ہے"

۴۶۳۸ ترجمہ : عکرمہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابوجہل نے کہا کہ اگر میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کچل دوں گا۔ یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کو عذاب کے فرشتے پکڑ لیں گے۔ عمرو بن خالد نے عبید اللہ کے ذریعے عبدالکریم سے روایت کرنے میں یحییٰ یا عبدالرزاق کی متابعت کی۔

۴۶۳۸ شرح : اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الآیۃ یعنی اگر یہ ملعون اس ارادہ سے باز نہ آیا تو ہم کے بال پکڑ کر اسے دوزخ میں پھینکیں گے۔ دوسری ناصیہ پہلی ناصیہ سے بدل ہے اور کاذبہ اور خاطئہ مجازاً ناصیہ کی صفت ہے، کیونکہ دراصل کاذب اور خطاکار صاحب ناصیہ ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بلادری نے روایت ذکر کی کہ ایک دن ابوجہل ملعون نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے ہیں اور بُرے

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ الْمَطْلَعُ هُوَ الطُّلُوْعُ وَالْمَطْلَعُ هُوَ الْمَوْضِعُ الَّذِيْ يَطْلُعُ مِنْهُ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ الْهَاءُ كِنَايَةٌ عَنِ الْقُرْاٰنِ اَنْزَلْنَاهُ مَخْرَجُ الْجَمْعِ وَالْمُنْزِلُ هُوَ اللّٰهُ وَالْعَرَبُ تُؤَكِّدُ فِعْلَ الْوَاحِدِ فَتَجْعَلُهُ بِلَفْظِ الْجَمْعِ لِيَكُوْنَ اَثْبَتَ وَاَوْكَدَ

بُرے ارادہ سے آپ کی طرف بڑھا تو پشت کے بل پھرا اور اُلٹے قدم ہاتھوں کے ذریعے پیچھا ہٹتا واپس پھر گیا لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ وہ بولا میں نے اپنے اور محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کے درمیان آگ کی خندق اور ہولناک منظر اور پَر دیکھے ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ میرے قریب آتا تو عذاب کے فرشتے اس کے جوڑ جوڑ علیحدہ کر دیتے ایک روایت میں ہے کہ بارہ فرشتے تھے جن کے سَر آسمان تک اور پاؤں زمین پر تھے۔ یہ حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مرسل حدیث ہے کیونکہ اُنھوں نے ابوجہل کے کلام کا زمانہ نہیں پایا جبکہ وہ ہجرت سے تین برس قبل پیدا ہوئے تھے۔ لہٰذا اُنھوں نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی سے سُنی ہے۔

سُوْرَةُ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ

اس کو سورۂ قدر بھی کہتے ہیں۔ اکثر کے نزدیک یہ سورت مدنی ہے۔ واحدی نے ذکر کیا کہ سب سے پہلے مدینہ منورہ میں یہ سورت نازل ہوئی۔ ابوالعباس نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ اس کی پانچ آیات ہیں۔ یعنی ہم نے قرآن کریم کو ایک ہی بار لیلۃ القدر میں لوحِ محفوظ سے پہلے آسمان پر نازل فرمایا اور اس کو بیت العزۃ میں رکھا۔ پھر ۲۳ برس کی مدت میں تدریجاً سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔

Marfat.com

سُوْرَةُ لَمْ يَكُنْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُنْفَكِّيْنَ زَائِلِيْنَ قَيِّمَةٌ اَلْقَائِمَةُ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ اَضَافَ الدِّيْنَ اِلَى الْمُؤَنَّثِ

قولہ "مَطْلَعِ" سے اس آیت کریمہ "سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ" کی طرف اشارہ کیا۔ وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک" کہا جاتا ہے کہ مَطْلَعِ بفتح اللام مصدر (یعنی طلوع) ہے۔ کسائی نے لام پر کسرہ پڑھا ہے اور یہ ظرف مکان ہے اور وہ طلوع ہونے کی جگہ ہے۔ یہ دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔ جوہری نے کہا مَطْلَع بفتح اللام وکسرہا مصدر اور ظرف مستعمل ہے قولہ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ" ہم نے اسے (قرآن کریم) شب قدر میں اتارا۔ ضمیر غائب کا مرجع قرآن کریم ہے قولہ اَنْزَلْنٰهُ مَخْرَجُ الْجَمْعِ" یعنی اَنْزَلْنَاہ جمع کا صیغہ ہے حالانکہ نازل کرنے والا صرف اللہ ہی ہے لہٰذا اِنِّیْ اَنْزَلْتُ" چاہئے تھا، لیکن جمع میں تاکید ہے اور عرب زیادہ اثبات اور توکید کے لئے فعل واحد کی جمع کے لفظ سے تاکید کرتے رہتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں فاعل کی تعظیم ہے اس کو جمع تعظیم کہتے ہیں

سُوْرَةُ لَمْ يَكُنْ

اس سورت کو "مُنْفَكِّيْنَ" سورۂ قیامت اور سُوْرَۂ بَيِّنَہ بھی کہتے ہیں۔ جمہور کے نزدیک یہ سورت مدنی ہے۔ بعض مکی کہتے ہیں۔ قولہ مُنْفَكِّيْنَ سے اس آیت کریمہ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ الْاٰيَةَ" کی طرف اشارہ کیا یعنی اہلِ کتاب کافر یہود و نصاریٰ اور مشرک اپنے دین چھوڑنے والے نہیں۔ جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آ جائے۔ فک کے لغوی معنی فتح کے ہیں۔ اسی سے فکِ کتابت اور فکِ رہن ہے مُنْفَكِّيْنَ بمعنی زَائِلِيْن ہے۔

قولہ قَيِّمَةٌ" سے اس آیت کریمہ "وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر القائمہ سے اس کی تفسیر کی۔ دِیْن کی مؤنث کی طرف اضافت کی وجہ ملت ہے۔ قَيِّمَةٌ اس کی صفت اور موصوف محذوف ہے۔ یعنی دِيْنُ الْمِلَّةِ الْقَائِمَةِ الْمُسْتَقِيْمَةِ" یعنی یہ سیدھی ملت کا دین ہے۔

marfat.com
Marfat.com

٦٤٣٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى

٦٤٤٠ ـ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيٍّ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ اٰللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّاكَ فَجَعَلَ اُبَيٌّ يَبْكِيْ قَالَ قَتَادَةُ فَاُنْبِئْتُ اَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ

۴۶۳۹ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبَی بن کعب سے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ پر سُوْرَۃ لَمْ یَکُنْ پڑھوں اُبَی نے کہا یارسُوْلَ اللہ ! اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے ؟ اور رونے لگے "

۴۶۳۹ شرح : حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ رونا خوشی کا رونا تھا یا تقصیر کے ڈر سے روئے تھے اُنھوں نے اپنے نفس کو حقیر سمجھا اور تعجب کرتے ہوئے خوف کیا۔ کیونکہ نیک لوگ جب کسی شئی سے خوش ہوں تو اس میں خشیت اور خوف پیش نظر رکھتے ہیں ابن ابی کعب نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لئے پوچھا تھا کہ اللہ نے میرا نام لیا ہے کہ شائد اللہ تعالیٰ نے مطلق کسی امتی کے متعلق فرمایا ہو کہ اس پر قرآن پڑھیں اور ابی کے نام کی خصوصیت نہ ہو اس لئے اس کی تحقیق کے لئے استفسار کیا۔

۴۶۴۰ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ پر قرآن پڑھوں۔ اُبی نے کہا کیا اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے ؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تمہارا نام ذکر کیا ہے۔ (یہ سُن کر) تو اُبی رونے لگے۔ قتادہ نے کہا مجھے خبر دی گئی ہے کہ آپ نے اُبی کے سامنے لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَہْلِ الْکِتَابِ تلاوت فرمائی "

Marfat.com

۴۶۴۱ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ اَبُوْ جَعْفَرِ الْمُنَادِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُقْرِئَكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ آللّٰهُ سَمَّانِیْ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَیْنَاهُ

۴۶۴۰ — شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُبَیّ کے سامنے قرآن پڑھنے کی حکمت میں مختلف اقوال ہیں۔ مختار قول یہ ہے کہ لوگ اہلِ فضل کے سامنے قرآن پڑھنا مسنون جانیں۔ اور اس سے روگردانی نہ کریں۔ بعض نے اس میں اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی جلالت و فضیلت کی وضاحت ہے اور یہ کہ وہ اس اہل ہیں کہ اُن سے قرآن پڑھا جائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قرآن میں امام شمار کرتے تھے۔ اس فضیلت و جلالت میں کوئی بھی ان کے ہم پلہ نہیں۔ اس سورت کی قراءت کی تخصیص کا یہ سبب ہے کہ اس میں معاش، احوالِ دین توحید و رسالت، اعجازِ قرآن عبادت اور اخلاص کا ذکر ہے۔ اور لوگوں کے جنتی اور دوزخی ہونے اور نیک بخت و بدبخت ہونے اور بہترو بدمخلوق اور بعثت سے پہلے اور بعد کے احوال مذکور ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۴۶۴۱ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبَیّ بن کعب سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھاؤں۔ اُبَیّ نے کہا کیا اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے فرمایا ہاں! اُبَیّ نے کہا پروردگارِ عالم کے حضور مجھے ذکر کیا گیا ہے؟ فرمایا ہاں اُبَیّ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے،،

۴۶۴۱ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبَیّ بن کعب سے فرمایا کہ میں قرآن پڑھ کر تمہیں بتاؤں کہ کس طرح پڑھنا چاہیئے۔ جیسا کہ استاذ طالب حدیث کے سامنے حدیث بیان کرتا ہے یا قاری قرآن متعلمین کو پڑھ کر سمجھاتے ہیں کہ اس طرح پڑھا کریں، لہٰذا اس حدیث اور پہلی حدیث میں منافات نہیں جبکہ اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُبَیّ سے ارشاد ہے کہ میں تجھے قرآن پڑھاؤں اور پہلی حدیث میں ہے میں تیرے سامنے قرآن پڑھوں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ اَوْحٰى لَهَا وَاَوْحٰى اِلَيْهَا وَوَحٰى لَهَا وَوَحٰى اِلَيْهَا وَاحِدٌ

بَابُ قَوْلِهٖ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ

٤٦٤٢ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخَيْلُ لِثَلٰثَةٍ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِيْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهٗ حَسَنَاتٌ وَلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ

سُوْرَةُ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا

اِس کو سُوْرَۂ زلزلہ بھی کہتے یہ سُورت مکّی ہے۔ اِس کی آٹھ آیات ہیں"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ فَمَنْ يَّعْمَلْ الْاٰيَةَ مثقال بروزن مِفْعَال بمعنی وزن ہے۔
قولہ اَوْحٰى لَهَا ،، سے اس آیت کریمہ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ،، کی طرف اشارہ کیا اس کی تفسیر میں کہا کہ اوحیٰ لَہَا اور اَوْحٰى اِلَيْهَا، وَحٰى لَهَا اور وَحٰى اِلَيْهَا ،، استعمال میں یکساں ہیں اور دونوں لام اور اِلیٰ سے متعدی ہوتے ہیں۔ ذَرَّہ کے معنی چیونٹی ہیں اور سُورج کی شعاع میں نظر آنے والے کو بھی ذرّہ کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

اٰثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهٗ وَلَوْاَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَسْقِيَ بِهٖ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهٗ وَهِيَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَاظُهُوْرِهَا فَهُوَلَهٗ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَّرِيَاءً وَّنِوَاءً فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِيْهَا اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

باب ۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور جو ایک ذرّہ بھر بُرائی کرے اسے دیکھے گا ،،

۴۶۴۲ ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : گھوڑے تین طرح کے لوگوں کے لئے ہوتے ہیں۔ ایک گھوڑا کسی شخص کے لئے ثواب کا ذریعہ ہوتا ہے کسی کے لئے بچاؤ کا سبب اور کسی کے لئے گناہ کا باعث ہے۔ ثواب کا ذریعہ اس شخص کے لئے ہے جس نے اس کو اللہ کی راہ میں باندھا اور اس کی رسّی چراگاہ یا باغ میں لمبی کر دی جس قدر وہ چراگاہ یا باغ میں چارہ کھائے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر اس کی رسّی ٹوٹ جائے اور وہ ایک یا دو بلندیاں دوڑ جائے تو اس کے قدموں کے آثار اور اس کی لید اس شخص کے لئے نیکیاں ہوں گی۔ اور اگر وہ نہر کے پاس سے گزرے اور اس سے پانی پیئے ؛ حالانکہ اس کا پانی پلانے کا ارادہ نہیں تھا یہ اس کی نیکیاں ہوں گی پس یہ گھوڑا اس کے ثواب کا ذریعہ ہے اور جس شخص نے اس کو مال داری کی وجہ سے اور لوگوں سے سوال سے بچاؤ کے لئے باندھا پھر اس کی گردن اور پیٹھ کے متعلق اللہ کا حق نہ بھولا یہ اس کے لئے بچاؤ کی صورت ہوگا اور جس نے فخر اور ریاء کے طور پر اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھا وہ اس کے گناہ کا باعث ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق مجھ پر کوئی آیت نہیں اُتری سوا اس جامع تنہا آیت کے : فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ اَلْاٰيَةَ ،،

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا كَذٰلِكَ النَّاسُ يَجُوْلُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ كَالْعِهْنِ كَأَلْوَانِ الْعِهْنِ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ كَالصُّوْفِ

لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ"، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا : لِاَجَلِ الْخَيْرِ، اس تفسیر میں یہ اشارہ ہے کہ لِحُبِّ الْخَيْرِ"، میں لام تعلیل کے لئے ہے۔ یعنی انسان مال کی خواہش کے سبب بخیل ہے۔ شدید یعنی بخیل ہے بخیل کو شدید کہا جاتا ہے۔

قولہ حُصِّلَ"، سے اس آیت کریمہ : وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ"، کی طرف اشارہ کیا اور حُصِّلَ کی تفسیر مُيِّزَ سے کی یعنی جو کچھ سینوں میں ہے کھول دیا جائے گا اور وہ جدا جدا کر دیا جائے گا۔ بعض نے حُصِّلَ بمعنی جمع کہا ہے بعض نے بمعنی اُخْرِجَ اور بعض نے بمعنی اُظْهِرَ کہا ہے۔ واللہ اعلم!

سُوْرَةُ قَارِعَة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت مکی ہے۔ اس کی گیارہ آیات ہیں۔ قَارِعَة بمعنی قیامت ہے کیونکہ قیامت دلوں کو ہلا دے گی

قولہ كَالْفَرَاشِ"، سے اس آیت کریمہ : يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ"، کی طرف اشارہ کیا اور فراش مبثوث کی تفسیر كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ"، سے کی یعنی جس دن آدمی پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی جیسے ہوں گے۔ جس طرح وہ شعلہ پر گرنے کے وقت منتشر ہوتے ہیں اور ان کے لئے کوئی ایک جہت معین نہیں ہوتی۔ ہر ایک دوسرے کے خلاف جہت جاتا ہے۔ یہی حال روزِ قیامت خلق کے انتشار کا ہوگا۔ كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ"، ٹڈی دل کی طرح جو ایک دوسرے پر سوار ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ایک دوسرے پر جمع ہوں گے۔ قیامت کے دن لوگوں کے ایک دوسرے پر گرنے کو ٹڈی دل

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ اَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلتَّكَاثُرُ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ

کے ساتھ کثرت اور خواری اور پریشانی میں تشبیہ دی۔

قولہ کَالْعِهْنِ "دھنی ہوئی رنگ برنگی روئی کی طرح جس کے اجزاء متفرق ہوکر اڑتے ہیں یہی حال قیامت کے ہول و دہشت سے پہاڑوں کا ہوگا" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قیامت کے دن پہاڑوں کے اجزاء اڑتے نظر آئیں گے حتیٰ کہ وہ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہوں گے جو دھنتے وقت اڑتے ہیں۔ جب عظیم اور سخت پہاڑوں میں قارعہ کی یہ تاثیر ہے تو قارعہ کی آواز سننے کے وقت انسان جیسی ضعیف مخلوق کا حال کیسا ہوگا؟

سُوْرَةُ اَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ

اس کو سورۂ تکاثر بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکیہ ہے۔ اس کی آٹھ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ کی تفسیر میں کہا تمہیں اموال و اولاد کی کثرت نے اللہ کی طاعت سے غافل رکھا۔ قتادہ نے کہا یہ سورت یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی۔ جب انھوں نے کہا ہم فلاں قبیلہ سے زیادہ ہیں اور فلاں قبیلہ فلاں سے اکثر ہے۔ ان کو اس نے مشغول رکھا حتیٰ کہ وہ گمراہ مرگئے"

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ وَالْعَصْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ الدَّهْرُ اَقْسَمَ بِهٖ

سُوْرَةُ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحُطَمَةُ اِسْمُ النَّارِ مِثْلُ سَقَرَ وَلَظٰى ؕ ؕ

سُوْرَۂ عصر

یہ سُورت مکّی ہے اس کی تین آیات ہیں

یحییٰ نے کہا عصر بمعنی دہر ہے کہ اس کی اللہ نے قسم کھائی ہے۔ حسن بصری نے کہا رات دن کی گھڑیوں میں سے ایک گھڑی ہے۔ مقاتل نے کہا، اس کے معنیٰ نمازِ عصر ہے۔ بعض نے کہا در اصل وَرَبِّ العصر ہے۔ یہ بہترین تفسیر ہے۔ بعض نے کہا دوسرے زمانوں پر اس کے کمالِ شرف کے اعتبار سے اس سے عصرِ نبوّت مراد ہے۔

مجاہد نے کہا "اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ" میں خُسر کے معنی گمراہی ہیں پھر اس سے "اِلَّا" کے ساتھ مومنوں کو مستثنیٰ کیا یعنی وہ خسارے میں نہیں"

سُوْرَۂ ھُمَزَہ

یہ سُورت مکی ہے۔ اس کی نو آیات ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "ھُمَزَہ" وہ لوگ ہیں جو دوستوں

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ اَبَابِيْلَ مُتَتَابِعَةٌ مُجْتَمِعَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سِجِّيْلٍ مِنْ سَنْكٍ وَكِلٍ

کے درمیان جدائی ڈالنے کے لئے چغلی کرتے ہیں۔ قتادہ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں اور ان کی چغلی کرتے ہیں"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قولہ "الْحُطَمَة" سے اس آیت کریمہ "كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ" کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں کہا یہ دوزخ کا نام ہے جیسے سقر اور لظیٰ دوزخ کے نام ہیں اس کو حطمہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ توڑ دیتی ہے۔

سُوْرَةُ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ

اس کو سورۂ فیل بھی کہتے ہیں یہ مکی ہے۔ اس کی پانچ آیات ہیں۔

اَلَمْ تَرَ سے مراد اَلَمْ تَعْلَمْ ہے۔ فراء نے کہا کیا آپ کو حبشہ اور فیل کی خبر نہیں پہنچی؟ انھوں نے یہ تفسیر اس لئے کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابِ فیل کے سال تولّد فرمایا تھا۔ آپ نے بظاہر بچشم سر یہ واقعہ دیکھا نہیں۔

قولہ "اَبَابِيْل" سے اس آیت کریمہ "وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ" کی طرف اشارہ کیا۔ مجاہد نے اس کی تفسیر "مُتَتَابِعَة مجتمع" سے کی یعنی اُن پر ابابیل لگاتار جھنڈ کے جھنڈ بھیجے"، ثعلبی نے کہا ابابیل بہت زیادہ پھیلے ہوئے ایک دوسرے پر جمع تھے۔ نسفی کی تفسیر میں ہے کہ ابابیل اَبَالٌ کی جمع ہے۔ کہا گیا ہے ابابیل عَبَادِیْل کی طرح ہے اس کا واحد نہیں۔ بعض نے کہا یہ اَبُوْل کی جمع ہے۔ جیسے عجول کی جمع عجاجیل ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ یہ پرندے اونٹ کی شکل کے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے ان کے دانت درندوں کے دانتوں جیسے تھے۔ ایسے پرندے پہلے اور بعد میں کبھی نہیں دیکھے گئے۔ (عینی)

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ لِاِیْلَافِ قُرَیْشٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لِاِیْلَافِ اَلِفُوْا ذٰلِكَ فَلَا یَشُقُّ عَلَیْهِمْ فِی الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ وَاٰمَنَهُمْ مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِیْ حَرَمِهِمْ وَقَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ لِنِعْمَتِیْ عَلٰی قُرَیْشٍ

قولہ "سِجِّیْلٍ" سے اس آیت کریمہ : تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ" کی طرف اشارہ کیا۔ اور سِجِّیْل کی تفسیر سنگ و گِل سے کی یہ فارسی لغت ہے۔

ابابیل سمندر کی جانب سے فوج فوج آئیں۔ ہر ایک کے پاس تین تین کنکریاں تھیں۔ دو دو پاؤں میں اور ایک ایک چونچ میں تھی۔ جس پر پرندے سنگریزہ چھوڑتے وہ سنگریزہ اس کے خود کو توڑ کر سر سے نکل کر جسم کو چیر کر ہاتھی میں سے گزر کر زمین میں پہنچتا ہر سنگریزہ پر اس شخص کا نام لکھا تھا جو اس سنگریزہ سے ہلاک کیا گیا قسطلانی نے کہا سِجِّیل بمعنی دیوان اور دفتر ہے۔ اس میں کفار کا عذاب لکھا ہُوا ہے۔ معنیٰ یہ ہیں کہ جو عذاب دیوان میں لکھا ہُوا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ نے کتاب میں لکھا ہے۔ اس عذاب میں ابابیل کنکریاں لا کر پھینکتے تھے۔

سُوْرَةُ لِاِیْلَافِ

اس کو سورۂ قریش بھی کہتے ہیں۔ ابو العباس نے کہا یہ سورت مکی ہے۔ ضحاک اور عطاء نے کہا یہ مدنی ہے اس کی چار آیات ہیں۔ مجاہد نے کہا ان کے محبت و میلان کرنے کے اعتبار سے یہ ہے کہ ان پر سردی اور گرمی میں سفر کرنا مشکل نہیں جبکہ وہ سردی میں یمن کی طرف اور گرمی میں شام کی طرف سفر کیا کرتے تھے۔

قولہ "لِاِیْلَافِ قُرَیْشٍ" یہ اس آیت کریمہ : فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ" سے متعلق ہے۔ یعنی اگر دُوسری بے شمار نعمتوں کے باوجود یہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے تو کم از کم اس خاص نعمت کے باعث ہی اس گھر کے رب کی عبادت کریں کہ اس میں ان کے لئے تجارت وغیرہ کے منافع پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر سال میں دو سفروں کی رغبت دلائی ان کی محبت ان میں ڈالی۔ سردی کے موسم میں یمن کا سفر اور گرمی

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ اَرَءَيْتَ الَّذِیْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَدُعُّ يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهٖ يُقَالُ هُوَ مِنْ دَعَعْتَ يُدَعُّوْنَ يُدْفَعُوْنَ سَاهُوْنَ لَاهُوْنَ وَالْمَاعُوْنَ الْمَعْرُوْفُ كُلُّهٗ وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ الْمَاعُوْنُ الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ اَعْلَاهَا الزَّكٰوةُ الْمَفْرُوْضَةُ وَاَدْنَاهَا عَارِيَةُ الْمَتَاعِ

کے موسم میں شام کا سفر کہ قریش تجارت کے لئے ان موسموں میں یہ سفر کرتے تھے اور ہر جگہ کے لوگ انہیں اہل حرم کہتے تھے اور ان کی عزت و حرمت کرتے تھے۔ یہ ان پر ایک خاص نعمت ہے۔ بعض کہتے ہیں پہلی سورت اس آیت کریمہ "فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ" سے متعلق ہے یعنی ان کو کھائے ہوئے گھاس کی طرح کر دیا تاکہ قریش کی تالیف ہو۔ کسائی اور اخفش نے کہا۔ لِاِیْلٰفِ کا لام تعجب کے لئے ہے۔ یعنی قریش کے سردی گرمی کے سفر سے محبت کرنے اور اس گھر کے رب کی عبادت ترک کرنے پر تعجب دامن گیر ہوتا ہے۔ قریش نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں۔ قولہ تعالیٰ "اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ"، اللہ تعالیٰ نے قریش کو حرم میں ان کے ہر دشمن سے بے خوف کیا ہے اور وہ قتل وغیرہ سے امن میں ہیں۔

سفیان بن عیینہ نے کہا ایلاف بمعنی انعام بھی آتا ہے یعنی قریش پر میری نعمت کے سبب سے کہ وہ ان دو سفروں سے محبت کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ اَرَءَيْتَ

اس کو سُوْرَةُ مَاعُوْن بھی کہتے ہیں یہ مکی ہے۔ اس کی سات آیات ہیں

مجاہد نے کہا يَدُعُّ بمعنی يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهٖ ہے یعنی یتیم کو اس کے حق سے دُور کرتا ہے اور دھکے دیتا ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ ابوجہل ایک یتیم کا وصی تھا۔ ایک روز وہ برہنہ آیا کہ ابوجہل سے اپنا مال لے اُس نے اس کو دھکے دیئے اور بہت سختی کی یا ولید بن مغیرہ یا ابوسفیان کے بارے میں نازل ہوئی کہ ایک روز

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَۃُ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ شَانِئَکَ عَدُوَّکَ

بر بنہ یتیم نے اس سے کپڑے کا سوال کیا تو اُس نے اس کو لاٹھی سے مارا اور دھکے دے کر نکال دیا۔

قولہ یُقَالُ الخ یعنی کہا جاتا ہے کہ یہ دَعْعَتٌ سے مشتق ہے۔ اور یہ ماضی کا صیغہ ہے۔ ضمیر متکلم کے باعث ادغام نہیں کیا گیا۔

قولہ یُدَعُّوْنَ معنی یُدْفَعُوْن ہے حسن بصری اور ابو رجاء کی قراءت میں یہ مُخفف ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

قولہ سَاھُوْنَ ،، سے اس آیت کریمہ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ" کی طرف اشارہ کیا۔ پھر لَاھُوْنَ سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی اُن نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں اور کھیلتے ہیں، سستی کرتے ہیں۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ یہ لوگ منافق ہیں جو خفیۃً نماز ترک کر دیتے ہیں جبکہ لوگوں سے اوجھل ہوں اور ان کے سامنے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ قتادہ نے کہا نماز کی پرواہ نہیں کرتے پڑھیں یا نہ پڑھیں۔

قولہ اَلْمَاعُوْن ،، ہے اس آیت کریمہ ،، وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْن ،، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر میں تین اقوال ذکر کئے ہر معروف شئی جو لوگ آپس میں لیتے دیتے ہیں جیسے ڈول، تیشہ، ہنڈی، چمچہ وغیرہ۔

سعید بن مسیب، زہری اور مقاتل نے کہا لغتِ قریش میں ماعون پانی ہے۔ تیسرا قول عکرمہ کا ہے کہ اس کا اعلیٰ درجہ زکوٰۃ مفروضہ اور ادنیٰ مرتبہ سامان کا عاریۃً دینا ہے یعنی ماعون جامع نام ہے جو گھریلو ہر سامان کو شامل ہے۔ بعض نے کہا ماعون وہ ہے جس کا منع کرنا جائز نہیں جیسے پانی اور نمک وغیرہ "

سُوْرَۃُ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر

اس کو سورۂ کوثر بھی کہتے ہیں یہ سورت مکی ہے۔ ان کی تین آیات ہیں۔ بعض نے کہا یہ سورت مدنی

marfat.com
Marfat.com

۴۶۴۶۔ حَدَّثَنَا اٰدم قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى السَّمَاءِ قَالَ اَتَيْتُ عَلٰى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ ۴۶۴۷۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكَاهِلِيُّ قَالَ

ہے، لیکن صحیح تر یہ ہے کہ مکی ہے۔

قولہ شَانِئَكَ " سے آئت کریمہ : اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ "، کی طرف اشارہ کیا اور عدد سے اس کی تفسیر کی۔ کفارِ قریش ابوجہل وغیرہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُبتر کہتے تھے کیونکہ اس وقت آپ کی اولاد نہ تھی۔ ان کے حق میں یہ آئت نازل ہوئی کہ یہی لوگ ابتر ہیں۔ حق یہی ہے کہ آج سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد شرق و غرب میں پھیلی ہوئی ہے اور ابوجہل لعین اور اس جیسے دوسرے کافروں کا نشان تک باقی نہیں رہا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کیا خوب فرمایا ؎

مٹے نامیوں سے مٹ جائیں گے اعدا تیرے ٭ نہ مٹا ہے نہ مٹے گا چرچا تیرا، "صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم"

۴۶۴۶ ــــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر لے جایا گیا آپ نے فرمایا میں ایک نہر پر آیا جس کے دونوں کنارے موتیوں کے قبے تھے جو اندر سے خالی تھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کیا ہے انہوں نے کہا یہ کوثر ہے

۴۶۴۶ ــــ شرح : کوثر بروزن فَوْعَل ہے۔ ہر وہ شئ جس کی تعداد اور مقدار بکثرت ہو عرب اس کو کوثر کہتے ہیں۔ جمہور نے کہا کوثر حوض ہے۔ بعض نے کہا کوثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض ہے۔ قاضی عیاض نے کہا حوض کے بارے میں تمام احادیث صحیح ہیں۔ اس پر ایمان رکھنا فرض ہے اور اس کی تصدیق کرنا ایمان ہے۔ اہل سنت وجماعت کے نزدیک اس میں کوئی تاویل نہیں۔ یہ اپنے ظاہر پر ہے۔ جسکہ اس کی حدیث تواتر سے منقول ہے۔

قولہ قباب اللؤلؤ " مجوف " مجوف مرفوع مبتدا محذوف کی خبر ہے۔
حافتاہ " اس کے دونوں کنارے۔

۴۶۴۷ ــــ ترجمہ : ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے

marfat.com
Marfat.com

حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ سَاَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ قَالَتْ نَهْرٌ اُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ اٰنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُوْمِ وَرَوَاهُ زَكَرِيَّا وَ اَبُو الْاَحْوَصِ وَ مُطَرِّفٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ

۴۶۴۸ — حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْكَوْثَرِ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ قَالَ اَبُوْ بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَاِنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ نَهْرٌ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ اَلنَّهْرُ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ

اُن سے اللہ تعالیٰ کے قول : اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ، کے معنی پوچھے تو انھوں نے فرمایا وہ نہر ہے جو تمہارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے اس کے دو کنارے ہیں ہر ایک پہ موتی ہیں جو اندر سے خالی ہیں۔ اس کے کوزوں کی تعداد ستاروں کی تعداد جیسی ہے۔ اس کی زکریا بن ابی زائدہ، ابو الاحوص سلام بن سلیم اور مطرف بن طریف نے ابو اسحاق سے روایت کی ہے۔

۴۶۴۸ — شرح : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قول سے ام المؤمنین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے اقوال جامع ہیں۔ الحاصل ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول اُن سب اقوال کو شامل ہے جو کوثر کی تفسیر میں مذکور ہیں کیونکہ یہ تمام وہی خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کی ہے۔ اس تفسیر سے ظاہر ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کثیر عطا کی۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تصریح کے مطابق حکمت کے معلم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَيُعَلِّمُهُ الْحِكْمَةَ ، حکمت کا معلم وہی ہوتا ہے جو منبع حکمت ہو اور جسے حکمت دی جائے اس کو خیر کثیر مل جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے : وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَيْرًا كَثِيْرًا ، نصوص قرآن سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کثیر جمع کی ہے۔ اس تقریر سے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ، اگر میں غیب

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَۃُ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یُقَالُ لَکُمْ دِیْنُکُمُ الْکُفْرُ وَلِیَ دِیْنِ الْاِسْلَامُ وَلَمْ یَقُلْ دِیْنِیْ لِاَنَّ الْاٰیَاتِ بِالنُّوْنِ فَحُذِفَتِ الْیَآءُ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَھُوَ یَھْدِیْنِ وَیَسْقِیْنِ وَقَالَ غَیْرُہٗ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ الْاٰنَ وَلَا اُجِیْبُکُمْ فِیْمَا بَقِیَ مِنْ عُمُرِیْ وَلَآ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ وَھُمُ الَّذِیْنَ قَالَ وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا

غیب جانتا تو خیر کثیر جمع کر لیتا"، کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطاء کیا ہے، کیونکہ قضیہ شرطیہ میں تالی کے رفع سے مقدم کا رفع ہوتا ہے۔ چونکہ اس میں باقتضاء حرف لَو مقدم اور تالی دونوں منفی ہیں۔ لہٰذا نتیجہ اثبات میں ہوگا اور" لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ"، کہ اللہ رسول کو غیب پر مطلع کرتا ہے" سے اس نتیجہ کو تقویت پہنچتی ہے لہٰذا قرآن کی اس آیت کریمہ: "لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ"، کا مفہوم واضح ہو گیا کہ زمین و آسمان میں بذات خود غیب جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور حضرات انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم التحیۃ والسلام اللہ کے بتانے سے جانتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُوْرَۃُ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ

اس کو سورۂ کافرون بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے۔ اس کی چھ آیات ہیں اس میں مکہ والوں کو خطاب ہے جبکہ اہل مکہ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، حارث بن قیس سہمی، اسود بن یغوث، اسود بن عبد المطلب اور امیہ بن خلف نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہمارا دین تسلیم کر لیں ہم تمہارا دین تسلیم کر لیں گے اور آپ کو

marfat.com
Marfat.com

اپنے امور میں شریک کرلیں گے۔ آپ ایک سال ہمارے بتوں کی پوجا کریں۔ ہم ایک سال تمہارے رب کی عبادت کریں گے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ اللہ! میں اللہ کا شریک کیسے کر سکتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

قولہ "لَكُمْ دِيْنُكُمْ" سے اس آیت کریمہ "لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ" نازل فرمائی۔ تمہارے لئے تمہارا دینِ کفر ہے اور میرے لئے میرا دین اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے "دِيْنِيْ" نہیں فرمایا، کیونکہ آیات کے آخر میں نون ہے۔ اس لئے اس کی رعائت کے لئے یاء کو حذف کر دیا ہے۔ تاکہ آیات کے آواخر نون پر موافق ہوں۔ جیسے "يَهْدِيْنِ اور يَشْفِيْنِ" اصل میں یہدینی اور یشفینی تھے یاء کو حذف کر کے نون پر کسرہ کر دیا تاکہ حذفِ یاء پر دلالت کرے یا بدیع کی قسم ہے۔

قولہ "قَالَ غَيْرُهٗ" ظاہر یہی ہے کہ غیرہ کو حذف کیا جاتا کیونکہ فراء سے پہلے اور کسی کا تذکرہ نہیں جو فراء کا غیر ہو جبکہ مذکور تفسیر فراء نے کی ہے" یعنی اے کافرو! جس کی تم اب عبادت کرتے ہو میں اس کی عبادت نہیں کروں گا اور نہ ہی اپنی بقیہ زندگی میں تمہاری دعوت قبول کروں گا اور جس کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے ہو یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے وہ ان کافروں میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کو زیادہ کرے گا۔

قولہ "لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ" اللہ تعالیٰ نے "مَنْ اَعْبُدُ" نہیں فرمایا، کیونکہ کلمہ "مَا" "مَنْ" سے عام ہے اور یہاں عموم کا اعتبار ہے یا صفت مراد ہے گویا کہ فرمایا "لَآ اَعْبُدُ الْبَاطِلَ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْبُدُوْنَ الْحَقَّ" میں باطل کی عبادت نہیں کرتا، حالانکہ تم حق کی عبادت نہیں کرتے ہو یا "مَا" مصدریہ ہے یعنی "لَآ اَعْبُدُ عِبَادَتَكُمْ وَلَا تَعْبُدُوْنَ عِبَادَتِيْ" پھر اس میں تکرار تاکید کے لئے کیونکہ عرب تاکید اور افہام کے لئے تکرار کرتے رہتے ہیں۔ جیسے تخفیف و ایجاز کے لئے اختصار کرتے ہیں۔

علامہ کرمانی نے کہا جس کی تم عبادت کرتے ہو میں حال اور استقبال میں اس کی عبادت نہیں کرتا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "لَآ اَعْبُدُ" حال کے لئے حقیقت اور استقبال کے لئے مجاز ہے یا بالعکس یا یہ مشترک ہے یہ دونوں جمع کیسے ہو سکتے ہیں اس کا جواب یہ ہے۔ شافعی اس کو مطلق جائز کہتے ہیں اور احناف عمومِ مجاز مراد لیتے ہیں اس میں حقیقت اور مجاز دونوں کا ارادہ جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

علامہ قسطلانی نے کہا اس سورت میں "مَا" بمعنی الذی ہے۔ اگر اس سے بت مراد ہیں جیسے پہلی اور تیسری آیت کریمہ میں ہے۔ تو بات واضح ہے کیونکہ بت ذی عقل نہیں اور مَا دراصل غیر عقلا کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اگر اس سے باری تعالیٰ مراد ہو جیسے دوسری اور چوتھی آیات میں ہے تو یہ مصدریہ ہے یعنی "لَآ اَعْبُدُ عِبَادَتَكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ عِبَادَتِيْ" یعنی میں تمہاری عبادت کی مثل عبادت نہیں کرتا اور تم میری عبادت کی مثل عبادت نہیں کرتے ہو۔ ابو مسلم نے کہا پہلی دو میں مَا بمعنی اَلَّذِيْ ہے اور مقصود معبود ہے

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۴۶۴۹ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ رَبِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً بَعْدَ اَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اِلَّا يَقُوْلُ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ يَتَاوَّلُ الْقُرْاٰنَ

اور دُوسری دو میں "مَآ" مصدریہ ہے یعنی تمہاری عبادت جیسی عبادت نہیں کرتا ہوں جو شک پر مبنی ہے اور نہ تم میری عبادت جیسی عبادت کرتے ہو جو یقین پر مبنی ہے۔ الحاصل لفظ مَآ بمعنی الذی ہے یا مصدریہ ہے اور پہلے دو بمعنی الذی ہیں اور دوسرے دو مصدری ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سُوْرَةُ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ

اس کو سورۂ نصر بھی کہتے ہیں۔ ابوالعباس نے کہا بلاخوف یہ سورت مدنی ہے۔ اس کی تین آیات ہیں۔ ابن نقیب نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آخری سورت ہے جو قرآن میں نازل ہوئی ہے۔ واحدی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ حنین سے واپسی میں یہ سورت نازل ہوئی۔ اس کے نزول کے بعد آپ دو سال حیات رہے۔ مقاتل نے کہا جب یہ سورت نازل ہوئی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے سامنے پڑھا تو وہ بہت خوش ہوئے جب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سُنا تو وہ رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کس نے رولایا ہے۔ عرض کیا حضور اس میں آپ کی وفات کی خبر دی گئی ہے۔ فرمایا تم نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد آپ اسی روز حیات رہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سر کو مسح کیا اور فرمایا اے اللہ اس کو دین میں سمجھ اور تاویل کا علم عطاء فرما (عینی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا

٤٦٥١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ سَاَلَهُمْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ قَالُوْا فَتْحُ الْمَدَائِنِ وَالْقُصُوْرِ قَالَ مَا تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَجَلْ اَوْ مَثَلٌ ضُرِبَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُعِيَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

۴۶۴۹ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ، کے نازل ہونے کے بعد آپ نے کوئی نماز نہ پڑھی مگر اس میں یہ کہتے تھے : سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ " اے اللہ تو پاک ہے اے اللہ میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں میرے لئے مغفرت فرما۔ قرآن کے مامور بہ پر عمل کرتے تھے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! تم لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ فوجوں کی فوجیں اللہ کے دین میں داخل ہوں گے

۴۶۵۱ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ : اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ، کے متعلق پوچھا تو انھوں نے کہا اس میں شہروں اور محلات کی فتح کی خوشخبری ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے ابن عباس رضی اللہ عنہما، تم کیا کہتے ہو۔ انھوں نے کہا مدت ہے یا مثال ہے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیان کی گئی ہے۔ اور آپ کی وفات کی خبر دی گئی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا
تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ
۴۶۵۲ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ
عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِىْ
مَعَ اَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَاَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِىْ نَفْسِهٖ فَقَالَ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا
مَعَنَا وَلَنَا اَبْنَاءٌ مِثْلُهٗ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّهٗ مَنْ عَلِمْتُمْ فَدَعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ
فَاَدْخَلَهٗ مَعَهُمْ فَمَا رُئِيْتُ اَنَّهٗ دَعَانِىْ يَوْمَئِذٍ اِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ
مَا تَقُوْلُوْنَ فِىْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَذٰلِكَ عَلَامَةُ
اَجَلِكَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا فَقَالَ عُمَرُ مَا
اَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا مَا تَقُوْلُ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو اپنے ربّ کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکیزگی بیان کرو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنیوالا ہے"

اپنے بندوں کو توبہ کی توفیق دینے والا ہے۔ تواب آدمیوں کی صفت ہو تو اس کے معنی ہیں اپنے گناہ سے رجوع کرنے والا۔

۴۶۵۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے مشائخ

marfat.com
Marfat.com

بدر میں بٹھایا کرتے تھے۔ ان میں سے بعض نے اپنے دل میں بہت غصہ کیا اور کہا آپ اس کو ہمارے پاس بٹھاتے ہیں۔ ہمارے بھی تو اِس جیسے بیٹے ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا اس وجہ سے کہ تم جانتے ہو پس ایک دن ابن عباس کو بُلایا اور ان کو مشائخ بدر میں بٹھایا۔ میں نہیں جانتا کہ انھوں نے اس روز مجھے بلایا مگر اس لئے کہ ان سے میری فضیلت ظاہر کریں۔

عمر فاروق نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ،، کے متعلق آپ حضرات کیا کہتے ہیں ؟ بعض نے کہا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے بخشش چاہیں جس وقت ہماری مدد کی جائے اور ہمارے لئے شہر فتح ہوں اور بعض حضرات خاموش رہے۔ اُنھوں نے کچھ نہ کہا۔ عمر فاروق نے مجھے فرمایا اے ابنِ عباس تم بھی یہی کہتے ہو۔ میں نے کہا میں ایسے نہیں کہتا ہوں فرمایا پھر تم کیا کہتے ہو ؟ میں نے کہا اس میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عمر شریف کی مدّت کی طرف اشارہ ہے جس کی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس وقت اللہ کی مدد اور فتح آئے۔ یہ آپ کی وفات کی علامت ہے۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ،، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس کو فرمایا اس سورت سے میں نہیں جانتا مگر جو تم کہتے ہو۔

۴۶۵۲ — شرح : اس مجلس شریف میں وہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تھے جو بدر کی جنگ میں شامل تھے۔ اِن شیوخ میں سے جس نے کہا تھا کہ ہمارے بچے بھی ابن عباس جیسے ہیں وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تھے ،، رضی اللہ عنہ ،، وہ اُن دس حضرات میں سے ہیں جنہیں ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی گئی تھی۔ وہ عشرہ مبشرہ کے نام سے موسوم ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ کہہ کر کہ وہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچا زاد بھائی ہیں اور وفورِ علم میں یکتائے زمان ہیں۔ اُن پر یہ سورت بطورِ امتحان پیش کی جس کی معرفتِ کنہہ سے وہ دُور تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے برجستہ صحیح اور واقعی امر کی وضاحت کر دی کہ اس سورت میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کی مدّت کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ علم اس وقت سورت کی سماعت سے حاصل نہ تھا بلکہ اس میں فکر و تامّل سے حاصل ہُوا تھا یا اُنھوں نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہُوا تھا۔ جبکہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ ہر امّت میں مُحدّث ہوئے ہیں عمر فاروق میری اُمّت کے مُحدّث ہیں۔ اگر میرے بعد نبوّت جاری رہتی تو عمر فاروق نبی ہوتے ،،

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَۃُ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَبَابٌ خُسْرَانٌ تَتْبِیْبٌ تَدْمِیْرٌ

سُوْرَۃُ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ وَّتَبَّ

یہ سُورت مکیّہ ہے۔ اس کی پانچ آئتیں ہیں

ابولہب بن عبدالمطلب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہے اس کا نام عَبدالعزیٰ تھا جبکہ اس کی ماں خزاعیہ ہے۔ اس کے بیٹے کا نام لھب تھا اس کی نسبت یہ کنیت ہے۔ بعض نے کہا ابولھب کے رخسارے بہت سُرخ تھے اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اس کا چہرہ چمکتا تھا اس کی عاقبت بھی اس کے موافق ہے کہ اس کا انجام یہ ہُوا کہ وہ شعلوں والی آگ میں داخل ہُوا ،، یہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا اور آپ کی عداوت میں ہی جنگ بدر کے چند روز بعد مرگیا۔ خود بدر میں نہیں گیا تھا بلکہ اپنی طرف سے بُدَیل کو بھیج دیا تھا اور قریش کی شکست فاش اور رُسوائے زمان ہزیمت کے غم سے مرگیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ وتب ،، سے اس آئت کریمہ ،، وَتَبَّ مَا اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ اور ،، تبّ ،، کی تفسیر خُسر سے کی جبکہ تَبَاب کی تفسیر خُسران سے کی۔ اور اس آئت کریمہ : وَمَا کَیْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِیْ تَبَابٍ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر تَتْبِیب کی تفسیر تَدْمِیر بمعنی ھلاک سے کی اور اس آئت کریمہ : وَمَا زَادُوْھُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ وَتَبَّ کی واوٗ عاطفہ ہے اس کا معطوف علیہ تَبَّتْ یَدَا ہے جو دعاء کے معنی میں ہے جبکہ معطوف خبر ہے۔

امام بخاری کی عادت ہے کہ لفظ کی مناسبت سے کسی دوسری آئت میں مذکور لفظ کی تفسیر کر دیتے ہیں لفظ یَدَا ،، سے مراد مُلک اور مال ہے ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ فلان قلیل ذات الید اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کے پاس

marfat.com
Marfat.com

۴۶۵۳ — حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلِصِيْنَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَاهُ فَقَالُوْا مَنْ هٰذَا فَاجْتَمَعُوْا اِلَيْهِ فَقَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ صَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا فَقَالَ اِنِّيْ نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ تَبًّا لَكَ مَا جَمَعْتَنَا اِلَّا لِهٰذَا ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّقَدْ تَبَّ هٰكَذَا اَقْرَأَهَا الْاَعْمَشُ يَوْمَئِذٍ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ : وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ،، نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور اُن میں سے اپنے خاص لوگوں کو ڈر سنائیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے حتی کہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے فرمایا ،، یَا صَبَاحَاہ ،، لوگوں نے کہا یہ کون ہے اور آپ کے پاس سب جمع ہوگئے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے بتاؤ کہ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن سے ایک لشکر نکل کر تم پر حملہ کرنے والا ہے ۔ کیا تم میری تصدیق کرو گے ؟ لوگوں نے کہا ہم نے آپ پر جھوٹ کا تجربہ نہیں کیا فرمایا میں تم کو سخت عذاب سے ڈراتا ہوں ۔ ابولہب نے کہا تیری ہلاکت ہو اسی لئے ہمیں اکٹھا کیا تھا پھر اُٹھ کر چلا گیا تو یہ آیت کریمہ : تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ،، نازل ہوئی ۔ ابولہب نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور ہلاک ہو گیا ۔ سلیمان اعمش نے اس دن اسی طرح پڑھا تھا ۔

مال کم ہے ۔

۴۶۵۳ — شرح : اس سورت کے نزول کا سبب یہی ہے جو حدیث میں مذکور ہے ۔ قولہ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلِصِيْنَ ،، عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ کی تفسیر ہے یا شاذ قرآءت ہے ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح پڑھا ہے ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن ہے پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی ۔ اسی طرح قد تب قرآن میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَتَبَّ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ

۴۶۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الْبَطْحَآءِ فَصَعِدَ اِلَى الْجَبَلِ فَنَادٰى يَا صَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ اِلَيْهِ قُرَيْشٌ فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ اِنْ حَدَّثْتُكُمْ اَنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُكُمْ اَوْ مُمَسِّيكُمْ اَكُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِيْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْلَهَبٍ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ اِلٰى اٰخِرِهَا

نہیں اعمش نے روایت کرتے وقت یہ پڑھا ہے۔

قولہ یا صَبَاہ " فریاد کرنے والا یہ کلمہ کہتا ہے۔ دراصل لوگ حملہ کے وقت بلند آواز سے یہ کہتے ہیں کیونکہ بکثرت صبح کے وقت حملہ کرتے ہیں اور اس کو یوم الصباح کہتے ہیں۔ گویا قائل کہتا ہے۔ یا صَباہ ہم کو دشمن نے گھیرے میں لے لیا ہے۔ ہماری فریاد کو پہنچو "

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ ہلاک ہُوا اس کے مال اور جو کچھ اُس نے کسب کیا تھا نے عذاب اور ہلاکت سے بے نیاز نہ کیا۔

۴۶۵۴۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بطحاؑ کی طرف تشریف لے گئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے فرمایا " یا صَبَاہ "، تو قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن تم پر صبح کو یا شام کو حملہ کرنے والا ہے۔ کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! فرمایا میں تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں۔ ابولہب نے کہا کیا ہمیں اس لئے اکٹھا کیا تھا تیری ہلاکت ہو تو اللہ تعالیٰ نے تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ الخ نازل فرمائی۔

marfat.com
Marfat.com

قولہ یُقَالُ ،، یہ قائل ابوعبیدہ ہیں۔ اُنھوں نے کہا وصل کے وقت تنوین کو حذف کیا جاتا ہے اور اَحَدُ اللّٰہُ الصَّمَدُ پڑھا جاتا ہے۔ اِلتِقَاءِ سَاکِنَین کے باعث تنوین کو حذف کیا جاتا ہے۔
قولہ ای واحد ،، یعنی احد اور واحد ہم معنیٰ ہیں۔ اَحَد دراصل وَحَدٌ تھا واؤ کو ہمزہ سے بدل کیا۔ اکثر واؤ مضموم یا مکسور ہمزہ سے بدل ہوتی ہے۔ جیسے وُجُوْہٌ و وِسَادَۃٌ ،، میں ہے اور مفتوح میں شاذ ہے جیسے اَنَاۃ دراصل وَنَاۃ تھا ،، بعض نے کہا اَحَدٌ اور وَحَدٌ مترادف نہیں۔ شرح مشکوٰۃ میں لفظ کے اعتبار سے ان میں فرق کی کئی وجوہ بیان کی ہیں۔

،، اَحَدٌ اور وَحَدٌ میں فرق ،،

ع۱ لفظ اَحَدٌ مثبت کلام میں صرف لفظ اللہ پر محمول ہوتا ہے غیر کے لئے استعمال نہیں ہوتا، چنانچہ اللّٰہُ اَحَدٌ ،، کہا جاتا ہے۔ زَیْدٌ اَحَدٌ نہیں کہا جاتا۔ البتہ زَیْدٌ وَاحِدٌ کہا جاتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ احد کی نفی عام ہے اور واحد کی نفی کبھی عام نہیں ہوتی؛ چنانچہ یہ کہنا صحیح ہے لَیْسَ فِی الدَّارِ وَاحِدٌ ،، جبکہ اس میں دو ہوں، لیکن اس وقت لَیْسَ فِیْہِ اَحَدٌ ،، کہنا صحیح نہیں؛ کیونکہ اس نفی میں عموم ہے گویا کہ اس کے ساتھ مذکور عدد کی نفی ہوتی ہے جبکہ واحد میں یہ نہیں۔ تیسرے یہ کہ واحد سے عدد کی ابتداء ہوتی ہے۔ اَحَد سے نہیں ہوتی چوتھے یہ کہ واحد پر تا آسکتی ہے۔ اَحَد پر نہیں آتی؛ چنانچہ وَاحِدَۃٌ کہا جاتا ہے۔ اَحَدَۃٌ نہیں کہا جاتا۔ معنی کے اعتبار سے بھی اِن میں کئی وجہ سے فرق ہے۔ اوّل یہ کہ اَحَد بناء کے اعتبار سے واحد سے زیادہ بلیغ ہے۔ گویا یہ صفت مشبہ ہے دوسرے یہ کہ اَحَد بول کر تثنیہ یا نظیر کی نفی مراد لی جاتی ہے جیسے احد شمس ،، اس میں نظیر مراد نہیں لی جاتی۔ اور اکثر واحد کا اطلاق عدم مثنیٰ پر ہوتا ہے۔ اور احد کا استعمال دوسرے معنی کے اعتبار سے بکثرت ہے۔ اس لئے اس کی جمع نہیں آتی۔ ازہری نے کہا احمد بن یحییٰ سے پوچھا گیا کہ ؂ معاذ اللہ احد کی جمع نہیں اور واحد کی جمع کہنا بعید نہیں۔ جیسے اَشْہَاد شَاہِدٌ کی جمع ہے اور اَحَد سے عدد کی ابتداء نہیں ہوتی۔ تیسرے یہ کہ اللہ کی ذات کے اعتبار سے احد ہے جبکہ صفات کے اعتبار سے واحد ہے۔ کامل انسان کا مقام یہ ہے کہ توحید کے سمندر میں غوطہ زن ہو اور اس میں مستغرق ہو جائے حتی کہ ازل سے ابد تک واحد بے نیاز کے سوا کسی کو نہ دیکھے۔ شیخ ابوبکر فورک نے کہا اللہ تعالیٰ کی وصف میں واحد کے تین معانی ہیں۔ ایک یہ کہ لذاتہ اس کی تقسیم نہیں ہوتی نہ اس کا جزء ہے اور نہ جزء ہے یعنی مکان نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کا کوئی شبیہ نہیں چنانچہ عرب کہتے ہیں فُلَانٌ وَاحِدٌ فِی عَصْرِہٖ یعنی اس کا کوئی شبیہ نہیں۔ تیسرے یہ کہ واحد اس معنی میں استعمال ہوتا ہے کہ افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں چنانچہ کہا جاتا ہے۔ فلان متوحد فی ہٰذا الامر ،، فلاں اس کام میں یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔
قولہ قُلْ ھُوَ اللّٰہِ ،، میں ضمیر غائب کا مرجع سیاق سے معلوم ہوتا ہے؛ کیونکہ اس کے نزول کا

marfat.com
Marfat.com

۴۶۵۶ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِیْ ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِیْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّایَ فَقَوْلُهٗ لَنْ يُّعِيْدَنِیْ كَمَا بَدَاَنِیْ وَلَيْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَیَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّایَ فَقَوْلُهٗ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَّاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّیْ كُفُوًا اَحَدٌ

سبب یہ ہے کہ ابی بن کعب نے کہا مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہمارے سامنے اپنے رب کا نسب بیان کریں تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔

اللہ اَحَدٌ کی ترکیب نحوی

لفظ اللہ مبتداء احد خبر اور جملہ ھُوَ کی خبر ہے دوسرے یہ کہ اللہ ھو سے بدل اور اَحَد اس کی خبر ہے۔ تیسرے یہ کہ لفظ اَللّٰہُ ھُوَ کی خبر اول اور اَحَد خبر ثانی ہے۔ چوتھے یہ کہ اَحَدٌ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی ھُوَ اَحَدٌ، پانچویں یہ کہ ھُوَ ضمیر شان ہے کیونکہ یہ تعظیم کا مقام ہے۔ اس کے بعد اَللّٰہُ اَحَدٌ جملہ اس کی تفسیر ہے۔

۴۶۵۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابنِ آدم میری تکذیب کرتا ہے۔ حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں اور مجھے گالی دیتا ہے، حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ مجھے ہرگز نہیں لوٹائے گا جیسے مجھے پہلی بار پیدا کیا حالانکہ میرے لئے پہلی بار پیدا کرنا اس کے لوٹانے سے آسان نہیں اور اس کا مجھے گالی دینا اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنالیا ہے حالانکہ میں ایک ہوں بے نیاز ہوں نہ تو میں نے کسی کو جنا ہے اور نہ میں جنا گیا ہوں اور نہ ہی میرا کوئی ہمسر ہے "

(حدیث ۴۱۷۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهُ اَللّٰهُ الصَّمَدُ وَالْعَرَبُ تُسَمِّيْ اَشْرَافَهَا الصَّمَدَ
وَقَالَ اَبُوْوَائِلٍ هُوَالسَّيِّدُ الَّذِیْ اِنْتَهٰی سُوْدَدُهٗ

٧٤٦٥ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِیْ ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِیْ وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِیْبُهٗ اِیَّایَ اَنْ یَقُوْلَ اِنِّیْ لَنْ اُعِیْدَهٗ كَمَا بَدَاْتُهٗ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِیَّایَ اَنْ یَقُوْلَ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَاَنَا الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ كُفُوًا وَكَفْیًا وَكَفَاءً وَاحِدٌ

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ بے نیاز ہے!

عرب اپنے سردار کو "صمد" کہتے ہیں۔ ابووائل نے کہا۔ صمد وہ سردار ہے جس پر سرداری ختم ہو۔ (اس جیسا کوئی نہ ہو) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "صمد" وہ شخص ہے کہ لوگ اپنے مسائل اور حاجات میں اس کی طرف رجوع کریں۔ یہ صمد بمعنی قصد سے مشتق ہے چنانچہ عرب کہتے ہیں "صَمَدْتُ فُلَانًا" میں نے اس کا قصد کیا۔ "بَیْتٌ مَصْمُوْدٌ" کہا جاتا ہے جبکہ لوگ اپنی حاجات میں اس کا قصد کریں۔ اور بے نیاز ہے وہ کسی طرف قصد نہیں کرتا مخلوق اس کی محتاج ہے۔ "كُفُوًا، كِفْیًا وَكَفَاءٌ" ہم معنی ہیں۔

٧٤٦٥ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم مجھے جھٹلاتا ہے۔ حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں وہ مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ یہ اس کے لائق نہیں اس کا مجھے جھٹلانا اس طرح ہے کہ وہ کہتا ہے میں اس کو مارنے کے بعد نہیں لوٹا سکتا جیسا کہ میں نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کا مجھے گالی دینا اس طرح ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے بیٹا بنا لیا ہے حالانکہ میں بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنا اور نہ جنا گیا ہوں اور نہ ہی کوئی میرا ہمسر ہے۔

٧٤٦٥ ـــ شرح: اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے والے بعض بنی آدم ہیں اور وہ عرب کے مشرک ہیں جو لغت کے منکر تھے اور اُن کے علاوہ نصاریٰ اور بُت پرست ہیں کفوٌ کے معنی نظیر اور مثل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر مثیل اور شبیہ نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

سُوْرَةُ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شرح : قولہ ای واحد،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ اَحَد اور واحد بیک معنی ہیں۔ اَحَدٌ دراصل وَحَدٌ تھا۔ واؤ کو ہمزہ سے بدل کیا ہے اگرچہ یہ ابدال واؤ کے مضموم اور مکسور ہونے کی صورت میں ہے جیسے وُجُوہ اور وِسَادہ ہیں یہاں واؤ مفتوح کو بدل کیا ہے اور یہ بہت کم استعمال ہوتا ہے جبکہ مضموم اور مکسور بکثرت استعمال ہوتا ہے۔

۔بعض نے کہا احد و وحد بیک معنی نہیں ہیں۔ مشکوٰۃ کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ احد اور واحد میں فرق ہے یہ فرق لفظ اور معنی کے اعتبار سے ہے۔ لفظ کے اعتبار سے فرق یہ ہے کہ کلام مثبت میں اَحد کو غیر اللہ میں استعمال نہیں کرتے چنانچہ زَیْدٌ اَحَدٌ،، نہیں کہتے ہیں۔ اور زَیْدٌ وَاحِدٌ کہتے ہیں یعنی واحد زید پر محمول ہے۔ دُوسرا فرق یہ ہے کہ اَحَد کی نفی عام ہے اور واحد کی نفی کبھی عام نہیں ہوتی چنانچہ کہا جاتا ہے : لَا اَحَدٌ فِی الدَّار،، عام ہے یعنی گھر میں کوئی نہیں اور لَا وَاحِدٌ فِی الدَّار،، اس معنی کے اعتبار سے بھی کہتے ہیں۔ جب گھر میں دو یا زیادہ ہوں۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ تعداد کی ابتداء واحد سے کرتے ہیں اَحد سے نہیں کرتے۔

چوتھا فرق یہ ہے کہ واحد پر تاء تانیث داخل ہوتی ہے اَحَد پر نہیں آتی ؛ چنانچہ واحِدَۃ کہا جاتا ہے اَحَدَۃ نہیں کہا جاتا۔ معنی کے اعتبار سے بھی فرق ہے کہ اَحَدٌ بناء کے اعتبار سے واحد سے زیادہ بلیغ ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ اَحَد بول کر عدم مثنیٰ اور اس کی عدم نظیر مراد لیتے ہیں اور واحِدًا کا اطلاق اکثر عدمِ مثنیٰ پر ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے اس کی جمع نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ واحد کی جمع ہو جیسے اشہاد شاہد کی جمع ہے۔ تیسرا فرق جیسا کہ متکلمین کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات کے اعتبار سے احد ہے اور صفات کے لحاظ سے واحد ہے۔ بندے کا نصیب یہ ہے کہ وہ دریائے توحید میں غوطہ زن ہو تاکہ ازل سے ابد تک واحد کے غیر کو نہ دیکھے۔

علامہ قسطلانی نے شیخ ابوبکر بن فورک سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کی وصف میں واحد کے تین معانی ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کی ذات منقسم نہیں اور نہ ہی اس کے اجزاء ہیں۔ متحیز نہیں یعنی کسی مکان میں نہیں دوم یہ کہ اس کا کوئی شبیہ نہیں ؛ چنانچہ عرب کہتے ہیں فُلَانٌ وَاحِدٌ فِی عَصْرِہٖ،، یعنی اس کا کوئی شبیہ نہیں۔ سوم یہ کہ وہ اس معنی کے اعتبار سے واحد ہے کہ افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں چنانچہ کہا جاتا ہے فُلَانٌ مُتَوَحِّدٌ فِی ھٰذَا الْاَمْرِ،، یعنی اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ مُجَاهِدٌ غَاسِقٌ اَللَّيْلُ اِذَا وَقَبَ غُرُوْبُ الشَّمْسِ يُقَالُ هُوَ اَبْيَنُ مِنْ فَرَقِ الصُّبْحِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ وَقَبَ اِذَا دَخَلَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَاَظْلَمَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اُس نے کسی کو جنا نہیں اور نہ ہی وہ جنا گیا ہے!

اس باب میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ کُفُوًا ،، میں کاف اور فا دونوں مضموم ہمزہ کے بغیر ہیں اور کِفِئًا بروزن فَعِل اور کِفَاءٌ بروزن فِعَال تینوں ہم معنیٰ ہیں۔ کفؤ کے معنی مثل اور نظیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل، نظیر اور شبیہ نہیں ہے۔

سُوْرَۃُ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

اس کو سورۂ فلق بھی کہتے ہیں۔ یہ سُورت مکی ہے۔ اس کے نزول میں اتفاق ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جبکہ کسی بدبخت شقی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا تھا۔ اس کی پانچ آیات ہیں۔ فلق بمعنی صبح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روائت یہ بھی ہے کہ "فَلَق" دوزخ میں جیلخانہ ہے سُدی نے کہا یہ جہنم کا کنواں ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ یہ دوزخ میں کنواں ہے جس کو ڈھانکا گیا ہے۔ کعب نے کہا جب اس کو کھولا جائے تو اس کی گرمی سے دوزخی چلاتے ہیں۔ واللہ اعلم!

قولہ قال مجاہد ،، مجاہد نے کہا غاسق رات ہے، اِذَا وَقَبَ ،، جس وقت سورج غروب ہوتا ہے کہا جاتا ہے۔ هُوَ اَبْيَنُ مِنْ فَلَقِ الصُّبْحِ وَفَرَقِ الصُّبْحِ ،، وہ صبح کھلنے سے زیادہ واضح ہے۔ یعنی فلق و فرق ہم معنیٰ ہیں۔ وَقَبَ ،، وقوب سے ہے۔ اس کے معنی ہیں سورج کا غروب ہونا اور اپنے مقام میں داخل ہونا

۴۶۵۸ — ترجمہ: زِرّ بن حُبیش رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مُعَوِّذَتَین کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا تو آپ نے فرمایا مجھے کہا گیا (یعنی جبرائیل نے کہا میں بھی کہتا ہوں کہ یہ قرآن ہے) پس ہم وہی کہتے ہیں جو

marfat.com
Marfat.com

۴۶۵۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَاصِمٍ وَعُبَيْدَةَ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قِيْلَ لِيْ فَقُلْتُ فَنَحْنُ نَقُوْلُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سُوْرَةُ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلْوَسْوَاسُ اِذَا وُلِدَ خَنَسَ الشَّيْطَانُ فَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ ذَهَبَ وَاِذَا لَمْ يُذْكَرِ اللّٰهُ ثَبَتَ عَلٰى قَلْبِهٖ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

۴۶۵۸ — شرح : ان دونوں سورتوں کے بارے میں سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ دونوں سورتیں قرآن نہیں ہیں بلکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تھا۔ اس کے دفع کرنے کے لئے یہ دونوں سورتیں نازل ہوئی ہیں۔ اس لئے زر بن حُبیش نے اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا تو آپ نے فرمایا مجھے کہا گیا : قُلْ اَعُوْذُ "، یعنی مجھے جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دونوں پڑھائی ہیں۔ یعنی یہ دونوں قرآن سے ہیں۔

سُوْرَةُ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ

اس کو سورۂ ناس بھی کہتے ہیں۔ اس کی چھ آیات ہیں ! "

قولہ یُذْکَرُ "یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا گیا کہ وسواس وہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہُوا تو شیطان اس کو مس کرتا ہے۔ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور جب اللہ

marfat.com
Marfat.com

۴۶۵۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ اَبِیْ لُبَابَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ح قَالَ وَثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زِرٍّ قَالَ سَاَلْتُ اُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ قُلْتُ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اِنَّ اَخَاكَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ اُبَیٌّ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ قِيْلَ لِیْ قُلْ فَقُلْتُ فَنَحْنُ نَقُوْلُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کا ذکر کیا جائے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور جب اللہ کا ذکر نہ کیا جائے تو مولود کے دل پر ثابت رہتا ہے یعنی شیطان بچے کی پسلی میں چھوتا ہے اور اس کو شدّتِ مس کے باعث اس کی جگہ سے زائل کرتا ہے تو بچہ رونے لگتا ہے۔

۴۶۵۹ — ترجمہ : زِرّ بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا میں نے کہا اے اَبَا الْمُنْذِر آپ کے بھائی (عبداللہ بن مسعود ایسا ایسا کہتے ہیں (یہ دونوں سورتیں قرآن سے نہیں ہیں) اُبی بن کعب نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا تھا تو آپ نے مجھے فرمایا مجھ سے یہ کہی گئی ہیں تو میں نے کہا۔ اُبی نے کہا ہم وہی کہتے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں ذکر کیا کہ اگر ہم کہیں کہ یہ دونوں سورتیں قرآن سے ہیں تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں متواتر ہوں گی پس ان کے انکار سے کفر لازم آئے گا اور اگر کہا جائے کہ یہ متواتر نہ تھیں تو لازم آئے گا کہ بعض قرآن متواتر نہ ہو اور یہ عقیدہ بہت مشکل ہے۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ احتمال ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں متواتر تھا، لیکن عبداللہ بن مسعود کے نزدیک متواتر نہ تھا۔ لہٰذا قرآن متواتر بھی ہے اور کفر بھی لازم نہیں آتا ،،

فَانْحَلَّتِ الْعُقْدَةُ بِعَوْنِهٖ تَعَالٰی ؛

تَمَّ كِتَابُ التَّفْسِيْرِ بِعَوْنِهٖ تَعَالٰی

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

marfat.com
Marfat.com

كِتَابُ اَبْوَابِ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ كَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ

وَاَوَّلُ مَا نَزَلَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُهَيْمِنُ الْاَمِيْنُ اَلْقُرْاٰنُ اَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهٗ

لَمْ يُوْلَدْ ،، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کا وجود انسان کے وجود جیسا نہیں جو عدم کے بعد حاصل ہوتا ہے اور دائمی باقی رہے گا یا وہ جنت عالیہ میں کبھی فنا نہ ہوگا یا دوزخ ہاویہ میں منقطع نہ ہوگا لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ،، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی وجود وہی غیر کے وجود کا مفید ہے اور وہ خود سے مستفید نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ،، اَللّٰهُ اَحَدٌ ،، اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ متنزہہ کے اثبات کی دلیل ہے اور صمدیت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ وہ محتاج نہیں غیر اس کا محتاج ہے اور لَمْ يَلِدْ سے آخر تک ان صفات کا سلب ہے جن سے اس کا غیر موصوف ہوتا ہے۔

فتوح الغیب میں امام غزالی سے منقول ہے۔ اُنھوں نے کہا واحد وہ ایک اس میں شرکت نہیں اور اَحَد وہ ہے جس میں ترکیب نہیں۔ پس واحد میں شریک کی نفی ہے جبکہ اَحَد میں اس کی ذات میں کثرت کی نفی ہے۔ صَمَد ،، غنی محتاج الیہ ہے وہ اَحَدیّ الذات اور واحدیّ الصفات ہے۔ کیونکہ اس کی ملکیت میں اگر اس کا کوئی شریک ہو تو وہ غنی محتاج الیہ نہ ہوگا بلکہ وہ اپنے قوام و وجود میں اجزائے ترکیبیہ کا محتاج ہوگا۔ پس صمد واحدانیت اور اَحَدیت کی دلیل ہے۔

لَمْ يَلِدْ ،، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کا مستمرّ وجود انسان کے وجود جیسا نہیں جس کا نوع توالد اور تناسل کے ذریعہ باقی ہے بلکہ وہ وجود مستمرّ ازلی ابدی ہے نہ اس کی ابتداء ہے اور نہ انتہاء

marfat.com
Marfat.com

۴۶۶۰ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَتْنِىْ عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَا لَبِثَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا

کتاب فضائل قرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

باب وحی کا نزول کیسے ہُوا اور جو سب سے پہلے نازل ہُوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَلْمُهَيْمِنُ یعنی امین ہے۔ قرآن کریم پہلی ہر کتاب پر امین اور نگہداشت کرنے والا ہے۔ یعنی قرآن اس کے ساتھ موصوف ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے قرآن حق کے ساتھ نازل کیا اور اپنے سے پہلے کتابوں کی تصدیق اور ان کی نگہداشت کرتا ہے "

۴۶۶۰ — ترجمہ: ابوسلمہ نے کہا مجھے ابن عباس اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہم نے خبر دی۔ اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں دس برس رہے کہ آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا پھر دس سال مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں رہے۔

۴۶۶۱ — شرح: یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں دس برس رہے اور آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا یا مراد یہ ہے کہ اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ " کے نزول کے بعد تین سال وحی رُک گئی تھی۔ اس کے بعد دس برس متواتر وحی نازل ہوتی رہی اور جبرائیل علیہ السلام قرآن لاتے رہے۔ لہٰذا یہ روایت اس روایت کے متضاد نہیں جس میں بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں تیرہ برس اقامت کا ذکر ہے (حدیث ۴۶۳۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۴۶۶۱ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ اَبِیْ عُثْمٰنَ قَالَ اُنْبِئْتُ اَنَّ جِبْرِیْلَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَہٗ اُمُّ سَلَمَۃَ فَجَعَلَ یَتَحَدَّثُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ سَلَمَۃَ مَنْ ھٰذَا اَوْ کَمَا قَالَ قَالَتْ ھٰذَا دِحْیَۃُ فَلَمَّا قَامَ وَاللّٰہِ مَا حَسِبْتُہٗ اِلَّا اِیَّاہُ حَتّٰی سَمِعْتُ خُطْبَۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخْبِرُ جِبْرِیْلَ اَوْ کَمَا قَالَ قَالَ اَبِیْ فَقُلْتُ لِاَبِیْ عُثْمٰنَ مِمَّنْ سَمِعْتَ ھٰذَا قَالَ مِنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ

۴۶۶۱ — ترجمہ : ابوعثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ جبکہ آپ کے حضور ام المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا تشریف فرما تھیں۔ جبرائیل علیہ السلام آپ سے کلام کرتے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ سلمہ سے فرمایا یہ کون ہے؟ یا جو بھی فرمایا ام المؤمنین نے فرمایا میں نے عرض کیا یہ دِحْیَہ کلبی ہے جب وہ چلے گئے تو ام المؤمنین نے فرمایا بخدا! میں نے اسے دِحْیَہ ہی خیال کیا تھا حتیٰ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سُنا کہ آپ جبرائیل علیہ السلام کی خبر ذکر فرما رہے تھے یا جو بھی فرمایا۔ معتمر نے کہا میرے والد نے ابوعثمان سے کہا تم نے یہ کس سے سُنا ہے؟ اُنھوں نے کہا میں نے یہ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سُنا ہے۔

۴۶۶۱ — شرح : دِحیہ کلبی جلیل القدر صحابی ہیں۔ وہ حسن وجمال میں ضرب المثل تھے۔ اسی لئے وہ اپنا چہرہ چھپا کر رکھتے تھے۔ جب جبرائیل علیہ السلام صورتِ بشریہ میں تجلی فرماتے تو اچھی صورت اختیار کرتے؛ چنانچہ دحیہ کلبی کی صورت میں نزول کرتے تھے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ واقعہ بنی قریظہ کے قصہ کے متعلق نہیں کہ وہ دحیہ کی صورت میں آئے اور بنو قریظہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے فرمایا؛ کیونکہ وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ انہوں نے اس کو گھر کے باہر دیکھا تھا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر میں انہیں دیکھا تھا جبکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہے تھے اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے حضور تشریف فرما تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۴۶۶۲ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ ثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

۴۶۶۲ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نبیوں میں سے کوئی نبی نہیں۔ مگر انہیں وہ معجزہ عطاء کیا گیا کہ اس کے سبب اُس کی مانند لوگ اس پر ایمان لائے اور جو مجھے عطاء کیا گیا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکار سب نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ ہوں گے۔

۴۶۶۲ ـــ شرح : اس عبارت کی ترکیب اس طرح ہے کہ کلمۂ ما موصولہ ہے "مِثْلُهٗ" مُبتداء اور "اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ" جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے اور جملہ اسمیہ موصول کا صلہ ہے موصول صلہ سے مل کر اُعْطِيَ کا مفعول ثانی ہے۔ "علی" بمعنی لام ہے کیونکہ یہ غلبہ کے معنی کو متضمن ہے۔ ورنہ اٰمَنَ کا صلہ باء چاہیئے تھا، کیونکہ ایمان باء یا لام کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ عَلٰی کے ساتھ استعمال نہیں ہوتا۔ معنیٰ یہ ہیں کہ معجزہ دیکھ کر لوگ مغلوب ہوجاتے اور ایمان لے آتے اور اپنی طرف سے اس کی مدافعت نہیں کرسکتے تھے۔ علامہ طیبی نے کہا لفظ "علیٰ" ہے۔ ای مغلوبًا علیہ فی التحدّی والمبارات "یعنی کوئی نبی نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے معجزے عطاء کئے کہ جب ان کا مشاہدہ کیا جائے تو دیکھنے والا اس پر ایمان لانے میں مجبور ہوتا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر نبی کو اُن کے زمانہ کے اعتبار سے معجزے دیئے جاتے تھے جو نبی کے دعویٰ کو ثابت کرتے تھے جیسے لاٹھی کا اژدھا بن جانا، کیونکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جادو کا بہت غلبہ تھا تو موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس وہ لائے جو جادو کے موافق تھا۔ اُس نے جادوگروں کو ایمان لانے پر مجبور کردیا، کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ کی مدافعت نہیں کرسکتے تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا بہت غلبہ تھا۔ تو عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس وہ لائے جو طب سے اعلیٰ تھا اور وہ مُردوں کو زندہ کرنا تھا۔ اور شہنشاہِ کون ومکان سرورِ کائنات محبوب خالق زمین وزمان علیہ التحیات والتسلیمات کے پاک زمانہ میں بلاغت کا بہت غلبہ تھا۔ اس کے سبب لوگ آپس میں ایک دوسرے پر فخر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ اُنھوں نے سات قصیدے کعبہ کے دروازہ پر مقابلتًا لٹکا رکھے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس

marfat.com
Marfat.com

قرآن پاک لائے جس کی تالیف انہی حروف سے ہے جن سے وہ اپنا کلام تالیف کرتے تھے۔ حتی کہ آپ کے زمانہ کے تمام فصحاء اور بلغاء کاملین کو عاجز کر دیا اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔ وَاللّٰہِ مَاھٰذَا کَلَامُ الْبَشَرِ ،، بخدا! یہ انسان کا کلام نہیں۔ نیز احتمال ہے کہ معنیٰ یہ ہوں کہ قرآن کی حقیقۃً اور صورۃً مثل نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،، فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ ،، اس کی مثل کوئی سورت لاؤ اور اس کے سوا جو دوسرے معجزات ہیں اگرچہ ان کی حقیقۃً مثل نہیں، لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کی مثل صوری ہو۔ (قسطلانی)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح میں ذکر کیا اس حدیث کے معنی میں مختلف اقوال ہیں ایک یہ کہ ہر نبی کو معجزہ دیا گیا ہے جس کی مثل اُن سے پہلے نبی کا معجزہ تھا تو لوگ اس پہ ایمان لائے اور میرا عظیم معجزہ قرآن کریم ہے۔ جس کی مثل کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ اس لئے میرے پیروکار دوسرے نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جو معجزہ مجھے دیا گیا ہے۔ اس میں جادو یا تشبیہ کا تخیل نہیں ہو سکتا ہے اور میرے علاوہ دوسرے نبیوں کے معجزوں میں یہ صورت نہیں؛ کیونکہ کبھی جادوگر کسی شئی کا تخیل کرتا ہے جو معجزہ کی صورت کے قریب ہوتی ہے۔ جیسے جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کی صورت میں تخیل کی تھی۔ اور وہ کبھی خیال بعض عالمی لوگوں پر غلبہ پاتا ہے اور وہ معجزہ اور جادو میں فرق معلوم نہیں کر پاتے جبکہ معجزہ اور تخییل کے درمیان فرق کرنے میں نظر و فکر کے محتاج ہوتے ہیں اور کبھی دیکھنے والا خطا کر پاتا ہے اور دونوں کو برابر اعتقاد کرتا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اُن کے دُنیا سے تشریف لے جانے سے ختم ہو گئے۔ اور ان کا مشاہدہ وہی لوگ کرتے تھے جو ان کی محفل میں موجود ہوتے تھے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن کریم قیامت تک باقی ہے اور اُس نے ہر زمانہ کے بلغاء کو عاجز کر دیا ہے۔ اس لئے قیامت تک لوگ اس پہ ایمان لاتے رہیں گے اور آپ کی امت دُوسرے نبیوں کی امت سے زیادہ ہوتی رہے گی۔

قولہ اِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ الخ اِنَّمَا کلمۂ حصر ہے۔ اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ صرف قرآن ہی نہیں بلکہ آپ کے معجزات حدِّ شمار سے باہر ہیں؛ لیکن ان میں سے عظیم تر معجزہ قرآن کریم ہے جو قیامت تک مستمر اور باقی ہے اور یہ مفید تر معجزہ ہے جبکہ یہ دعوتِ ایمان اور حجت و دلیل پر مشتمل ہے قیامت تک حاضر اور غائب اس پر ایمان لاتے رہیں گے۔ اس لئے ارشاد فرمایا مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری امت سب نبیوں کی اُمم سے زیادہ ہو گی۔

marfat.com
Marfat.com

۴۶۶۳ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَابَعَ عَلَى رَسُولِهِ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ

۴۶۶۴ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ ابْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُولُ اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ مَا أَرَى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى

۴۶۶۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پئے در پئے آپ پر وحی بھیجی۔ یہاں تک کہ وفات کے زمانہ کے قریب آپ پر وحی بکثرت نازل ہوئی پھر اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے"

۴۶۶۳ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب زمانہ میں وحی متواتر بھیجی جو پہلے زمانہ کی نسبت اکثر تھی، کیونکہ ابتداءِ بعثت میں وحی منقطع ہو جاتی تھی۔ پھر متواتر نازل ہونے لگی اور مکہ مکرمہ میں بہت تھوڑی طویل سورتیں نازل ہوئیں پھر حیوٰۃ نبویہ کے آخر زمانہ میں نزول وحی بکثرت ہوا کیونکہ فتح مکہ کے بعد مختلف ممالک کے وفود بکثرت آنے لگے اور احکام سے متعلق سوالات بھی بکثرت ہونے لگے تھے۔ اس لئے وحی کے نزول میں کثرت ہو گئی۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ حدیث بیان کرنے کا سبب یہ تھا کہ اُن سے زُہری نے پوچھا کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے وحی منقطع ہو گئی تھی؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا بلکہ آپ کی وفات سے قبل نزولِ وحی زیادہ تھا۔ واللہ اعلم!

۴۶۶۴ — ترجمہ : اسود بن قیس نے کہا میں نے جُندُب کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

بابُ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ
بِلِسَانِ قُرَيْشٍ وَالْعَرَبِ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ

صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور دو تین دن قیام تہجد نہ کیا تو ایک عورت آکر کہنے لگی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں تمہارے شیطان کو نہیں دیکھتی مگر وہ تمہیں چھوڑ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ،، نازل کی۔

۴۶۶۴ ــــ شرح: یہ وہی ناپاک عورت ہے جو ابولہب کی بیوی تھی اور کھجور کی رسی سے پھانسی دی گئی تھی۔ اس حدیث کو فضائل قرآن میں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کے نزول میں تاخیر ہونا اس لئے نہ تھا کہ آپ کو چھوڑ دیا گیا تھا بلکہ اس میں بڑی حکمتیں تھیں جو یکبارگی نزول میں سرانجام نہ پا سکتی تھیں؛ کیونکہ عرب اکثر بے پڑھے لوگ تھے اور وہ لکھنا نہ جانتے تھے۔ ان کے لئے قرآن کے پڑھنے سیکھنے میں بہت مشقت اور دشواری تھی؛ کیونکہ اس میں بہت غور و خوض کرنا ہوتا تھا اور شارع علیہ السلام کی وضاحت کرنے کے بغیر ان کے لئے مفہوم تک پہنچنا بہت دشوار تھا اس لئے بحسب ضرورت گاہے بگاہے آیات نازل ہوتی رہیں۔

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد قرآن مجید قریش اور عرب کی زبان میں نازل ہوا

اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد! قُرْآنًا عَرَبِيًّا ،، سے یہی مراد ہے کہ قرآن واضح عربی زبان میں نازل ہوا ہے ،،

شرح: قریش خاص اور عرب عام ہے۔ عام کا خاص پر عطف ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ سارا قرآن قریش کی زبان میں نہیں۔ بلکہ غیر قریش کی لغت میں بھی نازل ہوا ہے اور وہ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا ،، بظاہر یہی واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم مخصوص زبان میں نازل نہیں ہوا کیونکہ لفظ عرب سب عرب زمانوں کو شامل ہے۔ علامہ قسطلانی نے ابو شامہ سے نقل کیا کہ قرآن کریم کے نزول کی ابتداء قریش کی لغت میں تھی پھر غیر قریش کی لغت میں پڑھنا مباح رہا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قریش پر عرب کا عطف اس لئے ہے کہ قریش عرب ہیں اور قریش کے عرب میں داخل ہونے کے باوجود انہیں علیحدہ ذکر کرنے

marfat.com
Marfat.com

۴۶۶۵ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ فَاَمَرَ عُثْمَانُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنْ يَنْسَخُوْهَا فِی الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لَهُمْ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِیْ عَرَبِيَّةٍ مِّنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَاِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا

کا فائدہ یہ ہے کہ دوسرے عربوں پر قریش کی فضیلت ظاہر ہو۔ حکیم ترمذی نے اپنی کتاب "عِلْمُ الْاَوْلِیَاء" میں ذکر کیا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر وحی عربی میں اُتاری اور جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر رسول پر اس کی قومی زبان کے مطابق ترجمہ کیا اور صاحبِ وحی رسُول اپنی قوم کی زبان میں ترجمانی کرتے تھے۔ بہرکیف وحی عربی زبان میں نازل ہوتی تھی! شیخ دہلوی نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ یہ بات صحیح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو قرآن باتفاقِ صحابہ جمع کیا۔ اس وقت تمام قرآن جمع عثمانی کے مطابق تھا

۴۶۶۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا کہ وہ سورتوں اور آیات کو مصاحف میں لکھیں اور اُن سے فرمایا جب تم اور زید بن ثابت قرآن کریم کی عربی میں اختلاف پاؤ تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو، کیونکہ قرآن کریم قریش کی زبان میں نازل ہُوا ہے۔ پس اُنھوں نے وہی کیا (جو عثمان غنی نے فرمایا تھا)

۴۶۶۵ — شرح : یعنی ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں سورتیں اور آیات موجود تھیں انہیں مصاحف میں لکھیں اور جو کسی عربی لفظ میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو۔ اُنھوں نے حکم کی تعمیل کی۔ ابن شہاب نے کہا اس روز اُنھوں نے تابوت میں اختلاف کیا۔ زید بن ثابت نے کہا یہ لفظ "تابُوْہٌ" ہے۔ اور عبداللہ بن زبیر اور اُن کے ساتھیوں نے کہا یہ لفظ "تابوت" ہے وہ یہ قضیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے تو اُنھوں نے فرمایا اس کو تابوت لکھو، کیونکہ قریش کی لُغت میں تابُوت ہے اور قرآن قریش کی لُغت میں نازل ہُوا ہے

marfat.com
Marfat.com

۴۶۶۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ يَعْلٰى كَانَ يَقُوْلُ يَالَيْتَنِيْ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ اُظِلَّ عَلَيْهِ وَمَعَهٗ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ رَجُلٍ اَحْرَمَ فِيْ جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِطِيْبٍ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَاَشَارَ عُمَرُ اِلٰى يَعْلٰى اَنْ تَعَالَ فَجَآءَ يَعْلٰى فَاَدْخَلَ رَاْسَهٗ فَاِذَا هُوَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ اَيْنَ الَّذِيْ يَسْئَلُنِيْ عَنِ الْعُمْرَةِ اٰنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيْءَ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَّا الطِّيْبُ الَّذِيْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ

۴۶۶۶ — ترجمہ : عطاء نے کہا مجھے صفوان بن یعلیٰ بن اُمیّہ نے خبر دی کہ یعلیٰ کہتے تھے کاش میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھوں جبکہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جِعْرانہ میں تھے۔ اور آپ پر کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا۔ جبکہ آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی اچانک ایک شخص آیا جو خوشبو سے لتھڑا ہوا تھا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! اس شخص کے بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں جس نے جُبّہ میں احرام باندھا ہو بعد اس کے کہ وہ خوشبو میں لتھڑا ہوا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے جواب میں) کچھ دیر انتظار کیا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ جَمْعُ الْقُرْاٰنِ

۴۶۶۷ــ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَبُوْبَکْرٍ مَقْتَلَ اَهْلِ الْیَمَامَةِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهٗ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّ عُمَرَ اَتَانِیْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ یَوْمَ الْیَمَامَةِ بِقُرَّآءِ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّیْ اَخْشٰی اِنِ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّآءِ بِالْمَوَاطِنِ فَیَذْهَبَ کَثِیْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ لِعُمَرَ کَیْفَ تَفْعَلُ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ

پھر آپ کے پاس وحی آیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یعلیٰ کو اشارہ کیا وہ آئے اپنا سر پردہ میں داخل کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سرخ ہوگیا ہے اور آپ سے خراٹے کی آواز نکل رہی ہے۔ پھر آپ سے یہ حالت دور ہوئی تو فرمایا وہ شخص کہاں ہے جو مجھ سے ابھی ابھی عمرہ کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ اس شخص کو تلاش کیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تجھ پر خوشبو لگی ہوئی ہے اس کو تین بار دھو ڈال اور جبہ اُتار دو پھر اپنے عمرہ میں وہی کرو جو حج میں کرتے ہو۔

شرح : یعنی جو حج میں طواف، سعی اور حلق وغیرہ کرتے ہو اور محظوراتِ احرام سے بچتے ہو وہی عمرہ میں کرو۔ اس حدیث کو اس باب میں ذکر کرنے کا مقصد ۴۶۶۶ ــــ یہ ہے کہ قرآن اور سنت ایک ہی وحی اور ایک ہی زبان میں ہیں اور یہ دونوں ایک ہی نہج پر ہیں؛ لیکن اس وقت یہ ضروری ہے کہ عربی عبارت جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف سے ظاہر ہوئی ہے۔ بعینہٖ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ایسی ہی سنی ہو۔ جعرانہ یہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام ہے یہ حل میں احرام باندھنے کا مقام ہے یُنضَخُ مُتَضَوِّخ خوشبو سے لتھڑا ہونا۔ غطیط خراٹے کی آواز "

باب قرآن کا جمع کیا جانا

۴۶۶۷ــــ ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا اہلِ یمامہ کی جنگ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِذٰلِكَ وَرَأَيْتُ
فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَأٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ
عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا
كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا اَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ
شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ
يَزَلْ اَبُوْبَكْرٍ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ
اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ
الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ
لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهٖ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَآءَةَ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى
تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهٗ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ

نے مجھے بلایا۔ جبکہ ان کے پاس عمر فاروق بھی بیٹھے تھے۔ ابوبکر صدیق نے کہا میرے پاس عمر بن خطاب آئے ہیں
انھوں نے کہا ہے کہ یمامہ کی جنگ میں بہت سے قاری شہید ہو گئے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر جنگوں میں قاریوں
کا قتل سخت رہا تو انہیں ختم کر دے گا اور بہت سا قرآن جاتا رہے گا۔ میری رائے ہے کہ قرآن جمع کرنے کا
حکم دیں۔ میں نے عمر سے کہا ہے جو کام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ تم کیسے کرو گے۔ عمر نے کہا
بخدا! یہ کام اچھا ہے وہ میرے ساتھ تکرار کرتے رہے۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور
اس کے متعلق میں نے بھی وہی دیکھا ہے جو عمر نے دیکھا ہے۔ زید بن ثابت نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے کہا تم نوجوان مرد عاقل ہو ہم تمہیں متہم بھی نہیں کرتے ہیں حالانکہ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا
کرتے تھے۔ پس قرآن تلاش کرو اور اس کو جمع کرو اللہ کی قسم! اگر مجھے کسی پہاڑ اٹھانے کی تکلیف دیتے تو قرآن

marfat.com
Marfat.com

جمع کرنے سے جس کا اُنھوں نے مجھے حکم دیا تھا۔ زیادہ بھاری نہ ہوتا۔ میں نے کہا وہ کام تم کیسے کرو گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم یہ اچھا کام ہے۔ ابوبکر صدیق میرے ساتھ تکرار کرتے رہے حتی کہ اللہ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا جس کے لئے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا۔ میں نے قرآن تلاش کرنا شروع کیا۔ اس حال میں کہ میں اس کو کھجور کے پٹھوں، سفید باریک پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرتا تھا حتی کہ میں نے سورۂ توبہ کا آخر ابوخزیمہ انصاری کے پاس پایا۔ اُن کے سوا اور کسی کے پاس وہ نہ پایا : لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ الآیۃ سورۂ برآت کے خاتمہ تک پھر یہ صحیفے ابوبکر صدیق کے پاس رہے حتی کہ اُنھوں نے وفات پائی پھر عمر فاروق کے پاس ان کی زندگی تک رہے۔ پھر ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پاس رہے۔

شرح : اس باب میں قرآن کا اوراق میں جمع کرنے کا ذکر ہے جن کو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مصحف میں جمع کیا گیا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مصحف میں اس لئے جمع نہ کیا تھا کہ بعض آیات منسوخ ہوتی تھیں۔ اگر ان کو ایک مصحف میں جمع کرتے پھر نسخ کے باعث بعض آیات کی تلاوت اُٹھائی جاتی تو اختلاف پیدا ہوجاتا اور منسوخ کا ناسخ کے ساتھ اختلاط رہتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے نسخ کے زمانہ تک قرآن کریم قلوب میں محفوظ رکھا اور زمانۂ نبوت میں اس کی تالیف رہی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمع کیا گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں منسوخ آیات کو خارج کر دیا گیا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں سارا قرآن مکتوب تھا لیکن ایک جگہ جمع نہ تھا اور نہ سورتیں مرتب تھیں۔

مسیلمہ کذاب نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور اکثر عربوں کے مرتد ہونے کے سبب اس کو بہت قوت حاصل ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زوال زماں کیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اس کو قتل کیا۔ اس جنگ میں تقریباً سات سو یا اس سے زیادہ صحابہ کرام شہید ہوئے اس جنگ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق کو قرآن جمع کرنے کا مشورہ دیا؛ کیونکہ شہید ہونے والوں میں حُفاظِ قرآن بکثرت تھے اس لئے عمر فاروق نے فرمایا کہ ان حضرات کے قتل کے سبب قرآن کا اکثر حصہ جاتا رہے گا چونکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کاتب وحی رہے تھے۔ اس لئے انہیں اس پر مامور کیا گیا تھا۔ وہ مکتوب قرآن سینوں میں محفوظ قرآن کے موافق لکھتے تھے۔ ابوداؤد میں روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا جس کسی نے سیدِعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی کوئی آیت سُنی ہے وہ آکر بتائے وہ اسے صحائف تختیوں اور پٹھوں میں لکھے جاتے تھے۔ اور جب تک دو شاہد گواہی نہ دینے اسے قبول نہ کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زید بن ثابت محض مکتوب کے پانے پر اکتفاء نہ کرتے تھے حتی کہ سُننے والا اس پر گواہ پیش کرتا بایں ہمہ خود زید کو وہ یاد ہوتی تھی۔ اُنھوں نے یہ طریق کار

marfat.com
Marfat.com

۴۶۶۸ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلٰى عُثْمَانَ وَ كَانَ يُغَازِیْ اَهْلَ الشَّامِ فِیْ فَتْحِ اِرْمِيْنِيَةَ وَاَذْرَبِيْجَانَ مَعَ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاَفْزَعَ حُذَيْفَةَ اخْتِلَافُهُمْ فِی الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لِعُثْمَانَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ يَّخْتَلِفُوْا فِی الْكِتَابِ اِخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی فَاَرْسَلَ عُثْمَانُ اِلٰی حَفْصَةَ

محض احتیاط میں مبالغہ کے لئے اختیار کر رکھا تھا۔ نیز ابوداؤد نے ہشام بن عروہ کے طریق سے روائت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق اور زید بن ثابت سے فرمایا تھا کہ تم مسجد کے دروازہ پر بیٹھ جاؤ جو کوئی تمہارے پاس قرآنی آیت پر دو شاہد لائے اس کو لکھ لو۔ دو شاہدوں سے مراد حفظ اور کتابت ہے یا وہ دو گواہ مراد ہیں جو یہ شہادت دیں کہ یہ مکتوب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا تھا۔ مقصد یہ ہے کہ وہی آیات لکھی جائیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھی گئی ہیں محض لفظ مراد نہیں اور صدور رجال سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے قرآن کریم کو جمع کیا اور اپنے سینوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں کامل محفوظ رکھا جیسے اُبَیّ بن کعب اور معاذ بن جبل نے محفوظ رکھا تھا۔ زید بن ثابت نے کہا میں نے سورۂ توبہ کی آخری آیت ابوخزیمہ بن اوس بن یزید بن حرام کے پاس پائی۔ ان کا نام معروف نہیں وہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے اس سے یہ لازم آئے گا کہ یہ دو آیتیں متواتر نہیں لہٰذا یہ قرآن میں داخل نہیں؛ کیونکہ قرآن تواتر سے منقول ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت یہ دو آیتیں ابوخزیمہ کے سوا اور کسی کے پاس مکتوب نہ تھیں لہٰذا یہ تواتر کے منافی نہیں۔ یہ صحیفے جنہیں زید بن ثابت نے جمع کیا تھا۔ ابوبکر صدیق کی زندگی تک ان کے پاس رہے پھر عمر فاروق کی حفاظت میں رہے۔ انھوں نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی تھی کہ ان کو محفوظ رکھیں حتی کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے انہیں کتاب کی شکل میں مؤلف کر کے ملک کے اطراف و آفاق میں پھیلا دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحمت کرے وہ پہلا شخص ہے جس نے اللہ کی کتاب کو جمع کیا۔ ابن ابی داؤد نے مصاحف میں ابن سیرین کے طریق سے ذکر کیا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک میں قرآن جمع نہ کر لوں گا اپنے پر

marfat.com
Marfat.com

اَنْ اَرْسِلِیْ اِلَیْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِی الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا اِلَیْكِ
فَاَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةُ اِلٰی عُثْمٰنَ فَاَمَرَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ
الزُّبَیْرِ وَسَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ ابْنِ هِشَامٍ
فَنَسَخُوْهَا فِی الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمٰنُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِیِّیْنَ الثَّلٰثَةِ اِذَا
اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَیْدُ ابْنُ ثَابِتٍ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ
قُرَیْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰی اِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِی
الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمٰنُ الصُّحُفَ اِلٰی حَفْصَةَ وَاَرْسَلَ اِلٰی كُلِّ اُفُقٍ
بِمُصْحَفٍ مِّمَّا نَسَخُوْا وَاَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِیْ كُلِّ صَحِیْفَةٍ اَوْ
مُصْحَفٍ اَنْ یُّحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِیْ خَارِجَةُ بْنُ زَیْدِ
ابْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ اٰیَةً مِّنَ الْاَحْزَابِ
حِیْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَاُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعْ خُزَیْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ

چادر نہیں اوڑھوں گا پھر اس کو جمع کیا۔ اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمع کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کا اسناد ضعیف ہے۔ اگر اس کو تسلیم بھی کرلیں کہ یہ محفوظ ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جمع کرنے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم کو اپنے سینہ میں محفوظ کرلیں گے

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابن شہاب سے بیان کیا کہ

۴۶۶۸ حذیفہ بن یمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ اہل شام اور اہل عراق کو ارمینیہ اور آذربیجان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کو فتح کرنے کے لئے لشکر تیار کر رہے تھے۔ حذیفہ کو اہل شام اور اہل عراق کے قرآن پڑھنے کے اختلاف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا تو انہوں نے حضرت عثمان غنی سے کہا اے امیر المؤمنین! اس امت کو یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں

marfat.com
Marfat.com

اَلْاَنْصَارِیِّ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَلَحِقْنَاھَا فِیْ سُوْرَتِھَا فِی الْمُصْحَفِ

اختلاف کرنے سے روکیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کسی کو ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ وہ صحیفے ہمارے پاس بھیج دیں۔ ہم ان کو مصحف میں لکھ لیں پھر وہ آپ کو واپس کر دیں گے۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے قرآنی صحیفے حضرت عثمان کو پہنچا دیئے تو انھوں نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا انھوں نے اس کو مصاحف میں لکھ دیا۔ حضرت عثمان نے تین قریشیوں سے فرمایا کہ جب تم اور زید بن ثابت قرآن کے کسی کلمہ میں اختلاف کرو تو اس کو قریش کی لغت میں لکھو۔ قرآن صرف قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے۔ انھوں نے عثمان کے حکم کی تعمیل کی حتیٰ کہ جب صحیفوں کو مصاحف میں لکھ دیا تو عثمان نے وہ صحیفے ام المؤمنین حفصہ کو واپس کر دیئے اور ملک کے ہر کونے میں ایک ایک مصحف بھیج دیا۔ جو انھوں نے لکھا تھا اور حکم دیا کہ اس کے سوائے جو قرآن، صحیفہ یا مصاحف میں ہے اس کو جلا دیا جائے ابن شہاب زہری نے کہا مجھے خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ زید بن ثابت نے اپنے والد سے سماعت کی ہے۔ زید بن ثابت نے کہا جس وقت ہم نے مصحف لکھا تو میں نے سورۂ احزاب کی آیت گم پائی، حالانکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو وہ آیت پڑھتے سنا تھا۔ ہم نے اس کی تلاش کی تو خزیمہ بن ثابت کے پاس ملی وہ یہ ہے مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ، تو ہم نے اس کو مصحف کی اس سورت میں ملا دیا۔

۴۶۶۸ — شرح : اَنْمِیْنِیَہ، روم کے ملک میں بہت بڑا شہر ہے۔ ابن سمعانی نے کہا اس کی خوبصورتی بہترین آب و ہوا خوشگوار اور پانی اور درختوں کی کثرت کے سبب اس کو ضرب المثل کہا جاتا ہے۔ یہ شہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سلمان بن ربیعہ باہلی نے چوبیس ہجری میں فتح کیا تھا۔ اَذَرْبِیْجَان یا آذَرْبِیْجَان دونوں طرح پڑھا جاتا ہے یہ بہت بڑی ریاست ہے۔ اس میں تبریز بہت مشہور شہر ہے۔ اس عظیم مملکت میں ہر شئی کی بہتات ہے۔ اس میں مسافر کو پانی ساتھ لینے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ وہاں پانی کی فراوانی ہے۔ جدھر جائیں پانی قدموں میں ہوتا ہے وہاں کے لوگ خوبصورت اور سرخ چہروں والے ہیں ان کی ایک زبان ہے جسے اَذَرِیہ کہا جاتا ہے اسے اُن کے سوا کوئی نہیں سمجھتا ہے۔ وہاں کے لوگ نرم مزاج خوش خلق ہیں اور معاملات میں بہت اچھے ہیں مگر ان کی طبع میں بخل بہت ہے۔ یہ فتنہ و فساد کی آماجگاہ رہا ہے۔ وہاں اکثر لڑائیاں ہوتی رہی ہیں۔ اس لئے اس کے اکثر شہر کھنڈرات ہو چکے ہیں۔ پہلے یہ شہر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت

marfat.com
Marfat.com

میں فتح ہوا تھا۔ انہوں نے مغیرہ بن شعبہ ثقفی کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا اور ان کو حذیفہ بن یمان کی طرف آذربیجان کی حکومت کے لئے خط دیا جو انہیں نہاوند میں ملا تو وہ وہاں سے ایک لشکر جرار لے کر آذربیجان گئے۔ مسلمانوں نے سخت جنگ کی پھر مرزبان نے آٹھ لاکھ درہم پر حذیفہ سے اس شرط پہ صلح کرلی کہ اُن میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے اور نہ قید کریں گے اور نہ ہی ان کا آتش کدہ برباد کریں گے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ کو معزول کرکے عتبہ بن فرقد کو آذربیجان کا حاکم مقرر کیا جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ولید بن عتبہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا تو عتبہ بن فرقد کو آذربیجان سے معزول کردیا تو ان لوگوں نے عہد توڑ دیا۔ ولید بن عتبہ نے پچیس ہجری میں ان پر حملہ کیا جبکہ حذیفہ بن یمان اُن کے لشکر میں تھے "

قولہ اختلاف الیہود والنصاریٰ " یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امت محمدیہ کی ان کے قرآن کی قرأت میں اختلاف کرنے سے پہلے حفاظت کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہود و نصاریٰ کے تورات و انجیل میں اختلاف کی طرح وہ بھی قرآن میں اختلاف کرنے لگیں۔ عمارہ بن غزیہ کی روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المؤمنین اس امت کی حفاظت کریں انہوں نے فرمایا کیا تشویش ہوئی ہے؟ حذیفہ نے کہا میں نے ارمینیہ کے علاقہ میں غزوہ کیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اہل شام اُبی بن کعب کی قرأت کے مطابق پڑھتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اہل عراق نے یہ قرأت کبھی نہیں سُنی جبکہ اہل عراق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرادت کے مطابق پڑھتے ہیں جو اہل شام نے کبھی نہیں سُنی اور وہ ایک دُوسرے کی قراءت کا انکار کرتے ہیں۔ ابن ابی داؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ سوید بن غفلہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرّم اللہ وَجْہَہٗ الکریم نے فرمایا عثمان کے متعلق اچھی بات کیا کرو۔ بخدا! اُنھوں نے قرآن کریم کے بارے میں جو کچھ کیا ہے وہ ہماری موجودگی میں کیا ہے۔ اور کہا اِس قرآءۃ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں میری قرأت تمہاری قرأت سے اچھی ہے اور قریب ہے کہ یہ قرأت کفر ہو ہم نے کہا آپ کی رائے کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ لوگوں کو ایک مصحف پہ جمع کریں۔ تاکہ ان میں فرقہ بندی اور اختلاف نہ ہو ہم نے کہا یہ رائے بہت اچھی ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توشیح میں ذکر کیا وہ صحیفے یا اوراق جن میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں قرآن جمع کیا گیا تھا اور وہ جُدا جُدا سورتیں تھیں اور ہر سُورت میں اس کی آیات مرتبہ تھیں، لیکن ان کی ترتیب ایک دُوسرے کے بعد ترتیبی صورت نہ تھی جب بعض آیات منسوخ ہوگئیں اور ان کو مرتب کیا گیا تو مجموعہ مصحف ہوگیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام کی جماعت کے مشورہ سے یہ کیا تھا۔ مصعب بن سعد کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں میں اچھا کاتب کون ہے؟ لوگوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب زید بن ثابت بہترین کاتب ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا زیادہ فصیح کون ہے؟ لوگوں نے کہا سعید بن عاص بہترین فصیح ہے۔ حضرت عثمان نے فرمایا سعید لکھوائے اور زید لکھتا جائے۔ ابن ابی داؤد نے ان لوگوں کے

marfat.com
Marfat.com

کے نام ذکر کئے ہیں جنہوں نے قرآن لکھا تھا۔ ان میں سے مالک بن ابی عامر ہیں جو حضرت انس بن مالک کے دادا ہیں نیز کثیر بن افلح ، ابی بن کعب ، انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔ صحیح بخاری کی روائت کے مطابق حضرت عثمان نے قریش سے تعلق رکھنے والوں سعید بن عاص ، عبداللہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا جب تم اور زید بن ثابت قرآن کی عربیت میں اختلاف کرو تو اسے قریش کی لغت میں لکھو! کیونکہ بیشتر قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا ہے انھوں نے ایسا ہی کیا اور قرآن کریم کی مکمل کتابت کے بعد صحیفے ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیئے گئے۔ مشہور روائت کے مطابق پانچ قرآن لکھے ان میں سے ایک تو حضرت عثمان نے اپنے پاس رکھا اور باقی چار مختلف اطراف پہنچا دیئے۔ دانی نے مقنع میں ذکر کیا کہ اکثر علماء کہتے ہیں کہ چار عدد لکھے تھے۔ ان میں سے ایک کوفہ دوسرا بصرہ اور تیسرا شام بھیج دیا جبکہ ایک نسخہ اپنے پاس رکھ لیا۔ ابوحاتم نے کہا ابن ابی داؤد کی روائت میں ہے کہ سات مصاحف لکھے تھے اور وہ مکہ مکرمہ ، شام یا یمن ، بحرین بصرہ اور کوفہ بھیج دیئے جبکہ ایک مصحف اپنے پاس مدینہ منورہ رکھ لیا۔ اور یہ مصحف جو حضرت عثمان نے لکھوایا تھا اور جو اطراف و اکناف کے ممالک میں بھیج دیا گیا اس کے سوا جو شاذ ، منسوخ اور مفسّر تھا اس کو پانی سے دھو کر صاف کاغذوں کو جلا دیا گیا تاکہ ان پر مطلع ہونے والا ان کو قرآن نہ سمجھے۔

قاضی عیاض و قسطلانی ، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی سوال پوچھے کہ قرآن کریم کو جلانا کیسے جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو جلایا گیا تھا وہ قرآن نہ تھا بلکہ منسوخ آیات کا مجموعہ اور غیر قرآن سے مخلوط تفسیر اور غیر قریش کی لغات اور شاذ قراءات تھیں جن کے قرآن نہ ہونے کا یقین تھا۔

ابن بطال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان رسالوں اور کتابوں کو جلا دینے میں کوئی حرج نہیں جن میں اللہ کا نام مکتوب ہو ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نام کی تکریم و تعظیم ہے تاکہ پاؤں کے نیچے نہ آئے بعض نے کہا اگر ضرورت پڑے تو دھو ڈالنا ہی بہتر ہے۔ احناف کا اس مسئلہ میں موقف یہ ہے کہ اگر قرآن کریم کہنہ اور بوسیدہ ہو جائے تو اس کو ایسی جگہ دفن کر دینا چاہیئے جہاں لوگوں کی گزرگاہ نہ ہو اور اس پر لوگوں کے پاؤں نہ آئیں۔

قولہ فقدتُ آیۃً ، یعنی زید بن ثابت نے کہا میں نے جب مصحف لکھا تو سورۂ احزاب کی ایک آیت گم پائی۔ اس آیت کریمہ کے متعلق اختلاف ہے کہ اس آیت کا فقدان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں تھا یا اس زمانہ میں تھا جبکہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لکھنے کا حکم کیا تھا۔ زہری سے روائت ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے زمانِ خلافت میں گم پائی گئی۔ بعض نے کہا یہ زہری کا اپنا وہم ہے۔ بعض نے کہا یہ فقدان حضرت عثمان غنی کے زمانہ میں تھا ابوبکر کے زمانہ میں نہ تھا۔ اس وقت کہا گیا تھا کہ سورۂ توبہ کا آخر ہم نے گم پایا تھا۔ اس حدیث میں نسَخْنا ، یعنی ہم نے لکھا کے صیغہ جمع متکلم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عثمان کے عہدِ خلافت میں فقد آیت ہوا تھا ، لیکن اس دلیل میں نظر ہے کیونکہ اگر ابوبکر صدیق کے زمانہ میں فقد آیت نہ پایا گیا تھا اور یہ معلوم تھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آیت کے گم ہونے کا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَاتِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۶۸ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ قَالَ اِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ

کوئی معنی نہیں ہے۔ (تیسیر القاری) زید بن ثابت نے کہا وہ آئت کریمہ جو گم پائی گئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے میں سنا کرتا تھا تو ہم نے وہ خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس پائی۔ وہ آئت کریمہ یہ ہے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ، تو ہم نے اسے سورت احزاب میں لاحق کر دیا۔ سورۂ توبہ کی آخری آئت جس سے ملی تھی ابو خزیمہ تھے رضی اللہ عنہ۔ خزیمہ بن ثابت انصاری جن کے پاس سورۂ احزاب کی آئت پائی گئی تھی وہ ہیں جن کی گواہی دو گواہوں کے مساوی تھی، اس سے الحاق کے متعلق مذکور خلجان بھی مندفع ہو گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں یہ شرط ہے کہ تواتر سے منقول ہو تو اس آئت کو لاحق کرنا کیسے صحیح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ آئت کریمہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سنی ہوئی تھی۔ اس کی سورت اور مقام انہیں معلوم تھا۔ صرف اس کی کتابت نہ پائی گئی تھی اور فقدِ کتابت عدمِ تواتر کو مستلزم نہیں؛ البتہ یہ سوال پوچھا جا سکتا ہے کہ اگر قرآن متواتر ہے تو اس قدر تلاش اور جستجو کا کیا مقصد ہے جبکہ سفید پتھروں اور کھجوروں کے پتوں پر لکھا ہوا تلاش کرنا پڑا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے یہ کیا گیا حالانکہ قرآن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کا ذکر

اس باب میں اس شخص کا ذکر ہے جو وحی لکھتا تھا بعض روایات میں جمع کا صیغہ مذکور ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کُتّاب کا ذکر، حدیث میں صرف زید بن ثابت کو ہی ذکر کیا ہے کیونکہ اُن کے سوا باقی بخاری کی شرط کے مطابق نہ ہوں گے۔ زید بن ثابت کے علاوہ اور بھی کاتبِ وحی تھے۔ کیونکہ زید ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے ہیں حالانکہ مکہ مکرمہ میں بھی آپ کے کاتب تھے۔ زید بن ثابت کے علاوہ اور بھی کاتبِ وحی بہت تھے کیونکہ زید ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے ہیں حالانکہ مکہ مکرمہ میں بھی آپ کے کاتب تھے؛ چنانچہ سب سے پہلا مکہ مکرمہ میں عبداللہ بن ابی سرح وحی لکھا کرتا تھا پھر وہ مرتد ہو گیا اور فتح مکہ میں اُس نے دوبارہ

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ اِنَّکَ کُنْتَ تَکْتُبُ الْوَحْیَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاتَّبِعِ الْقُرْاٰنَ فَتَتَبَّعْتُ حَتّٰی وَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَۃِ التَّوْبَۃِ اٰیَتَیْنِ مَعَ اَبِیْ خُزَیْمَۃَ الْاَنْصَارِیِّ لَمْ اَجِدْھُمَا مَعَ اَحَدٍ غَیْرِہٖ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ اِلٰی اٰخِرِہٖ

۴۶۷۰ — حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْعُ لِیْ زَیْدًا وَلْیَجِئْ بِاللَّوْحِ وَالدَّوَاۃِ وَالْکَتِفِ اَوِ الْکَتِفِ وَالدَّوَاۃِ ثُمَّ قَالَ

اسلام قبول کیا تھا۔ خلفاء راشدین، زبیر بن عوام، سعید بن عاص کے دو بیٹوں خالد اور ابان، حنظلہ بن ربیع اسدی مُغَیْقِیب بن ابی فاطمہ، عبداللہ بن ارقم زُہری، شُرَحْبِیل بن حسنہ اور عبداللہ بن رواحہ نے بھی وحی لکھی ہے۔ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اُبی بن کعب نے وحی لکھی ہے جبکہ زید بن ثابت ان کے بعد مقرر ہوئے تھے

۴۶۶۹ — ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابن سباق نے کہا کہ زید بن ثابت نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے پاس کسی کو بھیجا انھوں نے مجھے فرمایا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتے تھے۔ لہٰذا قرآن کریم تلاش کرو میں نے جستجو شروع کر دی حتیٰ کہ سورۂ توبہ کی آخری دو آیتیں ابوخزیمہ انصاری کے پاس پائیں ان کے سوا کسی کے پاس وہ نہ پائیں (وہ یہ ہیں) لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ الآیۃ

(اس سے پہلے باب میں تفصیل مذکور ہے)

۴۶۷۰ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت کریمہ لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الآیۃ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زید بن ثابت کو میرے پاس بلاؤ! اور وہ تختی اور دوات

marfat.com
Marfat.com

اُكْتُبْ لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرُوبْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰى قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنِىْ فَاِنِّىْ رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بَابُ اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ

۴۶۷۱ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِى اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقْرَاَنِىْ جِبْرَئِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهٗ فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِيْدُهٗ وَيَزِيْدُنِىْ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ

اور شانہ کی ہڈی لیتا آئے یا شانہ کی ہڈی اور دوات فرمایا۔ پھر فرمایا یہ آیت کریمہ : لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ الآیۃ لکھو جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عمرو بن اُمِّ مکتوم نابینا تھے۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ میں نابینا ہوں تو اسی مقام میں یہ آیت کریمہ : لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ ،، نازل ہوئی۔

۴۶۷۰ — شرح : یعنی اہلِ ضرر اور بیمار لوگوں کے ماسوا گھروں میں بیٹھنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں۔ (حدیث ۴۶۷۸ اور ۲۶۳۶ کی شرح دیکھیں) ابن مکتوم کے نام میں مختلف اقوال ہیں۔ حافظ ابونعیم نے کہا اُن کا نام عبداللہ ابن زایرہ ہے۔ محی السنہ نے کہا عبداللہ بن شریح بن مالک ہے۔ بعض نے عمرو کہا ہے امام بخاری کے نزدیک یہی نام مختار ہے جو بعض نے کہا ہے اس حدیث میں لفظ "اُولِى الضَّرَرِ ،، فی سبیل اللہ کے بعد مذکور ہے، حالانکہ قرآن کریم میں "الْمُؤْمِنِيْنَ ،، کے بعد واقع ہے۔ شیخ ابن حجر نے کہا یہاں بطور تفسیر مذکور ہے بطریق تلاوت نہیں۔"

marfat.com
Marfat.com

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا سات حرفوں سے مراد سات وجوہ یعنی سات لغات ہیں۔ اُن میں سے ہر لغت میں قرآن پڑھنا جائز ہے۔ یہ مراد نہیں کہ قرآن کا ہر کلمہ سات وجہ سے پڑھا جاتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کبھی بعض کلمات سات سے اکثر وجہ سے پڑھے جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے غالباً یہ زیادتی اداء کی کیفیت میں ہے جیسے مدّ اور امالہ وغیرہ میں ہے۔ بعض نے کہا سَبْعَہ سے مُراد حقیقۃً عدد نہیں ہے۔ بلکہ مراد تیسیر و تسہیل ہے اور سبعہ کا لفظ احاد میں کثرت پر بھی بولا جاتا ہے؛ چنانچہ سبعون کا اطلاق عشرات میں کثرت پر اور سبعمأۃ سے مراد مأت میں کثرت ہے۔ ان سے معین عدد مراد نہیں۔ قاضی عیاض اور ان کے ساتھیوں کا یہی مختار ہے۔

۴۶۷۱ — ترجمہ: عُبَیْدُ اللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے جبرائیل نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا۔ میں نے اس سے مراجعت کی (کہ اور وجہ پر پڑھائیں) اور میں زیادہ کرواتا رہا اور وہ زیادہ کرتے رہے حتیٰ کہ سات حروف تک پہنچے۔

۴۶۷۱ — شرح: مسلم کی روائت میں ہے کہ میں نے جبرائیل کی طرف یہ ردّ کیا کہ میری اُمت پر آسانی کی جائے۔ ایک دوسری روائت میں ہے کہ میری اُمت کو اس کی طاقت نہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آئت میں مراد یہی سات لغات ہیں

سفیان بن عُیَینہ نے کہا اس سے مراد سات وجوہ ہیں جو معنی میں متفق اور الفاظ مختلف ہیں جیسے اَقبِل، تَعَالَ، ہَلُمَّ، عَجِّل، اسرِع وغیرہ یہ الفاظ مختلف ہیں۔ لیکن ان کے معانی متفق ہیں،،

عام لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے مراد سات قرأتیں ہیں۔ یہ جہالت ہے کیونکہ قرآت سبعہ سب ایک حرف میں ہیں۔ اور یہ قریش کی لغت ہے۔ توشیح میں ذکر کیا اس میں چالیس اقوال ہیں ان میں سے قریب تر دو قول ہیں جو ہم نے ذکر کئے ہیں۔

مجمع میں ذکر کیا کہ مراد سات حروف ادغام اور اس کا ترک، تفخیم، ترقیق، اِمالہ، مدّ اور لین وغیرہ ہیں کیونکہ ان میں لغتِ عرب مختلف ہے۔ اللہ نے اس میں آسانی کر دی تاکہ ہر ایک اپنے موافق لغت میں پڑھ لے اور یہ لغتِ قریش میں لکھنے کے منافی نہیں؛ کیونکہ کتابت قرآءت کے منافی نہیں۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

۴۶۷۲ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ ابْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ ابْنَ حَكِيمٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيْوَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ اِقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اِقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ

کتابت قریش کی لغت میں ہو اور قرأت ان لغات میں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر تخفیف کی اور مختلف لغات میں پڑھنے کی اجازت دی اگرچہ اس کا اول نزول لغتِ قریش میں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۶۷۲ — ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاریؓ نے ان کو خبر دی کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ ہشام بن حکیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سورۂ فرقان پڑھ رہے تھے۔ میں نے

marfat.com
Marfat.com

الْقِرَاءَةَ الَّتِیْ اَقْرَأَنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَذٰلِکَ اُنْزِلَتْ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ فَاقْرَؤُا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ،

ان کی قرأت سُنی تو وہ کئی حروف میں پڑھتے تھے جو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے قریب تھا کہ میں نماز میں اُن سے جھگڑا کرتا، لیکن میں نے صبر کیا حتیٰ کہ اُنھوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر کھینچا اور کہا یہ سورت جو میں نے تجھے پڑھتے ہُوئے سُنا ہے تجھے کس نے پڑھائی ہے ؟ ہشام نے کہا یہ مجھے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پڑھائی ہے ۔ میں نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے تمہاری اس قرأت کے بغیر یہ سُورت پڑھائی ہے۔ میں انھیں کھینچتا ہُوا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے آیا اور عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! میں نے انھیں سورۂ فرقان ایسے حروف میں پڑھتے ہوئے سُنا ہے جو آپ نے مجھے اِن حروف میں نہیں پڑھایا ہے ۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا انہیں چھوڑ دو اور فرمایا اے ہشام پڑھو! اُنھوں نے وہی پڑھا جو میں نے انہیں پڑھتے ہوئے سُنا تھا آپ نے فرمایا اسی طرح نازل ہُوئی ہے ۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے عمر تم پڑھو تو میں نے اسی قرأت کے مطابق پڑھی جو آپ نے مجھے پڑھائی تھی ۔ پھر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اسی طرح یہ نازل ہُوئی ہے ۔ قرآن کریم سات لغات پر نازل ہُوا ہے ان سے جو لغت آسان ہو وہی پڑھو ،،

۴۶۷۲ — شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہشام بن حکیم کی قرأت سُن کر فرمایا کہ تم نے جو کہا ہے کہ مجھے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ پڑھایا ہے اس میں تم نے غلط کہا ہے ؛ کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبانِ شریف سے اس کے خلاف سُنا تھا اور یہ حدیث اُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰی سَبْعَۃِ اَحْرُفٍ ،، انہیں نہیں پہنچی تھی۔ حدیث شریف میں ،، کَذَبْتَ ،، بمعنی اَخْطَاْتَ ،، ہے یعنی تم غلط کہتے ہو ؛ کیونکہ اہلِ حجاز خطاء کی جگہ لفظ کذب کا اطلاق کرتے ہیں۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عمر فاروق سے دونوں قراءتوں کے متعلق فرمایا کہ اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عمر فاروق کی تسلّی و اطمینان کے لئے فرمایا تاکہ وہ دو مختلف اشیاء کی تصویب کا انکار نہ کریں۔ پھر آپ نے فرمایا جو قرأت آسان جانو وہی پڑھو۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ قراءت میں تعدّد قاری کی آسانی کے لئے ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ،، اَحْرُف ،، سے مراد یہ ہے کہ مرادف لفظ سے معنیٰ ادا کیا جائے ۔ اگرچہ دونوں لفظ ایک ہی لغت کے ہوں ؛ کیونکہ حضرت عمر فاروق اور ہشام رضی اللہ عنہما کی زبان ایک ہی لغت میں ہے اور وہ لغتِ قریش ہے۔ بایں ہمہ ان کی قراءت مختلف ہے ۔ اکثر اہلِ علم نے کہا ہے کہ احرف سبعہ سے یہی مراد ہے (حدیث ۲۲۵۸ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَالِيفُ الْقُرْاٰنِ

۴۶۷۳ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ مَاهَكٍ قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ جَاءَهَا عِرَاقِيٌّ فَقَالَ اَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ قَالَتْ وَيْحَكَ وَمَا يَضُرُّكَ قَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرِيْنِيْ مُصْحَفَكِ قَالَتْ لِمَ قَالَ لَعَلِّيْ اُؤَلِّفُ الْقُرْاٰنَ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ يُقْرَاُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَا يَضُرُّكَ اَيَّهُ قَرَاْتَ قَبْلُ اِنَّمَا نَزَلَ اَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُوْرَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِيْهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتّٰى اِذَا ثَابَ النَّاسُ اِلَى الْاِسْلَامِ ثُمَّ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ اَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوْا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ اَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوْا لَقَالُوْا لَا نَدَعُ الزِّنَا اَبَدًا لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ لَجَارِيَةٌ اَلْعَبُ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ وَمَا

باب قرآن کی تالیف

۴۶۷۳ — ترجمہ : ہشام بن یوسف نے کہا ابن جُریج نے انہیں خبر دی کہ مجھے یوسف بن ماہک نے خبر دی کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ اتنے میں آپ کے پاس ایک عراقی آیا اور کہا کونسا کفن بہتر ہے ؟ فرمایا تیری خرابی ہو تجھے کیا چیز تکلیف دیتی ہے۔ اُس نے کہا اے ام المؤمنین مجھے اپنا مصحف دکھائیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا کیوں ؟ اُس نے کہا میں اس کے مطابق قرآن کی تالیف کرنا چاہتا ہوں ؛ کیونکہ قرآن غیر مؤلف پڑھا جاتا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا تجھے کیا چیز تکلیف دیتی ہے جو بھی آئت چاہو دوسری سورت سے پہلے پڑھ لو۔ سب سے پہلے جو نازل ہوا اس سے سورت مفصل ہے

marfat.com
Marfat.com

نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَآءِ اِلَّا وَاَنَا عِنْدَهٗ قَالَ فَاَخْرَجَتْ لَهٗ الْمُصْحَفَ فَاَمْلَتْ عَلَيْهِ اٰیَ السُّوَرِ

جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے حتیٰ کہ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے تو حلال و حرام نازل ہوئے اگر پہلے ہی یہ نازل ہوتا کہ شراب نہ پیئو تو لوگ کہتے ہم شراب کبھی نہ ترک کریں گے اور اگر پہلے یہ نازل ہوتا کہ زنا نہ کرو تو وہ کہتے ہم زنا کبھی نہ چھوڑیں گے یقیناً مکہ مکرمہ میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جبکہ میں کمسن لڑکی تھی اور کھیلا کرتی تھی۔ بَلِ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ،، اور سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء نازل نہ ہوئی مگر اس وقت کہ میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔ یوسف بن ماہک نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اس عراقی مرد کے لئے قرآن نکال لائیں اور اس کو سورتوں کی آیات لکھا دیں۔

۴۶۷۳ ــــ شرح : قولہ مَا یَضُرُّکَ ،، یعنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عراقی مرد سے فرمایا : تیری موت کے بعد تجھے کیا شئی تکلیف دے گی جبکہ تو مکلف ہی نہ رہا تجھے نرم یا سخت جو بھی کفن دیا جائے اس میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ تیری حس ختم ہو چکی ہوگی ہو سکتا ہے کہ اس شخص کا سوال کفن کی مقدار سے ہو کہ ایک یا زیادہ کپڑے ہوں یا اس کی کیفیت سے ہو کہ سفید ہو یا کوئی رنگ دار ہو نرم ہو یا سخت ہو۔ سوتی ہو یا کوئی اور قسم کا ہو۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا جواب باصواب سب صورتوں کو شامل ہے۔ یعنی جو بھی میسّر ہو وہی کافی ہے۔

قولہ اُرِیْنِیْ الخ عراقی نے ام المؤمنین سے کہا جو مصحف آپ پڑھتی ہیں وہ مجھے دکھائیں ام المؤمنین نے فرمایا میرے مصحف سے تو کیا دیکھے گا جس طرح بھی پڑھو صحیح ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن جمع کرنے سے پہلے تھا بعض نے کہا اس کے بعد تھا اور مذکور عراقی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب کے مطابق پڑھتا تھا جو مصحف عثمان کی ترتیب کے خلاف تھا۔ اُس نے ام المؤمنین کے مصحف پر مطلع ہو کر اس پر اعتماد کرنا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب مصحف عثمانی کوفہ میں دیکھا تو اپنی قرأت اور ترتیب سے رجوع نہ کیا جو مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف تھا، لیکن یہ امر مخفی نہیں کہ مصحف عثمانی پر جمہور امت نے اتفاق کیا ہے۔ اس لئے عراقی اس کے خلاف عمل کرنے پر راضی نہ تھا

قولہ اَنَّمَا نَزَلَ ،، سب سے پہلے جو سورت نازل ہوئی وہ اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ ،، ہے یا کچھ مدت وحی رکنے کے بعد پہلے سورۂ مدثر نازل ہوئی اس میں جنت اور دوزخ کا صراحتہً ذکر ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے مَا اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ اور فرمایا فِیْ جَنّٰتٍ یَتَسَآءَلُوْنَ ،، اور سورت اِقْرَءْ میں بھی

marfat.com
Marfat.com

جنت و دوزخ کا ذکر لزومی طور پر ہے ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی وَسَیَجْنَبُهَا الْاَتْقَی ، وَاِنْ کَانَ عَلَی الْهُدٰی ، میں ذکر لزومی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ سورۂ اقرأ میں جنت و دوزخ کا ذکر نہیں۔

قولہ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ ، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس سے قرآن کریم کی ترتیب میں حکمتِ الٰہیہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآن کریم میں سب سے پہلے دعوت توحید تابعداروں اور مومنوں کو جنت کی خوشخبری اور کافروں کو دوزخ کی آگ سے تخویف اور انذار کی آیات نازل ہوئیں۔ جب لوگ اس پر مطمئن ہو گئے تو احکام نازل ہوئے اس لئے ام المؤمنین نے فرمایا اگر پہلے شراب وغیرہ کی ممانعت و حرمت نازل ہوتی تو لوگ اس میں تامل کرتے، کیونکہ طبع انسانی اپنی مالوف شئ کے ترک سے نفرت کرتی ہے۔ اس لئے سورۂ بقرہ اور نساء جو کثیر احکام پر مشتمل ہیں سے پہلے سورۂ قمر نازل ہوئی جس میں کوئی حکم مذکور نہیں۔ پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عراقی مصحف لکھایا۔ اِمْلَاء اور اِمْلال دونوں طرح مذکور ہے اور دونوں بمعنی واحد ہیں۔

اس مقام میں ایک بات معلوم کرنا ضروری ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب میں دو قول ہیں جمہور اس طرف گئے ہیں کہ یہ ترتیب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر مبنی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو روایت منقول ہے کہ قرآن کا نزول اس ترتیب پر ہے کہ سب سے پہلے سورۂ اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّکَ ، نازل ہوئی ، اس کے بعد سُوْرَۂ مُدَّثِّر پھر نٓ والقلم پھر مُزَّمِّل پھر تَبَّتْ یَدَا پھر سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ آخر تک تمام مکی سورتیں نازل ہوئیں پھر مدنی سورتیں نازل ہوئیں۔ وہ جمہور کے قول کے مطابق ہے ؛ کیونکہ ترتیب عثمانی اگر توقیفی ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا خلاف کبھی متصور نہ ہوتا کہ قرآن کو اس ترتیب پر جمع کرتے بعض علماء نے کہا عثمانی ترتیب توقیفی ہے اور وحی کے موافق ہے۔ جس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار کیا ہے۔ اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف اور نزاع لفظی ہے جو علماء کہتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہاد سے قرآن مرتب ہے اس سے مراد یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سورتوں کے نزول کے اسباب جانتے تھے۔ اُنھوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سور کی ترتیب معلوم کی تھی اُنھوں نے کوشش کی کہ اسی ترتیب پر مصحف مرتب ہو یہ نہیں کہ انہوں نے اپنی طرف سے مرتب کر لیا تھا۔ اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اسی ترتیب سے قرآن پڑھتے ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے سُنا تھا۔ اور آپ نے اسی ترتیب کے مطابق جبرائیل علیہ السلام سے دَور کیا تھا اور صحابہ نے سُنا تھا۔ البتہ آیات کی ترتیب میں کوئی اختلاف نہیں یہ بالاتفاق توقیفی ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہر آئت کریمہ کا تعین کر دیا تھا (تیسیر القاری)

marfat.com
Marfat.com

۴۶۷۴ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ یَقُوْلُ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَالْکَهْفِ وَمَرْیَمَ وَطٰهٰ وَالْاَنْبِیَاءِ اِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِیْ

۴۶۷۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ قَالَ تَعَلَّمْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ قَبْلَ اَنْ یَقْدَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۴۶۷۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ

۴۶۷۴ ـــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو سورت بنی اسرائیل کہف ۔ مریم ۔ طٰہٰ اور انبیاء کے متعلق یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ پانچوں سورتیں نہایت ہی بلیغ ہیں اور قدیم سے نازل ہیں ۔

۴۶۷۴ ـــ شرح : عِتاق بکسر العین عتیق کی جمع ہے ۔ عرب جو شئ جودت اور عمدگی کی انتہاء کو پہنچی ہو اس کو عِتاق کہتے ہیں ۔ اُوَل ،، کا ہمزہ مضموم واؤ مفتوح مخفف ہے ۔ نزول کی اولیت کے اعتبار سے انہیں اُوَل کہا گیا ہے

قولہ من تلادی ،، بکسر التاء اور لام مخفف ہے ۔ یعنی یہ سورتیں اگرچہ مصحف عثمانی کی ترتیب میں مؤخر ہیں لیکن نزول میں قدیم ہیں ۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ یہ سورتیں افضل ہیں ؛ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا شروع عجیب شئ کا متضمن ہے جیسے معراج کا واقعہ ، اصحاب کہف ، مریم علیہا السلام کا قصہ اور عظیم انبیاء اور اُن کی اُمتوں کے حالات ۔

۴۶۷۵ ـــ ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے سیکھ لی تھی (یہ سورت بھی مصحف عثمانی کی ترتیب میں مؤخر اور نزول میں مقدم ہے)

۴۶۷۶ ـــ ترجمہ : شقیق سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں اُن ہم مثل (معنیٰ میں) سورتوں کو جانتا ہوں ۔ جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں دو دو پڑھتے تھے ۔ پھر عبداللہ مجلس سے اُٹھ گئے اور اُن کے ساتھ علقمہ اُن کے گھر میں داخل ہو گئے ۔ پھر علقمہ

marfat.com
Marfat.com

عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِیْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ هُنَّ اثْنَیْنِ اثْنَیْنِ فِیْ رَکْعَۃٍ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ وَ دَخَلَ مَعَہٗ عَلْقَمَۃُ وَخَرَجَ عَلْقَمَۃُ فَسَأَلْنَاہُ فَقَالَ عِشْرُوْنَ سُوْرَۃً مِنْ اَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلٰی تَالِیْفِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اٰخِرُهُنَّ مِنَ الْحَوَامِیْمِ حٰمٓ الدُّخَانُ وَعَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ

بَابُ کَانَ جِبْرِیْلُ یَعْرِضُ الْقُرْاٰنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَقَالَ مَسْرُوْقٌ عَنْ عَائِشَۃَ عَنْ فَاطِمَۃَ اَسَرَّ اِلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ جِبْرِیْلَ یُعَارِضُنِیْ بِالْقُرْاٰنِ کُلَّ سَنَۃٍ وَاِنَّہٗ عَارَضَنِیْ الْعَامَ مَرَّتَیْنِ وَلَا اُرَاہُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِیْ

باہر آئے تو ہم نے پوچھا وہ کونسی سورتیں ہیں انہوں نے کہا وہ بیس سورتیں ہیں ابن مسعود کی تالیف کے مطابق سورۂ مفصل "ق" سے شروع ہوتی ہیں اور ان کی آخری سورتیں حٰمٓ دخان اور عَمَّ یتساءلون ہیں۔

شرح : یہ سورتیں قصص مواعظ اور احکام میں ہم مثل ہیں اور رکعت سے مراد پوری نماز ہے، چنانچہ راوی سے منقول ہے کہ صبح کی نماز مراد ہے۔ ۴۶۷۶ —

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سورۂ جاثیہ اور دوسری میں عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ ،، پڑھتے تھے اور دوسرے روز پہلی رکعت میں احقاف اور دوسری میں مرسلات پڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب مصحف عثمانی کی ترتیب جیسی نہیں۔ نیز معلوم ہوا کہ سورتوں کی ترتیب توقیفی نہیں

اسماء رجال ع۱ عبدان عبداللہ بن عثمان مروزی کا لقب ہے ع۲ ابوحمزہ کا نام محمد بن میمون سکری مروزی ہے ع۳ اعمش کا نام سلیمان ہے۔

باب جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم پیش کرتے تھے ،،

marfat.com
Marfat.com

۴۶۷۷ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَاَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ لِاَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ حَتّٰى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ

مسروق نے ام المؤمنین عائشہ سے اُنھوں نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے آہستہ بات کی کہ جبرائیل ہر سال مجھ پر ایک بار قرآن پیش کرتے تھے۔ اور اُنھوں نے اس سال دو بار پیش کیا ہے میں اسے نہیں دیکھتا مگر یہ کہ اس سال میری موت قریب ہو چکی ہے (معارضہ کے معنی قرآن کا دَور کرنا ہے)

۴۶۷۷ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم خیر کی سخاوت کرنے میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ رمضان مبارک کے مہینہ میں تو بہت زیادہ سخی ہوتے تھے، کیونکہ رمضان مبارک کی ہر رات میں جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے حتی کہ رمضان گزر جاتا وہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر قرآن پیش کیا کرتے تھے (قرآن کا دَور کرتے تھے) پس جس وقت جبرائیل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تو آپ کھلی ہوا سے زیادہ سخی ہوتے تھے۔

۴۶۷۷ ـــ شرح : یعنی ہوا خیر کی خوشخبری دیتی ہے اور اس کا فائدہ لوگوں کو پہنچتا ہے۔ بعض ہوائیں عقیم ہوتی ہیں کہ اُن سے خیر حاصل نہیں ہوتی اس لئے فرمایا کھلی ہوا سے آپ زیادہ سخی ہوتے تھے۔ کہ آپ کی خیر ہر ایک کو پہنچتی ہے۔ اور اس سے کوئی شئ محروم نہیں رہتی۔ یہ معنوی کی محسوس کے ساتھ تشبیہ ہے تاکہ سامع خوب سمجھ لے۔ ریح کی صفت

marfat.com
Marfat.com

۴۶۷۸ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اَبِیْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِی الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِی الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ

بَابُ الْقُرَّآءِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۶۷۹ — حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ ذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا اَزَالُ اُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ وَمُعَاذٍ وَّاُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ

مُرسلہ ذکر کی یہ وہ ہوا ہے جو خیر کی بشارت دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا : هُوَ الَّذِیْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ اللہ وہ ہے جو ہواؤں کو خوشخبری دینے بھیجتا ہے اس وصف کا فائدہ یہ ہے کہ بعض ہوائیں عقیمہ ہوتی ہیں اُن سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا (حدیث ۵ ج:۱ کی شرح دیکھیں)

۴۶۷۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم ہر سال ایک بار پیش کیا جاتا تھا اور جس سال آپ نے وفات پائی دو بار قرآن پیش کیا گیا۔ آپ ہر سال دس دن اعتکاف کرتے تھے اور جس سال وفات پائی بیس (۲۰) دن اعتکاف کیا (حدیث ۱۹۱۸ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے قاری حضرات

marfat.com
Marfat.com

۴۶۸۰ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِیْقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَخَذْتُ مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَّسَبْعِیْنَ سُوْرَةً وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنِّیْ مِنْ اَعْلَمِهِمْ بِکِتَابِ اللّٰهِ وَمَا اَنَا بِخَیْرِهِمْ قَالَ شَقِیْقٌ فَجَلَسْتُ فِی الْحِلَقِ اَسْمَعُ مَا یَقُوْلُوْنَ فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا یَقُوْلُ غَیْرَ ذٰلِكَ

۴۶۷۹ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا اور کہا میں اُن سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں جبکہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ قرآن چار آدمیوں سے حاصل کرو وہ عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ بن جبل اور اُبی بن کعب ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۴۶۷۹ — شرح : کیونکہ یہ چاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سارے قرآن کریم کے حافظ اور اس کو ضبط کرنے والے تھے۔ اُنھوں نے پُوری طرح قرآن سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا اِن چاروں کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ کی وفات کے بعد یہ چاروں باقی رہیں گے اور اس وصف میں متفرد اور یگانۂ زماں ہوں گے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کرمانی کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانہ کے بعد یہی حضرات اس وصف (حفظِ قرآن) میں منفرد نہ تھے بلکہ اور کئی حضرات تجوید قرآن میں ماہر تھے، حالانکہ سالم بن معقل مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگئے تھے، معاذ بن جبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں وفات پاگئے تھے اور ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں انتقال کرگئے تھے۔ البتہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ باقی رہے تھے اور اُن کے بعد طویل زمانہ بقیدِ حیات رہے تھے اور وہی قرآن کریم کی قرأت میں ملجاءِ عوام تھے۔ وہ پینتالیس ہجری ایک قول کے مطابق اکتالیس یا بیالیس ہجری میں فوت ہوئے مروان نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

marfat.com
Marfat.com

۴۶۸۱ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ کُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ یُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَا هٰکَذَا اُنْزِلَتْ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِیْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ اَتَجْمَعُ اَنْ تُکَذِّبَ بِکِتَابِ اللّٰهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ

۴۶۸۰ — ترجمہ : شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا اللہ کی قسم! میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے چند اور ستر سورتیں حاصل کی ہیں بخدا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام جانتے تھے کہ میں اُن سب سے اللہ کی کتاب کو زیادہ جانتا ہوں حالانکہ میں اُن سے بہتر نہ تھا شقیق نے کہا میں لوگوں کے مجمع میں بیٹھتا تاکہ لوگوں کی باتیں سنوں (کہ وہ اِن کے متعلق کیا کہتے ہیں) تو میں نے کسی کو اس کا رد کرتے نہیں سُنا ہے جو اس کے سوا کچھ کہتا ہو۔

شرح : ۴۶۸۰ — حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں اُن سے بہتر نہ تھا کیونکہ بالاتفاق حضرات صحابہ کرام سے عشرہ مبشرہ افضل ہیں جبکہ عبداللہ بن مسعود عشرہ مبشرہ سے نہیں ہیں۔ لیکن یہ امر پوشیدہ نہیں کہ علم میں زیادتی افضلیت کی مُوجب نہیں، کیونکہ کثرتِ ثواب کے متعدد اسباب ہیں چنانچہ تقویٰ، اخلاص اور اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کرنا بھی اسباب ثواب ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب اللہ کو زیادہ جاننا مطلق اعلمیت کو مستلزم نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی اور شخص سنت کو زیادہ جانتا ہو۔

قولہ قَالَ شَقِیْقٌ سے مقصد یہ ہے کہ کسی عالمِ دین نے اس کلام کو مسترد نہیں کیا بلکہ اسے تسلیم کیا۔

۴۶۸۱ — ترجمہ : علقمہ سے روایت ہے کہ ہم حمص میں تھے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ یوسف پڑھی تو ایک شخص نے کہا یہ سورت اس طرح نازل نہیں ہوئی۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ پڑھی تو آپ نے فرمایا: بہت اچھا پڑھا ہے۔ عبداللہ نے اس شخص سے شراب کی بُو پائی تو کہا تو یہ جرأت کرتا ہے کہ اللہ کی کتاب جھٹلاتا ہے اور شراب پیتا ہے پھر اس کو حد لگائی۔

marfat.com
Marfat.com

۴۶۸۲ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَیْرُهٗ مَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ اَیْنَ اُنْزِلَتْ وَلَا اُنْزِلَتْ اٰیَةٌ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ فِیْمَ اُنْزِلَتْ وَلَوْ اَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنِّیْ بِکِتَابِ اللّٰهِ تَبْلُغُهٗ الْاِبِلُ لَرَکِبْتُ اِلَیْهِ

۴۶۸۱ — شرح : امام نووی رحمہ اللہ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کو حدود قائم کرنے کا حق تھا کیونکہ وہ عموماً یا خصوصاً امامِ وقت کے نائب تھے۔ نیز اس شخص نے شربِ خمر کا اقرار کر لیا تھا؛ ورنہ صرف شراب کی بُو آنے سے حد قائم نہیں کی جا سکتی نیز اس شخص کی تکذیب جہالت کے باعث تھی؛ کیونکہ اگر وہ حقیقۃً جھٹلاتا تو کافر ہو جاتا جبکہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی قرآن کریم کے ایک حرف کا بھی انکار کرے تو وہ کافر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف ضربِ حد کی نسبت مجازاً ہے؛ کیونکہ وہ حد مارنے کے سبب تھے اور انھوں نے اس شخص کے فعل کو حکومت تک پہنچایا تھا۔ قرطبی نے کہا یہ حدیث حنفیہ اور مالکیہ پر حجت ہے کیونکہ وہ منہ سے شراب کی بُو آنے سے حدِ شراب قائم نہیں کرتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا یہ حدیث احناف پر حجت نہیں؛ کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے محض بُو آنے سے حد نہیں لگائی تھی بلکہ اس شخص کے اعتراف کرنے سے حد قائم کی تھی۔ کیونکہ نفس بُو شربِ خمر کی قطعی دلیل نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں شبہ ہو سکتا ہے اور حد شبہ سے ساقط ہو جاتی ہے

۴۶۸۲ — ترجمہ : مسروق نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ اللہ کی کتاب میں کوئی سورت نازل نہیں ہوئی مگر میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی اور اللہ کی کتاب میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی مگر میں جانتا ہوں کہ کس کے متعلق نازل ہوئی اگر میں کسی کو جانتا کہ وہ قرآن مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور اس کے پاس اونٹ پہنچا سکتے ہیں میں سوار ہو کر اس کے پاس جاتا۔

۴۶۸۲ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بقدرِ حاجت کے وقت اور ضرورتِ انسان اپنی فضیلت بیان کر سکتا ہے۔ البتہ فخر و غرور سے بیان کرنا مذموم ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا "مسلم" اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اس مقام میں یہ جاننا ضروری ہے کہ ایک مسلم بطین

marfat.com
Marfat.com

۴۶۸۳ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْاَنْصَارِ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَبُوْزَيْدٍ تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ ۴۶۸۴ حَدَّثَنَا مُعَلّٰى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

اور دُوسرا مُسلِم صُبَیح ابوالضُّحیٰ ہے۔ یہ دونوں مسروق سے حدیث روایت کرتے ہیں اور اِن دونوں سے سُلیمان اعمش روایت کرتے ہیں۔ اس حدیث کے اسناد میں دونوں مُسلم ہوسکتے ہیں لیکن اسناد میں یہ التباس قادِح نہیں کیونکہ دونوں مسلم بخاری کی شرط کے مطابق ہیں۔

قولہ تُبلِغُہُ الاِبلُ سے جبرائیل سے احتراز کیا ہے کیونکہ وہ آسمان میں رہتے ہیں۔

ترجمہ : قتادہ نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا

۴۶۸۳ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں قرآن کس نے جمع کیا تھا؟ اُنھوں نے کہا چار آدمیوں نے جمع کیا تھا اور وہ سب انصار تھے اور وہ اُبَی بن کعب، مُعاذ بن جبل زید بن ثابت اور ابوزید سعد بن عُبید اوسی ہیں۔ فضل نے حسین بن واقد لیثی سے روایت کرنے میں حفص بن عمر کی متابعت کی۔

شرح : قرآن کریم کو جمع کرنا اِن چار صحابہ میں منحصر نہیں؛ کیونکہ اِن کے علاوہ

۴۶۸۳ — صحابہ کرام کی جماعت نے بھی جمع کیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں صرف اِن چاروں نے قرآن جمع کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عدد میں مفہوم مخالف نہیں لیا جاتا کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا یا مراد یہ ہے کہ انصار میں سے صرف اِن چار نے جمع کیا ہے ان کے علاوہ مہاجرین کی نفی نہیں ہے، چنانچہ حدیث "مِنَ الْاَنْصَار" سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ انصار سے ان چاروں نے جمع کیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۴۶۸۴ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی جبکہ صرف چار صحابہ نے قرآن جمع کیا تھا اور وہ ابوالدرداء، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید ہیں

marfat.com
Marfat.com

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِیْ ثَابِتُ الْبُنَانِیُّ وَثُمَامَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَاتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَجْمَعِ الْقُرْاٰنَ غَیْرُ اَرْبَعَةٍ اَبُوالدَّرْدَاءِ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَبُوْزَیْدٍ قَالَ وَنَحْنُ وَرِثْنَاهُ

۴۶۸۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ عَلِیٌّ اَقْضَانَا وَاُبَیٌّ اَقْرَؤُنَا وَاِنَّا لَنَدَعُ مِنْ لَحْنِ اُبَیٍّ وَاُبَیٌّ یَقُوْلُ اَخَذْتُهٗ مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَا اَتْرُکُهٗ لِشَیْءٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا

اور ہم ابوزید کے وارث ہوئے ہیں۔

۴۶۸۴ — شرح : یہ حدیث انس سے قتادہ کی روایت کے دو طرح مخالف ہے ایک یہ کہ اس میں چار حضرات میں بصیغۂ حصر تصریح کی ہے جبکہ قتادہ کی روایت میں لفظِ حصر مذکور نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حصر انصار کے لحاظ سے ہے کہ ان میں سے صرف ان چاروں نے قرآن جمع کیا مہاجرین اور دیگر حضرات کے اعتبار سے نہیں۔ ابن کثیر نے کہا یہ یقینی بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھا اور یہ صحیح ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کی امامت قرآن کریم کا سب سے بڑا قاری کرے اور اسے سب سے زیادہ قرآن یاد ہو اور تواتر سے ثابت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی امامت کے لئے منتخب فرمایا تھا اور یہ غیر ممکن ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک حکم فرمائیں پھر کسی سبب کے بغیر اس کی مخالفت کریں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سارے صحابہ کرام سے زیادہ قرآن کے عالم نہ ہوتے اور امامت کے منصب کے اوصاف سے متصف نہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے مصلیٰ پر کھڑے نہ کرتے۔ لہٰذا بلا دلیل اُن سے حفظِ قرآن کی نفی جائز نہیں۔ ابوعبید قراء نے مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خلفاء راشدین طلحہ، سعد، ابن مسعود، حذیفہ، سالم، ابوہریرہ، عبداللہ بن سائب اور عبادلہ خواتین میں سے ام المؤمنین عائشہ، ام المؤمنین حفصہ، ام المؤمنین ام سلمہ قرآن کے حافظ ہیں لیکن ان میں سے بعض نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

marfat.com
Marfat.com

بعد کامل کیا ہے (قسطلانی) دوسری وجہ یہ ہے کہ قتادہ کی روائت میں ابی بن کعب مذکور ہے جبکہ اس حدیث میں ان کی جگہ ابو الدرداء ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسماعیلی نے کہا یہ دونوں حدیثیں مختلف ہیں۔ ان میں تباین ہوتے ہوئے صحیح میں ان کا ہونا جائز نہیں بلکہ ان میں سے ایک صحیح ہے۔ علامہ بیہقی نے جزم کے ساتھ ذکر کیا کہ ابوالدرداء کو اس حدیث میں ذکر کرنا وہم پر مبنی ہے۔ درست اُبَیّ بن کعب ہی ہے داؤدی نے کہا ابوالدرداء کا ذکر محفوظ نہیں ہے (عینی)

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابو الدرداء کا نام عُوَیمر انصاری ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم کے لئے متواتر منقول ہونا شرط ہے۔ لہٰذا اس کو نقل کرنے والے اتنے لوگ ہونے ضروری ہیں کہ ان کا جھوٹ پہ اتفاق کرنا محال ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تواتر کی جامع شرط یہ ہے کہ ان کی خبر یقینی علم کی مفید ہو۔ اور یہ ان چاروں کی خبر سے حاصل ہے نیز تواتر میں یہ شرط نہیں کہ تمام لوگ پورا قرآن نقل کریں بلکہ اس کا ہر جزء تواتر کا عدد یاد کرے تو کل متواتر ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ان چار صحابہ کے علاوہ دوسروں کی نفی کیسے درست ہے حالانکہ خلفاء راشدین اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حفظِ قرآن میں نظر انداز اور مہمل نہیں کیا جاسکتا ہے؛ چنانچہ یمن میں یمامہ کی جنگ میں ستر قاری شہید ہوئے تھے جنہوں نے قرآن حفظ کیا تھا اور یمامہ کی جنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تھوڑا عرصہ بعد ہوئی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چار کو ذکر کرنا راوی کے گمان کے اعتبار سے ہے راوی کو ان کے عدم علم سے یہ لازم نہیں کہ دوسروں کو بھی علم نہیں یا مراد یہ ہے کہ انصار میں سے جمع کرنے والے صرف چار تھے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۴۶۸۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق نے فرمایا کہ علی ہم میں سب سے بڑے قاضی ہیں اور اُبی بن کعب ہم میں سب سے بڑے قاری ہیں اور ہم اُبَیّ کی قراءت کو چھوڑتے ہیں کیونکہ اُبَیّ کہتے تھے۔ میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک منہ سے سنا ہے لہٰذا میں اس سے کچھ بھی ترک نہیں کروں گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا ،، ہم کوئی آیت منسوخ نہیں کرتے یا اس کو نہیں بھلاتے مگر اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں

۴۶۸۵ — شرح : حضرت اُبَیّ رضی اللہ عنہ بعض قرآن کے نسخ کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے جو قرآن میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس منہ سے سنا ہے کسی اور شئی یعنی ناسخ کے سبب میں اسے ترک نہیں کردں گا۔ حضرت عمر فاروق نے آیت قرآن سے استدلال کیا کہ بعض قرآن کا نسخ قرآن سے ثابت ہے اُبَیّ کی قراءت میں منسوخ آیات بھی ہیں جنہیں وہ قرآن میں شامل کرتے ہیں۔ اس لئے ہم اُبَیّ کی قرآءت ترک کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْجُزْءُ الْحَادِیْ وَالْعِشْرُوْنَ

بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

۴۶۸۶ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی قَالَ كُنْتُ اُصَلِّیْ فَدَعَانِی النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اُجِبْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ كُنْتُ اُصَلِّیْ قَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ اَلَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اکیسواں پارہ

باب — سورہ فاتحہ کی فضیلت

۴۶۸۶ — ترجمہ : ابوسعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نماز پڑھ رہا تھا تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا میں حاضر نہ ہوا (نماز پڑھنے کے بعد حاضر ہوا) اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں (بلانے کے وقت) نماز پڑھ رہا تھا آپ

marfat.com
Marfat.com

أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهٗ

فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ؟ جب اللہ اور اس کا رسُول بُلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے قرآن کریم کی عظیم ترسورت نہ پڑھاؤں ؟ پہلے اس کے کہ تو مسجد سے باہر جائے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور جب ہم نے مسجد سے باہر جانے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا تھا میں تجھے قرآن کریم کی عظیم ترین سورت پڑھاؤں گا۔ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

۴۶۸۶ — شرح : اس حدیث کو امام ترمذی، نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنے اسناد کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو بلایا جو مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حاکم نے بھی اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو بلایا جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

اس حدیث میں ابوسعید بن معلّٰی کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ امام بیہقی نے کہا دونوں حدیثوں کے مخرج مختلف ہیں اور ان کے سیاق بھی مختلف ہیں لہٰذا یہ واقعہ متعدد ہے جو ابوسعید بن معلّٰی اور اُبَیّ بن کعب کے لئے ظہور پذیر ہُوا۔ ابوسعید نے کہا میں مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا میں نماز میں مشغول رہا اور حاضر نہ ہُوا۔

تفسیر انفال میں شعبہ سے روایت کی کہ ابوسعید نے کہا میں حاضر خدمت نہ ہُوا اور نماز پڑھ کر حاضر ہُوا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حاضر نہ ہُوئے۔ پھر نماز میں تخفیف کر کے حاضرِ خدمت ہُوئے اور کہا "سلام" عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ "، آپ نے فرمایا جب میں نے بلایا تھا اس وقت آنے سے تمہیں کس نے منع کیا تھا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟ اللہ اور اس کے رسُول کی اجابت کرو ابی بن کعب کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ ایسا نہ ہوگا! علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ (اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۴۱۶۲ ج ۵ کی شرح میں ہے)

marfat.com
Marfat.com

۴۶۸۷ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبَدٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کُنَّا فِیْ مَسِیْرٍ لَّنَا فَنَزَلْنَا فَجَآءَتْ جَارِیَةٌ فَقَالَتْ اِنَّ سَیِّدَ الْحَیِّ سَلِیْمٌ وَاِنَّ نَفَرَنَا غُیَّبٌ فَهَلْ مِنْکُمْ رَاقٍ فَقَامَ رَجُلٌ مَاکُنَّا نَاْبُنُهٗ بِرُقْیَةٍ فَرَقَاهُ فَبَرَاَ فَاَمَرَلَهٗ بِثَلٰثِیْنَ شَاةً وَسَقَانَا لَبَنًا فَلَمَّا رَجَعَ قُلْنَا لَهٗ اَکُنْتَ تُحْسِنُ رُقْیَةً اَوْکُنْتَ تَرْقِیْ قَالَ لَا مَا رَقَیْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْکِتَابِ وَقُلْنَا لَا تُحْدِثُوْا شَیْئًا حَتّٰی نَاْتِیَ اَوْنَسْئَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ ذَکَرْنَاهُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَمَا کَانَ یُدْرِیْهِ اَنَّهَا رُقْیَةٌ اِقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِیْ بِسَهْمٍ وَقَالَ اَبُوْمَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِیْرِیْنَ حَدَّثَنِیْ مَعْبَدُ بْنُ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ بِهٰذَا

۴۶۸۷ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک سفر میں تھے۔ ایک جگہ ہم نے اقامت کی تو ایک لڑکی آئی اُس نے کہا اس قبیلے کا سردار ڈسا گیا ہے اور ہمارے قبیلہ کے لوگ غائب ہیں کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے۔ ایک شخص اس کے ساتھ اُٹھ کر گیا ہم اسے دم کرنا نہیں گمان کرتے تھے۔ اس نے اسے دم کیا تو وہ تندرست ہوگیا اور اس کو تیس بکریاں دینے کو کہا اور ہمیں دودھ پلایا جب وہ واپس آیا تو ہم نے اسے کہا کیا تو دم کرنا جانتا ہے؟ یا تو دم کیا کرتا ہے؟ اُس نے کہا میں نے صرف فاتحہ پڑھ کر دم پھونکا ہے۔ ہم نے کہا اس میں کوئی عمل نہ کرو حتی کہ ہم آئیں یا کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں جب ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اس کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ دَم ہے۔ بکریاں تقسیم کرلو اور میرا حصہ بھی رکھ لو۔ ابومعمر نے کہا ہمیں عبدالوارث، ہشام، محمد بن سیرین اور معبد بن سیرین نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی

۴۶۸۷ — شرح : ابوسعید خدری کا نام سعد بن مالک ہے۔ ان کی کنیت اور نام دونوں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ

۴۶۸۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ بِالْاٰيَتَيْنِ

۴۶۸۹ — وَحَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ بِالْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ وَقَالَ عُثْمٰنُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِيْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَّ الْحَدِيْثَ فَقَالَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ لَنْ يَزَالَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظًا وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ

مشہور ہیں لیکن کیفیت زیادہ مشہور ہے۔ یہ حدیث کتاب الاجارہ میں بھی ابوسعید خدری سے مروی ہے۔ دونوں کے اسناد اور متن میں فرق ہے۔ جو شخص دم کرنے والا تھا وہ ابوسعید خدری ہی ہیں (اس حدیث کی مکمل شرح حدیث ۲۱۳۲ع جلد : ج : ۳ اور ۲۱۳۳ع ج کی شرح میں دیکھیں)

غُیَّب غائب کی جمع ہے۔ رُقیۃ بمعنی دم پھونکنا "

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ

۴۶۹۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَاِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْا وَتَدْنُوْا وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب — سورۂ بقرہ کی فضیلت

۴۶۸۸ — ترجمہ : ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دو آیتیں پڑھیں۔

۴۶۸۹ — ترجمہ : ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رات سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں وہ اسے کافی ہیں۔ عثمان بن ہیثم نے کہا ہم سے عوف نے محمد بن سیرین کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فطرانہ کی نگہداشت پر مقرر کیا رات کوئی شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے کھجوریں اٹھانے لگا تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا اور پوری حدیث بیان کی اور کہا جب تو اپنے بستر پر سونے لگے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو اللہ کی طرف سے کوئی تمہارا محافظ ہو جائے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تم سے سچ کہا ہے، حالانکہ وہ جھوٹا ہے اور وہ شیطان تھا۔

۴۶۸۹ — شرح : قولہ کَفَتَاہُ، یہ دو آیتیں یہیں : اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الخ چونکہ یہ اللہ کی ثنا اور صحابہ کرام کی بہترین تابعداری اور ان کا تمام امور میں اللہ کی طرف رجوع کے باعث ان کی ثنا کو متضمن ہیں۔ اس لئے ان کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ انسان کے لئے کافی ہیں۔ اور ان میں صحابہ کرام کے دعویٰ کے حصول کی اجابت ہے۔ بعض نے کہا یہ رات کے قیام سے کفائت کرتی ہیں اور شیطان کی شر سے محفوظ کرتی

marfat.com
Marfat.com

فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْفَتْحِ

۴۶۹۱ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهٗ لَيْلًا فَسَاَلَهٗ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ

ہیں۔ بعض نے کہا اگر کوئی انسان رات میں کوئی وظیفہ کرتا ہو اور وہ پورا نہ کر سکے تو یہ دو آیتیں رات کو پڑھ لیں تو اس سے کفایت کرتی ہیں۔

قولہ قَالَ عُثْمَانُ ،، یہ حدیث کتاب الوکالہ کی حدیث کا کچھ حصہ ہے۔ وہاں یہ حدیث پوری مذکور ہے۔ ص۵۴۸ ج ۳ پر اس کی مکمل شرح دیکھیں ،،

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ ،، یہ بلیغ تتمیم ہے ؛ کیونکہ جب اس کی وصف صدق سے مدح کی اور اس سے اس کی سچائی کا وہم ہوا تو مبالغہ کے صیغہ سے اس سے صدق کی نفی کی یعنی اس نے یہ بات تم سے سچ کہی حالانکہ اس کی عادت ہمیشہ جھوٹ بولنا ہے۔

قولہ ذَاكَ شَيْطَانٌ ،، یعنی وہ شیطانوں میں سے ایک شیطان ہے۔

باب — سورۂ کہف کی فضیلت

۴۶۹۰ — ترجمہ : براء رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی سورۂ کہف پڑھتا تھا اور اس کے قریب ایک طرف دو رسیوں سے گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس کو بادل نے ڈھانپ لیا اور وہ قریب ہوتا گیا اور گھوڑا اچھلنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے جو قرآن پڑھنے کے باعث نازل ہوئی۔

شرح : سورہ کہف کی تلاوت کرنے والا یہ آدمی حضرت اُسید بن حضیر آدمی ہیں

۴۶۹۰ — رضی اللہ عنہ ،، حِصَان بہترین گھوڑا ہے سکینۃ بمعنی رحمت اور وقار ہے (حدیث ۴۵۲۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

سَأَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ
نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ
لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ حَتّٰى كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ
وَخَشِيْتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا
يَصْرَخُ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ قَالَ
فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ
أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ
ثُمَّ قَرَأَ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

باب سُوْرَۂ فتح کی تفسیر

۴۶۹۱ ــــ ترجمہ : زید بن اسلم سے روائت ہے کہ انہوں نے اپنے والد اسلم سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں جا رہے تھے اور عمر فاروق آپ کے ہمراہ رات آپ کے ساتھ جا رہے تھے۔ عمر فاروق نے آپ سے کچھ پوچھا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب نہ دیا۔ انھوں نے پھر پوچھا تو آپ نے جواب نہ دیا پھر سوال عرض کیا تو آپ نے انہیں جواب نہ دیا۔ عمر فاروق نے (اپنے آپ کو) کہا اے عمر تیری ماں تجھے گم پائے تو نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار سوال کیا ہے۔ ہر بار تجھے جواب نہیں دیتے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا میں نے اپنے اونٹ کو دوڑایا حتی کہ میں سب لوگوں سے آگے چلا گیا اور مجھے ڈر ہُوا کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہو جائے گا میں تھوڑا ہی ٹھہرا تھا کہ پکارنے والے کی آواز سُنی۔ وہ بلند آواز سے مجھے پکار رہا تھا۔ میں ڈر گیا کہ میرے متعلق قرآن نازل ہو گیا ہے۔ میں فوراً جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا آج رات مجھ پر ایک سُورت نازل ہُوئی ہے وہ مجھے ہر اس شئ سے زیادہ محبوب ہے جس پر سُورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر آپ نے یہ تلاوت فرمائی : اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ،، ہم نے تمہارے لئے واضح فتح

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

۴۶۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَاُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَكَاَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَزَادَ اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَخْبَرَنِیْ اَخِیْ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ اَنَّ رَجُلًا قَامَ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ مِنَ السَّحَرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا فَلَمَّا اَصْبَحَنَا اَتٰی رَجُلُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

فرمادی ہے (یہ سفر حدیبیہ کا سفر ہے حدیث ۴۱۵۱ کی تشریح دیکھیں اَلثَّقَل عورت کا اپنے بچے کو گم پانا۔ نَزَر سوال میں مبالغہ کرنا)

باب قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی فضیلت

۴۶۹۲ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ایک آدمی کو سُنا کہ وہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ،، بار بار پڑھتا ہے جب صبح ہوئی تو وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور یہ واقعہ آپ سے عرض کیا۔ گویا کہ اس شخص نے

marfat.com
Marfat.com

اسے قلیل خیال کیا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ابو معمر نے کچھ اضافہ کیا انھوں کہا ہمیں اسماعیل بن جعفر مالک بن انس اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے اپنے باپ انہوں نے ابو سعید خدری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا مجھے میرے بھائی قتادہ بن نعمان نے خبر دی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ساری رات کھڑا رہا اور صبح تک "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھتا رہا۔ اس پر کچھ زیادہ نہ کرتا تھا جب صبح ہوئی تو ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پہلی حدیث کے مثل ذکر کیا۔

۴۶۹۲ — شرح : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے قتادہ بن نعمان کو سورۂ اخلاص پڑھتے ہوئے سنا وہ اسے بار بار اس لئے پڑھتے تھے کہ وہ اس کو قلیل شمار کرتے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قلیل نہیں اس کا ثواب قرآن کے تہائی ثواب کے برابر ہے۔ مازری نے کہا قرآن میں تین امور قصص، احکام اور اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور یہ سورت صرف صفات پر مشتمل ہے۔ لہٰذا تین کا جزء قرآن کی تہائی ہے۔ بعض نے کہا اس کا ثواب تضعیف کے بغیر ثلث قرآن کے ثواب کی مقدار ہے۔ بعض علماء نے کہا قرآن کریم تین اقسام سے متجاوز نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت اس کے اسماء اور صفات کی معرفت اور اس کے افعال اور سنن کی معرفت کی راہنمائی کرتا ہے چونکہ یہ سورت تقدیس پر مشتمل ہے (یعنی اللہ تعالیٰ ہر عیب سے مقدس اور پاک ہے) اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ثلث قرآن (تہائی) کے برابر قرار دیا ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ سورت اقرار بالتوحید اور خالق کائنات کی ذات ستودہ صفات کے اذعان کو متضمن ہے اس لئے اس پر عمل کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے ایک تہائی قرآن پڑھا ہو۔ بعض نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خصوصاً اس شخص کے لئے ہے جس کا آپ نے قصد کیا تھا۔ ابو عمرو نے کہا ہم وہی بات کرتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس سے تجاوز ہرگز نہیں کرتے جس کے مفہوم و معنی سے ہم ناواقف ہیں اس کا انکار کرتے ہیں اور اس کا علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کرتے ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ ثلث قرآن (تہائی) کے برابر کس طرح ہے۔ ابن راہویہ نے کہا ثلث قرآن کا معنیٰ یہ نہیں کہ جو کوئی "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" سورت تین بار پڑھ لے وہ سارے قرآن کی قرأت کے برابر ہے۔ اگرچہ دو سو بار یہ سورت پڑھے سارے قرآن کی قرأت کی مثل نہیں۔ ابو الحسن قابسی نے کہا شائد وہ آدمی جو بار بار سورۂ اخلاص پڑھتا تھا اس کو صرف یہی یاد تھی اس نے اپنے اس عمل کو قلیل تصور کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک عمل اگرچہ قلیل ہو، کی ترغیب دلانے کے لئے فرمایا یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور مختار مستقل ہے کہ اپنے بندے کے قلیل عمل

marfat.com
Marfat.com

۴۶۹۳ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ وَالضَّحَّاكُ الْمَشْرِقِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اَیَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ یَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ فِیْ لَیْلَةٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ وَقَالُوْا اَیُّنَا یُطِیْقُ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ قَالَ الْفِرَبْرِیُّ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِیْ حَاتِمٍ وَرَّاقَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ مُرْسَلٌ وَعَنِ الضَّحَّاكِ الْمَشْرِقِیِّ مُسْنَدٌ

پر کثیر ثواب عطاء فرمائے۔ اُصیلی نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کا ثواب قرآن کی تہائی ثواب کے برابر ہے جبکہ اس میں قُلْ ھُوَاللّٰہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا کلام بعض کلام پر افضل نہیں، کیونکہ یہ اللہ کی صفت ہے یہ قول اس تقدیر پر مسلّم ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن کی آیات میں تفضیل نہیں ہے جیساکہ اہلسنت علماء کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسند ابن وھب میں ابن لھیعہ کے طریق سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قتادہ رات بھر صبح تک سورۂ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ سورت تہائی قرآن یا نصف قرآن کے برابر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوعمر نے کہا یہ شک راوی کا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا شک نہیں۔ علاوہ ازیں حدیث میں لفظ "او" محفوظ نہیں اس حدیث اور اس کے علاوہ دیگر حدیث میں صحیح اور ثابت یہ ہے کہ یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی جماعت نے یہ روایت کی ہے (عینی)

اَبُو معمر، ابن عساکر اور مزی نے کہا ابومعمر کا نام اسماعیل بن ابراہیم بن معمر بن حسن ہذلی ہروی ہیں اُن کی سکونت بغداد میں تھی۔ ایک ابومعمر عبداللہ بن عمرو بن ابی الحجاج منقری ہیں جیساکہ دمیاطی نے ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں امام بخاری کے شیخ ہیں۔ نسائی نے یہ تعلیق موصول ذکر کی ہے (عینی)

۴۶۹۳ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرام سے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ وہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھے۔ صحابہ کرام پر یہ حکم سخت اور گراں بار ہُوا تو اُنھوں نے کہا یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلُ الْمُعَوِّذَاتِ

۴۶۹۴ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهٗ كُنْتُ اَقْرَأُ عَلَيْهِ وَاَمْسَحُ بِيَدِهٖ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا

۴۶۹۵ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ

ہم میں کون یہ طاقت رکھتا ہے ؟ آپ نے فرمایا : اللہ الواحد الصمد ثُلُث قرآن ہے۔ فربری نے کہا میں نے ابوجعفر محمد بن ابی حاتم وراق ابوعبداللہ سے سُنا وہ کہتے تھے ابوعبداللہ بخاری نے کہا یہ حدیث ابراہیم سے مُرسَل اور ضحاک مشرقی سے مسند ہے۔

باب معوذات کی فضیلت

مُعَوِّذات مُعَوِّذہ کی جمع ہے اس سے مراد تین سُورتیں اخلاص، فلق اور سورۂ ناس ہیں چنانچہ اصحاب سنن ثلاثہ، احمد، ابن خُزیمہ اور ابن حبان نے عقبہ بن عامر کی حدیث روایت کی کہ اُنہوں نے کہا مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ،، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے ذریعہ ہم پناہ چاہتے ہیں۔ اس میں ان کی مثل کوئی نہیں۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ہر نماز کے بعد مُعَوِّذات سے پناہ چاہو اور اِن تینوں کو ذکر کیا سورۂ اخلاص اللہ تعالیٰ کی صفت پر مشتمل ہے۔ اس لئے اس پر مُعَوِّذ کا اطلاق کیا ہے اگرچہ اس میں بظاہر کوئی ایسا لفظ نہیں جس میں مُعَوِّذ کی تصریح ہو۔

۴۶۹۴ــ ترجمہ : اُمُّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ

marfat.com
Marfat.com

جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ
بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ
مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ
يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

بَابُ نُزُولِ السَّكِينَةِ وَالْمَلَائِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ
وَفَرَسُهُ مَرْبُوطٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتِ

صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو مُعَوِّذَتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے جب آپ کا درد زیادہ سخت ہوگیا تو میں آپ پر یہ پڑھتی اور آپ کے دستِ اقدس کی برکت کی اُمید سے اس کے ساتھ حضور کو مسح کرتی۔

۴۶۹۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات اپنے بستر پر تشریف لاتے تو دونوں ہاتھوں کو ملا کر ان پر قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ، قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر پھونکتے اور جہاں تک ممکن ہوتا سارے جسم پر مسح کرتے پہلے سر مبارک اور چہرے مبارک پر ہاتھ پھیرتے پھر باقی جسم شریف پر اسی طرح تین بار ہاتھ پھیرتے تھے۔

۴۶۹۵ — شرح : مظہری نے شرحِ مصابیح میں ذکر کیا کہ بظاہر حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ اقدس پر پہلے دم پھونکتے پھر یہ سُورتیں پڑھتے تھے ؛ حالانکہ یہ کسی نے نہیں کہا اور نہ ہی اس میں فائدہ ہے۔ شائد یہ راوی سے سہو ہوا ہے دم پھونکنا تلاوت کے بعد ہونا چاہیئے تاکہ قرآن کی برکت قاری کے جسم کے بشرہ کو پہنچے۔ علامہ طیبی نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے ذکر کیا۔ صحیح روایت میں طعن جائز نہیں کیونکہ فَقَرَأَ فِيهِمَا ،، میں فاء قرآن کریم کی اس آیت کریمہ : فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ،، فاء جیسی ہے یعنی جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ استعاذہ کر ،، اسی طرح یہاں ہے کہ جب پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو

marfat.com
Marfat.com

الْفَرَسُ فَسَكَتَ وَسَكَنَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيٰى قَرِيبًا مِّنْهَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِيبَهُ فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَآءِ حَتّٰى مَا يَرَاهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَاَشْفَقْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ تَطَأَ يَحْيٰى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَانْصَرَفْتُ اِلَيْهِ فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ اِلَى السَّمَآءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَخَرَجَتْ حَتّٰى لَا اَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِيْ وَمَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهَا لَا تَتَوَارٰى مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ الْهَادِ وَحَدَّثَنِيْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَبْدُ اللّٰهِ اِبْنُ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ

ہاتھوں پر پھونک مارتے پھر مُعَوِّذات پڑھتے۔ اس میں راز یہ ہے کہ جادوگروں کی مخالفت ہو کیونکہ جادوگر پہلے پڑھ کر پھونکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب قرآن مجید کی قرآءت کے وقت فرشتوں اور رحمت کا نازل ہونا

۴۶۹۵ — ترجمہ: اُسَید بن حُضَیر نے کہا ایک دفعہ وہ رات کے وقت سورۂ بقرہ پڑھتے تھے اور اُن کے قریب اُن کا گھوڑا بندھا ہُوا تھا۔ اچانک گھوڑے نے اُچھلنا شروع کیا وہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا پھر وہ پڑھنے لگے تو گھوڑے نے اُچھلنا شروع کر دیا۔ وہ خاموش ہُوا تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر پڑھنے لگا تو گھوڑا بھی بدکنے لگا۔ پھر پڑھنے سے رُک گئے اور اُن کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا۔ اُسید بن حُضَیر ڈرے کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو روندنہ ڈالے جب اُنھوں نے یحییٰ

marfat.com
Marfat.com

کو اُٹھالیا اور آسمان کی طرف سر اُٹھایا تو وہ نظر نہ آیا جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا اے ابن حُضیر پڑھو اے ابن حضیر پڑھو۔ عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ڈر ہے کہ کہیں یحییٰ کو نہ کچل ڈالے جبکہ وہ گھوڑے کے قریب سو رہا تھا۔ میں نے اپنا سر اُٹھایا اور یحییٰ کی طرف گیا پھر۔ میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چھتری جیسی شئی ہے جس میں بہت سے چراغ ہیں۔ میں باہر نکلا تو اس کو نہ دیکھا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو وہ کیا تھا؟ عرض کیا نہیں فرمایا وہ فرشتے ہیں جو تمہاری آواز کے قریب آتے تھے۔ اگر تم پڑھتے رہتے اور صُبح ہوتی تو لوگ انہیں دیکھتے وہ اُن سے نہ چھپتے ،، ابنِ ہاد نے کہا عبداللہ بن خباب نے یہ حدیث ابوسعید خدری کے ذریعہ اُسید بن حُضیر سے بیان کی۔

شرح : اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز تھے۔ ایک روائت میں ہے کہ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسید سے فرمایا اے اُسید پڑھو! تمہیں آلِ داؤد کی مزامیر سے مزامیر دی گئی ہے۔ ان کی خوش آواز تلاوت کے باعث آسمان سے فرشتے نازل ہوتے تھے جن کی حدیث میں امثالِ مصابیح سے تعبیر کی ہے۔

قولہ اِقْرَءْ یَا حُضَیْرُ اِقْرَءْ یَا حُضَیْرُ ،، امام نووی نے کہا حدیث بیان کرنے کی حالت میں قرأت کا حکم نہیں دیا بلکہ معنیٰ یہ ہے اے حُضیر تیرے لئے مناسب یہ تھا کہ قرآن پڑھتے رہتے اور سکینت اور ملائکہ کے نزول کو غنیمت سمجھتے اور قراءت قرآن کرتے رہتے ؛ کیونکہ یہ نزولِ ملائکہ کی بقاء کا سبب تھا جو دوام قراءت کا مقتضی ہے اس کی دلیل حضرت اُسید کا جواب ہے کہ مجھے ڈر لاحق ہوا کہ اگر میں پڑھتا رہا تو گھوڑا میرے بچے کو کچل دے گا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے سورۂ کہف کی فضیلت کے باب میں ہے کہ کوئی آدمی سورۂ کہف پڑھتا تھا اور اس کے قریب گھوڑا بندھا ہوا تھا اور کہا گیا کہ وہ آدمی اُسید بن حُضیر تھے اور وہ سُورۂ کہف پڑھتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ شائد اُسید نے دونوں سورتیں پڑھی ہیں یا وہ آدمی کوئی اور تھا۔ اُسید نہیں تھے۔ ظاہر بھی یہی ہے (کرمانی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان فرشتوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ مومن ان کو بطور رحمت اور کافر بطورِ عذاب دیکھتے ہیں، لیکن صلاحیت اور حسنِ صوت (خوش آواز) شرط ہے اور جو اس حدیث میں مذکور ہے اس کا منشا خاص قرآءت ہے جو خاص سُورت سے خاص صفت کے ساتھ پڑھی تھی اگر مطلق قرآءت ہوتی تو یہ ہر قاری کے لئے حاصل ہوتا۔ اس حدیث میں حضرت اُسید کی منقبت و فضیلت ہے اور رات کو سورۂ بقرہ پڑھنے کی بھی فضیلت ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مَا بَيْنَ الدُّفَّتَيْنِ ۴۶۹۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهٗ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ اَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا تَرَكَ اِلَّا مَا بَيْنَ الدُّفَّتَيْنِ قَالَ وَدَخَلْنَا عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ مَا تَرَكَ اِلَّا مَا بَيْنَ الدُّفَّتَيْنِ

باب جس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی چھوڑا ہے جو قرآن کے دونوں جلدوں کے درمیان ہے

اس میں روافض کا ردّ ہے جن کا دعویٰ ہے کہ قرآن کے حافظوں کے چلے جانے سے کثیر قرآن بھی ان کے ساتھ ہی چلا گیا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت اور ان کا خلافت کا مستحق ہونا قرآن میں ثابت تھا۔ صحابہ کرام نے اس کو چھپا دیا ہے۔ یہ دعویٰ باطل اور مردود ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ہرگز متصور نہیں ہو سکتا۔ دُفّ کا معنی کنارہ اور جانب ہے یہاں اس سے مراد جلد ہے۔ دفتان دو جلدیں ہیں جو قرآن کریم کے دونوں طرف ہیں۔ تلویح میں ذکر کیا کہ "اِلَّا مَا بَيْنَ الدُّفَّتَيْنِ" کے معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کی کوئی چیز نہیں چھوڑی مگر وہ جو قرآن کریم کی دو جلدوں کے درمیان ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کتابۃ العلم میں شعبی کی حدیث میں ہے کہ ابو جحیفہ نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے اُنھوں نے کہا ہمارے پاس صرف قرآن کریم ہے یا فہم و فراست ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عنایت کرتا ہے یا جو کچھ میرے اس صحیفہ میں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس قرآن کے علاوہ بھی کچھ تھا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا کہ بعض لوگ گمان کرتے تھے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خاص وصیت کی ہے۔ لہٰذا یہ سوال اس شئ سے تھا جس چھوڑی جس کا تعلق امامت و خلافت سے ہو مگر وہ جو قرآن کی دونوں جلدوں کے درمیان ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

(ب) بَابُ فَضْلُ الْقُرْاٰنِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ

۴۶۹۶ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ اَبُوْخَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِىْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا

نے امامت و خلافت کے متعلق کوئی وصیت نہیں فرمائی ،،

۴۶۹۶ — ترجمہ : عبدالعزیز بن رُفیع نے کہا میں اور شدّاد بن معقل ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو انھوں نے شدّاد سے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز چھوڑی ہے۔ شدّاد بن معقل نے کہا آپ نے صرف وہی چھوڑا ہے جو قرآن کریم کے دونوں جلدوں کے درمیان ہے ابن رفیع نے کہا ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور اُن سے پوچھا تو انھوں نے بھی یہی کہا کہ کوئی چیز نہ چھوڑی مگر جو دو جلدوں کے درمیان ہے۔

۴۶۹۶ — شرح : محمد بن حنفیہ حضرت علی کے صاحبزادے ہیں ان کی والدہ خولہ بنت جعفر ہے جو قبیلہ بنی حنیفہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یمامہ کی جنگ میں جو قید کئے تھے اُن میں سے خولہ بنت جعفر بھی تھیں۔ اس لئے اس کو حنفیہ کہا جاتا ہے اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہما کے اقوال سے روافض کا رد کیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ امام بخاری نے لطیف نکتہ ذکر کیا ہے کہ روافض کے مذہب کے بطلان میں محمد بن حنفیہ کا قول ذکر کیا جس کی امامت کا رافضی دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر امامت کے متعلق کوئی شئ ان کے پاس ہوتی تو وہ اس کو ہرگز نہ چھپاتے کیونکہ وہ جلیل القدر عظیم المرتبت اور دین میں قوی اور متصلب تھے۔ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے [illegible] استدلال کیا جبکہ ابن عباس ہر وقت حضرت علی کے پاس رہتے تھے اور اُن کے حال سے بہت واقف تھے۔ اگر امامت و خلافت کے متعلق اُن کے پاس علم ہوتا تو علمی تبحر اور جبر امت ہوتے ہوئے یہ کبھی نہ چھپاتے۔ عبدالعزیز ابن رفیع اسدی مکی کوفہ سکونت پذیر تھے۔ ایک سو تیس ہجری کے بعد فوت ہوئے۔

شدّاد بن معقل اسدی کوفی تابعی ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں۔ بخاری میں اس جگہ کے سوا کہیں ان کا ذکر نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا

نے امامت و خلافت کے متعلق کوئی وصیت نہیں فرمائی۔"

باب ہر کلام پر قرآن کریم کی فضیلت

۴۶۹۷— ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ ہر کلام پر قرآن کی فضیلت ایسی ہے جیسے اللہ کی مخلوق پر فضیلت ہے۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مومن شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ سنگترہ جیسی ہے اس کا مزہ بھی اچھا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہے اور جو مومن شخص قرآن نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے جس کا مزہ اچھا ہے اور خوشبو نہیں اور فاجر کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ گل ریحان جیسی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہے اور مزہ کڑوا ہے اور فاجر کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا تمہ جیسی ہے جس کا نہ تو مزہ ہے اور نہ ہی خوشبو ہے۔

۴۶۹۷— شرح : بظاہر حدیث سے قرآن کی فضیلت معلوم نہیں ہوتی بلکہ قرآن کے قاری کی فضیلت ظاہر ہے لیکن بنظر غائر دیکھا جائے تو یہ دراصل قرآن کی فضیلت ہے، کیونکہ قرآن پڑھنے کے باعث قاری کو فضیلت حاصل ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث باب کے عنوان کے مطابق ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن قاری کو سنگترہ سے تشبیہ دی ہے کیونکہ سنگترہ دیکھنے میں خوشنما اور چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے۔ اس کا رنگ شوخ دیکھنے والے کو خوش کرتا ہے۔ اور کھانے سے پہلے ہی اس کو طبیعت چاہتی ہے یہ معدہ کو قوی اور صاف کرتا ہے۔ ہضم میں طاقت دیتا ہے۔ اس کے بیجوں سے تیل نکالا جاتا ہے جو بہت مفید ہے ترش سنگترہ خواتین کی تیزی اور شدت کو نرم کرتا ہے اور رنگ شوخ کرتا ہے۔ اس کا چھلکا کپڑوں میں رکھنے سے جراثیم کو دور کرتا ہے یہ دوائی کے کام بھی آتا ہے جس گھر میں سنگترہ ہو اس کے قریب جن نہیں آتے۔ اس لئے مناسب یہی تھا کہ اس کے ساتھ مومن قاری کو تشبیہ دی جائے۔ جس کے قریب شیطان نہیں آتا۔ سنگترہ کے اندر غلاف سفید ہوتا ہے۔ اس لئے یہ مومن کے قلب کے مناسب ہے۔ شارح مشکوٰۃ المصابیح نے ذکر کیا کہ یہ تشبیہ و تمثیل

marfat.com
Marfat.com

۴۶۹۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِيْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ وَمَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلَى الْعَصْرِ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى ثُمَّ اَنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مِنَ الْعَصْرِ اِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا وَّاَقَلُّ عَطَآءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَذَاكَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ شِئْتُ

درحقیقت موصوف کی وصف ہے جو خالص معقول معنیٰ پر مشتمل ہے۔ محسوس مشاہد کے ساتھ تشبیہ ہی اس کی پوشیدگی کو ظاہر کرسکتی تھی۔ انسان کے ظاہر و باطن میں اللہ کے کلام کی تاثیر ہے۔ اس میں لوگ مختلف ہیں بعض میں یہ تاثیر پوری ہوتی ہے اور وہ پوری طرح متاثر ہوتے ہیں اور وہ مومن قاری ہیں بعض میں یہ تاثیر قطعًا نہیں ہوتی وہ حقیقی منافق ہیں۔ بعض کا ظاہر تو متاثر ہوتا ہے اور باطن متاثر نہیں۔ وہ ریاکار ہیں اور بعض کا صرف باطن متاثر ہوتا ہے ظاہر نہیں وہ مومن ہیں جو قرآن نہیں پڑھتا۔ محسوسات میں اِن معانی کو ظاہر کرنا جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ اس سے زیادہ مناسب اور کوئی صورت ممکن نہیں اور مذکور تشبیہ کی وجہ مرکب ہے جو دو محسوس اشیاء طعم اور ریح (مزہ اور بُو) سے منتزع ہے۔ اس حدیث میں قرآن پڑھنے والے کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔

۴۶۹۸ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری عمر تم سے پہلے گزرنے والی امتوں کی عمر نسبت وہ ہے جو نماز عصر اور نمازِ مغرب کے درمیان کا وقت ہے اور تمہاری مثال اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو اُجرت پر مزدور رکھے اور کہا وہ کون ہے جو ایک ایک قیراط پر آدھا دن کام کرے تو یہود نے کام کیا پھر کہا وہ کون ہے جو دوپہر سے عصر تک ایک قیراط پر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الوَصَاةُ بِكِتَابِ اللّٰهِ تعالٰی

۴۶۹۹ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی اَوْصَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ اُمِرُوْا بِهَا وَلَمْ يُوْصِ قَالَ اَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ

میرا کام کرے تو نصاریٰ نے کام کیا پھر تم نے عصر سے مغرب تک دو ۔ دو قیراط پر کام کیا تو یہود و نصاریٰ نے کہا ہم نے کام زیادہ کیا ہے اور اُجرت کم ملی ہے فرمایا کیا میں نے تمہیں تمہاری مستحق اُجرت سے کم دیا ہے ؟ اُنہوں نے کہا نہیں ۔ فرمایا یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں عطاء کروں ۔

۴۶۹۸ ـــ شرح : اس حدیث کی باب کے ترجمہ سے مناسب اس طرح ہے کہ اس امت مرحومہ کی فضیلت پہلی اُمتوں پر قرآن کے سبب ہے جس پر عمل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا ہے ۔ جب قرآن کے سبب لوگوں کو فضیلت حاصل ہے تو اس میں قرآن کی بھی فضیلت ہے اس سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں ۔ اسی اعتبار سے یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے ۔ اس قصّہ کو پہلی امتوں کے حال پر منطبق کرنا تکلّف سے خالی نہیں ۔ بظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ قیامت میں اس طرح کہیں گے اور ربُّ العزّت کی طرف سے یہ جواب دیا جائے گا ۔ یہ حدیث وقتِ عصر تک تاخیرِ ظہر پر دلالت کرتی ہے حتیٰ کہ ہر شئی کا سایہ دو مثل ہو جائے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کیونکہ نصاریٰ کا یہ کہنا ہمارا عمل زیادہ ہے ۔ اسی طرح صحیح ہو سکتا ہے ، کیونکہ اگر ایک مثل پر وقتِ ظہر ختم ہو جائے تو ظہر کا وقت عصر کے وقت سے کم رہ جاتا ہے یا برابر ہوتا ہے ۔ لہٰذا انصاریٰ کا یہ کہنا " نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا " کسی صورت صحیح نہ ہوگا ۔ (حدیث ۵۳۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

بابُ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی وصیّت

وصایہ کی واؤ مفتوح و مکسور پڑھی جاتی ہے ۔ ابوذر کی روایت میں باب الوَصِیَّۃِ بدونِ الف ہے یا مشدّدہ اس کا بدل ہے ۔ اس سے مراد اللہ کی کتاب حسًّا اور معنًا محفوظ رکھنا اور اس کا اکرام و احترام کرنا اور اسے دشمن کی زمین میں نہ لے جانا جہاں اس کی بے ادبی ہونے کا احتمال ہو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلٰى قَوْلِهٖ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ

۴۷۰۰ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَاْذَنِ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِيٍّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَهٗ يُرِيْدُ يَجْهَرُ بِهٖ

اور اس کے اَوَامِر اور نواہی پر عمل کرنا اس کی تلاوت اور تعلیم و تعلُّم ہمیشہ جاری رکھنا "

۴۶۹۹ — ترجمہ : طلحہ نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اَوْفٰی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے (خلافت و امارت اور مال وغیرہ کی وصیت) اُنہوں نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی وصیت نہیں کی۔ میں نے کہا لوگوں پر وصیت کیوں ضروری فرمائی اور انہیں اس کا حکم کیا گیا حالانکہ آپ نے وصیت نہیں فرمائی۔ ابن ابی اوفٰی نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کی وصیت کی (کہ اس کو مضبوط پکڑا جائے اور اس کے مُقتضیٰ کے مطابق عمل کیا جائے)

۴۶۹۹ — شرح : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور خلافت و امارت کے متعلق وصیت نہیں فرمائی اور قرآن کے اوامر و نواہی کی وصیت فرمائی۔ لہٰذا دونوں جملوں میں منافات نہیں۔ اس کی تفصیل حدیث ۲۵۵۳ ج کی شرح دیکھیں "

باب جو قرآن کے سبب بے نیاز نہ ہُوا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اُتاری جو اُن پر پڑھی جاتی ہے "

یعنی قرآن کریم معجزہ ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے اتم و اکمل ہے۔ اور تمام نشانیوں سے طالبِ حق کو بے نیاز کرنے والا ہے ؛ کیونکہ جب تک زمانہ ہے قرآن کریم باقی و ثابت

marfat.com
Marfat.com

رہے گا اور دوسرے معجزات کی طرح ختم نہ ہوگا ،، فتح الباری میں ذکر کیا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت تورات سے ایک کتاب لکھ کر لائے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی گمراہی کافی ہے کہ پیغمبر خدا جو کتاب اُن کے پاس لائے ہیں اس سے اعراض کر کے دوسرے پیغمبروں کے لائے ہوئے احکام کی طرف رجوع کرے تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ اس باب میں یہ آئت ذکر کرنے سے یہ اشارہ کیا کہ ،، یَتَغَنّیٰ ،، اِستِغنا سے ہے۔ غناء بمعنی گانا نہیں یعنی خوش آواز سے پڑھے اس پڑھنے میں لذت و سرور ہوتا ہے۔

۴۷۰۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا اذن نہیں دیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِذن دیا ہے کہ آپ قرآن کے ساتھ استغناء کرتے ہیں۔ ابوہریرہ کے صاحب نے کہا بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہیں۔

۴۷۰۰ — شرح : بعض شروح سے یہ سمجھ آتا ہے کہ ،، لَمْ یَاذَنْ بمعنی لَمْ یَسْمَعْ ہے۔ اور ،، لِشَیْءٍ کی جگہ لِنَبِیٍّ ،، ہے۔ اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کے لئے کان نہیں لگایا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کان لگایا کہ آپ قرآن بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ یہ معنی اللہ تعالیٰ کی نسبت ظاہر پر محمول نہیں بلکہ اس سے مراد قاری کا اکرام کرے اور ثوابِ جزیل عطا کرے۔ الحاصل لفظ اَذِنَ یَاذَنُ اطلاق اور استماع میں مشترک ہے۔ اگر اطلاق مراد ہو تو مصدر بکسر الہمزہ وسکون الذال ہے۔ اگر استماع مراد ہو تو مصدر اَذَنٌ ہے۔ قرطبی نے کہا ،، اَذَن کا اصل یہ ہے کہ سُننے والا جس کو سُنتا ہے اس کی طرف کان لگا کر متوجہ ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔ جیسا کہ ہم نے اُوپر ذکر کیا ہے۔

قولہ اَنْ یَتَغَنّیٰ ،، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تَغَنّیٰ کے معنی خوبصورت آواز میں قرآن پڑھنا جیسا کہ ابوداؤد شریف میں ہے کہ اگر خوش آواز نہ ہو تو جس قدر ممکن ہو۔ آواز کو خوبصورت بنانے کی کوشش کرے۔ بعض نے کہا اس کے معنیٰ ہیں قرآن کے ساتھ استغناء کرے۔ یعنی پہلی امتوں کی خبروں اور کتابوں سے مستغنی ہو۔ اس کی تاویل میں واضح ترین وجہ یہ ہے کہ جس کو قرآن مستغنی نہ کرے اور اس کے ایمان میں نفع نہ دے اور قرآن کے وعدے وعیدوں کی تصدیق نہ کرے وہ ہم سے نہیں۔ اس تاویل کے مطابق قرآن کریم کو اِلحان اور ترجیع سے پڑھنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے کتاب الثداب میں بعض صحابہ کرام اور تابعین عظام سے نقل کیا ہے۔ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ تغنّی سے مراد تحسینِ صوت اور قراءت میں خوبصورتی لیتے ہیں۔

قولہ قَالَ صَاحِبٌ لَّہٗ ،، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی نے کہا ابوہریرہ کی یتغنیٰ سے مراد یہ ہے کہ قرآن خوبصورت بلند آواز سے پڑھتے تھے یہ یتغنیٰ کی ایک تفسیر ہے اس کی اور بھی تفاسیر ہیں۔ بعض نے

marfat.com
Marfat.com

۴۷۰۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِلنَّبِيِّ اَنْ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ قَالَ سُفْيٰنُ تَفْسِيْرُهُ يَسْتَغْنِيْ بِهٖ

بَابُ اغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ

۴۷۰۲ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلٰى اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَرَجُلٌ اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

یہ تفسیر کی "یَتَحَزَّنُ بِہٖ"، قسطلانی نے کہا تحزن رقتِ آواز ہے۔ بعض نے تشاغل سے تفسیر کی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے "تَغَنّٰی بِالْمَکَانِ"، اس زمین میں اقامت کی۔ بعض نے تلذذ سے تفسیر کی ہے یعنی اس سے لذت حاصل کرتے تھے جیسے اس سے اہلِ طرب لذت لیتے ہیں (تیسیر القاری)

۴۷۰۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شئ کا اذن نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن دیا ہے۔ سفیان نے کہا اس کی تفسیر "یَسْتَغْنِیْ بِہٖ" ہے۔ قرآن کے ساتھ استغناء کرتے تھے یعنی قرآن کے ساتھ بے نیاز ہوتے تھے۔ (اس کی تفسیر پہلی حدیث میں گزری ہے)

باب قرآن پڑھنے والے پر رشک کرنا

۴۷۰۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حسد صرف دو پر ہے ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا

marfat.com
Marfat.com

۴۷۰۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاحَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَيْنِ رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ لَيْتَنِیْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ

بَابُ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهُ

۴۷۰۴ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ

وہ رات بھر اس کے ساتھ کھڑا رہتا ہے (رات پڑھتا رہتا ہے) دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا وہ رات دن اس کو صدقہ کرتا ہے۔

۴۷۰۲ — **شرح** : حدیث میں حسد بمعنی رشک ہے۔ حسد اور رشک میں فرق یہ ہے کہ حسد میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ محسود سے وہ شئی زائل ہو جائے اور حاسد کو حاصل ہو جائے اور غبطہ یعنی رشک میں محسود سے زوال کی خواہش نہیں ہوتی بلکہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس میں بھی وہ وصف آجائے،، حدیث میں حسد سے مراد خاص حسد ہے اور وہ غبطہ ہے

۴۷۰۳ — **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد صرف دو پر ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا وہ اسے رات اور دن کی گھڑیوں میں تلاوت کرتا ہے۔ اس کا ہمسایہ سن کر کہتا ہے۔ کاش مجھے بھی وہ دیا جاتا جو فلاں کو دیا گیا ہے تو میں بھی اس کی طرح عمل کرتا دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا وہ اس کو حق یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے۔ کاش مجھے بھی مال دیا جاتا جیسے فلاں دیا گیا ہے تو میں اس کی طرح عمل کرتا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا۔ (حدیث ۷۱ ج : اگلی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ قَالَ وَاَقْرَأَنِیْ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِیْ اِمْرَةِ عُثْمٰنَ حَتّٰی کَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ وَذَاكَ الَّذِیْ اَقْعَدَنِیْ مَقْعَدِیْ هٰذَا

۴۷۰۵ــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ مَرْثَدٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عُثْمٰنَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اَوْعَلَّمَهٗ

باب تم میں بہترین وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اس کی تعلیم دے

۴۷۰۴ــ ترجمہ : حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا تم میں بہترین وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے ابوعبیدہ نے کہا مجھے عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امارت میں قرآن پڑھایا حتی کہ حجاج عراق کا امیر بنا ابوعبدالرحمٰن نے کہا اسی حدیث نے مجھے اس جگہ برائے تعلیم قرآن بٹھایا ہے۔

۴۷۰۴ــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا پڑھنا تمام نیک اعمال سے افضل ہے چونکہ جو شخص قرآن سیکھے اور پڑھائے۔ وہ تمام لوگوں سے بہترین شخص ہے تو قرآن پڑھنا لازمی طور پر سب نیک اعمال سے افضل ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن پڑھنا اور سیکھنا افضل ہے یا فقہ سیکھنا افضل ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن جوزی نے کہا ان دونوں میں سے جو لازم اور ضروری ہے وہ ہر انسان پر فرض ہے سارا قرآن اور ساری فقہ سیکھنا فرض کفایہ ہے جب بعض لوگ سیکھ لیں تو باقی لوگوں سے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ اگر لوگوں کے حق میں قدر واجب پر ان دونوں میں سے زیادہ میں کلام کریں تو فقہ میں مشغول ہونے والا افضل ہے کیونکہ دینی مسائل جاننے اور اسلام کی راہِ ہدائت معلوم کرنے کے لوگ محتاج ہیں اس سے یہ گمان نہ کرنا کہ فقہ قران سے افضل ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں قرآن کریم کا قاری بہت بڑا فقیہ ہوتا تھا اس لئے نماز میں قاری کو مقدم کیا گیا ہے؛ کیونکہ وہ فقیہہ ہونے کے علاوہ قاری بھی ہے۔

قولہ اَقْرَءَنِیْ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الخ یعنی ابوعبیدہ نے کہا ابوعبدالرحمٰن نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

۴۷۰۶ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَۃٌ فَقَالَتْ اِنَّہَا قَدْ وَہَبَتْ نَفْسَہَا لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ فَقَالَ مَا لِیْ فِی النِّسَاءِ مِنْ حَاجَۃٍ فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِیْہَا قَالَ اَعْطِہَا ثَوْبًا قَالَ لَا اَجِدُ قَالَ اَعْطِہَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِیْدٍ فَاعْتَلَّ لَہٗ فَقَالَ مَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ کَذَا وَکَذَا قَالَ فَقَدْ زَوَّجْتُکَہَا بِمَا مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

کی ابتداءِ خلافت میں مجھے قرآن پڑھایا تھی کہ وہ حجاج کے عراق کا امیر بننے تک تعلیم دیتے رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ابتداءِ خلافت سے حجاج کی امارت کے انتہا تک تقریباً بہتر (۷۲) سال کی مدت ہے؛ لیکن یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے کب پڑھانا شروع کیا اور کب اس کی انتہا ہوئی واللہ ورسولہ اعلم!

۴۷۰۵ — ترجمہ : حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے افضل وہ ہے جو قرآن سیکھے یا سکھائے۔

۴۷۰۵ — شرح : اس حدیث میں لفظ اَوْ شک کے لئے نہیں تنویع وتقسیم کے لئے ہے۔ یہ حدیث کا دوسرا طریق ہے۔ اس میں لفظ افضل ہے جبکہ اس سے پہلی حدیث میں لفظ خیر مذکور ہے۔ لیکن معنی میں اِن دونوں میں فرق نہیں کیونکہ خَیْرُکُمْ، دراصل اَخْیَرُکُمْ، تھا اور وہ بمعنی افضل ہے"

۴۷۰۶ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور کہا اس نے اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہبہ کر دیا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اور عورتوں کی حاجت نہیں۔ ایک آدمی نے کہا اس کا میرے ساتھ نکاح فرمادیں۔ آپ نے فرمایا اس کو کوئی کپڑا دو اُس نے کہا میں کپڑا نہیں پاتا فرمایا اسے کچھ دو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی دو وہ شخص غمناک ہوگیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے پاس کتنا قرآن ہے۔ (کتنا قرآن یاد ہے) اُس نے کہا مجھے یہ یہ سورت یاد ہے۔ فرمایا میں نے اس کا تجھ سے قرآن پڑھنے کے سبب نکاح کر دیا۔

۴۷۰۶ — شرح : اس حدیث سے علماء مجتہدین نے چند احکام استنباط کئے ہیں۔ اوّل یہ کہ

marfat.com
Marfat.com

لفظ ہبہ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد، سفیان ثوری اور حسن بن حی رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی کہے میں نے اپنی بیٹی تجھے ہبہ کر دی دوسرا کہے میں نے قبول کی یا کہے میں نے نکاح کر لیا اس میں مہر ذکر کریں یا نہ ذکر کریں ——— ؛ البتہ اگر مہر ذکر کریں تو وہی دُنیا پڑے گا جو مقرر کیا ہے۔ ورنہ مہر مثل ادا کرنا ہوگا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لفظ ہبہ سے نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ ابو ثور کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے دو روائتیں ہیں ایک روائت میں ہے کہ لفظ ہبہ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ دوسری روائت میں نہیں ہوتا۔

ہوتا۔ اس بات میں اتفاق ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح لفظِ ہبہ سے ہُوا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : وَامْرَءَةً مُّؤْمِنَةً إِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ ،، کوئی مومنہ عورت اگر اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کر دے۔ علماء نے کہا یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جس شئی پر زوجان (بیوی خاوند) راضی ہو جائیں وہ مہر ہو سکتی ہے جیسے کوڑا وغیرہ اگرچہ اس کی قیمت ایک درہم سے کم ہو یہ امام شافعی، ربیعہ، ابوزناد، ابن ابی ذئب، یحیی بن سعید، لیث بن سعید، امام احمد اسحاق ثوری اور اوزاعی کا مذہب ہے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں رد وَلَوْ خَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ ،، مذکور ہے۔ یعنی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا جاؤ کچھ لے آؤ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی لے آؤ ،، امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ کا مسلک یہ ہے کہ دس درہم سے کم مہر جائز نہیں۔ شعبی نے کہا تین اوقیہ سے کم مہر مکروہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں شریک داؤد زعافری کے ذریعہ شعبی سے روائت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لَا مَهْرَ أَقَلُّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ ،، دس درہم سے کم مہر نہیں۔ ظاہر یہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کیونکہ یہ اجتہاد سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اس میں قیاس کو دخل ہے۔ لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول توقیف پر مبنی ہے اور یہ حدیث مرفوع ہے۔ حنفیہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے استدلال کا جواب یہ دیا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ ،، مبالغہ پر مبنی ہے۔ جیسے حدیث شریف میں ہے تَصَدَّقُوْا وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ ،، صدقہ کرو۔ اگرچہ جلا ہُوا پایا ہو۔ حالانکہ جلا ہُوا پایا صدقہ نہیں کیا جاتا اور نہ ہی اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ نیز حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ لوہے کی انگوٹھی پُورا مہر بھی ہو سکتا ہے کہ یہ مہر معجل ہو اور باقی مہر مؤجل ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن حزم نے کہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روائت باطل ہے کیونکہ اس کو داؤد زعافری نے روائت کیا ہے اور وہ غایت سقوط میں ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ شعبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی حدیث نہیں سُنی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

ابن عدی نے کہا میں نے داؤد زعافری کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی جو حد سے متجاوز ہو جبکہ اس سے ثقہ نے روائت کی ہو۔ اگرچہ وہ حدیث میں قوی نہیں۔ کیونکہ جب داؤد سے ثقہ روائت کرے تو وہ مقبول ہے۔ نیز مزی نے ذکر کیا کہ شعبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سماعت کی ہے۔ اگر تسلیم بھی کرلیں کہ شعبی کی روائت مرسل ہے۔ لیکن عجلی نے کہا شعبی کی مرسل صحیح ہے وہ ہمیشہ صحیح حدیث ارسال کرتے ہیں۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، لیکن اس کے پہننے میں مختلف اقوال ہیں ابوداؤد میں صریح روائت ہے کہ خاتم حدید ممنوع ہے اور یہ بنفس خود بیماری ہے۔

چوتھا حکم یہ ہے کہ اس حدیث کے امام شافعی، ایک روائت کے مطابق امام احمد اور ظاہریہ نے استدلال کیا کہ قرآن کریم کی کسی سورت کی تعلیم مہر ہو سکتی ہے لیکن امام ابوحنیفہ اور آپ کے صاحب، امام مالک اور صحیح روائت کے مطابق امام احمد، لیث اور اسحاق بن راہویہ نے کہا تعلیم قرآن پر نکاح جائز نہیں اور اگر اس طرح نکاح کر لیا تو نکاح صحیح ہے اور مہر مثل ادا کرنا لازم ہے۔ یہ اس شخص کی مانند ہے جو کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کا مہر مقرر نہ کرے تو اس پر مہر مثل واجب ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور حدیث کے جواب میں کہا کہ حدیث کے یہ الفاظ: زَوَّجْتُكَ بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ،، اگر ظاہر پر محمول ہوں تو ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سورت پر نکاح ہے اس کی تعلیم پر نہیں اس وقت سورت کی حرمت پر نکاح ہے اس میں مہر وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں جیسے اُمِّ سلیم کا اسلام پر تھا اور اسلام درحقیقت مہر نہ تھا لہٰذا قرآن کی سورت بالاتفاق مہر نہیں لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے جو قرآن یاد ہے اس کی حرمت اور برکت کے سبب میں نے اس عورت کا نکاح تجھ سے کر دیا۔ اور بِمَا مَعَكَ ،، میں باء سببیہ ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ ،، ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کے سبب پکڑا ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن ماجہ کی روائت میں ہے زَوَّجْتُكَهَا عَلَىٰ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ،، ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کلمہ عَلَىٰ ،، بھی سببیت کے لئے مستعمل ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ،، تم اللہ کی ہدایت کے سبب اس کی بڑھائی بیان کرو۔ لہٰذا معنیٰ یہ ہے میں نے اس عورت سے تیرا نکاح اس لئے کیا کہ تجھے قرآن یاد ہے ہے اور یہ مال ذکر کرنے کے منافی نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ دراصل باء مقابلہ کے لئے ہے جیسے بِعْتُكَ ثَوْبِي بِدِينَارٍ ،، میں نے تیرے پاس اپنا کپڑا ایک دینار کے بدل بیچا۔ اسی طرح اس حدیث میں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مقابلہ کا معنیٰ صحیح نہیں، کیونکہ اس کو یہ لازم ہے کہ عورت موہوبہ ہو؛ حالانکہ یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز ہے۔ لہٰذا یہ کلام ظاہر پر محمول نہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر قرآن کی تعلیم لازم کی ہو اور مہر سے سکوت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلْقِرَآءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ

۴۷۰۷ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لِاَهَبَ لَكَ نَفْسِىْ فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ اِلَيْهَا وَصَوَّبَهٗ ثُمَّ طَأْطَأَ رَاْسَهٗ فَلَمَّا رَاَتِ الْمَرْاَةُ اَنَّهٗ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبْ اِلٰى اَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ

کیا ہو اور وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے ادا کر دیا ہو جیسے رمضان مبارک میں بیوی سے جماع کرنے والا کا کفارہ حضور نے اپنی طرف سے ادا کر دیا تھا جبکہ اس کے پاس کوئی شئ نہ تھی یا اس کی آسانی تک مہر اس کے ذمہ کر دیا تھا کہ جب مہر مثل میسر ہوگا ادا کر دے گا۔

باب دیکھے بغیر دل سے قرآن پڑھنا

۴۷۰۷ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو اپنا آپ ہبہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر فرمائی اور اس کی طرف نظر اوپر نیچے کی پھر سر مبارک جھکا لیا جب اس عورت نے دیکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ کے صحابہ کرام سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ
فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ
وَلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَالَهٗ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا
مِنْهُ شَيْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى
طَالَ مَجْلِسُهٗ ثُمَّ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَاَمَرَ بِهٖ
فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا
وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَعَدَّهَا قَالَ اَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ
قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو اس کا مجھ سے نکاح فرمادیں آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ سامان ہے۔ اُس نے کہا بخدا! یارسُولَ اللہ! میرے پاس کچھ سامان نہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے گھر جا اور دیکھ شائد کچھ پالے وہ گیا اور واپس آکر عرض کیا بخدا یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کچھ نہیں پایا فرمایا دیکھ اگر لوہے کی انگوٹھی پائے تو وہی لے آوہ شخص گیا اور واپس آیا اور کہا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں؛ البتہ یہ تہبند ہے۔ سہل نے کہا اس کے پاس دوسری چادر بھی نہ تھی۔ اور کہا آدھی اسے دے دیجئے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیرے تہبند کو کیا کرے گی۔ اگر تو پہنے گا تو اس پر کوئی شئی نہ ہوگی اور اگر وہ پہن لے گی تو تجھ پر کچھ نہ ہوگا۔ پس وہ آدمی بیٹھ گیا اور دیر تک بیٹھا رہا پھر کھڑا ہو گیا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا کہ وہ پشت پھیر کر جانے لگا ہے تو اس کو بلایا گیا جب وہ آیا تو فرمایا تجھے کتنا قرآن یاد ہے۔ اُس نے کہا فُلاں فُلاں سورت یاد ہے۔ اور سُورتیں شمار کیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا میں نے قرآن حفظ کرنے کے سبب تجھے اس کا مالک بنا دیا۔

(حدیث ۴۷۰۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِسْتِذْكَارِ الْقُرْاٰنِ وَتَعَاهُدِهٖ

٤٧٠٨ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ

٤٧٠٩ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يَقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ فَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ

باب قرآن کریم حفظ کرنا اور اس کو پڑھتے رہنا

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
٤٧٠٨ — صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھنے والے کا حال اونٹ والے کی مثل ہے جس نے اس کے پاؤں کو بندھا ہو اگر اس کی حفاظت کرے گا تو اسے روک رکھے گا اگر اسے رہا کر دے گا تو وہ اس کے ہاتھ سے چلا جائے گا۔

شرح : "مُعَقَّلَہ" جو رسّی سے بندھا گیا ہو۔ قرآن پاک کی تلاوت جاری رکھنے
٤٧٠٨ — اور اسے ہمیشہ پڑھتے رہنے کو رسّی سے بندھے ہوئے اونٹ سے تشبیہ دی جس کے بھاگ جانے کا خوف ہو جب تک اس کی حفاظت رہے اور اس کا دَور ہوتا رہے یاد رہے گا جیسے رسیوں سے بندھا ہُوا اونٹ بھاگ نہیں سکتا اونٹ سے تشبیہ اس لئے دی ہے کہ وہ دوسرے گھریلو حیوانوں کی نسبت زیادہ بھاگتا ہے اور اس کے بھاگ نکلنے کے بعد اس کو پکڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۴۷۱۰ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ مِثْلَهٗ تَابَعَهٗ بِشْرٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ وَتَابَعَهٗ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ شَقِيْقٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۷۰۹ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کا یہ کہنا بہت بُرا ہے کہ وہ کہے میں فلاں فلاں آئت بھول گیا ہوں بلکہ وہ بھلایا گیا ہے تم قرآن پڑھتے رہو کیونکہ قرآن وحشی جانوروں کی نسبت بہت جلد لوگوں کے سینوں سے نکل جاتا ہے۔

۴۷۰۹ — شرح نُسِّیَ بخاری کی تمام روایات میں مُشَدَّد ہے

اسی طرح بخاری کے علاوہ اکثر روایات میں مشدد ہے۔ قرطبی نے کہا مسلم کی بعض روایات میں مخفف ہے۔ مشدد پڑھنے کی تقدیر پر نسیان کی نسبت کسی طرف ہے اور تخفیف کی صورت میں ناسی کی طرف ہے۔ اگر "نُسِّیَ" مشدد پڑھیں تو معنی یہ ہے کہ اللہ نے اس کو بھلا دیا اور اگر مخفف پڑھیں تو معنی یہ ہے کہ وہ بھول گیا اور خیر سے محروم رہا اور نسیان کی نسبت اپنی طرف کرنا مکروہ ہے ؛ کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے بھلایا ہے اور وہی ہر شئ کی تقدیر بناتا ہے نیز دراصل نسیان ترک ہے اس لئے یہ کہنا کہ میں نے ترک کیا اور نسیان کا قصد کیا۔ مکروہ ہے نیز نسیان انسان کے اختیار میں نہیں لہذا یہ کہنا مکروہ ہے کہ میں بھول گیا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا نسبت "کہنے سے اس لئے منع کیا کہ اس میں تساہل اور تغافل پایا جاتا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا کہ اس میں حال کی مذمت ہے۔ کلام کی مذمت نہیں۔ یعنی اس شخص کا بُرا حال ہے جو قرآن حفظ کرے پھر اس سے غافل ہو جائے اور بھول جائے بلکہ وہ بھلایا گیا ہے۔ توشیح میں ذکر کیا مذمت کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے فعل کی نسبت اپنی طرف کی ہے حالانکہ یہ اللہ کا فعل ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا بِئْسَ یعنی نسیان کے سبب گناہ پر اس کو عذاب دیا جائے گا جبکہ اُس نے قرآن کے حفظ میں غفلت کی اور بھول گیا۔ الحاصل بعض نے نسیان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی ؛ کیونکہ اللہ تمام افعال کا خالق ہے۔ بعض نے انسان کی طرف کی ؛ کیونکہ نسیان اس کا فعل ہے اور وہ اس کا سبب ہے تو اکتساب کے اعتبار سے ناسی کی طرف نسبت کی اور بعض نے اس کی نسبت شیطان کی طرف کی جیسے یوشع علیہ السلام نے فرمایا تھا : وَمَا اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطَانُ "، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو وسوسہ دینے پر قادر کیا ہے جس کے باعث نسیان ہوتا ہے۔ بہرحال ہر نسبت کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قرآن کریم کی تلاوت میں مداومت کرو اور اپنی طرف سے اس کا

marfat.com
Marfat.com

۴۷۱۱ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا بَابُ الْقِرَاءَةِ عَلَی الدَّآبَّةِ ۴۷۱۲ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ اِیَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ

مذاکرہ اور دَور کرتے رہو۔ تَفَصِّیْ کے معنی انفصال اور بھاگ جانا ہے۔ اس کا اسم فقہ ہے

۴۷۱۰ــــ ترجمہ : عثمان نے ہمیں خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے جریر نے منصور سے مذکور حدیث جیسی خبر دی۔ بشر نے ابن مبارک کے ذریعہ شعبہ سے روائت کرنے میں محمد بن عرعرہ کی متابعت کی۔ اور ابن جُریج نے عبدہ کے ذریعہ شقیق سے روائت کرنے میں محمد کی متابعت کی اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا شقیق کی کنیت ابووائل ہے۔

۴۷۱۱ــــ ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کریم ہمیشہ پڑھتے رہو اور دَور کرتے رہو۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ قرآن کریم سینوں سے بندھے ہُوئے اونٹوں سے جلدی نکلنے والا ہے۔

۴۷۱۱ــــ شرح : عُقُل عقال کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں "رسی"، غُلُلُھَا بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ غُلٌّ بمعنی قید کی جمع ہے۔ مذکور حدیث میں فِیْ عُقُلِهَا ،، ہے۔ اس میں لفظ فی ہے۔ نیز "من عُقُلِهَا بھی روائت کیا گیا ہے یہ دراصل تعدیہ تفصِّیْ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ فی بمعنی "من" ہو۔ حروف جَرّ ایک دوسرے کے معنی میں آتے رہتے ہیں حرف فی تو خصوصی طور پہ اشعار میں من کے معنی میں آتی رہتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب سواری پر قرآن کریم پڑھنا

۴۷۱۲ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے فتح مکہ کے روز جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی سواری پر سُورۂ فتح تلاوت فرما رہے

marfat.com
Marfat.com

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ سُوْرَةَ الْفَتْحِ

بَابُ تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْاٰنَ

۴۷۱۳ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اِنَّ الَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ الْمُفَصَّلَ هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَقَرَأْتُ الْمُحْكَمَ

تھے ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ،،

باب بچّوں کو قرآن پڑھانا

اس سے امام نے اس شخص کے کلام کا ردّ کیا ہے جو کہے کہ بچّوں کو قرآن پڑھانا مکروہ ہے ابن ابو داؤد نے سعید بن جُبَیر اور ابراہیم نخعی سے روائت کی کہ نابالغ بچّوں کو قرآن پڑھانا مکروہ ہے (عینی)

۴۷۱۳ — ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا جس سورت کو تم مفصّل کہتے ہو وہ مُحکم ہے ،، سعید نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وفات پائی جبکہ میں صرف دس برس کا تھا حالانکہ میں محکم سورتیں پڑھ چکا تھا۔

۴۷۱۳ — شرح : یہاں محکم سے مراد وہ سورتیں ہیں جو منسُوخ نہیں ہُوئیں یہ محکم متشابہ کے مقابل نہیں ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچّہ نابالغ قرآن پڑھ سکتا ہے ، لیکن علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ یہ صحیح ہے کہ سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر پندرہ برس تھی ۔ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا سیّد عالم

marfat.com
Marfat.com

۴۷۱۴ــ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ الْمُفَصَّلُ

بَابُ نِسْيَانِ الْقُرْآنِ وَهَلْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةً كَذَا وَكَذَا وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ

۴۷۱۵ــ حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً مِنْ سُورَةِ كَذَا

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ابن عباس تیرہ برس کے تھے، لیکن یہ پندرہ برس کے منافی نہیں کیونکہ سال کی کسر کو شامل کرنے سے پندرہ برس ہی ہو جاتے ہیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمانا کہ میں دس برس کا تھا یہ حفظ قرآن کے اعتبار سے تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے اعتبار سے نہیں اور عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے " تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ جَمَعْتُ الْمُحْكَمَ وَأَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ "، علامہ عینی نے تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ دونوں جملے یعنی وانا ابن عشر سنین اور وقد قرءت المحکم "، حال واقع ہیں اور حال قید ہوتا ہے لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہاں تقدیم و تاخیر ہے۔

۴۷۱۴ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد حیات مبارک میں محکم سورتیں یاد کر چکا تھا۔ سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا "محکم سورتیں"، کونسی ہیں انھوں نے کہا محکم مفصل ہیں (یعنی سورہ حجرات سے آخر تک صحیح تر قول یہی ہے)

marfat.com
Marfat.com

۴۷۱۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسٰى عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ اَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا تَابَعَهُ عَلِيُّ ابْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ

۴۷۱۷ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اُسَامَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِيْ سُوْرَةٍ بِاللَّيْلِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا اٰيَةً كُنْتُ اُنْسِيْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا

باب قرآن بھول جانا

کیا یہ کہنا جائز ہے کہ میں فلاں فلاں آیات بھول گیا ہوں ؟ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ نے چاہا "

۴۷۱۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے ہوئے سُنا تو فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اُس نے مجھے فلاں سورت سے فلاں فلاں آیت یاد دلا دی۔

۴۷۱۵ — شرح : مسجد میں قرآن کریم پڑھنے والا شخص عبداللہ بن یزید انصاری تھے اور فلاں سورت سے مراد سورۂ یُونس ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان طاری ہونا کیسے جائز ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بھلایا جانا آپ کے اختیار میں نہ تھا۔ شرعی قانون کے اجراء کے لئے آپ کو بھلایا جاتا تھا۔ اس کے بعد نسیان زائل ہو جاتا تھا۔ جمہور علماء نے کہا امور ابلاغیہ اور تعلیمیہ میں نسیان جائز نہیں اور جن کا طریق ابلاغ اور تعلیم نہ ہو وہاں نسیان جائز ہے لیکن اُس پر قرار نہ ہوتا تھا بلکہ دُوسرے

marfat.com
Marfat.com

۴۷۱۸ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدِهِمْ يَقُوْلُ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّیَ

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ بَاسًا اَنْ يَقُوْلَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَسُوْرَةُ كَذَا

وقت میں نسیان زائل ہو جاتا تھا۔

۴۷۱۶ — ترجمہ : ہشام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "میں فلاں فلاں سورت سے بھلایا گیا تھا۔ ہشام سے روایت کرنے میں علی بن مُسہر اور عبدہ نے محمد بن عُبَید کی متابعت کی"

۴۷۱۶ — شرح : یعنی ہشام نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں اس کلمہ "اُسْقِطْتُ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا" کا اضافہ کیا یعنی فلاں فلاں سورت سے میں بھول گیا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد کی حدیث میں سورت کی تفسیر کی ہے۔ کشمیہنی کی روایت میں "تَابَعَهٗ عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدَةَ" ہے۔ شیخ ابن حجر نے کہا یہ غلط ہے کیونکہ عبدہ علی کا ساتھی ہے استاذ نہیں۔

۴۷۱۷ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سُنا کہ وہ رات کے وقت ایک سورت پڑھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اُس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد کرا دی ہے جو میں فلاں فلاں سورت سے بھول گیا تھا۔

۴۷۱۸ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کے لئے یہ بُری بات ہے کہ وہ کہے میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں بلکہ وہ بھلایا گیا ہے۔

۴۷۱۸ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھولتے نہیں تھے بلکہ بھلائے جاتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ شرعی حکم کے اجراء اور تشریع کے لئے آپ کو بھلا دیتا تھا اور جب حکم مشروع ہو جاتا تو نسیان زائل ہو جاتا تھا آپ

marfat.com
Marfat.com

۴۷۱۹ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ ثَنَا اَبِیْ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰیَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَاَ بِهِمَا فِیْ لَیْلَةٍ کَفَتَاهُ

۴۷۲۰ — حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْ حَدِیْثِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ

اس پر مستقر نہ رہتے تھے علماء نے کہا کہ نسیتُ کا فاعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں گویا کہ آپ نے فرمایا کوئی شخص مجھے یہ نہ کہے کہ میں فلاں آیت بھول گیا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ حکمتِ نسخ کے لئے مجھے بھلاتا ہے اور اس آیت کی تلاوت منسوخ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا در اُنْسِیْتُ اور نَسِیْتُ مجہول کے صیغے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلایا ہے۔ افعال کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنی چاہیئے کیونکہ وہ اِن کا خالق ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لئے عبودیت کا اقرار اور قدرتِ ربوبیت کی تابعداری ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جس شخص نے یہ کہنے میں حرج نہ سمجھا کہ وہ کہے سورۂ بقرہ اور فلاں فلاں سورت

۴۷۱۹ — ترجمہ : ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں ہیں جو کوئی وہ رات پڑھے وہ اسے کافی ہیں۔

۴۷۱۹ — شرح : اس میں اس شخص کا ردّ ہے جو کہتا ہے۔ سورۂ بقرہ نہیں کہنا چاہیئے بلکہ یہ کہنا چاہیئے۔ وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے اس نے طبرانی کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا کہ آپ نے فرمایا: سورۂ بقرہ نہ کہو اور نہ سورۂ آل عمران اور نہ سورۂ نساء کہو اسی طرح قرآن کریم کی تمام سورتیں ہیں، لیکن یہ کہو وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے اُس نے

marfat.com
Marfat.com

ابْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ اَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ
ابْنَ حَكِيْمِ ابْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ هَا عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ اُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلٰوةِ
فَانْتَظَرْتُهٗ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهٗ فَقُلْتُ مَنْ اَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ
الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ اَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ لَهٗ كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَهُوَ اَقْرَأَنِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقُوْدُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ
سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا

طبرانی کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا کہ آپ نے فرمایا "سورۂ بقرہ نہ کہو اور نہ سورہ آل عمران اور نہ سورۂ نساء کہو اسی طرح قرآن کریم کی تمام سورتیں ہیں لیکن یہ کہو وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے لیکن ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ بعض محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔

۴۷۲۰ — ترجمہ : زُہری نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن ابن عبدالقاری سے خبر دی کہ اُن دونوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں سورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سُنا میں نے اُس کی قرأت غور سے سُنی وہ اس کو کئی طرح پڑھ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا تھا اور قریب تھا کہ میں اُس سے نماز ہی میں جھگڑا کرتا۔ پس میں نے انتظار کیا حتیٰ کہ اس نے سلام پھیرا تو میں نے اُن کے گلے میں کپڑا ڈال کر اسے کھینچا اور کہا تجھے یہ سُورت کس نے پڑھائی ہے جو میں نے تمہیں پڑھتے سُنا ہے ہشام بن حکیم بن حزام نے کہا اس طرح مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے۔ میں نے اسے کہا جھوٹ بولتے ہو۔ بخدا! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مجھے یہ سورت پڑھائی ہے جو میں نے تجھ سے سُنی ہے۔ میں انہیں

marfat.com
Marfat.com

وَاِنَّكَ اَقْرَأْتَنِیْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ يَاهِشَامُ اِقْرَأْهَا فَقَرَأَهَا الْقِرَاءَةَ الَّتِیْ سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اِقْرَأْ يَاعُمَرُ فَقَرَأْتُهَا الَّتِیْ اَقْرَأَنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

۴۷۲۱ — **حَدَّثَنَا** بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِیْ كَذَا وَكَذَا اٰيَةً اَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اس حال میں کہ میں اسے کھینچ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اسے سنا ہے کہ یہ سورۂ فرقان کئی طریقوں سے پڑھتے ہیں جو آپ نے مجھے اس طرح نہیں پڑھائی ہے آپ نے خود مجھے سورۂ فرقان پڑھائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ہشام پڑھو تو اس نے اسی طرح پڑھی جو میں نے اس سے سنی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے پھر مجھے فرمایا تم پڑھو میں نے اسی طرح پڑھی جو آپ نے خود مجھے پڑھائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے تم جس طرح آسان ہو پڑھو۔

(حدیث ۴۶۷۲ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

۴۷۲۱ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاری کو سنا وہ رات مسجد میں پڑھ رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد دلادی جو میں فلاں فلاں سورت سے چھوڑ گیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّرْتِيْلِ فِي الْقِرَاءَةِ

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا وَقَوْلُهُ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَمَا يُكْرَهُ اَنْ يُهَذَّ كَهَذِّ الشِّعْرِ يُفَرَّقُ يُفَصَّلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَقْنَاهُ فَصَّلْنَاهُ

۴۷۲۲ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ

باب قرآن کریم خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قرآن کریم ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور قرآن ہم نے جُدا جُدا کر کے اُتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو! اور مکروہ ہے کہ شعر جلدی پڑھنے کی طرح قرآن جلدی جلدی پڑھا جائے یُفَرَّقُ بمعنی یُفَصَّلُ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا فَرَقْنَاهُ بمعنی فَصَّلْنَاهُ ہے

شرح : ترتیل کے معنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اور ان کے ادا کرنے میں آہستگی کرنا کہ اُن کے معانی سمجھنے میں آسانی ہو ،، اور اس کے پڑھنے میں تیزی اور جلدی نہ کرنا۔

قولہ قرآنًا فَرَقْنَاهُ ،، یعنی ہم نے قرآن آہستہ آہستہ اُتارا سارا ایک ہی بار نہیں اُتارا بخلاف دیگر کتب سماویہ کے کہ وہ یکبار نازل ہوئیں"

قولہ وَمَا يُكْرَهُ ،، یہ باب الترتیل پر معطوف ہے۔ یعنی باب فی بیان الترتیل وفی بیان مایکرہ اَنْ يُهَذَّ كَهَذِّ الشِّعْرِ هَذٌّ کے معنیٰ ہیں سوچنے کے بغیر جلدی پڑھنا جیسے شعر پڑھے جاتے ہیں

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ،، میں يُفْرَقُ کی تفسیر يُفَصَّلُ سے کی ،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَقُرْاٰنًا فَرَقْنَاهُ ،، کے معنی یہ بیان فرمائے کہ قرآن کریم کو ہم نے مفصل بیان کیا۔

ترجمہ : وائل نے کہا میں صبح کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ایک آدمی نے کہا میں نے گذشتہ رات مفصل سورتیں پڑھی ہیں

۴۷۲۲ —

marfat.com
Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ غَدَوْنَا عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ فَقَالَ رَجُلٌ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَۃَ فَقَالَ ھَذًّا کَھَذِّ الشِّعْرِ اِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَۃَ وَاِنِّیْ لَاَحْفَظُ الْقُرَنَاءَ الَّتِیْ کَانَ یَقْرَأُھُنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَمَانَ عَشْرَۃَ سُوْرَۃً مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُوْرَتَیْنِ مِنْ اٰلِ حٰمٓ

۴۷۲۳ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مُوْسٰی بْنِ اَبِیْ عَائِشَۃَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نَزَلَ جِبْرِیْلُ بِالْوَحْیِ وَکَانَ مِمَّا یُحَرِّکُ بِہٖ لِسَانَہٗ وَشَفَتَیْہِ فَیَشْتَدُّ عَلَیْہِ وَکَانَ یُعْرَفُ مِنْہُ

عبداللہ نے کہا یہ تیزی ہے۔ شعر کی تیزی جیسی ہے۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے سنا میں اُن ہم مثل سورتوں کو یاد کرتا ہوں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ وہ مفصل کی اٹھارہ سورتیں ہیں اور دو سورتیں جو آلِ حٰمٓ سے ہیں۔

۴۷۲۲ — شرح : ایک رات میں مفصل سورتیں پڑھنے والا شخص نہیک بن سنان ہے قرناء کے معنی طول اور قصر میں ہم مثل سورتیں ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں ذکر کیا کہ مفصل سورتیں بیس ہیں اور وہاں حٰمٓ دخان اور عمّ تساءلون کو مفصل میں شمار کیا ہے جبکہ یہاں اُن کو نکال دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں ان کی مراد بڑی بڑی سورتیں ہیں۔

قولہ مِنْ آلِ حٰمٓ، یعنی وہ سورتیں جن کے اوّل حٰمٓ ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ فلاں من اٰل فلاں سے ہے۔ بعض نے کہا لفظ آل زائد ہے اور مراد نفس حٰمٓ ہے جیسے آلِ داؤد سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام ہیں

۴۷۲۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ

marfat.com
Marfat.com

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ الْاٰيَةَ الَّتِیْ فِیْ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ
لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ
قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا اَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ قَالَ اِنَّ عَلَيْنَا
اَنْ نُّبَيِّنَهٗ بِلِسَانِكَ قَالَ فَكَانَ اِذَا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ اَطْرَقَ فَاِذَا
ذَهَبَ قَرَاَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ

بَابُ مَدِّ الْقِرَاءَةِ

یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان شریف کو حرکت نہ دیں،، کی تفسیر میں کہا۔ جب جبرائیل علیہ السلام وحی کے ساتھ نزول کرتے (وحی لے کر آتے) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ اپنی زبان شریف اور مبارک دونوں ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے اور آپ پر یہ دشوار تھا۔ آپ سے دشواری کی حرکت پہچانی جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت جو سورۂ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ،، میں ہے نازل فرمائی لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ الْاٰيَةَ،، یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان شریف کو حرکت نہ دیں بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کریں۔ اور جب ہم نازل کریں تو سنتے رہیں پھر ہمارے ذمہ اس کا بیان ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (اس کے بعد) جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آتے تو آپ گردن جھکا لیتے (سماعت فرماتے) جب وہ چلے جاتے تو قرآن پڑھتے جیسا کہ اللہ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے۔
(حدیث ۴۶۰۷ کی شرح دیکھیں)

باب قرآن کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا

قرآء کے نزدیک مدّ دو قسم ہے۔ ایک اصلی ہے جس حرف کے بعد الف یا واؤ یا یاء ہو اس کو لمبا کھینچنا۔ دوسری غیر اصلی ہے وہ یہ ہے کہ جب اس قسم کے حرف کے بعد ہمزہ آجائے اور وہ متصل و منفصل ہے۔ متصل وہ ہے جو نفس کلمہ میں ہو اور منفصل وہ ہے جو دوسرے کلمہ میں ہو (فتح)

marfat.com
Marfat.com

۴۷۲۴ــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ ابْنُ حَازِمٍ الْاَزْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ مَدًّا

۴۷۲۵ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ

۴۷۲۴ــ ترجمہ : قتادہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کی کیفیت پوچھی تو انھوں نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم (جہاں مد ہوتی) اسے خوب کھینچ کر پڑھتے تھے۔
(یعنی جو لفظ مد کا مستحق ہوتا تھا اس کو مد سے پڑھتے تھے روانگی نہیں کرتے تھے)

۴۷۲۵ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کیسی تھی انہوں نے کہا مد والی تھی۔ پھر پڑھا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

بسم اللہ کو کھینچ کر پڑھتے تھے۔ رحمٰن کی میم پر مد پڑھتے اور رحیم کی یاء کھینچ کر پڑھتے تھے

۴۷۲۵ــ شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمرو بن عاصم شیخ بخاری سے باء کے بغیر ذکر کیا؛ چنانچہ انھوں نے کہا یمد بسم اللہ و یمد الرحمٰن و یمد الرحیم بعض نے کہا باء کو باء پر اس لئے داخل کیا کہ اسم اللہ کو بطورِ حکایت ذکر کیا ہے یا اس کو بصورت علَم ایک کلمہ کیا ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّرْجِيعِ

٤٧٢٦ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِیَاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ وَهُوَ عَلٰی نَاقَتِهٖ اَوْ جَمَلِهٖ وَهِیَ تَسِیْرُ بِهٖ وَهُوَ یَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ اَوْ مِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ قِرَاءَةً لَیِّنَةً یَقْرَأُ وَهُوَ یُرَجِّعُ

بَابُ الترجیع

ترجیع کے معنی تردید کے ہیں ترجیع صوت آواز کو حلق میں پھیرنا ہے جیسے خوش الحان لوگ پڑھتے ہیں اسی سے اذان میں ترجیع ہے۔ یہاں ترجیع کی تفسیر قراءت میں حرکات کی ضربوں کو ایک دوسرے کے قریب کرنا ہے۔ صاحب خیر الجاری نے کہا۔ ترجیع تدبر اور خشوع کے ساتھ خوبصورت تلاوت کرنا ہے گانے کی ترجیع مراد نہیں؛ کیونکہ یہ شریعت مطہرہ کے منافی ہے۔ آج کل بعض قاریوں نے قرآن کریم کی تلاوت میں گانوں کی طرز اختیار کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ (قسطلانی)

٤٧٢٦ — ترجمہ : ابو ایاس معاویہ بن قرہ بصری نے کہا میں نے عبداللہ بن مغفل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قرآن کی تلاوت فرماتے تھے، حالانکہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر سوار تھے۔ اونٹنی چل رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ فتح یا سورۂ فتح سے آیات نرم آواز سے ترجیع کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔

٤٧٢٦ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ترجیع کرنے میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ آپ اونٹنی پر سوار تھے اور وہ تیز رفتار تھی اس لئے آپ کی آواز شریف میں ترجیع معلوم ہوتی تھی۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ آپ نے مد کے مقام میں مد کی کیفیت میں بڑا تو اس سے ترجیع ظاہر ہوئی تھی۔ بعض نے کہا ترجیع کے معنی خوش الحانی سے پڑھنا ہے۔ گویوں کسی طرح خوش الحانی شریعت میں ممنوع ہے؛ کیونکہ یہ خشوع کے منافی ہے جو تلاوت میں مقصود ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ

٤٧٢٧ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْيَحْيٰى الْحِمَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُحَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا اَبَا مُوْسٰى لَقَدْ اُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ

باب — قرآن کریم خوبصورت آواز سے پڑھنا

٤٧٢٧ — ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا : اے ابوموسیٰ تم آواز کی خوبصورتی میں داؤد علیہ السلام کی آواز جیسی خوبصورتی دیئے گئے ہو۔"

٤٧٢٧ — شرح : زَمْر کے لغوی معنی غِنا ہیں۔ یہاں اس سے حسنِ صوت مراد ہے۔ اور اٰلِ داؤد میں لفظ آل زائد ہے، کیونکہ حسنِ صوت میں وہ متفرد تھے؛ کیونکہ داؤد علیہ السلام کی اٰل میں سے کسی کو ان کی آواز جیسی خوبصورت آواز نہیں دی گئی مزامیر مِزمار کی جمع ہے۔ اور وہ معروف اٰلہ ہے۔ حسنِ صوت پر اس کا اطلاق کیا گیا ہے، کیونکہ یہ ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام زبور شریف ستر آوازوں میں پڑھتے تھے۔ بعض اوقات اُن کی قرأت سے بیمار آدمی جھومنے لگتے تھے۔ جب وہ رونے کا ارادہ کرتے تھے تو خشکی اور سمندر کے تمام جانور خاموشی سے سُنتے اور رونے لگتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی مجلس سے کئی جنازے اُٹھائے جاتے تھے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ خوش الحان شخص سے قرآن کریم سُننا مستحب ہے۔ ابن ابی داؤد نے ابن مسجعہ کے طریق سے روایت کی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خوش الحان نوجوان کو اس کی خوبصورت آواز کے سبب لوگوں سے آگے بٹھاتے تھے۔"

اسماء الرجال : محمد بن خلف ابوبکر بغدادی حدادی ہیں۔ امام بخاری کے شیوخ میں سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْمَعُ الْقُرْاٰنَ مِنْ غَيْرِهٖ

٤٧٢٨ــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ عَنْ عَبِیْدَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ آَقْرَأُ عَلَیْكَ وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَیْرِیْ

بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِئِ لِلْقَارِئِ حَسْبُكَ

ان کے کمسن شیخ ہیں۔ وہ امام بخاری کی وفات کے بعد پانچ سال بقیدِ حیات رہے۔

ع۲ ابو یحییٰ کا نام عبدالحمید بن عبدالرحمٰن ہے۔ ان کا لقب بشمین بمعنی صوفی ہے۔ حمان بنی تیم کا ایک قبیلہ ہے۔ حمانی میں یاء نسبت کی ہے۔ وہ دو سو دو ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۳ بُرَید بن عبداللہ بن ابی بُردہ۔ ابو بُردہ کا نام عامر ہے۔ ابوموسیٰ کا نام عبداللہ بن قیس ہے۔

باب۔ جس نے اپنے غیر سے قرآن کریم سُننے کو پسند کیا

٤٧٢٨ ــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ! میرے سامنے قرآن پڑھو! میں نے کہا: یارسُولَ اللہ! میں آپ کے سامنے قرآن پڑھوں، حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہُوا ہے۔ آپ نے فرمایا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اپنے غیر سے قرآن سنوں!

٤٧٢٨ ــ شرح: غیر سے سُننے میں لُطف یہ ہے کہ سُننے والا تدبُّر زیادہ کرتا ہے اور اس کا دِل سماعت کے لئے متوجہ اور خالی ہوتا ہے اور وہ قاری کی نسبت قرأت کی طرف زیادہ راغب ہوتا ہے کیونکہ قاری قرأت اور اس کے احکام میں مشغول ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

٤٧٢٩ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ آقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ نَعَمْ فَقَرَأْتُ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى هٰذِهِ الْآيَةِ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ حَسْبُكَ الْآنَ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

بَابُ فِي كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

باب سُننے والے کا قاری سے کہنا "حَسْبُکَ"

٤٧٢٩ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ! مجھے قرآن سناؤ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو سناؤں، حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی۔ حتیٰ کہ اس آیت کریمہ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا "تک پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس اب کافی ہے۔ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں (حدیث ٤٧٠٦٨ کی شرح دیکھیں)

باب کتنی مدّت میں تمام قرآن پڑھا جائے

marfat.com
Marfat.com

۴۷۳۰ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِي ابْنُ شُبْرُمَةَ نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ اَجِدْ سُوْرَةً اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ اٰيَاتٍ فَقُلْتُ لَا يَنْبَغِي لِاَحَدٍ اَنْ يَقْرَأَ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ اٰيَاتٍ قَالَ سُفْيَانُ اَخْبَرَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيْدَ اَخْبَرَهُ عَلْقَمَةُ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ وَلَقِيْتُهُ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مَنْ قَرَأَ بِالْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قرآن سے جو آسان ہو پڑھو!

شرح الباب : اس میں مدت ذکر نہیں کی، کیونکہ اس کے متعلق کوئی حد معین مذکور نہیں لیکن مراد یہ ہے کہ اس میں اس شخص کا رد ہے۔ جو کہتا ہے کہ ایک رات اور دن میں کم از کم قرآن کریم کے چالیس اجزاء سے ایک جزء پڑھنا چاہیئے۔

قرآن پڑھنے کی عدمِ تحدید کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس قدر آسانی سے پڑھ سکو پڑھو! یہ عام ہے۔ قرآن کریم کے جزء سے اقل اور اکثر کو شامل ہے۔ اس کا مقتضیٰ کوئی جزء معین محدود نہیں اور نہ ہی اس کا وقت معین ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۷۳۰ — ترجمہ : سفیان نے کہا مجھے ابن شبرمہ نے کہا : میں نے دیکھا اور تامل کیا کہ (نماز میں) آدمی کو کتنی آیتیں کافی ہیں۔ پس میں نے تین آیات سے کم کوئی سورت نہ پائی تو میں نے کہا کسی کو یہ مناسب نہیں کہ (نماز میں) تین آیات سے کم پڑھے۔ سفیان نے کہا ہمیں منصور نے ابراہیم، عبدالرحمٰن بن یزید اور علقمہ کے ذریعہ ابومسعود انصاری سے خبر دی عبدالرحمٰن نے کہا میں نے علقمہ سے اس حال میں ملاقات کی جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا جو سورۂ بقرہ کے آخر کی دو آیتیں رات کو پڑھ لے وہ سارا قرآن پڑھنے سے کفائت کرتی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

٤٧٣١ـ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوعَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَنْكَحَنِىْ اَبِىْ اِمْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهٗ فَيَسْئَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُوْلُ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَّلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُذْ اَتَيْنَاهُ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْقِنِىْ بِهٖ فَلَقِيْتُهٗ بَعْدُ فَقَالَ كَيْفَ تَصُوْمُ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَكَيْفَ تَخْتِمُ قَالَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ صُمْ فِىْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلٰثَةً وَاقْرَأِ الْقُرْاٰنَ فِىْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَ قُلْتُ اِنِّىْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فِى الْجُمُعَةِ

٤٧٣٠ـ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں تین آیات مقدار ذکر کی ہے۔ لیکن یہ تحدید واجب اور مسنون نہیں۔ قولہ کم یکفی، اس میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ نماز میں کتنی آیتیں کفائت کرتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایک دن رات میں مطلقاً کتنا قرآن پڑھ لینا کافی ہے۔ ظاہر یہی ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں مذکور ہے۔

اسماء رجال : ابن شُبْرُمَةَ بضم الشین وبضم الراء اور باء ساکن ہے جبکہ میم مفتوح ہے۔ ان کا نام عبداللہ ہے۔ وہ کوفہ کے قاضی اور اہل کوفہ میں بہت بڑے فقیہہ تھے، ان کا تابعین میں شمار ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ عفیف، عاقل اور حدیث میں ثقہ تھے۔ شاعر، خوش خلق اور سخی تھے۔ کوفہ کے علاقہ میں ابوجعفر کے قاضی تھے۔ ایک سو چوالیس ہجری میں وفات پائی ع۲ علی بن مدینی ع۳ سفیان بن عُیَیْنَہ ع۴ منصور بن معتمر ع۵ ابراہیم نخعی ع۶ عبدالرحمٰن بن یزید ع۷ علقمہ بن قیس اور ابومسعود انصاری ہیں رضی اللہ عنہم، قولہ قَالَ عَلِیٌّ یہ مذکور حدیث کا تتمہ ہے۔

٤٧٣١ـ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا میرے والد نے میرا نکاح خاندانی عورت سے کیا اور وہ اپنی بہو سے اس کے شوہر کا حال دریافت کرتے رہتے تھے وہ کہتی تھی وہ اچھا آدمی ہے۔ جب سے میں آئی ہوں میرے بستر پہ قدم نہیں رکھا۔ اور نہ ہی میرے لئے

marfat.com
Marfat.com

قُلْتُ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ اَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا قَالَ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوٗدَ صِيَامُ يَوْمٍ وَّاِفْطَارُ يَوْمٍ وَاقْرَأْ فِيْ كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً فَلَيْتَنِيْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَاكَ اَنِّيْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهِ السُّبُعَ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِالنَّهَارِ وَالَّذِيْ يَقْرَؤُهٗ يَعْرِضُهٗ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُوْنَ اَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّتَقَوّٰى اَفْطَرَ اَيَّامًا وَاَحْصٰى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فِيْ ثَلٰثٍ وَّفِيْ خَمْسٍ وَّاَكْثَرُهُنَّ عَلٰى سَبْعٍ

قضاء حاجت کی تفحص کی۔ جب عمرو بن عاص پر یہ بات لبی ہوئی تو انھوں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ۔ (عبداللہ نے کہا) میں نے اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو آپ نے فرمایا تم روزے کیسے رکھتے ہو۔ میں نے کہا ہر روز روزہ سے ہوتا ہوں۔ فرمایا قرآن کتنے دنوں میں ختم کرتے ہو۔ عرض کیا ہر رات قرآن ختم کرتا ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مہینہ میں تین روزے رکھا کرو اور ہر مہینہ میں ایک بار قرآن ختم کیا کرو۔ عبداللہ نے کہا میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: ہر جمعہ میں تین روزے رکھا کرو! میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: دو روز افطار کرو اور ایک دن روزہ رکھا کرو! میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: افضل روزے رکھو جو داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرو اور سات دن میں ایک بار قرآن ختم کرو۔ کاش کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کرلیتا؛ کیونکہ میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور کمزور ہوگیا ہوں۔ عبداللہ بن عمرو اپنے بعض اہل کو قرآن کا ساتواں حصہ عزبہ سنا لیا کرتے تھے۔ اور جو وہ پڑھتے تھے دن میں اس کا دَور کر لیتے تھے تاکہ رات کو پڑھنے میں آسانی رہے۔ اور جب قوت حاصل

marfat.com
Marfat.com

کرنا چاہتے تھے تو چند روز افطار کرتے تھے اور افطار کے دن شمار کر لیتے تھے اور افطار کے دنوں کی مثل روزے رکھتے تھے، کیونکہ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ وہ ایسی شئ ترک کر دیں جس پر پابندی کرتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مفارقت کی تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض نے کہا کہ تین رات میں ایک بار قرآن ختم کرے یا پانچ میں یا سات میں ختم کرے۔ ان روایات میں سے بیشتر روایات سات رات کی ہیں۔

۴۷۳۱ — شرح : قولہ کَنَّتَہ بفتح الکاف اور نون مشدد بمعنی بہو ہے۔ قولہ لَمْ یُفَتِّشْ لَنَا کَنَفًا ، کنف یعنی پردہ اور کنارہ ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی بیوی کی مراد یہ ہے کہ وہ اُن سے جماع نہیں کرتے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اِن دو جملوں: لَمْ یَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَّلَمْ یُفَتِّشْ لَنَا کَنَفًا کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ کی بیوی کی مراد یہ ہے کہ وہ ہم سے جماع نہیں کرتے تاکہ ہمارے بستر پر قدم رکھے اور نہ ہی ہمارے پاس کھانا کھاتے ہیں تاکہ قضاءِ حاجت کی جگہ تلاش کریں

الحاصل اس عورت نے پہلے عبداللہ کا شکریہ ادا کیا کہ وہ رات بھر نماز میں کھڑے رہتے ہیں اور دن کو روزے سے ہوتے ہیں۔ پھر ان کی شکایت کی کہ وہ اُس سے جماع نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی اُن کے پاس کھانا کھاتے ہیں۔ یہ سُن کر عبداللہ کے والد عمرو رضی اللہ عنہ عبداللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ملامت کرنا شروع کیا اور کہا میں نے قریش کی خاندانی خاتون کے ساتھ تمہارا نکاح کیا، لیکن تم اس سے علیحدہ رہتے ہو۔ پھر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مذکور شکوی عرض کیا تو آپ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملے اور اُن سے فرمایا جو بھی فرمایا جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔ علماء نے ذکر کیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ کے پاس تشریف لے گئے۔ بعض نے کہا آپ کی عبداللہ سے اتفاقاً ملاقات ہو گئی تھی۔

قولہ : أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت نہیں؛ کیونکہ عبداللہ کو معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر آسانی کرنا چاہتے ہیں اور اس پر تخفیف کا ارادہ فرماتے ہیں۔ آپ کا یہ حکم وجوبی نہ تھا بلکہ استحبابی تھا۔

قولہ صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ الخ یعنی افضل روزے رکھو جو داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں ایک دن روزہ اور ایک دن افطار۔

امام قسطلانی نے کہا : داؤدی نے اس مقام میں اشکال ذکر کیا ہے کہ ہفتہ میں تین روزے ایک دن افطار اور ایک دن روزہ سے زیادہ ہیں جبکہ عبداللہ بن عمرو کا مقصود روزہ میں ترقی تھا اور ہر ہفتہ میں تین روزے داؤد علیہ السلام کے روزوں سے زیادہ ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے

marfat.com
Marfat.com

۴۷۳۲ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ح وَحَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى بَنِیْ زُهْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ وَاَحْسِبُنِیْ قَالَ سَمِعْتُ اَنَا مِنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأِ الْقُرْاٰنَ فِیْ شَهْرٍ قُلْتُ اِنِّیْ اَجِدُ قُوَّةً حَتّٰی قَالَ فَاقْرَأْهُ فِیْ سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ

کہ اس کلام میں تقدیم وتاخیر واقع ہو (فتح الباری) یہ بات ظاہر ہے کہ اگر ہفتہ میں تین روزے رکھیں تو چار دن یقیناً افطار ہوگا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہفتہ میں چار دن ہوتے ہیں۔ نیز ہفتہ میں متواتر تین روزے رکھنا ایک دن روزہ اور ایک دن افطار سے آسان ہیں (تیسیر القاری) اس مقام میں یہ بات معلوم کرنا ضروری ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو روزوں یا قراءتِ قرآن میں حکم وجوب کے لئے نہیں اسی طرح زیادتی سے نہی تحریم کے لئے نہیں بلکہ امر استحباب پر محمول ہے،، اور نہی تنزیہی کے لئے ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۷۳۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا۔ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن کتنے دنوں میں پڑھتے ہو۔

۴۷۳۳ — ترجمہ : یحییٰ نے محمد بن عبدالرحمٰن مولیٰ بن زہرہ سے روایت کی۔ اُنھوں نے ابوسلمہ سے روایت کی۔ یحییٰ نے کہا میرا گمان ہے کہ میں نے ابوسلمہ سے سُنا اُنھوں نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن ایک مہینہ میں پڑھا کرو! میں نے عرض کیا: مجھ میں اس سے زیادہ کی قوت ہے۔ حتیٰ کہ آپ نے فرمایا: سات دن میں قرآن ختم کیا کرو اس پر زیادہ نہ کرو!

۳۲-۴۷۳۳ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا : لَا تَزِدْ ،، کا مقتضیٰ یہ ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْبُكَآءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ

٤٧٣٤ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيٰى بَعْضُ الْحَدِيْثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ لِى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الْاَعْمَشُ وَبَعْضُ الْحَدِيْثِ

کہ اس پر زیادتی جائز نہیں ؛ لیکن یہ حکم خصوصًا مخاطب کے ضعف اور عجز کے لحاظ سے ہے یا نہی تحریم کے لئے نہیں ؛ حالانکہ ابی بن کعب قرآن کریم آٹھ دن میں ختم کرلیا کرتے تھے ۔ جبکہ اسود چھ دن میں اور علقمہ پانچ دن میں ختم کرتے تھے ۔ حضرت معاذ بن جبل اور دیگر بعض حضرات کے متعلق مروی ہے کہ وہ ایک دن میں ختم کرتے تھے ، ایک رکعت میں سارا قرآن ختم کرتے تھے ۔ حضرت عثمان غنی اور تمیم الداری ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے ۔ ابو عبیدہ نے ذکر کیا کہ سلیم ایک رات میں تین بار قرآن ختم کرتے تھے ۔ صاحب توضیح نے کہا ہمیں بکثرت یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک دن اور رات میں آٹھ بار ختم کرتے تھے سلمی نے کہا میں نے شیخ ابو عثمان مغربی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابن کاتب قرآن کریم دن میں چار بار اور رات میں بھی چار بار ختم کرتے تھے (عینی)

قولہ وَاَحْسِبُنِىْ " اس کا قائل یحیٰی بن ابی کثیر ہے ۔ یعنی میرا گمان ہے کہ میں نے ابو سلمہ سے سنا ہے یحیٰی ابو سلمہ سے یہ حدیث بیان کرتے تھے ۔ پھر اس میں توقف کیا اور غور کیا کہ انہوں نے یہ محمد بن عبدالرحمٰن کے واسطہ سے سنا ہے ۔ یہ کلام انہیں مضر نہیں کیونکہ یحیٰی اُن راویوں میں سے ہیں جنہوں نے ابو سلمہ سے روائت کی ہے اور باب الصیام میں اوزاعی کے طریق سے گزرا ہے کہ یحیٰی نے ابو سلمہ سے سماعت کی تصریح کی ہے اور توقف نہیں کیا واللہ ورسولہ اعلم !

باب قرآن پڑھتے وقت رونا

یہ عارفین کی صفت اور کاملین کا طریقہ اور صالحین کی عادت ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّ الَّذِيْنَ

marfat.com
Marfat.com

حَدَّثَنِیْ عَمْرُوْ بْنُ مُرَّةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَیَّ قَالَ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَیْكَ وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اَشْتَهِیْ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَیْرِیْ قَالَ فَقَرَأْتُ النِّسَآءَ حَتّٰی اِذَا بَلَغْتُ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا قَالَ لِیْ كُفَّ اَوْ اَمْسِكْ فَرَأَیْتُ عَیْنَیْهِ تَذْرِفَانِ یَعْنِیْ تَسْفَحَانِ

اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا " بے شک جنہیں اس کے اُترنے کا علم ملا جب اُن پر پڑھا جاتا ہے۔ ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ یعنی روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔

۴۷۳۴ ــــ ترجمہ : یحییٰ نے کہا بعض حدیث عمرو بن مرّہ سے مذکور ہے۔ عبداللہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :

۴۷۳۵ ــــ ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا : مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے قرآن سناؤ! میں نے عرض کیا : میں کیسے آپ کو قرآن سناؤں ؛ حالانکہ آپ پر تو قرآن نازل ہُوا ہے۔ فرمایا : میں چاہتا ہوں کہ اپنے غیر سے قرآن سنو! عبداللہ نے کہا میں نے سورۂ نساء پڑھی حتیٰ کہ جب اس آئت کریمہ : فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا تک پہنچا تو مجھے فرمایا : رُک جاؤ اور میں نے آپ کی آنکھیں آنسو بہاتی دیکھیں "

۴۷۳۵ ــــ شرح : ابن ابی حاتم اور طبرانی وغیرہ نے یونس بن محمد بن فضالہ کے طریق سے روائت کی کہ محمد بن فضالہ نے کہا : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم بنی ظفر قبیلہ میں ان کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ عبداللہ بن مسعود اور چند صحابہ کرام تھے۔ آپ نے ایک قاری کو حکم دیا تو اُس نے پڑھا : جب اس آئت کریمہ فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا الایہ تک پہنچا تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم رونے لگے حتیٰ داڑھی شریف کے دونوں کناروں اور رخساروں پر ہاتھ رکھ لئے اور فرمایا اے میرے پروردگار میں لوگوں پر یہ گواہی دوں گا جن میں موجود ہوں۔ پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کو میں نے بظاہر نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے زُہد میں سعید بن مسیّب کے طریق سے روائت ذکر کی کہ ہر روز سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم پر آپ کی اُمّت صبح و شام پیش کی جاتی ہے۔ پس

marfat.com
Marfat.com

٤٧٣٦۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّي اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي

بَابُ مَنْ رَاءَى بِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ تَاَكَّلَ بِهِ اَوْ فَخَرَ بِهِ

٤٧٣٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَاْتِي فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْاَسْنَانِ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی علامتوں اور ان کے اعمال کے باعث انہیں پہچانتے ہیں۔ اس لئے اُن پر گواہی دیں گے۔ (عینی) (حدیث : ۴۲۶۸ جلد : ۶ کی شرح دیکھیں)

۴۷۳۶— ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: میرے سامنے قرآن پڑھو! میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں آپ کے سامنے قرآن پڑھوں، حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہُوا ہے۔ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اپنے غیر سے قرآن پاک سنوں،،

(قیس بن حفص امام بخاری کے شیخ ہیں۔ ۲۲۹ ہجری میں فوت ہوئے ان کا اسناد یہی ہے جو اس حدیث کا اسناد ہے)

باب جس نے ریاکاری یا دُنیا حاصل کرنے یا فخر کے طور پر قرآن پڑھا،،

marfat.com
Marfat.com

سُفَهَآءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ
الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ
فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

۴۷۳۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ
عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ
اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ

ایک روایت میں "اَوْ فَجَرَ بِهٖ" جیم سے مذکور ہے۔ یعنی قرآن کریم کو مایۂ فسق و فجور کرنا اور موسیقی کے نغمات سے پڑھنا اور کلمات اور اعراب کا حق ادا نہ کرنا بھی فجور میں داخل ہے۔

۴۷۳۷ — ترجمہ : حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا۔ آخر زمانہ میں نوجوان بے وقوف لوگ ظاہر ہوں گے۔ مخلوق سے بہترین ذات کا قول ذکر کریں گے وہ اسلام سے اس طرح باہر نکل جائیں گے۔ جیسے تیر شکار سے گزر جاتا ہے۔ ایمان اُن کے حلقوں (گلوں) سے نیچے اُترے گا۔ تم جہاں بھی ان کو پاؤ انہیں قتل کردو، کیونکہ ان کو قتل کرنے میں قیامت میں اجر ملے گا۔ (حدیث ۴۲۷۹ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

حدیث کی عبارت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے "یَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّةِ"، جبکہ حدیث میں خیر کو قول سے مقدم ذکر کیا ہے۔ یعنی آخر زمانہ میں ظاہر ہونے والے نوجوان کم عقل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے استدلال کریں گے یا معنی یہ ہے کہ وہ بہترین چیز سے اخذ کریں گے جو لوگ کلام کرتے ہیں اور وہ اللہ کا کلام ہے۔ یہ معنی ترجمہ کے زیادہ مناسب ہے۔

۴۷۳۸ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تم میں ایک قوم ظاہر ہوگی تم اپنی نمازیں ان کی نمازوں کی نسبت حقیر سمجھو گے اور ان کے روزوں کی نسبت اپنے روزوں کو اور ان کے عملوں کی نسبت اپنے عملوں کو حقیر جانو گے وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلقوں سے نیچے نہ اُترے گا وہ دین

marfat.com
Marfat.com

مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ
وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ
كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا فِي
الْقِدْحِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الرِّيْشِ فَلَا يَرٰى شَيْئًا وَيَتَمَارٰى
فِي الْفُوْقِ

سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار کر جاتا ہے۔ شکاری اس کے پیکان کو دیکھتا ہے اس میں کچھ نہیں دیکھتا وہ تیر کی لکڑی پر نظر کرتا ہے تو کچھ نہیں دیکھتا وہ تیر کے پر کو دیکھتا ہے تو کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ سو فار میں شک کرتا ہے کہ اس میں کوئی شئ ہو۔

۴۷۳۸ — شرح : یہ نوجوان کم عقل لوگ ظاہر ہوں گے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں میں اختلاف ہوگا۔ تو ان میں ایک گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے نکل جائے گا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں پر پابند رہنے کے دعویدار ہوں گے اور مسلمانوں کی تکفیر کریں گے۔ ان کو خارجی کہا جاتا ہے۔ امام قسطلانی نے خطابی سے نقل کیا، مسلمان علماء کا اس بات پر اتفاق اور اجماع ہے کہ خارجی مسلمان فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ ان کی عورتوں سے نکاح وغیرہ کرنا اور ان کے ذبائح کھانا جائز ہے۔ ان کی شہادت بھی قابلِ قبول ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا یہ لوگ منافق ہیں؟ منافق اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔ یہ لوگ صبح و شام نمازیں پڑھتے ہیں۔ پھر پوچھا گیا یہ لوگ کون ہیں فرمایا یہ مفتون ہیں اور فتنہ میں اندھے اور بہرے ہو گئے ہیں۔ مجمع البحار میں ذکر کیا کہ یہ لوگ دینِ اسلام میں ایسے داخل پھر خارج ہوں گے اور ان کو اسلام سے کچھ حاصل نہ ہوگا جیسے تیر شکار میں داخل ہو کر باہر نکلتا ہے تو وہ خون اور غلاظت میں سے تیزی سے گزر جاتا ہے اور ان میں سے کوئی شئ تیر کو نہیں لگتی۔ اسی طرح یہ لوگ دینِ اسلام سے تیزی سے نکل جائیں گے اور انہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس سے ابن عربی نے خوارج کے کفر پر استدلال کیا ہے۔

درمختار میں ذکر کیا کہ خوارج وہ لوگ ہیں جنہوں نے سیاسی قوت حاصل کی اور عسکری نظام مرتب کیا اور تاویلاتِ فاسدہ سے امام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا جبکہ وہ امامِ وقت کو عاصی اور کافر کہتے تھے اور اس سے جنگ کرنا جائز سمجھتے تھے۔ وہ اہلسنت وجماعت مسلمانوں کو قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں اور ان کے مال اپنے لئے مباح جانتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قید کرنا مناسب خیال کرتے ہیں اور نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

۴۷۳۹ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ الَّذِیْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِیْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَّخَبِيْثٌ وَرِيْحُهَا مُرٌّ

صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو انھوں نے کہا تھا۔ تمام فقہا کا ان کے باغی ہونے پر اجماع ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب البغاۃ میں ذکر کیا جیسے ہمارے زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب کے پیروکار ہیں۔ یہ نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر غلبہ پا لیا وہ اپنے آپ کو حنبلی کہتے ہیں اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ وہی مسلمان ہیں اور جس کا عقیدہ ان کے اعتقاد کے خلاف ہے وہ کافر اور مشرک ہے۔ اس لئے وہ اہل سنت عوام اور ان کے علماء کا قتل مباح جانتے ہیں۔ (اعاذنا اللہ منھم)

قولہ "تماری فی الفوق" یعنی سومار پر شائد کچھ ہوگا۔ بعض نے کہا یہ راوی کا شک ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوق کو ذکر کیا یا نہیں (اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۲۲۷۹ جلد ۵ میں گزری ہے۔

۴۷۳۹ــ ترجمہ: انس بن مالک اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مؤمن قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے وہ سنگترے کی مانند ہے کہ اس کا مزہ اچھا اور بُو بھی اچھی ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا اور اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ کھجور کی مانند ہے۔ اس کا مزہ اچھا بُو نہیں ہے اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ ریحان کے پھول کی طرح ہے اس کی بُو اچھی ہے لذت نہیں ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا تمہ کی مانند ہے۔ اس کا مزہ کڑوا اور بُو بھی اچھی نہیں۔ (حدیث ۴۶۹۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ

۴۷۴۰ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ

۴۷۴۱ — حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اِبْنُ مَهْدِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ اَبِیْ مُطِیْعٍ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ

باب — قرآن کی تلاوت کرو جب تک تمہارے دل الفت کریں"

۴۷۴۰ — ترجمہ : جُندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھو جب تک تمہارے دل الفت کریں اور جب قرآن کے معانی میں اختلاف کرو تو اُٹھ جاؤ"

۴۷۴۰ — شرح : یعنی جب تک قرآن کی قراءت سے دل لگا رہے تو قرآن پڑھتے رہو۔ جب دل اچاٹ ہو جائے تو چھوڑ دو۔ کیونکہ حضورِ قلب کے بغیر قرآن پڑھنا نہایت ہی غیر موزوں ہے (طیبی)

علامہ کرمانی نے کہا بظاہر مراد یہ ہے کہ جب تک پڑھنے والوں میں انس و اُلفت رہے اور اختلاف نہ ہو تو قرآن پڑھو اور جب اختلاف ہونے لگے تو اُٹھ جاؤ! ابن جوزی نے کہا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف قرأت اور لغت میں تھا اس لئے انہیں حکم دیا گیا کہ اختلافِ قرأت کے وقت اُٹھ جاؤ تاکہ ایک دوسرے کی قرأت کا اختلاف نہ ہونے پائے، ورنہ ایک دوسرے کی قرأت

marfat.com
Marfat.com

مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ تَابَعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبَانُ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا قَوْلَهُ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُمَرَ قَوْلَهُ وَجُنْدَبٌ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ

کا انکار لازم آئے گا۔"

۴۷۴۱ — ترجمہ : جندب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب تمہارے دل جمے رہیں قرآن پڑھتے رہو۔ جب اختلاف کرنے لگو تو اُٹھ جاؤ! حارث بن عُبید اور سعید بن زید نے ابوعمران سے روایت کرنے میں سلام بن ابی مطیع کی متابعت کی اور مذکور حدیث کو حماد بن سلمہ اور ابان نے مرفوع ذکر نہیں کیا۔ غندر نے شعبہ کے ذریعہ ابوعمران سے روایت کی کہ میں نے جندب سے ان کا قول سُنا۔ اور ابن عون نے ابوعمران، عبداللہ ابن صامت کے ذریعہ عمر فاروق کا قول ذکر کیا ہے۔ اور جندب کی روایت اصح اور اکثر ہے۔

۴۷۴۱ — شرح : یہ مذکور حدیث کا دوسرا طریق ہے۔ اس کو عمرو بن علی نے ذکر کیا ہے۔ اور حارث بن عبید اور سعید بن زید نے سلام بن ابی مطیع کی مطابعت کی ہے اور حماد بن سلمہ اور ابان بن یزید عطار نے مذکور حدیث کو جندب پر موقوف ذکر کیا ہے۔ لیکن مسلم نے ابان کی حدیث مرفوع ذکر کی ہے، چنانچہ اُنھوں نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ ابوعمران نے کہا ہم سے جندب نے بیان کیا کہ ہم کوفہ میں کمسن لڑکے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب تک تمہارے دل قرآن سے الفت اور انس کریں تو پڑھو! جب مختلف ہو جائیں تو اُٹھ جاؤ! شاید بخاری کو ابان کی روایت موقوف ملی ہے اسی لئے کہا کہ حماد اور ابان نے مرفوع نہیں کیا۔

قولہ "قال غندر"، محمد بن جعفر کا لقب غندر ہے۔ یعنی غندر نے مذکور حدیث شعبہ، ابی عمران جونی کے ذریعہ موقوف ذکر کی ہے۔ مرفوع نہیں کی۔ قولہ "قال ابن عون"، عبداللہ بن عون مشہور امام ہیں اور ابوعمران کے ہم عصر ہیں یعنی عبداللہ بن عون نے یہ حدیث ابوعمران اور عبادہ بن صامت کے ذریعہ عمر فاروق سے روایت کی ہے اور جندب کی حدیث کا اسناد صحیح تر اور اکثر ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

٤٧٢٢ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ اٰيَةً سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَاقْرَاَا اَكْبَرُ عِلْمِيْ قَالَ فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَاَهْلَكَهُمْ

٤٧٢٢ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک آدمی سے سُنا کہ وہ ایک آیت کریمہ پڑھتا تھا جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے خلاف سُنی تھی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا تو آپ نے فرمایا تم دونوں اچھا پڑھتے ہو۔ تم دونوں پڑھو۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا اور وہ ہلاک ہوگئے۔

٤٧٢٢ــــ شرح : یعنی قراءت میں تم دونوں اچھے ہو اسی طرح پڑھا کرو! اختلاف اچھا نہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میرا غالب گمان ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تو وہ اسی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اس مقام میں جاننا ضروری ہے کہ اختلاف سے مراد لغات سبعہ کا اختلاف ہے یا وہ جو متواتر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اختلاف رحمت ہے جیسے واو کی زیادتی یا کمی میں اختلاف ہو جائے جیسے قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ، بعض وَقَالُوا پڑھتے ہیں یا جمع، افراد میں اختلاف ہو جیسے كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ بعض الکتاب پڑھتے ہیں یا صرف میں اختلاف ہو كَذَّابًا كِذَّابًا یا فتح کسر میں ہو جیسے: وَمَنْ يَقْنَطُ بعض مَنْ يَقْنِطُ پڑھتے ہیں ..... یا نحوی اختلاف ہو جیسے ذِي الْعَرْشِ الْمَجِيدِ" کو مرفوع و مجرور پڑھتے ہیں یا لغات میں اختلاف ہو جیسے امالہ اور تفخیم وغیرہ وغیرہ بعض نے سبعہ حروف کی تفسیر میں کہا کہ وہ یہ وجوہِ اختلاف ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

عظیم فائدہ

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق قرآن جمع کیا جو متواتر منقول ہے۔ اس میں کچھ زیادتی یا نقصان نہیں اور جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا وہی لکھا۔ اس میں ذرّہ بھر تقدیم و تاخیر نہیں کی۔ جبکہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ترتیب بتلاتے تھے جو اَب قرآن میں ترتیب ہے۔ یہ ترتیب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذکر کرنے سے آپ نے فرمائی ہے ؛ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کوئی آیت لے کر نازل ہوتے تو دربار رسالت میں عرض کرتے یہ فلاں آیت کے بعد یا پہلے پڑھی جائے یا لکھی جائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ •

غُلام رَسُوْل رضوی

۲۸۔ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ ہجری

۲۲ ۱/۸۵

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

فہرس
تفہیم البخاری

حصّہ ہفتم

مضمون	صفحہ
انیسواں پارہ	۳
سورۂ برأت	۱۰
سورۃ حجر	۱۵
مؤلفۃ القلوب	۳۰
حضرت خذیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ	۵۹
جامع قرآن	″
سورۂ یونس	۶۰
حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فرعون سے فتویٰ لینا	۶۵
فرعون کے جواب کا متن	۶۵
فرعون کی لاش باہر کیوں پھینکی گئی۔	″
کیا فرعون مسلمان ہو کر مرا تھا	″
سورۂ ھود	۶۷
بلب۔ اللہ کا تخت پانی پر تھا	۷۲
سورۂ رعد	۱۰۳
سورۂ ابراہیم	۱۱۰
سورۂ حج	۱۱۸
سورۃ النمل	۱۳۳
سورۃ بنی اسرائیل	۱۳۹
انسان کی میت پاک ہے	۱۴۷
شجر ملعونہ کا فتنہ	۱۶۲
سورۃ الکہف	۱۷۱
سورۃ مریم علیہا السلام	۱۹۸
سورۃ طٰہٰ	۲۰۸
سورۃ الانبیاء	۲۱۹
سورۃ الحج	۲۲۵
حضرموت کا واقعہ	۲۲۷
سورۃ مومنین	۲۳۴
سورۃ نور	۲۳۶

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ
سُورۃ فرقان	۲۷۹
سُورۃ الشعراء	۲۹۰
سُورۃ نمل	۲۹۷
سُورۃ قصص	۲۹۹
سُورۃ عنکبوت	۳۰۷
سُورۃ رُوم	۳۰۸
سُورۂ لقمان	۳۱۴
لقمان کون تھے	۳۱۵
سُورۃ تنزیل سجدہ	۳۱۸
سُورۃ سجدہ	۳۱۹
سُورۃ احزاب	۳۲۲
سُورۃ سبا	۳۴۸
بیسواں پارہ	
سُورۃ ملائکہ	۳۵۵
سُورۃ یٰسین	۳۵۶
سُورۃ والصّافات	۳۶۱
سُورۃ صٓ	۳۶۵
سُورۃ زمر	۳۷۴
سُورۃ مومن	۳۸۷
سُورۃ حٰمٓ السجدہ	۳۹۱
سُورۃ حٰمٓ عسق	۴۰۲
باب - مگر قرابت کی محبت	۴۰۴
سُورۃ زخرف	۴۰۵
سورہ حٰمٓ دخان	۴۱۲

مضمون	صفحہ
سُورۃ جاثیہ	۴۲۳
سُورۃ احقاف	۴۲۶
سُورۃ محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم)	۴۳۳
صلہ رحمی کی تفضیل	۴۳۷
سُورۃ فتح	۴۳۸
سُورۂ حجرات	۴۵۲
سُورۂ ق	۴۵۸
سُورۂ والذاریات	۴۶۷
سُورۂ طور	۴۷۲
سُورۂ نجم	۴۷۷
سُورۂ اقتربۃ الساعۃ	۴۹۳
سُورۂ رحمان	۵۰۸
سُورۂ واقعہ	۵۱۹
سُورۂ حدید	۵۲۶
سُورۂ مجادلہ	۵۲۸
سُورۂ حشر	۵۲۹
سُورۂ ممتحنہ	۵۴۱
عورتوں کا بال لمبے کرنا	۵۴۷
سُورۂ صف	۵۵۲
سُورۂ جمعہ	۵۵۵
سورۂ منافقین	۵۵۸
سُورۂ تغابن	۵۷۲
سُورۂ طلاق	۵۷۳
سُورۂ تحریم	۵۷۹
سورۂ ملک	۵۹۳

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ
سُورۃ ن والقلم	۵۹۴
سُورۃ الحاقۃ	۵۹۹
سُورۃ سال سائل	۶۰۱
سُورۃ نوح	۶۰۳
سُورۃ جن	۶۰۶
سُورۃ مزمل	۶۰۹
سُورۃ مدثر	۶۱۰
سُورۃ قیامہ	۶۱۶
سُورۃ ھل اتی علی الانسان (دھر)	۶۲۱
سُورۃ مرسلات	۶۲۳
سُورۃ عم یتساءلون	۶۲۹
سُورۃ نازعات	۶۳۲
سُورۃ عبس	۶۳۴
سُورۃ اذا الشمس کورت	۶۳۷
سُورۃ اذا السماء (انفطار)	۶۳۹
سُورۃ ویل للمطففین	۶۴۰
سُورۃ اذا السماء انشقت	۶۴۲
سُورۃ بروج	۶۴۵
سُورۃ طارق	۶۴۶
سُورۃ سبح اسم ربک الاعلیٰ	۶۴۷
سُورۃ ھل اتاک حدیث الغاشیہ	۶۴۹
سُورۃ الفجر	۶۵۲
سُورۃ عاد	۶۵۳
سُورۃ لا اقسم	۶۵۵
سُورۃ والشمس وضحٰھا	۶۵۷
سُورۃ واللیل اذا یغشیٰ	۶۶۰

مضمون	صفحہ
سُورۃ والضحیٰ	۶۶۸
حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وحی لانے میں تاخیر کا سبب	۶۷۱
سُورۃ الم نشرح	۶۷۲
سُورۃ والتین والزیتون	۶۷۴
سُورۃ اقراء	۶۷۵
سُورۃ انا انزلنا	۶۸۶
سُورۃ لم یکن	۶۸۷
سُورۃ اذا زلزلت الارض زلزالھا	۶۹۰
سُورۃ عادیات	۶۹۳
سُورۃ القارعہ	۶۹۴
سُورۃ الھاکم التکاثر	۶۹۵
سُورۃ عصر	۶۹۶
سُورۃ ھمزہ	۶۹۶
سُورۃ الم ترکیف	۶۹۷
سُورۃ لایلٰف قریش	۶۹۸
سُورۃ ارءیت	۶۹۹
سُورۃ انا اعطینک الکوثر	۷۰۰
سُورۃ قل یایھا الکفرون	۷۰۳
سُورۃ اذا جاء نصر اللہ	۷۰۵
سُورۃ تبت یدا ابی لھب	۷۰۹
سُورۃ قل ھو اللہ احد	۷۱۳
سُورۃ قل اعوذ برب الفلق	۷۱۸
سُورۃ ناس	۷۱۹
کتاب فضائل قرآن	۷۲۲

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ
قرآن قریش و عرب کی زبان میں نازل ہوا۔	۷۲۷
باب ۔ قرآن کا جمع کیا جانا ۔	۷۳۰
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کا ذکر ۔	۷۳۸
باب ۔ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا	۷۴۱
باب ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پیش کرتے تھے ۔	
اکیسواں پارہ	
باب ۔ سورۂ فاتحہ کی فضیلت	۷۵۷
سورۂ بقرہ کی فضیلت	۷۶۱
سورۂ فتح کی تفسیر	۷۶۳
قل ھو اللہ احد کی فضیلت	۷۶۴
باب ۔ قرآن مجید کی قراءت کے وقت فرشتوں اور رحمت کا نازل ہونا۔	۷۶۹
باب ۔ جو قرآن کے سبب بے نیاز نہ ہوا۔	۷۷۶
باب ۔ قرآن پڑھنے والے پہ رشک کرنا ۔	۷۷۸
تم میں بہترین وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اس کی تعلیم دے۔	۷۸۰
باب ۔ دیکھ بغیر دل سے قرآن پڑھنا۔	۷۸۴
باب ۔ سواری پر قرآن کریم پڑھنا ۔	۷۸۸
باب ۔ قرآن حفظ کرنا اور اس کو پڑھتے رہنا۔	۷۸۶
باب ۔ بچوں کو قرآن پڑھانا	۷۸۹
باب ۔ قرآن بھول جانا	۷۹۱
باب ۔ جس شخص نے یہ کہنے میں حرج نہ سمجھا کہ وہ کہے سورۃ بقرہ اور فلاں فلاں سورۃ ۔	۷۹۳
باب ۔ قرآن کریم خوب خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔	۷۹۶
باب ۔ قرآن کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔	۷۹۸
باب ترجیع	۸۰۰
باب ۔ قرآن کریم خوبصورت آواز سے پڑھنا۔	۸۰۱
باب ۔ جس نے اپنے غیر سے قرآن کریم سننے کو پسند کیا ۔	۸۰۲
باب ۔ سننے والے کا قاری سے کہنا "حسبک"	۸۰۳
باب ۔ کتنی مدت میں تمام قرآن پڑھا جائے۔	۸۰۳
باب ۔ قرآن پڑھتے وقت رونا	۸۰۹
باب ۔ جس نے ریاکاری یا دنیا حاصل کرنے یا فخر کے طور پہ قرآن پڑھا۔	۸۱۹
باب ۔ قرآن کی تلاوت کرو جب تک تمہارے دل الفت کریں ۔	۸۱۵

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

marfat.com

نبی کریم ﷺ

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

حقوق طبع مؤلف کے لئے محفوظ

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

اور جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸ پ سورۂ حشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

حصہ ہشتم

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد

marfat.com

تفہیم البخاری

حصّہ ہشتم

بار اوّل — گیارہ سو (۱۱۰۰)

مطبع : عبدالحمید الجدّہ پرنٹرز $\frac{22}{S/R}$ احاطہ ترلوک چند اردو بازار۔ لاہور

ناشر : صاحبزادہ قاضی محمد حبیب الرحمٰن رضوی
دارالعلوم سراجیہ رسُولیہ رضویہ
اعظم آباد۔ فیصل آباد

کتابت : حکیم محمود الحسن خان خوشنویس
محلہ اسلام پورہ منڈی فاروق آباد
ضلع شیخوپورہ

ھدیہ 135/-

marfat.com

كِتَابُ النِّكَاحِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي النِّكَاحِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ النِّكَاحِ

لُغت میں نکاح کے معنی وطئی کے ہیں۔ تزویج پر اس کا اطلاق اس لئے کرتے ہیں کہ یہ وطئی کا سبب ہے۔ مسبّب کا سبب پر اطلاق ہے۔ اس لئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نکاح کا حقیقی معنی وطئی ہے۔ عقد پر اطلاق مجازی ہے۔ بعض لوگ اس کے برعکس کہتے ہیں۔ زجاج نے کہا کلام عرب میں یہ دونوں معنوں کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ بعض فقہا بھی یہی کہتے ہیں کہ نکاح وطی اور عقد میں مشترک ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرطبی سے نقل کیا کہ نکاح کا اطلاق عقد پر مشہور ہے۔ درحقیقت اس کی تین صورتیں ہیں اُن میں سے صحیح تر وجہ یہ ہے کہ نکاح عقد میں حقیقت اور وطئی میں مجاز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وطئی میں حقیقت اور عقد میں مجاز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ یہ دونوں میں مشترک ہے۔ ابوعلی فارسی نے کہا عرب ان دونوں میں لطیف فرق کرتے ہیں جب وہ یہ کہیں کہ فلاں شخص نے فلاں عورت یا فلاں لڑکی یا بہن

marfat.com

۴۷۴۳ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيلُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ جَاءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْئَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ

سے نکاح کیا تو اس سے ان کی مراد عقد ہے

اگر یہ کہیں کہ فلاں نے اپنی عورت یا بیوی سے نکاح کیا تو اس سے ان کی مراد وطئ ہے کیونکہ عورت یا بیوی کا ذکر عقد سے مستغنی کرتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب نکاح کی رغبت دلانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اس عورت سے نکاح کرو جو تمہیں اچھی معلوم ہو۔

بعض نے کہا کہ اس آئت کریمہ میں نکاح کی ترغیب ہے، کیونکہ امر کا صیغہ طلب کا مقتضی ہے۔ اس کا درجہ کم از کم استحباب ہے جو ترغیب کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا یہ آئت کریمہ تعدادِ نساء کے لئے نص ہے کہ دو دو تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو اس میں نکاح کی ترغیب پر ہرگز دلالت نہیں۔ نیز امر کم از کم اباحت کے لئے ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے: وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا، اس آئت میں امر اباحت کے لئے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے متعدد عورتوں سے نکاح مباح کیا ہے، لہٰذا مذکور استدلال کمزور ہے نکاح کے بہت فائدے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ نوع انسانی کی بقاء کا سبب ہے۔ اور اس میں حصولِ لذت سے حاجت پوری ہوتی ہے اور نعمت سے فائدہ کا حصول ہے یہی فائدہ جنت میں ہے جبکہ جنت میں تناسل نہیں ہے۔ نیز اس میں غیر محارم کی طرف نظر نہیں اُٹھتی اور حرام سے انسان محفوظ رہتا

marfat.com

وَقَالَ اٰخَرُوَاَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ

ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۷۴۳ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا تین آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آئے۔ اس حال میں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھتے تھے۔ جب انہیں خبر دی گئی تو اُنھوں نے آپ کی عبادت کو کم جانا اور کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہاں ہیں (ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری نہیں کر سکتے ہیں) آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخشے ہوئے ہیں (لہٰذا آپ کو عبادت میں زیادہ کوشش کی ضرورت نہیں) اُن میں سے ایک نے کہا میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دُوسرے نے کہا میں سارا سال روزہ سے رہوں گا اور افطار نہ کروں گا اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا کبھی نکاح نہ کروں گا۔ اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا تم وہ لوگ ہو جنہوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں خبردار! بخدا! میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں، لیکن میں روزے رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری سُنّت سے اعراض کیا وہ میرے تابعداروں سے نہیں ہے۔

۴۷۴۳ — شرح: اس حدیث کا صریح منطوق یہ ہے کہ نکاح سُنّت نبویہ ہے بعض نے کہا نکاح سُنن اسلامیہ میں سے ہے؛ چنانچہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام میں رہبانیت نہیں" نیز حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمداً سُنّت ترک کرنا مذموم ہے اور یہ خوف ہے کہ رقبۂ اسلام سے خارج ہو جائے۔ نکاح کے بارے میں حضرات علماء کرام میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں نکاح مستحب عبادت ہے۔ شافعیہ اسے عبادات سے شمار نہیں کرتے وہ کہتے ہیں نکاح دوسرے معاملات کی طرح ہے اُن کا کہنا ہے عبادت میں مصروف رہنے کے لئے نکاح نہ کرنا افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مدح وثنا کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قدرت کے باوجود عورتوں سے نکاح نہ کرتے تھے۔ اگر نکاح افضل ہوتا تو اللہ تعالیٰ یحییٰ علیہ السلام کی عدم

marfat.com

۴۷۴۴ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا قَالَتْ يَا ابْنَ اُخْتِيْ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيْدُ اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِاَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ صَدَاقِهَا فَنُهُوْا اَنْ يَّنْكِحُوْهُنَّ اِلَّا اِنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ فَيُكْمِلُوْا الصَّدَاقَ وَاُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَآءِ

نکاح کے باعث ان کی مدح نہ کرتا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شافعیہ کا یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پہلی امتوں کے احکام کو حجت تسلیم نہیں کرتے ہیں تو اُن سے استدلال کیسے جائز ہوگا؛ البتہ حنفیہ پہلی امتوں کے شرائع اور احکام کو تسلیم کرتے ہیں بشرطیکہ ہماری شریعت نے اُن کا انکار نہ کیا ہو اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حال کی مدح میں کوئی ایسی شئی نہیں جو اس بات پر دلالت کرے کہ وہ نکاح سے افضل ہے؛ کیونکہ کسی صفت کی بذاتِ خود مدح کرنا اس کے غیر کی مذمت کو نہیں چاہتا؛ کیونکہ صورت کے اعتبار سے نکاح عبادت میں مصروف رہنے سے افضل نہیں البتہ وہ معنیٰ کے اعتبار سے ممتاز ہے وہ یہ کہ اس میں فرج کی صیانت اور نسل کی ضمانت ہے اور معصوم بچہ کی شفاعت کی توقع ہے؛ چنانچہ احادیث میں مذکور ہے کہ ناتمام بچہ بھی اپنے ماں باپ کی شفاعت کرے گا؛ لہٰذا نکاح جملہ مستحبات سے ہے۔ بعض امور ایسے ہیں کہ اُن پر بظاہر نظر سے وہ دنیوی نظر آتے ہیں لیکن مصالح اور اغراضِ دینیہ پر نظر کرنے سے وہ امور دینیہ میں داخل ہیں۔ ان حالات کی بناء پر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کو افضل فرمایا ہے۔ اسی لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کو افضل فرمایا ہے اور اس کی طرف رغبت دلائی اور ارشاد فرمایا بچے پیدا کرو اور نسلیں بڑھاؤ! میں تمہاری وجہ سے پہلی امتوں پر فخر

marfat.com

بَابُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لَا أَرَبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ

۴۷۴۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِمِنًى فَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَخَلَيَا فَقَالَ عُثْمَانُ هَلْ لَكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فِي أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هٰذَا

کروں گا۔ اس حدیث میں صیغۂ امر مذکور ہے جس کا ادنیٰ مرتبہ استحباب ہے۔ بعض علماء نے کہا اگر شہوت کا غلبہ ہو تو نکاح کرنا واجب ہے۔

۴۷۴۴ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کریمہ : وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ الخ ،، کی تفسیر اور اس کے علاوہ شانِ نزول کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا : اے میرے بھانجے کوئی یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہوتی (اور وہ مالدار ہوتی) تو وہ اس کے مال اور حسن وجمال میں رغبت کرتا اور خواہش کرتا کہ اس کے مہر مثل سے کم مہر کے ساتھ اس سے نکاح کرلے تو ان کو اس سے منع کیا گیا کہ وہ ان یتیم لڑکیوں سے نکاح کریں مگر یہ کہ اُن کے لئے انصاف کریں اور انہیں پُورا مہر دیں اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اُن کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کریں۔

۴۷۴۴ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت ان الفاظ ،، فَيَرْغَبُ فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا ،، میں ہے، لیکن دونوں ترغیبوں میں فرق ہے اور دونوں رغبتیں مختلف ہیں (حدیث ۴۲۶۰ ج ۵ ، ۱۷۸۵ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو کوئی تم میں سے نکاح کی مشقت کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے

کیونکہ یہ نظر کو نیچا کرتا ہے اور شرم گاہ کو بچاتا ہے کیا جسے نکاح کی حاجت نہ ہو وہ نکاح کرے ؟

یعنی نکاح کی وجہ سے انسان کی نظر محارم کی طرف نہیں اُٹھتی اور اسے حرام سے بچاتا ہے۔ اس باب میں یہ بیان ہے کہ جسے وطی کی حاجت ہو وہ نکاح کرے "

۴۷۴۵ — ترجمہ : علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں عبداللہ بن مسعود کے ساتھ تھا انہیں حضرت عثمان غنی منیٰ میں ملے اور فرمایا اے ابا عبدالرحمٰن! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ وہ دونوں علیحدہ ہوگئے، حضرت عثمان نے فرمایا اے ابا عبدالرحمٰن! کیا تمہاری خواہش ہے کہ ہم کسی کنواری لڑکی سے تمہارا نکاح کردیں جو تمہیں گزشتہ خواہشیں یاد دلائے۔ جب عبداللہ بن مسعود نے دیکھا کہ عثمان کا ضروری کام یہی تھا تو میری طرف اشارہ کرکے فرمایا: اے علقمہ! میں اُن کے پاس گیا جبکہ وہ عثمان سے یہ کہہ رہے تھے۔ آپ یہ سُن لیں۔ اگر آپ نے یہ کہا ہے تو یقیناً ہمیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے نوجوانو! جو کوئی تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرلے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ وہ روزے رکھے، کیونکہ روزے اسے خصی بنا دیتے ہیں۔

۴۷۴۵ — شرح : قولہ فخلیا یعنی وہ دونوں خالی جگہ چلے گئے۔ قولہ تُذَکِّرُکَ " یعنی تجھے جوانی کی طاقت یاد دلائے۔ یہی ان کی گذشتہ زمانہ کی خواہش تھی بعض علماء نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود کی شکستہ حالت دیکھی اس سے انھوں نے اندازہ کیا کہ ان کی بیوی نہیں جو ان کی حالت سنوارے۔ جب عبداللہ بن مسعود نے دیکھا کہ حضرت عثمان کو ضروری کام یہی تھا کہ وہ انہیں نکاح کی ترغیب دلائیں تو اُنھوں نے علقمہ کو اشارہ کرکے پاس بلا لیا۔ قولہ الباءۃ "، لغت میں اس کے معنی جماع کے ہیں۔ عقدِ نکاح پر اس کا اطلاق ہوتا ہے نکاح کو باء اس لئے کہتے ہیں کہ آدمی اپنی بیوی کے ساتھ رہتا سہتا ہے جیسے مکان میں رہتا سہتا ہے۔ اس کا استعمال جماع میں ہوتا ہے۔ حدیث کے معنی یہ ہیں تم میں سے جو کوئی نکاح کے اخراجات پر قادر ہونے کے باعث جماع کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے اور جس میں یہ قدرت نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ

marfat.com

اَشَارَ اِلَیَّ فَقَالَ یَا عَلْقَمَةُ فَانْتَهَیْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ یَقُوْلُ اَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَآءٌ

بَابُ مَنْ لَمْ یَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْیَصُمْ

۴۷۴۶ ـ حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَیْئًا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَآءٌ

روزہ شہوت کو کمزور کر دیتا ہے جیسے خصی ہونے سے شہوت ختم ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو زنا کا خطرہ ہو وہ کافور وغیرہ کے استعمال سے شہوت ختم کر سکتا ہے۔
(حدیث : ۱۷۸۶ ، جلد : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے

۴۷۴۶ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا میں علقمہ اور اسود کے ہمراہ عبداللہ ابن مسعود کے پاس گیا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نوجوان نبی کریم

marfat.com

بَابُ كَثْرَةِ النِّسَآءِ

۴۷۴۷ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم کچھ نہ پاتے تھے (مفلس تھے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: اے نوجوانو! جو کوئی تم سے نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نظر کو جھکاتا ہے فرج (شرمگاہ) کو (زنا سے) بچاتا ہے اور جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھے اس پر روزے رکھنا ضروری ہیں یہ اس کے لئے وجاء ہیں (اسے خصی کر دیتے ہیں)

۴۷۴۶ ـــ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا باء کے معنی میں اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں، لیکن اُن کا مآل واحد ہے۔ ان میں سے صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کا لغوی معنی مراد ہے اور وہ جماع ہے یعنی جو کوئی تم میں سے جماع کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے جبکہ وہ اس کی مشقت برداشت کر سکتا ہو اور جو کوئی اس کی مشقت سے عاجز ہونے کے باعث جماع کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ روزے رکھے تاکہ اس کی شہوت ختم ہو جائے اور مادۂ تولید کی شر نہ رہے جیسے خصی ہونے سے یہ چیز نہیں رہتی ،، اس قول کے مطابق ارشاد نبوی ہے جس میں صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن نوجوانوں کو خطاب فرمایا جنہیں عورتوں کی خواہش ہو اور وہ غالباً اس سے نظر انداز نہ ہو سکتے ہوں۔ بعض نے باء کا معنی مؤنِ نکاح ذکر کیا ہے (یعنی نکاح کے مصارف اور اخراجات) یعنی جو کوئی تم میں سے نکاح کی مشقت اور مصارف کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ نکاح کرے ورنہ روزے رکھے۔ اُنھوں نے کہا جو شخص جماع سے عاجز ہو وہ شہوت روکنے کے لئے روزے رکھنے کا محتاج نہیں۔ لہٰذا "باء" کا معنی مؤنث ہوگا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ ،، کا مفعول محذوف ہے۔ لہٰذا یہ احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جو کوئی باہ کی طاقت نہ رکھے یا جو کوئی نکاح کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے اس طرح ہر ایک صراحتاً واقع ہو جاتا ہے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ شہوت دفع کرنے کے لئے دوائی سے علاج کرانا جائز ہے۔ تاکہ شہوت کا جوش جاتا رہے اور پرسکون حالت ہو جائے۔ بالکل شہوت ختم کر دینا صحیح نہیں کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد میں انسان کو قدرت حاصل ہو جاتی ہے تو پھر ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔ اس حدیث سے بعض مالکیہ نے استدلال کیا ہے کہ مشت زنی حرام

marfat.com

جِنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا وَارْفُقُوْا فَاِنَّهٗ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ كَانَ يُقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ

ہے۔ لیکن حنفیہ نے ذکر کیا کہ جب عاجز ہو جائے اور زنا کا غلبہ ہو تو تسکین شہوت کیلئے مباح ہے۔

باب (عدل وانصاف کرنے والے کے لئے)
زیادہ عورتیں رکھنا

۴۷۴۷ — ترجمہ : عطاء نے کہا ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقام سرف میں ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے وقت حاضر تھے۔ تو ابن عباس نے کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ جب ان کا جنازہ اُٹھاؤ تو اس کو زیادہ حرکت نہ دو نرمی کرو (آہستہ چلو) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیبیاں تھیں آپ آٹھ کے لئے تقسیم فرماتے تھے ایک کے لئے تقسیم نہیں کرتے تھے۔

۴۷۴۷ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی تعظیم کا اظہار ہے۔ یعنی جس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں تعظیم کرتے تھے۔ اس وقت بھی اسی طرح تعظیم کرو۔ سیدہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا حارث بن عبد المطلب کی بیٹی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ہجری میں اُن سے نکاح فرمایا تھا اور اسی مقام سرف میں ان کی رخصتی ہوئی تھی اور اسی مقام میں اکاون ہجری میں اُنھوں نے وفات پائی۔ ایک قول کے مطابق ترپن ہجری میں وفات پائی۔ بعض چھپن ہجری میں وفات ذکر کی ہے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ سے بارہ میل دُور ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور اُنھوں نے قبر میں اُتارا تھا۔ جبکہ اُن کے ساتھ عبد الرحمٰن بن خالد بن ولید بھی تھے۔ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا ابن عباس کی خالہ ہیں اور عبد الرحمٰن کے باپ کی بھی خالہ ہیں۔

marfat.com

اُمّہاتُ الْمُؤمِنینَ رضی اللہ عَنہُنَّ

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے وقت آپ کی نو بیبیاں تھیں اور وہ سودہ، عائشہ حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، ام حبیبہ، جویریہ، صفیہ، میمونہ ہیں۔ اسی ترتیب سے اُن سے نکاح فرمائے اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد بدستور آپ کی عصمت میں رہیں۔ [illegible] قولہ لثمان ،، یعنی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آٹھ بیویوں کی باری مقرر کر رکھی تھی اور ایک بیوی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو مفوّض کر دی تھی۔

ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معمّر بیوی تھیں۔ آپ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا تو اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے طلاق نہ دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ قیامت میں میرا حشر آپ کے ازواج میں ہو۔ میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں کیونکہ عورتیں جو اپنے شوہروں سے خواہش رکھتی ہیں مجھ میں وہ نہیں ہے۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں اپنے زیرِ عاطفت میں رکھا اور طلاق کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے۔ اسی طرح باقی ازواج مطہرات کی موجودگی میں آپ نے وفات پائی ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم نے عطاء کے طریق سے حدیث ذکر کی کہ عطاء نے کہا جس بیوی کی باری مقرر نہ تھی وہ صفیہ بنت حیی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عیاض نے طحاوی سے ذکر کیا کہ یہ عطاء کا وہم ہے صحیح یہی ہے کہ وہ سودہ بنت زمعہ ہیں۔ رضی اللہ عنہا ،،

عطاء سے ابن جریج نے روایت میں خطاء کی ہے اور صفیہ ذکر کر دی حالانکہ یہ درست نہیں چنانچہ ابن سعد نے ذکر کیا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باقی ازواج کی طرح صفیہ کی بھی باری مقرر کر رکھی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن سعد نے یہ واقدی سے ذکر کیا ہے اور واقدی حجت نہیں اور اس کی حدیث قابلِ قبول نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ واقدی سے امام شافعی، ابوبکر بن ابی شیبہ ابو عبید، ابو خیثمہ روایت کرتے ہیں۔ مصعب زبیری نے کہا واقدی ثقہ مامون ہے۔ اسی طرح مسیّبی نے کہا ہے۔ ابو عبیدہ نے اسے ثقہ کہا ہے۔ دراوردی نے کہا واقدی حدیث میں امیر المؤمنین ہے۔ ۲۰۷ ہجری میں بغداد میں فوت ہوئے جبکہ وہ بغداد کے قاضی تھے اور خیزران کے مقابر میں مدفون ہوئے جبکہ ان کی عمر اٹھہتر (۷۸) برس تھی ،، (عینی) نعش بفتح النون وسکون العین یہ وہ ہے جس پر میّت رکھتے ہیں۔

marfat.com

۴۷۴۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِيْ لَيْلَةٍ وَّاحِدَةٍ وَلَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۷۴۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ لِيْ اِبْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ فَتَزَوَّجْ فَاِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَكْثَرُهَا نِسَاءً

۴۷۴۸ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک رات میں اپنی تمام بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے تھے جبکہ وہ نو خواتین تھیں (امام بخاری نے کہا) مجھے خلیفہ نے کہا کہ قتادہ سے روائت ہے کہ حضرت انس نے اُن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے حدیث بیان کی۔

شرح : مقصد یہ ہے کہ قتادہ نے انس سے حدیث کی تصریح کی ہے۔

۴۷۴۹ — ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا جی نہیں! اُنھوں نے فرمایا نکاح کرو اس امت میں سب سے بہتر وہ ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں گی۔

۴۷۴۹ — شرح : اس حدیث میں سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ اس امّت میں آپ کی بیبیاں اوروں سے زیادہ ہیں اور آپ ہی اس امّت سے بہتر ہیں اور امت بمعنی جماعت ہے یعنی جو اس جماعتِ اسلامیہ سے بہتر ہیں ظاہر ہے کہ وہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی ہیں اس امت کی قید کا فائدہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے اعتراض نہ ہو کیونکہ ان کی بیویاں سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیبیوں سے

marfat.com

بَابٌ مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِتَزْوِيجِ امْرَأَةٍ فَلَهُ مَا نَوَى

۴۷۵۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

بہت زیادہ تھیں، چنانچہ ایک روائت کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں جن میں سے تین سو آزاد اور سات سو باندیاں تھیں اور ان کے والد حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ بعض علماء نے کہا اس کلام کا معنیٰ یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں افضل اور بہتر وہ شخص ہے جس کی زیادہ بیویاں ہوں گی جبکہ وہ دوسرے فضائل میں مساوی ہوں۔

بابؔ جس نے ہجرت کی یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے اچھا عمل کیا تو اس کو وہی ثواب حاصل ہوگا جو اُس نے نیّت کی تھی ”

یعنی جس شخص نے دارِ اسلام کی طرف ہجرت کی حالانکہ ہجرت سے اس کا مقصد کسی عورت سے نکاح کرنا تھا یا کوئی اور نیک کام مطلوب تھا جس کے سبب عورت سے نکاح کرے گا تو اس کو وہی

marfat.com

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ الَّذِي مَعَهُ الْقُرْآنُ وَالْإِسْلَامُ فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٤٧٥١ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ

ثواب حاصل ہوگا جو اس کی نیت میں تھا، کیونکہ باعث کون و مکان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے۔ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم!

٤٧٥٠ ترجمہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمل نیت پر موقوف ہے۔ ہر انسان کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے لہٰذا جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس کی ہجرت مقبول ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے جس کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا کسی عورت کے لئے ہے جس سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی ہجرت اس کے لئے ہوگی جس کے لئے اُس نے ہجرت کی۔

(حدیث ۱ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

باب تنگدست کا نکاح کرانا جس کے پاس صرف قرآن اور اسلام ہے ،،

اس میں سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے ،،

یعنی وہ غریب اور فقیر آدمی جس کے پاس دُنیا کے مال سے کچھ نہیں اور اسے کچھ قرآن یاد ہے اور وہ مسلمان ہے اس سے مقصد یہ ہے کہ کفاءۃ صرف دین میں ہے مال و دولت میں نہیں ،،

marfat.com

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِاَخِيْهِ اُنْظُرْ اَيُّ زَوْجَتَيَّ شِئْتَ حَتّٰى اَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ

٤٧٥٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ حُمَيْدِنِ الطَّوِيْلِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَاٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ وَعِنْدَ الْاَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ اَنْ يُنَاصِفَهٗ اَهْلَهٗ وَ مَالَهٗ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت اور قیادت میں غزوہ کے لئے جارہے تھے جبکہ ہمارے ساتھ بیویاں نہ تھیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم خصی نہ ہوجائیں؟ آپ نے ہمیں اس سے منع کر دیا۔

٤٧٥١ ـ شرح : اس حدیث کی مناسبت ترجمہ سے کچھ اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو خصی ہونے سے منع فرمایا، حالانکہ وہ بیویوں کے محتاج تھے اور تنگ دست بھی تھے اور ہر ایک کو کچھ نہ کچھ قرآن کریم یاد تھا تو گویا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے سبب نکاح کرادیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لئے خصی ہونا حرام ہے۔ کیونکہ اس میں قطع نسل، تعذیب حیوان اور تغییر خلق اللہ ہے۔ بغوی نے کہا یہی حال ہر حیوان کا ہے جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا اور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کو بچپن میں خصی کرنا جائز ہے بڑا ہوجائے تو حرام ہے۔

باب کسی آدمی کا اپنے بھائی سے کہنا میری دو بیویوں کو دیکھ جسے چاہے میں اسے طلاق دیتا ہوں۔

marfat.com

فَاَتَى السُّوْقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِّنْ اَقِطٍ وَشَيْئًا مِّنْ سَمْنٍ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِّنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ اَنْصَارِيَّةً قَالَ فَمَا سُقْتَ قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

عبدالرحمٰن بن عوف نے اسے روائت کیا ہے !

۴۷۵۲ — ترجمہ : حمید طویل نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ عبدالرحمٰن بن عوف (مکہ مکرمہ سے مدینہ منوّرہ) آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ کیا۔ انصاری کی دو بیویاں تھیں اُس نے عبدالرحمٰن پر اپنی بیویاں اور مال پیش کیا کہ اس کو دو نصف کریں (نصف اس کو دے دیں) عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری بیویوں اور مال میں برکت کرے بازار کی طرف مجھے راہ نمائی کرو وہ بازار میں گئے اور خرید و فروخت کی اور پنیر اور روغن کی تجارت سے نفع حاصل کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے چند روز بعد عبدالرحمٰن کو دیکھا جبکہ اُن پر زردی دیکھی تو فرمایا : اے عبدالرحمٰن کیا حال ہے ؟ عرض کیا میں نے انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ فرمایا مہر کیا دیا ؟ عرض کیا گٹھلی بھر سونا دیا ہے۔ فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ بکری ہی ہو۔"

۴۷۵۲ — شرح : حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ مال دار صحابہ کرام میں سے تھے۔ اور بہت بڑے تاجر تھے اور تجارت کے سبب بہت مالدار ہو گئے تھے۔ ایک دفعہ اُنھوں نے شام میں مال بھیجا جب قافلہ مالِ تجارت لے کر واپس آیا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ قافلہ کی آمد پر ڈھول کی آواز سُنی تو بہت خوش ہُوئے کہ قافلہ سلامتی سے واپس آگیا ہے جب نماز میں یہ خیال آیا تو حضورِ قلب میں فتور واقع ہُوا تو بہت غمناک ہُوئے تو اسی وقت سارا مالِ تجارت فقراء اور مساکین کے لئے وقف کر دیا۔ ایک دوسری روائت میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف بہشت میں گھٹنوں اور سرین کے بَل چل رہے ہیں۔ اُنھوں نے اس خوشخبری سے پانچ سو دینار فقراء اور مساکین میں صدقہ کر دیا۔

قولہ وزن نواۃ من ذہب ،، یہ پانچ درہم کا نام ہے اس حدیث میں پانچ دراہم کی مقدار سونا مہر معجل

marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ

۴۷۵۳ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ اَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا

پر محمول ہے کم از کم مہر دس درہم ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: لَا مَهْرَ اَقَلُّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ ،، وَضَرَ الخ خوشبو ملنا۔ صفراء زرد رنگ۔ (حدیث ۱۹۲۲ ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

باب بیوی سے مجرد رہنا اور خصّی ہونا مکروہ ہے"

۴۷۵۳ ـــ ترجمہ: سعید بن مسیّب نے کہا میں نے سعد بن ابی وقاص سے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عثمان بن مظعون کے مجرّد رہنے کو مسترد فرمادیا اگر آپ انہیں اجازت دیتے تو ہم خصّی ہو جاتے۔

۴۷۵۳ ـــ شرح: تبتّل بمعنی انقطاع ہے اور حدیث شریف میں جس تبتّل سے منع کیا گیا ہے۔ وہ عورتوں سے انقطاع اور نکاح ترک کرنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ،، سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف کُلّی انقطاع اور اس کی عبادت ہے۔ ترکِ نکاح مراد نہیں؛ کیونکہ یہ خطاب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم سے ہے؛ حالانکہ آپ کو نکاح سے منع نہیں کیا۔ بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روائت کی ہے کہ خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَكْثَرُهَا نِسَاءً اس سے ان کی مراد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم میں تبتّل یعنی نکاح ترک کرنا نصاریٰ کی شریعت تھی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے تبتّل ،، سے منع فرمایا تاکہ نسل زیادہ ہو اور جہاد ہمیشہ قائم رہے۔

قولہ لَوْ اَذِنَ ،، یعنی اگر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم تبتّل کی اجازت فرمادیتے جبکہ عثمان بن مظعون نے آپ سے اس کی اجازت طلب کی تھی تو لوگوں کے لئے خصّی ہونا جائز ہوتا؛ کیونکہ عثمان بن مظعون کا تبتّل

marfat.com

٤٧٥٤ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعْدَ ابْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ لَقَدْ رَدَّ ذٰلِكَ يَعْنِيْ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عُثْمَانَ وَلَوْ اَجَازَ لَهٗ التَّبَتُّلَ لَاخْتَصَيْنَا

٤٧٥٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَسْتَخْصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَنْكِحَ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَاَ عَلَيْنَا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ

کی اجازت چاہنا دراصل خصی ہونے کی اجازت مطلوب تھی ؛ چنانچہ عائشہ بنت قدامہ بن مظعون اپنے والد وہ اپنے بھائی عثمان بن مظعون سے روائت کرتے ہیں کہ عثمان نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جنگوں میں عورتوں سے دور رہنا بہت دشوار ہے آپ ہمیں خصی ہونے کی اجازت فرمادیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ روزے رکھو، کیونکہ روزے شہوت کم کرتے ہیں بلکہ جس نے بھی خصی ہونے کی اجازت طلب کی اسے اجازت نہ دی گئی اور اسے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٤٧٥٤ ـ ترجمہ : سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو خصی ہونے سے منع فرمادیا۔ اگر انھیں تبتّل کی اجازت دیتے تو ہم بھی خصی ہو جاتے ،،

٤٧٥٥ ـ ترجمہ : قیس نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرتے تھے جبکہ ہمارے پاس کوئی شئی نہ

marfat.com

وَقَالَ اَصْبَغُ اَخْبَرَنِیْ اِبْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ یَزِیْدَ عَنِ
اِبْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ
اِنِّیْ رَجُلٌ شَابٌّ وَاَنَا اَخَافُ عَلٰی نَفْسِیْ الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ مَا اَتَزَوَّجُ
بِهِ النِّسَاءَ فَسَکَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَکَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ
مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَکَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَاهُرَیْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِرْ عَلٰی ذٰلِكَ
اَوْ ذَرْ

تھی۔ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں تو آپ نے ہمیں اس سے منع کر دیا۔ پھر ہمیں رخصت دی کہ ہم کپڑے کے عوض عورت سے نکاح کریں (متعہ کریں جو بعد میں منسوخ ہو گیا۔ پھر یہ تلاوت فرمائی: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ،، اے ایمان والو! اللہ نے جو پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ کرو اور حد سے نہ بڑھو! اللہ حد سے بڑھنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔ اصبغ نے کہا مجھے ابن وہب نے یونس بن یزید کے ذریعہ ابن شہاب، ابی سلمہ سے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نوجوان مرد ہوں مجھے اپنے آپ پر زنا کا خوف ہے اور میں مال نہیں پاتا ہوں جس کے ساتھ عورتوں سے نکاح کروں۔ آپ خاموش رہے۔ پھر میں نے یہی عرض کیا تو آپ بدستور خاموش رہے۔ پھر میں نے اسی طرح کہا تو آپ نے فرمایا اے ابا ہریرہ جو تو کرنے والا ہے اس پر قلم خشک ہو چکا ہے خصی ہو یا نہ ہو۔

۴۷۵۵ — شرح: خصی ہونے یا نہ ہونے کی تقریر ابھی گزری ہے۔ اس حدیث میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ ،، ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا ،، سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود نکاحِ متعہ کے جواز کے قائل ہیں۔ قرطبی نے کہا اس وقت عبداللہ بن مسعود کو متعہ کے نسخ کا علم نہ تھا جب نسخ کا علم ہوا تو اس سے رجوع کر لیا۔ صحیح یہ ہے کہ ایک غزوہ میں متعہ حلال ہوا تھا اس کے بعد منسوخ ہو گیا پھر غزوہ اوطاس میں تین روز کے لئے حلال ہوا۔ پھر قطعی طور پر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا۔ قولہ ثم قرء علینا یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا آہ اس آیت کریمہ کا شانِ نزول ابن عباس

marfat.com

بَابُ نِكَاحِ الْاَبْكَارِ

وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْكَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَائِشَةَ لَمْ یَنْكِحِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِكْرًا غَیْرَكِ

رضی اللہ عنہ نے یہ بیان فرمایا کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا : یارسول اللہ! جب میں گوشت کھاؤں تو مجھے عورتوں کی خواہش پیدا ہوتی ہے اس لئے میں نے اپنے لئے گوشت حرام کر دیا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی پاک چیزیں حرام نہ کرو!

حلال کو حرام کرنا جائز نہیں

حضرات علماء کرام نے کہا کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے جو کھانے پینے لباس، نکاح اور مکان وغیرہ اشیاء حلال کی ہیں وہ اُن پر حرام کرے اور جو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے اس کو ترک کرنے میں کوئی فضیلت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی اطاعت کرنے میں ہی فضیلت اور نیکی ہے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عمل کیا اور اپنی امت کے لئے مسنون قرار دیا اور اس طریقہ پر حضرات ائمہ راشدین، صحابہ کرام اور علماء عظام نے متابعت کی۔ اسی پر عمل کرنے میں ہی سعادت اور نیک بختی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو اچھے لباس پر قادر ہونے کے باوجود ردّی لباس اختیار کرتے ہیں اور صوف اور پشم کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی طرح جو لوگ گوشت اور گندم کی روٹی ترک کرتے ہیں اور کمزور طعام جو عقل اور دماغ میں فطور پیدا کرے اور قوی بدنیہ جو صحت کا مدار ہیں کو کمزور کرے کو پسند کرتے ہیں یہ لوگ نہایت ہی غلطی پر ہیں؛ کیونکہ اچھے کھانے دل و دماغ پر اچھے اثرات پیدا کرتے ہیں اور ردّی طعام سے جسم بھی کمزور ہوتا ہے اور دل و دماغ بھی متاثر ہوتا ہے (عینی)

قولہ فَاخْتَصِ ،، یعنی خصی ہو یا نہ ہو اللہ کی قدر بہرحال نافذ ہوگی۔ یہ صیغۂ امر ہے، لیکن اس میں طلب فعل نہیں بلکہ خصی ہونے پر تہدید ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ ،، سے تہدید مراد ہے۔ بعض کتب میں لفظ ،، اِقْتَصِرْ ،، ہے۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ تقدیر و تسلیم پر اقتصار اور اس کو ترک اور اس سے اعراض کرنا ہمارے نزدیک برابر ہے۔ جو نیک و بد تقدیر مقرر کی گئی ہے۔ وہ یقیناً پوری ہو کر رہے گی اور جو تقدیر میں نہیں وہ کبھی پیش نہ آئے گا۔ (بیضاوی)

marfat.com

۴۷۵۶ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيْهِ شَجَرَةٌ قَدْ اُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِيْ اَيِّهَا كُنْتَ تُرْتِعُ بَعِيْرَكَ قَالَ فِي الَّذِيْ لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا يَعْنِيْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا

علامہ طیبی نے کہا معنیٰ یہ ہیں کہ جو کچھ میں نے ذکر کیا اس پر اقتصار کر اور اللہ کی قضاء سے راضی رہو یا جو ذکر کیا ہے اس کو چھوڑ دے اور اپنے حال پر رہے اور خصی ہو جائے اس تقدیر پر یہ تہدید پر مبنی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کسرِ شہوت کے لئے روزے رکھنے کا حکم نہ دیا گیا حالانکہ اُن کے علاوہ دوسروں کو یہ حکم دیا گیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے ابوہریرہؓ غالباً روزہ سے ہوتے تھے؛ کیونکہ وہ اصحابِ صفہ میں سے تھے اور وہ ہمیشہ روزے سے ہوتے تھے۔

باب ۱۰ کنواروں کا نکاح کرنا

ابکار بکر کی جمع ہے۔ عورت اور مرد دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح ثیب کا اطلاق مرد و زن پر ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے البکر بالبکر جلد مأۃ و تقریب عامٍ قَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ" ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری خاتون سے نکاح نہیں کیا۔

۴۷۵۶ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا : میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے خبر دیں کہ آپ اگر کسی وادی میں ٹھہریں جس میں درخت ہوں اُن میں سے بعض کھائے گئے ہوں اور ایک درخت پائیں جس سے کچھ نہ کھایا گیا ہو آپ کس درخت سے اپنے اُونٹ کو کھلائیں گے۔ آپ نے فرمایا جس سے نہیں چرایا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

marfat.com

۴۷۵۷ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ اِذْ رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةٍ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَاكْشِفُهَا فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ

کے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ (ایک روائت میں ہے کہ میں وہ عورت ہوں)

۴۷۵۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھے خواب میں دو بار دکھائی گئی ہو، اچانک ایک آدمی تمہیں ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں اُٹھائے ہوئے کہتا ہے۔ یہ آپ کی بیوی ہے میں نے اس ٹکڑے کو کھولا تو وہ تمہاری صورت تھی۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اسے جاری کرے گا۔

۴۷۵۷ — شرح : یہ فرشتہ تھا جو مرد کی صورت میں آیا تھا۔ ترمذی کی روائت میں ہے کہ جو فرشتہ ام المؤمنین عائشہ کی صورت لایا تھا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے؛ چنانچہ ابن حبان کی صحیح میں ہے۔ میرے پاس جبرائیل ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں لائے اور کہا یہ دُنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔ طبقات ابن سعد میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام ریشمی کپڑے میں آسمان سے میری صورت لے کر آئے اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اس سے آپ نکاح کریں گے یہ آپ کی بیوی ہے

قولہ فَاِذَا هِيَ اَنْتِ ،، کلمہ اذا مفاجاۃ کے لئے ہے اور ضمیر کا مرجع وہ صورت ہے جو ریشمی کپڑے میں تھی۔ قولہ اِنْ يَّكُنْ ،، یعنی جو میں نے دیکھا ہے اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ اس کو ضرور نافذ کرے گا۔ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ حتمی اور یقینی تھا؛ کیونکہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے؛ لیکن یہ احتمال ہے کہ خواب اسم ہو یا کنیت ہو کیونکہ خوابوں کے نام ہیں وہ یہ کہ جو دیکھے بعینہٖ وہی ہوتا ہے اور ان کی کنیتیں بھی ہیں وہ یہ کہ وہ شئی کی مثل وغیرہ ہوتی ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ خواب نبوت سے پہلے ہو۔ اگر نبوت کے بعد ہو تو اس کے تین معانی ہیں۔ اوّل یہ کہ خواب اپنے ظاہر پر ہو یہ تعبیر کی محتاج نہیں تو اس کو اللہ بعینہٖ جاری

marfat.com

بَابُ تَزْوِيجِ الثَّيِّبَاتِ

وَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ

۴۷۵۸ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرٍ لِي قَطُوفٍ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَنَخَسَ بَعِيرِي بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بَعِيرِي كَأَجْوَدِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ الْإِبِلِ فَإِذَا النَّبِيُّ

اور ناقد کرے گا تو شک صرف اس میں ہے کہ خواب اپنے ظاہر پر ہے یا تعبیر کا محتاج ہے اور ظاہر سے پھرا ہوا ہے۔ دوسرا معنیٰ یہ ہے کہ مراد اگر یہی دنیا کی بیوی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جاری کرے گا اور یہ بات پوری ہو کر رہے گی۔ اس تقدیر پر شک صرف اس میں ہے کہ یہ آپ کی دنیاوی بیوی ہے یا اخروی بیوی ہے۔ تیسرا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کو ہرگز شک نہ تھا آپ نے تحقیقی خبر دی ہے اور شک کی صورت میں ذکر کی ہے۔ یہ بلاغت کی قسم ہے۔ اس کو "مزج الشک بالیقین" کہتے ہیں۔"

باب ثَیِّبَہ عورت سے نکاح کرنا

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو "

ثَیِّب بر وزن فَیعِل ثاب بمعنی عاد ہے۔ غالباً وہ دوبارہ نکاح کی طرف عود کرتے ہیں۔ اس لیے انہیں ثیّب کہتے ہیں مرد و زن پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ کسائی سے یہ منقول ہے کہ مرد کو ثیّب اس وقت

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يُعَجِّلُكَ قُلْتُ كُنْتُ حَدِيْثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ
قَالَ بِكْرٌ اَمْ ثَيِّبٌ قُلْتُ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ
قَالَ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا اَىْ عِشَاءً
لِكَىْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ

کہتے ہیں جبکہ اُس نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہو اور عورت کو اس وقت ثیبہ کہتے ہیں جبکہ وہ اپنے شوہر سے ہم بستر ہوئی ہو۔

ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ سے واپس آئے تو میں نے اپنے اونٹ پر چلنے میں جلدی کی جو سست رفتار تھا۔ مجھے پیچھے سے کوئی سوار ملا اُس نے میرے اونٹ کو چھوٹا سا نیزہ مارا جو اس کے پاس تھا۔ تو میرا اونٹ بہترین اونٹ کی طرح چلنے لگا۔ میں نے اچانک دیکھا تو وہ سوار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا تمہیں کس چیز کی جلدی ہے۔ میں نے عرض کیا میری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا باکرہ عورت سے شادی کی ہے یا ثیبہ سے کی ہے۔ میں نے عرض کیا ثیبہ سے کی ہے۔ آپ نے فرمایا: باکرہ لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی تو اس سے ملاعبت (دل لگی) کرتا اور وہ تجھ سے ملاعبت کرتی (اس طرح تم دونوں لطف اندوز ہوتے) جابر نے کہا جب ہم اپنے گھروں کو جانے لگے تو فرمایا ٹھہرو رات کے وقت گھروں کو جانا یعنی عشاء کے وقت تاکہ پراگندہ سر والی عورت کنگھی کرلے اور زیرِ ناف بال صاف کرلے"

۴۷۵۸ — شرح : یہ واقعہ غزوۂ تبوک کا ہے قطوف بمعنی سست رفتار۔ عنزہ" چھوٹا نیزہ کتاب البیوع میں چھڑی کا ذکر ہے۔ لیکن اس میں منافات نہیں، کیونکہ اس کا ایک کنارہ ٹیڑھا ہو اور دوسرے کنارے میں لوہا ہو تو اس پر دونوں اطلاق جائز ہیں۔ قولہ مایعجلک" تیری تیز رفتار کا سبب کیا ہے۔ رات کی عشاء سے تعبیر اس لئے کی ہے کہ رات کو آنے سے آپ نے منع فرمایا ہے، لیکن یہ ممانعت اس وقت ہے جب رات کو اچانک گھر آئے اور اگر بیوی کو معلوم ہو کہ وہ اس رات آرہے ہیں تو رات کو گھر آنا ممنوع نہیں۔ مغیبہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر سفر میں گیا ہو۔ کیونکہ ایسی عورتیں جن کے شوہر غائب ہیں۔ وہ کنگھی وغیرہ اور زیب و زینت نہیں کرتی ہیں۔ اس لئے انہیں کہا گیا کہ شوہروں کی آمد پر اپنے آپ کو سنوار لیا کریں تاکہ پراگندگی

marfat.com

۴۷۵۹۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَزَوَّجْتَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ مَالَكَ وَلِلْعَذَارِیْ وَلُعَابِهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ فَقَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ

بَابُ تَزْوِيْجِ الصِّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ

۴۷۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ اِلٰى اَبِیْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّمَا اَنَا اَخُوْكَ فَقَالَ اَنْتَ اَخِیْ فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَهِیَ لِیْ حَلَالٌ

سے اُن کے دلوں میں نفرت راہ نہ پائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۷۵۹ ــــ ترجمہ: محارب نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے سُنا کہ میں نے شادی کی تو مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس سے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا بیوہ عورت سے کیا ہے۔ فرمایا تجھے کنواری لڑکیوں سے دل لگی نہیں ہے؟ میں نے یہ عمرو بن دینار سے ذکر کیا تو اُنھوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے سُنا ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی تو اس سے لطف اٹھاتا اور وہ تجھ سے لطف اندوز ہوتی۔

marfat.com

بَابٌ اِلٰی مَنْ یُّنْکِحُ وَاَیُّ النِّسَاءِ خَیْرٌ وَمَا یُسْتَحَبُّ اَنْ یَّتَخَیَّرَ لِنُطْفَتِہٖ مِنْ غَیْرِ اِیْجَابٍ

۴۷۶۱ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ

باب بڑی عمر والے کا چھوٹی عمر والی سے نکاح کرنا ،،

۴۷۶۰ــ ترجمہ : عراک بن مالک غفاری نے عروہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق سے عائشہ کے ساتھ نکاح کا ذکر فرمایا تو ابوبکر صدیق نے کہا میں آپ کا بھائی ہوں (عائشہ آپ کی بھتیجی ہے) آپ نے فرمایا تم میرے اللہ کے دین میں بھائی ہو اور عائشہ میرے لئے حلال ہے۔

۴۷۶۰ــ مشرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش ذکر کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ خیال ذکر کیا کہ وہ آپ کی بھتیجی ہے اور بھتیجی سے نکاح جائز نہیں۔ آپ نے فرمایا تم میرے دینی اور اسلامی بھائی ہو، کیونکہ مسلمان سب بھائی بھائی ہیں لیکن نکاح کا معاملہ نسب سے متعلق ہے اور تم نسب میں مجھ سے دُور ہو حقیقی اور نسبی بھتیجی سے نکاح حرام ہے لہٰذا عائشہ سے آپ کا نکاح جائز اور حلال ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صحیح حدیث میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ ابوبکر سے عائشہ کے ساتھ نکاح کا ذکر کریں تو ابوبکر نے کہا کہ بھائی کی بیٹی سے نکاح کیسے جائز ہوگا؟ خولہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ابوبکر کا کلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا اُن سے کہو وہ میرے دینی بھائی ہیں۔ نسبی بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے، لہٰذا تمہاری بیٹی میرے لئے حلال ہے۔ خولہ ابوبکر کے پاس آئیں اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد انہیں پہنچایا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہماری طرف سے حضور سے عرض کر دیں کہ ہم راضی ہیں۔ اس کا جواب یہ

marfat.com

حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ نِسَآءٍ رَکِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَآءِ قُرَیْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِهٖ

یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خولہ بنت حکیم کو پیغام رسانی میں اپنا وکیل مقرر کیا تھا اور وکیل کا کلام مؤکل کا کلام ہوتا ہے۔ اس لئے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خولہ کے کلام کو اپنا کلام قرار دیا لہٰذا خولہ کا کلام مجازاً آپ کا کلام تھا۔

باب کس عورت سے نکاح کرے اور کونسی عورتیں بہتر ہیں ،،

اور اپنی نسل کے لئے کونسی عورتیں اختیار کرنا مستحب ہے

۴۷۶۱ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اونٹوں پر سوار ہونے والی بہترین عورتیں قریش کی نیک عورتیں ہیں وہ بچے کی کمسنی میں بہت مہربان عورتیں ہیں اور شوہر کے مال کی بہت نگہبان ہیں۔

۴۷۶۱ــــ شرح : قولہ اَحْنَاہ ،، یہ حنو بمعنی شفقت سے مشتق ہے "وَلَد" کو نکرہ اس لئے ذکر کیا کہ وہ ہر بچہ پر نہایت مہربان ہیں اگرچہ بچہ اُن کے شوہر کی کسی دوسری عورت سے ہو۔ ابوذر کی روایت میں دد اَحْنَاہُ عَلٰی وَلَدِہٖ ،، ہے اور وَلد،، ضمیر غائب کی طرف مضاف ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہے کہ وہ اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہیں یعنی اگر ان کا بچہ یتیم ہو جائے تو اس کی رعائت کے لئے وہ دوسری شادی نہیں کرتیں۔ کیونکہ اگر عورت نکاح کرے تو پہلے بچہ کی نگہبانی نہیں کر سکتی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قریش کی عورتیں مریم علیہا السّلام سے افضل کیسے ہو سکتی ہیں جبکہ علماء مریم کی نبوت کے قائل ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صالح نساء قریش فرمایا ہے اور مریم علیہا السّلام قریش سے نہیں ہیں۔ بعض علماء نے جواب یہ دیا ہے۔

marfat.com

بَابُ اِتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ وَمَنْ اَعْتَقَ جَارِيَةً ثُمَّ تَزَوَّجَهَا

۴۷۶۲ــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا صَالِحُ ابْنُ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ

کہ جو عورتیں اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں اُن میں سے قریش کی نیک عورتیں بہتر ہیں۔ احناہ میں قیاس یہ تھا کہ اَحْنَاهُنَّ، کہا جاتا اور صالحہ نساء قریش بالتانیث کہا جاتا لیکن اسے باعتبار شخص ذکر کیا ہے اور مفرد اس لئے ذکر کیا کہ اس سے جنس مراد ہے۔ بعض نسخوں میں "صَالِحُوْ نِسَاءِ قُرَيْشٍ" بصیغہ جمع ہے اور صالحون سے نون اضافت کے باعث ساقط ہوگیا ہے۔ قریش کی عورتیں اپنے شوہروں کے حقوق کی بہت رعائت کرتی ہیں ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں اور امانت کی صیانت کرتی ہیں اور فضول خرچی نہیں کرتی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب لونڈیاں رکھنا

جس نے اپنی لونڈی آزاد کرکے اس سے نکاح

سراری سُرِّیَہ کی جمع ہے۔ اور بکسر السین بھی پڑھا جاتا ہے جبکہ دونوں صورتوں میں یاء کو مشدد و مخفف پڑھتے ہیں۔ سریہ بکسر السین تسرُّر سے ماخوذ ہے جو سرّ بمعنی نکاح سے مشتق ہے یا بمعنی سرور ہے علامہ قسطلانی نے کہا سُرِّیَہ وہ لونڈی ہے جو جماع کے لئے رکھی جائے۔ فقہاء نے ایسی لونڈیوں کے نام میں شرط عائد کی ہے کہ اُن سے کم از کم ایک بار جماع کیا جائے۔ انہیں سراری اس لئے کہتے ہیں کہ غالباً شوہر اپنی بیوی سے ان کا معاملہ پوشیدہ رکھتا ہے۔ ابو درداء کی مرفوع حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سراری سے نکاح کرو ان کے رحم پاکیزہ اور بابرکت ہوتے ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا ان کی اولاد بہت عقلمند ہوتی ہے۔

۴۷۶۲ــ ترجمہ: ابو بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس لونڈی ہو وہ اس کو اچھی تعلیم دے اور اچھے آداب سکھائے پھر اس کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرلے اس کے لئے دگنا ثواب

marfat.com

حَدَّثَنِيْ اَبُوْبُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهٗ وَلِيْدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا وَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِيْبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ وَاٰمَنَ بِيْ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاَيُّمَا مَمْلُوْكٍ اَدّٰى حَقَّ مَوَالِيْهِ وَحَقَّ رَبِّهٖ فَلَهٗ اَجْرَانِ قَالَ الشَّعْبِيُّ خُذْهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيْمَا دُوْنَهَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَهَا ثُمَّ اَصْدَقَهَا ۴۷۶۳ حدثنا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ

ہے۔ اور جو کوئی اہلِ کتاب سے اپنے نبی پر ایمان لائے پھر میری تصدیق کرے اور مجھ پر ایمان لائے اس کے لئے دگنا ثواب ہے

اور جو مملوک اپنے مالکوں کا حق ادا کرے (ان کی خدمت ہے) اور اپنے رب کا حق ادا کرے (اس کی عبادت کرے) اسے دگنا ثواب ہے۔

شعبی نے کہا : یہ حدیث کسی معاوضہ کے بغیر لے جاؤ؛ حالانکہ اس سے پہلے اس سے کم مسائل میں مدینہ منورہ کا سفر کیا جاتا تھا۔ ابوبکر بن عیاش نے ابوحصین، ابوبردہ کے ذریعہ ابوموسیٰ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو آزاد کیا پھر اس سے نکاح کرلیا۔

۴۷۶۲ — شرح : یعنی شعبی نے کہا میں نے یہ مسئلہ تجھے کسی معاوضہ کے بغیر بتایا ہے۔ حالانکہ لوگ اس سے کم مسئلہ کی دریافت کے لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کا سفر کیا کرتے تھے۔ شعبی کا مخاطب خراسانی آدمی تھا۔ (حدیث ۹۵ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۴۷۶۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین کذبات کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ایک دفعہ ابراہیم علیہ السلام ایک جابر کے پاس سے گزرے جبکہ آپ کے ساتھ سارہ تھیں "رضی اللہ عنہا"، ابوہریرہ نے پوری حدیث

marfat.com

أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيمُ مَرَّ بِجَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَأَعْطَاهَا هَاجَرَ قَالَتْ كَفَّ اللهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخْدَمَنِي أَجَرَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَتِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ

۴۷۶۴ — **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ

ذکر کی۔ اس ظالم نے سارہ کو ہاجرہ دی۔ سارہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے کافر کا ہاتھ روکے رکھا اور اُس نے مجھے آجرہ دی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے آسمان کے پانی کے بیٹو یہی تمہاری ماں ہے۔

۴۷۶۳ — شرح : جھوٹ وہ کلام ہے جو واقع کے مطابق نہ ہو۔ ایسا کلام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی نہیں کیا ہے۔ اس حدیث میں جو تین بار کا ذکر ہے۔ یہ تین مقامات صرف ظاہری شکل میں جھوٹ نظر آتے ہیں۔ دراصل جھوٹ نہیں۔

(حدیث ۲۰۷۸ جلد : ۳ اور حدیث : ۳۱۴۳ جلد : ۵ کی شرح میں مکمل تفصیل مذکور ہے)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا : اے آسمان کے پانی کے بیٹو! یہی ہاجرہ تمہاری ماں ہے۔ عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ان کی والدہ ہاجرہ ہے۔ اکثر عرب وادیوں میں رہتے تھے اور بارش کے پانی سے طہارت وغیرہ کرتے تھے اور وہی پیتے تھے؛ کیونکہ اُن کی زندگی بارش کے پانی پر موقوف تھی۔ اس لئے انہیں فرمایا اور آسمان کے پانی کے بیٹو!

مجمع البحار میں اس کی وجہ اور بیان کی ہے وہ یہ کہ بنی ماء السماء سے مراد انصار ہیں؛ کیونکہ وہ عامر بن حارثہ

marfat.com

اِلٰی وَلِیْمَتِہٖ فَمَا کَانَ فِیْھَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَاُلْقِیَ فِیْھَا مِنَ التَّمْرِ وَالْاَقِطِ وَالسَّمْنِ فَکَانَتْ وَلِیْمَتَہٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ اِحْدٰی اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوْ مِمَّا مَلَکَتْ یَمِیْنُہٗ فَقَالُوْا اِنْ حَجَبَھَا فَھِیَ مِنْ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِنْ لَّمْ یَحْجُبْھَا فَھِیَ مِمَّا مَلَکَتْ یَمِیْنُہٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَھَا خَلْفَہٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ النَّاسِ

کی اولاد ہیں جو نعمان بن مُنذر کا چچا ہے۔ اس کا لقب ماء السماء تھا۔ بعض نے کہا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو "بنی ماء السماء" اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا نسب پاک ہے اور انہیں شرفِ ذاتی حاصل ہے۔

۴۷۶۴ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان تین روز اس حال میں اقامت فرمائی کہ آپ نے صفیہ بنت حیی سے خلوت فرمائی تھی۔ میں مسلمانوں کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولیمہ کے لئے بلاتا تھا۔ اُس ولیمہ میں نہ تو روٹی تھی اور نہ ہی گوشت تھا۔ آپ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے کہا کہ صفیہ ام المؤمنین ہے یا آپ کی لونڈی ہے۔ پھر انھوں نے کہا اگر آپ نے پردہ کا حکم دیا تو ام المومنین ہے اور اگر پردہ کا حکم نہ دیا تو آپ کی باندی ہے۔ جب وہاں سے کوچ کیا تو ان کے لئے سواری پر اپنے پیچھے جگہ بنائی اور ان کے اور لوگوں کے درمیان پردہ کر دیا۔

۴۷۶۴ — شرح : اس حدیث کی مناسبت باب کے ساتھ اس طرح ہے کہ صحابہ کرام نے صفیہ کے ام المؤمنین ہونے اور آپ کی باندی ہونے پر تردُّد کیا تھا۔ اس اختلاف کی وجہ سے حدیث کی مطابقت ہے۔

حدیث : ۳۹۲۵ ج : ۶ کی شرح دیکھیں

قولہ بنیٰ علیہ، بیوی سے خلوت کرنا ہے۔ دراصل جب کوئی آدمی کسی عورت سے نکاح کرتا تھا تو اس کے ساتھ خلوت کے لئے اس پر قبہ لگاتے تھے تاکہ اس کے ساتھ تنہائی میں رہے۔

---

marfat.com

بَابُ مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الْاَمَةِ صَدَاقَهَا

۴۷۶۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَّ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا

باب جس نے باندی کو آزاد کرنا ہی اس کا مہر قرار دیا

یعنی اپنی لونڈی کو اس لئے آزاد کرتا ہے کہ اس سے نکاح کرے اور اس کو آزاد کرنا ہی اس کا مہر ہو۔ اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ حسن بصری، ابراہیم نخعی، شعبی اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے کہا یہ جائز ہے۔ جب اس سے عقد کیا تو آزادی کے بغیر اس کا کچھ مہر نہ ہوگا۔ سفیان ثوری اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ یہی مذہب امام شافعی کا ہے۔

امام نووی نے کہا امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اگر لونڈی کو شرط پر آزاد کیا۔ اور لونڈی نے قبول کرلیا تو وہ آزاد ہو جائے گی۔ اور معتق سے نکاح کرنا اس پر لازم نہیں، بلکہ وہ اس سے اس کی قیمت وصول کرے گا؛ کیونکہ وہ مفت آزاد ہونے پر راضی نہیں ہوئی تھی۔ اگر وہ راضی ہوگئی اور اس نے اس سے مقرر مہر پر نکاح کیا تو شوہر پر لازم ہے کہ اس سے اس کی قیمت وصول کرلے اور بیوی شوہر سے مقرر کردہ مہر لے گی۔ اور اگر اس کی قیمت پر اس سے نکاح کیا تھا تو اگر اس کی قیمت شوہر کو یا بیوی کو معلوم ہو تو یہ مہر صحیح ہے نہ تو شوہر بیوی سے اس کی قیمت کا حقدار ہے اور نہ ہی بیوی مہر کی مستحق ہے۔ اور اگر قیمت مجہول ہے تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مہر صحیح ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مہر صحیح نہیں نکاح جائز ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ امام ابو حنیفہ، محمد، زفر اور امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نکاح جائز نہیں۔ امام طحاوی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے لئے یہ جائز نہیں اور یہ آپ کی خصوصیت ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی ہے کہ مہر کے بغیر نکاح کرلیں۔ لہٰذا آپ عتاق پر نکاح کر سکتے ہیں جو مہر نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کسی نے ایسا نکاح

marfat.com

بَابُ تَزْوِيجِ الْمُعْسِرِ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى إِنْ يَّكُونُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

۴۷۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى

کیا تو عورت آزاد ہو جائے گی اور شوہر پر اس کا مہر مثل واجب ہے۔ اور اگر اس نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو اپنی قیمت میں سعی کر کے اس کو ادا کرے گی۔ امام مالک اور زفر نے کہا اس پر کوئی شئی واجب نہیں۔ اور وہ مفت آزاد ہو جائے گی۔

۴۷۶۵ — ترجمہ : انس بن مالک نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کیا اور اس کو آزاد کرنا ہی مہر قرار دیا۔

۴۷۶۵ — شرح : اس حدیث سے حسن بصری اور ابراہیم اور ان کے ہم مسلک نے استدلال کیا کہ یہ مہر جائز ہے اور آزاد کرنا ہی اس کا مہر ہوگا۔

احناف اس کا جواب یہ ذکر کرتے ہیں کہ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کیونکہ مہر کا نام ذکر ہوا تو انھوں نے گمان کیا کہ یہی عتاق مہر ہے اگر عتق ہی مہر ہوتا تو حضرت انس اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صفیہ کے ام المؤمنین ہونے میں تردد نہ کرتے اور یہ نہ کہتے کہ اگر صفیہ کو پردہ میں رکھا تو ام المؤمنین ہیں۔ اگر پردہ میں نہ رکھا تو باندی ہیں، حالانکہ باندی کا مہر نہیں ہوتا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ مہر کے بغیر نکاح کرنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہیں؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا الآیۃ اس سے صاف ظاہر ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کے بغیر نکاح میں خصوصیت ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے صفیہ کی طرح نکاح کیا تھا۔ پھر عبداللہ بن عمر نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ایسے واقعہ کا حکم یہ ہے کہ نیا مہر مقرر کرے۔ ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر نے یہ حضور سے سنا ہو یا ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت خیال کی ہو۔ ہر دو صورتوں میں مذکور حدیث عتق کے مہر ہونے کی دلیل نہیں۔

marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جِئْتُ اَھَبُ
لَکَ نَفْسِیْ فَنَظَرَ اِلَیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ
فِیْھَا وَصَوَّبَہٗ ثُمَّ طَأْطَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَأْسَہٗ فَلَمَّا
رَأَتِ الْمَرْأَۃُ اَنَّہٗ لَمْ یَقْضِ فِیْھَا شَیْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ
فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ لَمْ تَکُنْ لَکَ بِھَا حَاجَۃٌ فَزَوِّجْنِیْھَا فَقَالَ
وَھَلْ عِنْدَکَ مِنْ شَیْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اذْھَبْ
اِلٰی اَھْلِکَ فَانْظُرْ ھَلْ تَجِدُ شَیْئًا فَذَھَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰہِ
مَا وَجَدْتُ شَیْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْظُرْ وَلَوْ
خَاتِمًا مِنْ حَدِیْدٍ فَذَھَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَلَا خَاتِمٍ مِّنْ حَدِیْدٍ وَلٰکِنْ ھٰذَا اِزَارِیْ قَالَ سَھْلٌ مَالَہٗ رِدَاءٌ
فَلَھَا نِصْفُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِاِزَارِکَ
اِنْ لَبِسْتَہٗ لَمْ یَکُنْ عَلَیْھَا مِنْہُ شَیْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْہُ لَمْ یَکُنْ عَلَیْکَ مِنْہُ

چوتھا جواب یہ ہے کہ امام بیہقی نے متصل اسناد کے ساتھ رزینہ کی حدیث ذکر کی کہ رزینہ نے کہا جب قریظہ اور نضیر دونوں قبیلے فتح ہوئے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم صفیہ کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے تشریف لائے پھر آپ نے اس کو آزاد کر کے نکاح کیا۔ اور اس کا مہر مقرر کیا۔ ان دلائل سے صاف ظاہر ہے کہ عتق مہر نہیں ہو سکتا (عینی)

باب غریب آدمی کا نکاح کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر وہ تنگدست ہیں تو اللہ انہیں اپنے فضل سے مالدار کر دیگا"

marfat.com

شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَا ذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا فَقَالَ تَقْرَأُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

یعنی تنگدست آدمی کا شادی کرنا جائز ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر مسلمان تنگدست ہوں تو اللہ ان کو غنی کر دے گا۔ تنگدستی نکاح سے مانع نہیں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مستقبل قریب میں اسے مالدار کر دے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا : اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نکاح کی ترغیب دلائی ہے اور اس آیت کریمہ : وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ الایۃ میں اللہ نے ان کو غنی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے!

۴۷۶۶ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی نے کہا ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں حاضر ہوئی ہوں اور اپنی ذات آپ کو ہبہ کرتی ہوں (مہر کے بغیر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا اور اس کی طرف نظر بلند فرمائی اور نیچی کی پھر سر مبارک جھکا لیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم" جب اُس خاتون نے دیکھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ کے صحابہ کرام میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ سے اس کا نکاح کر دیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال ہے اُس نے کہا یا رسُول اللہ! بخدا میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی شئی مل جائے وہ شخص گیا پھر واپس آیا اور کہا بخدا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے گھر میں کوئی شئی نہیں پائی۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی سہی۔ وہ گھر گیا پھر لوٹ آیا اور کہا اللہ کی قسم! یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پاتا ہوں، لیکن یہ میرا ازار ہے۔ سہل نے کہا اس کے پاس چادر بھی نہ تھی۔ اس مرد نے کہا اس کے لئے اس ازار کا نصف ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ازار کو کیا کرے گا اگر اسے تُو نے

marfat.com

بَابُ الْاَكْفَاءِ فِي الدِّيْنِ

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا

باندھ لیا تو اس پر کچھ نہ ہوگا اور اگر اُس نے اوڑھ لی تو تیرے لئے کچھ نہ ہوگا۔ پس وہ آدمی بیٹھ گیا حتیٰ کہ جب بہت دیر بیٹھا رہا تو اُٹھا اور چلا گیا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے متعلق حکم دیا زبانی یاد ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں! مجھے یاد ہیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ میں نے جو کچھ تجھے قرآن یاد ہے اس کی برکت سے تجھے اس عورت کا مالک بنا دیا۔

۴۷۶۶ — شرح: ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ عورت حجاب نازل ہونے سے پہلے آئی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ حجاب کے بعد نقاب پہن کر آئی ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت سے منگنی کرنا ہو اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ لفظِ تملیک سے نکاح جائز ہے اور قسم لینے کے بغیر قسم کھانا جائز ہے۔ تنگدست بھی نکاح کر سکتا ہے۔ (حدیث: ۴۷۰۷ کی شرح دیکھیں)

باب دین و اسلام میں کفوء

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! خُدا وہ ہے جس نے منی کے پانی سے آدمی پیدا کیا اور اس کو ذونسب اور سُسرال والا بنایا تیرا ربّ قدرت والا ہے!"

قولہ "مکسور اکفآء پر معطوف ہے۔ اور کفوء بمعنی مثل اور مساوات ہے۔ یعنی دین میں کفوء واجب ہے لہٰذا مسلمانوں کا نکاح کافروں سے جائز نہیں اور صہر بمعنی اناث ہے کہ جن کے ساتھ مصاہرت کی جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نسب وہ ہے جن سے نکاح حلال نہیں اور صہر وہ ہے جن سے نکاح حلال ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس آئت کریمہ کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نسب اور صہر سے کفاءۃ کا تعلق ہے۔ محمد بن سیرین نے کہا یہ آئت کریمہ جناب رسالتمآب سرورِ کائنات مبدء جائزات علیہ التحیات والصلوات اور حیدرِ کرار علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہُوئی جبکہ حضرت

marfat.com

٤٧٦٧ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ
الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ
اَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَكَانَ مِمَّنْ
شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنّٰى سَالِمًا
فَاَنْكَحَهٗ بِنْتَ اَخِيْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ
وَهُوَ مَوْلًى لِاِمْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَكَانَ مَنْ تَبَنّٰى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ
النَّاسُ اِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيْرَاثِهٖ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى
اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ وَمَوَالِيْكُمْ فَرُدُّوْا اِلٰى اٰبَائِهِمْ
فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهٗ اَبٌ كَانَ مَوْلًى وَاَخًا فِي الدِّيْنِ فَجَآءَتْ سَهْلَةُ
بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَاَةُ اَبِيْ
حُذَيْفَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا
نَرٰى سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

علی المرتضیٰ سے آپ نے سیدہ خاتون جنت صلوات اللہ وسلامہ علیہا کا نکاح کیا حالانکہ وہ آپکے چچازاد بھائی ہیں۔ گویا وہ ذونسب اور ذوصہر ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے نطفہ سے بشر پیدا کیا اور اس کی دو قسمیں کیں ایک ذونسب، چنانچہ کہتے ہیں فلاں بن فلاں، فلانہ بنت فلاں اور دوسرے صہر جس سے نکاح حلال کیا۔

٤٧٦٧ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوحذیفہ بن عتبہ ابن ربیعہ بن عبد شمس جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں حاضر ہوئے تھے، نے سالم کو متبنیٰ بنایا اور اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عُتبہ بن ربیعہ سے اس کا نکاح کر دیا جبکہ وہ ایک

marfat.com

انصاری عورت کا آزاد کردہ غلام تھا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو منبنیٰ بنایا تھا۔ جاہلیت میں جو کوئی کسی آدمی کو متبنیٰ بناتا۔ لوگ اس کو اس کی نسبت سے بلاتے تھے اور وہ اس کی میراث پاتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ الآیۃ نازل کی (کہ انہیں ان کے باپوں کے نام سے بلاؤ الخ) پھر ان کو باپوں کے نام سے بلانے لگے۔ اور جس کا باپ معلوم نہ تھا وہ مَوْلیٰ اور دینی بھائی ہوتا۔ سَہْلہ بنت سُہیل ابن عمرو قرشی پھر عامری جو حُذیفہ بن عُتبہ کی بیوی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور عرض کیا یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سالم کو اپنا بچہ سمجھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں جو نازل کیا ہے۔ وہ آپ جانتے ہیں اور پوری حدیث ذکر کی "

۴۷۶۷ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ابوحذیفہ نے ایک انصاریہ عورت کے آزاد کردہ غلام سالم سے اپنی بھتیجی ہند کا نکاح کیا اور اس میں صرف دینی کفاءت کا اعتبار کیا یہ سالم فضلاء موالی اور خیارِ صحابہ سے شمار ہوتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی بہترین ثناء بیان کرتے ہُوئے کہا جبکہ وہ زخمی ہو چکے تھے۔ آج اگر سالم زندہ ہوتا تو میں خلافت کا معاملہ شوریٰ کے سپرد نہ کرتا اور یہ کام سالم کے حوالہ کرتا جس کو وہ اختیار کرتا وہی خلافت کے لئے مناسب ہوتا۔ وہ یمامہ کی جنگ میں ابوحذیفہ کے ساتھ شہید پائے گئے کہ ایک دوسرے کے سر اُن کے پاس تھے۔ ان کے حق میں مذکور آئت کریمہ : وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ " نازل ہُوئی۔

یعنی نہ تمہارے لئے پالکوں کو (منہ بولے بیٹے) تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے، انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔ پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچا زاد۔ بعض مفسرین نے کہا جب زید بن حارثہ نے اپنی بیوی زینب بنت جحش کو طلاق دے دی اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح فرمایا تو یہودیوں اور منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے، حالانکہ ہمیں اس سے منع کرتے ہیں۔ ان کی تردید کے لئے اللہ نے یہ آئت نازل کی۔

قولہ فذکر الحدیث " امام نے پوری حدیث ذکر نہ کرنے کی وجہ نہیں ذکر کی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا : پوری حدیث یہ ہے کہ سہلہ نے کہا : یارسول اللہ! سالم بالغ ہو چکا ہے وہ ہمارے گھر آتا ہے میرے خیال میں ابوحذیفہ اب اس کا گھر آنا پسند نہیں کرتے ہیں اور دل میں کچھ خیال کرتے ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

۴۷۶۸ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاشْتَرِطِي وَقُولِي اللّٰهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ

نے فرمایا اے سہلہ تم سالم کو اپنا دودھ پلا دو اس سے ابو حذیفہ کے خدشات دُور ہو جائیں گے، چنانچہ سہلہ نے اپنا دودھ دوہ کر سالم کو پلا دیا تو ابو حذیفہ کا وسوسہ جاتا رہا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مدّت رضاع دو سال یا اڑھائی یا تین سال ہے۔ اس مدّت میں دودھ مُحَرِّم ہوتا ہے۔ نیز مذکور عمر میں دودھ پینے سے لازم آئے گا کہ اجنبی مرد بیگانی عورت کو مس کرے اور یہ حرام ہے اس کا جواب یہ ہے دودھ پینا مس کو مستلزم نہیں ہو سکتا ہے کہ دودھ دوہ کر پلایا ہو نیز ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کے وقت مدّت رضاع کی تعیین نہ ہو اس کے بعد مدّت مخصوص کر دی ہو جبکہ یہ آیت کریمہ: وَحَمْلُهَا وَفِصَالُهَا ثَلَاثُونَ شَهْرًا ،، نازل ہوئی ہو یا یہ سالم کے لئے خصوصیت ہو۔

۴۷۶۸ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضباعہ بنت زُبیر بن عبد المطلب کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے فرمایا شائد حج کا ارادہ رکھتی ہو اُنھوں نے عرض کیا جی ہاں اللہ کی قسم! میں اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں فرمایا حج کرو اور ساتھ ہی شرط بھی کر لو (کہ اگر میں عاجز ہو گئی تو احرام کھول دوں گی) اور کہو اے اللہ! میرے حلال ہونے کی وہ جگہ ہے جہاں تو مجھے روک دے۔ وہ مقداد بن اسود کی بیوی تھی۔

۴۷۶۸ ـــ شرح: ضباعہ مقداد کی بیوی تھی۔ اس جزء میں حدیث کی عنوان سے مطابقت ہے۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ مقداد قریش کا حلیف تھا۔ اس کی نسبت اسود بن عبد یغوث کی طرف کی جاتی تھی، کیونکہ وہ اسود کا متبنّیٰ تھا اور اُس نے ضباعہ سے نکاح کیا تھا جبکہ وہ ہاشمیہ شریف النسب تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی کفاءت کافی ہے۔ نسبی کفاءت ضروری نہیں۔ علماء مجتہدین میں اس شرط کے متعلق اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، عمار، ابن عباس، سعید بن مسیّب، عطا، علقمہ اور شریح رضی اللہ عنہم

marfat.com

۴۷۶۹ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

نے اسے جائز کہا ہے۔ امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔ احمد اور اسحاق کا قول بھی یہی ہے جبکہ ام المؤمنین عائشہ، عبداللہ بن عمر، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کہتے ہیں۔ یہ شرط ممنوع ہے اور اس احرام سے افعالِ حج ادا کرتا رہے حتی کہ حج پورا کرے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس شرط کو نہ مانتے تھے وہ کہتے تھے کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کافی نہیں؟ جبکہ آپ نے کوئی شرط نہیں لگائی۔ اگر تمہیں کوئی حج سے روک دے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ صفا مروہ کے درمیان سعی اور حلق یا قصر کرے تو اس کے لئے ہر شئ حلال ہو جاتی ہے۔ حتی کہ آئندہ سال حج کرے ہدی دے اگر ہدی نہ ملے تو روزے رکھے۔ ضباعہ بنت زبیر کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کسی کو حج سے روک دیا جائے تو وہ اس جگہ حلال ہو جائے اور ہدی نحر کرے،،

۴۷۶۹ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: عورت چار خصلتوں کے باعث نکاح کی جاتی ہے۔ مال، نسب، خوبصورتی اور دینداری کے سبب،، تو دیندار عورت سے نکاح کر تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہیں۔

۴۷۶۹ــــ شرح: علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کلمہ دراصل دعاء ہے لیکن عرب اس کو انکار، تعجّب، تعظیم اور کسی شئ کی ترغیب دلانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہاں یہی چوتھا معنیٰ مراد ہے کہ دیندار عورت سے نکاح کرو۔ محی السنہ نے کہا عربوں کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہوتا ہے۔ جیسے لَا اَبَ لَکَ تیرا باپ نہ ہو تیری ماں تجھے گم پائے لیکن اس سے وقوعِ امر مراد نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے کہا اس سے وقوعِ مراد ہے جبکہ وہ دین دار عورت کو نظر انداز کر کے مال دار اور خوبصورت وغیرہ کا متلاشی ہو۔ یعنی جو میں نے حکم دیا ہے اگر وہ نہ کرے تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جاہلیّت میں لوگ اپنے آباؤ اجداد کے سبب فخر کیا کرتے تھے۔

marfat.com

۴۷۷۰ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ حَمْزَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حُرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ يُّسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حُرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَا يُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَا يُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْاَرْضِ مِثْلِ هٰذَا

اور اُن کے مناقب اور مفاخر ذکر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ فرمایا، ارشاد فرمایا: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ ،، تم میں اللہ کے نزدیک باعزت وہ ہے جو دیندار اور متقی ہے ابن بطال مالکی شارح بخاری نے کہا علماء نے اکفاء میں اختلاف کیا ہے کہ وہ کیا ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کفو صرف دین میں ہے۔ اس میں تمام مسلمان ایک دوسرے کے کفو ہیں۔ عربی اور موالی قریشیہ عورت سے نکاح کر سکتے ہیں۔ اُنہوں نے عمر فاروق، عبداللہ بن مسعود، عمر بن عبدالعزیز اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم سے یہ روائت کی ہے اور اس آئت کریمہ: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ ،، سے استدلال کیا ہے۔ نیز اُنھوں نے سالم کی حدیث سے استدلال کیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ کہ دین دار عورت سے نکاح کرو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلمان فارسی سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کرنے کی خواہش کی تھی۔ نیز سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نبی بیاضہ ابوہند کو نکاح کر دو!

اُنھوں نے کہا یا رسولَ اللہ ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، کیا ہم اپنی لڑکیاں اپنے آزاد کردہ غلاموں سے نکاح کر دیں؟ تو یہ آئت کریمہ: اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى الایۃ ،، ابوداؤد، امام ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی شخص شادی کا پیغام لائے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرو تو اس کو نکاح کر دو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

marfat.com

نے فرمایا قریش ایک دوسرے کے کفوٗ ہیں۔ عربوں میں سے کوئی بھی قُریش کا کفوٗ نہیں اور نہ ہی موالی میں سے کوئی عربوں کا کفوٗ ہے۔ نیز اُنھوں نے کہا جو کوئی مہر ادا کرنے اور نان و نفقہ پر قادر نہ ہو وہ کبھی کفوٗ نہیں ہو سکتا اُنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث سے استدلال کیا کہ قریش ایک دُوسرے کے کفوٗ ہیں، لیکن جولاہے اور حجام وغیرہ ان کے کفوٗ نہیں ہیں۔ واللہ ورسُولہ اعلم!

۴۷۷۰ — ترجمہ : سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ نے فرمایا اس شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یہ شخص اس کے لائق ہے کہ اگر یہ نسبت کرے تو اس کا نکاح کیا جائے گا اور اگر سفارش کرے تو قبول کی جائے گی اگر یہ بات کرے تو اس لائق ہے کہ اس کی بات سُنی جائے۔ سہل نے کہا : پھر آپ خاموش ہو گئے۔ اتنے میں فقراء مسلمین سے ایک آدمی گزرا تو آپ نے فرمایا اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔ صحابہ نے کہا یہ اس کے لائق ہے کہ اگر یہ نسبت کرے تو نکاح نہ کیا جائے اگر سفارش کرے تو قبول نہ کی جائے۔ اگر بات کرے تو سنی نہ جائے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہلے شخص جیسے لوگوں سے زمین بھر جانے سے بہتر ہے۔

۴۷۷۰ — شرح : پہلے گزرنے والے شخص کا نام معلوم نہیں ؛ البتہ دُوسرا آدمی جو فقراءِ مسلمین سے تھا اس کا نام جُعَیل بن سراقہ بتایا جاتا ہے بعض نے کہا اس کا نام ابو عمر جعال بن سراقہ تھا۔ اس میں اور اقوال بھی ہیں۔ یہ شخص نیک اور صالح تھا، لیکن خوبصورت نہیں تھا۔ اس کے منہ پر چیچک کے سیاہ داغ تھے۔ یہ قدیم الاسلام تھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ اُحد میں حاضر تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے جیسے مالدار شخص سے رُوئے زمین بھر جائے تو یہ فقیر مسکین اس سے بہتر ہے

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے کہا اس سے ہر فقیر مسلمان کی فضیلت لازم نہیں آتی اور یہ واضح ہے ہاں البتہ فقیر مسلمان دیندار مال دار سے بہتر ہے۔ باب کا عنوان بھی یہی ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ کہ فقیر غنی سے افضل ہو اس کا جواب یہ ہے کہ غنی اگر کافر ہے تو بات واضح ہے اور اگر مسلمان ہے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نورِ نبوت سے معلوم کر لیا ہو گا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ غنی کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا اور پہچانا تھا اور اس کی وصف بھی بیان کی تھی کہ اگر وہ نسبت کرے تو نکاح کر دیا جائے گا اگر سفارش کرے تو قبول کی جائے اور اس کی بات سُنی جائے گی۔ ایسے اوصاف والا شخص کیسے کافر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا وہ مسلمان ہی ہو گا۔ پس علامہ کرمانی کا کلام منظور فیہ ہے۔

marfat.com

بَابُ الْاَكْفَاءِ فِي الْمَالِ وَتَزْوِيجُ الْمُقِلِّ الْمُثْرِيَةَ

۴۷۷۱ ـ حدثنی يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى قَالَتْ يَا ابْنَ اُخْتِي هٰذَا الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ اَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوْا فِي اِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَاُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ اِلٰى وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَهُمْ اَنَّ الْيَتِيْمَةَ اِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَّمَالٍ رَغِبُوْا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا فِي اِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَاِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَاَخَذُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ

باب مال میں کفو ہونا اور مفلس کا مالدار عورت سے نکاح کرنا

۴۷۷۱ ـ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کریمہ : وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا اے میرے بھانجے یہ یتیم عورت ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہوتی تھی وہ اس کی خوبصورتی اور مال میں رغبت کرتا اور اس کی یہ خواہش ہوتی کہ (اس سے نکاح کرلے) اور اس کا مہر کم دے۔ اس لئے انہیں اُن کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا

marfat.com

فَكُمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَنْكِحُوْهَا اِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوْا لَهَا وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا الْاَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَةِ

قَوْلُهُ تَعَالٰى اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

مگر یہ کہ ان کے مہر میں انصاف کریں اور اُن کے سوا اور عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے بعد لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ : يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ - اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ ،، تک نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ یتیم عورت جب خوبصورت اور مال دار ہو تو وہ مہر پُورا دینے میں اس سے نکاح اور نسب میں رغبت کرتے (اپنی طرف نسبت کرتے) اور جب وہ قلیل مال و جمال کی وجہ سے پسند نہ ہوتی تو اس کو چھوڑ دیتے اور اس کے سوا دوسری عورتیں لیتے (ام المؤمنین نے کہا) جب ان میں رغبت نہیں ہوتی تو انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ جب ان میں خوبصورتی اور مالداری کے باعث) رغبت کریں تو اُن سے نکاح کریں مگر یہ کہ ان کے لئے انصاف کریں اور انہیں ان کا پُورا حق دیں (پُورا مہر ادا کریں)

۴۷۷۱ شرح : اس حدیث کی باب سے مطابقت اس طرح ہے کہ جو کوئی مالدار یتیم عورت کا ولی ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس سے نکاح کرلے جبکہ اس کو پُورا مہر ادا کرے (حدیث : ۴۲۶۰ کی شرح دیکھیں)

باب عورت کی نحوست سے پرہیز کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! تمہاری بعض اولاد اور بیویاں تمہارے لئے دشمن ہیں!

شوم یمن کی ضد ہے۔ یہ دراصل شُئُم تھا۔ واؤ ہمزہ کا بدل ہے۔ پھر ہمزہ ترک کر دیا گیا اور شُوم ہی پڑھتے ہیں۔ عورت کا مشوم یعنی منحوس ہونا یہ ہے کہ بچہ نہ پیدا کرے اور عقیمہ رہے۔ جس عورت کا مہر بہت زیادہ ہو اور وہ بدخُلق ہو تو وہ بھی منحوس ہوتی ہے۔ آئت کریمہ میں لفظِ "مِنْ" تبعیضیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض عورتیں منحوس ہوتی ہیں۔ ساری نہیں۔

marfat.com

۴۷۷۲ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ

۴۷۷۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرُوا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ

۴۷۷۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ وَالْمَسْكَنِ

۴۷۷۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : نحوست ، عورت ، مکان اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔

شرح : مکان کی نحوست یہ ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کا ہمسایہ بُرا ہو۔ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ وہ جنگ کے قابل نہ ہو اور دوڑ نہ سکے۔ بسا اوقات بہت سُست پڑ جائے۔ عورت کی نحوست۔ اس کا بدخلق ہونا بچہ پیدا نہ کرنا اور شوہر کی نافرمانی کرنا (حدیث ۴ کی شرح دیکھیں)

۴۷۷۳ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شوم (نحوست) کو ذکر کیا تو آپ نے فرمایا : اگر نحوست کسی شئ میں ہو تو مکان، عورت اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔

۴۷۷۴ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شئ میں نحوست ہے تو وہ گھوڑے،

marfat.com

۴۷۷۵ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ

عورت اور مکان میں ہے۔

۴۷۷۳ — ۴۷۷۴ — شرح : یعنی حدیث کا مفہوم یہ نہیں کہ مذکور تینوں منحوس ہوتے ہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اگر نحوست ہو تو وہ صرف اِن تین میں ہو سکتی ہے اور وہ بھی تمام میں نہیں بلکہ بعض میں ہوتی ہے۔ احمد، حاکم اور ابن حبّان نے سعد کی مرفوع حدیث ذکر کی کہ نیک عورت، اچھا مکان اور اچھی سواری ان تینوں میں ابن آدم کی نیک بختی ہیں۔ اور ابن آدم کی بدبختی تین چیزوں میں ہے۔ بری عورت، بُرا مکان اور بُری سواری۔ حاکم نے ذکر کیا: تین چیزیں منحوس ہیں۔ عورت جسے دیکھے تو وہ تجھے بُری لگے اور وہ تجھ سے بدزبانی کرے اور سُست گھوڑا اگر تو اسے مارے تو تجھے مشقت کرنی پڑے اگر چھوڑ دے تو ساتھیوں کو نہ پہنچ سکے اور مکان تنگ ہو اس میں نفع کم ہو۔ ان تینوں میں نحوست منحصر نہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر ماسوائی نفی نہیں کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے ان کے علاوہ بھی بعض چیزوں میں نحوست ہو؛ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر نحوست کسی چیز میں ہے تو مکان۔ خادم اور گھوڑے میں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا اگر نحوست کا وجود ہوتا تو اِن تینوں میں ہوتا، لیکن ان میں اس کا وجود نہیں اور مذکور حدیث ارشاد پر محمول ہے۔ اس میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین راہنمائی فرمائی ہے کہ اگر مکان میں سکونت کو اچھا نہیں جانتا تو نقلِ مکانی کر لے اور اگر عورت اچھی نہیں سمجھتا اس کے ساتھ معاشرت بے سود جانتا ہے تو اسے طلاق دیدے۔ اگر گھوڑا سست رفتار ہے تو فروخت کر دے اور اپنے سے زیاں کا ازالہ کرے۔

۴۷۷۵ — ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے بعد عورتوں سے زیادہ مضرّ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا

۴۷۷۵ — شرح : دیگر اشیاء کی نسبت عورتوں کا فتنہ سخت خطرناک ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ الآیۃ، اِس

marfat.com

بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

۴۷۷۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ

آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مذکور اشیاء کو شہوات فرمایا، کیونکہ پہلے انہیں مبہم ذکر کیا۔ پھر بیان کیا کہ وہ عورتیں، بیٹے، سونا چاندی اور گھوڑوں کی کثرت ہے۔ معلوم ہُوا کہ مذکور اشیاء بعینہا شہوات ہیں گویا کہ کہا گیا شہوات کی محبت لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ہے اور وہ عورتیں ہیں عورتوں سے شہوات کو علیحدہ ذکر کیا، حالانکہ یہ نفس شہوات ہیں گویا کہ کہا گیا یہ اشیاء صرف شہوات اور اُن سے فائدہ اُٹھانے کے لئے پیدا کی گئی ہیں، لیکن مقام کا مقتضیٰ مذمت ہے۔ عارفین کے نزدیک شہوت کا لفظ رذیل ہے اور شہوت سے فائدہ اُٹھانا بہائم اور چوپایوں کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آئت کریمہ میں دوسری اشیاء سے پہلے عورتوں کو ذکر کرنے میں یہ اشارہ کیا ہے کہ شہوت میں اصل عورتیں ہیں اور ان کا فتنہ بہت سخت ہے انسان عورت کی وجہ سے لڑکے سے محبت کرتا ہے۔ اور جو عورت اس کی عصمت میں ہو اس کے لڑکے سے محبت کرتا ہے۔ اور اپنی مطلقہ یا فوت شدہ بیوی کے لڑکے سے کم محبت کرتا ہے۔

مجاہد نے اس آئت کریمہ: اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ ،، کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ مرد کو قطع رحمی اور اللہ کی معصیت پر اُبھارتی ہیں ان کے ہوتے ہوئے طاعت نہیں کر سکتا۔ بعض حکماء نے کہا عورتیں شر ہی شر ہیں۔ ان کی زیادہ شر یہ ہے کہ انسان ان سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ یہ کم عقل اور ناقصِ دین ہونے کے باوجود آدمی کو اس شئ پر آمادہ کرتی ہیں جس میں عقل و دین کا نقص ہو اور وہ دینی امور کی طلب سے غفلت کرنا اور دنیا کی طلب پر مرمٹنا ہے یہ بہت بڑا فساد ہے۔ صدق اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم! (قسطلانی)

ایک روائت میں ہے جب اللہ تعالیٰ نے عورت کو پیدا کیا تو شیطان بہت خوش ہُوا اور کہنے لگا یہ میری رسّی ہے جسے میں اس میں لانا چاہوں گا۔ وہ اس سے بچ نہیں سکے گا۔ حدیث شریف میں ہے: اَلنِّسَاءُ حُبَالَى الشَّيْطَانِ ،، عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ ایک روائت میں ہے شرارتی عورتوں سے پناہ چاہو اور نیک عورتوں سے بچتے رہو۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتیں ابلیس لعین کا مضبوط ہتھیار ہیں (عینی)

باب ـ آزاد عورت کا غلام سے نکاح کرنا

۴۷۷۶ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بریرہ میں تین (۳) مسئلے ہیں:

marfat.com

رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِىْ بَرِيْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَّاُدْمٌ مِنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ الْبُرْمَةَ فَقِيْلَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

وہ آزاد ہوئی تو اس کو اختیار دیا گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے“ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے جبکہ ہنڈی چولہے پر تھی آپ کو روٹی اور گھر کا کوئی سالن پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کیا میں نے ہنڈی کو نہیں دیکھا۔ عرض کیا گیا وہ صدقہ کا گوشت ہے جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے ہیں۔ فرمایا وہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ اور نذرانہ ہے۔

۴۷۷۶ — شرح : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو آزاد کیا اور فرمایا اس میں تین شرعی اصول ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ آزاد ہو گئی ہے۔ لہٰذا اسے اختیار ہے کہ وہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہے یا اس سے علیحدہ ہو جائے۔ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے اور یہی مسلک ظاہریوں کا ہے۔ شعبی، نخعی، ثوری، محمد بن سیرین، مجاہد، حماد بن ابی سلیمان، حسن بن مسلم، ابو قلابہ، ایوب سختیانی اور حسن بن صالح کا یہی مختار ہے۔ البتہ عطاء بن رباح، سعید بن مسیب، حسن بصری، ابن ابی لیلیٰ اوزاعی، زہری اور لیث بن سعد کہتے ہیں اگر شوہر غلام ہو تو اسے اختیار ہے اگر قائم ہو تو اختیار نہیں امام مالک و شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اسے اختیار ہے۔ رہی یہ بات کہ بریرہ کا شوہر مغیث آزاد تھا یا اسی طرح بیہقی نے روائت کی ہے نیز امام طحاوی، مسلم اور ابو داؤد نے ہشام بن عروہ کے ذریعہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی ہے کہ وہ آزاد تھا۔ اسی طرح بیہقی نے روائت کی ہے امام طحاوی مسلم اور ابو داؤد نے ہشام بن عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی ہے کہ وہ غلام تھا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الطلاق میں عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

marfat.com

بَابُ لَا يَتَزَوَّجُ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعٍ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يَعْنِيْ مَثْنٰى اَوْ ثُلٰثَ اَوْ رُبٰعَ وَقَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَعْنِيْ مَثْنٰى اَوْ ثُلٰثَ اَوْ رُبٰعَ

یہی روایت کی ہے کہ وہ غلام تھا۔ اِن دونوں حدیثوں میں تطبیق اور موافقت اس طرح ہے کہ علماء اصول نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ مغیث دراصل غلام تھا اس کی حریت طاری تھی جبکہ اس کا عکس نہیں ہو سکتا کیونکہ حریت رق کے بعد آتی ہے عکس نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا جب بریرہ کو اختیار دیا گیا تھا۔ اس وقت وہ حرّہ تھا اس سے پہلے غلام تھا تو جن حضرات نے اس کے عبد اور غلام ہونے کی خبر دی ہے وہ اس سے پہلے اس کی حریت کو معلوم نہ کر سکے تھے، لہٰذا مغیث کے عبد اور حر ہونے کی دونوں روائتیں درست ہیں، لیکن آفتابِ رسالت مہتاب نبوّت راز دارِ حکمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو اس لئے اختیار نہ دیا تھا کہ وہ عبد تھا اور نہ اس لئے کہ وہ حرّہ تھا، بلکہ آپ نے اس کو اختیار صرف اس لئے دیا تھا کہ وہ آزاد ہو گئی تھی، لہٰذا ہر آزاد ہونے والی منکوحہ لونڈی کو اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ رہے۔ حضرات فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا لونڈی میں قیود کم ہیں اس لئے اس کی عدّت دو حیض ہے لیکن اس کے آزاد ہو جانے سے قید میں اضافہ ہو گیا، چنانچہ اس کی عدّت تین حیض اور احداد چار ماہ دس دن ہے۔ اس لئے اسے اختیار دیا گیا ہے، چنانچہ بعض آثار میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے کہا کہ اب تو اپنے آپ کی مالک ہو گئی ہے لہٰذا تجھے اختیار ہے کہ شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ،، دوسرا حکم یہ ہے کہ ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے جن لوگوں نے بریرہ کو فروخت کیا تھا۔ انھوں نے اس کی ولاء پر اصرار کیا تھا کہ بریرہ کی ولاء ان کے لئے ہونی چاہیئے جس کی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے تردید کی کہ ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے تیسرا حکم یہ ہے کہ ملک بدل جانے سے مبدل منہ بدل جاتا ہے یعنی گوشت بریرہ کے لئے صدقہ تھا اس کے مالک ہوئے کے بعد اس پر صدقہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح نہ کرے

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! دو دو، تین تین اور چار چار۔

marfat.com

۴۷۷۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى قَالَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ رَجُلٍ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَتَزَوَّجُهَا عَلٰى مَالِهَا وَيُسِيْئُ صُحْبَتَهَا وَلَا يَعْدِلُ فِيْ مَالِهَا فَلْيَتَزَوَّجْ مَنْ طَابَ لَهٗ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهَا مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبَاعَ

حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا دو دو یا تین تین یا چار چار (واؤ بمعنی اَوْ ہے)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : دو دو تین تین اور چار چار پروں والے فرشتے۔ یعنی دو دو یا تین تین یا چار چار پروں والے۔"

شرح : مقصد یہ ہے کہ واؤ عاطفہ ہے اس کا عطف عامل مقدر پر ہے۔ دراصل کلام اس طرح ہے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ ثُلٰثَ وَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ رُبَاعَ۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں نخعی اور ابن ابی لیلیٰ سے نقل کیا کہ یہ تفسیر روافض پر بہترین حجت و دلیل ہے وہ نو آزاد عورتوں سے نکاح جائز کہتے ہیں۔ یہ تفسیر امام زین العابدین کی ہے جو اُن کا امام معصوم ہے اور وہ ان کے کلام کو حجت اور دلیل سمجھتے ہیں۔ اُنھوں نے اشارہ کیا کہ آئت کریمہ میں واؤ تقسیم کے لئے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے پروں کی صفت ذکر کی ہے کہ وہ دو دو تین تین اور چار چار پَر ہیں یعنی ان کے پر دو یا تین یا چار ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نو بیویوں سے نکاح کرنا آپ کی خصوصیت ہے جیسے مہر کے بغیر نکاح کرنا آپ کی خصوصیت ہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی بیبیاں کسی اور سے نکاح نہیں کر سکتیں صحیح حدیث میں ہے کہ جب غیلان بن سلمہ مسلمان ہوئے ان کی دس بیویاں تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اُن میں سے چار اختیار کر لو اور باقی کو جُدا کر دو! خوارج کہتے ہیں کہ اٹھارہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ عدد معدول ہے۔ ثُلاث دراصل ثلثہ ثلثہ تھا۔ اس طرح رُبَاعَ اربعۃ اربعۃ تھا۔ اس طرح مجموعہ اٹھارہ ہوتا ہے۔ اگر آئت کریمہ سے مراد یہی ہوتی جو روافض اور خوارج کہتے ہیں تو نو اور اٹھارہ کی تصریح کرنی چاہیئے تھی اور مثنیٰ و ثلاث اور رباع

marfat.com

بَابٌ وَاُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِيٓ اَرْضَعْنَكُمْ
وَيُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرِمُ مِنَ النَّسَبِ

۴۷۷۸ ـــ حدثنا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ نَعَمْ اَلرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ اَلْوِلَادَةُ

کی حاجت نہ ہوتی۔

۴۷۷۷ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کریمہ: وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى، کی تفسیر میں فرمایا کوئی یتیم عورت کسی مرد کے پاس ہوتی، حالانکہ وہ اس یتیمہ کا ولی ہوتا تھا۔ تو وہ اس کے مال کے سبب اس سے نکاح کر لیتا اور اس سے موافقت اچھی نہ کرتا اور نہ ہی اس کے مال میں انصاف و برابری کرتا تھا (اس کے متعلق حکم نازل ہوا) کہ وہ اس یتیمہ کے سوا جو عورتیں اچھی لگیں دو دو یا تین تین سے نکاح کر لے۔
(حدیث، ۴۲۶۰ جلد: ۶ کی شرح دیکھیں)

باب تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا

(تم پر حرام ہیں) جو نسب کی وجہ سے حرام ہے۔ رضاعت کے سبب بھی وہ حرام ہے۔

marfat.com

۴۷۷۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَتَزَوَّجُ اِبْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ اِنَّهَا اِبْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَ قَالَ بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ مِثْلَهٗ

۴۷۷۸ — ترجمہ : عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تھے کہ اُنھوں نے ایک آدمی کی آواز سُنی جو ام المؤمنین حفصہ کے گھر داخل ہونے کی اجازت چاہتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسے فلاں آدمی خیال کرتا ہوں، کیونکہ وہ حفصہ کا رضاعی چچا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے رضاعی چچا کے متعلق کہا اگر فلاں آدمی زندہ ہوتا تو وہ میرے گھر داخل ہوتا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! جس کو نسب حرام کرتا ہے اس کو رضاعت بھی حرام کرتی ہے۔

۴۷۷۸ — شرح : قولہ لو کان فلاں، ان کا نام معلوم نہیں۔ بعض نے کہا وہ ابوالقعیس کا بھائی اَفلح تھا۔ بعض نے کہا یہ وہم ہے کیونکہ ابوالقعیس ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی والد ہیں اور افلح اس کا بھائی اور ام المؤمنین کا رضاعی چچا ہے۔ قولہ لو کان حیًّا آہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فوت ہوگیا تھا، لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ اُن دونوں کا تیسرا بھائی ہو۔ اس مسئلہ میں امت کا اتفاق ہے کہ جسے نسب حرام کرتا ہے۔ اسے رضاعت بھی حرام کرتی ہے پس جب رضاعت کے باعث ماں حرام ہوگئی تو اس کا شوہر بھی حرام ہو جائے گا، کیونکہ وہ رضاعی والد ہے، کیونکہ دودھ دونوں سے ہے۔ پھر اس کی اولاد کی طرف حرمت پھیل جائے گی تو رضاعی باپ کا بھائی رضاعی چچا اور رضاعی ماں کا بھائی رضاعی ماموں پھر رضاعی پھوپھیاں، خالیں، چچے، بہنیں اور بھانجیاں سب حرام ہیں جیسے نسب میں حرام ہیں۔

۴۷۷۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا آپ حمزہ کی بیٹی سے نکاح نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ بشر بن عمر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے سُنا اُنھوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ

marfat.com

۴۷۸۰ — حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ اَبِیْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ ابْنَةَ اَبِیْ سُفْيٰنَ اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْكِحْ اُخْتِیْ بِنْتَ اَبِیْ سُفْيٰنَ فَقَالَ اَوَ تُحِبِّيْنَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَاَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِیْ فِیْ خَيْرٍ اُخْتِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ذٰلِكَ لَا يَحِلُّ لِیْ قُلْتُ فَاِنَّا نُحَدَّثُ اَنَّكَ تَنْكِحُ دُرَّةَ

سے اس طرح سُنا۔

۴۷۷۹ — شرح : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ آپ اپنے چچا حمزہ کی بیٹی سے نکاح فرمالیں۔ ہوسکتا ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہو۔ بہرکیف سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا حمزہ کی بیٹی میری رضاعی بھتیجی ہے کیونکہ ثُوَیْبَہ نے حمزہ کو دودھ پلانے کے بعد سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دودھ پلایا تھا۔ محمد بن اسحاق نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دو سال عمر میں بڑے تھے بعض نے چار سال کہا ہے اور ثُوَیْبَہ ابولہب کی لونڈی تھی اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اس کے مسلمان ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن مندہ نے اسے صحابہ میں شمار کیا ہے لیکن حافظ ابونعیم نے کہا ابن مندہ کے سوا کسی نے اس کا اسلام ثابت نہیں کیا۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم ثویبہ کا احترام فرماتے تھے۔ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد وہ حضور کے پاس آیا کرتی تھی۔ آپ اسے مدینہ منورہ سے صلہ کے طور پر کچھ بھیجا کرتے تھے حتی کہ فتح خیبر کے وہ فوت ہوگئی۔ ام المؤمنین خدیجہ سلام اللہ علیہا ان کا بہت اکرام کرتی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا کہ حمزہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا رضاعی بھائی ہے اس لئے کہا کہ اُن کی بیٹی سے نکاح کرلیں (عینی)

قولہ قال لبشر، بخاری نے یہ اس لئے ذکر کیا قتادہ کا سماع جابر بن زید سے ثابت ہوجائے؛ کیونکہ یہ روایت عَنْعَنَہ ہے اور وہ مدلّس ہے۔

۴۷۸۰ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عروہ بن زُبیر نے خبر دی کہ ابوسلمہ کی بیٹی زینب نے انہیں خبر دی کہ ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

marfat.com

اَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَوْاَنَّهَا
لَمْ تَكُنْ رَبِیْبَتِیْ فِیْ حَجْرِیْ مَا حَلَّتْ لِیْ اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ
اَرْضَعَتْنِیْ وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَیْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ
قَالَ عُرْوَةُ وَثُوَیْبَةُ مَوْلَاةٌ لِاَبِیْ لَهَبٍ كَانَ اَبُوْلَهَبٍ اَعْتَقَهَا فَاَرْضَعَتِ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْلَهَبٍ اُرِیَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ
حِیْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِیْتَ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ غَیْرَ اَنِّیْ سُقِیْتُ
فِیْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِیْ ثُوَیْبَةَ

اُن سے بیان کیا کہ اُنھوں نے کہا یا رسُول اللہ ! صلّی اللہ علیہ وسلّم ! آپ میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کرلیں۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تم یہ چاہتی ہو ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ! اب بھی تو میں آپ کی اکیلی بیوی نہیں ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ جو کوئی خیر اور بھلائی میں میرے ساتھ شریک ہو وہ میری بہن ہو۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں ہے۔ میں نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کیا ام سلمہ کی بیٹی زینب سے ؟ میں نے کہا : جی ہاں ! سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر وہ میری ربیبہ (میری پرورش میں) نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہ تھی ؛ کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ابوسلمہ کو ثُوَیبہ نے دودھ پلایا ہے۔ مجھ پہ اپنی بیٹیاں اور لڑکیاں پیش نہ کرو۔ عروہ نے کہا ثویبہ ابولہب کی لونڈی ہے اسے ابولہب نے آزاد کردیا تھا۔ اُس نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دودھ پلایا ہے۔ جب ابولہب مرگیا تو وہ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو دکھایا گیا کہ اس کا بُرا حال ہے۔ دیکھنے والے نے ابولہب سے کہا آگے جاکر کیا پیش آیا۔ ابولہب نے کہا تمہارے بعد میں نے کچھ نہ پایا صرف ایک بات ہے (کہ میں نے محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت باسعادت) کی خوشی میں اسے آزاد کردیا تھا اس کے باعث میں اس انگل سے پانی پلایا جاتا ہوں۔

۴۷۸۰ — شرح : اس حدیث کی مطابقت عنوان کی دوسری شق میں ہے کہ جو نسب کے سبب حرام ہو وہی رضاعت کے سبب حرام ہے۔ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ہمشیرہ

marfat.com

کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ اس سے آپ نکاح فرمالیں۔ مسلم اور نسائی کی روائت میں اس کا نام عزہ بنت ابی سفیان ذکر کیا ہے جبکہ طبرانی کی روائت میں حمنہ بنت ابی سفیان مذکور ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعجب ہے کہ تم اپنی سوکن بناتی ہو، حالانکہ طبع انسانی اس میں غیرت کرتی ہے اور عورت نہیں چاہتی کہ اس کی کوئی سوکن ہو۔ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بھی میں تنہا آپ کی بیوی تو نہیں کہ میری سوکن کوئی نہ ہو۔ اور بھی تو میری سوکنیں ہیں لیکن میری خواہش ہے کہ ام المؤمنین کا شرف حاصل کرنے میں میری بہن میری شریک ہو اور اسے بھی یہ بھلائی میسر ہو جائے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان کی درخواست کو شرف قبولیت سے نہ نوازا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں کیونکہ دو بہنیں ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں۔ جبکہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس حرمت کا علم نہ تھا اور وہ گمان کرتی تھیں کہ شائد آپ کی خصوصیت کے طور پر جمع کرنا جائز ہو، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے اکثر احکام امت کے نکاحوں کے احکام کے خلاف ہیں۔ جب ام المؤمنین رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ زینب بنت ابی سلمہ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا وہ بھی میرے لئے حلال نہیں اور اس کے حرام کے دو سبب ہیں ایک تو میری ربیبہ ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ کی بیٹی ہے۔ دوسرے وہ میری رضاعی بھتیجی ہے جبکہ مجھے اور اس کے والد ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ لہٰذا اپنی بہنیں اور بیٹیاں مجھ پر پیش نہ کرو! اس کے بعد عروہ نے ثویبہ ابولہب بن عبد المطلب کی لونڈی ہے اس نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت ابولہب کو خوشخبری سنائی تو اس نے اس خوشی میں اسے آزاد کر دیا۔ بخاری نے ذکر کیا کہ اس کے اہل خانہ میں سے کسی نے اس کو خواب میں بری حالت میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ موت کے بعد تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا ہے تو اس نے کہا تمہارے بعد میں نے کوئی راحت نہیں پائی اور مرنے کے بعد آلام و مصائب اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہے۔

ابولہب کو عذاب میں تخفیف

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توضیح سے نقل کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کافر کو اس کے نیک اعمال جو مومنوں کی عبادت شمار ہوتے ہیں کا ثواب دیا جاتا ہے جیسے ابو طالب کے عذاب میں تخفیف کی گئی ہے لیکن ابولہب سے تخفیف ابو طالب کی تخفیف کی نسبت بہت ہی کم ہے کیونکہ ابو طالب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور آپ کی دشمنوں سے حفاظت کی تھی اور ابو لہب آپ کا سخت دشمن تھا اور آپ سے شدید عداوت رکھتا تھا ابن بطال مالکی نے کہا یہ حدیث کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے گئی ہے اس کی تاویل میں بعض علماء

marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ لَارَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ
لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ
وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيْلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيْرِهٖ

نے کہا اللہ کی رحمت ہو کہ عائشہ کا رحمۃ تبعیضیہ کے لئے دوزخ میں رہنے والوں سے منقطع نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں یہ داخل ہے کہ وہ دوزخیوں کے لئے ایسا عذاب پیدا کرے کہ آگ کا عذاب ان کے لئے اس عذاب کی نسبت رحمت اور مخفف ہو۔ محققین کا مذہب یہ ہے کہ کافر نے دُنیا میں جو نیکیاں کی ہیں ان کے عوض اُن کو عذاب میں تخفیف نہ ہوگی بلکہ دُنیا میں ان کا بدل دیا جاتا ہے اور دُنیا ان کے لئے آسائش کا مقام بنا دی جاتی ہے۔

قاضی عیاض نے کہا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ کافروں کو ان کے اعمال نفع نہیں دیتے اور نہ ہی اُن پر انہیں انعام ملتا ہے اور نہ ہی عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، لیکن بعض کافروں کو ان کے جرائم کے باعث سخت عذاب دیا جاتا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا کافروں کو نیک اعمال نفع نہیں دیتے ہیں اور خواب کوئی حجت اور دلیل نہیں۔ اگر تسلیم بھی کرلیں تو ہو سکتا ہے کہ نیک عمل جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو وہ اس عموم سے مخصوص ہو جیسے ابو طالب کو تخفیفِ عذاب سے نفع پہنچتا ہے۔

سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ابو لہب مرگیا تو میں نے ایک سال بعد اس کو خواب میں بُری حالت میں دیکھا۔ اُس نے کہا تم سے جُدا ہونے کے بعد میں نے کبھی آرام نہیں پایا۔ سوا اس کے ہر پیر کے روز مجھ سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس روز پیدا ہوئے تو ثویبہ نے ابو لہب کو خوشخبری دی تھی۔ اسی خوشی میں اُس نے ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس لئے اس کے عذاب میں تخفیف کی گئی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں ہلکی سی آگ میں رکھا گیا ہے۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوتا،، اس مسئلہ کی مکمل تقریر حدیث ۱۲۸۰ ج : ۲ کی شرح دیکھیں وہاں ہم نے یہ مسئلہ بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

بابُ جس نے کہا دو سال کے بعد رضاعت ثابت نہیں

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! جو کوئی رضاعت پوری کرنا چاہے تو اس کی مدت دو سال ہے اور قلیل و کثیر

marfat.com

رضاع حرمت ثابت کرتا ہے۔ اکثر فقہا کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رضاعت کی مدت تیس ماہ (اڑھائی سال) ہے۔ اُنھوں نے اس آئت کریمہ: وَإِنْ أَرَادَا فِصَالاً عَن تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ ،، یعنی اگر دونوں اپنی رضامندی اور مشورہ سے دودھ چھڑالیں۔ یہ اس آئت کریمہ: وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلاَدَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ،، مائیں اپنی اولاد کو پُورے دو سال دودھ پلائیں سے ثابت ہُوا کہ دو سال کے بعد رضاعت ہے یعنی دو سال کے بعد وہ دودھ چھڑانے میں باہم رضامندی اور مشورہ سے کام لیں فورًا بچے کو دودھ سے علیحدہ کر دینا ممکن نہیں۔ لہٰذا یہ ضروری امر ہے کہ دو سال کے بعد کچھ مدت میں بچہ دودھ پیئے جس میں دودھ کے ساتھ طعام کھانے کا بھی عادی ہو جائے؛ چنانچہ کبھی اس کی غذا دودھ ہو اور کبھی طعام ہو حتیٰ کہ وہ دودھ کو بھُول جائے اور عادت بدلنے کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دارقطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاع وہی ہے جو دو سال تک ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس پر موقوف ہے۔ علاوہ ازیں ابن بطال نے کہا یہ حدیث ہیثم سے ابوالولید نے روایت کی ہے اور وہ غیر معروف ہے ابن عدی نے کہا ہیثم بن جمیل نے اس کو ابن عیینہ سے روایت کیا ہے اور وہ ثقات پر غلطی کرتا رہتا ہے (یعنی)

وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيلٍ وَكَثِيرِهِ

اور جو قلیل و کثیر رضاع سے حرمت ثابت کرتا ہے۔ یہ باب کا دوسرا عنوان ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حرمت میں قلیل رضاع اور کثیر برابر ہیں۔ لہٰذا ایک گھونٹ دُودھ پی لینے سے رضاعت ثابت ہو جائے گی حضرت علی المرتضیٰ، ابن عمر، ابن عباس، سعید بن مسیّب، حسن بصری، عطا، مکحول، طاؤس، اور حکم کا یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد، لیث بن سعد، مالک، اوزاعی اور سفیان ثوری کا بھی یہی مسلک ہے۔ ان کی حجت اور دلیل اطلاقِ آئت ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے۔ ایک طائفہ نے کہا ایک گھونٹ سے زائد محرّم ہے؛ چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دس گھونٹ مُحرّم ہیں۔ اُن سے ایک روائت یہ بھی ہے کہ پانچ گھونٹ سے رضاعت ثابت ہے۔ مسلم میں ام المؤمنین سے روائت ہے کہ پہلے قرآن میں دس گھونٹ سے حرمت ثابت ہوتی تھی۔ پھر وہ پانچ گھونٹ سے منسوخ ہو گئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور خمس رضعات قرآن میں پڑھے جاتے تھے یہی مذہب امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ابن حزم نے کہا تین گھونٹ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ اس مسئلہ میں جمہور کا مذہب قوی تر ہے؛ کیونکہ عدد میں اخبار و احادیث مختلف ہیں لہٰذا قلیل تر جس پر دودھ کا اطلاق ہوتا ہے وہ لیا جائے اور وہ ایک گھونٹ ہے۔ مسلم کی روائت میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا خمس رضعات کا قول حجّت و دلیل نہیں؛ کیونکہ قرآن تواتر سے ثابت

marfat.com

۴۷۸۱ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَاَنَّهٗ تَغَيَّرَ وَجْهُهٗ كَاَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اِنَّهٗ اَخِيْ فَقَالَ انْظُرْنَ مَنْ اِخْوَانُكُنَّ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ

ہے اور ہمائی صاحبہ کی حدیث خبر واحد ہے۔ راوی نے اس کو بطور قرآن روائت کیا ہے بطریق خبر ذکر نہیں کیا، لہٰذا اس کا قرآن ہونا ثابت نہ ہوگا۔ راوی نے اس کو بطریق خبر ذکر نہیں تاکہ اس مسئلہ میں اس کا قول قبول کیا جاسکے (عینی)

۴۷۸۱ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے جبکہ اُن کے پاس ایک آدمی تھا یہ دیکھ کر آپ کا چہرۂ انور متغیر ہوگیا گویا کہ آپ نے اس شخص کی موجودگی کو بُرا جانا ام المؤمنین نے کہا یا رسُول اللہ یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا غور کرو تمہارے بھائی کون ہیں رضاعت بھوک سے ثابت ہوتی ہے۔

۴۷۸۱ ـــ شرح : یعنی دودھ کا رشتہ اس وقت ثابت ہوتا ہے جو کمسنی میں پیا جائے کیونکہ اس وقت دودھ بچے کا پیٹ بھرتا ہے۔ اس وقت بچہ کمزور ہوتا ہے۔ یہی دودھ اس کی غذا ہوتی ہے اور اس کا گوشت، ہڈیاں اور پوست اس سے پرورش پاتے ہیں۔ الحاصل رضاعت اس وقت معتبر ہے جبکہ وہ بچہ کو طعام سے بے نیاز کردے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پر شاہد ہے کہ رضاعت وہ ہے جو ہڈی کو مضبوط کرے اور گوشت کو بڑھائے۔ (ابوداؤد) اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک دو گھونٹ تو طعام سے بے نیاز نہیں کرتے اور نہ ہی اس سے ہڈیاں مضبوط اور گوشت کا نمو ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک دو گھونٹ سے تحریم ثابت نہیں ہونی چاہیئے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ اس حدیث سے صراحتًا یہ واضح ہوتا ہے کہ دودھ طفولیت کے زمانہ میں محرم ہوتا ہے۔ بڑا ہوجائے تو کلاں سالی میں دودھ محرم نہیں ہوتا ہے اور ایام طفولیت دو سال ہیں جیسا کہ صریح نص اس پر دلالت کرتا ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے تعددِ رضاع کی احادیث مضطرب ہیں۔ ان پر عمل نہیں ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ میں نص قطعی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اور وہ مطلق ہے اور یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ نص قطعی پر خبر واحد سے زیادتی کرنا اس کو منسوخ کرتی ہے۔ یہ محال اور باطل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ

٤٧٨٢ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِى الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَاْذِنُ عَلَيْهَا هُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ اَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِىْ صَنَعْتُ فَاَمَرَنِىْ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ

بابٌ مَرد کا دُودھ

یعنی اگر کوئی بچی کسی عورت کا دودھ پی لے جبکہ اس عورت کا دودھ مرد کی وجہ سے ہے تو کیا اِس مرد اور دودھ پینے والی بچی کے درمیان حرمت ثابت ہوگی اور بچی اس مرد کی بچی ہوگی یا نہ ۔ اس مرد کی طرف دودھ کی نسبت مجازی ہے کیونکہ وہ عورت کے دودھ کا سبب ہے۔ اس لئے اس کو لبنِ فحل کہتے ہیں۔ اس کی تحریم میں علماءِ کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک روائت کے مطابق ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہی قول ہے۔ یہی مذہب امام اعظم ابوحنیفہ ، امام مالک ، امام شافعی ، امام احمد بن حنبل اور ان کے تلامذہ کا ہے۔ ثوری ، اوزاعی اور لیث رحمہم اللہ بھی یہی کہتے ہیں ۔ بعض علماء کے نزدیک لبنِ فحل محرِّم نہیں ۔ حضرت عبداللہ بن عمر ایک روائت کے مطابق ام المؤمنین عائشہ جابر اور صحابہ کی ایک جماعت کا یہی مسلک ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرات فقہاکرام ائمہ اور اہلِ فتویٰ سے کسی نے لبنِ فحل کی حرمت کے اسقاط کا قول نہیں کیا ۔ داؤد ظاہری بھی ائمہ اربعہ کی موافقت کرتے ہیں ۔ لہٰذا ان حضرات ائمہ کرام کے نزدیک شیرخوار بچہ اور مرد کے درمیان رضاعت ثابت ہوجاتی ہے اور وہ اس مرد کا بچہ کہلاتا ہے اور بچے کی اولاد اس مرد کی اولاد ہوگی۔

٤٧٨٢ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ابوالقعیس کا بھائی اَفلح آیا اور ام المؤمنین سے (گھر میں آنے کی) اجازت طلب کی

marfat.com

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

٤٧٨٣ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ لَكِنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ

جبکہ وہ ام المؤمنین کا رضاعی چچا تھا۔ یہ پردہ کی آیت کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے۔ میں نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے وہ واقعہ بیان کیا جو میں نے کیا تھا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں انہیں اجازت دے دیا کروں۔ (کیونکہ وہ حقیقی چچا جیسا ہے)

٤٧٨٢ ـ شرح : مذکور افلح ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی چچا تھا۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو اجازت دی کہ انہیں گھر آنے کی اجازت دے دیا کریں، کیونکہ وہ بھی حقیقی چچا کی طرح ہے اور ان کے درمیان حرمت ثابت ہے حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مُحرِم کے حق میں بھی اجازت لینا ثابت ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ عورت ایسے حال میں بیٹھی ہو کہ مَحرم کا اسے دیکھنا جائز نہیں۔

قولہ بعد نزول الحجاب، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کسی غیر مَحرَم کو گھر آنے کی اجازت نہیں دے سکتی اور بالاجماع اس پر پردہ کرنا واجب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عورتیں باہر جایا کرتی تھیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت پردہ کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا افلح کو گھر آنے کی اجازت کا واقعہ نزولِ حجاب کے بعد کا ہے۔

باب دودھ پلانے والی عورت کی شہادت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور طاؤس کہتے ہیں دودھ پلانے والی عورت قسم کھا کر شہادت دے کہ اُس نے فلاں بچے کو دودھ پلایا ہے تو اس کی شہادت مقبول ہے۔ زہری، اوزاعی، احمد

marfat.com

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنَا
اِمْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ لِيْ اِنِّيْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَاذِبَةٌ فَاَعْرَضَ عَنْهُ
فَاَتَيْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ قُلْتُ اِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ كَيْفَ بِهَا وَقَدْ زَعَمَتْ اَنَّهَا
قَدْ اَرْضَعَتْكُمَا دَعْهَا عَنْكَ وَاَشَارَ اِسْمَاعِيْلُ بِاُصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى
يَحْكِيْ اَيُّوْبَ

اور اسحاق بھی یہی کہتے ہیں۔ اوزاعی سے ایک روائت یہ ہے کہ مُرضِعَہ اگر نکاح سے پہلے شہادت دے تو مقبول ہے نکاح کے بعد مقبول نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بہرکیف اس میں ایک عورت کی شہادت قابل قبول نہیں۔ البتہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھیوں کا یہی مسلک ہے کہ ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قابل قبول ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں تنہا دو عورتوں کی گواہی مقبول ہے۔ بعض نے کہا چار عورتوں سے کم کی شہادت قبول نہیں۔ امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۷۸۳ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی مُلیکہ نے کہا مجھے عبید بن ابی مریم نے عقبہ بن حارث سے خبر دی۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا میں نے یہ حدیث عقبہ سے سُنی ہے لیکن مجھے عبید کی حدیث خوب یاد ہے۔ عقبہ نے کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ایک سیاہ فام عورت آئی اور کہا میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میں نے فلانہ عورت سے نکاح کیا (ام یحییٰ بنت ابی اہاب) تو ایک سیاہ فام عورت نے آکر کہا ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف سے منہ پھیر لیا۔ میں نے آپ کے چہرۂ انور کی طرف سے آکر عرض کیا حضور وہ عورت جھوٹی ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو تو کیسے اپنی بیوی بنائے گا حالانکہ سیاہ فام عورت نے کہا ہے کہ اس نے تم دونوں (بیوی خاوند) کو دودھ پلایا ہے اسے چھوڑ دے۔ اسماعیل نے اپنی دونوں انگلیوں وسطی اور سبابہ سے اشارہ کرکے بتایا کہ ایوب سختیانی نے ان دونوں کے ساتھ زوجین کی طرف اشارہ کیا۔

۴۷۸۳ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بطریق احتیاط اور تقویٰ فرمایا کہ اسے چھوڑ دے۔ حدیث $\frac{۸۶}{۱:ج}$ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ اِلَى اٰخِرِ الْاٰيَتَيْنِ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا وَقَالَ اَنَسٌ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ اَلْحَرَائِرُ حَرَامٌ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ لَا يَرٰى بَاسًا اَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهٗ مِنْ عَبْدِهٖ وَقَالَ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَانِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا زَادَ عَلٰى اَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ كَاُمِّهٖ وَابْنَتِهٖ وَاُخْتِهٖ وَقَالَ لَنَا اَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلٍ

باب جن عورتوں سے نکاح حلال ہے اور جن سے حرام ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالہ بھتیجیاں، بھانجیاں حرام ہیں، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا، تک۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے چودہ عورتوں سے نکاح کی حرمت ذکر کی ہے۔ اِن میں سے سات کا تعلق نسب سے اور سات کا تعلق دودھ سے ہے جن سات کا تعلق نسب سے ہے۔ اُن میں سے ایک ماں ہے جیسا کہ آئت کریمہ میں مذکور ہے۔ ماں سے مراد والدہ اس کی والدہ اُوپر تک تمام نانیاں حرام ہیں یعنی مادری اور پدری دادیاں تمام حرام ہیں۔ دوم صلبی بیٹی ہے یہ نیچے تک بیٹے کی بیٹیوں پھر ان کی بیٹیوں کو شامل ہے۔ سوئم حقیقی بہنیں ہیں۔ چہارم پھوپھیاں ہیں اور وہ باپ دادے کی بہنیں ہیں۔ پنجم : خالائیں ہیں وہ ماں کی بہنیں ہیں۔ ششم بھتیجیاں ہیں وہ حقیقی بھائی یا پدری یا مادری بھائی کی بیٹیاں ہیں۔ ہفتم بھانجیاں

marfat.com

ہیں وہ بہنوں کی لڑکیاں ہیں جو بھی جہت سے بہن ہو پھر نیچے تک اولاد در اولاد سب حرام ہیں اور سات عورتیں جن کا تعلق دودھ سے ہے وہ بھی حرام ہیں ان میں ایک مُرضِعہ (دودھ پلانے والی عورت) ہے اس کی ماں پھر اس کی ماں اُوپر تک سب حرام ہیں۔ دوم رضاعی بہن یعنی دودھ میں ایک عورت کا دودھ پیا ہو یہ بیت تمام اقسام کو جامع ہے۔ ؎ از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند ٭ واز جانب شیر خوار زوجین وفروع ان کے علاوہ بیوی کی ماں اگرچہ بیوی سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو اس کی ماں (ساس) حرام ہے نیز ربیبہ بھی حرام ہے۔ وہ بیوی کے پہلے خاوند کی لڑکی ہے یہ اس وقت حرام ہے جبکہ بیوی سے جماع کر لیا ہو اگر بیوی سے صرف نکاح کیا ابھی جماع نہیں کیا تو اس کے پہلے خاوند کی لڑکی جو اس کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہو اس سے نکاح حرام نہیں۔ الحاصل ربیبہ کی ماں سے جماع کر لیا ہو تو ربیبہ حرام ہے اگر جماع نہیں کیا تو حلال ہے یعنی اس کی ماں کو قبل دخول طلاق دے کر ربیبہ سے نکاح کر سکتا ہے۔ نیز صلبی بیٹے کی بیوی حرام ہے۔ منہ بولے بیٹے (متبنّٰی) کی بیوی حرام نہیں۔ یعنی اگر صلبی بیٹا اپنی بیوی کو طلاق دیدے یا فوت ہو جائے تو والد بہو سے نکاح نہیں کر سکتا متبنّٰی طلاق دے تو اس کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے دو بہنوں کو جو آزاد ہوں یا لونڈیوں کو جمع کرنا حرام ہے اور ایک عقد میں دونوں سے جماع کرنا حرام ہے۔ قَالَ اَنَسٌ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ اِلَّا حَرَائِرَ حَرَامٌ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَلَا يَرَىٰ بَاْسًا اَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهٗ مِنْ عَبْدِهٖ ،، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا شوہر دار محصنہ آزاد عورتوں سے نکاح حرام ہے مگر تمہاری لونڈیاں جو تمہاری ملک میں ہوں (حلال ہیں) ہم اس میں کوئی حرج نہیں جانتے کہ اپنی لونڈی اپنے غلام سے چھڑا لے یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ وَالْمُحْصَنَاتُ کی تفسیر میں ذکر کیا کہ محصنات وہ عورتیں ہیں جن کے شوہر موجود ہیں وہ عورتیں حرام ہیں جب تک ان کے خاوند انہیں طلاق نہ دیں اُن سے نکاح حرام ہے۔ اگر وہ طلاق دے دیں اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو اُن سے نکاح حلال ہے۔ (اس آیت کریمہ)

اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ ہم نے غزوۂ اوطاس میں عورتیں قید کیں جن کے خاوند تھے۔ ہم نے اُن سے جماع کرنا مکروہ جانا۔ اس لئے ہم نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی تفسیر یہ کی کہ اس میں کوئی گناہ نہیں جانتے کہ اپنے غلام کو دی ہوئی لونڈی واپس کرے یعنی غلام کو کہے کہ وہ طلاق دیدے پھر اس سے وطی کرے، لیکن اکثر علماء کہتے ہیں کہ اِلَّا مَا مَلَكَتْ ،، سے مراد وہ عورتیں ہیں جو ہمارے قبضے میں آگئی ہیں اور دار حرب میں اُن کے شوہر موجود ہیں۔ یہ عورتیں مسلمان غازیوں کے لئے حلال ہیں اگرچہ ان کے شوہر دار الحرب میں موجود ہوں، کیونکہ قیدی عورتوں کے نکاح ختم ہو جاتے ہیں اور وہ مسلمانوں کی لونڈیاں بن جاتی ہیں اُن سے جماع جائز ہے۔

marfat.com

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ حَبِيْبٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَأَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ الاٰيَةَ وَجَمَعَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَأَةِ عَلِيٍّ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ وہ مشرف بالاسلام ہوں "

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا چار عورتوں سے زیادہ بیویاں حرام ہیں جیسے ماں، بیٹی اور بہن حرام ہیں۔ امام بخاری نے کہا، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا ہمیں یحییٰ بن سعید نے سفیان کے ذریعہ خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نسب سے سات عورتیں حرام ہیں (جن کو ہم ذکر کر چکے ہیں) اور سسرال کے ذریعہ سات عورتیں حرام ہیں حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ الاٰیۃ (یہ آئت کریمہ دونوں قسم کی عورتوں کو متضمن ہے) دو بہنوں کو بعد میں اس لئے ذکر کیا کہ یہ مطلقاً دائماً حرام نہیں بلکہ ان کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

عبداللہ بن جعفر نے حضرت علی کی بیٹی اور ان کی بیوی کو جمع کیا "

یعنی حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی زینب بنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی کی بیوی لیلیٰ بنت مسعود نہشلی دونوں کو ایک وقت میں اپنی زوجیت میں رکھا۔ ابن سعد نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ عبدالرحمٰن بن مہران نے کہا عبداللہ بن جعفر نے زینب بنت علی رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا اور اُن کے ساتھ ہی ان کی بیوی لیلیٰ بنت مسعود سے بھی نکاح کیا۔ ابن سعد نے کہا جب سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا وفات پاگئیں تو اُن کی وفات

marfat.com

لَا بَأْسَ بِهٖ وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ وَجَمَعَ الْحَسَنُ
ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِيْ لَيْلَةٍ وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ
لِلْقَطِيْعَةِ وَلَيْسَ فِيْ تَحْرِيْمٍ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِذَا زَنَا بِاُخْتِ امْرَأَتِهٖ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهٗ وَيُرْوٰى
عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَاَبِيْ جَعْفَرٍ فِيْ مَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ

کے بعد ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ رضی اللہ عنہم (عینی)

ابن سیرین نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں۔ حسن بصری نے اسے پہلے مکروہ جانا پھر کہا کچھ حرج نہیں،، یعنی ابن سیرین نے کہا اس طرح کا جمع جائز ہے۔ سفیان اور اہل عراق اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتے۔ اہل حجاز بھی یہی کہتے ہیں۔

حسن بن حسن بن علی نے اپنے دو چچا کی دو بیٹیوں کو ایک رات جمع کیا،،

ان میں سے ایک محمد بن علی کی بیٹی اور دوسری عمرو بن علی کی بیٹی تھی ،،

جابر بن زید نے اس جمع کو مکروہ سمجھا اُنھوں نے کہا اس میں قطع رحم ہے،،

لیکن یہ حرام نہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ یعنی محرمات کے سوا تمام عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ یعنی دو حقیقی بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے میں قطع رحم پائی جاتی ہے۔ کیونکہ غالبًا سوکنوں کے درمیان اختلاف ہو جاتا ہے اور اس صورت میں جبکہ وہ چچازاد بہنیں ہوں قطع رحم کا گمان غالب ہے۔ جابر بن زید تابعی ہیں ،،

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ بیوی کی بہن سے زناء کیا تو بیوی حرام نہ ہُوئی ،،

کیونکہ یہ دونوں ایک عقد میں جمع نہیں ہیں اور عقد واحد میں جمع کرنا ممنوع و مُحرّم ہے۔

یحییٰ کِندی نے شعبی اور ابو جعفر سے روائت کی جس نے

marfat.com

اِنْ اَدْخَلَهٗ فِيْهِ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ اُمَّهٗ وَيَحْيٰى هٰذَا غَيْرُ مَعْرُوْفٍ
لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ وَعِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا زَنَا بِهَا لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ
اِمْرَأَتُهٗ وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِى نَصْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرَّمَهٗ وَاَبُوْ نَصْرٍ هٰذَا
لَمْ يُعْرَفْ بِسَمَاعِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَرُوِىَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ
وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ اَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ وَقَالَ

بچّے سے غلام بازی کی ،، تو وہ اس کی ماں سے نکاح نہیں کرسکتا ہے۔ یہ یحییٰ غیر معروف ہے۔ اس کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔ یعنی جب نابالغ بچّہ سے لواطت کی تو بچّہ کی ماں لوطی پر حرام ہوجاتی ہے۔ یعنی نابالغ بچّے سے لواطت کرنے سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوجاتی ہے۔ لہٰذا لوطی اس کی ماں اور بہن وغیرہ سے نکاح نہیں کرسکتا۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا امام ابوحنیفہ امام مالک اور شافعی اور امام محمد و ابویوسف رضی اللہ عنہم کا مسلک یہ ہے کہ لواطت سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی ؛ البتہ سفیان ثوری نے کہا اگر بچّہ سے غلام بازی کی تو اس کی ماں لوطی پر حرام ہوجاتی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر اپنی بیوی کے بچے سے یا اس کے باپ سے یا اس کی بہن سے لواطت کی تو اس کی بیوی لوطی پر حرام ہوجائے گی۔ (عینی)

عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کی ماں سے زناء کیا ،، تو اس کی بیوی حرام نہ ہوگی ،، ابونصر نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو حرام کہا ہے ، لیکن اس ابونصر کی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے سماعت معروف نہیں ہے۔ سفیان ثوری نے کہا ایک آدمی نے کہا اس نے اپنی ساس سے جماع کیا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے کہا تیری بیوی تیرے لئے حرام ہوگئی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ بخاری نے کہا ابونصر کا ابن عباس سے سماع معروف نہیں ، لیکن ابونصر کی ابن عباس سے سماعت کی امام بخاری کو معرفت نہ ہونے کو یہ مستلزم نہیں کہ اُن کے غیر کو بھی معرفت نہیں علاوہ ازیں اثبات نفی سے اولیٰ ہوتا ہے۔

marfat.com

اَبُوْهُرَيْرَةَ لَاتَحْرُمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَلْتَزِقَ بِالْاَرْضِ يَعْنِيْ تُجَامِعُ وَجَوَّزَهُ ابْنُ الْمُسَيِّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلِيٌّ لَاتَحْرُمُ

عمران بن حصین، جابر بن زید، حسن بصری اور بعض اہلِ عراق
سے مروی ہے کہ اس پر حرام ہو جاتی ہے "

یعنی عمران، جابر اور حسن بصری کے علاوہ علماءِ عراق ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ سب نے کہا کہ جو کوئی اپنی ساس سے زنا کرے اس پر اس کی بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ عمران بن حصین کا قول عبدالرزاق نے حسن بصری کے طریق سے ذکر کیا کہ جس نے اپنی ساس سے فجور کیا وہ دونوں اس پر حرام ہو جائیں گی اور جابر بن زید اور حسن بصری کا قول ابن ابی شیبہ نے قتادہ کے طریق سے ذکر کیا کہ جابر بن زید اور حسن بصری ساس سے مس کرنے کو مکروہ جانتے تھے یعنی ساس سے جماع کو مکروہ سمجھتے تھے اور بعض اہلِ عراق کے قول کو ابن ابی شیبہ نے جریر، مغیرہ، ابراہیم اور عامر سے ذکر کیا کہ جو کوئی اپنی بیوی کی لڑکی سے جمع کرے وہ دونوں اس پر حرام ہو جاتی ہیں۔ جریر نے حجاج کے ذریعہ ابن ہانی خولانی سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر کی اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جاتی ہیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ نے کہا حرام نہیں ہوتی یہاں تک کہ زمین
سے ملا دے یعنی جماع کرے "، یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب عورت سے مس کیا یا اس کا بوسہ لیا تو اس کی ماں اور بیٹی حرام نہ ہوگی حتیٰ کہ جماع کرے تو دونوں حرام ہو جائیں گی۔

سعید بن مسیّب، عروہ اور زُہری نے اس کو جائز کہا۔
زہری نے کہا حضرت علی نے کہا حرام نہیں ہوتی۔

یعنی سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر اور محمد بن مسلم زہری نے کہا جس شخص نے کسی عورت سے جماع کیا اس کے لئے اس عورت کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔ بیہقی نے یحییٰ بن ایوب کے طریق سے زہری سے روایت کی کہ اُن سے ایک مرد کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی ساس سے جماع کیا ہو تو زہری نے کہا

marfat.com

وَهٰذَا مُرْسَلٌ

بَابُ قَوْلِهٖ وَرَبَآئِبُكُمُ اللّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ اللّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلدُّخُوْلُ وَالْمَسِیْسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الْجِمَاعُ وَمَنْ قَالَ بَنَاتُ وَلَدِهَا مِنْ بَنَاتِهٖ

حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔

"اور یہ مُرسَل ہے"

یعنی جس کی زہری نے روائت کی یہ مُرسل یعنی منقطع ہے۔ منقطع پر مرسل کا اطلاق کرتے رہتے ہیں۔ زُہری نے حضرت علی کو نہیں پایا۔ امام ابو حنیفہ اور اُن کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا اگر ساس کی فرج کے اندرون کو بنظر شہوت دیکھ لیا تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اور اس کی بیوی اُس پر حرام ہو جائے گی۔ جوان آدمی میں شہوت کی حد یہ ہے کہ نظر سے آلہ تناسل منتشر ہو جائے اور اگر پہلے سے منتشر ہے تو اور سیدھا اور لمبا ہو جائے۔ اگر آدمی بوڑھا ہو تو اس کے دل میں حرکت پیدا ہو اگر سہواً یا عمداً یا مجبوراً مس کر دے تو اس کا حکم بھی یہی ہے

صاحب ہدایہ نے کہا اگر اس حالت میں انزال ہو جائے تو حرمت مصاہرہ ثابت نہ ہوگی۔

باب اور اُن کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو"

ربائب ربیبہ کی جمع ہے اس کے معنی عورت کی پہلے شوہر سے لڑکی۔ اس کو ربیبہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی ماں کا شوہر غالباً اس کی پرورش کرتا ہے۔ ربائب اس شرط پر حرام ہیں کہ ان کی ماؤں سے دخول کیا ہو۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جب کوئی کسی عورت سے نکاح کرے پھر اسے طلاق دے یا وہ جماع کرنے سے پہلے مر جائے تو وہ اس کی پہلے خاوند سے بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، سفیان ثوری اور اوزاعی کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی اور ان کے تلامذہ بھی یہی کہتے ہیں۔ آئت کریمہ میں "دَخَلْتُمْ بِهِنَّ" سے مراد جماع ہے اور "حُجُوْرِكُمْ" اتفاقی قید ہے یہ حرمت کی شرط نہیں۔

marfat.com

فِی التَّحْرِیمِ لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ حَبِیْبَۃَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِکُنَّ وَلَا اَخَوَاتِکُنَّ وَکَذٰلِکَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْاَبْنَاءِ هُنَّ حَلَائِلُ الْاَبْنَاءِ وَهَلْ تُسَمَّی الرَّبِیْبَۃُ وَاِنْ لَمْ تَکُنْ فِی حَجْرِہٖ وَدَفَعَ النَّبِیُّ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دخول ہمبیس اور لماس کے معنیٰ جماع ہیں"

یعنی آئت کریمہ میں دخول سے مراد جماع ہے ایسے ہی مس اور لمس ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا صحیح تر قول بھی یہی ہے۔

جس نے کہا عورت کے لڑکے کی لڑکیاں تحریم میں اس کی لڑکیاں جیسی ہیں اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد ہے کہ میرے لئے اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو!"

یعنی عورت کے لڑکے کی لڑکیوں کا تحریم میں وہی حکم ہے جو اس کی اپنی لڑکیوں کا ہے لہٰذا اس کی پوتیاں اور نواسیاں اس تحریم میں داخل ہیں کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا جبکہ اُنھوں نے دربارِ رسالت میں عرض کیا کہ آپ میری بہن سے نکاح فرمالیں۔ میرے رُوبرو اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ لفظِ بنات نواسیاں اور پوتیوں کو بھی شامل ہے۔ اگرچہ وہ اس کی حجر یعنی پرورش میں نہ ہوں۔

اسی طرح پوتوں کی بیویاں بیٹوں کی بیویاں جیسی ہیں

یعنی جیسے بیٹے کی بیوی (بہو) سے نکاح حرام ہے پوتے کی بیوی سے بھی نکاح حرام ہے اس میں سب کا اتفاق ہے"

کیا اگر پرورش میں (گود میں) یا نہ ہو اس کو بھی ربیبہ کہا جائے گا؟

اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے جمہور کے نزدیک یہ شرط نہیں اور حجور" کو غالب کے

marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَبِیْبَۃً لَہٗ اِلٰی مَنْ یَکْفُلُہَا وَسَمّٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابْنَ ابْنَتِہٖ ابْنًا

۴۷۸۴ — حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنَا ہِشَامٌ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ زَیْنَبَ عَنْ اُمِّ حَبِیْبَۃَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اعتبار سے ذکر کیا ہے اور جب کلام اغلب اور عادت کے طور پر ذکر کیا جائے تو مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہوتا۔ لہٰذا مذکورہ لڑکیاں اگرچہ حجور (گود و پرورش) میں نہ ہوں جب بھی ان کی ماؤں سے جماع کیا جائے تو اُن سے نکاح حرام ہے ورنہ نہیں؛ کیونکہ دخول کی قید شرط ہے۔ علماء ظاہر کہتے ہیں کہ حجور شرط ہے لہٰذا اگر گود میں نہ ہو تو حرام نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ربیبہ اس کے حوالہ کی جو اِسکی کفالت کرے

یہ اس امر کی دلیل ہے کہ لڑکی اگر گود میں نہ ہو جب بھی حرام ہے اور گود میں ہونا شرط نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نوافل اشجعی کی کفالت میں کر دیا اور فرمایا تم میرے ظئر ہو (دایہ) وہ زینب کو اپنے ساتھ لے گیا۔ پھر آیا تو آپ نے فرمایا بچی کا حال کیسا ہے۔ اُس نے کہا وہ اپنی رضاعی ماں کے پاس ہے۔ یہ گود میں شرط نہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے بیٹے کو ابن فرمایا

چنانچہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا یہ میرا بیٹا سید ہے یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ تحریم میں اولاد کی لڑکیوں کا وہی حکم ہے جو اپنی بیٹیوں کا حکم ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۷۸۴ — ترجمہ: ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو ابوسفیان کی بیٹی میں رغبت ہے؟ آپ نے فرمایا میں کیا کروں؟ (تمہارے اس کلام کا مقصد کیا ہے) میں نے کہا میں آپ کی اکیلی بیوی نہیں ہوں۔ مجھے زیادہ محبوب یہ ہے کہ آپ کی زوجیت میں جو میرا شریک ہو وہ میری بہن ہو۔ آپ نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں۔ میں نے عرض کیا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے ام سلمہ کی بیٹی

marfat.com

هَلْ لَكَ فِيْ بِنْتِ اَبِيْ سُفْيٰنَ قَالَ فَاَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ تَنْكِحُ قَالَ
اَتُحِبِّيْنَ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَّاَحَبُّ مَنْ شَرَكَنِيْ فِيْكَ اُخْتِيْ
قَالَ اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِيْ قُلْتُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِيْ
سَلَمَةَ قَالَ اِبْنَةَ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ
مَا حَلَّتْ لِيْ اَرْضَعَتْنِيْ وَاَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ
وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ دُرَّةَ بِنْتُ اُمِّ سَلَمَةَ

بَابٌ قَوْلُهٗ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

۴۷۸۵ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهٗ

کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا ام سلمہ کی بیٹی کو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا (وہ میری ربیبہ ہے) اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہیں، کیونکہ مجھے اور اس کے والد ابوسلمہ کو ثُویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ میرے رُوبرو اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو! لیث نے کہا ہمیں ہشام نے خبر دی کہ اُس کا نام دُرّہ بنت ابی سلمہ ہے۔
(حدیث: ۴۷۷۹ - ۴۷۸۰ کی شرح دیکھیں)

باب اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو! مگر جو گزر چکا"

یعنی ایک عقد میں دو حقیقی بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے"

۴۷۸۵ — ترجمہ: ابن شہاب سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر نے انہیں خبر دی کہ زینب بنت ابی سلمہ نے اُن سے بیان کیا کہ ام حبیبہ نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے

marfat.com

اَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ اَبِیْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْكِحْ اُخْتِیْ بِنْتَ اَبِیْ سُفْيٰنَ قَالَ وَتُحِبِّيْنَ قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَاَحَبَّ مَنْ شَارَكَنِیْ فِیْ خَيْرٍ اُخْتِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِیْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ اِنَّا لَنَتَحَدَّثُ اَنَّكَ تُرِيْدُ اَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ فِیْ حَجْرِیْ مَا حَلَّتْ لِیْ اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَرْضَعَتْنِیْ وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ

بَابُ لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا

۴۷۸۶ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِیِّ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا وَقَالَ دَاوٗدُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ

سے نکاح فرمالیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم یہ چاہتی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! میں تنہا آپ کی بیوی نہیں ہوں مجھے یہ محبوب ہے کہ جو اس خیر میں میرا شریک ہو وہ میری بہن ہو (اگرچہ میری اور سوکنیں بھی ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بخدا ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ نے ابوسلمہ کی بیٹی درّہ کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے؟ فرمایا ام سلمہ کی بیٹی کو میں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ میری گود میں نہ ہوتی جب بھی میرے لئے حلال نہیں وہ تو میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ مجھ پر اپنی بیٹیاں اور بہنیں پیش نہ کرو! (حدیث ۴۷۸۰ ج: ۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۴۷۸۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا

۴۷۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِىْ قَبِيْصَةُ بْنُ ذُؤَيْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَالْمَرْاَةُ وَخَالَتِهَا فَنَرٰى خَالَةَ اَبِيْهَا بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ لِاَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِىْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

بابٌ کسی عورت سے اس کی پھوپھی پر نکاح نہ کیا جائے

یعنی پھوپھی اور بھتیجی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے ایسے خالہ اور بھانجی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے۔"

۴۷۸۶ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت سے اس کی پھوپھی پر اور اس کی خالہ پر نکاح کرنے سے منع فرمایا۔ داؤد بن ابی ہند اور عبداللہ بن عون بصری نے شعبی کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی۔

۴۷۸۶ — شرح : یعنی پھوپھی بھتیجی اسی طرح خالہ اور بھانجی کو ایک عقد میں جمع نہیں کر سکتے۔ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر دو عورتوں میں سے ہر ایک کو مرد فرض کریں تو اُن کا آپس میں جانبین سے نکاح جائز نہ ہو تو ان کو ایک عقد میں جمع کرنا منع ہے۔

marfat.com

بابُ الشِّغَارِ

۴۷۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ

۴۷۸۷۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا عورت اور اس کی پھوپھی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے اور نہ ہی عورت اور اس کی خالہ کو ایک عقد میں جمع کیا۔

۴۷۸۸۔ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عورت اور اس کی پھوپھی اور عورت اور اس کی خالہ کو ایک عقد میں جمع کرنے سے منع فرمایا (زہری نے کہا) ہمارا خیال ہے کہ عورت کے والد کی خالہ بھی اس حکم میں ہے، کیونکہ عروہ نے مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی ہے کہ انھوں نے فرمایا رضاعت سے وہی حرام جانو جو نسب میں حرام ہے۔

۴۷۸۸۔ شرح : صاحب توضیح نے کہا زہری کا یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ اُنھوں نے نسب سے جو حرام ہیں ان کی تحریم پہ استدلال کیا ہے۔ اس کو رضاع سے تشبیہ دینے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر یہ تقریر کی جائے کہ اس حکم کی رضاع میں تصریح پائی جاتی ہے نسب میں بھی اس طرح تصریح ہونی چاہیئے تو زیادہ موزوں تھا۔

باب نکاحِ بدل

لغت میں شِغار بکسر الشین ہے اور عین مخفف بمعنی رفع ہے کہا جاتا ہے۔ "شَغَرَ الْكَلْبُ بِرِجْلِهٖ" کُتّے نے بول کرتے وقت اپنا پاؤں اُٹھایا گویا کہ زوجین مہر اُٹھا دیتے ہیں۔ شیخ انوار الحق رحمہ اللہ نے کہا شَغَارَ شَاغِرَ يُشَاغِرُ شِغَارًا وَّمُشَاغَرَةً، سے بمعنی خلوّ ہے کہا جاتا ہے۔ شَغَرَ الْبَلَدُ مِنَ السُّلْطَانِ، جبکہ شہر بادشاہ سے خالی ہو اس عقد کو شغار اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مہر سے خالی ہوتا ہے یا اِس کی بعض شرطوں سے خالی ہوتا ہے۔ ابوزید نے کہا شَغَرَتِ الْمَرْءَةُ شُغُوْرًا، جب تو جماع کے وقت عورت کے پاؤں اُٹھائے۔ بہرحال شغر رفع اور خلو کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ شریعت میں شغار کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح دوسرے شخص سے اس تجویز پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس سے کر دے اور اُن پر مہر وغیرہ نہ ہو۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ معلوم نہیں یہ تفسیر سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمائی ہے یا ابن عمر کا

marfat.com

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ اِبْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ اِبْنَتَهٗ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ

بَابُ هَلْ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِاَحَدٍ

۴۷۹۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ مِنَ اللَّاتِيْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ

کلام ہے یا نافع یا امام مالک نے ذکر کی ہے۔ خطیب وغیرہ نے کہا یہ تفسیر امام مالک رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ ابن حجر نے خیال ظاہر کیا کہ یہ تفسیر نافع نے کی ہے۔ ابن حجر نے خیال ظاہر کیا کہ یہ تفسیر نافع نے کی ہے۔ بعض نے کہا یہ حدیث کے متن میں داخل ہے۔ حدیث یہ ہے۔

۴۷۸۹ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے کے ساتھ اس تجویز پہ کرے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دے اور دونوں میں مہر نہیں۔

۴۷۸۹ — شرح: صحیح مسلم میں مالک کے طریق کے غیر سے شغار کی تفسیر نافع کا قول قرار دیا ہے۔ ممنوع نکاحِ شغار کی صورت میں علماءِ کرام میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی تقریر یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنی بیٹی یا اپنی وَلِیَّہ کا نکاح دوسرے شخص سے اس شرط پہ کرے کہ وہ اپنی بیٹی یا ولیّہ کا نکاح اس سے کر دے اور ہر ایک عورت کا مقام مخصوص دوسری کا مہر ہو۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وسیط میں ذکر کیا کہ اس کی کامل صورت یہ ہے کہ کوئی کہے میں تجھے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیتا ہوں اور تو مجھے اپنی بیٹی نکاح کر دے اور شرط یہ ہے کہ ہر ایک کا مقام مخصوص دوسری کا مہر ہوگا۔ جب میری بیٹی کا نکاح منعقد ہو گیا تو تیری بیٹی کا بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

marfat.com

اَمَا تَسْتَحْيِی الْمَرْاَۃُ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَرٰی رَبَّكَ اِلَّا یُسَارِعُ فِیْ هَوَاكَ رَوَاهُ اَبُوْسَعِیْدِ الْمُؤَدِّبُ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ عبدۃ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ یَزِیْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ

بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

نکاح بدل میں احناف کا مسلک "

حنفیہ کہتے ہیں شغار یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی اور کو اپنی بیٹی یا بہن اس شرط پر نکاح کر دے کہ وہ اپنی لڑکی یا بہن یا اپنی لونڈی اس سے نکاح کر دے تاکہ دو عقدوں میں سے ہر ایک دوسرے کا عوض ہو یہ عقد صحیح ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ اگر دخول سے پہلے طلاق دی تو متعہ واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شغار کی صورت میں نکاح باطل ہے اور احکام میں نکاح فاسد جیسا ہے۔ امام احمد اور اسحاق اور ابو ثور بھی یہی کہتے ہیں۔ احناف نے مذکور حدیث کا جواب یہ دیا کہ یہ کراہت پر محمول ہے یعنی حدیث میں نہی تنزیہہ کے لئے ہے۔

باب کیا عورت اپنے آپ کو کسی کے لئے ہبہ کر سکتی ہے"

یعنی عورت کسی سے کہے میں نے اپنا آپ تجھے ہبہ کیا اور مرد کہے میں نے قبول کیا اور مہر وغیرہ ذکر نہیں کیا بعض علماء نے کہا اس طرح نکاح نہیں ہوتا۔ شافعی کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں۔ اس طرح عقدِ نکاح ہو جاتا ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ اسی طرح لفظ صدقہ اور لفظ بیع سے نکاح ثابت ہو جاتا ہے۔ اگرچہ لفظ تزویج یا لفظ نکاح ذکر نہ کرے۔ امام شافعی نے کہا نکاح صرف تزویج اور نکاح سے ہی منعقد ہوتا ہے۔

۴۷۹۰ ــــ ترجمہ : ہشام نے اپنی والد عروہ سے روائت کی کہ خولہ بنت حکیم اُن

marfat.com

۴۷۹۱ــــ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ اَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے نفس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کئے تھے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا عورت شرم نہیں کرتی کہ اپنا نفس کسی آدمی کو ہبہ کرتی ہے۔ جب یہ آیت کریمہ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ ،، نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا : یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے خدا کو نہیں دیکھتی مگر وہ آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ اس کو ابو سعید مؤدب محمد بن بشر، عبدہ نے ہشام سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ام المؤمنین سے روایت کی وہ ایک دوسرے سے حدیث پر کچھ اضافہ ذکر کرتے تھے (حدیث : ۴۴۶۸ جلد : ۶ کی شرح دیکھیں)

باب ۴۰ مُحرِم کا نکاح کرنا ،،

یعنی احرام کی حالت میں نکاح کرنا صحیح ہے یا نہیں۔ بعض علماء نے کہا غالباً امام بخاری رحمہ اللہ جواز کی طرف مائل ہیں؛ کیونکہ انھوں نے اس باب میں صرف ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر کی ہے اور منع کی حدیث ذکر نہیں کی گویا کہ بخاری کے نزدیک منع کی حدیث صحیح نہیں ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری کا مذہب یہی ہے کہ محرم کا نکاح کرنا جائز ہے جواز کی حدیث یہ ہے۔

۴۷۹۱ــــ ترجمہ : جابر بن زید نے کہا ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا جبکہ آپ مُحرِم تھے۔

۴۷۹۱ــــ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جوازِ نکاح کے لئے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور اصحابِ شافعیہ نے اس کا جواب دیا کہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اس حال میں کہ آپ حلال تھے یعنی مُحرِم نہیں تھے۔ وہ اپنے قصہ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ جانتی ہیں۔ دُوسرا جواب یہ ہے کہ مُحرِم سے مراد یہ ہے کہ آپ حرم میں داخل تھے جو کوئی حرم میں

marfat.com

داخل ہوا سے مُحرِم کہتے ہیں ؛ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے : قَتَلُوا ابْنَ عَفَّانَ الْخَلِیْفَۃَ مُحْرِمًا ، یعنی اُنھوں نے حضرت عثمان بن عفان خلیفہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کے حرم میں قتل کیا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اس واقعہ میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل آپ کے قول کے متعارض ہے چنانچہ ارشاد ہے : لَا یَنْکِحُ الْمُحْرِمُ " محرم نکاح نہ کرے اور قول وفعل میں تعارض کے وقت قول کو ترجیح ہوتی ہے ۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے ۔ احناف چاروں جوابات کو اس طرح مسترد کرتے ہیں کہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی روائت کو ابن عباس کی روائت پر ترجیح نہیں اور ان کی ابن عباس اَعْلَمِیَّت مسلم نہیں میمونہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ میں اور نہ کسی اور واقعہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقابلہ نہیں کرسکتی ہیں کیونکہ احرام کی حالت میں نکاح کی روائت کثیر صحابہ کرام سے منقول ہے ؛ چنانچہ عبداللہ بن مسعود ، انس بن مالک ، ابوہریرہ ، ام المؤمنین عائشہ اور معاذ رضی اللہ عنہم جو اکابر صحابہ کرام ہیں نے یہ روائت ذکر کی ہے ۔ ابن ابی شیبہ نے وکیع جریر بن حازم اعمش ابراہیم کے ذریعہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت کی ؛ اَنَّہٗ لَمْ یَرَ بِتَزْوِیْجِ الْمُحْرِمِ بَاْسًا ، یعنی ابن مسعود محرم کے نکاح کرنے میں حرج نہ جانتے تھے ۔

نیز امام طحاوی نے صحیح اسناد سے ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ محرم کے نکاح کرنے میں حرج نہ جانتے تھے ۔ امام طحاوی نے اپنے اسناد سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا کہ عبداللہ بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے مُحرِم کے نکاح کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں یہ خرید و فروخت کی طرح تو ہے ۔ امام طحاوی کا یہ اسناد بالاتفاق صحیح ہے ۔ امام طحاوی نے صحیح متصل اسناد کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا حالانکہ آپ محرم تھے ۔ نیز امام بیہقی نے بھی مُعَلّٰی بن اسد کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی ہے ۔

شافعیہ کا دوسرا جواب کہ محرم سے مراد یہ ہے کہ حرم میں داخل ہے یہ بھی کمزور ہے کیونکہ جوہری نے کہا مُحرِم کے معنی ہیں حرم کے مہینہ میں داخل ہونے والا اور مذکور شعر میں بھی یہی معنی مراد ہے یعنی اُنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حرم کے مہینہ میں قتل کیا اور بخاری کے یہ الفاظ کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے نکاح کیا جبکہ آپ مُحرِم تھے اور اُن سے خلوت کی حالانکہ آپ حلال تھے مذکور تفسیر کے مخالف ہے اور اس تفسیر کو مسترد کرتا ہے ۔

امام نووی رحمہ اللہ پر تعجب ہے کہ حدیث میں اس معنی سے راضی ہوکر اسے جواب میں ذکر کرتے ہیں شافعیہ کا تیسرا جواب قول وفعل میں تعارض ہو تو قول راجح ہوتا ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ اصولیوں کے نزدیک یہ حکم مختلف فیہ ہے ۔ اس کے باوجود سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرات صحابہ عظام رضی اللہ عنہم

marfat.com

بَابُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ اٰخِرًا ۴۷۹۲ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ الْحَسَنُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَاَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِمَا اَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ

کے فتاوی اس قول کے خلاف ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قول منسوخ ہے۔ شافعیہ کا چوتھا جواب کہ یہ آپ کے خصوصیات سے ہے بھی ناقابلِ التفات ہے کیونکہ خصوصیت کا دعویٰ محتاج دلیل ہے۔ کسی نے اس کی تصریح نہیں کی۔ اور جہاں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیات مذکور ہیں۔ ان میں اس کا قطعًا ذکر نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ مُحرم نہ نکاح کرے اور نہ اس کا نکاح کیا جائے اور نہ ہی نکاح کا پیغام دیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے اسناد میں نُبَیْہ بن واھب ہے۔ وہ وثوق اور علم میں عَمرو بن دینار، جابر بن زید کے مرتبہ میں نہیں ہے۔ ابن عربی نے کہا امام بخاری نے حضرت عثمان کی حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ طبری کا کہنا کہ صواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک محرم کا نکاح فاسد ہے۔ اس کی دلیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، بھی صحیح نہیں کیونکہ جب شجرہ ہی ضعیف ہے تو ثمرہ کیسے قوی ہوگا۔ بایں ہمہ ہم کہتے ہیں کہ لَا یَنْکِحُ الْمُحْرِمُ کے معنی یہ ہیں کہ مُحرم جماع نہ کرے پس اس حدیث میں نکاح وطئ پر محمول ہے یا اس میں نہی تنزیہہ کے لئے ہے کیونکہ یہ رفث میں وقوع کا سبب ہے۔ (حدیث ۱۶۲۰ ج : ۳ کی شرح بھی دیکھیں)

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آخر میں نکاحِ متعہ سے منع فرمایا"

"آخرًا" سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلے مباح تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا متعہ منسوخ

marfat.com

٤٧٩٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهٗ مَوْلًى لَّهٗ اِنَّمَا ذٰلِكَ فِیْ الْحَالِ الشَّدِیْدِ وَفِی النِّسَاءِ قِلَّةٌ اَوْ نَحْوُهٗ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ

٤٧٩٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ عَمْرٌو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كُنَّا فِیْ جَیْشٍ فَاَتَانَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَدْ اُذِنَ

ہے۔ احادیث نبویہ سے واضح ہوتا ہے کہ متعہ اباحت کے بعد ممنوع ہو چکا ہے۔

٤٧٩٢ ـ ترجمہ : حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا (جبکہ ابن عباس نے کہا متعہ میں کچھ حرج نہیں) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے وقت متعہ، اہلی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے "

٤٧٩٣ ـ ترجمہ : ابو جمرہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا جبکہ ان سے عورتوں سے متعہ کرنے کے متعلق پوچھا گیا کہ متعہ میں رخصت ہے۔ ان کے آزاد کردہ غلام عکرمہ نے کہا یہ اس وقت رخصت تھی جبکہ جہاد کے وقت سخت تنگی تھی اور عورتیں کم تھیں یا اس قسم کی کوئی وجہ تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں درست ہے۔

٤٧٩٢ ـ ٤٧٩٣ ـ شرح : بعض علماء نے کہا ابن عباس کا مذہب ہے کہ متعہ جائز ہے؛ لیکن یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ عکرمہ کا قول قبول کرنے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے منع کرنے کے باوجود ابن عباس کا یہ مذہب ہو؛ حالانکہ علامہ عینی نے مازری سے نقل کیا ہے کہ متعہ کی ممانعت پر امت کا اجماع ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے اس کی اباحت کا فتویٰ دیا پھر اس سے رجوع کر لیا اور متعہ کی تحریم کا فتویٰ جاری کیا (اس مسئلہ کی پوری تحقیق حدیث عنقریب ۳۹۴۰ ج : ۶ کی شرح میں دیکھیں)

٤٧٩٣ ـ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم نے کہا ہم ایک لشکر میں تھے

marfat.com

لَكُمْ اَنْ تَسْتَمْتِعُوْا فَاسْتَمْتِعُوْا وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ حَدَّثَنِیْ اِیَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ وَامْرَاَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةٌ مَا بَیْنَهُمَا ثَلٰثُ لَیَالٍ فَاِنْ اَحَبَّا اَنْ یَّتَزَایَدَا اَوْ یَتَتَارَکَا تَتَارَکَا فَمَا اَدْرِیْ اَشَیْءٌ کَانَ لَنَا خَاصَّةً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَبَیَّنَهُ عَلِیٌّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ مَنْسُوْخٌ

تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا قاصد ہمارے پاس آیا اور کہا تمہارے لئے اجازت ہے کہ عورتوں سے متعہ کرلو پس تم متعہ کرو ،، ابن ابی ذئب نے کہا مجھے ایاس بن سلمہ بن اکوع نے اپنے والد سے خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو کوئی مرد و زن آپس میں (نکاح) موافق ہوجائیں (مدت ذکر نہ کریں) تو اُن میں معاشرت تین راتیں ہے (تین دن متعہ کریں) اور اگر تین دن سے زیادہ کرنا چاہیں۔ تو زیادہ کرلیں یا اگر ترک کرنا چاہیں تو ترک کردیں۔ معلوم نہیں یہ شئ ہمارے لئے خاص ہے یا عام لوگوں کے لئے ہے۔ ابو عبد اللہ بخاری نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کیا کہ متعہ منسوخ ہے۔

۴۷۹۳ —

شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا حدیث میں متعہ سے نہی نہیں ہے حالانکہ ترجمہ میں متعہ سے نہی ہے۔ لہٰذا حدیث عنوان کے موافق نہیں۔ ..... اس کی اچھی توجیہہ یہ ہے کہ جابر کی حدیث میں جو مسلم میں مذکور ہے اس کے آخر میں یہ ہے۔ سلمہ بن اکوع نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ متعہ کا جواز صرف صحابہ کے ساتھ خاص تھا یا ساری امّت کے لئے ہے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے کہ یہ صرف صحابہ کرام سے مختص ہے؛ چنانچہ بیہقی نے ذکر کیا کہ تین دن کے لئے عورتوں سے متعہ کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخصوص تھا۔ پھر سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا۔

شیخ عبد الرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دوسرے طریق سے روایت کی کہ متعہ کا ناسخ طلاق، عدت اور میراث ہے۔ یعنی اگر متعہ جائز ہوتا تو طلاق کا وجود نہ ہوتا اور نہ ہی وراثت ہوتی ،، واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

٤٧٩٤ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمٌ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتَ الْبُنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ اَنَسٍ وَعِنْدَهٗ اِبْنَةٌ لَهٗ قَالَ اَنَسٌ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَكَ بِىْ حَاجَةٌ فَقَالَتْ بِنْتُ اَنَسٍ مَا اَقَلَّ حَيَاءَهَا وَاسَوْءَتَاهُ وَاسَوْءَتَاهُ قَالَ هِىَ خَيْرٌ مِّنْكِ رَغِبَتْ فِى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا

باب عورت کا نیک مرد پر (نکاح کے لئے) اپنے آپ کو پیش کرنا

یعنی اس باب میں عورت کا نیک مرد پر (نکاح کے لئے) اپنے آپ کو پیش کرنے کے جواز کا بیان ہے جبکہ اس کی صلاحیت میں رغبت کرے، لیکن باب کی حدیث میں عورت کا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کرنا مذکور ہے۔ اس پر امام بخاری نے نیک مرد کو قیاس کیا ہے، حالانکہ قرآن کریم کے صریح منطوق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جواز سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور قیاس میں یہ شرط ہے کہ مقیس علیہ مخصوص نہیں ہونا چاہیئے لہٰذا یہ قیاس کیسے صحیح ہوگا۔

٤٧٩٤ — ترجمہ: ثابت بنانی نے کہا میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جبکہ اُن کے پاس اُن کی صاحبزادی بھی تھی۔ حضرت انس نے کہا ایک عورت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس حالت میں اپنے آپ کو آپ پر (نکاح کے لئے) پیش کرتی تھی۔ اُس نے کہا یا رسُولَ اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم"، آپ کو میری حاجت ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے کہا اس عورت میں بہت کم حیاء ہے۔ وائے رسوائی، وائے رسوائی "، حضرت انس رضی اللہ عنہ

marfat.com

۴۷۹۵ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ اَنَّ امْرَاَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ قَالَ اِذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِیْ وَلَهَا نِصْفُهٗ قَالَ سَهْلٌ وَمَا لَهٗ رِدَاءٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهٗ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَیْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْهُ

نے کہا یہ عورت تجھ سے بہتر ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں رغبت کی ہے اور آپ سے نکاح کی درخواست کی ہے۔

۴۷۹۴ — شرح : اس عورت کا نام معلوم نہیں۔ البتہ سہل بن سعد کی حدیث میں جس عورت کا ذکر ہے کہ اُس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کی تھی اس کا نام لیلی بنت قیس بن خطیم ہے۔

قولہ وَاسَوْاَتَاہ ،، یہ واؤ نداء کے لئے ہے لیکن یہ واہ ندبہ کے ساتھ مختص ہے۔ اس میں الف ندبہ کے لئے ہے اور ہاء سکتہ کی ہے جیسے وازیداہ کہا جاتا ہے ہائے زید۔ اور سَوْءَۃ بفتح السین وسکون الواؤ ہے۔ اس کے بعد ہمزہ ہے یہ فاحش اور رُسوا کن فعل ہے۔ اس کا فرج (شرمگاہ) پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ پہلا فاحش مراد ہے۔

قولہ ھِیَ خَيْرٌ مِّنْكَ ،، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نیک مرد سے عورت کا نکاح کرنے کی درخواست کرنا جائز ہے جبکہ اس کی صلاحیت علم و فضل اور شرافت و بزرگی میں رغبت کرے اس میں کچھ عار نہیں بلکہ اس میں عورت کی فضیلت واضح ہوتی ہے کہ اُس نے اعلیٰ خصائل پر مشتمل بزرگ سے نکاح کی درخواست کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے اس دقیقہ اور مخفی راز کی طرف توجہ نہ کی اور ظاہری صورت کو دیکھ کر کہا کہ یہ عورت کس قدر بے حیاء ہے لیکن اگر کوئی عورت دُنیاوی غرض کے باعث کسی سے نکاح کے لئے

marfat.com

لَمْ يَكُنْ عَلَيْكِ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ اَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْلَكْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

بَابُ عَرْضِ الْاِنْسَانِ اِبْنَتَهُ اَوْ اُخْتَهُ عَلٰى اَهْلِ الْخَيْرِ

۴۷۹۵ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ

کہے تو یہ شدید بے حیائی اور رسوا کن بات ہے۔

۴۷۹۵ــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی درخواست کی تو ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے اس کا نکاح کر دیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس کیا ہے؟ (یعنی مہر ہے) اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا جاؤ تلاش کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی مل جائے وہ گیا پھر واپس آیا اور کہا بخدا! مجھے کچھ نہیں ملا اور نہ ہی لوہے کی انگوٹھی ملی ہے لیکن یہ میرا تہبند ہے آدھا اسے دے دیں سہل نے کہا اس کے پاس چادر نہ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تہبند کو کیا کرے گا اگر تو نے اسے پہنا تو اس پر اس سے کچھ نہ ہوگا اور اگر اس نے پہن لیا تو تم پر اس سے کچھ نہ ہوگا (یہ سن کر) وہ آدمی بیٹھ گیا حتی کہ بہت دیر بیٹھا رہا۔ پھر وہ اٹھا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ لیا اور اس کو بلایا یا اس کو بلایا گیا (وہ آیا) تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا بتیرے پاس کچھ قرآن ہے؟ (کس قدر قرآن تجھے یاد ہے) اس نے کہا مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ وہ سورتیں شمار کر رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے تجھے اس کا مالک بنا دیا اس کے سبب جو تجھے قرآن یاد ہے (اس کو قرآن کی تعلیم دو)

(حدیث ۴۷۰۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ
ابْنَ الْخَطَّابِ حِیْنَ تَاَیَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَیْسِ بْنِ حُذَافَةَ
السَّهْمِیِّ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتُوُفِّیَ بِالْمَدِیْنَةِ
فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَتَیْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ حَفْصَةَ
فَقَالَ سَاَنْظُرُ فِیْ اَمْرِیْ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ لَقِیَنِیْ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِیْ
اَنْ لَا اَتَزَوَّجَ یَوْمِیْ هٰذَا فَقَالَ عُمَرُ فَلَقِیْتُ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقَ فَقُلْتُ اِنْ
شِئْتَ زَوَّجْتُکَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ اَبُوْ بَکْرٍ فَلَمْ یَرْجِعْ
اِلَیَّ شَیْئًا وَکُنْتُ اَوْجَدَ عَلَیْهِ مِنِّیْ عَلٰی عُثْمٰنَ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ خَطَبَهَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْکَحْتُهَا اِیَّاهُ فَلَقِیَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ فَقَالَ
لَعَلَّکَ وَجَدْتَ عَلَیَّ حِیْنَ عَرَضْتَ عَلَیَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ
اِلَیْکَ شَیْئًا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ فَاِنَّهٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَرْجِعَ
اِلَیْکَ فِیْمَا عَرَضْتَ عَلَیَّ اِلَّا اَنِّیْ کُنْتُ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

باب ۔ کسی انسان کا اہلِ خیر پر اپنی بیٹی یا بہن پیش کرنا جائز ہے

۴۷۹۶ ۔ ترجمہ : ابن شہاب زُہری نے کہا مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ اُنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ جس وقت حفصہ بنت عمر فاروق خُنیس بن حذافہ سہمی کے فوت ہو جانے سے بیوہ ہو گئیں اور وہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام میں سے تھے وہ مدینہ منورہ میں (غزوۂ احد میں زخم لگنے سے) فوت ہو گئے

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلْتُهَا

تھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں عثمان بن عفان کے پاس گیا اور اس پر حفصہ کو پیش کیا (کہ اس سے نکاح کرلے) اُنھوں نے کہا میں اپنے کام میں غور و خوض کروں گا۔ میں چند دن ٹھہرا پھر مجھے عثمان ملے تو کہا میرے لئے یہ امر ظاہر ہُوا ہے کہ میں اب نکاح نہ کروں۔ عمر فاروق نے کہا میں نے ابوبکر صدیق سے ملاقات کی اور اُن سے کہا اگر تم چاہو تو میں حفصہ بنت عمر کا نکاح تم سے کر دوں (یہ سن کر) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ اور عمر فاروق کو کچھ جواب نہ دیا مجھے عثمان کی نسبت ابوبکر صدیق پر سخت غصہ آیا میں چند دن ٹھہرا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حفصہ کا نکاح کر دیا۔ پھر مجھے ابوبکر صدیق ملے اور کہا کہ شاید تم مجھ سے ناراض ہو گے جبکہ تم نے حفصہ کو مجھ پر پیش کیا اور میں نے تمہیں کچھ جواب نہیں دیا تھا۔ عمر فاروق نے کہا میں نے کہا ہاں! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا جب تم نے مجھ پر حفصہ کو پیش کیا تھا مجھے جواب دینے سے کسی نے منع نہ کیا تھا مگر اُس نے کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کو ذکر کیا تھا (ان سے نکاح کی خواہش کی تھی) میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ظاہر کرنا اچھا نہ سمجھا تھا۔ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارادہ ترک کر دیتے تو میں اسے قبول کر لیتا۔

۴۷۹۶ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد اپنی ولیہ کو اپنے خاندان میں کسی کے لئے پیش کر سکتا ہے اس میں سبکی نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت عثمان کی نسبت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر زیادہ ناراضگی کرنا اس لئے تھا کہ انہیں صدیق اکبر سے زیادہ محبت تھی جہاں محبت زیادہ ہو وہاں ناراضگی بھی زیادہ ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حضرت عثمان نے پہلے سکوت کر کے پھر معذرت کی تھی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاموشی پر ہی اکتفاء کی تھی قولہ کنتُ اَوْجَدَ عَلَیْہِ ،، اس عبارت میں اَوْجَدَ علیہِ ،، اسم تفضیل ہے اِس میں مفضّل اور مفضل علیہ جُدا جُدا ہوتے ہیں لیکن یہاں مفضّل اور مفضّل علیہ شئ واحد ہے، لیکن ابوبکر صدیق کے اعتبار سے مفضّل اور عثمانِ غنی کے اعتبار سے مفضّل علیہ ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کے متعلق خفیۃً ابوبکر صدیق سے مشورہ کیا تھا، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ ابوبکر ایمان میں بہت پختہ ہیں اس کے متعلق وہ کسی قسم کی غیرت نہیں کریں گے جبکہ ان کی صاحبزادی بھی تو آپ کے نکاح میں تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس کو صیغۂ راز میں رکھنا اسی خطرہ کے سبب تھا کہ

marfat.com

۴۷۹۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لَوْ لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي إِنَّ أَبَاهَا أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حفصہ کے نکاح میں کوئی امر ظاہر ہوا اور عمر فاروق کے دل میں وہ واقع ہو جو ابوبکر صدیق کے لئے اُن کے دل میں واقع ہُوا تھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی پر مرغوب فیہ شئ پیش کی جائے تو وہ اس میں غور و خوض کرنے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے اسے پیش کرنے والے کو خبردار کر دے تاکہ وہ اس کے باعث کسی پر پیش کرنے سے نہ رُکے جیسے حضرت عثمان نے غور و خوض کے بعد حضرت عمر فاروق کو واضح کر دیا تھا کہ میرا خیال ہے کہ میں نکاح نہ کروں نیز کسی کے راز کو مخفی رکھنا چاہئے اگر اس کو اللہ ظاہر کر دے یا صاحبِ راز ہی اس کو ظاہر کر دے تو جس نے راز مخفی رکھا تھا اس کو ظاہر کر سکتا ہے جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے حفصہ سے سید عالم کے نکاح کا مشورہ صیغہ راز میں رکھا تھا پھر وہ عمر فاروق پر واضح کر دیا۔ نیز جائز ہے کہ اپنے وثوق بہ ساتھی سے ذکر کرے کہ وہ فلاں عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے حالانکہ ابھی تک اس کو پیغام نکاح نہیں بھیجا تھا۔ نیز جس عورت سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں آپ وہ ارادہ ترک کر دیں تو اس عورت سے نکاح کرنے میں رخصت ہے؛ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ ترک کر دیتے تو وہ حفصہ سے نکاح کر لیتے۔

۴۷۹۷ — ترجمہ : زینب بنت ابی سلمہ نے عراک بن مالک کو خبر دی کہ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہمیں خبر پہنچی ہے کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی دُرّہ سے نکاح کرنے والے ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ام سلمہ کے ہوتے ہُوئے اس سے نکاح کروں؟ اگر میں ام سلمہ سے نکاح نہ کرتا جب بھی وہ میرے لئے جائز نہیں اس لئے کہ اس کا باپ میرا رضاعی بھائی ہے۔

(حدیث ۴۷۸۰، ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْ اَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ الْاٰيَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ اَكْنَنْتُمْ اَضْمَرْتُمْ وَكُلُّ شَيْءٍ صُنْتَهٗ فَهُوَ مَكْنُوْنٌ وَقَالَ لِيْ طَلْقٌ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر کوئی گناہ نہیں جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغامِ نکاح میں تعریض کرو، یا اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھو اللہ جانتا ہے تا غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ

شرح : تعریض کا معنی اور اس کی صورت یہ ہے کہ عورت سے کہے تو خوبصورت باصلاحیت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے باصلاحیت خاتون میسّر کرے اور یہ نہ کہے کہ میں تجھے چاہتا ہوں۔ اِکْنَان بروزن اِفْعَال کَنَّ یَکِنُّ کَنًّا سے ہے۔ کَنٌّ مفتوح مصدر اور مکسور اسم ہے۔ عینی نے ابن تین سے نقل کیا کہ یہ آئت کریمہ چار احکام کو متضمن ہے۔ اُن میں سے دو مباح ہیں۔ ایک تعریض اور دُوسرے اکنان چھپانا اور دو ممنوع ہیں۔ ایک عدّت میں نکاح کرنا۔ دُوسرے اس میں مواعدت یعنی عدّت میں نکاح کا وعدہ کرنا۔

اَكْنَنْتُمْ، جو تم اپنے دِلوں میں پوشیدہ رکھو، ہر وہ شئی جس کی تو نگہداری کرے وہ مکنون ہے،

یعنی عورت کی عدّت کے ایام میں تعریض اور اکنان دونوں صورتیں مباح ہیں۔ ان میں کچھ حرج نہیں۔ جن عورتوں کے شوہر فوت ہو جائیں اور وہ عدّتِ وفات میں ہوں تو اُن سے نکاح کے پیغام میں تعریض کرنا کہ معتدۃ الوفات سے کہے تو بہت اچھی اور نیک ہے میرا مقصد نکاح کرنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب مجھے نیک عورت میسّر کر دے گا۔ اس طرح کا کلام کرے جس سے یہ موہوم ہو کہ وہ اس سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ اگر اسے رغبت ہو تو وہ اس کے لئے پابند رہے اور کسی کی طرف میلان نہ کرے لیکن اس سے صراحۃً نہ کہے کہ میں تیرے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ تعریض اور کنایہ میں فرق یہ ہے کہ تعریض میں کوئی شئی ذکر کی جاتی ہے جو ایسی شئی

marfat.com

يَقُوْلُ اِنِّيْ اُرِيْدُ التَّزْوِيْجَ وَلَوَدِدْتُ اَنَّهٗ تُيَسَّرُ لِيْ اِمْرَأَةٌ صَالِحَةٌ وَقَالَ الْقَسِمُ يَقُوْلُ اِنَّكِ عَلَيَّ كَرِيْمَةٌ وَاِنِّيْ فِيْكِ لَرَاغِبٌ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَآئِقٌ اِلَيْكِ خَيْرًا اَوْ نَحْوَهٰذَا وَقَالَ عَطَآءٌ يُعَرِّضُ وَلَا يَبُوْحُ يَقُوْلُ اِنَّ لِيْ حَاجَةً وَاَبْشِرِيْ وَاَنْتِ بِحَمْدِ اللّٰهِ نَافِقَةٌ وَتَقُوْلُ هِيَ قَدْ اَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ وَلَا تَعِدُ شَيْئًا وَلَا يُوَاعِدُ وَلِيُّهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا وَاِنْ وَاعَدَتْ رَجُلًا فِيْ عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدُ لَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَهُمَا وَقَالَ الْحَسَنُ لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اَلزِّنَا وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلْكِتَابُ اَجَلَهٗ تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ

پر دلالت کرے جو ذکر نہیں کی گئی جیسے کوئی محتاج ۔ محتاج الیہ سے کہے میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو سلام کہوں یا آپ کا چہرہ مبارک دیکھوں اور کنایہ یہ ہے کہ کوئی شئی اس کے لئے موضوع لفظ کے بغیر ذکر کی جائے جیسے تو لمبے آدمی کے لئے "طویل النجاد" کہے یا بہت زیادہ مہمان نواز کے لئے "کثیر الرماد" کہے ،، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اللہ جانتا ہے کہ تم اُن میں رغبت کرتے ہوئے بات کرنے سے صبر نہیں کرتے ہو تو تم ان کو ذکر کرو ، لیکن اُن سے نکاح کی بات نہ کرو اور معروف بات کرو یعنی تعریض کرو تصریح نہ کرو اور جب تک عدّت ختم نہ ہو انہیں شادی کا پیغام نہ دو ۔

مجھے طلق نے کہا ہمیں زائدہ نے منصور سے اُنھوں نے مجاہد سے اُنھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ،،

"فِيْمَا عَرَّضْتُمْ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ میں شادی کا ارادہ کرتا ہوں ، میری خواہش ہے کہ مجھے نیک عورت میسّر ہو جائے ۔ قاسم نے کہا (اس آیت کا مفہوم یہ ہے) کہ تو میرے نزدیک مکرمہ ہے ۔ میں تیری خواہش کرتا ہوں ۔ اللہ تجھے بھلائی پہنچائے یا اس طرح سے کہے (جیسے کہے میں تیری حرص کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے نیک عورت عطاء کرے)

marfat.com

بَابُ اَلنَّظْرِ اِلَی الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّزْوِیْجِ

عطاء نے کہا اشارۃً کہے تصریح نہ کرے چنانچہ کہے
مجھے نکاح کی حاجت ہے۔ تمہیں خوشخبری ! ،،

تو بحمداللہ آرام پہنچانے والی ہے (کھوٹی نہیں) اور وہ عورت کہے جو تو کہتا ہے میں سُنتی ہوں کسی شئی کا وعدہ نہ کر اور اس کا اس کے علم کے بغیر کوئی وعدہ نہ کرے اگر اس عورت نے عدّتِ وفات میں کسی سے وعدہ کر لیا پھر اس کے بعد اس سے نکاح کر لیا تو ان دونوں کے درمیان تفریق نہیں کی جائے گی ۔ (نکاح صحیح ہوگا)

حسن بصری نے کہا اس آئت کریمہ لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا ،،
کے معنی یہ ہیں کہ پوشیدہ زنا کا وعدہ نہ کرو ! ،،

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آئتِ کریمہ : حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتَابُ اَجَلَهٗ ،، کی تفسیر میں ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کی عدّت ختم ہو جائے ،،

شرح : یعنی بلوغِ اجل سے مراد عدّت کا ختم ہونا ہے اور عدت میں تعریض مباح ہے ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن ابی شیبہ سے نقل کیا کہ تعریض جائز ہے ۔ ابراہیم نخعی نے کہا : نکاح کی تعریض میں ہدیہ بھیجنے میں حرج نہیں ۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا جس عدّت میں تعریض کی اجازت ہے ۔ وہ اس عورت کی عدّت ہے جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو ۔ طلاق بائن کی عدّت میں احتیاطاً یہ پسند نہیں ۔ اور جس عدّت میں شوہر کے لئے رجوع کا حق ہو اس عدّت میں ہرگز ہرگز نکاح کی تعریض جائز نہیں ،،

بابُ نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا ،،

یعنی ناکح کا نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا یا عورت کا نکاح سے پہلے مرد کو دیکھنا مستحب ہے ۔ امام ابوحنیفہ ، ابو یوسف ، محمد ، شافعی ، مالک اور احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے ۔ اس کی دلیل ترمذی کی حدیث ہے

marfat.com

۴۷۹۷ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُكِ فِیْ الْمَنَامِ يَجِیْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِیْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِیْ هٰذَا اِمْرَاَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا هِیَ اَنْتِ فَقُلْتُ اِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ

کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کو ایک نظر سے دیکھ لو بہت مناسب ہے کہ تمہارے درمیان محبت ہمیشہ رہے گی "۔

امام طحاوی اور ابوداؤد نے حضرت جابر سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجنا چاہے اور اس کو دیکھنے پہ قادر ہو تو ضرور دیکھ لے۔ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے روائت کی کہ جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے شادی کرنا چاہے تو اس کو ایک نظر سے دیکھنے میں گناہ نہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک آدمی نے ایک انصاری عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو دیکھ لو! انصار کی عورتوں کی آنکھ کچھ چھوٹی ہوتی ہے (طحاوی و مسلم) آزاد عورت کا چہرہ اور ہاتھ دونوں دیکھ لے۔ چہرہ عورت کے حسن و جمال پہ دلالت کرتا ہے اور ہاتھ بدن کی صفائی ظاہر کرتے ہیں۔ اگر لونڈی ہو تو اس کے زیر ناف کے سوا باقی جسم دیکھ سکتے ہیں۔ قاضی عیاض نے اوزاعی سے نقل کیا کہ کان اور گوشت کے مواضع بھی دیکھے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ نے کہا عورت کو دیکھنے میں اس کی اجازت ضروری نہیں اور ساری عورت کو برہنہ کر کے دیکھنا ہرگز جائز نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا اگر عورت کو دیکھنا میسر نہ ہو تو کوئی ایسی عورت بھیجے جس پر پورا وثوق و اعتماد ہو تاکہ وہ عورت کو دیکھ کر ناکح کو خبر دے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون سے نکاح کرنا چاہا تو ایک عورت کو بھیجا کہ اس خاتون کے دانت اور منہ وغیرہ دیکھے۔ بعض علماء نے کہا اجنبیہ عورت کو دیکھنا قطعاً جائز نہیں۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے علی تمہارا بہشت میں خزانہ ہے اور تم اس کے مالک ہو اجنبیہ عورت کو بار بار نہ دیکھو۔ لیکن یہ روائت اس پر محمول ہے کہ اس عورت سے شادی کرنے کا مقصد نہ ہو نیز کسی اور ضرورت کے باعث بھی دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی جب عورت گواہی دے یا عورت پر گواہی دے تو اس کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔

۴۷۹۷ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

۴۷۹۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيهَا

نے فرمایا میں نے تمہیں خواب میں دیکھا جبرائیل فرشتہ تمہیں ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر لایا اور مجھے کہا یہ آپ کی بیوی ہے میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تو تھی میں نے کہا اگر یہ واقعہ اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ اس کو ضرور واقع کرے گا۔

۴۷۹۷ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت کو ریشمی لباس میں لانے والا فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اس حدیث کو عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلمات کے خواب حق اور واقعی امر ہوتے ہیں اور وہ بیداری کے حکم میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام المؤمنین کی صورت خواب میں دیکھنا ایسا ہے کہ آپ نے بیداری میں دیکھا معلوم ہوا کہ نکاح سے پہلے ہونے والی بیوی کو دیکھنا جائز ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے اور اس قول "يَجِيئُكِ الْمَلَكُ" سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت حقیقۃً دیکھ رہے تھے جبکہ وہ ریشمی کپڑوں میں تھی۔ (حدیث ۴۷۵۷ کی شرح دیکھیں)

۴۷۹۸ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! میں آپ کو اپنا نفس ہبہ کرنے کے لئے آئی ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر کی اور اس کی طرف نظر بلند کی اور نیچی کی پھر سر مبارک جھکا لیا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ آپ نے اس کے حق میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ کے صحابہ میں سے ایک صحابی اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیں۔ آپ نے فرمایا

marfat.com

فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ
شَيْئًا قَالَ اذْهَبْ اِلٰى اَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ
فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ اُنْظُرْ وَلَوْ خَاتِمًا
مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنَّ هٰذَا اِزَارِيْ قَالَ سَهْلٌ مَا لَهٗ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهٗ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَهٗ
لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ فَجَلَسَ
الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهٗ ثُمَّ قَامَ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُوَلِّيًا فَاَمَرَ بِهٖ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ
مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا قَالَ
اَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا
بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

کیا تیرے پاس کچھ ہے (جو مہر میں دے) اُس نے عرض کیا یارسول اللہ! بخدا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا اپنے گھر جاؤ شائد کوئی شئی پاؤ وہ گئے اور پھر واپس آئے اور عرض کیا یارسُولَ اللہ! بخدا! میں نے گھر میں کچھ نہیں پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی مل جائے۔ وہ گئے اور پھر واپس آئے اور عرض کیا یارَسُوْل اللہ! اللہ کی قسم! میں لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پاتا ہوں، لیکن یہ میرا تہبند ہے (سہل نے کہا اس کے پاس چادر نہ تھی) آدھا تہبند اس کا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے تہبند کو کیا کرے گا اگر وہ تو نے پہنا تو اس میں سے اس پہ کچھ نہ ہوگا اور اگر اُس نے پہنا تو اس میں سے تجھ پہ کچھ نہ ہوگا (یہ سُن کر) وہ آدمی بیٹھ گیا اور لمبا زمانہ بیٹھا رہا پھر اُٹھ کر چلا تو اس کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا جبکہ وہ پشت پھیرے جا رہا تھا تو آپ نے حکم دیا وہ بلایا گیا جب حاضر ہُوا تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے قرآن کی سورت آتی ہے اس نے عرض کیا مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے فرمایا کیا وہ سورتیں ازبر پڑھتے ہو عرض کیا

marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ فَذَخَلَ

جی ہاں! آپ نے فرمایا جاؤ میں نے قرآن کریم جو تمہیں یاد ہے کی برکت سے تجھے اِس عورت کا مالک بنادیا۔ (حدیث : ۴۷۶۶ جلد ۷ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے کہا ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ اُنھوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ ،، سے استدلال کیا اسی طرح ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ،، جس عورت نے اپنی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل باطل باطل ہے ،، سے اُنھوں نے استدلال کیا احناف کے نزدیک بالغہ باکرہ ہو یا بیوہ کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر صحیح ہے اور وہ اپنے نکاح میں خود مختار ہیں۔ احناف نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا کہ " اَلْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا ،، بیوہ عورت اپنی ولی کی نسبت اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا : فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ،، یعنی اگر شوہر نے اپنی بیوی کو تیسری طلاق دیدی تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں حتی کہ وہ کسی غیر شخص سے نکاح کرکے ہم بستر ہو ،، نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ ،، اور تم مطلقہ عورتوں کو اپنے سابقہ شوہروں سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو (جبکہ طلاق مغلظہ نہ دی ہو) ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ عورتیں ولی کے بغیر خود بخود نکاح کرسکتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کی نسبت ان کی طرف فرمائی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر وہ نکاح کریں تو تم منع نہ کرو! نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا : فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ،، یعنی جب عورتوں کی عدت پوری ہوجائے تو اے اولیاء تم پر کچھ مضائقہ نہیں جو وہ اپنے نفسوں میں اچھا کریں ،، اس آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مباح کیا کہ وہ اپنے نفسوں میں جو اچھائی چاہیں کریں اور اس میں ولی کی شرط نہیں کی۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تو اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا کوئی ولی حاضر نہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا کوئی بھی ولی حاضر یا غائب ہو وہ میرے ساتھ آپ کے نکاح سے ناراض نہ ہوگا اور ام سلمہ کے پہلے شوہر سے بیٹے عمر بن ابی سلمہ سے فرمایا حالانکہ وہ صرف چھ برس کے تھے کہ اُٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ماں کا نکاح کردو!

marfat.com

فِيْهِ الثَّيِّبُ وَكَذٰلِكَ الْبِكْرُ وَقَالَ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ام سلمہ سے ولی کے بغیر نکاح کیا اور بالاجماع ثابت ہے کہ عمر بن ابی سلمہ کی عمر اس وقت چھ برس تھی حالانکہ نابالغ بچّہ کسی کا ولی نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے ام سلمہ نے کہا تھا میرا کوئی ولی موجود نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال صحیح نہیں، کیونکہ امام محمد ابن حسن نے احمد سے روایت کی کہ اُن سے ولی کے بغیر نکاح سے پوچھا گیا کہ کیا اس میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کوئی شئی ثابت ہے؟ تو اُنھوں نے کہا میرے نزدیک اس میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کچھ ثابت نہیں علاوہ ازیں حدیث لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ ،، میں کمال کی نفی ہے۔ عاقلہ بالغہ عورت جو اپنا نکاح خود کرے وہ ولی کا ہی نکاح ہوتا ہے۔ ولی کے بغیر تو نکاح صرف مجنونہ یا نابالغہ کا متصوّر ہوتا ہے، کیونکہ مجنونہ لعدم نابالغہ اپنے نفس کے مالک نہیں ہیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس کے اسناد میں سلیمان بن موسیٰ ہیں امام بخاری نے سلیمان کو ضعیف کہا ہے۔ نسائی نے بھی اسے کمزور کہا ہے۔ احمد نے ابوطالب کی روایت میں: لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ ،، کو قوی نہیں کہا اور مَروزی کی روایت میں کہا کہ میں اس کو صحیح نہیں جانتا ہوں۔ کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا خلاف کیا تو اُن سے کہا گیا آپ نے ایسا کیوں کیا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا اکثر لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔ زہری سے منقول ہے کہ اُنھوں نے اس طرح کی تمام حدیثوں کا انکار کیا ہے (لمعات) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ عنوان قائم کیا، لیکن اس کے مطابق حدیث ذکر نہیں کی جبکہ امام ترمذی اور ابوداؤد نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی کہ ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔ یہ حدیث امام بخاری کی شرط کے مطابق نہ تھی، لیکن امام بخاری کا میلان اسی طرف ہے کہ ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں۔ اور ان تین آیاتِ قرآن سے استدلال کیا۔ ان میں ایک آئت کریمہ یہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جب عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدّت پوری کرلیں تو ان کو نکاح کرنے سے منع نہ کرو (اس میں بیوہ مطلقہ اور کنواری سب عورتیں داخل ہیں) اس آئت کریمہ سے استدلال کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے اولیاء کو عورتوں کے نکاح سے منع کرنے سے روکا ہے۔ اگر وہ خود عقدِ نکاح کرسکتیں تو ان کو منع نہ کیا جاتا۔ اس استدلال کا جواب یہ ہے کہ بظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ خطاب ان لوگوں سے ہے جو اپنی

marfat.com

يُؤْمِنُوا وَقَالَ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَقَالَ يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٰنَ حَدَّثَنَا

بیویوں کو طلاق دیتے ہیں۔ پھر جاہلیت کی غیرت کے باعث ان کی عدت ختم ہو جانے کے بعد ان کو نکاح کرنے سے روکتے ہیں اور جس سے وہ نکاح کی خواہش کرتیں ان کا نکاح نہیں کرنے دیتے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آئت کریمہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جبکہ ان کی ہمشیرہ کو ان کے شوہر نے طلاق دی اور عدت گزر جانے کے بعد لوگوں نے انہیں پیغام نکاح بھیجے جن میں ان کے سابق شوہر بھی تھے تو معقل بن یسار نے سابق بہنوئی کو زجر کی تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی کہ اے ولیو! عورتوں کو نکاح سے نہ روکو! معلوم ہوا کہ عورتوں کا عقد نکاح اولیاء کے سپرد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آئت کریمہ کے نزول میں کئی وجوہ ہیں [illegible] بعض نے کہا اس میں عورتوں کے اولیاء کو خطاب ہے بعض نے کہا اس میں خطاب ان کو ہے جو طلاق دیتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ خطاب عام ہے لہٰذا اس تقدیر پر مذکور استدلال مکمل نہ ہوگا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ابوبکر جصاص سے نقل کیا جبکہ انھوں نے معقل بن یسار کی حدیث سماک کے ذریعہ معقل بن یسار سے روائت کی کہ علماءِ حدیث کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے اور حسن بصری کی حدیث مُرسل ہے اور آئت کریمہ سے ظاہر یہی ہے کہ اس میں سابق شوہروں کو خطاب ہے۔ کما ذکرنا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مشرکوں کو نکاح کر کے نہ دو حتیٰ کہ وہ ایمان لائیں"

یہ استدلال کی دُوسری آئت کریمہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ولیوں کو خطاب کیا ہے کہ جن مسلمان عورتوں کے تم ولی ہو اُن کا نکاح مشرکوں سے نہ کرو معلوم ہوا کہ عورتوں کے نکاح کا حق ان کے ولیوں کو ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آئت کریمہ منسوخ ہے اور وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ "، اس کی ناسخ ہے؛ کیونکہ اس میں ولی اور غیر ولی سب مخاطب ہیں لہٰذا استدلال نامکمل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم نکاح کر دو اپنوں میں سے اُن کا جو بے نکاح ہوں

اس آئت کریمہ سے بھی شوافع نے استدلال کیا کہ ولی کے بغیر نکاح درست نہیں، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ مفسرین نے اس کی تفسیر یہ کی ہے۔ اے مومنو! تم میں سے آزاد مرد و زن اور نیک غلام و لونڈی اور جن میں نکاح کی صلاحیت ہے اُن کا نکاح کر دو "اَیَامٰی"، اَیِّم کی جمع ہے اور وہ عام مردوں اور عورتوں

marfat.com

ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ ح قَالَ وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ
حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ
عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَنْحَاءٍ فَنِكَاحٌ
مِّنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهٗ
اَوِ ابْنَتَهٗ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحٌ الْاٰخَرُ كَانَ الرَّجُلُ
يَقُوْلُ لِامْرَأَتِهٖ اِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا اَرْسِلِيْ اِلٰى فُلَانٍ
فَاسْتَبْضِعِيْ مِنْهُ وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا اَبَدًا حَتّٰى
يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَاِذَا
تَبَيَّنَ حَمْلُهَا اَصَابَهَا زَوْجُهَا اِذَا اَحَبَّ وَاِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ
رَغْبَةً فِيْ نَجَابَةِ الْوَلَدِ فَكَانَ هٰذَا النِّكَاحُ نِكَاحَ الْاِسْتِبْضَاعِ
وَنِكَاحٌ اٰخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُوْنَ عَلٰى

کو شامل ہے۔ لہٰذا اس آئت میں مخاطب اولیاء نہیں ہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ مرد کا بھی ولی ہو۔ وَھُوَ کَمَا تَرٰی ،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بالاجماع مرد اس آئت سے خارج ہیں لہٰذا اس کا حکم صرف عورتوں کے لئے باقی ہے، لیکن علامہ کرمانی کا یہ دعویٰ دلیل کا محتاج ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

یحییٰ بن سلیمان نے کہا ہمیں ابن وہب نے یونس سے خبر دی ہے،،

یحییٰ بن سلیمان بن یحیی بن سعید بن مسلم بن عبید بن مسلم کوفی ہیں۔ ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ مُنْذِرِی نے کہا یحییٰ بن سلیمان مصر میں آئے اور وہاں حدیث پڑھانی شروع کی اور دو سو اڑتیس ہجری میں وہیں وفات پائی۔ یہ امام بخاری کے اُستاد ہیں۔ عبداللہ بن وہب سے روائت کرتے ہیں۔ اور عبداللہ یونس بن یزید ایلی سے

marfat.com

اَلْمَرْأَةَ كُلَّهُمْ يُصِيْبُهَا فَاِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالٍ بَعْدَ
اَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا اَرْسَلَتْ اِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ اَنْ يَمْتَنِعَ
حَتّٰى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا تَقُوْلُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ اَمْرِكُمْ
وَقَدْ وَلَدْتُّ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تُسَمِّيْ مَنْ اَحَبَّتْ بِاسْمِهٖ فَيُلْحَقُ
بِهٖ وَلَدُهَا وَلَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ
النَّاسُ الْكَثِيْرُ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَ
هُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلٰى اَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُوْنُ عَلَمًا
فَمَنْ اَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَاِذَا حَمَلَتْ اِحْدٰهُنَّ وَ وَضَعَتْ

سے روائت کرتے ہیں جبکہ وہ زہری سے روائت کرتے ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ یحیی سے بطریق نقل روائت کرتے ہیں اور حَدَّثَنَا یا اخبرنا نہیں کہتے لیکن احمد بن صالح سے روائت کرتے ہیں جیسا کہ آئندہ حدیث میں مذکور ہے۔

۴۷۹۹ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی کہ جاہلیت میں نکاح کی چار صورتیں تھیں۔ اُن میں سے ایک نکاح وہ ہے جو آج کل لوگ کرتے ہیں کہ کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی دلیہ یا اس کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجتا اور اس کا مہر ادا کرتا پھر اس عورت سے نکاح کرتا ،،

جاہلیت میں نکاح کی دُوسری صُورت

یہ تھی کہ کوئی آدمی اپنی بیوی سے کہتا جب وہ اپنے حیض سے صاف ہو جاتی کہ فلاں شخص کو پیغام بھیج اور اس سے ہم بستری کر! اور خود اس سے علیحدہ رہتا اور اس سے ہرگز ہم بستر نہ ہوتا حتیٰ کہ اُس مرد سے اس کا حمل ظاہر ہو جاتا جس سے ہم بستری کروائی تھی پھر جب حمل ظاہر اور واضح ہو جاتا تو اگر طبیعت چاہتی تو اس سے جماع کرتا یہ ،، اس لئے کرتے تھے کہ لڑکا اچھا اور خوبصورت پیدا ہو۔ اس نکاح کو وہ نکاحِ استبضاع کہتے تھے۔

marfat.com

حَمْلَهَا جُمِعُوْا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ اَلْحَقُوْا وَلَدَهَا بِالَّذِیْ یُرَوْنَ فَالْتَاطَ بِهٖ وَدُعِیَ ابْنَهٗ لَا یَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِیَّةِ كُلَّهٗ اِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْیَوْمَ

جاہلیّت میں نکاح کی تیسری صُورت

یہ تھی کہ دس سے کم چند آدمی جمع ہوتے اور تمام باری باری کسی عورت کے پاس جاتے اور اُن میں سے ہر ایک اس عورت سے جماع کرتا جب وہ حاملہ ہو جاتی اور بچہ پیدا کرتی اور وضع حمل ہوئے چند ایام گزر جاتے تو وہ ان لوگوں کو پیغام بھیجتی (جنہوں نے باری باری اس سے جماع کیا تھا) اُن میں سے کوئی آدمی نہ رکتا۔ حتیٰ کہ اُس کے پاس سب جمع ہو جاتے وہ عورت اُن سے کہتی تم اپنے حال کو جانتے ہو جو تم سے ظاہر ہُوا ہے۔ میں نے بچہ کو جنم دیا ہے اے فلاں اور جس کو چاہتی اس کا نام ذکر کرتی تو وہ بچہ اس سے لاحق کیا جاتا اور وہ مرد ہرگز قادر نہ ہوتا کہ اس کا انکار کر سکے۔

جاہلیّت میں نکاح کی چوتھی صُورت

یہ تھی کہ بہت لوگ جمع ہوتے اور فاحشہ عورت کے پاس جاتے اور وہ آنے والے کسی شخص کو منع نہ کرتی تھی۔ وہ فاحشہ عورتیں تھیں جنہوں نے اپنے دروازوں پر جھنڈے گاڑے ہوتے تھے جو اُن کی امتیازی نشان تھا جو کوئی اُن کے پاس جانے کی خواہش کرتا اُن کے پاس چلا جاتا جب ان میں سے کوئی عورت حاملہ ہو جاتی اور وضع حمل کرتی تو وہ سب لوگ اس کے پاس جمع کئے جاتے اور ان کے لئے قیافہ دان کو بُلاتے تو جس کے ساتھ وہ مشابہت دیکھتے اس کے ساتھ بچہ لاحق کر دیتے تو وہ اس کے ساتھ مل جاتا اور اس کا بیٹا پکارا جاتا تھا وہ آدمی اس کا انکار نہ کر سکتا تھا۔ جب سرورِ کائنات فخرِ موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہُوئے تو موجود مروّج نکاح کے سوا باقی تمام نکاح ختم کر دیئے۔

۴۷۹۹ — شرح : اس حدیث میں نکاح کی چاروں صورتیں واضح ہیں اور اس میں شک نہیں کہ نکاح کی پہلی قسم جو آجکل مروّج ہے کے سوا باقی تین صورتیں بیحیائی اور بے غیرتی سے خالی نہیں۔ دوسری صورت میں شوہر کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کی اولاد خوبصورت

marfat.com

٤٨٠٠ـ حدثنا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتَامَى النِّسَآءِ اللّٰاتِى لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ قَالَتْ هٰذَا فِى الْيَتِيْمَةِ الَّتِىْ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَعَلَّهَا اَنْ تَكُوْنَ شَرِيْكَتَهٗ فِىْ مَالِهٖ وَهُوَ اَوْلٰى بِهَا فَيَرْغَبُ عَنْهَا اَنْ يَنْكِحَهَا فَيَعْضُلُهَا لِمَالِهَا وَلَا يُنْكِحُهَا غَيْرَهٗ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَشْرَكَهٗ اَحَدٌ فِىْ مَالِهَا

ہو تو اس کی بیوی کسی اچھے نوجوان خوبصورت مرد سے جماع کراتی رہتی حتیٰ کہ حاملہ ہو جاتی اسے نکاح استبضاع کہتے تھے؛ کیونکہ وہ کسی مرد کی منی حاصل کرتے تھے جو رئیس اور اونچے خاندان سے ہوتا تھا۔ یاد رہے کہ آجکل ٹیوب ٹسٹ کے ذریعہ بچہ پیدا کرنے کا طریقہ ظاہر ہو رہا ہے جو محض بے حیائی اور بے غیرتی ہے۔ اور جاہلیت کی طرف عود کرنا ہے "اِسْتَبْضِعِیْ" "بُضْعَہ" بمعنی فرج سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں اس سے مجامعت طلب کر۔

نکاح کی تیسری قسم یہ کہ دس سے کم لوگ عورت کی رضامندی سے اس سے جماع کرتے جب بچہ پیدا ہوتا تو اگر لڑکا ہوتا تو کہتی اے فلاں یہ تیرا لڑکا ہے۔ اگر لڑکی ہوتی تو نہ کہتی کہ یہ تیری بیٹی ہے کیونکہ وہ لڑکیوں کو بُرا جانتے تھے حتیٰ کہ ان میں سے بعض حقیقی بیٹی کو قتل کر دیتے تھے۔ شریعت مطہرہ میں اسے مَوْؤُدَہ کہا گیا ہے؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: اِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ "یعنی زندہ درگور بچی کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کے باعث اسے قتل کیا گیا۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کی چار قسمیں ذکر کی ہیں۔ ان کے علاوہ اور تین قسمیں ہیں جنہیں مائی صاحبہ نے ذکر نہیں فرمایا۔ اُن میں سے ایک نکاح الخدن "ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا مُتَّخِذِیْ اَخْدَانٍ "یعنی خفیہ دوست نہ بنائیں۔ جاہلیت میں کہتے تھے خفیہ بدکاری میں حرج نہیں اور علانیہ بدکاری مذموم ہے۔ دُوسرا نکاح متعہ ہے اور تیسرا نکاح البدل ہے۔ نکاح البدل یہ ہے کہ جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے سے کہتا تو اپنی بیوی میرے حوالے کر دے اور میں اپنی بیوی تیرے حوالے کر دیتا ہوں۔ اسلام نے ان تمام اقسام کو ختم کر دیا جو محض بے حیائی اور بے غیرتی پر مشتمل ہیں اور نکاح

marfat.com

۴۸۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُمَرَ حِیْنَ تَاَیَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَیْسِ ابْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِیِّ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ تُوُفِّیَ بِالْمَدِیْنَةِ فَقَالَ عُمَرُ لَقِیْتُ عُثْمٰنَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْکَحْتُکَ حَفْصَةَ فَقَالَ سَاَنْظُرُ فِیْ اَمْرِیْ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ لَقِیَنِیْ فَقَالَ بَدَا لِیْ اَنْ لَّا اَتَزَوَّجَ یَوْمِیْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِیْتُ اَبَا بَکْرٍ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْکَحْتُکَ حَفْصَةَ

۴۸۰۰ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آئت کریمہ اور وہ جو تم پر اللہ کی کتاب میں پڑھا جاتا ہے ۔ اُن عورتوں کے بارے میں کہ جنہیں تم وہ چیز نہیں دیتے جو ان کے لئے لکھی گئی ہے اور تم ان سے نکاح کی خواہش کرتے ہو کی تفسیر میں فرمایا یہ اس یتیمہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کسی آدمی کی کفالت میں ہوتی (اور وہ مرد اس یتیمہ کا ولی یا وارث ہوتا تھا) شائد وہ یتیمہ اس ولی کے مال میں اس کی شریک ہوتی اور وہ آدمی اس کے بہت قریب ہوتا تو وہ اس سے نکاح کرنے سے اعراض کرتا اور اس کے مال کے باعث اسے کسی اور کے ساتھ نکاح سے منع کرتا تھا اور اس بات کو مکروہ جانتے ہوئے کہ کوئی شخص اس کے مال میں شریک ہو جائے گا کسی سے اس کا نکاح نہ کرتا تھا۔

(اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ان الفاظ "وَلَا یَنْکِحُهَا" میں ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد عورت کا ولی ہے)

۴۸۰۱ــــ ترجمہ : زہری نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ اُن سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب حفصہ بنت عمر فاروق خُنَیس بن حُذافہ سہمی کے نکاح سے بیوہ ہوگئیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اہلِ بدر سے تھے وہ مدینہ منورہ میں وفات پا گئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عثمان بن عفان سے ملاقات کی اور اس پر حفصہ پیش کی اور میں نے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ حفصہ کا نکاح کر دوں۔ عثمان غنی نے کہا میں اپنے معاملہ میں غور و خوض کر لوں۔ میں نے چند روز انتظار کیا

marfat.com

۴۸۰۲ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ عَمْرٍو حَدَّثَنِیْ اَبِیْ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَعْقِلُ بْنُ یَسَارٍ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِیْهِ قَالَ زَوَّجْتُ اُخْتًا لِّیْ مِنْ رَّجُلٍ وَّطَلَّقَهَا حَتّٰی اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ یَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهٗ زَوَّجْتُكَ فَرَشْتُكَ وَاَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقْتَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا لَا وَاللّٰهِ لَا تَعُوْدُ اِلَیْكَ اَبَدًا وَكَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهٖ وَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تُرِیْدُ اَنْ تَرْجِعَ اِلَیْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ فَقُلْتُ اَلْاٰنَ اَفْعَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَزَوَّجَهَا اِیَّاهُ

کیا۔ پھر وہ مجھے ملے اور کہا میرے لئے یہ رائے ظاہر ہوئی ہے کہ میں آج کل نکاح نہ کروں۔ عمر فاروق نے کہا میں نے ابوبکر سے ملاقات کی اور کہا اگر تم چاہو تو میں تم سے حفصہ کا نکاح کر دوں۔

(اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ آدمی عورت کا ولی ہے)

۴۸۰۳ــ ترجمہ: حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آئت کریمہ: فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ" کی تفسیر میں مروی ہے کہ مجھے معقل بن یسار نے کہا یہ آئت کریمہ ان کے حق میں نازل ہوئی۔ انھوں نے کہا میں نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح ایک آدمی سے کر دیا اس نے اسے ایک طلاق دے دی۔ حتیٰ کہ اس کی عدت ختم ہوگئی تو وہ آیا اس حال میں کہ ہمشیرہ کو نکاح کا پیغام دیتا تھا۔ میں نے اسے کہا میں نے تجھے نکاح کر کے دی اور اسے تیرا فراش بنایا اس طرح میں نے تیری عزت کی اور تو نے اسے طلاق دے دی پھر آکر شادی کا پیغام دیتا ہے خدا کی قسم! وہ تیری طرف ہرگز واپس نہیں آسکتی ہے۔ وہ نیک مرد تھا۔ اور عورت کی خواہش بھی یہ تھی کہ اس کے پاس واپس چلی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی۔ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ الاٰیۃ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ابھی کرتا ہوں اور اپنی ہمشیرہ کا اس سے نکاح کر دیا۔

۴۸۰۲ــ شرح: یہ حدیث امام شافعی کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ معقل بن یسار کا یہ کہنا کہ میں نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا اس کی دلالت

marfat.com

بَابُ اِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ الْخَاطِبَ وَخَطَبَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ اِمْرَأَةً هُوَ اَوْلَى النَّاسِ بِهَا فَاَمَرَ رَجُلًا فَزَوَّجَهٗ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِاُمِّ حَكِيْمٍ بِنْتِ قَارِظٍ اَتَجْعَلِيْنَ اَمْرَكِ اِلَيَّ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ تَزَوَّجْتُكِ وَقَالَ عَطَاءٌ لِيُشْهِدْ اَنِّيْ قَدْ نَكَحْتُ اَوْلَيَا مُرْ رَجُلًا مِنْ عَشِيْرَتِهَا وَقَالَ سَهْلٌ قَالَتِ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا

اس پر ہرگز نہیں کہ معقل نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت کے بغیر نکاح کر دیا تھا۔ اور لَا تَعْضُلُوْهُنَّ، کا مدلول یہ ہے کہ ولائت اس عورت کی تھی۔ معقل کی ہمشیرہ کا نام جُمَیل بنت یَسار تھا اور ان کے شوہر جس نے طلاق دی تھی کا نام جمیل ابوالبراح بن عاصم بن عدی قضاعی تھا۔ وہ انصار کا حلیف تھا۔

باب جب ولی ہی نکاح کا پیغام دے

جیسے اپنے چچا کی بیٹی سے نکاح کی خواہش ہو تو اسے پیغام بھیجے تو کیا دوسرا ولی نکاح کرے یا قاضی اس کا نکاح کرے یا خود ہی نکاح کرے۔ اور دُوسرے ولی کی ضرورت نہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عنوان کا یہ مقتضیٰ نہیں جو اُوپر ذکر کیا ہے بلکہ عنوان کا مفہوم یہ ہے کہ جب ولی ہی شادی کا پیغام دے تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں، مصنف نے حکم کو مبہم رکھا ہے لیکن اس کے ضمن میں مذکور آثار جواز پر دلالت کرتے ہیں۔ عطاء کا اثر تو صراحتاً جواز پر دلالت کرتا ہے۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا جبکہ وہ اس کے بہت قریبی تھے۔ انہوں نے ایک آدمی کو کہا تو اُس نے اُن کا نکاح کر دیا،،

marfat.com

چنانچہ بیہقی نے اپنے طریق سے سفیان ثوری کے ذریعے عبدالملک بن عُمیر سے روائت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک عورت سے نکاح کا ارادہ کیا، حالانکہ وہ اس عورت کے ولی تھے تو اُنھوں نے اس عورت کا معاملہ ایک آدمی کے حوالہ کیا، حالانکہ خود اس کے زیادہ قریب تھے تو اُس نے مغیرہ سے اس عورت کا نکاح کر دیا اور سعید بن منصور نے شعبی کے طریق سے روائت کی کہ مغیرہ بن شعبہ نے اپنے چچا عروہ بن مسعود کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن ابی عقیل کو بھیجا اور اس سے کہا اس عورت سے میرا نکاح کر دو۔ عبداللہ بن ابی عقیل نے کہا میں یہ نہیں کروں گا جبکہ تم اس شہر کے حاکم ہو اور اس عورت کے چچا کے بیٹے ہو۔ پھر مغیرہ نے عثمان بن ابی العاص کو بھیجا تو اُس نے اس عورت کا مغیرہ سے نکاح کر دیا۔ اس روائت میں مذکور مرد کے نام کی وضاحت بھی کر دی جو عنوان میں مبہم ہے۔

عبدالرحمٰن بن عوف نے ام حکیم بنت قارِظ سے کہا کیا تم اپنا معاملہ میرے حوالہ کرتی ہو؟ اُس نے کہا جی ہاں! عبدالرحمٰن نے کہا میں نے تیرے ساتھ نکاح کر لیا ہے،،

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ امام بخاری نے اس ترجمہ میں یہ صورت داخل کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف اس عورت کے کسی وجہ سے ولی تھے، لیکن عینی نے کہا اس سے صرف یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ وکیل تھے ان کا ولی ہونا غیر مفہوم ہے، کیونکہ عبدالرحمٰن بن عوف کا یہ کہنا ،، اَتَجْعَلِیْنَ اَمْرَكِ اِلَیَّ کیا تو اپنا معاملہ میرے حوالہ کرتی ہے؟ اس میں عورت کی طرف سے تفویض ہے اور یہ وکالت ہے۔

اور عطاء نے کہا وہ گواہ کرے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا ہے یا اس کے قبیلہ سے کسی کو حکم کرے،،

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ابن جُریج نے کہا میں نے عطاء بن ابی رباح سے کہا ایک عورت کو اس کے چچا کے بیٹے نے نکاح کا پیغام بھیجا جبکہ اس کا اور کوئی آدمی ولی نہ تھا۔ عطاء نے کہا وہ گواہ کرے کہ فلاں نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے اور خاطب گواہ کر کے کہے میں نے تجھ سے نکاح کیا ہے۔ یا اس کے قبیلہ سے کسی کو حکم دے۔ اگرچہ وہ دُور کا ولی ہو۔ علامہ کرمانی نے کہا اس کی مراد

marfat.com

٤٨٠٣ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ فِيْ قَوْلِهٖ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكَتْهُ فِيْ مَالِهٖ فَيَرْغَبُ عَنْهَا اَنْ يَتَزَوَّجَهَا وَيَكْرَهُ اَنْ يُزَوِّجَهَا غَيْرَهٗ فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ فِيْ مَالِهٖ فَيَحْبِسُهَا فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ

یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ دور کے ولی کے سپرد کرے یا وہ عورت اپنے اقرباء میں سے کسی کو حکم کرے یا محض گواہی پر اکتفاء کرے ایسی صورت میں مجتہدین کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک مجتہد کا قول دُوسرے پر حُجّت نہیں ہوتا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا پہلی وجہ میں کرمانی کا یہ قول عطاء کے قول کا معنی نہیں اس کا معنی صرف اشتہاد و تحکیم میں ثابت ہے۔

سہل نے کہا ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں اپنا نفس آپ کو ہبہ کرتی ہوں ! "

ایک آدمی نے کہا یا رسُول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! اگر آپ کو اس عورت کی حاجت نہیں تو اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔

شرح : یہ طویل حدیث ہے جو عنقریب ۴۷۹۸ گزری ہے یہ اس کا کچھ حصّہ ہے۔ اس کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کی منگنی کی اور اس عورت سے اس کا نکاح کر دیا کیونکہ آپ تمام مسلمانوں کے ولی ہیں "

۴۸۰۳ — ترجمہ : اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اِس آیت کریمہ " يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ کی تفسیر میں فرمایا یہ عورت ہے جو کسی مرد کی کفالت میں ہوتی جبکہ وہ اس کے مال میں شریک ہوتی اور وہ اس سے نکاح کرنے سے اعراض کرتا تھا اور کسی دوسرے سے نکاح کر دینا بھی پسند نہ کرتا تھا کہ وہ اس کے مال میں داخل ہو کر شریک ہو جائے گا۔ اس لئے وہ عورت کو نکاح سے روک رکھتا تو اللہ نے اس سے منع فرما دیا۔

marfat.com

٤٨٠٤ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ ابْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسًا فَجَاءَتْهُ امْرَاَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفَضَ فِيْهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يَرُدَّهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ زَوِّجْنِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا عِنْدِيْ مِنْ شَيْءٍ قَالَ وَلَا خَاتِمٌ مِنْ حَدِيْدٍ قَالَ وَلَا خَاتِمٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَلٰكِنْ اَشُقُّ بُرْدَتِيْ هٰذِهٖ فَاُعْطِيْهَا النِّصْفَ وَاٰخُذُ النِّصْفَ قَالَ لَا هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

شرح ٤٨٠٣ — : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت فَيَرْغَبُ عَنْهَا اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا میں ہے کیونکہ یہ اعراض عام ہے کہ خود اس کا متولی ہو اور اپنے غیر کو حکم دے کہ وہ نکاح کر دے۔ اس حدیث سے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواز پر استدلال کیا ہے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے مالدار اور خوبصورت عورت سے نکاح کرنے سے اُن کے ولیوں کو عتاب کیا جبکہ وہ ان کے مہر پورے نہ کریں۔ اور جو عورت مالدار اور خوبصورت نہ ہو اُن کے نکاح کر دینے کے ترک پر انہیں عتاب کیا اس سے معلوم ہوا کہ ولی اپنے ساتھ نکاح کر سکتا ہے، کیونکہ حرام شئی کے ترک پر عتاب نہیں کیا جاتا۔ (عینی)

ترجمہ ٤٨٠٤ — : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اچانک آپ کے پاس ایک عورت آئی جو آپ پر اپنے آپ کو پیش کرتی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اُوپر سے نیچے تک دیکھا اور اس کو کوئی جواب نہ دیا آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا میرے ساتھ نکاح فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی شئی ہے۔ اُس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں؟ عرض کیا لوہے کی انگوٹھی بھی میرے پاس نہیں، لیکن میں اپنی یہ چادر دو ٹکڑے کر دیتا ہوں اور آدھی اسے دیتا

marfat.com

بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصِّغَارَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاللّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ فَجَعَلَ عِدَّتَهُنَّ ثَلٰثَةَ اَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوْغِ

ہوں۔ آدھی اپنے پاس رکھتا ہوں۔ فرمایا یہ نہیں کیا تجھے قرآن کریم میں سے کچھ یاد ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا جاؤ میں نے تجھے جو قرآن یاد ہے اس کی برکت اور سبب سے اس کا تیرے ساتھ نکاح کر دیا (اس حدیث کی تفصیل عنقریب گزری ہے)

باب آدمی کا اپنے چھوٹے بچّوں کا نکاح کر دینا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آیا (نابالغہ ہیں) اللہ تعالیٰ نے عورت کے بلوغ سے پہلے اس کی عدّت تین ماہ کی ہے

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کا اپنی چھوٹی اولاد کے نکاح کر دینے کے جواز میں اس آئت کریمہ سے استدلال کیا۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عورت کے بالغ ہونے سے پہلے اس کی عدّت تین ماہ ذکر فرمائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی نابالغہ کا نکاح کر سکتا ہے۔ صاحب تلویح نے کہا اس میں مصنف نے شبرمہ کا رد کیا ہے۔ امام طحاوی نے ذکر کیا کہ ابن شبرمہ نے کہا باپ کا چھوٹی اولاد کی تزویج جائز نہیں اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو انہیں اختیار ہے کہ باپ کے کئے ہوئے نکاح پر قائم رہیں یا فسخ کر دیں۔

امام بخاری نے کہا یہ قول کتاب و سنّت کے خلاف ہے لہٰذا اس طرف التفات نہ کی جائے۔ مہلب نے کہا اس بات پر امّت کا اجماع ہے کہ والد اپنی چھوٹی اولاد کا نکاح کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جن کو حیض نہ آتا ہو یعنی جو نابالغ ہوں اور اُن جیسی بچیوں سے جماع نہ کیا جاتا ہو۔ باپ ان کا نکاح کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ آئت کریمہ اپنے عموم کے باعث ان کو شامل ہے۔ لہٰذا ایسی بچیوں کا نکاح والد کر سکتا ہے۔ البتہ باپ کے غیر کے نکاح کر دینے میں اختلاف ہے۔

ابن حزم نے کہا باپ اور غیر باپ چھوٹے بچے کا نکاح نہیں کر سکتا حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے اگر کیا،

marfat.com

۴۸۰۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ سِنِيْنَ وَاُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَثَتْ عِنْدَهٗ تِسْعًا

تو وہ ہمیشہ کے لئے فسخ ہوگا۔ بعض لوگوں نے یہ قول پسند کیا ہے۔ مذکور تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ زوجین میں سے جو کوئی بچپن یا نامردی یا کسی اور مرض کے باعث جماع پر قادر نہ ہو تو اس کا نکاح جائز ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جبکہ آپ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے طلاق نہ دیں مجھے مردوں کی خواہش نہیں میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں

۴۸۰۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح فرمایا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں اور ان کی رُخصتی ہوئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں اور حضور کے پاس نو برس رہیں۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے)

۴۸۰۵ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی نابالغ بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو برس رہیں اور ان کی اٹھارہ برس کی عمر شریف میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور آپ رضی اللہ عنہا ۵۷ ہجری میں فوت ہوئیں۔

منکوحہ کو سُسرال کب بھیجا جائے؟

جب شوہر اور سُسرال منکوحہ کی رُخصتی میں اختلاف کریں تو امام احمد اور ابو عُبَیدہ نے کہا جب منکوحہ نو برس کی ہو جائے تو اس کی رخصتی کر دی جائے جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی نو برس کی عمر شریف میں کی گئی تھی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں، لیکن اگر نو برس کی بالغہ ہو جائے اور وہ جماع کی قدرت نہ رکھتی ہو تو سُسرال کے لئے جائز ہے کہ اسے شوہر کے پاس بھیجنے سے منع کریں اور اگر وہ نو برس کو نہیں پہنچی اور مرد سے جماع کی قدرت رکھتی ہے تو اس کے

marfat.com

بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الْإِمَامِ

وَقَالَ عُمَرُ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى حَفْصَةَ فَأَنْكَحْتُهُ

۴۸۰۶ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ قَالَ هِشَامٌ وَأُنْبِئْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ

والدین اس کو شوہر کے پاس جانے سے منع نہ کریں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر منکوحہ نابالغہ ہے تو شوہر پر اس کا نان و نفقہ واجب نہیں حتی کہ وہ بالغ ہو جائے یا اُسے شوہر سے مجامعت کی قدرت ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر مراہقہ کی صحت اچھی ہو اور خوب جسیمہ ہو جماع کی قدرت رکھتی ہو تو اس کا شوہر اس سے جماع کر سکتا ہے؛ ورنہ جب تک جماع کی طاقت نہ ہو تو اس کے گھر والے شوہر کے پاس نہ بھیجیں (عینی)

باب — والد کا اپنی بیٹی کا امام سے نکاح کرنا

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے آپ سے نکاح کر دیا"

۴۸۰۶ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے نکاح کیا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں اور ان کی رخصتی ہوئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔ ہشام نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ آپ کے پاس نو سال رہیں

۴۸۰۶ — شرح: حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا جبکہ آپ امام ہیں۔ ابن بطال مالکی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح کرنے میں امام سے

marfat.com

بَابُ السُّلْطَانُ وَلِيٌّ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۲

۴۸۰۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ
عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّىْ وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِىْ
فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا
حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَىْءٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِىْ اِلَّا
اِزَارِىْ فَقَالَ اِنْ اَعْطَيْتَهَا اِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا اِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ
شَيْئًا فَقَالَ مَا اَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَلَمْ
يَجِدْ فَقَالَ اَمَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَىْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ
كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ زَوَّجْنَكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

اولیٰ ہے اور بادشاہ اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو اور ولی کا ہونا نکاح کے لئے شرط ہے لیکن حدیث میں شرط کا ذکر نہیں ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب بادشاہ ولی ہے

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے تجھے قرآن یاد ہونے کے سبب اس سے تمہارا نکاح کر دیا ،،

۴۸۰۷ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک عورت جناب

marfat.com

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور کہا میں نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کیا اور بہت دیر کھڑی رہی۔ ایک آدمی نے کہا: یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! اگر آپ کو حاجت نہیں تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیں۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس کوئی شئی ہے جو اُس کو مہر دے۔ اُس نے کہا میرے پاس کوئی شئی نہیں صرف میرا تہبند ہے فرمایا اگر تو اس کو یہ دے گا تو تُو بیٹھا رہے گا تیرے پاس تہبند نہ ہوگا (یعنی برہنہ رہے گا) کوئی اور شئی تلاش کر اُس نے کہا میں کوئی شئی نہیں پاتا فرمایا تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی مل جائے اُس نے وہ بھی نہ پائی تو آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس قرآن سے کچھ ہے؟ (کوئی سُورت یاد ہے؟) اُس نے کہا: جی ہاں! مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ ان کا نام ذکر کیا۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہم نے تجھے قرآن کی سورتیں یاد ہونے کے سبب اس سے تیرا نکاح کر دیا۔

۴۸۰۷ — شرح: ابن بطال نے کہا تمام علماء کا اس پہ اتفاق ہے کہ جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی بادشاہ ہے اور جب کفوٗ پایا جائے اور اس کا ولی نکاح نہ کرے تو بادشاہ اس کا ولی ہے وہ اس کا نکاح کرے گا۔

اور جب کنواری نوجوان لڑکی کا والد غائب ہو جائے اور بسیار تلاش کے بعد اس کی خبر نہ ملے تو امام ابو حنیفہ اور مالک رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا بھائی اس کی اجازت سے نکاح کر دے۔ امام شافعی نے کہا صرف بادشاہ ہی نکاح کرے گا اور کوئی ولی نکاح نہیں کر سکتا۔ اسی طرح بیوہ یا مطلقہ ہے جبکہ اس کے قریبی ولی غائب ہوں۔

امام مالک، سفیان ثوری اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا ولی عَصَبَہ ہے جو جائیداد کا وارث ہوتا ہے۔ ماموں، نانا اور مادر زاد بھائی امام مالک کے نزدیک نکاح میں ولی نہیں۔

اس مسئلہ میں اہلِ فقہ کا اختلاف ہے کہ نکاح میں ولی مقدم ہے یا وصی کو اولیت ہے۔ امام ابو حنیفہ و امام مالک اور ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا وصی ولی سے اولیٰ ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ولی کو اولیٰ کہتے ہیں۔

وصی کو صغیر پر ہرگز ولائت کا حق نہیں۔ ابن حزم نے کہا وصی کو نکاح کرنے میں ہرگز اجازت نہیں مرد کا نکاح ہو یا عورت کا زوجین صغیر ہوں یا کبیر ہوں (عینی)

marfat.com

بَابُ لَا يُنْكِحُ الْاَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ اِلَّا بِرِضَاهَا

۴۸۰۸ــــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ

باب ــ باپ اور اس کا غیر بالغہ کنواری یا بیوہ کا نکاح ان کی رضامندی کے بغیر نہیں کرسکتا،،

۴۸۰۸ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے پوچھ لیا جائے اور نہ بالغہ کنواری کا نکاح کیا جائے حتی کہ اس سے اجازت حاصل کرلی جائے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالغہ کنواری لڑکی کی اجازت کیسے ہوگی! فرمایا کنواری لڑکی کا اجازت طلب کرنے کے وقت خاموش رہنا ہی اجازت ہے۔

۴۸۰۸ــــ شرح : اِستیمار کے معنی مشورہ کرنا ہے یعنی بیوہ منہ سے بولے کہ اس کا نکاح کردو؛ کیونکہ اس کے یہ کہنے میں عار اور شرم و حیا نہیں جبکہ وہ ایک بار تجربہ کرچکی ہے لیکن کنواری لڑکی حیاء کے باعث نہیں بولتی اس لئے اس کی خاموشی ہی اِذن متصور ہوتی ہے اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ ولی بیوہ اور بالغہ کنواری کو نکاح پر مجبور نہیں کرسکتے اس لئے بیوہ سے پوچھا جائے اور بالغہ کنواری سے اجازت حاصل کی جائے اور جب بالغہ عاقلہ اپنی پسند کے نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا عورتوں کی اپنی مرضی سے ان کے اولیاء کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہو پاتا؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ ،، ولی کے بغیر نکاح نہیں ہو پاتا، لیکن مذکور حدیث ان کے خلاف ہے؛ نیز لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ ،، پر سب کا اتفاق نہیں لہٰذا یہ حدیث متفق علیہ نہیں لہٰذا یہ متفق علیہ کا معارضہ

marfat.com

۴۸۰۹ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيْعِ بْنِ طَارِقٍ اَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو مَوْلٰی عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِیْ قَالَ رِضَاهَا صُمَاتُهَا

نہیں کرسکتی ہے اس لئے امام بخاری اور یحییٰ بن معین نے کہا نکاح میں ولی کی شرط میں کوئی صحیح حدیث نہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ترمذی نے خود کہا ہے کہ اس حدیث میں محدثین کا کلام ہے۔ ترمذی نے یہ حدیث زہری اور عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین سے روائت کی ہے۔ ابن جُریج نے کہا میں نے زہری سے ملاقات کی اور اُن سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو اُنھوں نے اس کا انکار کر دیا۔ اس لئے علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے اس کا جواب یہ ہے جب زہری نے ہی اس کا انکار کر دیا تو حسن کیسے ہوئی۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ زہری کا اس حدیث سے انکار کرنا اس کی تکذیب پر نص نہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ زہری نے یہ حدیث روائت کی ہو پھر بھول گئے ہوں، کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر حدیث بیان کرنے والے کو یاد ہی رہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس حدیث میں تکذیب و نسیان دونوں کا احتمال ہو اس کی حجیت ختم ہوجاتی ہے اس سے استدلال نہیں کر سکتے ہیں۔

۴۸۰۹ — ترجمہ : ابو عمرو مولی عائشہ سے روائت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! کنواری لڑکی شرم و حیاء سے بول نہیں سکتی (اس کی رضا کیسے معلوم ہوگی) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی خاموشی ہی اس کی رضامندی ہے۔

۴۸۰۹ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاقلہ بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور اس کی خاموشی رضامندی ہے اور اس کو مجبور کرنے کو جائز نہ فرمایا۔ عاقلہ بالغہ کا اجازت حاصل کرتے وقت ہنس پڑنا اجازت ہے، کیونکہ اس کا ہنسنا فرح و سرور کی علامت ہے اور جب مذاق کے طور پر ہنسے تو یہ رضامندی نہیں۔ ہاں اگر رو پڑے تو یہ اجازت نہیں، کیونکہ یہ ناراضگی کی دلیل ہے۔ فقہاء نے عاقلہ بالغہ کے رونے میں

marfat.com

بَابٌ اِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهٗ وَهِیَ کَارِهَةٌ فَنِکَاحُهٗ مَرْدُوْدٌ

۴۸۱۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعِ ابْنَیْ یَزِیْدَ بْنِ جَارِیَةَ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْاَنْصَارِیَةِ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِیَ ثَیِّبٌ فَکَرِهَتْ ذٰلِکَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِکَاحَهَا

۴۸۱۱۔ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا یَزِیْدُ اَخْبَرَنَا یَحْیٰی عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَتْهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ وَمُجَمِّعَ ابْنَ یَزِیْدَ حَدَّثَاهُ اَنَّ رَجُلًا یُدْعٰی خِذَامًا اَنْکَحَ ابْنَةً لَّهٗ نَحْوَهٗ

تفصیل ذکر کی ہے اُنھوں نے کہا اگر رونے کی تقدیر میں آنسو گرم ہیں تو یہ عدم اجازت کی دلیل ہے اور اگر آنسو ٹھنڈے ہیں تو یہ اجازت کی دلیل ہے، کیونکہ خوشی سے بھی رونا آتا ہے۔ اس وقت آنسو ٹھنڈے ہوتے ہیں۔

باب جس کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ ناراض ہو تو اس کا نکاح مسترد ہے

۴۸۱۰ ترجمہ: خَنْسَاء بنت خِذام انصاریہ سے روائت ہے کہ اُن کے والد نے اُن کا نکاح کر دیا، حالانکہ وہ بالغہ تھی اُس نے اس نکاح کو اچھا نہ جانا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔

۴۸۱۱ ترجمہ: قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن یزید اور مجمع بن یزید نے انہیں خبر دی کہ ایک آدمی جس کو خذام کہا جاتا تھا نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا جبکہ اس کی بیٹی نے ناراض ہو کر حضور سے عرض کیا تو آپ نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔

۴۸۱۰-۱۱ شرح: اس حدیث میں مذکورہ عورت بیوہ مذکور ہے لیکن عبدالرزاق

marfat.com

بَابُ تَزْوِيجِ الْيَتِيمَةِ

لِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ وَاِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةَ فَمَكَثَ سَاعَةً اَوْقَالَ مَامَعَكَ فَقَالَ مَعِيَ كَذَا وَكَذَا وَلَبِثَا ثُمَّ قَالَ زَوَّجْتُكَهَا فَهُوَ جَائِزٌ فِيْهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے اپنے اسناد سے ابوبکر بن محمد سے روائت کی کہ ایک انصاری نے خنساء بنت خذام سے نکاح کیا اور غزوۂ احد میں شہید ہوگیا تو اس کے والد نے اس کا نکاح کسی اور سے کر دیا خنساء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور عرض کیا میرے والد نے میرا نکاح کر دیا ہے، حالانکہ میرا دیور جو میرے بچوں کا چچا ہے مجھے پسند ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خنساء کی پہلے شوہر سے اولاد تھی۔ واقدی نے اس کا نام انیس بن قتادہ ذکر کیا ہے بعض نے اسیر کہا ہے۔ دار قطنی اور طبرانی نے ہشیم کے طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ خنساء بنت خزام کے والد نے اس کا نکاح کیا جبکہ وہ راضی نہ تھی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔ اس حدیث میں کنواری یا بیوہ کا ذکر نہیں۔ خنساء کی حدیث جیسی اور احادیث بھی مذکور ہیں جن میں نکاح مسترد کیا گیا ہے ان میں سے عطاء کی حدیث ہے جو انھوں نے جابر سے روائت کی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی کنواری عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح کیا اور اس سے اجازت نہ لی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے زوجین میں تفریق کر دی (نسائی)

اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر کی کہ ایک کنواری لڑکی کا اس کے والد نے نکاح کر دیا جبکہ وہ اس نکاح سے راضی نہ تھی تو آپ نے نکاح مسترد کر دیا۔ مذکور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ منکوحہ بیوہ ہو یا باکرہ (کنواری) ان کی رضاء کے بغیر نکاح کر دیا جائے تو مسترد کیا جا سکتا ہے اور استرداد کی علت ثیوبت یا بکارت ہے جبکہ وہ نکاح سے راضی نہ ہو۔

باب — یتیم لڑکی کا نکاح کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف کر سکو گے

marfat.com

۴۸۱۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ قَالَ لَهَا يَا اُمَّتَاهْ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى اِلٰى مَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ اُخْتِيْ هٰذِهٖ

اور تو عورتوں میں سے جو چاہو نکاح کر لو ! ،،

شرح : اس آئت کریمہ کی تفسیر میں بیضاوی نے کہا جب یتامیٰ سے نکاح کرو اور تمہیں خوف ہو کہ اُن میں انصاف نہ کر سکو گے تو دیگر عورتوں میں سے جس سے خوش ہو نکاح کرو۔ در اصل واقعہ اس طرح ہے کہ جب کوئی یتیم لڑکی دیکھتا کہ وہ مالدار اور خوبصورت ہے تو اس سے نکاح کر لیتا بسا اوقات اس کے پاس چند یتیم عورتیں جمع ہو جاتیں اور ان کے حقوق ادا کرنے کی قدرت نہ ہوتی تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی کہ اگر تمہیں ڈر ہے کہ حقوق پورے نہ کر سکو گے تو ان کے سوا دوسری عورتوں سے نکاح کرو جن کے حقوق ادا کر سکو۔ یتیم لڑکی سے مراد باکرہ بالغہ عورت ہے اور زمانہ ماضی کے اعتبار سے اسے یتیم کہا ہے۔

"جب ولی سے کہا فلاں عورت سے میرا نکاح کر دو تو ولی کچھ وقت دیر کی۔ یا کہا تیرے پاس کیا ہے اُس نے کہا میرے پاس اتنا اتنا ہے یا دونوں خاموش رہے پھر کہا میں نے اس سے تیرا نکاح کر دیا تو جائز ہے اس کی سہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی "

شرح قولہ وَاِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ الخ اس کا عطف تزویج الیتیمہ پر ہے۔ یعنی اس باب میں دو حکم ہیں ایک یتیم سے نکاح کرنا۔ دوسرا یہ کہ پیغامِ نکاح دینے والا عورت کے ولی سے کہے فلاں عورت مجھ سے نکاح کر دو تو ولی جواب میں کچھ وقت تاخیر کر دے یا یہ کہے کہ تیرے پاس کوئی شئی ہے جو اس کو مہر میں دے گا وہ کہے میرے پاس اتنا اتنا ہے۔ یعنی ایجاب اور قبول کے درمیان ایسا کلام واقع ہو یا دونوں تاخیر کر دیں پھر کہے میں نے تیرے ساتھ نکاح کر دیا تو ان تینوں صورتوں میں

marfat.com

الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ
أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا فَنَهَوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا
لَهُنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ
قَالَتْ عَائِشَةُ إِسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ
ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللهُ يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ إِلَى تَرْغَبُونَ فَأَنْزَلَ اللهُ
لَهُمْ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَجَمَالٍ رَغِبُوا
فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبًا عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ
تَرَكُوهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ
يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا
لَهَا وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ

نکاح جائز ہے، کیونکہ باوجود مذکور تاریخ کے مجلس واحد ہے۔

۴۸۱۲ — ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور کہا اے میری ماں! اس آیت کریمہ : وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى الى قوله مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ،، کی تفسیر کیا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے : یہ وہ یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی کفالت میں ہوتی وہ اس کی خوبصورتی اور مالداری میں رغبت کرتا (اور اپنے ساتھ نکاح کر لیتا) اور اس کا مہر کم کرنا چاہتا تو ان کو یتیموں کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا گیا مگر یہ کہ اُن کو پورے مہر دیں اور اُن کے ماسوا دیگر عورتوں کے ساتھ نکاح کا حکم دیا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اس کے بعد لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ الى قوله تَرْغَبُونَ ،، نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں انہیں فرمایا : کہ یتیم بالغہ عاقلہ عورت جب خوبصورت اور مالدار ہوتی تو اس کے نکاح اور نسب اور مہر میں رغبت کرتے اور جب وہ خوبصورت نہ ہوتی

marfat.com

بَابُ اِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِیْ فُلَانَةَ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ بِكَذَا وَكَذَا جَازَ النِّكَاحُ وَاِنْ لَمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ اَرَضِيْتَ اَمْ قَبِلْتَ ۴۸۱۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ اَنَّ امْرَأَةً اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَ مَا لِیْ الْيَوْمَ فِی النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا قَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ قَالَ اَعْطِهَا وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ قَالَ مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ قَالَ فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

اور کم مالداری کے باعث اس میں رغبت نہ ہوتی تو انہیں چھوڑ دیتے اور اُن کے علاوہ دُوسری عورتیں لے آتے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جیسے وہ انہیں عدمِ رغبت کی صورت میں چھوڑتے ہیں (اور اُن سے نکاح نہیں کرتے) تو اُن کے لئے جائز نہیں کہ جب ان میں (خوبصورتی اور مالداری کے باعث) رغبت کریں تو اُن سے نکاح کریں مگر یہ کہ ان کے لئے انصاف کریں اور ان کا پُورا حق انہیں دیں اور وہ کامل مہر ہے۔

باب — جب شادی کا پیغام دینے والا عورت کے ولی سے کہے میرا فلاں عورت سے نکاح کر دو!

اور وہ کہے میں نے اتنے اتنے (مہر کے عوض) تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح جائز ہے اگرچہ زوجہ سے یہ نہ کہے کیا تو راضی ہے یا تو نے قبول کیا؟

marfat.com

بَابٌ لَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ اَوْ يَدَعَ

۴۸۱۳ — حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ نَهٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَبِيْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا

۴۸۱۳ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ پر اپنا آپ پیش کیا تو آپ نے فرمایا مجھے آج کسی دوسری عورت کی حاجت نہیں! ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا مجھ سے نکاح کر دیں۔ فرمایا تیرے پاس کیا ہے (مہر کتنا ہے)، اس نے کہا میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ فرمایا اس کو کچھ دو، اگرچہ لوہے کی انگوٹھی دو۔ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں۔ فرمایا تو نے کتنا قرآن پڑھا ہے۔ عرض کیا اتنا اتنا قرآن پڑھا ہے۔ فرمایا میں نے اس قرآن کے سبب جو تجھے یاد ہے اس کا تجھے مالک بنا دیا۔

۴۸۱۳ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آج عورتوں کی حاجت نہیں، حالانکہ آپ نے اسے سر تا پا، ایک نظر سے دیکھا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو حاجت تھی اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کا یہ دیکھنا نکاح کے لئے نہیں تھا۔ اجنبیہ عورت کو دیکھنا آپ کے لئے جائز تھا اور یہ آپ کے خصوصیات سے ہے، کیونکہ آپ ساری امت کے باپ ہیں جبکہ آپ کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں یا ممکن ہے کہ آپ نے کسی اور مصلحت کے لئے دیکھا تھا۔

بابٌ اپنے مسلمان بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغام نہ بھیجے حتیٰ کہ وہ نکاح کر لے یا اسے ترک کر دے"

۴۸۱۴ — ترجمہ : ابن جُریج نے بیان کیا میں نے نافع کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

يَخْطِبَ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ

۴۸۱۵ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ يَأْثُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ

نے اس سے منع کیا کہ تم میں سے بعض دوسرے کی بیع پر بیع کریں اور یہ کہ اپنے بھائی کی منگنی پر پیغام نکاح بھیجے۔ حتی کہ پہلا منگیتر منگنی ترک کردے یا وہ اسے اجازت دیدے۔

۴۸۱۴ شرح : قولہ لایخطب ،، منصوب یا مرفوع ہے۔ پہلی تقدیر پر "لا" زائدہ ہے اور دوسری تقدیر پر نافیہ ہے۔ نیز ہوسکتا ہے کہ مجزوم نہی کا صیغہ ہو اس تقدیر پر لفظ قَالَ مقدر ہے اور نہی پر معطوف ہے۔ یعنی نَهٰى وَقَالَ لَا يَخْطُبُ ،، اور بھائی سے مراد نسبی یا رضاعی یا دینی بھائی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب فاطمہ بنت قیس کو طلاق ہوئی اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم نے انہیں پیغام نکاح بھیجے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اسامہ بن زید سے نکاح کرلے اس کا جواب یہ ہے کہ جب زن وشوہر نکاح پر راضی ہوجائیں تو اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے اور اگر صرف مشورہ تک محدود ہو اور صراحۃً ان میں رضامندی نہ ہوئی ہو تو عورت کو پیغام نکاح دینا جائز ہے کیونکہ ابوجہم اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم نے فاطمہ بنت قیس کو پیغام نکاح دیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع نہ فرمایا اور فاطمہ بنت قیس کو مشورہ دیا کہ وہ حضرت اسامہ سے نکاح کرلے ؛ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ تک فاطمہ بنت قیس کا کسی طرف میلان نہ ہوا تھا۔ البتہ اگر کسی کی طرف عورت کا میلان ہوجائے اور منگنی طے پا جائے تو اب اسے منگنی کا پیغام دینا جائز نہیں ،، اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ نہی فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے منسوخ ہے کیونکہ کسی فقیہہ نے یہ نہیں کہا اور فقہاء احادیث کے معانی زیادہ جانتے ہیں بعض نے کہا یہ نہی تحریم کے لئے نہیں لیکن یہ قول بعید تر ہے۔

۴۸۱۵ ترجمہ : اعرج نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

marfat.com

وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَكُونُوا اِخْوَانًا وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ اَوْ يَتْرُكَ

بَابُ تَفْسِيْرِ تَرْكِ الْخِطْبَةِ

۴۸۱۶ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ

سے روائت کی کہ آپ نے فرمایا اپنے آپ کو گمان سے دُور رکھو، کیونکہ گمان بہت جھوٹی بات ہے اور لوگوں کی باتیں نہ کریدو اور ایک دُوسرے سے دشمنی کی باتیں نہ کرو اور نہ ہی ایک دُوسرے سے بُغض کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بنے رہو اور کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے حتی کہ وہ نکاح کر لے یا منگنی ترک کر دے۔

۴۸۱۵ — شرح : اس حدیث میں گمان سے تحذیر کی گئی ہے یعنی اپنے گمان پر عمل نہ کرو! حالانکہ اکثر شرعی احکام ظن پر مبنی ہیں اور مجتہدین کا عمل بھی ظنّیات پر مبنی ہے اور مجتہد پر اپنے ظنّ پر عمل کرنا واجب ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں پر حسن ظنّ واجب ہے۔ حدیث شریف میں "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ"، نیز فرمایا "ظُنُّوا بِالْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا"۔ ان روایات کے ہوتے ہوئے مذکور حدیث کا معنیٰ کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں ظنّ سے مراد بدگمانی ہے یعنی باہم بدگمانی سے بچو! یہ سارے جھوٹوں سے زیادہ جھوٹ ہے۔ اس میں گناہ اس لئے زیادہ ہے کہ یہ قلبی امر ہے اور اس کا اعتبار ایمان کی طرح ہے اور کذب زبان کا کام ہے۔ اس میں استقرار نہیں۔ لہٰذا ظنّ کا فساد زیادہ ہے یا اکثر جھوٹ کا منشا ظنّ ہے۔ تجسُّس اور تحسُّس میں فرق یہ ہے کہ لوگوں کی باتیں کان لگا کر سُننا تحسُّس ہے اور لوگوں کی باتیں کرنا تجسُّس ہے۔ بعض نے کہا دونوں کا معنیٰ واحد ہے اور وہ پوشیدہ خبریں تلاش کرنا ہے۔ تباغضوا ایک دُوسرے سے بغض و عناد کرنا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ایک دوسرے کے لئے نفع کی کوشش کرو اور ضرر دفع کرو جیسے بھائیوں میں ہوتا ہے اس طرح ہو جاؤ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قولہ "حَتّٰی یَنْکِحَ"، حتی غائت کے لئے آتا ہے۔ یہ حدیث میں لا یخطب کی غائب کس طرح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نکاح کے بعد تو خطبہ (منگنی) ممکن نہیں۔ گویا کہ فرمایا کسی کی منگنی پر ہرگز منگنی نہ کرے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے "حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ"، حتی کہ سوئی کے سوراخ میں اونٹ داخل ہو جائے۔

marfat.com

الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ
ابْنَ عُمَرَ یُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِیْنَ تَاَیَّمَتْ حَفْصَةُ
قَالَ عُمَرُ لَقِیْتُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ
بِنْتَ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَلَقِیَنِیْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَیْكَ فِیْمَا
عَرَضْتَ اِلَّا اِنِّیْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا تَابَعَهٗ یُوْنُسُ وَمُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ اَبِیْ
عَتِیْقٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ

باب منگنی چھوڑنے کی تفسیر

۴۸۱۶ ــــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر فاروق نے کہا جب حفصہ بیوہ ہوگئیں تو میں نے ابوبکر سے ملاقات کی اور اُن سے کہا اگر تم چاہو تو میں حفصہ بنت عمر کا نکاح تم سے کردوں؟ میں چند روز ٹھہرا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کا پیغام دیا مجھے ابوبکر صدیق ملے اور کہا جو تم نے مجھ پر پیش کیا تھا اس کا جواب نہیں دینے میں مجھے صرف اس بات نے منع کیا تھا کہ مجھے علم تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا ذکر کیا تھا اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشاء نہ کرسکتا تھا اگر آپ انہیں چھوڑ دیتے تو میں ضرور حفصہ قبول کرلیتا۔ یونس، موسیٰ ابن عقبہ اور ابن ابی عتیق نے زُہری سے روائت کرنے میں شعیب کی متابعت کی ہے۔

۴۸۱۶ ــــ شرح: اس حدیث کی عنوان سے موافقت اس طرح ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ابوبکر ملے الخ کیونکہ اس کلام میں

marfat.com

بَابُ الْخِطْبَةِ

۴۸۱۷ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ جَآءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا منگنی ترک کرنے میں عمر فاروق سے عذر خواہی کرنا ہے اور انہیں یہ جواب دینا ہے کہ وہ جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حفصہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منگنی ترک کرنے کی یہ تفسیر کی ہے۔

باب خطبہ

۴۸۱۷ — ترجمہ : زید بن اسلم نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ دو آدمی مشرق کی جانب سے آئے اور انھوں نے لوگوں سے خطاب کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بعض بیان جادو ہیں۔

۴۸۱۷ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث باب الطب میں عبداللہ ابن یوسف کے ذریعہ مالک سے روایت ذکر کی ہے۔ ابوداؤد نے قعنبی کے ذریعے مالک اور ترمذی نے بھی ذکر کی ہے اور اسے حسن صحیح کہا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ان دو مردوں میں سے ایک کا نام زبرقان اور دوسرے کا نام عمرو تھا۔ یہ دونوں تمیمی تھے اور فصاحت و بلاغت میں باکمال تھے وہ نو ہجری میں آئے دونوں نے اپنے خطبوں میں کمالِ فصاحت و بلاغت پر مشتمل کلام کیا۔ زبرقان نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں بنی تمیم قبیلہ کا سردار ہوں ان میں میری اطاعت کی جاتی ہے اور میں ان کی طرف جملہ امور سرانجام دیتا ہوں اور اُن سے ستم وظلم کی مدافعت کرتا ہوں اور اُن کے حقوق کا احیاء کرتا ہوں ان کو پامال نہیں ہونے دیتا۔ یہ میرا ساتھی عمرو مجھے خوب جانتا ہے کہ میں ایسا شخص ہوں۔ عمرو نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!

marfat.com

یہ سخت معارضہ کرنے والا ہے اپنے آپ سے مدافعت کرتا ہے اور اس کے قریبی ہی اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ زبرقان نے کہا یا رسُولَ اللہ! خُدا کی قسم یہ شخص لئیم الحال ہے۔ نیا نیا مالدار احمق ہے اور اپنے قبیلہ میں بدنام ہے۔ بخدا! یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! یہ جانتا ہے کہ جو کچھ اُس نے کہا ہے وہ مجھ میں نہیں پایا جاتا۔ یہ اُس نے صرف حسد کرتے ہوئے کہا۔ عمرو نے کہا: میں تجھ پہ حسد کرتا ہوں؟ بخدا یا رسُولَ اللہ! میں نے پہلے بھی سچ کہا ہے۔ اور دوسری بار جھوٹ نہیں کہا لیکن میں وہ انسان ہوں۔ جب میں راضی ہوں تو کہتا ہوں جو کچھ مجھے معلوم ہُوا ہے بہتر ہے اور جب میں غضبناک ہوں تو کہتا ہوں جو کچھ میں نے پایا ہے وہ اچھا نہیں ہے (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جبکہ ان کے کلام میں انتہائی فصاحت و بلاغت پائی کہ بعض بیان جادو ہیں جو سُننے والوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ اور ان کے دل مسخر کرلیتا ہے۔ اور ان پر غلبہ حاصل کرلیتا ہے جیسے جادو ظاہر حال میں تصرف کرتا ہے۔ ابو داؤد نے عبداللہ بن بُریدہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ بعض بیان جادو ہیں اور بعض علم جہالت ہیں اور بعض شعر حکمت ہیں اور بعض کلام عبال ہیں۔ صعصعہ بن صوحان نے کہا۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سچ فرمایا ہے۔ بعض بیان کے جادو ہونے کا معنی یہ ہے کہ جس شخص پر کسی کا حق ہو اور وہ مقدمات اور حجج و دلائل کے باعث اپنے مقابل پر غلبہ حاصل کرلیتا ہے اور لوگ اس کے جواب میں عاجز رہ جاتے ہیں اور وہ کسی کا حق لے کر جاتا رہتا ہے۔ بعض علموں کے جہل ہونے کی صورت یہ ہے کہ بعض عالم کوئی بات کرتے ہیں جسے جانتے نہیں ہیں اور اس کی تقریر و تحریر میں تکلّف کرتے ہیں اور جہالت میں پڑ جاتے ہیں جو شعر حکمت ہیں اُن سے مراد یہ ہے کہ وہ مواعظ، امثال اور معارف پر مشتمل ہوتے ہیں اور بعض عبال بایں معنی ہیں کہ تو اپنا کلام اُس کے سامنے ذکر کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں اور نہ وہ اسے چاہتا ہے (تیسیر القاری) اس حدیث کی مناسبت عنوان سے اس طرح ہے کہ اُن دو مَردوں کا جناب رَسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کلام غرض اور مقصد سے خالی نہ تھا اور حاجت کے وقت خطبہ پڑھنا لوگوں کے دل مائل کرنے اور اجابت میں رغبت کرنے کے لئے قدیم رسم چلی آرہی ہے اسی لئے نکاح کے وقت خطبہ پڑھا جاتا ہے

کیا عقدِ نکاح کے وقت خُطبہ واجب ہے؟

اہلِ ظاہر کے نزدیک خطبۂ نکاح واجب ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سیّدہ طاہر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت خطبہ پڑھا تھا اور آپ کا فعل وجوب کے لئے ہے؛ لیکن فقہا کے نزدیک یہ خطبہ فرض و واجب نہیں بلکہ مستحبّ ہے۔ امام ترمذی نے کہا بعض

marfat.com

بَابُ ضَرْبِ الدُّفِّ فِي النِّكَاحِ وَالْوَلِيْمَةِ

۴۸۱۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ قَالَ قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ

اہلِ علم ایسے سفیان ثوری وغیرہ نے کہا کہ خطبہ کے بغیر نکاح صحیح ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن زید کی حدیث میں ایک شخص سے فرمایا میں نے تجھے بعض قرآن یاد ہونے کی برکت سے اس عورت سے تیرا نکاح کر دیا اور اس میں خطبہ مذکور نہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نکاح میں خطبہ نہ پڑھا جائے وہ شل ہاتھ کی طرح ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اصلِ نکاح ہو جاتا ہے۔ واللہ اعلم

نکاح اور ولیمہ میں دُف مارنا

دُف میں دال مضموم ہے مفتوح بھی پڑھا جاتا ہے۔ نکاح میں دُف بجانے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح ولیمہ میں دُف بجانا مباح ہے رُخصتی کے وقت بھی دُف بجانے میں حرج نہیں۔

ترجمہ : خالد بن ذکوان نے کہا رُبیع بنت مُعَوِّذ بن عفرآء نے کہا جب ۴۸۱۸ —
میری رخصتی ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بستر پر تشریف فرما ہوئے جیسے تو میرے پاس بیٹھا ہے۔ ہماری چھوٹی چھوٹی بچیوں نے دُف بجانا شروع کر دی اور بدر کی جنگ میں جو میرے آباء قتل ہو چکے ان کا نُدبہ کر رہی تھیں (ان کو افسوس سے پکارتی تھیں) اچانک اُن میں سے ایک بچی نے کہہ دیا ہم میں ایسا نبی ہے جو آنے والے دن

marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً وَكَثْرَةِ الْمَهْرِ وَاَدْنٰى مَا يَجُوْزُ مِنَ الصَّدَاقِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا وَقَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ خَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ

کی باتیں جانتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم ،، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہنا چھوڑ دو اور وہ کہو جو پہلے کہتی تھی۔

۴۸۱۸ شرح : روتے ہوئے میت کے محاسن شمار کرنے کو نُدبہ کہتے ہیں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ربیع بنت عفراء کے بستر پر اس کے پاس بیٹھ گئے ؛ کیونکہ حضور کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ اجنبیہ سے خلوت کر سکتے ہیں اور اس کو دیکھ سکتے ہیں جیسے آپ ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جاتے اور اُن کے گھر آرام فرماتے اور وہ آپ کے سر مبارک کو آرام پہنچاتی تھیں ؛ حالانکہ وہ آپ کی محرمہ نہ تھی اور نہ ہی زوجیت کا تعلق تھا۔ نکاح میں دُف بجانا مباح ہے تاکہ عوام کو پتہ چلے کہ شادی ہو رہی ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو فِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ ،، کہنے سے روک دیا ؛ کیونکہ علم صفتِ کمال ہے اور گانا بجانا لھو ولعب سے خالی نہیں تو ایسے مقام میں آپ کی صفت کمال کا ذکر موزون نہ تھا اس لئے فرمایا یہ نہ کہو اور وہ ہی کہو جو اپنے اباؤ اجداد کے محاسن ذکر کرتی تھی اور وہ اشعار کہو جو مغازی اور جنگوں میں بہادری پر مشتمل ہیں۔

نکاح میں دُفّ بجانا

نکاح و ولیمہ میں دُف بجانا مباح ہے۔ امام ترمذی نے محمد بن حاطب سے روایت نقل کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال و حرام نکاح کے درمیان دُف بجانا اور بچیوں کا گانا حد فاصل ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا جبکہ ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے نیز امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

نے فرمایا نکاح کا اعلان کرو اور مساجد میں کرو اور نکاح کے وقت دُف بجاؤ۔

امام نسائی نے قرظہ بن کعب اور ابو مسعود سے روایت نقل کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شادی کے وقت لہو ولعب کی اجازت دی۔ ابن ماجہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انھوں نے اپنی قریبی انصاریہ عورت کا نکاح کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس کے پاس بچیوں کو بھیجا ہے جو وہاں گانا گائیں عرض کیا گیا نہیں۔ آپ نے فرمایا انصار کو غزلیں بہت پسند ہیں تم اس کے ساتھ غزلیں کہنے والی بچیاں بھیجتے تو اچھا مناسب تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ امام اور عالمِ دین شادیوں میں جاسکتے ہیں، اگرچہ وہاں لہو ولعب ہو، کیونکہ شادیوں میں لہو ولعب مباح ہے کیونکہ اس سے محبت پیدا ہوتی ہے اور خوشی میں اضافہ ہوتا ہے اور اس سے رکنا مستحسن نہیں ہے بلکہ یہ ممدوح ومشروع ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنا جائز ہے جبکہ اس میں قابلِ تعریف وصف پائی جائے جیسے چھوٹی بچیوں نے کہا وفینا نبی یعلم ما فی غدٍ کیونکہ مستقبل قریب یا بعید کی باتیں جاننے کی وصف آپ میں پائی جاتی ہے۔ البتہ ممنوع وہ وصف ہے جو ممدوح میں نہ پائی جائے ،، واللہ ورسولہ اعلم!

باب ــــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! عورتوں کو اُن کے مہر دو، عطیہ کے طور پر ،،

اور زیادہ سے زیادہ مہر، اور جو کم از کم مہر جائز ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تم عورتوں میں سے کسی کو زیادہ مہر دو تو اس میں سے کوئی شئ واپس نہ لو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان کا مہر مقرر کرو ،، سہل نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مہر دو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو ،،

تفسیر: ”عورتوں کو ان کے مہر دو ،، سے امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ کم از کم مہر کی حد مقدر نہیں۔ صُدُقات بضم الدال صُدُقہ کی جمع بمعنی مہر ہے اور صَدَقات بفتح الدال صَدَقہ کی جمع بمعنی خیرات ہے۔ نیز صُدُقات بمعنی مہور کو صَدَقات بفتح الصاد وسکون الدال اور صُدُقات بضم الصاد والدال بھی پڑھا جاتا ہے۔ قولہ نِحْلَۃً ،، منصوب مفعول مطلق ہے، کیونکہ نِحْلہ اور اِیتاء کا

marfat.com

معنی واحد ہے۔ دراصل اِنْحَلُوْھُنَّ مُھُوْرَھُنَّ نِحْلَۃً تھا۔ یہ مخاطبین سے حال بھی ہوسکتا ہے یعنی عورتوں کو ان کے مہر دو اس حال میں کہ تم خوش ہو۔ اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ نِحْلَۃً صَدُقات سے حال واقع ہو اور نحلہ کا معنیٰ ملّت ہو، چنانچہ کہا جاتا ہے : نِحْلَۃُ الاسلام خیر الغل اس وقت تقدیر عبارت اس طرح ہوگی وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقَاتِھِنَّ مَفْرُوْضَۃً مُعْطَاۃً ،، یہ بھی احتمال ہے کہ بطورِ تعلیل منصوب ہو یعنی اٰتُوْھُنَّ صَدُقَاتِھِنَّ لِلنِّحْلَۃِ والدیانۃ ،، قولہ کثرۃِ المھر ،، مجرور قولہ تعالیٰ پر معطوف ہے یعنی یہ باب کثرتِ مہر کے بیان میں ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ کثیر مہر بھی جائز ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا یعنی کثیر مال دیا۔ زمخشری نے کہا قنطار کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی غیر محدود عدد ہے بعض نے کہا محدود عدد ہے پھر اس کی تحدید میں اختلاف ہے بعض ایک ہزار دو سو اوقیہ کہتے ہیں بعض بارہ ہزار اوقیہ کہتے ہیں جبکہ بعض ستر ہزار دینار کہتے ہیں۔ مذکور عنوان میں آیات کثرتِ مہر پر دلالت کرتی ہیں۔ جبکہ حدیث شریف قلّتِ مہر پر دلالت کرتی ہے۔ احناف کے نزدیک کم از کم مہر دس درہم ہے اس سے کم جائز نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ دارِ قطنی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت کی ہے کہ لَا مَھْرَ دُوْنَ عَشَرَۃِ دَرَاھِمَ ،، کہ دس درہموں سے کم مہر نہیں۔ بیہقی اور ابو عمرو بن عبدالبرّ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کم از کم مہر جس کے ساتھ آدمی اپنے لئے عورت حلال کرتا ہے دس درہم ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ مہر کثیر اور قلیل ہونے میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ مُہلّب نے کہا کثیر مہر کی حدّ نہیں ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ان میں سے کسی کو تم نے کثیر مال دیا۔ اور عبدالرزاق نے اپنے اسناد سے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے ذکر کیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں کے مہر زیادہ نہ دو تو ایک عورت نے کہا اے عمر یہ تمہارے بس کی بات نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا ،، اور تم نے عورتوں میں سے کسی کو کثیر مال دیا۔

ابوالفرج اموی نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم کو چالیس ہزار درہم مہر ادا کیا تھا اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو سَو باندی اور ایک لاکھ درہم مہر ادا کیا تھا اور مُصعب بن زبیر نے عائشہ بن بنت طلحہ سے نکاح کیا اور اس کو دس لاکھ درہم مہر ادا کیا تھا اور نجاشی نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حبشہ میں نکاح کر کے حضور کی طرف سے چار ہزار درہم مہر ادا کیا (ابوداؤد) اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع بھیج دی۔ حربی نے کہا نجاشی نے چار سَو دینار مہر ادا کیا تھا بعض نے دو سو دینار کہا ہے۔ مسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ذکر کی کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ حربی نے کہا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ام المؤمنین سودہ کو ایک مکان مہر دیا تھا اور ام المؤمنین عائشہ

marfat.com

۴۸۱۹ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ فَرَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَاشَةَ الْعُرْسِ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ اِمْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ

رضی اللہ عنہا کو گھریلو سامان مہر دیا جس کی قیمت پچاس درہم تھی ۔ زینب بنت جحش کا مہر پانچ سو درہم تھا۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حضور نے مہر میں سامان دیا جس کی قیمت دس درہم تھی۔ بعض نے کہا دو مٹکے ایک چکی اور ایک تکیہ مہر دیا ۔ ترمذی نے چار سو درہم ذکر کئے ہیں۔ مسلم کی روائت میں ہے کہ ایک انصاری نے نکاح کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مہر دیا اُس نے کہا چار اوقیہ مہر دیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار اوقیہ مہر دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم اس پہاڑ سے چاندی نکالتے ہو

۴۸۱۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے سونے کی گٹھلی کے وزن کے برابر مہر کے عوض نکاح کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شادی کی خوشی کے آثار دیکھے تو اس سے دریافت کیا تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا میں نے ایک عورت سے سونے کی گٹھلی کے وزن کے برابر مہر کے عوض نکاح کیا ہے۔ قتادہ نے انس سے روائت کی کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک عورت سے سونے کی گٹھلی کے برابر مہر کے عوض نکاح کیا۔

۴۸۱۹ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن کا کلام سُنا تو خاموش رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی مقدار معیّن نہیں ہے اور زوجین جس پر راضی ہو جائیں وہ مہر متصوّر ہو سکتا ہے۔ گٹھلی کا وزن پانچ درہم تھا۔"

بشاشہ کے معنی خوشی ہیں "

marfat.com

بَابُ التَّزْوِيْجِ عَلَى الْقُرْاٰنِ وَبِغَيْرِ صَدَاقٍ

۴۸۲۰ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ سَمِعْتُ اَبَا حَازِمٍ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْيِكَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْيِكَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتِ الثَّالِثَةَ فَقَالَتْ اِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَأْيِكَ فِيْهَا رَأْيَكَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْكِحْنِيْهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتِمًا

باب قرآن کی تعلیم کے عوض نکاح کر دینا اور مہر ذکر کئے بغیر نکاح کر دینا

۴۸۲۰ــــ ترجمہ : ابو حازم نے کہا میں نے سہل بن سعد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک جماعتِ صحابہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ اچانک ایک عورت کھڑی ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی ذات آپ کو بخش دی۔ آپ اس میں اپنی رائے قائم کر لیں آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا وہ پھر دوسری بار کھڑی ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی ذات آپ کو ہبہ کی آپ اس میں اپنی رائے دیکھیں۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تیسری بار کھڑی ہوئی اور کہا اس نے اپنا آپ آپ کے لئے ہبہ کر دیا ہے اس میں اپنی رائے دیکھیں۔ پھر ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور عرض کیا

marfat.com

مِنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ فَطَلَبَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتِمًا مِنْ حَدِيْدٍ قَالَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ اَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوْضِ وَخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ

۴۸۲۱ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيْدٍ

کہا یارسول اللہ! اس عورت کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے (جو مہر میں ادا کرے) اُس نے کہا نہیں فرمایا جاؤ تلاش کرو! اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔ وہ گیا اور تلاش کیا پھر آگیا اور عرض کیا: میں نے کوئی شئ نہیں پائی اور نہ ہی لوہے کی انگوٹھی پائی ہے۔ فرمایا کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اُس نے کہا مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ فرمایا جاؤ تجھے قرآن یاد ہونے کے سبب میں نے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا۔

۴۸۲۱ — ترجمہ: سہل بن سعد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا نکاح کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی کے عوض نکاح کرو!

۲۰ - ۴۸۲۱ — شرح: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث جو متعدد طُرق سے منقول ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لوہے کی انگوٹھی مہر دی جائے تو نکاح درست ہو جاتا ہے۔ اس سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ تعلیم قرآن پر اُجرت لینا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ اور اُن کے تلامذہ اور امام مالک، لیث اور مُزنی نے کہا کہ تعلیم قرآن مہر نہیں ہو سکتی امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تعلیم قرآن کے عوض نکاح کرے تو نکاح جائز ہے اور وہ اس نکاح کے حکم میں ہے جس میں مہر ذکر نہ کیا جائے۔ اس صورت میں مہر مثل واجب ہے جبکہ منکوحہ سے

marfat.com

ہم بستری کرلے ؛ ورنہ اس منکوحہ کو متعہ دینا ہوگا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کا جواب یہ دیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جو کچھ تجھے قرآن یاد ہے اس کے عوض اس کا نکاح تجھ سے کر دیا آپ کے خصوصیات سے ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ تعلیم قرآن کے عوض تزویج و تملیک کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مہر کے بغیر ملکِ بضعہ مباح کیا ہے آپ کے سوا اور کسی کے لئے مباح نہیں کیا ؛ چنانچہ صراحۃً قرآن کریم میں ہے : خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ،، دوسرے مومنوں کے سوا صرف آپ کے لئے خاص ہے ۔ لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مخصوص کر دیا ہے وہ آپ مہر کے بغیر اور کسی کی تملیک کر دیں ۔ یہ صرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے ۔ امام لیث تعلیم قرآن کو مہر قرار نہیں دیتے وہ کہتے ہیں اس عورت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ میں نے اپنی ذات آپ کو ہبہ کر دی ہے یعنی مہر کے بغیر آپ کی ملکیت کر دی ہے ۔ اور اس شخص نے کہا تھا کہ آپ اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں ۔ اور حدیث میں کہیں مذکور نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے مشورہ کیا ہو یا اس عورت نے کہا ہو کہ اس آدمی سے میرا نکاح کر دیں ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ہبہ کے باعث جس میں آپ کے لئے نکاح جائز ہے اس مرد کو وہ ہبہ کر دی ۔ اس حدیث (سہل بن زید کی حدیث) کا یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد : بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ،، قرآن کریم کے شرف اور اس کی قدر و منزلت کے بیان کے لئے یعنی میں نے قرآن کریم کی سورتوں کی برکت اور تعظیم کے لئے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا اور یہ بھی احتمال ہے کہ لوہے کی انگوٹھی بطورِ مہر معجّل ہو اگرچہ وہ قلیل ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لوہے کی انگوٹھی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ؛ کیونکہ یہ دوزخیوں کا زیور ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز تھا پھر ممنوع قرار دیا گیا اور اس کا پہننا منسوخ ہو گیا ۔

قولہ فَرَ ،، فاء عاطفہ اور ،، رَ ،، امر ہے جیسے وَفٰى يَفِيْ سے امر ہے اسی طرح رَعٰى يَرْعٰى سے امر ،، رَ ،، ہے ۔ اس قسم کے الفاظ میں قاعدہ یہ ہے کہ اس کے آخر میں ہاء سکتہ لاحق کرتے ہیں جیسے قِهْ کیونکہ ایک ہی کلمہ سے ابتداء اور اسی پہ وقف مُتَعَسِّر ہے ۔

باب سامان اور لوہے کی انگوٹھی مہر دینا

۸۲۲ھ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا نکاح کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی کے عوض ہو ۔ قد مرّ تفصیلہ ،،

marfat.com

بَابُ الشُّرُوْطِ فِی النِّکَاحِ

وَقَالَ عُمَرُ مَقَاطِعُ الْحُقُوْقِ عِنْدَ الشُّرُوْطِ وَقَالَ الْمِسْوَرُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ صِہْرًا لَہٗ فَاَثْنٰی عَلَیْہِ فِیْ مُصَاھَرَتِہٖ فَاَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِیْ وَصَدَقَنِیْ وَوَعَدَنِیْ فَوَفٰی لِیْ

باب نکاح کے وقت شرطیں لگانا

یعنی اس باب میں عقدِ نکاح کے وقت شرطوں کا بیان ہے شروط کی کئی قسمیں ہیں۔ بعض کا پُورا کرنا ضروری ہے جیسے عورت سے اچھا معاملہ کرنا اور بعض شرطیں وہ ہیں جو ضروری نہیں جیسے عورت نکاح کے وقت یہ شرط ذکر کرے کہ وہ پہلی بیوی کو طلاق دیدے اور بعض شرطیں وہ ہیں جن میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے جیسے یہ شرط کی جائے کہ اس کے بعد کسی اور عورت سے نکاح نہ کرے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں اور وجودِ شرط کے وقت حقوق ختم ہو جاتے ہیں اور مسور بن مخرمہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے داماد کا ذکر کرتے ہُوئے سُنا۔ آپ نے اس کی دامادی میں اس کی ثنا کی اور اچھی ثنا کی؛ چنانچہ فرمایا اُس نے (داماد نے) میرے ساتھ بات کی اور سچی کی مجھ سے وعدہ کیا پورا کیا۔

شرح: مَقاطع مَقطع کی جمع ہے۔ یعنی وہ مقامات جن میں وجودِ شرط کے بعد زوجین کے حقوق ختم ہو جاتے ہیں یعنی شروط واجبہ کو پُورا کرنا واجب ہے۔ اگر کسی آدمی نے اس شرط پر عورت سے نکاح کیا کہ اسے اس کے گھر سے باہر نہیں لے جائے گا یا اس کے

marfat.com

ہوتے ہوئے کسی اوز عورت سے نکاح نہیں کرے گا یا اس قبیل کی کوئی اور مباح شرط ذکر کی تو اس کی وفا میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا شوہر پر واجب ہے کہ شرط پوری کرے۔ شیخ عبدالرزاق اور ابن عبدالبرّ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے یہ شرط ذکر کی کہ اسے گھر سے باہر نہ لے جائے گا تو عمر فاروق نے فرمایا شرط پوری کرے پھر دونوں نے یہی ذکر کیا جو امام بخاری نے ذکر کیا ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا عورت کی شرط پوری کرے۔ بعض متاخرین نے اسے مستحسن کہا ہے۔ بعض علماء نے کہا اللہ سے ڈرتے ہوئے شرط پوری کرے لیکن یہ اس پر واجب نہیں اگر اسے باہر لے جانا ہی چاہتا ہے تو وہ اپنی بیوی کا زیادہ مستحق ہے۔ امام مالک، امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور امام شافعی یہی کہتے ہیں۔

عطاء نے کہا کہ اگر عورت نے یہ شرط کی کہ اس کا شوہر کسی اور عورت سے نکاح نہیں کرے گا نہ کسی لونڈی سے جماع کرے گا اور نہ وہ گھر سے باہر جائے گی تو جب نکاح کرے گا شرط باطل ہو جائے گی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن وہب نے لیث کے ذریعہ ابن سبّاق سے روائت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک آدمی نے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ اسے اس کے گھر سے باہر نہ لے جائیگا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ شرط ختم کر دی اور فرمایا عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہے گی اور عورت کی شرط لازم نہ کی۔ اس طرح کی روائت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ اُنھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی شرط لوگوں کی شرطوں سے مقدم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں متضاد روایات منقول ہیں۔ تابعین اور تبع تابعین نے بھی اس میں اختلاف کیا ہے۔ امام اوزاعی نے پہلا قول اختیار کیا اور کہا عورت کی شرط ثابت رہے گی۔ امام لیث نے دوسرا قول اختیار کیا۔ امام مالک نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔

ابوالعاص زوج زینب بنت النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزّٰی بن عبدالشمس بن عبد مناف بن قصی قرشی عبشمی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سب سے بڑے داماد ہیں اُن کا نام لقیط ہے بعض نے مہشم اور بعض نے ہشیم ذکر کیا ہے اُن کی والدہ ہالہ بنت خُویلد بن اسد ہیں۔ ہالہ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن ہیں۔ ابوالعاص جنگِ بدر میں کفار قریش کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے اور دُوسرے قیدی کافروں کے ساتھ مسلمانوں کے قیدی ہوئے جبکہ مکہ والوں نے قیدیوں کو آزاد کرانے کے لئے فدیہ بھیجا تو اُن کا بھائی عمرو بن ربیع فدیہ لے کر آئے جو انہیں زینب بنت رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیا تھا۔ اس میں وہ ہار بھی تھا، جو

marfat.com

۴۸۲۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحَقُّ مَا اَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ

ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو شادی کے وقت پہنایا تھا۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس ہار پر پڑی تو آپ پر رقت طاری ہوگئی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مشورہ سے ہار واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ ابوالعاص کو اس شرط پر آزاد کر دیا جائے کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو واپس کر دے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ابوالعاص نے وعدہ کیا اور اسے پورا کیا اور بات کی اور سچ کہا۔

ابوالعاص کفر کے زمانہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت مخلص تھے جب کفارِ مکہ نے انہیں کہا کہ وہ اپنی بیوی سیدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاق دے دیں تو انھوں نے کفار کی بات مسترد کرتے ہوئے سیدہ زینب کو اپنی زوجیت میں رکھا۔ اس پر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کو شرک و کفر میں ملوث چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے آئیں۔ اس کے سات سال بعد ابوالعاص بھی مسلمان ہوگئے۔ تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نکاح کے ساتھ ابوالعاص کے نکاح میں واپس کر دی اور تجدیدِ نکاح نہ کی (شروع اسلام میں کافر و مسلمان میں مناکحت جائز تھی) بعض روایات میں ہے کہ تجدید نکاح کی۔ وہ بارہ ہجری کے ذی الحجہ میں فوت ہوئے جبکہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی وفات پا گئی تھیں۔"

۴۸۲۳ — ترجمہ: عقبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا وہ شرطیں جن کو پورا کرنا زیادہ لائق ہے وہ یہ ہے کہ جس کے ساتھ تم نے شرمگاہوں کو حلال جانا (حق زوجیت)

(حدیث ۲۵۳۸ ج : چہارم کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ الشُّرُوْطِ الَّتِیْ لَا تَحِلُّ فِی النِّکَاحِ

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَا تَشْتَرِطُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا

۴۸۲۴ — حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ زَکَرِیَّاءَ هُوَ ابْنُ أَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِیْمَ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا

باب — وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی عورت (عقدِ نکاح کے وقت) اپنی بہن کی طلاق کی شرط نہ لگائے"

یہ تعلیق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔ بخاری نے اسے معلّق ذکر کیا ہے اور ابوہریرہ کی حدیث کے بعض طرق میں یہ مرفوع ہے۔ اس باب کی حدیث میں یہ ہے کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بہن کی طلاق طلب کرے۔ اس کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ بہن سے مراد نسبی بہن ہو یا رضاعی ہو یا اسلامی بہن ہو"، اس کے شوہر کو کہے کہ اسے طلاق دے کر میرے ساتھ نکاح کرے۔ اس میں کافرہ بیوی بھی داخل ہے۔ اگرچہ وہ اسلامی بہن نہیں۔ ابوعمر نے کہا یہاں اُخت (بہن) سے مراد سوکن ہے۔ یعنی اپنے شوہر سے اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ وہ تنہا ہی اس کی زوجیت میں رہے؛ لیکن یہاں اسلامی بہن مراد ہے؛ چنانچہ ابن حبان نے ابوکثیر کے طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اس کا حصّہ اپنے لئے فارغ کرائے؛ کیونکہ ہر مسلمان عورت مسلمان عورت کی بہن ہوتی ہے۔ (عینی)

۴۸۲۴ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

بَابُ الصُّفْرَةِ لِلْمُتَزَوِّجِ

وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۲۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِنِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَاَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ اِلَيْهَا قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

نے فرمایا کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ منگنی کرنے والے سے اپنی بہن کی طلاق کا سوال کرے تاکہ اس کا حصّہ اپنے لئے فارغ کرائے۔ کیونکہ اسے وہی میسّر ہوگا جو اس کی تقدیر میں ہے۔

۴۸۲۴ — شرح : لغت میں استفراغ بمعنی تقلیب ہے اور صحفہ بمعنی ظرف ہے اس کی جمع صحاف ہے یعنی مطلقہ کا پیالہ اُلٹنے کا سوال کرتی ہے یعنی جو مطلّقہ کے لئے نفقہ اور حسن معاشرت وغیرہ ہے وہ اپنے لئے فارغ کرنا چاہتی ہے۔ حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہی تحریم کے لئے ہے۔ بعض اس کو تغلیظ پر محمول کرتے ہیں۔

باب دولہا کے لئے زرد رنگ استعمال کرنا

یہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

۴۸۲۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

marfat.com

حاضر ہوئے جبکہ اُن پر زرد رنگ کے نشان تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا تو آپ کو بتایا کہ اُنھوں نے ایک انصاریہ عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو مہر میں سے کچھ بھیجا ہے؟ عرض کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا بھیجا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ بکری ہی ذبح کردو!

۴۸۲۵ — شرح : قولہ "وَبِہٖ اَثَرُ صُفْرَۃٍ"، واؤ حالیہ ہے یعنی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس حال میں کہ اُن پر زردی کے نشان تھے۔ قسطلانی نے طیبی سے ذکر کیا کہ اس میں زعفران داخل کیا ہوا تھا اور عورت کے کپڑے کا رنگ اُن کے کپڑے کو لگا ہوا تھا؛ ورنہ احناف اور شوافع کے نزدیک زعفران کا استعمال حرام ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کپڑے میں زعفران جائز ہے بدن کو ملنا جائز نہیں لیکن یہ قید ظاہر حدیث کے خلاف ہے۔ اس حدیث کے راوی امام مالک ہیں جو کپڑے میں زعفران کو جائز کہتے ہیں۔ مالکیہ کی سند یہی حدیث ہے۔

بعض روایات میں بہ "ردع زعفران" ہے۔ یعنی زعفران ملا ہوا تھا؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ ثوبٌ رَدِیْعٌ"، زعفران سے رنگا ہوا کپڑا۔ ظاہر یہی ہے کہ ان کے کپڑے زعفران سے رنگے ہوئے تھے بعض کہتے ہیں کہ شروع اسلام میں جو شخص شادی کرتا زرد رنگ کے کپڑے پہنتا تھا اس طرح وہ شادی میں خوشی اور سرور کا اظہار کرتے تھے۔ اس کے مطابق بعض روایات میں "وعلیہ لشاشۃ العروس"، واقع ہے۔ یہ اس لئے کرتے تھے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اس نے نکاح کیا ہے وہ اس کی ولیمہ وغیرہ میں مدد کریں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ بہترین رنگ ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند فرماتے تھے۔

ابن عبدالبر نے زہری سے نقل کیا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رنگ کرتے تھے اور اس میں کچھ حرج خیال نہ کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ، شافعی اور ان کے تلامذہ کپڑے میں زعفرانی رنگ کو تحریمی مکروہ کہتے ہیں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مرد کا زعفرانی رنگ استعمال کرنا ممنوع ہے۔ قولہ "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ"، اس حدیث سے ظاہریہ نے استدلال کیا کہ جو شخص شادی کرے اس پر ولیمہ کرنا فرض ہے۔ وہ کم ہو یا زیادہ ہو۔ قرطبی نے کہا امام شافعی کا بھی ایک قول یہ ہے۔ امام مالک کا مشہور مذہب بھی یہ ہے۔ ابن تین نے کہا امام احمد کا مذہب یہی ہے؛ لیکن ابن قدامہ نے مغنی میں ذکر کیا جو شخص نکاح کرے اس کے لئے مستحب ہے کہ ولیمہ کرے اگرچہ بکری ذبح کرے۔

علماء اس بات پر متفق ہیں کہ شادی میں ولیمہ مشروع ہے اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ واجب نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت ولیمہ کیا

marfat.com

بَابٌ ـ ۴۸۲۶ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ فَاَوْسَعَ الْمُسْلِمِيْنَ خُبْزًا فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ اِذَا تَزَوَّجَ فَاَتٰى حُجَرَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَدْعُوْ وَيَدْعُوْنَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَاٰى رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ لَا اَدْرِيْ اَخْبَرْتُهُ اَوْ اُخْبِرَ بِخُرُوْجِهِمَا

اور اس میں گوشت نہ تھا۔ مہلب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیموں میں مختلف عمل رہا ہے۔ یہ انسان کی سہولت کے مطابق ہے اور "اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" میں بکری سے کم ممنوع نہیں اور یسار و غنیٰ کے اعتبار سے بکری کو انتہائی قلیل ذکر کیا ہے۔ یعنی اگر انسان مال دار ہو تو اسے کم از کم بکری ذبح کرنی چاہیئے

ولیمہ کا وقت

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ولیمہ کے وقت میں علماء میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مالکیہ کے نزدیک صحیح تر یہ ہے کہ اس کا وقت زوجین کے اجتماع کے بعد ہے۔ بعض علماء نے کہا عقدِ نکاح کے وقت ولیمہ کیا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اجتماع کے بعد اور پہلے جائز ہے۔ ماوردی نے کہا زوجین کے اجتماع کے وقت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کی عروسی کی اور لوگوں کی دعوت کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ زوجین کے اجتماع کے بعد ولیمہ کا وقت ہے۔ بعض مالکیہ نے کہا کہ رخصتی کے وقت ولیمہ مستحب ہے اس کے بعد زوجین کا اجتماع ہوتا ہے۔ اس پر لوگوں کا عمل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابٌ ـ ۴۸۲۶ ـ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب کا ولیمہ کیا اور مسلمانوں کو خوب کھانا کھلایا آپ باہر تشریف لے گئے جیسے آپ نکاح کے وقت کرتے تھے اور امہات المؤمنین کے گھروں میں آئے آپ ان کے لئے دعاء فرماتے اور وہ آپ کے لئے دعائیں کرتی

marfat.com

بَابٌ كَيْفَ يُدْعٰى لِلْمُتَزَوِّجِ

۴۸۲۷ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ رَاٰى عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ مَاهٰذَا قَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاَةٍ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْبِشَاةٍ

تھیں ۔ پھر آپ واپس آئے تو دو آدمی دیکھے آپ واپس چلے گئے۔ پھر میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی نے ان دو آدمیوں کے چلے جانے کی خبر دی ۔

۴۸۲۶ ـــ شرح : شادی کے طعام کا نام ولیمہ ہے۔ امام نووی نے کہا "ولم" بمعنی جمع ہے۔ یہ زوجین کے اجتماع کے وقت طعام کھلاتے ہیں۔ عام علماء کے نزدیک یہ سنّت مستحبّہ ہے جو دولہا اپنے حال کے مطابق تھوڑا بہتا طعام کھلاتا ہے۔ اُوپر کی حدیث میں اس کی تفصیل مذکور ہے ۔

باب ـــ دولہا کو کیسے دعاء دی جائے ؟

ابن بطال نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد عام لوگوں کا رد کرنا ہے جو دولہا کو رفاء اور بَنِیْن کے الفاظ سے دُعاء دیتے ہیں یعنی آپس میں اتفاق اور لڑکوں میں ملیں ۔ اور اس طرح کے الفاظ جو کسی روائت میں ہیں وہ ضعیف ہے۔ اس کا اعتبار نہیں ۔ یہ جاہلیت کی رسم ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں اس لئے یہ دعاء منع کر دی ۔ نیز اس دُعاء میں صرف لڑکوں کا ذکر ہے۔ اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ لڑکیاں اچھی نہیں یہ بھی کفار کی عادت اور جاہلیت کا طریقہ ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دولہا کے لئے یہ دُعاء فرمایا کرتے تھے : بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا بِالْخَيْرِ ،، یہ حدیث حسن صحیح ہے (ابوداؤد) قولہ رَفَّا بفتح الراء وتشدید الفاء مہموز اللام بمعنی التئام واجتماع ہے ۔ جوہری نے کہا "الرفاء" ممدود بمعنی التئام و اتفاق ہے بعض نے رفی مصدر ہمزہ کے بغیر پڑھا ہے بعض نسخ ہمزہ کی جگہ حاء پڑھا ہے ۔

marfat.com

بَابُ اَلدُّعَاءِ لِلنِّسَاءِ اللَّاتِي يَهْدِيْنَ الْعُرْسَ وَلِلْعَرُوْسِ ۴۸۲۸ - حَدَّثَنَا قُرَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ تَزَوَّجَنِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْنِيْ اُمِّيْ فَاَدْخَلَتْنِيْ الدَّارَ فَاِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ

۴۸۲۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف پر زردی کے نشان دیکھے تو فرمایا یہ کیا ہے ؟ عرض کیا میں نے ایک عورت سے گٹھلی کی مقدار سونے کے عوض نکاح کیا ہے۔ فرمایا بَارَکَ اللّٰہُ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ ،، اللہ برکت دے ولیمہ کرو اگرچہ بکری ذبح کرو!

۴۸۲۷ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ! بارکَ اللّٰہُ لَکَ ،، میں شادی کرنے والے کے لئے دعاء ہے۔ اس سے جاہلیت والوں کا قول ،، بِالرِّفَاءِ والبنین ،، بھی مسترد ہو جاتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قول بہت ناگوار تھا ؛ کیونکہ ایسا کہنے میں ان کی موافقت ہوتی ہے۔ اسی لئے آپ نے اس قول سے منع فرمادیا۔ پہلے ہم نے ذکر کیا ہے کہ نہی کی یہی وجہ بھی ہے کہ اہلِ جاہلیت کے اس قول میں حمد وثنا کا ذکر نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا نام مذکور ہے۔ نیز ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس قول میں لڑکیوں سے بغض ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اس میں صرف لڑکوں کا ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن ابی شیبہ نے عمر بن قیس کے طریق سے حدیث ذکر کی کہ اُنہوں نے کہا میں قاضی شریح کے پاس تھا جبکہ ان کے پاس شام سے ایک آدمی آیا تھا اُس نے آتے ہی کہا میں نے شادی کرلی ہے تو شریح نے کہا ،، بالرفاء والبنین ،، اس کا جواب یہ ہے کہ شریح کو اس سے نہی کا علم نہیں ہُوا تھا۔

بابٌ ان عورتوں کے لئے دعاء کرنا جو دلہن کو دولہا کے بھیجنے کے لئے تیار کرتی ہیں اور دلہن کے لئے دعا کرنا

marfat.com

بَابُ مَنْ اَحَبَّ الْبِنَآءَ قَبْلَ الْغَزْوِ

۴۸۲۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۲۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو میرے پاس میری والدہ آئیں اور مجھے ایک گھر میں پہنچا دیا اس میں انصار عورتیں تھیں ۔ اُنھوں نے کہا خیر و برکت اور بہترین نصیبہ پر تشریف لائی ہو۔

۴۸۲۸ — شرح : بظاہر یہ حدیث عنوان کے مخالف ہے کیونکہ عنوان میں دلہن کو تیار کرنے والی عورتوں کے لئے دعاء کرنا مذکور ہے جبکہ حدیث شریف میں ہے کہ اُن عورتوں نے خیر و برکت اور اچھے نصیبہ کی دُعاء کی ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان نے یہی ان کو رخصتی کے لئے تیار کیا تھا اور انصار عورتوں نے ان کے لئے اور جو اُن کے ہمراہ تھیں اور دُلہن کے لئے دُعاء کی جبکہ اُنھوں نے کہا تم خیر پہ آئی ہو ؛ کیونکہ عروس پہ لام مدعو لہا کے معنیٰ میں ہے اور "نساء" پر لام داعیہ کے معنیٰ میں ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عنوان اور حدیث میں مطابقت واضح ہے کیونکہ باب الدعاء میں الف لام مضاف الیہ کے عوض ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے باب دُعاء النسوۃ الداعیات لِلنِّسْوَۃِ اللّاتی یہدین العروس ،، اور "داعیات" سے انصار عورتیں مراد ہیں جو دلہن آنے سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تھیں اور داعیات عورتوں سے مراد ام رومان ام المؤمنین کی والدہ اور جو ان کے ہمراہ عورتیں تھیں کیونکہ عادت یہ ہے کہ جب دلہن کی والدہ دولہا کے گھر دلہن لے کر آئے تو اس کے ہمراہ تھوڑی بہت عورتیں ضرور ہوتی ہیں ۔ لہذا ام المؤمنین کی والدہ اور اُن کے ہمراہ عورتیں اور دلہن وہ عورتیں ہیں جن کے لئے دُعاء کی گئی اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں عورتیں جو دلہن آنے سے پہلے موجود تھیں وہ دعاء کرنے والی انصار عورتیں ہیں اُنھوں نے کہا تھا خیر و برکت اور بہترین نصیبہ پہ آئی ہو۔ طائر کے معنی نصیبہ اور انسان کا مقدر ہے جو اللہ کے علم میں ہے ۔ (عینی)

باب جس نے غزوہ کرنے سے پہلے رخصتی کو پسند کیا

۴۸۲۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

قَالَ غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا يَتْبَعْنِيْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمْ يَبْنِ بِهَا

بَابُ مَنْ بَنٰى بِامْرَأَةٍ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ

۴۸۳۰ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَهِيَ ابْنَةُ سِتٍّ وَّبَنٰى بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ تِسْعٍ وَمَكُثَتْ عِنْدَهٗ تِسْعًا

نے فرمایا نبیوں میں سے ایک نبی نے غزوہ کا ارادہ کیا تو اپنی قوم سے فرمایا جس شخص نے نکاح کیا ہے اور وہ رُخصتی کا ارادہ کرتا ہے اور ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی وہ میرے ساتھ نہ آئے۔

۴۸۲۹ — شرح : اس نبی کا نام یوشع بن نون یا داؤد علیہ السلام تھا۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب جہاد کی تیاری ہو اور کسی نے شادی کی ہو لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی اور نہ ہی زوجین میں اجتماع ہوا ہو تو غزوہ سے پہلے بیوی کو اپنے گھر لاکر جماع کرلے تاکہ اس کا دل غزوہ کے لئے فارغ رہے (حدیث ۲۹۱۶ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے اپنی بیوی سے جماع کیا جب کہ وہ نو برس کی ہو!

یعنی جو کوئی نابالغہ سے نکاح کرے وہ اس کے قریب نہ جائے حتی کہ وہ نو برس کی ہو جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔ فقہا نے کہا اس میں عورت کی قوت اور طاقت کا اعتبار ہے۔ اگر نو برس کی ہو اور اس میں جماع کی طاقت نہ ہو شوہر اس کے قریب نہ جائے اور اگر نو برس سے کم ہو لیکن جماع کی طاقت رکھتی ہو تو شوہر اس کے قریب جا سکتا ہے۔ اور یہ حدیث فقہاء کے قول کے مخالف نہیں۔"

marfat.com

بَابُ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ

۴۸۳۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلٰثًا يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ فَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَاُلْقِيَ فِيْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْاَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيْمَتَهٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَقَالُوْا اِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ النَّاسِ

۴۸۳۰ — ترجمہ : عروہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جبکہ وہ چھ برس کی تھیں اور اُن سے خلوت فرمائی جبکہ وہ نو برس کی تھیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس نو سال رہیں۔ (حدیث ۴۸۰۵ کی شرح دیکھیں)

باب سفر میں بیوی سے خلوت کرنا

۴۸۳۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان تین دن اقامت فرمائی۔ صفیہ بنت حیی کی وجہ سے آپ پر قبہ لگایا گیا تھا۔ (آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی) میں نے آپ کے ولیمہ کی لوگوں کو دعوت دی۔ اس دعوت ولیمہ میں نہ روٹی اور نہ ہی گوشت تھا۔ آپ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے کہا صفیہ امہات المؤمنین میں سے ہیں یا آپ کی باندی ہیں۔ چنانچہ انھوں نے کہا اگر آپ نے صفیہ کو پردہ میں رکھا تو آپ اُمہات المؤمنین سے ہیں اور اگر

marfat.com

بَابُ الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَّلَا نِيْرَانٍ

۴۸۳۱ — حَدَّثَنِيْ فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْنِيْ اُمِّيْ فَاَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَلَمْ يُرْعَنِيْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى

پردہ میں نہ رکھا تو آپ کی باندی ہیں (جس کے آپ مالک ہیں) جب کوچ کیا تو اُن کے لئے اپنے پیچھے سواری پر جگہ بنائی اور اُن کے اور لوگوں کے درمیان پردہ کر دیا۔

۴۸۳۰ — شرح : عرب میں یہ رسم تھی کہ دلہن سے خلوت کے وقت اُن پر خیمہ لگا دیتے تھے تاکہ وہ دونوں آپ میں خلوت کریں۔ اس لئے اس کی تعبیر "یُبْنٰی عَلَیْہِ" سے کرتے تھے۔ بناء کے معنی بیوی سے جماع کرنا بھی ہے

(حدیث : ۴۷۶۴، ج : د ، ۳۹۳۵۔ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

باب مرد کا بیوی سے دن میں جماع کرنا اور روشنی اور سواری کے بغیر برات لے جانا

جاہلیت میں رسم تھی کہ لوگ دولہا کے آگے آگے قندیلیں جلاتے تھے اور زینت کے لئے دولہا کے آگے اونٹوں پر سواری کرتے تھے۔ عنوان کا مقصد یہ ہے کہ زیب و زینت کے لئے دولہا کے آگے لوگوں کا اونٹوں پر سوار ہونا اور دولہا کے آگے چراغ روشن کرنے مکروہ ہیں۔ سعید بن منصور نے عروہ بن رُوَیم کے طریق سے روایت کی کہ عبداللہ بن قرظ ثمالی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص پر حاکم تھے ان کے پاس سے دولہا گزرا جس کے آگے لوگ آگ روشن کر کے چل رہے تھے۔ آپ نے انہیں دُرّہ سے مارنا شروع کیا تو وہ سارے بھاگ گئے۔ پھر خطبہ میں فرمایا تم نے دولہا کے آگے آگ روشن کی اور کفر سے مشابہت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی آگ بجھانے والا ہے۔

marfat.com

بَابُ الْاَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَاءِ

۴۸۳۲ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلِ اتَّخَذْتُمْ اَنْمَاطًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اَنّٰى لَنَا اَنْمَاطٌ قَالَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ

۴۸۳۱ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو میری والدہ آئیں اور مجھے گھر میں پہنچایا پس اچانک چاشت کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے (مجھ سے خلوت کی) {جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کے وقت دن کو خلوت فرمائی وہاں نہ سواری تھی اور نہ ہی آگ وغیرہ تھی}

باب ــ عورتوں کے لئے بچھونے وغیرہ

اس باب میں عورتوں کے لئے انماط کے استعمال کا ذکر ہے۔ اَنْماط نمط کی جمع بمعنی بچھونا ہے ہودج کے اوپر والے کپڑے کو بھی نمط کہتے ہیں۔ پردہ پر نمط کا اطلاق ہوتا ہے۔ قسم اور نوعیت بھی اس کے معنی ہیں؛ چنانچہ کہا جاتا ہے "لَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَالِكَ النَّمَطِ" یعنی یہ اس قسم سے نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے "خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ النَّمَطُ الْاَوْسَطُ" ایک روایت میں وسط ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دین میں غلو اور تقصیر کو اچھا نہ جانا۔ نمط کا اطلاق لوگوں کی جماعت پر بھی ہوتا ہے جن کا مقصد واحد ہو اور پردوں اور نمدوں پر بھی یہ بولا جاتا ہے۔

۴۸۳۲ــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نمدے بنا لئے ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لئے نمدے کہاں سے آئے آپ نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے نمدے ہوں گے۔

۴۸۳۲ــ شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے

marfat.com

بَابُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي يَهْدِيْنَ الْمَرْأَةَ اِلٰى زَوْجِهَا

۴۸۳۳۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا زُفَّتْ اِمْرَأَةٌ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهَا اللَّهْوُ

کہ نمدوں کا استعمال جائز ہے کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے منع نہیں فرمایا بلکہ ان کی تقریر کی چنانچہ فرمایا عنقریب تمہارے لئے نمدے ہوں گے بشرطیکہ ریشم نہ ہو۔ مسلم کی حدیث میں "اتھا تنکون" کے بعد جابر نے کہا میری بیوی کے پاس نمدہ تھا میں نے کہا اس کو دُور کر دو تو اُس نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے نمدے ہوں گے لیکن ریشمی نمدوں کی ممانعت حدیثوں سے واضح ہے۔

باب۔ اُن عورتوں کا کام جو نئی دلہن کو اس کے شوہر کے سپرد کرتی ہیں

۴۸۳۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کی ایک انصاری مرد کے پاس رخصتی کی گئی تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : اے عائشہ کیا تمہارے پاس کوئی سرود کی شئی ہے ؟ کیونکہ انصار کو سرود اچھا لگتا ہے۔

۴۸۳۳ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت "زُفَّتِ امْرَءَةٌ" میں ہے کیونکہ زُفَّتَ کے معنی اِہدآء ہیں۔ یعنی عورت کو اس کے شوہر کے پاس بھیجا حدیث میں مذکور یتیمہ عورت تھی جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھی اس کا نام فارعہ بنت اسعد بن زرارہ ہے اور اس کے انصاری شوہر کا نام نبیط بن جابر انصاری تھا۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم

marfat.com

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْعَرُوْسِ

۴۸۳۹ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ وَاسْمُهُ الْجَعْدُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَرَّ بِنَا فِیْ مَسْجِدِ بَنِیْ رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ بِجَنَبَاتِ اُمِّ سُلَيْمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسَلَّمَ عُرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِیْ اُمُّ سُلَيْمٍ لَوْ اَهْدَيْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا اِفْعَلِیْ فَعَمَدَتْ اِلٰى تَمْرٍ وَّسَمْنٍ وَاَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِیْ بُرْمَةٍ فَاَرْسَلَتْ بِهَا مَعِیَ اِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا اِلَيْهِ فَقَالَ ضَعْهَا ثُمَّ اَمَرَنِیْ فَقَالَ ادْعُ لِیْ رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِیْ مَنْ لَقِيْتَ قَالَ

نے فرمایا کیا تم نے اس کے ساتھ کوئی لڑکی بھیجی ہے جو وہاں دف کے ساتھ گائے بجائے کیونکہ انصار کو گانا بجانا اچھا لگتا ہے۔ جابر سے ایک روائت میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے زینب! وہ عورت لاؤ جو مدینہ منورہ میں گایا کرتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توضیح سے نقل کیا کہ علماء نے ولیمہ میں دُف وغیرہ بجانے پر اتفاق کیا ہے اور اس میں لہو وغیرہ جائز ہے۔ ولیمہ کو اس لئے خاص کیا کہ اس سے نکاح کا اظہار ہوتا ہے۔ امام مالک نے فرمایا ولیمہ میں ڈھول اور دُف وغیرہ بجانے میں حرج نہیں لیکن شادی کے بغیر یہ مناسب نہیں۔ امام مالک سے اس لہو سے متعلق پوچھا گیا جو بلند آواز سے بجاتے ہیں تو اُنھوں نے کہا اگر خفیف ہو تو حرج نہیں۔ اگر بڑا ہو تو مکروہ ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا فحش لہو لعب اور غنا مکروہ ہے۔ اصبغ نے کہا ولیمہ اور غیر ولیمہ میں غنا جائز نہیں البتہ وہ غنا جائز ہے جو انصار یہ عورتیں رجز کہا کرتی تھیں۔

باب دلہن کو نذرانہ بھیجنا

اس باب میں یہ بیان ہے کہ زفاف کی رات کے بعد صبح کو دلہن کو نذرانے بھیجنا مستحب ہے

marfat.com

فَفَعَلْتُ الَّذِیْ اَمَرَنِیْ فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَیْتُ غَاصٌّ بِاَهْلِہٖ فَرَاَیْتُ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَدَیْہِ عَلٰی تِلْکَ الْحَیْسَۃِ وَتَکَلَّمَ بِمَا
شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ جَعَلَ یَدْعُوْ عَشَرَۃً عَشَرَۃً یَاْکُلُوْنَ مِنْہُ وَیَقُوْلُ لَہُمْ
اُذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ وَلْیَاْکُلْ کُلُّ رَجُلٍ مِمَّا یَلِیْہِ قَالَ حَتّٰی تَصَدَّعُوْا
کُلُّھُمْ عَنْہَا فَخَرَجَ مِنْھُمْ مَنْ خَرَجَ وَبَقِیَ نَفَرٌ یَتَحَدَّثُوْنَ قَالَ
وَجَعَلْتُ اَغْتَمُّ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ
وَخَرَجْتُ فِیْ اَثَرِہٖ فَقُلْتُ اِنَّھُمْ قَدْ ذَھَبُوْا فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْبَیْتَ وَاَرْخٰی
السِّتْرَ وَاِنِّیْ لَفِی الْحُجْرَۃِ وَھُوَ یَقُوْلُ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا

۴۸۳۴ — ترجمہ : ابو عثمان نے کہا ہمارے ساتھ حضرت انس بن مالک بنی رفاعہ کی مسجد میں سے گزرے میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سلیم کے گھر کے پاس سے گزرتے تو ان کے گھر تشریف لے جاتے اور انہیں سلام فرماتے پھر انس بن مالک نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے شادی کی تو مجھے اُم سُلیم نے کہا اگر ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ، نذرانہ بھیجیں (تو اچھا ہے) میں نے کہا ضرور بھیجو تو اُنھوں نے کھجوریں، گھی، پنیر کو ایک برتن میں ڈال کر حیسہ بنایا اور وہ میرے ساتھ آپ کے پاس بھیجا میں وہ آپ کی خدمت میں لے گیا تو مجھے فرمایا یہ یہاں رکھ دو اور مجھے حکم دیا کہ لوگوں کو بلاؤ ان کے آپ نے نام ذکر کئے اور جسے ملو اس کو بھی بلا لاؤ تو جو آپ نے حکم دیا میں بجا لایا میں واپس آیا تو دیکھا کہ گھر لوگوں سے بھرا ہُوا ہے اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اسے حیسہ پر دستِ اقدس رکھا اور جو اللہ نے چاہا آپ نے پڑھا (برکت کی دعاء کی) پھر آپ نے دس دس کو بلانا شروع کیا کہ وہ اس سے کھاتے جائیں۔ اور اُن سے یہ فرماتے تھے کہ کھانا شروع کرتے وقت اللہ کا نام ذکر کریں (بسملہ پڑھیں) اور ہر آدمی اپنے آگے سے کھائے۔ انس نے کہا (لوگوں نے خوب کھایا) حتیٰ کہ وہ سیر ہو کر حیسہ سے علیحدہ ہو گئے اور بعض لوگ چلے گئے اور چند لوگ (دو یا تین) باقی بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ انس نے کہا مجھے ان کے بیٹھے رہنے سے غم لاحق ہُوا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امہات المؤمنین رضی اللہ عنہنّ کے حجروں

marfat.com

بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ اِنَاهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ قَالَ اَبُوْعُثْمٰنَ قَالَ اَنَسٌ اِنَّهٗ خَدَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَ سِنِيْنَ

کی طرف تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے پیچھے گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! وہ لوگ چلے گئے ہیں تو آپ واپس آئے اور گھر میں داخل ہو کر پردہ لٹکا دیا اور میں گھر کے صحن میں رہا جبکہ آپ فرماتے تھے: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے تک راہ تکو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی کو ایذاء ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔ ابو عثمان نے کہا کہ انس بن مالک نے کہا انھوں نے دس برس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے۔

۴۸۳۴ شرح: بنو رفاعہ بن حرث بن بہتہ بن سلیم قبیلہ ہے وہ کوفہ اور بصرہ میں آئے اور وہاں مساجد وغیرہ بنائیں اور حدیث میں مذکور مسجد سے مراد وہ مسجد ہے جو انھوں نے بصرہ میں بنائی تھی۔ جنبات جُنبَۃ کی جمع ہے۔ اس کے معنی کنارہ کے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ جناب بمعنی فناء سے ماخوذ ہو اور وہ گھر کا صحن ہے یعنی جب ان کے گھر کے صحن سے گزرتے تو ام سلیم کو سلام فرماتے تھے۔ یہ حضرت انس کی والدہ ہیں انہیں ام سلیم بنت ملحان کہا جاتا ہے ان کا نام سہلہ ہے بعض نے رُمیلہ کہا اور بعض نے رمیہ ذکر کیا ہے یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ ہیں۔

ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ اسد یہ ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہجری میں اُن کے ساتھ نکاح کیا۔ واقدی نے پانچ ہجری ذکر کی ہے۔ اس سے پہلے وہ زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے بیس ہجری میں وفات پائی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی تھی۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس وقت

marfat.com

بَابُ اِسْتِعَارَةِ الثِّيَابِ لِلْعَرُوْسِ وَغَيْرِهَا

۴۸۳۵ — حَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِهٖ فِیْ طَلَبِهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ اِلَيْهِ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا

انس بن مالک بیس برس کے تھے اور ۹۳ ہجری میں فوت ہوئے رضی اللہ عنہ

فوائد حدیث

دولہا اور دلہن کو ہدایا بھیجنا مستحب ہے۔ اسلام سے پہلے لوگ عروس کو ہدایا بھیجا کرتے تھے اسلام نے اس کو برقرار رکھا۔ اگرچہ قلیل ہی ہو اور جب محبت صحیح ہو تو تکلف جاتا رہتا ہے؛ چنانچہ ام سلیم کا حال اقل تھا اس کے مطابق اُنھوں نے ہدیہ بھیجا۔ شادی میں ولیمہ مسنون ہے۔ ابن عربی کے قول کے مطابق زوجین کے اجتماع کے بعد ہونا چاہیئے۔ بیہقی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلوت کرنا اس ولیمہ کے بعد تھا۔ ولیمہ میں لوگوں کے نام لئے اور کوئی تکلف کئے بغیر انہیں دعوت دینا سنت ہے۔ اس حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے کہ قلیل طعام سے بہت لوگ سیر ہوگئے؛ چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں تین سو سے زائد لوگوں کا ذکر ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت حیادار تھے کہ آپ گھر آتے اور جاتے رہے، لیکن باتیں کرنے والوں کو نہیں فرمایا کہ تم چلے جاؤ۔ دوست سے اذیت پہنچے تو صبر کرنا چاہیئے۔ شادی میں طریقہ یہ ہے کہ اگر طعام بچ رہے تو اور لوگوں کو بلا لیا جائے تاکہ نکاح کا اعلان اور زیادہ ہو جائے۔ کھانا کھاتے وقت بسملہ پڑھنا سنّت ہے اور مسنون یہ ہے کہ اپنے آگے سے کھائے۔

marfat.com

نَزَلَ بِكِ اَمْرٌ قَطُّ اِلَّا جَعَلَ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّ جَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً "

بَابُ مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ اِذَا اَتٰى اَهْلَهٗ

۴۸۳۶ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

باب عروسی کے لئے کپڑے وغیرہ مستعار لینا

یعنی اس باب میں یہ بیان ہے کہ دلہن کے لئے کپڑے اور زیورات وغیرہ شادی کے وقت مستعار لینے میں حرج نہیں "

۴۸۳۵ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ انہوں نے اسماء رضی اللہ عنہا سے ہار مستعار لیا اور وہ گم ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام کو اس کی تلاش میں بھیجا راستہ میں نماز کا وقت ہوگیا تو انہوں نے بے وضوء کئے بغیر نماز پڑھی۔

جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ سے یہ شکائت کی اس وقت تیمم کی آیت نازل ہوئی اُسید بن حضیر نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو اچھی جزاء دے خدا کی قسم تم پہ کوئی واقعہ نہیں آیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اس سے راہ نکال دی اور اس واقعہ میں مسلمانوں کے لئے برکت کی۔

۴۸۳۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عنوان میں عروسی کے لئے کپڑوں کا مستعار لینا مذکور ہے اور حدیث میں اسماء سے ہار مستعار لینا مذکور ہے اور وہ کپڑا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ عنوان میں لفظ "غیرہا" بھی ہے اور کپڑوں کے علاوہ ہار وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ نیز اگر یہ کہا جائے کہ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ نے اسماء سے ہار مستعار لیا تھا وہ اس وقت دلہن نہ تھیں اور عنوان میں دلہن کا ذکر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ ہار اور کپڑے وغیرہ ملبوسات

marfat.com

قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا لَوْ اَحَدُھُمْ یَقُوْلُ حِیْنَ یَاْتِیْ اَھْلَہٗ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَیْنَھُمَا فِیْ ذٰلِکَ اَوْ قُضِیَ وَلَدٌ لَمْ یَضُرَّہٗ شَیْطَانٌ اَبَدًا

سے زینت کی جاتی ہے وہ عام ہے شادی کے وقت ہو یا اس کے بغیر ہو حدیث ۳۳۱ کی شرح دیکھیں

باب ۔ جب شوہر اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا پڑھے ؟

۴۸۳۶ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے۔ اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : خبردار جب تم میں سے کوئی جس وقت اپنی بیوی کے پاس آئے تو کہے بسم اللہ ۔ اے اللہ مجھے شیطان سے دُور کر اور شیطان کو اس سے دور کر جو ہمیں عطا کرے پھر اس جماع میں ان کے لئے بچہ مقدّر ہو یا اس کا فیصلہ ہو جائے تو شیطان اسے کبھی ضرر نہ دے سکے گا۔

۴۸۳۶ ـــ شرح : مسلم اور احمد کی روائت میں ہے کہ اس پر شیطان مسلّط نہ ہوگا یا اس کو شیطان ضرر نہ دے گا یعنی اس بچہ پر شیطان کا تسلّط نہ ہوگا کہ وہ نیک عمل نہ کر سکے بعض علماء نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان اس کو جنون میں مبتلا نہ کر سکے گا کیونکہ کسی نے بھی اس دعاء کو عموم پر محمول نہیں کیا۔ اس لئے بعض نے کہا کہ بچّہ کی ولادت کے وقت اس کے پیٹ کو مسّ نہیں کر سکے گا جس سے بچّہ چلانا شروع کر دیتا ہے، لیکن حدیث شریف میں ہے کہ ہر بچہ کو اس کی پیدائش کے وقت شیطان اس کے پیٹ پر مس کرتا ہے جس سے وہ چلّانے لگتا ہے ؛ لیکن مریم اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہما السّلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ایک روائت میں سیّدہ فاطمہ علیہا السّلام اور حسن و حسین علیہما السّلام بھی شیطان کے مس سے محفوظ ہیں کیونکہ جس طرح عمران علیہ السلام نے مریم اور ان کی اولاد کے دعاء کی تھی۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی سیّدہ فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السّلام کے لئے دُعاء

marfat.com

بَابُ اَلْوَلِيْمَةُ حَقٌّ

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

فرمائی تھی کہ اللہ انہیں شیطان کے تصرف وتسلط سے محفوظ رکھے۔ بعض علماء نے کہا اگر انسان بیوی کے پاس آئے اور بوقت جماع بسم اللہ پڑھ لے تو اللہ کے نام کی برکت سے بچہ پر شیطان تسلط نہیں جما سکے گا بلکہ بچہ ان لوگوں میں سے ہوگا جن پر نص قطعی کے مطابق شیطان کا تسلط نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ بچہ کے باپ کے ساتھ اس کی ماں سے جماع میں شیطان شریک نہ ہوگا۔ مجاہد نے کہا جب کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کے آلہ تناسل پر لفت ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ جماع کرتا ہے۔ اس لئے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بچوں کی شکل وصورت ماں باپ جیسی ہوتی ہے لیکن عادات واخلاق شیطان جیسے ہوتے ہیں۔" اعاذنا اللہ منہ "

اس حدیث میں قضا اور قدر کا ذکر ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِيْ ذٰلِكَ اَوْ قُضِيَ وَلَدٌ "

قضاء اور قدر میں فرق

اصطلاح اور لغت کے اعتبار سے قضاء وقدر میں فرق یہ ہے کہ قضاء امر کلی مجمل ہے جو ازل میں ثابت ہے اور قدر اس کی جزئیات سے ہے اور اس امر مجمل کی تفصیل ہے جو مستقبل میں ظہور پذیر ہوتی ہے قرآن کریم میں اس طرف اشارہ بھی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ "، یعنی ہر شئی کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور انہیں معلوم اندازے کے مطابق اُتارتے ہیں۔ حدیث ۱۴۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں "

باب ــ ولیمہ حق ہے

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ولیمہ کرو! اگرچہ بکری ذبح کرو! "

marfat.com

٤٨٣٧ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ
عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَانَ ابْنَ
عَشْرِ سِنِيْنَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ
اُمَّهَاتِي يُوَاظِبْنَنِي عَلٰى خِدْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَدَمْتُهٗ
عَشْرَ سِنِيْنَ وَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ عِشْرِيْنَ
سَنَةً فَكُنْتُ اَعْلَمَ النَّاسِ بِشَاْنِ الْحِجَابِ حِيْنَ اُنْزِلَ وَكَانَ اَوَّلَ
مَا اُنْزِلَ فِي مُبْتَنٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ ابْنَةِ
جَحْشٍ اَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ
فَاَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی شریعت مُطَہّرہ میں ولیمہ کا ثبوت ہے۔ یہ باطل نہیں بلکہ سنّتِ مؤکّدہ ہے۔ طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث ذکر کی ہے اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ پہلے دن ولیمہ حق ہے۔ دوسرے روز معروف ہے اور تیسرے دن ریاء کاری ہے۔ امام مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ بُرا طعام ولیمہ کا طعام ہے اس کے لئے مالدار لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور مساکین کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے یہ شریعت میں ثابت ہے۔

٤٨٣٧ — ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے وقت وہ دس برس کے تھے اور میری مائیں مجھے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت کرنے کا ہمیشہ حکم دیتی تھیں تو میں نے آپ کی دس سال خدمت کی اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وفات پائی؛ حالانکہ میں بیس برس کا تھا اور امہات المؤمنین کے پردہ کا حکم مَیں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی۔ سب سے پہلے آیتِ حجاب کا نزول جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ام المؤمنین زینب بنت جحش سے شادی کے

marfat.com

فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ لِكَيْ يَخْرُجُوْا فَمَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰى اِذَا دَخَلَ عَلٰى زَيْنَبَ فَاِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَقُوْمُوْا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ وَظَنَّ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَاِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ بِالسِّتْرِ وَاُنْزِلَ الْحِجَابُ

وقت تھا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے دولہا بنے تھے۔ آپ نے لوگوں کی دعوت کی تو لوگوں نے خوب کھانا کھایا پھر وہ باہر چلے گئے اور اُن میں سے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باقی رہے اور وہ دیر تک بیٹھے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ باہر چلا گیا تاکہ وہ لوگ باہر چلے جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گئے میں بھی آپ کے ساتھ باہر گیا حتیٰ کہ آپ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ کے پاس آئے پھر آپ نے خیال فرمایا کہ وہ چلے گئے ہوں گے اس لئے آپ واپس آگئے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا حتیٰ کہ جب آپ زینب کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں وہاں سے نہیں اُٹھے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آگئے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ آیا حتیٰ کہ جب ام المؤمنین کے حجرۂ شریفہ کے پاس پہنچے اور خیال فرمایا کہ وہ باہر چلے گئے ہیں تو آپ واپس تشریف لے آئے اور میں بھی آپ کے ہمراہ لوٹ آیا کیا دیکھا کہ وہ جا چکے ہیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور پردہ کی آئت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۸۳۷ — شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت اِن الفاظ میں ہے : فَدُعِيَ الْقَوْمُ فَاَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ، یہ ولیمہ کا طعام تھا، حدیث میں لفظ "حق" نہیں لیکن حق بمعنی ثابت ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میری مائیں آپ کی خدمت کرنے کا ہمیشہ حکم دیتی تھیں۔ ماؤں سے مراد انس کی نانیاں اور خالائیں ہیں۔ ابھی ابھی حدیث ۴۸۳۲ گزری ہے۔

marfat.com

بَابُ الْوَلِيْمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ

۴۸۳۸ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ اَنَسًا قَالَ سَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اِبْنَ عَوْفٍ وَتَزَوَّجَ اِمْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ كَمْ اَصْدَقْتَهَا قَالَ وَزْنَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّعَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ عَلَى الْاَنْصَارِ فَنَزَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَلَى سَعْدِ اِبْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ اُقَاسِمُكَ مَالِيْ وَاَنْزِلُ لَكَ عَنْ اِحْدٰى اِمْرَأَتَيَّ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ فَخَرَجَ اِلَى السُّوْقِ فَبَاعَ وَاشْتَرٰى فَاَصَابَ شَيْئًا مِنْ اَقِطٍ وَّسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

باب ولیمہ سُنّت ہے اگرچہ ایک بکرا ہو

۴۸۳۸ — ترجمہ: حُمَید نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے پوچھا جبکہ اُنھوں نے ایک انصاریہ عورت سے شادی کی تھی کہ تم نے اس کو کتنا مہر دیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا گٹھلی کی مقدار سونا مہر دیا ہے۔ حُمَید سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے انس سے سُنا۔ اُنھوں نے کہا جب لوگ ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ آئے اور مہاجرین انصار کے گھروں میں اُترے تو عبدالرحمٰن ابن عوف سعد بن ربیع کے گھر اُترے۔ سعد نے اُن سے کہا میں تجھے اپنا آدھا مال تقسیم کر دیتا ہوں اور اپنی ایک بیوی سے علیحدہ ہو جاتا ہوں۔ عبدالرحمٰن نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور مال میں برکت دے پھر وہ بازار گئے اور خرید و فروخت کرنے لگے تو کچھ پنیر اور گھی حاصل کیا اور نکاح کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

۴۸۳۹ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاةٍ

نے فرمایا : ولیمہ کرو اگرچہ بکرا کرو!

۴۸۳۸ — شرح : سعد بن ربیع اور وہ ربیع بن عمرو بن ابی زُہیر انصاری خزرجی ہیں وہ انصار میں سے ایک نقیب ہیں۔ وہ جاہلیت میں کاتب تھے۔ عقبی اولی اور عقبی ثانیہ میں موجود تھے اس لئے انہیں عقبی کہا جاتا ہے وہ جنگِ بدر میں موجود تھے اس لئے انہیں بدری بھی کہا جاتا ہے پھر جنگ اُحد میں شہید ہو گئے۔

سعد بہت مال دار تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اُن کے اسلامی بھائی بنے تھے سعد بہت مالدار تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اُن کے اسلامی بھائی بنے تھے۔ سعد نے عبدالرحمٰن سے کہا میری دو بیویاں ہیں جن میں سے ایک کا نام عمرہ بنت حزم انصاریہ اور دوسری کا نام حبیبہ بنت زید بن ابی زہیر ہے ان میں سے جو تمہیں پسند ہے میں اس کو طلاق دیتا ہوں جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو اس سے نکاح کر لو۔

جب اُنھوں نے شادی کر لی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ولیمہ کرو اگرچہ بکرا ذبح کرو یہاں لَوْ تقلیل کے لئے ہے۔ بعض نے تکثیر کے لئے کہا ہے جیسے کہا جاتا ہے۔ اطلبوا العلم وَلَوْ بالصِّین ،، کیونکہ بعض روایات میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت سفر میں ولیمہ کیا تھا ؛ لیکن اس میں گوشت نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۳۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بیوی سے نکاح کے وقت اس قدر ولیمہ نہیں کیا جو زینب بنت جحش سے نکاح کے وقت ولیمہ کیا تھا۔ آپ نے ولیمہ میں بکرا ذبح کیا تھا۔

۴۸۳۹ — شرح : بکرا ذبح کرنا ولیمہ کی حد نہیں اس کو اتفاقاً ذکر کیا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اکثر ولیمہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ بعض روایات میں ہے۔ اکملہا شاۃ ،، اس سے بعض شافعیہ نے استدلال کیا کہ ایک بکرا ولیمہ کی آخری حد ہے، لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ؛ کیونکہ جائز ہے کہ ولیمہ کو اکمل کھجوروں، پنیر اور گھی کے اعتبار سے فرمایا ہو جو ام المؤمنین میمونہ کے ولیمہ میں کھلائے تھے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ مذکور اشیاء کے لحاظ سے یہ افضل ہے۔

marfat.com

۴۸۴۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَاَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ

۴۸۴۱ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ بَيَانٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ بَنٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ فَاَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا اِلَى الطَّعَامِ

بَابُ مَنْ اَوْلَمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ اَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ

۴۸۴۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذُكِرَ تَزْوِيْجُ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ عِنْدَ اَنَسٍ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَمَ عَلٰى اَحَدٍ مِنْ نِسَائِهٖ مَا اَوْلَمَ عَلَيْهَا اَوْلَمَ بِشَاةٍ

۴۸۴۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کیا۔ پھر اُن سے نکاح فرمایا اور ان کو آزاد کرنا ہی ان کا مہر قرار پایا اور ان کے ولیمہ حیس سے کیا۔

۴۸۴۰ — تشریح : یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے۔ عتق کو مہر قرار پانے کی اچھی وجہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو تبرعًا آزاد کیا تھا۔ پھر اُن سے بلا مہر ان کی رضامندی سے نکاح کیا تھا۔ بعض حدیثوں میں ہے کہ پنیر، گھی اور کھجوروں سے میمونہ کا ولیمہ کیا تھا اور اس حدیث میں حیس مذکور ہے لیکن یہ مخالفت نہیں کیونکہ مذکور اشیاء حیس کے اجزاء ہیں اور حیس اُن کا مجموعہ ہے (حدیث ۴۷۶۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ مَنْ اَوْلَمَ بِاَقَلَّ مِنْ شَاةٍ

۴۸۴۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ اُمِّهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ

۴۸۴۱ — ترجمہ : بیان رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ میں نے حضرت انس کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون سے نکاح فرمایا اور مجھے بھیجا میں نے لوگوں کو طعام کھانے کے لئے بلایا۔

باب جس نے اپنی بعض بیویوں سے نکاح کے وقت دوسریوں سے زیادہ ولیمہ کیا

۴۸۴۱ — ترجمہ : ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس زینب بنت جحش کی شادی کا ذکر کیا گیا تو اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بیوی کا اتنا ولیمہ کرتے نہیں دیکھا جتنا زینب کا ولیمہ کیا تھا اُن کا بکرے سے ولیمہ کیا۔

۴۸۴۱ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں لوگوں کو خوب سیر کرنے میں راز یہ تھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا شکر ادا کیا کہ اُس نے بذریعہ وحی آپ کا زینب سے نکاح کیا چنانچہ قرآن کریم میں ہے : فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا ،، ابن بطال نے کہا آپ نے قصداً یہ ولیمہ زیادہ نہ کیا تھا بلکہ اتفاق ہی ایسا ہوگیا تھا۔ اگر آپ دوسری بیویوں سے نکاح کے وقت بکرے پاتے تو خوب ولیمے کرتے ؛ کیونکہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے ؛ لیکن آپ دنیاوی امور میں مبالغہ نہ کرتے تھے اور اس ولیمہ میں کثرت بیان جواز کے لئے تھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحب توضیح سے نقل کیا۔ جو کوئی ولیمہ میں بکثرت کھلائے پلائے وہ افضل ہے کیونکہ اس طرح نکاح کا اعلان زیادہ ہوتا ہے اور اہل و مال میں برکت کی دعائیں زیادہ ہوتی ہیں ؛ کیونکہ ولیمہ میں آنے والے لوگ دعائیں

marfat.com

بَابُ حَقِّ اِجَابَةِ الْوَلِيْمَةِ وَالدَّعْوَةِ وَمَنْ اَوْلَمَ بِسَبْعَةِ اَيَّامٍ وَّنَحْوِهٖ وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَلَا يَوْمَيْنِ

کرتے ہیں، لیکن جو کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میمونہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا سے عمرۂ قضاء میں نکاح کیا تھا۔ ان کے ولیمہ میں کئی بکرے ذبح کئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو کچھ ذکر کیا ہے۔ اپنی دانست کے اعتبار سے کہا ہے۔ وہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے وقت حاضر نہ تھے اور اس سے واقف نہ ہوئے۔ نیز ام المؤمنین زینب بنت جحش کے ولیمہ میں بہت برکت ہوئی تھی کہ سارے لوگ روٹی گوشت سے سیر ہوئے تھے۔ اس اعتبار سے اس کو اکثر کہا جاتا ہے۔ نیز ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے فتح خیبر کے بعد نکاح کیا تھا۔ اس وقت خیبر فتح ہونے کے باعث وسعت زیادہ ہوگئی تھی اس لئے یہ ولیمہ نسبتاً زیادہ تھا۔

باب جس نے ایک بکرے سے کم ولیمہ کیا

۴۸۴۲ — ترجمہ : منصور بن صفیہ نے اپنی والدہ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ جو کے دو مد سے کیا۔

۴۸۴۲ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا یہ صفیہ تابعیہ ہے۔ لہٰذا یہ حدیث مرسل ہے۔ بعض روایات میں عائشہ کا اضافہ ہے۔ اس تقدیر پر یہ حدیث مرفوع متصل ہوگی۔ شیخ ابن حجر نے کہا زیادہ راجح یہ ہے کہ یہ صفیہ صحابیہ ہے اور جس نے اسناد میں عائشہ کا اضافہ کیا ہے وہ اسناد میں زیادتی کے قبیلہ سے ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ابن سعد نے واقدی سے اپنی سند سے روایت کی کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کے بعد مجھے اپنے گھر لے گئے تو میں نے ایک مشکے میں کچھ جَو دیکھے۔ میں نے وہ پیسے اور ہنڈی میں ڈالے اور اِن میں کچھ چربی ڈالی یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑا سا ولیمہ بھی ہوسکتا ہے اس کی حد مقداری کوئی نہیں ہے کہ اس سے کم جائز نہ ہو۔

marfat.com

۴۸۴۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا

باب — ولیمہ اور دعوت قبول کرنا اور جس نے سات دن یا اس سے زیادہ ولیمہ کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن یا دو دن (۲) مقرر نہیں کئے"۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں کوئی ایسی حدیث ذکر نہیں کی جس سے معلوم ہو کہ ولیمہ سات روز تک جائز ہے۔ صاحب تلویح نے کہا گویا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیہقی کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے جو اُنھوں نے صحیح سند کے ساتھ روائت کی ہے کہ ابنِ سیرین نے مدینہ منورہ میں سات دن ولیمہ کیا اور سات دن لوگوں کو دعوتِ طعام دی۔ اور ان میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی مدعو تھے، لیکن وہ روزے سے تھے تو وہ اُن کے لئے خیر کی دعاء کرتے رہے پھر واپس چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کے لئے ایک یا دو دن وجوباً یا استحباباً نہیں کئے اس سے معلوم ہوتا ہے ولیمہ میں کوئی حد معین نہیں اگر یہ سوال کیا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے دن ولیمہ حق ہے۔ دوسرے دن معروف ہے اور تیسرے دن ریاء کاری ہے تو بخاری کا یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو دن معین نہیں فرماتے کیسے صحیح ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری کے نزدیک یہ حدیث صحیح نہیں چنانچہ اُنہوں نے تاریخ کبیر میں ذکر کیا کہ اس حدیث کا اسناد صحیح نہیں"

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام نووی سے نقل کیا کہ اگر دعوت تین روز کی جائے تو پہلے دن میں اجابت واجب ہے کہ دعوتِ طعام میں ضرور حاضر ہو اور اسے قبول کرے۔ دوسرے دن قبول کرنا اور حاضر ہونا مستحب ہے۔ اور تیسرے دن مکروہ ہے۔ مالکیہ کے نزدیک مال دار سات روز تک دعوت کر سکتا ہے۔

۴۸۴۳ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دعوتِ ولیمہ کے لئے بلایا جائے تو ضرور جائے۔

marfat.com

۴۸۴۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَاَجِيْبُوا الدَّاعِيَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ

۴۸۴۵ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَشْعَثِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ الْبَرَاءُ ابْنُ عَازِبٍ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا

۴۸۴۴ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیدی کو رہائی دلاؤ ! دعوت کرنے والوں کی دعوت قبول کرو اور بیمار کی عیادت کرو

۴۸۴۳ - ۴۸۴۴ — شرح : صحیح تر یہ ہے کہ حدیث میں مذکور امر ایجاب کے لئے ہے۔ عانی کے معنی قیدی ہیں ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ داعی عام ہے کہ ولیمہ کی دعوت کرے یا کوئی اور دعوت کرے کیا سب کی اجابت ضروری ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ ولیمہ کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور اس کے علاوہ دوسری دعوتیں واجب نہیں مستحب ہیں اور جس داعی کی دعوت قبول کرنا واجب ہے وہ داعی صاحبِ ولیمہ ہے ، کیونکہ اس میں نکاح کا اعلان اور اظہار ہے ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں امر کا صیغہ ایک ہی اطلاق میں وجوب اور ندب میں مستعمل ہے ؛ حالانکہ یہ علماءِ اصول کے نزدیک ممنوع ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اور دُوسرے مذاہب میں عموم مجاز پر محمول ہے۔ احناف بھی اسے عموم مجاز پر محمول کرتے ہیں (حدیث : ۲۸۳۹ ع جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

۴۸۴۵ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات اشیاء سے منع فرمایا اور ہمیں بیمار کی عیادت جنازہ کے پیچھے چلنا ، چھینک لینے والے کو جواب دینا ، قسم پوری کرنا ، مظلوم کی مدد کرنا ، سلام کہنا اور داعی کی دعوت قبول کرنے کا حکم دیا ، اور سونے کی انگوٹھی ، چاندی کے برتن ، ریشمی گدّے جو سوار گھوڑے پر ڈالتا ہے ۔ ریشمی کپڑے ۔ استبرق اور دیباج (ریشم کے موٹے کپڑوں) سے منع فرمایا ۔ ابو عوانہ اور شیبانی نے

marfat.com

بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاِتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ وَعَنْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيَّةِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ تَابَعَهٗ اَبُوْعَوَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنِ اَشْعَثَ فِيْ اِفْشَاءِ السَّلَامِ

۴۸۴۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَعَا اَبُوْ اُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اشعث سے لفظِ افشاء سلام روایت کرنے میں ابوالاحوص کی متابعت کی۔

۴۸۴۵ — شرح : تشمیت عاطس کے معنی چھینک لینے والے کے لئے خیر و برکت کی دُعاء کرنا۔ ابرار المقسم یہ ہے کہ اگر کسی نے مستقبل میں کسی کام کی قسم کھائی اور تم اس کی قسم کی تصدیق کرنے پر قادر ہو۔ اس کو حانث نہ ہونے دو جیسے کسی نے قسم کھائی کہ جب تک یہ کام نہ کروگے وہ تم سے جُدا نہ ہوگا اور تم وہ کام کرنے پر قادر ہو تو وہ ضرور کرو تاکہ وہ حانث نہ ہو۔ اجابۃ الداعی ،، یعنی دعوت قبول کرنا ؛ کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی تو آپ نے قبول فرمائی۔ مَیاثر مَیثرہ کی جمع ہے۔ یہ چھوٹا سا ریشمی بچھونا جو روئی سے بھرا ہوا ہو اس کو سوار اپنے نیچے رکھتے ہیں۔ قسیّہ ،، یہ سوتی کپڑا ہے جو ریشم سے مخلوط ہو مصر کے علاقہ میں ایک گاؤں کی طرف منسوب کپڑے ہیں۔ استبرق موٹا ریشم ہے۔ دیباج ریشمی کپڑا ہے۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے حدیث میں جن سے منع کیا گیا ہے وہ چھ ہیں سات نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ساتواں مطلق ریشم ہے۔ مذکور امور میں سے بعض واجب ہیں جیسے چھینک لینے والے کو جواب دینا اور دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہیں اور بعض مستحب ہیں تو صیغہ امر واجب اور غیر واجب میں مستعمل ہُوا ہے ؛ حالانکہ یہ اصولیوں کے نزدیک جائز نہیں ؛ لیکن یہاں بھی امر عمومِ مجاز پر محمول ہے۔ (حدیث : ۱۱۷۰، جلد : ۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

فِيْ عُرْسِهٖ وَكَانَتِ امْرَأَتُهٗ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوْسُ قَالَ سَهْلٌ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا اَكَلَ سَقَتْهُ اِيَّاهُ

بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

۴۸۴۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ

۴۸۴۶ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ابو اُسید ساعدی نے اپنی شادی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ اس دن ابو اُسید کی بیوی لوگوں کی خدمت کر رہی تھی، حالانکہ وہ نئی دلہن تھی۔ سہل نے کہا کیا تم جانتے ہو اُس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا۔ اُس نے رات کو ہی کھجوریں پانی میں ڈال رکھی تھیں۔ جب آپ کھانا کھا چکے تو وہ آپ کو پلایا تھا۔

۴۸۴۶ — شرح : ابو اُسید کا نام مالک بن ربیعہ ساعدی ہے۔ جو بدریوں میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے۔ اُنھوں نے پینسٹھ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی بیوی کا نام سلامت بنت وہب بن سلامہ بن امیہ ہے۔ لفظ خادم کا مذکر اور مؤنث دونوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا کَانَتْ اِمْرَءَتُهٗ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ ،، کہ اس روز ابو اُسید کی نئی دلہن لوگوں کی خادم تھی۔ یہ واقعہ نزولِ حجاب سے پہلے کا ہے۔ عروس وصف ہے اس کا اطلاق دولہا اور دلہن دونوں پر ہوتا ہے۔ اس میں بھی مذکر و مؤنث مساوی ہیں جب تک وہ وصف عروس میں ہوں۔ اور جب ایک دوسرے سے شادی کر دے تو مرد کے لئے مُعَرِّسًا کہنا احسن ہے، کیونکہ وہ شادی کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت قبول کرنا ضروری ہے اور اگر دعوتِ ولیمہ نہ ہو اس میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اور اُن کے تلامذہ، سفیان ثوری اور امام مالک رحمہم اللہ نے کہا دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہے لیکن اُس کے علاوہ دوسری دعوت میں جانا واجب نہیں اور دعوت قبول کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہاں غیر شرعی امور نہ پائے جائیں عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ایک دعوت پر گئے وہاں انہوں نے جانداروں کی تصاویر دیکھیں تو واپس آگئے (عینی)

قولہ تدرون ،، یہاں ہمزہ استفہام محذوف یعنی اَتَدْرُوْنَ الخ

marfat.com

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

باب جس نے دعوت قبول نہ کی اُس نے اللہ اور اُس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی کی

بعض نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ جس نے لوگوں کی دعوت نہ کی اور دعوت کے لئے کسی کو نہ بلایا۔ حالانکہ ایسا نہیں ؛ کیونکہ لوگوں کی دعوت کرنا مستحب ہے اور مستحب کے ترک میں گناہ نہیں جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ رسولِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد : الولیمہ حق،، سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکِ دعوت میں عصیان ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حق کا معنی غیر باطل ہے اور یہ بات مسلّم ہے کہ شادی میں ولیمہ سنّت مستحبہ ہے واجب نہیں اور اس میں صیغۂ امر استحباب پر محمول ہے۔

۴۸۴۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے وہ کہتے ہیں بدترین طعام ولیمہ کا طعام ہے۔ جس کے لئے مال داروں کو بلایا جاتا ہے۔ اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور جس نے دعوتِ ولیمہ کو قبول نہ کیا۔ اُس نے اللہ اور اس کے رسُول کی نافرمانی کی۔

۴۸۴۷ — شرح : یعنی وہ طعامِ ولیمہ جس کے لئے مال داروں کو دعوت دی جائے اور فقراء کو نظر انداز کر دیا جائے۔ وہ شر ہے۔ طعام میں شر نہیں۔ شر صرف فعل میں ہے۔ لہٰذا طعام حرام نہ ہوگا۔ طیبی نے کہا ،، طعام الولیمہ،، میں الف ولام خارجی عہد کے لئے ہے ؛ کیونکہ لوگوں کی عادت ہے کہ وہ مالداروں کو دعوتِ ولیمہ دیتے ہیں اور غریبوں کو نہیں بلاتے ہیں۔

قولہ یُدْعٰی لَهَا ،، جملہ مستانفہ شر کا بیان ہے اور ،، وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ ،، جملہ حالیہ ہے اور یُدْعٰی ،، اس میں عامل ہے۔ یعنی ولیمہ کے لئے مالداروں کو دعوت دی جاتی ہے، حالانکہ اس کو قبول کرنا واجب ہے تو جس کو دعوت دی جائے اس کو قبول کرنا واجب ہے۔ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ وہ طعامِ ولیمہ اچھا نہیں جس کے لئے ان لوگوں کو بلایا جائے جن کے پیٹ بھرے ہوئے ہیں اور بھوکوں کو

marfat.com

باب من اجاب الیٰ کراعٍ

۴۸۴۸ حدثنا عبدانٌ عن ابی حمزۃ عن الاعمش عن ابی حازم عن ابی ھریرۃ عن النبی صَلّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ لو دُعیتُ الی کُرَاعٍ لاَجَبْتُ ولواُھدِیَ الیّ کراعٌ لَقَبِلْتُ

نظر انداز کر دیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جس کو دعوتِ ولیمہ دی جائے اور وہ نہ آئے تو وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہے، کیونکہ ''عصیان،، یعنی نافرمانی کا اطلاق ترکِ واجب پر ہوتا ہے۔

ابن بطال مالکی نے کہا حضرات صحابۂ کرام اور تابعین میں دعوتِ ولیمہ کی اجابت کے وجوب میں اتفاق پایا جاتا ہے۔ البتہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انھوں نے کہا ہمیں اس شخص کی دعوت قبول کرنے سے منع کیا گیا ہے جو مال داروں کو دعوت دے اور غریبوں کو نظر انداز کر دے،، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دعوت کی اور اس میں غریبوں اور مالداروں دونوں کو بلایا قریش آئے جبکہ مساکین بھی اُن کے ساتھ تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے مساکین سے فرمایا تم بیٹھو اور اُن کے کپڑے خراب نہ کرو! ہم تمہیں وہی کھلائیں گے جو وہ کھائیں گے۔ ابن حبیب نے کہا جس نے ولیمہ میں امتیاز کیا کہ اغنیاء کو بلایا اور فقراء کو نہ بلایا اس کی دعوت کوئی شئ نہیں اور اس کی ترکِ اجابت میں معصیت نہیں جبکہ ابن مغیرہ نے روائت کی ہے کہ اُنھوں نے سفیان ثوری سے سُنا وہ اجابت کی تفسیر کر رہے تھے کہ جب تمہیں وہ شخص دعوت دے جو تیرا دین اور دل خراب نہ کرے اس کی اجابت واجب ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور حدیث کا پہلا حصہ ولیمہ میں جانے سے منع کرتا ہے بلکہ حرام کرتا ہے اور اس کا آخری حصہ اس کی رغبت دلاتا ہے بلکہ واجب کرتا ہے،، لہٰذا حدیث کے اوّل و آخر میں منافات ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ولیمہ کی اجابت کو یہ لازم نہیں کہ ضرور طعام کھائے بلکہ وہاں چلا جائے اور نہ کھائے۔ پس حدیث میں ترغیب اجابت میں ہے اور تحذیر کھانے میں ہے لہٰذا منافات نہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صاحبِ طعام کا فعل (مال داروں کو بلانا) مُحَرّم ہے طعام حرام نہیں ہے، چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے وہ کہتے ہیں تم دعوت میں عاصی نافرمان ہو کہ ایسے لوگوں کو بُلاتے ہو جو نہیں آنا چاہتے اور جو آنا چاہتے ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہو۔

marfat.com

بَابُ اِجَابَةِ الدَّاعِیْ فِی الْعُرْسِ وَغَیْرِهَا

٤٨٤٩ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَجِیْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِیْتُمْ لَهَا قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یَاْتِی الدَّعْوَةَ فِی الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ

باب جس نے سری پائے کی دعوت قبول کی

٤٨٤٨ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے سری پائے کی دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں گا۔ اور اگر مجھے یہ ہدیہ دیا جائے تو میں قبول کروں گا۔

٤٨٤٨ — شرح : اس حدیث کی مناسبت ابوابِ ولیمہ سے واضح نہیں ہاں اگر اس کو دعوتِ ولیمہ کہا جائے تو مناسبت ظاہر ہے۔ اس حدیث شریف میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تواضع اور حسنِ خلق ہے۔ نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدیہ قبول کرلینا چاہیے اگرچہ کمتر ہو اور حسنِ خلق سے ایسے امور کا اظہار ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کی اجابت کی ترغیب اس لئے دلائی ہے کہ کھانے کی دعوت کا باعث سچی محبت اور جس کو دعوت دی جائے اس کا داعی کا طعام کھانے میں اس کی خوشی اور سرور ہے۔ اور آپس میں مل بیٹھ کر کھانے میں محبت کی زیادتی ہے۔

باب شادی وغیرہ میں دعوت قبول کرنا

یعنی مدعو کا داعی کی اجابت کرنا۔ اجابت مصدر ہے جو مفعول کی طرف مضاف ہے اور فاعل مقدر

marfat.com

بَابُ ذَهَابِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ اِلَى الْعُرُسِ

۴۸۵۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ اِبْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ اِبْنِ مَالِكٍ قَالَ اَبْصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءً وَّصِبْيَانًا مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرُسٍ فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ

ہے یعنی اجابت المدعو الداعیَ ،، عرس وہ طعام ہے جو شادی میں کھلایا جاتا ہے اور وہ ولیمہ کا طعام ہے اور اس کا غیر ختنوں کے وقت طعام کھلانا یا سفر سے واپسی پر لوگوں کو دعوت دینا وغیرہ وغیرہ ہیں امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے شادی وغیرہ کی دعوت دی جائے وہ اسے قبول کرے۔

۴۸۴۹ — ترجمہ : نافع سے روائت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دعوتِ ولیمہ کے لئے تمہیں بلایا جائے تو اسے قبول کرو عبداللہ بن عمر ولیمہ اور غیر ولیمہ کی دعوت قبول کرتے تھے، حالانکہ وہ روزے سے ہوتے تھے۔

۴۸۴۹ — شرح : ھٰذہ الدعوۃ سے مراد دعوتِ ولیمہ ہے۔ قَالَ یعنی نافع نے کہا عبداللہ بن عمر دعوت میں تشریف لے جاتے، حالانکہ وہ روزہ سے ہوتے تھے۔ اس میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ ترکِ اجابت میں روزہ عذر نہیں ہے اور روزہ دار کا وہاں جانے کا فائدہ یہ ہے کہ صاحبِ ولیمہ ان کے وہاں جانے سے تبرک حاصل کرتا ہے اور اس کی نیک دعاؤں کا متمنی ہوتا ہے۔ پھر اگر روزہ نافلہ ہو تو اگر صاحب دعوت کو ناگوار گزرے تو روزہ افطار کر دے ورنہ روزے سے رہے۔ یہ شوافع اور حنابلہ کہتے ہیں۔ احناف کے نزدیک دعوتِ ولیمہ کو قبول کرنا ضروری ہے، ورنہ گنہگار ہوگا اگر یہ روزے سے ہو تو ان کے لئے دعا کرے اگر روزے سے نہیں تو کھائے

باب عورتوں اور بچوں کا دعوتِ ولیمہ کے لئے جانا

marfat.com

بَابٌ هَلْ يَرْجِعُ اِذَا رَاٰى مُنْكَرًا فِى الدَّعْوَةِ وَرَاٰى ابْنُ مَسْعُوْدٍ صُوْرَةً فِى الْبَيْتِ فَرَجَعَ وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ اَبَا اَيُّوْبَ فَرَاٰى فِى الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَاءُ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ اَخْشٰى عَلَيْهِ فَلَمْ اَكُنْ اَخْشٰى عَلَيْكَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ

۴۸۵۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو ایک شادی سے واپس آتے دیکھا تو آپ خوشی سے کھڑے ہوگئے اور فرمایا : خدا جانتا ہے کہ میں سچ کہتا ہوں۔ تم سب لوگوں میں سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔

۴۸۵۰ — شرح : یہ عورتیں بچے سب انصار تھے۔ قولہ مُمْتَنًّا ،، مُنَّۃ بضم المیم سے باب افتعال ہے۔ اس کے معنیٰ قوت ہیں۔ یعنی انصار کے عورتوں اور بچوں کو آتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے قوت سے کھڑے ہوئے۔ بعض نے کہا مِنَّۃ بکسر المیم سے افتعال ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ مہربانی کرتے ہوئے اُن کا اکرام کیا کیونکہ جس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں اور اِس طرح اس کا اکرام کریں تو یہ آپ کا اس پہ عظیم انعام اور احسان ہے۔ حدیث ع ۳۵۴۰ میں لفظ مُمْثِلًا ہے۔ انہی قدموں پر کھڑے ہوگئے۔ مُمْتَثِلًا بھی پڑھا گیا ہے یعنی تکلف سے کھڑے ہوئے۔

باب کیا جب دعوت کے موقعہ پر کوئی خلاف شرع دیکھے تو واپس آجائے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گھر میں جاندار کی تصویر دیکھی تو واپس ہوگئے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابوایوب کی دعوت کی تو اُنھوں نے دیوار پر پردہ دیکھا تو اس پر ردّعمل کیا،، ابن عمر نے کہا اس میں عورتیں ہم پر غالب آگئی ہیں۔ ابوایوب نے کہا : جن لوگوں پہ مجھے یہ ڈر تھا آپ پر یہ خوف نہ تھا۔

marfat.com

۴۸۵۱ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِیْهَا تَصَاوِیْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَی الْبَابِ فَلَمْ یَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِیْ وَجْهِهٖ

خدا کی قسم میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پھر واپس چلے گئے۔ یعنی جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے سالم کی شادی کی تو ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ کو دعوت طعام دی۔ جب وہ عبداللہ بن عمر کے گھر آئے تو دیوار پہ پردہ لٹکتا ہوا دیکھا تو عبداللہ سے کہا آپ کے گھر میں یہ خلاف شرع کیوں ؟ انھوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا یہ عورتوں کا کام ہے وہ ہم پہ اس میں غالب ہیں۔ ابوایوب نے کہا مجھے کسی پہ ایسے عمل کا خوف تھا تم پہ مجھے یہ ڈر نہ تھا کہ تمہارے گھر میں ایسے کام ہوں گے خدا کی قسم میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا پھر واپس چلے گئے۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا : قولہ واللہ لا اطعم الخ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ تمہیں بیٹھنے اور کھانا کھانے کی تکلیف نہیں دیتا ہوں کہ بیٹھ کر کھانا کھاؤ کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ فعل مکروہ تنزیہی تھا۔ پردے کو اٹھا دینا ضروری نہیں جانتے تھے۔ یہ سن کر ابوایوب واپس چلے گئے۔ ابوایوب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں۔

مسائل فقہیہ

صاحب ھدایہ نے کہا دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ اگر صاحب دعوت کے گھر کوئی خلاف شرع شئی ہو تو اس کے باعث سنت ترک کرنا جائز نہیں۔ جیسے نماز جنازہ کا ادا کرنا واجب ہے اور اگر وہاں عورتیں نوحہ اور بین کرتی ہوں تو نماز جنازہ ترک نہ کرے گا۔ اور اگر ان کو منع کرنے پہ قادر ہے یا عالم دین مقتدیٰ ہے جس کی بات پر لوگ لبیک کہتے ہیں تو اس پہ واجب ہے کہ انہیں نوحہ سے منع کرے اور اگر قادر نہیں تو صبر کرے اور باہر نہ جائے۔ اور اگر دسترخوان پر کوئی خلاف شرع شئی دیکھے تو نہ بیٹھے اگرچہ وہ قوم کا مقتدی نہ ہو اور اگر وہاں جانے سے پہلے خلاف شرع کوئی شئی معلوم ہو جائے تو دعوت قبول نہ کرے ؛ کیونکہ دعوت کا قبول کرنا مسنون طریقہ پر سنت ہے۔

۴۸۵۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ انہوں نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما کو خبر دی کہ انھوں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصاویر تھیں۔ جب اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ

marfat.com

الْكَرَاهَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ فَقُلْتُ اِشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِىْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَآئِكَةُ

بَابُ قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَى الرِّجَالِ فِى الْعُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنَّفْسِ

۴۸۵۲ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو دروازے پر ہی کھڑے رہے اور داخل نہ ہوئے میں نے آپ کے چہرۂ جہاں آراء پر کراہت کا اثر پایا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حضور توبہ کرتی ہوں۔ میں نے کون سا گناہ کیا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ ام المومنین نے کہا میں نے عرض کیا میں نے یہ اس لئے خریدا ہے کہ آپ اس پر بیٹھا کریں گے اور اس پر ٹیک لگائیں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصویروں والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ان میں روح ڈالو اور فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوں ان میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے ہیں۔

۴۸۵۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اس لئے داخل نہ ہوئے تھے کہ اس میں تصاویر تھیں اور یہ ان منکرات شرعیہ سے ہیں جن کے ہوتے ہوئے دعوت کی اجابت ترک کرنا جائز ہے۔ اس لئے یہ حدیث ذکر کی جس میں اس مکان میں حاضر ہونا ممنوع ہے جہاں تصاویر ہوں وہاں دعوت ہو یا نہ ہو اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ میں امر تعجیر کے لئے ہے۔

(حدیث : ۳۶۹ ، جلد : ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

حَدَّثَنِیْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ لَمَّا عَرَّسَ اَبُوْاُسَیْدِ السَّاعِدِیُّ دَعَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَہٗ فَمَا صَنَعَ لَھُمْ طَعَامًا وَلَا قَرَّبَہٗ اِلَیْھِمْ اِلَّا امْرَاَتُہٗ اُمُّ اُسَیْدٍ بَلَّتْ تَمَرَاتٍ فِیْ تَوْرٍ مِنْ حِجَارَۃٍ مِنَ اللَّیْلِ فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ اَمَاثَتْہُ لَہٗ فَسَقَتْہُ تُحْفَۃً بِذٰلِکَ

باب النقیع والشراب الذی لا یُسکر فی العُرس

۴۸۵۳ — حَدَّثَنَا یحییٰ بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْقَارِیُّ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَھْلَ بْنَ سَعْدٍ اَنَّ اَبَا اُسَیْدِ السَّاعِدِیَّ

باب دلہن کا ولیمہ میں خود بخود مہمان مردوں کی خدمت کرنا

۴۸۵۲ — ترجمہ : ابوحازم نے سہل بن زید سے روایت کی کہ جب ابو اُسید ساعدی نے شادی کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت کی تو اُس نے نہ تو اُن کے لئے کھانا تیار کیا اور نہ ہی ان کے قریب گیا مگر اس کی بیوی نے جو اُسید کی والدہ ہے۔ اُس نے رات کو پتھر کے برتن میں کھجوریں پانی میں ڈال رکھی تھیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کو ہاتھ سے پانی میں ملا پھر آپ کو وہ پلایا حالانکہ یہ آپ کو تحفہ پیش کیا تھا۔ (حدیث ۴۸۴۶ کی شرح دیکھیں)

باب شادی میں کھجوروں کا شیرہ اور نشہ نہ دینے والا شربت کا جواز

marfat.com

دَعَا النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم لِعُرْسِہٖ فَکَانَتِ امْرَأَتُہٗ خَادِمَتَہُمْ یَوْمَئِذٍ وَھِیَ الْعَرُوْسُ فَقَالَتْ اَوْ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَنْقَعَتْ لِرَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْقَعَتْ لَہٗ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّیْلِ فِیْ تَوْرٍ

بَابُ الْمُدَارَاۃِ مَعَ النِّسَاءِ
وَقَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْمَرْأَۃُ کَالضِّلَعِ

۴۸۵۳ ترجمہ : ابوحازم سے روایت ہے کہ میں نے سہل بن سعد سے سُنا کہ ابوسعید نے اپنی شادی میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور اس روز اس کی بیوی ان کی خدمت کرتی تھی۔ حالانکہ وہ نئی دلہن تھی اُس نے کہا یا ابوسعید نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا۔ اُس نے آپ کے لئے پتھر کے برتن رات کو کھجوریں پانی میں بھگو رکھی تھیں (اُن کا شیرہ پلایا تھا)

۴۸۵۳ شرح : نقیع وہ کھجوریں ہیں جو پانی میں ڈالی جائیں تاکہ ان کی شیرینی نکل آئے اسے شیرہ کہتے ہیں۔ عنوان میں نقیع کے بعد شراب کو ذکر کیا یہ عام کا خاص پر عطف ہے کیونکہ شراب نقیعِ تمر سے عام ہے اور الّذی یُسکر شراب کی صفت ہے۔ یعنی وہ شیرہ جو نشہ نہ دے کیونکہ جو نشہ دے اس کو پینا جائز نہیں۔ یہ نقیع اور شراب دونوں میں معتبر ہے کیونکہ نقیع مُسکر بھی پینا جائز نہیں۔ خادم کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں پر ہوتا ہے۔

باب عورتوں کے معاملہ میں نرمی کرنا
اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! عورت انسان کی پسلی کی مانند ہے

شرح : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے نیکی کرنا صدقہ ہے۔ مدارات ہمزہ کے بغیر بمعنی مُلَائَمَۃ ہے یعنی ایک دوسرے سے نیکی اور نرمی کرنا چنانچہ کہا جاتا ہے دَارَیْتُ زَیْدًا "میں نے زید سے نرمی کی اور ہمزہ کے ساتھ بمعنی مدافعت ہے یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ اصل میں مدارات کے معنی الفت اور دلوں کو مائل کرنا ہے۔

marfat.com

۴۸۵۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْاَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ

بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَآءِ

۴۸۵۴ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو پسلی کی طرح فرمایا ہے، جیسے کہ پسلی کی طرح ٹیڑھی ہوتی ہے، کیونکہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اِنَّ حَوَّآءَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ "یعنی بنی نوع انسان کی ماں حضرت آدم علیہ السلام کی چھوٹی پسلی سے پیدا کی گئی جبکہ وہ سو رہے تھے۔ حدیث میں اس کو پسلی سے تشبیہ اس لئے دی ہے کہ عورت کی طبیعت میں کجی ہے۔ حدیث شریف میں اسی طرف اشارہ ہے پھر اس کی وضاحت اس طرح کی کہ اگر تو ٹیڑھی پسلی کو سیدھا کرنا چاہے گا تو اسے توڑ ڈالے گا۔ یہ حال عورت کا ہے کہ اگر اسے بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ زیادہ بگڑ جائے گی اور طلاق تک نوبت پہنچے گی یہ اس کا ٹوٹنا ہے اور اگر اسے بالکل اپنے حال پر چھوڑ دے تو اور زیادہ ٹیڑھی ہو جائے گی ان سے میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے۔

باب عورتوں کے لئے وصیّت کرنا

۴۸۵۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان

marfat.com

يُؤْذِي جَارَهُ وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ وَ إِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا

رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو دکھ نہ دے اور عورتوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرو ؛ کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی اُوپر والی ہے ۔ اگر تو اسے سیدھی کرے گا تو اسے توڑ دے گا اور اگر اسے اپنے حال پر چھوڑ دے گا تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہوتی رہے گا عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو!

۴۸۵۴ — شرح : بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی ہمسایہ کو دُکھ دے وہ مومن نہیں ، لیکن ہمسایہ کو اذیت پہنچانے والے سے کمالِ ایمان کی نفی ہے اصلِ ایمان کی نفی نہیں ۔ یعنی ایسے شخص کا ایمان کامل نہیں ۔ اور مطلق ایمان کے لائق اور مناسب نہیں کہ ہمسایہ کو دُکھ پہنچائے ۔

قولہ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ ،، یعنی عورت سے نیکی کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی وصیت قبول کرو ۔ طیبی نے کہا سین بمعنی طلب ہے یعنی عورتوں کے حق میں اپنی طرف سے وصیت طلب کرو ۔ ہو سکتا ہے کہ خطاب عام ہو یعنی عورتوں کے بارے میں ایک دوسرے سے وصیت قبول کرو ۔

بیضاوی نے کہا اِسْتِیْصَاءِ بمعنی قبولِ وصیت ہے ۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ میں تمہیں عورتوں کے حق میں وصیت کرتا ہوں ۔ میری وصیت قبول کرو ! کیونکہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں ۔ یعنی ان کی خلقت ٹیڑھی ہے ۔ اُن سے انتفاع اسی صورت ممکن ہے کہ اِن کے ساتھ بھلائی کرتے رہو اور ان کی کجی پر صبر کرتے رہو ۔ اور ان کی استقامت میں طمع نہ کرو ۔

قولہ اِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ الخ یعنی عورتیں اوپر والی پسلی جو زیادہ ٹیڑھی ہے سے پیدا کی گئی ہیں ۔ اعلاہ میں ضمیر مذکر اور اسی طرح " أَعْوَج " کو مذکر ذکر کیا ۔ عَوْجاء نہیں فرمایا ؛ کیونکہ ضلع بمعنی پسلی مؤنث حقیقی نہیں ہے اور أَعْوَج اسم تفضیل ہے حالانکہ عِوَج عیب ہے اور عیب سے اسم تفضیل نہیں آتا ؛ لیکن یہ افعل وصفی ہے منع اس وقت ہے جب وصف سے التباس ہو ۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا عورت کو سیدھا کرنا اس کو توڑنا ہے اور وہ طلاق ہے عورتوں کے ساتھ مدارات کا معنی یہ ہے کہ ان کی مرضی کے خلاف نہ کرے ۔

marfat.com

۴۸۵۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْاِنْبِسَاطَ اِلٰى نِسَآئِنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيْبَةَ اَنْ يَنْزِلَ فِيْنَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَاَنْبَسَطْنَا

بَابُ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

۴۸۵۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ رَاعٍ

۴۸۵۵ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عورتوں سے باتیں کرنا اور ان سے خوش طبعی کرنے سے بچتے تھے اس ڈر سے کہ ہمارے بارے میں قرآن نازل ہو جائے گا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو باہم کلام بھی کرنے لگے اور اُن سے خوش طبعی کرتے تھے۔

۴۸۵۵ ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس حدیث میں یہ خبر دی ہے کہ صحابہ کرام عہدِ رسالت میں عورتوں سے گفتگو کرنے اور ان سے خوش طبعی کرنے سے پرہیز کرتے تھے۔ کیونکہ یہ اُن سے بھلائی کی وصیت ہے۔ یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زمانہ رسالت کی حالت متغیر ہو گئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جس روز سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ وہاں کی ہر شئ روشن ہو گئی اور نور ہی نور نظر آتا تھا۔ اور جس روز آپ نے انتقال فرمایا اس کی ہر شئ اندھیر کی نذر ہو گئی اور ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے ہاتھ اُٹھائے تو ہمارے دل متغیر اور حیران رہ گئے کہ اب کیا ہو گا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! "اے لوگو! اپنی جانوں اور اہل و اولاد کو آگ سے بچاؤ!"

marfat.com

وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ فَالْاِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ اَلَا وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ

بَابُ حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الْاَهْلِ

۴۸۵۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب نگہبان ہو امام (حاکم وقت) نگہبان ہے۔ اس سے (رعیت کی نگہبانی کے متعلق) پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے اہل کا نگہبان ہے اس سے پوچھا جائیگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اس سے پوچھا جائے گا۔ غلام اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اس سے پوچھا جائے گا۔ تم سب نگہبان ہو تم سے (نگہبانی کے متعلق) پوچھا جائے گا۔

۴۸۵۶ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ انسان کا اہل اس کی رعیت ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اے ایمان والو اپنی جانوں اور جن کے تم نگہبان ہو انہیں دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ انہیں گناہ کرنے سے روکو اور نیک کام کرنے پر آمادہ کرو! انہیں آداب سکھاؤ اور شر سے منع کرو۔ اہل کا اطلاق بیوی پر بھی ہوتا ہے۔ حدیثِ افک میں ہے کہ جب اسامہ بن زید سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ لیا تو انھوں نے عرض کیا حضور عائشہ آپ کی اہل ہے اور جس کا شرعاً خرچہ وغیرہ تم پر لازم ہو جیسے نوح علیہ السلام نے کہا تھا : اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ ،، اور حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ حالانکہ ان کے اہل ان کی بیوی اور اولاد تھی۔ عبد (غلام) پر بھی اہل کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : سلمان ہمارے اہلِ بیت سے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اہل کا اطلاق بیوی، اولاد اور غلاموں پر ہوتا ہے، کیونکہ اہل کے معنی یہ ہیں جس کا شرعاً خرچہ واجب ہو اور یہ معنی مذکورہ تمام امور کو شامل ہے اور رعائت کے معنی حفظ و امانت ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے : دَعَاكَ اللّٰهُ تعالیٰ اللہ تیری حفاظت کرے۔ (حدیث ۸۵۵ کی شرح دیکھیں)

بابُ بیوی سے اچھا معاملہ کرنا

marfat.com

۴۸۵۷ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا
أَخْبَرَنَا عِيسٰى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ إِحْدٰى عَشْرَةَ إِمْرَأَةً
فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا قَالَتِ
الْأُولٰى زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٌ فَيُرْتَقٰى
وَلَا سَمِينٌ فَيُنْتَقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ إِنِّي
أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ قَالَتِ الثَّالِثَةُ
زَوْجِي الْعَشَنَّقُ إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ قَالَتِ الرَّابِعَةُ
زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَلَا قَرٌّ وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ قَالَتِ
الْخَامِسَةُ زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ وَلَا يَسْأَلُ
عَمَّا عَهِدَ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ وَإِنْ شَرِبَ
اِشْتَفَّ وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ

معاشرہ کے معنی میل جول کے ہیں۔ یہ عِشرت بمعنی صحبت سے ہے اور معاشرہ مفاعلہ ہے جس کی خصوصیت مشارکت بھی ہے۔ یعنی دو آدمیوں کا ماخذ میں شریک ہونا۔

۴۸۵۷ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ (زمانہ جاہلیت کی) بارہ عورتیں (ایک مجلس میں) بیٹھیں اور اُنھوں نے آپس میں عہد و پیمان کیا کہ وہ اپنے شوہروں کے حالات اور ان کی عادات سے کچھ نہ مخفی رکھیں گی۔ چنانچہ پہلی عورت نے کہا میرا شوہر کمزور اونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر ہے نہ تو نرم زمین ہے کہ اس پر چڑھا جا سکے اور نہ ہی گوشت عمدہ ہے کہ اس کو ضرور لایا جائے۔ دوسری نے کہا میرا شوہر میں اس کی خبر ظاہر نہیں کرتی مجھے ڈر ہے کہ میں اُسے چھوڑ دوں گی اگر میں اس کو ذکر کروں تو

marfat.com

قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِیْ غَیَایَاءُ اَوْ عَیَایَآءُ طَبَاقَاءُ کُلِّ دَاءٍ لَہٗ دَاءٌ شَجَكِ اَوْ فَلَّكِ اَوْ جَمَعَ کُلًّا لَكِ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِیْ الْمَسُّ مَسُّ اَرْنَبٍ وَالرِّیْحُ رِیْحُ زَنْدَبٍ قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِیْ رَفِیْعُ الْعِمَادِ طَوِیْلُ النِّجَادِ عَظِیْمُ الرَّمَادِ قَرِیْبُ الْبَیْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِیْ مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَیْرٌ مِنْ ذٰلِكَ لَہٗ اِبِلٌ کَثِیْرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِیْلَاتُ الْمَسَارِحِ وَاِنَّا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ اَیْقَنَّ اَنَّهُنَّ هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِیَةَ عَشْرَةَ زَوْجِیْ اَبُوْزَرْعٍ فَمَا اَبُوْزَرْعٍ اَنَاسَ مِنْ حُلِیٍّ اُذُنَیَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَیَّ وَبَجَّحَنِیْ فَبَجَّحَتْ اِلَیَّ نَفْسِیْ وَجَدَنِیْ فِیْ اَهْلِ غُنَیْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِیْ فِیْ اَهْلِ صَهِیْلٍ وَاَطِیْطٍ وَدَائِسٍ

اس کے تمام عیب ظاہر اور پوشیدہ ذکر کردوں گی۔ تیسری نے کہا میرا شوہر دراز قد کمزور ہے۔ اگر میں اس کے عیب بولوں تو مجھے طلاق دی جائے گی اور اگر خاموش رہوں تو معلق رہوں گی۔ (نہ شوہر والی اور نہ مطلقہ) چوتھی نے کہا میرا شوہر تہامہ کی رات کی مانند ہے (معتدل ہے) نہ گرم ہے اور نہ سرد ہے نہ زیادہ ڈر اور نہ تنگی کرنے والا۔

پانچویں عورت نے کہا: میرا شوہر اگر گھر میں آئے تو چیتے کی طرح ہے اور اگر باہر جائے تو شیر جیسا ہے اور گھر میں مال کے گم ہونے کی باز پرس نہیں کرتا۔

چھٹی نے کہا میرا شوہر اگر کھانا شروع کرے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور اگر پیئے تو سب کچھ صاف کر دیتا ہے اور اگر لیٹے اور نیند کرنے لگے تو کپڑوں میں لپٹ جاتا ہے اور ہاتھ دراز نہیں کرتا تاکہ بیوی کا غم معلوم کرے۔

ساتویں نے کہا میرا شوہر عاجز ہے یا گمراہ بیوقوف ہے۔ جہاں کی ہر بیماری اس کے لئے ہے اگر تو بات کرے تو سر توڑ دے یا جسم زخمی کر دے یا سب کچھ (سر کا زخم اور بدن کا جسم) جمع کر دے۔

marfat.com

وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهٗ اَقُوْلُ فَلَا اُقَبَّحُ وَاَرْقُدُ فَاَتَصَبَّحُ وَاَشْرَبُ
فَاَتْقَحُ اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ عُكُوْمُهَا رِدَاحٌ وَبَيْتُهَا
فَسَاحٌ اِبْنُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا ابْنُ اَبِیْ زَرْعٍ مَضْجَعُهٗ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ
وَتَشْبَعُهٗ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ طَوْعُ
اَبِيْهَا وَطَوْعُ اُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَائِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ اَبِیْ زَرْعٍ
فَمَا جَارِيَةُ اَبِیْ زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِيْثَنَا تَبْثِيْثًا وَلَا تُنَقِّثُ مِيْرَتَنَا

آٹھویں عورت نے کہا میرا شوہر کومس کرنا خرگوش کو مس کرنا ہے (بہت نرم ہے) اس کی خوشبو زرنب (خوشبودار بوٹی) کی خوشبو ہے۔

نانویں نے کہا میرا شوہر اُونچے گھر والا ہے۔ اس کا شمشیر بند (میان) دراز ہے (قد آور ہے) بہت راکھ والا ہے۔ اس کا گھر لوگوں کے محفل خانہ کے قریب ہے۔

دسویں نے کہا: میرا شوہر مالک ہے کیا مالک ہے اس سے بہتر کوئی نہیں دیکھا گیا۔ اس کے اونٹ ہیں جو باڑوں میں زیادہ ہیں اور چراگاہ میں جانے والے کم ہیں جب وہ سرنگی کی آواز سنیں وہ یقین کر لیتے ہیں کہ وہ ہلاک ہونے والے ہیں۔

گیارھویں عورت نے کہا میرا شوہر ابوزرع ہے۔ ابوزرع کیا ہے (اس کی شان بلند ہے) اُس نے بولیوں سے میرے کان بھر دیئے اور وہ حرکت کرتے ہیں اور میرے دونوں بازو چربی سے بھر دیئے مجھے خوش کیا تو میری جان خوش ہوگئی۔ اُس نے مجھے چند بکریوں والے میں پایا جو ایک طرف پڑا تھا تو مجھے گھوڑوں والوں، اونٹوں والوں، اصحابِ طعام اور باغات والوں میں کر دیا۔ میں اپنے شوہر کے پاس کوئی بات کہتی ہوں تو مجھے عیب نہیں لگایا جاتا۔ میں سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں (کوئی مجھے بیدار نہیں کرتا) میں پانی پیتی ہوں تو خوب اطمینان سے پیتی ہوں۔ ابوزرع کی ماں کیا ہے۔ ابوزرع کی ماں (اس کی شان بلند ہے) اس کے صندوق بھرے ہوئے ہیں۔ اس کا گھر فراخ ہے۔ ابوزرع کا بیٹا ابوزرع کا بیٹا کیسی شان والا ہے۔ اس کی خواب گاہ جیسے شاخ کھینچنے کی جگہ ہے۔ چار ماہ کے بکری کے بچے کی ایک دست اس کا پیٹ بھر دیتی ہے۔ ابوزرع کی بیٹی اس کی کیسی شان ہے وہ اپنے باپ کی تابعدار اور اپنی ماں کی تابعدار ہے۔ اس کی چادر بھری ہوئی ہے (اس کا جسم موٹا ہے کہ

marfat.com

تَنْقِيثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُوْ زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ
تُمْخَضُ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ
تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِيْ وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا
سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِّيًّا وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَأَعْطَانِيْ
مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِيْ أُمَّ زَرْعٍ وَمِيْرِيْ أَهْلَكِ قَالَتْ
فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيْهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَ إِنَاءِ أَبِيْ زَرْعٍ قَالَتْ
عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَأَبِيْ زَرْعٍ
لِأُمِّ زَرْعٍ

کپڑا بھر جاتا ہے) اور اپنی سوکن کے لئے غیظ و غضب ہے۔ ابوزرع کی لونڈی وہ بھی کیسی شان والی ہے وہ ہماری باتیں ظاہر نہیں کرتی۔ ہمارا کھانا خراب نہیں کرتی اور ہمارا گھر خس و خاشاک سے نہیں بھرتی۔ اُس نے کہا ابوزرع باہر گیا حالانکہ دودھ سے برتن بھرے ہوئے تھے۔ اُن سے مکھن نکالا جا رہا تھا وہ ایک عورت سے ملا جس کے دو بچے چیتوں کی طرح تھے وہ اس کی بغل کے نیچے دو اناروں کے ساتھ کھیل رہے تھے میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ میں نے اس کے بعد ایک مالدار آدمی سے نکاح کیا جو عربی گھوڑے پر سواری کرتا ہے۔ نیزہ ہاتھ میں پکڑتا ہے۔ اُس نے مجھے بہت نعمتیں دیں اور ہر آرام پہنچانے والی شئ کا جوڑا مجھے دیا اور کہا اے ام زرع کھاؤ اور اپنے اہل کو بھی کھلاؤ۔ ام ابی زرع نے کہا اگر میں ہر شئ جو مجھے اُس نے دی ہے جمع کروں تو وہ ابوزرع کے چھوٹے سے برتن کو بھی نہیں بھرتی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ میں تیرے لئے ام زرع کے لئے ابوزرع جیسا ہوں۔

ابوعبداللہ (بخاری رحمہ اللہ) نے کہا سعید بن زید نے ہشام سے روایت کرتے ہوئے لَا تُعَشِّشُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا ، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض نے اَتَفَتَّحُ میم پڑھا اور یہ صحیح تر ہے۔

۴۸۵۷ شرح : زمانہ جاہلیت میں گیارہ عورتوں نے عہد کیا تھا کہ وہ اپنے اپنے شوہروں کے کیفیات معاشرت ذکر کریں گی اور اُن میں سے کچھ

marfat.com

نہ رکھیں گی ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کوئی عورت کسی دوسری عورت کی اپنے شوہر سے وصف بیان نہ کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب عورتیں مجہول ہوں وہ اپنے شوہروں سے محاسن بیان کر سکتی ہیں۔ معیّن عورتوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہروں سے دوسری معین عورتوں کے محاسن بیان کریں۔

زمانہ جاہلیت کی گیارہ عورتوں کی گفتگو کی تفصیل

پہلی نے کہا اس کا شوہر کمزور اونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر ہے اور راستہ بھی کٹھن ہے وہاں تک پہنچنا بہت مشکل ہے اور نہ موٹا تازہ گوشت ہے کہ اس کو ضرور لایا جا سکے ۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں خیر کم ہے ؛ کیونکہ وہ اونٹ کا گوشت ہے بکری کا نہیں پھر وہ کمزور ہے ردّی ہے ۔ بایں ہمہ اس کو حاصل کرنا بہت مشکل ہے پوری مشقت سے وہ حاصل کیا جا سکتا ہے جس کو لوگ پسند نہیں کرتے ۔ علامہ خطابی نے کہا قلت خیر کے ساتھ ساتھ اس میں تکبّر اور بد خلقی بھی ہے اور اس میں کوئی مصلحت نہیں کہ اس کے حصول کے لئے تکلیف برداشت کی جائے اور اس کی وجہ سے اس کی سوءِ معاشرت برداشت کی جائے۔ اس عورت کا نام معلوم نہیں۔

دُوسری عورت کا بیان

اس عورت کا نام عمرہ بنت عمرو مینی ہے ۔ اُس نے کہا میں اپنے شوہر کی خبر ظاہر نہیں کرتی ہوں ۔ اس کی داستان طویل ہے ۔ اگر میں اس کی تفصیل میں جاؤں تو اس کی کثرت کے باعث میں اسے پورا کرنے پر قادر نہیں ہوں یہ معنی اس تقدیر پر ہے جبکہ "اَنْ لَا اَذَرَہٗ" میں ضمیر کا مرجع خبر ہو اور اگر ضمیر کا مرجع زوج ہو اور حرف لا زائد ہوگا تو معنی یہ ہوگا مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے طلاق دے دیگا تو میں اس کو چھوڑ جاؤں گی ۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں تیسری تاویل یہ ہے کہ اخاف ان اَبُثَّ خبرہ "کیونکہ عدمِ ترک اثبات وتبیین ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دوسری عورت نے کہا کہ میں اپنے شوہر کی کوئی بات ذکر نہیں کرتی اور نہ اسے نشر کرتی ہوں ۔ عُجر بُجر کے معنی تمام امور ہیں یعنی میں اس کی ہر شئ واضح کر دوں گی ۔ بعض نے کہا عُجر ظاہر اور بُجر باطن ہے یعنی میں اس کے ظاہری اور باطنی عیوب ذکر کر دوں گی اور اگر وہ یہ سُن تو مجھے طلاق دے گا اور میں اس کو چھوڑ دوں گی ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب اُنھوں نے عہد

marfat.com

کیا تھا کہ اپنے شوہر کی کوئی بات پوشیدہ نہ رکھیں گی۔ تو اس عورت نے خلافِ عہد کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے اس نے ذکر تو کر دیا ہے جبکہ یہ کہا مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے طلاق دے دیگا، کیونکہ اس میں بہت عیب ہیں علاوہ ازیں اگر وہ عہد کا خلاف کریں بھی تو اس میں کیا مضائقہ ہے اُن کا اسلام تو ثابت نہیں تاکہ وہ جو عہد کریں اس کا پُورا کرنا اُن پر واجب ہو۔

تیسری عورت کا بیان

یہ عورت کعب یمانی کی بیٹی ہے۔ اُس نے کہا میرا شوہر دراز قد لاغر ہے۔ خلیل نے کہا عَشَنَّق کے معنیٰ دراز گردن ہے۔ اس کی جمع عشانق ہے۔ ابو سعید ضریر نے کہا اُس نے اپنے شوہر کی مدح کی ہے۔ عشنق طویل نجیب جو اپنے امر کا مالک ہے کہ عورت کا محکوم نہیں (زن مرید نہیں) میں اس کی ہیبت سے دَم نہیں مار سکتی ہوں۔ علامہ کرمانی نے کہا عشنق بلا فائدہ طویل قد ہے۔ اگر میں اس کے عیوب ذکر کروں تو مجھے طلاق دے گا اور خاموش رہوں معلق رہتی ہوں اور وہ مجھے کسی شمار میں نہیں لاتا۔ اس وقت میں کنواری ہوں اور نہ شوہر والی سہاگن ہوں نہ اِدھر کی نہ اُدھر کی ،، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ،،

چوتھی عورت کا بیان

یہ عورت ابو برمہ کی بیٹی ہے۔ اِس کا نام مَہْدَد ہے۔ اس نے کہا میرا شوہر تہامہ کی رات کی مانند ہے۔ اس میں پورا اعتدال ہے جو کوئی نجد سے بلاد حجاز کی طرف نزول کرے اسے تہامہ کہتے ہیں۔ یہ تہم سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہوا کا ٹھہر جانا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ،، تَهَمَ الدَّهْرُ إِذَا تَغَيَّرَ ،، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اہلِ مکہ کی رات جیسا ہے جس میں ہوا ساکن ہو یا ربیع کی رات جیسا ہے جبکہ ہوا برودت سے حرارت کی طرف بدلے اور اس کا اعتدال ظاہر ہے یعنی اس کا شوہر معتدل مزاج ہے۔ نہ گرم ہے اور نہ ٹھنڈا ہے۔ نہ اس سے خوف ہے کہ میرے ساتھ برائی کرے گا۔ اس میں بدی ہی نہیں وہ نہائت ہی کریم ہے۔ حرّ گرمی قرّ سردی۔

پانچویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام کبشہ ہے۔ اُس نے اپنے شوہر کو اس کے زیادہ سونے کی وجہ سے چیتے سے تشبیہ دی اور اس کی طاد اغماض ہے کیا یعنی جب وہ گھر میں داخل ہو تو آرام کرتا ہے اور جو مال تلف ہو جائے اور جو باقی رہ جائے اس میں اغماض کرتا ہے پرواہ نہیں کرتا اور جب وہ لوگوں میں ہو تو شیر کی طرح ہوتا ہے۔ دوستوں کے ساتھ نرم اور دشمنوں کے ساتھ سخت ہوتا ہے جیسے شیر کی وصف ہے۔ بعض نے اس کے معنی

marfat.com

یہ ذکر کئے ہیں کہ جب وہ گھر میں داخل ہوتا ہے تو چیتے کی طرح مجھ پر اُچھل پڑتا ہے گویا کہ جماع میں بہت جلدی کرتا ہے حالانکہ مجھ میں جماع کی رغبت نہیں ہوتی۔

قولہ لَا یَسْئَلُ عَمَّا عَہِدَ ،، یعنی وہ گھر کے عیب نہیں پوچھتا یہ اس کے اچھے خلق کی تعریف ہے اور یہ کہ وہ دنیاوی امور سے بے تعلق ہے۔

چھٹی عورت کا بیان

اس عورت کا نام ہند ہے۔ اُس نے کہا میرا شوہر اگر کھانے لگے تو جو طعام موجود ہو سارا کھا جاتا ہے اور دوسرے کے لئے کچھ نہیں چھوڑتا اگر پانی پینے لگے تو برتن کا سارا پانی پی جاتا ہے (لفّ کا معنی زیادہ طعام کھانے والا اور اشتفاف کے معنی برتن کا سارا پانی پی جانا ہے یہ شفافہ سے ماخوذ ہے اور وہ باقی بچا ہُوا پانی ہے جب وہ بھی پی جائے تو کہا جاتا ہے اِشْتَفَفْ) اگر وہ لیٹے تو ایک کونہ میں اپنے کو کپڑے میں لپیٹ لیتا ہے۔ ہاتھ نہیں بڑھاتا اور بیوی کے کپڑوں میں نہیں لاتا تاکہ اس کا غم واندوہ کا سبب معلوم کرے یعنی وہ ایسا سوتا ہے کہ بیوی کے حال سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ ابو عُبَیْد نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ میرا خیال ہے کہ عورت کے جسم میں کوئی عیب یا مرض ہے جس کے باعث وہ غمناک رہتا ہے گویا کہ وہ اس کے کپڑوں میں ہاتھ داخل نہیں کرتا تاکہ اس کو مس نہ کرے جو بیوی کو تکلیف دہ ہو اس معنی کے مطابق شوہر کی تعریف ہے کہ اس نے شوہر کی مروّت اور حسن خلق سے وصف بیان کی ہے۔ ابن قتیبہ نے اس معنی کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس عورت نے صدرِ کلام میں شوہر کی مذمت کی ہے تو آخر کلام میں اس کی مدح کیسے کر سکتی تھی۔ انباری نے اس کا جواب دیا کہ اُن عورتوں نے عہد و پیمان کیا تھا کہ وہ اپنے شوہروں کی مدح یا مذمت سے کوئی شئی نہ پوشیدہ کریں گی۔ اور اُن میں سے بعض عورتوں کے شوہروں کے اوصاف تمام اچھے تھے اور وہ قابل ستائش تھے اور بعض اس کے برعکس تھے۔ اور بعض ملے جلے تھے اس لئے اس نے اچھے بُرے دونوں اوصاف ذکر کر دیئے۔

ساتویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام حیی بنت علقمہ تھا۔ اس نے کہا میرا شوہر بولنے میں عاجز اور امور میں کمزور ہے یا گمراہ ہے کہ کسی مصلحت کی راہ نہیں پاتا (عیایا، عَیٌّ بمعنی عجز سے ہے اور غیایا غَیٌّ بمعنی گمراہی سے ماخوذ ہے علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا یہ راوی کو شک نہیں بلکہ لفظ "او" تنویع کے لئے ہے کہ اس میں کمزوری کے دونوں نوع پائے جاتے ہیں۔ اُس نے کہا جو جہان میں مرض ہے وہ اس میں پائی جاتی ہے، اگر تو اس سے گفتگو کرے تو تیرا سر توڑ دے یا بدن میں زخم کر دے (شَجّ کے معنی سر کا زخم ہے اور "فجل" سارے بدن

marfat.com

کا زخم ہے یا دونوں کر دے یعنی سر اور بدن دونوں زخمی کر دے۔

آٹھویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام یاسر بنت اوس بن عبد ہے۔ میرا شوہر اتنا نرم ہے کہ اس کو چھونا ایسا ہے جیسے خرگوش کو مس کر لیا کہ جب اس کی پشت پر ہاتھ رکھیں تو صاف اور نرم معلوم ہوتی ہے اس کی خوشبو ایسی ہے جیسی زرنب کی خوشبو مہکتی ہے زرنب خوشبو کی قسم ہے یا کوئی جڑی بوٹی ہے جس سے خوشبو آتی ہے اس عورت نے حسن عشرت اور ناز و نعمت سے شوہر کی وصف کی۔

نانویں عورت کا بیان

اس کا نام کسی کو معلوم نہیں اس نے اپنے شوہر کی مدح اس طرح کی کہ میرا شوہر حسب و نسب کے اعتبار سے لوگوں میں سردار ہے اور دولت مندی میں ممتاز ہے۔ اس کے گھر کے ستون بلند ہیں یعنی اس کا گھر بلند ہے اور وہ بہت سخی ہے۔ اس کا شمشیر بند بہت لمبا ہے۔ یعنی اس کا قد دراز ہے یعنی خوبصورت بھی ہے۔ اس کے باورچی خانہ میں راکھ بہت رہتی ہے کھانا بہت پکتا ہے۔ اس کا گھر محفل خانہ کے قریب ہے وہ اس کے گھر میں بے تکلف آکر کھانا کھاتے ہیں۔ یعنی وہ بہت سخی ہے۔

دسویں عورت کا بیان

اس عورت کا نام کبشہ بنت ارقم ہے اس نے کہا میرا شوہر مالک ہے۔ مالک کیا ہے اس سے بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا گیا۔ اس کے اونٹ ہیں جو باڑوں میں زیادہ ہیں۔ چراگاہ میں کم ہیں۔ جب وہ سرنگی کی آواز سنیں تو یقین کرتے ہیں کہ وہ اب ہلاک ہو جائیں گے۔ یعنی اس کے اونٹ بیٹھنے کی جگہ میں زیادہ ہوتے ہیں اور مہمانوں کی آمد میں ان میں سے نحر کر کے کھلائے جاتے ہیں۔ اس لئے جب چراگاہ میں جاتے ہیں تو کم ہوتے ہیں۔ لوگوں کی عادت ہے کہ جب مہمان آتے ہیں تو ان کے لئے سرنگی اور آلات طرب حاضر کرتے ہیں۔ اس لئے جب وہ ان آلات کی آواز سنتے ہیں تو یقین کرتے ہیں کہ ان کو ذبح کر کے مہمانوں کو کھلا دیا جائے گا۔ اس نے اپنے شوہر کی وصف کی کہ وہ بہت مہمان نواز ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ بہائم کو علم احساسی ہے اگرچہ علم تعقلی نہیں ہے۔

گیارھویں عورت کا بیان

یہ عورت ام زرع بنت اکیمل بن ابی ساعدہ یمنیہ ہے۔ اس کا نام عاتکہ ہے وہ اپنے شوہر

marfat.com

کی مدح کرتی ہے اُس نے کہا میرا شوہر ابوزرع ہے اس کی شان کتنی بڑی ہے اس نے کثرتِ زیور سے میرے کان متحرک کر دیئے ہیں (اناس فعل ماضی ہے اس کا مجرد ناسَ یَنُوْسُ نَوْسًا اور حُلِیّ بضم الحاء وکسر اللام اور یاء مشدد حُلِیٌّ کی جمع ہے یہ سونے یا چاندی کے زیورات ہیں جن سے عورتیں اپنی زینت کرتی ہیں) اُس نے میرے دونوں بازو چربی سے بھر دیئے ہیں کیونکہ وہ مجھے بہت نعمتیں کھلاتا ہے اور اُن کے ساتھ مجھے موٹا کر دیا ہے۔ اُس نے مجھے خوش کیا تو میری جان خوش ہوگئی اُس نے مجھے ایک طرف پڑی ہوئی تھوڑی سی بکریوں والوں میں پایا۔ غُنَیمہ، غنم کی تصغیر ہے۔ شق ایک جگہ کا نام ہے بعض نے کہا شق پہاڑ ہے۔ یعنی زاد کم ہونے اور تھوڑی بکریاں ہونے کے باعث پہاڑ کے ایک کنارے رہتے تھے۔ ابوزرع نے مجھے گھوڑوں والوں، اونٹوں والوں، زمین والوں اور باغات والوں میں کر دیا۔ صہیل گھوڑے کی آواز، اطیطہ اونٹ کی آواز ہے جبکہ اُن پہ بوجھ زیادہ ہو۔ عرب بکریوں والوں کو کسی شمار میں نہیں لاتے اور گھوڑوں اور اونٹوں والوں کو بہت بڑا جانتے ہیں۔

دائسٌ وہ ہے جو گندم وغیرہ خوشہ سے نکالتے ہیں۔ مُنَقٍّ وہ ہے جو دانے توڑی سے علیحدہ کرتا ہے۔ اس سے مراد کھیتوں والے ہیں۔ ابوزرع نے مجھے یہ عزت دی ہے کہ میں کوئی بات کروں تو اس کو مسترد نہیں کیا جاتا۔ اور اگر میں سوتی ہوں تو صبح ہو جاتی ہے۔ مجھے کوئی بیدار نہیں کرتا میں پانی پیتی ہوں تو خوب اطمینان سے پیتی ہوں اور خوب سیر ہو کر پیتی ہوں۔ یہ معنی اَتَقَمَّحُ کی تقدیر پہ ہیں۔ صحیح بھی یہی ہے بعض نے اَتَقَنَّحُ نون سے پڑھا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں میں آہستہ آرام سے پیتی ہوں۔ ابوعبید نے کہا پانی کو اس لئے ذکر کیا کہ اِن میں پانی کی قلت ہے یہ سیر ہو کر پینا بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ ام ابی زرع کی تعریف میں کہا کہ اس کے صندوق بھارے ہیں جن میں سامان اور طعام ہے۔ علوم عکم کی جمع ہے اس کے معنی صندوق ہیں۔ رِداحٍ بکسر الراء یعنی بھارے اور بھرے ہوئے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ محکوم علیہ جمع مبتدا ہے اور رداح مفرد ہے ان دونوں میں مطابقت نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر عکم رداح ہے یا ذِہاب کی طرح رِداء مصدر ہے اس میں جمع اور واحد مساوی ہوتے ہیں۔ ام ابی زرع کا گھر فراخ ہے۔ ابن ابی زرع کی یہ شان ہے کہ اس کی خواب جہاں وہ سوتا ہے کھجور کی شاخ کی مقدار ہے۔ نزاکتِ بدن سے اس کی مدح کی عربوں کے نزدیک مردوں میں نزاکتِ بدن محمود ہے جبکہ عورتوں میں موٹا ہونا محمود ہے۔ مَسَلّ بفتح المیم وتشدید اللام ہے۔ یہ مصدر میمی بمعنی مسلول ہے۔ اسم مکان بھی ہو سکتا ہے۔ شَطْبَۃ، بفتح الشین وسکون الطاء ہے۔ اس کے معنی کھجور کے پتے علیحدہ علیحدہ کر کے اُن سے بوری وغیرہ بناتے ہیں۔ ابن عربی نے کہا اس سے مراد تلوار ہے جو نیام سے باہر نکالی گئی ہو۔ یہ مجازی معنی ہے کیونکہ عرب مردوں کو تلوار سے تشبیہ دیتے ہیں اور وجہ تشبیہ اس کی سختی اور ہیبت ہے یا اس کی خوبصورتی اور چمک ہے یا اعتدال وصفائی میں کمالِ صورت ہے۔ قولہ تشبعہ الخ یعنی چار ماہ کے بکری کے بچے

marfat.com

کا دست (گوڈی کا گوشت) اس کو سیر کر دیتا ہے۔ جفر بھیڑ یا بکری کا چار ماہ کا بچہ ہے۔ یعنی وہ بہت تھوڑا کھاتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اُس نے ابن ابی زرع کی بلند قدر سے مدح کی ہے کہ وہ بطین (زیادہ کھانے والا) نہیں نہ اس کی طبع میں سختی ہے۔ اس کا کھانا پینا معمولی ہے ہر وقت مسلح رہتا ہے اور جنگوں میں فخر کرتا ہے ایسے شخص کی عرب مدح کرتے ہیں۔ بنت ابی زرع کی مدح اس طرح کی کہ وہ اپنے ماں باپ کی تابعدار ہے اور اُن سے نیکی کرتی ہے۔ اس کی چادر کا بھر جانا ہمسایہ کے غصہ کا سبب ہے یعنی اس کا جسم گوشت سے بھرا ہُوا ہے اور وہ بہت موٹی ہے۔ جُارہ کے معنی سوکن کے بھی ہیں یعنی جب اس کی سوکن اس کی خوبصورتی اور جمال و کمال اور پاکدامنی اور آداب کو دیکھتی ہے تو اس کو غصہ آتا ہے جو سوکنوں کی طبعی عادت ہے۔ ابوزرع کی لونڈی کی مدح یوں کی کہ وہ ہمارے اسرار ظاہر نہیں کرتی اور انہیں خفیہ رکھتی ہے اور ہمارا طعام خراب نہیں کرتی یعنی امانت دار ہے۔ مُیسِرۃ، جو طعام دیہاتی شہر میں لاتے ہیں۔ اور نہ ہمارا گھر خس و خاشاک سے بھرتی ہے بلکہ گھر کی صفائی رکھتی ہے اور اس کا خوب اہتمام کرتی ہے۔ بعض نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہمارے طعام میں خیانت نہیں کرتی کہ اس کو گھر کے کسی کونہ میں چھپا رکھے۔

خطابی نے کہا تَعْشِیشِ عَشَّ الْجَزُورُ سے ہے۔ جبکہ وہ خراب ہو جائے یعنی وہ طعام کا خیال رکھتی ہے اور اہلِ خانہ کو باری باری کھلاتی ہے اور اس سے غافل نہیں ہوتی کہ وہ گھر میں خراب ہو جائے پھر اس عورت نے اپنی طلاق کا حال ذکر کیا کہ ابوزرع ایک روز باہر نکلا جبکہ دودھ کے بھرے ہُوئے مشکیزوں سے مکھن نکالا جا رہا تھا۔ ایک عورت سے اُس نے ملاقات کی جس کے پاس دو بچے تھے جیسے چیتے ہوتے ہیں۔ جو اس کے سرین کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ یعنی اس کے ثدین بہت موٹے تھے اور دو پستان اناروں کی طرح تھے۔ اس کو دیکھ کر اُس نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ میں نے ابوزرع کے بعد ایک ایسے سردار سے نکاح کیا جو اپنی قوم کا بہت بڑا آدمی تھا۔ وہ عربی گھوڑے پر سواری کرتا ہاتھ میں نیزہ رکھتا۔ سری کے معنی سردار اور شری کے معنی ہموار چلنے والا گھوڑا جو تنگ جگہوں سے آرام سے گزر جاتا ہے۔ قاضی عیاض نے ابن سکیت سے نقل کیا کہ شری بمعنی سخی اور جواد ہے یعنی وہ گھوڑے پر اس حال میں سوار ہوتا ہے کہ وہ سخی ہوتا ہے لیکن یہ معنی درست نہیں کیونکہ صحیح روائت میں ہے رکِبَ فَرَسًا عَرَبِیًّا اور ایک دوسری روائت میں "رکب اَعْوَجِیًّا عرب بہترین گھوڑے کو اعوجی کہتے ہیں۔

قولہ اَخَذَ خَطِیًّا بفتح الخا خطّ ایک مقام ہے جس طرف نیزے منسوب ہوتے ہیں یعنی خطّی نیزہ پکڑا پھر اس عورت نے دُوسرے شوہر کی تعریف کی جس کا حاصل یہ ہے کہ اُس نے مجھے بہت آرام پہنچایا اور ہر شئ میرے لئے مہیا کی کہ مجھے کسی طرح بھی فکر لاحق نہیں ہوتی تھی وہ بہت مالدار تھا لیکن ابوزرع کی نسبت اس کے مال کا یہ حال ہے کہ اگر وہ سارا جمع کیا جائے تو ابوزرع کے چھوٹے سے برتن میں سما جاتا ہے اور اس کی مقدار کو نہیں پہنچتا ہے۔

marfat.com

امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام کی عظمت

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ میں تیرے لئے ایسا ہوں جیسے ام زرع کے لئے ابوزرع تھا اس میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی کے حق میں تشبیہ ہے جیسے ام زرع ابوزراع سے راضی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ مشبہ بہ اور مشبہ ہر شئ میں ایک دوسرے کی مثل ہوں بلکہ تشبیہ صرف بعض وجوہ میں ہوتی ہے۔ اور کنایاتِ طلاق سے طلاق نیت کے بغیر واقع نہیں ہوتی، کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں تیرے لئے ابوزرع کی طرح ہوں؛ حالانکہ ابوزرع کے جملہ افعال میں سے ایک یہ تھا کہ اُس نے ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور اس تشبیہ سے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق واقع نہیں ہوئی؛ کیونکہ آپ نے طلاق کی نیت نہ کی تھی۔

ایک روائت میں ہے کہ ابوزرع نے ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور میں نے طلاق نہیں دی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی امتوں کے اخبار ذکر کرنے جائز ہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان عورتوں کی حکائت میں بعض ازواج کی غیبت ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ گفتگو غیبت میں داخل نہیں کیونکہ بُرائی بیان کرنے والوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ نیز مردوں کی حکایات ہیں جو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بطور افسانہ ذکر کی ہیں۔ نیز عورت کو اپنے شوہر کے احسان کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

نسائی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کو نظرِ کرم سے نہیں دیکھتا جو اپنے شوہر کا شکر ادا نہ کرے نیز اگر کسی شخص میں کوئی وصفِ کمال پائی جائے اور اس کے منہ پر اس کی مدح کی جائے جس سے اس میں کوئی فساد نہ آئے تو یہ مدح جائز ہے۔ اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مدح کے مستحق ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر کمال سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء فرمایا ہے اس لئے آپ ہر ثناء اور مدح کے مستحق ہیں اور جو کوئی آپ کی مدح کرے حضور اس سے زیادہ کے مستحق ہیں۔ فصلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

---

marfat.com

۴۸۵۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ الْحَبَشُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ فَسَتَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَاَنَا اَنْظُرُ فَمَا زِلْتُ اَنْظُرُ حَتّٰى كُنْتُ اَنَا اَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّهْوَ

بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهٗ لِحَالِ زَوْجِهَا

۴۸۶۰ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۴۸۵۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حبشی اپنے برچھوں اور نیزوں سے مسجد میں کھیل رہے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پردہ کیا اور میں ان کی کھیل دیکھ رہی تھی میں ان کو دیکھتی رہی حتیٰ کہ میں خود ہی اکتا کر لوٹ آئی۔ چھوٹی عمر کی لڑکی کی رغبت کا اندازہ کرو جو حبشیوں کی کھیل اور ان کا نغمہ سنتی تھی۔

۴۸۵۹ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس میں عورتوں سے معاشرت کا ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا حرام ہے تمام مذاہب کا اس پر اتفاق ہے اور صحیح احادیث سے بھی یہی واضح ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ اس وقت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی عمر شریف پندرہ برس یا اس سے زیادہ تھی اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا حرام نہ تھا اس کے بعد یہ اباحت کتاب و سنت سے منسوخ ہوگئی ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ الآیۃ اور حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَ مَجَانِيْنَكُمْ ،، (عینی)

(اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث : ۹۰۸ ، ج : ۲ کی شرح میں دیکھیں)

marfat.com

قَالَ لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا عَلٰى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ
مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنْ
تَتُوبَآ إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا حَتّٰى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهٗ وَعَدَلَ
وَعَدَلْتُ مَعَهٗ بِإِدَاوَةٍ فَتَبَرَّزَ ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْهَا
فَتَوَضَّأَ فَقُلْتُ لَهٗ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنِ الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِنْ تَتُوبَآ إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ
صَغَتْ قُلُوبُكُمَا قَالَ وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ
ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ يَسُوقُهٗ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِّي مِنَ الْأَنْصَارِ
فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ
النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَّأَنْزِلُ يَوْمًا

باب مرد کا اپنی بیٹی کو اس کے شوہر کے معاملہ میں نصیحت کرنا

۴۸۶۰ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری خواہش رہی کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے وہ کونسی دو بیبیاں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا : إِنْ تَتُوبَآ إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ، یعنی نبی کی دونوں بیبیو! اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں۔ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو گیا وہ راستہ سے ایک طرف مائل ہوئے اور میں اُن کے ساتھ مشکیزہ لے کر راستہ سے پھرا اُنھوں نے قضاء حاجت کی حتیٰ کہ وہ آئے تو میں نے اِن کے ہاتھوں پر مشکیزہ سے پانی ڈالا۔ آپ نے وضوء کیا تو

marfat.com

فَاِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهٗ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ اَوْ غَيْرِهٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْاَنْصَارِ اِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَاْخُذْنَ مِنْ اَدَبِ نِسَاءِ الْاَنْصَارِ فَصِحْتُ عَلٰى امْرَاَتِيْ فَرَاجَعَتْنِيْ فَاَنْكَرْتُ اَنْ تُرَاجِعَنِيْ قَالَتْ وَلِمَ تُنْكِرُ اَنْ اُرَاجِعَكَ فَوَاللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُرَاجِعْنَهٗ وَاِنَّ اِحْدٰهُنَّ لَتَهْجُرُهٗ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلَ فَاَفْزَعَنِيْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهَا قَدْ خَابَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ

میں نے کہا یا امیرالمؤمنین! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے وہ کونسی دو بیبیاں ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ ،، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن عباس تعجب تم پر وہ عائشہ اور حفصہ ہیں۔ پھر عمر فاروق نے پورا واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔ اُنھوں نے کہا میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ بنی اُمیّہ بن زید کے محلہ میں رہتے تھے وہ مدینہ منورہ کے عوالی میں تھا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری آیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آتا اور ایک دن میں آیا کرتا تھا جب میں آتا تو اس دن میں وحی کے احکام اس کو بتاتا اور جب وہ آتا تو وہ بھی اسی طرح کرتا ہم قریش عورتوں پر غالب رہتے تھے جب ہم انصار میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کی عورتیں اُن پر غالب رہتی ہیں تو ہماری عورتیں انصار عورتوں کے عادات سیکھنے لگیں۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کے ساتھ بلند آواز سے کلام کیا تو اُس نے مجھے جواب دیا مجھے اس کا جواب اچھا معلوم نہ ہوا تو اُس نے کہا میرا آپ کو جواب دینا کیوں پسند نہیں کرتے ہو۔ بخدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیویاں بھی آپ کو جواب دیتی ہیں اور اُن سے بعض تو رات تک سارا دن آپ سے علیحدہ رہتی ہیں۔ میں اس سے گھبرایا اور کہا اُن میں سے جس نے ایسا کیا وہ عظیم خسارے میں ہے پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ کے پاس گیا تو میں نے کہا اے حفصہ! کیا تم میں سے بعض بیبیاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا دن رات تک ناراض رکھتی ہیں۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں! میں نے کہا وہ تو خسارے میں پڑ گئی۔ کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ جناب

marfat.com

فَقُلْتُ لَهَا اَیْ حَفْصَةُ اُتُغَاضِبُ اِحْدٰیکُنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
الْیَوْمَ حَتّٰی اللَّیْلِ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ قَدْ خِبْتِ وَخَسِرْتِ اَفَتَاْمَنِیْنَ اَنْ
یَّغْضَبَ اللّٰہُ لِغَضَبِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَہْلِکِیْ لَا تَسْتَکْثِرِیْ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِیْہِ فِیْ شَیْءٍ وَّلَا تَہْجُرِیْہِ وَسَلِیْنِیْ
مَا بَدَا لَکِ وَلَا یَغُرَّنَّکِ اَنْ کَانَتْ جَارَتُکِ اَوْضَاَ مِنْکِ وَاَحَبَّ
اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُرِیْدُ عَائِشَةَ قَالَ عُمَرُ فَکُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا
اَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَیْلَ لِتَغْزُوَنَا فَنَزَلَ صَاحِبِیْ الْاَنْصَارِیُّ یَوْمَ
نَوْبَتِہٖ فَرَجَعَ اِلَیْنَا عِشَاءً فَضَرَبَ بَابِیْ ضَرْبًا شَدِیْدًا وَقَالَ اَثَمَّ
ہُوَ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ اِلَیْہِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ الْیَوْمَ اَمْرٌ عَظِیْمٌ قُلْتُ
مَا ہُوَ اَجَاءَ غَسَّانُ قَالَ لَا بَلْ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِکَ وَاَہْوَلُ طَلَّقَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِسَاءَہٗ فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ
قَدْ کُنْتُ اَظُنُّ ہٰذَا یُوْشِکُ اَنْ یَّکُوْنَ فَجَمَعْتُ عَلَیَّ ثِیَابِیْ فَصَلَّیْتُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے باعث اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے تو تم تباہ ہو جاؤ؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باتیں مت کرو اور نہ آپ کو کوئی جواب دو اور نہ ہی آپ سے علیحدہ رہو۔ جو ضرورت ہو وہ مجھ سے لو اور اس دھوکہ میں نہ رہو کہ تمہاری ہمسائی تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے۔ اس سے ان کی مراد ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ہم آپس میں یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ غسانی ہمارے ساتھ لڑائی کرنے کے لئے گھوڑوں کی نعل بندی کر رہے ہیں۔ میرا ساتھی اپنی باری کے دن دربارِ رسالت میں آیا۔ پھر عشاء کے وقت واپس گیا تو میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور کہا کیا وہ سو رہے ہیں؟ میں گھبرا کر اس کی طرف گیا اس نے بیان کیا ایک بہت بڑا حادثہ ہوا ہے میں نے کہا وہ کیا ہے؟ کیا غسان کے لوگ حملہ آور ہوئے ہیں اُس نے کہا بلکہ اس سے زیادہ ہولناک حادثہ واقع

marfat.com

صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُبَةً لَّهٗ فَاعْتَزَلَ فِيهَا وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَاِذَا هِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ اَلَمْ اَكُنْ حَذَّرْتُكِ هٰذَا اَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا اَدْرِيْ هَا هُوَذَا مُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ اِلَى الْمِنْبَرِ فَاِذَا حَوْلَهٗ رَهْطٌ يَّبْكِيْ بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِيْ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَّهٗ اَسْوَدَ اِسْتَاْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ الْغُلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْتُكَ لَهٗ فَصَمَتَ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اِسْتَاْذِنْ لِعُمَرَ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهٗ فَصَمَتَ فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ اِسْتَاْذِنْ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ

ہُوا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ عمر فاروق نے کہا حفصہ نقصان میں پڑ گئی اور خسارے والی ہو گئی۔ میں پہلے ہی خیال کرتا تھا کہ عنقریب ایسا ہو جائے گا۔ میں نے اپنے کپڑے پہنے اور فجر کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ آپ بالا خانہ پر تشریف لے گئے اور اس میں تنہائی اختیار کر لی۔ میں حفصہ کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رو رہی ہے۔ میں نے کہا تمہیں کونسی چیز رولا رہی ہے کیا میں نے تمہیں ڈرایا نہیں تھا؟ کیا تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی ہے؟ حفصہ نے کہا مجھے معلوم نہیں آپ اس بالا خانہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ میں باہر نکلا اور اس بالا خانہ کی طرف گیا جہاں آپ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آپ کے کالے غلام سے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو وہ اندر گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی پھر باہر آیا اور کہا میں نے تمہارا ذکر کیا ہے آپ خاموش رہے ہیں۔

marfat.com

لَهٗ فَصَمَتَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي فَقَالَ قَدْ
أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ
فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهٖ مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا
لِيْفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَطَلَّقْتَ
نِسَاءَكَ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصَرَهٗ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا
قَائِمٌ أَسْتَأْنِسْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ
فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَآؤُهُمْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا
لَا يَغُرَّنَّكِ أَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ أَوْضَأَ مِنْكِ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمَةً
أُخْرٰى فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَأَيْتُهٗ تَبَسَّمَ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهٖ فَوَاللّٰهِ

میں واپس ہو گیا اور اُن لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر شریف کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر میرے خیال نے غلبہ کیا اور میں غلام کے پاس آیا اور اسے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو۔ وہ اندر گیا پھر باہر آیا اور کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارا ذکر کیا ہے۔ آپ خاموش رہے ہیں۔ میں واپس ہو گیا اور ان لوگوں میں بیٹھ گیا جو منبر شریف کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر میرا خیال غالب آیا اور میں غلام کے پاس آیا اور اسے کہا عمر کے لئے اجازت حاصل کرو وہ اندر گیا پھر باہر آیا اور کہا میں نے آپ سے ذکر کیا ہے آپ خاموش رہے ہیں۔ جب میں واپس لوٹنے والا تھا تو اچانک غلام مجھے بُلا رہا ہے اس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ آپ رسیوں سے بنی ہُوئی چٹائی پر لیٹے ہُوئے تھے اور آپ کے جسم شریف اور چٹائی کے درمیان کوئی بچھونا

marfat.com

مَارَأَيْتُ فِيهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهَبَةٍ ثَلٰثَةٍ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ
ادْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسًا وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ
وَأُعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَوَفِي هٰذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنَّ أُولٰئِكَ قَوْمٌ
عُجِّلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِي
فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءَهُ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ
حِيْنَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلٰى عَائِشَةَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ قَالَ
مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ
عَاتَبَهُ اللّٰهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ
فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ
أَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّمَا أَصْبَحْتُ مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ

نہ تھا اور رسیوں کے آپ کے پہلو شریف پر نشان لگے ہوئے تھے اور آپ چمڑے کے تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے سلام عرض کیا پھر میں نے عرض کیا جبکہ میں کھڑا تھا یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے میری طرف ایک نظر اٹھا کر فرمایا نہیں میں نے کہا اللہ اکبر پھر میں نے کہا حالانکہ میں کھڑا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل بہلائی کروں اور آپ سے وحشت دور کروں یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے دیکھیں۔ ہم قریش لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے۔ جب ہم ان لوگوں کے پاس آئے تو ان پر ان کی عورتیں غالب تھیں اور سارا واقعہ بیان کیا (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر آپ اس حال میں مجھے دیکھتے جب میں حفصہ کے گھر آیا تو میں نے اسے کہا تجھے یہ بات دھوکہ میں نہ رکھے کہ تمہاری پڑوسن تم سے زیادہ خوبصورت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے ان کی مراد ام المؤمنین عائشہ تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

لَيْلَةً اَعُدُّهَا عَدًّا فَقَالَ اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ فَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ التَّخْيِيْرَ فَبَدَأَ بِيْ اَوَّلَ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهٖ فَاخْتَرْتُهٗ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهٗ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ

نے ایک بار اور تبسّم فرمایا جب میں نے آپ کا تبسّم دیکھا تو میں بیٹھ گیا پھر میں نے آپ کے گھر میں نظر اُٹھائی خدا کی قسم! میں نے اس میں تین کچی کھالوں کے سوا کوئی چیز نہ دیکھی۔ تو میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! آپ اللہ سے دعاء کریں کہ آپ کی اُمّت پہ وسعت کرے کیونکہ فارس اور روم کے لوگوں پر وسعت کی گئی ہے۔ اور ان کو دُنیا دی گئی ہے؛ حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے ہیں۔ آپ بیٹھ گئے حالانکہ آپ تکیہ لگائے ہُوئے تھے۔ فرمایا: اے ابنِ خطاب! تم اس حال میں ہو یہ وہ لوگ ہیں جن کو نیک اعمال کی جزاء دنیاوی زندگی میں دے دی گئی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلم! اس ناشائستہ کلام کی میرے لئے استغفار کریں۔ اس وجہ سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی بیویوں سے انتیس روز علیحدہ رہے تھے۔ جبکہ حفصہ نے عائشہ سے رازِ افشاء کر دیا تھا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیویوں پہ سخت غمگین ہونے کے باعث فرمایا تھا کہ میں اُن کے پاس ایک مہینہ نہ جاؤں گا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے (آپ کی شان کے شایاں) آپ کو عتاب فرمایا تھا۔ جب انتیس (۲۹) روز گزر گئے تو آپ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور بیویوں کے گھروں میں جانے کی ابتدأ اُن سے کی۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! میں نے قسم کھائی تھی کہ ہمارے گھروں میں ایک مہینہ تشریف نہ لائیں گے۔ آج آپ نے انتیس رات کی صبح کی ہے۔ میں ان کو شمار کرتی رہی ہوں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔ حالانکہ وہ مہینہ انتیس دن کا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے تخییر کی آیت کریمہ نازل فرمائی (قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا ..... اَجْرًا عظيما) تک) آپ نے اپنی بیویوں میں سے پہلے مجھ سے ابتداء کی تو میں نے آپ کو اختیار کیا۔ پھر باقی ساری بیویوں کو اختیار دیا تو تمام نے وہی کہا جو ام المؤمنین عائشہ نے کہا تھا۔

۴۸۶۰ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو پند و نصائح کئے کہ اپنی ذاتِ گرامی کو ام المؤمنین عائشہ پر قیاس نہ کرو وہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبوبہ ہے الخ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس پر تعجب اس لئے کیا کہ وہ علمِ تفسیر قرآن میں ماہر ہونے کے باوجود اُن پر یہ مسئلہ کیسے مخفی رہا؟ گویا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوال کو عمر فاروق نے پسند نہ فرمایا۔ حضرت عمر فاروق کا ہمسایہ جس سے آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی۔ وہ اوس بن خولی بن عبد اللہ بن حارث انصاری تھا۔ صحیح تر

marfat.com

بَابُ صَوْمِ الْمَرْاَةِ بِاذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

۴۸۶۱ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُ الْمَرْاَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

یہی ہے بعض نے عتبان کو ذکر کیا ہے ؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق اور عتبان میں بھائی چارہ بنایا تھا۔ لیکن بھائی چارہ کو یہ لازم نہیں کہ وہ ہمسایہ بھی ہو۔ جارہ کا اطلاق ضرّہ بمعنی سوکن پر بھی ہوتا ہے اس لئے حضرت عمر فاروق نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے لفظ جارہ ادب وتعظیم کے لئے ذکر کیا ہے تاکہ لفظ ضرّہ کسی ام المؤمنین کی طرف منسوب نہ کریں۔ اس حدیث شریف کی مکمل تفصیل حدیث: ۲۳۰۵ ج : ۲ کی شرح میں دیکھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

باب عورت کا نفلی روزہ اپنے شوہر کی اجازت سے رکھنا

اس باب میں یہ بیان ہے کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے فرض روزے میں شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں کہ رمضان المبارک میں شوہر بھی روزے سے ہوتا ہے ؛ کیونکہ نفل روزے سے شوہر کا حق زیادہ ہے۔ البتہ قضاء رمضان میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ وہ قضاء رمضان کا روزہ بھی شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی بلکہ شعبان کے مہینہ میں قضاء کرے۔ بعض نے کہا کہ قضاء رمضان کے روزے رکھ سکتی ہے لیکن ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کہ میں رمضان میں ایام حیض کے روزے شعبان میں قضاء کیا کرتی تھی کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں اکثر روزے سے ہوتے تھے۔ پہلے قول کی تائید کرتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۶۱ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے حالانکہ اس کا شوہر حاضر ہو۔

۴۸۶۱ــ شرح : اگر شوہر سفر میں گیا ہو تو عورت نفل روزہ رکھ سکتی ہے کیونکہ اس وقت شوہر اس سے خدمت نہیں لے سکتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ

marfat.com

بَابُ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا

۴۸۶۲ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ اَنْ تَجِیْءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ

نے شرح مہذب میں ذکر کیا کہ ہمارے بعض علماء شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا مکروہ جانتے ہیں، لیکن اگر اُس نے روزہ رکھ لیا تو صحیح ہے اور وہ گنہگار ہوگی۔ مہلب نے کہا نہی تنزیہہ کے لئے ہے۔ تحریم کے لئے نہیں۔

باب — جب کوئی عورت اپنے شوہر سے ناراض ہو کر علیحدہ رات گزارے

حدیث کے لفظ پر اعتماد کرتے ہوئے مصنف نے جواب ذکر نہیں کیونکہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایسی عورت معصیت کے ارتکاب کے سبب لعنت کی مستحق ہے۔

۴۸۶۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

۴۸۶۲ — شرح : یعنی شوہر جب اپنی بیوی کو جماع کے لئے بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ جماع غالباً رات کے وقت ہوتا ہے۔ اس لئے "حتی تصبح" ذکر کیا ہے، ورنہ یہ رات اور دن دونوں کو شامل ہے؛ چنانچہ مسلم نے اپنے اسناد سے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جو کوئی آدمی اپنی بیوی کو جماع کے لئے بلائے اور وہ انکار کرے تو آسمان والے اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں۔ حتی کہ شوہر اس سے راضی ہو جائے۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر سے

marfat.com

۴۸۶۳ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰی تَرْجِعَ

روائت کی کہ تین اشخاص کی نماز قبول نہیں اور نہ ہی ان کی نیکی آسمانوں میں جاتی ہے۔ ایک بھگوڑا غلام حتیٰ کہ واپس آجائے۔ دوسرا شہ کرنے والا حتیٰ کہ صحیح ہوجائے۔ تیسری عورت جس پہ اس کا شوہر ناراض ہو حتیٰ کہ وہ خوش ہوجائے۔ اس میں مطلق ذکر کیا ہے۔ یہ رات اور دن دونوں کو شامل ہے لعنت کرنے والے فرشتے کرامً کاتبین ہیں یا اور فرشتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۶۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے شوہر کے فراش سے دُور رہے۔ (اور اس کے پاس نہ جائے) تو اس کے واپس آنے تک فرشتے اس پہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔

۴۸۶۳ ـــ شرح : اس حدیث میں لفظ مُہاجِرَۃ ،، باب مفاعلہ سے ہے۔ اس کا خاصہ جانبین سے مشارکت ہے؛ لیکن یہاں بمعنی ہاجِرَۃٌ ہے؛ کیونکہ مفاعلہ کبھی ایک جانب سے بھی آتا ہے جیسے عاقبتُ اللصَّ میں نے چور کو ڈانٹ دی۔

قرآن کریم میں ہے : وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ،، سارعوا بمعنی اسرعوا ہے۔ اللہ کی مغفرت کی طرف تیز چلو۔ اس حدیث کی تائید مسلم کی روائت کرتی ہے اس کے یہ الفاظ ہیں : اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ هَاجِرَةً ،، یعنی جب کوئی عورت شوہر سے جُدا رات گزارے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کو شوہر کی موافقت کرنی چاہیئے۔ اور اس کو راضی رکھنا چاہیئے۔ نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ عورت کا ترکِ جماع پر صبر کرنا مرد سے قوی ہے۔ اس معاملہ میں مرد کمزور ہے۔ اسی لئے شارع علیہ السلام نے فرمایا کہ بیوی اپنے شوہر کی موافقت کرے۔

ابن جوزی نے کتاب النساء میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَسُوْفَۃ اور مغلسہ پہ لعنت فرمائی۔ مسوفہ وہ عورت ہے جب اس کا شوہر ارادہ کرے تو وہ کہے مجھے حیض آیا ہُوا ہے، حالانکہ وہ حائضہ نہیں ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ ایک عورت نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسُول اللہ! شوہر کا بیوی پہ کیا حق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شوہر کو جماع کرنے سے نہ روکے اگرچہ وہ کجاوہ پہ (سفر) خواہش کرے۔ طبرانی

marfat.com

بَابُ لَا تَأْذَنُ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ

٤٨٦٤ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنُ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدِّي إِلَيْهِ شَطْرُهُ وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الصَّوْمِ

کتاب العشرہ میں یحییٰ بن علاء سے روائت کی کہ وہ شوہر کو نہ روکے اگرچہ تنور پر روٹیاں پکا رہی ہو۔ ایک روائت میں ہے اگرچہ مکان کی چھت پر ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گنہگار مسلمان پر اس کو ڈرانے کے لئے لعنت کرنا جائز ہے تاکہ وہ گناہ نہ کرے اگر کر بیٹھے تو اس کے لئے توبہ کی دعاء کرے (عینی)

باب عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر داخل ہونے کی اجازت نہ دے

٤٨٦٤ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے جبکہ اس کا شوہر حاضر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر آنے کی اجازت نہ دے اور جو شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ کرے تو مال کا ایک حصہ اس کے ذمہ اس کو ادا کرنا ہوگا۔ اسی حدیث کو ابو الزناد نے بھی موسیٰ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ابوہریرہ سے صوم میں ذکر کیا۔

٤٨٦٤ — شرح : شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر آنے کی اجازت دینے سے اس کے دل میں بدگمانی ہونے کا اندیشہ ہے، لیکن اس ممانعت سے ضروریات مستثنیٰ ہیں جیسے کسی شخص کا گھر میں حق ہو یا کوئی ایسی جگہ ہو جو مہمانوں کے لئے مخصوص ہو اور ضرورات

marfat.com

بَابٌ ۴۸۶۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ اَخْبَرَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ

مخطورات کو مباح کر دیتی ہیں۔ حدیث کے آخری حصہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ عورت جو کچھ شوہر کے مال سے خرچ کرے جس کی اسے اجازت نہ ہو یا واجب خرچہ سے زیادہ خرچ کرے تو وہ زیادتی کی ذ... ضامن ہوگی! اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روائت میں ہے کہ اگر عورت شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرے تو اس کو نصف ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو معروف خرچہ کرے اور شوہر نے اجازت دی ہوئی ہو کہ جو چاہے صدقہ کرتے۔ اس وقت اگر خرچ کرتے وقت شوہر کی اجازت نہ ہو تو کچھ حرج نہیں اس کا ثواب دونوں کو ملے گا۔

باب

۴۸۶۵ ــــ ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو بیشتر لوگ جو اس میں آئے تھے وہ مساکین تھے اور مالدار لوگ بہشت کے دروازے پر روکے گئے تھے! لیکن دوزخیوں کو آگ میں جانے کا حکم دیا گیا اور میں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں عموماً عورتیں آئی ہوئی تھیں۔

۴۸۶۵ ــــ شرح : یہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب کا واقعہ ہے جو وحی کے حکم میں ہے۔ کیونکہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ اس لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو خواب کی بناء پر ذبح کرنے کا حتمی ارادہ کر لیا تھا، حالانکہ محض خواب پر کسی کو ذبح کرنا جائز نہیں۔ قرآن کریم میں اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ، اے بیٹے میں خواب میں تجھے ذبح کرتا دیکھ رہا ہوں تو اسماعیل علیہ السلام نے کہا وہ يَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ، اے میرے باپ جو آپ کو حکم ہوا ہے وہ کریں۔ معلوم ہوا کہ خواب میں نبی علیہ السلام مامور مِنَ اللہ ہوتے ہیں

marfat.com

بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيْرِ وَهُوَ الزَّوْجُ وَهُوَ الْخَلِيْطُ مِنَ الْمُعَاشَرَةِ فِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٤٨٦٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ

حدیث شریف میں ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ فقراء مالداروں سے پانچ سَو سال پہلے بہشت میں داخل ہوں گے اور جو عورتیں دوزخ میں دیکھیں وہ نافرمان عورتیں تھیں کیونکہ وہ دوزخ میں مسلمان مردوں سے زیادہ ہوں گی کیونکہ وہ اپنے شوہروں کی نافرمانی کرتی ہیں؛ حالانکہ سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

باب عَشیر کی نافرمانی کرنا اور وہ شوہر ہے نیز وہ بمعنی خلیط (ساتھی) بھی آتا ہے

marfat.com

ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ
ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِىْ
مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّىْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ اَوْ
اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ
مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَ

عشیر معاشرہ سے ماخوذ ہے۔ اور وہ مُخَالِط کے معنی میں آتا ہے۔ اس معنی میں ابوسعید نے بھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی ہے۔"

۴۸۶۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہد میں سورج کو گرہن لگا۔ تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز پڑھی اور لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے سورۂ بقرہ پڑھنے کی مقدار طویل قیام فرمایا پھر طویل رکوع کیا پھر سَر مبارک اُٹھایا اور طویل مدت کھڑے رہے۔ اور یہ قیام پہلے قیام سے کچھ کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا پھر آپ کھڑے ہُوئے اور طویل قیام کیا جو پہلی رکعت کے قیام سے کم تھا۔ پھر آپ نے طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سَر مبارک اٹھایا پھر سجدہ کیا پھر سلام پھیر دیا؛ حالانکہ سُورج روشن ہو چکا تھا۔ اور فرمایا بے شک چاند اور سُورج اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں جب تم یہ (گرہن) دیکھو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو لوگوں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلم! ہم نے (دورانِ نماز) آپ کو دیکھا تھا کہ آپ اپنے مقام میں کوئی شئ پکڑ رہے تھے۔ پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ پیچھے کو آ رہے ہیں۔ فرمایا میں نے جنّت دیکھی یا مجھے دکھائی گئی تو میں نے اس میں سے پھل لینا چاہا۔ اگر میں وہ لے آتا تو جب تک دُنیا باقی رہتی تم اسے کھاتے رہتے (اور وہ ختم نہ ہوتا) میں نے دوزخ بھی دیکھی تو میں نے آج جیسا قبیح منظر کبھی نہیں دیکھا میں نے دیکھا کہ دوزخ میں اکثر عورتیں تھیں لوگوں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! یہ کیوں؟ فرمایا اُن کے کفر کی وجہ سے۔ کہا گیا وہ اللہ سے کفر کرتی ہیں؟ فرمایا اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہیں و احسان کی ناشکری کرتی ہیں۔ اگر تو زمانہ بھر اُن میں

marfat.com

رَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوْا لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ

٤٨٦٧ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ اَبِىْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِى الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءُ وَاطَّلَعْتُ فِى النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ تَابَعَهٗ اَيُّوْبُ وَسَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ

سے کسی ایک سے احسان کرتا رہے۔ پھر وہ کبھی تم سے کچھ تقصیر دیکھے تو کہتی ہے میں نے تجھ سے خیر کبھی نہیں دیکھی (باب کے عنوان سے مطابقت واضح ہے "یکفرن العشیر حدیث ٩٩٨ ج ٢ کی شرح دیکھیں)

٤٨٦٧ — ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں نظر کی تو اس میں رہنے والے اکثر فقراء تھے اور ایک نظر سے میں نے دوزخ کو دیکھا تو اس میں رہنے والے اکثر عورتیں تھیں۔ ایوب اور سلم ابن زریر نے عوف کی متابعت کی۔

٤٨٦٧ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ وہ عورتیں اپنے شوہروں کے حقوق کی ناشکری کرتی رہی ہیں اور یہ معصیت (گناہ) ہے اور گناہ عذاب کا سبب ہے اس لئے وہ دوزخ کی سزاوار ہوئیں اور ان کا دوزخیوں سے زیادہ ہونا ان کے داخل ہونے کے وقت ہے۔

اسماء رجال : عثمان بن ہیثم بصرہ کی جامع مسجد کے مؤذن ہیں۔ ایک سو بیس ہجری میں فوت ہوئے۔ عوف اعرابی ہیں اور ابو رجاء عمران بن ملحان فتح مکہ میں مسلمان ہوئے ایک سو بیس برس بقیدِ حیات رہے اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ عمران بن ابی حصین رضی اللہ عنہ صحابی ثقہ ہیں (حدیث ٣٠٢٩، ج : ٥ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ قَالَهُ اَبُوْجُحَيْفَةَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۶۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

باب تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے

یہ ابوجحیفہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے

زوج سے مراد زوجہ ہے۔ یعنی زوجین (بیوی، خاوند) میں سے ہر ایک کا دوسرے پر حق ہے عورت کا شوہر پر منجملہ حق یہ ہے کہ اس سے جماع کرے اس کی مقدار میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ایک بار واجب ہے بعض نے چار روز میں ایک بار بعض نے کہا۔ ہر طہر میں ایک بار جماع کرے۔ ابن حزم نے کہا شوہر پر فرض ہے کہ اپنی بیوی سے جماع کرے اگر قادر ہو تو کم از کم مہینہ میں ایک بار ضرور کرے؛ ورنہ نافرمان شمار ہوگا! شیخ عبدالرزاق نے ثوری، مالک بن مغول کے ذریعہ شعبی سے روائت کی کہ ایک عورت نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر عرض کیا اے امیر المؤمنین میرا شوہر دن کو روزے سے رہتا ہے اور رات نماز میں کھڑا رہتا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا تو نے اپنے شوہر کی اچھی ثنا کی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا شوہر کو حکم دیا جائے کہ رات بیوی کے پاس رہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ

marfat.com

بَابُ الْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا

۴۸۶۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْاَمِيْرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

نے کہا شوہر پر بعینہ جماع فرض نہیں اس پر عورت کا خرچہ اور لباس وغیرہ فرض ہے اور رات اس کے پاس رہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر وہ اپنے شوہر سے شکائت کرے تو وہ اپنے لئے تین دن اور اس کے لئے ایک دن مقرر کر دے۔ اس کو اس آدمی کے قائم مقام کیا جائے جس کی چار بیویاں ہیں تو اس کے لئے تین دن اور عورت کے لئے ایک دن ہوگا (عینی)

۴۸۶۸ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو بن عاصی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ کیا مجھے خبر نہیں پہنچی کہ تم دن میں روزے سے ہوتے ہو اور رات کو نماز میں کھڑے رہتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حضور نے فرمایا ایسا مت کرو روزہ رکھو اور افطار بھی کرو رات کو قیام کرو اور آرام بھی کرو؛ کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے (حدیث : ۱۸۵۳، جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے

۴۸۶۹ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب نگہبان ہو اور تم سے نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ امیر نگہبان ہے آدمی اپنے گھر والوں کا

marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ؕ ؕ

۴۸۷۰ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهٖ شَهْرًا وَقَعَدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ فَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ اٰلَيْتَ عَلٰى شَهْرٍ قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ

نگہبان ہے عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے۔ تم سب نگہبان ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا (حدیث ۸۵۵ کی شرح دیکھیں)

باب مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے اُن میں ایک کو دُوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے اُن پر اپنے مال خرچ کئے .... بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے"

۴۸۷۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ ایک ماہ اپنی بیویوں کے پاس نہ جائیں گے اور اپنے بالاخانہ میں تشریف فرما ہوئے اور انتیس روز بعد اُترے آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ نے تو ایک ماہ تک قسم کھائی تھی۔ فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے

۴۸۷۰ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے راز افشاء کرنے پر تہدید و تنبیہ کے لئے تنہائی اختیار کرلی

marfat.com

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فِيْ غَيْرِ بُيُوْتِهِنَّ وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَفَعَهُ غَيْرَ أَنْ لَا تُهْجَرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ

تاکہ ان کی اصلاح ہو جائے اور آئندہ توبہ کریں۔ اٰلی صیغۂ ماضی اِیلاء سے ہے یعنی قسم کھائی اِیلاء کا لغوی معنی مراد ہے۔ شرعی معنی مراد نہیں کیونکہ وہ چار ماہ تک قسم ہوتی ہے۔ اور اس حدیث میں صرف ایک ماہ تک قسم کا ذکر ہے اور "اَلشَّہر" پر الف ولام عہد خارج کے لئے ہے یعنی یہ ماہ انتیس روز کا ہے یا جنسی ہے کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلاء کا سبب یہ تھا کہ ام المؤمنین حفصہ سے آپ نے ایک راز ذکر کیا تھا کہ یہ کسی سے ذکر نہ کریں انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کر دیا وہ یہ کہ آپ نے ان کے گھر میں ماریہ سے خلوت فرمائی تھی۔

(حدیث : ۴۸۶۰ - جلد : ۷ میں یہ مفصل مذکور ہے)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں کو چھوڑ کر ان کے گھروں کے علاوہ دُوسری جگہ

سکونت کرنا۔ معاویہ بن حیدہ سے مرفوع مذکور ہے لیکن اُن سے تنہائی گھر ہی میں ہو اور پہلا معنی صحیح تر ہے۔

یعنی اسناد کے اعتبار سے روائت فِیْ غَیْرِ بُیُوْتِہِنَّ بذکر کی روائت سے صحیح تر ہے اور وہ یہ ہے کہ صرف گھر ہی میں علیحدگی کرے۔ اس تقدیر پر "یُہْجَرُ" کا فاعل ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی آپ کی ہجرت کا قصہ مرفوع ذکر کیا جاتا ہے، لیکن آپ نے فرمایا کہ صرف گھر ہی میں ہجرت کرے (کرمانی) یعنی اس واقعہ کے ذکر میں اس طرح مروی ہے اور یہ روائت مرجوح ہے اور پہلی روائت کہ دوسری جگہ سکونت کرے راجح ہے۔

معاویہ بن حیدہ یہ مشہور صحابی ہیں ان کا شمار اہلِ بصرہ میں ہوتا ہے۔ اُنھوں نے خراساں میں جنگ لڑی اور وہیں فوت ہوئے اور وہ بہز بن حکیم بن معاویہ کے دادا ہیں۔

marfat.com

۴۸۷۱ــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِیٍّ اَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْحَارِثِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهٖ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا اَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهٗ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ حَلَفْتَ اَنْ لَّا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا

۴۸۷۲ــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ يَعْفُوْرَ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ اَبِی الضُّحٰى فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْنَ عِنْدَ كُلِّ امْرَاَةٍ مِّنْهُنَّ اَهْلُهَا فَخَرَجْتُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا هُوَ

۴۸۷۱ــ ترجمہ: ابن جُرَیج نے کہا مجھے یحییٰ بن عبداللہ نے خبر دی کہ عکرمہ بن عبدالرحمٰن ابن حارث نے انہیں خبر دی کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر سنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی کہ آپ اپنی بعض بیویوں کے گھر ایک ماہ نہیں آئیں گے جب انتیس روز گزر گئے تو صبح یا شام کو ان کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ اُن کے گھر تشریف نہ لائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ انتیس ۲۹ روز کا ہے۔

۴۸۷۲ــ ترجمہ: ابویعفور نے کہا ہم نے ابوالضحیٰ کے پاس مذاکرہ کیا۔ اُنھوں نے کہا ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ایک دن ہم نے اس حال میں صبح کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں رو رہی تھیں۔ اِن میں سے ہر ایک کے ساتھ

marfat.com

مَلآنُ مِنَ النَّاسِ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي غُرْفَةٍ لَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ فَنَادَاهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ اٰلَيْتُ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰى نِسَائِهِ

اس کے اہلِ خانہ جمع تھے۔ میں مسجد میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے جبکہ آپ بالاخانہ میں تشریف فرما تھے۔ اُنھوں نے سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا اُنھوں نے پھر سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا۔ عمر فاروق نے پھر سلام کہا آپ نے جواب نہ دیا۔ پھر انہیں غلام اسود نے آواز دی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ حضور نے فرمایا میں نے طلاق نہیں دی۔ میں نے اُن سے ایک ماہ تک اِیلا کیا ہے۔ پھر انتیس بالاخانہ میں ٹھہرے۔ پھر اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے آئے

۴۸۷۲ — شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سلام اجازت کے حصول کے لئے تھا۔ یہ سلامِ استیذان تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : الاستیذان ثلاث، حضور نے فرمایا اجازت کا سلام تین بار ہے۔ اگر تیسری بار کے بعد اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے۔ اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین بار سلام دیا اور جواب نہ پایا تو واپس چلے گئے۔ پہلی حدیث میں گزرا ہے۔ جب تین مرتبہ کے بعد اجازت نہ پائی تو واپس ہو گئے۔ ایک کالا غلام جو آپ کا دربان تھا اُس نے عمر فاروق کو آواز دی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرما دی ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں لفظ "نَادَاهُ" کا فاعل مقدر ہے اور وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہے کہ وہی آپ کا دربان تھا، چنانچہ مسلم کی روائت میں صراحۃً مذکور ہے۔ اسی طرح نسائی میں بھی ہے۔ (قسطلانی)

مسلم کی ایک دوسری روائت میں ابن عباس سے روائت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اس کالے غلام کا نام رباح تھا، لیکن اِن دونوں روایات میں تضاد نہیں، کیونکہ حضرت بلال اور رباح دونوں وہاں تھے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلال رہتے تھے اور رباح بالاخانہ سے باہر بیٹھا ہوتا

marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ وَقَوْلِهِ وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ

٤٨٧٣ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ

تھا۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو اجازت دی تو بلال رضی اللہ عنہ باہر کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ عمر فاروق کو آواز دیں کہ انہیں اجازت حاصل ہوگئی ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ "ناداہ" کا حقیقتاً فاعل رباح ہے اور بلال کی طرف اسناد مجازی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب عورتوں کو مارنے کی کراہت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان کو اتنا مارو کہ انہیں زخمی نہ کر

٤٨٧٣ ترجمہ: عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی اپنی بیوی کو، غلام کو مارنے کی طرح نہ مارے پھر اس سے آخر دن میں جماع کرے۔

٤٨٧٣ شرح: یعنی یہ بات مناسب نہیں کہ بیوی کو مارے پیٹے اور پھر اسی روز اس سے جماع بھی کرے، لیکن یہاں ایک اشکال ہے کہ اس حدیث شریف میں عورتوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واضربوھن الایۃ" کہ انہیں مارو! اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب وسنت میں مخالف نہیں کیونکہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ عورتوں کو اتنا مارنا مکروہ تحریمی ہے جو انہیں زخمی کردے اور قرآن کریم نے اس کی تائید کی ہے کہ انہیں ضرب شدید نہ مارو۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض علماء سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو عورتیں اپنے شوہروں کو ایذاء پہنچاتی ہیں۔ انہیں اپنے بستروں سے جدا رکھو! اور اپنے قریب نہ آنے دو اور انہیں ضرب شدید نہ مارو! اس میں ایسی عورتوں کی تذلیل و تحقیر ہے۔ کیونکہ شوہروں کی معصیت کرنا کبائر گناہوں کے برابر ہے اور

marfat.com

بَابُ لَا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي مَعْصِيَةٍ

۴۸۷۴۔ حدثنا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ

شوہروں کو ان کی تادیب کا حکم دیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر فوقیت دی ہے کہ نافرمان عورتوں کی مناسب اصلاح کرتے رہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مارنے اور غلاموں کے مارنے میں فرق کیا، کیونکہ رقیق اور حُرّ کا حال متباین ہے۔ الحاصل عورتوں کو ضرب شدید سے مارنا مکروہ تحریمی ہے اور تادیب کے لئے مطلق ضرب جائز ہے۔ ابن تین نے کہا اگر عورت گھر کی خدمات میں تقصیر کرے۔ مثلاً آٹا نہ گوندے، روٹی نہ پکائے، گھر کی صفائی نہ کرے وغیرہ وغیرہ۔ اسے مارنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ قیاس چاہتا ہے کہ ان امور خانہ کی عدم تکمیل پر مارنا جائز ہے۔ کیونکہ جب شوہر مباشرت کے سبب مار سکتا ہے تو خدماتِ ضروریہ کی تقصیر کے سبب بھی جائز ہے۔ ابن حزم نے کہا مذکورہ امور میں عورت پر شوہر کی خدمت لازم نہیں اور صحیح حدیث کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تھی کہ چکی چلانے اور گھر کی صفائی کرنے میں انہیں مشقت اُٹھانا پڑتی ہے۔ حجت نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ امور بطور تبرّع کرتی تھیں۔ یہ نہیں کہ یہ امور مائی صاحبہ پر واجب تھے؟ اور جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کا علی المرتضیٰ سے عقدِ نکاح کے وقت فرمایا تھا کہ فاطمہ خانہ داری کے امور سرانجام دے گی۔ وہ بھی تبرّع پر محمول ہے۔ اسی طرح اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا زبیر کے گھوڑے کی خدمت کرنا اور باہر سے کھجوروں کی گٹھلیاں اُٹھا کر لانا محض تبرّع پر محمول ہے وہ یہ امور بطریقِ وجوب نہ کرتی تھیں۔

ایک روائت میں اس طرح ہے کہ "ثُمَّ لَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا"، یعنی مارنے کے بعد پھر شائد اس سے جماع کرے گا،، اس حدیث میں ان دو امور کو حضور نے بعید تصور کیا کہ دو امور ایک دوسرے کے منافی ہیں۔ عقلمند انسان سے ان کا وقوع نہیں ہونا چاہئیے۔ عورت سے مباشرت اور مباضعت و مجامعت طبعی میل اور ایک دوسرے سے رغبت سے ہوتی ہے تو ایسا کام نہیں کرنا چاہئیے جس سے اُن میں نفرت پیدا ہو اور ظاہر ہے کہ عورت کو سخت مارنے سے ان میں نفرت پیدا ہونے کا احتمال ہے

marfat.com

زَوَّجَتِ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعْرُ رَاسِهَا فَجَاءَتِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجَهَا اَمَرَنِيْ اَنْ اَصِلَ فِيْ شَعْرِهَا فَقَالَ لَا اِنَّهٗ قَدْ لُعِنَ الْمُوَصِّلَاتُ

باب بیوی گناہ میں اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے "

۴۸۷۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ قبیلہ انصار سے ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی تو اس کے سر کے بال گر گئے ۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے یہ ذکر کیا اور عرض کیا کہ اس کی بیٹی کے شوہر نے مجھے کہا ہے کہ میں اس کے بالوں کے ساتھ دوسرے بال پیوند کردوں (کیا یہ جائز ہے؟) ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السلامت کرو بال پیوند کرنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

۴۸۷۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ بیوی کی ماں کا بال پیوند کرنے میں بھی بیوی کو شوہر کی اطاعت کرنا ہے ۔

بالوں کے ساتھ بالوں کا پیوند کرنا اس لئے ممنوع اور حرام ہے کہ یہ فاجرہ عورتوں کا طریقہ ہے یا اللہ تعالیٰ کی خلقت کو تبدیل کرنا ہے اور وہ دوائیں جن سے چہرے کی صفائی اور خوبصورتی ہو ممنوع نہیں ۔ اسی طرح چہرے کے بال اکھاڑنا بھی منع نہیں ۔ اور اگر عورت کو داڑھی نکل آئے تو وہ بال اکھاڑنے جائز ہیں ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کو خوش رکھنے کے لئے غیر شرعی خوبصورتی کرنا جائز نہیں ۔ آج اس دور میں عورتیں خوبصورتی کے لئے بہت کچھ کرتی ہیں جو اجنبیوں کے لئے جاذب اور مؤثر بشہوت ہیں قطعاً حرام ہیں ۔ اعاذنا اللہ منہ "

marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا

۴۸۷۵ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَاِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا قَالَتْ هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَا يَسْتَكْثِرُ مِنْهَا فَيُرِيْدُ طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا وَتَقُوْلُ لَهٗ اَمْسِكْنِيْ وَلَا تُطَلِّقْنِيْ ثُمَّ تَزَوَّجْ غَيْرِيْ فَاَنْتَ فِيْ حِلٍّ مِّنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقَسْمَةِ لِيْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ

باب اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے

تو اُن پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح خوب ہے

تفسیر : اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو خوف لاحق ہُوا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں طلاق دے دیں گے۔ اُنھوں نے کہا یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ مجھے طلاق نہ دیں۔ میں آپ سے اپنی باری عائشہ کے لئے کر دیتی ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول کرتے ہُوئے انہیں طلاق نہ دی تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی۔ اِنْ خَافَتْ شرط اور فلا جناح علیہما اس کا جواب ہے۔

ترجمہ : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ : اِنْ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا ،، کی تفسیر میں فرمایا : کسی آدمی کے

۴۸۷۵ —

marfat.com

بَابُ الْعَزْلِ

۴۸۷۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پاس کوئی عورت ہوتی جس سے وہ زیادہ محبت نہ کرتا اور اس کو طلاق دینے کا ارادہ کرتا اور اس کے علاوہ کسی اور عورت سے نکاح کرنا چاہتا تو وہ اسے کہے مجھے اپنے پاس ہی روکو اور طلاق نہ دو پھر میرے غیر سے نکاح کر لینا اور میرا نفقہ اور میری باری تمہارے لئے مباح ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ" ، یعنی ان پر کچھ حرج نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح بہتر ہے۔

۴۸۷۵ — شرح: صلح یہ ہے کہ مہر کم کر دے یا معاف کر دے اور اپنی باری چھوڑ دے اور شوہر کو کوئی ایسی چیز ہبہ کر دے جس سے اس کا میلان ہو اور طلاق دینے سے صلح بہتر ہے، کیونکہ اس میں جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔ اس صلح پر امت کا اتفاق ہے لیکن اس صلح کے نقض میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

عُبیدہ نے کہا وہ صُلح پر قائم رہیں اور اگر صلح منقوض ہو گئی تو شوہر طلاق دے سکتا ہے۔ علما کوفہ کہتے ہیں اس میں صُلح جائز ہے۔ حسن بصری نے کہا عورت صلح نقض نہیں کر سکتی اور جس پہ صلح ہوئی تھی وہ اسی پر قائم رہیں گے۔ ابوبکر نے کہا رجوع کی صورت میں مجھے کچھ یاد نہیں۔ حسن بصری نے کہا وہ صلح پر قائم رہیں اس کو توڑ نہیں سکتے۔ حسن بصری کے قول کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہ کا قیاس ہے جس نے کچھ مدت کے لئے کسی کو عاریہ دی اس میں رجوع نہیں کر سکتا۔ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما کا قیاس عُبیدہ کے قول کے مطابق ہے کہ رجوع کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ ہونے والے منافع کا ہبہ ہے۔ اس میں رجوع جائز ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب العزل

اس باب میں عزل کرنے کے جواز کا بیان ہے اور وہ انزال کے وقت مرد کا عورت

marfat.com

۴۸۷۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرًا قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يُنْزِلُ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْاٰنُ يُنْزَلُ

شرمگاہ سے آلۂ تناسُل باہر کرلینا تاکہ منی رحم میں نہ گرے اور عورت حاملہ نہ ہو اس میں صحیح روایات حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں۔ سعد بن ابی وقاص، ابوایوب انصاری۔ زید بن ثابت اور عبداللہ بن عباس بھی اس کے قائل ہیں جبکہ مشہور تابعین کرام کا بھی یہی مذہب ہے۔ یہی ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، عبداللہ بن عمر اور ابوامامہ کہتے ہیں رضی اللہ عنہم، کثیر صحابہ کرام حرّہ عورت اور لونڈی میں فرق کرتے ہیں کہ حرہ یعنی آزاد عورت سے اجازت حاصل کئے بغیر عزل جائز نہیں جبکہ لونڈی سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ منکوحہ لونڈی سے عزل کرنا ہو تو اس کے مولیٰ سے اجازت حاصل کرنا واجب ہے جبکہ امام شافعی کے نزدیک نہ تو لونڈی منکوحہ سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے اور نہ ہی اس کے مولیٰ سے اجازت کی ضرورت ہے۔ (عینی)

۴۸۷۶ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کیا کرتے تھے۔

۴۸۷۷ ترجمہ : سفیان نے کہا عمرو نے کہا مجھے عطاء نے خبر دی کہ اُنھوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عزل کیا کرتے تھے، حالانکہ قرآن کریم نازل ہو رہا تھا۔ عمرو نے عطاء کے ذریعے جابر سے روایت کی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کرتے تھے حالانکہ قرآن نازل ہوتا تھا۔

۴۸۷۶ - ۴۸۷۷ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جبکہ نزول وحی ہو رہا تھا ہم کو عزل کرنے سے منع نہ کیا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً عزل جائز ہے کیونکہ اگر منع ہوتا تو بذریعہ وحی ہمیں روک دیا جاتا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے عرض کیا کہ ہم یہ کام کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا تم یہ کام کرتے ہو حالانکہ جو مقدر ہو چکا ہے وہ بہرحال ہو کر رہے گا تم عزل کرو یا

marfat.com

۴۸۷۷ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ اَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَصَبْنَا سَبْيًا فَكُنَّا نَعْزِلُ فَسَاَلْنَا رَسُوْلَ

نہ کرو۔ حدیث ۴۸۷۷ میں امام نے عمرو عطاء کے ذریعے جابر سے روایت کی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کرتے تھے اور قرآن نازل ہوتا تھا۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ حضرت جابر کی حدیث دو طریقہ سے مروی ہے۔ ایک علی بن عبداللہ بن مدینی، سفیان بن عیینہ کے ذریعہ عمرو بن دینار سے مروی ہے۔ اس میں اخبار اور سماع کا ذکر ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کا ذکر نہیں۔ دوسرے طریقہ میں مذکور اسناد کے ذریعہ عمرو بن دینار سے عنعنہ کے ساتھ مروی ہے۔ اس میں عہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور نزول قرآن کا ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جذامہ سنت وہب جو عکاشہ کی ہمشیرہ ہیں۔ چند لوگوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے عزل کے متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا یہ وأدِ خفی ہے وہ یہ ہے کہ بچہ کو زندہ درگور کر دیا جائے تاکہ اس کو کھانا نہ کھلانا پڑے اور اولاد زیادہ نہ ہو اس کو مؤودہ صغریٰ کہتے ہیں اور جسے پیدا ہونے کے بعد زندہ درگور کرتے تھے اس کو مؤودہ کبریٰ کہتے ہیں اور ترمذی میں حضرت جابر کی حدیث ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم عزل کرتے ہیں تو یہود کہتے ہیں یہ مؤودہ صغریٰ ہے۔ فرمایا یہودی جھوٹ کہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی جان پیدا کرنا چاہے اس کو کوئی بھی منع نہیں کر سکتا۔ اس حدیث سے ابراہیم نخعی، سالم بن عبداللہ، اسود، اور طاؤس نے عزل کی کراہت پر استدلال کیا ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی صورت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی سے منقول ہے کہ حضرت جابر کی حدیث جذامہ کی حدیث کی ناسخ ہے۔ ابن عربی نے کہا جذامہ کی حدیث مضطرب ہے اور جابر کی حدیث کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ اس کے اسناد میں تمام راوی صحت کی شرائط کے مطابق ہیں۔

اگر سوال پوچھا جائے جذامہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئی تھی۔ لہٰذا اس کی حدیث متاخر ہے لہٰذا وہ غیر کی حدیث کی ناسخ ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئی تھی۔ عبدالحق نے کہا یہ صحیح ہے (عینی)

۴۸۷۸ ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نے قیدی پائے تو ہم قیدی

marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَوَّاِنَّکُمْ لَتَفْعَلُوْنَ قَالَہَا ثَلٰثًا مَامِنْ نَسَمَۃٍ کَائِنَۃٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا ھِیَ کَائِنَۃٌ

بَابُ الْقُرْعَۃِ بَیْنَ النِّسَاءِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا

لونڈیوں سے عزل کرتے تھے۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم عزل کرتے ہو؟ یہ تین بار فرمایا۔ کوئی موجود نہیں جو قیامت تک ہونے والا ہو مگر وہ یقیناً ہوگا۔

۴۸۷۸ — شرح: یہ غزوہ بنی مصطلق کا واقعہ ہے؛ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابو سعید سے ذکر کیا کہ ہم نے بنی مصطلق کے قیدی پائے اور ہم نے عورتوں سے جماع میں عزل کرنا شروع کیا۔ ابو سعید نے کہا میں بنی قینقاع کے بازار میں ایک لونڈی کے پاس کھڑا تھا تو ایک یہودی گزرا اُس نے کہا اے ابا سعید یہ لڑکی کیسی ہے میں نے کہا یہ میری لونڈی ہے میں اس کو فروخت کروں گا اُس نے کہا کیا تو اس سے جماع کرتا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں اس سے جماع کرتا ہوں اُس نے کہا کیا تو اس کو فروخت کرے گا حالانکہ اس کے پیٹ میں بچہ ہے۔ ابو سعید نے کہا میں اس سے عزل کرتا ہوں۔ یہودی نے کہا یہ موؤدۂ صغریٰ ہے۔ ابو سعید نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور سے واقعہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہودی جھوٹ کہتے ہیں۔ یہودی جھوٹ کہتے ہیں (دو بار فرمایا)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نفس منفوسہ کے پیدا کرنے میں تقدیر الٰہی ہو چکی ہے اور اس نفس کا وجود مقدر ہو چکا ہے تو وہ یقیناً پیدا ہوگا تم عزل کرو یا نہ کرو۔

باب جب مرد سفر کا ارادہ کرے تو بیویوں میں قرعہ ڈالنا

یعنی ایک شخص کی متعدد بیویاں ہیں اور وہ سفر میں جانا چاہتا ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ ایک بیوی ہمراہ لے جائے تو اُن میں قرعہ اندازی کرے جس کا نام نکلے اسے سفر میں ہمراہ لے جائے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا بیویوں میں قرعہ ڈالنا واجب

marfat.com

۴۸۷۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ
ابْنُ اَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ
النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهٖ
فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ
حَفْصَةُ اَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِیْ وَاَرْكَبُ بَعِيْرَكِ تَنْظُرِيْنَ
وَاَنْظُرُ فَقَالَتْ بَلٰى فَرَكِبَتْ فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَمَلِ
عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتّٰى نَزَلُوْا وَافْتَقَدَتْهُ
عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الْاِذْخِرِ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ
سَلِّطْ عَلَیَّ عَقْرَبًا اَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِیْ وَلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقُوْلَ
لَهٗ شَيْئًا

ہے. لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ آیا آپ کے لئے بھی قرعہ واجب ہے یا نہیں۔ دراصل اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ بیویوں میں تقسیم آپ پہ واجب تھی یا نہ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنِ معاشرت اور مکارم اخلاق کے باعث آپ پہ تقسیم واجب کی تھی۔ وہ کہتے ہیں احناف کے نزدیک سفر میں تقسیم ضروری نہیں جس بیوی کو چاہیے سفر میں لے جا سکتے ہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ اُن میں قرعہ اندازی کریں جس کا نام نکلے اس کو رفیقِ سفر بنائیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن قصار سے نقل کیا۔ کسی بیوی کو قرعہ اندازی کے بغیر رفیقِ سفر نہیں بنا سکتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی کا یہی قول ہے۔

۴۸۷۹ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے باہر نکلتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے (ایک دفعہ) ام المؤمنین عائشہ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کا نام نکلا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

بَابُ الْمَرْأَةُ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يُقْسَمُ ذٰلِكَ؟

۴۸۸۰ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا

رات کے وقت ام المؤمنین عائشہ کے ساتھ سفر کرتے اس حال میں کہ آپ اُن سے رات باتیں کیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عائشہ تم آج رات میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تیرے اونٹ پر سواری کرتی ہوں۔ تو میرے اونٹ کو دیکھے اور میں تیرے اونٹ کو دیکھوں (اونٹ ایک دوسرے کے نزدیک ہوں) ام المؤمنین عائشہ نے کہا ایسا ہی کر لیتے ہیں۔ حفصہ (میرے اونٹ پر) سوار ہو گئی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مائی صاحبہ کے اونٹ پر آئے جبکہ اس پر حفصہ سوار تھیں۔ آپ نے ان کو سلام فرمایا پھر چلتے رہے۔ حتی کہ ایک مقام پر اُترے تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور کو گم پایا (رات بھر باتیں نہ ہوئیں) جب اُترے تو ام المؤمنین نے اپنے دونوں پاؤں اِذخر گھاس میں کر کے کہا: اے میرے پروردگار مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے۔ (غالباً اس مقام میں یہ حشرات بکثرت تھے) وہ مجھے ڈس لے اور میں آپ سے کوئی بات نہیں کر سکتی تھی۔

۴۸۷۹ — شرح: اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب رات کو سفر کرتے تو حضور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رات گفتگو کیا کرتے تھے جیسے مسافروں کی عادت ہے کہ اس طرح سفر میں سہولت ہوتی ہے۔ اس حدیث سے مہلب نے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تقسیم واجب نہ تھی کیونکہ اگر تقسیم واجب ہوتی تو وہ ام المؤمنین عائشہ کا اونٹ تبدیل نہ کرتیں؛ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ ایک بیوی کی باری میں دوسری بیوی سے بھی گفتگو جائز ہے۔ ابو داؤد نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اکثر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں بوسہ و کنار کرتے لیکن جماع نہ فرماتے تھے اور جس کی باری ہوتی تھی جب اس کے گھر تشریف لے جاتے تو اس کے پاس شب باشی فرماتے تھے۔ مسافر کے حق میں یا سفر کی حالت میں یا نزول کے وقت دن ہو یا رات ہو تقسیم کوئی ضروری نہیں ہے۔

marfat.com

لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَائِشَةَ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ

باب کوئی عورت اپنے شوہر کی باری کا دن اپنی سوکن کو ہبہ کرے اور یہ تقسیم کیسے کرے؟

یعنی شوہر کی طرف سے جو دن بیوی کے لئے مختص ہو وہ دن اپنی سوکن کو ہبہ کرنے کا بیان اور وہ سوکن کو اپنی باری کیسے تقسیم کرے؟ امام نے یہ بطریق استفہام کہا ہے اور یہ بیان نہیں کیا کہ تقسیم کس وجہ سے کرے

۴۸۸۰ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری کا دن عائشہ کو ہبہ کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے لئے ان کا دن اور سودہ کی باری کا دن تقسیم کرتے تھے۔

۴۸۸۰ — شرح: یعنی اس طرح نہ تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے دو دن متصل قرار دیئے تھے۔ اس طرح عنوان کے دوسرے حصہ سے مطابقت واضح ہے۔

ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

آپ قرشیہ عامریہ ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مکہ مکرمہ میں ان سے نکاح کیا۔ اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے مکہ میں نکاح کیا تھا۔ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے حضور کے ساتھ مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آخر عہد خلافت میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون "

احادیث میں یہ مذکور ہے کہ جب سودہ رضی اللہ عنہا زیادہ معمرہ ہوگئیں اور انہیں خوف لاحق ہوا کہ حضور انہیں جدا کر دیں گے تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں مجھے آپ اپنی زوجیت سے علیحدہ نہ کریں۔ میں چاہتی ہوں کہ قیامت کو آپ کی ازواج مطہرات میں سے اٹھوں اور میرا حشر آپ کی معیت میں ہو۔ ابن سعد نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلاق دے دی تو وہ حضور کے راستہ میں بیٹھ گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہوں جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے۔ کیا آپ نے کسی ناراضگی کے باعث مجھے طلاق دی ہے۔

marfat.com

بَابُ الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا
اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاسِعًا حَكِيْمًا

فرمایا ایسی کوئی بات نہیں۔ عرض کیا میں آپ کو قسم دیتی ہوں کہ آپ رجوع کرلیں مجھے مرد کی حاجت نہیں کہ میں بڑھی ہو چکی ہوں۔ میں اپنی باری آپ کی محبوبہ عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کرلیا۔ لیکن یہ واقعہ اس روایت کے مخالف ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلطَّلَاقُ اَبْغَضُ الْمُبَاحَاتِ ہے۔

علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ ایک دن اور رات سے زیادہ تقسیم جائز نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کو استحباب اور اولویت پر محمول کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تین دن رات بھی جائز ہے۔ بعض شافعیہ نے نقل کیا کہ ہفتہ ہفتہ، مہینہ مہینہ اور سال سال بھی باری مقرر کرنا جائز ہے۔ ابن منذر نے کہا مجھے یہ پسند نہیں کہ ایک دن رات سے زیادہ باری مقرر کرے کیونکہ یہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تجاوز ہے۔

باب بیویوں میں برابری کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہیں بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کرنے کی طاقت نہیں۔ وَاسِعًا حَكِيْمًا تک۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عنوان جو حدیث بھی ہے کے اور آیت کریمہ کے درمیان تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ باطنی میلان اور قلبی محبت جو تمہارے اختیار سے باہر ہے اس میں تم برابری نہیں کر سکتے ہو۔ کیونکہ یہ تمہارے اختیار سے باہر ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ یعنی اے خدایا جس میں تو مالک ہے اور میں مالک نہیں مجھے ملامت نہ کر۔ یعنی میلان طبعی اور محبت قلبی میں ملامت نہ کر۔ اور فرمایا دوسری بیویوں سے عائشہ مجھے بہت محبوب ہے۔ اس باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ شائد اپنی شرط کے مطابق کوئی حدیث نہ پائی گئی۔

باب جب ثیبہ پر کنواری سے نکاح کیا

۴۸۸۱ — ترجمہ: ابو قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ابو قلابہ نے کہا

marfat.com

بَابُ اِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ

۴۸۸۱ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ وَلَوْشِئْتُ اَنْ اَقُوْلَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ قَالَ اَلسُّنَّةُ اِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلٰثًا

بَابُ اِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ

۴۸۸۲ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَخَالِدٌ عَنْ اَبِیْ قَلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَسَمَ اَبُوْقِلَابَةَ وَلَوْشِئْتُ لَقُلْتُ اِنَّ اَنَسًا رَفَعَهٗ اِلٰی

کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنّت یہ ہے کہ جب آدمی ثیبہ کی موجودگی میں کنواری عورت سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن گزارے اور جب کنواری کی موجودگی میں ثیبہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن گزارے۔

شرح ۴۸۸۱ــــ : سنت کی وجہ یہ ہے کہ کنواری عورت میں شرم وحیا زیادہ ہوتا ہے تو وہ زیادہ مہلت اور صبر کی محتاج ہے۔ اور وہ آسانی چاہتی ہے اور شوہر کی رفق کو پسند کرتی ہے۔ اس لئے اس کے پاس شوہر زیادہ دن رہے اور شوہر دیدہ عورت نے مردوں کا تجربہ کیا ہوتا ہے۔ اس میں شرم وحیاء کم ہوتا ہے۔ اس لئے نئی صحبت کے اعتبار سے بطور اکرام اس سے تین دن مرافقت کرنی چاہیئے، لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ ایام وہ ہوں جو جماع سے مانع نہ ہوں یعنی ان تینوں میں عورت کو حیض نہ آیا ہو۔

marfat.com

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَيُّوْبَ وَخَالِدٍ قَالَ خٰلِدٌ وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ رَفَعَهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب جب کنواری عورت کی موجودگی میں ثیّبہ سے نکاح کرے

۴۸۸۲ — ترجمہ : ابو قلابہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ سنّت یہ ہے کہ جب کوئی مرد شوہر دیدہ عورت پر کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن گزارے پھر تقسیم کرے اور جب کنواری پر شوہر دیدہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن گزارے پھر تقسیم کرے۔ ابو قلابہ نے کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ انس نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کی ہے۔ عبدالرزاق نے کہا ہمیں سفیان نے ایوب اور خالد کے ذریعہ خبر دی۔ خالد نے کہا اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کیا۔

۴۸۸۲ — شرح : یعنی کنواری عورت سے نکاح کرنے کے سات روز بعد اور شوہر دیدہ عورت سے نکاح کرنے کے تین روز بعد باقی عورتوں کی مانند تقسیم کرے کہ ہر ایک کے پاس ایک دن اور ایک رات اقامت کرے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث دس صحیح طریقوں سے ذکر کی ہے پھر کہا ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ جب آدمی شوہر دیدہ عورت سے نکاح کرے تو اسے اختیار ہے۔ اگر چاہے تو اس کے پاس سات روز اقامت کرے اور باقی بیویوں کے پاس بھی سات سات روز اقامت کرے اور اگر چاہے تو اس کے پاس تین دن اقامت کرے اور باقی بیویوں کے پاس ایک ایک دن اور ایک ایک رات اقامت کرے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام طحاوی کی قوم سے مراد ابراہیم نخعی، عامر شعبی، امام مالک امام شافعی، امام احمد، اسحاق، ابو ثور اور ابو عبید ہیں پھر امام طحاوی نے کہا دوسرے علماء نے ان کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے کہا اگر اس کے پاس تین دن اقامت کرے تو دوسری بیویوں کے پاس بھی تین تین

marfat.com

بَابُ مَنْ طَافَ عَلٰى نِسَائِهٖ فِيْ غُسْلٍ وَّاحِدٍ

۴۸۸۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ

دن اقامت کرے جیسے سات سات دن اس کے اور دوسری بیویوں کے پاس اقامت کرتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا اس قوم سے مراد حماد بن ابی سلیمان، حکم بن عتبہ، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ ان کی دلیل ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو امام طحاوی نے ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ اگر آپ چاہتی ہیں تو میں تمہارے پاس سات دن اقامت کرتا ہوں اور سات سات روز دوسری بیویوں کے پاس اقامت کرتا ہوں۔ یہ حدیث امام احمد نے مسند میں مطول ذکر کی ہے اور طبرانی نے اس سے زیادہ طویل ذکر کی ہے۔ ابو یعلی اور بیہقی نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔ امام طحاوی نے کہا جب ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہارے پاس سات دن اقامت کرتا ہوں اور سات سات روز اُن کے پاس اقامت کرتا ہوں یعنی اُن کے اور تمہارے درمیان برابری کرتا ہوں اور ان میں سے ہر ایک کے لئے سات سات دن اقامت کرتا ہوں۔ جیسے تمہارے پاس سات دن اقامت کرتا ہوں اور ایسے ہی جب اس کے لئے تین دن کرے تو ان میں سے ہر ایک کے لئے تین تین دن کرے شافعیہ کہتے ہیں انس کی مذکور حدیث حنفیہ پر حجت ہے۔ ہم کہتے ہیں ام المؤمنین ام سلمہ کی حدیث شافعیہ پر حجت ہے۔ نیز احناف نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے درمیان برابر تقسیم کرتے تھے اور پوری حدیث ذکر کی۔ بظاہر اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ تقسیم میں مطلقاً مساوات ہے واللہ اعلم

باب جس نے ایک غسل میں اپنی تمام بیویوں سے مباشرت کی

marfat.com

یعنی اُن سے ایک غُسل میں جماع کیا اس سے مراد یہ
ہے کہ ہر جماع کے بعد علیحدہ غسل نہ کیا "

۴۸۸۳ — ترجمہ : قتادہ سے روائت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی تمام بیویوں سے جماع کرتے اس روز آپ کی نو بیویاں تھیں۔

۴۸۸۳ — شرح : ایک دوسری روائت میں گیارہ بیویوں کا ذکر ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ گیارہ میں ماریہ اور ریحانہ کو شمار کیا ہے اور نو بیویاں منکوحہ تھیں۔ ماریہ اور ریحانہ باندیاں تھیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ میں نے اپنے کبار اساتذہ کرام سے سُنا ہے کہ ہر ایک نبی کو چالیس آدمیوں کی قوت حاصل تھی۔ اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس نبیوں کی قوت حاصل تھی اس طرح سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہزار چھو سو مردوں کی قوت حاصل تھی۔ یہ حضور کا معجزہ ہے کہ اس قدر ریاضت کہ کئی کئی دن بھوکے گزر جاتے کھانا نہیں کھاتے تھے۔ اور روزوں میں وصال فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ پیٹ پر پتھر باندھا کرتے تھے۔ اور کئی کئی راتیں نماز میں کھڑے رہتے حتیٰ کہ پاؤں میں ورم آگئے تھے۔ اس کے باوجود حضور میں جماع کی یہ قوت تھی۔ اتنی قوت ہوتے ہوئے صرف گیارہ عورتوں پر اکتفاء کرنا آپ کے کمال تقویٰ پر دلالت کرتا ہے، حالانکہ حضرت سُلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورتوں میں سے تین سو حرہ عورتیں اور سات سو لونڈیاں تھیں جبکہ داؤد علیہ السلام کی ایک سَو بیوی تھی۔ اقول ترمذی میں ہے۔ کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کے چالیس مردوں کی قوت حاصل تھی اور جنت کے ہر مرد کی قوت دُنیا کے سو مردوں کی قوت کے برابر ہے۔ اس طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت بشریت دُنیا میں چار ہزار مردوں کی قوت حاصل تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب مرد کا اپنی بیویوں کے پاس دن میں جانا

علماء نے کہا ایک بیوی کے گھر اس کی باری کے بغیر آنا درست نہیں مگر کسی ضرورت کی وجہ سے کہ تدبیر منزل مقصود ہو تو جائز ہے، لیکن زیادہ دیر نہ ٹھہرے "

marfat.com

بَابُ دُخُوْلِ الرَّجُلِ عَلٰی نِسَائِهٖ فِی الْیَوْمِ

۴۸۸۴ — حَدَّثَنَا فَرْوَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰی نِسَائِهٖ فَیَدْنُوْ مِنْ اِحْدٰهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰی حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ اَکْثَرَ مَا کَانَ یَحْتَبِسُ

بَابُ اِذَا اسْتَاْذَنَ الرَّجُلُ نِسَائَهٗ فِیْ اَنْ یُّمَرَّضَ فِیْ بَیْتِ بَعْضِهِنَّ فَاَذِنَّ لَهٗ

۴۸۸۵ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَسْاَلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ اَیْنَ اَنَا

بیویوں کے درمیان مساوات رات میں ضروری ہے دن میں ضروری نہیں، کیونکہ دن میں اور دُنیاوی مشاغل بھی ہوتے ہیں۔

۴۸۸۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو اپنی بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے اور اُن میں سے کسی ایک کے قریب ہوتے آپ ایک روز حفصہ کے پاس تشریف لے گئے تو پہلے جتنا ٹھہرا کرتے تھے اس سے زیادہ ان کے پاس ٹھہرے۔

باب جب مرد اپنی بیویوں سے اجازت طلب کرے

کہ بعض بیویوں کے گھر میں بیماری کے دن گزارے تو عورتیں اسے اجازت دے دیں

marfat.com

غَدًا اَيْنَ اَنَا غَدًا اُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَاَذِنَّ لَهٗ اَزْوَاجُهٗ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِيْ بَيْتِيْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَاِنَّ رَاْسَهٗ لَبَيْنَ نَحْرِيْ وَسَحْرِيْ وَخَالَطَ رِيْقُهٗ رِيْقِيْ **بَابُ حُبِّ الرَّجُلِ**

۴۸۸۵ — ترجمہ : عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض جس میں وفات پائی میں پوچھتے تھے میں کل کہاں ؟ میں کل کہاں (قیام کروں گا) آپ عائشہ کے دن کا ارادہ کرتے تھے تو آپ کی بیویوں نے آپ کو اجازت دی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں۔ تو آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہے حتی کہ اُن ہی کے پاس وفات پائی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ نے اس دن وفات پائی، جس دن میرے گھر میں آپ کے آنے کی باری تھی ،، یہ اتفاق تھا ،، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک قبض کی حالانکہ آپ کا سر مبارک میرے سینہ اور میری لبغل کے درمیان تھا اور آپ کا لعابِ دہن شریف میرے لعابِ دہن سے مل گیا۔

۴۸۸۵ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیویوں کی تقسیم واجب تھی ؛ ورنہ آپ اس قدر اصرار نہ فرماتے اور آپ کو اُن سے اجازت لینے کی احتیاجی نہ ہوتی لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں کے اطمینان اور تطییب قلوب کے سبب بطور تفضل اور مہربانی اُن سے اجازت حاصل کرتے تھے۔ تقسیم آپ پر واجب نہ تھی۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لعاب سے لعابِ دہن مبارک ملنے کا سبب یہ تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری لمحات میں مسواک طلب فرمائی تو ام المؤمنین نے اپنے دانتوں سے نرم کرکے آپ کو مسواک دی تھی اور ام المؤمنین کی نرم کردہ مسواک سے آپ نے دندانِ مبارک اور منہ میں مسواک کی۔ اس طرح دونوں لعاب مل گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ،،

باب مرد کا اپنی بعض بیویوں کے ساتھ بعض سے زیادہ محبّت کرنا ،،

marfat.com

بَعْضَ نِسَائِهٖ اَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ ۴۸۸۶ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ قَالَ يَا بُنَيَّةُ لَا يَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِيْ اَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهَا يُرِيْدُ عَائِشَةَ فَقَصَصْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَتَبَسَّمَ

محبت کے اصطلاحی معنیٰ میلانِ قلب اور کسی شئی کی طرف متوجہ ہونا اور اکثر اوقات دل و زبان سے اس کو یاد کرتے رہنا ہے جبکہ لغت میں اس کے معنی خلافِ بغض کے ہیں۔

۴۸۸۶ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حفصہ کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے فرمایا اے میری بیٹی یہ خاتون تجھے مغرور نہ کر دے کہ جس کا حُسن حضور کو بہت خوش کرتا ہے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے محبت ہے (وہ محبوبۂ رسول ہے) اس سے مراد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے یہ بات (جو حفصہ سے کہی تھی) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی تو آپ نے تبسُّم فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۸۸۶ــ شرح : یعنی رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوسری بیویوں کی نسبت زیادہ محبت کرتے تھے۔ جب مرد عورتوں میں تقسیم مساوی کرے تو بعض سے زیادہ محبت کرنے میں حرج نہیں؛ کیونکہ محبت طبعی ہے کسبی نہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ جو میرے اختیار میں نہیں اس میں مجھے ملامت نہ فرما۔ کیونکہ محبت کسب سے حاصل نہیں اور اس میں عدل کی استطاعت نہیں اور اللہ تعالیٰ و ہ تکلیف دیتا ہے جس کی بندے میں استطاعت ہو "

موعظۃ الرجل انبتہ کے باب میں (حدیث ۴۸۶۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ وَمَا يُنْهَىٰ مِنِ افْتِخَارِ الضَّرَّةِ

۴۸۸۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَآءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ اَسْمَآءَ اَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ اَنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ

باب نیافتہ کے سبب خود کو سیر ظاہر کرنا اور جو سوکن پر فخر کرنے سے منع کیا گیا ہے"

لُغت میں مُتشبّع اس کو کہتے ہیں جو خود کو سیر ظاہر کرے؛ حالانکہ وہ بھوکا ہو اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی زینت سے مزین ہو جو اس میں نہ پائی جائے اور اس کے باعث تکبّر کرے۔ اور اس باب کا دُوسرا حصّہ سوکن پر فخر ظاہر کرنا اور اس کو دل شکستہ کرنا ہے۔

۴۸۸۷ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک سوکن ہے کیا مجھے گناہ تو نہیں کہ اگر میں اپنے شوہر کی طرف سے جو وہ مجھے دیتا ہے۔ اس سے زیادہ بڑھا کر ظاہر کروں (اس کو آزار پہنچاؤں) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نہ دیا جائے اس سے بڑھا کر اظہار کرنا ایسا ہے جیسے جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والا ہے۔

۴۸۸۷ — شرح : علامہ کرمانی نے کہا، مُتَشَبِّع، کے معنیٰ یہ ہیں کہ سیری کو ظاہر

marfat.com

بَابُ الْغَيْرَةِ

وَقَالَ وَرَّادٌ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ

کرے حالانکہ وہ سیر نہیں ہے۔ شبع کو کپڑوں سے تشبیہ دی ہے۔ اس میں وجہ تشبیہ یہ ہے کہ وہ دونوں کو چھپالیتی ہے۔ یہ تشبیہ تخییلی ہے جیسا کہ سکاکی نے اس آیت کریمہ: فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ ،، میں کہا ہے۔ تشبیہ کا فائدہ مبالغہ ہے یعنی اس کے سر سے پاؤں تک پکڑا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ جو کسی کے پاس نہیں اس کے ہونے کو ظاہر کرنا مذموم ہے جیسے کوئی شخص صُلَحاء کا لباس پہنتا ہے۔ حالانکہ وہ صالح نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ معنیٰ یہ ہوں کہ یہ سیری ظاہر کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس نے جھوٹ کو اپنا ازار اور چادر بنا لیا ہو۔ چنانچہ شاعر مدح کرتا ہے ؎ اِذَا هُوَ بِالْمَجْدِ ارْتَدٰى وَتَأَزَّرَا ،، (جب اُس نے بزرگی کی چادر پہنی اور تہبند باندھا) بعض کہتے ہیں معنی یہ ہیں کہ کسی قوم میں کوئی شخص شرفاء میں سے ہو جو بزرگانہ لباس کپڑے رکھتا ہو۔ جس وقت کوئی شخص گواہی دینے جائے تو اس سے مانگ کر وہ کپڑے پہن لے تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ یہ شخص نیک اور شریف ہے۔ ابوعبید نے کہا یہ وہ شخص ہے جو زاہدوں کے کپڑے پہنتا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ وہ زاہد ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہو تو اس کے کپڑے جھوٹ اور ریاء کے کپڑے ہیں۔ بعض نے کہا وہ ایسا ہے جو کسی کے دو کپڑے پہنے اور ظاہر یہ کرے کہ وہ اس کے اپنے ہیں۔

بَابُ الْغَيْرَةِ

غَيْرَتْ بفتح الغين وسكون الياء وفتح الراء ہے۔ قاضی عیاض نے کہا غیرت تغیر قلب اور ہیجان غضب سے مشتق ہے جو کسی مخصوص شی میں مشارکت کے سبب ہوتا ہے۔ بیوی خاوند میں یہ بہت ہوتی ہے۔ یہ معنی آدمیوں کے حق میں ہے۔ اللہ کے حق میں غیرت کے معنی حدیث سے معلوم ہوں گے۔ صاحب محکم نے کہا یہ ،، غَارَ الرَّجُلُ عَلٰى امْرَأَتِهٖ وَالْمَرْءَةُ عَلٰى بَعْلِهَا ،، سے ماخوذ ہے مرد کی

marfat.com

۴۸۸۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰہِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیْہِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰہِ

صفت غیران اور جمع غیاریٰ ہے نیز رجل غیور کہتے ہیں اس کی جمع غیرٌ بضم الیاء ہے۔ اور عورت کی صفت میں کہا جاتا ہے در امرءۃ غَیْرٰی وغیور ومغیار بمعنی سخت غیرت۔ ورّاد نے مُغیرہ سے نقل کیا کہ سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں کسی آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں تو اس کو تلوار سے قتل کر دوں گا۔ ذرہ بھی درگزر نہ کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو میں اس سے زیادہ غیور ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیور ہے۔

اللہ تعالیٰ کی غیرت کے معنی یہ ہیں کہ وہ ارتکاب فواحش پر زجر کرتا ہے اور لوگوں پر انہیں حرام کرتا ہے اور ان سے منع کرتا ہے؛ چنانچہ مروی ہے کہ اللہ کی غیرت یہ ہے کہ اس نے فواحش کو حرام کیا ہے یعنی ان سے منع کیا ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور نے سعد کے قول کی تصویب کی تھی۔ اس سے بعض مالکیوں نے استدلال کیا کہ ایسے مقتول کا خون باطل ہے اس میں نہ دیت ہے اور نہ قصاص ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۸۸۔ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور کوئی نہیں اس لئے اس نے برے امور حرام کئے ہیں اور کوئی شخص نہیں کہ اس کے نزدیک مدح اللہ سے زیادہ محبوب ہو۔

۴۸۸۸۔ شرح: فواحش فاحشہ کی جمع ہے اور یہ اقوال وافعال میں سے بری خصلت ہے۔ حدیث میں جو گناہ سخت برا ہو اس کو فحش کہا ہے۔ زنا پر بھی فاحشہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ قولہ مَا اَحَدٌ، احدٌ مرفوع ما کا اسم ہے اور احبَّ منصوب اس کی خبر ہے اور مدح مرفوع احب کا فاعل ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کُحل کے مسئلہ کی طرح ہے کہ مدح ایک اعتبار سے مفضّل اور دوسرے لحاظ سے مفضّل علیہ ہے۔ حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے مُفضّل اور بندے کے لحاظ سے مفضّل علیہ ہے۔ دراصل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شریف وَمَا اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیْہِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی، اللہ تعالیٰ کا مدح کو پسند کرنا

marfat.com

۴۸۸۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا اَحَدٌ اَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَرٰى عَبْدَهٗ اَوْ اَمَتَهٗ يَزْنِيْ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا

لوگوں کی مصلحت کے لئے ہے تاکہ اس پردہ بندوں کو ثواب عطاء کرے! کیونکہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کی مدح کریں۔ تو۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کی ثناء ملاء اعلیٰ میں کرتا ہے ورنہ وہ لوگوں کی مدح سے بے نیاز ہے کیونکہ لوگوں کی مدح اس کو نفع نہیں دیتی اور اس کا ترک اسے ضرر نہیں دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدح میں سے اس کی تسبیح وتہلیل وتکبیر اور دیگر اذکار ہیں۔

۴۸۸۹ — ترجمہ : عروہ بن زُبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کی امت کوئی بھی اللہ سے زیادہ غیور نہیں کہ وہ اپنے بندے یا لونڈی کو زناء کرتے دیکھے۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم" کی امت اگر تم وہ معلوم کرلو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ روتے رہو!

۴۸۸۹ — شرح : قولہ اوامتہ یزنی ،، اس حدیث میں اسی طرح مذکور ہے اور باب الصدقہ فی الکسوف ،، میں یا امتہ محمد واللہ ما احدٌ اغیرَ من اللہ ان یزنی عبدہ اورتزنیٔ امتہ ،، بخاری کے بعض شارحین نے کہا جو میرے لئے ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ یہاں کاتب سے غلطی ہُوئی ہے۔ اور تزنی امتہ ،، لکھنا بھُول گیا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کسی وجہ کے بغیر کاتب کی طرف غلطی منسوب نہیں کرنی چاہیئے، کیونکہ ایسے کلام میں تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں۔ عبد کے اعتبار سے یزنی اور امتہ کے لحاظ سے تانیث جائز ہے۔ یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں زناء کی نحوست اور اس کی بُری عاقبت جانتا ہوں اور آخرت کے احوال و ابوال میرے پیش نظر ہیں اگر تمہیں ان کی اطلاع ہو تو ہر وقت روتے رہو اور کبھی تمہیں ہنسنا نصیب نہ ہو مگر گاہے بگاہے۔

marfat.com

۴۸۹۰ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهٗ عَنْ اُمِّهٖ اَسْمَاءَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا شَيْءَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَعَنْ يَحْيٰى اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۸۹۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ يَّاْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

۴۸۹۰ — ترجمہ : عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی والدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے خبر سنائی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور کوئی نہیں۔ یحییٰ سے روایت ہے کہ ابوسلمہ نے انہیں خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سنا ہے

۴۸۹۰ — شرح : یہاں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کا متن ذکر نہیں کیا مسلم نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ سے متن ذکر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیور ہے اور مومن بھی غیرت مند ہے اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام کرے جو اللہ نے حرام کیا ہے۔ ابوہریرہ نے مذکور حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے طریق سے سنی تھی۔ یہاں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور ابوہریرہ کی روائت سے اس حدیث کی تقویت ذکر کی ہے۔

۴۸۹۱ — ترجمہ : ابوسلمہ سے روائت ہے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ غیور ہے اور اس کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ فعل کرتا ہے جو اللہ نے حرام کیا ہے۔

۴۸۹۱ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صغانی سے نقل کیا کہ بخاری کے تمام

marfat.com

۴۸۹۱ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ تَزَوَّجَنِی الزُّبَیْرُ وَمَالَہٗ فِی الْاَرْضِ مِنْ مَّالٍ وَّلَا مَمْلُوْکٍ وَّلَا شَیْءٍ غَیْرَ نَاضِحٍ وَّغَیْرَ فَرَسِہٖ فَکُنْتُ اَعْلِفُ فَرَسَہٗ وَاَسْتَقِی الْمَاءَ وَاَخْرِزُ غَرْبَہٗ وَاَعْجِنُ وَلَمْ

نسخوں میں "اَنْ لَّا یَاْتِیَ" یعنی اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام نہ کرے جو اللہ نے حرام کیا ہے لیکن درست یہ ہے کہ "اَنْ یَّاْتِیَ" پڑھا جائے۔ یعنی مومن وہ کام کرے جو اللہ نے حرام کیا ہے تو اللہ کو غیرت آتی ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا غیرت کے معنی منع ہیں۔ کہا جاتا ہے اَلرَّجُلُ غَیُوْرٌ عَلٰی اَھْلِہٖ "یعنی اپنے اہل کو اجنبی کے ساتھ باتیں کرنے اور اس کو دیکھنے سے منع کرتا ہے۔ بعض نے کہا غیرت غضب ہے جو غیرت کو لازم ہے۔ پس اللہ کی غیرت یہ ہے کہ فواحش پر اس کا غضب ہوتا ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ "اَنْ یَّاْتِیَ" پڑھنے کی صورت میں جسے ھنغانی نے صحیح کہا ہے۔ ذرہ بھی شک نہیں کہ اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ اللہ کی غیرت نفس اتیان (کام کرنا) یا عدم اتیان ہے لہٰذا یہاں عبارت مقدر ماننا ضروری ہے وہ یہ کہ "لِاَنْ لَّا یَاْتِیَ" یعنی اللہ کی غیرت مومن کے اتیان یا عدم اتیان سے بنی پر ہے۔ یہ معنی پہلی حدیث کے موافق ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسی لئے فواحش کو حرام کہا۔ لہٰذا درست وہی ہے جو تمام نسخوں میں ہے۔ یعنی "ان لا یاتی" صواب ہے۔ پھر علامہ کرمانی نے کہا اگر "لا" کے ساتھ معنی صحیح نہیں ہوتا تو یہ اس کے زائدہ ہونے کا قرینہ ہے جیسے "مَا مَنَعَکَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ" علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: وَغَیْرَۃُ اللّٰہِ اَنْ لَّا یَاْتِیَ الْمُؤْمِنُ "غیرت کی بہترین تفسیر ہے۔ طیبی نے کہا یہ مبتداء اور خبر بتقدیر لام ہے یعنی غیرتُ اللّٰہِ ثابتۃ لاجل ان لا یاتی" واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۸۹۲ — ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے کہا مجھ سے زبیر نے نکاح کیا، حالانکہ اللہ کی زمین میں اس کے پاس نہ مال تھا اور نہ کوئی مملوک تھا۔ اور ایک اونٹنی اور گھوڑے کے سوا کوئی شئ اس کے پاس نہ تھی میں اس کے گھوڑے کو چارہ دیتی اور اس کو پانی پلاتی تھی اور اس کا ڈول سیتی تھی اور آٹا پیستی تھی اور میں روٹی نہ پکا سکتی تھی۔ ہماری ہمسائی انصار عورتیں تھیں۔ وہ عورتیں بہت اچھی تھیں۔ وہ مجھے روٹیاں پکا دیتی تھیں اور میں زبیر کی زمین سے جو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اپنے سر پر گٹھلیاں

marfat.com

اَكُنْ اُحْسِنُ اَخْبِزُ وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِّيْ مِنَ الْاَنْصَارِ وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ وَكُنْتُ اَنْقُلُ النَّوٰى مِنْ اَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِيْ اَقْطَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِيْ وَهِيَ مِنِّيْ عَلٰى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوٰى عَلٰى رَأْسِيْ فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَدَعَانِيْ ثُمَّ قَالَ اِخْ اِخْ لِيَحْمِلَنِيْ خَلْفَهٗ فَاسْتَحْيَيْتُ اَنْ اَسِيْرَ مَعَ الرِّجَالِ وَ ذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهٗ وَكَانَ اَغْيَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّيْ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضٰى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى رَاْسِيْ النَّوٰى وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَاَنَاخَ لِاَرْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَحَمْلُكَ النَّوٰى كَانَ اَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوْبِكَ مَعَهٗ قَالَتْ حَتّٰى اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْبَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ بِخَادِمٍ يَكْفِيْنِيْ سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَاَنَّمَا اَعْتَقَنِيْ

اُٹھا کر لاتی تھی۔ جبکہ وہ زمین مجھ سے چھ میل دُور تھی۔ ایک دن میں آ رہی تھی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں پس میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی حالانکہ آپ کے ساتھ چند انصار تھے۔ آپ نے مجھے بلایا پھر فرمایا: اَخْ اَخْ ،، تاکہ مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھائیں مجھے شرم آئی کہ میں لوگوں کے ساتھ چلوں گی۔ میں نے زبیر اور اس کی غیرت یاد کی جبکہ وہ سب لوگوں سے زیادہ غیور تھے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ میں شرم کرتی ہوں تو آپ تشریف لے گئے۔ پھر میں زبیر کے پاس آئی اور اُن سے کہا مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے جبکہ گٹھلیاں میرے سر پر تھیں اور آپ کے ساتھ چند صحابہ کرام تھے۔ آپ نے اونٹ کو بٹھایا تاکہ میں اس پر سوار ہو جاؤں مجھے اِس سے

marfat.com

۴۸۹۳ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَآئِهٖ

شرم آئی اور میں تمہاری غیرت کو یاد کیا۔ زبیر نے کہا بخدا! تمہارا گٹھلیوں کو سر پہ اٹھانا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ اُونٹ پر سوار سے زیادہ سخت تھا۔ اسماء نے کہا میرا یہ حال رہا حتی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد میری طرف خادم بھیجا جو مجھ سے گھوڑے کے انتظام سے کفائت کرتا تھا گویا کہ مجھے آزاد کر دیا۔

۴۸۹۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک جاگیر دی تھی جو بہترین مال تھا اس کا جواب یہ ہے کہ جاگیر کا رقبہ ان کی ملکیت نہ تھی۔ اس زمین سے حاصل شدہ منافع زبیر کو دے رکھے تھے۔ اسی لئے اسماء نے اس کو مستثنیٰ نہیں کیا جیسے اونٹنی اور گھوڑے کو مستثنیٰ کیا تھا۔ نیز بعض ضروریات مکان، لباس اور طعام بھی مستثنیٰ ہیں۔ اِخ اِخ کا ہمزہ مکسور اور خاء ساکن ہے۔ اس کو مخفف اور مشدد دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ یہ واقعہ نزولِ حجاب سے پہلے کا ہے۔ حضرت زُبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارا گٹھلیاں اُٹھانا اُونٹ پہ سوار ہونے سے زیادہ سخت تھا؛ کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے بیٹھنے میں کچھ عار نہ تھی اور سر پر گٹھلیاں اُٹھانے میں لوگ خست نفس اور ذلت و خواری محسوس کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم کی روائت میں یہ مذکور ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس قیدی آئے تو آپ نے اُن میں سے اسماء کو خادم دیا حالانکہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ ابو بکر نے اسماء کو خادم دیا اس کا جواب یہ ہے کہ جب قیدی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے تو آپ نے اُن میں سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خادم دیا تاکہ وہ اپنی صاحبزادی اسماء کی طرف بھیج دیں لہٰذا یہ درست ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خادم دیا تھا، لیکن ابو بکر کے واسطہ سے اسماء تک پہنچا تھا۔ ایسی صورت میں دونوں کی طرف نسبت ہو سکتی ہے۔ اگرچہ حقیقۃً مُعطی جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ اس واقعہ سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ عورت پر لازم ہے کہ جن امور کا شوہر محتاج ہو۔ ان میں شوہر کی مدد کرے لیکن جمہور نے کہا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنی خوشی سے مذکورہ امور سرانجام دیتی تھیں اُن پر یہ لازم نہ تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۸۹۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی بعض بیویوں کے پاس تھے تو امہات المؤمنین میں سے ایک ام المؤمنین

marfat.com

فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰی اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ
الَّتِیْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ
الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَةِ
ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِیْ كَانَ فِی الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ غَارَتْ
اُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰی اُتِیَ بِصَحْفَةٍ مِّنْ عِنْدِ الَّتِیْ هُوَ فِیْ
بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ اِلَی الَّتِیْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَاَمْسَكَ
الْمَكْسُوْرَةَ فِی الْبَيْتِ الَّتِیْ كَسَرَتْ

نے پیالہ بھیجا جس میں طعام تھا تو اس ام المؤمنین کے گھر میں آپ تشریف فرما تھے، خادم کے ہاتھ کو مارا تو پیالہ گر کر ٹوٹ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کے ٹکڑے جمع کئے پھر اس میں وہ طعام جمع کرنا شروع کیا جو پیالہ میں تھا اور فرماتے تھے تمہاری ماں کو غیرت آئی ہے۔ پھر خادم کو روک رکھا حتی کہ اس ام المؤمنین کی طرف سے پیالہ لایا گیا جس کے گھر میں تشریف فرما تھے پھر صحیح پیالہ اس کو بھیجا جس کا پیالہ توڑا گیا تھا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس کے گھر میں رہ گیا جس میں پیالہ توڑا گیا تھا۔

۴۸۹۳ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے طعام بھیجا تھا وہ ام المؤمنین صفیہ تھیں۔ بعض نے ام سلمہ کہا ہے۔ جس ام المؤمنین کے گھر تشریف فرما تھے وہ ام المؤمنین عائشہ تھی رضی اللہ عنہا۔

قولہ غَارَتْ اُمُّكُمْ الخ یہ حاضرین کو خطاب ہے اور اُمّ سے مراد ہاتھ مارنے والی بی بی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحب مصابیح سے نقل کیا اس سے سارہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ انھوں نے ہاجرہ پر غیرت کی حتی کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو بچپن میں ان کی والدہ کے ہمراہ ایسی وادی میں بھیج دیا جہاں کوئی کھیتی باڑی نہ تھی اور وہ چٹیل میدان تھا۔ یعنی عورتوں کی طبع میں ہے کہ وہ سوکن پر غیرت کرتی ہیں۔ یہ شروع سے آرہا ہے۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ عورتوں کی غیرت میں نقصان کی صورت میں مؤاخذہ نہیں ہے، کیونکہ جس وقت وہ غیرت میں آتی ہیں تو شدتِ غضب کے باعث جو غیرت کا سبب ہے۔ ان کی عقل محجوب ہو جاتی ہے۔ ابو یعلی نے اپنی سند سے ام المؤمنین

marfat.com

۴۸۹۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ اَوْ اَتَیْتُ الْجَنَّةَ فَاَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَلَمْ یَمْنَعْنِیْ اِلَّا عِلْمِیْ بِغَیْرَتِكَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَوَعَلَیْكَ اَغَارُ

۴۸۹۵ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ یُوْنُسَ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع ذکر کیا کہ غیرت ناک عورت اعلیٰ وادی سے اسفل وادی کو نہیں دیکھتی یعنی اس وقت بلند و پست میں امتیاز نہیں کرتی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مرفوع روائت ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی طبع میں غیرت رکھی ہے جو صبر کرے اسے شہید کا ثواب حاصل ہوگا۔ بزار نے ثقہ سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے۔ یہ بات مخفی نہ رہے کہ بعض مقربان سے حالتِ سکر میں جو خلاف شرع صادر ہوتا ہے۔ وہ اسی قبیلہ سے ہے کہ وہ اس وقت مجوب العقل ہوتے ہیں لہٰذا اُن پہ کوئی مواخذہ نہیں کہ وہ دیوانہ کے حکم میں ہوتے ہیں کوئی بھی لایعقل مست سے مواخذہ نہیں کرتا (تیسیر القاری)

۴۸۹۴ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا یا فرمایا میں جنت میں آیا تو میں نے ایک محل دیکھا میں نے کہا یہ محل کس کا ہے؟ جنت کے خازنوں نے کہا یہ محل عمر بن خطاب کا ہے۔ میں نے محل میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور اس میں داخل ہونے سے مجھے منع نہ کیا مگر اس چیز نے کہ میں تمہاری غیرت جانتا تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا نبی اللہ! میرے باپ اور ماں آپ پہ قربان ہوں کیا میں نے آپ پر غیرت کرنا ہے۔

(مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں (حدیث ۳۶۸۰ کی شرح دیکھیں)

۴۸۹۵-۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک رات میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ اچانک میں نے ایک عورت دیکھی کہ ایک محل کی ایک جانب میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے؟ کہا یہ عمر فاروق کا ہے۔ میں نے اس

marfat.com

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ فَاِذَا امْرَاَةٌ تَتَوَضَّاُ اِلٰی جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا لِعُمَرَ فَذَکَرْتُ غَیْرَتَهٗ فَوَلَّیْتُ مُدْبِرًا فَبَکٰی عُمَرُ وَهُوَ فِی الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ اَوَعَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغَارُ

بَابُ غَیْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ

ب-۴۸۹۵ — حَدَّثَنَا عُبَیْدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اُسَامَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّیْ رَاضِیَةً وَاِذَا كُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ اَیْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَّا اِذَا كُنْتِ عَنِّیْ رَاضِیَةً

کی غیرت یاد کی اور واپس آگیا۔ عمر فاروق رو پڑے؛ حالانکہ وہ اس مجلس میں تھے پھر کہا یا رسول اللہ! میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں۔

شرح ۴۸۹۵-ا : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وضوء وضاءۃ بمعنی روشنی سے ہے یا وضوء سے ہے؛ لیکن وضاءۃ کی وجہ ظاہر ہے۔ ابن قتیبہ کی روائت میں فَاِذَا امْرَاَةٌ شَوْهَاءُ مذکور ہے۔ اور شوہاء کی تفسیر حَسِیْنَہ جمیلہ سے کی جاتی ہے ابن بطال نے کہا یہ روائت درست ہے اور تتوضأ تصحیف ہے کیونکہ حوریں پاکیزہ ہیں اُن پر وضوء نہیں اسی لئے جو کوئی جنت میں داخل ہو اس کو طہارت لازم نہیں اور نہ ہی اس پر عبادت لازم ہے۔ ابن تین نے کہا تتوضأ تصحیف ہے۔ کیونکہ بہشت دار تکلیف و عبادت نہیں ہے۔ اور تصحیف اس طرح ہے کہ شوہاء کے بعض حروف تتوضأ کے بعض حروف کے قریب ہیں۔

marfat.com

وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَّا اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَّاِذَا كُنْتِ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اسْمَكَ

باب عورتوں کا غیرت کرنا اور اُن کا غضب ناک ہونا

ب-۴۸۹۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے عائشہ میں جانتا ہوں جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب تم غصہ میں ہوتی ہو۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیسے پہچانتے ہیں۔ فرمایا جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب محمد (قسم میں کہتی ہو مجھے محمد کے رب کی قسم) اور جب تم مجھ پر غضب ناک ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب ابراہیم (قسم میں کہتی ہو مجھے ابراہیم کے رب کی قسم) ام المؤمنین نے فرمایا میں نے عرض کیا جی ہاں! بخدا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں صرف آپ کا نام ہی ذکر نہیں کرتی ہوں۔

ب-۴۸۹۵ — شرح : یعنی غصہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ عقل سلب کر لیتا ہے اور باطن بدستور محبت سے معمور ہوتا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ غضب سوکن پر غیرت کے باعث ہوتا تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ترک کی تعبیر ہجران سے کی تاکہ یہ اس پر دلالت کرے کہ اس ترک سے جس میں انہیں اختیار نہیں بہت المناک ہوتی ہیں واللہ ورسولہ اعلم! ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلب سے نقل کیا کہ قولہا ما اہجر الا اسمک ،، سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم مسمّٰی کا غیر ہے۔ اگر اسم مسمّٰی کا عین ہو تو اسم کی ہجرت بعینہ مسمّٰی کی ہجرت ہوگی اور یہ ام المؤمنین کا ہرگز مقصد نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی نے کہا میں نے شہد کا نام کھایا اس سے بعینہ شہد کا کھانا نہیں سمجھا جاتا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا اسم مسمّٰی کا عین ہے۔ اللہ کے ماسوٰی ساری مخلوق میں عین نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات مخلوق کے اسماء اور صفات کے مباین ہیں۔

marfat.com

۴۸۹۴ — حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَآءٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰی اِمْرَاَةٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَمَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاهَا وَثَنَائِهٖ عَلَیْهَا وَقَدْ اُوْحِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُبَشِّرَهَا بِبَیْتٍ لَّهَا فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر غیرت نہیں کی جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت کی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت ان کا تذکرہ اور ثناء کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی گئی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ان کے گھر کی خوشخبری دیں جو موتیوں سے بنایا گیا ہے۔

ج - ۴۸۹۴ — شرح : علامہ قسطلانی نے کہا ذکر پر ثناء کا عطف خاص کا عام پر عطف ہے۔ کثرتِ ذکر کثرتِ محبت پر دلالت کرتا ہے اور یہ غیرت کا موجب ہے۔ کیونکہ دراصل عورت کی غیرت کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کو خیال کرتی ہے کہ وہ اس کی سوکن سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا دوسری امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن پر غیرت کرتی تھیں۔ لیکن خدیجہ رضی اللہ عنہا پر زیادہ غیرت کرتی تھیں حالانکہ وہ وفات پا چکی تھیں۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کو ام المؤمنین عائشہ پر ترجیح دیتے تھے یہی ان کی غیرت کا سبب تھا۔ نیز خدیجہ کو جنت میں موتیوں کے گھر کی خوشخبری دینا یہ مزید حضور کی خدیجہ سے محبت کا مُشعِر ہے۔ یہ بھی غیرت کا سبب ہے۔

قصب کے معنی موتی ہیں جو اندر سے خالی ہوتے ہیں۔ قسطلانی نے نقل کیا کہ قصب وہ کپڑا ہے جو مروارید، یاقوت اور دیگر جواہر سے بُنا ہوتا ہے۔

marfat.com

بَابُ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنْ ابْنَتِهٖ فِی الْغَیْرَةِ وَالْاِنْصَافِ

د - ۴۸۹۵ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ اَنَّ بَنِیْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ اِسْتَاْذَنُوْنِیْ فِیْ اَنْ یَّنْکِحُوْا ابْنَتَهُمْ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ اِلَّا اَنْ یُّرِیْدَ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَنْ یُّطَلِّقَ ابْنَتِیْ وَیَنْکِحَ ابْنَتَهُمْ فَاِنَّمَا هِیَ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ یَرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَهَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاهَا هٰکَذَا

باب آدمی کا اپنی بیٹی سے غیرت دُور کرنا

یعنی وہ چیز دُور کرنا جو بیٹی کو غیرت اور غُصّہ دلائے اس تقدیر پر فی زائد ہے ہوسکتا ہے کہ فی بمعنی لام ہو یعنی غیرت کے سبب،،

د - ۴۸۹۵ — ترجمہ : مِسوَر بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا، حالانکہ آپ منبر شریف پر جلوہ افروز تھے۔ بنی ہشام بن مغیرہ نے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا علی بن ابی طالب سے نکاح کر دیں۔ میں اجازت نہیں دیتا ہوں پھر اجازت نہیں دیتا ہوں پھر اجازت نہیں دیتا ہوں مگر یہ کہ علی بن ابی طالب ارادہ کرے کہ میری بیٹی کو طلاق دیدے اور ان کی بیٹی سے نکاح کرلے۔ فاطمہ تو میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جو چیز فاطمہ کو ناپسند ہے وہ مجھے ناپسند ہے اور جو چیز اس کو اذیت پہنچاتی

marfat.com

ہے وہ مجھے اذیت پہنچاتی ہے۔

د۔ ۴۸۹۵ —— شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے غیرت کو دُور کرنے کی خبر دینا اور اُن کے لئے انصاف کرنا ہے۔

بنو ہاشم ابوجہل کی بیٹی کے چچا تھے اور وہ حارث بن ہشام اور سلمہ بن ہشام ہیں اُنھوں نے فتح مکہ میں اسلام قبول کیا اور مخلص مسلمان تھے۔ ان میں عکرمہ بن ابی جہل بھی شامل ہے وہ بھی مسلمان ہوگئے تھے اور مخلص مسلمان تھے۔ حاکم نے صحیح اسناد کے ساتھ سوید بن غفلہ سے روائت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حارث بن ہشام سے ابوجہل کی بیٹی جمیلہ سے شادی کی خواہش کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا۔ آپ نے فرمایا اس کا حسب و نسب پوچھتے ہو؟ عرض کیا نہیں، لیکن آپ مجھے اس کے ساتھ نکاح کی اجازت دیں۔ فرمایا یہ نہیں ہوسکتا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اس طرح فاطمہ کو رنج پہنچے گا۔ حضرت علی نے کہا وہ کام ہرگز نہ کروں گا جو سیدہ کو ناپسند ہو۔

صحیح بخاری میں ہے کہ بنی ہشام نے چاہا تھا کہ حضرت علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرلیں تو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر بار بار تاکید سے فرمایا کہ میں اجازت نہیں دیتا ہوں۔ ہاں اگر ابوطالب کا بیٹا یہ چاہتا ہے تو سیدہ کو طلاق دیدے اس جملہ میں آپ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور حضرت علی کا نام تک نہ لیا اور ابن ابی طالب فرمایا۔

زہری کی روائت میں ہے : اَنَا اَتَخَوَّفُ اَنْ یُفْتَنَ فِیْ دِیْنِہَا، مجھے ڈر ہے کہ ان کے دین میں فتنہ واقع ہوگا۔ یعنی وہ غیرت پر صبر نہ کرسکیں گی اور غصہ کی حالت میں اپنے شوہر کے حق میں اُن سے وہ صادر ہوجائے جو دین میں ان کے حال کے لائق نہ ہو اور سوکن سے آزار پہنچتا ہے تو فاطمہ کو آزار دینا بعینہٖ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آزار دینا ہے اس لئے فرمایا : یوذینی ما آذاھا،

زہری سے ایک اور روائت ماثور ہے کہ فرمایا میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کرتا ہوں۔ لیکن بخدا اللہ کے رسُول کی بیٹی اللہ کے دشمن کی بیٹی کے ساتھ اکٹھی نہیں رہ سکتی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو عار باپ کے لئے ہو وہ اس کی اولاد میں باقی رہتی ہے۔ کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کو اللہ کے دشمن کی لڑکی فرمایا؛ حالانکہ وہ مخلص مسلمان تھی۔ اس طرح آباؤ اجداد کی شرافت اولاد کے لئے باعثِ افتخار ہوتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ تَقِلُّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ

وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُرٰى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ تَتْبَعُهُ اَرْبَعُوْنَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهٖ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ

۴۸۹۵ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهٖ اَحَدٌ غَيْرِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَتَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ

باب مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوتی جائیں گی!

ابوموسیٰ شعری نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ (اے ابا موسیٰ) تو ایک آدمی کو دیکھے گا کہ چالیس عورتیں اس کی ہمراہی کریں گی اور مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت کے باعث اس مرد سے پناہ چاہیں گی۔

شرح : یہ چالیس عورتیں لونڈیاں ہوں گی یا بہنیں یا بیٹیاں ہوں گی جن کے شوہر نہ ہوں گے اور وہ صلۂ رحمی کے طور پر انہیں اپنی کفالت میں رکھے گا۔ یہ قیامت کی علامت ہے۔

marfat.com

بَابُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا ذُوْ مَحْرَمٍ وَالدُّخُوْلُ عَلَى الْمُغِيْبَةِ ۴

۴۸۹۶ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ

اِس کے بعد کی حدیث میں پچاس عورتوں کا ذکر ہے لیکن یہ مخالفت نہیں کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا چالیس پچاس میں داخل ہیں۔

ر ۔ ۴۸۹۵ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔ میرے سوا کوئی بھی تمہیں یہ حدیث بیان نہیں کرے گا (میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے۔ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم دین اٹھا لیا جائے گا۔ جہالت زیادہ ہو جائے گی۔ عورتیں زیادہ ہو جائیں گی اور شراب نوشی بکثرت ہوگی۔ مرد کم رہ جائیں عورتیں زیادہ ہوتی جائیں گی حتی کہ پچاس عورتوں کا ایک منتظم ہوگا۔

ر ۔ ۴۸۹۵ ـــ شرح : مرد عورتوں کے قیّم ہیں۔ اس میں اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ پچاس عورتیں ایک مرد سے نکاح کی خواہش کریں گی وہ حلال ہو یا حرام ہو۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ علی بن سعید نے کتاب الطاعۃ والمعصیۃ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روائت ذکر کی کہ جب فتنے عام ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو علیحدہ کر دے گا۔ حتی کہ ایک آدمی کے پیچھے پچاس عورتیں ہوں گی۔ عورت آدمی سے کہے گی۔ اے اللہ کے بندے مجھے پردہ میں رکھو اور اپنی پناہ دو۔ شیخ عسقلانی نے فتح میں ذکر کیا۔ خصوصًا یہ پانچ امور اس لئے ذکر کئے کہ جن احوال کی حفاظت سے معاش اور معاد کی اصلاح ہوتی ہے وہ مختل ہو جائیں گے، کیونکہ علم دین کے اُٹھ جانے سے دین میں خلل آجائے گا اور شرب خمر سے عقل مختل ہو جائے گی۔ زناء سے نسب میں خلل پڑ جائے گا اور نفس اور مال میں بھی کثرتِ فتن سے خلل پڑ جائے گا۔

(کتاب العلم میں حدیث ۸۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَی النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَرَاَیْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ

باب محرم کے سوا کوئی آدمی اجنبیہ عورت سے خلوت نہ کرے اور جس عورت کا شوہر غائب ہو اس کے پاس آکر خلوت نہ کرے ،،

محرم وہ ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح حرام ہو جیسے باپ بیٹا بھائی چچا وغیرہ۔ اس باب میں دو حکم ہیں۔ ایک اجنبیہ عورت سے خلوت کرنے کا عدم جواز اور دوسرا جس کا شوہر غائب ہو اس کے گھر داخل ہونے کا عدم جواز ،،

پہلا حکم حدیث سے واضح ہوتا ہے جبکہ دوسرا حکم بطریق استنباط معلوم ہو جاتا ہے۔ قولہ والدخول ،، یہ مجرور و مرفوع دونوں طرح پڑھا گیا۔ مجرور ہو تو امرأۃ پر عطف ہوگا۔ ای لا بالدخول علی المغیبۃ اور مرفوع کی تقدیر پر مبتداء محذوف کی خبر ہوگی یعنی کذا الدخول علی المغیبۃ ،، جس عورت کا شوہر غائب ہو اسے مغیبہ کہتے ہیں۔ اس کی جمع مغیبات ہے۔

۴۸۹۶ — ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آپ کو عورتوں پر داخل ہونے سے دور رکھو۔ ایک انصاری مرد نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ دیور کے متعلق فرمائیں۔ آپ نے فرمایا دیور موت ہے۔

۴۸۹۶ — شرح : حمو سے مراد شوہر کے باپ اور بیٹوں کے بغیر اقارب ہیں کیونکہ شوہر کے آباء اور ابناء عورت کے محارم ہیں کہ ان سے اس کا نکاح کسی وقت جائز نہیں یہ اس سے خلوت کر سکتے ہیں اور موت سے موصوف نہیں ہوتے۔

marfat.com

۴۸۹۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِمْرَأَتِیْ خَرَجَتْ حَاجَّةً وَاکْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ کَذَا وَکَذَا قَالَ اُرْجِعْ فَحُجَّ مَعَ اِمْرَأَتِكَ

حدیث میں جیسے موت فرمایا ہے وہ شوہر کا بھائی یا بھائی کا بیٹا یا چچا کا بیٹا یا بھانجہ وغیرہ ہیں کہ اگر شوہر فوت ہوجائے تو اس کا ان سے نکاح جائز ہے۔ حَمْو یعنی دیور کو موت اس لئے فرمایا کہ عادۃً اس سے تَسَاہُل ہوتا ہے اور وہ اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی بیوی سے خلوت کرتا ہے۔ حالانکہ اس سے خلوت دین کی ہلاکت کا سبب ہے جبکہ صرف بوس وکنار تک محدود ہو یا نفس کی ہلاکت ہے جبکہ رجم واجب ہوجائے اور عورت کی ہلاکت یہ کہ شوہر کو غیرت آئے گی اور وہ اسے طلاق دیدے گا۔ حَمْوٌ بروزن دَلْوٌ ہے۔ وہ شوہر کا بھائی ہے۔

۴۸۹۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے مگر ذی رحم محرم کے ساتھ۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی باہر نکلی ہے اس حال میں کہ وہ حج کا قصد کرتی ہے اور فلاں فلاں غزوہ (جنگ) میں میرا نام لکھا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس چلے جاؤ۔ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو!

۴۸۹۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو حج کرانے کے لئے جہاد سے واپس آنا جائز ہے۔ کیونکہ شوہر پر بیوی کا ستر اور اس کی صیانت وحفاظت واجب ہے۔ جہاد دوسرے لوگ بھی قائم کر سکتے ہیں۔ اگر عورت کے ساتھ محرم نہ ہو اگرچہ وہ کتنی مال دار ہو اس پر حج واجب نہیں۔

(حدیث ۴۔۔۔ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ مَا يَجُوْزُ اَنْ يَخْلُوَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ

۴۸۹۸ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَا بِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنَّكِ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ

باب مرد کا لوگوں کی موجودگی میں ، اجنبیہ عورت سے خلوت کرنا جائز ہے"

یعنی اگر کوئی عورت دینی بات یا دنیاوی شئی پوچھنا چاہتی ہے تو امین مرد پر کچھ حرج نہیں کہ وہ لوگوں سے ایک طرف اس سے خلوت کرے لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ لوگوں کی نظروں سے علیحدہ ہو کر خلوت کرے اسی لئے مؤلف نے "عند الناس" کی قید ذکر کی ہے۔ البتہ اس حد تک خلوت کر سکتا ہے کہ حاضرین میں سے کوئی اس عورت کا کلام نہ سُن سکے اور نہ اس عورت کا شکویٰ سُن سکے۔

۴۸۹۸ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک انصاریہ عورت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ آپ نے اس سے تنہائی میں گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرمایا: بخدا! تم سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہو۔

marfat.com

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنْ دُخُوْلِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ

۴۸۹۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِی الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ الْمُخَنَّثُ لِاَخِیْ اُمِّ سَلَمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اُمَيَّةَ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمُ الطَّائِفَ غَدًا دَلَلْكَ عَلٰى ابْنَةِ غَيْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَّتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰذَا عَلَيْكُمْ

۴۸۹۸ ــــ شرح :

یہ خلوت لوگوں کی موجودگی میں تھی۔ اسی لئے انس نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ کلام سُنا۔ ایک روائت کے مطابق اس عورت کے ہمراہ اس کا لڑکا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبیّہ عورت کا تنہائی میں راز کی بات کرنے سے جبکہ فتنہ کا خوف نہ ہو دین میں قدح نہیں ہے اور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حلم اور صبر بہت وسیع تھا اور ہر چھوٹے بڑے کی حاجت پوری کرنے میں فراخدلی فرماتے تھے۔ اس میں انصار کی بھی بہت بڑی منقبت ہے اور عورت سے خلوت کی کیفیّت بھی معلوم ہوتی ہے کہ اجنبیّہ سے خلوت کیسے کرنی چاہیئے۔

باب عورتوں سے مشابہت کرنے والوں کو اُن کے پاس جانے کی ممانعت

۴۸۹۹ ــــ ترجمہ : زینب بنت ام سلمہ نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہما

marfat.com

بَابُ نَظَرِ الْمَرْأَةِ اِلَى الْحَبَشِ وَ نَحْوِهِمْ مِنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ

۴۸۹۹ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ عِيْسٰى عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ

سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف فرما تھے جبکہ گھر میں ایک ہیجڑہ بھی تھا۔ اُس نے ام المؤمنین ام سلمہ کے بھائی عبداللہ بن ابی اُمیہ سے کہا اگر کل اللہ تعالیٰ نے تمہیں طائف میں فتح دی تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی دکھاؤں گا۔ وہ آتی ہے تو پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں۔ جاتی ہے تو آٹھ پڑتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ یہ تمہارے پاس نہ آنے پائیں۔

۴۸۹۹ — شرح : مخنث وہ ہے جو عورتوں کے اخلاق میں اُن سے مشابہت کرے۔ یہ دو قسم ہیں۔ ایک وہ جو پیدائشی ایسے ہوتے ہیں وہ معذور ہیں۔ ان پر ملامت نہیں اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اُن کے آنے سے منع نہیں فرمایا۔ دوسرا وہ جو تکلف سے عورتوں سے مشابہت کرے۔ یہ مذموم قابلِ ملامت ہے۔ اس ہیجڑے کا نام ہیت تھا۔ مدینہ منورہ میں یہ دونوں قسمیں موجود تھیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حمی کی طرف یا نقیع کی طرف نکال دیا تھا۔

قولہ تقبل باربع ،، یعنی اس کے پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں اور پشت کے دونوں جانب چار چار بٹ پڑتے ہیں یعنی وہ بہت فربہ ہے۔ عرب فربہ عورت کو بہت پسند کرتے ہیں۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ان کو غیر اولی الاربہ سے اعتقاد کرتی تھیں۔ جب اُس نے یہ وصف ذکر کی تو معلوم ہوگیا کہ یہ غیر اولی الاربہ سے نہیں ہیں۔ اس لئے آئندہ ان کو گھروں میں آنے سے روک دیا گیا۔ غیر اولی الاربہ ،، وہ ہیں جو نامرد ہوں اور عورتوں کے محاسن سے ناآشنا ہوں اور انہیں عورتوں کی کوئی حاجت نہ ہو۔

باب عورت کا حبشیوں وغیرہ کو دیکھنا جب کہ فتنہ کا خوف نہ ہو

marfat.com

قَالَتْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتُرُنِیْ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَی الْحَبْشَۃِ یَلْعَبُوْنَ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا الَّذِیْ اَسْأَمُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِیَۃِ الْحَدِیْثَۃِ السِّنِّ الْحَرِیْصَۃِ عَلَی اللَّھْوِ

۴۹۰۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ اس حال میں کہ آپ چادر سے مجھے پردہ کر رہے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جب وہ مسجد میں کھیل رہے تھے حتیٰ کہ میں ہی تھک جاتی کمسن لڑکی کی قدر کا اندازہ کرو جو کھیل دیکھنے کی کس قدر حریص ہے۔

۴۹۰۰ — شرح : حدیث کے بعض طرق میں ہے یہ حبشیوں کے وفد کے آنے کے بعد کا واقعہ ہے اور وہ سات ہجری کو آئے تھے جبکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف سولہ برس تھی اور وہ بالغہ تھیں اور یہ حجاب کے بعد کا واقعہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا مرد کو دیکھنے میں حرج نہیں جبکہ امن کی حالت ہو اسی لئے علماء نے عورت پر گواہی دینے پر اتفاق کیا ہے۔ یہ اس کے چہرے کو دیکھنے سے ہی میسر ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت وہ بھی مرد کو دیکھے گی جیسے مرد اس کو دیکھتا ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ابن شہاب کی ام سلمہ کے مولیٰ بنہان سے روایت کا رد کریں وہ یہ کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اور میمونہ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ ابن مکتوم نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے ان سے فرمایا تم پردہ میں ہو جاؤ! ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں؟ وہ نہ تو ہمیں دیکھ سکتا ہے اور نہ پہچان سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نابینا ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھتی ہو۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور ابن حبان نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے جب یہ حدیث صحیح ہے اور ائمہ حدیث نے اس کو صحیح کہا ہے تو اس کے رد کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن بطال نے کہا اس باب میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بنہان کی حدیث سے صحیح تر ہے کیونکہ بنہان نقل علم میں معروف نہیں اس نے دو حدیثیں روایت کی ہیں ایک یہ اور دوسری مکاتب کی حدیث کہ جب وہ مالِ کتابت ادا کر دے تو اس کی مالکہ اس سے

marfat.com

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَاءِ بِحَوَائِجِهِنَّ

۴۹۰۱ — حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِی الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ

پردہ کرے۔ اس بنہان کی حدیث پر عمل نہ کیا جائے گا جبکہ وہ احادیث ثابتہ کے معارض ہو۔
اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بنہان کو نقل علم میں علماء کی جماعت نے پہچانا ہے۔ ان میں ابن حبان اور حاکم نے اس کی حدیث کی تصحیح و توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے جس کو زہری پہچانے اور اس کی وصف بیان کرے کہ وہ ام سلمہ کا مکاتب ہے اور اس کو کسی نے روایت نہ کیا ہو اس کی روایت رد نہیں کی جا سکتی ہے۔ رہا معارضہ تو وہ بھی یہاں نہیں ہے، بلکہ ہم کہتے ہیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت کمسن تھیں۔ ان کا حبشیوں کے دیکھنے میں حرج نہیں یا ہم کہتے ہیں کہ عیدوں میں رخصت ہے جو غیر میں رخصت نہیں یا ہم کہتے ہیں بنہان کی حدیث ام المؤمنین عائشہ کی حدیث کی ناسخ ہے۔ یا ہم کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے خصوصیت ہے جو دوسری عورتوں کے لئے نہیں؛ کیونکہ ان کی بہت بڑی عظمت ہے یا ہم کہتے ہیں کہ حبشی بچے تھے۔ وہ بالغ نہیں تھے۔ علامہ عینی نے کہا بہترین وجہ یہ ہے کہ بنہان کی حدیث میں کوئی شئ ہو کہ اس کو دیکھنے سے عورتوں کو منع کیا گیا ہو؛ کیونکہ ابن ام مکتوم نابینا تھے۔ شائد اس کی کوئی شئ بر بنہ ہو جاتی ہو جس کا اسے شعور نہ ہو اور جواز کا قول کرنے والوں کی تائید یہ عمل کرتا ہے کہ عورتوں کا مساجد کی طرف جانا جائز ہے اور یہ عمل مستمر رہا ہے کہ نقاب پہن کر وہ مساجد، بازار اور سفر میں جا سکتی ہیں تاکہ مرد اُن کے چہرے نہ دیکھیں اور مردوں کو نقاب پہننے کا حکم نہیں تاکہ انہیں عورتیں نہ دیکھیں۔ معلوم ہوا کہ مردوں اور عورتوں کا حکم جداگانہ ہے۔ (عینی)

(حدیث ع ۹۰۸ کی شرح دیکھیں)

باب — عورتوں کا ضروری حاجات کے لئے باہر نکلنا جائز ہے

۴۹۰۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سودہ بنتِ زمعہ

marfat.com

بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا فَرَاٰهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ اِنَّكِ وَاللّٰهِ يَا سَوْدَةُ
مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَرَجَعَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ
ذٰلِكَ لَهٗ وَهُوَ فِي حُجْرَتِي يَتَعَشّٰى وَاَنَّ فِي يَدِهٖ لَعْرَقًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ
فَرَفَعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ قَدْ اَذِنَ اللّٰهُ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوْجِ اِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهَا

٤٩٠٢ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا
الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا اسْتَاْذَنَتِ امْرَاَةُ اَحَدِكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَمْنَعْهَا

رات کو باہر گئیں تو اُن کو عمر فاروق نے دیکھا تو انہیں پہچان لیا پھر کہا بخدا! اے سودہ تو ہم پہ مخفی نہیں رہی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹ گئیں اور یہ واقعہ حضور سے عرض کیا جبکہ آپ میرے حجرہ میں شام کا کھانا تناول فرما رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں گوشت والی ہڈی تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ پہ قرآن نازل فرمایا۔ آپ سے (نزول وحی) کی کیفیت اُٹھی تو آپ فرما رہے تھے۔ اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم اپنی حاجات کے لئے باہر جا سکتی ہو۔

٤٩٠١ شرح : ابن بطال نے کہا اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جن امور کے لئے عورتوں کا باہر جانا مباح ہو اس کے لئے وہ باہر جا سکتی ہیں۔ مثلاً وہ اپنے والدین کی زیارت اور دیگر ذوی الارحام سے ملاقات کرنے جا سکتی ہیں۔

اس کے علاوہ ضروری حاجات کے لئے بھی اُن کا باہر جانا جائز ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر معروف مکان کی طرف جا سکتی ہے، کیونکہ اس میں عام اجازت ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُوْلِ وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَاءِ فِي الرَّضَاعِ

۴۹۰۳ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَاْذَنَ عَلَيَّ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَاْذَنِيْ لَهٗ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا

باب ـــ عورت کا مسجد وغیرہ کی طرف جانے کے لئے اپنے شوہر سے اجازت طلب کرنا

۴۹۰۲ ـــ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی عورت تم میں سے کسی ایک سے اجازت طلب کرے تو وہ اس کو منع نہ کرے۔

۴۹۰۲ ـــ شرح : بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورت مسجد میں جانے یا بازار میں جانے کی اجازت طلب کرے جب کہ اس کو شرعی ضرورت کے تحت حاجت ہو تو اس کو منع نہ کرے، لیکن شرط یہ ہے کہ فتنہ سے امن و امان ہو۔ حدیث ۸۰۲ کی شرح دیکھیں۔

باب شیر خواری (رضاعت) کی وجہ سے عورتوں کے پاس جانا اور ان کو دیکھنا مباح و حلال ہے

۴۹۰۳ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ نے فرمایا میرا رضاعی چچا آیا اور مجھ سے

marfat.com

أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ يُرْضِعُنِي الرَّجُلُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوَلَادَةِ

بَابُ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا ۴۷

۴۹۰۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

اندر آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے اس کو اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ تمہارا چچا ہے۔ اس کو اجازت دے دیا کرو۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم؟ مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے۔ اس کے مرد نے دودھ نہیں پلایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارا چچا ہے وہ تمہارے پاس آسکتا ہے۔ ام المؤمنین نے کہا یہ (واقعہ) ہمیں پردہ کا حکم کرنے کے بعد تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا رضاعت سے وہی حرام ہے جو ولادت کے باعث حرام ہے۔

۴۹۰۳ — شرح: اس سے مقصد یہ ہے کہ نسب کے رشتہ سے جو حرام ہیں۔ شیر خواری کے باعث بھی وہ حرام ہیں، لیکن اجانب کی طرح اقارب کو بھی اجازت حاصل کر کے داخل ہونا چاہئے کیونکہ اگر اچانک داخل ہوں گے تو ممکن ہے کہ وہ اُن سے ایسی شئی دیکھ لیں جس پر ان کے لئے اطلاع پانا جائز نہیں یا کوئی ایسی حالت میں ہوں جس پر واقف ہونے کو وہ اچھا نہ جانتی ہوں۔ البتہ اگر بیوی یا اپنی لونڈی ہو جس سے اس کا جماع کرنا جائز ہو تو اُن سے اجازت حاصل کئے بغیر اُن کے پاس داخل ہو سکتا ہے، کیونکہ اس کے لئے اِن کو ہر حال میں دیکھنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ ماں، بہن اور دوسرے محارم اجازت میں سب مساوی ہیں۔

marfat.com

مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَۃُ الْمَرْاَۃَ فَتَنْعَتُھَا لِزَوْجِھَا کَاَنَّہٗ یَنْظُرُ اِلَیْھَا

۴۹۰۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَقِیْقٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَۃُ الْمَرْاَۃَ فَتَنْعَتُھَا لِزَوْجِھَا کَاَنَّہٗ یَنْظُرُ اِلَیْھَا

باب کوئی عورت دُوسری عورت سے ملے تو اپنے شوہر سے اس کا حلیہ نہ بیان کرے

۴۹۰۴ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ کوئی عورت کسی عورت سے ملے اور اپنے شوہر سے اس کا حلیہ بیان کرے گویا کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

۴۹۰۵ — ترجمہ : شقیق نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کا دوسری عورت کو اس طرح نہیں ملنا چاہیئے کہ اس کا حلیہ اپنے شوہر سے بیان کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

۴۹۰۴ - ۴۹۰۵ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لئے فرمایا ہے کہ اگر وہ اپنے شوہر سے اس عورت کا حسن بیان کرے گی تو اس میں ابتلاء کا خطرہ ہے ؛ کیونکہ اس طرح شوہر کو اس عورت کا حسن پسند آجائے گا اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے گا اور اس سے نکاح کرلے گا جبکہ وہ کنواری ہو یا اس کا شوہر نہ ہو اور اگر وہ منکوحہ ہو تو اس کے اپنی بیوی سے مراسم خراب ہوجائیں گے اور اس کے نزدیک بیوی کی قدر و منزلت نہ رہے گی۔ اور اگر اس نے اس عورت کی قباحت ذکر کی تو یہ غیبت ہوگی جو شریعت میں مذموم ہے۔

marfat.com

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَاَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى نِسَآئِهٖ

٤٩٠٦ — حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ لَاَطُوفَنَّ اللَّیْلَةَ بِمِائَةِ امْرَاَةٍ تَلِدُ كُلُّ امْرَاَةٍ غُلَامًا یُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ یَقُلْ وَنَسِیَ فَاَطَافَ بِهِنَّ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ نِصْفَ اِنْسَانٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمْ یَحْنَثْ وَكَانَ اَرْجٰی لِحَاجَتِهٖ

باب مرد کا کہنا کہ میں آج رات اپنی بیویوں سے جماع کرونگا

اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کلام بیان کریں اسی لئے اس کے تحت حضرت سلیمان کی حدیث ذکر کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تلویح سے نقل کیا کہ ایک غسل میں تمام بیویوں سے جماع کرنا جائز نہیں اور نہ ہی ایک رات میں اُن کے پاس جانا جائز ہے۔ ہاں اگر ان میں تقسیم کی ابتداء ہی اس طرح کی ہو یا ان کی طرف سے اجازت ہو تو جائز ہے۔ شائد حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت میں عورتوں میں باری کی تقسیم یا ان میں برابری کرنا فرض نہ ہوگا۔

٤٩٠٦ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا میں آج ایک سو عورت سے جماع کروں گا۔ ہر عورت سے ایک ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ فرشتے نے سلیمان علیہ السلام سے کہا

marfat.com

بَابٌ لَا يَطْرُقُ اَهْلَهٗ لَيْلًا اِذَا اَطَالَ الْغَيْبَةَ

مَخَافَةَ اَنْ يَخُوْنَهُمْ اَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ

٤٩٠٧ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ ابْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ اَنْ يَاْتِيَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ طُرُوْقًا

٤٩٠٨ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَطَالَ اَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ اَهْلَهٗ لَيْلًا

انشاء اللہ کہو۔ انھوں نے انشاء اللہ نہ کہا اور بھول گئے پس انھوں نے ساری عورتوں سے جماع کیا تو ان عورتوں میں سے صرف ایک عورت نے نصف لڑکے کو جنم دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ انشاء اللہ کہتے تو ان کی قسم پوری ہو جاتی اور وہ اس میں حانث نہ ہوتے اور اپنی حاجت کو پالیتے۔

٤٩٠٦ — شرح : مورخین نے ذکر کیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار عورت تھی ان میں سے تین سو عورتیں آزاد تھیں اور سات سو لونڈیاں تھیں چونکہ ایک عدد دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا۔ اس لئے روایات میں تعداد کے اختلاف کے باعث تضاد نہ ہوگا جبکہ بعض روایات میں نوّے بعض میں ستّر بعض میں ننانوے اور بعض میں سو عورتوں سے جماع کرنا مذکور ہے۔

بابٌ سفر سے رات کو اپنے گھر نہ آئے جبکہ اس کی غیبت طویل ہو!

کیونکہ ڈر ہے کہ انہیں خیانت کی طرف منسوب کریگا یا ان کی لغزش طلب کرے گا۔

٤٩٠٧ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

یہ پسند نہ کرتے تھے کہ کوئی آدمی اپنے گھر رات کو آئے۔

۴۹۰۸ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اہل خانہ سے غیبت دراز کرے تو گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے۔

۴۹۰۷ - ۴۹۰۸ — شرح : رات کو گھر میں آنے کو طروق کہتے ہیں اور لفظ "اللیلۃً" تاکید کے لئے ذکر کیا ہے۔ حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ جب اپنے گھر والوں کے پاس رات کو آئے گا حالانکہ یہ تنہائی کا وقت ہوتا ہے اور لوگوں کے ایک دوسرے سے انقطاع کا وقت ہے۔ یہ اپنے گھر والوں سے سُوءِ ظن کا سبب ہے۔ گویا کہ رات کو آنے میں اس کا مقصد یہ ہے کہ ان کو مشکوک حالت میں پائے اور ان کی غفلت کا منتظر رہتا ہے۔ ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مغیبات عورتوں کے گھر میں رات کو نہ آؤ ؛ کیونکہ شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں سرائت کئے ہوئے ہے جیسے خون سرائت کئے ہوئے ہے۔

ابو عوانہ نے صحیح میں محارب کے ذریعہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ رات کو اپنی بیوی کے پاس آئے جبکہ اس کے پاس ایک عورت اسے کنگھی کر رہی تھی۔ عبداللہ عورت کو اجنبی مرد خیال کرتے ہوئے اس کی طرف تلوار لے کر لپکے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے سفر سے آدمی کو رات کے وقت اپنے گھر والوں کے پاس آنے سے منع فرما دیا۔

ابن خزیمہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والوں کے پاس رات کو آنے سے منع فرمایا۔ پس دو آدمی رات کو اپنے گھر آئے تو ان دونوں نے اپنی اپنی بیویوں کو مکروہ حالت میں پایا۔ ابن خزیمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کی اس میں یہ اضافہ ہے کہ ہر ایک آدمی نے اپنی اپنی بیوی کے ساتھ اجنبی مرد پایا۔ (قسطلانی)

یہ باب تین اجزا پر مشتمل ہے۔ ایک جزء یہ ہے کہ کوئی آدمی سفر سے رات کو اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے۔ اس میں مذکور دونوں حدیثیں اس کے مطابق ہیں۔

دوسرا جزء یہ ہے کہ جب غیبوبیت دراز ہو جائے۔ دوسری حدیث اس کے مطابق ہے۔ تیسرا جزء یہ ہے کہ اس ڈر سے کہ گھر والوں کو خیانت کی طرف منسوب کرے۔ مذکور دونوں حدیثیں اس کے مطابق نہیں۔ البتہ مفہوم کے اعتبار سے اس پر دلالت ہے اور وہ یہ کہ منع کا یہی سبب ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَلْجُزْءُ الثَّانِيْ وَالْعِشْرُوْنَ

بَابُ طَلَبِ الْوَلَدِ

۴۹۰۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِيْ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يُعْجِلُكَ قُلْتُ إِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرُسٍ قَالَ فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بائیسواں پارہ

باب فرزند طلب کرنا

یعنی شادی ونکاح سے صرف لذت اور شہوت ذاتی مقصد نہیں ہونا چاہئیے بلکہ بیٹے کی خواہش ہونی چاہئیے

marfat.com

قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا اَىْ عِشَآءً لِكَىْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ قَالَ وَحَدَّثَتْنِى الثِّقَةُ اَنَّهٗ قَالَ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَلْكَيْسَ اَلْكَيْسَ يَا جَابِرُ يَعْنِى الْوَلَدَ

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں قیامت کے روز تمہاری کثرت کی وجہ سے پہلی اُمّتوں پر فخر کروں گا "

۴۹۰۹ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا میں ایک غزوہ میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ تھا۔ جب ہم واپس آئے تو میں سست اُونٹ پر جلدی جلدی چلنے لگا تو میرے پیچھے سے ایک سوار مجھے لاحق ہُوا میں اس طرف متوجہ ہُوا تو میں نے اچانک دیکھا کہ میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہوں۔ حضور نے فرمایا تجھے کیا چیز جلدی کروا رہی ہے۔ میں نے کہا میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کنواری سے شادی کی ہے یا شوہر دیدہ سے نکاح کیا ہے۔ میں نے عرض کیا بلکہ بیوہ سے شادی کی ہے فرمایا تو نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی جابر نے کہا جب ہم واپس آئے تو اپنے گھروں میں جانا چاہا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ذرا دیر کرو حتی کہ عشاء کے وقت داخل ہو تاکہ جس عورت کا شوہر غائب ہے وہ بکھرے ہُوئے بالوں کی کنگھی کر لے اور زیر ناف بال صاف کر لے۔ کہا مجھے ثقہ راوی نے حدیث بیان کی کہ اس حدیث میں فرمایا : اے جابر جماع سے عاجز نہ ہونا۔

۴۹۰۹ — شرح : اس حدیث میں رات کے وقت داخل ہونے سے مراد عشاء کا وقت ہے تاکہ اس حدیث کا پہلی حدیثوں سے تعارض نہ ہو جن میں رات کو گھر والوں کے پاس آنے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ اگر عورتوں کو آنے کی خبر پہلے سے معلوم ہو جائے تو رات گھر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام بخاری نے کہا مجھے ثقہ راوی نے خبر دی یا مسدّد نے یہ کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ روائت مجہول سے ہے جبکہ ثقہ کا نام ذکر نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہُوا کہ وہ ثقہ راوی ہے تو اس کا نام ذکر نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ شائد امام یا مسدّد نام ذکر کرنے سے بھُول گئے ہوں گے اور اس کی تحقیق

marfat.com

۴۹۱۰ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ اَهْلَكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ قَالَ قَالَ فَعَلَيْكَ بِالْكَيْسِ الْكَيْسِ تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَيْسِ

نہ ہوئی ہوگی ۔ قولہ الکَیْس اس کے معنی جماع اور عقل کے ہیں ۔ اس سے مراد بچے کی طلب کی ترغیب دلانا ہے ۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہاں کیس حذر کے قائم مقام ہے ۔یعنی جماع سے عجز میں پرہیز کرنا۔ کبھی رفق اور حسن تأنی کے معنی میں آتا ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۴۹۱۰ــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رات اپنے شہر میں آؤ تو اپنے گھر والوں کے پاس مت آؤ حتی کہ شوہر سے غائب عورت استرے کے ساتھ زیر ناف بال صاف کرلے اور جس عورت کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں وہ کنگھی کرلے جابر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر جماع کرنے سے بچہ کی طلب لازم ہے ۔ عبید اللہ نے وہب اور جابر کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیس روائت کرنے میں شعبی کی متابعت کی ۔

۴۹۱۰ــ شرح : قولہ اَلْکَیْسَ اَلْکَیْسَ ،، یہ اِغرا کے طور پر منصوب ہے اور معنی یہ ہیں کہ بیوی سے جماع کرو اور بچہ طلب کرو یا تحذیر کے طور پر منصوب ہے اور معنی یہ ہیں کہ اپنے آپ کو جماع سے عاجز ہونے سے بچاؤ ! کیس ،، بمعنی جماع اور عقل ہے اس سے مراد بچہ کی طلب کی ترغیب دلانا ہے ۔ جب کسی کی عقلمند اولاد ہو تو کہتے ہیں : اَکْیَسَ الرَّجُلُ ،،

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہاں کیس حذر کے قائم مقام ہے یعنی جماع کے عجز سے بچو !

marfat.com

بَابُ تَسْتَحِدُّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطُ

٤٩١١ـــ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيْبًا مِّنَ الْمَدِيْنَةِ تَعَجَّلْتُ عَلٰى بَعِيْرٍ لِيْ قَطُوْفٍ فَلَحِقَنِيْ رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِيْ فَنَخَسَ بَعِيْرِيْ بِعَنَزَةٍ كَانَتْ مَعَهٗ فَسَارَ بَعِيْرِيْ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنَ الْاِبِلِ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ اَتَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى تَدْخُلُوْا لَيْلًا اَيْ عِشَآءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ

باب شوہر سے غائب زیر ناف بال صاف کرلے اور بکھرے بالوں والی کنگھی کرلے"

٤٩١١ـــ ترجمہ: شعبی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ہم ایک غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ہم واپس آئے ہوئے مدینہ منورہ کے قریب ہوئے تو میں نے اپنے سست اونٹ پر جلدی کی تو مجھے پیچھے سے ایک سوار ملا اور نیزہ جو اس کے ساتھ تھا اس سے میرے اونٹ کو ٹھونکا تو میرا اونٹ اس طرح اچھا چلنے لگا جیسے تو اچھے سے اچھا اونٹ چلتا دیکھے۔ میں نے اس کی

marfat.com

بَابٌ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اِلٰى قَوْلِهٖ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَآءِ

۴۹۱۲ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ بِاَيِّ شَيْءٍ دُوِيَ جُرْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَسَاَلُوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ

طرف توجہ کی تو اچانک وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نئی شادی کی ہے۔ فرمایا کیا تو نے نکاح کر لیا ہے؟ عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے کیا ہے۔ جابر نے کہا میں نے عرض کیا بلکہ شوہر دیدہ سے نکاح کیا ہے فرمایا کنواری سے کیوں نہیں نکاح کیا تو اسے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی۔ جابر نے کہا جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو اپنے گھروں میں جانے لگے تو فرمایا ذرا دیر کرو یہاں تک کہ عشاء کے وقت گھروں کو جاؤ تاکہ بکھرے بالوں والی عورت کنگھی کر لے اور شوہر سے غائب عورت اُسترے سے زیر ناف بال صاف کر لے۔

باب اور عورتیں اپنی زینت اپنے شوہروں کے سوا کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں" لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَآءِ تک"

یہ آئت کریمہ پردہ کے بعد نزول ہوئی۔ چہرہ، دونوں کف یا ہاتھ کہنوں سمیت زینت میں داخل ہیں۔ شعبی نے کہا مملوک اپنی مالکہ کے بال نہیں دیکھ سکتا۔ آئت کریمہ میں ماموں اور چچا کو ذکر نہیں کیا، کیونکہ چچا باپ کی طرح ہے اور ماموں ماں کی طرح ہے اس کی تصریح کی ضرورت نہ تھی۔

۴۹۱۲ ـــ ترجمہ: ابو حازم نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا کہ جنگ اُحد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی دوا کس شئی سے کی گئی۔ اُنھوں نے سہل بن سعد ساعدی سے دریافت کیا وہ مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

وَكَانَ مِنْ اٰخِرِ مَنْ بَقِيَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ فَمَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَعْلَمَ بِهٖ مِنِّيْ كَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَعَلِيٌّ يَاْتِيْ بِالْمَاءِ عَلٰى تُرْسِهٖ فَاُخِذَ حَصِيْرٌ فَحُرِّقَ فَحُشِيَ بِهٖ جُرْحُهٗ

بَابٌ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ

کے صحابہ میں سے آخری صحابی ہیں جو باقی رہے ہیں۔ سہل بن سعد نے کہا لوگوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا جو مجھ سے یہ زیادہ جانتا ہو۔ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا حضور کے چہرہ انور سے پانی سے خون صاف کرتی تھیں اور علی المرتضیٰ ڈھال میں پانی لاتے تھے پھر چٹائی لائی گئی اور اس کو جلایا گیا اور اس کے ساتھ زخم بھر دیا گیا۔ (حدیث ع ــــ کی شرح دیکھیں)

آئت کریمہ اور حدیث شریف میں مطابقت اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ سے واضح ہوتی ہے۔

باب اور جو تم میں سے بلوغ کو نہیں پہنچے ہوں

اس سے پہلے یہ آئت کریمہ ہے : اے ایمان والو تم اجازت لے کر داخل ہو وہ جن کے تمہارے ہاتھ مالک ہیں اور وہ جو بلوغ کو نہیں پہنچے تین اوقات میں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسفی سے اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری غلام مدلج بن عمرو کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف دوپہر کے وقت بھیجا تاکہ انہیں بلا لائیں وہ ان کے گھر میں داخل ہوا تو عمر فاروق کو ایسی حالت میں دیکھا جسے عمر فاروق نے مکروہ سمجھا اور کہا یا رسول اللہ میری خواہش ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اجازت طلب کرنے کی حالت میں ہمیں کوئی امر و نہی فرمائے تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا یہ آئت کریمہ اسماء بنت مرشد حارثیہ کے حق میں نازل ہوئی۔ اُن کا ایک بوڑھا غلام تھا وہ مکروہ وقت میں اس کے گھر داخل ہوئے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ ہمارے خادم اور غلام ہمارے گھروں میں ہماری ایسی حالت میں داخل ہوتے ہیں جسے ہم پسند نہیں کرتی ہیں اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہوئی بظاہر یہ مردوں کو خطاب ہے لیکن اس میں مرد اور عورتیں سب

marfat.com

۴۹۱۳ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَاَلَهٗ رَجُلٌ شَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَضْحًى اَوْ فِطْرًا قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَكَانِيْ مِنْهُ مَا شَهِدْتُهٗ يَعْنِيْ مِنْ صِغَرِهٖ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ اَذَانًا وَّلَا اِقَامَةً ثُمَّ اَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ اِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ اِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰى بَيْتِهٖ

داخل ہیں۔ جبکہ تغلیباً مردوں کا صیغہ عورتوں کو بھی شامل ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ تمہارے مملوک اجازت لے کر گھر میں داخل ہوں۔ ابو یعلی نے کہا: اظہر یہ ہے کہ اس سے چھوٹے غلام مراد ہیں۔ بالغ غلام اپنی مالکہ کو دیکھنے میں آزاد بالغ لوگوں کی طرح ہیں کہ ان کے لئے اپنی مالکہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے۔ ثلاث مرات سے مراد دن رات میں تین اوقات ہیں فجر کی نماز سے قبل کیونکہ یہ وقت بستروں سے اُٹھنے کا ہے۔ اور رات کے کپڑے اُتار کر بیداری کے کپڑے پہننے کا وقت ہے۔

اور جب قیلولہ کرنے کے لئے تم دوپہر کو کپڑے اُتارو اور عشاء کی نماز کے بعد۔ کیونکہ یہ وہ وقت ہے جس میں بیداری کے کپڑے اُتارے جاتے ہیں اور رات کے کپڑے پہنتے ہیں۔ اِن اوقات کو اس لئے خاص کیا کہ یہ اوقات غفلت، خلوت اور کپڑے اُتارنے کے اوقات ہیں۔ ان میں سے ہر حال کو عورت کہا کیونکہ عورت کے معنی خلل ہیں اور ان میں لوگوں کا ستر مختل ہوتا ہے۔ (عینی)

۴۹۱۳ ـ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے سوال پوچھا کہ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید بقرہ یا عید فطرہ کے دن موجود تھے؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں اگر مجھے آپ سے قرابت کا مقام حاصل نہ ہوتا تو کمسنی کے باعث میں آپ کے ساتھ موجود نہ ہوتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عیدگاہ) تشریف لے گئے اور نماز پڑھی۔ پھر خطبہ دیا اور اذان و اقامت کو ذکر نہ کیا پھر عورتوں کے پاس

marfat.com

بَابُ قَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ هَلْ اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ وَ طَعْنُ الرَّجُلِ اِبْنَتَهٗ فِي الْخَاصِرَةِ عِنْدَ الْعِتَابِ

۴۹۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَاتَبَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ

تشریف لے گئے۔ اور ان کو وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا میں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کانوں اور حلقوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر بلال کی طرف زیورات پھینکتی تھیں پھر آپ اور بلال اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔

۴۹۱۴ — شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ثم ارتفع ھو وبلال یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال عورتوں کی طرف لوٹ گئے۔ اس سے ابن عباس کا مقصد یہ ہے کہ جو کچھ عورتوں سے رونما ہوا تھا اس کا ابن عباس مشاہدہ کرتے تھے؛ کیونکہ وہ کمسن تھے ان سے عورتیں پردہ نہ کرتی تھیں۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ممکن ہے کہ اس وقت ان کو دیکھتے ہوں گے۔

باب آدمی کا اپنے ساتھی سے کہنا کیا تم نے آج رات جماع کیا ہے؟ اور آدمی کا اپنی بیٹی کے پہلو میں غصہ کے وقت چبھونا

۴۹۱۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سخت عتاب کیا اور اپنے ہاتھ سے میرے پہلو

marfat.com

میں چبھونے لگے اور مجھے حرکت سے صرف جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا موجود ہونا منع کرتا تھا جبکہ آپ کا سَر مبارک میری ران پر تھا۔

۴۹۱۶ ـــــ شرح : اس باب کے دو عنوان ہیں۔ ایک آدمی کا اپنے ساتھی سے کہنا کیا تم نے آج رات جماع کیا ہے ؟ اور دوسرا یہ کہ آدمی کا اپنی بیٹی کے پہلو میں غُصّہ کے وقت ہاتھ مارنا۔ دُوسرا جزء حدیث کا حصّہ ہے جو کتاب التیمّم میں گزرا ہے کہ سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں اپنے مقام میں آرام کے لئے ٹھہرے کہ وہاں پانی نہ تھا اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہ تھا۔ وہاں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوگیا اس کی تلاش میں حضرت نے توقف فرمایا لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ام المؤمنین کی شکائت کی کہ اُنھوں نے لوگوں کو سفر سے روک رکھا ہے ؛ حالانکہ یہاں پانی نہیں اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین کے پاس جاکر غصّہ سے عتاب کیا۔ اس مقام میں تیمّم کی آیت نازل ہوئی۔ لوگوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا شکریہ ادا کیا کہ اے آلِ ابی بکر یہ تمہاری اسلام میں پہلی نعمت ہے جو مسلمانوں کو پہنچی ہے۔

یہ ظاہر بات ہے کہ امام نے اس باب میں جو حدیث ذکر کی ہے۔ عنوان کے اوّل جزء پر اس کی دلالت نہیں اس میں جو عذر کیا گیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے عنوان لکھا اور اس کے مطابق کوئی حدیث نہ پائی جو بخاری کی شرط کے مطابق ہو اور عنوان حدیث کے بغیر رہنے دیا ؛ علامہ کرمانی نے شرح بخاری میں ذکر کیا کہ یہاں یہ عذر درست نہیں ہے ؛ کیونکہ امام بخاری نے اپنی تالیف میں ابوطلحہ کی حدیث بار بار ذکر کی ہے جو اس ترجمہ کے موافق ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ ابوطلحہ کی بیوی کا بچہ سخت بیمار ہوگیا اور اسی حالت میں فوت ہوگیا۔ جب ابوطلحہ سفر سے واپس آئے تو گھر آکر پوچھا بچے کا کیا حال ہے۔ بچے کی ماں نے کہا پہلے سے اب آرام ہے اور اس کی وفات ظاہر کرنا مناسب خیال نہ کیا تاکہ ابوطلحہ جو تھکے ماندے آئے ہیں اس خبر سے پریشان اور غمزدہ نہ ہوجائیں اور اُن کے آگے کھانا رکھا۔ اُنھوں نے حسبِ عادت کھانا تناول کیا اور بیوی سے جماع کرکے سوگئے۔ جب صبح ہوئی تو ان کی بیوی نے بچے کی وفات کا اظہار کیا ابوطلحہ نے بیوی کے صبر و استقلال اور اس کی معیشت کے آداب کی رعائت کرنے پر تعجب کیا اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوکر واقعہ عرض کیا تو سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تم نے آج رات جماع کیا ہے ؟ ابوطلحہ نے کہا جی ہاں ! امام بخاری رحمہ اللہ کا باب کا عنوان قائم کرنا اور یہ حدیث ذکر نہ کرنا جو اس کے مطابق ہے۔ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ شارح تراجم نے کہا عنوان کے جزء اوّل کا حق یہ ہے کہ اس کے مطابق حدیث ذکر کی جاتی اور وہ ابوطلحہ کی حدیث ہے جبکہ اُن کا بچّہ فوت ہوگیا تھا۔

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الطَّلَاقِ

قَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّۃَ اَحْصَیْنَاہُ حَفِظْنَاہُ وَعَدَدْنَاہُ وَطَلَاقُ السُّنَّۃِ اَنْ یُّطَلِّقَھَا طَاھِرًا مِّنْ غَیْرِ جِمَاعٍ وَیُشْھِدَ شَاھِدَیْنِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الطَّلَاق

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے پیارے نبی لوگوں کو فرمادو! جب عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدّت کے وقت میں طلاق دو اور عدّت شمار کرتے رہو۔ اَحْصَیْنَاہُ کے معنی ہیں ہم نے اس کو محفوظ کیا اور اس کو شمار کرتے رہے۔ طلاق سنّت یہ ہے کہ بیوی کو طہر میں جماع کئے بغیر طلاق دے اور دو گواہ کرلے۔

شرح: نکاح کے بعد طلاق کا بیان مناسب ہے۔ کیونکہ طلاق کا وجود نکاح کے بعد ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کے احکام مرتّب ہوں گے۔ لغت

marfat.com

۴۹۱۷ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰی تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ اِنْ

میں طلاق کے معنی رفع قید ہیں - یہ اطلاق بعیر سے ماخوذ ہے جبکہ اس کی رسی کھول دی جائے اور شریعت مطہرہ میں طلاق کے معنیٰ نکاح کی قید کو اُٹھا دینا ہے یا عقدِ تزویج کو کھول دینا۔ مذکور آئت کریمہ میں خطاب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مراد آپ کی امت ہے اور جمع کا صیغہ بطور تعظیم ہے

قولہ طَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ، یعنی ان کو طہر میں طلاق دو جس میں جماع نہ کیا ہو یہ بھی معنی ہیں کہ اِن کے طہر میں طلاق دو جسے وہ عدّت سے شمار کرتی ہیں اور حیض میں طلاق نہ دو یہ اُن عورتوں کے لئے ہے جو شوہر دیدہ ہوں اور اُن سے جماع کیا گیا ہو، کیونکہ جن سے جماع نہ کیا گیا ہو ان کی عدّت نہیں ہے لہٰذا انہیں حیض میں بھی طلاق دینے میں حرج نہیں۔ طلاق تمام مباحات سے زیادہ مبغوض ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک اَبْغَضُ الْمُبَاحَاتِ طلاق ہے اور فرمایا نکاح کرو اور طلاق نہ دو اس سے اللہ کا عرش کانپ جاتا ہے اور عورتوں کو صرف بدکرداری کے باعث طلاق دو کیونکہ اللہ تعالیٰ چکھنے والے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔

سُنّی طلاق یہ ہے کہ اپنی بیوی کو حیض سے پاک ہونے کی حالت میں طلاق دے اور اس طہر میں اس سے جماع نہ کیا گیا ہو اور طلاق پر دو گواہ قائم کرلے۔ اگر حیض میں طلاق دی یا طہر میں جماع کے بعد طلاق دی تو بدعی طلاق ہوگی۔

احناف کے نزدیک طلاق کی تین صورتیں ہیں۔ اوّل احسن وہ یہ کہ مدخول بہا (جس سے جماع کیا گیا) کو طہر میں ایک طلاق دے جس طہر میں جماع نہ کیا گیا ہو پھر اس کے قریب نہ جائے حتی کہ اس کی عدّت ختم ہو جائے۔

دوسری طلاق حسن ہے وہ یہ کہ مدخول بہا کو تین طہروں میں تین طلاقیں دیں۔ ہر ایک طہر میں ایک

marfat.com

شَآءَ اَمْسَكَ بَعْدُ وَاِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِىْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ

طلاق دے ۔تیسری طلاق بدعی ہے ۔ وہ یہ کہ عورت کو بیک کلمہ تین طلاقیں دے ۔ یا ایک طہر میں تین طلاقیں دے ۔ان صورتوں میں طلاق ہو جاتی ہے ۔لیکن گنہگار ہوگا۔طہر میں جماع کرنے کے بعد طلاق دینا بھی بدعی طلاق ہے۔

۴۹۱۷ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیدی حالانکہ وہ حالتِ حیض میں تھی ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کے متعلق سوال عرض کیا تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا عبداللہ کو حکم دو کہ رجوع کرے پھر اس کو روک رکھے حتیٰ کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے پھر اسے حیض آئے پھر حیض سے پاک ہو جائے پھر اس کے بعد اگر چاہے تو اسے روک رکھے اور اگر چاہے تو جماع کئے بغیر طلاق دیدے یہ وہ عدّت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے لئے عورتوں کو طلاق دی جائے ،،

۴۹۱۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض میں طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن حیض میں طلاق دینا حرام ہے ۔ اس میں رجوع کرنا احناف کے نزدیک مستحب ہے۔ امام مالک اور صاحب ہدایہ کے نزدیک واجب ہے وہ امر بالرجوع کو وجوب پر محمول کرتے ہیں اور طلاق سنّت یہ ہے کہ طہر میں طلاق دے اور طلاق غیر بائن میں عورت کی رضاء کی ضرورت نہیں اس کی مرضی کے بغیر رجوع جائز ہے اور رجوع قول کے ساتھ صحیح ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر وطئ کرنے پر قادر ہو تو فعل کے ساتھ رجوع کرے گا۔اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی گناہ گار ہوگا اس کو رجوع کر لینا چاہیئے ۔ اگر رجوع نہ کیا حتیٰ کہ عدت گزر گئی تو طلاق ہو جائے گی (عینی)

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عورت سے رجوع کرنے کی تقدیر پہ ایک طہر گزرنے کی شرط کرنا اور دوسرے طہر کا انتظار کرنا مراجعت کے معنی کی تحقیق کے لئے ہے کیونکہ اگر اس طہر میں جماع کر لیا تو طلاق سُنّی نہ ہوگی ۔ لہٰذا حیض کے بعد دوسرے طہر کی احتیاج ہے تاکہ طلاق سنّی واقع ہو۔امام نووی نے کہا دوسرے طہر تک تاخیر کا فائدہ یہ ہے کہ طلاق کی غرض سے رجوع نہ ہو ؛کیونکہ طہر کے انتظار سے عورت کا مقام شوہر سے دُور ہو جاتا ہے۔ علامہ بیضاوی نے کہا دوسرے طہر کا انتظار اس لئے ہے کہ

marfat.com

بَابُ إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ يُعْتَدُّ بِذٰلِكَ الطَّلَاقِ

۴۹۱۸ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ فَمَهْ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ اَرَاَيْتَهٗ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ وَقَالَ اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيْقَةٍ

قصدِ جدید سے طلاق واقع ہو اگر چاہے تو طلاق دے۔

باب جس وقت حیض والی عورت کو طلاق دی تو یہ طلاق شمار ہوگی

علامہ عینی نے کہا جس وقت عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو اس طلاق کا اعتبار کیا جائے گا۔ اس میں ائمہ فتویٰ کا اتفاق ہے۔ ظاہری اور خوارج اور رافضی کہتے ہیں طلاق واقع نہ ہوگی۔ اقول۔ اگر حیض کی حالت میں طلاق کا اعتبار نہ ہوتا تو حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رجوع کرنے کا حکم نہ دیا جاتا کیونکہ رجوع طلاق کے بعد ہوتا ہے۔

۴۹۱۸ــ ترجمہ: انس بن سیرین نے کہا میں نے ابن عمر سے سنا کہ انھوں نے کہا عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دی حالانکہ وہ حالت حیض میں تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا اس کو

marfat.com

رجوع کر لینا چاہیئے۔ ابن سیرین نے کہا میں نے ابن عمر سے کہا کیا تم اس طلاق کو شمار کرو گے۔ ابن عمر نے کہا اور کیا ہوگا اگر طلاق شمار نہ کی جائے (طلاق ہوگئی) قتادہ نے یونس بن جبیر کے ذریعہ ابن عمر سے روایت کی کہ فرمایا عبداللہ کو حکم دو کہ رجوع کر لے۔ میں (یونس بن جبیر) نے کہا کیا یہ طلاق شمار کرو گے۔ عبداللہ ابن عمر نے کہا مجھے خبر دو اگر عبداللہ عاجز ہوگیا ہو اور حماقت کی وجہ سے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہ ہوگی؟ ابو معمر نے کہا ہمیں عبدالوارث نے خبر دی اُنھوں نے ہمیں ایوب اور سعید بن جبیر کے ذریعہ ابن عمر سے خبر دی کہ اُنھوں نے کہا مجھ پر ایک طلاق شمار کی گئی۔

۴۹۱۸ شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "لِیُرَاجِعْهَا" اس بات کی دلیل ہے کہ حیض میں طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

قولہ "فَمَهْ" دراصل ما استفہامیہ ہے الف کو ھا سے بدلا گیا ہے یعنی فما یکون ان لم تحتسب طلقۃ" اگر طلاق شمار نہ کی جائے تو اور کیا ہوگا۔ ہوسکتا ہے "مہ" زجر کے لئے ہو یعنی خاموش رہو۔ وقوع طلاق میں کوئی شک نہیں اور طلاق کے اعداد میں شمار ہوگی۔ دارقطنی نے ابن عمر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک طلاق ہے۔

قولہ "اِسْتَحْمَقَ" خطابی نے کہا: اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھے بتاؤ کیا عبداللہ کا عجز اور حمق طلاق جو اس نے حیض میں واقع کی ہے کو ساقط کر دے گا؟ امام نووی نے کہا کیا اس سے طلاق مرتفع ہوجائیگی اگرچہ وہ عاجز ہوگیا اور حماقت کی "اُحْتُسِبَ" میں استفہام انکاری ہے یعنی ہاں طلاق کا شمار ہوگا وہ اپنے عجز اور حماقت کے باعث اس کا شمار روک نہیں سکتا۔ قاضی نے کہا اگر عبداللہ رجوع کرنے سے عاجز ہوجائے اور احمق جیسا فعل کرے"

علامہ کرمانی نے کہا احتمال ہے کہ کلمہ اِن نافیہ ہو یعنی ابن عمر عاجز نہیں ہُوا وہ بچہ یا مجنون نہیں کہ اس کی طلاق ہی واقع نہ ہو۔ کرمانی نے کہا عجز طفل کو لازم ہے اور حمق جنون کو لازم ہے یہ اطلاق لازم اور مراد ملزوم ہے۔ اللہ تعالیٰ کرمانی کو جزاء خیر دے۔ صحابی کا احترام کیسے ملحوظ رکھا۔ اگرچہ یہ عبداللہ ہی کا اپنا کلام ہے اور متکلم کو بصورت غائب از روئے التفات ذکر کیا ہے لیکن ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس کی احسن الفاظ سے تعبیر کریں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن خشاب سے نقل کیا کہ "اِسْتَحْمَقَ" میں تا مفتوحہ ہے اس کے معنی یہ ہیں۔ عبداللہ نے ایسا فعل کیا ہے جس سے وہ احمق اور عاجز ہوگیا ہے۔ کیا اس کا عجز و حمق اس سے طلاق کا حکم ساقط کر دے گا؟ مادہ استفعال سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اُنھوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے کر حمق میں تکلف کیا ہے۔ بعض اصول میں اُسْتُحْمِقَ کی تاء مضموم ہے یعنی لوگوں نے عبداللہ کے فعل کو حماقت جانا ہے۔ مہلب نے کہا: ان عجز واستحمق" کے معنی یہ ہیں کہ

marfat.com

بَابُ مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ

۴۹۱۹ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ اَيُّ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعَاذَتْ مِنْهُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا اُدْخِلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيْمٍ اِلْحَقِيْ بِاَهْلِكِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ اَبِيْ مَنِيْعٍ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ عُرْوَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ

کیا اس کی عقل گم ہوگئی ہے۔ وہ رجوع نہیں کرسکتا ہے کیا اس کی بیوی مُعَلّقہ رہے گی کہ نہ اس کا شوہر ہو اور نہ اسے طلاق ہو؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس طلاق کو شمار کیا جائے گا جو اُنھوں نے صحیح طریقہ کے بغیر واقع کی ہے۔

باب — جس نے طلاق دی

کیا آدمی طلاق دیتے وقت اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہو؟

۴۹۱۹ — ترجمہ: اوزاعی نے کہا میں نے زہری سے پُوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس بیوی نے حضرت سے استعاذہ کیا تھا۔ زہری نے کہا مجھے عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ جَون کی بیٹی نے استعاذہ کیا جس وقت اس کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قریب ہوئے تو اُس نے کہا "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ"، میں اللہ کے ذریعہ تم سے پناہ چاہتی ہوں"، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تُو نے عظیم کے

marfat.com

۴۹۲۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اُبْنُ عَنْسِيْلٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَبِیْ اُسَيْدٍ عَنْ اَبِیْ اُسَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْطَلَقْنَا اِلٰى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ الشَّوْطُ حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلٰى حَائِطَيْنِ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسُوْا هٰهُنَا وَدَخَلَ، وَقَدْ اُتِیَ بِالْجَوْنِيَّةِ فَاُنْزِلَتْ فِیْ بَيْتٍ فِیْ نَخْلٍ وَهِیَ اُمَيْمَةُ بِنْتُ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيْلَ وَمَعَهَا دَايَتُهَا

ساتھ پناہ چاہی ہے۔ اپنے اہل کے ساتھ لاحق ہو جا۔ ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا اس کو حجاج بن ابی منیع نے اپنے دادے اور زہری کے ذریعہ روایت کیا کہ ام المؤمنین عائشہ نے کہا۔

۴۹۱۹۔ شرح: ہل یواجہ سے امام نے اشارہ کیا کہ طلاق خلافِ اولیٰ ہے؛ کیونکہ ترکِ مواجہہ میں نرمی اور آسانی ہے ہاں اگر ضرورت ہو تو عورت کے سامنے طلاق دینا جائز ہے۔ بنتِ جون کا نام اُمَیمہ ہے جو اُمّہ کا مصغّر ہے۔ بعض نے کہا اسماء بنت کندجونیہ ہے۔ محدّث ابُونعیم کی کتاب الصحابہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عُمرہ بنت جُون نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پناہ چاہی جس وقت اس کو آپ کے پاس بھیجا گیا تھا۔

قولہ الحقی باہلک ،، یہ کنایات طلاق سے ہے۔ اگر اس میں طلاق کا ارادہ کیا تو طلاق ہو گی اور اگر طلاق کا ارادہ نہیں کیا تو طلاق واقع نہ ہو گی۔ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کا یہی مذہب ہے اُنھوں نے کہا اس میں اگر ایک طلاق کی نیّت کی تو ایک طلاق ہو گی اگر تین کی نیّت کی تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر دو کی نیّت کی تو ایک طلاق واقع ہو گی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر طلاق کی نیّت کی ایک ہو۔ یا دو یا تین تو وہی واقع ہو جائے گی؛ ورنہ کچھ نہ واقع ہو گا۔

۴۹۲۰۔ ترجمہ: ابواُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ باہر نکلے حتی کہ ایک باغ میں گئے جسے شوط کہا جاتا ہے جب ہم اس کی دو دیواروں کے درمیان پہنچے تو وہاں بیٹھ گئے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم سب یہاں بیٹھے رہو اور آپ اندر تشریف لے گئے حالانکہ جونیہ کو لایا گیا تھا اور اسے ایک گھر میں اتارا گیا جو نخل میں تھا اور وہ اُمیمہ بنت نعمان بن شراحیل ہے۔ اس کے ساتھ اس کی دایہ بھی جو اس کی نگران

marfat.com

حَاضِنَةً لَهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَبِيْ نَفْسَكِ لِيْ قَالَتْ وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوْقَةِ قَالَ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ يَضَعُ يَدَهٗ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ يَا اَبَا اُسَيْدٍ اِكْسُهَا رَازِقِيَّيْنِ وَاَلْحِقْهَا بِاَهْلِهَا وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ اَلْوَلِيْدِ النَّيْسَابُوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ اَبِيْهِ وَاَبِيْ اُسَيْدٍ قَالَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَيْمَةَ بِنْتَ شَرَاحِيْلَ فَلَمَّا اُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهٗ اِلَيْهَا فَكَاَنَّهَا كَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَمَرَ اَبَا اُسَيْدٍ اَنْ يُجَهِّزَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقِيَّيْنِ

تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے اور فرمایا تو اپنے آپ کو مجھے ہبہ کر دے اُس نے کہا کیا ملکہ اپنا نفس رعیت کو ہبہ کر سکتی ہے؟

راوی نے کہا آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کے سر پر رکھا تاکہ اس کو سکون ہو اُس نے کہا اَعُوذ باللہ منک، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ایسی ذات کی پناہ مانگی جس کی پناہ مانگی جاتی ہے۔ پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابا اُسید اس کو دو رازقی کپڑے پہنا دو اور اسے اپنے گھر والوں کے پاس پہنچا دو۔ حسین بن ولید نیشاپوری نے عبدالرحمٰن کے ذریعہ عباس بن سہل سے اُس نے اپنے والد اور ابو اُسید سے روائت کی کہ اُن دونوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمیمہ بنت شَرَاحِیل سے روائت کی کہ جب اس عورت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے اپنا دستِ مبارک اس کی طرف دراز فرمایا تو اُس نے یہ ناپسند کیا آپ نے ابو اُسید کو حکم دیا کہ اُس کو سامان دے کر تیار کرے اور اس کو دو رازقی کپڑے پہنا دے۔

۴۹۲۰ — شرح: جونیہ ازدیں قبیلہ کی طرف نسبت ہے اور جونیہ اپنے جدِ اعلیٰ جَوْن کی طرف منسوب ہے اور دایہ بمعنی مرضعہ ہے۔ قسطلانی نے کہا

marfat.com

دایہ یعنی قابلہ ہے جو بچے جماتی ہے۔ ابن منیر نے کہا اس عورت نے کہا کیا ملکہ اپنا نفس رعیت کو ہبہ کرتی ہے؟ یہ باقی ماندہ اہلِ جاہلیت کا کلام ہے۔

سوقہ اسے کہتے ہیں جو بادشاہ نہ ہو۔ اس عورت نے ملکہ کا غیر ملک سے نکاح کو بعید سمجھا تھا۔ بعض نے کہا اس عورت نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو پہچانا نہیں تھا اور اپنے آپ کو فخر و مباہات کے طور پر ملکہ کہا لیکن وہ ملکہ نہ تھی۔ رازقیہ سوتی کپڑے ہیں جو آپ نے جُونیہ کو بطور استحباب و تفضل متعہ دیئے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کی عنوان پر دلالت نہیں ہے، کیونکہ عقدِ نکاح تو تھا نہیں جبکہ اُس نے اپنا نفس حضور کو ہبہ نہ کیا تھا اور نہ ہی طلاق بالمشافہ ہوئی تھی، کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم اس کے استعاذہ کرنے کے بعد تشریف لے آئے تھے اور ابو اُسید سے کہا تھا کہ اس کو اس کے اہل خانہ کے پاس پہنچا دو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے جائز ہے کہ عورت کے ولی کی اجازت کے بغیر اپنے ساتھ نکاح فرمالیں اور آپ کا یہ ارشاد "هَبِیْ نَفْسَكِ"، مجھے اپنا نفس ہبہ کر دے یہ اس عورت کے دلی میلان کے لئے تھا اور جب ارشاد فرمایا کہ اپنے اہل خانہ کے پاس چلی جا تو مواجہتہ یعنی بالمشافہ طلاق پائی گئی اور اس کے بعد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ابو اُسید کو ارشاد فرمانا کہ اس کو اس کے اہلِ خانہ کے پاس پہنچا دو منافی نہیں بلکہ اس کی تقویت کرتا ہے۔

قولہ فِیْ بَیْتٍ فِیْ نَخْلٍ"، بیت پر تنوین ہے اور بیت کو اُمیمہ کا مضاف کہنا غلط ہے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا کہ اس عورت نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کو پہچانا نہیں تھا۔ اس لئے وہ اس کے بعد اپنے آپ کو شقیہ کہا کرتی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن جوزی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی کسی بیوی نے جونیہ سے کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے قریب آتے دیکھے تو کہنا اعوذ باللہ منک اس کا جواب یہ ہے نفس حدیث میں ہے کہ جونیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو پہچانا نہ تھا اور آپ کی اس طرف نظر خاطب کی تھی جو کوئی مخطوبہ کی طرف نظر کرتا ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دار قطنی نے اپنے سنن میں محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جونیہ کا گھنڈ اُٹھایا تھا اور اس کو دیکھا تھا لہٰذا خلوت پائی گئی۔ مہر واجب ہو گیا اس سے دخول ہو یا نہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کپڑے بطور متعہ تھے جو اس مطلقہ کو دیئے جاتے ہیں جس سے جماع نہ کیا ہو۔

علامہ قسطلانی نے ابن سعد سے نقل کیا کہ ابو اُسید نے کہا مجھے حضور نے حکم دیا کہ میں جونیہ کو اس کے گھر چھوڑ آؤں جب میں اس کو لے کر اس کے اہلِ خانہ کے پاس پہنچا تو وہ چلّا چلّا کر رونے لگے اور

marfat.com

۴۹۲۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ اَبِي الْوَزِيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ بِهٰذَا

حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي غَلَّابٍ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَةً وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَاَتٰى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَاَمَرَهُ اَنْ يُرَاجِعَهَا فَاِذَا طَهُرَتْ فَاَرَادَ اَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قُلْتُ فَهَلْ عُدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

کہا یہ عورت برکت والی نہیں ہے۔

۴۹۲۱ — ترجمہ : عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہ ہمیں ابراہیم بن ابی الوزیر نے خبر دی کہ ہمیں عبدالرحمٰن نے حمزہ سے اُس نے اپنے والد اور عباس بن سہل بن سعد سے اُنھوں نے اپنے والد سے یہ حدیث بیان کی۔

(یہ مذکور حدیث کا دوسرا اسناد ہے)

ترجمہ : ابوغلاب یونس بن جُبَیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما، سے کہا کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے، حالانکہ وہ حیض کی حالت میں ہو۔ ابن عمر نے کہا عبداللہ بن عمر کو پہچانتے ہو؟ ابن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دی، حالانکہ وہ حائض تھی۔ عمر فاروق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ ذکر کیا تو حضور نے حکم دیا کہ عبداللہ رجوع کرے جب وہ پاک ہو جائے اور وہ طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اسے طلاق دیدے۔ میں نے کہا کیا اس کو طلاق شمار کیا جائے گا عبداللہ نے کہا مجھے خبر دو۔ اگر عبداللہ عاجز ہو گیا اور حماقت کی وجہ سے طلاق دے دی۔

marfat.com

بَابُ مَنْ اَجَازَ طَلَاقَ الثَّلٰثِ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فِىْ مُرَيْضٍ طَلَّقَ لَا اَرٰى اَنْ تَرِثَ مَبْتُوْتَةٌ وَقَالَ الشَّعْبِىُّ تَرِثُهٗ فَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ تَزَوَّجُ اِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الْاٰخَرُ فَرَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ

۴۹۲۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں دو طہر شرط قرار دیئے اور اس حدیث میں صرف ایک طہر ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دو طہر محض اولویت اور افضلیت کے لئے ہیں ؛ ورنہ واجب صرف طہر کا حصول کافی ہے (کرمانی)

باب جس نے تین طلاق دینا جائز کہا

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : طلاق دو بار تک ہے۔ پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے "

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس مریض کے بارے میں کہا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس کی طلاق پوری کرنے والی بیوی اس کی وارث ہو۔ شعبی نے کہا وہ وارث ہوگی۔ عبداللہ بن شبرمہ نے (شعبی سے) کہا کیا یہ عورت عدت کے بعد نکاح کر سکتی ہے۔ شعبی نے کہا جی ہاں نکاح کر سکتی ہے۔ ابن شبرمہ نے کہا آپ بتائیں جب دوسرا شوہر مرگیا تو اس کی وارث ہوگی ؟ یہ سن کر شعبی نے رجوع کر لیا۔

شرح : پہلے ہم باب کے عنوان کی وضاحت کرتے ہیں۔ شیعہ اور بعض ظاہری کہتے ہیں کہ جب کوئی ایک بار تین طلاقیں دے تو طلاق واقع نہیں ہوتی ؛ کیونکہ اس نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ اشراف میں بعض مبتدعہ سے منقول ہے کہ جب تین طلاقیں

marfat.com

دے تو طلاق واقع نہیں ہوتی؛ کیونکہ اس نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ اشراف میں بعض مبتدعہ سے منقول ہے کہ جب تین طلاقیں اکٹھی دے تو ایک طلاق واقع ہوگی ان کی دلیل یہ ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں پھر سخت غمناک ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا تم نے کیسے طلاق دی۔ رکانہ نے کہا ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک ہی طلاق ہے اگر چاہتے ہو تو رجوع کر لو رکانہ نے رجوع کر لیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس سے مروی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ اس کے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ اور جب راوی اپنی روائت کے خلاف فتویٰ صادر کرے تو اس کے نزدیک روائت منسوخ ہوتی ہے۔ نیز ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روائت کی کہ رُکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قسم دی کہ اُس نے کیا ارادہ کیا تھا۔ رکانہ نے کہا یا رسُولَ اللہ بخدا میرا ارادہ ایک طلاق تھا اور بار بار کہا بخدا! میرا ارادہ ایک طلاق تھا تو حضور نے ان کی بیوی ان کی طرف واپس کر دی پھر رکانہ نے دوسری طلاق عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دی اور تیسری طلاق عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دی؛ چونکہ رکانہ نے طلاق بتہ دی تھی اور بتہ کنایاتِ طلاق سے ہے اس میں طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار ہے کہ اگر ایک طلاق کی نیت کرے تو ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر دو کی نیت کرے تب بھی ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر تین کی نیت کرے تو تین طلاقیں ہوں گی۔ جب رُکانہ نے قسم کھا کر کہا کہ اُس نے ایک طلاق کی نیت کی تھی تو یہ کہنا غلط ہُوا کہ اس نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دی تھیں۔

ابو داؤد نے اس حدیث کو صحیح تر کہا ہے۔ ابو داؤد نے ابن مجاہد کے طریق سے صحیح سند کے ساتھ روائت کی کہ ابن مجاہد نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہا اُس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ یہ سُن کر پہلے ابن عباس خاموش رہے یہاں تک کہ میرا یہ گمان ہُوا کہ ابن عباس اس کی بیوی اس کو واپس کر دیں گے پھر فرمایا تم میں سے بعض لوگ حماقت پر سوار ہوتے ہیں پھر آ کر مجھے کہتے ہیں یا ابن عباس یا ابن عباس! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا "جو اللہ سے ڈرے وہ اس کے لئے کوئی راہ نکال دیتا ہے تُو اللہ سے نہیں ڈرا میں تیرے لئے کوئی راہ نہیں پاتا تُو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے تیری بیوی تجھ سے بائن مغلظہ ہو گئی ہے۔ ایک دوسرے طریق سے ابن عباس سے مروی ہے کہ جو شخص ایک بار تین طلاقیں دے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ مؤطا میں ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے کہا میں نے اپنی بیوی کو سو طلاق دی ہے۔ آپ کا اس میں کیا فتویٰ ہے۔ ابن عباس نے کہا تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور

marfat.com

۹۷ طلاقوں میں تو نے اللہ کی آیات سے استہزاء کیا۔

جمہور علماء تابعین اور اُن کے بعد تبع تابعین اوزاعی، نخعی، ثوری، ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ امام مالک اور اُن کے تلامذہ امام شافعی اور اُن کے تلامذہ امام احمد اور اُن کے تلامذہ، اسحاق، ابوثور اور ابوعبید اور دیگر علماء کا یہ مذہب ہے کہ جو اپنی بیوی کو ایک ہی بار تین طلاقیں دے تینوں واقع ہوجاتی ہیں، لیکن گنہگار ہوگا۔ اُنھوں نے کہا جو اس مذہب کی مخالفت کرے وہ اہل سنت کے خلاف ہے۔ مسلم میں ابن عباس کی حدیث کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک، ابوبکر صدیق کے عہد اور دو سال عمر فاروق کے عہدِ خلافت میں تین طلاقیں ایک طلاق شمار ہوتی تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے ایک کام میں جلدی کرنی شروع کر دی ہے جس میں ان کو سہولت تھی اگر ہم یہ ان پر جاری کر دیں تو اچھا ہوگا اور ان پر جاری کر دیا،،

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ شروع اسلام میں جب کوئی اپنی بیوی سے کہتا تجھے طلاق تجھے طلاق تجھے طلاق ہے اور تاکید کی نیت کی یا نئی طلاق کی نیت نہ کی تو ایک ہی طلاق کے وقوع کا حکم دیا جاتا تھا کیونکہ وہ دوسری بار سے نئی طلاق کا ارادہ نہ کرتے تھے تو غالب یہی ہوتا تھا کہ وہ دوسری اور تیسری بار سے پہلی طلاق کی تاکید کرتا تھا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور لوگ یہ صیغہ بکثرت استعمال کرتے تھے اور دُوسری اور تیسری بار سے نئی طلاق کا ارادہ کرتے تھے تو عمر فاروق نے تین طلاقوں کا حکم جاری کر دیا بعض علماء نے اس حدیث کا مفہوم یہ بیان کیا کہ پہلے زمانہ میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ اس سے ایک طلاق واقع کرتے تھے پھر عمر فاروق کے زمانہ میں وہ ایک ہی بار تین طلاقیں واقع کرنے لگے تو عمر فاروق نے اسے نافذ کر دیا۔ اس تقدیر پر یہ لوگوں کی عادت کے اختلاف کی خبر ہے۔ ایک مسئلہ میں حکم کی تبدیلی نہیں۔

امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روائت کی کہ انہوں نے اس آدمی کے متعلق جو باکرہ کو تین طلاقیں دے۔ کہا وہ اس کے لئے حلال نہیں حتی کہ کسی اور شخص سے نکاح کرے۔

بہرکیف امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل اور ان کے ساتھیوں سب کا مذہب یہ ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں، لیکن احناف کہتے ہیں یہ بدعی طلاق ہے؛ چنانچہ دارقطنی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تو کیا ہوتا حضور نے فرمایا اس وقت تو اپنے رب کی نافرمانی کرتا اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہوجاتی۔ نیز طلاق میں تین کا عدد اس لئے رکھا گیا ہے کہ طلاق سے ندامت کے بعد تدارک ہوسکے کیونکہ اگر اس نے ایک طلاق دی اور بعد میں نادم ہُوا تو رجوع کرے اور اگر تین طلاقیں دیں تو نادم ہونے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور فوت کردہ واپس نہ کرسکے گا۔

marfat.com

امام طحاوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا یہ جواب دیا کہ ابن عباس کی حدیث منسوخ ہے ؛ کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد خلافت میں فرمایا :
اے لوگو ! طلاق کے بارے میں تمہیں مہلت تھی ۔ اب جس نے طلاق میں اللہ کی مہلت سے جلدی کی ہم اس کو طلاق لازم کر دیں گے ۔ اسے امام طحاوی نے صحیح اسناد سے روائت کیا اور ان صحابہ کرام سے خطاب کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں عجائتیے تھے کہ ایک طلاق شمار ہوتی تھی ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خطاب سُن کر تمام صحابہ کرام خاموش رہے کسی نے عمر فاروق کے فیصلہ کو مسترد نہ کیا تو یہ ان کا تین طلاقوں کے وقوع پر اجماع منعقد ہُوا جس نے پہلا حکم منسوخ کر دیا۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں چند اشیاء کے معانی تھے ۔ صحابہ کرام نے آپ کے بعد ان معانی کا خلاف کیا جو پہلے حکم کا ناسخ ہُوا ؛ چنانچہ پہلے امہات الاولاد کی بیع کی جاتی تھی اور شراب میں کوڑوں کی حد مقرر نہ تھی ۔ صحابہ کرام نے امہات الاولاد کی بیع جرم قرار دیا اور شراب کی حد اسی (۸۰) کوڑے مقرر کی ۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ناسخ ہو سکتا ہے ؛ کیونکہ جب خبر مشہور سے نسخ جائز ہے تو صحابہ کے اجماع سے بطریق اولیٰ جائز ہے ؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کو کوئی نص ملا ہو جو پہلے حکم کا ناسخ ہو اور وہ ہم تک نہ پہنچا ہو ۔ علاوہ ازیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طحاوی نے چند احادیث روائت کی ہیں جو ان کی روائت کی تنسیخ کرتی ہیں ؛ چنانچہ اعمش نے مالک بن حارث سے روائت کی کہ ایک آدمی ابن عباس کے پاس آیا اور کہا میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں ۔ ابن عباس نے فرمایا تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی ہے ۔ اور شیطان کی اطاعت کی ہے اس کے لئے اب کوئی راہ باقی نہیں ہے ۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حق یہی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کوئی شئ معلوم کی ہو پھر وہ منسوخ ہو گئی ہو ؛ کیونکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی روائت نہیں کرتے جس کی وہ بعد میں مخالفت کریں معلوم ہُوا کہ ابن عباس کا پہلی روائت کے خلاف فیصلہ اس روائت کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

لِقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ

طلاق دو بار تک ہے ۔ پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے ،،

marfat.com

اس آئت کریمہ سے استدلال اس طرح ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ طلاق دو بار ہے جب دو طلاقوں کو جمع کرنا جائز ہے تو تین کو بھی جمع کرنا جائز ہے۔ علامہ عینی نے کہا احسن یہ ہے کہ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ ،، عام ہے ایک ہی دفعہ تینوں کو شامل ہے ابن ابی حاتم نے یونس بن عبد الاعلیٰ ابن وہب ،سفیان ثوری ، اسماعیل بن سمیع اور ابو زرین سے روائت کی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! امساک بمعروف او تسریح باحسانٍ ،، کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ تیسری طلاق کونسی ہے ۔ آپ نے فرمایا تسریح باحسان ہے یہ اسناد صحیح ہے لیکن مرسل ہے ۔ ابن مردویہ نے اپنے اسناد سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ! اللہ تعالیٰ نے طلاق دو بار ذکر کی ہے۔ تیسری کونسی طلاق ہے حضور نے فرمایا تیسری اِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ ،، ہے ۔

قَالَ ابْنُ زُبَیْرٍ فِیْ مَرِیْضٍ طَلَّقَ لَا اَرٰی اَنْ تَرِثَ مَبْتُوْتَتُهٗ

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اس مریض کے متعلق جو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے میں نہیں دیکھتا کہ وہ اس کی وارث ہو بتہ طلاق میں تین کی نیت ہو تو تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور تین طلاقوں کے بعد بیوی شوہر کے درمیان زوجیت کا علاقہ نہیں رہتا ۔

شعبی نے کہا جب مبتوتہ کی عدت پوری ہو جائے اور اس کا شوہر زندہ ہو تو اس کی وارث ہوگی ابن شبرمہ نے کہا اگر عدت پوری ہو جائے تو کیا وہ نکاح کر سکتی ہے ؟ شعبی نے کہا ہاں نکاح کر سکتی ہے ۔ ابن شبرمہ نے کہا مجھے خبر دیں اگر دوسرا شوہر بھی مر جائے تو اس کی وارث ہوگی ؟ اس طرح وہ دو شوہروں کی ایک ہی حالت میں وارث ہوگی ۔ شعبی نے یہ سُن کر رجوع کر لیا ۔

اس مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے مرض موت میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تاکہ وہ اس کی وارث نہ ہو ابھی وہ زندہ تھا کہ عدت پوری گئی ۔ شعبی نے کہا وہ اس کی وارث ہوگی ۔ ابن شبرمہ نے کہا کیا وہ نکاح کر سکتی ہے ؟ جبکہ اس کی عدت پوری ہو جائے اور پہلا شوہر ابھی زندہ ہے ۔ شعبی نے کہا جی ہاں نکاح کر سکتی ہے ۔ ابن شبرمہ نے کہا اگر دُوسرا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی بھی وارث ہوگی تو لازم آئے گا کہ ایک حالت میں دو خاوندوں کی وارث ہو ۔ یہ سُن کر شعبی نے اپنے قول سے رجوع کر لیا ۔ ،، ابن شبرمہ ،، کوفہ کے قاضی تھے تابعی ہیں ان کا نام عبداللہ ہے ۔ الحاصل امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے عنوان سے ظاہریوں ، روافض اور حجاج بن ارطاۃ کا رد کیا ہے ۔ جن کے نزدیک ایک دفعہ تین طلاقیں دینے سے طلاق ہی نہیں ہوتی یا ایک طلاق ہوتی ہے ۔

marfat.com

۴۹۲۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ ابْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُوَيْمِرَ الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَآئِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰى اَهْلِهٖ جَآءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لَمْ تَاْتِنِيْ بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْاَلَةَ الَّتِيْ سَاَلْتُهٗ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ

۴۹۲۲ — ترجمہ : عُوَیمر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے تو اُن سے کہا اَے عاصم ایک مرد کی خبر دو جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے۔ کیا اس کو قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دو گے یا وہ کیا کرے اے عاصم اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لئے پوچھو عاصم نے اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاضرورت مسائل کو پسند نہ کرتے تھے اور ان کو معیوب جانتے تھے حتی کہ عاصم پر وہ چیز شاق گزری جو اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو عُوَیمر آگئے اور کہا اے عاصم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کیا فرمایا ہے۔ عاصم نے کہا تو میرے پاس اچھی چیز نہیں لایا۔ جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال عرض کیا ہے۔ حضور نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ عُوَیمر نے کہا بخدا! میں نہیں رکوں گا حتی کہ

marfat.com

لَوْ اَنْتَهِیْ حَتّٰی اَسْأَلَهٗ عَنْهَا فَاَقْبَلَ عُوَیْمِرٌ حَتّٰی اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ اِمْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ کَیْفَ یَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ فِیْکَ وَفِیْ صَاحِبَتِکَ فَاذْهَبْ فَاْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَیْمِرٌ کَذَبْتُ عَلَیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَکْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ یَّاْمُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَکَانَتْ تِلْکَ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَیْنِ۔

آپ سے اس کے متعلق پوچھوں گا۔ پس عُوَیمر (دربار رسالت میں) آئے جبکہ آپ لوگوں میں تشریف فرما تھے اور عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے کیا اس کو قتل کر دے؟ تو آپ اس کو قتل کر دیں گے یا وہ کس طرح کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل کیا ہے جاؤ! اپنی بیوی کو لے کر آؤ! سہل نے کہا دونوں بیوی خاوند نے لعان کیا اور میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگوں کے ساتھ تھا جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اس کو اب روکوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا۔ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے پہلے اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ ابن شہاب نے کہا یہ واقعہ متلاعنان کا طریقہ ہے۔

۴۹۲۲ — شرح: اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ عویمر نے بیوی کو تین طلاقیں دیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نافذ العمل کیا۔ معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک دفعہ تین طلاقیں دے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ حدیث ۴۴۲۹ کی شرح دیکھیں (تفسیر سورۂ نور)

marfat.com

۴۹۲۳ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي وَاِنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ الْقُرَظِيَّ وَاِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِي اِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِي عُسَيْلَتَهُ

۴۹۲۳ — ترجمہ: عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی رفاعہ قرظی کی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! رفاعہ نے مجھے طلاق دی ہے پس بتہ طلاق دی ہے (ایک بار تین طلاقیں دی ہیں) میں نے اس کے بعد عبدالرحمن ابن زبیر قرظی سے نکاح کیا۔ اس کے پاس صرف کپڑے کے پھندنے کی مانند ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شائد تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کی طرف واپس چلی جائے تو اس کی طرف رجوع نہیں کر سکتی حتی کہ وہ تجھ سے لطف اندوز ہو اور تو اس کا مزہ چکھے

۴۹۲۳ — شرح: بَتَّ طَلَاقِي،، یعنی اس نے کلیتہً تعلق قطع کر دیا ہے یعنی اس کو ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دیدی ہیں عُسَیلہ بمعنی جماع ہے۔ یعنی تو پہلے شوہر کی طرف واپس نہیں جا سکتی۔ جب تک دوسرا شوہر تجھ سے جماع نہ کرے۔ فقہاء نے اس جماع میں انزال شرط نہیں اگر التقاء ختانین ہو جائے تو کیا پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی؛ کیونکہ التقاء ختان سے زنا کی صورت میں حدّ واجب ہوتی ہے۔ روزہ

marfat.com

۴۹۲۴ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ ثَلٰثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ قَالَ لَا حَتّٰی یَذُوْقَ عُسَیْلَتَھَا کَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ

بَابُ مَنْ خَیَّرَ نِسَآءَہٗ

وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا

فاسد ہو جاتا ہے مہر پورا دینا پڑتا ہے اور زوجین محصن قرار پاتے ہیں اور حج فاسد ہو جاتا ہے اگر دوسرے شوہر سے اس شرط پر نکاح کیا کہ وہ پہلے کے لئے حلال ہو جائے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک دوسرا نکاح صحیح اور شرط باطل ہے اور وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائیگی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ" زجر و شہید پر محمول ہے۔ کذا قال الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۴۹۲۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ اُس نے کسی اور شخص سے نکاح کیا اور اُس نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کیا وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو گئی فرمایا نہیں حتی کہ وہ اس سے جماع کرے جیسے پہلے شوہر نے جماع کیا تھا۔

۴۹۲۴ — شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ایک دفعہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، کیونکہ طلق امرءتہ ثلاثا کا متبادر معنی یہی ہے کہ ایک ہی بار تین طلاقیں دیں۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں اس طرح عنوان سے بھی مطابقت واضح ہے۔

marfat.com

۴۹۲۵ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا اُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيْرِ اَزْوَاجِهٖ بَدَأَ بِيْ فَقَالَ اِنِّيْ ذَاكِرٌ لَّكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَّا تَعْجَلِيْ حَتّٰى تَسْتَامِرِيْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَاْمُرَانِّيْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ جَلَّ ثَنَآؤُهٗ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا اِلٰى قَوْلِهٖ اَجْرًا عَظِيْمًا قَالَتْ فَقُلْتُ فَفِيْ اَيِّ هٰذَا اَسْتَامِرُ اَبَوَيَّ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ فَعَلَ اَزْوَاجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ

باب — جس نے اپنی بیوتوں کو اختیار دیا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے میرے محبوب! اپنی بیویوں سے فرما دیجئے اگر تم دُنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مُتعۂ طلاق دیتا ہوں اور تمہیں اچھی طرح چھوڑے دیتا ہوں۔

۴۹۲۵ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا تو ہم نے اللہ اور اس کے رسُول کو اختیار کیا تو آپ نے اس

marfat.com

۴۹۲۶ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَیَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلَمْ یُعُدَّ ذٰلِكَ عَلَیْنَا شَیْئًا حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخَیْرَةِ فَقَالَتْ خَیَّرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفَكَانَ طَلَاقًا قَالَ مَسْرُوْقٌ لَا اُبَالِیْ خَیَّرْتُهَا وَاحِدَةً اَوْ مِائَةً بَعْدَ اَنْ تَخْتَارَنِیْ

اختیار کو کچھ بھی شمار نہ کیا (یعنی یہ تخییر طلاق نہ تھی)

ترجمہ : مسروق سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخییر کے متعلق دریافت کیا ام المؤمنین نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا کیا وہ طلاق تھی؟ مسروق نے کہا میں پرواہ نہیں کرتا کہ میں اُس کو ایک بار یا سَو بار اختیار دوں جبکہ وہ مجھے اختیار کرلے۔

۴۹۲۶ —

شرح : یعنی مسروق نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اگر شخص اپنی بیوی کو طلاق اور عدم طلاق میں اختیار دے کیا یہ اختیار دینا طلاق شمار ہوگا یا نہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تھا اور وہ طلاق نہ تھی یعنی اختیار دینا طلاق نہ تھی اگرچہ سَو بار اختیار دے جبکہ عورت اپنے شوہر کو اختیار کرے۔ اسی لئے مسروق نے کہا کہ مجھے یہ پرواہ نہیں کہ میں اپنی بیوی کو ایک بار یا سو بار اختیار دوں اور وہ مجھے اختیار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ ائمۃ الفتویٰ کا یہی قول ہے۔ عمر فاروق اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ ان کا ایک قول یہ ہے کہ طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اگر اپنے شوہر کو اختیار کیا تو کوئی شئ واقع نہ ہوگی۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر اس نے اپنا نفس اختیار کر لیا اور شوہر نے طلاق کی نیت کی تھی تو طلاق بائنہ واقع ہوگی۔

marfat.com

بَابُ اِذَا قَالَ فَارَقْتُكِ اَوْ سَرَّحْتُكِ اَوِ الْخَلِيَّةُ
اَوِ الْبَرِيَّةُ اَوْمَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا وَّقَالَ وَاُسَرِّحْكُنَّ
سَرَاحًا جَمِيْلًا وَقَالَ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ
وَقَالَ اَوْفَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنَا يَاْمُرَانِّيْ بِفِرَاقِهِ

باب اگر اپنی بیوی کو کہے میں نے تجھے جُدا کر دیا یا تجھے چھوڑا یا کہے تو رہا کی ہُوئی ہے یا تو بیزار کی ہُوئی ہے" یا وہ الفاظ کہنے جس سے طلاق کا ارادہ کیا جا سکتا ہو تو وہ اس کی نیّت پر موقوف ہے!

شرح : یعنی اگر شوہر کہے فَارَقْتُكِ ،، سَرَّحْتُكِ یا کہے انت خَلِيَّةٌ یا کہے انت بَرِيَّةٌ یا جس لفظ سے طلاق مراد ہو یہ کنایاتِ طلاق ہیں اگر ان میں طلاق کی نیّت کرے تو طلاق ہوگی ورنہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ یہ کنایات نکاح نہیں کیونکہ نکاح گواہوں کے بغیر جائز نہیں اور طلاق گواہوں کے بغیر واقع ہو جاتی ہے۔ اگر بیوی سے کہا اَنْتِ خَلِيَّةٌ یا کہا بَرِيَّةٌ ،، تو خالی ہے تو بَری ہے امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری نے کہا اس میں نیّت کا اعتبار ہے اگر ایک طلاق کی نیّت کی یا دو طلاقوں کی نیّت کی تو ایک بائنہ طلاق واقع ہوگی اور اگر تین طلاقوں کی نیّت کی تو تین واقع ہوں گی۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا الخ یعنی ان کو اچھی طرح چھوڑ دو اور فرمایا :

marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهٖ اَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ

قَالَ الْحَسَنُ نِيَّتُهٗ وَقَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ اِذَا طَلَّقَ ثَلٰثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ وَلَيْسَ هٰذَا كَالَّذِيْ يُحَرِّمُ الطَّعَامَ لِاَنَّهٗ لَا يُقَالُ لِطَعَامِ الْحِلِّ حَرَامٌ وَيُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ حَرَامٌ وَقَالَ فِي الطَّلَاقِ ثَلٰثٌ لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلٰثًا قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِيْ بِهٰذَا فَاِنْ طَلَّقَهَا ثَلٰثًا حَرُمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

میں تمہیں اچھی طرح چھوڑتا ہوں اور فرمایا پس نیکوئی سے روک رکھے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے اور فرمایا یا ان کو نیکوئی سے جُدا کر دو! ام المؤمنین عائشہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ میرے ماں باپ مجھے آپ سے جُدا ہونے کا مشورہ نہ دیں گے۔

شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کے عنوان میں فارقتک، سرحتکِ الفاظ ذکر کئے تھے۔ اب اُن کے مطابق وہ آیات ذکر کرتے ہیں جن میں یہ الفاظ ہیں۔ سراح جمیل اور مفارقت سے مفارقت طلاق کے معنی سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے ان میں اگر نیتِ طلاق ہوگی تو طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ ورنہ کوئی شئی واقع نہ ہوگی۔

باب جس نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے

حسن بصری نے کہا اگر بیوی سے کہے تو مجھ پر حرام ہے طلاق کے وقوع یا عدم وقوع میں اس کی نیت کا اعتبار ہے اور اہل علم نے کہا اگر تین طلاقیں دیں تو اس پر حرام ہوگئی۔ اُنھوں نے بیوی کو طلاق

marfat.com

اور جدائی کے باعث حرام کہا۔ یہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جو اپنے لئے کھانا حرام کرتا ہے۔ کیونکہ حلال طعام کو حرام نہیں کہا جاتا اور مطلقہ کو حرام کہا جاتا ہے اور طلاق ثلاثہ میں شوہر کے لئے حلال نہیں حتیٰ کہ اس کے غیر سے نکاح کرے۔

لیث نے نافع سے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو بیوی کو تین طلاقیں دے تو انھوں نے کہا اگر ایک یا دو طلاقیں دیتا تو بہتر ہوتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حکم دیا تھا اور اگر اس کو تین طلاقیں دیں تو حرام ہوگئی حتیٰ کہ وہ تیرے غیر سے نکاح کرے۔

شرح : انتِ علیّ حرام ،، میں علمائے کرام کے کئی اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کہتے ہیں۔ اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک بائنہ ہوگی۔ اگر تین کی نیت کی تو تین ہوں گی اور وہ مغلظہ ہو جائے گی اور اگر قسم کی نیت کی تو قسم ہوگی اس کا کفارہ دے گا اور اگر فرقت اور قسم کی نیت نہ کی تو جھوٹ ہوگا۔ ہاں اگر دو کی نیت کی تو بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر طلاق کی نیت نہ کی تو قسم ہوگی۔ اس کا کفارہ ادا کرے گا۔

قَالَ اھل العلم امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب کا عنوان ،، من قَالَ لامرئتہ انت علیّ حرام ،، ذکر کیا لیکن اس کا جواب ذکر نہ کیا اس لئے قَالَ اہل العلم ،، سے جواب کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی تحریم حلال اپنے اطلاق پر نہیں کیونکہ جو کوئی بیوی کو تین طلاقیں دے وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

حرمت علیہ ،، کا یہی معنیٰ ہے۔ فقہا نے اس کا نام حرام بالطلاق رکھا ہے اور جس نے اپنے لئے طعام کھانا حرام کر دیا وہ اس پر حرام نہ ہوگا اور طلاق ثلاثہ کا حکم اور تحریم طعام کا حکم ایک نہیں کیونکہ تین طلاقوں سے بیوی حرام ہو جاتی ہے اور کھانا حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ،، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ ،، یعنی دونوں مسئلوں میں فرق ہے اور تحریم مباح قسم ہے۔ امام بخاری نے اس سے ان لوگوں کا رد کیا جو ان میں فرق نہیں کرتے۔

قَالَ اللَّيْثُ الخ اس سے اہلِ علم (فقہا) کے کلام کی تائید کی کہ اگر بیوی کو تین طلاقیں دیں تو اس پر حرام ہو جائے گی۔ اس پر حرام کا اطلاق کیا۔ قَوْلُهٗ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ،، اگر لَوْ شرط کے لئے ہے تو جواب محذوف ہے اور وہ لَكَانَ خَيْرًا لَّكَ ہے اگر تمنی کے لئے ہے تو جواب کی ضرورت نہیں یعنی افسوس کہ تو ایک یا دو طلاقیں دیتا۔ بعض نے کہا اگر لَوْ شرط کے لئے تو اس کا جواب ،، لَكَانَ لَكَ الرَّجْعَةُ ،، لیکن اس کا معنی اور لَكَانَ لَكَ خَيْرًا کا معنیٰ واحد ہے یہ اس لئے کہ اس وقت اس کی بہتری ہے اور رجوع کر سکتا ہے لیکن جب تین طلاقیں دیں تو رجوع نہیں ہو سکتا۔

marfat.com

۴۹۲۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَلَّقَ رَجُلٌ اِمْرَأَتَهٗ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَطَلَّقَهَا وَكَانَ مَعَهٗ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ اِلٰى شَيْءٍ تُرِيْدُهٗ فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ طَلَّقَهَا فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ زَوْجِيْ طَلَّقَنِيْ وَاِنِّيْ تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَدَخَلَ بِيْ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ اِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرَبْنِيْ اِلَّا هَنَّةً وَّاحِدَةً وَلَمْ يَصِلْ مِنِّيْ اِلٰى شَيْءٍ اَفَاَحِلُّ لِزَوْجِيَ الْاَوَّلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحِلِّيْنَ لِزَوْجِكِ الْاَوَّلِ حَتّٰى يَذُوْقَ الْاٰخَرُ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ

۴۹۲۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو اُس نے اس کے غیر سے نکاح کر لیا پھر اُس نے بھی طلاق دیدی اور اس کے ساتھ کپڑے کے پھندنے کی طرح تھا (نامرد تھا) اس سے کچھ نہ پاسکی جو اس کا ارادہ تھا وہ تھوڑی دیر نہ ٹھہری ہوگی۔ کہ اس کو طلاق دیدی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے اور میں نے اس کے غیر سے نکاح کیا وہ میرے پاس آیا جبکہ اس کے ساتھ کپڑے کے پھندنے کی طرح تھا اُس نے میرے ساتھ صرف ایک دفعہ وطی کی اور مجھ سے کچھ نہ پاسکا ہے کیا میں پہلے شوہر کے لئے حلال ہوں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنے شوہر کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ وہ تجھ سے لطف اندوز ہو اور تو اس سے لطف اندوز ہو۔

marfat.com

بَابُ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ۴۹۲۸ حَدَّثَنِیْ

۴۹۲۷ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا نہ اُس نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں تو اس کے لئے حلال نہیں ہے۔ آپ نے تین طلاقوں کے بعد حرام کا اطلاق کیا ہے پس وہ حرام بالطلاق ہے۔ نیز اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ایک دفعہ تین طلاقیں دی جائیں تو عورت حرام مغلظہ ہو جاتی ہے۔ اور تحلیل کے بغیر پہلے شوہر سے نکاح نہیں کر سکتی۔ اِس عورت کا شوہر رفاعہ قرظی تھا اور دُوسرا شوہر عبدالرحمٰن بن زُبیر تھا۔ ابن تین نے کہا ھَنَۃٌ کے معنی یہ ہے کہ اُس نے صرف ایک بار جماع کیا ہے۔ خلیل نے کہا " ھَنَۃٌ " ایسی شئ سے کنایہ ہے جس کا نام لیتے شرم آتی ہے۔ اس عورت کا نام تمیمہ بنت وھب تھا۔

قولہ لم یَصِلْ مِنِّیْ اِلٰی شَیْءٍ " صاحبِ مصابیح نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اُس نے صرف ایک بار بھی جماع نہیں کیا اور الا ھنۃ واحدۃ " کے معنی یہ ہیں کہ اُس نے جماع کے ارادے سے میرے پاس آنے کا ارادہ ایک ہی بار کیا۔ ہاں اگر اس کا معنیٰ یہ ہو کہ اُس نے آلۂ تناسل نرم ہونے اور جماع پر قادر نہ ہونے کے باعث پوری طرح جماع نہیں کیا۔ لہٰذا فلم یقربنی الا ھنۃ واحدۃ اور لم یصل منی الی شئ میں مخالفت نہیں ہے یعنی ایک بار جماع کیا اور سیر نہ ہُوا ؛ کیونکہ وہ جماع پر قادر نہ تھا۔

باب تم اپنے اُوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی "

تفسیر : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما ہُوئے وہ حضور کی اجازت سے اپنے والد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں حضور نے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو سرفراز خدمت کیا۔ یہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا پر گراں گذرا حضور نے ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اُوپر حرام کر دیا ہے۔ اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امورِ امت کے مالک ابوبکر و عمر ہوں گے رضی اللہ عنہم وہ اس سے خوش ہو گئیں اور نہایت خوشی میں اُنھوں نے یہ تمام گفتگو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو سُنائی اس پر یہ آیت کریمہ نازل

marfat.com

۴۹۲۹ — حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ سَمِعَ الرَّبِیْعَ بْنَ نَافِعٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ یَعْلَی ابْنِ حَکِیْمٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ اِذَا حَرَّمَ امْرَأَتَہٗ لَیْسَ بِشَیْءٍ وَ قَالَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

ہُوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی یعنی ماریہ قبطیہ آپ انہیں اپنے لئے کیوں حرام کرتے ہیں۔ اپنی بیبیوں حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی رضاجوئی کے لئے؟

اس آئت کے شانِ نزول میں ایک قول یہ ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں۔ اس ذریعہ سے ان کے یہاں کچھ دیر تشریف فرما رہتے۔ یہ شئ ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار گزری اور انہیں رشک ہُوا اُنھوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے دہن مبارک سے مغافیر کی بُو آتی ہے اور مغافیر کی بُو حضور کو ناپسند تھی چنانچہ ایسا کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اِن کا منشا معلوم نہ تھا کہ مغافیر تو میرے قریب نہیں آیا زینب کے یہاں شہد میں نے پیا ہے۔ اس کو اپنے اُوپر حرام کرتا ہوں۔ مقصود یہ کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد کا شُغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک فرما دیتے ہیں اس پر یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آئت کریمہ تحریم ماریہ میں نازل ہُوئی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ،، اسی اعتبار سے ہے

۴۹۲۸ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو کوئی اپنی بیوی کو اپنے اُوپر حرام کرے اور کہے اَنْتِ عَلَیَّ حَرَامٌ،، یہ کوئی شئ نہیں تمہارے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسوۂ حسنہ ہے۔

۴۹۲۸ — شرح: یعنی یہ قول،، اَنْتِ عَلَیَّ حَرَامٌ،، کوئی شئ نہیں اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا۔

(حدیث ۴۵۹۱ کی شرح دیکھیں۔ سورۂ تحریم)

marfat.com

۴۹۲۹ - حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ إِنَ أَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ إِلَى إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ لِقَوْلِهِ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْمَغَافِيرُ شَبِيهٌ بِالصَّمْغِ يَكُونُ فِي الرِّمْثِ فِيهِ حَلَاوَةٌ أَغْفَرَ الرِّمْثَ إِذَا ظَهَرَ فِيهِ وَاحِدُهَا مُغْفُورٌ وَيُقَالُ مَغَاثِيرَ

۴۹۲۹ — ترجمہ : عُبید بن عُمیر نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش کے پاس ٹھہرتے اور اُن کے پاس شہد پیتے تھے میں نے اور حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس حضور تشریف لائیں۔ وہ کہے میں آپ سے مغافیر کی بُو پاتی ہوں چنانچہ دونوں میں سے ایک کے پاس تشریف لے گئے تو اُنھوں نے آپ سے یہ کہا آپ نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے اور آئندہ نہیں پیوں گا تو یہ آیت کریمہ : يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ إِنْ تَتُوبَا تک نازل ہوئی۔ یہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا اور جب اپنی بیوی سے خفیہ گفتگو کی ؛ چنانچہ فرمایا : بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا ،،

marfat.com

۴۹۳۰ — حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِی الْمَغْرَآءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْعَسَلَ اَوِ الْحَلْوَآءَ وَكَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَآئِهٖ فَيَدْنُوْ مِنْ اِحْدٰهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَاحْتَبَسَ اَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ فَغِرْتُ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لِیْ اَهْدَتْ لَهَا امْرَاَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ فَسَقَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ اَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهٗ فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ اِنَّهٗ سَيَدْنُوْ مِنْكِ فَاِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُوْلِیْ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَاِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ لَا فَقُوْلِیْ لَهٗ مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِیْ اَجِدُ فَاِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَكِ سَقَتْنِیْ

۴۹۲۹ — شرح : مغافیر مُغْفُوْر بضم المیم کی جمع ہے۔ اس کی خوشبو اچھی نہیں ہوتی۔ کرمانی نے کہا مُغفور بضم المیم بہت کم آتا ہے۔ بعض نے کہا یہ مغفاء کی جمع ہے اور وہ گوند کی قسم ہے جو بعض درختوں سے نکالی جاتی ہے۔ اور پانی سے ملا کر پی جاتی ہے۔ اس کی بُو ناپسند ہوتی ہے۔ امام بخاری نے کہا مغافیر گوند کے مشابہ ہے۔ اس میں قدرے شیرینی ہوتی ہے۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ

۴۹۳۰ — علیہ وسلم شہد اور میٹھی شئی کو بہت پسند فرماتے تھے اور جب عصر کی نماز سے فارغ ہوتے تو اپنی بیبیوں کے پاس تشریف لے جاتے اور اُن میں سے کسی ایک کے قریب تشریف فرما ہوتے حضور حفصہ بنت عمر کے پاس تشریف لے گئے اور اُن کے پاس معمول کی نسبت زیادہ ٹھہرے مجھے غیرت آئی تو میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے کہا گیا انہیں ان کی قوم سے کسی نے شہد کی چھوٹی سی مشک بھیجی ہے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کچھ پلایا ہے۔ میں نے کہا بخدا! میں آپ کے لئے کوئی حیلہ کرتی ہوں تو میں نے سودہ بنتِ زمعہ سے کہا کہ حضور عنقریب تمہارے پاس تشریف لائیں گے جب تمہارے

marfat.com

حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُوْلِيْ لَهٗ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفَطَ وَسَاَقُوْلُ ذٰلِكَ وَقُوْلِيْ اَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذٰلِكَ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَاَرَدْتُ اَنْ اُنَادِيَهٗ بِمَا اَمَرْتِنِيْ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهٗ سَوْدَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ اَجِدُ مِنْكَ قَالَ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفَطَ فَلَمَّا دَارَ اِلَيَّ قُلْتُ لَهٗ نَحْوَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ اِلٰى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَ اِلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا اُسْكُتِيْ

قریب آئیں تو کہو آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ تو آپ فرمائیں گے نہیں پھر آپ سے عرض کرو یہ بُو کیسی ہے جو میں آپ سے پاتی ہوں تو آپ فرمائیں گے مجھے حفصہ نے کچھ شہد پلایا ہے تو آپ سے عرض کرو کہ شائد مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہوگا۔ میں بھی آپ سے یہی عرض کروں گی۔ اے صفیہ تم نے بھی یہی کہنا ہوگا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سودہ کہتی تھیں بخدا! ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر ہی قدم مبارک رکھا تھا تو میں نے چاہا کہ میں تمہارے ڈر سے آپ سے وہ عرض کر دوں جو مجھے تم نے کہا تھا پس جب اُن کے قریب ہوئے تو سودہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مغافیر کھایا ہے فرمایا نہیں۔ سودہ نے کہا یہ بُو کیسی ہے جو میں آپ سے پاتی ہوں؟ فرمایا مجھے حفصہ نے تھوڑا سا شہد پلایا ہے۔ سودہ نے کہا شہد کی مکھی نے عرفط چوسا ہوگا۔ جب میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بھی اسی طرح عرض کیا جب صفیہ کے پاس تشریف لے گئے تو اُنھوں نے بھی اسی طرح عرض کیا پھر جب حفصہ کے گھر تشریف لے گئے تو اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں آپ کو اس شہد سے نہ پلاؤں؟ فرمایا مجھے اس کی حاجت نہیں۔ اُنھوں نے کہا سودہ کہتی ہیں بخدا! ہم نے اس کو حرام کر دیا ہے۔ میں نے اس سے کہا خاموش رہو۔

marfat.com

۴۹۳۰ — شرح : عُبید بن عمیر کی حدیث اور اس حدیث میں بظاہر مخالفت ہے کیونکہ عُبید بن عُمیر کی حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں شہد پیا تھا اور ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ نے اس قول میں اتفاق کیا تھا اور اس وقت تحریم کی آئت کریمہ نازل ہُوئی تھی اور فروہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ام المؤمنین حفصہ کے ہاں سے شہد پیا تھا۔ اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سودہ سے اتفاق کیا کہ جس کے قریب حضور تشریف لائیں وہ عرض کرے کہ آپ سے مغافیر کی بُو آتی ہے کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ علامہ کرمانی نے کہا اس کے بغیر چارہ نہیں کہ کہا جائے یہ دونوں واقعہ علیحدہ علیحدہ وقوع پذیر ہُوئے ہیں۔ اس طرح اِن میں مخالفت نہیں رہتی؛ لیکن یہ بات ظاہر غیر مخفی ہے کہ تعدد کی تقدیر پر ظاہر ہے کہ یہ دونوں واقعات آگے پیچھے ہُوئے ہیں۔ ہم فرض کرتے ہیں کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کا واقعہ پہلے ہُوا تھا اور مذکور آئت کریمہ بھی پہلے واقعہ میں نازل ہُوئی تھی۔ اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں بھی اس آئت کریمہ کا مضمون ہے۔ لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ حضرت نے دوسرے وقت اس کے خلاف عمل کیا اور حلال کو حرام کیا اور یہ آئت نازل ہُوئی۔ علامہ قسطلانی نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ عبید بن عُمیر کی حدیث زیادہ مضبوط ہے؛ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہا اس کے موافق ہیں جبکہ متظاہرین عائشہ اور حفصہ ہیں اگر حفصہ کے پاس شہد پیا ہوتا تو وہ مظاہرہ میں ام المؤمنین عائشہ کے ساتھ نہ ہوتیں اور راجح بھی یہی ہے کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے گھر حضور نے شہد پیا تھا۔ سودہ کے گھر نہیں پیا تھا۔ کیونکہ عبید بن عُمیر کا اسناد ابن ابی ملیکہ کے اسناد سے قوی تر اور اثبت ہے اور کتاب الٰہیہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کی دو جماعتیں تھیں ایک میں امہات المؤمنین عائشہ، سودہ، حفصہ اور صفیہ تھیں اور دُوسری جماعت زینب بنت جحش، ام سلمہ اور باقی امہات المؤمنین پر مشتمل تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن اسی لئے ام المؤمنین عائشہ کو اُن پر رشک آیا کیونکہ وہ ان کی جماعت میں نہ تھیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبید بن عمیر کی روائت ظاہر قرآن کے موافق ہے؛ کیونکہ قرآن کریم میں ہے : وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ اور وہ صرف دو ہی ہیں زیادہ نہیں اور سُدّی کی تفسیر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر شہد پیا تھا لیکن یہ روائت مرجوح ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ کیسے ہوسکتا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں حیلہ سازی کریں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عورتوں کی طبعی غیرت کا مقتضیٰ ہے جس میں وہ مجبور ہوتی ہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کے گھر کیسے تشریف فرما ہُوئے؛ حالانکہ اُنھوں نے اپنی باری ام المؤمنین عائشہ کو ہبہ کردی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صرف عادۃً آنا جانا ہوتا تھا اس کا باری سے تعلق نہیں یا ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ باری ہبہ کرنے سے پہلے کا ہو اس حدیث میں فوائد ہیں جنہیں علامہ نے ذکر کیا ہے اوّل یہ کہ غیرت عورتوں میں طبعی چیز ہے اور اس کی وجہ

marfat.com

بَابٌ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ وَيُرْوٰى فِيْ ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ وَاَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَشُرَيْحٍ وَّسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ وَّطَاؤُسٍ وَالْحَسَنِ وَعِكْرِمَةَ وَعَطَآءٍ وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَنَافِعِ ابْنِ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَّسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَّمُجَاهِدٍ وَبْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعُمَرَ بْنِ هَرِمٍ وَالشَّعْبِيِّ اَنَّهَا لَا تُطَلَّقُ

سے حیلہ سازی ہوئی۔ دوم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کے نزدیک اعلیٰ مرتبہ ہے۔ حتیٰ کہ ان کی ہوکنیں اُن سے خائف تھیں۔ سوم عورتوں کی باری کی تقسیم کا تعلق رات سے ہے۔ دن میں سب سے مل سکتے ہیں بشرطیکہ جماع اسی بیوی سے ہو جس کی باری ہو۔ چہارم یہ کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ جس شئی کے ذکر کرنے میں شرم محسوس ہو وہاں کنایات کے الفاظ استعمال کئے جائیں جیسے اس حدیث میں ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم دن میں ہر ایک بیوی کے قریب تشریف فرما ہوتے اس سے مراد بوس وکنار ہے محض قریب جانا ہی مراد نہیں۔ پنجم اس میں ہر میٹھی شئی اور شہد کی فضیلت ہے کیونکہ اِن سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت تھی۔ ششم یہ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں انتہائی صبر اور حِلم تھا اور آپ بہت کریم تھے صلی اللہ علیہ وسلم!

باب نکاح کرنے سے پہلے طلاق نہیں

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح

marfat.com

کرو پھر ان کو مس کرنے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری ان پر عدت نہیں جس کو تم شمار کرو پس ان کو کچھ سامان دو اور ان کو اچھی طرح چھوڑ دو"

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے طلاق کو نکاح کے بعد کیا ہے اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، ابی بکر ابن عبدالرحمٰن، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، ابان بن عثمان، علی بن حسین، شریح سعید بن جُبَیر، قاسم، سالم، طاؤس، حسن بصری، عِکرِمَہ، عطاء، عامر بن سعد جابر بن زید، نافع بن جُبَیر، محمد بن کعب، سلیمان بن یسار، مجاہد، قاسم بن عبدالرحمٰن، عمرو بن ہَرِم اور شعبی سے روائت کی گئی ہے کہ عورت کو نکاح سے پہلے طلاق نہیں دی جاتی"

شرح : علامہ کرمانی نے کہا اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ یہ بیان کریں کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق صحیح ہے۔ امام نے احناف کا ردّ کیا ہے۔

ان چوبیس فقہاء افاضل کے ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ قریب تھا کہ نکاح سے پہلے طلاق نہ ہونے پر اجماع ہو جاتا۔ یہ تمام حضرات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا تابعی ہیں۔ البتہ ابن ہَرِم تبع تابعی ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حنفیہ کا یہ مذہب نہیں کہ وجودِ نکاح سے پہلے طلاق ہو سکتی ہے اور نہ ہی یہ کسی کا مذہب ہے۔ کرمانی اور جنہوں نے کرمانی کی موافقت کی ان پر تعجُّب ہے کہ اُنھوں نے ایسا کلام کیسے کیا پھر بلاوجہ ردّ کیا احناف تو مسئلہ تعلیق سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر کسی آدمی نے اجنبیہ عورت سے کہا اگر میں تیرے ساتھ نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے جب اس سے نکاح کرے گا احناف کے نزدیک طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ شافعیہ کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا ابن آدم مالک نہیں اس میں نذر ماننا صحیح نہیں اور جس عورت کا مالک نہیں اس کو طلاق دینا صحیح نہیں اور جس شئ کا مالک نہیں اس کی بیع نہیں کر سکتا (ابن ماجہ) حنفیہ کہتے ہیں یہ شرط کے ساتھ معلق ہے اور وہ قسم ہے جس کی صحت محل کی ملکیت پر موقوف نہیں اور شرط کے موجود ہونے کے بعد

marfat.com

بَابُ اِذَا قَالَ لِاِمْرَأَةٍ وَهُوَ مُكْرَهٌ هٰذِهٖ اُخْتِیْ فَلَا شَیْءَ عَلَیْهِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِسَارَةَ هٰذِهٖ اُخْتِیْ وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

طلاق واقع ہو جائے گی تو یہ طلاق وجودِ نکاح کے بعد ہے اسے یہ ہرگز نہیں کہا جاتا کہ یہ نکاح سے پہلے طلاق ہے۔ نکاح سے پہلے طلاق تو یہ ہے کہ کسی اجنبیہ عورت سے کہے تجھے طلاق ہے۔ یہ لغو کلام ہے اس کو طلاق قبل وجود نکاح کہا جاتا ہے اور مذکور حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ نکاح کے وجود سے پہلے بالفعل طلاق نہیں اور اگر طلاق کو نکاح سے معلق کر دیا جائے تو اس صورت میں جب نکاح ہوگا تو طلاق واقع ہو گی۔ تنجیز اور تعلیق میں فرق واضح ہے، کیونکہ معلق طلاق میں تعلیق کے وجود کے بعد طلاق ہوتی ہے۔ تو یہ طلاق نکاح کے بعد ہے اور تنجیز میں بالفعل طلاق ہوتی ہے اور اجنبیہ عورت کو بالفعل طلاق دینا جائز نہیں اور نہ ہی یہ کسی کا مذہب ہے۔

باب اگر کوئی جبر کی حالت میں اپنی بیوی سے کہے یہ میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوتا

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارہ سے کہا یہ میری بہن ہے اور یہ اللہ کی رضا کے لئے تھا "

سارہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا ہاران کی بیٹی اور لوط علیہ السلام کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن کے متعلق فرمایا تھا یہ میری بہن ہے۔ یہ واقعہ اس طرح ہے کہ شام میں قحط پڑا تو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بیوی سارہ اُمِّ اسحاق علیہ السلام کو اور لوط علیہ السلام کو ساتھ لے کر مصر کی طرف تشریف لے گئے وہاں وہ فرعون تھا جو سب سے پہلے فرعون ہوا ہے اس کی عمر بہت لمبی تھی۔ سارہ بہت خوبصورت خاتون تھیں انہیں ایک شخص نے دیکھا تو فرعون سے ان کے حسن و جمال کا ذکر کیا فرعون نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیغام بھیجا کہ یہ عورت کون ہے جو تمہارے

marfat.com

بَابُ الطَّلَاقِ فِي الْاِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُوْنِ وَاَمْرُهُمَا وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلَاقِ وَالشِّرْكِ وَغَيْرِهٖ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰى وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا وَمَا لَا يَجُوْزُ مِنْ اِقْرَارِ الْمُوَسْوِسِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِيْ اَقَرَّ عَلٰى

ساتھ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے؛ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کو ڈر تھا کہ اگر انھوں نے یہ فرمایا کہ میری بیوی ہے تو وہ قتل کر دے گا جب سارہ فرعون کے پاس تشریف لے گئیں تو اس نے سارہ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ سینے تک خشک ہوگیا۔ فرعون نے کہا اپنے رب سے دعاء کرو کہ ہاتھ صحیح ہوجائے۔ سارہ نے فرمایا اے اللہ اگر یہ سچا ہے تو اس کا ہاتھ درست کر دے۔ بعض نے کہا اس طرح کئی بار کیا جب کوئی چارہ کارگر نہ ہوا تو انہیں ایک لونڈی ہاجرہ دے کر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف واپس بھیج دیا۔ ہاجرہ رضی اللہ عنہا قبطیہ لونڈی تھیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی رضا کے لئے فرمایا تھا کہ سارہ میری بہن ہے؛ کیونکہ وہ آپ کی اسلامی بہن تھیں۔ حضرت ابراہیم، حضرت لوط اور حضرت سارہ کے سوا اس وقت کوئی مسلمان نہ تھا اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبر کی حالت میں کہا تھا؛ کیونکہ یہ ڈر تھا کہ اگر فرعون کے حکم کی مخالفت کی تو وہ قتل کر دے گا؛ کیونکہ وہ تھوڑی سی مخالفت پر قتل کر دیتا تھا۔ لہٰذا ابراہیم علیہ السلام بہن کہنے میں مجبور تھے۔

باب اکراہ میں طلاق کا حکم، مُکرہ، نشہ کرنے والا اور مجنون کا حکم اور ان دونوں کا امر، طلاق میں غلطی اور نسیان کا حکم اور شرک وغیرہ کا حکم

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عمل کا مدار نیت پر ہے اور ہر انسان کے لئے

marfat.com

نَفْسِہٖ اَبِكَ جُنُوْنٌ وَقَالَ عَلِيٌّ بَقَرَ حَمْزَةُ خَوَاصِرَ شَارِفَيَّ فَطَفِقَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فَاِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحَمَّرَةً
عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ وَهَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيْدٌ لِاَبِيْ فَعَرَفَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَدْ ثَمِلَ فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهٗ وَقَالَ
عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُوْنٍ وَلَا لِسَكْرَانَ طَلَاقٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَائِزٍ وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ
لَا يَجُوْزُ طَلَاقُ الْمُوَسْوِسِ وَقَالَ عَطَاءٌ اِذَا بَدَأَ بِالطَّلَاقِ فَلَهٗ
شَرْطُهٗ وَقَالَ نَافِعٌ طَلَّقَ رَجُلٌ اِمْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ اِنْ خَرَجَتْ
فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بُتَّتْ مِنْهُ وَاِنْ لَمْ تَخْرُجْ فَلَيْسَ
بِشَيْءٍ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْمَنْ قَالَ اِنْ لَمْ اَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَاَتِيْ
طَالِقٌ ثَلٰثًا يُسْاَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهٗ حِيْنَ حَلَفَ بِتِلْكَ
الْيَمِيْنِ فَاِنْ سَمّٰى اَجَلًا اَرَادَهٗ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهٗ حِيْنَ حَلَفَ جُعِلَ

وہی ہے جو وہ نیت کرے "

شرح

: اس باب میں اغلاق میں طلاق کا حکم اور دیگر احکام بیان کریں گے۔
اغلاق بمعنی اکراہ ہے یعنی زبردستی طلاق لینا گویا کہ مُکرَہ پر دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اور اس پر تنگی اور سختی کی جاتی ہے تاکہ وہ طلاق دے۔ بعض نے اغلاق بمعنی غضب کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ اکثر لوگ غیظ و غضب میں طلاق دیتے ہیں۔ اگر غصہ میں دی ہوئی طلاق واقع نہ ہو تو وہ کہہ سکتا ہے میں نے غصہ میں طلاق دی تھی۔ بیہقی نے کہا اِغلاق اور غلق دونوں طرح مروی ہے۔
ابن بطال نے کہا جب مُکرہ پر زبردستی کی جائے اور اس کو طلاق پر سختی سے مجبور کیا جائے تو اس کی

marfat.com

ذٰلِكَ فِىْ دِيْنِهٖ وَاَمَانَتِهٖ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِنْ قَالَ لَاحَاجَةَ لِىْ فِيْكِ نِيَّتُهٗ وَطَلَاقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ وَقَالَ قَتَادَةُ اِذَا قَالَ اِذَا حَمَلْتِ فَاَنْتِ طَالِقٌ ثَلٰثًا يَغْشَاهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً فَاِنِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا فَقَدْ بَانَتْ وَقَالَ الْحَسَنُ اِذَا قَالَ الْحَقِىْ بِاَهْلِكِ نِيَّتُهٗ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الطَّلَاقُ عَنْ وَطَرٍ وَالْعَتَاقُ مَا اُرِيْدَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ وَقَالَ الزُّهْرِىُّ اِنْ قَالَ مَا اَنْتِ بِامْرَاَتِىْ نِيَّتُهٗ وَاِنْ نَوٰى طَلَاقًا فَهُوَ مَا نَوٰى وَقَالَ عَلِىٌّ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلٰثٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَعَنِ الصَّبِىِّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَقَالَ عَلِىٌّ وَكُلُّ الطَّلَاقِ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ

طلاق واقع نہ ہوگی۔ گویا اس نے طلاق دی ہی نہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ذکر کیا کہ عامر شعبی مکرہ کی طلاق کو جائز کہتے ہیں۔ ابراہیم نخعی، ابوقلابہ، سعید بن مسیب اور شریح بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن حزم نے کہا زہری، قتادہ اور سعید بن جبیر یہی کہتے ہیں کہ مکرہ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کا یہی مذہب ہے۔ فرج بن فضالہ نے عمرو بن شراحیل سے روایت کی کہ ایک عورت کے شوہر کو طلاق دینے پر مجبور کیا گیا اُس نے طلاق دیدی پھر یہ فیصلہ عمر فاروق کے پاس لایا گیا تو اُنھوں نے اس کو نافذ کر دیا امام مالک اور شافعی کا مذہب یہ ہے کہ زبردستی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

قولہ الکرہ ،، مجرور فی الاغلاق پر معطوف ہے لیکن یہ جب صحیح ہوتا ہے کہ اغلاق بمعنی غضب جیسے ابوداؤد نے اس کی تفسیر غضب سے کی ہے اور باب کا عنوان ،، اطلاق علی غیظٍ ،، ذکر کیا۔ بعض نے اغلاق کی تفسیر غضب سے کی ہے لیکن اگر ،، الکرہ ،، میں کاف سے پہلے میم ذکر کی جائے کیونکہ اس پر سکران کا عطف کیا گیا ہے تو کلام مستقیم ہو جاتا ہے اور باب کے عنوان کا معنی یہ ہوں گے۔ حکم الطلاق فی الاغلاق وحکم المکرہ والسکران الخ یہ عنوان کئی احکان پر مشتمل ہے۔ امام نے ان کو ذکر نہیں کیا اور حدیث پر ہی اکتفاء کی ہے۔ ہم اس کی پوری تفصیل ذکر کرتے ہیں ،،

غصہ میں طلاق کا حکم یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق متاخرین حنابلہ کے

marfat.com

نزدیک واقع نہیں ہوتی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس عنوان سے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں کہ غیظ و غضب میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔

مکرہ کی طلاق میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں زبردستی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک مکرہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح نشہ کی حالت میں طلاق دے تو احناف اور امام مالک کے نزدیک واقع ہو جاتی ہے امام شافعی کے اس میں دو قول ہیں ایک میں جائز کیا اور دوسرے میں منع کیا ہے۔

قولہ والسکران والمجنون وامرھما الخ یعنی نشہ اور جنون کی حالت میں اسی طرح غلطی اور بھول کر طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوتی۔ امام بخاری کا یہی مقصد ہے۔ اس کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر آدمی کی نیت کا اعتبار ہے اور یہ بات واضح ہے کہ مست، دیوانہ، ناسی اور مخطی (غلطی کرنیوالا) کی نہیں ہوتی لہٰذا ان کی طلاق نہ ہوگی۔

قولہ والشرک وغیرہ یعنی ان لوگوں کے منہ سے مذکورہ حالات میں کلمہ شرک نکلنے سے وہ مشرک نہیں ہوتے حالانکہ شرک عظیم ظلم ہے جب شرک ثابت نہیں ہوتا تو طلاق کیسے ثابت ہوگی۔ شعبی نے یہ آیت تلاوت کی وَلَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا "، اس سے شعبی کا مقصد یہ ہے کہ ناسی اور مخطی کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح شعبی نے کہا جو شخص وسوسہ کرتا ہو اس کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی، کیونکہ حدیث نفس میں مکلف ماخوذ نہیں ہے۔ کیونکہ جس شخص نے زناء کا اقرار کیا تھا۔ اس کے بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے جنون تو نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجنون پر مؤاخذہ نہیں ہے اور اس کا فعل لغو ہے۔

وَقَالَ عَلِيٌّ بَقَرَ حَمْزَةُ خَوَاصِرَ شَارِفَيَّ "

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ نے دونوں اونٹنیوں کی کوکھیں پھاڑ ڈالیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کو ملامت کرنا شروع کی اچانک دیکھا تو حمزہ نشہ میں دھت تھے ان کی دونوں آنکھیں سرخ تھیں۔ پھر حمزہ نے کہا تم تو میرے باپ کے غلام ہو۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ حمزہ بے ہوش ہیں۔ حضور باہر تشریف لے گئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ باہر چلے گئے۔

اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ بیہوش آدمی سے بیہوشی کی حالت میں جو طلاق وغیرہ صادر ہو اس میں اس پر مواخذہ نہیں ہے۔ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے کیونکہ اونٹنیوں کا واقعہ بالاتفاق جنگ اُحد سے پہلے کا ہے، جبکہ حمزہ رضی اللہ عنہ جنگ اُحد میں شہید ہوئے تھے اور یہ واقعہ بدر اور اُحد کے درمیان کا ہے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے نکاح فرمایا تھا اور صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اُحد میں صبح کو شراب پیا اور اسی روز وہ شہید ہو گئے اس

marfat.com

صحیح سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریم خمر جنگ اُحد کے بعد ہوئی تھی۔

قَالَ عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُوْنٍ وَلَا لِلسَّكْرَانِ طَلَاقٌ الخ

امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجنون اور بیہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بیہوش اور مجبور شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور عقبہ بن عامر نے کہا مُوَسْوِس کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ وسوسہ خیالی کلام ہے اور اس قسم کے خیال سے جو دل میں آجائے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

قَالَ عَطَاءٌ اِذَا بَدَءَ بِالطَّلَاقِ فَلَهٗ شَرْطُهٗ "

عطاء نے کہا جب طلاق دینے کا ارادہ کرے تو وہ شرط سے معلق کرسکتا ہے

اور یہ ضروری نہیں کہ شرط طلاق سے پہلے ہو یا بعد ہو؛ چنانچہ کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے یا کہے تجھے طلاق ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی۔ دونوں میں شرط پائے جانے پر طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

قولہ قَالَ نَافِعٌ الخ یعنی نافع نے کہا کسی آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی اگر وہ گھر سے نکلے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اگر وہ گھر سے نکلی تو اس کو بتہ طلاق واقع ہوگی اور اگر گھر سے نہ نکلی تو کوئی شئی واقع نہ ہوگی؛ کیونکہ طلاق شرط سے معلق ہے تو وجود شرط کے بعد ہی طلاق واقع ہوگی۔

قولہ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ الخ زہری نے اس شخص کے بارے میں کہا جو کہے

اگر میں نے ایسا ایسا نہ کیا تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہیں "

اس کلام کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا کہ جس وقت اُس نے یہ قسم کھائی تھی۔ اس کی نیت کیا تھی اگر مدت کو ذکر کرے جو اُس نے ارادہ کیا تھا اور اس پر اس کے دل نے عقد کیا تھا جس وقت قسم کھائی تھی تو اس کو اس کے دین وامانت پر چھوڑا جائے گا۔ ابراہیم نخعی نے کہا اگر کوئی اپنی بیوی سے کہے مجھے تیری حاجت نہیں اس میں اس کی نیت کا اعتبار ہے۔

اس مسئلہ کی صورت واضح ہے کہ اس میں تین طلاق کو شرط سے معلق کیا ہے جب شرط پائی جائے گی تو عورت کو تین طلاق واقع ہوجائے گی اس میں صرف یہ اضافہ کیا ہے کہ اس سے اس قول میں پوچھا جائے گا کہ اس نے کیا نیت کی تھی؟ تو اس کے اور اللہ کے درمیان اس کی نیت کا اعتبار کیا جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ وجودِ شرط کے وقت تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔

ابراہیم نخعی نے کہا جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا مجھے تیری ضرورت نہیں تو اس میں اس کی نیت کا

marfat.com

اعتبار ہے۔ اگر اس نے طلاق کا ارادہ کیا تھا تو اسے طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ ابن ابی شیبہ نے اس کو وصل کیا ہے۔

طَلَاقُ کُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ

ابراہیم نخعی نے کہا ہر قوم عربی ہو یا غیر عربی ہو طلاق میں اس کی زبان کا اعتبار ہے۔ یعنی ان کا اپنی زبان میں طلاق دینا جائز ہے "

علامہ عینی رحمہ اللہ نے صاحبِ محیط سے نقل کیا کہ فارسی میں طلاق کے چار کلمات متعارف ہیں ایک یہ کہ بہشتم ترا یا کہے بہشتم ترا زنے "، ابن رستم نے اپنے نوادر میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نیت کے بغیر اس کلمہ سے طلاق واقع نہ ہوگی، کیونکہ اس کے معنی تخلیہ ہیں اور تخلیہ الفاظِ کنایات سے ہے نیت کے بغیر ان میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ دوم اگر کوئی کہے بلہ کردم۔ سوم پائے کشادہ کردم "، ان سے نیت کے بغیر رجعی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ چہارم اپنی بیوی سے کہے "دست باز داشتم "، طلاق واقع ہو جائے گی۔ بعض نے رجعی اور بعض نے بائنہ کہا ہے اور اگر کہے تجھ پر چاروں راستے کھلے ہیں تو طلاق کی نیت سے بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر ترکی میں کہے " بوشادم سنی برطلاق "، تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر کہے " دو ایکی طلاق "، تو دو طلاق واقع ہوں گی۔ اگر کہے " اوچ طلاق "، تو تین واقع ہوں گی "، قیاس یہ چاہتا ہے کہ اردو کے الفاظ جو فارسی کے ہم معنی ہیں ان سے بھی اسی طرح طلاق واقع ہونی چاہیے ایسے ہی پنجابی میں ہے مثلاً اگر کہے میں نے بیوی چھڑی "، تو اس سے طلاق بائنہ واقع ہوگی کیونکہ یہ سرحتک کے ہم معنی ہے اگر طلاق کی نیت سے کہا ہوگا تو طلاق بائنہ ہوگی ورنہ نہیں۔

قَالَ قَتَادَةُ الخ قتادہ نے کہا جب تجھے حمل ہو جائے تو تجھے تین طلاق تو ہر طہر میں اس سے جماع کرے اگر اس کا حمل ظاہر ہو گیا تو اس سے بائن ہو جائے گی

یعنی قتادہ نے کہا اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا جب تو حاملہ ہو جائے گی تو تجھے تین طلاقیں ہیں تو وہ اس سے ہر طہر میں ایک بار جماع کرے دو بار نہ کرے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے جماع سے حاملہ ہو گئی ہو تو اس کو طلاق واقع ہو گئی۔ ابن سیرین نے کہا اس سے جماع کرتا رہے حتیٰ کہ وہ حاملہ ہو جائے جمہور بھی یہی کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یکبار تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔

marfat.com

قَالَ الْحَسَنُ الخ حسن بصری نے کہا اگر اپنی بیوی سے کہا اپنے اہلِ خانہ سے جاملو تو اس کی نیّت کا اعتبار ہے۔"

کیونکہ الحقی باہلکِ کنایات طلاق سے ہے ان میں نیت کا اعتبار ہے۔ اگر طلاق کی نیت سے نہ کہا ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا الخ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا طلاق حاجت کے وقت دی جاتی ہے اور غلام آزاد کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضاء مقصود ہوتی ہے۔

یعنی حاجت اور ضرورت کے بغیر طلاق نہیں دی جاتی وہ یہ کہ بیوی نافرمان ہے یا اجازت کے بغیر جہاں چاہے چلی جاتی ہے۔ اور غلام کو آزاد کرنا ثواب کے لئے ہے لہٰذا جب بھی ثواب مطلوب ہو تو غلام آزاد کرے وَطَر بمعنی حاجت ہے اس سے فعل نہیں آتا۔

وَقَالَ الزُّہْرِیُّ الخ اگر اپنی بیوی سے کہے تو میری بیوی نہیں اس کی نیّت کا اعتبار ہے،، اگر اُس نے طلاق کی نیّت سے کہا تو طلاق واقع ہو گی،،

امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے۔ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ یہ طلاق نہیں لیث نے کہا یہ جھوٹ ہے۔"

قَالَ عَلِیٌّ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ ثَلَاثٍ الخ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تین شخصوں سے سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے۔ ایک مجنون سے حتیٰ کہ صحیح ہو جائے۔ دوسرا بچہ سے حتیٰ کہ بالغ ہو جائے، تیسرا سونے والا حتیٰ کہ بیدار ہو جائے،،

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کلام سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا؛ کیونکہ عمر فاروق ایک عورت کے پاس سے گزرے جو پاگل تھی اُس نے زناء کیا تھا اور وہ حاملہ تھی۔ عمر فاروق نے اس کو رجم

marfat.com

۴۹۳۱ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَكَلَّمْ قَالَ قَتَادَةُ اِذَا طَلَّقَ فِيْ نَفْسِهٖ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ

کرنا چاہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مذکور کلام ذکر فرمایا۔ یہ سُن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ ،، اگر علی موجود نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا ،،

بظاہر ایک اور واقعہ ہے کہ ایک عورت زنا سے حاملہ تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اسے رجم کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو کہ اس کے پیٹ میں ہے اس نے کیا گناہ کیا ہے؟ کہ وہ بھی اس رجم سے ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت عمر فاروق رُک گئے اور یہ لفظ کہے: لولا علی لہلک عمر ،،

قَالَ عَلِيٌّ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر طلاق جائز ہے لیکن ناقص عقل والے کی طلاق جائز نہیں ،،

اس میں بچہ، دیوانہ اور مست بھی شامل ہیں کہ ان کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی؛ کیونکہ ان میں عقل ناقص ہے۔ (ترمذی)

۴۹۳۱ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت سے وہ چیز درگزر کی ہے جو اُن کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ جب تک اس پر عمل نہ کریں یا کلام نہ کریں۔ قتادہ نے کہا اگر اپنے دل میں طلاق دی تو وہ کوئی شئ نہیں۔

۴۹۳۱ — شرح: کلام سے مراد جو زبان پر جاری ہو؛ کیونکہ یہی حقیقۃً کلام ہے اور جو کلام نفسی اور دل میں موجود ہو وہ حقیقۃً کلام نہیں، کیونکہ جو کوئی دل سے طلاق کی نیت کرے اور زبان پر لفظ طلاق جاری نہ ہو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی ؛

marfat.com

٤٩٣٢ — حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ اَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ زَنٰى فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّهِ الَّذِیْ اَعْرَضَ فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَدَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ هَلْ اُحْصِنْتَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ يُرْجَمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى اُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ

لہٰذا عزم سے طلاق واقع نہ ہوگی ؛ کیونکہ اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر ظہار پر عزم کیا اور زبان سے تلفظ نہیں کیا تو ظہار نہ ہوگا ۔ اگر دل میں کسی کو قذف لگائی تو وہ قاذف نہ ہوگا ۔ اگر نمازی کے دل میں کلام پیدا ہُوا تو نماز فاسد نہ ہوگی ؛ حالانکہ نماز میں کلام کرنا حرام ہے ۔ اگر حدیث نفس کلام ہو تو نماز باطل ہونی چاہیئے ؛ حالانکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نماز میں لشکر ترتیب دیتا ہوں ۔ سفیان ثوری امام ابوحنیفہ شافعی ، احمد اور اسحاق کا یہی مذہب ہے کہ حدیثِ نفس سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر دل میں طلاق پیدا ہُوئی پھر اس کو کاغذ پر لکھ دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی ؛ کیونکہ کتابت عمل ہے ۔ اگر کسی تختی یا دیوار یا زمین پر طلاق لکھی اور اس کے حروف واضح ہیں تو طلاق واقع ہوگئی ورنہ نہیں اور اگر ہوا میں یا پانی پر طلاق لکھی تو واقع نہ ہوگی اگرچہ طلاق کی نیّت کرے ۔

٤٩٣٢ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے جابر سے خبر سُنائی کہ ایک آدمی جو قبیلہ اسلم سے تھا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے ۔ اور عرض کیا کہ اس نے زنا کیا ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا تو وہ اس طرف پھر گیا ۔ جدھر آپ نے چہرۂ انور فرمایا تھا اور اپنی ذات پر چار بار گواہی دی کہ اس نے زنا کیا ہے ۔ آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا کیا تجھے جنون تو نہیں کیا تو شادی شدہ ہے ؟ عرض کیا جی ہاں ! حضور نے حکم دیا کہ اس کو مصلّٰی رجسم کر دیا جائے ۔ جب اس کو پتھر لگے تو تیز دوڑا حتی کہ حرّہ میں پایا گیا اور قتل کیا گیا ۔

marfat.com

۴۹۳۳ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ مِّنْ اَسْلَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْاٰخَرَ قَدْ زَنٰى يَعْنِيْ نَفْسَهُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ اَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْاٰخَرَ قَدْ زَنٰى فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ اَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ فَاَعْرَضَ فَتَنَحّٰى لَهُ الرَّابِعَةَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ وَكَانَ قَدْ اُحْصِنَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى اَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ

۴۹۳۳ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قبیلہ اسلم کا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عرض کیا : یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس کم بخت مرد نے زناء کیا ہے اس سے اپنی ذات کا قصد کیا ،، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چہرۂ انور ایک طرف کر لیا تو اس طرف کا قصد کیا جس طرف حضور نے چہرۂ انور کیا تھا اور عرض کیا یارسول اللہ اس کم بخت نے زناء کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چہرۂ انور دوسری طرف کر لیا تو وہ اسی طرف پھرا جس طرف حضور نے چہرہ کیا تھا اور وہی عرض کیا حضور نے اس سے چہرۂ انور دوسری طرف پھیر لیا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چار بار قصد کیا جب اپنی ذات پہ چار بار شہادت قائم کی تو

marfat.com

آپ نے اس کو پاس بلایا اور فرمایا کیا تجھے جنون ہے اُس نے کہا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو، حالانکہ وہ محصن تھا۔ زُہری نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے سُنا تھا۔ اُس شخص نے کہا میں اُن لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اس کو سنگسار کیا تھا۔ ہم نے اس کو مدینہ منوّرہ کے مصلّی میں سنگسار کیا۔ جب اس کو پتھر لگے تو وہ تیز دوڑا یہاں تک کہ ہم نے اس کو حرّہ میں پالیا اور اس کو پتھر مارے حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔

۳۲-۴۹۳۳ — شرح : ان دونوں حدیثوں کی مطابقت سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس کلام شریف "هَلْ بِكَ جُنُونٌ" "کیا تجھے جنون ہے ؟" سے ماخوذ ہے، کیونکہ اگر اسے جنون نہ ہوتا تو اس سے اقرار نہ ہوتا۔ مصلّی عیدگاہ شہر سے باہر تھا۔ علّامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض کہتے ہیں مصلّیٰ سے مراد وہ جگہ ہے جو بقیع غرقد میں نمازِ جنازہ کے لئے رکھی گئی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی جگہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے اور وہاں رجم کرنا اور اس کو خون آلود کرنا حرام نہیں۔

علماء نے اس رجم میں اختلاف کیا ہے جو چار بار اقرار کرنے کے بعد مستوجبِ رجم ہوتا ہے سفیان ثوری، ابن ابی لیلیٰ حکم بن عتیبہ اسی کے قائل ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا یہی مذہب ہے "رضی اللہ عنہم"، ایک صحیح ترین روائت کے مطابق امام احمد کا بھی یہی قول ہے اور یہ دونوں حدیثیں اس مسئلہ کی دلیل ہیں۔ حماد بن ابی سلیمان اور امام مالک و شافعی اور ایک روائت میں امام احمد کہتے ہیں اگر عورت اپنی ذات پر ایک بار اقرار کر لے تو حد واجب ہو جائے گی اور اس سے زیادہ بار اقرار کی ضرورت نہیں اُنہوں نے غامدیہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اس کے ایک بار اقرار کرنے سے رجم کا حکم کر دیا تھا۔ امام طحاوی نے اس کا جواب دیا کہ راوی نے ایک بار اقرار نقل کرنے پر اس لئے اکتفاء کی ہے کہ گمان یہی تھا کہ چار بار اقرار موجبِ رجم ہے جبکہ ماعز اسلمی کی حدیث مشہور تھی اور چار بار اقرار ذکر نہ کرنے کو یہ لازم نہیں کہ چار بار اقرار کی ضرورت ہی نہیں۔ دوسری شرطیں جن کا رجم میں اعتبار ہے بھی مذکور نہیں ہیں اور وہ سات شرطیں ہیں۔ اوّل احصان (شادی شادی ہونا) دوم بالغ ہونا سوم مسلمان ہونا چہارم آزاد ہونا۔ پنجم عاقل ہو۔ ششم اور زنا نہ کیا ہو۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے احصان میں اسلام شرط قرار دیا ہے، کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے شرک کیا وہ محصن نہیں ہے۔ نیز غامدیہ کو بھی چار بار ردّ کیا تھا (مسند بزار) نیز اس مسئلہ میں بھی علماء نے اختلاف کیا ہے کہ اس کے لئے گڑھا کھودا جائے گا یا نہیں۔ بعض نے کہا گڑھا کھودنا عورت کے لئے مخصوص ہے تاکہ کشفِ عورت نہ ہو۔ نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا مرد و زن کے لئے گڑھا کھودنے میں تین وجہیں ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور صحیح تر روائت میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم نے کہا عورت اور مرد کے لئے گڑھا نہ کھودا

marfat.com

بَابُ الْخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيْهِ

جائے۔ ایک روائت میں ہے کہ مرد اور عورت کے لئے گڑھا کھودا جائے گا۔ زنا گواہی سے ثابت ہو یا اقرار سے ثابت ہو اور عورت میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ سینہ تک گڑھا کھودنا مستحب ہے۔ دوسرا یہ کہ مستحب نہیں۔ تیسرا یہ کہ اگر گواہی سے زنا ثابت ہو تو گڑھا کھودنا جائز ہے۔ اور اگر اقرار سے ثابت ہو تو گڑھا کھودنا جائز نہیں؛ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ دوڑ جائے اور اقرار سے رجوع کر لے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک بار اقرار ہی کافی ہوتا ہے؛ کیونکہ شریعت میں اقرار حجت ہے۔ جبکہ اس میں صدق کا رجحان ہوتا ہے۔ ایک بار کرے یا بار بار اقرار کرے اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس یہی چاہتا ہے لیکن اس کو نص سے ترک کر دیا ہے اور وہ یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز کو رد کیا تھا یہاں تک کہ اس نے چار بار اقرار کیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب خلع اور اس میں طلاق کیسی ہے؟

خلع بضم الخاء وسکون اللام خَلَعَ الثوب والنعل وغیرہما سے ماخوذ ہے۔ یعنی کپڑا یا جوتا وغیرہ اُتار دیا؛ کیونکہ عورت مرد کا لباس ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ "عورتیں تمہارا لباس ہیں تم ان کا لباس ہو۔ اجرام اور معانی میں فرق کرنے کے لئے اس کی مصدر بضم الخاء ہے؛ چنانچہ اجرام میں خلع الثوب خَلْعًا بفتح الخاء کہا جاتا ہے۔ اور معانی میں خلع امرءتہ خُلْعًا خُلْعَۃً بالضم کہا جاتا ہے۔ شریعت مطہرہ میں مرد کا اپنی بیوی کو کسی عوض پر جُدا کرنا خُلع ہے۔ لہٰذا اگر عورت نے شوہر سے قرضہ لینا ہو یا قصاص کا بدل شوہر پر ہو تو اس پر خلع جائز ہے۔ ضروری نہیں کہ بدل مال ہو اس کی شرط وہی ہے جو طلاق کی شرط ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ طلاق بائن واقع ہوگی وہ مرد کی طرف سے قسم ہے اور عورت کی طرف سے معاوضہ ہے۔ تمام علماء کا خلع کی مشروعیت پر اتفاق ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قدیم قول یہ ہے کہ خلع فسخ ہے۔ اگر طلاق کی نیت کرے تو طلاق بائنہ ہوگی اور ایک قول کے مطابق رجعی طلاق ہے۔

صحیح ترین قول یہ ہے کہ خلع طلاق بائن ہے۔ جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے روائت ہے کہ خلع طلاق بائن ہے احناف نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خُلع کو طلاق

marfat.com

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْئًا
اِلٰی قَوْلِهِ الظّٰلِمُوْنَ وَاَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ وَاَجَازَ
عُثْمَانُ الْخُلْعَ دُوْنَ عِقَاصِ رَاْسِهَا وَقَالَ طَاؤُسٌ اِلَّآ اَنْ یَّخَافَا
اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِیْمَا افْتُرِضَ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰی صَاحِبِهٖ فِی
الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ وَلَمْ یَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَآءِ لَا تَحِلُّ حَتّٰی تَقُوْلَ
لَا اَغْتَسِلُ لَكَ مِنْ جَنَابَةٍ

بائن کہا ہے (دار قطنی و بیہقی)
عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خُلع کو طلاق کیا ہے۔ احناف کا یہی مذہب ہے کہ خلع طلاق بائن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے لئے حلال نہیں کہ عورتوں سے وہ لو جو تم نے اُن کو مہر دیا ہے مگر یہ کہ مرد و زن کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے تو اُن پر کچھ حرج نہیں کہ عورت فدیہ دے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو کوئی اللہ کی حدود سے آگے بڑھے وہی لوگ ظالم ہیں۔"

اس آیت کریمہ کو یہاں ذکر کرنے سے غرض یہ ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی کا اُن سے جھگڑا رہتا تھا اُس نے خلع کی درخواست دربار رسالت میں گذاری تھی۔ یہ اسلام میں سب سے پہلا خلع تھا اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ میں حکام اور ازواج دونوں مخاطب ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خلع میں صرف حکام مخاطب ہوں چونکہ ازواج حکام کے حکم سے فدیہ پکڑتے ہیں اس لئے اخذ فدیہ کی نسبت حکام کی طرف کی

"اَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ الخ"

marfat.com

۴۹۳۴ — حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ جَمِيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بادشاہ (قاضی، حاکم) کے بغیر خلع جائز کہا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عورت کے چٹلے کے سوا خلع جائز کہا ہے "

یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ضروری نہیں کہ خلع حاکم یا قاضی کے سامنے ہو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر شئ جس کی عورت اپنے سر کے چٹلے کے سوا مالک ہو کے عوض خلع جائز کہا ہے۔ عِقاص بکسر العین عقیقہ کی جمع ہے۔ اس میں حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام سے متعدد روایات منقول ہیں بعض کہتے ہیں شوہر نے جو مہر دیا ہے اس سے زیادہ نہ لے اگر زیادہ لیا ہو تو صدقہ کر دے۔ اکثر علماء یہی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں۔

قَالَ طَاؤُسٌ اِلَّا اَنْ يَخَافَا اَنْ لَا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ

طاؤس نے کہا مگر یہ کہ انہیں خوف ہو کہ وہ اللہ کے حدود قائم نہیں رکھ سکیں گے"

کی تفسیر میں کہا: اس سے وہ احکام مراد ہیں جو ان دونوں میں سے ہر ایک پر صحبت اور ایک ساتھ رہنے میں مقدر کئے ہیں"، اور طاؤس نے بیوقوفوں کی سی بات نہیں کی"، کہ خلع اس وقت ہی جائز ہے کہ عورت کہے کہ میں تیرے لئے جنابت سے غسل نہیں کروں گی اور اس کو جماع کرنے سے روکے بلکہ خلع اس وقت جائز ہے کہ جب عورت شوہر سے صحبت اور ایک ساتھ رہنے کو جو اس کے لئے مقدر ہے۔ قائم نہ کر سکے۔ اس وقت عورت نافرمان شمار ہوگی اور خلع میں اس سے مال لینا جائز ہے۔

قولہ لَا اَغْتَسِلُ یہ وطئ سے کنایہ ہے"

۴۹۳۴ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور

marfat.com

أُبْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتُبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّيْ أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً

عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! ثابت بن قیس کے خُلق اور دین میں اسے میں عتاب نہیں کرتی لیکن میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی ہوں۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ اسے واپس کرے گی؟ عرض کیا جی ہاں! جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ثابت بن قیس سے فرمایا باغ قبول کرو اور اسے ایک طلاق دے دو! بخاری نے کہا ابن عباس سے روائت کرنے میں ازہر ابن جمیل کی مطابعت نہیں کی گئی۔

۴۹۳۴ —

شرح: یعنی ثابت قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا میں ثابت بن قیس سے مفارقت چاہتی ہوں اور کسی بُرائی یا بدخلقی اور بے دینی کے باعث نہیں لیکن میں اس کی طبیعت سے خوش نہیں مجھے اپنی ذات پر خوف ہے کہ اسلام میں عداوت اور نفاق وغیرہ جو اسلام کے مقتضٰی سے [illegible] ہے سرزد نہ ہو جائے یا ہم باہم ایک دوسرے کے لئے حقوق زوجیت پُورے نہ کر سکیں یعنی میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔

ایک روائت میں ہے کہ میں ایک دن خیمہ کے پاس کھڑی تھی کہ ثابت کو چند مردوں میں آتے ہوئے دیکھا۔ اچانک میری نظر اس پر پڑی وہ سیاہ فام اور قد و قامت میں بہت ہی چھوٹا اور قبیح المنظر ہے۔ ابن ماجہ کی روائت میں ہے۔ ثابت بن قیس کے منہ پر چیچک تھی اس کی بیوی نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اگر مجھے اللہ کا خوف نہ ہو تو جب وہ میرے پاس آئے میں اس کے چہرے پر تھوک دوں۔

عبدالرزاق کی روائت میں ہے کہ اُس نے کہا یا رسُول اللہ! آپ میری خوبصورتی اور حسن و جمال کو دیکھتے ہیں جبکہ ثابت کے چہرہ پر چیچک (وہ رنگ میں سیاہ دیکھنے میں بدصورت ہے) اس لئے میں اس سے مفارقت چاہتی ہوں کہ میں اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی ہوں۔ ثابت بن قیس جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خطیب تھے جیسے حسان بن ثابت حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے شاعر تھے۔ وہ اُحد اور دیگر غزوات میں شریک ہُوئے اور یمامہ کی جنگ میں شہید ہو گئے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں لڑی گئی تھی ان کی بیوی کا نام جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی سلول ہے، لیکن اہل مدینہ منورہ نے کہا کہ وہ حبیبہ بنت سہل

marfat.com

۴۹۳۵ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ الْوَاسِطِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِکْرِمَةَ اَنَّ اُخْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَیٍّ هٰذَا وَقَالَ تَرُدِّیْنَ حَدِیْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْهَا وَاَمَرَهٗ یُطَلِّقُهَا وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَطَلِّقْهَا وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ تَمِیْمَةَ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةُ ثَابِتِ بْنِ قَیْسٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَا اَعْتِبُ عَلٰی ثَابِتٍ فِیْ دِیْنٍ وَلَا خُلُقٍ وَلٰکِنِّیْ لَا اُطِیْقُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّیْنَ عَلَیْهِ حَدِیْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ

۴۹۳۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

انصاریہ ہے۔ ثابت بن قیس سے پہلے جمیلہ حنظلہ بن ابی عامر غسیل ملائکۃ کی بیوی تھی ان کے شہید ہونے کے بعد اس سے ثابت بن قیس نے نکاح کیا تھا۔ اُن سے خُلع کے بعد اس سے حبیب بن اساف انصاری نے نکاح کیا تھا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤطا میں ثابت بن قیس کی بیوی کا نام حبیبہ بنت سہل ذکر کیا نام مریم مغالیہ ذکر کیا ہے۔ بخاری کی عکرمہ سے روائت میں عبد اللہ بن اُبی کی بہن مذکور ہے۔ کما سیجئ ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۹۳۵ — ترجمہ : عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ عبد اللہ بن اُبی کی بہن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اور حدیث ذکر کی "سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ واپس کرے گی۔ عرض کیا جی ہاں اور اُس نے باغ واپس کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کو حکم دیا کہ اس کو طلاق دیدے۔ ابراہیم بن طہمان نے خالد اور عکرمہ کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی"

marfat.com

ابْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَادٌ اَبُوْنُوْحٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرُبْنُ حَازِمٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَنْقِمُ عَلٰى ثَابِتٍ فِىْ دِيْنٍ وَلَا خُلُقٍ اِلَّا اِنِّىْ اَخَافُ الْكُفْرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ فَقَالَتْ نَعَمْ فَرَدَّتْ عَلَيْهِ وَاَمَرَهٗ فَفَارَقَهَا ۴۹۳۸ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ جَمِيْلَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

۴۹۳۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ثابت بن قیس کی بیوی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں ثابت کی دینداری اور اس کے خلق پر اسے عتاب نہیں کرتی ، لیکن میں اس کو برداشت نہیں کر سکتی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس کا باغ اسے واپس کرے گی ؟ عرض کیا جی ہاں ! میں واپس کرتی ہوں ۔

۴۹۳۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ثابت بن قیس کی دینداری اور اس کے اچھے خلق کا انکار نہیں کرتی ، لیکن میں اسلام میں کفر سے ڈرتی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس کا باغ اسے واپس کرے گی ؟ عرض کیا جی ہاں ! پھر اس نے ثابت کو باغ واپس کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اسے جدا کر دے ۔

۴۹۳۸ — ترجمہ : ایوب نے عکرمہ سے روایت کی کہ جمیلہ اور مذکور حدیث ذکر کی ۔

۳۵-۳۶-۳۷-۴۹۳۸ — شرح : اس باب کی آخری حدیث میں اشارہ کیا ہے کہ جس عورت نے ثابت بن قیس سے خلع کیا تھا ۔ اس کا نام جمیلہ ہے ۔ اس عورت کے نام میں اقوال مذکور ہیں ۔ دار قطنی اور بیہقی نے ابو زبیر کی روایت میں ذکر کیا کہ ثابت بن قیس کی بیوی عبداللہ بن ابی کی لڑکی زینب تھی اور نسائی اور ابن ماجہ کی روایت

marfat.com

بَابُ الشِّقَاقِ

وَهَلْ يُشِيْرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرَرِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ خَبِيْرًا

میں ذکر کیا کہ ثابت بن قیس کی بیوی عبداللہ بن ابی کی لڑکی زینب تھی اور نسائی اور ابن ماجہ کی روائت میں مریم مغالیہ نام ذکر کیا ہے نسائی اور طبرانی نے ربیع بنت معوذ کی حدیث میں جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی ذکر کیا ہے اسی پر ابن سعد نے طبقات میں جزم کیا ہے کہ وہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی ہے۔ بخاری نے عکرمہ سے روائت کی کہ اس میں عبداللہ بن ابی کی بہن کا ذکر کیا ہے کہ اُس نے ثابت بن قیس سے خلع کیا تھا۔ اکثر طرق میں اس کا نام حبیبہ بنت سہل مذکور ہے۔ امام مالک نے مؤطا میں یہی ذکر کیا ہے۔ بعض محدثین نے اسے اصح کہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ثابت بن قیس نے متعدد دفعہ خلع کیا ہو کبھی اس کے لئے کبھی اس کے لئے ہو

اسماء رجال : اسحاق واسطی وہ ابوبشر اسحاق بن شاہین واسطی۔ ابن ابی نمیمہ کا نام ابوبکر کیسان ہے۔ قراد بضم القاف و تخفیف الراء لقب ہے۔ اُن کا نام عبدالرحمٰن ابن غزوان ہے اور کنیت ابونوح ہے۔ بہت بڑے حفاظ میں سے ہیں۔ محدثین نے ان کو ثقہ کہا ہے لیکن ایک حدیث میں ان کی خطاء ذکر کی ہے جو انہوں نے لیث سے بیان کی ہے بخاری میں اس حدیث کے سوا کوئی حدیث نہیں۔

بابُ الشِّقَاق

کیا ضرورت کے وقت خلع کی طرف اشارہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تم زوجین میں دشمنی کا خوف کرو تو ایک فیصل شوہر کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے فیصل بھیجو الخ خَبِیْرًا تک ،،

شرح : اس باب میں اس شقاق کا ذکر ہے جو مذکور آئت کریمہ میں ہے۔ شقاق بکسر الشین بمعنی عداوت اور اختلاف ہے۔ خلع کو اس لئے شقاق کہتے ہیں کہ زوجین میں سے ہر ایک وہ کام کرتا ہے جو دوسرے کے لئے دشوار ہوتا ہے۔ اس آئت کریمہ میں حکام سے خطاب ہے۔

marfat.com

۴۹۳۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ بَنِیْ الْمُغِيْرَةِ اسْتَاذَنُوْا فِیْ اَنْ يَنْكِحَ عَلِیٌّ اِبْنَتَهُمْ فَلَا اٰذَنُ ۔

ابن بطال نے کہا ایک حَکَم مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے ہو اگر ان کے خاندان سے کوئی حَکَم نہ ہو تو اجانب سے حَکَم تجویز کر لیا جائے جو فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ جب حَکَم (فیصل) آپس میں اختلاف کریں تو اُن کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا اور اگر ان میں اتفاق ہو تو توکیل و اجازت کے بغیر ان کا فیصلہ قابل عمل ہوگا۔ اگر وہ فیصلہ میں ان کی تفریق پر اتفاق کریں تو علماء کوفہ اور امام شافعی اور احمد نے کہا ان کے لئے زوجین کی اجازت ضروری ہے ان کی اجازت کے بغیر تفریق نہیں؛ کیونکہ طلاق شوہر کے ہاتھ میں ہے مگر وہ اجازت دے تو فبہا ورنہ اس کی طرف سے حاکم طلاق دے گا۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ حاکموں کے باعث زوجین میں اتفاق و تفریق ہو سکتی ہے۔ عامر سے ایک مرد اور عورت سے متعلق پوچھا گیا۔ جنہوں نے حاکم مقرر کیا تھا پھر ان کا خیال ہُوا کہ آپس میں رجوع کریں تو عامر نے کہا جب تک اُنھوں نے کلام نہیں کیا رجوع کر سکتے ہیں اور اگر کلام کر لیا ہے تو ان کا رجوع کرنا جائز نہیں۔

۴۹۳۹ — ترجمہ : مسور بن مخرمہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ بنی مغیرہ نے اجازت طلب کی ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا علی سے نکاح کر دیں میں اجازت نہیں دیتا ہوں۔

۴۹۳۹ — شرح : کرمانی نے کہا اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اس نکاح سے راضی نہ تھیں اور آپ کے اور حضرت علی المرتضیٰ کے درمیان اس کے باعث اختلاف متوقع تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے وقوع کا دفاع فرمایا کہ اس کی اجازت نہیں دیتا تاکہ شروع سے ہی خلع کی راہ بند ہو۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلے گزرا ہے کہ بنی ہشام نے یہ ارادہ کیا تھا اور کتاب الجہاد میں ہے کہ یہ لڑکی ابوجہل کی لڑکی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں کیونکہ ابوجہل عمر بن ہشام بن مغیرہ ہے لہذا دونوں ایک ہی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابٌ لَا يَكُوْنُ بَيْعُ الْاَمَةِ طَلَاقًا

۴۶۴۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ فِیْ بَرِيْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ اِحْدَى السُّنَنِ اَنَّهَا اُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِیْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَّاُدْمٌ مِنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ بُرْمَةً فِيْهَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ

باب لونڈی کو بیچنا طلاق نہیں

یعنی کسی نے اپنی لونڈی کا کسی سے نکاح کر دیا۔ اگر لونڈی کا مالک اسے فروخت کر دے تو وہ اس کے شوہر کی طرف سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ تمام فقہا کا یہی مسلک ہے۔ بعض نے کہا لونڈی کو بیچنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

۴۹۴۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بریرہ کے معاملہ میں تین احکام ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ وہ آزاد کی گئی تو اسے اپنے شوہر کے بارے میں اختیار دیا گیا۔ (۲) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے (۳) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے، حالانکہ گوشت کی ہنڈیا جوش مار رہی تھی۔ روٹی

marfat.com

بَابُ خِيَارِ الْاَمَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

۴۹۴۱ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاَيْتُهٗ عَبْدًا يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ

۴۹۴۲ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَاكَ مُغِيْثٌ عَبْدُ بَنِيْ فُلَانٍ يَعْنِيْ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَتْبَعُهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ يَبْكِيْ عَلَيْهَا

اور گھر کے سالن سے سالن آپ کے پاس لایا گیا تو فرمایا کیا میں ہنڈیا نہیں دیکھ رہا ہوں کہ اس میں گوشت ہے۔ گھر والوں نے عرض کیا کیوں نہیں لیکن وہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اور آپ صدقہ نہیں کھاتے فرمایا یہ بریرہ کے لئے صدقہ ہے۔ ہمارے لئے یہ ہدیہ ہے۔

۴۹۴۰ــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جب عتق سے (آزاد کرنا) طلاق واقع نہیں ہوتی تو بیع سے بطریق اَوْلیٰ طلاق واقع نہ ہوگی۔ اگر عتق سے طلاق واقع ہو جاتی تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ کو اختیار نہ دیتے؛ کیونکہ اختیار دینا وجودِ نکاح کی دلیل ہے؛ کیونکہ نکاح کا عقدہ اس کے شوہر کے ہاتھ میں ہے اس کو کھولنے کا حق بھی شوہر کو ہے لہٰذا لونڈی کا مالک طلاق کے حق سے محروم ہے۔ بریرہ کے معاملے میں تین شرعی احکام ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ منکوحہ جب آزاد ہو جائے تو اسے اپنے شوہر کے نکاح میں رہنے میں اختیار ہے چاہے تو اس سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کوئی غلام کو آزاد کرے اس کی ولاء کا وہی مستحق ہے بیچنے والا ولاء سے محروم ہے۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ ملکیت تبدیل ہو جانے سے شئی میں تبدیلی آجاتی ہے۔ کیونکہ گوشت جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا تھا۔ اس کا حکم اور تھا؛ لیکن جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرنا ہُوا تو اس کا تبدیل ہو گیا۔ اب وہ صدقہ نہ رہا نذرانہ بن گیا۔

marfat.com

۴۹۴۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا اَسْوَدَ يُقَالُ لَهٗ مُغِيْثٌ عَبْدُ لِبَنِيْ فُلَانٍ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْفُ وَرَآءَهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ

باب جو لونڈی غلام کی منکوحہ ہو، آزاد ہو جانے سے اسے اختیار ہے

۴۹۴۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے بریرہ کے شوہر کو عبد دیکھا ہے۔

۴۹۴۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ یعنی بریرہ کا شوہر مغیث ہے جو بنی فلاں کا غلام ہے۔ گویا میں اُسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں اس کے پیچھے روتا پھرتا ہے۔

۴۹۴۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بریرہ کا شوہر سیاہ غلام تھا اس کو مُغیث کہا جاتا ہے۔ گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ اس کے پیچھے مدینہ منورہ کی گلیوں میں پھر رہا ہے۔

۴۱ تا ۴۹۴۳ — شرح : باب کے عنوان اور اس کے تحت بعض احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ بریرہ کا شوہر غلام تھا آزاد نہ تھا۔ محدثین کی جماعت نے بھی عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ بریرہ کا شوہر حیاہ فام غلام تھا۔ اس حدیث سے امام شافعی اور امام مالک نے استدلال کیا کہ اگر منکوحہ لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا شوہر غلام ہو تو اسے اختیار ہے کہ اس کے نکاح میں رہے یا نہ رہے، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیا تھا جبکہ وہ غلام تھا تو بریرہ نے اپنی ذات کو اختیار کیا شوہر کو اختیار نہ کیا۔ اگر وہ آزاد ہوتا تو آپ اختیار نہ دیتے۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا منکوحہ لونڈی جب آزاد ہو جائے تو اسے اختیار ہے کہ شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ۔

marfat.com

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زَوْجِ بَرِيْرَةَ

۴۹۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ عَبْدًا

اس کا شوہر غلام ہو یا آزاد ہو اس کی دلیل ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ جب بریرہ آزاد ہوئی تھی اس کا شوہر آزاد تھا اور اسے اختیار دیا گیا (ترمذی) نیز نسائی اور ابن ماجہ کی روائت میں بھی یہی ہے کہ بریرہ کا شوہر اس کے عتق کے وقت آزاد تھا۔ ظاہری بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ "اگر وہ آزاد ہوتا تو بریرہ کو اختیار نہ دیا جاتا" یہ اضافہ عروہ نے کیا ہے، کیونکہ نسائی نے تصریح کی ہے کہ قَالَ عُرْوَةُ وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمَا خَيَّرَهَا، نسائی کے الفاظ میں ابن حبان نے اپنی صحیح میں اسی طرح روائت کی ہے۔ طحاوی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا کلام ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ عروہ کا کلام ہو پہلے احتمال سے قطعی حجت ثابت نہیں۔ اگر تسلیم بھی کر لیں کہ یہ ام المؤمنین کا کلام ہے لیکن ام المؤمنین سے دو متعارض روائتیں ہیں ایک میں مغیث کو عبد ذکر کیا ہے۔ دوسری میں حُرّ (آزاد) ذکر کیا ہے۔ لہٰذا ان دونوں سے استدلال صحیح نہیں۔

اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ مغیث میں دو حالتوں میں اختلاف ہے۔ ایک یہ کہ وہ عبد تھا دوسری یہ کہ وہ حُرّ تھا۔ یہ مُسَلَّم ہے کہ اصل میں عبد تھا بعد میں حرّ ہوا تھا، کیونکہ عکس محال ہے کہ حریت کے بعد عبدیت نہیں آسکتی تو اس سے واضح ہو گیا کہ جب مغیث کی بیوی آزاد ہوئی تھی اور اس کو اختیار دیا گیا تھا۔ اس وقت اس کا شوہر آزاد تھا۔ لہٰذا جن روایات میں عبد مذکور ہے وہ پہلی حالت ہے اور جن میں حرّ مذکور ہے وہ آخری حالت ہے آخری حالت میں بریرہ آزاد ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ اگر وہ حر ہوتا تو بریرہ کو اختیار نہ دیا جاتا محل تامل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بابؔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بریرہ کے شوہر کی شفاعت کرنا ؓ

۴۹۴۴ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ بریرہ کا شوہر عبد تھا اس کو مُغیث کہا جاتا تھا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ

marfat.com

يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبَّاسٍ يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَاجَعْتِيهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ تَأْمُرُنِي قَالَ إِنَّمَا أَشْفَعُ قَالَتْ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ **بَابٌ**

اس کے پیچھے روتا ہوا پھر رہا ہے اور اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہہ رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس کیا تم بریرہ سے مغیث کی محبت اور مغیث سے بریرہ کے بغض سے تعجب نہیں کرتے ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بریرہ سے) فرمایا: اگر تو مغیث کی طرف رجوع کر لیتی تو اچھا ہوتا۔ بریرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے حکم فرماتے ہیں یا شفاعت فرما رہے ہیں۔ فرمایا میں صرف شفاعت کرتا ہوں۔ بریرہ نے کہا مجھے اس کی حاجت نہیں۔

۴۹۴۴ ـــــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حاکم کے پاس مقدمہ آئے تو حاکم خصم سے کہہ سکتا ہے کہ تم اپنا حق دوسرے سے ساقط کر دو یا دعویٰ چھوڑ دو، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے فرمایا تھا جبکہ وہ مدعیٰ علیہا تھیں کہ اگر تو اس طرف رجوع کر لیتی تو اچھا ہوتا۔

معلوم ہوا کہ امام، عالم اور خلیفہ سے رعیت کی حاجات میں شفاعت کرائی جا سکتی ہے۔

بخاری کی روایت میں ہے: اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا يَشَاءُ "یعنی شفاعت کرو تمہیں ثواب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی "علیہ السلام" کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے

جو وہاں تھے ہو یہیں آ کے ہو ؎ جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

نیز حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کو کسی مسلمان عورت سے محبت ہو اور وہ اس کے عشق میں بیقرار ہو تو جب تک حرام یا گناہ میں ملوث نہ ہو اس کی محبت کو ظاہر کرنے یا چھپائے رکھنے میں حرج نہیں"

بابٌ

marfat.com

۴۹۴۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عَائِشَةَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَاَبٰى مَوَالِيْهَا اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطُوْا الْوَلَآءَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا وَاَعْتِقِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيْلَ اِنَّ هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ

۴۹۴۶ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَزَادَ فَخُيِّرَتْ مِنْ زَوْجِهَا

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ

۴۹۴۵ — ترجمہ : اسود سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو بریرہ کے مالکوں نے انکار کر دیا مگر یہ کہ ولاء کی شرط کریں (کہ ولاء ان کی ہوگی) ام المؤمنین نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا بریرہ کو خرید کر آزاد کر دو۔ ولاء اس کے لئے جو آزاد کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا اور عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بریرہ کے لئے صدقہ تھا ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

۴۹۴۶ — ترجمہ : آدم نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی اور یہ اضافہ کیا کہ بریرہ کو اس کے شوہر سے اختیار دیا گیا۔ (یہ حدیث کئی بار گزری ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں!

marfat.com

البتہ مومنہ لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے
اگرچہ تمہیں اچھی معلوم ہو!"

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ آنے والے بابوں کے لئے بطور تمہید ذکر کی ہے اور مقصود ذکر نہیں کیا کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ غیر مسلمہ عورت کے نکاح میں اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آئت کے عموم کے پیش نظر جو آئت سے ظاہر ہے فرمایا کتابیہ عورتوں سے نکاح جائز نہیں؛ کیونکہ کتابی عورتیں یہودی ہوں یا نصرانی مشرکہ ہیں وہ حضرت عیسیٰ اور عُزَیْر علیہما السلام کو اللہ کے بیٹے اعتقاد کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی عورتوں کو اس آئت سے مستثنیٰ کیا ہے اور سورۂ مائدہ کی آئت کریمہ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ ،، سے اس عموم کی تخصیص کی گئی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جب یہ آئت کریمہ: لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ الخ نازل ہوئی تو لوگ اُن سے رُک گئے حتیٰ کہ اس کے بعد والی آئت کریمہ: وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ نازل ہوئی تو لوگوں نے اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا۔ حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت نے نصرانی عورتوں سے نکاح کیا اور اس میں کچھ حرج نہ سمجھا۔ ابوعبیدہ نے کہا صحابہ کرام اور تابعین کے آثار اس باب میں بسیار منقول ہیں۔

امام مالک، اوزاعی، سفیان ثوری، تمام علماء کوفہ، شافعی اور تمام علماء کا یہی مسلک ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے نائلہ بنت فرافصہ کلبیہ سے نکاح کیا؛ حالانکہ وہ نصرانیہ تھی۔ حضرت حذیفہ نے یہودی عورت سے نکاح کیا جبکہ اُن کے نکاح میں دو عربی عورتیں بھی تھیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں خط لکھا کہ یہودی عورت چھوڑ دیں۔ حذیفہ نے جواب لکھا کیا یہودیہ عورت سے نکاح حرام ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا حرام نہیں ہے، لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم زانیہ عورتوں میں واقع نہ ہو جاؤ جو اُن میں بسیار ہیں۔ اور اس تکاہل اور مساہلہ سے زانی عورتوں سے نکاح میں نہ پڑ جاؤ۔ بعض نے کہا مشرک عورتوں سے مراد بت پرست عورتیں ہیں۔ بعض نے کہا محصنات سے وہ عورتیں مراد ہیں جو زناء کی تہمت سے پاک ہیں۔ بعض نے کہا محصنات سے مراد آزاد عورتیں ہیں۔ لونڈیاں مراد نہیں۔ بعض نے کہا اہلِ کتاب سے اسرائیلیات مراد ہیں امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ذمی عورتیں ہیں حربی عورتیں مراد نہیں۔ (عینی)

marfat.com

۴۹۴۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ نِكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ اَوِ الْيَهُوْدِيَّةِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْمُشْرِكَاتِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا اَعْلَمُ مِنَ الْاِشْرَاكِ شَيْئًا اَكْثَرَ مِنْ اَنْ تَقُوْلَ الْمَرْاَةُ رَبُّهَا عِيْسٰى وَهُوَ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ

بَابُ نِكَاحِ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ وَعِدَّتِهِنَّ

۴۹۴۷ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نصرانیہ اور یہودیہ عورت سے نکاح کے متعلق پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر مشرک عورتوں سے نکاح حرام فرمایا ہے اور میں اس سے بڑا کوئی شرک نہیں جانتا کہ عورت کہے میرا رب عیسیٰ ہے، حالانکہ وہ اللہ کے بندوں میں سے بندہ تھے۔

۴۹۴۷ — شرح : اسی طرح یہودیہ عورت کہتی ہے کہ میرا رب عزیر ہے۔ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ ان سے نکاح جائز ہے اور یہ آیت کریمہ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ منسوخ ہے۔ اس کا ناسخ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ ،، ہے۔ ابو عبید نے کہا اب مسلمانوں کو اہل کتاب سے نکاح کرنے کی رخصت ہے۔ اور یہ تحلیل تحریم کی ناسخ ہے نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت سورۂ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بقرہ کی آیت کو مخصوص اور منسوخ نہیں مانتے۔ وہ اس حدیث میں متفرد ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا حلال ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ نہ کرے۔

بابؔ مشرک عورتوں میں سے جو مسلمان ہو جائے اُن سے نکاح کرنا اور ان کی عدّت ،،

کافرہ عورت اگر مسلمان ہو جائے اور مسلمانوں کی طرف ہجرت کر کے

marfat.com

۴۹۴۸ ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ عَلٰى مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ كَانُوْا مُشْرِكِيْ اَهْلِ حَرْبٍ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُوْنَهٗ وَمُشْرِكِيْ اَهْلِ عَهْدٍ لَا يُقَاتِلُهُمْ وَلَا يُقَاتِلُوْنَهٗ وَكَانَ اِذَا هَاجَرَتِ امْرَأَةٌ مِنْ اَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتّٰى تَحِيْضَ وَتَطْهُرَ فَاِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ فَاِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ اَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ اِلَيْهِ وَاِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِنْهُمْ اَوْ اَمَةٌ فَهُمَا حُرَّانِ وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ اَهْلِ

آجائے تو اس کے شوہر اور اس کے درمیان فرقت واقع ہو جاتی ہے۔ اکثر فقہاء کے نزدیک تین حیض گزار کر نکاح کر سکتی ہے۔ یہ امام شافعی کا مذہب ہے امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اِستبراء رحم کے لئے صرف ایک حیض کافی ہے، کیونکہ اسلام قبول کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اس کے لئے ایک حیض کافی ہے اور تین حیض مطلّقہ عورت کی عدّت ہے۔

۴۹۴۸ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے نزدیک مشرکوں کے دو مرتبے تھے۔ ایک حربی مشرک جن سے حضور جنگ کرتے تھے اور وہ حضور سے لڑتے تھے دُوسرے ذمّی مشرک جن سے حضور جنگ نہ کرتے تھے اور نہ وہ حضور سے لڑتے تھے جب حربی مشرکوں کی کوئی عورت مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آتی تو اس کو پیغامِ نکاح نہ بھیجا جاتا حتیٰ کہ اسے حیض آتا اور وہ اس سے پاک ہو جاتی جب وہ پاک ہو جاتی تو اس کے لئے نکاح کرنا حلال ہوتا اگر اس کے نکاح کرنے سے پہلے اس کا شوہر بھی

marfat.com

الْعَهْدِ مِثْلَ حَدِيْثِ مُجَاهِدٍ وَّاِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَهْلِ الْعَهْدِ لَمْ يُرَدُّوْا وَرُدَّتْ اَثْمَانُهُمْ وَقَالَ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَتْ قُرَيْبَةُ بِنْتُ اَبِىْ اُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ وَكَانَتْ اُمُّ الْحَكَمِ اِبْنَةُ اَبِىْ سُفْيَانَ تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ الْفِهْرِيِّ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ

مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آجاتا تو اس کو واپس کی جاتی۔ اور اگر ان میں سے کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کر کے آتے تو دونوں آزاد ہوتے اور جو مہاجرین کا حکم اور حال ہوتا ان کا بھی وہی حکم وحال ہوتا پھر عطاء نے مشرکانِ اہلِ عہد کے حال سے مجاہد کی حدیث کی مانند ذکر کیا اور اگر مشرکین اہل عہد (اہل ذمہ) سے کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کر کے آتے تو اُن کو واپس نہ کیا جاتا اور ان کی قیمتیں واپس کی جائیں۔ عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ قُرَیبَہ بنت ابی اُمَیّہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اُنھوں نے اس کو طلاق دیدی تو اس سے معاویہ بن ابی سُفیان نے نکاح کر لیا اور اُمِّ حکم بنت ابی سُفیان عیاض بن غنم فہری کی بیوی تھی اُنھوں نے اس کو طلاق دیدی تو اس سے عبداللہ بن عثمان ثقفی نے نکاح کر لیا۔

۴۹۴۸ — شرح : قولہ ثم ذکر ،، یعنی پھر عطاء نے اہل عہد (اہل ذمہ) کا قصہ مجاہد کی حدیث کی مثل ذکر کیا اور وہ یہ کہ اگر مشرکین اہل ذمہ سے کوئی غلام یا لونڈی مسلمان ہو کر مسلمانوں کی طرف ہجرت کر کے آتے تو انہیں واپس نہ کیا جاتا بلکہ ان کی قیمت ادا کر دی جاتی تھی جیسے مسلمان قیدیوں کا فدیہ دیا جاتا ہے اور فدیہ ادا کرنے سے وہ مسلمانوں کے مملوک نہیں ہوتے تھے ؛ کیونکہ مملوک ہونے کی علت کفر ہے اور وہ منتفی ہو چکی ہے۔ قُرَیبَہ بنت ابی اُمیہ ام المؤمنین ام سلمہ بنت ابی امیہ کی ہمشیرہ ہے۔ ابو اُمیہ کا نام حذیفہ ہے۔ بعض نے سُہیل ذکر کیا ہے اور ام المؤمنین ام سلمہ کا نام ھِند ہے۔ ذہبی نے قریبہ کو صحابیات میں سے شمار کیا ہے۔ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے نکاح فرمایا تھا وہ وہاں موجود تھی۔ اُمِّ حَکَم فتح مکہ میں مسلمان ہوئی۔ وہ ام حبیبہ اور معاویہ کی علاتی بہن ہے۔ ابو عمر نے کہا جب یہ آیت کریمہ : وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

marfat.com

بَابُ اِذَا اَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ اَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ اَوِ الْحَرْبِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَلِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا اَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَ دَاوٗدُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ الصَّائِغِ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ اَهْلِ الْعَهْدِ اَسْلَمَتْ ثُمَّ اَسْلَمَ زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ اَهِيَ امْرَأَتُهٗ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَشَآءَ هِيَ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ وَصَدَاقٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِذَا اَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ يَتَزَوَّجُهَا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَقَالَ الْحَسَنُ

نازل ہوئی اس وقت وہ عیاض بن غنم فہری کی بیوی تھی - اس وقت انہوں نے اس کو طلاق دیدی تو عبداللہ بن عثمان ثقفی نے اس سے نکاح کر لیا تھا۔

باب جب مشرکہ یا نصرانیہ عورت ذمّی یا حربی کی بیوی مسلمان ہو جائے

یعنی جب عورت اپنے شوہر سے پہلے مسلمان ہو جائے تو ان میں محض عورت کے اسلام قبول کرنے سے ہی فرقت واقع ہو جاتی ہے یا عورت کو اختیار ہے یا عدّت کے اندر اندر موقوف رہے گا - اگر شوہر مسلمان ہو گیا تو نکاح باقی رہے گا ورنہ ان میں تفریق ہو جائے گی۔ اس مسئلہ میں مشہور اختلاف ہے ابن بطال نے کہا ابن عباس اور عطاء رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ نصرانیہ عورت کا شوہر سے پہلے اسلام قبول کرنا اس کے نکاح کو فسخ کر دیتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ،، نہ عورتیں مردوں کے لئے ہیں اور نہ مرد عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ یہ آیت کریمہ اپنے عموم کے اعتبار سے سب کو شامل ہے۔ عدّت اور غیر عدّت کا وقت مخصوص نہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

marfat.com

وَقَتَادَةُ فِی مَجُوْسِیَّیْنِ اَسْلَمَا هُمَا عَلٰی نِکَاحِهِمَا وَاِذَا سَبَقَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ وَاَبَی الْاٰخِرُ بَانَتْ لَا سَبِیْلَ لَهٗ عَلَیْهَا وَ قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ قُلْتُ لِعَطَآءٍ اِمْرَاَةٌ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ جَآءَتْ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَیُعَاوِضُ زَوْجَهَا مِنْهَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا

سے بھی اس طرح مروی ہے۔ مجاہد، قتادہ، امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے کہا اگر شوہر عدّت میں مسلمان ہوگیا تو اس سے نکاح کرلے ورنہ نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری نے کہا شوہر پر اسلام پیش کیا جائے گا۔ اگر اس نے اسلام قبول کر لیا تو وہ دونوں پہلے نکاح پر قائم رہیں گے اور اگر اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو ان میں تفریق کر دی جائے گی اور شوہر کا انکار تفریق کا سبب ہے اور اگر دارِ حرب میں عورت مسلمان ہو کر دارِ اسلام میں آگئی تو اختلافِ دارین کے سبب بائن ہو جائے گی۔ قَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا اَسْلَمَتِ النَّصْرَانِیَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حُرِّمَتْ عَلَیْهِ ،، عبدالوارث نے خالد، عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب نصرانیہ عورت اپنے شوہر سے پہلے ایک گھڑی اسلام قبول کرلے تو وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے (اور یہ اپنے عموم کے اعتبار سے مدخول بہا اور غیر مدخول بہا دونوں کو شامل ہے۔

قولہ قال دَاوٗدُ الخ داؤد نے ابراہیم صائغ سے روایت کی کہ عطاء سے اہل ذمہ کی عورت کے متعلق پوچھا گیا جو اسلام قبول کرلے پھر اس کی عدّت میں اس کا شوہر اسلام قبول کرلے تو وہ اس کی بیوی ہے ورنہ نہیں مگر یہ کہ وہ چاہے تو از سرِ نو نکاح کرلے اور نیا مہر مقرر کرے۔

قولہ قال مجاہدٌ الخ مجاہد نے کہا جب عدّت میں مسلمان ہوگیا تو اس سے نکاح کرلے اس کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مسلمان ہو جائے پھر اس کی عدت میں اس کا شوہر اسلام قبول کرلے تو وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نہ وہ عورتیں مردوں کے لئے حلال ہیں اور نہ مرد عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ عطاء کے مذکور قول کی تائید کے لئے ذکر کی ہے اور انھوں نے یہی قول اختیار کیا ہے۔ وہ یہ کہ جب نصرانیہ عورت اسلام قبول کرلے پھر اس کی عدت میں شوہر مشرف باسلام ہو جائے تو وہ نکاحِ جدید کے بغیر اس کے لئے حلال نہیں اور اس میں مہر بھی نیا مقرر کرنا ہوگا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عطاء نے اس سے پہلے باب میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب کوئی عورت مسلمان ہو کر دارالحرب سے ہجرت کر کے آئے تو اس کو نکاح کا پیغام نہیں دیا جائے گا حتی کہ

marfat.com

قَالَ لَا اِنَّمَا كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بَيْنَ اَهْلِ الْعَهْدِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ هٰذَا كُلُّهُ فِيْ صُلْحٍ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ

۴۹۴۹ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنِيْ

اس کو حیض آجائے پھر اس سے پاک ہو جائے اور یہ روایت اُس روایت کے متعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قولہ لم تخطب حتی تحیض و تطھر" ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جب تک وہ عدت میں ہے اپنے شوہر کا انتظار کرے اور یہ بھی احتمال ہے کہ نکاح کے پیغام کی تاخیر اس لئے ہو کہ وہ معتدہ ہے۔ اور اس کو جب تک عدت میں ہو نکاح کا پیغام نہیں دیا جاتا۔ اور جب دوسرے احتمال پر محمول کیا جائے تو تعارض ختم ہو جائے گا۔"

قولہ قَالَ الْحَسَنُ الخ حسن بصری اور قتادہ نے دو مجوسیوں کے بارے میں کہا جو ایک ساتھ مسلمان ہو گئے کہ وہ اپنے پہلے نکاح پر قائم رہیں۔ اگر ان میں سے ایک پہلے مسلمان ہو گیا اور دوسرے نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو وہ شوہر سے بائنہ ہو جائے گی اب شوہر کو اس کی طرف کوئی راہ نہیں ہے۔

قولہ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الخ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا کوئی مشرکہ عورت اسلام قبول کر کے مسلمانوں کی طرف آجائے تو کیا اس کے مشرک شوہر کو اس کے مہر کا معاوضہ دیا جائے گا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کو وہ دو جو اُنھوں نے خرچ کیا ہے۔ عطاء نے کہا کچھ نہ دے۔ ادائِ معاوضہ اس وقت تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ عہد کے درمیان معاہدہ تھا۔ آج کوئی معاہدہ نہیں لہٰذا کچھ نہ دیا جائے گا۔ قَالَ مُجَاهِدٌ الخ مجاہد نے کہا یہ تمام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان صلح میں تھا کہ اگر مسلمانوں کی عورتیں کفار کی طرف چلی جائیں تو کافر مسلمانوں کو ان کے مہر واپس کریں گے اور انہیں روک لیں گے اور جو کفار کی عورتوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی طرف ہجرت کر کے آجائیں وہ ابھی ایسا ہی کریں گے کہ ان کے مہر واپس کریں گے۔ یہ شرط صلح حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان طے پائی تھی" یہ اب نہیں۔

۴۹۴۹ ــــ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ

marfat.com

ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ
الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَتِ
الْمُؤْمِنَاتُ اِذَا هَاجَرْنَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمْتَحَنُهُنَّ
بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ
مُهٰجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ اَقَرَّ
بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ اَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ فَكَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْرَرْنَ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ
لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ
لَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَاَةٍ
قَطُّ غَيْرَ اَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ وَاللّٰهِ مَا اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَاءِ اِلَّا بِمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ لَهُنَّ اِذَا اَخَذَ عَلَيْهِنَّ
قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن عورتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرتیں تو آپ اُن کا اللہ تعالیٰ کے کلام "اے مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لو اور اللہ اُن کا ایمان جانتا ہے" سے ان کا امتحان لینے، جو مومن عورت اس شرط کا اقرار کرتی وہ محنت و ابتلاء میں واقع ہونے کا اقرار کرتی (آزمائش میں پوری اُترتی) جب وہ اپنے قول سے اس شرط کا اقرار کر لیتیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے فرماتے جاؤ میں نے تمہیں بیعت کر لیا بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔ سوا اس کے آپ صرف ان کو کلام سے بیعت کرتے تھے۔ خدا کی قسم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے وہ ہی شئی لیتے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے۔ آپ

marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ اِلٰی قَوْلِهٖ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ فَآءُوْ ارَجَعُوْا

عورتوں سے فرماتے جبکہ اُن سے عہد لیتے میں نے تمہیں بیعت کرلیا ہے۔

۴۹۴۹ — شرح : یعنی جب عورتیں اسلام قبول کرکے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف آتیں تو آپ حسبِ ارشاد خداوند اُن کا اس آئت کریمہ سے امتحان لیتے کہ وہ اس شرط پر ثابت قدم رہتی ہیں ۔ یہ اُن کا ظاہری ایمان تھا اور باطن کے اعتبار سے اللہ ان کا ایمان جانتا ہے اور وہ چند شرطیں تھیں کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی چوری نہ کریں گی ۔ زناء نہ کریں گی ، کسی پر بہتان نہ باندھیں گی جب وہ اس شرط کا اقرار کرلیتیں تو وہ آزمائش میں پوری اترتیں ،، اور تاکید کے لئے بیعت کی کیفیت کا تکرار کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عورتوں کے امتحان کے معنی یہ ہیں کہ انہیں دیکھیں وہ اپنے شوہروں سے بغض کی وجہ سے تو نہیں آئی ہیں اور نہ ہی ایک زمین سے دُوسری زمین کی طرف جانے کی رغبت کی وجہ سے آئی ہیں اور نہ دُنیا کی خواہش رکھتی ہیں۔ بلکہ انھوں نے صرف اللہ اور اس کی محبت کے لئے ہجرت کی ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان لوگوں کے لئے جو اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں چار ماہ انتظار ہے،، سمیع علیم تک فَاِنْ فَآءُوْا ،، یعنی لوٹیں،،

لغت میں ایلاء کے معنی حلف ہیں اٰلٰی یُؤلِی ایلاءً بمعنی حلف ہے ۔ ایلاء یہ ہے کہ قسم کھاکر کہے کہ وہ چار ماہ اپنی بیوی کے قریب نہ جائے گا ۔ یعنی ابتداءِ قسم سے چار ماہ تک جماع نہ کرے گا چار ماہ گزر جانے کے بعد رجوع کرے یا طلاق دے ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ پہلے حال کی طرف لوٹیں۔ اگر چار ماہ سے پہلے جماع کرے گا تو حانث ہوگا اور اس پہ قسم کا کفارہ واجب ہے ۔ اگر چار ماہ بعد جماع کرے گا تو اس پہ کفارہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ اگر چار ماہ گزر جانے کے بعد جماع نہ کرے تو ایک طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ حضرت عثمان غنی ، علی المرتضیٰ ، زید بن ثابت عبداللہ بن عباس ، عبداللہ بن عمر ، عبداللہ بن مسعود کا یہی مسلک ہے امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کا مذہب بھی یہی ہے اگر چار ماہ سے کم پہ ایلاء کرے

marfat.com

۴۹۵۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَیْسٍ عَنْ اَخِیْہِ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ حُمَیْدِ نِ الطَّوِیْلِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِہٖ وَکَانَتْ اِنْفَکَّتْ رِجْلُہٗ فَاَقَامَ فِیْ مَشْرُبَۃٍ لَّہٗ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اٰلَیْتَ شَھْرًا قَالَ اَلشَّھْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ یَوْمًا

تو یہ شرعی ایلاء نہیں اور ایلاء جب ہی صحیح ہے کہ قسم میں اللہ کا نام ذکر کرے اور کہے واللہ لاقربک اربعۃ اشہر ،، بخدا میں چار ماہ تیرے قریب نہیں جاؤں گا۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ذمی کا ایلاء صحیح ہے، لیکن امام مالک، ابو یوسف اور محمد کے نزدیک ذمی کا ایلاء صحیح نہیں۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ایلاء کے صحیح ہونے میں کافر، غلام اور لونڈی برابر ہیں۔ اگر کافر ایلاء کے بعد مشرف باسلام ہوگیا تو ایلاء باقی رہے گا۔ ایلاء سے اگر عورت مطلقہ ہوجائے تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ اکثر فقہاء کے نزدیک عبد کا ایلاء دو ماہ ہے۔

جو شخص خود یا بیوی کے بیمار ہونے یا گوشت سے عورت کی فرج بند ہوجانے یا فرج میں ہڈی بڑھ جانے یا کمسنی یا بُعدِ مسافت یا قید ہونے کے سبب بیوی سے جماع نہ کرسکے تو زبانی رجوع کرسکتا ہے چنانچہ کہے میں نے رجوع کیا مگر شرط یہ ہے کہ چار ماہ تک جماع پر قادر نہ ہوسکے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: زبانی رجوع کا اعتبار نہیں (عینی)

۴۹۵۰ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایلاء کیا جبکہ آپ کا پاؤں نکل گیا تھا۔ تو آپ بالاخانہ میں انتیس روز ٹھہرے رہے پھر اُترے تو حاضرینِ مجلس نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایک ماہ کے لئے ایلاء فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

۴۹۵۰ — شرح: ظاہر ہے کہ یہ ایلاء فقہی نہیں جس کا آیت کریمہ میں تذکرہ ہے۔ بلکہ یہ تو حضور نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ بیویوں کے پاس نہ جائیں گے لہٰذا اس باب میں جہاں شرعی ایلا کا ذکر ہے اس حدیث کا ذکر مناسب نہ تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کو جس میں ایلاء لغوی مذکور ہے اس باب میں ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ شرعی ایلاء

marfat.com

۴۹۵۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ
اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْاِيْلَاءِ الَّذِيْ سَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَحِلُّ
لِاَحَدٍ بَعْدَ الْاَجَلِ اِلَّا اَنْ يُمْسِكَ بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يَعْزِمَ الطَّلَاقَ
كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ لِيْ اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ
نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ يُوْقَفُ حَتّٰى يُطَلِّقَ
وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰى يُطَلِّقَ وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَ
اَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کا معنی لغوی ایلاء سے جدا نہیں جو مطلق حلف ہے اس طرح یہ حدیث عنوان کے موافق ہے، کیونکہ ایلاء شرعی اور لغوی میں لفظی اشتراک ہے۔

۴۹۵۱ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں باب ایلاء جس کو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ مدتِ ایلاء کے بعد کسی کے لئے حلال نہیں مگر یہ کہ عورت کو بھلائی سے روکے یا طلاق کا قصد کرے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مجھے اسماعیل نے کہا کہ مجھے مالک نے نافع کے واسطہ سے عبداللہ بن عمر سے خبر دی کہ جب چار ماہ گزر جائیں تو توقف کیا جائے۔ حتیٰ کہ وہ طلاق دے اور جب تک طلاق نہ دے گا طلاق واقع نہ ہوگی ،، یہ حضرت عثمان علی، ابودرداء، ام المؤمنین عائشہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ صحابہ سے مذکور ہے۔

۴۹۵۱ — شرح : فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جس عورت سے ایلاء کیا اور چار ماہ گزر گئے۔ آیا اس مدت کے بعد عورت مطلقہ ہو جاتی ہے یا تطلیق پر موقوف ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایلاء کی مدت چار ماہ گزرنے کے بعد عورت کو طلاق ہو جاتی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حالف کی مدتِ ایلاء چار ماہ گزرنے کے بعد اختیار ہے۔ اگر حالف چاہے تو رجوع کرے چاہے تو طلاق دیدے اس کے طلاق دیئے بغیر عورت مطلقہ نہ ہوگی۔ ان کی دلیل عبداللہ بن عمر کی یہی حدیث ہے۔ احناف نے دارقطنی

marfat.com

بَابُ حُكْمِ الْمَفْقُوْدِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ اِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ اِمْرَأَتُهٗ سَنَةً وَاشْتَرٰى ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَارِيَةً فَالْتَمَسَ صَاحِبَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْ وَ فُقِدَ فَاَخَذَ يُعْطِي الدَّرَهَمَ وَالدِّرْهَمَيْنِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَنْ فُلَانٍ فَاِنْ اُتِيَ فَلِيْ وَعَلَيَّ وَقَالَ هٰكَذَا فَافْعَلُوْا بِاللُّقَطَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهٗ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْاَسِيْرِ

کی حدیث جسے سعید بن مسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے روائت کیا سے استدلال کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت مطلقہ ہو جاتی ہے اور عبدالرزاق نے مصنف میں اپنے اسناد کے ساتھ عثمان غنی اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ وہ دونوں ایلاء کے مسئلہ میں کہتے تھے جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت ایک طلاق سے مطلقہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ عورت اپنے نفس کی مالک ہے شوہر کا اس پر کوئی حق نہیں وہ مطلقہ کی عدت گزارے گی۔ معمر نے قتادہ سے ذکر کیا کہ حضرت علی، عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت مطلقہ ہو جاتی ہے اور وہ اپنے نفس کی مالک ہے وہ مطلقہ جیسی عدت پوری کرے گی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت علی سے اس کے خلاف بھی منقول ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر سے بھی بخاری میں مذکور کے خلاف منقول ہے؛ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روائت کیا کہ اگر کسی نے بیوی سے اِیلاء کیا اور ایفاء نہ کی حتیٰ کہ چار ماہ گزر گئے تو اسے ایک بائن طلاق واقعہ ہو جائے گی۔ دارقطنی نے سہل بن ابی صالح کے طریق سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ صحابہ کرام نے کہا کہ ایلاء میں کوئی شئی نہیں حتیٰ کہ چار ماہ گزر جائیں اگر رجوع کرے تو فبہا ورنہ طلاق دے لیکن اس روائت میں بارہ صحابہ میں اجمال ہے نہ معلوم وہ کون ہیں اور جو احناف نے ذکر کیا ہے اس میں بارہ صحابہ کی تفصیل مذکور ہے؛ چنانچہ وہ عمر فاروق عثمان غنی، علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت ہیں اور تفصیل و تعیین اجمال سے اقویٰ ہیں لہٰذا انصاف یہ ہے کہ چار ماہ بعد توقف کا قول نہیں کرنا چاہیئے (عینی)

marfat.com

يُعْلَمُ مَكَانُهُ لَا تَتَزَوَّجُ امْرَأَتُهُ وَلَا يُقْسَمُ مَالُهُ فَإِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ فَسُنَّتُهُ سُنَّةُ الْمَفْقُودِ

باب گمشدہ کے مال و دولت اور اس کے اہل و عیال کا حکم

سعید بن مسیب نے کہا جب جنگ کی صف میں لڑائی کے وقت غائب پایا جائے تو اس کی بیوی ایک سال انتظار کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک باندی خریدی اور اس کے مالک کو ایک سال تلاش کرتے رہے پھر ایک درہم دو درہم (فقراء کو) دینے شروع کئے اور کہتے اے اللہ یہ فلاں شخص (بائع) کی طرف سے ہیں اگر فلاں آگیا تو یہ میرے ہیں اور اگر نہ آیا تو مجھ پر (غرامت ہے)

ابن مسعود نے کہا جو چیز گمشدہ ہوئی ملے اس کے ساتھ بھی اسی طرح کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح فرمایا۔ زہری نے اس قیدی کے متعلق فرمایا جس کی رہنے کی جگہ معلوم ہے اُس کی بیوی نکاح نہ کرے اور نہ ہی اس کا مال تقسیم کیا جائے جب اس کی خبر منقطع ہو جائے تو اس کا طریقہ گمشدہ کا طریقہ ہے۔

تشریح : جو شخص گم ہو جائے اور اس کے زندہ ہونے کا پتہ نہ چلے تو اس کے اہل و عیال اور مال و دولت کے حکم کی تفصیل یہ ہے کہ اگر دشمن سے جنگ ہو رہی ہو اور وہ صفِ قتال میں ہے تو اس کی بیوی ایک سال انتظار کرنے کے بعد نکاح کر لے اور اس کا مال بطور وراثت تقسیم کیا جائے۔ بعض نے کہا اتنی مدت انتظار کرے کہ صفِ قتال میں جتنے لوگ گمشدہ تھے وہ سب واپس ہو جائیں اور وہ نہ ملے تو اس کو فوت شدہ قرار دیا جائے اس کے بعد اس کی بیوی نکاح کر سکتی ہے حنفیہ کے نزدیک اتنی مدت انتظار کرے کہ اس کے ہم عصر زندہ نہ رہیں۔ بعض لوگوں نے عام گمشدہ اور صفِ قتال میں گم ہو جانے والوں میں کوئی فرق نہیں کیا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک اس کی

marfat.com

۴۹۵۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَاِنَّمَا هِيَ لَكَ اَوْ لِاَخِيْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْاِبِلِ فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ فَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ تَشْرَبُ الْمَاءَ وَتَاْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَسُئِلَ عَنِ اللُّقْطَةِ فَقَالَ اَعْرِفْ

موت کا یقین نہ ہو جائے۔ اس کا مال تقسیم نہ کیا جائے۔

قولہ اشتریٰ عبداللہ بن مسعود الخ یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی خریدی اور بیچنے والا فروخت کرنے کے بعد رقم وصول کئے بغیر غائب ہوگیا۔ عبداللہ بن مسعود نے اس کو سال بھر تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ پھر انھوں نے قیمت کے عوض فقراء و مساکین کو ایک ایک دو دو درہم دینے شروع کئے اور کہا اے اللہ! یہ فلاں لونڈی فروخت کرنے والے کی طرف سے صدقہ ہے کہ اس کا ثواب اسے پہنچے پس اگر وہ آجائے اور مجھ سے لونڈی کی قیمت طلب کرے تو اس کا ثواب میرے لئے ہو اور اس کی قیمت میرے ذمہ ہوگی میں اسے ادا کر دوں گا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا جو چیز تمہیں راہ میں مل جائے تو اس کے ساتھ بھی اسی طرح کرو کہ ایک سال انتظار کرنے کے بعد صدقہ کر دو اگر مالک آجائے تو اس کی ضمان ادا کر دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی فتویٰ صادر کرتے تھے۔ زہری نے اس قیدی کو جو دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو اور اس کی جگہ معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے لیکن کے بارے میں کہا کہ اس کی بیوی نکاح نہ کرے اور نہ ہی اس کا مال تقسیم کیا جائے؛ کیونکہ وہ زندوں کے حکم میں ہے اور جب اس کی زندگی کی خبر منقطع ہو جائے اور اس کی جگہ بھی معلوم نہ ہو اس کا معاملہ غائب ہونے والے کی طرح ہے کہ ایک سال انتظار کرنے کے بعد اس کو فوت شدہ قرار دے کر اس کا ترکہ بطورِ وراثت تقسیم کیا جائے اور اس کی بیوی نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۹۵۲ — ترجمہ: یزید مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گمشدہ بکری کے متعلق سوال عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا اسے پکڑ لو وہ تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی ہے یا بھیڑیئے کی ہے۔ حضور سے گمشدہ اونٹ

marfat.com

وِكَآءُهَا وَعِفَاصُهَا وَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَآءَ مَنْ يَعْرِفُهَا وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا
بِمَالِكَ قَالَ سُفْيٰنُ فَلَقِيْتُ رَبِيْعَةَ بْنَ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سُفْيٰنُ
وَلَمْ أَحْفَظْ عَنْهُ شَيْئًا غَيْرَ هٰذَا فَقُلْتُ أَرَأَيْتَ حَدِيْثَ يَزِيْدَ مَوْلَى
الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سُفْيٰنُ فَلَقِيْتُ رَبِيْعَةَ فَقُلْتُ لَهٗ

کے متعلق سوال عرض کیا گیا تو آپ غصہ سے بھر گئے اور آپ کے رُخسارے سُرخ ہو گئے اور فرمایا تجھے اس سے کیا کام اس کے ساتھ پاؤں اور مشکیزہ ہے۔ وہ پانی پیتا رہے گا۔ درخت کھاتا رہے گا حتیٰ کہ اس کا مالک اس کو ملے گا۔ آپ سے لقطہ (گری ہوئی شئے) کے متعلق سوال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اس کی تھیلی اور سربندھن پہچان لو اور ایک سال اس کا اعلان کرو اگر اس کو پہچاننے والا کوئی آجائے تو فبہا ورنہ اس کو اپنے مال سے ملالو۔ سفیان نے کہا میں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے ملا سفیان نے کہا میں نے اس کے سوا اس حدیث سے کچھ یاد نہیں کیا میں نے کہا آپ مجھے گم شدہ کے متعلق یزید مولی منبعث کی حدیث کی خبر دیں۔ کیا وہ زید بن خالد سے مروی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں یحییٰ نے کہا ربیعہ نے اس کو یزید سے اُنھوں نے زید بن خالد سے ذکر کیا ہے۔ سفیان نے کہا میں نے ربیعہ سے ملاقات کی اور اُن سے کہا۔

۴۹۵۲ — شرح : لقطہ کی حدیث مفقود الخبر کے باب میں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گمشدہ مفقود الخبر کی طرح ہے چنانچہ ضالہ ہمیشہ مالک کی ملک میں رہتا ہے اس سے مالک کی ملکیت زائل نہیں ہوتی۔ ایسے ہی چاہیئے کہ مفقود الخبر یعنی گمشدہ مرد کی بیوی کا نکاح باقی رہے۔ جب تک اس کی زندگی کی امید منقطع نہ ہو۔

قولہ قال یحییٰ الخ اس کلام سے مقصد یہ ہے کہ یزید مولی منبعث تابعی ہے وہ زید بن خالد صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ حدیث مُرسل نہیں ہے۔ قولہ قال سفیان ،، ظاہر ہے کہ یہ تکرار ہے لقطہ وہ ہے جو کسی شخص سے غفلت سے گر جائے۔ سقاء سے مراد پیٹ ہے۔ وکاء جس رسّی سے بوری کا سَر باندھا جاتا ہے۔ عِفاص تھیلی جس میں خرچہ ہوتا ہے۔

حدیث کی تقریر یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لقطہ کا مالک نہ آئے تو یہ تمہارا ہے اگر تم نے اُٹھایا تو کوئی تیرا بھائی پکڑ لے گا یا مالک آجائے تو وہ پکڑ لے گا اور اگر کسی نے نہ پکڑا تو ضائع ہو جائیگی اور اس کو بگھیاڑ کھا جائے گا اور اُونٹ کے متعلق فرمایا وہ دوڑتا خوب ہے اس کا کھانا پینا اسے فراہم ہے وہ لقطہ نہیں اسے نہ پکڑو۔ لقطہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی کو کوئی گمشدہ شئی ملے تو اس کو اُٹھانے اور سال بھر اس کی اشاعت

marfat.com

بَابٌ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا
اِلٰی قَوْلِهٖ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا
وَقَالَ لِیْ اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ اَنَّهٗ سَاَلَ اِبْنَ شِهَابٍ عَنْ
ظِهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ مَخْرَجُهَا مِنَ الْحُرِّ قَالَ مَالِكٌ وَصِیَامُ الْعَبْدِ

کرے اگر کوئی مالک نہ آئے۔ تو اُٹھانے والا غریب ہے تو خود استعمال کرلے اور اگر مالدار ہے تو فقراء پر صدقہ کر دیں لیکن دونوں صورتوں میں اگر مالک آجائے اور اپنی گمشدہ شئ کی شناخت کر دے تو اس کی ضمان ادا کرنا واجب ہے۔ اس حدیث کی مزید تفصیل کتاب العلم اور کتاب اللقطہ میں گزری ہے۔

بَابُ الظِّهَار

ظہار بکسر الظاء شرعًا یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے کہے اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ ،، تو میرے اُوپر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یا بیوی کو ایسی عورت سے تشبیہ دے جو اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو اس میں بیٹی، بہن، خالہ وغیرہ داخل ہیں ظہار سے مقصد جماع اور اس کے دواعی کو حرام کرنا ہے۔ تمام اعضاء میں سے ظہر (پشت) سے تعبیر کرنا اگرچہ پیٹ، ران اور فرج کے ذکر سے بھی ظہار ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ ظہر محلِّ رکوب ہے اور عورت بھی مرد کا رکوب ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ استعارہ قریب تر ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قدیم قول یہ ہے کہ بہن اور دیگر ذی محرم کی ظہر سے تشبیہ دینے سے ظہار ہو جاتا ہے؛ لیکن متعین یہ ہے کہ كَظَهْرِ اُمِّیْ ،، کہے اور اگر كَظَهْرِ اَبِیْ ،، کہا تو جمہور علماء کے نزدیک ظہار نہ ہوگا۔ امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روائت ہے کہ ظہار ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا اِلٰی فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ،، قَوْلِهٖ مکسورہ ،، ظِهَار پر معطوف ہے یعنی یہ باب اس آئت کریمہ کے بیان میں ہے۔ اس آئت کریمہ میں ظہار کا ذکر ہے۔ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے وہ عورت سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور شکوٰی کرنے آئی اور گفتگو کی آئت کے معنی یہ ہیں۔ بے شک اللہ نے سُنی اُس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے اور اللہ سے شکائت کرتی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سُن رہا ہے

marfat.com

شَهْرَانِ وَقَالَ الْحَسَنُ ظِهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِنَ الْحُرَّةِ وَالْاَمَةِ سَوَاءٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ اِنْ ظَاهَرَ مِنْ اَمَتِهٖ فَلَيْسَ بِشَیْءٍ اِنَّمَا الظِّهَارُ

بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

اس عورت کا نام خولہ بنت ثعلبہ ہے۔ یہ اوس بن صامت کی بیوی ہے۔ اوس بن صامت عبادہ بن صامت کے بھائی اور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں اوس نے کسی بات پر اپنی بیوی خولہ سے کہا تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔ یہ کہنے کے بعد اوس کو ندامت ہوئی۔ یہ کلمہ جاہلیت میں طلاق تھا اوس نے کہا میرے خیال میں تو مجھ پر حرام ہوگئی ہے خولہ نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا واقعہ عرض کیا اُس نے عرض کیا کہ میرا مال ختم ہو چکا ہے ماں باپ گزر گئے ہیں۔ عمر زیادہ ہوگئی ہے۔ بچے چھوٹے چھوٹے ہیں اُن کے باپ کے پاس چھوڑوں تو ہلاک ہو جائیں گے اپنے ساتھ رکھوں تو بھوکے مرجائیں گے کیا صورت ہے کہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان جُدائی نہ ہو؟ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تیرے بارے میں میرے پاس کوئی حکم نہیں تو اس پر حرام ہوگئی ہے عورت نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! اوس نے طلاق کا لفظ نہیں کہا وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے بہت ہی پیارا ہے۔ اسی طرح وہ بار بار عرض کرتی رہی اور حسبِ خواہش جواب نہ پایا تو آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کہنے لگی۔ یا اللہ میں تجھ سے اپنی احتیاجی، بے بسی اور پریشانیٔ حال کی شکایت کرتی ہوں اپنے نبی پر میرے حق میں ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت رفع ہو۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا خاموش ہو دیکھ چہرۂ مبارک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی کے آثار ظاہر ہیں۔ جب وحی پوری ہوگئی تو فرمایا اپنے شوہر کو بلاؤ! اوس حاضر ہوئے تو حضور نے یہ آیات پڑھ کر سُنائیں۔ اس عورت کے نام میں کثیر اختلاف ہے۔

مقاتل بن حبان سے روائت ہے کہ یہ عورت خولہ بنت ثعلبہ بن مالک بن حرام خزرجیہ ہے بیضاوی نے یہی روائت پائی ہے۔ ہشام بن عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ اس عورت کا نام جمیلہ ہے۔ اس کا شوہر اوس بن صامت ہے جو عبادہ بن صامت کا بھائی ہے وہ بدر، اُحد اور دیگر تمام جنگوں میں حاضر ہوتا رہا۔ اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہا۔ بعض علماء نے کہا یہ عورت عبداللہ بن ابیّ راس المنافقین کی باندی تھی۔ یہ وہی عورت ہے جس کے حق میں یہ آیت کریمہ: وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ ،، نازل ہوئی تھی

marfat.com

مِنَ النِّسَآءِ وَفِی الْعَرَبِیَّۃِ لِمَا قَالُوْا اَیْ فِیْمَا قَالُوْا وَفِیْ نَقْضِ مَا قَالُوْا وَھٰذَا اَوْلٰی لِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَدُلَّ عَلَی الْمُنْکَرِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ

"بیوی سے ظہار کرنے سے وہ ماں نہیں بن جاتی"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو تم میں اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور وہ بیشک بُری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ جن الفاظ سے آدمی مظاہر ہو جاتا ہے وہ دو قسم پر ہیں ایک قسم صریح جیسے بیوی سے کہے تُو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے۔ یا کہے تو میرے نزدیک میری ماں کی پُشت کی مثل ہے۔ دُوسری قسم کنایہ جیسے کہے تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے، میری ماں کی مثل ہے۔ اس میں نیت کا اعتبار ہے اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہوگا ورنہ ظہار نہ ہوگا۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ظہار ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک اگر غصہ میں کہے تو ظہار ہے اُن سے یہ بھی منقول ہے کہ یہ ایلاء ہے اور اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی۔ ذوالمحارم سے تشبیہ دینے سے ظہار ہوتا ہے اگر غیر ذات محرم سے تشبیہ دی تو ظہار نہ ہوگا۔ حسن بصری، عطاء، شعبی یہی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی مشہور قول یہی ہے اور اگر کہا جس عورت سے میں نکاح کروں یا کہے فلاں قبیلہ کی عورت میری ماں کی پشت کی مثل ہے تو یہ ظہار ہے۔

کس سے ظہار درست ہے اور کس سے درست نہیں"

ہر شوہر جس کی طلاق صحیح ہے اس کا ظہار بھی صحیح ہے وہ حُرّ ہو یا غلام ہو مسلمان ہو یا ذمّی ہو عورت سے دخول کیا ہو یا نہ جماع پر قادر ہو یا نہ ایسے ہی اس کا ظہار ہر بیوی سے درست ہے وہ کمسن ہو یا بوڑھی ہو عاقلہ ہو یا مجنونا نہ ہو۔ رَتْقَآء ہو یا صحیحہ ہو مُحرِمہ ہو یا غیر مُحرمہ ہو ذمّیہ ہو یا مسلمہ ہو یا عدّت میں ہو جس میں رجوع ہو سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذمّی کا ظہار درست ہے۔ امام مالک نے کہا غلام کا ظہار صحیح نہیں۔ امام شافعی اور اہل کوفہ نے کہا لونڈی اور اُمّ ولد سے ظہار صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِیْنَ یُظٰھِرُوْنَ مِنْ نِّسَآءِھِمْ اور لونڈی نساء سے نہیں۔ وہ عورت ہے جس کی فرج میں ہڈی بڑھ گئی ہو۔

marfat.com

کفارہ کا بیان

کفارۂ ظہار جماع سے پہلے غلام آزاد کرے یا لونڈی آزاد کرے کمسن ہو یا عمر رسیدہ ہو۔ مسلمان ہو یا کافر ہو، کیونکہ قرآن کریم میں رقبہ مطلق ہے اس کے ساتھ مومن کی قید نہیں، لہٰذا کافرہ بھی آزاد کرنا جائز ہے۔ امام شافعی نے فرمایا کافرہ رقبہ جائز نہیں وہ کہتے ہیں مسلمان غلام ہی آزاد کرنا ضروری ہے امام مالک اور امام احمد بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام مالک رضی اللہ عنہم نے کہا عیب ناک غلام جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ظہار کے کفارہ میں مجنون غلام آزاد کرنا صحیح نہیں۔

کفارہ کے اقسام

کفارہ ظہار میں غلام آزاد کرے۔ اگر عاجز ہو غلام آزاد نہ کر سکے تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اُن میں ماہِ رمضان اور وہ ایام نہ ہوں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے اور وہ عید کے دو دن اور ایام تشریق ہیں۔ اگر ان دونوں میں رات یا دن کو قصداً یا بھول کر جماع کر لیا تو دوبارہ از سرِ نو کفارہ دے گا۔ اگر روزے نہیں رکھ سکتا تو ساٹھ مساکین کو کھانا دے۔ وہ گندم سے آدھا صاع اور جَو کا پورا صاع ہے جیسے روزے کا کفارہ ہے۔

ابن حزم نے کہا اگر ایک یا دو بار یا تین بار ظہار کیا تو ایک ہی کفارہ کافی ہے۔ اگر چوتھی بار ظہار کیا تو دوسرا کفارہ دے گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ایک مجلس متعدد بار ظہار کیا تو اس کا ایک ہی کفارہ ہے۔ اگر مختلف جگہوں میں ظہار کیا تو جتنی جگہوں میں ظہار کیا اتنے ہی کفارات واجب ہیں قسم کا بھی یہی حال ہے۔ بعض علماء نے کہا ہر تقدیر پہ ایک ہی کفارہ ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ امام الائمہ سراج الامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس عورت سے ظہار کیا ہو کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے بوس و کنار کرنا اور ما فوق الازار فائدہ اُٹھانا جائز نہیں ہے جیسے کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع حرام ہے اس کے دواعی بھی حرام ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا بہتر اور مستحب یہ ہے کہ دواعی جماع ممتنع ہیں۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عبد کے ظہار کا کفارہ صرف روزے ہیں اور آیت کریمہ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا، میں عود کے معنی یہ ہیں کہ عورت کو اپنے اُوپر حرام کرنے کے بعد اس سے جماع کا عزم کرے یا اس کی نیت کرے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اس کو لازم یہ ہے کہ پہلے کفارہ دے اگر عزم نہ کرے تو عود نہیں۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مگر بالفعل جماع کیا تو عود ہے محض نیت اور عزم کر لینا عود نہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ جماع کرنے سے پہلے کفارہ دیدے۔ ابن بطال نے کہا امام مالک کے نزدیک

marfat.com

عود کے معنی جماع کا عزم ہے اور ایک روائت میں ہے کہ بعینہٖ وطی کرنا عود ہے اور کفارہ پہلے ادا کرنا لازم ہے۔ امام طحاوی نے کہا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عود کے معنی یہ ہیں کہ کفارت دینے کے بغیر جماع کو مباح نہ جانے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا الخ کے معنی یہ ہیں کہ اگر جماع کرنے کا عزم کرے اور اس سے جماع کرنا چاہے تو یہ عود ہے اور اس سے پہلے کفارہ دینا لازم ہے اور اگر وطئ کرنے کا عزم نہ کیا تو یہ عود نہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عود جو کفارہ کا موجب ہے وہ یہ ہے کہ ظہار کے بعد طلاق دینے سے اتنی مدت رُک جائے جس میں اس کو طلاق دینا ممکن تھا اور طلاق نہ دی۔

جس عورت سے ظہار کیا اس کے ساتھ کیا کچھ جائز ہے — ؟

احناف کے مذہب میں جس عورت سے ظہار کیا اس سے جماع کرنا حرام ہے ایسے ہی جماع کے دواعی مثلاً بوس وکنار کرنا وغیرہ بھی کفارہ دینے سے پہلے حرام ہیں جیسے کفارہ سے پہلے جماع کرنا حرام ہے۔ سفیان ثوری سے ایک روائت ہے کہ جس عورت سے ظہار کیا۔ کفارہ دینے سے پہلے اس سے بوس وکنار جائز ہے اور ما دون الفرج اس سے مباشرت بھی جائز ہے، کیونکہ یہاں مسیس سے جماع مراد ہے۔ ان سے دوسری روائت یہ ہے کہ احتیاط کے طور پہ بوسہ اور اس سے لذت پانے سے رکا رہے۔

جس پر کفّارہ واجب ہُوا اور وہ مرگیا یا طلاق دے دی

امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا غلام پر ظہار کے کفارہ میں دو ماہ کے روزے ہیں اُنھوں نے مؤطا میں روائت کی کہ ابن شہاب سے عبد کے ظہار کے متعلق پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا عبد کا ظہار آزاد کے ظہار کی طرح ہے۔ ابو عمر نے کہا اس میں تمام کا اتفاق ہے کہ غلام کا ظہار لازم ہے اور اس کا کفارہ صرف روزے ہیں۔ اگر اس کے مالک نے اسے غلام یا طعام دیا تو اس کا غلام

marfat.com

کو آزاد کرنا اور طعام دینا بھی جائز ہے۔ یہ ابو ثور اور داؤد کا مذہب ہے؛ لیکن دوسرے علماء اس کے خلاف ہیں۔ احناف کہتے ہیں غلام کفارہ ظہار میں صرف روزے رکھے (عینی)

۴۹۵۴ — ترجمہ : امام بخاری نے کہا مجھے اسماعیل بن ابی اُویس نے خبر دی کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا کہ اُنھوں نے ابن شہاب سے غلام کے ظہار کے متعلق پوچھا (عبد مملوک کا ظہار صحیح ہے یا نہیں) ابن شہاب نے کہا غلام کا ظہار آزاد کے ظہار کی مثل ہے۔ امام مالک نے کہا غلام کے روزے دو ماہ ہیں۔ حسن بن محرّر نے کہا آزاد اور غلام کا ظہار آزاد عورت اور باندی سے مساوی ہے۔ عکرمہ نے کہا اگر اپنی باندی سے ظہار کیا تو یہ کوئی شئی نہیں۔ ظہار صرف ان عورتوں سے ہے جن سے نکاح کیا ہو اور عرب کے کلام میں لِمَا قَالُوْا "بمعنی فِیْمَا قَالُوْا ہے۔ وفی نقض ما قالوا اور لِمَا قَالُوْا" کا یہ معنی بہتر ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مُنکر اور جھوٹ بات پہ دلالت نہیں کی۔

۴۹۵۴ — شرح : قولہ فی العربیۃ لما قالوا الخ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض داؤد ظاہری کی تردید کرنا ہے جبکہ اس نے کہا لِمَا یَعُوْدُوْنَ میں عود کلمۂ ظہار کا تکرار کرنا ہے۔ قولہ لان اللہ تعالیٰ الخ یہ "ھٰذا اولیٰ" کی دلیل ہے۔ اولویت کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کا معنی وہ ہو جو داؤد ظاہری نے ذکر کیا ہے تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ منکر اور قولِ زور پہ دلالت کرے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے (باقی تفصیل گزری ہے)

باب طلاق اور دوسرے امور میں اشارہ کرنا

ابن تین نے کہا جس اشارہ سے صریح اور گنگ سے طلاق سمجھی جائے۔ مہلب نے کہا جب اشارہ مفہمہ ہو یعنی سمجھا جائے تو اس کے ساتھ حکم کیا جائے گا اس کی تائید اس اشارہ سے ہوتی ہے جس کے ساتھ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کالی لونڈی کے متعلق فیصلہ فرمایا تھا جبکہ اس سے فرمایا : اللہ کہاں ہے اُس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ حضور نے فرمایا اس کو آزاد کردو! یہ مومنہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان جو اصل دین اور اہم مقصد ہے میں اشارہ پر حکم فرمایا اور اس کا اعتبار کیا۔ جب اتنے اہم میں اشارہ کے مطابق حکم کرنا جائز ہے تو دیگر امور میں بطریقِ اولیٰ جائز ہے۔ عام فقہا یہی کہتے ہیں۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر طلاق کی طرف اشارہ کرے تو طلاق لازم ہے۔ امام الائمہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی فقہاء سے منقول ہے کہ آپ نے کہا یہ قیاس نہیں بلکہ استحسان ہے اور اس مقام میں قیاس باطل ہے کیونکہ کلام تو کیا نہیں اور اشارہ سمجھا نہیں جاتا۔ ابن منذر نے کہا اس کلام میں امام ابوحنیفہ نے اقرار کیا ہے کہ یہ حکم باطل کے ساتھ کیا ہے؛ کیونکہ اُن کے نزدیک قیاس حق ہے جب

marfat.com

بَابُ الْاِشَارَةِ فِي الطَّلَاقِ وَالْاُمُوْرِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ اَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ اِلَيَّ اَيْ خُذِ النِّصْفَ وَقَالَتْ اَسْمَآءُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُسُوْفِ فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ مَا شَاْنُ النَّاسِ وَهِيَ تُصَلِّيْ فَاَوْمَتْ بِرَاْسِهَا اِلَى الشَّمْسِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ فَاَوْمَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ نَعَمْ وَقَالَ اَنَسٌ اَوْمَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يَتَقَدَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَوْمَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ لَا حَرَجَ وَقَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اَمَرَهٗ اَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهِ اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا

استحسان جو قیاس کی ضد ہے کے ساتھ حکم کیا تو قیاس جو امام کے نزدیک حق ہے باطل ہوگیا۔ تو ثابت ہُوا کہ امام ابوحنیفہ نے باطل کے ساتھ حکم کرنے کا اقرار کیا ہے۔

علامہ عینی شارح بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے ذکر کیا کہ یہ اس شخص کا کلام ہے جو احکام کے دقائق کے سمجھنے سے قاصر ہے اور امام اعظم ایسے پر جرأت کرتا ہے جو خیر القرون میں شمار ہوتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول اس میں قیاس باطل ہے کیا اس سے تمام قیاسیات کا بطلان لازم آئے گا؟ حالانکہ استحسان قیاس کی ضد نہیں بلکہ اس کا نوع ہے، کیونکہ قیاس کی دو قسم ہیں ایک قیاس جلی دوسرے قیاس خفی اور استحسان قیاس خفی ہے جو شخص یہ نہیں جانتا وہ ایسا کلام کیسے کر سکتا ہے۔ جس میں محض افتراء اور بغیر حق کے عظیم انسان پر جرأت ہو۔ اسی طرح ابن بطال نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر زبان درازی کی ہے جب اُس نے کہا امام بخاری کا اس باب سے ابوحنیفہ کا رد کرنا مقصود ہے؛

marfat.com

کیونکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن احادیث میں اشارہ کے ساتھ حکم فرمایا ہے اور اس سے باب کی حدیث کی طرف اشارہ کیا پھر اُس نے ابن منذر کا کلام نقل کیا پھر کہا اُس نے ابوحنیفہ کو اپنے اس قول پر محمول کیا ہے وہ یہ کہ ابوحنیفہ وہ سُنن نہیں جانتے ہیں جن میں اشارات کے ساتھ مختلف احکام ثابت نہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نہایت ہی سُوءِ ادب ہے کس نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ یہ سُنن نہیں جانتے ہیں کس نے اُن سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ اشارہ کے ساتھ عمل نہیں کرتے ہیں۔ یہ اُن کے تلامذہ کی کتب ہیں جن میں واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے کہ اشارات کے ساتھ احکام ثابت ہوتے ہیں۔ ہمارے احناف کہتے ہیں گنگ کا اشارہ اور اس کی کتابت زبانی نطق کی مثل ہے لہٰذا اس پر اشارہ اور کتابت کے ساتھ احکام لازم آئیں گے حتیٰ کہ اس کا نکاح، طلاق، عتاق اور خرید و فروخت وغیرہ ایسے احکام اشارہ کے ساتھ جائز ہیں۔ بخلاف اس شخص کے جس کی زبان بستہ ہو اور اس کی زبان چلنے سے رُک گئی ہو اس کا اشارہ معتبر نہیں، کیونکہ اشارہ مراد واضح نہیں کر سکتا، البتہ جب زبان بستہ زمانہ دراز تک رہی ہو تو وہ بھی گنگ کی مثل ہوگا۔ تمرتاشی ،، زبان بستہ کی مدت ایک سال بیان کی ہے۔

امام ابوحنیفہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ زبان بستہ اگر موت کے وقت تک رہی تو اس کے اشارہ کے ساتھ اس کا اقرار معتبر ہوگا اور اس پر اشتہاد بھی جائز ہے۔ فقہاء نے کہا اسی پر فتویٰ ہے۔ محیط میں ہے کہ اگر کسی عورت کی طرف اشارہ کر کے کہا اے زینب تجھے طلاق ہے اچانک وہ عمرہ تھی تو عمرہ کو طلاق واقع ہو جاتی ہے، کیونکہ یہ اشارہ ہے اور اعتبار اشارہ کا ہے نام کا نہیں۔ فَالْحَقُّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ ،، (عینی)

ترجمۃ التعلیقات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ آنکھ سے آنسو بہانے سے عذاب نہیں دیتا، لیکن اس وجہ سے عذاب کرتا ہے اور زبان مبارک کی طرف اشارہ کیا۔

کعب بن مالک نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ نصف قرضہ لے لو! اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃِ کسوف پڑھی تو میں نے عائشہ سے کہا لوگوں کا کیا حال ہے؟ اور وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ اُنھوں نے سُورج کی طرف سَر کے ساتھ اشارہ کیا میں نے کہا یہ کسوف (سورج گرہن) کوئی علامت ہے اُنھوں نے سر کے ساتھ اشارہ کیا کہ ہاں! (یہ علامت ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا کہ کچھ حرج نہیں (حج کے ایام میں) ابوقتادہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے لئے

marfat.com

۴۹۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَكَانَ كُلَّمَا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ وَكَبَّرَ وَقَالَتْ زَيْنَبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُتِحَ مِنْ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ تِسْعِيْنَ

۴۹۵۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ وَقَالَ بِيَدِهٖ وَوَضَعَ اَنْمُلَتَهٗ عَلٰى بَطْنِ الْوُسْطٰى وَالْخِنْصَرِ قُلْنَا يُزَهِّدُهَا وَقَالَ الْاُوَيْسِيُّ

شکار کے متعلق فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اس کو حکم دیا کہ وہ شکار کرے یا اس کی طرف اشارہ کیا ہو! صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہم نے شکار کی طرف اشارہ نہیں کیا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔

(ان تعلیقات سے جو مختلف احادیث میں مذکور ہیں اور ان میں اشارات سے ثبوتِ احکام ہے ثابت کیا ہے کہ اشارات کے ساتھ احکام جائز ہیں۔

۴۹۵۵ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا اور جب بھی رکن کے پاس تشریف لاتے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے اور اللہ اکبر فرماتے۔ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاجوج و ماجوج کا سوراخ اس کی مثل کھل گیا ہے اور نوے کے عدد کی گرہ لگائی۔" (انگلیوں سے گرہ لگانا اشارہ کی قسم ہے لہٰذا یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے اور یہی بخاری کا مقصد ہے)

marfat.com

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَدَا يَهُوْدِيٌّ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَارِيَةٍ فَاَخَذَ اَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا وَرَضَخَ رَاْسَهَا فَاُتِيَ بِهَا اَهْلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ فِيْ اٰخِرِ رَمَقٍ وَقَدْ اُصْمِتَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ لِغَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ لَّا قَالَ فَفُلَانٌ لِرَجُلٍ اٰخَرَ غَيْرِ الَّذِيْ قَتَلَهَا فَاَشَارَتْ اَنْ لَّا فَقَالَ فَفُلَانٌ لِقَاتِلِهَا فَاَشَارَتْ اَنْ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضِخَ رَاْسُهٗ بَيْنَ حَجَرَيْنِ

۴۹۵۶ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ایک ساعت ہے اس کی کوئی مسلمان موافقت نہیں کرپاتا جو کھڑے ہوکر نماز پڑھتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کو عطاء کرتا ہے اور حضور نے دست اقدس سے اشارہ کیا انگلیوں کے پوروں کو درمیانی اور چھوٹی انگلی کے پیٹ پر رکھا۔ ہم نے کہا آپ اس ساعت کی قلت بیان فرماتے تھے۔ اُوَیسی نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے شعبہ ابن حجاج کے ذریعہ ہشام بن زید کے واسطہ سے انس سے بیان کیا۔

۴۹۵۶ شرح : انگلیوں کو درمیانی انگلی پر رکھنے میں یہ اشارہ ہے کہ یہ گھڑی نصفِ نہار میں ہے۔ اور خنصر پر رکھنے میں آخر دن طرف اشارہ ہے ،، حدیث ع ــــ کی شرح دیکھیں (باب الساعۃ یوم الجمعۃ)

۴۹۵۷ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک لڑکی پر زیادتی کی اور اس کے زیورات جو اس پہ تھے اُتار لئے اور اس کا سر پتھر سے کچل دیا اس کے گھر والے لڑکی کو

marfat.com

جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لائے جبکہ وہ زندگی کے آخری سانس لے رہی تھی اور خاموش ہوگئی تھی۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے فرمایا تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا فلاں شخص نے تجھے قتل کیا ہے اور قتل کرنے والے کے علاوہ کسی اور کا نام لیا اُس نے سَر سے اشارہ کیا کہ نہیں پھر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسی دوسرے آدمی کے متعلق فرمایا جو قتل کرنے والے کے علاوہ تھا اس نے اشارہ کیا کہ نہیں فرمایا فلاں شخص نے قتل کیا ہے؟ اور قاتل کے متعلق فرمایا اُس نے اشارہ کیا کہ ہاں اُس نے قتل کیا ہے پھر جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم صادر فرمایا اور اس یہودی کا سَر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

۴۹۵۷ — شرح : حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے جو اس کا دُوسرا جزء ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ شائد بذریعہ وحی معلوم ہوگیا تھا کہ یہ قاتل واجب القتل ہے جیسے ڈاکو واجب القتل ہیں۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودی کے اقرار کے بعد اس کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔

تیز دھار آلہ کے بغیر قتل کرنے میں قصاص

اس مسئلہ میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حضرات تابعین کرام سے عمر بن عبدالعزیز قتادہ، حسن بصری، ابن سیرین، مالک، شافعی، احمد، ابواسحاق، ابوثور اور ابن مُنذر اور ظاہریہ نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ جس طرح قاتل قتل کرے اسی طرح اسے قتل کیا جائے دُوسری علماء کی جماعت نے کہا اگر تیز دھار آلہ ایسے خنجر، تلوار سے قتل کرے تو قصاص واجب ہے ورنہ نہیں یہ حضرات شعبی، ابراہیم نخعی، حسن بصری، سفیان ثوری، ابوحنیفہ، ابویوسف اور امام محمد بن حسن ہیں۔ اُنھوں نے پانچ کبار صحابہ کرام ابوبکر صدیق، علی بن ابی طالب، نعمان بن بشیر، ابن مسعود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کی روائت سے استدلال کیا ہے؛ چنانچہ ابن ماجہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے کہ لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ ،، کہ تلوار کے ساتھ قتل کرنے والے سے ہی قصاص لیا جائے۔

دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: لَا قَوَدَ فِی النَّفْسِ وَغَیْرِھَا اِلَّا بِحَدِیْدَۃٍ ،، یعنی نفس وغیرہ کے قتل میں قصاص نہیں مگر جب تیز دھار آلہ سے قتل کیے جائیں۔ ابن ماجہ نے جابر جعفی کے ذریعہ ابن عازب سے اُنھوں نے نعمان بن بشیر سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ ،، قصاص صرف تیز دھار آلہ کے ساتھ قتل کرنے سے ہے۔ طبرانی نے معجم میں علقمہ کے ذریعے ابن مسعود سے اس طرح روائت کی ہے۔

marfat.com

۴۹۵۸ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ الْفِتْنَةُ مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلَى الْمَشْرِقِ

۴۹۵۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ
عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى
قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَرَبَتِ
الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ
ثُمَّ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ اِنَّ عَلَيْكَ
نَهَارًا ثُمَّ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهٗ فِي الثَّالِثَةِ فَشَرِبَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَوْمَاَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَشْرِقِ
فَقَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ

اسی طرح دار قطنی نے اپنے سُنن میں ابو ہریرہ سے مرفوع روائت ذکر کی ہے۔ اگرچہ ان میں سے بعض احادیث کے اسناد میں ضعف ہے لیکن جب ثقہ روائت سے اس کی تائید ہو جائے تو اس کی تقویت ہو جاتی ہے اور وہ قابلِ حجت ہوتی ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا باب کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر تیز دھار مثقل شئی سے قتل کرنے سے قصاص ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کا حنفیہ جواب دیتے ہیں کہ یہ واقعہ شروع اسلام میں پیش آیا تھا جیسے شروع اسلام میں مثلہ مباح تھا پھر منسوخ ہو گیا اور قصاص تیز دھار آلہ سے قتل کرنے ہی سے ہوگا۔ نیز علماء نے ذکر کیا کہ اس یہودی کی عادت تھی کہ وہ اس طرح قتل کیا کرتا تھا اور وہ عادی قاتل تھا۔ اس لئے زجر و تشدید کے لئے اس کو اسی طرح قتل کیا گیا جس طرح وہ قتل کرتا تھا۔ فَلَا قِصَاصَ اِلَّا فِي الْقَتْلِ بِالْحَدِيْدِ، تیز دھار آلہ سے قتل کرنے کی صورت قصاص واجب ہوتا ہے (عینی)

۴۹۵۸ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

marfat.com

۴۹۶۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِنْكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ اَوْ قَالَ اَذَانُهٗ مِنْ سَحُوْرِهٖ فَاِنَّمَا يُنَادِيْ اَوْ يُؤَذِّنُ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلَيْسَ اَنْ يَقُوْلَ كَاَنَّهٗ يَعْنِي الصُّبْحَ اَوِ الْفَجْرَ وَاَظْهَرَ يَزِيْدُ يَدَيْهِ ثُمَّ مَدَّ اِحْدٰهُمَا مِنَ الْاُخْرٰى وَقَالَ اللَّيْثُ ۴۹۶۱ — حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ

یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ فتنہ ادھر سے آئے گا اور مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

۴۹۵۹ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے کہا ہم ایک سفر میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ تھے۔ جب سورج غروب ہُوا تو ایک شخص سے فرمایا اترو اور میرے لئے ستّو پانی سے تر کرو اُس نے عرض کیا یارسُولَ اللہ اگر تھوڑی دیر فرمائیں تو بہتر ہوتا۔ پھر فرمایا اترو اور میرے لئے ستّو گھولو اُس نے عرض کیا یارسُولَ اللہ! اگر تھوڑی دیر فرمائیں تو بہتر ہے۔ ابھی دن ہے پھر فرمایا اُترو ستّو گھولو وہ شخص سواری سے اُترا اور اُس نے تیسری بار میں آپ کے لئے ستّو گھولے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ستّو پیئے پھر اپنے دستِ اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا جب تم رات کو دیکھو کہ اِدھر سے آرہی ہے تو روزے دار افطار کردے۔ (حدیث ع ــــ کی شرح دیکھیں)

۴۹۶۰ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم میں سے کسی کو بلال کی نداء یا فرمایا بلال کی اذان سحری کھانے سے منع نہ کرے، کیونکہ وہ نداء کرتے ہیں یا فرمایا وہ اذان دیتے ہیں تاکہ تم سے تہجد پڑھنے والے کو گھر کی طرف لوٹائیں اور یہ نہیں کہ فجر یا صبح ہوگئی۔ یزید بن زُریع نے اپنے دونوں ہاتھ ظاہر کئے پھر ایک کو دوسرے سے پھیلایا

۴۹۶۰ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت "اظہر یدیہ" میں ہے کہ آپ نے دونوں ہاتھ پھیلا کر اشارہ فرمایا کہ صبح کی روشنی اس طرح ہوتی ہے کہ سفیدی مشرق کے کناروں میں پھیل جائے قولہ لِیَرْجِعَ الخ جائز ہے کہ یہ رجوع سے

marfat.com

رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا اِلٰى تَرَاقِيْهِمَا فَاَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ شَيْئًا اِلَّا مَادَّتْ عَلٰى جِلْدِهٖ حَتّٰى تُجَنَّ بَنَانَهٗ وَتَعْفُوَ اَثَرَهٗ وَاَمَّا الْبَخِيْلُ فَلَا يُرِيْدُ يُنْفِقُ اِلَّا لَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا فَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ وَيُشِيْرُ بِاِصْبَعِهٖ اِلٰى حَلْقِهٖ

مشتق ہو یا رجع سے ہو۔ قولہ قائمکم ،، مفعول منصوب ہے۔ قائم تہجد پڑھنے والا یعنی نماز پڑھنے والا گھر کی طرف لوٹے اور صبح سے پہلے کچھ دیر سو کر آرام کرے۔

قولہ کانہ ،، اس سے غرض یہ ہے کہ "لیس" کا اسم صبح ہے یعنی صبح کاذب معتبر نہیں بلکہ صبح وہ ہے جو جنوب سے شمال کی طرف مشرق میں پھیل جائے اور وہ صبح صادق ہے۔

قولہ اظہر ،، یعنی یزید بن زُریع نے ایک ہاتھ دوسرے کی پشت پر رکھا اور اس کو دُوسرے سے جُدا کر کے بلند کیا اس میں صبح کاذب کی طرف اشارہ ہے۔

قولہ ثم مدّاحدھما من الاخری یہ صبح صادق کی طرف اشارہ ہے۔ (حدیث ۴۹۶۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : لیث نے جعفر بن ربیعہ کے ذریعہ عبدالرحمٰن بن ہرمز سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل اور مال خرچ کرنے والے کی مثال دو آدمیوں کی مثل ہے جو لوہے کی دو زرہیں پہنے ہُوئے ہیں جو چھاتیوں سے ہنسلیوں تک ہیں خرچ کرنے والا خرچ نہیں کرتا مگر زرہ اس کے چمڑے پر لمبی ہوتی جاتی ہے حتّٰی کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کا اثر مٹا دیتی ہیں اور بخیل خرچ کرنے کا ارادہ نہیں کرتا مگر اس کی زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر چپک جاتا ہے وہ اس کو کشادہ کرتا ہے وہ کشادہ نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی شریف کے ساتھ حلق کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔

یشیر باصبعہ الی حلقہ میں عنوان سے مطابقت واضح ہے۔

(حدیث ۴۹۶۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ اللِّعَانِ

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَاِذَا قَذَفَ الْاَخْرَسُ اِمْرَأَتَهٗ بِكِتَابِهٖ اَوْ اِشَارَةٍ اَوْ بِاِيْمَاءٍ مَعْرُوْفٍ

بَابُ اللِّعَان

لعان مصدر ہے اس سے ماضی مضارع لَاعَنَ يُلَاعِنُ ملاعنۃ ہے۔ یہ لعن سے مشتق ہے یعنی مرد و زن کا رحمتِ الٰہی سے دُور ہونا مرد کو مُلاعِن اور عورت کو ملاعنۃ کہتے ہیں۔ اس کو لِعان اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانچویں مرتبہ جھوٹے پر لعنت کی جاتی ہے۔ لعان کا شرعی معنیٰ شہادتیں ہیں جو قسموں کے ساتھ تاکید کی جائیں اور لعنت و غضب کے ساتھ ملی ہُوئی ہوں۔

حنفیہ کے نزدیک شہادت کے اہل ہونا شرط ہے۔ لہٰذا لعان صرف دو مسلمانوں میں جاری ہوگا جو آزاد، بالغ ہوں اور انہیں تہمت میں حد نہ لگی ہو۔ شافعیہ کے نزدیک قسم کی اہلیت شرط ہے لہٰذا اُن کے نزدیک مسلمان مرد اور عورت کافرہ کے درمیان لعان جائز ہے نیز مرد و زن کافروں اور غلام اور اس کی بیوی میں بھی لعان جائز ہے۔ کیونکہ یہ تمام قسم کی اہلیت رکھتے ہیں۔ امام مالک و امام احمد رضی اللہ عنہما کا مذہب بھی یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے گواہی یہ ہے،، کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچّا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو۔

یعنی اس باب میں اس آیت کریمہ کا ذکر ہے۔ اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب نو ہجری کو شعبان کے مہینہ میں غزوۂ تبوک سے مسلمانوں کا لشکر واپس آیا اور اُن میں عویمر عجلانی بھی شامل

marfat.com

فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجَازَ الْاِشَارَۃَ فِی الْفَرَائِضِ وَھُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَھْلِ الْحِجَازِ وَاَھْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ

تھے تو اس کے بارے میں یہ آئت کریمہ نازل ہوئی "، مورخین کا کہنا ہے کہ یہ آئت ہلال بن اُمیہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ مہلب نے کہا صحیح یہ ہے کہ قاذف (تہمت لگانے والے) عویمر تھے۔ ابن عباس، ابن عمر اور سہل بن سعد سے روائت ہے کہ عویمر عجلانی نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تھی "

صاحب تلویح نے کہا اس روائت میں ضعف ہے ہلال بن امیہ اور اس کا اپنی بیوی کو شریک ابن ثابت کے ساتھ متہم کرنے کا واقعہ صحیح بخاری میں دو جگہ شہادت اور تفسیر کے ابواب میں مذکور ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت مذکور ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو شریک بن سحماء کے ساتھ متہم کیا تھا۔ یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جس نے ملاعنہ کیا ہے۔ بعض نے کہا یہ دو واقعات علیحدہ علیحدہ ہیں۔ (عینی)

قَوْلُہٗ فَاِذَا قَذَفَ الْاَخْرَسُ امْرَاَتَہٗ یعنی جب گنگ نے اپنی بیوی کو لکھ کر یا اشارہ یا ایماء معروف جس کو ہر ایک جانتا ہو، کے ذریعہ تہمت لگائی تو یہ متکلم کی مانند ہے اور ناطق کے حکم میں ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض میں اشارہ کو جائز فرمایا ہے۔ بعض اہل حجاز (امام مالک) اور دوسرے علماء کا یہی قول ہے۔

تشریح: اشارہ اور ایماء میں فرق یہ ہے کہ عموماً اشارہ ہاتھ سے ہوتا ہے اور ایماء سر اور آنکھ کی پلکوں سے بھی کیا جاتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا جو نماز کے افعال جو فرض ہیں پر قادر نہ تھا کہ وہ اشارہ سے نماز پڑھ لے لہٰذا جو احکام فرض نہیں ان میں اشارہ بطریق اولیٰ معتبر ہے۔ امام مالک اور ان کے تابعین اور دیگر علماء غیر مالکیہ کا یہی مسلک ہے اگر گنگ نے بیوی کو اشارہ سے تہمت لگائی تو اس پر حدِ قذف ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مریم نے عیسیٰ (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا

حضرت مریم علیہا السلام نے نومولود حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اشارہ کیا اور لوگوں نے یہ اشارہ سمجھا جیسے کلام سمجھتے ہیں تو اُنھوں نے کہا ہم اُس سے کس طرح گفتگو کریں جو گہوارہ میں

marfat.com

اللّٰهُ تَعَالٰی فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا وَقَالَ الضَّحَّاکُ اِلَّا رَمْزًا اِشَارَۃً وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ

بچہ ہے (معلوم ہُوا کہ اشارہ کلام جیسا ہے) ضحاک نے اِلَّا رَمْزًا ،، کی تفسیر اشارہ سے کی ہے ،، یعنی اللہ تعالیٰ کے ارشاد : اَنْ لَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ،، کی تفسیر میں ضحاک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام سے فرمایا کہ تمہارے ہاں بچہ پیدا ہونے کی علامت یہ ہے کہ تم تین دن لوگوں سے اشارہ سے کلام کروگے۔ اگر اشارہ سے وہ نہ سمجھا جاتا جو کلام سے سمجھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ تم لوگوں سے اشارہ سے کلام کروگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ پر حکم مرتب ہوسکتا ہے۔ ایسے ہی ایماء اور کتابت کا حکم ہے۔ مذکور بالا تقریر سے بعض نے استدلال کیا کہ گنگ کا قذف صحیح ہے اور وہ کلام کی طرح ہے۔

قَوْلُہٗ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ الخ بعض لوگوں نے کہا گونگے کے قذف میں حدّ قذف نہیں اور نہ ہی لعان ہے۔ پھر کہا کہ کتابت یا اشارہ یا ایماء سے طلاق دی تو جائز ہے ؛ حالانکہ طلاق اور قذف میں کچھ فرق نہیں اگر وہ کہیں کہ قذف تو صرف گفتگو سے ہی ہوتی ہے تو انہیں کہا جائے گا کہ طلاق بھی تو گفتگو سے ہی ہوتی ہے۔ ورنہ طلاق اور قذف ایسے عتق وغیرہ سب باطل ہوجائیں گے۔ ایسے ہی بہرہ شخص لعان کرے گا۔ شعبی اور قتادہ نے کہا جب یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے اور اپنی انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا تو عورت بائن ہوجائے گی۔ ابراہیم نخعی نے کہا گونگا جب اپنے ہاتھ سے طلاق لکھے تو طلاق لازم ہوجائے گی۔ حمّاد نے کہا گونگا اور بہرہ اگر اپنے سر سے اشارہ کرے تو جائز ہے ،،

شرح : مذکور کلام سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اہل حجاز اور علماء کوفہ کے درمیان گونگے کے لعان اور حدّ قذف میں اختلاف ہے۔ اسی لئے آئت کریمہ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ الایۃ میں گونگے کی قذف ذکر کی اور یَرْمُوْنَ ،، کے عموم سے استدلال کیا کہ تہمت عام ہے۔ لفظ سے ہو یا اشارہ مُفْہِمَہ یا ایماءِ مُفْہِم سے ہو۔ اس لئے کہا اِذَا قَذَفَ الْاَخْرَسُ اِمْرَءَتَہٗ بِکِتَابَۃٍ الخ تو حدّ قذف اور لعان گونگے پر لازم ہے اور مذکور عبارت اور نصوص سے ثابت کیا کہ اشارہ، ایماء اور کتابت سب گفتگو کی مثل ہیں۔ جب گفتگو سے حدّ قذف اور لعان لازم ہے تو ان سے بھی حدّ قذف اور لعان لازم ہوگا۔

اور بَعْضُ النَّاسِ سے علماء کوفہ مراد ہیں۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا کہ حنفیہ نے کہا گونگے

marfat.com

لَاحَدَّ وَلَا لِعَانَ ثُمَّ زَعَمَ اِنْ طَلَّقَهَا بِكِتَابٍ اَوْ اِشَارَةٍ اَوْ اِيْمَاءٍ جَازَ وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ فَاِنْ قَالَ الْقَذْفُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِكَلَامٍ قِيْلَ لَهٗ كَذٰلِكَ الطَّلَاقُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِكَلَامٍ

پر حد نہیں، کیونکہ اس کی قذف کا اعتبار نہیں اور نہ ہی اس پر لعان ہے؛ چنانچہ صاحب ہدایہ نے ذکر کیا کہ گونگے کی قذف سے لعان ثابت نہیں ہوتا؛ کیونکہ اس کا تعلق صریح کلام سے ہوتا ہے۔

جیسے حد قذف میں صریح کلام سے قذف ثابت ہوتی ہے پھر بعض الناس نے کہا اشارہ سے گونگے کی طلاق واقع ہے؛ کیونکہ یہ ہر ایک جانتا ہے لہٰذا دفع حاجت کے لئے یہ کلام کے قائم مقام ہے امام بخاری نے حنفیہ کے کلام میں تضاد ثابت کیا کہ حنفیہ نے کہا گونگے کی تہمت کا اعتبار نہیں اور اس کی طلاق کا اعتبار ہے؛ حالانکہ یہ تخصیص بلا مخصص ہے۔ احناف نے اس کا جواب دیا کہ قذف کی صحت کا تعلق صریح زناء سے ہوتا ہے اس کے معنی سے نہیں ہوتا اور یہ گونگے کے اشارہ سے حاصل نہیں؛ کیونکہ اس میں اشتباہ ہو سکتا ہے؛ لہٰذا گونگا قاذف نہ ہوگا جبکہ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طلاق اور قذف میں فرق نہیں لیکن یہ دعویٰ ممنوع ہے؛ کیونکہ طلاق کا لفظ اس کا معنی ادا کرنے میں صریح ہے۔ اور قذف بالاشارہ میں زناء کی تصریح نہیں ہوتی لہٰذا اس پر حکم مرتب نہ ہوگا۔

قولہ فَاِنْ قَالَ الْقَذْفُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِالْكَلَامِ ،، یعنی اگر حنفیہ یہ کہیں کہ قذف کلام سے ہوتا ہے اور گونگے کا قذف کلام نہیں لہٰذا اس پر حد مرتب نہ ہوگی اور نہ لعان لازم ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلاق بھی کلام کے بغیر واقع نہیں ہوتی حالانکہ گونگے کی طلاق تمہارے نزدیک بھی واقع ہو جاتی ہے؛ لیکن امام بخاری کا یہ جواب کمزور ہے، کیونکہ طلاق میں کلام سے مراد اس کا معنی ظاہر کرنا ہے اور لفظِ طلاق نہ کہے تو طلاق واقع نہ ہوگی بخلاف گونگے کے کہ اس کا کلام نہیں اس کا تو صرف اشارہ ہے اور اشارہ میں دو وجہیں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا اس سے حد واجب نہیں جیسے کتابت اور تعریض سے حد واجب نہیں؛ چنانچہ اگر کوئی کسی سے کہے تو نے حرام وطئی کی ہے تو وہ قاذف نہ ہوگا؛ کیونکہ ہو سکتا ہے اس نے شبہ سے وطی کی ہو اسی لئے قائل نے کہا کہ تو نے حرام وطی کی ہے اور اشارہ کے دو معنوں

marfat.com

وَاِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ وَكَذٰلِكَ الْاَصَمُّ يُلَاعِنُ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ اِذَا قَالَ اَنْتِ طَالِقٌ فَاَشَارَ بِاَصَابِعِهٖ تَبِيْنُ مِنْهُ بِاِشَارَتِهٖ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ الْاَخْرَسُ اِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهٖ لَزِمَهٗ وَقَالَ حَمَّادٌ الْاَخْرَسُ وَالْاَصَمُّ اِنْ قَالَ بِرَاْسِهٖ جَازَ

میں تفصیل واضح نہیں اسی لئے تعریض سے حد واجب نہیں ہوتی۔

قَوْلُهٗ اِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ یعنی اگر حنفیہ کہیں کہ قذف کا وقوع بھی صرف کلام سے ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلاق کا وقوع بھی کلام سے ہوتا ہے اگر فرق نہ کریں تو طلاق اور قذف دونوں باطل ہوں گے تو صرف قذف کے بطلان کا کیا معنیٰ ہے؟ ایسے ہی عتق کا حکم ہے جو قذف کا حکم ہے تو چاہیئے کہ عتق کا اشارہ بھی باطل ہو حالانکہ اسے حنفیہ صحیح کہتے ہیں، لیکن امام بخاری کا یہ جواب بھی کمزور ہے؛ کیونکہ ادنیٰ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے اور طلاق میں احتیاط اس کے وقوع میں ہے تاکہ حرام میں مبتلا نہ ہو جائے۔

وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ یعنی اسی طرح عتق ہے کہ اشارہ سے ثابت نہیں ہوتا، لیکن احناف اشارہ کے ساتھ عتق کے قائل ہیں۔

قَوْلُهٗ كَذٰلِكَ الْاَصَمُّ يُلَاعِنُ "ایسے ہی بہرہ آدمی لعان کرے گا"، یعنی جب اس نے اشارہ کیا یہاں تک کہ اس کے بار بار اشارہ کرنے سے سمجھا گیا تو اس کا لعان جائز ہے۔

قَوْلُهٗ قَالَ الشَّعْبِيُّ الخ "عامر بن شراحیل شعبی نے کہا گونگے نے اپنی بیوی سے اپنی انگلیوں کے اشارے سے طلاق دی تو انگلیوں کے اشارہ سے جس عدد کی نیت کرے گا۔ وہی عدد طلاق واقع ہوگی اور اس کی نیت کا اعتبار ہے جس کی تعبیر اشارہ سے کرے گا۔

قَالَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ "ابراہیم نخعی نے کہا اگر گونگے نے اپنے ہاتھ سے طلاق لکھی تو اس کی طلاق لازم ہوگی۔ امام مالک اور شافعی کا یہی مذہب ہے۔

قَالَ حَمَّادٌ "امام ابوحنیفہ کے شیخ حماد رضی اللہ عنہما نے کہا گونگے اور بہرے سے

marfat.com

۴۹۶۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْاَنْصَارِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ سَاعِدَةَ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ فَقَبَضَ اَصَابِعَهٗ ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِيْ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ

پوچھا گیا کہ تو نے طلاق دی ہے اُنھوں نے سر کے اشارے سے جواب دیا تو طلاق واقع ہوگئی اس سے امام بخاری کا مقصد احناف کو الزام دینا ہے کہ اُن کے شیخ اشارہ سے حکم کے جواز کے قائل ہیں لیکن حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ شیخ کی مراد یہ ہے کہ گونگے کا اشارہ معروف جس کو ہر ایک سمجھتا ہو تو وہ عبارت کے قائم مقام ہوتا ہے۔ احناف ایسے اشارہ کے قائل ہیں لہٰذا اس سے احناف کو الزام نہیں دے سکتے ہیں ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۹۶۲ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں انصار کے بہترین خاندانوں کی خبر نہ دوں ؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور نے فرمایا بنو النجار پھر وہ جو اُن سے ملنے والے بنو عبدالاشہل پھر اُن سے ملنے والے بنو الحارث بن خزرج پھر اُن سے ملنے والے بنو ساعدہ میں پھر اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا اور ساری انگلیوں کو جمع کر کے کھول دیا جیسے کوئی ہاتھ سے کوئی شئی پھینکتا ہے۔ انصار کے تمام خاندان بہتر ہیں اور وہ بھلائی سے خالی نہیں ۔

۴۹۶۲ — شرح : بعض شراح نے کہا اس حدیث کا اور اس کے بعد والی حدیث کا عنوان یعنی لعان سے تعلق نہیں ۔ بعض نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہ حدیثیں اس باب سے مقدم ہیں ۔ کاتب نے سہواً موخر لکھ دی ہیں۔
علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا یہ جواب کوئی شئی نہیں بلکہ یہ حدیث اور اس کے بعد مذکور چار (۴)

marfat.com

۴۹۶۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ اَبُوْحَازِمٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهٰذِهٖ مِنْ هٰذِهٖ اَوْكَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى

احادیث جو اشارہ کے باب میں مذکور ہیں۔ ان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اشارہ ثابت کیا ہے کہ جو اشارہ لعان میں مذکور ہے جائز ہے، کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے بعض مسائل ثابت ہیں۔ (حدیث ع ــــ کی شرح دیکھیں)

۴۹۶۳ — ترجمہ : سہل بن ساعدی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور قیامت اس انگلی سے اس انگلی کی نسبت بھیجا گیا ہوں یا اِن دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہوں اور سبابہ اور درمیانی اُنگلی کو ملایا۔

۴۹۶۳ — شرح : یعنی میرے اور قیامت کے درمیان بہت کم تفاوت ہے جیسے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی اور درمیانی انگلی کے ساتھ متصل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آج سے زمانہ بعثت کو چودہ سو پانچ برس گزرنے کو ہیں جبکہ آپ نے مکہ مکرمہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی، حالانکہ ابھی تک قیامت کا وقوع معلوم نہیں کہ کب واقع ہوگی۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قیامت بہت قریب ہے۔ شیخ دہلوی نے کہا یہ کہنا بعید نہیں کہ چونکہ قیامت کے علامات کا ظہور آپ کے زمانہ بعثت سے مقترن ہے۔ لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ قیامت آپ سے مقترن ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان کہا جاتا ہے۔ اور اقتران بھی اضافی شئ ہے۔ یعنی دوسرے نبیوں مثلاً نوح کی نسبت آپ قیامت سے مقترن ہیں اور آپ کا زمانہ قیامت سے مقرون ہے۔

ہٰذا احسن فی تاویلہ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

۴۹۶۴ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ ثَلٰثِيْنَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِيْ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ يَقُوْلُ مَرَّةً ثَلٰثِيْنَ وَمَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ . ۴۹۶۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ وَاَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ اَلْاِيْمَانُ هٰهُنَا مَرَّتَيْنِ اَلَا وَاِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطٰنِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ

۴۹۶۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ کرکے فرمایا مہینہ اتنے اتنے اور اتنے یعنی تیس دنوں کا ہوتا ہے پھر اتنے اتنے اور اتنے دن یعنی انتیس (۲۹) دن کا ہوتا ہے۔ ایک بار تیس اور دوسری بار انتیس دن فرمایا۔

۴۹۶۵ — ترجمہ : ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے یمن کی طرف اشارہ کرکے دو بار فرمایا ایمان اس جگہ ہے خبردار! دلوں کی قساوت اور سختی فدادین میں ہے جو سخت آوازوں سے اونٹ چلاتے ہیں اس جگہ سے شیطان کے دو سینگ طلوع کرتے ہیں وہ ربیعہ اور مضر کے قبیلے ہیں۔

۴۹۶۵ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ایمان اس جگہ ہے اور یمن کی طرف اشارہ فرمایا؛ کیونکہ ایمان کی ابتداء مکہ مکرمہ سے ہوئی اور وہ تہامہ سے ہے اور تہامہ یمن کی زمین سے ہے۔ اسی لئے کعبہ کو یمانیہ کہا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد تبوک میں فرمایا تھا۔ اس روز مدینہ منورہ آپ کے اور یمن کے درمیان تھا تو آپ نے مکہ مکرمہ کی جانب اشارہ فرمایا جبکہ آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے۔

marfat.com

۴۹۶۶ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِی الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَ اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا **بَابُ** اِذَا عَرَّضَ بِنَفْیِ الْوَلَدِ

بعض نے کہا اس سے مراد انصار ہیں، کیونکہ وہ یمنی ہیں اور اُنھوں نے ایمان اور مومنوں کی مدد کی اور ان کو رہنے کی جگہ دی اس لئے ایمان کی نسبت ان کی طرف کی ہے۔

قولہ فَدَادِيْنَ ،، دال مشدّد ہے۔ فدّاد کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں سخت آواز۔ اور اگر دال مخفف ہو تو فدان کی جمع ہے اس کے معنی کھیتی باڑی کا آلہ ہے۔ کھیتی باڑی کرنے والوں کی مذمت اس لئے فرمائی کہ آلاتِ حرث دین کے امور سے روکتے ہیں اس سے قساوتِ قلب پیدا ہوتی ہے

قَرْنَا الشَّيْطٰنِ ،، شیطان کے سر کے دو کنارے ہیں یہ اس لئے فرمایا کہ وہ سورج کے مطلع کی محاذات میں سینگ کھڑے کر دیتا ہے اور جب سورج طلوع کرے تو اس کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے۔ تو سورج کی عبادت کرنے والوں کا سجدہ اس کے لئے واقع ہوتا ہے۔

رَبِيْعَةَ اور مُضَرَ فدّادین سے بدل ہے اور وہ مشہور دو قبیلے ہیں۔

۴۹۶۶ — ترجمہ : سہل نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے جنت میں اس طرح ہوں گے اور سبابہ اور وسطیٰ (درمیانی انگلی) سے اشارہ فرمایا اور ان کے درمیان کچھ فاصلہ کیا۔

۴۹۶۶ — شرح : دونوں پاک انگلیوں کے درمیان فاصلہ اس لئے ظاہر کیا کہ نبیوں اور امتیوں کے درجات میں فرق ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ فرمایا تو آپ کی سبابہ اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی دونوں اس وقت برابر ہوگئیں پھر اپنی طبعی حالت کی طرف لوٹ آئیں۔ یہ یتیم کی کفالت کی تاکید کے لئے تھا۔

باب جب نومولود کی نفی کی تعریض کی ،،

marfat.com

٤٩٦٧ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ أَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنَّى ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ

تعریض یہ ہے کہ تو کوئی شی ذکر کرے جس سے تو ایسی شئ پر دلالت کرے جو ذکر نہیں کی گئی اور کنایہ یہ ہے کہ تو کسی شئ کو اس کے موضوع لہ لفظ کے بغیر ذکر کرے"

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں بچہ کالا پیدا ہُوا ہے حضور نے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہیں ؟

٤٩٦٧ —

عرض کیا جی ہاں ! فرمایا اُن کے کیا رنگ ہیں عرض کیا سُرخ ہیں فرمایا اُن میں کوئی سیاہی مائل بھی ہے؟ عرض کیا جی ہاں ! فرمایا وہ کیونکر ہُوا اُس نے کہا شائد کسی رگ نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً تیرے اس بیٹے کو کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا۔

٤٩٦٧ — مشرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ أَسْوَدُ میں ہے کیونکہ اس کلام میں اس کی نفی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں سفید ہوں اور نومولود سیاہ ہے۔ لہٰذا وہ میرا بیٹا نہیں۔ اس حدیث سے علماء کوفہ اور امام شافعی نے استدلال کیا کہ تعریض کرنے سے نہ حد واجب ہے اور نہ لعان لازم ہے ؛ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر حدِ قذف قائم نہیں کی جس نے اپنی بیوی کو زناء کی تعریض کی تھی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ تعریض سے حد اور لعان واجب کرتے ہیں۔ جبکہ اس سے وہ مفہوم ہو جو صریح لفظ سے سمجھا جاتا ہے۔ ابن عربی نے کہا اس حدیث میں قیاس کی صحت کی قطعی دلیل ہے اور علت جامعہ کے ساتھ

marfat.com

بَابُ إِحْلَافِ الْمُلَاعِنِ

۴۹۶۸ — حَدَّثَنَا مُوسٰى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ قَذَفَ امْرَأَتَهٗ فَاَحْلَفَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا

ایک شئی کا حکم دُوسری شئی کے لئے ثابت ہوسکتا ہے۔

امام نووی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب نومولود کا رنگ والد کے رنگ سے مختلف ہو تو بچہ باپ سے لاحق کیا جائے گا۔ اور محض رنگ کے اختلاف سے بچہ کی نفی کرنا جائز نہیں اس سے معلوم ہوا کہ بدگمانی کرنا جائز نہیں۔

بابؔ لعان کرنے والے کو قسم دینا

یعنی لعان کرنے والے کو لعان میں متعارف کلمات سے قسم دینا

۴۹۶۸ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو متعارف کلمات سے قسم دی پھر اُن کے درمیان جُدائی کردی۔

۴۹۶۸ شرح : ابن بطال نے کہا اس سے مراد لعان کی معروف قسمیں ہیں کیونکہ جب مرد اپنی بیوی کو تہمت لگائے۔ اگر وہ چار گواہ قائم نہ کرے جو اس کی تصدیق کریں تو اس پر حدِ قذف واجب ہے جب عجلانی نے اپنی بیوی کو زناء کی تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ ،، نازل فرمائی تو شوہر کو اس کے عموم سے نکالا اور اس کی چار قسمیں یا پانچویں قسم کے ساتھ چار گواہوں کے قائم مقام کیں تاکہ وہ اپنے آپ سے حد دفع کرے جیسے عام لوگ اپنے آپ سے چار گواہ قائم کرکے حدِ قذف دفع کرتے ہیں جب شوہر قسمیں کھا جائے تو پھر اگر عورت لعان نہ کرے تو اس پر حد واجب ہوگی اور اگر اس نے لعان کیا اور قسم کھائی تو اپنے آپ سے حد دفع کرے گی جیسے شوہر نے کیا تھا (عینی)

marfat.com

بَابُ يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالتَّلَاعُنِ

۴۹۶۹ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَجَاءَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ

باب — پہلے مرد لعان کرے

۴۹۶۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلال بن اُمیّہ نے اپنی بیوی کو گالی دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے؟ پھر عورت کھڑی ہُوئی اور گواہی دی۔

۴۹۶۹ — شرح : تمام علماء کا اتفاق ہے کہ لعان کی ابتداء مرد سے ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے ابتداء کی ہے۔ اگر عورت نے مرد سے پہلے لعان شروع کیا تو جائز نہ ہوگا اور مرد کے بعد پھر عورت لعان کا اعادہ کرے گی؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح لعان مرتب کیا ہے۔ ابن تین نے کہا لعان جائز ہے، لیکن سنّت کے خلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں۔ اگر لعان کی ابتداء عورت کرے تو لعان صحیح نہ ہوگا اور وہ دوبارہ لعان کرے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ لعان ہو جانے کے بعد فرمایا تھا، کیونکہ لعان کے بعد بھی جھوٹ متحقق ہوتا ہے اور توبہ واجب ہوتی ہے۔ بعض نے کہا یہ لعان سے پہلے فرمایا تھا بعد نہیں فرمایا تھا اس سے دونوں کو ڈرایا اور وعظ و نصیحت فرمائی تھی۔ واللہ و رسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ اللِّعَانِ وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ اللِّعَانِ

۴۹۷۰۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَآءَ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهٗ يَا عَاصِمُ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَوْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِكَ فَسَاَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتّٰى كَبُرَ عَلٰى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ

بابُ اللِّعانِ اور جس نے لعان کے بعد طلاق دی

اس مسئلہ میں فقہاء میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ جب زوجین لعان کر چکے ہوں تو نفسِ لعان سے دونوں میں جُدائی واقع ہوگی یا لعان سے فراغت کے بعد حاکم ان میں تفریق کرے گا یا شوہر طلاق دے گا۔ امام مالک اور امام شافعی کہتے ہیں۔ نفسِ لعان سے زوجین میں تفریق واقع ہو جاتی ہے سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اتباع نے کہا کہ زوجین میں جُدائی واقع نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ ان میں حاکم جدائی کرے۔ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک شوہر تفریق نہ کرے زوجین ملاعنین میں تفریق نہ ہوگی۔ ابوعبید نے کہا نفس قذف سے دونوں میں تفریق ہو جانی چاہیئے۔ اگرچہ لعان واقع نہ ہو گویا کہ تفریق وجوبِ لعان پر متفرع ہے اور جس حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زوجین میں تفریق کی یہ حنفیہ کا مذہب ہے۔

۴۹۷۰ — ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ سہل بن سعد ساعدی نے انہیں

marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلٰی اَھْلِہٖ جَاءَہٗ
عُوَیْمِرٌ فَقَالَ یَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَیْمِرٍ لَمْ تَاْتِنِیْ بِخَیْرٍ قَدْ کَرِہَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَسْاَلَۃَ الَّتِیْ سَاَلْتُہٗ عَنْھَا فَقَالَ عُوَیْمِرٌ وَاللّٰہِ لَا اَنْتَھِیْ
حَتّٰی اَسْاَلَہٗ عَنْھَا فَاَقْبَلَ عُوَیْمِرٌ حَتّٰی جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ
مَعَ امْرَاَتِہٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُہٗ فَتَقْتُلُوْنَہٗ اَمْ کَیْفَ یَفْعَلُ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ فِیْکَ وَفِیْ صَاحِبَتِکَ
فَاذْھَبْ فَاْتِ بِھَا قَالَ سَھْلٌ فَتَلَاعَنَا وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِھِمَا قَالَ عُوَیْمِرٌ کَذَبْتُ
عَلَیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ اَمْسَکْتُھَا فَطَلَّقَھَا ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ یَّاْمُرَہٗ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ فَکَانَتْ سُنَّۃَ الْمُتَلَاعَنَیْنِ

خبر سنائی کہ عُوَیمر عجلانی عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے اور اُن سے کہا اے عاصم مجھے اس آدمی کی خبر دو جو اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی پائے کیا اس کو قتل کر دے ؟ تو تم اسے قتل کر دیتے ہو یا وہ کیا کرے اے عاصم میری طرف سے اس کے متعلق پوچھو عاصم نے یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوال پسند نہ آتے تھے اور انہیں معیوب جانتے تھے حتی کہ عاصم پر یہ گراں گزرا جو اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا جب عاصم اپنے گھر واپس آئے تو اُن کے پاس عُوَیمر آئے اور کہا اے عاصم تمہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے ؟ عاصم نے عُوَیمر سے کہا تو میرے پاس خیر سے نہیں آیا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کو پسند نہیں کیا جس کے متعلق تو نے پوچھا تھا۔ عُوَیمر نے کہا بخدا ! میں نہیں رکوں گا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے

marfat.com

بَابُ الْتَّلَاعُنِ فِي الْمَسْجِدِ

۴۹۷۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنِ الْمُلَاعَنَةِ وَعَنِ السُّنَّةِ فِيْهَا عَنْ حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

متعلق پوچھوں گا۔ پھر وہ آئے اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئے جبکہ حضور لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔ عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی پائے کیا اس کو قتل کردے؟ تو تم اسے قتل کر دیتے ہو، وہ کیا کرے (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں حکم نازل فرمایا ہے جاؤ اس کو لے کر آؤ سہل نے کہا دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھا۔ جب وہ لعان کر کے فارغ ہُوئے تو عُوَیمر نے کہا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم اگر میں اس کو اپنے پاس روک رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ کہا ہے۔ اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد سے قبل اس کو تین طلاقیں دے دیں۔ ابن شہاب نے کہا یہ لعان کرنے والوں کا طریقہ ہے۔

(عویمر نے لعان کے بعد حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیک کلمہ تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا حدیث کی مناسبت عنوان سے واضح ہے)

باب مسجد میں لعان کرنا

بعض علماء نے کہا امام بخاری کی اس عنوان سے غرض احناف کی مخالفت ہے، کیونکہ احناف کے نزدیک لعان مسجد میں متعیّن نہیں۔ حاکم جہاں بھی ہو یا جہاں بھی وہ چاہے لعان کروا سکتا ہے۔ لیکن مذکور عنوان میں احناف کا خلاف نہیں کیونکہ اس عنوان کا مقصد یہ نہیں کہ لعان مسجد میں ہی متعیّن ہے بلکہ یہ تو اس لعان کا بیان ہے جو مسجد میں ہُوا تھا۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ لعان مسجد میں ہی متعیّن ہے جس جگہ بھی چاہیں لعان ہو سکتا ہے۔ البتہ جامع مسجد زیادہ مناسب ہے۔

marfat.com

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ اَوْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ شَانِهٖ مَاذُكِرَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ اَمْرِ التَّلَاعُنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قَضَى اللّٰهُ فِيْكَ وَفِيْ امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلٰثًا قَبْلَ اَنْ يَّاْمُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ فَرَغَا مِنَ التَّلَاعُنِ فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَاكَ تَفْرِيْقٌ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا اَنْ يُّفَرَّقَ بَيْنَ كُلِّ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَكَانَتْ حَامِلًا وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعٰى لِاُمِّهٖ قَالَ ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِيْ مِيْرَاثِهَا اَنَّهَا تَرِثُهٗ وَيَرِثُ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

۴۹۷۱ ــــ ترجمہ : ابن جُریج نے ابن شہاب کو ملاعنہ اور اس کے مسنون طریقہ کی خبر دی۔ اُنھوں نے سہل بن سعد برادرِ بنی ساعدہ کی حدیث سے ذکر کیا کہ ایک انصاری مرد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کوئی مرد پائے کیا اس کو قتل کر دے یا کس طرح کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی شان میں نازل کیا جو لعان کرنے والوں کے متعلق قرآن میں مذکور ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ سہل نے کہا دونوں نے مسجد میں لعان کیا جبکہ میں وہاں موجود تھا جب دونوں لعان سے فارغ ہُوئے تو اس نے کہا اگر اس عورت کو اپنے پاس روکوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم فرمانے سے پہلے اُس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ جس وقت وہ لعان سے فارغ ہُوئے اور اُس نے

marfat.com

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ إِلسَّاعِدِيِّ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَحْمَرَ قَصِيْرًا كَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا اُرَاهَا اِلَّا قَدْ صَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَسْوَدَ اَعْيَنَ ذَا اَلْيَتَيْنِ فَلَا اُرَاهُ اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهٖ عَلَى الْمَكْرُوْهِ مِنْ ذٰلِكَ

بیوی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جدا کر دیا۔ ابن شہاب نے کہا ان دونوں کے بعد سنت یہ ہے کہ لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کر دی جائے۔ وہ عورت حاملہ تھی اور اس کا بیٹا اپنی ماں کے نام سے بلایا جاتا تھا۔ ابن شہاب نے کہا ایسی عورت کی وراثت میں یہ طریقہ جاری ہوا کہ وہ اپنے لڑکے کی وارث ہوگی اور لڑکا اس کا وارث ہوگا! جو اللہ تعالیٰ نے لڑکے کا مال سے حصہ مقرر کیا ہے۔ ابن جریج نے ابن شہاب کے ذریعہ سہل بن سعد ساعدی کا اس حدیث میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ عورت اس حمل سے سرخ رنگ والا چھوٹا قد بچہ پیدا ہوا۔ گویا وہ سام ابرص ہے تو میں اس عورت کو گمان نہ کرونگا مگر اس نے سچ کہا ہے اور مرد نے اس پر جھوٹ کہا ہے اور اگر اس حمل سے بڑی بڑی آنکھوں والا اور موٹے موٹے سرینوں والا بچہ پیدا ہوا تو میں اس مرد کو گمان نہ کروں گا مگر اس نے سچ کہا ہے۔ پس اس عورت نے مکروہ حالت پر بچہ کو جنم دیا۔

۴۹۷۱ — شرح : امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لعان مسجد میں ہونا چاہیئے البتہ اگر عورت کی حالت حیض والی ہو تو مسجد کے دروازے پر لعان کرے۔ حدیث میں مذکورہ عورت حاملہ تھی جس کا اس کے شوہر نے انکار کر دیا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حمل کی وجہ سے بھی لعان ہو سکتا ہے۔ ابن ابی لیلی، امام مالک، ایک روائت میں امام ابو یوسف، ابو عبید کا یہی مسلک ہے۔ انھوں نے کہا جس نے اپنی بیوی کے حمل کا انکار کیا۔ قاضی ان میں لعان کرائے گا۔ اور بچہ ماں سے لاحق کیا جائے گا۔

سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اور مشہور روائت کے مطابق امام ابو یوسف، امام محمد اور ایک روائت میں امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا حمل کے سبب لعان نہ کیا جائے گا۔ انھوں نے متن میں مذکور حدیث کا جواب یہ دیا کہ یہ لعان قذف و تہمت کی وجہ سے تھا حمل کے باعث نہ تھا جب ملاعنہ کا بچہ ماں سے لاحق کیا جائے گا تو دونوں کے درمیان وراثت جاری ہوگی۔ اس میں علماء کا اتفاق ہے یعنی ماں، بیٹا اور اس کی ماں کی جہت سے اصحابِ فروض بہن، بھائی اور دادی میں وراثت جاری

marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ ۴

۴۹۷۲ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ اِلَيْهِ اَنَّهٗ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا اِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ اِلَى

ہوگی۔ قولہ وَحْرَةٌ ،، یہ ایک جانور ہے جو گوشت اور طعام کو خراب کر دیتا ہے اور یہ سام ابرص جیسا ہے۔ بعض نے کہا یہ سُرخ کیڑا ہے جو زمین پر گھس کر چلتا ہے۔

قولہ جَاءَتْ عَلَى الْمَكْرُوْهِ مِنْ ذٰلِكَ ،، یعنی سیاہ بچہ پیدا ہُوا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکروہ اس لئے فرمایا کہ یہ تحقیقِ زنا اور تصدیقِ زوج کو مستلزم ہے (عینی)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر میں کسی کو بلا دلیل رجم کرتا ،،

۴۹۷۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لعان ذکر کیا گیا اور عاصم بن عدی نے اس بارے میں بات کی پھر وہ چلے گئے تو ان کی قوم سے ایک آدمی حضور کے پاس آیا جو حضور سے یہ شکوٰی کر رہا تھا کہ اُس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پایا ہے۔ عاصم نے کہا میں اس میں مبتلاء نہ ہُوا مگر یہ بات کرنے سے مبتلا ہُوا وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِيْ ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَ اَهْلِهٖ خَدِلًا اٰدَمَ كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَجَاءَتْ شِبْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهٗ وَجَدَهٗ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ السُّوْءَ قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ خَدِلًا

کے پاس لے گئے اور حضور کو وہ خبر دی جس حال پر اپنی بیوی کو پایا تھا۔ اس کا رنگ زرد اور بدن نحیف تھا اور اس کے بال سیدھے لمبے تھے اور جس آدمی پہ دعویٰ کیا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے وہ بڑی بڑی پنڈلیاں والا پُر گوشت گندمی رنگ اور فربہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! حق ظاہر کر تو اُس نے اس مرد کے مشابہ بچہ کو جنم دیا جس کا اُس کے شوہر نے ذکر کیا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان لعان کے مقتضی کے مطابق حکم دیا (ان میں تفریق کر دی)۔ ایک آدمی نے جو اس مجلس میں تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اگر میں کسی کو بلا دلیل رجم کرتا تو اسے رجم کرتا۔ ابن عباس نے کہا وہ اور عورت ہے جس نے اسلام میں زنا ظاہر کیا تھا۔ ابو صالح اور عبداللہ بن یوسف نے خَدِلًا پڑھا ہے۔ (کَثِیْرَ اللَّحْمِ)

۴۹۷۲ — شرح: شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ عاصم بن عدی نے اس باب میں ایک ایسی بات کہی تھی جو اُن ایسے عظیم انسان کے لائق نہ تھی کیونکہ یہ بات عُجبِ نفس، نخوت، غیرت اور خداوند قدوس کے حکم اور اس کے حول اور قوت پر عدمِ تفویض

marfat.com

پر دلالت کرتی ہے۔ وہ یہ بات تھی کہ اُنھوں نے پیغمبرِ خدا کے حضور کہا۔ اگر میں کسی کو اپنی بیوی کے پاس پاؤں تو یقیناً اس کو تلوار سے قتل کر دوں؛ چنانچہ وہ اس شنیع امر میں اسی بات کے باعث مبتلا ہوئے جو اُنھوں نے عُجب و نخوت کے طور پر کہا تھا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھایا کہ اس کا حکم اس میں کیسا ہے اور اسے معلوم ہو کہ کسی کی خونریزی پر تسلیط کا دعویٰ کرنا جائز نہیں اور جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے تاکہ جاہلیت کے امور کا قلع قمع ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو متہم کیا تھا اس کا رنگ زرد تھا اور وہ نحیف البدن تھا، حالانکہ سہل بن سعد کی حدیث میں ہے کہ اس کا رنگ سُرخ یا زردی مائل تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس کا اصلی رنگ تھا اور زرد رنگ عارضی تھا۔

عاصم بن عدی عجلانی

جدِّ اعلیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ عاصم بن عدی بن جد بن عجلان ابن حارثہ بن ضبیعہ عجلانی۔ وہ قلیل اللحم یعنی نحیف البدن اور سبط الشعر یعنی سیدھے بالوں والا تھا۔ جس کو عاصم نے اپنی بیوی کے ساتھ پایا وہ خدل یعنی موٹے اعضاء والا تھا اور اس کے گوشت کے ساتھ سخت ہڈیاں تھیں۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ ،، یعنی اے اللہ اس مسئلہ کی وضاحت کر دے۔ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کا حکم ظاہر امور پر ہے۔ لیکن آپ کو یہ حرص تھی کہ مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی عورت کو شہادت کے بغیر رجم کرتا تو اس عورت کو رجم کرتا اس عورت سے مراد عویمر کی بیوی ہے۔ یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت اور اس کے شوہر کے درمیان لعان کرایا اور مشابہت کے سبب اس عورت کو رجم نہیں کیا؛ کیونکہ رجم صرف شہادت یا اقرار سے ہوتا ہے۔ مشابہت سے رجم نہیں کیا جاتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ عورت عویمر کی بیوی نہیں بلکہ یہ وہ عورت ہے جس نے اسلام میں فحش کو رواج دے رکھا تھا۔ یعنی وہ کوئی فاحشہ عورت تھی۔

---

marfat.com

بَابُ صَدَاقِ الْمُلَاعَنَةِ

۴۹۷۳ ـ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَہٗ فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَخَوَیْ بَنِیْ الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰہُ یَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَکُمَا کَاذِبٌ فَھَلْ مِنْکُمَا تَائِبٌ فَاَبَیَا وَقَالَ اللّٰہُ یَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَکُمَا کَاذِبٌ فَھَلْ مِنْکُمَا تَائِبٌ فَاَبَیَا فَفَرَّقَ بَیْنَھُمَا قَالَ اَیُّوْبُ فَقَالَ لِیْ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ اِنَّ فِی الْحَدِیْثِ شَیْئًا لَا اَرَاکَ تُحَدِّثُہٗ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِیْ قَالَ قِیْلَ لَا مَالَ لَکَ اِنْ کُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِھَا وَاِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَھُوَ اَبْعَدُ مِنْکَ

باب ملاعنہ عورت کا مہر

۴۹۷۳ ـ ترجمہ : سعید بن جُبیر نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کوئی آدمی اپنی بیوی کو متہم کرے (اُس کا کیا حکم ہے) عبداللہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے دو بہن بھائی میں تفریق کی۔ اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے۔ دونوں نے انکار کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں تفریق کر دی۔ ایوب نے کہا مجھے عمرو بن دینار نے کہا اس حدیث میں ایک شئی ہے میں تجھے وہ بیان کرتے نہیں دیکھتا ہوں۔ اس مرد نے کہا میرا مال جو مہر میں نے دیا ہے؟ اُس سے کہا گیا تیرا کچھ مال نہیں (کیونکہ) اگر تو سچا ہے (تہمت لگانے میں) تو اس سے دخول کر چکا ہے (لہٰذا مہر پورا ہو گیا) اور اگر تو جھوٹا ہے تو یہ تیرے لئے بہت دُور ہے۔

۴۹۷۳ ـ شرح : قولہ بین اخوی من بنی عجلان ،، اس کے معنی یہ ہیں کہ زوجین میں

marfat.com

بَابُ قَوْلِ الْاِمَامِ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ اِنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ۷

۴۹۷۴ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تفریق کر دی جبکہ وہ دونوں قبیلہ بنی عجلان سے تھے اور یہ بابِ تغلیب سے ہے کہ اخت کو اخ کی مثل کیا۔ اور زوجین پر بہن بھائی کا اطلاق اس اعتبار سے ہے کہ تمام مومن بھائی بھائی ہیں۔ یا یہ دونوں مرد و زن ایک قبیلہ سے تھے اس لئے اُن پر بہن بھائی کا اطلاق کیا۔

قال ایوب ،، یعنی ایوب سختیانی نے مذکور سند کے ذریعہ بیان کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ عمرو بن دینار اور ایوب سختیانی دونوں نے یہ حدیث سعید بن جُبیر سے سُنی۔ عمرو نے وہ الفاظ یاد رکھے جو ایوب نے یاد نہ کئے اور وہ یہ کہ مرد نے کہا میرا مال جو میں نے مہر میں دیا ہے اس کا کیا ہوگا تو اسے کہا گیا وہ مال اب تیرا نہیں رہا؛ کیونکہ اگر تو اس پر دعویٰ کرنے میں سچا ہے تو جب بھی مال کا مستحق نہیں؛ کیونکہ تو اس سے جماع کر چکا ہے اور جماع کرنے سے عورت مال کی مالکہ ہو جاتی ہے۔ اور اگر تو اس دعویٰ میں جھوٹا ہے تو مال کا مطالبہ کرنا بہت دُور کی بات ہے کیونکہ ایک تو تُو نے اس پر بہتان باندھا اور یہ ظلم ہے۔ دُوسرے اس مال کا مطالبہ کرتا ہے جس کا تو مستحق نہیں کیونکہ جب تُو نے اس سے جماع کیا تو وہ مال کی مستحق ہو گئی۔ لہٰذا مال کا مطالبہ کرنا بعید از عقل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت زنا کا اقرار بھی کر لے جب بھی اس کا شوہر مال کا مطالبہ نہیں کر سکتا؛ کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو جب بھی مال کا مستحق نہیں؛ کیونکہ جب تو نے جماع کر لیا تو عورت مال کی مستحقہ ہو گئی۔ معلوم ہُوا کہ اقرارِ زنا سے پہلے ہی وہ مال کی مستحقہ ہو گئی تھی۔

بابُ امام کا متلاعنین سے کہنا کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے ،،

marfat.com

لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ
عَلَيْهَا قَالَ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا
اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ لَكَ
قَالَ سُفْيٰنُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ اَيُّوْبُ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ
جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ لَاعَنَ امْرَاَتَهٗ فَقَالَ بِاِصْبَعَيْهِ وَ
فَرَّقَ سُفْيٰنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا
كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ سُفْيٰنُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو
وَاَيُّوْبَ كَمَا اَخْبَرْتُكَ

۴۹۷۴ — ترجمہ: عمرو بن دینار نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سُنا کہ میں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لعان کرنے والوں کے متعلق سوال پوچھا تو انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متلاعنین (لعان کرنے والوں) سے فرمایا تمہارا حساب اللہ کے ذمہ ہے تم میں سے ایک تو جھوٹا ہے (مرد سے کہا) تیرے لئے اس کی طرف کوئی راہ نہیں۔ اُس نے کہا میرے مال کا کیا ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا مال ہی نہیں رہا۔ اگر تو سچا ہے تو وہ اس کا بدل ہوگا جو تو نے اس کی عصمت حلال پائی ہے۔ اگر تو نے اس پر جھوٹ بولا ہے تو یہ تیرے لئے اور زیادہ بعید ہے۔ سفیان نے کہا میں نے عمرو بن دینار سے یاد رکھا ہے۔ ایوب نے کہا میں نے سعید بن جُبیر سے سُنا ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے سعید بن جُبیر سے سُنا ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے ابن عمر سے کہا کوئی آدمی اپنی بیوی سے لعان کرتا ہے اور اپنی دونوں انگلیوں سے اشارہ کیا اور سفیان نے اپنی دونوں انگلیوں سبابہ اور وسطیٰ کے درمیان تفریق کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے دو بھائیوں (مرد و زن) میں تفریق کی۔ اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے۔ یہ حضور نے تین بار فرمایا۔ سفیان نے کہا میں نے یہ الفاظ عمرو اور ایوب سے سُنے ہیں

marfat.com

بَابُ اَلتَّفْرِيقُ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

۴۹۷۵ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَتِهِ قَذَفَهَا وَاَحْلَفَهَا

۴۹۷۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَوْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَتِهِ مِنَ الْاَنْصَارِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا

باب لعان کرنے والے مرد وزن میں تفریق کرنا

۴۹۷۵ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد و زن کے درمیان تفریق کی مرد نے عورت کو تہمت لگائی تھی اور حضور نے دونوں سے قسمیں لیں۔

۴۹۷۵ — شرح : یہ حدیث احناف کی دلیل ہے کہ جن دو مرد وزن میں لعان ہو جائے۔ محض لعان کرنے سے اُن میں تفریق نہ ہوگی جب تک حاکم تفریق نہ کرے گا۔ سفیان ثوری بھی یہی کہتے ہیں کہ متلاعنین میں تفریق حاکم کے حکم سے ہوگی۔ محض لعان سے تفریق نہ ہوگی۔

۴۹۷۶ — ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا وہ دونوں انصاری تھے اور ان میں تفریق کر دی۔

marfat.com

بَابُ يُلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلَاعِنَةِ

۴۹۷۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّ امْرَأَتِهٖ فَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ

بَابُ يُلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلَاعِنَةِ

۴۹۷۶ —

شرح : جس انصاری نے اپنی بیوی کو متہم کیا تھا وہ ہلال بن اُمیّہ انصاری ہیں۔ اُنھوں نے شریک بن سحماء جو انصار کے حلیف تھے کے ساتھ متہم کیا تھا۔ سحماء اس کی والدہ کا نام ہے اس کا والد عبد بن مغیث ہے۔ ابو عمرو رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ جریر بن حازم نے ایوب، عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جب ہلال ابن اُمیہ نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی تو ان سے کہا گیا بخدا! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ تمہیں اَسّی کوڑے حدِّ قذف ماریں گے۔ ہلال نے کہا اللہ تعالیٰ بہت بڑا عادل اور منصف ہے جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ جانتا ہے تو آئت الملاعنہ نازل ہوئی۔ ابن تین نے کہا صحیح تر یہ ہے کہ ہلال بن اُمیہ نے عویمر سے پہلے لعان کیا تھا،

ماوردی نے حاوی میں ذکر کیا کہ ہلال کا واقعہ عویمر کے واقعہ سے قبل ہے۔ ابن صباغ نے کہا ہلال کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آئت کریمہ اُن کے واقعہ میں نازل ہُوئی اور جو عویمر سے کہا گیا ہے کہ تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل ہُوا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ہلال کے واقعہ میں نازل ہُوا تھا وہی تمہارے لئے ہے کیونکہ یہ حکم تمام لوگوں کے لئے عام ہے اور علماء اصول نے کہا عموم لفظ کا اعتبار ہے۔ خصوصِ سبب کا لحاظ نہیں ہوتا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی روائت میں ہے کہ مرد و زن کے درمیان تفریق کر دی اور انہیں قسمیں دیں اور اس روائت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے لعان کرایا۔ پھر ان میں تفریق کر دی بظاہر ان دونوں میں تضاد ہے اس کا جواب یہ ہے۔ درحقیقت معنی میں کچھ فرق نہیں؛ کیونکہ لعان تو ضروری ہے اور تفریق حاکم کی طرف سے ہے۔ اس میں احناف کے مذہب کی دلیل ہے کہ لعان جب ہی مکمل ہوتا ہے کہ زوجین میں حاکم تفریق کرے۔

marfat.com

باب بچّہ لعان کرنے والی عورت سے لاحق کیا جائے"

۴۹۷۷ — ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرد اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا اور اس کے بچّہ کی مرد سے نفی کر دی اور ان دونوں میں تفریق کر دی اور بچہ عورت سے لاحق کر دیا۔

۴۹۷۷ — شرح : یہ حدیث تین احکام شرعیہ پر مشتمل ہے۔ اوّل یہ کہ لعان مشروع ہے۔ دوسرے یہ کہ لعان کے بعد حاکم مرد و زن میں تفریق کرے۔ اس میں فقہا کا اختلاف ہے کہ تفریق نفسِ لعان سے ہو جاتی ہے یا لعان کے بعد حاکم تفریق کرے گا۔

امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد اور سفیان ثوری کہتے ہیں کہ حاکم کے تفریق کرنے سے تفریق ہو گی جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر شوہر بچّہ کی پیدائش کے وقت اس کی نفی کر دے تو بچّہ ماں سے لاحق کیا جائے گا۔ جمہور فقہا اور چاروں ائمہ کا اس پر اتفاق ہے

امام طحاوی رحمہ اللہ نے نقل کیا کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر عورت کو بچہ کی نفی کی تہمت لگائی تو بچہ منتفی نہ ہو گا اور نہ ہی ان میں لعان کیا جائے گا؛ کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا الولد للفراش وللعاہر الحجر" کہ بچہ صاحبِ فراش کا ہے اور زانی محروم ہے۔

دوسرا اختلاف یہ ہے کہ جب بچہ کی نفی بوقت ولادت کرے یا ولادت کے ایک دو روز بعد کرے۔ پہلی صورت میں بچہ کی نفی ہو جائے گی اور دوسری صورت یعنی ایک دو روز بعد نفی کرنے سے نفی نہ ہو گی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وقت مقرر نہیں کیا اور اُن سے ایک روائت یہ ہے کہ اُنھوں نے اس کے لئے سات دن مقرر کئے ہیں۔

امام ابو یوسف امام محمد اور قتادہ نے نفاس کی اکثر مدّت مقرر کی ہے اور وہ چالیس روز ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا بچّہ کی پیدائش کے فوراً بعد نفی کا اعتبار ہے ورنہ نفی نہ ہو گی۔

marfat.com

بَابُ قَوْلِ الْاِمَامِ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ

٤٩٧٨ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقٰسِمِ عَنِ الْقٰسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهٖ فَذَكَرَ لَهٗ اَنَّهٗ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا الْاَمْرِ اِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَاَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِيْ وَجَدَ عِنْدَ اَهْلِهٖ اٰدَمَ خَدِلًا كَثِيْرَ اللَّحْمِ

باب امام کا کہنا اے اللہ اس کا حکم ظاہر کر

اس عنوان کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ اس عورت سے بچہ پیدا ہو تاکہ اس کی لاعن یا جس کی طرف زنا کی نسبت کی ہے سے مشابہت ظاہر ہو "

٤٩٧٨ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو مرد و زن لعان کرنے والوں کو ذکر کیا گیا۔ عاصم بن عدی نے اس بارے میں ایک بات کی (اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو دیکھے تو کیا کرے) پھر وہ چلے گئے اس کے پاس اس کی قوم سے کوئی آدمی آیا اس نے عاصم سے ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی پایا ہے۔ عاصم نے کہا میں اس امر میں مبتلا نہ ہوا مگر میرے

marfat.com

جَعْدًا قَطِطًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِیْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهٗ وَجَدَ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِی الْمَجْلِسِ هِیَ الَّتِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ السُّوْءَ فِی الْاِسْلَامِ

بَابُ اِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ الْعِدَّةِ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَلَمْ يَمَسَّهَا

یہ بات کرنے سے ہٹا۔ عاصم اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کی خبر دی جس کو اپنی بیوی کے ساتھ پایا تھا۔ جبکہ اس آدمی کا رنگ زرد گوشت کم اور بال سیدھے تھے۔ اور جس کو اپنی بیوی کے ساتھ پایا تھا۔ ان کا گندمی رنگ، پنڈلیاں موٹی موٹی، جسم بھارا اور بال سخت گھنگریالے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس کو ظاہر فرما تو اس عورت نے ایسا بچہ پیدا کیا جو اس آدمی کے مشابہ تھا جس کو عورت کے شوہر نے ذکر کیا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کے مقتضی کے مطابق ان میں تفریق کردی اسی مجلس میں ایک آدمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو شہادت کے بغیر رجم کرتا تو اس عورت کو رجم کرتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نہیں وہ اور کوئی عورت ہے جس نے اسلام میں بے حیائی کو فروغ دیا تھا اور برملا بدی ظاہر کرتی تھی۔ اس حدیث کی پہلے تشریح ہو چکی ہے۔

باب جب بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اس نے عدت پوری کرنے کے بعد کسی اور آدمی سے نکاح کیا اور اس نے اس سے جماع نہ کیا،،

marfat.com

۴۹۷۵ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِیَّ تَزَوَّجَ امْرَاَةً ثُمَّ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَتْ اٰخَرَ فَاَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ اَنَّهٗ لَا يَاْتِيْهَا وَاَنَّهٗ لَيْسَ مَعَهٗ اِلَّا مِثْلُ هُدْبَةٍ فَقَالَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِیْ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاللّٰٓئِیْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ الْاٰيَةَ قَالَ مُجَاهِدٌ وَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْا يَحِضْنَ اَوْ لَا يَحِضْنَ وَاللّٰٓئِیْ قَعَدْنَ عَنِ الْحَيْضِ وَاللّٰٓئِیْ لَمْ يَحِضْنَ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ

۴۹۷۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ قرظی نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسے طلاق دے دی اُس نے کسی اور آدمی سے نکاح کر لیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے ذکر کیا کہ وہ اس سے جماع نہیں کر سکتا ہے اور اس کے پاس نہیں مگر کپڑے کے کنارے کی مثل (یعنی وہ نامرد ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پہلے شوہر کی طرف رجوع نہیں کر سکتی حتی کہ تو اس کے شہد کو چکھ لے اور وہ تیرا شہد چکھ لے (یعنی تم ایک دوسرے سے جماع کی لذت پاؤ)
(طلاق ثلاثہ کے باب میں اس کی تشریح ہو چکی ہے)

marfat.com

كِتَابُ الْعِدَّة

عدّت کا لغوی معنی شمار کرنا ہے اور شریعت میں عورت کا ایک مدّت تک انتظار کرنا ہے جو اس پر نکاح زائل ہونے کے بعد لازم ہے۔

باب تمہاری عورتیں جو حیض سے ناامّید ہو جائیں اگر تم اس کے وجود میں تردّد کرو،،

(اس کی تفسیر میں) مجاہد نے کہا اگر تمہیں معلوم نہ ہو کہ انہیں حیض آتا ہے یا نہیں آتا اور وہ عورتیں جو حیض سے بیٹھ گئیں ہیں (بوڑھی ہو گئی ہیں) اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آیا۔ (وہ کمسن ہیں) اُن کی عدّت تین ماہ ہے۔

تشریح: آزاد عورت کو اگر طلاق ہو جائے یا طلاق کے بغیر نکاح فسخ ہو جیسے خیارِ بلوغ میں ہے اگر حیض آتا ہے اور دخول کے بعد طلاق ہوئی ہے۔ تو اس کی عدّت تین حیض ہے۔ اگر وہ کمسن یا بوڑھی ہے تو اس کی عدّت تین ماہ ہے۔ اگر اس کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اس کی عدّت چار ماہ دس دن ہے۔ اگرچہ وہ کتابیہ مسلم کی بیوی ہو کمسن ہو یا بوڑھی ہو اس سے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اگر لونڈی ہو تو اس کی عدّتِ طلاق دو حیض ہیں۔ اگر کمسن یا بوڑھی ہونے کے سبب اسے حیض نہ آتا ہو یا اس کا شوہر فوت ہو جائے تو اس کی عدت جماع کے بعد طلاق کی صورت میں ڈیڑھ ماہ اور وفاتِ شوہر کی تقدیر پر دو ماہ پانچ دن ہے۔ اس میں قنہ، ام ولدہ، مدبّرہ، مکاتبہ اور معتقۃ البعض سب مساوی ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہی ہے اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدّت وضع حمل ہے اس میں آزاد اور لونڈی دونوں برابر ہیں۔

فراء نے کتاب معانی القرآن میں ذکر کیا کہ لوگوں نے کہا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! (جن عورتوں کو حیض آتا ہے) ان کی عدّت تو ہمیں معلوم ہو گئی ہے جو عورتیں بوڑھی ہو گئی ہوں اور حیض سے ناامید ہو چکی ہوں ان کی عدّت

marfat.com

بَابُ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ

۴۹۸۰ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ الْاَعْرَجِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ عَنْ اُمِّهَا اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ اَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا تُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلٰى فَخَطَبَهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ فَاَبَتْ

کیا ہے تو یہ آیت کریمہ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ،، نازل ہوئی کہ ان کی عدت تین ماہ ہے پھر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ کمسن جسے حیض نہ آتا ہو اس کی عدت کیا ہے؟ فرمایا ان کی عدت وہی ہے جو بوڑھی عورتیں حیض سے نا اُمید ہو چکی ہوں یعنی تین ماہ ،، پھر ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حاملہ عورتوں کی عدت کیا ہے فرمایا : وَاُولَاتِ الْاَحْمَالِ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ،، یعنی ان کی عدت وضع حمل ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اگرچہ اسے غسل دیا جا رہا ہو اور ابھی دفن بھی نہ کیا گیا ہو اور اس کی بیوی حاملہ وضع حمل کر دے تو اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ البتہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عدت الوفات اَبْعَدُ الْاَجَلَيْنِ ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا جو چاہے میں اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں کہ سورۂ طلاق قصریٰ جس میں عدت الوفات وضع حمل ہے سورۂ طلاق کبریٰ (نساء) جس میں عدت الوفات چار ماہ دس دن ہے کے بعد نازل ہوئی یعنی سورۂ نساء میں چار ماہ دس دن ان عورتوں کی عدت ہے جو حاملہ نہ ہو اور جو حاملہ ہوں ان کی عدت وضع حمل ہے جیسے سورۂ طلاق میں ہے۔ واللہ اعلم!

۴۹۸۰ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہما نے انہیں اپنی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ قبیلہ اسلم کی ایک عورت جس کو سُبَیْعَہ کہا جاتا ہے کا شوہر

marfat.com

أَنْ تَنْكِحَهُ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا يَصْلُحُ أَنْ تَنْكِحِيهِ حَتّٰى تَعْتَدِّيْ
آخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَمَكُثَتْ قَرِيْبًا مِنْ عَشْرِ لَيَالٍ ثُمَّ جَاءَتِ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْكِحِيْ

۴۹۸۱ــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيْدَ
أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ
عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَتَبَ اِلٰى ابْنِ الْأَرْقَمِ أَنْ سَلْ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ
كَيْفَ أَفْتَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَفْتَانِيْ إِذَا وَضَعْتُ
أَنْ أَنْكِحَ

فوت ہو گیا جبکہ وہ حاملہ تھی۔ اسے ابوالسنابل نے منگنی کا پیغام بھیجا۔ اُس نے اس کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ ابوالسنابل بن بعکک نے کہا بخدا! تو نکاح نہیں کر سکتی حتّٰی کہ دو عدّتوں (چار ماہ دس دن اور وضع حمل) میں سے لمبی عدّت نہ پوری کرے۔ وہ تقریباً دس دن روز ٹھہری پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نکاح کر سکتی ہے۔

۴۹۸۰ــ شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عدّت الوفات چار ماہ دس دن ہے اس سے اِن عورتوں کی عدّت مستثنیٰ ہے جن کے شوہر فوت ہو جائیں حالانکہ وہ حاملہ ہوں کیونکہ اُن کی عدّت وضع حمل ہے۔

۴۹۸۱ــ ترجمہ : یزید سے روایت ہے کہ انہیں ابن شہاب نے خط لکھا کہ عُبَیدُ اللہ ابن عبداللہ نے انہیں اپنے والد سے خبر دی ہے کہ اُنھوں نے ابن ارقم کو خط لکھا کہ وہ سبیعہ اسلمیہ سے دریافت کریں کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کیا فتویٰ دیا تھا؟ فاطمہ نے کہا مجھے حضور نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ جب حمل وضع کرے تو نکاح کر لے۔

۴۹۸۱ــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت بالمکاتبہ جائز ہے۔
ابن ارقم کا نام عمر بن عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث بن وہب بن

marfat.com

۴۹۸۲ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةِ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاتِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ فِيْمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهُ ثَلٰثَ حِيَضٍ بَانَتْ مِنَ الْاَوَّلِ وَلَا يُحْتَسَبُ بِهٖ لِمَنْ بَعْدَهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ تُحْتَسَبُ وَهٰذَا اَحَبُّ اِلٰى سُفْيٰنَ يَعْنِيْ قَوْلَ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مَعْمَرٌ يُقَالُ اَقْرَاَتِ الْمَرْاَةُ اِذَا دَنَا حَيْضُهَا وَاَقْرَاَتْ اِذَا دَنَا طُهْرُهَا وَيُقَالُ مَا قَرَاَتْ بِسَلًى قَطُّ اِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِيْ بَطْنِهَا

عبد مناف بن زہرہ ہے۔ وہ فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب رہے۔ پھر ابوبکر صدیق اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے کاتب رہے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی سال بیت المال پہ مقرر کیا پھر وہ مستعفی ہوگئے۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا عبداللہ بن ارقم عمر فاروق کے پورے عہدِ خلافت میں بیت المال پر مامور رہے اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں دو برس بیت المال پر حاکم رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اُن سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۴۹۸۲ — ترجمہ : مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ سُبَیعہ اَسْلَمِیَّہ نے اپنے شوہر کی وفات کے چند روز بعد بچہ کو جنم دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر نکاح کی اجازت چاہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دیدی۔ پھر اُس نے نکاح کرلیا۔

۴۹۸۲ — شرح : اس حدیث میں مدّتِ ولادت مبہم ذکر کی ہے۔ مناسب بھی

marfat.com

یہی ہے ؛ کیونکہ اس مدت میں مختلف اقوال ہیں بعض پچیس روز اور بعض اس سے کم ذکر کرتے ہیں ۔ بعض دو ماہ اور بعض چالیس روز ذکر کرتے ہیں ؛ حالانکہ واقع ایک ہی ہے۔ لہذا اس میں ابہام ہی موزون ہے

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض انتظار کریں!

ان مطلقات سے مراد وہ عورتیں ہیں جنہیں حیض آتا ہو اور اُن کے شوہروں نے اُن سے جماع کیا ہو ان کے شوہر اگر انہیں طلاق دیں تو تین حیض عدّت پُوری کرنے کے بعد وہ نکاح کر سکتی ہیں اس عموم سے منکوحہ لونڈی جسے طلاق دی جائے مستثنیٰ ہے وہ دو حیض عدّت پُوری کرے گی ؛ کیونکہ لونڈی منکوحہ کی عدّت آزاد عورت کی عدّت سے نصف ہے اور تین حیض کا نصف ڈیڑھ حیض ہے چونکہ حیض متجزّی نہیں ہے۔ اس لئے دوسرا حیض بھی مکمل شمار ہوگا۔ اس میں چاروں اماموں کا اتفاق ہے اور یہ کہنا ضعیف ہے کہ اس میں آزاد اور لونڈی برابر ہیں

ابراہیم نخعی نے اس شخص کے بارے میں جو عدّت میں نکاح کرے اور اس کے پاس عورت کو تین حیض آئیں۔ کہا کہ وہ پہلے حیض سے بائنہ ہو جائے گی اور اس حیض کو بعد والے شوہر کے لئے شمار نہ کرے گی ،،

اس صورت میں دو عدتوں کا اجتماع ہے۔ علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ جس شخص نے عدّت میں نکاح کر لیا اس کا نکاح فسخ کیا جائے گا اور اُن میں تفریق کر دی جائے گی۔ پس اگر کسی نے عدّت میں نکاح کیا اور اس کے پاس عورت کو تین حیض آئے تو وہ پہلے حیض سے بائن ہو جائے گی ؛ کیونکہ اس شوہر سے اس عورت کی یہی عدّت ہے اور یہ عورت پہلے شوہر کے بعد اس حیض کو شمار نہ کرے گی بلکہ دوسرے شوہر کے لئے دوسری عدّت پُوری کرے گی۔ مدینہ منورہ والے امام مالک رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں کہ اگر اسے پہلے شوہر کے پاس ایک یا دو حیض آئے تو اس کی وہ باقی عدّت بھی پُورے کرے۔ پھر دُوسرے شوہر کے لئے مستقل عدّت پُوری کرے۔ امام شافعی، امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ امام مالک سے ابن قاسم کی روائت کے مطابق ایک عدّت دونوں کے لئے شمار ہوگی۔ اوزاعی، سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے تلامذہ کا یہی مذہب ہے۔ کذا فی الہدایہ

marfat.com

زُہری نے کہا یہ عورت اس حیض کو پہلے شوہر کے بعد شمار کرے گی۔ زہری کا قول سُفیان ثوری کو بہت پسند ہے"

یعنی پہلا حیض دونوں عدتوں میں شمار ہوگا اور وہ اس میں متداخل ہوں گے اور دوسرے دو حیض دوسرے کے لئے ہوں گے؛ لہٰذا متداخل سمیت اور دو حیض پورے کر کے شوہر ثانی سے نکاح کر سکتی ہے۔

"معمر نے کہا جب عورت کا حیض قریب آجائے تو کہا جاتا ہے "اَقْرَءَتِ الْمَرْءَۃُ"

اور جب طہر قریب آجائے تو اقرءت کہا جاتا ہے۔ اور جب عورت کے پیٹ میں بچّہ کی صورت پیدا نہ ہو سکے تو تو کہا جاتا ہے۔ مَاقَرَءَتْ بِسَلًی قَطُّ"

اس سے امام کا مقصد یہ ہے کہ لفظ قَرْء حیض اور طہر دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور بیداد میں سے ہے کہ ایک لفظ دو ضدّوں میں استعمال ہو۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا قرء بمعنی حیض ہے۔ امام ابو حنیفہ اور اُن کے تلامذہ اور صحیح تر روائت کے مطابق امام احمد بن حنبل بھی یہی کہتے ہیں۔ ابو بکر صدیق عمر فاروق عثمان و علی اور دیگر صحابہ کرام سے بھی یہی منقول ہے۔

امام مالک، شافعی اور ایک روائت کے مطابق امام احمد کہتے ہیں کہ قرء بمعنی طہر ہے یہ ابن عباس اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ اِن حضرات کے نزدیک مطلقہ جب تیسرے حیض کے خون میں داخل ہوگی تو عورت اس حیض کو شمار کرے گی۔ اگرچہ اس طہر میں جس میں طلاق واقع ہوئی تھی کے ایک دو دن باقی ہوں۔ اور پہلے حضرات کے نزدیک مطلقہ کسی شخص کے لئے حلال نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ تیسرے حیض کے بعد غسل کرے۔ کتب فقہ میں اس مسئلہ کی تفصیل مذکور ہے۔

marfat.com

بَابُ قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ اِلٰی قَوْلِهٖ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ يُسْرًا

باب فاطمہ بنت قیس کا واقعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فاطمہ بنت قیس قرشیہ فہریہ ضحاک بن قیس کی ہمشیرہ ہیں وہ اس سے دس سال بڑی تھی اور مہاجرات اوّل سے ہیں۔ وہ بہت خوبصورت اور عقلمند تھیں اور نہایت ہی باکمال تھیں۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کے گھر میں ہی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا تھا۔ ابو عمرو نے کہا اُن سے شعبی اور ابو سلمہ نے روائت کی ہے۔ ان کے بھائی ضحاک بن قیس اُن صحابہ کرام میں سے ہیں جو کمسن تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے سات سال قبل پیدا ہوئے کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کا سماع ثابت نہیں وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے زیاد کے بعد کوفہ کے حاکم رہے جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ترپن ۵۳ ہجری میں حاکم مقرر کیا تھا۔ پھر ستاون ۵۷ ہجری میں انہیں معزول کر کے ان کی جگہ عبدالرحمٰن بن حکم کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور انہیں شام بُلا لیا۔ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات تک شام میں رہے۔ اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھی جب معاویہ بن یزید فوت ہوا تو مروان نے شام کے بعض علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور وہاں کے لوگوں نے اس کی بیعت کی جبکہ ضحاک بن قیس اور اکثر اہلِ شام نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی وہ چونسٹھ ہجری کو ذوالحجہ کے مہینہ میں مرج راہط میں شہید ہو گئے حسن بصری، تمیم بن طرفہ، محمد بن سوید فہری، میمون بن مہران اور سماک بن حرب نے اُن سے روائت کی ہے۔

فاطمہ بنت قیس کا واقعہ یہ ہے کہ ان کے شوہر ابو عمرو بن حفص نے انہیں تین طلاقیں دیں جبکہ وہ غائب تھے اور اپنے وکیل کو کچھ جَو دے کر اس کے پاس بھیجا تو وہ اس سے ناراض ہو گئیں۔ اُس نے کہا تمہارے لئے ہمارے ذمہ کچھ نہیں۔ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا واقعہ عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے ذمہ تمہارا خرچہ وغیرہ نہیں ہے اور اسے حکم دیا کہ وہ ام شریک کے گھر میں عدّت پوری کرے پھر فرمایا وہ عورت بہت مہمان نواز ہے وہاں

marfat.com

مہمان بہت آتے جاتے ہیں تم ابن ام مکتوم کے گھر عدت پوری کرو وہ نابینا شخص ہے تم اپنے کپڑے بھی کبھی اُتار سکو گی۔ جب عدت پوری ہوجائے تو مجھے اطلاع کرو۔ فاطمہ نے کہا جب میری عدت پوری ہوگئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! معاویہ بن ابوسفیان اور ابوجہم نے اسے منگنی کے پیغام بھیجے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوجہم اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اُتارتے ہیں (عورتوں کو بہت مارتے ہیں) اور معاویہ بن ابوسفیان غریب آدمی ہے تو اُسامہ بن زید سے نکاح کرلے پہلے پہلے تو میں نے اچھا نہ جانا جب میرا اسامہ سے نکاح ہوگیا تو عورتیں مجھ پر رشک کرتی تھیں اور اس میں اللہ تعالیٰ نے میرے لئے خیر ہی خیر کی۔ ایک دوسری روائت میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا تیرے لئے نہ تو خرچہ ہے اور نہ ہی رہنے کا مکان ہے۔ اس سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جائیں اس کے لئے نفقہ اور سکنیٰ نہیں ہے جبکہ وہ حاملہ نہ ہو، لیکن بعض علماء نے کہا مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنیٰ ہے حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو! امام ابوحنیفہ اور آپ کے تلامذہ کا یہی مذہب ہے۔ امام مالک اور شافعی نے کہا اس کے لئے ہر حال میں سکنیٰ ہے اور اگر حاملہ ہو تو وہ نفقہ کا مستحق ہے ورنہ نہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے ہم مسلک حضرات اور حضرت عمر فاروق ام المؤمنین عائشہ اور اسامہ بن زید نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث کا انکار کیا ہے اُنھوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول سے استدل کیا کہ ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ایک عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ کیا معلوم اُس نے وہم کیا ہے یا بھول گئی ہے۔ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنیٰ دونوں واجب ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ،، (ابوداؤد)

دُوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جائیں۔ وہ عدت میں اپنے گھر سے باہر نہیں جاسکتی۔ عبداللہ بن مسعود اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہما سے یہی روائت کیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھر میں جہاں اسے طلاق ہوئی عدت پوری کرے۔ ابن عباس، جابر، عطاء، طاؤس اور حسن بصری نے کہا جہاں چاہے عدت پوری کرے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جس عورت کا شوہر فوت ہوجائے وہ عشاء کے بعد لوگوں کے سونے تک باہر جاسکتی ہے پھر واپس آجائے۔ امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ دن کو باہر جاسکتی ہے اور رات اپنے گھر میں ہی رہے گی۔ اور جس عورت کو طلاق دی گئی ہو وہ نہ رات کو اور نہ دن میں باہر نکل سکتی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مطلقہ اور جس کا شوہر فوت ہوگیا وہ نہ رات نہ دن کے وقت عدت میں باہر نکل سکتی ہے اور جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہو اس میں تمام علماء کا اتفاق

marfat.com

۴۹۸۳ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى ابْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّسُلَيْمٰنَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَهُمَا

اور اجماع ہے کہ وہ سکنیٰ اور نفقہ کی مستحق ہے جیسے منکوحہ عورت مستحق ہوتی ہے۔ وہ تمام امور میں زوجات کے حکم میں ہے (عینی)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے"

عورتوں کو اُن کے گھروں سے باہر نہ نکالو اور عورتیں باہر نہ نکلیں مگر یہ کہ بدکاری کریں۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں جو کوئی اللہ کی حدوں سے آگے گزرے گا۔ وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔ اے طلاق دینے والے تو نہیں جانتا کہ شائد اللہ تعالیٰ طلاق کے بعد کوئی شئ ظاہر کر دے اور مطلقہ عورتوں کو ٹھہراؤ جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت کے مطابق ،، ان کو تنگی نہ پہنچاؤ تاکہ ان پر مسکن تنگ کرو۔ اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کو خرچہ دو یہاں تک کہ وہ اپنے حمل وضع کریں۔

بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا تک "

یعنی جن عورتوں کو ایک طلاق یا دو طلاقیں یا وہ خلع کے سبب بائن ہو یا تین طلاقیں ہوں وہ حاملہ ہوں یا نہ ہوں جس گھر میں وہ رہ رہی ہوں اور وہاں عدت گزارنے بیٹھی ہوں تو ان کو وہاں سے مت نکالو! اس اعتبار سے بیوت کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ ہاں اگر وہ بدکاری یعنی زنا کریں تو حد قائم کرنے کے لئے انہیں باہر نکالو۔ بعض نے کہا فاحشہ سے مراد نشوز (نافرمانی) ہے اور نشوز سے سکنی کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَالِكَ اَمْرًا ،، یعنی شائد اللہ تعالیٰ ایک بار یا دو بار طلاق دینے کے بعد کوئی شئ ظاہر کر دے اور طلاق کے بعد پریشان اور نادم ہو اور اس کے دل میں عورت کی محبت ظاہر ہو اور وہ رجوع کر لے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

۴۹۸۳ ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما کو یہ ذکر کرتے ہوئے سُنا کہ یحییٰ ابن سعید بن عاص نے عبدالرحمٰن ابن حکم کی بیٹی کو طلاق دیدی تو عبدالرحمٰن اس کو وہاں سے لے گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان بن حکم (برادر عبدالرحمٰن بن حکم) کو پیغام بھیجا جبکہ مروان مدینہ منورہ کا حاکم تھا کہ اللہ سے ڈرو

marfat.com

يَذْكُرَانِ اَنَّ يَحْيٰى بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
ابْنِ الْحَكَمِ فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ
اِلٰى مَرْوَانَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ اِتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْهَا اِلٰى بَيْتِهَا
قَالَ مَرْوَانُ فِيْ حَدِيْثِ سُلَيْمٰنَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِيْ
وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَوَمَا بَلَغَكَ شَاْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ
قَالَتْ لَا يَضُرُّكَ اَلَّا تَذْكُرَ حَدِيْثَ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَرْوَانُ اِنْ
كَانَ بِكِ شَرٌّ فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ

اور لڑکی کو اپنے گھر واپس کرو۔ سلیمان کی حدیث میں ہے کہ (مائی صاحبہ کے جواب میں) مروان نے کہا عبدالرحمٰن ابن حکم مجھ پر غالب آگیا ہے (میری بات تسلیم نہیں کرتا) اپنی زوائد میں قاسم بن محمد نے کہا (کہ مروان نے جواب میں کہا) کیا آپ کو فاطمہ بنت قیس کی خبر نہیں پہنچی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تجھے یہ بات تکلیف نہ دے کہ فاطمہ کا قصہ ذکر نہ کرو (اس کے جواب میں) مروان نے کہا اگر آپ کے نزدیک کوئی شر ہے تو آپ کو ان دونوں کے درمیان شر کافی ہے۔

۴۹۸۳

شرح: یعنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان کو پیغام بھیجا کہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن سے کہو کہ وہ اپنی مطلقہ بیٹی کو وہاں چھوڑ دے جہاں اسے طلاق ہوئی ہے۔ اس کو وہاں سے باہر لانا مناسب نہیں۔ مروان نے کہا میرا بھائی مجھ پر غالب ہے وہ میری بات قبول نہیں کرتا۔ قاسم بن محمد نے اپنی روایت میں کہا کہ مروان نے مائی صاحبہ کو جواب دیا کہ یا ام المؤمنین فاطمہ بنت قیس کا قصہ معروف ہے کہ ان کو تین طلاقیں دی گئی تھیں۔ اس کو نان و نفقہ اور مسکن وغیرہ نہ دیا گیا اور اس نے اپنے شوہر کے گھر میں عدت پوری نہ کی تھی۔ بریں قیاس اگر عبدالرحمٰن کی بیٹی بھی اپنے شوہر کے گھر میں عدت پوری نہ کرے تو حرج نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے جواب میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تو فاطمہ کا قصہ ذکر نہ کرے تو تجھے تکلیف نہیں ہونی چاہیئے یعنی فاطمہ پہ قیاس نہ کرو، کیونکہ جہاں فاطمہ رہتی تھی۔ وہ جگہ خطرناک تھی اس لئے وہ وہاں سے منتقل ہوگئی تھی وہ سبب عبدالرحمٰن کی بیٹی کے لئے نہیں ہے۔ اس کے جواب میں مروان نے کہا اگر فاطمہ اور اس کی رہائش میں

marfat.com

۴۹۸۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَالِفَاطِمَةَ اَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ تَعْنِي فِيْ قَوْلِهَا لَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ

۴۹۸۵ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ اَلَمْ تَرَيْ اِلٰى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ فَقَالَتْ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ فَقَالَ اَلَمْ تَسْمَعِيْ فِيْ قَوْلِ فَاطِمَةَ قَالَتْ اَمَا اَنَّهٗ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِيْ ذِكْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ

کوئی شر تھی جو شوہر کے گھر سے باہر آنے کا سبب تھی تو ایسا سبب یہاں بھی ہے کہ اِن دونوں یعنی عبدالرحمٰن کی بیٹی اور اس کے شوہر میں باہم ناراضگی ہے جس کے سبب طلاق واقع ہوئی ہے۔ لہٰذا اس کے مسکن سے باہر جانے کا یہ سبب کافی ہے۔

۴۹۸۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا فاطمہ کا کیا حال ہے کیا وہ اللہ سے نہیں ڈرتی ہے۔ یعنی اپنی بات میں کہ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنیٰ نہیں ہے۔

(یعنی فاطمہ بنت قیس کا شوہر کے مسکن سے نکلنا کسی سبب سے تھا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے لئے سکنی و نفقہ ہی نہیں)

۴۹۸۵ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کیا آپ نے فلانہ بنت الحکم کو نہیں دیکھا کہ اس کے شوہر نے اس کو تین طلاقیں دیں تو وہ گھر سے باہر چلی گئی۔ ام المؤمنین نے فرمایا اُس نے بُرا کیا ہے۔ عروہ نے کہا یا ام المؤمنین آپ نے فاطمہ بنتِ قیس کا کلام نہیں سُنا؟ مائی صاحبہ نے فرمایا اس حدیث کے ذکر کرنے میں فاطمہ کی خیریت نہیں ہے۔ ابن ابی زناد نے ہشام سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سخت معیوب جانا اور فرمایا کہ فاطمہ وحشتِ مکان میں تھی اس کو اس کی جانب سے خطرہ لاحق

marfat.com

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ إِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِي مَسْكَنِ زَوْجِهَا أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيْهَا أَوْ تَبْذُوَ عَلَى أَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ

۴۹۸۶۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلٰى فَاطِمَةَ وَزَادَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَابَتْ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْعَيْبِ وَقَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلٰى نَاحِيَتِهَا فَلِذٰلِكَ أَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۹۸۵۔ شرح: یعنی فاطمہ بنت قیس وحشتناک مکان میں رہتی تھی جہاں کوئی انیس نہ تھا اور اسے ہر طرف سے خطرہ تھا۔ اس لئے اسے وہاں سے انتقال کی رخصت دی گئی۔ اسی لئے ام المؤمنین فرمایا کرتی تھیں کہ جہاں فاطمہ یہ کہتی ہے کہ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ سکنیٰ نہیں۔ وہاں اسے اس کا سبب بھی ذکر کرنا چاہیئے۔ اور علت بیان کئے بغیر اسے یہ نہیں ذکر کرنا چاہیئے تھا۔ مطلقہ ثلاث کے لئے نفقہ اور سکنی دونوں ہیں۔ اور فاطمہ بنت قیس کی حدیث کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسترد کر دیا تھا۔ جبکہ انھوں نے فرمایا ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ایک عورت کے کہنے پر ترک نہیں کر سکتے۔ ہمیں معلوم نہیں وہ اس بات میں سچی ہے یا جھوٹی ہے اس کو یاد رہا ہے۔ یا بھول گئی ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے مطلقہ ثلاث کے لئے عدت میں نفقہ اور سکنیٰ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب جب مطلقہ عورت پر اس کے شوہر کے گھر میں ڈر معلوم ہو کہ اس کے گھر میں کوئی اچانک داخل ہو جائیگا یا یہ خوف ہو کہ وہ اس کے اہلِ خانہ کو بُرا بھلا کہے گی"

marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْ اَرْحَامِهِنَّ مِنَ الْحَیْضِ وَالْحَمْلِ

۴۹۸۷۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنْفِرَ اِذَا صَفِیَّةُ عَلٰی بَابِ خِبَائِهَا كَئِیْبَةً فَقَالَ لَهَا عَقْرٰی اَوْ حَلْقٰی اِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا اَكُنْتِ اَفَضْتِ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِیْ اِذَنْ

۴۹۸۶ ترجمہ: عروہ سے روائت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ کے متعلق اس کا انکار کیا (یعنی فاطمہ بنت قیس کی حدیث کہ مطلقہ کے لئے نان ونفقہ اور سکنیٰ نہیں ہے کا انکار کیا)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! عورتوں کے لئے حلال نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو اِن کے پیٹوں میں حیض اور حمل پیدا کیا ہے اسے پوشیدہ رکھیں"

۴۹۸۷ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے واپسی کا ارادہ کیا تو اچانک ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ اپنے خیمہ کے دروازہ پر غمناک کھڑی ہیں۔ حضور نے اُن سے عقریٰ یا حلقیٰ فرمایا۔ کہ تو ہمیں مکہ میں روکنے والی ہے کیا تو نے نحر کے روز طوافِ زیارت کیا تھا؟ عرض کیا جی ہاں فرمایا اس وقت چلو (حرج نہیں)

marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِی الْعِدَّةِ وَكَيْفَ يُرَاجِعُ الْمَرْأَةَ اِذَا طَلَّقَهَا وَاحِدَةً اَوِ اثْنَتَيْنِ

۴۹۸۷ — شرح : یعنی جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ کا ارادہ کیا تو طواف سے پہلے ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا۔ اس لئے وہ اندوہ ناک اور غمگین ہوئیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ کلمہ عقریٰ حلقیٰ فرمایا۔ اس کے معنی میں کئی اقوال ہیں۔ ابوعبیدہ نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ "اللہ اس کے جسم کو زخمی کرے اور اس کے حلق میں درد ہو۔ صاحب محکم نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ "اللہ اس کو ہلاک کرے اور اس کے بال حلق کرے"، بعض نے یہ کہا کہ وہ اپنی قوم کو ہلاک کرے اور ان کا حلق کرے کہ وہ منحوس ہے۔ بعض یوں کہتے ہیں عقریٰ بانجھ ہو اور "حلقی" منحوس ہو بہرحال اس کے معنیٰ جو بھی ہوں اس کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے۔ جیسے "تَرِبَتْ يَدَاهُ"، کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں اسی طرح "قَاتَلَهُ اللّٰهُ"، کا حقیقی معنیٰ مراد نہیں ہے بلکہ یہ آپ نے بطور شفقت فرمایا ہے۔

(حدیث ۱۴۶۷ کی شرح دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!)

باب مطلّقہ عورتوں کے شوہر عدّت میں رجوع کرنے کے زیادہ حقدار ہیں جب بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دیں تو اس سے رجوع کس طرح کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: عورتوں کو منع نہ کرو!"

تشریح : بعولہ بعل کی جمع بمعنی شوہر ہے۔ مفسّرین نے کہا جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی۔ جب تک اس کی عدّت ختم نہ ہو وہ اس کو واپس لانے کا مستحق ہے۔ اور اگر عدّت ختم ہو جائے تو وہ بائنہ ہو جائے گی اور رجعت کا محل نہ رہے گی۔ اب اسے اجازتِ نکاح حاصل کرنا ہوگا اور شروطِ نکاح کے ساتھ عقدِ جدید کرے گا۔

marfat.com

۴۹۸۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ زَوَّجَ مَعْقِلٌ اُخْتَهٗ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيْقَةً ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ اَنَّ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ كَانَتْ اُخْتُهٗ تَحْتَ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا ثُمَّ خَلّٰى عَنْهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا ثُمَّ خَطَبَهَا فَحَمِيَ مَعْقِلٌ مِنْ ذٰلِكَ اَنَفًا فَقَالَ خَلّٰى عَنْهَا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا ثُمَّ يَخْطُبُهَا فَحَالَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ فَتَرَكَ الْحَمِيَّةَ وَاسْتَرَادَ لِاَمْرِ اللّٰهِ

مراجعت کی صورت میں بعض علماء نے کہا جب اس سے جماع کرے گا تو رجوع ہو جائے گا۔ سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب۔ نیز انھوں نے کہا اگر اس کو مس کیا یا قصدِ رجعت کے بغیر اس کی شرمگاہ کو بنظرِ شہوت دیکھ لیا تو رجوع ثابت ہو جائے گا۔ اس پر گواہ بنانا مناسب ہے امام مالک اور اسحاق نے فرمایا جب رجعت کے ارادہ سے عدت میں جماع کیا اور گواہ قائم کرنے سے جاہل تھا تو رجوع ثابت ہو گا اور جب تک رجعت پر گواہ قائم نہ کرے بیوی اس کو جماع کرنے سے روک سکتی ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا جب رجوع کیا اور گواہ نہ بنائے تو رجوع صحیح ہے۔ احناف بھی یہی کہتے ہیں۔ البتہ گواہ قائم کرنا مستحب ہے۔ امام شافعی نے فرمایا رجوع صرف کلام سے ہوتا ہے۔ اور اگر رجعت کے ارادے سے جماع کیا تو رجوع نہ ہو گا اور اس کو مہر مثل ادا کرے گا؛ لیکن اس میں اشکال ہے کہ وہ عورت بیوی کے حکم میں ہے لہٰذا یہ وطی موجبِ مہر مثل نہیں۔ امام مالک نے فرمایا جب اس کو حالتِ حیض یا نفاس میں طلاق دی تو اسے رجوع پر مجبور کیا جائے گا۔ ابن ابی شیبہ نے جابر بن زید سے روایت کی جب دل میں رجوع کیا تو یہ رجوع نہ ہو گا۔

marfat.com

۴۹۸۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَّاحِدَةً فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ عِنْدَهٗ حَيْضَةً اُخْرٰى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حَيْثُ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ اِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ لِاَحَدِهِمْ اِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلٰثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَزَادَ فِيْهِ غَيْرُهٗ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِيْ

ترجمہ: حسن بصری نے کہا معقل بن یسار کی ہمشیرہ ایک آدمی کی بیوی تھی اس نے اسے طلاق دیدی پھر اس سے علیحدہ رہا حتی کہ اس کی عدت پوری ہوگئی پھر اسے منگنی کا پیغام بھیجا تو معقل بن یسار نے غصہ سے اس کا انکار کر دیا اور کہا اس سے علیحدہ رہا حالانکہ وہ اس پہ قادر تھا پھر اب منگنی کا پیغام دیتا ہے اور اپنی ہمشیرہ اور اس کے شوہر کے درمیان حائل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ "جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انہیں اپنے سابق شوہر سے نکاح سے منع نہ کرو" نازل ہوئی۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معقل کو بلایا اور اس کے سامنے یہ آئت کریمہ تلاوت فرمائی تو اس نے غصہ ترک کیا اور اللہ کے حکم کے تابع ہوا"

(ایک روائت میں ہے کہ معقل نے سابق شوہر کو بلایا اور اس سے اپنی ہمشیرہ کا نکاح کر دیا)

۴۹۸۸ —

ترجمہ: نافع سے روائت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی؛ حالانکہ وہ حالتِ حیض میں تھی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ رجوع کرے پھر اس کو روک رکھے حتی کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے پھر اس کے پاس دوسری بار حیض آئے پھر اس کو مہلت دے حتی کہ حیض سے پاک ہو جائے اب اگر اس کو طلاق دینے کا ارادہ ہو تو جس وقت پاک ہو جائے جماع کرنے سے پہلے طلاق

۴۹۸۹ —

marfat.com

نَافِعٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهٰذَا

بَابُ مُرَاجَعَةِ الْحَائِضِ

۴۹۹۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُطَلِّقَ مِنْ قُبُلِ عِدَّتِهَا قُلْتُ فَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

دے یہی وہ عدت ہے جس میں عورتوں کو طلاق دینے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ جب عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق پوچھا جاتا تھا تو اُن میں سے کسی سے کہتے تھے۔ اگر تو نے بیوی کو تین طلاقیں دیں تو وہ تیرے اوپر حرام ہوگئی یہاں تک کہ وہ تیرے سوا کسی اور شخص سے نکاح کرے اس حدیث میں قتیبہ کے غیر نے لیث سے روایت میں اضافہ کیا کہا مجھے نافع نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تو ایک یا دو طلاق دے تو بہتر ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہی حکم فرمایا تھا۔ (حدیث ۴۹۱۷ کی شرح دیکھیں)

باب حائضہ مطلقہ سے رجوع کرنا

۴۹۹۰ — ترجمہ: یونس بن جبیر نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا عبداللہ بن عمر نے طلاق دی جبکہ ان کی بیوی حالت حیض میں تھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کے متعلق) سوال عرض کیا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ اس سے رجوع کرے پھر جب عدت کا وقت آئے تو اس کو طلاق دے (طہر میں طلاق دے)

marfat.com

بَابُ تَحُدُّ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا
وَقَالَ الزُّهْرِیُّ لَا اَرٰی اَنْ تَقْرَبَ الصَّبِیَّةُ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا
الطِّیْبَ لِاَنَّ عَلَیْهَا الْعِدَّةَ ۴۹۹۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

یونس نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اس طلاق کو شمار کیا جائے گا (جو حیض کی حالت میں دی تھی) تو اُنھوں نے کہا مجھے خبر دو اگر عبد اللہ عاجز آ گیا ہو اور حماقت کی وجہ سے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہ ہوگی؟ (حدیث ۴۹۱۸ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

باب جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے

دراصل احداد بمعنی منع ہے۔ اور اس سے مراد وہ عورت ہے جو اپنے آپ کو زینت اور خوشبو وغیرہ سے دُور رکھے اور منگنی کرنے والوں کو منگنی اور اس میں طمع کرنے سے منع کرے۔

زُہری نے کہا میں نہیں جانتا کہ کمسن لڑکی جس کا شوہر فوت ہو جائے وہ خوشبو کے قریب جائے، کیونکہ اس پر عدّت ہے ——

کمسن لڑکی جس کا شوہر فوت ہو جائے اس کے زینت ترک کرنے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس پر ترکِ زینت واجب نہیں اور دوسرے تینوں ائمہ کرام کے نزدیک واجب ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ زہری نے یہ اجتہاد سے کہا ہے اس میں کوئی روائت ذکر نہیں کی اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد اُن کے اجتہاد کے خلاف ہے۔ اور دوسرے ائمہ کا اجتہاد اُن کے موافق ہے اور یہ معلوم نہیں کہ کمسن لڑکی موطوءہ ہے یا غیر موطوءہ ہے۔

۴۹۹۱ — ترجمہ : حُمَیْد بن نافع نے زینب بنت ام سلمہ سے روائت کی کہ اُنھوں نے اسے اِن تینوں حدیثوں کی خبر دی (ان میں سے ایک یہ ہے)

marfat.com

ابْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ
عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّهَا
اَخْبَرَتْهُ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ حَبِيْبَةَ
زَوْجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّىَ اَبُوْهَا اَبُوْسُفْيٰنُ بْنُ حَرْبٍ
فَدَعَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ بِطِيْبٍ فِيْهِ صُفْرَةٌ خَلُوْقٌ اَوْ غَيْرُهُ فَدَهَنَتْ مِنْهُ
جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِىْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ
غَيْرَ اَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ
تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى
زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ فَدَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ
جَحْشٍ حِيْنَ تُوُفِّىَ اَخُوْهَا فَدَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ
اَمَّا وَاللّٰهِ مَا لِىْ بِالطِّيْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ اَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ

زینب نے کہا میں ام المؤمنین اُمّ حَبِیْبَہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی جبکہ ان کے والد ابوسفیان بن حرب فوت ہو گئے۔ ام حبیبہ نے خوشبو منگائی جس میں خلوق وغیرہ کی زردی تھی۔ اُنھوں نے اس سے کمسن بچی کو خوشبو لگائی پھر اپنے رخساروں کو لگائی پھر فرمایا اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی حاجت تو نہیں لیکن میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ کسی عورت، جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے کے لئے حلال نہیں کہ وہ میت پر تین دِن سے زیادہ سوگ منائے مگر شوہر پہ چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ زینبؓ نے کہا میں ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئی

marfat.com

وَعَشْرًا قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا أَفَنَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلٰثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيْبًا حَتّٰى تَمُرَّ لَهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتٰى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَيْرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ فَقَلَّ مَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطٰى بَعْرَةً فَتَرْمِيْ ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيْبٍ أَوْ غَيْرِهِ سُئِلَ مَالِكٌ مَا تَفْتَضُّ بِهِ قَالَ تُمَسَّحُ بِهِ جِلْدَهَا

جس وقت ان کا بھائی فوت ہوا تھا تو انھوں نے خوشبو منگائی اور اس سے کچھ خوشبو لگائی پھر فرمایا بخدا مجھے خوشبو کی حاجت نہیں، لیکن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے حلال نہیں کہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر شوہر پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ زینب نے کہا میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں درد ہے کیا میں اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا سکتی ہوں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرمہ مت لگاؤ! دو یا تین بار فرمایا ہر بار فرماتے سرمہ مت لگاؤ۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو صرف چار ماہ دس دن

marfat.com

ہیں ؛ حالانکہ تم میں کوئی عورت جاہلیت کے زمانہ میں ایک سال کے بعد مینگنی پھینکتی تھی۔ حمید نے کہا میں نے زینب سے کہا اس کے معنی کیا ہیں کہ وہ سال کے بعد مینگنی پھینکتی تھی۔ زینب نے کہا جس عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تھا وہ چھوٹے سے کمرہ میں داخل ہو جاتی اور بدترین کپڑے پہن لیتی اور خوشبو وغیرہ نہ لگاتی حتیٰ کہ اس پر ایک سال گزر جاتا پھر کوئی جانور گدھا یا بکری یا پرندہ لایا جاتا تو وہ اس کے چمڑے پر ہاتھ پھیرتی تو بہت کم ایسا ہوتا کہ جس پر وہ ہاتھ پھیرتی مگر وہ مر جاتا تھا پھر وہ باہر نکلتی تو اس کو مینگنی دی جاتی اس کو وہ پس پشت پھینکتی پھر اس کے بعد خوشبو وغیرہ لگاتی تھی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا : مَاتَقْتَضُّ کے معنی کیا ہیں ؟ انھوں نے فرمایا اس سے اپنی کھال ملتی تھی۔

۴۹۹۱ — شرح : جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس کی بیوہ کو چار ماہ دس دن عدتِ وفات پوری کرنے میں حکمت یہ ہے کہ عورت کے پیٹ میں بچے کی کمالِ تخلیق اور اس میں نفخِ روح ایک سو بیس دن کے بعد ہوتا ہے۔ چونکہ چاند کی کمی بیشی سے فرق پڑ جاتا ہے اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے اس عدد پر احتیاطاً دس روز کا اضافہ کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کے سوا اور کسی تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں۔ جس عورت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا تھا اس کا نام عاتکہ بنت نعیم بن عبداللہ بن نخام ہے۔ بعض نے کہا بنت کا نام عاتکہ ہے اور اس کی ماں کا نام معلوم نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں دو تین بار فرمایا کہ وہ سرمہ مت لگائے ؛ لیکن مؤطا وغیرہ میں ہے کہ حضور نے فرمایا رات کو لگا لیا کرو اور دن کو صاف کر دیا کرو۔ یعنی جب سرمہ لگانے کی ضرورت نہ ہو تو جائز نہیں اور جب اس کی احتیاج ہو تو رات کو جائز ہے دن میں جائز نہیں بہتر یہ ہے کہ سرمہ ہرگز نہ لگائے اگر لگایا ہو تو دن کو پونچھ دے، لیکن متن کی حدیث میں تصریح ہے کہ عدت کے ایام میں سرمہ کرنا حرام ہے اگرچہ اس کی احتیاج ہو۔ لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔ ان میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ بخاری کی حدیث میں سرمہ لگانے کی ممانعت دن میں ہے۔ بعض نے کہا حدیث میں نہی تنزیہہ کے لئے ہے۔ بعض نے مخصوص سرمہ پر محمول کیا ہے اور وہ سرمہ ہے جس سے زینت کی جاتی ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قد کانت احداکن فی الجاھلیۃ ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ اسلام میں اس کے خلاف حکم ہے ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ ،، پھر یہ حکم اس سے پہلی آیت سے منسوخ ہو گیا اور وہ یہ کہ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ،، یہ ناسخ تلاوت کے اعتبار سے مقدم اور نزول کے اعتبار سے متاخر ہے۔

قولہ خِفْشًا ،، بکسر الحاء وسکونِ الفاء اور اس کے بعد شین ہے۔ اس کا معنی چھوٹا سا کمرہ ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ ذلیل اور پرانا کمرہ ہے۔

marfat.com

بَابُ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ

۴۹۹۲ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّهَا اَنَّ

قولہ فَتَقْتَضُّ بِہٖ ،، ابن قتیبہ نے کہا میں نے اہل حجاز سے اقتضاض کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے ذکر کیا معتدہ عورت نہ تو پانی کو ہاتھ لگاتی نہ ناخن ترشواتی اور نہ بال اتروائی تھی اور سال کے بعد بُری حالت میں باہر نکلتی پھر وہ عدّت کو پرندہ سے توڑتی اور اس کو اپنی شرمگاہ سے مس کر کے پھینک دیتی اس کے بعد وہ زندہ نہیں رہتا تھا۔

خطابی نے کہا یہ ،، فَضَضْتُ الشَّیْءَ ،، سے ہے جبکہ اس کو توڑے اور جُدا جُدا کر دے یعنی وہ سوگ کو اس پرندے سے توڑتی تھی۔ اخفش نے کہا یہ فِضّہ سے ماخوذ ہے۔ صفائی اور سفیدی میں چاندی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی وہ جانور کو مس کر کے غسل کرتی حتی کہ چاندی کی طرح سفید ہو جاتی۔ خلیل نے کہا : اَلْفَضْفَضُ کے معنی خوش ذائقہ پانی ہے ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ اِقْتَضَضْتُہٗ بِہٖ یعنی اس کے ساتھ غسل کیا۔

قولہ فَتَرْمِی ،، یعنی اس مینگنے کو اپنے آگے پھینکتی تو یہ اس کو چھوٹے سے ذلیل اور بُرے کمرہ سے نکلنے کو حلال کرتا تھا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ عدّت کو ایسے پھینکتی جیسے مینگنا پھینکا جاتا ہے بعض نے کہا اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ جس مصیبت پر صبر اور انتظار کرتی رہی جس میں مبتلا تھی جب وہ ختم ہو گئی تو وہ اِس کے نزدیک مینگنے کی مانند ہے جس کو حقارت سے پھینکا جاتا ہے۔ اس میں حقِ زوج کی تعظیم مقصود ہے۔

قولہ سُئِلَ مالك الخ یعنی امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا : تَقْتَضُّ ،، کے معنی کیا ہیں ؟ اُنھوں نے فرمایا وہ اپنے چمڑے سے مینگنے کو مس کرتی ؛ لیکن ہم نے اس سے پہلے جو ابن قتیبہ سے ابھی ابھی نقل کیا ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو مس کر کے پھینک دیتی کے منافی نہیں ، لیکن اس سے خاص ہے کیونکہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے مطلق جلد ذکر کی ہے اور جو ابن قتیبہ سے منقول ہے وہ شرمگاہ کی جلد ہے۔ بات ایک ہی ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تَقْبِضُ بالصاد ہے۔ اور قبض کے معنی انگلیوں کے کناروں سے پکڑنا ہے اور یہ جلدی سے کنایہ ہے یعنی وہ بُرے منظر سے کثرتِ حیاء اور نکاح کے شوق کے باعث دوڑتی ہوئی تیزی سے اپنے والدین کے گھر جاتی تھی (قسطلانی) واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَخَشُوْا عَيْنَهَا فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاذَنُوْهُ فِي الْكُحْلِ فَقَالَ لَا تَكْتَحِلُ قَدْ كَانَتْ اِحْدٰكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّ اَحْلَاسِهَا اَوْ شَرِّ بَيْتِهَا فَاِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ فَلَا حَتّٰى تَمْضِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَعَشْرٌ وَسَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِاِمْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا

باب سوگ منانے والی عورت کا سُرمہ استعمال کرنا

حادّہ ثلاثی مجرد حَدَّ یَحُدُّ سے ہے اور مُحِدَّہ اِحداد سے اِفْعَال ہے۔ سفاقسی نے کہا صحیح حادّ ہے ہا کے بغیر۔ جیسے طالق اور حائض ہاء کے بغیر ہیں، کیونکہ یہ عورت کی ایسی صفت ہے جس میں مرد شریک نہیں۔ شیخ ابن حجر نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ جائز ہے۔ خطا نہیں اگرچہ دوسرا زیادہ راجح ہے۔ علامہ عینی نے کہا اگر طالق میں طالقۃ اور حائض میں حائضہ کہا جاتا ہے تو حادّہ بھی کہا جا سکتا ہے اور اگر طالقہ اور حائضہ نہیں کہا جاتا تو حادہ بھی نہیں کہا جائے گا، لیکن درست وہی ہے جو سفاقسی نے کہا ہے اور شیخ ابن حجر کا اس میں جواز کا دعویٰ کرنا نظر سے خالی نہیں جو غیر مخفی ہے۔

صاحب مصابیح نے زمخشری سے نقل کیا کہ اگر ان صفات میں حدوث کا معنی مقصود ہو تو تاء لانا ضروری ہے جیسے حاضت فھی حائضۃ وطلقت فھی طالقۃ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدوث کا معنی مقصود نہیں ہوتا پھر بھی تاء لاحق کر دیتے ہیں جیسے مُرْضِعَۃٌ وَّحَامِلَۃٌ ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا کلام اسی نہج پر ہے۔

۴۹۹۲ ـ ترجمہ : زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ام المومنین ام سلمہ سے

marfat.com

۴۹۹۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ نُهِيْنَا اَنْ نُحِدَّ اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا بِزَوْجٍ

روایت کی کہ ایک عورت کا شوہر فوت ہو گیا تو لوگوں نے اس کی دونوں آنکھوں پر خوف محسوس کیا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے آنکھوں میں سرمہ لگانے کی اجازت چاہی تو فرمایا سرمہ نہ لگائے آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی عورت (جاہلیت کے زمانہ میں) خراب قسم کے گھر اور گندے کپڑوں میں رہتی تھی۔ جب سال گزر جاتا اور کوئی کتا وہاں سے گزرتا تو اس کی طرف مینگنا پھینکتی اور عدت سے باہر ہوتی۔ میں سُرمہ کی اجازت نہیں دیتا یہاں تک کہ چار ماہ دس دن گزر جائیں (نافع نے کہا) میں نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سُنا وہ ام المؤمنین ام حبیبہ سے بیان کرتی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان عورت جو اللہ اور قیامت کے دن پہ ایمان رکھتی ہے۔ کے لئے حلال نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر اپنے شوہر پہ چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ (ام حبیبہ ام المؤمنین زوجۂ محترمہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کی بیٹی اور امیر معاویہ کی ہمشیرہ ہیں۔ ان کا نام رملہ ہے)

ترجمہ : محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم کو شوہر پر سوگ منانے کے علاوہ تین دن سے زیادہ سوگ منانے سے منع کیا گیا۔

۴۹۹۳ —

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روایت کے مطابق جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو رخصت دی کہ وہ عدت ختم ہونے تک اپنے شوہر پہ سوگ مناتی رہے اور اپنے والد پر سات روز سوگ منائے اور ان کے سوا دوسروں پہ تین تین دن سوگ منائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ جب ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان فوت ہوئے تو انھوں نے تین دن سوگ منانے کے بعد خوشبو استعمال کی اور سائل نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ ابوداؤد نے مراسیل میں عمرو بن شعیب کے ذریعے مُعَضَّل ذکر کی ہے علامہ عینی نے کہا ابوداؤد کا اس حدیث کو مراسیل میں ذکر کرنا یہ کوئی توجیہہ نہیں؛ لیکن اگر ارسال سے انقطاع مراد لیا جائے تو توجیہہ ہو سکتی ہے کیونکہ عمر تابعی نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ الْقُسْطِ لِلْحَادَّةِ عِنْدَ الطُّهْرِ

۴۹۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا نُنْهٰى اَنْ نُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلُ وَلَا نَتَطَيَّبُ وَلَا نَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ اِذَا اغْتَسَلَتْ اِحْدٰنَا مِنْ مَحِيْضِهَا فِيْ نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ اَظْفَارٍ وَكُنَّا نُنْهٰى عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كِلَاهُمَا يُقَالُ الْكُسْتُ وَالْقُسْطُ وَالْكَافُوْرُ وَالْقَافُوْرُ

باب سوگ منانے والی عورت کا حیض کے پاک ہونے کے وقت قسط استعمال کرنا

۴۹۹۴ — ترجمہ : ام عطیہ نے کہا ہم کو میّت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانے سے منع کیا جاتا تھا مگر شوہر پر چار ماہ دس دن تک اور ہم سرمہ نہ لگاتی تھیں نہ خوشبو لگاتی تھیں اور نہ ہی رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں مگر وہ کپڑا جو پہلے سے رنگا ہوا ہو اور جب کوئی ہم سے حیض سے پاک ہو اور غسل کرے تو تھوڑا سا قسط ظفار کے استعمال کی رخصت دی جاتی ہے اور ہم کو جنازوں کے پیچھے چلنے سے منع کیا جاتا تھا۔ ابو عبداللہ بخاری نے کہا قسط اور کست کافور اور قافور کی طرح ہے۔ نُبْذَہ بمعنی قطعہ ہے۔

۴۹۹۴ — شرح : عصب یمنی چادریں ہیں ان کو بُننے سے پہلے اُن کے دھاگے رنگ دیئے جاتے تھے۔ ظفار میں ہمزہ پڑھنا خطا ہے ظفار عدن کے ساحل کے کنارے ایک موضع ہے (حدیث : ع ۳۰۹ ج : اکی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ تَلْبَسُ الْحَادَّةُ ثِيَابَ الْعَصْبِ

۴۹۹۵۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ ابْنُ حَرْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا لَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ

۴۹۹۶۔ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَطِيَّةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا أَدْنَى طُهْرِهَا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ

باب سوگ منانے والی عورت بُننے سے پہلے رنگے ہُوئے کپڑے پہنے

۴۹۹۵ — ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کے لئے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے۔ شوہر پہ سوگ کے علاوہ تین دن سے زیادہ سوگ منانا حلال نہیں وہ نہ تو سرمہ استعمال کرے اور نہ رنگے ہُوئے کپڑے پہنے مگر وہ کپڑے پہن سکتی ہے جو بُننے سے پہلے ان کے دھاگے رنگے ہُوئے ہوں۔

۴۹۹۵ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن منذر سے نقل کیا کہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ سوگ منانے والی عورت کے لئے رنگے ہُوئے کپڑے اور زرد رنگ والے کپڑے پہننے جائز نہیں لیکن سیاہ رنگ کے کپڑے پہن سکتی ہے۔ اس کی عروہ بن زبیر، امام مالک اور امام شافعی نے بھی رخصت دی ہے۔ زہری نے سیاہ رنگ والے کپڑوں کو مکروہ

marfat.com

بَابُ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

کہا ہے۔ عروہ بن زبیر کہتے ہیں بُننے سے پہلے رنگے ہوئے کپڑے جائز ہیں۔ سفیان ثوری نے کہا رنگے ہوئے کپڑوں سے اجتناب کرے البتہ بُننے سے پہلے رنگے ہوئے کپڑے جائز ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس رنگ میں زینت ہو کپڑا باریک ہو یا موٹا ہو وہ نہ پہنے۔

۴۹۹۶ — ترجمہ : انصاری نے کہا ہمیں ہشام نے خبر دی۔ انھوں نے حفصہ اور ام عطیہؓ کے ذریعہ روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ سوگ منانے والی عورت خوشبو استعمال نہ کرے، لیکن جب طہر کا وقت قریب ہو جبکہ وہ پاک ہو جائے تھوڑا سا قسط ظفار استعمال کرے۔

۴۹۹۶ — شرح : حدیث میں کچھ عبارت مقدر ہے۔ دراصل عبارت یہ ہے۔ نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال وَلَا تمسُّ طیبًا ،، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا؛ چنانچہ فرمایا خوشبو نہ ملے۔

قولہ ادنیٰ ،، بمعنی قریب ہے۔ قولہ نُبْذَةً ،، طِیْبًا سے بدل واقع ہے یا فعل مقدر کا مفعول ہے یعنی وتمسُّ طِیْبًا مِنْ قسط و اظفار۔ اظفار خوشبو کی قسم ہے۔ بعض حواشی میں ہے کہ قسط و اظفار بخور کی دو قسمیں ہیں کہ جو عورت حیض سے پاک ہو کر غسل کرے تو بدبو دُور کرنے کے لئے خون کے اثرات پر خوشبو ملے تاکہ خون کا تعفن جاتا رہے۔ یہ خوشبو کے استعمال کی رخصت نہیں۔ یعنی قسط ظفار کا ٹکڑا ملے تاکہ بُو جاتی رہے۔

باب — جو لوگ تم سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں ،،

تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپکو روکے رہیں،،

اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ فوت ہوں فوت ہونے سے پہلے ان پر واجب ہے کہ اپنی بیویوں کے لئے

marfat.com

۴۹۹۷ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ اَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ وَعِشْرِیْنَ لَیْلَةً وَصِیَّةً اِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِیْ وَصِیَّتِهَا وَاِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِیَ وَاجِبٌ عَلَیْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ **وَقَالَ** عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ

سال بھر تک نان ونفقہ دینے کی وصیت کریں۔ اور ان کو گھر سے باہر نہ نکالیں۔ ابتداءِ اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے یہاں رہ کر نان نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی۔ پھر ایک سال کی عدت باب میں مذکور آیت نے منسوخ کر دی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی گئی اور سال بھر کا نفقہ آیت میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکہ سے مقرر کیا گیا۔ لہٰذا اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا۔ یہ آیت اگرچہ تلاوت میں مقدم ہے لیکن نزول میں مؤخر ہے ربع یا ثمن (چوتھا یا آٹھواں حصہ) وراثت پانے سے نفقہ ساقط ہوگیا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سکنی باقی ہے، لیکن احناف کہتے ہیں اس آیت کے منسوخ ہونے سے سکنی بھی منسوخ ہوگیا لہٰذا اس عورت کے لئے سکنی واجب نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔"

۴۹۹۷ — ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یہ عدت جس کی طرف مذکور آیت اشارہ کرتی ہے شوہر کے گھر میں پوری کرنا

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ الآیۃ نازل فرمائی یعنی مرنے والے مردوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ وفات کے وقت بیواؤں کے لئے وصیت کریں کہ وہ ایک سال تک سکونت کریں

marfat.com

الْآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَقَوْلُ اللّٰهِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ قَالَ عَطَاءٌ إِنْ شَاءَتِ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهِ وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ قَالَ عَطَاءٌ ثُمَّ جَاءَ الْمِيرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا

اور ان کو گھر سے نکالا جائے۔ اگر وہ اپنے اختیار سے باہر آئیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں جو وہ اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کریں۔ مجاہد نے کہا اللہ تعالیٰ نے عورت کے لئے سات ماہ بیس دن سال پورا کرنے کے لئے وصیت شمار کیا ہے۔ اگر وہ چاہے وصیت سمجھ کر ٹھہری رہے اور اگر چاہے تو چلی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "غَيْرَ إِخْرَاجٍ" کا یہی معنیٰ ہے کہ عدت جیسی کہ اس پر واجب ہے (چار ماہ دس دن) یہ مجاہد سے منقول ہے اور عطاء نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت نے اہل خانہ کے پاس عدت گزارنے کو منسوخ کر دیا ہے۔ اس لئے وہ جہاں چاہے عدت پوری کرے اور اللہ تعالیٰ کا قول "غَيْرَ إِخْرَاجٍ" کے متعلق عطاء نے کہا اگر چاہے تو عدت اپنے گھر والوں کے پاس گزارے اور اپنی وصیت میں رہے اور اگر چاہے تو چلی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ، عطاء نے کہا پھر میراث کی آیت نازل ہوئی تو اس نے سکنیٰ منسوخ کر دیا۔ اس لئے جہاں چاہے وہ عدت پوری کرے اور اس کے لئے سکنیٰ نہیں ہے۔

۴۹۹۷ ــــ شرح: مجاہد کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ معتدہ (عدت گزارنے والی عورت) چار ماہ دس دن تک انتظار کرے اور اس کے گھر والوں پر واجب کیا گیا کہ وہ اُن کے پاس باقی سات مہینے اور بیس دن یعنی پورا سال رہے۔ ابن بطال نے کہا کسی مفسر نے یہ تفسیر نہیں کی اور نہ ہی کسی فقیہ نے یہ کہا ہے بلکہ اُنھوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ سال والی آیت منسوخ ہے اور سکنیٰ سال کی عدت کے تابع ہے۔ جب چار ماہ دس دن عدت سے سال بھر کی عدت منسوخ ہو گئی تو سکنیٰ بھی منسوخ ہو گیا، چنانچہ ابن عبدالبر نے کہا کہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ چار ماہ دس دن عدت نے سال بھر کی عدت کو منسوخ کر دیا ہے۔ البتہ اختلاف صرف "غَيْرَ إِخْرَاجٍ" میں ہے۔ جمہور علماء نے کہا یہ بھی منسوخ ہے۔

ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ جو عدت واجب ہے وہ صرف چار ماہ دس دن

marfat.com

۴۹۹۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ
زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ اَبِیْ سُفْيٰنَ لَمَّا جَاءَهَا
نَعْیُ اَبِيْهَا دَعَتْ بِطِيْبٍ فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ مَالِیْ بِالطِّيْبِ
مِنْ حَاجَةٍ لَوْلَا اَنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ
لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا
عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا

بَابُ مَهْرِ الْبَغِیِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ

وَقَالَ الْحَسَنُ اِذَا تَزَوَّجَ مُحَرَّمَةً وَهُوَ لَا يَشْعُرُ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا
وَلَهَا مَا اَخَذَتْ وَلَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ يُعْطِيْهَا صَدَاقَهَا

۴۹۹۹ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

ہے اور سال بھر عدت میں رہنا یعنی سات ماہ بیس روز زیادہ عدت گزارنا وصیت کے اعتبار سے اس کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو وصیت قبول کرے اور پورا سال عدت گزارے اور اگر چاہے تو صرف واجب پر اکتفاء کرے جو چار ماہ دس دن ہے۔ بعض نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ پورا سال عدت واجب ہے اور شوہر کے گھر والوں کے پاس سکونت چار ماہ دس دن واجب ہے اور باقی سات ماہ بیس دن میں اسے اختیار ہے اور فالعدۃ کما ھی واجب علیھا، اس احتمال کی تائید کرتا ہے یعنی یہ نسخ کا قول نہیں کرتے۔

۴۹۹۸ — ترجمہ : زینب بنت ام سلمہ نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے روایت کی کہ جب ام حبیبہ کو ان کے والد ابوسفیان کے فوت ہونے کی خبر پہنچی تو ام حبیبہ نے خوشبو منگوائی اور اسے اپنے رخساروں پر مل لیا اور فرمایا مجھے خوشبو لگانے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا نہ ہوتا کہ اس عورت کے لئے جو اللہ اور

marfat.com

الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَحُلْوَانِ الْکَاهِنِ وَمَهْرِ الْبَغِیِّ

قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ میت پر سوگ منائے مگر شوہر پر چار ماہ دس دن عدت پوری کرے (ابھی ابھی حدیث کی تشریح ہو چکی ہے)

باب — فاحشہ عورت کا مہر اور نکاح فاسد

: بدکار عورت اور نکاح فاسد کا مہر ،،

بَغِیٌّ فَعِیْل کے وزن پر ہے اس میں مذکر و مونث برابر ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ فعول کے وزن پر ہے بغیٌ اصل میں بُغُوْیٌ بر وزن فُعُوْل تھا۔ واؤ اور یاء کا اجتماع ہُوا جبکہ ان میں سے پہلی ساکن ہے تو واؤ کو یاء سے بدل کر کے یاء میں ادغام کیا اور باء کے ضمہ کو یاء کے لئے کسرہ سے بدل دیا تو بَغِیٌّ ہُوا ،، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس کا وزن فعیل ہے، کیونکہ اگر ایسا ہو تو اس کے آخر میں ہاء لازم ہے جیسے امرءۃ علیمۃ، کریمۃ ،، یہ بغاء بمعنی زنا سے مشتق ہے۔ نکاح فاسد وہ نکاح ہے جس میں گواہ نہ ہوں یا عدت میں نکاح کیا جائے یا نکاح کی مدت مقرر کی جائے جسے نکاح موقت کہتے ہیں۔ یہاں نکاح فاسد کا حکم بیان کرنا مطلوب ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جس نے مُحَرَّمَہ سے نکاح کیا، حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ یہ عورت اس پر حرام ہے تو ان کے درمیان تفریق کر دی جائے اس عورت نے جو مہر اُس سے لے لیا ہے اس کے لئے وُہی ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں پھر اس کے بعد کہا کہ اس کے لئے مہر ہے ،،

شرح : یعنی حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے تو یہ کہتے تھے۔ اگر کسی نے ایسی عورت سے نکاح

marfat.com

۵۰۰۰ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنُ ابْنُ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَاٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَنَهٰی عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِیِّ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِیْنَ

کیا جو اس پر حرام ہے اور اس کو تحریم کا علم نہ تھا تو ان کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے اور نکاح کے وقت جو مہر مقرر کیا تھا وہ عورت وہی لے گی اس کے علاوہ کسی شئی کی مستحق نہیں اس کے بعد حسن بصری نے یہ فتویٰ دیا کہ اس کے لئے مہر مثل ہے۔ ان ہی دو دونوں اقوال پر فقہاء کے قول ہیں۔ بعض مہر مثل کے قائل ہیں اور بعض نکاح کے وقت مقرر شدہ مہر کے قائل ہیں۔ اور جس نے محرّمہ سے نکاح کیا حالانکہ اسے معلوم تھا کہ یہ عورت مجھ پر حرام ہے تو امام مالک، ابو یوسف، محمد اور امام شافعی کے نزدیک اس پر حد واجب ہے۔ اور مہر وغیرہ کچھ نہیں۔ سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا اس پر حد نہیں تعزیر ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تعزیر چالیس کوڑوں سے کم ہوگی۔

۴۹۹۹ — ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت کاہن کی اُجرت اور بدکار عورت کی کمائی سے منع فرمایا۔

۴۹۹۹ — شرح : اس حدیث سے حسن بصری، ربیعہ، حماد بن ابی سلیمان اور اعمی شافعی، احمد اور ایک روائت کے مطابق امام مالک رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا کہ کتے کی قیمت حرام ہے۔ عطاء، ابراہیم نخعی، امام ابو حنیفہ اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا جن کتوں سے نفع حاصل ہو سکتا ہے اُن کی بیع جائز ہے۔ اور قیمت مباح ہے اُنھوں نے اِس حدیث کا جواب یہ دیا ہے کہ ان کی قیمت کی ممانعت اس وقت تھی جب کتوں کو قتل کرنے کا حکم تھا۔ جب شکار وغیرہ کے لئے ان سے انتفاع مباح ہُوا تو ان کی قیمت بھی مباح ہوگئی اور ان کو قتل کرنے کی نہی منسوخ ہوگئی ہاں جن کتوں سے انتفاع جائز نہیں ان کی قیمت حرام ہے (حدیث : ۲۰۹۸ ج : ۳)

کاہن کی مزدوری

کاہن لوگوں کو باطل باتیں بتا کر اُن سے رشوت وصول کرتے ہیں یہ حرام ہے۔ امام طحاوی

marfat.com

۵۰۰۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ

نے ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشیاء حرام ہیں اور صحیح کی حدیث ایسی روائت ذکر کی ،،

بدکار عورت کی کمائی

حرام نکاح پر جو رقم دی جاتی ہے وہ مہر بغی ہے اور حرام ہے۔ اس مال کی تحریم میں کسی کا اختلاف نہیں ؛ کیونکہ یہ مال زناء سے حاصل کیا جاتا ہے اور زنا کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اس لئے مُغنّیہ عورت اور نوحہ کرنے والی عورت کی اُجرت حرام ہے۔ اور اس کے بطلان پر علماء کا اجماع ہے۔

۵۰۰۰ ترجمہ : عون بن ابی جُحَیفہ نے اپنے والد سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے واشمہ، مستوشمہ، سود خور اور سود کھلانے والے پر لعنت فرمائی اور کتے کی ثمن، بدکردار عورت کی کمائی سے منع فرمایا اور تصویریں لینے والوں پر لعنت فرمائی

۵۰۰۰ شرح : واشمہ وشم سے ہے وہ یہ ہے کہ سوئی کے ساتھ جلد کو چیرا جاتا ہے۔ پھر اس میں سُرمہ بھرا جاتا ہے۔ مستوشمہ وہ عورت ہے جس کو اس کام کے لئے بلایا جاتا ہے۔ سود کھانے والے اور کھلانے والے میں اگرچہ ایک کو خسارہ ہوتا ہے لیکن وہ دونوں حرام فعل میں ایک دوسرے کے معاون اور شریک ہیں۔

(حدیث : ۲۰۹۸ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۵۰۰۱ ترجمہ : ابوحازم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے لونڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا۔

۵۰۰۱ شرح : کسب اماء سے مراد یہ ہے کہ اُن سے بدکاری کرا کر مال وصول کیا جائے۔ یہ حرام ہے اور یہ بدکار عورت کی کمائی میں داخل ہے۔

(حدیث : ۲۰۹۸ ، ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ الْمَهْرِ لِلْمَدْخُوْلِ عَلَيْهَا وَكَيْفَ الدُّخُوْلُ
أَوْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَالْمَسِيْسِ

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَنَا إِسْمٰعِيْلُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ اَللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَقَالَ اَللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَالَ أَيُّوْبُ فَقَالَ لِيْ عَمْرُو ابْنُ دِيْنَارٍ فِي الْحَدِيْثِ شَيْءٌ لَا أُرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ

باب اس عورت کا مہر جس کو دخول کیا ہے اور دخول کیسے ہوتا ہے یا عورت کو مس کرنے اور دخول کرنے سے پہلے طلاق دی

شرح الباب : جب عورت کو پردہ میں کمرے یا کمرے کا دروازہ بند کرے تو پورا مہر واجب ہو جاتا ہے اور طلاق کی صورت میں عدت واجب ہے۔ امام احمد اور احناف کا یہی مسلک ہے۔ امام شافعی کے نزدیک جماع کرنے کے بغیر واجب نہیں۔ مسیس اور دخول دو لفظ ذکر کر کے دو مذہبوں کی طرف اشارہ کیا۔ ایک صرف خلوت پر اکتفا کرنے سے مہر واجب ہے۔ دوسرے مہر واجب ہونے کے لئے جماع ضروری ہے۔

ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنہوں نے کہا میں نے ابن عمر سے کہا ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی ہے

marfat.com

بَابُ الْمُتْعَةِ لِلَّتِیْ لَمْ یُفْرَضْ لَهَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی

لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِیْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ اِلٰی قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ وقولِه وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ م بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ وَلَمْ یَذْكُرِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمُلَاعَنَةِ مُتْعَةً حَتّٰی طَلَّقَهَا زَوْجُهَا

تو اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عجلان کے بیوی خاوند میں تفریق کر دی اور فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم دونوں میں سے کوئی تائب ہوتا ہے؟ دونوں نے انکار کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے کیا تم دونوں میں سے کوئی تائب ہوتا ہے؟ انہوں نے انکار کیا پھر حضور نے دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔ ایوب نے کہا مجھے عمرو بن دینار نے کہا اس حدیث میں ایک شئی ہے۔ میں تجھے نہیں دیکھتا کہ اس کو بیان کرو اُنہوں نے کہا اس آدمی نے کہا میرا مال؟ فرمایا تیرا مال نہیں اگر تو سچا ہے تو تو نے اس سے جماع کر لیا ہے (لہٰذا مہر کے مال کا وہ مالک بن گئی ہے) اور اگر تو جھوٹا ہے تو مال کی طلب تجھ سے بہت بعید ہے

۵۰۰۲ — شرح: بیوی کو زنا کی تہمت لگانے سے دونوں لعان کریں گے۔ اگر وہ لعان کر لیں تو قاضی دونوں میں تفریق کرے گا حنفیہ کا مذہب یہی ہے اور یہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ بخلاف امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وہ کہتے ہیں نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے۔ اگر ایک بار بھی بیوی سے جماع کر لیا یا خلوت صحیحہ ہو گئی ہو تو مدخول بہا مہر کی مالکہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے حضور نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو نے اس سے جماع کر لیا ہے لہٰذا مہر کا مال اب تیرا نہیں رہا۔ اگر جھوٹا ہے تو مہر کا مطالبہ کرنا فضول ہے۔

باب ۴ اس عورت کے لئے متعہ جس کے لئے مہر مقرر نہیں کیا گیا،،

یعنی جس عورت سے جماع نہ کیا گیا اور نہ اس کے لئے مہر ذکر کیا گیا ہو اس کے متعہ میں علماء کا اختلاف ہے،،

ابن عباس، ابن عمر رضی اللہ عنہم نے کہا یہ اس عورت کے لئے واجب ہے جس سے جماع نہ کیا گیا ہو اور نہ ہی اس

marfat.com

کے لئے مہر مقرر کیا گیا ہو۔ علماء کوفہ بھی یہی کہتے ہیں کیونکہ مہر اور متعہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔
احناف کہتے ہیں اگر اس سے جماع کر کے طلاق دیدی تو اس کو متعہ دے گا لیکن اس پر اسے جبر نہیں کیا جائے گا۔ سفیان ثوری اور اوزاعی کا بھی یہی مذہب ہے۔ ابو عمر نے کہا امام شافعی رضی اللہ عنہ سے ایک روائت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول جیسی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہر مطلقہ کیلئے متعہ ہے اس سے جماع کیا گیا ہو یا نہ۔ جبکہ تفریق شوہر کی جانب سے ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر مطلقہ کے لئے متعہ ہے۔ علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ متعہ کوئی ضروری نہیں۔ ابن ابی لیلیٰ، مالک اور لیث بھی یہی کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر حرج نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان سے جماع نہیں کیا یا ان کے لئے مہر مقرر نہیں کیا اللہ تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے" تک۔

اس آیت کریمہ سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً ہر مطلقہ کے لئے وجوب متعہ پر استدلال کیا ہے۔ پوری آیت کریمہ یہ ہے: مَالَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ "، یہ آیت کریمہ ایک انصاری مرد کے حق میں نازل ہوئی جس نے قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کا مہر مقرر نہ کیا اور اس سے جماع کرنے سے قبل اس کو طلاق دے دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو متعہ دو اگرچہ ٹوپی ہو۔ احناف کہتے ہیں متعہ صرف ایسی عورت کے لئے ضروری ہے اور اس کے علاوہ دوسری مطلقات کیلئے متعہ مستحب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! طلاق والی عورتوں کے لئے بھی مناسب طور پر متعہ (نان و نفقہ) ہے یہ پرہیزگاروں پر واجب ہے" اسی طرح اللہ اپنی آیات بیان کرتا ہے کہ کہیں تمہیں سمجھ ہو"

اس آیت کریمہ کے عموم سے بھی امام بخاری نے مطلقاً ہر مطلقہ کے لئے وجوب متعہ (نان و نفقہ) پر استدلال کیا ہے اور جو علماء اس کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں یہ آیت کریمہ منسوخ ہے۔ اس کی ناسخ لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ الایۃ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آیت مذکورہ آیت سے مقدم ہے۔ تو یہ متاخر کی ناسخ کیسے ہو سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تلاوت میں مقدم ہے اور نزول میں متاخر ہے۔ ابو عمر نے کہا قرآن کریم میں مذکور متعہ میں علماء کا اتفاق ہے کہ اس کی قدر کی

marfat.com

۵۰۰۳ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا

حد مقرر نہیں اور نہ ہی اس کی انتہا معلوم ہے اس کی قدر میں کوئی نص بھی نہیں ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ متعہ اوڑھنی، قمیص اور دوپٹہ ہے اور یہ ہر آزاد عورت باندی اور کتابیہ عورت کے لئے ہے جبکہ طلاق کا سبب مرد کی طرف سے ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تیس درہم ذکر کئے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ متعہ ان عورتوں کے لئے ہے جو طلاق والی ہوں اور طلاق دینے والے شوہر ادا کرتے ہیں کہیں اس کا اور معنی نہ سمجھ لینا جو اثنا عشریہ کہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاعنہ عورت کے لئے متعہ ذکر نہیں فرمایا جس وقت اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی ،،

اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ جن احادیث میں لعان کا ذکر ہے ان میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ ذکر نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ ملاعنہ کے لئے متعہ نہیں ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا امام بخاری کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ ہر طلاق والی عورت کے لئے متعہ ہے اور لعان کرنے والی عورت مطلقات میں داخل نہیں پھر کہا کہ لفظ ثُمَّ طَلَّقَهَا ،، میں یہ صراحت ہے کہ ملاعنہ مطلقہ ہے اور خود اس کا جواب دیا کہ یہ نفسِ لعان سے فراق ہوا ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تیرے لئے اس کی طرف راہ نہیں ہے۔ اور طلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نہ دی تھی بلکہ یہ زائد کلام تاکید کے لئے شوہر سے صادر ہوا تھا۔

۵۰۰۳ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ النَّفَقَاتِ

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْاَهْلِ

وَقَوْلِهٖ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ اِلٰى قَوْلِهٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ اَلْعَفْوُ الْفَضْلُ

۵۰۰۵ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِىْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِىِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِىَّ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِىِّ فَقُلْتُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً

نے لعان کرنے والے مرد و زن سے فرمایا تمہارا حساب اللہ کے ذمہ ہے تم دونوں میں سے ایک ضرور کاذب ہے (مرد سے فرمایا) تیرے لئے عورت پر کوئی راہ نہیں (تم میں مفارقت ہوگئی) اس نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے مال کا کیا بنے گا۔ حضور نے فرمایا اب وہ مال تیرا نہیں کیونکہ اگر تُو نے اس کے متعلق سچ کہا ہے تو مال اس کا بدل ہوگیا ہے جو تُو نے اس کی فرج سے استفادہ کیا ہے اور اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو یہ تیرے لئے اس کی نسبت بہت بعید ہے (جھوٹ بولتا ہے پھر مہر طلب کرتا ہے)

۵۰۰۳ — شرح : بہت بعید کا معنی یہ ہے کہ جس کے مقابلہ مہر تھا اور وہ جماع تھا وہ پورا کر لینے کے باوجود مہر طلب کرتا ہے۔ یہ تیرے لئے بعید ہے پھر اس کو تہمت لگا کر اسے ایذاء پہنچائی جو انتقام کی موجب ہے یہ بہت بعید ہے۔

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ النَّفَقَات

اور اہل و عیال پر نان و نفقہ کی فضیلت کا بیان ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ فرمادیں عفو (خرچ کرو) اللہ ایسے ہی تمہارے لئے آیتیں بیان کرتا ہے کہ تم دُنیا و آخرت میں غور و خوض کرو!

حسن بصری نے کہا "عفو" وہ ہے جو قدرِ حاجات سے زائد ہو۔ دراصل عفو جہد و مشقت کی نقیض ہے؛ چنانچہ نرم زمین کو عفو کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ خرچ کرو جو تمہارے لئے آسان ہو اور اس میں جہد و مشقت نہ پہنچے، چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ افضل صدقہ وہ ہے جو ظہرِ غنی سے صدقہ کرے۔ یعنی جس سے مستغنی ہے وہ صدقہ کر

۵۰۰۴ — ترجمہ محمدی بن ثابت نے کہا میں نے عبداللہ بن یزید انصاری کو ابومسعود انصاری سے روائت کرتے ہوئے سُنا تو میں نے کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت ہے؟ ابومسعود نے کہا ہاں میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتا ہُوں۔ کہ حضور نے فرمایا جب مسلمان اپنے اہل و اولاد پر خرچ کرے اس حال میں کہ اس کو ثواب شمار کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

۵۰۰۴ — شرح : لُغت کی کتاب مُغرب میں ہے کہ مَرد کے اہل اس کی بیوی، بیٹا اور عیال ہے۔ جن پر وہ خرچ کرتا ہے اور وہ بھائی، بہن، چچا کا بیٹا اور جو کوئی اجنبی گھر میں رہتا ہو (گھریلو ملازم) زُہری نے کہا اہل وہ ہیں جو اس کے خاص ہوں بعض نے کہا اہل سے مراد بیوی ہے اس سے اقارب بطریقِ اولیٰ لاحق ہیں؛ کیونکہ جب عورت پر نفقہ کرے جو اس

marfat.com

۵۰۰۵ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ

۵۰۰۶ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِى الْغَيْثِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِىْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلِ وَالصَّائِمِ النَّهَارِ

پر واجب ہے وہ موجبِ ثواب ہے تو جو اس کے بغیر ہے وہ بطریق اولیٰ موجبِ ثواب ہوگا۔ مہلب نے کہا اہل وعیال پر نفقہ واجب ہے اور چھوٹی اولاد کا نفقہ بھی واجب ہے جبکہ وہ صغیر ہوں بالغ اولاد جو غریب ہو اور کسب نہ کر سکتے ہوں۔ ان کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے اور جب تک لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے اس کا نفقہ بھی بعض کے نزدیک واجب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۵۰۰۵ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو لوگوں پر خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

۵۰۰۶ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیواؤں اور مساکین کے لئے سعی کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے یا اس کی مانند ہے جو ساری رات عبادت کرنے والا (اور) کو روزہ سے رہنے والا۔

۵۰۰۶ـــ شرح : یعنی بیوہ عورتوں اور مسکینوں کو نفع پہنچانے کے لئے کوشش کرتا ہے۔ لفظ "او" راوی کو شک ہے اور القائم اللیل والصائم النہار میں قائم اور صائم اسم فاعل لیل ونہار کی طرف مضاف ہیں۔ یہ اضافت لفظی ہے جو تخفیف کا مقتضی ہے اور یہ اضافت الحسن الوجہ کے قبیلہ سے ہے جبکہ حسن صفت مشبہ ہے۔

marfat.com

۵۰۰۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَنَا مَرِيْضٌ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لِيْ مَالًا اُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَمَهْمَا اَنْفَقْتَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةُ تَرْفَعُهَا فِيْ فِيْ امْرَاَتِكَ وَلَعَلَّ اللّٰهَ يَرْفَعُكَ يَنْتَفِعُ بِكَ النَّاسُ وَيُضَرُّ بِكَ اٰخَرُوْنَ

۵۰۰۷ — ترجمہ : عامر بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کرتے جبکہ میں مکہ مکرمہ میں بیمار تھا۔ میں نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ! میرا مال ہے میں وہ سارا فقراء کے لئے وصیت کردوں؟ فرمایا سارے مال کی وصیت نہ کرو میں نے عرض کیا نصف مال کی وصیت کر دوں؟ فرمایا ایسا مت کرو میں نے عرض کیا ایک تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ فرمایا تہائی مال وصیت کر دو اور تہائی مال بھی زیادہ ہے ۔ تیرا اپنے وارثوں کو غنی چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ ان کو فقراء چھوڑے کہ وہ لوگوں کے آگے اپنے ہاتھ پھیلاتے پھریں ۔ اور جو بھی تو اپنے اہل پر خرچ کرے گا وہ تیرے لئے صدقہ ہوگا حتی کہ لقمہ جسے تو اپنی بیوی کے منہ میں دے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے گا اور تمہارے باعث لوگ نفع حاصل کریں گے اور دوسرے تمہاری وجہ سے نقصان اٹھائیں گے۔"

۵۰۰۷ — شرح : الثلث اول اعزاء کے طور پہ منصوب ہے یا اَعْطِ، کا مفعول بہ ہے ای اَعْطِ الثُّلُثَ ،، اس میں رفع بھی جائز ہے یعنی الثُّلُث یکفیک ،، اور دوسرا والثُّلُثُ مبتداء مرفوع ہے اور اس کی خبر کثیرٌ ،، ہے ۔ اور اَنْ تَدَعَ بتاویل مصدر مبتداء ہے ۔ اور خیرٌ اس کی خبر ہے ۔ یعنی ترکک وَرَثَتَکَ اَغْنِیَاءَ خیرٌ مِنْ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً ،، تیرا اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑ اس سے بہتر ہے کہ ان کو فقیر اور بھوکے ننگے چھوڑے جو لوگوں کے آگے مانگنے کے لئے ہاتھ

marfat.com

بَابُ وُجُوبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْاَهْلِ وَالْعِيَالِ

۵۰۰۸ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى وَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ تَقُوْلُ الْمَرْاَةُ اِمَّا اَنْ تُطْعِمَنِیْ وَاِمَّا اَنْ تُطَلِّقَنِیْ وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ اَطْعِمْنِیْ وَاسْتَعْمِلْنِیْ وَيَقُوْلُ الْاِبْنُ اَطْعِمْنِیْ اِلٰى مَنْ تَدَعُنِیْ قَالُوْا يَا اَبَاهُرَيْرَةَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هٰذَا مِنْ كِيْسِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

پھیلاتے پھریں۔ عائلہ عائل کی جمع بمعنی فقیر ہے قولہ فی فی امرءتک، یعنی عورت کے منہ میں لقمہ کر نا طاعت سے بہت دُور ہے جب اس سے اللہ کی رضاء مقصود ہو اور اس سے ثواب حاصل ہو تو اس کے علاوہ جس میں طاعت ہو بطریقِ اولیٰ ثواب حاصل ہوگا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کیونکہ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص چالیس برس زندہ رہے حتی کہ عراق اور دیگر ممالک فتح کئے اور لوگوں نے آپ کے سبب دین و دُنیا میں منافع حاصل کئے اور کفار مصائب میں مبتلا ہوئے۔ مجمع البحار میں ہے کہ اللہ اور رسُول کے کلام میں لفظ "لَعَلّ" تحقیق کے لئے ہوتا ہے (حدیث : ۱۲۲۱، ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

بابٌ — اہل وعیال پر وجوبِ نفقہ

یعنی عورتوں اور باقی گھر والوں پر خرچ کرنا یہاں اہل سے مراد بیوی ہے اور عیال اس پر معطوف عام کا خاص پر عطف ہے۔ مرد جن کو قوت دیتا ہے اور ان پر خرچ کرتا ہے وہ اس کے عیال ہیں۔ عِیَال دراصل عِوَال تھا کیونکہ اس کی تصریف عال یعول عیالۃ وعولۃ۔ واؤ متحرک کا ماقبل مکسور ہے۔ اس کو یاء سے

marfat.com

بدل کیا۔ جوہری نے کہا عیال کا واحد عیّل بتشدید الیاء ہے۔ اس کی جمع عیایل ہے جیسے جیّد کی جمع جیّاد اور جیاید ہے۔

۵۰۰۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بہترین صدقہ وہ ہے جو صدقہ دینے والے کی غنا باقی رکھے۔ اُوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے اور صدقہ کی اِبتدا اس سے کر جس پر تو خرچ کرتا ہے۔ عورت کہے یا تو مجھے کھانا دو یا طلاق دیدو اور غلام کہے مجھے طعام دے اور مجھ سے کام لے اور بیٹا کہے مجھے کھانا دے مجھے کس کے پاس چھوڑ رہا ہے۔ لوگوں نے کہا اے ابا ہریرہ یہ تم نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے؟ ابوہریرہ نے کہا نہیں یہ ابوہریرہ کی جیب سے نکلا ہے۔

۵۰۰۸ — قولہ افضل الصدقۃ ما ترک غنیً ،، یعنی بہترین صدقہ وہ ہے جو صدقہ کرنے والے کو مالدار چھوڑے یعنی اس کو فقیر نہ کر دے۔ اُوپر کا ہاتھ صدقہ کرنے والا ہے جبکہ نچلا ہاتھ صدقہ لینے والا ہے۔ یعنی اُوپر کا ہاتھ مُعطی اور نچلا ہاتھ سائل ہے اور صدقہ کی اِبتداء اُن لوگوں سے کرنی چاہیئے جن کا اس پر نفقہ لازم ہے اور انسان کا حال ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ عورت تنگ آکر کہے کہ مجھے کھانا دُو یا طلاق دو اسی طرح غلام کہے مجھ سے کام لیتے ہو تو کھانا بھی دو۔ اور لڑکا کہے مجھے کھانا دو تم مجھے کس کے حوالہ کر رہے ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ عیال کی تمام قسمیں طعام کا تقاضا کرتی ہیں اور ان کا حق بھی ہے لہٰذا جب صدقہ کرنے کا ارادہ ہو تو پہلے طعام صدقہ کرے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا ابوہریرہ کی کیس سے ہے۔ کِیَس بفتح الکاف بمعنی عقل اور بکسر الکاف بمعنی تھیلی یا جیب ہے۔

اِن الفاظ سے ابوہریرہ نے پوچھنے والوں کے تردُّد کا انکار کیا ہے۔ یعنی جو کچھ میں نے کہا ہے صرف رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہا ہوں۔ اس نفی سے مراد اثبات ہے اور ابوہریرہ کے اثبات سے مراد نفی ہے۔ بعض نے کہا یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بطور زجر و تہدید فرمایا ہے کہ میں نے یہ اپنے تھیلے سے نکال کر بیان کیا ہے۔

بعض نے کہا "وھذا" کے لفظ سے آخری کلام کی طرف اشارہ ہے جو ابوہریرہ نے اپنا قول درج کیا ہے اور وہ تقول المرءۃ الخ لہٰذا یہ اثبات ہے انکار نہیں یعنی یہ نہیں ہے مگر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے۔ اس نفی میں اثبات مراد ہے یعنی یہ مقدار ابوہریرہ کی عقل سے ہے یعنی یہ نفی و اثبات حقیقت پر مبنی ہے۔ تیمی نے کہا امام بخاری نے اس میں یہ اشارہ دیا ہے کہ اس حدیث کا کچھ حصّہ ابوہریرہ کا کلام ہے جو حدیث میں درج کیا گیا ہے۔ اس حدیث سے چند فوائد اخذ ہوتے ہیں۔

اوّل یہ کہ انسان کا اپنا حق غیر کے حق سے مقدّم ہے۔ دوم یہ کہ بالاتفاق بیوی اور اولاد کا نان نفقہ فرض ہے۔ سوم خادموں کا نفقہ بھی واجب ہے۔ چہارم اس قول اما ان تطعمنی واما تطلقنی ،، سے یہ

marfat.com

۵۰۱۰ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ مُسَافِرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ

یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کا نان نفقہ پورا نہ کر سکے۔ ان میں تفریق کر دینی چاہیئے اور عورت شوہر سے فراق کر سکتی ہے جمہور کا یہی قول ہے علماء کوفہ کہتے ہیں۔ عورت کو صبر کرنا لازم ہے اور مرد کے ذمہ نفقہ فرض ہے۔ عطاء بن ابی رباح، ابن شہاب زہری، ابن شبرمہ، ابو سلیمان اور عمر بن عبد العزیز بھی یہی کہتے ہیں۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت مذکور سے یہ استدلال تام نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت کریمہ اس آدمی کے حق میں نازل ہوئی کہ جو عورت کو طلاق دیدے جب عدت پوری ہونے کو ہو تو رجوع کرے تاکہ دوسرے تک نہ جا سکے پھر طلاق دے دیتا ہے اور وہ عدت میں بیٹھ جاتی ہے پھر جب عدت پوری ہونے کو ہوتی ہے تو رجوع کر لیتا ہے پھر اس کو عدت میں داخل کر دیتا ہے اس کو سخت وعید کے ساتھ منع کیا، جو اس طرح کرے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے لہٰذا اس سے استدلال باطل ہے

۵۰۰۹ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو قوتِ غنی سے ہو۔

۵۰۰۹ — شرح : یعنی صدقہ کرنے کے بعد خود محتاج نہ ہو جائے۔ لفظ ظہر زائد ہے یعنی اہل و عیال کی حاجت ضروریہ سے زائد کا صدقہ کرے

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنگ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی فراہمی کے لئے فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں جو کچھ تھا لے کر دربار رسالت میں پیش کر دیا اور اپنے اہل و عیال کے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ بایں ہمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحسین فرمائی اور اس عمل کو بنظرِ استحسان دیکھا تھا لیکن اس حدیث کے مقتضیٰ کے مطابق وہ صدقہ بہترین نہ تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا مفہوم عام لوگوں کے لئے ہے۔ اخص خواص کی نسبت اور ہے۔ نیز یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہو کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو غنا ذاتی سے ہو اور کثرتِ مال غنی نہیں؛ چنانچہ کہا جاتا ہے "غنا بدل است نہ بکثرتِ مال"۔

marfat.com

بَابُ حَبْسِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلٰى اَهْلِهٖ وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ "

۵۰۱۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قَالَ لِیْ مَعْمَرٌ قَالَ لِیْ الثَّوْرِیُّ هَلْ سَمِعْتَ فِی الرَّجُلِ یَجْمَعُ لِاَهْلِ قُوْتَ سَنَةٍ اَوْ بَعْضَ السَّنَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَلَمْ یَحْضُرْنِیْ ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِیْثًا حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابَ الزُّهْرِیُّ عَنْ مٰلِكِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَبِیْعُ نَخْلَ بَنِی النَّضِیْرِ وَیَحْبِسُ لِاَهْلِهٖ قُوْتَ سَنَتِهِمْ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دل غنی تھا۔ لہٰذا ان کا صدقہ بہترین صدقہ تھا۔

باب آدمی کا اپنے گھر والوں کے لئے ایک سال کا خرچہ جمع کرنا اور اہل وعیال کا خرچہ کیسے ہو

اس باب کے دو عنوان ہیں ایک اہل وعیال کے لئے سال بھر کا خرچہ جمع کرنا دُوسرے یہ بیان کرنا ہے کہ اہل وعیال کا خرچہ کیسا ہے؟ واجب ہے یا مستحب ہے۔

۵۰۱۰ — ترجمہ : سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا مجھے معمر بن راشد نے کہا کہ مجھے سفیان ثوری نے کہا کیا تم نے اس آدمی کے متعلق کچھ سُنا ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے سال یا بعض سال کا خرچہ جمع کرے۔ معمر نے کہا مجھے اس کا جواب سمجھ نہ آیا پھر مجھے حدیث یاد آگئی جو ہم سے ابن شہاب نے مالک بن اوس کے ذریعہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بیان کی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے کھجور کے باغ فروخت کرتے تھے۔ اس میں سے اپنے اہل وعیال کے سال بھر کا نفقہ روک لیتے تھے

marfat.com

۵۰۱۱ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ ابْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِيْ ذِكْرًا مِّنْ حَدِيْثِهٖ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ مَالِكٌ انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ إِذْ أَتَاهُ حَاجِبُهٗ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ قَالَ فَدَخَلُوْا وَسَلَّمُوْا فَجَلَسُوْا ثُمَّ لَبِثَ يَرْفَأُ قَلِيْلًا فَقَالَ لِعُمَرَ هَلْ لَكَ فِيْ عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا فَلَمَّا دَخَلَا سَلَّمَا وَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَ

۵۰۱۰ — شرح : زہری کی روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے مال سے جو آپ حضور کا خصوصی فئی کا مال تھا اہل و عیال کے لئے سال بھر کا نفقہ رکھ کر باقی ملکی ضروریات کے لئے صرف کرتے تھے۔ اور اس سے گھوڑے اور جنگی سامان خرید فرماتے تھے۔ بنی نضیر خیبر کے یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے جو عرب میں داخل تھے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں۔ مہلب نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اہل و عیال کے لئے سال بھر کا خرچہ جمع کر لینا احتکار میں داخل نہیں ہے۔ اور اگر کوئی اپنی کھیتی یا کھجور کے باغات سے جمع کرے تو وہ احتکار نہیں ہے۔ اس میں فقہاء متفق ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل و عیال کے لئے سال بھر کا خرچہ جمع کر لینا توکل کے منافی نہیں۔

۵۰۱۱ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے مالک بن اوس بن حدثان نے خبر دی جبکہ محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے حدیث ذکر کی تو میں چلا حتی کہ مالک ابن اوس کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا تو مالک نے کہا میں چلا حتی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس

marfat.com

اَصْحَابُہٗ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْضِ بَیْنَہُمَا وَاَرِحْ اَحَدَہُمَا مِنَ الْاٰخِرِ فَقَالَ
عُمَرُ اِتَّئِدُوْا وَاَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ الَّذِیْ بِاِذْنِہٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ
ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا
صَدَقَۃٌ یُرِیْدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَفْسَہٗ قَالَ الرَّھْطُ قَدْ قَالَ
ذٰلِکَ فَاَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰی عَلِیٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ اَنْشُدُکُمَا بِاللّٰہِ ھَلْ تَعْلَمَانِ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِکَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِکَ
قَالَ عُمَرُ فَاِنِّیْ اُحَدِّثُکُمْ عَنْ ھٰذَا الْاَمْرِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ خَصَّ رَسُوْلَہٗ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْمَالِ بِشَیْءٍ لَمْ یُعْطِہٖ اَحَدًا غَیْرَہٗ

پہنچا اچانک اُن کے پاس ان کا چوکیدار یرفأ آیا اور کہا عثمان، عبدالرحمٰن، زُبیر اور سعد بن ابی وقاص اجازت طلب کرتے ہیں کیا آپ انہیں اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں؟

عمر فاروق نے فرمایا ہاں انہیں اجازت ہے۔ پس وہ اندر آئے اور سلام کہا پھر بیٹھ گئے پھر یرفأ تھوڑا سا ٹھہرا اور عمر فاروق سے عرض کیا۔ کیا آپ علی اور عباس "رضی اللہ عنہما" کو اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا ہاں اور ان کو اجازت دیدی جب وہ اندر آئے تو اُنھوں نے سلام کہا پھر بیٹھ گئے۔ اچانک حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المؤمنین میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کریں حضرت عثمان اور اُن کے ساتھیوں نے کہا یا امیر المؤمنین ان کے درمیان فیصلہ کر دیں اور ایک کو دوسرے سے آرام پہنچائیں۔ عمر فاروق نے فرمایا ذرا سا صبر کرو جلدی نہ کرو۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کی قدرت سے آسمان اور زمین قائم ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اس سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذاتِ کریمہ مراد لیتے تھے۔ اس جماعت نے کہا یقیناً حضور نے فرمایا ہے۔ پھر عمر فاروق علی اور عباس کی طرف متوجہ ہُوئے اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا یقیناً حضور نے یہ فرمایا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اس سے خبردار کرتا ہوں! اللہ تعالیٰ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال میں مخصوص فرمایا اور آپ کے بغیر کسی کو یہ مال نہیں دیا، چنانچہ

marfat.com

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ اِلٰی قَدِیْرٌ فَکَانَتْ ھٰذِہٖ
خَالِصَۃً لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ مَا اخْتَارَھَا دُوْنَکُمْ وَلَا
اسْتَاْثَرَ بِھَا عَلَیْکُمْ لَقَدْ اَعْطَاکُمُوْھَا وَبَثَّھَا فِیْکُمْ حَتّٰی بَقِیَ مِنْھَا ھٰذَا
الْمَالُ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُنْفِقُ عَلٰی اَھْلِہٖ نَفَقَۃَ
سَنَتِھِمْ مِنْ ھٰذَا الْمَالِ ثُمَّ یَاْخُذُ مَا بَقِیَ فَیَجْعَلُہٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰہِ فَعَمِلَ
بِذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیَاتَہٗ وَاَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ ھَلْ
تَعْلَمُوْنَ ذٰلِکَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لِعَلِیٍّ وَعَبَّاسٍ اَنْشُدُکُمَا بِاللّٰہِ ھَلْ تَعْلَمَانِ
ذٰلِکَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّی اللّٰہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ
اَنَا وَلِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَھَا اَبُوْبَکْرٍ فَعَمِلَ فِیْھَا بِمَا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اللہ نے اپنے رسول کو ان سے فئی کا مال دیا الخ پس یہ خالص مال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے۔ بخدا! تمہیں چھوڑ کر وہ مال اپنے لئے جمع نہیں کیا اور نہ ہی تمہارے سوا اپنی ذات کریمہ کو مخصوص کیا ہے۔ وہ مال تم ہی کو دیئے ہیں اور تم میں صرف کر دیئے۔ حتی کہ اس سے یہ مال باقی رہ گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے اپنے اہل و اولاد کے لئے سال کا نفقہ لیتے اور جو باقی بچ رہتا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں اس پر عمل کیا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ انھوں نے کہا جی ہاں حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا میں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ انھوں نے کہا جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی تو ابوبکر صدیق نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں اور اس مال کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اس میں وہی عمل کرتے رہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں عمل کیا تھا اور تم دونوں اس وقت حضرت علی اور حضرت عباس کی طرف متوجہ ہو کر کہا گمان کرتے تھے کہ ابوبکر ایسا ایسا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ابوبکر اس میں صادق نیکو کار حق کے تابع تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو وفات دی تو میں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق

marfat.com

عَمِلَ بِهٖ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ فَاَقْبَلَ عَلٰى
عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّهٗ فِيْهَا صَادِقٌ
بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ اَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ
وَاَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْاَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ وَاَتَّى هٰذَا
يَسْاَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَاَتِهٖ مِنْ اَبِيْهَا اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهٗ اِلَيْكُمَا عَلٰى اَنَّ
عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهٗ لَتَعْمَلَانِّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ بِهٖ فِيْهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ بِهٖ فِيْهَا مُنْذُ
وُلِّيْتُهَا وَاِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِّيْ فِيْهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا اِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا
بِذٰلِكَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَاَقْبَلَ
عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا

کا ولی ہوں تو میں نے وہ مال دو سال اپنے قبضہ میں رکھے اُن میں وہی عمل کرتا رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کرتے رہے پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تمہاری بات ایک ہی تھی اور تمہارا معاملہ ایک تھا (کوئی جھگڑا نہ تھا) تم میرے پاس آئے مجھ سے اپنے بھتیجے کے مال سے اپنا حصّہ مانگتے تھے اور یہ میرے پاس آئے مجھ سے اپنی بیوی کا حصّہ اپنے باپ کے مال سے طلب کرتے تھے۔ میں نے کہا اگر تم چاہتے ہو تو میں یہ مال اس شرط پر تمہارے حوالہ کرتا ہوں کہ تم پر اللہ کا عہد و میثاق ہے کہ اس میں وہی عمل کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہے اور جو ابوبکر صدیق نے ان میں عمل کیا ہے اور جو میں نے اس میں عمل کیا ہے جب سے اِن کا ولی بنایا گیا ہوں، ورنہ اس بارے میں میرے ساتھ گفتگو مت کرو پھر تم نے کہا اس شرط پر یہ مال ہمارے حوالہ کر دیں تو میں نے تمہارے حوالہ کر دیا میں تمہیں اللہ کی

marfat.com

نَعَمْ قَالَ اَفْتَلْتَمِسَانِ مِنِّیْ قَضَآءً غَیْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِیْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِیْ فِیْهَا قَضَآءً غَیْرَ ذٰلِكَ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَاِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا اِلَیَّ فَاَنَا اَكْفِیْكُمَاهَا

قسم دیتا ہوں کیا میں نے اس شرط پر تمہارے حوالہ کر دیا تھا ؟ موجودہ صحابہ کرام نے کہا جی ہاں ! پھر حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا میں نے اس شرط پر تمہارے حوالہ کیا تھا ؟ دونوں نے کہا جی ہاں ! عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم مجھ سے اس کے سوا کوئی فیصلہ چاہتے ہو اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہے۔ میں اس کے سوا اس مال میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے۔ اگر تم اس سے عاجز ہو تو یہ میرے حوالہ کر دو میں تم دونوں کی اس میں کفائت کروں گا۔

۵۰۱۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ واقعہ مشکل نظر آتا ہے ؛ کیونکہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے یہ مال مذکور شرط پر لیا تھا۔ اور دونوں نے اعتراف کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مال ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد انہیں کیا ضرورت محسوس ہوئی کہ پھر جھگڑا کرتے ہوئے عمر فاروق کے پاس آئے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مال دونوں کے درمیان مشترک تھا اور شراکت کی وجہ سے اس میں آئے دن وہ جھگڑتے رہتے تھے۔ اس لئے انھوں نے اس بار آکر یہ مطالبہ کیا تھا کہ یہ مال ہم میں آدھا آدھا تقسیم کر دیں ؛ لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر تقسیم سے انکار کر دیا ہے کہ اگر یہ مال تقسیم کر دیا جائے تو زمانہ گزرنے پر ایسا وقت بھی آسکتا ہے کہ دونوں کی اولاد اس مال کی ملکیت کا دعویٰ کر دیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کہے کہ یہ آپ کو حضور سے آدھا ترکہ حصہ میں آیا ہے اور حضرت علی کی اولاد کہے یہ ہماری جدہ سیدہ فاطمہ کا حصہ ہے جو انہیں حضور سے ترکہ حصہ میں آیا تھا ؛ کیونکہ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور ایک بیٹی اور ایک چچا چھوڑ جائے تو بیٹی کو ترکہ سے نصف ملے گا اور باقی نصف چچا بطور عصبہ لے گا۔ اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تقسیم سے انکار کیا تھا۔

(حدیث ۲۸۸۵ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابٌ قَوْلُهٗ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ بَصِيْرٌ وَقَالَ
وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا وَقَالَ وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ
شَهْرًا وَقَالَ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗ اُخْرٰى لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ
مِّنْ سَعَتِهٖ اِلٰى يُسْرًا وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى اللّٰهُ اَنْ تُضَارَّ
وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَذٰلِكَ اَنْ تَقُوْلَ الْوَالِدَةُ لَسْتُ مُرْضِعَتَهٗ وَهِيَ
اَمْثَلُ لَهٗ غِذَاءً وَّاَشْفَقُ عَلَيْهِ وَاَرْفَقُ بِهٖ مِنْ غَيْرِهَا فَلَيْسَ لَهَا اَنْ
تَاْبٰى بَعْدَ اَنْ يُّعْطِيَهَا مِنْ نَفْسِهٖ مَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِلْمَوْلُوْدِ لَهٗ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور مائیں اپنے بچّوں کو پُورے دو سال دودھ پلائیں ،، یہ اس کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدّت پُوری کرنا چاہے بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ تک ،، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانے کی مدّت تیس ماہ ہیں ،،

تشریح : یعنی مائیں اپنے شوہروں سے بچوں کو دو سال دودھ پلائیں جبکہ وہ یہ مدّت پُوری کرنا چاہیں ؛ کیونکہ مائیں زیادہ حق رکھتی ہیں لیکن جب بچّے کا والد زندہ اور مال دار ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں ۔ اور رضاعت کی اُجرت بالاتفاق باپ پر واجب ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے : فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ،، اگر مائیں دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دو ، لیکن بالاجماع

marfat.com

اَنْ یُّضَآرَّ بِوَلَدِہٖ وَالِدَۃٌ بِوَلَدِھَا وَعَلَی الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِکَ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْھُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَکُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَیْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝

یہ ثابت ہے کہ باپ پر رضاعت کی اُجرت اس وقت ہے جبکہ اُس نے بیوی کو طلاق دیدی ہو اور مطلقہ کی عدت پُوری ہو چکی ہو۔ البتہ جس عورت کا شوہر موجود ہو اور اُس نے طلاق نہ دی ہو تو اس تقدیر پر علماء کی مختلف رائے ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا جب تک وہ اس کی بیوی ہے۔ اس کو دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا ہے۔ سفیان ثوری، امام شافعی اور علماءِ کوفہ نے کہا عورت پر رضاعت واجب نہیں اور یہ بہرحال شوہر پر لازم ہے۔

قولہ حَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ اس آئت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ جس مدت میں دودھ پلانا واجب ہے وہ کتنی مدت ہے اور اس آئت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہے، کیونکہ رضاعت کی مدت پُورے دو سال ہے تو تیس ماہ سے یہ مدت نکالنے کے بعد چھ مہینے باقی رہ جاتے ہیں۔ بعجہ بن عبداللہ جُہنی سے روائت ہے کہ ہم سے ایک آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا تو چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوگیا۔ وہ امیرالمؤمنین عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اُنھوں نے عورت کو رجم کرنے کا حکم دیا یہ سُن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا حمل اور فصال کی مدت تیس (۳۰) ماہ ہے اور فرمایا اس کا فصال دو سال ہے اور جب رضاع کی مدت نکال دی جائے تو باقی چھ ماہ رہ جاتے ہیں یہ حمل کی مدت ہے لہٰذا جب چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہو سکتا ہے تو اس حمل کو ناجائز دے کر عورت پر حد قائم کرنا درست نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر تمہیں تنگی ہو تو قریب ہے کہ بچہ کو کوئی اور عورت دودھ پلانے والی مل جائے گی ،،اور مالدار اپنی فراخی کے باعث اس کی اُجرت ادا کرے اور جس پر رزق تنگ ہو الخ (یعنی وہ غریب ہے)

تشریح : اس آئت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ دُودھ پلانے کی اُجرت والد کے حال

marfat.com

فَإِنْ أَرَادَ فِصَالًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا بَعْدَ أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَصَالُهُ فِطَامُهُ **بَابُ نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ إِذَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ**

۵۰۱۲ ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا

کے اعتبار سے ہے۔ پس اگر وہ دودھ پلانے میں تنگی محسوس کریں اور شوہر عورت کو رضاعت کی اُجرت دینے سے انکار کرے اور ماں دودھ پلانے سے انکار کرے تو شوہر اس کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ کوئی اور عورت دودھ پلائے اور ایسی عورت پائی جا سکتی ہے جو ماں کے انکار پر بچہ کو دودھ پلائے اس میں ماں کو زجر و تہدید ہے اور جو شخص تنگدست ہو تو وہ اپنی وسعت کے مطابق دودھ پلانے کی اُجرت دے گا۔

وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ یونس نے زُہری سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے ماں کو اس کے بچے کے سبب ضرر دینے سے منع فرمایا یعنی جب ماں کہے میں بچہ کو دودھ نہیں پلاؤں گی، حالانکہ ماں بچے کے لئے غذا کے اعتبار سے بہتر ہے اور اس پر زیادہ متفق اور دُوسری عورتوں کی نسبت زیادہ مہربان ہے۔ تو اس کو دودھ پلانے سے انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ جبکہ اس کا شوہر اس کا وہ حق ادا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے۔ اور نہ باپ بچے کی وجہ سے اس کی والدہ کو ضرر دے اور اس کو ضرر پہنچانے کے لئے اس کو دودھ پلانے سے منع کرے اور اس کے غیر سے دودھ پلائے اور ان دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ ماں باپ خوشی سے کسی اور عورت سے دودھ پلائیں اور اگر وہ اپنی مرضی اور مشورہ سے بچے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو اُن پر کچھ حرج نہیں ہے۔

قولہ فصالہ فطامہ ،، لفظ فِصال بمعنی فطام ہے یعنی بچہ کو دودھ سے باز رکھنا ،،

باب بیوی کا خرچہ جبکہ اس کا شوہر غائب ہو جائے اور بچے کے خرچہ کا بیان

۵۰۱۲ ۔ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عُتبہ کی بیٹی آئی اور عرض کیا یا رسُول اللہ!

marfat.com

عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مَسِّيْكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهٗ عِيَالَنَا قَالَ لَا اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ

۵۰۱۳ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ اَمْرِهٖ فَلَهَا نِصْفُ اَجْرِهٖ

صلی اللہ علیہ وسلم ! ابوسفیان بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر کوئی حرج ہے کہ میں اس کے مال میں سے اپنے بچوں کو کھلاؤں ۔ حضور نے فرمایا کوئی حرج نہیں اس کے مال سے کھاؤ مگر معروف انداز سے کھاؤ "

۵۰۱۲ — یعنی اسراف کے بغیر خرچ کر سکتے ہو جو لوگوں میں متعارف ہے کہ وہ اس قدر اولاد پر خرچ کرتے ہیں ۔ معلوم ہوا کہ اولاد کا خرچہ ضروری ہے ۔

بنت عتبہ : اس کا نسب یہ ہے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی والدہ ہے اپنے شوہر ابوسفیان کے اسلام قبول کرنے کے بعد فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئیں ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے نکاح پر ثابت رکھا ۔ تجدید نکاح نہ فرمائی ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئیں ۔ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ فوت ہوئے تھے ۔ ابوسفیان کا نام صخر بن حرب اُمیّہ بن عبد شمس ابن عبد مناف ہے ۔ وہ تینتیس ہجری کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئے اور اُن کے بیٹے امیر معاویہ یا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں انہیں دفن کیا گیا جبکہ ان کی عمر ۸۸ برس تھی ۔

۵۰۱۳ — ترجمہ : ہمام نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا جب عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اس کو آدھا ثواب ملتا ہے ۔

marfat.com

بَابُ عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا

۵۰۱۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ اِلَيْهِ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى وَ بَلَغَهَا اَنَّهٗ قَدْ جَاءَهٗ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى بَطْنِيْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا اَوْ اَوَيْتُمْ اِلٰى فِرَاشِكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا

۵۰۱۳ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ کرے۔ جس کو شوہر بُرا نہ سمجھے، حالانکہ یہ صدقہ واجب بھی نہیں تو اسے ثواب ملتا ہے۔ تو جو واجب ہے وہ بطریق اولیٰ خرچ کر سکتی ہے۔ عورت کو نصف ثواب اس لئے ملتا ہے کہ جو طعام گھر میں ہے وہ دونوں کا خرچہ ہے۔
(حدیث ۱۹۳۸ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب — عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں کام کاج کرنا

۵۰۱۴ — ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اس حال میں کہ آپ حضور سے شکایت

marfat.com

وَثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ

کرتی تھیں کہ چکی چلانے سے ان کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں اور انہیں خبر پہنچی ہے کہ حضور کے پاس غلام آئے ہیں۔ اُنھوں نے حضور کو نہ پایا اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ذکر کیا جب حضور تشریف لائے تو ام المؤمنین نے آپ کو خبردار کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ؛ حالانکہ ہم نے سونے کے لئے بستر لے رکھے تھے ہم نے کھڑے ہونے کا قصد کیا تو حضور نے فرمایا اپنی جگہ پر رہو۔ آپ تشریف لائے اور میرے اور سیدہ فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے حتی کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے بطن پر پائی حضور نے فرمایا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں جو تم نے طلب کیا ہے۔ جب اپنے بستر پر جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ کہو، ۳۳ بار الحمد للہ کہو اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہو یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

۵۰۱۴ — شرح : کیونکہ یہ آخرت جو ہمیشگی کا مقام ہے۔ میں بے انتہاء ثواب اور راحت کا موجب ہے اور خادم کا آرام اس فانی دُنیا میں اس سے کچھ نسبت نہیں رکھتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبری سے نقل کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت کو گھر کے کام کاج روٹی پکانا، چکی پیسنا وغیرہ کی طاقت ہو اور یہ متعارف ہو کہ وہ یہ کرتی ہے تو شوہر پر یہ لازم نہیں کیونکہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنے والد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خادم طلب کیا تو حضور نے اُن کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم نہیں دیا کہ انہیں خادم لاکر دیں یا کرایہ پر نوکر لے آئیں جو یہ سارا کام کاج کرے۔ اگر حضرت علی اس کی کفائت کر سکتے تو حضور انہیں ضرور حکم کرتے۔ اس تقریر سے حدیث کی باب سے مناسبت واضح ہوگئی کیونکہ عورت کے خادم میں ابہام ہے اور اس حدیث نے اس کی تفسیر کر دی ہے۔

ابن ماجشون نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ گھر کی خدمت عورت پر لازم ہے اگرچہ عورت معزز اور اعلیٰ خاندان سے ہو جبکہ اس کا شوہر غریب اور تنگ دست ہو۔ اسی لئے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ علیہا السلام پر خدمتِ باطنہ اور حضرت علی پر خدمتِ ظاہرہ لازم کی لیکن عورت کو گھر کی خدمت پر مجبور نہیں کر سکتے بلکہ اس پر اجماع ہے کہ بیوی کی جملہ ضروریات شوہر کے ذمہ ہیں۔ امام طحاوی نے اِس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ اگر عورت نے کام کاج کے لئے خادم رکھ لیا ہو تو شوہر اس کو گھر سے باہر نہیں نکال سکتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بقدر ضرورت شوہر پر خادم کا نفقہ

marfat.com

بَابُ خَادِمِ الْمَرْأَةِ

۵۰۱۵ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ یَزِیْدَ سَمِعَ مُجَاهِدًا قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ لَیْلٰی یُحَدِّثُ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهٗ خَادِمًا فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَیْرٌ لَّكِ مِنْهُ تُسَبِّحِیْنَ اللّٰهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَتَحْمَدِیْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَتُكَبِّرِیْنَ اللّٰهَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ ثُمَّ قَالَ سُفْیٰنُ اِحْدٰهُنَّ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ قِیْلَ وَلَا لَیْلَةَ صِفِّیْنَ قَالَ وَلَا لَیْلَةَ صِفِّیْنَ

لازم ہے۔ علماء کوفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا اگر عورت ان عورتوں میں سے ہو جو خادم رکھا کرتی ہیں تو شوہر پر عورت اور خادم دونوں کا نفقہ لازم ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس میں شک نہیں کہ تسبیح و تحمید وغیرہ کا عظیم ثواب ہے، لیکن یہ خادم سے خدمت لینے سے کیسے بہتر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے تسبیح کرنے والے کے لئے ایسی قوت پیدا کر دے کہ وہ خادم کی قدرت سے زیادہ پر قادر ہو جائے یا خادم کی نسبت اس کے لئے بنفسہٖ سرانجام دینے میں زیادہ آسان ہو جائیں

باب عورت کا خادم

۵۰۱۵ — ترجمہ : حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اس حال میں کہ آپ سے خادم طلب کرتی تھیں۔ حضور نے فرمایا کیا میں تمہارے لئے اس سے بہتر کی تمہیں خبر نہ دوں؟ سونے کے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ کہو ۳۳ بار الحمد للہ کہو اور ۳۴ بار اللہ اکبر کہو پھر سفیان نے کہا (راوی الحدیث) ان میں سے ایک ۳۴ بار۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس ارشاد کے بعد کبھی ان کو نہیں چھوڑا۔ اُن سے کہا گیا جنگِ صفین کی رات

marfat.com

بَابُ خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهٖ

۵۰۱۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ ابْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ قَالَتْ كَانَ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ فَاِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ خَرَجَ

بَابُ اِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ فَلِلْمَرْاَةِ اَنْ تَاْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهٖ مَا يَكْفِيْهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوْفِ

۵۰۱۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

بھی نہیں چھوڑا کہا صِفّین کی رات بھی نہیں چھوڑا۔

شرح : یعنی کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا صِفّین کی رات بھی آپ

۵۰۱۵ — نے یہ کلمات نہیں چھوڑے اُنھوں نے جواب دیا اگرچہ صِفّین بڑا سخت معرکہ تھا، لیکن میں نے اس وقت تسبیحات ترک نہیں کیں۔ صِفّین،، عراق اور شام کے درمیان مقام ہے جس میں حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان سخت مقابلہ ہُوا تھا (اس جنگ کی پُوری تفصیل تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار میں دیکھیں)

باب — مرد کا اپنے اہل وعیال کی بنفسِ خدمت کرنا،،

۵۰۱۶ — ترجمہ : اسود بن یزید نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال عرض کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے؟ ام المؤمنین نے فرمایا اپنے اہل وعیال کی خدمت کرتے تھے۔ جب آذان سُنتے تو باہر تشریف لے جاتے (مہنت بمعنی خدمت ہے) (حدیث ۶۴۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَاسُفْیٰنَ رَجُلٌ شَحِیْحٌ وَلَیْسَ یُعْطِیْنِیْ مَا یَکْفِیْنِیْ وَوَلَدِیْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا یَعْلَمُ فَقَالَ خُذِیْ مَا یَکْفِیْکِ وَوَلَدَکِ بِالْمَعْرُوْفِ

باب جب آدمی خرچہ نہ دے تو عورت کے لئے جائز ہے کہ اس کے علم کے بغیر اتنا لے لے جو اس کو اور اس کی اولاد کو کافی ہو ،،

۵۰۱۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان بخیل مرد ہے وہ مجھے اتنا نہیں دیتا جو مجھے اور میری اولاد کے لئے کافی ہو۔ مگر جو چیزیں لے لوں، حالانکہ وہ نہیں جانتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے مال سے بقدرِ متعارف جو تمہیں اور تمہارے بچوں کے لئے کافی ہو، لے لیا کرو!

۵۰۱۷ — شرح : اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ آدمی پر اس کی اولاد کا نفقہ واجب ہے اگرچہ وہ بالغ ہوں لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ؛ کیونکہ یہ خاص واقعہ ہے۔ یہ افعال میں عام نہیں ہو سکتا ہے ہندہ کے بچوں میں کمسن ہوں اور بالغ وہ ہوں جو کسب کی قدرت نہ رکھتے ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص میں کوئی نقص ہو تو جس کا اس پر حق ہے وہ بطور انصاف نقص بیان کر سکتا ہے تاکہ اس کا حق پورا ہو سکے یہ غیبت نہیں ہے ؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ کی شکایت پر اس کے شوہر پر فیصلہ دیا ؛ حالانکہ وہ غائب تھا اگر یہ غیبت ہوتی تو حضور کبھی اس کی سماعت نہ فرماتے۔ اس حدیث سے شافعیہ نے احناف پر حجت قائم کی کہ قضاء علی الغیب جائز ہے جبکہ احناف اس کو جائز نہیں سمجھتے ہیں لیکن یہ حجت صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مکہ مکرمہ کا واقعہ ہے اور ابوسفیان وہاں موجود تھے۔ حکم عورت

marfat.com

بَابُ حِفْظِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ وَالنَّفَقَةِ عَلَيْهِ

۵۰۱۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ وَاَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ وَقَالَ الْاٰخَرُ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے لئے شوہر پہ جو نفقہ مقرر کرے اس کی مقدار میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یسر اور عسر آسانی اور تنگی کی حالت میں جو کبھی بقدر کفائت حاکم مقرر کر دے درست ہے۔ اس کی معین مقدار نہیں ہے اور عورت کے حال کا اعتبار ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حاکم کے اجتہاد سے اس کی مقدار معین ہے۔ اور مرد کے مال کا اعتبار ہے عورت کے مال کا اعتبار نہیں۔ اگر شوہر مالدار ہے تو ہر روز دو مد اگر متوسط ہے تو ڈیڑھ مد اور اگر تنگدست ہے تو ایک مد نفقہ ہے۔ حاکم کی بیٹی کے لئے بھی وہی واجب ہے جو سپاہی کی بیٹی کے لئے واجب ہے۔

باب عورت کا اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرنا اور نفقہ کا بیان

۵۰۱۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین عورتیں جو اونٹوں پہ سوار ہوتی ہیں قریش کی عورتیں ہیں۔ دوسرے شخص نے کہا صالح نساءِ قریش ،، قریش کی نیک عورتیں وہ بچے کے بچپن میں اس پہ بہت مہربان ہوتی ہیں اور شوہر کے مال کی نگہداشت ہوتی ہیں یا میر معاویہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ذکر کیا جاتا ہے۔

marfat.com

بَابُ كِسْوَةِ الْمَرْأَةِ بِالْمَعْرُوفِ

۵۰۱۹ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ ابْنَ وَهْبٍ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَلَبِسْتُهَا فَرَاَيْتُ الْغَضَبَ فِیْ وَجْهِهٖ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِیْ

۵۰۱۸ — شرح : یعنی حضرت امیر معاویہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے۔ امیر معاویہ کی حدیث امام احمد او رطبرانی نے زید بن ابی عتاب کے ذریعہ امیر معاویہ سے روائت کی اور ابن طاؤس کی مانند ذکر کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ رضی اللہ عنہا کو منگنی کا پیغام بھیجا جبکہ اُن کا شوہر فوت ہوگیا تھا سودہ کے پہلے شوہر سے پانچ چھ بچے تھے اس لئے عرض کیا حضور مجھے آپ سے زیادہ مکرم کوئی نہیں میرے بچے ہیں جو آپ کے ارد گرد گھومتے چلاتے پھریں گے۔ حضور نے فرمایا اللہ تجھ پہ رحم کرے اونٹوں پر سواری ہونے والی بہترین عورتیں قریش کی نیک عورتیں الخ اور پوری حدیث ذکر کی (حدیث ۲۹۰۴، ج :۳ کا شرح دیکھیں)

باب — عورت کے لئے متعارف لباس

۵۰۱۹ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زرد دھاری دار حلہ دیا۔ میں نے اسے پہنا تو آپ کے چہرۂ انور پہ غضب دیکھا تو میں نے اس کو پھاڑ کر عورتوں میں تقسیم کر دیا اس حال میں کہ وہ ان کی اوڑھنیاں تھیں۔

۵۰۱۹ — شرح : چادر اور تہ بند دو کپڑوں کو حُلّہ کہتے ہیں۔ اُتِیَ کا الف ممدودہ ہے اس کے معنیٰ ہیں اُعْطِیَ "دیا"، چونکہ یہ "ابداء" کے معنیٰ کو متضمن ہے اس لئے اس کو اِلَیَّ سے متعدی کیا ہے۔ نسفی کی روائت میں لفظ "بَعَثَ" ہے جبکہ قابسی میں اُتِیَ مقصور یعنی جاء ہے اور لفظ "اِلَیَّ" حرف جارہ ضمیر متکلم کے بغیر ہے۔ اس کا فاعل حُلّہ ہے دراصل کلام اس طرح تھا "فَاَعْطَيْتُهَا سِيَرَاءَ" بکسر السین و بفتح الیاء اور راء ممدودہ بمعنی چادر

marfat.com

بَابُ عَوْنِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي وَلَدِهٖ

۵۰۲۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ هَلَكَ اَبِيْ وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ اَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِكْرًا اَوْ ثَيِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ وَاِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ اَوْ قَالَ خَيْرًا

ہے جن میں زرد دھاریاں ہوتی ہیں۔ بعض نے کہا اس کے کنارے ریشمی تھے بعض نے کہا وہ ریشمی چادر تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کو پہنا تو سرکار کے چہرۂ انور پر غضب کے آثار پائے کیونکہ اس کا پہننا مشروع نہ تھا یا وہ ریشمی تھی تو میں نے اس کو پھاڑ کر دوپٹے بنا دیئے اور فاطمہ اور دیگر اقربا میں تقسیم کر دیئے۔ ایک روائت کے مطابق فَشَقَقْتُهَا خُمُرًا بَيْنَ الْفَوَاطِمِ ،، کہے کہ میں نے اس کو فاطمہ زہراء، فاطمہ بنت اسد والدہ علی المرتضیٰ میں تقسیم کر دیا۔ ابن بطال نے کہا علما کا اس پر اجماع ہے۔ شوہر پر بیوی کا نان نفقہ اور پوشاک بقدر کفائت واجب ہے۔ اس میں یُسر اور عسر ملحوظ ہے

باب بچّوں کے معاملہ میں عورت کا اپنے شوہر کی مدد کرنا ،،

۵۰۲۰ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میرا والد فوت ہو گیا اور

marfat.com

بَابُ نَفَقَةِ الْمُعْسِرِ عَلٰى أَهْلِهٖ

۵۰۲۱ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَلِمَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى اَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ فَاَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ عِنْدِيْ قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا اَسْتَطِيعُ

سات بیٹیاں چھوڑیں۔ میں نے ثیبہ عورت سے نکاح کر لیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! کیا تم نے شادی کر لی ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کنواری سے شادی کی ہے یا ثیبہ سے کی ہے؟ میں نے عرض کیا ثیبہ سے کی ہے۔ فرمایا کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی تو اس کو ہنساتا اور وہ تجھے ہنساتی۔ جابر نے کہا میں نے آپ سے عرض کیا عبد اللہ (والد) فوت ہو گیا اور انھوں نے چند بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے یہ پسند نہ کیا کہ ان کے پاس ان جیسی لے آؤں اس لئے میں نے ایسی عورت سے نکاح کیا ہے جو ان کی نگہداشت کرے اور ان کی اصلاح کرتی رہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تیرے لئے برکت کرے یا خیر فرمایا۔

۵۰۲۰ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ بہنیں لڑکیوں کے حکم میں ہوتی ہیں یا باپ کی لڑکیاں اس کی لڑکیوں کے حکم میں ہیں خصوصاً جب وہ کمسن ہوں۔ ابن بطال نے کہا اولاد کے معاملہ میں شوہر کی مدد کرنا بیوی پہ واجب نہیں یہ صرف اخلاقی امر اور نیک عورتوں کی عادت ہے۔

باب تنگدست کا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا

۵۰۲۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور عرض کیا میں ہلاک ہو گیا فرمایا کیوں عرض کیا۔ میں نے رمضان مبارک میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے فرمایا غلام آزاد کر۔ عرض کیا میرے پاس کوئی غلام نہیں۔ فرمایا دو ماہ متواتر روزے

marfat.com

قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ قَالَ هَا اَنَا ذَا قَالَ تَصَدَّقْ بِهٰذَا قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهٗ قَالَ فَاَنْتُمْ اِذَنْ

بَابٌ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْهُ شَيْءٌ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلَاهُ اَلْاٰيَةَ

رکھ عرض کیا مجھے طاقت نہیں ہے۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ عرض کیا میرے پاس کھانا نہیں۔ (اس اثناء میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوروں کا ٹوکرا لایا گیا۔ حضور نے فرمایا سائل کہاں ہے اُس نے کہا جی ہاں حاضر ہوں۔ فرمایا یہ کھجوروں کا ٹوکرا صدقہ کر دو عرض کیا یارسُول اللہ! جو ہم سے زیادہ محتاج ہیں۔ اُن پر صدقہ کروں؟ اس ذات قدوس کی قسم جس نے آپ کو حق سے مبعوث فرمایا ہے۔ مدینہ منورہ کے دو کناروں کے درمیان کوئی گھر والا ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہو گئے اور فرمایا اس وقت تم ہی کھالو!

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تندرست کا صدقہ اس کے اہل و عیال کے لئے جائز فرمایا

۵۰۲۱ — کفارہ میں یہ صدقہ اسی شخص کے ساتھ مختص تھا۔ اور کفارہ کو دُوسرے وقت پر موقوف کیا۔ دراصل یہ اس شخص کی خصوصیت تھی۔ (حدیث ۱۸۱۳ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ

marfat.com

۵۰۲۱ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ لِي مِنْ أَجْرٍ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ قَالَ نَعَمْ لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ

اس آئت کریمہ سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ جس شیر خوار بچہ کا والد فوت ہو جائے اس کو دودھ پلانے والی عورت کی اُجرت باپ کے وارث پر ہے اور ھَلْ عَلَى الْمُرْضِعَةِ شَيْءٌ ،، میں ھَلْ استفہام انکاری ہے۔ یعنی کیا فوت شدہ مرد کی عورت پر اس اُجرت سے کوئی شئ ہے؟ یعنی عورت پر مولود کی رضاعت کا حق نہیں ہے اور اس آئت کریمہ : ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَىٰ مَوْلَاهُ أَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ،، سے استدلال کیا کہ شیر خوار بچے کی ماں پر دودھ پلانے کی اُجرت واجب نہیں اور عورت کو ابکم ،، کے قائم مقام کیا یعنی ابکم کلام نہیں کر سکتا۔ اس کی ماں وراثت میں اس طرح ہے اور اس کو اس شخص کے لئے بوجھ قرار دیا جو اس کی عیال داری کرتا ہے۔ آئت کے معنی یہ ہیں کہ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں شیر خوار بچے کو دودھ پلانے کی اُجرت اس کی مثل ہے جو باپ کی زندگی میں تھی کہ باپ کے ذمہ نفقہ، کپڑے اور دودھ پلانے کی اُجرت تھی جبکہ بچے کا مال نہ ہو۔ اگر اس کا مال ہو تو اس کے مال سے اُجرت ادا کی جائے گی۔ وارث میں علماء اختلاف کرتے ہیں۔ ابن ابی لیلی کے نزدیک جو بھی وارث ہو اور احناف کے نزدیک جو ذی محرم ہو۔ جمہور نے کہا کسی وارث پر عزم نہیں اور نہ ہی اس پر موروث کے بیٹے کا نفقہ واجب ہے۔ زید بن ثابت نے کہا اگر اس کی ماں اور چچا ہو تو ان کی وراثت کے حصہ کے مطابق دونوں پر بچے کو دودھ پلانے کی اُجرت واجب ہے۔

امام بخاری نے ھل علی المرءۃ ،، سے زید بن ثابت کا رد کیا ہے کہ ماں پر کچھ بھی واجب نہیں۔ وہ تو عبد مملوک کی طرح بے بس ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۵۰۲۱ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ابو سلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے کا مجھے ثواب ملے گا؟ میں اُن کو محتاج نہیں چھوڑ سکتی۔ وہ میرے ہی تو بیٹے ہیں فرمایا ہاں تمہیں اجر ملے گا۔ جو ان پر خرچ کرے گی۔

marfat.com

۵۰۲۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هِنْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اٰخُذَ مِنْ مَالِهٖ مَا يَكْفِيْنِيْ وَبَنِيَّ قَالَ خُذِيْ بِالْمَعْرُوْفِ

بَابُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ كَلًّا اَوْ ضِيَاعًا فَاِلَيَّ

۵۰۲۳ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰى عَلَيْهِ الدَّيْنُ

۵۰۲۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ بچے کی والدہ اس کے باپ پر بوجھ ہوتی ہے۔ اس لئے اس پہ اپنے بیٹوں کا خرچہ واجب نہیں اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے بیٹوں پر خرچ کرنے کا حکم نہیں فرمایا بلکہ آپ نے صرف یہ فرمایا جو تو اُن پہ خرچ کرے تجھے ثواب ملے گا۔

۵۰۲۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہند نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ابوسفیان بخیل آدمی ہے کیا مجھ پہ گناہ ہے کہ میں اس کے مال سے اتنا لے لوں جو مجھے اور میرے بیٹوں کو کافی ہو۔ فرمایا بقدر کفائت لے سکتی ہو۔

۵۰۲۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضور نے ابوسفیان کی بیوی ہند سے فرمایا جو لوگوں میں متعارف ہے اس قدر اس کے مال سے لے سکتی ہو۔ اور اس کے اپنے مال سے خرچ کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔

marfat.com

فَيَسْأَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ فَضْلًا فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهٗ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ وَفَاءً صَلّٰى وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَالَ أَنَا أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ

بَابُ الْمَرَاضِعِ مِنَ الْمَوَالِيَاتِ وَغَيْرِهِنَّ

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد! جو کوئی قرض یا بچّے چھوڑے وہ میرے ذمّہ ہیں

۵۰۲۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس فوت شدہ آدمی لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ دریافت فرماتے کیا اُس نے اپنے قرضہ کے لئے مال چھوڑا ہے۔ اگر آپ کو یہ خبر دی جاتی کہ اُس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے مال چھوڑا ہے تو اس پر نمازِ جنازہ پڑھتے، ورنہ مسلمانوں سے فرماتے تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتوحات دیں تو فرمایا میں مومنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔ جو کوئی مومن فوت ہو جائے اور قرض چھوڑ جائے تو اس کا ادا کرنا میرے ذمّہ ہے اور جو کوئی مال چھوڑے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔

۵۰۲۳ ـــ شرح : سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زجر و تہدید کے لئے مقروض کی نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے اور اس کو ناپسند کرتے ہُوئے کہ اس کے قرض کی وجہ سے آپ کی دعاء موقوف رہے گی۔ اس میں قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنے پر تحذیر ہے۔

باب دودھ پلانے والی لونڈیاں وغیرہ

موالیات بفتح المیم مولاۃ بمعنی باندی کی جمع ہے۔ ابتداء میں عرب لونڈیوں سے بچّوں کو دُودھ پلانا

marfat.com

۵۰۲۴ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْكِحْ اُخْتِيْ بِنْتَ اَبِيْ سُفْيٰنَ قَالَ وَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكِ قَالَتْ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَاَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِيْ فِي الْخَيْرِ اُخْتِيْ قَالَ فَاِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ اِنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّكَ تُرِيْدُ اَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِيْ فِيْ حَجْرِيْ مَا حَلَّتْ لِيْ اِنَّهَا لَابْنَةُ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ اَرْضَعَتْنِيْ وَاَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ ثُوَيْبَةُ اَعْتَقَهَا اَبُوْ لَهَبٍ

پسند نہ کرتے تھے جبکہ وہ عرب عورتوں سے دودھ پلانا پسند کرتے تھے۔ تاکہ بچے پر خوشگوار اثرات مرتب ہوں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں پر واضح کیا کہ حضور نے غیر عربی عورت کا دودھ پیا ہے۔ اور لونڈیوں کا دودھ پلانا معیوب نہیں ہے۔

۵۰۲۴ — ترجمہ : عروہ نے بیان کیا کہ زینب بنت ابی سلمہ نے انہیں بتایا کہ ام المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کر لیں فرمایا کہ تم یہ پسند کرتی ہوں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! میں آپ کو خالی رکھنے والی نہیں (یعنی میں آپ کے لئے تنہا نہیں رہنا چاہتی ہوں) کہ اس خیر میں میری بہن کی شرکت مجھے زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا وہ تو میرے لئے حلال نہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم ہم آپس میں باتیں کر رہے ہیں کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی دُرّہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا: ام سلمہ کی بیٹی؟ میں نے عرض کیا

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

کِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاکُمْ وَقَوْلِہٖ کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَقَوْلِہٖ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا

جی ہاں! فرمایا اللہ کی قسم! اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی (میری پرورش میں) جب بھی میرے لئے حلال نہیں۔ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے مجھے اور ابوسلمہ کو ثُوَیبہ نے دُودھ پلایا ہے مجھ پر اپنی لڑکیاں اور بہنیں پیش نہ کرو۔ شعیب نے زُہری سے بیان کیا کہ عروہ نے کہا ثویبہ کو ابولہب نے آزاد کیا تھا "

ابولہب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چچا تھا اور ثویبہ اس کی لونڈی تھی۔ جب حضور پیدا ہوئے تو اُس نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری دی تو اُس نے حضور کی پیدائش کی خوشی میں ثُوَیبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اُس نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اور ابوسلمہ کو دودھ پلایا تھا۔ اس سے حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہو جاتی ہے کہ ثویبہ لونڈی تھی اور اُس نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دودھ پلایا تھا۔ معلوم ہُوا کہ لونڈی کا دودھ پینا مکروہ نہیں (حدیث ۸ ع کی شرح دیکھیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

marfat.com

۵۰۲۵ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ [illegible] عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ قَالَ سُفْيٰنُ وَالْعَانِيُ الْاَسِيْرُ

اِس کتاب میں طعام کے اقسام اور اُن کے حکم کا بیان ہے۔ اَطْعِمَۃ ،، طعام کی جمع ہے۔ طعام وہ ہے جو کھایا جائے۔ کبھی طعام صرف گندم کو کہتے ہیں طُعْم بفتح الطاء بمعنی شئ کی شیرینی وغیرہ چکھنا ہے اور اگر طاء مضموم ہو تو اس کے معنی ہیں ،، کھانا ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عنوان کے تحت تین آیات ذکر کیں۔

پہلی آئت کُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ،، پوری آئت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے :
اے ایمان والو جو ہم نے تم کو پاک رزق دیا ہے اس سے کھاؤ اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو ،،

مفسّرین نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو پاک رزق کھانے کا حکم دیا ہے جو اللہ نے ان کو دیا ہے اور وہ اس پر اللہ کا شکر ادا کریں، کیونکہ اکل حلال دعاء اور عبادت کی قبولیت کا سبب ہے جیسے اکلِ حرام کے باعث دعاء اور عبادت قبول نہیں ہوتی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس شخص کی غذا اور کھانا پینا حرام ہو اس کی دُعاء کیسے قبول ہوگی ؟

دُوسری آئت یہ ہے : اے ایمان والو! جو تم نے پاک کمائی کی ہے۔ اس سے خرچ کرو ! ،،

تیسری آئت کریمہ یہ ہے : اے رسُولوں کی جماعت حلال کھانا کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ طیّبات سے مراد حلال ہے۔

۵۰۲۵ ــــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو قیدی کو رہائی دلاؤ۔ سفیان نے کہا ،، عانی ،، کے معنی اسیر (قیدی) ہیں

(حدیث ۲۸۳۹ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۵۰۲۶ ـــ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَعَامٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى قُبِضَ

۵۰۲۷ ـــ حَدَّثَنَا وَعَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَصَابَنِیْ جَهْدٌ شَدِيْدٌ فَلَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَاسْتَقْرَأْتُهُ اٰيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَدَخَلَ دَارَهٗ وَفَتَحَهَا عَلَیَّ فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِیْ مِنَ الْجَهْدِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِیْ فَقَالَ يَا اَبَا هِرٍّ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَاَقَامَنِیْ وَعَرَفَ الَّذِیْ بِیْ فَانْطَلَقَ بِیْ اِلٰى رَحْلِهٖ فَاَمَرَ لِیْ بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ عُدْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اسْتَوَى

۵۰۲۶ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال نے تین دن متواتر کھانا سیر ہو کر نہیں کھایا۔ حتی کہ آپ کی روح پاک قبض ہو گئی۔

۵۰۲۶ ـــ شرح : اتنے روز کھانا نہ کھانا اس لئے نہ تھا کہ طعام کی کمی تھی بلکہ اس لئے تھا کہ عربوں کا اس پر اجماع ہے۔ جیسا کہ فضیل ابن عیاض نے ذکر کیا ہے کہ سیر ہو کر طعام کھانا مذموم ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جو کم کھائے اس کا پیٹ درست رہتا ہے اور دل صاف ہوتا ہے۔ جو زیادہ کھائے اس کا پیٹ بیمار رہتا ہے اور دل سخت ہو جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ زیادہ کھانے پینے سے دلوں کو نہ مارو، کیونکہ دل کھیتی کی طرح پھل ہے۔ جب اس پر پانی کا غلبہ ہو تو خراب ہو جاتی ہے۔ اتنا کھانا کھائے

marfat.com

بَطْنِیْ فَصَارَ کَالْقِدْحِ قَالَ فَلَقِیْتُ عُمَرَ وَذَکَرْتُ لَهٗ الَّذِیْ کَانَ مِنْ اَمْرِیْ وَقُلْتُ لَهٗ نَوَلَّی اللّٰهُ ذٰلِکَ مَنْ کَانَ اَحَقَّ بِهٖ مِنْکَ یَا عُمَرُ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَقْرَأْتُکَ الْاٰیَةَ وَلَاَنَا اَقْرَأُ لَهَا مِنْکَ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَاَنْ اَکُوْنَ اَدْخَلْتُکَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ

کہ چل پھر سکے۔

۵۰۲۷ — ترجمہ : ابو حازم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا مجھے سخت بھوک لگی تو میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا اور اُن سے قرآن کریم کی آیت پڑھنا چاہی۔ وہ اپنے مکان میں داخل ہو گئے اور مجھے آیت بتا دی میں تھوڑا سا چلا پھر بھوک کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑا" کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سر پر کھڑے ہیں۔ فرمایا اے ابا ہریرہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لبیک وسعدیک " حضور نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کھڑا کر دیا اور میرا حال پہچانا اور مجھے اپنے گھر لے گئے اور میرے لئے دودھ کے پیالے کا حکم فرمایا۔ میں نے اس پیالہ سے پیا پھر حضور نے فرمایا ابا ہریرہ پھر پیو میں نے دوبارہ پینا شروع کیا۔ حضور نے پھر فرمایا اور پیئو میں نے خوب پیا حتی کہ میرا پیٹ بے پر تیر کی طرح سیدھا ہو گیا۔ ابو ہریرہ نے کہا میں عمر فاروق سے ملا اور اُن سے اپنا حال ذکر کیا۔ میں نے اُن سے کہا اللہ تعالیٰ نے میرے حال کا اس ذات ستودہ صفات کو والی بنایا جو اس میں تم سے زیادہ حق دار ہیں۔ اے عمر! بخدا میں نے تم سے آیت کریمہ کی قرأت طلب کی تھی، حالانکہ میں تم سے زیادہ اسے جانتا تھا۔ عمر فاروق نے کہا بخدا! میرا تجھے اپنے گھر میں لے جانا مجھے اس سے زیادہ محبوب تھا کہ میرے لئے سرخ اونٹوں کی مانند ہوں۔

۵۰۲۷ — شرح : جُہد بضم الجیم بمعنی طاقت اور بفتح الجیم بمعنی سخت مشقت ہے۔ برعکس بھی استعمال ہوتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا آیت کریمہ پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ میں بھوکا ہوں وہ مجھے کچھ کھانے کو دیں لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ کا یہ حال معلوم نہ کر سکے اور آیت پڑھ کر آگے تشریف لے گئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ : اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ الآیۃ کا ابتدائی حصہ پڑھا تھا اور باقی کا استقرا اس لئے کیا کہ وہ مجھے فقیر سمجھ کر کھلائیں جبکہ وہ بھوک سے نڈھال ہو رہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

بَابُ التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین

۵۰۲۸ — حَدَّثَنَا علی بن عبد اللہ قال حَدَّثَنَا سُفیٰن قال الولید ابن کثیر اخبرنی انہ سمع وھب بن کَیسَان یقول اِنہ سَمِع عمر بن ابی سلمۃ یقولُ کُنتُ غُلَامًا فِی حِجرِ رسُولِ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ و کانت

نے جو صدورِ رجال پر آگاہ ہیں۔ ابوہریرہ کو اُٹھایا اور ساتھ لے گئے اور اُنہیں دُودھ سے سیر کیا۔ عُسّ بمعنی پیالہ ہے۔ جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے کہا اللہ تعالیٰ نے میری بھوک دفع کرنے کے لئے اس ذات ستودہ صفات کو منتخب فرمایا جو تم سے زیادہ لائق تھے۔ اس لئے اُنھوں نے کہا اے ابا ہریرہ تمہاری دعوت کرنا مجھے زیادہ عزیز تھا، لیکن میں تمہارے کلام کا مفہوم سمجھ گیا تھا۔

باب کھانے پر بِسمِ اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا

کھانا شروع کرنے کے وقت بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ پڑھنا مسنون ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روائت ذکر کی کہ جب تم میں سے کوئی شئی کھائے تو بسم اللہ پڑھ لے اگر ابتداء میں فراموش ہو جائے تو یوں کہے: بِسمِ اللہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ،، کھانے کے وقت بِسمِ اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ بعض ظاہریہ صیغۂ امر کا لحاظ کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا واجب قرار دیتے ہیں۔ امام نووی نے کہا کہ ابتداء طعام میں بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اس پر علماء کا اتفاق اور اجماع ہے اور بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اگر دوسرے سہواً بھول گئے ہوں تو سُن کر وہ بھی پڑھ لیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر ایک شخص بسم اللہ پڑھ لے تو دوسرے کھانے والوں کا تسمیہ بھی پایا جائے گا۔

دائیں ہاتھ سے کھانا

امام غزالی اور نووی نے کہا دائیں ہاتھ سے کھانا مستحب ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اُم میں ذکر کیا کہ دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور بائیں ہاتھ سے

marfat.com

يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طُعْمَتِيْ بَعْدُ

سے کھانے پر وعید فرمائی ہے ؛ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تو فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ اُس نے کہا میں دائیں سے نہیں کھا سکتا ۔ یہ اُس نے بطور تکبر کہا تھا ۔ حضور نے اس پر بددعا فرمائی کہ تجھے طاقت نہ ہو اس کے بعد اس کا ہاتھ منہ تک نہ پہنچا ۔

نیز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روائت ہے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے نیز مسلم نے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ ؛ کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے ۔

طیبی نے کہا اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے شیطان آدمیوں سے اپنے دوستوں کو کہتا ہے کہ وہ بائیں ہاتھوں سے کھائیں ۔ اس کا یہ کہنا اللہ کے نیک بندوں کی ضد کے لئے ہے ۔ علّامہ عینی نے کہا اس میں علماء کے تین اقوال ہیں ۔ بعض نے کہا شیطانوں کی ایک قسم ہے جو کھاتے پیتے ہیں اور بعض نہیں کھاتے ۔ تیسرا قول یہ ہے کہ جنّوں کی تمام اقسام کھاتی پیتی نہیں لیکن یہ قول معتبر نہیں کیونکہ حدیث شریف میں جنّوں کا کھانا پینا ثابت ہے ۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح اسناد سے ذکر کیا کہ خالص جنّات ہوا کی طرح ہیں ان کی ایک قسم ہے جو کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں ۔ علامہ بیضاوی نے ذکر کیا کہ فرشتوں کی ایک قسم ہے جن کو جنّ کہا جاتا ہے ۔ وہ کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں ان کی اولاد بھی ہوتی ہے ۔

ابوداؤد نے حدیث ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لئے کیا جائے اور دوسرے کاموں کے لئے بایاں ہاتھ ہے ۔ ایک روائت میں ہے بایاں ہاتھ استنجا کے لئے ہے ۔ اگر بائیں ہاتھ کی استعانت کی ضرورت پڑے تو اس کو بالتبع استعمال کیا جائے ۔ قرطبی نے ذکر کیا کہ کھانے والا اپنے آگے سے کھائے اس پر سب احادیث متفق ہیں اس کا خلاف سخت مکروہ ہے جبکہ طعام واحد ہو ۔

۵۰۲۸ — ترجمہ : عمر بن ابی سلمہ نے کہا میں کمسن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تربیت میں تھا ۔ میرا ہاتھ پیالے کی ساری طرفوں پڑتا تھا ۔ تو مجھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے بچے ! بسم اللہ پڑھو اور دائیں سے اپنے آگے سے

marfat.com

بَابُ الْاَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ

وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ

۵۰۲۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ وَ حَلْحَلَةَ الدِّيْلِيِّ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَجَعَلْتُ اٰكُلُ مِنْ نَوَاحِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ

کھاؤ اس کے بعد میرا کھانا ہمیشہ اسی طرح رہا۔

۵۰۲۸ — شرح : یعنی اس حدیث میں کھانے کی تین چیزوں کی طرف اشارہ ہے اوّل یہ کہ کھانا اپنے آگے سے کھائے۔ دوم ابتداء میں بسم اللہ پڑھے سوئم دائیں ہاتھ سے کھائے۔

باب اپنے آگے سے کھانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ پڑھو اور ہر آدمی اپنے آگے سے کھائے "

۵۰۲۹ — ترجمہ : عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ ام المؤمنین

marfat.com

۵۰۳۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ اَبِيْ نُعَيْمٍ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ وَمَعَهٗ رَبِيْبُهٗ عُمَرُ بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ فَقَالَ سَمِّ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ

بَابُ مَنْ تَتَبَّعَ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ مَعَ صَاحِبِهٖ اِذَا لَمْ يَعْرِفْ مِنْهُ كَرَاهِيَةً

۵۰۳۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا

ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ہیں۔ اُنھوں نے کہا ایک دن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا میں پیالہ کے چاروں کونوں سے کھانا شروع کیا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آگے سے کھاؤ!

ترجمہ : — ۵۰۳۰ وہب بن کیسان ابی نعیم نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور طعام پیش کیا گیا اور آپ کے ساتھ آپ کا ربیب عمر بن ابوسلمہ تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا بسم اللہ پڑھو اور اپنے آگے سے کھاؤ!

باب جو کوئی اپنے ساتھی کے ساتھ پیالہ کے سارے کونوں سے تلاش کرے جبکہ اس سے کراہت نہ جانے

حوالی بمعنی جوانب ہے اور قَصْعَہ کا قاف مفتوح ہے۔ اس پر کسرہ جائز نہیں۔ وہ دس آدمیوں کو سیر کرتا ہے جبکہ صحفہ وہ پیالہ ہے جو پانچ آدمیوں کو سیر کرتا ہے۔ تتبع ڈھونڈھنا تلاش کرنا۔

marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَہٗ قَالَ اَنَسٌ فَذَھَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَاَیْتُہٗ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَیِ الْقَصْعَۃِ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ یَوْمَئِذٍ

بَابُ التَّیَمُّنِ فِی الْاَکْلِ وَغَیْرِہٖ

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلْ بِیَمِیْنِکَ

۵۰۳۲ ـ حَدَّثَنَا عُبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَۃُ

۵۰۳۱ ـ ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روائت ہے اُنھوں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک درزی نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے کی دعوت کی جو اُس نے خود تیار کیا تھا۔ انس نے کہا میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گیا تو میں نے آپ کو دیکھا کہ پیالہ کے کناروں سے کدّو کے ٹکڑے ڈھونڈ رہے ہیں۔ انس نے کہا اس دن سے میں ہمیشہ کدّو سے محبت کرتا رہا۔

۵۰۳۱ ـ شرح : دُبَّاء کو ممدود و مقصور دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ اس کے معنی گول "کدّو" اس کا واحد دباۃ، دبّۃ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دباء میں ہمزہ زائد ہے۔ جوہری نے کہا دباء بروزن فعالٌ ہے۔ مہموز اللام ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیالہ میں کدّو تلاش کر کے کھاتے تھے اور گوشت کے ٹکڑے نہ کھاتے تھے۔ کیونکہ آپ کو کدّو بہت پسند تھا۔ اور خشک گوشت کو پسند نہ کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی اپنے اہل و عیال اور خادموں کے ساتھ کھانا کھانے والے برتن میں جہاں سے چاہے چُن چُن کر کھا سکتا ہے جبکہ ساتھ کھانے والا اس کو مکروہ نہ سمجھے ورنہ اپنے آگے سے تجاوز نہ کرے اور یہ مسلّم ہے کہ کوئی بھی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کراہت نہیں کرتا بلکہ لوگ آپ کے لعابِ دہن کو مبارک جانتے اور جس کو حضور کا دستِ مبارک مس کیا اُس سے تبرّک حاصل کرتے تھے بلکہ حضور کے کھنگار اور جو ناک شریف سے نکلے اس کو لے کر اپنے چہروں اور سینوں پر ملتے تھے آپ کے وضو کا قطرہ زمین پر نہ گرنے دیتے تھے حتی کہ آپ کے پیشاب کو پی جاتے تھے سنگی لگوانے سے نکلنے والا خون پی جاتے تھے۔

marfat.com

عَنْ اَشْعَثَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِیْ طَہُوْرِہٖ وَتَنَعُّلِہٖ وَتَرَجُّلِہٖ وَقَالَ بِوَاسِطٍ قَبْلَ ھٰذَا فِیْ شَأْنِہٖ کُلِّہٖ

بَابُ مَنْ اَکَلَ حَتّٰی شَبِعَ

۵۰۳۳ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ اِسْحٰقَ

باب کھانے پینے میں دایاں ہاتھ استعمال کرنا

۵۰۳۲ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے، جوڑا مبارک پہننے اور کنگھی کرنے میں بقدر استطاعت دائیں ہاتھ سے ابتداء کرتے تھے۔ شعبہ نے اس سے پہلے واسط میں کہا تھا کہ تمام کاموں میں دائیں جانب سے ابتداء کرنا پسند کرتے تھے۔

۵۰۳۲ ـــ شرح : علماء نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ تیامن (دائیں طرف) اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور جو محبوبِ خدا ہے وہ حضور کی طبعی شئی ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ دہلوی صاحب التیسیر پر اپنی خصوصی رحمت فرمائے اور اُن کی قبر شریف کو ٹھنڈا اور پُرانوار کرے اُنہوں نے کہا: میں کہتا ہوں تیامن سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبعی شئی تھی اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے کیونکہ محبوب کا فعل محبوب ہوتا ہے (حدیث : ۱۶۷، ج : اکی شرح دیکھیں)

باب جس نے کھایا حتی کہ سیر ہوگیا

۵۰۳۳ ـــ ترجمہ : اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابو طلحہ نے اُمّ سلیم سے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز شریف میں کمزوری

marfat.com

ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ یَقُوْلُ قَالَ
اَبُوْطَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَیْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَعِیْفًا اَعْرِفُ فِیْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَیْءٍ
فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِیْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ
الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِیْ وَرَدَّتْنِیْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ
اَرْسَلَتْنِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ
فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ
فَقُمْتُ عَلَیْهِمْ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ
اَبُوْطَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِطَعَامٍ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ
وَانْطَلَقْتُ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ حَتّٰی جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ
یَا اُمَّ سُلَیْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ

سُنی ہے۔ میں اُس آواز میں بھوک سمجھتا ہوں کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی شئ ہے؟ اُمِّ سلیم نے جَو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ نکالا اور اس کے ایک حصّہ میں روٹیاں لپیٹ دیں پھر اِسے میرے کپڑے کے نیچے میری بغل میں چھُپا دیا اور اس کا بعض میری چادر بنا دیا۔ پھر مجھے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجا۔ انس نے کہا میں وہ لے گیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو مسجد شریف میں پایا اور آپ کے ساتھ چند لوگ تھے میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو مجھے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کھانے کے لئے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان لوگوں سے فرمایا جو آپ کے ساتھ تھے۔ اُٹھو! آپ

marfat.com

وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَقْبَلَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلَا
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ
فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا
فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ
يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا
ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا
ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ اَذِنَ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ
ثَمَانُوْنَ رَجُلًا

چل پڑے اور میں اُن کے آگے آگے چلنے لگا حتی کہ میں ابوطلحہ کے پاس آیا ابوطلحہ نے کہا اے اُمِّ سلیم
جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لوگوں کو ساتھ لے کر تشریف لے آئے ہیں۔ اور ہمارے پاس اتنا
کھانا نہیں جو اُن سب کو کھلائیں۔ اُمِّ سلیم نے کہا اللہ اور اُس کا رسُول ہی جانیں ،، انس نے کہا ابوطلحہ
چلے حتی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات کی اور ابوطلحہ اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
دونوں آئے اور گھر میں داخل ہوگئے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے ام سلیم! جو کچھ
تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ ام سلیم وہ روٹیاں لے آئیں آپ نے حکم دیا اُن کے ٹکڑے کئے گئے اور
ام سلیم نے اپنا برتن جس میں گھی تھا نچوڑا اور اس کو سالن بنا دیا۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس
پر دعاء کی جو اللہ نے چاہا کہ دعاء کریں۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو آنے کی اجازت دو پس ان کو
اجازت دی گئی اُن سب لوگوں نے کھایا حتی کہ وہ سیر ہوگئے اور چلے گئے

(حدیث ۳۲۵۰ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۵۰۳۴ — حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ وَحَدَّثَ اَبُوْ عُثْمٰنَ اَیْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثِیْنَ وَمِائَۃً فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنْکُمْ طَعَامٌ فَاِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ اَوْ نَحْوُہٗ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِکٌ مُشْعَانٌ طَوِیْلٌ بِغَنَمٍ یَسُوْقُھَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَیْعٌ اَمْ عَطِیَّۃٌ اَوْ قَالَ ھِبَۃٌ قَالَ لَا بَلْ بَیْعٌ قَالَ فَاشْتَرٰی مِنْہُ شَاۃً فَصُنِعَتْ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ یُشْوٰی وَاَیْمُ اللّٰہِ مَا مِنَ الثَّلٰثِیْنَ وَمِائَۃٍ اِلَّا قَدْ حَزَّ لَہٗ حُزَّۃً مِنْ سَوَادِ بَطْنِھَا اِنْ کَانَ شَاھِدًا اَعْطَاہُ اِیَّاھَا وَاِنْ کَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَہٗ ثُمَّ جَعَلَ مِنْھَا قَصْعَتَیْنِ فَاَکَلْنَا اَجْمَعُوْنَ وَشَبِعْنَا وَفَضَلَ فِی الْقَصْعَتَیْنِ فَحَمَلْتُہٗ عَلَی الْبَعِیْرِ اَوْ کَمَا قَالَ

ترجمہ : ۵۰۳۴ — عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سو تیس آدمی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ کھانا ہے۔ اچانک ایک آدمی کے پاس ایک صاع یا اس کے لگ بھگ کھانا تھا۔ پھر ایک مشرک بکھرے ہوئے بالوں والا دراز قد بکریاں چلاتا ہوا آ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو بیچتا ہے یا عطیہ کرتا ہے مشرک نے کہا عطیہ نہیں بلکہ بیچتا ہوں۔ عبدالرحمٰن نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ایک بکری خرید لی۔ اس کو ذبح کیا گیا حضور نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا۔ خدا کی قسم ایک سو تیس آدمیوں میں سے کوئی نہ تھا مگر اس کو کلیجی سے کاٹ کر دیا اگر موجود تھا تو اس کو دے دیا اور اگر غائب تھا تو اس کے لئے

marfat.com

۵۰۳۵ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ

بَابُ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَالنَّهْدُ وَالْاِجْتِمَاعُ فِي الطَّعَامِ

۵۰۳۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ

چھپا کر رکھ لیا۔ پھر اس میں سے دو پیالے بنائے گئے ہم سب نے وہ کھایا اور سیر ہو گئے اور دو پیالوں میں سے گوشت بچ رہا تو میں نے اس کو اونٹ پر لادا یا جیسے بھی فرمایا۔

(حدیث : ۲۰۷۷ ، ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۵۰۳۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جس وقت ہم نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔

۵۰۳۵ — شرح : علامہ کرمانی نے کہا یعنی ہم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا تھا۔ ہم دنیا میں زاہد تھے جبکہ ہم میں طعام کی قلت تھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کا یہ معنی صحیح نہیں جو کرمانی نے ذکر کیا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت وفات پائی جب ہم نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا اب ہم کھجوروں سے سیر ہوا کریں گے۔

ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا جائز ہے اگرچہ کبھی کبھار بھوک برداشت کرنا افضل ہے۔

طبری نے کہا پیٹ بھر کر کھانا اگرچہ مباح ہے لیکن اس کی ایک حد ہے جب اس حد سے تجاوز ہو تو اسراف اور فضول خرچی ہوگی۔ صرف اس حد تک کھائے کہ وہ اللہ کی اطاعت پر اعانت کرے اور اس کا بوجھ جسم پر گراں بار نہ ہو۔ اور اللہ کی عبادت سے نہ روکے۔

marfat.com

قَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ بُشَيْرَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيٰى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى الرَّوْحَةِ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ اُتِيَ اِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَا وَاَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيٰنُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَوْدًا وَّبَدْأً

باب نابینا پر کوئی حرج نہیں اور نہ ہی لنگڑے پر لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تک،،

۵۰۳۶ ــــ ترجمہ : سوید بن نعمان نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف گئے۔ جب ہم صہبا پہنچے یحییٰ نے کہا صہباء خیبر سے آدھ منزل پر واقع ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا پس آپ کے حضور ستو پیش کئے گئے اور پانی سے تر کئے بغیر کھائے۔ پھر حضور نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی اور ہم سب نے کلی کی آپ نے ہم کو مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا سفیان نے کہا میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا کہ اوّل اور آخر میں ہاتھ نہ دھوئے۔

۵۰۳۶ ــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ستو کھانے کے لئے جمع ہوئے اِن میں تندرست، بیمار، بینا اور کور چشم کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ وسطِ آیت سے مطابقت ہو اور وہ یہ کہ ،، لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا،، اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ نابینا، لنگڑے اور بیماروں نے تندرستوں کے ساتھ ایک برتن میں کھانے میں کمی اور زیادتی کے باعث حرج جانا اور اِس کو اچھا نہ جانا کہ ایک برتن میں اکٹھے کھائیں تو اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد یہ حرج ختم ہوگیا۔ اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جس کھانے کو آگ نے

marfat.com

بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ وَالْاَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ

۵۰۳۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَنَسٍ وَعِنْدَهٗ خَبَّازٌ لَهٗ فَقَالَ مَا اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مُرَقَّقًا وَلَا شَاةً مَسْمُوطَةً حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ

آگ نے مس کیا ہو وہ کھانے سے وضوء نہیں جاتا اور اس حدیث نے "الوضوء من مس النار" کو منسوخ کر دیا، یا یہ بھی ممکن ہے کہ قولہ عَوْدًا وَّ بَدْءً، یعنی اولاً و آخراً لم یتوضأ سے متعلق ہے۔ اور وضوء سے کھانے کا وضوء مراد ہے۔ اور وہ ابتداء طعام میں ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے؛ کیونکہ کھانا کھانے کے وقت ہاتھ دھونے سُنّت ہے۔ نہد کے معنی کھانے کے لئے جمع ہونا ہے۔

(حدیث ۲۰۷ ع کی شرح دیکھیں)

باب پتلی روٹی اور خوان و سفرہ پر کھانا

مُرقّق میدے کی پتلی روٹی ہے۔ خوان بکسر الخاء ہے۔ ضمہ بھی پڑھا جاتا ہے لیکن مشہور خوان بکسر الخاء ہے۔ قاضی عیاض نے کہا خِوان وہ دسترخوان ہے جس پر کھانا نہ لگایا ہو۔ اس کی جمع قلت اَخْوِنہ ہے۔ خوان پر کھانا متکبّرین کی عادت ہے۔ خِوان تانبے کا بہت بڑا طشت ہے جس کے نیچے تانبے کی کُرسی ہوتی ہے۔ وہ اس کے ساتھ جُڑا ہوتا ہے جو متکبّرین کے آگے رکھا جاتا ہے۔ اس کو کم از کم دو آدمی اُٹھاتے ہیں۔ سِفرہ" وہ طعام ہے جو مسافر ساتھ لے جاتے ہیں وہ بکثرت گول چمڑے میں رکھا جاتا ہے جس کے منہ پر کنڈا ہوتا ہے جس کے ساتھ وہ لٹکایا جاتا ہے۔ طعام کا جلد پر اطلاق کیا ہے جیسے مزادہ کو راویہ کہا جاتا ہے۔ (عینی)

۵۰۳۷ — ترجمہ : قتادہ نے کہا ہم انس کے پاس تھے جبکہ اُن کے پاس اُن کا نانبائی تھا۔ اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدے کی پتلی روٹی نہیں کھائی اور نہ بھنی ہُوئی بکری کھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

۵۰۳۷ — ترجمہ : مسموط سمط سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں گرم پانی کے

marfat.com

۵۰۳۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ ابْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ يُوْنُسَ قَالَ عَلِيٌّ هُوَ الْاِسْكَافُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ عَلٰى سُكُرُّجَةٍ قَطُّ وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلَا اَكَلَ عَلٰى خِوَانٍ قَطُّ قِيْلَ لِقَتَادَةَ فَعَلٰى مَا كَانُوْا يَاْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ

کے ساتھ بکری کے چمڑے سے بال نکالنا۔ داؤدی نے کہا مسموط وہ ہے کہ پانی گرم کیا جائے پھر بکری کو ذبح کر کے اس کا پیٹ صاف کر کے چمڑے سمیت اس کو گرم پانی میں ڈال کر اس سے بال جدا کئے جائیں پھر اس کو بھون لیا جائے جیسے آج کل مرغ کا چرغہ بناتے ہیں۔ ابن بطال نے کہا میدہ کی پتلی روٹی کھانا مباح ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دنیا میں زہادت اور بے رغبتی کے لئے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ سے میسر ہے اس کو ترجیح دینے کے لئے اسے ترک کیا ہے۔ اسی لئے آپ نے خوان پر کھانا نہیں کھایا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمہاری تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ مسموط بھنا ہوا گوشت ہے اور انس کی روائت کے مطابق حضور نے بھنا ہوا گوشت نہیں کھایا، حالانکہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روائت کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھنا ہوا شانہ کا گوشت پیش کیا تو آپ نے اس سے تناول فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک نے وہ خبر دی ہے جو اسے معلوم ہوا اور غیر کی اس نے روائت نہیں کی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۵۰۳۸ — ترجمہ : قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم نہیں کیا کہ آپ نے چھوٹی پیالی میں کھایا ہو اور نہ ہی آپ کے لئے پتلی روٹی پکائی گئی ہو اور نہ ہی کبھی آپ نے خوان پر کھایا (میز پر) قتادہ سے کہا وہ کس پر کھاتے تھے۔ علی نے کہا سفر پر (دسترخوان پر)

۵۰۳۸ — شرح : سُكُرُّجَة بضم السین والکاف والرّاءِ المشدّدہ را پر فتحہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ توربشتی نے اس کی تصویب کرتے ہوئے کہا کہ یہ فارسی معرّب ہے۔ اصل میں را مفتوحہ ہے۔ اس کے معنی چھوٹی چھوٹی پیالیاں ہیں جن میں متکبر کھانا کھاتے ہیں۔ قولہ عَلٰى مَا يَاْكُلُوْنَ ،، بظاہر یہ تھا کہ علی ما یاکل ،، کہا جاتا لیکن جمع کی طرف اس لئے عدول

marfat.com

۵۰۳۹ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدٌ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا یَقُوْلُ اَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَبْنِیْ بِصَفِیَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی وَلِیْمَةٍ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاُلْقِیَ عَلَیْهَا التَّمْرَ وَالْاَقِطَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَمْرٌو عَنْ اَنَسٍ بَنٰی بِهَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَیْسًا فِیْ نِطَعٍ

۵۰۴۰ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ وَعَنْ وَهْبِ بْنِ کَیْسَانَ قَالَ کَانَ اَهْلُ الشَّامِ یُعَیِّرُوْنَ ابْنَ الزُّبَیْرِ یَقُوْلُوْنَ یَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَیْنِ فَقَالَتْ لَهٗ اَسْمَاءُ یَا بُنَیَّ اِنَّهُمْ یُعَیِّرُوْنَکَ بِالنِّطَاقَیْنِ هَلْ تَدْرِیْ مَا کَانَ النِّطَاقَانِ اِنَّمَا کَانَ نِطَاقِیْ شَقَقْتُهٗ نِصْفَیْنِ فَاَوْکَیْتُ قِرْبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَحَدِهِمَا وَجَعَلْتُ فِیْ سُفْرَتِهٖ اٰخَرَ قَالَ فَکَانَ اَهْلُ الشَّامِ اِذَا عَیَّرُوْهُ بِالنِّطَاقَیْنِ یَقُوْلُ اِیْهًا وَالْاِلٰهِ تِلْکَ شَکَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْکَ عَارُهَا

کیا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے تھے اور آپ کے فعل کی اتباع کرتے تھے اس لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا۔

۵۰۳۹ ـ ترجمہ : حُمَید نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت فرمائی اس حال میں کہ صفیہ سے خلوت فرمائی تو میں نے مسلمانوں کو دعوتِ ولیمہ کے لئے بلایا حضور نے دسترخواں بچھانے کا حکم دیا تو وہ بچھایا گیا اور اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھا گیا۔ عمرو نے انس سے روائت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی۔ پھر کھجور، پنیر اور گھی سے بنایا ہُوا حیس دسترخوان پر رکھا گیا۔

marfat.com

۵۰۳۹ ــــ شرح : زفات کے معنی ہیں خلوت کرنا۔ حیس حلوہ کی قسم ہے جو کھجور اور پنیر سے گھی ملا کر بنایا جاتا ہے۔
(حدیث ۲۰۹۵ کی شرح دیکھیں)

۵۰۴۰ ــــ ترجمہ : وہب بن کیسان نے کہا شامی لوگ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شرمندگی دلاتے اور کہتے تھے اے نطاقین والی کے بیٹے اسماء رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن زبیر سے کہا اے میرے بیٹے لوگ تجھے نطاقین والی کا بیٹا کہہ کر شرمندگی دلاتے ہیں۔ کیا نطاقان کو جانتے ہو میرا کمربند تھا میں نے اس کو دو ٹکڑے کر دیا اُن میں سے ایک کے ساتھ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکیزے کا منہ باندھا اور دوسرا ٹکڑہ حضور کے دسترخوان میں رکھ دیا۔ وہب بن کیسان نے کہا جس وقت شامی عبداللہ بن زبیر کو نطاقین کے ساتھ شرمندگی دلاتے وہ کہتے بخدا ایسا ہی ہے۔ یہ عار ہے جو تجھ سے زائل ہونے والی ہے۔

۵۰۴۰ ــــ شرح : حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شرمندگی دلانے والے اور ان کی توہین کرنے والے شامی ظالم حجاج بن یوسف کے لشکری اور ساتھی تھے جبکہ اُنھوں نے مکہ مکرمہ میں ابن زبیر سے جنگ کی تھی۔ نطاقین نطاق کا تثنیہ ہے وہ کپڑا ہے جو عورتیں کمر پر لپیٹتی ہیں جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے غار ثور میں تشریف لے گئے تو اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہر روز پانی اور کھانا وہاں لے جاتی تھیں تاکہ کافر حضور کا پیچھا نہ کریں۔

نطاق وہ کپڑا ہے جو عورت پہنتی ہے اور اپنی کمر سے باندھ کر اُوپر کا حصہ گھٹنے تک نیچے لٹکا دیتی ہے۔ اِیھًا بکسر الہمزہ ہے اور یاء ساکن ہے جس وقت کسی کا کلام قطع کرنا ہو تو یہ کہتے ہیں اس کے معنی اعتراف کرنے کے ہیں یعنی بخدا جو کچھ تم کہتے ہو ایسا ہی ہے مگر یہ میرے لئے عار نہیں ہے۔ تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا ،، یہ ہُذلی کے بیت کا مصرع ہے اس سے عبداللہ بن زبیر نے اپنے حال کی مثال بیان کی ہے پہلا مصرع یہ ہے :

وَعَيَّرَنِي الْوَاشُونَ أَنِّي أُحِبُّهَا تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا

"چغل خور مجھے شرمندگی دلاتے ہیں کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں یہ ایک شکائت ہے کہ جس کی عار تجھ سے زائل ہونے والی ہے "

یہ ابو ذئب ہذلی کا طویل قصیدہ ہے جس میں وہ نُسَیْبَہ بنت عنس بن محرث ہذلی کا مرثیہ ذکر کرتا ہے۔

marfat.com

۵۰۴۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُمَّ حُفَیْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ ابْنِ حَزْنٍ خَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ اَهْدَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَاَقِطًا وَاَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ فَاُکِلْنَ عَلٰی مَائِدَةٍ وَتَرَکَهُنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَالْمُتَقَذِّرِ لَهُنَّ وَلَوْ کُنَّ حَرَامًا مَا اُکِلْنَ عَلٰی مَائِدَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَمَرَ بِاَکْلِهِنَّ

بَابُ السَّوِیْقِ

۵۰۴۲ — حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ یَحْیٰی عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّهٗ

۵۰۴۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُن کی خالہ اُم حُفید بنت حارث رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی، پنیر اور گوہ ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ آپ نے لوگوں کو گوہ کھانے کے لئے بُلایا وہ حضور کے دسترخوان پر کھائے گئے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طبعی کراہت کے باعث ان کی طرف ہاتھ مبارک نہ بڑھایا۔ اگر وہ حرام ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھائے جاتے اور نہ ہی حضور اُن کو کھانے کا حُکم فرماتے۔

۵۰۴۱ — شرح : مائدہ کا اطلاق دسترخوان پر ہوتا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کی طرف دست اقدس اس لئے نہ بڑھایا تھا کہ آپ طبعی طور پر اسے پسند نہ فرماتے تھے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ گوہ حرام تھی؛ کیونکہ حرام ہوتی تو حضور کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتی۔ اور نہ اس کو کھانے کا حکم فرماتے۔ یہ ابتداء اسلام میں تھا اس کے بعد گوہ کو حرام کر دیا جبکہ ابوداؤد میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کھانے سے منع فرمایا۔ نیز یہ خبائث میں سے ہے اور

marfat.com

اَخْبَرَهٗ اَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ عَلٰى رَوْحَةٍ مِّنْ خَيْبَرَ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَلَمْ يَجِدْهُ اِلَّا سَوِيْقًا فَلَاكَ مِنْهُ وَلُكْنَا مَعَهٗ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلّٰى وَصَلَّيْنَا وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُسَمّٰى لَهٗ فَيَعْلَمُ مَا هُوَ

۵۰۴۳ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اُمَامَةَ

اللہ تعالیٰ نے خبائث کو حرام فرمایا ہے۔

باب ستّو

۵۰۴۲ ـــ ترجمہ : سُوَید بن نعمان نے ذکر کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صہباء مقام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ یہ مقام خیبر سے ایک منزل کی مسافت پر واقع ہے۔ نماز کا وقت آگیا تو حضور نے کھانا طلب فرمایا اور ستوؤں کے سوا کچھ نہ پایا۔ آپ نے وہی کھائے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ کھائے پھر آپ نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی پھر نماز پڑھی۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے وضوء نہ فرمایا۔

۵۰۴۲ ـــ شرح : قولہ فلاک ،، یہ لوک سے ہے اس کے معنی ہیں کسی شئ کو نگلنے کے لئے منہ میں پھیرنا۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ستّو کھانے سے وضوء نہیں جاتا ؛ حالانکہ وہ آگ سے بھنے ہوتے ہیں۔ معلوم ہُوا کہ جس شئ کو آگ نے مس کیا ہو وہ کھانے سے وضوء فاسد نہیں ہوتا ہے۔

marfat.com

ابْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْاَنْصَارِيُّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ خَالِدَ
ابْنَ الْوَلِيْدِ الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ سَيْفُ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ وَهِيَ خَالَتُهٗ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ
فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا قَدِمَتْ بِهٖ اُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ
مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ
قَلَّ مَا يُقَدِّمُ مِنْ يَدَيْهِ لِطَعَامٍ حَتّٰى يُحَدَّثَ بِهٖ وَيُسَمّٰى لَهٗ فَاَهْوٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ اِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُوْرِ
اَخْبِرْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهٗ هُوَ الضَّبُّ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَنِ الضَّبِّ
فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ
لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهٗ فَاَكَلْتُهٗ
وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ اِلَيَّ

باب ۔ جب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آگے کوئی شئ پیش کی جاتی تو اسے تناول نہ فرماتے حتی کہ آپ سے ذکر کیا جاتا تو آپ جان لیتے کہ یہ کیا ہے

۵۰۴۳ ۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ خالد بن ولید جسے سیف اللہ

marfat.com

(اللہ کی تلوار) کہا جاتا ہے نے ان کو خبر دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہ ان کی اور ابن عباس کی خالہ ہیں۔ پس ان کے پاس بھنی ہوئی گوہ پائی جس کو میمونہ ہمشیرہ حفیدہ بنت حارث نجد سے لائی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے گوہ رکھی گئی حضور کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا کرتے تھے حتی کہ آپ کو خبر دی جاتی اور آپ کو بتایا جاتا (کہ یہ فلاں شئی ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کی طرف دستِ اقدس بڑھایا تو وہاں موجود عورتوں میں سے کسی عورت نے کہا جو کچھ تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا ہے وہ حضور کو بتا دو یا رسول اللہ! کیا گوہ حرام ہے؟ فرمایا حرام تو نہیں لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں پائی جاتی ہے۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ خالد نے کہا میں نے گوہ کو اپنی طرف کھینچا اور اس کو کھانا شروع کیا، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ رہے تھے۔

۵۰۴۳ — شرح : ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا، خالد بن ولید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں کی خالہ ہیں کیونکہ میمونہ، لبابہ صغریٰ جو خالد بن ولید کی والدہ ہیں۔ لبابہ کبری جو ابن عباس کی والدہ ہیں اور اُم حفید آپس میں بہنیں ہیں اور حارث بن حزن کی لڑکیاں ہیں۔ دراصل حفیدہ اہل نسبت کے نزدیک ام حفیدہ محفوظ ہے۔ اِن کا نام سُنزلیہ ہے۔

اس حدیث سے امام شافعی، مالک اور احمد بن حنبل نے استدلال کیا کہ گوہ کھانا جائز ہے۔ ظاہریوں کا مذہب بھی یہی ہے۔ ابن حزم نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک گوہ حلال ہے۔ صاحبِ ہدایہ نے ذکر کیا کہ گوہ حرام ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ کو اس سے منع فرمایا جبکہ حضور سے اس کے کھانے کے متعلق پوچھا گیا۔ امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ نے گوہ کو حرام کہا ہے کیونکہ بعض احادیث اس کی اباحت پر دلالت کرتی ہیں جبکہ اور احادیث اس کی حرمت ظاہر کرتی ہیں۔ لہٰذا محرم کو مؤخر مانا جائے گا اور وہ اباحت کا ناسخ ہے۔

امام محمد بن حسن نے اسود کے واسطہ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گوہ نذرانہ پیش کی گئی تو آپ نے اس کو نہ کھایا اور مجھے کھانے سے منع نہ فرمایا۔ اتنے میں ایک سائل آگیا تو ام المؤمنین عائشہ نے ارادہ کیا کہ گوہ اسے دیدیں تو حضور نے فرمایا کیا اس کو دیتی ہو جو خود نہیں کھاتی ہو۔ یہ حدیث نہی تحریم پر دلالت کرتی ہے۔ نیز ابوداؤد نے باب الاطعمہ میں عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کھانے سے منع فرمایا ہے۔ گویا اس حدیث کے اسناد میں اسماعیل بن عیاش ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن بخاری نے کہا اسماعیل بن عیاش شامیوں سے روایت کریں تو اس کی حدیث صحیح ہوتی ہے یحییٰ بن معین نے بھی یہی کہا ہے اور ابوداؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے جو اس کی صحت کی دلیل ہے۔

marfat.com

بَابُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ

۵۰۴۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلٰثَةِ وَطَعَامُ الثَّلٰثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ

باب ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے

یعنی ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کی بھوک سے کفائت کرتا ہے۔ یہ عنوان صحیح حدیث کے الفاظ ہیں؛ چنانچہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے اور دو آدمیوں کا کھانا چار کے لئے کافی ہوتا ہے۔

۵۰۴۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کافی ہے اور تین کا کھانا چار کے لئے کافی ہے۔

۵۰۴۴ — شرح : یعنی جس کھانے سے دو آدمی سیر ہو سکتے ہیں اس سے تین بھی سیر ہو سکتے ہیں اور جس سے تین سیر ہو سکتے ہیں اس سے چار آدمی بھی سیر ہو سکتے ہیں۔ مہلب نے کہا ان احادیث سے مراد کفائت پر قناعت کرنا ہے۔ یعنی مقدورِ کفائت میں حصہ مراد نہیں؛ بلکہ اس سے مراد باہم موافقت ہے دو آدمی کھانا کھاتے ہوں تو انہیں تیسرے کو کھانے میں شامل کر لینا چاہیئے۔ اسی طرح چوتھے کو کھانے میں شریک کر لینا چاہیئے۔

ابن منذر نے کہا: ابوہریرہ کی حدیث سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ کھانا اکٹھے ہو کر کھانا چاہیئے؛ کیونکہ اس میں برکت ہے علیحدہ علیحدہ نہیں کھانا چاہیئے۔ طبرانی نے ابن عمر سے روائت کی کہ مل کر اکٹھے کھاؤ اور جدا جدا ہو کر نہ کھاؤ۔

marfat.com

بَابُ اَلْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ

۵۰۴۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُؤْتٰى بِمِسْكِيْنٍ يَأْكُلُ مَعَهٗ فَادْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهٗ فَاَكَلَ كَثِيْرًا فَقَالَ يَا نَافِعُ لَا تُدْخِلْ عَلَيَّ هٰذَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَاَنَّ الْكَافِرَ اَوِ الْمُنَافِقَ فَلَا اَدْرِيْ اَيَّتَهُمَا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَآءٍ وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ

باب — مومن ایک آنت میں کھاتا ہے

یعنی مومن کم خوار ہوتا ہے تاکہ عبادت کرنے میں سستی واقع نہ ہو۔ مِعًا بکسر المیم اس کی جمع امعاء ہے اور تثنیہ معان ہے۔ پیٹ میں سات آنتیں ہیں ہر ایک کا نام علیحدہ ہے۔ اطباء نے ان کی تشریح کی ہے "

۵۰۴۵ — ترجمہ : نافع نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کھانا نہ کھاتے تھے حتی کہ کوئی مسکین لایا جاتا تو اس کے ساتھ کھاتے۔ میں ایک دن ایک آدمی کو لایا جو اُن کے ساتھ کھانا کھائے اُس نے بہت کھایا۔ عبداللہ نے کہا اے نافع اب اس کو میرے پاس نہ لانا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۵۰۴۵ — شرح : یعنی حریص کافر سات آنتیں پُر کرتا ہے جو جسم کی تربیت میں رکھتا ہے اور شہوتِ حیوانی کی استیفاء سے محبت کرتا ہے مسلمان کے کم کھانے

marfat.com

اور کافر کے بسیار کھانے کی یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ مسلمان کھانے کی ابتداء میں اللہ کا نام ذکر کرتا ہے جس سے شیطان بھاگتا ہے اور وہ اس کے ساتھ کھانے میں شرکت کی جسارت نہیں کرتا اور جو وہ کھاتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے اور کافر اللہ کا نام ذکر نہیں کرتا اور شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوجاتا ہے اور طعام کی برکت اُٹھ جاتی ہے جیسا کہ احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا سے واضح ہوتا ہے۔ نیز مسلمان کا کم کھانا اس لئے ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا سستی پیدا کرتا ہے اور مسلمان نہیں چاہتا ہے کہ عبادت کرنے میں سستی کرے۔ نیز زیادہ کھانے سے وضوء جلد فاسد ہوجاتا ہے، حالانکہ بعض عبادتوں میں وضوء شرط ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم کو ہاتھ لگانے کے لئے وضوء واجب ہے اور مسجد میں داخل ہونے کے لئے مستحب ہے اور حدیث میں مذکور شخص اگرچہ مسلمان تھا لیکن وہ طبیعت کفر اور نفاق کی علامت رکھتا تھا۔ اس لئے عبداللہ عمر نے چاہا کہ اس کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک کرے۔ مسلمان بھی اگر کھانے وقت بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان کھانے میں شریک ہوجاتا ہے۔

طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ ابوعبدالرحمٰن حُبلی کے ذریعہ عبداللہ بن عمرو سے روائت کی کہ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سات آدمی آئے۔ حضور کے صحابہ کرام ان میں سے ایک ایک کو اپنے ہمراہ لے گئے جبکہ ایک کو حضور گھر لے گئے اور اس سے فرمایا تمہارا نام کیا ہے اس نے ابوعزوان بتایا۔

سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے سات بکریاں دوہیں وہ سات کا دودھ پی گیا۔ پھر اُس سے حضور نے فرمایا اے اباعزوان کیا تجھے اسلام کی خواہش ہے؟ عرض کیا جی ہاں! اور وہیں مسلمان ہوگیا۔ حضور نے اس کے سینہ پر دستِ اقدس پھیرا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے لئے ایک بکری دوہی تو وہ ایک بکری کا دودھ نہ پی سکا فرمایا اے اباعزوان کیا وجہ ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ! اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں یقیناً سیر ہوگیا ہوں فرمایا کل تیری سات آنتیں تھیں اور آج تیری صرف ایک آنت ہے۔

قرطبی نے کہا سات آنتوں سے مراد سات صفات ہیں جو کافر میں پائی جاتی ہیں وہ طبعی خواہش، شہوت نفس، آنکھ کی شہوت، منہ کی خواہش، کان کی خواہش، ناک کی خواہش، بھوک کی خواہش، یہ آخری ضروری ہے جس میں مومن کھاتا ہے اور کافر سب میں کھاتا ہے۔ مگر یہ اغلب کے اعتبار سے ہے ورنہ بعض مسلمان بھی بہت کھاتے ہیں؛ چنانچہ میرا ایک ساتھ پانچ سیر حلوہ کھا جاتا تھا۔

باب مومن ایک آنت میں کھاتا ہے

اس کے متعلق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی ہے"

marfat.com

۵۰۴۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ اَبُوْ نُهَيْكٍ رَجُلًا اَكُوْلًا فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْكَافِرَ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَآءٍ قَالَ فَاَنَا اُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۰۴۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الْمُسْلِمُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَآءٍ

۵۰۴۹ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا كَثِيْرًا فَاَسْلَمَ فَكَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَآءٍ

۵۰۴۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کس کو ذکر کیا۔ عبیداللہ نے کہا وہ سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ ابن بکیر نے کہا ہم سے مالک نے نافع اور ابن عمر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی۔

۵۰۴۷ — ترجمہ : عمرو بن دینار نے کہا ابونہیک بہت کھاتا تھا اس کو عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ ابونہیک نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ (ابونہیک مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا۔ کھانا بہت کھاتا تھا)

marfat.com

بَابُ اَلْاَكْلُ مُتَّكِئًا

۵۰۵۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْم حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَآ اٰكُلُ مُتَّكِئًا

۵۰۴۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے

۵۰۴۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی بہت کھاتا تھا وہ مسلمان ہوگیا۔ پھر وہ بہت تھوڑا کھاتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو حضور نے فرمایا مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں کھاتا۔

۵۰۴۹ — شرح : علماء نے کہا سات آنتوں کا ذکر مبالغہ کے لئے مقصود یہ ہے کہ مومن دُنیا کی نعمتیں کم چاہتا ہے اور زہد و تقویٰ کا خواہشمند ہوتا ہے۔ خصوصی طور پر کھانا مراد نہیں اگرچہ کم کھانا مسلمانوں کا بہترین خلق ہے۔ امام طحاوی نے کہا میں نے ابن عمر سے سُنا ہے کہ علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کو دُنیا کے اسباب میں رغبت پر محمول کیا ہے یعنی مسلمان وہ ہے جو دُنیاوی زیب و زینت میں رغبت کم کرے اور کافروں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ دُنیا کے اسباب میں رغبت زیادہ کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسُولہ الاعلیٰ اعلم!

باب تکیہ لگا کر کھانا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تکیہ لگا کر کھانے کا جواز یا ممانعت ذکر نہیں کی ؛ کیونکہ حدیث میں صراحۃً اس کی ممانعت مذکور نہیں ؛ البتہ ترمذی نے اس باب کا عنوان یہ ذکر کیا ہے "باب ماجاء فی کراہیۃ الاکل مُتَّکِئًا"، پھر اس کے تحت ابو جُحیفہ کی حدیث ذکر کی۔ اور تکیہ لگا کر کھانے کی احادیث کو کراہت پر محمول کیا جمہور بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں روائت کی کہ کثیر صحابہ اور تابعین تکیہ لگا کر کھاتے تھے۔ پھر اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ تکیہ لگا کر کھانے سے مراد کیا ہے؟ بعض

marfat.com

۵۰۵۱ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْاَقْمَرِ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَہٗ لَآ اٰکُلُ وَاَنَا مُتَّکِئٌ

بعض نے کہا چار زانوں بیٹھنا ہے۔ بعض کہتے ہیں بچھونے پر بیٹھ کر کھانا ہے۔ بعض کہتے ہیں اپنی ایک جانب یا ایک ہاتھ پر تکیہ لگانا ہے۔ یہ متکبرین کی عادت ہے۔ غالباً حدیث اسی حالت پر محمول ہے۔

۵۰۵۰ — ترجمہ : ابو جحیفہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا

۵۰۵۱ — ترجمہ : ابو جحیفہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ نے اپنے پاس ایک آدمی سے فرمایا میں

۵۰۵۱ — شرح : ابو جحیفہ کی حدیث سے یہی ثابت ہے کہ تکیہ لگا کر کھانا مکروہ ہے۔ جیسا کہ ترمذی میں مذکور ہے۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ کثیر صحابہ اور تابعین تکیہ لگا کر کھاتے تھے، چنانچہ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس، خالد بن ولید، عبیدہ سلمانی، محمد بن سیرین، عطاء بن یسار اور زہری سے ذکر کیا کہ یہ مطلقاً جائز ہے۔ بہر حال اس میں کراہت، تنزیہہ ہو سکتی ہے یا اسے خلافِ اولیٰ کہا جا سکتا ہے۔ لہٰذا مستحب یہ ہے کہ دونوں گھٹنوں پر بیٹھ کر دونوں قدم ایک طرف نکال کر کھائیں یا دایاں پاؤں زمین پر گاڑیں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ کر کھائیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو داؤد میں عبداللہ بن عمرو کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر کھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل کے ساتھ ایک فرشتہ بھیجا اُس نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ عبد نبی ہوں یا بادشاہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں عبد نبی ہوں اس کلمہ کے بعد آپ نے کبھی تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھایا۔ (عینی)

نیز علل عبدالرحمٰن میں عبداللہ بن سائب بن خباب نے والد سے اُنھوں نے ان کے دادے سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر خشک گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن عمرو کی حدیث کا محمل یہ ہے کہ فرشتہ کے واقعہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگا کر کھانا کھاتے کبھی نہیں دیکھا گیا اور سائب کی حدیث باطل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

بَابُ الشِّوَآءِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَجَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ

۵۰۵۲ ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ لِيَاْكُلَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهٗ ضَبٌّ فَاَمْسَكَ يَدَهٗ قَالَ خَالِدٌ اَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ لَا يَكُوْنُ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ فَاَكَلَ خَالِدٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ قَالَ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ

باب ــ بھنا ہوا گوشت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھنا ہوا بچھڑا لے کر آئے

قرآن کریم کی آیت کریمہ کو بھنا ہوا گوشت کھانے کی تائید کے لئے ذکر کیا ہے؛ کیونکہ پہلی شریعتوں کے خلاف اس شریعت میں کوئی حکم نازل نہ ہو تو وہ ہمارے لئے حجت ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ شرائع ابراہیمی کے خلاف شریعت محمدی نازل نہیں ہوئی؛ لہٰذا بچھڑے کا گوشت کھانا جائز ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور در دائیل علیہم السلام چار فرشتے لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صاحبزادے کی بشارت دینے خوبصورت نوجوانوں کی صورت میں آئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادت تھی کہ مہمانوں کے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے وہ ان کی مہمانی کے لئے گھر سے ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے الخ

۵۰۵۲ ــ ترجمہ: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھنی ہوئی گوہ کا

marfat.com

بَابُ الْخَزِيرَةِ

قَالَ النَّضْرُ الْخَزِيرَةُ مِنَ النُّخَالَةِ وَالْحَرِيرَةُ مِنَ اللَّبَنِ

۵۰۵۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عِتْبَانَ ابْنِ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ لَهُمْ فَوَدِدْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّي فِي بَيْتِي فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى فَقَالَ سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللهُ قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ

پیش کیا گیا۔ حضور نے اس کو کھانے کے لئے ہاتھ مبارک بڑھایا تو عرض کیا گیا یہ گوہ ہے۔ حضور نے دستِ اقدس روک لیا۔ حضرت خالد بن ولید نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا حرام تو نہیں لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں پائی جاتی۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ پس خالد بن ولید نے کھانا شروع کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ امام مالک نے ابن شہاب سے "بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ" کا بدل "بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ" ذکر کیا ہے (حدیث ۵۰۴۲ کی شرح دیکھیں)

باب خزیرہ

نضر نے کہا خزیرہ میدے سے اور حریرہ دودھ سے بناتے ہیں"

marfat.com

يَجْلِسُ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ لِيْ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ
فَاَشَرْتُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ
فَصَفَفْنَا وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهُ
فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ اَهْلِ الدَّارِ ذُوْوْ عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا
فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشَنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ
مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّبِيُّ

جوہری نے کہا گوشت کا باریک قیمہ کر کے دیگ میں ڈالتے ہیں پھر اس میں خوب پانی ڈال کر اس کے نیچے آگ جلاتے ہیں۔ جب قیمہ پک جائے تو اس پر آٹا ڈالتے ہیں اس کو خزیرہ کہتے ہیں اور اگر گوشت کی جگہ کوئی اور شئ ہو تو اس کو عصیدہ کہتے ہیں۔

۵۰۵۳ — ترجمہ : محمود بن ربیع انصاری نے بیان کیا کہ عتبان بن مالک جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن انصار صحابہ کرام میں سے ہیں جو جنگِ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری نظر کمزور ہو چکی ہے اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں جب بارشیں ہوں تو نالہ جو میرے اور اُن کے درمیان ہے بہتے لگتا ہے تو میں نماز پڑھانے کے لئے اُن کی مسجد میں نہیں جا سکتا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر میں نماز پڑھیں تو میں اُس جگہ کو (جہاں حضور نماز پڑھیں) نماز پڑھنے کی جگہ بنا لوں گا۔ حضور نے فرمایا میں انشاء اللہ ضرور یہ کروں گا۔ عتبان نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق صبح کو تشریف لائے جبکہ سورج بلند ہو چکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب کی تو میں نے حضور کو اجازت دے دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بیٹھے حتی کہ گھر میں داخل ہو گئے۔ پھر مجھے فرمایا تم اپنے گھر میں کونسی جگہ پسند کرتے ہو جہاں میں نماز پڑھوں! میں نے مکان کے ایک طرف اشارہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی ہم نے پیچھے صف بندی کی۔ حضور نے دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْ اَلَا تَرَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّا نَرٰى وَجْهَهٗ وَنَصِيْحَتَهٗ اِلَى الْمُنٰفِقِيْنَ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ ابْنَ مُحَمَّدِ الْاَنْصَارِيَّ اَحَدَ بَنِيْ سَالِمٍ وَكَانَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدٍ فَصَدَّقَهٗ

بَابُ الْاَقِطِ

وَقَالَ حُمَيْدٌ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفِيَّةَ فَاَلْقَى التَّمْرَ وَالْاَقِطَ وَالسَّمْنَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ اَنَسٍ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْسًا

پھیر دیا ہم نے حضور کو خزیرہ پیش کیا جو ہم نے تیار کیا تھا۔ اہل محلہ سے بے شمار لوگ گھر میں جمع ہوگئے سب موجود تھے اُن میں سے کسی نے کہا مالک بن دُخیشن کہاں ہے؟ کسی نے کہا وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسُول سے محبت نہیں کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہ کہو کیا تم نے اسے دیکھا نہیں کہ وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسُول جانتے ہیں یا کہا ہم نے کہا ہم اس کا چہرہ اور اس کی خیر خواہی منافقوں کی جانب دیکھتے ہیں حضور نے فرمایا جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اس حال میں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہے اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ ابن شہاب نے کہا پھر میں نے حُصین بن انصاری جو قبیلہ بنی سالم کا ایک فرد اور اُن کے سرداروں سے ہے۔ محمود کی حدیث کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے اس کی تصدیق کی۔

(حدیث ۴۱۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۵۰۵۴ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَهْدَتْ خَالَتِیْ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضِبَابًا وَ اَقِطًا وَ لَبَنًا فَوُضِعَ الضِّبُّ عَلَى مَائِدَتِهٖ فَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُوْضَعْ وَشَرِبَ اللَّبَنَ وَ اَكَلَ الْاَقِطَ

بَابُ السِّلْقِ وَالشَّعِيْرِ

۵۰۵۵ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَاْخُذُ اُصُوْلَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهٗ فِیْ قِدْرٍ

باب پنیر

حُمَید نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صفیّہ بنت حُیَیّ سے خلوت کی اور کھجوریں پنیر اور گھی دسترخوان پر رکھے ،،

یہ حضور کا ولیمہ تھا معلوم ہُوا کہ ولیمہ میں گوشت کھلانا ضروری نہیں اس کے بغیر بھی دعوتِ ولیمہ کی جاسکتی ہے ،،

۵۰۵۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میری خالہ اُم حُفَیْدہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم گوہ ، پنیر اور دودھ نذرانہ بھیجا ۔ آپ کے دسترخوان پر گوہ رکھی گئی ۔ اگر گوہ حرام ہوتی تو آپ کے دسترخوان پر نہ رکھی جاتی ۔ حضور نے دودھ پیا اور پنیر کھایا ۔ (حدیث ۵۰۴۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

لَهَا فَتَجْعَلُ فِيْهِ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ اِذَا صَلَّيْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ اِلَيْنَا
وَكُنَّا نَتَغَدّٰى وَلَا نَقِيْلُ اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَاللّٰهِ مَا فِيْهِ شَحْمٌ وَلَا وَدَكٌ

بَابُ النَّهْشِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ

۵۰۵۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَعَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتِفًا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَعَنْ اَيُّوْبَ وَعَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْتَشَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرْقًا مِّنْ قِدْرٍ فَاَكَلَ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

باب چقندر اور جَو

۵۰۵۵ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا ہم جمعہ کے دن بہت خوش ہوتے تھے، کیونکہ ہماری ایک بوڑھی تھی جو چقندر کی جڑیں لیتی اور ان کو ہنڈی میں ڈالتی پھر اس میں جَو کے چند دانے ڈال کر پکاتی۔ جب ہم نماز جمعہ پڑھ لیتے تو اس کی زیارت کرنے جاتے تو وہ ہمارے قریب کرتی۔ اس لئے ہم جمعہ کے دن بہت خوش ہوتے تھے اور ہم جمعہ کے بعد ہی ناشتہ اور قیلولہ کرتے تھے۔ بخدا اس میں نہ تو چربی ہوتی اور نہ کوئی چکنائی ہوتی تھی۔ (شحم چربی اور ودک چکنائی ہے یہ عام کا عطف خاص پر ہے)

باب گوشت اگلے دانتوں سے نوچ کر اور پکنے سے کچھ پہلے ہنڈیا سے نکال کر کھانا

نھس کے معنی اگلے دانتوں سے گوشت نوچنا۔ انتشال نشل سے ہے اس کے معنی ہیں گوشت پکنے سے پہلے ہنڈی

marfat.com

۵۰۵۶ بَابُ نَعَرُّقِ الْعَضُدِ

۵۰۵۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ مَكَّةَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۵۰۵۶ — ترجمہ : محمد بن سیرین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شانہ کا گوشت دانتوں سے نوچ کر کھایا۔ پھر اُٹھے اور نماز پڑھی اور وضوء نہ فرمایا۔ ایوب اور عاصم نے عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنڈی سے گوشت والی ہڈی نوچ کر کھائی۔ پھر نماز پڑھی اور وضوء نہ کیا۔

۵۰۵۶ — شرح : تعرّق کے معنی ہیں دانتوں کے ساتھ ہڈیوں سے گوشت نوچنا نہش کے معنی بھی یہی ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس اسناد میں محمد سے مراد محمد بن سیرین ہیں۔ ان کی ابن عباس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اُنھوں نے صرف عکرمہ سے روائت کی ہے۔ ابن مدینی نے کہا شعبہ نے کہا محمد بن سیرین نے صرف عکرمہ سے احادیث کی روائت کی ہے، مختار بن ابی عبید کے زمانہ میں اس نے عکرمہ سے ملاقات کی تھی اور ابن عباس سے کچھ نہیں سُنا۔ بخاری میں صرف یہ حدیث ہے جو محمد نے ابن عباس سے روائت کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کھانا آگ پر پکایا جائے وہ کھانے سے وضوء ناقض نہیں ہوتا اور جس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ جس کو آگ نے مس کیا ہو وہ کھانے سے وضوء فاسد ہو جاتا ہے۔ اس حدیث نے اس کو منسوخ کر دیا ہے۔

باب شانہ کا گوشت نوچ کر کھانا

۵۰۵۷ — ترجمہ : ابو قتادہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ معظمہ کی طرف نکلے۔ ابو قتادہ نے کہا میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے

marfat.com

جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ السَّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ
اَنَّہٗ قَالَ کُنْتُ یَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَنْزِلٍ فِیْ طَرِیْقِ مَکَّۃَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
نَازِلٌ اَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُوْنَ وَاَنَا غَیْرُ مُحْرِمٍ فَاَبْصَرُوْا حِمَارًا
وَحْشِیًّا وَاَنَا مَشْغُوْلٌ اَخْصِفُ نَعْلِیْ فَلَمْ یُؤْذِنُوْنِیْ لَہٗ وَاَحَبُّوْا
لَوْ اَنِّیْ اَبْصَرْتُہٗ فَالْتَفَتُّ فَاَبْصَرْتُہٗ فَقُمْتُ اِلَی الْفَرَسِ فَاَسْرَجْتُہٗ
ثُمَّ رَکِبْتُ وَنَسِیْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَہُمْ نَاوِلُوْنِیْ السَّوْطَ
وَالرُّمْحَ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰہِ لَا نُعِیْنُکَ عَلَیْہِ بِشَیْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ
فَاَخَذْتُہُمَا ثُمَّ رَکِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَی الْحِمَارِ فَعَقَرْتُہٗ ثُمَّ جِئْتُ
بِہٖ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوْا فِیْہِ یَاْکُلُوْنَہٗ ثُمَّ اِنَّہُمْ شَکُّوْا فِیْ اَکْلِہِمْ
اِیَّاہُ وَہُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِیْ فَاَدْرَکْنَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاہُ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ مَعَکُمْ مِنْہُ شَیْءٌ

ساتھ مکہ معظمہ کے راستہ میں ایک مقام میں بیٹھا ہُوا تھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہمارے آگے قیام کئے ہُوئے تھے اور صحابہ کرام احرام باندھے ہُوئے تھے جبکہ میں محرِم نہ تھا۔ لوگوں نے حمار وحشی (گاؤخر) دیکھا اور میں جوتی سینے میں مشغول تھا لوگوں نے مجھے گاؤخر کی خبر نہ دی، لیکن وہ چاہتے تھے کہ میں خود بخود اس کو دیکھ لوں۔ اچانک میں ادھر متوجہ ہُوا تو اس کو دیکھ لیا پھر میں گھوڑے کی طرف گیا اور اس پر زین کسی پھر میں سوار ہو گیا اور کوڑا اور نیزہ بھول گیا۔ لوگوں نے کہا بخدا! ہم تیری کچھ مدد نہیں کریں گے۔ میں غصّہ سے بھر گیا اور گھوڑے سے اُتر کر کوڑا اور نیزہ پکڑا پھر سوار ہو گیا اور گاؤخر پر حملہ کیا اور اس کے پاؤں کاٹ ڈالے پھر وہ لے کر صحابہ کرام کے پاس آیا حالانکہ وہ مر چکا تھا وہ اس میں واقع ہُوئے اور اس کو کھانا شروع کر دیا۔ پھر اُنھوں نے اس کے کھانے میں شک کیا؛ حالانکہ وہ سب محرِم تھے۔ پس ہم نے

marfat.com

فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَاَكَلَهَا حَتّٰى تَعَرَّقَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ ابْنُ جَعْفَرٍ وَحَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ

بَابُ قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ

۵۰۵۸ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ اَبَاهُ عَمْرًو ابْنَ اُمَيَّةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهِ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

راستہ لیا اور میں نے اس کا شانہ پوشیدہ رکھ لیا۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور حضور سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے؟ میں نے حضور کو شانہ پیش کیا۔ آپ نے وہ کھایا حتیٰ کہ دانتوں کے ساتھ اس کا گوشت نوچ کر کھایا؛ حالانکہ آپ مُحرِم تھے۔ محمد بن جعفر نے کہا مجھے زید بن اسلم نے عطاء بن یسار کے ذریعہ ابو قتادہ سے اس طرح خبر دی۔

شرح : عُراق اس ہڈی کو کہتے ہیں جس پر گوشت نہ ہو۔ اگر ہڈی پر گوشت ہو تو اس کو عرق کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے تعرقت العظم و اَعْرَقْتُہ "میں نے ہڈی سے گوشت نوچا (حدیث ۵۰۵۷ — ۱۷۰۶ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب چھری سے گوشت کاٹنا

۵۰۵۸ — ترجمہ : عمرو بن اُمیہ نے جعفر بن عمرو کو خبر دی کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بکری کا شانہ جو آپ کے ہاتھ مبارک میں تھا چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو شانہ اور چھری جس سے گوشت کاٹتے تھے پھینک دیا پھر کھڑے ہوئے اور نماز

marfat.com

بَابُ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ

۵۰۵۹ ـ حَدَّثَنَا محمد بن كثير قَالَ اخبرنا سُفيٰن عن الاعمش عن ابی حازمٍ عن ابی هريرة قَالَ مَا عاب النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طعاما قطُّ ان اشتها اكله وان كرهه تركه

پڑھی اور وضوء نہ کیا۔

۵۰۵۸ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن حزم سے نقل کیا گوشت چھُری سے کاٹ کر کھانا جائز ہے۔ نیز روٹی بھی چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں، کیونکہ روٹی وغیرہ کو چھری سے کاٹنے میں نہی وارد نہیں ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طبرانی نے ابن عباس اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روائت کی ہے کہ روٹی چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ جیسے عجمی کرتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی گوشت کھانے کا ارادہ کرے تو اس کو چھری سے نہ کاٹے لیکن اس کو ہاتھ میں پکڑ کر دانتوں سے نوچ کر کھائے

نیز ابوداؤد میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا گوشت چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ، کیونکہ یہ عجمیوں کی عادت ہے۔ اس کو دانتوں سے نوچ کر کھاؤ، اس کا جواب یہ ہے کہ طبرانی کی حدیث کی سند میں عباد بن بشر ثقفی ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابوداؤد کی حدیث کے متعلق نسائی نے کہا ابو معشر کی بہت حدیثیں مُنکر ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے۔ ابن عدی نے اس کو ضعیف غیر متابع علیہ کہا ہے۔ ابو معشر کا نام نجیح ہے (عینی)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی کھانے پر عیب نہیں لگایا

یعنی حلال کھانے کو کبھی حضور نے بُرا نہیں کہا اور حرام کھانے کی مذمت فرماتے تھے اور اس کے تناول سے رکتے اور منع فرماتے تھے، کیونکہ عیب لگانا خلقت کے اعتبار سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی خِلقت کو معیوب جاننا

marfat.com

بَابُ النَّفْخِ فِي الشَّعِيْرِ

۵۰۶۰ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ اَنَّهٗ سَاَلَ سَهْلًا هَلْ رَاَيْتُمْ فِیْ زَمَانِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِیَّ قَالَ لَا فَقُلْتُ كُنْتُمْ تُنْخُلُوْنَ الشَّعِيْرَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهٗ

جائز نہیں ۔ اگر وہ لوگوں کی بنائی ہوئی ہو تو مکروہ نہیں ۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طعام کے آداب سے یہ ہے کہ اس پر عیب نہ لگایا جائے ۔

۵۰۵۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی طعام کو معیوب نہیں جانا اگر اس کی خواہش ہوتی تو تناول فرماتے اگر خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے ! (حدیث ۳۳۳۶ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب جَو کے آٹے میں پھونک مارنا

یعنی جو پیسنے کے بعد اس میں پھونک مارنا تاکہ چھلکے وغیرہ اُڑ جائیں اور خالص آٹا باقی رہ جائے اور چھانی سے نہ چھانا جائے پھر اسے روٹی یا ستّو وغیرہ کے لئے استعمال کیا جائے ۔

۵۰۶۰ — ترجمہ : ابوحازم نے کہا کہ اُنھوں نے سہل سے پوچھا کیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں میدہ کی روٹی دیکھی تھی ؟ سہل نے کہا نہیں میں نے کہا کیا تم جَو کا آٹا چھانتے تھے ؟ کہا نہیں لیکن ہم اسے پھونک لیا کرتے تھے ۔

۵۰۶۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا میدے کی روٹی نہ دیکھنا بعثت کے بعد ہے ، کیونکہ بعثت سے پہلے حضور شام کی طرف تجارت کے لئے جایا کرتے تھے اور وہاں میدے کی روٹی بکثرت تھی ۔ اسی طرح چھانیاں

marfat.com

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ يَأْكُلُوْنَ

۵۰۶۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ اَصْحَابِهٖ تَمْرًا فَاَعْطٰى كُلَّ اِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ اِحْدٰهُنَّ حَشَفَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِنَّ تَمْرَةٌ اَعْجَبَ اِلَيَّ مِنْهَا شَدَّتْ فِيْ مَضَاغِيْ

وغیرہ بھی وہاں بکثرت تھیں؛ لہٰذا حضور نے وہاں میدے کی روٹی اور چھانی وغیرہ یقیناً دیکھی ہوگی اور بعثت کے بعد آپ مکہ معظمہ، طائف اور مدینہ منورہ ہی رہے۔ البتہ تبوک جو شام کے اطراف میں ہے وہاں تشریف لے گئے، لیکن وہاں طویل اقامت نہ فرمائی اور واپس تشریف لے آئے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ بعثت سے پہلے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم تاجر نہ تھے؛ کیونکہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ شام کی جانب نکلے جبکہ آپ کی عمر شریف بارہ (۱۲) سال دو (۲) ماہ دس (۱۰) دن تھی (واقدی)

بحیرہ راہب کا واقعہ اسی سفر میں تھا۔ پھر دوسری بار پچیس (۲۵) برس کی عمر شریف میں خدیجۃ الکبریٰ کے غلام کے ساتھ مال لے کر شام کی طرف تشریف لے گئے اور بصری سے تجاوز نہ کیا اور تھوڑی مدت بعد واپس تشریف لے آئے اور کوئی شئ نہ تھی؛ لہٰذا میدہ کی روٹی اور چھانی وغیرہ کو دیکھنا متصور نہیں ہوتا؛ کیونکہ حضور نے اس مدت میں رومیوں سے میل جول نہیں فرمایا اور نہ اُن کے ہاں کھانا کھایا تھا تو میدے کی روٹیوں کو کیسے دیکھا ہوگا اور ایسے ہی چھانیاں آپ کے پیش نظر نہ ہوئیں تو اُن کو دیکھنا غیر یقینی ہُوا۔ پھر بعثت کے بعد حضور نے میدہ کی روٹی اور چھانی کی سماعت کی تھی؛ کیونکہ عدم رؤیت عدمِ سماعت کو مستلزم نہیں؛ کیونکہ اُن کی چھانیاں موجود تھیں، لیکن اُن کو استعمال نہ کرتے تھے اور صرف پھونک لیا کرتے تھے اور اسی پر اکتفاء کرتے تھے۔ جَو کا آٹا ہو یا کسی اور طعام کا آٹا ہو وہ اسی طرح کیا کرتے تھے؛ چونکہ عموماً اُن کا طعام جَو تھے اسی لئے یہ ذکر کئے ہیں۔ غائت مافی الباب یہ ہے کہ دُنیاوی زہادت کے باعث حضور نے چھانی طلب نہیں کی۔ اس لئے اس کو عیاناً نہ دیکھا تھا اور نہ ہی چھانی سے صاف کردہ آٹے کی روٹی کھائی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

۵۰۶۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ اَوِ الْحُبْلَةُ حَتّٰى يَضَعَ اَحَدُنَا مَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ خَسِرْتُ اِذًا وَضَلَّ سَعْيِيْ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کیا کھاتے تھے؟

۵۰۶۱ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں کھجوریں تقسیم فرمائیں اور ہر ایک کو سات سات کھجوریں دیں اور مجھے بھی سات کھجوریں دیں جن میں سے ایک ردّی کھجور تھی۔ اُن کھجوروں میں سے مجھے ردّی کھجور سے زیادہ پسند کوئی کھجور نہ تھی کیونکہ وہ چبانے میں سخت تھی۔

شرح : اس سے مقصود فقر کا اظہار ہے، کیونکہ اس وقت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہی حال تھا۔ حشفہ ردّی کھجور ہے وہ کھجور پر نہیں پکتی اور اس کی پختگی پوری نہیں ہوتی اور خشک ہو جاتی ہے۔ قولہ مَضَاغِیْ ،، بفتح المیم وکسرہا ،، ابن اثیر نے کہا ،، اَلْمَضَاغ ،، بفتح المیم وہ طعام ہے جو چبایا جائے نفس مضغ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

۵۰۶۲ ـــ ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتواں شخص تھا (جو آپ پہ ایمان لائے تھے) اور ہمارا طعام صرف خاردار درخت کی پتیاں تھیں۔ حتیٰ کہ ہم بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتے تھے۔ پھر بنو اسد مجھے اسلام کی تعلیم کرتے ہیں۔ اس وقت (یعنی اگر میں ان کی تعلیم کا محتاج ہوں) تو میں خسارے میں پڑ گیا اور میرے عمل ضائع ہو گئے۔

marfat.com

۵۰۶۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَقُلْتُ هَلْ اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ كَانَ لَكُمْ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَاخِلُ قَالَ مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۰۶۲ — شرح : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اُن دس حضرات میں سے ہیں، جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی تھی جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ قدیم الاسلام ہیں اور جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے تھے اُن میں آپ ساتویں ہیں اور وہ حضرت ابوبکر صدیق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، زید بن حارثہ زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ہیں۔ حُبلہ میں راوی نے شک کیا ہے کہ حاء مفتوح اور باء مجزوم ہے یا دونوں مضموم ہیں اور وہ خاردار درخت ہے جسے کیکر یا جھاؤ کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے مقصد یہ ہے کہ ابتداءِ اسلام میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیشت بہت کمزور تھی اس کے باوجود ان میں قناعت تھی اور اللہ تعالیٰ کے مقسوم پر راضی تھے۔

قولہ تُعَزِّرُوْنِیْ ،، یہ تعزیر بمعنی تادیب ہے یعنی بنو اسد مجھے اسلام کے احکام کی تعلیم کرتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عمر فاروق کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ وہاں کے لوگوں نے عمر فاروق سے ان کی شکائت کی کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے ہیں۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ منورہ واپس بلا کر واقعہ کی تفتیش شروع کی جس میں وہ بری ثابت ہوئے اس لئے سعد نے کہا اگر میں بنو سعد کی تادیب و تعلیم کا محتاج ہوں تو اس وقت میرے عمل رائیگاں گئے؛ کیونکہ ہم نے کٹھن وقت میں اسلام قبول کیا جبکہ ہم درختوں کے پتوں سے گزارہ کرتے تھے۔ اس کے باوجود اگر ہم اسلام کے احکام میں ان کی تعلیم کے محتاج ہیں تو ہمارے پہلے عمل تو ضائع ہوگئے اس واقع کی تفصیل ہم ص ۶۷۵ ج : ۵ میں ذکر کر چکے ہیں) بعض شراح نے کہا بنو اسد سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد ہیں لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ عمر فاروق بنی عدی سے ہیں اور وہ بنو اسد سے نہیں۔

۵۰۶۳ — ترجمہ : ابو حازم نے کہا میں نے سہل بن سعد سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

مُنْخَلًا مِنْ حِيْنِ اُبْتُعِثَ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَيْنَاهُ فَاَكَلْنَاهُ

٥٠٦٤ ـــ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ ابْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ فَقَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ

نے میدہ کی روٹی کھائی ہے۔ سہل نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے میدہ کی روٹی نہیں دیکھی جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح پاک کو قبض کیا۔ ابوحازم نے کہا میں نے سہل سے کہا کیا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک میں تمہارے پاس چھانیاں ہوتی تھیں۔ سہل نے کہا جب سے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے آپ نے چھانی نہیں دیکھی حتی کہ انتقال فرما گئے۔ ابوحازم نے کہا میں نے سہل سے کہا تم چھانے بغیر جَو کیسے کھاتے تھے۔ سہل نے کہا ہم انہیں پیستے تھے پھر پھونک لیا کرتے تھے اور جو اُڑنے والا ہوتا اُڑ جاتا اور جو آٹا باقی رہتا اسے گوندھ کر روٹی پکا لیتے تھے پھر اسے کھا لیتے تھے (حدیث ٥٠٦٠ ج : ٧ کی شرح دیکھیں)

٥٠٦٤ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ وہ لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے آگے بھنی ہُوئی بکری تھی۔ اُنھوں نے ابوہریرہ کو بلایا تو اُنھوں نے ان کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دُنیا سے تشریف لے گئے اور جَو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی۔

٥٠٦٤ ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت یہ خیال کیا تھا کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دنیاوی معیشت میں تنگی تھی۔ اس لئے بھنی ہوئی بکری کھانے سے

marfat.com

٥٠٦٥ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ یُوْنُسَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ مَا اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ وَلَا فِیْ سُكُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قُلْتُ لِقَتَادَةَ عَلٰى مَا يَأْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ

٥٠٦٦ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلٰثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے انکار کر دیا، حالانکہ اُنھوں نے ابوہریرہ کو کھانے کی دعوت دی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت قبول کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ ابوہریرہ نے کیوں انکار کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ترکِ اجابت نہیں، کیونکہ حضور نے جس دعوت کو قبول کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ اس سے دعوتِ ولیمہ مراد ہے ہر دعوت مراد نہیں۔

٥٠٦٥ ـــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوان اور چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں نہیں کھایا اور نہ ہی حضور کے لئے پتلی روٹی پکائی گئی تھی۔ میں نے قتادہ سے کہا وہ کس پر کھانا کھاتے تھے اُنھوں نے کہا دسترخوان پر کھاتے تھے (حدیث ٥٠٣٨-٣٧ جلد : ٧ کی شرح دیکھیں)

٥٠٦٦ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کی روٹی سیر ہو کر تین دن تک متواتر کبھی نہیں کھائی حتی کہ وفات پا گئے۔

٥٠٦٦ ـــ شرح : طعام البُر میں طعام کی اضافت عام کی اضافت خاص طرف ہے۔

marfat.com

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ

۵۰۶۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَانَتْ اِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ اَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَاءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ اِلَّا اَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا اَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلتَّلْبِيْنَةُ مُجَمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ

اگر طعام سے صرف گندم مراد ہو تو اضافت بیانیہ ہے جیسے شجر الاراک میں اضافت بیانیہ ہے۔ بھوک اختیار کرنا اور سیر ہو کر نہ کھانے سے ظاہر ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی عیش میں رغبت نہ تھی ایسے ہی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حال تھا۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے گوشت کا ثرید کھایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میں جُھٹا لے رہا تھا۔ حضور نے فرمایا اے ابو جحیفہ جُھٹاء رو کو جو لوگ دُنیا میں زیادہ سیر ہو کر کھاتے ہیں وہ قیامت میں بھوکے ہوں گے اس کے بعد ابو جحیفہ نے فوت ہونے تک کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا جب وہ صبح کھاتے تو شام کو نہ کھاتے تھے اور جب شام کو کھاتے تھے تو صبح کو نہیں کھاتے تھے اور جب شام کو کھاتے تھے تو صبح کو نہیں کھاتے تھے۔

باب تلبینہ

تلبینہ شوربا ہے جو آٹے یا میدہ سے بنایا جاتا ہے کبھی اس میں شہد بھی ملایا جاتا ہے اس کو تلبینہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ سفید اور پتلا ہونے میں دودھ کے مشابہ ہے جو رقیق پکا ہوا ہو وہ نافع ہوتا ہے۔ اور اگر وہ سخت ہو جائے تو اسے خزیرہ کہتے ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تلبینہ بغیض نافع ہے۔ بغیض اس لئے فرمایا کہ مریض اس کو اچھا نہیں سمجھتا جیسے دواء کو اچھا نہیں جانتا۔ اس کو تلبین بھی کہتے ہیں یہ لبن سے

marfat.com

بَابُ الثَّرِيْدِ

۵۰۶۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجَمَلِيِّ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

تفصیل کے وزن پر ہے۔

۵۰۶۷ ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی ان کے رشتہ داروں سے فوت ہو جاتا تو عورتیں جمع ہوتیں پھر وہ چلی جاتیں اور صرف اس کے رشتہ دار اور خاص لوگ رہ جاتے تو وہ ہنڈیا میں تلبینہ بنانے کا حکم دیتیں؛ چنانچہ تلبینہ پکایا جاتا پھر ثرید بنایا جاتا اور اس پر تلبینہ ڈالا جاتا پھر ام المؤمنین فرماتیں اس سے کھاؤ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے تلبینہ بیمار کے دل کو سکون دیتا ہے اور کچھ غم دُور کرتا ہے۔

۵۰۶۷ ـ شرح : مُجَمَّةٌ بفتح المیم بروزن مُفْعِلَةٌ ہے۔ جَمَّ یَجُمُّ سے مشتق ہے۔ میم مضموم اور جیم مکسور بھی مروی ہے اس وقت یہ اسم فاعل ہے یہاں فؤاد سے مراد فم معدہ ہے۔ غذا کی کمی کے باعث اعضاء کی خشکی زیادہ ہو جاتی ہے۔ خصوصاً معدہ پر خشکی کے غلبہ سے غمناک کا دل کمزور ہو جاتا ہے اور یہ غذا معدہ کو مرطوب اور قوی کرتی ہے۔ جس سے غم دُور ہوتا ہے اور دل کو تسکین ملتی ہے۔

باب ثرید

روٹی کے ٹکڑے کر کے انہیں شوربا میں ڈالتے ہیں اسے ثرید کہتے ہیں یہ عربوں کی مرغوب غذا ہے

marfat.com

۵۰۶۹ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ طُوَالَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ

۵۰۷۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ اَبَا حَاتِمٍ الْاَوْشَهِلِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی غُلَامٍ لَّهٗ خَیَّاطٍ فَقَدَّمَ اِلَیْهِ قَصْعَةً فِیْهَا ثَرِیْدٌ قَالَ وَاَقْبَلَ عَلٰی عَمَلِهٖ قَالَ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ قَالَ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُهٗ وَاَضَعُهٗ بَیْنَ یَدَیْهِ فَمَا زِلْتُ بَعْدُ اُحِبُّ الدُّبَّآءَ

۵۰۶۸ ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت مرد کامل ہوئے اور عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کاملہ ہوئیں تمام عورتوں پر عائشہ کی فضیلت تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت کی طرح ہے (حدیث : ۳۲۱۴ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

۵۰۶۹ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے سارے کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے (حدیث ع ۳۵۲۴ کی شرح دیکھیں)

۵۰۷۰ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے درزی غلام کے پاس پہنچے اُس نے حضور کو پیالہ پیش کیا جس میں ثرید تھا۔ پھر اپنے کام کی طرف متوجہ ہُوا انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدّو تلاش کرتے تھے۔ میں بھی کدّو تلاش کرنے لگا اور اسے حضور کے آگے رکھتا جاتا تھا۔ انس نے کہا اس کے بعد میں ہمیشہ کدّو سے محبت کرتا تھا۔

marfat.com

بَابُ شَاةٍ مَسْمُوطَةٍ وَالْكَتِفِ وَالْجَنْبِ

٥٠٧١ ـــ حَدَّثَنَا مُدْبَةُ بْنُ خَلِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا نَأْتِيْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ قَالَ كُلُوا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَغِيْفًا مُرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَأٰى شَاةً مَسْمُوطَةً بِعَيْنِهِ قَطُّ

٥٠٧٢ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

باب بھنی ہوئی بکری، شانہ اور پہلو کا گوشت

٥٠٧١ ـــ ترجمہ : قتادہ نے کہا ہم انس بن مالک کے پاس آئے جبکہ اُن کا خبّاز (باورچی) کھڑا تھا۔ حضرت انس نے کہا جو یہ روٹی پکاتا ہے کھاؤ میں نہیں جانتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی چپاتی کھائی ہو حتی کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے اور نہ ہی آپ نے اپنی آنکھوں سے بھنی ہوئی بکری دیکھی ہے۔

٥٠٧١ ـــ شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے علم کی نفی کی اور ان کی مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کی نفی ہے۔ علامہ کرمانی نے شارح تراجم سے نقل کیا کہ حضرت انس کا مقصود یہ ہے کہ بھنی ہوئی بکری کھانا جائز ہے، کیونکہ حضور کا بھنی ہوئی بکری کو نہ دیکھنے کو یہ لازم نہیں کہ آپ نے اس کا کوئی بھنا ہوا عضو بھی نہیں دیکھا، کیونکہ حضور نے بکری کے پائے کھائے ہیں، حالانکہ وہ بھنے جاتے ہیں، لیکن یہ بات مخفی نہ رہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھنی ہوئی بکری کے

marfat.com

بَابُ مَا كَانَ السَّلَفُ يَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَأَسْفَارِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهِ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَاءُ ابْنَتَا أَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ صَنَعْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِيْ بَكْرٍ سُفْرَةً ۲

کھانے اور اس کو دسترخوان پر رکھنے کی نفی کی ہے، کیونکہ متکبر اسی طرح کرتے ہیں کہ گوشت روسٹ کردہ دسترخوان پر لگاتے ہیں اور پھر بڑے مزے سے کھاتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم متکبروں کی طرح مزے سے ایسا گوشت نہ کھاتے تھے۔ (حدیث: ۵۰۲۷، ج: ۷ کی شرح دیکھیں)

۵۰۷۲ — ترجمہ: عمرو بن اُمیّہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بکری کے شانہ سے گوشت کاٹتے تھے۔ پھر آپ نے اس سے کھایا آپ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو آپ اُٹھے اور چھری پھینک دی اور وضو نہ کیا (حدیث ۵۰۵۸ ج: ۷ کی شرح دیکھیں)

باب پہلے لوگ اپنے گھروں اور سفر میں جو کھانا اور گوشت وغیرہ ذخیرہ کرتے تھے

ام المؤمنین عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے توشہ دان بنایا تھا "

یعنی جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عازمِ مدینہ منورہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمالی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر غارِ ثور میں تشریف لے گئے اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دونوں صاحبزادیوں نے ان کے لئے کھانا تیار کر کے ہمراہ کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسافر کے لئے سفر میں توشہ دان ساتھ لے جانا جائز ہے۔ صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں کھانا لے جاتے تھے نیز

marfat.com

٥٠٧٣ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُؤْكَلَ لُحُوْمُ الْاَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلٰثٍ قَالَتْ مَا فَعَلَهُ اِلَّا فِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيْهِ فَاَرَادَ اَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَاِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَاْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسَ عَشَرَةَ قِيْلَ مَا اضْطَرَّكُمْ اِلَيْهِ فَضَحِكَتْ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَادُوْمٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ بِهٰذَا

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ خانہ کے لئے ایک سال کا خرچہ جمع فرماتے تھے مومنوں کے لئے یہی حجت کافی ہے اور کھانا ذخیرہ کرنے سے ایمان میں باعث نقصان نہیں۔ لہٰذا استقبل کے لئے طعام ذخیرہ کرنا مباح ہے اور یہ توکل کے منافی نہیں، لیکن حضرات صوفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ مجاہدۂ نفس میں عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور یہ ہر وقت محمود اور قابل ستائش ہے؛ چنانچہ ایک غزوہ کی تیاری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا سامان دربار رسالت میں پیش کردیا جبکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کا آدھا سامان حاضر کیا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بنظر استحسان دیکھا اور عمر فاروق پر صدیق کو فضیلت دی۔ لہٰذا یہ کہنا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے اثر سے امام نے صوفیہ کا رد کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کل کے لئے طعام ذخیرہ کرنا جائز نہیں اور سیر ہو کر کھانا کھانے کے بعد نامذ طعام کا صدقہ نہ کرنے والا کامل مؤمن نہیں اور جو اس کا خلاف کرے وہ اللہ پر توکل نہیں کرتا اور اس کے ساتھ سوءِ ظن رکھتا ہے۔ محل نظر ہے۔ الحاصل صوفیہ کا مسلک عزیمت پر مبنی ہے جبکہ ذخیرہ کرنے میں اباحت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا علاتی بہنیں ہیں کیونکہ ان کے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، لیکن ان کی مائیں جدا گانہ ہیں جبکہ ام المؤمنین کی والدہ امّ رومان بنت عامر ہیں اور اسماء کی والدہ ام عزیٰ قیلہ ہیں وہ عبداللہ بن ابی بکر کی حقیقی ہمشیرہ ہیں جبکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی عینی ہمشیرہ ہیں۔

٥٠٧٣ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عابس نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ام المؤمنین

marfat.com

۵۰۷۴ — حَدَّثَنِیْ عبد اللہ بن مُحَمَّد قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰن عن عمرو عن عطاء عن جابر قَالَ کنا نتزوّد لحوم الھدی علی عھد النبیّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الی المدینۃ تابعہ مُحَمَّد عن ابن عُیَیْنَۃ وَقَالَ ابن جُرَیج قلت لعطآء اَقَالَ حتی جئنا المدینۃ قَالَ لا

عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ میں کھانے سے منع فرمایا ہے؟ اُنھوں نے فرمایا صرف ایک سال منع کیا تھا جس سال لوگ (قحط کے باعث) بھوکے تھے تو حضور نے ارادہ کیا کہ مال دار غریبوں کو گوشت کھلائیں (اور حال یہ ہے) کہ ہم پائے رکھ لیتے تھے اور پندرہ دن کے بعد کھاتے تھے۔ کہا گیا تمہیں ایسا کرنے پر کس نے مجبور کیا تھا۔ ام المؤمنین ہنس پڑیں اور فرمایا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیال نے سالن کے ساتھ گیہوں کی روٹی تین دن سیر ہو کر نہیں کھائی حتی کہ اللہ سے جا ملے۔ ابن کثیر نے کہا ہمیں سُفیان نے خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن عابس نے یہ بیان کیا۔

۵۰۷۳ — شرح : طعام سے مراد ہر وہ ہے جو کھائی جائے جائے اور پائے بھی کھائے جاتے ہیں لہٰذا باب سے مناسبت ظاہر ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ ایک دفعہ قحط کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا تھا تاکہ مالدار غرباء کو طعام کھلائیں۔ اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

سائل کے جواب میں ام المؤمنین کا ہنسنا بطور تعجب تھا کہ جب اس کو علم ہے کہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معیشت میں وسعت نہ تھی اور کئی کئی روز وہ کھانا نہ کھاتے تھے تو مجبوری کا سبب دریافت کرنا تعجب سے خالی نہیں۔

۵۰۷۴ — ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں قربانی کا گوشت مدینہ منورہ تک لاتے تھے۔ عبداللہ بن محمد کی محمد بن سلام نے سفیان بن عُیَیْنہ سے روائت کرنے میں متابعت کی۔ ابن جُریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا کیا اُنھوں نے یہ کہا تھا حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ آجاتے۔ عطاء نے کہا یہ نہیں کہا۔

کتاب الاضاحی میں اس کو مفصل ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

marfat.com

بَابُ الْحَيْسِ

٥٠٧٥ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ طَلْحَةَ اِلْتَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ فَخَرَجَ بِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ يُرْدِفُنِيْ وَرَاءَهٗ فَكُنْتُ اَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ اَسْمَعُهٗ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ اَزَلْ اَخْدُمُهٗ حَتّٰى اَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَاَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ اَرَاهٗ يُحَوِّيْ وَرَاءَهٗ بِعَبَاءَةٍ اَوْ بِكِسَاءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهٗ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَاَكَلُوْا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَاءَهٗ بِهَا ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰى

بَابُ الْحَيْسِ

حَیس وہ کھانا ہے جو کھجور، پنیر اور گھی سے بنایا جاتا ہے"

٥٠٧٥ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے فرمایا اپنے بچوں میں سے کوئی بچہ تلاش کرو جو میری خدمت کیا کرے پس ابوطلحہ مجھے لے کر نکلے اس حال میں کہ مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی مقام میں اترتے میں حضور کی خدمت کرتا میں نے آپ کو بکثرت یہ فرماتے

marfat.com

إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ

بَابُ الْأَكْلِ فِيْ إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ

سُنا اے اللہ! میں تیرے ذریعہ غم واندوہ عجز، سستی، بخل، قرضہ کا بوجھ اور لوگوں کے غالب ہوجانے سے پناہ چاہتا ہوں میں ہمیشہ حضور کی خدمت کرتا رہا حتی کہ ہم خیبر سے واپس آئے اور صفیہ بنت حیی کو لے کر آئے جن کو غنیمت میں سے اپنے لئے اختیار کیا تھا۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں حضور اپنے پیچھے اس کے لئے کمبل یا چادر تان رہے ہیں پھر ان کو پیچھے بٹھایا یہاں تک کہ ہم صہباء مقام میں پہنچے تو آپ نے چمڑے دسترخوان پر تیار کروایا پھر مجھے بھیجا تو میں نے لوگوں کو بلایا پس انھوں نے کھایا یہ صفیہ سے زفاف کی خلوت تھی پھر حضور چلے حتی کہ آپ کے سامنے جبل اُحُد ظاہر ہوا تو فرمایا یہ اُحُد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں جب آپ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو فرمایا اے اللہ! میں مدینہ منورہ کو حرام قرار دیتا ہوں جو دو پہاڑوں کے درمیان ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرام قرار دیا تھا۔ اے اللہ! مدینہ منورہ والوں کے صاع میں برکت فرما۔

٥٠٧٥ — شرح : ابوطلحہ کا نام زید بن سہل ہے وہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ جو حضرت انس بن مالک کی والدہ ہیں۔ هَمٌّ اور حزن ہم معنی ہیں۔ بعض نے کہا هَمّ مکروہ حال والی شئی ہے جس کا کوئی تصور کرتا ہے اور حُزن ہر وہ مکروہ شئی ہے جو زمانہ ماضی سے متعلق ہو۔ عجز ضروری اشیاء کے ادا کرنے پر قادر نہ ہونا بعض روایات میں غلبۃ الرجال کی جگہ قہر الرجال ہے یعنی قرض خواہوں کا غلبہ کرنا اور قرض کی ادائیگی کے لئے ان کا تقاضا کرنا حالانکہ کوئی چیز ادا کرنے کے لئے پاس نہ ہو۔ یحوی کے معنی تاننے کے ہیں۔ عباء وہ کمبل ہے جس میں سیاہ لکیریں ہوتی ہیں۔ اُحُد کے محبت کرنے کا معنی یہ ہے کہ احد والے لوگ محبت کرتے ہیں یا مجازی معنی مراد ہے۔

حدیث ٢٠٩٥ ج : ٣ کی شرح اور باب کے عنوان کی شرح میں اس مسئلہ کی بسط سے تفصیل مذکور ہے۔

marfat.com

٥٠٧٦ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ اَبِیْ سُلَيْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَيْلٰى اَنَّهُمْ كَانُوْا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَاسْتَسْقٰى فَسَقَاهُ مَجُوْسِیٌّ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِیْ يَدِهٖ رَمٰى بِهٖ وَقَالَ لَوْلَا اَنِّیْ نَهَيْتُهٗ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ كَاَنَّهٗ يَقُوْلُ لَهٗ اَفْعَلُ هٰذَا وَلٰكِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِیْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا فِیْ صِحَافِهَا فَاِنَّهَا لَهُمْ فِی الدُّنْيَا وَهِیَ لَكُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

باب چاندی کے ملمّع کئے ہوئے برتن میں کھانا

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چاندی کے ملمع کردہ برتن میں سے پینا جائز ہے۔ بشرطیکہ چاندی کے ٹکڑے پر منہ نہ رکھے۔ اس شرط کے ساتھ تخت اور کرسی جو چاندی سے مرصع ہو پر بیٹھنا بھی جائز ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اس کو مکروہ جانتے ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ ایک روائت کے مطابق وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے متفق ہیں۔ اور وہ برتن جو چاندی سے بنایا گیا ہو اس میں کھانا پینا مرد و زن سب کے لئے حرام ہے اور جس برتن کے ٹکڑے چاندی یا سونے سے باندھے ہوئے ہوں اس میں کھانا پینا جائز ہے اس لئے فقہاء کہتے ہیں کہ جب برتن چاندی کے تاروں سے مضبوط کیا گیا ہو تو چاندی کے مقام سے پرہیز کرے اور اگر برتن پر چاندی یا سونے کا پانی چڑھایا ہو تو اگر وہ پگھلانے سے جدا ہو جاتا ہے تو اس میں کھانا پینا جائز نہیں اور اگر جدا نہیں ہوتا تو احناف کے مذہب میں اس میں کھانا پینا جائز ہے۔

٥٠٧٦ — ترجمہ: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا لوگ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ حذیفہ نے پانی طلب کیا تو ایک مجوسی پانی لایا جب پیالہ ہتھیلی پر رکھا تو اس کو پھینک دیا اور کہا اگر میں نے ایک بار یا دو بار منع نہ کیا ہوتا (تو میں اس کو نہ پھینکتا)

marfat.com

بَابُ ذِكرِ الطَّعَامِ

۵۰۷۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مِثْلُ الْاُتْرُجَّۃِ رِیْحُھَا

گویا کہ انھوں نے کہا میں نے یہ نہیں کیا (پیالہ نہیں پھینکا) لیکن میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے ریشم نہ پہنو اور نہ دیباج پہنو اور نہ ہی سونے چاندی کے برتنوں میں پانی پیئو ؛ کیونکہ یہ کافروں کے لئے دُنیا میں ہیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔

۵۰۷۶ — شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحبِ توضیح سے نقل کیا کہ حدیث اور عنوان میں مطابقت نہیں کیونکہ حدیث کا مدلول یہ ہے کہ چاندی کے برتن میں نہ کھاؤ اور عنوان میں چاندی سے مرصع برتن کا ذکر ہے، لیکن جو برتن حضرت حُذیفہ کے پاس لایا گیا تھا وہ مرصع تھا اور پینے کی جگہ پر چاندی کا ٹکڑا تھا۔ ایسے ہی ہاتھ سے پکڑنے کے لئے کوئی جگہ چاندی سے خالی نہ تھی ؛ لیکن یہ وجہ بعید ہے۔

علامہ کرمانی نے جواب دیا کہ اگرچہ لفظ مُفَضَّض ،، سے یہ ظاہر ہے کہ اس میں چاندی کے ٹکڑے تھے، لیکن وہ سارا چاندی سے بنا ہُوا تھا یعنی عنوان سے بھی یہی معنی مُراد ہے۔ اس پر عینی نے اعتراض کیا کہ کرمانی کا یہ کہنا کہ عنوان میں اس سے مراد وہ ہے، جو چاندی کے برتن کو شامل ہو تو اس شمول سے کیا مراد ہے ؟ اگر یہ مراد ہے کہ لغت میں دونوں معنوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے تو اس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے اگر اصطلاحی معنی مراد ہے تو یہ بھی صحیح نہیں ؛ کیونکہ فقہاء نے چاندی سے ملمع برتن اور چاندی کے برتن میں فرق بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں چاندی کا برتن مطلقاً حرام ہے اور مفضّض یعنی جس میں چاندی کے ٹکڑے لگے ہوں مذکور شرط سے حرام نہیں۔ یعنی چاندی کے ٹکڑے کو ہاتھ نہ لگے اور نہ اس پر مُنہ رکھے۔ ابن منذر نے کہا مفضّض اور اس طرح مُضَبَّب سونے چاندی کا برتن نہیں۔ جب تک اس پر پی نہ آئے حرام نہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس لئے برتن پھینک دیا تھا کہ زبانی طور پر بار بار کہنے کے باوجود وہ یہ برتن لے آئے تھے اس لئے زجر و تہدید کے طور پر اس کو پھینکا اور زبانی کلام پر اکتفاء نہ کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ریشمی کپڑے باریک ہوں یا موٹے ہوں اور سونے چاندی کے برتن حرام ہیں۔ چاروں اماموں نے یہی کہا ہے۔

marfat.com

طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ

باب کھانے کا ذکر

٥٠٧٧ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن جو قرآن پڑھتا ہے، کی مثال نارنگی سی ہے جس کی خوشبو اچھی اور مزہ بھی اچھا ہے اور مومن جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور سی ہے جس کی خوشبو نہیں اور مزہ اچھا ہے اور منافق جو قرآن پڑھتا ہے کی مثال ریحانہ کے پھول سی ہے۔ جس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا مزا کڑوا ہے اور منافق جو قرآن نہیں پڑھتا کی مثال تمہ سی ہے جس کی نہ خوشبو ہے اور اس کا مزا کڑوا ہے۔

٥٠٧٧ — شرح : مومن سے مراد کامل مومن ہے اور منافق سے مراد عملی منافق ہے اعتقادی منافق مزاد نہیں۔ اس حدیث کی مناسبت عنوانِ باب سے اس طرح ہے کہ اس میں پاکیزہ اور خوش ذائقہ طعام کھانے کی اباحت اور تلخ طعام کی کراہت کی طرف اشارہ ہے جبکہ حدیث شریف میں تلخ طعام کی مذمت کی ہے؛ کیونکہ قرآن پڑھنے والے مومن کو نارنگی سے تشبیہ دی ہے جو خوش ذائقہ اور خوشبودار ہوتی ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے مومن کو کھجور سے تشبیہ دی جو خوش ذائقہ ہے اور خوشبودار نہیں اور منافق کو تمہ اور ریحانہ سے تشبیہ دی جس کا مزہ تلخ ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ جس کا مزہ تلخ ہو وہ منافق کی طرح مکروہ اور مردود ہے۔ نیز حدیث میں لفظ طعم کا بار بار ذکر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فضائل قرآن میں یہ حدیث مذکور ہے اس میں مومن قرآن پڑھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا مذکور ہے یہاں صرف قرآن پڑھنے والا مومن مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں قرآن پڑھنے والے اور نہ پڑھنے والے میں فرق بیان کرنا مقصود ہے اس پر عمل کرنے کا حکم مقصود نہیں۔ جبکہ عمل مومن کامل کو لازم ہے اسے ذکر کیا جائے یا نہ ذکر کیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com

٥٠٧٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَلِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ

٥٠٧٩ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ قَالَ اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهٗ وَطَعَامَهٗ فَاِذَا قَضٰى نَهْمَتَهٗ مِنْ وَجْهِهٖ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ

بَابُ الْاُدُمِ

٥٠٨٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ اَرَادَتْ عَائِشَةُ اَنْ تَشْتَرِيَهَا فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ اَهْلُهَا وَلَنَا الْوَلَآءُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ شِئْتِ شَرَطْتِيْ لَهُمْ فَاِنَّمَا

٥٠٧٨ ـ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ کی عورتوں پر فضیلت ثرید کی باقی طعام پر فضیلت سی ہے

حدیث ع ٢٥٢٤ ج : ٥ کی شرح دیکھیں۔

٥٠٧٩ ـ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر عذاب کا ٹکڑا ہے تم میں سے کسی کو نیند کرنے اور کھانے پینے سے روکتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی سفر میں حاجت پوری کرلے تو جلد اپنے گھر لوٹ آئے۔

(حدیث : ع ـــــ ج : کی شرح دیکھیں)

باب ترکاریوں کا بیان

marfat.com

اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ قَالَ وَاُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِیْ اَنْ تَقِرَّ تَحْتَ زَوْجِهَا اَوْ تُفَارِقَهٗ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْتَ عَائِشَةَ وَعَلَى النَّارِ بُرْمَةٌ تَفُوْرُ فَدَعَا بِالْغَدَاءِ فَاُتِیَ بِخُبْزٍ وَّ اُدُمٍ مِنْ اُدُمِ الْبَيْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ لَحْمًا قَالُوْا بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّهٗ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰی بَرِيْرَةَ فَاَهْدَتْهُ لَنَا فَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا وَهَدِيَّةٌ لَنَا

اُدُم بضم الہمزہ والدال ادام کی جمع بمعنی ترکاریاں ہے۔ بعض نے کہا دال مفتوح ہو تو مفرد مضموم ہو تو جمع ہے "

٥٠٨٠ — ترجمہ : قاسم بن ربیعہ نے کہا بریرہ میں تین شرعی حکم ہیں۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکو خریدنے کا ارادہ کیا کہ آزاد کریں گی۔ تو بریرہ کے مالکوں نے کہا ولاء ہمارے لئے ہوگی۔ ام المؤمنین یہ واقعہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اگر چاہتی ہو تو اُن سے یہ شرط کرلو کہ ولاء اس کے لئے جو اس کو آزاد کرے، راوی نے کہا بریرہ آزاد کر دی گئی تو اس کو یہ اختیار دیا گیا کہ اپنے شوہر (مغیث) کے نکاح میں رہے یا اس سے علیحدہ ہو جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جبکہ آگ پر ہنڈی جوش مار رہی تھی۔ حضور نے ناشتہ طلب فرمایا تو روٹی اور گھر میں موجود سالن پیش کیا گیا تو فرمایا کیا میں گوشت نہیں دیکھتا ہوں؟ گھر والوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں گوشت پک رہا ہے وہ گوشت بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اس نے وہ ہمیں بطورِ ہدیہ دیا ہے (اور آپ صدقہ نہیں کھاتے ہیں) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بریرہ پر صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

٥٠٨٠ — شرح : قولہ "وَلَنَا الْوَلَاءُ" معطوف علیہ مقدر ہے وہ یہ کہ "وَقَالَ اَهْلُهَا نَبِيْعُ وَلَنَا الْوَلَاءُ" یعنی بریرہ کے مالکوں نے کہا ہم اسے بیچتے ہیں لیکن

marfat.com

بَابُ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

٥٠٨١ ـ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ اَبِیْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوٰى وَالْعَسَلَ

ولاء ہماری ہوگی ۔ کہا گیا ہے کہ بریرہ کے مالکوں کے لئے شرط لگانا کہ ولاء مائی صاحبہ کی ہوگی دھوکہ ہے اور شرط فاسد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی خصوصیات سے ہے ۔ یا زجر و توبیخ مُراد ہے ، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کا حکم ذکر فرمایا اور اُن کیلئے وضاحت کر دی کہ یہ شرط لگانا کہ ولاء ہماری ہوگی صحیح نہیں ہے ، لیکن جب اُنھوں نے شرط پر اصرار کیا تو حضور نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا پرواہ نہ کرو ، شرط لگاؤ یا نہ لگاؤ ولاء بہرحال اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے ۔ یہ حدیث بیس بار سے زیادہ بار گزر چکی ہے (کرمانی)

باب حلوا اور شہد

ہر میٹھی چیز جو کھائی جائے اُس کو حلوہ کہتے ہیں اور یہ مومن کے مزاج کے موافق ہے ۔ حضور میٹھی شئی کو بہت پسند فرماتے تھے اس میں مرقج مٹھائی اور سوّیاں وغیرہ بھی شامل ہیں ۔ علامہ خطابی نے کہا حلواء اس شئی کو کہتے ہیں جو چینی وغیرہ ملا کر بنایا جائے پھل پر بھی حلوا کا اطلاق ہوتا ہے ۔ ثعلبی نے کہا جس حلوا کو حضور پسند کرتے تھے وہ کھجور کو دودھ سے ملا کر خمیر بنایا جاتا تھا ۔ خطابی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم طبع شریف کے چاہنے کے مطابق میٹھی شئی کے کچھ لقمے تناول فرماتے تھے تو حاضرین مجلس یہ سمجھتے تھے کہ آپ کو حلوا سے بہت محبت ہے اسی طرح حضور شہد سے محبت کرتے تھے ۔ ابن بطال مالکی نے کہا حلوا اور شہد پاکیزہ چیز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہماری دی ہُوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لذیز چیز کھانا مباح ہے ۔ اس میں لذیذ کھانے جو حلوا اور شہد کے مشابہ ہیں داخل ہیں ۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد سے محبت کرتے تھے ٥٠٨١

marfat.com

٥٠٨٢ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اِبْنُ اَبِی الْفُدَیْكِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنْتُ اَلْزَمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِشِبَعِ بَطْنِیْ حِیْنَ لَا اٰكُلُ الْخَمِیْرَ وَلَا اَلْبَسُ الْحَرِیْرَ وَلَا یَخْدُمُنِیْ فُلَانٌ وَلَا فُلَانَةٌ وَاُلْصِقُ بَطْنِیْ بِالْحَصْبَاءِ وَاَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْاٰیَةَ وَهِیَ مَعِیْ كَیْ یَنْقَلِبَ بِیْ فَیُطْعِمَنِیْ وَخَیْرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِیْنِ جَعْفَرُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ یَنْقَلِبُ بِنَا فَیُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِیْ بَیْتِهٖ حَتّٰی اِنْ كَانَ لَیُخْرِجُ اِلَیْنَا الْعُكَّةَ لَیْسَ فِیْهَا فَنَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِیْهَا

بَابُ الدُّبَّآءِ

٥٠٨٣ ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ

٥٠٨٢ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں صرف شکم سیری پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود رہتا تھا۔ جس وقت میں نہ تو خمیری روٹی کھاتا تھا اور نہ ریشمی کپڑا پہنتا تھا اور نہ کوئی لونڈی اور غلام میری خدمت کرتا تھا۔ میں بھوک کے باعث پیٹ سنگریزوں سے ملائے رکھتا تھا اور کسی آدمی سے قرآن کریم کی آئت پوچھتا تھا حالانکہ وہ مجھے یاد ہوتی تھی (میں اس لئے آئت پوچھتا تھا) کہ وہ مجھے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلائے مساکین کے حق میں لوگوں میں سے بہترین حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے وہ ہمیں ساتھ لے جاتے تھے اور ان کے گھر جو طعام ہوتا تھا وہ ہمیں کھلاتے تھے حتی کہ وہ ہماری طرف شہد کا خالی برتن لے آتے جس میں کچھ نہ ہوتا تھا ہم اس کو پھاڑ کر جو اس میں ہوتا چاٹ لیتے تھے (حدیث : ٣٤٧١ ح : ٥ کی شرح دیکھیں)

باب کدّو

٥٠٨٣ ــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ

marfat.com

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى مَوْلًى خَيَّاطًا فَاُتِيَ بِدُبَّآءٍ فَجَعَلَ يَاْكُلُهٗ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّهٗ مُنْذُ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُهٗ

بَابُ اَلرَّجُلُ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِاِخْوَانِهٖ

٥٠٨٤ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ مِنَ الْاَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْشُعَيْبٍ وَكَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا اَدْعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَدَعَا النَّبِيَّ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام کے پاس تشریف لے گئے جو درزی تھا وہ کدو لایا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے کھانے لگے۔ جب سے میں نے حضور کو کدو کھاتے ہوئے دیکھا کدو سے محبت کرتا ہوں

٥٠٨٣ ـــ شرح : باب کے اس عنوان میں یہ اشارہ ہے کہ کدو میں ایک خصوصیت ہے جس کی وجہ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے تھے طبرانی نے واثلہ بن اسقع سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کدو ضرور کھایا کرو یہ دماغ کے لئے مفتوی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کدو بکثرت پکایا کرو وہ مغموم دل کو مضبوط کرتا ہے (فوائد شافعی) حضرت انس کی حدیث میں ہے کہ کدو عقل زیادہ کرتا ہے۔ (حدیث : ٦ ٩ ٤ ١، ج : ٣ کی شرح دیکھیں)

باب جو شخص اپنے دینی بھائیوں کے لئے کھانے میں تکلّف کرے ”

٥٠٨٤ ـــ ترجمہ : ابو مسعود انصاری نے کہا ایک انصاری مرد جسے ابو شعیب کہا جاتا

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَهٗ وَاِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهٗ قَالَ بَلْ اَذِنْتُ لَهٗ

تھا۔ اس کا ایک گوشت فروش غلام تھا۔ اُس نے غلام سے کہا کھانا پکاؤ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں گا اس حال میں کہ حضور پانچویں ہوں۔ اِن کے پیچھے ایک اور آدمی ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ہم پانچ آدمیوں کی دعوت کی ہے اور یہ مرد ہمارے پیچھے آگیا ہے اگر چاہو تو اس کو اجازت دو اگر چاہو تو اسے واپس کر دو اُس نے کہا بلکہ میں اجازت دیتا ہوں۔

۵۰۸۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ میزبان نے پانچ آدمیوں میں حصر کیا تھا کہ ان کی دعوت کرے گا اور حاصر متکلف ہے، کیونکہ اُس نے اپنی ذات پر پانچ آدمیوں کی دعوت لازم کرلی تھی۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس آدمی نے چھٹے آدمی کی اجازت میں تکلف کیا اگرچہ ایک کا کھانا دو کھا سکتے ہیں اور انہیں کافی ہو سکتا ہے لیکن یہ تکلف سے خالی نہیں۔ جو شخص بن بلائے دعوت میں شامل ہو جائے اسے طفیلی کہتے ہیں یہ کوفہ کے آدمی کی طرف منسوب ہے جس کا نام طفیل تھا جو بنی عبداللہ بن غطفان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ ولیموں اور شادیوں میں بن بلائے پہنچ جایا کرتا تھا اس کو لوگ طفیل الاعراس کہا کرتے تھے۔ اس کے بعد جس شخص میں ایسی وصف ہو وہ بھی اسی طرح مشہور ہو جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لئے جسے ہم نے طفیلی کہا ہے اجازت طلب کی تھی حالانکہ ابوطلحہ کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ساتھیوں سے فرمایا تھا سب چلو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کی رضامندی جانتے تھے اس لئے وہاں اجازت طلب نہ فرمائی تھی اور یہاں ابوشعیب کی اجازت غیر معروف تھی اس لئے اجازت حاصل کرنا پڑی تھی۔ نیز ابوطلحہ کے کھانے کا اتنے لشکر کے لئے کافی ہونا خلافِ عقل تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور اس میں وہ برکت شامل تھی جو خالق کائنات جل جلالہ نے پیدا فرمائی تھی اس میں ابوطلحہ کی ملکیت نہ تھی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو وہ کھانا کھلایا تھا جس کا ابوطلحہ مالک نہ تھا اس لئے اس سے اجازت کے حصول کی ضرورت نہ تھی۔ علاوہ ازیں ابوطلحہ نے جو روٹیاں حضور کو مسجد میں بھیجی تھیں تاکہ وہ آپ تناول فرمائیں۔ حضور نے وہ قبول کرلی تھیں اور وہ آپ کی ملکیت تھیں تو لوگوں کو اس طعام کی طرف بلایا تھا جو آپ کی ملک تھا۔ لہٰذا اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

marfat.com

بَابُ مَنْ اَضَافَ رَجُلًا اِلٰی طَعَامٍ وَاَقْبَلَ هُوَ عَلٰی عَمَلِهٖ

۵۰۸۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ النَّضْرَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ اَخْبَرَنِیْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی غُلَامٍ لَّهٗ خَيَّاطٍ فَاَتَاهُ بِقَصْعَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ وَعَلَيْهِ دُبَّاءٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الدُّبَّاءَ قَالَ فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ جَعَلْتُ اَجْمَعُهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ فَاَقْبَلَ الْغُلَامُ عَلٰی عَمَلِهٖ قَالَ اَنَسٌ لَا اَزَالُ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مَا صَنَعَ

قولہ قال محمد بن یوسف الخ یعنی محمد بن یوسف نے کہا میں نے محمد بن اسماعیل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب لوگ دسترخوان پر ہوں ان کے لئے جائز نہیں کہ ایک دسترخوان والے دوسرے دسترخوان والوں کو کھانا دیں لیکن وہ آپس میں ایک دوسرے کو کھانا دیں یا نہ دیں (یہ ان کی مرضی ہے)

باب جس نے کسی آدمی کو کھانے کی دعوت دی اور خود اپنے کسی کام میں مصروف عمل ہو گیا

۵۰۸۵ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں کمسن تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ حضور اپنے درزی غلام کے گھر میں تشریف لے گئے۔ وہ ایک پیالہ لے آیا جس میں کھانا تھا اور اس میں کدو تھا۔ جناب رسول اللہ

marfat.com

بَابُ الْمَرَقِ

۵۰۸۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّآءٌ وَقَدِيْدٌ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ مِنْ حَوَالَیِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّآءَ بَعْدَ يَوْمِئِذٍ

صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو تلاش کر کے کھا رہے تھے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں آپ کے آگے کدو جمع کرنے لگا۔ راوی نے کہا میزبان غلام اپنے کام میں مشغول ہوگیا۔ انس نے کہا یہ دیکھنے کے بعد میں ہمیشہ کدو سے محبت کرنے لگا تھا۔

۵۰۸۵ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے کیونکہ غلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا پیش کیا اور خود اپنے کام میں مشغول ہوگیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میزبان کا مہمان کے ساتھ کھانا کوئی ضروری نہیں۔

باب شوربا

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شوربا کھایا اور اس کا حکم دیا۔ مسلم شریف میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمانوں، گھر والوں اور ہمسایوں پر وسعت کرنے کے لئے شوربا زیادہ بنانے کا حکم دیا لیکن یہ حکم اس باب میں عربوں کے نزدیک محمود ہے۔ امام ترمذی نے عبد اللہ مزنی سے حدیث ذکر کی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی گوشت خرید کرے تو شوربا زیادہ کرے کیونکہ اگر کسی کو گوشت میسر نہ ہو تو اسے شوربا میسر ہو سکتا ہے اور شوربا بھی گوشت کا اثر رکھتا ہے۔

۵۰۸۶ — ترجمہ : اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے انس بن مالک سے سنا کہ ایک

marfat.com

بَابُ الْقَدِيْدِ

۵۰۸۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَلِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِمَرَقَةٍ فِيْهَا دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ فَرَاَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ يَاْكُلُهُ

۵۰۸۸۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَابِسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا فَعَلَهُ اِلَّا فِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ اَرَادَ اَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَاِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَا دُوْمٍ ثَلٰثًا

درزی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے بُلایا جو اُس نے تیار کیا تھا۔ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلا گیا اُس نے جَو کی روٹی اور شوربا حضور کو پیش کیا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالہ سے کدو ڈھونڈ کر کھا رہے تھے اس دن سے میں کدو سے محبت کرنے لگا تھا (حدیث: ۵۰۳۱، ج: ۸ کی شرح دیکھیں)

باب خشک گوشت

۵۰۸۷ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے پاس شوربا لایا گیا۔ جس میں کدو اور خشک گوشت تھا۔ میں نے حضور کو دیکھا کہ کدو ڈھونڈھ کر کھا رہے تھے۔

۵۰۸۸ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نے یہ (تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنا) صرف اس لئے کیا کہ لوگ اس سال قحط زدہ تھے۔

marfat.com

بَابُ مَنْ تَنَاوَلَ أَوْ قَدَّمَ إِلَى صَاحِبِهِ عَلَى الْمَائِدَةِ شَيْئًا

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ لَا بَاسَ أَنْ يُنَاوِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُنَاوِلُ مِنْ هٰذِهِ الْمَائِدَةِ إِلَى مَائِدَةٍ أُخْرٰى

۵۰۸۹ــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلٰى

حضور نے ارادہ فرمایا کہ مال دار غریب کو کھانا کھلائے ورنہ ہم پندرہ دن تک اس کے پائے اٹھائے رکھتے تھے۔ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک گندم کی سالن والی روٹی تین دن سیر ہو کر نہیں کھائی

۵۰۸۸ــ شرح : قدید بروزن فعیل ہے گوشت کو نمک لگا کر دھوپ میں خشک کیا جاتا ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا تھا سلف صالحین کا بھی یہ طعام رہا ہے۔ حدیث ۵۰۷۲ اور باپ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے دسترخوان پر اپنے ساتھی کو کوئی شئ دی یا اس کے آگے کر دی

یعنی یہ جائز ہے کہ کوئی شخص اپنے دسترخوان سے کوئی شئ پکڑے اور کسی ساتھی کو دیدے ؛ کیونکہ وہ تمام اس دسترخوان میں شریک ہیں۔ اگر دوسرے دسترخوان والے کو اِس دسترخوان سے کچھ دیں تو جائز نہیں کیونکہ دوسرے دسترخوان والے ان میں شریک نہیں ہیں ،، قولہ قال ابن مبارک الخ یعنی ابن مبارک نے کہا

marfat.com

رَسُول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ خُبزًا من شعیر ومرقًا فِیہِ دُبَّاءٌ وقَدِیدٌ قَالَ انس فرایتُ رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یتتبّع الدُّبَّاءَ من حَوَالِیَ الصَّحفۃ فلم ازل اُحِبُّ الدُّبَّاءَ من یومئذ وَقَالَ ثُمَامَۃ عَنْ فَجَعَلْتُ اَجْمَعُ الدُّبَّاءَ بین یدیہ

بَابُ الرُّطَبِ بِالقِثَّاءِ

۵۰۹۰ — حَدَّثَنَا عبد العزیز بن عبد اللہ قَالَ حَدَّثَنَا ابراھیم ابن سعد عن ابیہ عن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب قَالَ رَأَیتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یاکُلُ الرطَبَ بِالقِثَّاءِ

ایک دسترخوان پر ایک دوسرے کو دینے میں حرج نہیں اور اس دسترخوان سے دوسرے دسترخوان والوں کو نہ دے۔

۵۰۸۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک درزی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے حضور کے لئے تیار کیا تھا۔ انس نے کہا میں بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس دعوت پر گیا اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جَو کی روٹی اور شوربا جس میں کدو اور خشک تھا پیش کیا۔ انس نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ پیالہ میں سے کدو ڈھونڈ رہے تھے۔ میں اس روز سے کدو سے محبت کرنے لگا۔ ثمامہ نے انس سے روایت کی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کدو جمع کرتا تھا۔

باب تازی کھجور ککڑی کے ساتھ ملا کر کھانا

۵۰۹۰ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تر کھجوریں ککڑیوں کے ساتھ ملا کر کھا رہے تھے۔

marfat.com

بَابُ الْحَشْفِ

۵۰۹۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ تَضَيَّفْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ سَبْعًا فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهٗ وَخَادِمُهٗ يَعْتَقِبُوْنَ اللَّيْلَ اَثْلَاثًا يُصَلِّیْ هٰذَا ثُمَّ يُوْقِظُ هٰذَا وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ تَمْرًا فَاَصَابَنِیْ سَبْعُ تَمَرَاتٍ اِحْدٰهُنَّ حَشَفَةٌ

۵۰۹۰ — شرح : کھجوریں ککڑیوں کے ساتھ ملا کر کھانے میں حکمت یہ ہے کہ کھجور کی گرمی ککڑی کی برودت ختم کر دیتی ہے اور مزاج میں اعتدال پیدا ہوتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ الحشف

۵۰۹۱ — ترجمہ : ابو عثمان نے کہا میں سات دن ابوہریرہ کا مہمان بنا رہا وہ اور اُن کی بیوی اور خادم تہائی تہائی رات ایک دُوسرے کے بعد جاگتے تھے۔ پہلے ایک نماز پڑھتا پھر وہ دوسرے کو بیدار کر دیتا پھر دوسرا تیسرے کو بیدار کر دیتا۔ میں نے ابوہریرہ سے سُنا وہ کہتے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں کھجوریں تقسیم کیں۔ مجھے سات کھجوریں پہنچیں ان میں سے ایک کھجور بہت سخت تھی۔

۵۰۹۱ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غالب اوقات میں کھجوروں پر قناعت کرتے تھے۔ اور وہ بھی معمولی اور قلیل میسر تھیں حشفہ ردّی کھجور ہے وہ کھجور کے اُوپر نہیں پکتی اور جلدی خشک ہو کر گر جاتی ہے۔

marfat.com

٥٠٩٢ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا تَمْرًا فَاَصَابَنِيْ مِنْهُ خَمْسٌ اَرْبَعُ تَمَرَاتٍ وَحَشَفَةٌ ثُمَّ رَاَيْتُ الْحَشَفَةَ هِيَ اَشَدُّهُنَّ لِضِرْسِيْ

بَابُ الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ اُمِّيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَآءِ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھجوریں تقسیم فرمائیں۔ مجھے اُن میں سے پانچ کھجوریں ملیں چار تواچھی تھیں اور ایک ردّی تھی وہ میرے دانتوں کے چبانے میں بہت سخت تھی۔

٥٠٩٢ —

شرح : اس حدیث میں پانچ کھجوریں ذکر کی ہیں حالانکہ اس سے پہلی حدیث میں کہا کہ مجھے سات کھجوریں ملیں لیکن اس میں تضاد نہیں ؛ کیونکہ ایک عدد دُوسرے کے منافی نہیں ہوتا یا اِس طرح کہا جاسکتا ہے کہ تقسیم میں پہلے ہمیں پانچ پانچ ملیں جب وہ بچ رہیں تو پھر دو دو اور ملیں۔ ایک حدیث میں مبدء کا ذکر ہے اور دوسری میں منتہی کا ذکر ہے۔ بعض نے کہا یہ واقعہ متعدد ہے۔ ایک بار پانچ مذکور ہیں۔ دوسرے واقعہ میں سات ہیں۔ واللہ اعلم!

باب تر اور خشک کھجور

اللہ کا ارشاد ! اپنی طرف کھجور کے تنے کو حرکت دے۔ تیرے اوپر اچھی کھجوریں گریں گی

marfat.com

۵۰۹۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں وفات فرمائی کہ ہم نے کھجور اور پانی سے پیٹ بھرا،،

۵۰۹۳ — شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ،،تمر،، کو دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں "تمر" مذکور ہے۔ نیز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں "تمر" نہ ہو اس گھر والے بھوکے ہیں (ترمذی) رطب اور تمر (تر و خشک کھجور) اللہ تعالیٰ کی بہتر مخلوق ہے جو لوگوں کے لئے مباح کی ہے۔ اہل حجاز کی یہ عمدہ خوراک ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کی "تمر" کے لئے برکت کی دعا فرمائی جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی تمر کے لئے دعاء فرمائی جیسے ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی، چنانچہ عربوں کی کھجوروں میں ہمیشہ کے لئے برکت رہی ہے اور قیامت تک اُن کے پھل باقی رہیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مریم علیہا السلام

مریم علیہا السلام بیت المقدس کے قریب تین میل دُور بیت لحم میں تھیں۔ جب آپ عیسیٰ علیہ السلام سے حاملہ ہوئیں تو اپنی قوم سے خائف ہوئیں اور اپنے چچا زاد بھائی یوسف کے ساتھ وہاں سے چلی گئیں اور مصر کی راہ لی جب نخلہ پہنچیں تو انہیں دردِ زہ شروع ہوگئی اور فرشتوں نے انہیں گھیر لیا اس وقت انہیں غائبانہ آواز سُنائی دی کہ غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے نہر کر دی ہے۔ حالانکہ وہاں کوئی نہر اور چشمہ وغیرہ نہ تھا مقاتل نے کہا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام شکم مریم علیہا السلام سے زمین پر جلوہ افروز ہوئے تو زمین پر ایڑھی ماری جس سے پانی جاری ہوگیا اور کھجور طلوع ہوئی۔ اس کو پتے لگے اور پھل دار ہوگئی۔ مریم سے کہا گیا کہ نخلہ کے تنے کو حرکت دے اس سے تازہ کھجوریں ساقط ہوں گی۔ ربیع بن خیثم نے کہا میرے نزدیک نفاس والی عورت کے لئے تر کھجور سے اچھی کوئی شئی نہیں اور بیمار کے لئے شہد سے بہتر کوئی دوا نہیں پھر یہ آیت کریمہ پڑھی۔

ابن ابی حاتم اور موصلی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ اپنی زچہ کو تر کھجور کھلاؤ اگر وہ نہ ہوں تو تمر (خشک کھجور) کھلاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور درختوں میں سے کوئی درخت اس درخت سے اچھا نہیں جس کے نیچے مریم علیہا السلام نے اقامت فرمائی تھی (عینی)

marfat.com

۵۰۹۳ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ رَبِيْعَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ يَهُوْدِیٌّ وَكَانَ يُسْلِفُنِیْ فِیْ تَمْرِیْ اِلَى الْجُذَاذِ وَكَانَتْ لِجَابِرٍ اَلْاَرْضُ الَّتِیْ بِطَرِيْقِ رُوْمَةَ فَجَلَسْتُ فَخَلَا عَامًا فَجَاءَنِی الْيَهُوْدِیُّ عِنْدَ الْجُذَاذِ وَلَمْ اَجُدَّ مِنْهَا شَيْئًا فَجَعَلْتُ اَسْتَنْظِرُهٗ اِلٰى قَابِلٍ فَيَاْبٰى فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ امْشُوْا نَسْتَنْظِرْ لِجَابِرٍ مِنَ الْيَهُوْدِیِّ فَجَاءُوْنِیْ فِیْ نَخْلِیْ فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ الْيَهُوْدِیَّ فَيَقُوْلُ اَبَا الْقَاسِمِ لَا اُنْظِرُهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَطَافَ فِی النَّخْلِ ثُمَّ جَاءَهٗ فَكَلَّمَهٗ فَاَبٰى فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيْلِ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهٗ بَيْنَ يَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ عَرِيْشُكَ يَا جَابِرُ فَاَخْبَرْتُهٗ

ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا مدینہ منورہ میں ایک یہودی تھا جو مجھے کھجوروں کے کاٹنے تک مجھے قرض دیا کرتا تھا۔ رومہ کے راستہ میں جابر کی زمین تھی۔ میں قرض ادا کرنے سے بیٹھا رہا۔ اور ایک سال خالی گزر گیا (پھل نہ لگا) کھجوریں کاٹنے کے موسم میں یہودی میرے پاس آیا اور میں نے کھجوروں سے کچھ نہ کاٹا تھا تو میں نے اس سے دوسرے سال تک مہلت طلب کی اس نے انکار کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو حضور نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا چلو جابر کے لئے یہودی سے مہلت طلب کریں۔ وہ میری کھجوروں میں میرے پاس تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے کلام شروع کیا تو کہنے لگا اے ابا القاسم میں اس کو مہلت نہیں دوں گا۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آپ اٹھے اور کھجوروں میں گھومنے لگے پھر یہودی کے پاس آکر اس سے کلام کیا اس نے انکار کر دیا پس میں اٹھا اور تھوڑی سی

۵۰۹۴ —

marfat.com

فَقَالَ افْرُشْ لِيْ فِيْهِ فَفَرَشْتُهُ فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهُ بِقُبُضَةٍ اُخْرٰى فَاَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ حُدَّ وَاقْضِ فَوَقَفَ فِي الْجِدَادِ فَجَدَدْتُ مَا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ مِثْلُهُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَرْشٌ وَّعَرِيْشٌ بِنَآءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعْرُوْشَاتٍ مَا يُعَرَّشُ مِنَ الْكُرُوْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ عُرُوْشُهَا اَبْنِيَتُهَا

تر کھجوریں لایا اور حضور کے آگے رکھ دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھائیں پھر فرمایا اے جابر! تیری جھونپڑی کہاں ہے؟ میں نے حضور کو وہ بتائی تو فرمایا اس میں کوئی فرش بچھاؤ میں نے بستر بچھا دیا حضور وہاں تشریف لے گئے اور سو گئے پھر بیدار ہوئے تو میں آپ کے پاس مٹھی بھر کھجوریں لایا۔ حضور نے اُن میں سے کچھ کھائیں پھر کھڑے ہوئے اور یہودی سے گفتگو فرمائی اُس نے انکار ہی کیا حضور دُوسری بار تر کھجوروں میں کھڑے ہوئے پھر فرمایا اے جابر! کھجوریں کاٹو اور اس کا قرض ادا کرو اور آپ کھجوریں کاٹنے کی جگہ تشریف فرما ہوئے میں نے اُن سے اتنی کھجوریں کاٹ ڈالیں جن سے اس کا قرضہ ادا کر دیا اور اتنی ہی بچ رہیں۔ میں باہر آیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری دی (قرض ادا کرنے کے بعد اُتنی ہی بچ رہی ہیں) سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہ ہوں کہ میں اللہ کا رسُول ہوں۔ امام بخاری نے کہا عروش، عریش مکان ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا معروشات انگور وغیرہ کی بیلیں ہیں جو بلند ہوتی ہیں، ان کے عروش مکان ہیں۔

۵۰۹۴ ــــ شرح : رُومہ مدینہ منورہ میں کنواں ہے جسے حضرت غنی رضی اللہ عنہ نے خرید کر اہلِ مدینہ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ علامہ کرمانی نے کہا رومہ ایک مقام کا نام ہے۔ بعض دال کے ساتھ دُومہ بضم الدال پڑھتے ہیں۔ غالباً وہ دُومۃ الجندل ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ صحیح نہیں کیونکہ اس وقت دومۃ الجندل فتح نہ ہُوا تھا۔ لہٰذا وہاں جابر کی زمین کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ حدیث شریف میں طریق رُومہ مذکور ہے۔ اور دال پڑھنے کی تقدیر پر معناہ یہ ہوگا کہ جابر کی زمین اس راستہ میں تھی جہاں سے گزر کر دومۃ الجندل جاتے ہیں۔ یہ معنی نہیں کہ دومۃ الجندل میں گئے لہٰذا یہ نہیں

marfat.com

بَابُ اَكْلِ الْجُمَّارِ

۵۰۹۵ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسٌ اِذْ اُتِیَ بِجُمَّارِ نَخْلَةٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَعْنِی النَّخْلَةَ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَقُوْلَ هِیَ النَّخْلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ الْتَفَتُّ فَاِذَا اَنَا عَاشِرُ عَشَرَةٍ اَنَا اَحْدَثُهُمْ فَسَكَتُّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِیَ النَّخْلَةُ

کہہ سکتے کہ دومۃ الجندل اس وقت فتح نہ ہُوا تھا۔ دومۃ الجندل مدینہ منورہ سے دس مراحل دُور ہے۔
قولہ فجلست ،، میں ضمیر غائب کا مرجع ارض ہے۔ یعنی زمین پھلوں سے خالی رہی بعض نے جلست کو متکلم پڑھا ہے۔ یعنی میں قرض ادا کرنے سے بیٹھا رہا۔ ایک روائت میں حُبِسْتُ بصیغۂ مجہول ماضی ہے میں رُکا رہا۔ یہ حدیث مکرر گزری ہے اور متن کے الفاظ مختلف ہیں۔ ایک روائت میں ہے کہ جابر نے یہودی کو اس کے قرض میں ساری کھجوریں دے دیں اور کم ہونے کے باعث وہ راضی نہ ہُوا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کریم سے جابر کا قرض ادا ہوگیا اور اُتنی کھجوریں بچ رہیں۔ ایک دُوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جابر نے ساری کھجوریں کاٹ ڈالیں اور اُن کے ڈھیر لگا دیئے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ڈھیر پر بیٹھ گئے اور فرمایا وزن کر کے یہودی کا قرض ادا کرو، چنانچہ حضور کی برکت سے جابر کا سارا قرضہ ادا ہوگیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!

باب جُمّار

جُمّا بضم الجیم و تشدید المیم ہے یہ کھجور کا درمیانہ درخت ہے۔ کھجور کا سَر کھولا جاتا ہے اس کے اندر سے سفید اور نرم شئی باہر نکلتی ہے جو مزے دار ہوتی ہے اس کو کھجور کی چربی کہتے ہیں۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک وقت ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۵۰۹۵ — کی خدمت میں موجود تھے۔ اچانک حضور کے پاس کھجور کی گابھ لائی گئی۔

marfat.com

بَابُ الْعَجْوَةِ

۵۰۹۶ ـ حَدَّثَنَا جُمَعَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ہے اس کی برکت مسلمان کی برکت جیسی ہے۔ میں نے اس کو نخلہ خیال کیا اور خواہش کی کہ کہوں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کھجور کا درخت ہے پھر میں نے دھیان کیا تو دیکھا کہ میں دس صحابہ کرام میں ہوں اور میں اُن میں سے کمسن ہوں اس لئے میں خاموش رہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا یہ نخلہ (کھجور کا درخت) ہے۔ (تشریح کئی بار گزری ہے)

باب عمدہ کھجور

عجوہ تمام کھجوروں سے عمدہ کھجور ہے، یہ لمبی کھجور سیاہی مائل ہوتی ہے۔"

۵۰۹۶ ـ ترجمہ: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر روز سات عمدہ کھجوریں (عجوہ) کھا لیا کرے اس کو اس دن میں زہر اور جادہ اثر نہ کرے گا۔

باب کھجوریں ایک ساتھ ملا کر کھانا

marfat.com

٥٠٩٧ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ ابْنُ سُحَيْمٍ قَالَ اَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَزَقَنَا تَمْرًا فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَاكُلُ وَيَقُوْلُ لَا تُقَارِنُوْا فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْقِرَانِ ثُمَّ يَقُوْلُ اِلَّا اَنْ يَسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ اَخَاهُ قَالَ شُعْبَةُ اَلْاِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ

٥٠٩٧ — ترجمہ : جبلہ بن سُحَیم نے کہا ہم عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں قحط زدہ ہوئے انھوں نے ہمیں کھجور دیئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے جبکہ ہم کھجوریں کھا رہے ہوتے تھے وہ فرماتے کھجوریں ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ (ایک ایک کھاؤ) کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ پھر ابن عمر کہتے مگر یہ کہ اپنے ساتھی (ملا کر کھانے کی) اجازت حاصل کر کے۔ شعبہ نے کہا "اذن" عبداللہ بن عمر کا قول ہے۔

٥٠٩٧ — شرح : یعنی جب ایک دسترخوان پر چند ساتھی کھجوریں کھائیں تو ایک ایک کھجور کھائیں۔ دو دو تین تین ایک ساتھ ملا کر نہ کھائیں؛ البتہ اپنے ساتھیوں سے اگر اجازت حاصل کر لے تو صحیح ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس نہی کے متعلق علمائے کرام میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ یہ نہی تحریمی ہے یا تنزیہی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر طعام سب میں مشترک ہو تو دوسروں کی رضامندی کے بغیر ایک ساتھ ملا کر کھانا حرام ہے۔ ان کی رضامندی صراحتاً ہو یا قرائن سے معلوم ہو جائے کہ وہ اس طرح کھانے کو بُرا محسوس نہیں کریں گے اور اگر کھانا کسی اور کا ہے جو ان میں داخل نہیں ہے تو حرام ہے اور اگر ان میں سے کسی کا ہے اس نے ان کو کھانے کی اجازت دے رکھی ہے تو اس کی بھی شرط ہے اس کے بغیر حرام ہے۔ اس نہی کا سبب یہ تھا کہ قحط کے زمانہ میں کھانے پینے میں تنگی تھی جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی تو یہ نہی منسوخ ہو گئی۔ بزار نے حضرت بریدہ سے حدیث ذکر کی ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کو ایک ساتھ ملا کر کھجوریں کھانے سے منع کیا کرتا تھا اب جبکہ وسعتِ رزق ہے جس طرح چاہو کھاؤ اس پر امام نووی نے اعتراض کیا کہ عموم لفظ کا اعتبار ہے۔ خصوصِ سبب کا اعتبار نہیں۔ بزار نے شعبی کے طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام کو کھجوریں دیں بعض نے دو دو کھجوریں ملا کر کھانا شروع کیں تو حضور نے ساتھی کی اجازت کے بغیر اس طرح کھانے

marfat.com

بَابُ بَرَكَةِ النَّخْلَةِ

٥٠٩٨ــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ سَمِعْتُ اِبْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً تَكُوْنُ مِثْلَ الْمُسْلِمِ وَهِيَ النَّخْلَةُ

بَابُ الْقِثَّآءِ

٥٠٩٩ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّآءِ

سے منع فرمادیا۔ قولہ شعبۃ، یعنی شعبہ نے کہا اِلاّ یستاذن مدرج ہے۔ یہ عبداللہ بن عمر نے حدیث میں درج کیا ہے۔ بیشتر علماء یہی کہتے ہیں۔ بعض اس میں متردد ہیں کہ یہ اضافہ مرفوع ہے یا موقوف ہے آدم نے اس کے مدرج ہونے پر جزم کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ککڑی

٥٠٩٨ ــ ترجمہ: ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سعد سے روائت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے سُنا اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ تر کھجور کو ککڑی کے ساتھ ملا کر کھا رہے تھے (قدمر فی الباب السابق)

باب کھجور کے درخت کی برکت

٥٠٩٩ ــ ترجمہ: مجاہد نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر سے سُنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

بَابُ جَمْعِ اللَّوْنَيْنِ اَوِ الطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ

۶۰۰۰ — حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ

سے روائت کرتے تھے کہ درختوں میں سے ایک درخت ہے جو مسلمان جیسا ہے اور وہ کھجور کا درخت ہے قد مرّ مرارًا فی الابواب السابقہ)

باب دو رنگ یا دو کھانے جمع کر کے کھانا

مہلب نے کہا ایک ہی وقت دو رنگ کا کھانا کسی نے منع نہیں کیا البتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منع کی روائت کی ہے لیکن یہ اُنہوں نے فضول خرچی کے باعث منع فرمایا ہے، کیونکہ یہ جائز ہے کہ ایک دن کھالے اور دوسرے دن کے لئے محفوظ رکھ لے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حرام نہیں کہتے ہیں کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تر کھجور اور ککڑی ایک ساتھ کھاتے تھے اور کدو اور خشک گوشت ایک ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔ ایک روائت میں ہے کہ ایک صحابی نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک پیالہ رکھا جس میں دودھ اور شہد تھا۔ حضور نے فرمایا میں اس کو حرام نہیں کہتا ہوں لیکن میں تواضع اور انکساری کے باعث اسے چھوڑتا ہوں جو کوئی اللہ کے حضور تواضع و انکساری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے (دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے) اور جو معاذ اللہ تکبّر کرے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرتا ہے

۶۰۰۰ — ترجمہ : عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ تر کھجور ککڑی کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔

۶۰۰۰ — شرح : اس حدیث میں طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ میں ککڑی اور بائیں میں رطب (تر کھجور) دیکھی ایک بار اِس سے اور دُوسری بار اُس سے کھاتے تھے۔ ابو داؤد نے روائت کی ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز تر کھجور کے ساتھ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکی گرمی کو اس کی سردی توڑ دیتی ہے اور اس کی سردی کو

marfat.com

بَابُ مَنْ اَدْخَلَ الضِّيْفَانَ عَشَرَةً عَشَرَةً وَالْجُلُوْسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشَرَةً عَشَرَةً

۶۰۰۱ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَنَسٍ ح وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ ح وَعَنْ سِنَانٍ اَبِیْ رَبِیْعَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُمَّ سُلَیْمٍ اُمَّهٗ عَمَدَتْ اِلٰی مُدٍّ مِنْ شَعِیْرٍ جَشَّتْهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِیْفَةً وَعَصَرَتْ عُكَّةً عِنْدَهَا ثُمَّ بَعَثَتْنِیْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُهٗ وَهُوَ فِیْ اَصْحَابِهٖ فَدَعَوْتُهٗ قَالَ وَمَنْ مَعِیَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ اِنَّهٗ یَقُوْلُ وَمَنْ مَّعِیَ فَخَرَجَ اِلَیْهِ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا هُوَ شَیْءٌ صَنَعَتْهُ اُمُّ سُلَیْمٍ فَدَخَلَ فَجِیْءَ بِهٖ وَقَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَةً فَدَخَلُوْا فَاَكَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَةً فَدَخَلُوْا فَاَكَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَةً حَتّٰی عَدَّ اَرْبَعِیْنَ ثُمَّ اَكَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَیْءٌ

اُس کی گرمی توڑ دیتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب جس نے دس دس آدمیوں کو بُلایا اور طعام پر دس دس کا بیٹھنا

۶۰۰۱ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ

marfat.com

بابُ مَا یُکْرَہُ مِنَ الثُّوْمِ وَالْبُقُوْلِ فِیْہِ
ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اُمّ سلیمؓ نے ایک مُدّ (ایک سیر) جَو کا قصد کیا اور اُن کو دَل کر دَلیا بنایا اس کو دودھ میں پکایا اور اُن کے پاس گھی کُپّی تھی اس میں سے گھی نچوڑ کر ٹپکایا پھر مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجا میں حضور کے پاس آیا حالانکہ آپ صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے میں نے حضور کو دعوت دی تو آپ نے فرمایا جو میرے ساتھ ہیں (ان کی بھی دعوت ہے ؟) میں آیا اور کہا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں جو میرے ساتھی ہیں ان کی بھی دعوت ہے ؟ (یہ سُن کر) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضور کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض کیا یا رسُول اللہ! کھانا تھوڑا سا ہے جو اُم سلیم نے تیار کیا ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم گھر تشریف لائے اور وہ طعام حضور کو پیش کیا گیا۔ حضور نے فرمایا دس صحابہ کو بلاؤ وہ آئے اور کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہوگئے پھر فرمایا دس کو بلاؤ وہ آئے اور کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہوگئے پھر فرمایا اور دس بلاؤ وہ آئے اُنہوں نے کھانا کھایا حتیٰ کہ سیر ہوگئے حتیٰ کہ چالیس شمار کئے (جنہوں نے سیر ہوکر کھانا کھایا) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کھانا تناول فرمایا اور اُٹھ کر تشریف لے گئے انس نے کہا میں کھانے کو دیکھتا تھا کہ اس سے کچھ کم ہُوا ہے ؟

شرح : ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس بن مالک کی والدہ ہے۔

۶۰۰۱ — قولہ جَشَّتْہُ ،، دلیا بنایا ۔ قولہ خَطِیْفَۃ ،، بفتح الخاء وکسر الطاء ،، یہ دودھ ہے جس میں دلیا ڈال کر پکایا جاتا ہے ۔ اس کو لوگ انگلیوں سے چاٹ کر کھاتے ہیں اسے چمچوں سے بھی کھاتے ہیں "علکہ" گھی کی کُپّی ہے ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے دس دس صحابہ کو بلا کر کھلایا کیونکہ کھانا ایک ہی پیالہ میں تھا اس میں دس سے زیادہ نہیں کھا سکتے تھے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اکٹھے ہوکر کھانے میں برکت ہے ۔ ابوداؤد شریف میں مرفوع حدیث ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کھانا مل کر کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو اس میں برکت ہوگی" یہ سرکار کا معجزہ ہے کہ ایک سیر کھانے سے چالیس آدمی سیر ہوکر چلے گئے اور کھانا ذرہ بھی کم نہ ہُوا تھا ۔ حدیث : ع ۲۲۵۰/۵ ج کی شرح دیکھیں

بابُ ثوم اور سبزیوں سے جو مکروہ ہیں

اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کی

marfat.com

٦٠٠٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ قِيْلَ لِاَنَسٍ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثُّوْمِ فَقَالَ مَنْ اَكَلَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا

٦٠٠٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَفْوَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَآءٌ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ زَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا

٦٠٠٢ــ ترجمہ: عبدالعزیز نے کہا انس بن مالک سے کہا گیا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوم کے بارے میں فرماتے ہوئے کیا سنا ہے۔ انس نے کہا حضور فرماتے تھے کہ جو کوئی تھوم کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

٦٠٠٢ــ شرح: اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں فرشتے ہوتے ہیں وہ بدبودار شئی سے تنگ ہوتے ہیں بلکہ نمازی بھی اس سے تنگ پڑ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمعہ کے دن غسل کرنا مستحب ہے کہ اس دن میں عام لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اگر غسل نہ کریں تو پسینہ سے بُو آنے لگتی ہے، لیکن ہر نماز میں غسل مسنون نہیں، کیونکہ اس میں حرج ہے

٦٠٠٣ــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے تھوم یا پیاز کھایا وہ ہم سے علیحدہ رہے یا فرمایا ہماری مسجد سے علیحدہ رہے۔

٦٠٠٣ــ شرح: عمدۃ القاری میں ذکر کیا کہ حدیث کی عنوان سے مطابقت صرف مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا ،، میں ہے۔ حدیث میں بدبودار سبزیوں کا ذکر نہیں کیا جیسے گندنا وغیرہ ہیں۔ لیکن امام بخاری کی عادت ہے کہ باب کے عنوان میں چند چیزیں ذکر کر دیتے ہیں اور تمام کے مطابق حدیث بیان نہیں کرتے ہیں۔ اس حدیث میں پیاز ذکر کیا ہے اور وہ اُن سبزیوں میں سے ہے جو بدبودار ہیں۔ لہٰذا صرف تھوم میں ہی مطابقت نہیں ہے۔

marfat.com

بَابُ الْكَبَاثِ وَهُوَ وَرَقُ الْاَرَاكِ

۶۰۰۴ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِيْ الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهُ اَيْطَبُ فَقِيْلَ اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا رَعَاهَا

بَابُ الْمَضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ ۶۰۰۵ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ

باب کباث اور وہ پیلو کا پھل ہے

۶۰۰۴ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم مرّ ظہران میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پیلو کا پھل چُن رہے تھے تو حضور نے فرمایا سیاہ پیلو چنو وہ اُن میں عمدہ ہے۔ عرض کیا گیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ بکریاں چراتے رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا ہاں ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

۶۰۰۴ — شرح : حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بکریاں چرانے میں حکمت یہ ہے کہ ان کی تواضع و انکساری میں اضافہ ہو اور خلوت و تنہائی سے ان کے قلوب مزید صاف ہوں اور بکریوں کا انتظام کرنے میں انہیں سیاسی امور میں ارتقاء حاصل ہو تاکہ امتوں کی سیاست اور اہتمام میں اتم وجہ سے ان کی اصلاح کریں اور ان میں صلاحیت پیدا کریں (حدیث ۲۱۲۰ اور ۳۱۸۹ کی شروح دیکھیں)

باب کھانے کے بعد کلی کرنا

۶۰۰۵ — ترجمہ : سُوَید بن نعمان نے کہا ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

marfat.com

عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى بْنَ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمٰنِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا اُتِيَ اِلَّا بِسَوِيْقٍ فَاَكَلْنَا فَقَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَتَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ بُشَيْرًا قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيٰى وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلٰى رَوْحَةٍ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا اُتِيَ اِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَاهُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَقَالَ سُفْيٰنُ كَاَنَّكَ تَسْمَعُهُ مِنْ يَحْيٰى

بَابُ لَعْقِ الْاَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ اَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيْلِ

خیبر گئے جب ہم صہباء پہنچے تو آپ نے کھانا طلب فرمایا تو آپ کو ستو پیش کئے گئے ہم نے وہ کھائے پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو کلی کی تو ہم نے بھی کلی کی۔ یحییٰ نے کہا میں نے بشیر سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے سُوَید نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر گئے جب ہم صہبا پہنچے یحییٰ نے کہا صہباء خیبر سے ایک منزل دُور ہے۔ حضور نے کھانا طلب فرمایا تو آپ کو ستو ہی پیش کئے گئے۔ حضور نے وہ کھائے ہم نے بھی آپ کے ساتھ کھائے پھر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پانی منگوایا اور کلی کی ہم نے بھی کلی کی۔ پھر ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور وُضو نہ کیا۔ سفیان نے کہا گویا تو نے یہ حدیث یحییٰ سے سُنی ہے۔ (یعنی یہ بعینہٖ یحییٰ کے الفاظ ہیں گویا کہ تو نے یحییٰ سے سُنی ہے)

(حدیث ۵۰۳۶ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

باب رومال سے پونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹنا

marfat.com

۶۰۰۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا

بَابُ الْمِنْدِيْلِ

۶۰۰۷ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھائے تو اپنا ہاتھ نہ پونچھے

۶۰۰۶ —

حتی کہ اس کو خود چاٹ لے یا کسی کو چٹوا دے۔

شرح : یعنی اپنے ہاتھ رومال سے نہ پونچھے بلکہ خود چاٹ لے یا کسی کو

۶۰۰۶ —

کہے جس کو اس سے کراہت نہ ہو جیسے بیوی، بیٹا اور خادم وغیرہ کہ وہ چاٹنے میں کراہت نہیں کرتے کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا مستحب ہے۔ اس میں امر استحباب کے لئے ہے۔ ظاہریہ کے نزدیک امر وجوب کے لئے ہے۔ انگلیوں سے وسطی، سبابہ اور انگوٹھا تین انگلیاں مراد ہیں، کیونکہ ان کے ساتھ کھانا مسنون ہے۔ سنت تو یہی ہے لیکن اگر کوئی پانچوں انگلیوں سے کھائے تو منع نہیں ہے جو فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اس کو برا اور مکروہ جاننا ایمان کی کمزوری ہے جس برتن میں کھائے اس کو صاف کرنا بھی اسی طرح ہے، چنانچہ احادیث صحیحہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کھانے کے بعد برتن کو صاف کیا جائے تو کھانے والے کے لئے برتن استغفار کرتا ہے اور زبانِ حال سے کہتا ہے (جو اس کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے) کہ تو نے مجھے صاف کر کے مجھ کو شیطان کے چاٹنے سے محفوظ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے۔ یہ معنی مومنوں کے قلوبِ طاہرہ پر حقیقت پر محمول ہے۔

باب رومال

۶۰۰۷ — ترجمہ : سعید بن حارث نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کھانے پینے

marfat.com

قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْحُرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ سَاَلَہٗ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ لَا قَدْ کُنَّا زَمَانَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِکَ مِنَ الطَّعَامِ اِلَّا قَلِیْلًا فَاِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاہُ لَمْ یَکُنْ لَنَا مَنَادِیْلُ اِلَّا اَکُفَّنَا وَسَوَاعِدُنَا وَاَقْدَامُنَا ثُمَّ نُصَلِّیْ وَلَا نَتَوَضَّأُ

بَابُ مَا یَقُوْلُ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ

۶۰۰۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ

کی چیز جس کو آگ نے مس کیا ہو کے کھانے سے وضوء کے متعلق پوچھا (آگ سے پکا ہوا کھانے کے بعد وضوء کرنا چاہیئے؟) جابر نے کہا وضوء نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں ایسا کھانا کم پاتے تھے۔ جب ہم ایسا کھانا پاتے تو ہمارے ہاتھ، کلائیوں اور قدموں کے سوا کوئی رومال وغیرہ نہ ہوتے کہ اُن سے پونچھیں پھر ہم نماز پڑھتے اور وضوء نہ کرتے تھے۔

۶۰۰۷ — شرح: یعنی کھانا کھانے کے بعد ہم رومال استعمال نہ کرتے تھے بلکہ کھانے کی تری وغیرہ ہاتھوں اور کلائیوں سے صاف کر لیتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے پاؤں سے تری وغیرہ پونچھ لیتے تھے۔ آگ سے پکا ہوا کھانا کھانے کے بعد وضوء کی تحقیق گزر چکی ہے۔ امام ترمذی نے کہا آگ سے پختہ کھانا کھانے سے وضوء نہ کرنا آخری امر ہے اس سے پہلا امر منسوخ ہے جس میں وضوء کرنے کا حکم ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب کھانا کھانے کے بعد کیا کہے

۶۰۰۸ — ترجمہ: ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے دسترخوان اُٹھایا جاتا تو آپ فرماتے: اللہ کے لئے سب تعریفیں ہیں۔ بسیار حمد جو ریا سے پاک اور خالص ہے اس میں برکت ہی برکت ہے نہ کافی کیا گیا ہو اور نہ وداع کیا گیا ہو اور نہ ہی اُس سے بے نیازی ہو اے ربّ ہمارے۔

marfat.com

خَلِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا

۶۰۰۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ خَلِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ وَقَالَ مَرَّۃً اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُہٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانَا وَاَرْوَانَا غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مَکْفُوْرٍ وَقَالَ مَرَّۃً لَکَ الْحَمْدُ رَبَّنَا غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًی رَبَّنَا

شرح : حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ دسترخوان پہ کھانا اور یہ دُعا کرنا حضور کی عادت شریفہ تھی اور

۶۰۰۸ —

دسترخوان اُٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ جب کھانے سے فارغ ہوجاتے جیسے طویل النجاد سے طول قامت مراد ہوتا ہے۔ قولہ غیر مکفیٍّ ، مکفیّ بروزن مرمیّ دراصل مکفوی تھا۔ واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا اور ماقبل کو کسرہ دیا جیسے مرمی میں اعلال کیا گیا ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں اے اللہ یہ جو ہم نے کھایا ہے یہ مابعد کے لئے کافی نہ ہو اور یہ آخری کھانا نہ ہو بلکہ اس کے بعد منقطع نہ ہو اور ہماری ساری عمر یہ نعمت مستمر رہے کسی وقت بھی ختم نہ ہو۔ قولہ ولا مودع ، یعنی ہم سے وداع نہ ہو اور یہ آخری طعام نہ ہو۔ قولہ ولا مستغنیً عنہ ، یعنی ہم اسے مستغنی نہ ہوں یہ پہلے معنی کی تاکید ہے۔

ترجمہ : ابو اُمامہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب

۶۰۰۹ —

کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ فرماتے کبھی یہ کہا کہ جب آپ کا دسترخوان اُٹھایا جاتا تو فرماتے تمام محامد اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں کافی کھلایا اور سیراب کیا۔ نہ یہ کفائت کیا گیا ہے اور نہ ناشکری کی گئی ہے اور کبھی فرمایا ! اے ہمارے رب ! سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں (یہ کھانا) کفائت نہ کیا گیا ہو اور نہ وداع کیا گیا ہو اور نہ اس سے استغناء ہو۔

(اس کی تفصیل ابھی گزری ہے)

marfat.com

بَابُ الْاَكْلِ مَعَ الْخَادِمِ

٦٠١٠ــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ زِيَادٍ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتٰى اَحَدَكُمْ خَادِمُهٗ بِطَعَامِهٖ فَاِنْ لَّمْ يُجْلِسْهُ مَعَهٗ فَلْيُنَاوِلْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ اَوْ لُقْمَتَيْنِ فَاِنَّهٗ وَلِيَ حَرَّهٗ وَعِلَاجَهٗ

باب ــ خادم کے ساتھ کھانا

اس باب میں تواضع، انکساری، عاجزی اور عدمِ تکبر کے ارادے سے خادم کے ساتھ کھانے کا بیان ہے یہ آدابِ مومنین اور اخلاقِ مرسلین سے ہے غلام ہو یا آزاد شخص ہو دونوں پر خادم کا اطلاق ہوتا ہے۔

٦٠١٠ــ ترجمہ: محمد بن زیاد نے کہا میں نے ابوہریرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جب کسی کے پاس اس کا خادم کھانا پکا کر لائے اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو ایک یا دو لقمے اس کو دیدے کیونکہ اُس نے پکانے کی گرمی اور مشقت برداشت کی ہے۔

٦٠١٠ــ شرح: یعنی خادم کھانا پکاتا ہے اور اس کی گرمی اور دھواں وغیرہ برداشت کرتا ہے اور اس کی تیاری ترکیب و اصلاح وغیرہ کرتا ہے تو چاہیئے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلائے ورنہ اس کے ہاتھ پہ ایک دو لقمے رکھ دے۔ طبرانی نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا مملوک کھانا تیار کرے اور پکانے میں گرمی وغیرہ برداشت کی ہو تو اس کو اپنے قریب کرے کہ وہ اس کے ساتھ کھائے اگر انکار کرے تو اس کے ہاتھ میں دو لقمے دیدے۔ اس حدیث میں امر استحباب پر محمول ہے۔

marfat.com

بَابُ اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ

فِيهِ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **بَابُ اَلرَّجُلُ** يُدْعٰی اِلٰی طَعَامٍ فَيَقُوْلُ وَهٰذَا مَعِیَ قَالَ اَنَسٌ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی مُسْلِمٍ لَاَيْتَهُمْ فَكُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهٖ

٦٠١١ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ ثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْمَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیُّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ يُكْنٰی اَبَا شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَاٰتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ اَصْحَابِهٖ

باب کھانا کھانے والا شکر گزار صائم صابر کی مانند ہے

اس میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شکر نعمت پر مرتب ہوتا ہے اور صبر مصیبت پر کیا جاتا ہے تو یہ تشبیہ کیسی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مشبہ اور مشبہ میں مماثلت جمیع امور میں مطلوب نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک وصف میں مشارکت کافی ہوتی ہے اور وہ مشبہ بہ میں کامل ہوتی ہے وہ یہاں کمالِ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ رنج و مشقت کے اندازے پر ثواب ہوتا ہے۔ صائم صابر میں کھانے والے شاکر سے مشقت زیادہ ہے۔ لہٰذا اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ استحقاق ثواب میں دونوں برابر ہیں۔ لہٰذا تشبیہ صحیح ہے۔

marfat.com

فَعَرَّفَ الْجُوعَ فِيْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ اِلٰى غُلَامِهِ اللَّحَّامِ فَقَالَ اِصْنَعْ لِيْ طَعَامًا يَكْفِيْ خَمْسَةً لَعَلِّيْ اَدْعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهٗ طُعَيِّمًا ثُمَّ اَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا شُعَيْبٍ اَنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَهٗ وَاِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهٗ قَالَ لَا بَلْ اَذِنْتُ لَهٗ،

بَابُ اِذَا حَضَرَ الْعَشَآءُ فَلَا يَعْجَلْ عَنْ عَشَائِهٖ

٦٠١٢۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو ابْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ اَبَاهُ عَمْرَو ابْنَ اُمَيَّةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ كَانَ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ،

باب کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ کہے یہ بھی میرے ساتھ ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب تو مسلمان کے پاس جائے جو متہم نہیں ہے تو اس کے طعام سے کھاؤ اور پانی سے پیئو۔

٦٠١١۔ ترجمہ : ابومسعود عقبہ بن عامر انصاری نے کہا ایک انصاری جس کی کنیت ابوشعیب تھی اس کا ایک غلام گوشت فروش تھا وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

marfat.com

آیا جبکہ حضور صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ اُس نے حضور کے چہرہ انور سے بھوک کا اثر معلوم کیا تو اپنے گوشت فروش غلام کے پاس گیا اور اسے کہا میرے لئے کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں کے لئے کافی ہو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کیے لیتا ہوں اس حال میں کہ آپ پانچویں ہوں گے اُس نے کھانا تیار کیا وہ شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھانے کی دعوت دی اُن کے پیچھے ایک اور آدمی ہو لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوشعیب ایک آدمی ہمارے پیچھے آگیا ہے۔ اگر چاہو تو اس کو اجازت دو اگر چاہو تو اسے واپس جانے دو۔ اُس نے کہا نہیں بلکہ میں نے اس کو اجازت دی ،، (حدیث ۵۰۸۴ ع ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

باب جب شام کا کھانا حاضر ہو تو عشاء کی نماز میں جلدی نہ کرے،،

یعنی پہلے کھانا کھائے پھر نماز ادا کرے۔ علامہ کرمانی نے کہا : اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ ،، میں عین پر فتح اور کسرہ دونوں طرح صحیح ہے۔ اور ،، عشائیہ ،، میں عین صرف مفتوح ہے مکسور نہیں۔ عِشَا بکسر العین مغرب کی نماز کے وقت سے عشاء کی نماز کے وقت تک مدت ہے اور بفتح العین رات کا کھانا ہے۔ اس کے مقابل غداء یعنی ناشتہ ہے۔ فتحہ کی تقدیر پر معنیٰ یہ ہیں کہ جب شام کا کھانا آجائے تو نماز پڑھنے میں جلدی نہ کرے۔

۶۰۱۲ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے جعفر بن عمرو اُمیہ نے خبر دی کہ اُن کے والد عمرو ابن اُمیہ نے انہیں خبر دی کہ اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بکری کے شانہ سے جو حضور کے ہاتھ میں تھا چھری کے ساتھ گوشت کاٹ رہے تھے۔ حضور کو نماز کے لئے بُلایا گیا تو شانہ اور چھری جس کے ساتھ اس کو کاٹ رہے تھے ایک طرف ڈال دیا پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۶۰۱۲ — ترجمہ : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں نمازِ عشاء کی تخصیص نہیں۔ عشاء کی تخصیص کہاں سے لی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ایک اور حدیث جس میں یہ تخصیص ہے کے قرینہ سے مطلق کو مقیّد پر محمول کیا ہے۔ مذکور کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ طعام کھانے میں جلدی کرنا اور نماز میں تاخیر کرنا رات کے کھانے اور عشاء کی نماز کے ساتھ مختص ہے حالانکہ ظاہر ہے کہ یہ حکم اس سے مختص نہیں ہے اور ہر نماز اور حاضر کھانے کا یہی حال ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کے عنوان کا واضح مفہوم یہ ہے کہ کھانا حاضر ہو جائے تو اس سے فارغ ہو کر نماز پڑھے اس کے تحت حدیث سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے حضور کے وقت چھری اور بکری کا شانہ ہاتھ سے ایک طرف ڈال دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نماز کے وقت حضور کھانا تناول فرما رہے تھے اور کھانے کی شدید خواہش نہ

marfat.com

۶۰۱۳ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ تَعَشّٰى مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ

۶۰۱۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَقَالَ وُهَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا

نہ تھی اس لئے شانہ ہاتھ سے ایک طرف ڈال کر نماز کو تشریف لے گئے،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۶۰۱۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانا لگا دیا جائے اور نماز کی اقامت ہونے لگے تو پہلے کھانا کھالو۔ ایوب نے نافع کے ذریعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس طرح روائت کی ہے۔ نیز ایوب نے نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک دفعہ روائت کی کہ عبداللہ بن عمر قراءت سن رہے تھے اور عشاء کا کھانا کھا رہے تھے۔

۶۰۱۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی اقامت ہونے لگے اور شب کا کھانا بھی حاضر ہو جائے تو تم پہلے کھانا کھاؤ۔ وہیب اور یحییٰ بن سعید نے ہشام سے "اذا وضع الطعام" روائت کی ہے یعنی جب کھانا لگایا جائے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب کھانا کھا چکو تو اپنے اپنے گھر چلے جاؤ

marfat.com

۶۰۱۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِينَةِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ حَتّٰى قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشَى وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوا فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ

ترجمہ : ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ حضرت انس نے کہا میں آیت حجاب کے نزول کی شان سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ اُبی بن کعب اسکے متعلق مجھ سے پوچھا کرتے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے نئی نئی شادی کی تھی جبکہ اُن سے نکاح مدینہ منورہ میں کیا تھا۔ حضور نے سُورج بلند ہونے کے بعد لوگوں کو دعوتِ ولیمہ کے لئے بلایا۔ لوگوں کے چلے جانے کے بعد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے جبکہ آپ کے ساتھ چند لوگ بیٹھے رہے یہاں تک کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور چلنے لگے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل رہا تھا۔ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ شریفہ کے دروازہ پر پہنچے تو حضور کو گمان ہُوا کہ وہ بیٹھنے والے لوگ چلے گئے ہیں۔ آپ وہیں سے واپس آگئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس ہوگیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ ابھی بیٹھے باتوں میں مشغول ہیں، چنانچہ حضور پھر لوٹے اور میں بھی دُوسری بار آپ کے ساتھ واپس آگیا حتی کہ دُوسری بار ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ تک پہنچے تو واپس آگئے اور میں آپ کے ساتھ لوٹ آیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں تو حضور نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا اور آیت حجاب نازل ہوئی

۶۰۱۵ —

(اس کی تفصیل سورہ احزاب میں حدیث عـــــ ج ، کی شرح میں دیکھیں)

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الْعَقِيقَةِ

بَابُ تَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ غَدَاةَ يُولَدُ لِمَنْ لَمْ يُعَقَّ عَنْهُ وَتَحْنِيكِهِ ۶۰۱۶۔ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الْعَقِيقَةِ

علامہ عینی نے اصمعی سے نقل کیا کہ دراصل عقیقہ وہ بال ہیں جو بچے کے سر پر ہوتے ہیں جبکہ وہ پیدا ہوتا ہے اس کی طرف سے اس وقت جو بکری ذبح کی جاتی ہے اس کا نام بھی عقیقہ ہے کیونکہ ذبح کے وقت مولود کے بال اُتارے جاتے ہیں۔ خطابی نے کہا جو بکری مولود کی طرف سے ذبح کی جائے اس کو عقیقہ کہتے ہیں کیونکہ وہ ذابح سے قطع کی جاتی ہے۔ حلق سے جو بال اُترتے ہیں ان کو بھی استعارۃً عقیقہ کہتے ہیں مولود کے ساتویں روز ذبح کرنے کو بالوں کے نام پر عقیقہ کہتے ہیں کیونکہ اس روز بال حلق کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے جو بکری ذبح کی جائے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔ عق بمعنی شق ہے ہر نومولود بہیمہ کے بال عقیقہ ہیں۔

باب : جس نومولود کا عقیقہ نہ کرنا ہو پیدائش کے دن کی صبح کو نام رکھنا اور اس کی تحنیک

اس باب کا ایک عنوان یہ ہے کہ جس شخص کو عقیقہ کرنے کی استطاعت نہ ہو وہ نومولود کا نام رکھنے میں ساتویں دن تک تاخیر نہ کرے۔ جس روز بچہ پیدا ہو اس کے دوسرے دن کی صبح کو نام رکھ لے؛

marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ بُرَیْدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وُلِدَلِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاہُ اِبْرَاھِیْمَ فَحَنَّکَہٗ بِتَمْرَۃٍ وَدَعَا لَہٗ بِالْبَرَکَۃِ وَدَفَعَہٗ اِلَیَّ وَکَانَ اَکْبَرَ وَلَدِ اَبِیْ مُوْسٰی

ورنہ سنت یہ ہے کہ ساتویں دن نام رکھے اور دوسرا عنوان نومولود کی تحنیک ہے وہ یہ ہے کھجور یا کوئی میٹھی شئی کو چبا کر نرم کر کے نومولود کے منہ میں ڈالتے ہیں اس کا مقصد ایمان کی نیک فال ہے کیونکہ کھجور کے درخت کو مومن سے تشبیہ دی گئی ہے اور میٹھی شئی کو سرکار مدینہ پسند فرماتے تھے۔ لہٰذا اس میں حلاوتِ ایمان کی بھی نیک فال ہے۔ خصوصاً جبکہ اہلِ اصلاح و علم و تقوی والوں سے تحنیک کرائیں کہ اُن کے منہ کی برکت اس کو پہنچتی ہے۔

عقیقہ میں فقہاء کے اقوال

امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ نے کہا عقیقہ سُنّت ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو ترک نہ کرے۔ امام احمد نے کہا بکری کی قیمت مساکین پر صدقہ کرنے سے ذبح کر کے کھلانا زیادہ اچھا ہے۔ یحیی بن سعید نے کہا میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ بچے اور بچی کا عقیقہ کرتے تھے اور ترک نہ کرتے تھے ابن حزم نے کہا جو کوئی طاقت رکھتا ہو اس پر عقیقہ کرنا واجب ہے۔ ابن تین نے کہا لڑکوں کا عقیقہ کرنا سنّت ہے لڑکیوں کا نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سنّت مؤکدہ نہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے کہا یہ مستحب ہے پہلے کرتے تھے پھر منسوخ ہو گیا۔ شیخ عبدالرزاق نے اپنے اسناد سے حدیث روائت کی ہے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بیٹے کو اچھا جانتا ہے اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ عقیقہ کرے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے یہ استحباب کی دلیل ہے۔

۶۰۱۶ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میرا لڑکا پیدا ہُوا تو میں اس کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ حضور نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور اپنے منہ مبارک میں چبا کر اس کے منہ میں ڈالی اور اس کے لئے برکت کی دُعاء فرمائی پھر میرے حوالے کر دیا۔ وہ ابوموسیٰ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔

۶۰۱۶ — شرح : اس حدیث میں تسمیہ اور تحنیک ہیں لہٰذا عنوان کے ساتھ مطابقت واضح ہے۔ اس حدیث سے اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ نومولود کا نام رکھنے میں جلدی

marfat.com

۶۰۱۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ

۶۰۱۸۔ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا

کرنا چاہیئے لیکن صحیح احادیث میں ہے کہ ساتویں روز نام رکھا جائے؛ چنانچہ بزار، ابن حبان اور حاکم نے صحیح حدیث روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حسن وحسین علیہما السلام کی طرف سے ساتویں روز عقیقہ کیا اور ان کا نام رکھا۔ امام ترمذی نے عمرو بن شعیب کے طریق سے روائت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ ساتویں روز نومولود کا نام رکھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سات امور سنّت ہیں ان میں سے ساتویں روز نومولود کا نام رکھا جائے اس کا ختنہ کیا جائے اس سے غلاظت دُور کی جائے اور اس کے سَر کے بال اُتارے جائیں۔ اُن کے وزن کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کیا جائے اور اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے مہلب نے کہا اگر بچے کے والد نے عقیقہ نہ کرنا ہو تو جب بچہ پیدا ہو اس روز یا اس کے ایک دو روز بعد نام رکھ دیا جائے اور اگر عقیقہ کرنے کا ارادہ ہو تو ساتویں دن نام رکھیں۔

نومولود کی تحنیک (گھٹی)

تحنیک کے معنی ہیں کھجور چبا کر بچے کے تالو میں لگانا،، اس میں حکمت یہ ہے کہ اس میں ایمان کی نیک فال ہے؛ کیونکہ کھجور اس درخت کا پھل ہے جس کو سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلّم نے مومن اور اس کی حلاوت کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ خصوصاً جب تحنیک کرنے والا اہلِ فضل، علما اور صالحین میں سے ہو کیونکہ سب سے پہلے ان حضرات کے تھوک کا حصّہ نومولود کے پیٹ میں پہنچتا ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے تھوک مبارک کی برکت سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بے شمار فضائل اور کمالات سے مستفیض ہُوئے قرآن کریم کے قاری اور عفیف مسلمان ہُوئے ایسے ہی عبداللہ بن ابی طلحہ بہت بڑے عالم اور فاضل تھے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے تھوک شریف کی برکت سے ہر خیر میں پیش پیش تھے۔

marfat.com

حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ قُبَاءَ فَوَلَدْتُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهٗ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهٗ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ فَفَرِحُوْا بِهٖ فَرَحًا شَدِيْدًا اِلَّا نَّهُمْ قِيْلَ لَهُمْ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ وَلَا يُوْلَدُ لَكُمْ

٦٠١٧ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا۔ حضور نے کھجور چبا کر اس کے تالو میں لگائی۔ اُس نے حضور پر پیشاب کر دیا تو اس پہ پانی پھیرا۔ (حدیث ۲۲۲ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

٦٠١٨ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں عبداللہ ابن زبیر سے امید سے ہُوئیں۔ اُنھوں نے کہا میں اس حال میں مکہ مکرمہ سے نکلی کہ میں حمل کے دن پُورے کرنے والی تھی۔ میں مدینہ منورہ آئی اور قبا میں ٹھہری اور وہیں میں نے بچہ کو جنم دیا پھر اس کو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لائی اور حضور کی گود شریف میں رکھ دیا۔ حضور نے کھجور منگوائی اور اس کو چبا کر بچے کے منہ میں تھوک ڈالا۔ پس سب سے پہلے اس کے پیٹ میں جو پہنچا وہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تھوک شریف تھا۔ پھر اسے کھجور کی گھٹی دی گئی اور برکت کی دعاء فرمائی یہ اسلام میں پہلا بچہ پیدا ہُوا تھا۔ اس کی ولادت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہُوئے کیونکہ ان سے کہا گیا تھا یہودیوں نے (مسلمانوں پر) جادو کر دیا ہے اُن کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا۔

٦٠١٨ — شرح : یعنی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مہاجرین کی اولاد میں سب سے پہلے جنم لینے والے حضرت عبداللہ بن زبیر تھے "رضی اللہ عنہما"، ورنہ ہجرت کے بعد اُن سے پہلے حضرت نعمان بن بشیر انصاری متولد ہو چکے تھے۔
(حدیث ٦٠-٣٦٦١ ، ج ٥ - کی شرح دیکھیں)

marfat.com

٦٠١٩ــ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِاَبِيْ طَلْحَةَ يَشْتَكِيْ فَخَرَجَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْطَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِيْ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ هُوَ اَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعَشَآءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْطَلْحَةَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ ءَاَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَالَ لِيْ اَبُوْطَلْحَةَ احْفَظْهُ حَتّٰى تَاْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْسَلَتْ مَعَهٗ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَعَهٗ شَيْءٌ قَالُوْا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ثُمَّ اَخَذَ مِنْ فِيْهِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِي الصَّبِيِّ وَحَنَّكَهٗ بِهٖ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ

٦٠١٩ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ابو طلحہ کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ ابو طلحہ باہر گئے تو (اُن کے بعد) بچہ فوت ہو گیا جب وہ واپس آئے تو کہا میرا بچہ کیسا ہے۔ ام سلیم نے کہا وہ پہلے سے سکون میں ہے ام سلیم نے ابو طلحہ کو کھانا پیش کیا اُنھوں نے کھانا کھایا پھر رات کو جماع کیا جب فارغ ہوئے تو ام سلیم نے کہا بچے کو دفن کر آؤ صبح کو ابو طلحہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر (بچے کے فوت ہونے کی) خبر دی تو حضور نے فرمایا کیا تم نے اس رات جماع کیا تھا؟ ابو طلحہ نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اے اللہ! اِس رات میں ان کے (فعل میں) برکت فرما (ام سلیم نے کہا) اس کے بعد

marfat.com

۶۰۲۰ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ

بَابُ اِمَاطَةِ الْاَذٰی عَنِ الصَّبِیِّ فِی الْعَقِیْقَةِ

۶۰۲۱ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلْمٰنَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَةٌ وَقَالَ

میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو مجھے ابوطلحہ نے کہا اس کو حفاظت سے رکھو حتیٰ کہ ہم اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلیں چنانچہ ابوطلحہ اسے حضور کے پاس لائے جبکہ اُن کے ہمراہ ام سلیم نے کچھ کھجوریں بھیجی تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نومولود کو پکڑ کر فرمایا کیا اس کے ساتھ کچھ لائے ہو؟ اُنھوں نے کہا: جی ہاں! چند کھجوریں (لائے ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پکڑ لیں اور انہیں چبایا پھر بچے کا منہ پکڑا اور اس میں ڈال دیں اس کے ساتھ اسے گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

شرح ۶۰۱۹ــــ : قولہ اسکن ماکان،، اس سے مُراد سکونِ موت ہے۔ یہ اسم تفضیل ہے ابوطلحہ نے یہ گمان کیا تھا کہ ام سلیم کی مُراد سکونِ شفا ہے۔ قولہ اَعْرَسْتُمْ اِعراس سے ماخوذ ہے اس کے معنی وطئ اور جماع ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تعجّب استفہام فرمایا تھا کہ حضور نے ان کے فعل اور صبر اور ابوطلحہ کا ام سلیم کی اللہ کی قضاء و قدر سے رضاء پر سرور پہ تعجب فرمایا ہے۔ اس حدیث میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی منقبت و فضیلت ہے جبکہ اُس نے بچہ کی موت پہ صبر و استقلال اور اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر پر حسنِ رضاء کا اظہار کیا اور شروع رات میں بچہ کی موت کو اس کے والد سے اخفاء کرنے میں اس کی جزالتِ عقل کی دلیل ہے تاکہ وہ رات آرام سے بسر کرے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تعریض کرنا مستحب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء قبول فرمائی جبکہ اس کے بعد ام سلیم عبداللہ بن ابی طلحہ کے ساتھ امید سے ہوئیں اور عبداللہ کی نسل میں دس نیک علماء پیدا ہوئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ ۶۰۲۰ــــ : محمد بن مثنیٰ نے کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے عبداللہ بن عون سے انہوں نے محمد سے اُنھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور پوری حدیث ذکر کی۔

marfat.com

۶۰۲۱ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلْمٰنَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ وَقَالَ حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَقَتَادَةُ وَهِشَامٌ وَحَبِيْبٌ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمٍ وَهِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمٰنَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ سَلْمٰنَ قَوْلَهٗ وَقَالَ اَصْبَغُ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ جَرِيْرِ ابْنِ حَازِمٍ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمٰنُ بْنُ عَامِرِ الضَّبِّيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَاَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى

باب بچے کا عقیقہ کر کے اس سے تکلیف دُور کرنا

۶۰۲۰ ترجمہ : اس اسناد میں مذکور تمام لوگوں نے سلمان بن عامر ضبی سے روائت کی کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا کہ لڑکے کا عقیقہ ہے اُس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے تکلیف زائل کرو

۶۰۲۱ ترجمہ : حبیب بن شہید نے کہا مجھے محمد بن سیرین نے حکم دیا کہ میں حسن بصری سے پوچھوں کہ اُنھوں نے عقیقہ کی حدیث کس سے سُنی ہے۔ میں نے پوچھا تو اُنھوں نے کہا میں نے سمرہ بن جندب سے سُنا۔

۶۰۲۱-۲۰ شرح : اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں جو کتب سُنن میں مذکور ہیں کہ لڑکا عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے۔ پیدائش کے ساتویں روز اس کا

marfat.com

۶۰۲۱ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَیْشٌ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ الشَّهِیْدِ قَالَ اَمَرَنِی ابْنُ سِیْرِیْنَ اَنْ اَسْئَلَ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِیْثَ الْعَقِیْقَةِ فَسَاَلْتُهٗ مِنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ

بَابُ الْفَرَعِ

۶۰۲۲ــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِیْرَةَ

حلق کیا جائے (اس کے سر کے بال منڈوائے جائیں) اور ساتویں روز اس کی طرف سے بکری ذبح کی جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔ بچہ سے تکلیف دُور کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے سر کے بال منڈائے جائیں۔ بعض نے اس کی تفسیر ختنہ سے کی ہے۔ اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ لڑکے کا عقیقہ ہے لڑکی کا نہیں لیکن جمہور فقہاء نے کہا دونوں کا عقیقہ ہے اس کی بکثرت احادیث شاہد ہیں چنانچہ ام کرز نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق سوال عرض کیا تو حضور نے فرمایا لڑکے کے لئے دو بکریاں اور لڑکی سے ایک بکری ذبح کریں اور وہ خوب صحت مند ہوں۔ اس میں کوئی امتیاز نہیں کہ وہ مادہ ہوں یا نر ہوں۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ابو داؤد اور نسائی نے عمرو بن شعیب کے اسناد سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے بچے کا عقیقہ کرنا چاہے وہ لڑکے سے دو اور لڑکی سے ایک بکری ذبح کرے اور وہ خوب صحت مند ہوں۔ قولہ اَمِیْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰی ،، بچہ سے تکلیف دُور کرو۔ اذی سے مراد بچے کے بال ہیں جن کے ساتھ رحم کا خون وغیرہ لگا ہوتا ہے اس کو بال منڈا کر زائل کیا جائے۔ بعض اس سے ختنہ مُراد لیتے ہیں بعض کچھ اور کہتے ہیں

باب فرَع

فَرَع بفتح الفا و الرّاء ہے وہ اونٹنی کا پہلا بچّہ ہے جاہلیّت کی یہ عادت تھی کہ جب اونٹنی پہلا بچّہ

marfat.com

وَالْفَرَعُ اَوَّلُ النِّتَاجِ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهٗ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ

بَابُ الْعَتِيْرَةِ

٦٠٢٣ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ وَالْفَرَعُ اَوَّلُ النِّتَاجِ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهٗ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبَ

جنم دیتی تو اس کو اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے بعض نے کہا جب کسی کے سو اونٹ ہو جاتے تو اس سے نائد کو بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے۔

٦٠٢٢ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ حضور نے فرمایا کہ فرع اور عتیرہ کوئی شئ نہیں۔ اونٹنی کے پہلے بچہ کو فرع کہتے ہیں۔ جاہلیت میں کافر اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے اس کو رجبیہ بھی کہتے ہیں

٦٠٢٢ــــ شرح : فرع اور عتیرہ جاہلیت میں بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے۔ اسلام کے بعد لوگ اللہ کے نام پر ذبح کرتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمادیا کہ فرع اور عتیرہ کوئی شئ نہیں۔ لہٰذا یہ دونوں منسوخ ہیں۔

باب عتیرہ

٦٠٢٣ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرع اور عتیرہ کوئی شئ نہیں۔ راوی نے کہا فرع پہلا بچہ ہے جسے کافر اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے اور عتیرہ رجب میں ذبح کرتے تھے (قدمرّہ تفسیرہٗ)

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

أَلْجُزْءُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ

كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ وَالتَّسْمِيَةِ

وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ اِلٰى قَوْلِهٖ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِىْ وَقَوْلِهٖ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰہُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ الْاٰيَةَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تئیسواں پارہ

كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ

ذَبَائِح ذبیحہ کی جمع ہے جسے ذبح کیا جائے۔ اس کتاب میں ذبائح کے احکام اور شکار کے احکام مذکور ہیں۔ صید مصدر ہے اس کا ماضی مضارع صَادَ یَصِیْدُ ہے کبھی اس کا اطلاق نفسِ مصید پر بھی ہوتا ہے شکار وہ ہے جو طبعی طور پر نافر ہو اور غیر مملوک حلال ہو۔"

marfat.com

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْعُقُوْدُ اَلْعُهُوْدُ مَا اُحِلَّ وَحُرِّمَ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ
الْخِنْزِيْرُ يَحْرُمُ مِنْكُمْ شَنَانُ عَدَاوَةُ الْمُنْخَنِقَةُ تُخْنَقُ فَتَمُوْتُ اَلْمَوْقُوْذَةُ
تَضْرَبُ بِالْخَشَبِ تُوْقِذُ مَا فَمَوْتُ الْمُتَرَدِّيَةُ تَتَرَدّٰى مِنَ الْجَبَلِ النَّطِيْحَةُ
تُنْطَحُ الشَّاةُ فَمَا اَدْرَكْتَهٗ يَتَحَرَّكُ بِذَنَبِهٖ اَوْ بِعَيْنِهٖ فَاذْبَحْ وَكُلْ

باب شکار پر بسم اللہ پڑھنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اللہ تمہارا شکار کے ذریعہ امتحان لے گا ..... عذابٌ الیمٌ تک اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے لئے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد تم پر حرام ہے مُردار اور خون فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ تک "

قولہ لَيَبْلُوَنَّكُمُ الاٰیۃ یہ آیت کریمہ حدیبیہ کے سال نازل ہوئی جبکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مُحرِم تھے اور شکار اُن کے اردگرد پھر رہے تھے وہ ان کو نہ ہاتھ سے پکڑتے اور نہ نیزہ مارتے تھے چونکہ صحابہ کرام سارے مُحرِم تھے اس لئے وہ شکار سے خوف زدہ ہوئے، حالانکہ ان کا شکار ہاتھ سے پکڑ لینا اور ہتھیار سے شکار کر لینا آسان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت نازل فرمائی اور اس آزمائش میں وہ فرمبردار ثابت ہوئے اور حکم الٰہی کی تعمیل میں ثابت قدم رہے۔ آئت کے معنی یہ ہیں: "اے ایمان والو! ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں کہ اللہ پہچان کرا دے ان کی جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے۔ اس کے لئے دردناک سزا ہے۔ قولہ اُحِلَّتْ لَكُمْ الآیۃ اس آئت کا اوّل یہ ہے۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ الاٰیۃ "اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو تمہارے لئے حلال ہوئے بے زبان الخ قولہ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الاٰیۃ تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا جائے اور جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرے اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جو تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور تیروں سے قسمت دریافت کرنا یہ گناہ کا کام ہے یہ جُوا بازی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کافر جب کوئی کام کرنا چاہتے وہ تین تیر سیہ کر لیتے۔ ایک پر یہ لکھتے " اَمَرَنِیْ رَبِّیْ "، میرے رب نے حکم دیا ہے۔ دوسرے پر لکھتے نَهَانِیْ رَبِّیْ "، میرے رب نے منع کیا ہے۔ اور تیسرا تیر صاف رہنے دیتے۔ اُن میں سے ایک تیر نکالتے اگر وہ حکم

marfat.com

٦٠٢٤ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ مَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ فَكُلْهُ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ وَهُوَ وَقِيْذٌ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ مَا اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ فَاِنْ اَخَذَ الْكَلْبُ ذَكَاةٌ فَاِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ اَوْ كِلَابِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ فَخَشِيْتَ اَنْ يَكُوْنَ اَخَذَهٗ مَعَهٗ وَقَدْ قَتَلَهٗ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا ذَكَرْتَ اِسْمَ اللّٰهِ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلٰى غَيْرِهٖ

دے تو کام کرتے اگر تیر منع کرتا تو کام سے رُک جاتے اگر سادہ تیر نکلتا تو دوسری بار تیر نکالنا شروع کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیروں سے قسمت کا فیصلہ کرانا فسق ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْعُقُوْدُ الْعُهُوْدُ الخ

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عقود سے مراد وہ عہد ہیں جو حلال و حرام کے متعلق کئے جائیں اور اِلَّا مَا يُتْلٰى ،، سے مراد مُردار، خون اور خنزیر ہے قولہ يَجْرِمَنَّكُمْ الایۃ اس سے اس آیت کریمہ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا کی طرف اشارہ کیا اور اسکی تفسیر يَجْرِمَنَّكُمْ يَحْمِلَنَّكُمْ سے کی اور شَنَاٰن کی تفسیر عداوت سے کی۔ یعنی تم کو کسی قوم کے بغض دشمنی پر آمادہ نہ کرے کہ اُنھوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا کہ ان پر زیادتی کرو ،، مُنْخَنِقَة ،، وہ ہے جو گلا گھونٹنے سے مرجائے ،، مَوْقُوْذَة ،، وہ ہے جو بے دھار چیز لکڑی، پتھر وغیرہ سے ماری جائے ،، مُتَرَدِّيَة ،، وہ ہے جو پہاڑ سے گر جائے ،، نَطِيْحَة ،، وہ ہے جس کو بکری سینگ مارے۔ اگر تو اس کو زندہ پائے کہ وہ اپنی دم ہلا رہا ہے یا اس کی آنکھ متحرک ہے تو اس کو ذبح کر کے کھالے۔

ترجمہ : عدی بن حاتم نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے شکار

٦٠٢٤ — کے متعلق سوال عرض کیا (تیر کا گز) تو حضور نے فرمایا اگر تیر کی تیزی سے زخمی ہو جائے تو کھالو اور اگر اس کے گز سے زخمی ہو جائے وہ لکڑی سے مرا ہوا ہے اسے نہ کھاؤ میں نے حضور سے کتے کے شکار سے پوچھا تو فرمایا اگر وہ شکار تیرے لئے روک رکھے تو کھالو کیونکہ کتے کا پکڑنا ذبح کے حکم

marfat.com

میں ہے۔ اور اگر تو اپنے کتے یا اپنے کتوں کے ساتھ کوئی غیر کتا پائے اور تجھے ڈر ہے کہ اس کتے نے شکار پکڑا ہوگا اور قتل کر دیا ہے تو نہ کھا کیونکہ تو نے اپنے کتے پر اللہ کا نام ذکر کیا ہے۔ غیر کے کتے پر اللہ کا نام نہیں ذکر کیا ہے۔

۶۰۲۴ شرح : اس حدیث شریف سے کئی احکام معلوم ہوتے ہیں اوّل یہ کہ شکار کرنا مباح ہے ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ،، جب تم احرام کھول دو تو تمہارے لئے شکار کرنا مباح ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اگر نفع حاصل کرنے کے لئے شکار کیا تو اس کے لئے شکار کرنا مباح ہے اور اگر محض لہو و لعب کے لئے شکار کیا ہے لیکن اس کو ذبح کرنا اور نفع اُٹھانا مقصود ہے تو بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے امام مالک اسے مکروہ فرماتے ہیں اور اگر ذبح کرنا مقصود نہیں تو حرام ہے ؛ کیونکہ یہ زمین میں فساد اور فضول نفس کو ضائع کرنا ہے ؛ حالانکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کھانے اور نفع اُٹھانے کے بغیر قتلِ حیوان سے منع فرمایا ہے۔ نیز حضور نے زیادہ شکار کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ہے کہ جو کوئی شہروں سے دُور دراز دیہات میں مقیم ہو جائے اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور جو شکار کا پیچھا کرتا رہے وہ غافل ہو جاتا ہے اور جو حاکموں کے پاس رہے اور ان کا طواف کرتا رہے وہ فتنوں میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔ دُوسرا حکم یہ ہے کہ اگر شکار تیر کی تیزی سے زخمی نہ ہو تو اسے کھانا جائز نہیں۔ معراض وہ لکڑی ہے جس کے ایک کنارے پر تیز دھار لوہا چڑھایا ہوتا ہے۔ شکاری اس کے ساتھ شکار کو زخمی کرتا ہے اگر اس سے شکار زخمی ہو جائے تو حلال ہے اگر شکار کو تیر کی چوب زخمی کر دے تو وہ "وقیذ" ہے اسے کھانا جائز نہیں۔ تیسرا حکم یہ ہے کہ معلّم (سیکھا ہُوا کتا) کتے کا قتل کیا ہُوا شکار ذبیحہ ہے۔ اگر کتا اس سے کچھ کھا لے تو وہ معلّم نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما کا مذہب یہی ہے وہ کہتے ہیں کتے کی تعلیم یہ ہے کہ وہ شکار کو نہ کھائے۔ یہ اُن کے نزدیک شرط ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام مالک کے نزدیک کتے کا شکار کو نہ کھانا شرط نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : كُلُوْا مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ ،، جو وہ تمہارے لئے روک رکھیں وہ کھالو۔ یہ ذبح ہے اس سے شکار مباح ہوتا ہے۔ اگر کُتا اس سے کھالے تو وہ حرام نہ ہوگا احناف اور شوافع کی دلیل سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد ہے کہ اگر کُتا شکار کھالے تو اسے نہ کھاؤ کیونکہ اُس نے شکار اپنے لئے کیا ہے تمہارے لئے نہیں کیا ،،

چوتھا حکم : بسم اللہ پڑھنا شرط ہے کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے تُو نے اپنے کُتے پر اللہ کا نام ذکر کیا ہے۔ دُوسرے کے کُتے پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا۔ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شکار پر بسم اللہ پڑھنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ کثیر علماء نے کہا بسم اللہ پڑھنا فرض ہے اگر قصداً یا سہواً نہ پڑھی تو شکار کو کھانا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ، امام مالک، سفیان ثوری اور امام احمد رضی اللہ عنہم نے کہا اگر قصداً بسم اللہ ترک کر دی تو شکار کو کھانا جائز نہیں اگر سہواً ترک کر دی تو اس کو کھانا مباح ہے ابن مُنذر

marfat.com

بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْمَقْتُوْلَةِ بِالْبُنْدُقَةِ تِلْكَ الْمَوْقُوْذَةُ وَكَرِهَ سَالِمٌ وَالْقَاسِمُ وَمُجَاهِدٌ وَاِبْرَاهِيْمُ وَعَطَاءٌ وَالْحَسَنُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ رَمْيَ الْبُنْدُقَةِ فِي الْقُرٰى وَالْاَمْصَارِ وَلَا يَرٰى بَاسًا فِيْمَا سِوَاهُ

٦٠٢٥ حدثنا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

نے کہا۔ ابن عباس ابو ہریرہ سعید بن مسیب، حسن بن صالح، عطاء، طاؤس، حسن بن ابی الحسن اور ابراہیم نخعی بھی یہی کہتے ہیں (عینی)

باب صَيْدِ المعراض

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے غُلّہ سے مارے ہُوئے شکار کے متعلق کہا وہ وقیذ کے حکم میں ہے۔ سالم، قاسم، مجاہد، ابراہیم نخعی، عطاء اور حسن بصری نے اس کو مکروہ کہا ہے۔ حسن نے شہروں اور دیہات میں غُلّہ پھینکنا مکروہ جانا ہے۔ ان کے علاوہ مقامات میں کوئی حرج نہیں۔

شرح : معراض لکڑی ہے جس کے ایک کنارے پر تیز دھار لوہا لگایا ہوتا ہے۔ شکاری اس سے شکار کرتا ہے اگر لوہے کی تیز دھار شکار کو زخمی کر دے تو وہ ذبیحہ ہے اس کو کھانا جائز ہے۔ اگر شکار کو صرف لکڑی لگے اور وہ مرجائے تو وہ موقوذہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا بندقہ (غُلّہ) مارنے سے شکار قتل ہو جائے تو وہ موقوذ کے حکم میں ہے۔ اس کو کھانا حرام ہے۔

جمہور علماء کہتے ہیں کہ غلولہ سے شکار کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ وہ پھینکنے والے کی قوت سے زخمی کرتا ہے۔ تیز دھار سے زخمی نہیں کرتا ایسے بندوق سے کیا ہُوا شکار بھی حلال نہیں ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیہات اور شہروں اور جہاں کہیں ہجوم اور آبادی ہو غلولہ پھینکنا مکروہ ہے تاکہ کسی شخص کو زخمی نہ کرے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلولہ دشمن کو قتل نہیں کرتا یہ کسی کی آنکھ پھوڑتا ہے یا دانت توڑتا ہے صحراء میں جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

٦٠٢٥ ترجمہ : شعبی نے کہا میں نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سُنا کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے متعلق سوال عرض کیا تو حضور نے فرمایا جب تیر تیز دھار لوہے سے قتل کر دے تو کھالے اور اگر تیر کی لکڑی سے قتل ہو جائے

marfat.com

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِیَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ اِذَا اَصَبْتَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَاِنَّهٗ وَقِیْذٌ فَلَا تَاْكُلْ فَقُلْتُ اُرْسِلُ كَلْبِیْ قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّیْتَ فَكُلْ قُلْتُ فَاِنْ اَكَلَ قَالَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّهٗ لَمْ یُمْسِكْ عَلَیْكَ اِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰی نَفْسِهٖ قُلْتُ اُرْسِلُ كَلْبِیْ فَاَجِدُ مَعَهٗ كَلْبًا اٰخَرَ قَالَ لَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ اِنَّمَا سَمَّیْتَ عَلٰی كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَی الْاٰخَرِ

بَابُ مَا اَصَابَ الْمِعْرَاضُ بِعَرْضِهٖ

٦٠٢٦ــ حَدَّثَنَا قَبِیْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ كُلْ مَا اَمْسَكْنَ عَلَیْكَ قُلْتُ فَاِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَاِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ اِنَّا نَرْمِیْ بِالْمِعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَلَا تَاْكُلْ

تو نہ کھا؛ کیونکہ وہ موقوذ (تیر کے گز سے مرا ہوا) ہے میں نے عرض کیا میں اپنا کتا چھوڑتا ہوں، حضور نے فرمایا جب تو اپنا کتا چھوڑے اور بسم اللہ پڑھے تو شکار کھالو اور اگر اُس نے خود کھا لیا تو نہ کھاؤ کیونکہ کتے نے شکار تمہارے لئے نہیں روکا اپنے لئے روکا ہے میں نے عرض کیا میں اپنا کتا (بسم اللہ پڑھ کر) چھوڑتا ہوں پھر اس کے ساتھ کوئی اور کتا پاتا ہوں حضور نے فرمایا وہ شکار نہ کھاؤ کیونکہ تو نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے۔ دوسرے پر نہیں پڑھی۔

marfat.com

بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ

وَقَالَ الْحَسَنُ وَاِبْرَاهِيْمُ اِذَا ضَرَبَ صَيْدًا فَبَانَ مِنْهُ يَدٌ اَوْ رِجْلٌ فَلَا يَأْكُلِ الَّذِيْ بَانَ وَيَاْكُلُ سَائِرَهٗ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِذَا ضَرَبْتَ عُنُقَهٗ اَوْ وَسَطَهٗ فَكُلْهُ وَقَالَ الْاَعْمَشُ عَنْ زَيْدٍ اِسْتَعْصٰى عَلٰى اٰلِ عَبْدِ اللّٰهِ حِمَارٌ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَضْرِبُوْهُ حَيْثُ تَيَسَّرَ دَعُوْا مَا سَقَطَ مِنْهُ وَكُلُوْهُ

باب جس شکار کو تیر کی لکڑی لگے اور مَر جائے ،،

تو جمہ : عدی بن حاتم نے کہا میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم شکار کے لئے سکھے ہُوئے کُتّے چھوڑتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جو چیز وہ تمہارے لئے پکڑ کر لے آئیں وہ کھالو میں نے عرض کیا اگر وہ اسے قتل کر دیں؟ فرمایا اگرچہ قتل کر دیں میں نے عرض کیا ہم معراض (تیر کی لکڑی) سے بھی شکار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جو شکار کو چیر پھاڑ دے کھالو اور جو تیر کی لکڑی سے مرجائے وہ نہ کھاؤ۔

٦٠٢٦ — شرح : حضرات ائمہ کرام ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد، سفیان ثوری اور اسحاق رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ ابن بطال نے کہا اوزاعی، مکحول اور شام کے فقہاء نے کہا جو معراض سے مرجائے اس کا کھانا جائز ہے وہ شکار کو چیرے پھاڑے یا نہ ابو الدرداء اور فضالہ بن عُبَید اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے (عینی)

باب کمان سے شکار کرنا ،،

حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا جب شکار کو مارے تو اس کا پاؤں یا ہاتھ جُدا ہو جائے تو جو حصہ جُدا ہُوا ہے وہ نہ کھائے اور باقی حصہ کھا جائے۔ ابراہیم نخعی نے کہا جب تو نے اس کی گردن یا اس کے

marfat.com

٦٠٢٧ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ
اَخْبَرَنِيْ رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ
قَالَ قُلْتُ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ الْكِتَابِ اَفَنَاْكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ
وَبِاَرْضِ صَيْدٍ اَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَبِكَلْبِيْ الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِيَ
الْمُعَلَّمِ فَمَا يَصْلُحُ لِيْ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ فَاِنْ وَجَدْتُمْ
غَيْرَهَا فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا وَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا وَمَا صِدْتَ
بِقَوْسِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ
اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَهٗ فَكُلْ

درمیان تیر مارا تو اس کو کھالو۔ سلیمان اعمش نے زید سے روائت کی عبداللہ بن مسعود کی اولاد سے ایک شخص کا اونٹ بھاگ نکلا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا جہاں بھی وہ آسانی سے مار سکیں اسے مار ڈالیں اور اس کا جو حصہ علیحدہ ہو جائے اسے چھوڑ دو اور باقی جسم کھالو۔

شرح نیہ لفظ قوس مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ اگر اسے مذکر کہیں تو اس کی تصغیر قویس اور جمع قسیٌ اقواس اور قیاس ہے اگر مؤنث کہیں تو اس کی تصغیر قویسہ ہے اس باب میں اس اثر کو اس لئے ذکر کیا کہ شکار کو قوس کے تیر سے مار ڈالنا ممکن ہے اور اگر اس کا ہاتھ یا پاؤں جدا ہو جائے تو اس کو پھینک دیا جائے اور باقی کھا لیا جائے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تمہید سے نقل کیا کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر شکار کا کوئی عضو جدا ہو گیا اس کو نہ کھایا جائے اور باقی کھا لیا جائے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر شکار کے دو ٹکڑے ہو گئے تو اسے کھالے۔ اگرچہ ان میں سے ایک چھوٹا اور دوسرا بڑا ہو جبکہ وہ ایک ہی چوٹ سے مر گیا ہو،، امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری نے کہا جب شکار کے دو ٹکڑے ہو گئے تو دونوں کھائے جائیں اگر اس کی ایک تہائی علیحدہ ہو گئی تو اگر وہ سر کی جانب ہے تو سارا کھانا جائز ہے اور اگر وہ تہائی دم کی جانب ہے تو سر کی جانب دو تہائی کھانا جائز ہے اور جو تہائی دم کی جانب ہے اسے کھانا جائز نہیں۔ واللہ اعلم!

ترجمہ ٦٠٢٧ ـــ : ابو ثعلبہ خشنی نے کہا میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں کیا ان کے برتنوں میں کھا پی لیا کریں؟ اور ہم شکار

marfat.com

والی زمین میں رہتے ہیں میں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور نہ سکھے ہوئے کتوں سے اور سکھے ہوئے کتوں سے شکار کرتا ہوں ان سے ہمارے لئے کیا جائز ہے؟ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم نے اہل کتاب سے ذکر کیا ہے۔ اگر اُن کے برتنوں کے سوا برتن پاؤ تو اُن کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور اگر نہ پاؤ تو اہل کتاب کے برتن دھو کر اُن میں کھالو۔ اور اگر تو کمان سے شکار کرے اور اللہ کا نام ذکر کرے تو اسے کھالو اور اگر غیر معلم (نہ سکھایا ہوا) کتے سے شکار کرو اور اسے ذبح کرنے کا وقت پاؤ تو ذبح کر کے کھالو۔

۶۰۲۷ — شرح : ابو ثعلبہ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مسئلے دریافت کئے۔ ایک مسئلہ اہل کتاب کے برتنوں میں کھانے سے متعلق ہے اس کا جواب یہ فرمایا کہ اہل کتاب کے برتنوں کے علاوہ برتن پاؤ تو اُن میں کھاؤ ورنہ اہلِ کتاب کے برتن خوب دھو کر اُن میں ہی کھالو۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تفصیل فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اہلِ کتاب کے برتنوں کے علاوہ اور برتن مل جائیں تو اہلِ کتاب کے برتن استعمال کرنے مکروہ ہیں؛ حالانکہ فقہا نے کہا اہلِ کتاب کے برتن دھو کر استعمال کرنا کسی کراہت کے بغیر جائز ہیں۔ دوسرے برتن پائے جائیں یا نہ پائے جائیں،، اس کا جواب یہ ہے کہ اہل کتاب کے اُن برتنوں میں کھانا مکروہ ہے جن میں وہ خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور وہ برتن جن میں وہ شراب پیتے ہیں چونکہ وہ نجاست کے لئے تیار کردہ ہیں اس لئے فرمایا ان کو خوب دھولو اور جن برتنوں کو فقہاء نے استعمال کرنے کی تصریح کی ہے اُن سے کافروں کے وہ برتن مُراد ہیں جو غالباً نجاست میں استعمال نہیں ہوتے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ ابو ثعلبہ کی حدیث میں ظاہر حال کو اصل پر ترجیح دی گئی ہے۔ کیونکہ اہل کتاب اور مجوسیوں کے برتنوں میں اصل طہارت ہے اور دراصل ان کے برتن طاہر ہونے کے باوجود اور برتن نہ ملیں تو انہی کے برتنوں کو دھو کر استعمال کرنا جائز ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ جب تک نجاست متحقق نہ ہو اصل پر عمل کیا جائے گا اور حدیث میں مذکور حکم کا جواب یہ ہے کہ اہلِ کتاب کے برتنوں کو احتیاط و استحباب کے طور پر دھونے کا حکم ہے نیز حدیث سے مراد وہ حالت ہے جس میں اُن کے برتنوں میں نجاست متحقق ہو؛ چنانچہ ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ ہم اہلِ کتاب کے قرب و جوار میں رہتے ہیں اور وہ اپنی ہنڈیوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اُن کے برتنوں کے سوا برتن پاؤ تو اُن میں کھا پی لو ورنہ اُن کو پانی سے دھو کر ان میں کھاؤ پیئو،،

دوسرا مسئلہ

تیر کمان اور سکھلائے ہوئے کُتّے سے شکار کرنا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم شکار کو بسم اللہ پڑھ کر تیر مارو جس سے شکار مر جائے تو اسے کھالو اور اگر تم سکھلایا ہوا کتا بسم اللہ پڑھ کر چھوڑو تو اس کا شکار کھالو اور اگر دوسرے کتے نے

marfat.com

بَابُ الْحَذْفِ وَالْبُنْدُقَةِ

٦٠٢٨ــــ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيَزِيدُ ابْنُ هَارُوْنَ وَاللَّفْظُ لِيَزِيْدَ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَهٗ لَا تَخْذِفْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ اَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ وَقَالَ اِنَّهٗ لَا يُصَادُ بِهٖ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَأُ بِهٖ عَدُوٌّ لٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ ثُمَّ رَاٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَهٗ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ اَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ وَاَنْتَ تَخْذِفُ لَا اُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا

شکار کیا تو اگر وہ زندہ ہے تو ذبح کر کے کھالو ارشاد نبوی صلی اللہ علی صاحبہ سے واضح ہوتا ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر تیر پھینکنے سے شکار کرنا جائز ہے اور بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اور کتے کا سکھایا ہوا ہونا شرط ہے لہٰذا جب بسم اللہ پڑھ کر سکھلایا ہوا شکار پر چھوڑا جائے اور وہ شکار پکڑ کر لے آئے تو اسے کھا لو اور اگر کتا سکھایا ہوا نہیں اور وہ شکار پکڑ لائے تو اگر وہ زندہ ہے تو ذبح کر کے کھانا جائز ہے اور جس کتے سے چاہیں شکار کر سکتے ہیں سفید سرخ یا سیاہ کی کوئی تخصیص نہیں جبکہ حدیث شریف میں مطلقاً شکاری کتا مذکور ہے۔

باب کنکری پھینکنا اور گولی مارنا

٦٠٢٨ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو کنکری پھینکتے ہوئے دیکھا تو اسے کہا کنکری نہ پھینکو، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے یا کہا کہ حضور کنکری پھینکنے کو مکروہ جانتے تھے (پسند نہ کرتے تھے) اور فرمایا اس کے ساتھ شکار نہیں کیا جاتا اور نہ ہی دشمن کو زخمی کیا جاتا ہے، لیکن یہ کسی کا

marfat.com

بَابُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

٦٠٢٩ــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنِ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهٖ قِيْرَاطَيْنِ

٦٠٣٠ــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيٰنَ سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا لِصَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَيْنِ

دانت توڑ ڈالتی ہے یا آنکھ پھوڑ دیتی ہے اس کے بعد پھر اس کو دیکھا کہ وہ کنکری پھینک رہا ہے تو اسے کہا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہوں کہ حضور نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا یا اسے پسند نہیں کیا اور تو کنکری پھینک رہا ہے میں تیرے ساتھ اتنا اتنا عرصہ بات نہیں کروں گا

٦٠٢٨ــ شرح : "يَنْكَأُ" بفتح الكاف مہموز اللام ہے مشہور یہ ہے کہ ناقص ہے مہموز نہیں وہ اسے "يُنْكِي" پڑھتے ہیں اس کے معنی زخم میں مبالغہ ہے اور سخت چوٹ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت کی مخالفت کرنے والے سے ترکِ کلام جائز ہے۔ اس میں تین دن سے زائد ہجران کی نہی کی مخالفت نہیں۔

باب جس نے ایسا کتا پالا جو شکاری نہ ہو اور نہ ہی جانوروں کی حفاظت کے لئے ہو۔"

marfat.com

٦٠٣١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْ ضَارٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ

بَابُ اِذَا اَكَلَ الْكَلْبُ

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا اُحِلَّ لَهُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اجْتَرَحُوْا اِكْتَسَبُوْا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنْ اَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ اَفْسَدَهٗ اِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَيُضْرَبُ وَيُعَلَّمُ حَتّٰى يَتْرُكَ وَكَرِهَهٗ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ عَطَاءٌ اِنْ شَرِبَ الدَّمَ وَلَحْمَ يَاكُلُ فَكُلْ

٦٠٢٩ــ ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے ابن عمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ جس نے کتا پالا جو جانوروں کی حفاظت یا شکار کے لئے نہ ہو تو اس کے عمل سے ہر روز دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔

٦٠٣٠ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جو کوئی شکاری کتے یا جانوروں کی حفاظت کے لئے کتے کے سوا کوئی کتا پالے تو اس کے ثواب سے ہر روز دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔

٦٠٣١ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جانوروں کی حفاظت اور شکاری کتے کے سوا کتا پالے تو ہر روز اس کے عمل سے دو قیراط کم ہوتے رہیں گے۔

٦٠٢٩ تا ٦٠٣١ــ شرح : اقتناء کے معنی پکڑنا ہیں۔ قولہ لیس بکلب صید کلباً کی صفت ہے اور قولہ ماشیۃٍ یعنی لیس بکلبٍ ماشیۃٍ" ماشیہ کا اطلاق اونٹ، گائے اور بکری پر ہوتا ہے لیکن اس کا استعمال بکریوں میں بکثرت ہے۔ ان دو کتوں کے علاوہ کھیتی کی حفاظت کے لئے بھی کتا ہے۔ دوسری حدیثوں سے وہ بھی مستثنیٰ ہے۔ حدیث ۲۱۷۲، ۲۱۷۴ کی شرح دیکھیں

marfat.com

۶۰۳۲ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اِنَّا قَوْمٌ نَصِيْدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكَ وَاِنْ قَتَلْنَ اِلَّا اَنْ يَاْكُلَ الْكَلْبُ فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَكُوْنَ اِنَّمَا اَمْسَكَهُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَاْكُلْ

باب اگر کتّا شکار کو کھالے؟

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا حلال ہُوا تم فرمادو کہ تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو شکاری جانور تم نے سکھالئے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں سے انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لئے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے جوارح بمعنی صوائد اور کواسب ہے۔ صوائد اور کواسب جوارح کی وصف ہیں اور اجترحوا بمعنی اکتسبوا، ہے جبکہ صوائد صائد کی جمع ہے اور کواسب کاسب کی جمع ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر کتّا شکار سے کھالے تو اس کو خراب کر دیتا ہے کیونکہ اس نے شکار صرف اپنے لئے روکا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِن کو سکھاؤ اس سے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں علم دیا ہے۔ پس اس کو (کتّے کو) مارتے رہو اور سکھایا جائے حتیٰ کہ وہ کھانا چھوڑ دے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مکروہ سمجھا ہے۔ عطاء نے کہا اگر کتا شکار کا خون پی لے اور کھائے نہیں تو اسے کھالو۔

شرح: یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اگر کتا شکار سے کچھ کھالے تو اس کو کھانے کی صلاحیت سے نکال دیتا ہے اور خراب کر دیتا ہے، کیونکہ اُس نے شکار اپنے لئے کیا ہے تمہارے لئے نہیں کیا۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسے شکار کو مکروہ کہا ہے اور عطاء بن ابی رباح نے کہا اگر کتے نے شکار کا خون پی لیا اور اس کا گوشت نہ کھایا تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد رحمہم اللہ نے کہا اگر شکاری کتے نے شکار کو کھا لیا تو نہ کھایا جائے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔

۶۰۳۲ ـــ ترجمہ: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

marfat.com

بَابُ الصَّيْدِ اِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً

۶۰۳۳ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَاَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ وَاِنْ اَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاِذَا خَالَطَ كِلَابًا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَاَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَيُّهَا قَتَلَ وَاِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهٗ بَعْدَ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهٖ اِلَّا اَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ وَاِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَاْكُلْ وَقَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ دَاوٗدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا نَرْمِيْ الصَّيْدَ فَاَقْتَفِيْ اَثَرَهٗ يَوْمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً قَالَ اِنْ وَجَدْتَ فِيْهِ سَهْمَكَ وَلَيْسَ فِيْهِ اَثَرُ سَبُعٍ وَعَلِمْتَ اَنَّ سَهْمَكَ قَتَلَهٗ فَكُلْ اِنْ شِئْتَ

عرض کیا کہ ہم لوگ اِن کتوں سے شکار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اگر تو اپنا سکھایا ہوا کتا شکار کے پیچھے چھوڑے جبکہ تو اللہ کا نام ذکر کرے تو جو وہ تمہارے لئے روک رکھیں وہ کھالو اگرچہ اُس کو قتل کر دیں مگر یہ کہ کتا شکار کو خود کھائے (تو نہ کھاؤ) کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اُس نے شکار اپنے لئے روکا ہے اور اگر اس کے علاوہ اور کتے اس کے ساتھ مل گئے تو نہ کھاؤ۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کتا خود بخود شکار کر کے لائے تو اس شکار کا گوشت نہ کھایا جائے، کیونکہ اس کو بسم اللہ پڑھ کر نہیں چھوڑا گیا وہ خود بخود اس کے پیچھے بھاگا جمہور علماء یہی کہتے ہیں اگر کسی کا سیکھا ہوا کتا غصب کر لیا جائے اور اس سے شکار کیا تو بعض علماء نے کہا وہ شکار اصل مالک کا ہے کیونکہ اُس کے کتے نے شکار کیا ہے۔ بعض علماء نے کہا وہ غاصب کا ہے کیونکہ کتا اس کا مالک ہو گیا ہے۔

۶۰۳۲ —

باب — جب شکار دو یا تین دن غائب رہے

۶۰۳۳ — ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنا کتا چھوڑے اس حال میں کہ تو نے بسم اللہ پڑھی ہو اور وہ شکار کو قتل کر دے تو کھالو اور اگر اس میں سے کچھ کھا لیا تو مت کھاؤ کیونکہ اُس نے اپنے لئے روک رکھا ہے اور اگر اور کتوں سے مل گیا

marfat.com

جن پہ اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا اور وہ شکار کو روک رکھیں اور قتل کر دیں تو نہ کھاؤ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ کس کتے نے قتل کیا ہے اور اگر تو نے شکار کو تیر مارا اور اس کو ایک یا دو دن بعد پایا جبکہ اس میں تیرے ہی تیر کا اثر ہے تو کھا لو اور اگر وہ پانی میں گر گیا تو مت کھاؤ۔ عبدالاعلیٰ نے داؤد، عامر کے ذریعے عدی سے روائت کی کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ شکار کو تیر مارتے ہیں اور دو تین دن اس کو تلاش کرتے ہیں پھر اس کو مرا ہوا پاتے ہیں حالانکہ اس میں ان کا تیر ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہے تو کھالے۔

۶۰۳۳ — شرح : یہ حدیث کئی احکام پر مشتمل ہے اول یہ کہ اگر بسم اللہ پڑھ کر کتا چھوڑا جائے اور وہ شکار پکڑ کر مالک کے پاس لے آئے تو اسے کھانا جائز ہے دوم یہ کہ اگر کتا شکار میں سے کچھ کھالے تو اسے کھانا جائز نہیں۔ سوم یہ کہ اگر سکھائے ہوئے کتے کے ساتھ اور کتے مل جائیں جن پر بسم اللہ نہیں پڑھی گئی اور وہ شکار روک کر اس کو قتل کر دیں تو اسے کھانا جائز نہیں کیونکہ معلوم نہیں کہ اس کو کس کتے نے قتل کیا ہے حجاز اور عراق کے جمہور علماء اس پر متفق ہیں کہ اگر شکار کے پیچھے اپنا کتا چھوڑے اور اس کے ساتھ ایک اور کتا پائے اور یہ معلوم نہیں کہ اس کو کس کتے نے قتل کیا ہے تو یہ شکار کھانا جائز نہیں اوزاعی نے کہا اگر سدھایا ہوا کتا شکار پر چھوڑا اور اس کے ساتھ کوئی اور سدھایا ہوا کتا شامل ہو گیا اور دونوں نے اسے قتل کیا تو وہ حلال ہے اور اگر دوسرا کتا سدھایا ہوا نہیں اور شکار کو دونوں نے قتل کیا تو اسے کھانا جائز نہیں۔

قرطبی نے کہا جو کتا ساتھ ملا ہے وہ مجہول ہے شکار پر نہیں چھوڑا گیا وہ اپنے آپ شکار کی طلب میں شکار پر دوڑا ہے اس میں تو اختلاف نہیں اور اگر اس کو دوسرے شکاری نے چھوڑا اور اس شکار میں دونوں کتے شریک ہو گئے تو وہ شکار دونوں شکاریوں کا ہے۔

چہارم یہ کہ اگر شکار کو تیر مارا پھر ایک دو دن بعد شکار ملا حالانکہ اس میں اس کے تیر کا اثر ہے تو اسے کھانا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر شکار غائب ہو جائے اور کتا بدستور اس کی طلب میں رہے اور اس کو مقتول پائے حالانکہ کتا اس کے پاس کھڑا ہے تو اسے کھانا مکروہ ہے۔ امام شافعی نے کہا قیاس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اگر غائب رہے تو کھانا جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اس کو کسی اور نے قتل کیا ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح تر یہ ہے کہ اسے کھانا جائز ہے۔

پانچویں یہ کہ اگر شکار پانی میں گر پڑے تو نہ کھایا جائے، کیونکہ یہ احتمال باقی ہے کہ وہ پانی سے ہلاک ہوا ہو اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ پانی میں واقع ہونے سے پہلے تیر نے اس کو قتل کر دیا تھا تو جمہور علماء کے نزدیک اسے کھانا جائز ہے۔ امام مالک مکروہ کہتے ہیں (عینی)

marfat.com

فَكُلْ وَاِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ وَقَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ دَاوٗدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِي اَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ ثُمَّ يَجِدُهٗ مَيِّتًا وَفِيْهِ سَهْمُهٗ قَالَ يَأْكُلُ اِنْ شَاءَ

بَابٌ اِذَا وَجَدَ مَعَ الصَّيْدِ كَلْبًا اٰخَرَ

٦٠٣٤ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِبْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرْسِلُ كَلْبِيْ وَاُسَمِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَاَخَذَ فَقَتَلَ فَاَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ قُلْتُ اِنِّيْ اُرْسِلُ كَلْبِيْ اَجِدُ مَعَهٗ كَلْبًا اٰخَرَ لَا اَدْرِيْ اَيُّهُمَا اَخَذَ فَقَالَ لَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ اِذَا اَصَبْتَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَاِنَّهٗ وَقِيْذٌ فَلَا تَاْكُلْ

باب اگر شکار کے پاس دُوسرا کتّا پائے

٦٠٣٤ ــ **ترجمہ** : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! میں اپنا کتّا چھوڑتا ہو اور بِسم اللہ پڑھتا ہوں (بِسم اللہ پڑھ کر چھوڑتا ہوں) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تو بسم اللہ پڑھ کر کتّا چھوڑے اور وہ شکار پکڑ کر اسے قتل کر دے اور اس سے کھائے تو نہ کھاؤ کیونکہ اُس نے شکار اپنے لئے روک رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا میں اپنا کتّا چھوڑتا ہوں اور اس کے پاس

marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّصَیُّدِ

۶۰۳۵ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ فُضَیْلٍ عَنْ بَیَانٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِیٍّ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّا قَوْمٌ نَتَصَیَّدُ بِھٰذِہِ الْکِلَابِ فَقَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ کِلَابَکَ الْمُعَلَّمَۃَ وَذَکَرْتَ اسْمَ اللّٰہِ فَکُلْ مِمَّا اَمْسَکْنَ عَلَیْکَ اِلَّا اَنْ یَاْکُلَ الْکَلْبُ فَلَا فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَکُوْنَ اِنَّمَا اَمْسَکَ عَلٰی نَفْسِہٖ وَاِنْ خَالَطَھَا کَلْبٌ مِنْ غَیْرِھَا فَلَا تَاْکُلْ ۶۰۳۶ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَیْوَۃَ

اور کوئی کتا پاتا ہوں مجھے معلوم نہیں کہ کس نے شکار پکڑا ہے۔ حضور نے فرمایا وہ نہ کھاؤ کیونکہ تُو نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے غیر کے کُتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔ میں نے معراض کے شکار کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا اگر اس کو تیز دھار سے قتل کیا تو کھالو اور اگر دُوسری جانب سے قتل کیا تو وہ موقوذہ ہے اسے مت کھاؤ۔

باب شکار کرنے میں روایات

۶۰۳۵ــــ ترجمہ : عدی بن حاتم نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا ہم لوگ اِن کتوں سے شکار کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا جب تم سدھائے ہُوئے کتے چھوڑو اور اللہ کا نام ذکر کرو تو جو وہ تمہارے لئے روک رکھے وہ کھالو مگر یہ کہ کتا خود اس سے کھالے تو تم مت کھاؤ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اُس نے شکار اپنے لئے روک رکھا ہے۔ اگر اس کے ساتھ کوئی غیر کتا مل گیا تو مت کھاؤ ،، قدمتر انفا ،،

۶۰۳۶ــــ ترجمہ : ابو ثعلبہ خُشنی نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسُول اللہ! ہم لوگ اہلِ کتاب کی زمین میں رہتے ہیں اُن کے برتنوں میں کھاتے ہیں اور شکار کی زمین میں رہتا ہوں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور سدھائے ہُوئے کتے سے شکار کرتا ہوں اور اس کتے سے بھی شکار کرتا رہتا ہوں جو سدھایا ہُوا نہیں۔ مجھے فرمائیں اس میں

marfat.com

ابْنِ شُرَيْحٍ ح وَحَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ سَمِعْتُ رَبِيْعَةَ بْنَ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيَّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اِدْرِيْسَ عَائِذُ اللّٰهِ سَمِعْتُ اَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُوْلُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ الْكِتَابِ نَاْكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ وَاَرْضِ صَيْدٍ اَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَاَصِيْدُ بِكَلْبِيْ الْمُعَلَّمِ وَالَّذِيْ لَيْسَ مُعَلَّمًا فَاَخْبِرْنِيْ مَا الَّذِيْ يَحِلُّ لَنَا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ اَنَّكَ بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ الْكِتَابِ تَاْكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ فَاِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ اٰنِيَتِهِمْ فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا وَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا ثُمَّ كُلُوْا فِيْهَا وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ اَنَّكَ بِاَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِيْ لَيْسَ مُعَلَّمًا فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ

٦٠٣٧ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ

میرے لئے کیا حلال ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے جو ذکر کیا ہے کہ تم لوگ اہلِ کتاب کی زمین میں رہتے ہو اور اُن کے برتنوں میں نہ کھاؤ۔ اور اگر نہ پاؤ تو ان کو دھو کر صاف کر لو پھر ان میں کھا لو اور جو تم نے ذکر کیا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو تو جو اپنی کمان سے شکار کرو تو اللہ کا نام ذکر کرو پھر کھالو اور جو سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرو تو اس پر اللہ کا نام ذکر کرو پھر کھالو اور جو بغیر سدھائے کتے سے شکار کرو اگر شکار کو ذبح کر سکو تو کھالو (قد مر انفا)

٦٠٣٧ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے مَرِّ ظہران میں ایک خرگوش بھگایا لوگ اس کے پیچھے دوڑے حتی کہ وہ عاجز ہو گئے میں اس کے پیچھے دوڑا حتی کہ میں نے اسے پکڑ لیا اور اس کو ابوطلحہ کے پاس لایا انہوں نے اس کی دونوں سرین اور دونوں رانیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیں تو حضور نے اسے قبول فرمالیا ،،

marfat.com

هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَوْا عَلَيْهَا حَتّٰى لَغَبُوْا فَسَعَيْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى اَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا اِلٰى اَبِيْ طَلْحَةَ فَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكَيْهَا وَفَخِذَيْهَا فَقَبِلَهٗ

٦٠٣٨ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَهٗ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهٖ ثُمَّ سَاَلَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يُنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهٗ فَاَبَوْا فَاَخَذَهٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰى بَعْضُهُمْ فَلَمَّا اَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلُوْا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ تَعَالٰى

٦٠٣٩ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدٍ

(اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خرگوش حلال ہے اور اس کو شکار کرنا جائز ہے)

ترجمہ : ابوقتادہ سے روائت ہے کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ تھے حتیٰ کہ جب مکہ کے ایک راستہ میں تھے۔ ابوقتادہ احرام باندھنے والے

٦٠٣٨ —

اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے۔ جب وہ خود احرام سے نہ تھے۔ اُنھوں نے گاؤخر دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ انہیں کوڑا دیدیں۔ اُنھوں نے انکار کر دیا پھر اُن سے اپنا نیزہ مانگا اُنھوں نے اس کا بھی انکار کیا۔ ابوقتادہ نے خود نیزہ پکڑا پھر گاؤخر پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اس سے بعض اصحابِ رسُولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کھایا اور بعض نے کھانے سے انکار کر دیا۔ جب وہ رسُول اللہ

marfat.com

ابْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ

بَابُ التَّصَيُّدِ عَلَى الْجِبَالِ

٦٠٤٠ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرَةِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَأَنَا حِلٌّ عَلَى فَرَسِي وَكُنْتُ رَقَّاءً عَلَى الْجِبَالِ فَبَيْنَا أَنَا عَلَى ذَلِكَ إِذْ رَأَيْتُ النَّاسَ مُتَشَوِّفِينَ لِشَيْءٍ فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ حِمَارُ وَحْشٍ فَقُلْتُ لَهُمْ مَا هَذَا قَالُوا لَا نَدْرِي قُلْتُ هُوَ حِمَارُ وَحْشٍ فَقَالُوا هُوَ مَا رَأَيْتَ وَكُنْتَ نَسِيتُ سَوْطِي فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُونِي سَوْطِي فَقَالُوا لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُ ثُمَّ ضَرَبْتُ فِي أَثَرِهِ فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا ذَلِكَ حَتَّى عَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ لَهُمْ فَقُلْتُ لَهُمْ قُومُوا فَاحْتَمِلُوا قَالُوا لَا نَمَسُّهُ فَحَمَلْتُهُ

صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے تو اس کے متعلق حضور سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ طعام ہی تو ہے جو اللہ نے تمہیں دیا ہے (حدیث ۱۷۰۴ کی شرح دیکھیں)

۶۰۳۹ ترجمہ : اسماعیل نے اسی اسناد سے ابوقتادہ سے اسی طرح روایت کی مگر اُنھوں نے یہ کہا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟

باب پہاڑوں پر شکار کرنا

۶۰۴۰ ترجمہ : ابن وہب نے کہا ہمیں عمرو نے خبر دی کہ ابوالنضرہ نے اُن کو ابوقتادہ کے

marfat.com

حَتّٰی جِئْتُهُمْ بِهٖ فَاَبٰی بَعْضُهُمْ وَاَكَلَ بَعْضُهُمْ فَقُلْتُ اَنَا اَسْتَوْقِفُ لَكُمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَكْتُهٗ فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لِیْ اَبَقِیَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَیْءٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كُلُوْا فَهُوَ طُعْمٌ اَطْعَمَكُمُوْهُ اللّٰهُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ

وَقَالَ عُمَرُ صَيْدُهٗ مَا اصْطِيْدَ وَطَعَامُهٗ مَا رُمِیَ بِهٖ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَلطَّافِیُ حَلَالٌ وَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهٗ مَيْتَتُهٗ اِلَّا مَا قَذَرْتَ مِنْهَا

آزاد کردہ غلام نافع اور تُومہ کے مولیٰ ابوصالح سے بیان کیا کہ میں نے ابوقتادہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا جبکہ دُوسرے صحابہ کرام احرام باندھے ہوئے تھے اور میرا احرام نہ تھا میں گھوڑے پر سوار تھا اور میں پہاڑوں پر بہت چڑھنے والا ماہر تھا اس وقت میں پہاڑ پر تھا کہ اچانک میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ کوئی شئی دیکھ رہے ہیں۔ میں نے دیکھنا شروع کیا اچانک وہ گاؤخر تھا میں نے ساتھیوں سے کہا یہ کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا ہم نہیں جانتے ہیں (کہ یہ کیا ہے) میں نے کہا یہ گاؤخر ہے اُنھوں نے کہا وہ وہی ہے جو تم نے دیکھا ہے مَیں اپنا کوڑا بھُول گیا تھا اُن سے کہا مجھے میرا کوڑا دیدو اُنھوں نے کہا اس پہ ہم تمہاری مدد نہیں کرسکتے۔ میں گھوڑے سے اُترا اور کوڑا پکڑا پھر میں اس کے پیچھے گیا۔ پس نہ تھا مگر وہی گاؤخر حتی کہ میں نے اس کی ٹانگ کو زخمی کر دیا پھر میں اُن کے پاس آیا اور اُن سے کہا اٹھو اور اس کو اٹھاؤ اُنھوں نے کہا ہم تو اسے ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ میں نے خود اسے اٹھایا حتی کہ اُن کے پاس لے آیا اور بعض نے وہ کھانے سے انکار کر دیا اور بعض نے کھایا میں نے کہا میں تمہارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتا ہوں۔ میں حضور کے پاس آیا اور سارا واقعہ آپ سے بیان کیا تو آپ نے مجھے فرمایا کیا اس میں سے کچھ بچا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور نے فرمایا کھاؤ یہ طعام ہے جو اللہ نے تمہیں دیا ہے (حدیث ۱۷۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے لئے سمندر کا شکار حلال ہے"

marfat.com

وَالْجِرِّيثُ لَا تَاكُلُهُ الْيَهُودُ وَنَحْنُ نَاكُلُهُ وَقَالَ اَبُوْشُرَيْحٍ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوْحٌ وَقَالَ عَطَاءٌ اَمَّا الطَّيْرُ فَارٰى اَنْ يَذْبَحَهُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ صَيْدُ الْاَنْهٰرِ وَقَلَاتِ السَّيْلِ اَصَيْدُ بَحْرٍ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَرَكِبَ الْحَسَنُ عَلٰى سَرْجٍ مِّنْ جُلُوْدِ كِلَابِ الْمَاءِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَوْ اَنَّ اَهْلِيْ اَكَلُوا الضَّفَادِعَ لَاَطْعَمْتُهُمْ وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلَحْفَاةِ بَاْسًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ وَاِنْ صَادَهُ نَصْرَانِيٌّ اَوْ يَهُوْدِيٌّ اَوْ مَجُوْسِيٌّ وَقَالَ اَبُوْدَرْدَاءٍ فِي الْمَرِّيِّ ذَبْحُ الْخَمْرِ الْيَنْبَانُ وَالشَّمْسُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سمندر کا شکار وہ ہے جس کو جال سے شکار کیا جائے اور طعام وہ ہے جس کو سمندر باہر پھینکے ،، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا طافی (جو پانی میں مر کر تیر پڑے) حلال ہے ۔ابن عباس رضی اللہ عنہما

شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں گواہ ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہے اَلسَّمَكَةُ الطَّافِيَةُ عَلَى الْمَاءِ حَلَالٌ ،، یعنی پانی میں مر کر تیرنے والی مچھلی حلال ہے ،، طحاوی نے اس پر اضافہ ذکر کیا کہ لِمَنْ اَرَادَ اَكْلَهُ ،، جو اس کو کھانے کا ارادہ کرے ۔

کیا پانی میں مر کر تیرنے والی مچھلی حلال ہے ؟

علماء احناف کے نزدیک طافی مچھلی کھانا حرام ہے اس کی دلیل ابوداؤد اور ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دریا سے پکڑ کر لاؤ اسے کھالو اور جو پانی میں مر کر تیر پڑے اسے نہ کھاؤ ۔ نیز جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو دریا سے نکالی جائے وہ کھالو اور جس کو دریا باہر

marfat.com

پھینکے وہ بھی کھا لو اور جسے پانی پر تیرتی ہوئی دیکھو وہ نہ کھاؤ۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ ،، تمہارے لئے مردار حرام ہے یہ عام ہے اس سے غیر طافی بالاتفاق خاص کرلی گئی ہے اور طافی میں اختلاف ہے لہٰذا یہ عموم آئت میں داخل ہے۔ حضرت امام مالک، شافعی، احمد اور ظاہریہ نے کہا طافی کھانے میں حرج نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، البحر هو الطهور ماءه والحل ميتة،، یہ حدیث اپنے اطلاق کے باعث دریا کی ہر مچھلی کو شامل ہے۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُ مَيْتَةٌ اِلَّا مَا قَذَفَتْ مِنْهَا ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آئت کریمہ: وَاُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَيْتَتُهُ ،، کی تفسیر میں کہا کہ سمندر کا طعام اس کا مردار ہے مگر جسے طبع نہ چاہے اور اسے مکروہ جانے۔

وَالْجَرِيُّ لَا تَأْكُلُهُ الْيَهُوْدُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ ،،

اور جریث کو یہودی نہیں کھاتے ہم کھاتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جریث کھانے میں حرج نہیں اسے صرف یہودی حرام کہتے ہیں ہم اسے کھاتے ہیں۔ جری کو جریث کہتے ہیں۔ مصر میں اسے ثعبان الماء پانی کا سانپ بھی کہتے ہیں یہ لمبی مچھلی ہے اس کے صرف سر میں ہڈی ہوتی ہے اور کمر کی زنجیر ہوتی ہے اس پر چھلکے نہیں ہوتے۔ فارسی میں اسے مار ماہی بھی کہتے ہیں۔ ہمارے علاقہ میں "ملی" کہتے ہیں۔

قولہ قَالَ شُرَيْحٌ ،، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی شُرَیح نے کہا سمندر کی ہر شئی ذبیحہ ہے یعنی اس کو اللہ تعالیٰ نے ذبح کیا ہے لہٰذا سمندر کی ساری مخلوق مذبوح ہے اسے ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔

قولہ قَالَ عَطَاءٌ الخ عطاء بن یسار نے کہا پرندے کے متعلق میرا گمان یہ ہے کہ اس کو ذبح کرو۔ اس سے سمندری پرندے مُراد ہیں۔

قولہ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الخ ابن جُریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا نہروں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جمع شدہ پانی (اس میں شکار) کیا وہ دریائی شکار ہے؟ انھوں نے کہا ہاں وہ دریائی شکار کے حکم میں ہے۔ پھر اُنھوں نے یہ آئت کریمہ تلاوت کی هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَمِنْ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا ،، یہ میٹھا پانی اور نمکین شور ہے ان میں ہر ایک سے تازہ گوشت کھاتے ہو۔

قولہ وَرَكِبَ الْحَسَنُ الخ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما پانی کے کتوں کی کھالوں سے بنی ہوئی زین پر سوار ہوئے اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ دریائی کتا نجس اور حرام نہیں۔

قولہ قَالَ الشَّعْبِيُّ الخ شعبی نے کہا اگر میرے اہل و عیال مینڈک کھائیں تو میں بہر حال ان کو یہ کھلاؤں گا

قولہ لَمْ يَرَ بِهٖ ،، یعنی حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کچھوا کھانے میں کچھ حرج نہیں جانا ،،

احناف کے نزدیک سمندری جانور مچھلی کے سوا سب حرام ہیں ،،

marfat.com

۶۰۴۰ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَاُمِّرَ عَلَيْنَا اَبُوْعُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَاَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَيِّتًا لَمْ يُرَ مِثْلُهٗ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَاَخَذَ اَبُوْعُبَيْدَةَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهٖ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهٗ

قولہ قَالَ ابن عباس رضی اللہ عنہما یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سمندر کا شکار کھالو اگر اس کو نصرانی یا یہودی یا مجوسی شکار کرے (احناف کا مذہب بھی یہی ہے) قولہ قال ابوالدرداء الخ نے حمیری کے متعلق کہا کہ دھوپ اور مچھلیاں شراب کی ذبح ہے۔

شرح : مُرِیِ بضم المیم وسکونِ الراء یہ شراب ہے اس میں نمک اور مچھلیاں رکھ کر دھوپ میں رکھ دیتے ہیں اس طرح اس میں تغیر پیدا ہوجاتا ہے اور سرکہ بن جاتی ہے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا شراب کو سرکہ بنانا جائز ہے۔ عبارت کی ترکیب یہ ہے۔ ذبح فعل ماضی معلوم "الخمر" منصوب مفعول بہ اور النینان معطوف علیہ الشمس معطوف مل کر مرفوع فاعل یا ذبح مصدر مضاف الخمر مضاف الیہ مبتداء مرفوع النینان خبر مرفوع معنی یہ ہیں کہ مری میں شراب کی تطہیر مچھلیاں اور دھوپ ہے۔ ابوالدرداء نے کہا مچھلی اور نمک سے شراب کی تیزی مغلوب ہوجاتی ہے اور سورج کی دھوپ اس کو سرکہ بنا دیتی ہے اور وہ حلال ہوجاتی ہے۔ یہاں اس کو ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مچھلی طاہر حلال ہے اس کی طہارت اور حلت نجس کو طاہر کر دیتی ہے جیسے نمک ہے۔ توضیح میں ہے ابوہریرہ، ابودرداء، ابن عباس اور ان کے علاوہ تابعین کرام شراب سے بنائی ہوئی مری کھاتے تھے اور اس میں کچھ حرج نہ سمجھتے تھے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے شراب کو بعینہٖ حرام کیا ہے جبکہ وہ نشہ دے اور اگر اسے دھوپ اور نمک متغیر کرکے پاک کر دے تو اس میں حرج نہیں اسے کھانا جائز ہے (عینی)

۶۰۴۰ ــــ ترجمہ : عمرو نے کہا کہ انھوں نے جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم نے جیش خبط کی جنگ لڑی جبکہ ہمارا امیر ابوعبیدہ تھا ہمیں بہت بھوک لگی تو سمندر نے مردہ مچھلی باہر پھینک دی ایسی مچھلی ہم نے کبھی نہ دیکھی تھی اس کو عنبر کہا جاتا تھا ہم نے اس سے پندرہ دن کھایا پھر ابوعبیدہ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی پکڑی تو سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ (خبط درخت کے پتے ہیں جس کو اونٹ کھاتے ہیں۔ اس جنگ میں بھوک کے باعث

marfat.com

۶۰۴۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مِائَةٍ رَاكِبٍ وَاَمِيْرُنَا اَبُوْعُبَيْدَةَ نَرْصُدُ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ فَاَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى اَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ جَيْشَ الْخَبَطِ فَاَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا بِوَدَكِهٖ حَتّٰى صَلُحَتْ اَجْسَامُنَا فَاَخَذَ اَبُوْعُبَيْدَةَ ضِلْعًا مِنْ اَضْلَاعِهٖ فَنَصَبَ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهٗ وَكَانَ فِيْنَا رَجُلٌ فَلَمَّا اشْتَدَّ الْجُوْعُ نَحَرَ ثَلٰثَ جَزَائِرَ ثُمَّ ثَلٰثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَهَاهُ اَبُوْعُبَيْدَةَ

بَابُ اَكْلِ الْجَرَادِ

۶۰۴۲ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى يَقُوْلُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ

صحابہ درخت کے پتے کھاتے تھے اس لئے اس کو جیش خبط کہتے ہیں (حدیث ع ۲۳۲۰ اور ع ۴۰۶۱ کی شرح دیکھیں)

۴۰۴۱ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین سو سوار کو بھیجا اور ہمارا امیر ابوعبیدہ تھے اس حال میں کہ ہم قریش کے قافلہ کا تعاقب کرتے تھے تو ہمیں سخت بھوک لگی یہاں تک کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے اس لئے ہمیں جیش الخبط کہا جاتا ہے۔ سمندر نے ایک مچھلی باہر پھینکی جس کو عنبر کہا جاتا ہے۔ ہم نے وہ نصف ماہ کھائی اور اس کی چربی کے تیل سے مالش کرتے رہے حتی کہ ہمارے جسم طاقتور ہو گئے۔ پھر ابوعبیدہ نے اس کی پسلیوں سے ایک پسلی کھڑی کی تو سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ ہم میں ایک آدمی جس کے پاس اونٹ تھے جب بھوک سخت ہوئی تو اس نے تین اونٹ نحر کئے پھر تین اونٹ نحر کئے پھر ابوعبیدہ نے اس کو روک دیا۔

باب ٹڈی کھانا ۶۰۴۲

ترجمہ : ابویعفور نے کہا میں نے ابن ابی اوفیٰ کو یہ کہتے سنا کہ ہم نے نبی کریم

marfat.com

غَزَوَاتٍ اَوْسِتًّا كُنَّا نَاكُلُ الْجَرَادَ مَعَهٗ قَالَ سُفْيٰنُ وَاَبُوْعَوَانَةَ وَ
اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى سَبْعَ غَزَوَاتٍ

بَابُ اٰنِيَةِ الْمَجُوْسِ وَالْمَيْتَةِ

٦٠٤٣ــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِيْ
رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْاِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ
حَدَّثَنِيْ اَبُوْثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ اَهْلِ الْكِتَابِ فَنَاكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ
وَبِاَرْضِ صَيْدٍ اَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَاَصِيْدُ بِكَلْبِيْ الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ اَنَّكُمْ بِاَرْضِ
اَهْلِ كِتَابٍ فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْ اٰنِيَتِهِمْ اِلَّا اَنْ لَّا تَجِدُوْا بُدًّا فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا
وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ اَنَّكُمْ بِاَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ
وَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ وَمَا صِدْتَ
بِكَلْبِكَ الَّذِيْ بِمُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَهٗ فَكُلْهُ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات یا چھ جنگیں لڑیں ہم آپ کے ہمراہ ٹڈی کھاتے تھے۔ سفیان، ابوعوانہ اور اسرائیل نے ابویعفور کے ذریعہ ابن ابی اوفی سے سات غزوے ذکر کئے ہیں (یعنی اس اسناد میں ابن ابی اوفی نے شک کے بغیر سات غزوے کہا ہے)

باب مجوسیوں کے برتن اور مُردار

٦٠٤٣ــ ترجمہ: ابوثعلبہ خشنی نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور

marfat.com

۶۰۴۴ — حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ لَمَّا اَمْسَوْا يَوْمَ فَتْحِ خَيْبَرَ اَوْقَدُوْا النِّيْرَانَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا اَوْقَدْتُمُ النِّيْرَانَ قَالُوْا لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَنْسِيَّةِ قَالَ اَهْرِيْقُوْا مَا فِيْهَا وَاكْسِرُوْا قُدُوْرَهَا فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ نُهَرِيْقُ مَا فِيْهَا وَنَغْسِلُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ ذَاكَ

عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں اور تیر کمان سے شکار کرتے ہیں اور سدھائے ہوئے کتے سے بھی شکار کرتے ہیں جو سدھایا ہوا نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم نے ذکر کیا ہے کہ تم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہو تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی چارہ نہ ہو اگر تم کوئی صورت نہ دیکھو تو ان کو دھو کر ان میں کھا لو اور جو تم نے ذکر کیا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو جو تم بسم اللہ پڑھ کر کمان سے شکار کرو وہ کھاؤ اور جو سدھائے کتے سے بسم اللہ پڑھ کر شکار کرو تو کھا لو اور جو تم بغیر سدھائے کتے سے شکار کرو اور فرصت پاؤ تو اسے ذبح کر کے کھا لو!

۶۰۴۳ — شرح : اس باب کا عنوان مجوسیوں کے برتن ہیں اور اس کے تحت حدیث میں صرف اہل کتاب کا ذکر ہے مجوسیوں کا قطعاً ذکر نہیں گویا کہ امام کا یہ گمان ہے کہ مجوس اہل کتاب ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ مجوسیوں اور اہل کتاب کے برتنوں میں کھانا یکساں ممنوع ہے کہ وہ دونوں نجاست کی پرواہ نہیں کرتے ہیں اس لئے مجوسیوں کے برتنوں کو اہل کتاب کے برتنوں پر قیاس کیا ہے۔ نیز اس حدیث کے بعض طرق میں مجوس کا ذکر بھی ہے چنانچہ ترمذی نے ابو ثعلبہ سے روائت کی کہ لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجوس کے برتنوں کو استعمال کرنے کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا ان کے برتن صاف کر کے استعمال کر لو نیز بخاری کی عادت ہے کہ کوئی عنوان قائم کرتے ہیں پھر اس میں وہ ذکر کر دیتے ہیں جس سے حکم بطریق الحاق معلوم ہو (عینی)

۶۰۴۴ — ترجمہ : سلمہ بن اکوع نے جب فتح خیبر کے دن شام ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آگ روشن کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آگ کس لئے ہے روشن کی جا رہی ہے۔ لوگوں نے کہا اہلی گدھوں کے گوشت پکا رہے ہیں۔ ان پر آگ روشن کر رہے ہیں حضور نے فرمایا جو کچھ ہنڈیوں میں ہے باہر پھینک دو اور ہنڈیاں توڑ ڈالو لوگوں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اس نے

marfat.com

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيْحَةِ وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ نَسِيَ فَلَا بَأْسَ وَقَالَ اللّٰهُ وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَالنَّاسِيْ لَا يُسَمّٰى فَاسِقًا وَقَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ وَإِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَآئِهِمْ

کہا ہنڈیوں میں جو کچھ ہے اِسے گرا دیتے ہیں اور انہیں دھو ڈالتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اسی طرح کر لو۔

۶۰۴۴ شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ یہ مسلّم امر ہے کہ اہلی گدھوں کا گوشت حرام ہے اور وہ مردار جیسا ہے جب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہنڈیوں کو دھونے کے بعد ان کو استعمال کرنا مباح کر دیا تو ایسے ہی مجوسیوں کے برتن ہیں کہ ان کو دھونے کے بعد استعمال کرنا مباح ہے، کیونکہ مجوسیوں کے ذبائح مُردار ہیں۔
(حدیث ۲۳۱۴ کی شرح دیکھیں)

باب ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا اور جس نے قصداً بسملہ ترک کر دی

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو کوئی بھول کر بسم اللہ ترک کر دے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے وہ مت کھاؤ یہ کھانا فسق اور حرام ہے اور بھولنے والے کو فاسق نہیں کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! شیطان اپنے دوستوں کو وسوسہ دیتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو مشرک ہو گئے،،

شرح : یعنی بھول کر بسملہ ترک کر دے تو ذبیحہ حرام نہ ہوگا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ: وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ،، عنوان کی تقویت کے لئے ذکر کی ہے کہ ذبیحہ کی حلت کے لئے تسمیہ شرط ہے اگر قصداً ترک کیا تو حلال نہ ہوگا اور اگر از روئے سہو ترک کیا تو کچھ حرج نہیں۔

marfat.com

۶۰۴۵ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَایَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّہٖ رَافِعِ ابْنِ خَدِیْجٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ فَاَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ فَاَصَبْنَا اِبِلًا وَغَنَمًا وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ فِیْ اُخْرَیَاتِ النَّاسِ فَعَجِّلُوْا فَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَدُفِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْھِمْ فَاَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَاُکْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ

اور یہ بیان کیا کہ بھولنے والا فاسق نہیں لہٰذا ناسی کا ذبیحہ جائز ہے۔

اس مقام میں تحقیق یہ ہے کہ اس آئت کریمہ میں نہی ہے اور مطلق نہی تحریم کے لئے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام اِنَّہٗ لَفِسْقٌ،، اس پر دلالت کرتا ہے جب نہی میں کلمہ "مِنْ" مذکور ہو تو وہاں نہی میں مبالغہ ہوتا ہے اور اِنَّہٗ،، کی ضمیر کا مرجع اگر ر اکل،، ہو جو لَا تَاْکُلُوْا،، کے ضمن میں ہے تو اکل حرام فسق ہوگا اور اگر اس کا مرجع ذبیحہ ہو جس پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا جیسا کہ اس آئت کریمہ: اَوْ فِسْقًا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں ہے اِس آئت میں اِس حرمت کا بیان ہے کہ اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا یعنی اللہ کا نام ذکر نہ کرنے کے سبب ذبیحہ حرام ہے، کیونکہ تحریم اس وصف سے موصوف ہوتی ہے اور وہ حرمت کی موجب ہے جیسے مردار اور موقوذ حرام ہیں۔ اس تقریر سے یہ واضح ہوگیا کہ اس آئت کو مشرکین کے ذبائح پر محمول کرنا فاسد ہے کیونکہ مشرکوں کا ذبیحہ اس قبیلہ سے نہیں۔ وہ اگر اللہ کا نام لے کر ذبح کریں جب بھی ان کا ذبیحہ حرام ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آئت کریمہ مجمل ہے۔ کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ ذبح کے وقت یا پکانے کے وقت اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے تو وہ حرام ہے لہٰذا اِس سے حجت و دلیل پکڑنا صحیح نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ذبح کے علاوہ بالاجماع اور کوئی حالت اور وقت مراد نہیں۔ علماء سلف کا اس پر اجماع ہے کہ آئت میں ذبح کی حالت مراد ہے۔ لہٰذا یہ مجمل نہیں۔ (عینی)

۶۰۴۵ — ترجمہ: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ذوالحلیفہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ لوگوں کو بہت بھوک لگی ہم نے اونٹ اور بکریاں غنیمت پائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے تشریف لا رہے تھے لوگوں نے جلدی کی اور ہنڈیاں چڑھا دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اُن کے پاس آئے اور ہنڈیوں کے متعلق حکم دیا انہیں الٹ دیا گیا۔ پھر حضور نے

marfat.com

بِبَعِيْرٍ فَنَدَ مِنْهَا بَعِيْرٌ وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَطَلَبُوْهُ فَاَعْيَاهُمْ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَآئِمِ اَوَابِدَ الْوَحْشِ فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا قَالَ وَقَالَ جَدِّيْ اِنَّا لَنَرْجُوْ اَوْ نَخَافُ اَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُخْبِرُكُمْ عَنْهُ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ

غنیمت کا مال تقسیم کیا اور ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں کیں اُن میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا لوگوں کے پاس گھوڑے تھوڑے تھے اُنھوں نے تلاش کیا تو اُس نے لوگوں کو عاجز کر دیا ایک آدمی نے اس کی طرف تیر پھینکا تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِن جانوروں میں وحشی جانوروں کی طرح بھگوڑے ہوتے ہیں پس جو تم سے بھاگ نکلے اس کے ساتھ اسی طرح کرو راوی عبایہ نے کہا میرے دادا رافع نے کہا ہم اُمید کرتے ہیں یا ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوگا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں کیا ہم بانس سے ذبح کر لیں حضور نے فرمایا جو شئی خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے وہ کھالو! دانت اور ناخن کے سوا (یہ ذبح کے لائق نہیں) میں اس کے متعلق تمہیں بتاؤں گا کہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

٦٠٤٥ شرح : یہ ذوالحلیفہ وہ نہیں جہاں سے اہل مدینہ منورہ احرام باندھتے ہیں بلکہ یہ تہامہ کی زمین میں طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان کوئی اور مقام ہے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غنیمت کا مال تقسیم کرنے سے پہلے جانور ذبح کر کے ہنڈیاں چڑھا دی تھیں اس لئے حضور نے ہنڈیاں الٹ دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانت سے ذبح کرنا اس لئے منع کر دیا کہ یہ ہڈی ہے جو جنات کی خوراک ہے۔ نیز دانت کے ساتھ ذبح کرنے سے دانت پلید ہو جاتا ہے اور دانت خون سے آلودہ کرنا ممنوع ہے نیز اس سے پورا ذبح نہیں ہوتا اور تھوڑے سے قطع ہو جانے سے خون نکلنے کے سبب حتفِ انف سے جانور مر جاتا ہے اور ناخنوں سے ذبح کرنے میں جانور کو تکلیف ہوتی ہے، کیونکہ ان سے صحیح ذبح نہیں ہوتا۔

marfat.com

بَابُ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَالْأَصْنَامِ

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا

۶۰۴۶ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقُدِّمَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ فِيهَا لَحْمٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَا آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَلَا أَكُلُ إِلَّا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ

حدیث ۲۳۲۵ ج : ۳ کی شرح دیکھیں

باب جو نصب اور بتوں پر جانور ذبح کئے جائیں

نُصب وہ بُت ہیں جو پتھروں سے تراشے جاتے ہیں اور اصنام عام ہیں یہ عام کا خاص پر عطف ہے (عینی) بعض نے کہا انصاب وہ پتھر ہیں جو کعبہ کے اردگرد رکھے گئے تھے۔ اُن پر بتوں کا نام لے کر ذبح کرتے تھے مشہور یہی ہے۔ بعض نے کہا نصب وہ ہیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے اس تقدیر پر اصنام کا اس پر عطف تفسیری ہے۔

ترجمہ : موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے سالم نے خبر دی کہ انہوں نے عبداللہ

۶۰۴۶ — ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنا وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دیتے تھے کہ حضور نے زید بن عمرو بن نفیل سے اسفل بلدح میں ملاقات کی یہ ملاقات جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ وحی سے پہلے تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے آگے دسترخوان رکھا جس پر گوشت تھا زید نے وہ کھانے سے انکار کر دیا پھر کہا میں اسے نہیں کھاتا ہوں جسے تم اپنے انصاب پر ذبح

marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَذْبَحْ عَلٰى اسْمِ اللّٰهِ

۶۰۴۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ ابْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ قَالَ ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَضْحَاةً ذَاتَ يَوْمٍ فَاِذَا النَّاسُ قَدْ ذَبَحُوْا ضَحَايَاهُمْ

کرتے ہو۔ میں تو وہی کھاؤں گا جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

۶۰۴۶ شرح : زید بن عمرو بن نفیل جاہلیت میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین پر عبادت کرتا تھا وہ سعید بن زید کا والد ہے جو حضرات عشرہ مبشرہ میں سے ہے۔ بلدح جگہ کا نام ہے۔

خطابی نے کہا دسترخوان پر سے کچھ کھانے سے اس اندیشہ کے پیشِ نظر انکار کیا کہ وہ بتوں کا نام لے کر ذبح کیا ہوگا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہوتا نہ کھاتے تھے۔ چونکہ زید مشرکوں کی عادت پر مطلع تھے کہ وہ بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں اس شبہ کے سبب نہ کھایا (خطابی)

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نُصُب اور انصاب کیا ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ زمخشری نے کہا مشرکوں نے بیت اللہ کے ارد گرد پتھر گاڑے ہوئے تھے اُن پر جانوروں کو بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور اُن پر گوشت بکھیر دیتے تھے اس طرح وہ ان کی تعظیم کرتے تھے اور اُن کا تقرب ڈھونڈتے تھے۔ تیمی نے کہا انصاب اور نصب ایک ہی شئ ہے۔ نُصُب جمع ہے اور نصاب واحد ہے جوہری نے کہا نصب کا صاد ساکن اور مضموم دونوں طرح پڑھا جاتا ہے یہ وہ ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی تھی اور وہ تین سو ساٹھ پتھر تھے جو کعبہ کے پاس جمع کئے گئے تھے۔ اِن پر وہ لوگ اپنے بتوں کے نام سے جانور ذبح کرتے تھے اور پتھر بُت نہ تھے کیونکہ بتوں کی صورتیں اور شکلیں ہوتی ہیں (کرمانی)

ابن زید نے کہا جو نصب پر ذبح کیا جائے اور ما اہل بہ لغیر اللہ ایک ہی شئ ہے کیونکہ ما اہل بہ لغیر اللہ کے معنی یہ ہیں کہ جن بتوں کی وہ پوجا کرتے تھے ان کا نام لے کر جو ذبح کیا جائے یا مسیح علیہ السلام کے نام سے ذبح کیا جائے الغرض اللہ کے سوا جو نام لے کر ذبح کیا جائے وہ ما اہل بہ لغیر اللہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس ذبیحہ کو مسیح علیہ السلام کے نام سے ذبح کیا جائے وہ ہم نہیں کھائیں گے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا جو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ حلال نہیں اور نہ ہی وہ حلال ہے جو بتوں کے نام سے ذبح کیا یعنی ذبح کے وقت بت کا نام ذکر کیا جائے (عینی)

marfat.com

قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَاٰهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَدْ ذَبَحُوْا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلٰى اِسْمِ اللّٰهِ

بَابُ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ مِنَ الْقَصَبِ وَالْمَرْوَةِ وَالْحَدِيْدِ

۶۰۴۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ اَبَاهُ

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد: اللہ کے نام پر ذبح کرے"

۶۰۴۷ — ترجمہ: جندب بن سفیان بجلی نے کہا ہم نے ایک دن جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ قربانی کی ناگاہ چند لوگوں نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر دیں جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو دیکھا کہ اُنھوں نے نماز سے پہلے ذبح کیا ہے، تو فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے۔

۶۰۴۷ — شرح: اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ ذبیحہ عید کی نماز کے بعد ہے۔ نماز سے پہلے جائز نہیں اور اس میں ضروری ہے کہ اللہ کے نام سے ذبح کرے یعنی ذبح مقرون بالتسمیہ ہو۔ لہٰذا تسمیہ کے بغیر ذبیحہ جائز نہ ہوگا۔ ذبیحہ میں سنّت یہ ہے کہ اگر کوئی وجوب سے پہلے کسی شئی میں جلدی کرے وہ اسے محروم ہو جائے گا جیسے مُورث کا قاتل وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔

باب بانس، باریک پتھر اور لوہا میں سے جو خون بہا دے"

۶۰۴۸ — ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے کعب بن مالک کے بیٹے سے سُنا وہ ابن عمر کو خبر دیتے تھے کہ ان کے باپ نے انہیں خبر دی کہ ان کی لونڈی موضع سلع

marfat.com

اَخْبَرَهٗ اَنَّ جَارِيَةً لَهُمْ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَاَبْصَرَتْ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا فَقَالَ لِاَهْلِهٖ لَا تَاْكُلُوْا حَتّٰى اٰتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْاَلَهٗ اَوْ حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْهِ مَنْ يَّسْاَلُهٗ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعَثَ اِلَيْهِ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَكْلِهَا

٦٠٤٩ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ اَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ تَرْعٰى غَنَمًا لَهٗ بِالْجُبَيْلِ الَّذِيْ بِالسُّوْقِ وَهُوَ بِسَلْعٍ فَاُصِيْبَتْ شَاةٌ مِّنْهَا فَاَدْرَكْتُهَا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهُمْ بِاَكْلِهَا

میں بکریاں چرا رہی تھی۔ اچانک اس نے بکریوں میں سے ایک بکری کو مرتے دیکھا تو پتھر کو توڑ کر اس کے ساتھ اس بکری کو ذبح کر دیا کعب نے اپنے گھر والوں سے کہا اسے نہ کھاؤ حتی کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے پوچھتا ہوں یا میں کسی کو بھیجتا ہوں جو حضور سے پوچھے کعب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے اس کے کھانے کو حکم دیا۔

٦٠٤٨ — شرح : اس حدیث میں پانچ فوائد ہیں : اوّل یہ کہ عورت کا ذبیحہ جائز ہے دوم یہ کہ لونڈی کا ذبیحہ درست ہے۔ سوم یہ کہ باریک پتھر سے ذبح کرنا درست ہے۔ چہارم یہ کہ جو حلال جانور مرنے کے قریب ہو اس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔ پنجم یہ کہ وکالت کے بغیر غیر مالک بھی ذبح کر سکتا ہے۔ جب چرواہے نے بکری ذبح کی اور کہا میں نے اس کو مرتے دیکھا تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ مر جائے گی تو اس پر کوئی ضمان نہیں۔ حدیث ع ۲۱۵۷ ج ۳ کی شرح دیکھیں۔

٦٠٤٩ — ترجمہ : کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی جو ان کی بکریاں سوق میں چھوٹے سے پہاڑ میں چراتی تھی اور وہ مقام سلع ہے اُس نے ایک بکری کو آفت زدہ

marfat.com

۶۰۵۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَایَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَیْسَ مَعَنَا مُدًی فَقَالَ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُکِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فَکُلْ لَیْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ اَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَی الْحَبَشَةِ وَاَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَنَدَّ بَعِیْرٌ فَحَبَسَهٗ فَقَالَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْاِبِلِ اَوَابِدَ کَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَکُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰکَذَا

بَابُ ذَبِیْحَةِ الْاَمَةِ وَالْمَرْاَةِ

۶۰۵۱۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ لِکَعْبِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ اِمْرَاَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ فَاَمَرَ بِاَکْلِهَا وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّهٗ سَمِعَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ یُخْبِرُ عَبْدَ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ جَارِیَةً لِکَعْبٍ بِهٰذَا

ہوتی دیکھا تو پتھر کو توڑ کر اس کے ساتھ اسے ذبح کر دیا لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے انہیں اسے کھانے کا حکم دیا۔

ترجمہ : عبایہ بن رافع نے اپنے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے

۶۰۵۰ — پاس چھریاں نہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا جو شئی خون بہا دے اور اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو کھا لو ناخن اور دانت نہ ہو۔ بہر حال ناخن حبشیوں کی چھری ہے اور دانت ہڈی ہے ایک اونٹ بھگوڑا ہو گیا تو اس کو (تیر سے) روک لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اونٹوں میں وحشی جانوروں کی طرح بھگوڑے ہوتے ہیں ان میں سے جو جانور تم پر غالب آجائے اس کے ساتھ اس طرح کیا کرو!

(ذبیحہ پر بسملہ پڑھنا کے باب کی شرح دیکھیں نیز حدیث ۶۰۴۵ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۶۰۵۲ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ اَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ جَارِیَۃً لِکَعْبِ بْنِ مَالِکٍ کَانَتْ تَرْعٰی غَنَمًا بِسَلْعٍ فَاُصِیْبَتْ شَاۃٌ مِنْھَا فَاَدْرَکَتْھَا فَذَبَحَتْ بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کُلُوْھَا

باب عورت اور باندی کا ذبیحہ

۶۰۵۱ — ترجمہ : کعب بن مالک نے کہا ایک عورت نے تیز دھار پتھر سے بکری ذبح کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

لیث نے کہا ہمیں نافع نے خبر دی کہ اُنہوں نے ایک انصاری آدمی سے سُنا کہ وہ عبداللہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دیتا تھا کہ کعب بن مالک کی باندی نے بکری ذبح کی

۶۰۵۱ — شرح : جمہور فقہا نے کہا جب عورت ذبح کرنا اچھی طرح جانتی ہو تو اس کا ذبیحہ جائز ہے۔ ایسے ہی اگر بچہ اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو تو اس کا ذبیحہ بھی صحیح ہے البتہ حبشی کے ذبیحہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے طاؤس نے کہا حبشی کا ذبیحہ صحیح نہیں۔

۶۰۵۲ — ترجمہ : کعب بن مالک نے کہا ایک عورت نے تیز دھار پتھر سے بکری ذبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔

۶۰۵۲ — ترجمہ : کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی باندی مقام سلع میں بکریاں چراتی تھی اُن میں سے ایک بکری آفت زدہ ہوتی دیکھی اُس نے اس کو پکڑا اور پتھر کے ساتھ ذبح کر دیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا اسے کھا لو۔

marfat.com

بَابُ لَا يُذَكّٰى بِالسِّنِّ وَالْعَظْمِ وَالظُّفُرِ

۶۰۵۳ــ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلْ يَعْنِيْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ اِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ

بَابُ ذَبِيْحَةِ الْاَعْرَابِ وَنَحْوِهِمْ

۶۰۵۴ــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اُسَامَةُ اِبْنَ حَفْصِ الْمَدَنِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اِنَّ

باب دانت، ہڈی اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے

۶۰۵۳ــ ترجمہ: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانت اور ناخن کے سوا جو شئی خون بہادے (اسے ذبح کیا ہوا) کھالو۔

۶۰۵۳ــ شرح: اس حدیث میں ہڈی کا ذکر نہیں اور اس سے پہلی احادیث میں بھی ہڈی سے منع نہیں کیا گیا لیکن دانت سے ذبح کرنا اس لئے ممنوع ہے کہ دانت ہڈی ہے لہٰذا ہڈی کا ذکر بھی ہوگیا اور باب کے عنوان میں عظم کا سن پر عطف۔ عطفِ بیان ہے۔ اسی طرح ظفر (ناخن) بھی عظم ہے۔ بعض علماء نے کہا امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ اصلِ حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اصلِ حدیث میں اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ ،، بہرحال دانت ہڈی ہے۔

باب اعراب وغیرہ کا ذبیحہ

اعراب وہ عرب لوگ ہیں جو جنگلات میں رہتے ہیں وہ کسی ضروری کام کے بغیر شہروں میں داخل نہیں ہوتے۔ عرب معروف قبیلہ ہے۔ اس لفظ سے اعراب اور عرب کا واحد نہیں جو ان دونوں لفظوں کی طرف منسوب ہو اسے اعرابی اور عربی کہتے ہیں۔

marfat.com

قَوْمًا قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ قَوْمًا يَاْتُوْنَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِيْ
اَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَمْ لَا فَقَالَ سَمُّوْا عَلَيْهِ اَنْتُمْ وَكُلُوْهُ قَالَتْ وَكَانُوْا
حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِالْكُفْرِ تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ وَتَابَعَهُ اَبُوْ خَالِدٍ
وَالطُّحَاوِيُّ

بَابُ ذَبَائِحِ اَهْلِ الْكِتَابِ وَشُحُوْمِهَا مِنْ اَهْلِ الْحَرْبِ وَ غَيْرِهِمْ

وَقَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ

۶۰۵۴ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ اس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہے یا نہیں۔ حضور نے فرمایا تم بسم اللہ پڑھ کر کھا لو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ لوگ زمانۂ کفر کے بہت قریب تھے (نئے نئے مسلمان ہوئے تھے)

۶۰۵۴ شرح : حدیث کی مطابقت عنوان کے ساتھ واضح ہے کیونکہ جو لوگ گوشت لاتے تھے وہ اعراب تھے جو دیہات میں رہتے تھے۔ اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ ذبیحہ پر بسملہ پڑھنا واجب نہیں کیونکہ اگر واجب ہوتی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو اعراب کا گوشت کھانے کی اجازت نہ دیتے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہ ابتداءِ اسلام کا واقعہ ہے۔ صحیح تر یہ جواب ہے کہ اعراب بسملہ سے جاہل نہ تھے۔ عین ممکن ہے کہ وہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرتے تھے لیکن صحابہ کرام نے گمان کیا کہ شائد انہوں نے بسملہ کے بغیر ذبح کیا ہوگا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں پر اچھا گمان کرنا چاہیئے جب وہ مسلمان ہیں تو یقیناً بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرتے ہیں تم بسم اللہ پڑھ کر کھا لیا کرو (حدیث ۱۹۳۱ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

(علی بن حجر نے دراوردی سے روائت کرنے میں محمد بن عبید اللہ کی متابعت کی اور علی بن حجر کی ابو خالد اور طفاوی نے متابعت کی ،، طفاوی کا نام محمد بن عبد الرحمٰن ہے)

marfat.com

لَا بَأْسَ بِذَبِيْحَةِ نَصَارَى الْعَرَبِ وَاِنْ سَمِعْتَهٗ يُسَمِّيْ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَلَا تَاْكُلْ وَاِنْ لَمْ تَسْمَعْهٗ فَقَدْ اَحَلَّهُ اللّٰهُ وَعَلِمَ كُفْرَهُمْ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهٗ وَقَالَ الْحَسَنُ وَاِبْرَاهِيْمُ لَا بَأْسَ بِذَبِيْحَةِ الْاَقْلَفِ وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُمْ ذَبَائِحُهُمْ

باب دارالحرب کے اہل کتاب وغیرہ کے ذبیحے اور چربیاں

یعنی اہلِ کتاب جو جزیہ ادا کرتے ہیں اور اُن کے غیر جو جزیہ ادا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کا ارشاد! آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور ان لوگوں کا طعام جنہیں کتابیں دی گئی ہیں تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا طعام ان کے لئے حلال ہے "

ابن شہاب زہری نے کہا نصاریٰ عرب کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں اور اگر تو سُنے کہ وہ غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہے تو نہ کھاؤ اور اگر تو اس سے غیر اللہ کے نام سے ذبح کرتا نہ سُنے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال کیا ہے حالانکہ ان کو کفر جانتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح مذکور ہے۔ حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا اقلف (بے ختنہ) کا ذبیحہ کھانے میں حرج نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ان کا طعام ان کے ذبائح ہیں۔

شرح : اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اہلِ کتاب کے ذبائح جائز ہیں اور ان کی چربیاں کھانی جائز ہیں جمہور یہی کہتے ہیں امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے جو اہلِ کتاب پر چربیاں وغیرہ حرام کی ہیں وہ ہمارے لئے حرام ہیں۔ ابن قاسم نے کہا جسے اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے وہ اُن کا طعام ہے اور چربیاں ان کا طعام نہیں اور نہ ہی وہ ذبح

marfat.com

۶۰۵۵۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِيْ قَصْرِ خَيْبَرَ فَرَمٰى اِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِاٰخُذَهٗ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

کے وقت ان کا ارادہ کرتے ہیں بعض علماء نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُن کے طعام کی تفسیر ذبائح سے کی ہے اور جب اُن کے ذبائح مباح ہیں تو ان کے مذبوح کے اجزاء کا قصد کرنا کوئی ضروری نہیں جبکہ تذکیہ تمام اجزاء میں شائع ہوتا ہے تو لامحالہ ان میں چربی بھی داخل ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اُن پر ہر ذی ظفر کو حرام کیا ہے تو اس قائل کے کلام کے مطابق لازم آئے گا کہ اگر یہودی کوئی ایسا جانور ذبح کریں جس کے ناخن ہوں تو مسلمان کے لئے وہ کھانا حلال نہ ہو؟ پھر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیت ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد : وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے مراد اُن کے ذبائح ہیں۔ ابن عباس، ابوامامہ، مجاہد، سعید بن جُبَیر، عکرمہ، عطاء، حسن بصری، مکحول، ابراہیم نخعی، سُدّی اور مقاتل بن حیان یہی کہتے ہیں اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اہلِ کتاب کے ذبائح مسلمانوں کے لئے ہیں کیونکہ وہ غیر اللہ کے لئے ذبح کا عقیدہ نہیں رکھتے اور نہ ہی اپنے ذبائح پر اللہ کے سوا اور کوئی نام ذکر کرتے ہیں اگرچہ وہ ایسا اعتقاد رکھتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اُن کے علاوہ مشرکوں کے ذبائح جائز نہیں کیونکہ وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر نہیں کرتے ہیں اور عرب کے نصاریٰ جیسے بنی تغلب وغیرہ کے ذبائح جمہور کے نزدیک حرام ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اہل کتاب کے ذبائح سے مُراد اُن کا طعام ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے لیکن جو وہ کھاتے ہیں وہ بالاجماع ہمارے لئے جائز نہیں کیونکہ وہ مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھاتے ہیں۔ اِن میں سے ہمارے لئے کچھ بھی جائز نہیں۔ حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے کہا جس کا ختنہ نہ کیا ہُوا ہو اس کا ذبیحہ جائز ہے۔ حسن بصری نے کہا اگر کوئی آدمی بڑا ہو کر مسلمان ہو اور اسے ختنہ کرنے کی صورت میں جان کا خطرہ ہے تو وہ ختنہ نہ کرے اور اس کے ذبیحہ میں کچھ حرج نہیں (فتح وعینی)

۶۰۵۵۔ ترجمہ : عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا ہُوا تھا ایک انسان نے جراب پھینکی جس میں چربی تھی میں اس کو پکڑنے کے لئے اُچھلا اچانک میں نے نگاہ اُٹھائی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں نے آپ سے شرم کی۔

(حدیث ۲۹۴۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ مَانَدَّ مِنَ الْبَهَائِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْوَحْشِ

وَاَجَازَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا اَعْجَزَكَ مِنَ الْبَهَائِمِ مِمَّا فِیْ یَدَیْكَ فَهُوَ كَالصَّیْدِ وَفِیْ بَعِیْرٍ تَرَدّٰی فِیْ بِئْرٍ فَذَكَّیْهِ مِنْ حَیْثُ قَدَرْتَ عَلَیْهِ وَرَاٰی ذٰلِكَ عَلِیٌّ وَابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

۶۰۵۶ — حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَبَایَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ خَدِیْجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَاقُوا الْعَدُوِّ غَدًا وَلَیْسَتْ مَعَنَا مُدًی فَقَالَ اَعْجِلْ اَوْ اَرِنْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فَكُلْ لَیْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكَ اَمَّا السِّنُّ

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جو اہلِ کتاب پر حرام تھا جیسے چربی وغیرہ وہ ہمارے لئے جائز ہے؛ کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مغفل کو مذکور جراب میں جو یہودیوں نے قلعہ سے پھینکی تھی نفع حاصل کرنا مباح کیا معلوم ہوا کہ جو جانور اہل کتاب نے ذبح کیا ہو اور ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھی ہو اس کی چربی وغیرہ ہمارے لئے جائز ہے اگرچہ وہ اہل حرب سے ہوں۔ لیکن اگر انہوں نے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے ذبح کیا تو حرام ہوگا۔ واللہ اعلم!

باب جو حیوان بھاگ جائے وہ وحشی جانوروں کی طرح ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز کہا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو بہائم تمہارے ہاتھوں سے بھاگ جائیں اور تمہیں عاجز کر دیں وہ شکار کے حکم میں ہیں اور اس اونٹ جو کنوئیں میں گر جائے کے متعلق کہا اس کو جہاں سے قادر ہو ذبح کر دو۔ حضرت علی، عبداللہ بن عمر اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم کا یہی اعتقاد ہے۔

marfat.com

فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَاَصَبْنَا نَهْبَ اِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْاِبِلِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَاِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهٖ هٰكَذَا

بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ لَا ذَبْحَ وَلَا نَحْرَ اِلَّا فِي الْمَذْبَحِ وَالْمَنْحَرِ

۶۰۵۶ — ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم کل دشمن سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی کر یا فرمایا اسے دیکھ جو شئ خون جاری کر دے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے وہ کھا لو۔ مگر دانت اور ناخن نہ ہو میں تمہیں بیان کرتا ہوں کہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ ہم نے اس غزوہ میں اونٹ اور بکریاں غنیمت پائیں اُن میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا تو اس کو ایک آدمی نے تیر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے بعض وحشیوں کی مثل ہیں جب ان میں سے کوئی تم پر غالب آجائے تو اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو!

۶۰۵۶ — شرح : اَرِن بروزن اَعِدْ ہے یہ امر حاضر معروف کا صیغہ ہے۔ خطابی نے کہا یہ دراصل اِئْدِنْ اِعْجَلْ کے وزن پر تھا یہ دونوں ہم معنی ہیں۔ اَرِنَ یَارِنُ سے مشتق ہے۔ سَمِعَ یَسْمَعُ کے باب سے ہے یعنی اس کو ذبح کرنے میں جلدی کر تاکہ ناک کی موت نہ مر جائے نیز خطابی نے کہا یہ اَطِعْ کے وزن پر بھی پڑھا گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں " اَہْلِکْ " اسے ہلاک کر دے چنانچہ جب عربوں کے مویشی ہلاک ہو جائیں تو کہتے ہیں: رَانَ الْقَوْمُ " نیز اس کو اِرِمْ " کے وزن پر بھی پڑھتے ہیں۔ اس کے معنی ہیں۔ ادم القطع ولاتفتر (یعنی کاٹتے رہو سستی نہ کرو) (کرمانی)

باب نحر اور ذبح

نحر کے معنی اونٹ کے سینہ کے سر پہ ذقن کے نیچے برچھا مارنا اور ذبح گائے اور بکری کے حلق میں ہوتا ہے " ابن جریج اور وہ عبدالملک بن عبدالعزیز ہیں عطاء سے روایت کی کہ ذبح صرف ذبح کی جگہ ہے

marfat.com

قُلْتُ اَيُجْزِئُ مَا يُذْبَحُ اَنْ اَنْحَرَهٗ قَالَ نَعَمْ ذِكْرُ اللّٰهِ ذَبْحُ الْبَقَرَةِ فَاِنْ ذَبَحْتَ شَيْئًا يُنْحَرُ جَازَ وَالنَّحْرُ اَحَبُّ اِلَيَّ وَالذَّبْحُ قَطْعُ الْاَوْدَاجِ قُلْتُ فَتُخَلَّفُ الْاَوْدَاجُ حَتّٰى يُقْطَعُ النِّخَاعُ قَالَ لَا اِخَالُ فَاَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَهٰى عَنِ النُّخَاعِ يَقُوْلُ يُقْطَعُ مَا دُوْنَ الْعَظْمِ ثُمَّ يُدَعُ حَتّٰى يَمُوْتَ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً اِلٰى قَوْلِهٖ وَقَالَ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الذَّكَاةُ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاَنَسٌ اِذَا قَطَعَ الرَّاْسَ فَلَا بَأْسَ

جو حلقوم ہے اور نحر سینہ پر برچھا مارنا ہے۔ میں نے کہا جس کو ذبح کیا جاتا ہے کیا اس کو نحر کرنا کافی نہ ہوگا عطاء نے کہا ہاں کافی ہو جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گائے کو ذبح کرنا ذکر کیا ہے۔ اگر کسی شئ کو ذبح کرنے جس کی شان نحر کرنا ہے تو جائز ہے لیکن مجھے نحر کرنا پسند ہے۔ ذبح کی رگیں کاٹنا ہے۔ میں نے کہا کیا رگیں پیچھے چھوڑ دی جائیں حتیٰ کہ حرام مغز کاٹ دیا جائے انہوں نے کہا میں اسے اچھا نہیں سمجھتا ہوں۔ مجھے نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ انھوں نے حرام مغز کاٹنے سے منع کیا ہے۔ وہ کہتے تھے ہڈی تک کاٹ کر چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تمہیں اللہ فرماتا ہے کہ گائے ذبح کرو انھوں نے ذبح کیا وہ ذبح کرنے والے نہ تھے۔ سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ذبحہ حلقوم اور لبہ دونوں میں ہے۔ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور انس رضی اللہ عنہم نے کہا اگر سر کو کاٹ کر علیحدہ کر دیا تو جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

شرح : یعنی گائے کو ذبح کیا جائے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً تم گائے ذبح کرو اس سے ظاہر ہے کہ گائے مذبوح ہے کیونکہ اصل یہی ہے کہ لفظ کو حقیقت پر محمول کیا جائے لیکن گائے کو نحر کرنا باتفاق العلماء جائز ہے جبکہ جس کو نحر کیا جائے اسے ذبح کرنا بھی جائز ہے لہٰذا مذبوح کو نحر کرنا جائز ہے۔ اَوْداج ،، وَدج کی جمع ہے۔ واؤ اور دال دونوں مفتوح ہیں یہ گردن میں رگ ہے۔ نُخاع حرام مغز ہے۔ دراصل ودجان گردن میں دو موٹی رگیں ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ لہٰذا اوداج کہنا مناسب تھا، لیکن ذبح میں چار رگیں قطع کرنی شرط ہیں اور وہ حلقوم مری اور

marfat.com

ودجان ہیں سب پر بطریقِ غلبہ اوداج کا اطلاق کیا ہے چنانچہ بعض احادیث میں ہے : اَفْرِ الْاَوْدَاجَ وَانْهَرْ بِمَا شِئْتَ ،، اس میں چاروں کو اودلج کہا ہے۔

علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ ذبح میں چار رگیں کاٹنی شرط ہیں یا نہیں احناف کے نزدیک اگر مذکور چاریں رگیں قطع کیں تو کھانا حلال ہے۔ اسی طرح اگر اکثر قطع کر دیں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک حلال ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک حلقوم، مری او۔ ودجان سے ایک کو قطع کرنا ضروری ہے اگر بعض حلقوم یا بعض مری قطع کر دی تو حلال نہ ہوگا۔ الحاصل امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چار رگوں میں کوئی تین قطع کر دے تو ذبیحہ حلال ہے امام ابو یوسف سے تین روایات ہیں۔ ایک تو یہ مذکور ہے دوسری یہ دا رگوں سمیت حلقوم قطع کرنا شرط ہے۔ تیسرے یہ کہ وَدَجان میں سے ایک قطع کرنے کے ساتھ حلقوم اور مری کا قطع کرنا بھی شرط ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک چاروں عروق کا اکثر حصہ قطع کرنا شرط ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا وَدَجَیْن اور صرف حلقوم کا قطع کرنا شرط ہے۔ قولہ فَتُخْلَفَ الْاَوْدَاجُ ،، یعنی اوداج کو چھوڑا جائے اور ان کے قطع پر اکتفاء نہ کیا جائے یہاں تک کہ حرام مغز کاٹا جائے۔ نخاع گردن کی ہڈی میں سفید عذود ہے جو صلب کی طرف جاتی ہے اور عجب ذنب پر ختم ہوتی ہے۔ جب حیوان کو ذبح کرنا ہو تو نخاع تک پہنچنا ممنوع ہے صاحب ہدایہ نے کہا جس نے چھری نخاع تک پہنچا دی یا سر قطع کر دیا تو ذبیحہ مکروہ ہے لیکن کھانا جائز ہے پس ذبح یہ ہے کہ گردن کی ہڈی کے سوا رگیں قطع کر کے چھوڑ دے حتی کہ وہ مر جائے (عینی)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا
اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو!
اور فرمایا اُنھوں نے ذبح تو کر دیا وہ یہ کرنے والے نہیں تھے"

اس کا نحر اور ذبح پر عطف ہے جو باب کے مضاف الیہ مجرور ہیں۔ دراصل عبارت اس طرح ہے
باب فی بیان النحر والذبح وفی بیان قول اللہ تعالیٰ : وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ الخ
اس آئت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ گائے ذبح کے ساتھ مختص ہے یہ آیات بنی اسرائیل کے قتیل کے بارے میں نازل ہوئیں جو کسی مقام میں پایا گیا تھا۔ یہ قسامت کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے۔ قاتل معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا اس کی تفصیل قرآن کریم میں مذکور ہے۔

marfat.com

٦٠٥٧ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عن هشام بن عُروة قَالَ اخبرتنی فاطمةُ بنت المُنْذِرِ امْرَاَتِیْ عن اَسْمَآءَ بنت ابی بکرٍ قالت نَحَرْنَا علیٰ عهد رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَاَكَلْنَاهُ ٦٠٥٨ حَدَّثَنِیْ اسحق قَالَ سمع

قوله قَالَ سعید بن جُبَیْرٍ الخ ،، یعنی سعید بن جُبَیْرٍ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی ذبح حلق اور لَبّہ میں ہے لَبّہ بکسر اللام اور باء مُشدّد ہے۔ یہ سینے سے اُوپر ہار کی جگہ ہے یہی مَنحَرُ ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا اَللَّبَّہ بفتح اللام ہے یہ سینے کے اُوپر اور اس کا اردگرد ہے بعض نے کہا ذبح حلق میں اور نحر لَبّہ میں ہے اور ذکاۃ دونوں کو شامل ہے۔ جامع صغیر میں ہے سارے حلق اس کے وسط، اعلیٰ اور اسفل میں ذبح کر سکتے ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام : اَلذَّكَاةُ فِی الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ ،، میں فی بمعنی بَیْن ہے یعنی حلق اور لبّہ کے درمیان ذبح ہے۔

قوله قَالَ ابن عمر و ابن عباس و انس رضی اللہ عنہم الخ یعنی عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے کہا جب ذبح کے وقت سارا سر کٹ کر دیا تو حرج نہیں۔ اور اسے کھانا جائز ہے۔

٦٠٥٧ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں گھوڑا نحر کیا اور اسے کھایا۔

٦٠٥٧ — شرح : بعض علماء نے کہا ذبح میں گھوڑے کا حکم وہی ہے جو گائے کا حکم ہے۔ یعنی اس کو نحر اور ذبح کرنا جائز ہے احسن یہ ہے کہ ذبح کیا جائے۔ اس سے امام شافعی، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما اسے مکروہ تحریمی کہتے ہیں بعض نے مکروہ تنزیہی کہا ہے۔

٦٠٥٨ — ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مدینہ منورہ میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا۔

٦٠٥٨ — شرح : اس حدیث میں گھوڑا ذبح کرنا مذکور ہے جبکہ اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ ہم نے نحر کیا، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ واقعہ متعدد ہے ایک بار

marfat.com

عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ نَحَرْنَا
عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا وَنَحْنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَكَلْنَاهُ

٦٠٥٩ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ
فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَتْ نَحَرْنَا عَلٰى
عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَاَكَلْنَاهُ تَابَعَهُ وَكِيْعٌ
وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِى النَّحْرِ

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالْمَصْبُوْرَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ

٦٠٦٠ــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ
ابْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ اَيُّوْبَ فَرَاٰى غِلْمَانًا
اَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا فَقَالَ اَنَسٌ نَهَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ

نحر کیا اور دوسری بار ذبح کیا یا ایک لفظ دوسرے سے مجاز ہے، لیکن پہلا معنی صحیح ہے کیونکہ مجاز اس وقت لیا جاتا ہے جب حقیقت متعذرہ ہو اور یہاں حقیقت متعذرہ نہیں بلکہ اس میں فائدہ ہے وہ یہ کہ منحور کو ذبح اور مذبوح کو نحر کرنا جائز ہے نحر کا ذبح پر ذبح کا نحر پر اطلاق صحیح ہے۔

٦٠٥٩ــ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گھوڑا نحر کیا اور کھایا وکیع اور ابن عیینہ نے ہشام سے نحر روایت کرنے میں جریر کی متابعت کی۔

باب مُثلہ، مَصْبُورہ اور مُجَثَّمہ مکروہ ہیں

مثلہ کسی زندہ حیوان کے سارے اعضاء یا بعض کاٹ ڈالنا ہے۔ یعنی اس کا کان، ناک وغیرہ کاٹ

marfat.com

٦٠٦١ — حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ یَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سَعِیْدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰی یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ وَغُلَامٌ مِّنْ بَنِیْ یَحْیٰی رَابِطٌ دَجَاجَةً یَرْمِیْهَا فَمَشٰی اِلَیْهَا ابْنُ عُمَرَ حَتّٰی حَلَّهَا ثُمَّ اَقْبَلَ بِهَا وَبِالْغُلَامِ مَعَهٗ فَقَالَ انْزِجُرُوْا غِلْمَانَكُمْ عَنْ اَنْ یَّصْبِرُوْا هٰذَا الطَّیْرَ لِلْقَتْلِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهٰی اَنْ تُصْبَرَ بَهِیْمَةٌ اَوْ غَیْرُهَا لِلْقَتْلِ

ڈالنا۔ مَصْبُوْرَہٗ ،، کسی زندہ حیوان کو باندھ کر نیزے مار کر ہلاک کرنا ہے۔ مُجَثَّمَہٗ کسی پرندہ کو باندھ کر تیر مار کر ہلاک کرنا ایسے جانور حرام ہیں۔

ترجمہ : ہشام بن زید نے کہا میں انس کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا
٦٠٦٠ — انس نے چند لڑکوں یا جوانوں کو دیکھا کہ وہ مرغی کو باندھ کر اسے
تیر مارتے ہیں۔ انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

شرح : یعنی زندہ جانور کو باندھ کر ہلاک کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ
٦٠٦٠ — اس میں مال کی اِضَاعَتْ اور حیوان کی تعذیب ہے اس طرح
ہلاک شُدہ جانور کا گوشت حرام ہے کیونکہ مقدور علیہ جانور ذبح شرعی کے بغیر قتل کرنا حرام ہے۔ اگر کسی جانور کو بندوق کی گولی ماری پھر اس کو زندہ پکڑ لیا تو ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ وہ یحییٰ بن سعید
٦٠٦١ — کے پاس گئے جبکہ بنی یحییٰ میں سے ایک لڑکا مرغی کو باندھ کر تیر
کا نشانہ بنا رہا تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس گئے اور مرغی کو کھول دیا پھر اپنے ساتھ مرغی اور لڑکے کو لائے اور فرمایا اپنے لڑکے کو اس پرندے کو باندھ کر قتل کرنے سے روک رکھو، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ چوپایوں وغیرہ کو روک کر قتل کرنے سے منع فرماتے تھے۔

شرح : قولہ ھٰذا الطائر ،، ایک لغت کے مطابق طَیْرٌ کا اطلاق واحد پر کیا
٦٠٦١ — ہے۔ ورنہ مشہور یہ ہے کہ واحد کو طائر اور جمع کو طَیْرٌ کہا جاتا ہے
لفظ ،، اَوْ ،، تنویع کے لئے ہے شک کے لئے نہیں لہٰذا یہ طیور اور بہائم کو شامل ہے۔

marfat.com

٦٠٦١ـ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَمَرُّوْا بِفِتْیَةٍ اَوْ بِنَفَرٍ نَصَبُوْا دَجَاجَةً یَرْمُوْنَهَا فَلَمَّا رَاَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا تَابَعَهُ سُلَیْمٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَیَوَانِ وَقَالَ عَدِیٌّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

٦٠٦٢ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَدِیُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ یَزِیْدَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰی عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ

٦٠٦١ـ ترجمہ : سعید بن جبیرؒ نے کہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا تو وہ چند نوجوانوں یا ایک جماعت کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک مرغی باندھ رکھی تھی اس کو تیر مار رہے تھے جب اُنہوں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا تو بھاگ گئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ کس نے کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ سلیمان نے شعبہ سے روائت کرنے میں ابوبشر کی متابعت کی ہے۔ منہال نے سعید ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ حضور نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو حیوانوں کا مُثلہ کرے۔ عدی نے سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت فرمائی۔ **شرح** : قولہ قال عدی مؤلف نے اس سے یہ اشارہ کیا ہے کہ عدی بن ثابت نے ابوبشر اور منہال کی مخالفت کی اور مذکور حدیث سعید بن جُبیر اور ابن عباس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے۔

٦٠٦٢ـ ترجمہ : حجاج بن منہال نے شعبہ سے روائت بیان کی کہ مجھے عدی بن ثابت

marfat.com

بَابُ لحم الدّجاج

٦٠٦٣ــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ
اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمَ الْجَرْمِىِّ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ
رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الدَّجَاجَ قَالَ وَ ٦٠٦٤ حَدَّثَنَا
اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ اَبِىْ تَمِيْمَةَ
عَنِ الْقَسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ وَكَانَ
بَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَىِّ مِنْ جَرْمٍ اِخَاءٌ فَاُتِىَ بِطَعَامٍ فِيْهِ لَحْمُ
دَجَاجٍ وَفِى الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ اَحْمَرُ فَلَمْ يَدْنُ مِنْ طَعَامِهٖ
قَالَ اُدْنُ فَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ مِنْهُ قَالَ اِنِّىْ
رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ اَنْ لَّا اٰكُلَهٗ فَقَالَ اُدْنُ اُخْبِرْكَ
اَوْ اُحَدِّثْكَ اِنِّىْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ نَفَرٍ مِّنَ
الْاَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهٗ وَهُوَ غَضْبَانُ وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِّنْ نَعَمِ
الصَّدَقَةِ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ اَنْ لَّا يَحْمِلَنَا قَالَ مَا عِنْدِىْ

نے خبر دی کہ میں نے عبداللہ بن یزید سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹ کھسوٹ اور زندہ جانوروں کے کان ناک کاٹنے (مُثْلَہ) سے منع فرمایا۔ (حدیث ٢٣١١ ج : ٣ کی شرح دیکھیں)

باب مرغ کا گوشت

٦٠٦٣ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور مُرغ کا گوشت تناول فرما رہے تھے۔

marfat.com

مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبٍ مِنْ
اِبِلٍ فَقَالَ اَيْنَ الْاَشْعَرِيُّوْنَ اَيْنَ الْاَشْعَرِيُّوْنَ قَالَ فَاَعْطَانَا خَمْسَ
ذَوْدٍ غُرَّ الذُّرٰى فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقُلْتُ لِاَصْحَابِيْ نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَمِيْنَهٗ لَا نُفْلِحُ اَبَدًا فَرَجَعْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ فَحَلَفْتَ اَنْ لَا تَحْمِلَنَا فَظَنَنَّا اَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ فَقَالَ
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ حَمَلَكُمْ اِنِّيْ وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى
غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا

۶۰۶۴ ترجمہ : زہدم نے کہا ہم ابوموسیٰ اشعری کے پاس تھے حالانکہ ہمارے درمیان اور جرم کے اِس قبیلہ کے درمیان دوستی اور بھائی چارہ تھا۔ ہمارے لئے کھانا لایا گیا جس میں مُرغ کا گوشت تھا۔ لوگوں میں ایک سُرخ رنگ والا آدمی بیٹھا تھا وہ اس طعام کے قریب نہ گیا۔ ابوموسیٰ نے کہا قریب ہو اور کھاؤ! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کھاتے دیکھا ہے۔ اُس نے کہا میں نے اسے گندگی کھاتے دیکھا ہے جب سے میں اسے اچھا نہیں سمجھتا ہوں اور اس سے کراہت کرتا ہوں اور میں نے قسم کھائی ہے کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ نے کہا قریب ہو میں تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں (وہ یہ ہے) میں اشعریوں کے ساتھ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اتفاقاً میں نے حضور کو غصّہ کی حالت میں پایا جبکہ آپ صدقہ کے چار پائے تقسیم فرما رہے تھے۔ ہم نے حضور سے سواری کے لئے اُونٹ طلب کئے تو آپ نے قسم کھائی کہ ہمیں سواری کے اونٹ نہ دیں گے اور فرمایا: میرے پاس کوئی اونٹ نہیں جس پر تمہیں سوار کروں پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کے اُونٹ آئے تو فرمایا اشعری کہاں ہیں اشعری کہاں ہیں۔ ابوموسیٰ نے کہا حضور نے ہمیں سفید کوہانوں والے پانچ اُونٹ دیئے ہم تھوڑا سا ٹھہرے اور ابھی دُور نہ گئے تھے کہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قسم بھُول گئے ہیں۔ اللہ کی قسم اگر ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قسم سے غافل رکھا تو ہم کبھی فلاح نہ پائیں گے۔ پس ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا

marfat.com

بَابُ لُحُومِ الْخَيْلِ

٦٠٦٥ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلْنَا

٦٠٦٦ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِي لُحُوْمِ الْخَيْلِ

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ سے سواری کے لئے اونٹ مانگے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ہمیں سواری کے اونٹ نہ دیں گے ہمارا گمان ہے کہ آپ اپنی قسم بھول گئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں سوار کیا ہے اور خدا کی قسم! انشاء اللہ میں کوئی قسم نہیں کھاتا پس میں اس کا غیر اس سے بہتر دیکھوں مگر بہتر کرتا ہوں اور قسم سے حلال ہو جاتا ہوں۔

٦٠٦٤ــــ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرغ کا گوشت کھانا جائز ہے اور یہ بہترین خوش ذائقہ کھانا ہے اور جو زہاد تک کے سبب اسے مکروہ جانتے ہیں ان کی کراہت کا کوئی اعتبار نہیں حالانکہ سید زہاد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا ہے اگرچہ ممکن ہے کہ مرغ غلاظت کھاتا ہوگا طبرانی کی روائت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مرغ کو چند روز محبوس رکھنے کے بعد ذبح کر کے کھاتے تھے۔ ایک روائت کے مطابق عبداللہ بن عمر جب مرغ کا انڈا کھانے کا ارادہ کرتے تھے تو مرغی کو تین دن تک محبوس رکھتے تھے۔ امام ہمام سراج الامت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مرغ خلط ملط اشیاء کھاتے ہیں۔ (خالص غلاظت نہیں کھاتے اور جلالہ (جس کی غذا گندگی ہو) غلاظت کے سوا کچھ نہیں کھاتی ہے۔ لہٰذا اسے کھانا مکروہ ہے۔ ابن حزم نے کہا جلالہ خصوصاً وہ ہے جس کی چار ٹانگیں ہوں۔ پرندوں اور مرغ کو جلالہ نہیں کہا جاتا ابن بطال نے کہا جلالہ کے کھانے پر علماء کا اجماع ہے۔ سحنون سے اس بچہ کے متعلق پوچھا گیا جس کو خنزیرہ نے دودھ پلایا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ اس کو کھانے میں حرج نہیں۔

marfat.com

طبری نے کہا علماء کا اس پر اجماع ہے کہ اونٹ یا بکری کے بچے کو کتیا یا خنزیرہ کے دودھ سے پالا جائے تو اسے کھانا جائز ہے، حالانکہ بلا خلاف خنزیرہ کا دودھ نجاست کی طرح پلید ہے۔ (عینی)

باب گھوڑوں کا گوشت

۶۰۶۵ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں گھوڑا نحر کر کے کھایا (جب صحابی کہے ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ کیا تو وہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے)

۶۰۶۶ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت میں اجازت دی۔

۶۰۶۶ — شرح : اس حدیث سے عطاء، ابن سیرین، حسن بصری، اسود بن یزید، سعید بن جبیر، ابن مبارک، شافعی، ابو یوسف، محمد، احمد اور ابوثور رحمہم اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ، اوزاعی، مالک اور ابوعبید نے کہا گھوڑے کا گوشت مکروہ ہے۔ بعض نے کہا امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہے اور بعض نے تنزیہی کہا ہے۔ فخر الاسلام نے کہا یہی صحیح ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ، سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ معرضِ امتنان و احسان میں ذکر کی ہے اور کھانا اعلیٰ نفع ہے اور حکیم اعلیٰ نعمت پر احسان چھوڑ کر ادنیٰ نعمت پر احسان نہیں جتلاتا ہے۔ نیز گھوڑا دشمن کے ارہاب و تخویف اور ڈرانے دھمکانے کا آلہ ہے، لہٰذا احتراماً اسے نہ کھایا جائے گا۔ نیز ابوداؤد میں خالد بن ولید سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔ اسے نسائی، ابن ماجہ اور طحاوی نے بھی ذکر کیا ہے۔

ابوداؤد نے اس روایت پر سکوت کیا ہے جو ان کی رضاء پر دلالت کرتا ہے، لیکن انھوں نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے۔ نسائی نے بھی اس کو منسوخ کہا ہے۔ یہ جابر کی حدیث کے معارض ہے اور ترجیح محرِّم کو ہوتی ہے۔ حدیث ع ۳۹۴۲ میں اس کی تفصیل مذکور ہے اور پالتو گدھوں میں تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ وہ حرام ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com

بَابُ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ

فِيْهِ عَنْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ٦٠٦٧ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْاَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ ٦٠٦٨ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ

باب پالتو گدھوں کا گوشت

اِنْسِیَّہ بکسر الہمزہ وسکون النون ہے اِنس کی طرف منسوب ہے۔ اَنَسِیَّہ بھی کہا جاتا ہے اَنَس کی طرف منسوب ہے یہ وحشت کی ضد ہے۔ وحشیہ گدھوں کا گوشت جنہیں گورخر کہا جاتا ہے۔ کھانا جائز ہے

اس باب میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ سے روائت کی ہے ،،

٦٠٦٧ــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت سے خیبر کے روز منع فرمایا

٦٠٦٨ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں سے منع فرمایا : عبداللہ بن مبارک نے عبید اللہ اور

marfat.com

٦٠٦٩ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ وَلُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ

٦٠٧٠ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِيْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ

٦٠٧١ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَدِيٌّ عَنِ الْبَرَاءِ وَابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ

٦٠٧٢ — حَدَّثَنَا

نافع کے ذریعہ سے یحییٰ کی متابعت کی۔ ابو اسامہ نے کہا عبید اللہ سے انھوں نے سالم سے روایت کی۔

٦٠٦٩ — ترجمہ : حضرت عبداللہ اور امام حسن جو محمد بن علی کے صاحبزادے ہیں نے اپنے والد کے ذریعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے سال متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا

حدیث ع کی شرح دیکھیں (کتاب النکاح باب نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نکاح المتعہ

٦٠٧٠ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت میں رخصت دی (حدیث ع ۳۹۲۲ کی شرح دیکھیں)

٦٠٧١ — ترجمہ : براء بن عازب اور ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔ (حدیث ع ۳۰۴۳ کی شرح دیکھیں)

٦٠٧٢ — ترجمہ : ابو ادریس خولانی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ابو ثعلبہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا زبیدی اور عقیل نے

marfat.com

اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا اِدْرِيْسَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَعُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ مَالِكٌ وَمَعْمَرٌ وَالْمَاجِشُوْنَ وَيُوْنُسُ وَابْنُ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

٦٠٧٣ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهٗ جَاءٍ فَقَالَ اُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَاءَهٗ جَاءٍ فَقَالَ اُكِلَتِ الْحُمُرُ فَاَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ فَاِنَّهَا رِجْسٌ فَكُفِئَتِ الْقُدُوْرُ وَاِنَّهَا لَتَفُوْرُ بِاللَّحْمِ

نے ابن شہاب سے روایت کرنے میں صالح بن محمد کی متابعت کی۔
مالک، معمر، ماجشون، یونس اور ابن اسحاق نے زہری سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی ناب درندوں سے منع فرمایا۔

ترجمہ ٦٠٧٣ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی شخص آیا اور عرض کیا گدھے کھائے گئے پھر دوسرا آدمی آیا اور عرض کیا گدھے کھائے گئے پھر تیسرا آدمی آیا اور عرض کیا گدھے ختم ہو گئے تو حضور نے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرماتے ہیں کیونکہ یہ پلید ہیں (یہ سن کر) ہنڈیاں اُلٹ دی گئیں حالانکہ وہ گوشت سے اُبلتی تھیں۔

شرح ٦٠٧٣ : قولہ جاءہ جاءٍ، جاءَ تین بار ذکر کیا ہو سکتا ہے یہ تین شخص علیحدہ علیحدہ اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی شخص بار بار حاضرِ خدمت ہوا ہو۔ کیونکہ جب اُس نے کہا گدھے کھائے گئے اور حضور نے ادھر التفات نہ فرمائی تو

marfat.com

٦٠٧٤ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ يَزْعَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ فَقَالَ قَدْ كَانَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ عِنْدَنَا بِالْبَصْرَةِ وَلٰكِنْ اَبٰى ذٰلِكَ الْبَحْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَرَأَ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا

دوسری بار آیا۔ جب تیسری بار کہا گدھے ختم ہو گئے تو حضور نے گدھوں کا گوشت حرام کر دیا۔ ہو سکتا ہے کہ پہلی یا دوسری بار ان کی تحریم میں حکم نہ نازل ہوا ہو جب وہ تیسری بار آیا تو حکم نازل ہو گیا اور تحریم کا اعلان فرمایا۔

٦٠٧٤ــــ ترجمہ: عمرو نے کہا میں نے جابر بن زید سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا ہے۔ جابر نے کہا حکم بن عمرو غفاری ہمارے پاس بصرہ میں یہی حکم دیتے تھے لیکن علم کے سمندر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا انکار کیا اور پڑھا: جو کچھ مجھے وحی کی گئی ہے اس میں حرام نہیں پاتا ہوں الخ، تلاوت کی۔

٦٠٧٤ــــ شرح: قولہ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْمَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا الآیۃ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آئت کریمہ سے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آئت کریمہ میں ہر محرم کو ذکر کیا ہے اسی میں حرمت منحصر ہے۔ اس کے علاوہ ہر شئ اصل اباحت پر ہے اور فقہاء کرام پالتو گدھوں کی حرمت پر متفق ہیں، البتہ ابن عباس سے روائت ہے کہ انہوں نے ان کو مباح کہا ہے۔ ام المومنین عائشہ اور شعبی سے بھی اسی طرح روائت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سورۂ مائدہ کے اوّل میں منخنقہ اور موقوذہ اور جو ان کے ساتھ ہیں کی تحریم مذکور ہے۔ حالانکہ وہ اس آئت کریمہ سے خارج ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ منخنقہ (جس کا گلا گھونٹا گیا ہو) وغیرہ مُبَیَّنہ (مردار) میں داخل ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ سورۂ انعام مکی ہے تو ہو سکتا ہے کہ اُس وقت وہی حرام ہوں جو آیت میں مذکور ہیں اور سورۂ مائدہ مدنیہ ہے۔ یہ قرآن میں سب سے آخر نازل ہوئی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جن احادیث میں پالتو گدھوں کے گوشت کی تحریم مذکور ہے وہ تمام اخبار احاد ہیں۔ ان پر عمل آئت مذکورہ کے نسخ کا مُوجب ہو گا۔ یہ جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے مذکورہ آئت کریمہ سے کئی اشیاء مخصوص ہیں۔ جو حرام ہیں اور اس آئت میں مذکور

marfat.com

بَابُ اَكْلِ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ

٦٠٧٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِىِّ عَنْ اَبِىْ ثَعْلَبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِىْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ تَابَعَهٗ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَالْمَاجِشُوْنَ عَنِ الزُّهْرِىِّ

نہیں ، چنانچہ نجاسات ، شراب اور بندروں کا گوشت اس میں مذکور نہیں۔ جب یہ آئٹ مذکور سے مخصوص ہیں اور مخصوص البعض ظنی رہ جاتا ہے لہذا اخبار احاد سے ان کی تخصیص ہو سکتی ہے (عینی)

باب ہر ذی ناب درندے کا کھانا

ناب سے مُراد یہ ہے کہ جس کے ساتھ وہ حیوان پر حملہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ قوّت حاصل کرتا ہے "

٦٠٧٥ — ترجمہ : ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی ناب درندہ کے کھانے سے منع فرمایا۔

٦٠٧٥ — شرح : اس حدیث کی تقریر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں علماء کوفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ نے کہا اس میں نہی تحریم کے لئے ہے ذو ناب درندہ کھانا حرام ہے۔ اور ذُوْ مِخْلَبٍ (چرندہ) جو پنجہ سے شکار کرتا ہے بھی حرام ہے۔ البتہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عموم سے بجّو اور لومڑی مستثنیٰ کئے ہیں ؛ کیونکہ ان کے ناب ضعیف ہیں ، لیکن یہ تاویل نص قطعی کے مقابلہ میں ہونے کے سبب فاسد ہے۔ ابن قصار نے کہا امام مالک کے نزدیک نہی کراہت پر محمول ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ درندے خنزیر کی مثل حرام نہیں ہیں ؛ کیونکہ ان میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت ہے کہ آپ نے بجّو کھانے کی اجازت دی ہے۔ اسے حاکم نے جابر سے روائت کیا اور کہا اس کا اسناد صحیح ہے حالانکہ بجّو ذو ناب ہے۔ پس

marfat.com

بَابُ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ

٦٠٧٦ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِاِهَابِهَا قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا

معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی ناب درندے کی تحریم سے کراہت کا ارادہ کیا الحاصل عطاء ابن ابی رباح، امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق نے بجو کو مباح کہا ہے ظاہریوں کا مذہب بھی یہی ہے حسن بصری، سعید بن مسیب، اوزاعی، ثوری، عبداللہ بن مبارک، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رضی اللہ عنہم نے کہا بجو حرام ہے اس کی دلیل مذکور حدیث ہے؛ کیونکہ یہ حدیث اپنے عموم کے اعتبار سے ہر ذی ناب کو شامل ہے اور بجو بھی ذو ناب ہے اور جابر کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ مشہور نہیں اور وہ محلل ہے اور محرم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے (عینی)

یونس بن یزید، معمر بن راشد، سفیان بن عیینہ اور ماجشون نے زہری سے روایت کرنے میں مالک کی متابعت کی۔

باب مردار کی کھال

٦٠٧٦ — ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُردار بکری کے پاس سے گزرے تو فرمایا کیا تم نے اس کی کھال دباغت کی ہے لوگوں نے کہا یہ تو مردار ہے۔ حضور نے فرمایا مردار کا کھانا حرام ہے۔

٦٠٧٦ — شرح: اس حدیث سے جمہور فقہاء نے استدلال کیا مُردار کی کھال سے دباغت کے بعد نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ امام مالک کا قول بھی یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طبرانی نے تہذیب الآثار میں جابر کی

marfat.com

٦٠٧٧ــــ حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَنْزٍ مَيْتَةٍ فَقَالَ مَا عَلٰى اَهْلِهَا لَوِ انْتَفَعُوْا بِاِهَابِهَا

بَابُ الْمِسْكِ

٦٠٧٨ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَمَّارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُردار سے ذرہ بھر نفع نہ حاصل کرو! نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُردار سے نفع حاصل کرنے سے منع فرمایا ابوداؤد اور ترمذی نے بھی صحیح اسناد سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کے چمڑے بچھانے سے منع فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جابر کی حدیث میں زمعہ ہے اس کی نقل غیر معتمد علیہ ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے اسناد میں عام مجہول غیر معروف ہیں اور درندوں کے چمڑوں سے نہی اس لئے ہے کہ وہ دباغت سے قبل استعمال کئے جاتے تھے۔

٦٠٧٧ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے تو فرمایا اس کے اہل و مالک پر حرج نہ تھا وہ اگر اس کی کھال سے نفع حاصل کرتے۔

باب مسک (کستوری)

مسک فارسی مُعرّب ہے۔ دراصل مشک تھا۔ عرب جب عجمی لفظ استعمال کریں تو اس میں کمی بیشی کرتے ہیں یا حرف کو کسی حرف سے بدل دیتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا اس باب

marfat.com

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَكْلُوْمٍ يُكْلَمُ فِي اللّٰهِ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَكَلْمُهُ يَدْمٰى اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيْحُ رِيْحُ مِسْكٍ ۹ ۶۰۷ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ يُحْذِيَكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيْرِ اِمَّا اَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً

کو کتاب الصید میں اس لئے ذکر کیا کہ مسک ہرن کا فضلہ ہے اور ہرن شکار ہے۔ علماء نے اس کی طہارت پر اتفاق کیا ہے۔ علماءِ احناف نے کہا مسک مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے حلال ہے اور اس سے انتفاع جائز ہے۔ ابن منذر نے اسناد جید کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور کے پاس مسک تھی جس سے خوشبو لگایا کرتے تھے۔

۶۰۷۸ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بھی شخص اللہ کی راہ میں زخمی نہیں کیا جاتا ہے مگر وہ قیامت کے دن آئے گا اس حال میں کہ اس کا زخم خون کے قطرے ٹپکاتا ہوتا ہوگا اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو ہوگی۔

۶۰۷۸ــ شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث سے مشک کی طہارت پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ اس میں شہید کے خون کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اور یہ سیاق تعظیم و تکریم میں ہے۔ اگر مشک پلید ہوتی تو خباثت سے ہوتی اور دمِ شہید سے تشبیہ مستحسن نہ ہوتی۔ اسی طرح اس کے بعد والی حدیث میں اچھے نیک ساتھی کو حالِ مشک سے تشبیہ دی ہے

(حدیث ۲۳۷ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۰۷۹ــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک اور صالح ساتھی کی مثال اور بُرے ساتھی کی مثال کستوری

marfat.com

بَابُ الْاَرْنَبِ

٦٠٨٠ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا وَنَحْنُ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغَبُوْا فَاَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا اِلٰى اَبِىْ طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِوَرِكَيْهَا اَوْ قَالَ بِفَخِذَيْهَا اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهَا

کو اٹھانے والے اور بھٹی میں پھونکنے والے کی مثال ہے کستوری کو اٹھانے والا یا تجھے ہدیہ دے گا یا تو اس سے خرید کرے گا یا اس سے اچھی خوشبو سونگھے گا اور بھٹی کو پھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا اس سے بری بو پائے گا۔

شرح : ٦٠٧٩ ـــ اس حدیث میں کستوری کی مدح فرمائی جو اس کی طہارت کو مستلزم ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مجلس تھے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی فضیلت سے صحابی کی فضیلت افضل نہیں اسی لئے انہیں صحابہ کہا جاتا ہے حالانکہ وہ علماء، سخی اور بہادر بھی تھے اور بھی بے شمار فضائل ان میں پائے جاتے تھے۔ (حدیث ع ١٩٧٣ جلد: ٣ کی شرح دیکھیں)

باب خرگوش

ارنب (خرگوش) اسم جنس ہے مذکر و مؤنث پر بولا جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ چھوٹے اور ٹانگیں لمبی ہوتی ہیں۔ جاحظ نے کہا ارنب مؤنث کو کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بزدل اور چھلانگیں بہت مارتا ہے۔ یہ ایک سال نر اور دوسرے سال مادہ ہوتا ہے اسے حیض آتا ہے۔ سوتے وقت آنکھیں کھلی رکھتا ہے (عینی)

ترجمہ : ٦٠٨٠ ـــ انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خرگوش دیکھا جبکہ ہم مرّ ظہران میں تھے لوگ اس کے پیچھے دوڑے میں نے اسے پکڑا اور ابوطلحہ کے پاس لے آیا انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی دو رانیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بھیجیں تو آپ نے اسے قبول فرما لیا۔

شرح : ٦٠٨٠ ـــ خرگوش میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ عام علماء کہتے ہیں خرگوش

marfat.com

بَابُ الضَبِّ

٦٠٨١ — حَدَّثَنَا مُوسٰى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلضَّبُّ لَسْتُ اٰكُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ ٦٠٨٢ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ابْنِ سَهْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ فَاُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ

کو کھانا جائز ہے۔ احناف نے کہا اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ کرخی نے کہا تمام علماء نے اس کے کھانے میں حرج نہیں سمجھا اور یہ درندہ نہیں اور نہ ہی مردار کھاتا ہے۔ حمزہ اصبہانی نے کہا خرگوش کی کھیل سے جن بھاگ جاتے ہیں، کیونکہ خرگوش کو حیض آتا ہے اور یہ جنوں کی سواری نہیں (عینی)

(حدیث : ٢٤٠٢، ج : ٤ کی شرح دیکھیں)

باب گوہ

ابن خالویہ نے ذکر کیا کہ گوہ کی عمر سات سو سال ہوتی ہے۔ یہ پانی نہیں پیتی اور نہ ٹھنڈی ہوا پر اکتفا کرتی ہے۔ سردیوں میں اپنے بل سے باہر نہیں نکلتی۔ چالیس روز میں ایک قطرہ پیشاب کرتی ہے اس کا دانت نہیں گرتا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے دانت ایک ہی قطعہ ہوتا ہے۔ اس کی جمع ضِبَابٌ اور اَضُبٌّ آتی ہے۔

٦٠٨١ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گوہ نہیں کھاتا اور نہ اسے حرام کرتا ہوں۔

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اَخْبِرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيْدُ اَنْ يَّاْكُلَ فَقَالُوْا هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرَفَعَ يَدَهٗ فَقُلْتُ اَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهٗ فَاَكَلْتُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ

بَابُ اِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ الْجَامِدِ اَوِ الذَّائِبِ

٦٠٨٣ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ

شرح ٦٠٨١ — : امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض علماء نے گوہ کے گوشت کو حرام کہا ہے۔ اُنھوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور بعض علماء ایسے مالک شافعی، احمد اور اسحاق نے اس کے گوشت کو حلال کہا ہے۔ ظاہریہ بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ، ابویوسف اور محمد رضی اللہ عنہم نے گوہ کے گوشت کو حرام کہا ہے۔ (حدیث ٥٠٤٣ ج : ٨ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ ٦٠٨٢ — : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خالد بن ولید سے روایت کی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گئے تو بھنی ہوئی گوہ لائی گئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دستِ اقدس بڑھایا تو بعض ازواج نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادو کہ آپ کیا چیز کھانا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ گوہ (کا گوشت) ہے تو حضور نے دستِ اقدس اُٹھا لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے فرمایا نہیں، لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں ہے اس لئے میں طبعی طور پر اس سے متنفر ہوں۔ خالد نے کہا میں نے اسے کھینچا اور کھانا شروع کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔
(حدیث ٥٠٤٣ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

اَنَّہٗ سَمِعَ اِبْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ فَارَةً وَقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَ وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ قِيْلَ لِسُفْيَانَ فَاِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُهٗ اِلَّا عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ سَمِعْتُهٗ مِنْهُ مِرَارًا

باب اگر جامد گھی یا پگھلے ہوئے گھی میں چوہا گر پڑے

صرف گھی کی خصوصیت نہیں تیل اور شہد وغیرہ میں گر جائے تو ان کا بھی یہی حکم ہے جو گھی کا حکم ہے "

٦٠٨٢ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ گھی میں چوہا گرا اور مر گیا اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو فرمایا اس کو باہر نکال پھینکو اور اس کا اردگرد بھی پھینک دو اور گھی کھالو۔ سفیان سے کہا گیا کیا معمر زہری، سعید بن مسیب کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کرتے ہیں ؟ تو اُنھوں نے کہا میں نے زہری کو صرف عبید اللہ، ابن عباس، ام المؤمنین میمونہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرتے سُنا ہے میں نے اُن سے یہ حدیث بارہا دفعہ سُنی ہے۔

٦٠٨٣ ـــــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوہا نکال پھینکو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جمے ہوئے گھی کا حکم ہے کیونکہ بہنے والے گھی کے ماحول کا پھینکنا ممکن نہیں، کیونکہ وہ حرکت سے خلط ملط ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے

marfat.com

٦٠٨٤ــــ حَدَّثَنَا عَبْدٌ اَنْ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الدَّابَّةِ تَمُوْتُ فِي الزَّيْتِ وَالسَّمْنِ وَهُوَ جَامِدٌ اَوْ غَيْرُ جَامِدٍ اَلْفَأْرَةُ اَوْ غَيْرُهَا قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِفَأْرَةٍ مَاتَتْ فِيْ سَمْنٍ فَاَمَرَ بِمَا قَرُبَ مِنْهَا فَطُرِحَ ثُمَّ اُكِلَ عَنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

سے مل جاتا ہے۔ علماء کا اس پہ اجماع ہے کہ حدیث میں مذکور حکم جمے ہُوئے گھی کا ہے اور اس کے علاوہ دیگر مائعات اور بہنے والی اشیاء تیل وغیرہ میں چوہا گر جائے تو انہیں کھایا نہیں جائے گا؛ لیکن اُن کے بیچنے اور نفع اُٹھانے میں اختلاف ہے۔ حسن بن صالح اور احمد نے کہا جیسے وہ کھایا نہیں جاتا بیچا بھی نہ جائے اور اس سے انتفاع کیا جائے۔ سفیان ثوری، امام مالک و شافعی نے کہا یہ صابن بنانے کے کام آسکتا ہے اور اس سے چراغ بھی روشن کئے جاسکتے ہیں لیکن اس کا کھانا اور بیچنا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور آپ کے ساتھی کہتے ہیں کھانے کے علاوہ ہر قسم کا نفع اُٹھا سکتے ہیں اور اس کی بیع بھی جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ چوہا واقع ہونے کی وضاحت کر دے۔ (حدیث : ۲۳۵، ج : ا کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : یونس زہری سے اس جانور چوہے وغیرہ کے متعلق روایت کرتے ہیں ٦٠٨٤ــــ جو زیتون کے تیل اور گھی جبکہ وہ منجمد ہو یا پگھلا ہُوا ہو، میں گر کر مر جائے کہ اُنھوں نے کہا ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوہیے کے گھی میں مر جانے کے متعلق حکم دیا کہ چوہے کو نکال کر پھینک دیں اور اس کے ارد گرد کو پھینک دیں پس چوہا اور اس کا قرب و جوار پھینک دیا گیا پھر گھی کھا لیا گیا۔ عُبید اللہ بن عبد اللہ کی حدیث سے یہ حکم معلوم ہُوا ہے۔

شرح : یعنی زیتون کے تیل یا گھی منجمد یا غیر منجمد میں کوئی جانور گر کر مر جائے تو کیا ٦٠٨٤ــــ سارا تیل وغیرہ پلید ہو جائے گا یا نہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم میں زہری، منجمد اور غیر منجمد میں فرق نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح گھی اور غیر گھی میں بھی فرق نہیں کرتے تھے۔ پھر گھی میں حدیث بیان کی اور تیل وغیرہ کو اس پہ قیاس کیا۔

قولہ عَنْ حدیث الخ یہ بَلَغَنَا کے متعلق ہے۔ یعنی عبید اللہ بن عبد اللہ سے یہ حکم پہنچا ہے۔

marfat.com

٦٠٨٥ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ

بَابُ الْعَلَمِ وَالْوَسْمِ فِي الصُّوْرَةِ

٦٠٨٦ــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ تُعَلَّمَ الصُّوْرَةُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُضْرَبَ تَابَعَهٗ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا الْعَنْقَزِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ وَقَالَ تُضْرَبُ الصُّوْرَةُ

٦٠٨٥ــ ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ نے ابن عباس کے واسطہ سے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُنھوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چوہے کے متعلق جو گھی میں گر جانے کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا چوہے کو اور اس کے قرب وجوار گھی کو پھینک دو اور گھی کھالو ٦٠٨٥ــ ترجمہ : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی عنوان پر دلالت کس طرح ہے ؟ کیونکہ عنوان میں منجمد گھی اور پگھلے ہوئے گھی میں چوہا وغیرہ گر جانے مذکور ہے حالانکہ پگھلے ہوئے گھی اور تیل میں ماحول متصور نہیں ہوسکتا۔ صرف جامد میں ہوسکتا ہے کہ چوہا اور اس کا ماحول پھینک دیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جامد کا ماحول پھینک دیں اور حدیث کے مفہوم مخالف سے معلوم ہوتا ہے کہ جب غیر منجمد کا ماحول نہیں ہے تو وہ سارے کا سارا پلید ہے۔

باب چہرے پر داغ لگانا اور نشان کرنا

٦٠٨٦ــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں نے چہرے پر نشان

marfat.com

٦٠٨٧ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخٍ لِي يُحَنِّكُهُ وَهُوَ فِي مِرْبَدٍ لَهُ فَرَأَيْتُهُ يَسِمُ شَاةً حَسِبْتُهُ قَالَ فِي أُذُنِهَا

— أُذُنِهَا

لگانے کو مکروہ جانا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔ عُبید اللہ کی قتیبہ نے متابعت کی۔ اُنھوں نے کہا ہم سے عنقزی (عمرو بن محمد کوفی) نے حنظلہ سے بیان کیا کہ مراد صورت (چہرہ) ہے۔

شرح : توضیح میں ہے کہ علماء کے نزدیک چہرہ پہ داغ لگانا مکروہ ہے اور

٦٠٨٦ — ہمارے نزدیک حرام ہے۔ افراد مسلم میں جابر کی حدیث ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے کے پاس سے گزرے جس کے چہرہ پہ داغ لگایا گیا تھا تو حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے یہ داغ لگایا ہے؛ کیونکہ چہرہ میں شرافت ہے۔ اس پر داغ لگانا اللہ کی خلقیت کو تبدیل کرنا ہے۔ چہرے کے علاوہ جسم پر معمولی داغ نشانی کے طور پر لگانے میں حرج نہیں؛ چنانچہ قربانیوں پر بطور علامت معمولی نشان لگایا جاتا ہے اور حضور نے صدقہ کے اونٹوں پر داغ لگایا تھا۔

(حدیث ع ۱۴۱۵ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا

٦٠٨٧ — بھائی لے کر گیا تاکہ اسے گھٹی دیں جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کے باڑہ میں تھے۔ میں نے حضور کو دیکھا کہ بکریوں کو داغ لگا رہے ہیں۔ ہشام نے کہا میرا خیال ہے کہ انس نے کہا ان کے کانوں میں داغ لگا رہے تھے۔

شرح : آدمی کے چہرہ پہ داغ لگانا حرام ہے جبکہ غیر آدمی کو داغ لگانا

٦٠٨٧ — مکروہ ہے۔ صدقہ کے جانوروں کو چہرے کے علاوہ داغ لگانا مستحب ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے مکروہ کہا ہے؛ کیونکہ اس میں حیوان کو اذیت پہنچانا اور مُثلہ کرنا ہے۔ اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہ کے نزدیک ثابت نہیں یا درجۂ صحت تک نہیں پہنچی ہے۔ مِرْبَدْ کا اطلاق اونٹوں کے باڑہ پر ہوتا ہے۔ یہاں بکریوں کے باڑہ پہ مربد کا اطلاق مجازی ہے یا ہو سکتا ہے کہ بکریوں کو داغ لگانے کے لئے اونٹوں کے باڑہ میں لایا گیا ہو تو اس وقت یہ اطلاق حقیقی ہے۔ اس حدیث سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت متواضع تھے اور اپنے دستِ اقدس سے

marfat.com

بَابٌ اِذَا اَصَابَ قَوْمٌ غَنِيْمَةً فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا
أَوْ اِبِلًا بِغَيْرِ اَمْرِ اَصْحَابِهِمْ لَمْ تُؤْكَلْ لِحَدِيْثِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ طَاؤُسٌ وَعِكْرِمَةُ فِيْ ذَبِيْحَةِ السَّارِقِ اِطْرَحُوْهُ
٦٠٨٨ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ
حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ
رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ وَغَدًا
وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ اَرِنَ اَوِ اَعْجِلْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ
فَكُلُوْا مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ وَلَا ظُفُرٌ وَسَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ
فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَتَقَدَّمَ سِرْعَانُ النَّاسِ فَاَصَابُوْا

خود کام کرتے تھے اور لوگوں کے مصالح میں کڑی نگاہ رکھتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نومولود کو گھٹی دینے کے لئے صالحین کے پاس لے جانا مستحب ہے تاکہ سب سے پہلے اس کے پیٹ میں نیک آدمی کا تھوک جائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب جب لوگوں نے غنیمت پائی تو بعض نے بکریاں اور بعض نے اُونٹ اپنے ساتھیوں کے مشورہ کے بغیر ذبح کئے تو ان کا گوشت نہ کھایا جائے

اس میں ابو رافع نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے

طاؤس اور عکرمہ نے چور کے ذبیحہ میں کہا کہ اسے پھینک دو (یعنی حرام ہے اسے نہ کھاؤ)

marfat.com

مِنَ الْمَغَانِمِ وَالنَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي اٰخِرِ النَّاسِ فَنَصَبُوا قُدُورًا فَاَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ وَعَدَلَ بَعِيرًا بِعَشْرِ شِيَاهٍ ثُمَّ نَدَّ بَعِيرٌ مِنْ اَوَائِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَ مِنْهَا هٰذَا فَافْعَلُوا بِمِثْلِ هٰذَا

بَابُ اِذَا نَدَّ بَعِيرٌ لِقَوْمٍ فَرَمَاهُ بَعْضُهُمْ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ وَاَرَادَ اِصْلَاحَهُمْ فَهُوَ جَائِزٌ

بِخَبَرِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

٦٠٨٩ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا مَعَ

٦٠٨٨ ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم کل دشمن سے مقابلہ کرنے والے ہیں۔ ہمارے پاس چھریاں نہیں تو حضور نے فرمایا جو شئ خون بہادے حالانکہ بسم اللہ پڑھی ہے تو کھالو بشرطیکہ دانت اور ناخن نہ ہو میں تم سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں کہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے کچھ جلدی کرنے والے لوگ آگے بڑھ گئے اور اُنھوں نے غنیمت کے مال پائے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھلے لوگوں میں آرہے تھے اُن لوگوں نے ہنڈیاں چڑھادیں تو حضور نے ان کے متعلق حکم دیا تو انہیں اُلٹ دیا گیا اور لوگوں میں مالِ غنیمت تقسیم کیا اور ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر کیا پھر پہلے لوگوں سے ایک اُونٹ بھگوڑا ہوگیا اور اُن کے پاس گھوڑے نہ تھے ایک شخص نے اس کو تیر مارنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو روک دیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان جانوروں میں سے وحشی جانوروں کی طرح ہوتے ہیں جو اُن میں سے یہ کرے تو اس کے ساتھ اسی طرح کرو (حدیث ۲۳۲۵ - ج : ۳ اور حدیث : ۶۰۴۵ - ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَنَدَّ بَعِيْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ قَالَ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ قَالَ اِنَّ لَهَا اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَكُوْنُ فِي الْمَغَازِيْ وَالْاَسْفَارِ فَنُرِيْدُ اَنْ نَذْبَحَ فَلَا يَكُوْنُ مُدًى فَقَالَ اَرِنْ مَا اَنْهَرَ اَوْ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفُرِ فَاِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ وَالظُّفُرُ مُدَى الْحَبَشَةِ

بَابُ اَكْلِ الْمُضْطَرِّ

لِقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ

باب اگر لوگوں کا اونٹ بھاگ نکلے اور اُن میں سے کوئی شخص اس کو تیر مار کر قتل کر دے اور اُس نے ان کی بھلائی کا ارادہ کیا ہو تو جائز ہے؛ کیونکہ رافع نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہ روائت کی ہے

٦٠٨٩ ــــ ترجمہ : رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک سفر میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا۔ ایک آدمی نے اس کو تیر مار کر روک لیا پھر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں بھی وحشی جانوروں کی طرح ہوتے ہیں اِن میں سے جو تم پر غالب آجائے اس کے ساتھ اسی طرح کرو۔ رافع نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم ہم جنگوں اور سفروں میں ہوتے ہیں اور جانور ذبح کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہوتیں (تو کیا کریں؟) حضور نے فرمایا جو خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو تو کھالو مگر دانت اور ناخن نہ ہو کیونکہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے

(ابھی ابھی اس میں بحث ہو چکی ہے)

marfat.com

اِلٰی فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ وَقَالَ فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَۃٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ وَقَوْلُہٗ فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ بِاٰیٰتِہٖ مُؤْمِنِیْنَ وَقَوْلُہٗ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا اِلٰی اٰخِرِہٖ مَسْفُوْحًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُہْرَاقًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ وَقَالَ فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا

باب مجبور شخص کا (مردار) کھانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ جو ہم نے تمہیں دی ہیں اور اللہ کا شکر کرو!

اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ حرام کیا ہے جو اللہ کے نام کے بغیر ذبح کیا جائے جو کوئی مجبور ہو گیا اس حال میں کہ وہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔ تمہارا کیا حال ہے کہ تم وہ نہیں کھاتے ہو جن پر ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ حالانکہ اللہ نے تمہارے لئے وہ بیان کر دیا ہے جو تم پر حرام ہے مگر جس کے کھانے میں تم مجبور اور لاچار ہو جاؤ بے شک بہت لوگ علم کے بغیر اپنی خواہشوں کے سبب گمراہ ہو جاتے ہیں۔ بے شک تیرا ربّ حدّ سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! فرما دیجئے میری طرف جو وحی کی گئی ہے اس میں کوئی چیز حرام کی ہوئی نہیں پاتا ہوں کہ کھانے والا اس کو کھائے مگر یہ کہ مردار یا خون جاری یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ یہ پلید ہے یا فسق ہو جو اللہ کا نام ذکر کئے بغیر ذبح کیا گیا ہو پس جو کوئی مجبور ہو گیا حالانکہ وہ سرکش اور حد سے بڑھنے والا نہیں۔ بے شک تیرا ربّ بخشنے والا رحیم ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مسفوحًا کے معنی مہراقًا کئے ہیں یعنی جاری خون اور فرمایا اس چیز سے کھاؤ جو تمہیں پاک حلال دی ہے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر مردار، خون، سؤر کا گوشت اور وہ جانور جو اللہ کے نام کے بغیر ذبح کیا جائے جو کوئی مجبور ہو جائے ازاں حالیکہ وہ سرکش اور حد سے بڑھنے والا نہ ہو۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاَضَاحِيِّ

بَابُ سُنَّةِ الْاُضْحِيَةِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ هِيَ سُنَّةٌ

٦٠٦٩ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ نُبَيْدٍ الْيَامِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَنْحَرُ مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ وَقَدْ ذَبَحَ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي جَذَعَةً قَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُربانیاں

اَضَاحِیُّ اُضْحِیَّہ کی جمع ہے۔ دونوں میں یاء کو مشدّد اور مُخفّف پڑھا جاتا ہے۔ اُضحیہ کا ہمزہ مکسور و مضموم دونوں طرح ہے۔ ضحایا بمعنی اضاحی۔ اضحیہ کی جمع ہے۔ یہ وہ جانور ہے جو عید کے روز اللہ تعالیٰ کے تقرّب کے لئے ذبح کرتے ہیں، چونکہ چاشت کے وقت ذبح کرتے ہیں اس لئے اس کو اضحیہ کہتے ہیں۔

marfat.com

باب قربانی کے مسنون ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اہل خانہ کے لئے قربانی سُنّت کفایہ ہے حنفیہ کے نزدیک واجب ہے "

۶۰۹۰ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی عبادت جس سے اس دن میں ابتداء کریں یہ ہے کہ نمازِ عید پڑھیں پھر واپس آکر قربانی کریں جس نے یہ کیا اُس نے ہماری سُنت پُوری کی اور جس نے اس سے پہلے ذبح کیا وہ صرف گوشت ہے جو اُس نے اپنے اہل وعیال کے لئے پہلے کیا ہے یہ ذبح قطعاً قربانی نہیں۔ ابوبُردہ بن نیاز نے کھڑے ہوکر عرض کیا جبکہ وہ نماز سے پہلے ذبح کرچکے تھے میرے پاس بکری کا بچّہ ہے فرمایا وہی ذبح کردو اور تیرے بعد کسی کے لئے کافی نہ ہوگا۔ مطرف نے عامر کے ذریعہ براء سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پُوری ہوگئی اور اُس نے مسلمانوں کا طریقہ پالیا۔

۶۰۹۰ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب قسمت الامام میں ہے کہ عقبہ بن عامر کے لئے بھی تجویز کیا گیا تھا تو یہ ارشاد کہ تمہارے بعد کسی کے لئے جائز نہیں کا معنی کیا ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ابوبُردہ بن نیار پہ قیاس کرکے اگر کوئی شخص بزغالہ قربانی کرے تو جائز نہیں اور عقبہ بن عامر کے لئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے احکام سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقتدار میں دیئے گئے ہیں۔

قولہ معروف یہ ہر معروف فعل اللہ تعالیٰ کی طاعت، اس کا تقرب، لوگوں سے احسان کا جامع نام ہے۔

قربانی میں علماء کے اقوال

سعید بن مسیّب، عطاء بن ابی رباح علقمہ، اسود، شافعی اور ابوثور رضی اللہ عنہم نے کہا قربانی مستحب ہے جو کرے اسے ثواب ہوگا اور جو نہ کرسکے اسے گناہ نہ ہوگا۔ لیث نے کہا مالدار شخص جو قربانی کرسکتا ہے ہرگز نہ چھوڑے امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا قربانی ترک نہ کرے عذر کے بغیر ترک کرنا بہت بُرا ہے۔ ابراہیم نخعی نے کہا حاجیوں کے سوا شہریوں پہ قربانی واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف نے کہا ہر مسلمان مقیم مالدار پہ قربانی واجب ہے۔ امام طحاوی نے ذکر کیا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق قربانی واجب ہے اور امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اور امام ابویوسف

marfat.com

٦٠٩١ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَاَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ

بَابُ قِسْمَةِ الْاِمَامِ الْاَضَاحِيَّ بَيْنَ النَّاسِ

اور امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق قربانی سنّت مؤکدہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق قربانی سنّت مؤکدہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کی دلیل ابن ماجہ کی حدیث ہے جو اُس نے عبدالرحمٰن اعرج کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس شخص میں مالی وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے۔ غیر واجب پر اس طرح وعید نہیں ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

جذعہ چھ ماہ کا ہوتا ہے بکری کا جذعہ جائز نہیں بھیڑ کا جذعہ جائز ہے جو موٹا صحت مند ہو دیکھنے میں سال کا نظر آئے۔ بکری کا بچہ ایک سال سے کم جائز نہیں۔ جب وہ دُوسرے سال میں داخل ہو تو اس کی قربانی جائز ہے گائے کی قربانی جائز ہے۔ اس میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔ دو سال سے کم جائز نہیں اونٹ کی قربانی بھی جائز ہے اس میں بھی سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں پانچ سال سے کم کا جائز نہیں گاؤخر کی قربانی جائز نہیں؛ کیونکہ وہ شکار ہے۔ (حدیث ع ۹۱۲ ج : ۲، حدیث ع ۹۱۳ کی شرح دیکھیں)

٦٠٩١ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا اُس نے صرف اپنے لئے ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہوگئی وہ مسلمانوں کے طریقہ کو پہنچا۔ (حدیث ۹۱۲/۹۱۳ کی شرح دیکھیں)

باب امام کا لوگوں میں قربانیاں تقسیم کرنا ،،

اس باب کے عنوان سے مؤلف کی غرض یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کا صحابہ کرام میں قربانیاں

marfat.com

۶۰۹۲ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ لَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَصَارَتْ لِعُقْبَةَ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَارَتْ لِيْ جَذَعَةٌ قَالَ ضَحِّ بِهَا

بَابُ الْأُضْحِيَّةِ لِلْمُسَافِرِ وَالنِّسَاءِ

۶۰۹۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

تقسیم کرنا قربانی کے مؤکد ہونے کی دلیل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر بات یہی ہے تو مالدار صحابہ کرام پر یہ امر مخفی نہ رہتا جنہوں نے کبھی ترک بھی کر دی تھی حالانکہ وہ مال دار تھے اس کا جواب یہ ہے کہ جن صحابہ کرام نے مال دار ہونے کے باوجود کبھی قربانی ترک کی تھی وہ اس لئے تھی کہ اُن کے ہمسائے وغیرہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان پر فرض ہے، چنانچہ ابو مسعود انصاری نے کہا میں مال دار ہونے کے باوجود قربانی ترک کرتا ہوں تاکہ عوام یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ مجھ پر فرض ہے۔ ثوری نے ابراہیم بن مہاجر، ابراہیم نخعی کے ذریعہ علقمہ سے روایت کی اُنہوں نے کہا میرا قربانی نہ کرنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ مجھ پر فرض دیکھی جائے۔ ابن بطال نے کہا مقتدیٰ عالم دین کے لئے یہی مناسب ہے کہ جب عوام سے یہ اندیشہ تصور کرے کہ وہ سنت کو فرض سمجھنے لگیں گے تو وہ سنت کو ترک کر دے تاکہ لوگوں پر ان کے دینی امور خلط ملط نہ ہونے پائیں اور وہ فرض و نفل میں امتیاز نہ کر سکیں۔

۶۰۹۲ — ترجمہ : عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں قربانیاں تقسیم کیں اور جذعہ (چھ ماہ کا بزغالہ) عقبہ بن عامر کے حصہ میں آیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو جذعہ ہے فرمایا اسی کی قربانی کر لو!

شرح : بکری کا جذعہ قربانی میں جائز نہیں لیکن عقبہ بن عامر کے لئے اس کی

۶۰۹۲ — قربانی کرنے کی اجازت تھی جیسے ابو بردہ کو اجازت دی گئی تھی ان دونوں حضرات کی یہ خصوصیت تھی لہذا اور کسی کو ان پر قیاس کرنا ممنوع ہے۔

marfat.com

ابْنُ الْقَسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَحَاضَتْ بِسَرِفَ قَبْلَ اَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَالَكِ اَنُفِسْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى اُتِيْتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالُوْا اَضْحٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِهٖ بِالْبَقَرِ

باب مسافر عورتوں پر قربانی

۶۰۹۳ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے جبکہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے مقام سرف میں انہیں حیض آنے لگا تھا اور وہ رو رہی تھیں فرمایا تمہارا کیسا حال ہے۔ کیا تمہیں حیض آنے لگا ہے۔ عرض کیا جی ہاں! فرمایا یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے بناتِ آدم کا مقسوم کیا ہے۔ جو کچھ حاجی ادا کریں وہ تم ادا کرتی رہو مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرو پس جب ہم منیٰ میں تھے تو گائے کا گوشت لایا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔

۶۰۹۳ شرح : مقام سرف مکہ مکرمہ سے ایک مرحلہ دور ہے۔ عنوان سے قربانی کا واجب یا سنت ہونا معلوم نہیں ہوتا اور نہ ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قربانی بطور وجوب ادا کی تھی یا سنت کے طور پر ادا فرمائی تھی۔ بہر تقدیر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسافر عورتوں سے قربانی کی تھی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام بیویاں حجۃ الوداع کے سفر میں حضور کے ہمراہ نہ تھیں تو اس جزو سے مطابقت کیسے ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حکم کے بیان کے لئے بعض مسافروں سے قربانی کافی ہے، لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہما کے نزدیک قربانی مقیم آزاد پر اپنی طرف سے واجب ہے اور چھوٹی اولاد کی طرف سے قربانی کرنے میں اختلاف ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی طرف سے قربانی ان کی اجازت سے دی تھی، کیونکہ کسی انسان کا غیر کی طرف سے قربانی کرنا اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

marfat.com

بَابُ مَا يُشْتَهٰى مِنَ اللَّحْمِ يَوْمَ النَّحْرِ

٦٠٩٤ــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ جِيْرَانَهُ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا اَدْرِيْ اَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ اَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَقَامَ النَّاسُ اِلٰى غَنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوْهَا اَوْ قَالَ فَتَجَزَّعُوْهَا

باب قربانی کے دن گوشت کی خواہش کرنا

٦٠٩٤ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کے روز فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا وہ قربانی دوبارہ ذبح کرے ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس دن میں گوشت کی خواہش کی جاتی ہے اُس نے اپنے ہمسائے ذکر کئے (کہ وہ غریب محتاج ہیں اس لئے اس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا) اب میرے پاس چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے وہ گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رخصت دی کہ وہی ذبح کر دے میں نہیں جانتا کہ اس کے علاوہ دوسروں کو بھی رخصت ہوئی یا نہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی طرف مائل ہوئے (ان کو ذبح کیا) لوگ بھی اپنی بکریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو تقسیم کر کے ذبح کیا۔

٦٠٩٤ــ شرح : براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اس شخص نے اپنے ہمسایوں کی اختیاجی اور غربت ذکر کی اس لئے اس نے عید کی نماز سے پہلے ہی ذبح کر دیا تاکہ ان کی حاجت پوری کرے مسلم کی روائت میں ہے کہ اُس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے قربانی ذبح کرنے میں جلدی کی ہے تاکہ اپنے اہل و اولاد اور غریب ہمسایوں کو گوشت کھلاؤں۔ قولہ فتوزعوا، یعنی اُنہوں نے بکریوں

marfat.com

بَابُ مَنْ قَالَ الْأَضْحٰى يَوْمُ النَّحْرِ

٦٠٩٥ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْأَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ

باب جس نے کہا اضحی نحر کا دن ہے

یعنی اضحی قربانی کا دن صرف نحر کا دن ہے۔ قربانی کے دنوں میں سات اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک ابویوسف و محمد امام احمد سفیان ثوری رضی اللہ عنہم نے کہا قربانی کے تین دن ہیں ایک نحر کا دن اور دو دن اس کے بعد ہیں یعنی دس گیارہ اور بارہ ذالحجہ قربانی کے دن میں ہیں۔ حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ ابن عمر، ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے (۲) حسن بصری، اوزاعی، امام شافعی اور ابو ثور نے کہا قربانی کے چار دن ہیں چوتھا دن تیرہ ذوالحجہ ہے (۳) قتادہ نے کہا نحر کا دن اور اس کے بعد چھ دن، قربانی کے دن ہیں یعنی سولہ ذوالحجہ تک قربانی کر سکتے ہیں۔ چوتھا قول ابن تین کا ہے کہ دس دن قربانی کر سکتے ہیں۔ پانچواں قول یہ ہے کہ ذوالحجہ کے آخری دن تک قربانی کر سکتے ہیں۔ چھٹا قول یہ ہے کہ شہروں میں صرف ایک دن اور منیٰ میں تین قربانی کے دن ہیں۔ سعید بن جبیر اور جابر بن زید یہی کہتے ہیں۔ ساتواں قول یہ ہے کہ صرف ایک دن قربانی ہے۔ احناف کی دلیل یہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جید سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قربانی نحر کے دن کے بعد دو دن ہیں۔ نیز کرخی نے اپنے اسناد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ ایام نحر تین ہیں۔ ان میں سے پہلا دن سب سے

marfat.com

اِسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ ذُوالْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا اَوْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ فَكَانَ مُحَمَّدٌ اِذَا ذَكَرَهٗ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ

افضل ہے۔ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح کہا کہ نحر تین ہیں ان میں سے پہلا دن سب سے افضل ہے۔ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح کہا کہ نحر تین دن ہیں۔ ان میں سے پہلا دن سب سے افضل ہے۔ جنہوں نے قربانی کے ایام چار ذکر کئے ہیں۔ انھوں نے صحیح ابن حبان کی عبدالرحمٰن بن ابی حسین کی حدیث سے استدلال کیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے اسناد میں ابن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات ثابت نہیں نیز ابن عدی نے کامل میں معاویہ بن یحییٰ صُوفی کے اسناد سے ابو سعید خدری سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام ایام تشریق قربانی کے دن ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نسائی یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی نے معاویہ بن یحییٰ صدفی کو ضعیف کہا ہے۔ ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں کہا یہ حدیث اس اسناد کے اعتبار سے موضوع ہے (عینی)

٦٠٩٥ — ترجمہ : ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس روز سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اسی حالت میں زمانہ گردش کر رہا ہے۔ سال میں بارہ مہینے ہیں اُن میں سے چار مہینے حرام ہیں تین تو یکے بعد دیگرے ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مہینہ رجب مُضَر ہے جو جمادیٰ اور شعبان کے درمیان ہے۔ یہ مہینہ کونسا ؟ ہم نے کہا اللہ ورسول

marfat.com

بَابُ الْاَضْحٰی وَالْمَنْحَرِ بِالْمُصَلّٰی

٦٠٩٦ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا

اعلم آپ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے علاوہ کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں (یہ ذوالحجہ ہے) حضور نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسُول جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے علاوہ کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ مکہ مکرمہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں (یہ مکہ مکرمہ ہے) حضور نے فرمایا یہ کونسا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے سوا کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ نحر کا دن نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خون تمہارے مال محمد نے کہا میرا گمان ہے کہ حضور نے فرمایا تمہاری آبروئیں تم پر ایسے حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور تمہارے اس مہینہ میں ہے تم عنقریب اپنے رب سے ملاقات کروگے وہ تمہارے اعمال کے متعلق تم سے پوچھے گا خبردار! میرے سیدھی راہ سے پھر نہ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اُڑانے لگو خبردار! میرا یہ کلام حاضر شخص غائب کو پہنچا دے شائد کہ جس کو خبر پہنچائی جاتی ہے۔ وہ بعض سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں گے۔ جب مُحَمَّد اس حدیث کو ذکر کرتے تو کہتے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا پھر فرمایا خبردار! میں نے حکم پہنچا دیا ہے۔ قولہ اَلزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ الخ ،، یعنی جس دن سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، اسی حالت پر زمانہ گھوم رہا ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ جاہلیت میں محرم کو صفر تک مؤخر کرتے تھے قرآن کریم نے اس کی "نسئی" سے تعبیر فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْكُفْرِ ،، وہ یہ اس لئے کرتے تھے کہ اس مہینہ میں جنگ کر سکیں گے۔ اس لئے وہ محرم کو صفر بنا لیتے تھے وہ ہر سال اسی طرح کرتے اور محرم کو دوسرے مہینوں کی طرف منتقل کرتے رہتے تھے حتی کہ وہ سال کے سارے مہینوں میں اس طرح کرتے حتی کہ وہ مخصوص وقت میں گھوم آتا جس سے اس کو وہ آگے لے گئے تھے الحاصل مہینے اسی حالت کی طرف لوٹ آئے ہیں جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا تھا اور حج ذوالحجہ میں عود کر آیا ہے اور جاہلیت کی نسئی (تاخیر) باطل ہو گئی ہے۔ اتفاق یہ ہُوا کہ حجۃ الوداع ذوالحجہ میں ہی ہُوا جو اس کا وقت ہے جبکہ اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذوالقعدہ میں ہُوا تھا (حدیث ع ۱۶۳۳ ، ج : ۲ و حدیث ع ۶۵ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

خَلِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي مَنْحَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٠٩٧ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلَّى

بَابُ ضَحِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ وَيُذْكَرُ سَمِينَيْنِ

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نُسَمِّنُ الْأُضْحِيَّةَ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُسَمِّنُونَ

باب قربانی اور نحر عیدگاہ میں

مُصَلّٰی وہ مقام ہے جہاں عید کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس ترجمہ سے مقصود امام کے ذبح کرنے میں سنت کا بیان ہے وہ یہ کہ عیدگاہ میں قربانی ذبح کرے تاکہ کوئی نماز سے پہلے ذبح نہ کرے اور نماز کے بعد ذبح کریں اور ذبح کا طریقہ سیکھیں کیونکہ یہ بیان کا محتاج ہے۔ نیز وہ نماز عید کے بعد جلدی ذبح کریں جیسا کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا سب سے پہلے ہم عیدگاہ میں نماز پڑھیں گے پھر مصلّٰی کے پاس قربانی ذبح کریں گے۔ عیدگاہ میں ذبح کا مطلب یہ ہے کہ اس کے نواح میں ذبح کریں۔

٦٠٩٦ — ترجمہ : نافع نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذبح خانہ میں نحر کرتے تھے۔ عبیداللہ نے کہا یعنی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قربانی کرنے کی جگہ۔

٦٠٩٧ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ذبح اور نحر عیدگاہ میں کیا کرتے تھے۔

marfat.com

٦٠٩٨ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنِ صُهَیْبٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُضَحِّیْ بِكَبْشَیْنِ وَاَنَا اُضَحِّیْ بِكَبْشَیْنِ

٦٠٩٨ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ كَفَاَ اِلٰی كَبْشَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ فَذَبَحَهُمَا بِیَدِهٖ وَقَالَ اِسْمٰعِیْلُ وَحَاتِمُ ابْنُ وَرْدَانَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَنَسٍ تَابَعَهٗ وُهَیْبٌ عَنْ اَیُّوْبَ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کرنا

ذکر کیا گیا ہے کہ وہ دونوں فربہ تھے یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے ابوامامہ بن سہل سے سُنا کہ ہم مدینہ منورہ (شرّفہ اللہ تعالیٰ) میں فربہ قربانی کیا کرتے تھے اور مسلمان فربہ قربانی کیا کرتے تھے "

تاکید کے لئے یہ کلام ذکر کیا ہے۔ کرمانی نے کہا مؤلف نے اس کلام میں مالکیوں کی تردید کی ہے، کیونکہ وہ فربہ جانور کی قربانی کو مکروہ کہتے ہیں، لیکن یہ کلام ابوامامہ صحابی کا ہے اس کو ذکر کرنے میں اصحاب امام مالک کی تردید بے معنی ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اس کلام میں مالکیہ کے قول کا رد ہے۔ امام ترمذی نے ابوامامہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر قربانی مینڈھا ہے۔ ابوداؤد کی روائت میں سینگوں والا مذکور ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سینگوں والا مینڈھا غیر سینگوں والے کی نسبت افضل ہے

٦٠٩٨ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں۔

(اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مینڈھا بکرے کی نسبت افضل ہے)

marfat.com

٦١٠٠ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهٖ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سینگوں والے دو مینڈھوں کی طرف مائل ہوئے جو کالے اور سفید تھے اور ان کو اپنے دستِ اقدس سے ذبح فرمایا۔ وُھیب نے ایوب سے روائت کرنے میں عبدالوہاب کی متابعت کی اسماعیل، حاتم بن وردان نے ایوب، ابن سیرین کے ذریعہ انس سے روائت کی۔

٦٠٩٩ — شرح : اَلْاَمْلَحَيْنِ اَمْلَح کا تثنیہ ہے۔ اَمْلَح وہ ہے جس میں سفیدی اور سیاہی ہو

٦٠٩٩ — اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کرنا افضل ہے جبکہ وہ اچھی طرح کر سکتا ہو؛ ورنہ قربانی کے سامنے کھڑا رہے۔

ترجمہ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بکریاں دیں کہ حضور کے صحابہ میں قربانیاں تقسیم کر دے اُن میں سے صرف ایک عتود (چھ ماہ کا بچہ) بچ رہا اُن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تم ذبح کر لو۔

٦١٠٠ — شرح : صحابہ کی ضمیر کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، کیونکہ یہ بکریاں حضور کی ملکیت تھیں۔ آپ نے عقبہ بن عامر کو حکم دیا کہ انہیں صحابہ کرام میں شرعی طور پر تقسیم کرے قرطبی نے کہا امام الوقت کو چاہیئے کہ جو لوگ قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں بیت المال سے قربانیاں دے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامر سے فرمایا کہ وہ چھ ماہ کا بکری کا بچہ ذبح کر دے۔ یہ عقبہ کی خصوصیت ہے جیسے ابو بردہ بن نیار کی خصوصیت تھی۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن دونوں صاحبوں کو رخصت دی تھی کہ وہ چھ ماہ کا بچہ ذبح کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی ان پر قیاس جائز ہے، کیونکہ قیاس میں یہ شرط ہے کہ مقیس علیہ مخصوص نہ ہو۔

marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بُرْدَةَ ضَحِّ بِالْجَذَعِ مِنَ الْمَعْزِ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ

٦١٠١ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ضَحَّى خَالٌ لِي يُقَالُ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ عِنْدِي دَاجِنًا جَذَعَةً مِنَ الْمَعْزِ قَالَ اذْبَحْهَا وَلَا تَصْلُحُ لِغَيْرِكَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ تَابَعَهُ عُبَيْدَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَإِبْرَاهِيمُ وَتَابَعَهُ وَكِيعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَقَالَ عَاصِمٌ وَدَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عِنْدِي عَنَاقُ لَبَنٍ وَقَالَ زُبَيْدٌ وَفِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عِنْدِي جَذَعَةٌ وَقَالَ أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنَاقٌ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبردہ سے ارشاد کہ تم بکری کا چھ ماہ کا بچہ قربانی کردو تمہارے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں

٦١٠١ــــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میرے خالو جنہیں ابوبردہ کہا جاتا ہے نے نمازِ عید سے قبل قربانی

marfat.com

٦١٠٢ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ ذَبَحَ اَبُوْبُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْدِلْهَا فَقَالَ لَیْسَ عِنْدِیْ اِلَّا جَذَعَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَاَحْسِبُهُ قَالَ هِیَ خَیْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ قَالَ اجْعَلْهَا

ذبح کر دی تو انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری گوشت کی بکری ہے (اس سے صرف گوشت ہی ہے ثواب نہیں) ابوبردہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس بکری کا گھریلو بچہ ہے۔ حضور نے فرمایا وہی ذبح کر دو۔ تمہارے علاوہ اور کسی کے لئے جائز نہیں پھر فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا اُس نے صرف اپنی ذات کے لئے ذبح کیا اور جس نے نمازِ عید کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی پوری ہوگئی اور وہ مسلمانوں کے طریقہ کو پہنچا۔ عُبیدہ نے شعبی اور ابراہیم سے روائت کرنے میں خالد بن عبداللہ کی متابعت کی اور وکیع نے حُرَیث کے ذریعہ شعبی سے روائت کرنے میں عبیدہ کی متابعت کی عاصم اور داؤد نے شعبی سے "عندی عناق لبن" روائت کی ہے اور زُبید اور فِراس نے شعبی سے "عِنْدِیْ جَذَعَةٌ" روائت کی ہے۔ ابوالاحوص نے کہا ہم سے منصور نے "عَنَاقٌ جَذَعَةٌ" بیان کیا ہے۔ ابن عون نے "عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ" کہا ہے۔

شرح ٦١٠١ : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قولہ "شَاةُ لَحْمٍ" نہ تو اضاف لفظیہ اور نہ معنویہ ہے، کیونکہ اضافتِ لفظیہ میں اسم فاعل یا صفت مشبہ اپنے معمول کی طرف مضاف ہوتے ہیں جیسے صَاحِبُ زَیْدٍ اور حَسَنُ الْوَجْهِ میں ہے کہ زید اور وجہ صاحب اور حسن کے معمول ہیں اور نہ ہی اضافت معنویہ کی کوئی قسم ہے، کیونکہ اضافت معنویہ بمعنی مِنْ ہوتی ہے جیسے خاتم فضۃ یا بمعنی فی ہوتی ہے جیسے مکر اللیل" یا بمعنی لام ہوتی ہے جیسے غلام زید اور شاةُ لَحْمٍ" میں تینوں میں سے کوئی بھی نہیں پائی جاتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں اضافت معنویہ بمعنی لام ہے اصل عبارت یہ ہے شَاةٌ وَاقِعَةٌ لِاَجْلِ لَحْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ لَا لِاَجْلِ اُضْحِیَةٍ لِوُقُوْعِ ذَبْحِهَا فِیْ غَیْرِ وَقْتِهَا" یعنی یہ بکری گوشت کے لئے ہے جس سے نفع اُٹھایا جاتا ہے قربانی کے لئے نہیں، کیونکہ یہ قربانی کے وقت میں ذبح نہیں ہوئی۔

قولہ عَنَاقُ لَبَنٍ" بفتح العین وتخفیف النون" بکری کا مادہ بچہ جو سال سے کم ہو صغر سن کے سبب اس کی لبن (دودھ) کی طرف نسبت کی کیونکہ وہ اپنی ماں کا دودھ پیتا ہے۔ قولہ عَنَاقٌ جَذَعٌ" یہ عناقٌ موصوف اور جذعٌ صفت ہے اور عناق لَبَنٍ مضاف مضاف الیہ ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اور عبارات مختلفہ ہیں بعض میں عناق جذع اور بعض

marfat.com

مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَنَاقٌ جَذَعَةٌ

بَابُ مَنْ ذَبَحَ الْاَضَاحِيَ بِيَدِهٖ

۶۱۰۳ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

میں عناق جذعۃ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منافات نہیں کیونکہ جذع بھی بکری کی اولاد سے ہے اور عناق بھی بکری کا بچہ ہے۔ کبھی اس کو جذعہ مذکر ذکر کرتے ہیں اور کبھی لفظ مؤنث جذعہ ذکر کرتے ہیں کیونکہ جذعۃ میں تاء تانیث کی نہیں بلکہ وحدت کی تاء ہے یا جذع سے مراد جنس ہے۔

۶۱۰۲ــــ **ترجمہ** : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا ابو بُردہ نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کا بدل اور ذبح کرو ابوبردہ نے کہا میرے پاس صرف بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے شُعبَہ نے کہا میرا خیال ہے کہ اُنھوں نے کہا یہ ایک سال کے بکری کے بچے سے بہتر ہے حضور نے فرمایا اس کی جگہ اس کو ذبح کردو تمہارے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں۔

۶۱۰۲ــــ **شرح** : یہ بھی ابوبردہ کے ساتھ مختص ہے۔ اسی لئے فرمایا تمہارے بعد کسی کے لئے جائز نہیں۔ اس حدیث سے قربانی کے وجوب پر استدلال کیا جاتا ہے، کیونکہ اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبردہ کو اس کا بدل ذبح کرنے کا حکم نہ فرماتے یہ وجوب کی دلیل ہے۔ قولہ قَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ ،، حاتم بن وردان نے محمد بن سیرین کے ذریعہ انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عَناقٌ جذعۃٌ ،، فرمایا۔
(جذعۃٌ عَناق کا عطف بیان ہے)

باب جس نے قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح کیں

قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا شرط نہیں قربانی ذبح کرنے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کرنے پر علماء کا اتفاق ہے اور مستحب ہے کہ قربانی ذبح کرتے وقت سامنے کھڑا رہے۔ کسی حائض عورت، بچے اور

marfat.com

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ فَرَاَيْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا يُسَمِّيْ وَيُكَبِّرُ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ

بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهٖ

وَاَعَانَ رَجُلٌ اِبْنَ عُمَرَ فِيْ بَدَنَتِهٖ وَاَمَرَ اَبُوْمُوْسٰى بَنَاتِهٖ اَنْ يُضَحِّيْنَ بِاَيْدِيْهِنَّ ٦١٠٤ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

کتابی کو نائب بنانا مکروہ ہے۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ سفید مینڈھے قربانی دیئے۔ میں نے آپ کو

٦١٠٣ — اس حال میں دیکھا کہ حضور نے اس کے پہلو پر قدم شریف رکھ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور اپنے دستِ اقدس سے ذبح کیا

شرح : جب تثنیہ کو تثنیہ کی طرف مضاف کیا جائے تو پہلے کو جمع لاتے ہیں

٦١٠٣ — جیسے قرآن کریم میں ہے : فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ، یہ امہات المومنین عائشہ اور حفصہ کو خطاب ہے۔ اسی لئے " عَلٰى صِفَاحِهِمَا " فرمایا، حالانکہ قیاس " عَلٰى صَفْحَتَيْهِ " تھا۔ صفاح اس کی جمع ہے۔ تثنیہ کی اضافت تثنیہ کی طرف توزیع کی مفید ہے۔ یعنی ہر ایک مینڈھے کے پہلو پہ قدم شریف رکھا۔ اس طرح کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ذبیحہ کی موت جلدی واقع ہو۔ ابن قاسم نے کہا صحیح یہ ہے کہ ذبیحہ کو بائیں پہلو پر لٹائے مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے۔ اگر کسی نے جہالت کے باعث دائیں کروٹ پر لٹا دیا تو اس کا کھانا حرام نہ ہوگا۔

بابٌ جس نے غیر کی قربانی ذبح کی

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بدنہ ذبح کرنے میں مدد کی۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں قربانیاں ذبح کرنے کا حکم فرمایا (جب عورت ذبح کر سکے تو وہ خود ذبح کرے)

ے ای تقسیم ۱۲

marfat.com

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِفَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَالَكِ اَنُفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ اِقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ وَضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ

بَابُ الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

٦١٠٥ــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زُبَيْدٌ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَاُ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِاَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ فَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اُصَلِّيَ وَعِنْدِيْ جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ

٦١٠٤ــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام سرف میں میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں رو رہی تھی فرمایا تمہارا کیا حال ہے کیا تمہیں حیض آگیا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہ شئی ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر مقرر کی ہے جو عمل حاجی کریں گے وہ کرتی رہو لیکن بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے قربانی کی (عنقریب مسافر اور عورت کے قربانی کرنے کے باب میں گزری ہے۔

باب نماز عید کے بعد ذبح کرنا

٦١٠٥ــ ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے

marfat.com

مُسِنَّةٍ فَقَالَ اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تُجْزِئَ اَوْ تُوفِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ

بَابُ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ اَعَادَ

٦١٠٦ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ فَقَالَ رَجُلٌ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ هَنَةً مِنْ جِيرَانِهِ فَكَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَذَرَهُ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَا اَدْرِي اَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ اَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَاَ اِلٰى كَبْشَيْنِ يَعْنِي فَذَبَحَهُمَا ثُمَّ انْكَفَاَ النَّاسُ اِلٰى غُنَيْمَةٍ فَذَبَحُوهَا

ہوئے سُنا۔ حضور نے فرمایا اس دن میں سب سے پہلے ہم نماز سے ابتداء کرتے ہیں پھر ہم واپس ہوتے ہیں اور نحر کرتے ہیں جس نے یہ کیا اُس نے ہماری سنّت کو پالیا اور جس نے (نماز سے پہلے) نحر کیا وہ صرف گوشت ہے جس کو اپنے اہل و اولاد کے لئے پہلے کیا وہ قربانی میں کوئی شئ نہیں۔ ابوبردہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! میں نے نمازِ عید سے پہلے ذبح کر دیا ہے اور میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو ایک سال کے بکرے سے بہتر ہے فرمایا اس کا بدل وہی ذبح کر دو! تمہارے بعد کسی کے لئے جائز کافی یا وافی نہ ہوگا (یہ حدیث کتاب الاضاحی کی ابتداء میں گزری ہے)۔

باب جس نے نماز عید سے پہلے ذبح کیا تو وہ دوبارہ قربانی کرے"

٦١٠٦ ترجمہ: حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی ذبح کی وہ دوبارہ قربانی ذبح کرے۔ ایک آدمی نے کہا اس دن میں گوشت

marfat.com

٦١٠٧ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ ابْنُ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدَبَ ابْنَ سُفْيٰنَ الْبَجَلِيَّ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ

٦١٠٨ــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَقَامَ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلْتُ فَقَالَ هُوَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهُ قَالَ فَاِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً هِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّتَيْنِ اَفَاَذْبَحُهَا قَالَ نَعَمْ وَلَا تَجْزِيْ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ قَالَ عَامِرٌ هِيَ نَسِيْكَتُهُ

کی خواہش کی جاتی ہے اور اُس نے اپنے ہمسایوں کی حاجت ذکر کی پس جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معذور جانا (اُس نے کہا) میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو دو بکریوں سے بہتر ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رخصت دی۔ انس نے کہا میں نہیں جانتا یہ رخصت اس کے غیر کے لئے تھی یا نہ پھر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی طرف مائل ہُوئے یعنی ان کو ذبح کیا پھر لوگ اپنی اپنی بکریوں کی طرف مائل ہُوئے اور ان کو ذبح کیا۔

شیخ دہلوی نے ذکر کیا تعجب ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے خطبہ میں ابو بردہ کو ارشاد فرمایا کہ تیرے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ انس رضی اللہ عنہ کو نہ پہنچا ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٦١٠٧ــ ترجمہ: جُندب بن سفیان بجلی نے کہا میں عید بقرہ کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضور نے فرمایا جس نے نماز عید پڑھنے سے پہلے ذبح کیا وہ اس کی جگہ دوبارہ قربانی دے اور جس نے پہلے ذبح نہیں کیا وہ ذبح کرے۔

(حدیث ع ۹۱۳ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

٦١٠٨ــ ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

بَابُ وَضْعِ الْقَدَمِ عَلٰى صَفْحِ الذَّبِيْحَةِ

۶۱۰۹ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ وَيَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰى صَفْحَتِهِمَا وَيَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ

نے نماز پڑھی پھر فرمایا جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کو متوجہ ہوا وہ قربانی ذبح نہ کرے حتی کہ ہم نماز سے فارغ ہو جائیں۔ ابو بُردہ بن نیار کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تو قربانی ذبح کر دی ہے۔ حضور نے فرمایا یہ تم نے جلدی میں کی ہے۔ ابو بردہ نے عرض کیا میرے پاس بکری کا چھ ماہ کا بچہ ہے جو سال سال کے دو بچوں سے بہتر ہے کیا میں اس کو ذبح کر دوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (ذبح کر دو) تمہارے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ عامر نے کہا (ابو بردہ نے کہا) وہ اس کی بہتر قربانی ہے۔

۶۱۰۸ — **شرح** : قولہ مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا الخ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دین اسلام پر ہو۔ قولہ حتی ننصرف یعنی جب ہم نماز سے فارغ ہوں تو اس کے بعد ذبح کرے۔ مُسِنَّہ،، ایک سال کا بکری کا بچہ ہے۔ سفیان ثوری، امام لیث اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے عید کی نماز کے بعد امام کے ذبح کرنے سے پہلے قربانی ذبح کر دی اس کی قربانی جائز ہے۔ امام مالک شافعی اور اوزاعی نے کہا عید کی نماز اور خطبہ کی مقدار امام سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا دیہاتی لوگ جہاں عید کی نماز واجب نہیں وہ طلوع فجر کے بعد ذبح کر سکتے ہیں۔

باب — ذبیحہ کے پہلو پر قدم رکھنا

۶۱۰۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو (۲) سیاہ سفید رنگ والے سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ذبح کے وقت) اپنا قدم شریف ان کے پہلوؤں پر رکھا اور اپنے دستِ اقدس سے ان کو ذبح کیا۔

marfat.com

بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الذَّبْحِ

٦١١٠ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ وَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا

بَابٌ اِذَا بَعَثَ بِهَدْيِهٖ لِيُذْبَحَ لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ

٦١١١ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ اَنَّهٗ اَتٰى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ رَجُلًا يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ اِلَى الْكَعْبَةِ وَيَجْلِسُ فِي الْمِصْرِ فَيُوْصِي اَنْ تُقَلَّدَ بَدَنَتُهٗ فَلَا يَزَالُ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مُحْرِمًا حَتّٰى يَحِلَّ النَّاسُ قَالَ سَمِعْتُ تَسْفِيْقَهَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ فَقَالَتْ لَقَدْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ هَدْيَهٗ اِلَى الْكَعْبَةِ فَمَا يُحْرُمُ عَلَيْهِ مِمَّا حَلَّ لِلرِّجَالِ مِنْ اَهْلِهٖ حَتّٰى يَرْجِعَ النَّاسُ

باب ذبح کے وقت تکبیر کہنا

٦١١٠ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ سفید سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کی ان کو اپنے دستِ اقدس سے ذبح کیا جبکہ بسم اللہ پڑھ کر تکبیر کہی اور ان کے پہلوؤں پر قدم شریف رکھا تھا۔

marfat.com

بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا ٢

٦١١٢ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْاَضَاحِیِّ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ غَيْرَ مَرَّةٍ لُحُوْمَ الْهَدْیِ

باب جب اپنی ہدی بھیج دے تاکہ ذبح کی جائے تو اس پر کوئی شئ حرام نہیں

٦١١٢ــــ ترجمہ : مسروق نے کہا وہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے عرض کیا اَے ام المؤمنین کوئی آدمی کعبہ کی طرف ہدی بھیجے اور خود اپنے شہر میں بیٹھا رہے اور وصیت کرے کہ اس کے بعد بدنہ کے گلے میں قلادہ ڈالا جائے تو کیا وہ لوگوں کے حلال ہونے تک مُحرِم رہے گا؟ مسروق نے کہا میں نے پس پردہ ام المؤمنین کے ہاتھ پر ہاتھ مارنے کی آواز سُنی۔ آپ نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہدی کے ہار بنایا کرتی تھی آپ ہدی کعبہ کی طرف بھیجتے تو آپ پر کوئی شئ حرام نہ ہوتی جو مردوں کے لئے بیویوں سے حلال ہے حتی کہ لوگ واپس آجاتے۔

٦١١١ــــ شرح : اس حدیث میں اس شخص کے قول کا رد ہے جس نے کہا جس نے اپنی ہدی حرم میں بھیجی جب اس کے گلے میں قلادہ ڈال دیا تو اس پر احرام لازم ہوگیا وہ ہدی ذبح ہونے تک ہر اس شئ سے بچتا رہے جس سے مُحرِم کو بچنا چاہیئے۔ ابن عباس، ابن عمر اور عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہم نے یہی کہا ہے لیکن اَئمۃُ الفتویٰ اس کے خلاف ہیں (حدیث ۱۵۹۲، جلد: ۳ و ع ۱۵۹۶/۳ کی شرح دیکھیں)

باب قربانی کا گوشت کتنا کھایا جائے اور کتنا ذخیرہ کیا جائے

marfat.com

٦١١٣۔ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَيْمٰنُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَسِمِ اَنَّ ابْنَ خَبَّابٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِیَّ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ كَانَ غَائِبًا فَقَدِمَ فَقُدِّمَ اِلَيْهِ لَحْمٌ فَقَالَ هٰذَا مِنْ لَحْمِ ضَحَايَانَا فَقَالَ اَخِّرُوْهُ لَا اَذُوْقُهٗ قَالَ ثُمَّ قُمْتُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اٰتِیَ اَخِیْ اَبَا قَتَادَةَ

یعنی تہائی یا نصف کی قید کے بغیر کتنا گوشت کھانا جائز ہے نیز تین دن یا اس سے زیادہ مدت کھانا کیسا ہے؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ مسافر قربانی کا گوشت زادِ راہ بنا سکتا ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ تین دن سے زیادہ مدت گوشت کھا سکتے ہیں۔

٦١١٢ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں مدینہ منورہ تک قربانیوں کے گوشت زادِ راہ بناتے تھے اور کئی دفعہ ہدی کے گوشت فرمایا۔

٦١١٢ شرح: یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اثر کا جواب واضح ہے جبکہ اُنھوں نے کیا ہے کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں تین دِن سے زیادہ قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع کرتا تھا میں تمہارے لئے اسے حلال کرتا ہوں اس سے جب تک چاہو کھاؤ (طحاوی)

٦١١٣ ترجمہ: قاسم سے روائت ہے کہ ابن خبّاب نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے ابوسعید کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ وہ غائب تھے جب وہ آئے تو اُن کے آگے گوشت رکھا گیا اُنھوں نے کہا یہ قربانیوں کا گوشت ہے ابوسعید نے کہا اس کو اُٹھالو میں اسے نہیں کھاؤں گا۔ ابوسعید نے کہا پھر میں اُٹھا اور باہر چلا گیا حتّٰی کہ اپنے بھائی ابوقتادہ کے پاس آیا۔ ابوقتادہ ان کے اخیافی بھائی تھے اور جنگِ بدر میں شریک تھے۔ میں نے اُن سے یہ ذکر کیا تو اُنھوں نے کہا تمہارے بعد نیا حکم ظاہر ہوا ہے۔

٦١١٣ شرح: یعنی پہلے تین دن کے بعد گوشت کھانا ممنوع تھا۔ اب یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے کی رخصت دی ہے۔ جمہور علماء اور فقہا اور چاروں اماموں اور اُن کے اصحاب نے کہا قربانی

marfat.com

ابْنَ النُّعْمٰنِ وَكَانَ اَخَاهُ لِاُمِّهٖ وَكَانَ بَدْرِيًّا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اَنَّهٗ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ اَمْرٌ

٦١١٤ــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِىَ فِىْ بَيْتِهٖ مِنْهُ شَىْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِىَ قَالَ كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَاَرَدْتُ اَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا

کا گوشت ذخیرہ کرنا جائز ہے اُنھوں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

٦١١٤ــ ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس نے قربانی کی ہے وہ تین دن کے بعد صبح نہ کرے؛ حالانکہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت سے کچھ ہو جب دوسرا سال آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس طرح ہم نے پچھلے سال کیا تھا اس سال بھی اسی طرح کریں؟ حضور نے فرمایا کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ بھی کر لو؛ کیونکہ اُس سال لوگ میں قحط تھا میں نے ارادہ کیا کہ اُن میں تم لوگوں کی مدد کرو!

٦١١٤ــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے گوشت ذخیرہ کرنے کی تحریم کا سبب لوگوں میں قحط سالی اور ان کا مشقت میں مبتلا ہونا تھا جب یہ علت زائل ہوگئی تو تحریم بھی زائل ہوگئی۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حکم سے بظاہر

یہ معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کا گوشت کھانا واجب ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کُلُوْا" یہ صیغہ امر ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مطلق امر وجوب کے لئے ہوتا ہے جبکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو اور یہاں قرینہ ہے کہ یہ حرمت کے رفع یعنی اباحت کے لئے ہے۔ نیز حظر کے بعد امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا اباحت کے لئے ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے: "وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا"

marfat.com

٦١١٥ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ الضَّحِيَّةُ كُنَّا نُمَلِّحُ مِنْهَا فَنُقَدِّمُ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَا تَاْكُلُوْا اِلَّا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَلَيْسَتْ بِعَزِيْمَةٍ وَلٰكِنْ اَرَادَ اَنْ يُطْعِمَ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ٦١١٦ــ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوْسٰى

جب تم حلال ہو جاؤ اور احرام کھول دو تو شکار کر سکتے ہو، حالانکہ محرموں کو شکار سے پہلے منع کیا گیا تھا اور تسلیم بھی کرلیں کہ حظر کے بعد امر حقیقتِ وجوب کے لئے ہوتا ہے تو اس پر محمول کرنے سے یہاں اجماع مانع ہے۔

٦١١٥ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم قربانی کے گوشت کو نمک لگا رکھتے تھے اور اس میں سے مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کرتے تھے تو حضور فرماتے صرف تین دن کھایا کرو اور یہ ضروری نہ تھا بلکہ حضور نے ارادہ فرمایا تھا کہ اس میں سے لوگوں کو کھلائیں واللہ اعلم

٦١١٥ــ شرح : آخر کلام راوی کا ہے اسی لئے واللہ اعلم کہا قولہ التضحیۃ مبتداء اور کنا نملح خبر ہے۔ قولہ لیست بعزیمۃ، یعنی نہی تحریم کے لئے نہیں اور نہ ہی تین دن کے بعد ترکِ اکل واجب ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس میں سے لوگوں کو بھی دیا جائے۔ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے نہی کسی علت کے باعث تھی اور وہ یہ تھی کہ اس سال لوگ قحط سالی میں مبتلا تھے۔ جب یہ علت زائل ہوگئی اور قحط جاتا رہا ہے تو تحریم بھی زائل ہوگئی؛ چنانچہ مسلم میں عبداللہ بن واقد کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے غریب لوگوں کے آنے کی وجہ سے منع فرمایا تھا جو تمہارے پاس محتاج آئے تھے اب کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور صدقہ بھی کرو!

٦١١٦ــ ترجمہ : ابو عبید ابن ازہر کے آزاد کردہ غلام نے بیان کیا کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عید الاضحیٰ کے دن عید میں حاضر تھا اُنھوں نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھی پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں عید کے ان دو دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اُن میں سے ایک روزوں سے افطار کا دن ہے اور

marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ
اَبُوْعُبَيْدٍ مَوْلٰى ابْنِ اَزْهَرَ اَنَّهٗ شَهِدَ الْعِيْدَ يَوْمَ الْاَضْحٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ
اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ
الْعِيْدَيْنِ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَيَوْمٌ فِطْرُكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ
فَيَوْمٌ تَاْكُلُوْنَ مِنْ نُسُكِكُمْ فَقَالَ اَبُوْعُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ مَعَ عُثْمٰنَ
ابْنِ عَفَّانَ وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ
فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْهِ عِيْدَانِ فَمَنْ
اَحَبَّ اَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ اَهْلِ الْعَوَالِيْ فَلْيَنْتَظِرْ وَمَنْ اَحَبَّ
اَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ اَذِنْتُ لَهٗ قَالَ اَبُوْعُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُهٗ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ
طَالِبٍ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا لُحُوْمَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلٰثٍ وَعَنْ مَعْمَرٍ عَنِ
الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ نَحْوَهٗ

دوسرا وہ دن ہے جس میں تم اپنی قربانیوں کے گوشت کھاتے ہو۔ ابوعُبَید نے کہا پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حاضر ہُوا اور یہ جمعہ کا دن تھا اُنھوں نے خطبہ سے پہلے نمازِ عید پڑھی پھر خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! اس دن میں تمہارے لئے دو عید جمع ہُوئی ہیں۔ اہل عوالی (دیہات) سے جو کوئی پسند کرتا ہے کہ جمعہ کا انتظار کرے تو وہ انتظار کرے اور جو پسند کرتا ہے کہ واپس چلا جائے تو میں اسے اجازت دیتا ہوں۔ ابوعبید نے کہا پھر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حاضر ہُوا اُنھوں نے خطبہ سے پہلے نمازِ عید پڑھی پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں تین دن کے بعد تمہاری قربانی کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ مَعْمَر نے زُہری کے ذریعہ ابوعبید سے اس طرح روائت کی۔

marfat.com

٦١١٧ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ قَالَ اَخْبَرَنَا یَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ اَخِیْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا مِنَ الْاَضَاحِیِّ ثَلٰثًا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یَاْكُلُ بِالزَّیْتِ حِیْنَ یَنْفِرُ مِنْ

٦١١٦ — شرح : حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن کو عید سے موسوم کیا ؛ کیونکہ اس دن میں عید کے دن کی طرح شریعت کے شعائر کے اظہار کے لئے عظیم دن میں مسلمانوں کے اجتماع کا زمانہ ہے۔ اس لئے جمعہ کے دن کو عید کے دن سے تشبیہ دی ہے۔ عوالی مدینہ منورہ شَرَّفَہُ اللہ تعالیٰ کے مشرق کی جانب تین چار میل سے آٹھ میل تک بستیاں ہیں۔ اس حدیث سے امام احمد رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ جب عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں تو جو کوئی عید کی نماز پڑھ لے اس سے جمعہ ساقط ہو جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ جمعہ اور عید کے دن دُور دراز مسافت سے آتے تھے حالانکہ اُن مقامات سے آنا اُن پر واجب نہ تھا۔ وہ صرف شوق سے مدینہ منورہ آتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں خبردار کیا کہ تم پر عید اور جمعہ واجب و فرض نہ تھے۔ اگر تم نے عید پڑھ لی ہے تو جمعہ پڑھنا تم پر فرض نہیں تم اپنے گھروں کو جا سکتے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اِس اثر کا جواب یہ ہے کہ یہ اس سال پر محمول ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تھا اس سال میں لوگ بہت مشقت میں تھے جیسے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا ہوا تھا۔ ابن حزم نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں اس وقت خطبہ دیا تھا جبکہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ محصور تھے اور بلوائیوں نے اُن کا محاصرہ کر رکھا تھا اور دیہات میں رہنے والوں کو اس فتنہ میں مدینہ منورہ (شَرَّفَہُ اللہ تعالیٰ) آنے میں مجبور کر دیا تھا اور انہیں سخت مشقت پہنچی تھی۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین دن کے بعد گوشت نہ کھاؤ اور ان محتاج لوگوں کو کھلاؤ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا شائد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نسخ نہیں پہنچا جبکہ تین دن کے بعد گوشت روکنا ممنوع ہونا بہرحال منسوخ ہو چکا ہے۔ امام طحاوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں قربانی کے گوشت میں تین دن کے بعد مؤخر کرنے سے منع کیا تھا تم جب تک چاہو مؤخر کر سکتے ہو۔ (عینی)

٦١١٧ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کے گوشت تین دن کھاؤ ! اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

marfat.com

مِنْ مِنًی مِنْ اَجْلِ لُحُوْمِ الْهَدْیِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

جب منیٰ سے آتے تھے تو قربانی کے گوشت کے سبب زیتون کے تیل سے روٹی کھاتے تھے۔

شرح ۶۱۱۷ — یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روٹی زیتون کے ساتھ کھاتے تھے حتیٰ کہ منیٰ سے واپس آجاتے وہ قربانی کے گوشت سے احتراز کرتے تھے اور وہ تین دن کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھاتے تھے اور جب منیٰ کے تین دن گزر جاتے تھے تو زیتون کے تیل کو سالن بناتے تھے اور گوشت نہ کھاتے تھے۔ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو نہی کی حدیث نہیں پہنچی اگر انہیں حدیث پہنچی ہوتی تو نہی کی حدیث بیان نہ کرتے حالانکہ وہ بہرحال منسوخ ہو چکی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

اس کتاب میں اُن پینے کی چیزوں کو ذکر ہے جو حرام یا مباح ہیں اشربہ شراب کی جمع ہے اور وہ پینے کی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! شراب، جُوا، بُت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام ہیں ان سے بچو کہ تم فلاح پاؤ "

marfat.com

اس آیت کریمہ کا "شانِ نزول" یہ ہے کہ ابومیسرہ نے روائت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جب شراب کی تحریم نازل ہوئی تو کہا اے اللہ شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرما۔ تو یہ آیتِ کریمہ سورۂ بقرہ میں نازل ہوئی لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں فرمادیں ان میں بہت بڑا گناہ ہے۔ عمر فاروق کو بلا کر یہ آیت اُن پر پڑھی گئی تو اُنھوں نے کہا اے اللہ شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرما تو یہ آیت کریمہ: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی "اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھو۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور اُن پر یہ آیت کریمہ سورۂ نساء میں پڑھی گئی تو اُنھوں نے کہا اے اللہ شراب کے متعلق شافی بیان نازل فرما تو سورۂ مائدہ میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ عمر فاروق کو بلایا گیا اور اُن پر یہ آیت پڑھی گئی۔ جب فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ تک پہنچے تو عمر فاروق نے کہا اے اللہ! ہم رُک گئے (ابوداؤد، ترمذی)

خمر کے اشتقاق میں علماء کے اقوال

خمر کے اشتقاق میں اہل لغت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اسے خمر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اسی سے "خمار المرأۃ" ہے عورت کا دوپٹہ ہے؛ کیونکہ وہ اس کا سر ڈھانپتی ہے۔ بعض نے کہا مُخَامَرَہ بمعنی مخالطہ سے مشتق ہے؛ کیونکہ یہ عقل کو خلط ملط کر دیتی ہے۔ بعض نے کہا اسے خمر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ چھوڑی جاتی ہے حتّٰی کہ انتہا کو پہنچ جاتی ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے "خمر العَجِیْنُ" آٹا اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔

بعض نے کہا اسے خمر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دماغ کو ڈھانپ لیتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خمر کو مؤنث کہا ہے۔ "المیسرہ" کے معنی قمار (جُوا) یہ یُسْرٌ سے مشتق ہے۔ اس میں آسانی سے کسی مشقت کے بغیر مال حاصل ہوتا ہے اس لئے اسے میسرہ کہتے ہیں "اَلْاَنْصَاب" نُصُبٌ کی جمع ہے یہ وہ پتھر ہیں جن پر جاہلیت میں بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے اور وہ خون سے سُرخ تھے۔ بعض نے کہا یہ پتھر نصب کئے ہوئے تھے۔ ان کی لوگ پوجا کرتے تھے۔ (اَلْاَزْلَام) زَلَمٌ کی جمع ہے۔ یہ تین تیر تھے ان میں سے ایک پر یہ لکھا تھا "میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے"۔ دوسرے پر "میرے رب نے مجھے منع کیا ہے" لکھا تھا۔ تیسرا خالی تھا اس پر کچھ نہ لکھا تھا۔ جب حکم کرنے والا تیر نکلتا تھا تو کام کرتے اگر منع کرنے والا ہوتا تو رک جاتے اگر خالی نکلتا تو دوبارہ یہ عمل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے شراب کو رِجس (پلید) فرمایا ہے۔ حرام شئی کو پلید کہا جاتا ہے کفر پر بھی رِجس کا اطلاق ہے۔ قرآن کریم میں ہے "فَزَادَتْھُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِھِمْ"، خمر کی آیت میں رِجس سے مراد کفر نہیں کیونکہ اشیاء خارجیہ ایمان و کفر سے موصوف نہیں ہوتیں۔ اس کو رِجس اس لئے کہا

marfat.com

٦١١٨ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ ٦١١٩ــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ وَلَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَابْنُ الْهَادِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَالزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ

٦١١٨ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی پھر اس سے توبہ نہ کی وہ آخرت میں شرابِ طہور سے محروم رہے گا "

٦١١٨ــ شرح : بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں شراب پینے والا مسلمان اگر جنت میں داخل ہوگا وہ شراب کے سوا باقی مشروبات پیئے گا۔ بایں ہمہ شراب نہ پینے کے سبب اس کو رنج و الم نہ ہوگا اور نہ ہی پینے والوں پر حسد کرے گا جیسے بلند منازل والوں پر حسد نہ کرے گا۔ اور چھوٹا مقام ہونے کے باعث بلند منازل کی خواہش نہیں کرے گا۔ بعض نے کہا شرابی کو دوزخ میں عذاب دیا جائے گا۔ جب اللہ کی رحمت اور شفاعت سے دوزخ سے نکلے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ تو کسی شئی اور نعمت سے محروم نہ رہے گا۔

٦١١٩ــ ترجمہ : سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ اسرا میں بیت المقدس میں شراب اور دودھ کے دو پیالے دیئے گئے تو حضور نے انہیں دیکھا پھر دودھ کا پیالہ پکڑا اور دودھ

marfat.com

٦١٢٠ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهٖ غَيْرِیْ قَالَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَتَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ اِمْرَأَةً قَيِّمُهُنَّ رَجُلٌ وَاحِدٌ

پیا جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے آپ کو اسلام کی ہدایت دی اگر آپ شراب پکڑتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی ۔ معمر، ابن ہاد، عثمان بن عمر اور زُبیدی نے زُہری سے روائت کرنے میں شُعیب کی متابعت کی ۔

٦١١٩ — شرح : بیت المقدس میں شراب اور دُودھ کے دو پیالے پیش کئے گئے اور سِدْرَةُ المنتہیٰ پر تین پیالے پیش کئے گئے ۔ تیسرے پیالہ میں دودھ تھا۔ فطرت کے معنی اسلام اور اِستقامت ہیں ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے دودھ والا پیالہ پکڑا تو جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کی حمد کی اس سے معلوم ہوتا ہے جب اللہ کی نعمت میسّر ہو اس کی حمد کرنی چاہئیے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شراب نجس ہے تو پلید شئی حضور کو کیوں پیش کی گئی پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو اُمّت گمراہ ہو جاتی اور وہ شربِ خمر میں منہمک رہتے یعنی شراب کے نشہ میں دُھت رہتے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے اس وقت شراب مباح تھی ۔ مدینہ منورہ میں شراب کی تحریم نازل ہُوئی تھی یا یہ شرابِ طہور تھی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر یہ شراب مباح یا طہور تھی اور شراب طہور جنتیوں کا بہترین مشروب ہے تو اس کی تعبیر یہ کیسے کی کہ اگر آپ شراب اختیار کرتے تو اُمّت گمراہ ہو جاتی اس کا جواب یہ ہے کہ شرابِ طہور کی تعبیر دُنیا میں یہی تھی جو جبرائیل علیہ السلام نے کی تھی ۔ اگرچہ وہ جنّت کی پاک شراب ہے (لمعات)

٦١٢٠ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سُنی ہے تمہیں میرے سوا کوئی اس کو بیان نہیں کرے گا ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ جہالت غالب ہوگی اور علم کم ہو جائیگا

marfat.com

٦١٢١ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلَانِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُلْحِقُ مَعَهُنَّ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ اَبْصَارَهُمْ فِيْهَا حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ

زنا بہت ہونے لگے گا۔ شراب پی جائے گی آدمی کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا انتظام کرنے والا ایک آدمی ہوگا۔ (حدیث ۷۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی

٦١٢١ — زنا نہیں کرتا جس وقت وہ زنا کرتا ہے حالانکہ وہ مومن ہے۔ اور شراب نہیں پیتا جس وقت وہ شراب پیتا ہے حالانکہ وہ مومن ہے اور چوری نہیں کرتا جس وقت وہ چوری کرتا ہے حالانکہ وہ مؤمن ہے۔ ابن شہاب زُہری نے کہا مجھے عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن ابن حارث بن ہشام نے خبر دی کہ ابوبکر ابوہریرہ سے یہ حدیث بیان کرتے پھر کہتے ابوبکر ان کے ساتھ یہ بھی لاحق کرتے تھے کہ قدر و شرافت والے کی لوٹ کھسوٹ نہیں کرتا اس حال میں کہ لوگ اس کی اپنی نگاہ اُٹھاتے ہیں جس وقت وہ لوٹ کھسوٹ کرتا ہے حالانکہ وہ مومن ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے اس وقت نورِ ایمان نکل جاتا ہے۔

٦١٢١ — شرح: یعنی مسلمان کی شان اور اس کے حال کے مناسب یہ نہیں کہ وہ زنا کرے

marfat.com

بَابُ إِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعِنَبِ

٦١٢٢ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِينَةِ مِنْهَا شَيْءٌ

یا شراب پیئے یا لوگوں کے مال لوٹتا پھرے۔

قولہ لَا يَزْنِي الخ اکثر روایات میں فاعل مذکور نہیں یعنی لَا يَزْنِي الْمُؤْمِنُ اَوْ لَا يَزْنِي الرَّجُلُ یعنی مومن یا آدمی زنا نہیں کرتا۔ اگرچہ فاعل کا حذف جائز نہیں لیکن قرینہ کے وقت جائز ہے جو حذفِ فاعل پر دلالت کرے اور وہ یہاں پایا جاتا ہے۔ ابن بطال نے کہا شربِ خمر میں یہ بہت سخت وعید ہے۔ اس سے خارجیوں نے استدلال کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے جبکہ وہ تحریم کو جانتے ہوئے قصداً ارتکاب کرے۔ اہل سُنت وجماعت نے اس حدیث کو ایمان کامل پر محمول کیا ہے یعنی شراب پینے کی حالت میں وہ کامل مومن نہیں ہوتا۔ بعض نے اس حدیث کو تہدید وتغلیظ پر محمول کیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ،، علامہ خطابی نے کہا حدیث کا معنیٰ یہ ہے جس نے حلال اعتقاد کرتے ہوئے یہ عمل کیئے وہ کافر ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے نُورِ ایمان جاتا رہتا ہے۔ نفسِ ایمان زائل نہیں ہوتا، کیونکہ جو کوئی کبائر کا ارتکاب کرتا ہے اس سے تصدیق قلبی زائل نہیں ہوتی۔

باب انگور کی شراب

٦١٢٢ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا شراب حرام کی گئی حالانکہ مدینہ منورہ میں (انگوری) شراب نہ تھی۔

٦١٢٢ — شرح : باب کے عنوان کے معنی یہ ہیں ،، اَلْخَمْرُ الْكَائِنَةُ مِنَ الْعِنَبِ ،، انگور سے بنی ہوئی شراب۔ یہ انگور کے غیر سے بنی ہوئی شراب کے منافی نہیں۔ اگر اَلْخَمْرُ مبتداء اور ،، مِنَ الْعِنَبِ ،، خبر ہو تو اس وقت اس کی صورت حصر کی صورت ہوگی یعنی شراب انگور ہی سے ہے بغیر انگور کے شراب نہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق ہے کیونکہ اُن کا مذہب یہ ہے کہ شراب انگور کا کچا پانی ہے جب اس کو جوش دیا جائے اور وہ سخت ہو کر جھاگ مارنے

marfat.com

لگے تو خمر بن جاتی ہے اور جو شراب انگور کے علاوہ کسی اور سے بنائی جائے وہ درحقیقت شراب نہیں نبیذ ہے اگر وہ نشہ دینے لگے تو اس کا پینا حرام ہے لیکن اس پہ حد واجب نہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے علماء "اَلْخَمْرُ مِنَ الْعِنَبِ" میں حصر مراد نہیں لیتے اگرچہ اس کی صورت حصر کی صورت ہے جیسے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس ارشاد: اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ اَلنَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ "یعنی شراب اِن درختوں کھجور اور انگور سے ہے۔ بظاہر اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ خمر اِن دو درختوں میں منحصر ہے کیونکہ اَلْخَمْرُ اسم جنس ہے۔ اس میں ہر وہ شئی داخل ہوگئی جس کو خمر کہا جاتا ہے لہٰذا یہ کہنا منتفی ہوگیا کہ ان سے نکلنے والی شئی کا نام خمر رکھا جائے، حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے "کہ شراب کی تحریم نازل ہوئی جبکہ وہ پانچ اشیاء سے بنائی جاتی تھی۔ اور وہ انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد ہیں اس تقدیر پر حدیث شریف کی تین تاویلیں ہیں۔ پہلی تاویل یہ ہے کہ "هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ" سے مراد اُن میں سے ایک ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد! يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ" میں ہے کہ رُسل صرف انسانوں سے ہیں جنّوں سے نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ" حالانکہ ان میں سے ایک سے موتی نکلتے ہیں لہٰذا حدیث سے مقصود یہ ہے کہ خمر انگور سے ہے کھجور سے نہیں ابن عمر کی حدیث کا مقصد بھی یہی ہے۔ دُوسری تاویل یہ ہے کہ اس سے مجموعی طور پہ دو درخت مراد ہیں اور جو اِن کے پھل سے عقل کو ڈھانپ لے وہ خمر ہے۔

تیسری تاویل یہ ہے کہ مُراد یہ ہے کہ شراب ان دو درختوں سے ہے اگرچہ اس کی حقیقت مختلف ہو، لیکن انگور سے مُراد وہ ہے جس سے حقیقۃً شراب سمجھی جائے اس لئے اس کو خمر کہتے ہیں وہ نشہ دے یا نہ دے کم ہو یا زیادہ اور خمر سے مُراد وہ ہے کہ جو مُسکِر ہو لہٰذا غیر مسکر اس میں داخل نہ ہوگا۔ ہر وہ شئی جو انگور کا غیر ہے اس پر خمر کے اطلاق کی یہی تاویل ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جو شئی مُسکِر ہو اس پہ خمر کا اطلاق کرتے ہیں، چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روائت کی کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ" ہر مسکر شراب اور ہر مسکر حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کو حالتِ سکر میں خمر کہا جاتا ہے اگر اس میں سُکر کی حالت نہ ہو تو اسے خمر نہیں کہتے بخلاف انگور کو جوش دینے سے سخت ہو جائے وہ بہرحال خمر ہے مسکر ہو یا نہ ہو۔ اس کی دلیل سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے: اَلْخَمْرُ مَا خَمَرَ الْعَقْلَ"، خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے اس کو مخامرۃ العقل کے وقت خمر کہا جاتا ہے انگور کی شراب میں یہ بات نہیں۔

وہ بہرحال شراب ہے اس میں مخامرۃ العقل پایا جائے یا نہ پایا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (عینی)

marfat.com

٦١٢٣ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهٖ بْنُ نَافِعٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِيْنَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِيْ بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ الْاَعْنَابِ اِلَّا قَلِيْلًا وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم پر شراب حرام کی گئی جس وقت حرام کی گئی ہم مدینہ منورہ میں انگور کی شراب بہت تھوڑی پاتے تھے۔ عموماً ہماری شراب بُسر اور تمر کی (کھجور) تھی۔

٦١٢٣ــــ

شرح : شراب کی تحریم فتح مکہ کے سال فتح مکہ سے پہلے ہوئی۔ دمیاطی نے کہا تحریم خمر حدیبیہ کے سال چھ ہجری میں ہوئی محمد ابن اسحاق نے کہا بنی نضیر کے واقعہ میں حرام ہوئی اور وہ اُحد کے بعد چار ہجری کو ہوا تھا۔ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ جب شراب حرام ہوئی اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ شراب کے ساقی تھے۔ اُنھوں نے جب سُنا تو فوراً شراب سے بھرے ہوئے مٹکے بہادیئے اور چار ہجری میں اگر تحریم خمر ہو تو اس وقت انس بہت چھوٹے تھے۔ جب شراب حرام ہوئی اس وقت مدینہ منورہ میں صرف انگور کی شراب تھی اور وہ بھی بہت کم تھی اس کے علاوہ (بُسر) کچی کھجور اور (تمر) خشک پکی ہوئی کھجوروں کے نبیذ تھے۔

قولہ عَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ، کھجور کے پھل کے چار مرتبے ہیں "طلع"، دوسرا "خلال" تیسرا "بُسر" چوتھا "رطب"۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت شراب حرام ہوئی اس وقت انگوری شراب کے علاوہ عام شراب کچی پکی کھجور سے بنائی جاتی تھی، حالانکہ پہلی حدیث میں ہے اس وقت صرف انگوری شراب تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مطلق خمر کا اطلاق انگوری شراب پر ہوتا ہے اور بوقتِ اطلاق ذہن اسی طرف جاتا ہے۔ مُہلب نے کہا یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شراب صرف انگور سے بنائی جاتی ہے۔ یہ حضرات صحابہ کرام اور عرب کے فصحاء اور سمجھدار لوگوں نے کہا کہ خمر پانچ اشیاء سے بنائی جاتی ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی قرآن سے حکائت کی اور کہا خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر یہ خطبہ دیا جبکہ مہاجرین و انصار صحابہ کرام موجود تھے اور کسی نے اس کا انکار نہ کیا لہٰذا اس پر صحابہ کا اجماع ہوگیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے علماء کوفہ کا کہنا کہ خمر صرف انگوری ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کہ شراب پانچ اشیاء سے ہے کے منافی نہیں کیونکہ اُنھوں نے اپنے کلام میں حقیقت اور مجاز دونوں کو استعمال کیا ہے اور ان کا پانچ

marfat.com

٦١٢٤ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اَمَّا بَعْدُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِىَ مِنْ خَمْسَةٍ اَلْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ

بَابُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِىَ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ

٦١٢٥ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ اَسْقِىْ اَبَا عُبَيْدَةَ وَاَبَا طَلْحَةَ وَاُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ مِنْ فَضِيْخٍ زَهْوٍ وَتَمْرٍ فَجَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ قُمْ يَا اَنَسُ فَاَهْرِقْهَا

فَاَهْرَقْتُهَا

اشیاء پر خمر کا اطلاق کرنا بطورِ حقیقت نہیں بلکہ اُنھوں نے صرف یہ کہا ہے کہ خمر کو اس لئے یہ نام دیا گیا ہے کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اس حیثیت سے ان کا انکار نہیں اس کی پہلے وضاحت کر دی گئی ہے۔ الحاصل حقیقۃً شراب انگوری ہے جس کے کم و بیش پینے سے حد واجب ہے اگرچہ مسکر نہ ہو اور اس کے ماسوٰی پر شراب کا اطلاق صرف اس لئے ہے کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہیں جب وہ حدِ سکر کو پہنچ جائیں تو اُن پر خمر کا اطلاق ہوتا ہے اور حد واجب ہوتی ہے (عینی)

٦١٢٤ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عمر فاروق نے ممبر شریف پر خطبہ دیا اور فرمایا شراب کی تحریم نازل ہوئی ہے اور یہ پانچ اشیاء سے بنائی جاتی ہے وہ انگور، کھجور، شہد، گندم اور جَو ہیں اور خمر وہ ہے جو عقل کو چھپا دے۔

٦١٢٤ — شرح : خمر کی یہ تعریف کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ عرفی تعریف ہے لغت کے اعتبار سے خمر انگور کا کچا پانی ہے جو سخت ہو جائے یہ تھوڑا پینے سے بھی حدّ واجب ہے بخلاف مذکورہ اشیاء کے اُن سے اس وقت حد واجب ہوتی ہے جب وہ نشہ دیں۔

marfat.com

٦١٢٦ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ
أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيهِمْ عُمُومَتِي وَأَنَا
أَصْغَرُهُمْ الْفَضِيخَ فَقِيلَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالُوا اكْفَأْهَا فَكَفَأْنَا قُلْتُ
لِأَنَسٍ مَا شَرَابُهُمْ قَالَ رُطَبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَنَسٍ وَكَانَتْ
خَمْرَهُمْ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا

بابٌ شراب کی حُرمت نازل ہُوئی، حالانکہ اس وقت تر اور خشک کھجوروں سے شراب بنائی جاتی تھی،

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابوعبیدہ، ابوطلحہ اور اُبیّ ابن کعب کو کچی اور پکی کھجوروں کی شراب پلا رہا تھا۔ اُن کے پاس ایک آنے والا شخص آیا اور کہا شراب حرام کر دی گئی ہے۔ ابوطلحہ نے کہا اے انس! اُٹھو اور شراب بہا دو میں نے اسے بہا دیا۔

٦١٢٥ —

شرح : فضیخ بمعنی مکسور فَضَخ سے ماخوذ ہے اس کے معنی توڑنا ہیں۔ یہ وہ شراب ہے جو کچی کھجور سے بنائی جاتی ہے اس کو آگ مس نہیں کرتی۔ بعض نے کہا کچی کھجوروں کو توڑا جاتا ہے۔ پھر اُن میں پانی ڈال کر چھوڑ دیا جاتا ہے حتی کہ وہ جوش مارنے لگتی ہے بعض نے کہا یہ کچی پکی کھجوروں سے شراب بنائی جاتی ہے۔ بخاری کا لفظ آخری قول کے موافق ہے۔ الزّھوُ جس کھجور میں سُرخی یا زردی ظاہر ہو اسے زہو کہتے ہیں۔ یہاں علماء میں اختلافِ رائے پایا جاتا اکثر علماء نے کہا انگور کے کچے پانی کو جب وہ سخت ہو جائے حقیقۃً شراب کہا جاتا ہے اور باقی تمام نبیذوں کو مجازًا شراب کہتے ہیں۔ بعض نے کہا تمام پر حقیقۃً شراب کا اطلاق ہے (کرمانی) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پر شراب کو حرام کیا ہوا تھا اُنھوں نے اسلام سے پہلے جاہلیّت کے زمانہ میں شراب نہیں پی اور نہ ہی اسلام کے بعد شراب پی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ!

٦١٢٦ — ترجمہ : مُعتمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں نے انس سے

marfat.com

يَقُوْلُ كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ

٦١٢٧ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ بَكْرِ الْمُقَدِّمِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ اَبُوْمَعْشَرِ الْبَرَاءُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ ابْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ

بَابُ الْخَمْرِ مِنَ الْعَسَلِ وَهُوَ الْبَتْعُ

وَقَالَ مَعْنٌ سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ عَنِ الْفُقَّاعِ فَقَالَ اِذَا لَمْ يُسْكِرْ فَلَا بَأْسَ وَقَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِىِّ سَأَلْنَاهُ عَنْهُ فَقَالُوْا لَا يُسْكِرُ لَا بَاْسَ بِهٖ

٦١٢٧ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ

یہ سُنا کہ میں ایک قبیلہ کے پاس کھڑا اپنے چچوں کو فضیخ شراب پلا رہا تھا جبکہ میں اُن سب سے کمسن تھا اچانک کہا گیا شراب حرام کر دی گئی ہے۔ اُنھوں نے مجھے کہا اس کو بہا دو ہم نے اس کو بہا دیا میں نے انس سے کہا ان کی یہ شراب کس چیز کی تھی اُس نے کہا پکی اور کچی کھجوروں سے بنی ہُوئی تھی۔ ابوبکر بن انس نے کہا کیا ان کی شراب فضیخ تھی؟ انس نے اس کا انکار نہ کیا۔ میرے بعض ساتھیوں نے مجھے خبر دی کہ اُنھوں نے انس کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ اس روز فضیخ اُن کی شراب تھی۔

٦١٢٧ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ شراب حرام کی گئی؛ حالانکہ اس روز شراب کچی اور پکی کھجوروں سے بتائی جاتی تھی۔

marfat.com

٦١٢٨ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ وَكَانَ اَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ

باب شہد کی شراب اس کا نام بِتْع ہے

بِتْع بکسر الباء وسکونِ التاء ہے۔ یہ مکھی کے شہد سے بنائی جاتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا بِتَع یمنی شراب ہے یمنی لوگ بِتَع کی تا مفتوح پڑھتے ہیں۔ ابن مُحَیْرِیز نے کہا میں نے ابوموسیٰ کو بصرہ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سُنا کہ مدینہ منورہ والوں کی شراب کچی اور پکی کھجوروں کی ہے۔ فارسیوں کی شراب انگوری ہے اہلِ یمن کی بتع ہے اور حبشیوں کی شراب جاول کی ہے۔

قولہ وَقَالَ مَعْنٌ "معن نے کہا میں نے مالک بن انس سے فُقّاع کے متعلق پُوچھا تو اُنھوں نے کہا جب مُسکِر نہ ہو تو حرج نہیں۔ ابن دراوردی نے کہا ہم نے اس کے متعلق علماء سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا جو نشہ نہ دے اس میں کچھ حرج نہیں۔

شرح : فُقّاع بضم الفاء وتشدید القاف ہے خشک انگور کو توڑ کر بنائی جاتی ہے۔ اگر یہ نشہ دے تو حرام ہے ورنہ اس میں کچھ حرج نہیں۔ فُقّاع نشہ نہیں دیتی، البتہ جس برتن میں یہ بنائی جاتی ہے اس میں ایک رات گرمی میں یا دو راتیں سردی میں رہے اور بہت سخت ہو جائے تو جب بھی نشہ نہیں دیتی۔ البتہ جب سختی کی وجہ سے نشہ دے تو کم ہو یا زیادہ اس کا پینا حرام ہے۔

٦١٢٧ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بِتَع کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا جو شراب نشہ دے وہ حرام ہے

٦١٢٧ــ شرح : ممکن ہے کہ حدیث میں مذکور سائل حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہوں کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تھا۔ اُنہوں نے حضور سے پوچھا کہ یمن والے شہد کی شراب بناتے ہیں اس کا حکم کیا ہے۔ حضور نے فرمایا ہر وہ شراب جو نشہ دے حرام ہے (حدیث ٢٤١٤ ج : ا کی شرح دیکھیں)

marfat.com

فَهُوَ حَرَامٌ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوْا فِی الدُّبَّاءِ وَلَا فِی الْمُزَفَّتِ وَ كَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهَا الْحَنْتَمَ وَالنَّقِيْرَ

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اَنَّ الْخَمْرَ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ

٦١٢٩ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِیْ حَيَّانَ التَّيْمِیِّ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِیَ

٦١٢٨ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد کی شراب کے متعلق پوچھا گیا۔ بتع شہد کا نبیذ ہے یمن والے لوگ اس کو پیتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شراب جو نشہ دے وہ حرام ہے۔ زہری نے کہا مجھے انس بن مالک نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کدو اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ نہ بناؤ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان دونوں برتنوں کے ساتھ حنتم اور نقر کو بھی ذکر کرتے تھے۔

٦١٢٨ — شرح : قولہ کل شراب اسکر فہو حرام ،، یہ جملہ جوامع الکلم سے ہے؛ کیونکہ حضور سے شہد کی شراب کے متعلق پوچھا گیا تھا تو آپ نے ہر مشروب مُسکِر سے جواب دیا (حدیث ٢٤٢١ ج : ا کی شرح دیکھیں)

باب خمر وہ شراب ہے جو عقل کو ڈھانپ لے، میں جو روایات وارد ہیں

marfat.com

مِنْ خَمْسَةِ اَشْيَاءَ اَلْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ وَالْخَمْرُ
مَا خَامَرَ الْعَقْلَ وَثَلٰثَةٌ وَدِدْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ
يُفَارِقْنَا حَتّٰى يَعْهَدَ اِلَيْنَا عَهْدًا اَلْجَدُّ وَالْكَلَالَةُ وَاَبْوَابٌ مِنْ اَبْوَابِ
الرِّبَا قَالَ قُلْتُ يَا اَبَا عَمْرٍو فَشَيْءٌ يُصْنَعُ بِالسِّنْدِ مِنَ الرُّزِّ قَالَ ذَاكَ لَمْ
يَكُنْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ وَقَالَ
حَجَّاجٌ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ مَكَانَ الْعِنَبِ الزَّبِيْبُ

٦١٣٠ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ الْخَمْرُ تُصْنَعُ
مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ

٦١٢٩ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر خطبہ دیا اور فرمایا شراب کی تحریم نازل ہوئی اور وہ پانچ اشیاء انگور، کھجور، گندم، جَو اور شہد سے ہے۔ خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ تین اشیاء میری خواہش تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جُدا نہ ہوتے حتی کہ وہ ہم سے شافی بیان فرماتے۔ دادا کا ترکہ، کلالہ کا مسئلہ اور سود کے مسائل ابو حیان نے کہا میں نے کہا اے ابا عمرو ایک شراب سندھ میں چاولوں سے بنائی جاتی ہے (اس کا حکم کیا ہے) اُنہوں نے کہا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی یا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں نہ تھی۔ حجاج نے حماد سے اُنھوں نے ابو حیان سے انگور کی جگہ منقہ کہا ہے۔

٦١٣٠ — ترجمہ : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا شراب پانچ چیزوں سے بنائی جاتی ہے وہ منقہ، کھجور، گندم، جَو اور شہد ہیں۔

٦١٢٩ - ٦١٣٠ — شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کلام سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ میں خمر سے مراد وہ ہے جو ان

marfat.com

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْتَحِلُّ الْخَمْرَ وَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ

٦١٣١ــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

پانچ اشیاء سے بنائی جاتی ہے صرف انگوری شراب مراد نہیں ،لیکن ان پر خمر کا اطلاق حقیقی نہیں بلکہ بطورِ تشبیہ ہے ؛ چنانچہ حدیث ع ٦١٢٢ کی شرح میں اس کی تفصیل گزری ہے۔

خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مذکور پانچ اقسام ذکر کی ہیں، کیونکہ اُن کے زمانہ میں انہی کے نام مشہور تھے۔ عام طور پر مدینہ منورہ میں نہ پائی جاتی تھیں، کیونکہ گندم اور شہد وغیرہ تو بالکل نایاب تھے اس لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں معروف اشیاء کو ذکر کیا اور چاول وغیرہ سے جو بنایا جاتا ہے۔ اگر وہ عقل کو ڈھانپ لیتا ہے اور اِن کی طرح نشہ دیتا ہے تو اُس کو بھی اسی اعتبار سے خمر کہا جاتا ہے۔ تین اشیاء میں سے ایک دادا کی وراثت کا مسئلہ ہے کہ وہ بھائی کے لئے حاجب ہے یا اس کے ہوتے ہوئے خود محجوب ہو جاتا ہے یا اس کے ساتھ مقاسمہ کرتا ہے۔ اس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ دُوسرا کلالہ کا مسئلہ ہے۔ جس کی اولاد اور والد نہیں ہوتے ہیں۔

تیسرا مسئلہ سود کے مسائل ہیں۔ چاول کی شراب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں معروف نہ تھی اور نہ ہی مدینہ منورہ میں پائی جاتی تھی۔

قولہ وقَالَ حجاج ،، حجاج امام بخاری کے استاذ ہیں۔ وہ حماد بن سلمہ کے ذریعہ ابی حیان سے ذکر کرتے ہیں۔ یعنی حجاج بن منہال نے مذکور حدیث میں عِنَب کی جگہ زبیب کو ذکر کیا ہے اور اُنہوں نے یہ حدیث ابوحیان سے اسی اسناد اور متن کے ساتھ عنب کا بدل زبیب ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حجاج سے بطورِ مذاکرہ ذکر کیا ہے جبکہ ابن عبدالبر نے مسند میں موصول ذکر کیا ہے (عینی)

صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہمارے نزدیک شرابِ (خمر) وہ ہے جو انگور کا پچوڑ سخت ہو جائے اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ خمر انگور کے عصیر کے ساتھ مختص ہے نیز خمر کی تحریم قطعی ہے اور انگوری شراب کے سوا دوسروں کی تحریم ظنی ہے اور خمر کو اس لئے خمر نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے بلکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مسکر ہو جاتی ہے اور یہ انگوری شراب کے ساتھ خاص ہے جیسے نجم ظہور سے مشتق ہے پھر وہ ثریا کے ساتھ مختص ہو گیا ہے۔ اہلِ لغت کو اس میں اتفاق ہے کہ شراب انگور کی ہے اور جو دُوسری اشیاء سے

marfat.com

ابْنِ غَنْمٍ الْاَشْعَرِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْعَامِرٍ اَوْ اَبُوْمَالِكِ الْاَشْعَرِیُّ وَاللّٰهِ مَاكَذَبَنِیْ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِیْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَیَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلٰی جَنْبِ عَلَمٍ یَرُوْحُ عَلَیْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ تَاْتِیْهِمْ یَعْنِی الْفَقِیْرُ لِحَاجَةٍ فَیَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ اِلَیْنَا غَدًا فَیُبَیِّتُهُمُ اللّٰهُ وَیَضَعُ الْعَلَمَ وَیَمْسَخُ اٰخَرِیْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِیْرَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

بنائی جاتی ہے اس کو مجازاً خمر کہتے ہیں۔ کَمَا مَرَّ تفصیلہ (حدیث ع ۴۳۰۶ ج : ۶ کی شرح دیکھیں) نیز حدیث : ع ۲۳۰۱ ج : ۳ کی شرح دیکھیں

باب جو شراب کو حلال جانے اور اس کا کوئی اور نام رکھے ،، میں روایات ،،

۶۱۳۱ ــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن غنم اشعری نے بیان کیا کہ مجھے ابوعامر یا ابومالک اشعری نے کہا بخدا! اُس نے مجھ سے جھوٹ نہیں بولا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا میری امت سے ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم اور شراب اور لہو کے آلات حلال سمجھیں گے اور لوگ پہاڑ کے دامن میں اُتریں گے رات کو اُن کے جانور آئیں گے تو اُن کے پاس حاجت مند فقیر آئے گا وُہ اُسے کہیں گے اب واپس چلا جا کل ہمارے پاس آؤ تو رات ہی کو اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کر دے گا اور اُن پر پہاڑ رکھ دے گا اور دوسروں کو بندر اور خنزیر مسخ کر دے گا۔ قیامت تک اسی طرح رہیں گے ،،

۶۱۳۱ ــــ شرح : بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے کیونکہ امام بخاری نے شک کی وجہ سے اُس کو مُسند نہیں کیا اور کہا ابوعامر یا ابومالک نے کہا۔ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب عادل ہیں۔ لہٰذا صحابی میں تردید مُضر نہیں اور ،، واللہ ماکذبنی ،، صحابی کے صدق میں مبالغہ ہے کیونکہ صحابہ کی عدالت معروف ہے۔ یہ بات مخفی نہیں کہ معصیت کو حلال جاننا کفر ہے لہٰذا اس جماعت کو اُمتی کہنا پہلے زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ اگر وہ تاویل کے ساتھ حرام جانیں گے تو اُمت ہے

marfat.com

بَابُ الْاِنْتِبَاذِ فِي الْاَوْعِيَةِ وَالتَّوْرِ

٦١٣٢ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُوْلُ اَتَى اَبُوْ اُسَيْدِ نِ السَّاعِدِيُّ فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَاتُهٗ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوْسُ قَالَتْ اَتَدْرُوْنَ مَا سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ

خارج نہ ہوں گے۔ قولہ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ بکسر الحاء وتخفیف الرّاء بمعنی فرج (شرمگاہ) ہے یعنی لوگ زنا حلال سمجھیں گے۔ قولہ وَالْمَعَازِفَ ،، مَعْزِفہ کی جمع بمعنی آلاتِ لہو ولعب ہے۔ احادیث میں وارد ہے کہ اس امت میں خسف و مسخ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ لوگوں کے سینوں سے قرآن نکل جائے گا اور خشوع و خضوع اور امانت اُن میں نہ رہے گی۔ اس سے بڑھ کر مسخ کیا ہوگا؟ خطابی نے کہا دُوسری اُمتوں کی طرح اس اُمت میں بھی خسف و مسخ ہوگا۔ بعض نے کہا لوگوں کے دل مسخ ہوجائیں گے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سعید بن منصور کی کتاب میں اُن کے اسناد کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع ذکر کیا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں میری اُمت سے لوگ بندر اور خنزیر ہوجائیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا یارسُولَ اللہ وہ توحید و رسالت کی گواہی دیتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں وہ نمازیں پڑھیں گے، روزے رکھیں گے، حج کریں گے لوگوں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! پھر وہ ایسے کیوں ہوجائیں گے۔ حضور نے فرمایا وہ آلاتِ لہو اپنائیں گے۔ گانے کی آوازیں پسند کریں گے اور دُفیں بجائیں گے اور شراب پئیں گے وہ لہو ولعب اور شراب نوشی میں رات گزاریں گے اور صبح کو بندر اور خنزیر ہوجائیں گے۔

امام ترمذی کے نوادر میں ابوامامہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں خوف وہراس طاری ہوگا تو لوگ اپنے علماء کے پاس جائیں گے۔ اچانک وہ بندر اور سُور ہوں گے۔ واللہ اعلم!

باب برتنوں اور پتھر کے برتن میں نبیذ بنانا

٦١٣٢ — ترجمہ: ابوحازم نے کہا میں نے سہل کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابواُسید ساعدی

marfat.com

بَابُ تَرْخِيصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَوْعِيَةِ وَالظُّرُوفِ بَعْدَ النَّهْيِ

٦١٣٣ــــ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوفِ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِنَّهٗ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا قَالَ فَلَا اِذًا وَقَالَ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ بِهٰذَا

آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں دعوت دی اس کی بیوی حضرات صحابہ کرام جو مدعو تھے کی خادم تھی، حالانکہ وہ دلہن تھی۔ کہا گیا تم جانتے ہو کہ اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا اُس نے رات کو پتھر کے برتن میں کھجوریں بھگو رکھی تھیں۔

٦١٣٢ــــ شرح : کھجوروں کو پانی میں بھگونے کو نَقِیع کہتے ہیں۔ مہلب نے کہا اگر نقیع سخت نہ ہو تو حلال ہے۔ جب سخت ہو جائے اور جوش مارے تو حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی شرط کی ہے کہ اس کی جھاگ ظاہر ہو؛ لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے کہا محض سخت ہونے اور جوش مارنے سے حرام ہو جائے گا

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا برتنوں میں نبیذ سے منع کرنے کے بعد رخصت دینا

٦١٣٣ــــ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخصوص برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا انصار نے کہا ہمارے لئے اُن سے خلاصی نہیں تو فرمایا اس وقت

marfat.com

٦١٣٤ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ بِهٰذَا وَقَالَ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَوْعِيَةِ

٦١٣٥ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِيْ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَسْقِيَةِ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ

جبکہ تمہیں ان کے بغیر چارہ نہیں ان کے استعمال کی ممانعت نہیں۔ یحییٰ بن سعید نے سفیان، منصور، سالم بن ابی الجعد کے ذریعہ حضرت جابر سے یہ حدیث بیان کی "

٦١٣٤ — شرح : یعنی ان برتنوں کی احتیاجی نہ ہونے کے باعث ان سے منع کیا گیا تھا جب یہ ظاہر ہُوا کہ ان کے بغیر کوئی چارہ نہیں اور انہیں ان کے استعمال کی شدید حاجت ہے تو استعمال کرنے کی اجازت دے دی یا فی الحال وحی کے نزول کے سبب نہی منسوخ ہوگئی تھی یا اس مسئلہ میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر حکم موقوف تھا۔ نیز یہ نہی تحریمی نہ تھی اور جو حکم معنی کے اعتبار سے ممنوع ہو وہ معنی زائل ہونے کے باعث نہی بھی زائل ہو جاتی ہے جیسے راستہ میں بیٹھنے سے لوگوں کو اس لئے منع کیا تھا کہ مسلمانوں کے حقوق ادا نہ کرتے تھے۔ اور جب وہ یہ حکم بجا لائے تو ممانعت بھی ختم کر دی۔ راستہ کا حکم یہ تھا کہ راہ گزر کے سلام کا جواب دیں اور نظریں نیچی رکھیں جب اُنھوں نے یہ بجا لانے کا اعتراف کر لیا تو راستہ میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔

٦١٣٤ — ترجمہ : عبداللہ بن محمد نے کہا ہم سے سفیان نے یہ حدیث بیان کی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور مخصوص برتنوں سے منع فرمایا۔

٦١٣٥ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزوں کے سوا دوسرے مخصوص برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

٦١٣٦ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحٰرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ

٦١٣٧ — حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا حَدَّثَنِيْ عُثْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِلْاَسْوَدِ هَلْ سَأَلْتَ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّا يُكْرَهُ اَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنْ مَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ قَالَتْ نَهَانَا اَهْلَ الْبَيْتِ اَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قُلْتُ اَمَا ذَكَرْتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ قَالَ اِنَّمَا اُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ اَنَا اُحَدِّثُكَ مَا لَمْ اَسْمَعْ

سے عرض کیا گیا کہ ہر شخص مشکیزہ نہیں پاتا تو حضور نے تارکول کے برتن کے علاوہ مٹکے میں نبیذ بنانے کی رخصت دی۔

٦١٣٥ — شرح : کرمانی نے کہا اس کلام کے سیاق کا مقتضیٰ یہ ہے کہ کلام میں لفظ اِلَّا،، پڑھا جائے یعنی نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَوْعِيَةِ اِلَّا عَنِ الْاَسْقِيَةِ،، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظروف میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا مگر مشکیزوں سے منع نہیں فرمایا۔

٦١٣٦ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ عثمان بن ابی شیبہ نے جریر بن عبدالحمید کے ذریعہ سلیمان الاعمش سے یہ حدیث بیان کی۔

(پہلی حدیث میں صرف مٹکے کا ذکر تھا اس حدیث میں تارکول کے برتن کو بھی ذکر کر دیا)

٦١٣٧ — ترجمہ : ابراہیم نخعی نے کہا میں نے اسود سے کہا کیا تم نے المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُن برتنوں کے متعلق پوچھا ہے جن میں نبیذ بنانا مکروہ ہے۔ اسود نے کہا ہاں (پوچھا ہے میں نے کہا) یا ام المؤمنین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کن برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے؟

marfat.com

٦١٣٨ــــ حَدَّثَنَا مُوسٰی بن اسمٰعیل قَالَ حَدَّثَنَا عبدالواحد قَالَ حَدَّثَنَا عبدالواحد قَالَ حَدَّثَنَا الشَّیْبَانِی قَالَ سمعت عبدَ اللہ ابن ابی اوفیٰ قَالَ نہی النبیّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عن الجَرِّ الاَخْضَر قلت ایشرَب فی الاَبیض قَالَ لا **بَابُ نقیع التَّمْرِ مالَمْ یُسْکِر**

ام المؤمنین نے فرمایا ہم اہلبیت کو کدو اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا میں نے کہا کیا آپ نے جرّ اور حَنْتَم کو ذکر نہیں کیا۔ اُنھوں نے کہا میں تم سے وہی بیان کرتا ہوں جو میں نے سُنا ہے کیا میں وہ بیان کروں جو میں نے نہیں سُنا؟

٦١٣٧ــــ شرح : قولہ اَھْلَ الْبَیْتِ ،، اختصاص کے طور پر منصوب ہے یا "نَھَانَا" میں ضمیر منصوب سے بدل ہے۔ قولہ قلتُ اما ذکرت، میں قائل ابراہیم نخعی ہیں اسود سے خطاب کرتے ہیں۔ حَنْتَمٌ ،، سبز مٹکے ہیں جن میں مدینہ منورہ میں شراب لائی جاتی تھی۔ اس کا واحد حَنْتَمَۃٌ ہے۔ ان میں نبیذ بنانے سے اس لئے منع فرمایا کہ ان میں شراب کے اثر کے باعث نبیذ جلد سخت ہو جاتا ہے اور نشہ دینے لگتا ہے۔

٦١٣٨ــــ ترجمہ : عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز مٹکوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا میں نے کہا کیا سفید مٹکوں میں نبیذ پی لیا کریں

٦١٣٨ــــ شرح : یعنی جو حکم سبز مٹکے کا ہے۔ وہی سفید مٹکے کا ہے۔ سبز مٹکے کو صرف اس لئے ذکر کیا ہے کہ ان کی عادت تھی کہ وہ غالباً سبز مٹکوں میں نبیذ بنایا کرتے تھے۔ لہٰذا ،، اخضر ،، کی قید احترازی نہیں یہ واقع کا بیان ہے۔ بذاتِ خود برتنوں کو تحلیل و تحریم میں دخل نہیں امام شافعی رضی اللہ عنہ نے سفیان، ابو اسحاق کے ذریعے ابن ابی اوفیٰ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز، سفید اور سُرخ مٹکوں میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ خلاصہ یہ کہ نہی کا تعلق اسکار (نشہ دینا) سے ہے۔ سبز یا سفیدی وغیرہ سے نہیں۔

باب کھجور کا شیرہ جب تک نشہ نہ دے

٦١٣٩ــــ ترجمہ : ابو حازم نے کہا میں نے سہل بن ساعدی سے سُنا کہ ابو اُسید ساعدی

marfat.com

٦١٣٩ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ اَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ اَنَّ اَبَا اُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهٖ فَكَانَتِ امْرَاَتُهٗ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوْسُ فَقَالَتْ مَا تَدْرُوْنَ مَا اَنْقَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْقَعَتْ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فِيْ تَوْرٍ

بَابُ الْبَاذِقِ وَمَنْ نَهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ مِنَ الْاَشْرِبَةِ

وَرَاٰى عُمَرُ وَاَبُوْ عُبَيْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَى الثُّلُثِ وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَاَبُوْ جُحَيْفَةَ عَلَى النِّصْفِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَشْرَبُ الْعَصِيْرَ مَادَامَ طَرِيًّا وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْتُ مِنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ رِيْحَ شَرَابٍ وَاَنَا سَائِلٌ عَنْهُ فَاِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهٗ

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں دعوت دی اس دن ان کی بیوی ان کی خادم تھی، حالانکہ وہ دلہن تھی۔ اُس نے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا نقیع کیا تھا میں نے رات کو کھجوریں پتھر کے برتن میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھگو رکھی تھیں۔

(حدیث : ع ٦١٣٢ ج : ٨ کی شرح دیکھیں)

باب بَاذِق اور جس نے ہر نشہ اور شراب سے منع کیا ،،

بَاذِق باذہ کا مُعرّب ہے یہ فارسی لفظ ہے اور وہ پختہ شراب ہے۔ بعض نے کہا باذوق وہ ہے جو پکانے سے دو تہائی جاتا رہے اور ایک تہائی باقی رہ جاتا ہے۔ اس کو مثلث بھی کہتے ہیں۔ یہ شراب

marfat.com

٦١٤٠ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِى الْجُوَيْرِيَةِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْبَاذِقِ فَقَالَ سَبَقَ مُحَمَّدٌ الْبَاذِقَ فَمَا اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ قَالَ اَلشَّرَابُ الْحَلَالُ الطَّيِّبُ قَالَ لَيْسَ بَعْدَ الْحَلَالِ الطَّيِّبِ اِلَّا الْحَرَامُ الْخَبِيْثُ

کی قسم ہے۔ احناف کے نزدیک یہ انگوروں کا نچوڑ ہے جب اس کو پکایا جائے اور دو تہائی سے کم جاتا رہے۔ اس کو طلاء بھی کہتے ہیں اس کو پینا حرام ہے۔ بعض نے کہا طلاء وہ ہے جو ایک تہائی جاتا رہے اور دو تہائی باقی رہ جائے اگر نصف جاتا رہے تو اس کو مُنَصَّف کہتے ہیں۔ اگر تھوڑا سا پکایا جائے تو وہ باذق ہے۔ جب یہ جوش مارنے لگیں اور سخت ہو کر ان پر جھاگ آجائے تو ان کو پینا حرام ہے۔ اسی طرح تر کھجوروں کا نقیع بھی جب جوش مارنے لگے اور سخت ہو کر جھاگ مارے تو اس کو بھی پینا حرام ہے۔ یہی حال منصّف کا ہے جب جوش مارنے لگے اور سخت ہو کر جھاگ مارے تو اس کو بھی پینا حرام ہے، لیکن ان اشیاء کی حرمت شراب کی حرمت سے کم ہے۔ حتی کہ ان کو حلال جاننے والا کافر نہیں اور جب تک یہ نشہ نہ دیں ان کو پینے سے حد واجب نہیں۔ یہ ملکے سے پلید ہیں (عینی)

قولہ رأی عمر الخ حضرت عمر فاروق، ابوعبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم نے کہا جب عصیرِ عنب پکایا جائے اور وہ ایک تہائی باقی رہ جائے اور دو تہائی جاتا رہے تو وہ طلاء ہے اس کو پینا جائز ہے۔ حضرت براء بن عازب اور ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ نے مُنَصَّف پیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تک تازہ رہے پیو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عبیداللہ بن عمر سے شراب کی بُو پائی ہے۔ میں اس سے پوچھوں گا اگر اُس نے نشہ دیا تھا تو میں اس کو کوڑے ماروں گا۔ (اس عبارت میں حذف ہے دراصل عبارت اس طرح ہے۔ پھر عمر فاروق نے اپنے بیٹے عُبَیْدُاللہ سے پوچھا اور اس کو نشہ آور پایا تو اس کو کوڑے مارے) محض شراب کی بُو آنے سے حد کے جواز میں اہلِ علم کا اختلاف ہے صحیح تر یہ ہے کہ کسی کے منہ سے محض شراب کی بُو آنے سے حد واجب نہیں۔

جس کو نشہ آیا ہو اگر اس کا کلام خلط ملط ہے اور اس کی شرمگاہ بھی برہنہ ہو گئی ہو تو اس کو سکران کہتے ہیں۔ بعض نے کہا سکران وہ ہے جو زمین و آسمان میں امتیاز نہ کر سکے اور طول و عرض کو نہ جانے (ایسے پر حد واجب ہے)

٦١٤٠ — ترجمہ: ابوجویریہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذق کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باذق کا حکم

marfat.com

٦١٤١ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

بَابُ مَنْ رَاٰی اَنْ لَا یَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ اِذَا كَانَ مُسْكِرًا وَاَنْ لَا یَجْعَلَ اِدَامَیْنِ فِیْ اِدَامٍ

٦١٤٢ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنِّیْ لَاَسْقِیْ اَبَا طَلْحَةَ وَاُبَادُجَانَةَ وَسُهَیْلَ بْنَ الْبَیْضَاءِ خَلِیْطَ بُسْرٍ وَّتَمْرٍ اِذْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَذَفْتُهَا وَاَنَا سَاقِیْهِمْ وَاَصْغَرُهُمْ

کا حکم پہلے ہی فرما گئے ہیں کہ جو نشہ دے وہ حرام ہے۔ اُس نے کہا شراب جو حلال طیّب ہے فرمایا حلال طیّب کے بعد صرف حرام خبیث ہی ہے۔

٦١٤٠ — شرح : باذق شہد کی شراب ہے۔ جب یہ نشہ دے تو اس کا نام تبدیل کرنا مفید نہیں ہے۔ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سائل کو دیکھا کہ وہ اس نام کے باعث حرام شراب کو حلال جاننے کا ارادہ کرتا ہے تو یہ فرماتے ہوئے کہ جو نشہ دے حرام ہے۔ اس کو منع فرما دیا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس کلام "کہ حلال طیّب کے بعد محض حرام خبیث ہے" کا معنیٰ یہ ہے کہ حرام میں شبہات واقع ہوتے ہیں اور وہ خبیث ہیں۔

٦١٤١ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی شئی اور شہد کو بہت پسند فرماتے تھے۔

٦١٤١ — شرح : اس حدیث کی یہاں مناسبت اس طرح ہے کہ جو پکی ہوئی چیز میٹھی ہو۔ حضور اسے بسیار پسند فرماتے تھے اور انگوروں کا نچوڑ جب نشہ آور نہ ہو میٹھا حلال طیّب ہے۔ آپ یہ کھاتے تھے اسی طرح کھجوروں کا عصیر شہد کی مثل ہے۔

marfat.com

وَاِنَّا نَعُدُّهَا يَوْمَئِذٍ الْخَمْرَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعَ اَنَسًا ۶۱۴۳ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ نَهَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ

باب جس نے دیکھا کہ تر اور خشک کھجوروں کو ملا کر نبیذ نہ بنایا جائے جبکہ ان کو مِلانا مُسکِر ہو " اور دو سالن ایک جگہ نہ کرے "

۶۱۴۲ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابوطلحہ، ابو دجانہ اور سہل بن بیضاء کو نبیذ پلا رہا تھا جو تر اور خشک سے خلط کیا ہُوا تھا۔ (جو نشہ آور تھا) اچانک شراب حرام ہوگئی تو میں نے اس کو زمین پر پھینک دیا۔ میں اُن کا ساقی تھا اور سب سے کمسن تھا۔ ہم اس روز سے خلیط کو شراب شمار کرتے تھے۔ عمرو بن حارث نے کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہ اُنہوں نے انس سے حدیث سُنی "

۶۱۴۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حدیث مذکور حضرات اس روز تر اور خشک کھجور سے ملا ہُوا نبیذ پی رہے تھے جو مُسکِر تھا جب انہیں خمر کی تحریم کی خبر پہنچی تو اس کو زمین پر پھینک دیا اور اسے ترک کر دیا لہٰذا یہ وہ لوگ ہیں جن کی رائے میں بسر اور تمر کو ملا کر نبیذ بنانا جائز نہیں (حدیث ۶۱۲۵ کی شرح دیکھیں)

۶۱۴۳ — ترجمہ : ابن جریج سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا مجھے عطاء نے خبر دی کہ اُنھوں نے جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منقہ، خشک، تر اور پکی ہُوئی کھجوروں سے منع فرمایا۔

۶۱۴۳ — شرح : اس حدیث میں صراحۃً خلط مذکور نہیں۔ مسلم نے اس کو صراحۃً بیان کیا کہ رطب اور بسر کو اور منقہ اور خشک کھجور کو جمع نہ کرو اس میں

marfat.com

٦١٤٤ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ نَهَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالزَّبِيْبِ وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ عَلٰى حِدَةٍ **بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ** وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ بَيْنِ

حکمت یہ ہے کہ دو نوع ملانے سے ان میں بہت جلد نشہ آجاتا ہے اور وہ اس کو صرف نبیذ ہی خیال کرتے ہیں۔ کرمانی نے ذکر کیا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منقہ اور خشک کھجور کو اسی طرح تر اور پکی ہوئی کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اس سے یہ مراد نہیں کہ ان چار میں سے ہر ایک سے منع فرمایا۔ اور نہ یہ مراد ہے کہ چاروں اور تینوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور نہ ہی یہ مراد ہے کہ پہلی دو اور دوسری دو کو ملانے میں تخصیص ہے کہ ان کو ملا کر نبیذ نہ بنایا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان چاروں میں سے جن دو سے نبیذ بنایا جاتا ہے ان کو جمع نہ کیا جائے کیونکہ اس طرح سکر بہت جلد آتا ہے۔

٦١٤٤ — ترجمہ : ابو قتادہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی اور پکی کھجور اور منقہ کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور چاہیئے کہ ان میں سے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ نبیذ بنایا جائے۔

٦١٤٤ — شرح : علامہ کرمانی نے کہا جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جب تک نشہ پیدا نہ ہو یہ نہی تنزیہی ہے۔ بعض مالکی حرام کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مکروہ نہیں کیونکہ جو تنہا پکائی جائے تو حلال ہو جب اس کے ساتھ غیر کو ملا کر پکایا جائے تو بلا کراہت حلال ہے۔ البتہ یہ اسراف ہے، لیکن اس قدر اسراف مباح ہے حرام نہیں۔ ابو داؤد نے اپنے اسناد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زبیب اور کھجور کو ملا کر نبیذ بنایا جاتا ہے کبھی کھجور کو پانی میں ڈال کر اس میں منقہ ڈالا جاتا تھا لہٰذا امام ابو حنیفہ کا مسلک حدیث کے مطابق ہے۔

باب دودھ پینا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! سرگین اور خون کے درمیان میں دودھ ستھرا پینے والوں کے لئے بہت پسند

marfat.com

فَرَثٍ وَّدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِيْنَ

٦١٤٥ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ خَمْرٍ ٦١٤٦ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا سَالِمٌ اَبُوالنَّضْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَيْرًا مَوْلٰى اُمِّ الْفَضْلِ يُحَدِّثُ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ بِاِنَاءٍ فِيْهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ وَكَانَ سُفْيٰنُ رُبَّمَا

٦١٤٥ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پیالہ دودھ اور ایک پیالہ شراب کا پیش کیا گیا۔

٦١٤٥ـــ شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جانور جب چارہ کھائے اور وہ اس کے معدہ میں قرار پکڑلے تو اس کا نچلہ حصہ گوبر اور فضلہ وغیرہ بن جاتا ہے۔ درمیانہ دودھ اور اوپر والا حصہ خون بن جاتا ہے اور اس پر جگر مسلط ہوتا ہے وہ اس کی تقسیم کرتا ہے وہ خون کو نالیوں میں پہنچا دیتا ہے۔ دودھ کو پستانوں میں اور گوبر وغیرہ معدہ میں تنہا رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خالصًا یعنی خون کی سُرخی اور گوبر کی غلاظت سے خالص ہوتا ہے اور لذیذ بن جاتا ہے۔ پینے والوں کے گلوں سے صاف گزرتا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ اور شراب کے دو پیالے پیش کر کے اُن میں اختیار دیا گیا کہ جونسا چاہیں پی لیں؛ حالانکہ دودھ پاک حلال ہے اور شراب نجس حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شراب جنت سے لائی گئی تھی اور یہ شراب طہور تھی جبکہ جنت کی شراب حرام نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے اس وقت شراب حرام نہ تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر یہ شراب طہور تھی حرام نہ تھی تو جبرائیل علیہ السلام نے یہ تعبیر کیوں کی کہ اگر پی لیتے تو امت گمراہ ہو جاتی اس کا جواب یہ ہے کہ گو جنت کی شراب پاک ہے، حلال ہے لیکن دُنیا میں اس کی تاویل وہی ہے جو جبرائیل علیہ السلام نے ذکر کی تھی (عینی۔ اشعۃ اللمعات)

marfat.com

قَالَ شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ اُمُّ الْفَضْلِ فَاَذَا وُقِفَ عَلَيْهِ قَالَ هُوَ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ

٦١٤٦ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ وَاَبِيْ سُفْيٰنَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَآءَ اَبُوْ حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيْعِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَّا خَمَّرْتَهٗ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا

٦١٤٦ — ترجمہ : ام فضل رضی اللہ عنہا نے کہا لوگوں نے عرفہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے میں شک کیا تو ام فضل نے حضور کی طرف برتن بھیجا جس میں دودھ تھا تو آپ نے وہ پی لیا۔ سفیان نے بسا اوقات کہا کہ لوگوں نے عرفہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ میں شک کیا تو ام فضل نے آپ کو دودھ بھیجا۔ جب سفیان کو آگاہ کیا گیا تو انھوں نے کہا یہ ام فضل کی روائت ہے۔

٦١٤٦ — شرح : یعنی سفیان اس حدیث کو کبھی مرسل ذکر کرتے ہیں اور اسناد میں ام فضل کو ذکر نہیں کرتے جب ان سے پوچھا گیا کہ یہ حدیث موصول ہے یا مرسل ہے۔ تو کہا یہ ام فضل سے روائت ہے اور یہ قوت میں موصول ہے۔

٦١٤٧ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ابو حمید نقیع سے دودھ کا پیالہ لے کر آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کو ڈھانپا کیوں نہیں۔ اگرچہ اس پر لکڑی عرض کی جانب رکھ لیتے۔

٦١٤٧ — شرح : ڈھانپنے کا فائدہ یہ ہے کہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے وہ لکڑی کو دور نہیں کر سکتا اور دودھ میں کسی قسم کا دخل نہیں کرتا۔ نیز اس طرح اس وباء سے بھی محفوظ رہتا ہے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں گرد و غبار سے بھی محفوظ رہتا ہے اور زمین کے کیڑے مکوڑے بھی اس کی طرف راہ نہیں پاتے۔

نقیع وادی عقیق میں جگہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کے لئے چراگاہ رکھی ہوئی تھی۔ وہ مدینہ منورہ سے بیس فرسخ دور ہے۔ قولہ اَلَّا خَمَّرْتَهٗ ،، اَلَّا کے معنی ھَلَّا حرفِ تحضیض ہے اسی سے عورت

marfat.com

٦١٤٨ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا
الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ یَذْکُرُ اَرَاهُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ اَبُوْ حُمَیْدٍ
رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنَ النَّقِیْعِ بِاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَّا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضَ عَلَیْهِ عُوْدًا وَ
حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سُفْیٰنَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

٦١٤٩ــــ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ
اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّکَّةَ
وَاَبُوْ بَکْرٍ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ فَحَلَبْتُ کُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فِیْ قَدَحٍ فَشَرِبَ حَتّٰی
رَضِیْتُ وَاَتَانَا سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلٰی فَرَسٍ فَدَعَا عَلَیْهِ فَطَلَبَ اِلَیْهِ
سُرَاقَةُ اَنْ لَّا یَدْعُوَ عَلَیْهِ وَاَنْ یَّرْجِعَ فَفَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

کا خمار ہے، کیونکہ وہ اس سے سر کو چھپاتی ہے۔ یعنی کم از کم تو اس کے عرض پر لکڑی رکھ لیتا۔ واللہ ورسولہ اعلم

ترجمہ: اعمش نے کہا میں نے ابو صالح کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا میرا خیال ہے وہ

٦١٤٨ــــ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ ابو حمید انصاری نقیع سے دودھ کا برتن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو حضور نے فرمایا تو نے اس کو ڈھانپا کیوں نہیں اگرچہ اس کے عرض پر لکڑی رکھ لاتا۔ ابو سفیان نے جابر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے (یہ مذکور حدیث کا دوسرا اسناد ہے)

ترجمہ: ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے

٦١٤٩ــــ سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے تشریف لائے جبکہ ابو بکر صدیق نے کہا ہم ایک چرواہے کے پاس سے گزرے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاس لگی تھی۔

marfat.com

٦١٥٠ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً تَغْدُوْ بِاِنَاءٍ وَتَرُوْحُ بِاٰخَرَ ٦١٥١ــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ لایا وہ حضور نے پیا تو میں خوش ہوگیا سراقہ بن مالک گھوڑے پر سوار ہمارے پاس آگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا کا ارادہ کیا تو سراقہ نے حضور سے اس پر بددعا نہ کرنے کی عرض کی اور یہ کہ وہ واپس چلا جائے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

٦١٤٩ــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر کے مال سے یہ دودھ کیسے پیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چرواہا حربی غیر مامون تھا اس کا مال مباح تھا یا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ ان کے دودھ پینے کو اچھا جانتا تھا یا ایسے وقت دودھ پینے میں گو حرج نہیں سمجھتے ہیں یا مالک نے چرواہے کو اجازت دے رکھی تھی کہ اگر کوئی دودھ پینا چاہے تو انکار نہ کرے (حدیث ع ۳۳۸۴ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

٦١٥٠ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ دودھ دینے والی اونٹنی یا دودھ دینے والی بکری کا عطا کرنا ہے جو ایک برتن صبح بھرے اور ایک برتن شام کو بھرے۔

٦١٥١ــ شرح : لِقْحَہ دودھ دینے والی اونٹنی۔ صفی بروزن فعیل بمعنی مفعول بہت دودھ دینے والی۔ مِنْحَۃٌ بمعنی عطیہ جو کسی کو دے تاکہ وہ اس کا دودھ پیئے پھر واپس کر دے۔ تَغْدُوْ، غدوٌ سے بمعنی صبح تَرُوْحُ رواح سے بمعنی شام۔ اس سے مراد زیادہ دودھ ہے (حدیث ع ۲۴۵۳ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابراہیم بن طہمان نے شعبہ اور قتادہ کے ذریعہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اٹھایا گیا تو میں نے اچانک چار نہریں دظاہر اور دو باطن دیکھیں جو نہریں ظاہر جاری تھیں وہ نیل اور

marfat.com

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَهٗ دَسَمًا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَتْ اِلَى السِّدْرَةِ فَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ فَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ وَاَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِى الْجَنَّةِ وَاُتِيْتُ بِثَلٰثَةِ اَقْدَاحٍ قَدَحٌ فِيْهِ لَبَنٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ عَسَلٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ خَمْرٌ فَاَخَذْتُ الَّذِىْ فِيْهِ اللَّبَنُ فَشَرِبْتُ فَقِيْلَ لِىْ اَصَبْتَ الْفِطْرَةَ اَنْتَ وَاُمَّتُكَ وَقَالَ هِشَامٌ وَسَعِيْدٌ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْاَنْهَارِ نَحْوَهٗ وَلَمْ يَذْكُرُوْا ثَلٰثَةَ اَقْدَاحٍ

فرات ہیں اور جو باطن تھیں وہ جنت میں تھیں۔ پھر مجھے تین پیالے پیش کئے گئے ایک میں دودھ دوسرے میں شہد اور تیسرے میں شراب تھی۔ میں نے وہ پیالہ لیا جس میں دودھ تھا اور اسے پی لیا مجھے کہا گیا کہ آپ نے اور آپ کی اُمت نے فطرت اسلام کو پایا۔ ہشام، سعید، ہمام، قتادہ اور انس بن مالک نے مالک بن صعصعہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار مہریں اس کی طرح ذکر کیں اور تین پیالے ذکر نہیں کئے۔

شرح : اس حدیث میں تین پیالے مذکور ہیں جبکہ پہلی حدیث میں دو پیالے ذکر کئے ہیں لیکن ان میں منافات نہیں، کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں دو پیالے بیت المقدس میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اُٹھائے جانے سے پہلے پیش کئے گئے تھے اور تین پیالے سدرہ المنتہیٰ پر پیش کئے گئے تھے۔ (حدیث ع ٦١١٩ ج : ٨ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ اسْتِعْذَابِ الْمَاءِ

٦١٥٢ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْطَلْحَةَ اَكْثَرَ اَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ اَحَبُّ مَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِیْ اِلَیَّ بَيْرُحَاءَ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ اَوْ رَايِحٌ شَكَّ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَجْعَلَهَا فِی الْاَقْرَبِيْنَ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اَفْعَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْطَلْحَةَ فِیْ اَقَارِبِهٖ وَفِیْ بَنِیْ عَمِّهٖ وَقَالَ اِسْمٰعِيْلُ وَيَحْيٰی رَابِحٌ

باب میٹھا پانی

٦١٥٢ — ترجمہ: انس بن مالک نے کہا ابوطلحہ مدینہ منورہ میں کھجوروں کے اعتبار سے تمام انصار سے زیادہ مال دار تھے۔ اور اُن کا محبوب ترین مال بیرحاء تھا اور وہ مسجد شریف کے سامنے تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جاتے

marfat.com

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ

٦١٥٣ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا وَاَتٰى دَارَهُ فَحُلِبَتْ شَاةٌ فَشِيْبَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبِئْرِ فَتَنَاوَلَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَنْ يَسَارِهِ اَبُوْبَكْرٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ اَعْرَابِيٌّ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ فَضْلَهُ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنَ

اور اس میں میٹھا پانی پیتے تھے۔ انس نے کہا جب یہ آیت کریمہ: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ،، نازل ہوئی (تم ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے حتیٰ کہ اپنے محبوب مال سے خرچ کرو) تو ابوطلحہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم ہرگز نیکی نہ پاؤ گے حتیٰ کہ اپنے محبوب مال سے خرچ کرو۔ اور میرا محبوب مال بَیْرُحَا ہے اور وہ اللہ کے لئے صدقہ ہے میں اس کی بھلائی اور اللہ کے پاس ذخیرہ کی اُمید کرتا ہوں یارسُول اللہ! جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے اس کو رکھیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت اچھا یہ مال نفع مند ہے یا آرام دینے والا ہے۔ عبداللہ بن مسلمہ نے شک کیا ہے، جو تم نے کہا میں نے سُنا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس کو اپنے قریبی لوگوں میں خرچ کرو۔ ابوطلحہ نے کہا یارَسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں کرتا ہوں تو ابوطلحہ نے اس کو اپنے اقارب اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ اسماعیل اور یحییٰ بن یحییٰ نے مال رابح کہا ہے۔

(حدیث ع ١٣٧٨ ج : ٢ کی شرح دیکھیں)

باب دودھ پانی کے ساتھ ملا کر پینا

٦١٥٣ــــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دودھ پیا ہے۔ حضور میرے گھر تشریف لائے تو میں نے بکری دوھی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کنوئیں سے اس میں پانی ملایا۔ حضور نے

marfat.com

٦١٥٤ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحٰرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَ مَعَهٗ صَاحِبٌ فَقَالَ لَهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ وَاِلَّا كَرَعْنَا قَالَ وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِيْ حَائِطِهٖ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ مَاءٌ بَائِتٌ فَانْطَلِقْ اِلَى الْعَرِيْشِ قَالَ فَانْطَلَقَ بِهِمَا فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهٗ قَالَ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَاءَ مَعَهٗ

پیالہ پکڑا اور پیا جبکہ آپ کے بائیں ابوبکر صدیق تھے اور دائیں ایک اعرابی بیٹھا تھا۔ حضور نے اعرابی کو بچا ہوا دودھ دیا۔ پھر فرمایا حق اس شخص کا ہے جو دائیں ہو پھر وہ حق دار ہے جو اس کے دائیں ہو "

(حدیث ۲۴۰۱ جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

٦١٥٤ــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ ایک صحابی تھے (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) حضور نے اسے فرمایا اگر تمہارے پاس مشکیزہ میں رات کا پانی ہے تو فبہا، ورنہ ہم اس کھال سے پی لیتے ہیں۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا وہ انصاری اپنے باغ میں پودوں کو پانی دے رہا تھا۔ جابر نے کہا اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس رات کا پانی ہے۔ آپ میری جھونپڑی کی طرف تشریف لائیں۔ راوی نے کہا حضور اپنے اور اس کے ساتھ جھونپڑی میں تشریف لے گئے۔ انصاری نے پیالہ میں پانی ڈالا پھر اپنی گھریلو بکری سے اس پر دودھ دوہا۔ جابر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پیا پھر اس صاحب نے پیا جو حضور کے ساتھ تھا۔

٦١٥٤ــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اس

marfat.com

بَابُ شَرَابُ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يَحِلُّ شُرْبُ بَوْلِ النَّاسِ لِشِدَّةٍ تَنْزِلُ لِأَنَّهُ رِجْسٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فِي السُّكَرِ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

انصاری مرد کا نام ابوالہیثم بن تیہان تھا۔ مشکیزہ کو شنّ کہتے ہیں۔ قولہ اِلّا کرعنا، یعنی اگر تمہارے پاس پانی ہے تو پلاؤ، ورنہ ہم اِس کھال سے منہ لگا کر پی لیتے ہیں۔ عرلیش باغ میں بیٹھنے کے لئے جھونپڑی بناتے ہیں۔ داجن گھریلو بکری ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سخت گرمی میں ٹھنڈا پانی طلب کرنا جائز ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہُوا کہ کوئی فاضل بزرگ اپنے مخلص کے پاس جہاں وہ رہتا ہو قصد کر کے جا سکتا ہے۔ نیز پینے کے لئے دودھ میں پانی ملانا جائز ہے بیچنے کے لئے پانی ملانا جائز نہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ میزبان جب کھانا پیش کرے تو مہمان کے لئے یہ پوچھنا ضروری نہیں کہ یہ کھانا کیسا ہے، البتہ جب یہ معلوم ہو جائے کہ میزبان کا اکثر مال حرام ہے۔ تو وہ کھانا ہی جائز نہیں چہ جائیکہ اس کے متعلق دریافت کرے۔

باب میٹھی چیز اور شہد پینا

زہری نے کہا شدید ضرورت کے وقت بھی انسانوں کا پیشاب پینا جائز نہیں، کیونکہ یہ پلید ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نشہ آور کے متعلق کہا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء تمہارے لئے حرام اشیاء میں نہیں کی۔

شرح : کھجوروں یا شہد میں پانی ڈالیں اور وہ میٹھا ہو جائے تو اسے حلواء کہتے ہیں عنوان میں عسل کا حلواء پر عطف خاص کا عام پر عطف ہے۔ زہری کا قول ذکر کرنے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ حلواء اور شہد اور ہر میٹھی شئی طیبات سے ہیں اور حلال ہیں اور بول طیبات سے نہیں نجس ہے کسی حال میں وہ پینا جائز نہیں، لیکن یہ جمہور کے خلاف ہے اور اس کی علت بیان کرنا کہ یہ رجس (پلید) ہے بھی درست نہیں کیونکہ مُردار، خون اور سؤر کا گوشت بھی پلید ہیں لیکن ضرورت کے وقت مباح ہیں۔ شافعیہ کے

marfat.com

٦١٥٥ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ

بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا

٦١٥٦ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْعِرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ قَالَ اُتِيَ عَلِيٌّ عَلِيًّا بَابِ الرَّحَبَةِ فَشَرِبَ قَائِمًا فَقَالَ اِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ اَحَدُهُمْ اَنْ يَشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ وَاِنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ فَعَلْتُ

نزدیک پیشاب وغیرہ پلید اشیاء سے شراب کے سوا دواء کرنا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجبور شخص اتنی مقدار شراب پی سکتا ہے کہ اس کی جان بچ جائے۔ امام مالک نے کہا یہ پیاس اور بھوک زیادہ کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کرنے سے اس آیت کریمہ: فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ،، کی طرف اشارہ ہے۔ اس کا مدلول یہ ہے کہ اس کی ضد میں اللہ تعالیٰ نے شفاء نہیں رکھی سکر کو خصوصًا اس لئے ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سکر کی تعیین کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءً فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اللہ تعالیٰ تم پر حرام اشیاء میں شفا نہیں رکھی ہے سکر بمعنی شراب ہے۔

٦١٥٥ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھی شئ اور شہد بہت پسند تھا۔

باب کھڑے ہوکر پینا ،،

٦١٥٦ــــ ترجمہ: نزّال نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس باب الرحبہ میں پانی لایا گیا تو انھوں نے کھڑے ہوکر پیا اور فرمایا بعض لوگ کھڑے ہوکر پینا مکروہ سمجھتے ہیں، حالانکہ میں نے

marfat.com

٦١٥٧ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّهٗ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِيْ حَوَائِجِ النَّاسِ فِيْ رَحْبَةِ الْكُوْفَةِ حَتّٰى حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ ثُمَّ اُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَاْسَهٗ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اِنَّ نَاسًا يَكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے کیا جیسے تم نے مجھے کرتے دیکھا ہے

شرح : کھڑے ہوکر پانی پینے کے جواز میں مذکور حدیث کے علاوہ بکثرت احادیث صحیحہ وارد ہیں، چنانچہ یہاں صحیح بخاری میں حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی حدیث ہے۔ ترمذی میں نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں چلتے اور کھڑے پیتے تھے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ ابن ماجہ اور ابن حبان نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ ترمذی نے شمائل میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیتے تھے۔ اس کا اسناد حسن ہے امام نسائی نے مسروق کے ذریعہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث ذکر کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے پیتے دیکھا ہے امام نے مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مشکیزہ لٹکا ہوا تھا تو آپ نے مشکیزہ کے منہ سے کھڑے کھڑے پانی پیا اس کے خلاف کھڑے ہوکر کھانے پینے کی ممانعت پر احادیث صحیحہ وارد ہیں، چنانچہ امام نے معمر، اعمش، ابوصالح کے ذریعے ابوہریرہ سے مرفوع حدیث روایت کی کہ اگر کھڑے ہوکر پانی پینے والا جانتا تو قئی کر دیتا۔ مسلم نے صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی کھڑے ہوکر نہ پیئے جو کوئی بھول کر پی لے قئی کر دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھڑے ہوکر پانی پینے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت زجر و توبیخ کی۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پینے سے منع فرمایا۔

امام ترمذی نے جارود بن معلّٰی کی حدیث روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پینے سے منع فرمایا اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ جواز اور ممانعت کی احادیث میں جمع اور اتفاق اس طرح

marfat.com

۶۱۵۸ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا مِنْ زَمْزَمَ

ہے کہ امام نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا کہ نہی کی احادیث کراہت تنزیہہ پر محمول ہیں اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کھڑے ہو کر پینا بیانِ جواز کے لئے ہے۔ لہٰذا ان میں نہ تو اشکال ہے اور نہ ہی تعارض ہے اور جہاں یہ صورت موجود ہو وہاں نسخ کا قول کرنا ممنوع ہے؛ ہٰذا ہوالصوابُ ،،

۶۱۵۷ــــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر کوفہ کے رحبہ میں لوگوں کی حاجات کے لئے بیٹھے حتیٰ کہ عصر کی نماز کا وقت ہوگیا پھر اُن کے پاس پانی لایا گیا تو اُنھوں نے پیا اور منہ اور ہاتھ دھوئے۔ راوی نے سر اور پاؤں بھی ذکر کئے پھر کھڑے ہو گئے اور بچا ہُوا پانی پیا حالانکہ وہ کھڑے تھے پھر کہا لوگ کھڑے ہو کر پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا جیسے میں نے کیا ہے۔

۶۱۵۷ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سَر اور پاؤں کو علیحدہ علیحدہ کیوں ذکر کیا ہے؛ حالانکہ انہیں ایک ہی طریقہ پر ذکر کرنا چاہئیے تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سَر کو دھویا نہیں جاتا اِس پر مسح کیا جاتا ہے۔ اس لئے اسے جُدا ذکر کیا اور اِس پر "رجل" پاؤں کا عطف کیا کیونکہ قرآن کریم میں ہے (وَامْسَحُوْا بِرُؤُسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ ،، جبکہ پاؤں پر موزے ہوں تو اُن پر مسح کیا جاتا ہے جب موزے پہنے ہوں اس لئے سر اور پاؤں کو جمع کیا اور اعضاء مغسولہ سے جُدا ذکر کیا۔

۶۱۵۸ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آبِ زمزم کھڑے ہو کر پیا۔

۶۱۵۸ــــ شرح : ترمذی نے ابن عباس سے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زمزم سے کھڑے ہو کر پانی پیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کو نسائی نے بھی روائت کیا ہے۔ بعض احادیث میں یہ الفاظ ہیں۔ میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پانی پلایا جبکہ حضور کھڑے تھے۔

(آبِ زمزم کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے)

marfat.com

بَابُ مَنْ شَرِبَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهٖ

٦١٥٩ — حَدَّثَنَا مَلِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا اَرْسَلَتْ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَاَخَذَهٗ بِيَدِهٖ فَشَرِبَهٗ زَادَ مَلِكٌ عَنْ اَبِى النَّضْرِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ

بَابُ الْاَيْمَنِ فَالْاَيْمَنِ فِى الشُّرْبِ

٦١٦٠ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَلِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَلِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِىَ بِلَبَنٍ

باب جس نے پیا حالانکہ وہ اُونٹ پر بیٹھا ہو

٦١٥٩ — ترجمہ : اُمّ فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ کا پیالہ بھیجا جبکہ شام کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں کھڑے حضور نے اپنے دستِ اقدس سے پیالہ پکڑا اور دودھ پی لیا۔ مالک نے ابوالنضر سے "علی بعیرہ" روایت کی ہے کہ اُونٹ پر دودھ پیا، (حدیث ع ٦١٤٥ ج : ٨ کی شرح دیکھیں)

٦١٥٩ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شُرب لبن کے باب میں عُمیر مولیٰ ام فضل ذکر کیا ہے اور یہاں مولی ابن عباس ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ام فضل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ ہے چونکہ عمیر والدہ کا مولیٰ تھا اور بیٹے کے ساتھ

marfat.com

قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِيْنِهِ اَعْرَابِيٌّ وَعَنْ شِمَالِهِ اَبُوْبَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ اَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ

بَابٌ هَلْ يَسْتَاذِنُ الرَّجُلُ مَنْ عَنْ يَمِيْنِهِ فِي الشُّرْبِ لِيُعْطِيَ الْاَكْبَرَ

٦١٦١ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْاَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ اَتَاْذَنُ اَنْ اُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِيْبِيْ مِنْكَ اَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهِ

رہتا تھا اس لئے اس کی دونوں طرف نسبت کرنا صحیح ہے۔

باب پینے میں دائیں والا زیادہ حقدار ہے پھر اس کے دائیں والا

٦١٦٠ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا جو پانی کے ساتھ ملایا گیا تھا۔ حضور کے دائیں طرف اعرابی تھا اور بائیں ابوبکر صدیق تھے۔ حضور نے دودھ پیا پھر اعرابی کو دیا اور فرمایا دائیں والے پھر دائیں والے حقدار ہیں۔

٦١٦٠ — شرح : کھانے پینے اور دیگر امور میں دائیں سے شروع کرنا سنت ہے، البتہ

marfat.com

وہ افعال جو شریعت نے مستثنیٰ کئے ہیں وہ اِن میں داخل نہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں سے بہت محبت کرتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ یمین کو شرافت بخشی ہے۔

باب کیا کوئی آدمی دائیں بیٹھنے والے سے اجازت طلب کرے کہ بڑے آدمی کو پینے کیلئے دے۔

۶۱۶۱ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پینے کی چیز لائی گئی آپ نے اس سے پیا آپ کے دائیں طرف لڑکا تھا جبکہ آپ کے بائیں طرف بزرگ صحابہ کرام تھے۔ حضور نے لڑکے سے فرمایا کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں (بچا ہُوا پانی) ان لوگوں کو دوں (جو بائیں بیٹھے ہیں) لڑکے نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے اپنے حصّہ پہ کسی کو ترجیح نہ دوں گا۔ راوی نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ پہ زور سے رکھ دیا۔

۶۱۶۱ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بیٹھنے والا لڑکا ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے اور بائیں بیٹھنے والے بزرگ صحابہ کرام خالد بن ولید اور اُن کے امثال تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عباس سے اجازت چاہنا کہ دائیں دا لامقدّم ہے اگرچہ وہ مفضول ہو اور بائیں والے افاضل ہوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے کو آگے کرو اور ابن عمر کی حدیث میں بڑے کو مسواک دینے کا حکم ہے نیز ابو یعلی نے قوی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی پینے کی چیز پیتے تو فرماتے بڑے کو مقدّم کرو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس حالت پر محمول ہے جس میں وہ تمام مساوی ہوں وہ آگے یا پیچھے بیٹھے ہوں یا بائیں ہوں پس تقدیم ایمن سے یہ صورت مخصوص ہے یا جس روائت میں بڑے کو مقدّم رکھنا مذکور ہے اس سے یہ صورت مخصوص ہے کہ جب کسی بزرگ کے دائیں بائیں بیٹھے ہوں تو اس صورت میں صغیر کو کبیر پہ ترجیح ہوگی جبکہ صغیر دائیں بیٹھا ہو۔ اس وقت مفضول کو فاضل پر تقدیم حاصل ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ دائیں جانب والوں کو اس وقت ترجیح اور تقدیم حاصل ہے جب وہ کسی بزرگ یا رئیس کے دائیں بیٹھے ہوں۔ محض دائیں جانب بیٹھنے والا ممتاز نہیں۔

تَلَّ کے معنی زور سے رکھنے کے ہیں ،، (عینی)

marfat.com

بَابُ الكَرْعِ فِي الْحَوْضِ

٦١٦٢ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْحٰرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَهٗ صَاحِبٌ لَهٗ فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبُهٗ فَرَدَّ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ وَهُوَ يَحْوِلُ فِيْ حَائِطٍ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ مَاءٌ بَاتَ فِيْ شَنَّةٍ فَانْطَلَقَ اِلَى الْعَرِيْشِ فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ مَاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ

باب حوض سے منہ لگا کر پانی پینا

کرع کے معنی حوض یا نہر سے منہ لگا کر پانی پینا ہیں بعض نے کہا برتن کے بغیر منہ کے ساتھ پانی پینا۔ بعض نے کہا کہ نہر میں داخل ہو کر پانی پینا اس کا درست معنیٰ یہ ہے کہ پانی میں سر نیچا کرنا اگرچہ پانی نہ پیئے۔ جامع میں ہے پانی میں غوطہ مارنے والے کو کرع کہتے ہیں پانی پیئے یا نہ پیئے (ع)

ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری آدمی کے پاس تشریف لے گئے۔ جبکہ آپ کے ہمراہ ایک صاحب تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابی نے سلام کہا تو اس آدمی نے جواب دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا باپ اور ماں قربان ہوں یہ گرمی کا وقت ہے اور وہ اپنے باغ میں پانی دے رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارے پاس مشکیزہ میں رات کا پانی ہے تو فبہا ورنہ ہم کھال سے منہ لگا کر پی لیں گے۔ اس پر وہ باغ کی طرف گیا اور پیالے میں پانی ڈالا پھر اس پر اپنی گھریلو بکری سے دودھ دوہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا پھر وہ دوبارہ لایا تو جو آدمی آپ کے ساتھ تھا اس نے پیا۔ (حدیث ٦١٤٥ ج : ٨ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

لَهٗ فَشَرِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِیْ جَاءَ مَعَہٗ

بَابُ خِدْمَةِ الصِّغَارِ الْكِبَارَ

٦١٦٣ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عَلَی الْحَیِّ اَسْقِیْهُمْ عُمُوْمَتِیْ وَاَنَا اَصْغَرُهُمُ الْفَضِیْخَ فَقِیْلَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالَ اَكْفِئْهَا فَكَفَأْنَاهَا قُلْتُ لِاَنَسٍ مَا شَرَابُهُمْ قَالَ رُطَبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَنَسٍ وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ فَلَمْ یُنْكِرْ اَنَسٌ وَحَدَّثَنِیْ بَعْضُ اَصْحَابِیْ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا یَقُوْلُ كَانَتْ خَمْرَهُمْ یَوْمَئِذٍ

بَابُ تَغْطِیَةِ الْاِنَاءِ

٦١٦٤ـ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ

باب چھوٹوں کا بڑوں کی خدمت کرنا

٦١٦٣ ـ ترجمہ : معتمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک قبیلہ میں اپنے چچوں کو فضیخ شراب پلا رہا تھا تو کہا گیا شراب حرام ہوگئی میرے چچا نے کہا اسے الٹ دو۔ میں نے اُسے اُلٹ دیا۔ میں نے انس سے کہا ان کی شراب کس چیز کی تھی انس نے کہا پکی اور کچی کھجوروں کی تھی۔ ابوبکر بن انس نے کہا یہ ان کی شراب تھی تو انس نے اس کا انکار نہ کیا مجھے میرے بعض ساتھیوں نے بیان کیا کہ اُس نے انس کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اُس روز اُن کی یہ شراب تھی (حدیث ع ٦١٢٥ ج : ٨ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

ابْنُ عُبَادَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ اَوْ اَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَاَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضُوْا عَلَيْهَا شَيْئًا وَاَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ

باب برتن ڈھانپنا

۶۱۶۴ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کا اندھیرا آجائے یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک رکھو کیونکہ اس وقت شیطان بکھرتے ہیں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو کھول دو اور دروازے بند کر لو اور اللہ کا نام یاد کرو ! شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا اپنے مشکیزوں کے منہ بند کر دو اور باندھتے وقت بسم اللہ پڑھو پانی کے برتنوں کو ڈھانپ رکھو اور ڈھانکتے وقت بسم اللہ پڑھو اگرچہ ان پر عرض پر لکڑی رکھ دو اور چراغ بجھا دیا کرو۔

۶۱۶۴ — شرح : یعنی اس وقت بچوں کو باہر نکلنے سے روکو ؛ کیونکہ شیطانوں کی کثرت کے سبب اُن کی اذیت کا خوف ہے اور شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شیطان انسان کے رگ و ریشہ میں خون کی سرائت کئے ہوئے ہے تو گھر میں داخل ہونے سے اسے کیا مانع ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ انسانی شیطان مراد ہیں اور چور ڈاکو وغیرہ ہیں اور جب بسم اللہ پڑھ کر دروازہ بند کر دیا جائے اس کو کھول نہیں سکتے اور خون کی طرح انسان کے رگ و ریشہ میں ابلیس لعین ہے اور یہاں شیطانوں سے مراد اس کی اولاد ہے یا جنات اور پریاں مراد ہیں واللہ اعلم!
کھانے پینے کے برتن ڈھانکنے کا حکم اس لئے ہے کہ سال میں ایک رات ہے جس میں وبا اور بلا

marfat.com

٦١٦٥ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ اِذَا رَقَدْتُمْ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاَوْكُوا الْاَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَلَوْ بِعُوْدٍ تَعْرِضُهٗ عَلَيْهِ

بَابُ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ

٦١٦٦ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اِخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ يَعْنِيْ اَنْ تُكْسَرَ اَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا

نازل ہوتی ہے۔ جب وہ کھلے برتن سے گزرتی ہے تو اس میں داخل ہو جاتی ہے۔ چراغ بجھانا اس لئے فرمایا کہ چوہا بتی کھینچ کر لے جاتا ہے جس سے گھر کا سامان جل جانے کا احتمال ہے اور اگر قنادیل معلقہ ہوں تو اگر یہ خطرہ ہو تو انہیں بھی بجھا دیں ورنہ حرج نہیں

٦١٦٥ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سونے لگو تو چراغ بجھا دو دروازے بند کر دو مشکیزوں کے منہ باندھ لو کھانے پینے کے برتن ڈھانک لو میرا خیال ہے کہ فرمایا اگرچہ لکڑی اُن کے عرض پر رکھ دو۔

باب مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینا

٦١٦٦ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشکیزوں کے منہ کھول کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

٦١٦٦ — شرح : قولہ یعنی اَنْ تُکْسَرَ اَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا، خطابی نے کہا یہ زہری کی تفسیر ہے۔ لہٰذا یہ تفسیر مُدرَج ہے یعنی داخل کی گئی ہے۔ اس کی

marfat.com

۶۱۶۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ

۶۱۶۸ — حَدَّثَنَا علی بن عبد اللّٰه قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَشْيَاءَ قَصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا

دلیل یہ ہے کہ امام احمد نے ابن ابی النضر، ابن ابی ذئب کے ذریعہ یہ حدیث ذکر کی اور "یعنی" کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ مہلب نے کہا یہ نہی تنزیہی ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ مشکیزے کے منہ میں سانپ یا کوئی زہریلا جانور ہو جو پینے والے کو معلوم نہ ہو تو وہ اس کے پیٹ میں داخل ہو جائے، چنانچہ حاکم نے مستدرک میں سلمہ بن وردان سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختناثِ اسقیہ سے منع فرمانے کے بعد ایک شخص رات اُٹھا اور مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینے لگا تو اس سے سانپ نکلا، اختناث کے معنی توڑنا اور جدا کرنا نہیں بلکہ اس کا معنی کھولنا ہے۔

۶۱۶۷ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ اختناثِ اَسقیہ سے منع فرماتے تھے۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا مَعْمَر یا اس کے غیر نے کہا اختناث کے معنی مشکیزے کے منہ سے پانی پینا ہے۔

باب مشکیزے سے منہ لگا کر پانی پینا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے باب پر اکتفاء نہیں کی تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ نہی صرف اختناث کی صورت سے خاص ہے اس سے اُنھوں نے اشارہ کیا کہ نہی عام ہے کہ مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینے اور منہ لگا کر پینے کو شامل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام ترمذی نے کبشہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ

marfat.com

اَبُوْهُرَيْرَةَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ اَوِ السِّقَآءِ وَاَنْ يَّمْنَعَ جَارَهٗ اَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهٖ

۶۱۶۹ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّشْرَبَ مِنْ فِيْ السِّقَاءِ

۶۱۷۰ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِيْ السِّقَاءِ

صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور لٹکے ہوئے مشکیزہ سے منہ لگا کر پانی پیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ نیز اُنھوں نے شمائل میں انیس سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ لٹکے ہوئے مشکیزے کے پاس گئے اور اس کا منہ مروڑ کر اس کے منہ سے پانی پیا اور بہت صحابہ کرام اور تابعین بھی اس طرح کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جواز کی احادیث عذر پر محمول ہیں جبکہ پانی پینے والے کو کوئی برتن میسّر نہ ہو اور نہ وہ ہاتھ سے پانی پی سکے تو اِس وقت کراہت نہیں اور نہی کی احادیث تنزیہہ پر محمول ہیں

۶۱۶۸ــــ ترجمہ : ایوب نے کہا ہمیں عکرمہ نے کہا کہ کیا میں تمہیں معمولی باتیں نہ بتاؤں جو ابوہریرہ نے ہم سے بیان کی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے کے منہ سے پینے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ اپنے ہمسائے کو اپنے مکان کی دیوار کھونٹی رکھنے سے منع کرے۔

۶۱۶۸ــــ شرح : قِربہ اور سِقاء میں فرق یہ ہے کہ قربہ پانی کے لئے استعمال کی جاتی ہے جبکہ سِقاء پانی اور دودھ کے لئے ہے۔ ہمسائے کو دیوار پر کھونٹی رکھنے کی اجازت استحباب پر محمول ہے۔

۶۱۶۹ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔

marfat.com

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ

۶۱۷۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَرِبَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْاِنَاءِ وَاِذَا بَالَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَاِذَا تَمَسَّحَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهٖ

۶۱۶۹ — شرح : اس میں حکمت یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ مشکیزے میں پانی ڈالتے وقت کوئی زہریلا جانور پانی کے ساتھ مشکیزے میں چلا جائے اور اس طرح پانی پیتے وقت وہ پینے والے کے منہ میں داخل ہو جائے اور اسے معلوم نہ ہونے پائے۔ یہ بھی امکان ہے کہ مشکیزے کے منہ سے پانی زور سے نکلتا ہے اگر اس سے منہ لگا کر پانی نوش کرے تو اس کی قوت کی وجہ سے دل کے سامنے والی ضعیف رگیں کٹ جائیں جو ہلاکت کا سبب ہیں (عینی)

۶۱۷۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے سے منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔

باب برتن میں سانس لینے سے ممانعت

۶۱۷۱ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی قتادہ نے اپنے والد ابوقتادہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے مس نہ کرے اور اگر شرمگاہ دھونے کے لئے ہاتھ دراز کرے تو دائیں سے نہ دھوئے۔"

۶۱۷۱ — شرح : برتن میں سانس لینے سے منع کرنا جیسے کھانے اور پینے کی شئی میں پھونکنا منع ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اس طرح اس میں تھوک وغیرہ پڑ جاتا ہے جس کو طبیعت برا سمجھتی ہے اور کھانے والا اس کو قدر خیال کرتا ہے۔ اس لئے اس سے منع کیا کہ جو شئی کھانے یا پینے کا ارادہ کرتا ہے وہ خراب نہ ہو جائے یہ اس وقت ہے جبکہ کسی کے ساتھ کھاتا

marfat.com

بَابُ الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ

۶۱۷۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ وَاَبُوْنُعَيْمٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَزْرَةُ ابْنُ ثَابِتٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ اَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِی الْاِنَاءِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا

بَابُ الشُّرْبِ فِیْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ

۶۱۷۳ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰی قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقٰی فَاَتَاهُ

پیتا ہو اور اگر تنہا کھاتا ہو یا ساتھ وہ ہو جو اس طرح کرنے کو قدر خیال نہ کرتا ہو تو اس وقت پانی میں سانس لینے میں حرج نہیں۔ (حدیث : ۱۵۳ دیکھیں ج : ۱)

باب دو یا تین سانس میں پینا

ثمامہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ برتن میں دو یا تین سانس لیتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین سانس لیتے تھے"

۶۱۷۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا اور اس حدیث میں سانس لینا ثابت ہے لہٰذا دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں برتن سانس لینے کا ظرف ہے اس وقت سانس لینے میں تھوک پڑنے کا احتمال ہے جس کو طبع بُرا جانتی ہے اور اس حدیث میں تنفس شرب کے لئے ہے کہ ایک سانس پر اقتصار نہ کرے بلکہ منہ کو برتن سے جدا کر کے دو یا تین سانس لے لہٰذا دونوں میں تعارض نہیں۔

marfat.com

دِهْقَانٌ بِقَدَحِ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ لَمْ اَرْمِهٖ اِلَّا اَنِّیْ نَهَیْتُهٗ فَلَمْ یَنْتَهِ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ هُنَّ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَهُنَّ لَكُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

بَابُ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ

۶۱۷۴ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ خَرَجْنَا مَعَ حُذَیْفَةَ وَذَكَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَشْرَبُوْا فِیْ اٰنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَلْبَسُوا الْحَرِیْرَ وَالدِّیْبَاجَ فَاِنَّهَا لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَكُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

باب سونے کے برتنوں میں پینا

۶۱۷۳ــــ ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے کہا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے اُنھوں نے پانی طلب کیا تو ایک جاٹ چاندی کے پیالہ میں پانی لایا حذیفہ نے برتن کو پھینک دیا اور کہا میں نے اس کو نہیں پھینکا مگر اس لئے کہ میں نے اسے منع کیا تھا لیکن وہ نہ رُکا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم اور دیباج (ریشم کی قسم ہے) پہننے سے اور سونے چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا یہ کافروں کے لئے دُنیا میں ہیں اور یہ تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

۶۱۷۳ــــ شرح : کتاب الاطعمہ میں یوں مذکور ہے کہ ایک مجوسی نے پانی پلایا۔ ایک دوسری روائت میں ہے کہ حضرت حذیفہ نے ایک جاٹ سے پانی طلب کیا۔

قولہ ھُنَّ لھم فی الدُّنیا یعنی کافر لوگ مسلمانوں کی مخالفت میں ریشم استعمال کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں فرمایا اے مسلمانو! اس کا بدل تم آخرت میں ریشم استعمال کرو گے اور جو مسلمان دُنیا میں ریشم استعمال کرے گا وہ آخرت میں ریشم سے محروم رہے گا جیسے جو کوئی دُنیا میں شراب پیئے گا وہ آخرت میں شراب سے محروم رہے گا۔

marfat.com

٦١٧٤ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ اِبْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِیْ يَشْرَبُ فِیْ اِنَاءِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ

٦١٧٥ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ [illegible] بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ اِبْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاِتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِیْ وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الشُّرْبِ فِی الْفِضَّةِ اَوْ قَالَ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّیِّ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْاِسْتَبْرَقِ

باب چاندی کے برتن استعمال کرنا

٦١٧٤ — ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے کہا ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلے انھوں نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیئو اور ریشم اور دیباج نہ پہنو کیونکہ یہ کافروں کے لئے دُنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔

٦١٧٤ — شرح : اگرچہ یہ معنی پہلے باب کی حدیث سے معلوم ہو گیا تھا، لیکن امام نے یہ حدیث چاندی کے قریب میں سُنی تھی جبکہ پہلی حدیث سونے کی تقریب میں دُوسرے استاد سے سُنی تھی اس لئے دو باب ذکر کئے اور ہر باب میں محدثین کی اصطلاح کے مطابق

marfat.com

بَابُ الشُّرْبِ فِي الْاَقْدَاحِ

۶۱۷۷ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

دُوسری حدیث ذکر کی لہٰذا یہ تکرار نہیں۔

۶۱۷۵ — ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چاندی کے برتن میں پیتا ہے اس کے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکے گی۔

۶۱۷۵ — شرح : یعنی وہ پانی آگ بن جائے گا اور اس کے پیٹ میں جوش مارے گا یا دوزخ کی آگ اس کے پیٹ میں ڈال دیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ حقیقی معنی مراد ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے۔ جرجرہ لغت میں اُونٹ کی آواز ہے جو زجر کے وقت آواز نکالتا ہے۔

۶۱۷۶ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات اشیاء کا حکم دیا اور سات سے منع فرمایا ہمیں مریض کی بیمار پُرسی کرنے جنازہ کی اتباع کرنے، چھینک لینے والے کو جواب دینے دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے، سلام عام کرنے، مظلوم کی امداد کرنے اور قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنے کا حکم دیا اور ہم کو سونے کی انگوٹھی، چاندی یا فرمایا چاندی کے برتنوں میں پینے اور میاثر، قسی، دیباج اور استبرق کے پہننے سے منع فرمایا ہے

۶۱۷۶ — شرح : ابرار المقسِم کے معنیٰ ہیں کہ جس شئی پر کسی نے قسم کھائی ہو اس کو میسّر کرنا اور اس کو پُورا کرنے میں کوشش کرنا تاکہ قسم کھانے والا حانث نہ ہو اور وہ قسم پوری کرنے۔ میاثر نرم کپڑا ہے جو زین پر ڈالتے ہیں بکثرت وہ ریشمی ہوتا ہے یہ میثرہ کی جمع ہے۔ قسی درندے کی کھال ہے۔ بعض نے کہا یہ نرم چادر ہے۔ بعض علماء اسے قِسی بکسر القاف پڑھتے ہیں۔ یہ سُوتر اور ریشم سے بنا ہوا کپڑا ہے۔ مصر میں ایک گاؤں کی طرف منسوب ہے۔ بعض نے کہا یہ قِس کی طرف منسوب ہے جو شام کا ایک شہر ہے اس کو ریشم سے بُنتے ہیں۔ حریر، دیباج اور استبرق تمام ریشمی کپڑے ہیں جو موٹے اور باریک ہونے میں مختلف ہیں، دیباج موٹا ریشم ہے۔ استبرق اس کی قسم ہے۔ داؤدی نے کہا استبرق باریک ریشمی کپڑا ہے۔

باب پیالوں میں پینا

۶۱۷۷ — ترجمہ : ام فضل رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَالِمٍ اَبِی النَّضْرِ عَنْ عُمَیْرٍ مَوْلٰی اُمِّ الْفَضْلِ عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ اَنَّهُمْ شَكُّوْا فِیْ صَوْمِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عَرَفَةَ فَبَعَثَتْ اِلَیْهِ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَهٗ

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ اَقْدَاحِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاٰنِیَتِهٖ

وَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اَلَا اَسْقِیْكَ فِیْ قَدَحٍ شَرِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۷۸ — حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ ذُكِرَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ مِنَ الْعَرَبِ فَاَمَرَ اَبَا اُسَیْدٍ السَّاعِدِیَّ اَنْ یُّرْسِلَ اِلَیْهَا فَاَرْسَلَ اِلَیْهَا فَقَدِمَتْ فَنَزَلَتْ فِیْ اُجُمِ بَنِیْ سَاعِدَةَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی جَاءَهَا فَدَخَلَ

کے عرفہ میں روزہ رکھنے میں تردّد کیا کہ تو ام فضل نے حضور کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا تو آپ نے اونٹ کی پُشت پر بیٹھے ہُوئے دودھ پیا۔

۶۱۷۷ — شرح : سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دُودھ پینے سے لوگوں کا یہ تردّد جاتا رہا کہ آپ عرفہ میں روزے سے ہیں یا نہیں۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیالے لکڑی سے بنائے گئے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مقوقس نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو شیشے کا پیالہ نذرانہ بھیجا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اگر اس کو صحیح تسلیم کرلیں تو جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس میں ایسے نہ پیا تھا جیسے متکبّر لوگ فخر سے پیتے ہیں۔

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیالہ اور برتنوں میں پینا

marfat.com

عَلَيْهَا فَاِذَا امْرَاَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَاْسَهَا فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ اَعَذْتُكِ مِنِّيْ قَالُوْا لَهَا اَتَدْرِيْنَ مَنْ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالُوْا هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَخْطُبَكِ قَالَتْ كُنْتُ اَنَا اَشْقٰى مِنْ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى جَلَسَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ هُوَ وَاَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ اسْقِنَا يَا سَهْلُ فَاَخْرَجْتُ لَهُمْ هٰذَا الْقَدَحَ فَاَسْقَيْتُهُمْ فِيْهِ فَاَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ

ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے عبداللہ بن سلام نے کہا کیا میں تجھے اس پیالہ میں نہ پلاؤں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیتے تھے۔

۶۱۷۸ ترجمہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عرب خاتون کا ذکر کیا گیا تو حضور نے ابو اُسید ساعدی کو حکم دیا کہ اس کو بُلائے وہ آئی اور بنی ساعدہ کے مکانات میں ٹھہری۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے یہاں تک کہ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اچانک وہ عورت اپنا سر جُھکائے بیٹھی ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کلام کیا تو اُس نے کہا: میں اللہ کے ذریعہ تم سے پناہ چاہتی ہوں، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے پناہ دی لوگوں نے اس سے کہا کیا تو جانتی ہے کہ یہ کون تھے؟ اُس نے کہا میں نہیں جانتی ہوں۔ لوگوں نے کہا یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے حضور تیرے پاس نکاح کا پیغام لے کر آئے تھے۔ اُس نے کہا میں اس سے بدنصیب رہی اس روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حتیٰ کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ اور صحابہ کرام جلوہ افروز ہوئے پھر فرمایا اے سہل پانی پلاؤ (سہل نے کہا) میں نے ان کے لئے یہ پیالہ نکالا اور اس میں انہیں پانی پلایا، چنانچہ سہل نے ہمارے لئے وہ پیالہ نکالا تو ہم نے اس میں پانی پیا کہا پھر اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے

marfat.com

۶۱۷۹ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ قَالَ رَاَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَدِ انْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ قَالَ وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيْضٌ مِنْ نُضَارٍ قَالَ قَالَ اَنَسٌ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہ پیالہ ہبہ طلب کیا تو اُنھوں نے وہ اُنہیں ہبہ کر دیا

۶۱۷۸ — شرح : بعض علماء نے کہا اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد ایک وہم کو دفع کرنا ہے وہ یہ کہ کسی کے خیال میں یہ آئے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد آپ کے پیالہ میں پینا غیر کی ملک میں بدونِ اجازت تصرف ہے۔ اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ اس لئے کرتے تھے کہ نبی کریم کا صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ترکہ وراثت نہیں وہ صدقہ ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ امیر لوگ بھی یہ صدقہ استعمال کرتے تھے؛ حالانکہ ان کے لئے صدقہ جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مال داروں کے لئے فرض صدقہ جائز نہیں اور یہ صدقہ فرض نہ تھا۔ اس تقریر سے احسن یہ تقریر ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بطورِ تبرک نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیالہ میں پیتے تھے چنانچہ بعض حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے حضور کے پیالے اور جُبّہ تھے، چنانچہ حضرت انس، سہل اور عبداللہ بن سلام کے پاس پیالے تھے جبکہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے پاس حضور کا جُبّہ تھا یہ اُنہوں نے بطورِ تبرک رکھے ہُوئے تھے۔ اسی لئے حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے سہل سے پیالہ ہبہ طلب کیا تھا۔

حدیث میں مذکور عورت کا نام جونیہ ہے۔ اس کا نام اُمیمہ ہے کتاب النکاح کی ابتداء میں اس کا ذکر گزرا ہے۔

۶۱۷۹ — ترجمہ : عاصم نے کہا میں نے انس بن مالک کے پاس پیغمبرِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیالہ دیکھا جو ٹوٹ گیا تھا اور اس کے ٹکڑے چاندی کے ساتھ جوڑے ہُوئے تھے۔ عاصم نے کہا وہ پیالہ فراخ بہت اچھا شمشاد کے درخت سے بنایا گیا تھا عاصم نے کہا انس نے کہا میں نے اس پیالہ میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اتنی اتنی مدّت سے زیادہ پانی پلایا ہے۔ عاصم نے کہا ابنِ سیرین نے کہا اس پیالہ میں لوہے کا حلقہ جڑا ہُوا تھا۔ انس نے اس کی جگہ سونے

marfat.com

فِی هٰذَا الْقَدَحِ اَکْثَرُ مِنْ کَذَا وَکَذَا قَالَ وَقَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ اَنَّهٗ کَانَ فِیْهِ حَلْقَةٌ مِنْ حَدِیْدٍ فَاَرَادَ اَنَسٌ اَنْ یَجْعَلَ مَکَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْطَلْحَةَ لَاتُغَیِّرَنَّ شَیْئًا صَنَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَکَهٗ

بَابُ شُرْبِ الْبَرَکَةِ وَالْمَاءِ الْمُبَارَکِ

۶۱۷۸ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا

یا چاندی کا حلقہ جڑنے کا ارادہ کیا تو انہیں ابوطلحہ نے کہا جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اس کو تبدیل نہ کرو پھر انس نے اسی طرح چھوڑ دیا۔

۶۱۷۹ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چاندی کے ٹکڑے اور حلقہ وغیرہ کا جڑاؤ جائز ہے، لیکن اہل علم کا اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ معمولی چاندی کا حلقہ جائز ہے۔ امام شافعی اسے مکروہ کہتے ہیں امام مالک کا بھی ایک قول یہی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا اگر ایسے پیالے سے پیتے وقت چاندی کے ٹکڑے سے مس نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ احمد اور اسحاق بھی یہی کہتے ہیں سونے کا حلقہ مطلق حرام ہے۔ طبرانی نے اوسط میں ام عطیہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے اور پیالہ میں چاندی کے ٹکڑوں سے منع فرمایا پھر پیالہ میں چاندی کے حلقہ کی رخصت دے دی۔

باب بابرکت پانی پینا

عرب لوگوں کی زبان میں مبارک شئی کو برکت کہتے ہیں چنانچہ حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: لَا غِنٰی لِیْ عَنْ بَرَکَتِکَ ،، میں تری برکت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ یہ اُنہوں نے اس وقت کہا جبکہ ان کے مکان کی چھت اور صحن میں سونے کی چڑیاں گرنے لگیں تو اُنھوں نے اپنا کپڑا پھیلا دیا۔ اللہ تعالیٰ

marfat.com

الْحَدِيْثَ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَضَرَتِ الْعَصْرُ وَلَيْسَ مَعَنَا مَاءٌ غَيْرُ فَضْلَةٍ فَجُعِلَ فِيْ اِنَاءٍ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهِ وَفَرَّجَ اَصَابِعَهٗ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلٰى اَهْلِ الْوُضُوْءِ الْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاَ النَّاسُ وَشَرِبُوْا فَجَعَلْتُ لَاُلُوْا مَا جَعَلْتُ فِيْ بَطْنِيْ مِنْهُ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ بَرَكَةٌ قُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ اَلْفًا وَّاَرْبَعُمِائَةٍ تَابَعَهٗ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ وَعَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةٍ وَتَابَعَهٗ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ جَابِرٍ

نے فرمایا اے ایوب ابھی تم بے نیاز نہیں ہوئے ہو کہ کپڑا پھیلا کر سونا جمع کر رہے ہو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا اے اللہ! میں تیری برکت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ اُنھوں نے سونے کو برکت کہا۔

۶۱۸۰ — ترجمہ : اعمش نے کہا مجھے سالم نے ابن ابی جعد کے ذریعہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی۔ جابر نے کہا میں نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا، حالانکہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور ہمارے پاس تھوڑے سے بچے ہوئے پانی کے سوا کچھ نہ تھا پس وہی پانی پیالہ میں ڈالا گیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنا دستِ اقدس اس میں رکھ دیا اور انگلیوں کو پھیلا دیا پھر فرمایا اے وضوء کرنے والو اور پانی کی تلاش کرنے والو آؤ برکت اللہ کی طرف سے ہے میں نے پانی دیکھا کہ وہ حضور کی انگلیوں سے جوش مار کر نکل رہا ہے۔ تمام لوگوں نے وضوء کیا اور پیا۔ میں نے اس پانی سے اپنے پیٹ ڈالنے میں کمی نہ کی، کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ یہ برکت ہے۔ سالم نے کہا میں نے جابر سے کہا اس روز تم کتنے لوگ تھے۔ اُنھوں نے کہا اس روز ہم ایک ہزار چار سو افراد تھے۔ جابر سے روایت کرنے میں عمرو نے سالم کی متابعت کی۔ حُصین، عمرو بن مُرّہ نے سالم کے ذریعہ جابر سے پندرہ سو افراد کی روایت کی ہے۔ سعید بن مسیّب نے جابر سے روایت کرنے میں سالم کی متابعت کی ہے۔

۶۱۸۰ — شرح : ہو سکتا ہے کہ انگلیوں سے پانی نکلتا ہو یہ بھی ممکن ہے کہ انگلیوں

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْمَرْضٰی

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ کَفَّارَۃِ الْمَرَضِ

وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ

کی ذات سے پانی نہ نکلتا ہو بلکہ اُن کے درمیان سے نکلتا ہو بہر حال یہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے اور یہ کہنا صحیح تر ہے کہ اُنگلیوں کے گوشت سے پانی نکلتا تھا۔ کیونکہ اس میں معجزہ کی عظمت ہے (عینی) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی میں اسراف اگرچہ ممنوع ہے لیکن بابرکت اشیاء کے کھانے پینے میں اسراف ممنوع نہیں اور وہ زیادہ مقدار کھانے پینے میں حرج نہیں اور نہ ہی کراہت ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیماروں کے حالات کا بیان

باب بیماری کا کفّارہ

کفّارہ مبالغہ کا صیغہ کَفر بمعنی تغطیہ (ڈھانپنا) سے ماخوذ ہے۔ کفارہ کی مرض کی طرف اضافت بیانیہ ہے۔ جیسے شجرا الاراک میں اضافت بیانیہ ہے۔ یعنی کفارہ مرض ہے یا اضافت فوقی ہے اور مرض کفارہ کے لئے ظرف ہے یا صفت کی موصوف کی طرف اضافت ہے۔

marfat.com

۶۱۸۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ الْحَکَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّصِیْبَۃٍ تُصِیْبُ الْمُسْلِمَ اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا عَنْہُ حَتّٰی الشَّوْکَۃُ یُشَاکُھَا

باب اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو کوئی بُرا عمل کرے اُس کو بدلہ دیا جائے گا "

اس آئت کریمہ کی کتاب المرضیٰ سے مناسبت اس طرح ہے کہ آئت کریمہ عام ہے۔ دُنیا اور آخرت دونوں کو شامل ہے۔ لہٰذا دُنیا اور قیامت میں جزاء کو شامل ہے دُنیا میں اس طرح کہ بیماری گناہ کا کفارہ ہو جاتی ہے اور اس مرض کے باعث دُنیا میں گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ الحاصل بیماری جیسے گناہوں کا کفارہ ہے ایسے ہی ان کی جزاء بھی ہے "، آئت کے معنی یہ ہیں کہ مسلمانوں کو اُن کے گناہوں کے سبب دُنیا میں مصائب کے وقوع سے بدلہ دیا جاتا ہے لہٰذا یہ گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جب یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا مجھ پر یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی ہے جو میری امّت کے لئے دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے پھر فرمایا جب بندہ گناہ کرے پھر اس پر دُنیا میں ہی کوئی مصیبت نازل ہو تو اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے اس کو دوبارہ عذاب نہ دے گا (عینی)

۶۱۸۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر مصیبت نہیں آتی مگر اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس سے گناہ مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ کانٹا چبھایا جائے تو اس سے بھی گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

۶۱۸۱ — شرح : قولہ یُشاکھا کسائی نے کہا کہا جاتا ہے شکتِ الرجل شوکۃً" جبکہ اس کے جسم میں کانٹا داخل ہو جائے اگر یہ سوال پوچھا جائے

marfat.com

۶۱۸۲ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا زُھَیْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَۃَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا ھَمٍّ وَلَا حَزَنٍ وَلَا اَذًی وَلَا غَمٍّ حَتَّی الشَّوْکَۃُ یُشَاکُھَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا خَطَایَاہُ

۶۱۸۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ کَعْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ کَالْخَامَۃِ مِنَ الزَّرْعِ تُفِیْئُھَا الرِّیْحُ مَرَّۃً وَ تَعْدِلُھَا مَرَّۃً وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ کَالْاَرْزَۃِ لَا تَزَالُ حَتّٰی یَکُوْنَ انْجِعَافُھَا مَرَّۃً وَاحِدَۃً وَقَالَ زَکَرِیَّاءُ حَدَّثَنِیْ سَعْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ کَعْبٍ عَنْ اَبِیْہِ کَعْبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کہ شاک متعدی بیک مفعول ہے "یشاکھا" کی ضمیر کس لئے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مراد "یشاک بہا" ہے حرف جارہ کے واسطہ سے فعل کا ضمیر سے اتصال ہے اس کو حذف کر دیا گیا ہے۔

۶۱۸۲ — ترجمہ : ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ مسلمان کو رنج و تعب اور بیماری نہیں پہنچتی اور نہ ہی کوئی غم و حزن، اذیت نہیں پہنچتی ہے حتی کہ کانٹا جو چبھایا جائے مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے سارے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔

۶۱۸۳ — ترجمہ : عبداللہ بن کعب نے اپنے والد سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثال کھیتی کے پودوں کی مانند ہے جبکہ ہوا انہیں اِدھر اُدھر جھکا دیتی ہے اور کبھی اسے سیدھا کر دیتی ہے۔ اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی

marfat.com

٦١٨٤ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَالْفَاجِرُ كَالْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللهُ إِذَا شَاءَ

٦١٨٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ يَسَارٍ أَبَا الْحُبَابِ يَقُولُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ

مانند ہے کہ وہ ہمیشہ سیدھا کھڑا رہتا ہے حتی کہ ایک ہی دفعہ اکھڑ جاتا ہے اور زکریا نے کہا سعد ابن کعب نے کعب سے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی "

شرح : حدیث کا معنی یہ ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع رہتا ہے اور اس سے راضی رہتا ہے۔ اگر اس پر کسی وقت تنگ حالی اور سختی آجائے

٦١٨٣ — تو اللہ تعالیٰ سے خیر کی اُمید رکھتا ہے اور جب مصائب ٹل جائیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے ثابت قدم رہتا ہے اور منافق و کافر کو اللہ تعالیٰ امتحان میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ دُنیا میں اس پر آسانی کرتا ہے اور اس کے جملہ امور اس کے لئے آسان کر دیتا ہے تاکہ فیاقت کے امور اس پر تنگ ہو جائیں حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت کا ارادہ کرے تو اس کو ایسے اکھاڑتا ہے جیسے سیدھا صنوبر کا سخت درخت ایک ہی بار اکھڑ جاتا ہے تاکہ اس کی موت اس کے لئے سخت عذاب اور دردناک الم ہو۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

٦١٨٤ — مومن کی مثال پودے کی مانند ہے جبکہ اس کے پاس ہوا آتی ہے تو اس کو جُھکا دیتی ہے اور جب درست ہو جائے تو بیماری وغیرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور فاجر صنوبر کی طرح سخت اور

marfat.com

بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ

۶۱۸۶ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ ح وحدثني بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَلْوَجَعُ عَلَيْهِ اَشَدُّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدھا کھڑا رہتا ہے حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔

۶۱۸۴ — شرح : قولہ "تُكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ" مناسب یہ تھا کہ تکفأ بالتریح ہوتا، کیونکہ بلاء مومن کے لئے ہوتی ہے؛ لیکن تر سبزہ کے لئے ریح بلاء ہے اس لئے ہوا کی بلاء سے تعبیر کی ہے۔

۶۱۸۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ کرے اس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔ (تاکہ اس کو گناہوں سے پاک کر دے)

باب بیماری کی سختی

۶۱۸۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو سخت بیماری میں مبتلا نہیں دیکھا۔

۶۱۸۶ — شرح : عرب مرض کی تعبیر وجع سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو سخت بیماریوں میں مبتلا کیا ہے کیونکہ ان میں قوتِ یقین، شدتِ صبر اور استحکام ایمان ہوتا ہے وہ بیماری کو حصول ثواب اور رفعات درجات خیال کرتے ہیں اس لئے انہیں پورا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ الانبیاء اشد بلاءً ثم الامثل فالامثل "

marfat.com

۶۱۸۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ وَهُوَ يُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا وَقُلْتُ اِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ بِاَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ قَالَ اَجَلْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ اَذًى اِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ

بَابُ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ

۶۱۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ ابْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ

۶۱۸۷ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے وقت حاضر ہُوا جبکہ آپ کو سخت تیز بخار تھا۔ میں نے عرض کیا۔ آپ کو سخت تیز بخار ہے۔ میں نے کہا یہ اس لئے ہے کہ آپ کو دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں درست ہے کوئی مسلمان نہیں جس کو تکلیف اور اذیت پہنچے مگر اللہ تعالیٰ اس کے گناہ گرا دیتا ہے جیسے درخت کے پتے گر جاتے ہیں

۶۱۸۷ — شرح : حضرات اولیاء کرام رضی اللہ عنہم بھی انبیاء کرام علیہم السلام سے قرب کے باعث سخت مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں اگرچہ وہ درجات میں نبیوں سے بہت نیچے ہیں، کیونکہ مصیبت نعمت کے مقابلہ میں ہوتی ہے جس پر اللہ کی نعمتیں زیادہ ہوں اس پر مصائب بھی زیادہ آتے ہیں۔

الحاصل جب بیماری سخت ہو جائے تو ثواب دوگنا ہو جاتا ہے پھر اور زیادہ ہوتا ہے اس کا منتہیٰ یہ ہے کہ سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے مومن ہمیشہ مصائب میں مبتلا رہتا ہے حتیٰ کہ فوت ہوتا ہے تو وہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تُوعَكُ وَعْكًا
شَدِيْدًا قَالَ اَجَلْ اِنِّيْ اُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قُلْتُ ذٰلِكَ
بِاَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ قَالَ اَجَلْ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ اَذًى شَوْكَةٌ
فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

بَابُ وُجُوْبِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ

۶۱۸۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ
مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ

باب لوگوں میں سخت آزمائش نبیوں کی ہوتی ہے پھر ان سے کم فضیلت والے پھر ان سے کم فضیلت والے

۶۱۸۸ ؛ **ترجمہ** : حارث بن سوید نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا جبکہ آپ کو سخت بخار تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" آپ کو سخت بخار ہے فرمایا ہاں مجھے دو آدمیوں کے بخار جیسا بخار ہے میں نے عرض کیا یہ اس لئے کہ آپ کے لئے دوگنا ثواب ہے۔ فرمایا ہاں! یہ ایسا ہی ہے۔ جس بھی مسلمان کو کوئی اذیت پہنچے وہ کانٹا ہو یا اس سے زیادہ ہو اس کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے

۶۱۸۸ **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے "ثم الامثل" بلفظ "ثم" اور دوسری بار "فالامثل" بلفظ "فاء" کیوں کہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مرتبہ اور غیر نبیوں کے مرتبہ کے درمیان بُعد اور تراخی سے خبردار کیا ہے اور نبیوں کے غیر میں یہ بُعد نہیں کیوں یہ واضح بات ہے کہ نبی اور ولی کے درمیان بُعد سے کہیں زیادہ ہے جبکہ ولیوں کے مراتب ایک دوسرے کے قریب ہیں لفظ اوّل امثل یعنی افضل کی تفسیر ہے کہ کیونکہ اول کے معنی ہیں فضیلت میں آگے بڑھنے والا ہے۔ اس لئے اس پر "ثم" سے عطف نہیں کیا۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جب بیماری زیادہ ہو جائے تو ثواب بھی بڑھ جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اور زیادہ ثواب بڑھتا ہے یہاں تک کہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں چنانچہ امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مومن پر مرنے تک مصائب آتے

marfat.com

۶۱۹۰ — حَدَّثَنَا حفصُ ابن عُمر قَالَ حَدَّثَنَا شُعبَةُ قَالَ اخبرنی اَشعَثُ بن سُلَیم قَالَ سمعت معاویۃ بن سُوید مُقَرِّن عن البراء بن عازب قَال امرنا رَسُوْل اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبع ونہانا عن سَبع نہانا عن خَاتِمِ الذَّہب ولُبس الحریر والدیباج وَالاِستَبرَق وَعَنِ القَسّیّ وَالمِیثرۃ وَامُرنا ان نَشَّیع لجنائز ونعُود المریض ونُفشِیَ السَّلامَ

رہتے ہیں۔ حتی کہ اللہ سے ملاقات کے وقت اس کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں" اس کا مطلب یہ ہے کہ مرض میں زیادہ نیکیاں حاصل ہوتی ہیں اور حدیث کے آخری الفاظ کا مدلول یہ ہے کہ گناہ گرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ "اجل" میں اس خبر کی تصدیق ہے۔ حضور نے پہلے اس کی تصدیق فرمائی پھر نیا کلام ذکر فرمایا اور اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرمایا بیماری گناہ گرا دیتی ہے تو جواب کا حاصل یہ ہوا کہ ہاں بیماری درجات بلند کرتی ہے اور گناہ بھی گرا دیتی ہے۔ نبیوں کی آزمائش سخت ہونے کی علت یہ ہے کہ آزمائش نعمت کے مقابلہ میں ہوتی ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے انعامات زیادہ ہوں اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔

باب بیمار کی عیادت واجب ہے

عیادت دراصل عوادۃ تھا واؤ کا ماقبل مکسور ہونے کے باعث اسے یاء سے بدل کیا۔ ظاہر حدیث کے اعتبار سے مریض کی عیادت پر وجوب کا اطلاق کیا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ فرض کفایہ ہو۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مستحب ہو اور بعض لوگوں کے حق میں ضروری ہو۔

۶۱۸۹ ۔ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو آزاد کراؤ

۶۱۸۹- شرح : صیغۂ امر "عُودُوا" سے استدلال کیا کہ بیمار کی عیادت واجب ہے یہ ہر بیمار کی عیادت کی مشروعیت کی دلیل ہے اس سے کوئی بیمار مستثنیٰ نہیں۔ پھر اطلاقِ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عیادت کے لئے مریض کی بیماری کے زمانہ کی قید نہیں جب بھی کوئی چاہے ابتداء مرض ہو یا اس کے بعد ہو عیادت کر سکتا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "احیاء" میں ذکر کیا کہ بیمار ہوئے تین دن گزر جانے کے بعد عیادت کرنی چاہیئے۔ امام بخاری نے ادب مفرد میں ذکر کیا کہ عیادت رات کو کرنی چاہیئے۔

۶۱۹۰ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کا حکم دیا اور سات سے منع کیا ہمیں سونے کی انگوٹھی، حریر، دیباج اور استبرق قسی اور میثرہ سے منع فرمایا اور ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے، بیمار پرسی کرنے اور سلام ظاہر کرنے کا حکم دیا۔

marfat.com

بَابُ عِيَادَةِ الْمُغْمٰى عَلَيْهِ

۶۱۹۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ مَرَضًا فَاَتَانِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِيْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهٗ عَلَيَّ فَاَفَقْتُ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ اَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيْحِ

۶۱۹۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُرِيْكَ

باب بیہوش شخص کی عیادت کرنا

۶۱۹۰ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں سخت بیمار ہوگیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدل چلتے ہوئے میری عیادت کرنے تشریف لائے تو مجھے بیہوش پایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر اس کا پانی میرے اوپر ڈالا تو میں ہوش میں آیا تو دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنا مال کیسے تقسیم کروں۔ حضور نے مجھے کچھ جواب نہ دیا حتی کہ وراثت کی آیت نازل ہوئی۔

(حدیث : ۱۹۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

باب ریح کے سبب بیہوش ہوکر گرنے والے کی فضیلت

marfat.com

اِمْرَأَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ اُصْرَعُ وَاِنِّيْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ قَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُعَافِيَكِ فَقَالَتْ اَصْبِرُ فَقَالَتْ اِنِّيْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَلَّا اَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا

کبھی دماغ کے منافذ میں ہوا رُک جاتی ہے۔ جو اعضاءِ رئیسہ کو پُورا کام کرنے سے منع کرتی ہے یا بعض اعضاء کے ذریعہ بخار دماغ میں پہنچ جاتا ہے۔ ہوا جو بیہوش ہوکر گرنے کا منشاء ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ دماغ کے اندر اور اعصاب محرکہ میں سختی آجاتی ہے۔ اس لئے انسان بیہوش ہوکر گر جاتا ہے۔ اطباء اسے مرگی کہتے ہیں جو ایک بار بیہوش ہونے کے بعد پھر بحال ہوجاتا ہے۔ کبھی خبیث جنات کے سبب بھی بیہوشی آجاتی ہے۔ شیخ ابوالعباس نے کہا جنات کا انسان کو بیہوش کرنا کبھی شہوت کے طور پر ہوتا ہے اور جنات اور انسان میں عشق ہوجاتا ہے جس میں انسان بیہوش ہوجاتا ہے۔ کبھی اُن میں مناکحت ہوتی ہے اور اُن سے اولاد پیدا ہوتی ہے کبھی جنات اور انسانوں میں بغض و دشمنی ہوجاتی ہے اس طرح وہ اذیت پہنچاتے ہیں۔ معتزلہ لیسے جبائی، ابوبکر رازی، محمد بن زکریا طبیب وغیرہ نے جنات کا انسان کے بدن میں داخل ہونے سے انکار کیا ہے اور جنات کا اقرار کرنے کے باوجود وہ جسم میں دو روحوں کے حلول کے قائل ہیں۔ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہل سنت وجماعت کے مقالات میں ذکر کیا کہ جنات انسان کے جسم میں داخل ہوکر اسے بیہوش کر دیتے ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ہے اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ،، عبداللہ بن احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنے والد سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جنات انسان کے بدن میں داخل نہیں ہوتے تو اُنہوں نے کہا اے میرے بیٹے! وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ انسان کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔

ابوداؤد نے ام ابان کی حدیث ذکر کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ ،، اللہ کے دشمن باہر نکل۔ اسی طرح اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا: اللہ کے دشمن باہر نکل میں اللہ کا رسُول ہوں "صلی اللہ علیہ وسلم"، قاضی عبدالجبار نے کہا جنات کے جسم ہوا کی مانند ہیں۔ ان کا انسان کے جسم میں داخل ہونا ممنوع نہیں جیسے ہوا اور سانس آتا جاتا ہے (عینی)

اقول ،، یہ امر مسلم ہے کہ شیطان ابوالجن ہے۔ شیطان کی اولاد بھی ہے اور حدیث شریف میں شیطان کا انسان کے جسم میں خون کی طرح سرائت کرنا ثابت ہے۔ لہٰذا جنات کا انسان میں سرائت

marfat.com

۶۱۹۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ اِنَّہٗ رَاٰی اُمَّ زُفَرَ تِلْكَ اِمْرَاَۃً طَوِیْلَۃً سَوْدَاءَ عَلٰی سِتْرِ الْكَعْبَۃِ

کرنا امر واضح ہے جس کا انکار کرنا صریح نصوص کے خلاف ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۱۹۱ — ترجمہ : عطاء بن ابی رباح نے کہا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں (ضرور دکھائیں) اُنہوں نے کہا یہ کالی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوئی اور عرض کیا میں بیہوش ہوجاتی ہوں اور شرمگاہ برہنہ ہوجاتی ہے میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں فرمایا اگر چاہتی ہے تو صبر کر تیرے لئے جنت ہے اگر چاہتی ہے تو میں اللہ سے دُعا کرتا ہوں کہ تجھے تندرستی دے اُس نے کہا میں صبر کرتی ہوں اور کہا میں برہنہ ہوجاتی ہوں اللہ سے دُعا فرمائیں کہ میں برہنہ نہ ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دُعا فرمائی۔

۶۱۹۱ مکرر — سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت پر صبر کرنے اور جنتی ہونے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے تندرستی کی دعا کرنے میں اختیار دیا تو اُس نے صبر اختیار کیا اور کہا یہ ضرور دُعا فرمائیں کہ میں بیہوشی میں برہنہ نہ ہو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی اس کے بعد وہ بیہوشی کی حالت میں برہنہ نہ ہوتی تھی،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیہوشی ہوجانے پر ثواب حاصل ہوتا ہے اور مصیبت کو اختیار کرنے اور اس پر صبر کرنے پر جنت حاصل ہوتی ہے اور رخصت کی نسبت سختی کو اختیار کرنے میں فضیلت ہے۔ بشرطیکہ وہ جانتا ہو کہ مصیبت کی سختی لمبی ہونے کی صورت وہ صبر کرسکے گا اور اس کے التزام سے کمزور نہ ہوگا (عینی)

۶۱۹۲ — ترجمہ : عطاء نے بیان کیا کہ اُنہوں نے اُمِ زُفر کو دیکھا وہ لمبے قد والی کالی عورت تھی جو کعبہ کے پردہ پر بیٹھی تھی۔

۶۱۹۲ — شرح : حسن بن مسلم نے بیان کیا کہ اُنہوں نے طاؤس سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجنون لائے جاتے حضور اُن کے سینہ پر دست اقدس رکھتے تو وہ تندرست ہوجاتا حضور کے پاس ایک مجنونہ عورت حاضر کی گئی جسے اُمِ زُفر کہا جاتا تھا اس کے سینہ پہ ہاتھ رکھا تو وہ تندرست نہ ہوئی اور اس کا شیطان باہر نہ نکلا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان دُنیا میں اس کے ساتھ رہے گا اور اس عورت کے لئے آخرت بہتر ہے یہ عورت کعبہ کے پردے

marfat.com

۶۱۹۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِيْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ تَابَعَهُ اَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ وَاَبُوْ ظِلَالٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پر بیٹھی رہتی تھی۔ بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اس عورت نے کہا مجھے ڈر رہتا ہے کہ وہ خبیث مجھے برہنہ کر دے گا حضور نے اس کے لئے دُعاء فرمائی۔ اس کے بعد جب بھی اسے خوف لاحق ہوتا کہ جن اس کے پاس آ رہا ہے تو وہ کعبہ کے پردوں سے لپٹ جاتی تھی۔ (عینی)

باب اس شخص کی فضیلت جس کی نظر جاتی رہے

۶۱۹۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب اپنے بندے کی اس کی دو محبوب چیزوں (آنکھوں) سے آزمائش کرتا اور وہ صبر کرے تو اس کو اُن کے عوض جنت عطا کرتا ہوں جبیبتیہ سے مُراد دو آنکھیں ہیں ،، اشعث بن جابر اور ابو ظلال نے انس سے روایت کرنے میں عمرو کی متابعت کی۔

۶۱۹۳ — شرح : آنکھیں انسان کے محبوب اعضاء سے ہیں ان پر صبر کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لئے جو ثواب کا وعدہ کیا اس کی امید پہ طالبِ ثواب رہے اور کسی سے عدمِ بصر کا شکویٰ نہ کرے اور نہ قلق و اضطراب کا اظہار کرے۔ حدیث شریف میں ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے عبد کی دُنیا میں آنکھیں سلب کر دوں تو میرے پاس اس کی جزاء صرف جنت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

marfat.com

بَابُ عِيَادَةِ النِّسَاءِ الرِّجَالَ وَعَادَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ مِنَ الْأَنْصَارِ

٦١٩٤ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ

باب عورتوں کا مردوں کی عیادت کرنا

اور ام درداء رضی اللہ عنہا نے انصار میں سے مسجد میں رہنے والے ایک آدمی کی بیمار پرسی کی

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو درداء کی دو بیویاں تھیں اُن میں سے ہر ایک کو ام درداء کہا جاتا تھا ایک کبریٰ اس کا نام خیرہ بنت ابو حدرد عبداللہ اسلمیہ ہے وہ صحابیہ ہیں اور فضلاء عقلمند عورتوں سے ہیں وہ ابو درداء سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ملک شام میں فوت ہوگئی تھیں اور دوسری بیوی ام درداء صغریٰ ہے اس کا نام ہجیمہ بنت حیی وصابیہ ہے۔ ابو عمر نے کہا ہمیں ایسی کوئی خبر نہیں پہنچی جس سے معلوم ہو کہ وہ صحابیہ ہے یا اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ جب ابو درداء فوت ہوئے تو حضرت امیر معاویہ نے انہیں شادی کا پیغام بھیجا جس کا اُس نے انکار کر دیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے نکاح نہ کیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ کونسی ام درداء ہے جس نے مسجد میں رہنے والے کسی انصاری آدمی کی عیادت کی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صغریٰ ام درداء ہے، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ادب مفرد میں یہ اثر حارث بن عبید کے طریق سے ذکر کیا ہے اور حارث شامی تابعی صغیر ہے اس کی امام درداء کبریٰ سے ملاقات نہیں ہوئی، کیونکہ ابو درداء کی وفات سے پہلے حضرت عثمان کی خلافت میں فوت ہوگئی تھی۔ حارث ابن عبید نے کہا میں نے ام درداء کو لکڑی کے کچاوہ پر دیکھا جن پر پردہ نہ تھا وہ انصاری آدمی کی عیادت کو جا رہی تھی۔ ام درداء صغریٰ عبدالملک بن مروان کے آخر عہد خلافت تک بقیدِ حیات رہی تھی اور (۸۱) اکیاسی ہجری میں کبریٰ کے پچاس برس بعد فوت ہوئی تھی۔ لہٰذا یہی ام درداء عیادت کرنے والی ہے کبریٰ نہیں

marfat.com

الْحُمّٰى يَقُوْلُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ اَهْلِهٖ ۚ وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ
وَكَانَ بِلَالٌ اِذَا اُقْلِعَتْ عَنْهُ يَقُوْلُ ۚ اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِيْ اِذْخِرٌ وَّجَلِيْلٌ ۚ وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ۚ وَهَلْ يَبْدُوَنْ
لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلٌ ۚ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ اَللّٰهُمَّ وَ
صَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ

۶۱۹۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما دونوں بیمار ہوگئے۔ ام المؤمنین نے کہا میں دونوں کے پاس گئی میں نے کہا اے ابا جان کیا حال ہے اے بلال کیا حال ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب بخار ہوتا تو وہ فرماتے ! ؎ ہر آدمی اپنے اہلِ خانہ میں صبح کرتا ہے حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے " اور جب بلال کا بخار اُترتا تو وہ کہتے ؎ کاش میں ایسی وادی میں رات بسر کرتا کہ میرے اِرد گرد اِذخِر اور جلیل گھاس ہوتے۔ کیا میں کسی روز مجنّہ کے پانیوں تک پہنچوں گا کیا میرے سامنے شامہ اور طفیل پہاڑ ظاہر ہوں گے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے واقعہ بیان کیا تو حضور نے فرمایا اے اللہ ! مدینہ منورہ ہمیں محبوب کر دے جیسے ہم مکہ مکرمہ سے محبت کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ محبت عطاء کر اور مدینہ منورہ کی آب و ہوا صحیح کر دے اور ہمارے لئے اس کے مُدّ اور صاع میں برکت کر اور اس کا بخار نقل کر کے جحفہ میں کر دے۔

۶۱۹۴ — شرح : مجنّہ مکہ مکرمہ سے چند میل دُور جگہ ہے۔ یہ جاہلیت میں منڈی تھی شامہ اور طفیل مکہ مکرمہ کے پہاڑ ہیں جُحفہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام اہلِ شام وہاں سے احرام باندھتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا بخار کا عرض ہونے کے باوجود منتقل ہوسکتا ہے۔ چونکہ عرض کا وجود محل سے علیحدہ نہیں ہوسکتا اس کا وجود محل کا وجود ہوتا ہے۔ اس لئے حدیث کا صحیح معنیٰ یہ ہے کہ مدینہ منورہ سے بخار معدوم کر دے اور جُحفہ میں ظاہر کر دے وہاں کے رہنے والے یہودی تھے جو مسلمانوں کے سخت دشمن تھے اس لئے ان کے لئے بددعاء کی اور مسلمانوں سے اچھا

marfat.com

بَابُ عِيَادَةِ الصِّبْيَانِ

۶۱۹۵ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَاصِمٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ اَنَّ بِنْتًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِ وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدٌ وَاُبَيٌّ تَحْسِبُ اَنَّ ابْنَتِيْ قَدْ حُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَمَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْنَا فَرُفِعَ الصَّبِيُّ فِيْ حَجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَفْسُهٗ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ مَنْ شَآءَ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ اِلَّا الرُّحَمَآءَ

ارادہ کیا۔ اقول یہ امر مسلم ہے کہ عرض کا وجود محل سے علیحدہ وجود نہیں لیکن یہ امر بھی مسلم ہے کہ عالم مثال میں اعمال کا وجود ہے؛ حالانکہ اعمال تمام اعراض ہیں قرآن کریم میں ہے کہ قیامت میں اعمال کا وزن کیا جائے گا پھر اس کی دوسری حدیث بھی تائید کرتی ہے کہ خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ سے ایک عورت پراگندہ حال نکل کر جحفہ چلی گئی جس کی تعبیر نقلِ بخار تھا۔

باب بچّوں کی عیادت کرنا

۶۱۹۵ــــ ترجمہ: اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

بَابُ عِيَادَةِ الْاَعْرَابِ

۶۱۹۶ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ اِبْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَهٗ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ قُلْتَ طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ اَوْ تَثُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذَنْ

کی صاحبزادی (زینب) رضی اللہ عنہا نے حضور کو پیغام بھیجا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ اور سعد ابن عبادہ - راوی کے گمان میں ابی بن کعب بھی حضور کے ساتھ تھے کہ میری بیٹی موت کے قریب ہے۔ آپ تشریف لائیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا اللہ ہی کا تھا جو اُس نے لے لیا اور دیا اور اس کے نزدیک ہر شئی ایک مقررہ مدّت تک ہے پس وہ ثواب کی امیدوار رہیں اور صبر کریں۔ صاحبزادی نے پھر پیغام بھیجا اس حال میں کہ حضور کو قسم دی کہ ضرور تشریف لائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ اُٹھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بچہ رکھا گیا جبکہ اس کا سانس اکھڑ رہا تھا اور بے قرار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو سعد بن عبادہ نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا؟ حضور نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالیٰ جن کے دلوں میں چاہے رکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم کرتا ہے۔

۶۱۹۵ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صاحبزادہ سیّدہ زینب تھیں اور فوت ہونے والا شہزادہ علی تھا۔ رضی اللہ عنہ۔ سعد بن عبادہ نے یہ خیال کیا کہ ایسے وقت میں صبر کرنا چاہیئے۔ حضور کیوں رو رہے ہیں جس کا جواب حضور نے دیا کہ یہ رحمت ہے صبر کے منافی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں اور یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سَو رحمتیں ہیں اُن میں سے ایک رحمت اللہ تعالیٰ نے جنات، انسانوں، بہائم اور حشرات میں رکھی ہے جس کے باعث وہ ایک دوسرے سے شفقت کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وحشی اپنے بچوں پر رحم کرتے ہیں اور بقایا ننانوے رحمتیں قیامت میں اپنے بندوں پر نازل فرمائے گا۔

marfat.com

بَابُ عِيَادَةِ الْمُشْرِكِ

۶۱۹۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ غُلَامًا لِيَهُوْدَ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اَعْرَاب کی بیمار پُرسی کرنا

۶۱۹۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کرنے تشریف لے گئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی حرج نہیں انشاء اللہ یہ گناہ صاف کرے گی۔ اس اعرابی نے کہا آپ کہتے ہیں۔ یہ طہور ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ بخار ہے جو بوڑھے پر جوش مارتا ہے اس کو قبروں تک پہنچائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہی سہی۔

۶۱۹۶ — شرح : اَعْرَاب وہ لوگ ہیں جو دیہات میں رہتے ہیں۔ شہروں میں اقامت نہیں کرتے اور ضروری کام کے بغیر شہروں میں آتے ہی نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار طہور ہے گناہوں سے پاک کر دیتا ہے جس کا اعرابی نے جواب دیا کیا یہ طہور ہے؟ بلکہ یہ بیماری ہے جو اسے قبر تک پہنچائے گی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیرا گمان یہی ہے تو عنقریب یہ پورا ہو جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ بہت جلد صبح کو مر گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے لئے اپنی رعیت کے بیماروں کی عیادت کرنے میں نقص نہیں۔ اگرچہ بیمار سخت قلب ہی کیوں نہ ہو اس میں اس کے اہل خانہ کی خاطر داری بھی ہے۔ اسی طرح عالم جاہل کی عیادت کرے اور اسے وعظ نصیحت کرے جس سے اسے نفع ہو اور اس کو صبر کی تلقین کرے تاکہ بیماری کو برا نہ جانے جس سے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جائے۔

باب مُشرک کی عیادت کرنا

۶۱۹۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک یہودی کا لڑکا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا بیمار ہو گیا تو اس کے

marfat.com

فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَقَالَ اَسْلِمْ فَاَسْلَمَ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ لَمَّا حُضِرَ اَبُوْطَالِبٍ جَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ اِذَا عَادَ مَرِيْضًا فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِهِمْ جَمَاعَةً

٦١٩٧ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُوْدُوْنَهُ فِيْ مَرَضٍ فَصَلّٰى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوْا يُصَلُّوْنَ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اِنَّ الْاِمَامَ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا قَالَ الْحُمَيْدِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَنْسُوْخٌ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرَ مَا صَلّٰى صَلّٰى قَاعِدًا وَالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامٌ

پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کرنے تشریف لے گئے اور اسے فرمایا مسلمان ہو جا وہ مسلمان ہو گیا۔ سعید بن مسیب نے اپنے والد سے ذکر کیا جب ابو طالب بیمار ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے۔ ابو طالب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا ان کا نام عبد مناف ہے (عینی)

(حدیث : ۱۲۷۶ - ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيْضِ

۶۱۹۸ ـــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا الْجُعَيْدُ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ اَنَّ اَبَاهَا قَالَ تَشَكَّيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوٰى شَدِيْدًا فَجَاءَنِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ اَتْرُكُ مَالًا وَاِنِّيْ لَا اَتْرُكُ اِلَّا ابْنَةً وَاحِدَةً فَاُوْصِيْ بِثُلُثَيْ مَالِيْ وَاَتْرُكُ الثُّلُثَ قَالَ لَا قُلْتُ فَاُوْصِيْ بِالنِّصْفِ وَاَتْرُكُ النِّصْفَ قَالَ لَا قُلْتُ

باب جب بیمار کی عیادت کی اور نماز کا وقت ہوگیا تو لوگوں کو باجماعت نماز پڑھائی۔

یعنی جب لوگ بیمار کی عیادت کو جائیں اور نماز کا وقت ہوجائے تو مریض لوگوں کو وہیں نماز باجماعت پڑھائے،،

۶۱۹۷ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں لوگ آپ کی عیادت کو آئے تو آپ نے ان کو بیٹھ کر نماز پڑھائی لوگ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے تو حضور نے ان کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام کی اقتداء کی جائے جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو جب وہ سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ جاؤ۔

امام بخاری نے کہا یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز بیٹھ کر پڑھی اور آپ کے پیچھے لوگ کھڑے تھے (امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مذکور حدیث میں منسوخ صرف لوگوں کا امام پیچھے بیٹھنا ہے۔

باب مریض پر ہاتھ رکھنا

marfat.com

بِالثُّلُثِ وَ اَتْرُكُ لَهَا الثُّلُثَيْنِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى جَبْهَتِهٖ ثُمَّ مَسَحَ وَجْهِيْ وَبَطْنِيْ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَ اَتْمِمْ لَهٗ هِجْرَتَهٗ فَمَا زِلْتُ اَجِدُ بَرْدَهٗ عَلٰى كَبِدِيْ فَمَا يُخَالُ اِلَيَّ حَتّٰى السَّاعَةِ

۶۱۹۸ — ترجمہ : عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اُن کے والد نے کہا میں مکہ مکرمہ میں سخت بیمار ہُوا تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم میری بیمار پُرسی کرنے تشریف لائے میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں کچھ مال چھوڑ رہا ہوں اور میری صرف ایک ہی لڑکی ہے جسے چھوڑ رہا ہوں۔ کیا میں دو تہائی مال وصیّت کر دوں؟ اور ایک تہائی رہنے دوں فرمایا ایسا نہ کرو۔ میں نے عرض کیا آدھا مال وصیّت کر دوں؟ اور آدھا رہنے دوں فرمایا یہ بھی نہ کرو۔ میں نے عرض کیا پھر میں ایک تہائی مال وصیّت کروں اور دو تہائی رہنے دوں۔ فرمایا ایک تہائی مال وصیّت کرو یہ بھی زیادہ ہے۔ پھر حضور نے اپنا دستِ اقدس سعد کی پیشانی پہ رکھا پھر میرے چہرے اور پیٹ کو مسح کیا اور فرمایا اے اللہ! سعد کو شفا دے اور اس کی ہجرت پُوری کر دے اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے جگر میں اس کی ٹھنڈک پاتا رہا مجھے خیال ہے کہ اس گھڑی تک وہ ٹھنڈک پاتا ہوں۔

۶۱۹۸ — شرح : عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص ہے رضی اللہ عنہا جس کے لئے حضرت سعد نے کہا میری صرف ایک ہی بیٹی ہے وہ اُمِّ حکم کبریٰ ہے اور اس حصر سے خاص حصر مراد ہے۔ یعنی میری اولاد میں صرف میری ایک بیٹی ہے ورنہ سعد کے چچا کے بیٹے تھے جو ان کے بطور عصبہ وارث تھے اور بیویاں بھی تھیں جو آٹھویں حصّہ کی وارث تھیں۔

قولہ علی جبھتہ ،، یعنی سعد کی پیشانی پر دستِ اقدس رکھا۔ ابوذر کشمیھنی نے "علی جبھتی" روائت کیا ہے۔ یعنی سعد نے کہا حضور نے میری پیشانی پہ دستِ اقدس رکھا اور دُعا فرمائی اے اللہ سعد کی ہجرت مکمل کر دے اور اس کو اس جگہ نہ چھوڑ جہاں سے اُس نے ہجرت کی ہے اور اللہ کے لئے اُسے چھوڑا ہے۔

(حدیث ۲۵۵۵ تا ۲۵۵۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۶۱۹۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهٗ بِيَدِىْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَلْ اِنِّىْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ فَقُلْتُ ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَلْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ اَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ لَهٗ سَيِّاٰتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

بَابُ مَا يُقَالُ لِلْمَرِيْضِ وَمَا يُجِيْبُ

۶۲۰۰ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ

۶۱۹۹ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود نے کہا میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ سخت بیمار تھے۔ میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے مس کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو سخت بخار ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے تم سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہے میں نے عرض کیا آپ کو ثواب بھی دوگنا ملتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا یہ اس لئے ہے کہ آپ کو دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں درست ہے پھر حضور نے فرمایا جس بھی مسلمان کو مرض وغیرہ کی اذیت پہنچے اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ گرا دیتا ہے جیسے درخت اپنے ورق گراتا ہے۔

(حدیث ۵۱۸۷ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ فَمَسِسْتُهٗ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقُلْتُ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا وَذَاكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ قَالَ اَجَلْ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ اَذًى اِلَّا حَاتَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تُحَاتُّ وَرَقَ الشَّجَرِ

۶۲۰۱ــــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ يَعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالَ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ كَيْمَا تُزِيْرَهُ الْقُبُوْرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذَنْ

باب مریض سے کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے

۶۲۰۰ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی حالت میں حاضرِ خدمت ہُوا میں نے آپ کو مس کیا جبکہ حضور کو سخت بخار تھا میں نے عرض کیا حضُور کو سخت بخار ہے یہ اس لئے کہ آپ کے لئے دوگنا ثواب ہے فرمایا ہاں! کسی بھی مسلمان کو کوئی اذیت پہنچے تو اس کے تمام گناہ اس سے گِر جاتے ہیں جیسے درختوں کے پتے گِرتے ہیں۔

۶۲۰۱ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا کوئی حرج نہیں۔ انشاء اللہ یہ گناہ صاف کرے گا۔ اُس نے کہا ہرگز نہیں بلکہ یہ بخار ہے جو بوڑھے شخص پر جوش مار رہا ہے تاکہ اس کو قبروں میں پہنچائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں

marfat.com

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ ۲۲

۶۲۰۲ــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ أُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى إِكَافٍ عَلٰى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ يَعُوْدُ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَفِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَقَفَ وَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ

یہی سہی،، (حدیث : ۵۱۹۵ جلد : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب سوار اور پیادہ یا اور کسی کو گدھے پر پیچھے بٹھا کر بیمار کی عیادت کرنا

۶۲۰۲ــ ترجمہ : عروہ سے روایت ہے کہ اُسامہ بن زید نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم

marfat.com

إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا
وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ
بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ
الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتّٰى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ فَلَمْ
يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوا فَرَكِبَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ ابْنِ عُبَادَةَ
فَقَالَ لَهُ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ يُرِيدُ عَبْدَ اللّٰهِ
ابْنَ أُبَيٍّ قَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَلَقَدْ
أَعْطَاكَ اللّٰهُ مَا أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اجْتَمَعَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ
أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُوهُ فَلَمَّا رَدَّ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ
اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ الَّذِي فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ

صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا اس کے اوپر فدک کی چادر تھی اور اُسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔ اس حال میں کہ جنگِ بدر سے پہلے سعد بن عبادہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور چلتے رہے حتی کہ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن اُبی بن سلول تھا۔ یہ عبداللہ کے مسلمان ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس مجلس میں ملے جلے لوگ، مسلمان، مشرک، بُت پرست اور یہودی تھے اور اس مجلس میں عبداللہ بن رواحہ بھی تھے جب سواری کے غبار نے مجلس کو ڈھانپ لیا تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی چادر سے ناک ڈھانپ لیا اور کہا ہم پر غبار نہ ڈالو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور وہاں ٹھہر گئے پھر سواری سے اُترے اور انہیں دعوت اسلام دی اور اُن پر قرآن پڑھا تو عبداللہ بن اُبی نے کہا اے آدمی! جو تو کہتا ہے ہم اسے اچھا نہیں جانتے ہیں اگر یہ حق ہے تو ہماری مجلس میں ہمیں اذیت نہ پہنچاؤ اور اپنے گھر چلے جاؤ ہم میں سے جو کوئی

marfat.com

۶۲۰۳ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بن عبّاس قَالَ حَدَّثَنَا عبد الرحمٰن قَالَ حَدَّثَنَا سُفيٰن عن محمد هُوَ ابنُ المنكدر عن جابر قَالَ جاء النّبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي لَيْسَ براكب بَغْل وَلا بِرُذَوْنٍ

تمہارے پاس آئے اس سے بیان کرو۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلس میں تشریف لایا کریں ہم اس سے محبت کرتے ہیں (اس کے بعد) مسلمان، مشرک اور یہودی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے لگے۔ قریب تھا کہ وہ آپس میں لڑ پڑیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش کراتے رہے حتی کہ وہ خاموش ہو گئے۔ پھر حضور سواری پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے گئے اور اسے فرمایا اے سعد! کیا جو کچھ ابو حباب نے کہا ہے تو نے سُنا نہیں ہے؟ حضور کی ابو حباب سے مراد عبداللہ بن اُبَیّ تھا۔ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ! اس کو معاف فرما دیں اور درگزر کریں۔ بے شک و شبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم منصب دیا ہے جو آپ ہی کے لائق ہے اس شہر کے لوگ جمع ہوئے تھے کہ اس کو تاج پہنائیں اور اس کے سر پر پگڑی باندھیں جب یہ اس حق کے باعث جو اللہ نے آپ کو دیا ہے مسترد ہوا تو وہ اس وجہ سے غمناک ہوا اس وجہ سے اُس نے کیا ہے جو آپ نے دیکھا ہے۔

۶۲۰۲ ـــ شرح : عبداللہ کا باپ اُبَیّ اور سلول اس کی ماں ہے اس لئے لفظ ابن مرفوع عبداللہ کی صفت ہے۔ اُبَیّ کی صفت نہیں قولہ لا احسن مما تقول ،، مفرد متکلم مضارع ہے اور مِن زایدہ ہے اور ما تقول اس کا مفعول بہ ہے۔ یعنی جو تو کہتا ہے میں اسے اچھا نہیں جانتا ہوں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ احسن اسم تفضیل ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو تو کہتا ہے اس سے کوئی کلام اچھا نہیں یعنی تو اچھا کہتا ہے۔ اس نے یہ بطور استہزاء کہا تھا۔ ابو حباب عبداللہ کی کنیت ہے۔ بحرہ بمعنی بلدہ ہے (شہر) اس شہر کے لوگوں کا مقصد یہ تھا کہ عبداللہ کو اپنا بادشاہ بنائیں اور اس کے سر پر سیادت کا عمامہ باندھیں؛ لیکن نورِ خدا کی چمک سے غمناک ہو کر ناروا کلام کرنا شروع کیا اور غم کے گھونٹ بھرنے لگا

۶۲۰۳ ـــ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کرنے تشریف لائے؛ حالانکہ آپ نہ خچر پر سوار تھے اور نہ ہی گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تھے (پیدل چل کر تشریف لائے تھے)

marfat.com

بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ اِنِّیْ وَجِعٌ اَوْوَارَاسَاہ

اَوِاشْتَدَّ بِیْ الْوَجَعُ وَقَوْلُ اَیُّوْبَ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

٦٢٠٤ــــ حَدَّثَنَا قَبِیْصَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِیْحٍ وَاَیُّوْبَ عَنْ مُجَاھِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اُوْقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ فَقَالَ اَیُؤْذِیْکَ ھَوَامُّ رَاْسِکَ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَہٗ ثُمَّ اَمَرَنِیْ بِالْفِدَاءِ

باب مریض کا کہنا کہ میں بیمار ہوں یا اس کا وَارَاسَاہُ کہنا یا یہ کہنا کہ میری بیماری سخت ہوگئی ہے

حضرت ایّوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا اے میرے پروردگار مجھے اذیّت پہنچی ہے اور تو بہت رحم کرنے والا ہے،،

شرح: وارأساہ،، کے معنی ہیں سر میں درد کے باعث کہنا۔ ہائے میرا سر یا یہ کہنا مجھے بہت درد ہے۔ یعنی یہ کہنا جائز ہے یہ بے صبری میں داخل نہیں۔ بخاری کے بعض نسخوں میں باب کا عنوان یہ ہے۔ ،، مَا رُخِّصَ لِلْمَرِیْضِ اَنْ یَقُوْلَ اِنِّیْ وَجِعٌ،، یعنی مریض کو یہ کہنے میں رخصت ہے کہ میں بیمار ہوں۔ حضرت ایوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا یہ فرمانا منصب نبوّت کے منافی نہیں، کیونکہ اُنھوں نے یہ بطور دعا کہا تھا مخلوق سے شکوٰی نہ تھا۔ لہٰذا یہ تسلیم و رضا کے منافی نہیں۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے دانت میں درد تھا اُن کے معتقدین ان کی عیادت کو آئے جبکہ وہ یہ کہتے تھے رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ،، ہر آدمی مرض کے باعث تکلیف محسوس کرتا ہے اور بیماری کا شکوٰی کرتا ہے، لیکن مذموم شکوٰی وہ ہے جس میں لوگوں کے سامنے مرض کی تکلیف ذکر کرے اگر اپنے بھائیوں کو بیماری کی خبر دے کہ وہ اس کے لئے شفاء کی دعاء کریں

marfat.com

۶۲۰۵ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى اَبُوْزَكَرِيَّا قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمٰنُ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَارَأْسَاهْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَاَنَا حَيٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاُثْكِلِيَاهْ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَظَلِلْتَ اٰخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَنَا وَارَأْسَاهْ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْ اَرَدْتُ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ وَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَاْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَاْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ

اور اس کا ہائے وائے کہنا استراحت ہے مخلوق سے شکوٰی نہیں۔

۶۲۰۴ — ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے جبکہ میں ہنڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا۔ حضور نے فرمایا کیا تیرے سر کی جوئیں تجھے اذیت پہنچا رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور نے حجام کو بلوایا اُس نے کعب کے بال مونڈھ دیئے پھر مجھے فدیہ دینے کا حکم فرمایا۔

(حدیث: ۱۶۹۸ - جلد: ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۲۰۵ — ترجمہ: یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے قاسم بن محمد بن بکر صدیق رضی اللہ عنہم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وارأساہ یہ کلمہ مردہ کے ندبہ میں کہا جاتا ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو فوت ہوگئی اور میں زندہ رہا تو تیرے لئے اللہ سے مغفرت طلب کروں گا اور دعاء کروں گا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہائے افسوس! بخدا میرا گمان ہے کہ آپ میری موت پسند فرماتے ہیں۔ اگر ایسا ہوگیا (میں مرگئی) تو دوسرے روز ہی آپ دوسری بیویوں کے ساتھ رات گزاریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

نے فرمایا بلکہ میں " وَارَأْسَاہُ " (یہ ندبہ میرے حق میں ہے) میں نے قصد یا ارادہ کیا ہے کہ ابوبکر اور اُن کے بیٹے کو پیغام بھیجوں اور انہیں وصیّت کروں کہ کہنے والے کچھ کہہ نہ سکیں اور خواہش کرنے والے خواہش نہ کریں پھر میں نے کہا اللہ انکار کرے گا اور مومن مدافعت کریں گے یا اللہ مدافعت کرے گا اور مومن انکار کریں گے۔

۶۲۰۵ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے سر درد تھا اس لئے اُنھوں نے فرمایا "وَاراساہ" کہا یہ ندبہ ہے جو تکلیف کے وقت کیا جاتا ہے یا کسی کی موت پر کیا جاتا ہے جیسے خاتونِ جنّت سلام اللہ علیہا نے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے وقت نُدبہ کیا اور فرمایا : یا ابتاہ الی جبرائیل نتعاہُ ،، اے میرے والد محترم ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر کرتے ہیں۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : ذاکِ لَوْ کَانَ الخ یعنی اگر تو فوت ہوگئی اور میں زندہ ہُوا تو تیرے لئے دُعاءِ مغفرت کروں گا۔ ایک روائت میں ہے تجھے کفن دوں گا اور نماز جنازہ پڑھوں گا پھر دفن کروں گا۔ یہ سُن کر ام المؤمنین نے فرمایا : "واثکلیاہ" یہ بھی نُدبہ ہے۔ اس کے معنی ہیں عورت کا مردہ کے بستر پہ رونا۔ یہ مصدر ہے یا عورت کی صفت ہے جس کا بچّہ گم ہوگیا ہو اگر یہ مصدر ہے تو ثاء مضموم ہے اور لام مکسور ہے۔ اگر اسم ہے تو ثاء مفتوح اور لام بھی مفتوح ہے۔ کہا جاتا ہے "ثکلتہ امہ ثُکلاً" اس کی ماں نے اس کو گم پایا ثکل کے معنی ہیں۔ عورت کا بچے کو گم پانا۔ اسی طرح ثُکلیٰ ہے۔ کہا جاتا ہے : "امرءۃ ثاکل وثکلیٰ" اس سے حقیقت مراد نہیں ہوتی بلکہ مصیبت یا خوف کے وقت لوگوں کی زبان پہ یہ کلمہ جاری ہوجایا کرتا ہے۔ اس کے بعد سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا : بَلْ اَنَا وَارَاساہ ،، کلمہ بل اضراب کے لئے ہے یعنی سر درد کی بات چھوڑیئے تم میرے بعد زندہ رہوگی اور میں تم سے پہلے انتقال کروں گا۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ میں ابوبکر کو بلاؤں اور انہیں اپنے بعد خلافت کی وصیّت کردوں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بلانے سے کیا مقصد ہے، حالانکہ ان کا خلافت میں کوئی دخل نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل یہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل کو مائل کرنے کا مقام ہے۔ یعنی خلافت تمہارے والد کو مفوّض ہے اور تمہارے بھائی اور اقارب کی موجودگی میں اُن سے مشورہ مطلوب ہے، کیونکہ وہ میرے مشورہ کے اہل ہیں یا مقصد یہ ہے کہ جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابوبکر کو خلافت مفوّض کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کو بعض محارم کو بھی حاضر کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اگر کسی کو بلانا ہو تو وہ یہ سرانجام دے سکے۔ پھر حضور نے یہ ارادہ اس لئے ترک کر دیا کہ اگر ابوبکر کے سوا اور کوئی خلافت کی خواہش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اور مومن اسے پسند نہ کریں گے اور اس کی مدافعت کریں گے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ

marfat.com

۶۲۰۶ — حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَیْدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یُوْعَكُ فَمَسِسْتُهٗ بِیَدِیْ فَقُلْتُ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِیْدًا قَالَ اَجَلْ كَمَا یُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ لَكَ اَجْرَانِ قَالَ نَعَمْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُصِیْبُهٗ اَذًی مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا

۶۲۰۷ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ

گفتگو آخری بیماری میں ہوئی تھی۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث القرطاس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت لکھنا تھی اسی لئے قلم دوات منگوائی تھی۔ اثناعشریہ کا یہ کہنا کہ حضرت علی علیہ السلام کے لئے خلافت لکھنا تھی محض وہم ہے۔ یہ حدیث اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور وہم کو مسترد کرتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

۶۲۰۶ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ کو تیز بخار تھا میں نے آپ کو مس کیا تو عرض کیا حضور آپ کو بہت تیز بخار ہے فرمایا ہاں جیسے تم میں سے دو آدمیوں کو بخار ہوتا ہے۔ عبداللہ نے کہا آپ کو دوگنا ثواب ہے فرمایا ہاں جس بھی مسلمان کو بیماری لاحق ہو یا اس کے سوا کوئی اور تکلیف ہو وہ اس کے سارے گناہ گرادیتی ہے جیسے درخت اپنے پتے گراتا ہے۔

(حدیث: ۵۱۸۷ جلد ۹ کی شرح دیکھیں)

۶۲۰۷ — ترجمہ: عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اس

marfat.com

سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ جَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ
مِنْ وَجَعٍ اِشْتَدَّ بِیْ زَمَنَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ بَلَغَ بِیْ مَا تَرٰی وَاَنَا
ذُوْ مَالٍ وَلَا یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَۃٌ لِیْ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِیْ قَالَ لَا قُلْتُ
بِالشَّطْرِ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ کَثِیْرٌ اِنَّکَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَکَ
اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَہُمْ عَالَۃً یَتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَنْ تُنْفِقَ
نَفَقَۃً تَبْتَغِیْ بِہَا وَجْہَ اللّٰہِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَیْہَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فِیْ امْرَاَتِکَ

بَابُ قَوْلِ الْمَرِیْضِ قُوْمُوْا عَنِّیْ

۶۲۰۸ــــ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاہِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا ہِشَامٌ
عَنْ مَعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

اس حال میں کہ میری سخت بیماری میں جو حجۃ الوداع میں مجھے لاحق ہوئی تھی میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا میرا حال اس حد تک پہنچ چکا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں، حالانکہ میں بہت مالدار ہوں میری صرف ایک بیٹی ہے جو میری وارث ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہ۔ میں نے عرض کیا ایک تہائی صدقہ کر دوں؟ فرمایا ایک تہائی صدقہ کرو تہائی بھی زیادہ ہے۔ تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑو وہ اس سے بہتر ہیں کہ انہیں بھوکے چھوڑو وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں تم جو بھی مال خرچ کرو گے جس کے سبب اللہ کی رضاء مطلوب ہو اس پر تمہیں ثواب دیا جائے گا۔ حتی کہ جو اپنی بیوی کے منہ میں دو اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔
(حدیث : ۲۵۵۵ کی شرح دیکھیں)

باب مریض کا کہنا کہ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ!

۶۲۰۸ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال

marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ
رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هَلُمَّ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ قَالَ عُمَرُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُنَا كِتَابُ
اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا مِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا
يَكْتُبْ لَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ وَمِنْهُمْ
مَنْ يَّقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوْا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا قَالَ
عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا
حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَّكْتُبَ لَهُمْ
ذٰلِكَ الْكِتٰبَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ

کا وقت قریب آیا حضور کے گھر میں چند آدمی موجود تھے جن میں عمر فاروق بھی تھے "رضی اللہ عنہ"
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تمہارے لئے تحریر کردوں اس کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے۔ عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے
ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ گھر میں موجود لوگوں نے اختلاف کیا اور باہم جھگڑا کیا اُن میں بعض کہتے تھے
اسباب کتابت (قلم دوات) حضور کے قریب کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے لکھ دیں
جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے اور اُن میں سے بعض وہی کہتے تھے جو عمر فاروق نے کہا تھا۔ جب لوگوں نے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے مقصد اور عبث باتیں زیادہ کیں اور جھگڑا کیا تو جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ عبداللہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے

marfat.com

بَابُ مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ الْمَرِيْضِ لِيُدْعٰى لَهٗ

۶۲۰۹ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ هُوَ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ

مُصیبت پُوری مصیبت تھی کہ لوگوں کا شور وغل اور اِن کا اختلاف جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضُور کے تحریر لکھنے کے درمیان حائل ہوگیا۔

شرح ۶۲۰۹ــ : اس حدیث سے اثنا عشریہ استدلال کرتے ہیں کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی المرتضٰی علیہ السلام کی خلافت تحریر کرنی تھی لیکن یہ محض وہم ہے کیونکہ خود ان کی کتب میں مذکور ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں تجھے ایک خفیہ بات کہتا ہوں اگر تو نے کسی سے ذکر کیا تو تم پر خدا کی ..... اور سب فرشتوں اور لوگوں کی ..... ہوگی۔ ام المؤمنین حفصہ نے کہا وہ کیا بات ہے۔ فرمایا میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے پھر اُن کے بعد تیرا باپ خلیفہ ہوگا۔ ام المؤمنین نے کہا آپ کو یہ کیسے معلوم ہے؟ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے علیم خبیر نے خبر دی ہے۔ باقر مجلسی نے حیات القلوب میں اسے ذکر کیا ہے۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل کتاب العلم میں مذکور ہے۔ (حدیث: ۱۱۴، جلد ۱ کی شرح دیکھیں)

باب جو مریض بچے کو لے گیا تاکہ اس کے لئے دُعاء کی جائے"

۶۲۰۹ــ ترجمہ : جُعید نے کہا میں نے سائب کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میری خالہ

marfat.com

بَابُ نَهْيِ تَمَنِّي الْمَرِيضِ الْمَوْتَ

٦٢١٠ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهُ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھانجا بیمار ہے۔ حضور نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعاء کی پھر حضور نے وضوء کیا تو میں نے آپ کے وضوء کا پانی پیا (جو باقی بچا تھا) میں حضور کی پشت کے پیچھے کھڑا ہوا اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان حَجَلَہ[م] کے انڈے کی طرح تھی یا ڈولی کی گھنڈی کی طرح تھی (حدیث : ۱۸۸، ج : اکی شرح دیکھیں)

[م] حجلہ کبوتر کی مثل سُرخ چونچ اور سُرخ پاؤں والا پرندہ ہے۔

باب بیمار کا موت کی خواہش کرنا

٦٢١٠ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی تکلیف کے باعث جو اسے پہنچے موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر وہ ضروری کرنے والا ہو تو یہ کہے اے اللہ! جب تک میری زندگی میرے لئے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میری وفات میرے لئے بہتر ہو تو مجھے فوت کرلے۔

٦٢١٠ــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت موت کی خواہش کرنا ممنوع ہے۔ بعض نے کہا یہ نہی اس آیت کریمہ میں یوسف علیہ السلام کے قول : تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ،، سے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے قول : وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ،، سے اور اس حدیث " وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى ،، سے منسوخ ہے۔ نیز حضرت عمر فاروق اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما نے موت کی دعاء کی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان حضرات نے موت کے بعد ساتھی کا سوال کیا لہٰذا اس سے مراد یہ ہے : اَلْحِقْنَا بِدَرَجَاتِهِمْ اور عمر فاروق کی حدیث ضعیف ہے (عینی) حجلہ کبوتر کی مثل سُرخ چونچ اور سُرخ پاؤں والا پرندہ ہے۔

marfat.com

۶۲۱۱ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی خَبَّابٍ نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰی سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا وَاَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ثُمَّ اَتَيْنَاهُ مَرَّةً اُخْرٰی وَهُوَ يَبْنِیْ حَائِطًا لَهٗ فَقَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ يُؤْجَرُ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ يُنْفِقُهٗ اِلَّا فِیْ شَیْءٍ يَجْعَلُهٗ فِیْ هٰذَا التُّرَابِ

ترجمہ : قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خباب بن ارت کی بیمار پرسی کرنے گئے جبکہ اُنہوں نے جسم پر سات جگہ داغ لگوائے تھے۔ انہوں نے کہا ہمارے پہلے ساتھی جو گزر گئے ہیں دُنیا نے اُن کا عمل کم نہیں کیا اور ہم نے اتنا مال و متاع پایا ہے کہ مٹی کے سوا اس کو رکھنے کی جگہ نہیں پاتے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دُعا کرنے سے منع فرمایا ہے تو میں موت کی دُعا کرتا۔ پھر ہم دوبارہ اُن کے پاس گئے جبکہ وہ اپنی دیوار بنا رہے تھے تو اُنہوں نے کہا ہر شئ جو مسلمان خرچ کرتا ہے۔ اس میں اسے ثواب ملتا ہے سوا اس شئے کے جس کو وہ مٹی میں رکھتا ہے۔

۶۲۱۱ شرح : حضرت خُبیب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیماری کے باعث اپنے پیٹ پر سات داغ لگا رکھے تھے۔ جس حدیث میں داغ لگانے سے نہی مذکور ہے۔ اس کا محمل یہ ہے کہ جو یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ داغ لگوانے سے ہی شفا ہوتی ہے اور جس کا عقیدہ یہ ہو کہ شفا دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے لئے کچھ حرج نہیں۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے تواضع اور انکساری کرتے ہوئے کہا کہ جو حضرات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں وفات پاگئے اور دُنیاوی مال و متاع سے سرفراز نہ ہوئے اور تنگ زندگی گزارتے ہوئے دُنیا سے کوچ کر گئے۔ دُنیا نے اُن کا عمل کم نہیں کیا اور جو حضرات اُن کے بعد زندہ رہے فتوحات کے باعث مغانم کثیرہ کے مالک ہوئے انہیں دُنیاوی مال و متاع بہت میسّر ہوا جو آخرت کے ثواب میں کمی کرتا ہے۔ اسی لئے حضرت خباب نے کہا ہم نے دُنیا میں اتنا مال پایا کہ اس کے رکھنے کی جگہ نہیں پاتے ہیں۔ اور مکانات بنانے کے سوا اس کا کوئی مصرف نظر نہیں آتا

marfat.com

۶۲۱۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْعُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَنْ يُّدْخِلَ اَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِفَضْلٍ مِّنْهُ وَرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَلَا يَتَمَنَّى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَّسْتَعْتِبَ

معلوم ہُوا کہ مال کو عمارات میں صرف کرنا مذموم ہے، لیکن وہ عمارات جو ذاتی ضرورت تک محدود ہیں وہ مذموم نہیں؛ کیونکہ ان سے استغنی بہت مشکل ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ ۶۲۱۲ — : ابوعبید جو عبدالرحمٰن بن عوف کے آزاد کردہ ہیں نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا میں بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل و کرم اور رحمت سے ڈھانپ لیا ہے۔ تم میانہ روی اختیار کرو اور اللہ کا قرب طلب کرو اور تم میں سے کوئی بھی موت کی خواہش نہ کرے؛ کیونکہ وہ مخلص ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خیریت زیادہ کرے گا یا گناہ گار ہے تو شائد وہ توبہ کرے۔

شرح ۶۲۱۲ — : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ یارسُول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کرے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ہی رضامندی سے یہ کلام فرمایا کہ اسلام، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج نہیں جنت میں داخل کرے گا۔ یہ حدیث باب کی حدیث کے مخالف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل دخولِ جنت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت سے ہے، لیکن جنت کے منازل اور درجات اعمال کے سبب ہیں۔ لہٰذا حضرت معاذ کی حدیث کا معنی یہ ہے یارسُولَ اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت کے منازل اور درجات کی رہنمائی کرے۔ حضور نے نہایت ہی رضامندی سے سُن کر انہیں جواب دیا جو معاذ کی حدیث میں مذکور ہے۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں۔ حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ خیال کیا

marfat.com

۶۲۱۳ــــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُسْتَنِدٌ اِلَیَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔

بَابُ دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِیْضِ

وَقَالَتْ عَائِشَۃُ بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْھَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا ۶۲۱۴ــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا

کہ اعمال کا جنت میں داخل نہ کرنا ان میں نقص کے سبب ہوگا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال نہایت اخلاص اور کمال پر مبنی ہیں اس لئے انہوں نے یہ جرأت کرتے ہوئے عرض کیا تو فرمایا مجھے بھی عمل جنت میں داخل نہ کرے گا؛ لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے مجسم رحمت بنایا ہے۔ میرا عمل دخولِ جنت کا موجب نہیں۔ پس تم میانہ روی اختیار کرو اور عمل درست کرو۔ اگر اعمال بروجہ کمال نہ کر سکو تو ہر عمل میں اللہ کا قرب طلب کرو یا اس کے معنی یہ ہیں کہ تم عمل درست کرو اچھے عملوں سے قربِ حق تعالیٰ حاصل ہوتا ہے؛ چونکہ پہلے کلام میں اعمال کی اہمیت کو نظر انداز کیا گیا تھا۔ اس لئے بعد میں فرمایا: "سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا" کہ عمل سے لاپرواہی نہ کرو اور علی وجہ کمال کرنے کی کوشش کرو اور ان کے سبب عبودیت کا حق ادا کرو۔

۶۲۱۳ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا؛ حالانکہ آپ مجھ پر سہارا لگائے ہوئے تھے۔ آپ فرماتے تھے اے اللہ! مجھے بخش اور مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔

۶۲۱۳ــــ شرح: رفیقِ اعلیٰ سے مراد فرشتے ہیں جو اصحابِ ملاءِ اعلیٰ ہیں۔ اس عبارت میں موت کی خواہش نہیں؛ کیونکہ یہ کلام بے اختیار واقع ہوا ہے۔ موت کی خواہش وہ ممنوع ہے جو دنیا کے مصائب سے تنگ آکر خواہش کرے؛ چونکہ حضرت کے اس کلام شریف میں کچھ تمنّی ظاہر ہوتی تھی۔ اس لئے فرمایا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ،، واللہ اعلم!

marfat.com

أَبُوْعَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتٰى مَرِيْضًا أَوْ أُتِيَ بِهٖ قَالَ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا وَقَالَ عَمْرُوْ بْنُ أَبِيْ قَيْسٍ وَإِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ وَأَبِي الضُّحٰى إِذَا أُتِيَ بِالْمَرِيْضِ وَقَالَ جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى وَحْدَهٗ وَقَالَ إِذَا أَتٰى مَرِيْضًا

باب عیادت کرنے والا کا مریض کے لئے دُعاء کرنا

عائشہ بنت سعد نے اپنے والد سے روائت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے اللہ سعد کو شفاء دے"

۶۲۱۴ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو فرماتے اے لوگوں کے پروردگار بیماری دُور کر دے شفاء دے تو ہی شافی ہے شفا صرف تیری ہے ایسی شفاء جو بیماری نہ چھوڑے ،، عمرو بن ابی قیس اور ابراہیم ابن طہمان نے منصور کے ذریعے ابراہیم اور ابوالضحیٰ سے روائت کی کہ جب کوئی مریض لایا جاتا جریر نے منصور کے ذریعہ صرف ابوالضحیٰ سے روائت کی اور کہا جب بیمار کے پاس آتے۔

۶۲۱۴ــــ شرح : ربَّ النّاس میں حرفِ نداء محذوف ہے یعنی یا رَبّ النّاس" اَنْتَ الشّافی) میں مبتداء خبر معرفہ مفیدِ حصر ہے کیونکہ جب تک دواء میں اللہ تعالیٰ شفاء پیدا نہ کرے وہ نفع نہیں دیتی اور لایُغَادِرُ سَقَمًا اشف کی تکمیل کرتا ہے "

marfat.com

بَابُ وُضُوْءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيْضِ

۶۲۱۵ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَرِیْضٌ فَتَوَضَّاَ فَصَبَّ عَلَیَّ اَوْ قَالَ صُبُّوْا عَلَیْهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ لَا یَرِثُنِیْ اِلَّا كَلَالَةٌ فَكَیْفَ الْمِیْرَاثُ فَنَزَلَتْ اٰیَةُ الْفَرَائِضِ

بَابُ مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمّٰی

۶۲۱۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وُعِكَ اَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ

باب عیادت کرنے والے کا، مریض کے لئے وُضُوء کرنا ---"

۶۲۱۵ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے پاس تشریف لائے، حالانکہ میں بیمار تھا۔ آپ نے وضو کیا اور مجھ پر پانی ڈالا یا فرمایا اس پر پانی ڈالو میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! میرا صرف کلالہ وارث ہے۔ وراثت کیسے تقسیم ہو تو آیت میراث نازل ہُوئی "

باب جس نے وباء اور بخار کے دفع ہونے کی دعاء کی

marfat.com

عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا اَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اِذَا اَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ ؎ كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِيْ اَهْلِهٖ ۞ وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ ؎ وَكَانَ بِلَالٌ اِذَا اُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهٗ فَيَقُوْلُ اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ۞ بِوَادٍ وَحَوْلِيْ اِذْخِرٌ وَجَلِيْلٌ ۞ وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ۞ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلٌ ؎ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ حُبًّا وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ

۶۲۱۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (مدینہ منوّرہ) تشریف لائے تو ابوبکر صدیق اور بلال بیمار ہوگئے۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں دونوں کے پاس گئی اور کہا اے اباجان! آپ کا کیسا حال ہے؟ ام المؤمنین نے فرمایا ابوبکر صدیق کو جب بخار آتا تو فرماتے ؎ ہر آدمی اپنے گھر والوں میں رہتا ہے، صبح کرتا ہے، حالانکہ اس کی موت جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے اور جب بلال کا بخار اُترتا تو وہ کہتے ؎ کاش میں ایسی وادی میں رات بسر کرتا کہ میرے اردگرد اذخر اور جلیل گھاس ہوتے۔ کیا میں کسی روز مجنّہ کے پانیوں تک پہنچوں گا کیا میرے سامنے شامہ اور طفیل پہاڑ ظاہر ہوں گے راوی نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جلدی سے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور آپ کو یہ خبر سُنائی تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے اللہ! ہمارے لئے مدینہ منوّرہ محبوب کردے جیسا مکہ مکرمہ محبوب کیا بلکہ اس سے زیادہ محبوب کردے اور اس کی آب وہوا صحیح کردے اور ہمارے لئے اس کے ناپ تول میں برکت کر اور اس کا بخار نقل کرکے جحفہ میں کردے۔

(حدیث : ع ۵۱۹۳، ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الطِّبِّ

بَابُ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً

۶۲۱۷ — حَدَّثَنَا محمد بن المُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَیْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِیْدِ بن ابی حُسَین قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاء بن ابی رَبَاحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عن النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الطِّبِّ

طبّ وہ علم ہے۔ جس سے انسان کے بدن کے احوال بحیثیّت صحت و سقم معلوم ہوتے ہیں،،

باب اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی مگر اس کے لئے شفاء نازل کی ہے،،

marfat.com

بَابُ هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ وَالْمَرْاَةُ الرَّجُلَ

۶۲۱۸ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ رُبَيِّعٍ بِنْتِ مُعَوَّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلٰى وَالْجَرْحٰى اِلَى الْمَدِيْنَةِ

۶۲۱۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں فرمائی ہے۔

۶۲۱۷ — شرح : مرض اور دوا کے انزال سے مراد وہ فرشتے جو بیماری اور دواء لے کر آتے ہیں اور جو بیمار دوائی کے استعمال سے صحت یاب نہیں ہوتے ان کے لئے صحیح علاج اور تشخیصِ مرض کا فقدان ہوتا ہے۔ یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں کیونکہ اس سے بڑھاپا اور موت مستثنیٰ ہیں۔ اس حدیث سے علاج کرانے کی اباحت ثابت ہے اور طب کا جواز ہے معلوم ہوا کہ صوفیوں کا یہ کہنا درست نہیں کہ ولائت جب ہی مکمل ہوتی ہے کہ جب کوئی مرض لاحق ہو اس سے راضی ہو اور علاج کی کوشش نہ کرے۔

باب کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج کرے

۶۲۱۸ — ترجمہ : ربیع بنت معوّذ بن عفراء نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگ کیا کرتی تھیں لوگوں کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں اور مقتول اور زخمیوں کو مدینہ منوّرہ لاتی تھیں ،،

۶۲۱۸ — شرح : ربیع بضم الراء اور باء مفتوح اور یا مکسور ہے۔ مُعَوّذ صیغہ اسم فاعل ہے عفراء اعفر کی تانیث ہے۔ رُبَیِّع اُن صحابیات میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور اُن کے والد مُعَوّذ بن حارث بن رفاعہ نے بدر کی جنگ میں ابوجہل لعین کو قتل کیا تھا۔ پھر اس کو قتل کرنے کے بعد لڑتے ہوئے اسی روز بدر میں شہید ہو گئے

marfat.com

بَابُ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاث

۶۲۱۹ــ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَالِمُ الْأَفْطَسُ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ شَرْبَةِ عَسَلٍ وَشُرْطَةِ مِحْجَمٍ وَكَيَّةٍ نَارٍ وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ رَفَعَ الْحَدِيثَ وَرَوَاهُ الْقُسِّيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَسَلِ وَالْحَجْمِ

۶۲۲۰ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَارِثِ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمٍ الْأَفْطَسِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ كَيَّةِ بِنَارٍ وَأَنَا أَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ

جبکہ مسافع نے اس کو قتل کیا تھا۔ عفراء مُعَوِّذ کی والدہ ہے۔
(حدیث : ۲۶۸۵ - ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب شفاء تین چیزوں میں ہے

۶۲۱۹ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شفاء تین چیزوں میں ہے۔ شہد پینے، پچھنے لگوانے اور آگ سے داغنے میں ہے۔ میں اپنی اُمت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے حضور تک رفع کیا ہے۔ اس کو یعقوب قمی نے لیث مجاہد اور ابن عباس

marfat.com

بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَسَلِ
وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ

رضی اللہ عنہما کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ شفاء شہد اور پچھنے لگوانے میں ہے۔ (یعنی داغنے کا اس روائت میں ذکر نہیں)

۶۲۲۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفاء تین چیزوں میں ہے۔ پچھنے لگوانے، شہد پینے اور آگ سے داغنے میں ہے۔ میں اپنی اُمت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔

۶۲۲۰ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں میں شفاء کو منحصر نہیں کیا کیونکہ ان کے علاوہ اور اشیاء سے بھی شفاء ہوتی ہے۔ حضور نے اِن تین چیزوں کو اصولِ علاج قرار دیا ہے، کیونکہ بیماری دموی یا صفراوی یا سوداوی یا بلغمی ہوتی ہے دموی کا علاج خون نکالنا ہے اور یہ پچھنے لگوانے سے ہوتا ہے، کیونکہ عربوں میں خون نکالنے کا یہی طریقہ تھا۔ اگرچہ فصد سے بھی نکالا جاتا ہے لیکن وہ پچھنے لگوانے میں داخل ہے اسی طرح علق لگوانے سے بھی خون نکالا جاتا ہے۔ بہرحال جس سے بھی خون نکالا جائے وہ "شرطۃ محجم" میں داخل ہے۔ آپریشن بھی اس میں داخل ہے اگرچہ طریقہ، مختلف ہے۔ باقی بیماروں کا علاج اسہال کے ساتھ ہے اُن کے مناسب شہد کو ذکر کیا۔ جن فضلات کا اخراج مشکل ہو۔ ان کے لئے داغنا آخری اِخراج ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب داغنے میں شفاء ہے تو اس سے منع کیوں فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ داغنا طبعًا بیماری دور کرتا ہے اس لئے اس سے منع فرمایا اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ شافی صرف اللہ تعالیٰ ہے تو اسے معیّن طریقہ سے استعمال کرنے میں ضرور شفاء ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو داغا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی داغتے تھے۔

باب شہد سے علاج کرنا
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے"

شہد کے کثیر منافع ہیں۔ انتڑیوں اور رگوں میں میل زائل کرتا ہے معدہ کی صفائی کرتا ہے۔ رگوں کے

marfat.com

منہ کشادہ کرتا ہے۔ معدہ، جگر، مثانہ وغیرہ کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کو کھانے سے رطوبات کی تحلیل ہوتی ہے۔ دوائیوں کی مکروہ کیفیت دُور کرتا ہے۔ سینہ اور جگر کا تنقیہ کرتا ہے۔ بول اور حیض کھل کر آتا ہے۔ بلغم سے سینہ کی درد کے لئے مفید ہے جن لوگوں کے بلغمی سرد مزاج ہیں ان کے لئے بہت مفید ہے اگر اسے سرکہ میں حل کر کے کھایا جائے تو صفراء دُور کرتا ہے یہ غذا کے علاوہ دوا بھی ہے۔ پینے کے بھی کام آتا ہے اور خوش ذائقہ شربتی اور مفرح بھی ہے۔

شہد کے منافع

اگر شہد کو گرم کر کے عرق گلاب میں حل کر کے پیا جائے تو حیوان کے کاٹنے سے شفا دیتا ہے۔ اگر پانی میں ملا کر پیا جائے تو کتے کے کاٹنے سے شفاء دیتا ہے۔ اگر اس میں تازہ گوشت رکھا جائے تو تین ماہ تک گوشت کی طراوت باقی رہتی ہے۔ اسی طرح ککڑی، کدو، بگن، لیموں اور دیگر پھل خراب نہیں ہوتے۔ اگر بدن پر ملا جائے تو جوئیں ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ بالوں کو لمبا، خوبصورت اور نرم بناتا ہے اگر اس کو بطور سرمہ لگایا جائے تو نظر تیز کرتا ہے۔ اگر اس کی مسواک کی جائے تو دانت صاف ہو جاتے ہیں اور ان کی بیماری دُور ہو جاتی ہے اس سے مُردوں کے بدن محفوظ رہتے ہیں اور وہ جلدی سڑتے نہیں۔ پہلے اطباء مرکب دوائیوں میں اسی پر اعتماد کرتے تھے۔ ان کی اکثر کتابوں میں شکر کا کہیں ذکر نہیں۔ اکثر بیماریوں میں وہ شکر سے زیادہ مفید اور نافع ہے۔ شکر معدہ کو نرم کرتی ہے جبکہ شہد کی یہ وصف نہیں ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پانی سے ملا کر ہر روز ایک پیالہ نوش فرماتے تھے۔ صحت کی حفاظت میں یہ عجیب حکمت ہے اسے صرف اہلِ علم ہی جانتے ہیں۔ اس کے بعد حضور جَو کی نمکین روٹی کے ساتھ ناشتہ فرماتے تھے یا سرکہ ملا لیتے تھے قولہ فیہ شفاء للناس ،، اس میں شہد کی تمام مشروبات پر فضیلت ذکر کی ہے اور یہ ہونا بھی چاہیئے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شہد شفاء ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب پھنسیاں نکلتیں تو وہ اس جگہ پر شہد مل دیتے تھے اور یہ تلاوت کرتے ،، وَيَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ،، اور کہتے تم قرآن کریم اور شہد سے شفاء حاصل کرو۔ شقیق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی پیٹ کے مرض سے مر جائے وہ شہید ہے اور پیٹ کے مرض کی دواء شہد ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اپنے بھائی کے پیٹ کی شکائت کی کہ اسے اسہال آتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اسے شہد پلاؤ اُس نے شہد پلایا تو اسے کچھ فائدہ نہ ہُوا پھر دُوسری اور تیسری بار آکر یہی شکائت کرتا رہا حتیٰ کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ کہا ہے جاؤ اسے شہد پلاؤ۔ اس حدیث سے شہد نے اثر نہ کیا اس کا جواب یہ ہے کہ

marfat.com

۶۲۲۱ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ

۶۲۲۲ــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْغَسِيْلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ اَوْ يَكُوْنَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّاءَ وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب سے خبر دی تھی جس پر من عند اللہ مطلع تھے کہ اس کی شفاء شہد پینے میں ہے اور اسے بار بار شہد پینے کی تلقین فرماتے رہے تاکہ اللہ نے جو وعدہ فرمایا ہے وہ پورا ہو۔ نیز اس کے پیٹ میں فاسد مادہ بہت تھا جو ہر مرتبہ شہد پینے سے خارج ہوتا رہا جب تیسری بار سارا مادہ خارج ہو گیا تو اسے آرام آگیا اور اسہال بند ہو گئے۔ اگر اوّل بار اسہال بند کر دیئے جاتے تو فاسد مادہ پیٹ میں رہ جاتا جو مریض کو تکلیف دیتا اس لئے شہد کا بار بار پینا ہی اس کا علاج تھا، تاکہ فاسد مادہ درست ہو جائے۔

۶۲۲۱ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھی چیز اور شہد بہت پسند تھا۔

۶۲۲۲ــ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہاری دوائیوں میں سے اگر کسی دوائی میں شفا ہے یا فرمایا تمہاری دوائیوں میں سے کسی میں بہتری ہے تو وہ پچھنے لگوانے یا شہد پینے، آگ سے داغ لگوانے میں ہے جبکہ بیماری کے موافق ہو اور میں آگ سے داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

۶۲۲۲ــ شرح : قولہ توافق الداء، اس میں یہ اشارہ ہے کہ آگ سے داغنا اس وقت مشروع ہے کہ وہ مرض کے موافق ہو اور اس کو

marfat.com

۶۲۲۳ — حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِى سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخِىْ يَشْتَكِىْ بَطْنَهٗ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ

تحقیق کے بعد استعمال کرنا چاہیئے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم داغنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ علاج آخر میں کیا جائے جبکہ اس کے سوا اور کسی دواء سے آرام نہ آتا ہو، کیونکہ اس میں سخت درد ہوتا ہے۔

۶۲۲۳ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میرے بھائی کے پیٹ میں درد ہے۔ حضور نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ۔ پھر وہ دوبارہ آیا حضور نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ پھر تیسری بار آیا اور کہا میں نے شہد پلایا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے اس کو شہد پلاؤ اُس نے شہد پلایا تو وہ تندرست ہوگیا۔

۶۲۲۳ — شرح : امام نووی نے کہا بعض ملحدین نے اعتراض کیا کہ شہد تو خود اسہال لاتا ہے وہ صاحبِ اسہال کو کیا شفاء دے گا، لیکن یہ کہنا ان کی جہالت ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا : بل وہ جھوٹے ہیں اُنہوں نے اس کے علم کا احاطہ نہیں کیا ،، کیونکہ اسہال کے اسباب مختلف ہیں۔ بعض دفعہ اسہال کا سبب ہیضہ ہوتا ہے۔ اس کے علاج میں اطباء کا اتفاق ہے کہ ہیضہ والے کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اگر کسی مدد کی ضرورت پڑے تو مدد کی جائے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے اسہال ہیضہ کے باعث ہوں۔ اس لئے حضور نے شہد پینے کا حکم دیا تاکہ اس کی مدد ہو اور اسہال کا مادہ ختم ہو جائے تو دست رُک جائیں گے۔ کبھی علاج بطورِ تبرّک اور حضور کی دعاء اور حسنِ اثر سے ہوتا ہے، لیکن یہ حکم سب لوگوں کے لئے نہیں کبھی یہ عادت کے خلاف معجزہ ہوتا ہے کہ حضور کے اس ارشاد سے خلافِ عادت دست رک جائیں۔

marfat.com

بَابُ الدَّوَاءِ بِاَلْبَانِ الْاِبِلِ

۶۲۲۴ــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامُ ابْنُ مِسْكِيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سُقْمٌ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اٰوِنَا وَاَطْعِمْنَا فَلَمَّا صَحُّوْا قَالُوْا اِنَّ الْمَدِيْنَةَ وَخِمَةٌ فَاَنْزَلَهُمُ الْحَرَّةَ فِيْ ذَوْدٍ لَهٗ فَقَالَ اشْرَبُوْا اَلْبَانَهَا فَلَمَّا صَحُّوْا قَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوْا ذَوْدَهٗ فَبَعَثَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَّرَ اَعْيُنَهُمْ فَرَاَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الْاَرْضَ بِلِسَانِهٖ حَتّٰى يَمُوْتَ قَالَ سَلَّامٌ فَبَلَغَنِيْ اَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِاَنَسٍ حَدِّثْنِيْ بِاَشَدِّ عُقُوْبَةٍ عَاقَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهٗ بِهٰذَا فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ وَدِدْتُ اَنَّهٗ لَمْ يُحَدِّثْهُ

باب اونٹوں کے دودھ سے علاج کرنا

۶۲۲۴ــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا بعض لوگ بیمار تھے۔ اُنھوں نے کہا یا رَسُوْلَ اللہ! ہمیں پناہ دیں اور کھانا کھلائیں جب وہ صحت یاب ہوئے تو اُنہوں نے کہا مدینہ منورہ کی آب وہوا ہمارے موافق نہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شہر کے باہر حرّہ میدان میں اپنے اونٹوں میں جگہ دی (کہ وہاں ٹھہریں) اور فرمایا اُن کے دودھ پیئو جب وہ تندرست ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کیا اور آپ کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ حضور نے اُن کے پیچھے لوگ بھیجے (کہ ان کو پکڑ لائیں) پھر اُن کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھروائیں۔ میں نے اُن میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان سے زمین کو چاٹ رہا تھا حتیٰ کہ مرگیا۔ سلام نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حجاج نے حضرت انس سے کہا مجھے

marfat.com

بَابُ الدَّوَاءِ بِاَبْوَالِ الْاِبِلِ

۶۲۲۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَاسًا اجْتَوَوْا فِی الْمَدِیْنَةِ فَاَمَرَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَلْحَقُوْا بِرَاعِیْهِ یَعْنِیْ اِلْبِلَ فَیَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَلَحِقُوْا بِرَاعِیْهِ فَشَرِبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا حَتّٰی صَلُحَتْ اَبْدَانُهُمْ فَقَتَلُوا الرَّاعِیَ وَسَاقُوا الْاِبِلَ فَبَلَغَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فِیْ طَلَبِهِمْ فَجِیْءَ بِهِمْ فَقَطَّعَ اَیْدِیَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ اَعْیُنَهُمْ قَالَ قَتَادَةُ فَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سِیْرِیْنَ اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ قَبْلَ اَنْ تُنْزَلَ الْحُدُوْدُ

اس سخت عقوبت کی خبر دو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو دی ہو تو انس نے یہ حدیث بیان کی حسن بصری کو یہ خبر ملی تو اُنہوں نے کہا میری خواہش یہ تھی کہ انس حجاج سے یہ حدیث بیان نہ کرتے

۶۲۲۴۔ شرح : ابن سعد نے کہا اونٹوں کی تعداد پندرہ تھی۔ ان لوگوں کی آنکھوں میں گرم سلاخیں ڈلوانے کے معنی یہ ہیں کہ گرم لوہے سے اُن کی آنکھیں نکلوا دیں۔ اِن سے یہ اِس لئے کیا کہ اُنہوں نے حضور کے چرواہے کے ساتھ یہی برتاؤ کیا تھا اس لئے اُن کے کئے کی انہیں جزاء دی۔ یہ نزولِ مثلہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ انس یہ حدیث حجاج بیان نہ کرتے کیونکہ حجاج بن یوسف ثقفی بہت بڑا ظالم تھا وہ ظلم کرنے میں تھوڑا سا سہارا لے کر سخت سے سخت ظلم کرتا تھا۔

باب اُونٹوں کے پیشاب سے علاج کرنا

۶۲۲۵۔ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ لوگوں کی ایک

marfat.com

بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

۶۲۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ اَبْجَرَ فَمَرِضَ فِی الطَّرِیْقِ فَقَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ وَهُوَ مَرِیْضٌ فَعَادَهُ ابْنُ اَبِیْ عَتِیْقٍ فَقَالَ لَنَا عَلَیْکُمْ بِهٰذِهِ الْکُبَیْبَةِ السَّوْدَاءِ فَخُذُوْا مِنْهَا خَمْسًا اَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوْهَا ثُمَّ اقْطُرُوْهَا فِیْ اَنْفِهٖ بِقَطَرَاتِ زَیْتٍ فِیْ هٰذَا الْجَانِبِ وَفِیْ

جماعت مدینہ منورہ میں بیمار ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے سے ملیں۔ یعنی اونٹوں کو چرانے والے، اور اُن کے دودھ اور پیشاب پئیں۔ حتی کہ ان کے بدن صحیح ہو گئے تو اُنہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ نے ان کی تلاش میں لوگ بھیجے پس اُن کو لایا گیا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیریں۔ قتادہ نے کہا مجھے محمد بن سیرین نے خبر دی یہ واقعہ حدود کے نزول سے پہلے کا ہے۔

۶۲۲۵ — شرح : اجتواء کے معنی آب وہوا ناموافق ہونا ہیں۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ اونٹ کا بَول حرام ہے اس کا پینا کیسے جائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بَول پینے سے مراد یہ ہے کہ اسے اپنے بدنوں پر مَلیں، اور شربوا کے معنی یہ ہیں کہ وہ بول کو اپنے کام لائیں۔ علاوہ ازیں ضرورت کے وقت حرام سے علاج کرنا جائز ہے جبکہ دوسرا کوئی علاج میسّر نہ ہو۔ ممکن ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اس وقت ہو جبکہ حرام سے علاج کی ممانعت نہ ہو، اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھروانا حدود و قصاص کی آیت کے نزول سے قبل ہے۔

باب سیاہ دانہ سے علاج کرنا

۶۲۲۶ — ترجمہ : خالد بن سعد نے کہا ہم ایک سفر میں نکلے جبکہ ہمارے ساتھ

marfat.com

هٰذَا الْجَانِبِ فَاِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِیْ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا مِنَ السَّامِ قُلْتُ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ

۶۲۲۷ــ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ وَسَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ اَخْبَرَهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِی الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّوْنِیْزُ

غالب بن ابجر تھے وہ راستہ میں بیمار ہو گئے ہم مدینہ منورہ آئے حالانکہ وہ بیمار تھے۔ ابن ابی عتیق نے اُن کی عیادت کی اُنہوں نے ہم سے کہا تم یہ سیاہ دانہ (کلونجی) کے پانچ یا سات دانے لو اور انہیں باریک کر لو۔ پھر زیتون کے تیل کے ساتھ اس کی ناک کی اس جانب میں اور اس جانب میں چند قطرے ڈالو، کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے خبر دی ہے کہ اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ یہ سیاہ دانہ سام کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے۔ میں نے کہا سام کیا ہے؟ فرمایا وہ موت ہے

شرح ۶۲۲۶ : قولہ من کل داء، یہ اپنے عموم کے اعتبار سے موت کے سوا ہر بیماری کی دواء ہے، لیکن اس عموم خصوص مراد ہے، کیونکہ ایک جڑی بوٹی میں تمام قوتیں جمع نہیں ہو سکتیں جو علاج میں تمام طبائع کے موافق ہو اس میں شفاء سے مراد ہر وہ مرض ہے جو رطوبت اور بلغم سے پیدا ہو، کیونکہ یہ دانہ سیاہ گرم خشک ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ اپنے عموم پر ہو کہ یہ ہر مرض کی شفاء ہے، لیکن شرط یہ ہے اس کی غیر سے ترکیب ہو۔ واللہ اعلم!

ترجمہ ۶۲۲۷ : ابن شہاب زہری نے کہا مجھے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب دونوں نے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ اُنھوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ سیاہ دانہ (کلونجی) میں موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے۔ ابن شہاب نے کہا سام موت ہے اور حبۃ سوداء کلونجی ہے۔

marfat.com

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ لِلْمَرِيْضِ

۶۲۲۸ — حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَاْمُرُ بِالتَّلْبِيْنِ لِلْمَرِيْضِ وَلِلْمَحْزُوْنِ عَلَى الْهَالِكِ وَكَانَتْ تَقُوْلُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ التَّلْبِيْنَ تَجُمُّ فُؤَادَ الْمَرِيْضِ وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ

۶۲۲۹ — حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَاْمُرُ بِالتَّلْبِيْنَةِ وَتَقُوْلُ هُوَ الْبَغِيْضُ النَّافِعُ

باب مریض کے لئے حریرہ بنانا

تلبینہ لَبَنٌ سے ہے یہ آٹا دودھ اور شہد سے بنایا جاتا ہے۔ سفیدی اور رقیق ہونے میں اسے دودھ سے تشبیہ دی جاتی ہے

۶۲۲۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ وہ مریض اور مصیبت زدہ غمناک کے لئے تلبینہ تیار کرنے کا حکم فرماتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے رسُولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ تلبینہ مریض کے دل کو راحت پہنچاتا ہے اور بعض غم دُور کرتا ہے۔

۶۲۲۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ وہ تلبینہ

marfat.com

بَابُ السَّعُوطِ

۶۲۳۰ــ حَدَّثَنَا مُعَلَّى ابْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ وَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهٗ وَاسْتَعَطَ

بَابُ السَّعُوطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ

وَهُوَ الْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُوْرِ وَالْقَافُوْرِ مِثْلُ كَشِطَتْ نُزِعَتْ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ قُشِطَتْ

تیار کرنے کا حکم فرماتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ یہ کھانے میں پسند نہیں لیکن نافع ہے۔ (مریض اس کو پسند نہیں کرتا، لیکن دوسری دوائیوں کی طرح مفید ہے)

بَابُ السَّعُوطِ (ناک میں دواء لینا)

۶۲۳۰ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اُجرت دی اور اپنے دستِ اقدس سے ناک میں دوائی ڈالی۔

۶۲۳۰ــ شرح : سَعُوط بفتح السین دواء ہے جو ناک میں ڈالی جاتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو پشت کے بل لٹایا جایا اور کندھوں کے نیچے کوئی شئی رکھ دی جائے تاکہ سر زمین کی طرف مائل ہو اور پانی یا تیل میں دوائی ملا کر اس کے ناک میں قطرے ڈالے جائیں تاکہ دواء دماغ تک پہنچ سکے اور چھینک کے ذریعہ اس کی بیماری خارج ہو جائے۔

باب قُسط ہندی اور بحری سے سعوط کرنا

قسط خوشبو ہے اس کے قاف کو کیاف سے اور طاء کو تاء سے بدل کر قُسط کو کُست جیسے کافور اور

(حدیث ۵۶۹۰ ج ۳ کی تشریح دیکھیں)

marfat.com

۶۲۳۱ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ يُسْتَعَطُّ بِهٖ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ بِهٖ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِيْ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ

قافر پڑھتے ہیں۔ اسی طرح کُشِطَتْ کو قُشِطَتْ بمعنی نُزِعَتْ پڑھتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قُشِطَتْ پڑھا ہے۔

۶۲۳۱ — ترجمہ : ام قیس بنت محصن نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ تم عود ہندی کو اختیار کرو اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔ گلے کی بیماری میں اس کے ساتھ سعوط کیا جائے اور سینے کے درد میں اس کے ساتھ لُدّ کیا جائے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا بیٹا لے کر حاضر ہوئی جس نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا تھا۔ اُس نے حضور پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگوایا اور اس کو دھو ڈالا۔

۶۲۳۱ — شرح : عود ہندی خوشبودار لکڑی ہے جو ہندوستان میں پائی جاتی ہے اس میں معمولی سا کڑواپن ہوتا ہے جب اسے چبایا جائے تو دانتوں کی اصلاح کرتی ہے۔ اسی طرح اسے جب پانی میں ڈال کر پکایا جائے اور غرارے کئے جائیں تو اصلاح کرتی ہے۔ اگر ایک مثقال وزن کے برابر اس سے پی لیا جائے تو معدہ کی چکناہٹ دُور کرتی ہے اور اسے قوی کرتی ہے۔ اگر اسے پانی سے ملا کر پیا جائے تو جگر کے درد اور سینے کے درد کے لئے مفید ہے اور انتڑیاں میں پھوڑے کے لئے مفید ہے۔ عود ہندی کی تمام اقسام افضل ہیں اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خصوصیت سے ذکر کیا اور فرمایا اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے۔ اَطِبَّاء نے قسط کے کئی منافع ذکر کئے ہیں۔ اُن میں سے بعض یہ ہیں کہ اس کے استعمال سے پیشاب اور حیض کھل کر آتا ہے۔ انتڑیوں کے کیڑے مرجاتے ہیں۔ یہ زہر کو زائل کرتا ہے۔ چوتھے کے بخار کے لئے مفید ہے۔ معدہ کو سخت کرتا ہے اور جماع کی خواہش بڑھاتا ہے۔

marfat.com

بَابُ اَیِّ سَاعَاتِ النَّهَارِ یَحْتَجِمُ وَاحْتَجَمَ اَبُوْمُوْسٰی لَیْلًا

۶۲۳۲ــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ

بَابُ الْحِجْمِ فِی السَّفَرِ وَالْاِحْرَامِ

قَالَهُ ابْنُ بُحَیْنَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۶۲۳۳ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ

قولہ عُذْرَۃٌ ،، یہ حلق میں پھوڑا ہوتا ہے جو خون سے بھر جاتا ہے۔ بعض نے کہا یہ ناک اور حلق کے درمیان پھوڑا ہے جو بچوں کے گلے میں ہوتا ہے جبکہ عُذْرَہ یعنی پانچ ستارے طلوع ہوتے ہیں۔ ابن تین نے کہا عُذرہ خون کی وجہ سے حلق میں درد ہونے لگتا ہے۔ یہ مُنہ کے آخر اور حلق کی ابتداء میں سُرخ گوشت اُبھرا ہوتا ہے اس کا علاج عورتیں اس طرح کرتی ہیں کہ وہ اُنگلی پر کپڑا لپیٹ کر اس کو زور سے دباتی ہیں تو اس سے سیاہ خُون نکلنے لگتا ہے۔

باب پچھنے کس وقت لگوائے

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رات کو پچھنے لگوائے

۶۲۳۲ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ روزے سے تھے۔

۶۲۳۲ــ شرح : ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے

marfat.com

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الدَّاءِ

۶۲۳۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ اَجْرِ الْحَجَّامِ فَقَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَمَهٗ اَبُوْطَيْبَةَ فَاَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهٗ فَخَفَّفُوْا عَنْهُ وَقَالَ اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ وَقَالَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ

تھے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت اور اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ پچھنے لگوانے کا وقت معین نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۷۔ ۱۹۔ ۲۱ تواریخ کو پچھنے لگوانے پسند فرمائے۔ (تیسری جلد کے ص۲۲۶ پر اس کی شرح دیکھیں)

باب سفر اور احرام کی حالت میں پچھنے لگوانے۔ عبداللہ بن بُحَیْنَہ نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے

۶۲۳۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں پچھنے لگوائے "ابن بُحَیْنَہ"، عبداللہ بن مالک بن قشب ازدی ازد شنوءہ کے قبیلہ سے ہیں۔ امیر معاویہ کے عہدِ امارت میں فوت ہوئے جبکہ مروان مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ بُحَیْنَہ اُن کی والدہ ہے۔ وہ بنت حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف ہے۔

باب بیماری کی وجہ سے پچھنے لگوانا

۶۲۳۴ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن سے حجام کی اُجرت کے

marfat.com

۶۲۳۵ — حَدَّثَنَا سَعِيد بن تليد حَدَّثَنِي ابن وَهب قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرو وغيره اَنَّ بُكيرا حَدَّثَه اَنَّ عاصم بن عُمَرَ بْنُ قَتَادَة حَدَّثَه ان جَابِر بن عبد الله عَادَ الْمُقَنَّع ثُمَّ قَالَ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى يحتجم فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُول ان فِيهِ شفاءً

متعلق پُوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ابوطیبہ نے پچھنے لگائے تو آپؐ نے اس کو دو صاع گندم دی اور اس کے مالکوں کو کہا کہ اس کے ٹیکس میں تخفیف کر دیں اور فرمایا تمہاری دوا جس سے تم علاج کراتے ہو پچھنے لگوانے اور قُسطِ بحری ہے۔ اور فرمایا عُذرہ کے باعث اپنے بچوں کا تالو دبا کر انہیں تکلیف نہ دو۔ تم قسط سے علاج کرو!

۶۲۳۴ — شرح : یہ خطاب اہلِ حجاز اور جو اُن کے قرب وجوار کے رہنے والے ہیں، کیونکہ اُن کے خُون رقیق ہوتے ہیں۔ ان کے بدنوں سے جو حرارت بدن کی سطح کی طرف نکلتی ہے اس کے جذب کے سبب خون ظاہر بدن کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خطاب بوڑھوں کو نہیں، کیونکہ ان کے بدنوں میں خون کی کمی ہوتی ہے۔

طبری نے صحیح سند کے ساتھ ابن سیرین سے روائت کی کہ جب آدمی چالیس برس کی عمر کو پہنچے تو پچھنے نہ لگوائے۔ اسی طرح جو نوجوان چالیس برس سے کم عمر کے ہوں۔ ان کے لئے بھی پچھنے لگوانے ضروری نہیں جبکہ اس کے علاوہ بھی علاج ممکن ہو۔

۶۲۳۵ — ترجمہ : عاصم بن قتادہ نے بیان کیا کہ جابرؓ بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مُقَنّع بن سنان کی عیادت کی۔ پھر کہا میں یہاں بیٹھے رہوں گا حتیٰ کہ تم پچھنے لگواؤ، کیونکہ میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ اس میں شفا ہے۔

باب سر پر پچھنے لگوانا

۶۲۳۶ — ترجمہ : سلیمان نے علقمہ سے خبر دی کہ اُنھوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے سُنا کہ اُنہوں نے عبداللہ بن بُحَیْنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا

marfat.com

بَابُ الْحِجَامَةِ عَلَى الرَّاسِ

۶۲۳۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِیْ سُلَيْمَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِلَحْیِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِیْ وَسْطِ رَاْسِهٖ وَقَالَ الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ فِیْ رَاْسِهٖ

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الشَّقِيْقَةِ وَالصُّدَاعِ

۶۲۳۷ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِحْتَجَمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَاْسِهٖ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهٖ بِمَاءٍ يُقَالُ لَهٗ لَحْیُ جَمَلٍ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِیْ رَاْسِهٖ مِنْ شَقِيْقَةٍ كَانَتْ بِهٖ

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے راستہ میں لحی جمل میں سر مبارک کے وسط میں پچھنے لگوائے، حالانکہ آپ محرم تھے۔ انصاری نے کہا ہمیں ہشام بن حسان نے خبر دی کہ ہم سے عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کے وسط میں پچھنے لگوائے

۶۲۳۶ — شرح: لحی جمل جحفہ کے عقب میں سقیا سے سات میل دور

marfat.com

۶۲۳۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيْلِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ لَذْعَةٍ مِنْ نَارٍ وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ

ایک جگہ ہے۔ جبکہ حضور کے سَر میں درد تھا۔
(کتاب الحج کے باب محرم کا پچھنے لگوانے میں تفصیل مذکور ہے)

باب جس نے دردِ شقیقہ اور سردرد سے پچھنے لگوائے

۶۲۳۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سردرد کے سبب حالتِ احرام میں سر مبارک کے وسط میں پانی کے مقام لحی جمل میں پچھنے لگوائے۔ محمد بن سواء نے کہا ہمیں ہشام نے عکرمہ کے ذریعے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دردِ شقیقہ (آدھے سر کا درد) کے سبب سر مبارک میں پچھنے لگوائے۔

۶۲۳۷ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجت کے اسباب مختلف ہونے کے باعث مختلف جگہوں میں پچھنے لگوائے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں زہریلا کھانا کھایا تھا جس کے سبب حضور کو دردِ سر لاحق ہوا تو آپ نے پچھنے لگوائے تھے۔ دردِ شقیقہ کا سبب یہ ہے کہ معدہ سے بخار اور گرم یا ٹھنڈے اخلاط اُٹھتے ہیں اور دماغ کی طرف جاتے ہیں۔ اگر باہر نکلنے کی کوئی راہ نہ ملے تو دردِ سر پیدا کرتے ہیں اگر سر کے ایک طرف مائل ہو جائیں تو آدھا سر درد کرنے لگتا ہے یہ دردِ شقیقہ ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دردِ شقیقہ کبھی ایک دن کبھی دو دن رہتی تھی۔

۶۲۳۸ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

marfat.com

بَابُ الْحَلْقِ مِنَ الْاَذٰی

۶۲۳۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَیُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ اَتٰی عَلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَیْبِیَّةِ وَاَنَا اُوْقِدُ تَحْتَ بُرْمَةٍ وَالْقَمْلُ تَتَنَاثَرُ عَنْ رَأْسِیْ فَقَالَ اَیُؤْذِیْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ اٰصُعٍ اَوِ انْسُكْ نَسِیْكَةً قَالَ اَیُّوْبُ لَا اَدْرِیْ بِاَیَّتِهِنَّ بَدَأَ

فرماتے ہوئے سُنا تمہاری دوائیوں میں سے اگر کسی دوائی میں بہتری ہے تو وہ شہد پینے، پچھنے لگوانے اور داغنے میں ہے۔ میں داغ لگوانے کو اچھا نہیں سمجھتا ہوں۔
(حدیث : ۵۲۲۲ ، جلد : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب تکلیف کے سبب سر منڈوانا

۶۲۳۹ — ترجمہ : کعب بن عجرہ نے کہا حدیبیہ کے زمانہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں ہنڈیا کے نیچے آگ روشن کر رہا تھا اور جوئیں میرے سر سے گر رہی تھیں۔ حضور نے فرمایا کیا تیرے سر کی جوئیں اذیت پہنچا رہی ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا سر منڈوا دو اور تین روزے رکھو یا چھ مساکین کو کھانا کھلاؤ یا بکری ذبح کرو ایوب نے کہا مجھے معلوم نہیں پہلے کس کو ذکر کیا۔

۶۲۳۹ — شرح : ایوب نے اس حدیث کے بیان میں ترتیب کا خیال فرمایا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شئی مسلمان کو اذیت پہنچائے اگرچہ بہت کم تکلیف دے اس کا ازالہ جائز ہے۔ اور ابدان کی دوا کرانا بطریق اولیٰ جائز ہے۔

marfat.com

بَابُ مَنِ اكْتَوٰى اَوْ كَوٰى غَيْرَهٗ وَفَضْلِ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ

۶۲۴۰ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيْلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ ابْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ اَدْوِيَتِكُمْ شِفَاءٌ فَفِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ

باب جس نے خود کو داغا یا غیر کو داغا اور اس شخص کی فضیلت جو داغ نہ لگوائے

۶۲۴۰ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ تمہاری دوائیوں میں سے اگر کسی دوا میں شفاء ہے تو پچھنے لگوانے میں ہے یا آگ کے ساتھ داغنے میں ہے۔ میں داغنے کو پسند نہیں کرتا ہوں۔

۶۲۴۰ — شرح : اس حدیث کا باب تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلے دو اجزاء سے ضرورت کے وقت داغنے کی طرف اشارہ کیا اور تیسرے جزو سے اس طرف اشارہ کیا کہ اسے ترک کرنا افضل ہے جبکہ اس کی ضرورت نہ ہو۔ اکتویٰ اور کویٰ میں یہ فرق ہے کہ پہلا اپنے آپ کو داغنے کے لئے ہے۔ اور کویٰ عام ہے اپنے آپ کو داغے یا غیر کو داغے۔ جیسے اکتساب اپنے لئے کسب کے لئے آتا ہے اور کسب اپنے اور غیر کے لئے ہے۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ داغنا مباح ہے لیکن یہ بات مخفی نہیں کہ بہت احادیث میں لفظ نہی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ اور کم از کم نہی تنزیہہ کے لئے ہوتی ہے۔ لہٰذا حدیث میں نہی تنزیہہ پر محمول ہے۔

marfat.com

۶۲۴۱ — حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّوْنَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ حَتّٰى رُفِعَ لِيْ سَوَادٌ عَظِيْمٌ قُلْتُ مَا هٰذَا اُمَّتِيْ هٰذِهٖ قِيْلَ بَلْ هٰذَا مُوْسٰى وَ قَوْمُهٗ قِيْلَ انْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ فَاِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْاُفُقَ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ انْظُرْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا فِيْ اٰفَاقِ السَّمَآءِ فَاِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْاُفُقَ قِيْلَ هٰذِهٖ اُمَّتُكَ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هٰؤُلَآءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَاَفَاضَ الْقَوْمُ وَقَالُوْا نَحْنُ الَّذِيْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُوْلَهٗ فَنَحْنُ هُمْ اَوْ اَوْلَادُنَا الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْاِسْلَامِ فَاِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا

۶۲۴۱ — ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا دم نہیں مگر نظرِ بد اور بچھو کے زہر کے لئے ہے۔ میں نے یہ سعید بن جبیر سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا ہم سے ابن عباس سے رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری اُمتیں میرے سامنے پیش کی گئیں تو ایک نبی اور دو نبی گزرنے لگے ان کے ساتھ لوگوں کے گروہ گزرتے تھے اور بعض وہ نبی تھے جن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہاں تک میرے آگے عظیم جماعت ظاہر ہوئی۔ میں نے کہا یہ عظیم جماعت کیسی ہے کیا یہ میری اُمت ہے؟ تو کہا گیا بلکہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی امت ہے۔ مجھے کہا گیا آپ اُفق کی طرف نگاہ اُٹھائیں تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ عظیم ترین جماعت ہے جس نے آسمان کے کنارے بھرے ہوئے ہیں۔ پھر مجھے کہا گیا آسمان کے کناروں میں اِدھر اُدھر

marfat.com

يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ اَمِنْهُمْ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ اَمِنْهُمْ اَنَا فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

نگاہ اُٹھائیں میں کیا دیکھتا ہوں کہ عظیم تریں ہجوم نے آفاق کو بھرا ہُوا ہے۔ کہا گیا یہ آپ کی اُمت ہے ان میں سے ستّر ہزار حساب و کتاب کے بغیر جنّت میں داخل ہوں گے۔ پھر حضور حجرے میں تشریف لائے اور یہ بیان نہ فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں پس لوگ باہم مشغول ہو گئے اور کہا وہ ہم لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پہ ایمان لائے ہیں اور اس کے رسُولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی اتباع کی ہے۔ پس وہ لوگ ہم ہیں یا ہماری اولادیں ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے ہیں، کیونکہ ہم جاہلیت کے زمانہ میں پیدا ہُوئے ہیں۔ یہ بات نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہنچی تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو جاہلیت کے دم نہیں کرتے نہ بدفالی کرتے ہیں اور نہ ہی داغتے ہیں اور اپنے ربّ پہ توکّل کرتے ہیں۔ عکاشہ بن مُحصِنؓ نے کہا۔ یارسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! کیا میں اُن میں سے ہوں؟ فرمایا ہاں تم اُن میں سے ہو،، پھر دُوسرا آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا یارسُول اللہ! کیا میں اُن میں سے ہوں؟ حضور نے فرمایا اس بات میں عکاشہ تم پہ سبقت لے گئے ہیں۔ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہم نے اس حدیث سے صرف ابن عباس اور شعبی کی حدیث کا ارادہ کیا ہے جو عمران سے روائت کرنے میں مرسل ہے

۶۲۴۱ — شرح : بعض احادیث میں دم کرنے کا جواز اور بعض میں ممانعت مذکور ہے۔ دونوں قسم کی احادیث بکثرت ہیں۔ ان میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ جن احادیث میں ممانعت ہے وہ اس دم پہ محمول ہیں جس میں غیر شرعی کلمات ہوں اور جس دم میں کلماتِ قرآن اور اسماءِ الٰہیہ مذکور ہیں وہ منتر جائز ہیں۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دم آنکھ لگ جاتے اور بچھو کے زہر سے کیا جاتا ہے لیکن یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ان دونوں میں ضرر زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے ان میں دم کرنا زیادہ اچھا اور بہتر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے مخلوق کو اخبارِ غیب سے مطلع کرے تو جس نبی کے ہمراہ کوئی نہ ہوگا؛ اس پر یہ تعریف کیسے صادق آئے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی لوگوں کو خبریں سُناتے ہیں، لیکن بعض اوقات ان پہ ایمان کوئی نہیں لاتا، حالانکہ نبی کے ہمراہ صرف مؤمن ہی ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کیا اصحابِ معاصی اور اصحابِ مظالم بھی جنّت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مذکور اوصاف پہ مشتمل لوگ ان کی برکت سے بغیر حساب کے جنّت میں داخل ہوں گے۔ واللہ اعلم!

marfat.com

بَابُ الْاِثْمِدِ وَالْكُحْلِ مِنَ الرَّمَدِ

فِيْهِ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ

۶۲۴۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ امْرَاَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنُهَا فَذَكَرُوْهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرُوْا لَهُ الْكُحْلَ وَاَنَّهُ يُخَافُ عَلٰى عَيْنِهَا فَقَالَ لَقَدْ اِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِيْ بَيْتِهَا فِيْ شَرِّ اَحْلَاسِهَا اَوْ فِيْ اَحْلَاسِهَا فِيْ شَرِّ بَيْتِهَا فَاِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعْرَةً فَلَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا

باب آنکھ میں تکلیف کے باعث اثمد اور سرمہ لگانا

اس میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت مذکور ہے،،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کُحل کا اثمد پر عطف کیا ہے جو مغایرت کا مقتضی ہے۔ اثمد معروف پتھر ہے جسے باریک کر کے آنکھ میں ڈالا جاتا ہے اور کحل عام ہے۔ اثمد اور اس کے غیر کو بھی شامل ہے یہ عام کا خاص پر عطف ہے۔

رمد،، گرم زخم ہے جو آنکھ کے گوشت والے حصہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ معدہ کے بخار دماغ کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ اگر وہ ناک کا رُخ کر لیں تو زکام ہو جاتا ہے اگر آنکھ کی طرف متوجہ ہو جائیں تو رمد پیدا ہو جاتا ہے اگر گلے کے گوشت کی طرف مائل ہو جائے تو اس میں زخم کر دیتا ہے۔ اگر سینہ کی طرف گرنے لگے تو نزلہ پیدا کرتا ہے اور اگر کسی طرف نہ گرنے کی راہ نہ ملے تو سر درد ہونے لگتا ہے۔ ابن حبان نے صحیح میں ابن عباس سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین سرمہ اثمد ہے۔ یہ نظر تیز کرتا ہے بال اُگاتا ہے (ترمذی) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سلائی تھی

marfat.com

بَابُ الْجُذَامِ

وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَّةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ

جس سے ہر رات دونوں آنکھوں میں تین تین بار سرمہ لگاتے۔

۶۲۴۲ — ترجمہ : ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ایک عورت کا شوہر فوت ہوگیا اور اس کی آنکھوں میں درد ہوگیا تو انھوں نے اس عورت کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اور حضور سے سرمہ بھی ذکر کیا اور کہا اس عورت کی آنکھ ضائع ہونے کا ڈر ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی عورت اپنے گھر میں بُرے کپڑوں میں یا اپنے بُرے گھر میں کپڑوں میں پڑی رہتی۔ پھر جب کوئی کُتا وہاں سے گزرتا تو اس کو مینگنی مارتی تو کیا اب چار ماہ دس دن نہیں رُک سکتی۔

۶۲۴۲ — شرح : جاہلیت کی یہ رسم تھی کہ عورت اپنے گھر میں بدترین لباس اور بدترین مکان میں ایک سال عدّت پُوری کرتی تھی۔ ایک سال کے بعد جب اس کے پاس سے کُتا گزرتا تو وہ اس کو مینگنی مارتی جس سے وہ مرجاتا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ ایک سال بدتر مکان میں ٹھہرتی تھی اور یہ اشارہ فرمایا کہ ایک سال ٹھہرنا مینگنی مارنے سے آسان تر تھا۔

باب کوڑھ کا مرض

یہ بیماری ہے جس سے گوشت سُرخ ہوجاتا ہے پھر پھٹ جاتا ہے۔ بعض نے کہا یہ بیماری ہے جو سارے بدن میں سوداء پھیل جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ اعضاء کے مزاج اور ان کی ہیئت کو فاسد کر دیتی ہے۔ اس کو جذام اس لئے کہتے ہیں کہ یہ انگلیوں کو کاٹ دیتی ہے۔

marfat.com

۶۲۴۳ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوی، طیرہ، ہامہ اور صفر کوئی شئ نہیں اور کوہڑے سے ایسا بھاگ جیسے شیر سے بھاگتا ہے۔

۶۲۴۳ — شرح : عدوی کے معنی ہیں ایک سے دوسرے کو بیماری لگ جانا، طیرہ بدفالی اور ہامہ نحوست ہے اور محرم کو صفر بنا لینا یہ تمام امور کوئی شئ نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کے پہلے حصے اور آخری حصہ میں تضاد ہے، کیونکہ لاعدوی کے معنی ہیں۔ ایک کو دوسرے سے بیماری لگ جانا اور آخری جملہ یہ ہے۔ کوہڑے سے ایسا بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

نیز ابو نعیم نے اعرج کے ذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجذوم (کوہڑے) سے بچو جیسے شیر سے بچتے ہو۔ نیز ابن ابی اوفی کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجذوم سے ایک نیزہ یا دو نیزہ کی مقدار دُور ہو کر بات کرو اس کا جواب یہ ہے کہ ابو داؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے پیالہ پر بٹھا لیا اور فرمایا اللہ کے نام اور اس پر بھروسہ کرتے ہوئے کھاؤ (ترمذی)

اس کا جواب یہ ہے کہ بیماری اپنی طبع کے اعتبار سے دوسرے کو نہیں لگتی اس لئے حضور نے فرمایا پہلے کو بیماری کس سے لگ گئی، لیکن اللہ تعالیٰ نے تندرست اور بیمار کی مخالطت کو بیماری کے متعدی ہونے کو سبب قرار دیا۔ کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا۔ پس حدیث شریف میں جاہلوں کے فاسد عقیدہ کی نفی کی جو کہتے تھے کہ مرض اپنی طبع کے اعتبار سے دوسروں کو لگ جاتی ہے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا پہلے کو بیماری کیسے لگ گئی۔ الحاصل خالص اور مضبوط عقیدہ کے حامل کے اعتبار سے فرمایا: لاعدویٰ ولاطیرہ الخ اور ضعیف عقیدہ رکھنے والوں سے فرمایا کہ مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو تاکہ اللہ کی تقدیر کے سبب مرض لگ جانے سے تمہارے عقیدہ میں خرابی واقع نہ ہو جائے کہ تم یہ کہنے لگو کہ فلاں مریض سے یہ بیماری لگ گئی ہے۔ قولہ ولاھامۃ، یہ ایک پرندہ ہے جسے اُلو کہتے ہیں۔ یہ رات کو بولتا ہے اسے منحوس کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا عربوں کا یہ عقیدہ تھا کہ میت کی ہڈیاں یا اس کی روح ہامہ بن جاتی ہے اور اڑنے لگتے ہیں اس کو لوگ "صدیٰ" کہتے ہیں اس کی اسلام نے تردید کی ہے اور ایسے عقیدہ سے منع فرمایا ہے۔

قولہ ولاصفر، پیٹ کے کیڑے ہیں جو پیٹ میں پیدا ہو جاتے ہیں جب آدمی کو بھوک لگے تو اس وقت بہت تکلیف دیتے ہیں اور یہ متعدی مرض ہے۔ اسلام نے اس کو باطل کیا۔ بعض نے کہا جاہلیت میں لوگ محرم کو صفر تک مؤخر کرتے تھے اور صفر کو شہر حرام کرتے تھے۔ اس کی قرآن کریم میں نسئ سے تعبیر کی ہے

marfat.com

بَابُ اَلْمَنُّ شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ

۶۲۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ وَقَالَ شُعْبَةُ وَاَخْبَرَنِي الْحَكَمُ ابْنُ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شُعْبَةُ لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ لَمْ اُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمَلِكِ

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے : اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْکُفْرِ، اس کو بھی اسلام نے باطل کیا ہے۔

باب مَنّ آنکھ کے لئے شفاء ہے

مَنّ آنکھ کی اَدْوِیَہ سے ہے وہ شبنم ہے جو درخت یا پتھر پہ آسمان سے اُترتی ہے۔ اور ترنجبین کی طرح خوب میٹھی ہوتی ہے۔ یہ بنی اسرائیل پہ آسمان سے نازل ہوتی تھی۔ اس کے شفاء ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کے ساتھ سرمہ باریک کیا جاتا ہے اور وہ آنکھوں میں لگایا جائے تو نفع دیتا ہے صرف اس کو سُرمہ نہیں بنایا جاتا، کیونکہ یہ تنہا آنکھ کو اذیت پہنچاتی ہے۔

۶۲۴۴ — ترجمہ : سعید بن زید نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ کُھنبی منّ سے ہے۔ اس کا پانی آنکھ کی درد کی دواء ہے۔ شعبہ نے کہا مجھے حکم بن عُتیبہ نے حسن عرنی، عمرو بن حُرَیث اور سعید بن زید کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی۔ شُعبہ نے کہا جب مجھے حکم عبدالملک بن ملک کی حدیث کی خبر دے تو میں اس کا انکار نہیں کرتا۔

۶۲۴۴ — شرح : قولہ انکر من حدیث عبدالملک الخ یعنی عبدالملک جب بوڑھے

marfat.com

بَابُ اللَّدُوْدِ

۶۵۴۵ــ حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُوْسٰى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِيْ مَرَضِهٖ فَجَعَلَ يُشِيْرُ اِلَيْنَا اَنْ لَا تَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَلَمْ اَنْهَكُمْ اَنْ تَلُدُّوْنِيْ قُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ فِي الْبَيْتِ اِلَّا لُدَّ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَّا الْعَبَّاسَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَشْهَدْكُمْ

ہو گئے اور اُن کا حافظہ کمزور ہو گیا تو شُعبہ نے اُن کی حدیث میں توقّف کیا اور جب حَکم اس کی روائت میں اس کی متابعت کرے تو شعبہ کے نزدیک یہ ثابت ہوتی ہے اور وہ اس کا انکار نہیں کرتے اور نہ ہی اس میں توقف کرتے ہیں

(من و سلوی کی تفصیل تفہیم البخاری کے حصّہ ششم کے صفحہ: ۶۰۹ جلد: ۶ پر دیکھیں)

باب لدود (منہ میں ایک طرف دواء ڈالنا)

یہ مریض کے منہ میں ایک طرف دواء رکھنا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: لَدَدْتُّ الْمَرِيْضَ لَدًّا ،، میں نے اس کے منہ کے ایک حصّہ میں دوائی رکھی۔

۶۲۴۵ــ : ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے روائت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بوسہ دیا جبکہ حضور وفات فرما چکے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے حضور کی مرض میں آپ کو

marfat.com

۶۲۴۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ دَخَلْتُ بِابْنٍ لِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ عَلَامَ تَدْغَرْنَ اَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ وَ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ بَيْنَ لَنَا اِثْنَتَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسًا قُلْتُ لِسُفْيٰنَ فَاِنَّ مَعْمَرًا يَقُوْلُ اَعْلَقْتُ عَلَيْهِ قَالَ لَمْ يَحْفَظْ اِنَّمَا قَالَ اَعْلَقْتُ عَنْهُ حَفِظْتُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَوَصَفَ سُفْيٰنُ الْغُلَامَ يُحَنِّكُ بِالْاِصْبَعِ وَاَدْخَلَ سُفْيٰنُ فِيْ حَنَكِهِ اِنَّمَا يَعْنِيْ رَفْعَ حَنَكِهِ بِاِصْبَعِهٖ وَلَمْ يَقُلْ اَعْلِقُوْا عَنْهُ شَيْئًا

لُدّ کیا۔ آپ ہماری طرف اشارہ فرماتے کہ مجھے لُدّ نہ کرو ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ اس لئے کرتے ہیں کہ مریض دواء کو اچھا نہیں سمجھتا ہے۔ جب حضرت کو افاقہ ہُوا تو فرمایا کیا میں نے تمہیں لُدّ کرنے سے نہیں روکا تھا؟ ہم نے کہا (ہمارا خیال تھا) کہ مریض کے دواء کو مکروہ جاننے کے سبب ہے۔ حضور نے فرمایا گھر میں کسی کو چھوڑا نہ جائے مگر اُس کو لُدّ کیا جائے اور میں انہیں دیکھوں لیکن عباس رضی اللہ عنہ کو لُدّ نہ کیا جائے، کیونکہ اس وقت موجود نہ تھے۔

۶۲۴۵ — شرح : قولہ انا انظر، جملہ حالیہ ہے یعنی گھر میں کوئی باقی نہ رہے مگر میرے سامنے اسے لُدّ کیا جائے۔ اس حال میں کہ میں اُن کو دیکھوں۔ یہ ارشادِ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم لوگوں کے فعل کی مکافات اور اُن کے لئے عقوبت تھی جبکہ اُنھوں نے حضرت کو لُدّ کرنے میں آپ کے اشارہ کی مخالفت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۶۲۴۶ — ترجمہ : ام قیس بنت محصن اسدیہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اپنا بیٹا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لائی میں نے عذرہ بیماری کے سبب سے

marfat.com

بابٌ ۶۲۴۷ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُوْنُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(جو اس کے گلے میں تھی) اس کا تالو دبوایا تھا۔ حضور نے فرمایا تم اپنی اولاد کو گلا دبوا کر کیوں تکلیف دیتی ہو۔ تم عود ہندی استعمال کرو اس میں سات بیماریوں کی شفا ہے۔ ان میں سے ایک ذات جنب ہے (سینہ کا درد) عذرہ کے سبب (جو بچوں کے گلے میں ہوتا ہے) ناک میں دوائی ڈالی جائے اور ذات جنب کے سبب منہ میں ایک طرف دوا ڈالی جائے۔ میں نے زہری سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے دو ہی بیان کئے اور باقی پانچ بیان نہیں کئے علی نے کہا میں نے سفیان سے کہا کہ معمر کہتے ہیں: "اَعْلَقَتْ عَلَيْهِ"، سفیان نے کہا میں نے اعلقت علیہ" محفوظ نہیں کیا میں نے تو زہری کے منہ سے صرف "اَعْلَقَتْ عنہ" محفوظ کیا ہے اور سفیان نے اس لڑکے کی وصف بیان کی کہ اس کا تالو انگلیوں سے دبایا گیا تھا۔ سفیان نے اپنے تالو میں انگلی ڈالی۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اپنی انگلی سے تالو اٹھایا اور "اَعْلِقُوْا عنہ شیئا" نہ کہا۔

شرح : ۶۲۴۶ — "اَعْلَقَتْ علیہ" اِعْلاق سے ماخوذ ہے۔ یہ بچے کے تالو کا علاج ہے۔ اس کو انگلی سے اوپر اٹھایا جاتا ہے۔ عُذرہ حلق کی بیماری ہے۔ جس جگہ یہ ہو اس کو بھی عُذرہ کہتے ہیں۔ قولہ "تَدْغَرْنَ" دَغْر سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں "اٹھانا" عِلاق "بکسر العین وفتحہا" اِعلاق بھی روایت کیا گیا ہے۔ اس کے معنی آفت کو زائل کرنا ہے۔ قولہ "یُسْعَطُ سَعُوْط بفتح السین" وہ دواء ہے جو بیمار کی ناک میں ڈالی جاتی ہے۔

قولہ وصف سفیان" سے غرض یہ ہے کہ اعلاق کے معنی تالو اٹھانے کے ہیں اور کوئی دوسرا معنی مراد نہیں۔

بابٌ

۶۲۴۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہوگئی تو حضور نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے بیماری کی حالت میں میرے گھر

marfat.com

قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهٗ اسْتَاْذَنَ
اَزْوَاجَهٗ فِيْ اَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَذِنَّ لَهٗ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ
فِي الْاَرْضِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْاَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَّاٰخَرَ فَاَخْبَرْتُ
اُبَيْدَ عَبَّاسٍ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الْاٰخَرُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ
قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا
دَخَلَ بَيْتَهَا وَاشْتَدَّ بِهٖ وَجَعُهٗ هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ
اَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّيْ اَعْهَدُ اِلَى النَّاسِ قَالَتْ فَاَجْلَسْنَاهُ فِيْ مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ
زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ
الْقِرَبِ حَتّٰى جَعَلَ يُشِيْرُ اِلَيْنَا اَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ وَخَرَجَ اِلَى النَّاسِ
فَصَلّٰى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ

میں رہنے کی اجازت طلب کی تو سب نے حضور کو اجازت دے دی تو آپ دو مردوں کے درمیان نکلے جبکہ آپ کے دونوں پاؤں زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔ ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے اور دوسرا ایک اور آدمی تھا۔ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ واقعہ ذکر کیا تو انہوں نے کہا کیا تم جانتے ہو۔ دوسرا آدمی جس کا ام المؤمنین عائشہ نے نام نہیں ذکر کیا وہ کون ہے میں نے کہا نہیں۔ ابن عباس نے کہا وہ علی علیہ السلام ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے گھر میں تشریف لانے کے بعد فرمایا جبکہ آپ کی بیماری سخت ہو چکی تھی۔ میرے اُوپر سات مشکیزوں سے پانی ڈالو جن کے تسمے نہ کھولے گئے ہوں۔ میں لوگوں کو نصیحت کروں گا۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہم نے حضور کو بڑے برتن میں بٹھا دیا جو ام المؤمنین حفصہ زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ پھر ہم نے ان مشکیزوں سے حضور پر پانی بہانا شروع کیا حتی کہ آپ نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ تم نے تعمیلِ حکم کر دی ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا حضور لوگوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں نماز پڑھائی پھر خطاب فرمایا۔

۶۲۴۷ ــــ شرح : اس حدیث میں اور اس سے پہلی حدیث میں تضاد ہے، کیونکہ پہلی

marfat.com

بَابُ الْعُذْرَةِ

٦٢٤٨ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ الْاَسَدِيَّةَ اَسَدَ خُزَيْمَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ اللَّاتِيْ بَايَعْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ اُخْتُ عُكَّاشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا قَدْ اَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَامَ تَدْغِرْنَ اَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيْدُ الْكُسْتَ وَهُوَ الْعُوْدُ الْهِنْدِيُّ وَقَالَ يُوْنُسُ وَاِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ

حدیث میں اُنھوں نے وہ کیا تھا جس کا حضور نے حکم نہ فرمایا تھا۔ اس وجہ سے وہ ملامت کے مستحق ہوئے اور اس حدیث میں اُنھوں نے وہ کیا جس کا انہیں حکم دیا گیا۔ یہ دونوں مفہوم میں ایک دوسرے کی مخالف ہیں اور اشیاء اضداد سے پہچانی جاتی ہیں اس اعتبار سے اس حدیث کو خالی باب میں ذکر کیا؛ ورنہ اس کا ذکر باب اللدود کے مناسب نہیں۔

(حدیث عـــ ج : ا کی شرح دیکھیں) باب الغسل والوضوء فی المخضب

بَابُ الْعُذْرَةِ

عُذرہ حلق کی بیماری ہے اور وہ تالو کا گرنا ہے وہ حلق کے آخر میں گوشت کا ٹکڑا ہے،،

٦٢٤٨ــــ ترجمہ : عُبَید اللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام قیس بنت محصن اَسَدِیّہ جو اسد خزیمہ سے ہیں اور پہلی مہاجرات عورتوں

marfat.com

بَابُ دَوَاءِ الْمَبْطُوْنِ

۶۲۴۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخِیْ اَسْتَطْلَقَ بَطْنُهٗ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَقَالَ اِنِّیْ سَقَیْتُهٗ فَلَمْ یَزِدْهُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِیْكَ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ

میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی جبکہ وہ عکاشہ کی ہمشیرہ ہیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا بیٹا لائیں جس کا غدہ کی وجہ سے تالو دبایا گیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کس لئے اپنی اولاد کو تالو دبا کر تکلیف دیتی ہو تم یہ عود ہندی استعمال کیا کرو، کیونکہ اس میں سات بیماریوں کی شفاء ہے۔ ان میں سے ایک سینے کا درد ہے۔ آپ کی مراد تھی اور وہ عود ہندی ہے یونس اور اسحاق بن راشد نے زہری سے "عَلَقَتْ عَلَیْهِ" روایت کیا ہے۔

۶۲۴۸ — شرح : قولہ اسد خزیمہ، اس لئے کہا کہ یہ موہوم نہ ہو کہ وہ اسد بن عبدالعزیٰ سے ہیں یا اسد بن ربیعہ یا اسد بن سوید سے ہیں۔

قولہ قَدْ عَلَقَتْ عَلَیْهِ، یعنی اس کا تالو اٹھایا ہوا تھا۔

باب اسہال کا علاج

۶۲۴۹ — ترجمہ : ابوسعید نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میرے بھائی کا پیٹ کھل گیا ہے۔ حضور نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ۔ اُنھوں نے شہد پلایا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس کو شہد پلایا ہے لیکن اسے زیادہ اسہال آنے لگے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ ہے۔ نظر نے

marfat.com

بَابُ لَاصَفَرَ وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ

٦٢٥٠ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَيْرُهٗ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاعَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ اِبِلِيْ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَاْتِي الْبَعِيْرُ الْاَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَسِنَانِ بْنِ اَبِيْ سِنَانٍ

شعبہ سے روائت کرنے میں محمد بن جعفر کی روائت کی (شہد سے علاج کرنے کے باب کی شرح دیکھیں)

باب صفر کوئی شئ نہیں وہ بیماری ہے جو پیٹ میں ہوجاتی ہے

٦٢٥٠ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عدویٰ، صفر اور ہامہ کوئی شئ نہیں۔ ایک اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے اونٹوں کا کیا حال ہے؟ وہ ریتلے میدان میں ہوتے ہیں۔ گویا کہ وہ ہرن ہیں ایک خارشی اونٹ آتا ہے اور ان میں داخل ہوجاتا ہے تو سب کو خارشی بنا دیتا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے کو خارشی کس نے کیا تھا؟ اس کی زہری نے ابوسلمہ اور سنان بن ابی سنان سے روائت کی۔

٦٢٥٠ــ شرح : یعنی جس نے پہلے اونٹ کو خارشی بنایا تھا اُس نے دوسروں کو بھی خارشی

marfat.com

بَابُ ذَاتِ الْجَنْبِ

۶۲۵۱ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَتَّابُ ابْنُ بَشِيْرٍ عَنْ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ اللَّاتِیْ بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ وَهِیَ اُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَهَا قَدْ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ عَلٰى مَتَدْغَرْنَ اَوْلَادَكُنَّ

بنایا ہے اگر خارش عَدْویٰ کے باعث ہوتی تو پہلے اونٹ کو خارش نہ ہوتی ؛ کیونکہ اس وقت کوئی اور خارشی اونٹ نہ تھا۔ لہٰذا اگر پہلے اونٹ کو کسی کے بغیر خارش ہو جاتی ہے تو دوسروں کو بھی طبعی طور پر ہو سکتی ہے۔ اس میں عدویٰ کو دخل نہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حقیقی مؤثر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کریمہ ہے۔ اس کے سوا کوئی حقیقی مؤثر نہیں (حدیث : ۵۲۴۳ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب پسلی کی بیماری

پسلیوں اور سینہ میں غلیظ رُک جانے سے اُن میں درد ہونے لگتا ہے۔ اس کا علاج قسط سے کیا جاتا ہے۔

۶۲۵۱ــــ ترجمہ : عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ام قیس بنت محصن اور وہ پہلی مہاجرات عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور وہ عُکاشہ بن محصن کی ہمشیرہ ہیں نے بیان کیا کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا بچہ لے کر حاضر ہوئیں جس کا عُذرہ کی وجہ تالو دبایا گیا تھا۔ حضور نے فرمایا تم کس لئے اپنی اولاد کو تالو دبا کر تکلیف دیتی ہو۔ تم عود ہندی استعمال کیا کرو اس میں سات

marfat.com

بِهٰذَا الْاَعْلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ
اَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُرِيْدُ الْكُسْتَ يَعْنِي الْقُسْطَ قَالَ وَهِيَ
لُغَةٌ ٦٢٥٢ — حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ قُرِئَ
عَلٰى اَيُّوْبَ مِنْ كُتُبِ اَبِيْ قِلَابَةَ مِنْهُ حَدَّثَ بِهٖ وَمِنْهُ مَا قُرِئَ
عَلَيْهِ وَكَانَ هٰذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ وَاَنَسَ بْنَ النَّضْرِ
كَوَيَاهُ وَكَوَاهُ اَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِهٖ وَقَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ
اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِاَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنْ يَّرْقُوْا مِنَ الْحُمَةِ وَالْاُذُنِ فَقَالَ اَنَسٌ
كُوِيْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ وَ
شَهِدَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَبُوْ طَلْحَةَ كَوَانِيْ

بیماریوں کی شفاء ہے۔ ان میں سے ایک ذات الجنب ہے۔ اس سے کُست مراد ہے اور ایک لُغت میں قُسط ہے"

٦٢٥١ — شرح : عُذرہ خون کے جوش سے بچے کے حلق میں بیماری ہو جاتی ہے عورت بچے کے حلق میں انگلی داخل کر کے اس جگہ کو دباتی ہے۔
(حدیث : ع ٥٢٤٦ ج : ٩ کی شرح دیکھیں)

٦٢٥٢ — ترجمہ : عارم نے بیان کیا کہ حماد نے کہا۔ ابو قلابہ کی کتابوں سے ایوب پر پڑھا گیا۔ اُن میں سے بعض کی ابو قلابہ نے روائت کی ہے اور بعض اس کے سامنے پڑھی گئی ہیں اور اس کتاب میں یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت تھی کہ ابو طلحہ اور انس بن نضر نے اس کو داغا جبکہ ابو طلحہ نے اس کو اپنے ہاتھ سے داغا تھا۔ عباد بن منصور ایوب اور ابو قلابہ کے ذریعہ انس بن مالک سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اہلِ بیت زہریلے جانور کے ڈسنے اور کان کے درد سے دم پھونکنے کی اجازت دی۔ انس نے کہا مجھے ذات الجنب کی بیماری کے

marfat.com

بَابُ حَرْقِ الْحَصِيْرِ لِيُسَدَّ بِهِ الدَّمُ

۶۲۵۳ــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ عَلٰى رَاسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْضَةُ وَاُدْمِيَ وَجْهُهٗ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمِجَنِّ وَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَلَمَّا رَاَتْ فَاطِمَةُ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ اِلٰى حَصِيْرٍ فَاَحْرَقَتْهَا وَاَلْصَقَتْهَا عَلٰى جُرْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَقَاَ الدَّمُ

باعث داغ لگایا گیا؛ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے اور ابو طلحہ انس بن نضر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم میرے پاس موجود تھے۔ جبکہ ابو طلحہ نے مجھے داغ لگایا تھا۔

باب زخم کا خون بند کرنے کے لئے چٹائی کو جلانا

اس سے مراد یہ ہے کہ بہنے والا خون بند کیا جائے اور اس کی رگیں بند کرنا مقصود کیونکہ خون کی رگیں جن میں خون جاری ہوتا ہے بند کرنے سے اُن میں خون رُک جانے کے باعث ضرر ہوتی ہے اور چٹائی کی راکھ کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ خون بند کر دیتی ہے اور اس کے جاری ہونے کی جگہ خشک کر دیتی ہے۔

۶۲۵۳ ترجمہ: سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا خود ٹوٹ گیا اور حضور کا

marfat.com

بَابُ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

۶۲۵۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَطْفِئُوْهَا بِالْمَاءِ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَكْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ

چہرہ مبارک خون آلود ہوگیا اور سامنے والے رباعی دانت ٹوٹ گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھال میں پانی لاتے تھے اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام حضور کے چہرۂ انور سے خون دھوتی تھیں۔ جب سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے دیکھا کہ خون پانی پر غلبہ کر رہا ہے تو انہوں نے چٹائی جلائی اور اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم پر رکھا تو خون ٹھہر گیا۔ (حدیث ۳۸۱۵ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

باب بخار دوزخ کے جوش سے ہے

ہوسکتا ہے کہ بخار کی گرمی دوزخ کی گرمی کے مشابہ ہو تاکہ لوگ آگ کی گرمی کی شدت سے آگاہ ہوں یہ معنی اس تقدیر پر ہے جبکہ مِنْ "مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ" میں بیانیہ ہو اگر مِن ابتدائیہ ہو تو معنی یہ ہیں کہ بخار جہنم کے سانس سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر تبعیضیہ ہو تو معنی یہ ہیں کہ بخار دوزخ کا بعض ہے جیسے گرمی کی حرارت دوزخ کے سانس کا بعض ہے ایسے بخار بھی اس کا بعض ہے۔

۶۲۵۴۔ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے سانس سے ہے اس کو پانی سے بجھاؤ۔ نافع نے کہا عبداللہ بن عمر کہا کرتے تھے کہ اے اللہ ہم سے عذاب دور کر دے۔

۶۲۵۴۔ شرح: بخار جہنم کے شعلہ سے ہے اور آگ پانی کے ساتھ بجھائی جاتی ہے ایسے ہی بخار کی گرمی پانی سے زائل کی جاتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بجھانا

marfat.com

۶۲۵۵ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَكْرٍ كَانَتْ اِذَا اُتِیَتْ بِالْمَرْاَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُوْ لَهَا اَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَیْنَهَا وَبَیْنَ جَیْبِهَا وَقَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُنَا اَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَاءِ

۶۲۵۶ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ

اور ٹھنڈا کرنا باطن میں حرارت کو محفوظ کرتے ہیں۔ اس طرح بخار زیادہ سخت ہو جاتا ہے بعض اوقات مریض کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ اطبّاء یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ صفراوی بخار والے کو ٹھنڈا پانی پلایا جاتا ہے اور اس کے اعضاء کو ٹھنڈا کیا جاتا ہے بلکہ مریض کی پیشانی برف کے ساتھ ٹھنڈی کی جاتی ہے۔ بعض شراح نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ مریض کی طرف سے پانی صدقہ کیا جائے اس سے اللہ بیمار کو شفاء دیتا ہے؛ چنانچہ روائت ہے کہ بہترین صدقہ پانی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بخار ہوتا تو وہ یہ دُعاء کیا کرتے تھے جو حدیث میں مذکور ہے۔

۶۲۵۵ــ ترجمہ : فاطمہ بنت منذر سے روائت ہے کہ جب اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے پاس کوئی عورت بخار کی حالت میں لائی جاتی کہ وہ اس کے لئے دُعاء کریں تو وہ پانی لے کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں فرماتے تھے کہ ہم بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

۶۲۵۶ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار جہنم کے شعلہ سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

marfat.com

۶۲۵۷ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ اَرْضٍ لَا تُلَائِمُهٗ

۶۲۵۸ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَاسًا اَوْ رِجَالًا مِنْ عُكْلٍ وَّعُرَيْنَةَ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوْا بِالْاِسْلَامِ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا اَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ اَهْلَ رِيْفٍ فَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۶۲۵۷ ترجمہ : رافع بن خدیج نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ بخار جہنم کے شعلہ سے ہے۔ اسکو پانی سے ٹھنڈا کرو!

۶۲۵۷ شرح : قولہ من فوح جہنم ،، بعض روایات میں مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ،، ہے اور فَوْح ، فَيْح اور فَوْرَة تینوں کا ایک ہی معنیٰ ہے۔ بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرنے میں بیماروں کے مختلف احوال ہیں۔ ان میں سے بعض وہ مریض ہیں جن پر پانی بہانا مفید ہوتا ہے یہ گرمی کے بخار کے لئے ہے حدیث اسی بخار پر محمول ہے۔

باب جو کوئی ایسی زمین سے نکلا جو اس کے موافق نہیں

marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ لِرَاعٍ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَخْرُجُوا فِيْهِ فَيَشْرَبُوا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى كَانُوْا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَاَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوْا اَعْيُنَهُمْ وَقَطَّعُوْا اَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوْا فِيْ نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوْا عَلٰى حَالِهِمْ

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُوْنِ

۶۲۵۸ — ترجمہ : قتادہ نے بیان کیا کہ حضرت انس نے لوگوں کو خبر دی کہ قبیلہ عُکل یا عُرَینہ کے چند لوگ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور اسلام کی باتیں کیں اور کہا یا نبی اللہ ! ہم مویشیوں والے ہیں ۔ زراعت اور کھجوروں والے نہیں ۔ اُنھوں نے مدینہ منورہ کی آب وہوا موافق نہ پائی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو چند اونٹوں اور اُن کے ساتھ چرواہے دینے کا حکم دیا اور انہیں فرمایا کہ وہ اِن اونٹوں میں باہر چلے جائیں اور ان کے دودھ اور پیشاب پئیں وہ چلے گئے حتیٰ کہ حرّہ کے ایک طرف پہنچے تو اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہو گئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا چرواہا قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو خبر پہنچی تو آپ نے ان کو تلاش کرنے ان کے پیچھے ان کو پکڑنے والے بھیجے ۔ (جب وہ حاضر کئے گئے) تو اُن کے متعلق حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیر دی گئیں اور ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے اور حرہ کے کنارے ان کو چھوڑ دیا گیا حتیٰ کہ اسی حال میں مر گئے ۔"

(حدیث : ع ۲۳۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب طاعون کے متعلّق منقول روایات

طاعون بروزن فاعول طعن سے ماخوذ ہے ۔ یہ وزن عام موت پر دلالت کرتا ہے ۔ طاعون

marfat.com

۶۲۵۹ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حَبِیْبُ بْنُ اَبِیْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِیْمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ یُحَدِّثُ سَعْدًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْهَا وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا فَقُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ یُحَدِّثُ سَعْدًا وَلَا یُنْکِرُهٗ قَالَ نَعَمْ

وہ عام مرض ہے جس سے ہوا اور مزاج اور بدن خراب ہو جاتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا طاعون سخت دردناک پھوڑا ہے جو غالباً بغلوں میں ظاہر ہوتا ہے اس میں چمک ہوتی ہے جس کا اردگرد سیاہ ہوتا ہے اس سے دل بے قرار ہوتا ہے اور قئ آتی ہے (نووی) قاضی عیاض نے کہا طاعون پھوڑے ہیں جو جسم میں ظاہر ہوتے ہیں یہ عام وباء ہے ۱۸ھ ہجری کو شام کے عمواس میں جو وباء واقع ہوئی تھی وہ طاعون تھی جو سب سے پہلے اسلام میں واقع ہوئی تھی۔ اس بیماری سے شام میں تیس ہزار انسان موت کا شکار ہوئے تھے۔ عمواس رملہ اور بیت المقدس کے درمیان قصبہ ہے۔

احمد احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مسند میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت طعن اور طاعون سے ہوگی صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! طاعون کیا شئ ہے فرمایا تمہارے جن بھائیوں کا زخم کرنا ہے اور جنات اور اِخوۃ (بھائیوں) میں منافات نہیں کیوں کہ جنوں اور انسانوں میں طبعی عداوت ہے اگرچہ وہ مومن ہی ہوں ان کی انسانوں سے عداوت موجود ہے یہی حق ہے۔

۶۲۵۹ — ترجمہ : ابراہیم بن سعد نے کہا میں نے اُسامہ بن زید کو سعد بن ابی وقاص سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی زمین میں طاعون سُنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں طاعون واقع ہو حالانکہ تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔ حبیب نے کہا میں نے ابراہیم سے کہا تو نے اسامہ سے سنا ہے کہ وہ سعد سے حدیث بیان کرتے تھے اور سعد بن ابی وقاص اس کا انکار نہ کرتے تھے؟ ابراہیم نے کہا ہاں

marfat.com

۶۲۶۰ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَرِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغٍ لَقِيَهُ اُمَرَاءُ الْاَجْنَادِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهُ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ ادْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ وَلَا نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيَ الْاَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيَ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ

میں نے اسامہ سے سُنا ہے کہ وہ حدیث سعد سے بیان کرتے تھے اور وہ اس کا انکار نہ کرتے تھے

ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۶۲۶۰ـ (جہاد کے لئے) شام کی طرف نکلے جب سرغ مقام تک پہنچے تو انہیں شام کے امرآء ابوعبیدہ بن جراح اور اُن کے ساتھی ملے اور انہیں خبر سُنائی کہ شام میں طاعون کی بیماری واقع ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عمر فاروق نے فرمایا مہاجرین اولین کو میرے پاس بلاؤ ان کو بلایا تو اُن سے مشورہ

marfat.com

رَجُلَانِ فَقَالُوا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هٰذَا
الْوَبَاءِ فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّي مُصَبِّحٌ عَلَى ظَهْرٍ فَاصْبَحُوا عَلَيْهِ قَالَ
أَبُو عُبَيْدَةَ أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا عُبَيْدَةُ
نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلَى قَدَرِ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ
هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عِدْوَتَانِ إِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ
أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ
رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ قَالَ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي
بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي فِي هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ
وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ فَحَمِدَ
اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ

طلب کیا اور ان کو خبر دی کہ شام میں طاعون واقع ہے۔ مہاجرین نے باہم اختلاف رائے کیا بعض نے کہا آپ جہاد کے لئے نکلے ہیں۔ ہم آپ کا واپس چلے جانا اچھا نہیں دیکھتے ہیں۔ بعض نے کہا آپ کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی ماندہ صحابہ کرام ہیں۔ ہم یہ اچھا نہیں دیکھتے کہ آپ انہیں اس وبا میں لے جائیں۔ عمر فاروق نے فرمایا آپ سب تشریف لے جاؤ پھر (ابن عباس سے) فرمایا میرے پاس انصار کو بلاؤ میں نے انصار کو بلایا۔ تو اُن سے مشورہ طلب کیا۔ اُنہوں نے بھی (اختلاف رائے کرتے ہوئے) مہاجرین کی راہ اختیار کی اور ان کی طرح باہم اختلاف کیا۔ عمر فاروق نے فرمایا تم بھی چلے جاؤ (ابن عباس نے کہا) پھر فرمایا میرے پاس قریش کے بوڑھے مہاجرین بلاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے لئے ہجرت کی تھی۔ میں نے ان کو بلایا تو ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہ کیا اور کہا ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ لوگوں کو واپس لے جائیں اور انہیں اس وبا میں نہ لے جاؤ۔ عمر فاروق نے لوگوں میں اعلان کرا دیا

marfat.com

کہ میں کل صبح سواری کی پشت پر سوار ہو جاؤں گا (مدینہ منورہ کی طرف لوٹوں گا) تم صبح سوار ہو جاؤ۔ ابو عبیدہ بن جراح نے کہا کیا آپ اللہ کی قدر سے بھاگ رہے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا کہ اے ابا عبیدہ کاش کہ تیرے سوا کوئی اور شخص ایسا کہتا۔ ہاں! ہم اللہ کی قدر سے اللہ کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ مجھے خبر دو اگر تمہارے اونٹ ایک وادی میں جائیں جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک سرسبز اور دوسرا خشک ہو کیا اگر تم سرسبز میں چراتے ہو تو اللہ کی قدر سے نہیں چراتے ہو؟ اور اگر خشک میں چراتے ہو تو اللہ کی قدر سے نہیں چراتے ہو؟ راوی نے کہا پھر عبدالرحمٰن بن عوف آئے جبکہ وہ کسی حاجت کے باعث غائب تھے۔ اُنہوں نے کہا اس کے متعلق میرے پاس علم ہے۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اگر تم کسی زمین میں وبا سنو تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی زمین میں واقع ہو اور تم وہاں ہو تو اس سے بھاگتے ہوئے نہ نکلو۔ راوی نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر واپس ہو گئے۔

۶۲۶۰ — شرح : یہ اٹھارہ ہجری کے ربیع الآخر کا واقع ہے۔ خلیفہ بن خیاط نے ذکر کیا کہ اس بار عمر فاروق سترہ ہجری کو شام کی طرف گئے وہ رعیت اور اُن کے اُمراء کے حالات دریافت کرنا چاہتے تھے۔ اس سے ایک برس پہلے سولہ ہجری کو شام کی طرف گئے تھے جبکہ ابو عبیدہ نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا وہاں کے لوگوں نے کہا عمر فاروق کے ذریعے صلح ہو گی اس لئے آپ وہاں تشریف لے گئے۔ شام کے راستہ میں مقام سرغ ہے جو حجاز سے ملتا ہے بعض نے کہا یہ شہر ہے ابو عبیدہ نے اس کو اور یرموک و جابیہ کو وقفے وقفے سے فتح کیا تھا۔ لشکروں کے امراء، اجناد ابو عبیدہ بن جراح اور ان کے ساتھی خالد بن ولید، یزید بن ابی سفیان، شرجیل بن حسنہ اور عمرو بن عاص ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان حضرات میں علاقے تقسیم کئے اور جنگ کا معاملہ خالد بن ولید کے حوالہ کیا پھر اسے عمر فاروق نے ابو عبیدہ کے حوالہ کر دیا۔

علامہ کرمانی نے کہا امراء اجناد سے مراد شام کے پانچ شہر ہیں اور وہ فلسطین، اردن، حمص، قنسرین اور دمشق ہیں۔ حدیث میں مذکور وبا طاعونِ عمواس ہے۔ مہاجرین اولین وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے دو قبلوں بیت المقدس اور بیت اللہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔

مہاجرۃ الفتح ،، وہ لوگ ہیں جنہوں نے فتح مکہ میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ اس کو صورت کے اعتبار سے ہجرت کہا ہے ورنہ فتح کے بعد ہجرت ختم ہو گئی تھی۔ اس موقع پر بعض مشائخ مکہ مکرمہ میں ہی رہے تھے۔

قولہ علیہ ،، یعنی ظہر پہ اس سے اونٹ مراد ہیں جن پر بوجھ لادا جاتا ہے اور سواری کی جاتی ہے قضاء اور قدر میں فرق یہ ہے کہ قضاء وہ امر کلی اجمالی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ازل میں حکم دیا ہے اور

marfat.com

۶۲۶۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرْغٍ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ

اور قدر اس امرِ کلی کے جزئیات ہیں جو ایک ایک کر کے تفصیلاً واقع ہوتے ہیں جن کے وقوع کا ازل میں حکم دیا گیا ہے۔ قولہ اوغیرک ،، یعنی اے ابا عبیدہ اگر تمہارے سوا اور کوئی کہتا تو میں اس کو سزا دیتا ابن بطال نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کوئی اپنی اجل کے بغیر نہیں مرتا اور اجل مقدم و مؤخر نہیں ہوتی پھر دخول و خروج سے نہی کا مقصد کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے اس سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ وبا کے شہر میں آنے والے شخص سے یہ گمان ممکن ہے کہ اس کی ہلاکت کا سبب وہاں جانا تھا اور اس سے نکلنے میں سلامتی ہے اس لئے وبائی مکان کے قریب جانے سے منع فرمایا جیسے کوہڑے شخص کے قریب جانے سے منع کیا، حالانکہ یہ معلوم ہے کہ ایک سے دوسرے کی طرف بیماری متجاوز نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رعیت کے حالات معلوم کرنے مظلوم سے ظلم کا ازالہ کرنے، مصیبت دُور کرنے، فسادی لوگوں کو ڈرانے، اسلام کے شعائر کا اظہار کرنے، امراء سے ملنے اور اُن سے مشورہ کرنے، لوگوں کو اپنے منازل میں رکھنے، لڑائیوں میں کوشش کرنے، خبرِ واحد قبول کرنے اور ہلاکت کے اسباب سے اجتناب کرنے کے لئے امامِ وقت کو بنفس نفیس باہر نکلنا چاہیے اور حالات کا جائزہ لینا چاہیے۔

۶۲۶۱ — ترجمہ: عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے جب سرغ مقام میں پہنچے تو آپ کو خبر پہنچی کہ شام میں طاعون واقع ہوئی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی زمین میں وباء کا وقوع سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں واقع ہو اور تم وہاں ہو تو وہاں سے فرار کرتے ہوئے نہ نکلو ،،

marfat.com

۶۲۶۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ الْمَسِيْحُ وَلَا الطَّاعُوْنُ

۶۲۶۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح دجال اور طاعون مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوں گے۔

۶۲۶۲ — شرح : اگر یہ سوال ہو کہ طاعون شہادت ہے اس کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے کیوں منع کیا گیا ہے۔ نیز دجال کو طاعون کے ساتھ ذکر کیوں کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ طاعون سے مراد جنات کے غیر نافذ زخم ہیں اور کافر جن اور شیطان کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے اور اگر کسی جن کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا اتفاق ہو تو وہ کسی کو زخم کرنے پر قادر نہ ہوگا۔ اگر یہ سوال ہو کہ زخم اور طعن کافر جنوں سے خاص نہیں مومن جن بھی تو طعن اور زخم کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کافر انسانوں کا مدینہ منورہ میں داخل ہونا ممنوع ہے۔ اس میں مسلمان ہی سکونت کر سکتے ہیں اگرچہ ان میں بعض اسلام میں مخلص نہ ہوں۔ لہٰذا جنوں کے طعن اور زخموں سے امن ہوگا۔ اسی لئے اس میں طاعون داخل نہیں ہو سکتی ہے۔ امام احمد نے ابوعسیب سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام بخار اور طاعون لے کر آئے میں نے بخار کو تو روک لیا اور طاعون کو شام میں بھیج دیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے جبکہ حضرات صحابہ کرام کی تعداد بہت کم تھی۔ اور مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ وبائی شہر تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو امور میں اختیار دیا گیا جن میں سے ہر ایک پر عمل کرنے میں عظیم تر ثواب حاصل ہوتا ہے۔ آپ نے بخار کو اختیار کیا کیونکہ اس میں غالباً موت واقع نہیں ہوتی بخلاف طاعون کے اس میں غالباً موت واقع ہوتی ہے۔ پھر جب کافروں سے جہاد کرنا ضروری تھا اور آپ کو کفار سے جنگ کرنے کی اجازت بھی ہو چکی تھی اور بخار سے مجاہدین کے کمزور ہونے کا قوی امکان تھا، حالانکہ وہ جہاد کے لئے قوت و طاقت کے محتاج تھے تو حضور نے مدینہ منورہ سے نقل بخار کی دعاء فرمائی؛ چنانچہ اسے جحفہ بھیج دیا گیا اور مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ بہت صحت یاب شہر ہو گیا، حالانکہ اس سے پہلے وبائی شہر مشہور تھا۔ (عینی)

(حدیث ۱۷۶۲ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

۶۲۶۳ــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ بِنْتُ سِيْرِيْنَ قَالَتْ قَالَ لِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَحْيٰى بِمَا مَاتَ قُلْتُ مِنَ الطَّاعُوْنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

۶۲۶۴ــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُتَّى عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ

بَابُ اَجْرِ الصَّابِرِ فِي الطَّاعُوْنِ

۶۲۶۵ــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِي الْفُرَاتِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ يَعْمَرَ

۶۲۶۳ــ ترجمہ : حفصہ بنت سیرین نے کہا مجھے انس بن مالک نے کہا یحییٰ بن سیرین کس مرض میں فوت ہوئے تھے۔ میں نے کہا طاعون سے فوت ہوئے تھے۔ انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔
(حدیث ع ۲۶۳۳ جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۲۶۴ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دست سے مرنے والا مسلمان اور طاعون کی بیماری سے مرنے والا مسلمان شہید ہے (حدیث ع ۲۶۳۲ جلد : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب طاعون پر صبر کرنے والے کو ثواب

۶۲۶۵ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَاَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا يَعْلَمُ اَنَّهُ لَنْ يُصِيْبَهُ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ الشَّهِيْدِ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ دَاوٗدَ

ہمیں خبر دی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا تو حضور نے انہیں بتایا کہ طاعون عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا بھیجتا تھا۔ اس کو اللہ نے مومنوں کے لئے رحمت کر دیا جو بھی شخص شہر میں طاعون واقع ہونے کے وقت اپنے شہر میں ٹھہرا رہے۔ اس حال میں کہ وہ صبر کرنے والا ہو اور جانتا ہو کہ اس کو صرف وہی پہنچے گا جو اللہ نے اس کے لئے لکھا ہے تو اس کو شہید کا سا ثواب حاصل ہو گا۔ عبان بن ہلال نے داؤد سے روایت کرنے میں نضر بن شمیل کی مطابقت کی۔

۶۲۶۵ — شرح:- اس امت کے مومنوں کے لئے طاعون کو رحمت کیا ہے۔ اس کا رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ یہ شہید کے ثواب کو متضمن ہے اگرچہ یہ صورت کے اعتبار سے سخت تکلیف دہ ہے، لیکن یہ کافروں کے لئے شدید عذاب ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ مسلمان طاعون والے مقام میں صبر کرتا ہوا ٹھہرے رہے اور وہاں سے فرار نہ کرے تو اس کو شہید کے اجر کی مثل ثواب ہوتا ہے، حالانکہ حدیث میں ہے جو طاعون سے مرجائے وہ شہید ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص صابر محتسب ہو کر ایسے مقام سے نہ نکلے جہاں طاعون واقع ہے اور وہ طاعون کے مرض سے نہ مرے تو اس کو شہید کے اجر کی مثل ثواب حاصل ہوتا ہے اور اگر وہ مرجائے تو شہید ہے یعنی شہید کے حکم میں ہے۔

marfat.com

بَابُ الرُّقٰى بِالْقُرْاٰنِ وَالْمُعَوَّذَاتِ

٦٢٦٦ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ فِي الْمَرَضِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ اَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَ اَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهٖ لِبَرَكَتِهَا فَسَاَلْتُ الزُّهْرِيَّ كَيْفَ يَنْفِثُ قَالَ كَانَ يَنْفِثُ عَلٰى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ

باب قرآن اور معوّذات پڑھ کر دم کرنا

سورۂ اخلاص، فلق اور ناس تینوں سورتیں معوّذات ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تینوں سے دم کیا کرتے تھے "

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس مرض میں وفات پائی اپنی ذات کریمہ کو

٦٢٦٦ــ معوّذات پڑھ کر دم فرماتے تھے۔ جب حضور زیادہ بیمار ہو گئے تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ کو دم کرتی تھی اور آپ کے دستِ اقدس کی برکت کے باعث آپ کے دست مبارک کے ساتھ آپ کو مسح کرتی تھی۔ معمر کا بیان ہے کہ میں نے زُہری سے پوچھا حضور کس طرح جسم مبارک کو مسح کرتے تھے اُنہوں نے کہا حضور دونوں ہاتھوں پر پھونکتے پھر انہیں چہرۂ انور پر پھیرتے تھے۔

شرح ٦٢٦٦ــ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کے ہاتھ مبارک پر پھونک کر آپ کے سارے جسم پر مقدس ہاتھ پھیرتی تھیں کیونکہ حضور کا دستِ اقدس بابرکت ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ شریعت میں اصول اسلامیہ کے مطابق دم کرنا

marfat.com

بَابُ الرُّقٰی بفاتِحَةِ الْکِتَابِ

وَیُذْکَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۶۲۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ اَبِی الْمُتَوَکِّلِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَوْا عَلٰی حَیٍّ مِّنْ اَحْیَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ یَقْرُوْھُمْ فَبَیْنَمَا ھُمْ کَذٰلِکَ اِذْ لُدِغَ سَیِّدُ اُولٰئِکَ فَقَالُوْا ھَلْ مَعَکُمْ دَوَاءٌ اَوْ رَاقٍ فَقَالُوْا نَعَمْ اِنَّکُمْ لَمْ تَقْرُوْنَا

جائز ہے وہ یہ کہ عربی زبان میں اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات پڑھ کر دم کرے جو کتبِ الٰہیہ میں مذکور ہیں اور یہ اعتقاد کرے کہ حقیقتہً نافع اور شافی صرف اللہ کی ذات ہے۔ اگر یہ اعتقاد کرے کہ دم بذاتِ خود شافی ہے تو ایسا عقیدہ رکھنا ممنوع ہے نیز اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور غیر عربی میں دم کرنا ممنوع ہے۔ اگر یہودی یا نصرانی کافر اللہ کی کتاب سے دم کرے تو جائز ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ بیمار تھیں اور ایک یہودیہ عورت انہیں دم کر رہی تھی۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا انہیں اللہ کی کتاب یعنی تورات وانجیل سے دم کر (مؤطا امام مالک

باب سورۂ فاتحہ پڑھ کر جھاڑ پھونک کرنا

سورۂ فاتحہ رُقیہ ہے یہ پڑھ کر دم کرنا جائز ہے۔ جس حدیث میں ہے کہ دم صرف معوذات سے ہے وہ منسوخ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم کہ فاتحہ رقیہ ہے؟

وَیُذْکَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَیُذْکَرُ صیغہ مجہول ہے۔ یہ تمریض کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔ امام بخاری یہ اُس وقت ذکر کرتے ہیں۔ جب حدیث اُن کی شرط کے مطابق نہ ہو، حالانکہ سورۂ فاتحہ سے دم کرنے میں ابن عباس کی مذکور حدیث بخاری کی شرط کے مطابق ہے لیکن کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ جب امام بخاری حدیث بالمعنی ذکر کریں تو یہ ذکر سے

marfat.com

وَلَا نَفْعَلُ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَجَعَلُوْا لَهُمْ قَطِيْعًا مِنَ الشَّاءِ فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهٗ وَيَتْفُلُ فَبَرَاَ فَأَتَوْا بِالشَّاءِ فَقَالُوْا لَا نَاْخُذُهٗ حَتّٰى نَسْئَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ فَضَحِكَ وَقَالَ مَا اَدْرٰىكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ خُذُوْهَا وَاضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ

بَابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ

٦٢٦٨ — حَدَّثَنَا سِيْدَانُ بْنُ مُضَارِبٍ اَبُوْ مُحَمَّدٍ الْبَاهِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْشَرٍ يُوْسُفُ بْنُ يَزِيْدَ الْبَرَّاءُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

ذکر کرتے ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فاتحہ کتاب سے دم کرنے میں تصریح نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٦٢٦٧ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام چند لوگ عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلہ کے پاس آئے تو انہوں نے ان کی ضیافت نہ کی۔ اس اثنا میں اس قبیلہ کے سردار کو زہریلے جانور نے ڈس لیا۔ قبیلہ والوں نے انہیں کہا کیا تمہارے پاس کوئی دواء یا دم کرنے والا ہے۔ صحابہ نے کہا تم نے ہماری ضیافت نہیں کی ہم دم نہیں کریں گے حتیٰ کہ تم ہمیں اُجرت دو۔ قبیلہ والوں نے اُن کے لئے کچھ بکریاں مقرر کر دیں۔ اُن میں سے ایک شخص نے سورۂ فاتحہ پڑھنا شروع کیا اور تھوک منہ میں جمع کرتا اور اس پر پھونکتا رہا تو وہ شخص تندرست ہوگیا۔ قبیلہ والے بکریاں لے کر آئے تو انہوں نے کہا ہم یہ نہ لیں گے حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں؛ چنانچہ انھوں نے حضور سے پوچھا تو آپ ہنسے اور فرمایا تمہیں کس نے بتایا کہ سورۂ فاتحہ دَم ہے۔ بکریاں لے لو اور میرے لئے بھی حصہ رکھ لو (اس حدیث کی شرح تفہیم البخاری کے تیسرے حصہ کے صـ٥٠٨ ج : ٢ اور صـ٥٠٩ ج : ٣ پر دیکھیں)

marfat.com

عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَخْنَسِ اَبُوْمَالِكٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَفَرًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا بِمَاءٍ فِيْهِمْ لَدِيْغٌ اَوْ سَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِنْ رَاقٍ اِنَّ فِی الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيْغًا اَوْ سَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَءَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَاءٍ فَبَرِءَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا اَخَذْتَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا حَتّٰى قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ

باب جھاڑ پھونک میں بکریوں کی شرط لگانا

۶۲۶۸ — ترجمہ : ابو معشر یوسف بن یزید نے بیان کیا کہ مجھے عبید اللہ بن اخنس ابو مالک نے ابن ابی ملیکہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے چند لوگ پانی پر رہنے والے لوگوں سے گزرے اُن میں سے ایک لدیغ یا سلیم تھا (جس کو زہریلے جانور نے کاٹا ہو) صحابہ کرام میں سے ایک آدمی چلا اور بکریوں کی شرط پر سورۂ فاتحہ پڑھی تو وہ شخص تندرست ہو گیا وہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو اُنھوں نے اسے اچھا نہ سمجھا اور کہا تُو نے اللہ کی کتاب پڑھ کر اُجرت لی ہے۔ حتی کہ وہ مدینہ منورہ آگئے اُنھوں نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اُس نے اللہ کی کتاب پر اُجرت لی ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر تم اُجرت لیتے ہو اُن میں زیادہ مستحق اللہ کی کتاب ہے۔

۶۲۶۸ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ یا قرآنی آیات سے جھاڑ پھونک کر کے اُجرت لینا جائز ہے لیکن قرآن کی تعلیم پر اُجرت جائز

marfat.com

بَابُ رُقْيَةِ الْعَيْنِ

٦٢٦٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَعْبَدُ ابْنُ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اَمَرَ اَنْ يُسْتَرْقٰى مِنَ الْعَيْنِ

نہیں ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا قرآن سیکھو اور اس میں غلو نہ کرو اور اس کی تلاوت سے دور نہ ہو اور قرآن کو مال جمع کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ ؛ البتہ لوگوں کے امورِ دین میں توانی اور سستی کے سبب متاخرین علماء نے تعلیم قرآن پہ اجرت کو جائز کہا ہے تاکہ اس کی تعلیم کا باب مسدود نہ ہو۔ واللہ اعلم!

باب نظر لگ جانے پر جھاڑ پھونک کرنا ،،

اس سے مراد یہ ہے کہ آنکھ کے سبب کسی کو ضرر پہنچے جیسے کسی شئ کو دیکھ کر تعجب کرے تو اس شئ کو اس کے دیکھنے سے ضرور پہنچنے لگتی ہے۔ امام نووی نے کہا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نظر کوئی شئ نہیں اور نہ ہی اس سے کسی کو ضرر پہنچتی ہے لیکن یہ خیال فاسد ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے وقوع کی خبر دی ہے لہٰذا اس کو مسترد کرنا جائز نہیں جبکہ یہ ممکن ہے۔ بعض نے کہا نظر والے شخص کی آنکھ سے زہریلی قوت پیدا ہوتی ہے جو معین (جس کو نظر لگی ہو) سے مل جاتی ہے اور وہ ہلاک ہو جاتا ہے جیسے سانپ سے زہر نکلتا ہے لیکن اس بارے میں مذہب یہ ہے کہ نظر والا شخص جب کسی کو دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ معین کے مقابلہ کے وقت ضرر پیدا کر دیتا ہے۔ ابن جوزی نے کہا نظر والے شخص میں حسد ہوتا ہے اور وہ زہریلی اشیاء کی طرح خبیث الطبع ہوتا ہے جس کے دیکھنے سے مَعِیْن کو تکلیف ہونے لگتی ہے۔

٦٢٦٩ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نظر کی وجہ سے جھاڑ پھونک کیا جائے۔

marfat.com

٦٢٧٠ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَلِيْدِ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ اِسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٢٦٩ — شرح : علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا جس جھاڑ پھونک کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا وہ یہ ہے کہ قرآن کی منتخب آیات پڑھ کر پھونکا جائے یا جو اللہ تعالیٰ نے نفوس قدسیہ کی زبان پر ذکر کیا ہے اس سے دم کیا جائے یہ روحانی طب ہے پہلے نیک لوگوں کے زمانہ میں اسی پر ہی علاج میں اکتفاء تھی جب نفوس طاہرہ کا وجود نادر ہوا تو لوگ جسمانی طب کی طرف مائل ہونے لگے اور روحانی طب میں بیماری کا علاج نہ پایا کیونکہ انہیں وہ برکات میسر نہ ہوئیں جو مقدس نفوس کی زبانوں پر جاری تھیں (عینی)

٦٢٧٠ — ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرہ پر سیاہ داغ تھے۔ حضور نے فرمایا اس کو دم کرواؤ، کیونکہ اسے نظر لگی ہوئی ہے۔ عقیل نے زہری سے روائت کی کہ عروہ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ محمد بن حرب کی زبیدی سے روائت کرنے میں عبداللہ بن سالم نے متابعت کی۔"

٦٢٧٠ — شرح : خطابی نے کہا جنات کی نظر نیزوں سے زیادہ نفوذ کرتی ہے۔
سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے، تو کسی نے جن کو یہ کہتے ہوئے سنا :
ہم نے قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہے۔ اس کو ہم نے تیر مارے جو اس

marfat.com

بَابُ اَلْعَيْنُ حَقٌّ

٦٢٧٢ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ

کے دل سے آگے نہ بڑھے۔ یعنی ہم نے سعد کو نظر لگائی ہے،،

اس حدیث کے اسناد میں عجیب نکتہ ہے وہ یہ کہ امام بخاری سمیت اس اسناد میں عروہ تک تمام راویوں کا نام محمد ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے۔ پہلے بخاری ہیں اُن کا نام محمد بن اسماعیل ہے۔ دوسرے محمد بن خالد تیسرے محمد بن وہب چوتھے محمد بن حرب پانچویں محمد بن ولید اور چھٹے محمد بن مسلم زہری ہیں یہ محمدیوں کا اسناد ہے (عینی)

باب نظر لگ جانا حق ہے

٦٢٧٢ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر لگ جانا حق ہے اور حضور نے رنگ بھروانے سے منع فرمایا۔

٦٢٧٢ـ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کے دونوں جملوں میں مناسبت کیا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک ہی مجلس میں بعض لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نظر لگ جانے کے متعلق دریافت کیا اور بعض نے وشم کے متعلق پوچھا تو آپ نے نظر لگ جانے کے سوال کا جواب دیا کہ نظر لگ جانا حق ہے اور جس نے جسم کے کسی حصہ میں رنگ بھروانے کے متعلق پوچھا اس کو حضور نے منع فرمادیا کہ وشم جائز نہیں ایک ہی مجلس میں دونوں جواب دیئے۔ ہوسکتا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دو جملے دو مجلسوں میں سنے ہوں۔ پھر روائت میں دونوں کو جمع کردیا جبکہ اُن سے پوچھا گیا کیا تمہیں نظر لگ جانے اور رنگ بھروانے کے متعلق کچھ معلوم ہے تو اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر لگ جانا حق ہے اور وشم سے منع فرمایا۔

اس حدیث میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو کہتے ہیں کہ نظر لگنے کی کوئی حقیقت نہیں۔ ابوداؤد نے

marfat.com

بَابُ رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ

٦٢٧٣ــــ حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ فَقَالَتْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ اُنہوں نے فرمایا جس کی نظر لگی ہو اسے کہا جائے کہ وہ وضو کرے پھر اس پانی سے اس شخص کو غسل دیا جائے جسے نظر لگی ہو۔ مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روائت کی کہ نظر لگ جانا حق ہے۔ اگر کوئی شئ تقدیر سے آگے بڑھنے والی ہوتی تو وہ نظر آگے بڑھ جاتی۔ نسائی نے عامر بن ربیعہ کے طریق سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنے مال و اولاد میں کچھ دیکھے جو اس کو تعجب میں ڈالے تو برکت کی دُعاء کرے کیونکہ نظر لگ جانا حق ہے۔ امام ترمذی نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جعفر کی اولاد کو بہت جلد نظر لگ جاتی ہے کیا ہم اُن کے لئے دم کروا لیا کریں فرمایا ہاں اگر کوئی شئ قدر سے بڑھنے والی ہوتی تو وہ نظر بھی۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ نظر لگ جانا حق ہے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ قدر سے آگے کوئی شئ بڑھ نہیں سکتی اگر بالفرض ہوتی تو نظر ہوتی لیکن یہ بھی قدر میں داخل ہے اور انسان کو وہی پہنچتا ہے جو اس کی تقدیر میں ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب سانپ اور بچھو کے کاٹنے پر دم کرنا

٦٢٧٣ــــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن اسود نے اپنے والد اسود سے روائت کی انہوں نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے زہریلے جانور کے کاٹنے پر جھاڑ پھونک کے متعلق پوچھا تو اُنھوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر زہریلے جانور کے

٦٢٧٣ــــ شرح: حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ جھاڑ پھونک کرانا منع تھا کیونکہ لوگ اس میں غیر شرعی کلمات استعمال کرتے تھے جو جاہلیت میں معروف

marfat.com

تھے۔ لیکن جب یہ ظاہر ہُوا کہ جھاڑ پھونک میں غیر شرعی کلمات نہیں پڑھتے تو اس کی اجازت دیدی۔
ابن وھب نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن شہاب سے روائت کی کہ مجھے معلوم ہُوا ہے کہ علماء کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع فرمایا حتی کہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ اس زمانہ میں جھاڑ پھونک میں زیادہ تر کلمات شرکیہ استعمال کئے جاتے تھے۔ جب مدینہ منورہ میں آئے تو ایک صحابی کو زہریلے جانور نے ڈس لیا تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آل حزم زہریلے جانوروں کے کاٹنے پر دم کیا کرتے تھے جب آپ نے منع فرمایا تو اُنھوں نے دم کرنا ترک کر دیا ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمارہ کو بلاؤ وہ جنگِ بدر میں موجود تھے۔ حضور نے اُس سے فرمایا اپنا دم مجھے سناؤ اُس نے دَم سُنایا تو حضور نے اس میں کچھ حرج نہ دیکھا اور اسے دَم کرنے کی اجازت دے دی۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلَى التَّمَامِ وَعَلَى النَّبِيِّ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

عَلّامَہ غُلَامْ رَسُوْل رضوی

فیصل آباد

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

فہرس

تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری

حصہ ہشتم

مضمون	صفحہ
کتاب النکاح	۳
باب ۔ نکاح کی رغبت دلانا	۴
سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : جو کوئی تم میں سے نکاح کی مشقت کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کرے	۸
باب ۔ جو کوئی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے	۹
باب ۔ زیادہ عورتیں رکھنا	۱۱
امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن	۱۲
ہجرت کی حدیث	۱۴
باب ۔ تنگدست کا نکاح کرانا	۱۵
باب ۔ کسی آدمی کا اپنے بھائی سے کہنا میری دو بیویوں کو دیکھ جسے چاہے میں اسے طلاق دے دیتا ہوں ۔	۱۶
باب ۔ خصی رہنا مکروہ ہے ۔	۱۸
حلال کو حرام کرنا جائز نہیں	۲۱
باب ۔ کنواروں کا نکاح کرنا ۔	۲۲
باب ۔ ثیبہ سے نکاح کرنا	۲۴
باب ۔ بڑی عمر والے کا چھوٹی عمر والے سے نکاح کرنا	۲۷
باب ۔ کس عورت سے نکاح کرے	۲۸
باب ۔ لونڈیاں رکھنا	۲۹
باب ۔ جس نے باندی کو آزاد کرنا ہی اس کا مہر قرار دیا ۔	۳۳
باب ۔ غریب آدمی کا نکاح کرنا	۳۵
باب ۔ دین و اسلام میں کفو	۳۷
باب ۔ مال میں کفو ہونا اور مفلس کا مالدار عورت سے نکاح کرنا ۔	۴۴
باب ۔ عورت کی نحوست سے پرہیز کرنا	۴۵
باب ۔ آزاد عورت کا غلام سے نکاح کرنا	۴۸
باب ۔ چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح نہ کرے	۵۰

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا۔	۵۲
باب ۔ ابولہب کو عذاب میں تخفیف	۵۶
باب ۔ جس نے کہا دو سال کے بعد رضاعت ثابت نہیں۔	۵۷
باب ۔ مرد کا دودھ ۔	۶۰
باب ۔ دودھ پلانے والی عورت کی شہادت	۶۱
باب ۔ جن عورتوں سے نکاح حلال ہے ۔	۶۳
باب ۔ مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو۔	۶۵
باب ۔ عبداللہ بن جعفر حضرت علی کی بیٹی اور ان کی بیوی کو ایک نکاح میں جمع کیا۔	۶۹
باب ۔ اور اُن کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو	۷۲
باب ۔ اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو	۷۴
باب ۔ کسی عورت سے اس کی پھوپھی پر نکاح نہ کیا جائے ۔	۷۵
باب ۔ نکاح بدل	۷۷
باب ۔ نکاح بدل کا احناف کا مسلک	۷۷
باب ۔ کیا عورت اپنے آپ کو کسی کے لئے ہبہ کر سکتی ہے؟	۷۸
باب ۔ مُحرِم کا نکاح کرنا	۸۰
باب ۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر میں نکاحِ متعہ سے منع فرمایا	۸۳
باب ۔ عورت کا نیک مرد پر اپنے آپ کو پیش کرنا۔	

مضمون	صفحہ
باب ۔ کسی انسان کا اہل خیر پہ اپنی بیٹی یا بہن پیش کرنا جائز ہے ۔	۸۶
باب ۔ تم پر کوئی گناہ نہیں جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام نکاح میں تعریض کرو	۸۹
باب ۔ نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا	۹۱
باب ۔ جس نے کہا ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں	۹۶
باب ۔ جاہلیت میں نکاح کی صورتیں	۱۰۰
باب ۔ جب ولی ہی نکاح کا پیغام دے	۱۰۴
باب ۔ اپنے چھوٹے بچوں کا نکاح کر دینا۔	۱۰۸
منکوحہ کو سسرال کب بھیجا جائے۔	۱۰۹
باب ۔ باپ کا اپنی بیٹی کا امام سے نکاح کرنا	۱۱۰
باب۔ بادشاہ ولی ہے ۔	
باب ۔ باپ اور اس کا غیر بالغہ کنواری یا بیوہ کا نکاح اُن کی رضامندی کے بغیر نہیں کر سکتا۔	۱۱۲
باب ۔ جس کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ ناراض ہو تو اس کا نکاح مسترد ہے۔	۱۱۵
باب ۔ یتیم لڑکی کا نکاح کرنا	۱۱۶
جب شادی کا پیغام دینے والا عورت کے ولی سے کہے میرا فلاں عورت سے نکاح کر دے ۔	۱۱۹
باب ۔ اپنے مسلمان بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغام نہ بھیجے ۔	۱۲۰

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب - منگنی چھوڑنے کی تفسیر	۱۲۳
باب - خطبہ	۱۲۴
کیا عقدِ نکاح کے وقت خطبہ واجب ہے؟	۱۲۵
نکاح اور ولیمہ میں دُف مارنا	۱۲۶
نکاح میں دف بجانا	۱۲۷
باب - عورتوں کو ان کے مہر دو	۱۲۸
باب - قرآن کی تعلیم کے عوض نکاح کر دینا	۱۳۱
باب - سامان اور لوہے کی انگوٹھی مہر دینا	۱۳۲
باب : نکاح کے وقت شرطیں لگانا	۱۳۴
ابوالعاص زوجہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۵
باب - وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں	۱۳۷
باب - دولہا کے لئے زرد رنگ استعمال کرنا	۱۳۸
ولیمہ کا وقت	۱۴۰
باب - دولہا کو کیسے دُعاء دی جائے	۱۴۱
باب - اُن عورتوں کے لئے دُعاء کرنا جو دلہن کو دولہا کے لئے بھیجنے کے لئے تیار کرتی ہیں	۱۴۲
باب - جس نے غزوہ کرنے سے پہلے رخصتی کو پسند کیا	۱۴۳
باب - جس نے اپنی بیوی سے جماع کیا جبکہ وہ نو برس کی ہو	۱۴۴
باب - سفر میں بیوی سے خلوت کرنا	۱۴۵
باب - مرد کا بیوی سے دن میں جماع کرنا	۱۴۶
باب - عورتوں کے لئے بچھونے وغیرہ	۱۴۷
باب - ان عورتوں کا کام جو نئی دلہن کو اس کے شوہر کے سپرد کرتی ہیں	۱۴۸
باب - دلہن کو نذرانہ بھیجنا	۱۴۹
ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	۱۵۱
فوائد حدیث	۱۵۲
باب - عروسی کے لئے کپڑے وغیر منتعا لینا	۱۵۳
باب - جب شوہر بیوی کے پاس آئے تو کیا پڑھے؟	۱۵۴
قضاء و قدر میں فرق	۱۵۵
باب - ولیمہ حق ہے	۱۵۵
باب - ولیمہ سُنّت ہے اگرچہ ایک بکرا ہو	۱۵۸
باب - جس نے اپنی بعض بیویوں سے نکاح کے وقت دوسریوں سے زیادہ ولیمہ کیا۔	۱۶۱
باب - جس نے ایک بکرے سے کم ولیمہ کیا۔	۱۶۲
باب - ولیمہ اور دعوت قبول کرنا اور جس نے سات دن یا اس سے زیادہ ولیمہ کیا	۱۶۳
باب - جس نے دعوت قبول نہ کی اُس نے اللہ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔	۱۶۷
باب - جس نے سری پائے کی دعوت قبول کی	۱۶۹
باب - شادی وغیرہ میں دعوت قبول کرنا	۱۶۹
باب - عورتوں اور بچوں کا دعوت ولیمہ کے لئے جانا	۱۷۰

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب ۔ جب دعوت کے موقع پر کوئی خلافِ شرع دیکھے تو واپس آجائے	۱۷۱
باب ۔ دولہن کا ولیمہ میں خود بخود مہمان مردوں میں خدمت کرنا	۱۷۴
باب ۔ شادی میں کھجوروں کا شیرہ اور نشہ نہ دینے والا شربت کا جواز	۱۷۴
باب ۔ عورتوں کے معاملہ میں ترقی کرنا	۱۷۵
باب ۔ عورتوں کے لئے وصیت کرنا	۱۷۶
باب ۔ اے لوگو! اپنی جانوں اور اہل اولاد کو آگ سے بچاؤ	۱۷۸
باب ۔ بیوی سے اچھا معاملہ کرنا	۱۷۹
باب ۔ زمانہ جاہلیت کی گیارہ عورتوں کی گفتگو کی تفصیل	۱۸۴
باب ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقام کی عظمت	۱۹۰
باب ۔ مرد کا اپنی بیٹی کا اس کے شوہر کے معاملہ میں نصیحت کرنا	۱۹۲
باب ۔ عورتوں کا نفلی روزہ اپنے شوہر کی اجازت سے رکھنا ۔	۱۹۹
باب ۔ جب کوئی عورت اپنے شوہر سے ناراض ہوکر علیحدہ رات گزارے	۲۰۰
باب ۔ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر داخل ہونے کی اجازت نہ دے	۲۰۲
باب ۔ عشیر کی نافرمانی کرنا اور وہ شوہر ہے ۔	۲۰۴
باب ۔ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے	۲۰۷
باب ۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے	۲۰۸
باب ۔ مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی	۲۰۹
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں کو چھوڑ کر ان کے گھروں کے علاوہ دوسری جگہ سکونت کرنا	۲۱۰
باب ۔ عورتوں کو مارنے کی کراہت	۲۱۳
باب ۔ بیوی گناہ میں اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے ۔	۲۱۵
باب ۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے	۲۱۶
باب العزل	۲۱۷
باب ۔ جب مرد سفر کا ارادہ کرے تو بیویوں میں قرعہ ڈالنا ۔	۲۲۰
باب ۔ کوئی عورت اپنے شوہر کی باری کا دن اپنی سوکن کو ہبہ کرے اور یہ تقسیم کیسے کرے	۲۲۳
باب ۔ بیویوں میں برابری کرنا	۲۲۴
باب ۔ جب ثیبہ پر کنواری سے نکاح کیا	۲۲۴
باب ۔ جب کنواری عورت کی موجودگی میں ثیبہ سے نکاح کرے	۲۲۶
باب ۔ جس نے ایک غسل میں اپنی تمام بیویوں سے مباشرت کی	۲۲۷

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ مرد کا اپنی بیویوں کے پاس دن میں جانا	۲۲۸
باب ۔ جب مرد اپنی بیویوں سے اجازت طلب کرے۔	۲۲۹
باب ۔ مرد کا اپنی بعض بیویوں کے ساتھ بعض سے زیادہ محبت کرنا	۲۳۰
باب ۔ نیافتہ کے سبب خود کو سیر ظاہر کرنا اور جو سوکن پر فخر کرنے سے منع کیا گیا ہے	۲۳۲
باب الغیرت	۲۳۳
باب ۔ عورتوں کا غیرت کرنا اور ان کا غضب ناک ہونا	۲۴۳
باب ۔ جب آدمی کا اپنی بیٹی سے غیرت دور کرنا	۲۴۵
باب ۔ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوتی جائیں گی۔	۲۴۷
باب۔ محرم کے سوا کوئی آدمی اجنبیہ عورت سے خلوت نہ کرے اور جس عورت کا شوہر غائب ہو اس کے پاس آکر خلوت نہ کرے۔	۲۴۹
باب ۔ مرد کا لوگوں کی موجودگی اجنبیہ عورت سے خلوت کرنا جائز ہے	۲۵۱
باب ۔ عورتوں سے مشابہت کرنے والوں کو ان کے پاس جانے کی ممانعت	۲۵۲
باب ۔ عورت کا حبشیوں وغیرہ کو دیکھنا	۲۵۴
باب ۔ عورتوں کا ضروری حاجات کے لئے باہر نکالنا جائز ہے	۲۵۵
باب۔ عورت کا مسجد وغیرہ کی طرف لے جانے کے	۲۵۷
اپنے شوہر سے اجازت طلب کرنا	۲۵۷
باب ۔ شیرخواری (رضاعت) کی وجہ سے عورتوں کے پاس جانا اور ان کو دیکھنا مباح وحلال ہے	۲۵۷
باب ۔ کوئی عورت دوسری عورت سے ملے تو اپنے شوہر سے اس کا حلیہ نہ بیان کرے	۲۵۹
باب ۔ مرد کا کہنا کہ میں آج رات اپنی بیویوں سے جماع کروں گا	۲۶۰
باب ۔ سفر سے رات کو اپنے گھر نہ آئے جبکہ غیبت طویل ہو	۲۶۱
بائیسواں پارہ	۲۶۳
باب ۔ فرزند طلب کرنا	۲۶۳
باب ۔ شوہر سے غائب زیر ناف بال صاف کرلے اور بکھرے بالوں والی کنگھی کرے	۲۶۶
باب ۔ اور عورتیں اپنی زینت اپنے شوہروں کے سوا کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں	۲۶۷
باب ۔ اور جو تم میں سے بلوغ کو نہیں پہنچے ہو	۲۶۸
باب ۔ آدمی کا اپنے ساتھی سے کہنا کیا تم نے جماع کیا ہے	۲۷۰
کتاب الطلاق	۲۷۲

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ جس وقت حیض والی عورت کو طلاق دی تو یہ طلاق شمار ہوگی۔	۲۷۵
باب۔ جس نے طلاق دی	۲۷۷
باب۔ جس نے تین طلاق دینا جائز کیا۔	۲۸۲
باب۔ جس نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا	۲۹۱
باب۔ اگر اپنی بیوی کو کہے میں نے تجھے جُدا کر دیا یا تجھے چھوڑا یا کہے تو رہا کی ہوئی ہے یا تو بیزار کی ہوئی ہے۔	۲۹۳
باب۔ جس نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے۔	۲۹۴
باب۔ تم اپنے اُوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی۔	۲۹۷
باب۔ نکاح کرنے سے پہلے طلاق نہیں	۳۰۳
باب۔ اگر کوئی جبر کی حالت میں اپنی بیوی سے کہے یہ میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوتا۔	۳۰۵
باب۔ اکراہ میں طلاق کا حکم	۳۰۶
باب۔ خلع اور اس میں طلاق کیسی ہیں	۳۱۷
باب الشقاق	۳۲۳
باب۔ لونڈیوں کو بیچنا طلاق نہیں	۳۲۵
باب۔ جو لونڈی غلام کو منکوحہ ہو آزاد ہو جانے سے اسے اختیار ہے	۳۲۷
باب۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بریرہ کے	۳۲۸

مضمون	صفحہ
شوہر کی شفاعت کرنا	۳۲۸
باب۔ مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ مومن ہو جائیں۔	۳۳۰
باب۔ مشرک عورتوں میں سے جو مسلمان ہو جائے ان سے نکاح کرنا اور ان کی عدّت	۳۳۲
باب۔ جب مشرکہ یا نصرانیہ عورت ذمّی یا حربی کی بیوی مسلمان ہو جائے	۳۳۵
باب۔ ان لوگوں کے لئے جو اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں چار ماہ انتظار ہے	۳۳۹
باب۔ گم شدہ کے مال و دولت اور اس کے اہل و عیال کا حکم	۳۴۳
باب الظّہار	۳۴۴
باب طلاق اور دوسرے امور میں اشارہ کرنا	۳۵۱
باب اللّعان	۳۶۰
باب۔ جب نومولود کی نفی کی تعریض کی	۳۶۸
باب۔ لعان کرنے والے کو قسم دینا	۳۷۰
باب۔ پہلے مرد لعان کرے	۳۷۱
باب۔ باب اللّعان اور جس نے لعان کے بعد طلاق دی	۳۷۲
باب۔ مسجد میں لعان کرنا	۳۷۴
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر میں کسی کو بلا دلیل رجم کرتا۔	۳۷۷

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب ۔ ملاعنہ عورت کا مہر	۳۸۰
باب ۔ امام کا متلاعنین سے کہنا کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے ۔ کیا تم میں سے کوئی تائب ہوتا ہے	۳۸۱
باب ۔ لعان کرنے والے مرد وزن میں تفریق کرنا ۔	۳۸۳
باب ۔ بچہ لعان کرنے والی عورت سے لاحق کیا جائے	۳۸۵
باب ۔ امام کا کہنا اے اللہ اس کا حکم ظاہر کر	۳۸۶
باب ۔ جب بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اسے عدّت پوری کرنے کے بعد کسی اور آدمی نے نکاح کیا اور اُس نے اس سے جماع نہ کیا ۔	۳۸۷
کتاب العِدّۃ	۳۸۹
باب ۔ تمہاری عورتیں جو حیض سے ناامید ہوجائیں اگر تم اس کے وجود میں تردد کرو ۔	۳۸۹
باب ۔ طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض انتظار کریں	۳۹۳
باب ۔ فاطمہ بنت قیس کا واقعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۹۵
باب ۔ جب مطلقہ عورت پر اس کے شوہر کے گھر میں ڈر معلوم ہو کر اس کے گھر میں اچانک داخل ہوجائے گا یا یہ خوف ہو کے وہ	۴۰۰
اس کے اہلِ خانہ کو بُرا بھلا کہے گی ۔	۴۰۰
باب ۔ عورتوں کے لئے حلال نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ان کے بیٹوں میں حیض اور حمل پیدا کیا ہے اسے پوشیدہ رکھیں ۔	۴۰۱
باب ۔ مطلقہ عورتوں کے شوہر عدت میں رجوع کرنے کے زیادہ حقدار ہیں	۴۰۲
باب ۔ حائضہ مطلقہ سے رجوع کرنا	۴۰۵
باب ۔ جس عورت کا شوہر فوت ہوجائے وہ چار ماہ دس دن سوگ کرے	۴۰۶
باب ۔ سوگ منانے والی عورت کا سُرمہ استعمال کرنا	۴۱۱
باب ۔ سوگ منانے والی عورت بُننے سے پہلے رنگے ہوئے کپڑے پہنے	۴۱۴
باب ۔ جو لوگ تم سے فوت ہوجائے اور بیویاں چھوڑ جائیں	۴۱۵
باب ۔ فاحشہ عورت کا مہر اور نکاح فاسد	۴۱۹
باب ۔ اس عورت کا مہر فاسد جس کو دخول کیا ہے اور دخول کیسے ہوتا ہے یا عورت کو مس کرنے اور دخول کرنے سے پہلے طلاق دی ۔	۴۲۲
باب ۔ اس عورت کے لئے متعہ جس کے لئے حد مقرر نہیں کیا ۔	۴۲۳
کتاب النفقات	۴۲۷

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ اھل واعیال پر وجوب نفقہ	۴۳۰
باب ۔ آدمی کا اپنے گھر والوں کے لئے ایک سال کا خرچہ جمع کرنا اور اھل وعیال کا خرچہ کیسے ہو	۴۳۳
باب۔ اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں	۴۳۹
باب۔ بیوی کا خرچہ جبکہ اس کا شوہر غائب ہوجائے اور بچے کے خرچے کا بیان	۴۴۱
باب ۔ عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں کام کاج کرنا	۴۴۲
باب۔ عورت کا خادم	۴۴۵
باب ۔ مرد کا اپنے اہل وعیال کی بنفسہ خدمت کرنا	۴۴۶
باب ۔ جب آدمی خرچہ نہ دے تو عورت کے لئے جائز ہے کہ اس کے علم کے بغیر اتنا لے لے جو اس کو اور اس کی اولاد کو کافی ہو	۴۴۷
باب۔ عورت کا اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرنا اور نفقہ کا بیان	۴۴۸
باب۔ عورت کے لئے متعارف لباس	۴۴۹
باب ۔ بچوں کے معاملہ میں عورت کا اپنے شوہر کی مدد کرنا	۴۵۰
باب ۔ تنگدست کا اپنے اھل وعیال پر خرچ کرنا	۴۵۱
باب ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو کوئی قرض یا بچے چھوڑے وہ میرے ذمہ ہیں	۴۵۵
باب ۔ دودھ پلانے والی لونڈیاں وغیرہ	۴۵۵
کتاب الاطعمہ	۴۵۷
باب ۔ کھانے پر بسم اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا ۔	۴۶۱
باب ۔ اپنے آگے سے کھانا	۴۶۲
باب ۔ جو کوئی اپنے ساتھی کے ساتھ پیالہ کے سارے کونوں سے تلاش کرے جبکہ اس سے کراہت نہ جانے ۔	۴۶۴
باب ۔ کھانے پینے میں دایاں ہاتھ استعمال کرنا	۴۶۶
باب ۔ جس نے کھایا حتی کہ سیر ہوگیا	۴۶۶
باب ۔ نابینا پر کوئی حرج نہیں اور نہ ہی لنگڑے پر لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْن تک	۴۷۱
باب ۔ پتلی روٹی اور خوان وسفرہ پر کھانا	۴۷۲
باب ۔ ستو	۴۷۷
باب ۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کوئی شئی پیش کی جاتی تو اُسے تناول نہ فرماتے حتی کہ آپ سے ذکر کیا جاتا تو آپ جان لیتے کہ یہ کیا ہے ۔	۴۷۸

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے۔	۴۸۰
باب ۔ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔	۴۸۱
باب ۔ تکیہ لگا کر کھانا	۴۸۴
باب ۔ بھنا ہوا گوشت	۴۸۶
باب۔ خزیرہ ٥	۴۸۷
باب ۔ پنیر	۴۹۰
باب ۔ چقندر اور جو	۴۹۱
باب ۔ گوشت اگلے دانتوں سے نوچ کر اور پکنے سے کچھ پہلے ہنڈیا سے نکال کر کھانا	۴۹۱
باب۔ شانہ کا گوشت نوچ کر کھانا	۴۹۲
باب ۔ چھری سے گوشت کاٹنا	۴۹۴
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے پر عیب نہیں لگایا	۴۹۵
باب ۔ جو کے آٹے میں پھونک مارنا	۴۹۶
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صحابہ کرام کیا کھاتے تھے	۴۹۸
باب ۔ تلبینہ	۵۰۲
باب ۔ ثرید	۵۰۳
باب ۔ بھنی ہوئی بکری شانہ اور پہلو کا گوشت	۵۰۵
باب۔ پہلے لوگ اپنے گھروں اور سفر میں جو کھانا اور گوشت وغیرہ ذکر تے تھے	۵۰۶
بَابُ الحیس	۵۰۹
باب ۔ چاندی کے ملمع کئے ہوئے برتن میں کھانا	۵۱۱
باب ۔ کھانے کا ذکر	۵۱۳
باب۔ ترکاریوں کا بیان	۵۱۴
باب ۔ حلوا اور شہد	۵۱۶
باب ۔ کدّو	۵۱۷
باب ۔ جو شخص اپنے دینی بھائیوں کے لئے کھانے میں تکلف کرے ۔	۵۱۸
باب ۔ جس نے کسی آدمی کو کھانے کی دعوت دی اور خود اپنے کسی کام میں مصروفِ عمل ہو گیا	۵۲۰
باب شوربا	۵۲۱
باب ۔ خشک گوشت	۵۲۲
باب ۔ جس نے دسترخوان پر اپنے ساتھی کو کوئی شئ دی یا اس کے آگے کر دی۔	۵۲۳
باب ۔ تازی کھجور ککڑی کے ساتھ ملا کر کھانا	۵۲۴
بابُ الحشف	۵۲۵
باب۔ تر اور خشک کھجور	۵۲۶
باب۔ جمار	۵۳۰
باب۔ عمدہ کھجور	۵۳۱
باب ۔ کھجوریں ایک ساتھ ملا کر کھانا	۵۳۱
باب ۔ ککڑی	۵۳۳

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ کھجور کے درخت کی برکت	۵۳۲
باب ۔ دو رنگ یا دو کھانے جمع کر کے کھانا	۵۳۴
باب ۔ جس نے دس دس آدمیوں کو بُلایا اور طعام پر دس دس کا بیٹھنا	۵۳۵
باب ۔ تھوم اور سبزیوں سے جو مکروہ ہیں	۵۳۶
باب ۔ کباس اور وہ پیلو کا پھل ہے	۵۳۸
باب ۔ کھانے کے بعد کلی کرنا	۵۳۸
باب ۔ رومال سے پونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹنا	۵۳۹
باب ۔ رومال	۵۴۰
باب ۔ کھانا کھانے کے بعد کیا کہے	۵۴۱
باب ۔ خادم کے ساتھ کھانا	۵۴۳
باب ۔ کھانا کھانے والا شکر گزار صائم صابر کی مانند ہے ۔	۵۴۴
باب ۔ کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ کہے یہ بھی میرے ساتھ ہے ۔	۵۴۵
باب ۔ جب شام کا کھانا حاضر ہو تو عشاء کی نماز میں جلدی نہ کرے	۵۴۶
باب ۔ جب کھانا کھا چکو تو اپنے اپنے گھر چلے جاؤ	۵۴۷
کتاب العقیقہ	۵۴۹
نومولود کی تحنیک	۵۵۱
باب ۔ بچے کا عقیقہ کر کے اس سے تکلیف دُور کرنا	۵۵۵
باب ۔ فرع	۵۵۶
باب ۔ عتیرہ	۵۵۷
سترھواں پارہ	۵۵۸
کتاب الذبائح والصید	۵۵۸
باب ۔ شکار پر بسم اللہ پڑھنا	۵۵۹
باب ۔ صید المعراض	۵۶۲
باب ۔ جس شکار کو تیر کی لکڑی لگے اور مرجائے	۵۶۴
باب ۔ تیر کمان اور سکھلائے ہوئے کتے کا شکار کرنا ۔	۵۶۴
باب ۔ کمان سے شکار کرنا	۵۶۴
باب ۔ کنکری پھینکنا اور گولی مارنا	۵۶۷
باب ۔ جس نے ایسا کتا پالا جو شکاری نہ ہو اور نہ ہی جانوروں کی حفاظت کے لئے ہو	۵۶۸
باب ۔ اگر کتا شکار کو کھالے	۵۷۰
باب ۔ جب شکار دو یا تین دن غائب رہے	۵۷۱
باب ۔ اگر شکار کے پاس دُوسرا کتا پائے	۵۷۳
باب ۔ شکار کرنے میں روایات	۵۷۴
باب ۔ پہاڑوں پہ شکار کرنا	۵۷۷
باب ۔ تمہارے لئے سمندر کا شکار حلال ہے ۔	۵۷۸
باب ۔ کیا پانی میں مر کر تیرنے والی مچھلی حلال ہے؟	۵۷۹
باب ۔ احناف کے نزدیک سمندری جانور مچھلی کے سب حرام ہیں	۵۸۰

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب - ٹڈی کھانا	۵۸۲
باب - مجوسیوں کے برتن اور مُردار	۵۸۳
باب - ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا اور جس نے قصداً بسم اللہ ترک کی۔	۵۸۵
باب - جو نُصب اور بتوں پر جانور ذبح کئے جائیں	۵۸۸
باب - بانس، باریک پتھر اور لوہا میں سے جو خون بہا دے۔	۵۹۰
باب - عورت اور باندی کا ذبیحہ	۵۹۳
باب - ہڈی اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے	۵۹۴
باب - اعراب کا ذبیحہ	۵۹۴
باب - دارالحرب کے اہل کتاب وغیرہ کے ذبیحے اور چربیاں	۵۹۶
باب - جو حیوان بھاگ جائے وہ وحشی جانوروں کی طرح ہے	۵۹۸
باب - نحر اور ذبح	۵۹۹
باب - جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو	۶۰۱
باب - مُثلہ، مصبورہ اور مجثمہ مکروہ ہیں	۶۰۳
باب - گھوڑوں کا گوشت	۶۰۹
باب - پالتو گدھوں کا گوشت	۶۱۰
باب - ہر ذی ناب درندے کا کھانا	۶۱۶
باب - مردار کی کھال	۶۱۵
باب - مسک (کستوری)	۶۱۶
باب - خرگوش	۶۱۸
باب - گوہ	۶۱۹
باب - اگر جامد گھی یا پگھلے ہوئے گھی میں چوہا گر پڑے	۶۲۱
باب - چہرے پہ داغ لگانا اور نشان کرنا	۶۲۳
باب - جب لوگوں نے غنیمت پائی اور بعض نے بکریاں اور بعض نے اونٹ اپنے ساتھیوں کے مشورہ کے بغیر ذبح کئے تو ان کا گوشت نہ کھا جائے	۶۲۵
باب - اگر لوگوں کا اونٹ بھاگ نکلے اور اُن میں سے کوئی شخص اس کو تیر مار کر قتل کر دے اور اُس نے اُن کی بھلائی کا ارادہ کیا ہو تو جائز ہے	۶۲۷
باب - مجبور شخص کا مردار کھانا	۶۲۸
کتاب الاضحٰی	
قربانیاں	۶۲۹
باب - قربانی کے مسنون ہونے کا بیان	۶۳۰
قربانی میں علماء کے اقوال	۶۳۰
باب - امام کا لوگوں میں قربانیاں تقسیم کرنا	۶۳۱
باب - مسافر عورتوں پہ قربانی	۶۳۳
باب - قربانی کے دن گوشت کی خواہش کرنا	۶۳۴
باب - جس نے کہا اضحی نحر کا دن ہے	۶۳۵
باب - قربانی اور نحر عیدگاہ میں	۶۳۸

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کرنا	۶۳۹
باب۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبردہ سے ارشاد کہ تم بکری کا چھ ماہ کا بچہ قربانی کرو تمہارے بعد اور کسی کے لئے جائز نہیں	۶۴۱
باب۔ جس نے قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح کیں۔	۶۴۲
باب۔ جس نے غیر کی قربانی ذبح کی	۶۴۴
باب۔ نماز عید کے بعد ذبح کرنا	۶۴۵
باب۔ جس نے نماز عید سے پہلے ذبح کیا تو وہ دوبارہ قربانی کرے	۶۴۶
باب۔ ذبیحہ کے پہلو پر قدم رکھنا	۶۴۸
باب۔ ذبح کے وقت تکبیر کہنا	۶۴۹
باب۔ جب اپنی ہدی بھیج دے تاکہ ذبح کی جائے تو اس پر کوئی شئ حرام نہیں۔	۶۵۰
باب۔ قربانی کا گوشت کتنا کھایا جائے اور کتنا ذخیرہ کیا جائے۔	۶۵۰
کتاب الاشربہ	۶۵۶
باب۔ انگور کی شراب	۶۶۱
باب۔ شراب کی حرمت نازل ہوئی، حالانکہ اس وقت تر اور خشک کھجوروں سے شراب بنائی جاتی تھی۔	۶۶۵
باب۔ شہد کی شراب اس کا نام نبیذ ہے	۶۶۷
باب۔ خمر وہ شراب ہے جو عقل کو ڈھانپ لے، میں جو روایات وارد ہیں۔	۶۶۸
باب۔ جو شراب کو حلال جانے اور اس کا کوئی اور نام رکھے، میں روایات	۶۷۱
باب۔ برتنوں اور پتھر کے برتن میں نبیذ بنانا	۶۷۲
باب۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا برتنوں میں نبیذ سے منع فرمانے کے بعد رخصت دینا	۶۷۳
باب۔ کھجور کا شیرہ جب تک نشہ نہ دے۔	۶۷۶
باب۔ باذق اور جس نے ہر نشہ اور شراب سے منع کیا	۶۷۷
باب۔ جس نے دیکھا کہ تر اور خشک کھجور کو ملا کر نبیذ نہ بنایا جائے جبکہ ان کو ملانا مسکر ہو اور دو سالن ایک جگہ نہ کرے	۶۸۰
باب۔ دودھ پینا	۶۸۱
باب۔ دودھ پانی کے ساتھ ملا کر پینا۔	۶۸۸
باب۔ میٹھی چیز اور شہد پینا	۶۹۰
باب۔ کھڑے ہو کر پینا	۶۹۱
باب۔ جس نے پیا حالانکہ وہ اونٹ پر بیٹھا ہو	۶۹۴
باب۔ پینے میں دائیں والا زیادہ حقدار ہے	۶۹۵

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب ۔ کیا کوئی آدمی دائیں بیٹھنے والے سے اجازت طلب کرے کہ بڑے آدمی کو پینے کے لئے دے۔	۶۹۶
باب ۔ حوض سے منہ لگا کر پانی پینا	۶۹۷
باب ۔ چھوٹوں کا بڑوں کی خدمت کرنا	۶۹۸
باب ۔ برتن ڈھانپنا	۶۹۹
باب ۔ مشکیزے کا منہ کھول کر پانی پینا	۷۰۰
باب ۔ برتن میں سانس لینے سے ممانعت	۷۰۳
باب ۔ دو یا تین سانس میں پینا	۷۰۴
باب ۔ سونے کے برتنوں میں پینا	۷۰۵
باب ۔ چاندی کے برتن استعمال کرنا	۷۰۶
باب ۔ پیالوں میں پینا	۷۰۷
باب ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالے میں پینا	۷۰۸
باب ۔ بابرکت پانی پینا	۷۱۱
کتاب المرضیٰ	
بیماروں کے حالات کا بیان	
باب ۔ بیماری کا کفارہ	۷۱۳
باب ۔ اللہ کا ارشاد! جو کوئی برا عمل کرے اس کو بدلہ دیا جائے گا۔	۷۱۴
باب ۔ بیچاری کی سختی	۷۱۷
باب ۔ لوگوں میں سخت آزمائش نبیوں کی ہوتی پھر ان سے کم فضیلت والے	۷۱۹
پھر ان سے کم فضیلت والے	۷۱۹
باب ۔ بیمار کی عیادت واجب ہے	۷۲۰
باب ۔ بے ہوش شخص کی عیادت کرنا۔	۷۲۱
باب ۔ ریح کے سبب بے ہوش ہو کر گرنے کی فضیلت	۷۲۱
باب ۔ اس شخص کی فضیلت جس کی نظر جاتی رہی	۷۲۴
باب ۔ عورتوں کا مردوں کی عیادت کرنا	۷۲۵
باب ۔ بچوں کی عیادت کرنا	۷۲۷
باب ۔ اعراب کی بیمار پرسی کرنا	۷۲۹
باب ۔ مشرک کی عیادت کرنا	۷۲۹
باب ۔ جب بیمار کی عیادت کی اور نماز کا وقت ہو گیا تو لوگوں کو باجماعت نماز پڑھائی	۷۳۱
باب ۔ مریض پر ہاتھ رکھنا	۷۳۱
باب ۔ مریض سے کیا کہا جائے اور وہ کیا جواب دے۔	۷۳۴
باب ۔ سوار اور پیادہ پا اور کسی کو گدھے پر پیچھے بٹھا کر بیمار کی عیادت کرنا	۷۳۵
باب ۔ مریض کا کہنا کہ میں بیمار ہوں یا اس کا "وارأساہ" کہنا یا یہ کہنا کہ میری بیماری سخت ہو گئی ہے۔	۷۳۸
باب ۔ مریض کا کہنا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ	۷۴۲

marfat.com

مضمون	صفحہ
باب ۔ جو مریض بچے کو لے گیا تاکہ اس کے لئے دُعاء کی جائے	۷۴۴
باب ۔ بیمار کا موت کی خواہش کرنا	۷۴۵
باب ۔ عیادت کرنے والے کا مریض کے لئے دُعاء کرنا ۔	۷۴۹
باب ۔ عیادت کرنے والے کا مریض کے لئے وضوء کرنا	۷۵۰
باب ۔ جس نے وباء اور بخار کے دفع ہونے کی دُعا کی	۷۵۰
کتابُ الطِّب	
باب ۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل کی مگر اس کے لئے شفاء نازل کی ہے	۷۵۲
باب ۔ کیا مرد عورت کا اور عورت مرد کا علاج کرے	۷۵۳
باب ۔ شفاء تین چیزوں میں ہے	۷۵۴
باب ۔ شہد سے علاج کرنا	۷۵۹
باب ۔ اونٹوں کے دودھ سے علاج کرنا	۷۶۰
باب ۔ سیاہ دانہ سے علاج کرنا	۷۶۱
باب ۔ مریض کے لئے حریرہ بنانا	۷۶۳
باب ۔ ناک میں دواء لینا	۷۶۴
باب ۔ قُسط ہندی اور بحری سے سعوط کرنا	۷۶۴
باب ۔ پچھنے کس وقت لگوائے	۷۶۶
باب ۔ سفر اور احرام کی حالت میں پچھنے لگوانا	۷۶۷
باب ۔ بیماری کی وجہ سے پچھنے لگوانا	۷۶۷
باب ۔ سر پہ پچھنے لگوانا	۷۶۸
باب ۔ جس نے دردِ شقیقہ اور سر درد سے پچھنے لگوائے	۷۷۰
باب ۔ تکلیف کے سبب سر منڈوانا	۷۷۱
باب ۔ جس نے خود داغا یا غیر کو داغا اور اس شخص کی فضیلت جو داغ نہ لگوائے	۷۷۱
باب ۔ آنکھ میں تکلیف کے باعث اثمد اور سُرمہ لگانا	۷۷۵
باب ۔ کوڑھ کا مرض	۷۷۶
باب ۔ مَنّ آنکھ کے لئے شفاء ہے	۷۷۸
باب ۔ لدود یعنی منہ میں ایک طرف دواء ڈالنا	۷۷۹
بَابُ الْعُذْرَةِ	۷۸۳
باب ۔ اسہال کا علاج	۷۸۴
باب ۔ صفر میں کوئی شئ نہیں وہ بیماری ہے جو پیٹ میں ہو جاتی ہے	۷۸۵
باب ۔ پسلی کی بیماری	۷۸۶
باب ۔ زخم کا خون بند کرنے کے لئے چٹائی کو جلانا	۷۸۸
باب ۔ بخار دوزخ کے جوش سے ہے	۷۸۹
باب ۔ جو کوئی ایسی زمین سے نکلا جو	۷۹۱

marfat.com

مضمون	صفحہ
اس کے موافق نہیں۔	
باب۔ طاعون کے متعلق روایات	۷۹۲
باب۔ طاعون پر صبر کرنے والے کو ثواب	۷۹۹
باب۔ قرآن اور مُعوّذات پڑھ کر دم کرنا	۸۰۱
باب۔ سورہ فاتحہ پڑھ کر جھاڑ پھونک کرنا	
باب۔ جھاڑ پھونک میں بکریوں کی شرط لگانا	۸۰۴
باب۔ نظر لگ جانے پر جھاڑ پھونک کرنا	۸۰۵
باب۔ نظر لگ جانا حق ہے	۸۰۷
باب۔ سانپ اور بچھو کے کاٹنے پر دم کرنا	۸۰۸

تفہیم البخاری شرح صحیح البخاری

حصّہ نہم

تالیف: شیخ الحدیث علّامہ غُلام رسُول رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد

زیورِ طباعت سے مزیّن ہو کر عنقریب آپ کے ہاتھوں میں آرہی ہے

اس طرح بتدریج تفہیم البخاری اپنی اختتامی منزل کی طرف آگے بڑھ رہی ہے،

اور انشاء اللہ تعالیٰ مکمّل تفہیم البخاری حدیث کے شائقین کے دلوں میں کوثر و تسنیم کی ٹھنڈک پیدا کرے گی۔

ناشر: حبیب الرّحمٰن دارالعلوم سراجیہ رسُولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد

marfat.com

وما اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (الحشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

تفہیم البخاری پبلیکیشنز

فیصل آباد

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

(اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (حشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر:

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی

P-41 سنت پورہ فیصل آباد

marfat.com

Copyright ©
All Rights reservd
This book is registered under the copyright act.
Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act and should be a punishable.

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرہ، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔ اور خلاف ورزی کرنیوالے کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لیگل ایڈوائزر رانا علی عباس خاں (ایڈووکیٹ) چیمبر نمبر 119 ضلع کچہری فیصل آباد

TAFHEEM-UL-BUKHARI PUBLICATIONS
P-41, Santpura Faisalabad. Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

تفہیم البخاری پبلیکیشنز P-41 سنت پورہ فیصل آباد
Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

Marfat.com

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (الحشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

جلد نہم

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر:

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی

P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفہیم البخاری

جلد نہم

تعداد ..... گیارہ سو (1100)

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد

حکیم محمود الحسن خاں اسلام پورہ، منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

علی پرنٹنگ پریس دربار ہسپتال روڈ لاہور

ہدیہ روپے

ناشر صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ

بَابُ رُقْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۲۷۴ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَثَابِتٌ عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ يَا اَبَا حَمْزَةَ اَشْتَكَيْتُ فَقَالَ اَنَسٌ اَلَا اَرْقِيْكَ بِرُقْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰى قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

چوبیسواں پارہ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم کا دم پڑھنا

Marfat.com

اَلْبَاسِ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شَافِیَ اِلَّا اَنْتَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا

۶۲۷۵ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُعَوِّذُ بَعْضَ اَهْلِهٖ یَمْسَحُ بِیَدِهِ الْیُمْنٰی وَیَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَاسَ وَاشْفِهٖ وَاَنْتَ

۶۲۷۴ــــ ترجمہ : عبدالعزیز بن صُہیب نے کہا میں اور ثابت بن اسلم بُنانی انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ثابت نے کہا اے ابا حمزہ میں بیمار ہوگیا ہوں۔ حضرت انس نے کہا کیا میں تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم نہ کروں؟ ثابت نے کہا کیوں نہیں (ضرور دم کرو) انس نے کہا اے لوگوں کے پروردگار سختی کو دُور کرنے والے مجھے شفاء دے تو ہی شفاء دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شافی نہیں ایسی شفاء دے جو بیماری نہ رہنے دے

۶۲۷۴ــــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں غیر مذکور نام سے اللہ تعالیٰ کو موسوم کر سکتے ہیں جبکہ اس میں وہم نقص نہ ہو اور قرآن کریم میں اس کا اصل موجود ہو چونکہ قرآن کریم میں وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ، مذکور ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کو شافی نام سے یاد کر سکتے ہیں لیکن یہ اس تقدیر پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفیہ نہ ہوں تو مذکور شرط کے مطابق موسوم کر سکتے ہیں۔ حدیث کے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ حقیقۃً شافی اللہ ہی ہے اور اللہ کے غیر کو مجازاً شافی کہا جاتا ہے جبکہ مجاز قرآن میں کثیر ہے۔ اسی طرح حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہے لیکن مجازاً اس کے بندوں کو بھی مددگار کہہ سکتے ہیں؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : وَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ بِهٖ مِنْ قَبْلُ ، کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا میں منصۂ شہود میں تشریف لانے سے پہلے یہودی جنگوں میں آپ کے نام سے مدد چاہا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے اے اللہ نبی آخرالزمان کا واسطہ ہمیں فتح و نصرت عطا فرما۔

۶۲۷۵ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض بیبیوں کو دم کرتے اپنے دائیں دستِ اقدس سے تکلیف کی جگہ مسح کرتے اور فرماتے اے اللہ مخلوق کے پروردگار سختی دُور کرنے والے اس کو شفاء دے تو ہی شفاء دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شافی نہیں ایسی شفاء دے جو بیماری نہ رہنے دے

Marfat.com

الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا وَقَالَ سُفْیٰنُ حَدَّثْتُ بِهٖ مَنْصُوْرًا فَحَدَّثَنِیْ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهٗ

۶۲۷۶۔ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَآءٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَرْقِیْ یَقُوْلُ اَمْسِحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِیَدِكَ الشِّفَآءُ لَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا اَنْتَ

۶۲۷۷۔ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ رَبِّهٖ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ لِلْمَرِیْضِ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا وَرِیْقَةُ بَعْضِنَا یُشْفٰی سَقِیْمُنَا

سفیان نے کہا میں نے یہ حدیث منصور سے بیان کی تو انہوں نے مجھے ابراہیم، مسروق کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح بیان کیا۔

۶۲۷۶ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دم پڑھتے فرماتے اے پروردگار عالم سختی دُور کر تیرے دستِ قدرت میں شفا ہے یہ سختی تو ہی دُور کر سکتا ہے۔

۶۲۷۷ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کے لئے یہ دم پڑھتے تھے۔ اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہمارے تھوک سے ہمارے رب کی اجازت سے ہمارے بیمار کو شفا دیتی ہے۔

۶۲۷۷ ــــ شرح : حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ جب اپنا تھوک انگوٹھے کے ساتھ

Marfat.com

٦٢٧٨ــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الرُّقْيَةِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا وَرِيْقَةُ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا

وائی انگلی پر لگائے پھر انگلی کو مٹی پر رکھے تو اس کے ساتھ مٹی چمٹ جائے گی۔ پھر بیمار جگہ پر مٹی سمیت انگلی رکھے اور مسح کی حالت میں مذکور دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ شفاء دے گا۔ اس حدیث کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ حدیث میں مذکور "تربت" سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی فطرت کی طرف اشارہ ہے گویا زبانِ حال سے تضرع کرتے ہیں کہ اے پروردگار عالم تو نے اصل اوّل کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو کمزور پانی سے پیدا کیا۔ لہٰذا یہ تیرے لئے آسان ہے کہ جس کی پیدائش ایسی ہو اس کو شفاء دے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "ارض" سے مراد مدینہ منورہ ہے کیونکہ اس کی مٹی متبرک ہے اور بَعْضِنَا سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپ کا تھوک مبارک افضل و اعلیٰ ہے! لیکن عموم پر محمول کرنا انسب ہے۔

٦٢٧٨ــــ ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دم میں یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی اور ہم سے کسی کے تھوک سے اللہ کے اذن سے ہمارے بیمار کو شفاء دے گی۔

٦٢٧٨ــــ شرح: قولہ تُرْبَةُ اَرْضِنَا، یہ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی ھٰذِہٖ تُرْبَةُ اَرْضِنَا یہ ہماری زمین کی مٹی ہے۔ قاضی بیضاوی نے کہا طب کی تحقیق کے مطابق تھوک کو مزاج کی تبدیل میں دخل ہے اور وطن کی مٹی کو حفظ مزاج اور دفع مضرات میں تاثیر ہے۔ اسی لئے مسافروں کی تدبیر میں یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ مسافر کو چاہیے۔ اگر وہ اپنے وطن کا پانی ساتھ رکھنے سے عاجز ہو تو وطن کی زمین کی مٹی اپنے ساتھ رکھے۔ حتیٰ کہ جب وہ مختلف پانیوں میں آئے تو تھوڑی سی مٹی شکیزہ میں ڈال لے تاکہ اس کی مضرت سے مامون رہے دراصل جھاڑ پھونک کے عجیب آثار ہیں ان کی حقیقت تک پہنچنے میں عقول قاصرہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

Marfat.com

بَابُ النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ

۶۲۷۹ــ حَدَّثَنَا خَلِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ حِيْنَ يَسْتَيْقِظُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَيَتَعَوَّذُ مِنْ شَرِّهَا فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَقَالَ اَبُوْسَلَمَةَ وَاِنْ كُنْتُ لَاَرَى الرُّؤْيَا اَثْقَلَ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَمَا هُوَ اِلَّا اَنْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَمَا اُبَالِيْهَا

باب جھاڑ پھونک کے وقت تھوکنا

۶۲۷۹ــ ترجمہ : ابو قتادہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ خواب اللہ کی طرف سے ہے اور حُلم شیطان کی طرف سے ہے۔ اگر تم میں سے کوئی خواب میں کوئی شئی دیکھے جسے وہ مکروہ جانتا ہو تو جس وقت بیدار ہو تین بار تھوکے اور اس کی شر سے پناہ چاہے وہ اس کو ضرر نہ دے گا۔ ابوسلمہ نے کہا میں خواب دیکھتا ہوں جو میرے اُوپر پہاڑ سے گراں بار ہوتے ہیں جب سے میں نے یہ حدیث سُنی ہے اُن کی پرواہ نہیں کرتا ہوں

۶۲۷۹ــ شرح : رؤیا اچھے خواب اور حلم مکروہ خواب ہیں۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے وہ اس طرح بندوں کو خوشخبری سناتا ہے تاکہ لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے حسن ظن ہو اور اس کا مزید شکر کریں۔ اسی لئے حکم دیا کہ بُرے خواب دیکھنے کی صورت میں تھوکے اور اس کی شر سے پناہ چاہے۔ اس طرح شیطان دور ہوتا ہے۔ علامہ مازری نے کہا خواب کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے والے کے دل میں اعتقادات پیدا کر دیتا ہے۔ اگر یہ اعتقاد شر کی علامت ہو تو وہاں شیطان موجود ہوتا ہے اس لئے مجازاً اس کی نسبت شیطان کی طرف

Marfat.com

٦٢٨٠ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاُوَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ نَفَثَ فِيْ كَفَّيْهِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيْعًا ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا اشْتَكٰى كَانَ يَاْمُرُنِيْ اَنْ اَفْعَلَ ذٰلِكَ بِهٖ قَالَ يُوْنُسُ كُنْتُ اَرٰى ابْنَ شِهَابٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ اِذَا اَتٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ

٦٢٨١ــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَهْطًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوْا فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرُوْهَا حَتّٰى نَزَلُوْا الْحَيَّ مِنْ

کی جاتی ہے، کیونکہ خلق حقیقۃً شیطان کا فعل نہیں جبکہ ہر شئی اللہ کی مخلوق ہے۔ بعض نے کہا پسندیدہ شئی اللہ کی طرف منسوب ہوتی ہے یہ نسبت تشریف کے لئے ہے بخلاف اس شئی کے جو ناپسندیدہ ہو اگرچہ دونوں محبوب اور مکروہ اللہ کی مخلوق ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار معوذتین کا حکم دیا۔ اس میں شیطان کی تذلیل و تحقیر ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت صرف لفظ تعوذ میں ہے کیونکہ تعوذ رقیہ ہی ہے (کرمانی)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٦٢٨٠ــ اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں پر قل ہو اللہ احد اور معوذتین پڑھ کر پھونکتے پھر اپنے چہرہ انور اور جسم کے جس حصے تک آپ کے ہاتھ پہنچتے وہاں تک ہاتھ پھیرتے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب آپ بیمار ہوئے تو مجھے حکم فرماتے میں آپ سے اس طرح کرتی تھی۔ یونس نے کہا میں ابن شہاب کو دیکھتا تھا جب وہ اپنے بستر پر آتے تو اس طرح کرتے تھے۔

٦٢٨١ــ ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اَحْيَآءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ
ذٰلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهٗ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ اَتَيْتُمْ
هٰؤُلَآءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ قَدْ نَزَلُوْا بِكُمْ لَعَلَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ
شَيْءٌ فَاَتَوْهُمْ فَقَالُوْا يَا اَيُّهَا الرَّهْطُ اِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَسَعَيْنَا لَهٗ بِكُلِّ
شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهٗ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ اَحَدٍ مِّنْكُمْ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ
وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرْاقِيْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنٰكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا فَمَا
اَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰى قَطِيْعٍ مِّنَ
الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ وَيَقْرَأُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ حَتّٰى لَكَاَنَّمَا
نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِيْ مَا بِهٖ قَلَبَةٌ قَالَ فَاَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ
الَّذِيْ صَالَحُوْهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمُ اقْسِمُوْا فَقَالَ الَّذِيْ رَقٰى
لَا تَفْعَلُوْا حَتّٰى نَاْتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِيْ

کے صحابہ کرام سے چند آدمی ایک سفر میں روانہ ہوئے وہ سفر کرتے رہے حتیٰ کہ عرب کے قبائل سے ایک قبیلہ کے پاس ٹھہرے اور ان سے ضیافت طلب کی انہوں نے ان کی ضیافت کرنے سے انکار کر دیا۔ اچانک اس قبیلے کا سردار ڈسا گیا انہوں نے پوری کوشش کی لیکن کسی شئی نے اس کو نفع نہ دیا۔ اُن میں سے کسی نے کہا اگر تم اِن لوگوں کے پاس جاؤ جو تمہارے پاس ٹھہرے ہیں شائد اُن میں سے کسی کے پاس کوئی شئی ہو وہ اُن کے پاس آئے اور کہا اے لوگو! ہمارا سردار ڈسا گیا (اس کو زہریلا جانور ڈس گیا ہے) ہم نے پوری کوشش کی ہے کسی شئی نے اس کو فائدہ نہیں پہنچایا کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی شئی ہے۔ بعض صحابہ نے کہا بخدا! ہاں میں دم کرنا جانتا ہوں لیکن ہم نے تم سے ضیافت طلب کی تم نے ہمیں کھانا نہیں دیا میں تمہارے لئے جھاڑ پھونک نہیں کروں گا حتیٰ کہ تم ہمارے لئے اُجرت مقرر کرو چنانچہ انہوں نے بکریوں کے ریوڑ پر اُن سے مصالحت کر لی۔ صحابی روانہ ہوئے اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر جھاڑ پھونک

Marfat.com

كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ أَصَبْتُمْ اقْتَسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ

بَابُ مَسْحِ الرَّاقِي فِي الْوَجَعِ بِيَدِهِ الْيُمْنَى

٦٢٨١ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ بَعْضَهُمْ

کرتے رہے حتی کہ وہ ایسا ہوگیا گویا کہ وہ رسّیوں سے کھولا جا رہا ہے پھر اُس نے چلنا شروع کیا اس حال میں کہ اسے کچھ تکلیف نہ تھی انہوں نے صحابہ کو پوری اجرت دی جس پر انھوں نے مصالحت کی تھی۔ بعض صحابہ کرام نے کہا بکریاں تقسیم کر لو تو اس شخص نے کہا جس نے دَم کیا تھا تم بکریاں تقسیم نہ کرو حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور حضورؐ معاملہ ذکر کریں پھر دیکھیں حضور کیا فرماتے ہیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے پورا واقعہ ذکر کیا تو حضور نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ دَم ہے تم نے اچھا کیا ہے بکریاں تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا حصّہ بھی رکھ لیں۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث میں گزرا ہے کہ بکریوں کو اچھا نہ سمجھنے والے دم کرنے والے کے ساتھی تھے وہ تنہا نہ تھے

٦٢٨١ —

اور یہ حدیث اس کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اُنہوں نے پہلے مکروہ سمجھا تھا اور یہ آخری حال ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اطمینانِ قلب کے لئے فرمایا کہ میرا بھی حصّہ رکھ لو۔ اس میں یہ اشارہ تھا کہ یہ تمہارے لئے حلال ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

Marfat.com

يَمْسَحُهُ بِيَمِيْنِهِ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا فَذَكَرْتُهُ لِمَنْصُوْرٍ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِهٖ

بَابُ الْمَرْءَةِ تَرْقِي الرَّجُلَ

٦٢٨٣ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ اَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَاَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهٖ لِبَرَكَتِهَا فَسَاَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ كَيْفَ كَانَ يَنْفِثُ قَالَ يَنْفِثُ عَلٰى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ

باب دم کرنے والے کا دائیں ہاتھ سے تکلیف کی جگہ پر دم کرنا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

٦٢٨٢ — بعض لوگوں کو دائیں ہاتھ سے دم کرتے تھے اور یہ دم پڑھتے تھے اے لوگوں کے پروردگار خدا! سختی کو دور کر اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ صرف تیری ہی شفا ہے ایسی شفا جو بیماری کو نہ چھوڑے میں نے یہ منصور سے ذکر کیا تو انھوں نے مجھ سے ابراہیم اور مسروق کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح بیان کیا۔

٦٢٨٢ — شرح : یعنی سفیان ثوری نے کہا میں نے منصور بن معتمر سے حدیث ذکر کی تو انھوں نے

Marfat.com

بَابُ مَنْ لَمْ يَرْقِ

۶۲۸۴ـ حدثنا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ وَرَاَيْتُ سَوَادًا

مجھ سے ابراہیم نخعی کے ذریعہ مسروق سے اُس حدیث کی طرح بیان کیا جو مسروق سے حدیث مذکور ہے

باب عورت مرد کو دم کرے

۶۲۸۳ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مرض میں وفات پائی اپنی ذات کریمہ پر معوذات پڑھ کر دم کرتے تھے۔ جب زیادہ بیمار ہو گئے تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ پر دم کرتی تھی۔ اور حضور کے دستِ اقدس کی برکت کے باعث اس کو حضور کے بدن شریف پر پھیرتی تھی۔ میں نے ابن شہاب سے پوچھا کیسے دم کرتے تھے تو اُنھوں نے کہا پہلے اپنے ہاتھوں پر دم کرتے پھر اپنے چہرۂ جہاں آرا پر پھیرتے تھے۔

باب جو دم نہ کرے

۶۲۸۴ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا ساری اُمتیں میرے سامنے پیش کی گئیں ایک نبی گزرتے حالانکہ اُن کے ساتھ ایک ہی آدمی ہوتا اور نبی گزرتے تو ان کے ساتھ دو آدمی ہوتے کسی نبی کے ساتھ چھوٹی سی جماعت ہوتی کسی کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوتا پھر میں نے بہت بڑی

Marfat.com

كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اُمَّتِيْ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِيْ قَوْمِهٖ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ انْظُرْ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ لِيْ انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ اُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيَّنْ لَهُمْ فَتَذَاكَرَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَمَّا نَحْنُ فَوُلِدْنَا فِي الشِّرْكِ وَلٰكِنَّا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ هُمْ اَبْنَاؤُنَا فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ اَمِنْهُمْ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ اَمِنْهُمْ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

جماعت دیکھی جس نے افق روک رکھا تھا میرے خیال میں یہ میری اُمت ہوگی مجھے کہا گیا یہ موسیٰ اور اس کی امت ہے پھر مجھے کہا گیا آپ نگاہ اُٹھائیں تو میں نے بے شمار لوگ دیکھے جن سے تمام افق بھرے پڑے تھے پھر مجھے کہا گیا اِدھر اُدھر دیکھیں تو میں نے بہت لوگ دیکھے جنہوں نے افق روک رکھا تھا۔ مجھے کہا گیا یہ لوگ آپ کی امت ہیں اور ان کے ساتھ ستر ہزار ہیں جو جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔ پھر لوگ چلے گئے اور اُن سے حضور نے بیان نہ کیا کہ وہ کون لوگ ہیں (جو بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے آپس میں گفتگو کی۔ اُنھوں نے کہا ہم تو شرک میں پیدا ہوئے ہیں لیکن ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں؛ البتہ وہ ہماری اولاد ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو بدفال نہیں کرتے اور نہ جاہلیت کے جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ ہی داغتے ہیں اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ عکاشہ بن محصن کھڑے ہوگئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اُن لوگوں میں سے ہوں؟ فرمایا ہاں! پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوگیا اور کہا کیا میں بھی اُن میں سے ہوں فرمایا تم پر عکاشہ سبقت لے گئے۔

(صحیح مسلم ص ۱۳۳ ج ۱ کراچی، نور اللغات)

Marfat.com

بَابُ الطِّيَرَةِ

۶۲۸۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَالشُّؤْمُ فِيْ ثَلٰثٍ فِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالدَّآبَّةِ

باب بدفال پکڑنا

۶۲۸۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدویٰ اور طیرہ کوئی شئی نہیں ۔ اور نحوست تین میں ہے عورت ، مکان اور جانور میں ۔

۶۲۸۵ — شرح : عورت میں نحوست یہ ہے کہ اس کے اخلاق اچھے نہ ہوں اور امور خانہ داری میں موافقت نہ کرے ۔ مکان کی نحوست یہ ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کے ہمسائے اچھے نہ ہوں اور چار پایہ میں نحوست یہ ہے کہ وہ سست رفتار ہو ۔ طِیَرہ ، بکسر التاء ہے ۔ جاہلیت میں لوگ ہرن یا پرندے کو بھگاتے یا اڑاتے اگر وہ دائیں طرف بھاگ یا اڑ جاتا تو وہ کام کرتے اور وہ بائیں جانب لیتے تو اس کو نحوست سمجھتے اور کام نہ کرتے ۔ شریعت مطہرہ نے اس کو باطل کیا کہ اس کو نفع و نقصان میں کچھ تاثیر نہیں ۔ ان تینوں میں نحوست کے معنی یہ ہیں کہ اگر کسی شئی سے اس کی شر کا خوف ہو اور اس سے بدفالی لی جائے تو یہ تین ہیں ۔ جاہلیت میں عدوی اور طیرہ سے جو گمان کرتے تھے اس طریقہ پر نہیں ۔ حدیث میں مذکور الفاظ ، والشؤم فی ثلاث ، بظاہر لا طیرۃ کے معارض ہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لا طیرۃ عام مخصوص البعض ہے یعنی طیرہ ممنوع ہے لیکن جس مکان میں رہائش اچھی نہ ہو یا عورت بدخلق ، بدزبان ہو یا گھوڑا سست رفتار ہو میں نحوست ہے گویا کہ یہ تین امور طیرہ سے مستثنیٰ ہیں ۔

Marfat.com

۶۲۸۶ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاطِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَالُ قَالُوْا وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ

بَابُ الْفَالِ

۶۲۸۷ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاطِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَالُ قَالَ وَمَا الْفَالُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ

۶۲۸۷ــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاعَدْوٰى وَلَاطِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِیْ الْفَالُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ

۶۲۸۶ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ طیرہ کوئی شئی نہیں اس میں بہتر فال ہے۔ صحابہ کرام نے کہا فال کیا شئی ہے؟ فرمایا اچھا کلمہ سننا جو کوئی تم میں سے سنے۔

Marfat.com

بَابُ لَا هَامَةَ

۶۲۸۸ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَ لَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ

باب الفأل

۶۲۸۷ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ طیرہ کوئی شئی نہیں۔ اس میں بہتر فال ہے صحابہ کرام نے عرض کیا فال کیا شئی ہے فرمایا اچھا کرنا، سنا جو کوئی تم میں سے سنے (حدیث ۶۲۸۵ کی شرح دیکھیں)

۶۲۸۷ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوی اور طیرہ کچھ نہیں مجھے اچھی فال پسند ہے جو اچھا کلمہ ہے۔

۶۲۸۷ــــ شرح : عدوی کے معنی ہیں کسی سے مرض لگ جانا اور طیرہ کے معنی بدفالی کے ہیں جس کا جاہلیت میں رواج تھا۔ قولہ الکلمۃ الحسنۃ، یہ فال صالح کا بیان ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نام اور اچھی فال پسند فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نظر میں اس کی محبت کر دی ہے جیسے اچھی چیز دیکھ کر خوشی ہوتی ہے اور صاف پانی دیکھ کر سرور آتا ہے اگرچہ اسے نہ پیئے اور نہ استعمال کرے۔

باب ہامہ کوئی شئی نہیں

۶۲۸۸ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی سے مرض لگ جانا، شگون (بدفالی) لینا، ہامہ اور صفر کوئی شئی نہیں (حدیث ۵۷۷۰ ج ۹ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ الْكَهَانَةِ

۶۲۸۹ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ اِقْتَتَلَتَا فَرَمَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى بِحَجَرٍ فَاَصَابَ بَطْنَهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِيْ فِيْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى اَنَّ دِيَةَ مَا فِيْ بَطْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ فَقَالَ وَلِيُّ الْمَرْاَةِ الَّتِيْ غُرِمَتْ كَيْفَ اَغْرَمُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هٰذَا مِنْ اِخْوَانِ الْكُهَّانِ

باب کہانت

کہانت کے معنی ہیں علم غیب کا دعویٰ کرنا جیسے مستقبل میں زمین میں وقوع پذیر اشیاء کی نجوم یا عرافہ کے ذریعہ خبر دینا۔ عرافہ کے معنی ہیں امور کے اسباب کے ساتھ ان پر استدلال کرنا عراف اور منجم پر کاہن کا اطلاق ہوتا ہے۔ عرب لوگ ہر اس شخص کو کاہن کہتے تھے جو شئی کے وقوع سے پہلے اس کی خبر دے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کاہن وہ لوگ ہیں جن کے ذہن بہت تیز، نفوس سخت اور طباع ناریہ میں شیطان اُن سے باہم مناسبت کی وجہ سے محبت کرتے ہیں۔ جاہلیت میں کہانت بہت تھی بایں نکہ ان میں نبوت کا سلسلہ منقطع تھا جب اسلام آیا تو اس کا خاتمہ ہوگیا۔

۶۲۸۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے قبیلہ ہُذیل کی دو عورتوں میں فیصلہ کیا جنہوں نے آپس میں جھگڑا کیا تھا۔ اُن میں سے ایک نے دُوسری کو پتھر مارا جو اس کے پیٹ پر لگا، حالانکہ وہ حاملہ تھی اُس نے اس کے بچّہ کو قتل کر دیا جو اس کے پیٹ میں تھا لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لے گئے تو حضور نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کے پیٹ کے بچہ کی دیت غُرّہ یعنی غلام یا لونڈی ہے۔ عورت جس پر غُرّہ فیصلہ کیا گیا تھا کے ولی نے کہا یا رسُول اللہ! میں اس کا تاوان کیسے دوں جس نے پیا نہ کھایا نہ بولا۔ اور نہ چلّایا اِس کی مانند تو ہدر (لغو) ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قاتل تو کاہنوں کا بھائی ہے۔

۶۲۸۹ — شرح : غرّہ دراصل گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی ہے۔ یہاں جزو کا کل پر اطلاق کیا اور سارا بدن سفید مراد ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ولی حمل بن مالک بن نابغہ کو کاہنوں کے بھائیوں سے تشبیہ دی کیونکہ سجع کے باعث اخوت مشابہت کو چاہتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں بھی سجع واقع ہے، چنانچہ حضور نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اِھْزِمِ الْاَحْزَابَ نیز فرمایا: صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ،، جیسا کہ غزوۂ خندق میں مذکور ہے۔

اس کا جواب یہ ہے دونوں سجعوں میں فرق ہے اس شخص نے شرعی حکم کا معارضہ کیا تھا اور اس کو باطل کرنا چاہا تھا نیز اُس نے یہ عبارت تکلّف سے کہی تھی اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں تکلّف نہ تھا۔ اس حدیث میں کاہنوں کی مذمّت ہے اور ان لوگوں کی بھی مذمّت ہے جو الفاظ میں اُن سے مشابہت کرتے ہیں جبکہ وہ باطل امور میں یہ استعمال کرتے ہیں، کیونکہ اس شخص نے سجع سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب کردہ حکم کی مدافعت کا ارادہ کیا تھا۔ اس لئے وہ مذمّت کا مستحق ہُوا تھا۔ بایں ہمہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عقوبت نہ کی کیونکہ آپ باطلوں سے درگزر کرتے تھے۔

علّامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف سجع کے باعث اس کا ردّ نہیں کیا تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عیب لگایا کہ اُس نے حضور کے حکم کو ردّ کیا تھا اور اپنے کلام کو سجع کے ساتھ مزیّن کیا جبکہ یہ طریقہ کاہنوں کا ہے کہ وہ اپنے باطل کلام کو سجع سے مزیّن کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو اس وہم میں مبتلا کرتے ہیں کہ اس میں نفع ہے۔

Marfat.com

۶۲۹۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ ح وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي الْجَنِينِ يُقْتَلُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ فَقَالَ الَّذِي قُضِيَ عَلَيْهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ

۶۲۹۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَرِثِ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ

۶۲۹۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا تو اس کے پیٹ کا بچہ مرگیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں غرہ یعنی غلام یا باندی کا فیصلہ کیا۔ ابن شہاب نے سعید بن مسیب کے ذریعہ روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے بچہ جو اپنی ماں کے پیٹ میں قتل ہوگیا کے بدلہ غرہ یعنی غلام اور باندی فیصلہ کیا تو جس پر فیصلہ کیا گیا اس نے کہا ہم اس کا تاوان کیسے ادا کریں جس نے نہ کھایا نہ پیا نہ بولا اور نہ چلایا۔ اس کی مانند تو باطل ہوتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص تو کاہنوں کے بھائیوں میں سے ہے۔

Marfat.com

۶۲۹۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَحْيٰى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَيْسَ بِشَيْءٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَا اَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَيَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ اُذُنِ وَلِيِّهٖ فَيَخْلِطُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُرْسَلٌ اَلْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ ثُمَّ بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ اَسْنَدَهٗ بَعْدُ

۶۲۹۱ — ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کے ثمن اور فاحشہ عورت کی اجرت اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا۔

۶۲۹۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ چند لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق دریافت کیا تو حضور نے فرمایا یہ کوئی شئی نہیں۔ لوگوں نے کہا یا رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ہمیں کبھی ایسی باتوں کی خبر دیتے ہیں جو حق ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حق کلمہ وہ جنوں سے سنتے ہیں اور اپنے دوست (کاہن) کے کان میں ڈال دیتے ہیں اور اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتے ہیں۔ علی بن عبداللہ نے کہا عبدالرزاق نے کہا: الکلمۃ من الحق، اس حدیث میں مرسل ہے۔ پھر مجھے پہنچا کہ اس کے بعد اس کو مسند ذکر کیا ہے۔

۶۲۹۲ — شرح : یعنی جب جنی اپنے ساتھی کاہن کے کان میں کلمہ ڈالتا ہے تو اس کو شیطان سن لیتے ہیں اور اس کو نقل کرتے ہیں جیسے مرغی آواز نکالتی ہے تو مرغ اس کی آواز سن کر اس کو اپنی آواز میں جواب دیتا ہے۔ حدیث شریف میں لفظ "مائۃ" کہ سو جھوٹ ملاتے ہیں۔ تعیین کے لئے نہیں مبالغہ کے لئے ہے۔ قولہ قال علی آہ، یعنی علی بن مدینی نے کہا کہ عبدالرزاق یہ کلمہ مرسل ذکر کرتے تھے پھر اس کے بعد ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ذکر کر کے موصول ذکر کیا

Marfat.com

بَابُ السِّحْر

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ اِلٰى قَوْلِهٖ مِنْ خَلَاقٍ وَقَوْلِهٖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى وَقَوْلِهٖ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ وَقَوْلِهٖ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى وَقَوْلِهٖ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِى الْعُقَدِ وَالنَّفَّاثَاتُ السَّوَاحِرُ تُسْحَرُوْنَ تُعَمَّوْنَ ۶۲۹۳ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا

باب سحر

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لیکن شیطانوں نے کفر کیا وہ لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور جو بابل میں دو فرشتوں ماروت و ماروت پر نازل ہُوا۔ من خلاق تک اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جادوگر جہاں بھی آئے کامیاب نہیں۔ کیا تم جادو کرتے ہو؛ حالانکہ تم دیکھتے ہو۔ ان کے جادو سے یہ خیال ہوتا تھا کہ وہ حرکت کرتے ہیں اور عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں۔ نفاثات جادوگر عورتیں تسحرون بمعنی تعمون ہے۔

جَادُوْ

ثابت ہے اسی لئے امام نے قرآنی آیات اور صحیح حدیث سے اس پر استدلال کیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کے وجود میں شک نہیں اس میں تاثیر بھی ہے۔ یہ امر محال نہیں کہ اللہ تعالیٰ کلام مغلق کے

Marfat.com

عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَحَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ عِنْدِي لَكِنَّهُ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِي أَيِّ شَيْءٍ قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُبِّ طَلْعِ نَخْلَةِ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ فَأَتَاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ كَأَنَّ

نطق سے یا ترکیب اجسام وغیرہ سے خرق عادت کردے جس کو ہر ایک انسان معلوم نہ کرسکے۔ جادو وہ شئ ہے جو عادت کے خلاف شریر نفس سے صادر ہوتا ہے اس کا معارضہ مشکل نہیں۔ سحر بھی بیماری کی قسم ہے جو مسحور کو بیمار کرتا ہے اس لئے سحر کو طب کے باب میں ذکر کیا ہے اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے سحر سے شفا دی ہے۔ کہانت اور سحر کو ایک ساتھ اس لئے ذکر کیا کہ دونوں کا مآل شیطان ہیں۔

۶۲۹۳ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بنی زریق کے کسی شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کردیا۔ اس شخص کو لبید بن اعصم کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال ہوتا کہ آپ کوئی کام کرتے ہیں، حالانکہ آپ نے وہ نہ کیا ہوتا تھا۔ حتی کہ ایک دن یا ایک رات جبکہ حضور میرے پاس تھے۔ آپ نے بار بار دعاء کی پھر فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے؟ جو کچھ میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے جواب دیا ہے اور وہ مجھے بتادیا ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے اُن میں سے ایک میرے سر کے پاس

Marfat.com

مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ اَوْ كَانَ رُؤُسَ نَخْلِهَا رُؤُسُ الشَّيَاطِيْنِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اَسْتَخْرَجْتَهُ قَالَ قَدْ عَافَانِيَ اللّٰهُ فَكَرِهْتُ اَنْ اُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ فِيْهِ شَرًّا فَاَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ تَابَعَهُ اَبُوْ اُسَامَةَ وَاَبُوْ ضَمْرَةَ وَابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ اللَّيْثُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِيْ مُشْطٍ وَّ مُشَاقَةٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُشَاطَةُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الشَّعْرِ اِذَا مُشِطَ وَالْمُشَاقَةُ مِنْ مُشَاقَةِ الْكَتَّانِ

اور دُوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گئے۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا اس مرد کو کیا بیماری ہے؟ دُوسرے نے کہا اس پر جادو کیا گیا ہے۔ اُس نے کہا کس نے جادو کیا ہے کہا لبید بن عاصم نے کیا ہے۔ کہا کس شئی میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی اور اس سے جھڑنے والے بالوں پر جادو کیا ہے اور کھجور کی کلی کے اُوپر والے چھلکے میں۔ اُس نے کہا وہ کہاں ہے۔ دوسرے نے کہا ذروان کے کنوئیں میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کرام کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ پھر واپس آئے تو فرمایا اے عائشہ! گویا کہ اس کا پانی مہندی کے نچوڑ جیسا سُرخ ہے اور گویا کہ اس کی کھجوروں کے سر شیطانوں کے سَر ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسُول اللہ! کیا آپ نے اس کو نکالا نہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دی ہے میں یہ مکروہ جانتا ہوں کہ لوگوں پر اس کی شر پھیلاؤں پھر آپ نے کنگھی کو دفن کرنے کا حکم دیا تو اس کو دفن کیا گیا۔ ابو اُسامہ، ابو ضمرہ اور ابن ابی زناد نے ہشام سے روایت کرنے میں عیسیٰ بن یونس کی متابعت کی۔ لیث اور سفیان بن عیینہ نے ہشام سے روایت میں مشط اور مشاقہ ذکر کیا ہے۔

۶۲۹۳ شرح : بعض مبتدعہ نے اس حدیث کا انکار کیا ہے اُنہوں نے کہا نبی پہ جادو کا اثر ہو جانا نبوت کے منصب کے خلاف ہے اور اس طرح امورِ دین میں جو ان پر وحی نازل ہوتی ہے مشکوک ہو جائے گی جبکہ یہ احتمال ہے کہ یہ جادو کا اثر ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جادو کی حقیقت موجود ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بشر ہیں ان پر بشروں کے امراض و اعراض جاری ہو سکتے ہیں اور وہ امور دینیہ میں جادو کے اثر سے محفوظ ہوتے ہیں۔

(اس کی مکمل تفصیل حدیث ۵۷۶۳ ج : ۵ کی شرح میں دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ الشِّرْكُ وَالسِّحْرُ مِنَ الْمُوبِقَاتِ

۶۲۹۴ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا الْمُوبِقَاتِ الشِّرْكَ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرَ

بَابُ هَلْ يُسْتَخْرَجُ السِّحْرُ

وَقَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَجُلٌ بِهِ طِبٌّ أَوْ يُؤْخَذُ عَنْ امْرَأَتِهِ أَيُحَلُّ عَنْهُ أَوْ يُنْشَرُ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ إِنَّمَا يُرِيدُونَ بِهِ الْإِصْلَاحَ فَأَمَّا مَا يَنْفَعُ فَلَمْ يُنْهَ عَنْهُ

باب شرک اور جادو مہلک ہیں

۶۲۹۴ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک کرنے والی اشیاء سے بچو وہ اللہ کا شریک بنانا اور جادو ہیں۔

(حدیث ۲۵۷۸ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۲۹۴ــ شرح : صحیح بخاری میں ہے سات مہلک امور سے اجتناب کرو وہ اللہ کا شریک بنانا، بلا وجہ کسی کو قتل کرنا، یتیموں کا مال کھانا، جنگ میں سے بھاگ نکلنا، جادو کرنا، سود کھانا اور پاک دامن عورتوں کو متہم کرنا ہیں۔ یہاں اس حدیث کو مختصر ذکر کیا ہے اس لئے صرف دو کو ذکر کیا جیسے قرآن کریم میں ہے فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ،، صرف دو پر اقتصار کیا ہے۔

باب کیا جادو نکالا جائے؟

اور قتادہ نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے کہا ایک آدمی پر جادو کر دیا گیا ہے

Marfat.com

۶۲۹۵ــــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُیَیْنَۃَ یَقُوْلُ اَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِہٖ ابْنُ جُرَیْجٍ یَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ اٰلُ عُرْوَۃَ عَنْ عُرْوَۃَ فَسَاَلْتُ ھِشَامًا عَنْہُ فَحَدَّثَنَا عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُحِرَ حَتّٰی کَانَ یُرٰی اَنَّہٗ یَاْتِیْ النِّسَاءَ وَلَا یَاْتِیْھِنَّ قَالَ سُفْیٰنُ وَھٰذَا اَشَدُّ مَا یَکُوْنُ مِنَ السِّحْرِ اِذَا کَانَ کَذَا قَالَ فَانْتَبَہَ مِنْ نَوْمِہٖ ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ اَعَلِمْتِ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَفْتَانِیْ فِیْمَا اسْتَفْتَیْتُہٗ فِیْہِ اَتَانِیْ

یا وہ اپنی بیوی کے پاس جانے سے روک دیا گیا ہے تو کیا اس سے جادو نکال باہر کیا جائے۔ اُنہوں نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں وہ اس تو سے صرف اصلاح چاہتے ہیں بہر حال جو چیز نفع دے اس سے منع نہیں کیا گیا۔

شرح : اس سے یہ اشارہ ہے کہ جادو کا توڑ کرنا جائز ہے۔ طِبّ بکسر الطاء بمعنی جادو ہے اور نُشِرَ تنشیر سے ہے۔ نُشْر بضم النون وسکون الشین ہے یہ تعویذ اور رقیہ کی مانند ہے جس سے مجنون کا علاج کیا جاتا ہے۔ ابن بطال نے کہا جادوگر سے مسحور کا علاج کرایا جائے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا مطلقاً جادوگر کے پاس جانا جائز نہیں۔ ابن مسیب وغیرہ نے کہا جادوگر کے پاس اس وقت جانا جائز نہیں جب اس سے کسی کو ضرر پہنچانے کے لئے پوچھا جائے۔ اگر جادو کے علاج کے لئے جادوگر کے پاس جائے تو اس میں نفع ہے یہ جائز ہے۔ کتب ابن منبہ میں جادو کا علاج ذکر کیا ہے۔ وہ یہ کہ سبز بیری کے سات پتے لے کر انہیں دو پتھروں کے درمیان رکھ کر باریک کیا جائے پھر انہیں پانی میں ڈال کر اس پر آیت الکرسی قل یا ایہا الکافرون اور قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سو بار پڑھی جائیں پھر وہ اس پانی سے تین گھونٹ پیئے اور اس سے غسل کرے انشاء اللہ تعالیٰ جادو کا اثر جاتا رہے گا۔ اگر مرد بیوی کے پاس نہ جا سکے تو وہ یہ طریقہ استعمال اس کے لئے بہت مفید ہے۔

ترجمہ ۶۲۹۵ــــ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا تو آپ کا یہ خیال ہوتا کہ آپ بیویوں کے پاس گئے ہیں ؛

Marfat.com

رَجُلَانِ فَقَعَدَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِیْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَیَّ فَقَالَ الَّذِیْ عِنْدَ رَاْسِیْ لِلْاٰخَرِ مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِیْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ زُرَیْقٍ حَلِیْفٌ لِیَهُوْدَ کَانَ مُنَافِقًا قَالَ وَفِیْمَ قَالَ فِیْ مُشْطٍ وَّ مُشَاقَةٍ قَالَ فَاَیْنَ قَالَ فِیْ جُفِّ طَلْعَةٍ ذَکَرٍ تَحْتَ رَعُوْفَةٍ فِیْ بِئْرِ ذِیْ اَرْوَانَ قَالَ فَاَتَی الْبِئْرَ حَتّٰی اسْتَخْرَجَهٗ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِیْ اُرِیْتُهَا وَکَاَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَکَاَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّیَاطِیْنِ قَالَ فَاسْتُخْرِجَ قَالَتْ فَقُلْتُ اَفَلَا تَنَشَّرْتَ فَقَالَ اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِیْ وَاَکْرَهُ اَنْ اُثِیْرَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ شَرًّا

حالانکہ ان کے پاس نہ گئے ہوتے تھے (یہ جادو کا اثر تھا) سفیان نے کہا جب ایسا ہو تو یہ سخت جادو ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا اے عائشہ کیا تمہیں معلوم ہے؟ کہ میں نے جو اللہ سے پوچھا تھا اُس نے مجھے جواب دیا ہے (اس کی تفصیل یہ ہے) میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک میرے سر کے پاس دوسرا پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ میرے سر کے پاس بیٹھنے والے نے دوسرے سے کہا اس آدمی کا کیا حال ہے اُس نے کہا کہ انہیں جادو کیا گیا ہے اُس نے کہا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے کیا ہے جو یہودیوں کے حلیف قبیلہ بنی زُریق میں سے منافق شخص ہے۔ اُس نے کہا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ اُس نے کہا کنگھی اور اس سے جھڑنے والے بالوں پر جادو کیا ہے۔ اُس نے کہا وہ کہاں ہے۔ دوسرے نے جواب دیا ذروان کے کنوئیں میں کھجور کی کلی کے اُوپر والے چھلکے میں پتھر کے نیچے ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کنوئیں پر تشریف لے گئے اور جادو نکالا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کنواں جو مجھے دکھایا گیا۔ گویا کہ کچھ مہندی کے نچوڑ جیسا سُرخ ہے اور گویا کہ اس کی کھجوریں شیطانوں کے سر ہیں۔ راوی نے کہا پس جادو نکالا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! کیا آپ نے اس کو ظاہر نہیں کیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! اللہ نے مجھے شفاء دی ہے اور میں اچھا نہیں سمجھتا ہوں کہ لوگوں میں سے کسی پر اس کی شر پھیلاؤں۔

۶۲۹۵ ــــ شرح: راعوفہ وہ بھارا پتھر ہے جس کو کنوئیں کے سر پر رکھا جاتا ہے اس کو

Marfat.com

بَابُ السِّحْرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ فَعَلَ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهٗ حَتّٰى اِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِيْ دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ فِيْهِ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ جَاءَنِيْ رَجُلَانِ فَجَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ

اُٹھانا بہت مشکل ہوتا ہے اس پر کھڑے ہو کر کنوئیں سے پانی باہر نکالتے ہیں۔ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ جب کنواں کھودا جائے تو اس کے نیچے پتھر رکھا جاتا ہے۔ ابو عبید نے کہا کنوئیں کو جب کھودتے ہیں تو اس کے نیچے پتھر رکھا جاتا ہے جس پر بیٹھ کر کنواں صاف کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کنواں کھودتے وقت بعض اوقات سخت پتھر آجاتا ہے جس کے باعث وہاں سے کھودنا مشکل ہو جاتا ہے تو اس کو اسی حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔ قولہ جُفِّ طَلْعِ نَخْلَةٍ ،، جف کا مضاف الیہ طلع ہے جو نخلہ کا مضاف ہے۔ جُفّ کھجور کا پردہ ہے جف کا اطلاق مذکر و مؤنث پر ہوتا ہے اس لئے اس کی صفت مذکر ذکر کی ہے

بابُ السّحر

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جادو کیا گیا یہاں تک کہ آپ کا یہ خیال ہوتا تھا کہ کوئی شئی کی ہے؛ حالانکہ وہ کی نہ ہوتی تھی۔ ایک روز آپ میرے پاس تھے تو اللہ تعالیٰ سے دعاء کی پھر دعاء کی پھر فرمایا اے عائشہ تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جواب دیا ہے جس کے متعلق میں نے پوچھا تھا میں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہے؟ فرمایا میرے پاس دو آدمی آئے ان میں سے ایک میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر ایک نے اپنے ساتھی

Marfat.com

قَالَ فِيمَا ذَا قَالَ فِي مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَجُبِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبِئْرِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُسُ الشَّيَاطِينَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَاخْرَجْتَهُ قَالَ لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِيَ اللّٰهُ وَشَفَانِي وَخَشِيتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا وَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ

بَابٌ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرٌ

۶۲۹۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا وَإِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ

سے کہا اس مرد کو بیماری کیا ہے۔ اُس نے کہا جادو کیا گیا ہے۔ کہا کس نے جادو کیا ہے۔ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم یہودی نے کیا ہے جو قبیلہ بنی زریق سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلے نے کہا کس شئی میں جادو کیا ہے دوسرے نے کہا کنگھی اور اس سے جھڑنے والے بالوں میں اور مذکر کھجور کے خوشا میں جادو کیا ہے۔ پہلے نے کہا وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا وہ ذی اروان کے کنوئیں میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کرام کے ساتھ کنوئیں کے پاس تشریف لے گئے اس کو دیکھ جبکہ اس پر کھجوریں تھیں پھر واپس ام المومنین کے پاس آئے اور فرمایا بخدا! اس کنوئیں کا پانی مہندی کے نچوڑ جیسا سرخ ہے۔ گویا کہ اس کی کھجوریں شیطانوں کے سر ہیں! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ نے اسے نکالا ہے۔ فرمایا نہیں۔ بہرکیف مجھے اللہ نے شفا دی ہے اور مجھے ڈر تھا کہ میں اس سے لوگوں میں شر پھیلاؤں گا اور اس کو دفن کر دینے کا حکم دیا۔

Marfat.com

باب بعض بیان جادو ہوتے ہیں

۶۲۹۶ ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو آدمی مشرق سے آئے اُنھوں نے تقریر کی اور اپنے بیان سے لوگوں کو تعجب میں ڈال دیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض بیان جادو ہوتے ہیں

۶۲۹۶ ــ شرح : اس حدیث کی تفسیر میں اہلِ علم کی مختلف آراء ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کے تلامذہ نے کہا کہ اس حدیث میں بیان کی مذمت ہے مدح نہیں ؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کو سحر سے تشبیہ دی ہے اور سحر مذموم ہے۔ اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس کو مکروہ کلام کے باب میں ذکر کیا ہے کیونکہ بیان باطل کی تصویر کو حق کی تصویر میں ظاہر کرتا ہے جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے زیادہ مبغوض وہ لوگ ہیں جو منہ پھاڑ کر بہت باتیں کرتے ہیں ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ آدمی حق پر ہوتا ہے اور اپنے بیان سے لوگوں کو مسحور کرتا ہے تو حق جاتا رہتا ہے۔ بعض اہلِ علم نے کہا حدیث میں بیان کی مدح ہے کیونکہ لوگوں نے ان دو آدمیوں کے بیان پر تعجب کیا تھا اور تعجب اس کلام سے ہوتا ہے جس کی سماعت خوش کن ہو اور بیان کو سحر سے تشبیہ دینے میں اس کی مدح ہے کیونکہ سحر کے معنی لوگوں کو مائل کرنا ہیں اور جو تمہیں مائل کرے وہ مسحور کر لیتا ہے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلاغت کی فضیلت میں ممتاز تھے ؛ کیونکہ آپ کائنات کے تمام بلغاء اور فصحاء سے بلیغ ترین درجات پر متمکن تھے اور اقصی مدارج بلاغت پر فائز تھے بایں ہمہ حضور نے ان کے کلام پر تعجب کیا اور اس کو اچھا جانا اس لئے اس کو سحر سے تشبیہ دی۔ احسن بات یہ ہے کہ حدیث میں ہر بیان کی مدح بھی نہیں اور مذمت بھی نہیں اور ان من البیان سحرا ،، میں لفظ ،، من ،، تبعیض کے لئے ہے یعنی بعض سحر ہیں۔

علامہ عینی نے کہا بعض مبتدعہ نے اس حدیث کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر نبیوں میں جادو کی تاثیر ظاہر ہونا ممکن ہو تو امورِ دین میں جو وحی نازل ہوتی ہے وہ مشکوک ہو کر رہ جائے گی جبکہ یہ احتمال ہوگا کہ یہ جادو کا اثر ہوگا ، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ جادو کی حقیقت موجود ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام بشر ہیں ان پر بشروں کے امراض اور اعراض جاری ہو سکتے ہیں البتہ ان کی بعض خصوصیات ہیں جن میں وہ محفوظ معصوم ہوتے ہیں اور وہ امورِ دینیہ ہیں اور جادو ان کے ابدان میں قتل اور زہر کی تاثیر سے زیادہ اثر نہیں کر سکتا حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کو قتل کیا گیا اور خیبر میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ السلام کو زہر کھلایا گیا۔ اس سے ان کی فضیلت میں کمی نہیں آتی یہ محض اللہ کی طرف سے ابتلاء امتحان

Marfat.com

بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ

۶۲۹۷ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اصْطَبَحَ كُلَّ يَوْمٍ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ ذٰلِكَ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهُ سَبْعَ تَمَرَاتٍ يَعْنِي حَدِيثَ عَلِيٍّ

ہوتا ہے۔ جادو ایک بیماری ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے شفا دیدی ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو کتاب الطب میں ذکر کیا ہے نبی بیمار ہو جائے تو ان کے کمال میں نقص واقع نہیں ہوتا۔ دورانِ تحریر میں ایک کتا بچہ دیکھنے کا موقعہ ملا جس نے بڑی شدت سے نبیوں پر جادو کے اثر کو غلط کہا ہے ہم ایسے لوگوں سے بذلِ نظر کرتے ہیں اور ان کے رد میں شغل کو اضاعتِ وقت خیال کرتے ہیں۔ (ہم نے تفہیم البخاری کی حدیث ۲۰۵۵ ج : ۵ میں اس مسئلہ کو خوب واضح کیا ہے۔ مزید تحقیق کے لئے اسے دیکھیں)

باب عجوہ کھجور کے ساتھ جادو کا علاج

۶۲۹۷ ـ ترجمہ : عامر بن سعد نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر روز صبح کو عجوہ کھجور کھائے اس کو رات تک زہر اور جادو ضرر نہیں دے گا۔ اُن کے غیر نے کہا۔ سات کھجوریں ہر روز صبح کو کھائے۔

۶۲۹۷ ـ شرح : حدیث میں کھجوروں کی تعداد مذکور نہیں اس حدیث کے علاوہ دیگر روایت میں تعداد مذکور ہے۔ حدیث میں صبح کے وقت کی قید ہے اگر شام کو کھائے تو یہ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ مدینہ منورہ سے نجد کی جانب بستیوں کو عوالی کہا جاتا ہے وہاں کی کھجوریں بہت عمدہ ہوتی ہیں انہیں عجوہ کہتے ہیں۔ عجوہ کھجوروں میں یہ خصوصیت اس لئے ہے کہ سید عالم

Marfat.com

۶۲۹۸ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْاُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ

بَابُ لَا هَامَةَ

۶۲۹۹ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لگایا تھا۔

نسائی میں حضرت جابر سے مرفوع حدیث مذکور ہے کہ عجوہ جنت کی کھجور ہے اس کے کھانے سے زہر سے شفاء ہوتی ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عجوہ زہر اور سحر سے اس لئے شفا دیتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی کھجوروں کے لئے دعا فرمائی ہے۔ یہ صرف حضور کی دعا کی برکت ہے کھجور کی کوئی خصوصیت نہیں۔ اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف مدینہ منورہ کی کھجوروں سے زہر اور سحر سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ یہ نفع سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف کے بعد بھی مستمر ہے؛ کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور کے بعد بھی اس کھجور کی یہ وصف بیان فرمائی تھی۔ سات کھجور کی تعداد توقیفی ہے اور اللہ تعالیٰ نے سات کے عدد میں اثر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمینیں سات اور آسمان بھی سات بنائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو فرمایا آپ پر سات مشکیزوں سے پانی ڈالا جائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات تک کوئی زہر یا سحر ضرر نہ دے گا اس سے ظاہر ہے کہ مرات داخل ہونے کے بعد مذکور فائدہ نہ ہوگا۔

۶۲۹۸ــــ ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھائے اس دن کوئی زہر اور سحر اس کو ضرر نہ دے گا۔

Marfat.com

اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الْاِبِلِ تَکُوْنُ فِی الرَّمْلِ کَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَیَخَالِطُهَا الْبَعِیْرُ الْاَجْرَبُ فَیُجْرِبُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَعْدَی الْاَوَّلَ وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰی مُصِحٍّ وَاَنْکَرَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ الْحَدِیْثَ الْاَوَّلَ قُلْنَا اَلَمْ تُحَدِّثْ اَنَّهٗ لَا عَدْوٰی فَرَطَنَ بِالْحَبَشِیَّةِ قَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ فَمَا رَاَیْتُهٗ نَسِیَ حَدِیْثًا غَیْرَهٗ

باب ہامہ کوئی شئی نہیں

۶۲۹۹ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوی صفر اور ہامہ کوئی شئی نہیں۔ ایک اعرابی نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اونٹوں کا کیسا حال ہے وہ ریت میں ہوتے ہیں گویا کہ وہ ہرن ہیں اُن سے خارشی اُونٹ آکر ملتا ہے اور سب کو خارشی بنا دیتا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے اونٹ کو کس نے خارشی بنایا؟ ابوسلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اس کے بعد ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ بیمار اونٹ تندرست اونٹوں کے پاس نہ لے جائے اور ابوہریرہ نے پہلی حدیث کا انکار کیا ہم نے کہا کہ آپ نے یہ نہیں بیان کیا تھا ایک سے دوسرے کو بیماری نہیں لگتی۔ ابوہریرہ نے حبشی زبان میں بات کی ابوسلمہ نے کہا میں نے ابوہریرہ کو اس کے سوا کوئی حدیث بھولتے نہیں دیکھا ہے۔

شرح : ہر زہریلی شئی جو قتل کردے اس کو ہامہ کہتے ہیں اس کی جمع ہوام ہے

۶۲۹۹ــــ جبکہ زہریلے جانور جو قتل نہ کرے کو سامہ کہتے ہیں جیسے بچھو اور زنبور وغیرہ زمین پر چلنے والے جانور کو بھی ہامہ کہا جاتا ہے اگرچہ وہ قتل نہ کرے جیسے حشراتِ ارض ہیں۔ حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم امامان کریمان حسن وحسین علیہما السلام کو ان الفاظ سے

Marfat.com

بَابُ لَا عَدْوٰی

۴۳۰۰ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَمْزَةُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ اِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلٰثٍ فِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ

تعویذ کرتے تھے اَعُوْذُ کَمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ سَامَّۃٍ وَّ هَامَّۃٍ "

ایک سے دوسرے کو مرض لگ جانے کو عدوی کہتے ہیں۔ طیرہ بدفالی جبکہ ہامہ نحوست ہے۔ اعرابی کے سوال کے جواب میں سرکار نے فرمایا پہلے اونٹ کو خارش کس نے بنایا نہایت ہی بلیغ معانی پر مشتمل ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے اونٹ کی طرف خارش نے کیسے سرائت کی اور وہ کیسے خارشی ہوگیا اگر تو کہے کہ دوسرے اونٹ سے خارشی ہوا تو یہ سلسلہ لاالی نہایہ چلے گا۔ اور اگر یہ کہے کہ جس نے پہلے کو خارشی کیا اُس نے ہی دوسرے کو خارشی کیا تو یہی مطلوب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام اونٹوں میں یہ فعل جاری کیا ہے، کیونکہ وہ ہر شئی پر قادر ہے۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی روائت : لَا يُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ کے معنی یہ ہیں کہ بیمار اونٹ تندرست اونٹوں میں نہ لائے " لا یوردن نفی بمعنی نہی ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے۔ لا یورِدَنَّ مُمْرِضٌ ماشیۃ علی ماشیۃ مُصِحٍّ "، ممرض سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس بیمار اونٹ ہیں۔ اور مصح سے مراد وہ ہے جس کے اونٹ تندرست ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لاعدوی کہ ایک سے دوسرے کو بیماری نہیں لگتی اور اس روائت میں ہے کہ بیماری اونٹ تندرست اونٹوں کے پاس نہ لے جا اس سے واضح ہوتا ہے کہ ایک سے دوسرے کو بیماری لگ جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد " لَا عَدْوٰی "، اس پر مبنی ہے کہ دراصل "عدوٰی" کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور منع اس لئے فرمایا کہ تندرست اونٹوں والا یہ وہم نہ کرلے کہ اس کے اونٹ بیمار اونٹوں کے سبب بیمار ہوگئے ہیں تو وہ اپنے اس وہم کے سبب عدوی کا قائل ہوجائے گا، حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدوی کی نفی کی ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا لَا عَدْوٰی " سے مراد

Marfat.com

۶۳۰۱ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاعَدْوٰى قَالَ اَبُوسَلَمَةَ اِبْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايُوْرِدُ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سِنَانُ بْنُ اَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاعَدْوٰى فَقَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اَرَاَيْتَ الْاِبِلَ تَكُوْنُ فِي الرِّمَالِ اَمْثَالَ الظِّبَاءِ فَيَاْتِيْهَا الْبَعِيْرُ الْاَجْرَبُ فَتَجْرَبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ

جانوروں کا اعتقاد ہے کہ بیماری طبعی طور پر ایک سے دوسرے کی طرف متجاوز ہوتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حصولِ ضرر کی نفی نہیں کی۔ (حدیث ۵۲۶۰ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب عدوی کوئی شئ نہیں

۶۳۰۰ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عدوی اور طیرہ کوئی شئ نہیں نحوست تین میں ہے گھوڑے، عورت اور مکان میں۔ (حدیث ۵۲۸۵ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

۶۳۰۱ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوی کوئی شئ نہیں۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے ابوہریرہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیمار اونٹ تندرست اونٹوں کے پاس نہ لے جا۔ زہری سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھے سنان بن ابی سنان دؤلی نے خبر سنائی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوی کوئی شئ نہیں ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا حضور ہیں ان

Marfat.com

۶۳۰۲ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَیُعْجِبُنِیْ
الْفَالُ قَالُوْا وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ

بَابُ مَا یُذْكَرُ فِیْ سَمِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۶۳۰۳ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ سَعِیْدِ
ابْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ اُهْدِیَتْ

اونٹوں کا حال بتائیں ریتلے میدان میں ہرنوں کی مثل ہوتے ہیں۔ اُن کے پاس خارشی اونٹ آتا ہے تو سب کو خارشی کر دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے کو کس نے خارشی بنایا (حدیث ۵۷۱۷ کی شرح دیکھیں)

۶۳۰۲ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَدْوٰی اور طِیَرہ کوئی شئی نہیں۔ مجھے فال پسند ہے لوگوں نے کہا فال کیا شئی ہے فرمایا اچھی آواز سُننا۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیئے جانے میں جو مذکور ہے

"اس کو عُروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا"

۶۳۰۳ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لِيْ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ فَجُمِعُوْا
لَهٗ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ سَائِلُكُمْ عَنْ
عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ اَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ
لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْكُمْ قَالُوْا اَبُوْنَا فُلَانٌ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتُمْ بَلْ اَبُوْكُمْ فُلَانٌ
فَقَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ فَقَالَ هَلْ اَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ
سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ وَاِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ
كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهٗ فِيْ اَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ اَهْلُ النَّارِ فَقَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَنَا فِيْهَا فَقَالَ
لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَؤُا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ
فِيْهَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ لَهُمْ هَلْ اَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ

خیبر میں بکری کا گوشت نذرانہ پیش کیا گیا جس میں زہر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں جتنے یہودی ہیں سب کو جمع کیا جائے۔ سب یہودی جمع کئے گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا میں تم سے کچھ پوچھتا ہوں کیا تم اس کے متعلق مجھ سے سچ کہو گے اُنہوں نے کہا جی ہاں یا ابوالقاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تمہارا باپ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا ہمارا باپ فلاں ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا ہے بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے۔ یہودیوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔ پھر حضور نے فرمایا اگر میں تم سے اور کچھ پوچھوں تو اس کے متعلق تم مجھ سے سچ کہو گے۔ اُنہوں نے کہا ہاں یا ابا القاسم! اگر ہم جھوٹ کہیں گے تو آپ ہمارا جھوٹ پہچان لیں گے جیسے ہمارے باپ کے بارے میں ہمارا جھوٹ پہچانا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

عَنْهُ فَقَالَ لَهُمْ فَقَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا فَقَالُوا نَعَمْ فَقَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالُوا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَذَّابًا نَسْتَرِيحُ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ

بَابُ شُرْبِ السَّمِّ وَالدَّوَاءِ بِهِ وَبِمَا يُخَافُ مِنْهُ وَالْخَبِيثِ

۶۳۰۴ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ

نے فرمایا دوزخی لوگ کون ہیں؟ یہودیوں نے کہا تھوڑا سا وقت ہم دوزخ میں رہیں گے۔ پھر ہمارے بعد تم اس میں رہو گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دوزخ میں ذلیل ہو کر رہو گے بخدا! ہم کبھی تمہاری جگہ نہیں لیں گے۔ پھر حضور نے اُن سے فرمایا اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم سچ کہو گے اُنھوں نے کہا جی! فرمایا کیا تم نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا ہے۔ اُنہوں نے کہا جی ہاں! فرمایا تمہیں اس پر کس نے ابھارا ہے؟ یہودیوں نے کہا ہم نے چاہا اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم آپ سے آرام پالیں گے اور اگر آپ نبی ہیں تو آپ کو جھوٹ ضرر نہ دے گا۔

۶۳۰۳ــ مشرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسموم گوشت پیش کرنے والی یہودیہ عورت تھی جس کا نام زینب تھا اُس نے بکری کے شانہ میں زہر ملایا تھا، کیونکہ اُس نے سُنا تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شانہ کا گوشت مرغوب ہے حضور نے گوشت چبا کر لقمہ منہ میں ڈالا تو فرمایا گوشت مجھے بتا رہا ہے کہ اس میں زہر ملایا ہوا ہے۔ اس یہودیہ کے قتل میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ اسے قتل کریں گے فرمایا نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض مسلمان گنہگار بھی دوزخ میں جائیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں گے۔ گنہگار مسلمان دوزخ میں جائیں گے پھر باہر نکل آئیں گے۔ (حدیث ۲۹۵۶ ج ۴ کی شرح میں تفصیل مذکور ہے۔

Marfat.com

ذَكَوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيْهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَسَمُّهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهٗ فِيْ يَدِهٖ يَجَأُ بِهَا فِيْ بَطْنِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا

باب زہر پینا اور اس کے ساتھ علاج کرنا اور جس چیز سے خوف ہو اسے دُور کرنا اور خبیث دوا

۶۳۰۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پہاڑ سے گر کر اپنے آپ کو قتل کیا وہ دوزخ کی آگ میں ہوگا، اس میں ہمیشہ کہیشہ کے لئے پہاڑ سے گرتا رہے گا جس نے زہر پیا اور اپنے آپ کو ہلاک کیا (خودکشی کرلی) اس کے ہاتھ میں زہر ہوگا اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اسے پیتا رہے گا جس نے تیز دھار آلہ سے خودکشی کرلی وہ آلہ اس کے ہاتھ میں ہوگا اور دوزخ میں ہمیشہ اس کے ساتھ اپنا پیٹ پھاڑتا رہے گا۔

۶۳۰۴ — شرح : یہ حدیث بعینہٖ کافر کے بارے میں وارد ہے۔ راوی نے اسے ظاہر پر محمول کرلیا ہے اگر اسے عموم پر محمول کیا جائے تو مراد یہ ہے کہ یہ اس کے حق میں ہے جو مذکور امور کو حلال جانتا ہو اور خالدًا مخلدًا سے مراد لمبا زمانہ ہے؛ کیونکہ مومن دوزخ میں ہمیشہ نہ رہیں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

Marfat.com

۶۳۰۵ــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ بَشِیْرٍ اَبُوْبَکْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اصْطَبَحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ یَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْیَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ

بَابُ اَلْبَانِ الْاُتُنِ

۶۳۰۶ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْلِ کُلِّ ذِیْ نَابٍ

۶۳۰۵ــــ ترجمہ : عامر بن سعد نے کہا میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو صبح سات عجوہ کھجوریں کھائے اس روز اس کو زہر اور جادو ضرر نہیں پہنچائے گا۔

۶۳۰۵ــــ شرح : الدعاء بالعجوہ کے باب میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ زہر پینا حرام ہے؛ حالانکہ ابن ابی شیبہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب حیرہ گئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ زہر سے بچیں مجمی انہیں زہر نہ پلا دیں۔ خالد بن ولید نے کہا زہر میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے زہر پیش کیا تو اسے ہاتھ میں پکڑ کر کہا میں اسے اللہ کے نام سے پیتا ہوں اور زہر پی گئے اور اس نے انہیں کچھ ضرر نہ پہنچائی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کرامت تھی۔ اس پر قیاس کرنا ممنوع ہے (عینی)

باب گدھیوں کے دودھ

۶۳۰۶ــــ ترجمہ : ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی ناب

Marfat.com

مِنَ السَّبُعِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ أَسْمَعْهُ حَتّٰى أَتَيْتُ الشَّامَ وَزَادَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَسَأَلْتُهُ هَلْ يَتَوَضَّأُ أَوْ يَشْرَبُ أَلْبَانَ الْأُتُنِ أَوْ مَرَارَةَ السَّبُعِ أَوْ أَبْوَالَ الْإِبِلِ قَالَ قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَتَدَاوَوْنَ بِهَا وَلَا يَرَوْنَ بِذٰلِكَ بَأْسًا وَأَمَّا أَلْبَانُ الْأُتُنِ فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُحُومِهَا وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا أَمْرٌ وَلَا نَهْيٌ وَأَمَّا مَرَارَةُ السَّبُعِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

درندہ کھانے سے منع فرمایا۔ زہری نے کہا میں نے یہ نہ سنا یہاں تک میں شام میں آیا لیث نے یہ اضافہ کیا کہ مجھے یونس نے ابن شہاب سے خبر دی کہا کہ میں نے اُن سے پوچھا کیا ہم گدھیوں کے دودھ سے وضو کر سکتے ہیں یا پی سکتے ہیں یا درندوں کے پتے یا اونٹوں کے پیشاب استعمال کر سکتے ہیں؟ انھوں نے کہا مسلمان ان سے دواء کرتے تھے اور اس میں کچھ حرج نہ دیکھتے تھے۔ بہرحال گدھیوں کے دودھ کے متعلق ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گوشت سے منع فرمایا اور ان کے دودھ کے متعلق کوئی امر یا نہی ہمیں نہیں پہنچی اور درندے کے پتے کے متعلق ابن شہاب نے کہا مجھے ابوادریس خولانی نے خبر دی کہ ابوثعلبہ خشنی نے انہیں بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی ناب درندے کے کھانے سے منع فرمایا۔

شرح: علامہ کرمانی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث کے جواب سے ۶۳۰۶ — معلوم ہوتا ہے کہ اونٹوں کے دودھ سے دواء کرنا جائز ہے۔ دوسرے دو کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گدھیوں کے دودھ کی حرمت اس کے گوشت کی حرمت کے سبب ہے کیونکہ دودھ گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور درندے کا پتا بھی حرام ہے کیونکہ

Marfat.com

بَابُ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِی الْاِنَاءِ

۶۳۰۷۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ مَوْلٰی بَنِیْ تَمِیْمٍ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ حُنَیْنٍ مَوْلٰی بَنِیْ زُرَیْقٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْمِسْهُ کُلَّهٗ ثُمَّ لِیَطْرَحْهُ فَاِنَّ فِیْ اَحَدِ جَنَاحَیْهِ شِفَاءً وَّفِی الْاٰخَرِ دَاءً

حدیث کے الفاظ درندے کے تمام اجزاء کے بارے میں ہے کہ وہ حرام ہیں۔
(حدیث ۶۰۷۵۔ ج: ۹ کی شرح دیکھیں)

باب جب برتن میں مکھی گر جائے

۶۳۰۷ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر پڑے تو ساری مکھی کو اس میں ڈبو دے پھر باہر پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں شفاء ہے اور دوسرے میں بیماری ہے۔

۶۳۰۷ شرح: یعنی پانی یا دودھ کے برتن میں مکھی واقع ہو جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ ساری مکھی کو برتن میں ڈبو کر باہر پھینک دے کیونکہ اس کے جس پر میں شفاء ہے اس کو وہ اٹھائے رکھتی ہے اور جس پر میں بیماری ہے اس کو ڈبو دیتی ہے۔ اس لئے ساری کو ڈبونے کا حکم دیا تاکہ بیماری کی شفا کے پر سے مکافات ہو جائے۔

جوہری نے کہا ذباب جمع اور ذبابہ واحد ہے۔ ذباب جمع کثرت ہے اور اذبۃ جمع قلت ہے جیسے غراب اور اغربہ ہے۔ مکھی کا نام ذباب اس لئے ہے کہ یہ حرکت بہت کرتی ہے۔ ابویعلی نے اچھی سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی کہ مکھی کی عمر چالیس روز ہے۔ شہد کی مکھی کے سوا اس کی ہر قسم دوزخ میں ہوگی تاکہ اس کے ساتھ دوزخیوں کو عذاب ہو افلاطون نے کہا یہ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ اللِّبَاسِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَالْبَسُوْا وَتَصَدَّقُوْا فِيْ غَيْرِ اِسْرَافٍ وَلَا مَخِيْلَةٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا اَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ سَرَفٌ اَوْ مَخِيْلَةٌ

تمام اشیاء سے زیادہ حریص ہے۔ اپنے آپ کو ہر شئی میں ڈال دیتی ہے۔ اگرچہ اس میں اس کی ہلاکت ہو مکھی کی آنکھ بہت چھوٹی ہے اسے یہ اپنے ہاتھوں سے صاف کر لیتی ہے اس لئے اس کی پلک نہیں ہے یہ ہمیشہ آنکھ کو مس کرتی رہتی ہے۔ اس کی خلقت میں کم از کم حکمت یہ ہے کہ اس سے جابر لوگوں کو اذیت پہنچتی ہے۔ یہ بُو کو کھا جاتی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتی تو دُنیا متعفن ہو جاتی "

مکھی کے دائیں پر میں شفا اور بائیں میں بیماری ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کا وہی شخص انکار کرے گا جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے نورِ معرفت سے خالی رکھا ہو وہ مکھی پر تعجب نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں زہر اور شفا دونوں جمع کر دیئے ہیں یہ اُوپر والے پر سے شفا دیتی ہے اور نچلے پر سے بیمار کرتی ہے۔ سانپ کا زہر قاتل ہے اور اس کے گوشت سے شفاء حاصل کی جاتی ہے وہ اس کے زہر کے لئے تریاقِ اکبر ہے اس کا مشوک بیماری اور گوشت دوا ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

Marfat.com

۶۳۰۸ــــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ يُخْبِرُوْنَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ اللِّبَاسِ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہہ دیجئے اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا جو اُس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر کیا ہے۔"

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! کھاؤ، پیئو، لباس پہنو اور صدقہ کرو جس میں نہ اسراف ہو اور نہ ہی اس میں فخر کرتے۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو چاہے کھاؤ اور جو چاہو پیئو جبکہ دو چیزوں سے بچتے رہو ایک اِسراف دوسرے تکبّر۔"

شرح : مذکور آیت کریمہ ہر مباح کے لئے عام ہے۔ فراء نے کہا لوگ حج کے دنوں میں گوشت نہیں کھاتے تھے اور ننگے بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ یعنی طواف میں لباس پہننے سے کس نے منع کیا ہے؟ اور جو انھوں نے بحیرہ وغیرہ کو حرام قرار دیا ہے یہ کس نے حرام کیا ہے؟ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی۔

Marfat.com

بَابُ مَنْ جَرَّ اَزَارَهٗ مِنْ غَيْرِ خُيَلَآءَ

۶۳۰۹ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَآءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَحَدَ شِقَّيْ

عبداللطیف بغدادی نے کہا۔ یہ حدیث انسان کی تدبیر کے فضائل کو جامع ہے۔ اس میں دُنیا اور آخرت میں نفس اور جسم کی مصالح کی تدبیر ہے، کیونکہ ہر شئی میں اسراف معیشت کو نقصان دیتا ہے اور مال تباہ ہوتا ہے اور فخر نفس کو ضرر دیتا ہے اور اس میں تکبر پیدا کرتا ہے اور آخرت میں بھی ضرر دیتا ہے کہ گناہ کسب کرتا ہے اور دُنیا میں لوگ اسے بُرا جانتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اثر کا معنی یہ ہے کہ حلال شئی کھاؤ، پیئو اور پہنو۔ بشرطیکہ اسراف اور تکبر نہ کرو۔ واللہ اعلم

۶۳۰۸ــــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو نظر کرم سے نہ دیکھے گا جو اپنا کپڑا غرور سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔

شرح: جرِّ ثواب میں تہبند، چادر، قمیص، شلوار، جُبّہ، کوٹ وغیرہ سب داخل ہیں بلکہ حدیث میں عمامہ بھی اس میں داخل ہے۔

۶۳۰۸ــــ سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہبند، قمیص اور عمامہ میں اسبال ہے جو کوئی فخر و غرور سے ان میں سے لمبا لٹکا کر چلے گا قیامت میں اللہ تعالیٰ نے نظر کرم سے اس کی طرف نہ دیکھے گا (ابوداؤد)

باب جس نے تہبند غرور سے نہ گھسیٹا

۶۳۰۹ــــ ترجمہ: سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی غرور سے اپنا کپڑا زمین پر

marfat.com
Marfat.com

اِزَارِیْ یَسْتَرْخِیْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَسْتَ مِمَّنْ یَصْنَعُهُ خُیَلَاءَ

۶۳۱۰ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ یَجُرُّ ثَوْبَهٗ مُسْتَعْجِلًا حَتّٰی اَتَی الْمَسْجِدَ وَثَابَ النَّاسُ فَصَلّٰی رَكْعَتَیْنِ فَجَلَّی عَنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا وَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَیْتُمْ مِنْهَا شَیْئًا فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ حَتّٰی یَكْشِفَهَا

گھسیٹ کر چلے قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظرِ کرم نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے تہبند کا ایک کنارہ ڈھیلا ہو کر لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی نگاہداشت کرتا رہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اُن لوگوں میں سے نہیں جو غرور سے یہ کرتے ہیں۔

۶۳۰۹ — شرح: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کمر کمزور تھی اس لئے تہبند آگے سے زمین پر گھسنے لگتا تھا۔ نیز آپ کا بدن نحیف تھا اس لئے دائیں بائیں جانب تہبند گھسنے لگتا تھا کیونکہ غالباً نحیف انسان اپنا تہبند برابر نہیں باندھ سکتا۔ علامہ کرمانی نے کہا کپڑا گھسیٹ کر غرور سے چلنا حرام ہے۔ اگر غرور سے نہ ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ محدثین نے کہا قمیص کا کنارا اور تہبند کا نچلا حصہ نصف پنڈلی تک لٹکانا مستحب ہے۔ اور ٹخنوں تک بلا کراہت جائز ہے۔ اگر ٹخنوں سے نیچے غرور سے کرے تو مکروہ تحریمی ہے ورنہ تنزیہاً مکروہ ہے۔

۶۳۱۰ — ترجمہ: ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سورج کو گرہن لگا جبکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ حضور جلدی سے اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے کھڑے ہوئے حتی کہ مسجد میں تشریف لائے اور لوگ بھی جمع ہو گئے۔ حضور نے دو رکعتیں پڑھیں تو سورج روشن ہو گیا پھر حضور ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جب ان میں سے کسی کو دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو حتی کہ اللہ تعالیٰ گرہن کھول دے۔

Marfat.com

بَابُ التَّشَمُّرِ فِي الثِّيَابِ

۶۳۱۱ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ فَرَأَيْتُ بِلَالًا جَاءَ بِعَنَزَةٍ فَرَكَزَهَا ثُمَّ أَقَامَ الصَّلٰوةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي حُلَّةٍ مُشَمِّرًا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ إِلَى الْعَنَزَةِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ وَرَاءِ الْعَنَزَةِ

۶۳۱۰ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب جرِّ آزار غرور سے نہ ہو تو جائز ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں۔
(حدیث : ۹۸۷ ، ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب ۔ کپڑا سمیٹنا

۶۳۱۱ — ترجمہ : ابوجحیفہ نے کہا میں نے بلال کو دیکھا جبکہ وہ نیزہ لیکر آئے اور اسے گاڑ دیا پھر نماز کی اقامت کہی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سرخ لکیر دار بڑی چادر میں باہر تشریف لائے جو سمیٹی ہوئی تھی۔ حضرت نے دو رکعتیں نیزہ کی طرف پڑھیں میں نے لوگوں اور چارپاؤں کو دیکھا کہ وہ نیزہ کے پیچھے سے حضور کے آگے سے گزرتے تھے۔
(حدیث ۴۶۵ ج : ۱ کی شرح دیکھیں) سترۃ الامام سترۃ من خلفہ

Marfat.com

بَابُ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَفِي النَّارِ

۶۳۱۲ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ

بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ مِنَ الْخُيَلَاءِ

۶۳۱۳ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا

باب جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے

۶۳۱۲ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تہبند ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔

۶۳۱۲ــــ شرح : حدیث میں تعمیم کے پیش نظر تہبند کو ذکر نہیں کیا جبکہ یہ حکم قمیص وغیرہ کو بھی شامل ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ مطلق ہے اس کو مقید پر محمول کرنا واجب ہے یعنی جو ملبوس عزور سے ٹخنوں سے نیچے کرے اس کا یہ حکم ہے۔

باب جس نے غرور سے کپڑا گھسیٹا

۶۳۱۳ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

۶۳۱۴ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجَّلٌ جُمَّتُهُ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

۶۳۱۵ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهٗ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ تَابَعَهٗ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کو نظرِ کرم سے نہ دیکھے گا جو اپنا تہبند غرور سے گھسیٹ کر چلتا ہے۔

۶۳۱۴ ـــ ترجمہ : محمد بن زیاد نے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم یا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ ایک آدمی حلّہ (بڑی چادر) پہنے ہوئے اور بالوں کو کنگھی کئے ہوئے فخر سے چل رہا تھا کہ اچانک اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا وہ قیامت تک دھنستا رہے گا۔

۶۳۱۴ ـــ شرح : قولہ اَوْ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم یہ راوی کا شک ہے۔ یتجلجل بمعنی یتحرک وینزل ہے یعنی وہ زمین میں حرکت کرتا ہوا دھنستا رہے گا۔ بظاہر یہ آدمی پہلی امتوں میں سے ہے بعض کہتے ہیں یہ قارون ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ آدمی اس اُمت میں سے ہو اور قیامت سے پہلے یہ واقع ہو۔ اگر پہلی امتوں میں سے ہے تو

Marfat.com

۶۳۱۶ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ ابْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ عَمِّهٖ جَرِيْرِ بْنِ زَيْدٍ كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَلٰى بَابِ دَارِهٖ فَقَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

۶۳۱۷ــــ حَدَّثَنِیْ مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ لَقِيْتُ مُحَارِبَ ابْنَ دِثَارٍ عَلٰى فَرَسٍ وَهُوَ يَاْتِیْ مَكَانَهُ الَّذِیْ يَقْضِیْ فِيْهِ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِیْ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ مِنْ مَخِيْلَةٍ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقُلْتُ لِمُحَارِبٍ اَذَكَرَ اِزَارَهٗ قَالَ مَا خَصَّ اِزَارًا

۶۳۱۵ــــ ترجمہ : سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ ایک آدمی فخر سے اپنا تہبند گھسیٹ کر چل رہا تھا کہ اچانک اس کو زمین میں دھنسایا گیا وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔ یونس نے زہری سے روایت کرنے میں عبدالرحمٰن بن خالد کی متابعت کی اور شعیب نے ابوہریرہ سے مرفوع روایت نہیں کیا

۶۳۱۶ــــ ترجمہ : جریر بن عبداللہ نے کہا میں سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے ساتھ اُن کے مکان کے دروازہ پر تھا۔ اُنھوں نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سُنا۔

۶۳۱۷ــــ ترجمہ : شعبہ نے کہا میں محارب بن دثار سے ملا جبکہ وہ گھوڑے پر سوار تھے اور وہ اس جگہ جا رہے تھے جہاں فیصلے کرتے ہیں۔ میں نے اُن سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو اُنہوں نے بیان کیا اور کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنے وہ

Marfat.com

وَلَا قَمِيصًا تَابَعَهُ جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَزَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَقُدَامَةُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ

بَابُ الْإِزَارِ الْمُهَدَّبِ

وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَحَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُمْ لَبِسُوا ثِيَابًا مُهَدَّبَةً ۶۳۱۸ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسَةٌ وَعِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَتْ

کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فخر سے کپڑا گھسیٹ کر چلے قیامت کے دن اللہ اس کو نظر کرم سے نہ دیکھے گا (شعبہ نے کہا) میں نے محارب سے کہا کیا تہبند کو ذکر کیا تھا۔ محارب نے کہا تہبند اور قمیص کو خاص نہیں کیا (یعنی یہ حکم مطلق ہے تمام کپڑوں کو شامل ہے) جبلہ بن سحیم، زید بن اسلم اور زید بن عبداللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں سالم کی متابعت کی ہے۔ لیث نے نافع اور ابن عمر کے ذریعہ اس طرح روایت کی ہے۔ موسیٰ بن عقبہ، عمر بن محمد اور قدامہ بن موسیٰ نے سالم اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں جریر کی متابعت کی ہے۔ حضور نے فرمایا مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ۔

Marfat.com

يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا مَعَهُ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلَ الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ جِلْبَابِهَا فَسَمِعَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ قَوْلَهَا وَهُوَ بِالْبَابِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَتْ فَقَالَ خَالِدٌ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَنْهٰى هٰذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا وَاللّٰهِ مَا يَزِيدُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ فَصَارَ سُنَّةً بَعْدُ

باب حاشیہ دار تہبند

زہری، ابوبکر بن محمد، حمزہ ابن ابی اُسید اور معاویہ بن عبداللہ ابن جعفر کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ اُنہوں نے حاشیہ دار کپڑے پہنے تھے"

۶۳۱۸ ـــــ ترجمہ : عروہ بن زُبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رفاعہ قُرظی کی بیوی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئی جبکہ میں آپ کے پاس بیٹھی ہُوئی تھی۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ اُس نے عرض کیا یارسُول اللہ! میں رفاعہ کی بیوی تھی۔ اُس نے مجھے طلاق دیدی اور تین طلاقیں دی ہیں۔ میں نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کیا۔ خُدا کی قسم اس کا یہ حال ہے یارسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس چُھندے کے سوا اس کے پاس کچھ نہیں اور اپنی چادر کا حاشیہ

Marfat.com

بَابُ الْاَرْدِيَةِ

وَقَالَ اَنَسٌ جَبَذَ اَعْرَابِيٌّ رِدَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۳۱۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ فَارْتَدٰى بِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي

پکڑا۔ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ اس کی باتیں سن رہے تھے۔ جبکہ دروازے پہ کھڑے تھے اور انہیں اجازت نہیں دی گئی تھی۔ خالد نے کہا اے ابابکر کیا آپ اس عورت کو منع نہیں کرتے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلند آواز سے کیسی گفتگو کر رہی ہے۔ بخدا! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تبسم فرمایا اس پہ زیادہ نہ ہنستے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا شائد تو رفاعہ کی طرف لوٹنا چاہتی ہے تو اس سے نکاح نہیں کر سکتی حتی کہ وہ تیری لذت نہ چکھ لے اور تو اس کی لذت نہ چکھے یہ فیصلہ بعد والوں کے لئے قانون بن گیا۔

۶۳۱۸ — شرح : مہذب وہ کپڑا ہے جس کے کنارے پر حاشیہ ہو ایسا کپڑا پہننے میں حرج نہیں اور اس کے پہننے میں فخر بھی نہیں۔ ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور بڑی چادر پہنے ہوئے تھے اس کا کنارہ قدم شریف پر تھا۔ عسیلہ جماع کی لذت ہے یعنی مطلقہ ثلاث۔ پہلے شوہر کے لئے جائز نہیں ہو سکتی جب تک دوسرے شوہر سے جماع کی لذت نہ پائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب چادریں

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کھینچی

۶۳۱۹ — ترجمہ : زہری سے روایت ہے انہوں نے کہا علی بن حسین (زین العابدین) نے

Marfat.com

وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُمْ

بَابُ لُبْسِ الْقَمِيصِ

وَقَالَ يُوسُفُ اِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلٰى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا

۶۳۲۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ

خبر دی کہ امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں خبر دی کہ حضرت علی علیہ السلام نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوا کر پہنی پھر روانہ ہوئے اور میں اور زید بن حارثہ بھی آپ کے پیچھے چل پڑے یہاں تک کہ آپ اس گھر میں آئے جہاں حمزہ تھے۔ حضور نے اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دی۔

۶۳۱۹ — شرح : عبدان حضرت عبداللہ بن عثمان کا لقب ہے۔ قولہ اذنوا ، یعنی حمزہ اور اُن کے ساتھیوں نے اجازت دی۔ (حدیث ۲۸۸۳ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب قمیص پہننا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

Marfat.com

۶۳۲۱ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ قَبْرَهٗ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ وَوُضِعَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيْقِهٖ وَاَلْبَسَهٗ قَمِيْصَهٗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

۶۳۲۲ــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُبَيٍّ جَآءَ ابْنُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ اُكَفِّنْهُ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهٗ فَاَعْطَاهُ قَمِيْصَهٗ وَقَالَ اِذَا فَرَغْتَ فَاٰذِنَّا

بیان کرتے ہوئے میری یہ قمیص لے جاؤ اور میرے والد کے چہرے پر رکھ دو "

۶۳۲۰ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ محرم (احرام باندھنے والا) کون سے کپڑے پہنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محرم قمیص، شلوار، ٹوپی اور موزے نہ پہنے مگر یہ کہ جوتی نہ پائے تو موزے ٹخنوں سے نیچے پہن لے۔

(حدیث : ۱۳۴۷ ، ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۳۲۱ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا عبداللہ بن اُبی بن سلول کو قبر میں داخل کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اس کو باہر نکالنے کا حکم دیا گیا۔ اسے نکالا گیا تو حضور کے دونوں گھٹنوں پر رکھا گیا۔ حضور نے

Marfat.com

فَلَمَّا فَرَغَ أَذَنَهُ بِهِ فَجَاءَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَجَذَبَهُ عُمَرُ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ إِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً الْآيَةَ فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا فَتَرَكَ الصَّلٰوةَ عَلَيْهِمْ

حضور نے اس کے منہ میں اپنا لعاب شریف ڈالا اور اس کو اپنی قمیص پہنائی ۔ واللہ اعلم!
(حدیث ۱۲۷۱ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۳۲۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب عبداللہ بن اُبَیّ مرگیا تو اس کا بیٹا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسُول اللہ! مجھے اپنی قمیص دیجئے میں اس میں اپنے باپ کو کفن دوں گا اور آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں اور اس کی مغفرت کی دعاء فرمائیں ۔ حضور نے اسے اپنی قمیص دی اور فرمایا جب اس سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا ہوگا۔ جب وہ فارغ ہوگئے تو حضور کو خبردار کیا۔ آپ تشریف لائے تاکہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں تو حضرت عمر فاروق نے بڑے ادب سے حضور کو کھینچا اور عرض کیا یارسُولَ اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان کے لئے بخشش کی دُعا کریں یا نہ کریں اگر ان کے لئے ستّر بار بخشش کی دُعاء کریں اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور منافقوں میں سے جو مرجائے تم ان میں سے کسی کی نمازِ جنازہ نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو پھر حضور نے ان کی نماز جنازہ پڑھنا ترک کردیا (اس کی شرح سورۂ برأت کی تفسیر میں دیکھیں حصہ ہفتم)

۶۳۲۲ — شرح : ان احادیث سے غرض یہ ہے کہ قمیص پہننا کوئی نئی چیز نہیں اگرچہ عرب عموماً تہبند اور چادر پہنتے ہیں۔ قرآن کریم کی مذکور آیت کریمہ میں اور اس حدیث میں قمیص کے ذکر کے علاوہ اور احادیث میں بھی قمیص کا ذکر ہے؛ چنانچہ جنائز میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ ان میں قمیص اور عمامہ نہ تھا۔ امام ترمذی نے ام المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قمیص بہت پسند تھی۔ نیز اسماء بنت یزید بن سکن نے بیان کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین پہنچے تک تھی۔ نیز ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب جناب رسُول اللہ

Marfat.com

بَابُ جَيْبِ الْقَمِيصِ مِنْ عِنْدِ الصَّدْرِ وَغَيْرِهِ

۶۳۲۳۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَ الْبَخِيلِ

صلی اللہ علیہ وسلم قمیص پہنتے تو دائیں جانب سے شروع کرتے نیز ترمذی نے ابوسعید سے روایت کی کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام عمامہ یا قمیص یا چادر ذکر کرتے لہٰذا ابن عربی کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ میں نے قرآن کریم کی مذکورہ آیت کریمہ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا ،، کے سوا قمیص کا صحیح ذکر نہیں دیکھا یا عبداللہ بن ابی کے قصہ میں قمیص کا ذکر ہے اس کے علاوہ تیسری جگہ میں نے قمیص کا ذکر نہیں دیکھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو۔

شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ اس حال میں کیا راز تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کے مرنے کے بعد اس سے یہ سلوک کیا کہ اس کو اپنی قمیص پہنائی اور اس کے منہ میں لعاب شریف ڈالا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب عبداللہ کی قوم اور اس کے علاوہ اور کی قوم نے حضور کا یہ خلق عظیم دیکھا تو وہ سب مشرف بایمان ہوگئے یہ حدیث کتاب الجنائز میں بھی مذکور ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ قمیص اس قمیص کا بدل تھا جو اس نے غزوۂ بدر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پہنائی تھی جبکہ وہ برہنہ اسیر کئے گئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غایت ادب کے پیش نظر بطریق استفہام یہ عرض کیا اور تنہا عبداللہ کی تخصیص نہ کی یہ لحاظ کرتے ہوئے کہ شاید اس عموم سے عبداللہ کی تخصیص ہوگی۔

باب قمیص وغیرہ کی جیب سینے کے قریب ہونا ،،

جَيْب بفتح الجیم وسکون الیاء ہے اس کے معنی ہیں کپڑے کو کاٹنا تاکہ اس سے سر نکل سکے یعنی قمیص کا گریبان سینہ وغیرہ کے قریب ہونا ،،

Marfat.com

وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ
أَيْدِيهِمَا إِلَى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ
انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتَّى تُغَشِّيَ أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ
بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَنَا رَأَيْتُ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِأُصْبُعِهِ هٰكَذَا فِي جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ
يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ تَابَعَهُ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنِ
الْأَعْرَجِ فِي الْجُبَّتَيْنِ وَقَالَ جَعْفَرٌ عَنِ الْأَعْرَجِ جُنَّتَانِ وَقَالَ حَنْظَلَةُ
سَمِعْتُ طَاوُسًا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ جُبَّتَانِ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل
۶۳۲۳ — اور صدقہ کرنے والے کی مثال بیان کی کہ ان کی مثال دو آدمیوں
کی طرح ہے جن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں اُن دونوں کے ہاتھ ان کے پستانوں اور ہنسلیوں تک پہنچے ہیں
صدقہ کرنے والے جب بھی صدقہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو زرہ کشادہ ہوتی جاتی ہے حتی کہ اس کی انگلیوں کے
پورے چھپ جاتے ہیں اور اس کا نشان مٹ جاتا ہے اور بخیل جب بھی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو
زرہ تنگ ہو جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ کو سخت پکڑے ہوتا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی اُنگلی جیب میں ڈال کر فرماتے کہ اس طرح۔ اگر تو اس کو دیکھے کہ
وہ اسے کشادہ کرتا ہے وہ کشادہ نہیں ہوتی۔ حسن بن مسلمہ نے اور ابوالزناد نے اعرج سے جُبَّتَیْن روایت
کرنے میں ابن طاؤس کی متابعت کی۔ حنظلہ نے کہا میں نے طاؤس سے سُنا اُنہوں نے کہا میں نے ابوہریرہ
کو جُبَّتَان کہتے ہوئے سُنا اور جعفر نے اعرج سے جُنَّتَان روایت کیا ہے۔

شرح : قولہ لَوْ رَأَيْتَهُ الخ حرف لَوْ شرط کے لئے ہو تو اس کا جواب محذوف ہے
۶۳۲۳ — اور وہ لَعَجِبْتَ مِنْهُ کہ تو اس سے تعجب کرے گا یا لَوْ تمنی کے لئے
ہے ،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متصدق اور بخیل کو دو آدمیوں سے تشبیہ دی جنہوں نے زرہ پہننے
کا ارادہ کیا۔ خرچ کرنے والے کی مثال وہ شخص ہے جس نے پوری زرہ پہنی وہ اس پر ڈھیلی ہوتی گئی حتی کہ

Marfat.com

بَابُ مَنْ لَبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِي السَّفَرِ

۶۳۲۴ — حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الضُّحٰى قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوقٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوقٌ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَأْمِيَّةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ بَدَنِهِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلٰى خُفَّيْهِ

اس کے سارے بدن کو ڈھانپ لیا اور پاؤں کی انگلیوں تک پہنچ گئی اور اس کی حفاظت کی اور بخیل کی مثال اس شخص جیسی ہے جس کا ہاتھ اس کی گردن سے چمٹا ہوا ہے اور ہنسلی کو سخت پکڑے ہوئے ہے اور اس پر ذرہ بھاری اور بوجھ بن گئی ہے اور وہ ڈھیلی نہیں ہوتی بلکہ اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ سخت ہو جاتا ہے اور اس کی حفاظت نہیں کرتی۔ (حدیث ۱۴۶۱ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے سفر میں تنگ آستینوں والا جبہ پہنا

۶۳۲۴ — ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے پھر واپس تشریف لائے تو میں پانی لے کر آپ کے پاس آیا۔ حضرت نے وضو فرمایا جبکہ آپ پر شامی جبہ تھا۔ حضور نے کلی کی اور ناک مبارک میں پانی ڈالا اور چہرۂ انور کو دھویا پھر ہاتھ دھوئے سر مبارک اور موزوں پر مسح فرمایا (حدیث : ۱۰۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لُبْسِ جُبَّةِ الصُّوْفِ فِي الْغَزْوِ

۶۳۲۵ — حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ أَمَعَكَ مَاءٌ قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ فَمَشٰى حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَآءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ الْإِدَاوَةَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتّٰى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّيْ أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا

باب غزوہ میں صوف کا جُبّہ پہننا

۶۳۲۵ — ترجمہ: عروہ بن مغیرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں سفر کی ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا حضور نے فرمایا کیا تیرے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! حضرت اپنی سواری سے اُترے اور چلتے گئے حتی کہ رات کے اندھیرے میں چھپ گئے پھر تشریف لائے تو میں نے مشکیزہ سے آپ پر پانی ڈالا تو حضرت نے چہرۂ انور اور دونوں ہاتھ مبارک دھوئے آپ پر اُون کا جُبّہ تھا۔ آپ اپنے ہاتھ اس سے باہر نہ نکال سکے حتی کہ ان کو جُبّہ کے نیچے سے نکالا۔ آپ نے دونوں ہاتھ مبارک دھوئے۔ پھر سر مبارک پر مسح کیا پھر میں آپ کے موزے اُتارنے کے لئے جھکا تو فرمایا انہیں چھوڑ دو میں نے ان میں پاک کر کے داخل کئے تھے اور ان پر مسح فرمایا (حدیث ۲۰۵ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ الْقَبَآءِ وَفَرُّوجِ حَرِيرٍ وَهُوَ الْقَبَاءُ

وَيُقَالُ مُوَالَّذِي لَهُ شَقٌّ مِنْ خَلْفِهِ

٦٣٢٦ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ

باب قبا اور ریشمی فروج اور وہ قبا ہے اور کہا جاتا ہے جس کے پیچھے شق ہو وہ قبا ہے!

یعنی فروج وہی قبا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس فروج کے لئے پیچھے شق ہو وہ قبا ہے۔ قرطبی نے کہا قبا اور فروج دونوں وہ کپڑا ہے جس کی آستینیں تنگ ہوں اور پیچھے درمیان میں شق ہو یہ لڑائی اور سفر میں پہنا جاتا ہے کیونکہ اس میں حرکت کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ابن بطال نے کہا قبا عجمیوں کا لباس ہے۔

٦٣٢٦ — ترجمہ: مسور بن مخرمہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا (کوٹ) تقسیم کیے اور مخرمہ کو کچھ نہ دیا۔ مخرمہ نے کہا اے میرے بیٹے میرے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو میں اُن کے ساتھ گیا تو کہا اندر جاؤ اور حضور کو میرے لئے بلاؤ میں نے حضور کو ان کے لئے بلایا تو آپ اس کے پاس باہر تشریف لائے حالانکہ آپ قبا پہنے ہوئے تھے۔ فرمایا یہ میں نے تیرے لئے چھپا رکھا ہے۔ حضور نے مخرمہ کی طرف دیکھا کہا مخرمہ راضی ہے؟

Marfat.com

٦٣٢٧ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ أُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ اللَّيْثِ وَقَالَ غَيْرُهُ فُرُّوْجُ حَرِيْرٍ

بَابُ الْبَرَانِسِ

وَقَالَ لِيْ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ رَأَيْتُ عَلٰى أَنَسٍ بُرْنُسًا أَصْفَرَ مِنْ خَزٍّ

٦٣٢٨ ـــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيْصَ

ترجمہ ٦٣٢٧ ـــ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی قبا ہدیہ بھیجا گیا۔ آپ نے اس کو پہنا پھر اس میں نماز ادا کی پھر فارغ ہو کر اس کو جلدی سے اُتار دیا گویا کہ اس کو مکروہ جانتے ہیں پھر فرمایا یہ اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے مناسب نہیں۔ عبداللہ بن یوسف نے لیث سے روایت کرنے میں قتیبہ کی متابعت کی۔ اس نے فروج حریر کہا ہے (حدیث ٢٦٠ ج : اکی شرح دیکھیں)

قولہ فروج حریر اس میں چند صورتیں ہیں۔ اوّل تنوین اور اضافت ہے جیسے ثوبُ خزٍّ بالاضافہ وثوبٌ خزٌّ بالصفۃ، دوم ضم الفاء وفتحہا ابن تین نے کہا فتح زیادہ اچھا ہے کیونکہ فعول کے وزن پہ صرف سُبّوح، قُدّوس، فُرُوخ آتے ہیں۔ قرطبی نے ضمہ اور فتح دونوں پڑھا ہے۔ انہوں نے کہا ضمہ معروف ہے۔ سوم راء مشدد اور مخفف دونوں طرح چہارم اس کے آخر میں جیم یا خاء ہے

Marfat.com

وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا الْوَرْسُ

باب ٹوپیاں

ترجمۃ الباب : معتمر نے کہا میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت انس بن مالک پر زرد رنگ کی ریشمی ٹوپی دیکھی "

شرح الباب : برانس برنس کی جمع بضم الباء والنون" اس کے معنی لمبی ٹوپی ہیں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا ٹوپی پہننے کو آپ مکروہ سمجھتے ہیں؟ کیونکہ یہ نصاریٰ پہنتے ہیں انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔ لوگ اسے پہنتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، ابن عباس، ابوقتادہ، ابن ابی اوفیٰ، سعد بن وقاص، جابر، انس، ابوسعید خدری، ابوہریرہ، ابن زبیر اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم پہنتے تھے۔ خز خرگوش کے بالوں سے بنایا جاتا ہے۔

کرمانی نے کہا یہ ابریشم اور صوف سے بنایا جاتا ہے توضیح میں ذکر کیا کہ ریشم کو صوف سے ملایا جاتا ہے۔ ابوداؤد نے عبداللہ بن سعید کے ذریعہ سعید سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے بخارا میں خچر پر سوار ایک آدمی دیکھا وہ خز کا سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھا اس نے کہا یہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا ہے۔ نسائی نے کہا یہ آدمی خراسان کا امیر عبداللہ بن حازم سلمی تھا۔ (عینی)

۶۳۲۸ — **ترجمہ** : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" محرم (احرام باندھنے والا) کون سے کپڑے پہنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قمیصیں، عمامے، شلواریں، ٹوپیاں اور موزے نہ پہنو، لیکن کوئی شخص جوتی نہ پائے تو موزے پہن لے اور انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے اور کپڑوں میں سے وہ کپڑا پہنو۔ جو زعفران اور ورس سے رنگا ہوا نہ ہو۔

(حدیث: ۱۳۴، ج: ۱ اور حدیث ۱۴۵۰ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ السَّرَاوِيْلِ

۶۳۲۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِبْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ ۶۳۳۰ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَأْمُرُنَا اَنْ نَلْبَسَ اِذَا اَحْرَمْنَا قَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَالْبَرَانِسَ وَالْخِفَافَ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهٗ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهٗ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ

باب پائجامہ

۶۳۲۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی تہبند نہ پائے وہ شلوار پہن لے اور جو کوئی جوتی نہ پائے وہ موزے پہن لے

۶۳۳۰ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! جب ہم احرام باندھیں تو کونسا لباس پہننے کا آپ حکم فرماتے ہیں؟ حضور نے فرمایا قمیص، شلوار، عمامے اور ٹوپیاں اور موزے نہ پہنو لیکن کسی شخص کی جوتی نہ ہو تو وہ موزے پہن لے جو ٹخنوں سے نیچے ہوں اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جسے زعفران اور ورس لگا ہو۔

Marfat.com

بَابُ الْعَمَآئِمِ

۶۳۳۱ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهٗ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ اِلَّا مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْهُمَا فَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ

۶۳۲۹ــــ ۶۳۳۰ــــ شرح : احناف کے مذہب میں اگر کوئی محرم تہبند نہ پاسکے اور شلوار میسر ہو تو وہی پہن لے اور دم دے یعنی حرم میں بکری ذبح کرے۔ سراویل غیر منصرف سروالہ کی جمع ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شیخ زین الدین رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ ہمیں ابوہریرہ کی مرفوع حدیث پہنچی ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شلوار پہنی تھی۔ ابونعیم اصبہانی نے بھی یہ روایت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لباس پہنایا جائے گا؛ چنانچہ بخاری، مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے؛ چونکہ لباس کی اس قسم میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زیب تن کیا تھا، ستر مگاہ کی بہت حفاظت ہے اس لئے انہیں قیامت میں یہ جزاء دی گئی کہ قیامت میں سب سے پہلے انہیں لباس پہنایا جاسے گا۔

ترمذی نے ابن مسعود سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس روز موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا اُن پر صوف کا کمبل، جبہ اور صوف کی شلوار تھی اور صوف کی چھوٹی ٹوپی تھی۔

(حدیث : ۱۳۴۴ ج : اکی شرح دیکھیں)

باب عمامے

۶۳۳۱ــــ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ

Marfat.com

ی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محرم قمیص، عمامہ، شلوار، ٹوپی نہ پہنے اور نہ وہ کپڑا پہنے جسے زعفران اور ورس لگا ہو اور نہ ہی موزے پہنے مگر جو کوئی جوتی نہ پائے تو وہ ان کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ ڈالے۔ (تاکہ جوتی بن جائے)

شرح : عمائم عمامہ کی جمع ہے۔ عمامہ سیادت کی علامت ہے کیونکہ عمائم عرب کے تاج ہیں۔ امام بخاری نے عمامہ کے متعلقہ کوئی حدیث ذکر نہیں کی

۶۳۳۱ —

گویا کہ ان کی شرط کے مطابق کوئی حدیث انہیں نہیں ملی ہوگی۔ ابن ابی عاصم نے کتاب الجہاد میں اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا اے ابا عبدالرحمٰن کیا عمامہ سنت ہے؟ عبداللہ بن عمر نے کہا ہاں امامہ سنت ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو عمامہ پہنایا اور آگے پیچھے ہدبہ لٹکایا۔ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو سیاہ عمامہ پہنایا۔

ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن ابن عوف کو سیاہ عمامہ پہنایا اور پیچھے کی طرف چار انگلیوں کی مقدار ہدبہ رکھا۔ بعض علماء نے کہا دونوں کندھوں کے درمیان ہدبہ لٹکائے۔ بعض نے کہا آگے کی طرف لٹکائے۔ ابوداؤد نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر سیاہ عمامہ پہنے ہوئے دیکھا جبکہ اس کا ایک کنارہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا تھا۔

طبرانی نے اوسط میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ پہنتے تو اس کے کنارے آگے اور پیچھے لٹکاتے تھے۔ ابوعبیدہ حمصی نے عبداللہ بن بشر سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیبر کے روز وہاں بھیجا اور انہیں سیاہ عمامہ پہنایا اور اس کا ایک کنارہ پیچھے کی طرف دونوں کندھوں کے درمیان کیا اور دوسرا بائیں کندھے کی جانب آگے لٹکایا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شیخ زین الدین رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ جب عذبہ آگے کی جانب لٹکائے جیسے بعض صوفی کرتے ہیں اور بعض علماء بھی اسی طرح کرتے ہیں کیا اس کو بائیں جانب سے لٹکائے جیسا کہ معروف ہے یا دائیں جانب شرافت کے سبب لٹکائے؟ میں نے دائیں جانب کی تعیین کی کوئی روایت نہیں دیکھی۔ نیز انہوں نے عبدالاعلیٰ بن عدی سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غدیر خم کے روز بلایا اور انہیں عمامہ پہنایا اور عمامہ کا عذبہ پیچھے لٹکایا پھر فرمایا اس طرح عمامہ پہنا کرو کیونکہ عمامے اسلام کی علامت ہیں اور یہ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان فرق کرتے ہیں ابوعبدالسلام کی حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے ان سے پوچھا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ کیسے پہنتے تھے۔ انہوں نے کہا حضور عمامہ کو سر مبارک پر لپیٹتے تھے اور آخری کنارہ پیچھے کی جانب

Marfat.com

بَابُ التَّقَنُّعِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ وَقَالَ اَنَسٌ عَصَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ

٦٣٣٢ ـــ حدثني اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هَاجَرَ اِلَى الْحَبَشَةِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَجَهَّزَ اَبُوْبَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَاِنِّيْ اَرْجُوْ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَوَتَرْجُوْهُ بِاَبِيْ اَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ اَبُوْبَكْرٍ نَفْسَهٗ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصُحْبَتِهٖ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهٗ وَرَقَ السَّمُرِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ

سر مبارک روک کر دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب منہ اور سر کو ڈھانپنا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جبکہ آپ پر سیاہ پٹی بندھی ہوئی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک پر چادر کا کنارہ باندھا ہوا تھا

شرح الباب : دسماء یعنی سودا ہے۔ علامہ عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ ضرورت کے وقت آدمی کے لئے نقع پہننا مباح ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو آدمی گرمی یا سردی یا کوئی ضروری شئی جس میں وہ معذور ہو نقع پہننے میں حرج نہیں۔ ابہری نے کہا مضرت

Marfat.com

عَائِشَةُ فَبَيْنَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِنَا فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِاَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِيْنَا فِيْهَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فِدًى لَهٗ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَاللّٰهِ اِنْ جَاءَ بِهٖ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا لِاَمْرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَ فَاُذِنَ لَهٗ فَدَخَلَ فَقَالَ حِيْنَ دَخَلَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ قَالَ اِنَّمَا هُمْ اَهْلُكَ بِاَبِيْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّيْ قَدْ اُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ قَالَ فَالصُّحْبَةَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ فَجَهَّزْنَاهُمَا اَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِيْ جِرَابٍ فَقَطَعَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِيْ بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَاَوْكَتْ بِهِ الْجِرَابَ فَلِذٰلِكَ كَانَتْ تُسَمّٰى ذَاتَ النِّطَاقِ ثُمَّ لَحِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ

دفع کرنے کے لئے نفع کرنا جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔

۶۳۳۲ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چند مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کرنے کے لئے سامان تیار کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے حال پر رہو۔ مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت دی جائے گی۔ ابوبکر نے کہا میرا باپ قربان ہو کیا آپ ہجرت کی امید رکھتے ہیں؟ فرمایا ہاں (میں بھی امید رکھتا ہوں) ابوبکر نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی کے لئے اپنی ذات کریمہ کو روک لیا اور اپنی دو سواریوں کو چار ماہ کیکر کے پتے کھلاتے رہے۔ عروہ نے کہا ام المومنین نے فرمایا ایک روز ہم دوپہر کے وقت اپنے گھر بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے ابوبکر سے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ سر اور منہ کو ڈھانپے ہوئے اس طرف تشریف لائے ہیں حضور اس وقت کبھی ہمارے گھر نہیں آتے تھے۔ ابوبکر نے کہا میرا باپ اور میری ماں آپ پر فدا ہوں بخدا!

Marfat.com

بِغَارٍ فِي جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ ثَوْرٌ فَمَكَثَ فِيهِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ فَيَدْلُجُ مِنْ عِنْدِهِمَا سَحَرًا فَيُصْبِحُ
مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا
بِخَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى
أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ
فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلِهَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ
كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلٰثِ

حضور اس وقت کسی اہم کام کے لئے تشریف لائے ہیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اجازت طلب فرمائی اور آپ کو اجازت دی گئی تو آپ اندر تشریف لے آئے اور جب داخل ہوئے تو ابوبکر سے فرمایا جو کوئی تمہارے پاس ہے اس کو باہر نکال دو۔ ابوبکر نے فرمایا ہاں، رسول اللہ! میرا باپ قربان ہو میں آپ کے ہم سفر ہوں اور کہا یا رسول اللہ! میری ان دو سواریوں میں سے ایک لے لیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یہ قیمت سے لیتا ہوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے دونوں سواریوں کا سامان جلدی سے تیار کیا اور ہم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کر کے ترشہ دان میں رکھ دیا اور اسماء بنت ابوبکر نے اپنا کمربند کاٹا اور اس کے ساتھ توشہ دان باندھا اس لئے اسماء کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پہاڑ کی غار میں تشریف لے گئے جس کو ثور کہا جاتا ہے اور اس میں تین دن رہے۔ حضرت ابوبکر کا بیٹا عبداللہ ان کے پاس رات بسر کرتا تھا جبکہ یہ نوجوان اور قوی اور ذہین تھا وہ ان کے پاس سے سحری کے وقت روانہ ہوتا اور مکہ مکرمہ میں قریش کے پاس صبح کو ہوتا تھا جیسا کہ وہ رات مکہ میں ہی تھا۔ وہ کوئی شئی نہ سنتا جو وہ تدبیر کرتے تھے مگر اس کو یاد کر لیتا اور جس وقت اندھیرا ہوتا تو اس کی ساری خبر حضور کو پہنچا دیتا اور ابوبکر کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) عامر ابن فہیرہ ان کے پاس چند بکریاں چراتا تھا اور شام کو واپس لے آتا حتی کہ رات کا کچھ حصہ گزر جاتا اور حضور اور ابوبکر دونوں دودھ سے رات گزارتے تھے حتی کہ عامر بن فہیرہ اندھیرے میں بکریوں کو بابہ لے جاتا وہ تین راتیں اسی طرح کرتے رہے۔

۵۲۳۲ — شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت لفظ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا میں ہے۔ نطاق کمربند ہے۔ (حدیث ۲۱۲۲-۲۱ ج: ۳ اور حدیث ۳۶۵۳-۵ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ الْمِغْفَرِ

٦٣٣٤ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ

بَابُ الْبُرُوْدِ وَالْحِبَرَةِ وَالشَّمْلَةِ

وَقَالَ خَبَّابٌ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهٗ

باب خود پہننا

٦٣٣٣ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، حالانکہ آپ کے سر مبارک پر خود تھا۔

٦٣٣٣ــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی موافقت جابر کی حدیث سے کس طرح ہوگی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس روز مکہ میں داخل ہوئے آپ نے سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ حضور نے دونوں مختلف اوقات میں پہنے ہوں چنانچہ جس وقت داخل ہوئے اس وقت آپ پر خود ہو پھر اس کو اتار کر عمامہ سیاہ پہن لیا ہو؛ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضور نے خطبہ دیا جبکہ آپ سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے جبکہ کعبہ میں داخل ہونے کے بعد کعبہ کے دروازہ کے پاس خطبہ دیا تھا۔ ابن بطال نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ میں خود پہن کر داخل ہوئے تھے۔ آپ جنگ کی حالت میں داخل ہوئے محرم نہیں تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک پر خود پر سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا یا سیاہ عمامہ پر خود تھا یا بالعکس ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

Marfat.com

۶۲۳۴ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِھَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْ لِیْ مِنْ مَالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَہٗ بِعَطَآءٍ

باب دھاری دار، حاشیہ دار اور بڑی چادریں

خبّاب نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکائت کرنے گئے جبکہ آپ دھاری دار چادر سے تکیہ لگائے ہوئے تھے،،

شرح : بُرُود بُرْدَہ کی جمع ہے یہ چھوٹی کالی چادر ہے اس کے چاروں اطراف برابر ہوتے ہیں۔ یہ اعراب پہنتے ہیں۔ جبرہ بکسر الباء عنبہ کے وزن پر ہے۔ یہ یمنی چادر ہے داؤدی نے کہا یہ سبز چادر ہے، کیونکہ یہ جنتیوں کا لباس ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ پر اوڑھی گئی تھی۔ سفید اس سے اچھی ہے اس میں حضور کو کفن دیا گیا تھا۔ ہروی نے کہا یہ دھاری دار چادر ہے۔ ابن بطال نے کہا برد یمنی چادریں ہیں جو روئی سے بنائی جاتی ہیں۔ یہی حبرات ہیں۔ عربوں کے نزدیک یہ بہترین کپڑے ہیں اور تمام کپڑوں سے افضل ہیں۔ اگر ان سے کوئی اور کپڑا افضل ہوتا تو ان میں حضور کو کفن دیا جاتا،، شملہ بڑی چادر ہے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کفار کی اذیت کی شکائت کرنے دربار رسالت میں حاضر ہوئے تھے (حدیث ۳۶۰۲ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۳۳۵ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ سَهْلٌ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ قَالَ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوْجٌ فِيْ حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَسَجْتُ هٰذَا بِيَدِيَّ اَكْسُوْكَهَا فَاَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَخَرَجَ اِلَيْنَا

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا جبکہ آپ پر نجرانی موٹے حاشیہ والی چادر تھی۔ ایک اعرابی (دیہاتی) آپ کو ملا اور آپ کی چادر سے حضور کو زور سے کھینچا حتی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کا کنارہ دیکھا کہ اعرابی کے سخت کھینچنے سے چادر کے حاشیہ نے اس پر نشان کر دیا تھا۔ پھر اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے لئے اللہ کے مال سے جو آپ کے پاس ہے حکم کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے پھر ہنس پڑے پھر اس کے لئے عطیہ کا حکم صادر فرمایا"

۶۳۳۴ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روایت میں ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ شریفہ میں پہنچے تو اعرابی نے آپ کی چادر شریف کھینچی تھی جس کی رگڑ سے موڈھے پر نشان پڑ گیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اعرابی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں ملا تھا جبکہ آپ حجرہ شریفہ میں داخل ہونے والے تھے۔ جب حضور مسجد میں تھے اس وقت اس نے چادر پکڑی اور جب دیکھا کہ حضور حجرہ شریفہ میں داخل ہو رہے ہیں تو زور سے کھینچا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت بردبار حلیم ذی وقار تھے اور جان و مال میں لوگوں کی اذیتیں برداشت کرتے اور صبر کرتے تھے اور جس سے اسلام کی امید کرتے اس کی سختی کو درگزر فرماتے تھے

۶۳۳۵ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا ایک عورت بُردہ لے کر آئی سہل نے ابو حازم سے کہا جانتے ہو بُردہ کیا شئی ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! یہ چادر ہے جس کے حاشیے بُنے ہوتے ہیں۔ اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے یہ چادر اپنے اس ہاتھ سے بُنی ہے آپ کو پہنانا چاہتی ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لے لی اس حال میں کہ آپ کو اس کی

Marfat.com

وَاَنَّهَا لَاِزَارُهٗ فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اكْسِنِيْهَا قَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ اَرْسَلَ بِهَا اِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا اَحْسَنْتَ سَاَلْتَهَا اَيَّاهُ وَقَدْ عَرَفْتَ اَنَّهٗ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ مَا سَاَلْتُهَا اِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ اَمُوْتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهٗ

۶۳۳۶ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ اِضَاءَةَ الْقَمَرِ فَقَامَ عُكَّاشَةُ ابْنُ مِحْصَنٍ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ قَالَ اُدْعُ اللّٰهَ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ

ضرورت تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور وہ چادر تہبند باندھے ہوئے تھے۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے اس کو مس کیا اور کہا یا رسول اللہ! یہ مجھے عطا کر دیں فرمایا ہاں لے لو حضور کچھ وقت مجلس شریف میں بیٹھے پھر گھر تشریف لے گئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس کی طرف بھیج دی لوگوں نے اس آدمی سے کہا تو نے بہتر نہیں کیا تو نے وہ چادر حضور سے صرف اس لئے مانگی تھی کہ جس دن میں مروں وہ میرا کفن ہو سہل نے کہا وہ اس کا کفن بنائی گئی۔ (حدیث ۱۲۰۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت سخی تھے اور صالحین سے تبرکات کا سوال کرنا جائز ہے "

۶۳۳۶ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت سے جنت میں ستر ہزار کا گروہ داخل ہوگا جن کے چہرے چاند کی

Marfat.com

۶۳۳۸ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قُلْتُ لَهٗ اَیُّ الثِّیَابِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحِبَرَۃُ

۶۳۳۹ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ اَحَبُّ الثِّیَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّلْبَسَہَا الْحِبَرَۃُ

۶۳۴۰ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِبْنُ عَوْفٍ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَۃٍ

طرح درخشاں ہوں گے۔ عکاشہ بن محصن اسدی اُٹھ کھڑے ہوئے اس حال میں کہ اپنی چادر اُٹھائے ہوئے تھے اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن میں سے کر دے۔ حضور نے فرمایا اے اللہ! عکاشہ کو اُن میں سے کر دے۔ پھر ایک انصاری آدمی کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! اللہ سے دُعا فرمائیں کہ مجھے بھی اُن میں سے کر دے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ تم سے سبقت لے گیا ہے۔

۶۳۳۶ــــ شرح: حبرہ وہ چادر ہے جس میں رنگ دار پھول ہوتے ہیں گویا کہ وہ چینے کی چمڑے سے بنائی گئی ہے؛ کیونکہ دونوں کا رنگ ایک جیسا ہوتا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب بھانپ عکاشہ فرما کر تسلسل کو مسدود کر دیا، کیونکہ اس طرح ہر ایک استدعا کر سکتا تھا حضور نے کمالِ نبوی اظہار کر کے پروردگارِ عالم کے حضور ادب ملحوظ رکھا۔

۶۳۳۷ــــ ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انس سے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سے کپڑے پسند تھے۔ انس نے کہا حبرہ پسند تھی (کیونکہ اس میں زیادہ

Marfat.com

بَابُ الْاَكْسِيَةِ وَالْخَمَائِصِ

۶۰۴۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَاِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا

زینت نہیں اور اس میں میل کچیل عموماً رہتی ہے)

۶۳۳۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ پسند کا کپڑا حبرہ تھی۔

۶۳۴۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی۔ حبرہ چادر سے آپ کو کفن پہنایا گیا۔

باب چادریں اور کمبل

شیخ دہلوی نے کہا خمائص خمیصہ کی جمع ہے اس کے معنی سیاہ کمبل ہیں جو مربع ہوتا ہے۔ اس میں صوف یا خز کے پھول ہوتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا خمیصہ کا یہ نام صرف اس لئے ہے کہ وہ سیاہ علم دار ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا یہ سلف صالحین کا لباس ہے۔

۶۳۴۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض موت نازل ہوئی تو آپ چہرہ انور پر سیاہ کمبل ڈالتے جب دم گھٹنے لگتا تو اس کو چہرۂ انور سے ہٹا دیتے۔ حضور نے فرمایا حالانکہ آپ اسی

Marfat.com

۶۳۴۲ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَّاِزَارًا غَلِيْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَيْنِ

۶۳۴۳ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَمِيْصَةٍ لَهٗ اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰى اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ

حال میں تھے۔ یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو اُنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ اس فعل سے جو اُنہوں نے کیا صحابہ کو ڈراتے تھے

۶۳۴۱ ـــ شرح : ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے اپنی نبیوں کی قبروں کو قبلہ بنالیا اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ حضور کی قبر شریف کو ایسا نہ بنائیں (حدیث : ۱۲۵۲ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۳۴۲ ـــ ترجمہ : ابوبردہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس چادر اور گاڑھا تہبند لائیں اور فرمایا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو کپڑوں میں وفات پائی۔

۶۳۴۳ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کالے کمبل جس پر گلکاری تھی میں نماز پڑھی حضور نے اس کے نقش و نگار کو ایک نگاہِ پاک سے دیکھا جب سلام پھیرا تو فرمایا میری اس خمیصہ کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ کیونکہ اس نے مجھے نماز میں مشغول کیا ہے۔ ابوجہم بن حذیفہ بن غانم جو بنی عدی بن کعب سے ہیں کی بنائی ہوئی انبجانیہ چادر لے آؤ۔

۶۳۴۳ ـــ شرح : کمبل میں نقش و نگار ہو تو اسے خمیصہ کہتے ہیں ورنہ انبجانیہ چادر لے آؤ۔ (حدیث : ۲۶۸ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِیْ اَنِفًا عَنْ صَلَاتِیْ وَاُتُوْنِیْ بِاُنْبِجَانِیَّةِ اَبِیْ جَهْمِ بْنِ حُذَیْفَةَ ابْنِ غَانِمٍ مِنْ بَنِیْ عَدِیِّ بْنِ کَعْبٍ

بَابُ اِشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ

۶۳۴۴ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَیْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَعَنْ صَلَاتَیْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِیْبَ وَاَنْ یَحْتَبِیَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی فَرْجِهٖ مِنْهُ شَیْءٌ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ السَّمَاءِ وَاَنْ یَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ

باب نمازی کا اپنے پر چادر لپیٹنا

اشتمالِ صمّاء وہ ہے کہ آدمی اپنا کپڑا اپنے جسم پر لپیٹ لے اور اس کا کوئی کنارہ نہ اُٹھائے۔ اس کو صمّاء اس لئے کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو کپڑے میں بند کر دیتا ہے اور اُن کے نکلنے اور حرکت کرنے کو روک دیتا ہے جیسے سخت پتھر میں کوئی سوراخ وغیرہ نہیں ہوتا اسے صخرہ صمّاء کہتے ہیں۔ بعض نے یہ معنی ذکر کئے ہیں کہ آدمی ایک کپڑے میں لپٹا ہو پھر ایک کنارہ اُٹھا کر کندھے پر کر دے اور اس کی شرمگاہ پر نہ ہو۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ملامسہ اور

۶۳۴۴ — منابذہ سے منع فرمایا اور دو نمازوں سے منع فرمایا فجر کے بعد حتی کہ سورج بلند ہو جائے اور عصر کے بعد حتی کہ سورج غروب ہو جائے اور ایک کپڑے میں گھٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا جبکہ اس کی شرمگاہ پر اس کے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز نہ ہو اور اشتمال صمّاء سے منع فرمایا (حدیث ۳۶۴۶ - ج ۱ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۳۴۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهُ إِلَّا بِذَلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهِ وَيَنْبِذَ الْآخَرُ ثَوْبَهُ وَيَكُونُ ذَلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ وَاللِّبْسَتَانِ اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ أَنْ يَجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلَى أَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُو أَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَاللِّبْسَةُ الْأُخْرَى احْتِبَاؤُهُ بِثَوْبِهِ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ

۶۳۴۵ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں اور خرید و فروخت کی دو قسموں سے منع فرمایا؛ چنانچہ ملامسہ اور منابذہ بیع سے منع فرمایا۔ ملامسہ بیع یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے ہاتھ سے دن یا رات میں دوسرے کی طرف کپڑا پھینک دے اور اس کو الٹ پلٹ کر دیکھنا صرف یہی ہو۔ منابذہ بیع یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف اپنا کپڑا پھینکے اور دوسرا آدمی اس کی طرف اپنا کپڑا پھینکے اور یہ ان کے دیکھنے اور رضامندی کی طرف بیع ہوتی تھی۔ دو لباسوں سے حضرت نے منع فرمایا ان میں سے ایک اشتمال صماء ہے وہ یہ کہ آدمی اپنا کپڑا اپنے ایک کندھے پر ڈالے اور اس کی دوسری طرف ننگی ہو اس پر کپڑا نہ ہو۔ دوسرا لباس احتباء ہے وہ یہ گھٹ مار بیٹھے اور اس کی شرمگاہ پر کوئی شئی نہ ہو۔

(حدیث ۳۶۲ ج : ۱ اور حدیث ۵۶۲ ج : ۱ و حدیث : ۲۰۱۴ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ الْاِحْتِبَآءِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ

۶۳۴۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِبْسَتَیْنِ اَنْ یَحْتَبِیَ الرَّجُلُ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی فَرْجِهٖ مِنْهُ شَیْءٌ وَاَنْ یَشْتَمِلَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی اَحَدِ شِقَّیْهِ وَعَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ

۶۳۴۷ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَخْلَدٌ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَاَنْ یَحْتَبِیَ الرَّجُلُ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی فَرْجِهٖ مِنْهُ شَیْءٌ

باب ایک کپڑے میں گھٹ مار کر بیٹھنا

۶۳۴۶ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں سے منع فرمایا (ایک یہ کہ) کوئی آدمی ایک کپڑے میں گھٹ مارے جبکہ اس کی شرمگاہ پر کوئی شئی نہ ہو (دوسرے یہ کہ) ایک کپڑا اس طرح پہنے کہ اس کے ایک مونڈھے پر کوئی شئی نہ ہو اور بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا (حدیث ۵۲۴۲)

۶۳۴۷ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمالِ صماء اور ایک کپڑے میں گھٹ مارنے جبکہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو سے منع فرمایا۔

Marfat.com

بَابُ الْخَمِيْصَةِ السَّوْدَآءِ

۶۳۴۸ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سَعِيْدِ ابْنِ الْعَاصِ عَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيْرَةٌ فَقَالَ مَنْ تَرَوْنَ اَنْ نَكْسُوْ هٰذِهِ فَسَكَتَ الْقَوْمُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِاُمِّ خَالِدٍ فَاُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَاَخَذَ الْخَمِيْصَةَ بِيَدِهٖ فَاَلْبَسَهَا قَالَ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ اَخْضَرُ اَوْ اَصْفَرُ فَقَالَ فَقَالَ يَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهْ وَسَنَاهْ بِالْحَبَشِيَّةِ

باب کالے رنگ کا کمبل

۶۳۴۸ — ترجمہ : ام خالد بنت خالد نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے لائے گئے جن میں چھوٹا سا کالا کمبل بھی تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کس کو دیکھتے ہو کہ اسے ہم یہ پہنائیں۔ لوگ خاموش رہے تو حضور نے فرمایا ام خالد کو میرے پاس لاؤ ام خالد کو لایا گیا جبکہ اسے اٹھایا ہوا تھا۔ حضرت نے اپنے دست اقدس سے خمیصہ کو پکڑا اور اس کو پہنایا اور فرمایا اس کو پرانا کرو اور بوسیدہ کرو۔ اس کمبل میں نقش و نگار، سبز یا زرد تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام خالد یہ خمیصہ بہت اچھی ہے۔ سناہ حبشیوں کی لغت میں بمعنی حسن ہے۔

۶۳۴۸ — شرح : ام خالد کمسن تھیں اس لئے انہیں اٹھا کر حضور کے پاس لایا گیا۔ بایں ہمہ وہ عاقلہ تھی اور حضور کا کلام سمجھتی تھی۔ اس لئے فرمایا یہ کمبل پرانا کرو اور بوسیدہ کرو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حبشی کلمات استعمال کرنے میں ام خالد سے انس کرنا مقصود تھا کیونکہ ام خالد حبشہ کی زمین میں پیدا ہوئی تھی (کرمانی)

(حدیث : ۲۸۶۴ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۳۴۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ لَمَّا وَلَدَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ قَالَتْ لِیْ یَا اَنَسُ انْظُرْ هٰذَا الْغُلَامَ فَلَا تُصِیْبَنَّ شَیْئًا حَتّٰی تَغْدُوَ بِهٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ یُحَنِّکُهٗ فَغَدَوْتُ بِهٖ فَاِذَا هُوَ فِیْ حَائِطٍ وَعَلَیْهِ خَمِیْصَةٌ حُرَیْثِیَّةٌ وَهُوَ یَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِیْ قَدِمَ عَلَیْهِ فِی الْفَتْحِ

بَابُ الثِّیَابِ الْخُضْرِ

۶۳۵۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عِکْرِمَةَ اَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الزَّبِیْرِ الْقُرَظِیُّ قَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَیْهَا خِمَارٌ اَخْضَرُ

۶۳۴۹ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب اُم سُلَیم نے بچہ کو جنم دیا تو مجھے کہا : اے انس! اس بچہ کو دیکھو یہ کوئی چیز نہ کھانے پائے حتیٰ کہ صبح اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ حضور اسے گھٹی دیں میں صبح کے وقت اس کو لے گیا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں تھے اور آپ کالا کمبل حُریثیہ پہنے ہوئے تھے۔ حالانکہ آپ اونٹوں کو داغ لگا رہے تھے جو فتح مکہ میں آپ کے پاس آئے تھے۔

۶۳۴۹ — شرح : خمیصہ کالا کمبل ہے حریثیہ حریث طرف منسوب ہے جو قبیلہ قضاعہ کا ایک شخص ہے۔ کرمانی نے کہا : حوتکیہ بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ حوتکی کی طرف منسوب ہے۔ حوتکی چھوٹا سا آدمی ہے یعنی کالا کمبل چھوٹا سا تھا۔ بعض نسخوں میں حوتیہ مذکور ہے۔ حوت قبیلہ کا نام ہے یا حُوت یعنی مچھلی سے تشبیہ ہے کیونکہ اس میں لمبے خطوط تھے۔ بعض نسخوں میں جونیہ ہے۔ جون قبیلہ کی طرف منسوب ہے یا اس کا رنگ سیاہ و سفید تھا کیونکہ جون اسود اور ابیض میں مشترک ہے (کرمانی)

Marfat.com

فَشَكَتْ إِلَيْهَا وَأَرَتْهَا خُضْرَةً بِجِلْدِهَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنِّسَاءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مَا يَلْقَى الْمُؤْمِنَاتُ لَجِلْدُهَا أَشَدُّ خُضْرَةً مِنْ ثَوْبِهَا قَالَ وَسَمِعَ أَنَّهَا قَدْ أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنَانِ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيَ إِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ إِلَّا أَنَّ مَا مَعَهُ لَيْسَ بِأَغْنَى عَنِّيْ مِنْ هٰذِهِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهَا فَقَالَ كَذَبَتْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَأَنْفُضُهَا نَفْضَ الْأَدِيْمِ وَلٰكِنَّهَا نَاشِزٌ تُرِيْدُ رِفَاعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ كَانَ ذٰلِكِ لَمْ تَحِلِّيْ لَهُ أَوْ لَمْ تَصْلُحِيْ لَهُ حَتّٰى يَذُوْقَ مِنْ عُسَيْلَتِكِ قَالَ وَأَبْصَرَ مَعَهُ ابْنَيْنِ لَهُ فَقَالَ بَنُوْكَ هٰؤُلَاءِ قَالَ نَعَمْ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ تَزْعُمِيْنَ مَا تَزْعُمِيْنَ فَوَاللّٰهِ لَهُمْ أَشْبَهُ بِهِ مِنَ الْغُرَابِ بِالْغُرَابِ

ظہر کے معنی اونٹ ہیں کیونکہ وہ اپنی پشتوں پر بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اونٹوں کو اس لئے داغتے تھے کہ دوسرے اونٹوں سے ممتاز رہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت متواضع تھے اور اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تھے اور مسلمانوں کے مصالح میں بھی مصروف ہوتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نومولود بچّہ کو گھٹی دینا مستحب ہے اور نیک لوگوں سے گھٹی دلوانی چاہیئے تاکہ اس کے پیٹ میں سب سے پہلے نیک لوگوں کا تھوک جائے۔

باب سبز کپڑے

۶۳۵۰ــــ ترجمہ: عکرمہ سے روایت ہے کہ رفاعہ نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تو اس سے

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی نے نکاح کرلیا اُس نے ام المؤمنین سے شکایت کی اور انہیں اپنے چمڑے پر سبزی دکھائی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے عادۃً عورتیں ایک دوسری کی مدد کیا کرتی ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے اس چیز کی مثل نہیں دیکھی جو مومن عورتیں اپنے شوہروں سے تکلیف پاتی ہیں؛ البتہ اس عورت کا چمڑا اس کے سبز دوپٹے سے زیادہ سبز ہے۔ راوی نے کہا عبدالرحمٰن نے سُنا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی ہے۔ وہ بھی اپنے ساتھ اپنے دو بیٹے لے کر آئے جو پہلی بیوی سے تھے۔ اس عورت نے کہا بخدا! اس کی طرف سے کوئی گناہ نہیں مگر جو چیز اس کے پاس ہے (آلۂ جماع) مجھے اس سے زیادہ بے نیاز نہیں کرتا اور اپنے کپڑے سے ایک کنارہ پکڑا عبدالرحمٰن نے کہا بخدا یارسول اللہ! یہ جھوٹ بولتی ہے میں اسے خوب ٹھنڈا ہوں جیسے چمڑا ملا جاتا ہے (قوت کے ساتھ اس سے جماع کرتا ہے) لیکن یہ نافرمان رفاعہ کی خواہش کرتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایسا ہی ہے تو اس کے لئے تُو حلال نہیں یا اس کے لئے نکاح کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ حتیٰ کہ وہ تیرا شہد چکھے پھر عبدالرحمٰن نے حضور کو اپنے دو بیٹے دکھائے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تیرے بیٹے ہیں؟ عرض کیا جی ہاں! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی بات ہے جو تو گمان کرتی ہے۔ بخدا! وہ اس کے ساتھ کوّے کی کوّے سے مشابہت سے زیادہ مشابہ ہیں۔

۶۳۵۰ — شرح: رفاعہ بکسر الراء ابن شموال قرظی بنی قریظہ کے قبیلہ سے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے رفاعہ کی بیوی کا نام تمیمہ بنت وہب ذکر کیا ہے۔ اس کا دوسرا شوہر عبدالرحمٰن ابن زبیر بفتح الزاء وکسر الباء ہے۔ وہ بھی بنی قُریظہ کے قبیلہ سے ہیں۔ زبیر غزوہ بنی قریظہ میں قتل ہوگیا تھا۔ لَجَلَدُ۔ کا لام مفتوح تاکید کے لئے ہے۔ قولہ الان ما معہ ،، یعنی اس کا آلۂ جماع کمزور ہے میری شہوت دفع نہیں کرتا۔ اُس نے کپڑے کے کنارے سے اس کے قصور کی طرف اشارہ کیا۔

قولہ ھُدبَۃ ،، یہ کپڑے کا کنارہ ہے جو بُنا ہُوا نہیں ہوتا۔ اسے آنکھ کی پلک سے تشبیہ دی گئی ہے۔ قولہ انی انفضھا ،، نفض سے ماخوذ ہے۔ اس سے کمالِ قوتِ مباشرت کی طرف اشارہ کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفاعہ کی بیوی سے فرمایا وہ تمہارا شہد چکھے جب اس کا آلۂ تناسل کپڑے کے کنارے کی طرح تھا تو وہ اس کا شہد کیسے چکھ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ باریک اور چھوٹا ہونے میں ھُدبہ کی مانند تھا بالکل جماع سے قاصر نہ تھا اس کی دلیل اس کے دو بیٹے ہیں جو اس کے ساتھ آتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع حدیث ہے کہ عُسَیلہ جماع ہے۔ شہد کی لذت اور حلاوت میں اس سے تشبیہ دی ہے تحلیل کے لئے نکاح ثانی میں انزال شرط نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کی نافرمانی پر شوہر اس کو پیٹ سکتا ہے۔ اگر ضربِ شدید سے اس کا چمڑا متاثر ہو اس میں کچھ حرج نہیں۔ نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر عورتوں کے شوہران کی حاجت پوری نہ کرسکیں تو وہ حاکم کے پاس اس کو طلب کرواسکتی ہیں اس میں کچھ عار و ننگ نہیں۔ جب شوہر پر اس قسم کا دعویٰ کیا جائے تو وہ اپنی قوت کی خبر دے سکتا ہے۔ واللہ اعلم!

Marfat.com

بَابُ الثِّيَابِ الْبِيضِ

۶۳۵۱ــــ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ بِشِمَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَمِينِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ يَوْمَ أُحُدٍ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ

باب سفید کپڑے

سفید کپڑے فرشتوں کا لباس ہے جنہوں نے جنگِ اُحد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سفید لباس پہنتے تھے اور اس کی ترغیب دلاتے تھے اور اس میں اموات کی تکفین کا حکم فرماتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید کپڑے پہنو یہ تمہارے لئے بہترین لباس ہے۔ اس میں اپنے اموات کو کفن پہناؤ،،

(ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ذکرہ عینی)

۶۳۵۱ــــ ترجمہ: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں اور دائیں دو آدمی دیکھے جنہوں نے اُحد کی جنگ میں سفید لباس پہنے ہوا تھا۔ میں نے ان کو اس سے پہلے اور بعد نہیں دیکھا۔

۶۳۵۱ــــ شرح: یہ دو آدمی جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام تھے وہ مردوں کی شکل میں تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا اور جنگوں میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگیں لڑی ہیں۔

Marfat.com

۶۳۵۲ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ يَعْمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهٗ اَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهٗ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِيْ ذَرٍّ وَكَانَ اَبُوْذَرٍ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا عِنْدَ الْمَوْتِ اَوْ قَبْلَهٗ اِذَا تَابَ وَنَدِمَ وَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ غُفِرَ لَهٗ مَا كَانَ قَبْلُ

ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

۶۳۵۲ــــ خدمت میں حاضر آیا جبکہ حضور پر سفید کپڑا تھا اور آپ آرام فرما رہے تھے۔ میں پھر دوبارہ حاضر ہوا، حالانکہ آپ بیدار ہو چکے تھے۔ حضور نے فرمایا جو کوئی آدمی لا الہ الا اللہ کہے پھر اسی پر فوت ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا اگرچہ اُس نے زنا اور چوری کی ہو فرمایا اگرچہ زنا اور چوری کی ہو پھر میں نے عرض کیا اگرچہ زنا اور چوری کی ہو فرمایا اگرچہ زنا اور چوری کی ہو پھر میں نے عرض کیا اگرچہ زنا اور چوری کی ہو فرمایا اگرچہ زنا اور چوری کی ہو ابوذر کی ناک خاک آلود کرنے پر۔ ابوعبداللہ بخاری نے کہا یہ حکم اس وقت ہے جبکہ موت کے وقت یا اس سے پہلے تائب اور "دم ہو اور لا الہ الا اللہ کہے تو اس سے پہلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

۶۳۵۲ــــ شرح : حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی توحید پر فوت ہو جائے وہ جنت

Marfat.com

میں داخل ہوگا اگرچہ کبائر کا ارتکاب کرتا رہا ہو وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔ اس میں خوارج اور معتزلہ کا رد ہے جن کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کوئی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہوا مرجائے اور توبہ نہ کی ہو تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کبیرہ کے مرتکب سے ایمان مسلوب نہیں ہوتا اور کبیرہ گناہ کرنے سے اس کے نیک اعمال ضائع نہیں ہوتے وہ بہرحال جنت میں داخل ہوگا اگرچہ سزا بھگتنے کے بعد ہو وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ حدیث میں زنا اور چوری کو ذکر کیا ہے کیونکہ معاصی کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ہے اور وہ زنا ہے۔ دوسرے وہ جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے وہ چوری وغیرہ ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے از روئے استبعاد تکرار کیا کہ کبائر کے مرتکب کا جنت میں داخل ہونا عظیم امر ہے اور ہر مرتبہ وہی سنا جو حضور نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ آخر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوذر کی ناک خاک آلود ہو جانے پر بھی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار پوچھا اس سے واضح ہوتا ہے کہ معاذ اللہ انہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر تصدیق میں توقف تھا، حالانکہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں اُن سے یہ استبعاد ناممکن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوذر کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان جو اعمال میں جدوجہد کرتے ہیں۔ یہ حدیث سُن کر اُن سے تکاسل اور تہاون کا احتمال تھا اگرچہ یہ کلمہ عین ایمان ہے، لیکن اعمال حسنہ سے ایمان روشن ہوتا ہے اور بہشت میں درجات کا حصول، فرائض، واجبات، مستحبات کرنے اور ترک معصیات اور منہیات سے اجتناب پر موقوف ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حکم کہ اس کلمہ کا قائل بہشت میں داخل ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ موت کے وقت یا موت سے پہلے تائب یا نادم ہو، لیکن یہ حکم بظاہر حدیث کے مخالف ہے؛ کیونکہ اگر توبہ شرط ہوتی تو حضور یہ نہ فرماتے اگرچہ زنا اور چوری کی ہو بظاہر حدیث کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص بھی جب حالتِ اسلام میں مرجائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے یا دوزخ میں داخل ہونے کے بعد داخل ہو۔ تمام اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ یہ حکم حقوقِ خدا میں ہے، لیکن حقوق العباد میں ضروری ہے کہ وہ ادا کرے یا اللہ تعالیٰ صاحب حق کو کسی طرح راضی کردے اور وہ شخص جو گناہ پر اصرار کرتا ہوا مرجائے اور توبہ نہ کی ہو وہ شخص اللہ کی مشیت پر ہے اگر چاہے تو اس کو عذاب دے اگر چاہے تو معاف کر دے۔ (قسطلانی)

Marfat.com

بَابُ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَافْتِرَاشِهِ لِلرِّجَالِ وَقَدْرِ مَا يَجُوْزُ مِنْهُ

٦٣٥٣ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ قَالَ اَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِاَذْرَبِيْجَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْاِبْهَامَ فِيْمَا عَلِمْنَا اَنَّهُ يَعْنِي الْاَعْلَامَ

٦٣٥٤ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كَتَبَ اِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِاَذْرَبِيْجَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا وَصَفَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبَعَيْهِ وَرَفَعَ زُهَيْرٌ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ

باب ریشم پہننا اور مردوں کے لئے اس کو بچھانا اور جس قدر وہ جائز ہے

٦٣٥٣ــ ترجمہ : ابو عثمان نہدی نے کہا ہمارے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط آیا جبکہ ہم آذربیجان میں عتبہ بن فرقد کے ہمراہ تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم استعمال کرنے سے منع فرمایا مگر اتنی مقدار میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اور اپنی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا جو انگوٹھے سے

Marfat.com

۶۳۵۵ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا اِلَّا لَمْ لَمْ يَلْبَسْ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْهُ وَاَشَارَ اَبُوْ عُثْمٰنَ بِاِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةِ وَالْوُسْطٰى

متصل ہیں (سبابہ اور وسطیٰ) راوی نے کہا جو کچھ ہمیں علم ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے نقش و نگار مراد لئے ہیں۔

۶۳۵۴ــــ ترجمہ : ابوعثمان نے کہا ہمیں عمر فاروق نے خط لکھا جبکہ ہم آذربیجان میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا مگر اس کی مقدار جائز ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیوں سے اشارہ کرکے بیان فرمایا زہیر نے سبابہ اور وسطیٰ کو اٹھا کر بتایا۔

۶۳۵۵ــــ ترجمہ : ابوعثمان نے کہا ہم عتبہ کے ساتھ تھے انہیں عمر فاروق نے خط لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں ریشم نہیں پہنتا مگر وہ شخص پہنتا ہے جو آخرت میں ریشم سے کچھ نہ پہنے گا۔ ابوعثمان نے اپنی دو انگلیوں مسبحہ اور وسطیٰ سے اشارہ کیا۔

شرح : پہلی احادیث کے مطابق ابوعثمان نے اشارہ کیا کہ مسبحہ اور وسطیٰ کی مقدار

۶۳۵۳ــــ کے مطابق ریشم جائز ہے۔ مسبحہ اور سبابہ انگوٹھے سے ملنے والی

۶۳۵۴ــــ انگلی ہے اس کو سبابہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ لوگ سب و شتم کے وقت

۶۳۵۵ــــ اس سے اشارہ کرتے ہیں اور مسبحہ اس لئے کہ اس کے ساتھ نماز میں اللہ تعالیٰ کی توحید و تنزیہہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور ہر عیب اور نقص سے پاک ہے۔ مردوں کے لئے ریشم کی تحریم میں حکمت یہ ہے کہ اس میں فخر و مباہات اور عورتوں سے مشابہت پائی جاتی ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت کرنے پر لعنت فرمائی ہے سیاقِ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پہننے میں کفار سے مشابہت ہے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ریشم کافروں کے لئے دنیا میں ہے ہمارے لئے آخرت میں ہے "

جمہور علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ریشم مردوں کے لئے حرام ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ بعض روایات کے مطابق چار انگلیوں کی مقدار ریشم جائز ہے بشرطیکہ انگلیاں ملی ہوئی ہوں کھلی نہ ہوں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمامہ میں چار انگلیوں کی مقدار چاندی کی گلکاری جائز ہے اور سونے کی مکروہ ہے۔

Marfat.com

۶۳۵۶ ـــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ
اَبِیْ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنِ الْحَکَمِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ کَانَ حُذَیْفَةُ بِالْمَدَائِنِ
فَاسْتَسْقٰی فَاَتَاهُ دَهْقَانٌ بِمَاءٍ فِیْ اِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهٖ وَقَالَ
اِنِّیْ لَمْ اَرْمِهٖ اِلَّا اَنِّیْ نَهَیْتُهٗ فَلَمْ یَنْتَهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَلذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَالْحَرِیْرُ وَالدِّیْبَاجُ هِیَ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَکُمْ
فِی الْاٰخِرَةِ ۶۳۵۷ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ

۶۳۵۶ ـــ ترجمہ : ابن ابی لیلی نے کہا حضرت حذیفہ بن یمان مدائن میں تھے۔ انہوں نے پانی طلب کیا تو ایک زمیندار چاندی کے برتن میں پانی لایا۔ حذیفہ نے اس کو پھینک دیا اور کہا میں اس کو اس لئے پھینکا ہے کہ میں نے اس کو منع کیا تھا اور یہ نہیں رکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا، چاندی، ریشم اور دیباج دنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور تمہارے لئے یہ آخرت میں ہیں۔

۶۳۵۶ ـــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اشیاء کا استعمال مردوں کے لئے حرام ہے۔ اس سے بعض نے یہ استدلال کیا کہ ریشم وغیرہ عورتوں کے لئے بھی حرام ہے؛ کیونکہ چاندی کے برتن میں پانی پینا مردوں اور عورتوں کے لئے حرام ہے لہٰذا ریشم بھی حرام ہے لیکن یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ عورتوں کے لئے سونا اور ریشم کی اباحت میں روایات مذکور ہیں؛ چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہے عورتوں کے لئے جائز ہے۔

۶۳۵۷ ـــ ترجمہ : عبدالعزیز نے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا کہ شعبہ نے کہا کیا انس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے؟ انھوں نے بطور سختی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا جو کوئی مرد ریشم دنیا میں پہنے گا وہ اسے آخرت میں نہ پہنے گا۔

Marfat.com

عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ اَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَدِيْدًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الْاٰخِرَةِ ٦٣٥٨ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُوْلُ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ

٦٣٥٩ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ ذِبْيَانَ خَلِيْفَةَ بْنِ كَعْبٍ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا

٦٣٥٧ ـــ شرح : یعنی شعبہ نے کہا میں نے عبدالعزیز سے کہا کیا انس بن مالک نے ریشم کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ عبدالعزیز نے سخت غصہ سے فرمایا کہ انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ غصہ کا سبب یہ تھا کہ یہ سوال کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

٦٣٥٨ ـــ ترجمہ : ثابت نے کہا میں نے ابن زبیر کو خطبہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دنیا میں ریشم پہنے گا وہ اسے آخرت میں نہ پہنے گا۔

٦٣٥٩ ـــ ترجمہ : ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے عمر فاروق کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت

Marfat.com

عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ يَزِيْدَ قَالَتْ مُعَاذَةُ اَخْبَرَتْنِيْ اُمُّ عَمْرٍو بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

۶۳۶۰ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْحَرِيْرِ فَقَالَتْ ائْتِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَلْهُ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ سَلِ ابْنَ عُمَرَ فَسَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ حَفْصٍ يَعْنِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ فَقُلْتُ صَدَقَ وَمَا كَذَبَ اَبُوْ حَفْصٍ

میں اسے نہیں پہنے گا۔ امام بخاری نے کہا ابو معمر نے کہا ہم سے عبدالوارث نے یزید سے بیان کیا کہ معاذہ نے کہا مجھے اُم عمرو بن بنت عبداللہ نے خبر دی کہ میں نے عبداللہ بن زبیر سے سُنا انہوں نے عمر فاروق سے اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سُنا ،،

۶۳۵۹ — شرح : قولہ قال لنا معمر، یہ ابن زبیر کا عمر فاروق سے روائت کا دُوسرا اسناد ہے۔

اسماء رجال

: علی بن جعد جوہری بغدادی ہیں۔ بخاری نے کہا وہ رجب کے آخر میں ۲۳۰ ہجری میں بغداد میں فوت ہوئے۔ (۲) ابو ذبیان کا نام خلیفہ بن کعب ہے وہ تمیمی بصری ہیں۔ نسائی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ (۳) ابو معمر کا نام عبداللہ بن عمر ابن حجاج یہ امام بخاری کے شیخ بطریق مذاکرہ ہیں، کیونکہ امام نے اُن سے حدثنا کے لفظ سے روائت نہیں کی ع ۴ عبدالوارث وہ ابن سعید ہیں ع ۵ یزید ریشک ہیں، ایک سو تیس ہجری

Marfat.com

عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنِیْ عِمْرَانُ وَقَصَّ الْحَدِیْثَ

بَابُ مَسِّ الْحَرِیْرِ مِنْ غَیْرِ لُبْسٍ

وَیُرْوٰی فِیْہِ عَنِ الزُّبَیْدِیِّ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۶۳۶۱ — حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ اَبِیْ

کو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے ۶ھ معاذہ بنت عبداللہ عدویہ بصریہ ہیں اور ۷ھ ام عمرو بنت عبداللہ ابن زبیر ہیں رضی اللہ عنہم "

۶۳۶۰ — ترجمہ : عمران بن حطان نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ریشم کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا ابن عباس کے پاس جاؤ ان سے پوچھو میں نے ابن عباس سے پوچھا تو انہوں نے کہا ابن عمر سے پوچھو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا مجھے ابوحفص یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ریشم تو دنیا میں وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ میں نے کہا سچ فرمایا ابوحفص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں کہا عبداللہ بن رجاء نے کہا ہم سے حرب نے یحیٰی سے بیان کیا کہ مجھے عمران نے خبر دی اور پوری حدیث بیان کی۔

۶۳۶۰ — شرح : آخرت میں حصہ سے مراد یہ ہے کہ اسے آخرت میں ریشم نصیب نہ ہوگا۔ عمران بن عطان سدوسی ہے۔ خارجیوں کا رئیس اور ان کا شاعر تھا اسی نے حضرت علی علیہ السلام کے قاتل ابن ملجم کی تعریف مشہور ابیات سے کی تھی اگر سوال پوچھا جائے کہ حضرت علی علیہ السلام کے قاتل کے مداح کا قول کیسے قبول کیا جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مؤلف نے اپنے قاعدہ کے مطابق اس کو ذکر کیا ہے کہ بدعتی جب صادق اور متدین ہو تو اس سے وہ روایت کرتے ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کی حدیث ذکر کرنے میں بخاری کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ مسلم نے اس کی حدیث ذکر نہیں کی یہ صادق اور متدین کیسے ہو سکتا ہے؛ حالانکہ اس نے ابن ملجم کی مدح میں فحش جھوٹ بولا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام جیسے جلیل القدر صحابی کے قتل پر کیسے خوشی ہو سکتی ہے اور ان کے قاتل کی مدح کیسے جائز ہے؟

Marfat.com

Marfat.com

إِسْحٰقُ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبُ حَرِيْرٍ فَجَعَلْنَا نَلْمَسُهُ وَنَتَعَجَّبُ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هٰذَا بَابُ افْتِرَاشِ الْحَرِيْرِ وَقَالَ عَبِيْدَةُ وَمَا

باب جس نے ریشم کو پہننے کے بغیر مس کیا

اس میں زُبیدی، زُہری اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی ،،

ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم

۶۳۶۱ — کو ریشمی کپڑا نذرانہ پیش کیا گیا۔ ہم اسے چھوتے اور اس سے تعجب کرتے تھے تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا اس سے تم تعجب کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا جنّت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔

شرح : حضرت سعد بن معاذ اوسی انصار کے سردار تھے اسی لئے

۶۳۶۱ — ان کو خصوصًا ذکر کیا ہے اور ریشم کو چھونے والے بھی انصار تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے رومال ذکر کئے، کیونکہ عمومًا ان سے پسینہ صاف کیا جاتا ہے ہاتھ پونچھے جاتے ہیں اور اس کی طرف نگاہِ احترام نہیں اٹھتی جب سعد کے رومال قابل ستائش ہیں تو اس کے علاوہ دوسرا لباس بطریق اَوْلیٰ قابل ستائش ہوگا۔

(حدیث ۳۵۵۸ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب ریشم بچھانا

اور عَبِیدہ نے کہا ریشم کو بچھانا پہننے کی مانند ہے (لہٰذا حرمت میں دونوں مساوی ہیں)

Marfat.com

۶۳۶۲ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ أَوْ أَنْ نَأْكُلَ فِيهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ

بَابُ لُبْسِ الْقَسِّيِّ

وَقَالَ عَاصِمٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قُلْنَا لِعَلِيٍّ مَا الْقَسِّيَّةُ قَالَ ثِيَابٌ أَتَتْنَا مِنَ الشَّامِ أَوْ مِنْ مِصْرَ مُضَلَّعَةٌ فِيهَا حَرِيرٌ فِيهَا أَمْثَالُ الْأُتْرُجِّ

۶۳۶۲ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے چاندی کے برتنوں میں پینے اور ان میں کھانے سے منع فرمایا اور حریر اور دیباج پہننے اور حریر پر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا

۶۳۶۲ — شرح : اس حدیث سے مالکیہ اور شافعیہ نے ریشم پر بیٹھنے کی تحریم پر استدلال کیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز کہا ہے۔ ابن ماجشون، بعض شوافع اور عبدالعزیز بن ابی سلمہ بھی یہی کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ مسعر نے راشد مولیٰ بنی تمیم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں ریشمی بچھونا دیکھا انہوں نے مذکور حدیث کا جواب یہ دیا کہ اس میں لفظ "نَهَى" میں صراحۃً حریر کی تحریم نہیں ہوسکتا ہے کہ نہی پہننے اور بچھونے دونوں کے مجموعہ سے ہو صرف تنہا جلوس سے نہ ہو۔ نیز جلوس لبس نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے "ثُمَّ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ" یعنی انس نے کہا میں اپنی چٹائی کی طرف گیا جو زیادہ دیر بچھانے سے سیاہ ہوچکی تھی۔ اس میں لبس کا اطلاق جلوس پر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ لمبا زمانہ استعمال کے باعث وہ سیاہ ہوگئی تھی کیونکہ ہر شئ کا لبس اس کے اعتبار سے ہوتا ہے (عینی)

Marfat.com

وَالْمِيثَرَةُ كَانَتِ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَهُ لِبُعُولَتِهِنَّ أَمْثَالَ الْقَطَائِفِ يُصَفِّرْنَهَا وَقَالَ جَرِيرٌ عَنْ يَزِيدَ فِي حَدِيثِهِ الْقَسِّيَّةُ ثِيَابٌ مُضَلَّعَةٌ يُجَاءُ بِهَا مِنْ مِصْرَ فِيهَا الْحَرِيرُ وَالْمِيثَرَةُ جُلُودُ السِّبَاعِ

۶۳۶۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ ابْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمُرِ وَالْقَسِّيِّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَوْلُ عَاصِمٍ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ فِي الْمِيثَرَةِ

باب قسّی پہننا

عاصم نے ابو بردہ سے روایت کی کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا قسّیہ کیا شئی ہے انہوں نے کہا یہ کپڑے جو شام یا مصر سے ہمارے پاس آتے تھے ان میں ارنج کی طرح ریشمی دھاریاں بنی ہوتی تھیں میثرہ وہ کپڑا ہے جو عورتیں شوہروں کے لئے زرد رنگ کی چادروں کی طرح بناتی تھیں ان کو سواری پر شوہروں کے نیچے بچھاتی ہیں۔ جریر نے یزید سے اپنی حدیث میں کہا۔ قسیہ،، دھاری دار کپڑے ہیں جو مصر سے لائے جاتے ہیں۔ ان میں ریشم ہوتا تھا اور میثرہ درندوں کی کھالیں ہیں۔ امام بخاری نے کہا عاصم کی روایت اکثر ہے۔

شرح : شور دریا کے کنارے ایک شہر ہے جسے قسّ کہتے ہیں وہاں ریشمی دھاریدار کپڑے بنے جاتے تھے۔ اب وہ ویران ہو چکا ہے۔ قولہ کانت النساء آہ ،، بعولہ بعل بمعنی شوہر کی جمع ہے۔ عورتیں زرد رنگ کی چادریں بناتی ہیں جنہیں ان کے شوہر سواری پر اپنے نیچے رکھتے ہیں۔ وہ ریشمی اور سوتی بھی ہوتی ہیں۔ قطائف قطیفۃ بمعنی چادر کی جمع ہے یہ زرد یا سرخ رنگ کی چادریں ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میثر کی درندوں کی کھالوں سے تفسیر کرنا باطل ہے اور

Marfat.com

بَابُ مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيرِ لِلْحِكَّةِ

۶۳۶۴ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا

مشہور تفسیر جس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ خلاف ہے۔ کرمانی نے کہا درندوں کی کھالیں ممنوع نہیں۔ قولہ یُصَفِّرُنَہا، تصفیر سے ہے۔ یصفونہا بھی روایت کی جاتی ہے۔ یعنی چادروں کو زین کے اوپر بچھاتے ہیں۔ عجمی لوگ اونٹوں کے کجاوں پر اپنے نیچے زرد یا سرخ ریشمی یا سوتی چھوٹی چادر بچھاتے ہیں۔

۶۳۶۳ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سرخ میثرہ اور قسی کپڑوں سے منع فرمایا۔

۶۳۶۳ — شرح : سرخ میثرہ جس سے منع کیا گیا ہے وہ دیباج یا ریشمی کپڑا ہے جسے عجمی لوگ سواریوں پر بچھاتے ہیں۔ ابویعلی موصلی نے مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی قسی کپڑوں اور سرخ میثرہ سے منع فرمایا۔

باب خارش کے باعث مردوں کے لئے ریشمی لباس پہننے کی رخصت ہے"

۶۳۶۴ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو خارش کے سبب ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دی"

۶۳۶۴ — شرح : حدیث کے اطلاق سے یہی مفہوم ہے کہ سفر اور حضر میں عارضہ کے سبب ریشمی لباس پہننا جائز ہے۔ عارضہ خارش ہو یا جوئیں پڑ جائیں اسی طرح جہاد میں جائز ہے۔"

Marfat.com

بَابُ الْحَرِيْرِ لِلنِّسَآءِ

٦٣٦٥ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَسَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَخَرَجْتُ فِيْهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِيْ

باب عورتوں کے لئے ریشمی لباس

٦٣٦٥ــــ ترجمہ : علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی حُلّہ دی۔ ایک دن میں وہ پہن کر باہر نکلا تو میں نے حضور کے چہرہ انور میں غصہ کا اثر پایا تو اس کو اپنے گھر کی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

٦٣٦٥ــــ شرح : حلہ تہبند اور چادر کا نام ہے۔ سِیَرا بکسر السین وفتح الیاء ہے اور آخر میں راء محدودہ ہے۔ اصمعی نے کہا یہ ریشمی دھاری دار کپڑا ہے۔ حُلّۃٌ پر اکثر تنوین پڑھتے ہیں اور سیراء اس کا عطف بیان ہے یا اس کی صفت ہے۔ خطابی نے کہا حُلّۃٌ سِیَرَاءُ ناقۃ عشرآءُ کی طرح ہے۔ بعض نے اضافت سے پڑھا ہے اور یہ اضافت موصوف کی صفت کی طرف ہے جیسے ثوب خز میں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا اِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ، ایک دوسری روایت میں ہے "بین الفواطم" یعنی میں نے یہ تمہارے پاس اس لئے بھیجی تھی کہ اس کو فواطم میں تقسیم کر دو۔ فواطم فاطمہ کی جمع ہے اور وہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دوسری فاطمہ بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ تیسری فاطمہ بنت حمزہ ہے۔

(حدیث ٨٤٨ - ج : ٢ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۳۶۶ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَیْرِیَۃُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عُمَرَ رَاٰی حُلَّۃَ سِیَرَاءَ تُبَاعُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوِ ابْتَعْتَھَا تَلْبَسُھَا لِلْوَفْدِ اِذَا اَتَوْکَ وَالْجُمُعَۃِ فَقَالَ اِنَّمَا یَلْبَسُ ھٰذِہٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَہٗ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْدَ ذٰلِکَ اِلٰی عُمَرَ حُلَّۃً سِیَرَآءَ حَرِیْرًا فَکَسَاھَا اِیَّاہُ فَقَالَ عُمَرُ کَسَوْتَنِیْھَا وَقَدْ سَمِعْتُکَ تَقُوْلُ فِیْھَا مَا قُلْتَ فَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُ اِلَیْکَ لِتَبِیْعَھَا اَوْ تَکْسُوْھَا

۶۳۶۷ — حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ اَنَّہٗ رَاٰی عَلٰی اُمِّ کُلْثُوْمٍ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِیْرٍ سِیَرَآءَ

رضی اللہ عنہ کی والدہ تیسری فاطمہ بنت حمزہ ہے (حدیث ۸۴۸ ج : ۲ کی شرح دیکھیں) عنہ

۶۳۶۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ نے حلّہ سیراء فروخت ہوتی دیکھی تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ یہ خرید لیں تو وفد کی آمد کے وقت جب وہ آپ کے پاس آئیں پہنا کریں اور جمعہ کے روز بھی پہنیں۔ حضورؐ نے فرمایا اس کو وہ پہنتا ہے جس کا کوئی حصّہ نہیں ہوتا ،، پھر اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کی طرف حلّہ سیراء ریشمی بھیجا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ نے مجھے یہ دیا ہے، حالانکہ میں نے آپ سے سُنا تھا کہ آپ اس کے بارے میں وہ فرماتے ہیں جو فرما چکے، میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہاری طرف صرف اس لئے یہ بھیجی تھی کہ اس کو فروخت کر دو یا کسی کو پہنا دو۔ (حدیث : ۸۴۸ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۳۶۷ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے ام کلثوم علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی سُرخ چادر پہنے ہوئے دیکھا۔

Marfat.com

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَجَوَّزُ مِنَ اللِّبَاسِ وَالْبَسْطِ

۶۳۶۸ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَبِثْتُ سَنَةً وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ

۶۳۶۷ — شرح : سیدہ ام کلثوم علیہا السلام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی رفیقہ حیات ہیں وہ سات ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں وفات فرما گئی تھیں۔ ایک روائت میں سیدہ زینب علیہا السلام مذکور ہیں وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ ان کا ابوالعاص سے نکاح تھا جنگ بدر میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ کو اپنے پاس بلوا لیا اور فتح مکہ میں ابوالعاص کے اسلام قبول کرنے کے بعد ان کی طرف واپس بھیج دیا تھا اور تجدید نکاح نہ کی تھی وہ آٹھ ہجری کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں وفات فرما گئی تھیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا سیدہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا کیسے جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت حضرت بالغ نہیں ہوئے تھے یا یہ واقعہ حجاب سے پہلے کا ہے؛ کیونکہ سیدہ ام کلثوم بدر کے روز وفات پا گئی تھیں اور حجاب اُمّ المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت نازل ہوا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر لباس اور بچھونے میں آسانی کرتے تھے

یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لباس میں وسعت کرتے تھے۔ ایک قسم کے لباس پر اقتصار سے تنگی نہیں فرماتے تھے۔ بعض نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ نفیس لباس نہیں طلب کرتے تھے بلکہ جو بھی میسر ہوتا، اسی پر اکتفاء فرماتے تھے بسط کے معنی ہیں جس کو بچھا کر اس پر بیٹھا جائے۔ بُسُط بساط کی جمع ہے۔

Marfat.com

تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَهَابُهُ فَنَزَلَ يَوْمًا مَنْزِلًا فَدَخَلَ الْأَرَاكَ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ فَقَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا نَعُدُّ النِّسَاءَ شَيْئًا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ وَ ذَكَرَهُنَّ اللّٰهُ رَأَيْنَا لَهُنَّ بِذٰلِكَ عَلَيْنَا حَقًّا مِنْ غَيْرِ أَنْ نُدْخِلَهُنَّ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِنَا وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ امْرَأَتِي كَلَامٌ فَأَغْلَظَتْ لِي فَقُلْتُ لَهَا وَإِنَّكِ لَهُنَاكِ قَالَتْ تَقُولُ هٰذَا لِي وَابْنَتُكَ تُؤْذِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُ حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا إِنِّي أُحَذِّرُكِ أَنْ تَعْصِيَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَتَقَدَّمْتُ إِلَيْهَا فِي أَذَاهُ فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ لَهَا فَقَالَتْ أَعْجَبُ مِنْكَ يَا عُمَرُ قَدْ دَخَلْتَ فِي أُمُورِنَا فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَزْوَاجِهِ فَرَدَّتْ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ تُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُونُ وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ

۶۳۶۸ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ایک سال ٹھہرے رہا؛ حالانکہ میں چاہتا تھا کہ عمر فاروق سے اُن دو عورتوں سے متعلق پوچھوں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کر لیا تھا میں اُن سے ڈرتا رہا ایک دن وہ سفر کے ایک مقام میں ٹھہرے اور پیلو کے درختوں میں چلے گئے جب اُن سے باہر آئے تو میں نے اُن سے دریافت کیا تو کہا وہ عائشہ اور حفصہ ہیں" رضی اللہ عنہا"، پھر کہا ہم جاہلیت کے زمانہ میں عورتوں کو کوئی شئی نہ شمار کرتے تھے۔ جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کیا تو ہم نے اپنے اُوپر اُن کا حق دیکھا لیکن اُن کو اپنے کسی معاملہ میں ان کو داخل نہ ہونے دیا (واقعہ یہ ہے) میرے اور میری بیوی کے درمیان کوئی بات ہو رہی تھی تو اُس نے سختی سے کلام کیا۔ میں نے اسے کہا تو اسی جگہ رہ (میرے پاس

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ اَتَانِيْ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مِنْ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اسْتَفَاضَ لَهُ فَلَمْ يَبْقَ اِلَّا مَلِكُ غَسَّانَ بِالشَّامِ كُنَّا نَخَافُ اَنْ يَأْتِيَنَا فَمَا شَعَرْتُ بِالْاَنْصَارِيِّ وَهُوَ يَقُوْلُ اِنَّهُ قَدْ حَدَثَ اَمْرٌ قُلْتُ لَهُ وَمَا هُوَ اَجَاءَ الْغَسَّانِيُّ قَالَ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءَهُ فَجِئْتُ فَاِذَا الْبُكَاءُ مِنْ حُجَرِهَا كُلِّهَا وَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ قَدْ صَعِدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهُ وَعَلٰى بَابِ الْمَشْرُبَةِ وَصِيْفٌ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اِسْتَاْذِنْ لِيْ فَدَخَلْتُ فَاِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ قَدْ اَثَّرَ فِيْ جَنْبِهِ وَتَحْتَ رَاْسِهِ مِرْفَقَةٌ مِّنْ اَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَاِذَا اُهُبٌ مُعَلَّقَةٌ وَقَرَظٌ فَذَكَرْتُ الَّذِيْ قُلْتُ لِحَفْصَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ وَالَّذِيْ رَدَّتْ عَلَيَّ اُمُّ سَلَمَةَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ

نہ بیٹھ) اُس نے کہا تم مجھے یہ کہتے ہو، حالانکہ تمہاری بیٹی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتی ہے۔ میں حفصہ کے پاس گیا اور اسے کہا میں تجھے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے سے ڈراتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کے بارے میں پہلے حفصہ کے پاس گیا پھر ام سلمہ کے پاس گیا اور اس سے کہا تو اُس نے مجھے جواب دیا اے عمر تجھ پر تعجب کرتی ہوں کہ تو ہمارے کاموں میں دخل دینا رہا ہے۔ اب باقی نہ رہا مگر یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کی بیویوں کے درمیان بھی دخل دینے لگے ہو۔ ام سلمہ نے بار بار یہ کہا (میری تردید کر دی) ایک انصاری آدمی تھا جب وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب ہوتا اور میں حضور کے پاس حاضر ہوتا تو جو خبریں ہوتی ہیں اس کو خبردار کرتا تھا اور اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب ہوتا اور وہ حاضر ہوتا تو

Marfat.com

۶۳۶۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ارشاد ہوتے مجھے اُن سے خبردار کرنا تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد و نواح کے تمام سلاطین آپ کے تابع ہو چکے تھے صرف شام میں غسان کا بادشاہ باقی رہ گیا تھا ہمیں ڈر تھا کہ وہ ہم پر حملہ کر دے گا۔ میں نے انصاری کو دیکھا جبکہ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ عظیم حادثہ ہو گیا ہے میں نے اسے کہا وہ کیا ہے کیا غسانی نے حملہ کر دیا ہے؟ اس نے کہا اس سے بھی عظیم تر حادثہ رونما ہوا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ میں جلدی سے مسجد نبوی میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام بیویوں کے گھروں سے رونے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالاخانہ میں تشریف فرما ہیں۔ اس کے دروازہ پر ایک خادم ہے میں اس کے پاس گیا اور کہا میرے لئے اجازت طلب کرو۔ حضور نے مجھے اجازت دے دی۔ میں بالاخانہ میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر تشریف فرما ہیں۔ اُس نے آپ کے پہلو میں نشان لگائے ہوئے ہیں اور حضور کے سر مبارک کے نیچے کھال کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے اور چند کچی کھالیں لٹک رہی ہیں اور کیکر کے پتے پڑے ہیں۔ میں نے حفصہ اور ام سلمہ کا واقعہ ذکر کیا جو میں نے انہیں کہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ حضور انتیس (۲۹) روز بالاخانہ میں رہے پھر نیچے تشریف لے آئے۔

۶۳۶۸ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضور کے نیچے چٹائی تھی جس نے آپ کے پہلو پر نشان لگا رکھے تھے۔ یہ نہایت ہی سادہ زندگی اور سادگی سہنا سہنا ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضور نے طلاق نہ دی تھی تو یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ طلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ انصاری نے اپنے گمان سے

Marfat.com

فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَتْ هِنْدٌ لَهَا أَزْرَارٌ فِي كُمَّيْهَا بَيْنَ أَصَابِعِهَا

سے کہہ دیا ہے کہ حضور نے طلاق دے دی ہے۔ اُھُب اِھاب بمعنی خام چرم کی جمع ہے۔ قسرظ درخت کے پتے ہیں جن کے ساتھ دباغت کرتے ہیں،، (حدیث ۲۳۰۵ ج : ۳ کی شرح میں دیکھیں)

۶۳۶۹ — ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے، حالانکہ آپ فرمارہے تھے :

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آج رات کس قدر فتنے نازل ہوئے ہیں کس قدر خزانے نازل ہوئے۔ کوئی ہے جو حجروں والیوں کو بیدار کرے۔ بہت سی عورتیں ہیں جو دنیا میں پہنتی ہیں وہ قیامت میں ننگی ہوں گی۔ زُہری نے کہا ہند کی آستینوں میں اس کی انگلیوں کے پاس بٹن لگے ہوئے تھے۔

۶۳۶۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس کلام سے زہری کا کیا مقصد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں حدیث کی سماعت کے ضبط کی طرف اشارہ ہے یا یہ مقصود ہے کہ ہند اپنا بدن ڈھانپنے میں مبالغہ کرتی تھیں یا اس طرف اشارہ ہے کہ ہند اس عضو کو بھی ڈھانپ رکھتی تھیں جو عادۃً ظاہر ہوتے ہیں جیسے کف دست کہ عادۃً اسے ڈھانپا نہیں جاتا۔ اس حدیث کو اس باب میں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات اور تمام مومن عورتوں کو باریک لباس جس سے جسم ظاہر ہو پہننے سے منع فرمایا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو عورتیں باریک لباس پہنتی ہیں جس میں بدن نظر آتا ہو اس کا عذاب اور عقوبت یہ ہے کہ وہ قیامت میں برہنہ ہوں گی۔

یہ ہند حارث کی بیٹی ہے اور معبد بن مقداد کی بیوی تھی۔ اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی ہند ہے وہ بنت امیہ ہیں۔ حدیث شریف میں استفہام تعجب اور تعظیم کے معنی کو متضمن ہے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے بعد عنقریب فتنے نازل ہوں گے اور لوگوں کے لئے خزانے کھل جائیں گے۔ حضور نے رحمت کی تعبیر خزائن سے اور عذاب کی تعبیر فتنوں سے فرمائی؛ کیونکہ یہ عذاب کے اسباب ہیں۔ قولہ كَاسِيَةٍ عَارِيَةٌ ،، یعنی باریک لباس جس میں بدن کا رنگ بھی نظر آئے پہننے والی عورتوں کو آخرت میں اس طرح عذاب دیا جائے گا کہ انہیں ذلیل و رسوا کرنے کے لئے برہنہ کیا جائیگا یا نفیس قیمتی لباس عورتیں آخرت میں نیکیوں سے خالی ہوں گی اس میں یہ اشارہ ہے کہ عورتوں کو قیمتی لباس پہن کر اسراف نہیں کرنا چاہیے انہیں چاہیے کہ بقدر کفائت لباس پہنیں اور زائد مال اللہ کی راہ میں صدقہ

Marfat.com

بَابُ مَا يُدْعٰى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا

۶۳۷۰ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ اُمُّ خَالِدٍ بِنْتُ خَالِدٍ قَالَتْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَ مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُوْ هٰذِهِ الْخَمِيْصَةَ فَاَسْكَتَ الْقَوْمُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِاُمِّ خَالِدٍ فَاُتِيَ بِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْبَسَنِيْهَا بِيَدِهٖ وَقَالَ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ مَرَّتَيْنِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ اِلٰى عَلَمِ الْخَمِيْصَةِ وَيُشِيْرُ بِيَدِهٖ اِلَيَّ وَيَقُوْلُ يَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا يَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا وَالسَّنَا بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْحَسَنُ قَالَ اِسْحٰقُ حَدَّثَتْنِيْ امْرَاَةٌ مِنْ اَهْلِيْ اَنَّهَا رَاَتْهُ عَلٰى اُمِّ خَالِدٍ

کردیں۔ ہند بنت حارث کی آستینیں فراخ تھیں انہوں نے جسم کا کوئی حصہ ظاہر ہونے کے باعث آستینوں پر پٹی لگائے ہوئے تھے تاکہ اُن کے بدن سے کوئی حصہ ظاہر ہونے کے باعث حدیث میں مذکور وعید میں داخل نہ ہوں (حدیث ۱۱۵۔ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی نیا لباس پہنے اِس کے لئے دُعاء کی جائے

۶۳۷۰ ـــ ترجمہ : اُمِّ خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

بَابُ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

۶۳۷۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ

لئے کپڑے لائے گئے جن میں ایک کالی چادر تھی۔ حضور نے فرمایا تم کس کے لئے دیکھتے ہو کہ ہم اسے یہ چادر پہنائیں لوگ خاموش رہے۔ حضور نے فرمایا ام خالد کو میرے پاس لاؤ تو مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ حضور نے اپنے دستِ اقدس سے اسے چادر پہنائی اور دو بار یہ دعاء فرمائی کہ "اس کو پرانا کر"، پھر حضور چادر کے نقش و نگار دیکھنے لگے اور اپنے دستِ اقدس سے اشارہ فرمایا اے اُمِ خالد یہ بہت اچھی ہے اسے ام خالد یہ بہت اچھی ہے۔ حبشی زبان میں سنا کے معنی حسن ہیں۔ اسحاق نے کہا میرے گھر والوں سے ایک عورت نے مجھ سے بیان کیا کہ اس نے ام خالد پر وہ چادر دیکھی ہے۔

شرح : قولہ رَأَتْهُ، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام خالد طویل زمانہ زندہ رہی تھی۔ نیا کپڑا پہننے والے کے لئے دُعا کرنا مسنون ہے۔ نسائی اور ابن ماجہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق پر کپڑا دیکھا تو فرمایا: البس جديدا وعش حميدا ومت شهيدا، نیا کپڑا پہنو زندگی محمود بسر کرو اور شہید فوت ہو؛ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کفار بھی تعریف کرتے ہیں اور شہید ہوئے۔ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

۶۳۷۰ —

ابو داؤد اور ترمذی نے ابو سعید سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کا نام لے کر عمامہ یا قمیص یا چادر دعا فرماتے: اے اللہ تیری حمد ہے تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا میں تجھ سے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جس کے لئے بنایا گیا ہے اس کی خیر کا طالب ہوں میں تیرے ذریعہ اس کی شر سے پناہ چاہتا ہوں اور جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی شر سے پناہ چاہتا ہوں۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ترمذی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ جس نے نیا کپڑا پہنا اور کہا: اللہ کی حمد ہے جس نے مجھے کپڑا دیا کہ میں اس سے شرمگاہ ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ساتھ خوبصورتی ظاہر کرتا ہوں۔ پھر پرانا کپڑا صدقہ کر دے تو وہ زندگی اور موت

Marfat.com

بَابُ الثَّوْبِ الْمُزَعْفَرِ

٦٣٧٢ــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِوَرْسٍ اَوْ زَعْفَرَانٍ

باب مردوں کا زعفرانی رنگ کرنا

٦٣٧١ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو زعفرانی رنگ کرنے سے منع فرمایا۔

٦٣٧١ــ شرح : ابن تین نے کہا یہ نہی جسم کے ساتھ خاص ہے اور کراہت پر محمول ہے کہ جسم پر زعفرانی رنگ کرنے میں تزین اور رفاہت ہے جس سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا چنانچہ ارشاد ہے : اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الایمان ،، سادگی ایمان کا حصہ ہے۔ حدیث میں نہی تحریم کے لئے نہیں ؛ کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ اُن پر زرد رنگ تھا تو حضور نے ان کو منع نہ فرمایا اور نہ ہی اس کے دھونے کا حکم دیا معلوم ہوا کہ نہی محض کراہت کے لئے ہے تحریم کے لئے نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوداؤد میں ہے کہ حضرت عمار نے کہا میں رات کو اپنے گھر آیا جبکہ میرے ہاتھوں پر زخم تھے تو میرے گھر والوں نے ہاتھوں پر زعفران لگا دیا۔ میں صبح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو حضور نے نہ تو سلام کا جواب نہ دیا اور نہ ہی مرحبا فرمایا بلکہ فرمایا جاؤ اس کو دھو ڈالو میں نے دھو کر اثر بھی زائل کر دیا اور حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو حضور علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا بھی فرمایا اور فرمایا فرشتے کافر کے جنازہ پر خیر سے نہیں آتے اور نہ زعفران رنگ کرنے والے کے پاس آتے ہیں اور نہ ہی اس گھر میں آتے ہیں جہاں جنبی ہو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوداؤد کی حدیث اگرچہ صحیح ہے لیکن یہ بخاری کی صحیح کا مقابلہ نہیں کر سکتی (عینی)

Marfat.com

بَابُ الثَّوْبِ الْاَحْمَرِ

۶۳۷۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ یَقُوْلُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا وَقَدْ رَاَیْتُہٗ فِیْ حُلَّۃٍ حَمْرَآءَ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْہُ

باب زعفران سے رنگا ہوا کپڑا

۶۳۷۲ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کو ورس اور زعفرانی رنگ کا کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔

شرح : محرم یعنی حرام باندھنے والے کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی احرام سے نہ ہو وہ زعفرانی رنگ کا کپڑا پہن سکتا ہے۔

ابن بطال مالکی نے کہا امام مالک رضی اللہ عنہ نے زعفرانی کپڑا حلال کے لئے جائز کہا ہے۔ انہوں نے فرمایا: احرام باندھنے والے شخص کے لئے زعفرانی کپڑا ممنوع ہے۔ امام شافعی اور علماء کوفہ اس کو محرم اور غیر محرم سب پر محمول کرتے ہیں لیکن عبداللہ بن عمر کی حدیث جو نعال سبتیہ کے باب میں مذکور ہے۔ اس سے زعفرانی کپڑے کا جواز معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس میں یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زرد رنگ والا کپڑا پہنا کرتے تھے۔ حاکم نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ پر دو کپڑے تھے جو زعفران سے رنگے ہوئے تھے۔

(حدیث : ع ۱۴۵۰ ج : ۲ اور ع ۱۳۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

باب سُرخ کپڑا

۶۳۷۳ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قد شریف درمیانہ تھا۔ میں نے آپ کو سُرخ چادر میں دیکھا آپ سے خوبصورت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

Marfat.com

بَابُ الْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ

۶۳۷۳ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَنَهَانَا عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَمِيَاثِرِ الْحُمُرِ

۶۳۷۳ — شرح : جن احادیث میں سُرخ کپڑا پہننے کا جواز نظر آتا ہے۔ ان کی کا اسناد مستقیم نہیں (عینی، شیخ دہلوی نے کہا سُرخ معصفر کپڑے سے مردوں کو منع کیا گیا ہے۔ اس کے سوا سُرخ رنگ والا کپڑا اکثر فقہاء کے نزدیک ممنوع ہے جس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ حلّہ پہنا تھا یعنی ازار اور چادر سُرخ پہنے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اس میں سُرخ غیر معصفر دھاگے تھے۔ خطابی نے کہا دھاگے تھے۔ خطابی نے کہا دھاگہ کو سرخ رنگ دے کر کپڑا بُنا جائے تو وہ منع نہیں ممنوع وہ ہے جو بُننے کے بعد سُرخ رنگ کیا جائے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ جس کپڑے میں سُرخ کے علاوہ اور رنگ مثلاً سیاہ وسفید ہو تو حرج نہیں جن احادیث میں سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا مذکور ہے۔ اس کا محمل یہ ہے کہ اس میں سُرخ لکیریں تھیں خالص سُرخ نہ تھا۔ (حدیث ع ۳۷۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب ریشمی سرخ چادر

۶۳۷۴ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات امور کا حکم فرمایا بیمار پُرسی کرنا جنازوں کے ساتھ چلنا، چھینک کا جواب دینا اور حریر، دیباج، قسی، استبرق اور سُرخ ریشمی چادر سے منع فرمایا

۶۳۷۴ — شرح : امام بخاری نے سات میں سے صرف تین کو ذکر کیا ہے۔ باقی

Marfat.com

بَابُ النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا

۶۳۷۵ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ اَبِیْ مَسْلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسًا اَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ فِیْ نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ ۶۳۷۶ حَدَّثَنَا

چار یہ ہیں : دعوت قبول کرنا ، سلام کہنا ، مظلوم کی مدد کرنا اور قسم کھانے والے کو بری کرنا ،، دیباج باریک ریشم ہے ۔ استبرق موٹا ریشم یہ دو مستقل جنسیں ہیں ۔ اس لئے ان کو خصوصًا ذکر کیا ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے ریشم تو بہرحال حرام ہے ۔ سرخ ہو یا نہ ہو اس کا جواب یہ ہے یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں ۔ اسی طرح جن سات سے منع فرمایا وہ حدیث میں مذکور پانچ کے علاوہ سونے کی انگوٹھی اور چاندی کے برتن ہیں ۔

(حدیث : ع ۱۱۷۰ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب دباغت شدہ اور غیر دباغت شدہ جوتے

نعال نَعل کی جمع ہے یہ وہ ہے جس کے ساتھ قدم محفوظ رہتا ہے ۔ ابن عربی نے کہا نعل انبیاء کرام علیہم السلام کا لباس ہے سبتیہ نعال کی صفت ہے یہ سبت کی طرف منسوب ہے وہ یہ ہے کہ جس سے بال منڈائے جائیں ۔ بعض کہتے ہیں یہ دباغت شدہ ہیں ۔ عربوں کی عادت تھی کہ غریب لوگ بالوں والے جوتے پہنتے تھے اور امیر لوگ دباغت شدہ جوتے پہنتے تھے ۔

۶۳۷۵ — ترجمہ : سعید ابوسلمہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا میں نے انس سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جوتے میں نماز ادا فرماتے تھے ؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں !

(حدیث ع ۳۸۱ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۳۷۶ — ترجمہ : عُبَید بن جُرَیج سے روایت ہے کہ اُنہوں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ

Marfat.com

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهٗ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَاَيْتُكَ تَصْنَعُ اَرْبَعًا لَمْ اَرَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَاَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْاَرْكَانِ اِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَرَاَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَاَيْتُكَ تَصْبَغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَاَيْتُكَ اِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ اَهَلَّ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهْلِلْ اَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَمَّا الْاَرْكَانُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ اِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيْهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا وَاَمَّا الصُّفْرَةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ يَصْبَغُ بِهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَصْبَغَ بِهَا وَاَمَّا الْاِهْلَالُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى يَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ،

تم چار چیزیں کرتے ہو۔ آپ کے ساتھیوں میں سے کسی کو میں نے وہ کرتے نہیں دیکھا۔ عبداللہ بن عمر نے کہا اے ابن جریج وہ کیا ہیں کہا میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ طواف کے وقت ارکان میں سے صرف یمانین کو مس کرتے ہو اور میں نے تمہیں یہ بھی کرتے دیکھا ہے کہ سبتی جوتے پہنتے ہو اور کپڑے کو زرد رنگ کرتے ہو اور جب تم مکہ مکرمہ میں ہو لوگ جب چاند دیکھتے ہیں تو احرام باندھ لیتے ہیں اور تم احرام نہیں باندھتے ہو حتی کہ ترویہ کا دن ہو (یعنی آٹھ ذوالحجہ کو) عبداللہ بن عمر نے کہا بہرحال ارکان کو مس کرنا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ حضور یمانین کے سوا کسی کو مس کرتے ہوں اور

Marfat.com

۶۳۷۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ اَوْوَرْسٍ وَقَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ ۶۳۷۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ

سبتی جوتے پہننا اس لئے ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ حضور وہ جوڑا پہنا کرتے تھے جس میں بال نہیں ہوتے تھے اور اُن میں وضو فرمایا کرتے تھے اس لئے میں انہیں پہننا پسند کرتا ہوں۔ میرا زرد رنگ کرنا اس لئے ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ حضور زرد رنگ کرتے تھے تو میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں کہ زرد رنگ کروں اور میرا احرام باندھنا اس لئے ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ حضور احرام باندھتے ہوں مگر جب سواری چل پڑتی تھی تو احرام باندھتے تھے۔

۶۳۷۶ ـــ شرح : یمانیین وہ رکن ہے جس میں حجر اسود ہے اور وہ جو اس کے قریب یمن کا جہت میں ہے ان کو تغلیبًا یمانیین کہا جاتا ہے۔ یصبغ سے مراد یہ ہے کہ کپڑا کو زرد رنگ کرتے تھے۔ یوم ترویہ ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ ہے سبتی جوتے وہ ہیں جن میں بال نہ ہوں اور انہیں کیکر کے چھلکوں سے دباغت کیا ہو۔

(حدیث : ع ۱۶۵ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۳۷۷ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ احرام باندھنے والا شخص زعفران یا ورس سے رنگا ہوا کپڑا پہنے اور فرمایا جو کوئی جوتے نہ پائے وہ موزے پہن لے اور ان کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ لے۔

(حدیث : ع ۱۴۵۰ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۳۷۸ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن لے اور

Marfat.com

حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ اِزَارٌ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ

بَابُ يَبْدَأُ بِانْتِعَالِ الْيُمْنٰى

۶۳۷۹ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ

بَابُ يَنْزِعُ النَّعْلَ الْيُسْرٰى

۶۳۸۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے۔ (حدیث: ۱۴۵۰ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

باب پہلے دائیں پاؤں کا جوتا پہنے

۶۳۷۹ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طہارت کرنے کنگھی کرنے اور جوڑا پہننے میں دائیں جانب کو پسند فرماتے تھے۔ (حدیث: ۱۶۷ جلد: ۱ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ

بَابُ لَا يَمْشِي فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ

۶۳۸۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا

باب پہلے بائیں پاؤں کا جوتا اُتارے

۶۳۸۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی جوتے پہنے تو دائیں سے ابتداء کرے اور جب اُتارے تو بائیں سے اُتارنا شروع کرے۔ دایاں پہلے پہننا چاہیئے اور بایاں آخر میں اُتارنا چاہیئے۔

باب ایک جوتی میں نہ چلے

۶۳۸۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک جوتی پہن کر نہ چلے دونوں اُتار دے یا دونوں پہنے۔

۶۳۸۱ — شرح : نَعل مؤنث ہے، کیونکہ اس کی تصغیر نُعَیْلَہ ہے۔ ایک جوتی میں چلنے میں مشقت کے علاوہ پھسلنے کا بھی احتمال ہے۔ علاوہ ازیں

Marfat.com

بَابُ قِبَالَانِ فِيْ نَعْلٍ وَّمَنْ رَاٰى قِبَالًا وَّاسِعًا

۶۳۸۲ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ اَخْرَجَ اِلَيْنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَعْلَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَقَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ هٰذِهٖ نَعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دیکھنے والوں کی نگاہ میں بھی معیوب ہے۔ ابن عباس نے کہا اس طرح شیطان چلتا ہے۔
بیہقی نے کہا ایسے چلنے کی طرف نظریں اُٹھتی ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کی جوتی کا تسمہ کٹ جائے تو دوسری جوتی میں نہ چلے حتی کہ پہلی کو درست کرلے جن حضرات سے منقول ہے کہ وہ ایک جوتی میں بھی چلتے تھے انہیں نہی کی حدیث نہیں پہنچی۔

باب ایک جوتی کے دو تسمے ہونا اور جس نے ایک تسمہ بھی جائز کہا

۶۳۸۲ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی شریف کے دو تسمے تھے۔

۶۳۸۳ — ترجمہ : عیسیٰ بن طہمان نے بیان کیا ہمارے پاس حضرت انس رضی اللہ عنہ جوڑہ پہنے ہوئے تشریف لائے جن کے دو تسمے تھے۔ ثابت بنانی نے کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی ہے۔"

Marfat.com

بَابُ الْقُبَّةِ الْحَمْرَآءِ مِنْ اَدَمٍ

۶۳۸۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُمَرُ ابْنُ اَبِیْ زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ ابْنِ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ وَّرَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ یَبْتَدِرُوْنَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَیْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْهُ شَیْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِهٖ

۶۳۸۵ — حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَسٌ ح وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَرْسَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْاَنْصَارِ وَجَمَعَهُمْ فِیْ قُبَّةٍ مِّنْ اَدَمٍ

باب چمڑے کا سُرخ قبّہ

۶۳۸۴ — ترجمہ : ابوجُحیفہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ حضور چرم کے سُرخ قبّہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے بلال کو دیکھا انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی لیا ہے اور لوگ حضور کے وُضو کے پانی کی طرف جلدی کر رہے ہیں۔ جس کسی نے حضور کے وضو کے پانی سے کچھ پایا وہ اپنے جسم پر مل لیا اور جس نے اس سے کچھ نہ پایا اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری لے لی۔ (حدیث : ۴۸۱ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۳۸۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو

Marfat.com

بَابُ الْجُلُوسِ عَلَى الْحَصِيرِ وَنَحْوِهِ

۶۳۸۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِرُ حَصِيرًا بِاللَّيْلِ فَيُصَلِّي وَيَبْسُطُ بِالنَّهَارِ فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَثُوبُونَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ حَتَّى كَثُرُوا فَأَقْبَلَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ مَا دَامَ وَإِنْ قَلَّ

پیغام بھیجا اور اُن کو چرم کے قُبّہ میں جمع کیا۔

۶۳۸۵ — شرح : اس حدیث میں صرف قُبّہ ذکر کیا۔ سُرخ قُبّہ کا ذکر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بعض ترجمہ پر دلالت کرتی ہے۔ اکثر بخاری اس طرح کا مقصد بھی رکھتے ہیں۔ یہ حدیث طویل حدیث کا جزء ہے جس میں ان انعامات کا ذکر ہے، جو فتح مکہ کے موقعہ پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی تالیف کے لئے انعامات کئے تھے۔ انصار کے بعض نوجوانوں نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بزرگوں کو سُرخ قُبّہ میں جمع کر کے ان کی دلجوئی فرمائی۔ اس میں سُرخ قبّہ مذکور ہے۔

باب چٹائی پر بیٹھنا

۶۳۸۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چٹائی سے حجرہ بنا لیتے اور نماز پڑھا کرتے تھے اور

Marfat.com

بَابُ الْمُزَرِّرِ بِالذَّهَبِ

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ أَبَاهُ مَخْرَمَةَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتْ عَلَيْهِ أَقْبِيَةٌ فَهُوَ يَقْسِمُهَا فَاذْهَبْ بِنَا إِلَيْهِ فَذَهَبْنَا فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ لِي أَيْ بُنَيَّ ادْعُ لِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْظَمْتُ ذٰلِكَ وَقُلْتُ أَدْعُو لَكَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

دن میں اس کو بچھا دیتے اور اس پر بیٹھا کرتے تھے۔ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے شروع ہوئے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے حتیٰ بہت لوگ جمع ہوگئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگو! اعمال میں سے وہ عمل اختیار کرو جن کی تمہیں طاقت ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا یہاں تک تم اکتا جاؤ اور اللہ تعالیٰ کو محبوب اعمال وہ ہیں جو ہمیشہ ہوں اگرچہ قلیل ہوں۔

شرح : قولہ لَا يَمَلُّ ملال سے ماخوذ ہے۔ یہ عدم قبول سے کنایہ ہے۔ حدیث ۶۴۸۶ کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تمہارے اعمال قبول کرتا ہے یہاں تک کہ تم اکتا جاؤ تو ملالت سے جو عمل کیا جائے اللہ اس کو قبول نہیں کرتا ملال کو بطریق مشاکلہ ذکر کیا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے : تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ،، اللہ تعالیٰ کو نہ ملال آتا ہے اور نہ ہی اس کا نفس ہے صرف مشاکلت کے طور انہیں ذکر کیا ہے۔ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ملال ترک سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ ثواب ترک نہیں کرتا جب تک تم عمل ترک نہ کرو!

(حدیث ۴۱ ج : ۱ اور حدیث ۶۹۸ ج : ۱ کی شروح دیکھیں)

باب سونے کے بٹن لگے ہوئے کپڑے پہننا

تَرْجَمَةُ الْبَاب : مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد مخرمہ نے اُن سے کہا اے میرے بیٹے مجھے خبر ملی ہے کہ نبی کریم

Marfat.com

فَقَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَيْسَ بِجَبَّارٍ فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيبَاجٍ مُزَرَّرٌ بِالذَّهَبِ فَقَالَ يَا مَخْرَمَةُ هٰذَا أَخْبَأْنَاهُ لَكَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ

بَابُ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ

۶۳۸۷ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوٹ آئے ہیں اور وہ آپ تقسیم فرما رہے ہیں میرے ساتھ حضور کے پاس چلو؛ چنانچہ ہم گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر پایا۔ مجھے کہا اے میرے بیٹے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاس بلاؤ میں نے اس کلام کو بہت گراں محسوس کیا میں نے کہا کیا تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤں؟ انہوں نے کہا اے میرے بیٹے! حضور جابر نہیں ہیں (رحیم ہیں) میں نے حضور کو بلایا تو آپ باہر تشریف لائے اور آپ نے دیباج کا کوٹ پہنے ہوئے تھا جس کو سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا اے مخرمہ! میں نے یہ تمہارے لئے چھپا رکھا تھا وہ اسے عطا کیا۔

۶۳۸۷ — شرح: مخرمہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے نرمی فرماتے تھے۔ مخرمہ کا یہ کلام کہ حضور کو میرے پاس بلاؤ۔ مسور پر ناگوار گزرا کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقام نہیں کہ آپ کو کسی کے لئے بُلایا جائے اس لئے مسور نے اپنے والد سے بطورِ انکار کہا کہ میں تیرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤں؟ جب مخرمہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحیم شفیق ہیں۔ جبار اور ظالم نہیں تو حضور کو بلانے گئے لیکن اتفاق یہ ہُوا کہ حضور خود ہی تشریف لا رہے تھے۔ (حدیث: ۲۴۲۷ ج: ۴ کی شرح دیکھیں)

باب سونے کی انگوٹھیاں پہننا

خواتیم خاتم کی جمع ہے۔ اس میں چار لغات خاتَم بفتح و بکسرِ تا، خَیْتام و خاتام، اس کی جمع خواتیم اور خاتَم ہے بعض لغویوں نے اس میں کئی لغات ذکر کی ہیں اور وہ خاتام، خاتَم، خاتِم، خَتام، خیتوم اور خیتام ہیں۔

۶۳۸۷ — ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات

Marfat.com

أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ ابْنَ عَازِبٍ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيبَاجِ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَالْقَسِّيِّ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ وَأَمَرَنَا بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ

۶۳۸۸ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَقَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ النَّضْرَ سَمِعَ بَشِيرًا مِثْلَهُ

اشیاء سے منع فرمایا۔ سونے کی انگوٹھی یا سونے کا چھلہ، حریر، استبرق، دیباج، سُرخ میثرہ، قسی اور چاندی کے برتن استعمال کرنے سے منع فرمایا اور ہمیں سات اشیاء کا حکم دیا بیمار پُرسی کرنا، جنازوں کے ساتھ چلنے، چھینک لینے والے کو جواب دینے، سلام کا جواب دینے، دعوت قبول کرنے، قسم پورا کرنے اور مظلوم کی مدد کرنے کا حکم دیا۔ (حدیث : ۱۱۷۰ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۳۸۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔ عمرو بن مرزوق باہلی نے کہا ہمیں شعبہ نے قتادہ سے خبر دی کہ نضر سے اُنہوں نے بشیر سے اس طرح سُنا ہے۔

۶۳۸۸ — شرح : قولہ قال عمرو ،، اس تعلیق سے غرض یہ ہے کہ قتادہ کا نضر سے اور نضر کا بشیر سے سماع ثابت ہے یہ اس لئے ذکر کیا کہ اسناد میں عَنْعَنَہ سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

۶۳۸۹ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهٗ وَاتَّخَذَهُ النَّاسُ فَرَمٰى بِهٖ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ اَوْ فِضَّةٍ

۶۳۸۹ ـــ ترجمہ : نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ کف کی طرف کیا لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں پہنیں تو حضور نے اس کو پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی پہنی "

۶۳۸۹ ـــ شرح : یہ دونوں حدیثیں مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی کی تحریم پر دلالت کرتی ہیں۔ اس پر امام نووی نے اجماع ذکر کیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہیں تحریم کی حدیث نہیں پہنچی یا انہوں نے نہی کو تنزیہہ پر محمول کیا ہوگا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنزہ کے طور پر سونے کی انگوٹھی پھینکی تھی جیسے اپنے ازواج مطہرات کو زیورات سے منع فرماتے تھے، حالانکہ ان کے لئے زیورات پہننے مباح تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان صحابہ کرام میں براء بن عازب بھی ہیں جنہوں نے سونے کی انگوٹھی پہنی تھی، حالانکہ صحیح میں اُن سے نہی کی روایت مذکور ہے۔ اس کا جواب، یہ ہے کہ سونے کی انگوٹھی کی اجازت کے وقت براء بن عازب سن تھے بالغ نہیں تھے اور نابالغ کے لئے یہ جائز ہے اگرچہ اس میں مشہور اختلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ براء بن عازب سے یہ دونوں حدیثیں متعارض ہیں جب جواز اور حرمت کا تعارض ہو تو حرمت کو ترجیح ہوتی ہے۔ یہ اس وقت ہے جبکہ تاریخ معلوم نہ ہو اگر تاریخ معلوم ہو تو ظاہر ہے جواز حرمت سے مقدم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں نہی کی حدیث صحیحین میں ہے اور جواز کی مسند امام احمد میں ہے وہ یہ کہ محمد بن مالک نے کہا میں نے براء کو دیکھا کہ انہوں نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی ہے۔ لوگ انہیں کہتے ہیں کہ تم نے سونے کی انگوٹھی کیوں پہنی ہے، حالانکہ اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ براء بن عازب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کا مال تقسیم کیا اور ایک انگوٹھی بچ گئی تو حضور نے وہ مجھے پہنا دی۔ اس کا جواب یہ بھی ہے کہ محمد بن مالک براء بن عازب سے یہ روایت

Marfat.com

بَابُ خَاتَمِ الْفِضَّةِ

۶۳۹۰۔ حَدَّثَنِیْ یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا یَلِیْ بَاطِنَ کَفِّهٖ وَنَقَشَ فِیْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُمْ قَدِ اتَّخَذُوْهُ رَمٰی بِهٖ وَقَالَ لَا اَلْبَسُهٗ اَبَدًا ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَ الْفِضَّةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَلَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ حَتّٰی وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ بِئْرِ اَرِیْسَ

کرنے میں منفرد ہے اور ابن حبان نے اس کو ضعفاء میں شمار کیا ہے اور کہا یہ بہت خطا کرتا ہے۔ جب وہ کسی روایت میں منفرد ہو تو اس روایت سے استدلال جائز نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابن حبان نے اس کو ثقات میں بھی ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے براء بن عازب سے کچھ نہیں سنا ہے صحیح تر جواب یہی ہے کہ نہی کی حدیث صحیحین میں ہے۔ اس پر اجماع ہے کما قال نووی رحمہ اللہ تعالیٰ

باب چاندی کی انگوٹھی

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب

۶۳۹۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کیا اس میں "محمد رسول اللہ" منقوش تھا لوگوں نے بھی اس جیسی انگوٹھیاں پہنیں؛ جب حضور نے ان کو دیکھا کہ لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں پہن رکھی ہیں تو آپ نے اس کو اتار کر پھینک دیا اور فرمایا میں اس کو کبھی نہ پہنوں گا پھر چاندی کی انگوٹھی پہن لی تو لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں

Marfat.com

بَابٌ ۶۳۹۱ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ فَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ ۶۳۹۲ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأٰى فِي يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا ثُمَّ أَنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوْا الْخَوَاتِيمَ مِنْ وَرِقٍ وَلَبِسُوْهَا فَطَرَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهُ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ وَّ زِيَادٌ وَّ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

پہن لیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق، عمر فاروق پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے اسے پہنا پھر عثمان رضی اللہ عنہ سے وہ اریس کے کنوئیں میں گر گئی۔

۶۳۹۰ــــ شرح : مثلہ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی مثل سونے کی انگوٹھیاں پہن لیں پھر حضور کے پھینکنے پر سب نے پھینک دیں اور آپ کی چاندی کی انگوٹھی حضرات خلفاء راشدہ نے بطور تبرک اپنے پاس رکھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گم ہو گئی۔ ابن منجویہ نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری کو انگوٹھی کی حفاظت کے لئے مقرر کیا تھا اس کے ہاتھ سے بئر اریس میں گر گئی۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب

۶۳۹۱ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہنی پھر اسے پھینک دیا اور فرمایا میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں

Marfat.com

بَابُ فَصِّ الْخَاتَمِ

۶۳۹۲ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ سُئِلَ اَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا قَالَ اَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَاءِ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ قَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوْا وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوْهَا

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی پھر لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں اور پہنیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ ابراہیم بن سعد اور شعیب نے زہری سے روایت کرنے میں یونس کی متابعت کی ہے۔

۶۳۹۲ــــ

ابن مسافر نے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے چاندی کی انگوٹھی دیکھی۔ [شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض محدثین سے نقل کیا کہ فَنَبَذَهٗ کہا کہ میں نے چاندی کی انگوٹھی دیکھی۔ ارادہ کیا تو حضور نے چاندی کی انگوٹھی پہنی پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں اس کے بعد حضور نے سونے کی انگوٹھی پھینک دی اور اس کا بدل چاندی کی انگوٹھی پہن لی تو لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں پھینک دیں اور ان کا بدل چاندی کی انگوٹھیاں پہن لیں۔ کرمانی نے کہا حدیث میں مطروح انگوٹھی چاندی کی نہ تھی بلکہ مطلق انگوٹھی ہے۔ لہٰذا یہ سونے کی انگوٹھی پر محمول ہے۔ ابن مسافر کا نام عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر ہے وہ مصری ہیں۔

باب انگوٹھی کا نگینہ

۶۳۹۷ــــ ترجمہ : حمید نے کہا حضرت انس سے پوچھا گیا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی ہے۔ انہوں نے کہا حضور نے ایک رات عشاء کی نماز نصف رات تک مؤخر کی پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے گویا کہ میں اب آپ کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ حضور نے فرمایا لوگ نماز پڑھ کر سو گئے اور تم جب تک

Marfat.com

۶۳۹۴ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ حُمَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمُهٗ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهٗ مِنْهُ وَقَالَ يَحْيٰى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ خَاتَمِ الْحَدِيْدِ

۶۳۹۵ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

نماز کے انتظار میں رہے ہمیشہ نماز ہی میں رہے ہو

۶۳۹۴ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ یحییٰ بن ایوب نے کہا مجھے حمید نے خبر دی کہ انھوں نے انس سے سنا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ،،

۶۳۹۴ــ شرح : اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ پہلی روایت میں ہے کہ معتمر نے کہا میں نے حمید سے سنا کہ وہ انس بن مالک سے حدیث بیان کرتے تھے اس میں تدلیس کا احتمال تھا اس روایت سے تدلیس کا رفع کیا کہ حمید نے انس سے سنا ہے۔

باب لوہے کی انگوٹھی

لوہے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ سنن اربعہ میں عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد بریدہ سے حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ اس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھ سے بت کی بو پاتا ہوں۔ اس نے انگوٹھی پھینک دی پھر وہ آیا حالانکہ اس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ حضور نے فرمایا میں

Marfat.com

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلًا يَقُولُ جَاءَتْ
امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ جِئْتُ أَهَبُ
نَفْسِي فَقَامَتْ طَوِيلًا فَنَظَرَ وَصَوَّبَ فَلَمَّا طَالَ مَقَامُهَا قَالَ
رَجُلٌ زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ عِنْدَكَ شَيْءٌ
تُصْدِقُهَا قَالَ لَا قَالَ اُنْظُرْ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ وَاللهِ إِنْ
وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ
ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَعَلَيَّ إِزَارِي مَا عَلَيْهِ
رِدَاءٌ فَقَالَ أُصْدِقُهَا إِزَارِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِزَارُكَ
إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ
شَيْءٌ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَلَسَ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا
فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ قَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ سُورَةُ كَذَا وَكَذَا
لِسُوَرٍ عَدَّدَهَا قَالَ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ

تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں اُس نے اس کو پھینک دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں کس چیز کی انگوٹھی پہنوں فرمایا چاندی کی انگوٹھی پہنو اور مثقال سے کم ہو۔ اسی طرح لوہے کا چھلا وغیرہ بھی حرام ہے۔

۶۳۹۵ ترجمہ: عبدالعزیز بن ابی حازم نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے سہل کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور کہا میں اس لئے حاضر ہوئی ہوں کہ اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کرتی ہوں وہ دیر تک کھڑی رہی۔ حضور نے اس کو دیکھ کر نظر نیچی کرلی جب وہ دیر تک کھڑی رہی تو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ سے اس کا نکاح کردیں حضور نے فرمایا تیرے پاس کوئی شئی ہے جو اسے مہر دے گا۔ عرض کیا نہیں فرمایا جا دیکھ وہ گیا پھر واپس

Marfat.com

بَابُ نَقْشِ الْخَاتَمِ

۶۳۹۶ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ یَّکْتُبَ اِلٰی رَهْطٍ اَوْ اُنَاسٍ مِنَ الْاَعَاجِمِ فَقِیْلَ لَهٗ اِنَّهُمْ لَا یَقْبَلُوْنَ کِتَابًا اِلَّا عَلَیْهِ خَاتَمٌ فَاتَّخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکَاَنِّیْ

آیا اور عرض کیا بخدا! میں نے کچھ نہیں پایا۔ فرمایا جا تلاش کر اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو وہ گیا اور واپس آیا اور کہا واللہ! کچھ نہیں پاتا ہوں سوائے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پاتا ہوں۔ اُس نے تہبند پہنا ہوا تھا جبکہ اس پر چادر نہ تھی۔ اُس نے کہا میں اپنا تہبند اس کو مہر دے دوں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تہبند وہ لے گی تو اس سے تیرے اُوپر کچھ نہ ہوگا اور اگر تُو نے پہنا تو اس سے اُس پر کچھ نہ ہوگا! (یہ سُن کر) وہ آدمی ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا کہ وہ پیٹھ پھیرے ہُوئے ہے تو اس کے متعلق حکم دیا وہ بُلایا گیا۔ حضور نے فرمایا تجھے کچھ قرآن یاد ہے اُس نے چند سُورتیں شمار کر کے کہا کہ فلاں فلاں سُورت اسے یاد ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے قرآن یاد ہونے کے سبب اس کا تجھے مالک بنا دیا۔

۶۳۹۵ــ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت "وَلَوْ خَاتَمًا" کے لفظوں میں ہے۔ (حدیث ۴۷۰۶ ع ج ۷ : ۸ کی شرح دیکھیں)

باب انگوٹھی کا نقش

۶۳۹۶ــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ عجم کی قوم یا چند لوگوں کو خطوط لکھیں تو حضور سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ خط پر مُہر نہ ہو تو اسے قبول نہیں کرتے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی مہر بنوائی جس کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔ گویا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں یا ہتھیلی میں انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

Marfat.com

بِوَبِيصٍ أَوْ بَصِيصِ الْخَاتَمِ فِي إِصْبَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ فِي كَفِّهِ

۶۳۹۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَكَانَ فِي يَدِهِ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ عُمَرَ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ عُثْمَانَ حَتَّى وَقَعَ بَعْدُ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ

۶۳۹۶ — شرح : وبیص اور بصیص دونوں کا معنی واحد ہے۔ راوی نے شک سے بیان کیا ہے کہ حضور نے وبیص فرمایا یا بصیص فرمایا۔ خطوط پر مہر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ اسرار یا سیاسی تدابیر محفوظ رہیں اور منتشر نہ ہونے پائیں اس پر اللہ کا ذکر ہو تو حرج نہیں، لیکن استنجاء کے وقت اسے اُتار لے یا دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہن لے۔ ادب کا مقتضی یہ ہے کہ اُتار کر استنجا کرے۔ انگوٹھی کے نگینہ میں کسی قسم کی تصویر نہیں ہونی چاہئے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صورتوں سے منع فرمایا ہے نہی کی مخالفت جائز نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی چار انگوٹھیاں تھیں جو وہ پہنا کرتے تھے ایک کا نگینہ یاقوت تھا یا قلب کے لئے تھا اس پر "لا الہ الا اللہ الحق المبین" منقوش تھا۔ دوسری کا نگینہ فیروزج تھا یہ نصرت و امداد کے لئے تھا اس پر "وہ اللہ الملک" منقوش تھا۔ تیسری انگوٹھی چینی لوہے کی تھی۔ یہ قوت کے لئے تھی اس پر "العزۃ للہ جمیعا" منقوش تھا۔ چوتھی کا نگینہ عقیق تھا یہ حفاظت کے لئے تھی اس پر "ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ" منقوش تھا۔ صاحب عمدۃ القاری نے کہا اس حدیث کے تمام راوی مامون ہیں لیکن ابوجعفر محمد بن احمد بن سعید رازی مامون نہیں۔ میں اس کی عدالت سے واقف نہیں گویا کہ اُس نے یہ وضع کی ہے۔

۶۳۹۶ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی پہنی وہ حضور کے دستِ اقدس میں رہی پھر ابوبکر صدیق کے ہاتھ میں پھر اس کے بعد عمر فاروق کے ہاتھ میں پھر اس کے بعد حضرت عثمان کے ہاتھ میں رہی حتی کہ اس کے بعد اریس کے کنوئیں میں گر گئی اس کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔ (حدیث : ۵۲۵۴ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ الْخَاتَمِ فِي الْخِنْصَرِ

۶۳۹۷۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اصْطَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا فَقَالَ اِنَّا قَدِ اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا فِيْهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشَنَّ عَلَيْهِ اَحَدٌ قَالَ فَاِنِّيْ لَاَرَى بَرِيْقَهُ فِيْ خِنْصَرِهٖ **بَابُ اتِّخَاذِ**

باب چھنگلیا میں انگوٹھی پہننا

۶۳۹۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی اور فرمایا ہم نے انگوٹھی پہنی ہے اس پر نقش کندہ کرایا ہے۔ اس پر کوئی شخص نقش کندہ نہ کرائے۔ انس نے کہا میں اس کی چمک حضور کی چھنگلیا میں دیکھتا ہوں۔

۶۳۹۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انگوٹھی پہننے کی انگلی چھنگلی ہے۔ سبابہ اور وسطی نہیں؛ چنانچہ مسلم، ابوداؤد، ترمذی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سبابہ اور وسطی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی انگوٹھی کے نقش پر نقش کندہ کرنے سے اس لئے منع فرمایا کہ حضور نے انگوٹھی اس لئے بنوائی تھی کہ ملوک و سلاطین کی طرف خطوط لکھتے وقت ان پر اپنی مہر ثبت کریں اگر کوئی اور شخص بھی اس طرح انگوٹھی پر نقش کندہ کرتا تو خلل واقع ہوتا اور مقصود فوت ہو جاتا۔ چھنگلیا میں انگوٹھی پہننے میں حکمت یہ ہے کہ یہ ہاتھ کے ایک طرف ہوتی ہے زیادہ سے کوئی شئی پکڑتے وقت یہ بہت کم استعمال ہوتی ہے اس طرح اس کی سبکی نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب انگوٹھی بنوانا تاکہ اس کے ساتھ کسی شئی پر یا اہل کتاب وغیرہ کی طرف خط لکھتے وقت مہر لگائی جائے

Marfat.com

الْخَاتَمِ لِيَخْتِمَ بِهِ الشَّيْءُ أَوْ لِيَكْتُبَ بِهِ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ وَغَيْرِهِمْ ۶۳۹۸ — حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَنْ يَقْرَءُوا كِتَابَكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ

۶۳۹۸ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ روم کی طرف خط لکھیں تو آپ سے عرض کیا گیا وہ لوگ آپ کا خط ہرگز نہیں پڑھیں گے جب کہ اس پر مہر نہ ثبت ہو۔ اس لئے حضور نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔ گویا میں اس کی چمک کو اب دیکھ رہا ہوں۔"

۶۳۹۸ — شرح : ابوداؤد اور نسائی نے ابوریحانہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب سلطنت کے سوا دوسروں کو انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔ اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ حاکم کے سوا دوسرا آدمی انگوٹھی نہیں پہن سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں غیر حاکم بھی انگوٹھی پہنتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور منسوخ کو دلیل بنانا جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سونے کی انگوٹھی پہننا منسوخ ہے۔ چاندی کی انگوٹھی پہننا منسوخ نہیں اور وہ حضرات صحابہ کرام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پہنتے تھے! چنانچہ امامان حسن و حسین سلام اللہ علیہما اپنے بائیں ہاتھوں میں انگوٹھی پہنتے تھے اور ان کی انگوٹھیوں میں اللہ کا ذکر تھا علاوہ ازیں تابعین ایسے قیس بن ابی حازم، عبداللہ بن اسود، قیس بن تمامہ اور شعبی بائیں ہاتھوں میں پہنتے تھے حالانکہ وہ حاکم نہ تھے! چونکہ ابوریحانہ کی حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اس لئے ظاہر یہ ہے کہ اس پر عمل اولیٰ ہے واجب نہیں اور غیر حاکم کے لئے انگوٹھی نہ پہننا بہتر ہے، کیونکہ اس میں تشریف ہے جو مردوں کے لائق نہیں ابوریحانہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہے اسے مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

بَابُ مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتَمِ فِيْ بَطْنِ كَفِّهٖ

۶۳۹۹ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّجَعَلَ فَصَّهٗ فِيْ بَطْنِ كَفِّهٖ اِذَا لَبِسَهٗ فَاصْطَنَعَ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَرَقِيَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ فَقَالَ اِنِّيْ كُنْتُ اصْطَنَعْتُ وَاِنِّيْ لَا اَلْبَسُهٗ فَنَبَذَهٗ فَنَبَذَ النَّاسُ وَقَالَ جُوَيْرِيَةُ وَلَا اَحْسِبُهٗ اِلَّا قَالَ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى

باب جس نے انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کیا

۶۳۹۹ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ جس وقت اس کو پہنا تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کیا لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا میں نے یہ انگوٹھی بنوائی تھی اور میں اس کو نہیں پہنتا ہوں اور اس کو پھینک دیا تو لوگوں نے بھی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔ جُوَیریہ نے کہا ۔ میں اس کو گمان نہیں کرتا مگر یہ کہ انہوں نے کہا دائیں ہاتھ میں پہنی تھی۔

۶۳۹۹ — شرح : دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے متعلق بہت احادیث مذکور ہیں۔ چنانچہ امام ترمذی نے ابن عباس سے روایت ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ نیز ترمذی نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ حدیث ذکر کی ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر کیا ہے۔ نیز طبرانی نے کبیر

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْقُشَنَّ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِهٖ

۶۴۰۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنِّيْ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ وَنَقَشْتُ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَلَا يَنْقُشْ اَحَدٌ عَلٰى نَقْشِهٖ

میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ علاوہ ازیں بائیں ہاتھ میں بھی انگوٹھی پہننے کی بہت احادیث مذکور ہیں۔ امام ترمذی نے صحیح حدیث جعفر بن محمد کے ذریعہ محمد سے روایت کی کہ امام حسن و حسین سلام اللہ علیہما بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ بیہقی نے کتاب الادب میں جعفر بن محمد کے ذریعہ محمد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق عمر فاروق، علی المرتضیٰ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ مذکور روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دونوں طرح روایات مذکور ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا مستحب اور افضل ہے اور دائیں میں مکروہ ہے البتہ ضرورت کے وقت دائیں میں بھی جائز ہے فقیہ ابواللیث نے جامع صغیر کی شرح میں ذکر کیا کہ انگوٹھی دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں جائز ہے کیونکہ روایات مختلف ہیں۔ شرح سنہ میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی پھر بائیں میں پہنی یہ آپ کا آخری امر ہے اور بائیں ہاتھ پہننے پر عمل ہے۔ سونے کی انگوٹھی تو بہرحال حرام ہے۔ لوہے، تانبے اور پیتل وغیرہ کی بھی مطلقاً حرام ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چاندی کی دو انگوٹھیاں تھیں ایک کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ دوسری کا حبشی نگینہ تھا۔ اس میں نہ تھا تو بہت ہے اور نہ ہی زینت ہے۔ (عینی و کرمانی)

خطابی نے کہا انگوٹھی پہننا عرب کا لباس نہیں۔ یہ عجمیوں کی عادت اور طریقہ ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس لئے پہنی تھی کہ اس کے ساتھ عجمی ملوک کی طرف خط لکھتے وقت مہر لگاتے تھے! کیونکہ وہ مہر کے بغیر خط نہ پڑھتے تھے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

Marfat.com

بَابُ هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ

۶۴۰۱ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمَّا اسْتُخْلِفَ كَتَبَ لَهُ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولُ سَطْرٌ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "کوئی آدمی اپنی انگوٹھی پر نقش کندہ نہ کرائے"

۶۴۰۰ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس میں "محمد رسول اللہ" کندہ کرایا اور فرمایا میں نے یہ انگوٹھی چاندی کی بنوائی ہے اور اس میں "محمد رسول اللہ" کندہ کرایا۔ کوئی آدمی اپنی انگوٹھی پر یہ کندہ نہ کرائے"۔

۶۴۰۰ــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش کی مثل نقش کندہ کرانے کی ممانعت حضور کی حیات طیبہ سے مختص ہے۔ آپ کے بعد یہ نقش کندہ کرانا جائز ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کے بعد حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے یہ انگوٹھی پہنی ہے۔ جب یہ انگوٹھی چاہ اریس میں گر گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چاندی کی نئی انگوٹھی بنوائی اور اس پر یہ نقش کندہ کرایا تھا۔ طبرانی نے کبیر میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی کا نگینہ سماوی تھا جو انھوں نے انگوٹھی میں لگایا تھا اس پر یہ نقش کندہ تھا۔ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ (یعنی)

باب کیا انگوٹھی کا نقش تین سطروں میں کندہ کرایا جائے"

Marfat.com

وَاللّٰہُ سَطْرٌ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ وَزَادَنِیْ اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ ثُمَامَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ خَاتَمُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ یَدِہٖ وَفِیْ یَدِ اَبِیْ بَکْرٍ بَعْدَہٗ وَفِیْ یَدِ عُمَرَ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ فَلَمَّا کَانَ عُثْمَانُ جَلَسَ عَلٰی بِئْرِ اَرِیْسٍ فَاَخْرَجَ الْخَاتَمَ فَجَعَلَ یَعْبَثُ بِہٖ فَسَقَطَ قَالَ فَاخْتَلَفْنَا ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ فَنَزَحَ الْبِئْرَ فَلَمْ نَجِدْہُ

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے انس کو (زکوٰۃ کی تقادیر) لکھیں ۶۴۰۱
اور انگوٹھی کا نقش تین سطریں تھیں۔ محمد ایک سطر رسول دوسری سطر اور اللہ تیسری سطر تھی۔ بخاری نے کہا احمد نے یہ زیادہ کیا کہ ہمیں انصاری نے خبر دی۔ انھوں نے کہا مجھے میرے والد نے ثمامہ سے انہوں نے حضرت انس سے روایت کی انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی حضور کے ہاتھ میں اور آپ کے بعد ابوبکر صدیق کے ہاتھ میں اور ان کے بعد عمر فاروق کے ہاتھ میں رہی۔ جب حضرت عثمان خلیفہ تھے ایک روز وہ چاہِ اریس پر بیٹھے ہوئے انگوٹھی انگلی سے اتاری اور اس سے کھیلنا شروع کیا تو وہ اس کنوئیں میں گر گئی۔ ہم تین روز عثمان کے ساتھ آتے رہے۔ ہم نے کنوئیں کا سارا پانی نکالا لیکن انگوٹھی نہ پائی۔

شرح : ان تین سطروں کی ترتیب یہ تھی کہ ان کی کتابت نیچے سے اوپر کو ۶۴۰۱
تھی۔ اس لئے لفظ اللہ تینوں سطروں سے اوپر اور لفظ محمد ان کے نیچے اور رسول درمیان میں تھا۔ اس کی صورت یہ تھی "محمد رسول اللہ"۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ساتویں سال انگوٹھی کنوئیں میں گری جبکہ چھ برس ان کے ہاتھ میں رہی۔ انگوٹھی سے کھیلنے کے معنی یہ ہیں کہ اسے بار بار اتار کر پہنتے رہے۔ یہ بظاہر کھیل کی صورت ہے۔ غالباً حضرت عثمان امور سلطنت میں تفکر کرتے ہوئے مستغرق ہوئے تو انگوٹھی سے بار بار اتار چڑھا کرتے رہے حتی کہ وہ کنوئیں میں گر گئی۔

بعض علماء نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی میں راز تھا جیسے سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی میں راز تھا کیونکہ جب سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی گم ہوگئی تو ان کا ملک جاتا رہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی گم پائی تو ان کی سلطنت کا معاملہ مختل ہوگیا اور ان پر بلوائیوں نے غلبہ کیا جو ان کے شہید ہونے پر منتج ہوا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

Marfat.com

بَابُ الْخَاتَمِ لِلنِّسَاءِ وَكَانَ عَلَى عَائِشَةَ خَوَاتِيمُ ذَهَبٍ

۶۴۰۲ــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شَهِدْتُّ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَ ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَاَتَى النِّسَاءَ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ

بَابُ الْقَلَآئِدِ وَالسِّخَابِ لِلنِّسَاءِ

يَعْنِيْ قِلَادَةً مِنْ طِيْبٍ وَسُكٍّ

۶۴۰۳ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

باب عورتوں کے لئے انگوٹھی

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سونے کی انگوٹھیاں تھیں"

۶۴۰۲ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں حاضر تھا۔ حضور نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی۔ بخاری نے کہا ابن وہب نے ابن جریج سے یہ زیادہ بیان کیا کہ حضور عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا تو اُنھوں نے بلال کے کپڑے میں انگوٹھیاں اور چھلے ڈالنا شروع کئے (حدیث : ۹۱۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيْدٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَ لَا بَعْدُ ثُمَّ اَتَى النِّسَاءَ فَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تَصَدَّقُ بِخُرْصِهَا وَسِخَابِهَا

بَابُ اسْتِعَارَةِ الْقَلَآئِدِ

۶۴۰۴ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ

باب عورتوں کے لئے خوشبو کے ہار

قلائد قلادہ بمعنی ہار کی جمع ہے۔ سخاب بکسر السین ہار ہے جو خوشبو سے بنایا جاتا ہے اس میں موتی اور جواہر نہیں ہوتے۔ ابن اثیر نے کہا سخاب دھاگہ ہے جس میں موتی منظوم ہوتے ہیں اس کو بچے اور بچیاں پہنتی ہیں۔ مسک بضم السین وتشدید الکاف مشہور خوشبو ہے۔

۶۴۰۳ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن باہر تشریف لے گئے اور دو رکعتیں پڑھائیں۔ اس کے بعد اور پہلے کوئی نماز نہیں پڑھی۔ پھر عورتوں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا تو عورتوں نے اپنی بالیاں اور ہار صدقہ کرنا شروع کیا۔

۶۴۰۳ — شرح : خُرص بضم الخاء کانوں کی بالی ہے اور بفتح الخا بمعنی کذب ہے بعض نے کہا بکسر الخاء اندازہ کی ہوئی شئی ہے۔

(حدیث : ۹۱۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب ہار مستعار لینا

۶۴۰۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اسماء کا ہار گم ہوگیا تو نبی کریم

Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِاَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَيْسُوْا عَلٰى وُضُوْءٍ وَلَمْ يَجِدُوْا مَاءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ وَزَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ اِسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ

بَابُ الْقُرْطِ لِلنِّسَاءِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَرَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ اِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ

۶۴۰۵ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَدِيٌّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ الْعِيْدِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں آدمی بھیجے اس اثنا میں نماز کا وقت آگیا لوگ باوضو نہ تھے اور انھوں نے پانی نہ پایا تو انھوں نے نماز پڑھی، حالانکہ وہ بلاوضو تھے۔ انہوں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔ ابن نمیر ہشام سے مذکور سند سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ ذکر کیا کہ انہوں نے اسماء سے ہار مستعار لیا۔ (حدیث ۳۳۶ ج : اکی شرح دیکھیں)

باب عورتوں کی بالیاں

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو میں نے عورتوں کو دیکھا وہ اپنے کانوں اور گلوں کی طرف ہاتھ بڑھا رہی تھیں۔

Marfat.com

وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ اَتَى النِّسَآءَ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِي قُرْطَهَا

بَابُ السِّخَابِ لِلصِّبْيَانِ

۶۴۰۶ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا يَحْيٰى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُوْقٍ مِنْ اَسْوَاقِ الْمَدِيْنَةِ فَانْصَرَفَ وَانْصَرَفْتُ فَقَالَ اَيْنَ لُكَعُ ثَلٰثًا اُدْعُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَمْشِيْ وَفِيْ عُنُقِهِ السِّخَابُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَقَالَ الْحَسَنُ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَالْتَزَمَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحْبِبْهُ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَمَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ

۶۴۰۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز دو رکعتیں پڑھیں اُن سے پہلے اور بعد نماز نہیں پڑھی پھر عورتوں کی طرف تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ہمراہ بلال تھے۔ حضور نے ان کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا تو عورتیں اپنی بالیاں (بلال کی طرف) پھینکنے لگیں۔ (حدیث ۹۳۳ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب بچوں کے ہار

۶۴۰۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں

Marfat.com

بَابُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ

۶۴۰۷ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ تَابَعَهُ عَمْرٌو قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ حضور واپس آئے تو میں بھی واپس آیا۔ آپ نے فرمایا چھوٹا بچہ کہاں ہے یہ تین بار فرمایا حسن بن علی کو بلاؤ۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما اُٹھے اور چلتے ہوئے آئے جبکہ اُن کے گلے میں ہار تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اشارہ کرتے ہوئے ہاتھ پھیلائے حسن نے اسی طرح ہاتھ پھیلائے اور حضور سے بغل گیر ہو گئے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔ ابوہریرہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرمانے کے بعد مجھے حسن بن علی سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا (حدیث : ۱۹۹۲ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب عورتوں سے مشابہت کرنے والے مرد اور مردوں سے مشابہت کرنیوالی عورتیں

۶۴۰۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں سے مشابہت کرتے ہیں اور اُن عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں سے مشابہت کرتی ہیں۔ غندر کی عمرو نے متابعت کی کہا ہمیں شعبہ نے خبر دی۔

۶۴۰۷ — شرح : مردوں کی عورتوں سے مشابہت لباس اور زینت میں ہے جو عورتوں کے ساتھ مختص ہے جیسے عورتوں کا سازیور اور دوپٹے وغیرہ پہننا جو مرد نہیں پہنتے ہیں اور عورتوں کی مردوں سے مشابہت باریک جوتیاں پہن کر مردوں کی محفلوں میں چلنا اور

Marfat.com

بَابُ اِخْرَاجِهِمْ

اِخْرَاجُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الْبُيُوْتِ

۶۴۰۸ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ قَالَ فَاَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانَةً وَاَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا

چادریں اور طیلسان اور عمامے وغیرہ باندھنا ہے جو عورتوں کے استعمال میں نہیں ایسے ہی مردوں کے لئے عورتوں سے اُن افعال میں مشابہت جائز نہیں جو عورتوں کے ساتھ مختص ہیں جیسے اَجسام میں تکسّر اور کلام اور رفتار میں تلیّن وغیرہ بنانا اور جس مرد کی خلقت میں عورتوں کے مزاج جیسے افعال و احوال ہوں اس کو ترک کرنے پر مجبور کیا جائے اور وہ مردوں جیسا حال بنائے۔ لباس کی ہیئت ہر علاقہ کی عادت کے اختلاف سے مختلف ہوتی رہتی ہے۔ کبھی یوں ہوتا ہے کہ عورتوں کی ہیئت مردوں سے مختلف نہیں ہوتی، لیکن حجاب سے اُن میں امتیاز ہو جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب عورتوں سے مشابہت کرنے والوں کو گھروں سے نکال دینا

۶۴۰۸ — ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں سے مخنثوں پر لعنت فرمائی اور عورتوں سے مردوں کی مشابہت کرنے والوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا ان دونوں قسموں کو اپنے گھروں سے باہر نکال دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانہ عورت کو نکال دیا اور عمر فاروق نے فلاں مرد کو نکال دیا۔

۶۴۰۸ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مخنث بکسر النون اور بفتح النون مشہور

Marfat.com

۶۴۰۹ — حَدَّثَنَا مَلِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَنَّ عُرْوَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ اَخِي اُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اِنْ فَتَحَ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفُ فَاِنِّي اَدُلُّكَ عَلٰى بِنْتِ غَيْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلْنَ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ

ہے۔ مخنث وہ ہے جو اقوال و افعال میں عورتوں سے مشابہت کرے کبھی تو یہ پیدائشی ہوتا ہے اور کبھی تکلف سے کیا جاتا ہے۔ یہ قسم مذموم ہے خلقی مذموم نہیں۔ علامہ عینی نے کہا اس زمانہ میں مخنث وہ ہے جس سے لواطت کی جائے۔ متر جلات وہ عورتیں ہیں جو مرد بننے میں تکلف کریں اور ہتھیار، تلوار و نیزہ وغیرہ اٹھانے میں مردوں سے مشابہت کریں اور مردوں جیسی حرکات کریں ان کو گھروں سے باہر نکالنے کا حکم اس لئے ہے کہ ان کا فعل کبھی شرارتی عورتوں کے فعل کی طرف پہنچاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَنجشہ کو باہر نکال دیا وہ کالا غلام تھا جو اپنی خوش آواز اشعار سے عورتوں کے اونٹوں کو چلایا کرتا تھا۔

۶۴۰۹ — ترجمہ: عروہ نے بیان کیا کہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف فرما تھے جبکہ گھر میں ایک مخنث تھا اس نے ام المؤمنین ام سلمہ کے بھائی عبداللہ سے کہا اے عبداللہ! اگر اللہ تعالیٰ نے کل تمہارے لئے طائف فتح کیا تو میں تجھے غیلان کی بیٹی بتاؤں کا اس کے آگے سے چار شکن اور پیچھے سے آٹھ شکن معلوم ہوتے ہیں (بہت فربہ ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس گھروں میں داخل نہ ہوں (مؤلف) امام بخاری نے کہا "تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ" سے مراد یہ ہے کہ یعنی اس کے پیٹ کے چار شکن ہیں وہ ان کے ساتھ آتی ہے۔

قولہ "تُدْبِرُ بِثَمَانٍ" یعنی ان چار شکنوں کے کنارے ہیں، کیونکہ وہ دونوں پہلوؤں کو گھیرے گھیرے ہوئے ہیں حتیٰ کہ وہ مل جاتے ہیں اور ثمان کہا ثمانیہ نہیں کہا اور اَطراف کا واحد طرف ہے اور وہ مذکر ہے

Marfat.com

بَابُ قَصِّ الشَّارِبِ

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحْفِي شَارِبَهُ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى بَيَاضِ الْجِلْدِ وَيَأْخُذُ هٰذَيْنِ يَعْنِي بَيْنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ

۶۴۱۰ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ أَصْحَابُنَا عَنِ الْمَكِّيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ

۶۴۱۱ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ

۶۴۰۹ شرح: یعنی ہجڑوں کو گھروں سے نکال دیا جائے پھر داخل نہ ہونے دیا جائے کسی ایک ہجڑے کی تخصیص نہیں یہ حکم تمام کے لئے ہے۔ حدیث میں مذکور مخنث کا نام ہیت بکسر الراء۔ فربہ ہونے کے باعث پیٹ پر شکن پڑتے ہیں یعنی جب ام غیلان آتی ہے تو اس کے پیٹ کے دونوں طرف دو دو شکن پڑتے ہیں اور ہر ایک کے دو دو کنارے ہیں۔ اس لئے جب جاتی ہے تو اس کی پشت پر آٹھ شکن پڑتے ہیں۔ قیاس تو یہ ہے کہ ثمانیہ کہا جاتا کیونکہ اس کا ممیز اطراف مذکر ہے اور مذکر کی تمیز مؤنث ہوتی ہے، لیکن مؤنث اس لئے ذکر کیا ہے کہ جب ممیز مذکور نہ ہو تو عدد میں تذکیر و تانیث دونوں طرح جائز ہے اور ظاہر ہے کہ اطراف ممیز مذکور نہیں۔

باب مونچھیں کتروانا

عبداللہ بن عمر اپنی مونچھیں کتروا تے تھے حتیٰ کہ جلد کی سفیدی دیکھی جاتی تھی اور یہ دونوں یعنی مونچھ اور داڑھی کے درمیان بال کتروا تے تھے"

۶۴۱۰ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فطرت سے مونچھیں کتروانا ہے۔

Marfat.com

حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رِوَايَةً اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ

۶۴۱۰ — شرح : مونچھیں کتروانے میں زینت ہے اس اعتبار سے یہ لباس کے اُن ابواب کے مناسب ہے جن میں زینت پائی جاتی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ عمر فاروق مونچھیں کتروانتے تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر تھے؛ کیونکہ ابو داؤد میں عاصم بن محمد کے ذریعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنی مونچھیں اس قدر کتروانتے تھے کہ جلد کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔ قولہ یاخذ هٰذِیْن ،، یعنی ہونٹوں کے دونوں طرفیں جو مونچھ اور داڑھی کے درمیان ہیں اور ران کے ملنے کی جگہ ہے۔ مونچھیں کتروانے کے وقت دونوں زاویے بھی بالوں سے صاف کئے جاتے ہیں۔ اس سے حنفیہ کی دونوں طرفیں بھی مراد ہوسکتی ہیں (کرمانی)

قولہ قص الشارب ،، قص کے معنی قطع کے ہیں۔ کہا جاتا طَیر ،، مقصوص ،، جس پرندے کے پر کٹے ہوئے ہوں اسے مقصوص کہا جاتا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا علماء سلف کی کثیر تعداد نے کہا مونچھوں کا حلق اور استیصال ممنوع ہے۔ امام مالک کا مذہب بھی یہی ہے وہ فرماتے تھے مونچھوں کا حلق کرنا مثلہ ہے۔ وہ حلق کرنیوالے کو تادیب کرتے تھے۔ مستحب یہ ہے کہ مونچھوں کے بال کتروائے حتی کہ ہونٹوں کے کنارے ظاہر ہوجائیں۔ امام نووی نے کہا مونچھیں کتروانا سنت ہے مستحب یہ ہے کہ پہلے دائیں طرف سے کتروانا شروع کرے خود کترے یا کسی سے کتروائے مونچھیں کتروانے کی حد میں مختار یہ ہے کہ ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہوجائے ان کا حلق نہ کرے اور جن روایات میں اِحْفُوا الشَّوَارِبَ ،، ہے اُن سے مراد یہ ہے کہ جو ہونٹوں پر بال لٹکے ہوتے ہیں ان کو کتروائے۔ انتہیٰ ،،

۶۴۱۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فطرت پانچ اشیاء ہیں یا پانچ اشیاء فطرت سے ہیں۔ ختنہ کرنا۔ ناف کے نیچے والے بال صاف کرنا، بغل کے بال اکھاڑنا، ناخن کٹوانا اور مونچھیں کتروانا۔

۶۴۱۱ — شرح : کرمانی نے کہا ختنہ کرنا فرض ہے؛ کیونکہ یہ دین کا شعار ہے جیسے کلمۂ توحید دین کا شعار ہے۔ اس کے ساتھ مسلمان کافر سے ممتاز ہوتا ہے۔ اگر یہ فرض نہ ہوتا تو کشفِ عورت جائز ہوتا اور اس کو دیکھنا ممنوع نہ ہوتا اس کے علاوہ

Marfat.com

بَابُ تَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ

۶۴۱۲ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ

باقی چار اشیاء سُنّت ہیں۔ اگر کوئی سوال پُوچھے کہ اگر ختنہ فرض ہے اور باقی چار سنت ہیں تو ان کو جمع کیوں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فرض اور سُنّت کو جمع کرنا ممنوع نہیں؛ چنانچہ اس آیت کریمہ "کُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ اِذَا اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ" میں فرض وسُنّت کا اجتماع ہے "اِسْتِحداد" استرہ استعمال کرنا ہے۔ یہ سُنّت ہے اس سے مراد اس جگہ کو صاف کرنا ہے۔ اس میں افضل حلق کرنا ہے۔ کترنا بھی جائز ہے۔ ایسے ہی بال اُکھاڑنا اور نورہ کا استعمال بھی جائز ہے۔ جیسے آلہ تناسل پر اور اس کے اردگرد کے بال صاف کرنا سُنّت ہے۔ ابوالعباس بن سریج نے کہا مقعد کے حلقہ پر اُگنے والے بال صاف کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ شرمگاہ سے بال صاف کرنے کے وقت میں مختار یہ ہے کہ جب یہ صاف کرنے کی حاجت محسوس کرے تو صاف کرلیا جائے اور چالیس روز سے تجاوز نہ کرے۔

قولہ "تَقْلِيْمُ الْاَظْفَار" تقلیم قلم سے ہے اس کے معنیٰ قطع ہیں۔ اظفار ظفر کی جمع ہے ان کو کٹوانے میں مبالغہ کریں اور یہ خیال رہے کہ اس سے انگلیاں متاثر نہ ہوں اور ان کو ضرر نہ پہنچے۔ امام نووی شرح مسلم میں ذکر کیا کہ ناخن کٹواتے وقت دائیں ہاتھ کی سبابہ سے شروع کرے پھر درمیانی انگلی پھر بنصر پھر خنصر پھر ابہام تک اور بائیں ہاتھ میں چھنگلیا سے شروع کرے پھر ساتھ والی انگلی انگوٹھے تک اور پاؤں میں پہلے دائیں پاؤں کی چھنگلیا سے انگوٹھے تک اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے چھنگلیا تک۔ ناخن کٹوانے کا وقت مقرر نہیں جب بھی کٹوانے کی حاجت محسوس ہو کٹوا لئے جائیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز ناخن کٹوانے کو اچھا جانتے تھے۔

باب ناخن کٹوانا

۶۴۱۲ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

۶۴۱۳ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ

۶۴۱۴ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ

نے فرمایا زیر ناف بال صاف کرنا، ناخن کٹوانا اور مونچھیں کتروانا فطرت سے ہیں۔

۶۴۱۳ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ چیزیں فطرتی ہیں۔ ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، مونچھیں کتروانا، ناخن کٹوانا اور بغلوں کے بال اکھاڑنا۔

۶۴۱۴ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو! داڑھیاں بڑھاؤ، مونچھیں کترواؤ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو مٹھی سے اپنی داڑھی پکڑتے جو اس سے زیادہ ہوتا اسے کٹوا دیتے،،

۶۴۱۶ــــ شرح : وَاحْفُوْا،، اِعْفَاء سے امر ہے۔ اِس کے معنی توفیر اور لمبا کرنے کے ہیں۔ ایک دُوسری روایت میں : اَوْفُوا اللُّحٰی،، ہے فارس والے داڑھی کٹواتے تھے۔ اس لئے شریعتِ مطہرہ نے اس سے منع فرمایا۔ علامہ عینی نے طبری سے نقل کیا کہ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ داڑھی بڑھاؤ؛ حالانکہ یہ کسی پر مخفی نہیں کہ اِعفاء کے معنی اکثار ہیں اس کی اتباع کرتے ہوئے اگر کوئی داڑھی کے بال نہ کٹوائے اور ان کو اپنے حال پر چھوڑ دے اور وہ طول و عرض میں بڑھتے جائیں تو وہ بہت زیادہ بڑھ جائیں گے حتی کہ لوگ اس داڑھی

Marfat.com

بَابُ اِعْفَاءِ اللُّحٰی عَفَوْا کَثَّرُوْا وَکَثُرَتْ اَمْوَالُھُمْ

۶۴۱۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَۃُ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْھَکُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی

کی باتیں کرنے لگتے ہیں اور لوگ مذاق کرنے لگتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مخصوص ہے اور داڑھی : بڑھانا ممنوع ہے اور زیادہ لمبی کو کٹوانا واجب ہے سلف صالحین کے اس کے اندازے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں اگر مٹھی سے زیادہ بڑھائی جائے اور وہ طول و عرض پھیلتی جائے تو بہت برا محسوس ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کی داڑھی طول و عرض میں بہت بڑھی ہوئی تھی تو انھوں نے اس کی داڑھی پکڑ کر اپنی طرف کھینچی اور ایک آدمی کو فرمایا مٹھی سے اوپر کاٹ ڈالو پھر اسے فرمایا جاؤ اپنے بال درست کرو یا خراب کرو تم داڑھی بڑھاتے اور بال لمبے کرتے ہو گویا کہ وہ دیکھنے میں جنگل کا درندہ معلوم ہوتا ہے جیسے ریچھ ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی پکڑتے اور جو مٹھی سے زیادہ ہوتی اس کو کٹوا دیتے تھے۔ اس طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس میں کوئی حد معین نہیں جو بال زیادہ بڑھ جائیں وہ کٹوا دیئے جائیں اور داڑھی اتنی بڑھانے جو لوگوں میں معروف ہو اور چہرہ خوبصورت معلوم ہو۔ عطاء نے کہا اگر داڑھی بڑھ جائے تو طول و عرض سے بڑھے ہوئے بال کٹوا دیئے کیونکہ داڑھی زیادہ لمبی ہو جائے تو لوگ مذاق کرتے ہیں۔ ترمذی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور داڑھی شریف کے طول و عرض سے زائد بال پکڑ لیتے تھے۔ اقول دراصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی شریف مٹھی کی مقدار بھی اس سے نہ بڑھتی نہ تھی۔ راوی نے بظاہر رویت کے اعتبار سے روایت کی ہے۔ امام نووی نے کہا اگر عورت کے داڑھی کے بال نکل آئیں تو ان کو منڈوانا مستحب ہے اسی طرح اس کے لئے مونچھیں بھی منڈوانا مستحب ہے۔

باب داڑھی بڑھانا

اعفاء عفی سے ماخوذ ہے، چنانچہ جب بال بکثرت ہو جائیں تو کہا جاتا ہے "عفی الشعر" زیادہ بالوں کو عافی کہتے ہیں "مؤلف" نے کہا: "عَفَوْا کَثَّرُوْا وکثرت اموالھم" یعنی عفی کا معنی مطلق کثرت ہے کثرت بالمال

Marfat.com

Marfat.com

حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتِهٖ فِيْ لِحْيَتِهٖ

۶۴۱۸ — حَدَّثَنَا مَلِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ اَرْسَلَنِيْ اَهْلِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ وَقَبَضَ اِسْرَائِيْلُ ثَلٰثَ اَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيْهَا شَعَرٌ مِّنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَيْنٌ اَوْ شَيْءٌ بَعَثَ اِلَيْهَا مِخْضَبَهٗ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَاَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا

نہیں کہ خضاب لگائیں۔ اگر میں چاہتا تو حضور کی داڑھی شریف کے سفید بال شمار کر سکتا تھا۔

شرح : ۶۴۱۶ - ۶۴۱۷ — شمط سفیدی ہے جو سیاہی سے مخلوط ہو بعض نے اس کے معنی سفید بال لکھے ہیں یعنی سر اور کانوں کے بال سفید تھے۔ بعض نے کہا اکثر بال سفید تھے بعض نے بیس بال ذکر کئے ہیں۔ بعض نے پندرہ بھی ذکر کئے ہیں۔ سترہ اور اٹھارہ کی بھی روایات ہیں۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ سفید بال عنفقہ میں تھے۔ عنفقہ نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان والے بال ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم نے زرد رنگ داڑھی شریف پر لگایا ہے۔ چنانچہ ام المومنین ام سلمہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے کہا کہ انہوں نے نبی کریم کے زرد بال دیکھے ہیں۔ بعض اس کا انکار کرتے ہیں۔ دراصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو بکثرت استعمال فرماتے تھے۔ اس سے بال زرد ہو گئے تھے اس لئے جس نے انہیں دیکھا اس نے کہا کہ حضور زرد رنگ کرتے تھے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۶۴۱۸ — ترجمہ : ثابت نے کہا انس بن مالک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا حضور اس درجہ پہنچے ہی نہیں تھے کہ خضاب کرتے اگر میں آپ کی داڑھی شریف کے سفید بال شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

۶۴۱۹ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَىٰ أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعَرًا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوبًا وَقَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا نَصِيرُ بْنُ أَبِي الْأَشْعَثِ عَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَرَتْهُ شَعَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْمَرَ

شرح : حدیث میں شرط کا جواب محذوف ہے یعنی اگر میں سفید بال شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید

۶۴۱۸ ـــ بال ثابت کرنے اور نفی کرنے کی روایات میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ جس نے سفید بالوں کا اعتبار کیا اس نے ثابت کئے ہیں اور جس نے نفی کی ہے اس لیے باقی بالوں کے باعث سفید بالوں کا اعتبار نہیں کیا۔

ترجمہ : عثمان بن عبداللہ بن موہب نے کہا میرے گھر والوں نے مجھ سے

۶۴۱۹ ـــ ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا پیالہ دیکر بھیجا۔ اسرائیل نے تین انگلیاں پکڑیں (یعنی تین بار بھیجا) وہ پیالہ چاندی کا تھا اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف تھے۔ جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی شئی ہوتی تو وہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف برتن بھیجتا۔ عثمان نے کہا میں نے اس کو دیکھا تو چند بال سرخ تھے۔

شرح : (من فضۃ) بکسر الفاء و تشدید الضاد یعنی

۶۴۱۹ ـــ چاندی ہے یہ مجرور "قدح" کی صفت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ چاندی کا پیالہ مردوں اور عورتوں کے لئے استعمال کرنا حرام ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خالص چاندی کا نہ تھا بلکہ اس پر چاندی کا پانی طبع تھا۔ یہ چاندی کے حکم میں نہیں۔ جلجل پانی کا برتن ہے جس میں غسل اور وضو کرتے ہیں۔ جلجل کی جمع جلاجل ہے یہ چاندی یا پیتل یا تانبے کا برتن ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان جملوں میں اتصال نہیں لہٰذا یہ قضیہ کیسے صحیح ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرخ بال تھے۔ انہوں نے جلجل میں رکھے ہوئے تھے۔ ان سے بیمار لوگ برکت چاہتے اور ان کی برکت سے شفا پاتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بال شریف لیتے اس کو پانی کے پیالہ میں ڈالتے اور بال والا پانی پیتے تو انہیں

Marfat.com

شفاء ہو جاتی تھی۔ عثمان کے گھر والوں نے اُن میں سے کچھ بال لئے اور اُن کو چاندی کے پیالے میں رکھا اور بال والا پانی پی گئے تو انہیں شفاء ہو گئی پھر انہوں نے عثمان کو وہ پیالہ دے کر ام المؤمنین ام سلمہ کے پاس بھیجا تو انھوں نے دیکھ کر ایک برتن میں رکھ دیا۔ حضرت عثمان نے اس برتن کو دیکھا تو اس میں بال تھے۔ عثمان بن عبداللہ بن موہب نے کہا جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی بیماری لاحق ہو جاتی تو اس کی بیوی یا گھر والے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس برتن بھیجتے اس میں کچھ پانی اور بال شریف ڈالتے اس میں ہاتھ ڈبوتا تو صحت یاب ہو جاتا پھر بال شریف برتن میں واپس کر دیتے۔

ترجمہ عثمان بن عبداللہ بن موہب نے کہا میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انہوں نے ہمارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے نکلے ہوئے بال نکالے۔ ابو نعیم نے کہا ہم سے نصیر بن ابی اشعث نے ابن موہب سے بیان کیا کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سرخ بال دکھایا۔

شرح عثمان بن عبداللہ کی یہ دوسری حدیث ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ بال شریف مہندی اور وسمہ سے رنگے ہوئے تھے اور یہ بال شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف خم لگانے سے زیبا ہو گئے تھے اور یہ بال شریف ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔

باب حیض کا بیان

ترجمہ

Marfat.com

کا مفہوم یہ ہے کہ تم سر اور داڑھی کے سفید بالوں کے [illegible] کتاب کی مخالفت کرو۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تو [illegible] کتاب کی موافقت کرنا تھا جب تک اُن کے خلاف حکم نازل نہ ہوتا تھا [illegible] اپنے شمائل اور احکام کرنے سے [illegible] جب تک شریعت نے اُن کا انکار نہ کیا ہو [illegible] جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا کیا اور اُن سے مستغنی کر دیا تو یہودیوں کی مخالفت کا حکم فرمایا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے [illegible] جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] حساب میں [illegible] سفید بالوں کی تغیر [illegible] انصار مشائخ کے پاس تشریف لے گئے جن کی داڑھیاں سفید تھیں۔ فرمایا اے انصار سفید بال سرخ یا زرد کرو [illegible] ابن ابی عاصم نے [illegible] تو [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

اگر یہ سوال کیا جائے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید بالوں کی تغیر کو مکروہ جانتے تھے۔ طبرانی نے عمرو بن شعیب کے اسناد سے [illegible] کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام میں جس کے بال سفید ہوئے یہ اس کے لئے قیامت میں نور ہوں گے جب تک ان کو متغیر نہ کرے اور [illegible] جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند خضابوں کو ناپسند کیا ان میں سے ایک تغیر ہے جبکہ [illegible] امام [illegible] ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مہندی اور وسمہ سے [illegible] اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ مہندی لگاتے تھے [illegible] حضرت علی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مہندی لگاتے تھے۔ [illegible] حضرات تابعین عظام رحمہم اللہ [illegible] طاؤس ابوسائل [illegible] ابوامامہ بن سہل بن حنیف اور سعید بن مسیب وغیرہم مشیر کرتے تھے ان کا جواب یہ ہے کہ [illegible] کی روایات تمام صحیح ہیں لیکن بعض علماء ہیں اور بعض خاص ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد خالفوا الیھود وغیروا الشیب ،، سے مراد خصوص ہے یعنی وہ سفید بال تغیر کرو جو ابوقحافہ کی داڑھی جیسی سفید ہو اور بعض سفید ہو جس کی تغیر کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] وہ سفید داڑھی ہے جن حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے داڑھیوں کو متغیر کیا تھا وہ سخت سفید ابوقحافہ کے بالوں جیسی تھیں اور جنہوں نے مہندی [illegible] وجوب [illegible] تغیر کا حکم [illegible] تحریم پر نہیں، کیونکہ سلف صالحین اور دیگر حضرات [illegible] اور [illegible] علماء کا [illegible]

Marfat.com

بَابُ الْجَعْدِ

۶۴۲۱ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْآدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ

رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو سیاہ رنگ کریں گے وہ جنت کی خوشبو نہ پائیں گے۔ مثنیٰ بن صباح نے عمرو بن شعیب کے اسناد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جو کوئی داڑھی سیاہ کرے گا۔ قیامت میں اللہ اس کو نظر کرم سے نہ دیکھے گا طبرانی نے اپنے اسناد الدرداء سے مرفوع روایت کی کہ جس نے داڑھی سیاہ کی اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ قیامت میں کالا کرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ داڑھیوں کو متغیر کرو اور سیاہ رنگ سے متغیر نہ کرو بعض حضرات نے وقتی ضرورت کے لئے داڑھی کو سیاہ کیا چنانچہ زبیر کی بیوی کی تکیہ کے لئے یا جہاد میں دشمن کو مرعوب کرنے کے لئے سیاہ کرنا جائز ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما مہندی اور وسمہ لگاتے تھے۔

باب گھونگریلے بال

۶۴۲۱ — ترجمہ: ربیعہ نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت دراز قد والے نہ تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے۔ نہ سفید سفید اور نہ گندم گوں تھے اور آپ کے بال شدید (حبشیوں کی طرح سخت) گھونگریالے نہ تھے اور نرم بال سیدھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت دی حشر کی سر مبارک اور داڑھی شریف میں بال سفید تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۴۲۲ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ سُلَيْمَانَ أَنَّ جُمَّتَهُ لَتَضْرِبُ قَرِيبًا مِنْ مَنْكِبَيْهِ قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ بِعَنْزَةٍ يَحْمِلُهَا خَيْرٌ مِنْ كَذَا مَا حَدَّثَ بِهِ قَطُّ إِلَّا ضَحِكَ قَالَ شُعْبَةُ شَعَرُهُ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ ۶۴۲۳ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ رَجِلًا مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ

۶۴۲۱ ـــ شرح : سبحان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد شریف درمیانہ تھا زیادہ لمبا نہ تھا کیونکہ زیادہ لمبا قد عیب شمار کیا جاتا ہے۔ آپ چونے کی طرح خاص سفید تھے۔ جعد کے معنی پیچدار اور قطط کے معنی سخت پیچدار سبط اس کی ضد ہے۔
(حدیث ۳۳۱۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۴۲۲ ـــ ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے کوئی شخص سرخ چادر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا (بخاری نے کہا) میرے بعض ساتھیوں نے مالک بن اسماعیل سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف مونڈھے تک آجاتے تھے۔ ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب کو کئی بار یہ بیان کرتے سنا وہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو ہنس دیتے تھے۔ ابو اسحاق کی شعبہ نے متابعت کی کہ حضور کے بال شریف آپ کے مونڈھوں تک پہنچتے تھے (حدیث ۳۳۲۰ ج ۵ ۔ ترجمہ اور شرح دیکھیں)
(حدیث ۳۳۲۵ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۴۲۳ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

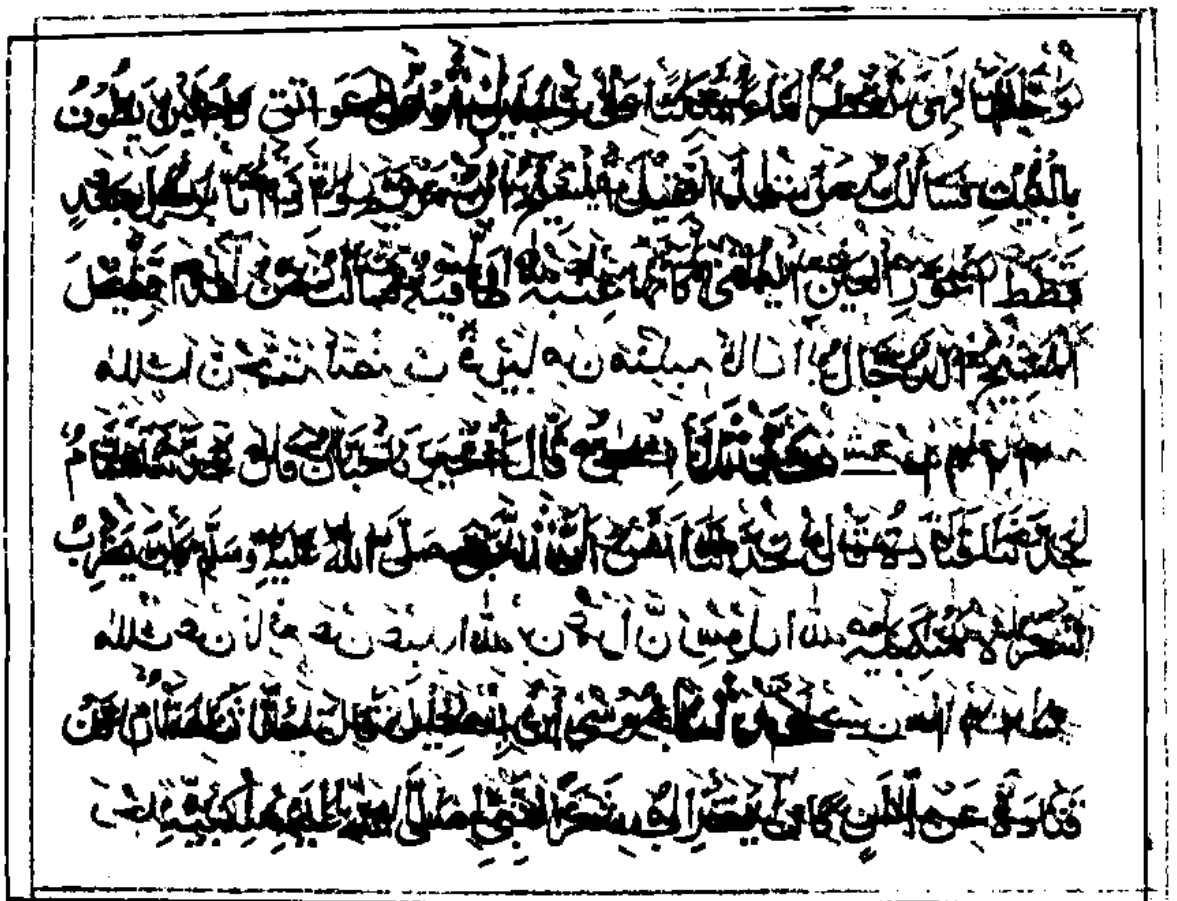

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۴۴۲۵ حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن قتادة قال ذهب ابن
جرير قال حدثنا ابن حميد قال حدثنا يحيى بن واضح قال حدثنا أنس بن مالك عن شعر
من شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا هذا شعر من شعر رسول الله صلى الله
عليه وسلم رجل ليس بالسبط ولا الجعد بين أذنيه وعاتقه
۴۴۲۶ حدثنا ابن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن قتادة عن
أنس كان النبي صلى الله عليه وسلم ضخم اليدين والقدمين لم أر بعده مثله
وفي رواية ابن المثنى عن النبي صلى الله عليه وسلم رجل ليس بالجعد ولا السبط

۴۴۲۵ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے بال شریف دونوں مونڈھوں تک تھے۔

تشریح: یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ
۴۴۲۴ ۔ ۴۴۲۵
آپ کے بال شریف کندھوں کے قریب تھے۔ شعبہ نے
کہا کہ انس نے مونڈھوں تک ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اختلاف اوقات
اور احوال کے اعتبار سے ہے یعنی یہ ایک وقت کے اعتبار سے نہیں کیونکہ بعض اوقات جبکہ بال شریف
زیادہ بڑھے ہوئے تھے مونڈھوں تک پہنچ جاتے تھے جب کٹواتے تو کانوں کی لو تک ہوتے یا مونڈھوں کے
قریب ہوتے۔ جس نے جو کچھ دیکھا وہی بیان کر دیا۔ والله اعلم
اول مرتبہ کا ذکر ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال خوب گھنے تھے جب حضرت کنگھی فرماتے تو مونڈھوں
تک یا اُن کے قریب پہنچ جاتے اور کچھ وقت گزر جانے کے بعد شکن دار ہو جاتے اور کانوں کی لو تک ہو جاتے تھے
۴۴۲۶ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف مونڈھوں تک تھے جس نے دوسرا حال دیکھا
اس نے اس کو بیان کر دیا۔ اس نے کہا کہ آپ کے بال شریف مونڈھوں تک تھے جس نے دوسرا حال دیکھا
اس نے اس کو بیان کر دیا۔ اس نے کہا کہ آپ کے بال شریف کانوں کی لو تک تھے جس نے تی

۶۴۲۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْقَدَمَيْنِ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَكَانَ بَسْطَ الْكَفَّيْنِ

۶۴۲۹ — حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَوْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ وَقَالَ اَبُوْ هِلَالٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ شِبْهَهٗ

۶۴۲۶ — شرح : رَجِلٌ بفتح الجيم وكسر اللام يعني معتدل جو سخت گھنگریالے اور بالکل سیدھے بالوں کے درمیان ہوں۔ لیس بالسبط رَجِلٌ کی تفسیر ہے۔

۶۴۲۷ — ترجمہ : قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھ مبارک گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے حضور کے بعد آپ کی مثل نہیں دیکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف معتدل تھے نہ بہت گھنگریالے اور نہ بہت سیدھے تھے۔

۶۴۲۸ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں دست مبارک اور دونوں قدم گوشت سے بھرے تھے۔ حضور کی مثل خوبصورت نہ میں نے آپ کے بعد اور پہلے کی مثل نہیں دیکھا۔ حضور کی دونوں ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

۶۴۲۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم گوشت سے بھرے تھے۔ حضور کا چہرہ اور صورت بہت اچھی تھی۔ حضور کے

Marfat.com

۶۴۳۰ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ كَمَا قَالَ وَلَكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي

بعد میں نے اس کی شکل نہیں دیکھا۔ ہشام معمر اور قتادہ کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف اور ہتھیلیاں گوشت سے پُر تھیں ابو ہلال نے کہا قتادہ نے انس سے یا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں گوشت سے پُر تھے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا

۶۴۲۹ ـــ شرح : قولہ عن رجل آہ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی سے یا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ سے صرف کوئی آدمی راوی ہے یا حضرت انس بھی راوی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بظاہر عن ابی ھریرۃ کا تعلق صرف رجل سے ہے؛ کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اور ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے تھے وہ کسی دوسرے کی نسبت حضور کی صفات سے زیادہ آشنا تھے لہٰذا ان کا کسی دوسرے آدمی سے جو اس کی نسبت حضور کی خدمت میں زیادہ نہ رہتا ہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصف روایت کرنا بعید ہے (کرمانی)

ابو مسعود اور حمیدی نے کہا اس حدیث کے اسناد میں ترددِ معاذ بن ہانی کی طرف سے ہے کہ ہمام نے ان کو قتادہ سے خبر دی ہے جو وہ انس سے روایت کرتے ہیں یا کسی آدمی سے خبر دی ہے جو ابوہریرہ سے روایت کرتا ہے۔ حافظ عینی نے کہا بہرحال میں دو باتیں ہیں ایک سند میں تردد دوسرے مجہول سے روایت۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ثقہ راوی کا تردد کرنا اس کے ضبط میں مخل نہیں یعنی اگرچہ روایت مجہول ہے لیکن جس آدمی سے قتادہ نے نقل کی ہے وہ ثقہ ہوگا اس لئے یہ تردد مخل نہیں۔

۶۴۳۰ ـــ ترجمہ : مجاہد نے کہا ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھے۔ لوگوں نے دجال

Marfat.com

باب تلبید الشعث ۶۶۲

حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری قال اخبرنی سالم بن عبد اللہ ان عبد اللہ بن عمر قال سمعت عمر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالبطحاء وکان ابن عمر یقول اھللت کما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یھل

کو ذکر کیا تو ابن عباس نے کہا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے۔ ابن عباس نے کہا میں نے یہ نہیں سنا لیکن سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے کہ مجھ کو جبرئیل نے خبر دی یا فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے تھے کہ میرے پاس آج رات میرے رب کی طرف سے آنے والے آئے اور میں اس وادی میں تھا جس کی مہمانی کی بہت برکت بیان کی جاتی ہے اور کہا کہ میں عمرہ اور حج کا احرام باندھے ہوئے اترا ہوں۔

باب تلبید کا بیان ۶۶۲

تلبید وہ ہے جو احرام باندھنے والا اپنے سر میں گوند یا کوئی لیس دار چیز لگا لیتا ہے تاکہ اس میں جوئیں نہ پڑیں اور بال نہ بکھریں اس وقت چھ بالوں میں بالوں کی کیفیت کا ذکر ہے اور بالوں کو بلند کرنا بھی بالوں کا ایک حال ہے اس پر یہاں ترجمہ ہے

شرح : حضرت

۶۴۳۲ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ
قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ
يَقُولُ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ
وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ

۶۴۳۳ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ
عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ

حَتَّى آخَرَ

ہے اور حج میں اپنے بالوں کو گوندھنے والوں کو گوندھنے والے کے ساتھ تشبیہ دی جو اپنے بالوں کو گوند سے جماتا ہے۔ اس لئے بالوں کو گوندھنے والے کو حکم دیا کہ وہ بال منڈائے تقصیر نہ
کرے اور حج میں احرام باندھنے والے بھی اپنے بالوں کو گوند سے جماتے ہیں التبہ احرام میں
آپ نے بالوں کو گوند سے جمانے والوں کو بال منڈانے کا حکم دیا تاکہ بال پراگندہ نہ ہوں۔

۶۴۳۲ — حدیث ۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا آپ تلبیہ کہتے تھے لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک
لا شریک لک (ج ۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ الْفَرْقِ

۶۴۳۴ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ وَكَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ اَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرُقُونَ رُءُوسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ

حلال ہو گئے ہیں اور آپ عمرے سے حلال نہیں ہوئے (احرام نہیں کھولا جبکہ لوگوں نے عمرے کا احرام کھول دیا ہے) حضور نے فرمایا میں نے اپنا سر گوند سے جمایا ہے اور ہدی کو قلادہ پہنایا ہے۔ میں عمرے کا احرام نہیں کھولوں گا حتی کہ نحر کے روز ہدی ذبح کروں گا۔ (نحر کے روز قربانی کر کے احرام کھولوں گا)

(حدیث ۱۷۲۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب الفرق (مانگ نکالنا)

۶۴۳۴ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن احکام کے متعلق حکم نہ پہنچا ہوتا تھا ان میں اہل کتاب کی موافقت کرتے تھے اور اہل کتاب اپنے بالوں کو لٹکاتے تھے جبکہ مشرک اپنے سروں میں مانگ نکالتے تھے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی پر بال لٹکائے پھر اس کے بعد مانگ نکالتے تھے۔

۶۴۳۴ — شرح: مانگ نکالنا مشرکوں کی عادت تھی سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کی موافقت کو پسند کرنے کے باوجود مانگ کا اختیار کیا اس کی کوئی وجہ ہے چنانچہ شمائل ترمذی میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً مانگ نہیں نکالی تھی بلکہ بوجہ مانگ نکلی تھی شمائل کی عبارت کچھ اس طرح ہے ہو انہ الفرق فرق ذوائبہ یعنی مانگ

Marfat.com

۶۴۳۵ — حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَجَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ إِبَانٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ الذَّوَائِبِ

۶۴۳۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ ابْنُ عَنْبَسَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ حَ وَحَدَّثَنَا

بال نکل گئی تو حضور بال نکالیں گے ورنہ نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اہل کتاب کی مخالفت کرو" حالانکہ نزول وحی سے پہلے آپ اس مسئلہ میں موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی پیروی کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب حضور کو اہل کتاب کی مخالفت کا حکم دیا گیا تھا۔ صحیح یہ ہے کہ مانگ نکالنا مستحب ہے واجب نہیں۔ امام نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ بال لٹکانے اور مانگ نکالنا دونوں جائز ہے۔ (حدیث ۵۸۳ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۴۳۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا گویا کہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مفارق میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں؛ حالانکہ آپ نے احرام باندھا ہوا ہے۔ عبداللہ بن رجاء نے کہا مفرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہے۔

۶۴۳۵ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگاتے تھے نہانے کے بعد اس کا اثر باقی رہتا تھا یہ حال احرام میں ممنوع نہیں مفارق مفرق کی جمع ہے اور وہ سر کے درمیان سے بالوں کے دائیں بائیں دو حصے کرنا ہے لیکن مفارق اس لئے فرمایا کہ سر کا ہر حصہ گویا کہ مفرق ہے (حدیث ۵۸۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

باب گیسو

ذوائب ذؤابہ کی جمع ہے۔ یہ دراصل ناشب تھا ہمزہ کو واؤ سے بدلا گیا ہے۔ ذؤابہ سر سے لٹکنے والے

Marfat.com

قتیبۃ قال حدثنا مشیم عن ابی بشر عن سلیمان بن حبیب عن ابن عباس قال بت لیلۃ عند میمونۃ بنت الحارث فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندھا فی لیلتھا قال فتحدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اھلہ ساعۃ من اللیل ثم نام او قال ذھب بعض اللیل فقمت عن یسار فقال ما لک ذھب بی فجعلنی عن یمینہ

۶۴۳۷ — حدثنی عمرو بن محمد قال اخبرنا مشیم قال اخبرنا ابو بشر بھذا او قال بذوابتی او قال بوتینی

۲۶۶۳ —

بال ہیں۔ اس باب کو کتاب اللباس میں داخل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض کی طرح بالوں میں بھی زینت ہے اور زینت میں دونوں کا اشتراک ہے۔

۶۴۳۶ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں ایک رات ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے گھر رہا جس رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باری میں ان کے پاس تھے انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کیسو پکڑ کر اور گھما کر داہنی طرف کر لیا۔

۶۴۳۶ — شرح: [illegible] بال نہ کرنے کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ [illegible] جائیں اور دوسرا فائدہ کہ اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو [illegible] کی ذوابہ سے تفسیر کی ہے۔ ابوداؤد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا ہے اور قزع یہ ہے کہ بچے کے سر کے بعض بال منڈا دیے جائیں اور بعض چھوڑ دیے جائیں۔ [illegible] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی شرح دیکھیں۔

۶۴۳۷ — ترجمہ: عمرو بن محمد نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا کہا ہمیں ابوبشر نے یہ خبر دی اور کہا کہ حضور نے میرے گیسو یا میرا سر پکڑا۔ (یہ راوی کو شک ہے)

باب

Marfat.com

بَابُ الْقَزَعِ

۶۴۳۸ــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَخْلَدٌ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ ابْنُ حَفْصٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ نَافِعٍ اَخْبَرَہٗ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْہٰی عَنِ الْقَزَعِ قَالَ عُبَیْدُ اللّٰہِ قُلْتُ وَمَا الْقَزَعُ فَاَشَارَ اِلَیْنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ قَالَ اِذَا حُلِقَ الصَّبِیُّ تُرِکَ ھٰھُنَا شَعَرٌ وَھٰھُنَا وَھٰھُنَا فَاَشَارَ لَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ اِلٰی نَاصِیَتِہٖ وَجَانِبَیْ رَاْسِہٖ قِیْلَ لِعُبَیْدِ اللّٰہِ فَالْجَارِیَۃُ وَالْغُلَامُ قَالَ لَا اَدْرِیْ ھٰکَذَا قَالَ الصَّبِیُّ قَالَ عُبَیْدُ اللّٰہِ وَعَاوَدْتُّہٗ فَقَالَ اَمَّا الْقُصَّۃُ وَالْقَفَا لِلْغُلَامِ فَلَا بَاْسَ بِھِمَا وَلٰکِنَّ الْقَزَعَ اَنْ یُّتْرَکَ بِنَاصِیَتِہٖ شَعَرٌ وَلَیْسَ فِیْ رَاْسِہٖ غَیْرُہٗ وَکَذٰلِکَ شَقُّ رَاْسِہٖ ھٰذَا اَوْ ھٰذَا

باب قزع

یہ قزعۃ کی جمع ہے۔ بادل کے ٹکڑے کو قزعہ کہتے ہیں اور سر کے بالوں میں سے بعض کو منڈا دیں اور بعض چھوڑ دیئے جائیں تو اسے بھی قزعہ کہتے ہیں۔ اس کو متفرق بادل سے تشبیہ دی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا ہے۔

۶۴۳۸ــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ قزع سے منع فرماتے تھے۔ عبیداللہ نے کہا میں نے کہا قزع کیا شئ ہے؟ تو

Marfat.com

۶۴۳۹ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ الْمُثَنّٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ

عُبید اللہ نے اشارہ کر کے کہا جب بچے کے بعض بال منڈائے اور یہاں اور یہاں بعض بال چھوڑ دے۔ عُبید اللہ نے اپنی پیشانی اور سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کیا۔ عبد اللہ سے کہا گیا لڑکی اور لڑکے دونوں کا حکم یہ ہے؟ کہا مجھے معلوم نہیں۔ صرف بچہ کا لفظ کہا تھا۔ عبید اللہ نے کہا میں نے اُن سے دوبارہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ لڑکے کی پیشانی اور گدی کے بال مونڈنے میں حرج نہیں لیکن قزع یہ ہے کہ پیشانی کے بال چھوڑ دیئے جائیں اس کے سوا سر پر کوئی بال نہ ہو ایسے ہی سر کے کنارے میں دائیں بائیں کے بال چھوڑ دیئے جائیں۔

۶۴۳۹ — شرح : اس حدیث میں "اَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ" دوبارہ ذکر کیا پہلی بار میں کچھ عبارت میں محذوف ہے۔ یعنی عبید اللہ نے عمر بن نافع کا کلام نقل کر کے اشارہ کیا کہ قزع یہ ہے کہ بچے کے بال منڈائے جائیں اور یہاں کے بال چھوڑ دیئے جائیں اور دائیں اور بائیں طرف کے بال چھوڑ دیئے جائیں۔ دوسری بار عبید اللہ نے اپنی پیشانی کی طرف اور سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کیا یہ عبید اللہ کا اپنا کلام ہے۔ عبارت کی ترکیب میں کچھ اضطراب ہے اسی لئے علامہ کرمانی نے کہا اگر سوال پوچھا جائے کہ اس کلام کا حاصل کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کلام کی تقریر اس طرح ہے کہ عبید اللہ نے کہا میں نے اپنے شیخ اور استاذ عمر بن نافع سے کہا قزع کے معنیٰ کیا ہیں۔ عمر نے کہا جب بچے کا سر منڈائے تو ادھر اُدھر سے بال چھوڑ دے۔ عبید اللہ نے اپنی پیشانی اور سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کیا اور پہلے ٹھُنا سے پیشانی کی طرف اشارہ کیا جبکہ دُوسرے اور تیسرے ٹھُنا سے سر کی دونوں جانبوں کی طرف اشارہ کیا۔ عبید اللہ سے پوچھا گیا کیا اس حکم میں لڑکی اور لڑکا دونوں برابر ہیں؟ اُس نے کہا مجھے یہ معلوم نہیں لیکن اُنہوں نے بچے کو ذکر کیا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ظاہر یہی ہے کہ یہ بچے کا حکم ہے ہو سکتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ فعیل میں مذکر مؤنث دونوں برابر ہیں یا بچے کی ذات یعنی بچپن مراد ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے قزع سے منع کرنے میں کیا حکمت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح خلقت میں قباحت معلوم ہوتی ہے یا یہ فسادیوں اور یہودیوں کی حالت ہے۔ امام نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا قزع کی کراہت پر علماء کا اتفاق ہے جبکہ وہ مختلف جگہوں سے ہو البتہ دوام کے طور پر تنزیہاً مکروہ ہے امام غزالی نے احیاء میں ذکر کیا جو کوئی زیادہ صفائی چاہے وہ سارے سر کا حلق کرے تو حرج نہیں اور جو تیل اور کنگھی سے بال سنوارنا چاہے تو بال حلق نہ کرے۔

Marfat.com

بَابُ تَطْيِيبِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا

۶۴۴۰ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ لِحُرْمِهِ وَطَيَّبْتُهُ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ

۶۴۳۹ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا۔

باب عورت کا اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے شوہر کو خوشبو لگانا،

لباس سے حاصل ہونے والی زینت سے خوشبو بھی ہے اسی لئے اس کو کتاب اللباس میں ذکر کیا ہے،،

۶۴۴۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اپنے ہاتھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے وقت خوشبو لگائی اور طوافِ زیارت سے پہلے منیٰ میں خوشبو لگائی۔

۶۴۴۰ — شرح : منیٰ میں رمی، ذبح اور حلق کے بعد عورتوں کے سوا ہر شئ محرم کے لئے حلال ہے اس لئے طوافِ زیارت سے پہلے محرم خوشبو لگا سکتا ہے۔ اور طوافِ زیارت کے بعد بیوی سے جماع بھی جائز ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے۔ اور تحلل اول یعنی طوافِ زیارت سے قبل بھی خوشبو لگانا جائز ہے۔

Marfat.com

بَابُ الطِّيبِ فِي الرَّاسِ وَاللِّحْيَةِ

۶۴۴۱ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيلُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتّٰى اَجِدَ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَاْسِهِ وَلِحْيَتِهِ

بَابُ الْاِمْتِشَاطِ

۶۴۴۲ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِي اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي

باب سر اور داڑھی کو خوشبو لگانا

۶۴۴۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بہترین خوشبو سے جو میں پاتی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معطر کرتی تھی یہاں تک کہ حضور کی داڑھی اور سر مبارک میں خوشبو کی چمک پاتی تھی۔"

۶۴۴۱ — شرح : وبیص کے معنی چمک ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کی خوشبو لگانے کے مواضع عورت کی خوشبو کے مواضع سے مختلف ہیں ؛ کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف کو خوشبو لگاتی تھیں اس سے واضح ہے کہ ام المؤمنین بالوں کو خوشبو لگاتی تھیں چہرہ کو نہیں لگاتی تھیں بخلاف عورتوں کے وہ چہروں کو خوشبو لگاتی ہیں اور اس سے زینت اور خوبصورتی بڑھاتی ہیں لیکن مردوں کے لئے چہروں کو خوشبو لگانا شرعاً ممنوع ہے ؛ کیونکہ عورتوں سے مشابہت کرنا حرام ہے۔ عورتیں ہر زینت سے مزین ہو سکتی ہیں بشرطیکہ اس قسم کی زینت نہ کریں جس سے خلقت تبدیل ہو جائے۔

Marfat.com

دَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُكُّ رَأْسَهُ بِالْمِدْرَى فَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْأَبْصَارِ

بَابُ تَرْجِيلِ الْحَائِضِ زَوْجَهَا

۶۴۴۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ

باب کنگھی کرنا

۶۴۴۲ ترجمہ : سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں سوراخ سے جھانکا جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوہے کے آلہ سے اپنا سر مبارک کھجا رہے تھے۔ حضور نے فرمایا اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں یہ کنگھی تیری آنکھوں میں چبھو دیتا۔ اجازت طلب کرنا نظروں ہی کے سبب ہے۔

۶۴۴۲ شرح : مِدْرَی بکسر المیم بمعنی کنگھی جس سے بالوں کی اصلاح کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے "مَدَرَتِ الْمَرْأَةُ" جبکہ وہ اپنے بالوں کی اصلاح کرے۔ یعنی طلب اجازت اس لئے ہے کہ اجنبی کی نظر درونِ خانہ نہ پڑے اور وہ مستورات نہ دیکھے۔ اگر دروازے کے سوراخ سے دیکھ لے تو استیذان کا مقصد فوت ہو جاتا ہے ہاں اگر دروازہ کھلا ہو اور پردہ بھی نہ لٹکا ہو تو گزرتے ہوئے نظر پڑ جانے تو گناہ نہیں۔

باب حائضہ عورت کا اپنے شوہر کے سر پر کنگھی کرنا

Marfat.com

۶۴۴۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهٗ

بَابُ التَّرَجُّلِ

۶۴۴۵ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَشْعَثَ ابْنِ سُلَيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ تَرَجُّلِهٖ وَوُضُوْئِهٖ

۶۴۴۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کرتی تھی ؛ حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

۶۴۴۴ — ترجمہ : عبداللہ بن یوسف نے مالک، ہشام اور عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس جیسی روایت کی ہے۔

(حدیث ۲۹۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب کنگھی اور داہنی طرف سے شروع کرنا ۔۔۔

۶۴۴۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طاقت کے مطابق کنگھی کرنا اور وضو کرنا داہنی طرف سے بہت پسند تھا۔

(حدیث ۱۶۸ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْمِسْكِ

۶۴۴۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ

باب جو کچھ کستوری کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے

۶۴۴۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے لیکن روزہ وہ میرے لئے ہے اس کی جزاء میں دیتا ہوں۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے۔

۶۴۴۶ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام عبادات اللہ کے لئے ہیں تو روزہ کی طرف نسبت کرنے کا کیا معنی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی بھی عبادت روزہ سے نہیں کی گئی ؛ کیونکہ کافروں نے کسی وقت اپنے معبودوں کی عبادت روزے رکھ کر نہیں کی ہے۔ بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ روزہ خفیہ عمل ہے جس میں ریاء کو دخل نہیں۔ یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ اس سے غرض کثرت ثواب ہے کہ معطی کی عظمت عطیہ کی عظمت کی دلیل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی نسبت أَطْيَبُ متصور نہیں ہوتی کیونکہ وہ امثال سے منزہ ہے لہٰذا "أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ" کا مفہوم کیا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ طیب قبول کو مستلزم ہے لہٰذا حدیث کے معنی یہ ہیں کہ روزہ کی خوشبو تمہارے نزدیک کستوری کی خوشبو کی قبولیت سے زیادہ قبول ہے یا مضاف محذوف ہے یعنی عند ملائکۃ اللہ تعالیٰ تو معنی یہ ہیں کہ اللہ کے فرشتوں کے نزدیک زیادہ اچھی ہے واللہ اعلم

Marfat.com

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطِّيْبِ

۶۴۴۷ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ اُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْرَامِهٖ بِاَطْيَبِ مَا اَجِدُ

بَابُ مَنْ لَمْ يَرُدَّ الطِّيْبَ

۶۴۴۸ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَذْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ

باب جس خوشبو کا استعمال مستحب ہے

۶۴۴۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے کے وقت سب سے اچھی خوشبو لگاتی جو پاتی تھی۔

باب جس نے خوشبو کو ردّ نہ کیا

۶۴۴۸ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خوشبو کو ردّ نہ کیا کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو ردّ نہ فرماتے تھے۔

Marfat.com

بَابُ الزَّرِيرَةِ

۶۴۴۹ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ بِذَرِيرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْإِحْرَامِ

۶۴۴۸ — شرح: یعنی جو کوئی حضور کو خوشبو نذرانہ پیش کرتا آپ اس کو قبول فرما لیتے تھے رد نہ کرتے تھے کیونکہ خوشبو کا اٹھانا آسان ہے۔

اور اس کی بو اچھی ہے

باب ذریرہ

یہ خوشبو کی قسم ہے جو چند خوشبوؤں سے مرکب ہوتی ہے۔ یہ خوشبو کی ایک خاص قسم ہے،،

۶۴۴۹ — ترجمہ: عثمان بن ہیثم یا محمد نے ان سے بیان کیا انہوں نے ابن جریج سے خبر دی کہ مجھے عمر بن عبداللہ بن عروہ نے خبر دی انھوں نے کہا عروہ اور قاسم کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دیتے ہوئے سنا کہ انہوں نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر احرام باندھنے اور کھولنے کے وقت اپنے ہاتھوں سے خوشبو (ذریرہ) لگائی۔

۶۴۴۹ — شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عثمان سے روایت کرنے میں شک کیا ہے کہ یہ بالواسطہ ہے یا بلاواسطہ ہے، لیکن یہ شک قادح نہیں، کیونکہ وہ اپنے شیخ عثمان سے بلاواسطہ روایت کرتے رہتے ہیں، چنانچہ حج اور نکاح کے اواخر میں کئی مواضع میں بلاواسطہ احادیث ذکر کی ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بَابُ الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ

۶۴۵۰ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ مَالِيَ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

کے احرام باندھنے سے پہلے میں آپ کو خوشبو لگاتی تھی پھر آپ غسل فرما کر احرام باندھتے تو اس کی چمک آپ کے سر مبارک سے نظر آتی تھی ایسے ہی احرام کھولنے کے بعد حضور کو خوشبو لگاتی تھی۔

باب خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کشادہ کرنے والی عورتیں

عورتیں سامنے والے دو یا چار دانتوں کے درمیان خوبصورتی کے لئے دُوری کرتی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے کیونکہ اس طرح کرنا اصل خِلقت کو بدلانا ہے۔ ایسے ہی عورتوں کا آبروؤں سے بال اُکھاڑ کر ان کو باریک کرنا بھی ممنوع ہے "

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کے بدن پر داغ کرنے والی اور داغ کرانے والی اور سر اور منہ سے بال اُکھاڑنے والی اور حُسن کے لئے دانت کشادہ کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی جو اللہ کی خِلقت کو متغیر کرتی ہیں۔ میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے، حالانکہ یہ اللہ کی کتاب میں ہے جو تمہیں رسول دے وہ لو "

۶۴۵۰ —

Marfat.com

بَابُ الْوَصْلِ فِي الشَّعْرِ

۶۴۵۱ــ حَدَّثَنَا اسمٰعیل قَالَ حَدَّثَنِیْ مالك عن ابن شِهاب عَنْ حُمَید بن عبد الرحمٰن بن عوف انه سَمِعَ معاویة ابْنَ ابی سفیٰن عامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ كَانَتْ بِیَدِ حَرَسِیٍّ اَیْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْهٰی عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَیَقُوْلُ اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ

۶۴۵۰ــ شرح : واشمات واشمہ کی جمع ہے۔ یہ وشم سے ہے اس کے معنی ہیں ہاتھ یا منہ پر یا بدن کے کسی حصہ پر سوئی سے داغ کر کے اس میں سرمہ وغیرہ بھرنا تاکہ داغ سیاہ معلوم ہو اور مستوشمات مستوشمہ کی جمع استشام سے ہے اس کے معنی ہیں وشم طلب کرنا یعنی بدن کے کسی حصہ پر سوئی سے داغ کروا کر اس میں سرمہ وغیرہ بھروانا "متنمصات" "مُتَنَمِّصَہ" کی جمع ہے۔ یہ تَنَمُّص سے ہے اس کے معنی ہیں سر یا منہ سے بال اکھاڑنا متنمصات کے معنی بال اکھڑانے والی عورتیں اور نامصات بال اکھاڑنے والی عورتیں۔ "مُتَفَلِّجات" "مُتَفَلِّجَہ" کی جمع تفلج سے ہے اس کے معنی ہیں سامنے والے دو یا چار دانتوں میں کشادگی اور دوری کرنا یہ عورتیں حُسن اور خوبصورتی کے لئے کرتی ہیں چونکہ ان میں تغییر خلق ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ حدیث ۴۸۸ ج ۷ کی شرح دیکھیں۔ کتاب التفسیر سورۂ حشر"

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مذکورہ افعال کرنے والی عورتوں پر لعنت اللہ کی کتاب میں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جو تمہیں رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے رُک جاؤ" اسی کے منع یہ ہیں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اس پر لعنت کرو"

باب بالوں کو جوڑنا

۶۴۵۱ــ ترجمہ: حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے معاویہ

Marfat.com

حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَاؤُهُمْ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو جس سال انہوں نے حج کیا۔ منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا جبکہ انھوں نے بالوں کا چٹلا ایک سپاہی کے ہاتھ سے پکڑا تھا کہ تمہارے علماء کہاں ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جیسے بالوں سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔ حضور فرماتے تھے بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوگئے جبکہ ان کی عورتوں نے یہ پکڑے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بالوں کے ساتھ بال پیوند کرنے والی اور کروانے والی اور داغ کر کے رنگ بھرنے والی اور گدوانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

۶۴۵۱ — شرح : قُصَّۃ بضم القاف وتشدید الصاد معنی چٹلا ہے۔ حرسی معنی لشکری ہے۔ جوہری نے کہا حرس وہ ہیں جو بادشاہوں کی پاسبانی کرتے ہیں اس کا واحد حرسی ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا سوال انکار کے لئے تھا کہ علماء نے اس قسم کی منکر اور بری اشیاء سے لوگوں کو کیوں نہیں روکا اور اس میں تساہل اور غفلت کیوں کی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لوگوں نے ایسی منکر اشیاء سے کیوں تساہل کیا اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی زمانہ بھی معاصی کے ارتکاب سے خالی نہیں رہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی بعض لوگ شراب نوشی، سرقہ اور زنا کے مرتکب پائے گئے ہیں۔ اگرچہ یہ امور بہت نادر ہوئے ہیں لہٰذا مسلمان کو یہ کہنا زیب نہیں دیتا کہ بری شئی کو منع کیوں نہیں کیا گیا ایسے ہی مدینہ منورہ میں چٹلا کا پایا جانا ایک نادر فعل تھا؛ لہٰذا یہ کہنا مناسب نہیں کہ مدینہ منورہ والوں نے اس سے کیوں پہلوتہی کی تھی؛ کیونکہ واصلہ کی حدیث مدنی ہے۔ اہل مدینہ میں معروف ہے۔ بنی اسرائیل کی عورتوں کے چٹلا اختیار کرنے اور مردوں کے اس سے راضی ہونے کے باعث وہ ہلاک ہوئے۔

طبری نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بالوں کے وصل سے منع کرنے میں مختلف آراء ہیں اکثر فقہاء نے کہا بالوں کے ساتھ بالوں کا جوڑنا ممنوع ہے۔ اگر بالوں کے ساتھ پشم اور صوف وغیرہ کا وصل کیا تو جائز ہے اور وہ نہی میں داخل نہیں۔ ابن عباس امہات المومنین عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہ مروی ہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وصل مطلقاً جائز نہیں اگر بالوں کا بنا ہوا چٹلا سر پر رکھ لیا جائے اور بالوں کے

Marfat.com

۶۴۵۲ ـــ حدثنا آدم قال حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة قال سمعت الحسن بن مسلم بن يناق يحدث عن صفية بنت شيبة عن عائشة أن جارية من الأنصار تزوجت وأنها مرضت فتمعط شعرها فأرادوا أن يصلوها فسألوا النبي صلى الله عليه وسلم فقال لعن الله الواصلة والمستوصلة تابعه ابن إسحق عن أبان بن صالح عن الحسن عن صفية عن عائشة

۶۴۵۳ ـــ حدثنا أحمد بن المقدام قال حدثنا فضيل ابن سليمان قال حدثنا منصور بن عبد الرحمن قال حدثتني أمي عن أسماء بنت أبي بكر أن امرأة جاءت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت إني أنكحت ابنتي ثم أصابها شكوى فتمرق راسها وزوجها يستحثني بها أفاصل راسها فسب رسول الله صلى الله عليه وسلم الواصلة والمستوصلة

ساتھ جوڑا نہ کیا جائے تو اس میں حرج نہیں (عینی) (حدیث ۲۲۴۴ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۴۵۲ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قبیلہ انصار کی ایک لڑکی نے نکاح کیا اور وہ بیمار ہوگئی اس کے سر کے بال گر گئے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اس کے بال جوڑ دیں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو حضور نے فرمایا اللہ نے بال جوڑنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ ابن اسحاق نے ابان بن صالح، حسن، صفیہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے میں شعبہ کی متابعت کی۔

(حدیث ۵۹۳۲ کی شرح) کتاب النکاح باب لا تطیع المرءۃ زوجہا فی معصیۃ "

۶۴۵۳ ـــ ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت

Marfat.com

۶۴۵۴ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهٖ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ

۶۴۵۵ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ قَالَ نَافِعٌ اَلْوَشْمُ فِی اللِّثَةِ

۶۴۵۶ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِيْنَةَ اٰخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَاَخْرَجَ كُبَّةً مِّنْ شَعَرٍ قَالَ مَا كُنْتُ اُرٰى اَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّوْرَ يَعْنِی الْوَاصِلَةَ فِی الشَّعَرِ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئی اور عرض کیا میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا ہے پھر اس کو بیماری لاحق ہوئی تو اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہیں اس کا شوہر مجھے اس کے متعلق بھڑکاتا ہے کیا میں اس کے سر پہ بال پیوند کروں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال پیوند کرنے والی اور پیوند کرانے والی کو سخت ڈانٹا۔

۶۴۵۴ــ ترجمہ: اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی پہ لعنت کی۔

۶۴۵۵ــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے واصلہ اور مستوصلہ، واشمہ اور مستوشمہ پر لعنت فرمائی ہے

Marfat.com

بَابُ الْمُتَنَمِّصَاتِ

۶۴۵۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ ابْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَعَنَ عَبْدُ اللّٰهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَقَالَتْ أُمُّ يَعْقُوْبَ مَا هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَمَالِيَ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُهُ قَالَ وَاللّٰهِ لَئِنْ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ مَا أَتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

نافع نے کہا لثہ دانتوں کے ساتھ گوشت میں ہوتا ہے۔
(نافع کا مقصد یہ ہے کہ لثہ جبڑوں میں منحصر نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ان میں بھی وشم ہوتا ہے)

۶۴۵۶۔ ترجمہ : سعید بن مسیب نے کہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آخری بار مدینہ منورہ میں آئے تو ہم سے خطاب کیا جبکہ بالوں کا گچھا نکالا اور کہا میں نے یہودیوں کے سوا کسی کو یہ کام کرتے نہیں دیکھا یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یعنی بال جوڑنے کو باطل فرمایا ہے۔

۶۴۵۶۔ شرح : زُور کے معنے کذب، باطل اور تہمت ہیں۔ اسی سے شاہد الزُّور (جھوٹا گواہ) ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصل کو اس لئے زُور فرمایا کہ یہ جھوٹ اور اللہ تعالیٰ کی خِلقت کو بدلنا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب چہروں کے بال صاف کرنے والی عورتیں

۶۴۵۷۔ ترجمہ : علقمہ نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گودنا لگانے والی چہروں کے

Marfat.com

بَابُ الْمَوْصُوْلَةِ

۶۴۵۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

بال صاف کرنے والی اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کشادہ کرنے والی اللہ کی خلقت کو متغیر کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ام یعقوب نے کہا یہ کیا ہے؟ عبداللہ نے کہا میرا کیا حال ہے کہ میں اُن پر لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور اللہ کی کتاب میں ہے۔ ام یعقوب نے کہا بخدا! میں نے دونوں تختیوں کے درمیان پڑا ہے میں نے یہ کہیں نہیں پایا۔ عبداللہ نے کہا خدا کی قسم اگر تو قرآن پڑھتی تو یہ پالیتی (قرآن میں ہے) جو تم کو رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ!

مشرح : "متنمصات" متنمصہ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں "چہرے کے بال صاف کرنے والی عورت"

۶۴۵۷ ـــ

"واشمات" واشمہ کی جمع وشم سے ہے اس کے معنی ہیں ہاتھ یا منہ یا بدن کے کسی حصہ پر سوئی سے داغ کر کے اس میں سرمہ وغیرہ بھرنا تاکہ داغ سیاہ معلوم ہو اس کو گودنا بھی کہتے ہیں "متفلجات" متفلجہ کی جمع تفلج سے ہے۔ اس کے معنی ہیں خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کشادہ کرنا" ان میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی صورت کو بدلنا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے (حدیث ۵۶۵۰ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

لوحین سے مراد رحل ہے جس پر قرآن کریم رکھا جاتا ہے۔ یہ قرآن سے کنایہ ہے یا دونوں طرفیں مراد ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب بال جڑوانے والی عورت

۶۴۵۸ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی، چہرے میں رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی عورت پر لعنت فرمائی۔

۱

Marfat.com

۶۴۵۹ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَنَّهٗ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ تَقُوْلُ سَمِعَتْ اَسْمَآءَ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِيْ اَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَمَرَقَ شَعْرُهَا وَاِنِّيْ زَوَّجْتُهَا اَفَاَصِلُ فِيْهِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُوْصِلَةَ ۶۴۶۰ — حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَةَ وَالْمُوْتَشِمَةَ وَالْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ يَعْنِيْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۴۵۹ — ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! میری بیٹی کو چیچک نکل آئی تھی اس کے سارے بال جھڑ گئے ہیں۔ میں نے اس کا نکاح کر دیا ہے کیا میں اس کے بالوں کو پیوند لگا دوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے پیوند لگانے والی اور لگوانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

۶۴۵۹ — شرح : حَصْبَةٌ بفتح الحاء وسکون الصاد ہے۔ صاد پر فتحہ اور کسرہ بھی جائز ہے۔ یہ سرخ دانے ہیں جو چمڑے میں متفرق ظاہر ہوتے ہیں اسے چیچک کہتے ہیں۔ فَامَّرَقَ اصل میں اِنْمَرَقَ انفعال کی ماضی ہے نون کو میم سے بدل کر میم میں ادغام کر دیا ہے۔ اس کے معنی ہیں بالوں کا جھڑ جانا،،

۶۴۶۰ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی، بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی۔

۶۴۶۰ — شرح : قولہ اَوْ قَالَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ راوی کا شک ہے۔ قال کی تقدیر

Marfat.com

۶۴۶۱ — حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ مَالِيَ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

بَابُ الْوَاشِمَةِ

۶۴۶۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ

پر واشمہ اور بعد والے الفاظ اس کا مقولہ ہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لعنت کے مقام میں ذکر کیا ہے اور اس کی تصریح نہیں کی عبداللہ بن عمر نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا لَعَنَ بعض روایات میں ہے قال ابن عمر سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَعَنَ الواشمۃ الخ

۶۴۶۱ — ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رنگ بھرنے والی اور گدوانے والی، بال اکھاڑنے والی اور حسن کے لئے دانت کشادہ کرنے والی اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت کو متغیر کرنے والی عورتوں پہ لعنت کی ہے۔ میں ان پہ لعنت کیوں نہ کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے؛ حالانکہ یہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔

باب گودلگانے والی عورت

۶۴۶۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر لگ جانا حق ہے اور گودلگانے سے منع فرمایا۔

Marfat.com

۶۴۶۳ــ حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ اُمِّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ

۶۴۶۴ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَاَيْتُ اَبِيْ فَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَاٰكِلِ الرِّبٰى وَمُوْكِلِهٖ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

بَابُ الْمُسْتَوْشِمَةِ

۶۴۶۵ــ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ عُمَرُ بِامْرَاَةٍ نَشَمَ

۶۴۶۳ــ ترجمہ: سفیان نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن عابس سے منصور کی حدیث ذکر کی جو وہ ابراہیم نخعی اور علقمہ کے ذریعہ عبداللہ بن مسعود سے ذکر کرتے ہیں کہا میں نے یہ ام یعقوب سے عبداللہ کے ذریعہ منصور کی حدیث کی مثل سنا۔

۶۴۶۴ــ ترجمہ: عون بن ابی جحیفہ نے کہا میں نے اپنے والد کو دیکھا انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت سود کھانے اور کھلانے اور چمڑے میں رنگ بھرنے اور بھروانے سے منع فرمایا۔
(حدیث ۱۹۵۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب سُرمہ یا نیل بھروانے والی عورت

Marfat.com

فَقَامَ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَشْمِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَا سَمِعْتُ قَالَ مَا سَمِعْتَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ

۶۴۶۶ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

۶۴۶۷ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَوَشِّمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ مَالِيَ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ

۶۴۶۵ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا عمر فاروق کے پاس ایک عورت آئی کہنی جو سوئی سے چمڑہ ہٹا کر اس میں رنگ یا نیل بھرا کرتی تھی۔ عمر فاروق نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے "وشم" نیل بھرنے کے متعلق کسی نے سنا ہے؟ ابوہریرہ نے کہا میں کھڑا ہو گیا اور کہا اے امیر المؤمنین میں نے سنا ہے۔ عمر فاروق نے کہا تو نے کیا سنا ہے؟ ابوہریرہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا وشم نہ کرو اور نہ کرواؤ"

۶۴۶۵ ـــ شرح : تشم وشم سے ہے اور وہ ہاتھ یا کسی عضو سے سوئی کے ذریعہ چمڑہ ہٹا کر اس میں سرمہ یا نیل بھرنا تاکہ وہ سیاہ معلوم ہو۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّصَاوِيرِ

۶۴۶۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَیْتًا فِیْهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِیْرُ وَقَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ عَذَابِ الْمُصَوِّرِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

۶۴۶۸ — حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ مَسْرُوْقٍ فِیْ دَارِ یَسَارِ بْنِ نُمَیْرٍ فَرَاٰی

انشدکم باللہ کے معنی ہیں میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں۔

۶۴۶۶ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی و شم کرنے والی اور کروانے والی عورت پر لعنت فرمائی۔

۶۴۶۷ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے سرمہ بھرنے والی اور بھروانے والی چہرے کے بال صاف کرنے والی اور کروانے والی شمن کے دانت کشادہ کرنے والی اللہ کی پیدا کردہ صورت بدلنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ کیا میں اس شخص کو نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں ہے۔

marfat.com

Marfat.com

فِي صُفَّتِهِ تَمَاثِيلَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ

۶۴۶۹ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ ابْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ

باب تصاویر

تصاویر تصویر کی جمع بمعنی صورت ہے۔ شئی کی حقیقت اور ہیئت کو صورت کہا جاتا ہے۔ تصاویر کے ابواب کی کتاب اللباس سے مناسبت بطور زینت ہے، کیونکہ تصاویر زینت کے لئے بنائی جاتی ہیں۔

۶۴۶۸ — ترجمہ : ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں جس میں تصاویر ہوں۔ لیث نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سنا۔

۶۴۶۸ — شرح : اس حدیث میں ملائکہ سے مراد وحی کے فرشتے ہیں جیسے جبرائیل اور اسرافیل علیہما السلام اور وہ فرشتے جو انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ ہر گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ بیت الخلاء اور جماع کے سوا کسی وقت انسان سے جدا نہیں ہوتے۔ بعض نے ان سے مراد رحمت کے فرشتے مراد لئے ہیں جو انسانوں کے لئے رحمت اور استغفار کرتے ہیں۔ بیت سے مراد انسان کے رہنے کی جگہ ہے۔ اگرچہ جھونپڑی یا خیمہ وغیرہ ہو۔ جن کتوں سے شکار کرتے ہیں یا وہ حفاظت کے لئے رکھے جاتے ہیں یا کھیتی وغیرہ کے محافظ ہوتے ہیں وہ اس عموم سے خارج اور فرشتوں کے گھروں میں داخل ہونے سے مانع نہیں۔ جس گھر میں عمومی کتا ہو وہاں فرشتے اس لئے نہیں آتے کہ ان سے شیطان کا تعلق ہوتا ہے یا یہ نجاست کھاتے ہیں اور نجاست سے ان کا اختلاط ہوتا ہے۔ دراصل کتے والے گھر میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کی حکمت اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں؛ کیونکہ خنزیر بھی پلید ہے اور کوئی گھر شیطان سے خالی نہیں ہوتا اور اکثر بلی بھی نجاست کھاتی ہے؛ حالانکہ جس گھر میں بلی یا خنزیر وغیرہ ہوں وہاں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کی کوئی روایت نہیں۔ صورت سے مراد وہ صورت ہے جس میں روح ہو اور اس کا سر نہ کٹا ہو اور نہ ہی اسے روندا جاتا ہو یا اتنی باریک ہو کہ دور سے ظاہر نہ

Marfat.com

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ

ہوتی ہو۔ اس مسئلہ میں ہم حدیث ۲۶۹ ج ۱ کی شرح میں بسط سے تحریر کر چکے ہیں۔ فارجع الیہ۔

باب قیامت میں تصویریں بنانیوالوں کو عذاب

۶۴۶۹ — ترجمہ: مسلم نے کہا ہم مسروق کے ساتھ یسار بن نمیر کے گھر تھے۔ مسروق نے ان کے صحن میں صورتیں دیکھیں تو کہا میں نے عبداللہ بن مسعود سے سنا انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت میں جن لوگوں کو سخت عذاب ہوگا وہ تصویریں بنانے والے ہیں۔

۶۴۷۰ — شرح: بعض علماء نے کہا تمثال اور صورت میں فرق نہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ حیوان میں صورت کا اطلاق ہوتا ہے اور تمثال حیوان اور غیر حیوان میں عام ہے۔ بعض نے کہا تمثال کا جسم ہوتا ہے اور صورت کپڑے یا دیوار پر نقش ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ" اور مصورین کو سخت عذاب کا مقتضیٰ یہ ہے کہ صورت بنانے والوں کو فرعون سے زیادہ سخت عذاب ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اشد الناس میں ناس سے تمام لوگ مراد نہیں بلکہ بعض لوگ مراد ہیں لہٰذا فرعون کو ان لوگوں سے زیادہ سخت عذاب ہوگا جنہوں نے الوہیت کا دعویٰ کیا ہے اور جس نے ذی روح کی صورت عبادت کے لئے بنائی اس کو اس مصور سے زیادہ سخت عذاب ہوگا جو ذی روح کی صورت عبادت کے لئے نہیں بناتا۔

بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ مصورین سے وہ لوگ مراد ہیں جو ایسی صورت بنائے جن کی اللہ کے سوا عبادت کی گئی ہے اور جانتے ہوئے وہ یہ قصد کرتا ہے وہ آلِ فرعون میں داخل ہے اور جس کا قصد یہ نہ ہو وہ تصویر بنانے میں گنہگار ہے۔

توضیح میں ہے کہ حیوان کی تصویر بنانا سخت حرام ہے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اگرچہ وہ تصویر روندی جاتی ہے یا نہ۔ بہرحال تصویر بنانا حرام ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے خلقت سے مشابہت ہے پھر اس میں کوئی امتیاز نہیں کہ تصویر کپڑے پر ہو یا کاغذ پر دیوار پر ہو یا درہم و دینار پر ہو اور غیر ذی روح کی صورت حرام نہیں جیسے درخت وغیرہ کی صورت بنائے یہ جاننا ضروری ہے کہ ذی روح صورت

Marfat.com

بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ

۶۴۷۱ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِيْ بَيْتِهٖ شَيْئًا فِيْهِ تَصَالِيْبُ اِلَّا نَقَضَهُ

۶۴۷۲ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ فَرَاٰهَا اَعْلَاهَا مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بنانا بہرحال حرام ہے اس کا سایہ ہو یا نہ ہو۔ امام مالک، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور اکثر علماء کا یہی مذہب ہے (عینی) حدیث ۲۶۹ ج : اکی شرح دیکھیں۔

۶۴۷۱ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں ان کو قیامت میں عذاب دیا جائے گا اُن سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے اس میں روح ڈالو (یہ امر عاجز کرنے کے لئے ہے جب وہ زندہ نہ کر سکیں گے تو عذاب میں مبتلا رہیں گے)

باب تصویر توڑ دینا

۶۴۷۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمران بن حطان سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں کوئی ایسی شئی نہ چھوڑتے جس میں صورتیں ہوں مگر اس کو توڑ دیتے تھے۔

۶۴۷۱ — شرح : تصالیب وہ تصاویر ہیں جو صلیب کی مانند ہوں؛ چنانچہ جس کپڑے پر صلیب جیسے نقش ہوں اس کو مصلب کہا جاتا ہے۔ یہ تصلیب

marfat.com
Marfat.com

يَقُوْلُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً وَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَّاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتّٰى بَلَغَ اِبْطَهٗ فَقُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَشَيْءٌ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُنْتَهَى الْحِلْيَةِ

بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيْرِ

۶۴۷۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اِبْنَ الْقَاسِمِ وَمَا بِالْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ

کی جمع ہے نقص کے معنی ہیں اس کو توڑ دینا اور اس کی صورت بگاڑ دینا۔

۶۴۷۲ — ترجمہ : ابوزرعہ نے کہا میں ابوہریرہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں ایک گھر میں داخل ہوا۔ ابوہریرہ نے گھر کے اوپر ایک مصور کو دیکھا جو تصویریں بنا رہا تھا۔ انہوں نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اس سے بڑا ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی مانند پیدا کرتا ہے۔ چاہیئے کہ وہ دانہ خلق کریں اور انہیں چاہیئے کہ چیونٹی پیدا کریں پھر ابوہریرہ نے پانی کا برتن منگوایا اور دونوں ہاتھ بغلوں تک دھوئے۔ میں نے کہا اے ابوہریرہ کیا یہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا زیور پہننے کے انتہائی جگہ تک دھوئے۔

۶۴۷۲ — شرح : اس سے اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ "مَبْلَغُ الْحِلْيَةِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوْءُ" زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا حلیہ سے مراد سفیدی ہے جو قیامت میں اس امت مرحومہ کے وضو کے آثار سے ہوگی (لوگ پانچ کلیاں ہوں گے)۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں تصویریں بنانے والوں کو بہت بڑا ظالم کہا ہے؛ حالانکہ کافر اس سے بڑا ظالم ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو عبادت کے لئے بتوں کی تصویریں بناتا ہے وہ کافر ہے وہ بڑا ظالم ہے بلکہ دوسرے کافروں سے اس کو عذاب زیادہ ہوگا کیونکہ اس کا کفر زیادہ قبیح ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

أَفْضَلُ مِنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِي عَلَى سَهْوَةٍ لِي فِيهِ تَمَاثِيلُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهُ وَ قَالَ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ قَالَتْ فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ

۶۴۷۴ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَعَلَّقْتُ دُرْنُوكًا فِيهِ تَمَاثِيلُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَنْزِعَهُ فَنَزَعْتُهُ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ

باب تصویریں جو پاؤں میں روندی جائیں

۶۴۷۳ ترجمہ : سفیان نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے سنا آج کے روز عبدالرحمٰن سے افضل کوئی نہیں انہوں نے کہا میں نے اپنے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر سے سنا کہ میں نے ام المومنین عائشہ سے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے اس حال میں کہ میں نے اپنے چبوترہ پر منقش پردہ لٹکایا تھا جس میں تصاویر تھیں جب اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اس کو پھاڑ دیا اور فرمایا قیامت میں سب لوگوں سے سخت عذاب میں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کی مشابہت کرتے ہیں ام المومنین نے فرمایا ہم نے اس منقش پردہ کے ایک، یا دو تکیے بنا لئے۔

۶۴۷۳ شرح : قِرام بکسر القاف منقش چادر ہے۔ سہوہ بفتح السین وفتح الواو چبوترہ ہے یا طاق ہے جو کمروں کے سامنے ہوتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصور تکیہ جو گھر میں ہوتا ہے اس میں حرج نہیں اور وہ رحمت کے فرشتوں کے

Marfat.com

بَابُ مَنْ كَرِهَ الْقُعُوْدَ عَلَى الصُّوَرِ

۶۴۷۵ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَقُلْتُ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِمَّا اَذْنَبْتُ قَالَ مَا هٰذِهِ النُّمْرُقَةُ قُلْتُ لِتَجْلِسَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ الصُّوَرُ

کے آنے سے مانع نہیں (حدیث ۲۳۱۶ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۴۷۴ــــ ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے میں نے پردہ لٹکایا ہوا تھا جس میں صورتیں تھیں۔ حضور نے مجھے حکم دیا کہ میں پردہ کو دور کر دوں تو میں نے اس کو دور کر دیا اور میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں سے غسل کرتے تھے۔

۶۴۷۴ــــ شرح: اس حدیث کی پہلی بابوں سے مناسبت اس طرح ممکن ہے کہ غالباً یہ پردہ غسلخانہ میں تھا۔ دُرنوک بضم الدال وسکون الراء وبضم النون بمعنی پردہ ہے۔

باب جس نے صورتوں پر بیٹھنا پسند نہ کیا

۶۴۷۵ــــ ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک چھوٹا گدا خریدا جس میں صورتیں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ پر ہی کھڑے رہے اور اندر

Marfat.com

۶۴۷۶ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكٰى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ فَاِذَا عَلٰى بَابِهٖ سِتْرٌ فِيْهِ صُوْرٌ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ رَبِيْبِ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ

داخل نہ ہوئے میں نے عرض کیا میں اللہ کے حضور اس سے توبہ کرتی ہوں جو میں نے گناہ کیا ہے۔ فرمایا یہ گدا کیسا ہے میں نے عرض کیا یہ اس لئے ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور تکیہ لگائیں فرمایا یہ صورتیں بنانے والے قیامت میں عذاب دیئے جائیں گے اُن سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے اُن کو زندہ کرو اور جس گھر میں صورت ہو اس میں فرشتے نہیں آتے۔

۶۴۷۵ شرح: اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویروں والے گدے پر بیٹھنے اور اس پر تکیہ لگانے کو پسند نہ کیا تھا اس سے ظاہر ہے کہ صورت پر بیٹھنا مکروہ ہے: یہ حدیث اُن حضرات کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ مصوّر کپڑا پہننا اور اس پر بیٹھنا اور تکیہ لگانا مکروہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت کا سایہ ہو یا نہ وہ کپڑا بُنتے وقت دھاگوں سے بنائی جائے یا نقش کی جائے بہرکیف تصویر حرام ہے۔ نُمرقہ کے معنی ہیں چھوٹا گدا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا صورتوں والے پردے کے دو گدے بنا دیئے تھے جن پر حضور تشریف رکھتے اور تکیہ لگاتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویروں والا پردہ استعمال کیا ہے اور اور اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضور نے صورتوں والا پردہ استعمال نہیں کیا بظاہر دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان حدیثوں میں تعارض نہیں، کیونکہ جب پردہ کے دو گدے بنائے تو صورتیں کٹ گئیں اور وہ اصلی حالت پر نہ رہی تھیں اس لئے اس کے گدے بنا لئے گئے تھے۔ اس تقدیر پر صورت دخولِ ملائکہ سے مانع نہیں ہوتی، لیکن جب صورت اصلی حالت پر ہو تو مانع ہوتی ہے۔

۶۴۷۶ ترجمہ: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے

marfat.com
Marfat.com

يَوْمَ الْأَوَّلِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ فَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا وَحَدَّثَهُ بُكَيْرٌ حَدَّثَهُ أَبُو طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں صورت ہو۔ بسر نے کہا پھر زید بیمار ہو گئے۔ ہم اُن کی بیمار پرسی کو گئے تو کیا دیکھا کہ اس کے دروازے پر صورت ہے۔ میں نے عبیداللہ سے کہا جو ام المؤمنین میمونہ زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ربیب (پرورش کردہ) ہیں۔ کیا پہلے روز ہمیں زید نے صورتوں کے متعلق خبر نہ دی تھی؟ عبیداللہ نے کہا کیا تم نے اُن سے یہ نہ سنا تھا مگر کپڑے میں نقش و نگار ہوں تو حرج نہیں۔ ابن وہب نے عمرو بن حارث، بکیر اور زید کے واسطہ سے ذکر کیا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کی ہے۔

۶۴۷۶ — شرح : خطابی نے کہا مصوّر وہ ہے جو حیوانات کی شکلیں بنائے اور نقاش وہ ہے جو درختوں وغیرہ کی شکلیں بنائے۔ لہٰذا مجھے اُمید ہے کہ نقش اس وعید میں داخل نہیں کہ ایسے مکان میں فرشتے داخل نہیں ہوتے اگرچہ یہ بھی مکروہ ہیں اور لایعنی اشیاء میں دل مشغول ہوتا ہے۔

امام طحاوی نے کہا کہ الا رقما فی ثوب سے مراد یہ ہے کہ مصوّر کپڑا پاؤں روندھا جائے اور بچھونا کی طرح ذلیل کیا جائے تو اس میں حرج نہیں؛ چنانچہ علماء نے کہا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کو پسند نہیں فرمایا اور جو پاؤں میں روندھا جائے اس کو مکروہ نہیں جانا؛ کیونکہ اس میں صورتوں کی توہین ہے۔ امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور سفیان ثوری کا یہی مذہب ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کی صورت سے منع فرمایا تھا۔ اگرچہ نقش ہو؛ کیونکہ لوگوں نے ابھی صورتوں کی عبادت ترک کی تھی۔ اس لئے سب سے منع فرما دیا جب لوگ پوری طرح اس میں مستقر ہو گئے تو ضرورت کے باعث نقش و نگار والے کپڑے مباح کر دیئے اور وہ صورتیں بھی مباح کر دیں جن کو پاؤں میں روندھا اور ذلیل کیا جاتا ہے، کیونکہ ذلیل شئی کی عبادت نہیں کرتے تھے اور جو صورتیں ذلیل و خوار نہ کی جاتی تھیں اُن کی تحریم بدستور باقی رہی۔ (عینی)

Marfat.com

بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلٰوةِ فِي التَّصَاوِيرِ

٦٤٧٧ — حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنِّي فَإِنَّهُ لَا يَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي

باب صورتوں والے کپڑوں میں نماز کی کراہت

٦٤٧٧ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا پردہ تھا جس کے ساتھ انہوں نے اپنے گھر کی جانب پردہ کیا ہوا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا یہ پردہ مجھ سے ہٹا لو، کیونکہ اس کی صورتیں میری نماز میں میرے سامنے ہوتی ہیں۔

٦٤٧٧ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کو لٹکتے رہنے دیا اور نماز پڑھتے رہے حالانکہ ام المؤمنین کی نمرقہ والی حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہی نہ ہوئے تھے جس میں پردہ پر صورتیں تھیں حتی اس کو اتار دیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ ام المؤمنین کی حدیث میں پردہ کی صورتیں ذی روح کی تصویریں تھیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذوات ارواح کی صورتیں نہ تھیں بلکہ نقش نگار تھے۔ حدیث ۳۶۸ ج ۱ میں اس کی تفصیل دیکھیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں خشوع وخضوع ہونا چاہیئے اور دل صرف نماز کے لئے فارغ ہونا چاہیئے اور جو چیز خشوع سے مانع ہو اس کا ازالہ کر دینا چاہیئے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز اس حال میں پڑھو کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو اگر یہ حال نہ ہو تو نماز اخلاص سے پڑھتے رہو کیونکہ خالق کائنات تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں خیالات کا آنا نماز کو قطع نہیں کرتا۔

Marfat.com

بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ

۶۴۷۸ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلُ فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا وَجَدَ فَقَالَ لَهُ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ هُوَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ

بَابُ مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ

۶۴۷۹ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب جس گھر میں صورت ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے

۶۴۷۸ــ ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آنے کا وعدہ کیا تو اس میں تاخیر کر دی حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت شاق گزرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ سے جبرائیل علیہ السلام نے ملاقات کی حضور نے اس سے تاخیر کرنے کی شکایت کی تو اس نے کہا ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں صورت ہو اور نہ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں جس میں کتا ہو (حدیث ۳۰۱۶ کی شرح دیکھیں ۵: ۶)

Marfat.com

إِنَّهَا أَخْبَرَتْهُ إِنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ أَتُوبُ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ قَالَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ

باب جو کوئی اس گھر میں داخل نہ ہوا جس میں تصویر ہے

۶۴۷۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قاسم بن محمد کو خبر دی کہ انھوں نے ایک گدا خریدا جس میں صورتیں تھیں جب اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ ام المؤمنین نے حضور کے چہرۂ انور پر کراہت کا اثر دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حضور توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ حضور نے فرمایا یہ گدا کیسا ہے ام المؤمنین نے فرمایا میں نے یہ اس لئے خرید کیا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس پر تکیہ لگائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان صورتوں کے بنانے والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے اس میں روح ڈالو اور فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

(حدیث ۱۹۷۷ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ

۶۴۸۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِیِّ وَلَعَنَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ

بَابٌ — حَدَّثَنَا عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ یُحَدِّثُ قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُمْ یَسْئَلُوْنَهٗ وَلَا یَذْكُرُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سُئِلَ فَقَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِی الدُّنْیَا كُلِّفَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَنْ یَّنْفُخَ فِیْهَا الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ

باب جس نے مُصَوِّر پر لعنت کی

۶۴۸۰ — ترجمہ : ابوجحیفہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے پچھنے لگانے والا غلام خرید کیا تو اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت کتے کی قیمت اور فاحشہ عورت کی اُجرت سے منع فرمایا اور سود کھانے اور کھلانے والے سرمہ اور نیل بھرنے اور بھروانے والی اور تصویریں کھینچنے والے پر لعنت فرمائی۔

(حدیث ۱۹۵۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ الْاِرْتِدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ

۶۴۸۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى اِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ وَرَآءَهٗ

۶۴۸۱ — ترجمہ : سعید نے کہا میں نے نضر بن انس بن مالک کو قتادہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ میں ابن عباس کے پاس تھا جبکہ لوگ اُن سے سوال پُوچھ رہے تھے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر نہ کرتے تھے حتیٰ کہ اُن سے پُوچھا گیا تو کہا میں نے محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے دُنیا میں تصویر بنائی اس کو قیامت میں تکلیف دی جائے گی کہ اس میں روح پھونکے وہ رُوح نہ پھونک سکے گا۔

۶۴۸۱ — شرح : یعنی وہ رُوح پھونکنے پر قادر نہ ہوگا۔ اس کی طاقت سے مافوق اس کو تکلیف دی جائے گی۔ جیسے قرآن کریم میں ہے: حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ،، یہ تعلیق بالمحال ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ مصوّر کو عذاب ختم نہ ہوگا؛ کیونکہ اس کو تصویر میں رُوح پھونکنے کی تکلیف دی جائے گی اور عذاب کی غائت روح پھونکنے تک ہے اور حضور کے ارشاد کے مطابق روح پھونکنے پر قادر نہ ہوگا اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ مصوّر ہمیشہ کے لئے عذاب میں رہے گا، لیکن یہ اس مصوّر پر محمول ہے جو تصویر بنانے سے کافر ہو جائے جیسے بت کی صورت بنائے تاکہ اللہ کے سوا اس کی عبادت کی جائے جو کفر ہے یا رُوح پھونکنے سے مراد مطلق حیات کا وجود ہے حتیٰ کہ وہ صورت حیوان ہو جائے یا پُورا حیوان ناطق بن جائے۔ ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ اس میں روح پھونکے حتیٰ کہ اس میں مطلق حیات پائی جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب کسی کو سواری پر پیچھے بٹھانا

۶۴۸۲ — ترجمہ : اُسامہ بن زید سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بَابُ الثَّلٰثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

۶۴۸۳ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاٰخَرَ خَلْفَهٗ

گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا اس پر فدک کی بنی ہوئی چادر تھی اور اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھایا تھا۔

۶۴۸۲ ـــ مشرح : اس حدیث کی کتاب اللباس سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس حدیث کی غرض سواری کے لباس پر بیٹھنا ہے اگرچہ بیٹھنے والے متعدد ہوں اور فدک کی چادر سے یہ معنی واضح ہوتا ہے۔

(حدیث ۸۴-۲۷۸۵ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب ایک سواری پر تین آدمیوں کا بیٹھنا

۶۴۸۳ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو بنی عبدالمطلب کے چھوٹے چھوٹے بچوں نے حضور کا استقبال کیا تو آپ نے ایک کو آگے اور دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

۶۴۸۳ ـــ مشرح : بعض روایات میں سواری پر تین مردوں کے بیٹھنے میں ممانعت مذکور ہے اگر ان کی صحت تسلیم کرلی جائے تو ان کا محمل یہ ہے کہ جب سواری تین مردوں کو اٹھانے کی متحمل نہ ہو اور عاجز ہو تو تین کا اس پر بیٹھنا ممنوع ہے جیسے گدھا تین مردوں کا متحمل نہیں ہوسکتا لیکن اگر سواری تین کو اٹھاسکے جیسے اونٹ یا خچر ہو تو جائز ہے۔ (حدیث ۱۹۸۱ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ حَمْلِ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِ الدَّابَّةِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ ۶۴۸۴ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ذُكِرَ الْأَشَرُّ الثَّلَاثَةُ عِنْدَ عِكْرِمَةَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَمَلَ قُثَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْفَضْلَ خَلْفَهُ أَوْ قُثَمَ خَلْفَهُ وَالْفَضْلَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَيُّهُمْ أَشَرُّ أَوْ أَيُّهُمْ أَخْيَرُ

باب سواری کے مالک کا کسی کو اپنے آگے بٹھانا،

بعض نے کہا سواری کا مالک آگے بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہے مگر یہ کہ کسی کو آگے بیٹھنے کی اجازت دیدے،

۶۴۸۴ — ترجمہ : ایوب نے بیان کیا عکرمہ کے پاس ذکر کیا گیا کہ ایک سواری پر تین مردوں کا بیٹھنا سخت بُرا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے؛ حالانکہ قثم کو آگے اور فضل کو پیچھے بٹھایا ہُوا تھا یا قثم کو پیچھے اور فضل کو آگے بٹھایا ہُوا تھا۔ ان میں سے کون بُرا اور کون اچھا ہے۔

۶۴۸۴ — شرح : یعنی عکرمہ کے پاس ذکر کیا گیا کہ ایک سواری پر تین آدمیوں کا بیٹھنا شر اور ظلم ہے اور اگلا پچھلے سے زیادہ شر ہے۔ عکرمہ نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا ابن عباس سے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قثم کے پیچھے اور فضل کو آگے بیٹھا ہُوا تھا اب بتاؤ کہ ان میں سے کون اشر اور کون بہتر ہے۔ قولہ "اَشَرُّ الثلاثۃ"

Marfat.com

بَابُ اِرْدَافُ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ

۶۴۸۴ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ اِلَّا اٰخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ اَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ

بلا اضافت ہے اور اشتر اور اخیر بھی فصیح لغت ہے یا اشتر معرف باللام اضافت لفظیہ "الحسن الوجہ اور "اضارب الرجل" کے قبیلہ سے ہے لہذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ اشتر اور اخیر غریب ہے اور شتر اور خیر مشہور لغت ہے۔

قثم بن عباس رضی اللہ عنہما

ہاشمی ہیں انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری زمانہ پایا ہے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے ان کو مکہ مکرمہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ پھر امیر معاویہ کے عہد میں سمرقند گئے اور وہیں شہید ہو گئے اور وہیں مدفون ہوئے بعض نے کہا ان کی قبر "مرو" میں ہے لیکن صحیح تر یہ ہے کہ ان کی قبر سمرقند میں ہے۔

Marfat.com

فضل بن عباس رضی اللہ عنہما

ہاشمی ہیں غزوہ حنین میں جب لوگ بھاگ گئے تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ صحیح روائت کے مطابق اٹھارہ ہجری میں فوت ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

باب آدمی کا سواری پر کسی کو پیچھے بٹھانا

۶۴۸۵ ترجمہ : معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا میرے اور حضور کے درمیان صرف کجاوہ کی لکڑی تھی فرمایا اے معاذ! میں نے لبیک یارسول اللہ وسعدیک کہا پھر کچھ وقت چلتے رہے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ وسعدیک۔ پھر کچھ دیر چلتے رہے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ و سعدیک (میں حضور کی خدمت میں کھڑا ہونے کے لئے کھڑا ہوں حضور کی خدمت کرتا ہوں اور مدد کے لئے مدد کرتا ہوں) فرمایا کیا جانتے ہو کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ واللہ ورسولہ اعلم! فرمایا اللہ کا حق اس کے بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ بنائیں پھر کچھ دیر چلے پھر فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ وسعدیک رد میں بار بار حاضر ہوں اور بار بار مدد کرتا ہوں" فرمایا کیا جانتے ہو۔ بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے جبکہ وہ یہ کریں۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ ورسولہ اعلم۔ فرمایا بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ دے گا۔

۶۴۸۵ شرح : حضرت معاذ کا یہ کہنا کہ میرے اور حضور کے درمیان صرف کجاوہ کی لکڑی تھی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ حضور کے بہت قریب تھے تاکہ سننے والے کے دل میں متمکن ہو اور وہ اچھی طرح ضبط کرلے۔

قولہ آخِرَةَ ،، یہ کجاوہ کی لکڑی ہے جس پر سوار پیچھے کی طرف تکیہ لگاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ اللہ کا حق ادا کریں گے اور اس کا کسی کو شریک نہ بنائیں گے تو وہ ان کو عذاب نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل واحسان سے بندوں کا حق اپنے ذمہ لیا ہے ورنہ اللہ پر کسی کا حق نہیں یا یہ بطور مشاکلہ ہے جیسے قرآن کریم میں ہے تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ،، حالانکہ اللہ کا نفس نہیں صرف بطور مشاکلت فرمایا ہے۔ قولہ وَسَعْدَیْكَ ،،

Marfat.com

عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْهُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ

بَابُ اِرْدَافِ الْمَرْاَةِ خَلْفَ الرَّجُلِ

۶۴۸۶ — حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَاِنِّي لَرَدِيْفُ اَبِي طَلْحَةَ وَهُوَ يَسِيْرُ وَبَعْضُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَقُلْتُ الْمَرْاَةُ فَنَزَلْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا اُمُّكُمْ

سَاعَدَتْ طَاعَتُكَ مُسَاعَدَةً بَعْدَ مُسَاعَدَةٍ ،، یعنی میں تیری طاعت کا پوری طرح پابند ہوں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت معاذ کو بار بار فرمانا اے معاذ! تاکید پر مبنی ہے تاکہ حضرت معاذ کلام کی اہمیت کی طرف متوجہ ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا شریک بنانے والا شخص ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور جو اللہ کا شریک نہیں بناتا، اگرچہ کبائر کا مرتکب ہو اس کی بخشش یقینی ہے اس میں معتزلہ کا رد ہے جن کا یہ مذہب ہے کہ کبائر کا مرتکب مخلد فی النار ہے۔ یہ عقیدہ نص قطعی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ،،

باب سواری پر عورت کا مرد کے پیچھے بیٹھنا

۶۴۸۶ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر سے آئے جبکہ میں ابو طلحہ کے پیچھے بیٹھا تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے اور حضور کی ایک بیوی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی اچانک اونٹنی پھسل

Marfat.com

فَشَدَدْتُ الرَّحْلَ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَنَا أَوْ رَأَى الْمَدِيْنَةَ قَالَ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

بَابُ الْاِسْتِلْقَاءِ وَوَضْعِ الرِّجْلِ عَلَى الْاُخْرٰى

۶۴۸۷ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْطَجِعُ فِي الْمَسْجِدِ رَافِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى

گئی تو میں نے کہا عورت گر پڑی میں سواری سے اترا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہاری ماں ہے۔ میں نے کجاوہ مضبوط باندھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے۔ جب قریب آئے اور مدینہ منورہ کو دیکھا تو فرمایا ہم واپس آنے والے ہیں اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔

شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ کا والد مالک ہے اور ابوطلحہ ان کی والدہ کے شوہر ہیں جبکہ مالک کی وفات کے بعد ابوطلحہ نے انس کی والدہ اُمِّ سُلیم سے نکاح کر لیا تھا۔ اس غزوہ میں حضرت انس کو بطور خدمت ہمراہ لائے تھے۔ بعض نساء سے مراد ام المؤمنین صفیہ ہیں رضی اللہ عنہا۔ قولہ المرءۃ مرفوع اور منصوب ہے ؛ اگر مرفوع ہو تو معنی یہ ہیں عورت گر پڑی اور اگر منصوب پڑھیں تو معنی یہ ہیں عورت کو گرا دیا یا عورت کو پکڑ اور اس کی نگہبانی کر یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے اور یہ تمہاری ماں ہے اس لئے فرمایا کہ تم پر ان کی خدمت اور تعظیم واجب ہے تاکہ وہ خدمت میں کوشش کریں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ انس کا کلام ہے لیکن دراصل یہ ابوطلحہ کا کلام ہے؛ کیونکہ اس وقت انس کی عمر صرف دس برس تھی وہ کمسن تھے۔

۶۴۸۷ —

(حدیث ۲۸۷۷ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْاَدَبِ

بَابُ قَوْلِہٖ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ

۶۴۸۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ الْوَلِیْدُ ابْنُ الْعَیْزَارِ اَخْبَرَنِیْ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَمْرٍو الشَّیْبَانِیَ یَقُوْلُ اَخْبَرَ

باب چت لیٹنا اور ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنا

۶۴۸۸ — ترجمہ : عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مسجد شریف میں چت لیٹے ہوئے تھے اس حال میں کہ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا

۶۴۸۸ — شرح : بعض علماء نے مسلم کی حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صماء ایک کپڑے سے احتباء اور چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنے سے منع فرمایا سے استدلال کیا کہ اس طرح لیٹنا مکروہ ہے اس کا جواب دیا کہ بخاری کی اس حدیث سے وہ منسوخ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم راحت اور آرام کے لئے اس طرح لیٹتے تھے اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی لیٹتے تھے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان حضرات کو مسلم کی حدیث کا نسخ معلوم تھا (حدیث ۴۷۰۵ ج ۱ کی بشرح دیکھیں)

Marfat.com

صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَاَوْمَأَ بِيَدِهٖ اِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّهُ لَزَادَنِيْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاَدَبِ

شریعت مطہرہ میں ادب معتبر ہے وہ اچھی باتوں پر واقف ہونا یا مکارمِ اخلاق سے متصف ہونا ہے۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ بڑے کی تعظیم و توقیر کرنا اور چھوٹے سے نرمی کرنا (کرمانی) مجمع البحار میں ہے کہ ادب کے معنی اچھے اخلاق ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ ادب افعال اور اخلاق سب کو شامل ہے۔ صراح میں ہے کہ ادب کا معنی ہر چیز کی تہذیب کرنا ہے۔

ادب کا لغوی معنی جمع کرنا ہے اور لوگوں کو طعام کے لئے جمع کرنے اور ان کو کھانے کے لئے بلانے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اسی لئے جو کھانا دعوت اور شادی کے لئے تیار کیا جائے اس کو مأدبہ کہتے ہیں

بابُ نیکی اور صلۂ رحم

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم نے لوگوں کو والدین سے نیکی کرنے کی وصیت کی ہے" ۶۴۸۸ ترجمہ: شعبہ نے کہا مجھے ولید بن عیزار نے خبر دی کہ میں نے عمرو شیبانی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس گھر کے مالک نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے عبداللہ بن مسعود کے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا

Marfat.com

بَابُ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ

۶۴۸۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبُوْكَ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَيَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ مِثْلَهٗ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ ابْنُ اَخِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شُبْرُمَةَ

کونسا عمل اللہ کو محبوب ہے فرمایا نماز اپنے وقت میں ادا کرنا پھر کہا اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو پسند ہے فرمایا پھر والدین سے نیکی کرنا ابن مسعود نے کہا اس کے بعد کونسا عمل ہے فرمایا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ابن مسعود نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کی خبر دی اگر میں حضور سے زیادہ طلب کرتا تو اور بھی فرماتے۔

۶۴۸۸ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الایمان میں گزرا ہے کہ کھانا کھلانا اسلام میں بہترین عمل ہے۔ نیز فرمایا محبوب ترعمل وہ ہے جس پر دوام و استمرار کیا جائے۔ اگرچہ قلیل ہو اس کا جواب یہ ہے ان روایات میں اختلاف اوقات و احوال یا حاضرین کے اعتبار سے ہے اس کی تقریر حدیث ۵۰۰۴ ج : اکی شرح میں دیکھیں)

باب لوگوں میں کون سب سے زیادہ حسن موافقت کا مستحق ہے"

۶۴۸۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نے جناب رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں میں کون سب سے زیادہ میرے حسنِ سلوک کا مستحق ہے فرمایا تیری ماں کہا پھر کون ؟ فرمایا تیری ماں! کہا پھر کون؟ فرمایا تیرا والد! ابن شبرمہ، یحییٰ بن ایوب نے کہا ابوزرعہ نے اس کی مثل ہم سے بیان کیا۔

۶۴۸۹ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا تیری ماں تیرے حسنِ سلوک کی زیادہ مستحق ہے اور چوتھی بار والد کو ذکر کیا کیونکہ ماں حمل کی حالت میں پھر بچے کی پرورش اور تربیت میں بہت مشقت برداشت کرتی ہے۔

بعض علماء نے کہا نان ونفقہ اور خدمت کرنے میں ماں زیادہ مستحق ہے اور تعظیم وتکریم اور آداب اور خدمت میں کمربستہ رہنے کا والد زیادہ مستحق ہے۔ والدہ کے زیادہ مستحق ہونے میں چند احادیث مذکور ہیں :

طبرانی نے اوسط میں ذکر کیا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! میں جہاد کی خواہش کرتا ہوں لیکن جہاد کرنے کی طاقت نہیں۔ حضور نے فرمایا کیا تیری ماں یا باپ ہے؟ اس نے کہا صرف ماں زندہ ہے فرمایا ماں کی خدمت کر جب تو نے یہ کرلیا تو حاجی اور عمرہ کرنے والا ہے۔

طبرانی نے صغیر میں بریدہ کی حدیث ذکر کی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اپنی ماں کو اپنی گردن پر چھ سات میل سخت گرمی میں کندھوں پر اٹھایا ہے اگر اس گرمی میں گوشت کا ٹکڑا رکھ دیا جائے تو وہ پک جاتا ہے کیا میں نے اس کا شکریہ ادا کردیا ہے یا نہیں۔ حضور نے فرمایا یہ تو صرف اس کے ایک احسان کا بدل ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آیا اور عرض کیا میں نے نذر مانی ہے کہ اگر اللہ نے آپ کے لئے مکہ مکرمہ فتح کردیا تو میں بیت اللہ شریف میں آؤں گا اور اس کی دہلیز کو بوسہ دوں گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی ماں کے دونوں پاؤں چوم لو تمہاری نذر پوری ہوجائے گی (طبرانی)

طبرانی نے اوسط میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بال بچے اور ماں باپ ہیں اُن میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے۔ حضور نے فرمایا تیری ماں، باپ، بہن اور بھائی حسنِ سلوک کے زیادہ مستحق ہیں۔ پھر جو ان کے قریب ہیں ابن ماجہ اور نسائی میں معاویہ بن جاہمہ کی حدیث ہے۔ الفاظ ابن ماجہ کے ہیں۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! میں نے آپ کے ہمراہ جہاد کا ارادہ کیا ہے اس سے میں اللہ کی رضاء طلب کرتا

Marfat.com

بَابُ لَا يُجَاهِدُ اِلَّا بِاِذْنِ الْاَبَوَيْنِ

۶۴۹۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ وَشُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ ثَابِتٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُجَاهِدُ قَالَ لَكَ اَبَوَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ

چاہتا ہوں اور قیامت میں ثواب کا امیدوار ہوں فرمایا تمہاری ماں زندہ ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ماں زندہ ہے فرمایا واپس چلے جاؤ اس کی خدمت کرو پھر میں نے عرض کیا جی ماں زندہ ہے فرمایا واپس چلے جاؤ اس کی خدمت کرو پھر میں نے دوسری جانب سے آکر یہی عرض کیا فرمایا واپس چلے جاؤ اور اپنی ماں کی خدمت کرو پھر میں نے تیسری بار یہی عرض کیا تو فرمایا تیرے لئے خرابی ہو جاؤ اپنی ماں کے پاؤں پکڑو اور جنت کی خوشبو لو۔

محاسبی نے کہا نیکی اور طاعت میں والدہ پر ماں کی فضیلت پر علماء کا اجماع ہے۔ حسن بصری سے پوچھا گیا والدین سے نیکی کرنا کیا فنی ہے انہوں نے کہا اپنا سارا مال ان پر خرچ کر دو اور معروف میں ان کی اطاعت کرو (عینی)

باب ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد نہ کرے

۶۴۹۰ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو نے کہا ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا میں جہاد کروں ؟ حضور نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں ؟ عرض کیا جی ہاں ؛ فرمایا اُن کی خدمت کرنا جہاد ہے (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب

Marfat.com

بَابٌ لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ

۶۴۹۱ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ

جہاد فرض کفایہ ہو تو والدین کی اجازت کے بغیر جہاد نہ کرے۔ یہ ان کی اجازت پر موقوف ہے۔
(اس کی تفصیل حدیث ۲۸۰۲ ج ۴ کی شرح میں دیکھیں)

باب کوئی بھی اپنے والدین کو گالی گلوچ نہ کرے

۶۴۹۱ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی اپنے والدین پر لعنت کرے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کوئی اپنے والدین پر لعنت کیسے کر سکتا ہے فرمایا آدمی کسی کے والد کو گالی دے تو وہ اس کے والد کو گالی دے گا اور وہ کسی کی ماں کو گالی دے گا۔

۶۴۹۱ — شرح : ترمذی میں ہے کہ اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔ ابوبکرہ کی حدیث میں ہے کہ تین بہت بڑے گناہ ہیں۔ ایک اللہ کا شریک بنانا دوسرا والدین کی نافرمانی کرنا تیسرا جھوٹی گواہی دینا ہے۔ ان کے علاوہ اکبر الکبائر گناہ بہت ہیں؛ چنانچہ ناحق مومن کو قتل کرنا، جہاد میں میدانِ کارزار سے بھاگ نکلنا، پاک دامن عورت کو تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، شراب پینا، کسی کی طرف جھوٹی بات منسوب

Marfat.com

بَابُ اِجَابَةِ دُعَاءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ

۶۴۹۲ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰى غَارٍ فِی الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَاطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

کرنا، اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا، خیانت کرنا، زکوٰۃ نہ دینا، گواہی چھپانا، قصداً نماز ترک کرنا، عہد شکنی کرنا، چھوٹے گناہوں پر اصرار کرنا، نسب غیر کی طرف کرنا، جھوٹا خواب بنانا۔ علاوہ ازیں کبائر بہت ہیں۔ تقریباً سات سو تک پہنچتے ہیں۔ یہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ لَا كَبِيْرَةَ مَعَ اسْتِغْفَارٍ وَلَا صَغِيْرَةَ مَعَ اِصْرَارٍ ،، یعنی صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے۔ والدین کو گالی دینا بھی کبیرہ گناہ ہے جب سائل نے والدین کو گالی دینا بعید جانا تو تعجب سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ماں باپ کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ فرمایا جب کسی کے ماں باپ کو گالی دے گا تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دے گا گویا اس نے خود اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ معلوم ہوا حرام فعل کا سبب بھی حرام ہوتا ہے۔ اسی طرح تصویر بنوانا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کھینچنے والے پر لعنت فرمائی اور جو کوئی تصویر بنواتا ہے وہ اس کا سبب ہوتا ہے، لہٰذا تصویر بنانے والا بھی ملعون قرار پاتا ہے صَرَّحَ بِهِ الشَّامِیُّ ،،

باب جو ماں باپ سے نیکی کرے اس کی دعاء کا قبول ہونا

۶۴۹۲ ـــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا
فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ
صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ حَلَبْتُ بَدَاْتُ
بِوَالِدَيَّ اَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَاِنَّهُ نَاٰى بِيَ الشَّجَرُ يَوْمًا
فَمَا اَتَيْتُ حَتّٰى اَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ
فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا مِنْ
نَوْمِهِمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْيَةِ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ
فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَاْبِيْ وَدَاْبَهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ
تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ اِبْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى
مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتّٰى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَاءَ وَقَصَّ
الْحَدِيْثَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ وَقَالَ الثَّانِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ

نے فرمایا ایک وقت تین آدمی چل رہے تھے اُن کو بارش نے آلیا وہ پہاڑ کی غار میں گھس گئے تو ان کی غار کے منہ میں پہاڑ سے عظیم پتھر گرا جس سے اس کا منہ بند ہو گیا تو ان میں سے بعض نے کہا اپنے عمل دیکھو جو تم نے نیک عمل اللہ کے لئے کئے ہیں اور اُن کے وسیلہ سے اللہ کے حضور دعا کرو! شاید وہ اس کو کھول دے اُن میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے بوڑھے والدین تھے اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے میں اُن کے لئے بکریاں چرایا کرتا تھا جب میں شام کو اُن کے پاس آتا تو میں دودھ دوہتا اور اپنے والدین سے ابتداء کرتا۔ بچوں سے پہلے ان کو دودھ پینے کو دیتا۔ ایک دن درخت بہت دُور ہو گئے (جن کے پتے چراتا تھا) اور میں شام کو دیر سے آیا۔ والدین کو دیکھا تو وہ سو رہے تھے۔ میں نے حسب عادت دودھ دوہا جیسے دوہا کرتا تھا اور تازہ دودھ لا کر والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور ان کو نیند سے بیدار کرنا پسند نہ کیا اور یہ بھی پسند نہ کیا کہ اُن سے پہلے بچوں کو

Marfat.com

كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ
اِلَيْهَا نَفْسَهَا فَاَبَتْ حَتّٰى اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ
مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا
عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ
فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ
لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ كُنْتُ
اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قَالَ اَعْطِنِيْ
فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهُ
حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَّرَاعِيَهَا فَجَاءَنِيْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا
تَظْلِمْنِيْ وَاَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَقُلْتُ اذْهَبْ اِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا
فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ بِيْ فَقُلْتُ اِنِّيْ لَا اَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ تِلْكَ
الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَاَخَذَهَا فَانْطَلَقَ بِهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ
ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

بلاؤں اور بچے میرے پاؤں کے پاس چلا رہے تھے میرا اور میرے والدین کا یہ طریقہ دیر تک رہا حتی کہ فجر طلوع ہوگئی (اے اللہ) اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہمارے لئے کچھ راستہ کھول دے ہم اس سے آسمان دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ راستہ کھول دیا حتی کہ وہ اس سے آسمان دیکھتے تھے اور پوری حدیث ذکر کی۔ دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میرے چچا کی بیٹی تھی جس سے میں بہت محبت کرتا تھا جیسے لوگ اپنی بیویوں سے محبت کرتے ہیں میں نے اس کا نفس اس سے طلب کیا اس نے انکار کیا حتی کہ میں اس کو سو دینار دوں میں نے کوشش کر کے پانچ سو دینار جمع کئے

Marfat.com

(پھر بموجب شرط جو طے پائی تھی) وہ لے کر اس کے پاس آیا۔ جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا تو اُس نے کہا اے اللہ کے بندے خدا سے ڈر مہر کو نہ کھول میں اس کے پاس سے کھڑا ہو گیا اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیری رضا کے لئے کیا ہے تو ہمارے لئے پتھر سے راستہ کھول دے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے کچھ اور کھول دیا۔ (تیسرے) نے کہا اے اللہ! میں نے ایک فرق (آٹھ سیر) کے عوض ایک مزدور سے اُجرت کروائی جب اُس نے پورا کام کر لیا تو کہا مجھے میرا حق دو میں نے اس کا حق پیش کر دیا۔ اُس نے اس کو ترک کر دیا اور اپنے حق سے اعراض کیا اس کے بعد میں اس سے کاشت کرتا رہا حتیٰ کہ اس سے میں نے بیل گائے اور ان کے چرانے والا خرید کر لیا وہ کچھ مدت بعد میرے پاس آیا اور کہا اللہ سے ڈر مجھ پر ظلم نہ کر اور میرا حق مجھے واپس کر دے میں نے کہا یہ بیل گائے اور اُن کا چرواہا سب لے جاؤ۔ اُس نے کہا اللہ سے ڈر اور میرے ساتھ مذاق نہ کر میں نے کہا میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا ہوں۔ یہ بیل گائے اور اُن کا چرواہا لے جا۔ (یہ سب کچھ تیرا ہے)۔ اُس نے وہ لئے اور چلتا ہُوا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ تیری طلبِ رضا کے لئے کیا ہے تو جو راستہ باقی رہ گیا ہے وہ بھی کھول دے۔ اللہ تعالیٰ نے سارا پتھر اُن سے ہٹا دیا۔

۶۴۹۲ —

شرح : نفر، تین سے دس تک عدد کو نفر کہتے ہیں۔ غار پہاڑ کی کوکھ کو کہتے ہیں۔ اس کا منہ دروازہ ہے۔

قولہ فَاَطبقَتْ ،، ساری زمین کو بارش نے گھیر لیا۔ صِبْیَۃٌ ،، صَبِیٌّ کی جمع ہے چھوٹے چھوٹے بچے۔ رُحتُ رُح سے ہے۔ دن کے آخر میں آیا۔ نَاٰی بِی الشَّجَرُ ،، یعنی درخت ہماری جگہ سے دُور ہو گئے جن سے بکریوں کو چارہ دیتا تھا۔ حِلاب ،، بکسر الحا تازہ دودھ جس برتن میں دودھ دوہا جائے اس کو حلاب کہا جاتا ہے۔ یَتَضَاغَوْنَ ،، ضَغَا سے ہے یعنی وہ چلاتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اولاد کا نفقہ ماں باپ کے نفقہ پر مقدم ہے۔ اُس کا جواب یہ ہے کہ اُن کے دین میں یہ جائز تھا۔

فُرجہ بضمّ الفاء دیوار کے فرجہ سے ماخوذ ہے (تھوڑا سا راستہ) یہاں یہی مراد ہے۔ اگر فَرجہ کی فاء پر فتحہ پڑھیں تو اس کے معنیٰ مصیبت اور غم کے ہیں لَا تَفُضَّ الخَاتَمَ ،، بکارت کے ازالہ کی طرف اشارہ ہے۔

فَرق ،، میں سولہ رطل گنجائش کرتے ہیں۔ ایک رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کے وقت دعا کرنا والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور ان کی خدمت کرنا ان کو بیوی اور اولاد پر ترجیح دینا افضل عمل ہے۔ حرام کاری سے بچنا موجب سعادت ہے کسی کی حق تلفی

Marfat.com

بَابُ عُقُوقِ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ

قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۴۹۳ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ وَرَّادٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ

حرام ہے اور لوگوں کے حقوق کی نگہداشت سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ یہ نیک اعمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور انہیں وسیلہ بنانا مستحب ہے۔ (اس حدیث کی مکمل شرح حدیث ۲۰۷۶ ج : ۳ کی شرح میں دیکھیں) (حدیث ۲۱۸۳ ج : ۲ کی شرح بھی دیکھیں)

باب والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا ہے

۶۴۹۳ـ ترجمہ : مغیرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، منع اور مانگ، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا حرام کیا ہے۔ قیل و قال کثرتِ سوال اور اضاعتِ مال کو تمہارے لئے بُرا جانا ہے۔

۶۴۹۳ـ شرح : عقوق عق سے مشتق ہے اس کے معنی شق اور قطع ہیں۔ عَقَّ عَنْ وَلَدِهٖ اور عَقَّ وَالِدَهٗ کے مصدروں میں فرق ہے عق عن ولدہ کی مصدر عَقِیْقَہ اس کے معنی ہیں اپنے بچے کا عقیقہ کیا اور اس کی طرف ساتویں دن سے جانور ذبح کیا۔ اور عَقَّ وَالِدَهٗ کی مصدر عُقُوق ہے اس کے معنی ہیں نافرمانی اولاد پر والدین کی اطاعت

Marfat.com

اس حد تک واجب ہے جس میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ ہو۔ اگر والدین معصیت کا حکم دیں تو ان کی اطاعت واجب نہیں۔ اگر نفل نماز پڑھتے وقت والدین آواز دیں تو ان کی اطاعت مقدم ہے نفل ترک کر دے۔ الحاصل اماتِ شریعت میں والدین کی اطاعت نہیں۔

"منع وہات" جس کا عطا کرنا تم پر ضروری ہے اس کو منع کرنا حرام ہے اور جس کو لینا تمہارے لئے مناسب نہیں، اس کی طلب تم پر حرام ہے۔ "ھاتِ" بکسر التاء ہے ایتاء مصدر سے امر حاضر معروف ہے یہ دراصل اٰتِ تھا ہمزہ کو ہاء سے بدلا گیا ہے۔

"واء والبنات" یعنی لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا تم پر حرام ہے۔ جاہلیت میں لڑکیوں کو ناپسند کرتے تھے اور ان کو زندہ قبروں میں دفن کر دیتے تھے۔ سب سے پہلے قیس بن عاصم تمیمی نے یہ کیا تھا۔ اس کے کسی دشمن نے حملہ کر کے اس کی بیٹی قید کر کے اپنے تصرف میں کر لی تھی پھر ان میں صلح ہو گئی تو اس نے اپنی بیٹی کو اختیار دیا کہ اپنے باپ کو چاہتی ہے یا اپنے شوہر کو پسند کرتی ہے اس نے شوہر کو پسند کیا تو قیس نے قسم کھائی کہ اس کی جو بیٹی پیدا ہو گی اس کو زندہ قبر میں دفن کریگا اس عمل پر عرب اس کی اتباع کرتے ہوئے لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے جس کو اسلام نے حرام قرار دیا اور قرآن میں اللہ نے فرمایا ان کے متعلق قیامت میں پوچھا جائے گا کہ کس گناہ کے سبب انہیں زندہ درگور کیا گیا تھا۔

عرب میں بعض لوگ وہ بھی تھے جو اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے تاکہ ان کے مال محفوظ رہیں اور مزید خرچ نہ برداشت کرنا پڑے یا ان کے پاس گنجائش نہ ہوتی تھی تو فاقہ کے ڈر سے اولاد قتل کر دیتے تھے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا زمین پر ہر چلنے پھرنے والے کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ سب سے پہلے ہمام بن غالب بن صعصعہ کے دادا صعصعہ نے اس بری رسم کا خاتمہ کیا جو کوئی لڑکی کو زندہ درگور کرنے کا ارادہ کرتا وہ اس کو فدیہ دے کر بچا لیتا تھا چنانچہ فرزدق نے کہا:

وَجَدِّیْ الَّذِیْ مَنَعَ الْوَائِدَاتِ وَاَحْیَا الْوَئِیْدَ فَلَمْ یُوْأَدِ

"میرا دادا وہ ہے جس نے زندہ درگور کرنے سے منع کیا اور زندہ درگور ہونے والی کو زندہ رہنے دیا اور اس نے درگور نہ کیا"

"قیل و قال" یہ دونوں مصدر ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے قال قولاً وَّ قِیْلاً وَّ قالاً۔ حدیث میں ربیعہ کی لغت کے مطابق الف نہیں لکھا گیا۔ اس کے معنی لایعنی باتوں میں کثرتِ قول سے منع فرمایا۔ تکرار تاکید کے لئے ہے یا یہ دونوں فعل ہیں قیل فعل ماضی مجہول ہے اور قال فعل ماضی معروف ہے۔ دونوں کا فاعل ضمیر ہے اس کے معنی یہ ہیں قیل لفلاں کذا۔ فلاں کے لئے اس طرح کہا گیا۔ اور قول نے اس طرح کہا استکثار سے اجتناب کرتے ہوئے اس طرح اختصار کیا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ لوگوں

Marfat.com

۶۴۹۴ ـــ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَلِيْدٌ الْوَاسِطِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ مَرَّتَيْنِ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ

کے اقوال کی حکایت ہو کہ فلاں نے ایسا کہا اور فلاں سے ایسا کہا گیا یا یہ امور دین میں استعمال ہوتے ہیں جبکہ احتیاط اور دلیل کے بغیر نقل کیا جائے (حدیث ۱۳۹۲ ج : ۲ اور ۲۲۴۸ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

اضاعۃ المال ،، فضول خرچی کرنا اور حرام کاری میں مال خرچ کرنا مال کو ضائع کرنا ہے۔ اسی طرح بے دینوں اور گمراہیوں کی اعانت کرنا بھی اضاعتِ مال ہے۔ واللہ اعلم!

۶۴۹۴ ـــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو بہت بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور ہمیں یہ خبر دیں۔ فرمایا اللہ کا شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ حضور تکیہ لگائے ہوئے تھے آپ بیٹھ گئے اور فرمایا جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی نہ دینا۔ یہ فرماتے رہے حتی کہ میں نے کہا آپ خاموش نہ ہوں گے،،

۶۴۹۴ ـــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں خبردار نہ کروں؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمِ دین کو چاہیئے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو جو بتانا چاہے اُن پر پیش کرے تاکہ وہ بغور استماع کریں اور جس میں اُن کی صلاح ہو اس پر انہیں ابھارے اور اس کی رغبت دلائے۔

(حدیث ۲۴۷۸ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۴۹۵ــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْکَبَائِرَ اَوْ سُئِلَ عَنِ الْکَبَائِرِ فَقَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَاَکْثَرُ ظَنِّیْ اَنَّهٗ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ

۶۴۹۵ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے گناہوں کو ذکر کیا یا آپ سے بڑے بڑے گناہوں کو ذکر کیا یا آپ سے بڑے بڑے گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اللہ کا شریک بنانا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، پھر فرمایا کیا میں تم کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ فرمایا جھوٹی بات کرنا یا جھوٹی گواہی دینا۔ شعبہ نے کہا میرا غالب گمان یہ ہے کہ حضور نے فرمایا جھوٹی گواہی دینا۔

۶۴۹۵ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خصوصیت سے اس پر زجر اور وعید فرمائی ہے اس کے اکبر گناہ (بہت بڑا) ہونے کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ والد بظاہر صورت کے اعتبار سے بیٹے کا موجد ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ والدین سے احسان کرو چنانچہ ارشاد ہے : وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۔ اور یہ سوال پوچھا جا سکتا ہے کہ جھوٹی بات یا جھوٹی گواہی کی کیا توجیہ ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل جھوٹ میں انحراف ہوتا ہے اور استعمال میں باطل کو ایسا مزین کرنا ہوتا ہے کہ وہ حق ہے۔ بعض نے کہا یہاں قول زور، سے مراد کفر ہے کیونکہ کافر جھوٹا گواہ ہوتا ہے اور جھوٹی بات کرتا ہے یہ اس کا عمل ہے ہے کہ جھوٹی بات کرنا حلال جانتا ہے یا یہ اکبر کبائر میں سے ہے

زمخشری نے کشاف میں ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ :

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ، میں اللہ تعالیٰ نے شرک اور جھوٹی بات کو جمع کیا ہے، کیونکہ شرک اور جھوٹی بات ایک ہی شئ کا گمان ہے کہ بتوں کی عبادت حق ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

بَابُ صِلَةِ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ

۶۴۹۶ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ اَتَتْنِیْ اُمِّیْ رَاغِبَةً فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْهَا لَا یَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ

نے فرمایا بتوں کی عبادت سے بچو جو ہر جھوٹ کا اصل ہے اور جھوٹی بات کرنے سے بچو،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "قولِ زُور"، یعنی جھوٹی گواہی یا جھوٹی بات کو یہاں اکبر الکبائر فرمایا اور دُوسرے مقام میں ہے کہ عرض کیا گیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم،، کونسا گناہ اعظم یعنی عظیم تر ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ کا شریک بنانا اعظم گناہ ہے عرض کیا گیا اس کے بعد کونسا گناہ اعظم ہے فرمایا روٹی کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنا نیز ابھی ابھی گزرا ہے کہ شرک اور عقوق الوالدین میں برابری ہے تو یہ اکبر الکبائر کیسے ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اکبر الکبائر کے مراتب احوال اور اس پر مرتب مقاصد کے اعتبار سے مختلف ہیں یا مراد یہ ہے کہ شرک کے سوا اکبر الکبائر مراد ہے؛ کیونکہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ علی الاطلاق اکبر (معاذ اللہ) شرک ہے (کرمانی) (حدیث ۲۴۷۸ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب والد مشرک سے صلہ رحمی

۶۴۹۶ — ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں میری ماں میرے پاس آئی، حالانکہ وہ اسلام سے اعراض کرتی تھی۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا۔ کیا میں اپنی ماں سے صلہ رحمی کروں؟ : ہاں ضرور صلہ رحمی کرو۔ ابن عُیینہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "اللہ تم کو اُن لوگوں سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دین میں مقاتلہ نہیں کیا"

Marfat.com

بَابُ صِلَةِ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا وَلَهَا زَوْجٌ

۶۴۹۷ — وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ قَدِمَتْ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ وَمُدَّتِهِمْ إِذْ عَاهَدُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِيهَا فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ قَالَ نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ

۶۴۹۶ — شرح : اسماء کی ماں کا نام "قتیلہ بنت عبدالعزیٰ" ہے بعض نے کہا یہ اسماء کی رضاعی ماں تھی۔ اس حدیث میں لفظ "راغبۃ" میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ وہ میری نیکی اور میرے صلہ میں رغبت کرتی ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ وہ اسلام سے اعراض اور نفرت کرتی ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار سے معاہدہ تھا اور اُن سے مصالحت کا زمانہ تھا۔

دوسرا احتمال صحیح تر ہے ؛ کیونکہ اگر وہ اسلام میں رغبت کرتی تو اسماء کو اس سے صلہ رحمی کرنے میں اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ والدین سے احسان کرنے میں لفظ "بر" متعارف ہے لیکن یہاں لفظ "صلہ" ذکر کیا ہے ؛ کیونکہ والد کے کفر کے سبب ولادت کا حکم ساقط ہے باقی صرف قرابت رہ جاتی ہے اس لئے "صلۃ الوالد المشرک" کہا ہے۔

(حدیث ۲۴۴۴ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب عورت کا اپنی ماں سے احسان کرنا حالانکہ اس عورت کا شوہر ہے

۶۴۹۷ — ترجمہ : اسماء نے کہا میری ماں آئی، حالانکہ وہ عہد قریش اور اُن سے صلح کی مدت میں مشرکہ تھی جبکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

۶۴۹۸ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سُفْيٰنَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ هِرَقْلَ اَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعِفَافِ وَالصِّلَةِ

بَابُ صِلَةِ الْاَخِ الْمُشْرِكِ

۶۴۹۹ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ

سے معاہدہ کیا تھا۔ وہ اپنے والد کے ہمراہ آئی۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا اور کہا میری ماں آئی ہے، حالانکہ وہ اسلام سے اعراض کرتی ہے کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ حضور نے فرمایا ہاں اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو۔

۶۴۹۸ — ترجمہ: عبیداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر سنائی کہ ان کو ابوسفیان نے خبر دی کہ ہرقل نے ان کو پیغام بھیجا اور کہا تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم کرتے ہیں ابوسفیان نے کہا وہ ہم کو نماز، صدقہ، پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم کرتے ہیں،،

(حدیث: ۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب: مشرک بھائی سے صلہ رحمی کرنا

۶۴۹۹ — ترجمہ: عبداللہ بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے ریشمی دھاری دار چادر فروخت

Marfat.com

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ رَاٰى عُمَرُ حُلَّةَ سِيَرَاءَ تُبَاعُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِبْتَعْ هٰذِهٖ وَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاِذَا جَاءَكَ الْوُفُوْدُ قَالَ اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَاَرْسَلَ اِلٰى عُمَرَ بِحُلَّةٍ فَقَالَ كَيْفَ اَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْهَا مَا قُلْتَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا وَلٰكِنْ لِتَبِيْعَهَا اَوْ تَكْسُوَهَا فَاَرْسَلَ عُمَرُ اِلٰى اَخٍ لَهٗ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ اَنْ يُسْلِمَ

ہوتی دیکھی تو عرض کیا یا رسول اللہ! آپ یہ چادر خرید فرمالیں اور یہ جمعہ کے دن اور جب آپ کے پاس وفد آئیں تو پہنا کریں حضور نے فرمایا اس کو تو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ چادریں آئیں تو حضور نے عمر فاروق کو ایک چادر بھیجی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں یہ کیسے پہنوں حالانکہ آپ نے ان کے متعلق فرمایا تھا وہ جو فرمایا تھا حضور نے فرمایا میں نے یہ تم کو پہننے کے لئے نہیں بھیجی لیکن اس کو بیچ دو یا کسی کو دے دو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں رہنے والے اپنے بھائی کو اُن کے اسلام قبول کرنے سے پہلے بھیج دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بھائی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ بھائی عثمان بن حکیم بن امیہ بن حارثہ ہیں یہ عمر فاروق کے حقیقی بھائی نہیں تھے بلکہ وہ ان کے مادرزاد بھائی زید بن خطاب کے بھائی تھے ان کی والدہ اسماء بنت وہب بن جبیب بن حارث ہیں۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی والدہ حنتمہ یا خنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہیں۔ ابن ہشام نے ذکر کیا کہ اس کے مد حکیم بن اُمیہ ہیں جو مکہ مکرمہ میں پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ صِلَةِ الرَّحِمِ

۶۵۰۰ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُوْسٰى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَاَبُوْهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُمَا سَمِعَا .....

مُوْسٰى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ الْقَوْمُ مَالَهُ مَالَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَبٌ مَالَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذَرْهَا قَالَ كَاَنَّهٗ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ

باب صلہ رحمی کی فضلت

۶۵۰۰ــــ ترجمہ : ابو ایوب نے کہا عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کرے (تحویل) عبد الرحمٰن، بہز، شعبہ ابن عثمان بن عبد اللہ بن موہب اور ان کے والد عثمان بن عبد اللہ کے ذریعہ روایت ہے جبکہ ابن عثمان اور ان کے والد عثمان دونوں نے موسیٰ بن طلحہ کے ذریعہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

Marfat.com

بَابُ اِثْمِ الْقَاطِعِ

۶۵۰۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ

سے سُنا کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسے عمل کی خبر دیں جو مجھے جنّت میں داخل کرے لوگوں نے کہا یہ کیا ہے یہ کیا ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ضرورت مند ہے اور حضور نے فرمایا اللہ کی عبادت کرو اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو صلہ رحمی کرو (اب اونٹنی کو) چھوڑ دو گویا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے

۶۵۰۰ — شرح : مَالَهُ مَالَهُ ، کلمہ ما استفہام کے لئے ہے تاکید کے لئے مکرر آیا ہے۔ وہ أَرِبٌ مَالَهُ ، أَرِبٌ میں ہمزہ مفتوح اور راء مکسور حَذِرٌ کے وزن پر ہے اس کے معنیٰ " صاحب حاجت ، ضرورتمند " کے ہیں۔ یہ مبتداء محذوف خبر ہے یعنی هُوَ أَرِبٌ ، وہ ضرورت مند ہے محتاج ہے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا کہ وہ سوال کرنے میں بڑا حریص ہے تو اس کی حرص پر تعجب کرتے ہوئے بطورِ استفہام یہ فرمایا تھا اس کلمہ کو مفتوح العین " أَرَبٌ " بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس وقت معنی یہ ہیں کہ اس کو حاجت ہے ضرورت ہے یہ مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی " لَهُ أَرَبٌ " اسے ضرورت ہے۔ (حدیث ۱۲۱۷ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا " ذَرْهَا " اس کا جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے اور وہ شخص اونٹنی کی مہار پکڑ کر سوال پوچھ رہا تھا۔ حضور نے جواب کے بعد فرمایا اب سواری کو چھوڑ دو اور چلنے دو۔ بعض نے یہ تقریر کی ہے کہ اس آدمی نے جب سوال پوچھا تھا اس وقت وہ سوار تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ وہ جلدی جانا چاہتا ہے جب اس کا جواب سے مقصود حاصل ہو گیا تو فرمایا سواری چھوڑ دو اور اپنی منزل اختیار کرو اب تمہارا مقصد پورا ہو گیا۔

Marfat.com

بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ

۶۵۰۲ — حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَعِيدٍ

باب قطع رحم کا (رشتہ توڑنے کا) گناہ

۶۵۰۱ — ترجمہ : محمد جبیر بن مطعم نے کہا کہ جبیر بن مطعم نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رشتہ توڑنے والا قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہ جائے گا۔"

۶۵۰۱ — شرح : اس میں اختلاف نہیں کہ صلہ رحمی فی الجملہ واجب ہے اور اس کو قطع کرنا کبیرہ گناہ ہے صلہ رحمی کے کچھ درجات ہیں کم از کم درجہ یہ کہ ناراضگی ترک کر دے اور سلام و کلام سے صلہ کرے قدرت اور حاجت کے اختلاف سے صلہ کی مختلف حالتیں ہیں بعض حال میں صلہ رحمی واجب ہے اور بعض صورت میں مستحب ہے۔ اگر بعض حالات میں صلہ کیا اور پوری طرح نہ کیا تو اس کو قطع رحمی نہیں کہتے جس رحم کو ملانا ہو اور اس کا صلہ واجب ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ وہ ذی رحم محرم ہو کہ اگر وہ مرد اور عورت ہوں تو ان کا باہم نکاح حرام ہو جیسے بہن، پھوپھی، بھانجی، خالی، بھتیجی وغیرہ مرد ہونے کی صورت میں اس تقدیر پر چچا اور ماموں کی اولاد ذی رحم نہیں؛ کیونکہ ان سے نکاح جائز ہے۔ درست یہ ہے کہ ذی رحم سے مطلقاً رشتہ دار مراد ہیں جو وراثت میں معتبر ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا معصیت کے باعث مومن کافر نہیں ہوتا لہٰذا وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ حدیث میں قاطع کا مفعول محذوف ہے جب عامل کا معمول محذوف ہو تو اس میں عموم ہوتا ہے؛ لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر جن امور کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا وصل کیا جائے اور توڑا نہ جائے ان کو قطع کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا؛ کیونکہ اس تقدیر پر وہ کافر ہے یا حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو قطع رحمی کو حلال اور جائز سمجھتا ہے وہ جنت میں نہ جائے گا؛ کیونکہ یہ بھی کفر ہے یا معنی یہ ہیں کہ جو شخص رشتہ داری توڑ دیتا ہے تو پہلے جنت میں نہ جائے گا بہت دیر بعد داخل ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

Marfat.com

ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

باب جس کی صلہ رحمی کے سبب رزق میں فراخی ہوئی

۶۵۰۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔

۶۵۰۲ — شرح : اَنْ يُنْسَأَ، کا مادہ نَسْأٌ بمعنی تاخیر ہے یعنی اس کی اجل مؤخر کی جائے اثر سے مراد اجل ہے ؛ کیونکہ وہ عمر کے بعد آتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے آجال مقرر ہو چکی ہیں اسی طرح رزق بھی مقرر ہو چکے ہیں ان میں کمی و بیشی نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب کسی کی موت کا وقت آجائے تو اس میں تاخیر نہیں اور نہ وہ اجل سے پہلے مر سکتے ہیں اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ زیادتی سے مراد برکت ہے یعنی صلہ رحمی کرنے والے کی عمر میں برکت ہوتی ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ تابعداری کی توفیق دیتا ہے اور بداعمالی سے بچاتا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ صلہ رحمی کرنے والے کی عمر حقیقۃً زیادہ ہو جاتی ہے جو فرشتہ عمر کے لئے مقرر ہے یہ اس کے علم کے اعتبار سے ہے اور جملہ لوح محفوظ میں محو و اثبات کے ساتھ فرشتہ کو معلوم ہوتا ہے ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "يَمْحُوا اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ" اللہ جو چاہے مٹاتا ہے اور جو چاہے ثابت رکھتا ہے جیسے فلاں شخص کی عمر ساٹھ برس ہے لیکن اگر وہ صلہ رحمی کرے گا، تو اس کی عمر دس برس بڑھا دی جائے اور ستر برس کر دی جائے گی ؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ ہوگا جانتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نسبت زیادتی نقصان غیر متصور ہے۔ اس کو قضاء مُبرم کہا جاتا ہے

Marfat.com

۶۵۰۳ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

زیادتی نقصان فرشتوں کے دفاتر میں مکتوب کے اعتبار سے ہے اس کو قضاء معلق کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا تاخیر سے مراد یہ ہے کہ اس کا اچھا ذکر باقی رہتا ہے گویا کہ وہ مرا ہی نہیں جیسے علم نافع پڑھا کر فوت ہوگیا یا صدقہ جاریہ اور نیک اولاد چھوڑ گیا یہ عمل ختم نہیں ہوتا۔

۶۵۰۳ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر میں درازی ہو تو وہ صلہ رحمی کرے

۶۵۰۳ــــ شرح : صلہ رحمی کی فضیلت میں احادیث کثیرہ مروی ہیں :

(۱) بزار، طبرانی اور حاکم نے مستدرک میں روایت کی جو چاہتا ہو کہ اس کی عمر لمبی اور رزق وسیع ہو اور اس کی موت بُری نہ ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔

(۲) ترمذی نے صلہ رحمی کے باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی صلہ رحمی کرنے سے اقارب میں محبت مال کی فراوانی اور عمر میں درازی ہوتی ہے۔

(۳) مسند امام احمد میں صحیح اسناد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے کہ صلہ رحمی، ہمسایہ سے حسن سلوک اور مخلوق سے اخلاص ملک کو آباد کرتے ہیں اور عمریں لمبی کرتے ہیں۔

(۴) کتاب الترغیب والترہیب میں ابوموسیٰ مدینی نے مرفوع روایت ذکر کی کہ والدین سے نیکی کرنا عمر کو دراز کرتا ہے اور جھوٹ رزق میں کمی کرتا ہے۔ والدین سے نیکی کرنا بہت بڑی صلہ رحمی ہے۔

(۵) حضرت ابن عباس اور ثوبان رضی اللہ عنہم نے تورات سے مسند روایت کی کہ اے آدم زاد انسان اپنے رب سے ڈر، ماں باپ سے نیکی کر۔ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کر میں تیری عمر کو دراز کروں گا۔

(۶) ثوبان سے مرفوع روایت ہے کہ والدین سے نیکی کرنا عمر میں درازی ہوتی اور صلہ رحمی سے رزق میں وسعت ہوتی ہے۔

(۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ

Marfat.com

بَابُ مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللّٰهُ

۶۵۰۴ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِیْ مُزَرِّدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمِّیْ سَعِیْدَ بْنَ یَسَارٍ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهٖ قَالَتِ الرَّحِمُ هٰذَا

یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ، کے متعلق پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا صحیح صدقہ، والدین سے نیکی کرنا، نیک کام کرنے اور صلہ رحمی کرنا شقاوت کو سعادت سے تبدیل کر دیتے ہیں عمر میں اضافہ کرتے ہیں اور بُری موت سے محفوظ کرتے ہیں۔ اے علی جس شخص میں اِن میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے اللہ تعالیٰ اس کو مذکورہ خصلتیں عطاء کرتا ہے۔

(۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث کی روایت ہے کہ صلہ رحمی کرنے والے انسان کی عمر کے اگر تین دن باقی رہ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر تیس سال بڑھا دیتا ہے اور جو انسان قطع رحمی کرتا ہے، حالانکہ اس کی عمر ابھی تیس سال باقی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر کم کر کے تین دن کر دیتا ہے۔ ابو موسیٰ مدینی نے اس حدیث کو حسن کہا۔ نیز انہوں نے کتاب الترغیب والترہیب میں عبدالرحمٰن بن سمرہ سے مرفوع حدیث روایت کی کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے جبکہ ہم مدینہ منورہ کے صُفہ میں تھے حضور نے فرمایا میں نے آج رات عجیب شئی دیکھی ہے میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ اس کے پاس ملک الموت آیا ہے کہ اس کی روح قبض کرلے وہ شخص اپنے والدین سے نیکی کیا کرتا تھا۔ نیکی آئی اور ملک الموت کو واپس کر دیا ابو موسیٰ نے کہا یہ حدیث حسن ہے (عینی) حدیث ۱۹۳۹ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی صلہ رحمی کرتا ہے اللہ اس سے ملتا ہے

۶۵۰۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ

Marfat.com

مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَهُوَ لَكِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ

۶۵۰۵ — حَدَّثَنَا خَلِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا جب اُن کو پیدا کرنے سے فارغ ہُوا تو رحم نے کہا یہ قطع رحمی سے تیری پناہ چاہنے کا مقام ہے۔ خداوند قدوس نے فرمایا ہاں (ایسا ہی ہے) کیا تو خوش نہیں کہ میں اس سے ملوں گا جو تجھ سے ملے گا اور اس سے تعلق منقطع کروں گا جو تجھ سے قطع تعلقی کرے گا۔ رحم نے کہا کیوں نہیں اے پروردگار عالم۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو! قریب ہے کہ اگر تم نے منہ پھیر لیا تو زمین میں فساد کرو گے اور قطع رحمی کرو گے۔

۶۵۰۴ — شرح : خلق سے مراد مخلوقات ہے یا مکلفین مراد ہیں اور فراغ سے مراد اس کا فیصلہ اور اتمام ہے کیونکہ اللہ کو کوئی شئی مشغول نہیں کرتی (کرمانی) اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں مذکور رحم معانی میں سے ایک معنیٰ ہے وہ کلام کیسے کر سکتا ہے؟ کیونکہ رحم قرابت ہے جس میں کئی افراد جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے متصل ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے رحم سے مراد اس کی شان کی عظمت اور اس کے واصل کی فضیلت اور اس کے قاطع کی مذمت مقصود ہے۔ عربوں کی عادت ہے کہ وہ کلام میں استعارات استعمال کرتے رہتے ہیں۔

۶۵۰۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم رحمٰن سے ملی ہوئی شاخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کوئی تجھے ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا اور جو تجھے قطع کرے گا میں اس کو قطع کروں گا۔

Marfat.com

۶۵۰۶ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ ابْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّحِمُ شُجْنَةٌ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ

بَابُ تَبُلُّ الرَّحِمِ بِبَلَالِهَا

۶۵۰۷ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ إِنَّ آلَ أَبِي قَالَ عَمْرٌو فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بَيَاضٌ لَيْسُوا بِأَوْلِيَائِي إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ زَادَ عَنْبَسَةُ ابْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ

شرح ۶۵۰۵ — شجنہ بکسر الشین وسکون الجیم ہے، شین کو مضموم ومفتوح بھی پڑھا جاتا ہے۔ شجنہ کے معنی درخت کی ایک دوسرے سے ملی ہوئی جڑیں ہیں۔ اس کا نام رحمٰن سے اخذ کیا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اللہ ہوں میں رحمٰن ہوں۔ میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اس کے لئے اپنے نام سے اس کا نام نکالا ہے جو کوئی اس کو ملائے گا میں اس سے ملوں گا اور جو کوئی اس کو قطع کرے گا میں اس کو قطع کروں گا (ابوداؤد، ترمذی) حدیث کے معنی یہ ہیں کہ رحم رحمت کے ملے جلے آثار میں سے ایک اثر ہے جو اس کو قطع کرے وہ اللہ کی رحمت سے منقطع ہے۔ رحم کا نام رحمٰن کے نام سے مشتق ہے اس کو اللہ سے تعلق ہے یہ معنی نہیں کہ رحم اللہ کی ذات کا جزو ہے۔

ترجمہ ۶۵۰۶ — ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رحم شجنہ ہے جو اس کو ملائے گا میں اس سے ملوں گا اور جو اس کو قطع کرے گا میں اس سے تعلق منقطع کرتا ہوں۔

Marfat.com

عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَذَا وَقَعَ وَبَلَالِهَا أَجْوَدُ وَأَصَحُّ وَبِبَلَالِهَا لَا أَعْرِفُ لَهُ وَجْهًا

باب رحم کو اس کی تری سے تر کیا جائے

۶۵۰۷ — ترجمہ : عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی خفاء کے بغیر علانیہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آل ابی فلاں وہ عمرو نے محمد بن جعفر کی کتاب میں کہا اس جگہ بیاض ہے ؛ میرے دوست نہیں میرا ولی اور محب صرف اللہ اور نیک مومن ہیں۔ عنبسہ بن عبدالواحد نے بیان سے انہوں نے قیس سے انہوں نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے یہ اضافہ کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا " لیکن ان سے رحم کا تعلق ہے میں انہیں رحم کی تری سے تر کرتا ہوں یعنی میں ان کی صلہ رحمی کے سبب صلہ کرتا ہوں" امام بخاری بخاری نے کہا بِبَلَالِهَا ایسے ہی مذکور ہے اور بَبَلَالِهَا اچھا ہے اور بِبَلَائِهَا کی کوئی وجہ نہیں پہچانتا ہوں۔

۶۵۰۷ — شرح : بلال بروزن کتاب بمعنی تری یا حلق میں تھوڑی سی مٹھاس ہے۔ عمرو امام بخاری کے شیخ نے کہا محمد بن جعفر کی کتاب میں " آل ابی فلاں " کی جگہ خالی چھوڑی ہوئی ہے اس میں کسی کی تصریح نہیں۔ بعض راویوں نے فتنہ کے خوف کے باعث کنایہ کیا ہے اور جس طرف اشارہ ہے وہ یا تو ابوسفیان یا حکم بن عاص ہے بعض نے کہا آل ابی فلاں سے مراد ابولہب ہے۔

قولہ صالح المؤمنین ، اس میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے اور صالح اسم جنس ہے اس سے تمام نیک مومن مراد ہیں یعنی میرے دوست نیک مومن ہیں۔

قولہ لٰكِنْ لَهُمْ ، یعنی آل ابی فلاں میرے دوست نہیں ہیں، لیکن ان سے میرا رحم کا تعلق ہے کہ وہ میرا قبیلہ ہے اور ان سے قرابت رحم کی نسبت ہے میں ان کی تھوڑی سی رعایت کرتا ہوں۔

قولہ بَبَلَالِهَا .. یعنی رحم کی مصیبت۔ اس کی کوئی معروف وجہ نہیں لہٰذا بِبَلَالِهَا ہی درست ہے

Marfat.com

بَابُ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ

۶۵۰۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو وَفِطْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سُفْيٰنُ لَمْ يَرْفَعْهُ الْاَعْمَشُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَهُ حَسَنٌ وَفِطْرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ میں کسی کی قرابت کی وجہ سے اس سے دوستی نہیں کرتا میں تو صرف اللہ اور نیک مؤمن سے محبت کرتا ہوں۔ میری محبت ایمانی اور اصلاحی ہے، لیکن میں رشتہداروں کے حق کا لحاظ کرتا ہوں اور ان کی پوری مدد کرتا ہوں۔ حدیث میں رحم کو پانی سے تر زمین سے تشبیہ دی جبکہ وہ پوری تر ہو تو پھل دیتی ہے اور جب اس کو چھوڑ دیا جائے تو خشک ہو جاتی ہے اس سے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا۔ حلق کو پانی اور دودھ سے تر کرنے والے کو بلال کہا جاتا ہے۔ وصل کو بَلل کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ اتصال کو کہا چاہتا ہے اور قطعیت کو یَئِس کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ انفصال کو چاہتی ہے۔

باب بدلہ چکانے والا واصل نہیں

یعنی واصل کی حقیقت یہ نہیں کہ اپنے ساتھی کو اس جیسا بدلہ دے، کیونکہ یہ تو معاوضہ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وصل یہ نہیں کہ جو تم سے ملے تم اس سے ملو یہ تو بدلہ اور معاوضہ ہے لیکن وصل یہ ہے کہ جو تم سے تعلق منقطع کرے اس کو اپنے ساتھ ملاؤ۔ اس وصل پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے: وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ الآیۃ

۶۵۰۸ — ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے سفیان ثوری نے کہا سلیمان اعمش نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہیں کیا حسن بن عمرو فقیمی اور فطر بن خلیفہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو مرفوع ذکر کیا ہے

Marfat.com

بَابُ مَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ

۶۵۰۹ــــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ أَجْرٍ قَالَ حَكِيمٌ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ وَقَالَ أَيْضًا عَنْ أَبِي الْيَمَانِ أَتَحَنَّثُ وَقَالَ مَعْمَرٌ وَصَالِحٌ وَابْنُ الْمُسَافِرِ أَتَحَنَّثُ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ التَّحَنُّثُ التَّبَرُّرُ وَتَابَعَهُمْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

کہ حضور نے فرمایا معاوضہ دینے والا واصل نہیں لیکن واصل وہ ہے کہ جب اس کا تعلق قطع کیا جائے تو اس کو ملائے۔

باب جس نے شرک کی حالت میں صلہ رحمی کی پھر مسلمان ہوگیا

۶۵۰۹ــــ ترجمہ: حکیم بن حزام نے بیان کیا یا رسول اللہ مجھے اُن امور سے خبردار کریں جو میں جاہلیت کے زمانہ میں صلہ رحمی، غلام آزاد اور صدقہ وغیرہ کیا کرتا تھا کیا مجھے اُن کا ثواب حاصل ہوگا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی نیکی کرنے کے باعث تو مسلمان ہوا ہے نیز ابوالیمان سے اَتَحَنَّثُ مروی ہے۔ معمر اور صالح اور ابن مسافر نے بھی اَتَحَنَّثُ کہا ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا اَلتَّحَنُّثُ کے معنی نیکی کرنا ہے اور ہشام نے اپنے

Marfat.com

بَابُ مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةَ غَيْرِهِ حَتّٰى تَلْعَبَ بِهٖ اَوْ قَبَّلَهَا اَوْ مَازَحَهَا ۲

۶۵۱۰ — حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ ابْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِيْ وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ اَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ اَبِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَقِيَتْ حَتّٰى ذَكَرَ

والد سے روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔

۶۵۰۹ — شرح : اَرَءَيْتَ " کے معنی ہیں مجھے خبر دو اور اَلتَّحَنُّثُ کے معنی ہیں عبادت کرنا اس کے حقیقی معنی حِنْث یعنی گناہ سے گزر جانا ہے گویا کہ عبادت گو انسان اپنی ذات سے عبادت کے ذریعہ گناہ پھینک دیتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن سے جب حالتِ کفر میں نیک اعمال ہوتے تھے اُن پر اس کو ثواب حاصل ہوتا ہے (حدیث ۱۳۵۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب دُوسرے کے بچے کو چھوڑے رکھنا حتیٰ کہ وہ اس کے ساتھ کھیلتا رہے یا اس کو بوسہ دیا یا اُس سے ہنسی کی "

Marfat.com

بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ

وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ

۶۵۱۱ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ

ترجمہ : ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہا نے کہا میں اپنے والد کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی ؛ حالانکہ میں نے زرد رنگ کی قمیص پہنی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بہت اچھی ہے۔ عبداللہ نے کہا سنہ سنہ حبشی زبان میں بمعنی حسنہ ہے۔ ام خالد نے کہا میں نے خاتم نبوت سے کھیلنا شروع کیا تو میرے والد نے مجھے زجر کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑو اور کھیلنے دو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ فرمایا عبداللہ نے کہا قمیص باقی رہی حتی کہ لوگوں میں اس کا ذکر ہونے لگا۔

۶۵۱۰ —

شرح : زبر بمعنی زجر اور منع ہے۔ قولہ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ، یہ دونوں امر حاضر معروف کے صیغے ہیں۔ اَبْلِیْ کے معنی ہیں کپڑا پرانا کرو اور اَخْلِقِیْ اخلاق سے امر ہے اس کے معنی بھی پرانا کرنا ہیں۔

قولہ فَبَقِیَتْ حَتّٰی ذُکِرَ، یعنی قمیص باقی رہی حتی کہ لوگوں میں مشہور ہوئی ؛ کیونکہ عادۃً قمیص اتنی مدت باقی نہیں رہ سکتی۔ ایک روایت میں حَتّٰی دُکِنَ، بمعنی سواد ہے یعنی وہ باقی رہی حتی کہ قمیص سیاہ ہوگئی۔ علامہ کرمانی نے کہا یعنی ام خالد نے لمبی زندگی بسر کی حتی کہ اس کی قمیص کا رنگ متغیر ہوگیا اور وہ سیاہ ہوگئی۔ دکنہ سیاہی مائل رنگ ہے یعنی ام خالد بہت مدت زندہ رہیں حتی کہ ان کی قمیص لوگوں میں مشہور ہوگئی۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مرد نابالغ لڑکی سے اختلاط کرسکتا ہے اور اس سے مزاح بھی کرسکتا ہے اگرچہ وہ محرمہ نہ ہو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح حق تھا اگر مزاح حق نہ ہو تو وہ فاحشہ تک پہنچا دیتا ہے۔ ایسا مزاح ہرگز جائز نہیں۔

(حدیث ۲۸۶۴، ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب بچے سے شفقت کرنا اس کو بوسہ دینا اور اس سے معانقہ کرنا

Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَعْقُوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ قَالَ كُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قَالَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ انْظُرُوا إِلَى هٰذَا يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هُمَا رَيْحَانَايَ مِنَ الدُّنْيَا

ثابت نے انس سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شہزادے ابراہیم علیہ السلام کو پکڑا اور انہیں بوسہ دیا اور سونگھا،،

۶۵۱۱ — ترجمہ : ابن ابی نعم نے کہا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا جبکہ ایک آدمی نے اُن سے مچھر کے خون کے متعلق سوال پوچھا تھا۔ ابن عمر نے کہا تو کن لوگوں میں سے ہے اُس نے کہا عراق والوں سے ہوں۔ ابن عمر نے کہا اس شخص کو دیکھو مجھ سے مچھر کے خون سے متعلق پوچھتا ہے (کہ احرام باندھنے والا اس کو مار دے تو اس کی جنائت کیا ہے) حالانکہ ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی کے لخت جگر کو قتل کیا ہے میں نے پیغمبر خدا علیہ السلام سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے حسن و حسین دُنیا میں میرے دو خوشبودار پھول ہیں۔ رضی اللہ عنہما۔

۶۵۱۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دُنیا میں میرے دو خوشبودار پھول ہیں اور خوشبودار پھول کو سُونگھا جاتا ہے اور اولاد کو بھی سُونگھا جاتا ہے بوسہ دیا جاتا ہے اور معانقہ کیا جاتا ہے گویا کہ وہ خوشبو ہیں۔

(حدیث ۳۵۰۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۵۱۲ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهٗ قَالَتْ جَآءَتْنِيْ اِمْرَاَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْاَلُنِيْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ مَنْ بُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ

۶۵۱۲ــ ترجمہ: عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ دو بچیاں تھیں وہ مجھ سے کچھ مانگتی تھی اُس نے ایک کھجور کے سوا میرے پاس کچھ نہ پایا میں نے اس کو وہی دے دی اُس نے کھجور دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی پھر اُٹھ کر چلی گئی اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے حضور سے سارا ماجرہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا جو کوئی اِن لڑکیوں میں سے کسی لڑکی کا والی ہُوا اور اُن سے اچھا سلوک کیا تو یہ اُس کے لئے دوزخ سے حجاب بن جاتی ہیں۔

۶۵۱۲ــ شرح: قولہ "بُلِيَ" یہ فعل مضارع ولایت سے ہے بعض نسخوں میں "اِبْتُلِيَ" ابتلاء سے اور بعض میں "بُلِيَ" ماضی مجہول بلاء سے ہے اور "شَيْئًا" حرف جر حذف ہونے کے سبب منصوب ہے یعنی "بُلِيَ بِشَيْءٍ" اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں "بنات" جمع کا صیغہ ہے تو ایک یا دو لڑکیوں کا کیا حکم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے مراد یہ ہے کہ ایک لڑکی دوزخ سے حجاب بن جاتی ہے۔ اگر "بُلِيَ" پڑھا جائے یا "ابتلیٰ" پڑھیں تو ان کو ابتلاء اس لئے کہا جاتا ہے کہ عادۃً لوگ لڑکیوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ بہرحال تینوں صورتوں میں تقریباً معنیٰ ایک ہی ہے لڑکیوں سے اچھا سلوک کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ ان کے کھانے پینے اور لباس کا اچھا اہتمام کرے اور ان کی حسب وسعت پوری کفالت کرے اور ان کا نکاح کرے اور اُن کے حقوق میں اللہ سے ڈرتا رہے۔

Marfat.com

۶۵۱۳ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمَامَةُ بِنْتُ اَبِي الْعَاصِ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَصَلّٰى فَاِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَاِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا

۶۵۱۴ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ

طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ سے روایت ذکر کی ہے کہ جس کی تین لڑکیاں ہوں وہ اُن کے خورد و نوش اور رہائش و کفالت اچھی طرح کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا ایک اور دو لڑکیوں کا بھی یہی حال ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیوں کا حق لڑکوں کے حق سے زیادہ مضبوط اور مؤکد ہے کیونکہ وہ کمزور اور صنف نازک ہونے کے باعث اکتسابِ رزق، حُسنِ تصرّف اور بلند رائے رکھنے سے قاصر ہوتی ہیں جب وہ بیوہ ہو جاتی ہے تو والد کے پاس لوٹ آتی ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بہترین صدقہ کی رہنمائی نہ کروں؟ تمہاری بیٹی جو لوٹ کر تمہارے پاس آجائے اور تمہارے سوا اس کو کوئی کھلانے پلانے والا نہیں تو جو رقم اس پر خرچ کروگے وہ بہترین صدقہ ہے (ابن ماجہ)

۶۵۱۳ — ترجمہ: ابوقتادہ نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے جبکہ اُمامہ بنت ابی العاص حضور کے کندھے پر تھی۔ آپ نے نماز پڑھی جب رکوع کرتے اُس کو اُتار دیتے جب سجدہ سے سر مبارک اُٹھاتے تو اس کو اُٹھا لیتے۔ (حدیث: ۴۹۶ جلد ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۵۱۴ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی علیہما السلام کا بوسہ لیا جبکہ حضور کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرع نے کہا میرے دس بیٹے ہیں میں نے اُن میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرع کی

Marfat.com

ابْنُ حَابِسِ التَّمِيْمِيُّ جَالِسٌ فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ اِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ

۶۵۱۵ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ فَقَالَ تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اِذَا نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ

۶۵۱۶ــــ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْيٍ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِنَ السَّبْيِ قَدْ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا بِسَقْيٍ اِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ اَخَذَتْهُ فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَاَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی طرف دیکھا پھر فرمایا جو کسی پر رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

۶۵۱۴ــــ شرح: یعنی جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرع بن حابس کو بنظر کراہت دیکھا تھا۔

۶۵۱۵ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا تم بچوں کے بوسے لیتے ہو۔ ہم تو ان کے بوسے نہیں لیتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیرے دل سے اللہ تعالیٰ رحمت نکال دے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

۶۵۱۵ــــ شرح: حدیث کا معنی یہ ہے کہ اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت کھینچ لی ہے تو میں

Marfat.com

أَتَرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ قُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى أَلَّا تَطْرَحَهٗ فَقَالَ اللّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا

بَابُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ

۶۵۱۷ — حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْبَهْرَانِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا

تیرے دل میں رحمت لانے پر قادر نہیں ہوں۔

۶۵۱۶ — ترجمہ : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے اچانک اُن قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کے پستان دودھ سے بھرے ہوئے تھے وہ اِدھر اُدھر پھرتی تھی اچانک اُس نے قیدیوں میں ایک بچہ پایا تو اس کو پکڑ لیا اور اس کو اپنی چھاتی سے لگا کر دودھ پلایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کیا تم گمان کرتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے گی۔ ہم نے عرض کیا اگر یہ اس کو آگ میں نہ پھینکنے پر قادر ہو تو نہیں پھینکے گی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کے اپنے بچے کی نسبت اللہ اپنے بندوں پر زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

۶۵۱۶ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بچہ گم ہو چکا تھا اس لئے جب وہ کوئی بچہ دیکھتی تو اس کو دودھ پلاتی تھی تاکہ اس کی چھاتی دودھ سے ہلکی ہو جب اُس نے بعینہٖ اپنا بچہ پا لیا تو اس کی چھاتی سے لگا کر اور بہت خوش ہوئی اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر قیامت میں رحم کرے گا اور انہیں دوزخ میں نہ پھینکے گا" اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کو آدمیوں سے بھرے گا اور مسلمان اور کافر سب اللہ کے بندے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرتے ہیں جن کے باعث وہ دوزخ کے مستحق ہو جاتے ہیں وہ اللہ کے حکم کا خلاف کرتے ہیں اور اُن سے اللہ راضی نہیں ہوتا گویا کہ وہ اپنے آپ کو دوزخ میں ڈالتے ہیں؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو کمر سے پکڑتا ہوں کہ دوزخ میں چھلانگیں نہ مارو اور تم زبردستی سے دوزخ میں گرتے ہو جیسے پروانے آگ میں گرتے ہیں؛ حالانکہ ان کو منع کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ فِيْ مِائَةِ جُزْءٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ جُزْءًا وَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَّاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتّٰى يَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهٗ

باب اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں

۶۵۱۷ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں۔ اس نے اپنے پاس ننانوے حصے روک رکھے ہیں اور ایک حصہ زمین پر اتارا ہے اس ایک حصے کے باعث مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتی کہ گھوڑا اپنے بچے سے اس کو تکلیف پہنچنے کے خوف سے اپنا کھر اٹھا لیتا ہے۔

۶۵۱۷ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ کی رحمت غیر متناہی ہے سو دو سو حصے نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ رحمت وہ قدرت ہے جس کا تعلق ایصالِ خیر سے ہے (خیر پہنچانے کی قدرت رحمت ہے) قدرت صفت واحد ہے اس کے متعلقات غیر متناہی ہیں سمجھانے کے لئے تمثیل کے طور پر سو حصوں میں منحصر کیا ہے تاکہ یہ سمجھنے میں آسانی ہو کہ جو ہمارے پاس ہے وہ کم ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سو حصوں کی تعیین میں کیا حکمت ہے، حالانکہ عربوں کی عادت ہے کہ کثرت کے لئے ستر کا عدد استعمال کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس خاص عدد کا اطلاق کثرت کے لئے ہے ستر بھی تو سو کے اجزاء میں سے ہے۔ نیز یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ آخرت کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصے زیادہ ہے اگر ہر جزو آگ کا ہر جزو رحمت سے مقابلہ کیا جائے تو رحمتیں تینتیس اجزاء

Marfat.com

بَابُ قَتْلِ الْوَلَدِ خَشْيَةَ اَنْ يَاكُلَ مَعَهٗ

۶۵۱۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ ثُمَّ قَالَ اَيٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَاكُلَ مَعَكَ ثُمَّ قَالَ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ تَصْدِيْقَ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

زیادہ ہوں گی اس سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت میں رحمت عذاب سے زیادہ ہوگی اس کی تائید سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے : غَلَبَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ ،، گھوڑے کی مثال بیان کرنے میں یہ حکمت ہے کہ دوسرے حیوانات کی نسبت گھوڑا اپنے بچہ پر زیادہ شفقت کرتا ہے ۔ يَتَرَاحَمُ ،، ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں"

باب : بچوں کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ اس کے ساتھ کھائیں گے

۶۵۱۸ ـــ ترجمہ : عمرو بن شرحبیل نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے حضور نے فرمایا اللہ کا شریک بنانا حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے کہا پھر کونسا ؟ فرمایا اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ : وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ،، نازل کی ۔

۶۵۱۸ ـــ شرح : اولاد کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ تمہارے ساتھ کھائیں گے

Marfat.com

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ فِي الْحَجْرِ

۶۵۱۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ صَبِيًّا فِيْ حَجْرِهٖ فَحَنَّكَهٗ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ

فَائِدَہ

بہت بڑا گناہ اور اکبر الکبائر سے ہے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ اکبر الکبائر جھوٹ بولنا یا جھوٹی گواہی ہے لیکن اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ اللہ کا شریک بنانا تمام گناہوں سے بڑا گناہ اور اکبر الکبائر سے ہے بہر حال ہر مقام میں اس کے مقتضیٰ کا حال معتبر ہے ؛ چنانچہ جھوٹ بولنا قولی معاصی سے اکبر ہے۔ قتل فعل معاصی سے اکبر ہے جن کا لوگوں کے حقوق سے تعلق ہے اور ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا زنا کے تمام انواع سے اکبر ہے۔ پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصدیق مذکور آیت کریمہ سے فرمائی کہ جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ کی عبادت نہیں کرتے اور اس جان کو بلاوجہ قتل نہیں کرتے ہیں جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ زنا کرتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں قتل اور زنا کو سلکِ اشراک میں داخل کیا ہے معلوم ہوا کہ یہ تمام معاصی اکبر الکبائر اور بہت بڑے گناہ ہیں۔

باب بچے کو گود میں کرنا

۶۵۱۹ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گود شریف میں کوئی بچہ کیا اس حال میں کہ اس کو گھٹی دے رہے تھے۔ اس نے حضور پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس پر بہا دیا (حدیث ۲۲۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ

۶۵۲۰ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا تَمِيمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ يُحَدِّثُهُ أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فَخِذِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْأُخْرَى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا وَعَنْ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ التَّيْمِيُّ وَقَعَ فِي قَلْبِي مِنْهُ شَيْءٌ قُلْتُ حَدَّثْتُ بِهٰذَا وَهٰذَا فَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي عُثْمَانَ فَنَظَرْتُ فَوَجَدْتُهُ عِنْدِي مَكْتُوبًا فِيمَا سَمِعْتُ

باب بچے کو ران پر بٹھانا

۶۵۲۰ — ترجمہ: اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی ران پر بٹھاتے اور شہزادہ حسن علیہ السلام کو دُوسری ران پر بٹھاتے تھے۔ پھر دونوں کو باہم ملاتے اور فرماتے اے اللہ ان پر رحم کر کیونکہ اُن پر میں رحم کرتا ہوں۔ علی بن مدینی (شیخ بخاری) سے روایت ہے اُنہوں نے کہا ہمیں یحییٰ نے خبر دی اُنہوں نے کہا ہم سے سلیمان نے ابوعثمان سے بیان کیا۔ سلیمان تیمی نے کہا اس سے میرے دل میں شک واقع ہُوا۔ میں نے دل میں کہا مجھے تو اس حدیث کی روایت ابوعثمان سے اس طرح کی گئی ہے۔ پھر میں نے اپنی کتاب میں دیکھا تو اس کو اپنے پاس وہی لکھا ہُوا پایا جو میں نے ابوعثمان سے سُنا تھا۔

Marfat.com

بَابُ حُسْنِ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ

۶۵۲۱ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي بِثَلٰثِ سِنِينَ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِي فِي خَلَّتِهَا مِنْهَا

۶۵۲۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت شہزادہ حسن اور اُسامہ رضی اللہ عنہما کا بیک وقت سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ران شریف پر بیٹھنا غیر متصور ہے، کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت امام حسن کی عمر صرف آٹھ برس تھی اور اُسامہ حضور کی حیات طیبہ میں نوجوان تھے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک لشکر کا امیر بنایا تھا جس میں صحابہ کرام کثیر تعداد میں تھے اُن میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق بھی تھے اور حضور کی وفات کے وقت اسامہ کی عمر بیس سال تھی اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ کو ران شریف کے سامنے قریب تر بٹھایا ہو اور اُنہوں نے ران شریف کو محبت سے اپنے ساتھ ملایا ہو تو حضرت اُسامہ نے مبالغہ کے طور پر اظہارِ محبت کے لئے کہا ہو کہ مجھے ران پر بٹھایا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ حُدِّثْتُ بِہٖ، ماضی مجہول ہے یعنی مجھے یہ حدیث بہت بیان کی گئی ہے میں نے یہ ابوعثمان سے سُنا پھر میں نے اپنی کتاب میں نظر ڈالی تو اس میں یہ مکتوب پایا جو اُس سے سُنا تھا اور قلبی وسوسہ جاتا رہا ہے۔ (حدیث ۳۵۰۱ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب عہد کی حفاظت ایمان کا حصّہ ہے

۶۵۲۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے کسی عورت

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ مَنْ يَعُوْلُ يَتِيْمًا

۶۵۲۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّاحَةِ وَالْوُسْطٰى

پر غیرت نہیں کی جو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت کی۔ وہ مجھ سے نکاح کرنے سے تین سال پہلے فوت ہو چکی تھیں میں اس لئے غیرت کرتی تھی کہ میں حضور سے سنتی تھی کہ انہیں اکثر یاد کیا کرتے تھے آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا کہ خدیجہ کو جنت میں ایسے مکان کی خوشخبری دیں جو اندر سے خالی موتیوں سے بنا ہوا ہے۔ شان یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرماتے پھر اس سے خدیجہ کی سہیلیوں کو ہدیہ بھیجتے۔

۶۵۲۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بکری کا گوشت بھیجا کرتے تھے اس میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حق کی نگہداشت تھی اور ان کے گذشتہ عہد کی رعایت تھی۔ حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے شعب میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ذکر کی کہ ایک بوڑھی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو حضور نے فرمایا تم کیسے ہو کیسا حال ہے ہمارے بعد کیسے رہے اس بوڑھی نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں خیریت سے ہوں جب وہ چلی گئی تو میں نے کہا آپ نے اس بوڑھی سے بہت متوجہ ہو کر گفتگو فرمائی ہے یہ علم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خدیجہ کے زمانہ میں آیا کرتی تھی۔ یہ ان کی سہیلی ہے اور حسن عہد اور اچھا سلوک ایمان کا حصہ ہے (حدیث ۳۵۷۲ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب یتیم کی پرورش کرنے کی فضیلت

۶۵۲۲ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ

۶۵۲۲ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَكَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ

نے فرمایا میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح جائیں گے اور اپنی دو انگلیوں سبابہ اور وسطیٰ سے اشارہ فرمایا۔

۶۵۲۲ — شرح : یعنی یتیم کی پرورش کرنے والا میرے بہت قریب ہوگا۔ "قال" بمعنی اشار ہے یعنی اشارہ کیا۔ انگوٹھہ کے ساتھ والی انگلی کو سبابہ کہا جاتا ہے؛ کیونکہ اس کے ساتھ نماز میں تسبیح اور تشہد (التحیات) میں اشارہ کیا جاتا ہے اس کو سبابہ بھی کہتے ہیں؛ کیونکہ اس کے ساتھ شیطان کو سب وشتم کیا جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تشہد میں سبابہ سے اشارہ کرنا شیطان پر بہت سخت گزرتا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ انبیاء کرام علیہا السلام کے درجات ساری مخلوق کے درجات سے اعلیٰ وارفع ہیں خصوصاً ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات تو بہت بلند ہیں پھر یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں حضور کے ساتھ ملا ہوا کیسے ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یتیم کی پرورش کرنے والے کا جنت میں درجہ بلند ہوگا۔ حدیث شریف میں اس کی اہمیت ذکر کی ہے۔

باب بیوہ عورتوں کے لئے کمائی کرنے والا

۶۵۲۳ — ترجمہ : صفوان بن سلیم مرفوع حدیث ذکر کرتے ہیں کہ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ عورتوں اور مسکینوں کے لئے سعی اور محنت کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی مانند ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے سے ہوتا ہے اور رات اللہ کی عبادت میں کھڑا رہتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۶۵۲۴ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ ابْنِ زَيْدِ الدِّيْلِيِّ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ مَوْلٰى ابْنِ مُطِيْعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

بَابُ السَّاعِيْ عَلَى الْمِسْكِيْنِ

۶۵۲۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ يَشُكُّ الْقَعْنَبِيُّ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ

۶۵۲۳ — شرح : بعض نسخوں میں "وَكَالَّذِيْ" لفظ واؤ سے ہے۔ ہوسکتا ہے کہ عبارت میں لف نشر مرتب ہو یعنی بیوہ عورتوں کی مصلحتوں کے لئے سعی کرنا محنت کرنا دھوڑ دھوپ کرنا جہاد کرنے والے کی مانند ہے اور مساکین کے لئے ان کے خورد و نوش اور دیگر مصالح میں سعی کرنے والے اس شخص کی مانند ہے جو دن میں روزے سے ہوتا ہے اور رات عبادت میں رہتا ہے۔

۶۵۲۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کی ہے۔

۶۵۲۴ — شرح : یہ اس حدیث کا مدار مالک پر ہے اُن سے یہ حدیث دو طرح منقول ہے ایک طریق صفوان بن سلیم کا ہے اس طریقہ سے یہ حدیث مرسل ہے۔ دوسرا ثور بن زید کا طریق ہے اس طریق سے یہ مسند ہے ابوالغیث کا نام سالم ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ

۶۵۲۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي سُلَيْمٰنَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً فَظَنَّ أَنَّا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِي أَهْلِينَا فَأَخْبَرْنَاهُ وَكَانَ رَقِيقًا رَحِيمًا فَقَالَ ارْجِعُوا إِلٰى أَهْلِيكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ

باب مسکین کے لئے سعی کرنا

۶۵۲۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ عورتوں اور مسکینوں کے لئے سعی اور محنت کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔ میرا گمان ہے کہ مالک نے کہا اس میں قعنبی شک کرتے ہیں کہ اس شخص کی مانند ہے جو رات کھڑا رہتا ہے جو سست نہیں ہوتا اور روزے دار کی طرح ہے جو روزے نہیں چھوڑتا۔

۶۵۲۵ — شرح : قولہ وَأَحْسِبُهُ قَالَ، أَحْسِبُهُ کا فاعل قَعْنَبِيٌّ ہے۔ اس میں ضمیر منصوب کا مرجع مالک ہے اور کالقائم آہ قَالَ کا مقولہ ہے اور یشک القعنبیؒ قول اور مقولہ کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ یہ بخاری کا اپنا کلام ہے قعنبی کا نام عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب ہے۔ یہ امام بخاری کے استاد ہیں اور مالک سے روایت کرتے ہیں حدیث کے معنی یہ ہیں۔ قعنبی نے کہا مجھے گمان ہے کہ مالک نے کہا بیواؤں اور مساکین کے لئے محنت مزدوری کرنے والا شخص قائم صائم کی طرح ہے۔

Marfat.com

۶۵۲۷ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ بِطَرِیْقٍ وَاشْتَدَّ عَلَیْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِیْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا كَلْبٌ یَلْهَثُ یَاْكُلُ الثَّرٰی مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِیْ كَانَ بَلَغَ بِیْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَاَ خُفَّهٗ ثُمَّ اَمْسَكَهٗ بِفِیْهِ فَسَقَی الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّ لَنَا فِی الْبَهَائِمِ اَجْرًا فَقَالَ فِیْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ

باب لوگوں اور چارپایوں پر رحم کرنا

۶۵۲۶ — ترجمہ : ابوسلیمان مالک بن حویرث نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حالانکہ ہم نوجوان ہم عمر تھے۔ ہم آپ کے پاس بیس (۲۰) روز رہے۔ حضور نے خیال فرمایا کہ ہم نے اپنے گھر والوں کے مشتاق ہوئے ہیں حضور نے ہم سے ان لوگوں کے متعلق پوچھا جو ہم اپنے اہل وعیال میں چھوڑ کر آئے تھے۔ ہم نے آپ کو خبر دی آپ نرم دل اور مہربان تھے۔ فرمایا تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان کو تعلیم دو اور انہیں دین کے احکام کا حکم دو اور جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اس طرح نماز پڑھو۔ جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی اذان کہے پھر تم سے بڑا نماز پڑھائے۔

۶۵۲۶ — شرح : یہ تمام لوگ عمر میں برابر تھے اس لئے فرمایا تم میں سے کوئی ایک تمہاری امامت کرے جبکہ وہ تمام علماء تھے (حدیث ۶۰۵ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۶۵۲۸ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلٰوةٍ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْاَعْرَابِيِّ لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا يُرِيْدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ

۶۵۲۷ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی راستہ میں چل رہا تھا اس پر پیاس سخت غالب ہوئی اس نے ایک کنواں پایا تو اس میں اترا اور پانی پیا پھر باہر آیا اچانک ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے تر مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس آدمی نے خیال کیا کہ اس کتے کو پیاس سے وہی تکلیف پہنچی ہوگی جو مجھے پہنچی تھی وہ کنوئیں میں اترا اور موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو منہ سے روکا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جزاء دی اور اسے بخش دیا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے ان چارپایوں میں ثواب ہے؟ حضور نے فرمایا ہر ترجگر رکھنے والے میں ثواب ہے (حدیث ۲۲۰۸ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۵۲۸ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے ایک اعرابی نے کہا حالانکہ وہ نماز میں تھا اے اللہ مجھ پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کر ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اعرابی سے فرمایا تو نے بہت وسیع یعنی اللہ کی رحمت کو تنگ کر دیا ہے۔

۶۵۲۸ ـــ شرح : یعنی اللہ کی رحمت ہر شئی کو گھیرے ہوئے ہے اور تو نے ان کو محدود کر دیا ہے۔ ارشاد فرمایا رحمتی وسعت کل شئ ،، بعض نے کہا یہ وہی اعرابی ہے جس نے مسجد میں پیشاب کیا تھا اور وہ ذوالخویصرہ ہے جس نے بوقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مال غنیمت تقسیم کرتے وقت اعتراض کیا تھا کہ آپ نے عدل نہیں کیا (معاذ اللہ) اس کی تائید ابن ماجہ کی حدیث سے ملتی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک اعرابی مسجد میں آیا اور کہا اے مجھے

Marfat.com

۶۵۲۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى

۶۵۳۰ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَاَكَلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْدَابَّةٌ اِلَّا كَانَ لَهٗ بِهٖ صَدَقَةٌ

بخش اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش اور ہمارے ساتھ کسی کو نہ بخش۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے وسیع ترشئ کو محدود کر دیا پھر اعرابی نے مسجد کے کونے میں جا کر پیشاب کر دیا۔ بعض نے کہا وہ اقرع بن حابس تھے۔

۶۵۲۹ — ترجمہ : نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مومنوں کو ایک دوسرے پر رحم کرنے آپس میں محبت کرنے اور ایک دوسرے پر شفقت کرنے میں ایک جسم کی مانند دیکھو جس کے ایک عضو کو تکلیف پہنچے تو اس کے باقی اعضاء بیداری، بے آرامی اور تپ میں اس کے شریک ہو جاتے ہیں۔

۶۵۲۹ — شرح : یعنی تکلیف اور راحت میں تمام اعضاء آپس میں موافق ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو دکھ میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ اس حدیث سے مسلمانوں کے حقوق کی عظمت اور ان کی معاونت اور ایک دوسرے سے شفقت واضح ہوتی ہے۔

۶۵۳۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جو بھی پھل دار درخت لگاتا ہے اور اس سے انسان، حیوانات کھاتے ہیں تو وہ اس کا صدقہ ہو جاتا ہے۔

(حدیث : ۲۱۷۰ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۶۵۳۱ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ زَیْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَرِیْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ .

بَابُ الْوَصَایَةِ بِالْجَارِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَیْئًا وَبِالْوَالِدَیْنِ إِحْسَانًا إِلَی قَوْلِهٖ

۶۵۳۲ــــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِیْلُ بْنُ أَبِیْ أُوَیْسٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ

۶۵۳۱ــــ ترجمہ : زید بن وہب نے کہا میں نے جریر بن عبداللہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ حضور نے فرمایا جو کسی پر رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

۶۵۳۱ــــ شرح : طبرانی کی روایت میں ہے جو شخص زمین والوں پر مہربان نہیں اس پر آسمان والے مہربان نہیں ہوتے۔ طبرانی نے اوسط میں روایت ذکر کی ہے کہ جو مسلمانوں پر رحم نہ کرے اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔ ابوداؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والے رحم کریں گے۔ اللہ کی رحمت کے مقابلہ میں لوگوں کی رحمت کا ذکر بطور مشاکلت ہے جیسے قرآن میں ہے : تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا أَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ،، تو میرے دل کی باتیں جانتا ہے میں تیری باتیں نہیں جانتا ہوں۔ واللہ اعلم!

باب ہمسائے کے حق میں وصیت کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اللہ کی عبادت کرو۔ اس کا کسی کو شریک نہ کرو اور والدین سے احسان کرو! مختالا فخورا تک ،،

Marfat.com

ابْنُ اُنَسٍ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَالَ جِبْرَئِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ

اَلْوَصَاةُ بفتح الواو بمعنی وصیت ہے۔ اس کا اسم وصایہ بکسر الواو اور فتحہ بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کا مجرد اور مزید ہم معنی ہیں۔ آیت کریمہ کو ذکر کرنے کا مقصد ہمسایہ کے ساتھ احسان ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ۔ والدین کے ساتھ احسان و اخلاص کرو کرو اور مردوں اور عورتوں سے اچھی طرح پیش آؤ جن سے قرابت ہو یا نہ ہو اُن سے احسان کرو جو تمہارے قرب و جوار میں ہو یا راستہ کا ساتھی ہو اس سے حسن سلوک کرو اور مہمانوں اور مملوک سے اچھا برتاؤ کرو۔ قیدیوں کا خیال رکھو! اللہ تعالیٰ متکبر اور فخر کرنے والوں کو عذاب دے گا۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کر لیا کہ حضور ہمسایہ کو وارث کر دیں گے۔ ۶۵۳۲ ــــ

شرح : یعنی جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کی طرف سے مجھے ہمسایہ کو ہمسایہ کے وارث کرنے کا حکم کرتے رہے۔ یہ حکم حقیقی وارث بنانے کا نہیں بلکہ ہمسایہ کے حق کی حفاظت میں مبالغہ کے طور پر فرمایا ہے۔ ہمسایہ کا نام مسلمان، کافر، عابد، فاسق، دوست، دشمن، مسافر، شہری، نفع دینے والا اور نقصان پہنچانے والا، قریبی اور اجنبی، گھر کے قریب یا دور تمام کو شامل ہے۔ علامہ عینی نے قرطبہ سے نقل کیا کہ ہمسایہ کا اطلاق ساتھ والے گھر پر کیا جاتا ہے اور جو اس کے قریب ہو اس پر بھی ہمسایہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ غالب طور پر اسی کو ہمسایہ کہتے ہیں اور یہاں وہی مراد ہے ہمسائیگی کی حد میں اختلاف ہے حضرت علی سلام اللہ علیہ نے فرمایا گھر کے ہر طرف سے چالیس گھر حقوق ہمسایہ میں داخل ہیں۔ ہمسایہ کے حق کی حفاظت کی کیفیت کچھ یوں ہے کہ ہمسائیگی میں مذکور لوگوں کو نفع پہنچائے اُن سے ضرر دُور کرے اور اُن کے ساتھ اخلاص کرے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسائے سے احسان کرو اگرچہ وہ ظلم ہی کرے حضور اذیت پہنچانے والے ہمسایہ کی خبر گیری کرتے اور اگر وہ بیمار ہو جاتا اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۵۳۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ

بَابُ اِثْمِ مَنْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ

يُوْبِقُهُنَّ يُهْلِكُهُنَّ مُوْبِقًا مُهْلَكًا

۶۵۳۴ — حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ تَابَعَهٗ شَبَابَةُ وَاَسَدُ بْنُ مُوْسٰى وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ الْاَسْوَدِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ

یہ حضور کا خلق عظیم تھا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم

باب اس شخص کو گناہ جس کا ہمسایہ اس کی اذیتوں سے محفوظ نہیں

قولہ "یُوْبِقْهُنَّ" اس میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے "اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا" یعنی ان کے کسب کے سبب انہیں ہلاک کرے گا اور "مُوْبِقًا" سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا" کی طرف اشارہ کیا اور "مُوْبِقٌ" کی "مُهْلِكٌ" سے تفسیر کی۔

۶۵۳۴ ترجمہ: ابو شریح سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا!

marfat.com
Marfat.com

أَبُوبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

بَابُ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا

۶۵۳۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ

مومن نہیں! بخدا مومن نہیں! عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم" کون؟ فرمایا جس کا ہمسایہ اس کی اذیتوں سے بے خوف نہیں۔ شبابہ اور سعد بن موسیٰ نے عاصم بن علی کی متابعت کی اور حمید ابن اسود، عثمان بن عمر، بکر بن عیاش اور شعیب بن اسحاق نے ابن ابی ذئب، مقبری کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی"۔

۶۵۳۴ — شرح: حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کہ بخدا وہ شخص مومن نہیں جس کا ہمسایہ اس کی تکلیف سے محفوظ نہیں" سے مراد کمال ایمان ہے یعنی وہ کامل مومن نہیں؛ کیونکہ یہ معصیت ہے اور عاصی کامل مومن نہیں ہوتا۔ قولہ وَمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ" یعنی حضور۔ وہ کون ہے جو مومن نہیں، واؤ کا معطوف علیہ مقدر ہے۔ یعنی ہم نے آپ کا ارشاد سنا ہے اور وہ کون ہے؟ واللہ ورسولہ اعلم!

باب کوئی عورت اپنے ہمسایہ کو حقیر نہ جانے

۶۵۳۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنے ہمسایہ کو حقیر نہ جانے اگرچہ بکری کی کھری ہو"۔

Marfat.com

بَابُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ

۶۵۳۶ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ

۶۵۳۵ — شرح : یعنی اگر ہمسایہ جس قدر شئی بھیجے اس کو حقیر نہ جانے یعنی کھری دینے والی یا لینے والی حقیر نہ سمجھے قولہ یا نساء المسلمات اس عبارت کی نحوی ترکیب اس طرح ہے کہ نِسَاءَ منصوب مضاف اور المسلمات مضاف الیہ مجرور ہے اور یہ اضافت موصوف کی صفت کی طرف ہے یعنی ای عورتو جو مسلمان ہو۔ یا عبارت کی تقدیر اس طرح ہے یا فاضلات المسلمات ، چنانچہ کہا جاتا ہے " هٰؤُلَاءِ رِجَالُ الْقَوْمِ " یعنی اَفَاضِلُ القوم ، فاضل عورتیں اور فاضل مرد ، دوسری ترکیب یہ ہے کہ نِسَاءُ اور اَلْمُسْلِمَاتُ دونوں مرفوع ہیں تیسرے یہ کہ نساءُ مرفوع اور المسلمات منصوب ہے جیسے یا زیدُ العاقلَ ، حدیث کے معنی یہ ہیں کہ کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو حقیر خیال نہ کرتے ہوئے اس سے صدقہ نہ روکے بلکہ جو بھی میسر ہو اس کو عطا کرے اگرچہ بکری کی کھری سا قلیل ہو یہ نہ دینے سے بہتر ہے۔ یہ مکارم اخلاق سے ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو اذیت نہ پہنچائے

۶۵۳۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

۶۵۳۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنَايَ وَاَبْصَرَتْ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جو کوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھا کلام کرے یا خاموش رہے۔

۶۵۳۶ — شرح : ایذاء معصیت ہے اس سے ایمان کی نفی نہیں ہوتی بلکہ کمالِ ایمان کی نفی ہوتی ہے۔ ایمان میں اللہ اور قیامت کے دن کی تخصیص کرنے اور دوسرے امور جن پر ایمان واجب ہے کو ذکر کرنے میں مبدء اور معاد کی طرف اشارہ ہے یعنی جو کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور یہ کہ قیامت میں اس کو اچھی بری جزاء دے گا وہ اپنے ہمسایہ کو اذیت نہیں پہنچائے گا۔

ارشادِ نبوی کہ وہ مہمان کا اکرام کرے۔ اکرام کا حکم مقامات کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ کبھی فرض عین ہوتا ہے اور کبھی فرض کفایہ ہوتا ہے۔ اس کا کم از کم مرتبہ مکارم اخلاق میں اور یہ واضح بات ہے کہ مہمان کی ضیافت کرنا رسولوں کا طریقہ ہے۔

کرمانی نے ذکر کیا کہ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور تین امور ذکر کرنے کا کیا سبب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام جوامع کلم سے ہے کیونکہ یہی تینوں اصول ہیں؛ چنانچہ تیسرے سے قولیہ کی طرف اشارہ ہے اور پہلے دو سے فعلیہ کی طرف اشارہ ہے پھر ان میں پہلے میں رذیل اخلاق سے علیحدہ رہنا ہے اور دوسرے میں فضائل سے مزین ہونا ہے۔

حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ جس میں اللہ کے حکم کی وصفِ تعظیم پائی جاتی ہے وہ ضرور مخلوق پر شفقت سے موصوف ہوگا یا اچھی بات کرے گا یا شرارت سے باز رہے گا اور فعلی یہ کہ نفع دے گا اور اذیت سے دور رہے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم (عینی)

۶۵۳۷ — ترجمہ : ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ نے کہا میرے کانوں نے سنا اور آنکھوں نے دیکھا جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام فرمایا۔ حضور نے فرمایا جو کوئی اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتُهٗ قَالَ وَمَا جَائِزَتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ

بَابُ حَقِّ الْجِوَارِ فِيْ قُرْبِ الْاَبْوَابِ

۶۵۲۸ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا اُهْدِيْ قَالَ اِلٰى اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا

کا اکرام کرے اور جو کوئی اللہ پر اور آخر دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا جائزہ سے اکرام کرے ابو شریح نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہمان کا جائزہ کیا ہے (مہمان کو عطیہ کرنا) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دن اور ایک رات ہے اور ضیافت تین دن تک ہے اس سے زائد اس پر صدقہ ہے اور جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

۶۵۲۷ — شرح : جائزہ عطیہ ہے یہ جواز سے مشتق ہے کیونکہ یہ ان پر اُن کے جواز کا حق ہے وہ ایک دن اور ایک رات ہے بعض نے کہا جائزہ کا معنی یہ ہے کہ مہمان کی خدمت میں ایک دن اور ایک رات خوب تکلف کرے اور اس سے پوری بھلائی کرے اور باقی دو دن جو گھر میں حاضر ہو اسے پیش کرتا رہے جب تین دن گزر جائیں تو اس کا حق ختم ہو گیا۔ اس کے بعد اس پر صدقہ ہوگا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

بَابُ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

۶۵۳۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ

ضیافت تین دن ہے اس میں جائزہ کا پہلا دن بھی داخل ہے۔ صحیح بھی یہی ہے بعض نے کہا اس کے علاوہ تین دن ضیافت ہے۔ علامہ ہروی نے کہا تین دن تو ضیافت کرے پھر اسے ایک دن رات کی مسافت کا کھانا دے ضیافت مکارم اخلاق سے ہے۔

باب حقِ ہمسایہ دروازوں کے قریب ہونے میں ہے

یعنی جس کا دروازہ قریب ہو اس کی ہمسائگی کا حق ہے ۱۲

۶۵۳۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو ہمسائے ہیں میں کس کو ہدیہ بھیجوں فرمایا جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہے (حدیث ۲۱۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب ہر اچھی بات صدقہ ہے

۶۵۳۹ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر معروف صدقہ ہے۔

۶۵۳۹ — شرح : معروف ہر وہ نیکی و احسان کی بات ہے جو کسی سے کہی جائے تو اس پر ثواب آخرت مرتب ہوتا ہے جو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے وہ صدقہ ہے۔ بیوی کے منہ میں لقمہ دے تو صدقہ ہے جس کے ساتھ کسی کی مدد کرے وہ صدقہ ہے

marfat.com
Marfat.com

۶۵۴۰ــــ حَدَّثَنَا اٰدم قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ قَالَ فَیَعْمَلُ بِیَدَیْهِ فَیَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَیَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ اَوْ لَمْ یَفْعَلْ قَالَ فَلْیُعِنْ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ قَالَ فَیَاْمُرُ بِالْخَیْرِ اَوْ قَالَ بِالْمَعْرُوْفِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ قَالَ فَلْیُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهٗ لَهٗ صَدَقَةٌ

بَابُ طِیْبِ الْكَلَامِ

وَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ

۶۵۴۱ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِیْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنْ خَیْثَمَةَ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ

اسم ہے جو ہر طاعت اللہ، تقرب الی اللہ اور لوگوں سے احسان کو شامل ہے۔

۶۵۴۰ــــ ترجمہ: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے کہا اگر صدقہ کی شئی نہ پائے تو کیا کرے فرمایا اپنے ہاتھوں سے کام کرے اپنی ذات کو نفع دے اور صدقہ کرے لوگوں نے کہا اگر یہ طاقت نہ ہو یا نہ کر سکے تو۔ فرمایا کسی صاحب حاجت مظلوم کی مدد کرے لوگوں نے کہا اگر یہ نہ کرے فرمایا اچھی باتوں کا حکم دے یا بالمعروف فرمایا کہا اگر یہ بھی نہ کر سکے تو اپنی شرارت کو روک رکھے یہ بھی صدقہ ہے۔

باب اچھا کلام کرنا

Marfat.com

ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهٖ ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهٖ قَالَ شُعْبَةُ أَمَّا مَرَّتَيْنِ فَلَا أَشُكُّ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ تَجِدُ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

بَابُ الرِّفْقِ فِي الْأَمْرِ كُلِّهٖ

۶۲۴۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھی بات کرنا صدقہ ہے "

۶۵۴۱ — ترجمہ: عدی بن حاتم نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کو ذکر کیا اور اس سے پناہ چاہی اور اپنا منہ بنایا پھر دوزخ کو ذکر کیا اور اس سے پناہ چاہی اور اپنا منہ بنایا۔ شعبہ نے کہا آپ نے دو دفعہ ذکر کیا مجھے اس میں شک نہیں پھر فرمایا دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کے عوض سے ہو اور اگر یہ نہ پائے تو اچھی گفتگو کرنے سے۔

۶۵۴۱ — شرح: اشاح کے معنی میں اعراض کیا۔ خطابی نے کہا اس کے معنی ہیں کسی شئ کو مکروہ جانتے ہوئے محتاط کرنے والے کی طرح اس سے منہ پھیر لیا گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ کو دیکھ رہے تھے اور اس کی جلن اور تمازت سے اعراض کرتے ہوئے چہرہ انور اس سے پھیر لیا ہم نے اس کی تعبیر ترجمہ میں اپنا منہ بنانے سے کی ہے

باب ہر شئ میں نرمی کرنا "

Marfat.com

مِنَ الْيَهُوْدِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِى الْاَمْرِ كُلِّهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُلْتُ عَلَيْكُمْ

۶۵۴۳ــــ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ اِبْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا

۶۵۴۲ــــ ترجمہ : عروہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودیوں کا ایک ٹولہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا "السام علیکم"، ام المؤمنین عائشہ نے فرمایا میں نے یہ بات سمجھی تو میں نے کہا وعلیکم السام واللعنۃ (تم پر موت اور لعنت ہو) ام المؤمنین نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ نرمی کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر امر میں نرمی کو پسند کرتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو کہہ دیا ہے "وعلیکم" اور تم پر۔

۶۵۴۳ــــ شرح : رھط کا اطلاق تین سے دس سے کم پر ہوتا ہے۔ اس کی جمع اَرْهُطٌ، اَرْهَاطٌ ہے اور اَراہط جمع کی جمع ہے۔ السّام کے معنیٰ موت ہیں اس لفظ سے یہودیوں نے حضور پر بد دعا کی تھی۔ گویا کہ ان کا ارادہ تھا۔ آپ کو اللہ ابھی موت دے، مُھلًا کے معنی نرمی اور آہستگی ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ واؤ عاطفہ کا مقتضیٰ تشریک ہے یعنی معطوف اور معطوف علیہ باہم دونوں کسی امر میں شریک ہیں۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضور نے یہودیوں کو قبول فرمالیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واؤ عاطفہ نہیں بلکہ استیناف کے لئے ہے۔ دراصل کلام اس طرح ہے وَاَقُوْلُ عَلَيْكُمْ مَا تَسْتَحِقُّوْنَهٗ، یعنی میں تمہارے لئے وہی کہتا ہوں جس کے تم مستحق ہو۔ اس صیغہ کو اختیار کرنا ایحاش کو دفع کرنا تھا کیونکہ یہ حضرت کے رفق اور خلق کریم کے بہت قریب اور لائق ہے اگر واؤ عاطفہ کہا جائے تو معنیٰ یہ ہیں کہ ہماری اور تمہاری موت میں مشارکت ہے یعنی ہم اور تم سب فوت ہونے والے ہیں۔

Marfat.com

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامُوْا اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْهُ ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ

بَابُ تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْضِهِمْ بَعْضًا

۶۵۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا اِذَا جَاءَ رَجُلٌ يَسْاَلُ اَوْ طَالِبُ حَاجَةٍ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا شَاءَ

۶۵۴۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام اس کی طرف دوڑے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا پیشاب منقطع نہ کرو پھر حضور نے پانی کا ڈول منگوایا اور اس پر بہا دیا۔

۶۵۴۳ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کریمانہ کے سبب فرمایا اس کو پیشاب کر لینے دو ورنہ یہ بیمار ہو جائے گا۔ یہ بھی اس کے ساتھ رفق اور نرمی ہے (حدیث : ۲۱۸ ج : اکی شرح دیکھیں)

باب مومنوں کا ایک دوسرے سے تعاون کرنا

۶۵۴۴ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا مومن دوسرے مومن کے لئے دیوار کی طرح ہے جس کا بعض دوسرے بعض کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر حضورؐ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل کیا پھر اچانک ایک آدمی آگیا جبکہ حضور ابھی بیٹھے ہی ہوئے تھے۔ وہ سوال کرتا ہے یا اپنی حاجت طلب کرتا ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اس کی شفاعت کرو تمہیں اجر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے۔

۶۵۴۴ — شرح : یعنی تم ایک دوسرے کی شفاعت کرو اس میں تمہیں ثواب حاصل ہوتا ہے کیونکہ جب تم طالب حاجت کے حق میں مجھ سے شفاعت کروگے اور ہم اس کی حاجت پوری کردیں جبکہ طالب کی حاجت کی تحصیل کا فیصلہ اللہ تعالیٰ میری زبان شریف پر کرتا ہے تو اس سے سائل کا مقصد حاصل ہوجاتا ہے اور تمہیں اجر ملتا ہے۔ اس حدیث میں یَقْضِی اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ مَاشَاءَ ، کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی بے نیازی سے جو بھی فیصلہ کرتا ہے وہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر جاری کرتا ہے اور جو فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر جاری نہ ہو وہ اللہ کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ حضرت فاضل بریلوی محقق قوی اعلحضرت عظیم المرتبت جناب احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا ترجمہ اپنے کلام میں اس طرح کیا ہے۔

جو وہاں ہو یہیں آکے ہو ؛ جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

بہرحال کسی کی حاجت کی تکمیل میں سعی کرنے والے ماجور ہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے جب تک اپنے بھائیوں سے تعاون کریں۔ واللہ اعلم!

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ الْخَامِسُ وَالْعِشْرُوْنَ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا اِلٰى قَوْلِهٖ مُقِيْتًا كِفْلٌ نَصِيْبٌ قَالَ اَبُوْمُوْسٰى كِفْلَيْنِ اَجْرَيْنِ بِالْحَبْشِيَّةِ

۶۵۴۵ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پچیسواں پارہ (۲۵)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو اچھی سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے اور جو بُری سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے اور اللہ ہر شئ پر قادر ہے۔ کِفْل بمعنیٰ حصہ ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا کفلین بمعنی اجرین "دو ثواب"۔ یہ حبشی لغت ہے۔

Marfat.com

اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَتَاهُ السَّائِلُ اَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِی اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَاءَ

بَابُ لَمْ يَكُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا

۶۵۴۶ ـــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ

مجاہد نے کہا یہ آیت کریمہ لوگوں کے ایک دوسرے کی سفارش کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی جو کوئی دنیا میں اچھی سفارش کرے گا۔ اس میں اس کا آخرت میں حصہ ہوگا۔ شفاعت حسنہ مومنوں کے لئے دعاء ہے اور بری دعاء اُن پر بد دعاء ہے۔ شفاعت پر ثواب عام نہیں بلکہ اس کے ساتھ مختص ہے جس میں سفارش جائز ہو اور سفارش حسنہ کا ضابطہ یہ ہے کہ جس میں شرعًا اجازت ہو جس میں شرعًا اجازت نہیں وہ سفارش حسنہ نہیں۔ اسی لئے بخاری نے کِفْل کی تفسیر نصیب سے کی ہے۔ قتادہ اور حسن بصری نے کہا کِفْل بمعنی وزر اور گناہ ہے۔ ابن فارس نے کہا کِفْل ضعف ہے مُقِیْت بمعنی شاہد ہے یعنی شئی کے تمام اوقات پر اطلاع پانے والا مُقِیْت کے معنی بدنی اور روحانی غذاؤں کا خالق ہے اور انہیں کو اجسام اور ارواح کو پہنچاتا ہے۔ قریش کی لغت میں مُقِیْت بمعنی قدرت رکھنے والا ہے۔ ابو عبداللہ بن قیس اشعری نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد یُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ کی تفسیر میں کفلین کی تفسیر ضِعْفَيْنِ سے کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت میں سے دوگنا دے گا۔ کفل حبشی لغت ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس میں حبشی لغت عرب کی لغت کے موافق ہے "عینی"

۶۵۴۶ ـــ ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی سائل یا کوئی حاجتمند آتا تو فرماتے اس کی سفارش کرو تمہیں اس کا

Marfat.com

شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حِيْنَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ اِلَى الْكُوْفَةِ فَذَكَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَخْيَرِكُمْ اَحْسَنَكُمْ خُلُقًا

۶۵۴۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

اجر ملے گا اور اللہ اپنے رسول کی زبان شریف پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے۔

۶۵۴۶ — شرح : ابو موسیٰ کی یہ حدیث پہلے باب میں گزری ہے اس باب میں مذکورہ آیت کے بعد اس لئے دوبارہ ذکر کیا کہ آیت کریمہ میں سفارش کی دو قسمیں ہیں۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدگوئی کرنے والے نہیں تھے اور نہ بیہودہ باتیں کرتے تھے"

۶۵۴۶ — ترجمہ : مسروق نے کہا جس وقت عبداللہ بن عمرو امیر معاویہ کے ساتھ کوفہ میں آئے تو ہم اُن کے پاس گئے اُنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کیا کہ حضور فاحش اور متفحش نہیں تھے اور کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا خُلق اچھا ہے۔

۶۵۴۶ — شرح : صراح میں ذکر کیا ہے کہ فحش وہ بری بات ہے جو حد سے گزری ہو اور تفحش بیہودگی اور زیادہ گوئی ہے۔ خُلق وہ ملکہ ہے جس کے ساتھ افعال سوچ بچار کے بغیر آسانی سے صادر ہوتے ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق قرآن تھا یعنی قرآن پر عمل کرنا حضور کی جبلت تھی صلی اللہ علیہ وسلم

(اس کی تفصیل حدیث ۴۳۳۱ ج : ۵ کی شرح میں دیکھیں)

Marfat.com

عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ يَهُوْدَ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ قَالَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ قَالَتْ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ اَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ

۶۵۴۸ — حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنْ هِلَالِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا وَلَا فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا كَانَ يَقُوْلُ لِاَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَا لَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ

۶۵۴۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا "السلام علیک" ام المؤمنین نے فرمایا "علیکم"، اور تم پر اللہ کی لعنت اور غضب ہو (یہ سن کر) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ نرمی کرو سختی اور فحش سے بچو۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ حضور نے فرمایا کیا تو نے نہیں سنا کہ میں نے کیا کہا ہے۔ میں نے ان پر دعا لوٹا دیا ہے۔ میرا کہنا ان کے حق میں قبول ہوگا ان کی بات میرے حق میں قبول نہ ہوگی۔

۶۵۴۷ — شرح : یہ حدیث باب "الرفق فی الامر کلہ" میں گزری ہے یہاں اس کا اعادہ ایک فائدہ کے لئے کیا ہے وہ یہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بدگو اور بیہودہ گو نہ تھے۔ آپ نرم بات کرنے کا حکم فرماتے تھے اور بدگوئی اور کرخت باتیں کرنے سے منع فرماتے تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود ہی باطل کلام کرتے ہیں وہ ہرگز قبول نہ ہوں گی

Marfat.com

۶۵۴۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَاذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهُ قَالَ بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطَ اِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ رَاَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهٗ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطْتَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَتٰى عَاهَدْتِّنِيْ فَحَّاشًا اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّهٖ

جبکہ میرا کلام حق ہے یہ بہت جلد قبول ہوگا۔

۶۵۴۸۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گالی گلوچ کرنے والے اور بیہودہ باتیں کرنے والے نہیں تھے اور نہ ہی لعنت کرنے والے تھے ہمیں عتاب کے وقت صرف یہ فرماتے اس کو کیا ہوا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

۶۵۴۸۔ شرح : سباب، فحاش اور لعّان فعّال کے وزن پر ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان صفات سے قطعاً موصوف نہ تھے جیسے اللہ تعالیٰ ظلم سے قطعاً موصوف نہیں؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۔ ظلّام بروزن فعّال مبالغہ کا صیغہ ہے اگرچہ مبالغہ کی نفی سے اصل فعل کی نفی نہیں ہوتی، لیکن یہاں اصل فعل کی نفی ہے حدیث کے معنی یہ ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً گالی گلوچ کرنے والے، بیہودہ باتیں کرنے والے اور لعنت کرنے والے نہ تھے جیسے اللہ تعالیٰ قطعاً ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ ان تین میں فرق یہ ہے کہ لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دُور ہونا ہے۔ سب کا تعلق نسب سے ہوتا ہے جیسے قذف نسب سے متعلق ہے اور فحش کا تعلق حسب سے ہے۔ تَرِبَ يَمِيْنُهٗ ،، جب اس کو مٹی پہنچے کہا جاتا ہے تَرِبَتْ يَدَاكَ ،، بددعا کے

Marfat.com

کے لئے ہے یعنی تو خیر اور بہتری نہ پائے۔ اس دعاء میں دو وجوہ ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اپنے چہرہ کے بل گرے اور اس کی پیشانی خاک آلود ہو جائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ نیک دعا ہے تاکہ وہ نماز پڑھے تو اس کی پیشانی مٹی سے مل جائے۔ دراصل اس کلمہ سے حقیقی معنیٰ مراد نہیں۔ یہ عربوں کی زبان پر جاری ہوتے ہیں اُن سے حقیقت مراد نہیں ہوتی۔

۶۵۴۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی جب حضور نے اس کو دیکھا تو فرمایا یہ شخص قبیلے کا بُرا بھائی اور قبیلے کا بُرا بیٹا ہے جب وہ بیٹھ گیا تو حضور اس کو خندہ پیشانی اور کشادہ چہرہ سے ملے جب وہ چلا گیا تو ام المؤمنین نے حضور سے عرض کیا یا رسُول اللہ جب آپ نے اس آدمی کو دیکھا تو اسے ایسا ایسا فرمایا تھا پھر اسے خندہ پیشانی اور کشادہ چہرہ پیش آئے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے عائشہ تُو نے مجھے بدگو کب دیکھا ہے؟ یقیناً قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور تمام لوگوں سے بدترین مقام والا وہ شخص ہوگا جس کو لوگ اس کی شرارت سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں۔

۶۵۴۹ — شرح : ابن بطال نے کہا ایک شخص حصن بن حُذیفہ بن بدر فزاری تھا اس کو احمق سردار کہا جاتا تھا اس کی قوم کے اسلام قبول کرنے سے پہلے اس کے آنے پر حضور بہت خوش ہُوئے اور اس کے آنے کے وقت حضور نے ابن ام مکتوم اعمی سے گفتگو ترک کر دی اور اس کی طرف متوجہ ہُوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ عَبَسَ وَتَوَلّیٰ ،، نازل فرمائی۔ عشیرہ سے مراد جماعت اور قبیلہ ہے یعنی اس قبیلہ کا یہ مرد بہت بُرا ہے کسی قبیلہ یا قوم کے فرد کو قبیلہ کا بھائی یا بیٹا کہا جاتا ہے، چنانچہ کہا جاتا بئس اخو القوم وابن القبیلہ ،، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد آپ کی نبوت اور وفورِ علم کی دلیل ہے، کیونکہ یہ شخص سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گیا تھا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اس کو قید کی بنایا گیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص سے اس کے فحش اور بدگوئی کا خطرہ ہو اس سے محسنِ خلق خندہ پیشانی اور کشادہ چہرہ ملنا چاہیئے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ جو شخص علانیہ فاسق ہو اس کے فسق کے باعث اس کی غیبت جائز ہے۔ یہ حدیث شریف کفار و فُساق، ظالموں اور فسادی لوگوں کی غیبت کے جواز کی دلیل ہے۔

Marfat.com

بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَاَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ وَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ لَمَّا بَلَغَهٗ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَخِيْهِ اِرْكَبْ اِلٰى هٰذَا الْوَادِيْ فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهٖ فَرَجَعَ فَقَالَ رَاَيْتُهٗ يَاْمُرُ بِمَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ

باب حسنِ خُلق وسخاوت اور جو بُخل مکروہ ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان مبارک میں بہت زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ ابوذر نے کہا جب اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر پہنچی تو اپنے بھائی سے کہا سوار ہو کر اس وادی کی طرف جاؤ اور اللہ کے رسول کا کلام سنو وہ واپس آیا اور کہا میں نے اس نبی کو دیکھا ہے وہ مکارمِ اخلاق کا حکم فرماتے ہیں۔

شرح : خُلُق کی خاء مضموم اور لام ساکن دونوں کو مضموم بھی پڑھا جاتا ہے راغب نے کہا خَلق اور خُلق دونوں شرب اور شُرب کی طرح ہم معنی ہیں، لیکن خلق بفتح الخاء کا اطلاق بصر سے مدرک صورتوں پر ہوتا ہے اور خُلق بضم الخاء عادات وسجایا سے متحقق ہے جن کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہے۔ سخاء یہ ہے کہ مناسب شئی مناسب شخص کو دی جائے اور اپنی مملوک کسی عوض کے بغیر دی جائے۔ یہ اچھا خلق بلکہ عظیم خلق ہے۔ بخل اس کی ضد ہے نبیوں اور

Marfat.com

فضلاء کی یہ صفت نہیں ہوسکتی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بخل صفت مذمومہ ہے عنوان میں مَا یَکُوْنُ مِنَ الْبُخْلِ ۔۔ کیوں کہا ہے یعنی بعض بخل مکروہ ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض بخل مذموم نہیں ہیں؛ چنانچہ کہا جاتا ہے میں تمہاری صحبت سے بخل کرتا ہوں جبکہ ان میں رہنا سہنا اچھا نہ ہو۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے رمضان مبارک میں تو بہت ہی زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ ایک حدیث میں ہے کھلی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے یعنی کھلی ہوا سے ہر ایک کو نفع پہنچتا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت سے لوگوں کو ہوا سے زیادہ نفع دیتے تھے۔ رمضان مبارک میں زیادہ سخاوت اس لئے کرتے تھے کہ اس میں روزہ سے ہوتے ہیں اس میں لیلۃ القدر بھی ہے۔ روزہ تمام عبادات سے افضل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "روزہ میرے لئے ہے" میں ہی اس کی جزاء دیتا ہوں؛ لہٰذا رمضان مبارک میں روزے کا ثواب کئی گنے زیادہ ہوتا ہے جبکہ لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے زہری نے کہا رمضان شریف میں ایک تسبیح غیر رمضان کی ستر تسبیحوں سے بہتر ہے۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی نے کہا۔

حضور فضائل اور مکارمِ اخلاق کا سبق دیتے ہیں
رذائل اور قبائح کا حکم نہیں دیتے "
سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
"بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ"

یعنی میں مکارم اور محاسن اخلاق کے اتمام کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ حکماء نے ذکر کیا ہے کہ انسان میں تین قوتیں ہیں۔ غضبیہ[1]، شہویہ[2] اور عقلیہ[3]، قوت غضبیہ کا کمال شجاعت ہے قوتِ شہویہ کا کمال جود و سخاء ہے اور قوت عقلیہ کا کمال حکمت ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم شجاعت جود و سخاء اور حکمت کے جامع تھے۔ حدیث میں اَحسن سے اسی طرف اشارہ ہے؛ کیونکہ اس کے معنی اقوال و افعال میں احسن ہیں اس لئے انس نے کہا آپ احسن الناس تھے "

Marfat.com

۶۵۵۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِيْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهٗ بَحْرًا اَوْ اِنَّهٗ لَبَحْرٌ

۶۵۵۰ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے خوبصورت اور سخی تھے مدینہ منورہ کے لوگ ایک رات ڈرے اور آواز کی جانب چلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے آگے سے تشریف لائے جبکہ حضور اُس آواز کی جانب اُن سے پہلے تشریف لے گئے تھے آپ نے فرمایا مت گھبراؤ مت گھبراؤ حضور ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار تھے اس پر زین نہ تھی حضور کی گردن میں تلوار تھی۔ آپ نے فرمایا میں نے اس گھوڑے کو جاری دریا پایا یا فرمایا یہ گھوڑا دریا ہے۔

۶۵۵۰ — شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف تین اوصاف کے ذکر پر اقتصار کیا جبکہ یہ جامع کلمات ہیں ؛کیونکہ یہ اصولِ اخلاق ہیں ؛کیونکہ ہر انسان میں تین قوتیں ہوتی ہیں۔ وہ غضبیہ، شہویہ اور عقلیہ ہیں۔ قوت غضبیہ کا کمال بہادری، قوت شہویہ کا کمال سخاوت اور قوت عقلیہ کا کمال حکمت ہے۔ احسن سے اسی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں اقوال و افعال میں احسن اس سے صاف ظاہر ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کمالات بشریہ کے علی وجہ اتم جامع ہیں قولہ فَاسْتَقْبَلَهُمُ ، یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے پہلے ڈراؤنی آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے پھر آپ واپس آئے اور ان کے آگے سے ملے اور فرمایا مت ڈرو۔ قولہ لَنْ تُرَاعُوْا ، یہ نہی کے معنی میں ہے یعنی لَا تَفْزَعُوْا یہ کلمہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی کو گھبراہٹ سے تسلی دینا ہو اور مخاطب سے نرمی کا اظہار کرنا ہو۔ حضور نے گھوڑے مذکور کی وصف اس لئے

Marfat.com

۶۵۵۱ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا

۶۵۵۲ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو يُحَدِّثُنَا اِذْ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ خِيَارَكُمْ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا

بیان فرمائی کہ وہ بہت سست تھا۔ (حدیث ۲۶۵۱ ج ۴ اور حدیث ۲۶۶۱ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۵۵۱ــــ ترجمہ : ابن منکدر نے کہا میں نے جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شئ کا ہرگز سوال نہیں کیا گیا کہ آپ نے فرمایا ہو۔

۶۵۵۱ــــ شرح : یعنی جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کے مال و متاع مانگا گیا تو آپ نے دینے سے انکار نہیں کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یمن سے اشعری آئے انہوں نے ایک غزوہ میں حضور سے اونٹ مانگے تو آپ نے فرمایا لَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ،، میں سواریاں (اونٹ) نہیں پاتا جن پر تمہیں سوار کروں ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نہیں دوں گا بلکہ حضرت نے فرمایا میرے پاس اونٹ موجود نہیں جو تمہیں دوں۔

۶۵۵۲ــــ ترجمہ : مسروق نے کہا ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے وہ ہمیں حدیثیں سنا رہے تھے انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدگو اور نہ زیادہ بدگو تھے۔ حضور فرماتے تھے تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔

۶۵۵۲ــــ شرح : اَحاسن احسن کی جمع ہے۔ ایک روایت میں اَحْسَنُكُمْ ،، ہے جبکہ انس کی مرفوع روایت میں ،، اکمل المؤمنین ایمانًا اَحْسَنُهُمْ ،، خُلُقًا ہے کامل ایمان والے وہ مؤمن ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔ ترمذی میں مرفوع روایت ہے تم میں سے مجھے زیادہ محبوب

Marfat.com

۶۵۵۳ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ اَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ فَقَالَ الْقَوْمُ هِیَ الشَّمْلَةُ فَقَالَ سَهْلٌ هِیَ شَمْلَةٌ مَنْسُوْجَةٌ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكْسُوْكَ هٰذِهٖ فَاَخَذَهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَلَبِسَهَا فَرَاٰهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَحْسَنَ هٰذِهٖ فَاكْسُنِيْهَا فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا قَامَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامَهٗ اَصْحَابُهٗ قَالُوْا مَا اَحْسَنْتَ حِيْنَ رَاَيْتَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَهَا مُحْتَاجًا اِلَيْهَا ثُمَّ سَاَلْتَهٗ اِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفْتَ اَنَّهٗ لَا يُسْئَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعُهٗ فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِيْنَ لَبِسَهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلِّیْ اُكَفَّنُ فِيْهَا

اور قیامت کی محفل میں میرے زیادہ قریب وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔ حاکم نے اسامہ بن شریک کی حدیث ذکر کی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندوں سے اسے کون زیادہ محبوب ہے فرمایا جس کے اخلاق اچھے ہیں۔

۶۵۵۳ ـــ ترجمہ: سہل بن سعد نے کہا ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بُردہ یعنی لکیردار چادر لے کر آئی۔ سہل نے لوگوں سے کہا جانتے ہو کہ بُردہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا بُردہ بڑی کملی چادر ہے۔ سہل نے کہا بُردہ وہ چادر ہے جس کے حاشیے بُنے ہوئے ہوں اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ چادر میں آپ کو پہننے کے لئے پیش کرتی ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر لے لی اس حال میں کہ آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ پھر حضور نے وہ پہنی۔ صحابہ کرام میں سے ایک آدمی نے آپ پر وہ چادر دیکھی تو عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

۶۵۵۴ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ

یہ کیا ہی اچھی چادر ہے۔ آپ یہ مجھے عطا فرما دیں فرمایا ہاں تم لے لو۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر چلے گئے تو حضور کے صحابہ نے اس کو ملامت کی۔ انہوں نے کہا تو نے اچھا نہیں کیا جب تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا تھا کہ آپ نے وہ چادر لے لی ہے؛ حالانکہ آپ کو اس کی ضرورت تھی پھر تو نے آپ سے مانگ لی؛ حالانکہ تو جانتا ہے کہ حضور سے کوئی بھی سوال کیا جائے تو آپ انکار نہیں فرماتے۔ اس آدمی نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہن لیا تو میں نے اس کی برکت کی امید کی شائد کہ میں اس میں کفن دیا جاؤں۔

۶۵۵۳ — شرح : بُردہ کالی مربع چادر ہے جسے عرب پہنتے ہیں۔ شملہ بہت بڑی چادر ہے۔ حدیث میں بردہ کی تفسیر شملہ سے کی ہے جس کے حاشیے بنے ہوئے ہوں۔ بعض نے کہا بُردہ صوف اور روئی سے بنائی جاتی ہے یہ تہبند اور بڑی چادر کی طرح چھوٹی بڑی ہوتی ہے۔ چادر کا سوال کرنے والا شخص حضرت عبدالرحمن بن عوف تھے "رضی اللہ عنہ"

(حدیث ۱۲۰۶ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۵۵۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ قریب ہوتا رہے گا اور عمل کم ہوتے جائیں گے لوگوں میں بخل ڈالا جائے گا اور قتل بکثرت ہونے لگیں گے لوگوں نے کہا ہرج کیا ہے فرمایا قتل ہے قتل ہے

۶۵۵۴ — شرح : یتقارب الزمان سے مُراد یہ ہے کہ قیامت قریب آجائے گی جب وہ قریب آجائے گی تو اس کے اشراط ظاہر ہونے لگیں گے علم کم ہوتا جائیگا اور بخل اور قتل بڑھ جائیں گے یا زمانوں کی مدت عادت سے کم ہو جائے گی۔ یہ قیامت کے علامات سے ہے اس وقت سورج مغرب سے طلوع ہوگا یا عمریں کم ہو جائیں گی اور فتنہ و فساد کی وجہ سے لوگوں کے حالات ایک دوسرے کے قریب آجائیں گے۔ قاضی بیضاوی نے کہا تقارب زمان سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زمانہ کے قرن جلدی ختم ہونے لگیں گے۔ "یُلقی الشح" یعنی لوگوں میں بخل ڈالا جائے گا یا

marfat.com
Marfat.com

۶۵۵۵ــ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ سَمِعَ سَلَّامَ بْنَ مِسْکِیْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا یَقُوْلُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ

بَابُ کَیْفَ یَکُوْنُ الرَّجُلُ فِیْ اَھْلِہٖ

۶۵۵۶ــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنِ الْحَکَمِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ مَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ فِیْ اَھْلِہٖ قَالَتْ کَانَ فِیْ مِھْنَۃِ اَھْلِہٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ

یا طبیعتوں اور دلوں میں کمزوری آجائے گی اور یہ اُن میں دیکھا جائے گا،، بخل کی حرص زیادہ ہوجائے تو اسے "شُحّ" کہتے ہیں۔ "ھَرَج" یہ حبشی لفظ ہے۔ حدیث میں اس کی تفسیر قتل ذکر کی ہے بعض نے اس کے معنی فتنہ و فساد کئے ہیں۔

۶۵۵۵ــ ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے حضور نے "اس مدت میں مجھے "اُف" تک نہیں کہا اور نہ ہی یہ فرمایا "یہ تو نے کیوں کیا اور نہ یہ فرمایا کہ یہ تو نے کیوں نہیں کیا"

۶۵۵۵ــ شرح: بعض روایات میں ہے کہ انس نے کہا میں نے نو سال حضور کی خدمت کی ہے، لیکن یہ اختلاف نہیں، کیونکہ انس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے چند ماہ بعد کی تو وہ نو سال چند ماہ ہوتے ہیں کسر کو چھوڑ کر صرف عدد کو ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

باب آدمی اپنے گھر والوں میں کیسے رہے؟

۶۵۵۶ــ ترجمہ: اسود نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمِقَةِ مِنَ اللّٰهِ

۶۵۵۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰى جِبْرِيْلَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ اَهْلِ السَّمَاءِ اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ

صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا گھر کے کام کرتے تھے جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

۶۵۵۶۔ شرح: سوال کا مقصد یہ ہے کہ کسی آدمی کا اپنے گھر والوں میں کیسے رہنا چاہیئے؟ وہ امور خانہ داری کیسے کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور کبھی کپڑے کی سلائی کرتے تھے کبھی جوتا مبارک بھی سی لیتے تھے اور لوگ جو اپنے گھروں میں کام کاج کرتے ہیں۔ وہ بھی سرانجام دیتے تھے بکری بھی دھوتے تھے نماز کے وقت مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام!

(حدیث ۶۴۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

۶۵۵۷۔ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرے تو جبرائیل کو ندا کرتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تو اس سے محبت کر تو جبرائیل اس سے محبت کرنے لگتا ہے پھر جبرائیل آسمان والوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تم اس سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ

۶۵۵۸ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجِدُ اَحَدٌ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ حَتّٰى يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَحَتّٰى اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ وَحَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ

محبت کرو تو اس سے آسمان والے محبت کرتے لگتے ہیں پھر اس کی قبولیت زمین والوں میں اُتاری جاتی ہے۔

۶۵۵۸ — شرح : مِقَتٌ بکسر المیم ہے اور قاف مخفف مفتوح بمعنی محبت ہے۔ دراصل وَمْقٌ تھا۔ عِدَةٌ کی طرح واو کو حذف کرکے آخر میں تاء لاحق کی گئی ہے جبکہ عِدَة دراصل وعدٌ تھا۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا اہل زمین سے مراد عام لوگ ہیں اگر کوئی ایسا اچھا کام کرے جس کا نفع اللہ کے بندوں کو پہنچے وہ عام لوگوں کی محبت کا موجب ہوتا ہے۔ اس حدیث سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے قلوب میں محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے۔ جس کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہوتا ہے اللہ کی محبت کا معنی اس سے خیر کا ارادہ ہے۔ فرشتوں کی محبت اُن کا اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنا ہے اور اس کے لئے دُنیا و آخرت کی خیر کا ارادہ ہے یا اُن کے دل اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں؛ کیونکہ اللہ کا مطیع اور اس کا محبوب ہے۔ شیخ محقق دہلوی نے ایک واقعہ نقل کیا کہ ایک بزرگ بارہا دفعہ کہتا میں چاہتا ہوں کہ لوگ مجھ سے محبت کریں یہ اس لئے نہیں کہ وہ مجھے کوئی فائدہ یا نفع دیں گے بلکہ اس لئے کہ لوگوں کی محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے مقربین کی محبت کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔

(حدیث ۲۹۹۷ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

باب محبت اللہ کے لئے

۶۵۵۹ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بھی ایمان کی خیر نہیں پاتا حتی کہ وہ کسی آدمی سے محبت صرف اللہ ہی کے لئے کرے حتی کہ اس کو آگ میں پھینکا جانا اس سے زیادہ محبوب ہو کہ کفر کی طرف لوٹے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آگ سے نکالا ہے حتی کہ اللہ اور اس کا رسول اُن کے ماسوا سے اُسے زیادہ محبوب ہوں۔

۶۵۵۹ شرح : ایمان کو شہد سے تشبیہ دی اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان اور شہد میں میلانِ قلب پایا جاتا ہے پھر شہد کی خصوصیت "شیرینی" کو ایمان کی طرف منسوب کر کے حلاوۃ الایمان فرمایا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حلاوت مطعومات میں پائی جاتی ہے۔ ایمان مطعوم نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ استعارہ بالکنایہ ہے کہ شہد کے خاصہ کو ایمان کی طرف منسوب کیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ محبت طبعی شئی ہے یہ انسان کے اختیار میں نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مراد محبت عقلی ہے اور وہ عقل کے مقتضی اور مختار کو ترجیح دینا ہے۔ اگرچہ خواہش کے خلاف ہو جیسے بیمار آدمی دوا کو مکروہ جانتا ہے اور اپنے اختیار سے اس کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث شریف میں اللہ اور رسول کی ضمیر کو جمع کر کے فرمایا اَحَبَّ مِمَّا سِوَاهُمَا حالانکہ جس خطیب نے کہا تھا وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى ، گو بہت بُرا خطیب ہے حالانکہ اس نے بھی اللہ اور رسول کو ایک ضمیر میں جمع کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں دونوں محبتوں کا مجموعہ معتبر ہے ہر ایک محبت معتبر نہیں۔ بخلاف معصیت کے کہ غوایت میں ہر ایک معصیت مستقل ہے خطیب کے کلام کا مفہوم یہ تھا کہ اللہ اور رسول دونوں کی عصیان گمراہی ہے حالانکہ ہر ایک عصیان گمراہی ہے محبت میں یہ صورت نہیں کیونکہ محبت میں مجموعہ کا اعتبار ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حدیث ۱۵ کی شرح دیکھیں)

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں۔ عجب نہیں کہ وہ اُن ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دُور نہیں کہ وہ اِن ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں"

Marfat.com

۶۵۵۹ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الْاَنْفُسِ وَقَالَ بِمَ يَضْرِبُ اَحَدُكُمُ امْرَاَتَهٗ ضَرْبَ الْفَحْلِ ثُمَّ لَعَلَّهٗ يُعَانِقُهَا وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَ وُهَيْبٌ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ جَلْدَ الْعَبْدِ

تفسیر : یعنی ایک دوسرے پر طعن اور استہزاء نہ کرو ہو سکتا ہے کہ جن پر استہزاء اور طعن کیا جاتا ہے وہ اللہ کے نزدیک طعن کرنے والوں سے بہتر ہوں، یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفہ میں رہنے والے فقراء سے استہزاء کیا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں نے ام المؤمنین صفیہ کو پست قد کے باعث عار دلائی اور ام المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیبیاں مجھے یہودی کی بیٹی کہہ کر شرمندہ کرتی ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے یہ نہیں کہا کہ میرا باپ ہارون چچا موسیٰ اور شوہر محمد مصطفیٰ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ،، جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگوں کے متعدد القاب تھے جن سے وہ ایک دوسرے کو بلاتے تھے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! لوگ القاب کو برا جانتے ہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگوں کے متعدد القاب تھے جن سے وہ ایک دوسرے کو بلاتے تھے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! لوگ القاب کو برا جانتے ہیں تو یہ آیت کریمہ ،، وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ،، نازل ہوئی جس لقب سے منع کیا گیا وہ برا لقب ہے جو لقب مستحسن ہو اس میں کچھ حرج نہیں؛ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عتیق، عمر بن خطاب کو فاروق عثمان کو ذوالنورین، علی المرتضیٰ کو ابوتراب اور خالد بن ولید کو سیف اللہ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ ،، یعنی ایماندار کو نصرانی یا یہودی کہنا برا نام ہے اور جو برے نام پکارنے سے تائب نہ ہو وہ معصیت کے باعث اپنے آپ کو نقصان دے گا ،،

۶۵۵۹ ـ ترجمہ : عبداللہ بن زمعہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ہوا خارج ہونے پر ہنسی سے منع فرمایا اور فرمایا تم میں سے کوئی اپنی بیوی

marfat.com
Marfat.com

٦٥٦٠ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى اَتَدْرُوْنَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ اَفَتَدْرُوْنَ اَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا

کو نر حیوان کو مارنے کی طرح کیوں مارتا ہے پھر شائد اس کو بغل میں لے گا۔ سفیان ثوری، وہیب اور ابو معاویہ نے ہشام سے نر حیوان کی جگہ "جلد العبد" کو ذکر کیا ہے۔ یعنی غلاموں کو مارنے کی طرح ذکر کیا"۔ شرح: حدیث و آیت کریمہ میں مناسبت ہوا خارج ہونے پر منی میں ہے کیونکہ اس میں استہزاء اور سخریت کا مفہوم واضح ہے۔ پوری حدیث میں تین امور ہیں، ایک انثی کو ہلاک کرنے کا واقعہ دوسرا ہوا خارج ہونے پر منی کا واقعہ

٦٥٥٩ — تیسرا بیوی کو ایسا مارنا جیسے نر حیوان یا غلام کو مارا جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کو مارنے پر سخت نفرت کا اظہار فرمایا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "واضربوھن" عورتوں کو مارو، حالانکہ مذکور حدیث میں حضور سے عورتوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سخت مارنا جس سے عورت زخمی ہو جائے سے منع فرمایا اور آیت کریمہ میں ہلکی ضرب کی طرف اشارہ ہے۔ الحاصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ہوا خارج ہونے پر منی سے اس لئے منع فرمایا کہ یہ اختیار کے بغیر نکلتی ہے اس میں تمام لوگ داخل ہیں۔

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان منیٰ میں

٦٥٦٠ — فرمایا اے لوگو کیا تم جانتے ہو یہ دن کونسا ہے لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول کریم ہی جانیں فرمایا یہ دن حرام ہے کیا تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے انہوں نے کہا اللہ و رسولہ اعلم جانتے ہیں۔ فرمایا یہ بلد حرام ہے۔ کیا تم جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے انہوں نے کہا اللہ و رسولہ اعلم فرمایا یہ مہینہ حرام ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون، اموال اور عزتیں حرام کی ہیں جیسے تمہارے اس دن

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنِ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ

۶۵۶۱ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ تَابَعَهٗ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ

کو اس مہینہ میں اس شہر میں حرام کیا ہے۔

۶۵۶۰ ـــ شرح : یہ دن یوم منیٰ ہے جس میں حج کے افعال ادا کرتے ہیں۔ یہ شہر مکہ مکرمہ ہے اور یہ مہینہ ذوالحجہ ہے یہ حرم کے مہینوں میں سے ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح تم منیٰ کے دن کا اس شہر اور مہینہ میں احترام کرتے ہو اس طرح تم ایک دوسرے کے خون، مال اور عزت کا احترام کرو ناحق خونریزی نہ کرو لوگوں کے مال تباہ نہ کرو اور ان کی بے عزتی نہ کرو بلکہ ان تمام امور کا احترام کرو ان کو پامال نہ کرو۔
(اس حدیث کی مزید وضاحت حدیث ۶۵ ج ۱ و حدیث ۱۶۳۳ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب گالی گلوچ اور لعنت سے منع کیا گیا ہے

سب وشتم کسی کی شان میں عیب ناک بات کرنا ہے اور لعنت کے معنی اللہ جل وعلا کی رحمت سے دور کرنا ہے

۶۵۶۱ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی گلوچ کرنا فسق ہے اور اس سے جھگڑا کرنا کفر ہے سلیمان بن حرب کی غندر نے شعبہ سے روایت کرنے میں متابعت کی۔

۶۵۶۱ ـــ شرح : فسق کے معنی اللہ کی نافرمانی کرنا اور اس کی طاعت سے نکلنا ہے جبکہ کفر کے معنی مسلمانوں کے حقوق کو پامال کرنا یا ان کو پامال کرنا حلال جاننا ہے۔ قتال کے معنی حقیقۃً قتل کرنا یا مخاصمت کرنا ہے (حدیث ۴۸ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۶۵۶۲ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ يَعْمَرَ اَنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ اِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهٗ كَذٰلِكَ

ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کوئی آدمی کسی شخص کو فسق اور کفر سے متہم نہیں کرتا مگر وہ فسوق و کفر اس کی طرف لوٹ آتا ہے جبکہ وہ شخص فسق و کفر نہ کرتا تھا۔

۶۵۶۲ــــ شرح : یعنی کسی کو فسق کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیے؛ چنانچہ کسی کو یہ نہ کہے اے فاسق اور نہ ہی کسی کو کفر کی طرف منسوب کرے اور کہے اے فاسق اے کافر کیونکہ منسوب الیہ شخص میں فسق یا کفر نہ پایا جائے تو وہ کہنے والے کی طرف لوٹ جاتا ہے اور وہ فاسق، کافر ہو جائے گا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فسق و کفر کے قائل کی طرف لوٹنے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

صحیح تر قول یہ ہے کہ اس قائل کی طرف کفر لوٹتا ہے جو اس شخص کو کافر کہے جس کا اسلام معروف ہے اور اس کے گمان میں یہ شبہ نہیں کہ وہ کافر ہے تو اس وقت قائل کافر ہوگا۔ اس تقدیر پر حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ قائل کی طرف اس کی تکفیر (کفر کی طرف نسبت کرنا) لوٹے گی کفر نہ لوٹے گا گویا کہ اُس نے اپنی طرف کو منسوب کیا ہے۔ حدیث کے بعض طرق میں یہ ہے۔ وجب الکفر علی احدھما، دونوں میں سے ایک پر کفر ثابت ہے۔

علامہ قسطلانی نے کہا اگر اس سے مراد اُس کو شرمندہ کرنا ہے اور اس طرح اس کی شہرت کرنا اور اس کو اذیت پہنچانا مقصود ہے تو یہ حرام ہے کیونکہ انسان کو پردہ پوشی کا حکم دیا گیا ہے جب تک کسی سے نرم برتاؤ ممکن ہو اس پر سختی کرنا حرام ہے کیونکہ ایسا کرنا بسا اوقات اس کی گمراہی کا سبب بن جاتا ہے اور اگر اس سے اس کو یا کسی اور کو اس کا حال بیان کرنے سے اخلاص و نصیحت مطلوب ہے تو یہ جائز ہے۔ اللہ و رسول اعلم!

Marfat.com

۶۵۶۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ

۶۵۶۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ اَنَّ ثَابِتَ ابْنَ الضَّحَّاكِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ وَلَيْسَ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ

۶۵۶۳ — ترجمہ : حضرت انس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو نہ تھے اور نہ ہی لعنت کرنے والے اور گالی گلوچ کرنے والے تھے۔ کسی کو عتاب اور زجر کے وقت فرماتے اسے کیا ہو گیا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

۶۵۶۴ — ترجمہ : ابو قلابہ سے روایت ہے کہ ثابت بن ضحاک جو اصحاب شجرہ سے ہیں نے اُن سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غیر اسلام ملت کی قسم کھائی تو وہ وہی ہے جو اس نے کہا ہے ابن آدم کا اس شئی میں نذر ماننا صحیح نہیں جس کا وہ مالک نہیں جس نے دُنیا میں اپنے آپ کو کسی شئی کے ساتھ قتل کیا تو اسے قیامت کے روز اسی کے ساتھ عذاب دیا جائے گا جس نے دُنیا میں مومن پر لعنت کی وہ اس کو قتل کرنے کی مانند ہے اور جس نے مومن پر کفر کی تہمت لگائی وہ اس کو قتل کرنے کی مثل ہے۔

۶۵۶۴ — شرح : اس حدیث میں چند احکام ہیں اوّل : اسلام کے سوا کسی دوسری

marfat.com
Marfat.com

۶۵۶۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ قَالَ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ أَتُرَى بِي بَأْسٌ أَمَجْنُونٌ أَنَا اِذْهَبْ

ملت کی قسم کھانا۔ جیسے کافروں کے طریقہ پر۔ مثلاً لات وعزیٰ کی قسم کھائے تو وہ غیر ملتِ اسلام پر ہوگا کیونکہ بُت کی قسم میں اس کی تعظیم ہے یہ کفر ہے یا کوئی یہ کہے اگر اس نے یہ کیا تو وہ یہودی یا نصرانی ہے تو وہ وہی ہوگا جو اس نے کہا۔

دوم ،، غیر مملوک کی نذر ماننا مثلاً اگر اللہ نے میرے مریض کو شفا دی تو میں فلاں کا غلام آزاد کروں گا۔ یہ نذر صحیح نہیں ،،

سوم ،، خودکشی کرنا جو کوئی کسی آلہ سے خودکشی کرے اس کو دوزخ میں اسی آلہ کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔

چہارم ،، مومن کو لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے مترادف ہے یعنی اس کو قتل کرنے کی مثل گناہ ہوگا؛ کیونکہ لعنت کا معنی اللہ کی رحمت سے دُور کرنا ہے اس طرح اس سے آخرت کے منافع منقطع ہو جاتے ہیں۔

پنجم ،، مومن کو کفر سے متہم کرنا یہ بھی گناہ میں اس کو قتل کرنے کی طرح ہے؛ کیونکہ قاتل اس سے دنیا کے منافع ختم کر دیتا ہے۔

اصحاب شجرہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حدیبیہ میں شجرہ کے نیچے بیعتِ رضوان کی تھی۔

۶۵۶۵ — ترجمہ : عدی بن ثابت نے کہا میں نے سلیمان بن صرد سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

۶۵۶۶ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ قَالَ اَنَسٌ حَدَّثَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَاِنَّهَا رُفِعَتْ وَعَسٰى اَنْ يَكُوْنَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ

کے صحابہ کرام میں سے ایک آدمی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی جھگڑ پڑے اُن میں سے ایک بہت غصہ سے بھر گیا حتی کہ اس کا چہرہ پھول گیا اور رنگ متغیر ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر یہ وہ کہہ دے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ وہ آدمی اس کے پاس گیا اور اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے خبردار کیا اور کہا شیطان سے پناہ مانگ۔ اُس نے کہا کیا تجھے گمان ہے کہ مجھ میں کوئی بیماری ہے کیا میں مجنون ہوں یہاں سے چلے جا۔

شرح : یعنی وہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" پڑھے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا وہ شخص دین اسلام کو سمجھ نہیں سکتا تھا۔ اس کو یہ معلوم

۶۵۶۵ ـــ نہ تھا کہ غصہ شیطان کے اُبھارنے سے ہے۔ اس لئے اُس نے وہم کیا کہ شیطان سے پناہ مانگنا مجنون لوگوں سے خاص ہے۔ غالباً یہ شخص جاہل عرب تھا یا غصہ کی شدت نے اس کو اعتدال سے نکال دیا تھا حتی کہ اس کو نصیحت کرنے والے کو زجر کرنے لگا ابوداؤد کی مرفوع حدیث میں ہے غصہ شیطان کے سبب آتا ہے یا یہ شخص کافر یا منافق تھا۔ (حدیث ۴۷۸۴ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۵۶۶ ـــ باہر تشریف لائے تاکہ لوگوں کو لیلۃ القدر سے خبردار کریں تو مسلمانوں سے دو آدمی جھگڑنے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں باہر آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی خبر دوں فلاں فلاں جھگڑنے لگے اور وہ اُٹھا لی گئی شاید اس کا اُٹھ جانا تمہارے لئے بہتر ہو تم اس کو ۲۹۔ ۲۷ اکیسویں راتوں میں تلاش کرو۔

(حدیث ۴۶ ج : ۱ اور حدیث ۱۸۹۸ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۵۶۷ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ رَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدًا وَعَلَى غُلَامِهِ بُرْدًا فَقُلْتُ لَوْ أَخَذْتَ هَذَا فَلَبِسْتَهُ كَانَتْ حُلَّةً وَأَعْطَيْتَهُ ثَوْبًا آخَرَ فَقَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً فَنِلْتُ مِنْهَا فَذَكَرَنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي أَسَابَبْتَ فُلَانًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَفَنِلْتَ مِنْ أُمِّهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ قُلْتُ عَلَى سَاعَتِي هَذِهِ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ قَالَ نَعَمْ هُمْ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ

ترجمہ : معرور نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے ابوذر پر ایک چادر اور اُن کے غلام پر ایک چادر دیکھی تو میں نے ۶۵۶۷ —
اُن سے کہا اگر تم غلام کی چادر لیتے اور پہنتے تو آپ کے لئے جوڑا ہو جاتا اور غلام کو کوئی اور کپڑا دے دیتے ابوذر نے کہا میرے اور ایک آدمی کے درمیان کوئی بات ہوگئی اس کی ماں عجمیہ تھی میں نے اس کو غصہ میں بُرا بھلا کہا تو اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کیا تو نے فلاں شخص کو گالی دی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا تو نے اس کی ماں کو بھی گالی دی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا تو ایسا آدمی ہے کہ تجھ میں جاہلیت باقی ہے میں نے عرض کیا اس وقت کہ میں بڑھاپے سے یہاں تک پہنچا ہوں (میں بوڑھا ہو گیا ہوں ابھی مجھ میں جاہلیت باقی ہے؟) فرمایا ہاں! وہ تمہارے بھائی ہیں اللہ نے ان کو تمہارے زیر دست کیا ہے۔ جس شخص کے بھائی کو اللہ نے اس کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ نَحْوَ قَوْلِهِمِ الطَّوِيْلُ وَالْقَصِيْرُ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَقُوْلُ ذُو الْيَدَيْنِ وَمَا لَا يُرَادُ بِهٖ شَيْنُ الرَّجُلِ

٦٥٦٨ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ فِيْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَوَضَعَ

زیر دست کیا وہ اس کو وہ طعام کھلائے جو خود کھائے اور اس کو وہ پہنائے جو خود پہنے اور اس کو ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو اس پر گراں بار ہو اگر ایسا کام اس کے ذمہ کیا جو اس پر گراں بار ہے تو اس میں اس کی مدد کرے،،

٦٥٦٧ — شرح : حلّہ چادر اور تہبند کو کہتے ہیں یہ دو کپڑوں پر مشتمل ہوتی ہے جس آدمی سے ابوذر کی قیل قال ہو گئی تھی وہ حضرت بلال تھے رضی اللہ عنہ ان کی والدہ کا نام حمامہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ابوذر نے حضرت بلال سے کہا تھا کالی ماں کے بیٹے،، کسی کی ماں کو اخلاقِ جاہلیت جیسی باتوں سے شرمندہ کرنا۔ جاہلیت کی بات ہے ممکن ہے کہ جاہلیت سے مراد جہالت ہو یعنی تم ایسے آدمی ہو کہ تم میں جہالت ہے۔ ابوذر نے کہا کیا مجھ میں جہالت پائی جاتی ہے؟ حالانکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ مماليک سے مُراد خُدّام ہیں وہ مملوک ہوں یا اجیر ہوں

(حدیث ع ۲۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب لوگوں میں جو ذکر کرنا جائز ہے جیسے لانبا اور ٹھگنا کہنا،،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لمبے ہاتھوں والا کیا کہتا ہے؟ اور ایسا کلام کرنا جس سے کسی کا عیب مقصود نہ ہو،،

marfat.com
Marfat.com

۶۵۶۸ — ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیر دیا پھر مسجد کے اگلے حصہ میں لکڑی کے پاس کھڑے ہو گئے اور اس پر اپنا دست اقدس رکھ لیا اس دن لوگوں میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق بھی تھے وہ حضور سے کلام کرنے سے ڈرے اور جلدی کرنے والے لوگ باہر چلے گئے اور کہنے لگے نماز کم ہو گئی۔ صحابہ کرام میں ایک آدمی تھا اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالیدین لمبے ہاتھوں والا" کہتے تھے۔ اُس نے کہا یا نبیؐ اللہ" آپ بھول گئے یا نماز کم ہو گئی۔ حضور نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے۔ ذوالیدین نے کہا بلکہ یا رسول اللہ آپ بھول گئے ہیں فرمایا کیا ذوالیدین نے سچ کہا ہے "کہ میں بھول گیا ہوں"، پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر دیا پھر تکبیر کہی "برائے سجدہ سہو" پھر پہلے سجدہ کی طرح یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر سر مبارک اُٹھایا اور تکبیر کہی پھر پہلے سجدہ کی طرح یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر سر مبارک اُٹھایا اور تکبیر کہی۔

۶۵۶۸ — شرح: خشبہ مسجد کے قبلہ کی طرف ستون گڑا ہوا تھا جس کو ستون حنانہ کہتے ہیں۔ سَرَعان" بفتح السین والراء ہے اگر راء کو ساکن پڑھیں تو معنی یہ ہیں مسجد سے نکلنے میں جلدی کرنے والے، اگر یہ سوال پوچھا جائے آخری دو رکعتیں پہلی دو کے ساتھ کیسے جمع ہوئیں، حالانکہ ان کے درمیان افعال اور اقوال ہوتے رہے جو احرام نماز کے خلاف ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے اس وقت نماز میں کلام کرنا جائز تھا حرام نہ تھا۔ ذوالیدین کا نام خرباق ہے۔ اس کے ہاتھ لمبے ہونے کے باعث ذوالیدین کہا جاتا تھا (حدیث ۴۷۰ ج ۱، اور حدیث ۱۱۵۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی آدمی میں کچھ ہو تو وہ ذکر کرنے میں حرج نہیں جبکہ اس کا عیب مراد نہ ہو۔ بعض علماء نے کہا اگر کسی میں کوئی وصف ہو تو وہ ذکر کرنا غیبت ہے۔ معاویہ بن قرہ نے کہا اگر تمہارے پاس سے اقطع گزرے اور تو اسے اقطع کہے تو یہ بھی غیبت ہے، لیکن علماء کہتے ہیں کہ اگر بطور تعریف ہو تو حرج نہیں اور اگر اس سے عیب مقصود ہو تو جائز نہیں، کیونکہ اس میں اس کی تنقیص ہے۔ اللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

"غیبت کے معنی یہ ہیں کہ کسی انسان کی عدم موجودگی میں اس کی ایسی بات کرنا جس کو وہ سن کر مغموم ہو۔ اگر وہ بات جھوٹی ہو تو بہتان ہے"

marfat.com

Marfat.com

يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ اَنْ يُكَلِّمَاهُ وَيَخْرُجُ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوْا قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْهُ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَنَسِيْتَ اَمْ قُصِرَتْ فَقَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ قَالَ بَلْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ

باب غیبت کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے تم اس کو مکروہ سمجھتے ہو اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے "

۶۵۶۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ کوئی بڑی بات میں ان کو عذاب نہیں دیا جاتا۔ بہرحال یہ اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور یہ چغلی کرتا پھرتا تھا۔ پھر حضور نے کھجور کی تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اس قبر پر ایک شاخ گاڑ دی اور اس پر ایک شاخ گاڑ دی۔ پھر فرمایا یقیناً ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی جب تک یہ خشک نہ ہوں گی۔

۶۵۶۹ — شرح : غیبت اور نمیمہ میں فرق یہ ہے کہ غیبت میں کسی کی عدم موجودگی میں سچی بات کرنا ہے جسے سن کر وہ مغموم ہو اور نمیمہ کسی کا کلام افساد کے طور پر نقل کرنا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا نمیمہ غیبت کی قسم ہے، کیونکہ جس کا کلام نقل کیا جائے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْغِيْبَةِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اِلٰى قَوْلِهٖ رَحِيْمٌ

۶۰۵۷ — حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا هٰذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَاَمَّا هٰذَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِيْبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهٗ بِاثْنَيْنِ فَغَرَزَ عَلٰى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلٰى هٰذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا

اگر وہ سُن لے کہ اس کا کلام نقل کیا گیا تو وہ غمگین ہوگا۔ بعض احادیث میں صراحۃً لفظ غیبت مذکور ہے، چنانچہ ادب مفرد میں جابر سے حدیث ذکر کی کہ "اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ يَغْتَابُ النَّاسَ" اُن میں سے ایک غیبت کرتا تھا۔ بعض روایات میں "يَسْتَتِرُ" مذکور ہے۔ یعنی دُوسرا شخص قضاءِ حاجت کے وقت لوگوں سے پردہ نہ کرتا تھا۔

(اس مسئلہ کی پوری تفصیل حدیث ۲۱۵ ج کی شرح میں دیکھیں اس مسئلہ کو ہم نے وہاں مفصل تحریر کیا ہے)

باب سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! انصار کے گھروں میں سب سے بہتر گھر"

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ

Marfat.com

۶۵۷۱ــــ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنِ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ

۶۵۷۲ــــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ

۶۵۷۱ــــ ترجمہ : ابو اسید ساعدی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کے گھروں میں سب سے بہتر قبیلہ بنو نجار کا قبیلہ ہے۔

۶۵۷۱ــــ شرح : دور سے مراد قبائل ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نجار کو اس لئے سب سے بہتر فرمایا کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے میں بہت جلدی کی تھی جبکہ دوسرے قبائل نے کچھ تاخیر کی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کا عنوان اس مقام کے مناسب نہیں کیونکہ اس میں غیبت کا شائبہ تک نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جن قبائل پر فضیلت دی گئی ہے وہ یقیناً غمناک ہوں گے۔ مناسبت کے لئے اتنی قدر کافی ہے۔

باب فسادی اور اہل شک میں جو غیبت جائز ہے

۶۵۷۲ــــ ترجمہ : ابن منکدر نے عروہ بن زبیر سے سنا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

اِسْتَاذَنَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوا لَهُ بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ اَوِ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ اَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ الَّذِيْ قُلْتَ لَهُ ثُمَّ اَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ قَالَ اَيْ عَائِشَةُ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ فُحْشِهٖ

بَابُ النَّمِيْمَةِ مِنَ الْكَبَائِرِ

۶۵۷۳ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْضِ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ وَاِنَّهٗ لَكَبِيْرٌ

سے آنے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا اس کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ یہ قبیلے کا بُرا بھائی یا بُرا بیٹا ہے۔ جب وہ اندر آیا تو حضور نے اس سے بہت نرم کلام فرمایا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے اس کے بارے میں یہ فرمایا تھا پھر اُس نے نرم کلام کیا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! شریر آدمی وہ ہے جس کو لوگ اس کے فحش سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں۔

۶۵۷۳ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں مذکور عبارت غیبت نہیں یہ تو صرف نصیحت و اخلاص ہے تاکہ سامع احتیاط کرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں غیبت کی صورت موجود ہے لیکن یہ شرعاً غیبت مذمومہ کو شامل نہیں۔

باب چغلی کبیرہ گناہ ہے

۶۵۷۳ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ

Marfat.com

كَانَ اَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَكَانَ الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكِسْرَتَيْنِ اَوْ ثِنْتَيْنِ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِيْ قَبْرِ هٰذَا وَكِسْرَةً فِيْ قَبْرِ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيْمَةِ

وَقَوْلِهٖ هَمَّازٍ مَشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ يَهْمِزُ وَيَلْمِزُ وَيَعِيْبُ

کے بعض باغات سے باہر تشریف لائے تو دو انسانوں کی آواز سنی جن کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جارہا تھا حضور نے فرمایا ان کو عذاب دیا جارہا ہے۔ کسی بڑی بات میں عذاب نہیں دیا جارہا ہے؛ حالانکہ یہ کبیرہ گناہ ہے اُن میں سے ایک پیشاب کرتے وقت پردہ نہ کرتا تھا اور دُوسرا چغلی کرتا پھرتا تھا پھر حضور نے کھجور کی شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے ایک تو اس قبر پر کر دیا اور دُوسرا اُس قبر پر کر دیا اور فرمایا یقیناً جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہیگی

(اس مسئلہ کی تفصیل حدیث ع ۲۱۵ ج ۱ کی شرح میں دیکھیں)

باب جو غیبت مکروہ ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بہت طعنے دینے والا بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا یہمز یَلمز بمعنی عیب لگاتا ہے۔ ھمّاز ہمز سے ماخوذ ہے۔ امام بخاری نے ہمز اور لمز کا معنی عیب ذکر کیا ہے یعنی دونوں کا معنی واحد ہے۔ امام لیث نے کہا ھمز وہ ہے جو غائبانہ تمہاری چغلی کرے اور لمزہ وہ ہے جو تیرے سامنے تیری چغلی کرے بعض نے برعکس ذکر کیا ہے۔ مشّاء مبالغہ کا صیغہ بمعنی بہت چلنے والا۔ مشاء بنمیم کے معنی یہ ہیں "جو بعض لوگوں کی باتیں دوسروں کی طرف نقل کرکے فساد برپا کرے" بعض نے کہا یہ وہ شخص ہے جو جھوٹی باتیں کرکے ایک دن میں اس قدر فساد برپا کرسکتا ہے جو جادوگر ایک ماہ میں نہیں کر پاتا۔

Marfat.com

۶۵۷۴ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ اِلٰى عُثْمَانَ فَقَالَ لَهٗ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ

۶۵۷۵ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ قَالَ اَحْمَدُ اَفْهَمَنِيْ رَجُلٌ اِسْنَادَهٗ

۶۵۷۴ — ترجمہ : ہمام نے کہا ہم حذیفہ بن یمان کے ساتھ تھے۔ اُن سے کہا گیا ایک آدمی حضرت عثمان کی طرف لوگوں کی باتیں پہنچاتا ہے۔ حذیفہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا

۶۵۷۴ — شرح لغت میں قتات اور نمام میں فرق کیا ہے؛ چنانچہ علامہ خطابی نے کہا نمام وہ شخص ہے جو لوگوں میں شامل ہوتا ہے اور ان کی باتیں دوسروں کی طرف نقل کرتا ہے اور قتات وہ ہے جو اس حال میں لوگوں کی باتیں سننے میں سعی کرتا ہے کہ لوگوں کو اس کا علم نہیں ہوتا کہ وہ ان کی باتیں سن رہا ہے پھر ان کی باتیں نقل کرتا ہے۔ حدیث کا ارشاد کہ چغلخور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ زجر و تہدید پر محمول ہے؛ کیونکہ اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی وعید اور زجر و تہدید میں مختار ہے۔ اگر وہ چاہے تو اپنے فضل و کرم اور اتقان و احسان کرتے ہوئے معاف کر دے اور اگر چاہے تو گرفت کرے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ کامیاب لوگوں کے ساتھ پہلے جنت میں داخل نہ ہوگا یا یہ کسی عذر کے بغیر چغلی کو حلال سمجھنے والے پر محمول ہے؛ حالانکہ اس کو معلوم ہے کہ چغلی حرام ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

Marfat.com

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ ذِي الْوَجْهَيْنِ

۶۵۷۶ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ اللّٰهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جھوٹ بولنے سے بچو!

۶۵۷۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا ترک نہ کرے اور اس پر عمل کرنا اور جہالت کی باتیں ترک نہ کرے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ کھانا پینا ترک کرے امام احمد نے کہا ایک عظیم آدمی نے مجھے اس کا اسناد سمجھایا۔

۶۵۷۵ — شرح : یعنی جو کوئی جھوٹ ترک نہ کرے اور اس سے نہ بچے اور جھوٹ کے مقتضیٰ پر عمل کرے اور بیوقوف لوگوں جیسے فعل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا روزہ قبول نہیں کرتا۔ قولہ قال احمد یعنی امام احمد نے کہا میں یہ اسناد بھول گیا تھا۔ مجھے ایک عظیم آدمی نے یہ اسناد سمجھایا۔ میرے خیال میں وہ عظیم آدمی ان کا بھتیجہ ہے۔

باب جو دو رُخا کے حق میں کہا گیا ہے

۶۵۷۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قیامت کے دن لوگوں میں اللہ کے نزدیک شریر ترین دو رُخے شخص کو پاؤ گے جو ان لوگوں کے پاس ایک منہ سے آتا ہے اور اُن کے پاس دُوسرے منہ سے آتا ہے

۶۵۷۶ — شرح : یعنی لوگوں میں شرارت پھیلانے کے لئے لوگوں میں مختلف باتیں

Marfat.com

بَابُ مَنْ اَخْبَرَ صَاحِبَهٗ بِمَا يُقَالُ فِيْهِ

۶۵۷۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَاللّٰهِ مَا اَرَادَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا وَجْهَ اللّٰهِ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهٗ وَقَالَ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى لَقَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

کرتا ہے۔ اگر تمام لوگوں کے پاس بقصدِ اصلاح آئے تو یقیناً وہ نیک ترین مردوں سے ہے بعض شراح نے یہ معنی ذکر کئے ہیں کہ لوگوں کی ایک جماعت کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اُن میں سے ہے اور دوسروں کے مخالف ہے اُن سے بُغض رکھتا ہے ایسے شخص کو ذوالوجہین کہا جاتا ہے کہ اس کے دو چہرے ہیں جو لوگوں میں شر پھیلاتا ہے ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریر ترین شخص ہے اگر ہر گروہ سے اصلاح کی بات کرے تو محمود ہے۔

باب جس نے اپنے ساتھی کو اس شئ کی خبر دی جو اس میں کہی جاتی ہے،،

۶۵۷۷ — ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کے مال تقسیم کئے تو قبیلہ انصار کے ایک آدمی نے کہا بخدا! محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" نے اس تقسیم سے اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا پس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور حضور کو یہ خبر دی تو آپ کا چہرہ انور متغیر ہو گیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ "علیہ السلام" پر رحم کرے انہیں اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی تو انہوں نے صبر کیا۔

۶۵۷۷ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے حق میں کوئی باطل اور بُری شئ کہی جائے تو وہ اُن پر بہت گراں بار ہوتی ہے کیونکہ

Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ

۶۵۷۸ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

یہ بشریت کی جبلت میں داخل ہے، لیکن وہ اپنے سے پہلے گزرے ہوئے اہل فضل کی اقتداء کرتے ہوئے صبر کرتے ہیں؛ چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی صبر کرنے میں اقتداء کی؛ چنانچہ یہودیوں نے موسیٰ علیہ السلام کو جسمانی عیب سے متہم کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح ان کی پاکدامنی اور نزاہت کی کہ وہ خلوت میں برہنہ غسل کر رہے تھے جبکہ کپڑے اُتار کر ایک پتھر پر رکھے تھے پتھر کپڑوں سمیت بھاگ نکلا اور یہودیوں کے مجمع کے پاس ٹھہر گیا۔ موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے تو یہودیوں نے کہا موسیٰ کے جسم میں کوئی عیب نہیں۔ نیز قارون نے ایک خوبصورت عورت سے کہا میں تجھے اپنی بیویوں اور مال میں شامل کرلوں گا بشرطیکہ تو بنی اسرائیل کے بھرے مجمع میں کہہ دے کہ موسیٰ نے اس سے ناجائز فعل کیا ہے جب وہ یہ بات کہنے کے لئے یہودیوں کے مجمع کے پاس کھڑی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا دل بدل دیا اُس نے کہا مجھے قارون نے ایسا ایسا کہنے کو کہا ہے موسیٰ علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی تو وہ سخت غصہ سے بھر گئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سخت غصہ ہوتا تو اُن کے بال سیدھے ہو جاتے اور کپڑوں سے باہر نکل آتے تھے۔ آپ نے روتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کی کہ میں نے زمین کو تمہارے تابع کر دیا ہے جو چاہو اسے کہو۔ موسیٰ علیہ السلام قارون کی طرف متوجہ ہوئے جب قارون نے انہیں دیکھا تو کہا اے موسیٰ میرے اُوپر رحم کرو! فرمایا اسے زمین! اسے پکڑلے زمین نے قارون کو اس کے گھر سمیت ٹخنوں تک پکڑ لیا۔ قارون نے کہا اے موسیٰ! مجھ پر رحم، موسیٰ علیہ السلام نے زمین سے فرمایا اس کو اور پکڑ لے زمین نے اس کو اس کے گھر سمیت پکڑ لیا پس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا (عینی)

(حدیث ۲۹۲۹ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جو مدح اچھی نہیں

۶۵۷۸ — ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یُثْنِیْ عَلٰی رَجُلٍ وَیُطْرِیْہِ فِی الْمِدْحَۃِ فَقَالَ اَھْلَکْتُمْ اَوْ قَطَعْتُمْ ظَھْرَ الرَّجُلِ

ایک آدمی کو ایک شخص کی مدح کرتے ہوئے سنا وہ اس کی مدح میں بہت مبالغہ کر رہا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ہلاک کر دیا" یا فرمایا" تم نے آدمی کی پشت کاٹ ڈالی ہے۔

شرح : پشت کاٹ ڈالنے سے مراد ملاکت ہے یعنی تم نے اس کو ۴۵۷۸ — نفس کی بڑھائی میں ڈال دیا۔ یہ اس کے دین و ایمان کی ہلاکت کا موجب ہے بلکہ اس سے اس کی دنیا بھی تباہ ہوگی، کیونکہ وہ اپنے ناقص حال کے سبب مغرور ہو کر اکتساب کمال حاصل کرنے سے رک جائے گا۔ اسی لئے بہت سے لوگ ناقص حال میں مغرور ہونے کے باعث دینی اور دنیوی کمالات سے محروم رہ جاتے ہیں، چونکہ حد سے بڑھ کر مدح کرنے والے ممدوح کی تباہی کا سبب ہیں اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لوگوں کے سامنے ان کی مدح کرنے والوں کے مونہوں میں مٹی ڈالو"، لیکن اگر ایسی مدح سے کسی کی ثناء کی جائے جو ممدوح میں پائی جائے تو اس میں حرج نہیں۔ اسلامی شعراء نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب مدحیں کیں اور آپ کے سامنے ثنا خوانی کرتے رہے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے منہ پر مٹی ڈالنے کا حکم نہیں فرمایا کیونکہ حضور بر کمال بشری سے موصوف ہیں۔ علامہ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں : دَعْ مَا ادَّعَتْہُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّھِمْ ؛ وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْہِ وَاحْتَکِمِ ، نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کا بیٹا اور تیسرا خدا مانا تھا۔ اس لئے بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں جو کہا ہے اسے چھوڑو اور حضور کی جو بھی مدح چاہو کرو اور سنو ؎

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

اور حضور کی ذاتِ کریمہ کی طرف جو کمال چاہو منسوب کرو اور آپ کی قدر و منزلت کی طرف جو بزرگی چاہو منسوب کرو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کی کوئی حد نہیں جسے کوئی اپنے منہ سے ظاہر کر سکے حضور بزرگی کے آفتاب اور تمام نبی اس کے ستارے ہیں جو لوگوں کے لئے اندھیروں میں اپنے انوار ظاہر کرتے رہے ہیں۔ اسی لئے ابو طالب نے حضور کی ثناء میں کہا ؎

Marfat.com

۶۵۷۹ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَجُلًا ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَثْنٰی عَلَیْهِ رَجُلٌ خَیْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ یَقُوْلُهٗ مِرَارًا اِنْ کَانَ اَحَدُکُمْ مَادِحًا

ے وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

وہ روشن سفید چہرہ والے کہ جس کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کے غمخوار ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کثیر اشعار میں حضور کی مدح کی وہ فرماتے ہیں ؎

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ ؛ کَاَنَّكَ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ (یارسول اللہ آپ ہر عیب سے مبرّا پیدا ہوئے ہیں ؛ گویا کہ آپ اپنی مشیت کے مطابق پیدا ہوئے ہیں)

اسی طرح عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حضور کے سامنے مدائح کیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت کے آپ کی مدح وثنا خوانی کا اہتمام فرماتے اور اس کے لئے حسان کے لئے منبر نصب کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ شیخ سعدی کی قبر پر انوار کی بارشیں نازل فرماتا رہے جنہوں نے حضور کی مدح یوں کہی :

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِهٖ ؛ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ

(ترجمہ) حضور اپنے کمال کے باعث تمام بلندیوں کو پہنچے اور اپنے حسن وجمال سے اندھیرے زائل کر دیئے آپ کے تمام صفات خوبصورت ہیں ؛ آپ پر اور آپ کی آل پر درود پڑھو!"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَمَحْبُوْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی"

حدیث قدسی میں خالقِ کائنات کا ارشاد ہے : مِنْ لَدُنِ الْعَرْشِ اِلٰی تَحْتِ الْاَرْضِیْنَ کُلُّهُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَائَكَ یَا مُحَمَّدُ (اے میرے حبیب مکرم عرش سے تمام زمینوں سے نیچے تک ساری مخلوق میری رضا طلب کرتی ہے اور میں تیری رضا کا طالب ہوں)

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

Marfat.com

لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ كَذٰلِكَ وَحَسِيبُهُ اللّٰهُ وَلَا يُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا وَقَالَ وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ وَيْلَكَ

بَابُ مَنْ أَثْنَى عَلَى أَحَدٍ بِمَا يَعْلَمُ

وَقَالَ سَعْدٌ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ

۶۰۷۹ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد ابوبکرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کو ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے اس کی اچھی ثناء کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ہلاکت ہو تو نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی ہے ۔ یہ آپ بار بار فرماتے رہے پھر فرمایا اگر تم میں سے کوئی ضرور ہی کسی کی مدح کرے تو یہ کہے ،، میں اس کو ایسا ایسا خیال کرتا ہوں اگر وہ جانتا ہے کہ وہ ایسا ہی تھا اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ کرنے والا ہے ۔ اللہ تعالیٰ پر کسی کا تزکیہ نہ کرے (کسی کی پاکدامنی نہ کہے) وہیب نے خالد سے وَيْلَكَ نقل کیا ہے ۔

۶۰۷۹ — شرح : حدیث کے معنی یہ ہیں میں فلاں کو ایسا ایسا گمان کرتا ہوں ایسا خیال کرتا ہو ،، اس کے باطن کو اللہ جانتا ہے کہ وہ کیسا ہے وہی اس کو جزا دے گا اور یہ نہ کہے مجھے یقین ہے کہ وہ بہت مخلص ہے یقیناً اس پر اللہ گواہ ہے اور لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے یہ معاملہ کرے ۔ کسی کی پاکدامنی کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے ۔ قولہ ویحک ،، وَيْحَكَ اور وَيْلَكَ ان دونوں لفظوں کے معانی میں فرق ہے ۔ وَيْحَكَ شفقت کا کلمہ ہے ۔ جبکہ وَيْلَكَ کلمۂ عذاب ہے ۔ بعض نے دونوں کو ہم معنی کہا ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب جس نے اپنے بھائی کی ایسی چیز سے مدح کی جس کو وہ جانتا ہے ،،

Marfat.com

۶۵۸۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ ذَكَرَ فِي الْاِزَارِ مَا ذَكَرَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اِزَارِيْ يَسْقُطُ مِنْ اَحَدِ شِقَّيْهِ قَالَ اِنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کے لئے جو زمین پر چلتا ہو کہتے نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے مگر عبد اللہ ابن سلام کے لئے مدینہ کہتے سنا ہے"

شرح : اس باب میں امام نے بیان کیا ہے کہ کسی شخص میں جو وصف معلوم ہو اس اعتبار سے اس کی مدح جائز ہے لیکن اس پر زیادتی نہ کرے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبد اللہ بن سلام اُن لوگوں میں سے ہیں جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی ہے تو عشرہ مبشرہ میں حصر نہ رہے گا۔ عشرہ مبشرہ وہ صحابہ کرام ہیں جن کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی کہا ہے"

اس کا جواب یہ ہے کہ عشرہ مبشرہ سے وہ حضرات مراد ہیں جنہیں ایک مجلس میں جنت کی خوشخبری دی تھی کیونکہ ان دس حضرات کے علاوہ امام حسن، حسین، ان کی والدہ سیدۃ النساء اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم بالاتفاق جنتی ہیں۔ نیز عدد کی تخصیص زائد کی نفی نہیں کرتی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ترکیب کا مفہوم یہ ہے کہ صرف عبد اللہ بن سلام ہی جنتی ہیں کیونکہ کلمہ حصر سے یہی ظاہر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضور سے عبد اللہ کے سوا اور کسی کے متعلق نہیں سنا یا معنی یہ ہیں کہ زمین پر چلنے کی حالت میں عبد اللہ بن سلام کے سوا اور کسی کو جنتی نہیں فرمایا (عینی)

ترجمہ : سالم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جس وقت

۶۵۸۰ — جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہبند کے متعلق کچھ فرمایا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، میرے تہبند کی ایک طرف سے نیچے ٹخنوں سے گر جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا اے ابا بکر تم اُن میں سے نہیں ہو۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَقَوْلِهٖ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ وَمَنْ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ وَتَرْكِ اَثَارَةِ الشَّرِّ عَلٰى مُسْلِمٍ اَوْ كَافِرٍ

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسبال یعنی چادر لٹکا کر چلنے سے منع فرمایا اور اس پر سخت وعید فرمائی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا ازار تو ٹخنوں سے نیچے جھکا رہتا ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو فخر و غرور سے تہبند کو جھکا کر چلتے ہیں اس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایسی وصف سے مدح فرمائی جو ان میں پائی جاتی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں اوصاف پائے جانے کے سبب ان صفات سے بطورِ اعلام ان کی مدح کرنا جائز ہے تاکہ لوگوں کو ان کی فضیلت اور عظمت معلوم ہو اور وہ انہیں ان کے عظیم مقام کے مطابق ان کا احترام کریں اور جو ان کے برابر نہیں ان پر انہیں فضیلت دیں اور نیکی میں ان کی اقتداء کریں،، چنانچہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کرام کو جنت کی خوشخبری دی اور صدیقِ اکبر کے متعلق فرمایا لوگوں نے مجھے کہا آپ جھوٹ بولتے ہو اور صدیق نے کہا سچ فرماتے ہو اور فرمایا میری امت میں سے میری امت پر بہت رحم کرنے والا ابوبکر ہے دین میں قوی تر عمر فاروق ہے۔ شرم و حیا کا پیکر عثمان ہے سب سے بڑا قاضی علی المرتضیٰ ہے۔ ابوعبیدہ میری امت کا امین ہے۔ میری امت میں حلال و حرام کو زیادہ جاننے والا معاذ بن جبل ہے، سب سے بڑا قاری اُبَی بن کعب اور سب سے زیادہ وراثت کے احکام جاننے والا زید بن ثابت ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم"

۶۵۸۰ ——

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ عدل، احسان، اقارب کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی، بُری باتوں اور سرکشی سے منع کرتا ہے تمہیں اس امید سے نصیحت کرتا ہے کہ تم نصیحت پکڑو اور اللہ کا ارشاد! تمہاری سرکشی کی سزا تم پر عائد ہوگی پھر اس پر ظلم کیا گیا اللہ اس کی مدد کرے گا،،

Marfat.com

۶۵۸۱ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلَا يَأْتِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ أَفْتَانِي فِي أَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيَّ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات کو ذکر کر کے یہ اشارہ کیا کہ مسلمان اور کافر سے شرارت کرنا حرام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عدل و احسان کا حکم فرمایا ہے اور احسان یہ ہے کہ بُرائی کرنے والے سے بھلائی کرنا اور اس کی اساءت پر سرزنش نہ کرنا ارشادِ نبوی ہے: اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ اِلَیْكَ ،، بدی کرنے والے سے بھلائی کرو اور امر کا مقتضیٰ وجوب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عدل سے مراد توحید و رسالت کی شہادت اور احسان سے مراد فرائض کی ادائیگی ہے۔ بعض نے کہا عدل فرائض اور احسان نوافل ہیں۔ سفیان عیینہ نے کہا عدل یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں برابری ہو اور احسان یہ ہے کہ باطن ظاہر سے افضل ہو۔ عدل کے معنی یہ بھی ہیں کہ اللہ کا شریک نہ بنائے اور احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرے گویا اسے دیکھ رہا ہو۔ نیز عدل عبادت اور احسان خشوع ہے۔ مامورات کو بجا لانا اور منہیات کو ترک کرنا بھی عدل و احسان ہے۔ علماء نے عدل و احسان کے اور معانی بھی ذکر کئے ہیں۔ اقارب اور رشتہ دار ذی قربیٰ ہیں ان سے صلہ رحمی کا حکم ہے۔ فحشاء بے حیائی اور زنا ہے اور منکر برے کام ہیں یعنی ظلم اور حد سے تجاوز کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ مظلوم کی مدد کرتا ہے اگرچہ وہ کافر ہو۔

۶۵۸۱ ـــ **ترجمہ** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اتنے دن اس حال میں رہے کہ آپ کا خیال ہوتا کہ اپنے اہل کے پاس آتے ہیں، حالانکہ اُن کے پاس نہ آتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے ایک دن فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک کام کے متعلق جواب دیا جو میں نے اللہ سے پوچھا تھا۔ میرے پاس دو آدمی آئے اُن میں سے ایک میرے پاؤں کے پاس اور دوسرا میرے سر کے قریب بیٹھ گیا جو میرے پاؤں کے پاس تھا اُس نے اس شخص سے کہا جو میرے سر کے پاس تھا اِس آدمی کا کیسا حال ہے؟ دوسرے نے کہا

Marfat.com

لِلَّذِیْ عِنْدَ رَأْسِیْ مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ یَعْنِیْ مَسْحُوْرٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِیْدُ بْنُ اَعْصَمَ قَالَ وَفِیْمَ قَالَ فِیْ جُفِّ طَلْعَةِ ذَکَرٍ فِیْ مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ تَحْتَ رَعُوْفَةٍ فِیْ بِئْرِ ذِیْ اَرْوَانَ فَجَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِیْ اُرِیْتُهَا کَاَنَّ رُؤُسَ نَخْلِهَا رُؤُسُ الشَّیَاطِیْنِ وَکَاَنَّ مَآءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ فَاَمَرَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاُخْرِجَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَهَلَّا تَعْنِیْ تَنَشَّرْتَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِیْ وَاَمَّا اَنَا فَاَکْرَهُ اَنْ اُثِیْرَ عَلَی النَّاسِ شَرًّا قَالَتْ وَلَبِیْدُ بْنُ اَعْصَمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ زُرَیْقٍ حَلِیْفٍ لِّیَهُوْدَ

جادو کیا ہوا ہے۔ اُس نے کہا کس نے جادو کیا ہے۔ دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے جادو کیا ہے۔ پہلے نے کہا کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کنگھی اور بالوں کو نر کھجور کے چھلکے میں ڈال کر ذروان کے کنوئیں میں ایک پتھر کے نیچے رکھ کر کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا یہی کنواں مجھے دکھایا گیا ہے گویا کہ اس کی کھجوروں کے سر شیطانوں کے سر ہیں اور اس کا پانی مہندی کا رنگ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکالنے کا حکم دیا تو اس کو نکالا گیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کو نشر کیوں نہیں کرتے (اس جادوگر کو ظاہر کیوں نہیں کرتے اور اس کو رسوا کیوں نہیں کرتے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی ہے اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ لوگوں میں شر کو مشتہر کروں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا لبید بن اعصم قبیلہ بنی زُریق سے یہودیوں کا حلیف تھا۔

۶۵۸۱ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ظلم سے منع فرمایا اور وضاحت فرمائی کہ ظلم کی ضرر ظالم کو پہنچتی ہے اور مظلوم کی نصرت اللہ کے ذمہ ہے لہٰذا مظلوم پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے احسان کا شکر ادا کرے اور جس نے اس پر ظلم و ستم کیا اس کو معاف کر دے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا

Marfat.com

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ

وَقَوْلِهٖ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ

۶۵۸۲ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا لَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

کیا گیا۔ آپ نے جادوگر کو سزا دینے پر قادر ہونے کے باوجود اس کو سزا نہ دی اور فرمایا مجھے یہ پسند نہیں کہ لوگوں میں شر کو مشتہر کروں لہٰذا حدیث ترجمہ کے دونوں اجزاء کے مطابق ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر اس حد تک تھا کہ آپ کو یہ خیال ہوتا کہ آپ نے اپنی اہل سے مباشرت کی ہے حالانکہ مباشرت نہ کی ہوتی تھی۔ یعنی یہ تخییل صرف فعل میں تھا کلام اور علم میں نہ تھا، کیونکہ حضور کا دعا کرنا وضع صحیح اور قانون مستقیم کے مطابق تھا۔ لبید بن اعصم نے کنگھی اور بالوں میں جادو کیا تھا مُشط بمعنی کنگھی ہے اور مُشاقہ وہ بال ہیں جو دھاگہ کاتنے کے وقت گرتے ہیں۔ جُفّ کھجور کے شگوفہ کا چھلکا ہے۔ اس کا اطلاق مذکر و مؤنث پر ہوتا ہے اس لئے اس کو ذکر سے مقید کیا مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں بنی زُریق کے باغ میں کنواں تھا جس کو ذروان کہا جاتا تھا اس میں پتھر کے نیچے جادو کیا تھا۔ نقاعہ مہندی کا سُرخ پانی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بُرے منظر کے باعث اُن کھجوروں کو رؤس شیاطین سے تشبیہ دی جب کسی کی صورت قبیح ہو تو اسے بطور مثال راس شیطان کہا جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لوگوں میں شر کو مشہور نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اگر حضور جادو کی صورت کو مشہور کرتے تو اس سے منافق جادو سیکھ لیتے اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ ضرر پہنچاتے؛ چنانچہ بعض اوقات عظیم فساد اور شر کے پیش نظر مصلحت ترک کردی جاتی ہے۔ (حدیث ۳۰۵۵ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۵۸۳ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ

باب ایک دوسرے پر حسد کرنا اور پشت پھیرنا ممنوع ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم حاسد کے شر سے پناہ مانگتے ہیں جس وقت وہ حسد کرے

۶۵۸۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ کیونکہ بدگمانی جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کے عیب کی جستجو نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے بغض کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے پشت پھیرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔

۶۵۸۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے سے بغض، حسد نہ کرو اور نہ ہی پشت پھیرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دنوں سے زیادہ علیحدہ ہو کر رہے۔

۶۵۸۲ - ۶۵۸۳ — شرح : عنوان کے بعد اللہ تعالیٰ کا قول ذکر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ حسد سخت مذموم ہے اور یہ ضروری نہیں کہ حسد دو شخصوں کے درمیان ہو بلکہ حسد بہرحال ممنوع ہے اگرچہ ایک شخص حسد کرے۔ ظن سے مراد بلاسبب تہمت لگانا ہے جیسے کسی کو زنا سے متہم کیا جائے، حالانکہ اس سے زنا

Marfat.com

بابُ قولہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ الاٰیۃ

کی کوئی وجہ معلوم نہیں۔ اسی لئے اس پر "وَلَا تَحَسَّسُوْا" کا عطف کیا اور یہ اس لئے کہ کسی کے متعلق دل میں تہمت کا خطرہ گزرا پھر اس کے تحقق کی جستجو کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ ظن کی تحقیق کرنا ترک کرو جس مظنون بہ کو ضرر ہوتی ہے۔ اسی طرح جو بلا دلیل دل میں واقع ہو اس سے اجتناب کرو۔ تحسس اور تجسس میں فرق یہ ہے کہ تحسس میں لوگوں کی باتوں کی طرف کان نہ لگاؤ اور نہ ہی تجسس میں اُن کے عیوب کی ٹوہ میں رہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دنوں سے زیادہ مسلمان بھائی سے علیحدہ نہ رہے اور تین دنوں سے زیادہ ہجران حرام ہے یہ اس وقت ہے جبکہ دو شخصوں میں دنیاوی امر پر جھگڑا ہو جائے لیکن دینی امور کی مخالفت میں تین دنوں سے زیادہ ہجران جائز ہے جیسے غزوہ میں شامل نہ ہونے والے تین صحابہ سے پچاس روز تک ہجران رہا تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک ازواج مطہرات سے ہجران کیا جمہور علماء نے کہا جھگڑنے والوں میں سے کوئی دوسرے کو السلام علیکم کہہ دے تو ہجران ختم ہو جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اے ایمان والو بہت بدگمانوں سے بچو، بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو

تفسیر: یعنی نیک مومنوں کے ساتھ بُرا گمان نہ کرو اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی لینا باوجودیکہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں۔ یہ بدگمانی ہے قرآن کریم کے صریح بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام گمان گناہ نہیں۔ گمان کی چار صورتیں ہیں بعض میں حکم دیا گیا ہے بعض مباح اور بعض مستحب ہیں جو گمان ممنوع ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور نیک مومنوں کے ساتھ بدگمانی ہے۔ مامور بہ گمان وہ ہے جس پر کوئی ایسی دلیل قائم نہ ہو جس سے اس کا علم آ جائے ہم اس میں حکم کرتے ہیں مامور ہیں اور غالب ظن پر کفائت کر لینا کافی ہے اور اس پر حکم کا جاری کرنا واجب ہے جیسے عادل گواہوں کی شہادت قبول کرنا، قبلہ کی جہت میں فکر کرنا، ہلاک شدہ اشیاء کی قیمت کا اندازہ کرنا، جنایات کا مالی تاوان جس کی شریعت میں کوئی مقدار معین نہیں ان جیسے امور میں ہم ظن غالب سے

Marfat.com

۶۵۸۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

حکم کرنے میں مامور ہیں۔ مباح گمان امام کا نماز میں شک کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شک کی صورت میں تحری کرنے اور سوچنے کے بعد ظنِ غالب پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ یہ فعل مباح ہے اور اگر کسی دوسری صورت کا یقین ہو جائے تو اس پر عمل کرنا جائز ہے اور مستحب گمان مسلمانوں کے ساتھ اچھا گمان کرنا ہے اور اس پر ثواب حاصل ہوتا ہے۔

۶۵۸۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی جھوٹ بات ہے اور لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈو اور نہ اس کی ٹوہ میں لگے رہو۔ خرید و فروخت میں قیمت بڑھانے میں دھوکہ نہ کرو۔ ایک دوسرے پر حسد اور اس سے بغض نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے پشت پھیرو اور اللہ کے بندے بھائی بن کر رہو۔

۶۵۸۴ — شرح : بغض اور حسد بدگمانی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس اعتبار سے حدیث آئت کریمہ کے مناسب ہے۔

تناجش یہ ہے کہ بیع کے سامان کی قیمت زیادہ کرے، حالانکہ خریدنے کا ارادہ نہیں تاکہ خریدار دھوکہ میں آکر زیادہ قیمت سے خرید کرلے۔ تجش کا لغوی معنی شکار کو اپنی جگہ سے بھگانا ہے تاکہ اس کو شکار کیا جائے۔

(حدیث ۲۰۰۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ مَا يَكُوْنُ فِي الظَّنِّ

۶۵۸۵ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا وَقَالَ اللَّيْثُ كَانَا رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ

۶۵۸۶ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بِهٰذَا وَقَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا اَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ دِيْنَنَا الَّذِيْ نَحْنُ عَلَيْهِ

باب جو گمان جائز ہے

۶۵۸۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں فلاں شخص کو میں گمان نہیں کرتا کہ وہ ہمارے دین میں کچھ جانتے ہوں۔ لیث نے کہا وہ دو آدمی منافق تھے۔

۶۵۸۶ — ترجمہ : یحییٰ بن بکیر نے کہا ہم سے لیث نے بیان کیا کہا ام المؤمنین نے فرمایا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے عائشہ میں فلاں فلاں کو گمان نہیں کرتا وہ ہمارے دین میں جس پر ہم ہیں کچھ جانتے ہوں گے

۶۵۸۶ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عنوان میں ظن کا جواز اور اثبات ہے اور حدیث میں ظن کی نفی ہے تو ان میں مطابقت کیسے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ظن کی نفی نہیں بلکہ نفی کا ظن ہے لہٰذا دونوں میں منافات نہیں توضیح میں ذکر کیا کہ یہاں ظن یقین کے معنیٰ میں ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی تمام منافقوں کو جانتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح منافقوں کو نہیں

Marfat.com

بَابُ سَتْرِ الْمُؤْمِنِ عَلٰى نَفْسِهٖ

۶۵۸۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ وَإِنَّ مِنَ الْمُجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهٗ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سَتْرَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

جانتے کیونکہ حضور پر وحی نازل ہوتا تھا اور ہم صرف گمان کر لیتے ہیں لہٰذا ہم ظن پر حتمی فیصلہ نہیں کر سکتے؛ البتہ بعض اوقات ہمیں کسی سے اچھا فعل معلوم نہیں ہوتا تو اس کے متعلق بدگمانی سی پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کا دین صحیح نہیں لہٰذا ایسے شخص سے سوءِ ظن کرنے میں حرج نہیں؛ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب ہم کسی شخص کو دیکھتے کہ وہ عشاء اور صبح کی نمازوں میں موجود نہیں ہے تو اس کے متعلق بدگمانی کر لیتے تھے کہ وہ منافق ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: عشاء اور صبح کی نمازیں منافقوں پر گراں ہیں۔

باب مومن کا اپنے عیب پر پردہ ڈالنا

۶۵۸۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمت کے تمام گناہ معاف کئے جائیں گے مگر مجاہر جو گناہ کا اظہار کرتے ہیں اور دیوانگی یہ ہے کہ آدمی رات میں کوئی کام کرتا ہے پھر صبح کرتا ہے؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈالا ہوتا ہے اور کہتا ہے اے فلانے میں نے آج رات ایسا ایسا کام کیا ہے وہ رات بسر کرتا ہے حالانکہ اللہ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈالا ہوتا ہے اور یہ صبح کو اللہ کے پردہ کو کھولتا ہے۔

Marfat.com

۶۵۸۸ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي النَّجْوٰى قَالَ يَدْنُوْا أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهٖ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهٗ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا مَرَّتَيْنِ فَيَقُوْلُ نَعَمْ وَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ إِنِّيْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ **بَابُ الْكِبْرِ** قَالَ مُجَاهِدٌ ثَانِيَ عِطْفِهٖ مُسْتَكْبِرًا فِيْ

۶۵۸۷ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کا عنوان "مومن کا اپنے عیب پر پردہ ڈالنا" ہے اور حدیث شریف میں اللہ کا مومن کے گناہ پر پردہ ڈالنا ہے۔ لہٰذا حدیث اور عنوان میں مطابقت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کا پردہ ڈالنا مومن کے اپنے گناہ پر پردہ ڈالنے کو مستلزم ہے اور جو کوئی گناہ کا اظہار کرتا ہے وہ اللہ کو ناراض کرتا ہے تو اللہ اسکے عیب پر پردہ نہیں ڈالتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور لوگوں سے حیا کرتے ہوئے پردہ ڈالنے کا قصد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر احسان کرتا ہے اور اس کے عیب پر پردہ ڈالتا ہے۔

مُجاہر وہ شخص ہے جو گناہ کا لوگوں میں اظہار کرتا پھرے۔ مُعَافیٰ بِضَمِّ المیم وفتح الفاء مقصور اسم مفعول ہے اس کا اصل عافیت ہے جو مصدر کی جگہ ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے۔ عافاہ عافیتہ یہاں اس کے معنی ہیں۔ اللہ نے اس کا گناہ معاف کر دیا۔

حدیث کے معنی یہ ہیں "میری امت میں سے ہر ایک کا گناہ معاف کیا جائے گا اور اس کے گناہ پر مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔ مگر فاسق مُعْلِن کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ قولہ مجاہرین" اسے مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھا گیا ہے اگر مرفوع پڑھیں تو یہ مبتدا ہوگا اور اس کی خبر محذوف ہوگی اور منصوب پڑھیں تو بصریوں کے مذہب کے مطابق مستثنیٰ میں اصل نصب ہے۔

قولہ مُجَانَۃ بفتح المیم والجیم ہے اس کے معنی دیوانگی ہیں یعنی اپنے قول وفعل کی پرواہ نہ کرنے والا حدیث میں عمل سے مراد معصیت اور گناہ ہے

۶۵۸۸ ـــ ترجمہ : صفوان بن محرز سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ابن عمر سے پوچھا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نجوی کے متعلق

Marfat.com

۶۵۸۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ الْقَيْسِيُّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ يُقْسِمُ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ قَالَ

فرماتے ہوئے کس طرح سُنا ہے۔ ابن عمر نے کہا تم میں سے ایک شخص اللہ کے قریب ہوگا حتی کہ اللہ تعالیٰ اس پر دستِ قدرت رکھ کر فرمائے گا تو نے ایسا ایسا گناہ کیا ہے وہ کہے گا جی ہاں پھر کہے گا تو نے ایسا ایسا گناہ کیا ہے؟ دوبارہ کہے گا وہ کہے گا جی ہاں! اللہ اس سے اقرار کرائے گا پھر فرمائے گا میں نے دُنیا میں تیرے گناہ پر پردہ ڈالا اور آج تیرے لئے اسے بخشتا ہوں۔

۶۵۸۸ — شرح: نجوٰی بمعنی راز ہے اور یہاں اس سے مراد وہ راز ہے جو قیامت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے مومن بندہ کے درمیان ہوگا اور بندے کا اللہ کے قریب ہونے کے معنی قرب رُتبی ہیں، کیونکہ یہاں قرب مکانی غیر متصور ہے۔ یہ حدیث متشابہات سے ہے اس کی تاویل اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں (حدیث ۲۲۷۸ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب تکبّر

مجاہد نے ثانی عطفہ کی تفسیر میں کہا تکبّر کرتے ہوئے اپنی گردن پھیرنے والا عطف بمعنی گردن پھیرنا، اس باب میں تکبر کی مذمت مذکور ہے۔ اس میں بہت علماء عابد اور زاہد متاثر ہوئے ہیں۔ کبر، تکبر اور استکبار ہم معنی ہیں۔ تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا شمار کرے اور بہت بڑا تکبّر یہ ہے کہ اللہ پر تکبر کرے اور حق کے قبول کرنے سے اعراض کرے اور اُس کی توحید و طاعت کا یقین نہ کرے زمخشری نے کہا عطف بمعنی تکبر اور غرور ہے۔

Marfat.com

۶۵۸۹ ترجمہ : حارثہ بن وہب خزاعی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں تمہیں جنتیوں کی خبر نہ دوں؟ ہر کمزور ناتواں مسکین اگر وہ خدا پر قسم کھائے تو وہ اس کو پورا کر دیتا ہے کیا میں تمہیں دوزخیوں کی خبر نہ دوں؟ وہ حد سے بڑھنے والا گنہگار چال میں فخر کرنے والا اور متکبر ہے۔

۶۵۸۹ شرح : ضعیف سے کمزور حال والا مراد ہے کمزور بدن والا مراد نہیں تضاعف یعنی متواضع ہے۔ ان تمام کا مآل واحد ہے وہ یہ کہ جس کو لوگ دنیا میں ضعیف الحال ہونے کے باعث کمزور اور حقیر جانیں۔ اگر وہ اللہ کے کرم پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھائے کہ یہ کام ضرور ہوگا تو اللہ اس کو پورا کر دیتا ہے۔ حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ جنتیوں اور دوزخیوں سے یہ مراد نہیں کہ تمام جنتی کمزور الحال ہوں گے اور تمام دوزخی متکبر ہوں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ جنت میں اکثر فقراء ہوں گے اور دوزخ میں بکثرت متکبر ہوں گے۔

(حدیث ۴۵۹۷ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

محمد بن عیسیٰ نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں حمید طویل نے خبر دی کہ ہم کو انس بن مالک نے خبر سنائی مدینہ منورہ کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس پکڑتی اور جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی "

شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خلق تھا کہ اگر کسی لونڈی کو مدینہ منورہ میں کوئی حاجت ہوتی اور اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت چاہتی کہ اس کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اس کے ساتھ تشریف لے جائیں تو آپ انکار نہ فرماتے اور اس کی ضرورت پوری کرتے تھے۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع وانکساری کی دلیل ہے اور یہ کہ حضور ہر قسم تکبر سے بری تھے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم

Marfat.com

بَابُ الْهِجْرَةِ

۶۵۸۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عوف ابْنُ الطُّفَيْلِ وَهُوَ ابْنُ اَخِيْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّهَا اَنَّ عَائِشَةَ حُدِّثَتْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِيْ بَيْعٍ اَوْ عَطَاءٍ اَعْطَتْهُ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ اَوْ لَاَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا فَقَالَتْ اَهُوَ قَالَ هٰذَا قَالُوْا نَعَمْ قَالَتْ

باب ہجرت (ناراضگی)

اس باب میں ہجرت کی مذمت کا بیان ہے ہجرت کے معنی "مومن بھائی کے ساتھ ملاقات کے وقت کلام نہ کرنا اور ہر ایک کا دوسرے سے اعراض کرنا" ہے اس کے معنی وطن چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانا نہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دنوں سے زیادہ ہجرت کرے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ علماء نے کہا مسلمانوں کے درمیان تین دنوں سے زیادہ ہجرت کی منصوص ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تین دن تک مفارقت جائز ہے؛ کیونکہ انسان کی فطرت میں غیظ و غضب ہے اس لئے تین دن تک غصہ کی اجازت میں مسامحت ہے تاکہ غصہ کا عارضہ جاتا رہے"

ترجمہ: عوف بن مالک بن طفیل نے بیان کیا وہ حارث کے بیٹے

۶۵۹۰ — اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مادر زاد بھائی کے بیٹے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر پہنچائی گئی کہ عبداللہ بن زبیر نے بیع یا عطیہ کے متعلق جو ام المؤمنین نے عطیہ کیا تھا کہا بنا! ام المؤمنین خرید و فروخت کرنے یا عطیہ

Marfat.com

هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ اَنْ لَّا اُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ اَبَدًا فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ
اِلَيْهَا حِيْنَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا اُشَفِّعُ فِيْهِ اَبَدًا وَلَا
اَتَحَنَّثُ اِلٰى نَذْرِيْ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ
مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ وَهُمَا مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ
وَقَالَ لَهُمَا اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ لَمَّا اَدْخَلْتُمَانِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَاِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا
اَنْ تَنْذِرَ قَطِيْعَتِيْ فَاَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ مُشْتَمِلَيْنِ بِاَرْدِيَتِهِمَا
حَتّٰى اسْتَاْذَنَا عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ
اَنَدْخُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ اُدْخُلُوْا قَالُوْا كُلُّنَا قَالَتْ نَعَمْ اُدْخُلُوْا كُلُّكُمْ وَ
لَا تَعْلَمُ اَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوْا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ
فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ فَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِيْ وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ
يُنَاشِدَانِهَا اِلَّا مَا كَلَّمَتْ وَقَبِلَتْ مِنْهُ وَيَقُوْلَانِ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ وَاَنَّهٗ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ

کرنے سے رُک جائے یا میں اُن پر حجر کروں گا (اُن کا تصرف کرنا روک دوں گا) ام المؤمنین نے فرمایا کیا عبداللہ نے یہ کہا ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! فرمایا اللہ کے لئے مجھ پر نذر ہے کہ میں ابن زبیر سے کبھی بات نہ کروں گی جس وقت ابن زبیر پر مفارقت کی مدت زیادہ ہوگئی تو ابن زبیر نے مائی صاحبہ کے حضور سفارش کرائی۔ ام المؤمنین نے فرمایا بخدا! ہرگز نہیں میں اس بارے میں کبھی کوئی سفارش قبول نہ کروں گی اور اپنی نذر میں حانث نہ ہوں گی جب ابن زبیر پر مدت زیادہ ہوگئی تو اُنہوں نے مسور بن مخرمہ، عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث سے بات کی اور وہ دونوں قبیلہ بنی زہرہ سے ہیں اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے ام المؤمنین کے پاس لے جاؤ کیونکہ اُن کے لئے جائز نہیں کہ میری قطع رحمی کی نذر مانیں مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن ابن زبیر کو لائے جبکہ وہ دونوں

Marfat.com

فوقَ ثلثِ لیالٍ فلمّا اکثروا علیٰ عائشۃَ من التذکرۃِ والتحریجِ طفقتْ تذکرُھما وتبکی وتقولُ إنی نذرتُ والنذرُ شدیدٌ فلم یزالوا بھا حتّٰی کلّمتِ ابنَ الزبیرِ واعتقتْ فی نذرِھا ذٰلکَ اربعینَ رقبۃً وکانتْ تذکرُ نذرَھا بعدَ ذٰلکَ فتبکی حتّٰی تبلَّ دموعُھا خمارَھا

چادریں اوڑھے ہوئے تھے اُنہوں نے ام المؤمنین سے اجازت طلب کی اور کہا السّلامُ علیکِ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ،، کیا ہم اندر جائیں ام المؤمنین نے فرمایا آجاؤ اُنہوں نے کہا ہم سب آجائیں فرمایا ہاں سب آجاؤ اور وہ یہ نہ جانتی تھیں کہ اُن کے ساتھ عبداللہ بن زبیر بھی ہے جب وہ اندر داخل ہوئے تو ابن زبیر پردہ کے اندر داخل ہوگئے اور ام المؤمنین سے لپٹ گئے اور ام المؤمنین سے کلام کرنے لگے اور روتے رہے۔ مسور اور عبدالرحمٰن دونوں کوئی بات نہ کرتے تھے مگر یہ کہ حضور کلام فرمائیں اور ابن زبیر کا عذر قبول کریں اور یہ کہتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا جو آپ مسلمان سے ہجرت جانتی ہیں؛ کیونکہ مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین ایام سے زیادہ کلام ترک کرے۔ جب اُنہوں نے ام المؤمنین کو صلہ رحمی کا تذکرہ اور حرج میں پڑنا زیادہ ذکر کیا تو ام المؤمنین نے ان کو قسم یاد کرانا شروع کی اور رونے لگیں اور فرمایا میں نے نذر مانی ہے اور اس کی رعایت نہ کرنا سخت دشوار ہے اور وہ دونوں کوشش کرتے رہے حتیٰ کہ ام المؤمنین نے ابن زبیر سے کلام کیا اور اپنی نذر میں چالیس غلام آزاد کئے اس کے بعد ام المؤمنین اپنی نذر یاد کرکے روتیں حتی کہ اُن کے آنسو ان کے دوپٹہ کو تر کر دیتے تھے۔

۶۵۹۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تین دنوں سے زیادہ مسلمان سے مفارقت جائز نہیں۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے تین روز سے زیادہ ہجرت کیوں کی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہجرت کے معنی ،، ملاقات کے وقت ترکِ کلام ہے ام المؤمنین کی عبداللہ بن زبیر سے اتنی مدت میں ملاقات ہی نہ ہوئی تھی اور نہ ہی اُن کو سلام کہا گیا تھا جس سے اُنہوں نے اعراض کیا ہو اور عبداللہ بن زبیر بھی اجازت کے بغیر ام المؤمنین کے پاس نہ آتے تھے ایسی حالت کو ہجرت نہیں کہتے (کرمانی) لیکن اشکال تو

Marfat.com

۶۵۹۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ

یہ ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا میں عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کوئی سفارش قبول نہ کروں گی اور میں کبھی حانث بھی نہ ہوں گی۔ یہ بھی اس کے منافی ہے کہ تین دنوں سے زیادہ ہجرت ممنوع ہے۔ اس کے باوجود ام المؤمنین کے پاس کیا جواز تھا کہ آپ نے کہا میں اس سے کبھی کلام نہ کروں گی اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ابن زبیر سے ہجرت کرنا دنیاوی امر نہ تھا کہ تین دنوں سے زیادہ ہجرات جائز نہ ہو بلکہ یہ امر دینی تھا کیونکہ عبداللہ نے ام المؤمنین کے حق میں ناشائستہ کلمات کہے تھے جو گستاخی اور اہانت پر مبنی تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ماں ہونے کے علاوہ اہل علم سے تھیں اور عبداللہ کی خالہ بھی تھیں۔ اس لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا عبداللہ سے ہجرت کرنا دینی امر تھا اور دینی امر میں ہجراں ممنوع نہیں۔

بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے جو بات کہی تھی وہ عقوق کے زمرہ میں آتی ہے اور ام المؤمنین کا عبداللہ سے ہجراں تادیباً "ادب سکھانے" کے لئے تھا اور عاق سے ہجرت کرنا مباح ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

یہ واقعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہا کی خلافت سے پہلے کا ہے؛ کیونکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ستاون (۵۷) ہجری میں وفات پائی جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ اس وقت ابن زبیر خلیفہ نہ تھے۔ توضیح میں ذکر کیا ام المومنین کا ارشاد کہ مجھ پر نذر ہے کہ میں ابن زبیر سے کبھی کلام نہ کروں گی یہ نذر غیر طاعت میں ہے۔ امام مالک کے نزدیک اس میں ناذر پر کوئی شئی واجب نہیں اور اگر یہ کہا کہ عَلَيَّ نَذْرٌ لَأَفْعَلَنَّ كَذَا ،، مجھ پر نذر ہے کہ میں یہ کروں گا اس میں کفارۂ یمین ہے۔ امام مالک نے یہی فرمایا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس میں سخت کفارہ ہے جیسے کفارہ ظہار ہے؛ کیونکہ اس میں اللہ کی قسم کو ذکر نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس کی نیت کی گئی ہے۔ بعض نے کہا اگر چاہے تو ایک دن روزہ رکھے اگر چاہے تو مسکین کو کھانا کھلائے یا دو رکعتیں نماز پڑھے۔

۶۵۹۱ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

۶۵۹۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ فَيَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَ يُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ

نے فرمایا ایک دوسرے سے بغض نہ کرو نہ حسد کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے پشت پھیرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین روز سے زیادہ ہجرت نہ کرے۔

ترجمہ: ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

۶۵۹۲ ـــ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ ہجرت کرے کہ وہ دونوں آمنے سامنے آئیں تو یہ اِدھر منہ پھیر لے وہ ادھر منہ پھیر لے اُن میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کہے۔

۶۵۹۲ ـــ شرح: زہری نے "بالسلام" کے بعد ذکر کیا کہ پہلے سلام کرنے والا پہلے جنت میں جائے گا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تین روز گزر جانے کے بعد ملاقات کرے تو دوسرے کو سلام کہے اگر وہ سلام کا جواب دے تو دونوں ثواب میں شریک ہیں اور اگر جواب نہ دے تو سلام کہنے والا ہجرت سے نکل جائے گا اور دوسرا گنہگار ہوگا۔ علامہ قسطلانی نے کہا بعض لوگ کہتے ہیں کہ سلام سے ابتداء کرنا افضل ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُن میں سے بہتر وہ ہے جو سلام پہلے کہے، پھر اس کا تعاقب کیا کہ حدیث میں یہ نہیں کہ ابتداء جواب سے بہتر ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ابتداء کرنے والا جواب دینے والے سے بہتر ہے کیونکہ ابتداء کرنا اچھا فعل ہے اور اچھے فعل تک پہنچاتا ہے اور وہ جواب اور ہجرت کا ترک ہے جس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بُرا جانا ہے اور ہجرت میں سخت قلبی بھی ہے کیونکہ حدیث مسلمانوں کے حق میں وارد ہوئی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے ملیں تو وہ اِدھر پشت کر لیتا ہے وہ اُدھر کر لیتا ہے اور ابتداء کرنے والا شریعت میں مکروہ شئی کو ترک کرتا ہے اس لئے وہ بہتر ہے۔ اکثر علماء نے

Marfat.com

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْهِجْرَانِ لِمَنْ عَصَى

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا وَذَكَرَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً

۶۵۹۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ قَالَتْ وَقُلْتُ وَكَيْفَ تَعْرِفُ

کہا سلام کہتے اور اس کا جواب دینے سے ہجرت ختم ہو جاتی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہجرت اس وقت ختم ہو گی جب پہلے حال جیسے ہو جائیں۔ (حدیث : ۵۳۴۵ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی اللہ کی نافرمانی کرے اس سے ہجرت جائز ہے

کعب بن مالک نے کہا جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم سے گفتگو کرنے سے منع فرما دیا اور پچاس راتیں ذکر کیں

شرح : مہلب نے کہا اس باب کے ذکر کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جائز ہجران کی صفت بیان کریں اور جرموں کے اعتبار سے اس کی کئی قسمیں ہیں جس کا جرم زیادہ ہو اس سے ہجران بھی زیادہ ہونا چاہئے اور اس سے اجتناب کرنا چاہئے اور گفتگو نہ کرنا چاہئے جیسے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دو ساتھیوں سے پچاس روز تک صحابہ کرام نے ہجرت کی اور جو اہل و اولاد اور بھائیوں میں ایک دوسرے پر غصہ کے باعث ہو وہ ہجران جائز ہے اس میں صرف ترک سلام اور خندہ پیشانی ترک کرنا ہوتا ہے۔ دل میں ناراضگی نہیں ہوتی جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بعض اوقات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ کرتی تھیں۔

Marfat.com

ذَاكِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّكِ اِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً قُلْتِ بَلٰى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَاِنْ كُنْتِ سَاخِطَةً قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ لَسْتُ اُهَاجِرُ اِلَّا اِسْمَكَ

بَابُ هَلْ يَزُوْرُ صَاحِبَهُ كُلَّ يَوْمٍ اَوْ بُكْرَةً وَعَشِيًّا

۶۵۹۴ — حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ

۶۵۹۳ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے غصہ اور رضا کو پہچانتا ہوں۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ یہ کیسے پہچانتے ہیں فرمایا جب تو راضی خوشی ہو تو کہتی ہو کیوں نہیں مجھے رب محمد کی قسم ہے اور جب غصہ میں ہو تو کہتی ہو مجھے رب ابراہیم کی قسم "علیہ الصلوٰۃ والسلام"، ام المؤمنین نے فرمایا ہاں میں صرف آپ کے نام سے ہجرت کرتی ہوں۔

۶۵۹۳ — شرح : قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا غصہ صرف غیرت کے باعث تھا جو عورتوں سے معاف ہے یہ غیرت شوہر سے زیادہ محبت کے سبب ہوتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی ترجمہ سے مطابقت کس طرح ہے اس ہجران میں کوئی عاصی یعنی گنہگار نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غالباً امام بخاری رحمہ اللہ نے کسی مخالف شرع امر کے باعث ہجران شخص کو اس کے نام سے ہجران پر اس اعتبار سے قیاس کیا ہے جو مخالف طبع ہو یعنی جب امر طبعی کے اعتبار سے پوری ہجرت جائز ہے تو نافرمان سے بطریق اولیٰ ہجرت جائز ہے۔

باب کیا اپنے ساتھی کی ہر روز صبح و شام زیارت کرے

۶۵۹۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ اِلَّا وَهُمَا یَدِیْنَانِ الدِّیْنَ وَلَمْ یَمُرَّ عَلَیْنَا یَوْمٌ اِلَّا یَاْتِیْنَا فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَیِ النَّهَارِ بُکْرَةً وَّعَشِیَّةً فَبَیْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِیْ بَیْتِ اَبِیْ بَکْرٍ فِیْ نَحْرِ الظَّهِیْرَةِ قَالَ قَائِلٌ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَاعَةٍ لَمْ یَکُنْ یَاْتِیْنَا فِیْهَا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ مَا جَاءَ بِهٖ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اِلَّا اَمْرٌ قَالَ اِنِّیْ اُذِنَ لِیْ فِی الْخُرُوْجِ

میں نے والدین کو نہ پایا مگر وہ دین کے تابع تھے اُن پر کوئی دن نہ گزرتا مگر اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے دونوں طرفین صبح و شام ہمارے پاس تشریف لاتے۔ ایک دفعہ ہم دوپہر کے وقت ابوبکر کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ ایسا وقت تھا کہ اس وقت حضور ہمارے پاس تشریف نہ لاتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو اس وقت کوئی ضروری امر لایا ہے حضور نے فرمایا مجھے مکہ مکرمہ شرفہا اللہ تعالیٰ سے باہر چلے جانے کی اجازت مل گئی ہے۔

۶۵۹۴ — مشرح : شروع دن میں طلوع شمس سے نصف نہار تک بکرہ ہے اور اس کے غروب تک عشی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا : ایک دن چھوڑ کر زیارت کرو اس طرح محبت زیادہ ہوتی ہے ان دونوں حدیثوں میں معارضہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں معارضہ نہیں کیونکہ ان دونوں حدیثوں میں سے ہر ایک حدیث کا مقصد علیحدہ ہے۔

اس باب میں مذکور حدیث کا مقصد یہ ہے کہ مہربان دوست کی زیارت اس کی محبت کے باعث بقدر حاجت ہر روز جائز ہے اس میں دونوں کی مشارکت سے نفع حاصل ہوتا ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس شخص کے بارہ میں ہے جس میں کوئی خصوصیت اور محبت نہیں ان حالات میں کثرت زیارت سے اسا اوقات بغض و عناد کا سبب بن جاتا ہے اور قطعیت کا باعث ہوتا ہے۔

Marfat.com

بَابُ الزِّيَارَةِ وَمَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ

وَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَ عِنْدَهٗ

۶۵۹۵ــــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ اَخْبَرَ عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَ اَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اَمَرَ بِمَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَنُضِحَ لَهٗ عَلٰى بِسَاطٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُمْ

زیارت کا باب جس نے کسی قوم کی زیارت لی اور اُن کے پاس کھانا کھایا

سلمان فارسی نے ابودرداء رضی اللہ عنہما کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں زیارت کی اور اُن کے پاس کھانا کھایا

۶۵۹۵ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ انصار کے ایک اہلبیت کی زیارت کی اور اُن کے پاس کھانا کھایا جب جانے کا ارادہ کیا تو گھر میں ایک جگہ کے متعلق حکم فرمایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چٹائی دھو کر صاف کی گئی تو آپ نے اس پر نماز پڑھی اور گھر والوں کے لئے دُعا فرمائی ،، یہ گھر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ اُم سُلیم کا گھر تھا اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انس کے لئے دُنیوی اور اُخروی برکات کی دُعائیں فرمائی تھیں۔

Marfat.com

بَابُ مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُوْدِ

۶۵۹۶ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ لِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَا الْاِسْتَبْرَقُ قُلْتُ مَا غَلُظَ مِنَ الدِّیْبَاجِ وَخَشُنَ مِنْهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ یَقُوْلُ رَاٰی عُمَرُ عَلٰی رَجُلٍ حُلَّةً مِنْ اِسْتَبْرَقٍ فَاَتٰی بِهَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اشْتَرِ هٰذَا فَالْبَسْهَا لِلْوَفْدِ النَّاسِ اِذَا قَدِمُوْا عَلَیْكَ فَقَالَ اِنَّمَا یَلْبَسُ الْحَرِیْرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهٗ فَمَضٰی فِیْ ذٰلِكَ مَا مَضٰی ثُمَّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلَیْهِ بِحُلَّةٍ فَاَتٰی بِهَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعَثْتَ اِلَیَّ بِهٰذِهٖ وَقَدْ قُلْتَ فِیْ مِثْلِهَا مَا قُلْتَ قَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُ اِلَیْكَ

باب جس نے وفد کی آمد پر زیبائش کی

ترجمہ: یحییٰ بن اسحاق نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے کہا استبرق کیا ہے۔ میں نے کہا موٹا اور کھردرا ریشمی کپڑا ہے۔ سالم نے کہا

۶۵۹۶ــــ میں نے عبداللہ بن عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی پر بڑی چادر ریشمی دیکھی جو فروخت ہو رہی تھی۔ وہ اس کو پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اسے خرید لیں اور لوگوں کے وفد آپ کے پاس آئیں تو یہ پہن لیا کریں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو وہ شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اس کے بعد کچھ مدت گزری تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کی طرف بڑی چادر ریشمی بھیجی تو وہ اسے پکڑ کر حضور کی خدمت میں لائے اور عرض کیا

Marfat.com

لِتُصِيبَ بِهَا مَالًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِي الثَّوْبِ لِهٰذَا الْحَدِيثِ

بَابُ الْإِخَاءِ وَالْحِلْفِ

وَقَالَ أَبُو جُحَيْفَةَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ،، آپ نے میرے لئے یہ بھیجی ہے ؛ حالانکہ آپ نے اس جیسی چادر کے متعلق فرمایا جو بھی فرمایا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ صرف اس لئے بھیجی ہے کہ اس کے ساتھ مال حاصل کرو۔ ابن عمر کپڑے میں نقش ونگار کو اس حدیث کی وجہ سے مکروہ سمجھتے تھے۔

شرح : اس حدیث کی باب کے ساتھ مطابقت عمر فاروق کے کلام سے سمجھی جاتی ہے ؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ وفد کی آمد کے وقت زیبائش کرتے تھے ؛ کیونکہ اس میں اسلام کی بڑھائی ہے اور دشمن کو مقہور کرتا اور غیظ وغضب دلانا ہے کہ وہ غصہ کی بھٹی میں جلتا رہے ، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں عمر فاروق کے لئے ریشم پہننا اچھا نہ سمجھا اور فرمایا اس کو وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور مطلق وفد کی آمد پر زیبائش کا انکار نہیں کیا۔ اسی لئے علماء نے کہا اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ وفود کی آمد پر نفیس تر لباس پہننا چاہیئے۔ ۶۵۹۶

باب بھائی چارہ کرنا اور قسم کھانا

ابو جحیفہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی اور ابو الدرداء کے درمیان بھائی چارہ بنایا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارہ

Marfat.com

۶۵۹۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَاٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

شرح : جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارہ بنایا اور ان کو آپس میں حلیف بنایا وہ اس بھائی چارہ اور حلف کے باعث ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے جیسا کہ اسلام سے پہلے لوگ کرتے تھے جب یہ آیت کریمہ : وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا الْمَوَالِيَ ،، نازل ہوئی یعنی ہم نے ہر ایک کے نسبی وارث بنائے ہیں تو اس نے پہلا حکم منسوخ کر دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا حِلْفَ فِي الْاِسْلَامِ وَمَا كَانَ مِنْ حِلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمْ يَزِدْهُ الْاِسْلَامُ اِلَّا شِدَّةً ،، یعنی اب اسلام میں نیا عقد حلف نہیں کر سکتے اور جو اسلام سے پہلے ہو چکا ہے اسلام اس کو مضبوط رکھتا ہے، لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ : وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ ،، نے اس کو منسوخ کر دیا اور وراثت صرف نسبی حقداروں میں منحصر ہو گئی (حدیث : ۱۸۴۶ ج : ۳ اور ۱۹۴۲ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

اَبُوْ جُحَيْفَةَ کا نام وہب بن عبداللہ سوائی ہے وہ کوفہ میں آئے اور وہاں اپنا مکان بنا کر رہائش کر لی۔

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف ۶۵۹۷
ہمارے پاس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور سعد ابن ربیع کے درمیان بھائی چارہ بنایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن سے فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ بکری ذبح کرو۔

شرح ۶۵۹۷ : (عبدالرحمٰن بن عوف نے بھائی چارہ کے بعد نکاح کیا تھا اس لئے انہیں فرمایا ولیمہ کرو اگرچہ بکری ذبح کرو)
(اس کی تفصیل حدیث : ۱۸۴۶ ج : ۳ کی شرح میں دیکھیں)

Marfat.com

۶۵۹۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِي

۶۵۹۸ — ترجمہ : عاصم نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تمہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ ، اسلام میں عقد حلف نہیں ۔ انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور انصار کے درمیان میرے گھر میں عقدِ حلف کیا (بھائی چارہ) بنایا ۔

۶۵۹۸ — شرح : اسلام میں حلف نہیں کیونکہ عقدِ حلف میں باہم اتفاق کی صورت مطلوب ہوتی ہے اور اسلام نے تمام مسلمانوں کو جمع کر دیا اور اُن کے دِل جوڑ دیئے ہیں لہٰذا اب عقدِ حلف کی ضرورت باقی نہیں رہی ؛ البتہ اسلام سے پہلے لوگ ایک حال پر مجتمع نہ تھے اس لئے اس وقت ضرورت کا مقتضیٰ تھا کہ لوگوں میں عقدِ حلف کیا جائے تاکہ اُن میں اتحاد و اتفاق اور اجتماعی صورت پیدا ہو اسلام بنفسِ نفیس تالیفِ قلوب کرتا ہے اس لئے اب یہ ضرورت باقی نہیں رہی ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هُوَ الَّذِي أَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ، اللہ ہی نے تمہارے دل جوڑے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں بھائی چارہ بنایا اور اُن میں عقدِ حلف کیا بایں ہمہ حضور نے فرمایا لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ ، اسلام میں عقدِ حلف نہیں ہے اس کا جواب ہے کہ دونوں حدیثوں کا محمل علیحدہ علیحدہ ہے لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ ، کے معنی یہ ہیں کہ جو جاہلیت میں لوگ معاہدہ کرتے تھے وہ اسلام میں نہیں ہے اور جو اسلام میں عقدِ حلف ہے وہ اسلامی اخوت اور بھائی چارہ ہے ۔ الحاصل جس معاہدہ کی نفی کی گئی ہے وہ جاہلیت کا معاہدہ ہے اور جس کو ثابت کیا گیا ہے وہ مُؤاخات یعنی اسلام بھائی چارہ ہے لہٰذا منافات نہ رہی ۔ علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لا حلف فی الاسلام کے معنی غیر شرعی حلف ہے جس کو شریعت منع کرتی ہے اور وہ حلفِ توارث ہے یعنی آپس میں عقد کریں کہ وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور

Marfat.com

بَابُ التَّبَسُّمِ وَالضِّحْكِ

وَقَالَتْ فَاطِمَةُ أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكْتُ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى

۶۰۹۹ — حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الزَّبِيرِ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ

اللہ کی طاعت اور باہم تعاون کے طور پر مخالفت جائز ہے یعنی نیکی میں ایک دوسرے کی مدد کا عہد کریں۔ یہ حلف منسوخ نہیں منسوخ صرف حلفِ جاہلیت ہے (حدیث: ۲۱۴۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب مسکرانا اور ہنسنا

تعجب کے وقت آواز کے بغیر دانتوں کا ظاہر ہونا تبسم ہے اور اگر آواز کے ساتھ دانت ظاہر ہوں تو اس کو قریب والے لوگ سن لیں تو قہقہہ ہے ورنہ ضحک ہے۔ پس ضحک میں خود ہی آواز سنتا ہے اور قہقہہ میں اس کے غیر بھی سنتے ہیں اور تبسم میں کوئی بھی نہیں سنتا لہٰذا اگر نماز میں قہقہہ لگایا تو نماز اور وضو دونوں فاسد ہو جائیں گے اور ضحک سے نماز تو فاسد ہو جاتی ہے لیکن وضو باقی رہتا ہے اور تبسم سے نہ تو وضو فاسد ہوتا ہے اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے ضحک کی صورت میں سامنے والے دانت ظاہر ہوتے ہیں اس لئے منہ کے سامنے والے حصہ کو ضواحک کہا جاتا ہے (عینی)

سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے

Marfat.com

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ وَاِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا مَعَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ لِهُدْبَةٍ اَخَذَتْهَا مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ وَاَبُوْبَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لِيُؤْذَنَ لَهٗ فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِيْ اَبَا بَكْرٍ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلَا تَزْجُرُ هٰذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهٖ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ

خفیہ بات کہی تو میں ہنس پڑی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ ہی ہنساتا اور رُلاتا ہے اللہ کے سوا اور کوئی مؤثر نہیں"

۶۶۰۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کی طلاق کو قطع کیا (تین طلاقیں دیں) رفاعہ کے بعد اس عورت سے عبدالرحمٰن بن زبیر نے نکاح کیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! رفاعہ نے اس کو طلاق دیدی ہے اور تین طلاقیں دی ہیں۔ رفاعہ کے بعد اس سے عبدالرحمٰن بن زبیر نے نکاح کیا بخدا یا رسول اللہ! اس کے میں صرف اس پھندے کی مانند ہے پھندے کو اپنی چادر سے پکڑا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور سعید بن عاص حجرہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے تاکہ انہیں اندر آنے کی اجازت دی جائے۔ خالد نے ابوبکر صدیق کو آواز دی کہ اے ابوبکر تم اس عورت کو روکتے نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیسی آواز بلند کر رہی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم سے زیادہ نہ کرتے تھے پھر فرمایا شاید تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کی طرف واپس چلی جائے۔ یہ نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تو اس کا شہد چکھے اور وہ تیرا شہد چکھے (جماع کرے)

Marfat.com

۶۶۰۱ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ زَیْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَیْشٍ یَسْاَلْنَهٗ وَیَسْتَکْثِرْنَهٗ عَالِیَةً اَصْوَاتُهُنَّ عَلٰی صَوْتِهٖ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ ثَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَاَذِنَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضْحَکُ فَقَالَ اَضْحَکَ اللّٰهُ سِنَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ فَقَالَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ

شرح : عُسَیلۃ عَسَل کی تصغیر ہے۔ عَسَل مذکر و مؤنث مستعمل ہے اس سے جماع کی لذت کی طرف اشارہ کیا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس عورت نے عبدالرحمٰن کا آلہ تناسل کپڑے کے پھندے کی طرح ظاہر کیا تھا تو وہ عبدالرحمٰن کا عُسَیلہ کیسے چکھ سکتی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے باریک ہونے میں پھندے سے تشبیہ دی نرم اور عدم حرکت میں تشبیہ نہیں دی (کرمانی)

۶۶۰۰ —

علامہ عینی نے کہا رفاعہ کی مطلقہ سے ظاہر یہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن زبیر جماع پر قادر نہیں تو اس صورت میں حضور کے ارشاد حتی تذوقی عُسیلتہ،، سے مراد یہ ہے کہ تو عبدالرحمٰن کی زوجیت میں رہے گی حتی کہ وہ جماع پر قادر ہو جائے اور اگر عبدالرحمٰن کی عصمت میں رہنا پسند نہیں کرتی تو اس سے طلاق کے بعد کسی اور شوہر سے نکاح کر کے جماع کی لذت پائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحلیل کی صورت میں دوسرے شوہر کا ادخال ہی کافی ہے انزال شرط نہیں ہے۔

ترجمہ : محمد بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب

۶۶۰۱ —

Marfat.com

اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي لَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُولَ اللهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ فَقَالَ يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ غَيْرَ فَجِّكَ

جبکہ قریش کی چند خواتین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے کچھ پوچھ رہی تھیں اور بکثرت سوال کرتی تھیں اس حال میں کہ ان کی آوازیں حضور کی آواز پر بلند تھیں۔ جب عمر فاروق نے اجازت طلب کی تو وہ جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو اجازت دی تو وہ اندر آگئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ اور ماں آپ پر فدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہنساتا رہے۔ حضور نے فرمایا میں نے ان عورتوں سے تعجب کیا جو میرے پاس موجود تھیں۔ جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ زیادہ حقدار ہیں کہ وہ آپ سے ڈریں پھر فاروق ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے اپنی جانوں کی دشمنو! مجھ سے ڈرتی ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی ہو۔ انہوں نے کہا تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت اور گفتگو میں سخت ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب چھوڑو اور اس طرف آؤ اس ذات ستودہ صفات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کسی راہ میں چلنے والا شیطان تم سے نہیں ملتا مگر وہ راستہ چھوڑ کر اور راہ اختیار کر لیتا ہے۔

"فج" دو پہاڑوں کے درمیان وسیع اور فراخ راستہ کو فج کہا جاتا ہے۔

(حدیث ۲۴۴۶ کی شرح میں تفصیل مذکور ہے)

Marfat.com

۶۶۰۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو وَعَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّائِفِ قَالَ اِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبْرَحُ اَوْ نَفْتَحُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ قَالَ فَغَدَوْا فَقَاتَلُوْهُمْ قِتَالًا شَدِيْدًا وَكَثُرَ فِيْهِمُ الْجِرَاحَاتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ فَسَكَتُوْا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِالْخَبَرِ كُلِّهٖ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں تھے تو فرمایا ہم ان شاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے چند لوگوں نے کہا جب تک ہم طائف فتح نہ کرلیں واپس نہیں جائیں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح جنگ کرو۔ راوی نے کہا وہ صبح جنگ کرنے گئے اور اُن سے خوب جنگ کی اور صحابہ میں بہت لوگ زخمی ہوگئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انشاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے۔ راوی نے کہا لوگ خاموش رہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خاموشی پر ہنس پڑے۔ حمیدی نے کہا ہمیں سفیان نے اس حدیث کی خبر دی۔

شرح : طائف مکہ مکرمہ کے مضافات میں سرسبز شہر ہے مکہ مکرمہ فتح کرنے کے بعد حضور طائف کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ضحک فرمانا صحابہ کی خاموشی کے سبب تھا۔ انہی الفاظ میں حدیث عنوان کے مناسب ہے۔ (حدیث : ۴۰۲۹ ج ۶۰ کی شرح دیکھیں) حمیدی امام بخاری کے شیخ ہیں ان کا کلام ذکر کرنے سے بخاری کا مقصد یہ ہے کہ یہ ساری حدیث خبر کے لفظ سے ہم تک پہنچی ہے لہٰذا یہ حدیث محض عنعنہ نہیں ہے۔

Marfat.com

۶۶۰۳ — حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَکْتُ وَقَعْتُ عَلٰی اَهْلِیْ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَ اَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَیْسَ لِیْ قَالَ فَصُمْ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَاُتِیَ بِعَرَقٍ فِیْهِ تَمْرٌ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ اَلْعَرَقُ الْمِکْتَلُ فَقَالَ اَیْنَ السَّائِلُ تَصَدَّقْ بِهٰذَا قَالَ عَلٰی اَفْقَرَ مِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا اَهْلُ بَیْتٍ اَفْقَرَ مِنَّا فَضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ فَاَنْتُمْ اِذَنْ

ترجمہ : حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میں ہلاک ہوگیا میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کرلیا ہے۔ حضور نے فرمایا غلام آزاد کر اس نے کہا میرے پاس غلام نہیں فرمایا دو ماہ مسلسل روزے رکھ اس نے کہا مجھے طاقت نہیں فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا اس نے کہا میں نہیں پاتا ہوں اسی اثناء میں ایک ٹوکرہ لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ ابراہیم نے کہا "العرق" ٹوکرہ ہے۔ فرمایا سائل کہاں ہے؟ ان کو صدقہ کردو اس نے کہا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ بخدا! مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان کوئی گھر والا ہم سے زیادہ محتاج نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ حتی کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے پھر فرمایا اس وقت تم ہی کھالو۔

۶۶۰۳ — شرح : اس حدیث میں اشکال ہے وہ یہ کہ اس ٹوکری میں تھوڑی سی کھجوریں تقریباً سات آٹھ سیر تھیں کیونکہ کرمانی نے وضاحت کی ہے کہ کھجوریں پندرہ رطل تھیں رطل نصف سیر کا ہوتا ہے۔ اتنی مقدار کھجوریں ساٹھ مساکین کو کیسے کفایت کرسکتی تھیں؟ نیز

Marfat.com

۶۶۰۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً قَالَ

اس کی بیوی پر بھی کفارہ واجب تھا۔ یہ کھجوریں دونوں کا کفارہ تھا یا صرف ایک کا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے تمام احکام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سونپے گئے ہیں لہٰذا حضور کو اختیار ہے کہ اتنی مقدار سے دونوں کا کفارہ ادا ہو جائے (تیسیر القاری)

منہ میں دانتوں کی تفصیل اس طرح ہے کہ منہ میں سامنے والے دانت ثنایا ہیں پھر رباعیات پھر انیاب پھر ضواحک اور پھر نواجذ ہیں جو آخری داڑھیں ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تین حدیثوں کے بعد ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھل کر نہیں ہنسے تھے آپ صرف تبسم کرتے تھے اور اس باب میں حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اس قدر کھل کر ہنسے کہ آپ کے آخری دانت نواجذ ظاہر ہو گئے ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی صورت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے اپنے اپنے مشاہدہ کی خبر دی ہے اور ام المؤمنین کا نہ دیکھنا ابوہریرہ کی رؤیت کی نفی کو مستلزم نہیں لہٰذا دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں جبکہ دونوں حدیثیں مختلف ہیں۔ نیز بعض لوگ انیاب اور ضواحک کو بھی نواجذ کہتے ہیں؛ چنانچہ کتاب الصیام میں یہی حدیث مذکور ہے اس میں یہ الفاظ ہیں حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ، اس سے اختلاف بالکل ختم ہو جاتا ہے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہنسا کرتے تھے البتہ زیادہ ہنسنا مکروہ ہے اور کثرتِ ضحک دل کو مردہ کر دیتی ہے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے زیادہ مت ہنسو یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

۶۶۰۴ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا جبکہ آپ پر گھنے حاشیہ والی نجرانی چادر تھی۔ ایک اعرابی نے آپ کو پایا اور حضور کی چادر مبارک کو زور سے کھینچا انس نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کا کنارہ دیکھا کہ زور سے کھینچنے سے چادر کے کنارے نے اس میں نشان ڈال دیئے

Marfat.com

اَنَسٌ فَنَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِیَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْ لِیْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِیْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ

۶۶۰۵ — حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِیْ اِلَّا تَبَسَّمَ فِیْ وَجْهِیْ وَلَقَدْ شَكَوْتُ اِلَیْهِ اَنِّیْ لَا اَثْبُتُ عَلَی الْخَیْلِ فَضَرَبَ بِیَدِهٖ فِیْ صَدْرِیْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِیًا مَهْدِیًّا

ہیں پھر کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کے مال سے جو آپ کے پاس ہے میرے لئے حکم کر دو حضور اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ہنس پڑے پھر اس کے لئے مال عطاء کرنے کا حکم فرمایا۔

۶۶۰۴ — شرح: یمن میں ایک شہر نجران ہے، اس کی طرف منسوب چادر کو نجرانی کہتے ہیں اس چادر کا حاشیہ بہت موٹا تھا جس کے سبب کھینچنے سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن شریف میں نشان پڑ گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ زور سے کھینچنے کے سبب چادر پھٹ گئی تھی اور اس کا سخت کنارہ گردن میں رہ گیا تھا۔ حضور نے تبسم فرماتے ہوئے اس کو مال عطاء کیا۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قوی تر بردبار اور جان و مال میں اذیت پہنچنے پر سخت صبر کرتے تھے اور لوگوں کے اسلام کی امید پر ان کے جور و جفاء سے درگزر فرماتے تھے تاکہ آپ کے بعد آنے والے حکمران آپ کے خلق جمیل کی اقتداء کرتے ہوئے چشم پوشی سے کام لیں اور احسن طریقہ سے سخت قلوب والوں کی مدافعت کریں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۶۶۰۵ — ترجمہ: جریر بن عبداللہ بجلی نے کہا جب سے میں نے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں روکا اور جب مجھے دیکھتے تبسم

Marfat.com

۶۶۰۶ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ اُمَّ سُلَیْمٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَی الْمَرْاَةِ غُسْلٌ اِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ فَضَحِكَتْ اُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ اَتَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبِمَ تُشْبِهُ الْوَلَدَ

فرماتے تھے۔ میں نے حضور سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا۔ آپ نے میرے سینہ میں اپنا دستِ اقدس مارا اور فرمایا اے اللہ! اس کو ثابت قدم رکھ اور اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ کر۔

۶۶۰۵ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور عبداللہ سے حجاب نہ کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ مردوں کی مخصوص مجلس میں مجھے آنے سے کبھی نہ روکا تھا اس کے معنی یہ نہیں کہ حجرہ شریفہ میں داخل ہونے سے نہ روکا تھا یا اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے جو بھی عطیہ حضور سے طلب کیا آپ نے مجھ سے کبھی نہ روکا تھا

۶۶۰۶ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا کیا جب عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہے؟ فرمایا ہاں جب وہ مادہ منویہ دیکھے تو اس پر غسل واجب ہے۔ ام سلمہ ہنس پڑیں اور کہا کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس شئی کے سبب اس سے بچہ کی مشابہت ہوتی ہے۔

۶۶۰۶ ـــ شرح : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہنسیں اور حضور نے ان کو منع نہ فرمایا بلکہ عورت کے احتلام کا ام سلمہ کا انکار کرنا اچھا نہ جانا اور فرمایا عورت کے مادہ منویہ کے سبب بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے اس مقام میں تفصیل ہے حدیث ۲۸۰ ج : ۱ ہم نے بسط سے تحریر کیا۔ فَلْیُطَالَعْ ثَمَّه

Marfat.com

۶۶۰۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ

۶۶۰۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ مَالِكٍ ح وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ

۶۶۰۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کھل کر ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے تالو شریف کا گوشت دیکھ سکوں۔ آپ صرف تبسم فرماتے تھے۔

۶۶۰۷ — شرح : لَهَوَات لَهَاة کی جمع ہے۔ یہ حلق کے آخر میں اُوپر کی جانب گوشت کا ٹکڑا ہے۔

۶۶۰۸ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جمعہ کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ حضور مدینہ منورہ میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ اُس نے کہا بارش رُک گئی اپنے پروردگار سے بارش طلب فرمائیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نظر مبارک اُٹھائی ہم آسمان میں ذرہ بھر بادل نہ دیکھتے تھے۔ حضور نے بارش طلب کی تو بادل پیدا ہُوا اس حال میں کہ بعض بادل بعض کی طرف جانے لگا۔ پھر بارش ہونے لگی حتیٰ کہ مدینہ منورہ کی نالیاں بہنے لگیں اور بدستور آئندہ جمعہ تک بارش برستی رہی اور نہ رکی۔ پھر وہی شخص یا اس کا غیر کھڑا ہُوا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اُس نے کہا ہم پانی میں ڈوبنے لگے ہیں اپنے پروردگار سے دُعا فرمائیں کہ بارش ہم سے روک لے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے پھر فرمایا اے اللہ ہمارے اردگرد بارش ہو ہم پر نہ ہو دو یا تین مرتبہ فرمایا پس

Marfat.com

حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ قُحِطَ الْمَطَرُ فَاسْتَسْقِ رَبَّكَ فَنَظَرَ اِلَى السَّمَاءِ وَمَا نَرٰى مِنْ سَحَابٍ فَاسْتَسْقٰى فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهٗ اِلٰى بَعْضٍ ثُمَّ مُطِرُوْا حَتّٰى سَالَتْ مَثَاعِبُ الْمَدِيْنَةِ فَمَا زَالَتْ اِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا تُقْلِعُ ثُمَّ قَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اَوْ غَيْرُهٗ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ غَرِقْنَا فَادْعُ رَبَّكَ يَحْبِسْهَا عَنَّا فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِيْنَةِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا يُمْطَرُ مَا حَوَالَيْنَا وَلَا يُمْطَرُ مِنْهَا شَيْءٌ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ كَرَامَةَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِجَابَةَ دَعْوَتِهٖ **بَابُ** قَوْلِ اللّٰهِ اِتَّقُوا اللّٰهَ

بادل مدینہ منورہ سے دائیں بائیں پھٹنے لگا ہمارے ارد گرد برساتا تھا۔ مدینہ منورہ میں نہ برساتا تھا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت اور حضور کی دعا کی قبولیت دکھاتا تھا (حدیث : ع ۹۶۲ ج ۲ : و ع ۹۶۳ ج ۲ : کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو" "اور جو جھوٹ سے منع کیا گیا ہے"

Marfat.com

وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ وَمَا يُنْهٰى عَنِ الْكَذِبِ

۶۶۰۹ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يَكُوْنَ صِدِّيْقًا وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچائی نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کی راہ دکھاتی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتی کہ وہ صدیق ہو جاتا ہے اور جھوٹ معصیت کی راہ دکھاتا ہے اور معصیت دوزخ کی راہ دکھاتی ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتی کہ اللہ کے نزدیک کذاب لکھا جاتا ہے۔

۶۶۰۹ —

شرح : یعنی انسان سچ بولتے بولتے سچ کا عادی بن جاتا ہے اور اسے سچائی کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے اور اسم بامسمّٰی ہو کر صدیق بن جاتا ہے جو نبوت سے نچلا مرتبہ ہے اور نبوت اور صدیقیت کے درمیان اور کوئی مرتبہ نہیں۔ شیخ ابن عربی رحمہ اللہ نے کہا دو مرتبوں کے درمیان ایک مرتبہ ہے میں اس مرتبہ میں مدت دراز رہا ہوں لیکن عارفین نے کہا ان دو مرتبوں کے درمیان کوئی مقام نہیں جو شیخ ابن عربی نے کہا ہے دراصل وہ مقام صدیقیت کا حصہ ہے وہ کوئی دوسرا مقام نہیں ہے۔ واللہ اعلم بحقیقتِ الحال (تیسیر القاری)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ کا عادی اللہ کے نزدیک کذاب لکھا جاتا ہے اور حکم کیا جاتا ہے کہ یہ شخص کذاب ہے اور مخلوق پر اس کا اظہار کیا جاتا ہے اور ان کے دلوں اور زبانوں پر اس کا القا کیا جاتا ہے۔ الحاصل صدق سے انسان کو صدیقین کی وصف اور ان کا ثواب حاصل

Marfat.com

۶۶۱۰ — حَدَّثَنِیْ ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ سُهَیْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ اَبِیْ عَامِرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

ہوتا ہے اور جھوٹ سے کذابوں کی وصف اور ان کے عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے؛ کیونکہ جھوٹ نفاق کی علامت ہے۔ صدیق کے حق میں یہ نہیں فرمایا کہ وہ صدیق لکھا جاتا ہے کیونکہ وہ اُن حضرات میں سے ہے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے روایت ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کیا مومن کذاب ہو سکتا ہے حضور نے فرمایا نہیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کے معارض ہے نیز حدیث میں ہے کہ مومن کی طبع میں خیانت اور جھوٹ نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ امام مالک کی روایت کردہ حدیث میں مومن سے کامل مراد ہے یعنی کامل مومن جو ایمان کے اعلیٰ درجات کو مکمل کر لے وہ کذاب نہیں ہو سکتا کہ اس پر کذب کا غلبہ ہو سکے؛ کیونکہ کذاب مبالغہ کا صیغہ ہے۔ (عمدۃ القاری)

۶۶۱۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں جس وقت کلام کرے تو جھوٹ بولے جس وقت وعدہ کرے تو خلاف کرے جس وقت امین بنایا جائے تو خیانت کرے

۶۶۱۰ — شرح : یعنی یہ تین وصفیں جس میں پائی جائیں اور وہ ان کا عادی ہو جائے تو وہ منافق ہے جس کو ایمانی تصدیق حاصل ہو وہ ان صفاتِ رذیلہ سے مبرا ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس بات پر اجماع منعقد ہے کہ مسلمان کو اِن صفات کے سبب منافق جو دوزخ میں نچلے طبقہ میں ہوگا نہیں کہا جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمان اِن صفات کے سبب منافق کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ یا اس سے مراد منافق عملی ہے یعنی ان صفات کے سبب وہ منافق عملی ہو جاتا ہے۔ اعتقادی منافق نہیں۔ یا اس سے منافق مراد

Marfat.com

۶۶۱۱ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي قَالَا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يَكْذِبُ بِالْكَذْبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

ہیں جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھے یا معنی یہ ہیں کہ جو شخص اِن امورِ ثلاثہ کا عادی ہو جائے وہ منافق ہے؛ چنانچہ علامہ تورپشتی نے کہا جس میں یہ صفات ذمیمہ پائی جائیں اور اس کا حال ان میں مستمر اور دائم ہو جائے تو اس کو منافق کہنا مناسب ہے۔ حدیث : ۳۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں

۶۶۱۱ — ترجمہ : سَمُرَہ بن جُندب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات دو آدمی دیکھے جو میرے پاس آئے انہوں نے کہا جو آپ نے دیکھا ہے کہ اس کے جبڑے چیرے جا رہے تھے وہ کذاب تھا (وہ بہت جھوٹ بولتا تھا) اس کی جھوٹی باتیں اس سے نقل کی جاتی تھیں یہاں تک کہ اطراف واکناف میں پہنچیں اس کے ساتھ قیامت تک اسی طرح کیا جائے گا۔

۶۶۱۱ — شرح : یہ حدیث واقعہ معراج کا کچھ حصہ ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ اسریٰ میں ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا تھا جبکہ دوسرا آدمی کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں لوہے کی کنڈی تھی جس کو اس کے جبڑے میں داخل کرتا تھا حتی کہ اس کی گردن تک پہنچتا تھا اور وہ بہت جھوٹ بولنے والا آدمی تھا جس کا جھوٹ آفاق میں پھیلا ہوا تھا اس کو قیامت تک یہ عذاب دیا جائے گا۔ اس شخص کو منہ میں عذاب اس لئے دیا جاتا تھا کہ اس کے ساتھ وہ جھوٹ بولا کرتا تھا۔ اس مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ جس موصول کی خبر پہ فاء داخل ہو اس میں یہ شرط ہے کہ مبہم عام ہو اس کا حل یہ ہے کہ ابن مالک نے کہا کہ معین مبہم کو عام کے قائم مقام کیا ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس عذاب میں ہر وہ آدمی شریک ہے جس میں زیادہ جھوٹ بولنے والی صفت پائی جائے۔

Marfat.com

بَابُ الْهَدْيِ الصَّالِحِ

۶۶۱۲ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اُسَامَةَ حَدَّثَكُمُ الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِیْقًا سَمِعْتُ حُذَیْفَةَ یَقُوْلُ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَّسَمْتًا وَهَدْیًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِیْنَ یَخْرُجُ مِنْ بَیْتِهٖ اِلٰی اَنْ یَرْجِعَ اِلَیْهِ لَا نَدْرِیْ مَا یَصْنَعُ فِیْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا

باب اچھی سیرت

ہدی کی ہا مفتوح اور دال ساکن ہے اس کے معنی سیرت اور طریقہ کے ہیں

۶۶۱۲ — ترجمہ : شقیق نے کہا میں نے حذیفہ سے سنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور عادت و خصلت میں بہت مشابہ عبداللہ بن مسعود تھے جس وقت گھر سے نکلتے یہاں تک کہ واپس تشریف لے جاتے ہم نہیں جانتے کہ جب اپنے اہل میں تنہا ہوتے تھے تو کیا کرتے تھے۔

۶۶۱۳ — شرح : یعنی راستی، اہل خیر کی ہیئت اور باکمال لوگوں کی سیرت کے اعتبار سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ دل بفتح الدال و تشدید اللام جس کے حرکات و سکنات ایسے ہوں کہ اس کی طرف دل متوجہ ہوں اور جانیں مائل ہوں۔ سمت کا سین مفتوح میم ساکن ہے اس کے معنی ہیں نیک لوگوں کی ہیئت و حالت ،، ہدی نیک لوگوں کی سیرت اور طریقہ ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا دل اور ہدی دونوں قریب المعنی ہیں اور وہ باوقار حال بہترین منظر اور اچھے خصائل ہیں سمت اہل خیر کی حالت ہے۔ ام عبد حضرت عبداللہ بن مسعود کی والدہ ہیں وہ عبد ود کی بیٹی صحابیہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود

Marfat.com

۶۶۱۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فُرَاتٍ
قَالَ سَمِعْتُ طَارِقًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ
اللّٰهِ وَاَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ الصَّبْرِ وَالْاَذٰى
وَقَوْلِ اللّٰهِ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

رضی اللہ عنہ کے ساتھی اُن کے پاس جاتے اور ان کے اقوال، افعال اور حرکات و سکنات وغیرہ دیکھتے اور اُن سے مشابہت کی کوشش کرتے تھے۔ اِن کا یہ حال عبداللہ بن مسعود کے گھر سے باہر تشریف لانے سے واپس جانے تک تھا وہ کہتے تھے ہم نہیں جانتے کہ جب گھر میں تنہا ہوتے تھے تو کیا کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باکمال اور افضل لوگوں کی سیرت اور اچھا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے ان کے کھانے پینے اور لوگوں سے میانہ روی اختیار کرنے میں مشابہت کرنی چاہیئے۔

۶۶۱۳ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا بہترین کلام اللہ کی کتاب (قرآن) ہے اور بہترین سیرت سیرتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

باب اذیت پر صبر کرنا
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب حساب کے بغیر پورا دیا جائے گا

صبر کے معنیٰ حبس (رکنا) ہیں روزہ کو بھی صبر کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں نفس کو کھانے پینے اور جماع سے روکنا ہوتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبرِ بہائم سے منع فرمایا یعنی جانوروں کو روک کر مارنے سے منع فرمایا۔ اذیت پر صبر کرنا نفس سے جہاد کرنا ہے اور اس کو شہوت اور فخر و مباہات

Marfat.com

۶۶۱۴ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِي الْاَعْمَشُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ اَوْ لَيْسَ شَيْءٌ اَصْبَرَ عَلٰى اَذًى سَمِعَهٗ مِنَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ لَيَدْعُوْنَ لَهٗ وَلَدًا وَاِنَّهٗ لَيُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ

۶۶۱۵ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ

سے منع کرنا ہے یہ نبیوں اور نیک لوگوں کے اخلاق میں شامل ہے اگرچہ نفس اذیت اور مشقت سے دکھ محسوس کرتا ہے۔ آیت کریمہ میں صابرین سے مراد وہ لوگ ہیں جو مصائب پر صبر کرتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ جعفر بن ابی طالبؓ ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنا دین ترک نہ کیا تھا بغیر حساب کے معنی یہ ہیں کہ عقل اس کا ادراک نہیں کر سکتی۔

۶۶۱۴ــــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اذیت پر جو کسی سے سنے وہ اللہ سے زیادہ صابر نہیں ہے لوگ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے اور وہ ان کو عافیت دیتا ہے اور درگذر کرتا ہے اور انہیں رزق دیتا ہے۔

۶۶۱۴ــــ شرح : اس حدیث میں صبر کے معنی حلم اور بردباری ہیں یعنی وہ عقوبت میں جلدی نہیں کرتا۔ اور اس کے مستحق سے تاخیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حق میں صبر کے معنی حلم اور بردباری ہیں۔ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ لوگ اللہ کی طرف وہ شئ منسوب کرتے ہیں جس سے وہ پاک ہے اور وہ ان پر احسان کرتا ہے اور انہیں مال و دولت اور رزق کثیر عطا کرتا ہے۔

۶۶۱۵ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کیا جو آپ تقسیم کیا کرتے تھے۔ ایک انصاری مرد نے کہا اس تقسیم میں اللہ کی رضامندی کا خیال نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

marfat.com
Marfat.com

حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيْقًا يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً كَبَعْضِ مَا كَانَ يَقْسِمُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ وَاللّٰهِ اِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا اُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ قُلْتُ اَمَا لَاَقُوْلَنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ فِيْ اَصْحَابِهٖ فَسَارَرْتُهٗ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهٗ وَغَضِبَ حَتّٰى وَدِدْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَخْبَرْتُهٗ ثُمَّ قَالَ قَدْ اُوْذِيَ مُوْسٰى بِاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَبَرَ

بَابُ مَنْ لَمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ

۶۶۱۶ــــ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ

یہ ضرور ذکر کروں گا ؛ چنانچہ میں حضور کی خدمت میں آیا جبکہ حضور صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے میں نے آپ سے آہستہ گفتگو کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شاق ہوا اور چہرۂ انور متغیر ہو گیا اور غضب ناک ہوئے حتی کہ میں نے خواہش کی کہ میں آپ کو یہ خبر نہ سناتا پھر فرمایا موسیٰ "علیہ السلام" کو اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی تو انھوں نے صبر کیا (حدیث : ۲۹۲۹ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جو شخص عتاب کے سبب لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوا

۶۶۱۶ــــ مسروق سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ اَصْنَعُهُ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً

۶۶۱۷ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ مَوْلٰى اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً

نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو وہ کرنے کی اجازت بھی دی تو بعض لوگوں نے اس سے پرہیز کیا۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی (کہ لوگوں نے وہ کرنے سے پرہیز کیا ہے) تو آپ نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد کی پھر فرمایا اُن لوگوں کا کیسا حال ہے جو اس کام سے پرہیز کرتے ہیں جو میں کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں ان سے اللہ کو زیادہ جاننے والا ہوں اور اُن سے اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔

۶۶۱۶ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم عتاب کے سبب لوگوں کی طرف اس وقت متوجہ نہ ہوتے تھے جب کوئی فعل آپ کی ذاتِ کریمہ سے مختص ہوتا تھا؛ جیسے جاہلوں کی جہالت پر صبر کرنا اور بدویوں کی سختی برداشت کرنا اور اُن سے درگزرنا وغیرہ ہیں؛ لیکن دین کے معاملہ میں جبکہ احکام شرعیہ کی مخالفت ہوتی ہو اُن میں عتاب سے درگذر نہ کرتے تھے اور ایسے معاملات میں کڑی نگاہ رکھتے تھے اور سخت کارروائی کرتے تھے اور حق کا اظہار فرماتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اقتدا بہت ضروری ہے اور اس کی گہرائیوں میں جانا ممنوع ہے اور مباح شئ سے پرہیز کرنا مذموم ہے۔ نیز اس حدیث میں انا اعلم باللہ

Marfat.com

مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا فَاِذَا رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهٖ

بَابُ مَنْ اَكْفَرَ اَخَاهُ بِغَيْرِ تَاوِيْلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ

٦٦١٨ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

سے قوت علمیہ کی طرف اور "اَشَدُّهُمْ خَشْيَةً" سے قوت عملیہ کی طرف اشارہ ہے۔

٦٦١٧ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پردہ دار کنواری لڑکیوں سے زیادہ حیاء دار تھے۔ جب کسی سے کوئی کوئی شئی دیکھتے جسے مکروہ جانتے تو ہم اس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک میں معلوم کر لیتے تھے۔

٦٦١٧ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی شئی دیکھتے جس کو مکروہ جانتے تو حیاء کے باعث آپ کا چہرۂ انور متاثر ہوتا جسے ہم پہچانتے تھے اور جب کسی کو عتاب کرنا ہوتا تھا تو اس کو معین کر کے عتاب نہ فرماتے تھے بلکہ آپ کا عتاب عام ہوتا تھا۔ عذراء کنواری نوجوان لڑکی ہے؛ کیونکہ اس کی عذرت یعنی بکارت کی جھلی باقی رہتی ہے۔ خدر پردہ ہے جو باکرہ کے لئے گھر کے کنارہ میں کیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم با دلیل ذکر کرنا چاہیئے کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور کے چہرۂ انور کے تغیر سے آپ کی کراہت پہچانتے تھے جیسے سری نماز میں حضور کی داڑھی مبارک کی حرکت سے معلوم کر لیتے تھے کہ آپ نماز میں کیا پڑھتے ہیں (حدیث : ۳۲۳۴ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے تاویل کے بغیر اپنے مسلمان بھائی کو کفر کی طرف منسوب کیا تو وہ ایسا ہی ہے جو اس نے کہا

Marfat.com

إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا وَقَالَ عِكْرِمَةُ ابْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۶۱۹ ـــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا

۶۶۱۸ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے بھائی کو کہے اے کافر! تو اُن دونوں میں سے ایک کفر کا مستحق ہو جاتا ہے۔ عکرمہ بن عمار نے یحییٰ سے اُنہوں نے عبداللہ بن یزید سے روایت کی کہ اُنھوں نے ابوسلمہ سے سُنا اُنہوں نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سُنا۔

۶۶۱۸ ـــ شرح : اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی کو تاویل کے ساتھ کافر کہے تو وہ گنہگار نہ ہوگا کیونکہ وہ یہ کہنے میں معذور ہے اسی لئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معذور جانا تھا جبکہ اُنہوں نے حاطب بن ابی بلتعہ کو منافق کہا تھا؛ کیونکہ عمر فاروق نے یہ خیال کیا تھا کہ حاطب نے مکہ کے مشرکوں کو خط لکھ کر ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجی کارروائی سے مطلع کیا تھا اس لئے وہ منافق ہے۔ اگر بلا تاویل کسی کو کافر کہا جائے تو اس کا قول قائل کی طرف لوٹتا ہے گویا کہ اُس نے اپنے آپ کو کفر کی طرف منسوب کیا ہے۔

۶۶۱۹ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو اس میں دونوں میں سے ایک کفر کا مستحق ہو گیا۔

Marfat.com

۶۶۲۰ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ رَمٰى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ

ترجمہ : ثابت بن ضحاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا جس نے اسلام کے سوا کسی ملت ۶۶۲۰ — کی جھوٹی قسم کھائی تو وہ وہی ہے جو اُس نے کہا اور جس نے کسی شئ سے اپنے آپ کو قتل کر لیا اس کو جہنم کی آگ میں اسی کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی مانند ہے جس نے مومن کو کفر کی طرف منسوب کیا وہ اس کے قتل کی مانند ہے

شرح : اسلام کے سوا کسی مذہب و ملت کی قسم کی صورت ۶۶۲۰ — یہ ہے کہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ یہودی یا نصرانی ہے حالانکہ وہ اس قسم میں جھوٹا ہے تو وہ وہی ہے جو اُس نے کہا یعنی وہ یہودی یا نصرانی ہو جائے گا اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اس قسم میں جھوٹ کی قید ذکر کی ہے اگر وہ قسم میں سچا ہے تو بطریق اولی اسلام سے خارج ہو جائے گا؛ کیونکہ سچا ہونے کے باوجود یہ قسم کھانا یہودیت یا نصرانیت کی تعظیم ہے اور اسلام کے سوا کسی ملت کی تعظیم کرنا کفر ہے۔

قاضی بیضاوی نے کہا وہ اس قسم سے اپنے اسلام کو مختل کرتا ہے اور اس کی سبکی کرتا ہے تو وہ اپنے قول کے مطابق یہودی یا نصرانی ہو جائے گا یہ بھی احتمال ہے کہ اس طرح قسم کھانے کا یہ حکم تہدید اور وعید میں بطور مبالغہ ذکر کیا ہو گویا کہ وہ اس قسم سے عذاب کا مستحق ہو گیا ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا اگر قسم کھانے والے کی مراد یہ ہے کہ جس پر قسم کھائی گئی ہے اگر وہ واقع ہو جائے تو وہ یہودی یا نصرانی ہے تو کافر ہو جائے گا کیونکہ کفر کا ارادہ کفر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر قسم کھانے والے

Marfat.com

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ اِكْفَارَ مَنْ قَالَ مُتَاوِّلًا أَوْ جَاهِلًا

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِحَاطِبٍ اِنَّهُ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ اِلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

۶۶۲۱ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ

کی مراد یہ نہ تھی تو وہ جھوٹا ہوگا جیسا کہ اُس نے کہا ہے کافر نہ ہوگا؛ کیونکہ اس نے اس جھوٹی قسم سے یہودیت یا نصرانیت کا التزام نہیں کیا بلکہ یہ اس شخص کو دھوکہ دینا چاہا جس کے لئے قسم کھا رہا ہے۔ لہٰذا مذکور حکم وعید پر مبنی ہے۔ اور اگر وہ اس قسم میں سچا ہو تو وہ مذکورہ ملت سے برأت کا ارادہ کرتا ہے جیسے کہے اگر اُس نے آج کھانا کھایا تو وہ یہودی یا نصرانی ہے اور سارا دن کھانا نہ کھایا وہ گنہگار نہ ہوگا؛ کیونکہ اس کی نیت کا عقد شرط کی نفی کرنا ہے، لیکن ایسا شخص ملامت سے بری نہ ہوگا؛ کیونکہ اس طرح قسم کھانے میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشاد کہ جو کوئی قسم کھائے وہ اللہ کی قسم کھائے" کے مخالف ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اس حدیث کا دُوسرا جُملہ یہ ہے کہ مومن کو لعنت کرنا حرمت یا گناہ یا اللہ کی رحمت سے دُور کرنے میں اس کے قتل کی مانند ہے؛ کیونکہ لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دُور کرنا ہیں اور کسی کو قتل کرنا دنیاوی زندگی سے دُور کرنے کا موجب ہے۔ تیسرا جملہ یہ ہے کہ مسلمان کو کفر کی گالی دینا اس کو قتل کی مانند ہے اس تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ کفر قتل کا موجب ہے گویا کہ کفر کی طرف نسبت کرنے والے نے قتل کے سبب کی طرف نسبت کی گویا اس کو قتل کر دیا۔

باب جس نے مومن کو تاویل سے کافر کہا یا وہ ناواقف تھا"

Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ
ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَاْتِيْ قَوْمَهٗ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ صَلٰوةً فَقَرَاَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ
قَالَ فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلّٰى صَلٰوةً فَقَرَاَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ قَالَ فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ
فَصَلّٰى صَلٰوةً خَفِيْفَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذًا فَقَالَ اِنَّهٗ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ
الرَّجُلَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا قَوْمٌ
نَعْمَلُ بِاَيْدِيْنَا وَنَسْقِيْ بِنَوَاضِحِنَا وَاَنَّ مُعَاذًا صَلّٰى بِنَا الْبَارِحَةَ فَقَرَاَ
الْبَقَرَةَ فَتَجَوَّزْتُ فَزَعَمَ اَنِّيْ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ ثَلٰثًا اِقْرَءْ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَسَبِّحِ اسْمَ
رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَنَحْوَهَا

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ کے متعلق فرمایا وہ منافق ہے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ منافق ہے یقیناً اللہ تعالیٰ بدر کے میدان لڑنے والوں کے متعلق فرمایا میں نے تمہیں بخش دیا ہے (حاطب بن ابی بلتعہ جنگ بدر میں موجود تھا)

۶۶۲۱ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے پھر اپنی قوم کے پاس آتے اور ان کو نماز پڑھاتے تو اس میں سورۂ بقر پڑھتے۔ ایک آدمی نے نماز سے باہر نکل کر ہلکی سی نماز پڑھی یہ خبر معاذ بن جبل کو پہنچی تو انہوں نے کہا یہ شخص

Marfat.com

۶۶۲۲ — حَدَّثَنَا اسحٰق قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوالْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِی الزُّهْرِیُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِیْ حَلِفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْيَقُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ

منافق ہے وہ آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا ہم لوگ اپنے ہاتھوں سے کاروبار کرتے ہیں اور اونٹوں کو پانی پلاتے ہیں (اور تھک جاتے ہیں) معاذ کے گزشتہ رات نماز پڑھائی اور اس میں سورۂ بقر پڑھنی شروع کی تو میں نے ہلکی سی اپنی علیحدہ نماز پڑھ لی معاذ نے کہا ہے کہ میں منافق ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! کیا فتنہ انگیزی کرتے ہو اور یہ کلمہ "اَفَتَّانٌ" تین بار فرمایا پھر فرمایا وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی جیسی سورتیں پڑھا کرو۔

۶۶۲۱ — شرح: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مذکور شخص کو منافق کہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یہ کلمہ کہنے میں معذور جانا کیونکہ معاذ نے یہ گمان کیا تھا کہ جماعت کا تارک منافق ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے حدیث عنوان کے مطابق ہے امام طحاوی نے کہا اس وقت فرض نماز دو بار پڑھنا جائز تھا۔ حضرت معاذ بن رضی اللہ عنہ نے مذکور شخص کو منافق کہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یہ کلمہ کہنے میں معذور جانا کیونکہ معاذ نے یہ گمان کیا تھا کہ جماعت کا تارک منافق ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے حدیث عنوان کے مطابق ہے امام طحاوی نے کہا اس وقت فرض نماز دو بار پڑھنا جائز تھا حضرت معاذ برکت کے لئے حضور کی اقتداء میں نماز پڑھتے پھر اپنی مسجد میں لوگوں کی امامت کرتے یا وہ حضور کے پیچھے نفل پڑھتے تھے اور اپنی مسجد میں فرض پڑھاتے تھے لہٰذا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والوں کی امامت کر سکتا ہے صحیح نہیں۔ صاحب تیسیر القاری نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ اس آدمی کو منافق نہیں کہنا چاہیے اگرچہ اس بات میں یہ تاویل کی جائے کہ تارک جماعت منافق ہے۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

۶۶۲۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِيْ رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِاَبِيْهِ فَنَادَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ وَاِلَّا فَلْيَصْمُتْ

نے فرمایا یا معاذ اَفَتَّانٌ اَنْتَ ،، (حدیث ۶۷۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۶۲۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس نے قسم کھائی اور قسم میں لات اور عزیٰ کہہ دیا تو فوراً کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ،، اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا آ میں تیرے ساتھ جُوا کھیلتا ہوں تو صدقہ کرے۔

۶۶۲۲ — شرح : یعنی اگر بھول کر یا لاعلمی کے باعث زبان پر لات و عزیٰ کا نام لائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ کلمہ توحید پڑھے اور باطل الٰہیہ کی نفی کرے کیونکہ لات و عزیٰ بتوں کے نام ہیں اُن کو قسم میں ذکر کرنا موہم کفر ہے اس کا کفارہ تجدید کلمۂ توحید ہی ہے۔ اس حدیث میں قمار کو بتوں کے ذکر کے ساتھ ذکر کیا اس میں اس آیت کریمہ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ،، کی اتباع میں ذکر کیا۔

۶۶۲۳ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر فاروق کو ایک قافلہ میں پایا جبکہ اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ندا دی کہ سنو اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے آباؤ اجداد کی قسم کھانے سے منع فرمایا جو کوئی قسم کھائے وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

۶۶۲۳ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو باپ کی قسم کھانے میں معذور جانا، کیونکہ انہوں نے یہ تاویل کی تھی کہ والد کا بہت حق ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے کہ سردار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَفْلَحَ وَاَبِيْهِ ،، اس میں

Marfat.com

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللّٰهِ

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ الْآيَةَ

۶۶۲۴ ـــ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ قِرَامٌ فِيْهِ صُوَرٌ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ وَقَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الَّذِيْنَ يُصَوِّرُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ

باپ کی قسم ذکر کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ "وَاَبِیْہِ" سے مراد قسم نہیں اس قسم کے الفاظ تقریرِ کلام کے لئے ذکر کئے جاتے ہیں۔ باپ کی قسم کھانے سے منع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ جس کی قسم کھائے اس کی تعظیم مقصود ہوتی ہے؛ حالانکہ عظمت کی حقیقت صرف اللہ کے ساتھ مختص ہے۔ اللہ کے غیر کو اس کے مشابہ نہیں کر سکتے اور جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی قسم کھائی ہے وہ قادر مختار ہے جس کی چاہے قسم کھائے کسی کا وہ پابند نہیں۔

باب اللہ کے لئے غصہ اور سختی کرنا جائز ہے

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو"

یعنی اللہ کے حکم پر امتثال کے لئے غضب اور سختی کرنا جائز ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اذیت پر صبر کرنا اپنے حق میں تھا اللہ کے حق میں آپ نے وہی کیا جو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کافروں سے تلوار کے ساتھ جہاد کرو اور منافقوں کے ساتھ ان پر حجت قائم کر کے جہاد کرو۔

۶۶۲۴ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

۶۶۲۵ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا قَالَ فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ اَشَدَّ غَضَبًا فِيْ مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ ۶۶۲۶ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ

میرے پاس تشریف لائے، حالانکہ میرے گھر میں پردہ تھا جس میں تصاویر تھیں حضور کا چہرۂ انور متغیر ہو گیا پھر پردہ کو پکڑا اور اس کو پھاڑ دیا۔ ام المؤمنین نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تمام لوگوں سے سخت عذاب ان کو دیا جائے گا جو یہ صورتیں بناتے ہیں۔

۶۶۲۴ ـــــ شرح : یعنی حیوانات اور آدمیوں کی تصویریں بنانے میں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صورت بنانے میں انتہائی بات تو یہی ہے کہ تصویر بنانا کبیرہ گناہ ہے۔ کبیرہ کے مرتکب کو کافر سے زیادہ سخت عذاب نہ ہوگا تو صورتیں بنانے والوں کو تمام لوگوں سے سخت عذاب کیسے ملے گا اس کا جواب ہے اگر مسلمان تصویریں بنائے تو یہ گناہ کبیرہ ہے حرام ہے

۶۶۲۵ ـــــ ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی نماز میں تاخیر کرتا ہوں کہ وہ نماز بہت لمبی کرتا ہے۔ راوی نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ میں اس سے زیادہ غصہ میں نہیں دیکھا۔ حضور نے فرمایا اے لوگو! بے شک تم میں سے بعض لوگ نفرت دلانے والے ہیں تم میں سے جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو نماز پڑھانے میں تخفیف کرے کیونکہ نماز پڑھنے والوں میں بیمار، بوڑھے اور صاحب حاجت بھی ہوتے ہیں۔ (حدیث : ۶۷۰ ج : اگلی شرح دیکھیں)

۶۶۲۶ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ

Marfat.com

اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ رَاٰى فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُخَامَةً فَحَكَّهَا بِيَدِهٖ فَتَغَيَّظَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اللّٰهَ حِيَالَ وَجْهِهٖ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ حِيَالَ وَجْهِهٖ فِي الصَّلٰوةِ

۶۶۲۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا رَبِيْعَةُ ابْنُ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ

آپ نے مسجد کے قبلہ میں کھنکار دیکھا حضور نے اس کو دستِ اقدس سے کھرچ دیا اور بہت غصہ میں آگئے پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کے سامنے ہوتا ہے۔ وہ نماز میں اپنے چہرہ کے مقابل نہ تھوکے۔

شرح : ۶۶۲۶ — اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حیال کے معنی مقابل کے ہیں یعنی اللہ تمہارے سامنے ہوتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ جہت اور مکان سے پاک ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا معنی تشبیہ کے اعتبار سے ہے یعنی گویا اللہ اس کے اور اس کے قبلہ کے درمیان ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا کہ نمازی کی قبلہ کی طرف توجہ اس کے قصد کو رب تک پہنچاتی ہے، دراصل حدیث کی عبارت اس طرح ہے: كَانَ مَقْصُوْدًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ ،،

(حدیث ۴۰۹ ج : ۱، کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ۶۶۲۷ — زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گمشدہ شئی کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا اس کا ایک سال اعلان کرو پھر اس کی رسی اور توشہ دان کا اعلان کرو پھر اس کو خرچ کر لو اگر اس کا

Marfat.com

اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَادِّهَا إِلَيْهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فَضَالَّةُ
الْغَنَمِ قَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَا رَسُولَ
اللهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى
احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا
وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا وَقَالَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ ح
وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللهِ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ
عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ احْتَجَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حُجَيْرَةً مُخَصَّفَةً أَوْ حَصِيرًا فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي
فِيهَا قَالَ فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاءُوا يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ ثُمَّ جَاءُوا لَيْلَةً
فَحَضَرُوا وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ

کا مالک آجائے تو وہ اس کو دے دو اُس نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! گمی ہوئی بکری کا کیا حکم ہے فرمایا اس کو پکڑ لو وہ تمہاری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا پھر بھیڑیئے کی ہے۔ اُس نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! گم شدہ اُونٹ کا کیا حکم ہے؟ راوی نے کہا حضُور سخت غصّہ میں آگئے حتیٰ کہ آپ کے رُخسارے سُرخ ہوگئے یا چہرۂ انور سُرخ ہوگیا پھر فرمایا تجھے اس سے کیا تعلق ہے اس کے ساتھ اس کی جوتی اور مشکیزہ ہے حتیٰ کہ اس کا مالک اس کو پالے (حدیث: ۲۲۶۸ ج: ۲ کی شرح دیکھیں) مکّی نے کہا ہمیں عبداللہ بن سعید نے خبر دی اور محمد بن زیاد نے، محمد بن جعفر، عبداللہ بن سعید، سالم ابوالنضر مولیٰ عمر بن عُبیداللہ، بسر بن سعید کے وسائط سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف میں کھجور

Marfat.com

فَرَفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ مُغْضَبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيْعُكُمْ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلٰوةِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ خَيْرَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ

کی شاخ یا بوریا کا حجرہ بنایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر آکر اس میں نماز پڑھنے لگے تو لوگ بھی آپ کی اتباع میں نماز پڑھنے لگے پھر وہ دوسری رات آئے اور حاضر ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے تاخیر کی ان کی طرف باہر تشریف نہ لائے انہوں نے اپنی آوازیں بلند کیں اور دروازہ کو کنکریاں ماریں تو حضور غصہ سے ان کی طرف باہر تشریف لائے اور فرمایا تمہارا یہ عمل ہمیشہ رہا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ تم پر (یہ نماز) فرض ہو جائے گی تم پر لازم ہے کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھو؛ کیونکہ انسان کی فرض کے سوا بہترین نماز وہ ہے جو اپنے گھر میں پڑھے۔

شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا غضبناک ہونا اس لئے تھا کہ اگر بدستور یہ نماز پڑھتے رہے تو یہ ان پر فرض ہو جائیگی جس کا ہمیشہ کے لئے ادا کرنا ان پر مشکل ہو جائے گا جسے وہ نہ کر سکیں گے حضور کا غصہ کرنا لوگوں پر شفقت اور رحمت کے باعث تھا۔ یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ لوگوں کے آوازیں بلند کرنے اور دروازہ کو کنکریاں مارنے سے حضرت کو غصہ آیا ہو؛ کیونکہ ایسا فعل خلافِ ادب تھا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں تھے کہ ان کا یہ عمل مخل تھا۔ اللہ کے حکم میں غصہ اور سختی واجب ہے یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قبیلہ سے ہے۔ خصوصاً حضرات ائمہ کرام اور سلاطینِ اسلام پر یہ بہت ضروری ہے تاکہ شریعت کے اوامر کی حفاظت ہو اور ان پر کوئی تغیر و تبدل ہونے نہ پائے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شعائرِ شریعت جیسے عید وغیرہ کے علاوہ نوافل گھر میں پڑھنے افضل ہیں تاکہ لوگوں سے عمل مخفی رہے۔ اور جس حدیث میں ہے کہ نماز گھروں میں پڑھو اور انہیں قبریں نہ بناؤ اس سے مراد بھی یہی ہے کہ نفل نماز گھر میں پڑھو اور انہیں قبریں نہ بناؤ اس سے مراد بھی یہی ہے کہ نفل نماز گھر میں پڑھو اور انہیں قبریں نہ بناؤ اس سے مراد بھی یہی ہے کہ نفل نماز گھر میں پڑھو۔ شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسیر القاری میں ذکر کیا کہ یہ بات مخفی نہ ہے کہ یہ

Marfat.com

بَابُ الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

۶۶۲۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

تراویح کی نماز ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں مذکور ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اسی نماز کو مسجد میں باجماعت مقرر کیا تھا؛ کیونکہ اس وقت منع کا سبب نہ تھا اور اس میں جماعت کا ثواب زیادہ ہے اور حضرت عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں یہی مستمر اور دائم رہا حتی کہ اب تک اسی پر عمل ہے اور حضرات ائمہ مجتہدین اسی کے پابند ہیں؛ البتہ اس زمانہ میں شرذمہ قلیلہ اس اجماع کے مخالف ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی تہجد کی آٹھ رکعت نماز کو تراویح پر محمول کرتے ہیں "وہم لایفہمون"، حدیث ۱۰۸۵ ج: ۲ اور ۴۲۴ ج کی شرح دیکھیں)

باب۔ غصہ سے بچنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ لوگ کبیرہ گناہوں اور دوسری بدکاریوں سے بچتے ہیں اور جس وقت غصہ میں ہوتے تو ان کو معاف کر دیتے ہیں، اور وہ لوگ خوشحالی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو غصہ کھا جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں (انتقام نہیں لیتے) اور نیک لوگوں کو بہت ثواب دیتا ہے (انتقام کے وقت دل کے خون کا جوش مارنے کا نام غصہ ہے)

۶۶۲۸ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس الشدید بالصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب

۶۶۲۹ --- حدثنا عثمن بن ابی شیبۃ قال حدثنا جریر عن الاعمش عن عدی بن ثابت قال سلیمن بن صرد استب رجلان

نے فرمایا لوگوں کو کشتی میں پچھاڑ دینے والا پہلوان نہیں پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول کرے اور اپنے کو قابو میں رکھے۔

شرح : باب میں مذکور دونوں آیات غصہ سے بچنے پر دلالت کرتی ہیں۔ پہلی آیت میں اُن لوگوں کی مدح ہے جو کبائر گناہوں سے بچتے ہیں اور وہ شرک اور فواحش ہیں یا زنا اور مُوجباتِ حدود ہیں جب غصہ میں ہوتے ہیں تو درگزر کرتے ہیں اور نہایت ہی بردبار ہوتے ہیں۔ صُرعہ ہمزہ، لمزہ کی طرح ہے۔ صُرعہ سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی قوت سے لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے حدیث میں اس کو اس کی طرف نقل کیا کہ بہادر پہلوان وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کا مالک ہے کیونکہ نفس انسان کا بہت بڑا دشمن ہے جب کوئی نفس پر مالک اور غالب ہو جاتا ہے تو قوی ترین دشمن پر غلبہ کر لیتا ہے۔ حدیث مجاز پر مبنی ہے کیونکہ غضب ناک شخص جب سخت غصہ کی حالت میں ہو اور اس پر غصہ اور غضب سوار ہو تو بردباری اور ثابت قدمی کے ساتھ اُس پر قابو پانے کے باعث اس کو مقہور کرے وہ قوی ترین پہلوان ہے جو لوگوں کو پچھاڑتا ہے اور لوگ اس کو نہیں پچھاڑ سکتے۔ مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی مرفوع حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلوان کسے کہتے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا جس کو لوگ نہ پچھاڑ سکیں۔ بزار نے حسن سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے جبکہ وہ پہلوانی کرتے تھے فرمایا یہ کیا بات ہے اُنہوں نے کہا فلاں شخص جس سے کشتی لڑتا ہے اس کو پچھاڑ دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے زیادہ سخت اور قوی تر نہ بتاؤں؟ وہ آدمی ہے جس کو کسی نے غضبناک کیا وہ اپنا غصہ کھا جائے نفس پر غالب ہو جائے اور شیطان پر غلبہ کر لے۔ الحاصل پہلوان وہ شخص ہے جو اپنے آپ پر غصہ کے وقت قابو پالے اس وقت خلافِ حق نہ کرے اور عقل و شرع کے مقام سے باہر نہ نکلے۔"

Marfat.com

عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ جُلُوْسٌ فَاَحَدُهُمَا سَبَّ صَاحِبَهٗ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ اَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ

۶۶۲۸ ــــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِيْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ

۶۶۲۹ ــــ ترجمہ : سُلیمان بن صُرَد رضی اللہ عنہ نے کہا دو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑ پڑے جبکہ ہم حضور کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

اُن میں سے ایک نے دُوسرے کو گالی دی اس حال میں کہ وہ غضبناک تھا اور اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر یہ شخص وہ کہے تو جو غصہ پاتا ہے جاتا رہے گا اگر یہ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" پڑھتا۔ (تو اس حال تک نہ پہنچتا) لوگوں نے اس آدمی سے کہا کیا تو سُنتا نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں اُس آدمی نے کہا میں مجنون نہیں ہوں (کہ سُنتا نہیں ہوں)

۶۶۲۹ ــــ شرح : یعنی میں نے حضور کا ارشاد سُنا ہے میں اس پر عمل کرتا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ظاہر یہی تھا کہ اگر کسی سے غضب غصہ کی حالت میں کوئی نامناسب چیز صادر ہو جاتی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے

Marfat.com

بَابُ الْحَيَاءِ

۶۶۳۱ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی التَّوَّاۤرِ الْعَدَوِیِّ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَاءُ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ فَقَالَ بُشَیْرُ بْنُ کَعْبٍ

بہت حلد آگاہ ہو جاتا تھا (تیسیر القاری) (حدیث : ۶۰۶۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ۶۶۳۰ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وصیت کریں حضور نے فرمایا غصہ میں نہ آیا کر اس نے بار بار کہا مجھے وصیت کریں حضور نے یہی فرمایا غصہ میں نہ آیا کر۔

شرح : یہ شخص بہت غضب ناک تھا حضور لوگوں کے احوال و اخلاق ۶۶۳۰ — اور احکام شرعیہ جانتے تھے۔ اس وقت اس شخص کے حال کے لائق جانتے تھے کہ وہ غصہ جو شر کا منشاء ہے اس پر قابو پائے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے اوضاع جانتے تھے ہر انسان کی وضع حضور کے پیش نظر تھی تو ہر انسان کو وہی حکم فرماتے تھے جو اس کی وضع کے لائق ہوتا تھا۔ غالباً حدیث میں مذکور آدمی غضوب اور بہت غصہ کرنے والا تھا تو اس کو غصہ ترک کرنے کی وصیت فرمائی۔ قاضی بیضاوی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ انسان کو جو مفاسد عارض ہوتے ہیں ان کا منشاء اس کی شہوت اور غضب ہے اور غضب کے مقتضیٰ کی نسبت شہوت مکسورہ ہے جب اس شخص نے حضور سے سوال عرض کیا کہ اسے ایسی شئی کی رہنمائی کریں جو اس کو قبائح اور برے افعال سے بچائے تو اس کو غضب اور غصہ میں آنے سے منع کیا جس سے بہت بڑی ضرر اور سخت گناہ واقع ہوتا ہے اور یہ کہ جب نفس پر قابو پالے گا تو اپنے قوی تر دشمن پر غالب ہوگا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے کہا "لَا تَغْضَبْ" کے معنی یہ ہیں کہ غضب کے اسباب سے تعرض نہ کرے اور نہ ہی وہ امور اختیار کرے جو غضب کا باعث ہیں کیونکہ غضب انسان کی جبلت میں داخل ہے۔ اس کو جبلت سے نکالنا ممکن نہیں یا اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسی بات ہی قبول نہ کر جو تجھے غضب میں لائے اور اس پر ابھارے وہ قول ہو یا فعل ہو اس سے دور رہے۔

Marfat.com

مَكْتُوْبٌ فِي الْحِكْمَةِ اِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا وَاِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ سَكِيْنَةً فَقَالَ لَهٗ عِمْرَانُ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِيْ عَنْ صَحِيْفَتِكَ

باب حیاء کی فضیلت

حیا وہ حال ہے جو آدمی کو ایسی چیز کے خوف سے عارض ہوتا ہے جس کی طرف منسوب ہونے سے اس پر عیب لگایا جاتا ہے اور مذمت کی جاتی ہے "

۶۶۳۱ — ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا نیکی ہی لاتی ہے۔ بشیر بن کعب نے کہا حکمت میں لکھا ہے کہ حیا سے وقار پیدا ہوتا ہے اور یقیناً حیاء سے سکینہ (سکونِ قلب) حاصل ہوتا ہے۔ عمران نے بشیر سے کہا میں تجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہوں اور تو مجھ سے اپنے صحیفہ سے بیان کرتا ہے۔

۶۶۳۱ — شرح : یعنی وقار اور سکونِ قلب دونوں صفتِ کمال حیاء سے حاصل ہوتی ہیں جس شخص میں حیاء ہوگا وہ لوگوں سے حیاء کرے گا کہ اگر اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے حیاء کرے تو حیاء اس کو فرائض ضائع کرنے اور گناہ کرنے سے روکے گا، کیونکہ حیاء فواحش سے منع کرتا ہے اور نیکی اور خیر پر ابھارتا ہے جیسے مومن کو اس کا ایمان فسق و فجور سے منع کرتا ہے اور گناہوں سے دُور رکھتا ہے اور نیک امور کی ترغیب دلاتا ہے۔ لہٰذا ان امور میں حیاء ایمان کے مساوی ہے اگرچہ حیاء انسان میں جبلی اور طبعی ہوتا ہے اور ایمان مومن کا کسبی فعل ہے۔ اسی لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ ، کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے یعنی مومن کا خُلق حیاء ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء دین ہی دین

Marfat.com

۶۶۳۲ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يُعَاتِبُ فِي الْحَيَاءِ يَقُوْلُ اِنَّكَ لَتَسْتَحْيِيْ حَتّٰى كَاَنَّهُ يَقُوْلُ قَدْ اَضَرَّ بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ

ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حیاء بعض اوقات انسان کو بعض حقوق ادا کرنے سے مانع ہو جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ عجز ہے اور جو حیاء ہے وہ مکمل خیر ہے اسی لئے شرعی حیاء کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ حیاء وہ خلق ہے جو برے امور کے ترک کی ترغیب دلاتا ہے اور اچھا امور میں تقصیر سے منع کرتا ہے۔ حکمت وہ علم ہے جس میں بشری طاقت کے مطابق اعیان خارجیہ کے احوال سے جیسے وہ نفس الامر میں ہیں سے بحث کی جاتی ہے جب بشیر بن کعب سے کہا کہ حکمت میں اس طرح مکتوب ہے تو عمران غصہ سے بھر گئے اُن کا مقصد یہ تھا کہ حکمت حجت اور دلیل نہیں حجت صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے، کیونکہ کُتبِ حکمت کی حقیقت اور ان کا صدق غیر معروف ہیں جبکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ اخفاء نہیں۔ نیز بشیر نے حدیث کے مقابلہ میں حکمت سے اضافہ ذکر کیا تھا جو عمران کے غصہ کا سبب تھا۔

۶۶۳۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو بہت حیادار کو عتاب اور سرزنش کر رہا تھا اور کہتا تھا تو حیاء کرتا رہتا ہے۔ حیاء تجھے ضرر پہنچائے گا اور نقصان دے گا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑو اور سرزنش و ملامت نہ کرو یقیناً حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

۶۶۳۲ — شرح : یعنی حیاء کامل ایمان کا حصہ ہے، کیونکہ حیاء ایمان سے حاصل ہوتا ہے جیسے ایمان مومن کو معصیت سے منع کرتا ہے اور اللہ کی طاعت کی ترغیب دلاتا ہے۔ اسی طرح حیاء منع کرتا ہے اور نیک اعمال کی ترغیب دلاتا ہے۔ اس بات میں ایمان سے مساوات کے باعث حیاء ایمان کی جنس سے ہے ورنہ حیاء جبلی اور طبعی چیز ہے اور ایمان کسبی ہے۔ بعض علماء نے کہا حیاء کبھی طبعی اور کبھی اکتسابی ہوتا ہے۔ شرعی ضابطہ کے مطابق اس کا استعمال

Marfat.com

۶۶۳۳ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مَوْلَى اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَآءً مِنَ الْعَذْرَآءِ فِيْ خِدْرِهَا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اِسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ عُتْبَةَ يَعْنِيْ مَوْلَى اَنَسٍ الصَّحِيْحُ قَتَادَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ عُتْبَةَ مَوْلَى اَنَسٍ

بَابُ اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

۶۶۳۴ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْمَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

نیت اور اکتساب کا محتاج ہے۔ اس اعتبار سے حیاء ایمان ہے۔ جب انسان میں حیاء نہ ہو تو وہ بے لگام ہو جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ ،، یعنی بے حیا باش ہر چہ خواہی کن ،، جب تم میں حیاء نہ رہے تو جو چاہو۔

۶۶۳۳ ـــ ترجمہ : ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پردہ دار کنواری لڑکیوں سے بہت زیادہ حیادار تھے (امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے انس کے مولیٰ کا نام عبداللہ کہا ہے)

باب جب تو حیادار نہ رہے تو جو چاہے کر

۶۶۳۴ ـــ ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں

Marfat.com

بَابُ مَا لَا يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّيْنِ

٦٦٣٥ ـــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ

نے جو کلام ثبوت سے پہلی بات پائی وہ یہ ہے کہ جب تجھ میں حیاء نہ رہے تو جو چاہے کر۔

شرح : یعنی جس پر شرائع اور احکام کا الفاق ہے اور اوّل شریعت سے

٦٦٣٤ ـــ معلوم ہُوا اور ہماری شریعت میں منسوخ نہیں ہُوا یہ ہے کہ جس وقت

تو حیادار نہ رہے تو جو چاہے کر۔ یعنی پہلے نبیوں کے شرائع میں حیاء مستحسن رہا ہے اور وہ تا ہنوز باقی ہے اور منسوخ نہیں ہُوا۔ پہلے اور پچھلے لوگ حیاء کے مستحسن ہونے میں متفق ہیں۔ اس میں صیغہ امر تہدید کے لئے ہے جیسے اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ يُجْزِيْكُمْ ،، میں امر تہدید کے لئے ہے یا امر خبر کے معنی میں ہے۔ یعنی جب تجھ میں حیاء نہ رہا جو بُرے کاموں سے منع کرتا ہے تو جو چاہے کر،،

باب دین میں علم حاصل کرنے کے لئے حق بات سے شرم و حیاء نہ کیا جائے

یعنی دینی امر اور تمام حقائق دینیہ کے متعلق سوال کرنے سے

Marfat.com

۶۶۳۶ — حدثنا آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا محارب بن دثار قال سمعت ابن عمر يقول قال النبي صلى الله عليه وسلم مثل المؤمن كمثل شجرة خضراء لا يسقط ورقها ولا يتحات فقال القوم هي شجرة كذا هي شجرة كذا فاردت ان اقول هي النخلة وانا غلام شاب فاستحييت فقال هي النخلة وعن شعبة قال حدثنا حبيب بن عبد الرحمن عن حفص ابن عاصم عن ابن عمر مثله وزاد فحدثت به عمر فقال لو كنت قلتها لكان احب الي من كذا وكذا

شرمانا جائز نہیں اور ان میں حیاء کرنا مذموم ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حیاء خیر ہی خیر ہے عام مخصوص البعض ہے "

۶۶۳۵ — ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اُمِ سُلیم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ حق کے اظہار سے نہیں شرماتا کیا جب عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر غسل کرنا فرض ہے ؟ فرمایا ہاں فرض ہے جبکہ وہ (خواب) میں مادہ منویہ دیکھے ..

۶۶۳۵ — شرح : ام سلیم رضی اللہ عنہا مذکور سوال دریافت کرنے میں شرمائی تھیں ؛ کیونکہ یہ حصولِ علم دین کے لئے سوال تھا۔

(اس مسئلہ کی تفصیل حدیث ۱۳۰ ج : ۱ کے اسماء رجال میں دیکھیں)

ام المؤمنین ام سلمہ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے اور ام سلیم کے نام میں اختلاف ہے۔ یہ بنت ملحان ہیں ان کا نام سہلہ یا رملہ یا رُمیثہ یا مُلیکہ یا مُنیصاء یا رُمیصاء ہے حدیث ۱۳۰ ج : ۱ کے اسماء رجال میں دیکھیں)

۶۶۳۶ — ترجمہ : محارب نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کی مثال اس سبز درخت کی مانند

Marfat.com

٦٦٣٧ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسًا يَقُوْلُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ هَلْ لَكَ حَاجَةٌ فِيَّ فَقَالَتْ ابْنَتُهٗ مَا اَقَلَّ حَيَاءَهَا فَقَالَ هِيَ خَيْرٌ مِّنْكِ عَرَضَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نَفْسَهَا

ہے جس کے پتے گرتے نہیں پاتے لوگوں نے کہا یہ ایسا ایسا درخت ہے میں نے ارادہ کیا کہ کہوں کہ یہ درخت کھجور ہے ؛ چونکہ میں کمسن نوجوان تھا اس لئے میں نے شرم کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ درخت کھجور ہے۔ شعبہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم سے حبیب بن عبدالرحمٰن نے حفص بن عاصم بن ابن عمر سے اس طرح بیان کیا اور اس میں یہ لفظ زیادہ کئے کہ میں نے یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا اگر تم یہ کہہ دیتے (اور خاموش نہ رہتے) تو مجھے ایسی ایسی شئی سے زیادہ محبوب ہوتا۔

٦٦٣٦ ـــ شرح : یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ سے فرمایا اگر تم بیان کر دیتے کہ یہ درخت کھجور ہے تو مجھے اتنی خوشی ہوتی جو حُمْرُ النَّعَم سُرخ اونٹ ملنے سے نہ ہوتی۔ کھجور کی مسلمان سے مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان کی طرح کھجور کثیر المنافع ہے۔ بعض نے کہا اگر کھجور کا سر کاٹ دیا جائے تو یہ بھی انسان کا سر کٹ جانے کی طرح ختم ہو جاتی ہے۔ نیز یہ بارور نہیں ہوتی اور اس کو پھل نہیں لگتا جب تک اس کی تلقیح نہ کی جائے وہ یہ کہ مذکر کھجور کا برادہ اس کے برادہ میں ڈالا جاتا ہے پھر یہ پھل دیتا ہے اور طلع کی بُو منی کی بُو جیسی ہے اور انسان کی طرح یہ مزاج عشق رکھتا ہے۔ اچھی وجہ پہلی ہے (حدیث : ٥٨ ج : اکی شرح دیکھیں)

٦٦٣٧ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ وہ اپنے آپ کو پیش کرتی تھی (اپنے آپ کو حضور کے لئے ہبہ کرتی تھی) اُس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو میری حاجت ہے۔ انس کی بیٹی نے کہا اس عورت کا حیا بہت کم ہے۔ حضرت انس نے کہا یہ تم سے اچھی ہے اُس نے اپنے آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا۔

٦٦٣٧ ـــ شرح : یعنی یہ عورت بے حیا نہیں ہے اُس نے اپنے آپ کو جناب رسول اللہ

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَكَانَ يُحِبُّ التَّخْفِيْفَ وَالْيُسْرَ عَلَى النَّاسِ

٦٦٣٨ــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا

٦٦٣٩ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ لَمَّا بَعَثَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَ

صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا ہے کہ حضور اس سے نکاح فرما کر اس کو ام المؤمنین کا شرف بخشیں جو دُنیا و آخرت کی نیک بختی اور سعادت کو متضمن ہے۔ یعنی ایسی شرافت کے پیشِ نظر اتنی بے حیائی کی ہے اور اس کے دل میں یہ شرافت مستحکم و متمکن ہے اور اس کے برابر مال کی پرواہ نہیں کی لہٰذا یہ تجھ سے بہتر ہے جبکہ اُس نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رغبت کی تاکہ اُمّہاتُ المؤمنین میں داخل ہو جائے رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد آسانی کرو تنگی نہ کرو!

٦٦٣٨ــ ترجمہ : ابو التّیاح نے کہا میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسانی کرو سختی نہ کرو لوگوں کو آرام دو اور نفرت نہ دلاؤ۔

٦٦٣٩ــ ترجمہ : نضر نے کہا ہمیں شعبہ نے سعید بن ابی بردہ سے اُنہوں نے اپنے والد

Marfat.com

اولا تُنَفِّرا وتطاوعا قال ابو مُوسٰی یا رسُولَ اللّٰہِ اَنَّا بارضٍ یُصنَعُ فیھا شرابٌ من العَسَل یقال لہ البِتعُ وشراب من الشَّعیر یقال لہ المِزر فَقَال رَسُول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلّ مُسکِرٍ حرامٌ

ابو بردہ سے انہوں نے اس کے دادا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور معاذ بن جبل کو بھیجا تو ان سے فرمایا ایک دوسرے سے آسانی کرو تنگی نہ کرو اور ایک دوسرے کو خوشخبری اور بشارت دو اور نفرت نہ دلاؤ، ایک دوسرے کی موافقت کرو ابو موسیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ایسی زمین میں جا رہے ہیں جہاں شہد سے شراب بنائی جاتی ہے اس کو تبع کہا جاتا ہے اور جَو سے شراب بنائی جاتی ہے اس کو مزر کہا جاتا ہے۔ (یہ دونوں قسم شراب ہیں مباح ہیں یا حرام ہیں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نشہ دے وہ حرام ہے۔ (حدیث: ۴۰۴۷ ج: ۶ کی شرح دیکھیں)

شرح : یہ حدیث قرآن کریم سے اقتباس ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

۶۶۳۹ — یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ،،

نیز فرمایا : یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ ،، اللہ تعالیٰ تمہاری آسانی چاہتا ہے تمہاری تنگی کا ارادہ نہیں کرتا یعنی اس سے مراد وہ نوافل ہیں جو شاق ہوں اُن میں آسانی کرو تاکہ اُن پر اقتصال کرنے والا بیزہ خاطر نہ ہو جائے اور ان کو بالکل نہ ترک کر دے اور جن فرائض میں رخصت ہے اُن میں آسانی کرو جیسے کھڑے ہو کر فرض نماز پڑھنے سے عاجز ہونے والا بیٹھ کر نماز پڑھے اور فرض روزہ افطار کرنے والا مسافر جس پر روزہ رکھنا مشکل ہو اُن کو ملامت نہ کرو۔ الحاصل جو شخص اسلام قبول کرے۔ ابتداءِ اسلام میں اس کی تالیف کرو اور اس پر تشدید نہ کرو اسی طرح معاصی میں زجر و تشدید کا حال ہے کہ اس کو اچھی طرح احسن طریقہ سے سمجھایا جائے تاکہ وہ نصیحت قبول کرلے ایسے ہی تعلیم علم ہے وہ بھی آہستہ آہستہ تدریجاً ہونی چاہیئے کیونکہ ابتداء میں جو چیز آسان ہو اس کے کرنے والے کو وہ محبوب ہوتی ہے اور وہ بخوشی اسے قبول کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس کی عاقبت غالباً مستحسن ہوتی ہے بخلاف اس کے کہ ابتداء میں اس پر سختی کی جائے اور نفرت دلائی جائے تو نتیجہ اس کے برعکس برآمد ہوگا۔ "اعاذنا اللہ منہ" (حدیث ۶۱۱۵ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۶۴۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اخْتَارَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ بِهَا لِلّٰهِ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار نہ دیا جاتا مگر آپ اُن میں سے آسان کو اختیار کرتے جبکہ وہ گناہ نہ ہوتا اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ اس کام سے سب سے زیادہ دُور رہنے والے ہوتے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ کریمہ کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا مگر جب کوئی اللہ کی حرمت کا ارتکاب کرتا تو اُس سے اللہ کے لئے انتقام لیتے "

۶۶۴۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں کس طرح اختیار دیا جاتا۔ جن میں ایک گناہ ہو اس کا جواب یہ ہے کہ تخییر اگر کافروں کی طرف سے ہو تو اس کے جواز میں کچھ محذور نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ یا مسلمانوں کی طرف سے ہو تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ آسانی گناہ تک نہ پہنچانے والی ہو جیسے عبادت میں مجاہدہ اور اس میں میانہ روی کے درمیان اختیار دیا جائے اور وہ مجاہدہ جو ہلاکت تک پہنچائے وہ جائز نہیں علامہ بیضاوی نے کہا یہ احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اس شئی میں اختیار دے جس میں دو عقوبتیں ہوں اور "مالم یکن اثما" جب تک گناہ نہ ہو یہ اس وقت متصور ہے کہ جب آپ کو کافر اختیار دیں اور "انتہاک حرمۃ اللہ" کے معنی یہ ہیں کہ اس شئی کا مرتکب ہو جو اللہ نے حرام کی ہے یعنی وہ کرے جن اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اگر کوئی شخص ان کا ارتکاب کرتا اس سے سخت انتقام لیتے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر تخییر اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کی طرف سے ہو تو مراد یہ ہے کہ آسانی گناہ تک نہ پہنچانے والی ہو؛ حالانکہ جو گناہ تک پہنچانے والی ہو وہ بھی تو گناہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مراد وہ امر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے معاملہ میں ہو

Marfat.com

٦٦٤١ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْاَزْرَقِ ابْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا عَلٰى شَاطِئِ نَهْرٍ بِالْاَهْوَازِ قَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَاءُ فَجَآءَ اَبُوْبَرْزَةَ الْاَسْلَمِيُّ عَلٰى فَرَسٍ فَصَلّٰى وَخَلّٰى فَرَسَهٗ فَانْطَلَقَتِ الْفَرَسُ فَتَرَكَ صَلٰوتَهٗ وَتَبِعَهَا حَتّٰى اَدْرَكَهَا فَاَخَذَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَضٰى صَلٰوتَهٗ وَفِيْنَا رَجُلٌ لَهٗ رَاْيٌ فَاَقْبَلَ يَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ تَرَكَ صَلٰوتَهٗ مِنْ اَجْلِ فَرَسٍ فَاَقْبَلَ فَقَالَ مَا عَنَّفَنِيْ اَحَدٌ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَقَالَ اِنَّ مَنْزِلِيْ مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَرَكْتُهَا لَمْ تَاْتِ اَهْلِيْ اِلَى اللَّيْلِ وَذَكَرَ اَنَّهٗ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰى مِنْ تَيْسِيْرِهٖ

یعنی لوگوں کے معاملہ میں دو کام درپیش آتے اور حق تعالیٰ کی طرف سے حضور کے سپرد ہوتے اور اُن میں تخییر ہوتی تو لوگوں پر غائت شفقت اور مہربانی کے باعث آسان تر کو اختیار کرتے اور اس کی تکلیف دیتے۔ (حدیث ٣٣٣٢ ج ٥ کی شرح دیکھیں)

٦٦٤١ ترجمہ : اَزرق نے کہا ہم اہواز میں ایک نہر کے کنارے پر تھے جس کا پانی خشک ہو چکا تھا ابو برزہ اسلمی گھوڑے پر سوار آئے اور نماز پڑھنے لگے اور گھوڑے کو چھوڑ دیا گھوڑا چلنے لگا تو ابو برزہ نے نماز چھوڑ دی اور گھوڑے کا پیچھا کیا حتی کہ اس کو پکڑ لیا۔ پھر واپس آئے اور نماز ادا کی ہم میں ایک آدمی تھا جو خارجیوں کا عقیدہ رکھتا تھا وہ آیا اور کہنے لگا اس بوڑھے کو دیکھو گھوڑے کی وجہ سے اس نے نماز چھوڑ دی ابو برزہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا جب سے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کی ہے مجھے کسی نے سخت بات نہیں کہی اور کہا میرا گھر دُور ہے اگر میں نماز پڑھتا رہتا اور گھوڑے کو چھوڑ دیتا تو رات تک اپنے گھر نہ آتا اور ذکر کیا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہیں اور حضور کو آسانی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

Marfat.com

۶۶۴۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَثَارَ اِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقَعُوْا بِهٖ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَاَهْرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّاءٍ اَوْ سَجْلًا مِّنْ مَّاءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ

۶۶۴۱ — شرح : اہواز عراق اور فارس کے درمیان خوزستان میں ایک مقام ہے ابوبرزہ اسلمی صحابی قبیلہ اسلم میں سے ہیں۔ لفظ فرس مؤنث سماعی ہے اسی لئے اس کی ضمیر مؤنث ذکر کی ہے۔ اگرچہ اس کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں پر ہوتا ہے۔ ابوبرزہ اسلمی نے خارجی سے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہے اور آپ کا آسانی کرنا دیکھا ہے جس وجہ سے میں نے اس طرح کیا ہے؛ کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایسا ہرگز نہ کرسکتے کہ نماز چھوڑ دے اور گھوڑے کا پیچھا کرے اُنہوں نے اس قسم کے واقعات کا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاہدہ کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا جانور بھاگ جائے؛ حالانکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو نماز قطع کرکے جانور کو پکڑلے ایسے ہی جو کوئی نماز کی حالت میں اپنا مال ضائع ہوتا دیکھے تو اس کی حفاظت کے لئے نماز ترک کر دے (حدیث ۱۱۴۱ کی شرح دیکھیں)

۶۶۴۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ بن عبداللہ کو خبر دی کہ ایک اعرابی نے مسجد شریف میں پیشاب کر دیا لوگ اس کے پاس جمع ہوگئے تاکہ اس کو زجر و تشدید کریں۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اس کو چھوڑو اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہادو۔ تم تو صرف آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے ہو۔

۶۶۴۲ — شرح : سجل اور ذنوب میں فرق یہ ہے کہ ذنوب پانی سے بھرا ڈول ہے اور سجل بھی پانی کا ڈول ہے لیکن یہ لبالب بھرا ہوا نہیں ہوتا

Marfat.com

بَابُ الْاِنْبِسَاطِ اِلَى النَّاسِ

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ خَالِطِ النَّاسَ وَدِيْنَكَ لَا تُكْلِمَنَّهُ وَالدُّعَابَةِ مع الاهل

راوی نے شک سے بیان کیا کہ ابوہریرہ نے سجل کہا تھا یا ذنوب کہا تھا۔ اس ارشاد سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ اگر تم اعرابی کو زجر و تشدید کرو گے اس کے کپڑے اور بدن پیشاب سے ملوث ہو کر پلید ہو جائیں گے اور ایسا نہ ہو کہ پیشاب رُک جائے اور ضرر کا سبب بن جائے احناف کہتے ہیں جب تک مسجد سے مٹی نہ اُٹھائیں پاک نہیں ہوتی (حدیث ۲۱۸ ج ۱ اور ۲۲۰ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب لوگوں کے ساتھ خوش طبعی کرنا

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہو اور اپنے دینِ اسلام کی حفاظت کرو اور اس کو مجروح نہ کرو اور اہل و اولاد سے خوش طبعی کرنا

شرح: لوگوں سے خندہ پیشانی میل جول کرو اور شریعت کے حدود کے اندر اُن میں کشادہ چہرہ رہو جس میں ارتکاب گناہ نہ ہو۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی خوش خلق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خُلقِ عظیم سے آپ کی مدح و ثناء کی ہے۔ آپ مردوں اور بچوں سے خوش طبعی فرماتے لیکن آپ کا مزاح اور خوش طبعی کرنا حق پر مبنی تھا اس لئے مسلمانوں کو بھی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق اور کشادگی چہرہ کی میں پیروی کرنا چاہئے وَلَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ،، اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں میں میل جول اور اختلاط مشروع ہے لیکن یہ اختلاط اس حد تک ہو کہ دین میں خلل نہ ہونے پائے اور دین صحیح سلامت رہے چنانچہ ابن مسعود سے ایک روایت یہ ہے کہ لوگوں سے مخالطت کرو اور ان کی خواہش پر اُن سے صاف معاملہ کرو لیکن اپنے دین کو زخمی نہ ہونے دو۔ اس اثر سے واضح ہوتا ہے کہ بے دینوں کے ساتھ میل جول کرنے میں دین کے نقصان ہونے کا خطرہ ہو تو اُن سے ہرگز میل جول نہ کرے۔ دُعابہ کے معنی خوش طبعی ہیں مگر حضور کی خوش طبعی حد شریعت سے خارج نہ تھی۔ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ

Marfat.com

۶۶۴۳ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالتَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اَنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلُ لِاَخٍ لِّيْ صَغِيْرٍ يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ

۶۶۴۴ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيْ

صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی مزاح اور خوش طبعی کرتے ہیں ؟ فرمایا میں حق کے بغیر کوئی بات نہیں کرتا اگرچہ سوال پوچھا جائے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی سے مخاصمت اور مزاح نہ کر اس کا جواب یہ ہے کہ ہر وقت مزاح میں مشغول رہنا اور اس میں افراط سے کام لینا ممنوع ہے ؛ کیونکہ اس طرح جھگڑا اور خصومت پیدا ہوتی ہے اور ہیبت اور رُعب جاتا رہتا ہے۔ جس مزاح میں یہ نہ ہو وہ مباح ہے۔

۶۶۴۳ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اختلاط اور میل جول کرتے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے اے ابا عُمَیر چڑیا نے کیا کیا ؟

۶۶۴۳ ـــ شرح : ابوعُمَیر کا نام زید بن سہل ہے وہ انس بن مالک کے اخیافی (مادر زاد) بھائی ہیں۔ دونوں کی والدہ ام سلیم ہے اس سے حضور بہت خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ یہ حضور کی حیات طیبہ میں انتقال کر گئے تھے۔ نُغَیر نُغَر کی تصغیر ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کی کنیت رکھنا جائز ہے۔ خوش طبعی اور کلام میں سجع جائز ہے۔

۶۶۴۴ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلتی تھی میری سہیلیاں میرے ساتھ کھیلا

Marfat.com

کرتی تھیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو وہ مجھ سے جدا ہو جاتیں۔ اور اپنے گھروں میں داخل ہو جاتیں حضور ان کو میرے پاس بھیجتے وہ میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔

شرح : بنات کے معنی کھلونے ہیں یَنْقَمِعْنَ ،، قمع سے ہے اس کے معنی ہیں جدا ہونا اور چھپ جانا یعنی بھاگ کر چھپ جاتی تھیں یُسَرِّبُ تَسْرِیْب سے ہے اس کے معنی بھیجنے کے ہیں یعنی چھوٹی بچیوں کو بھیجتے تھے ،، بنات سے مراد صوریں ہیں ؛ چنانچہ ابوداؤد اور نسائی میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک یا حنین سے واپس تشریف لائے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر لٹکا ہوا پردہ پھاڑنے کا ذکر کیا۔ ام المؤمنین نے کہا حضور نے صورتِ سے پردہ اُٹھایا اور فرمایا اے عائشہ یہ کیا ہے ام المؤمنین نے کہا یہ میری گڑیاں ہیں پھر آپ نے ان صورتوں میں ایک گھوڑا دیکھا جس کے دو پر تھے۔ فرمایا یہ کیا ہے ؟ عرض کیا یہ گھوڑا ہے فرمایا گھوڑے کے دو پر کیسے ہو سکتے ہیں۔ عرض کیا حضور حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر تھے یہ سُن کر حضور ہنس پڑے ،، اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ بنات سے مراد گڑیاں ہیں آدم زاد لڑکیاں نہیں اور بالبَنَاتِ ،، میں باء بمعنی مع ہے۔ یعنی میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی" اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیوں کے لئے گڑیاں وغیرہ بنانا اور ان سے کھیلنا جائز ہے اور صورتوں کی تحریم کی حدیث سے یہ مستثنیٰ ہیں۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمہور سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا کہ لڑکیوں کے لئے گڑیوں کی خرید و فروخت جائز ہے تاکہ چھوٹی عمر میں انہیں گھروں کا انتظام کرنے کا تجربہ ہو جائے اور اولاد کی حفاظت کا طریق کار واضح ہو جائے۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ کمسن لڑکیوں کا گڑیوں کے ساتھ کھیلنا جائز ہے اور یہ عمومِ نہی سے مخصوص ہے ؛ چنانچہ ابن جوزی نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے یہ رخصت تحریم سے پہلے تھی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مُنذِری سے نقل کیا اگر گڑیوں کی شکل صورت جیسی تھی تو یہ واقعہ تحریم سے پہلے کا ہے ورنہ کبھی اس شئ کو بھی گڑیا کہا جاتا ہے جو صورت نہ ہو۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا گڑیوں کے ساتھ کھیلنا دیگر صورتوں سے لہو جیسا نہیں جن میں سخت وعید آئی ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لئے ان میں رخصت اس وقت تھی جس وقت وہ بالغہ نہ تھی۔

اقول : اس وقت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا غیر بالغ ہونا محلِ نظر ہے ؛ کیونکہ غزوہ تبوک یا غزوہ حنین کے وقت ام المؤمنین کے پاس گڑیاں تھیں اور اس وقت وہ یقیناً بالغہ تھیں کیونکہ غزوہ تبوک سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ تھا۔ نیز ام المؤمنین کی جب رخصتی ہوئی اس وقت

Marfat.com

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ

وَيُذْكَرُ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ اِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وُجُوْهِ اَقْوَامٍ وَاِنَّ قُلُوْبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ

۶۰۴۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَهُ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ اِنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهٗ فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ اَوْ بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ اَلَانَ لَهٗ فِي الْكَلَامِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ اَلَنْتَ لَهٗ فِي الْقَوْلِ فَقَالَ اَيْ عَائِشَةُ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ تَرَكَهٗ اَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ فُحْشِهٖ

ان کی عمر نو برس تھی اور وہ بالغہ تھیں۔ بخاری کی حدیث ۳۶۴۸ میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ سے نکاح کیا جبکہ ان کی عمر چھ برس تھی پھر ان کی رخصتی کی گئی جبکہ وہ نو برس کی تھیں تعجب ہے کہ خطابی پر یہ حدیث کیسے مخفی رہی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب لوگوں سے درگزر کرنا

مدارات کے معنیٰ نرم بات اور درگزر کرنے کے ہیں یہ مومنوں کے اخلاق ہیں لیکن مداہنت حرام ہے مدارات اور مداہنت میں فرق یہ ہے کہ مداہنت یہ ہے کہ جو علانیہ فاسق ہو اس سے نرم بات کرے اور دل سے اس کو برا نہ جانے اور مداراۃ یہ ہے کہ ایسے جاہل سے نرمی کرے جس کے معاصی مستور ہوں اس سے حسن سلوک کرنا حتی کہ وہ گناہوں سے رک جائے اور صحیح ہو جائے۔ مداراۃ حسن خلق میں ہے۔

اور ابوالدرداء سے ذکر کیا جاتا ہے کہ ہم لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور ہمارے دل اُن پر لعنت کرتے ہیں

Marfat.com

٦٦٤٦ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُهْدِيَتْ لَهٗ اَقْبِيَةٌ مِّنْ دِيْبَاجٍ مُزَرَّرَةٍ بِالذَّهَبِ فَقَسَمَهَا فِيْ نَاسٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِلْمَخْرَمَةِ فَلَمَّا جَاءَ

کشر کے معنی ہنسی کے وقت دانتوں کا ظاہر ہونا ہے۔ بعض اس کا معنی تبسم ذکر کرتے ہیں۔ "لَتَلْعَنُهُمْ" میں لام تاکید کے لئے ہے۔

٦٦٤٥ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ کو خبر دی کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا اُس کو اجازت دو وہ قبیلہ کا بُرا بیٹا یا بھائی ہے جب وہ آیا تو حضور نے اس سے نرم کلام فرمایا میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس کے بارے میں کہا جو بھی کہا پھر اس سے نرم کلام کیا فرمایا اے عائشہ اللہ کے نزدیک مرتبہ کے اعتبار سے بدترین وہ شخص ہے جس کو لوگ اس کی بدزبانی سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں

٦٦٤٥ — شرح : علامہ کرمانی نے کہا یہ شخص عُیینہ بن حصن تھا اور اپنے قبیلہ میں بدگو آدمی تھا اس لئے حضور نے اس سے نرم کلام فرمایا تھا۔ یہ مسلمانوں کے اعتبار سے ہے کہ مسلمانوں میں ایسا شخص اچھا نہیں جس کے فحش سے بچنے کے لئے اس کو چھوڑ دیا جائے یہ بطور تہدید و تغلیظ فرمایا ہے ورنہ کافر اللہ کے نزدیک بدترین مقام والا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص علانیہ فسق کرتا ہو اس کی غیبت کرنا جائز ہے تاکہ لوگ اس سے پرہیز کریں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا مذکور شخص ایسا ہی تھا جیسا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکہ وہ حضور کی حیات طیبہ میں ضعیف الایمان رہا اور آپ کی وفات کے بعد مرتد ہو گیا تھا۔ ابن بطال نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ لوگوں سے اُن کے ظاہر کے مطابق معاملہ کریں اور یہ شخص اسلام ظاہر کرتا تھا اس لئے اس کے آنے سے پہلے جو اس کے متعلق حضور جانتے تھے بیان فرمایا۔

٦٦٤٦ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی

Marfat.com

قَالَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ قَالَ اَيُّوْبُ بِثَوْبِهٖ وَاَنَّهٗ يُرِيْهِ اِيَّاهُ وَكَانَ فِيْ خُلُقِهٖ شَيْءٌ وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبِيَةٌ

بَابُ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ

وَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَا حِلْمَ اِلَّا عَنْ تَجْرِبَةٍ ۶۶۴۷ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَيْنِ

کوٹ نذرانہ کئے گئے جن کو سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ حضور نے وہ اپنے صحابہ کرام میں تقسیم کر دیئے اور ان میں سے ایک مخرمہ کے لئے علیحدہ کر لیا جب وہ آیا تو فرمایا یہ میں نے تیرے لئے چھپا رکھا تھا۔ ایوب نے کہا حضور نے وہ اپنے کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا اور اس کو سونے کے بٹن دکھا رہے تھے۔ اس شخص کی طبع میں سختی تھی۔ اس کو حماد ابن زید نے ایوب سے روائت کیا۔ حاتم بن وردان نے کہا ہمیں ایوب نے ابن ابی ملیکہ کے ذریعہ مسور سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوٹ آئے (حدیث ع ـــــ کی شرح دیکھیں)

باب مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا بردبار صرف تجربہ کار ہوتا ہے

یعنی بردباری سے وہی شخص موصوف ہوتا ہے جس کو امور میں تجربہ ہو، کیونکہ امور کی عاقبت کو جاننے کے سبب بردباری اختیار کرتا ہے اور تھوڑی اذیت پر صبر کرتا ہے تاکہ اس سے بڑی اذیت کی مدافعت کر سکے

۶۶۴۷ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے

Marfat.com

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ

۶۶۴۸ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ قُلْتُ بَلٰى

فرمایا مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔

۶۶۴۷ — مشرح : یہ حدیث بعینہٖ باب کا عنوان ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پہلی ہی بار ابوعزہ جمحی سے فرمایا تھا وہ شاعر تھا جنگ بدر میں مسلمانوں کی قید میں گرفتار تھا اس نے اپنے بچوں اور فقر کو ذکر کیا تو حضور نے اس پر احسان کر کے فدیہ لئے بغیر اس کو آزاد کر دیا پھر وہ جنگ اُحد میں مسلمانوں سے لڑنے آگیا اور مسلمانوں نے اس کو گرفتار کر لیا اُس نے پھر وہی عذر کیا جو جنگ بدر میں کیا تھا اور کہا حضور مجھ پر احسان کریں اور اپنی احنیاجی اور بچوں کو ذکر کیا حضور نے فرمایا تو مکہ میں نہیں جا سکتا تو کہے گا میں نے دوبار محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کو مسخر کیا ہے۔ پھر آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ خطابی رحمہ اللہ نے کہا لَا يُلْدَغُ خبر بمعنی امر ہے یعنی مومن کو معاملات میں محتاط اور بیدار مغز ہونا چاہیئے کسی مقام میں غفلت نہ کرے کہ بار بار ڈسا جائے دنیا کی طرح دینی امر میں بھی یہ ہوتا ہے۔

باب مہمان کا حق

۶۶۴۸ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا میرے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا مجھے خبر نہیں دی گئی؟ کہ تم رات بھر قیام کرتے ہو اور دن میں روزے سے ہوتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں (میں رات بھر نماز پڑھتا ہوں اور دن میں روزہ سے ہوتا ہوں) فرمایا ایسا نہ کرو نماز پڑھو اور آرام بھی کرو۔ روزہ رکھو اور افطار بھی

Marfat.com

قَالَ فَلَا تَفْعَلْ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عليك حقًّا وانَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّكَ عَسَى أَنْ يَطُولَ بِكَ عُمُرٌ وَإِنَّ مِنْ حَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذٰلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ أُطِيقُ غَيْرَ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ غَيْرَ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوٗدَ قُلْتُ وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوٗدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ زَوْرٌ وَهٰؤُلَاءِ زَوْرٌ وَضَيْفٌ وَمَعْنَاهُ أَضْيَافُهُ وَزُوَّارُهُ لِأَنَّهَا مَصْدَرٌ مِثْلُ قَوْمٍ رَضًى وَمَقْنَعٌ وَعَدْلٌ يُقَالُ مَاءٌ غَوْرٌ وَبِئْرٌ غَوْرٌ وَمَاءٌ ان غَوْرٌ وَمِيَاهٌ غَوْرٌ وَيُقَالُ الْغَوْرُ الْغَائِرُ لَا تَنَالُهُ الدِّلَاءُ كُلُّ شَيْءٍ غُرْتَ فِيهِ فَهُوَ مَغَارَةٌ تَزَاوُرٌ تَمِيلُ مِنَ الزَّوْرِ وَالْأَزْوَرُ الْأَمْيَلُ

کرو بے شک تمہارے جسم کا تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے اور تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے یقیناً تمہاری عمر لمبی ہوگی (لہٰذا ضعیف ہو جاؤ گے اور ان اعمال پر ہمیشگی نہ کر سکو گے بہتر عمل یہ ہے کہ ہمیشہ کرو اگرچہ تھوڑا ہو تمہیں یہی کافی ہے کہ ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھے کیونکہ ہر نیکی کے عوض اس کی دس مثلیں ثواب ہے۔ یہ سارے سال کے روزے ہیں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنی جان پر سختی کی تو مجھ پر سختی کی گئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں فرمایا اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے سے روزے رکھو! میں نے عرض کیا (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَخِدْمَتِهِ إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ
وَقَوْلِهِ ضَيْفُ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ

نبی داؤد علیہ السلام کے روزے کیسے تھے؟ فرمایا نصف سال (یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار یہ صوم دہر ہے۔

شرح: زور یعنی زائر مہمان ہے اس کا حق ایک دن اور ایک رات ہے۔ ۶۶۴۸ —

مہمانی کے وجوب میں اختلاف ہے۔ لیث بن سعد نے کہا ایک رات اور ایک دن مہمانی فرض ہے۔ عبد ماذوں کے لئے بھی اجازت ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے اس سے مہمانی کرے (عبد ماذون وہ ہے جس غلام کو تجارت کی اجازت دی گئی ہو) امام شافعی اور علماء کی ایک جماعت نے کہا شہر میں ہو یا دیہات میں ہو مہمان نوازی مکارم اخلاق میں سے ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شہر والوں پہ ضیافت ضروری نہیں ہے بعض نے کہا مہمانی صرف دیہات والوں پر ہے۔ شہروں میں مہمان سرائے ہوتے ہیں جہاں مسافر آتے جاتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں باہر بھیجتے ہیں ہم لوگوں کے پاس جاتے ہیں وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے اس بارے میں حضور کا کیا حکم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کسی قوم کے پاس جاؤ اور وہ تمہیں مہمان کے مناسب کھانا دیں تو اس کو قبول کر لو اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے جبراً مہمان کا مناسب حق لے سکتے ہو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کا اکرام ضروری ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ابتداءِ اسلام پر محمول ہے جبکہ مہمان کی خاطر داری واجب تھی یا یہ مجبوری پر محمول ہے کہ مہمان بھوک سے مر رہا ہے کوئی کھانا نہیں دیتا تو وہ جبراً کھا سکتا ہے تاکہ اس کی جان بچ جائے اور اس کی نقد یا دیر سے قیمت ادا کرے لیکن اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے وسعت و مال داری عطاء کی ہے مہمان نوازی مستحب ہے؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ مہمان کا جائزہ ایک دن اور ایک رات ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمانی واجب نہیں جائزہ کے معنی عطیہ ہیں یعنی مہمان کی خاطر داری کرے یہ تفضل اور مہربانی ہے فرض و واجب نہیں (حدیث ۱۸۵۳ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۶۴۹ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحِ الْكَعْبِيِّ اَنَّ

بابٌ مہمان کی عزّت کرنا اور بذاتِ خود اس کی خدمت کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ابراہیم "علیہ السلام" کے معزّز مہمان

ضَيْفِ ابراہیم،، اس سے یہ اشارہ کیا کہ لفظ ضیف کا اطلاق واحد اور جمع پر ہوتا ہے اسی لئے ضیف کی صفت مکرمین سے کی ہے۔ اضیاف جمع قلت اور ضیوف وضیفان جمع کثرت ہے۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ ،، امام بخاری نے کہا هُوَ زَوْرٌ وَهُوْلَاءِ زَوْرَاءُ وَّضَيْفٌ اس کے معنیٰ اَضْيَافٌ اور زُوَّارٌ ہیں، کیونکہ کلمہ زَور قوم، رضیً، مَقْنَع اور عدل کی طرح مصدر ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے مَاءٌ غَوْرٌ وَبِيْرٌ غَوْرٌ وَمَاءَانِ غَوْرٌ وَمِيَاهٌ غَوْرٌ کہا جاتا ہے غور غائر (غور بمعنی غائر ہے) گہرا پانی جہاں ڈول نہ پہنچیں۔ ہر شئی جس میں تو جائے وہ مغارہ ہے (اس کو غار اور کہف جاتا ہے) تَزَاوَرُ بمعنی تَمِيْلُ ہے زَور سے ماخوذ ہے اور اَزْوَرُ بمعنی اَمْيَلُ ہے۔

شرح : یعنی زَور سے مراد لفظ زَور ہے اس کا واحد اور جمع پر اطلاق ہوتا ہے؛ چنانچہ واحد کے لئے زَوْرٌ اور جمع کے لئے بھی زور کیا جاتا ہے اور هُوْلَاءِ القوم زَوْرٌ کہا جاتا ہے۔ الحاصل لفظ زَور مصدر اسم کی جگہ وضع کیا گیا ہے جیسے صوم بمعنی صائم نَوْم بمعنی نائم ہے اور هُوْلَاءِ زَوْرٌ کا معنی هُوْلَاءِ اَضْيَافٌ اور زُوَّارٌ ہے، کیونکہ زور قوم کی طرح مصدر ہے زور کا اطلاق زُوَّار پر ہوتا ہے جیسے قوم کا اطلاق جماعت پر ہوتا ہے یہ مثلیت مصدر ہونے میں نہیں کیونکہ لفظ قوم اسم ہے مصدر نہیں۔ بخلاف زَور کے وہ اصل میں مصدر ہے۔ قولہ رِضًا وعدل یعنی قوم رِضًا بمعنی مَرْضِيُّوْن کہا جاتا ہے اور قوم عدل بمعنی عُدُوْل کہا جاتا ہے یہ لفظ کے اعتبار سے مفرد اور معنی کے اعتبار سے جمع ہے۔ قولہ مَاءٌ غَوْرٌ یعنی غور بمعنی غائر پانی جو زمین کے نیچے چلا جائے اس کو غَارَ الْمَاءُ کہا جاتا ہے۔ غَوْر اصل میں مصدر ہے اس لئے واحد تثنیہ اور جمع میں غور ہی کہا جاتا ہے۔ قولہ يُقَالُ الْغَوْرُ الْغَائِرُ یعنی پانی زمین میں گہرا چلا گیا کہ وہاں تک ڈول نہیں

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتُهٗ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُحَرِّجَهٗ

پہنچ سکتے ہیں۔ قولہ تَزَاوَرُ اس سے اس آیت کریمہ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ،، کی طرف اشارہ ہے یعنی تو سورج کو دیکھتا ہے کہ جب طلوع کرتا ہے تو اصحاب کہف کی غار سے مائل ہو جاتا ہے۔ یہ زَوْر بفتح الواو بمعنی مَیْل ہے اس سے اسم تفضیل اَزْوَر بمعنی اَمْیَل ہے۔

ترجمہ : ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ اور آخر دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اس کو عطیہ کرنا ایک دن اور ایک رات ہے (اس کی ضیافت کا حق ایک شب و روز ہے) اور مہمانی تین دن ہے اس کے بعد اس پر صدقہ ہے اور مہمان کے لئے بھی جائز نہیں کہ میزبان کے گھر مستقل اقامت ہی کر لے کہ ان کو تنگی میں ڈال دے

۶۶۴۹ —

شرح : یعنی مہمانی کا حق ایک دن اور ایک رات لازم ہے اور تین دن مستحب ہے اس کے بعد مہمان کا اقامت کرنا درست نہیں کہ میزبان تنگ پڑ جاتا ہے۔ حَتّٰى يُحَرِّجَهٗ،، سے معلوم ہوتا ہے کہ جب میزبان تنگ نہ ہو اور وہ مہمان کی اپنے پاس اقامت پسند کرتا ہو یا مہمان کا ظن غالب ہو کہ میزبان اس کی تین دن کے بعد اقامت کو ناپسند نہیں کرتا تو تین دن کے بعد اقامت درست ہے۔ ابن بطال نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کے معاملہ میں تین صورتیں بیان فرمائیں کہ پہلے دن مہمان کو خوب تحفے تحائف سے نوازے اور دوسرے دن اس کی مہمانی میں تکلف کرے اور تیسرے دن جو حاضر ہو وہ کھلائے اور تیسرے دن کے بعد اختیار ہے جیسے صدقہ میں اختیار ہے ادا کرے یا نہ کرے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایک دن اور ایک رات مہمان کا اکرام کرے اور تین دن ضیافت ہے اس سے جائزہ اور ضیافت میں فرق واضح ہو جاتا ہے کہ جائزہ ضیافت سے مقدم ہے۔ یحرجہ کے معنیٰ یہ ہیں کہ میزبان کوئی ایسی شئی نہیں پاتا جو مہمان کے آگے رکھے اور مہمان کی اقامت سے تنگ پڑ جائے۔

Marfat.com

۶۶۵۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ مِثْلَهٗ وَزَادَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ

۶۶۵۱ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ

۶۶۵۰ — ترجمہ : اسماعیل نے کہا مجھے مالک نے اسی طرح خبر دی ہے اور یہ بات زیادہ ذکر کی کہ جو شخص اللہ اور آخر دن پر ایمان لاتا ہے وہ بات اچھی کرے ورنہ خاموش رہے۔

۶۶۵۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ، دونوں امر کے صیغے ہیں اِن میں تخییر مشکل ہے کیونکہ اگر ایک شق مباح ہے تو دوسری شق کا مامور بہ ہونا لازم ہے لہٰذا وہ واجب ہوگی یا ممنوع ہوگی تو حرام ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں شقوں میں امر مطلق ہے جو مباح وغیرہ کو شامل ہے لہٰذا اس کو یہ لازم ہے کہ مباح بہتر ہو کیونکہ وہ خیر میں داخل ہے۔ لِيَصْمُتْ صیغہ امر ہے اس کا باب نَصَرَ یا ضَرَبَ ہے لہٰذا اس میں میم مضموم ہے یا مکسور ہے

۶۶۵۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو اذیت نہ پہنچائے اور جو اللہ اور آخر دن پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے اور جو اللہ اور آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ بات اچھی کرے یا خاموش رہے۔

Marfat.com

۶۶۵۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُونَنَا فَمَا تَرَى فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ

شرح : ہمسایہ کا اکرام کرنا اس سے احسان کرنا اور اس کو اذیت ترک کرنے میں

۶۶۵۱ — اکثر احادیث وارد ہیں ؛ چنانچہ طبرانی نے بہز بن حکیم کے ذریعہ ان کے دادا سے خرائطی نے مکارم اخلاق میں عمرو بن شعیب سے اور ابو الشیخ نے ثواب میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ! ہمسائے کا حق کیا ہے فرمایا اگر وہ تم سے قرض مانگے تو اس کو قرض دو اگر مدد چاہے تو اس کی مدد کرو اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اگر اسے کوئی حاجت ہو تو اس پر عطیہ کرو اور اس کی حاجت روائی کرو اگر وہ غریب ہے تو اس کی ہمنوائی کرو اگر اسے خیر پہنچے تو اس کو مبارک باد دو اگر اس پر مصیبت آئے تو اس سے اظہار افسوس کرو اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ چلو ہمسایہ کے مکان سے اپنا مکان بلند نہ کرو اس سے اس طرح ہوا رک جاتی ہے ہاں اگر وہ اجازت دیدے تو حرج نہیں اگر پھل خریدو تو ہمسایہ کو ہدیہ بھیجو اگر ایسا نہ کرو تو پھل وغیرہ چھپا کر گھر میں لے جاؤ اور پھل دے کر اپنے بچے کو باہر نہ نکالو کہ اس طرح ہمسائے کا بچہ پریشان ہوگا۔

ترجمہ : عقبہ عامر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہمیں

۶۶۵۲ — باہر بھیجتے ہم لوگوں کے پاس جاتے ہیں وہ ہماری مہمانی نہیں کرتے اس کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم کسی قوم کے پاس اترو اور تمہارے مہمان کے مناسب حال اہتمام کریں تو وہ قبول کرو (زیادہ مطالبہ نہ کرو) اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان سے مہمانی کا حق جبراً لو جو ان کے مناسب ہے (یہ ابتداء اسلام میں تھا جب انسان بھوک سے مجبور ہوتا تھا پھر یہ منسوخ ہوا) (حدیث ۲۲۹۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۶۵۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ

بَابُ صُنْعِ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفِ لِلضَّیْفِ

۶۶۵۴ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ اِبْنِ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْعُمَیْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ اَبِیْهِ

۶۶۵۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے ساتھ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتا ہے وہ صلہ رحمی کرے اور جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

باب کھانا تیار کرنا اور مہمان کے لئے تکلف کرنا

اس باب میں مہمان کے لئے کھانا تیار کرنے اور مہمان کے لئے کھانے میں تکلف کرنے کا بیان ہے جو تکلف کر سکتا ہو۔ کیونکہ مہمان کے لئے پُرتکلف کھانا تیار کرنا رسولوں کا طریقہ ہے جیسے ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مہمانوں کے لئے موٹا تازہ بچھڑا ذبح کیا تھا۔ حضرت جبرائیل میکائیل اور اسرافیل ان کے مہمان تھے جو اللہ کی طرف سے اُن کے پاس آئے تھے۔

Marfat.com

قَالَ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَاٰى اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَاْنُكِ قَالَتْ اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهٗ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَاءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَاِنِّيْ صَائِمٌ قَالَ مَا اَنَا بِاٰكِلٍ حَتّٰى تَاْكُلَ فَاَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمٰنُ قُمِ الْاٰنَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهٗ سَلْمٰنُ اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمٰنُ

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْجَزَعِ

ترجمہ : ۶۶۵۴ — ابو جُحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور ابو الدرداء کے درمیان بھائی چارہ بنایا۔ ابو الدرداء سے سلمان نے ملاقات کی تو اُم الدرداء کو دیکھا کہ اُس نے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ سلمان نے اُس سے کہا تمہارا حال کیسا ہے؟ ام درداء نے کہا تمہارا بھائی ابو درداء کو دُنیا میں کوئی حاجت نہیں اتنے میں ابو درداء بھی آگئے اور سلمان کے لئے کھانا تیار کیا اور سلمان سے کہا آپ کھائیں میں روزے سے ہوں۔ سلمان نے کہا میں کھانا نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تم کھاؤ ابو درداء نے کھانا کھایا جب رات ہوئی تو ابو درداء نماز پڑھنے کھڑے ہوئے سلمان نے کہا سو جاؤ وہ سو گئے پھر اُٹھ کر نماز پڑھنے لگے تو سلمان نے کہا سو جاؤ جب آخر رات ہوئی تو سلمان نے کہا اب اٹھو اور دونوں نے نماز پڑھی پھر سلمان نے کہا تیرے رب کا تجھ پر حق ہے تیری جان کا تجھ پر حق ہے تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے ہر حق دار کو اس کا حق دو۔ ابو درداء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

۶۶۵۵ــــ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ تَضَيَّفَ رَهْطًا فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ دُوْنَكَ اَضْيَافَكَ فَاِنِّيْ مُنْطَلِقٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْرُغْ مِنْ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے واقعہ ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان نے سچ کہا ہے ابو جحیفہ وہب سوائی ہیں انہیں وہب الخیر بھی کہا جاتا ہے۔

۶۶۵۵ــــ شرح : ابو درداء کا نام عویمر ہے ان کی دو بیویاں تھیں بڑی کا نام جحانہ اور چھوٹی کا نام جہیمہ تھا وہ تابعیہ تھیں جبکہ دونوں کی کنیت ام الدرداء تھی۔ ام درداء نے پرانے خستہ کپڑے پہنے ہوئے تھے اور عورتوں کی طرح کوئی زینت اور خوبصورتی نہیں کی تھی انہوں نے حیاء کرتے ہوئے تصریح نہ کی کہ ابو درداء کو مباشرت کی حاجت نہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوست کی زیارت کرنا مستحب ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر داخل ہونا جائز ہے اور مہمان کے لئے روزہ افطار کرنا جائز ہے اور عبادت میں تشدد مکروہ ہے۔ افضل یہ ہے کہ میانہ روی اختیار کی جائے آخر رات میں نماز افضل ہے۔ اس حدیث میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصدیق فرمائی (حدیث ۱۸۴۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب مہمان کے پاس غصّہ کرنا اور گھبرانا مکروہ ہے

۶۶۵۵ــــ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چند لوگوں کو مہمان بنایا اور عبدالرحمٰن سے کہا کہ ان مہمانوں کو ساتھ لے جاؤ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ تم میرے آنے سے پہلے ان کو کھانا کھلا کر فارغ ہو جاؤ۔ عبدالرحمٰن چلے اور جو کھانا اس کے پاس تھا وہ ان کے پاس لایا اور کہا کھانا

Marfat.com

قِرَاهُمْ قَبْلَ اَنْ اٰجِیْٓءَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهٗ
فَقَالَ اِطْعَمُوْا فَقَالُوْا اَیْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اِطْعَمُوْا قَالُوْا مَا نَحْنُ
بِاٰکِلِیْنَ حَتّٰی یَجِیْٓءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اقْبَلُوْا عَنَّا قِرَاکُمْ فَاِنَّهٗ اِنْ جَاءَ
وَلَمْ تَطْعَمُوْا لَنَلْقَیَنَّ مِنْهُ فَاَبَوْا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ یَجِدُ عَلَیَّ فَلَمَّا جَاءَ
تَنَحَّیْتُ عَنْهُ قَالَ مَا صَنَعْتُمْ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ
فَسَکَتُّ ثُمَّ قَالَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَکَتُّ فَقَالَ یَا غُنْثَرُ اَقْسَمْتُ عَلَیْکَ
اِنْ کُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِیْ لَمَّا جِئْتَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ سَلْ اَضْیَافَکَ فَقَالُوْا
صَدَقَ اَتَانَا بِهٖ قَالَ فَاِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِیْ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهُ اللَّیْلَةَ
فَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ وَاللّٰهِ لَا نَطْعَمُهُ حَتّٰی تَطْعَمَهُ قَالَ لَمْ اَرَنِیْ
الشَّرَّ کَاللَّیْلَةِ وَیْلَکُمْ مَا اَنْتُمْ لَمْ لَا تَقْبَلُوْنَ عَنَّا قِرَاکُمْ هَاتِ طَعَامَکَ
فَجَاءَ بِهٖ فَوَضَعَ یَدَهٗ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ الْاُوْلٰی لِلشَّیْطَانِ فَاَکَلَ وَاَکَلُوْا

کھالو۔ مہمانوں نے کہا صاحب خانہ کہاں ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم کھانا کھاؤ انھوں نے کہا جب تک صاحب خانہ تشریف نہ لائیں گے ہم کھانا نہیں کھائیں گے عبدالرحمٰن نے کہا اپنی مہمانی قبول کرو (اور کھانا کھاؤ) کیونکہ اگر وہ تشریف لے آئے اور تم نے کھانا نہ کھایا تو ہمیں اُن سے اذیت پہنچے گی۔ اُنہوں نے کھانے سے انکار ہی کیا میں جان گیا کہ ابوبکر صدیق مجھے سخت ناراض ہوں گے جب وہ تشریف لائے میں اُن سے ایک طرف ہوگیا اُنہوں نے کہا تم نے کیا کیا ہے؟ اُنہوں نے واقعہ سے انہیں خبردار کیا تو فرمایا اے عبدالرحمٰن! میں خاموش رہا پھر فرمایا اے عبدالرحمٰن! میں پھر بھی خاموش رہا پھر فرمایا اے جاہل! میں تجھے قسم دیتا ہوں اگر تو میری آواز سُنتا ہے تو میرے پاس آجا پس میں باہر آیا اور عرض کیا اپنے مہمانوں سے ہی پوچھ لیجئے۔ مہمانوں نے کہا عبدالرحمٰن نے آپ سے سچ کہا ہے وہ ہمارے پاس کھانا لائے تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے صرف میرا انتظار کیا

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهٖ لَا تَأْكُلْ حَتّٰى تَأْكُلَ

فِيْهِ حَدِيْثُ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۶۵۶ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ

ہے۔ بخدا! میں یہ رات کھانا نہیں کھاؤں گا۔ مہمانوں نے کہا بخدا! ہم بھی نہیں کھائیں گے یہاں تک کہ آپ کھانا کھائیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا آج رات کی طرح میں نے بدی نہیں دیکھی۔ تمہاری ہلاکت ہو تم ہماری مہمانی قبول کیوں نہیں کرتے اے عبدالرحمٰن کھانا لاؤ وہ کھانا لائے تو ابوبکر نے اپنا ہاتھ رکھا اور کہا بسم اللہ اور کھانا کھایا اور کہا پہلی حالت شیطان کے باعث تھی تو مہمانوں نے بھی کھانا کھایا۔

۶۶۵۵ ـــ شرح : حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابوبکر آئے اور تم نے کھانا نہ کھایا تو مجھ پر سخت ناراض ہوں گے۔ (اس حدیث کی مکمل شرح حدیث ۳۲۵۳ ج ۵ میں دیکھیں)

باب مہمان کا صاحبِ خانہ سے کہنا جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں نہیں کھاؤں گا،

اس بارے میں ابوجحیفہ کی حدیث ہے جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے "

۶۶۵۶ ـــ ترجمہ : ابوعثمان نے کہا عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا ابوبکر اپنا مہمان یا اپنے مہمان لے کر آئے اور خود شام تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے جب وہ آئے تو اُن سے میری والدہ نے کہا

Marfat.com

جَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ بِضَيْفٍ لَهٗ اَوْ اَضْيَافٍ لَّهٗ فَاَمْسٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ لَهٗ اُمِّيْ اِحْتَبَسْتَ عَنْ ضَيْفِكَ اَوْ عَنْ اَضْيَافِكَ اللَّيْلَةَ قَالَ مَا عَشَّيْتِيْهِمْ فَقَالَتْ عَرَضْنَا عَلَيْهِ اَوْ عَلَيْهِمْ فَاَبَوْا اَوْ فَاَبٰى فَغَضِبَ اَبُوْ بَكْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ وَحَلَفَ لَا يَطْعَمُهٗ فَاخْتَبَأْتُ اَنَا فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهٗ حَتّٰى يَطْعَمَهٗ فَحَلَفَ الضَّيْفُ اَوِ الْاَضْيَافُ اَلَّا يَطْعَمُهٗ اَوْ يَطْعَمُوْهُ حَتّٰى يَطْعَمُوْهُ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ كَانَ هٰذِهٖ مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا فَقَالَتْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ اِنَّهَا الْاٰنَ لَاَكْثَرُ قَبْلَ اَنْ نَاْكُلَ فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا

آج رات آپ اپنے مہمانوں سے رُک گئے۔ ابوبکر صدیق نے کہا کیا ان کو رات کا کھانا نہیں دیا؟ والدہ نے کہا ہم نے کھانا اُن کے آگے رکھا تھا اُنہوں نے کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ ابوبکر صدیق سخت غصہ میں آگئے اور بُرا بھلا کہا اور قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائیں گے (عبدالرحمٰن نے کہا) میں چھپ گیا۔ ابوبکر نے کہا اے جاہل گھر والی نے قسم کھائی کہ وہ کھانا کھائے گی حتیٰ کہ ابوبکر کھائیں۔ اور مہمان یا مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ وہ کھانا نہ کھائے گا یا نہ کھائیں گے (راوی کو شک ہے) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا گویا یہ شیطان کی طرف سے ہوا ہے پھر کھانا منگوایا اور کھایا تو مہمانوں نے بھی کھایا وہ لوگ کوئی لقمہ نہ اُٹھاتے مگر نیچے سے اس سے زیادہ اُبھر آتا ابوبکر صدیق نے کہا اے قبیلہ بنی فراس کی بہن یہ کیا ہے۔ اُس نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک یہ اب پہلے سے بہت زیادہ ہے۔ سب نے وہ کھانا کھایا اور بچا ہُوا کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور ذکر

Marfat.com

بَابُ اِكْرَامِ الْكَبِيْرِ وَيَبْدَأُ الْاَكْبَرُ بِالْكَلَامِ وَالسُّؤَالِ

۶۶۵۷ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْاَنْصَارِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَسَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ اَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ اَوْ حَدَّثَنَا اَنَّ

کیا کہ حضور نے اس سے کہا یا۔

۶۶۵۶ — شرح : قولہ اخت بنی فراس بکسر الفاء عبد رُہمان کی بیٹی ہیں اُن کا نام زینب اور کنیت اُمِّ رومان ہے وہ ام المؤمنین اور عبدالرحمٰن کی حقیقی والدہ ہیں (حدیث ع ۸۵۰ ج ۱ اور ع ۳۲۵۳ ج ۵ کی شرح دیکھیں) قولہ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ" یعنی میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم ہے اس سے مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے۔ یہ غیر اللہ کی قسم کی ممانعت سے پہلے کا واقعہ ہے یا ان کو نہی کی حدیث نہ پہنچی تھی۔

باب بڑے کی عزت کرنا اور بات اور سوال کرنے میں بڑا ابتداء کرے

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم سے نہیں شیخ عبدالرزاق نے ایک حدیث ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی کی تعظیم یہ ہے کہ اسلام میں بوڑھے آدمی کی توقیر کی جائے۔ آداب اسلام اور محاسن اخلاق سے یہ ہے کہ بڑا شخص کلام میں ابتدا کرے بشرطیکہ چھوٹے بڑے علم میں مساوی ہوں اور اگر چھوٹا بڑے سے زیادہ علم رکھتا ہو تو اس وقت چھوٹا ہی کلام میں ابتدا کرے گا اس کو سوءِ ادب نہیں کہا جاتا اور نہ ہی بڑے کے حق میں یہ نقص ہے۔ یہی حال سوال کرنے کی صورت میں ہے کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا جاتا تھا حالانکہ وہ بچے تھے اور وہاں بڑے بڑے مشائخ موجود ہوتے تھے؛ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورت اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا جبکہ حضرات مشائخ صحابہ کرام بھی موجود تھے

Marfat.com

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدٍ اَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمُوْا فِيْ اَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ اَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرِ الْكُبْرَ قَالَ يَحْيٰى يَعْنِيْ لِيَلِيَ الْكَلَامَ الْاَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوْا فِيْ اَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَحِقُّوْنَ قَتِيْلَكُمْ اَوْ قَالَ صَاحِبَكُمْ بِاَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُوْدُ فِيْ اَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ فَقَدَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِهِ قَالَ سَهْلٌ فَاَدْرَكْتُ نَاقَةً مِنْ تِلْكَ الْاِبِلِ فَدَخَلَتْ

اور وہ صحیح جواب نہ دے سکے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی طرف اشارہ ہے اس کی تائید عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یوں کی کہ جو تم جانتے ہو وہی میں جانتا ہوں،،

ترجمہ : رافع بن خدیج اور سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ۶۶۵۷ — کہ ان دونوں نے حدیث بیان کی کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود خیبر میں آئے اور کھجوروں کے باغ میں جدا جدا ہو گئے وہاں عبداللہ بن سہل قتل ہو گئے تو عبدالرحمٰن بن سہل اور مسعود بن کعب کے دو بیٹے حویصہ اور محیصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنے ساتھی کے متعلق بات کرنے لگے عبدالرحمٰن نے کلام شروع کیا جبکہ وہ دونوں سے چھوٹے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑوں کو بات کرنے دو۔ یحییٰ نے کہا بڑا کلام کا ولی ہے پس انہوں نے اپنے ساتھی کے قتل کے بارے میں بات کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے پچاس قسموں سے تم اپنے مقتول یا اپنے ساتھی

Marfat.com

مَرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضَتْنِي بِرِجْلِهَا وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ يَحْيَى حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مَعَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ وَحْدَهُ

کی دیت کے مستحق ہو سکتے ہو؟ اُنہوں نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ایسی شئی ہے جو ہم نے دیکھی نہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر یہودیوں میں سے پچاس آدمی قسمیں کھا کر بری الذمہ ہو جائیں گے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ تو کافر لوگ ہیں (ان کی قسموں کا کیا اعتبار ہے جب جھگڑا ختم ہوتا نہ دیکھا) تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے (بیت المال) ان کو بدل دیا (دیت ادا کی) سہل نے کہا میں اُن اُونٹوں میں سے ایک اونٹنی کو پایا کہ میں اُن کے باڑے میں داخل ہُوا تو اُس نے مجھے اپنی ٹانگ ماری۔ لَیث نے کہا مجھے یحییٰ بن بُشیر نے سہل سے خبر دی کہ یحییٰ نے کہا میرا خیال ہے کہ اُنہوں نے کہا (مع رافع بن خدیج) کہا (عن رافع بن خدیج کی جگہ) اور ابن عُیینہ نے کہا ہمیں یحییٰ نے بُشیر سے اُس نے صرف سہل سے روایت کی ہے۔

شرح : قولہ کَبِّرِ الْکُبْرَ ،، کُبْرَ بضم الکاف وسکون الباء اکبر کی جمع ہے یعنی بڑے کو پہلے کلام کرنے دو۔ عمر میں بڑے کو اس لئے کلام کرنے کا حکم دیا کہ واقعہ کی صورت اور کیفیت پُوری طرح واضح ہو جائے یہ مقصد نہیں کہ وہ دعوی کرے کیونکہ دراصل دعویٰ کرنے کا حق اس کے بھائی عبدالرحمٰن کو تھا۔ ایک روایت میں لِیَلِیَ الْکَلَامَ الْأَکْبَرُ ،، یعنی بڑا کلام کا والی ہو۔

قولہ خَمْسِیْنَ یَمِیْنًا ،، سے مُراد پچاس آدمیوں کی قسمیں ہیں۔ اس سے احناف نے استدلال کیا کہ قسموں میں مردوں کی تعداد کا اعتبار ہے۔ یہاں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ "قسامت" کا حکم دُوسرے دعووں سے کچھ مختلف ہے کیونکہ اُن میں قسم مدعیٰ علیہ کو دی جاتی ہے اور یہاں مدعی خود قسم کھاتا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے وارث تو بھائی ہے مدعی تو وہ ہے چچا کے بیٹے مدعی نہیں اُن پر قسم کیوں پیش کی کہ وہ قسمیں کھائیں اس کا جواب یہ ہے ان کو یہ معلوم تھا کہ قسمیں وارث کے ساتھ مختص ہیں انہیں مطلق مخاطب کیا اور مراد وہ ہیں جو اس سے مختص ہیں اور اس اعتبار سے کہ قسمیں پچاس ہیں کیونکہ دماء کا معاملہ بہت

۶۶۵۷

Marfat.com

٦٦٥٨ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرُوْنِيْ بِشَجَرَةٍ مَثَلُهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَلَا تُحَتُّ وَرَقُهَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ النَّخْلَةُ فَكَرِهْتُ اَنْ اَتَكَلَّمَ وَثَمَّ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمَّا لَمْ يَتَكَلَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ اَبِيْ قُلْتُ يَا اَبَتَاهُ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ النَّخْلَةُ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَقُوْلَهَا لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا كَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ مَا مَنَعَنِيْ اِلَّا اَنِّيْ لَمْ اَرَكَ وَلَا اَبَابَكْرٍ تَكَلَّمْتُمَا فَكَرِهْتُ

معظم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعیوں سے قسم کی ابتداء کی جب انہوں نے کلام کیا تو مدعی علیہ پر قسم ڈال دی اور جب مدعی علیہ کے کافر ہونے کی وجہ سے ان کی قسموں سے راضی نہ ہوئے تو حضور نے بیت المال یا اپنے خالص مال سے دیت ادا کر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے عاقلہ ہیں یعنی قبیلہ ہیں کیونکہ آپ کو سب سے نسبت ہے۔ یہ صرف ان کی اطمینان قلب کے لئے کیا تھا؛ ورنہ دیت کے بارے میں ان کا استحقاق ثابت نہ ہوا تھا۔ مربد وہ جگہ ہے جہاں اونٹ جمع ہوتے ہیں یعنی اونٹوں کا باڑہ۔

قولہ رَكَفَتْنِيْ، اس سے مقصد یہ ہے کہ انہیں حدیث میں ضبط تام ہے اور انہوں نے اس کو خوب حفظ کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم وقت کو لوگوں کی مصلحتوں کا خیال کرنا چاہیئے اور جھگڑوں کو ختم کرنا چاہیئے قسامت ثابت ہے ظن سے قسم لے سکتے ہیں اور کافر کی قسم صحیح ہے (عینی)

(حدیث ع ۲۹۶۲ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک درخت بتاؤ اس کی مثال مسلمان کی مثال ہے

٦٦٥٨ —

Marfat.com

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اِلٰى قَوْلِهٖ يَنْقَلِبُوْنَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ كُلِّ لَغْوٍ يَخُوْضُوْنَ

کہ وہ اللہ کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے اور اس کے پتے نہیں گرتے میرے دل میں آیا وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے کلام کرنا اچھا نہ سمجھا جبکہ وہاں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ جب انہوں نے کلام نہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے جب میں اپنے والد کے ہمراہ باہر آیا تو میں نے کہا اے ابا جان! میرے دل میں آیا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا تمہیں ذکر کرنے سے کس نے منع کیا تھا اگر تو کہہ دیتا تو مجھے اتنے اتنے اونٹ ملنے سے زیادہ خوشی ہوتی۔ عبداللہ نے کہا مجھے صرف اس نے منع کیا تھا کہ میں آپ کو اور ابوبکر صدیق کو کلام کرتے نہ دیکھتا تھا اس لئے بولنا مکروہ سمجھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اکابر اور بزرگوں کی موجودگی میں اصاغر اور چھوٹوں کو گفتگو نہیں کرنا چاہیے۔

باب جو شعر، رجز اور حُداء جائز ہیں اور جو مکروہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اشعراء کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں کیا تم نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ کہتے جو نہیں کرتے مگر جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اور اللہ کا بہت ذکر کیا اور ظلم کئے جانے کے بعد انتقام لیتے ہیں ظالم لوگ عنقریب معلوم کرلیں گے کہ وہ کونسی کروٹ پلٹتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فِيْ كُلِّ وَادٍ يَهِيْمُوْنَ، کی تفسیر یہ کی کہ لغو باتوں میں غوطہ زن ہیں،،

رجز شعر کا حصہ ہے اس کے اجزاء کے ایک دوسرے کے قریب ہونے اور حروف کم ہونے کی وجہ سے

Marfat.com

٦٦٥٩ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً

اس کو رجز کہا جاتا ہے۔ یہ میدانِ جنگ میں پڑھتے ہیں۔ حُداء جب اُونٹ تھک کر سُست ہو جائیں تو اُن کو گرم کرنے اور چلانے کے لئے شعر پڑھے جاتے ہیں اس کو حُدا کہتے ہیں۔ شعر موزون کلام ہے جو خوض و فکر کے بعد کہی جاتی ہے۔ اس لئے شعر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مناسب نہیں کیونکہ شعر نظر و فکر کا نتیجہ ہوتا ہے جبکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف بدیہی ہے ایسے ہی اولیاء کرام جنہیں قوت قدسیہ حاصل ہوتی ہے اور جمیع مطالب دفعۃً واحدۃً ان کے پیشِ نظر ہوتے ہیں وہ حرکاتِ صاعدہ اور ہابطہ کی ترتیب کے محتاج نہیں ہوتے۔

• ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ،، کی تفسیر میں کہا کہ یہ مشرک شعراء ہیں جن کی گمراہ لوگ، سرکش شیطان اور عاصی جن اتباع کرتے ہیں اور ان کے شعر پڑھتے ہیں کیونکہ گمراہ شخص اپنے جیسے گمراہ کی پیروی کرتا ہے۔ ثعلبی نے کہا اِن شعرآء سے کافر شعراء مراد ہیں۔ عبداللہ زبعری، ہُبیرہ بن وہب، مسافع بن عبدمناف، عمرو بن عبداللہ اور اُمیّہ بن ابی صلت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتے تھے اور لوگ ان کی پیروی کرتے تھے ان کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ التسلیم سے فرمایا۔ آپ ان میں اللہ تعالیٰ کے فعل کے آثار دیکھ رہے ہیں وہ ہر لغو اور جھوٹی بات میں مشغول ہوتے ہیں اور ہر وادی میں پریشان ہیں۔ خیر و رشد اور طریقِ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو اسلامی شعراء کعب بن مالک، حسان بن ثابت اور عبداللہ بن رواحہ روتے ہوئے دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے، حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ ہم شعرآء ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد والی آیت کریمہ بھی تو پڑھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ،، یعنی نیک صالح مومن

Marfat.com

۶۶۶۰ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُوْلُ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ اِذْ اَصَابَهٗ حَجَرٌ فَعَثَرَ فَدَمِيَتْ اِصْبَعُهٗ فَقَالَ هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ ۞ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

شعراء اس آیت کریمہ سے مستثنیٰ ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یعنی عبداللہ بن رواحہ اور حسان اور ان کے امثال اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ،، میں داخل ہیں (عینی)

۶۶۵۹ــــ ترجمہ : ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض شعروں میں حکمت ہے ۔

۶۶۵۹ــــ شرح : یعنی بعض شعر اچھا کلام ہیں حق کے مطابق ہیں نافع اور صحیح ہیں ۔ جہالت اور سفاہت سے منع کرتے ہیں۔ پس حکمت سے مراد قول صادق ہے جو واقع کے مطابق ہے ۔ لہٰذا ایسے شعر پڑھنے جائز ہیں ۔ ابن بطال نے کہا جو شعر اللہ کے ذکر اور اس کی تعظیم و تکریم پر مشتمل ہیں وہ اچھے ہیں حدیث شریف میں انہی کو کہا ہے کہ بعض شعروں میں حکمت ہے ۔ البتہ جو فحش اور جھوٹ ہوں وہ مذموم ہیں ۔

۶۶۶۰ــــ ترجمہ : اسود بن قیس نے کہا میں نے جندب کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے اچانک آپ کو ایک پتھر لگا تو حضور پھسل پڑے اور آپ کی انگشت شریف خون آلود ہوگئی تو فرمایا ؎

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ ،، تو صرف انگشت ہی تو ہے جو خون آلود ہوگئی ہے جو تجھے پیش آیا اللہ کی راہ میں پیش آیا ہے ۔

۶۶۶۰ــــ شرح : یہ شعر رجز ہے جو میدان کارزار میں پڑھا گیا تھا ۔ کرمانی نے اخفش سے نقل کیا کہ رجز شعر نہیں کیونکہ یہ دوسرے شعر سے حکایت ہوتی ہے ۔ مقصود یہ ہے کہ یہ مسلم الثبوت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر نہیں کہے ہیں یعنی یہ شعر بنائے نہیں ۔ یہ مطلب نہیں کہ شعر نہیں پڑھے ہیں کیونکہ شعر بنانے میں نظر و فکر اور تکلف ہوتا ہے یہ حضور کی شان

Marfat.com

۶۶۶۱ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْسَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْدَقُ کَلِمَةٍ قَالَهَا شَاعِرٌ کَلِمَةُ لَبِیْدٍ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَکَادَ اُمَیَّةُ ابْنُ اَبِی الصَّلْتِ اَنْ یُسْلِمَ

کے لائق نہیں بعض علماء نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صورتِ شعر میں واقع ہونے والا موزوں کلام ہوتا ہے اس میں شعر کی موزونیت نہیں ہوتی جبکہ شعر میں قصداً کلام موزوں لایا جاتا ہے؛ البتہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بعض شعراء کے شعر کا بعض اوقات تلفظ فرماتے تھے لیکن شعر بناتے نہیں تھے؛ چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یَتَمَثَّلُ مِنَ الشِّعْرِ کہ آپ شعر پڑھ لیتے تھے، چنانچہ حضور نے فرمایا ؎ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ "خبردار ہر شئی اللہ کے فنا ہونے والی ہے۔ یہ لبید کا شعر ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاعر کا یہ شعر بہت سچا شعر ہے۔ لبید عامری صحابی ہے ایک سو پچاس سال کی عمر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں وفات پائی۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۶۶۶۱ — شاعر نے جو بہت اچھی بات کہی وہ لبید کا قول ہے ؎ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَاخَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ "خبردار اللہ کے سوا ہر شئی فانی ہے اور قریب تھا کہ امیہ بن صلت اپنے اچھے اشعار کے سبب مسلمان ہو جاتا۔

شرح : ۶۶۶۱ — اُمیہ بن صلت جاہلیت کے زمانے کا شاعر تھا اس کے حق میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٰمَنَ شِعْرُهٗ وَکَفَرَ قَلْبُهٗ "اس کے شعر ایمان لائے اور اس کے دل نے کفر کیا یعنی وہ اپنے اشعار میں حقائق مسلمانہ لاتا تھا اور تصدیق قلبی نہیں رکھتا تھا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ عمرو بن شرید نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنہوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کیا تم اُمیہ بن ابی صلت کے اشعار سے کوئی شعر جانتے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا پڑھو میں نے شعر پڑھا فرمایا اور

Marfat.com

۶۶۶۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرِ ابْنِ الْأَكْوَعِ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا

ہوجاتا۔ مقصد یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے شعروں کو بنظر استحسان دیکھا اور اس کے شعر بکثرت سُننے چاہے کیونکہ اس کے اشعار میں بعثت اور وحدانیت کا اقرار تھا۔ معلوم ہُوا کہ بعض شعر اچھے ہوتے ہیں۔ اُمیّہ بن ابی صلت نے اسلام کا ابتدائی زمانہ پایا اس کو سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت و نبوّت کی خبر پہنچی لیکن وہ حضور پر ایمان نہ لایا وہ اپنے اشعار میں بکثرت توحید کا ذکر کرتا تھا اور حقائق واقعیہ کے سمندر میں غوّاص تھا لیکن درخشندہ موتی کے حصُول سے محروم رہا اور دل سے تسلیم نہ کیا اور حافظ بن عساکر نے ذکر کیا۔ ابوالصلت کا نام عبداللہ بن ابی ربیعہ بن عوف ہے۔ جاہلی شاعر تھا۔ واقدی نے کہا جاہلیّت کے زمانہ میں اوّل حالات میں نبوّت کا دعویٰ کیا تھا کیونکہ اُبتداء میں مومن تھا پھر اس کا دل ٹیڑھا ہوگیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہشام سے نقل کیا کہ جب امیّہ بن ابی صلت شام میں تھا تو حضور پر ایمان لایا پھر حجاز مقدس میں آیا تاکہ طائف سے اپنا مال و متاع لے کر ہجرت کر کے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آجائے جب وہ بدر کے میدان میں پہنچا تو کسی نے کہا اے ابا عثمان کہا جاتے ہو؟ امیہ نے کہا طائف جارہا ہوں وہاں سے اپنا مال و متاع لے کر مدینہ منورہ جاکر محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں رہوں گا کسی نے کہا کیا یہ جانتے ہو کہ بدر کے اس پرانے کنوئیں میں کیا ہے اُس نے کہا نہیں کہا گیا اس میں تیرے ماموں زاد بھائی عُتبہ اور شیبہ ہیں اور تیرے چچا کے بیٹے ہیں اس کے علاوہ اس شخص نے اُمیّہ کے اور اقارب بھی ذکر کئے یہ سُن کر اُمیّہ نے اپنی اونٹنی کی ناک اور دُم کاٹ دی اور اپنے کپڑے پھاڑ دیئے اور روتا ہُوا طائف کی طرف چلا گیا اور وہیں مرگیا یہ ہجرت کے دوسرے سال کا واقعہ ہے۔

۶۶۶۲ — ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ خیبر کی طرف گئے اور رات بھر چلتے رہے لوگوں میں سے ایک شخص نے عامر بن اکوع سے کہا کیا تم ہمیں اپنا کلام نہیں سُناتے ہو؟ سلمہ نے کہا عامر شاعر تھا وہ سواری

Marfat.com

فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ۞
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا ۞ فِدًى لَكَ مَا اتَّقَيْنَا ۞ وَثَبِّتِ
الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا ۞ وَاَلْقِيَا سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ۞ اِنَّا اِذَا صِيْحَ بِنَا
اَبَيْنَا ۞ وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا ۞ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ فَقَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْاَكْوَعِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ
اللّٰهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْلَا اَمْتَعْتَنَا بِهٖ
قَالَ فَاَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى اَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ
ثُمَّ اَنَّ اللّٰهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا اَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِيْ
فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ اَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النِّيْرَانُ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ قَالُوْا
عَلٰى لَحْمٍ قَالَ عَلٰى اَيِّ لَحْمٍ قَالُوْا عَلٰى لَحْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْرِيْقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا فَقَالَ رَجُلٌ

سے لڑا اور اپنے شعروں سے اونٹوں کو چلانا شروع کیا ؛ چنانچہ اس نے یہ اشعار پڑھنے شروع کیے۔
اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے ۞ نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے ۞ پس جو کچھ ہم نے
کیا ہے بخش اس حال میں کہ ہم تجھ پر فدا ہیں ۞ اگر ہم دشمن سے مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ ۞ اور ہم پر آرام
کا القا کر ۞ اور جس وقت ہم پر آوازیں بلند کی گئیں ہم نے دوڑنے سے انکار کر دیا وہ بلند آوازوں
سے ہم پر حملہ کرتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کو چلانے والا یہ شخص کون ہے
لوگوں نے کہا یہ عامر بن اکوع ہے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے صحابہ کرام سے ایک آدمی نے کہا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْنُهْرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اَوْذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ
كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيْهِ قِصَرٌ فَتَنَاوَلَ بِهٖ يَهُوْدِيًّا لِيَضْرِبَهٗ وَيَرْجِعُ
ذُبَابُ سَيْفِهٖ فَاَصَابَ رُكْبَةَ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ فَلَمَّا قَفَلُوْا قَالَ
سَلَمَةُ رَاٰنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاحِبًا فَقَالَ لِيْ مَالَكَ
قُلْتُ فِدًى لَكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ زَعَمُوْا اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ قَالَ مَنْ قَالَهٗ
قُلْتُ قَالَهٗ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَاُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهٗ اِنَّ لَهٗ لَاَجْرَيْنِ
وَجَمَعَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ اِنَّهٗ لَجَاهِدٌ مُّجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ نَشَأَ بِهَا مِثْلُهٗ

اس کی شہادت واجب ہوگئی اگر آپ اس کی حیات سے ہم کو نفع دیتے تو بہتر ہوتا پھر ہم خیبر میں آئے اور خیبر کے یہودیوں کا محاصرہ کیا حتی کہ ہمیں بہت بھوک لگی، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل خیبر پر فتح عطا کی جب فتح کے روز شام ہوئی تو لوگوں نے بہت آگ روشن کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آگ کیسی ہے اور کس لئے آگ جلا رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا گوشت پر فرمایا کونسا گوشت؟ عرض کیا گدھوں کے گوشت پر۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو گرا دو اور ہنڈیاں توڑ دو۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم گوشت گرا دیں اور ہنڈیوں کو دھو دیں فرمایا یا اس طرح کر لو۔ جب صحابہ کرام نے (دشمن کے سامنے) صف بندی کی عامر کی تلوار چھوٹی تھی انہوں نے ایک یہودی پر وار کیا تاکہ اس کو قتل کرے تو تلوار کا کنارہ (تلوار کے چھوٹا ہونے کے سبب) انہی کی طرف لوٹا اور عامر کے گھٹنے کو لگا جس سے وہ فوت ہوگئے جب واپس لوٹے سلمہ نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غمناک دیکھ کر فرمایا تمہارا حال کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا میرا باپ اور میری جان آپ پر قربان ہوں صحابہ کہتے ہیں عامر کے عمل ضائع ہوگئے ہیں فرمایا یہ کس نے کہا ہے؟ میں نے عرض کیا فلاں فلاں اور اسید بن حضیر انصاری نے کہا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کہا ہے جھوٹ کہا ہے۔ اس کے لئے دو ثواب

Marfat.com

٦٦٦٣ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ وَمَعَهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ فَقَالَ وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ فَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوهَا عَلَيْهِ قَوْلُهُ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ

ہیں اور اپنی دو انگلیوں کو جمع کیا بے شک وہ جاہد مجاہد تھے اس کی مثل بہت کم عربی پیدا ہوئے ہیں۔

٦٦٦٢ — شرح : قولہ فدًی لک یعنی اے اللہ تیری رضا میں میری جان قربان ہے۔ فداء بمعنی رضا ہے۔ قولہ وَجَبَتْ یا نَبِیَّ اللّٰہ ،، صاحب تیسیر نے ابن عبدالبرؒ سے نقل کیا کہ اس دعاء سے لوگوں نے یہ سمجھا کہ عامر شہید ہو جائیں گے۔ عادت یہ تھی کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم معرکہ میں کسی کے لئے استغفار کرتے وہ یقیناً شہید ہو جاتا تھا جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دعاء سنی تو عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر عامر کے زندہ رہنے سے ہمیں نفع دیں تو بہتر ہو (کرمانی) ان الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ جنگ میں شہید ہونے والوں کو حضور پہلے ہی جانتے تھے اور نور نبوت سے لوگوں کے آجال پر مطلع تھے۔ قولہ ان لہ اجرین آہ ،، ایک ثواب اللہ کی طاعت میں کوشش کرنا اور دوسرا ثواب اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ بعض نے کہا ایک ثواب اللہ کی راہ میں موت اور دوسرا لوگوں کے اونٹوں کو شعر پڑھ کر چلانا اور دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں کے لئے ثابت قدمی کی دعاء کرنے کا ثواب۔ قولہ قَلَّ عربی یعنی ایسی وصف والا شخص دنیا میں کم پیدا ہوتا ہے (حدیث : ٣٩٢٢ ج : ٦ کی شرح دیکھیں)

٦٦٦٣ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کے پاس تشریف لے گئے حالانکہ اُن کے ساتھ ام سلیم بھی تھی فرمایا اے انجشہ (ابو قلابہ کا غلام) تیری خرابی ہو شیشہ کی بوتلوں کو چلانا چھوڑ۔ ابو قلابہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کلام فرمایا اگر تم میں سے کوئی ایسا کلمہ کہے تو تم اس پہ عیب لگاؤ۔

٦٦٦٤ — شرح : قولہ سوقک الخ دراصل عبارت اس طرح اِرْفُقْ فِیْ سَوْقِکَ ،، چلانے میں نرمی کر حرف جارہ کے حذف ہونے کے سبب مجرور منصوب ہو گیا۔

Marfat.com

رُوَیدَ اسم فعل بمعنی اِمْہَلْ ہے ۔ قَوَارِیر قارورہ کی جمع ہے اس کو قارورہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانی مستقر ہوتا ہے ۔ اس سے مراد کمزور عورتیں ہیں ۔ علامہ عینی نے ابن کثیر سے نقل کیا عورتوں کو شیشہ کی بوتلوں سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ شیشہ کی بوتل جلدی ٹوٹ جاتی ہے ۔ ایسے ہی عورتیں ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اونٹ جب گانا سنتے ہیں تو چلنے میں تیز ہو جاتے ہیں اور سوار کو تھکا دیتے ہیں اس لئے انجشہ کو حدا سے منع فرمایا کیونکہ عورتیں شدتِ حرکت سے کمزور ہو جاتی ہیں ۔ زَامِرزی نے کہا قواریر سے عورتوں کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ حرکت کرنے سے ضعیف ہو جاتی ہیں ۔ نرم مزاجی ، لطافت اور جسمانی کمزوری میں ان کو بوتلوں سے تشبیہ دی ہے ۔ بعض علماء نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ اونٹوں کو اس طرح چلاؤ اور ہانکو گویا کہ اُن پر شیشہ کی بوتلیں لادی ہوئی ہیں کہ تیز چلنے سے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا کر ٹوٹ جائیں گی ۔ بعض علماء نے ذکر کیا کہ عورتوں کو بوتلوں سے تشبیہ اس لئے دی کہ یہ جلدی ناراض ہو جاتی ہیں اور ان کی وفاء میں دوام و استمرار نہیں ہوتا جیسے شیشہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے پھر درست نہیں ہو سکتا ۔ بعض علماء نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار پڑھ کر اونٹوں کو چلانے سے انجشہ کو اس لئے منع کیا کہ عورتوں کے دل کمزور ہوتے ہیں ان کے قلوب حسن صوت سے غنا کو بہت جلد قبول کرتے ہیں ۔ کہا جاتا ہے غناء زناء کا دم ہے اس لئے انجشہ کو اس سے منع فرما دیا ۔

علامہ طیبی نے کہا سَوْقَکَ بِالْقَوَارِیر میں تشبیہ نہیں ، کیونکہ تشبیہ میں مُشَبَّہ اور مُشَبَّہ بہ دونوں کا مذکور ہونا ضروری ہے یہاں مشبہ بہ مذکور نہیں لہٰذا یہ استعارہ بالکنایہ ہے اس پر قرینہ حالیہ ہے مقالیہ نہیں اور لفظِ کسر ترشیح ہے لہٰذا اس عبارت میں دو استعارہ مکنیہ اور ترشیحیہ ہیں ۔ علامہ کرمانی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے یہ استعارہ بلیغ لطیفہ ہے اس کو کیوں معیوب کہا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ استعارہ کی شرط ہے کہ لوگوں میں شبہ کی وجہ واضح ہو ۔ حالانکہ شیشے کی بوتل اور عورت میں شبہہ کی وجہ ظاہر نہیں ۔ حق بات یہ ہے کہ یہ کلام نہایت ہی خوبصورت اور عیوب سے سالم ہے ۔ اور استعارہ میں یہ ضروری نہیں کہ اس میں بالذات وجہ شبہہ واضح ہو بلکہ قرآن سے بھی واضح وجہ مشبہ ہو جاتی ہے جیسے یہاں ہے لہٰذا عیب اس میں ہے جو عیب لگاتا ہے ۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ابو قلابہ کا مقصد یہ ہو کہ بلاغت میں یہ استعارہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی مستحسن ہے ، کیونکہ حضور بلاغت کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے اور فصاحت میں مدارج قصویٰ پر حاوی تھے اور جس شخص کو فصاحت و بلاغت میں قدم راسخ نہیں اگر اس سے اس طرح کا کلام ظاہر ہو تو تم اس پر عیب لگاؤ ۔ ابو قلابہ کے منصب کے یہی لائق تھا ۔ بعض علماء نے کہا اس باب سے مقصد یہ ہے کہ شعر بھی دیگر کلام جیسا ہوتا ہے لہٰذا جس میں اللہ کی تعظیم ہو اور دُنیا کی تحقیر ہو وہ بہتر ہے اور جس میں جھوٹ اور بطلان و فحش ہو وہ مذموم اور گمراہی ہے ۔ واللہ و رسولہ اعلم !

Marfat.com

بَابُ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ

٦٦٦٤ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ اسْتَاْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ بِنَسَبِيْ فَقَالَ حَسَّانُ لَاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ ذَهَبْتُ اَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَاِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب مشرکوں کی ہجو کرنا

ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث مرفوع ذکر کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں سے اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو طبرانی نے عمار بن یاسر سے حدیث مرفوع ذکر کی کہ جب مشرکوں نے ہماری ہجو کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی انہیں کہو جو انہوں نے تمہیں کہا ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ بعض شعر مستحب ہیں ہجا اور ہجو ہم معنی ہیں اور وہ شعروں میں کسی کی مذمت کرنا ہے۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حسان بن ثابت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو و مذمت کرنے کی اجازت

٦٦٦٥ —

طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میرے نسب کا حال کیسا ہوگا (کیونکہ حضور بھی قریش میں داخل ہیں) حسان نے کہا میں آپ کو اُن سے ایسا نکالوں گا جیسے بال کو آٹے سے نکال لیا جاتا ہے۔ ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حسان بن ثابت کو سب وشتم کرنے لگا

Marfat.com

۶۶۶۶ — حَدَّثَنِیْ اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ وَھْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ اَنَّ الْھَیْثَمَ بْنَ اَبِیْ سِنَانٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَاھُرَیْرَۃَ فِیْ قَصَصِہٖ یَذْکُرُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَخًا لَکُمْ لَا یَقُوْلُ الرَّفَثَ یَعْنِیْ بِذٰلِکَ ابْنَ رَوَاحَۃَ قَالَ وَفِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ یَتْلُوْ کِتَابَہٗ ۞ اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ اَرَانَا الْھُدٰی بَعْدَ الْعَمٰی فَقُلُوْبُنَا ۞ بِہٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ یَبِیْتُ یُجَافِیْ جَنْبَہٗ عَنْ فِرَاشِہٖ ۞ اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْکَافِرِیْنَ الْمَضَاجِعُ

تو ام المؤمنین نے فرمایا اس کو گالیاں نہ دو یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کرتا تھا۔

۶۶۶۵ — شرح : حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مداح تھے لیکن وہ اہلِ افک میں شامل تھے۔ اس لئے عروہ نے کہا کہ اس کو پاس کیوں بیٹھنے دیتی ہیں۔ مائی صاحبہ نے فرمایا گو یہ جیسا بھی ہے لیکن سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاح تھا اور مشرکوں کے لسانی حملوں کی مدافعت کیا کرتا تھا۔ حسان نے بال کا ذکر کیا؛ کیونکہ جب بال کو آٹے سے نکالا جائے تو اس کے ساتھ شمہ بھر آٹے کا نشان نہیں ہوتا یعنی وہ آپ کی مدح کریں گے اور مشرکوں کی ہجو کریں گے لیکن اس ہجو میں حضور کی ذات کریمہ قطعًا متاثر نہ ہوگی جیسے بال کو آٹے سے نکالا جائے تو بال کے ساتھ آٹے کا نشان تک نہیں ہوتا بخلاف اس کے کہ اگر لکڑی کہا جاتا تو اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ آٹا باہر آجاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

یناضح یعنی مدافعت کرتا ہے۔ فلاں کی طرف سے مخاصمت کرتا ہے (حدیث ۳۸۷۹ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۶۶۶ — ترجمہ : ہیثم بن سنان نے زہری کو خبر دی کہ انہوں نے ابوہریرہ کو اُن کے واقعات بیان کرتے ہوئے سُنا اس حال میں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا تمہارا بھائی یعنی عبداللہ بن رواحہ فحش نہیں کہتا ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا ؎ ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو اللہ کی کتاب تلاوت کرتے ہیں ۞ جس وقت فجر کے وقت روشنی کھل جائے

Marfat.com

تَابَعَهُ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ وَالْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

٦٦٦٧ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّهٗ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ اَبَا هُرَيْرَةَ فَيَقُوْلُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ نَشَدْتُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا حَسَّانُ اَجِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ نَعَمْ

ہمیں گمراہی کے بعد ہدایت کی راہ دکھائی پس ہمارے دل ؛ یقین کرتے ہیں کہ جو حضور نے فرمایا یقیناً واقع ہوگا ؛ آپ اس حال میں رات گزارتے ہیں کہ آپ کا پہلو بستر سے جدا ہوتا ہے ؛ جس وقت کافروں کے ساتھ خواب گاہیں بھاری ہو جاتی ہیں ؛ عقیل نے زہری سے روائت کرنے میں یونس کی متابعت کی زُبیدی نے سعید، اعرج کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی۔

شرح : قصص بفتح القاف مصدر یعنی قصہ خواندن ہے اور بکسر القاف قصہ کی جمع ہے دونوں طرح اس کی روائت کی گئی ہے۔ اس حدیث کے پہلے ٦٦٦٦ —— بیت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی طرف اشارہ ہے اور تیسرے بیت میں حضور کے عمل کی طرف اشارہ ہے یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم علم اور عمل میں کامل ہیں اور دوسرے میں حضور کا دوسروں کو کامل کرنے کی طرف اشارہ ہے لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کامل و مکمل ہیں (کرمانی۔ عینی)

ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اُنہوں ٦٦٦٧ —— نے حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے سُنا اس حال میں کہ وہ

Marfat.com

۶۶۶۸ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِحَسَّانٍ اُهْجُهُمْ اَوْ قَالَ هَاجِهِمْ وَجِبْرَئِيْلُ مَعَكَ

بَابُ مَا يُكْرَهُ اَنْ يَكُوْنَ الْغَالِبُ عَلَى الْاِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتّٰى يَصُدَّهٗ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْاٰنِ

ابوہریرہ کو گواہ بنا رہے تھے اور کہتے تھے اے ابا ہریرہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکوں کو جواب دو (کیونکہ وہ مذمت کرتے ہیں) اے اللہ! روح القدس یعنی جبریل کے ذریعہ حسان کی مدد کر۔ ابوہریرہ نے کہا جی ہاں! حضور نے یہ فرمایا تھا۔ (حدیث: ۴۴۴ ج: اکی شرح دیکھیں)

۶۶۶۸ — ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا مشرکوں کی ہجو کرو۔ حسان نے کہا یا فرمایا "ہاجہم" جبرائیل تیرے ساتھ مددگار ہیں"

۶۶۶۸ — شرح: ابن بطال نے کہا کافروں کی ہجو کرنا افضل عمل ہے جبکہ وہ مسلمانوں کو برا بھلا کہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اے اللہ! حسان کی مدد کر عمل اور عامل کے شرف کے لئے یہی کافی ہے (حدیث ۴۴۴ ج: اکی شرح دیکھیں) بدء الخلق میں بھی یہ حدیث مذکور ہے۔

باب کسی انسان پر شعروں کا غلبہ ہو جانا جو اس کو اللہ کے ذکر دینی علم اور تلاوتِ قرآن سے روکے مکروہ ہے"

Marfat.com

٦٦٦٩ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا

٦٦٧٠ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحًا حَتّٰى يَرِيَهُ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ وَعَقْرٰى

٦٦٦٩ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کسی ایک کا پیٹ پیپ سے بھر جائے شعروں سے پیٹ بھرنے سے بہتر ہے۔

٦٦٧٠ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے جو اس کے پیٹ کو خراب اور فاسد کردے اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھردے۔

٦٦٧٠-٦٩ — شرح : یعنی شعر پڑھنے سے ذکر و فکر، دینی علم کے حصول اور تلاوت قرآن میں حرج واقع ہو تو اس سے بہتر یہ ہے کہ اس کا پیٹ فاسد مادہ پیپ سے بھر جائے۔ ان اشعار سے وہ اشعار مراد ہیں جن میں وعظ، حکمت، اللہ اور اس کے رسول کی صفت و ثنا اور ائمہ دین کی تعریف نہ ہو بلکہ ان میں ظالم جابروں کی مدح و ثنا ہو اور فساق و فجار کی تعریف ہو اور عورتوں کا ذکر ہو۔ وَرِیَ یَرِیُ وَنِیَ یَنِیُ کی طرح ہے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ وَعَقْرٰى حَلْقٰى

Marfat.com

۶۶۷۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَذَنُ لَهُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ قَالَ ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَبِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يُحَرِّمُ مِنَ النَّسَبِ

تَرِبَتْ يَمِينُكِ ،، یہ کلمہ لوگوں کی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اس سے بد دعاء اور وقوع امر کا ارادہ نہیں کرتے بلکہ ان کی مراد فعل میں رغبت دلانا ہوتا ہے یا مدح وثنا میں مبالغہ مطلوب ہوتا ہے جیسے بہترین شاعر کو کہتے ہیں۔ اللہ اس کو ہلاک کرے اُس نے کیا اچھا شعر کیا ہے۔ علامہ عینی نے نحاس سے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا ہے کہ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو تیرا ہاتھ خاک آلود ہو۔ قولہ عقری حلقی یعنی اس کو اللہ کاٹے اور اس کا سر مونڈے اور اس کے حلق میں درد ہو جس شئ پر تعجب آئے اس کو عقری حلقی کہتے ہیں منحوس مؤنث عورت کو بھی عقرا حلقا کہا جاتا ہے۔

۶۶۷۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ پردہ کی آیت کے نزول کے بعد ابوقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی میں نے کہا بخدا! میں اس کو اندر آنے کی اجازت نہ دوں گی یہاں تک کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کرلوں کیونکہ مجھے ابوقعیس کے بھائی نے دودھ نہیں پلایا لیکن مجھے تو ابوقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے مرد

Marfat.com

۶۶۷۲ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَنْفِرَ فَرَاٰى صَفِيَّةَ عَلٰى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيْبَةً حَزِيْنَةً لِاَنَّهَا حَاضَتْ فَقَالَ عَقْرٰى حَلْقٰى لُغَةٌ لِقُرَيْشٍ اِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا ثُمَّ قَالَ اَكُنْتِ اَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ يَعْنِيْ الطَّوَافَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ اِذَنْ

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ زَعَمُوْا

۶۶۷۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ

نے دودھ نہیں پلایا لیکن مجھے تو اس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے حضور نے فرمایا اس کو اندر آنے کی اجازت دو وہ تمہارا چچا ہے تمہارا دایاں خاک آلود ہو عروہ نے کہا اس لئے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔ رضاع کے سبب ہر اس کو حرام کرو جو نسب میں حرام ہے۔ (حدیث ۴۹۰۳ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ۶۶۷۲ — سے واپسی کا ارادہ کیا اور خیمہ کے دروازہ پر صفیہ کو بہت غمناک دیکھا کیونکہ انہیں حیض آگیا تھا فرمایا عقریٰ حلقیٰ (کاٹی مونڈی) یہ قریش کی لغت ہے تو ہمیں روکنا چاہتی ہے؟ پھر فرمایا کیا تو نے نحر کے روز طواف زیارت کیا تھا عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اس وقت سفر جاری رکھو،،

شرح : عقریٰ کے معنی اللہ اس کو کاٹے اور حلقیٰ کے معنیٰ اس کے حلق میں ۶۶۷۲ — درد ہو یہ غضبیٰ کے وزن پر غیر منوّن ہے۔ ان پر تنوین بھی پڑھی جاتی ہے اس وقت یہ مصدر ہیں ان کا فعل متروک ہے دراصل عقرھا اللہ عقرًا اور حلقھا اللہ حلقًا تھے حائضہ عورت سے طواف زیارت ساقط ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب صفیہ کے حائض ہونے کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا یہ ہمیں نہیں روکے گی کیونکہ اس نے فرض ادا کر لیا ہے جو حج کا رکن ہے (حدیث ۱۷۶۱، ج ۲ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ
إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ
ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ
أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ
رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ زَعَمَ
ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ وَ
ذَاكَ ضُحًى

باب لفظ زَعَمُوا میں جو روایت وارد ہے

ابومسعود انصاری سے کہا گیا تم نے لفظ "زَعَمُوا" کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے انہوں نے کہا زَعَمُوا آدمی کی بُری سواری ہے؛ چنانچہ مثل مشہور ہے کہ زعموا جھوٹ کی سواری ہے دراصل یہ اس شئی کے متعلق ذکر کرتے ہیں جس کی حقیقت معلوم نہ ہو جو کوئی تحقیق کے بغیر بکثرت حدیثیں ذکر کرے اس کا جھوٹ بولنا بعید نہیں۔

۶۶۷۳ ترجمہ : ابوالمُرّہ ام ھانی کے آزاد کردہ غلام نے ابونضر کو خبر دی کہ انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے سنا کہ وہ کہتی تھیں میں فتح مکہ کے سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے آپ کو سلام عرض کیا تو فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا میں اُمِّ ہانی ہوں حضور نے فرمایا اے اُمِّ ہانی خوش آمدید جب حضور غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے اور آٹھ رکعتیں نماز پڑھی اس حال میں کہ ایک ہی کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے۔ جب سلام پھیرا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کا بیٹا ایک آدمی کو قتل کرنا چاہتا ہے جس کو میں نے امن دیا ہے وہ فلاں بن ھُبَیرَہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام ہانی جس کو تو نے امن دیا ہم نے بھی

Marfat.com

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ

٦٦٧٤ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا

اس کو امن دیا۔ ام ہانی نے کہا یہ چاشت کا وقت تھا۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ام ہانی نے

٦٦٧٣ — گمان (زعم) کیا کہ میری ماں کا بیٹا الخ فلاں بن ھُبیرہ رُجُل سے بدل واقع ہے۔ بعض نے کہا اس کا نام حارث بن ہشام مخزومی ہے۔ ضحاء، ضحوہ اور ضحیٰ کے معنیٰ یہ ہیں کہ جب سورج چوتھائی آسمان تک بلند ہو یا اس کے بعد ہوا سے ضحیٰ کہتے ہیں اور سورج طلوع ہونے کے بعد تھوڑا سا اونچا ہو تو اس کو ضحوہ اور اس کے اوپر ہو تو ضُحیٰ کہتے ہیں۔ نماز ضحیٰ ہونے کے بعد تھوڑا سا اونچا ہو تو اس کو ضحوہ اور اس کے اوپر ہو تو ضُحیٰ کہتے ہیں۔ نماز ضحیٰ کے بارے میں اس حدیث کے سوا کوئی حدیث ثابت نہیں تحقیق یہ ہے کہ نماز اشراق اور ضحیٰ ایک ہی ہے اس نماز کا اوّل وقت طلوعِ آفتاب سے زوال کے وقت تک ہے اس کو نماز چاشت کہتے ہیں (تیسیر القاری)

باب کسی آدمی کو وَیلک کہنے میں روایات

لفظ ویل جب مضاف ہو تو یہ مفعول مطلق ہوتا ہے اس پہ نصب لازم اور عامل واجب الحذف ہوتا ہے ویل اس شخص کو کہا جاتا ہے جو ہلاکت میں واقع ہو اور وَیْحَکَ کلمہ ترحم ہے کسی پہ رحم کے لئے وَیْحَکَ کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا وَیلکَ اور وَیْحَکَ ہم معنی ہیں بعض نے ان میں فرق کیا ہے کہ ویل حسرت کے لئے اور وَیح رحم کے لئے کہتے ہیں۔ علامہ عینی نے ترمذی سے ذکر کیا کہ وَیل اور وَیح ہم معنیٰ ہیں اکثر اہل لغت کہتے ہیں لفظ ویل عذاب کا کلمہ ہے اور لفظ وَیح رحمت کا کلمہ ہے۔

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

٦٦٧٤ — نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بدنہ کو ہانک رہا ہے فرمایا اس پہ سوار

Marfat.com

بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ

۶۶۷۵ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ اَوْ فِي الثَّالِثَةِ

۶۶۷۶ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَاَيُّوْبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ وَكَانَ مَعَهُ غُلَامٌ لَهُ اَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ اَنْجَشَةُ يَحْدُوْ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ يَا اَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيْرِ

ہو جا اُس نے کہا یہ بدنہ ہے فرمایا سوار ہو جا اُس نے کہا یہ بُدنہ ہے فرمایا تیری خرابی ہو اس پر سوار ہو جا۔

۶۶۷۵ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی دیکھا جو بدنہ ہانک رہا تھا فرمایا اس پر سوار ہو جا اُس نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ بُدنہ ہے۔ حضور نے دُوسری بار یا تیسری بار فرمایا تیرے لئے خرابی ہو اس پر سوار ہو جا۔ (حدیث ع ـــ کی شرح دیکھیں باب رکوب البدنۃ)

۶۶۷۶ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے آپ کے ساتھ آپ کا کالا غلام تھا جس کو انجشہ کہا جاتا تھا وہ اشعار پڑھ کر اونٹ چلا رہا تھا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا ویحک اے انجشہ عورت کے ساتھ سیر میں نرمی کر (تاکہ اونٹوں کے تیز چلنے سے یہ گر نہ پڑیں) (حدیث : ع ۵۲۶۲ کی شرح میں تفصیل مذکور ہے)

Marfat.com

٦٦٧٧ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيكَ ثَلٰثًا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيبُهُ وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ

٦٦٧٨ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالضَّحَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قِسْمًا

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی آدمی کی تعریف ٦٦٧٧ —
اور مدح وثناء کی حضور نے فرمایا تیری ہلاکت ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی ہے لامحالہ تم میں سے جو کسی کی مدح کرے اگر وہ جانتا ہے تو یہ کہے میں فلاں شخص کو ایسا گمان کرتا ہوں یقینی طور پر اللہ تعالیٰ اس کا حساب جانتا ہے میں کسی کو اللہ کے علم پر پاک وصاف نہیں جانتا ہوں۔

شرح : حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ حتمی اور یقینی طور پر نہ کہے کہ فلاں شخص ٦٦٧٧ —
ایسا ہے کیونکہ وہ اس کے باطن کو نہیں جانتا ہے یہ صرف خدا اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔ ہمارے لئے جائز نہیں کہ کسی کے متعلق یہ فیصلہ کریں کہ وہ اللہ کے علم میں ایسا ایسا ہے۔
قولہ اِنْ كَانَ يَعْلَمُ "فَلْيَقُلْ" سے متعلق ہے دراصل عبارت یہ ہے اِنْ كَانَ يَعْلَمُ فَلْيَقُلْ الخ

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مال ٦٦٧٨ —
تقسیم کر رہے تھے۔ بنی تمیم سے ایک شخص ذوالخویصرہ نے کہا یا رسول اللہ
عدل وانصاف کریں حضور نے فرمایا تیری ہلاکت ہو جب میں نے عدل نہ کیا تو کون عدل کرے گا۔ عمر فاروق رضی اللہ

Marfat.com

فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْدِلْ فَقَالَ
وَيْلَكَ مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِي فَلْأَضْرِبْ
عُنُقَهُ قَالَ لَا إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَ
صِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمُرُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ
يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ
فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى
قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ يَخْرُجُونَ عَلَى
حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ
الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ
مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِينَ قَاتَلَهُمْ
فَالْتُمِسَ فِي الْقَتْلَى فَأُتِيَ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے کہا مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں حضور نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ بے شک اس آدمی کے ساتھی ہوں گے تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اور ان کے روزوں کو اپنے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانے گا؛ حالانکہ وہ دین سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے ہے۔ تیر کے لوہے کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئ نہیں پائی جاتی پھر اس کے مدخل پر لپٹی ہوئی رسی کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئ نہیں پائی جاتی پھر تیر کی لکڑی کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئ نہیں پائی جاتی پھر اس کے پر کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئ نہیں پائی جاتی؛ حالانکہ وہ غلاظت اور خون سے گزرتا ہے وہ لوگوں کے اختلاف کے وقت نکلیں گے ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح ہوگا جو پھڑکے گا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی

Marfat.com

دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے اور میں اس کا گواہ ہوں کہ حضرت علی نے جس وقت اُن سے جنگ کی تھی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا وہ شخص قتل ہونے والوں میں ڈھونڈا گیا تو وہ اسی وصف پر تھا جو وصف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمائی تھی۔

شرح : خویصرہ خاصرہ کی تصغیر ہے پہلے اس آدمی کا حلیہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی آنکھیں گہری تھیں رخسارے اُبھرے ہوئے تھے۔ داڑھی بھاری تھی سر منڈا ہوا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مال تقسیم کیا تھا وہ سونا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک حدیث میں ہے کہ جس آدمی نے اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی تھی وہ حضرت خالد بن ولید تھے اور اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں خالد بن ولید کا یقین نہیں کیا گیا وہ صرف راوی نے اپنے گمان کے مطابق ذکر کیا ہے یہ بھی احتمال ہے کہ یکے بعد دیگرے دونوں نے اجازت طلب کی ہو۔

۶۶۷۸ —

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو تیر سے تشبیہ دی جو شکار میں سے نکل جاتا ہے اور تیزی سے نکل جانے کے سبب اس کو خون اور غلاظت وغیرہ نہیں لگتی حالانکہ وہ خون اور دیگر غلاظتوں میں سے گزرتا ہے اور اس میں اُن کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ اسی طرح ان لوگوں کی عبادت سے انہیں کچھ ثواب حاصل نہ ہوگا کیونکہ وہ اپنے فاسد اعتقاد کے سبب دین سے تیز نکل جائیں گے۔ بعض نے کہا امام کی طاعت سے باہر نکل جائیں گے یہ لوگ خارجی ہیں جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طاعت سے باہر نکل گئے تھے اُنھوں نے خوارج کو مدائن کے قریب نہروان میں ان سے جنگ کی تھی۔ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے۔ صفت اور نعت میں فرق یہ ہے کہ نعت حلیہ سے ہوتی ہے جیسے مارنے والا نکلنے والا اس تقدیر پر اللہ کو منعوت نہیں کہا جاتا بلکہ اللہ کو موصوف کہا جاتا ہے بعض نے کہا نعت خاص شئی کی ہوتی ہے جیسے لنگڑا یا اندھا ہونا کیونکہ یہ جسم کے مقام کے ساتھ خاص ہے اور صفت محسوس شئی کی نہیں ہوتی جیسے عظیم ہے جیسے کریم اس لئے حدیث میں نعت کا لفظ مذکور ہے۔

قولہ رَمِیَّۃ بروزن فعیلہ بمعنی شکار۔ رَمِیْ سے ماخوذ ہے۔ مُرُوق جو تیزی کے ساتھ ایک طرف سے دُوسری طرف نکل جائے۔ نَصْل تیر کا لوہا۔ رِصَاف رَصْفہ کی جمع ہے۔ یہ پٹھہ سے بنی ہوئی رَسّی ہے جو تیر کے پھالے کی داخل ہونے کی جگہ پر لپیٹی جاتی ہے۔ نَضِیّ، تیر کی لکڑی۔ قُذَذ قُذَّہ کی جمع بمعنی تیر کا پر۔

(اس حدیث کی تفصیل حدیث ۳۳۷۹ ج : ۵ کی شرح میں دیکھیں)

Marfat.com

۶۶۷۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُوالْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ فَقَالَ وَیْحَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰی اَهْلِیْ فِیْ رَمَضَانَ قَالَ اَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ مَا اَجِدُهَا قَالَ فَصُمْ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَاُتِیَ بِعَرَقٍ فَقَالَ خُذْهُ فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلٰی غَیْرِ اَهْلِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا بَیْنَ طُنُبَیِ الْمَدِیْنَةِ اَحْوَجُ مِنِّیْ فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُهٗ قَالَ خُذْهُ تَابَعَهٗ یُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ وَیْلَكَ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہوگیا فرمایا تیری خرابی ہو (کیسے ہوا) عرض کیا میں نے رمضان مبارک میں اپنی بیوی سے روزہ کی حالت میں جماع کر لیا ہے۔ فرمایا غلام آزاد کر اس نے کہا میں غلام نہیں پاتا فرمایا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ عرض کیا مجھے طاقت نہیں فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے عرض کیا میں اس قدر کھانا نہیں پاتا اتنے میں کھجوروں کا ٹوکرہ لایا گیا فرمایا یہ لے لو اور صدقہ کر دو عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اپنے بال بچوں کے علاوہ دوسروں پر صدقہ کروں؟ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ حضور کے دانت شریف ظاہر ہوگئے۔ فرمایا یہ لے جاؤ۔ یونس نے زہری سے روایت کرنے میں اوزاعی کی متابعت کی عبدالرحمٰن بن خالد

۶۶۷۹ —

Marfat.com

٦٦٨٠ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ اَعْرَابِيًّا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ اِنَّ شَاْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تُؤَدِّيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَتْرُكْ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا

نے زُہری سے روایت کی کہ حضور نے "وَیْلَکَ" فرمایا۔

٦٦٧٩ — شرح : حدیث میں گزرا ہے کہ اس کا یہی کفارہ ہوگیا تھا اور یہ اس شخص کی خصوصیت ہے یا کفارہ دُوسرے وقت پر موقوف کر دیا کیونکہ کفارہ ادا کرنے میں تاخیر بھی جائز ہے۔ قولہ وَیْحَکَ یعنی تیری خرابی ہو تو نے کیا کیا ہے۔ اُس نے کہا میں نے رمضان مبارک کے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ قولہ اُتِیَ بِعَرَقٍ بفتح العین والرّاء بمعنی زنبیل جو کھجور کے پتوں سے بُنی ہوتی ہے جو شئی بُنی ہُوئی ہو اسے عَرَقٍ کہتے ہیں۔ طِنْبِیِ المدینہ، طِنْب کے معنی طرف ہیں۔ دراصل طنب خیمہ کی رسّی ہے اس کی جمع اطناب ہے۔ حدیث میں مدینہ منوّرہ کو خیمہ سے تشبیہ دی گئی ہے اور اس کے دونوں کناروں کو طنابوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی مدینہ منوّرہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کا کلام سُن کر ہنسے حتی کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہو گئے۔ انیاب درمیان والے دانت ہیں اور نواجذ منہ کے آخر میں داڑھیں ہیں۔ اس حدیث میں انیاب کا ذکر ہے اور باب التبسّم کی حدیث ٥٣٦٥ میں نواجذ مذکور ہے لیکن ان میں منافات نہیں کیونکہ ان کا ایک دوسرے پر اطلاق ہوتا رہتا ہے اس کی تفصیل حدیث : ١٨١٣ ج ٣ کی شرح دیکھیں)

٦٦٨٠ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! مجھے ہجرت کی خبر دیں فرمایا تیری خرابی ہو ہجرت تو بہت سخت ہے کیا تیرے پاس اونٹ ہیں عرض کیا جی ہاں فرمایا کیا تو ان کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے عرض کیا

Marfat.com

۶۶۸۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَلِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ قَالَ شُعْبَةُ شَكَّ هُوَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَقَالَ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ وَيْحَكُمْ وَقَالَ عُمَرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ ۶۶۸۲ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ قَالَ وَيْلَكَ

جی ہاں۔ فرمایا تو اس دریا کے پار اپنا کاروبار کر اللہ تعالیٰ تیرے عمل کے ثواب میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔

۶۶۸۰ شرح : ہجرت کے معنی وطن ترک کر کے مدینہ منورہ چلے جانا یہ ہجرت فتح مکہ سے پہلے فرض تھی فتح مکہ کے بعد منسوخ ہوگئی۔ ویسے بھی ایک شہر سے دوسرے شہر میں ہجرت کرنے میں کافی دشواری پیش آتی ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت کا معاملہ بہت سخت ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے اونٹوں اور ان کی زکوٰۃ کے متعلق پوچھا ان کے علاوہ اس پر اعمالِ واجبہ سے نہیں پوچھا؛ کیونکہ نفس انسانی اعمال بدنیہ کی نسبت مال پر زیادہ حریص ہے۔ لَنْ يَتِرَكَ یہ وَتَرَ يَتِرُهٗ سے ہے۔ یعنی تیرے عمل کا ثواب کم نہیں کرے گا۔ وتر بمعنی نقصان ہے۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ہجرت کرنا بہت سخت ہے تم جہاں بھی ہو اچھے عمل کرو کیونکہ جب تم نے اللہ کا فریضہ ادا کیا تو بے فکر اپنے گھر میں رہو اگرچہ مدینہ منورہ سے بعید تر ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کا ثواب کم نہیں کرتا (حدیث ۱۳۷۰ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۶۸۱ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وَيْلَكُمْ یا وَيْحَكُمْ فرمایا شعبہ نے کہا کہ انہوں نے شک کیا کہ حضور نے

Marfat.com

وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ فَقُلْنَا وَنَحْنُ كَذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا فَمَرَّ غُلَامٌ لِلْمُغِيرَةِ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي فَقَالَ إِنْ أُخِّرَ هٰذَا فَلَمْ يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ وَاخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا کہ ویلکم یا ویحکم میرے بعد کافروں کی مثل نہ ہونا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو نضر نے شعبہ سے ویحکم روایت کیا اور عمرو بن محمد نے اپنے باپ سے ویلکم یا ویحکم ذکر کیا۔

شرح قولہ قال شعبۃ انہوں نے یعنی شعبہ کے شیخ واقد بن محمد نے شک کیا ہے۔ قولہ لاترجعوا آہ یعنی خارجیوں کی طرح لوگوں کی تکفیر نہ کرو بعض نے کہا یہ وہ مرتد ہیں جن کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ بعض نے کہا یہ خارجی لوگ ہیں جو کبیرہ گناہ جیسے قتل و زنا کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں۔ قولہ قال النضر عن شعبۃ یعنی نضر نے شعبہ سے اسی سند سے ویحکم بدون شک کہا ہے۔ قولہ قال عمر بن محمد ،، یہ واقد کے بھائی ہیں انہوں نے اپنے باپ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر اپنے دادے ابن عمر سے ویلکم یا ویحکم کہا ہے جیسے ان کے بھائی واقد نے کہا معلوم ہوا کہ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر سے شک ہے یا ان سے اوپر کسی نے شک کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۶۸۲

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیہات میں رہنے والوں سے ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب قائم ہوگی؟ فرمایا تیری خرابی ہو تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے اس نے کہا میں نے اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کی مگر میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں فرمایا تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے ہم نے کہا ہم بھی ایسے ہی ہیں؟ فرمایا ہاں! اس دن ہم بہت خوش ہوئے مغیرہ کا غلام ہمارے پاس سے گزرا جو میرا ہم عمر تھا فرمایا اگر یہ زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا نہ پائے گا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی اس حدیث کو شعبہ نے قتادہ سے مختصر ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے انس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

Marfat.com

بَابُ عَلَامَةِ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

۶۶۸۲ — شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوشی کا سبب یہ تھا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور آپ سے محبت کرتے ہیں یہ ان کے جنتی ہونے کی دلیل ہے اور وہ آپ کے ساتھ ہوں گے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے جنت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ ترین درجہ میں ہوں گے صحابہ کرام آپ کے ساتھ کیسے ہوں گے اس کا جواب یہ ہے کہ معیت درجات میں عدم تفاوت کو نہیں چاہتی مقصد یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ جنت میں ہوں گے یہ مقصد نہیں کہ صحابہ کرام اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں فرق نہ ہوگا۔ مغیرہ بن شعبہ کا غلام حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ہم عمر تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ غلام کمسنی میں نہ مرا اور زندہ رہا تو اس کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت ہو جائے گی۔ دراصل یہ قرب قیامت کی مثال بیان کی ہے۔ اس کا حقیقی معنی مراد نہیں۔ قاضی عیاض نے کہا ساعت سے اس قرن کے لوگوں کی موت مراد ہے یا مخاطب لوگ مراد ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم ہوگا کہ یہ غلام زندہ نہ رہے گا اور نہ بوڑھا ہوگا۔ اقول یہ احتمال زیادہ واضح ہے کہ ساعت سے مراد قیامت ہو کیونکہ یہ معروف ہے۔ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ ، جو مر گیا اس کی قیامت ہو گئی۔

باب اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا ،،

حُبُّ اللّٰہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا بندوں سے محبت کرنا ہے لہٰذا اللہ محب اور بندے محبوب ہوئے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ بندے اللہ سے محبت کریں تو بندے مُحِبّ اور اللہ محبوب ہوا پہلی صورت میں اضافت فاعل کی طرف ہے اور مفعول محذوف ہے۔ دوسری میں اضافت مفعول کی طرف اور فاعل محذوف ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ بندوں کی آپس میں اللہ کی ذات میں محبت ہو جس میں ریا اور نفسانی خواہش کو دخل نہ ہو۔ آیت کریمہ پہلی دونوں کے موافق ہے۔ جناب رسول اللہ

Marfat.com

۶۶۸۳ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَلِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پہلی محبت کی علامت بایں طور ہے کہ یہ اتباع کی مُسَبَّب ہے اور دوسری کی علامت اس طرح ہے کہ یہ اتباع کا سبب ہے۔ محبت کا معنی خیر کا ارادہ ہے یہ اللہ کی طرف سے ثواب کا ارادہ اور بندوں کی طرف سے طاعت کا ارادہ ہے (کرمانی، عینی) ابن ابی حاتم نے حسن سے روایت کی کہ بعض لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ عملاً اُن کے قول کی تصدیق کرے تو فرمایا اگر اللہ سے محبت کرتے ہو تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے اور اُس کے رسُول کی سُنّت کی مخالفت کرے وہ کذاب ہے قرآن کریم اس کی تکذیب کرتا ہے۔ بعض علماء نے کہا اللہ کی محبت اس کی معرفت، دوام خشیت اور اس کے ذکر اور محبت میں ہمیشہ مشغول رہنا ہے۔ بعض علماء نے کہا محبت خصوصیات کے سوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور احوال کی اتباع کرنا ہے۔

ترجمہ ۶۶۸۳ — : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا آدمی اُن کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہوگا۔

شرح ۶۶۸۳ — : یعنی حسن نیت کے ساتھ عمل کی زیادتی کے بغیر وہ جنت میں ان کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہوگا کیونکہ اُن سے محبت کرنا ان کی طاعت کی مانند ہے محبت قلب کا فعل ہے لہٰذا اس کے اعتقاد کے مطابق ثواب دیا جائے گا کیونکہ نیت اصل اور عمل فرع اس کے تابع ہے اور معیت کو یہ لازم نہیں کہ درجات میں مساوی ہوں۔ ابن بطال نے کہا جو شخص اللہ کے لئے نیکوں سے محبت کرے اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جمع کرے گا اگرچہ عمل میں اُن سے کم ہو کیونکہ جب نیک لوگوں سے اُن کی طاعت کے سبب اُن سے محبت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس طاعت کا ثواب دے گا جبکہ عمل نیت کے تابع ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے نسبت اس طرح ہے کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ عام ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے اور لوگوں سے محبت صرف اللہ کی ذات میں ہو اور اس میں مخلص ہو ریاء کاری نہ کرے اور نہ ہی نفسانی خواہش کو دخیل بنائے جیسے عنوان میں تینوں احتمال ہیں ایسے لفظِ حدیث میں تینوں احتمال ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

Marfat.com

۶۶۸۴ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ تَابَعَهٗ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ وَسُلَيْمٰنُ بْنُ قَرْمٍ وَاَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۶۸۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قِيْلَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ تَابَعَهٗ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ

۶۶۸۴ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس آدمی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو لوگوں سے محبت کرتا ہے اور اُن سے لاحق نہیں ہوا (اُن سے ملا نہیں) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان اُن کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہوگا (اگرچہ عمل اور فضیلت میں اُن سے ملا نہ ہوگا) جریر بن حازم، سلیمان بن قرم اور ابوعوانہ نے اعمش سے روایت کرنے میں جریر بن عبدالحمید کی متابعت کی۔

۶۶۸۵ ـــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا ایک مرد لوگوں سے محبت کرتا ہے حالانکہ

Marfat.com

٦٦٨٦ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَتَی السَّاعَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِیْرِ صَلٰوةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

(عمل میں) ان سے ملا نہیں فرمایا مرد اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہوگا۔ ابو معاویہ محمد حازم اور محمد بن عبید نے اعمش سے روایت کرنے میں سفیان کی متابعت کی۔

٦٦٨٥ — شرح : علامہ کرمانی نے کہا لفظ لما" سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ وہ اُن سے لاحق ہونے کی توقع رکھتا ہے یعنی اُن سے لحوق کا قصد کرتا ہے اور یہ مرتبہ حاصل کرنے میں جملہ مساعی بروئے کار لاتا ہے۔ کیونکہ لفظ لما لفظ لم سے بلیغ تر ہے، کیونکہ لفظ میں نفی کا استمرار ہوتا ہے جو لفظ لم میں نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ اس کی محبت زمانہ حال تک مستمر رہتی ہے اور یہ حکم لحوق کے بعد بھی ثابت ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٦٦٨٦ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کب ہوگی۔ فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے عرض کیا میں نے قیامت کی تیاری میں نہ زیادہ نمازیں پڑھی ہیں نہ زیادہ صدقات دیئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور رسول سے محبت کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔

٦٦٨٦ — شرح : یعنی تو قیامت کا انتظار کرتا ہے تو نے کوئی ایسی چیز حاصل کی ہے جو اس روز تیری نجات کا موجب کیا ہوگی؟ اُس نے کہا میں نے عبادت بدنی اور مالی سے فرائض کے علاوہ کچھ نہیں کیا ہے لیکن اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے تیرا مرتبہ لوگوں سے بلند تر ہے۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ اِخْسَأْ

۶۶۸۷ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَائِدٍ قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا فَمَا هُوَ قَالَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ

باب کسی کا کسی کو کہنا دُور ہو جا

دراصل کتے کو زجر اور دُور کرنے کے وقت یہ لفظ کہتے ہیں اور عرب اس کو اس شخص کے بارے میں استعمال کرتے ہیں جو ایسا نامناسب قول یا فعل کرے جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو "

۶۶۸۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صائد سے فرمایا میں نے تیرے لئے ایک شئی چھپائی ہے (وہ کیا ہے؟) اُس نے کہا وہ دُخ ہے فرمایا دُور ہو۔

۶۶۸۷ — شرح : مشہور ابن صیاد ہے۔ خبیئًا "، بروزن فعیل خباء سے ماخوذ بمعنی ہر غائب شئی جو پردہ میں ہو۔ اور اس کو چھپا رکھا ہو۔

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ دخان کا تصور کیا تھا اور ابن صیاد سے فرمایا تو رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگر تو اپنے زعم فاسد میں ایسا ہے تو بتا میں نے دل میں کیا چھپایا ہے۔ شیطان نے لفظ دُخ تک اس کی رہنمائی کی تو وہ دُخ دُخ کہنے لگا فرمایا دُور ہو جا ذلیل تو اپنی رُسوائی سے آگے نہیں جا سکتا۔ اس سے معلوم ہُوا کہ نبی و رسُول کے لئے صدورِ رجال پر مطلع ہونا ضروری ہے واللہ و رسولہ اعلم!

Marfat.com

٦٦٨٨ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِنْطَلَقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فِي اُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهٗ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ الْاُمِّيِّيْنَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ اَتَشْهَدُ اَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَضَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَاْتِيْنِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِّطَ عَلَيْكَ الْاَمْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي خَبَاْتُ لَكَ خَبِيْئًا قَالَ هُوَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَاْ

٦٦٨٨ ـــ ترجمہ : زہری نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ بن عمر نے خبر دی کہ سالم کو عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ عمر فاروق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صحابہ کرام میں سے چند ساتھیوں کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے حتی کہ اس کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے بنی مغالہ کے محلہ میں پایا جبکہ اس روز ابن صیاد قریب البلوغ تھا اس کو کچھ معلوم نہ تھا حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پشت پر دست اقدس مارا پھر فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس نے حضور کو دیکھ کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھوں کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دفع کیا کہ وہ زمین پر گر گیا پھر

Marfat.com

فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَأْذَنُ لِيْ فِيْهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَإِنْ
لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهِ قَالَ سَالِمٌ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ
يَقُوْلُ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ
الْأَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِيْ فِيْهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتّٰى إِذَا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ
النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ
مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهِ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهُ فِيْهَا رَمْرَمَةٌ أَوْ زَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ
أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ

فرمایا میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں پر ایمان لایا پھر ابن صیاد سے فرمایا تو کیا دیکھتا ہے؟ اُس نے کہا میرے پاس سچا اور جھوٹا دونوں آتے ہیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر معاملہ خلط ملط ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تیرے لئے کوئی شئی چھپا رکھی ہے (وہ کیا ہے؟) اُس نے کہا وہ "دُخ" ہے۔ فرمایا دُور ہو جا تو اپنی قدر سے بڑھ نہیں سکتا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ مجھے اجازت فرماتے ہیں کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ وہی ہے (دجال) تو تم اس پر مُسلط نہیں ہو اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کے قتل میں بہتری نہیں ہے۔ سالم نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اس کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُبی بن کعب چلے اس حال میں کہ اُن کھجوروں کا قصد کرتے تھے جن میں ابن صیاد رہتا تھا۔ یہاں تک کہ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں داخل ہوئے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کی شاخوں میں چھپ کر چلنے لگے یہ حیلہ کرتے ہوئے کہ ابن صیاد کا آپ کو دیکھنے سے پہلے اُس کا کلام سُنیں اور ابن صیاد اپنی چادر میں لپٹا ہوا اپنے بستر

Marfat.com

لِابْنِ صَيَّادٍ اَیْ صَافِ وَهُوَ اسْمُهٗ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ قَالَ سَالِمٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ
اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ اُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ
اَنْذَرَ قَوْمَهٗ لَقَدْ اَنْذَرَهٗ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ
يُقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ قَالَ
اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ خَسَأَتْ الْكَلْبُ بَعَّدَتْهُ خَاسِئِيْنَ مُبَعَّدِيْنَ

پر لیٹا ہوا تھا اس چادر میں سے ہلکی سی آواز آ رہی تھی۔ ابن صیاد کی ماں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا جبکہ حضور کھجوروں کے پتوں میں چھپ رہے تھے۔ اس نے ابن صیاد سے کہا اے صاف یہ ابن صیاد کا نام ہے۔ یہ "محمد" ہے "صلی اللہ علیہ وسلم" ابن صیاد باتیں کرنے سے رُک گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ اس کو چھوڑے رکھتی تو وہ اپنے باطن کی باتیں ظاہر کر دیتا۔ سالم نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جس کے وہ اہل ہے پھر دجال کو ذکر کیا اور فرمایا میں تم کو دجال سے ڈراتا ہوں کوئی نبی نہیں مگر اُس نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے۔ نوح "علیہ السلام" نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا لیکن میں اس کے متعلق تمہیں ایک بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی یقین کرو کہ دجال کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔ ابوعبداللہ یعنی امام بخاری نے کہا جب تو کتے کو دُور کرے تو کہے گا خَسَأَتْ الْكَلْبُ (قرآن کریم میں) خاسئین بمعنی مُبْعَدِیْن ہے یعنی دُور کئے ہوئے۔

۶۶۸۹ —

شرح : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو ابن صیاد کو قتل کرنے سے اس لئے منع فرمایا حالانکہ اُس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا کہ وہ نابالغ تھا یا یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کی مدت میں اس سے گفتگو ہوئی تھی جبکہ وہ یہودی تھا اور اس کے ماں باپ بھی یہودی تھے یا حضور کو اس کے مسلمان ہونے کی امید تھی چنانچہ توضیح میں ہے

Marfat.com

بَابُ قَوْلُ الرَّجُلِ مَرْحَبًا

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ وَقَالَتْ اُمُّ هَانِئٍ جِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِئٍ ۶۶۹۰ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ

کہ بعض علماء نے کہا وہ مسلمان ہوگیا تھا۔ داؤدی نے اس کو صحابہ میں سے شمار کیا ہے۔ ایسا ہی ابن شاہین نے کہا ہے اور کہا اس کا نام عبداللہ بن صیاد ہے۔ اس کا والد یہودی تھا۔ اس کے گھر عبداللہ پیدا ہوا جو کانا مجنون تھا۔ کہا گیا ابن صیاد تابعی ہے۔ ابوسعید خدری نے کہا مکہ کی طرف ایک سفر میں ابن صیاد میرا ہم سفر تھا اثناء سفر میں اس نے مجھے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں مضبوط رسّی لوں اور اس کو چھت کے ساتھ باندھ کر پھر گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کر لوں کیونکہ لوگ مجھے دجال کہتے ہیں اور طویل حدیث بیان کی (عینی)

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ علماءِ سلف میں ابن صیاد کے متعلق اختلاف رائے پایا جاتا ہے مگر یہ اختلاف اس کے بالغ ہونے کے بعد ممنوع ہے۔ بعض نے کہا اس کے اس کلام اَشْهَدُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، سے توبہ کر لی تھی اور وہ مدینہ منورہ میں فوت ہوا تھا جب لوگوں نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو اس کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا حتی کہ تمام لوگوں نے اس کو دیکھا تھا اور ان سے کہا گیا کہ تم گواہ بن جاؤ، لیکن ابن عمر اور جابر قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ابن صیاد دجال ہے وہ اس میں ذرہ بھر شک نہ کرتے تھے۔ حضرت جابر سے کہا گیا کہ وہ مسلمان ہوگیا تھا اور کہا گیا کہ وہ مکہ میں داخل ہوا تھا اور مدینہ منورہ میں رہتا تھا۔ حضرت جابر نے کہا اگرچہ مکہ میں داخل ہوا تھا لیکن وہی دجال ہے۔ سنن ابی داؤد میں صحیح اسناد سے جابر کی حدیث ہے کہ جابر نے کہا ہم نے حرّہ کے دن ابن صیاد کو گم پایا یہ حدیث اس روایت کو باطل کرتی ہے کہ ابن صیاد مدینہ منورہ میں فوت ہوا تھا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی (خطابی)

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو خصوصاً اس لئے ذکر کیا کہ وہ آدم ثانی ہیں اور دنیا میں اس کی اولاد باقی ہے دلائل سے ثابت ہے کہ دجال خدا نہیں۔ بایں ہمہ فرمایا کہ اللہ کانا نہیں تاکہ معقولات کے ادراک سے قاصر لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ (حدیث ۱۲۷۵ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالتَّيَّاحِ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ الَّذِيْنَ جَاءُوْا غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا حَيٌّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مُضَرُ وَاِنَّا لَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ بِهٖ مَنْ وَرَاءَنَا فَقَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اُعْبُدُوا اللّٰهَ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ وَاَعْطُوا الْخُمُسَ مِمَّا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ

باب مرد کا کسی کو مرحبا (خوش آمدید) کہنا

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سید عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا اے میری بیٹی تم خوش آئی (مرحبا) ام ہانی نے کہا میں (فتح مکہ کے روز) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور نے فرمایا اے ام ہانی خوش آئی۔

شرح : دراصل مرحبا کے معنی یہ ہیں تو فراخ زمین میں آیا یعنی اس جگہ تنگی نہیں جہاں تو آیا ہے۔ مرحبا رَحْبَہ سے ماخوذ بمعنی کشادہ۔ ام ہانی کا نام فاختہ بنت ابی طالب ہے یہ حضرت علی المرتضیٰ کی ہمشیرہ ہیں "رضی اللہ عنہا"

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب عبدالقیس کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضور نے اس وفد کو "مرحبا"

۶۶۹۰ —

Marfat.com

بَابُ يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ

۶۶۹۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُرْفَعُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُقَالُ هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ

فرمایا جو رسوائی اور ندامت و پریشانی کے بغیر آگئے ہیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم قبیلہ ربیعہ کے چند لوگ حاضر ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر ہے وہ ہمارے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں ہم آپ کے پاس صرف رمضان مبارک میں ہی آسکتے ہیں (کیونکہ اس مہینے میں ہم ایک دوسرے سے جنگ نہیں کرتے)۔ آپ ہمیں ایسے امر کا حکم دیں جو حق و باطل کے درمیان فاصل ہو اور اس کے ساتھ ہم اُن لوگوں کو دعوتِ اسلام دیں جو ہمارے علاوہ ہیں حضور نے فرمایا چار اور چار امور ہیں (چار پر عمل کرو اور چار سے باز رہو) نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور غنیمت سے پانچواں حصہ دو (جن سے باز رہنا ہے وہ یہ ہیں) کدو، سبز مٹکے، لکڑی سے کرید کر بنایا ہوا برتن اور تارکول والے برتنوں میں کچھ نہ کھاؤ نہ پیئو۔

۶۶۹۰ — شرح: عبدالقیس ربیعہ کی اولاد ہے وہ قطیف کے گرد و نواح میں رہتے تھے۔ خزایا خزیان کی جمع بمعنی ذلت و رسوائی ہے اور ندامیٰ ندمان کی جمع بمعنی نادم ہے۔ حرام کے چار مہینے ہیں رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں، کیونکہ عرب ان مہینوں میں جنگ نہ کرتے تھے چونکہ یہ لوگ اصحاب غنائم تھے اس لئے فرمایا غنیمت سے پانچواں حصہ دو، اس وقت حج فرض نہ ہوا تھا۔ اس لئے حج کو ذکر نہیں کیا دُبّاء دباعۃ کی جمع ہے یہ کدو کا برتن ہے۔ حنتم حنتمہ کی جمع ہے بمعنی سبز مٹکے، نقیر کھجور کی لکڑی کو کرید کر بناتے تھے۔ مزفت وہ برتن ہے جس کو تارکول ملی ہو۔ لوگ ان برتنوں میں لوگ شراب بنایا کرتے تھے اس لئے ان میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا پھر وقت گزرنے کے ساتھ جب شراب کا اثر جاتا رہا تو ان میں نبیذ بنانے کی اجازت دے دی۔ (حدیث ۵۵۹ ج ۱ میں تفصیل دیکھیں)

باب قیامت میں لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے بلایا جائیگا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ لوگوں کو

Marfat.com

قیامت کے روز اُن کی ماؤں کے ناموں سے پکارا جائے گا انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احترام کے پیشِ نظر ماؤں کا نام لیا جائے گا اور یہ بھی بعید نہیں کہ اولادِ زنا کی خجالت کے پیشِ نظر ان کو ماؤں کے ناموں سے بلایا جائے گا جبکہ ولدِ زنا کا اپنا کوئی جُرم نہ تھا"

۶۶۹۱ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن غدر کرنے والے کے لئے جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا۔ یہ فُلاں بن فلاں کے غدر کا نشان ہے۔

۶۶۹۱ — شرح : جاہلیت کے زمانہ میں جو کوئی عہد شکنی کرتا تھا اس کی رسوائی اور تذلیل کے لئے لوگوں کے اجتماع کے موسموں میں اس کے پاس جھنڈا گاڑا جاتا تھا تاکہ اس کے بُرے فعل کے باعث لوگ اس کو پہچانیں اور اس فعل سے احتراز کریں۔ علامہ عینی نے ابن بطال سے نقل کیا کہ لوگوں کو اُن کے باپوں کے ناموں سے پکارنے میں بہت زیادہ پہچان اور لوگوں میں زیادہ امتیاز ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوداؤد نے ابو درداء کی حدیث روائت کی ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو قیامت کے دن تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں سے بلایا جائے گا تم نام اچھے رکھو۔ ابن حبان نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ امام بخاری نے یہ حدیث کیوں نہیں ذکر کی حالانکہ یہ حدیث مقصود کے بہت مطابق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے اس حدیث میں عبداللہ اور ابن ابی زکریا کے درمیان انقطاع ہے جو ابو درداء سے روائت کرتے ہیں کیونکہ عبداللہ نے ابن ابی درداء کو نہیں پایا۔ یہ حدیث امام بخاری کی شرط کے مطابق نہ تھی اس لئے اس کو ترک کر دیا ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث کا مقتضیٰ یہ ہے کہ آباء سے مراد وہ ہیں جن کی طرف دنیا میں منسوب ہوتے ہیں۔ نفس الامری باپ مراد نہیں اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے علامہ قسطلانی نے بہجۃ النفوس سے نقل کیا۔ چھوٹے بڑے امور میں غدر (عہد شکنی) عموم پر محمول ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر گنہگار کے لئے جھنڈا ہوگا۔ جس سے وہ پہچانا جائے گا؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمَاهُمْ، مجرم اور گنہگار لوگ اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے۔ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

۶۶۹۲ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ

بَابُ لَا يَقُلْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ

۶۶۹۳ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ

کہ ہر عہد شکنی کے لئے جھنڈا ہوگا لہٰذا متعدد عہد شکنیوں کے سبب متعدد جھنڈے گاڑے جائیں گے۔ لہٰذا ایک شخص کے لئے اس کے غدروں کے مطابق متعدد جھنڈے نصب ہوں گے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ عقوبت غالباً گناہ کی ضد سے دی جاتی ہے چونکہ غدر امورِ خفیہ سے ہے لہٰذا اس کے مناسب یہ ہے کہ اس کی عقوبت شہرت سے ہو اور جھنڈا کھڑا کرنا عربوں کے نزدیک تمام اشیاء سے زیادہ شہرت رکھتا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہوگیا ہے"

۶۶۹۳ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میرا دل خبیث ہوگیا ہے، لیکن وہ یہ کہے کہ میرا دل کاہل ہوگیا ہے۔

Marfat.com

٦٦٩٤ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ

بَابُ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ

٦٦٩٥ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَسُبُّ ابْنُ اٰدَمَ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ

ترجمہ : ابو اُمامہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا دل خبیث ہو گیا ہے لیکن یہ کہے کہ میرا دل کاہل ہو گیا ہے۔ یونس بن یزید کی عُقیل نے متابعت کی۔

٦٦٩٤ — شرح : لَقِسَتْ بکسر القاف بمعنی خَبُثَتْ ہے لیکن لفظ خبیث مکروہ ہے کیونکہ خبث مومنوں پر حرام ہے یہ نہی اور ممانعت واجب نہیں محض ادب ہے جبکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا ہے جس کو گردن پر شیطان تین گرہیں لگاتا ہے کہ وہ صبح کو خبیث دل والا ست ہوتا ہے قاضی نے کہا فرق یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اس شخص کی وصف کی خبر دیتے ہیں جو مذموم حال سے موصوف ہے۔ اس پر اس لفظ کا اطلاق ممتنع نہیں۔ علامہ خطابی نے کہا لَقِسَتْ اور خَبُثَتْ ہم معنیٰ ہیں لیکن لفظ خَبُثَتْ قبیح ہے۔ اس لئے وہ لفظ اختیار کرے جو کراہت سے بری اور سالم ہو۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سُنّت ہے کہ حضور قبیح نام اچھے نام سے تبدیل کر دیتے تھے۔

٦٦٩٣ — ٦٦٩٤

باب زمانہ کو گالی نہ دو

Marfat.com

۶۶۹۶ — حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسُبُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ وَلَا تَقُوْلُوْا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ

۶۶۹۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم زمانہ کو گالی دیتے ہیں؛ حالانکہ زمانہ میں خود ہوں رات دن میرے قبضہ قدرت میں ہیں۔

۶۶۹۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انگور کا نام کرم نہ رکھو اور نہ زمانہ کا خسارہ کہو؛ کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے۔

۶۶۹۵—۶۶۹۶ — شرح : یعنی زمانہ کو گالی نہ دو کیونکہ گالی میری طرف لوٹتی ہے اور جس فعل پر زمانہ کو گالی دیتا ہے وہ میرا فعل ہے جبکہ رات دن میرے ہاتھ میں ہیں۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا۔ ابن آدم دہر کو یعنی رات دن کو گالی دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ دہر کی خرابی دہر کا خسارہ وغیرہ وغیرہ کیونکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ شب و روز کا گزرنا لوگوں کی ہلاکت میں مؤثر ہے اور ملک الموت اور اس کا روحوں کو قبض کرنے کا انکار کرتے ہیں اور حوادث کو دہر اور زمانہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اُن کے اشعار زمانہ کا شکوی کرتے ہیں یہ کافروں اور اُن دہریوں کا مذہب ہے جو صانع کا انکار کرتے ہیں اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر تیس ہزار سال میں ہر شئی اپنے پہلے حال کی طرف لوٹ آتی ہے۔ اُن کا گمان ہے کہ یہ تکرار غیر متناہی ہے۔ اُنہوں نے عقول کا مقابلہ کیا اور منقول کی تکذیب کی عرب کے مشرکوں نے بھی اُن کی موافقت کی اِن کے علاوہ اور لوگ بھی یہی کہتے ہیں لیکن وہ صانع خداوند قدوس کے قائل ہیں لیکن وہ اللہ کی طرف بُری اشیاء کی نسبت کو اچھا نہیں جانتے اس لئے وہ زمانہ کو گالی دیتے ہیں۔ سورۂ جاثیہ کی تفسیر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم مجھے اذیت پہنچاتا ہے وہ دہر کو گالی دیتا ہے؛ حالانکہ میں دہر ہوں یعنی اس کا خالق اور مقلب ہوں اور تمام امور کی تدبیر کرتا ہوں۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ

وَقَدْ قَالَ اِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِيْ يُفْلِسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَقَوْلِهٖ اِنَّمَا الصُّرْعَةُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ كَقَوْلِهٖ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ فَوَصَفَهٗ بِانْتِهَاءِ الْمُلْكِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمُلُوْكَ اَيْضًا فَقَالَ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا

اسی لئے اس کے بعد فرمایا میرے دستِ قدرت میں رات دن ہیں میں ہی اُن کو نیا پُرانا کرتا ہوں بادشاہوں کے بعد بادشاہ لاتا ہوں جب ابنِ آدم زمانہ کو گالی دیتا ہے تو چونکہ میں ہی ان امور کا کرنے والا ہوں اس کی گالی اللہ کی طرف لوٹتی ہے، کیونکہ حقیقۃً فاعل تو وہی ہے۔ دہر تو ان امور کے وقوع کا ظرف ہے۔ حدیث کے معنی یہ ہیں میں دہر کو پھیرنے والا ہوں۔ **قولہ** لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ كَرْمًا ،، یعنی انگور کا نام کرم نہ رکھو، کیونکہ انگور سے شراب بنائی جاتی ہے۔ اس لئے انگور کا نام کرم رکھنے سے منع فرمایا کیونکہ اس میں شراب پینے والے کی تکریم ہے قاضی عیاض نے کہا بعض لوگ کہتے ہیں۔ دہر اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہے یہ غلط ہے، کیونکہ دہر دنیا کے زمانہ کی مدت ہے۔ محققین کی ایک جماعت نے کہا جس نے افعال میں سے کسی فعل کی نسبت حقیقۃً زمانہ کی طرف کی تو وہ کافر ہے اور جس کی زبان پر قصد کے بغیر یہ جاری ہو جائے اور اس کا یہ اعتقاد نہ ہو وہ کافر نہیں لیکن مکروہ ہے کیونکہ اس کے اطلاق میں کافروں سے مشابہت ہوتی ہے۔

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد کرم مومن کا دل ہے

سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن (نیک اعمال سے) کچھ نہ رکھتا ہوگا، چنانچہ فرمایا پہلوان وہ ہے جو غصہ کے

Marfat.com

کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے؛ چنانچہ فرمایا بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ کی وصف انتہائے ملک سے کی (اس کے بعد کوئی بادشاہ نہیں) پھر بادشاہوں کو ذکر کیا اور فرمایا جب بادشاہ کسی شہر میں داخل ہوں تو اس کو خراب کر دیتے ہیں۔

شرح : باب کا عنوان حدیث کا حصہ ہے؛ چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انگور کو کرم نہ کہو؛ کیونکہ کرم مومن کا دل ہے۔ کیونکہ دل میں نورِ ایمان اور تقویٰ ہے۔ قرآن کریم میں ہے تم میں سے اللہ کے نزدیک مکرم وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے،، انگور پر کرم کا اطلاق اچھا نہ جانا۔ علماء نے کہا اس کا سبب یہ ہے کہ عرب لوگ کرم کا اطلاق انگور کے درخت اور شراب پر کرتے ہیں جو انگور سے بنائی جاتی ہے اس لئے اس کو کرم سے موسوم کرتے ہیں شارع علیہ السلام نے اس لفظ کا اطلاق انگور اور اس کے درخت پر مکروہ جانا؛ کیونکہ جب لوگ یہ لفظ سنیں گے تو ہوسکتا ہے کہ اس کے سبب انہیں شراب کی یاد آجائے اور ان کے اس کی خواہش کرنے لگیں تو اس میں واقع ہوجائیں یا اس میں وقوع کی توقع ہوجائے۔ البتہ مومن کا دل اس نام (کرم) کا مستحق ہے کیونکہ یہ کرم تقویٰ، نور اور ہدایت کا منبع ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ ابن انباری سے نقل کیا کہ انگور کو کرم اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے شراب بنائی جاتی ہے۔ اور وہ سخاوت پر ابھارتی ہے اور مکارم اخلاق کا حکم دیتی ہے جیسے اس کو راح بھی کہتے ہیں اسی لئے فرمایا انگور کو کرم نہ کہو اور شراب کا اصل جس سے وہ بنائی جاتی ہے اس کا نام کرم نہ رکھو اور مومن جو اس کو پینے سے بچتا ہے اور اس کے ترک کو کرم خیال کرتا ہے وہ اس خوبصورت نام کا زیادہ مستحق ہے۔ اس میں مومن کی حرمت کی تاکید ہے اور شراب کو اس کی تحقیر کے لئے اس مرتبہ سے ساقط کیا (عینی)

قولہ اِنَّمَا الْمُفْلِسُ الخ لفظ انما کلمہ حصر ہے کیونکہ یہ ما اور الا کے معنی میں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ یہ عبارت حصہ کے لئے ہیں ان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ لفظ کرم کا اطلاق صرف قلب پر ہو اسی طرح بادشاہ کا اطلاق صرف اللہ پر ہو لیکن بادشاہ کا اطلاق اس کے غیر پر بھی ہے اس کی تحقیق یہ ہے کہ یہ حصر بطور ادعاء اور مجاز ہے گویا کہ حقیقی کرم قلب ہے درخت کرم نہیں اس کو مجازاً اکرم کہتے ہیں۔ حقیقۃً یہ کرم نہیں۔ چنانچہ اس کے غیر پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بادشاہ کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر حقیقۃً اور دوسروں پر مجازاً ہے لہذا ان عبارات میں حصر مجازی ہے حقیقی نہیں (کرمانی) خطابی نے کہا علماء نے شراب کی تحریم کی تاکید کے لئے اس کا یہ نام محو کیا ہے اور انگور کو کرم کہنے سے منع فرمایا ہے اور لوگوں کا یہ وہم دفع کیا ہے کہ اس کے پینے میں تکرم ہے اس لئے فرمایا یہ کرم نہیں کرم صرف مومن کا دل ہے جس میں نورِ ایمان ہے۔

Marfat.com

٦٦٩٧ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ فِيْهِ الزُّبَيْرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٦٩٨ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّيْ اَحَدًا غَيْرَ سَعْدٍ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ اَظُنُّهٗ يَوْمَ اُحُدٍ

٦٦٩٧ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ کرم (یعنی انگور ہے) کہتے ہیں، حالانکہ کرم صرف مومن کا دل ہے (اس کی تفصیل گزر چکی ہے)

باب کسی آدمی کا یہ کہنا تجھ پر میرا باپ اور ماں قربان ہوں

اس میں زبیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

٦٦٩٨ — ترجمہ : علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد ابن ابی وقاص کے سوا کسی کے لئے فدیٰ فرماتے ہوں۔ میں نے

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ

وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِدَيْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا

۶۶۹۹ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ اَقْبَلَ هُوَ وَاَبُوْطَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْاَةُ وَاِنَّ اَبَا طَلْحَةَ اَحْسِبُ قَالَ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيْرِهٖ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ هَلْ اَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْاَةِ فَاَلْقٰى اَبُوْطَلْحَةَ ثَوْبَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَصَدَ قَصْدَهَا وَاَلْقٰى

حضور کو یہ فرماتے ہوئے سُنا تیر مارو تم پر میرا باپ اور ماں قربان ہوں۔ میرا گمان ہے کہ حضور نے جنگِ اُحد میں فرمایا تھا۔

شرح : فِدیٰ بکسرِ الفاء ہو تو یہ ممدود ہے اور بفتح الفاء ہو تو مقصور ہے۔ فِداء کے معنی قیدی کو رہا کرانا ہے؛ چنانچہ فداہ یفدیہ فداءً وفدًی کہا جاتا ہے اور فَادَاہُ یُفَادِیہِ مُفَادَاۃً کہا جاتا ہے۔ جب کسی کا فدیہ دے کر اس کی رہائی کرالے اور جَعَلْتُ فِدَاکَ ،، اس وقت کہا جاتا ہے جس وقت اپنی جان کو فداء کرے مفادات کے معنی ہیں قیدی کو اس کی قیدی کے بدلے رہائی دلانا۔

۶۶۹۸ ـــ

Marfat.com

ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوا حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُهَا حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ

باب کسی آدمی کا کسی کو کہنا اللہ تعالیٰ مجھے تجھ پر فداء کرے ،،

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمارے باپ اور مائیں آپ پر فدا ہوں ،،

(اس کا طویل حصہ مناقب ابی بکر صدیق میں مذکور ہے ص۹۱۵ جلد : ۵)

۶۶۹۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ وہ اور ابوطلحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المؤمنین صفیہ تھیں حضور نے ان کو اپنی سواری پر پیچھے بٹھایا ہوا تھا اثناء راہ میں اونٹنی پھسل گئی تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صفیہ دونوں گر پڑے اور ابوطلحہ انس نے کہا میرا خیال ہے نے اپنے اونٹ سے چھلانگ ماردی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا نبی اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے کیا چوٹ تو نہیں آئی فرمایا نہیں صفیہ کا پتہ کرو ابوطلحہ نے اپنا کپڑا اپنے چہرہ پر ڈال لیا اور ام المؤمنین صفیہ کی طرف قصد کیا پھر وہ کپڑا صفیہ پر ڈال دیا وہ کھڑی ہوگئیں۔ پھر دونوں کے لئے کجاوہ مضبوط باندھا اور وہ سوار ہوگئے وہ چلتے رہے یہاں تک کہ جب مدینہ منورہ کے قریب تھے یا کہا کہ مدینہ منورہ کو دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم واپس آرہے ہیں اس حال میں کہ اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں اور اس کی صفت وثنا کرنے والے ہیں حضور یہ کلمات فرماتے رہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں داخل ہوگئے ،،

۶۶۹۹ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سفر عسفان سے مدینہ منورہ کی طرف تھا

Marfat.com

بَابُ اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ يَا بُنَيَّ

۶۲۰۰ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ

قولہ عَلَيْكَ بِالْمُرَّةِ ،، وہ ام المؤمنین صفیہ بنت حیی ہیں اور ابوطلحہ کا نام زید بن سہل ہے وہ اُمِّ سُلیم کے شوہر ہیں یعنی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے فرمایا صفیہ کی حفاظت کرو اور ان کا حال دریافت کرو اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت ان الفاظ "جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ" میں ہے۔ اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ اس طرح کہنا جائز ہے، کیونکہ یہ جائز نہ ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کو منع فرما دیتے اور انہیں خبردار کر دیتے کہ یہ کہنا درست نہیں۔ بعض علماء نے کہا یہ کلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہا گیا ہے اس کو یہ لازم نہیں کہ آپ کے سوا غیر کے لئے بھی یہ جائز ہے، کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ یہ کہنے والے لوگوں اور اُن کے ماں باپ سے زیادہ عزیز ہے بعض علماء نے اس کا جواب دیا کہ اصل عدم خصوصیت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے فرمایا فِدَاكِ اَبُوْكِ ،، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام سے فرمایا فِدًى لَكُمْ اَبِيْ وَاُمِّيْ ،، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح انصار کے لئے بھی فرمایا تھا ابن ابی عاصم نے ان آثار کی روایت کی ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لئے خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ بیمار تھے تو کہا حضور حال کیسا ہے؟ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے تو حضور نے فرمایا ابھی تک تم نے اپنا حال نہیں چھوڑا (منع کی طرف اشارہ ہے) طبری نے کہا یہ منع کی دلیل نہیں کیونکہ یہ روایت مذکور بالا صحیح روایات کا صحت میں مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اگر یہ حدیث ثابت تسلیم کر لیں تو اس میں صراحۃً منع نہیں البتہ منع کی طرف اشارہ ہے کہ مریض کے لئے یہ کہنا ترکِ اولیٰ ہے۔ مریض کے لئے اُنس اور لطف کی بات کرنی چاہیے اور دعا کرنی چاہیئے۔ (قسطلانی)

Marfat.com

فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا لَا نُكَنِّيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا كَرَامَةَ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي قَالَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت اچھے نام

کسی آدمی کا اپنے ساتھی کو کہنا "اے میرے پیارے بیٹے"

۶۷۰۰ ـــــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم میں سے ایک آدمی کے گھر بچہ پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا ہم نے کہا ہم تیری کنیت ابوالقاسم سے تجھے نہیں پکاریں گے اور نہ تیرا اکرام کریں گے یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھو۔

۶۷۰۰ ـــــ شرح : یعنی تو نے اپنے بیٹے کا نام قاسم رکھا ہے اور تیری کنیت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت کے موافق ہونے کی وجہ سے ہم تیرا اکرام نہیں کریں گے اور نہ ہی تجھے اس کنیت سے پکاریں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے؛ کیونکہ یہ اس شئی کو متضمن ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے واجب ہے اور انسان کی وصف ہے اور وہ عبودیت ہے۔ عبد کی رب کی طرف اضافت حقیقیہ ہے۔ لہٰذا ان دونوں ناموں کے افراد اور جو اُن سے ملحق ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں جیسے عبدالرحیم اور عبدالقادر و امثالہما یہ اس ترکیب سے مشرف ہیں اور انہیں یہ فضیلت حاصل ہے۔ حدیث میں لفظ اللہ اور لفظ رحمٰن دونوں کو ذکر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ قرآن کریم میں لفظ عبد کی اضافت صرف ان دونوں کی طرف مذکور ہے، چنانچہ فرمایا لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ اور دوسری آیت میں ہے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

Marfat.com

۶۷۰۱ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوا لَا نَكْنِيكَ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْنُوا بِكُنْيَتِي ۶۷۰۲ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

باب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : میرے نام پر نام رکھ لو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو

یہ انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا،،

کنیت وہ ہے جس کے پہلے لفظ اَبْ یا اُمّ ہو جیسے ابوالقاسم، ابوعبداللہ، اُمّ الخیر اور اسم وہ ہے جو اس سے خالی ہو۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کسی شخص کی کنیت ابوالقاسم نہ تھی اس لئے اور کسی کا کنیت رکھنا موجب اشتباہ تھا۔ بخلاف محمد اور احمد کے یہ نام آپ کے زمانہ شریف میں رکھے جاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کے بعد میرا بیٹا پیدا ہو تو اس کا نام محمد اور کنیت ابراہیم رکھ سکتا ہوں فرمایا ہاں رکھ سکتے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے عہد مبارک میں محمد اور ابوالقاسم دونوں جمع کرنا جائز نہ تھا آپ کے وصال کے بعد دونوں کو جمع کر سکتے ہیں۔ شیخ نورالدین دہلوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ادب یہ ہے کہ اس میں کسی کو شریک نہ کرنا چاہیئے۔

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم میں سے ایک

۶۷۰۱ ـــ آدمی کے ہاں بچہ پیدا ہوا اس نے اس کا نام قاسم رکھا لوگوں نے اسے کہا ہم تجھے ابوالقاسم کنیت سے نہیں پکاریں گے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں حضور نے فرمایا میرے نام پر نام رکھ لو میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔ (حدیث : ۲۹۰۷ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۷۰۲ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ

۶۷۰۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَاَسْمَاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا لَا نُكَنِّيْكَ بِاَبِي الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اَسْمِ اِبْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ

فرمایا میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو!

(حدیث ۱۱۰ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۷۰۳ — **ترجمہ** : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی کے ہاں بچہ پیدا ہوا اس نے اس کا نام قاسم رکھا لوگوں نے کہا ہم تمہاری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھنے دیں گے اور نہ تیری آنکھ کو اس نام سے ٹھنڈا کریں گے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ حضور سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو

۶۷۰۳ — **شرح** : قولہ "وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا" یعنی ہم تجھے یہ نہیں کہیں گے کہ اَقَرَّ اللّٰهُ عَيْنَكَ "اللہ تیری آنکھ کو ٹھنڈا کرے۔ اللہ تعالیٰ تیری آنکھ کو خشک رکھے یہ ان اس محاورہ سے ماخوذ ہے اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا "یعنی اللہ تیری آنکھ کو اس کے ذریعہ ٹھنڈا کرے جس سے محبت کرتا ہے۔ یہ بچہ کی پیدائش سے اشارہ ہے" سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو۔ نام تبدیل کرنے کا حکم وجوبی نہ تھا کیونکہ ناموں میں معانی کا لحاظ نہیں ہوتا بلکہ نام میں صرف مسمّٰی (نام والا) کا امتیاز مقصود ہوتا ہے لیکن نیک فال کے لئے اچھا نام رکھا جاتا ہے۔ جیسے سعید اور راشد وغیرہ۔

(حدیث ۲۹۰۷ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ اِسْمِ الْحَزْنِ

۶۷۰۴ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَاهُ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ حَزْنٌ قَالَ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ لَا اُغَيِّرُ اِسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتِ الْحُزُوْنَةُ فِيْنَا بَعْدُ

۶۷۰۵ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ بِهٰذَا

بَابُ تَحْوِيْلِ الْاِسْمِ اِلٰى اِسْمٍ هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ

۶۷۰۶ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ

باب حزن نام رکھنا

۶۷۰۴ ترجمہ : ابن مسیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کا والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضور نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام حزن ہے فرمایا تیرا نام سہل ہے اس نے کہا میں وہ نام تبدیل نہیں کروں گا جو میرے والد نے نام رکھا ہے۔ ابن مسیب نے کہا اس کے بعد غم واندوہ ہم میں ہمیشہ رہا۔

۶۷۰۵ ترجمہ : یعنی یہ حدیث دوسرے اسناد سے بھی مذکور ہے۔

باب ایک نام دوسرے نام سے تبدیل کرنا جو اس سے اچھا ہو

Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ اُتِیَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ اَبِیْ اُسَیْدٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ وُلِدَ فَوَضَعَہٗ عَلٰی فَخِذِہٖ وَاَبُوْ اُسَیْدٍ جَالِسٌ فَلَھِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشَیْءٍ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاَمَرَ اَبُوْ اُسَیْدٍ بِابْنِہٖ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفَاقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْنَ الصَّبِیُّ فَقَالَ اَبُوْ اُسَیْدٍ اَقْلَبْنَاہُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اسْمُہٗ قَالَ فُلَانٌ قَالَ وَلٰکِنِ اسْمُہُ الْمُنْذِرُ فَسَمَّاہُ یَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ

۶۷۰۷ — حَدَّثَنَا صَدَقَۃُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ مَیْمُوْنَۃَ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ زَیْنَبَ کَانَ اسْمُھَا بَرَّۃَ فَقِیْلَ تُزَکِّیْ نَفْسَھَا فَسَمَّاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیْنَبَ

ترجمہ : سہل نے کہا ابو منذر بن ابی اسید کا جس وقت بچہ پیدا ہوا تو اس کو

۶۷۰۶ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ حضور نے اسے اٹھا لیا اور اپنی ران پر بٹھا یا جبکہ ابو اسید بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی شئی کے ساتھ مشغول ہو گئے جو حضور کے سامنے تھی۔

ابو اسید نے اپنے بیٹے کے متعلق کہا کہ اس کو اٹھا لیا جائے۔ بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے اٹھا لیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ ہوا (شغل سے فارغ ہوئے) تو فرمایا بچہ کہاں ہے؟ ابو اسید نے کہا ہم نے اس کو اٹھوا دیا تھا۔ حضور نے فرمایا اس کا نام کیا ہے اسید نے کہا اس کا نام فلاں ہے۔ حضور نے فرمایا لیکن اس کا نام منذر ہے اس روز سے اس کو منذر کہنے لگے۔

[illegible] کہ قبیح نام کو اچھے نام سے

Marfat.com

۶۲۰۸ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ جَدَّهٗ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اسْمِيْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا اَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ

سے تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز تم اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے تم اچھے نام رکھو۔ طبری نے کہا قبیح نام نہیں رکھنا چاہیئے اور نہ ہی وہ نام جائز ہے جس میں تزکیہ اور مدح و ثنا پایا جائے اور نہ وہ نام درست ہے جس کے معنیٰ میں گالی یا مذمت ہو بلکہ اچھا نام رکھنا چاہیئے، جیسے حدیث سے ظاہر ہے۔ داؤدی نے کہا حضور نے نیک فال کے لئے یہ نام رکھا کہ اس کو علم عطا ہو جس کے ساتھ وہ لوگوں کو ڈرائے کہا گیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساعدی خزرجی کے نام پر اس کا نام رکھا۔ حضور نے بچہ کے والد کے اکرام کے لئے اس کو گود میں اٹھا لیا تھا۔

۶۲۰۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زینب کا نام برہ تھا۔ کہا گیا وہ اپنے آپ کا تزکیہ کرتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زینب رکھا۔

۶۲۰۷ — شرح : یہ زینب ام المؤمنین زینب بنت جحش ہے۔ ان کا نام برہ تھا یا زینب بنت ام سلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود پال بیٹی ہے دونوں کا نام حضور نے تبدیل کر دیا اور زینب نام رکھا اور فرمایا اپنے آپ کا تزکیہ نہ کرو تم میں نیکوں کو خدا جانتا ہے۔ لوگوں نے کہا کیا نام رکھیں فرمایا زینب رکھو۔

۶۲۰۸ — ترجمہ : عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ نے خبر دی کہ میں ابوسعید بن مسیب کے پاس بیٹھا تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کا دادا حزن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضور نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام حزن ہے فرمایا بلکہ تیرا نام سہل ہے۔ اس نے کہا میں وہ نام تبدیل نہیں کروں گا جو میرے باپ نے میرا نام رکھا ہے۔ ابن مسیب

Marfat.com

بَابُ مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ

وَقَالَ أَنَسٌ قَبَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمَ يَعْنِي ابْنَهُ

٦٧٠٩ — حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ

نے کہا اس کے بعد ہم میں ہمیشہ کے لئے حزونت اور غم واندوہ رہا۔

٦٧٠٨ — شرح : ابن تین نے کہا ابن مسیب کے کلام کے معنی یہ ہیں کہ ہم میں سہولت نہ رہی۔ داؤدی نے کہا صعوبت ہمیشہ رہی یعنی ان کے اخلاق میں شدت ہمیشہ رہی اہل نسب نے ذکر کیا۔ اس کی اولاد میں بدخلقی رہی جو لوگوں میں معروف ہے وہ کبھی اُن سے معدوم نہیں ہوسکتی۔ بعدُ سے مراد یہ ہے کہ جب اُن کے دادے نے کہا تھا میں تو نام تبدیل نہ کروں گا اس کے بعد بدخلقی یا حزن و ملال اُن میں ہمیشہ رہا۔

باب جس نے نبیوں کے نام پر نام رکھا

اور انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کو بوسہ دیا یعنی اپنے شہزادے ابراہیم علیہ السلام کو

شرح : جس نے بچہ کا نام کسی نبی کے نام پہ رکھا تو جائز ہے۔ سعید بن مسیب نے کہا نبیوں کے نام اللہ کو محبوب ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پہ نام رکھو۔ اس میں اس شخص کے کلام کی تردید ہے جس نے کہا نبیوں کے نام پہ نام رکھنا مکروہ ہے۔ اس کی حجت و دلیل حکم بن عطیہ کی ثابت کے ذریعہ انس سے مرفوع روایت ہے کہ تم اپنے بچوں کا نام محمد رکھتے ہو پھر انہیں گالیاں دیتے ہو لیکن امام بخاری نے ذکر کیا کہ یہ حکم ضعیف ہے۔ ابوالولید بھی اس کو ضعیف کہتے تھے۔

Marfat.com

۶۷۱۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ

۶۷۰۹ — ترجمہ : اسماعیل نے کہا میں نے ابن ابی اوفیٰ سے کہا تم نے ابراہیم بن نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے وہ کمسن وفات پاگئے۔ اگر یہ فیصلہ ہوتا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہوگا تو آپ کا شہزادہ زندہ رہتا، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

۶۷۱۰ — ترجمہ : براء بن عازب نے کہا جب شہزادہ کونین ابراہیم علیہ السلام نے وفات پائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے بہشت میں دودھ پلانے والی ہے۔

۶۷۰۹ - ۶۷۱۰ — شرح : بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد جنت میں چلے جاتے ہیں یا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے۔ اس لئے قبر کی جنت سے تعبیر کی ہے۔ ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب شہزادۂ سرورِ کونین کا انتقال ہوا تو حضور نے فرمایا جنت میں اس کو دودھ پلانے والی ہے۔ اگر وہ زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے لیکن اس کے اسناد میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان واسطی ہے وہ ضعیف ہے۔ احمد اور ابن مندہ نے سُدّی کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابراہیم علیہ السلام ،، نے گہوارہ بھرا اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے لیکن وہ زندہ نہ رہے، کیونکہ تمہارا نبی آخر الانبیاء ہے ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاسکتی ہے۔ صحابہ کی جماعت نے اس کو ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے حضرت انس کی روایت کا انکار کرتے ہوئے کہا میں نہیں جانتا یہ کیا ہے نوح علیہ السلام کا لڑکا پیدا ہوا جو نبی نہ تھا اگر نبی نبی کو ہی جنم دیتا ہے تو سب کو نبی ہونا چاہیئے کیونکہ سب نوح کی اولاد ہیں۔ ابن عبدالبر نے امام نووی کے تہذیب الاسماء واللغات میں ان کے قول کی پیروی کی ہے کہ بعض متقدمین کی روایت ہے کہ اگر (ابراہیم علیہ السلام) زندہ رہتے تو نبی ہوتے باطل ہے اور غالباً نہ

Marfat.com

٦٧١١ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْنُوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَرَوَاهُ اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کلام پر جسارت ہے اور سخت لغزش کھانا ہے، لیکن حافظ ابن حجر نے اصابہ وغیرہ میں ذکر کیا نووی کا عجیب کلام ہے تین صحابہ کرام سے یہ حدیث مروی ہے گویا کہ نووی کو اس کی تاویل کا پتہ نہیں چلا اس لئے اس کا انکار کر دیا ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ ہو سکتا ہے کہ نووی کو مذکور صحابہ سے یہ روایت نہ ملی ہو، اُن سے مناخرہ لوگوں سے روایت کی ہو اور یہ کہہ دیا جو کہا اس کا جواب یہ ہے کہ قضیہ شرطیہ وقوع کو مستلزم نہیں اور نہ ہی صحابی کے متعلق یہ گمان کر سکتے ہیں کہ اُس نے ایسی روایت اپنے گمان سے کی ہو گی بہرحال امام نووی کا یہ قول غیر موجہ ہے اور ان کی تقلید میں ابن عبدالبر کا کلام بھی مشکل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام کو دودھ پلانے والی جنت میں ہے وہ وہاں مدت رضاعت پوری کریں گے کیونکہ وہ سولہ ماہ کے وفات پا گئے تھے۔ یہ ابن مندہ کی روایت ہے۔ امام احمد نے مسند میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اٹھارہ ماہ کی عمر شریف میں وفات پائی۔ ایک روایت کے مطابق ستر دن زندہ رہے اس کو بیہقی نے ذکر کیا ہے۔ ان کی وفات ربیع الاول میں بعض نے رمضان مبارک اور بعض نے ذی الحجہ میں ان کی وفات کا وقوع ذکر کیا ہے اگر یہ قول لیا جائے کہ وہ اُس وقت سولہ سال کی عمر شریف میں فوت ہوئے تو یہ کہنا کہ وہ ذی الحجہ میں فوت ہوئے باطل قول ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں تھے مگر وہ ستر دن کے بعد ذی الحجہ کی آخری تاریخ میں فوت ہوئے اور ستر دن زندہ رہنے کی تقدیر پر ان کی وفات آٹھ ہجری میں ہوتی ہے (قسطلانی)

٦٧١١ ـــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پہ نام رکھو میری کنیت پہ کنیت نہ رکھو میں تمہارے درمیان تقسیم کرنے والا ہوں۔ اس کی حضرت انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

Marfat.com

۶۷۱۲ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَصِیْنٍ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِیْ وَلَا تَکْنُوْا بِکُنْیَتِیْ وَمَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ صُوْرَتِیْ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ

۶۷۱۱ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ میں قاسم ہوں اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ کنیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے صادق ہے کہ آپ لوگوں میں اللہ کا مال تقسیم فرماتے ہیں اور دوسرے لوگوں میں یہ حیثیت نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کنیت کسی وصفِ صحیح کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

۶۷۱۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے یقیناً مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا اور جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کی کیفیّت

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا ایک روایت میں ہے کہ اس نے حق دیکھا۔ علامہ قسطلانی نے شرح مشکوٰۃ سے نقل کیا کہ "من رانی فی المنام فقد رانی" میں شرط و جزاء متحد ہیں۔ اس کا مدلول پورا مبالغہ ہے یعنی جس نے مجھے دیکھا اُس نے بلاشبہ میری حقیقت دیکھی اُس کے دیکھنے میں ذرہ بھر شک و شبہ نہیں۔ بعض نے کہا ہے "فقد رانی" حقیقۃً شرط کی جزاء نہیں بلکہ اس کا لازم ہے جیسے "فلیستبشر فانہ قد رانی" یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس کو خوشخبری ہو

Marfat.com

٦٧١٢ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوسٰى

اُس نے مجھے ہی دیکھا ہے۔ حق یہ ہے کہ جو اُس نے دیکھا ہے وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی روح مقدسہ کی حقیقت جو نبوّت کا محل ہے کی مثال ہے اور جو شکل وہ دیکھتا ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی روح نہیں اور نہ ہی حضور کا شخص ہے بلکہ وہ آپ کی مثال ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی رُؤیت کی کیفیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ سے رؤیت پیدا کر دیتا ہے۔ اس رؤیت میں مواجہت، مقابلہ شرط نہیں۔

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں دیکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ اُس نے حضور کا جسم شریف دیکھا ہے بلکہ اُس نے ایک مثال صورت دیکھی ہے جو مقصود تک پہنچانے کی آلہ بن جاتی ہے بلکہ بیداری میں بدن بھی انسان کی ذات کا آلہ ہوتا ہے۔ حق بات یہ ہے کہ خواب میں حضور کو دیکھنے والا آپ کی روحِ مقدسہ کی حقیقت کی مثالی صورت دیکھتا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر بعینہٖ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ ایک مثالی صورت دیکھتے ہیں تو کیسے معلوم ہوگا کہ خواب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا ہے کسی اور کو نہیں دیکھا اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خواب میں حضور کی مثالی صورت دیکھنے والے کے دل میں ضروری علم پیدا کر دیتا ہے کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں **اقول** تحدیث نعمت کے طور پر بندہ عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے متعدد بار شرف زیارت میں یہی کیفیت تھی جو امام غزالی نے ذکر کی ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ علامہ عینی نے

Marfat.com

۶۷۱۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُبْنُ عَلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ ابْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ رَوَاهُ اَبُوْبَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ تَسْمِيَةِ الْوَلِيْدِ

کہا محققین نے اس حدیث کو متواتر کہا ہے۔

۶۷۱۲ — ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوا میں اس کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور نے اس کو کھجور کی گھٹی دی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی پھر میرے حوالہ کر دیا وہ ابوموسیٰ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ (حدیث صفحہ ۵۴۱ ج :۸ کی شرح دیکھیں (باب العقیقہ))

۶۷۱۳ — ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ نے کہا جس روز شہزادہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم سلام اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو سورج کو گرہن لگا تھا۔ اس کی ابوبکرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے (حدیث ۹۹۰ ج :۲ کی شرح دیکھیں)

باب ولید نام رکھنا

اس عنوان سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد طبرانی کی اس روایت کا رد ہے جو اس نے ابن مسعود سے مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے غلام یا بچے کا نام حرب یا مُرّہ یا ولید رکھے یہ حدیث ضعیف ہے۔ نیز عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں بچہ پیدا ہوا انہوں نے اس کا نام ولید رکھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کا نام فرعون کے نام پر رکھا ہے۔ البتہ اس اُمت میں ایک آدمی پیدا ہوگا جس کو ولید کہا جائے گا وہ اس اُمت پر اس قدر شر پھیلائے گا جو فرعون اپنی قوم کے لئے نہ کر سکا تھا۔ ابوحاتم بن حبان نے کہا یہ خبر باطل ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا اور نہ ہی عمر فاروق نے اس قسم کی روایت کی ہے

Marfat.com

٦٧١٤ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ اَلْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا رَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ اَبِیْ رَبِيْعَةَ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ بِمَكَّةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِیْ يُوْسُفَ

اور نہ سعید اور زہری نے روایت کی اور نہ یہ اوزاعی کی حدیث ہے۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٦٧١٤ — رکوع سے سر مبارک اٹھایا تو فرمایا اے اللہ ولید بن ولید کو سلمہ بن ہشام کو عیاش بن ابی ربیعہ کو اور مکہ مکرمہ میں کمزور مومنوں کو نجات دے اور مضر کے کافروں پر سخت تنگی کر اور وہ ان پر یوسف (علیہ السلام) کے زمانہ میں قحط سالی جیسی کر (یعنی ان کو بھوک سے ہلاک کر)

شرح : لغت میں وطأۃ کے معنی قدموں میں روندنے کے ہیں اور ٦٧١٤ — یہاں ہلاکت مراد ہے یعنی ان کو سخت پکڑ اور یوسف علیہ السلام کے قحط سالی سے تشبیہ قحط کے دیرپا ہونے اور سخت مشقت میں ہے چنانچہ مکہ مکرمہ میں سخت قحط واقع ہوا اور قریش کے کافر بھوک سے مرنے لگے جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت دعاء کا نتیجہ ہے تو ابوسفیان خدمت میں حاضر ہوا اور بصد شکستگی عرض کیا کہ اے ابا القاسم آپ صلہ رحمی کرنا فرماتے ہیں یہ لوگ جو بھوک سے مر رہے ہیں آپ کے ذوالارحام ہیں دعاء فرمائیں کہ قحط سالی کی شدت ختم ہو اور یہ ابتلاء اور مصیبت جاتی رہے، لیکن ان بدبختوں نے سب کچھ جانتے ہوئے ایمان قبول نہ کیا اور سرور کونین کی طاعت نہ کی اور ضلالت و گمراہی میں رہے ،،

Marfat.com

بَابُ مَنْ دَعٰى صَاحِبَهٗ فَنَقَصَ مِنْ اِسْمِهٖ حَرْفًا

وَقَالَ اَبُوْحَازِمٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هِرٍّ

۶۷۱۵ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَالَا اَرٰى

باب جس نے اپنے ساتھی کو بُلایا اور اس کے نام سے کوئی حرف کم کر دیا

ابوحازم نے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اباھِرّ

۶۷۱۵ — ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشؓ، یہ جبرائیل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ اور کہا حضور وہ دیکھتے تھے جو میں نہ دیکھتی تھی۔

۶۷۱۵ — شرح : ابن بطال نے کہا یہ تنقیص باب ترخیم سے نہیں بلکہ لفظ کو تصغیر و تانیث سے تکسیر و تذکیر طرف نقل کرنا ہے یہ نقصان اگرچہ لفظ میں نقصان ہے لیکن معنی کے اعتبار سے، کیونکہ ہریرہ ہرّہ کی تصغیر ہے تو حضورؐ نے ابوہریرہ کو اس کے نام سے خطاب کیا یہ لفظ میں نقصان اور معنی میں زیادتی ہے اس میں اضافہ ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا

Marfat.com

٦٧١٦ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِي الْقُبَّلِ وَأَنْجَشَةُ غُلَامُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسُوقُ بِهِنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنْجَشُ رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ

بَابُ الْكُنْيَةِ لِلصَّبِيِّ وَقَبْلَ أَنْ يُولَدَ لِلرَّجُلِ

هُوَ يَرَىٰ مَالَا تَرَىٰ ،، یعنی آپ وہ دیکھتے تھے جو میں نہ دیکھتی تھی یہ رؤیت ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والے میں پیدا کرتا ہے اگر پیدا کرے تو دیکھے گا ورنہ نہیں۔

ترجمہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا اُمِّ سُلَیم اُونٹ پر سوار تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اَنجشہ اونٹوں کو چلا رہا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجش بوتلوں (عورتوں) کو چلانے میں آہستگی کرو جلدی نہ کرو۔

٦٧١٦ —

شرح : ثقل کے معنی مسافر کا سامان کے ہیں قولہ رُوَیْدَکَ یعنی عورتوں کو چلانے میں جلدی نہ کرو، کیونکہ یہ شیشے کی بوتلوں کی طرح اثر جلدی قبول کرتی ہیں (حدیث ۵۴۲۳ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب چھوٹے بچے کی کنیت رکھنا اور آدمی کا بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس کی کنیت رکھنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اپنی اولاد کی کنیت جلدی رکھو تاکہ ان کو بُرے القاب سے نہ پکارا جائے علماء نے کہا نیک فال کے لئے بچوں کی کنیت رکھتے ہیں کہ بچہ زندگی بسر کرے حتی کہ اس کی اولاد ہو اور لقب سے بچنے کے لئے بھی کنیت رکھی جاتی ہے، کیونکہ غالباً جو کسی کا ذکر کرتا ہے اور اس کے دل میں اس کی تعظیم ہوتی ہے تو اس کے خاص نام سے اس کا ذکر نہیں کرتا جب اس کی کنیت ہوگی تو لقب ذکر کرنے کی کوشش

Marfat.com

۶۷۱۷ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو عُمَيْرٍ قَالَ أَحْسِبُهُ فَطِيمًا وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَالَ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟ نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ فَرُبَّمَا حَضَرَ الصَّلَاةُ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ ثُمَّ يَقُومُ وَنَقُومُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا

نہ کرے گا عربوں کی کنیت عجمیوں کے لقب کی مانند ہے۔

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خُلُق کے اعتبار سے سب لوگوں سے اچھے تھے۔ میرا

۶۷۱۷ ـــ

ایک بھائی تھا اس کو ابوعُمَیر کہا جاتا تھا کہا میرا خیال ہے کہ وہ فطیم تھا (دودھ چھوڑ چکا تھا) جب وہ حضور کے پاس آتا تو فرماتے یا اباعُمَیر مَا فَعَلَ النُّغَیْر، اے اباعمیر تیری چڑیا نے کیا کیا؟ چڑیا کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا۔ بسا اوقات نماز کا وقت آتا جبکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر ہوتے تو آپ کے نیچے بچھونے کے متعلق حکم فرماتے اس کو صاف کیا جاتا اور اس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا جاتا۔ پھر کھڑے ہوتے اور ہم بھی آپکے پیچھے کھڑے ہوتے تو آپ ہمیں نماز پڑھاتے۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹے بچے کی

۶۷۱۷ ـــ

کنیت رکھنا جائز ہے، تو آدمی کی اولاد ہونے سے پہلے بطریقِ اَوْلیٰ جائز ہے۔ ابوعمیر انس کا اخیافی بھائی ہے (مادر زاد بھائی) جب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر تشریف لے جاتے تو ابوعمیر سے خوش طبعی کے طور پر فرماتے یا اباعمیر مَا فَعَلَ نُغَیْر یہ نُغَر کی تصغیر ہے اس کے معنی چڑیا کے ہیں۔

Marfat.com

بَابُ التَّكَنِّيْ بِاَبِيْ تُرَابٍ وَاِنْ كَانَتْ لَهٗ كُنْيَةٌ اُخْرٰى

٦٢١٨ — حَدَّثَنَا خَلِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اِنْ كَانَتْ اَحَبَّ اَسْمَاءِ عَلِيٍّ اِلَيْهِ لَاَبُوْتُرَابٍ وَاِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ اَنْ يُدْعٰى بِهَا وَمَا سَمَّاهُ اَبُوْتُرَابٍ اِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَاضَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَخَرَجَ فَاضْطَجَعَ اِلَى الْجِدَارِ اِلَى الْمَسْجِدِ وَجَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُهٗ فَقَالَ هُوَذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْجِدَارِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَامْتَلَأَ ظَهْرُهٗ تُرَابًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهٖ وَ يَقُوْلُ اجْلِسْ يَا اَبَا تُرَابٍ

باب ابوتراب کنیت رکھنا اگرچہ اس کی اور کنیت بھی ہو

٦٢١٨ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ الکریم ، کو ابوتراب کنیت بہت محبوب تھی اس کے ساتھ بلائے جاتے تو بہت خوش ہوتے تھے۔ ان کا یہ نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا جبکہ ایک دن سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا سے ناراض ہو کر گھر سے باہر نکل گئے اور مسجد میں دیوار کے پاس لیٹ گئے اُن کا پیچھا کرتے ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے گئے جبکہ اُن کی پشت مٹی سے بھری ہوئی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی پشت سے مٹی پونچھتے اور فرماتے اے ابا تراب بیٹھ جاؤ۔

Marfat.com

بَابُ اَبْغَضِ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

۶۷۱۹ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْنَى الْاَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ

شرح : اہل فضل اور ان کی بیویوں کے درمیان بھی ناراضگی ہو جایا کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں قوت غضبیہ رکھی ہے۔ فطری مقتضی کے مطابق دونوں حضرات کے درمیان تلخ کلامی ہو گئی تھی اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں جا کر لیٹ گئے تھے۔ حضور نے حضرت علی سے فرمایا "اِجْلِسْ" لیٹے کو اجلس کہنا بھی استعمال ہوتا ہے۔ خلیل نے کہا کھڑے کو اُقْعُدْ، اور لیٹنے والے، سونے والے اور سجدہ کرنے والے کو اجلس کہا جاتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند اخلاق تھے، کیونکہ حضور حضرت علی المرتضیٰ کی طرف تشریف لے گئے تاکہ انہیں راضی کریں اور اُن کی پشت سے غبار پونچھا تاکہ انہیں خوش کریں اور ابو تراب کنیت رکھ کر اُن سے خوش طبعی کی اور سیدہ سلام اللہ علیہا کو ناراض کرنے پر ان کو زجر و عتاب نہ کیا، حالانکہ سیدہ کا مقام اُن سے بہت بلند تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں داماد کی سسرال کی رشتہ داری ہو وہاں نرم روش اختیار کرنا مستحب ہے۔ محبت کی بقاء کے لئے انہیں عتاب نہیں کرنا چاہیئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل فضل اور ان کی بیویوں کے درمیان غیظ و غضب ہوتا رہتا ہے، کیونکہ یہ انسان کی طبع میں داخل ہے اس کو عیب نہیں کہا جاتا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے علی المرتضیٰ کی طرف اس لئے تشریف لے گئے کہ غصہ کی حالت میں علی سے کوئی ایسی چیز ظاہر نہ ہو جو جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان کے لائق نہ ہو اس طرح حضور نے کلام کا مادہ ہی ختم کر دیا یہاں تک کہ ہر ایک کا غصہ جاتا رہا۔ (عینی و قسطلانی)

باب جو نام اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں

۶۷۱۹ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

٦٧٢٠ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً قَالَ أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ أَخْنَعُ الْأَسْمَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمَّى بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ قَالَ سُفْيَانُ يَقُولُ غَيْرُهُ تَفْسِيرُهُ شَاهَانْ شَاهْ

نے فرمایا قیامت میں اللہ کے نزدیک قبیح ترین نام یہ ہے کہ آدمی کا نام بادشاہوں کا بادشاہ رکھا جائے۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ٦٧٢٠ — بدترین نام وہ ہے جو آدمی کو ملک الاملاک کہا جائے سفیان نے کہا اُن کے غیر نے کہا ملک الملوک کی تفسیر شاہان شاہ ہے۔

شرح : اَخْنٰی بہمزہ مفتوح بمعنی خوار ترین یعنی قیامت کے دن اس نام والا شخص رسوا تر اور خوار تر ٦٧١٩ — ٦٧٢٠ — ہوگا۔ دوسری حدیث میں لفظ "اَخْنَعُ" ہے اَخْنٰی اور اَخْنَعُ ہم معنیٰ ہیں۔ اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا جاتا ہے کہ اسم مسمّٰی کا عین ہے۔ علامہ بیضاوی نے اس میں اختلاف ذکر کیا ہے۔ سفیان نے کہا ابوالزناد کے غیر نے کہا ملک الاملاک کی تفسیر فارسی میں شاہان شاہ ہے۔ اُس زمانہ میں یہ نام بکثرت رکھا جاتا تھا اس لئے سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا جس نام کی مذمت حدیث میں مذکور ہے وہ ملک الاملاک میں منحصر نہیں بلکہ ہر زبان میں جو اس کا ہم معنیٰ ہو وہ بھی شرعاً مذموم ہے۔ فارسی میں شاہان مضاف الیہ اور شاہ مضاف ہے کیونکہ فارسی میں مضاف الیہ مضاف پر مقدم ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام رکھنا حرام ہے، کیونکہ اس پر سخت وعید آئی ہے اس طرح جو اس نام کا ہم معنیٰ ہو وہ بھی حرام ہے جیسے کسی کا نام احکم الحاکمین یا سُلطَانَ السَّلاطِین یا امیر الامراء رکھا جائے ممنوع ہے۔ علامہ عینی نے کہا اَقضَی القُضَاۃ نام رکھنا بھی ممنوع ہے، کیونکہ اس کے معنی "احکم الحاکمین" کے ہیں یہ قاضی القضاہ سے بلیغ تر ہے کیونکہ یہ افعل التفضیل ہے۔ اَقوَلُ شاہانِ شاہ ملک الاملاک اور قاضی القضاۃ بطور عَلَم ممنوع ہیں اگر مذکور الفاظ علم نہ ہوں اور ان کا لغوی معنی مراد ہو تو ممنوع نہیں، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَقضَاکُم عَلِیٌّ یعنی علی تم سب سے بڑا قاضی ہے یہ اُن کا عَلَم نہیں۔ ماوردی کو اَقضَی القُضَاۃ، کہا

Marfat.com

بَابُ كُنْيَةِ الْمُشْرِكِ

وَقَالَ الْمِسْوَرُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِلَّا اَنْ يُرِيْدَ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ

۶۷۲۱ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَ اُسَامَةُ وَرَاءَهٗ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ

جاتا تھا؛ حالانکہ وہ ملک الاملاک نام رکھنے سے منع کرتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب مُشرِک کی کُنیت

مِسور نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا مگر یہ کہ ابن ابی طالب چاہے"

توضیح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا جس وقت بنو ہشام نے ابو جہل کی لڑکی کی شادی حضرت علی سے کرنی چاہی۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا کہ علی ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو حضور نے خطبہ دیا کہ میں علی بن ابی طالب کو ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کرنے سے منع نہیں کرتا ہوں اگر اُس نے ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کرنا ہے تو فاطمہ کو طلاق دیدے اللہ تعالیٰ راضی نہیں کہ دشمنِ خُدا کی لڑکی اور محبوبِ خُدا کی لڑکی ایک گھر میں جمع ہوں۔

۶۷۲۱ — ترجمہ : عروہ بن زُبیر سے روایت ہے کہ اُسامہ بن زید نے انہیں خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہُوئے جس پر

Marfat.com

قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ فَاِذَا فِي الْمَجْلِسِ اَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِي الْمُسْلِمِيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ ابْنُ اُبَيٍّ اَنْفَهٗ بِرِدَائِهٖ وَقَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ اَيُّهَا الْمَرْءُ لَا اَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ اِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهٖ فِيْ مَجَالِسِنَا ارْجِعْ اِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا فِيْ مَجَالِسِنَا فَاِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ

فدک کی چادر تھی اور اُسامہ بن زید حضور کے پیچھے سوار تھے۔ آپ قبیلہ بنی حارث بن خزرج میں سعد بن ابی عبادہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے یہ واقعہ غزوۂ بدر سے پہلے کا ہے۔ آپ چلتے رہے حتی کہ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبد اللہ بن سلول بھی تھا یہ واقعہ عبد اللہ بن ابی کے مسلمان ہونے سے پہلے کا ہے۔ اچانک آپ نے دیکھا کہ اس مجلس میں مسلمان، مشرک، بت پرست اور یہودی ملے جلے ہیں مسلمانوں میں عبد اللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب مجلس کو سواری کے غبار نے ڈھانپ لیا تو ابن اُبَیّ نے اپنی ناک کو اپنی چادر سے ڈھانپ لیا اور کہا ہم پر غبار نہ ڈالو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کہا (اس میں صرف مسلمانوں کی نیت کی تھی) پھر وہاں ٹھہر گئے اور سواری سے اُترے اور اُن کو دینِ اسلام کی خبر دی اور اُن پر قرآن کریم پڑھا (جو اس کے حال کے مناسب تھا) عبد اللہ بن ابی بن سلُول نے کہا اے مرد! تم کہتے ہو اس سے اچھی کوئی شئی نہیں اگر یہ حق ہے تو اس کی وجہ سے ہماری مجالس میں ہمیں اذیت نہ پہنچاؤ اپنے گھر جاؤ

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخَفِّضُہُمْ حَتّٰی سَکَتُوْا ثُمَّ رَکِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَابَّتَہٗ فَسَارَ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ اعْفُ عَنْہُ وَاصْفَحْ فَوَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ لَقَدْ جَاءَ اللّٰہُ بِالْحَقِّ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ اَھْلُ ھٰذِہِ الْبَحْرَۃِ عَلٰی اَنْ یُتَوِّجُوْہُ وَ یُعَصِّبُوْہُ بِالْعِصَابَۃِ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰہُ ذٰلِکَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ اَعْطَاکَ شَرِقَ بِذٰلِکَ فَذٰلِکَ فَعَلَ بِہٖ مَا رَاَیْتَ فَعَفَا عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ یَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ وَاَھْلِ الْکِتٰبِ کَمَا اَمَرَھُمُ اللّٰہُ وَیَصْبِرُوْنَ عَلَی الْاَذٰی قَالَ اللّٰہُ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ الاٰیَۃَ وَقَالَ وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ

ہم سے جو تمہارے پاس آئے اس پر یہ بیان کرو۔

عبداللہ بن رواحہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" (اصلاح اسی میں ہے کہ آپ قرآن بیان فرمائیں) اس غبار سے ہماری مجلسیں ڈھانپیں ہم اس غبار کو محبوب جانتے ہیں۔ پس مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں نے گالیاں دینا شروع کیں یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی پر اتر آئیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش کراتے رہے حتی کہ وہ خاموش ہو گئے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پہ سوار ہو کر تشریف لے گئے حتی کہ سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے آئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد! کیا تم نے سنا نہیں کہ ابو حباب نے کیا کہا ہے؟ اس سے حضور کی مراد عبداللہ بن ابی تھا اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ راوی نے کہا سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ آپ پر فدا ہو! آپ ان کو معاف کر دیں اور درگذر

Marfat.com

الْكِتَابِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَاَوَّلُ فِي الْعَفْوِ عَنْهُمْ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰى اُذِنَ لَهٗ فِيْهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهَا مَنْ قُتِلَ مِنْ صَنَادِيْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ فَقَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ مَنْصُوْرِيْنَ غَانِمِيْنَ مَعَهُمْ اُسَارٰى مِنْ صَنَادِيْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ هٰذَا اَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايِعُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمُوْا

فرمائیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا ہے۔ اللہ نے آپ کو حق دیا جو آپ پر نازل فرمایا اس شہر کے لوگوں نے اتفاق کیا ہے کہ اس کو تاج پہنائیں اور اس کے سر پہ عصا باندھیں (اس کو اپنا سردار بنائیں) جب اللہ تعالیٰ نے جو حق دیا ہے اس کے ساتھ اس کو مسترد کر دیا تو یہ شخص اس وجہ سے غصہ میں آیا اور جو آپ نے دیکھا ہے وہ اس وجہ سے کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکوں اور اہل کتاب کو معاف کر دیتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم فرمایا وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْاَذٰى ،، وہ ان کو اذیت پہنچنے پر صبر کر دیتے ہیں ،، اور ارشاد الٰہی ہے وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ ،، تم یقیناً تم ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور اُن لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا بہت اذیت سنو گے اور فرمایا: وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ،، اہل کتاب یہ خواہش کرتے ہیں کہ تم کو ایمان لانے کے بعد کافر کر دیں (ان کو تمہارے ایمان کے بعد تمہارے کفر سے محبت ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو معاف کرنے میں آیات کی تاویل و تفسیر کرتے تھے جو اللہ نے آپ کو اجازت دی تھی حتیٰ اُن کے بارے میں حضور کو جہاد کا حکم دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر لڑی اس میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے بڑے کافر اور سردار قریش قتل کر دیئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو معاف کرنے میں آیات کی تاویل

Marfat.com

۶۷۲۲ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَفَعْتَ اَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَاِنَّهٗ كَانَ يَحُفُّكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ نَعَمْ هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنَ النَّارِ وَلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

تفسیر کرتے تھے جو اللہ نے آپ کو اجازت دی تھی حتیٰ کہ اُن کے بارے میں حضور کو جہاد کا حکم دیا گیا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر لڑی اس میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے کافر اور سردار قریش قتل کر دیئے گئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اس حال میں واپس لوٹے کہ ان کی مدد کی گئی تھی اور غنیمت لے کر آئے جبکہ اُن کے ساتھ بڑے بڑے کافر اور سردار قریش قیدی تھے تو ابن ابی بن سلول اور اس کے ساتھ والے مشرکوں، بُت پرستوں نے کہا یہ امر یعنی اسلام کامیاب ہوگیا ہے اب بیعت کر لو تو اُنہوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کر لی اور بظاہر مسلمان ہوگئے۔

۶۷۲۱ — شرح : ابوحباب عبداللہ بن ابی بن سلول کی کنیت ہے۔ اُبَیّ اس کا والد اور سلول ماں ہے اس لئے ترکیب میں اُبَیّ سلول دونوں مرفوع لفظ عبداللہ کی صفت ہیں۔ حُباب بضم الحاء وتخفیف الیاء شیطان کا نام ہے سانپ پر بھی بولا جاتا ہے۔ بعض نے کہا حباب سانپ ہے، حباب بفتح الحاء اوس ہے جو صبح کے وقت پتوں پر ہوتی ہے۔ حباب کے معنی بُلبلہ بھی ہیں جو پانی پر اُبھر کر جلد ختم ہو جاتے ہیں۔ صنادید صنید کی جمع بمعنی بہادر سردار ہے۔ اُس منافق نے کہا جو تم کہتے ہو اگر حق ہے۔ بطور استہزاء کہا تھا۔ قولہ بَايَعُوْا، پہلا امر اور دُوسرا ماضی ہے۔ تاویل شئی کے مآل کی وضاحت ہے (حدیث : ۲۷۸۴ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۷۲۲ — ترجمہ : حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا آپ نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا ہے وہ آپ کی نگہبانی کرتا تھا آپ کے لئے غصہ بھی کرتا تھا (دشمنوں سے حفاظت اور دشمنوں پر غصہ کرتا تھا) فرمایا ہاں میں نے انہیں

Marfat.com

بَابُ الْمَعَارِيضِ مَنْدُوحَةٌ عَنِ الْكَذِبِ

وَقَالَ اِسْحٰقُ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ مَاتَ ابْنٌ لِاَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ هَدَأَ نَفْسُهٗ وَاَرْجُوْ اَنْ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ اَنَّهَا صَادِقَةٌ

نفع دیا ہے۔ وہ ہلکی سی آگ میں ہیں اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نچلے حصہ میں ہوتے۔

شرح : ضحضاح دو ضاد ہیں اور دو ہی حاء ہیں پہلا ضاد مفتوح اور حاء ساکن ہے اس کے معنی تھوڑا سا پانی جو ٹخنوں تک پہنچتا ہے اس سے مراد آگ ہے جو ٹخنوں تک پہنچے۔ ایک حدیث میں ہے میں نے ابوطالب کو دوزخ میں ڈوبا ہوا دیکھا۔ میں نے اس کو ضحضاح تک نکالا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ابوطالب کو آگ کی جوتی پہنائی جائیگی جس سے اُن کا دماغ کھولتا ہوگا۔ (اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۱۲۸۰ ج ۲ کی شرح میں دیکھیں)

۶۷۲۲ ——

باب اشارہ سے بات کرنا جھوٹ سے دُور کرتی ہے

اسحاق نے کہا میں نے انس سے سُنا کہ ابوطلحہ کا بیٹا فوت ہوگیا ابوطلحہ نے کہا بچے کا حال کیسا ہے؟ اُمّ سُلیم نے کہا اس کی جان آرام میں ہے اُمید ہے کہ وہ آرام میں ہے۔ ابوطلحہ نے اس کو سچا گمان کیا

شرح : معاریض معراض کی جمع ہے اس کے معنی ہیں تصریح کے خلاف بات کرنا یہ کسی شئی کا کسی اور شئی سے توریہ اور اشارہ ہے۔ مندوحہ کے معنی وسعت کے ہیں۔ معاریض کا مقصد یہ ہے کہ انسان مجبوری کی حالت میں جھوٹ سے مستغنی ہوجاتا ہے۔ طبری نے اپنے

Marfat.com

۶۷۲۳ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ لَهٗ فَحَدَا الْحَادِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْفُقْ يَا اَنْجَشَةُ وَيْحَكَ بِالْقَوَارِيْرِ

۶۷۲۴ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ وَاَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ سَفَرٍ وَكَانَ لَهٗ غُلَامٌ يَحْدُوْ بِهِنَّ فَقَالَ لَهٗ اَنْجَشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا اَنْجَشَةُ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ قَالَ اَبُوْقِلَابَةَ يَعْنِي النِّسَاءَ

اسناد کے ساتھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ معاریض میں جھوٹ سے استغناء ہے۔ ابوطلحہ کی بیوی ام سلیم نے کہا "بَدَءَ نَفْسُهٗ" یعنی وہ سکون میں ہے اس سے مراد سکونِ نفس ہے یہ جھوٹ نہیں۔ ام سلیم نے اس سے موت اور دُنیا کے بلایا اور مصائب سے استراحت کا ارادہ کیا تھا اس میں وہ سچی تھی لیکن ابوطلحہ کے گمان میں وہ سچی نہ تھی، کیونکہ اس کے ظاہری کلام کے مفہوم میں مختلف تھا درحقیقت ایسے کلام کو جھوٹ نہیں کہا جاتا بلکہ جھوٹ سے مُنْدُوْحَہ مُتَّسَعَہ اور مستغنی کہا جاتا ہے۔ (حدیث ۱۲۲۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۷۲۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں تھے اونٹ ہانکنے والے نے ان کو تیزی سے چلایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ تیری خرابی ہو بوتلوں کے ساتھ نرمی کر۔

۶۷۲۱ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے، ایک غلام اونٹوں کو چلا رہا تھا جسے انجشہ کہا جاتا

Marfat.com

٦٧٢٥ — حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيرَ قَالَ قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِي ضَعَفَةَ النِّسَاءِ

٦٧٢٦ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا

تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ شیشہ کی بوتلوں کے ساتھ اپنا چلانا نرم کرو۔ ابوقلابہ نے کہا قواریر سے مراد عورتیں ہیں۔

ترجمہ انس بن مالک نے کہا ایک شخص تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں

٦٧٢٥ — کو ہانکا کرتا تھا اس کو انجشہ کہا جاتا تھا۔ اس کی آواز بہت اچھی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اے انجشہ نرمی کرو، بوتلوں کو نہ توڑو۔ قتادہ نے کہا بوتلوں سے مراد کمزور عورتیں ہیں۔ (شیشہ بہت جلد تاثیر قبول کرتا ہے ایسے ہی عورتیں بہت جلد اثر قبول کرتی ہیں) اس لئے عورتوں کو قواریر فرمایا۔

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ منورہ میں گھبراہٹ پیدا

٦٧٢٦ — ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور فرمایا ہم نے کچھ نہیں دیکھا ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا ہے۔ (حدیث ٢٦٦١ ج ٤ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلشَّيْءِ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَهُوَ يَنْوِي أَنَّهُ لَيْسَ بِحَقٍّ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ بِلَا كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ

۶۷۲۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسُوا بِشَيْءٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ

باب آدمی کا کسی شئی کو کہنا کہ وہ کوئی شئی نہیں اس کی نیت یہ ہے کہ حق نہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبر والوں کے متعلق فرمایا ان کو عذاب کبیرہ گناہ کے بغیر دیا جا رہا ہے حالانکہ اس کا عذاب کبیر ہے۔

یہ حدیث کتاب الوضوء میں اس طرح ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے فرمایا ان کو عذاب دیا جا رہا ہے انہیں کبیرہ میں عذاب نہیں دیا جاتا ،، ان میں سے ایک شخص پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخور تھا یعنی تم پر ان دو امور سے بچنا مشکل نہیں حالانکہ یہ اللہ کے نزدیک عظیم ہیں (حدیث ۲۱۵ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْجِنِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذِبَةٍ

ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے یحییٰ بن عروہ نے خبر دی کہ انہوں نے عروہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ۶۷۲۷ —

لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کوئی شئی نہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کسی وقت یہ کاہن اشیاء کی خبریں دیتے ہیں جو سچی ہوتی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کلام جو سچا ہوتا ہے وہ حق کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس کو جن واقع سے لیتا ہے پھر اپنے دوست کاہن کے کان میں ڈالتا ہے جیسے مرغ آواز دیتا ہے پس اس کلمہ میں کاہن سو جھوٹ ملاتے ہیں۔

شرح : یعنی کاہنوں کی بات کوئی صحیح شئی نہیں جس پر اعتماد کیا جائے جیسے ۶۷۲۷ —

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وحی سے خبر دیتے ہیں اور وہ معتمد علیہ ہوتی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے تو اس شخص کو کہے جس نے کوئی کام مضبوطی سے نہ کیا ہو تو نے کچھ نہیں کیا حالانکہ اس نے کچھ نہ کچھ تو کیا ہے لیکن وہ معتمد علیہ نہیں ہے۔ بعض روایات میں اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل جن آسمانوں میں چلے جاتے تھے اور آسمان والوں میں جو واقعات مذکور ہوتے یہ وہ سن کر کاہنوں کو پہنچاتے تھے پھر حضور کی ولادت باسعادت کے بعد اوپر جاتے تو ان کو سنگسار کیا جانے لگا۔ بایں ہمہ وہ بعض کلمات سن کر کاہن تک لانے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔ حدیث کے متن میں لفظ قَرَّ الدَّجَاجَةِ، ہے لیکن صحیح لفظ زجاجہ بمعنی شیشے کی بوتل ہے تاکہ جس حدیث میں لفظ قارورہ ہے اس کے مناسب ہو جائے اگرچہ دجاجہ کی روایت بھی صحیح ہے۔ قرالدجاجہ مرغی کی آواز کی حکایت ہے۔

کرمانی نے ذکر کیا جن آسمان سے واقعات مستقبلہ چوری کر کے کاہنوں تک پہنچاتے ہیں اور وہ اُن کے ساتھ قیاس کے اور سو جھوٹ ملا لیتے ہیں کبھی اس کی بات سچی ہوتی ہے اور کبھی جھوٹ ہوتا ہے غالب یہی ہے کہ جھوٹ ہوتا ہے۔ کاہنوں کے متعلق جو تحقیق ہے وہ یہ ہے کہ ان لوگوں کے ذہن بہت تیز ہوتے

Marfat.com

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَى السَّمَاءِ

وَقَوْلِهٖ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ وَقَالَ اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ اِبْنِ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ

ہیں ان کے نفوس شریر اور طباع ناریہ ہوتی ہیں ان سے شیطان پیار کرتے ہیں، کیونکہ ان کی آپس میں مناسبت ہے اور ان امور میں ان کی حتی المقدور مطابق موافقت کرتے ہیں۔ کاہن جنوں سے واقعات پوچھتے ہیں وہ ان کو سنگسار شدہ کلمات بتاتے ہیں اور کاہن جھوٹی باتوں میں تکلّف کر کے اُجرت طلب کرتے ہیں۔ یہ گمراہ جماعت ہے ان کے دوست شیطان اور شرارتی مخلوق ہے جبکہ نیک لوگوں، ہدایت یافتہ انسانوں کی جماعت فرشتے اور نیک لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، اور اللہ مومنوں اور متقی لوگوں کا دوست اور ناصر ہے (حدیث ۳۰۷۳ کی شرح بھی دیکھیں)

باب آسمان کی طرف نظر اُٹھانا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے ہیں وہ کیسے پیدا ہُوا ہے اور آسمان کی طرف نظر نہیں اُٹھاتے ہیں وہ کیسے بُلند کیا گیا ہے۔ ایّوب نے ابن ابی مُلیکہ سے روایت کی اُنھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا"

شرح : بعض زاہدوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے حضور تخشع اور تذلل کے سبب آسمان کی

Marfat.com

٦٧٢٨ — حَدَّثَنَا يحيىٰ بن بُكير قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عن عُقيل عن ابن شهاب قال سمعت أبا سلمة ابن عبد الرحمٰن يَقُوْلُ اخبرني جابرُ بن عبد الله انه سَمِع رَسُوْل الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثُمَّ فتر عَنِّي الوحيُ فبينا أنا أمشي سَمِعْتُ صوتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي إِلَى السماء فاذا المَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بحراءٍ قَاعِدٌ عَلَى كرسيّ بَيْنَ السَّماء والارض

طرف نظر بلند نہیں کرنا چاہیئے۔ عطاء سلمی سے روایت ہے کہ اُنہوں نے چالیس برس آسمان کی طرف نظر بُلند نہ کی تھی۔ ایک دفعہ اچانک نظر اُٹھ گئی تو بیہوش ہو کر گر پڑے جس سے اُن کے پیٹ میں زخم ہو گیا طبری نے ابراہیم تیمی سے روائت کی کہ دُعاء میں آسمان کی طرف نظر اُٹھانا مکروہ ہے۔ دعاء ہو یا غیر دعا ہو نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نگاہ اُٹھانے سے منع فرمایا، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُن لوگوں کا کیا حال ہے جو نماز میں آسمان کی طرف نظر بُلند کرتے ہیں اور اس میں سخت وعید ذکر فرمائی یہاں تک فرما دیا کہ لوگ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھانے سے رُک یا ان کی نظریں اُچک لی جائیں گی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور بالا اقوال کی تردید کے لئے یہ عنوان ذکر کیا اور مذکور آیات سے ثابت کیا کہ آسمان کی طرف نظر بلند کرنا ثابت ہے، چنانچہ اونٹ کی طرف اور آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنے کی ترغیب دلائی کہ آسمان کو دیکھیں انہیں کیسے اُٹھایا گیا ہے اونٹ کی کوہان بھی اونچی ہے اس کی گردن اور کوہان دیکھنے سے رفع بصر ہوتا ہے۔ اونٹ کو دیکھنے کی تخصیص یہ ہے کہ اس کو بٹھا کر اس پر بوجھ لادتے ہیں اور وہ اسی حال میں کھڑا ہو جاتا ہے، حالانکہ اور کوئی جانور ایسا نہیں کر سکتا نیز یہ عربوں کا عزیز ترین مال ہے۔ یہ بھاری بوجھ اُٹھانے کے ساتھ کمزور سے کمزور انسان کے تابع ہو کر چلتا ہے۔ ابن ابی ملیکہ کے ذریعہ ایوب نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے قبل آسمان کی طرف سر مبارک اُٹھا کر فرمایا اَللّٰهُمَّ اَلرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى ،، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت

Marfat.com

۶۷۲۹ — حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ شَرِیْكٌ عَنْ كُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِیْ بَیْتِ مَیْمُوْنَةَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ اَوْ بَعْضُهٗ قَعَدَ فَنَظَرَ اِلَی السَّمَاءِ فَقَرَاَ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلٰی قَوْلِهٖ لِاُولِی الْاَلْبَابِ

آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔ ابوداؤد نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب حدیث بیان کرنے بیٹھتے تو بکثرت آسمان کی طرف نگاہ شریف کرتے تھے (عینی)

۶۷۲۸ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا پھر مجھ سے وحی منقطع ہوگیا تو ایک دفعہ میں جا رہا تھا کہ میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں وہ فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ (اس حدیث میں "نَظَرَ اِلَی السَّمَاءِ" میں حدیث کی مناسبت ہے)

۶۷۲۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات رہا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف فرما تھے۔ جب رات کی آخری تہائی ہوئی یا اس کا کچھ حصہ تھا تو حضور اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف لگا، اٹھا کر یہ آیت کریمہ پڑھی "اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ الخ"

۶۷۲۹ — شرح : ام المومنین میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ابن عباس کی خالہ ہیں۔ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ کی خالہ ہیں۔ اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اہل زہد کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں اللہ سے خوف کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی انکساری اور عاجزی اور تذلل کرتے ہوئے آسمان کی طرف نہیں دیکھنا چاہئے۔

(حدیث ۱۳۸ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ مَنْ نَكَتَ الْعُوْدَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ

٦٧٣٠ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّهٗ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ وَفِيْ يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُوْدٌ يَضْرِبُ بِهٖ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَذَهَبْتُ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَذَهَبْتُ فَاِذَا عُمَرُ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ اٰخَرُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ افْتَحْ

باب جس نے پانی اور مٹی میں لکڑی سے نکتے لگائے

ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

٦٧٣٠ —

تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں چھڑی تھی جس کو پانی اور مٹی میں مارتے تھے۔ ایک آدمی آیا در آنحالیکہ وہ دروازہ کھلوانا چاہتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور اُس شخص کو جنت کی خبر دو میں دروازہ کھولنے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں میں نے اُن کے لئے دروازہ کھول دیا اور انہیں جنت کی خوشخبری دی پھر ایک آدمی نے دروازہ کھلوانا چاہا تو دروازہ کھول دو اور

Marfat.com

وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ اَوْ تَكُوْنُ فَذَهَبْتُ فَاِذَا عُثْمَانُ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ وَاَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ قَالَ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

بَابُ اَلرَّجُلُ يَنْكُتُ الشَّيْءَ بِيَدِهٖ فِي الْاَرْضِ

۶۷۳۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ

اس کو بھی جنت کی خوشخبری دو اچانک وہ عمر فاروق تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ میں نے دروازہ کھول دیا اور ان کو جنت کی خوشخبری دی پھر ایک اور آدمی نے دروازہ کھلوانا چاہا جبکہ حضور تکیہ لگائے بیٹھے تھے پس آپ بیٹھ گئے اور فرمایا دروازہ کھول دو اور اس کو اسے بلوٰی کی مصیبت پہنچنے پر یا ہونے پر جنت کی خوشخبری دو۔ میں گیا اچانک وہ حضرت عثمان غنی ہیں رضی اللہ عنہ۔ میں نے دروازہ کھول دیا اور ان کو جنت کی خوشخبری دی اور وہ خبر دی جو حضور نے فرمایا۔ راوی نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ ہی مددگار ہے۔

شرح : بلوی بمعنی بلیتہ اور مصیبت ہے۔ حائط باغ اس میں بیر آریس تھا۔ جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی گری تھی ۔۔۔ ۶۷۳۰

عربوں کی عادت ہے کہ وہ خطاب کرنے کے وقت عصا پکڑتے ہیں اور کلام کرتے وقت اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اس کا جاہل ہی انکار کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں عظیم براہین جمع کئے تھے جن کو دیکھ کر ان کے مخالف جادوگر ایمان لائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام خطبہ اور وعظ اور لمبی نماز ادا کرتے وقت عصا پکڑتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا اٹھایا کرتے تھے عصا کی یہی شرافت کافی ہے۔ حضرات خلفاء راشدین اور خطباء کرام بھی اس پر عمل کرتے تھے (حدیث ۳۴۲۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب آدمی اپنے ہاتھ سے زمین میں کوئی شئ کرید دے

نکت بفتح النون وسکون الکاف ہے اس کے معنیٰ لکڑی وغیرہ سے زمین کریدنے کے ہیں۔

Marfat.com

أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ بِعُوْدٍ وَقَالَ لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ فُرِغَ مِنْ مَقْعَدِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ قَالُوْا أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى الْآيَةَ

۶۷۳۱ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک جنازہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ لکڑی سے زمین کریدنے لگے (اس پر نشان لگاتے تھے) حضور نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اس کی جگہ جنت اور دوزخ میں فارغ ہو چکی ہے (ہر ایک کے لئے ازل میں جنت اور دوزخ مقرر ہو چکی ہے) لوگوں نے کہا کیا ہم اس پر توکل نہ کریں فرمایا عمل کرو جس کے لئے کوئی پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لئے میسر ہوگا۔ بہرحال جس نے دیا اور ڈرا ہم اس کے لئے آسانی کر دیں گے الآیۃ۔

۶۷۳۱ — شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جو ہمارا مقدر ہے وہ بہرحال ہو کر رہے گا ہم عمل کریں یا نہ کریں۔ کیا اس پر ہی اعتماد نہ کریں؟ عمل کی کیا ضرورت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس زعم کی تردید کرتے ہوئے فرمایا عمل کرو تم میں سے ہر ایک کے لئے آسانی ہوگی اگر اس کی تقدیر میں جنت ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت کے اعمال آسان کر دے گا اور اگر اس کا مقدر دوزخ ہے تو اس کے دوزخ کے عمل آسان ہو جاتے ہیں۔ پھر دونوں فریقوں کی طرف اس آیت کریمہ سے اشارہ فرمایا کہ جس نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور اللہ سے ڈرتا رہا حرام سے بچتا رہا اور یقین کیا کہ اللہ اس کو اچھی جزاء دے گا تو اس کے لئے اللہ کی رضا میں عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور جس نے خیر میں خرچ کرنے سے بخل کیا اور اپنے رب سے بے نیاز ہوا اور ثواب میں رغبت نہ کی اس کے لئے وہ عمل آسان ہو جاتا ہے جس سے اللہ راضی نہیں حتی کہ دوزخ کا کام موجب ہو جاتا ہے۔ عسریٰ دوزخ کا نام ہے۔ الحاصل تم عمل پر پورا اعتماد نہ کرو اور ان کو حق عبودیت ادا کرنے کی جزا نہ جانو اور موجب بہشت کا انکار نہ کرو۔

یہ آیت کریمہ مقام عبودیت اور دنیوی اور اخروی ہمہ مطالب کے حصول کی آسانی کے وعدہ کی خبر دیتی

Marfat.com

بَابُ التَّكْبِيرِ وَالتَّسْبِيحِ عِنْدَ التَّعَجُّبِ

وَقَالَ ابْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ قَالَ لَا قُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ

۶۷۳۲ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرِ يُرِيدُ بِهِ أَزْوَاجَهُ حَتَّى يُصَلِّينَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ

ہے۔ نیز اس آیت کریمہ سے دُنیا میں بدبخت کی نیک بخت سے معرفت کے امکان پر استدلال کیا جاتا ہے، کیونکہ عمل جزاء کی علامت ہے تو ظاہر امر سے باطل امر پر حکم کیا جاتا ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

(حدیث : ۱۲۸۲ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب تعجّب کے وقت تکبیر و تسبیح کہنا

ابن ابی ثور نے ابن عباس سے انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے اپنی بیبیوں کو طلاق دیدی ہے؟ فرمایا نہیں میں نے کہا "اللہ اکبر"

Marfat.com

٦٧٣٣ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ

٦٧٣٢ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا سبحان اللہ کس قدر خزانے نازل ہوئے ہیں کس قدر فتنوں کا نزول ہوا ہے صواحب حجر (امہات المؤمنین) کو کون بیدار کرے گا اس سے آپ کی مراد ازواج مطہرات ہیں حتی کہ وہ نماز پڑھیں دنیا میں لباس پہننے والی آخرت میں برہنہ ہیں۔

٦٧٣٢ ـــ شرح : تسبیح وتکبیر کے معنی اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور ہر برائی سے اس کی تنزیہہ اور پاکدامنی ہے۔ خزائن سے مراد رحمت ہے۔ فتن سے مراد عذاب ہے یا اس سے آپ کے بعد فتنوں اور فتوحات کی طرف اشارہ ہے جس وقت صحابہ کرام فارس و روم پر مسلط ہوں گے۔ لباس پہننے والی عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جو باریک کپڑے پہنتی ہیں جن سے جسم کا رنگ ظاہر نظر آتا ہے۔ اس برہنگی کے باعث ان کو دوزخ میں عذاب دیا جائے گا یا مراد یہ ہے کہ دنیا میں نفیس لباس پہننے والی عورتیں نیکیوں سے خالی ہوں گی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اللہ اکبر کہنا اس لئے تھا کہ انہوں نے لوگوں کی اس بات پر تعجب کیا تھا جو انہوں نے اَلْبُغْضُ الْمُبَاحَاتِ کی نسبت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی تھی۔

(حدیث ٦٧٣٢ ـــ ج : اکی شرح دیکھیں)

٦٧٣٣ ـــ ترجمہ : علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے آئیں جبکہ حضور مسجد شریف میں رمضان مبارک کے آخری عشرہ میں معتکف تھے تو انہوں نے حضور کے پاس عشاء کا کچھ وقت باتیں کیں

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُهٗ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهٗ سَاعَةً مِنَ الْعِشَاءِ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْلِبُهَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِي عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّي خَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوْبِكُمَا

پھر وہ اُٹھیں اس حال میں کہ واپس جائیں گی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ساتھ کھڑے ہوئے کہ ان کو واپس کرنے جائیں۔ یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازہ جو ام المؤمنین ام سلمہ زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسکن کے پاس ہے تک پہنچیں تو اُن دونوں کے پاس سے دو انصاری گزرے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا پھر آگے چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اپنے حال چلتے جاؤ یہ صرف صفیہ بنت حیی ہے۔ اُنہوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ! اور اُن پر یہ بہت گراں گزرا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے۔ مجھے ڈر معلوم ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کچھ ڈال نہ دے۔

۶۷۳۲ — مشرح : دو انصاری مردوں کے گزرنے سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا کہ اُنہوں نے صفیہ کو اجنبی عورت خیال کر کے گذر جانے میں جلدی کی ہے اور اس وقت اپنے آپ کو ظاہر کرنا نہیں چاہا اس وہم کو دُور کرنے کے لئے حضور نے فرمایا یہ

Marfat.com

بَابُ الْخَذْفِ

٦٢٣٤ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ الْاَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ اِنَّهٗ لَا يُقْتَلُ الصَّيْدَ وَلَا يَنْكَى الْعَدُوَّ وَاِنَّهٗ يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَ يَكْسِرُ السِّنَّ

بَابُ الْحَمْدِ لِلْعَاطِسِ

٦٢٣٥ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَهٰذَا لَمْ يَحْمَدْ

ازواج مطہرات میں سے صفیہ ہے کوئی اجنبی عورت نہیں تاکہ شیطان ان کے دلوں میں بُرا گمان نہ ڈال دے غوابر بمعنی باقیات ہے واحد غابر ہے۔ یہ دو ضدوں کے درمیان مشترک ہے یعنی بمعنی باقی اور ماضی ہے۔

باب کنکری پھینکنے سے منع کرنا

ترجمہ : عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا اور فرمایا یہ کنکری شکار کو نہیں ٦٢٣٤ —

مار سکتی اور نہ ہی دشمن کو ہلاک کر سکتی ہے یہ آنکھ پھوڑتی ہے اور دانت توڑتی ہے۔

(اس حدیث سے مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کو اذیت نہیں پہنچانی چاہیئے۔ اسلام کے آداب بھی یہی ہیں)

Marfat.com

بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللهَ

٦٢٣٦ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ

باب چھینکنے والے کا حمد کہنا

٦٢٣٥ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی۔ حضور نے ایک کی چھینک کا جواب دیا اور دوسرے کی چھینک کا جواب نہ دیا حضور سے عرض کیا گیا۔ (کہ ایک کا جواب دیا اور دوسرے کو جواب کیوں نہیں دیا) تو فرمایا اس نے اللہ کی حمد کہی اور اس نے اللہ کی حمد نہیں کہی"

٦٢٣٥ شرح : یعنی ایک چھینک والے نے الحمد للہ کہا اس کو جواب دیا۔ دوسرے نے الحمد للہ نہ کہا اس کو جواب نہ دیا، کیونکہ چھینک لینے والا اللہ کی حمد کہنے سے جواب کا مستحق ہوتا ہے۔ تشمیت کے معنی دشمن کی خوشی کا ازالہ کرنا کے ہیں اور چھینک تفریح مزاج اور صحت صفائی دماغ کا موجب ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا مسنون ہے اور سننے والے مسلمانوں پر اس کا جواب دینا اور اس کے لئے دعاء کرنا اور اس کو آگاہ کرنا ہوتا ہے کہ وہ واجبات حقوق اسلامیہ کے باعث اس عطیہ الٰہی کا مستحق ہوا ہے۔ بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ چھینک لینے والا صرف الحمد للہ کہے اس پر زائد کچھ نہ کہے لیکن دوسرے علماء نے کہا اس پر زائد بھی کہہ سکتا ہے چنانچہ بزار اور طبرانی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چھینک لینے والا کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ" پھر کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے اسی طرح ابوداؤد میں ابوہریرہ سے مرفوع روایت ہے۔ بعض علماء نے کہا چھینک لینے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" کہے اس کو طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام بخاری نے "الادب المفرد" میں موقوف حدیث ذکر کی جس کے تمام راوی ثقہ ہیں کہ جس نے چھینک کے وقت کہا "الحمد للہ رب العالمین علی کل حال" اس کے دانت میں درد نہ ہوگا اور نہ ہی کان کی کبھی تکلیف ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب چھینکنے والے کو جواب دینا جب وہ اللہ کی حمد کہے

٦٢٣٦ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات امور کا

Marfat.com

ابن سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ
اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَ
اِتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَرَدِّ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ
وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ اَوْقَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَ
عَنِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالسُّنْدُسِ وَالْمِيَاثِرِ

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

۶۲۳۷ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ

حکم فرمایا اور سات امور سے منع فرمایا ہمیں بیمار پرسی کرنے، جنازہ کے پیچھے چلنے، چھینک والے کا جواب دینے، داعی کی دعوت قبول کرنے، سلام کا جواب دینے، مظلوم کی مدد کرنے اور قسم کو پورا کرنے کا حکم دیا اور ہمیں سات چیزوں سونے کی انگوٹھی یا سونے کا چھلا پہننے، حریر، دیباج، سندس اور میاثر پہننے سے منع فرمایا۔

شرح ۶۲۳۶ ـــ ابرار المقسم کے معنی یہ ہیں کہ جو تجھے قسم دے تو اس کی تصدیق کرے اور جو وہ سوال کرے اسے پورا کرے ان سات کا حکم مختلف ہے۔ بعض میں امر وجوب کے لئے بعض میں استحباب کے لئے ہے جیسے بعض میں نہی غیر تحریم کے لئے ہے۔ میاثر میثرہ کی جمع وثارہ سے ماخوذ ہے۔ عورتیں اپنے شوہروں کے لئے گھوڑوں کی زینوں پر یہ کرتی تھیں تاکہ سرینوں کے نیچے نرم ہو۔ اس حدیث میں منہیات پانچ ذکر کی ہیں۔ چھٹی قسی اور ساتویں چاندی کے برتن کتاب اللباس میں ذکر کئے ہیں۔ حریر ریشم ہے۔ دیباج رقیق اور استبرق کو شامل ہے۔ حریر کے بعد ان کا ذکر عام کے بعد خاص کو ذکر کرنا ہے۔ نام مختلف ہونے سے یہ حریر سے خارج نہیں ہوتے۔ اس حدیث کی مفصل شرح حدیث ۵۸۳۵ ج ۲۰ کی شرح میں دیکھیں"

باب جو چھینک مستحب ہے اور جو جمائی مکروہ ہے"

۶۲۳۷ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ يُّشَمِّتَهٗ وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهٗ مَا اسْتَطَاعَ فَاِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ

نے فرمایا اللہ تعالیٰ چھینک سے محبت کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے جب کسی کو چھینک آئے اور اللہ کی حمد کہے ہر مسلمان پر جو اس کو سنے حق ہے کہ اس کو جواب دے جمائی صرف شیطان کے تصرف سے ہے جہاں تک ممکن ہو اس کو روکے جب کوئی ہا کی آواز نکالتا ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔

۶۷۲۷ — شرح : اللہ تعالیٰ اس چھینک کو پسند کرتا ہے جو زکام سے نہ ہو کیونکہ اسی چھینک میں اللہ کی حمد کا حکم ہے۔ اور اس کا جواب دینے سے فرشتے مامور ہیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ چھینک کا جواب واجب ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے ظاہر ہے۔ اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے بعض نے اس کو فرض عین کہا ہے۔ فقہاء مذاہب اربعہ کے نزدیک چھینک کا جواب فرض کفایہ ہے اگر بعض لوگوں نے جواب دے دیا تو سب سے ساقط ہو گیا۔ مالکیہ کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جواب مستحب ہے۔ بعض لوگوں کی چھینک کا جواب نہیں۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی چھینک کا جواب نہیں دیتے تھے۔ اور یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ لَکُمْ ،، فرماتے تھے۔ جس شخص کو زکام ہو اور وہ بار بار چھینک لے تو اس کا جواب نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ،، الادب المفرد ،، میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک دو تین بار چھینک کا جواب دے اس سے زائد زکام ہے۔ ابوداؤد نے بھی ابن عجلان سے یہ روایت ذکر کی ہے۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ چھینک کا جواب دینا مکروہ ہے اور یہ اس کے لئے سنت ہے جو اسے پسند کرے اور جو پسند نہ کرے اور اس سے اعراض کرے اس کے نزدیک سنت نہیں یہی حکم سلام اور عیادت میں ہے۔ ابن دقیق العید نے کہا میرے نزدیک جواب ممنوع نہیں لیکن جس سے ضرر اور اذیت کا خوف ہو اسے جواب نہ دے اس کے علاوہ اقتتال امر کرتے ہوئے جواب دے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا سلاطین مصر کی عادت ہے کہ جب ان میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے کوئی بھی جواب نہیں دیتا۔ اور اگر ان کے پاس کوئی آئے تو انہیں سلام نہیں کہتا۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ جمعہ کے خطبہ کے وقت جواب نہیں دیا جاتا کیونکہ خطبہ سننا واجب ہے اور خاموشی سے بیٹھنا فرض ہے چھینک کا جواب اس کے منافی ہے۔ اگر جماع کی حالت میں چھینک آئی یا بیت الخلاء میں قضاء حاجت کے وقت چھینک آئی تو جواب میں تاخیر کی جائے فارغ

Marfat.com

بَابُ إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ ٦٧٣٨ـ حَدَّثَنَا مَلِكُ

ابْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ بَالَكُمْ شَأْنُكُمْ

بَابُ لَا يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ ٦٧٣٩ـ حَدَّثَنَا

آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِي قَالَ إِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ

ہو کر الحمد للہ کہے تو سننے والا جواب دے۔ اگر اس نے مذکورہ حالت میں چھینک آئی تو ظاہر حدیث کے اعتبار سے اسکی چھینک کا جواب دے گا جبکہ وہ الحمد للہ کہے (علاوہ ازیں حدیث ۲۲۸۲ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب ــــ جب چھینک لے تو سننے والا کیسے جواب دے

۶۷۳۸ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھی (راوی کو شک ہے) یرحمک اللہ ،، کہے جب وہ یرحمک اللہ کہے تو اس کے جواب میں کہے یَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ ،، ۶۷۳۸ شرح : جمہور علماء کا یہی مذہب ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔ علماء کوفہ نے کہا یغفر اللہ لنا ولکم ،، امام مالک اور شافعی نے کہا دونوں میں اختیار ہے جو چاہے کہے۔ بال بمعنی شان ہے حال اور قلب پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔

باب جب چھینک لینے والا اللہ کی حمد نہ کہے تو اس کو جواب نہ دیا جائے ،،

۶۷۳۹ــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینک آئی۔

Marfat.com

بَابُ إِذَا تَثَاوَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ

۶۲۴۰ — حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللهَ كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ

حضور نے ایک کا جواب دیا اور دوسرے کا جواب نہ دیا اس آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کی چھینک کا جواب نہیں دیا حضور نے فرمایا اس نے اللہ کی حمد کہی اور تو نے اللہ کی حمد نہیں کی۔

باب جب جمائی آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے

۶۲۴۰ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو برا جانتا ہے۔ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ اللہ کی حمد کرے ہر مسلمان پر جو اس کو سنے حق ہے کہ اس کے لئے کہے "یَرْحَمُكَ اللهُ"، اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اس کو حتی المقدور رد کرے؛ کیونکہ تم میں سے جب کسی کو جمائی آئے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

۶۲۴۰ — شرح: ابن عربی نے کہا اگر جمائی آئے تو ہر حال میں منہ بند کر لینا چاہیے نماز میں ہو یا نہ ہو بعض احادیث میں نماز کی قید ہے؛ کیونکہ نماز بہترین حال ہے جس میں جمائی کو دفع کیا جاتا ہے۔ جمائی کے وقت منہ بند کر لینے سے خلقت میں اعتدال باقی رہتا ہے اور مکروہ حال ظاہر نہیں ہوتا۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاِسْتِيْذَانِ

بَابُ بَدْءِ السَّلَامِ

۶۲۴۱ ـــ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب "اجازت طلب کرنا"

باب سلام کی ابتداء

بَدْءٌ بالہمزہ بمعنی الابتداء لفظ سلام یہ اشارہ ہے کہ جو سلام نہ کہے اس کو اندر آنے کی اجازت نہ دی جائے۔ ابوداؤد میں ربعی بن حراش سے روایت ذکر کی کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی جبکہ حضور گھر میں تشریف فرما تھے اُس نے کہا "اَاَلِجُ" کیا میں داخل ہو جاؤں؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا اُس کے پاس جاؤ اس کو طلبِ اجازت کی تعلیم دو خادم نے اس آدمی سے کہا اس طرح اجازت طلب کرو "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟

۶۲۴۱ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ جُلُوْسٍ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ اٰدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتّٰى الْاٰنَ

اللہ تعالیٰ نے آدم "علیہ السلام" کو عظیم صورت میں پیدا فرمایا اس کی لمبائی ساٹھ گز تھی جب اس کو پیدا کیا تو فرمایا جاؤ فرشتوں کی بیٹھی ہوئی جماعت کو سلام کہو اور سنو وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں وہ تمہارا سلام اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا آدم نے (فرشتوں کو) کہا "السلام علیکم" فرشتوں نے کہا: "السلام علیک ورحمۃ اللہ" انہوں نے سلام پر "رحمۃ اللہ" زائد کہا۔ پس جو جنت میں داخل ہوگا وہ آدم کی صورت میں (ساٹھ گز لمبا) ہوگا۔ اس کے بعد اب تک قد میں کمی ہوتی رہی"

شرح : استیذان کے معنی ہیں کسی مکان میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرنا جس مکان کا اجازت طلب کرنے والا مالک نہیں ہوتا ۶۷۴۱ —

علی صورتہ میں اضافت تشریف کے لئے ہے جیسے روح اللہ اور بیت اللہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی ابتداء آفرینش میں خلقت کامل تھی اور وہ ساٹھ گز لمبے تھے بخلاف ان کی اولاد کے ان کی خلقت بشر سوی نہیں جیسے آدم علیہ السلام بشر سوی تھے بلکہ وہ پہلے نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر جنین پھر طفل اور پھر رجل ہوتے ہیں وہ اتنے اطوار سے گزر کر لمبے ہوتے ہیں اس میں دہریوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ انسان صرف نطفہ سے ہے اور نطفہ انسان سے اور حدیث میں مذکور اطوار تسلیم نہیں کرتے نیز اس میں قدریہ کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں۔ آدم کی صفات دو قسم ہیں ایک وہ جو اللہ کی مخلوق ہیں۔ دوسری قسم وہ جن کو آدم نے بنفسہ پیدا کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سلام کی انتہا برکت پر ہوتی ہے کم از کم سلام یہ ہے کہ کہے "السلام علیکم" تاکہ فرشتوں کو بھی شامل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام "رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت" کی اقتداء کرتے ہوئے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہنا مستحب ہے۔ علیکم السلام نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ اموات کا سلام ہے (ترمذی) سلام کے جواب میں افضل یہ ہے کہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے۔

Marfat.com

بَابٌ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ج وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ اَبِي الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ اِنَّ نِسَاءَ الْعَجَمِ

امام نووی نے کہا اگر واڈ کو ذکر نہ کرے تو اس میں دو وجہیں ہیں۔ سلام کا جواب فوراً دینا چاہیے اگر تاخیر سے جواب دیا تو وہ جواب نہ ہوگا اور گنہگار ہوگا کم از کم سلام اتنا بلند کہے کہ جس کو سلام کہتا ہے وہ سُن لے اس سے کم جائز نہیں۔ اگر کسی واسطہ سے سلام پہنچے تو فوراً اس کا جواب دے اور سلام پہنچانے والے کو بھی جواب دے مثلاً یوں کہے "وَعَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ"، اگر گونگے کو سلام کہے تو کلام کے ساتھ اشارہ بھی کرے تاکہ افہام حاصل ہو جائے ورنہ جواب کا مستحق نہ ہوگا یہی حال بہرے کا ہے۔ اگر گونگے کو سلام کہا اور اُس نے جواب ہاتھ کے اشارہ سے دیا تو اس سے فرض ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر اخرس (گونگے) نے ہاتھ کے اشارہ سے سلام کہا تو جواب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے عربی میں کلام کرتے ہیں اور عربی میں سلام کہتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ علم کا اہل ہی علم حاصل کرتا ہے۔

بابٌ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اپنے گھر کے علاوہ لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو "تا وَمَا تَكْتُمُوْنَ"

سعید بن ابی حسن نے حسن بصری سے کہا کہ عجمی عورتیں اپنے سینے اور سر کو برہنہ رکھتی ہیں۔

Marfat.com

يَكْشِفْنَ صُدُورَهُنَّ وَرُؤُسَهُنَّ قَالَ اصْرِفْ بَصَرَكَ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ قَالَ قَتَادَةُ عَمَّنْ لَا تَحِلُّ لَهُمْ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ النَّظَرِ اِلٰى مَا نُهِيَ عَنْهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي النَّظَرِ اِلَى الَّتِيْ لَمْ تَحِضْ مِنَ النِّسَاءِ لَا يَصْلُحُ النَّظَرُ اِلٰى شَيْءٍ مِنْهُنَّ مِمَّنْ يَشْتَهِيْ النَّظَرُ اِلَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ صَغِيْرَةً وَكَرِهَ عَطَاءٌ النَّظَرَ اِلَى الْجَوَارِيْ يُبَعْنَ بِمَكَّةَ اِلَّا اَنْ يُّرِيْدَ اَنْ يَّشْتَرِيَ

اور اس حال میں باہر نکلتی ہیں حسن بصری نے کہا تم اپنی نظر اُن سے پھیر لو۔

"اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مومنوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں"

قتادہ نے کہا وہ غیر محرموں سے نظریں پھیریں اور مومن عورتوں سے فرما دیں کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ ،، کے معنی اس طرف دیکھنا جس سے منع کیا گیا ہے۔ زُہری نے کہا اُن عورتوں کی طرف دیکھنا جن کو حیض نہیں آیا۔ اِن عورتوں کی طرف نظر کرنا جائز نہیں جن کو دیکھنے سے نظر مائل ہو اور شہوت آئے اگرچہ وہ کمسن ہو۔ عطاء نے کہا لونڈیوں کی طرف نظر کرنا جائز نہیں جن کو دیکھنے سے نظر مائل ہو اور شہوت آئے اگرچہ وہ کمسن ہو۔ عطاء نے لونڈیوں کی طرف نظر کرنا مکروہ کہا ہے جن کو مکہ مکرمہ میں فروخت کیا جاتا ہے لیکن اگر خریدنے کا ارادہ ہو تو دیکھ سکتا ہے۔

شرح : مذکورہ آیات کے بعد سعید بن ابی الحسن کا قول اس لیے ذکر کیا کہ اجازت طلب کرنے کا قانون یہ ہے اگر صاحب خانہ کے گھر میں اجازت کے بغیر داخل ہو تو جس کی طرف صاحب خانہ نظر کرنا پسند نہیں کرتا اس کو دیکھنے سے احتراز کرے۔ قولہ خائنۃ الاعین ،، یہ نظرۃ کی صفت

Marfat.com

۴۷۴۲ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سُلَيْمٰنُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهٗ عَلٰى عَجُزِ رَاحِلَتِهٖ وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلًا وَضِيْئًا فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ يُفْتِيْهِمْ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمَ وَضِيْئَةٌ تَسْتَفْتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاَعْجَبَهٗ

یعنی غیر محرم کی طرف نظر کی چوری کو جانتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ وہ آدمی ہے جو گزرنے والی خوبصورت عورت کو دیکھے یا جس گھر میں خوبصورت عورت ہو اس میں داخل ہو اور اس کو دیکھے جب معلوم کرے کہ کوئی اسے دیکھتا ہے تو نظر بند کرلے یا ادھر ادھر پھیر لے۔ علامہ کرمانی نے کہا خصائص نبوتیہ میں آنکھ کی خیانت یہ ہے کہ مباح شی کی طرف آنکھ سے اشارہ کرے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام مباح امور سے بھی محفوظ ہوتے ہیں۔ نبی اور ولی کی عصمت و حفاظت میں یہی فرق ہے کہ نبی مباح نہیں کرتے اور ولی مباح کرسکتے ہیں اس لئے نبی معصوم اور ولی محفوظ ہیں۔ عبداللہ بن ابی سرح فتح مکہ کے وقت دربار رسالت میں بیعت کرنے آیا اور ہاتھ بڑھایا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لینے کے لئے دست اقدس نہ بڑھایا اس طرح دو تین دفعہ ہوا حضور نے تیسری بار کے بعد اس کو بیعت کرلیا اور فرمایا کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں جب میں نے بیعت لینے سے انکار کردیا تھا تو اس کو قتل کردینا تھا۔ کیونکہ آنکھ کے اشارہ سے سمجھا دیتے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نبی کو آنکھ کی خیانت سے محفوظ رکھا ہے۔ قولہ قال الزہری یعنی زہری نے نابالغہ لڑکیوں کے متعلق کہا جن کو دیکھ کر نظر میں شہوت پیدا ان کو دیکھنا بھی ممنوع ہے۔ عطاء سے پوچھا گیا کہ لونڈیاں فروخت ہو رہی ہوں تو ان کو دیکھنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا جو خریدنا چاہے وہ دیکھ سکتا ہے دوسروں کے لئے ممنوع ہے واللہ ورسولہ اعلم

ترجمہ ۴۷۴۲ ـــ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کے دن فضل بن عباس کو اپنے پیچھے سواری کی سرین پر بٹھایا

Marfat.com

حُسْنِهَا فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا فَأَخَذَ
يَدَهُ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيْرًا
لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ
قَالَ نَعَمْ ۶۷۴۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبُوْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ
عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ
وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا
بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيْقَ
حَقَّهُ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ
الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ

وہ بہت خوبصورت مرد تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے مسائل کا جواب دینے کے لیے ٹھہرے ہوئے تھے۔ قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت آئی۔ اس حال میں کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال پوچھ رہی تھی۔ فضل نے اس کو دیکھنا شروع کیا جبکہ اس عورت کا حسن و جمال فضل بن عباس کو بہت پسند آ رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر توجہ فرمائی تو فضل بن عباس اس کو دیکھ رہے تھے۔ حضور نے پیچھے کی طرف ہاتھ لے جا کر فضل بن عباس کی ٹھوڑی پکڑی اور عورت کی طرف دیکھنے سے اس کا چہرہ پھیر دیا۔ اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کے فریضہ حج نے جو اس کے بندوں پر فرض ہے میرے بوڑھے باپ کو پایا ہے وہ سواری پر ٹھہر نہیں ٹھہر سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کرنے سے اس کا فریضہ ادا ہو جائے گا؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ادا ہو جائیگا (حدیث ۶۲۲۸ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ السَّلَامُ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ
وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا

۶۲۴۳ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے آپ کو راستوں میں بیٹھنے سے دور رکھو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے راستوں میں بیٹھنے کے سوا چارہ نہیں اُن میں ہم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا اگر تم بیٹھنے کے سوا ہر چیز کا انکار کرتے ہو تو راستہ کو اس کا حق دو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم راستہ کا حق کیا ہے؟ فرمایا غیر محرم سے نظر جھکائے رکھنا لوگوں کو اذیت نہ پہنچانا، سلام کا جواب دینا معروف شرعی کا حکم کرنا اور منکر سے باز رکھنا۔

۶۲۴۳ — شرح : اَلْاَذٰی کے معنی راستہ گزرنے والے لوگوں پر تنگی کرنا اور اس کے ساتھ ان کی تحقیر کرنا اور ان پر عیب لگانا ان کے راستہ میں بیٹھنے کی وجہ سے عورتوں کا اپنے ضروری امور میں نکلنے سے رک جانا اور ان کا لوگوں کے حالات پر مطلع ہونا جن پر اطلاع پانے کو وہ بُرا سمجھتے ہیں۔ ابوداؤد میں کچھ اضافہ ہے وہ یہ کہ غمزدہ لوگوں کی اعانت کرو بھٹکے کو راہ بتاؤ۔ ابوطلحہ کی حدیث میں ہے مسافر کو راہ بتاؤ چھینک کا جواب دو جب وہ حمد کہے۔ بزار نے ذکر کیا بوجھ اٹھانے والے کی مدد کرو۔ ترمذی میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ راہ بتاؤ۔ مظلوم کی مدد کرو سلام عام کرو۔ طبری میں سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ اللہ کا بکثرت ذکر کرو نیز کہا غبی لوگوں کی راہنمائی کرو مظلوم کی مدد کرو (حدیث : ۲۳۰۲ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے نام ہے

طیبی نے کہا سلام مصدر ہے اس کے ساتھ وصف کی گئی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سلام مبتداء ہے اور من اسماء اللہ تعالیٰ ظرف مستقر خبر ہے حالانکہ سلام وصف ہے وصف مبتداء واقع نہیں ہو سکتی اس کا جواب یہ ہے کہ مضاف محذوف ہے اور وہ ذو ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے ذو السلام کائن من اسماء اللہ یعنی ہر نقص سے پاک ہے اس کی ذات کریمہ حدوث عیب سے سالم ہے اس کی صفات میں نقص

Marfat.com

۶۷۴۴ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ السَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ

نہیں اس کے افعال شر محض سے پاک ہیں جبکہ شر قلیل کے باعث خیر کثیر کو ترک نہیں کرتا لہٰذا جو شرور موجود ہیں ان میں خیر کثیر غالب ہے جس کو ترک کرنا عظیم شر تک پہنچاتا ہے۔ لہٰذا ایسے میں مقصود بالذات خیر ہی ہے اور شر تحت القضاء داخل ہے۔ لہٰذا یہ اسم مقدس نام ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سلام اللہ کا نام ہے اور جنتیوں کا سلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ "

"جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے اچھا جواب دو یا اس جیسا ہی لوٹا دو!"

اس آیت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ تحیۃ کا عام امر لفظ سلام کے ساتھ خاص ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ ابن تین نے بعض مالکیہ سے ذکر کیا کہ آیت کریمہ میں تحیۃ سے مراد "ہدیہ" ہے۔ مفسرین نے کہا آیت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں جب تم کو مسلمان سلام کرے تو اس کے سلام سے افضل جواب دو یا ویسا ہی لوٹا دو جو اس نے کہا ہے۔ پس اس جیسا لوٹانا فرض ہے اور اضافہ مستحب ہے۔ ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جس نے تمہیں سلام کیا اس کو سلام لوٹاؤ اگرچہ وہ مجوسی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اس کے سلام سے اچھا جواب دو یا ویسا ہی لوٹا دو"، قتادہ نے کہا فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا، یعنی مسلمانوں کو اچھا جواب دو "أَوْ رُدُّوهَا"، یعنی اہل ذمہ کو ان جیسا لوٹاؤ (عینی)

۶۷۴۴ ترجمہ: شقیق نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَآءَ

نے نماز پوری کرلی تو ہماری طرف چہرۂ انور کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی سلام ہے جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو کہے التحیات لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ ،، تمام عبادات قول، فعل اور مال اللہ کے لئے" ان میں اور کوئی شریک نہیں ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ،، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ جس وقت نمازی یہ کہے زمین اور آسمان میں ہر نیک بندے کو یہ پہنچ جاتا ہے۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عبد اور اس کے رسول ہیں پھر اس کے بعد وہ مختار ہے جو چاہے دعا کرے۔

شرح : تحیات تحیہ کی جمع بمعنی سلام بقاء عظمت ہے۔ دراصل عرب مخصوص کلمات سے ملوک وسلاطین کو سلام پیش کیا کرتے تھے جیسا کہ ان کی عادت تھی ان کو تحیات کہتے تھے، چنانچہ وہ ان سے ملاقات کے وقت یہ کہا کرتے تھے تو ہزار ہا سال زندہ رہے وغیرہ وغیرہ ان میں سے کوئی کلمہ اللہ کی ثناء کے لائق نہیں اس لئے ان کلمات کو یقیناً ترک کیا اور ان سے تعظیم کا معنیٰ لیا گیا، چنانچہ فرمایا تم یہ کہو التحیات للہ الخ یعنی تعظیم کے تمام انواع صرف اللہ کے لئے ہیں۔ اَلصَّلَوٰتُ صرف پانچ نمازیں مراد ہیں یعنی نمازیں صرف اللہ کے لئے ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے معنی رحمت کے ہوں یعنی رحمتوں والا اور اُن کا عطا کرنے والا صرف اللہ ہے۔ الطیبات پاکیزہ افعال، اقوال اور اوصاف صرف اللہ کے لئے ہیں اس کے غیر کے لئے ان کی حقیقت متصور نہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اے پیارے نبی تم پر سلام ہو ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں تم پر ہوں۔ یعنی نماز مومن کے لئے معراج ہے اور تشہد نماز کا آخری رکن ہے۔ اس وقت نمازی تحیہ کے ساتھ باب الملکوت کھلنے کے

Marfat.com

کے بعد حریم حق تعالیٰ میں داخل ہوتا ہے جبکہ حق لایموت کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ مناجات سے نمازی کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں تو اس کو آگاہ اور خبردار کیا جاتا ہے کہ یہ سعادت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور حضور متابعت کی برکت سے تجھے نصیب ہوئی ہے اس وقت وہ کیا دیکھتا ہے کہ حبیب حریم حبیب میں حاضر ہے اور وہ آپ کو "السلام علیک ایہا النبی" سے خطاب کرتا ہے۔ یہ کلام اہل معرفت کا ہے (عینی، فتح الباری) شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا "بعض عرفاء نے کہا یہ خطاب حقیقت محمدیہ کے سریان کے باعث ہے جو تمام ذرائر موجودات اور افراد ممکنات میں موجود ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں حاضر ہیں۔ نمازی کو چاہیئے کہ اس معنی سے باخبر ہو اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے متنور ہو اور فیض حاصل کرے نمازی تشہد کے الفاظ میں ان کے معانی کا قصد انشاء کے طور پر کرے کہ ان الفاظ کے معانی نمازی کی مراد ہیں گویا کہ وہ اب اللہ تعالیٰ کے حضور تحیات پیش کر رہا ہے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی ذات اور اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں کو سلام کہہ رہا ہے۔ ان الفاظ سے اس کی مراد محض حکایت نہیں جو شب اسرا میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور عرض کیا تھا۔ (شامی، طحطاوی) لہٰذا اگر نماز سے باہر بھی ان الفاظ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہوئے السلام علیک ایہا النبی کہہ دے تو کوئی حرج نہیں۔ بلکہ مستحسن ہے۔

"رَحْمَۃُ اللّٰہِ"

یعنی اے نبی تم پر صلوٰۃ اور رحمت ہو۔ دوسرے الفاظ میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ، پس جب نماز میں حضور کو مخاطب کر کے صلوٰۃ وسلام جائز ہے، حالانکہ حضور کے غیر کو خطاب کیا جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے تو نماز کے بعد بطریق اولیٰ "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" جائز ہے۔

(حدیث ۱ ع ۴۹۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ

سلامتی ہم پر ہو اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر ہو اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم برحق اور شفیع مطلق سلام کے وقت نیک بندوں کو اپنے ساتھ یاد کیا اور فاسقوں اور فاجروں کو اپنی شفقت نصاحت سے دور کر کے ان کو یاد نہ کیا، حالانکہ حضور سب کے لئے رحمت ہیں اس کا

Marfat.com

بَابُ تَسْلِيمِ الْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ

٦٢٤٥ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

بَابُ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي

٦٢٤٦ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّهُ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلَى ابْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ

جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کی رحمت اور گنہگاروں کے دستگیر نے فاسقوں کو السلام علینا یعنی سلام ہم پر ہو میں اپنے ساتھ جمع فرمایا ہے اس کے بعد نیک لوگوں کی سلامتی کو ذکر کیا ہے۔ (اس کی تفصیل حدیث ۶۲۳۱ ج ۲ کی شرح میں مذکور ہے)

باب تھوڑوں کا بہتوں کو سلام کہنا

٦٢٤٥ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھنے والے کو تھوڑے بہتوں کو سلام کہیں۔

Marfat.com

بَابُ يُسَلِّمُ الْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ

۶۴۴۷ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ اَنَّ ثَابِتًا اَخْبَرَهُ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ

بَابُ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ

باب سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے

۶۲۴۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو اور قلیل کثیر کو سلام کرے۔

باب پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے

۶۲۴۷ — ترجمہ : ابوہریرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا سوار پیادہ کو اور پیادہ بیٹھنے والے کو اور قلیل کثیر کو سلام کریں۔

Marfat.com

بَابُ اِفْشَاءِ السَّلَامِ

۶۴۴۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ اَشْعَثَ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِيْفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهٰى عَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ وَنَهٰى عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ رُكُوْبِ الْمَيَاثِرِ وَعَنْ لُبْسِ

باب چھوٹا بڑے کو سلام کرے

ابراہیم بن طہمان نے موسیٰ بن عقبہ، صفوان بن سُلیم اور عطاء بن یسار کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صغیر کبیر کو اور چلنے والا بیٹھنے والے کو اور قلیل کثیر یعنی تھوڑے بہتوں کو سلام کریں۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ نے لفظ حدثنا کی جگہ "قال" کہا ہے کیونکہ اُنہوں نے اپنے شیخ ابراہیم سے یہ حدیث وہاں سنی جہاں احادیث کا مذاکرہ ہو رہا تھا۔ مقام تحمیل و تحدیث میں نہیں سُنی اسی لیئے کہا کہ مقام مذاکرہ میں ابراہیم بن طہمان نے کہا۔ مذکورہ بالا احکام میں حکمت یہ ہے کہ چھوٹے کو بڑے کے سامنے تواضع اور انکساری کرنا چاہیئے اور اس کی تعظیم و توقیر کرے ایسے قلیل کو کثیر کے ساتھ کرنا چاہیئے اس میں بھی تواضع ہے کیونکہ بڑے لوگوں کا حق عظیم تر ہوتا ہے۔

Marfat.com

الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْاِسْتَبْرَقِ

رہا سوار کا پیادہ کو سلام کرنا یہ اس لئے کہ سوار کو اپنے سوار ہونے کے باعث تکبر میں نہ آئے اُس لئے اس کو تواضع کرنے کا حکم دیا ۔ چلنے والے کا بیٹھنے والے کو سلام کرنے میں یہ حکمت ہے کہ چلنے والا لوگوں کے پاس آتا ہے اس لئے وہ جلدی سلام کرے تاکہ ان کو سلامتی سے خبردار کرے اور اس کے دعا کرنے کے سبب وہ لوگ اس کی شر سے امن میں رہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مناسب تو یہ تھا کہ بڑا چھوٹے کو سلام کرے بہتے تھوڑوں کو سلام کریں؛ کیونکہ غالباً چھوٹے بڑوں سے اور تھوڑے بہتوں سے ڈرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں میں غالب امر یہی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے امن و امان میں ہوتے ہیں۔ جہاں ایسا حال ہو وہاں تواضع کی جہت کا لحاظ کیا جاتا ہے جو سلامتی کو لازم ہے اور جہاں تواضع کے استحقاق کے باعث کسی ایک جانب کا رجحان ظاہر نہ ہو وہاں سلامتی کی خبر دینے اور اس کے لئے دعا کرنے کا اعتبار کیا گیا ہے کیونکہ اصل کلام اور الفاظ کا مقتضی بھی یہی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب چلنے والے زیادہ ہوں اور بیٹھنے والے تھوڑے ہوں تو چلنے کے اعتبار سے سلام چلنے والے پر ہے کہ وہ سلام کرے اور قلت کے اعتبار سے قاعدہ پر سلام ہے ان دونوں میں تعارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت دونوں جہتیں ساقط ہونے کے سبب صرف دو مردوں کا حکم رہ جاتا ہے جو آپس میں ملاقات کرتے ہیں کہ جو نسا سلام پہلے کرے وہ اس کے لئے بہتر ہے یہی سوار کا حال ہے کیونکہ وہ اپنے تسلط اور علو کے باعث امان کا موجب ہوتا ہے (کرمانی)

باب سلام کا اظہار کرنا

یعنی مسلمانوں میں سلام نشر کرنا وہ واقف ہوں یا واقف نہ ہو

۶۲۴۸ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا۔ بیمار کی عیادت کرنے جنازوں کے پیچھے چلنے، چھینک لینے والے کو جواب دینے، کمزور کی مدد کرنے، مظلوم کی اعانت کرنے سلام کا اظہار کرنے اور قسم کھانے والے کو بری الذمہ کرنے کا حکم دیا اور چاندی کے برتن میں پانی پینے، سونے

Marfat.com

کی انگوٹھی پہننے، میاثر پر سواری کرنے حریر، دیباج، قسی اور استبرق پہننے سے منع فرمایا۔

شرح : سلام کا اظہار کرنا عمومِ تسلیم پر دلالت کرتا ہے لیکن فاسق کو سلام کہنے ۶۷۴۸
اسی طرح بچے اور مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو سلام کرنے کی
مشروعیت میں اختلاف ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس عمومِ سلام سے کھانے پینے اور جماع میں مشغول ہونے والے یا بیت الخلاء میں قضاء حاجت کرنے والے یا غسلخانہ میں نہانے والے یا اونگھنے والے یا نماز پڑھنے والے یا اذان کہنے والے مستثنیٰ ہیں جب تک یہ لوگ مذکور امور میں مصروف ہوں ان کو سلام کرنے میں ابتداء نہ کرے۔ اگر مثلاً کھانے والے کے منہ میں لقمہ نہ ہو تو اسے سلام کرنا جائز ہے۔ خرید و فروخت اور دوسرے معاملات میں مصروف لوگوں کو بھی سلام میں ابتداء کر سکتے ہیں۔

کتاب الطہارت میں گزر چکا ہے کہ جو شخص غسلخانہ میں نہا رہا ہو اگر وہ کپڑا وغیرہ باندھے ہوئے ہو تو اس کو سلام کہہ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ خطبہ کی حالت میں سلام نہ کیا جائے۔ اگر سلام کرے تو اس کا جواب واجب نہیں کیونکہ خطبہ میں خاموشی واجب ہے۔ حاکم کو خصم سلام نہ کرے اگر سلام کہہ دیا تو حاکم پر اس کا جواب نہیں جو کوئی شطرنج کھیل رہا ہو اس کو سلام نہ کرے ہاں اگر کھیلنے والوں کو پریشان کرنا مقصود ہو تو انہیں سلام کر سکتے ہیں۔ نقہ پڑھنے والا اپنے استاذ کو سلام نہ کرے اگر سلام کہہ دیا اس کا جواب واجب نہیں۔ بوڑھے مسخرے یا جھوٹے یا لغویات مارنے والے کو سلام نہ کرے اور جو لوگوں کو سب وشتم کرتا ہے اور بازاروں میں عورتوں کے چہرے دیکھتا اور اس سے توبہ نہیں کرتا اس کو سلام نہ کیا جائے اور نہ ہی بدعتی کو سلام کرے اور نہ جو عظیم گناہ کرے پھر اس سے توبہ نہ کرے ان کو سلام نہ کرے اور نہ اُن کے سلام کا جواب دے عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا شراب پینے والوں کو سلام نہ کرو۔ ظالموں کو کسی مجبوری کے بغیر سلام نہ کرو۔ ابن عربی نے کہا سلام کرے اور نیت یہ کرے کہ سلام اللہ کے ناموں میں سے ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تمہارا نگہبان ہے۔ اگر ایک یا زیادہ آدمیوں کے پاس سے گزرنا چاہیے اور اس کا خیال ہے کہ اگر ان کو سلام کیا تو جواب اس لئے نہ دیں گے کہ وہ متکبر ہیں یا اس لئے وہ اس کے سلام کو مہمل قرار دیتے ہیں لیکن مناسب یہ ہے کہ ایسے خیالات کی طرف نہ جائے اور سلام کرے اور گمان پر سلام نہ کرے کیونکہ گمان کبھی خطاء بھی ہوتا ہے۔ اگر کسی کو مسلمان سمجھ کر سلام کیا اچانک وہ کافر تھا تو مستحب امر یہ ہے کہ اس کا سلام رد کرے اور کہے میرا اسلام واپس کر دے۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ اس کو وحشت میں ڈالے اور اس سے ظاہر کرے کہ میرے اور تیرے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب گھر میں داخل ہو جس میں کوئی بھی موجود نہیں تو بھی سلام کہہ دے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب گھر میں کوئی

Marfat.com

بَابُ السَّلَامِ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ

٦٢٤٩ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

٦٢٥٠ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُصَدُّ هٰذَا وَيُصَدُّ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ وَذَكَرَ سُفْيَانُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

موجود نہ ہو تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ ،، انتہی ،، میاثیر میثرہ بمعنی زین کی جمع ہے۔ میاثیر اور میاثر بھی جمع آتی ہے۔

باب مسلمانوں کو سلام کہنا ان کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو

یعنی انہی لوگوں کو سلام کہنا مخصوص نہیں جنہیں پہچانتا ہو اور جنہیں نہ پہچانے ان کو سلام کرنا ترک کر دے ،، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ قیامت کی نشانی یہ ہے کہ آدمی مسجد کے پاس سے گزرے گا اس میں نماز نہیں پڑھے گا اور اسی شخص کو سلام کرے گا جنہیں پہچانتا ہوگا۔ (طبرانی)

Marfat.com

بَابُ اٰيَةِ الْحِجَابِ

اَخْبَرَنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ

٦٧٥١ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَخَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٧٤٩ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا اسلام بہتر ہے۔ حضور نے فرمایا کھانا کھلانا اور ہر اُس شخص کو سلام کہنا جسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو (حدیث ۱۱ ج : اکی شرح دیکھیں)

٦٧٥٠ — ترجمہ : ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ تین دنوں سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے کلام ترک کرے ؛ چنانچہ جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو یہ اِدھر اور وہ اُدھر منہ پھیر لیتا دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔ سفیان نے ذکر کیا کہ اُنہوں نے زہری سے یہ حدیث تین بار سُنی ہے۔

٦٧٥٠ — شرح : ابتداءً السلام علیکم کہنا سُنّت کفایہ ہے جیسے سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ نے کہا علماء کہتے ہیں مسلمانوں میں تین دنوں سے زیادہ ہجرت حرام ہے اور تین دن تک جائز ہے ؛ کیونکہ انسان میں قوت غضبیہ ہے اس لئے تین دن تک مسامحت کی جائے تاکہ اس مدت میں غصہ جاتا رہے ،،

باب پردہ کی آئت

اس باب میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہنّ کو لوگوں سے پردہ کرنے کا حکم

٦٧٥١ — ترجمہ : ابن شہاب زہری نے کہا مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ

Marfat.com

عَشْرًا حَيٰوتَهٗ وَكُنْتُ اَعْلَمَ النَّاسِ بِشَانِ الْحِجَابِ حِيْنَ اُنْزِلَ وَقَدْ كَانَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْئَلُنِيْ عَنْهُ وَكَانَ اَوَّلَ مَا نَزَلَ فِيْ مُبْتَنٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَاَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ مِنْهُمْ رَهْطٌ عِنْدَ رَسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ كَيْ يَخْرُجُوْا فَمَشٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى زَيْنَبَ فَاِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَتَفَرَّقُوْا فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ حَتّٰى بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَظَنَّ اَنْ قَدْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ مَعَهٗ فَاِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَاُنْزِلَ الْحِجَابُ فَضَرَبَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ سِتْرًا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے وقت وہ دس برس کے تھے اور میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ کی دس سال خدمت کی، میں پردہ کی آیت لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں جس وقت وہ نازل ہوئی۔ اُبی بن کعب مجھ سے اس کے متعلق پوچھا کرتے تھے سب سے پہلے جس وقت آپ نے زینب بنت جحش کے ساتھ زفاف کیا تھا اس وقت نازل ہوئی تھی۔ حضور نے لوگوں کی دعوت ولیمہ کی۔ اُن کے ساتھ حضور صبح کو دولہا بنے تھے۔ آپ نے لوگوں کی دعوت کی انہوں نے کھانا کھایا اور چلے گئے ان میں سے صرف تین آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ گئے وہ

Marfat.com

٦٧٥٢ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعْمَانَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ اَبِیْ حَدَّثَنَا اَبُوْمِجْلَزٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیْنَبَ دَخَلَ الْقَوْمُ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ فَاَخَذَ کَاَنَّہٗ یَتَہَیَّاُ لِلْقِیَامِ فَلَمْ یَقُوْمُوْا فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ وَقَعَدَ بَقِیَّۃُ الْقَوْمِ

دیر تک ٹھہرے رہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ساتھ نکلا تاکہ وہ لوگ چلے جائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے میں بھی آپ کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ کے پاس پہنچے پھر حضور نے خیال فرمایا کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے اس لئے آپ واپس آگئے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا حتی کہ حضور ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ ابھی بیٹھے ہوئے ہیں گئے نہیں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آگیا حتی کہ حضور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ کی چوکھٹ تک پہنچے تو حضور نے خیال فرمایا کہ وہ لوگ چلے گئے ہوں گے اس لئے آپ واپس ہوگئے اور میں بھی آپ کے ساتھ واپس آگیا اچانک وہ آدمی باہر جا چکے تھے تو پردہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا۔

شرح : پردہ کی آیت یہ ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ

٦٧٥١ — اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت داخل ہو اس میں یہ اشارہ ہے کہ حضرت انس بن مالک پردہ کے نزول کو خوب جانتے ہیں اور وہ ہی اس سے متحقق ہیں کیونکہ عبداللہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ انس سے زیادہ عالم اور عمر رسیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم القدر صحابی ہیں پھر حضرت انس سے اس کا استفادہ کرتے ہیں اس لئے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں پردہ کے نزول کی آیت سب سے زیادہ جانتا ہوں ان کا یہ کہنا فخر کے طور پر نہ تھا بلکہ تحدیث نعمت کے تحت تھا۔ "مُبْتَنٰی" اسم مفعول ہے اس کا مادہ ابتناء ہے۔ عروس میں مذکر و مؤنث دونوں مساوی ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

٦٧٥٢ — سیدہ زینب سے نکاح فرمایا تو لوگ دعوت ولیمہ کے وقت آئے

Marfat.com

وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ الْآيَةَ

۶۷۵۳ — حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَاءَكَ قَالَتْ فَلَمْ يَفْعَلْ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجْنَ لَيْلًا إِلَى لَيْلِ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ

اور کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر کیا گویا کہ آپ اٹھنے لگے ہیں لیکن وہ نہ اٹھے۔ جب حضور نے مجھے دیکھا تو آپ اٹھے جب آپ اٹھے تو بعض لوگ اٹھکر چلے گئے اور بعض بیٹھے رہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہونے کے لئے تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں پھر وہ اٹھ کر چلے گئے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی (کہ لوگ چلے گئے ہیں) آپ تشریف لائے اور اندر داخل ہوگئے میں نے بھی داخل ہونا چاہا، لیکن آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ الآیۃ۔

امام بخاری نے کہا اس حدیث میں شرعی حکم یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیٹھے رہنے کی اجازت نہ دی تھی جبکہ آپ اٹھے اور باہر تشریف لے گئے تھے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضور اٹھنے کے لئے تیار ہوئے اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ وہ اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ (صفحہ ۳۳۲ جلد ۷ کی شرح دیکھیں محمد فاروق)

۶۷۵۳ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً فَرَاٰهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ عَرَفْتُكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلٰى اَنْ يَنْزِلَ الْحِجَابُ

بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ

۶۲۵۴ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَفِظْتُهُ كَمَا اَنَّكَ هٰهُنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرٍ فِي جُحَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهٖ رَاْسَهٗ فَقَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْتَظِرُ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِي عَيْنِكَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کرتے تھے آپ اپنی بیبیوں کو پردہ میں رکھیں ام المؤمنین نے فرمایا حضور نے یہ نہ کیا۔ حال یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں رات سے رات تک وسیع میدان کی طرف باہر جاتی تھیں؛ چنانچہ ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا (قضاء حاجت کے لئے) باہر نکلیں جبکہ وہ قد آور خاتون تھیں۔ ان کو عمر فاروق نے دیکھا اور کہا حالانکہ وہ ایک محفل میں بیٹھے تھے۔ اے سودہ ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے یہ حرص کرتے ہوئے کہ پردہ نازل ہو۔ ام المؤمنین نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی۔ (حدیث ۱۴۶ ج : اگلی شرح دیکھیں)

باب اجازت طلب کرنا بصر کی وجہ سے ہے

اس باب میں یہ بیان ہے کہ اجازت طلب کرنے کی ضرورت نظر کی

Marfat.com

۶۷۵۵ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اِلَيْهِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ اَوْ بِمَشَاقِصَ فَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعَنَهٗ

وجہ سے ہے کیونکہ اجازت طلب کرنے والا اگر اچانک اجازت کے بغیر داخل ہو تو بسا اوقات اس کی نظر ایسی شئ پر پڑنے کا امکان ہے جس پر اطلاع پانا صاحب خانہ اچھا نہ سمجھتا ہو۔

۶۷۵۴ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ شریفہ میں دروازہ کے سوراخ سے دیکھا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس میں سر کھجلانے کا آلہ تھا جس سے سر مبارک کھجلا رہے تھے حضور نے فرمایا اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں مارتا دیکھنے کی وجہ سے تو اجازت ضروری کی گئی ہے۔

۶۷۵۴ ـــ شرح : حُجَر بضم الجیم وسکون الحاء معنی سوراخ ہے اور حُجَر بضم الحاء وفتح الجیم حجرہ کی جمع ہے۔ مِدَرِّی بکسر المیم وسکون الدال کھجلانے کا آلہ ہے مِدَرِّی میں راء کو مقصور اور منون دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ یہ وہ آلہ ہے جس کے ساتھ عورتیں اپنے بالوں کو کنگھی کرتی ہیں۔ اجازت اس لئے ضروری قرار دی گئی ہے کہ اچانک دیکھنے سے اہل خانہ کی شرم گاہ پر نظر واقع نہ ہو اور تاکہ ان کے احوال پر کوئی اطلاع نہ پائے (حدیث ع ـــ کی شرح دیکھیں)

۶۷۵۵ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں میں سے ایک حجرہ شریفہ میں دیکھا حضور لوہے کا پھلا لے کر یا کئی پھلے لے کر اس کی طرف بڑھے گویا کہ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں گویا کہ آپ کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو پھلا ماریں۔

۶۷۵۵ ـــ شرح : مِشْقَص تیر کا لمبا پھلا ہے جو چوڑا نہیں ہوتا۔ قولہ اَوْ مشاقص یہ راوی کا شک ہے کہ تیر کا ایک پھلا لیا یا کئی پھلے لئے۔ قولہ يَخْتِلُ آہ یعنی اس آدمی کے پاس آئیں جبکہ وہ غافل ہے اور اس کو کسی کے آنے کا شعور نہ ہو اور اچانک اس کو ماریں یہ اس

Marfat.com

بَابُ زِنَى الْجَوَارِحِ دُوْنَ الْفَرْجِ

٦٧٥٦ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ اَرَ شَيْئًا اَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنٰى اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَى اللِّسَانِ النُّطْقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ وَيُكَذِّبُهٗ

آدمی کے حق میں ہے جو قصداً کسی کے گھر میں نظر کرتا ہے اور اگر قصد کے بغیر اچانک کسی کے گھر میں نظر پڑ جائے تو اس میں حرج نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی اس وجہ سے کسی کی آنکھ پھوڑ دے تو اس میں قصاص نہیں ہے۔

باب شرمگاہ کے سواء اعضاء کا زناء

جوارح بفتح الجیم و بفتح الواو اور راء مکسور جارحہ کی جمع بمعنی عضو ہے۔ انسان کے جوارح اس کے اعضاء ہیں جن کے ساتھ کسب کرتا ہے یعنی زناء شرمگاہ سے مختص نہیں بلکہ اس کے غیر پر بھی زنا کا اطلاق ہوتا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے آنکھ کا زنا غیر محرم کو دیکھنا زبان کا زنا بولنا وغیرہ ہے اور شرمگاہ سب کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے کوئی شئی نہیں دیکھی جو

٦٧٥٦ — گناہوں کے مشابہ ہو اس سے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زنا کا حصہ رکھا ہے وہ اس کو بہرحال کریگا [illegible] کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب کرتی ہے۔

Marfat.com

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث سفیان کے طریق سے ابن عباس کے قول کے ذریعہ ابوہریرہ کے قول پر موقوف ۶۶۵۶ — ذکر کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے ابوہریرہ کے قول سے لمم کے ساتھ زیادہ مشابہ کوئی شئی نہیں دیکھی۔ اس کا بذریعہ تحویل دوسرا طریق ابن عباس سے معمر کی مرفوع روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے لمم کے مشابہ کوئی بات نہیں سنی جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر اس کا زنا سے حصہ مقرر کیا ہے جس کو وہ یقیناً کرے گا "لمم" کے معنی شہوتِ نفسانی ہے یا گناہوں کے قریب ہے۔ بعض نے کہا لمم چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ لمم نظر، نطق اور خواہش ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کا زنا سے حصہ مقرر کیا ہے جس سے وہ خلاصی نہیں پا سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آنکھ کا زنا نظر، زبان کا نطق اور دل خواہش کرتا ہے اور فرج ان سب کی تصدیق و تکذیب کرتی ہے۔ یعنی جو ابن آدم پر مقرر کیا ہے اس کے کرنے اور ترک کرنے میں شرمگاہ اس کی تصدیق و تکذیب کرتی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تصدیق و تکذیب خبر کی صفت ہوا کرتی ہے۔ یہاں کیا معنی ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ تصدیق میں خبر کا واقع کے مطابق ہونے کا حکم ہوتا ہے جبکہ تکذیب میں خبر کا واقع سے عدمِ مطابقت کا حکم ہوتا ہے گویا کہ حکم ہی موقع ہے۔ لہٰذا تصدیق و تکذیب حکم کی صفت ہے۔

قولہ زنا العین البصر، یعنی ایک بار سے زیادہ بار دیکھنا آنکھ کا زنا ہے! کیونکہ اگر اچانک غیر محرم پر نظر پڑ جائے تو اس میں انسان مجبور ہوتا ہے۔ لہٰذا نظر سے مراد وہ نظر ہے جو لذت اور شہوت کے طور پر ہو۔ اسی طرح نطق سے مراد وہ نطق ہے جس میں حرام باتیں کر کے لذت حاصل کرے اور دل کے خواہش کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کا رجحان زنا کی طرف ہوتا ہے چونکہ یہ تمام امور زنا کے دواعی ہیں گویا کہ یہ زنا ہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلب سے نقل کیا اللہ تعالیٰ نے ازل میں جو انسان کے لئے لکھ دیا ہے اللہ کو اس کا پہلے ہی سے علم ہے۔ لہٰذا بندہ لکھا ہوا ضرور پورا کرے گا اور بذاتِ خود اس کی مدافعت نہیں کر سکتا البتہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فضل و کرم کیا اور اس کو لمم اور صغیرہ بنا دیا جب تک فرج اس کی تصدیق نہ کرے قیامت میں لوگوں سے اس کا مطالبہ نہ ہوگا اور جب شرمگاہ اس کی تصدیق کر دے اور زنا کر لے تو تمام صغائر کبائر ہو جاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

Marfat.com

بَابُ التَّسْلِيْمِ وَالْاِسْتِئْذَانِ ثَلٰثًا

٦٢٤٤ — حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلٰثًا وَاِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلٰثًا

باب سلام کرنا اور اندر آنے کی اجازت طلب کرنا

یعنی تسلیم اور طلبِ اجازت تین بار ہونا چاہیئے ایک ہی بار کہہ دے یا علیحدہ علیحدہ کہے۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا یہ اس لئے کہ افہام و تفہیم اور سُننے میں کمی نہ رہے ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واقعات اخبار اور اوامر کو کئی بار ذکر کیا ہے کہ لوگوں نے اگر پہلی بار اس میں تدبر نہیں کیا تو دُوسری اور تیسری میں تامّل کریں تاکہ یہ اُن کے دلوں میں راسخ ہوجائے اور وہ اچھی طرح یاد کرلیں یہ صرف تکرار سے ہی ہوسکتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی کلمہ کا تکرار کرنا تاکید کے لئے ہُوا کرتا تھا یا یہ خیال فرمایا ہوتا تھا کہ شاید مخاطب نے سمجھا ہے یا نہیں اس لئے دوبارہ ذکر فرماتے اور تیسری بار اس لئے کہ آپ وتر کو مستحب جانتے تھے۔ واللہ تعالیٰ ورسُولہ الاعلیٰ اعلم!

٦٢٤٤ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام فرماتے تو تین بار سلام فرماتے اور جب کلام فرماتے تو اس کا تین بار اعادہ کرتے تھے۔ (حدیث : ع ۹۳ ج : اکی شرح بھی دیکھیں)

٦٢٤٤ — شرح : ابن بطال نے کہا حدیث میں مذکور صیغہ عموم کو چاہتا ہے کہ عام طور پر حضور کلام و سلام میں تکرار کرتے تھے لیکن اس سے مراد خصوص ہے یعنی غالباً ایسا کرتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر تین بار سلام کیا جائے اور خیال کیا کہ مخاطب نے سُنا نہیں تو کیا اس سے زیادہ بھی کہہ سکتا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تین بار سے زیادہ

Marfat.com

٦٧٥٨ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنْتُ فِيْ مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ اِذْ جَاءَ اَبُوْ مُوْسٰى كَاَنَّهٗ مَذْعُوْرٌ فَقَالَ اسْتَاْذَنْتُ عَلٰى عُمَرَ ثَلٰثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ فَرَجَعْتُ وَقَالَ مَا مَنَعَكَ قُلْتُ اسْتَاْذَنْتُ ثَلٰثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ فَرَجَعْتُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلٰثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَتُقِيْمَنَّ عَلَيْهِ بِبَيِّنَةٍ اَمِنْكُمْ اَحَدٌ سَمِعَهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاللّٰهِ لَا يَقُوْمُ مَعَكَ اِلَّا اَصْغَرُ الْقَوْمِ فَكُنْتُ اَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهٗ فَاَخْبَرْتُ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ بِهٰذَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَرَادَ عُمَرُ التَّثَبُّتَ لَا اَنْ لَا يُجِيْزَ خَبَرَ الْوَاحِدِ

نہ کہے کیونکہ ظاہر حدیث کی اتباع بہتر ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا تین سے زیادہ بار کہے تاکہ مخاطب یقین کر لے۔

٦٧٥٨ ـــ ترجمہ : ابوسعید خدری نے کہا میں انصار کی مجالس سے ایک مجلس میں تھا کہ اچانک ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آئے گویا کہ وہ گھبرائے ہوئے ہیں اور کہا میں نے عمر فاروق سے تین بار اجازت طلب کی انہوں نے مجھے اجازت نہ دی میں واپس آگیا۔ اب انہوں نے کہا ہے تمہیں کس نے منع کیا تھا میں نے کہا میں نے تین بار اجازت طلب کی تھی مجھے اجازت نہ دی گئی تو میں واپس

Marfat.com

بَابُ إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ

وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ إِذْنُهُ ٦٧٥٩ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ

چلا گیا حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم میں سے کوئی تین بار اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ دی جائے تو واپس چلا جائے عمر فاروق نے کہا بخدا! اس حدیث پر کوئی گواہ پیش کرو، کیا تم میں سے کسی نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ اُبی بن کعب نے کہا اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ قوم کا چھوٹا آدمی کھڑا ہوگا؛ چنانچہ میں سب سے چھوٹا تھا میں اُن کے ساتھ کھڑا ہوا اور عمر فاروق کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ عبداللہ بن مبارک نے کہا مجھے سفیان بن عُیَینہ نے یزید بن خُصَیفہ، بسر، ابوسعید کے ذریعہ یہ خبر دی ہے۔

٦٧٥٨ — شرح: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدیث میں تثبُّت کے لئے ابوسعید خدری سے گواہ طلب کیا تاکہ کوئی شخص بوقت ضرورت حدیث کے ثبوت کے بغیر حدیث بیان نہ کرے۔ عبدالمبارک کا کلام نقل کرنے سے غرض یہ ہے کہ بُسر نے ابوسعید خدری سے حدیث کی سماعت کی ہے جبکہ حدیث کے اسناد میں بسر کی ابوسعید سے روایت عَنْعَنَہ ہے اور عَنْعَنَہ میں سماعت ضروری نہیں ہوتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب جب آدمی کو بلایا جائے وہ آئے تو اجازت طلب کرے؟

سعید نے قتادہ، ابورافع اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا بلانا ہی اجازت ہے"

(بلانا ہی نفسِ اذن ہے تجدید اذن کی ضرورت نہیں)

Marfat.com

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ اَخْبَرَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِیْ قَدَحٍ فَقَالَ اَبَاهِرِ الْحَقْ اَهْلَ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ اِلَیَّ فَاَتَیْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا فَاسْتَاْذَنُوْا فَاُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اندر داخل ہوا تو حضور نے پیالہ میں دودھ دیکھا فرمایا اے اَباھِر اہلِ صُفّہ کے پاس جاؤ اور اُن کو میرے پاس بلاؤ ابوہریرہ نے کہا میں اُن کے پاس گیا اور اُن کو بلا لایا وہ سب آئے اُنہوں نے اجازت طلب کی ان کو اجازت دی گئی تو وہ اندر داخل ہوگئے۔

٦٧٥٩ —

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کو بلایا جائے اس کے لئے بھی اجازت طلب کرنا ضروری ہے اور مُعلّق حدیث میں صراحت ہے کہ بلانا ہی اذن ہے تجدید اذن کی حاجت نہیں۔ پس معلّق اور موصول حدیث میں بظاہر تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس کو بلایا جائے اگر وہ قاصد کے ساتھ آئے تو اجازت طلب کرنے کی حاجت نہیں جیسا کہ معلّق حدیث میں ہے اور اگر مدعو بلانے کے بعد تنہا آئے قاصد کے ہمراہ نہ آئے تو اس کے لئے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ موصول حدیث میں یہی صورت ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ ہیں "وہ آئے"، یہ نہیں کہ ہم آئے کیونکہ اگر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اہل صفہ کے ہمراہ ہوتے تو کہتے ہم آئے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ابوہریرہ کے بُلانے کے بعد اہل صُفّہ تنہا آئے تھے۔ اس لئے اجازت طلب کرنا پڑی لہٰذا دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں ہے۔

اس تقریر کے مطابق باب کے عنوان میں بھی تفصیل کی ضرورت ہے وہ یہ کہ جب کسی کو بلایا جائے تو کیا قاصد کے ہمراہ آنے والا اجازت طلب کرے؟ اس کا جواب ہے اجازت طلب نہ کرے تنہا آئے تو اجازت طلب کرے ان دو صورتوں کے علاوہ اجازت طلب کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

٦٧٦٠ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ

بَابُ تَسْلِيمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ

٦٧٦١ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ قُلْتُ

باب بچّوں کو سلام کرنا

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچّوں کو سلام کرتے تھے۔

٦٧٦٠ —

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بچّوں کو سلام کرنے میں خُلقِ عظیم اور ادب شریف کی جھلک ہے۔ اس سے بچوں کو سنّت کی تعلیم دینا اور آدابِ شریعت پر گامزن کرنے کی ترغیب ہے تاکہ جب وہ بالغ ہوں تو آدابِ شریعت سے مُتَأَدِّب ہوں اور اخلاقِ رسُول سے بہرہ ور ہوں۔ بعض علماء نے کہا کہ فتنہ میں پڑھنے کے خوف سے خوبصورت بچّہ کو سلام نہ کرے اور اگر بچّہ بالغ کو سلام کرے تو اس کا جواب واجب ہے۔

٦٧٦٠ —

Marfat.com

وَلِمَ قَالَ كَانَتْ عَجُوزٌ لَنَا تُرْسِلُ إِلَى بُضَاعَةَ قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ نَخْلٍ بِالْمَدِينَةِ فَتَأْخُذُ مِنْ أُصُولِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي قِدْرٍ وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انْصَرَفْنَا وَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا فَنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ وَمَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ

باب مردوں کا عورتوں کو، اور عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا

ابن بطال نے کہا مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا جائز ہے لیکن جوان عورتوں کو سلام نہ کرے کیونکہ جوان عورتوں سے گفتگو کرنا آنکھوں کی خیانت اور شیطان کی راہ ہے۔ علماء کوفہ نے کہا جب اُن میں محرم نہ ہو ان کو سلام کرنا جائز نہیں "

۶۷۶۱ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی نے کہا ہم جمعہ کے روز بہت خوش ہوتے تھے میں نے کہا کیوں خوش ہوتے تھے ؟ سہل نے کہا ایک بوڑھی عورت ہمارے لئے بضاعہ کی طرف بھیجتی ابن مسلمہ نے کہا۔ بضاعہ مدینہ منورہ میں کھجوروں کا باغ ہے وہ چقندر اور شلغم کی جڑیں لیتی اور ان کو ہنڈی میں ڈالتی اور جَو کے دانے پیس کر ڈالتی (ان کو ہنڈی میں پکاتی) جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو اس کے پاس جاتے اور اس کو سلام کرتے بوڑھی عورت وہ طعام ہمارے پاس لاتی اس سے ہم بہت خوش ہوتے ہم قیلولہ اور ناشتہ جمعہ کی نماز کے بعد کرتے تھے۔

۶۷۶۱ — شرح : تکرکرہ کرنے سے ہے اس کو مضاعف بنایا گیا ہے کیونکہ چکی کی لکڑی دانے پستے وقت بار بار آتی جاتی ہے۔ کرکرہ کے معنی آواز کے بھی ہیں۔ ہنستے وقت آواز کی شدت کو بھی کرکرہ کہتے ہیں۔

(حدیث ۸۹۷ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

٦٧٦٢ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَرٰى مَا لَا نَرٰى تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَقَالَ يُوْنُسُ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَبَرَكَاتُهٗ **بَابُ اِذَا قَالَ مَنْ ذَا فَقَالَ اَنَا**

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! یہ ـــ ٦٧٦٢

جبرائیل تمہیں سلام کرتا ہے۔ ام المؤمنین نے کہا میں نے کہا "اس پر سلام اور اللہ کی رحمت"، آپ وہ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے۔ تری سے مائی صاحبہ کی مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ شعیب نے معمر کی متابعت کی۔ یونس اور نعمان نے زہری سے "وبرکاتہ" کہا ہے۔

شرح : یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سے فرمایا اے عائشہ یہ جبرائیل تمہیں سلام کہتا ہے ـــ ٦٧٦٢

ام المؤمنین نے کہا وعلیہ السلام ورحمت اللہ وبرکاتہ"، حضور جو آپ دیکھتے ہیں میں نہیں دیکھتی ہوں"، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فرشتہ جسم ہے جب وہ کسی مکان میں ہوگا تو اس کو دیکھنا بعض حاضرین کے ساتھ مختص نہ ہوگا۔ بلکہ اس مکان میں تمام حاضرین اس کو دیکھیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ رُءیت (دیکھنا) ایسی شئ ہے جس کو اللہ تعالیٰ شخص میں پیدا کرتا ہے یہ اللہ کی خلقت کے تابع ہے اسی لئے اشعریہ کے نزدیک جائز ہے کہ چین میں نابینا شخص اندلس کے مچھر کو دیکھے اور جو اس کے پاس ہے اس کو نہ دیکھے۔

باب جب کہا یہ کون ہے اُس نے کہا میں ہوں

Marfat.com

۶۷۶۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِيْ فَدَفَعْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا

بَابُ مَنْ رَدَّ فَقَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى اٰدَمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

۶۷۶۳ — ترجمہ : محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرض کے بارے میں آیا جو میرے والد پر قرضہ تھا میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور نے فرمایا کون ہو میں نے کہا "میں ہوں" حضور نے فرمایا "میں میں" گویا کہ آپ کو یہ کلمہ پسند نہ آیا۔

۶۷۶۳ — شرح : یہ کلمہ اس لئے پسند نہ آیا کہ اس میں سوال کا جواب نہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے تھا میں جابر ہوں یا یہ وجہ ہے کہ دروازہ کھٹکھٹانے سے اجازت حاصل نہیں کرنا چاہیئے تھا السلام علیکم کہنا تھا جو مسنون طریقہ ہے۔

باب جس نے سلام کا جواب دیا اور کہا علیک السلام"

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے سلام کا جواب دیا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ!
(یعنی بہتر یہ ہے کہ سلام کے جواب میں زیادہ الفاظ کہے اور صرف السلام علیک پر اقتصار نہ کرے)

Marfat.com

٦٧٦٤ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ
اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَالِسٌ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ
فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ
فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ فَارْجِعْ
فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ اَوْ فِي الَّتِيْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِيْ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ
اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ
حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى
تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہُوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کونہ میں تشریف فرما تھے

٦٧٦٤ —

اُس نے نماز پڑھی پھر آیا اور حضور کو سلام کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا "وعلیک السلام" واپس جا اور نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی وہ پھر آیا اور سلام عرض کیا حضور نے فرمایا وعلیک السلام واپس جا اور نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ دُوسری بار یا اس کے بعد اُس نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے تعلیم دیں حضور نے فرمایا جب تو نماز پڑھنے کھڑا ہو تو مکمل طور پر وضو کر پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور تکبیر کہہ (تکبیر تحریمہ)

Marfat.com

سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ فِي الْاَخِيْرِ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا

٦٧٦٥ — حَدَّثَنِيْ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا

بَابُ اِذَا قَالَ فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ

٦٧٦٦ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا اِنَّ جِبْرِيْلَ يُقْرِئُ عَلَيْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

پھر جو قرآن تجھے میسر ہو پڑھ پھر رکوع کر حتیٰ کہ پورے اطمینان سے رکوع کرے پھر سر اُٹھا حتیٰ کہ سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کر حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرے پھر سر اٹھا حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جائے پھر اس طرح ساری نماز میں کر۔ ابو اُسامہ نے اخیر میں کہا حتیٰ کہ سیدھا کھڑا ہو جائے۔

٦٧٦٤ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض نہیں اور نہ ہی تشہد اور قعدہ کو ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کی پوری تفصیل حدیث ٧٢٦ ج : ا کی شرح میں دیکھیں۔

٦٧٦٥ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر سر اُٹھا حتیٰ کہ اطمینان سے بیٹھ جائے۔

Marfat.com

بَابُ التَّسْلِيمِ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ اَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ

٦٧٦٧ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ اَخْبَرَنِي اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ اِكَافٌ تَحْتَهُ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ فَاَرْدَفَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَهُوَ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي

باب جب کہے فلاں شخص تجھے سلام کرتا ہے

٦٧٦٦ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوسلمہ سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا جبرائیل علیہ السلام تمہیں سلام پڑھتا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا، وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ

باب اس مجلس میں سلام کہنا جہاں مسلمان اور مشرک ملے جلے بیٹھے ہوں

٦٧٦٧ — ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا اس کے نیچے فدک کی چادر تھی اسامہ ابن زید کو اپنے پیچھے بٹھایا اس حال میں کہ آپ سعد بن عبادہ کی بنی حارث بن خزرج میں عیادت کریں۔ یہ جنگ بدر سے قبل کا واقعہ ہے حتی کہ ایک مجلس کے پاس سے گزر۔ ں میں مسلمان، مشرک بت پرست اور یہودی ملے جلے بیٹھے تھے۔ اُن میں عبداللہ بن ابی بن سلول تھا جبکہ اس مجلس میں عبداللہ بن رواحہ بھی تھے جب سواری کی گرد

Marfat.com

بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَذٰلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ حَتّٰى مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ
اَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِيهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ
عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ اَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا
عَلَيْنَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ
اِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ اَيُّهَا الْمَرْءُ
لَا اَحْسَنَ مِنْ هٰذَا اِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهٖ فِي مَجْلِسِنَا
وَارْجِعْ اِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ
اغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا فَاِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ
حَتّٰى هَمُّوْا اَنْ يَتَوَاثَبُوْا فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ
ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهٗ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ اَيْ سَعْدُ اَلَمْ

نے مجلس کو ڈھانپ لیا تو عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر سے اپنی ناک ڈھانپ لی پھر کہا ہم پر غبار نہ اڑاؤ ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا پھر ٹھہر گئے اور سواری سے اترے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا (اسلام کی تبلیغ کی) اور ان پر قرآن پڑھا عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا اے آدمی اس سے اچھی کوئی شئی نہیں جو آپ کہتے ہو اگر یہ حق ہے تو ہماری مجلس میں ہمیں اذیت نہ پہنچاؤ اور اپنے گھر چلے جاؤ جو کوئی ہم سے تمہارے پاس آئے اس پر بیان کرو (اگر اس پر حق ظاہر ہوگا تو قبول کرلے گا) ابن رواحہ نے کہا حضور ہماری مجلس میں تشریف لائیں ہم آپ کے آنے سے محبت کرتے ہیں پس مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں حتی کہ انہوں نے یہ قصد کیا کہ وہ لڑ پڑیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چپ کراتے رہے پھر اپنی سواری پر سوار ہو گئے

Marfat.com

تَسْمَعْ مَا قَالَ اَبُوْحُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ اعْفُ عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاصْفَحْ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ اَعْطَاكَ اللّٰهُ الَّذِيْ اَعْطَاكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ اَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ عَلٰى اَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ اَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهٖ مَا رَاَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ مَنْ لَمْ يُسَلِّمْ عَلٰى مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا وَلَمْ يَرُدَّ سَلَامَهٗ حَتّٰى تَتَبَيَّنَ تَوْبَتُهٗ وَاِلٰى مَتٰى تَتَبَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِيْ

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو لَا تُسَلِّمُوْا عَلٰى شَرَبَةِ الْخَمْرِ

اور سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے سعد! کیا تم نے نہیں سنا ابو حباب نے کیا کہا ہے اس سے حضور کی مراد عبداللہ بن اُبی تھا اس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ اس شہر والوں نے اتفاق کیا ہے کہ اس کے سر پہ تاج رکھیں اور اس کو سرداری کا عمامہ پہنائیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو حق کے ساتھ رد کیا جو اللہ نے آپ کو عطاء کیا ہے تو یہ بھڑک اُٹھا ہے۔ یہی وجہ ہے جس کے سبب اُس نے یہ کیا ہے جو آپ نے دیکھا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف کر دیا۔ (حدیث ۲۷۸۴ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو سلام نہ کیا

اور نہ اس کے سلام کا جواب دیا حتیٰ کہ اس کی توبہ واضح ہو جائے

Marfat.com

۶۷۶۸ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا وَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ اَمْ لَا حَتّٰى كَمَلَتْ خَمْسُوْنَ لَيْلَةً وَاٰذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى الْفَجْرَ

اور کب تک گنہگار کی توبہ ظاہر ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا شراب پینے والوں کو سلام نہ کرو "

یعنی جو کوئی گناہ کرے وہ فاسق ہے جمہور کے نزدیک فاسق کو سلام نہ کیا جائے اور نہ ہی بدعتی کو سلام کیا جائے۔ امام نووی نے کہا اگر سلام کرنے پر مجبور ہو گیا کہ اگر اس نے فاسق کو سلام نہ کیا تو اس کے دین یا دنیا میں خرابی ہو گی تو فاسق کو سلام کر دے۔ ابن عربی نے اس پر اضافہ کیا کہ سلام اللہ کے اسماء میں سے ہے۔ گویا کہ فاسق کو سلام کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تمہارا نگہبان ہے اور تمہیں سلامتی میں رکھنے والا ہے۔

اس باب کا دوسرا عنوان یہ ہے کہ عاصی "گنہگار" کی توبہ کب ظاہر ہوتی ہے؟ اس سے مراد یہ ہے کہ محض توبہ کرنا ہی اس کی صحت کے لئے کافی نہیں بلکہ اتنی مدت کا گزرنا ضروری ہے جس میں قرائن سے توبہ کی صحت معلوم ہو جائے کہ وہ کئے پر نادم ہوا اور آئندہ اس کا تدارک کرے۔ ابن بطال نے کہا اس میں حد معین نہیں لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ اسی وقت توبہ واضح نہیں ہوتی حتی کہ اتنا وقت گزر جائے جس میں توبہ واضح ہو جائے۔

۶۷۶۸ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن کعب نے کہا میں نے کعب بن مالک کو یہ بیان کرتے ہوئے

Marfat.com

بَابُ كَيْفَ الرَّدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلَامُ

٦٧٦٩ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ

سُنا جس وقت وہ جنگِ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کلام کرنے سے منع کر دیا اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور آپ کو سلام کرتا اور میں دل میں کہتا کیا حضور نے ہونٹ مبارک ہلائے ہیں یا نہیں حتیٰ کہ پچاس دن پورے ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت صبح کی نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول کرنے کا اعلان کیا۔

٦٧٦٨ — شرح : اگر سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَفْشُوا السَّلَامَ ،، سلام ظاہر کرو یہ عام ہے اس کا جواب یہ ہے جمہور کے نزدیک اس عموم سے یہ قدر مخصوص ہے۔

باب اہلِ ذمہ کو سلام کا جواب کیسے دیا جائے

عنوان سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اہل ذمہ (اہل کتاب جو امن لے کر رہیں) کے سلام کا جواب ممنوع ہے۔ علامہ عینی نے ابن بطال سے نقل کیا کہ بعض علماء نے کہا اہل ذمہ کے سلام کا جواب دینا فرض ہے؛ کیونکہ

Marfat.com

۶۷۷۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ

یہ آیت کریمہ "جب تمہیں سلام کیا جائے تو اچھا جواب دو" عام ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے کہا جو کوئی تم کو سلام کرے اس کو جواب دو اگرچہ وہ مجوسی ہو۔ عطاء نے کہا یہ آیت کریمہ مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ لہٰذا کافر کے سلام کا مطلقاً جواب نہ دیا جائے۔

۶۷۶۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہودیوں کا ایک گروہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا "السام علیک" میں نے اسے سمجھ لیا تو میں نے کہا "تم پر موت اور لعنت ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ چھوڑو اللہ تعالیٰ تمام امور میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جو کچھ انہوں نے کہا ہے آپ نے سنا نہیں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کہہ دیا ہے "وَعَلَيْكُمْ" (السام یعنی موت ہے) (حدیث ۵۲۱۱ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

۶۷۷۰ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہودی تم کو سلام کریں اور ان میں سے کوئی "السام علیک" کہے تم کہو "وَعَلَيْكَ"

۶۷۷۰ — شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا "وَعَلَيْكُمْ" ظاہر پر محمول ہے یعنی تم پر بھی موت ہو ہم اور تم اس میں برابر ہیں ہو سکتا ہے کہ واؤ عاطفہ ہو بلکہ استیناف کے لئے ہو یعنی تم پر موت ہو تقدیر عبارت یوں ہوگی "عَلَيْكُمْ مَا تَسْتَحِقُّوْنَ مِنَ الذَّمِّ تمہاری مذمت ہو جس کے تم مستحق ہو" قاضی بیضاوی نے کہا "وَعَلَيْكُمْ" کے معنی یہ ہیں میں تمہیں وہی کہتا ہو جو تم ہمارے ساتھ ارادہ کرتے ہو یا جس کے تم مستحق ہو اور "وَعَلَيْكُمْ" یہودیوں کے کلام میں "علیکم" پر عطف نہیں ورنہ اس میں ان کی دعا کی تقریر و تائید ہوگی۔ اس لئے فرمایا "فَقُلْ عَلَيْكَ" واؤ کے بغیر طیبی نے

Marfat.com

٦٧٧١ ـــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ

بَابُ مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ مَنْ يَحْذَرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ لِيَسْتَبِينَ أَمْرَهُ

٦٧٧٢ ـــ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ بُهْلُولٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ

نے کہا علیکم پر عطف ہو یا جملہ پر عطف ہو کوئی حرج نہیں کیونکہ معنی متکلم کے ارادہ پر دائر ہوتا ہے جب اشتراک کا ارادہ کرے تو اشتراک ہوگا، ورنہ حصول و وجود کے معنی پر محمول ہوگا گویا کہ کہا ان سے یہ حاصل ہوا اور وجود میں آیا اور مجھ سے یہ حاصل ہوا۔ ابن حاجب نے کہا حروف عطف کے سبب متبوع اور تابع اعراب میں شریک ہوتے ہیں جب ان کے بعد مفردات واقع ہوں تو اشکال ہی نہیں اگر ان کے بعد جملے واقع ہوں تو اگر وہ ایسا جملہ ہے کہ پہلے کا معمول بن سکتا ہے تو شریک کرنے میں وہ مفرد کی طرح ہوگا جیسے "اصبح زید قائماً وعمرو قاعداً" اگر اس کے غیر پر معطوف ہو جیسے "قام زید وخرج عمرو" اس جیسے سے مراد دونوں جملوں کا حصول ہوتا ہے گویا کہ قائل نے کہا زید کا قیام اور عمرو کا خروج حاصل ہوا یا پایا گیا اس تقریر سے واضح ہوا کہ واؤ کے معنی دونوں امور کا حصول ہے۔ یہ تقریر اس تقدیر پر ہے جبکہ دو جملے ہوں اور ایک کا دوسرے پر عطف ہو اگر جملہ کا جملہ پر عطف اشتراک کے بغیر ہو جب بھی جائز ہے۔ (قسطلانی) عینی نے ذکر کیا کہا گیا ہے کہ یہودیوں کے سلام کے جواب میں یہ کہے وعلیکم السام "سین پر کسرہ پڑھے یعنی تم پر پتھر برسیں سلام بمعنی پتھر ہے۔ لیکن بعض علماء نے اس کو مسترد کر دیا ہے، کیونکہ ہمارے لئے اہل ذمہ کو گالی دینا مناسب نہیں ہے۔

باب جس نے اس شخص کے خط میں نظر کی جس کا مسلمانوں کو خوف ہو تاکہ اس کی وضاحت ہو جائے

Marfat.com

اِدْرِیْسَ قَالَ حَدَّثَنِیْ حُصَیْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَیْرَ ابْنَ الْعَوَّامِ وَاَبَا مَرْثَدِ الْغَنَوِیَّ وَکُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰی تَاْتُوْا رَوْضَۃَ خَاخٍ فَاِنَّ بِھَا امْرَاَۃً مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ مَعَھَا صَحِیْفَۃٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَۃَ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ فَاَدْرَکْنَاھَا تَسِیْرُ عَلٰی جَمَلٍ لَھَا حَیْثُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْنَا اَیْنَ الْکِتَابُ الَّذِیْ مَعَکِ قَالَتْ مَا مَعِیَ کِتَابٌ فَاَنَخْنَا بِھَا فَابْتَغَیْنَا فِیْ رَحْلِھَا فَمَا وَجَدْنَا شَیْئًا قَالَ صَاحِبَایَ مَا نَرٰی کِتَابًا قَالَ قُلْتُ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا کَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ یُحْلَفُ بِہٖ لَتُخْرِجِنَّ الْکِتَابَ اَوْ لَاُجَرِّدَنَّکِ قَالَ فَلَمَّا رَاَتِ الْجِدَّ مِنِّیْ اَھْوَتْ بِیَدِھَا اِلٰی حُجْزَتِھَا وَھِیَ مُحْتَجِزَۃٌ بِکِسَاءٍ فَاَخْرَجَتِ الْکِتَابَ قَالَ فَانْطَلَقْنَا بِہٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۶۷۷۲ — ترجمہ : حضرت علی علیہ السلام نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زبیر بن عوام اور ابو مرثد غنوی کو بھیجا جبکہ ہم تینوں سوار تھے فرمایا تم چلتے رہو حتی کہ روضۂ خاخ پہنچو وہاں ایک مشرکہ عورت ہے اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا مشرکوں کی طرف خط ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اس عورت کو وہاں ہی پایا جہاں حضور نے فرمایا تھا وہ اونٹ پر سوار چل رہی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے کہا وہ خط کہاں ہے جو تیرے پاس ہے اُس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے اس کی اونٹنی کو بٹھا لیا اور اس کے کجاوہ میں تلاش کرنا شروع کر دیا ہم نے کوئی شئی نہ پائی میرے دو ساتھیوں نے کہا ہم تو خط نہیں دیکھتے ہیں حضرت علی نے کہا میں نے کہا مجھے یقین ہے کہ

Marfat.com

فَقَالَ مَاحَمَلَكَ يَاحَاطِبُ عَلٰى مَاصَنَعْتَ قَالَ مَالِيَ اَلَّا اَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَمَاغَيَّرْتُ وَلَا بَدَّلْتُ اَرَدْتُ اَنْ تَكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهَا عَنْ اَهْلِيْ وَمَالِيْ وَلَيْسَ مِنْ اَصْحَابِكَ هُنَاكَ اِلَّا وَلَهٗ مَنْ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ قَالَ صَدَقَ فَلَا تَقُوْلُوْا لَهٗ اِلَّا خَيْرًا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنَّهٗ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِيْ فَلْاَضْرِبْ عُنُقَهٗ قَالَ فَقَالَ يَاعُمَرُ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ قَالَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہیں بولا اس ذات کی قسم جس کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے تو خط باہر نکال یا تجھے کپڑوں سے خالی کر دیں گے جب اس نے میری انتہائی کوشش کو دیکھا تو اپنا ہاتھ تہبند کی گرہ کی طرف مائل کیا جبکہ وہ چادر پہنے ہوئے تھی اور خط نکال دیا حضرت علی نے کہا ہم خط لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب جو کچھ تم نے کیا ہے اس پر تجھے کس نے ابھارا ہے حاطب نے کہا یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہوں میں متغیر نہیں ہوا اور نہ میں نے دین بدلا ہے۔ میں نے ارادہ کیا تھا کہ میرا مکہ والوں میں کوئی رشتہ داری نہیں جس کے سبب اللہ تعالیٰ میرے اہل و اولاد اور میرے مال کی نگہبانی کرے اور آپ کے صحابہ کی وہاں رشتہ داری ہے جس کے سبب وہ ان کے اہل و اولاد اور مال کی نگرانی کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اس کو خیر کے سوا کچھ نہ کہو حضرت علی نے کہا حضرت عمر فاروق نے کہا اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں سے خیانت کی ہے مجھے چھوڑیں میں اس کی گردن زنی کرتا ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا معلوم یقیناً اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کو جھانکا اور فرمایا اے بدر والو! جو چاہو عمل کرو میں نے تمہارے لئے جنت واجب کر دی ہے حضرت علی نے کہا عمر فاروق کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور کہا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔

Marfat.com

بَابُ كَيْفَ يُكْتَبُ اِلَى اَهْلِ الْكِتَابِ

۶۷۷۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سُفْيٰنَ بْنَ حَرْبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ هِرَقْلَ اَرْسَلَ اِلَيْهِ فِيْ نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوْا تُجَّارًا بِالشَّامِ فَاَتَوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِئَ فَاِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے خط میں مسلمانوں کی غیبت ہو تو اس کو پڑھنا جائز ہے ؛ کیونکہ اس وقت خط اور خط والے کا کوئی احترام نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا حربیہ عورت کو ضرورت کے وقت برہنہ کرنا جائز ہے اور گنہگار کا ہتکِ ستر بعض اوقات مباح ہے۔ حدیث ۲۸۰۵ ج ۴ کی شرح دیکھیں اس میں اس حدیث کی مکمل تفصیل ہے۔ ۶۷۷۲ —

باب اہلِ کتاب کی طرف خط کیسے لکھا جائے

یعنی اہلِ کتاب یہودیوں اور نصرانیوں کو دعوتِ اسلام دینے کیلئے خط کیسے لکھا جائے

Marfat.com

بَابُ بِمَنْ يُبْدَأُ فِي الْكِتَابِ

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ

ترجمہ : ابوسفیان بن حرب نے عبداللہ بن عباس کو خبر دی کہ ہرقل نے قریش کی ایک جماعت میں ان کی طرف کسی کو بھیجا جبکہ ۶۷۷۳

وہ شام تجارت کے لئے گئے تھے۔ وہ ہرقل کے پاس آئے اور پوری حدیث ذکر کی ابوسفیان نے کہا پھر اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک منگوایا وہ پڑھا گیا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" یہ خط محمد بن عبداللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" کی طرف سے ہرقل روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف ہے۔ سلام اس پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اما بعد

شرح : اس سے غرض یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ۶۷۷۳

کی طرف سے اس عنوان سے والا نامہ صادر ہوا تھا۔ ابوسفیان کا نام صخر بن حرب ہے وہ امیر معاویہ کے والد ہیں ان کی کنیت ابوحنظلہ بھی ذکر کی جاتی ہے۔

اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۶ ج : ۱

باب خط میں ابتداء کس سے کی جائے

یعنی خط لکھتے وقت لکھنے والے یا جس کی طرف لکھا جائے سے ابتداء کی جائے

۶۷۷۴ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

Marfat.com

دِينَارٍ وَصَحِيفَةٍ مِنْهُ اِلٰى صَاحِبِهٖ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجَرَ خَشَبَةً فَجَعَلَ الْمَالَ فِىْ جَوْفِهَا وَكَتَبَ اِلَيْهِ صَحِيفَةً مِنْ فُلَانٍ اِلٰى فُلَانٍ

بَابُ قَوْلِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ

۶۷۷۵ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل سے ایک آدمی کو ذکر کیا کہ اُس نے لکڑی لے کر اس کو کریدا اور اس میں ایک ہزار دینار اور اپنے ساتھی کی طرف اپنا خط رکھ دیا۔ عمر بن ابی سلمہ نے اپنے والد ابوسلمہ سے روائت کی کہ انہوں نے ابوہریرہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی کو خالی کیا اور اس کے اندر مال رکھ دیا اور اس کو فلاں سے فلاں کی طرف خط لکھا۔

۶۷۷۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت فلاں سے فلاں کی طرف خط لکھنے میں ہے کہ اگر کسی کو خط لکھا جائے تو لکھنے والا اپنے نام سے ابتداء کرے پھر مکتوب الیہ کو ذکر کرے سنّت بھی یہی ہے۔ ابوداؤد میں ابن سیرین کے طریق سے روائت ہے کہ ابوالعلاء بن حضرمی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اور پہلے اپنا نام ذکر کیا۔ (اس حدیث کی مکمل تفصیل تیسرے حصے میں (باب الکفالہ) کی ابتداء میں دیکھیں)

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اپنے سیّد کے لئے کھڑے ہوجاؤ

۶۷۷۵ — ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اہل قریظہ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ پر راضی ہوکر قلعہ سے نیچے اُترے۔ نبی کریم

Marfat.com

سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ اَهْلَ قُرَيْظَةَ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ فَجَآءَ فَقَالَ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ اَوْ قَالَ خَيْرِكُمْ فَقَعَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰؤُلَآءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَاِنِّيْ اَحْكُمُ اَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ فَقَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ بِمَا حَكَمَ بِهِ الْمَلِكُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَفْهَمَنِيْ بَعْضُ اَصْحَابِيْ عَنْ اَبِي الْوَلِيْدِ مِنْ قَوْلِ اَبِيْ سَعِيْدٍ اِلٰى حُكْمِكَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو پیغام بھیجا وہ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سید کی طرف کھڑے ہو جاؤ یا فرمایا "اپنی بہتر شخصیت" سعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ حضور نے فرمایا یہ لوگ تمہارے فیصلہ پر راضی ہوئے ہیں۔ سعد نے کہا میں یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ ان میں سے جنگ کرنے والوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو قید کر لیا جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے وہی فیصلہ دیا ہے جو اللہ نے فیصلہ کیا ہے۔ ابو عبداللہ بخاری نے کہا مجھے میرے بعض ساتھیوں نے ابوالولید کے ذریعہ ابوسعید کے قول سے "الیٰ حکمک" سمجھایا ہے۔

شرح : حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصار کے قبیلہ اوس کے سردار ہیں یہ قبیلہ بنو قریظہ کا حلیف تھا جبکہ انصار کا قبیلہ خزرج بنی نضیر کا حلیف تھا۔ چونکہ سعد بنی قریظہ کے حلیف سے تھے اس لئے انہوں نے سعد کا حکم تسلیم کیا تھا۔ اس وقت سعد زخمی تھے وہ حمار پر سوار تشریف لائے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ اور انہیں آرام سے سواری سے اتارو۔ اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ اہل فضل کی آمد پر کھڑے ہونا مستحب ہے اور جس قیام سے حدیث میں ممانعت آئی ہے وہ مخصوص قیام ہے جو سلاطین و ملوک کے لئے ان کے خدام تصویر بن کر کھڑے رہتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا

Marfat.com

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ بادشاہ اور حاکم کو مسلمانوں کے سردار کے اکرام کا حکم دینا چاہیئے اور بادشاہ کی محفل میں اہل فضل کا اکرام جائز ہے اور اُن کے لئے کھڑے ہونا جائز ہے۔ بعض لوگوں نے اس سے منع کیا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ابو اُمامہ سے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصا پر اعتماد کرتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ ہم آپ کے لئے کھڑے ہوگئے تو حضور نے فرمایا ایسے مت کھڑے ہو جیسے عجمی لوگ کھڑے ہوتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ طبری نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ نیز کہا کہ اس کی سند میں اضطراب ہے اس میں غیر معروف راوی ہیں نیز اُنہوں نے عبداللہ بن بُریدہ کی حدیث سے دلیل قائم کی جس کو حاکم نے ذکر کیا ہے کہ اُن کے والد امیر معاویہ کے پاس گئے اور انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے لئے صورتیں بن کر کھڑے رہیں اس کے لئے دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طبری نے کہا اس حدیث میں اس قیام سے نہی ہے کسی کی خوشی کے لئے کھڑے ہوں اور جو کسی کے اکرام کے لئے کھڑا ہو وہ اس نہی میں داخل نہیں۔ خطابی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید کا اطلاق عالم پر جائز ہے اور فاضل رئیس اور امام عادل کے لئے اسی طرح طالب علم کا عالم کے لئے کھڑا مستحب ہے۔ البتہ ان مذکور صفات کے بغیر کسی کے لئے کھڑا ہونا ممنوع ہے۔ ہاتوں، سید کا اطلاق عالم پر اضافت سے جائز ہے جیسے رب کا اطلاق مربی پر اضافت کے ساتھ جائز ہے۔ عالم غیر سید پر مطلقاً سید کا اطلاق جائز نہیں۔

کسی کے لئے کھڑے ہونے کی وجوہ

کسی کے لئے کھڑے ہونے کی چار صورتیں ہیں اُن میں پہلی صورت میں کھڑا ہونا حرام ہے وہ یہ کہ جس کے لئے کھڑے ہوں وہ متکبر شخص ہے اور کھڑے ہونے والوں پر غرور و فخر سے اپنی عظمت ظاہر کرتا ہے دوسری صورت میں مکروہ ہے وہ یہ کہ کھڑے ہونے والے پر وہ فخر و غرور نہیں کرتا لیکن یہ خطرہ ہے کہ اس کے سبب اس کے دل میں وہ چیز نہ آئے جو شرعاً ممنوع ہے اور اس میں جابر بادشاہوں کے ساتھ مشابہت بھی ہے تیسری صورت میں جائز ہے وہ یہ کہ وہ متکبر نہیں اور نہ ہی کھڑے ہونے والوں پر اپنی عظمت کا اظہار کرتا ہے اور جابروں سے مشابہت سے امن میں ہے چوتھی صورت میں مستحب ہے وہ یہ کہ کوئی سفر سے آئے تو اس کی خوشی میں کھڑے ہوں تاکہ اسے سلام کہیں یا کسی کو نعمت حاصل ہو تو اس کے حصول پر مبارک بادی کے لئے کھڑا ہو یا کسی کو مصیبت پہنچی ہو تو اس کے سبب افسوس کے لئے کھڑا ہو

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تُورپشتی سے نقل کیا کہ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ، کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کی اعانت اور سواری سے اتارنے کے لئے کھڑے ہو اور اگر تعظیم مراد ہوتی تو فرماتے قُوْمُوْا لِسَیِّدِکُمْ اس کا طیبی نے تعاقب کرتے ہوئے فرمایا تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہونے کو یہ لازم نہیں کہ اکرام کے لئے بھی کھڑا ہونا جائز نہیں اور جو لام اور

Marfat.com

بَابُ الْمُصَافَحَةِ

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَلَّمَنِیْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التَّشَہُّدَ وَکَفِّیْ بَیْنَ کَفَّیْہِ وَقَالَ کَعْبُ بْنُ مَالِکٍ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اِلَیَّ طَلْحَۃُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ یُھَرْوِلُ فَصَافَحَنِیْ وَھَنَّأَنِیْ

الیٰ میں فرق کیا ہے وہ ضعیف ہے، کیونکہ اس مقام میں اِلیٰ لامْ سے زیادہ موزوں ہے۔ گویا کہ کہا گیا کھڑے ہو اور اس کے اکرام کے لئے چلو کیونکہ حکم وصف پر مرتب ہوتا ہے جو دراصل حکم کی علت ہوتی ہے کیونکہ سیدکم قیام کی علت ہے۔ علامہ بیہقی نے کہا نیکی، بھلائی اور اکرام کے لئے قیام جائز ہے جیسے انصار سعد کے لئے اور طلحہ کعب ابن مالک کے لئے کھڑے ہوئے جس کے لئے قیام کیا جائے اس کو مناسب نہیں وہ اپنے لئے قیام کے استحقاق کا اعتقاد کرے حتی کہ اگر اس کے لئے قیام ترک کیا تو شکوئی کرے اور قیام نہ کرنے والے کو زجر و تہدید کرے۔ واللہ ورسولہ اعلم

باب مصافحہ

ابن مسعود نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد کی تعلیم دی جبکہ میری دونوں ہتھیلیاں حضور کی ہتھیلیوں میں تھیں۔ کعب بن مالک نے کہا میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں میرے پاس طلحہ ابن عبید اللہ دوڑتے ہوئے آئے حتی کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی

شرح : ہرولہ دوڑنے کی قسم ہے۔ ھ آنی، مجھے قبول توبہ کی مبارک باد دی۔ طلحہ بن عبید اللہ اُن صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس شریف میں جنت کی خوشخبری دی تھی۔

Marfat.com

۶۷۷۶ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ ۶۷۷۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ سَمِعَ جَدَّهٗ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

۶۷۷۶ — ترجمہ : قتادہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے کہا کیا اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مصافحہ کرتے تھے کہا ہاں!

شرح ۶۷۷۶ — حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم افعال شرعیہ میں امت کے قُدوہ اور پیشوا ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کروگے ہدایت پاجاؤ گے اُن کا ہر فعل اور قول حجت ہے اور وہ جب ایک دوسرے سے ملتے تھے تو مصافحہ کرتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان باہم ملاقات کریں اور مصافحہ کریں تو اُن کے جُدا ہونے سے پہلے اُن کو بخش دیا جاتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حماد کے ذریعہ حمید سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کے پہلے لوگ ہیں جنہوں نے مصافحہ کیا ابن بطال مالکی نے کہا عام علماء کے نزدیک مصافحہ کرنا حسن ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے مصافحہ کو مکروہ خیال فرماتے تھے پھر اس کو پسند کیا۔ امام نووی نے کہا مصافحہ سنت ہے۔ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے پر اجماع منعقد ہے۔ اجنبیہ عورت اور بے ریش خوبرو نوجوان لڑکے بھی اس سے مستثنیٰ ہیں ان سے مصافحہ نہ کیا جائے۔

۶۷۷۷ — ترجمہ : عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے

Marfat.com

بَابُ الْاَخْذِ بِالْيَدَيْنِ

وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ اِبْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ

٦٢٧٨ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ عَلَّمَنِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِيْ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلٰى يَعْنِيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا

حماد بن زید نے ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا

شرح: اکثر علماء نے یہ روایت کی ہے البتہ ابوذر حموی نے روایت کی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن سلمہ مرادی کی سماع بیان کرتے ہوئے اسماعیل بن ابراہیم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے حماد بن زید کو دیکھا جبکہ مکہ میں اُن کے پاس ابن مبارک آئے تو اُنہوں نے اس سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ واللہ اعلم!

٦٢٧٨ ترجمہ: ابو معمر نے کہا میں نے ابن مسعود کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ السَّادِسُ وَالْعِشْرُوْنَ

بَابُ الْمُعَانَقَةِ

وَقَوْلِ الرَّجُلِ كَيْفَ اَصْبَحْتَ

۶۷۷۹ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد کی تعلیم دی حالانکہ میرا ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا جیسے مجھے قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں اے پیارے نبی تجھ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عبد اور اس کے رسول ہیں جبکہ حضور ہمارے درمیان تشریف فرماتے تھے جب حضور وفات پا گئے تو ہم نے کہا "اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

۶۷۷۸ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ان الفاظ میں "كَفَّيَّ بَيْنَ كَفَّيْهِ"، کیونکہ اس میں دونوں ہاتھوں سے پکڑنا واضح ہے۔ "ظَهْرَانَيْنَا"، دراصل "ظَهْرَيْنَا" "ظَهْرِي" کا تثنیہ ہے۔ اس کے معنی "بَيْنَنَا" ہیں۔ الف اور نون کا تاکید کے لئے اضافہ کیا گیا ہے۔ اور نون اس میں مفتوح اس پر اور کوئی حرکت نہیں آسکتی ہے۔ اس حدیث سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ ثابت ہے لیکن ہاتھوں کو بوسہ دینے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقبیلِ ید کا انکار کیا جبکہ دوسرے محدثین اسے جائز کہتے ہیں۔ انہوں نے امام مالک کے قول کو تکبر پر محمول کیا ہے یعنی جب تقبیلِ ید تکبر کے طور پر ہو تو ممنوع ہے۔ اگر زہد و تقویٰ یا صلاح یا علم و شرف کی بناء پر ہو تو جائز بلکہ مستحب ہے۔ ابو داؤد نے قوی سند کے ساتھ اسامہ بن شریک سے روایت کی اس کا مضمون یہ ہے کہ

Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنِ الزُّهْرِیِّ ح وَحَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ فَقَالَ النَّاسُ یَا اَبَا حَسَنٍ كَیْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا فَاَخَذَ بِیَدِهٖ الْعَبَّاسُ فَقَالَ

کہ ہم کھڑے ہوگئے اور حضور کے دستِ اقدس کو بوسہ دیا۔ اعرابی اور شجرہ کے واقعہ میں یزید کی حدیث میں ہے کہ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں میں آپ کے سر مبارک اور دونوں ہاتھوں کو بوسہ دوں۔ حضور نے اعرابی کو اجازت دے دی۔ کسی مال دار کے ہاتھ کو بوسہ دینا یا دنیاوی وجاہت کی بناء پر انہیں بوسہ دینا مکروہ ہے۔ متولی نے کہا جائز ہی نہیں۔ (قسطلانی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چھبیسواں (۲۶) پارہ

باب بغلگیری کرنا اور کسی شخص کا کہنا صبح کیسے رہے

اس باب میں سفر سے آنے کے بعد ملاقات کے وقت بغلگیری کرنے کا بیان ہے۔ نیز اس میں یہ بیان

Marfat.com

اَلَا تَرَاهُ اَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلٰثٍ عَبْدُ الْعَصَا وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَیُتَوَفّٰی فِیْ وَجَعِهٖ فَاِنِّیْ لَاَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ فَاذْهَبْ بِنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْئَلَهٗ فِیْمَنْ یَکُوْنُ الْاَمْرُ فَاِنْ کَانَ فِیْنَا عَلِمْنَا ذٰلِکَ وَاِنْ کَانَ فِیْ غَیْرِنَا اَمَرْنَاهُ فَاَوْصٰی بِنَا قَالَ عَلِیٌّ وَاللّٰهِ لَئِنْ سَاَلْنَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعْنَاهَا لَا یُعْطِیْنَاهَا النَّاسُ اَبَدًا اِلَّا اَسْاَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبَدًا

بھی ہے کہ کسی مرد کا کہنا "صبح کیسی رہی" شارح تراجم نے کہا مؤلف بخاری نے باب کا عنوان "معانقہ، ذکر کیا ہے لیکن اس میں کوئی حدیث، صحابی اور تابعی کا قول جس کی عنوان پہ دلالت ہو ذکر نہیں کیا۔ البتہ کتاب البیع کے باب مایذکر فی الاسواق "آدمی کا اپنے ساتھی سے اس کے سفر سے آنے کے وقت اور صبح کیسے کی" کہنے کے وقت بغلگیر ہونا ذکر کیا ہے۔ شائد مؤلف نے ان کی عادات کا لحاظ کرتے ہوئے معانقہ ذکر کیا ہے۔ اور "کیف اَصْبَحْتَ" پر اکتفاء کی، کیونکہ اقتران معانقہ اس کو عادی لازم ہے یا مؤلف نے معانقہ ذکر کیا اور اپنی مرویات میں کوئی حدیث نہ پائی جو ان کی شرط کے مطابق ہو بخاری میں یہ قسم بہت واقع ہے۔

ابن بطال نے کہا مؤلف نے باب کا عنوان معانقہ ذکر کیا اور یہ ارادہ کیا کہ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معانقہ کی کوئی حدیث ذکر کریں گے تو بیع میں جو سند مذکور ہے اس کے علاوہ کوئی سند نہ پائی اور اس سے پہلے ہی انتقال کر گئے تو باب ذکر معانقہ سے خالی رہا اور اس کے نیچے والا "باب قول الرجل کیف اَصْبَحْتَ" بھی خالی رہا۔ جب کتاب کو لکھنے والے نے دونوں عنوان اکٹھے دیکھے اور ان کے درمیان کوئی حدیث نہ تھی تو اس نے ان کو ایک ہی عنوان گمان کیا۔ اس جامع میں اس طرح بہت خالی باب ہیں۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن کعب بن مالک کو خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں حضور نے وفات پائی آپکے پاس سے باہر آئے تو لوگوں نے کہا اے ابا حسن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصبح

۹۷۷۹ —

Marfat.com

بَابُ مَنْ اَجَابَ بِلَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ

۶۷۸۰ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ

کیسی کی حضرت علی نے کہا الحمد للہ اچھے حال میں صبح کی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے علی المرتضیٰ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کیا تم حضور کو دیکھتے نہیں ہو۔ بخدا تم تین روز بعد عبد العصا ہوگے (یعنی اپنے آپ کو مامور دیکھو گے نہ آمر) بخدا! میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ آپ عنقریب اپنی اس بیماری میں وفات پا جائیں گے میں بنی عبد المطلب کے چہروں میں موت کو پہچانتا ہوں۔ تم میرے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو ہم آپ سے پوچھیں کہ اس خلافت کا معاملہ کن لوگوں کے ہاتھ میں ہوگا اگر ہم میں ہے تو ہمیں اس کا علم ہو جائیگا اور اگر ہمارے علاوہ کسی اور کے ہاتھ میں ہو تو ہم حضور سے عرض کریں کہ ہمارے لئے وصیت کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! اگر ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کا سوال کیا اور آپ نے منع کر دیا تو لوگ کبھی ہمیں خلافت نہ دیں گے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کا سوال کبھی نہیں کروں گا۔

۶۷۷۹ —

شرح : اس حدیث میں یہ نہیں کہ دو آدمی ملیں تو ایک دوسرے سے کہے "کَیْفَ اَصْبَحْتَ"، صبح کیسی کی؛ بلکہ اس میں ہے کہ جو شخص دروازے پر کھڑا تھا اس نے حضرت علی سے جبکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر آئے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال کیسے ہے۔ حضرت علی نے اس کو خبر دی کہ بحمد اللہ اچھے ہیں۔ البتہ بخاری نے "الادب المفرد" میں حضرت جابر سے روایت ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا "کَیْفَ اَصْبَحْتَ" حضور صبح کیسے کی آپ نے فرمایا خیریت سے ہوں اس حدیث میں معانقہ کا ذکر نہیں۔ طبرانی نے اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب صحابہ کرام آپس میں ملا کرتے تھے تو مصافحہ کرتے اور جب مسافرت سے آتے تو معانقہ کرتے تھے۔ امام ترمذی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب زید بن حارث مدینہ منورہ میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تھے۔ زید نے دروازہ کھٹکھٹایا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے چادر گھسیٹتے ہوئے اس کی طرف گئے اور زید سے بغلگیر ہوئے اور اُن کو بوسہ دیا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (حدیث : ۴۱۴۱ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ اَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ قَالَ مِثْلَهٗ ثَلٰثًا هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ اَلَّا يُعَذِّبَهُمْ

باب جس نے لبیک اور سعدیک کے ساتھ جواب دیا

یعنی کسی کے بلانے کے جواب میں لبیک و سعدیک کہنا جواب میں یہ دو کلمے متعارف ہیں ان کے معنیٰ یہ ہیں "میں تیری خدمت میں کھڑا ہوں کھڑے ہونا اور مدد کے بعد مدد کرتا ہوں مدد کرنا۔ یہ ان مصادر سے ہیں جن کا فعل محذوف ہوتا ہے، کیونکہ یہ مثنیٰ واقع ہیں اور قیاساً یہ فعل کے حذف کا موجب ہے، کیونکہ جب اُنہوں نے اس کو تثنیہ ذکر کیا گویا کہ اس کو دو بار ذکر کیا اور کہا لبًا لبًا یہ ہمیشہ مضاف استعمال ہوتا ہے۔ لبیک کے معنی دوام اور ملازمہ کے ہیں گویا جب لبیک کہا تو کہا میں تیری تابعداری میں ہمیشہ کھڑا ہوں تیری طاعت بار بار کرتا ہوں یعنی میری شان اقامت و ملازمت ہے۔

سَعْدَیْک عبادت میں اس کے معنی یہ ہیں کہ میں تیرے حکم کے تابع ہوں کسی صورت مخالفت نہیں کرسکتا اپنی متابعت میں میری مدد کے بعد مدد کرو اور مخلوق کی اجابت میں اس کے معنی یہ ہیں میں تیری بار بار مدد کے بعد مدد کرتا ہوں مدد کرنا (عینی)

۶۷۸۰ ترجمہ : حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ حضور نے فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا لبیک و سعدیک پھر اسی طرح تین بار فرمایا کہ اے معاذ جانتے ہو بندوں پر اللہ کا حق کیا ہے؟ میں نے

Marfat.com

۶۷۸۱ حَدَّثَنَا هُدْبَةٌ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ بِهٰذَا ۶۷۸۲ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ

عرض کیا میں نہیں جانتا فرمایا بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر تھوڑا سا وقت چلے اور فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک، فرمایا کیا تو جانتا ہے اللہ پر بندوں کا حق کیا ہے؟ جب وہ اللہ کی عبادت کریں تو ان کو عذاب نہ دے گا۔

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں دو چیزیں ذکر کی ہیں ایک عملیات اور دوسرے اعتقادیات عملیات کی طرف "اَنْ یَّعْبُدُوْہُ" سے اشارہ کیا اور اعتقادیات کی طرف "اَنْ لَّا یُشْرِکُوْا" سے اشارہ کیا۔ کیونکہ توحید اصل عبادت ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی شئ واجب نہیں البتہ معتزلہ کا یہ مذہب ہے اس کا جواب یہ ہے کہ واجب یعنی ثابت ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور امتنان واحسان کے سبب اپنی ذات کریمہ کے یہ ذمہ کرلیا ہے یہ واجب کی طرح ہے جیسے زید بشر کی طرح ہے یا یہ بطور مشاکلہ ہے جیسے "تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ" حالانکہ اللہ کا دل نہیں ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا" اللہ کا حق حقیقت ہے بندوں کا حق حقیقی نہیں۔ اس کو مجازاً حق کہا گیا ہے۔ نیز جب اللہ تعالیٰ نے وعدہ کرلیا، حالانکہ اس کا وعدہ سچا ہوتا ہے تو اس اعتبار سے وہ حق ہوگیا۔ (حدیث ۱۲۹ ج : اکی شرح دیکھیں)

۶۷۸۰ ——

ترجمہ : ہمام نے کہا قتادہ نے انس کے ذریعہ معاذ بن جبل کی حدیث ہم سے بیان کی۔

۶۷۸۱ ——

ترجمہ : زید بن وھب نے کہا بندار! ابوزید نے ریذہ میں ہم سے یہ حدیث بیان کی انہوں نے کہا میں عشاء کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے پتھریلے میدان (حرہ) میں چل رہا تھا۔ ہمارے سامنے اُحد پہاڑ آیا تو حضور نے فرمایا اے ابا ذر! میں پسند نہیں کرتا کہ اُحد پہاڑ کے برابر میرے لئے سونا ہو اور مجھ پر ایک یا تین راتیں گذریں اور میرے پاس اس سے کوئی دینار ہو مگر وہ جو قرض ادا کرنے کے لئے رکھوں مگر میں اس کو اللہ کے بندوں میں اس طرح بکھیر دوں گا۔ ہمیں دستِ اقدس سے اشارہ کرکے بتایا پھر فرمایا اے ابا ذر! میں نے کہا یا رسول اللہ! لبیک وسعدیک، حضور نے فرمایا بہت لوگ جو دنیا میں مالدار ہیں آخرت میں تنگدست

Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ وَھْبٍ قَالَ
حَدَّثَنَا وَاللّٰہِ اَبُوْذَرٍ بِالرَّبَذَۃِ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فِیْ حَرَّۃِ الْمَدِیْنَۃِ عِشَاءً اِسْتَقْبَلَنَا اُحُدٌ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ مَا اُحِبُّ
اَنَّ اُحُدًا لِیْ ذَھَبًا تَاْتِیْ عَلَیَّ لَیْلَۃٌ اَوْ ثَلٰثٌ عِنْدِیْ مِنْہُ دِیْنَارٌ اِلَّا
اُرْصِدُہٗ لِدَیْنٍ اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِہٖ فِیْ عِبَادِ اللّٰہِ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَھٰکَذَا
وَاَرَانَا بِیَدِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ
اَلْاَکْثَرُوْنَ ھُمُ الْاَقَلُّوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا ثُمَّ قَالَ لِیْ
مَکَانَکَ لَا تَبْرَحْ یَا اَبَا ذَرٍّ حَتّٰی اَرْجِعَ فَانْطَلَقَ حَتّٰی غَابَ عَنِّیْ فَسَمِعْتُ
صَوْتًا فَتَخَوَّفْتُ اَنْ یَّکُوْنَ عُرِضَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَاَرَدْتُّ اَنْ اَذْھَبَ ثُمَّ ذَکَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَا تَبْرَحْ فَمَکَثْتُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ صَوْتًا
خَشِیْتُ اَنْ یَّکُوْنَ عُرِضَ لَکَ ثُمَّ ذَکَرْتُ قَوْلَکَ فَقُمْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاکَ جِبْرِیْلُ اَتَانِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ مَنْ مَاتَ

ہوں گے مگر جس نے ایسا ایسا کیا (دونوں ہاتھوں سے مال سخاوت کرے) پھر مجھے فرمایا اے ابا ذر تم یہاں
ہی رہو حتی کہ میں واپس آؤں۔ آپ چلتے رہے یہاں تک کہ مجھ سے غائب ہو گئے۔ میں نے آواز سنی اور مجھے
خوف لاحق ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شئی عارض ہوئی ہو تو میں نے آپ کی طرف جانے کا ارادہ
کیا پھر میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یاد کیا کہ تم اسی جگہ رہو اور یہاں سے اِدھر اُدھر نہ جاؤ
تو میں ٹھہر گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کوئی آواز سنی تھی مجھے خوف لاحق ہوا کہ

Marfat.com

مِنْ اُمَّتِیْ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ لِزَیْدٍ اِنَّهٗ بَلَغَنِیْ اَنَّهٗ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَقَالَ اَشْهَدُ لَحَدَّثَنِیْهِ اَبُوْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَقَالَ الْاَعْمَشُ وَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ نَحْوَهٗ وَقَالَ اَبُوْ شِهَابٍ عَنِ الْاَعْمَشِ یَمْكُثُ عِنْدِیْ فَوْقَ ثَلٰثٍ

بَابُ لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ

۶۲۸۳ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْهِ

آپ کو کوئی شئ عارض ہوئی ہو پھر میں نے آپ کا ارشاد یاد کیا اور میں وہیں ٹھہر گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری امت سے جو شخص فوت ہو جائے اس حال میں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی شئ کو شریک نہ بناتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے فرمایا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے زید بن وہب سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس حدیث کا راوی ابو الدرداء ہے۔ زید بن وہب نے کہا میں صمیم قلب سے گواہی دیتا ہوں کہ مجھے ابوذر نے ربذہ میں اس حدیث کی خبر دی تھی۔ سلیمان اعمش نے کہا مجھے ابو صالح نے ابو الدرداء سے اسی طرح خبر دی۔ ابو شہاب نے کہا کہ اعمش میرے پاس تین دن سے زیادہ ٹھہرے تھے۔ (حدیث ۲۲۳۰ کی شرح دیکھیں)

قولہ حرّہ۔ یہ مدینہ منورہ کے باہر پتھریلی زمین ہے جو سیاہ پتھر بہت ہیں۔ قولہ الاکثرون یعنی مال کے اعتبار سے زیادہ ثواب میں کم۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ الْاٰيَة

۶۷۸۴ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يُّقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ اٰخَرُ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ اَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ مِنْ مَّكَانِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ مَكَانَهٗ

باب کوئی آدمی کسی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اُٹھائے پھر اس میں خود بیٹھ جائے"

۶۷۸۳ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کسی کو اپنی جگہ سے اُٹھایا جائے اور خود اس میں بیٹھ جائے۔ (حدیث : ۸۷۱ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب تمہیں کہا جائے بیٹھنے کی جگہ کشادہ کرو تو تم فراخی کرو اللہ تمہارے لئے فراخی کریگا

۶۷۸۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے اس سے منع فرمایا کہ کسی آدمی کو اس کی نشست سے اُٹھایا جائے اور دوسرا اس میں بیٹھ جائے لیکن وسعت اور فراخی کرو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کسی کی

Marfat.com

بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهٖ اَوْ بَيْتِهٖ وَلَمْ يَسْتَاْذِنْ اَصْحَابَهٗ اَوْ تَهَيَّاَ لِلْقِيَامِ لِيَقُوْمَ النَّاسُ

اس کی نشست سے اُٹھانے پھر اس کی جگہ میں بیٹھنے کو پسند نہ کرتے تھے۔

۶۷۸۴ — شرح : کسی شخص کو اس کی نشست سے اُٹھا کر دوسرے کا اس کی نشست بیٹھنے سے منع کرنے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض علماء نے کہا یہ آداب مجلس سے ہے کیونکہ بیٹھنے کی جگہ کسی کی مملوک نہیں۔ لہٰذا مجلس کے ادب کا مقتضی یہ ہے کہ کسی کو نہ اُٹھائے۔ بعض علماء نے اس کو وجوب پر محمول کیا ہے اُنہوں نے معمر اور سہیل کے ذریعہ ابوہریرہ کی حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص کسی حاجت کے لئے اپنی نشست سے اُٹھے پھر وہاں واپس آئے تو وہ اپنی نشست کا زیادہ مستحق ہے اور اگر نشست چھوڑ جائے اور وہاں کوئی اور شخص بیٹھ جائے تو بیٹھنے والا ہی اس نشست کا مستحق ہے اگر اس نیت سے اُٹھا کہ پھر واپس آئے گا تو وہی زیادہ مستحق ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس کے لئے ایک آدمی نے اپنی نشست خالی کر دی اس شخص نے وہاں بیٹھنے کا ارادہ کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کوئی شخص مسجد میں مثلاً نماز کے لئے بیٹھا پھر وضو کے ارادہ سے اُٹھ کر باہر گیا پھر واپس آئے تو اس کا حق باطل نہ ہوگا اگر کوئی وہاں بیٹھ گیا ہو تو اس کو اُٹھا دے اور وہاں خود بیٹھ جائے بعض نے اس کو وجوب پر اور بعض نے استحباب پر محمول کیا ہے امام مالک کا یہی مذہب ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قاضی عیاض سے نقل کیا کہ اس شخص کے متعلق علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ جس شخص نے مسجد میں کسی جگہ پر بیٹھ کر تدریس یا فتویٰ نویسی کے لئے تعین کر لیا تو امام مالک نے کہا مدرس اور مفتی اس جگہ کا مستحق ہے۔ جمہور اس کو استحسان پر محمول کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ حق واجب نہیں غالباً امام مالک کی مراد بھی یہی ہے اسی طرح کھلی فضاء میں یا راستوں میں بیٹھتے ہیں جو کسی کی مملوک نہیں اگر کسی نے وہاں بیٹھنے کی عادت بنائی ہو تو اس جگہ کا وہی مستحق ہے حتیٰ کہ اس کی غرض پوری ہو جائے۔ قرطبی نے کہا جمہور لیتے ہیں یہ واجب نہیں

باب جو شخص اپنی نشست سے یا اپنے گھر سے اُٹھ کر چلا جائے اور اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل نہ کرے

واپس آنے کے لئے تیار ہو تاکہ لوگ اُٹھ کر چلے جائیں

Marfat.com

۶۷۸۵ ـــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا النَّاسَ طَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ قَالَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ وَبَقِيَ ثَلٰثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا قَالَ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى قَوْلِهِ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمًا

یعنی جو شخص اپنی نشست سے کھڑا ہو جائے، حالانکہ اُس کے پاس اور لوگ ہوں جو وہاں دیر سے بیٹھے ہوں تو اُس نے یہ کہنے سے شرم محسوس کی کہ انہیں کہے تم اُٹھ کر چلے جاؤ۔ اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل نہ کرنے کے معنیٰ یہ ہیں۔

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو عام لوگوں کی دعوت کی انہوں نے کھانا کھایا پھر چند لوگ بیٹھے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ انس نے کہا حضور اٹھنا ظاہر کیا وہ نہ اُٹھے جب آپ نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہوئے جب آپ کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ بعض لوگ بھی کھڑے ہو گئے اور تین شخص (گھر میں) باقی رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے کہ گھر میں داخل ہوں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شخص بیٹھے ہوئے ہیں پھر وہ اُٹھے اور چلے گئے۔ انس نے کہا میں آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ

۶۷۸۵ ـــ

Marfat.com

بَابُ الْاِحْتِبَاءِ بِالْيَدِ وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ

٦٧٨٦ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ غَالِبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَیْحٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْکَعْبَةِ مُحْتَبِیًا بِیَدِهٖ هٰکَذَا

کہ وہ چلے گئے ہیں پس آپ تشریف لائے حتیٰ کہ گھر میں داخل ہوئے میں نے بھی گھر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو حضور نے اپنے اور میرے درمیان پردہ لٹکا دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ "اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ تمہیں اجازت دی جائے ..... یہ اللہ کے نزدیک عظیم ہے۔

٦٧٨٥ — شرح : سرورِ کائنات "صلی اللہ علیہ وسلم" کا خلق عظیم تھا اور جس کام کا آپ کو حکم نہ دیا گیا اور نہ ہی منع کیا گیا ہوتا اس میں سب لوگوں سے زیادہ حیاء دار تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو کوئی حکم دیا تو اللہ کے حکم کے انفاذ میں حیاء نہ کرتے تھے۔ حدیث میں مذکور بیٹھنے والے لوگوں کا طعام کھانے کے بعد بیٹھے رہنا آپ کو اور آپ کے اہل کو اذیت تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یہ بیٹھے رہنا) نبی کو اذیت دیتا ہے وہ تم سے حیاء کرتے ہیں الایۃ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اذیت پہنچانا حرام کیا ہے۔ (اس حدیث کی تفصیل ساتویں جلد کے صفحہ ۳۳۲ پر دیکھیں)

باب ہاتھ کے ساتھ گھٹ مارنا وہ قُرفُصاء ہے

اِحتِبَاء بِالْیَد یہ ہے کہ اپنے دونوں سرینوں پر بیٹھے اور دونوں رانوں کو پیٹ کے ساتھ ملا لے اور دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں کا حلقہ کرے۔ اس کو لغت میں قُرفصاء بھی کہتے ہیں یہ بیٹھنے کا ایک طریقہ ہے"

٦٧٨٦ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

بَابُ مَنِ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ

قَالَ خَبَّابٌ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً قُلْتُ أَلَا تَدْعُو اللهَ فَقَعَدَ

۶۷۸۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ

کعبہ کے صحن میں اس طرح اپنے ہاتھ گھٹ مارے ہوئے دیکھا۔

شرح: اِحتباء (گھٹ) کبھی ایک ہاتھ سے کبھی دو ہاتھوں سے مارتے ہیں

۶۷۸۶ — مذکور حدیث میں گھٹ ایک ہاتھ سے ہے۔ دو ہاتھوں سے گھٹ مارنے کی حدیث ابوداؤد نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تو دونوں ہاتھوں سے گھٹ مارتے تھے۔ بزار نے بھی ابوہریرہ کی حدیث کے یہ الفاظ ضبط کئے ہیں جَلَسَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَضَمَّ رِجْلَيْهِ فَأَقَامَهُمَا وَاحْتَبَى بِيَدَيْهِ "یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس بیٹھے اور دونوں پاؤں کو ملا کر کھڑا کیا اور دونوں ہاتھوں سے گھٹ لگائی"

باب: جو اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھے

بعض نے کہا اِتِّکاء کے معنی لیٹنے کے ہیں؛ چنانچہ عمرو کی حدیث میں ہے "هُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى سَرِيرِهِ" یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چارپائی پر لیٹے تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے کہا قَدْ أَثَّرَ السَّرِيرُ فِي جَنْبِهِ کہ چارپائی نے حضور کے پہلو میں نشان لگائے تھے۔ علامہ خطابی نے کہا جو کوئی کسی شئی پر اعتماد کر کے

Marfat.com

٦٧٨٨ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ مِثْلَهُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ

اس پر متمکن ہو وہ اس پر تکیہ لگانے والا ہوتا ہے۔ وَقَالَ خَبَّابٌ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً قُلْتُ أَلَا تَدْعُو اللهَ فَقَعَدَ ، خباب نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ چادر اوڑھے ہوئے تھے میں نے عرض کیا کیا آپ اللہ سے دعا نہیں کرتے آپ بیٹھ گئے۔ اس اثر سے غرض یہ ہے کہ توسّد بمعنی اتکاء آتا ہے؛ چنانچہ هُوَ مُتَوَسِّدٌ کے معنی آپ تکیہ لگا کر بیٹھے تھے خصوصاً خلائی نے کہا جو بھی کسی شئ پر اعتماد کرے وہ متّکئ ہوتا ہے۔ علامات نبوت کے باب ص۴۸۹ ج ۵ میں اس حدیث کو موصول ذکر کیا ہے۔

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ

٦٧٨٧ — صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بہت بڑے گناہ کی خبر نہ دوں ؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" (یعنی ضرور خبر دیں) فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا (یعنی اللہ کی ذات وصفات اور عبادت میں اس کا شریک ٹھہرانا اس کے بعد ماں باپ کی نافرمانی کرنا یہ بہت بڑے گناہ ہیں)۔

ترجمہ : مسدد نے کہا بشر نے ہمیں اس جیسی خبر سنائی" حضور تکیہ لگائے ہوئے

٦٧٨٨ — بیٹھ گئے اور فرمایا جھوٹ نہ بولنا یہ بار بار فرماتے رہے حتی کہ ہم نے کہا کاش کہ آپ خاموش ہو جاتے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ماں باپ کی نافرمانی شرک کے درجہ میں

٦٧٨٨ — کیسے ہو سکتی ہے؛ حالانکہ اللہ کا شریک ٹھہرانا کفر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ والدین کی تعظیم کے لئے اور نافرمان پر سختی کرنے کے لئے اس کو اشراک باللہ کے سلک میں منسلک کیا ہے یا مقصد یہ ہے کہ "اکبر الکبائر" دو ہیں ایک وہ جس کا تعلق اللہ سے ہو وہ اس کا شریک ٹھہرانا ہے دوسرا وہ ہے جس کا تعلق لوگوں سے ہو وہ والدین کی نافرمانی ہے۔ قرآن کریم میں ہے قَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ، یعنی تیرے رب کا یہ فیصلہ ہے کہ صرف اس کی عبادت کر اور والدین سے احسان و اخلاص کر مہلب نے کہا

Marfat.com

بَابُ مَنْ اَسْرَعَ فِیْ مَشْیِہٖ لِحَاجَۃٍ اَوْ قَصْدٍ

۶۷۸۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ عُمَرَبْنِ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّ عُقْبَۃَ بْنَ الْحَرِثِ حَدَّثَہٗ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَاَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَیْتَ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم اور امام کے لئے جائز ہے کہ آرام کے لئے یا کسی عضو میں تکلیف ہو تو حاضرین کی موجودگی میں اپنی مجلس میں تکیہ لگا کر بیٹھ سکتا ہے۔

باب کسی حاجت یا مقصد کے لئے تیز چلنا

۶۷۸۹ — ترجمہ : عُقبہ بن حارث نے ابن ابی مُلَیکہ کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر تیز چلتے ہوئے گئے اور گھر میں داخل ہو گئے۔

۶۷۸۹ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیزی سے چلنا اس لئے تھا کہ آپ کے خیال میں آیا تھا کہ رات کا گھر میں سونا پڑا ہے جو تقسیم نہیں ہو سکا تو اس کو تقسیم کرنے کی غرض سے جلدی گھر میں تشریف لے گئے اور سونا تقسیم کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ یا عالم کا اپنے ضروری کاموں میں جلدی کرنا جائز ہے نیک کام کرنے میں جلدی کرنا اور تاخیر نہ کرنا افضل ہے۔

(حدیث ۸۱۳/۲ کی شرح دیکھیں) (باب من صلی بالناس فذکر حاجۃ فتخطاہم)

Marfat.com

بَابُ السَّرِيْرِ

٦٧٩٠ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَسْطَ السَّرِيْرِ وَاَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ تَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ فَاَكْرَهُ اَنْ اَقُوْمَ فَاَسْتَقْبِلَهٗ فَاَنْسَلُّ اِنْسِلَالًا

باب تخت پر نماز پڑھنا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے

٦٧٩٠ —

اور قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی تھی۔ مجھے کوئی حاجت بشری ہوتی اور میں یہ پسند نہ کرتی کہ میں کھڑی ہوں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کروں تو میں آہستہ سے سرک جاتی تھی۔

شرح : قولہ وَسْطَ السَّرِيْرِ، راغب نے کہا وَسَطَ الشَّيْءِ، بفتح السین

٦٧٩٠ — متصل مقدار کے لئے کہا جاتا ہے جیسے ایک جسم اس کا وسط

صُلب ہے اور بسکون السین دو جسموں کے درمیان مقدار منفصل کے لئے کہا جاتا ہے جیسے وسط القوم، ان ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ وسط بفتح السین اس شئ کا نام ہے جو کسی شئ کے دونوں طرفوں کے درمیان ہو چنانچہ کہا جاتا ہے قَبَضْتُ وَسَطَ الْحَبْلِ، میں نے رسی کا درمیان پکڑا، كَسَرْتُ وَسَطَ الرُّمْحِ، میں نے نیزہ کو درمیان سے توڑا۔ جَلَسْتُ وَسَطَ الدَّارِ، میں گھر کے درمیان بیٹھا۔ اور وَسْطٌ بسکونِ السین ظرف ہے اسم نہیں۔ یہ معنی میں اپنی نظیر بَيْنٌ کے وزن پر ہے چنانچہ کہا جاتا ہے جَلَسْتُ وَسْطَ الْقَوْمِ یعنی بَيْنَهُمْ میں اُن کے درمیان بیٹھا چونکہ بَيْنٌ ظرف ہے لہٰذا وسط بھی ظرف ہے۔ اس وسط کا سین ساکن پڑھتے ہیں تاکہ اپنے ہم وزن کی طرح ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تخت رکھنا اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے اور

Marfat.com

بَابُ مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وِسَادَةٌ

۶۷۹۱ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ
وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا
خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلْتُ
مَعَ أَبِيكَ زَيْدٍ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا
لِيفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَقَالَ لِي أَمَا
يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ خَمْسًا قُلْتُ

عورت کا اپنے شوہر کی موجودگی میں لیٹنا جائز ہے۔ (حدیث ۴۹۱ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

باب جس کے لئے تکیہ لگایا گیا

۶۷۹۱ — ترجمہ : خالد نے ابوقلابہ سے روایت کی اُنہوں نے کہا مجھے ابوالملیح نے خبر دی کہ میں تمہارے والد زید کے ساتھ عبداللہ بن عمرو کے پاس گیا اُنہوں نے مجھے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میرا روزہ رکھنا ذکر کیا گیا۔ حضور میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ کے لئے تکیہ لگایا جو چمڑے کا تھا اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے درمیان رہا۔ حضور نے مجھے فرمایا کیا تمہیں ہر مہینہ میں تین دن کے روزے کافی نہیں ؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں ،، فرمایا پانچ دن" میں نے عرض کیا یارسول اللہ ! حضور نے فرمایا سات دن" میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے فرمایا نو دن ،، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ! فرمایا گیارہ دن ،، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ! آپ نے فرمایا داؤد "علیہ السلام" کے روزہ سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں

Marfat.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تِسْعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِحْدٰى عَشْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوٗدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَاِفْطَارُ يَوْمٍ

٦٧٩٢ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّهٗ قَدِمَ الشَّامَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ذَهَبْتُ اِلٰى عَلْقَمَةَ اِلٰى

جو آدھا سال روزے ہیں۔ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا۔

شرح : حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ہر روز روزہ سے ہوتے تھے

٦٧٩١ ـــ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع فرمایا اور داؤد علیہ السلام کے روزوں کی ترغیب دلائی کہ صوم داؤد سے بالاتر کوئی روزہ نہیں کہ وہ نصف سال روزہ سے ہوتے تھے وہ ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن افطار کرتے تھے۔ اس صورت میں ثواب زیادہ ہوتا ہے؛ کیونکہ اگر مسلسل روزے رکھتا رہے تو عادت بن جاتی ہے اور مشقت نہیں رہتی؛ حالانکہ جہد و مشقت کے مطابق ثواب ملتا ہے۔ قولہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! یہاں عبارت محذوف ہے۔ دراصل یوں تھا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُطِیْقُ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ ،، میں ان دنوں کے روزوں سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں یا مجھے یہ قدر کافی نہیں۔ امام نے یہ حدیث تحویل سے ذکر کی ہے۔ تحویل سے قبل خالد بن عبداللہ طحان ہے اور تحویل کے بعد اسناد میں خالد بن مہران ہے

(حدیث : ١٨٥٨ ج : ٣ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابراہیم نے کہا میں شام میں علقمہ کے پاس گیا وہ مسجد میں آئے اور

٦٧٩٢ ـــ دو رکعت نماز پڑھی اور کہا اے اللہ مجھے نیک ہم نشین عطا فرما وہ ابودرداء کے پاس بیٹھے انہوں نے کہا تم کون ہو؟ علقمہ نے کہا میں اہل کوفہ سے ہوں۔ ابودرداء نے کہا کیا تم میں صاحب راز نہیں جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کیا تم میں وہ شخص نہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر شیطان سے پناہ دی ہے۔ یعنی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، کیا تم میں صاحب مسواک

Marfat.com

الشام فاتی المسجد فصلی رکعتین فقال اللّٰھم ارزقنی جلیسا
فقعد الی ابی الدرداء فقال ممن انت فقال من اھل الکوفۃ قال لیس
فیکم صاحب السر الذی کان لا یعلمہ غیرہ یعنی حذیفۃ الیس
فیکم او کان فیکم الذی اجارہ اللہ علی لسان رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم
رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم من الشیطان یعنی عمارا اولیس فیکم صاحب
السواک والوساد یعنی ابن مسعود کیف کان عبد اللہ یقرأ واللیل
اذا یغشی قال والذکر والانثی فقال ما زال ھؤلاء حتی کادوا
یشککونی وقد سمعتھا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور صاحب وسادہ نہیں ؟ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عبداللہ واللیل اذا یغشیٰ ، کیسے پڑھتے ہیں علقمہ نے کہا والذکر والانثیٰ ، پڑھتے ہیں ۔ ابو درداء نے کہا یہ لوگ ہمیشہ مجھے شک میں ڈالتے رہے ہیں حالانکہ یہ قرأت میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے ۔

شرح : قولہ صاحب السر یعنی نفاق کا راز ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کے نام ذکر کئے اور وہ حذیفہ کو بتائے ۶۷۴۲ —

جن پر حذیفہ کے سوا اور کوئی مطلع نہیں یہ حذیفہ کی خصوصیت تھی ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب کوئی مشکوک شخص مرتا تو وہ حذیفہ کا انتظار کرتے اگر حذیفہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے نکلتے تو وہ بھی جنازہ پڑھتے ورنہ نہ پڑھتے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ کو سترہ منافقوں کے نام بتائے تھے ، جو کسی اور کو معلوم نہیں تھے ۔

قولہ الذی اجارہ اللہ ، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے شیطان سے محفوظ رہنے کی دعا فرمائی تھی اور فرمایا یہ پاک صاف ہیں ۔ قولہ والوسادہ ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور تکیہ اٹھایا کرتے تھے اس لئے وہ صاحب السواک والوسادہ مشہور تھے خطابی نے

Marfat.com

بَابُ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

٦٧٩٣ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا نَقِيْلُ وَنَتَغَدّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ

بَابُ الْقَائِلَةِ فِی الْمَسْجِدِ

٦٧٩٤ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كَانَ لِعَلِیٍّ

صاحب السواد والوسادہ روایت کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صاحب السواد اس لئے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا کہ جب تم آڈ پردہ کا اُٹھایا جانا اور میری ذات کریمہ کو دیکھ لینا ہی تمہارے لئے اجازت ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود کو خصوصی عنایت سے مختص فرمایا تھا۔ جب وہ آتے تو اُن سے حجاب نہ تھا جب وہ سواری کرتے تو مسترد نہ کیا جاتا تھا۔

(باقی تقریر حدیث : ح ۳۴۹۶ ج : ۵ کی شرح میں دیکھیں)

باب — جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا

قائلہ کے معنی قیلولہ کے ہیں اور وہ دوپہر کی نیند ہے۔ ابن اثیر نے کہا مقیل اور قیلولہ کے معنی نصف نہار کو آرام کرنا ہے اگرچہ نیند نہ آئے اس کا باب ضرب یضرب ہے یعنی قال یقیل قیلولۃ فھو قائل،،

٦٧٩٣ — ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا ہم جمعہ کے بعد ناشتہ اور قیلولہ کرتے تھے۔

(حدیث ح ۸۹۸ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب مسجد میں قیلولہ کرنا

Marfat.com

اِسْمٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَبِيْ تُرَابٍ وَاِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ اِذَا دُعِيَ بِهَا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ فَقَالَتْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِيْ فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِنْسَانٍ اُنْظُرْ اَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ وَقَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَاَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ قُمْ اَبَا تُرَابٍ قُمْ اَبَا تُرَابٍ مَرَّتَيْنِ

۶۷۹۴ ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا علی کو ابوتراب سے زیادہ پسندیدہ کوئی نام نہ تھا جب ان کو ابوتراب کے نام سے پکارا جاتا تھا تو بہت خوش ہوتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے گھر تشریف لائے تو گھر میں علی المرتضیٰ کو نہ پایا فرمایا تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے ؟ سیدہ سلام اللہ علیہا نے کہا میری اور اُن کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی تھی وہ مجھ سے ناراض ہوکر باہر چلے گئے ہیں اور میرے پاس قیلولہ بھی نہیں کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا دیکھو علی کہاں ہیں وہ آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ! وہ مسجد میں سو رہے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ؛ حالانکہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے اور ایک طرف سے ان کی چادر گری ہوئی تھی اور ان کو مٹی لگی ہوئی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے مٹی کو پونچھنا شروع کیا جبکہ آپ فرما رہے تھے اے ابا تراب اٹھو ! اے ابا تراب اٹھو۔

(حدیث ۶۷۱۸ ج ۹ کی شرح دیکھیں)

(باب التکنی بابی تراب قبل کتاب الاستیذان)

Marfat.com

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ

٦٧٩٥ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا عَلٰى ذٰلِكَ النِّطَعِ فَاِذَا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهٖ وَشَعَرِهٖ فَجَمَعَتْهُ فِيْ قَارُوْرَةٍ ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِيْ سُكٍّ قَالَ فَلَمَّا حَضَرَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ اَوْصٰى اِلٰى اَنْ يُجْعَلَ فِيْ حَنُوْطِهٖ مِنْ ذَالِكَ السُّكِّ قَالَ فَجُعِلَ فِيْ حَنُوْطِهٖ

باب جس نے کسی قوم سے ملاقات کی اور اُن کے پاس قیلولہ کیا

ترجمہ : انس بن مالک سے روایت ہے کہ اُمّ سُلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے چمڑے کا فرش بچھایا کرتی تھیں حضور اس فرش پر

٦٧٩٥ — قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ انس نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اُٹھتے تو میں حضور کا پسینہ اور بال شریف لے کر اُن کو شیشی میں ڈالتا پھر اس کو خوشبو میں ملا کر جمع کر لیتا تھا۔ ثمامہ نے کہا جب انس بن مالک کی موت قریب ہوئی تو اُنہوں نے مجھے وصیت کی کہ اس خوشبو میں سے کفن کی خوشبو (حنوط) میں ملا دینا ثمامہ نے کہا وہ ان کے حنوط میں ملائی گئی۔

شرح : ام سلیم رضی اللہ عنہا انس بن مالک کی والدہ اور ملحان بن خالد

٦٧٩٥ — ابن زید کی بیٹی انصاریہ ہیں۔ ان کا نام غُمَیْصَاء یا رُمَیْصَاء ہے انس کے والد مالک کے فوت ہو جانے کے بعد ابو طلحہ نے اُن سے نکاح کیا تھا۔ داؤدی نے ذکر کیا ہے کہ اُمّ سُلیم

Marfat.com

۶۷۹۶ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَهَبَ اِلٰى قُبَاءٍ یَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهٗ

اور اُمّ حرام اور ان کا بھائی حرام جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے رضاعی اخوال تھے۔ ابن وہب نے کہا ام حرام حضور کی خالہ تھی اور رضاعت کو ذکر نہیں کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا پسینہ شریف اور بال شریف کیسے لیتے تھے، حالانکہ حضور آرام فرما ہوتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جدھر ذہن جاتا ہے اس سے وہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے کنگھی کرنے سے جو بال شریف سَر مُبارک سے گرتے تھے وہ جمع کر لیتے تھے اور پسینہ کے ساتھ ملا کر خوشبو میں جمع کر لیتے تھے۔ اس سے اچھا جواب جس سے مذکور شبہ زائل ہو جائے یہ ہے کہ محمد بن سعد نے صحیح سند کے ساتھ ثابت کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے منیٰ کے میدان میں سر مبارک کا حلق کیا تو ابو طلحہ نے حضور کے بال شریف اکٹھے کر لئے تھے اُن میں سے کچھ ام سُلیم کو دیئے تھے جو اُنہوں نے خوشبو میں ملائے تھے۔ حنوط خوشبو کا نام ہے جو میّت کو لگاتے ہیں اس میں کافور اور صندل ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام یا بزرگانِ دین کا اپنے رشتہ داروں اور معتبر بھائیوں کے ہاں قیلولہ کرنا جائز ہے اس سے محبت بڑھتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہُوا کہ انسان کے بال پاک ہیں ام سُلیم نے بطور تبرک بال شریف اور پسینہ جمع کئے تھے۔ ہم نے حدیث کا ترجمہ اس عبارت کے مطابق کیا ہے جبکہ قام پڑھا جائے بعض شارحین نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے لیکن مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم ہمارے گھر تشریف لائے اور ہمارے پاس حضور نے قیلولہ فرمایا تو آپ کو پسینہ آگیا ام سلیم شیشی لے کر آئی اور حضور کا پسینہ شریف اس میں جمع کرنا شروع کیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم بیدار ہوئے تو فرمایا اے ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو عرض کیا آپ کے پسینہ شریف کو خوشبو میں ڈالیں گے کیونکہ یہ تمام خوشبوؤں سے اعلیٰ خوشبو ہے اور حضور کے بال شریف آپ کے سو جانے کے بعد نہیں لئے تھے بلکہ وہ بال جو اُن کے پاس موجود تھے اُن کو خوشبو میں ملایا تھا سبحان اللہ! صحابہ کرام کا کیا پیارا عقیدہ ہے۔

۶۷۹۶ ـــ ترجمہ: اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قباء تشریف لے جاتے تو ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جاتے اُن کے پاس

Marfat.com

وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ قَالَ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ يَشُكُّ إِسْحَاقُ قُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ زَمَانَ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ

کھانا کھاتے۔ ام حرام عبادہ بن صامت کی بیوی تھی۔ ایک دن حضور ان کے گھر تشریف لے گئے تو ام حرام نے حضور کو کھانا کھلایا (کھانے کے بعد) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر اس حال میں بیدار ہوئے کہ ہنس رہے تھے۔ ام حرام نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کونسی شئی ہنسا رہی ہے فرمایا میری امت سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ وہ اس سمندر میں سواری کریں گے اس حال میں کہ وہ تختوں پر بادشاہ ہیں یا فرمایا بادشاہوں کی طرح تختوں پر ہیں۔ اسحاق نے شک سے بیان کیا ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ سے دعا فرمائیں کہ مجھے اُن میں سے کرے۔ حضور نے دعا فرمائی۔ پھر سر مبارک رکھا اور سو گئے پھر بیدار ہوئے اس حال میں کہ ہنس رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کون ہنساتا ہے فرمایا میری امت سے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ اس سمندر میں سوار ہیں اس حال میں کہ وہ تختوں پر بادشاہ ہیں یا بادشاہوں کی طرح تختوں پر ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور اللہ سے دعا کریں کہ مجھے اُن میں سے کردے فرمایا تم پہلے لوگوں میں سے ہو۔ ام حرام امیر معاویہ کے عہد میں سمندر میں سوار ہوئی۔ جب باہر نکلیں تو سواری سے گر پڑیں اور وفات پاگئیں۔

۷۷۹۶ ـــــ شرح: ثَبَج کے معنی درمیان کے ہیں۔ ام حرام زوجہ عبادہ بن صامت

Marfat.com

بَابُ الْجُلُوسِ كَيْفَ مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

٦٧٩٧ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اِشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالْاِحْتِبَاءِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِ الْاِنْسَانِ مِنْهُ شَيْءٌ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ حَفْصَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُدَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

رضی اللہ عنہا بیس ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ امارت میں لشکر کے ساتھ نکلیں اور سمندر سے باہر نکلتے وقت سواری سے گر کر فوت ہوگئیں؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم پہلے لوگوں میں سے ہوگی دوسری بار سمندر میں سوار ہونے والوں میں سے نہ ہوگی۔ بعض علماء نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہوئیں۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس عظیم امر کا خوشی سے ارتکاب کریں گے۔ بعض علماء نے کہا کہ جنت میں داخل ہوتے وقت اُن لوگوں کا یہ حال ہوگا۔ صحیح تر قول یہ ہے کہ یہ حال دُنیا میں ہوگا۔

باب جیسے مُیسّر ہو بیٹھنا

٦٧٩٧ — ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لباسوں اور دو بیع شراء سے منع فرمایا۔ اشتمالِ صمّا اور ایک کپڑے میں گھٹ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے کہ انسان کی شرمگاہ پر کوئی شئی نہ ہو۔ دو قسم کی خرید و فروخت ملامسہ اور منابذہ ہے۔ معمر، محمد بن ابی حفصہ اور عبداللہ بن بُدیل نے زہری سے روایت کرنے

Marfat.com

بَابُ مَنْ نَاجٰى بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ وَمَنْ لَمْ يُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهٖ فَاِذَا مَاتَ اَخْبَرَ بِهٖ

٦٧٩٨ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ اِنَّا كُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهٗ جَمِيْعًا لَمْ تُغَادَرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِيْ لَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفٰى مَشْيَتُهَا مِنْ مَشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا رَحَّبَ قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا

میں سفیان کی متابعت کی۔

شرح : اشتمال صماء یہ ہے کہ کپڑا اس طریقہ سے اوڑھے کہ ہاتھ بالکل اس کے اندر محبوس ہو جائیں اس وقت تھوڑی سی ٹھوکر لگنے سے انسان گر پڑتا ہے۔ احتباء گوٹ مار کر بیٹھنا جبکہ شرمگاہ برہنہ ہو۔ متنِ حدیث میں اس کی تفسیر مذکور ہے۔ ملامسہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے جب تو میرے کپڑے چھوئے اور میں تیرے کپڑے کو چھوؤں تو بیع واجب ہو جائے گی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ بائع مشتری (خریدار) سے کہے یہ سامان تیرے ہاتھ اتنی قیمت سے بیچتا ہوں جب میں تجھے چھوؤں گا تو بیع ثابت ہو جائے گی۔ بیع منابذہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری میں سے ہر ایک اپنا اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکتا ہے اور کوئی بھی ایک دوسرے کے کپڑے کو اُلٹ پلٹ کر نہیں دیکھتا۔ بعض علماء نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ بائع کا مشتری کی طرف کپڑا پھینک دینا ہی بیع متصور ہو جاتی ہے ان دو قسم کی خرید و فروخت سے حضور نے منع فرمایا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

٦٧٩٧ —

باب جو لوگوں کے سامنے سرگوشی کرے

اور جس نے اپنے ساتھی کا راز نہ بتایا جب وہ فوت ہو گیا تو اس کی خبر دی

Marfat.com

إِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا أَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ خَصَّكِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَهَا عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِي قَالَتْ أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ فَأَخْبَرَتْنِي قَالَتْ أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ فَلَا أُرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِي فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ

ترجمہ : مسروق نے کہا مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں آپ کے پاس تھیں ہم میں سے ایک بھی غائب نہ تھی۔ اچانک سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا چلتی ہوئی تشریف لائیں بخدا اُن کا چلنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے سے پوشیدہ نہ تھا (سیدہ کا قدم رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم رکھنے کی مانند تھا) جب انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا میری بیٹی خوش آئی ہو؟ پھر ان کو اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا۔ پھر اُن سے پوشیدہ بات کی تو وہ سخت روئیں جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ کا حزن وملال دیکھا تو دوسری بار اُن سے پوشیدہ بات کی تو ہنسنے لگیں۔ تمام بیویوں میں سے میں نے صرف سیدہ سلام اللہ علیہا سے کہا ہمارے درمیان میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۶۷۹۸ —

Marfat.com

بَابُ الْاِسْتِلْقَاءِ

۶۷۹۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبَّادُ بْنُ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى

نے صرف آپ کو پوشیدہ راز کے ساتھ مخصوص فرمایا پھر آپ رونے لگیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے تو میں نے اُن سے پوچھا آپ سے پوشیدہ بات کیا فرمائی تھی۔ سیدہ نے فرمایا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ظاہر نہیں کروں گی جب حضور وفات فرما گئے تو میں نے اُن سے کہا میں تمہیں اس حق کے ساتھ قسم دیتی ہوں جو میرا تم پر حق ہے مگر یہ کہ مجھے خبر دیں۔ سیدہ نے فرمایا اب خبر دیتی ہوں تو انہوں نے مجھے بتایا جس وقت مجھ سے پہلی بار آہستہ بات کی تھی حضور نے مجھے فرمایا تھا کہ جبرائیل "علیہ السلام" آپ سے ہر سال ایک بار قرآن کا دور کیا کرتا تھا اُنہوں نے اس سال مجھ سے دو بار قرآن کا دور کیا ہے میں خیال نہیں کرتا ہوں مگر یہ کہ میری مدتِ حیات قریب آگئی ہے۔ تم اللہ سے ڈرتی رہو اور صبر کرو میں تمہارے لئے بہترین آگے جانے والا ہوں۔ سیدہ نے فرمایا (یہ سُن کر) میں رونے لگی جو تم نے دیکھا تھا جب میری گھبراہٹ کو دیکھا تو دوبارہ میرے ساتھ آہستہ بات کی اور فرمایا اے فاطمہ سلام اللہ علیہا، کیا تو خوش نہیں کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو (راوی کا شک ہے)

۶۷۹۸ — شرح : قولہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ازواج اختصاص کے طور پر منصوب ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ یہ حدیث اس حدیث کے علاوہ ہے جس میں سیدہ کے ہنسنے کا ذکر ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ میرے اہلبیت سے سب سے پہلے تم مجھے لاحق ہوگی۔ ہوسکتا ہے کہ یہ راوی کا تصرف ہو کیونکہ یہ دونوں حدیثیں سیدہ نے فرمائی ہیں (حدیث : ۳۳۹۱-۲ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابٌ لَا يَتَنَاجَى اِثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اِلٰى قَوْلِهٖ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَقَوْلُهٗ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً اِلٰى قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

۶۷۹۹ باب چت لیٹنا

۶۷۹۹ ترجمہ : عباد بن تمیم نے اپنے چچا عبداللہ بن زید انصاری سے بیان کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں اس حال میں دیکھا کہ آپ چت لیٹے ہیں اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہے۔

۶۷۹۹ شرح : مسلم نے صحیح میں روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمالِ صماء اور ایک کپڑے میں گوٹ مارنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے بظاہر یہ حدیث صحیح بخاری کی حدیث کے مخالف ہے لیکن دونوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ جب چت لیٹے اور شرمگاہ برہنہ ہو تو ممنوع ہے۔ مسلم کی حدیث کا محل یہ ہے اور اگر برہنہ نہ ہو تو جائز ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ لہٰذا دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں۔

باب دو آدمی تیسرے کے سوا خفیہ بات نہ کریں

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو جب تم سرگوشی کرو تو گناہ اور دشمنی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشی نہ کرو۔ اچھی بات ہے اور تقویٰ پرہیزگاری کی سرگوشی کرو۔ وعلی اللہ یتوکل المؤمنون تک،، اور

Marfat.com

٦٨٠٠ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانُوا ثَلٰثَةً فَلَا يَتَنَاجَ اِثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ

بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

٦٨٠١ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ اَسَرَّ اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَمَا اَخْبَرْتُ بِهٖ اَحَدًا بَعْدَهٗ وَلَقَدْ سَاَلَتْنِي اُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا اَخْبَرْتُهَا بِهٖ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو جب تم رسول سے سرگوشی کرنے لگو تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ ہے۔ اگر صدقہ نہ پاؤ تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے الیٰ قولہ واللہ خبیر بما تعملون (یہ امر شروع اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوگیا اور استحباب بھی باقی نہ رہا)

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
٦٨٠٠ — علیہ وسلم نے فرمایا جب تین شخص ہوں تو تیسرے سے علیحدہ دو آدمی باہم سرگوشی نہ کریں حتیٰ کہ تینوں لوگوں سے مل جل جائیں اس لئے کہ یہ سرگوشی تیسرے کو غمناک کرتی ہے

شرح : اگر تین شخص ہوں اُن میں دو علیحدہ جاکر خفیہ بات کریں تو تیسرے
٦٨٠٠ — کو یہ فکر لاحق ہوگی کہ وہ اس کے خلاف کوئی سازش ترتیب دے رہے ہیں اس لئے وہ غمناک ہوگا اور اگر لوگوں کے ساتھ اختلاط ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس وقت تنہا نہیں اس کے ساتھ اور بھی ہیں اگرچہ ایک ہی ہو۔ لہٰذا اگر تین سے زیادہ ہوں تو اس کو فکر لاحق نہ ہوگی۔

Marfat.com

بَابُ إِذَا كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلٰثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ

٦٨٠٢ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَ رَجُلَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ أَجْلَ أَنْ يُحْزِنَهٗ

باب راز کی حفاظت کرنا

٦٨٠١ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے راز کی بات کی۔ میں نے آپ کے بعد وہ کسی کو نہیں بتائی مجھ سے اُم سلیم نے پُوچھا تو میں نے ان کو بھی نہ بتایا (حالانکہ وہ انس کی ماں تھی)

باب اگر تین سے زیادہ ہوں تو خفیہ بات کرنے اور سرگوشی میں حرج نہیں

٦٨٠٢ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم تین ہو تو تیسرے کے علاوہ دو آدمی سرگوشی نہ کریں حتیٰ کہ لوگوں سے مل جل جائیں اس لئے کہ یہ اس کو غمناک کرتا ہے۔

٦٨٠٢ — شرح : اس حدیث کی مفہوم مخالف کے اعتبار سے عنوان سے مطابقت ہے۔ یعنی اگر تین نہ ہوں بلکہ زیادہ ہوں تو اُن میں سے دو خفیہ بات کر سکتے ہیں۔ جب دو لفظوں کے معنی واحد ہوں تو الفاظ کے اختلاف کے سبب ایک کا دوسرے پر عطف جائز ہے۔ جوہری نے کہا راز وہ ہے جو چھپایا جائے اور نجوی دو آدمیوں کے درمیان راز ہے۔ اور مسارہ اور مناجاۃ

Marfat.com

٦٨٠٣ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ قُلْتُ أَمَا وَاللهِ لَأُتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي مَلَإٍ فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَى مُوسَى أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

بَابُ طُولِ النَّجْوَى

وَقَوْلِهِ وَإِذْ هُمْ نَجْوَى مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنَى يَتَنَاجَوْنَ

٦٨٠٤ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ

دونوں کا باب مفاعلہ ہے۔ یہ باب مشارکت کو چاہتا ہے۔ ایک کے ساتھ اس کا صراحتاً تعلق ہوتا ہے اور دوسرے کے ساتھ ضمناً تعلق ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ عام خاص نہ ہوں گے اور مناجات مسارت سے اخص نہ ہوگی تو خاص کا عام پر عطف نہ ہوگا۔

٦٨٠٣ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کیا تو ایک انصاری آدمی نے کہا اس تقسیم میں اللہ کی رضاء کا ارادہ نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گا؛ چنانچہ میں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا جبکہ آپ لوگوں میں تشریف فرما تھے۔ میں نے حضور سے خفیہ بات کی تو آپ غصہ سے بھر گئے۔ حتی کہ آپ کا چہرۂ انور سرخ ہوگیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم کرے انہیں اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی انہوں نے صبر کیا۔ (حدیث ۲۹۲۹ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَرَجُلٌ يُنَاجِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَازَالَ يُنَاجِيْهِ حَتّٰى نَامَ اَصْحَابُهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى

بَابٌ لَا يُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

٦٨٠٥ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ

باب دیر تک سرگوشی کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب وہ سرگوشی کرتے ہیں۔ نجویٰ ناجیتُ کی مصدر ہے اس کے ساتھ ان کی وصف کی اس کے معنی یہ ہیں وہ باہم سرگوشی کرتے ہیں۔ مصدر مبنی للفاعل ہے۔ معنی یہ ہیں کہ وہ مناجات کرتے ہیں۔

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نماز کے لئے اقامت کہی گئی اور

٦٨٠٤ — ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خفیہ باتیں (سرگوشی) کر رہا تھا۔ وہ حضور سے سرگوشی کرتا رہا حتی کہ آپ کے صحابہ سو گئے پھر آپ اٹھے اور نماز پڑھی۔

(حدیث ٦١٩ ج: ا کی شرح دیکھیں)

باب سوتے وقت آگ گھر میں نہ چھوڑی جائے

٦٨٠٥ — ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم

Marfat.com

٦٨٠٦ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلٰى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ

٦٨٠٧ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ كَثِيرٍ هُوَ ابْنُ شِنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سونے لگو تو اپنے گھروں میں آگ جلتی نہ رہنے دو۔ (بیداری کے وقت گھر میں آگ جلتی رہے تو کچھ حرج نہیں)

ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ منورہ میں رات کو ایک گھر گھر والوں ٦٨٠٦ — سمیت جل گیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کا حال بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب سونے لگو تو اس کو بجھا دو!

شرح : لفظ عدو میں مذکر و مؤنث مساوی ہیں اسی طرح تثنیہ اور جمع بھی ٦٨٠٦ — اس میں برابر ہیں۔ صاحب قاموس نے کہا بعض اوقات مذکر اعتبار کرتے ہیں جس آگ کا ذکر کیا گیا ہے وہ عام ہے چراغ کی آگ ہو یا اس کی علاوہ کوئی آگ ہو لہٰذا چراغ بھی رات کو روشن نہیں رہنے دینا چاہیئے۔ مساجد میں جو قندیلیں روشن کی جاتی ہیں۔ اگر ضرر کا خطرہ نہ ہو؛ چنانچہ غالباً ایسا ہی ہے اس میں کچھ حرج نہیں۔

ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٦٨٠٧ — نے فرمایا برتنوں کو ڈھانپو، دروازوں کو بند کر دو۔ چراغ بجھا دو کیونکہ

Marfat.com

بَابُ اِغْلَاقِ الْاَبْوَابِ بِاللَّيْلِ

۶۸۰۸ — حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ اَبِیْ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَطْفِئُوا الْمَصَابِیْحَ بِاللَّیْلِ اِذَا رَقَدْتُمْ وَغَلِّقُوا الْاَبْوَابَ وَاَوْكُوا الْاَسْقِیَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ قَالَ هَمَّامٌ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَلَوْ بِعُوْدٍ

چراغ بسا اوقات چراغ کی بتی کھینچتا ہوا لے جاتا ہے اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔
(حدیث ۶۲۹۴ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب رات کو دروازے بند کرنا

۶۸۰۸ — ترجمہ : حضرت جابر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم رات کو سونے لگو تو چراغ بجھا دو، دروازے بند کر لو اور پانی کے مشکیزوں کے منہ باندھ لیا کرو اور کھانے پینے کے برتن ڈھانک لیا کرو ہمام نے کہا میرا خیال ہے کہ عطاء نے کہا اگرچہ اُن کو لکڑی کے ساتھ ڈھانکو۔

۶۸۰۸ — شرح : برتنوں کو ڈھانکنے کا فائدہ یہ ہے کہ وہ شیطان کے تصرف سے محفوظ رہتے ہیں، کیونکہ شیطان پر وہ نہیں اٹھا سکتا اور نہ مشکیزہ کا منہ کھول سکتا ہے اور وبا سے برتن محفوظ رہتے ہیں جو سال کی ایک رات میں آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اگر برتن برہنہ ہو تو اس میں داخل ہو جاتی ہے۔ اگر برتن پر لکڑی رکھ دی جائے تو اس کو شیطان اُٹھا نہیں سکتا اور برتن کو ڈھانکنے کا عمل بھی پورا ہو جاتا ہے نیز فرمایا دروازوں کو بھی بند کر لیا کرو، کیونکہ رات کے وقت شیطان بکھر جاتے ہیں اور مسلمانوں کو اذیت پہنچانے پر مسلط ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

بَابُ الْخِتَانِ بَعْدَ مَا كَبِرَ وَنَتْفِ الْإِبْطِ

٦٨٠٩ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ قَالَ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ

حدیث شریف میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات اندھیری ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ رات میں اپنی مخلوق بکھیر دیتا ہے جو دن کو نہیں بکھیرتا اور شیطان اس اندھیرے میں بچوں کو اٹھا لے جاتے ہیں۔ (حدیث ع — کی شرح دیکھیں۔ کتاب الاشربۃ)

باب بڑے ہونے کے بعد ختنہ کرنا اور بغلوں کے بال اکھیڑنا

٦٨٠٩ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں کی سنت پانچ اشیاء ہیں۔ ختنہ کرنا، زیر ناف بال اُتارنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، مونچھیں چھوٹی کرنا اور ناخن ترشوانا ہیں۔

٦٨٠٩ — شرح : کتاب الاستیذان میں اس باب کو اس مناسبت سے لایا گیا ہے کہ ختنے گھروں میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا گھروں میں داخل ہونے کے لئے طلبِ اجازت کی حاجت ہے۔ سب سے پہلے اِن پانچ امور کا سیدنا خلیل الرحمٰن ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا گیا تھا۔ دوسری روایت میں پانچ سے زیادہ امور مذکور ہیں لیکن ان میں تضاد نہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر دوسرے کے منافی نہیں ہوتا، چنانچہ بعض روایات دس فطری امور مذکور ہیں بعض کے نزدیک عورتوں اور مردوں پر ختنہ واجب ہے۔ ظاہر اقوال کا مقتضیٰ بھی یہی ہے امام مالک اور علماء کوفہ

Marfat.com

٦٨١٠ــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَتَنَ اِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ ثَمَانِيْنَ سَنَةً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ مُخَفَّفَةً

٦٨١١ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقَدُّوْمِ وَهُوَ مَوْضِعٌ

نے کہا یہ سنت ہے۔ ختنہ کے وقت میں اختلاف ہے۔ شافعی بلوغ کے بعد ختنہ کے قائل ہیں جبکہ احناف کے نزدیک ولادت کے بعد ساتویں روز مستحب ہے کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے امامان کریمین حسن و حسین علیہما السلام کا ساتویں روز ختنہ کیا تھا۔ اس حدیث کو حاکم نے ذکر کیا اور اس کے اسناد کی صحت پر نص کی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کا ساتویں دن ختنہ کیا تھا اور اسماعیل علیہ السلام کا تیرھویں برس ختنہ کیا تھا۔

(حدیث ٦٨١٠ کی شرح دیکھیں۔ کتاب اللباس باب قص الشارب)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام" نے اسی سال کی عمر میں اپنا ختنہ کیا تھا۔ انہوں نے موضع قدوم میں ختنہ کیا۔

٦٨١٠ــ

شرح : قدوم بتخفیف الدال موضع ہے اور بتشدید الدال "قدوم" بمعنی تیشہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تکھانوں کے تیشہ سے اپنا ختنہ خود ہی کیا تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ کیا جبکہ ان کی عمر ایک سو بیس برس تھی اس کے بعد اسی سال بقید حیات رہے لیکن یہ روایت صحیح نہیں۔ اکثر روایات امام بخاری کی روایت کے مطابق ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کی عمر میں ختنہ کیا اس کے بعد ایک سو بیس سال زندہ رہے ان کی کل عمر دو سو برس تھی۔

٦٨١١ــ ترجمہ : ابوزناد سے روایت ہے انہوں نے قدوم کہا ہے اور وہ موضع کا نام ہے۔

Marfat.com

٦٨١٢ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ مَنْ أَنْتَ حِينَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُونٌ قَالَ وَكَانُوا لَا يَخْتِنُونَ الرَّجُلَ حَتّٰى يُدْرِكَ وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا خَتِينٌ

ترجمہ : ٦٨١٢ — سعید بن جُبیر نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا۔ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی آپ کس کی مانند تھے (عمر کیا تھی) اُنہوں نے کہا اس روز میرا ختنہ کیا گیا تھا۔ اُنہوں نے کہا قریش آدمی کا ختنہ نہ کرتے تھے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔ ابن ادریس نے اپنے والد، ابو اسحاق اور سعید بن جُبیر کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، حالانکہ میرا ختنہ کیا ہُوا تھا۔

شرح : ٦٨١٢ — قولہ مختون "یعنی جب ابن عباس کا ختنہ کیا گیا تھا وہ بالغ تھے کیونکہ قریش کی عادت تھی کہ وہ بچّوں کا ختنہ بلوغ سے پہلے نہ کرتے تھے۔ اگر یہ سوال پُوچھا جائے کہ سعید بن جُبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی ہے کہ جس روز سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس روز میں دس برس کا تھا اور عبید اللہ بن عبد اللہ نے اُن سے روائت کی ہے کہ میں منیٰ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، حالانکہ میں بلوغ کے قریب تھا اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح محفوظ روایت یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ابن عباس تیرہ (١٣) برس کے تھے۔ کیونکہ اہلِ سیر نے کہا کہ ابن عباس شِعب میں پیدا ہُوئے تھے۔ جبکہ قریش نے بنو ہاشم کا بائیکاٹ کیا تھا یہ ہجرت سے تین برس پہلے کا واقعہ ہے اور جو دس برس کی روائت ہے وہ اس پہ محمول ہے کہ بسا اوقات وہ لوگ عدد مکسور کو ذکر نہیں کرتے۔ لہٰذا تیرہ برس کی روائت قابلِ اعتماد ہے۔ ان کا ختنہ وفات نبویہ سے قبل اور حجۃ الوداع کے بعد ہُوا تھا۔ ختنہ بلوغ کے بعد واجب اور اس سے پہلے مستحب ہے۔

Marfat.com

بَابُ كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ

وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ لِأُقَامِرْكَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ

٦٨١٣ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ

باب جب لہو و لعب اللہ کی طاعت سے روکے تو ایسی ہر لہو حرام ہے

اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا آ میں تیرے ساتھ جوا کھیلتا ہوں اور بعض وہ لوگ ہیں جو لہو باتیں خریدتے ہیں"

٦٨١٣ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم میں سے جس کسی نے اپنی قسم میں لات و عزّیٰ کہا (لات و عزّیٰ کی قسم کھائی) تو فوراً کہے۔ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" (تجدید ایمان کرے) اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا آ میں تیرے ساتھ جوا کھیلتا ہوں تو صدقہ کرے

٦٨١٣ — شرح: پہلی صورت میں لات و عزّیٰ کی قسم کھانا کفر ہے۔ اس لئے فوراً تجدید ایمان کرتا ہوا کلمہ توحید کہے اور کسی کو جوا کی ترغیب دلانا

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی معصیت ہے اس لئے اس کا کفارہ دے اور وہ صدقہ ہے۔ اس باب کا عنوان ہر لہو باطل ہے جو اللہ کے ذکر سے روکے اور جب لات وعزیٰ کی قسم کھائے گا تو یہ قسم اس کو اللہ کی قسم سے روکے گی لہٰذا یہ باطل ہے۔ اس اعتبار سے حدیث باب کے مناسب ہے۔ اگر لہو اللہ کے ذکر سے نہ روکے وہ باطل نہیں مباح ہے؛ چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں چھوٹی چھوٹی بچیوں کا غناء مباح فرمایا نیز ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لئے مسجد میں حبشیوں کے لعب دیکھنے کو مباح فرمایا کیونکہ یہ امور اللہ کی طاعت سے نہیں پھیرتے۔ کتاب الاستیذان سے اس کی مناسبت اس طرح ہے کہ قمار اور لہو وغیرہ گھروں میں ہوتے ہیں اور گھروں میں داخل ہونے کے لئے اجازت درکار ہے۔

یہ آیت کریمہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ ،، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا لہو الحدیث غناء ہے۔ حسن بصری نے کہا یہ غنا اور مزامیر کے بارے میں نازل ہوئی۔ امام احمد نے اپنے اسناد کے ساتھ قاسم بن عبد الرحمٰن سے مرفوع روایت کی کہ مُغنّیہ لونڈیوں کی بیع شراء جائز نہیں نہ ان کی تجارت جائز ہے اور نہ ہی ان کی قیمت حلال ہے

امام ترمذی نے اس کی ابو اُمامہ سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُغنّیہ لونڈیوں کی خرید و فروخت نہ کرو نہ ان کی تعلیم دو ان کی تجارت میں بہتری نہیں ان کی ثمن حرام ہے۔ ابن ماجہ نے بھی تجارات میں ابو امامہ کی حدیث ذکر کی ہے۔ طبرانی نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گانے والی لونڈیوں کی قیمت حرام ہے۔ ان کا غناء حرام ان کو دیکھنا حرام ان کی قیمت کتے کی قیمت سی ہے اور کتے کی ثمن حرام ہے۔ جس کا گوشت حرام کھانے سے پیدا ہُوا ہو آگ اُس کے زیادہ لائق ہے۔ طبرانی معجم کبیر میں ابو امامہ باہلی سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بلند آواز سے گاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دو شیطان بھیجتا ہے جو اس کے دونوں کندھوں پر بیٹھ کر اپنی ایڑھیاں اس کے سینے میں مارتے ہیں جب تک وہ گاتا رہتا ہے اس کے خاموش ہونے تک اس کی سینہ کوبی کرتے رہتے ہیں۔

بعض علماء نے کہا غناء دل کو خراب کر دیتا ہے اور مال ختم کر دیتا ہے اللہ کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔ اس میں اُن اشقیاء کے لئے زجر و تہدید ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام کی سماعت سے نفع اُٹھانے سے اعراض کرتے ہیں اور مزامیر خوش الحان گانے اور آلاتِ طرب کی طرف متوجہ رہتے ہیں (قسطلانی)

Marfat.com

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ

وَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ إِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْبُهْمِ فِي الْبُنْيَانِ

٦٨١٤ــ حَدَّثَنَا أَبُونُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَيْتُ بَيْدَيَّ بَيْتًا يَكُنُّنِي مِنَ الْمَطَرِ وَيُظِلُّنِي مِنَ الشَّمْسِ مَا أَعَانَنِي عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ.

٦٨١٥ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ

باب عمارت بنانے میں روایات

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی جملہ علامات سے یہ ہے کہ جس وقت اونٹوں کو چرانے والے محلات میں فخر کریں گے (چھوٹے طبقے کے اور مزدور لوگ بلند عمارات میں سکونت کریں گے)

شرح : یعنی دیہات کے رہنے والے غریب لوگوں کے لئے دنیا کھل جائے گی اور وہ بلند عمارات تعمیر کر کے ان میں فخر کرنے لگیں گے اس زمانہ میں دیکھنے میں آیا ہے کہ جن کو پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا تھا اب وہ بلند عمارات اور کوٹھیوں میں رہتے ہیں۔ کاریں ان کے دروازوں پر کھڑی رہتی ہیں۔ ہوائی جہازوں میں سفر کرتے ہیں (حدیث ٤٧ ج ١ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

قَالَ عَمْرٌو وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ لِلّٰهِ مَا وَضَعْتُ لَبِنَةً عَلٰى لَبِنَةٍ وَلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُفْيٰنُ فَذَكَرْتُهُ لِبَعْضِ اَهْلِهٖ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ بَنٰى قَالَ سُفْيٰنُ قُلْتُ فَلَعَلَّهُ قَالَ قَبْلَ اَنْ يَبْنِيَ

۶۸۱۴ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے گھر بنایا جو مجھے بارش سے پناہ دیتا تھا اور سورج سے سایہ کرتا تھا اللہ کی مخلوق سے کسی نے میری مدد نہ کی۔

۶۸۱۴ — شرح : یعنی میں نے بقدر ضرورت تعمیر کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مقصود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے زمانہ میں تنگدستی کا اظہار کرنا ہے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کمینے لوگوں کا مالدار ہو جانا ہے یہ قربِ قیامت کی علامت ہے۔

۶۸۱۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا خدا کی قسم! میں نے اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی اور نہ میں نے درخت لگائے جب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔ سفیان نے کہا میں نے یہ اُن کے بعد اہلِ خانہ سے ذکر کیا تو اُنہوں نے کہا بخدا! اُنہوں نے مکان بنایا ہے سفیان نے کہا میں نے کہا شائد یہ مکان بنانے سے پہلے بنایا ہوگا۔

۶۸۱۵ — شرح : سفیان عیینہ نے عبداللہ بن عمر کی طرف سے عذر بیان کیا کہ ابن عمر نے مذکور کلام اپنا مکان بنانے سے پہلے یہ کہا ہوگا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یعنی قبل ان یتبنیٰ "یعنی قبل ان یتزوج" نکاح کرنے سے پہلے یہ ہوا ہے جو بھی ہوا ہے۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الدَّعَوَاتِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَقَوْلِهٖ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ بَابٌ وَلِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

۶۸۱۶ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوْ بِهَا وَاُرِيْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کِتَابُ الدَّعَوَاتِ "دعائیں"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم دعاء کرو میں قبول کروں گا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو لوگ میری عبادت سے سر پھیرتے ہیں وہ دوزخ میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

Marfat.com

لِاُمَّتِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ نَبِیٍّ سَاَلَ سُؤْلًا اَوْ قَالَ لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِیْبَ فَجَعَلْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

باب ہر پیغمبر کی دُعاء ہے جو قبول ہوتی رہی ہے

۶۸۱۶ــ ترجمہ: ابوہریرہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لئے دعاء تھی جو وہ دعاء کرتے رہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دعاء آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا رکھوں۔ معتمر نے کہا میں نے اپنے باپ کو انس سے روائت کرتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی نے اللہ سے سوال کر لیا یا فرمایا ہر نبی کے لئے مخصوص دعاء تھی جو انہوں نے دعا مانگی وہ قبول ہوئی میں نے اپنی دعاء قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا رکھی ہے۔

ترجمہ: یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دُعاء کی قبولیت کا یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا اُن سے وعدہ بھی ہے۔ اس لئے

۶۸۱۶ ــــ

ان کی دُعاء قبول ہوئی ہے۔ باقی دُعائیں قبولیت کی امید سے وابستہ ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دُعاء محفوظ رکھی قیامت میں اپنی امت مغفرت کے لئے دعاء کریں گے۔

لغت میں دعاء کے معنی ندا کرنے کے ہیں۔ فقہاء کے نزدیک یہ مستحب ہے۔ یہی صحیح ہے بعد زاہد کہتے ہیں قضاء کو تسلیم کرتے ہوئے ترکِ دعاء افضل ہے۔ بعض علماء نے کہا اگر غیر کے لئے دُعا کرے تو اچھا ورنہ نہیں،، (کرمانی)

تمام طاعات کے انواع سے دعاء اور عاجزی اور اشرف نوع ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے دعاء کرنے کا حکم دیا اور لوگوں کی دُعائیں قبول کرنے کا ذمہ اُٹھایا۔ ابن ابی حاتم نے سفیان ثوری سے روائت کی کہ وہ کہا کرتے تھے اے وہ ذاتِ کریمہ جو اپنے بندوں میں سے اُن سے زیادہ محبت کرتا ہے (ثواب دیتا ہے) جو اس سے بہت دُعائیں کرتے ہیں اور جو اس سے دعائیں نہ کریں ان کو مبغوض جانتا ہے۔ اے پروردگار عالم تیرے غیر کی یہ شان نہیں صرف تیری ہی شان ہے۔ بعض نے کہا اگر اللہ سے دعاء مانگنا ترک کر دے تو اللہ ناراض ہوتا ہے اور انسان سے سوال کیا جائے تو

Marfat.com

تو وہ غصہ کرتا ہے۔ ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں انس بن مالک سے روائت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے روائت کی ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان عہد ہے کہ تم دعا کرو میں قبول کرتا ہوں۔ امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں نعمان بن بشیر سے مرفوع روائت کی کہ دعا عبادت ہے پھر یہ تلاوت کی اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ "مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ اس کو ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روائت کیا ہے۔ امام احمد نے اچھے اسناد سے ابو ہریرہ سے روائت کی کہ جو دعا نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض رہتا ہے۔ بعض علماء نے کہا دعا بمعنی عبادت ہے اس کی دلیل یہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ "، جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ قرآن کریم میں دُعا بمعنی عبادت بکثرت ہے، چنانچہ فرمایا اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ اِلَّآ اِنَاثًا"، اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں ظاہر ترک کیا گیا ہے لہٰذا بلا دلیل یہ معنیٰ نہیں لیا جائے گا۔

علامہ تقی الدین سبکی نے کہا آیت کریمہ میں دعا کو ظاہر پر محمول کرنا بہتر ہے۔ آیت کریمہ میں دُعا کے بعد عبادت کا ذکر اس لئے ہے کہ دعا عبادت سے خاص ہے جو عبادت سے تکبر کرتا ہے وہ دُعا سے بھی تکبر کرتا ہے۔ لہٰذا قرآن کریم میں وعید اس شخص کے لئے ہے جو تکبر کے طور پر دُعا ترک کرے جس نے یہ کیا کفر کیا۔ قبولیت کا دُعا سے تخلّف ہونا دُعا کی شرط کے فقدان کے باعث ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ"، اس میں یہ اشارہ ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی، حالانکہ اس کے دِل میں کچھ نہ کچھ اپنے مال، وجاہت، دوستوں یا کوشش پر اعتماد ہے تو وہ درحقیقت اللہ سے دُعا نہیں صرف زبان ہی سے ہے اور دل میں اس مطلوب کی تحصیل کا اعتماد غیر اللہ پر ہے اس لئے قبولیت مرتب نہیں ہوتی جب اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں دُعا کرے جس میں دل غیر اللہ کی طرف متوجہ نہ ہو تو ظاہر یہی ہے کہ اس کی دُعا قبول ہو گی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف میں ہے جس کو میرے ذکر نے مجھ سے دُعا کرنے یا سوال کرنے سے روکا میں اس کو سائلین کی نسبت افضل عطا کرتا ہوں۔ اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ترکِ دعا افضل ہے، حالانکہ آیت کریمہ میں ترکِ دعا پر شدید وعید ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت اللہ کی ثناء میں مستغرق ہو تو وہ ثناء دعا سے افضل ہے، کیونکہ دُعا میں طلبِ جنت ہے اور اللہ کے جلال کی معرفت میں استغراق جنت سے افضل ہے لیکن جب استغراق حاصل نہ ہو تو دُعا میں اشتغال افضل ہے، کیونکہ دُعا ربوبیت کی بلندی اور عبودیت کی ذلت کی معرفت پر مشتمل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (قسطلانی)

Marfat.com

بَابُ اَفْضَلِ الْاِسْتِغْفَارِ

وَقَوْلِهٖ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا وَقَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ الْاٰيَةَ

باب بہترین استغفار

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اپنے رب سے بخشش طلب کرو۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر موسلا دھار بارش برسانے والا بادل بھیجے گا اور مال و اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے باغات اور نہریں بنائے گا اور جو لوگ بے حیائی کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں پھر اللہ کو یاد کرتے ہیں اور گناہوں کی معافی چاہتے ہیں؛ حالانکہ اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ بخشے اور وہ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں

تفسیر : ان آیات میں استغفار کی ترغیب ہے۔ اسی لئے اس باب کا عنوان "افضل الاستغفار" کیا ہے۔

استغفار سے ہر شئ حاصل ہوتی ہے

ثعلبی نے ذکر کیا کہ ایک شخص حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور قحط سالی کی شکایت کی حسن بصری نے اس سے کہا اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت چاہو وہ پھر آیا اور فقر و غربت کی شکایت کی حسن بصری نے کہا اللہ سے استغفار کرو۔ وہ پھر آیا اور کہا اللہ سے دعا کرو کہ مجھے بیٹے دے۔ حسن نے

Marfat.com

۶۸۱۷ — حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَدَّادُ بْنُ اَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ يَقُوْلَ الْعَبْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

کہا اللہ سے استغفار کرو وہ پھر آیا اور باغات کے خشک ہو جانے کی شکایت کی حسن نے کہا اللہ سے استغفار کرو۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہا گیا لوگ تمہارے پاس آتے ہیں مختلف شکایات کرتے ہیں اور کئی قسم کے سوالات کرتے ہیں اور تم سب کو استغفار کی تلقین کرتے ہو۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کچھ میں کہتا ہوں اپنی طرف سے اس میں کچھ نہیں کہتا ہوں میں نے اس میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا اعتبار کیا ہے جو اس نے نوح علیہ السلام سے حکایت کی ہے یعنی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے استغفار کرنے والوں کے لئے قحط سالی فقر و غربت کے ازالہ، اعطاء اولاد اور جفافِ باغات کی تر و تازگی کا وعدہ کیا ہے۔

۶۸۱۷ — ترجمہ: شداد بن اوس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین استغفار یہ ہے کہ بندہ یہ کہے اے اللہ تو میرا رب ہے

Marfat.com

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور بقدرِ استطاعت تیرے عہد (جو روزِ میثاق میں کیا تھا) اور تیرے وعدہ پر ہوں۔ میں تیرے ذریعہ شر سے پناہ چاہتا ہوں جو میں نے کیا ہے اور مجھ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ مجھے بخش تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں۔ فرمایا جس نے یہ استغفار دن میں کی حالانکہ وہ اس کے مضمون کا یقین کرتا ہے اور صبح کرنے سے پہلے فوت ہوگیا وہ جنتی لوگوں میں سے ہے (بغیر عذاب کے جنت میں جائے گا)

۶۸۱۸ — شرح : حدیث میں مذکور دُعا سیّد الاستغفار ہے کیونکہ سیّد اور رئیس وہ شخص ہے جس کا حاجات میں قصد کیا جائے اور جملہ امور میں اس سے استعانت کی جائے یہ دعا توبہ کے تمام معانی کو جامع ہے اس لئے اس کے لئے لفظ "سیّد" ذکر کیا گیا ہے۔ یہ امر مسلّم الثبوت ہے کہ قوم کا سردار افضل ہوتا ہے اور یہ دعا بھی تمام دعاؤں کی سردار ہے اور وہ استغفار ہے اس دعا کے سردار ہونے میں حکمت یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے اکمل اوصاف کا ذکر ہے اور بندہ اپنے حال کو بہت ناقص ذکر کرتا ہے اور اس میں انتہائی تضرّع اور عاجزی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی کی جاسکتی ہے اور وہی ایسی بُلند شان کا مستحق ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی توحید جو صفاتِ عدمیہ کا اصل ہے جنہیں صفاتِ جلال کہا جاتا ہے اور صفاتِ سبعہ جو صفاتِ وجودیہ ہیں، کا اعتراف ہے : جنہیں صفاتِ اکرام کہا جاتا ہے اور وہ قدرت ہے جو خلق کو لازم اور ارادہ کو ملزوم ہے اور علم وحیات اور پانچویں کلام جو وعدہ کو لازم ہے اور سمع و بصر جو مغفرت کو لازم ہیں کیونکہ مغفرت مسموع اور مبصر کے لئے سماع اور ابصار کے بعد ہی متصوّر ہے۔ بندہ کی طرف سے تضرع اور عاجزی میں نعمت کے مقابلہ میں عبودیت اور گناہوں کا اعتراف ہے (کرمانی)

قولہ انا علی عہدک ،، یعنی جو میں نے تیرے ساتھ عہد کیا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ تجھ پر ایمان لاؤں گا اور صرف تیری عبادت کروں گا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں جو تو نے اپنے امر اور حکم کا عہد کیا ہے میں اس پر قائم ہوں اور جو تُو نے آخرت میں اس حکم پر ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے اس کو پُورا کرے گا۔

قولہ ما استطعتُ ،، یعنی اس کی شرط اس میں استطاعت ہے کہ انسان واجب تعالیٰ کی درک حقیقت میں عجز و قصور کا اعتراف کرے فَاِنَّہٗ لَا یُحَدُّ وَلَا یُتَصَوَّرُ ،،

قولہ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مومن اگرچہ دعا استغفار نہ کرے وہ اہلِ جنت سے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ استغفار کرنے سے مومن دوزخ میں داخل ہونے کے بغیر ابتداءً جنت میں داخل ہوگا، کیونکہ جو شخص استغفار کے مضمون اور اس کی حقیقت پر ایمان رکھتا ہے اور اس پر پُورا وثوق کرتا ہے

Marfat.com

بَابُ اسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

۶۸۱۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً

وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرے گا یا اس استغفار کی برکت سے اللہ اسے معاف کر دے گا۔

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شب و روز میں استغفار کرنا

۶۸۱۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا اللہ کی قسم! میں ایک دن میں اللہ تعالیٰ سے ستر بار سے زیادہ استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔

۶۸۱۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مغفور و معصوم ہیں آپ کس لئے استغفار کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ استغفار عبادت ہے یا امت کی تعلیم کے لئے استغفار کرتے تھے یا ترکِ اولیٰ سے استغفار کرتے تھے یا تواضع و انکساری کے طور پر کرتے تھے یا سہو سے کرتے تھے۔ بعض علماء نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم امت کے مصالح، دشمنوں کی محاربت، مؤلفۃ القلوب کی تالیف وغیرہ میں مشغول ہوتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور اور اس کے ماسوا سے فارغ ہونے سے جو آپ کو عظیم مقام حاصل ہے۔ یہ امور اس سے اِدھر اُدھر متوجہ کرنے کے سبب آپ کے عظیم مقام سے مشاغل ہوتے تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان امور میں شغل کو اپنی نسبت گناہ شمار کرتے تھے اگرچہ یہ امور عظیم تر طاعات اور افضل اعمال ہیں یہ آپ کے عالی درجہ سے نزول ہے اس لئے حضور استغفار کرتے تھے۔ بعض علماء نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بَابُ التَّوْبَةِ

قَالَ قَتَادَةُ تُوبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اَلصَّادِقَةَ النَّاصِحَةَ

٦٨٢٠ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْشِهَابٍ

احوال میں ہمیشہ ترقی کرتے اور عروج و ارتقاء کے منازل میں اقصیٰ مراتب پر فائز رہتے تھے جب نچلے مقام کو دیکھتے جس سے عروج کرتے تھے تو اس کو ذنب (گناہ) شمار کرتے تھے اس لئے استغفار کرتے تھے اگرچہ نچلے مراتب بھی عظیم مقامات ہیں۔ یہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ ،، کے قبیلہ سے ہے۔ یعنی نیک لوگوں کی نیکیاں مقربانِ خدا کے نزدیک گناہ ہیں۔

ابن جوزی نے کہا طباع انسانیہ پر غفلات سے کوئی انسان سلامتی میں نہیں اور حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام اگرچہ کبائر سے معصوم ہیں۔ صغائر سے معصوم نہیں۔ اس لئے استغفار کرتے ہیں۔ ابن جوزی کا یہ کہنا غیر مسلم ہے؛ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام نبوت سے قبل اور اس کے بعد کبائر اور صغائر سب سے معصوم ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب التوبۃ

توبہ کے معنی گناہ سے رجوع کرنے کے ہیں۔ قرطبی نے ذکر کیا توبہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض کہتے ہیں توبہ صرف ندامت کا نام ہے۔ بعض کہتے ہیں توبہ عزم اور حتمی ارادہ ہے کہ آئندہ گناہ نہ کرے گا۔ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے کہا توبہ کی حقیقت کی چھ علامات ہیں۔ کئے پر نادم ہونا اور عزم اور مصمم ارادہ کرلینا کہ آئندہ گناہ نہ کرے گا۔ اور جو فرض ضائع کیا ہے اس کو ادا کرے گا جس کسی کا حق ظلماً غصب کیا ہے وہ ادا کرے گا اور جس بدن کو حرام کے ساتھ مزین کیا ہے اس کو حزن وغم سے کمزور کرے گا۔ حتیٰ کہ چمڑا ہڈیوں سے مل جائے پھر ان کے درمیان پاک گوشت پیدا ہو اور بدن کو طاعت کا دکھ چکھائے جیسے اس کو معصیت کی لذت چکھائی تھی۔

Marfat.com

عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ عَنْ نَفْسِهٖ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَاَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ اَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَاَنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى اَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا قَالَ اَبُوْشِهَابٍ بِيَدِهٖ فَوْقَ اَنْفِهٖ ثُمَّ قَالَ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهٖ مَهْلِكَةٌ وَمَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهٗ حَتّٰى اِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِيْ فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ

قَالَ قَتَادَةُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوْحًا ، اَلصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ

یعنی قتادہ نے کہا اس سے مراد خالص اور سچی توبہ ہے

توبہ کو نصوحا سے اس لئے موسوم کیا کہ اس میں انسان اپنے نفس کو خالص کرتا ہے اور اس کو آگ سے بچاتا ہے اور وہ صدق قلبی اور خلوص باطنی سے ملا ہوتا ہے۔ النّصاح بکسر النون دھاگا ہے جس کے ساتھ کپڑا سیا جاتا ہے۔ "ناصح" درزی ہے۔ نصیحت اسم ہے "نصح" بضم النون مصدر بمعنی اخلاص، خلوص اور صدق ہے جو شئی خالص ہو وہ "نصیح" ہے۔ قرآن کریم میں ہے "اَنْصَحُ لَكُمْ" اور مرد ناصح صاف دل دوست ہے۔

۶۸۶۹ — ترجمہ : حارث بن سُوَید نے کہا ہم سے عبداللہ بن مسعود نے دو حدیثیں بیان کیں۔ ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری اپنی طرف سے بیان کی۔ انہوں نے کہا مومن اپنے گناہ دیکھتا ہے گویا کہ وہ پہاڑ تلے بیٹھا ہوا ہے وہ ڈرتا ہے کہ پہاڑ اس پہ گر پڑے گا اور فاجر شخص اپنے گناہ مکھی کی طرح دیکھتا ہے جو ناک سے گزرتی ہے (گناہ آسان جانتا ہے) اس طرح

Marfat.com

فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَجَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ سَمِعْتُ الْحَارِثَ وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبُو مُسْلِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ ابْنِ سُوَيْدٍ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ ابْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ

۶۸۲۱ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنِي هُدْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيرِهِ وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضٍ فَلَاةٍ

اس طرح مکھی کر اشارہ کرتا ہے۔ ابو شہاب نے کہا اپنی ناک کے اوپر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا (یعنی اس معنی کو محسوس کر کے ظاہر کیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ سے اس مرد سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک مقام میں ٹھہرا حالانکہ وہ ہلاکت کا مقام ہے۔ اس نے اپنا سر رکھا اور سو گیا بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا اونٹ کہیں چلا گیا ہے (جس پر آب و دانا تھا) حتی کہ اس پر گرمی اور پیاس یا کوئی چیز جو اللہ نے چاہا اس کا غلبہ ہوا تو اس نے کہا اپنی جگہ واپس جاتا ہوں؛ چنانچہ وہ واپس آیا اور اسی جگہ سو گیا پھر اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا اونٹ اس کے پاس کھڑا ہے۔ ابو عوانہ اور جریر نے اعمش سے روایت کرنے میں ابو شہاب کی متابعت کی" ابو اسامہ نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں عمارہ نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے حارث سے

Marfat.com

سُنا۔ شعبہ اور ابومسلم نے اعمش، ابراہیم تیمی کے ذریعہ حارث بن سُوید سے روایت کی۔ ابومعاویہ نے کہا ہمیں اعمش نے عمارہ، اسود کے ذریعہ عبداللہ سے اور ابراہیم تیمی، حارث بن سُوید کے ذریعہ عبداللہ بن مسعود سے خبر دی"

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا
۶۸۶۰ —— اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو جنگل میں اپنے اونٹ کو پالے جو اس سے گم ہوگیا تھا۔

شرح : یعنی مومن کا دل منوّر ہوتا ہے جب وہ اپنے مخالف کوئی
۶۸۶۹ - ۷۰ —— شئی دیکھے تو اس پر بہت گراں گزرتا ہے۔ پہاڑ کے ساتھ مثال دینے میں حکمت یہ ہے کہ پہاڑ کے علاوہ مُہلکات سے کبھی نجات حاصل ہوجاتی ہے لیکن پہاڑ جب کسی پر گرے پڑے تو اس سے نجات بہت مشکل ہے اور فاسق اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح دیکھتا ہے جو اس کی ناک سے گزرتی ہے یعنی وہ گناہوں کو معمولی خیال کرتا ہے کیونکہ اس کا دل سیاہ ہوتا ہے اس کے نزدیک گناہ بہت ہلکے ہوتے ہیں قولہ اَفْرَحُ ، اللہ تعالیٰ پر خوشی کا اطلاق مجازی ہے۔ اس سے رضا مراد ہے۔ اس کی تعبیر خوشی سے رضاء کے معنی کی تاکید کے لئے ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ پر اس آدمی سے زیادہ راضی ہوتا ہے جو اونٹ پر سوار جنگل میں سے گزر رہا ہو اور تھک کر ایک درخت کے سایہ میں ٹھہر جائے جبکہ شدّتِ گرمی سے پریشان ہوچکا ہو اور درخت کے سایہ تلے سوجائے جب بیدار ہو تو اونٹ کو گم پائے اور اِدھر اُدھر تلاش کرنے کے بعد نہ ملے تو اسی درخت کے سایہ تلے اس امید سے آکر لیٹ جائے کہ اب یہیں مرجاؤں گا جبکہ وہاں دور دراز تک آب وگیاہ کا نشان تک نہیں اور وہ سایہ تلے سوجائے اچانک بیدار ہو تو اونٹ کو اپنے پاس کھڑا دیکھے ایسے شخص کی خوشی کی انتہا باقی نہیں رہتی جو موت کے منہ سے نکلا ہو۔ حدیث میں مجاز پر محمول کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ راضی ہوتا ہے۔

قولہ قَالَ شُعْبَۃُ ، اس سے غرض یہ ہے کہ شعبہ اور ابومسلم نے ابوشہاب مذکور کی اور جنہوں نے ان کی متابعت کی ہے۔ اعمش کے شیخ کے نام میں مخالفت کی ہے۔ پہلے راویوں نے عمارہ کہا ہے اور ان دونوں نے ابراہیم تیمی کہا

قولہ قال ابومعاویۃ ، اس سے مراد یہ ہے کہ ابومعاویہ نے سب کی مخالفت کی ہے۔ اُنہوں نے اعمش کے نزدیک حدیث عمارہ بن عُمیر ابراہیم تیمی ، سب سے ذکر کی ہے، لیکن عمارہ کے نزدیک اسود بن یزید سے اور ابراہیم تیمی کے نزدیک حارث بن سوید سے ذکر کی ہے۔ ابوشہاب اور ان کے پیروکاروں نے اس کو

Marfat.com

بَابُ الضَّجْعِ عَلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ

۶۸۲۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَاِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَجِيْءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنُهٗ

بَابُ اِذَا بَاتَ طَاهِرًا وَفَضْلُهٗ

۶۸۲۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ [illegible] عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ قَالَ قَالَ

[illegible] سے ذکر کیا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے امام مسلم نے اس میں اسی پر اقتصار [illegible] کے پیروکاروں نے کہا ہے۔ اور اس سے امام بخاری نے اپنا کلام شروع اور اس [illegible] اور اپنی عادت کے مطابق اختلاف ذکر کیا کیونکہ یہ اختلاف قادح نہیں (عینی)

باب دائیں کروٹ پر لیٹنا

ترجمہ : ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶۸۱۱
رات کو گیارہ رکعتیں نماز پڑھتے تھے جب فجر طلوع ہوتی تو ہلکی [illegible] دو رکعتیں پڑھتے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن آتا اور آپ کو نماز کی خبر دیتا۔

باب جب پاک ہو کر سویا

Marfat.com

لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجٰى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُوْلُ فَقُلْتُ أَسْتَذْكِرُهُنَّ وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ قَالَ لَا وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ

ترجمہ ۶۸۱۲ — : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تو بستر پر آنے کا ارادہ کرے تو وضو کر جیسے نماز کے لئے وضو کرتا ہے۔ پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جا اور کہہ "اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے حوالہ کر دی اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور اپنے امور میں تجھ پر اعتماد کیا تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور تیرے ثواب کی حرص کرتے ہوئے اور تجھ سے پناہ کی اور نجات کی جگہ تیرے سوا کوئی نہیں۔ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا اگر تو مر جائے تو دین اسلام پر مرے گا۔ یہ کلمات آخر کلمات کر جو اس رات کہے۔ میں نے کہا میں یہ یاد کرتا ہوں "برسولک الذی ارسلت" فرمایا نہ "ونبیک الذی ارسلت" ہے۔

شرح ۶۸۱۲ — : رسول نبی ہے جس کے لئے کتاب نازل ہو اور یہ نبی سے خاص ہے، فطرت کے معنیٰ دین اسلام ہیں۔ استذکرھن کے معنی ہیں ان کو یاد کرتا ہوں قولہ لانبیک الذی ارسلت، اس سے غرض یہ ہے کہ اس میں دو منصب جمع ہوتے ہیں ایک رسالت اور دوسرے نبوت بعض علماء نے کہا تاکہ کلام میں التباس نہ آئے کیونکہ رسول میں جبرائیل علیہ السلام بھی داخل ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ ذکر اور دعاء ہے اس میں انہی الفاظ پر اقتصار کی جائے جو شارع علیہ السلام سے منقول ہیں کیونکہ ان میں وہ خاصیت ہے جو غیر میں نہیں (حدیث ۲۴۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا نَامَ

٦٨١٣ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى وَاِذَا قَامَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ٦٨١٤ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ

باب جب سونے لگے تو کیا کہے

٦٨١٣ — ترجمہ : حذیفہ بن یمان نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے تیرے نام کے ذکر سے سوتا اور جاگتا ہوں اور جس وقت بیدار ہوتے تو فرماتے حمد اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو مارنے کے بعد جلایا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے یُنْشِرُ ہا معنی یُحْیِیْ جِہاہے

شرح : قَالَ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ ، یعنی تیرے نام کے ذکر کے ساتھ میں مرتا ہوں۔ جب تک زندہ ہوں اور اسی پر مروں گا۔ اگر یہ سوال

٦٨١٤ — پوچھا جائے کہ یہ نہ تو اِحیاء ہے اور نہ اِماتت ہے بلکہ یہ تو ایقاظ و انامت یعنی بیدار کرنا اور سلانا ہے اس کا جواب یہ ہے موت کے معنی بدن کے ساتھ رُوح کا تعلق منقطع ہوجانے کے ہیں۔ یہ کبھی صرف ظاہری طور پر ہوتا ہے یہ نیند ہے۔ اس لئے نیند کو موت کا ساتھی کہا جاتا ہے اور کبھی ظاہری اور باطنی طور پر ہوتا ہے۔ وہ متعارف موت ہے یا احیاء و اماتت کو بطور تشبیہ ذکر کیا گیا ہے۔ یہ استعارہ مُصَرَّحہ ہے (عینی)

٦٨١٥ — ترجمہ : براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

Marfat.com

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا ح وَحَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى رَجُلًا فَقَالَ إِذَا أَرَدْتَ مَضْجَعَكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيَ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيَ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيَ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ

آدمی کو وصیت کی اور فرمایا جس وقت تو بستر پر آنے کا ارادہ کرے تو کہہ اے اللہ میں نے اپنی ذات تیرے تابع کردی اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اپنے امور میں تجھ پر اعتماد کیا ثواب میں حرص کرتے ہوئے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے ، تیری پناہ لی اور نجات کی جگہ تیرے سوا کوئی نہیں۔ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جسے تو نے نازل کیا اور تیرے نبی پر جس کو تو نے بھیجا پس اگر تو مرگیا تو فطرت (دینِ اسلام) پر مرے گا،

شرح : قولہ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ ، یعنی جوارح اور اعضاء اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی میں اللہ کے تابع ہیں۔ قولہ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ ، یعنی میری ذات اللہ کے حضور خالص ہے نفاق سے بری ہے۔ قولہ فَوَّضْتُ ، یعنی میرے داخلی اور خارجی امور اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہیں اس کے سوا ان کی تدبیر کرنے والا کوئی نہیں۔ قولہ اَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ ، یعنی میں اپنی پشت کو تیری طرف لایا اور تمام امور جن کا میں محتاج ہوں اور ان پر میری معیشت موقوف ہے اور ان پر میرا دارومدار ہے۔ وہ تیرے سپرد ہیں۔ قولہ اِسْتَرْهَبُوْا ، رَهْبَۃٌ بمعنی خوف سے لیا گیا ہے۔ ملکوت بمعنی ملک ہے۔ اس کا ہم وزن رَهَبُوْتٌ خَيْرٌ مِّنْ رَحَمُوْتٍ ، یعنی ڈرانا رحم کرنے سے بہتر ہے۔

۶۸۲۵

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص یہ دعا پڑھ کر سوجائے اگر وہ اس رات فوت ہوجائے تو فطرت پر فوت ہوگا۔ یعنی دین مستقیم ملت ابراہیم علیہ السلام یا دینِ اسلام پر فوت ہوگا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ دعا اُن تمام اشیاء پر مشتمل ہے جن پر ایمان لانا اجمالی طور پر واجب ہے اور وہ اللہ کی نازل کردہ کتابیں اور رسول ہیں

Marfat.com

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ تَحْتَ الْخَدِّ الْيُمْنٰى

٦٨٢٦ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

باب سوتے وقت دایاں ہاتھ دائیں رخسارے کے نیچے رکھنا

٦٨٢٦ ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بستر پر تشریف لاتے تو اپنا دستِ اقدس رخسارہ انور کے نیچے رکھتے پھر فرماتے "اے اللہ تیرے نام کے ذکر سے میں سوتا ہوں اور بیدار ہوتا ہوں اور جس وقت بیدار ہوتے تو فرماتے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو بیدار کیا بعد اس کے کہ ہم کو سُلایا تھا اور اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔

٦٨٢٦ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کا عنوان "دائیں ہاتھ کو دائیں رخسارہ کے تحت رکھنا" اور حدیث میں "یُمنیٰ" غیر مذکور ہے تو باب اور حدیث میں مناسبت کیسے ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام نے اس حدیث کا استفادہ اس حدیث سے کیا ہے جس میں یمنی اور ایمن کا صراحتہً ذکر ہے لیکن وہ بخاری کی شرط کے مطابق نہیں یا اس حدیث "اِنَّهٗ كَانَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ فِيْ شَانِهٖ كُلِّهٖ" یعنی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب کو تمام احوال میں پسند فرماتے تھے" حدیث میں نیند پر موت کا اطلاق اور بیداری پر حیات کا اطلاق مجازاً کیا ہے کیونکہ موت کے معنی

Marfat.com

بَابُ النَّوْمِ عَلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ

۶۸۲۷ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهٖ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ

اِنْقِطَاعُ تَعَلُّقِ الرُّوْحِ مِنَ الْبَدَنِ ،، بدن سے روح کا تعلق منقطع ہوجانے کو موت کہتے ہیں کبھی یہ انقطاع ظاہری ہوتا ہے۔ یہ نیند ہے اسی لئے کہا جاتا ہے ،، اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ ،، نیند موت کا ساتھی ہے یا ظاہر اور باطن میں تعلق منقطع ہوجاتا ہے۔ یہ موت ہے جس کو ہر ایک پہچانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ ،، نیند کو موت اس لئے کہا جاتا ہے کہ نیند سے عقل وہوش اور حرکت زائل ہوجاتی ہے۔ کما فی الموت ،، ابو اسحاق زجاج نے کہا نیند کے وقت جو نفس انسان سے جدا ہوتا ہے اس سے تمیز آتی ہے اور جو موت کے وقت جدا ہوتا ہے۔ وہ حیاتی کے لئے ہے۔

باب دائیں کروٹ پر سونا

۶۸۲۷ ـــــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بستر پر تشریف لے جاتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے ، پھر فرماتے ، اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ

Marfat.com

اِسْتَرْهَبُوْهُمْ مِنَ الرَّهْبَةِ مَلَكُوْتٌ مُلْكٌ مِثْلُ رَهَبُوْتٌ خَيْرٌ مِنْ رَحَمُوْتٍ وَيُقَالُ تَرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَرْحَمَ

بَابُ الدُّعَآءِ اِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

۶۸۲۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰى حَاجَتَهٗ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَاَتَى الْقِرْبَةَ فَاَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءًا بَيْنَ وُضُوْءَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ اَبْلَغَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ

اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَ نَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ ،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کلمات کہے پھر اسی رات فوت ہو جائے تو فطرت پر فوت ہوگا۔

اِسْتَرْهَبُوْهُمْ الرَّهْبَةِ ،، سے ماخوذ ہے ملکوت بمعنی ملک ہے۔ جیسے رَهَبُوْتٌ خَيْرٌ مِّنْ رَحَمُوْتٍ یعنی تو ڈرائے اس سے بہتر ہے کہ رحم کرے۔

شرح : اِسْتَرْهَبُوْا کا باب سے کوئی تعلق نہیں سورۂ اعراف میں فرعون کے

۶۸۲۷ — جادوگروں کے واقعہ میں یہ لفظ مذکور ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

قَالَ اَلْقُوْا فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ،،

اِسْتَرْهَبُوْا بمعنی اِرْهَبُوْا ہے یعنی جادوگروں نے لوگوں کو گھبراہٹ میں ڈال دیا انہوں نے عظیم جادو کا مظاہرہ کیا، کیونکہ انہوں نے موٹی موٹی رسیاں اور لمبی لمبی لکڑیاں میدان میں پھینکیں تو وہ پہاڑوں جیسے سانپ نظر آنے لگے ان سے سارا میدان بھر گیا اور ایک دوسرے پر وہ سوار ہو رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

كَرَاهِيَةَ اَنْ يَرٰى اَنِّیْ كُنْتُ اَتَّقِيْهِ فَتَوَضَّاْتُ فَقَامَ يُصَلِّیْ فَقُمْتُ عَنْ
يَسَارِهٖ فَاَخَذَ بِاُذُنِیْ فَاَدَارَنِیْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَتَتَامَّتْ صَلٰوتُهٗ ثَلٰثَ عَشْرَةَ
رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ فَاٰذَنَهٗ بِلَالٌ
بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ وَكَانَ فِیْ دُعَائِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ
نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّسَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ يَمِيْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ يَسَارِیْ
نُوْرًا وَّفَوْقِیْ نُوْرًا وَّتَحْتِیْ نُوْرًا وَّاَمَامِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ
نُوْرًا قَالَ كُرَيْبٌ وَّسَبْعٌ فِی التَّابُوْتِ فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِّنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ

نے فرمایا اپنا عصا پھینکیں وہ یہ تمام فریب نکل جائے گا۔

باب جس وقت رات کو جاگے تو دُعا کرنا

۶۸۲۸ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ایک رات ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور اپنی حاجت پوری کی اپنا چہرۂ انور اور دونوں ہاتھ دھوئے (ہلکا سا وضو کیا) پھر سو گئے پھر اُٹھے اور مشکیزہ کے پاس آئے اور اس کا تسمہ کھولا۔ پھر وضو کیا جو دو وضوؤں کے درمیان تھا۔ زیادہ پانی نہ گرایا اور وضو کامل کیا پھر نماز پڑھی۔ پس میں اُٹھا اور اُٹھنے میں کچھ تاخیر کی۔ اس لئے کہ اس بات کو مکروہ جانتے ہوئے کہ آپ یہ خیال فرمائیں گے کہ میں آپ کا حال دیکھ رہا تھا میں نے وضو کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اس حال میں کہ نماز پڑھتے ہیں۔ میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرا کان پکڑا اور مجھے دائیں طرف پھیر دیا۔ آپ کی نماز تیرہ رکعتیں پوری ہوئیں پھر آپ لیٹ گئے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ آپ کی عادت تھی کہ جب سوتے تو خراٹے لیتے تھے۔ بلال نے حضور کو نماز کے لئے خبردار کیا تو آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور دُعا میں فرماتے تھے " اے اللہ میرے

Marfat.com

فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ فَذَكَرَ عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَبَشَرِي وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ ۶۸۲۹ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ

دل میں نُور بھر دے میری بصر میں نور کر میرے کانوں میں نور، میرے دائیں نُور، میرے بائیں نور، میرے اُوپر نور، میرے نیچے نُور، میرے آگے نُور، میرے پیچھے نور مجھ کو نور کر دے کریب نے کہا سات عضو جو تابوت (بدنِ انسان) میں ہیں۔ میں عباس کی اولاد سے ایک شخص سے ملا تو اس نے مجھے ان کی خبر دی (جو تابوت میں ہیں) اور پٹھے، گوشت، خون، بال، چمڑہ، وغیرہ ذکر کیا اور دو خصلتیں ذکر کیں۔

شرح: شِناق کے معنی رسّی کے ہیں جس سے مشکیزہ کا منہ باندھا جاتا ہے۔ حضور

۶۸۲۸ — نے دو وضوؤں کے درمیان یعنی وضوء خفیف اور وضوء کامل جو تمام کو جامع ہو کے درمیان وضوء کیا زیادہ بار نہ کیا صرف ایک ایک بار اعضاء دھوئے، سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعضاء میں نُور کی دُعاء کے بعد فرمایا مجھے نور کر دے یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے اور نور کی تنوین تعظیم کے لئے ہے یعنی مجھے عظیم نُور کر دے اور سات اور کلمات تابوت میں ہیں اور تابوت سے بدنِ انسان مراد ہے جو رُوح کے لئے صندوق کی مثل ہے۔ اور وہ پٹھے، گوشت، خون، بال اور چمڑہ ہے دو خصلتیں اور ہیں وہ چربی اور ہڈی ہیں بعض نے ہڈی اور قبر مراد لیا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دمیاطی سے نقل کیا کہ تابوت سے مراد سینہ ہے جو دل کا برتن ہے۔ امام نووی نے کہا تابوت سے مراد پسلیاں ہیں اور جو ان کے اندر دل وغیرہ ہے۔ اس کو تابوت (صندوق) سے تشبیہ دی جس میں سامان محفوظ رکھا جاتا ہے۔ یعنی سات کلمات میرے دل میں ہیں لیکن وہ ہیں بھول گیا ہوں بعض نے کہا سات انوار مراد ہیں جو بنی اسرائیل کے تابوت میں لکھے ہوتے تھے۔ ابن جوزی نے تابوت سے صندوق مراد لیا ہے۔ یعنی اس کے نزدیک سات صندوق میں لکھے ہوئے ہیں۔ علامہ طیبی نے کہا یہاں نُور سے مراد اعضاء کے لئے نور کی طلب ہے کہ وہ انوارِ معرفت و طاعت سے متزیّن ہوں اور ان کے سوا سے خالی ہوں؛ کیونکہ شیطان وسوسوں سے انسان کی جہاتِ ستّہ کا احاطہ کر لیتے ہیں اُن سے خلاصی انوار سے ہی ممکن ہے جو ان جہات کو روکتے ہیں۔ اس لئے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چھ جہات ذکر فرمائی ہیں کہ شیطان کسی جہت سے آکر وسوسہ نہ ڈال سکے

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَوْلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

تَمَطَّيْتُ کے معنی ہیں میں نے تاخیر کی ۔ قولہ اَلْفَقِیْہ الخ میں آپ کا انتظار کرتا ہوں ۔ ارقبہ بھی پڑھا گیا ۔ اَلْفَقِیْہ بھی تنقیث سے بمعنی تنقیس پڑھا گیا ہے ۔

۶۸۲۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اُٹھتے تہجد پڑھتے ۔ فرماتے "اے اللہ" تیری حمد ہے تو آسمانوں اور زمینوں کو اور جو اُن میں ہے سب کو روشن کرنے والا ہے ۔ تیری حمد ہے تو آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے کہ تدبیر کرنے والا ہے ۔ تیری حمد ہے تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیرا کلام حق ہے ۔ تیری ملاقات حق ہے جنت حق ہے دوزخ حق ہے قیامت حق ہے نبی حق ہیں محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" حق ہیں ۔ اے اللہ میں تیرے تابع ہوں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں تیرے ایمان لایا تیری طرف رجوع کیا تیرے سبب خصومت کرتا ہوں تیری طرف فیصلہ لے جاتا ہوں مجھے بخش جو میں نے پہلے کیا اور جو پیچھے کیا جو خفیہ کیا اور جو علانیہ کیا تو ہی اول اور تو ہی آخر ہے ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ۔

۶۸۲۹ — شرح : تہجد لغت میں بیداری اور ہجود نیند ہے ۔ ابن فارس نے کہا ہاجد سونے والا اور متہجد رات کو نماز پڑھنے والا ہے ۔ ہروی نے کہا تہجد بیدار ہوا اور نیند کو اتارا ہجد بمعنی سو گیا ۔ قَیِّم ، قیام اور قیُّوم کے معنی ہیں ۔ مخلوق کی تدبیر کرنے والا اور ان کو قوت دینے والا ۔ قولہ بِکَ خَاصَمْتُ یعنی تیرے عطاء براہین اور تیغ و سنان سے معاندین کا مقابلہ

Marfat.com

بَابُ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ عِنْدَ الْمَنَامِ

٦٨٣٠ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ فَاطِمَةَ اشْتَكَتْ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَجِدْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ أَقُومُ فَقَالَ مَكَانَكَ فَجَلَسَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِي فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ إِذَا أَوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا أَوْ أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا ثَلٰثًا وَثَلٰثِينَ وَسَبِّحَا ثَلٰثًا وَثَلٰثِينَ وَاحْمَدَا ثَلٰثًا وَثَلٰثِينَ فَهٰذَا خَيْرٌ

کرتا ہوں۔ قولہ ایک حاکمت، محاکمہ کے معنی ہیں فیصلہ حاکم کے پاس لے جانا یعنی جو کوئی حق کا انکار کرے میں تجھے اپنے اور اس کے درمیان حاکم کرتا ہوں تیرے غیر کو حاکم تسلیم نہیں کرتا جیسے جاہلیت میں کافر بتوں اور کاہنوں کو حاکم مقرر کرتے تھے (حدیث ۱۰۵۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب سوتے وقت تکبیر و تسبیح کہنا

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے چکی چلانے کی وجہ سے ہاتھوں میں تکلیف کی شکایت کی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں تشریف لائیں کہ آپ سے خادم طلب فرماتی تھیں انہوں نے حضور کو گھر میں نہ پایا اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنا ارادہ ذکر کیا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے حضور کو سیدہ کے کلام سے خبردار کیا حضرت علی نے کہا حضور ہمارے گھر تشریف لاتے۔ حالانکہ اپنی خواب گاہ میں جا چکے تھے میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا اپنی جگہ رہو

٦٨٣٠ —

Marfat.com

لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ قَالَ التَّسْبِيْحُ أَرْبَعٌ وَثَلٰثُوْنَ

بَابُ التَّعَوُّذِ وَالْقِرَاءَةِ عِنْدَ النَّوْمِ

۶۸۳۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِيْ يَدَيْهِ فَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ

اور ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی حضور نے فرمایا کیا میں تمہاری اس چیز کی طرف راہنمائی نہ کروں جو تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے جب تم اپنے بستروں میں جگہ لو یا سونے کے لئے بستروں میں آؤ تو ۳۳ بار اللہ اکبر کہو، ۳۳ بار سبحان اللہ کہو اور ۳۴ بار الحمد للہ کہو یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ شعبہ نے خالد کے ذریعہ ابن سیرین سے روایت کی انہوں نے کہا سبحان اللہ ۳۴ بار کہو۔"

۶۸۳۰ — شرح : ایک حدیث میں ہے سبحان اللہ زمین و آسمان کو ثواب سے بھر دیتا ہے اور اللہ اکبر میزانِ اعمال کو نیکیوں سے بھر دیتا ہے۔ الحمد للہ بھی اسی طرح ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ اُخروی ثواب دائمی بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے اس فانی دُنیا کی چند روزہ استراحت سے بہتر ہے۔ اگر کوئی یہ سوال پوچھے کہ ایک روایت میں ہے کہ سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا میں حضور کے پاس آئی آپ کے پاس لوگ باتیں کر رہے تھے تو میں حیا کے باعث واپس آ گئی اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ سیدہ گھر تشریف لے گئیں تو آپ گھر میں موجود نہ تھے کسی اور مکان میں تھے یا مسجد میں تھے آپ کے پاس لوگ باتیں کر رہے تھے (حدیث ۲۹۰۴ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب سوتے وقت اعوذ باللہ اور قرآن پڑھنا

۶۸۳۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت جناب

Marfat.com

بَاب ۔ ۶۸۳۲ ۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ اَبِي سَعِيدِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهٗ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ تَابَعَهٗ اَبُو ضَمْرَةَ وَاِسْمٰعِيلُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب گاہ میں تشریف لے جاتے تو اپنے نورانی دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور معوذات (قل یا ایہا الکافرون، سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس) پڑھتے اور ہاتھوں کے ساتھ سارے جسم اطہر کو مسح کرتے (حدیث ۔۔۔ کی شرح دیکھیں) فضائل قرآن

باب

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی اپنی خواب گاہ پر آئے تو

۶۸۳۲ —

اپنی چادر کے کنارے سے بستر جھاڑ لے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا اس کے پیچھے کیا چیز اس میں داخل ہو گئی ہے۔ پھر کہے اے میرے پروردگار تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیری قوت سے اس کو اٹھاؤں گا اگر تو نے میری روح کو روک لیا تو اس پر رحم کر اور اگر چھوڑ دے تو اس کی حفاظت کر جس طرح صالحین اور نیک لوگوں کی حفاظت کرتا ہے۔ ابوضمرہ اور اسماعیل ابن زکریا نے عبید اللہ سے روایت کرنے میں زہیر بن معاویہ کی متابعت کی، اور یحییٰ بن سعید قطان اور بشر بن مفضل نے عبید اللہ عمری سعید مقبری اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور اس کو مالک بن انس، محمد بن عجلان نے سعید مقبری اور

Marfat.com

ابْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَقَالَ يَحْيٰى وَبِشْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ الدُّعَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ

۶۸۳۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ وَاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى

ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی،،

۶۸۳۲ — شرح: یعنی اگر کوئی اپنے بستر پر سونے کے لئے آئے تو اپنی چادر کے کنارے سے اس کو جھاڑے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ بستر پر کوئی زہریلا جانور آگیا ہو۔ پھر حدیث میں مذکور دعا پڑھے۔

باب آدھی رات کو دعا کرنا

آدھی رات سے طلوعِ فجر تک کے وقت کو اللہ تعالیٰ نے تجلیات کے نزول کے لئے مختص فرمایا یہ شریف وقت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر تفضل و احسان فرمایا کہ اس میں ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ اُن کے سوال عطاء کرتا ہے ان کے گناہ بخشتا ہے۔ یہ غفلت و خلوت کا وقت ہے اس میں لوگ نیند میں مستغرق ہوتے ہیں اور اس کی لذت حاصل کرتے ہیں۔ لذت اور آرام کو چھوڑنا خصوصًا ان لوگوں کے لئے جو آرام پرست ہیں۔ خصوصًا اور سردی کے زمانہ میں تو بہت مشکل ہے۔ اسی طرح جو لوگ مشقت کرتے ہیں اور راتیں بھی چھوٹی ہوں تو اُن کے لئے آدھی رات کو اُٹھنا تو بہت ہی مشکل ہے نیک بخت وہ شخص ہے جو اس وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے

Marfat.com

ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ يَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَسْئَلُنِيْ فَاُعْطِيَهٗ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرَ لَهٗ

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ

۶۸۳۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ابْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے ،،

۶۸۳۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آخری رات کی تہائی باقی رہ جاتی ہے تو اس کی تجلیات آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دُعا مانگتا ہے میں اس کی دُعا قبول کروں گا اور کون ہے جو مجھ سے سوال کرتا ہے ۔ میں اس کو عطاء کروں گا اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے میں اس کو بخشوں گا ۔

۶۸۳۳ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس وقت شریف میں اللہ تعالیٰ پہلے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے ۔ نزول حرکت اور انتقال سے ہوتا ہے اور یہ اجسام کی خصوصیت ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اس لئے اس نزول سے مراد اللہ کی تجلیات کا نزول ہے یا رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں ۔ قولہ ثُلُثُ اللیل الاٰخر ،، میں آخر ثلث کی صفت ہے یعنی جس وقت رات آخری تہائی باقی رہ جاتی ہے (حدیث ۱۰۸۳ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت دعاء کرنا

۶۸۳۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء

Marfat.com

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ

٦٨٣٥ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ شَدَّادِ ابْنِ اَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اِذَا قَالَ حِيْنَ يُمْسِيْ فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ اَوْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِذَا قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ مِثْلَهٗ

میں داخل ہوتے تو فرماتے اے اللہ میں تیرے ذریعہ مذکر و مؤنث جنات سے پناہ چاہتا ہوں۔

شرح : خُبُث خبیث کی جمع اور خبائث خبیثہ کی جمع ہے اس سے مراد مذکر و مؤنث جنات ہیں۔ خبث کے معنی کفر اور خبائث کے معنی جن بھی آتے ہیں۔ (حدیث ۱۴۲ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

باب صبح کے وقت کیا پڑھے

٦٨٣٥ — ترجمہ : شداد بن اوس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سید استغفار یہ کلمات ہیں۔ اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں میں تیرے عہد و وعدے پر قائم

Marfat.com

٦٨٣٦ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ
ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَالَ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ
مِنْ مَنَامِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ
النُّشُورُ ٦٨٣٧ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ
مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ
اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي
أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

ہوں۔ جس قدر مجھے طاقت ہے "میں تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں اور تیرے لئے اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ مجھے بخش دے شان یہ ہے کہ تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا"، میں تیرے ذریعہ اپنے کئے کی شر سے پناہ چاہتا ہوں جب شام کے وقت کہے اور فوت ہو جائے تو جنت میں داخل ہوگا یا وہ اہل جنت سے ہے۔ (راوی نے شک کیا ہے) اور جب صبح کے وقت کہے اور اسی روز فوت ہو جائے یہ بھی پہلے کی مثل ہے۔

٦٨٣٦ — ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سونے کا ارادہ کرتے تو فرماتے اے اللہ تیرے نام کے ذکر سے میں سوتا ہوں اور بیدار ہوتا ہوں اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے سب تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اس کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

٦٨٣٧ — ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بستر میں تشریف لے جاتے تو فرماتے اے اللہ تیرے نام کے ذکر سے میرا مرنا اور جینا ہے اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے سب تعریفیں اللہ کی ہیں جس نے ہم کو مارنے کے بعد زندہ کیا اور اس کی طرف اٹھ کر جانا ہے

Marfat.com

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلٰوةِ

٦٨٣٨ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُوبِهِ فِي صَلٰوتِي قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ أَبُوبَكْرٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب نماز میں دعاء کرنا

٦٨٣٨ — ترجمہ : ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے ایسی دُعاء کی تعلیم دیں جو اپنی نماز میں پڑھا کروں فرمایا کہو، اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخشتا ہے۔ اپنے کرم سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر، تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے عمر بن حارث نے یزید کے ذریعہ ابوالخیر سے روایت کی کہ انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے سُنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

٦٨٣٨ — شرح : کرمانی نے کہا یہ دُعاء جامع ہے، کیونکہ اس میں اپنی انتہائی تقصیر کا اعتراف ہے کہ اس نے بہت ظلم کیا ہے۔ اور انتہائی انعام کی طلب ہے اور وہ رحمت و مغفرت ہے، کیونکہ مغفرت سے گناہ مستور ہو جاتے ہیں اور رحمت میں ایصالِ خیرات ہے۔ مغفرت ہو جائے تو دوزخ سے دُور ہو جاتا ہے اور رحمت سے خیرات کا حصول ہوتا ہے اور وہ دخولِ

Marfat.com

٦٨٣٩ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا اُنْزِلَتْ فِي الدُّعَاءِ

٦٨٤٠ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا قَعَدَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلْ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ اِلَى الصَّالِحِيْنَ فَاِذَا قَالَهَا اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ صَالِحٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الثَّنَاءِ مَا شَاءَ

جنت ہے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْفَائِزِيْنَ بِكَرَمِكَ يَا اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ اٰمِيْنَ ،، عمرو بن حارث کے اسناد سے مقصد یہ ہے کہ اس حدیث کا مضمون عمرو بن حارث کے اسناد سے بھی ثابت ہے۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا ،، کی تفسیر میں ذکر کیا یہ آیت کریمہ دعاء کے بارے ٦٨٣٩ —
میں نازل ہوئی (یعنی دعاء میں نہ تو زیادہ جہر کرو اور نہ زیادہ اخفاء کرو)

ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نماز میں ،، اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ ،، کہتے تھے (تشہد کی دعا میں) ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٦٨٤٠ —
نے فرمایا سلام اللہ ہی ہے (یہ دعا کرنا عبث ہے) جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو کہے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ

Marfat.com

بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

٦٨٤١ — حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ قَالَ كَيْفَ ذَاكَ قَالُوْا صَلَّوْا كَمَا صَلَّيْنَا وَجَاهَدُوْا كَمَا جَاهَدْنَا وَاَنْفَقُوْا مِنْ فُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ وَلَيْسَتْ لَنَا اَمْوَالٌ قَالَ اَفَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَمْرٍ تُدْرِكُوْنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ مَنْ جَاءَ بَعْدَكُمْ وَلَا يَأْتِيْ اَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ اِلَّا مَنْ جَاءَ بِمِثْلِهٖ تُسَبِّحُوْنَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُوْنَ عَشْرًا تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَوَاهُ ابْنُ

صالحین تک پڑھے جب نماز پڑھنے والا یہ کہے گا تو زمین اور آسمان میں رہنے والے اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچے گا۔ واشہدان لاالہ اللہ واشہدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہ، پھر جو چاہے اللہ کی ثناء اختیار کرے۔

(حدیث ٧٩٤ ج : ٢ کی شرح دیکھیں)

باب نماز کے بعد دعاء کرنا،

٦٨٤١ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقراء صحابہ نے عرض کیا یا رسول! صلی اللہ علیہ وسلم! مال دار لوگ قربِ الٰہی کے درجات اور دائمی نعمتیں لے گئے۔ حضور نے فرمایا کس طرح ؟ انہوں نے کہا وہ نمازیں پڑھتے ہیں جیسے ہم نمازیں پڑھتے ہیں اور وہ جہاد کرتے ہیں جیسے ہم جہاد کرتے ہیں اور وہ اپنے زائد مال خرچ کرتے ہیں اور

Marfat.com

عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَجَاءِ ابْنِ حَيْوَةَ وَرَوَاهُ جَرِيْرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ابْنِ رُفَيْعٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۴۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيْرَةُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے پاس مال نہیں۔ فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی شئی کی خبر نہ دوں کہ تم اس شخص کو پالوگے جو تم سے پہلے گزرا ہے (خرچ کرنے والے پہلے لوگوں کا ثواب پالوگے) اور جو تمہارے بعد آئیں گے اُن پر سبقت لے جاؤ گے اور جو تم نے کیا اس جیسا کوئی بھی نہ کرے گا مگر جو اس کی مانند کرے۔ ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ کہو، دس بار الحمد للہ اور دس بار اللہ اکبر کہو (یہ عدد رفع درجات کے لئے ہے) عبیداللہ ابن عمر عدوی نے سُمَیّ سے روائت کرنے میں ورقاء کی متابعت کی اور مذکور حدیث کو محمد بن عجلان نے سُمَیّ اور رجاء بن حیوہ سے روائت کیا اور اس کی جریر نے عبدالعزیز بن رُفیع، ابی صالح کے ذریعہ ابودرداء سے روائت کی،، اور اس کو سہیل نے بھی اپنے والد اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کیا ہے۔

شرح : اَصْلُ الدُّثُوْرِ ،، مالدار لوگ،، دُثُوْر بضمّ الدال بمعنی کثیر مال ،، یہ دثر کی جمع بمعنی کثیر مال ہے۔ واحد، تثنیہ اور جمع پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

۶۸۴۱ —

قولہ درجات ،، یہ مراتب کے طبقے ہیں یہاں اس سے مراد جنت میں قرب الٰہی کے طبقات ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۸۰۷ ج :۲ میں تسبیح حمد اور تکبیر کا ۳۳ - ۳۳ بار ذکر کیا ہے۔ یہاں صرف دس بار کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں درجاتِ عُلیٰ کا ذکر ہے۔ یہاں صرف درجات مذکور ہیں۔ نیز وہاں صیام صلوٰۃ اور حج وعمرہ ایسے اعمال زیادہ مذکور ہیں جو اس حدیث میں نہیں۔ علاوہ ازیں ایک عدد دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا فَلَا اِعْتِبَارَ لِمَفْهُوْمِ الْعَدَدِ ،، ان کلمات کا کثیر ثواب اس لئے ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ صَلٰوتِهٖ اِذَا سَلَّمَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ سَمِعْتُ الْمُسَيَّبَ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَصَلِّ عَلَيْهِمْ

وَمَنْ خَصَّ اَخَاهُ بِالدُّعَاءِ دُوْنَ نَفْسِهٖ وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِيْ عَامِرٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهٗ

نقائص سے پاکیزگی اور کمالات کا اثبات ہے؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی ایک دن سو بار سُبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم، پڑھے اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ کے آزاد کردہ غلام اور کاتب وراد سے روایت ہے ۶۸۴۲ — کہ مغیرہ نے امیر معاویہ بن ابوسفیان کو خط لکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ الخ پڑھتے تھے۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اسی کے لئے حمد وثنا ہے وہ ہر ممکن پر قادر ہے اے اللہ! جو تو عطاء کرے اس کا کوئی منع کرنے والا نہیں اور جو تو منع کرے اس کا کوئی منع کرنے والا نہیں تیرے حضور صاحب غنا کو اس کی غنا تیری طاعت کے بدلہ نفع نہیں دے سکتی۔ شعبہ نے منصور سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے مسیب سے سنا ہے۔ (یعنی یہ اسناد تدلیس کا وہم دور کرنے کے لئے ذکر کیا گیا ہے)

(حدیث ۸۰۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۸۴۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ بْنِ
اَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اَيْ عَامِرُ
لَوْ اَسْمَعْتَنَا مِنْ هُنَيْاتِكَ فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِهِمْ يُذَكِّرُ لَوْلَا اللّٰهُ
مَا اهْتَدَيْنَا وَذَكَرَ شِعْرًا غَيْرَ هٰذَا وَلٰكِنِّيْ لَمْ اَحْفَظْهُ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ
الْاَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْلَا
مَتَّعْتَنَا بِهٖ فَلَمَّا صَافَّ الْقَوْمُ قَاتَلُوْهُمْ فَاُصِيْبَ عَامِرٌ بِقَائِمَةِ
سَيْفِ نَفْسِهٖ فَمَاتَ فَلَمَّا اَمْسَوْا اَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وَصَلِّ عَلَيْهِمْ، ان پر رحمت کر

اور جس نے صرف اپنے بھائی کو دعاء کے لئے خاص کیا اپنے لئے دعاء نہ کی،، ابوموسیٰ اشعری نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! چھوٹے سے بندے ابوعامر کو بخش اے اللہ عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف کر دے۔

ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

۶۸۴۳ — خیبر کی طرف گئے۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا اے عامر اگر تو ہم کو اپنے رجز سناتے تو بہت اچھا ہوگا (چھوٹے شعر) عامر سواری سے اترے اس حال میں ان کے لئے حدی پڑھتے تھے اور یہ ذکر کرتے تھے ،، اللہ کی قسم اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے،، اس کے علاوہ اور اشعار ذکر کئے لیکن وہ مجھے یاد نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کو چلانے والا شخص کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یہ عامر بن اکوع ہے۔ فرمایا اللہ اس پر رحم کرے صحابہ کرام میں سے ایک آدمی

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النَّارُ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰى حُمُرٍ اَنْسِيَةٍ فَقَالُوْا اَهْرِيْقُوْا مَا فِيْهَا وَكَسِّرُوْهَا قَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَوْ نُهَرِيْقُ مَا فِيْهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اَوْ ذَاكَ

(عمر فاروق رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! عامر کے ذریعہ آپ ہمیں کیوں نفع نہیں دیتے"، جب حضرات صحابہ کرام نے دشمن کے سامنے صف بندی کی اس حال میں کہ اُن سے جنگ کرتے تھے تو وہ اپنی تلوار سے زخمی ہو گئے اور اسی زخم سے فوت ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آگ کیسی ہے؟ کس چیز پر روشن کر رہے ہو لوگوں نے کہا گدھوں کے گوشت پر (گوشت پکا رہے ہیں) حضور نے فرمایا جو کچھ ہنڈیوں میں گرا دو اور ہنڈیاں توڑ ڈالو ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! کیا جو کچھ ان میں ہے اس کو گرا نہ دیں اور ہنڈیاں دھولیں فرمایا یہی کر لو۔

شرح ٦٨٤٣ — : عامر حضرت سلمہ بن اکوع کے چچا تھے۔ بعض کہتے ہیں بھائی تھے۔ ان کو اشعار رجزیہ بہت یاد تھے اور نہایت ہی خوش آواز تھے۔ ہُنَيَّات بضم الهاء وفتح النون ہے اور یا مشدد ہُنَيَّة کی جمع ہنوت کی تصغیر ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے اشعار ہیں جنہیں رجز کہتے ہیں۔ عرب کے لوگ اونٹوں پر سفر کرتے وقت خوش آواز کے ساتھ اشعار پڑھتے جس سے اونٹ مست ہو کر تیز چلتے تھے۔ اس لئے عامر خوش آواز کے ساتھ کلمات رجزیہ سے اونٹوں کو چلانے لگے تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے جو حدیث میں مذکور ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سن کر فرمایا اللہ تعالیٰ یہ اشعار پڑھنے والے پر رحم کرے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ معروف تھا کہ جس کے لئے غزوہ میں حضور رحم کی دُعا فرماتے تھے وہ زندہ باقی نہ رہتا تھا شہید ہو جاتا تھا اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ عامر کی زندگی ہمیں بہرہ مند فرما یعنی عامر فوت نہ ہو؛ چنانچہ عامر فوت ہو گئے ہو سکتا ہے کہ "لو" تمنی کے لئے یعنی کاش عامر کے ساتھ ہمیں بہرہ مند فرماتے"، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے غنیمت کے گدھوں کو ذبح کر کے گوشت پکانا شروع کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ضائع کر دینے کا حکم دیا کیونکہ غنیمت کا مال تقسیم سے پہلے استعمال کرنا جائز نہیں۔

(حدیث ٢٩٢٢ ج : ٥ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

٦٨٤٤ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو وَهُوَ ابْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ اَوْفٰی یَقُوْلُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی رَجُلٌ بِصَدَقَۃٍ قَالَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ فُلَانٍ فَاَتَاہُ اَبِیْ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی

٦٨٤٥ ـــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ سَمِعْتُ جَرِیْرًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِیْحُنِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَۃِ وَھُوَ نُصُبٌ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَہٗ یُسَمّٰی الْکَعْبَۃَ الْیَمَانِیَۃَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ رَجُلٌ لَا اَثْبُتُ عَلَی الْخَیْلِ

ترجمہ : عمرو بن مُرّہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما ٦٨٤٤ ـــ سے سُنا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی آدمی صدقہ لے کر آتا تو فرماتے اے اللہ اٰلِ فلاں پر رحم کر (صدقہ لانے والے پر) آپ کے پاس میرا والد آیا تو حضور نے فرمایا اے اللہ اٰل ابی اوفیٰ پر رحم فرما۔

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کریمہ وَصَلِّ عَلَیْہِمْ اِنَّ ٦٨٤٤ ـــ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ ،، پر امتثال کرتے ہوئے صدقہ لانے والے کے لئے اس طرح دُعاء فرماتے تھے، حالانکہ غیر نبی کے لئے جائز نہیں کہ نبی کی تبعیت کے بغیر کسی کے لئے اس طرح کہے امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا انبیاء علیہم السلام کے غیر پر لفظ صلوٰۃ کا اطلاق جائز نہیں۔ اس حدیث میں ابی اوفیٰ کی تخصیص ہے۔ ابن ابی اوفیٰ کا نام عبداللہ ہے جبکہ ابو اوفیٰ کا نام علقمہ ہے۔ یہ دونوں باپ بیٹا صحابی ہیں رضی اللہ عنہما۔ (حدیث ١٤١١ ج : ٢ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : جریر نے کہا مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مجھے ذی الخلصہ ٦٨٤٥ ـــ سے آرام نہیں پہنچاتے ہو۔ وہ بُت ہے جس کی لوگ پُوجا کرتے تھے

Marfat.com

فَصَكَّ فِي صَدْرِي فَقَالَ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا قَالَ فَخَرَجْتُ فِي خَمْسِينَ مِنْ أَحْمَسَ مِنْ قَوْمِي وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَانْطَلَقْتُ فِي عُصْبَةٍ مِنْ قَوْمِي فَأَتَيْتُهَا فَأَحْرَقْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا مِثْلَ الْجَمَلِ الْأَجْرَبِ فَدَعَا لِأَحْمَسَ وَخَيْلِهَا

٦٨٤٦ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ

اس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں گھوڑے کی پشت پر ٹھہر نہیں سکتا۔ حضور نے میرے سینے پر تھپکی دی اور فرمایا اے اللہ! اس کو ثابت رکھ اور اس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ کر۔ جریر نے کہا میں قبیلہ احمس سے جو میری قوم کا قبیلہ ہے پچاس آدمی باہر نکالے بسا اوقات سفیان بن عیینہ نے کہا میں اپنی قوم کی جماعت میں نکلا اور اس مقام پر پہنچا اور اس کو جلا دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے پاس نہیں آیا حتی کہ اس کو خارشی اونٹ کی طرح کر کے چھوڑا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ احمس کے لئے اور اس کے گھوڑوں کے لئے دعائیں فرمائیں۔ (حدیث ۲۸۱۷ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: قتادہ بن دعامہ اسدی سے روایت ہے کہ میں نے انس

٦٨٤٦ — سے سنا کہ ام سلیم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انس آپ کا خادم ہے۔ اس کے لئے دعا فرمائیں (اس کے لئے دعاء فرمائیں) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! انس کا مال اور اولاد زیادہ کر جو کچھ تو نے اسے دیا اس میں برکت کر۔"

٦٨٤٦ — شرح: ام سلیم رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ اور انس کی

Marfat.com

٦٨٤٧ ـــ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا اٰيَةً اَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا

والدہ ہیں۔ اُنہوں نے حضرت انس کو حضور کی خدمت میں برائے خدمت پیش کیا اور یہ عرض کیا اپنے اس خدمت گذار کے لئے دعاء فرمائیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انس کے لئے تین دعائیں فرمائیں ایک یہ کہ اس کا مال زیادہ ہو جائے؛ چنانچہ ان کا مال اتنا زیادہ ہُوا کہ بصرہ میں ان کا ایک باغ تھا جو ہر سال دو بار پھل دیتا تھا۔ اس میں ریحاں خوشبو تھی اس سے کستوری جیسی خوشبو آتی تھی۔ دوسری دعاء ان کی اولاد کے لئے فرمائی کہ وہ زیادہ ہو؛ چنانچہ ان کے ایک سو بیس (۱۲۰) بچے تھے۔ جب وہ بیت اللہ کا طواف کرتے تھے تو اُن کے ساتھ ان کی اولاد سے ستر افراد سے زیادہ ہوتے تھے۔ بعض نے کہا ان کے اسی بچے تھے جن میں سے اٹھہتر لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ جن کے نام حفصہ اور رام عمرو تھے۔ ابن اثیر نے کہا جس وقت انس نے وفات پائی تھی اُن کی اولاد اور اولاد کی اولاد سے ایک سو بیس بچے بچیاں تھیں۔ تیسری دعاء ان کی درازیٔ عمر کے لئے فرمائی؛ چنانچہ فرمایا بارِكْ لَهُ فِيْمَا اَعْطَيْتَهُ تو نے جو اسے دیا ہے اس میں انس کے لئے برکت فرما؛ چنانچہ اُنہوں نے ایک سو بیس برس عمر پائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کس کے لئے کثرتِ مال اور کثرتِ اولاد کی دعاء کرنا جائز ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ جو مجھ پر ایمان لائے اور مشن کی تصدیق کرے اس کے مال و اولاد میں کمی کر اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت باطل ہے صحیح نہیں؛ کیونکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کی ترغیب دلاتے تھے اور فرماتے زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچوں کو جنم دینے والی عورت سے نکاح کرو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کثرتِ مال انسان کو سرکش بنا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ انس کے لئے کثرتِ مال اور کثرتِ اولاد مضر نہ ہوں گے۔ (عینی)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی

٦٨٤٧ ـــ کو مسجد شریف میں قرأت کرتے ہوئے سُنا تو فرمایا اللہ اس پر رحم کرے

Marfat.com

٦٨٤٨ ـــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللهِ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ حَتَّى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ يَرْحَمُ اللهُ مُوسَى أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

اُس نے مجھے فلاں فلاں آیت یاد کرادی ہے جو میں فلاں فلاں سورت سے بھلا یا گیا تھا۔

٦٨٤٧ ـــ شرح : "أَسْقَطَهَا" بمعنی "نَسِيَهَا" ہے یعنی میں وہ بھول گیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کیسے بھول سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نسیان اختیاری نہیں۔ جمہور علماء نے کہا امورِ غیر ابلاغیہ میں نسیان جائز ہے لیکن مستقر نہیں ہوتا جلدی زائل ہو جاتا ہے اور امور ابلاغیہ میں تبلیغ سے پہلے نسیان جائز نہیں۔ اور جس کی تبلیغ کر دی ہو اس میں نسیان جائز ہے لہٰذا حدیث میں مذکور جائز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم تجھے پڑھائیں گے پھر آپ نہ بھولیں گے مگر جو اللہ چاہے (کرمانی)

٦٨٤٨ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم فرمایا تو ایک آدمی بولا اس تقسیم میں اللہ کی رضاء کا ارادہ نہیں کیا گیا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر سنائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت غصہ میں آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام، پر رحم کرے ان کو اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی تو انہوں نے صبر کیا۔

٦٨٤٨ ـــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے "أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ" سے اس آیت کریمہ : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ، موسیٰ علیہ السلام کو جو اذیت پہنچائی گئی وہ ایک فاحشہ عورت کے ذریعہ آپ کو متہم کیا گیا تھا یا لوگوں نے آپ پر یہ بہتان لگایا تھا کہ آپ نے بھائی ہارون علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے یا انہوں نے کہا کہ موسیٰ برہنہ اس لئے نہیں نہاتے کہ انہیں اُدرہ بیماری ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تینوں بہتانوں سے علانیۃً بری فرمایا : فَبَرَّأَهُ اللهُ مِمَّا قَالُوا، اللہ نے موسیٰ کو ان کے بہتان سے بری کیا، اس حدیث سے معلوم

Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ مِنَ الدُّعَاءِ

۶۸۴۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ اَبُوْحَبِيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيْتِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ اَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَاِنْ اَكْثَرْتَ فَثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَلَا اُلْفِيَنَّكَ تَاْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِيْ حَدِيْثٍ مِنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ اَنْصِتْ فَاِنْ اَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهُ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ فَاِنِّيْ عَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُوْنَ اِلَّا ذٰلِكَ الْاِجْتِنَابَ

ہوتا ہے اگر اہلِ فضل کے حق میں کوئی ایسی بات کر دی جائے جو انہوں نے نہ کیا ہو تو وہ غصہ میں آجاتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ نرمی کرتے ہیں جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کی اقتداء کرتے ہوئے صبر کیا تھا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر اعتراض کرنے والا ذوالخویصرہ خارجی تھا جس کی نسل سے فرقہ خارجیہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعتراض کرنے والے بدبخت کو ایک جنگ میں قتل کیا تھا۔

باب ۲۰۶ دعاء میں سجع مکروہ ہے

سجع مقفیٰ کلام ہے جس میں وزن کی رعائت نہیں ہوتی۔ یہ اس وقت مکروہ ہے جب اس میں تکلف کرے اور اگر طبعی طور پر مقفیٰ عبارت صادر ہو اور اس میں کوئی تکلف وغیرہ نہ ہو تو مکروہ نہیں؛ کیونکہ اگر تکلف سے دعاء مقفیٰ کی جائے تو خشوع وخضوع نہیں رہتا اور ذہن خشوع سے ہٹ کر ظاہری الفاظ کی

Marfat.com

تزیین میں لگ جاتا ہے اور اس کے تضرّع میں اخلاص نہیں ہوتا ہے ؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ غافل اور لہو میں مشغول ہو کی دعا قبول نہیں کرتا ؛ کیونکہ دعا میں مقفّیٰ عبارت لانے والے کی ہمت کلام کو جوڑنے میں صرف ہونے لگتی ہے اور اس میں اس کا دل مشغول ہو جاتا ہے یہ خشوع کے منافی ہے اور جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں مقفّیٰ عبارت اور سجع دیکھنے میں آتی ہے وہ خشوع اور تضرّع کے منافی نہیں کیونکہ اس میں سجع کا قصد نہیں ہوتا اور نہ ہی اس میں تکلّف ہوتا ہے وہ صرف اتفاق سجع ہے اور اتفاقی طور پر سجع مکروہ نہیں "

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں کو جمعہ میں ایک بار حدیث بیان کرو اگر اس کا انکار کرے تو دو بار کر لیا کرو اور اگر زیادہ ۶۸۴۹ —— بیان کرنا چاہتے ہو تو تین بار جمعہ میں وعظ کر لیا کرو اور لوگوں کو قرآن سے ملال میں نہ ڈالو اور میں تجھے نہ پاؤں کہ تو لوگوں کے پاس آئے ؛ حالانکہ وہ اپنی باتوں میں مشغول ہیں تو اُن کے پاس وعظ کرنا شروع کر دے اور ان کی گفتگو کاٹ ڈالے اور ان کو پریشان کرے لیکن خاموش رہو جس وقت وہ تمہیں کہیں تو انہیں وعظ کرو ؛ حالانکہ وہ اُس کی خواہش کرتے ہوں اور دُعا میں سجع چھوڑو اور اس سے بچو (سجع کرنے میں تکلّف نہ کرو) کیونکہ میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو پایا کہ نہیں کرتے مگر اسی طرح (یعنی وہ دعا میں سجع سے اجتناب کرتے تھے اگر تکلّف کے بغیر سجع واقع ہو تو حرج نہیں)

شرح : اَنْصِتْ کے معنیٰ ہیں خاموشی سے کان لگا کر بات سُننا یعنی جب وہ کہیں حالانکہ وہ وعظ سُننے کے خواہش مند ہوں تو وعظ ۶۸۴۹ ——

کرو ! قولہ انظر السجع "، یعنی دعا میں سجع سے اجتناب کر یعنی مکروہ سجع سے بچو قولہ لایفعلون اِلّا ذالک "یعنی وہ نہ کرتے تھے مگر اجتناب "، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال میں ملال کے ڈر سے افراط مکروہ ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام کو ہر روز وعظ نہ کرتے تھے کہ وہ تنگ نہ پڑ جائیں اور فرمایا طاقت کے مطابق اعمال کرو ؛ کیونکہ اللہ تنگ نہیں ہوتا تم تنگ پڑ جاتے ہو جب لوگ اپنی باتوں میں مشغول ہوں تو جب تک فارغ نہ ہوں وہاں وعظ نہ کرو اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہُوا کہ علم و حکمت کو ان لوگوں کے پاس نشر نہ کرنا چاہیے جو اس کے سُننے کو اچھا نہ جانتے ہوں ؛ کیونکہ اس میں علم کو ذلیل کرنا ہوتا ہے ؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے علم کی قدر بلند کی ہے (عینی)

Marfat.com

بَابُ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

٦٨٥٠ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ وَلَا يَقُولَنَّ اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ

٦٨٥١ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

باب یقین سے سوال کرے کیونکہ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں

٦٨٥٠ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی دعا کرے تو یقین کے ساتھ دعا کرے اور یہ نہ کہے اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے دے کیونکہ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

٦٨٥٠ شرح : مسئلہ یعنی سوال اور دعا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے سوال قطع اور یقین کے ساتھ کرے اور مشیت کے ساتھ معلق نہ کرے کیونکہ تعلیق میں مطلوب منہ اور مطلوب سے استغناء کی صورت ظاہر ہوتی ہے، حالانکہ اللہ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔

٦٨٥١ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے اے اللہ مجھے بخش

Marfat.com

بَابُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَعْجَلْ

٦٨٥٢ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَالَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي

اگر تو چاہتا ہے اے اللہ مجھ پر رحم کر اگر تو چاہتا ہے وہ یقین سے دُعا کرے ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔

٦٨٥١ — شرح : یعنی سوال میں تعلیق نہ کرے کیونکہ یہ مطلوب سے استغناء کی صورت ہے۔ داؤدی نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ دعا میں کوشش کرے اور یہ نہ کہے اگر تو چاہے جیسے مستغنی کہتا ہے بلکہ مسکین اور فقیرانہ حال میں دعا کرے۔

باب انسان کی دُعاء قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے

٦٨٥٢ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کی دُعاء قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہیں کرتے اور کہے میں نے دُعاء کی ہے قبول تو ہوتی نہیں۔

٦٨٥٢ — شرح : ابن بطال نے کہا جلدی کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ بددل ہو کر دعا ترک کر دیتا ہے قولہ لاحدکم یعنی تم میں سے ہر ایک کی دُعاء قبول ہوتی ہے ؛ کیونکہ صحیح تر قول یہ ہے کہ مفرد مضاف عموم کا فائدہ دیتا ہے قولہ یقول .. مالم یعجل کا بیان ہے یعنی ہر ایک کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک قطع رحمی اور گناہ کی دعا نہ کرے کہا گیا جلدی کیسے ہوتی ہے

Marfat.com

فرمایا وہ کہتا ہے میں نے بار بار دعا کی قبول ہوتی تو نظر نہیں آتی اس وقت تنگ ہو کر دُعا ترک کر دیتا ہے۔ مظہری نے کہا جو کوئی دُعا میں تنگی اور ملول کا اظہار کرے اس کی دُعا قبول نہیں ہوتی؛ کیونکہ دُعا عبادت ہے اس کی اجابت (قبولیت) حاصل ہو یا حاصل نہ ہو مومن کو عبادت سے تنگ نہیں ہونا چاہیئے دُعا کی اجابت و قبولیت تاخیر اس لئے ہوتی ہے کہ ابھی اس کی اجابت کا وقت نہیں؛ کیونکہ ہر شئی کا وقت ہوتا ہے اَلْاُمُوْرُ مَرْھُوْنَۃٌ بِاَوْقَاتِھَا یا اس لئے کہ ازل میں اس کی دُنیا میں دُعا کی اجابت کا فیصلہ نہیں کیا گیا تاکہ اس کا معاوضہ آخرت میں دیا جائے یا قبول میں اس لئے تاخیر کی جاتی ہے کہ وہ اور الحاح اور مبالغہ سے دُعا کرے کیونکہ اللہ چمٹ کر دُعا کرنے کو پسند کرتا ہے بایں ہمہ اس میں انقیاد و استسلام اور اظہارِ افتقار بھی ہے یعنی دعا کرنے والا عاجزی تابعداری کرتا ہے اور اپنی احتیاجی ظاہر کرتا ہے اور یہ اللہ کو بہت پسند ہے جو کوئی بکثرت دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اس کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جو بکثرت دُعا کرے وہ عنقریب قبول ہو جاتی ہے۔

دُعاء کے آداب

دُعا کرنے کے چند آداب ہیں پہلے وضو کرے پھر نماز نوافل پڑھے گناہوں سے توبہ کرے دعا میں اخلاص کرے قبلہ کی طرف متوجہ ہو دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور دعا کر چکنے کے بعد آمین کہے یہ دُعا کے اختتام کی مُہر ہے۔ دُعا صرف اپنی ذات ہی کے لئے نہ کرے بلکہ عام لوگوں کو دُعا میں شامل کرے تاکہ اس کی دُعا اور طلب مسلمانوں کی کئی دعاؤں میں درج ہو جائے اور اس کی حاجت ان کی حاجات کے ساتھ مل جائے شائد اُن کی برکت سے دعا قبول ہو جائے۔ دُعا کا اصول یہ ہے کہ حرام تو حرام ہُوا شبہات سے بھی اجتناب کرے۔ مالک بن یسار سے مرفوع حدیث ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو تو ہاتھوں کے بطون سے دعا کرو ہاتھ الٹے کر کے دعا نہ کرو اور جب فارغ ہو جاؤ تو ان کے ساتھ منہ کا مسح کرو۔ (ابو داؤد) عادت یہ ہے کہ جب کوئی کسی سے کوئی شئی مانگتا ہے تو ہاتھ آگے بڑھاتا ہے اسی لئے اللہ سے دعا کرنے والا (مانگنے والا) تواضع اور عاجزی سے اللہ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے۔ دُعا کے بعد ہاتھوں کو منہ پر پھیرنے میں حکمت مطلوب پالینے کی نیک فال اور اس کا اعضاء میں سے اعلیٰ عضو کی طرف تبرکاً پہنچانا ہے تاکہ اس سے باقی تمام اعضاء کی طرف سرائت کرے (قسطلانی)

Marfat.com

بَابُ رَفْعِ الْاَيْدِيْ فِي الدُّعَاءِ

وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَبْرَأُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ وَقَالَ الْاُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ وَشَرِيْكٍ سَمِعَا اَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ

باب دُعاء میں ہاتھ اُٹھانا

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا: اے اللہ میں اس سے بیزار ہوں جو خالد بن ولید نے کیا ہے۔ ابوعبداللہ امام بخاری نے کہا کہ اُویسی نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر نے یحییٰ بن سعید اور شریک بن ابی نمیر سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ حضور نے دونوں ہاتھ اُٹھائے یہاں تک کہ میں نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

خالد بن ولید کا واقعہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف لشکر دے کر بھیجا کہ ان کو اسلام کی دعوت دیں۔ اُنہوں نے اسلام تو قبول کر لیا لیکن اچھی طرح زبان سے ادا نہ کر سکے اور یہ نہ کہا کہ ہم مسلمان ہیں بلکہ یہ کہا ہم صابی ہیں۔ صابی اسے کہتے ہیں جو ایک دین چھوڑ کر دوسرے دین میں منتقل ہو جائے خالد نے ان کو قتل کرنا شروع کیا اور ہر ایک لشکری کو کہا کہ وہ اپنے اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو حضور اس فعل سے راضی نہ ہوئے اور دونوں ہاتھ مبارک

Marfat.com

بَابُ الدُّعَاءِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

٦٨٥٣ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَتَغَيَّمَتِ السَّمَاءُ وَمَطِرْنَا حَتَّى مَا كَانَ الرَّجُلُ يَصِلُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ فَقَامَ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ ادْعُ اللهَ أَنْ يَصْرِفَهُ عَنَّا فَقَدْ غَرِقْنَا فَقَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَقَطَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَلَا يُمْطَرُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ

اُٹھا کر دُعا فرمائی اے اللہ خالد نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے بیزار ہوں ،،

باب غیر قبلہ کو منہ کر کے دعاء کرنا

٦٨٥٣ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ ہم پہ بارش برسائے پس آسمان پہ بادل آگیا اور ہم پہ بارش ہونے لگی۔ یہاں تک کہ آدمی اپنے گھر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اور آئندہ جمعہ تک بارش ہوتی رہی تو وہی آدمی یا اس کا غیر کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ ہم سے بارش روک دے۔ ہم ڈوبنے لگے ہیں۔ فرمایا اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا ہم پہ نہ برسا۔ پس بادل مدینہ منورہ کے اردگرد پھیل گیا اور مدینہ منورہ پہ بارش نہ ہوتی تھی ،،

٦٨٥٣ — شرح : اس حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہے کہ خطیب قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو کر خطبہ دیتا ہے اور یہ کہیں بھی

Marfat.com

بَابُ الدُّعَاءِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

۶۸۵۴ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى هٰذَا الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِيْ فَدَعَا فَاسْتَسْقٰى ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ وَقَلَبَ رِدَاءَهٗ

مذکور نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں بار دُعا کے وقت قبلہ کی طرف سے پھرے ہُوئے تھے۔ حدیث ۹۶۳ ج ۲ کی شرح دیکھیں۔ قولہ حوالینا، یعنی ہمارے اردگرد بارش برسا ہم پر بارش نہ برسا۔ ابن اثیر نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اے اللہ کھیتی باڑی کے مقامات پر بارش برسا مکانات پر نہ برسا۔ واللہ اعلم!

باب قبلہ رُو دُعا کرنا

۶۸۵۴ — ترجمہ : عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِس عیدگاہ میں تشریف لائے اس حال میں کہ بارش طلب کرتے تھے۔ آپ نے دُعا فرمائی اور بارش طلب کی پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہُوئے اور اپنی چادر شریف پلٹا دی۔

۶۸۵۴ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استقبال قبلہ سے پہلے دُعا فرمائی اس وقت عنوان سے حدیث کی مناسبت نہیں، لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ اپنی عادت کے مطابق ادھر اشارہ کیا ہو۔ کیونکہ کتاب الاستسقاء میں بعض احادیث میں ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کا ارادہ کیا ہو تو قبلہ رُو ہو گئے اور اپنی چادر شریف پلٹا دی اور دُعا کے وقت استقبال قبلہ میں حضور کے فعل کی کئی احادیث مذکور ہیں (قسطلانی)۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کافی بحث و تمحیص کے بعد کہا احسن یہ ہے کہ اس حدیث کے بعض طرق میں یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کرنے کا ارادہ کیا تو قبلہ رو ہُوئے اور تحویلِ ردا فرمائی۔ مطابقت میں اتنی قدر کافی ہے۔

Marfat.com

بَابُ دَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِهِ بِطُوْلِ الْعُمُرِ وَبِكَثْرَةِ الْمَالِ

٦٨٥٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَتْ اُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَادِمُكَ اُدْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا اَعْطَيْتَهُ

باب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خادم کے لئے درازیٔ عمر اور کثرت مال کی دُعاء فرمانا

٦٨٥٥ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپنے خادم انس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعاء فرمائیں۔ حضور نے فرمایا اے اللہ! انس کا مال اور اولاد زیادہ کر اور جو کچھ اس کو تو نے عطاء کیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔

٦٨٥٥ — شرح : حدیث میں درازیٔ عمر کا ذکر نہیں لیکن حضور کا یہ فرمانا کہ جو کچھ اُس کو تو نے عطاء کیا ہے اس میں برکت فرما۔ درازیٔ عمر کو بھی شامل ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ میں داخل ہے۔ اس حدیث کے بعض طرق میں ہے وَاَطِلْ حَيَاتَهُ اس کی عمر دراز فرما اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے مال و دولت اور اولاد و عیال زیادہ طلب کرنا مباح ہے بشرطیکہ اللہ کے ذکر اور اس کے حقوق ادا کرنے سے غافل نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں اس سے بڑا فتنہ کیا ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے سے غافل کر دے۔ اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاء انس کے لئے نہ ہوتی تو خطرات سے محفوظ نہ ہوتے۔ اُم سلیم کا نام رُمیصاءؓ ہے۔

Marfat.com

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ

۶۸۵۶ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْا عِنْدَ الْكَرْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

۶۸۵۶ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف کے وقت یہ دُعا کرتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں وہ عظیم ہے بردبار ہے لا الہ الا اللہ وہ آسمان اور زمین کا رب ہے وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

۶۸۵۶ ـــ شرح : یہ دُعا اللہ تعالیٰ کی توحید کو شامل ہے جو تنزیہات کا اصل ہے جنہیں اوصافِ جلالیہ کہا جاتا ہے اور عظمت پر مشتمل ہے جو عظیم قدرت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ عاجز کو عظیم نہیں کہا جاتا اور حلم و بردباری پر مشتمل ہے جو علم پر دلالت کرتا ہے کیونکہ جاہل سے حلم متصور نہیں ہو سکتا۔ یہ دونوں صفات وجودیہ حقیقیہ کا اصل ہیں جنہیں اوصاف اکرامیہ کہا جاتا ہے۔ اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہو جاتے ہیں۔ حدیث میں مذکور ذکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع کلمات سے ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے حدیث مذکور ذکر ہے دعا نہیں، حالانکہ عنوان تکلیف کے وقت دعا کرنا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس ذکر کے ساتھ دعا شروع کی جاتی ہے، چنانچہ سفیان بن عیینہ نے کہا جس شخص کو ذکر نے مجھ سے سوال کرنے سے روکا میں اس کو بہت اچھی شئی عطا کرونگا جو سائلین کو عطا کرتا ہوں۔ حلیم کو ذکر کرنے کی خصوصیت یہ ہے کہ غالباً مومن پر مصیبت اللہ کی طاعت میں تقصیر کرنے اور حالات میں غفلت کرنے سے آتی ہے۔ اس میں عفو کی امید ہے جو غم زائل کرتا ہے۔ حلم کے معنی غیظ و غضب کے وقت اطمینان ہیں اس اعتبار سے اس کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق جائز نہیں لیکن اس سے اس کا لازم مراد ہے اور وہ عقوبت میں تاخیر کرنا ہے۔ آسمان اور زمین دیکھنے میں عظیم ترین ہیں اس لئے رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" فرمایا ہے۔

Marfat.com

٦٨٥٧ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَقَالَ وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَهٗ

لفظ ربّ کے معانی

لغت میں رب کے معانی متعدد ہیں چنانچہ مالک، سید، مُدبّر، مُربّی، مُتمّم اور مُنعِم پر رب کا اطلاق ہوتا ہے لیکن اس کا اضافت کے بغیر صرف اللہ پر ہی اطلاق ہوتا ہے۔ اور جب اللہ کے غیر پر اطلاق ہو تو اضافت سے ہوتا ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے رب کذا ،، قرآن کریم میں ہے اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّهٗ رَبِّيْ وَاِنَّهٗ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ،، اسی طرح رب العرش العظیم کو اس لئے خاص کیا کہ یہ توحید، ربوبیت اور عظمتِ عرش پر مشتمل ہے (اس حدیث کا ترجمہ اس حدیث سے پہلی حدیث کے تحت دیکھیں)

قَالَ وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَهٗ ،،

وَهب نے کہا شعبہ کے قتادہ سے پہلی حدیث جیسی خبر دی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس سے مقصد ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ قتادہ نے ابوالعالیہ سے صرف حدیثیں سُنی ہیں۔ ایک حدیث یونس بن منّٰی کی۔ دُوسری ابن عمر کی حدیث جو نماز کے بارے میں ہے تیسری حدیث یہ کہ قاضی تین ہیں اور ابن عباس کی حدیث؛ کیونکہ شعبہ کسی مُدلّس سے روائت نہیں کرتے لیکن اس مدلّس سے روائت کرتے ہیں جس نے اپنے شیخ سے سماعت کی ہو۔ شعبہ نے یہ حدیث قتادہ سے ذکر کی ہے لہٰذا اس حدیث میں قتادہ کی تدلیس کا شبہ جاتا رہا۔ جبکہ اس کو عنعنہ سے روائت کیا ہے (قسطلانی)

Marfat.com

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ

۶۸۵۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنِي سَمِيٌّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ قَالَ سُفْيٰنُ الْحَدِيْثُ ثَلٰثٌ نِدْتُ اَنَا وَاحِدَةً لَا اَدْرِيْ اَيَّتُهُنَّ هِيَ ۔

باب سخت مصیبت سے پناہ چاہنا

اس باب میں جہد البلاء سے تعوّذ کا بیان ہے۔ جہد بفتح الجیم وضمہا بمعنی مشقت ہے انسان کو جو سخت مشقت اور جہد پہنچے جس کی برداشت کی قوت نہ ہو اور نہ ہی وہ خود بخود دفع ہو سکے اس کو جہد البلاء کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جہد البلاء کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا قلتِ مال اور کثرتِ عیال جہد البلاء ہے (عینی) الجُہد بالضم بمعنی مشقت و بالفتح بمعنی طاقت ہے۔ وقیل بالعکس

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مصیبت، بدبختی لاحق ہونے، بری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگتے تھے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا اس حدیث میں تین کلمات ہیں ایک میں نے زیادہ کیا ہے میں نہیں جانتا وہ کونسا کلمہ ہے۔

۶۸۵۸ —

شرح : قولہ دَرَکِ الشَّقَاءِ، دَرَک کی راء کو مفتوح اور مجزوم دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ اس کے معنی پالینے اور لاحق ہوجانے کے ہیں۔ شَقَاء بفتح الشین بمعنی شدت اور تنگی ہے جو کوئی شئی ہلاکت تک پہنچائے اس کو بھی شقاء کہا جاتا ہے۔ ابن بطال مالکی نے کہا شقاء دو قسم دنیا اور آخرت کے امور میں ہے۔ اسی طرح سوءِ قضاء بھی نفس، مال اور اولاد خاتمہ اور معاد میں عام ہے۔ قولہ سُوْءِ الْقَضَاءِ میں قضاء بمعنی مقضیّ ہے جو فیصلہ کیا گیا قضاء

Marfat.com

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى

۶۸۵۹ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ

بمعنی حکم نہیں کیونکہ اللہ کا حکم سارے کا سارا حسن ہے۔ اس میں سُوء نہیں۔ قضاء و قدر کی علیحدہ علیحدہ تعریف یہ ہے کہ قضاء ازل میں اجمالی طور پر کلیات کا حکم ہے اور قدر ان کلیات کی جزئیات کے وقوع کا حکم ہے جو تفصیلاً نازل ہوتی ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ہے اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ،، قولہ شَمَاتَةَ الْاَعْدَاءِ ،، شماتت کے معنی دشمن کا خوش ہونا۔ کرمانی نے کہا شماتۃ الاعداء ،، دشمن کی خوشی سے غمناک ہونا ہے اور اس کی غمناک حالت سے خوش ہونا دل کو زخمی کرتا ہے اور اس میں سخت تاثیر پیدا کرتا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی تعلیم کے لئے ان کلمات سے دعاء فرمائی ہے اور یہ کلمہ جامعہ ہے، کیونکہ مکروہ مبدء کی جہت سے ہو تو سُوء قضا (بُرا فیصلہ) یا معاد کی جہت سے ہو تو درکِ شقاء ہے، کیونکہ آخرت کی شقاء وہی تو حقیقی شقاء ہے اور مکروہ اگر معاش کے اعتبار سے ہو تو اگر غیر کے اعتبار سے ہو تو شماتۃ اعداء ہے اور اپنی جہت سے ہو وہ جہد البلاء ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

قولہ قالَ سُفیان ،، یعنی سُفیان بن عیینہ نے کہا ان چار امور میں سے تین تو حدیث میں ہے اور ایک میرا اپنا کلمہ ہے جس کا میں نے اضافہ کیا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سفیان کے لئے کیسے جائز ہے کہ وہ اپنا کلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف کے ساتھ خلط ملط کر دے کہ اُن میں سے فرق ہی اُٹھ جائے اس کا جواب یہ ہے کہ سفیان نے خلط ملط نہیں کیا بلکہ ان پر یعنیہ تین کلمات مشتبہ ہو گئے ہیں اور ان کو یہ معلوم ہُوا کہ وہ تین ان چار کلمات سے ہیں تو اُنہوں نے تین کی روائت کی قطعیت کے لئے چار ذکر کر دیئے کہ وہ تین ان میں سے خارج نہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا امام بخاری نے کتاب القدر میں یہ حدیث ذکر کی ہے اس میں چاروں امور کسی تردّد کے بغیر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے ہیں۔ بعض روایات میں سُفیان نے کہا مجھے ایک کلمہ زیادہ کرنے میں شک ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

Marfat.com

وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِيْ رِجَالٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نُزِلَ بِهٖ وَ رَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى قُلْتُ اِذًا لَا يُخَيِّرُنَا وَعَلِمْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ اٰخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دعاء فرمانا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى

اَلرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى منصوب ہے کیونکہ یہ فعل مقدّر کا مفعول ہے یعنی اِخْتَرْتُ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى یا اَخْتَارُ یا اُرِيْدُ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى ،، اور الرفیق جنّت ہے یا نبیوں کی جماعت ہے جو اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں

ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے سعید بن مُسیّب اور عروہ بن زبیر نے چند اہلِ علم آدمیوں میں خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا حالانکہ آپ تندرست تھے کوئی نبی کبھی فوت نہیں ہُوا یہاں تک کہ جنّت میں اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے جس وقت سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وفات آئی، حالانکہ آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا کچھ وقت آپ پر غشی آئی پھر افاقہ ہُوا تو آپ نے اپنی نگاہِ مبارک چھت کی طرف لگا دی پھر فرمایا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى ،، میں نے کہا اس وقت حضور ہم کو اختیار نہیں کریں گے اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ وہی حدیث ہے جو ہم سے بیان فرمایا کرتے تھے؛

٦٨٥٩ —

Marfat.com

بَابُ الدُّعَاءِ بِالْمَوْتِ وَالْحَيٰوةِ

٦٨٦٠ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عَنْ قَيْسٍ قَالَ اَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا قَالَ لَوْلَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ

حالانکہ آپ تندرست تھے۔ ام المؤمنین نے کہا یہ حضور کا آخری کلمہ تھا جو آپ نے تلفظ فرمایا۔

٦٨٥٩ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر حیات میں اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ اگر چاہیں تو دُنیا میں باقی رہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور تمام کمالات جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں میں سے کچھ کمی نہ آئے گی اور اگر چاہیں تو دُنیا سے تشریف لے آئیں اور ملکوت سے جا ملیں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاء اعلیٰ کو اختیار کیا اور فرمایا اے اللہ میں ملاء اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں اس وقت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران شریف پر حضور کا سر مبارک تھا۔ مائی صاحبہ نے فرمایا مجھے اس وقت یقین آیا کہ اب حضور ہمیں اختیار نہ کریں گے، کیونکہ حضور صحت کی حالت میں فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو اس کی وفات کے وقت دُنیا و آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے کہ جو چاہیں پسند کریں۔

باب اپنی موت اور حیات کی دُعاء کرنا

٦٨٦٠ — ترجمہ : قیس نے کہا میں خباب کے پاس آیا حالانکہ اُس نے سات داغ لگوائے تھے۔ خباب نے کہا اگر یہ نہ ہوتا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو موت کی دُعاء کرنے سے منع فرمایا ہے تو میں یقیناً موت کی دُعاء کرتا

٦٨٦٠ — ترجمہ : قیس نے کہا میں خباب کے پاس اس حال میں آیا کہ اُنہوں نے اپنے پیٹ پر سات داغ لگوائے تھے۔ میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی دعاء کرنے سے منع فرمایا ہے تو میں ضرور موت کی دعاء کرتا۔

Marfat.com

۶۸۶۱ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنِیْ قَیْسٌ قَالَ اَتَیْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اکْتَوٰی سَبْعًا فِیْ بَطْنِہٖ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ لَوْلَا اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھَانَا اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِہٖ

۶۸۶۲ — حَدَّثَنِیْ ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّۃَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ صُھَیْبٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِہٖ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّیًا لِلْمَوْتِ فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَ تَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ

۶۸۶۱ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی تکلیف کی وجہ سے جو اس پہ نازل ہو موت کی خواہش نہ کرے اگر اس نے ضرور ہی موت کی خواہش کرنا ہے تو کہے اے اللہ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور اگر میرے لئے وفات بہتر ہے تو مجھے وفات دے۔

۶۸۶۱ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی خواہش کرنے سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ کسی شئی میں اللہ تعالیٰ کی قضاؤ قدر سے تنگ آنا ہے جو آخرت میں اس کو نفع دے گی۔ اگر دین و ایمان کے فساد کا ڈر ہو تو موت کی خواہش کرنا مکروہ نہیں۔ قولہ بضر، یعنی اگر تم میں سے کوئی موت کی خواہش اس حال میں کرتا ہے کہ کسی تکلیف کی وجہ سے اس کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے تو یہ کہے اے اللہ اگر میرے لئے موت بہتر ہے تو مجھے وفات دے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ منع کرنے کے بعد اس کا جواز کیونکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ضرورت کا مقام احکام سے مستثنیٰ ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے۔ اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْذُوْرَاتِ ، یا نہی موت مبرز پر محمول ہے اور جواز معلق ہے

Marfat.com

بَابُ الدُّعَاءِ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ وَمَسْحِ رُؤُسِهِمْ

وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ

٦٨٦٣ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَيُقَالُ جَعْدٌ وَجُعَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَاْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّاَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِهٖ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ

باب بچوں کے لئے برکت کی دعاء کرنا اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنا

ابوموسیٰ اشعری نے کہا میرے ہاں بچہ پیدا ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے برکت کی دعاء کی۔

ترجمہ : ٦٨٦٣ — سائب بن یزید نے کہا میری خالہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا بھانجہ بیمار ہے حضور نے میرے سر پہ دستِ اقدس پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعاء کی۔ پھر حضور نے وضوء کیا تو میں نے اس کے بچے ہوئے پانی سے پیا پھر میں حضور کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور حضور کے دو کندھوں کے درمیان ڈولی کے بٹن کی طرح ختم نبوت دیکھی۔

Marfat.com

٦٨٦٤ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عَقِيلٍ إِنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ مِنَ السُّوقِ أَوْ إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيُلْقَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ فَيَقُولَانِ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ

٦٨٦٥ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ ابْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودٌ

٦٨٦٣ ـــ شرح : طبرانی میں ہے جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ رکھا صرف اللہ کے لئے اس کے سر پر ہاتھ پھیرے تو سر کے ہر بال کے بدلے جس سے اس کا ہاتھ گزرے اسے نیکی حاصل ہوگی لیکن اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ امام احمد نے حسن سند کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک آدمی نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سختی قلب کی شکایت عرض کی تو حضور نے فرمایا مسکین کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو،، جملہ دلہن کی ڈولی ہے جس کو کپڑوں سے سجایا جاتا ہے۔ اس کے بڑے بڑے بٹن ہوتے ہیں۔ (حدیث ۱۸۸ ج : اکی شرح دیکھیں)

٦٨٦٤ ـــ ترجمہ : ابوعقیل سے روایت ہے کہ ان کا دادا عبداللہ بن ہشام ان کو بازار میں لے جاتے اور طعام خرید کرتے ان کو ابن زبیر اور ابن عمر رضی اللہ عنہم ملتے تو کہتے ہمیں بھی اپنی تجارت کے مال میں شامل کر لیا کرو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لئے برکت کی دعا کی ہے؛ چنانچہ وہ انہیں تجارت کے مال میں شریک کر لیا کرتے تو بسا اوقات سواری کا بوجھ غلہ (منافع) پاتے اور اس کو اپنے گھر بھیجتے۔

٦٨٦٥ ـــ ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے محمود بن ربیع نے خبر دی یہ وہ محمود ہے جس کے

Marfat.com

ابْنُ الرَّبِيعِ وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ غُلَامٌ مِنْ بِئْرِهِمْ

۶۸۶۶ — عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ وَلَمْ يَغْسِلْهُ

۶۸۶۷ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ

چہرہ پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کنوئیں سے پانی کی کلی ڈالی جبکہ وہ بچے تھے "
(حدیث ۱۸۸ ج : اکی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے تو حضور ان کے لئے دعاء فرماتے ایک

۶۸۶۶ —

دفعہ ایک بچہ لایا گیا تو اُس نے حضور کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ حضور نے پانی منگوایا اور اس پر بہا دیا اور مبالغہ سے نہ دھویا۔ (حدیث ۲۲۲ ج : اکی شرح دیکھیں)

ترجمہ : زہری نے روایت کی عبد اللہ بن ثعلبہ بن صُعیر نے بیان کیا

۶۸۶۷ — جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سر پہ ہاتھ پھیرا تھا۔ اُنہوں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک رکعت کے ساتھ نماز کو وتر بناتے تھے (حدیث ۹۴۳ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۶۸ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

۶۸۶۹ — حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَلِمْنَا

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود شریف پڑھنا

۶۸۶۸ — ترجمہ : شعبہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سُنا کہ مجھ سے کعب ابن عُجرہ نے ملاقات کی اور کہا کیا میں آپ کو نذرانہ پیش نہ کروں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ہم نے یہ معلوم کرلیا

Marfat.com

فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

بَابٌ هَلْ يُصَلّٰى عَلٰى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ

٦٨٧٠ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى كَانَ اِذَا اَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَتِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَاَتَاهُ اَبِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى

ہے کہ آپ پر سلام کس طرح کہنا ہے آپ پر درود شریف کس طرح پڑھیں فرمایا کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (سورۂ احزاب کی تفسیر دیکھیں)

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ

٦٨٦٩ — علیہ وسلم ، سلام آپ پر کرنا ہم نے پہچان لیا ہے ۔ آپ پر درود شریف کیسے پڑھیں فرمایا کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ،،

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے تشبیہ کی شرط یہ ہے کہ مشبہ بہ اقوی ہونا

٦٨٦٩ — چاہیئے یہاں برعکس ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تشبیہ ناقص کو کامل کے ساتھ لاحق کرنے کے لئے نہیں بلکہ تشبیہ اشہرت کے سبب ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام پہلی امتوں میں زیادہ مشہور ہیں ۔

Marfat.com

۶۸۷۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ الزُّرَقِیِّ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیُّ اَنَّهُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی

باب

کیا غیر نبی پر درود شریف پڑھا جائے،،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اپنی امت کے لئے دُعاء کریں بے شک آپ کی دعاء اُن کے لئے سکون ہے،،

یعنی اپنی امت کے لئے دعاء اور استغفار کریں، کیونکہ صلوٰۃ کے معنیٰ دُعاء کے ہیں جبکہ آپ کی دُعاء ان کے لئے موجبِ راحت و سکون ہے۔

۶۸۷۰ — ترجمہ : ابن ابی اوفیٰ نے کہا جب کوئی آدمی اپنا صدقہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تو حضور فرماتے اے اللہ اس پر رحم فرما۔ آپ کے پاس ابی : الصدقہ لے کر آیا تو آپ نے فرمایا اے اللہ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی،،

۶۸۷۰ — شرح : غیر نبی میں فرشتے اور انبیاء کرام علیہم السلام اور مومن بھی داخل ہیں! چونکہ اس مسئلہ میں اختلاف تھا اس لئے امام نے استفہام سے ذکر کیا ہے؛ چنانچہ بعض علماء نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پر لفظ صلوٰۃ نہ بولا جائے؛ چنانچہ ابوبکر ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پر صلوٰۃ جائز نہیں۔ بعض علماء نے کہا نبی کی تبعیت میں غیر نبی پر صلوٰۃ جائز ہے۔ استقلالاً جائز نہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے بعض نے کہا استقلالاً اور تبعاً دونوں طرح جائز ہے۔ ان کی دلیل باب میں مذکور حدیث ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر صلوٰۃ بہرحال جائز ہے۔ ان کی دلیل سنت علی کی حدیث ہے کہ

Marfat.com

اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰذَيْتُهٗ فَاجْعَلْهُ لَهٗ زَكٰوةً وَّرَحْمَةً

٦٨٧٢ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهٗ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهٗ قُرْبَةً اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

کہ فرمایا صَلِّ عَلَيَّ وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ الْكِرَامِ (ترمذی) اور ملائکہ پر صلوٰۃ کا اطلاق مذکور حدیث سے لیا گیا ہے

ترجمہ : ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ کرام نے عرض کیا

٦٨٧١ — یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں فرمایا کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

شرح : اس حدیث سے باب کے عنوان میں جو ابہام تھا اس کی وضاحت

٦٨٧١ — ہوگئی ہے کیونکہ حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ غیر نبی پر بالتبع صلوٰۃ کا اطلاق جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اٰلِ محمد سے مراد حضور کی بیویاں اور اولاد ہے (حدیث ۳۱۵۲ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! جس کو میں نے اذیت پہنچائی اس کو طہارت اور اس پر رحمت کر دے"

Marfat.com

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

۶۸۷۳ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَحْفَوْهُ الْمَسْئَلَةَ فَغَضِبَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْئَلُوْنِيْ الْيَوْمَ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا اے اللہ جس مومن کو میں نے گالی دی ہو اس گالی کو اس کے لئے قیامت میں قربت کا ذریعہ بنا دے۔

۶۸۷۲ —

شرح : قولہ فاجعلہ ،، ضمیر منصوب کا مرجع اذی ہے جو آذیتہ کے ضمن میں مذکور ہے۔ پس باب کے عنوان کے معنی یہ ہیں ،، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ! اے اللہ جس شخص کو اذیت اور تکلیف دوں تو اس اذیت اور تکلیف کو اس شخص کے لئے طہارت اور رحمت کر دے۔ قولہ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ الخ فَاَيُّمَا میں فاء جزائیہ اس کی شرط محذوف ہے سیاق حدیث اس پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اے اللہ اِنْ كُنْتُ سَبَبْتُ مُؤْمِنًا فَكَذَا ،، یعنی اگر کسی مومن کو گالی دوں اس کو ایسا کر دے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر وہ شخص گالی کا مستحق ہو تو یہ اس کے لئے طہارت و رحمت نہ ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد ہی وہ شخص ہے جو گالی کا مستحق نہیں ؛ چنانچہ مسلم شریف میں ہے فَاَيُّمَا اَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ اُمَّتِيْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِاَهْلٍ اَنْ يَجْعَلَهَا طَهُوْرًا وَّ زَكَاةً وَّ قُرْبَةً تُقَرِّبُهٗ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ،، یعنی میں اپنی امت میں سے جس مومن پر بددعا کروں جس کا وہ اہل نہیں تو اس بددعا کو طہارت اور رحمت کر دے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر اس دعاء کا اثر ہی نہیں تو اس کے قربت کی طرف منقلب ہونے کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کی ایک جھلک ہے کہ گالی سے بھی اس کا مقابل مراد لیا ہے جو خیر اور کرامت ہے کیونکہ آپ خلق عظیم پر فائز ہیں ،، صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین ،،

باب فتنوں سے پناہ مانگنا

فِتَن فتنہ کی جمع بمعنی امتحان ہے ؛ چنانچہ کہا جاتا ہے فَتَنْتُهٗ وَافْتَتَنْتُهٗ فُتُوْنًا اِذَا امْتَحَنْتَهٗ ،، کہ جب

Marfat.com

عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ
رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِي فَإِذَا رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى الرِّجَالَ
يُدْعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَبِي قَالَ حُذَافَةُ ثُمَّ
أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا
نَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ
فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِي الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتَّى رَأَيْتُهُمَا
وَرَاءَ الْحَائِطِ وَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ عِنْدَ هٰذَا الْحَدِيثِ هٰذِهِ الْآيَةَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

تو کسی کا امتحان لے تو کہے گا "فَتَنْتَهُ"، پھر اس کا استعمال مکروہ اشیاء میں ہونے لگا حتی کہ گناہ، کفر، قتال، جنگ کرنا۔ اِحْرَاق، جلا دینا، ازالہ اور شئی سے کسی کو پھیر دینے میں اس کا استعمال بکثرت ہونے لگا ہے۔

۶۸۷۳ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کئے حتیٰ کہ سوالات میں بہت مبالغہ کیا تو آپ غصہ میں آگئے اور منبر پر تشریف لائے اور فرمایا آج کے دن تم کوئی شئی مجھ سے نہ پوچھو گے مگر میں تمہارے لئے پوری وضاحت سے بیان کروں گا۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دائیں اور بائیں لوگوں کو دیکھا کہ ہر ایک آدمی اپنا منہ اور سر اپنے کپڑے میں لپیٹے ہوئے رو رہا ہے۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک ایک آدمی جس کا حال یہ تھا کہ جب وہ لوگوں سے جھگڑتا تھا تو اس کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ اُس نے آتے ہی کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم"، میرا باپ کون ہے؟" فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ عمر فاروق نے اظہار کیا اور کہا ہم اللہ کے رب ہونے سے راضی ہیں، اسلام کے دین ہونے سے خوش ہیں اور جناب محمد رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" کے رسول ہونے سے راضی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے ذریعہ فتنوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خیر اور شر آج کے دن کی طرح کبھی نہیں دیکھی۔ شان یہ ہے کہ جنت اور دوزخ میرے سامنے

Marfat.com

کی گئی یہاں تک کہ میں نے دونوں کو اس دیوار کے پیچھے دیکھا۔ قتادہ اس حدیث کے بیان کے وقت یہ آیت کریمہ ذکر کیا کرتے تھے "اے ایمان والو اشیاء کے متعلق سوال نہ کرو اگر وہ تمہارے لئے ذکر کی گئیں تو تمہیں غمناک کر دیں گی۔

۶۸۷۳ — شرح : لوگوں نے غیر ضروری سوال بکثرت کئے جو حضور کے غضب کا سبب بنے تھے۔ اس لئے آپ منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا آج غیب کے متعلق تم جو بھی پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا حضور کے غیظ و غضب سے حضرات صحابہ کرام سروں پر کپڑے ڈال کر رونے لگے۔ ایک شخص نے جس کا نام عبداللہ تھا کہا یا رسول اللہ میرا والد کون ہے؟ کیونکہ لوگ اس کو اس کے والد کے غیر کی طرف منسوب کرتے تھے حضور نے فرمایا تیرا والد حذافہ بن قیس ہے؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ نبوت سے امت کے افراد کے آباؤ اجداد کا علم ہے جیسا کہ بیدہ کتابان کی حدیث سے واضح ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ جنت کا عرض تمام آسمان اور زمینیں ہیں وہ اس دیوار یا محراب میں کیسے ظاہر ہوئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنت و دوزخ کی طرف توجہ فرمائی تو آپ کی بصیرت حقیقی جنت و دوزخ تک پہنچی چونکہ آپ کے سامنے دیوار تھی جس سے آپ کی بصیرت نے نفوذ کیا تھا اس لئے فرمایا اس دیوار کے پیچھے دیکھا۔ قسطلانی نے کہا یہ آپ نے آنکھ سے دیکھا تھا (حدیث ۹۰ ج : اکی شرح دیکھیں)

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا جس طرح شیشے میں صورت منطبع ہوتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت و دوزخ میں ان کی ہر شئی دیکھی یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ صقیلیہ اجسام آپ کی نگاہ میں شفاف ہو جاتے ہیں۔ قولہ اشیاء، خلیل، سیبویہ اور جمہور علماء بصریین نے کہا اس کا اصل شیئاء ہے۔ دونوں ہمزوں کے درمیان الف ہے اس کا وزن فَعْلَاءُ ہے۔ دوسرا ہمزہ تانیث کے لئے ہے اسی لئے یہ غیر منصرف ہے جیسے حمراء غیر منصرف ہے۔ یہ لفظاً مفرد اور معناً جمع ہے۔ چونکہ ایک جگہ دو ہمزے ثقیل ہوتے ہیں پہلے کو جو لام ہے شین سے مقدم کر دیا تو اس کا وزن لَفْعَاءُ ہو گیا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا جب عبداللہ اپنی والدہ کے پاس گیا تو اس نے کہا یہ تو نے جرأت کس لئے کی ہے۔ عبداللہ نے کہا ہم جاہلیت کے زمانہ میں رہے ہیں میں اپنے والد کو نہیں جانتا تھا کہ کون ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام و اعظام اور مسلمانوں پر شفقت کے لئے کہا تاکہ زیادہ سوال کر کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ دیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غضب فیصلہ کرنے میں مانع نہیں؛ کیونکہ آپ کی زبان شریف سے ہر حال میں عدل و انصاف ہی ظاہر ہوتا ہے بخلاف دوسرے لوگوں کے وہ غصہ کی حالت میں صحیح فیصلہ کرنے سے قاصر ہوتے ہیں اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ

Marfat.com

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ

٦٨٧٤ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ الْتَمِسْ لَنَا غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتّٰى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ فَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّي وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ أَوْ بِكِسَاءٍ

مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا لَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ ،، اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ اُنہوں نے سمجھا کہ کثرتِ سوال سے آپ کو اذیت پہنچتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء دین سے ضرورت کے وقت سوال کرنا چاہیئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب لوگوں کے کمزوروں پر غلبہ سے پناہ مانگنا

٦٨٧٤ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ سے کہا اپنے بچوں میں سے کوئی بچہ ہمارے لئے تلاش کرو جو میری خدمت کیا کرے ابوطلحہ مجھے اپنے پیچھے بٹھا کر لے گئے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا جب بھی آپ اُترتے تھے میں حضور

Marfat.com

ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعْنَا حَيْسًا فِي نِطَعٍ
ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا ثُمَّ
أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَلَمَّا
أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ
مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ

کو اکثر یہ فرماتے ہوئے سُنتا تھا کہ اے اللہ میں تیرے ذریعے ہم اور حُزن، عجز اور کسل بخل اور بزدلی، قرضہ کی سختی اور حرام کے غلبہ سے پناہ مانگتا ہوں میں ہمیشہ حضور کی خدمت کرتا رہا حتیٰ کہ ہم خیبر سے واپس ہوئے تو صفیہ بنت حیی جس کو اپنی ذاتِ کریمہ کے لئے خاص کیا تھا کو ساتھ لے کر تشریف لائے میں حضور کو دیکھتا تھا کہ آپ چادر یا کمبل کا پردہ کر کے ان کو اپنے پیچھے بٹھلاتے تھے حتیٰ کہ جب ہم صہباء میدان میں آئے تو حضور نے چمڑے کے دسترخوان پر حیس تیار کر کے رکھا پھر لوگوں کو بُلانے کیلئے مجھے بھیجا میں نے لوگوں کو بُلایا تو اُنہوں نے طعام سے کھایا۔ یہ صفیہ کے زفاف کے وقت ولیمہ کا کھانا تھا پھر حضور مدینہ منورہ شَرَّفَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ جب اُحد پہاڑ ظاہر ہوا تو ارشاد فرمایا یہ اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں جس وقت مدینہ منورہ کو دیکھا تو فرمایا اے اللہ میں مدینہ منورہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان زمین کو حرام کرتا ہوں جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرام کیا تھا۔ اے اللہ مدینہ منورہ والوں کے مُد اور صاع میں برکت دے (حیس کو کھجوروں اور گھی کے ساتھ ملا کر بنایا جاتا ہے)

شرح : ہَمّ اور حُزن میں فرق یہ ہے کہ جو مکروہ شئ متوقع ہو وہ ہَمّ ہے اور جو مکروہ واقع ہو چکا ہو وہ حُزن ہے۔ کسل، سُستی، جُبن، بزدلی۔ ضلع قرضہ کا بوجھ اور غلبۃ الرجال لوگوں کا کمزوروں پر غلبہ کر لینا۔ کرمانی نے کہا عوام کا غالب ہو جانا یہ دعاء جوامع کلم سے ہے، کیونکہ رذیل اشیاء تین ہیں۔ نفسانیہ، بدنیہ اور خارجیہ۔ پہلی قسم بھی انسان کی قوت عقلیہ، غضبیہ اور شہویہ کے اعتبار سے تین انواع ہیں۔ ہَمّ اور حُزن کا تعلق قوتِ عقلیہ سے جُبن کا قوت غضبیہ سے اور بخل کا قوت شہویہ سے عجز اور کسل کا قوت بدنیہ سے تعلق ہے۔ دوسری قسم اعضاء اور آلات کی سلامتی کے وقت ہے۔ اور پہلی عضو وغیرہ کے نقصان کے وقت ہے۔ ضلع دین اور غلبۃ الرجال

۶۸۷۴ ——

Marfat.com

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

٦٨٧٥ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدٍ قَالَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

٦٨٧٦ — حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبٍ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يَأْمُرُ بِخَمْسٍ وَيَذْكُرُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهِنَّ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا يَعْنِي فِتْنَةَ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

خارجیہ کے لئے ہے۔ پہلی مالی دوسری جاہی ہے اور دعا سب پر مشتمل ہے۔

باب عذابِ قبر سے پناہ مانگنا

٦٨٧٥ — ترجمہ : موسیٰ بن عقبہ نے کہا میں نے ام خالد بنت خالد سے سُنا۔ اُنہوں نے کہا میں نے کسی کو نہیں سُنا کہ اُس نے ام خالد کے سوا کسی سے نہیں سُنا کہ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہو۔ ام خالد نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے (اس حدیث میں عذابِ قبر کا اثبات ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے)

Marfat.com

٦٨٧٥ — حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عَجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ فَقَالَتَا لِي إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ عَجُوزَيْنِ وَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِي صَلَاةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

ترجمہ : مصعب نے کہا سعد بن ابی وقاص پانچ چیزوں کا حکم کرتے تھے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے تھے کہ حضور ٦٨٧٦ —
اُن پانچ امور کا حکم فرماتے تھے (وہ یہ ہیں) اے اللہ میں تیرے ذریعہ بخل سے پناہ مانگتا ہوں اور بزدلی سے پناہ مانگتا ہوں اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ذلیل زندگی کی طرف ردّ کیا جاؤں۔ میں تیرے ذریعہ دُنیا کے فتنہ یعنی دجال سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مدینہ منورہ کی یہودی بوڑھی ٦٨٧٧ —
عورتوں میں سے دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں اُنھوں نے مجھے کہا قبروں والوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے۔ میں نے ان کو جھٹلا دیا اور ان کی تصدیق نہ کی وہ دونوں چلی گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کیا یا رسُول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" دو عورتیں" اور میں نے اُن کا کلام ذکر کیا، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُنہوں نے سچ کہا ہے یہودیوں کو عذاب ہوتا ہے جو تمام جانور سُنتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے حضور کو کسی نماز میں نہ دیکھا مگر آپ عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہیں

(حدیث ٦٨٧٦ ج : ٢ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

٦٨٧٨ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

٦٨٧٩ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگنا

٦٨٧٨ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ میں تیرے ذریعہ عجز، سستی، بزدلی اور بڑھاپے سے پناہ چاہتا ہوں اور تیرے ذریعہ عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ (حدیث : ٦٣٧٤ ج ٤ کی شرح دیکھیں)

باب گناہ اور قرض سے پناہ مانگنا

٦٨٧٩ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ! میں تیرے ذریعہ کاہلی، بڑھاپا، گناہ، قرض، قبر کے فتنہ اور عذاب قبر، دوزخ کا فتنہ اور دوزخ کے عذاب، مال داری کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ فقر کے

Marfat.com

كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّیْ خَطَايَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

فتنہ اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اے اللہ میری خطائیں برف اور اولے کے پانی سے دھودے اور گناہوں سے میرا دل صاف کردے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دُوری کر جیسے مشرق اور مغرب میں دُوری کی ہے۔

۶۸۷۹ — شرح : فتنۃ القبر، منکر و نکیر کے سوالات ہیں۔ اس کے بعد مجرموں کو عذاب قبر ہوگا۔ فتنۃ النار، دوزخ کے فرشتوں کا ڈانٹ ڈپٹ کرنا ہے کہ کیا تمہیں ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا؟ اس کے بعد دوزخ کا عذاب ہوگا۔

فتنۃ الغنی، سرکش ہو جانا، فخر و غرور کرنا اور زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ کرنا۔ اس میں شر کا لفظ فرمایا اور فقر میں لفظ شر نہیں ذکر کیا؛ کیونکہ مال داری میں شر ہے جو دوسروں میں نہیں مالداری کے مفاسد اور ضرر بہت زیادہ ہیں۔ یا مال داروں کے لئے تغلیظ اور سختی فرمائی کہ وہ مالداری سے غرور میں نہ آجائیں اور اس کے مفاسد سے غافل نہ ہوں۔

فتنۃ الفقر، کیونکہ غربت میں انسان وہ کہہ دیتا ہے جو مومن کے لائق نہیں اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ فقر کفر تک پہنچا دے۔

فتنۃ المسیح الدجال، مَسِیح بفتح المیم و کسر السین ہے دونوں کو مکسور اور سین کو مشدد بھی پڑھا جاتا ہے۔ اگر سین کو مشدد پڑھیں تو یہ ممسوح عین سے ہے بالعین کانا۔ اور اگر مخفف ہو تو سیاحت سے

Marfat.com

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُبْنِ
وَالْكَسَلِ كَسَالٰى وَكِسَالٰى وَاحِدٌ

٦٨٨٠ حَدَّثَنَا خَلِدُ ابْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ اَبِي عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ

ہے، کیونکہ وہ ساری زمین پر چلے گا یا وہ دائیں آنکھ سے کانا ہے۔
دجال دجل سے ہے اس کے معنی ہیں ڈھانک لینا دجال ساری زمین کو کثیر مخلوق کے سبب ڈھانک لے گا یا وہ سچ کو جھوٹ کے ساتھ چھپائے گا یا زمین پر پھر جائے گا۔ حدیث میں برف اور اولے کے پانی کی تخصیص یہ ہے کہ یہ بہت صاف ہوتے ہیں ان میں نجاست کے ملنے کا احتمال کم ہوتا ہے۔
اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب کپڑا دھونے میں مبالغہ کرنا ہو تو گرم پانی سے دھوتے ہیں ٹھنڈے خصوصاً برف کے پانی سے نہیں دھوتے اس کا جواب یہ ہے کہ بعینہٖ برف اور اولے مراد نہیں بلکہ گناہوں سے تطہیر کی تاکید مراد ہے اور برف اور اولے دو ایسے پانی ہیں کہ ان میں طہارت ہی طہارت ہے ان کو ہاتھ مس نہیں کرتے تو پاکیزگی میں یہ ضرب المثل ہیں۔
علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ ہو سکتا ہے کہ گناہوں کو بمنزلہ نارِ جہنم کیا جائے کیونکہ گناہ انسان کو دوزخ تک پہنچاتے ہیں تو اس کی حرارت بجھانے کے لئے غسل سے تعبیر کی۔

باب بزدلی اور سستی سے پناہ مانگنا

کَسَالٰی بضم الکاف اور کِسَالٰی بفتح الکاف ہم معنی ہیں "

Marfat.com

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْبُخْلِ اَلْبُخْلُ وَالْبَخَلُ وَاحِدٌ مِثْلُ الْحُزْنِ وَالْحَزَنِ

٦٨٨١ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ كَانَ يَاْمُرُ بِهٰؤُلَاءِ الْخَمْسِ وَيُحَدِّثُ بِهِنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

٦٨٨٠ — ترجمہ : عمرو بن ابی عمرو نے کہا میں نے انس بن مالک سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ! میں تیرے ذریعہ ہم، حزن، عجز، کسل، بزدلی، بخل، قرض کے بوجھ اور لوگوں کا کمزوروں پر غلبہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

باب بُخل سے پناہ مانگنا

٦٨٨١ — ترجمہ : حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان پانچ امور کا حکم فرمایا کرتے تھے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے اے اللہ میں تیرے ذریعہ بخل سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ بزدلی سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ ذلیل عمر کی طرف ردّ کیا جاؤں اور تیرے ذریعہ دُنیا کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔

Marfat.com

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ اَرَاذِلُنَا سُقَاطُنَا

٦٨٨٢ — حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ

بَابُ الدُّعَاءِ بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْوَجَعِ

٦٨٨٣ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب رذیل عمر سے پناہ مانگنا

"اَرَاذِلُنَا اَسْقَاطُنَا"، اس سے اس آیت کریمہ: اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا، کی طرف اشارہ کیا اور "اَرَاذِلُنَا" کی تفسیر اَسْقَاطُنَا سے کی۔ یہ ساقط کی جمع ہے یہ حسب و نسب میں ذلیل آدمی ہے جو قوم میں گرا ہوا شمار ہوتا ہے۔

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے اے اللہ میں تیرے ذریعہ کاہلی سے

٦٨٨٢ —

پناہ مانگتا ہوں، تیرے ذریعہ بزدلی سے پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعہ بڑھاپے سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ذریعہ بخل سے پناہ مانگتا ہوں۔ (بڑھاپا اور ارذل العمر ایک ہی شئ ہے)

باب وباء اور تکلیف دور کرنے کی دعاء کرنا

وباء عام مرض ہے بعض نے کہا عام موت ہے یہ طاعون سے عام ہے، کیونکہ درحقیقت یہ بیماری ہوا کے فاسد ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں وباء اور طاعون ایک ہی شئ ہے۔ ہر مرض پر وجع کا اطلاق ہوتا ہے

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ اِلَيْنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَانْقُلْ حُمَّاهَا اِلَى الْجُحْفَةِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا وَصَاعِنَا

۶۸۸۴ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ عَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ شَكْوٰى اَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِيْ مَا تَرٰى مِنَ الْوَجَعِ وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَةٌ لِّيْ وَاحِدَةٌ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ فَبِشَطْرِهٖ قَالَ لَا قَالَ الثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ

لہٰذا یہ عام کا خاص پر عطف ہے لیکن وباء کا منشا فساد ہوا ہے۔ یہ خاص ہے اور وجع کے کئی اسباب ہیں۔ اگر یوں کہا جائے کہ وباء عام مرض ہے تو عام کا عام پر عطف ہوگا۔

۶۸۸۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مدینہ منورہ ہم کو محبوب کر دے جیسے مکہ مکرمہ کو محبوب کیا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کا بخار نقل کر کے جحفہ پہنچا دے اے اللہ ہمارے لیے مُدّ اور صاع میں برکت فرما۔ (حدیث ۱۷۷۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۸۸۴ — ترجمہ : عامر بن سعید سے روایت ہے کہ ان کے والد نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر میری بیماری جس سے میں موت کے قریب ہو چکا تھا میری عیادت کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے مہلک بیماری پہنچی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں اور میں مالدار ہوں میری ایک ہی بیٹی میری وارث ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہ۔ میں نے عرض کیا اپنا نصف مال (صدقہ کروں) فرمایا نہ میں نے عرض کیا ایک تہائی۔ فرمایا ایک تہائی کرو اور ایک تہائی بہت ہے۔ بے شک تمہارا اپنے وارثوں

Marfat.com

تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ قَالَ سَعْدٌ رَثَى لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ

کو مالدار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ ان کو بھوکا چھوڑے اس حال میں کہ وہ لوگوں کی طرف ہاتھ پھیلائیں اور تو کوئی نفقہ خرچ نہ کرے گا جس کے سبب تو اللہ کی رضا چاہے مگر تجھے ثواب دیا جائے گا یہاں تک کہ تو جو اپنی بیوی کے منہ میں کرے گا (ثواب دیا جائے گا) میں نے عرض کیا کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد مکہ میں پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟ فرمایا تو ہرگز پیچھے نہ رہے گا پس جو کوئی تو اچھا کام کرے گا جس سے تو اللہ کی رضا چاہے گا مگر اس کے باعث تیرا درجہ اور مرتبہ اور زیادہ ہوگا یقیناً تو پیچھے رکھا جائے گا۔ حتیٰ کہ تیرے سبب بعض لوگ نفع حاصل کریں گے اور دوسرے (کفار) تمہارے سبب ضرر پائیں گے اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت پوری کر اور ان کو ان کی ایڑیوں کے باعث ردّ نہ کر لیکن سخت حاجتمند سعد بن خولہ، سعد بن ابی وقاص نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر رحم کا اظہار کیا کہ وہ مکہ میں فوت ہوگئے۔

شرح : عالہ عائل بمعنی فقیر کی جمع ہے۔ یتکففون یعنی لوگوں کی طرف مانگنے کے وقت ہاتھ پھیلائیں۔ قولہ لعلک تخلف ،، لعل تحقیق کے لئے ہے۔ یعنی تو یقیناً پیچھے چھوڑا جائے گا اس میں سعد کی درازیٔ عمر کی طرف اشارہ ہے۔ یہ غیب کی خبر ہے؛ چنانچہ اس کے بعد

Marfat.com

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ

٦٨٨٥ — حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا الْحُسَیْنُ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَعَوَّذُ بِهِنَّ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ

سعد بن ابی وقاص چالیس برس بقید حیات رہے اور فتوحات کثیرہ حاصل کیں اور عراق فتح کیا۔
علامہ عینی نے داؤدی سے ذکر کیا۔ مہاجرین کے لئے مکہ میں طوافِ صدر کے بعد صرف تین دن اقامت کی اجازت تھی۔ حضور نے ان کے لئے اس پہ ثابت رہنے کی دعا کی لیکن سخت حال سعد بن خولہ جو مکہ میں ہی فوت ہوگئے۔ اس لئے ان کے لئے حضور رحم کا اظہار کرتے تھے؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے شہر سے ہجرت کرے اس کو قیامت کے دن ہجرت کا ثواب دیا جائے گا جو اُس نے اپنے شہر سے دُوسری زمین کی طرف ہجرت کی تھی اور جب وہ مکہ میں ہی فوت ہوگئے تو اس ثواب سے محروم ہوگئے۔
بعض نے کہا سعد بن خولہ جنگِ بدر کے بعد مکہ مکرمہ چلے گئے اور کسی عذر کے بغیر بہت مدت اقامت کی اگر ان کا عذر ہوتا تو گناہ گار نہ ہوتے وہ حجۃ الوداع میں فوت ہوئے۔ (حدیث ۱۲۲۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب رذیلِ عمر سے اور فتنۂ دنیا اور عذابِ نار سے پناہ مانگنا

٦٨٨٥ — ترجمہ: مصعب بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی اُنہوں نے کہا اُن کلمات کے ساتھ پناہ مانگو جس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے۔ اے اللہ! میں بزدلی

Marfat.com

٦٨٨٦ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

بخل، رذیل عمر کی طرف رد ہونے، دُنیا کے فتنوں اور عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں،،

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ! میں کسل، بڑھاپا، ٦٨٨٦ ـــ

قرض اور گناہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں عذابِ نار، آگ کی آزمائش، قبر کی آزمائش اور عذابِ قبر، مال داری کی آزمائش کی شر، فقر کی آزمائش کی شر اور مسیح دجال کے فتنہ کی شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میرے گناہ برف اور اولے کے پانی سے دھو ڈال اور میرا دل گناہوں سے صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان ایسی دُوری کر جیسے تُو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دُوری کی ہے۔

(ہرم اور رذیل عمر ایک ہی شئ ہے لہٰذا حدیث عنوان کے مناسب ہے)

Marfat.com

٦٨٨٧ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامٌ ابْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَالَتِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ

٦٨٨٨ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب مالداری کے فتنہ سے پناہ چاہنا

٦٨٨٦ ـــ ترجمہ : ہشام نے اپنے والد عروہ سے انہوں نے اپنی خالہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح پناہ مانگتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ"

باب فقر کے فتنہ سے پناہ چاہنا

٦٨٨٧ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اے اللہ! میں تیرے ذریعہ فتنۂ نار اور عذاب

Marfat.com

يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ
وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ
مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِیْ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ
قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِیْ
وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ
اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

بَابُ الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْمَالِ مَعَ الْبَرَكَةِ

۶۸۸۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ
اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسٌ خَادِمُكَ اُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ

فتنۂ قبر اور عذابِ قبر، مالداری کے فتنہ کی شر اور فقر فاقہ کی شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ میں تیرے ذریعہ فتنۂ مسیح دجال سے پناہ چاہتا ہوں اے اللہ میرا دل برف اور اولے کے پانی سے صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری کر جیسے تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری کی ہے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعہ کاہلی، گناہ اور قرض سے پناہ مانگتا ہوں۔ (حدیث ۵۶۱۹ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

باب برکت کے ساتھ کثرتِ مال کی دعا کرنا

۶۸۸۹ — ترجمہ : ام سُلیم رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم انس آپ کا خدمتگار ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیں فرمایا

Marfat.com

مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيمَا اَعْطَيْتَهٗ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِمِثْلِهٖ

بَابُ الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْوَلَدِ مَعَ الْبَرَكَةِ

٦٨٩٠ — حَدَّثَنَا اَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيمَا اَعْطَيْتَهٗ

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْاِسْتِخَارَةِ

٦٨٩١ — حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ مُصْعَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَالسُّوْرَةِ مِنَ الْقُرْاٰنِ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ

اے اللہ! انس کا مال زیادہ کر جو کچھ تو اسے عطا کرے اس میں برکت کر ہشام بن زید نے کہا میں نے انس ابن مالک سے اس طرح سنا ہے۔ حدیث ٦٨٩٠ کی شرح دیکھیں (باب دعوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لخادمہ)

باب برکت کے ساتھ کثرتِ اولاد کی دعاء کرنا

٦٨٩٠ — ترجمہ: قتادہ بن دعامہ سدوسی نے کہا میں نے انس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ام سلیم نے کہا انس آپ کا خادم ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس کا مال اور اس کی اولاد زیادہ کر اور جو کچھ اس کو دیا ہے اس میں برکت فرما۔

Marfat.com

ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ وَيُسَمِّیْ حَاجَتَهٗ

باب استخارہ کے وقت دُعاء کرنا

۶۸۹۱ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے۔ جیسے قرآن کریم کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ فرمایا جب کوئی کسی کام کا قصد کرے تو دو رکعتیں نماز پڑھے پھر کہے اے اللہ! میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے عظیم فضل سے تجھ سے سوال کرتا ہوں بے شک تو قادر ہے میں قادر نہیں تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو غیبوں کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین، میری زندگی اور میرے کام کی عاقبت میں بہتر ہے یا فرمایا میرے دنیاوی کام اور اُخروی کام میں بہتر ہے،، تو اس کو میرا مقدر کر دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ امر میرے لئے میرے دین، میری زندگانی اور میرے کام کی عاقبت میں بُرا ہے یا فرمایا میرے دُنیاوی امر اور اُخروی کام میں شر ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے باز رکھ اور میرے لئے بہتری اور خیر مقدر کر۔ پھر مجھے راضی کر دے اور اپنی حاجت ذکر کرے۔

۶۸۹۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کلمہ ،، اِنْ ،، شک کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کے عالم ہونے میں شک نہیں ،، اس کا جواب یہ ہے کہ شک اس بات میں ہے کہ اس کا علم خیر سے متعلق ہے یا شر سے متعلق ہے۔ اصل علم میں شک نہیں۔ دُعاء میں معاش

Marfat.com

بَابُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الدُّعَاءِ

۶۸۹۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ

سے مراد زندگی اور معاد سے مراد آخرت ہے۔

قولہ او قال، یعنی راوی نے یہ کلام تین الفاظ "فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری" کا بدل ذکر کیا ہے اور اس میں شک کیا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ تین بار دعاء کرنا چاہیے ایک بار دعاء میں فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری دعاء کرے۔ دوسری بار دعاء کرے۔ فی عاجل امری وآجلہ تیسری بار کہے فی دینی وعاجلی وآجلی (کرمانی) (حدیث ۱۰۹۷ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

باب وضوء کے وقت دُعاء کرنا

۶۸۹۳ — ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضوء کیا پھر دونوں ہاتھ مبارک اُٹھائے اور فرمایا اے اللہ! عُبَید ابی عامر کو بخش میں نے حضور کی بغلوں کی سپیدی دیکھی۔ آپ نے فرمایا اے اللہ اس کو قیامت کے دن اس کی قدر و منزلت مسلمانوں میں کثیر مخلوق سے بلند فرما"

۶۸۹۳ — شرح: یہ ابو عامر حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری کا چچا ہے ان کو غزوۂ اوطاس میں گھٹنے میں تیر لگا۔ وہ اسی وقت تیر کے زخم سے وفات پاگئے ان کے فوت ہونے کی خبر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضور نے دونوں ہاتھ مبارک اُٹھا کر ان کے لئے دُعاء فرمائی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فوت شدہ شخص کے لئے ہاتھ اُٹھا کر

Marfat.com

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا عَلَا عَقَبَةً

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ عُقْبًا عَاقِبَةٌ وَعُقْبًا وَعَاقِبَةٌ وَاحِدٌ وَهُوَ الْآخِرَةُ ۶۸۹۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ اِرْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَلٰكِنْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ثُمَّ أَتٰى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

فاتحہ خوانی کرنا سُنّتِ رسُول ہے صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بدعت کہنا بہت بڑی جسارت ہے۔

باب جس وقت اُونچی جگہ چڑھے تو دُعاء کرنا

ابوعبداللہ (بخاری) نے کہا "خَيْرٌ عُقْبًا عَاقِبَةٌ وَعُقْبًا وَعَاقِبَةٌ" ہم معنیٰ ہیں اور وہ آخرت ہے۔ ۶۸۹۳ — ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری نے کہا ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب ہم بلند جگہ پر چڑھتے تو اللہ اکبر بلند آواز سے کہتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنے پر نرمی کرو، کیونکہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو لیکن تم تو سُننے والے دیکھنے والے کو پکارتے ہو۔ پھر حضور میرے پاس تشریف لائے اور میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا

Marfat.com

بَابُ الدُّعَاءِ اِذَا هَبَطَ وَادِيًا فِيْهِ حَدِيْثُ جَابِرٍ

بَابُ الدُّعَاءِ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَوْ رَجَعَ فِيْهِ يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَنَسٍ

٦٨٩٤ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْاَرْضِ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فرمایا اے عبداللہ بن قیس «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ» جنت کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے۔ یا فرمایا کیا میں ایک کلمہ کی طرف تیری راہنمائی نہ کروں جو جنت کے خزانوں سے خزانہ ہے وہ «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ» ہے۔

٦٨٩٣ ـــ شرح: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ» کے معنی یہ ہیں کہ شر کے دفع کرنے میں کوئی حیلہ نہیں اور نہ ہی خیر کے حاصل کرنے میں اللہ کے سوا کوئی قوت ہے۔ یہ کلمہ استسلام اور کام اللہ تعالیٰ کے حضور سپرد کرنا ہے۔ یعنی اللہ کے حکم کے مطابق گردن جھکا دینا اور تمام کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا (حدیث ٢٧٨٩ ج ٤: کی شرح دیکھیں)

باب جب کسی گھاٹی میں اُترے تو دعاء کرنا

اس میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جب ہم بلند جگہ چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب کسی گھاٹی میں اُترتے تھے تو تسبیح کرتے تھے یعنی سبحان اللہ کہتے تھے۔ (حدیث ٢٧٩٠ ج ٤ کی شرح دیکھیں)

باب جس وقت سفر کا ارادہ کرے یا سفر سے واپس آئے تو دعاء کرنا

Marfat.com

ثَلٰثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُتَزَوِّجِ

۶۸۹۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَهْيَمْ اَوْ مَهْ قَالَ تَزَوَّجْتُ اِمْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ

اس میں یحییٰ بن ابی اسحاق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت کی ہے "

۶۸۹۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس لوٹتے تو زمین سے ہر بلند جگہ پر تین بار تکبیر کہتے۔ پھر فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک اور اسی کی حمد و ثنا ہے اور وہ ہر شئی پر قادر ہے ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے عبد کی مدد کی اور کافروں کو تنہا شکست دی " (یہ ہر سفر میں پڑھنا مسنون ہے)

باب نکاح کرنے والے کے لئے دعاء کرنا

۶۸۹۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن

Marfat.com

٦٨٩٦ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ هَلَكَ أَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ قُلْتُ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ قُلْتُ هَلَكَ أَبِي فَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ قَالَ فَبَارَكَ اللهُ عَلَيْكَ لَمْ يَقُلِ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو وَبَارَكَ اللهُ عَلَيْكَ

ابن عوف پر زردی کا نشان دیکھا تو فرمایا تمہارا کیسا حال ہے یا مَہ فرمایا (معنی واحد) عرض کیا میں نے ایک عورت سے گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے عوض نکاح کیا ہے حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے لئے برکت کرے ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کے ساتھ کرو ،،

٦٨٩٥ ـــ شرح : قولہ مُهَيَّم بفتح الميم وسكون الياء وفتح الياء آخر میں میم ہے یعنی ما حالک تمہارا کیسا حال یا تمہاری کیا شان ہے ۔ قولہ ،، مہ،، ما استفہامیہ ہے الف کو ہا سے بدلا ہے ۔ یہ راوی کو شک ہے (حدیث ۴۷۵۲ ج ۸ کی شرح دیکھیں) ،،باب کیف یدعیٰ للمتزوج ،،

٦٨٩٦ ـــ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا والد فوت ہوگیا اور سات یا نو (۹) بیٹیاں چھوڑیں میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جابر تو نے نکاح کیا ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں ،، فرمایا کنواری سے یا بیوہ سے نکاح کیا ہے ۔ میں نے عرض کیا بیوہ سے فرمایا کنواری سے نکاح کیوں نہیں کیا تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی یا فرمایا تو اس کو ہنساتا اور وہ تجھے ہنساتی ۔ میں نے عرض کیا میرا والد وفات پاگیا اور سات یا

Marfat.com

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا اَتٰى اَهْلَهٗ

۶۸۹۷ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْتِيَ اَهْلَهٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّهٗ اِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ اَبَدًا

تو بیٹیاں چھوڑیں میں نے پسند نہ کیا کہ اُن جیسی لڑکی لے آؤں۔ اس لئے میں نے ایسی عورت سے نکاح کیا ہے جو اُن کا اہتمام کرے گی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے لئے برکت کرے ابن عُیَیْنہ اور محمد بن مسلم نے عمرو سے "وبارک اللہ علیک" نہیں کیا۔ (حدیث ۔۔۔ ج ۷ کی شرح دیکھیں) (نفقات باب عون المرۃ زوجہا فی ولدہ)

باب جس وقت اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا کہے

۶۸۹۷ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اُن میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا "ساتھ نام اللہ کے اے اللہ ہمیں شیطان سے دُور رکھ اور شیطان کو اس سے دُور رکھ جو ہمیں عطا فرمائے" پس اگر اُن دونوں کے اس جماع میں بچہ مقدر ہے تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہ دے گا۔

۶۸۹۷ — شرح: یعنی جس وقت انسان اپنی بیوی سے جماع کی خواہش کرے تو حدیث میں مذکور دعا پڑھے۔ اس جماع میں اگر اللہ تعالیٰ نے ان کی تقدیر میں بچہ کر دیا تو اس پر شیطان کا تسلّط نہ ہوگا اور وہ نیک اور صالح ہوگا شیطان اس کے بدن اور دین میں کسی قسم کی مضرت نہیں پہنچا سکے گا (حدیث ۔۔۔ ج ۸ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

٦٨٩٨ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اے ہمارے پروردگار ہمیں دُنیا میں حسنہ دے

حَسَنَۃً دُنیا میں علم و عبادت ہے اور آخرت میں جنت ہے۔ بعض علماء نے کہا دُنیا میں حسنہ خیر و عافیت ہے۔ مال بھی مراد ہو سکتا ہے۔ محمد بن کعب قرظی نے کہا حسنہ ایک بیوی ہے (یعنی)

٦٨٩٨ ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دُعاء یہ تھی اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ،،

٦٨٩٨ ــــ شرح : قاضی عیاض نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعاء بکثرت اس لئے کرتے تھے کہ یہ دُعاء دُنیا و آخرت کی دُعاء کے معانی کو جامع ہے۔ حسنۃ نعمت ہے تو حضور نے دُنیا اور آخرت کی نعمتوں اور عذاب سے وقایت کا سوال کیا۔

شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ چاہا ہے وہ آپ کے مرتبہ کے موافق ہوگا جو ہماری عقل میں نہیں آسکتا ہے۔ ہمارے حال اور سلوک کے موافق معنیٰ یہ ہے کہ اے پروردگار عالم ہمیں دُنیا میں اپنی پسندیدہ توفیق دے اور آخرت میں مغفرت اور اپنی ملاقات اور دوزخ کے عذاب سے ہماری حفاظت کر ،،

Marfat.com

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

٦٨٩٩ حَدَّثَنِيْ فَرْوَةُ بْنُ اَبِي الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا تُعَلَّمُ الْكِتَابَةُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ

بَابُ تَكْرِيْرِ الدُّعَاءِ

٦٩٠٠ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

باب دُنیا کے فتنوں سے پناہ مانگنا

٦٨٩٩ ترجمہ: مصعب بن سعد نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ان کلمات کی تعلیم دیتے تھے جیسے کتاب سکھائی جاتی ہے۔ اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ بزدلی اور رذیل عمر کی طرف ردّ ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور دنیا کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

باب بار بار دعاء کرنا

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُبَّ حَتّٰى اَنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ قَدْ صَنَعَ الشَّيْءَ وَمَا صَنَعَهٗ وَاِنَّهٗ دَعَا رَبَّهٗ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ اِنَّ اللّٰهَ اَفْتَانِيْ فِيْ مَا اسْتَفْتَيْتُهٗ فِيْهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ جَاءَنِيْ رَجُلَانِ فَجَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ ذِيْ اَرْوَانَ وَذُوْ اَرْوَانَ بِئْرٌ فِيْ بَنِيْ زُرَيْقٍ قَالَتْ فَاَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَاَنَّ نَخْلَهَا رُؤُسُ الشَّيَاطِيْنِ قَالَتْ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهَا عَنِ الْبِئْرِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَهَلَّا اَخْرَجْتَهٗ

یعنی ایک بار دُعاء کے بعد دُوسری بار دُعاء کرنا ؛ کیونکہ دُعاء کے تکرار میں مقامِ فقر، حاجت اور اللہ کے حضور تذلل اور خضوع کا اظہار ہے۔ ابوداؤد اور نسائی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند تھا کہ تین بار دُعاء اور تین بار استغفار کریں (عینی)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کا یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ نے کوئی شئی کی ہے، حالانکہ وہ نہ کی ہوئی ہوتی تھی۔ اور حضور نے دُعاء کی پھر فرمایا اے عائشہ کیا تم جانتی ہو اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتادی ہے جس کے متعلق میں نے اس سے پوچھا تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے ؟ فرمایا میرے پاس دو آدمی آئے اُن میں سے ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دُوسرا میرے پاؤں کے پاس اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا اس مرد کا مرض کیا ہے۔ دوسرے نے کہا جادو کیا گیا ہے۔ کہا

٦٩٠٠ ——

Marfat.com

فَقَالَ اَمَّا اَنَا فَقَدْ شَفَانِیَ اللّٰہُ وَکَرِھْتُ اَنْ اُثِیْرَ عَلَی النَّاسِ شَرًّا زَادَ عِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ وَاللَّیْثُ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَدَعَا وَسَاقَ الْحَدِیْثَ

کس نے کیا۔ دُوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے جادو کیا ہے۔ کہا کس چیز میں کیا ہے دوسرے نے کہا کنگھی اور کنگھی سے گرنے والے بالوں میں اور مذکر کھجور کے شگوفہ میں کیا ہے اُس نے کہا وہ اب کہاں ہے؟ دُوسرے نے کہا بنی زُریق کے ذروان کنوئیں میں ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے پھر عائشہ کی طرف لوٹے اور فرمایا بخدا گویا کہ اس کا پانی مہندی کے نچوڑ کی طرح سُرخ ہے گویا کہ اس کی کھجوریں شیاطین کے سر ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اُن سے کنوئیں کا واقعہ بیان فرمایا میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے وہ جادو باہر کیوں نہیں نکالا۔ فرمایا اللہ نے مجھے شفا دے دی ہے میں نہیں پسند کرتا کہ میں لوگوں میں شر پھیلاؤں۔ عیسیٰ بن یونس اور لیث نے اُنہوں نے ہشام سے اُنہوں نے اپنے والد عروہ سے اور اُنہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔ حضور نے دُعا کی پھر دُعا کی اور ساری حدیث بیان کی ،،

۶۹۰۰ —— شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار دُعا کی اس اعتبار سے عنوان سے مناسبت ہے۔ بعض لوگ اس حدیث سے انحراف کرتے ہیں اور کہتے ہیں نبی پر جادو نہیں ہو سکتا، لیکن یہ وہم وہم ہی ہے؛ کیونکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر صرف اس حد تک محدود تھا کہ آپ کا خیال ہوتا تھا کہ میں نے فلاں کام کیا ہے، حالانکہ کیا نہ ہوتا تھا۔ خصوصاً بیویوں کے بارے میں اثر تھا اس کے سوا اور کچھ نہ تھا اس لئے جس قدر آپ پر جادو کا اثر تھا۔ اس سے نبوت کے حق میں کچھ ضرر نہ تھی جب نبیوں کو قتل کرنا اور ان کو زہر دینا ان کی نبوت میں اثر انداز نہیں تو جادو کی تاثیر انبیاء علیہم السلام کے ابدان میں قتل اور زہر سے زیادہ انداز نہیں اور نہ یہ ان کی فضیلت کو کم کر سکتا ہے۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے اور جس کا نبوت سے تعلق ہے اس میں انبیاء کرام جادو کے اثر سے معصوم ہوتے ہیں (اس کی مزید تفصیل حدیث ۳۰۵۵ ج : ۵ کی شرح میں دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ الدُّعَآءِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَبِيْ جَهْلٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

٦٩٠١ ـــ حَدَّثَنِيْ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ اَوْفٰى يَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاَحْزَابِ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اِهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

باب مشرکوں پر بددعاء کرنا

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ قحط کے سات برسوں کے ساتھ میری مشرکوں پر مدد کر جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط کے سات سال تھے۔ اے اللہ ابوجہل کو ہلاک کر،،

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں دعا کی اے اللہ فلاں فلاں پر لعنت کر حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ،، نازل فرمائی۔

شرح : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ابوجہل کی ہلاکت کا ذکر اونٹ کی اوجھڑی کے واقعہ میں ہے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز میں سجود کے وقت ڈالی گئی تھی اور ڈالنے والا عرب کا بدبخت عقبہ بن ابی معیط تھا۔ (اس کی تفصیل حدیث ع ۲۳۹ ج ۱ کی شرح میں دیکھیں)

٦٩٠١ ـــ ترجمہ : ابن ابی خالد نے کہا میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے

Marfat.com

۶۹۰۲ ـــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ قَنَتَ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ

کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے لشکروں پہ بد دعا فرمائی اور فرمایا اے اللہ قرآن کو نازل کرنے والے بہت جلد حساب لینے والے کافروں کے لشکروں کو شکست دے ان کو ہزیمت دے اور اُن کے قدم پھسلا دے۔"

۶۹۰۱ ـــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کے جُرم کے مطابق ان پہ بددعا فرماتے تھے اور جو مسلمانوں کو سخت اذیت دیتے تھے اُن پہ بددعاء میں مبالغہ فرماتے تھے ؛ چنانچہ ابوجہل لعین کی ہلاکت کی دعاء کی اور خندق کے روز کافروں کے لشکر جمع ہو گئے تو ان کی ہزیمت کی دُعاء فرمائی ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو یہودیوں پر لعنت کرنے پہ منع فرمایا تھا اور انہیں رفق اور نرمی کی تلقین فرمائی تھی اور جو کچھ انہوں نے کہا اس جیسے کلام سے ان کی تردید کر دی تھی ۔ اس سے زیادہ کی ام المؤمنین کو اجازت نہ دی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ یہودیوں کی تالیف کے لئے اُن سے رفق کا حکم دیا تھا کہ اس طرح سے وہ اسلام قبول کریں گے۔

۶۹۰۲ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء آخری رکعت میں "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہتے تو فرماتے اے اللہ عیاش بن ربیعہ کو نجات دلا ۔ اے اللہ ! قبیلہ مُضر پر اپنی گرفت سخت کر دے اے اللہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط کے سالوں کی طرح ان پہ قحط سالی ڈال ۔ (حدیث ۹۵۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۰۲ ـــ شرح : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

۶۹۰۳ ـــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فَأُصِيبُوا فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ فَقَنَتَ شَهْرًا فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَيَقُولُ إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوُا اللهَ وَرَسُولَهُ

۶۹۰۴ ـــ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الْيَهُودُ يُسَلِّمُونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ السَّامُ

نے ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا جنکو قُراء کہا جاتا تھا وہ تمام شہید کر دیئے گئے تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر غمناک ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا جتنا اس واقعہ سے غمناک ہوئے تھے۔ آپ فجر کی نماز میں ایک مہینہ قنوت پڑھتے رہے اور فرماتے تھے کہ عُصَیّہ قبیلے نے اللہ اور اس کے رسُول کی نافرمانی کی ہے۔

۶۹۰۳ ـــ

شرح : سُریّہ" چھوٹا سا لشکر ہے جس کو دشمن کی طرف بھیجا جاتا ہے یہ زیادہ سے زیادہ چار سو غازیوں پر مشتمل ہوتا ہے ان کو سُریّہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ سری کے معنی نفیس اور عمدہ کے ہیں یہ بھی لشکر کا عمدہ حصہ ہوتا ہے اور لشکر کا خلاصہ اور بہترین لوگ ہوتے ہیں۔ جس سریہ کو عصیہ نے قتل کیا تھا اُن کو قراء بھی کہا جاتا ہے ؛ کیونکہ یہ قرآن کریم بہت پڑھتے تھے۔ یہ قراء حضرات صُفّہ مسجد میں رہتے تھے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درسگاہ کے طالب علم تھے۔ بوقت ضرورت عساکرِ اسلام کی مدد بھی کیا کرتے تھے نجد کے لوگ ان کو دھوکہ سے لے گئے تھے کہ ان کو اسلام کی تبلیغ کریں۔ جب بئر معونہ پہنچے تو انہیں قتل کر دیا گیا۔ اس لئے حضور نے فرمایا عصیہ نے اللہ اور رسُول کی نافرمانی کی ہے اور چالیس روز نماز میں قنوت پڑھتے رہے۔ ایک روایت کے مطابق حضور نے ایک ماہ دعاء قنوت پڑھی لیکن ان دونوں

Marfat.com

عَلَيْكَ فَفَطِنَتْ عَائِشَةُ إِلَىٰ قَوْلِهِمْ فَقَالَتْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا يَقُولُونَ قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِي أَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَقُولُ وَعَلَيْكُمْ

٦٩٠٥ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ مَلَأَ اللهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ

روایات میں تعارض نہیں ہے کیونکہ مفہوم عدد کا اعتبار نہیں کما مر۔

٦٩٠٤ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں سلام کرتے تھے کہ وہ کہتے تھے السَّامُ عَلَيْكَ "ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی یہ بات معلوم کرلی تو فرمایا تمہاری ہلاکت ہو اور تم پر لعنت ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ ہر کام میں نرمی کرو" انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ کیا آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا ہے فرمایا اے عائشہ کیا تو نے نہیں سنا میں نے ان پر یہ کلام کیسے رد کیا ہے میں نے کہا ہے تم پر (تمہاری ہلاکت ہو) السام بمعنی الموت مہلاً، نرمی۔

(حدیث ۔۔۔ ج : ۹ کی شرح دیکھیں۔ کتاب الادب : الرفق فی الامر کلہ)

٦٩٠٥ — ترجمہ : علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا ہم غزوہ خندق کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی قبریں اور گھر آگ سے بھر دے جس طرح انہوں نے ہم کو صلوٰۃ وسطیٰ سے روکا ہے حتیٰ کہ سورج غروب

Marfat.com

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ

٦٩٠٦ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَدِمَ الطُّفَيْلُ ابْنُ عَمْرٍو عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّهٗ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ

ہوگیا۔ صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز ہے۔

٦٩٠٥ ـــ شرح : قولہ کما شغلونا، دونوں میں وجہ تشبیہ یہ ہے کہ اُن کا آگ سے مشغول ہونا تمام پسندیدہ اشیاء سے اعراض کا سبب ہے گویا کہ کہا اللہ ان کو اس سے روکے جیسے انہوں نے ہم کو روکا ہے۔

باب مشرکوں کے لئے دُعاء کرنا

٦٩٠٦ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض کیا یارسُول اللہ! دوس نے نافرمانی کی ہے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں بددعا فرمائیں لوگوں نے گمان کیا کہ حضور ان کے حق میں بددُعا فرمائیں گے حضور نے فرمایا اے اللہ دَوس کو ہدایت دے اور اِن کو سلکِ اسلام میں داخل کر،،

٦٩٠٦ شرح : یہ دُعا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمالِ خلق عظیم اور لوگوں پر رحمت کا نتیجہ ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی مقصود تھا کہ لوگ سلکِ اسلام میں منسلک ہوجائیں تاکہ نارِ جہنم کا ایندھن نہ بنیں۔

طفیل بن عمرو دوسی : طفیل بن عمرو بن طریف بن حاص دوس سے آئے اور مشرف باسلام

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ

۶۹۰۷ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ رَبِّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ كُلِّهٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وَجَهْلِيْ وَهَزْلِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ

ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ میں تصدیق کی پھر واپس دوس چلے گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت تک دوس میں رہے پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے۔ پھر وہ آپ کے ساتھ ہی رہے حتیٰ کہ حضور وفات پا گئے پھر وہ مسلمانوں کے ساتھ رہے۔ حتیٰ کہ یمامہ کی جنگ میں شہید ہو گئے۔ بعض نے کہا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اے اللہ میرے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دے

۶۹۰۷ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے

Marfat.com

شَيْءٍ قَدِيْرٌ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

٦٩٠٨ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ ابْنِ أَبِيْ مُوْسٰى وَأَبِيْ بُرْدَةَ وَأَحْسِبُهُ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ هَزْلِيْ وَجِدِّيْ وَخَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ

تھے (برائے تعلیم اُمت) اے اللہ میری خطاء، جہل اور تمام کاموں میں میرا اسراف اور جو چیز تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے بخش دے۔ اے اللہ! میری خطائیں اور جو گناہ میں نے قصداً یا خطاء اور ہزل کے طور پر کئے ہیں اور جو میں نے کیا ہے سب بخش دے۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے جو میں نے پہلے اور پیچھے کئے ہیں اور جو خفیہ اور علانیہ کئے ہیں تو ہی اوّل اور تو ہی آخر اور تو ہر شئ پر قادر ہے عُبَیداللہ بن معاذ نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " (یہ دُعا تعلیم اُمت کے لئے ہے)

٦٩٠٨ — ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء فرمایا کرتے تھے (برائے تعلیم امت) اے اللہ میری خطائیں اور غفلت اور تمام کاموں میں میرا اسراف اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے بخش دے۔ اے اللہ! میری لاپرواہی، قصد اور خطاء و عمد اور جو بھی میں نے گناہ کئے ہیں سب بخش دے۔

٦٩٠٨ — شرح: یعنی اے پروردگارِ عالم میں ان اشیاء متصف ہوں یہ سب معاف کردے اور مجھے بخش۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مغفور ہیں تو اس دعاء کا کیا مفہوم ہے؟

Marfat.com

بَابُ الدُّعَاءِ فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

٦٩٠٩ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ وَقَالَ بِيَدِهِ قُلْنَا يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا

ا ۔ کا جواب یہ ہے کہ حضور نے یہ تواضع انکساری یا تعلیم امت کے لئے فرمایا ہے یا اس لئے کہ دعا عبادت ۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ کیسے متصور ہو سکتا ہے جن کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا ، وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولٰى ، وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ، بہرکیف مذکور تمام دعائیں امت کی تعلیم کے لئے ہیں اور ان میں عبادت کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے

باب جمعہ کے دن کی ساعت میں دعاء کرنا

٦٩٠٩ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے اس کو مسلمان نہیں پاتا جبکہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اس حال میں کہ اللہ سے سوال کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے اور اپنے دستِ اقدس سے اشارہ کیا ہم نے کہا اس کی قلت کی طرف اشارہ فرماتے تھے (یعنی وہ گھڑی نہایت ہی قلیل ہے)

٦٩٠٩ — شرح : یعنی کوئی مسلمان اس گھڑی میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور نماز کے ضمن میں دعاء بھی ہے لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ سے نیک دعائیں کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں ضرور قبول کرتا ہے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ یُصَلِّی بمعنی یدعو ہے اور قائم کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس گھڑی پر مواظبت کرتا ہے۔

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُوْدِ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيْنَا

۶۹۱۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ إِنَّ الْيَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ أَوِ الْفُحْشَ قَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! یہودیوں کے بارے میں ہماری دعاء قبول ہے انکی دعاء ہمارے بارے میں قبول نہیں

۶۹۰۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا السام علیک حضور نے فرمایا وعلیکم ام المؤمنین نے فرمایا تم پر ہلاکت ہو اور تم پر لعنت کرے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ نرمی کرو اور نرمی اختیار کرو۔ سختی سے دور رہو یا فرمایا بدگوئی سے دور رہو۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ! جو انہوں نے کہا آپ نے سنا نہیں؟ فرمایا کیا جو کچھ میں نے کہا ہے تو نے سنا نہیں میں نے ان کو جواب دیا ہے۔ میرا جواب ان کے بارے میں قبول ہوگا اور ان کی بد دعا میرے حق میں قبول نہیں۔

۶۹۰۹ — شرح : اس پر یہ سوال ہو چھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے جواب میں فرمایا وَعَلَيْكُمْ یعنی اور تم پر ہو، واؤ اشتراک کو چاہتی

Marfat.com

بَابُ التَّأْمِيْنِ

٦٩١١ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْقَارِئُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَاْمِيْنُهُ تَاْمِيْنَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيْلِ

٦٩١٢ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَ لَهٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ

ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور کے جواب کے معنی یہ ہیں۔ وَتَلَيْكُمُ الْمَوْتُ ،تم پر موت، اور ہلاکت ہو، او استیناف کے لئے ہے یعنی تم پر ہلاکت ہو جس کے تم مستحق ہو۔

باب آمین کہنا

٦٩١١ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا جب قاری آمین کہے تم سب آمین کہو، کیونکہ فرشتے تمہاری آمین کے مطابق آمین کہتے ہیں۔ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو جائے اس کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔" (حدیث ۷۴۸ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

وَكُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ

٦٩١٣ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مَيْمُونٍ قَالَ مَنْ قَالَ عَشْرًا كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمٰعِيلَ قَالَ عُمَرُ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الشَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ مِثْلَهُ فَقُلْتُ لِلرَّبِيعِ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ قَالَ مِنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ فَأَتَيْتُ عَمْرَو

باب لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کی فضیلت

٦٩١٢ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک دن میں سو بار کہا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ "، اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اس کا ملک اور اسی کی حمد و ثناء ہے وہ ہر شئی پر قادر ہے " اس کو دس اونٹ کے بوجھ کا ثواب حاصل ہوگا۔ اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور وہ سارا دن شیطان سے محفوظ رہتا ہے حتی کہ شام ہو جائے جو عمل اس نے کیا ہے اس سے افضل کسی کا عمل نہ ہوگا۔ مگر جو کوئی اس سے زیادہ عمل کرے (حدیث : ع ٣٠٨٠ ج : ٥ کی شرح دیکھیں)

٦٩١٣ — ترجمہ : عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے دس بار لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الخ کہا۔ وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے غلام آزاد کیا۔ عمر بن ابی زائدہ نے کہا ہم سے عبداللہ بن ابی سفر نے شعبی کے ذریعہ ربیع بن خثیم نے

Marfat.com

ابْنَ مَيْمُوْنٍ فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ مِنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی فَاَتَیْتُ ابْنَ اَبِیْ لَیْلٰی فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ فَقَالَ مِنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ یُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ یُوْسُفَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ مَیْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَوْلَهٗ وَقَالَ مُوْسٰی حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ عَنْ دَاوٗدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِسْمٰعِیْلُ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ الرَّبِیْعِ قَوْلَهٗ وَقَالَ اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَیْسَرَةَ سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ یَسَافٍ عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ خُثَیْمٍ وَعَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَوْلَهٗ وَقَالَ الْاَعْمَشُ وَحُصَیْنٌ عَنْ هِلَالٍ عَنِ الرَّبِیْعِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَوْلَهٗ

اس طرح بیان کیا۔ میں نے ربیع سے کہا آپ نے یہ کس سے سُنا ہے؟ اُنہوں نے کہا میں نے عمرو بن میمون سے سُنا ہے۔ میں عمرو بن میمون کے پاس گیا اور اُن سے کہا آپ نے یہ حدیث کس سے سُنی ہے اُنہوں نے کہا میں نے یہ ابن ابی لیلیٰ سے سُنی ہے۔ پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس گیا اور اُن سے کہا آپ نے یہ کس سے سُنا ہے انہوں نے کہا میں نے یہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے۔ ابراہیم بن یوسف نے اپنے والد سے انہوں نے ابو اسحاق سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ مجھ سے عمرو بن میمون نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے ابو ایوب سے ان کا قول

ث ۔ موسیٰ نے کہا ہم سے وُہیب نے داؤد، عامر، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور ابو ایوب کے ذ
نبی کریم
اور
سے حدیث بیان کی ہے اور اسماعیل ۔ کے ذریعے ربیع سے ان کا کلام سُنا ہے
عبدالملک بن میسرہ سے بیان
ساف ربیع بن خثیم، عمرو بن

Marfat.com

رَوَاهُ اَبُوْ مُحَمَّدِ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَلصَّحِيْحُ قَوْلُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو

بَابُ فَضْلِ التَّسْبِيْحِ

٦٩١٤ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

میمون کے ذریعہ ابن مسعود سے اُن کا قول سُنا۔ اعمش اور حُصَین نے ہلال اور ربیع کے ذریعہ عبداللہ کا قول ذکر کیا اور اس کو ابو محمد حضرمی نے ابوایوب سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ وہ اس شخص کی مثل ہے جس نے اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے غلام آزاد کیا۔ ابو عبداللہ (بخاری) نے کہا صحیح عبدالملک ابن عمرو کا قول ہے۔

شرح ٦٩١٣ — : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلام آزاد کرنے کی کیا تخصیص ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلام آزاد کرنا دوسرے غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔ قولہ مثلہ، یعنی یہ عمرو ابن میمون سے ابو اسحاق کی روایت کی طرح ہے۔ اس کی صورتِ تحصیل یہ ہے کہ عمر بن ابی زائدہ نے اس روایت کا اسناد دو اسانید سے ذکر کیا ہے ایک ابو اسحاق کے ذریعہ عمرو بن میمون سے، موقوف ذکر کیا ہے۔ دوسرا عبداللہ بن ابی سفر شعبی، ربیع بن خیثم، عمرو بن میمون، عبدالرحمٰن بن ابن ابی لیلیٰ کے ذریعہ ابوایوب خالد انصاری خزرجی سے مرفوع ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد (عرب) غلام ہو سکتے ہیں، لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ اگر عرب ظلماً گرفتار ہو کر کافروں کے قبضہ میں ہو جائیں تو اُن کو خرید کر آزاد کرنا عظیم ثواب کا موجب ہے۔

Marfat.com

٦٩١٥ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

باب تسبیح کی فضیلت

٦٩١٤ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک دن میں سبحان اللہ وبحمدہٖ سو بار کہا اس کے سارے گناہ گر جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کی مثل ہوں۔

٦٩١٤ — شرح : یعنی وہ گناہ جن کا حقوق اللہ سے تعلق ہے وہ اس کلمہ کی برکت سے گر جاتے ہیں لیکن وہ گناہ جن کا حقوق العباد سے تعلق ہے وہ ان کی رضاء کے بغیر معاف نہیں ہوتے ہیں لیکن یاد رہے کہ دن میں کسی وقت کی تعیین نہیں دن کے کسی وقت میں ایک ہی بار سو مرتبہ پڑھ لے یا متفرق اوقات میں سو بار پڑھ لے ان کل وہی فضیلت ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔ افضل یہ ہے کہ شروع دن میں ایک ہی مجلس میں سو بار کہہ لے۔ سمندر کی جھاگ سے مراد گناہوں کی کثرت ہے۔

٦٩١٥ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں۔ میزان میں بھارے ہیں اور رحمٰن کو پیارے ہیں (وہ یہ ہیں) سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم "

٦٩١٥ — شرح : کلام پر بھی کلمہ کا اطلاق ہوتا ہے جیسے شہادت کا کلمہ ہے، حالانکہ وہ کلام ہے۔ زبان پر ہلکے ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آسانی سے ادا ہوتے ہیں ان کا میزان میں بھارا ہونا حقیقت پر مبنی ہے، کیونکہ آخرت میں میزان کے پاس تمام اعمالوں

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی

۶۹۱۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ

کے جسم ہوں گے اور میزان جسم محسوس ہوگی اس کے دو پلڑے اور ڈنڈی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اعمال کو جسم ظاہر کرکے اس میں وزن کرائے گا۔ حبیبتان سے مراد محبوبتان ہیں یعنی ان کلمتان کا کہنے والا اللہ کو محبوب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے محبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ بندوں کو ثواب دیتا ہے اور ان کی عزت و عظمت بڑھاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فعیل "میں مذکر و مؤنث برابر ہوتے ہیں۔ خصوصاً جب ان کا موصوف مذکر ہو تو یہ مذکر ہوتے ہیں ان کو مؤنث کیوں ذکر کیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تذکیر و تانیث میں تسویہ جائز ہے واجب نہیں البتہ مفرد میں واجب ہے تثنیہ میں نہیں یا خفیفہ اور ثقیلہ کی مناسبت سے ان کو مؤنث ذکر کیا ہے، کیونکہ یہ فاعل کے معنیٰ میں ہیں یا ان پر تاء نقل کے لئے ہے جبکہ ان کو وصفیت سے اسمیت کی طرف نقل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے باقی اسماء کی نسبت یہاں رحمٰن کی خصوصیت یہ ہے کہ حدیث سے غرض لوگوں پر اللہ کی رحمت کی وسعت بیان کرنا ہے کہ ان کو تھوڑے عمل پر عظیم ثواب دیا جائے گا یا سجع کو قائم رکھنے کے لئے رحمٰن کو ذکر کیا ہے، کیونکہ کلمات کے آخری حروف، ہمشکل ہونے سے کلام کی خوبصورتی زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ علم بدیع میں مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجع سے منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے کاہنوں کی سجع سے منع فرمایا ہے جو باطل معانی کو متضمن ہوتی ہے۔ سبحان کے تکرار میں اللہ تعالیٰ کی مطلق تنزیہہ اور پاکیزگی مطلوب ہے (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت

علامہ کرمانی نے ذکر کیا کہ ذکر نماز، قراءت قرآن، تلاوتِ حدیث، تدریس علوم اور علماء کے مناظرہ

Marfat.com

٦٩١٧ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي قَالُوا يَقُولُونَ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ قَالَ فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَا وَاللهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُولُ كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي قَالَ يَقُولُونَ

کو شامل ہے علامہ عینی نے رازی رحمہ اللہ سے نقل کیا۔ ذکر لسان سے مراد وہ الفاظ ہیں جو تسبیح و تحمید و تمجید قلبی ذکر اللہ کی ذات و صفات میں فکر اور امر و نہی جو تکالیف کے دلائل ہیں۔ ان میں غور و خوض کرنا تاکہ احکام پر مطلع ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے اسرار میں فکر کرنا اور زبان سے ذکر کرنا مراد ہیں

٦٩١٦ — ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور وہ جو ذکر نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی طرح ہے (یعنی جو اللہ تعالیٰ کا دل و زبان سے ذکر کرتا ہے وہ زندہ ہے ورنہ مردہ ہے)

٦٩١٧ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو راستوں میں پھیرتے ہیں وہ ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں جب لوگوں کو ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو آوازیں دیتے ہیں کہ اپنی حاجت کی طرف آجاؤ اور ذاکرین کو پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں۔ راوی نے کہا اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اُن سے زیادہ جانتا ہے۔ میرے بندے کیا کہتے تھے،، وہ کہتے ہیں وہ تیری تسبیح کرتے ہیں۔ تیری بڑائی بیان کرتے ہیں تیری بزرگی بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَ اَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا
قَالَ يَقُوْلُ فَمَا يَسْئَلُوْنَ قَالُوْا يَسْئَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا
قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ اَنَّهُمْ
رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا
وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ
مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ
مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا
كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا اَوْ اَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ
اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اُنہوں نے مجھے دیکھا ہے فرشتے کہتے ہیں اللہ کی قسم اُنہوں نے تجھے نہیں دیکھا اللہ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا حال کیسا ہوگا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو عبادت اور زیادہ کریں اور تیری بزرگی اور پاکدامنی بہت زیادہ بیان کریں۔ راوی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا سوال کرتے تھے۔ کہا وہ تجھ سے جنت کا سوال کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُنہوں نے جنت دیکھی ہے فرشتے کہتے ہیں نہیں خدا ہمارے پروردگار انہوں نے جنت نہیں دیکھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا حال کیسا ہوگا وہ کہتے ہیں اگر وہ جنت دیکھ لیں تو وہ اس کی اور زیادہ حرص کریں گے اور اس کی طلب میں اضافہ کریں گے اور اس میں رغبت بہت زیادہ کریں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ کس سے پناہ چاہتے ہیں فرشتے کہتے ہیں وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اُنہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے اللہ کی قسم اُنہوں

Marfat.com

لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَ رَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

۶۹۱۷ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ اَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَقَبَةٍ

نے دوزخ کو نہیں دیکھا۔ فرمایا اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو اُن کا حال کیسا ہوگا فرشتے کہتے ہیں اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو اس سے بہت دُور بھاگیں اور اس سے بہت ڈریں۔ راوی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ سناتا ہوں کہ میں نے ذکر کرنے والوں کو بخش دیا۔ راوی نے کہا فرشتوں میں سے ایک فرشتے نے کہا یا اللہ! اُن میں فلاں شخص بھی تھا جو ذکر نہ کرتا تھا وہ تو اپنی کسی ضرورت اور حاجت کے لئے آیا تھا۔ اللہ فرماتا ہے وہ لوگ ذکر کرنے بیٹھے ہیں اُن کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا۔ اس کی شعبہ نے اعمش سے روائت کی اور اسے مرفوع نہ کیا۔ سُہیل نے اپنے والد سے اُنہوں نے ابوہریرہ سے اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روائت کی ہے۔

شرح : اس حدیث میں بنی آدم کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے کہ فرشتوں نے تخلیقِ آدم اور اس کو اللہ کا خلیفہ ماننے میں تشویش کی تھی۔ اور اولادِ آدم کو فتنہ فساد خونریزی وغیرہ وغیرہ کی طرف منسوب کیا تھا۔ اس حدیث میں انسان کی فرشتوں پر کرامت اور عظمت کا بیان ہے۔ لہٰذا اس حدیث میں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمنشین تھے اور صحبت کی عظیم تاثیر ہے کہ نیک لوگوں کے ہم نشین بھی نیک بخت ہوتے ہیں۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اور باصلاح لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیئے۔ ۶۹۱۷

Marfat.com

أَوْ قَالَ فِي ثَنِيَّةٍ قَالَ فَلَمَّا عَلَا عَلَيْهَا رَجُلٌ نَادَى فَرَفَعَ صَوْتَهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

باب لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہنے کا بیان

اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عصمت سے ہی گناہوں سے ڈر لگتا ہے اور اس کی قوت سے ہی اللہ کی طاعت پر قدرت حاصل ہوتی ہے۔ ٦٩١٧ —

ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی پر چڑھنے لگے۔ راوی نے کہا جب اس پر ایک آدمی چڑھا تو اس نے بلند آواز سے کہا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار تھے فرمایا تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو (آہستہ کرو) پھر فرمایا اے ابا موسیٰ یا فرمایا اے عبداللہ کیا میں تیری جنت کے خزانوں میں سے ایک کلمہ کی طرف راہنمائی نہ کروں کہا میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! "کیوں نہیں ضرور راہنمائی فرمائیں" فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

(یہ کلمہ جنت کا خزانہ اس اعتبار سے ہے کہ یہ کہنے سے آخرت میں کثیر المنافع کی توقع ہے گویا کہ یہ نفیس اور عمدہ خزانہ ہے)

(حدیث ٤٢٠٥ ج ٤ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِائَةُ اِسْمٍ غَيْرُ وَاحِدٍ

٦٩١٨ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَفِظْنَاهُ مِنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ اِسْمًا مِائَةٌ اِلَّا وَاحِدًا لَا يَحْفَظُهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مَنْ اَحْصَاهَا مَنْ حَفِظَهَا

باب اللہ کے ایک نام کے سوا سو نام ہیں

(ننانوے (۹۹) نام ہیں)

٦٩١٨ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں (سو سے ایک کم) کوئی آدمی ان کو یاد نہیں کرتا مگر جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ایک کو پسند کرتا ہے۔"

٦٩١٨ — مشرح : یہ بات مخفی نہیں کہ کتاب وسنت میں جناب رب العزت کے نام سو سے بہت زیادہ ہیں۔ ننانوے اسماء کی تخصیص یہ ہے کہ صرف ان کو یاد کرنا جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔ بعض شروح میں ہے کہ اگرچہ اللہ کے نام بہت ہیں لیکن باقی اسماء انہیں ننانوے اسماء میں مندرج ہیں۔ علاوہ ازیں ایک عدد کا ذکر دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا۔ اس کی حصر پہ دلالت نہیں۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے میرے پاس مہمانوں کے لئے سو بکریاں ہیں۔ اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ اس میزبان کے پاس اس سے زیادہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ وتر (طاق) کو پسند کرتا ہے۔ اسی لئے اس نے زمین و آسمان وتر پیدا کئے ہیں اور نمازیں وتر فرض کی ہیں۔ ان اسماء کو یاد کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انہیں بار بار پڑھتا رہے۔ اور ان پہ ایمان لائے۔

Marfat.com

بَابُ الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ

٦٩١٩ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ كُنَّا نَنْتَظِرُ عَبْدَ اللهِ إِذْ جَاءَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ فَقُلْنَا أَلَا تَجْلِسُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ أَدْخُلُ فَأُخْرِجُ إِلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ وَإِلَّا وَجَبْتُ أَنَا فَجَلَسْتُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِهِ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَمَا إِنِّي أُخْبِرُ بِمَكَانِكُمْ وَلٰكِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا

باب وعظ و نصیحت میں وقفہ کرنا

یعنی وقفے وقفے وعظ کرنا چاہیئے تاکہ لوگ تنگ نہ پڑ جائیں

٦٩١٩ — ترجمہ : شقیق نے کہا ہم عبداللہ بن مسعود کا انتظار کر رہے تھے۔ اچانک یزید بن معاویہ آ گئے۔ ہم نے کہا کیا وعظ کرنے بیٹھتے نہیں ہو؟ اس نے کہا نہیں لیکن میں گھر میں داخل ہوتا ہوں اور تمہارے صاحب عبداللہ بن مسعود کو باہر لاتا ہوں۔ ورنہ میں ہی آ کر وعظ کروں گا پس عبداللہ بن مسعود باہر آئے اس حال میں کہ انہوں نے یزید کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا مجھے تمہارے یہاں بیٹھنے کی خبر پہنچی تھی لیکن مجھے تمہارے پاس آنے سے اس نے منع کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کبھی کبھی وعظ فرمایا کرتے تھے تاکہ ہم تنگ نہ پڑ جائیں۔

٦٩١٩ — شرح : یزید بن معاویہ نخعی کوفی تابعی ثقہ عابد ہے فارس میں جہاد کرتے تھے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الرِّقَاقِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ

٦٩٢٠ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ

شہید ہوگئے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو وعظ کیا کرتے تھے۔ اس لئے لوگوں نے کہا کہ ہر روز وعظ کیا کریں تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہ ہوگا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وقفہ وقفہ سے وعظ فرماتے تھے تاکہ ہمارے لئے ملول کا سبب نہ ہو یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم پر مہربانی تھی۔ لہٰذا حضور کی پیروی کرنی چاہیئے، کیونکہ تکرار سے طبیعت بیزار ہوجاتی ہے اور دل تنگ پڑجاتا ہے اور نفرت کرنے لگتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الرِّقَاقِ

رقاق رقیق بمعنی نرم کی جمع ہے یہ رقت سے ماخوذ ہے اس باب میں وہ احادیث مذکور ہوں گی جو دل نرم کردینے والی ہیں۔

Marfat.com

ابْنُ سَعِيْدٍ هُوَ ابْنُ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ قَالَ الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْهِ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

باب صحت اور فرصت کے متعلق روایات اور یہ کہ زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے

۶۹۲۰ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو نعمتیں ہیں جن میں بہت لوگ خسارے میں پڑے ہوئے ہیں ایک صحت اور دوسری فراغت "

۶۹۲۰ــــ شرح : نعمت وہ منفعت ہے جو کسی پر بطور احسان کی جاتی ہے "مغبون" غَبْن بسکون الباء سے مشتق ہو تو اس کے معنی خرید و فروخت میں نقصان ہے اور اگر بفتح الباء ہو تو بمعنی نقص فی الرائے ہے۔ حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ صحت و فراغ دو امر ہیں اگر ان کو مناسب طور پر استعمال نہ کیا جائے تو صاحب صحت و فراغت مغبون ہوتا ہے یعنی خرید و فروخت کے معاملہ میں خسارہ میں رہتا ہے اس کی بیع قابل ستائش نہیں ہوتی یا اس کی بیع میں رائے میں کمزور ہوتی تو وہ بیع کرنا نہیں جانتا، کیونکہ جب انسان صحت و تندرستی کے زمانہ میں اللہ کی طاعت نہیں کرتا تو مرض کے زمانہ میں بطریق اَوْلیٰ نہیں کر سکے گا۔ یہی حکم فراغ کا ہے تو وہ اپنی زندگی میں کسی عمل کے بغیر خاسر، مغبون رہے گا۔ کبھی انسان تندرست ہوتا ہے اور روزی کے اسباب میں مصروف رہنے کے باعث عبادت کے لئے فارغ نہیں ہوتا ہے جب انسان میں یہ دونوں پائی جائیں اور فضائل کو حاصل کرنے میں قاصر رہے تو مکمل طور پر مغبون ہوتا ہے کیونکہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے یہ منافع کا بازار اور

Marfat.com

٦٩٢١ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ

٦٩٢٢ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَنْدَقِ وَهُوَ يَحْفِرُ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ وَيَمُرُّ بِنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاغْفِرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ

آخرت کی تجارت ہے تو بدن کی صحت و توانائی اور امورِ دُنیا میں عدمِ اشتغال دو نعمتیں ہیں جن میں اللہ کی طاعت کر کے انسان آخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔

ترجمۃ الباب: عباس عنبری نے کہا ہم سے صفوان بن عیسیٰ نے عبداللہ بن سعید بن ابی ھند، سعید بن ہند کے ذریعہ بیان کیا کہ میں نے ابن عباس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بیان کرتے ہوئے سُنا۔

٦٩٢١ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔ انصار اور مہاجرین کی اصلاح کر۔ (حدیث ع ج کی شرح دیکھیں)

٦٩٢٢ — ترجمہ: سہل بن سعد ساعدی نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق میں تھے۔ آپ خندق کھودتے تھے اور ہم مٹی اُٹھاتے تھے۔ حضور ہمارے پاس سے گزرتے تو فرماتے: اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ الْآخِرَهْ ۔ فَاغْفِرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

Marfat.com

بَابُ مَثَلُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

وَقَوْلُهٗ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ اِلٰى قَوْلِهٖ مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

۶۹۲۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

۶۹۲۲ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فضلِ انصار میں حدیث گزری ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لا دیئے حالانکہ انصار خندق کھود رہے تھے اور اس حدیث میں ہے کہ حضور خود خندق کھودتے تھے اور اُن میں سے بعض مٹی اُٹھا کر باہر نقل کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں کیونکہ انصار میں سے بعض سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کھودتے تھے اور اُن میں سے بعض مٹی اُٹھا کر باہر نقل کرتے تھے۔

باب آخرت میں دُنیا کی مثال

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! دُنیاوی زندگی کھیل کود اور زینت ہے اور ایک دُوسرے پر فخر کرنا اور مال اولاد کی کثرت چاہنا ہے۔ مثل بارش کے جو کاشتکاروں کو اس کا سبزہ اگنا خوش کرتا ہے پھر وہ قوت پکڑتا ہے پھر اس کو زرد دیکھتا ہے پھر پاؤں میں روندا گھاس ہو جاتا ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہے مغفرت اور رضامندی اللہ کی طرف سے ہے اور دُنیاوی زندگی صرف غرور کا سامان ہے"

تفسیر : یعنی دُنیا کھیل کود ہے جس میں وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ اموال اور اولاد میں مشغول رہنا اور اُن سے دل لگانا دُنیا ہے لیکن طاعتیں اور عبادتیں اور جو چیزیں کہ طاعت پر معین ہوں وہ امورِ آخرت سے ہیں۔ دُنیاوی زندگی کی مثال بارش کی طرح ہے جو کافروں کو اس کا سبزہ اگانا خوش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دُنیا کے حال کو جو تھوڑے نفع کے ساتھ جلدی ختم ہو جاتا ہے نباتات کے ساتھ تشبیہ دی جن کو بارش نے اُگایا وہ بڑھیں اور قوت پکڑی کافر اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو بارش کے ذریعہ عطا کیں۔ پھر ان پر اللہ تعالیٰ نے سماوی آفت بھیجی جس نے نباتات کو زرد کر دیا اور وہ ریزہ ریزہ ہو گئیں تا کہ ان کے کفر کے باعث انہیں عذاب دے جیسے باغات والوں کے ساتھ کیا گیا تھا بعض

Marfat.com

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔

بعض تفاسیر میں ہے کہ کفار سے مراد کاشتکار اور کسان ہیں جن کو بارش سے اُگنے والی نباتات نے خوش کیا ہو ،، ایسے ہی دُنیاوی زندگی کافروں کو خوش کرتی ہے جبکہ وہ اس کے بہت حریص ہوتے ہیں اور دیگر لوگوں کی نسبت اُن کا دُنیا کی زندگانی کی طرف میلان زیادہ ہوتا ہے۔ کھیتی کی طرح دُنیاوی زندگی میں پہلے شباب آتا ہے پھر سنِ کہولت تک پہنچ جاتی ہے پھر بڑھاپا آجاتا ہے

انسان کا یہی حال ہے کہ وہ عنفوانِ شباب میں خوش مزاج اور خوش منظر ہوتا ہے پھر بڑھاپے میں داخل ہوجاتا ہے۔ پھر زیادہ بوڑھا ہوجاتا اور شیخ فانی ہوجاتا ہے۔ اس کے تمام قوی ضعیف ہو جاتے ہیں چلنے سے عاجز ہو جاتا ہے۔ یہ مثال دُنیا کے زوال اور اس کے اختتام پہ دلالت کرتی ہے اور آخرت بہر حال قائم اور دائم ہے۔ اس لئے دُنیاوی زندگی کے امر سے ڈرایا اور آخرت کے امر کی رغبت دلائی اور فرمایا کافروں کو آخرت میں سخت عذاب دیا جائے گا اور مومنوں کو اللہ معاف کردے گا اور اُن سے راضی ہوگا۔ دُنیا کی زندگی اس کی طرف مائل ہونے والے اور اس پر اعتماد کرنے والے کے لئے غرور کا سامان ہے۔

ذوالنون مصری نے اپنے مریدوں سے فرمایا دنیا کو طلب نہ کرو اگر طلب کیا ہو تو اس سے محبت نہ کرو، کیونکہ زادِ راہ دُنیا سے ہے اور قیلولہ اور استراحت اس کے غیر میں ہے۔

۶۹۲۳ — ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا جنت میں کوڑے کی جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے۔ اللہ کی راہ میں صبح اور شام کو چلنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے۔

(قولہ أَوْ رَوْحَةٌ لفظ أَوْ تقسیم کے لئے ہے شک کے لئے نہیں۔ پس دُنیا آخرت کے مقابلہ میں لاشئ محض ہے)

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ

٦٩٢٤ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْمُنْذِرِ الطُّفَاوِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبَيَّ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد دُنیا میں ایسے رہو گویا کہ مسافر ہو یا راہ گزر ہو

٦٩٢٤ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے میرے دونوں موڈھے کو پکڑ کر فرمایا (اے عبداللہ) دُنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر ہو یا راہ گزر۔ ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر۔ تندرستی میں وہ عمل کرو جو بیماری کے دنوں میں کام آئیں اور زندگی کے موت کے لئے عمل کر۔

٦٩٢٤ شرح : غریب کا لفظ نصائح کے تمام اقسام کو جامع ہے کیونکہ مسافر کو لوگ جانتے نہیں اس لئے اس پر کوئی شخص حسد و عناد اور بغض و

Marfat.com

بَابٌ فِي الْاَمَلِ وَطُوْلِهٖ

وَقَوْلِهٖ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ وَقَالَ عَلِيٌّ اِرْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَةُ مُقْبِلَةً وَلِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَلَا عَمَلَ بِمُزَحْزِحِهٖ بِمُبَاعِدِهٖ

نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی اس سے منافقت اور جھگڑا کرتا ہے کیونکہ اس کا لوگوں کے ساتھ زیادہ اختلاط نہیں ہوتا جو مذکورہ امور کا سبب ہے۔ مسافر راہ گزر قلیل الاقامت ہے اس لئے اس کو مکان، باغات کھیتی باڑی اور اہل وعیال اور دیگر علاقوں کی ضرورت پیش نہیں آتی جو اللہ تعالیٰ سے دور رکھنے کا منشاء ہیں بعض نے کہا غریب اور عابر سبیل ہم معنی ہیں لہٰذا یہ عام کا خاص پر عطف ہے۔ کیونکہ راہ گیر کو مسافر ہونا لازم نہیں اس میں مبالغہ زیادہ ہے کیونکہ راہ گیر کے تعلقات مسافر کے تعلقات سے کم ہوتے ہیں۔

قولہ خذ من صحتک، میں یہ اشارہ ہے کہ جو اعمال صحت کے زمانہ میں کرے۔ بیماری کے زمانہ میں اعمال کی قوت نہ ہونے کے باعث اس کے نامۂ اعمال میں بدستور صحت کے وقت کے اعمال لکھے جاتے ہیں اور اپنی موت کے لئے زندگی میں عمل کر جو موت کے بعد تیری مغفرت کا موجب ہوں۔

باب اُمید اور اس کا لمبا ہونا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو کوئی دوزخ کی آگ سے دُور رہا اور جنت میں داخل ہُوا وہ کامیاب ہوا اور دنیاوی زندگی کچھ نہیں مگر غرور کا سامان ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان کو چھوڑ وہ کھائیں اور نفع حاصل کریں۔ ان کو درازیٔ عمر نے مشغول کر رکھا ہے۔ عنقریب وہ معلوم کرلیں گے۔

Marfat.com

شرح : اَمَل بفتح المیم بمعنی امید رکھنا ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ درازیٔ عمر اور زیادتیٔ مال کے ساتھ مقید ہے یاس اور ناامیدی کا مقابل نہیں۔ اَمَل کا معنی تمنا کے قریب ہے۔ ان دونوں میں فرق صرف یہ ہے کہ امل اُس شئی کی خواہش ہے جس کا سبب واقع ہے اور تمنا اس کے خلاف ہے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اَمَل اس شئی کی خواہش ہے جس کا سبب واقع ہے اور تمنا اس کے خلاف ہے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اَمَل اس شئی کے حاصل کرنے کا ارادہ ہے جس کا حصول ممکن ہے۔ جب وہ قوی ہو جائے تو اس کی تمنا کی جاتی ہے۔ رجاء، کسی شئی سے محبت کرنا ہے تاکہ مستقبل میں حاصل ہو جائے۔ رجاء اور تمنا میں فرق یہ ہے کہ تمنا انسان کو سست کر دیتی ہے کہ وہ کوشش کی راہ نہیں چلتا۔ صاحب رجاء اس کے برعکس ہے۔ پس رجاء محمود ہے اور تمنا مذموم ہے جیسے امل مذموم ہے لیکن عالم کا علم حاصل کرنے کے لئے درازیٔ عمر کی امید کرنا مذموم نہیں کیونکہ درازیٔ عمر کی اُمید نہ ہوتی تو تصنیف و تالیف نہ ہوتی۔ امل میں پوشیدہ راز بھی ہے، کیونکہ اگر کسی کو کوئی امید نہ ہو تو اس کی زندگی خوشگوار نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی شخص دنیا کے کسی عمل کو شروع کرنے میں خوش و خرم ہوتا ہے البتہ جو عمل اور امید مذموم ہے وہ یہ ہے کہ انسان نفس کو آزاد کر دے اور امورِ آخرت کی تیاری نہ کرے۔

وَمَا الْحَيٰوةُ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

دنیاوی زندگی صرف فریب کا سامان ہے۔ غرور بضم الغین مصدر ہے۔ دُنیا کو متاع کے ساتھ تشبیہ دی کہ اس کو خریدنے والا دھوکہ میں رہتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت بفتح الغین ہے اور فعول بمعنی فاعل ہے۔ اس کی شیطان سے تفسیر کی جاتی ہے۔ فعُول بمعنی مفعول بھی جائز ہے یعنی دُنیا مغرور اور دھوکا کا سامان ہے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت اس شخص کے بارے میں ہے جو دُنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اور جو دُنیا کا سامان آخرت کے لئے طلب کرتا ہے وہ اچھا سامان ہے اور محمود ہے۔

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ

یعنی مشرکوں کو چھوڑ دو وہ کھائیں اور دُنیا کے سامان سے نفع حاصل کریں، کیونکہ ان کا حصہ صرف دُنیا کا سامان ہے آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔ لمبی اُمید نے ان کو مشغول کر رکھا ہے اور ایمان اور طاعت سے نفع حاصل کرنے سے ان کو روک رکھا ہے وہ عنقریب قیامت میں سب کچھ معلوم کر لیں گے جبکہ کیفرِ کردار کو پہنچیں گے۔ یہ آیت میں زجر و تہدید ہے۔ ذَرْهُمْ میں مشرکوں کے لئے تہدید ہے اور فسوف یعلمون میں دوسری تہدید ہے۔ دو تہدیدوں کے درمیان زندگی کیسے خوشگوار ہو سکتی ہے لیکن آیت قتال سے یہ آیت

Marfat.com

٦٩٢٥ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مُنْذِرٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلَى هٰذَا الَّذِي فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي فِي الْوَسَطِ فَقَالَ هٰذَا الْإِنْسَانُ وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهِ وَهٰذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ

منسوخ ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے اپنے استاذ سے نقل کیا کہ یہ آیت منافقوں اور اہل ذمہ کو شامل ہے لہذا منسوخ نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا دُنیا کوچ کر رہی ہے اس حال میں کہ تم کو پیٹھ دکھا رہی ہے اور آخرت کوچ کر رہی ہے۔ اس حال میں تمہارے سامنے آ رہی ہے اُن میں سے ہر ایک کی اولاد ہے تم آخرت کی اولاد بنو دُنیا کے بیٹے نہ بنو، کیونکہ آج عمل ہے حساب وکتاب نہیں کل حساب وکتاب ہوگا عمل نہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے "اَلْيَوْمَ عَمَلٌ" میں یوم عین عمل نہیں بلکہ عمل کا ظرف ہے اور یہاں "فی" کو مقدر کہنا ممکن نہیں ورنہ "عَمَلٌ" منصوب ہوتا۔ کیونکہ مجرور حرف جر کے مقدر ہونے سے منصوب ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دن کو نفس عمل بطور مبالغہ کہا ہے جیسے کہا جاتا ہے ابو حنیفہ فقہ ہے، یا دراصل کلام اس طرح تھا فَإِنَّهُ اَلْيَوْمَ عَمَلٌ، إِنَّ کا اسم ضمیر شان ہے جو محذوف ہے اس کا حذف کرنا جائز ہے یا یوم سے پہلے مضاف محذوف ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے فَإِنَّ حَالَ الْيَوْمِ عَمَلٌ، یا عمل کا مضاف محذوف ہے۔ یعنی فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَمَلٍ، آج کا دن عمل کا دن ہے۔ اس کو ابو نعیم نے ابو مریم کے طریق سے زُبید کے ذریعہ مہاجرین عمرؓ سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف خواہش کی اتباع اور درازیٔ اُمید ہے۔ نفسانی خواہش حق سے روکتی ہے جبکہ درازیٔ امید آخرت کو بھلا دیتی ہے خبردار دُنیا کوچ کر رہی ہے الخ

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مربع

٦٩٢٥ — خط کھینچا اور اس کے وسط میں ایک اور خط کھینچا جو مربع سے

Marfat.com

اَمَلُهٗ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ فَاِنْ اَخْطَاهُ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا وَاِنْ اَخْطَاَهُ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا

۶۹۲۶ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ اِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا الْاَمَلُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ فَبَیْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ

سے باہر نکلا ہُوا تھا اور اس درمیانے اندرونی خط کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے خط کھینچے۔ پھر فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جس نے اس کا احاطہ کیا ہُوا ہے اور یہ خط جو باہر نکلا ہُوا ہے انسان کی اُمید ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے خط حوادثات ہیں اگر وہ اس حادثہ سے گزر جائے تو دوسرے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۶۹۲۵ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مربع خط کھینچ کر انسان کی طرف اشارہ کیا اور اس کے درمیان خط کھینچا جو مربع کے ایک کنارے سے باہر نکلا ہو اور اس کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے خطوں جو انسان کو عوارض ہوتے ہیں اور مربع سے باہر نکلنے والا انسان کی اُمیدیں ہیں یعنی انسان دُور دراز کی امیدیں رکھتا ہے اور اُن کو حاصل کرنے کا امیدوار رہتا ہے ؛ حالانکہ موت اس کے بہت قریب ہے۔ اور ان کی تکمیل سے پہلے فوت ہو جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے :

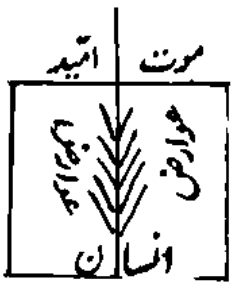

نہش کے معنی زہریلے جانور کا ڈسنا ہے۔ یہاں بطور مبالغہ ذکر کیا ہے۔

۶۹۲۶ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کھینچے اور فرمایا یہ اُمید ہے اور یہ انسان کی موت ہے

Marfat.com

بَابُ مَنْ بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ لِقَوْلِهٖ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيْرُ

(جو انسان کو گھیرے ہوئے ہے) انسان اس اندیشہ میں ہمیشہ رہتا ہے۔ اچانک اس کے قریب والا خط اس کے پاس آتا ہے۔

شرح : یعنی لمبا خط جو مربع سے باہر نکلا ہوا ہے وہ انسان کی اُمید ہے اور جس نے انسان کا احاطہ کیا ہوا ہے وہ اس کی موت ہے۔ انسان ۶۹۲۶ اس حال میں رہتا ہے کہ اچانک اس کی موت آجاتی ہے جو اس کے بہت قریب خط ہے۔ اور اُمید کو نہیں پاسکتا ہے؛ کیونکہ باہر نکلنے والے خط سے اس کا احاطہ کرنے والا خط بہت قریب ہے۔

باب جو شخص ساٹھ برس کا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول نہ کریگا

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ہم نے تمہیں عمر نہ دی تھی کہ اس میں نصیحت پانا چاہتا پالیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آیا .. یعنی تم پہ بڑھاپا بھی آیا۔

اس باب میں یہ بیان ہے کہ جو شخص ساٹھ برس عمر کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام عذر مسترد کردیتا ہے اس وقت انسان کو صرف استغفار کرنا چاہیئے اور کلیتہً آخرت کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اس کا اس وقت یہ عذر قابلِ قبول نہ ہوگا کہ اس کو تھوڑی عمر میسر ہوئی ہے۔ قولہ اَعْذَرَ، باب افعال کی ماضی ہے اس میں ہمزہ سلب کا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو لمبی عمر دے کر اس کا عذر زائل کردیا ہے اور بہت مدت اس پہ فائز کیا ہے؛ چنانچہ فرمایا کیا ہم نے تمہیں عمر نہ دی تھی جس میں تم اپنا حال درست کرسکتے تھے یعنی نے آیت کریمہ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ، کی تفسیر میں چند اقوال نقل کئے ہیں؛ چنانچہ مسروق نے چالیس سال مجاہد نے ساٹھ سال، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ستر سال، اہل بن سعد نے ساٹھ سال، ابوہریرہ نے ساٹھ یا

Marfat.com

۶۹۲۷ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهِّرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدِ الْغِفَارِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَی امْرِئٍ اَخَّرَ اَجَلَهٗ حَتّٰی بَلَّغَهٗ سِتِّیْنَ سَنَةً تَابَعَهُ ابْنُ عَجْلَانَ وَاَبُوْ حَازِمٍ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ ۶۹۲۸ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَفْوَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

ستر سال ذکر کئے ہیں اس عمر میں اللہ تعالیٰ انسان کے عذر زائل کر دیتا ہے اور نذیر سے مراد رسول یا قرآن یا بڑھاپا ہے یہ صحیح تر قول ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ۶۹۲۷ — اس شخص کا عذر زائل کر دیتا ہے جس کی عمر لمبی کی حتی کہ اس کو ساٹھ سال تک پہنچا دیا۔ ابوحازم اور ابن عجلان نے سعید مقبری سے روایت کرنے میں معن بن یزید کی متابعت کی۔

شرح : اطبا کہتے ہیں عمر کے چار حصے ہیں۔ ایک حصہ سن طفولیت ہے یہ تیس ۶۹۲۷ — برس تک ہے۔ دوسرا حصہ سن شباب ہے یہ چالیس برس تک ہے تیسرا حصہ سن کہولت ہے یہ ساٹھ برس تک ہے چوتھا حصہ سن شیخوخت ہے یہ ساٹھ سال کے بعد ہے اس میں انسان کی قوت کمزور پڑ جاتی ہے جس میں نقص اور انحطاط ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اور موت سر پہ منڈلاتی پھرتی ہے۔ یہ اللہ کی طرف رجوع کا وقت ہے۔ اور جوانی میں رجوع الی اللہ پیغمبری شیوہ ہے ترمذی میں ابوہریرہ سے مرفوع روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کی عمریں ساٹھ اور ستر سالوں کے درمیان ہیں بہت تھوڑے لوگ اس سے اوپر عمر پاتے ہیں۔ الحاصل انسان ساٹھ سال تک قوی رہتا ہے اس کے بعد نقص اور ہرم شروع ہو جاتا ہے۔ اس عمر میں اللہ تعالیٰ اس کے تمام عذر ناقابل قبول کر دیتا ہے، کیونکہ سن بلوغ سے ساٹھ سال تک کافی وقت ہے جس میں وہ سوچ بچار کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ "

Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَزَالُ قَلْبُ الْکَبِیْرِ شَابًّا فِیْ اثْنَتَیْنِ فِیْ حُبِّ الدُّنْیَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ قَالَ اللَّیْثُ وَحَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ وَابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدٌ وَاَبُوْ سَلَمَةَ

۶۹۲۹ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَکْبَرُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَکْبَرُ مَعَهٗ اِثْنَانِ حُبُّ الْمَالِ وَطُوْلُ الْعُمُرِ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ

۶۹۲۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بوڑھے کا دل دو چیزوں میں ہمیشہ جوان رہتا ہے ان میں سے ایک دنیا کی محبت اور دوسرے لمبی امید ہے (کثرتِ مال اور عمر کی درازی) لیث نے کہا مجھے یونس اور ابن وہب نے یونس کے ذریعہ ابن شہاب سے خبر دی کہ مجھے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی ہے۔

۶۹۲۸ — شرح : کبیر سے مراد بوڑھا شخص ہے۔ یعنی بوڑھے کا دل دو خصلتوں میں جوان ہوتا ہے۔ اس کو مال کی محبت میں قوی استحکام کے سبب جوان کہا ہے یہاں طولِ امل سے مراد درازیٔ عمر ہے۔ اس حدیث کے پہلے باب میں ذکر کرنا زیادہ مناسب تھا (کرمانی)

۶۹۲۹ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اس کے ساتھ دو خصلتیں بڑی ہو جاتی ہیں۔ ایک مال کی محبت دوسرے درازیٔ عمر، اس کی شعبہ نے قتادہ سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

بَابُ الْعَمَلِ الَّذِیْ یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ فِیْهِ سَعْدٌ

۶۹۳۰ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِیْعِ وَزَعَمَ مَحْمُوْدٌ اَنَّهٗ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَتْ مِنْ دَارِهِمْ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْاَنْصَارِیَّ ثُمَّ اَحَدَ بَنِیْ سَالِمٍ قَالَ غَدَا عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنْ یُوَافِیَ عَبْدٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ النَّارَ

۶۹۲۹ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کثرتِ مال اور درازیٔ عمر کی حرص کرنا مکروہ مذموم ہے۔ ان دو خصلتوں کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو اپنی جان بہت پیاری ہے اس لئے اس کی زیادہ رغبت عمر کے باقی رہنے میں ہوتی ہے اور مال سے اس لئے محبت کرتے ہیں کہ انسان کی دائمی صحت جس پہ درازیٔ عمر مرتب ہے کے لئے مال و دولت بہت بڑا سبب ہے اور جب بھی وہ عمر اور مال کا ختم ہونا محسوس کرتا ہے تو اس میں اس کی محبت اور اس کے دوام میں رغبت زیادہ ہو جاتی ہے ؛ کیونکہ صبح کے وقت نیند بہت محبوب ہوتی ہے جبکہ وہ محسوس کرتا ہے کہ صبح ہونے والی ہے۔ قولہ رواہ شعبۃ الخ یعنی مذکور حدیث کو شعبہ نے قتادہ سے روایت کیا ہے۔ اس تعلیق کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں انقطاع کے وہم کو دفع کیا ہے ؛ کیونکہ قتادہ مدلس ہے اور عنعنہ سے روایت کی ہے اور شعبہ مدلسین سے روایت نہیں کرتے جب تک انہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ اُن کے سماع میں داخل ہے۔ اس میں عنعنہ اور تصریح دونوں برابر ہیں۔ جبکہ شعبہ حدیث میں امیر المؤمنین ہے۔ لہٰذا

Marfat.com

٦٩٣١ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنَ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ

ان کی قتادہ سے روایت انقطاع کے وہم کو دفع کرتی ہے۔ ان کے غیر میں یہ بات نہیں۔

باب وہ عمل جس میں اللہ کی رضاء کی جستجو ہو۔ (ریاکاری نہ ہو)

اس باب میں سعد بن ابی وقاص کی حدیث ہے جو کتاب الجنائز میں حدیث ۱۲۲۱ ج:۲ میں مذکور ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔ بے شک تو ہرگز مال خرچ نہ کرے گا جس سے تو اللہ کی رضا چاہتا ہو۔ مگر اس پر تجھے اجر دیا جائے گا حتی کہ تو جو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے،، اس میں بھی تجھے ثواب ملے گا۔

٦٩٣٠ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے محمود بن ربیع نے خبر دی انہوں نے کہا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہیں اور وہ کلی بھی جانتے ہیں جو ان کے گھر میں ڈول سے کلی اس کے منہ پر ڈالی تھی) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں تشریف فرما تھے جبکہ محمود بچے تھے اس وقت حضور نے برکت کے لئے پانی کی کلی محمود کے منہ پر ڈالی تھی) محمود ابن ربیع نے کہا میں نے عتبان بن مالک انصاری جو قبیلہ بنی سالم سے ہیں انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے اس سے وہ اللہ کی رضا چاہتا ہے وہ قیامت کے دن کو نہ پائے گا مگر اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کر دیگا (حدیث ۴۲۵ ج:۱ کی شرح دیکھیں)

٦٩٣١ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيهَا

۶۹۳۲ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسٰى ابْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ

نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے مومن بندے کے لئے میرے پاس کوئی جزا نہیں جبکہ میں دُنیا میں اس کی محبوب شئی قبض کرلوں اور وہ صبر کرکے ثواب کا طالب رہے مگر جنّت ہے (کسی عزیز کے فوت ہوجانے پر ثواب طلب کرتے ہوئے صبر کرے تو اس کے لئے جنّت کے سوا اور کوئی جزا نہیں یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ صفیہ انسان کی محبوب شئی ہے جیسے بیٹا بھائی وغیرہ)

باب دُنیا کی زینت اور اس میں رغبت کرنے سے پرہیز کیا جائے

(تنافس نفاست سے ہے اس کے معنی کسی شئی میں رغبت کرنا ہے)

۶۹۳۲ ترجمہ: مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ عمرو بن عوف جو بنی عامر بن لؤی کے حلیف ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگِ بدر میں موجود تھے نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جرّاح کو بحرین جزیہ وصول کرنے بھیجا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کی تھی اور اُن پر علاء بن حضرمی

Marfat.com

وَاَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِهٖ فَوَافَتْ صَلٰوةَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهٗ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ فَقَالَ اَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ وَاَنَّهٗ جَاءَ بِشَيْءٍ قَالُوْا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا اَلْهَتْهُمْ

کو امیر مقرر کیا تھا ابوعبیدہ بحرین سے مال لائے تو انصار نے اُن کے آنے کی خبر سُنی تو صبح کی نماز میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شامل ہوگئے جب حضور نماز سے فارغ ہُوئے تو انصار آپ کے سامنے آئے جب حضور نے ان کو دیکھا تو مُسکرائے اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے ابوعبیدہ کے آنے کی خبر سُنی ہے اور یہ کہ وہ کچھ لائے ہیں۔ انصار نے کہا ہاں! یارسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فرمایا تمہیں خوشخبری ہو اور اس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کرے گی۔ اللہ کی قسم مجھے تمہارے فقر کا خوف نہیں لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ تمہارے لئے دُنیا کھُل جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں کے لئے کھلی اور تم دُنیا میں رغبت کرو گے جیسے انہوں نے رغبت کی وہ تمہیں ہلاک کر دے گی جیسے ان کو مشغول کیا۔

شرح : ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس اُمت کے امین ہیں وہ دس ہجری میں ایک لاکھ اسّی ہزار درہم مال لائے تھے وہ رات کو تشریف لائے اور مال چٹائی پر بکھیر دیا اس مال سے کسی سائل کو محروم نہ کیا گیا تھا۔ بحرین والے مجوسی تھے اُن سے یہ جزیہ لیا گیا تھا معلوم ہُوا کہ مجوسیوں سے جزیہ لینا جائز ہے۔

۶۹۳۲

(حدیث : ۲۹۴۸ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۹۲۳ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلٰوتَهٗ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّيْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِيْ الْاٰنَ وَاِنِّيْ قَدْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا

ترجمہ ۶۹۲۳ ـــ : عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور اُحد کے شہداء پر میت کی نمازِ جنازہ کی طرح نماز جنازہ پڑھی پھر منبر پہ تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ ہوں میں تم پر گواہ ہوں اور میں اب اپنا حوض دیکھ رہا ہوں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا فرمایا زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ بخدا! میں تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے لیکن مجھے یہ خوف ہے کہ تم دُنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔

شرح ۶۹۲۳ ـــ : قولہ فصلّٰی علیہ آٹھ ہجرت کے آٹھ سال بعد یہ نماز پڑھی تھی؛ کیونکہ غزوہ اُحد تیسرے سال کے ماہِ شوال میں واقع ہُوا تھا۔ امام نووی اور قسطلانی نے کہا صلوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ حضور نے شہداء اُحد کیلئے دُعاء کی تھی معہود نمازِ جنازہ نہ تھی۔ عینی نے کہا یہ صریح لفظ سے عدول ہے اور اپنے مذہب کی ترویج کے لئے عدول کیا ہے یہ انصاف نہیں۔ امام طحاوی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شہداء اُحد پہ نماز پڑھنا تین امور سے خالی نہیں اول یہ کہ نماز شہداء اُحد کے حق میں ناسخ ہے جابر سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے شہداء کے دفن کا حکم فرمایا ان کو غسل نہ دیا گیا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید کے لئے نماز جنازہ مشروع نہیں دوسرے یہ کہ شہداء اُحد کے حق میں یہ

Marfat.com

٦٩٣٤ ـــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ
ابْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَكْبَرَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ
بَرَكَاتِ الْأَرْضِ قِيلَ مَا بَرَكَاتُ الْأَرْضِ قَالَ زَهْرَةُ الدُّنْيَا فَقَالَ لَهُ
رَجُلٌ هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى
ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبِينِهِ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ
قَالَ أَنَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِينَ طَلَعَ ذٰلِكَ قَالَ لَا يَأْتِي
الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ كُلَّ مَا أَنْبَتَ
الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرَةِ تَأْكُلُ حَتّٰى إِذَا امْتَدَّتْ

مسنون تھا کہ اُن کی نمازِ جنازہ آٹھ سال بعد پڑھی جائے تیسرے یہ کہ شہداء اُحد پر نمازِ جنازہ جائز تھی جبکہ دوسری اموات کے لئے واجب ہے۔ بہر حال شہید کی نمازِ جنازہ ثابت ہے۔ اس کے باوجود ابوداؤد نے عطاء بن ابی رباح کے مراسیل میں روائت ذکر کی ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء پر نمازِ جنازہ پڑھی۔ یہ جابر کی حدیث کے معارض ہے اور اِس کو اُس پر ترجیح ہے، کیونکہ مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے۔ حدیث ۱۲۶۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں۔

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٦٩٣٤ نے فرمایا مجھے تم پر زیادہ خوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے
زمین کی برکتیں ظاہر کر دے گا۔ عرض کیا گیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، زمین کی برکتیں کیا ہیں؟ فرمایا دُنیا
کی زینت تر و تازگی ایک آدمی نے عرض کیا کیا خیر شر کو لائے گی؟ (خیر کے بعد شر آئے گی) جناب رسُول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کچھ خاموش ہوئے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے پھر آپ پیشانی
سے پسینہ پونچھنے لگے اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ اُس نے کہا جی میں حاضر ہوں۔ ابوسعید نے کہا جب وہ

Marfat.com

خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَاجْتَرَّتْ وَثَلِطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ وَهُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ

شخص ظاہر ہوا تو ہم نے اس کی تعریف کی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر خیر کو ہی لاتی ہے بیشک یہ مال سرسبز، شاداب اور میٹھے گھاس کی طرح ہے جو کچھ موسم ربیع اگاتا ہے وہ زیادہ کھانے والے چارپائے کو ہلاک کر دیتا ہے یا وہ ہلاکت کے قریب ہو جاتا ہے مگر سبزہ کو کھانے والا جو اس کو کھائے حتی کہ اس کی دونوں طرفیں دراز ہو جائیں (پیٹ بھر جائے) سورج کے سامنے آئے اور جگالی کرے اور لید و پیشاب کرے پھر لوٹے اور کھائے بے شک یہ مال میٹھا اور لذیذ ہے جو کوئی اس کو اپنے حق کے ساتھ لے اور اس کو اس کے حق میں صرف کرے تو یہ مال بہترین مددگار ہے اور جو کوئی اس کو بغیر حق کے لے وہ اس چوپائے کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

۶۹۳۴ —— شرح: حَمِدْنَاه، ابوسعید نے کہا جب وہ شخص ظاہر ہوا تو ہم نے اس کی تعریف کی، یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پہلے اس کو ملامت کی جبکہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاموش ہوتے دیکھا انہوں نے گمان کیا کہ اس نے حضور کو غضبناک کیا ہے پھر جب دیکھا کہ اس کا سوال سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے استفادہ کا سبب ہے تو صحابہ نے سائل کی حمد و ثناء کی۔

قولہ لا یاتی الخیر الا بالخیر، یعنی خیر کو شر اس لئے عارض ہوتی ہے کہ وہ مستحق سے بخل کرتا ہے اور غیر شرعی امور میں اس کے خرچ کرنے میں اسراف کرتا ہے

قولہ ان ھٰذا المال، یعنی مالدار زندگی دیکھنے میں لذیذ اور میٹھی ہے یا چکھنے میں لذیذ ہے یا تشبیہ مراد ہے یعنی مال میٹھی اور لذیذ سبزی کی طرح ہے یا یہاں مال سے مراد دنیا ہے کیونکہ یہ اس کی زینت ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا، مال و اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہے۔

قولہ وان کل ما انبت الربیع آہ، درحقیقت اگانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور

Marfat.com

یہاں انبات کی ربیع کی طرف نسبت مجازی ہے یعنی جو گھاس وغیرہ موسم ربیع اگاتا ہے وہ سبزہ لذیذ ہوتا ہے زیادہ کھانے والے چارپایہ کو بدہضمی کی وجہ سے ہلاک کر دیتا ہے اور اس کے پیٹ میں ہوا بھر دیتا ہے یا وہ مرنے کے قریب ہو جاتا ہے جبکہ بسیار خور چوپایہ کی آنتیں اس کو ہضم نہیں کر سکتیں اس حال میں اس کا پیٹ پھول جاتا ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے یا ہلاکت کے قریب ہو جاتا ہے یہ اس شخص کی مثال ہے جو دُنیا زیادہ حاصل کرتا ہے اور اس کو خرچ کے مقامات میں خرچ نہیں کرتا وہ دُنیا میں لوگوں کی اذیت اور حسد سے ہلاک ہو جاتا ہے اور آخرت میں عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔ حَبَط بفتح الحاء والباء ہے اس کے معنی چوپایہ کا زیادہ چرنے سے اس کے پیٹ کا پھول جانا ہے۔

قولہ اِلّا آکلۃ الخضرۃ آہ یعنی وہ چوپایہ جو گھاس کھاتا ہے حتی کہ جب اس کی دونوں طرفیں بھر جائیں اور اس کا پیٹ پُر ہو جائے تو وہ سورج کی طرف منہ کر کے جگالی کرتا ہے اور پتلی لید و گوبر اور پیشاب وغیرہ کر کے راحت پاتا ہے پھر لوٹ آتا ہے اور کھاتا ہے یہ اس شخص کی مثال ہے جو دُنیا زیادہ جمع نہیں کرتا اور دُنیا میں غرباء پر خرچ کرتا ہے اور آفتاب شریعت کو احوال کی اصلاح کا مُوجب جانتا ہے وہ دُنیا میں راحت پاتا ہے اور آخرت میں پسندیدہ زندگی میں رہتا ہے۔ فھو فی عیشۃ راضیہ،، پہلی قسم کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مالقتل حَبَطًا ،، میں اس شخص کے حال کی طرف اشارہ ہے کہ کثرتِ دُنیا کے سبب معصیت اور شہوت میں پڑ جاتا ہے اور کبائر پر اصرار کر کے دائرۂ شریعت سے خارج ہو جاتا ہے اس طرح وہ ہلاک ہوتا ہے اور توبہ کی توفیق نہیں پاتا۔ دُنیا و آخرت میں اس کی ہلاکت ہے اور جو ہلاکت کے قریب ہو جاتا ہے اس کی مثال وہ آدمی ہے جو کثرت دُنیا کے سبب فسق و فجور میں پڑ جاتا ہے لیکن اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور دوزخ کی آگ میں عذاب کے بعد خلاصی پاتا ہے اس جملی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مال کی محبت اور اس کے خرچ کرنے میں لوگوں کے احوال میں تفاوت کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ مالِ دُنیا شیریں اور لذیذ ہے جو دل و دماغ میں سرور پیدا کرتا ہے اور اس میں نفس رغبت کرتا ہے اور خوش ذائقہ شیریں چیز کھانے کی خواہش کرتا ہے۔

قولہ ومن اخذہ بحقہ آہ یعنی جو حلال طریقہ سے مال حاصل کرتا ہے اور اس کے حق میں اس کو خرچ کرتا ہے۔ یہ شخص قلبی فراغت کے سبب اللہ کی طاعت میں مصروف رہتا ہے اور جو کوئی ناجائز طریقہ سے مال جمع کرتا ہے اور اس کو خرچ نہیں کرتا وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ یہ دنیادار کی خاصیت ہے کہ جب مال پائیں تو ان کی حرص اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے اور جو اُن کے پاس ہو

Marfat.com

۶۹۳۵ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ زَهْدَمُ ابْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُکُمْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ

اس کو قلیل شمار کرتے ہیں ایسے لوگوں کا حال صاحب مرض جوع کلب کا حال ہے کہ جب بھی وہ زیادہ کھائے اس کی بھوک زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ اس کی ہلاکت ہے۔

قسطلانی نے ابن منیر سے نقل کیا کہ اس حدیث میں تشبیہ کی چند صورتیں ہیں۔ اوّل مال اور اس کے بڑھنے کو نباتات اور اُن کے ظہور کے ساتھ تشبیہ دی۔ دوم دنیا کا مال اور اس کے اسباب کرنے میں منہمک ہونے والے کو چوپایوں سے تشبیہ دی جو گھاس چرنے میں منہمک رہتے ہیں۔ سوم مال کی فراوانی اور اس کو ذخیرہ کرنے کو کھانے میں مبالغہ کرنے والے سے تشبیہ دی۔ چہارم دُنیا کا مال زیادہ جمع کرنے کو کھانے کی زیادہ حرص کرنے اور اس سے پیٹ بھرنے والے کے ساتھ تشبیہ دی۔ پنجم نفوس میں مال کی عظمت کے باوجود جو زیادہ بخل تک پہنچائے کو اس چیز سے تشبیہ دی جو چار پایہ پتلی پتلی لید وغیرہ کرتا ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ شریعت میں مال کا ہونا غلیظ اور بدبودار چیز ہے۔ مال جمع کرنے سے باز رہنے کو اس بکری سے تشبیہ دی جو آرام کرنے کے لئے سورج کی طرف مُنہ کر کے بیٹھ جاتی ہے۔ یہ اس کا سکون و اطمینان میں بہترین حال ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ بکری کو اپنی مصلحت کا ادراک ہے۔ ششم موت جو مال کی جامع اور اس سے مانع ہے کو چوپایہ کی موت سے تشبیہ دی جو اپنی اذیت اور ضرر سے غافل ہے۔ ہفتم مال کو اس شخص سے تشبیہ دی جس کا مال اس کے دشمن ہونے میں امن میں نہیں کیونکہ مال کی شان یہ ہے کہ اس کو محفوظ کیا جاتا ہے۔ اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس کو مستحقین سے روکا جاتا ہے تو یہ اس کے لئے عذاب کا سبب بن جاتا ہے ہشتم ناحق مال لینے والے کو اس شخص سے تشبیہ دی جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔ اس حدیث میں یہ آٹھ تشبیہات ہیں۔

(حدیث ۱۳۸۲ ج ۲۰ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَمَا أَدْرِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَوْلِهٖ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ

۶۹۳۵ — ترجمہ : زہدم بن مضرب نے کہا میں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین مسلمان میرے زمانہ کے ہیں پھر وہ مسلمان جو اُن سے ملتے ہیں پھر وہ جو اُن سے ملتے ہیں۔ عمران نے کہا میں نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار یا تین بار کے بعد فرمایا (یہ راوی کو شک ہے) پھر اُن کے بعد ایسے لوگ آئیں گے وہ گواہی دیں گے حالانکہ اُن سے گواہی نہیں لی جائے گی وہ خیانت کریں گے ان کو امین نہ بنایا جائے گا وہ نذریں مانیں گے اور پوری نہ کریں گے اُن میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

۶۹۳۵ — شرح : یعنی بہترین مسلمان میرے زمانہ کے مسلمان ہیں جو صحابہ کرام ہیں ،، رضی اللہ عنہم ،، پھر جو اُن کے زمانہ سے متصل زمانہ کے لوگ ہوں گے وہ تابعین کرام رضی اللہ عنہم ہیں پھر جو اُن سے متصل ہوں گے یعنی حضرات تبع تابعین رضی اللہ عنہم۔ شیخ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح تر بات یہ ہے کہ قرن میں زمانہ کا معین عدد معتبر نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرن جو حضرات صحابہ کرام ہیں سو سال تک باقی رہے تھے اور تابعین کا قرن سو سال سے ستر سال تک باقی رہا اور تبع تابعین کا قرن اس کے بعد ساٹھ سال سے کچھ قدرے زیادہ تھا اس وقت بدعات اور عجیب و غریب اشیاء ظاہر ہوئیں۔ فلاسفہ نے اپنے سر اُٹھائے معتزلہ نے زبانیں کھولنا شروع کر دیں اور اہل علم خلق قرآن کے مسئلہ میں آزمائش میں پڑ گئے۔ حالات متغیر ہو گئے اور فحش اختلافات ہونے لگے اور روز بروز احکام سنت میں نقصان ہونے لگا عمران کی روایت کے مطابق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مخبر صادق کے ارشاد کا مصداق ظاہر ہوا ،،

قولہ قال عمران ،، یعنی عمران نے کہا میں نہیں جانتا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار یا تیسری کے بعد فرمایا کہ پھر اس کے بعد لوگ ظاہر ہوں گے جو گواہی دیں گے ؛ حالانکہ اُن کی گواہی مطلوب نہ ہوگی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب کرنے کے بغیر گواہی دینا مذموم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف

Marfat.com

۶۹۳۶ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبِیْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ یَجِیْءُ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَیْمَانَهُمْ وَاَیْمَانُهُمْ شَهَادَتَهُمْ

میں ہے کہ بہترین گواہ وہ لوگ ہوں گے جو گواہی طلب کئے بغیر گواہی دیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ اس شخص کے سوا کوئی اور شخص گواہ نہیں جو اس کے دعویٰ کے ثبوت کا گواہ ہو جبکہ اس شخص کا مدعی کو علم نہیں اگر یہ شخص گواہی نہ دے تو اس کا حق ضائع ہوتا ہے اس صورت میں اس شخص کا گواہی طلب کئے بغیر گواہ بننا محمود ہے اور کسی کا حق ضائع کرنے کے لئے خود بخود گواہ بننا مذموم ہے اس طرح حدیثوں میں اتفاق ہے۔ قولہ یظہر فیہم السمن، یعنی ان لوگوں میں جو خیانت کرتے ہیں اور ان کو امین نہیں بنایا جاتا ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا اور وہ موٹاپے کو محبوب جانیں گے حتی کہ موٹاپا کے لئے دعائیں استعمال کریں گے لیکن اگر طبعی طور پر انسان میں موٹاپا آجائے تو مذموم نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حدیث ۲۴۷۵ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۹۳۶ — نے فرمایا بہترین لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو میرے زمانہ کے لوگوں سے متصل ہوں گے پھر وہ جو ان کے متصل ہوں گے۔ پھر ان کے بعد لوگ آئیں گے کہ ان کی گواہیاں ان کی قسموں سے اور ان کی قسمیں ان کی گواہیوں سے آگے ہوں گی۔

۶۹۳۶ — شرح: یعنی وہ گواہی دینے کے حریص ہوں گے کبھی وہ قسموں کو گواہی پر مقدم کریں گے کبھی اس کا برعکس کریں گے یا یہ شہادت اور یمین کی سرعت کی مثال ہے اور وہ اس میں مجبوری سے شروع ہوں گے حتی کہ یہ معلوم نہ ہوگا کہ گواہی پہلے دینا ہے یا قسم پہلے کھانا ہے اور دین میں لاپرواہی کے باعث جس طرح چاہیں گے ابتدا کریں گے اور اس میں کوئی احتیاط نہ کریں گے بعض علماء نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جھوٹی گواہیاں دیں گے اور جھوٹی قسمیں کھائیں گے یا معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی گواہیوں کو قسموں سے سچا کرنے کی کوشش کریں گے اور کہیں گے۔ اللہ گواہ ہے کہ ہم سچے ہیں؛ چنانچہ وہ کہیں گے

Marfat.com

٦٩٣٧ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ سَمِعْتُ خَبَّابًا وَقَدْ اُكْتُوِيَ يَوْمَئِذٍ سَبْعًا فِي بَطْنِهِ وَقَالَ لَوْلَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَدْعُوَا بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِالْمَوْتِ اِنَّ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا بِشَيْءٍ وَاَنَّا اَصَبْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ

ہماری قسموں کی سچائی کے لوگ گواہ ہیں۔ ابن جوزی نے کہا مراد یہ ہے کہ وہ احتیاط نہ کریں گے اور گواہی اور قسم کھانے کو آسان جانیں گے (حدیث ۲۴۷۵ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

٦٩٣٧ — ترجمہ : قیس نے کہا میں نے خباب سے سُنا حالانکہ اس روز ان کے پیٹ پر سات داغ لگائے گئے تھے۔ قیس نے کہا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دُعا کرنے سے منع فرمایا ہے تو میں موت کی دُعا کرتا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گزر گئے، حالانکہ دُنیا نے اُن کے ثواب سے کچھ کم نہ کیا اور ہم نے دُنیا میں مال حاصل کیا۔ مٹی کے سوا اس کی جگہ کہیں نہیں پاتے ہیں۔

٦٩٣٧ — شرح : یعنی اس کی مال کی کثیت مکانوں اور عمارات میں کرتے ہیں۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کثرتِ مال اور دنیاوی معیشت پر حسرت اور افسوس کرتے ہیں کہ یہ اُن کے آخرت کے ثواب کے نقصان کا موجب ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد مذکور حدیث میں ہے کہ خباب مکان بنا رہے تھے اگر یہ مذکور نہ ہوتا تو حدیث کے معنیٰ یہ ہوتے کہ مال و دولت کو زمین میں چھپاتے۔

داؤدی نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ مال کے فتنہ سے وہی نجات پاتا ہے جو مر جائے اور زمین میں چلا جائے۔

Marfat.com

۶۹۳۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ
إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ أَتَيْتُ خَبَّابًا وَهُوَ يَبْنِيْ حَائِطًا لَهٗ
فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ مَضَوْا لَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا شَيْئًا وَإِنَّا أَصَبْنَا
مِنْ بَعْدِهِمْ شَيْئًا لَا نَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا إِلَّا فِي التُّرَابِ

۶۹۳۹ ـــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ**

۶۹۳۸ ـــ ترجمہ : قیس نے کہا میں خباب کے پاس آیا؛ حالانکہ وہ دیوار بنا رہے تھے۔ انہوں نے کہا ہمارے ساتھی فوت ہو گئے اور دُنیا نے ان کے عمل سے کچھ نقصان نہ کیا اور ہم نے ان کے بعد مال پایا ہے۔ مٹی کے سوا اس کی جگہ نہیں پاتے ہیں۔

۶۹۳۹ ـــ ترجمہ : حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور اس کا واقعہ بیان کیا۔

۶۹۳۹ ـــ شرح : یعنی راوی مذکور حدیث ہجرت کی ابتداء سے مدینہ منورہ تک بتمامہ بیان کی کہ ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہُوا ہم میں سے بعض فوت ہو گئے اور انہوں نے اپنے اجر سے کچھ نہ لیا اُن میں سے مصعب بن عُمیر ہیں اس کی تفصیل فضل فقر میں ذکر ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے لوگو اللہ کا وعدہ حق ہے

Marfat.com

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلٰى قَوْلِهٖ مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ السَّعِيْرُ جَمْعُهُ سُعُرٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْغَرُوْرُ الشَّيْطَانُ ۶۹۴۰ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ الْقُرَشِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُعَاذُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ ابْنَ اَبَانٍ اَخْبَرَهٗ قَالَ اَتَيْتُ عُثْمٰنَ بِطَهُوْرِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَتَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَالَ اَتَيْتُ

تم کو دُنیاوی زندگی دھوکہ میں نہ رکھے اور نہ شیطان تمہیں اللہ سے غافل کر دے۔ یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے اس کو دشمن جانو وہ صرف اپنی جماعت کو دعوت دیتا ہے تاکہ وہ دوزخی ہو جائیں

سعیر کی جمع سُعُر ہے۔ مجاہد نے کہا غرور یعنی شیطان ہے۔

اللہ کا وعدہ ہے کہ تمہیں فوت کرنے کے بعد زندہ اُٹھانے کا پھر تمہارا حساب و کتاب ہوگا اور ثواب و عقاب کا فیصلہ کرے گا۔ شیطان اللہ سے غافل کرتا ہے پس بندہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور مغفرت کی خواہش کرتا ہے۔ غرور یعنی شیطان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے دھوکہ میں آنے سے روکا ہے اور ہمارے لئے اس کی عداوت واضح کی ہے تاکہ اس کے فریب نہ آجائیں اور فرمایا اس کو اپنا دشمن سمجھو اور اس کی طاعت سے بچتے رہو وہ اپنی جماعت کو کفر کی طرف بلاتا ہے تاکہ وہ دوزخی ہو جائیں۔ مجاہد نے کہا غرور شیطان ہے۔

غرور بروزن فعول یعنی فاعل ہے۔ غِرّہ بالکسر یعنی بیداری میں غفلت ہے غرور وہ شئی ہے جو انسان کو غافل کر دے۔ مجاہد نے غرور کی تفسیر شیطان سے اس لئے کی ہے کہ شیطان انسان کو غافل کر دیتا ہے اور فریب دیتا ہے۔

۶۹۴۰ ــــ ترجمہ: معاذ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ حمران بن ابان نے اُن سے بیان

Marfat.com

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَهُوَ فِي هٰذَا الْمَجْلِسِ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هٰذَا الْوُضُوءِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْتَرُّوا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ حُمْرَانُ بْنُ أَبَانٍ

کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس وضوء کا پانی لایا، حالانکہ وہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے وضوء کیا اور کامل وضوء کیا پھر کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ نے وضوء فرمایا حالانکہ آپ اس جگہ تشریف فرما تھے۔ حضور نے بہت اچھا وضوء کیا پھر فرمایا جس نے اس طرح وضوء کیا پھر مسجد میں آیا اور دو رکعتیں نماز پڑھیں پھر بیٹھا رہا اس کے پہلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دھوکا میں مبتلا نہ ہو جاؤ"۔

۶۹۴۰ — شرح : قولہ مثل ھذا الوضوء" مثلیت کو یہ لازم نہیں کہ ان کا وضوء ہر لحاظ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کی مثل تھا، کیونکہ یہ مشکل ہے۔ یعنی جو شخص کامل وضوء کرے پھر مسجد میں آکر دو رکعتیں نفل پڑھے اس کے بعد مسجد میں بیٹھا رہے اور نماز کا انتظار کرے تو اس کے پہلے صغائر گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ ایک روائت میں ہے کہ وضوء کر کے مسجد میں آئے اور فرض نماز ادا کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نمازی کا تحیۃ المسجد یا فرض باجماعت پڑھنے کے لئے کامل وضوء کرنا گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے۔ ایک روائت میں ہے جو کوئی مسلمان اچھا وضوء کرے اور پانچوں نمازیں ادا کرے اس سے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس سے مراد وہ گناہ ہیں جو انسان اور بندہ کے درمیان ہیں یعنی صغائر نیک عمل کرنے سے معاف ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ"، اور کبائر گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے اور جن امور کا تعلق انسانوں سے ہے یعنی حقوق العباد ان کو راضی کئے بغیر معاف نہیں ہوتے قولہ لَا تَغْتَرُّوْا یعنی گناہ کرنے میں جرأت نہ کرو اور یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا، کیونکہ مغفرت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

Marfat.com

بَابُ ذَهَابِ الصَّالِحِيْنَ

٦٩٤١ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ مِرْدَاسِ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَتَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ اَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ حفالة: خثالة

باب نیک لوگوں کا فوت ہونا

ذہاب بفتح الذال بمعنی گذشتن و رفتن ہے۔ یعنی نیک لوگوں کا چلے جانا اور فوت ہو جانا قیامت کی علامت اور دُنیا کے فنا ہونے کی دلیل ہے۔ کہا جاتا ہے "اَلذَّهَابُ اَلْمَطَرُ" یعنی لفظ ذہاب گزر جانے اور بارش میں مشترک ہے، لیکن ذَهاب بفتح الذال بمعنی رفتن اور بکسر الذال بمعنی بارش ہے۔ عینی نے صاحبِ محکم سے نقل کیا کہ اَلذِّهْبَة بکسر الذال ہلکی سی بارش ہے اس کی جمع ذہاب ہے۔

ترجمہ : مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ٦٩٤١ ـــ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک لوگ یکے بعد دیگرے گزر جائیں گے اور جَو اور کھجوروں کے چھان اور باقی ماندہ خراب کھجوروں کی طرح باقی رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہ کرے گا۔ بخاری نے کہا "حفالہ اور حُثالہ ہم معنیٰ ہیں"

شرح : مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ اہل بیعتِ رضوان میں سے ہیں ٦٩٤١ ـــ حفالہ ہر وہ شئ ہے جو کسی کام کی نہ ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قربِ قیامت میں زمین علماء سے خالی ہو جائے گی اور اس میں صرف جاہل رہ جائیں گے داؤدی نے کہا حفالہ جَو کا چھان ہے اور اچھی کھجوریں کھانے کے بعد جو باقی بچ رہتی ہیں۔ دونوں پر حُفالہ بولا جاتا ہے یعنی نیک لوگوں کے مرجانے کے بعد ایسے لوگ رہ جائیں گے جن کی اللہ کے نزدیک کوئی قدر و منزلت نہ ہوگی اور نہ ہی اُن کا وزن ہوگا اور وہ کسی شمار میں نہ ہوں گے"

Marfat.com

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

۶۹۴۲ — حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ

باب مال کے فتنہ سے بچنا

فتنہ بمعنی ابتلاء اور سیدھی راہ سے ٹیڑھے ہو جانا ہے۔ اس کے معنی احتراق "جل جانا" بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے ابتلاء "آزمائش" ہے

۶۹۴۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار، درہم اور قطیفہ کا بندہ ہلاک ہو جائے کہ اگر اس کو دیا جائے تو خوش ہو اور اگر اس کا مقصد پورا نہ کیا جائے تو راضی نہیں ہوتا۔

۶۹۴۲ — شرح : تعس بد دعاء کا کلمہ ہے۔ یعنی روپے پیسوں کی طلب اور اور نفیس کپڑے پہننے میں جس کی عمر اسی طرح گزر جائے وہ خسارہ میں رہے گا۔ یہ دنیا کے طالب اور اس میں منہمک رہنے والے کے لئے بد دعاء ہے۔ قطیفہ، ریشمی چادر خمیصہ سیاہ کمبل۔ بعض نے کہا خمیصہ ریشمی یا صوف کی چادر ہے۔ بعض علماء نے کہا خمیصہ مربع چادر ہے

Marfat.com

٦٩٤٣ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ اَبْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ

جس میں نقش و نگار اور خطوط ہوں۔ حضرات علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا دُنیا کے سامان سے محبت کرنا اور اس میں منہمک رہنا مذموم ہے اگر کسی کی ملک میں مذکور اشیاء ہوں اور وہ ان میں منہمک نہ ہو مذموم نہیں ہے۔

درہم و دینار سے محبت کرنے والے شخص کو اس کا مطلوب دیا جائے تو خوش ہوتا ہے، ورنہ ناراض رہتا ہے؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ،، اگر ان کو دُنیا میں سے کچھ دیا جائے تو خوش ہوتے ہیں اور اگر انہیں کچھ نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتے ہیں۔ یعنی وہ دُنیا میں بہت حریص ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دُنیا کے سامان میں حرص کرنے کے سبب ان کو بندۂ دینار و درہم فرمایا ہے لہٰذا جو شخص بندۂ شہوت ہو اس کے حق میں ،، اِيَّاكَ نَعْبُدُ ،، صادق نہیں آتا اور نہ ہی اس کو صدیقیت کے ساتھ موصوف کرنا درست ہے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا اگر ابن آدم کے لئے

٦٩٤٣ ـــ مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کو تلاش کرے گا۔ ابن آدم کے پیٹ کو صرف مٹی بھرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرتا ہے جو عصمت طلب کرنے کے لئے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

(یعنی جو معصیت اور دُنیا کی محبت سے اور اللہ تعالیٰ کے حق میں غفلت سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس حدیث میں دُنیا کے مال میں حرص کرنے کی مذمت ہے)

Marfat.com

۶۹۴۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ مِثْلَ وَادٍ مَالًا لَاَحَبَّ اَنَّ لَهٗ اِلَيْهِ مِثْلَهٗ وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَا اَدْرِيْ مِنَ الْقُرْاٰنِ هُوَ اَمْ لَا قَالَ فَسَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ ذٰلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ

۶۹۴۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ اگر ابن آدم کے لئے وادی کی مقدار مال ہو تو وہ خواہش کرے گا کہ اتنا مال اس کے پاس اور بھی ہو۔ ابن آدم کی آنکھ کو مٹی ہی بھرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے جو آہ وزاری سے اس کی طرف رجوع کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن کی آیت ہے یا نہیں۔ اس حدیث کے راوی عطاء نے کہا میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو منبر شریف پر یہ کہتے سُنا ہے۔

۶۹۴۴ — شرح : یعنی مذکور حدیث شریف قرآن کریم میں ہے جس کی تلاوت منسوخ ہے۔

کرمانی نے کہا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا یعنی اگر ابن آدم کے لئے ایک وادی مال ہو تو وہ خواہش کرے گا کہ اس کے لئے اس جیسی ایک اور وادی ہو اس کے منہ کو صرف مٹی ہی بھرتی ہے۔ یہ بھی احتمال کہ ذالک سے مراد "قول لا ادری" بھی ہو یعنی میں نہیں جانتا یہ قرآن ہے یا نہیں۔

۶۹۴۵ — ترجمہ : عباس بن سہل بن سعد نے کہا میں نے عبداللہ بن زُبیر کو مکہ مکرمہ میں منبر شریف پر خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اگر ابن آدم کو ایک وادی سونے سے بھری ہوئی دی جائے تو وہ دُوسری وادی کی خواہش کرے گا اور اگر اس کو

Marfat.com

٦٩٤٥ — حَدَّثَنَا ابو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيْلِ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى مِنْبَرِ مَكَّةَ فِيْ خُطْبَتِهٖ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّ ابْنَ آدَمَ اُعْطِيَ وَادِيًا مَلْاَ مِنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اِلَيْهِ ثَانِيًا وَلَوْ اُعْطِيَ ثَانِيًا اَحَبَّ اِلَيْهِ ثَالِثًا وَلَا يَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ

٦٩٤٦ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ وَادِيَانِ وَلَنْ يَمْلَاَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ وَقَالَ لَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اُبَيٍّ كُنَّا نُرٰى هٰذَا مِنَ الْقُرْاٰنِ حَتّٰى نَزَلَتْ اَلْهٰىكُمُ

دُوسری وادی بھی دی جائے تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا۔ ابن آدم کی آنکھ کو صرف مٹی بھرتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں تائب ہو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

شرح : ٦٩٤٥ — اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی روائت میں ہے کہ ابن آدم کے پیٹ کو مٹی ہی بھرتی ہے دوسری روائت میں آنکھ مذکور ہے اور تیسری میں منہ کا ذکر ہے ان میں اتفاق کیسے ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان الفاظ کی حقیقت مراد نہیں بلکہ اس سے مراد موت ہے کیونکہ اس کو امتلاء "بھر جانا" لازم ہے۔ گویا کہ فرمایا ابن آدم دُنیا میں سیر نہیں ہوتا حتی کہ وہ مرجائے لہٰذا ان تینوں عبارات کا مقصد ایک ہی ہے۔

ترجمہ ٦٩٤٦ — : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْمَالُ حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ

وَقَالَ اللّٰهُ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ إِلٰى قَوْلِهٖ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَقَالَ عُمَرُ اَللّٰهُمَّ إِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ إِلَّا أَنْ نَفْرَحَ بِمَا زَيَّنْتَ لَنَا اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ أَنْ أُنْفِقَهٗ فِيْ حَقِّهٖ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابن آدم کے لئے ایک وادی سونا ہو تو وہ چاہے گا کہ اس کے لئے سونے کی دو وادیاں ہوں اس کے منہ کو کوئی شئ نہیں بھرتی مگر مٹی اور اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے ابوالولید نے کہا ہم سے حماد بن سلمہ نے ثابت سے انہوں نے انس کے ذریعہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ اُنہوں نے کہا ہم اس حدیث کو قرآن شمار کرتے تھے حتی کہ یہ آیت کریمہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ،، نازل ہوئی ،،

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس آیت کریمہ کی کیا تخصیص ہے؟ حالانکہ یہ آیت کریمہ مذکور حدیث کی ناسخ بھی نہیں ؛ کیونکہ حدیث اور اس آیت کریمہ میں معارضہ ہی نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حکم منسوخ ہونے کی شرط معارضہ ہے لیکن الفاظ منسوخ ہونے کے لئے معارضہ شرط نہیں ، لہٰذا مقصد یہ ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی جو حدیث کے ہم معنیٰ ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی کہ اس کی تلاوت منسوخ ہے اور اس کے معنی پر ہی اکتفاء کی گئی ہے۔ حدیث اور آیت کریمہ کے معنی میں موافقت اس طرح ہے کہ بعض مفسرین نے زیارت القبور کی موت سے تفسیر کی ہے۔ یعنی تمہیں مال کی کثرت اللہ کی یاد سے غافل کر دے گی یہاں تک کہ تم مر جاؤ گے ۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے معنیٰ یہ ہوں کہ ہم اس حدیث کو قرآن گمان کرتے تھے حتی کہ اس کے ہم معنیٰ قرآن کی صورت نازل ہوئی ان دونوں میں مماثلت کے سبب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ یہ حدیث قرآن نہیں لہٰذا یہاں نسخ وغیرہ نہیں (کرمانی)

۶۹۴۶ —

Marfat.com

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد "یہ مال تر و تازہ میٹھا ہے"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لوگوں کے لئے خواہشات یعنی عورتوں، بیٹوں سونے چاندی کے ڈھیروں نشان لگائے ہوئے گھوڑوں، چوپایوں اور کھیتوں کی محبت مزین کی گئی ہے۔ یہ دُنیاوی زندگی کا سامان ہے

تفسیر: یعنی اس دُنیا میں مختلف انواع ہیں جو انسان کے لئے مرغوب طبع ہیں۔ اُن سے اوّل الذکر عورت ہے؛ کیونکہ اس کا فتنہ بہت سخت ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے اپنے بعد عورتوں سے بڑا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں کو ضرر دے لیکن جب ان سے غرض پاکدامن رہنا اور کثرتِ اولاد ہے تو یہ ایسا مطلوب ہے جس میں رغبت کی جاتی ہے اور اس کی طرف بلایا جاتا ہے؛ کیونکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ دُنیا سامان ہے اور اس کا بہتر سامان نیک عورت ہے۔ اس کے بعد "لڑکوں" کو ذکر کیا ان کی محبت یا فخر و مباہات اور زینت کے لئے ہے تو وہ اس میں داخل ہے یا نسل کی کثرت اور امتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی کثرت کے لئے ہے تو یہ محمود ہے اور قابل مدح و ثناء ہے جیسے حدیث شریف میں ہے محبت کرنے والی زیادہ بچوں کو جنم دینے والی عورت سے نکاح کرو؛ کیونکہ قیامت میں تمہاری وجہ سے میں پہلی امتوں پر کثرت کے باعث فخر کروں گا۔

قولہ والقناطیر المقنطرۃ "قنطار کی مقدار میں کئی قول ہیں ضحاک نے کہا یہ کثیر مال ہے بعض نے ہزار دینار بعض نے بارہ سو بعض نے بارہ ہزار بعض نے چالیس ہزار بعض نے ستر ہزار اور بعض نے اسّی ہزار کہا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو ہریرہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قنطار" بارہ ہزار اوقیہ ہیں اور ہر اوقیہ زمین و آسمان کے درمیان والی اشیاء سے بہتر ہے۔ اسی طرح ابن ماجہ نے روائت کیا ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا قنطار بیل کے کھال کے بھراؤ کی مقدار سونا ہے۔ سعید بن جبیر نے کہا ایک لاکھ دینار ہے۔ مقنطرہ قنطار کی تاکید ہے جیسے

Marfat.com

۶۹۴۷ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِيْ ثُمَّ قَالَ هٰذَا الْمَالُ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قَالَ لِيْ يَا حَكِيْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ

بدرۃ مبدرۃ مدخیل مسومہ نشانی لگائے ہوئے گھوڑے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ ہم طاقت نہیں رکھتے مگر اس چیز کی جو تو نے ہمارے لئے مزین کیا ہے اس سے خوش ہوں اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مال کو اسکے حق میں خرچ کروں۔

کیونکہ جو کوئی مال حق سے حاصل کرے اور اس کو حق میں خرچ کیا کرے وہ مال کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔ دارقطنی نے یحیی بن سعید انصاری سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس مشرق سے بہت مال لایا گیا جبکہ کسریٰ پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا اس کو زمین پر ڈال کر ڈھانپ دیا جائے پھر لوگوں کو جمع کیا پھر حکم دیا کہ اس سے کپڑا اٹھایا جائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ زیورات، جواہرات اور دیگر بے شمار سامان تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنین آپ کیوں رو رہے اللہ تعالیٰ نے یہ غنیمتیں ان کے مالکوں سے چھین کر ہمیں عطا کی ہیں عمر فاروق نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کو یہ کثیر مال دے وہ لوگ اس کی وجہ سے خونریزی کرتے ہیں اور حرام کو حلال جاننے لگتے ہیں پھر فرمایا اے اللہ ہم اسی پر قادر ہیں جو تو نے ہمارے لئے مزین کیا ہے مجھے اس کے شر سے بچا اور مجھے توفیق دے کہ میں اس کو اس کے حق میں خرچ کروں۔ عمر فاروق وہاں سے نہ اٹھے حتیٰ کہ سارا مال تقسیم کر دیا اور اس سے کوئی شئی باقی نہ رہی (قسطلانی)

۶۹۴۷ ترجمہ: حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى

بَابُ مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهٖ فَهُوَ لَهٗ

۶۹۴۸ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ قَالَ فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ

سے سوال کیا تو آپ نے مجھے دیا میں نے پھر سوال کیا تو آپ نے مجھے دیا میں نے پھر سوال کیا تو فرمایا یہ مال بسا اوقات سفیان نے کہا کہ مجھے فرمایا اے حکیم یہ مال تر و تازہ شیریں ہے جو کوئی اس کو حرص کے بغیر لے گا اس کے لئے اس میں برکت ہوگی اور جو کوئی لالچ کے ساتھ لے اس کے لئے اس میں برکت نہ ہوگی۔ مثل اس شخص کے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اوپر والا ہاتھ نچلے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(حدیث ۱۳۸۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے اپنے مال سے کچھ آگے بھیجا وہ اس کا ہے

یعنی انسان عاقل بالغ اپنے مال سے جو موت سے پہلے نیک امور میں خرچ کرے وہ اس کا ثواب قیامت میں پالے گا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا وارثوں کے لئے چھوڑنے سے بہتر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص کے لئے فرمایا تھا کہ تمہارا اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ ان کو بھوکے چھوڑو جو لوگوں سے مانگتے پھریں ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تعارض نہیں

Marfat.com

بَابُ الْمُكْثِرُوْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ

وَقَوْلُهٗ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا اِلٰى قَوْلِهٖ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

کیونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی بیماری میں سارا مال صدقہ کرنے کا ارادہ کیا تھا جبکہ ان کی وارث صرف ان کی ایک ہی لڑکی تھی وہ مال کسب نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے حضور نے ان کو حکم دیا تھا کہ ایک تہائی مال خرچ کر کے باقی اپنی بیٹی کے لئے چھوڑ دے اور اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی صحت کی حالت میں خطاب فرمایا جبکہ ان کی یہ خواہش تھی کہ وہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کریں تاکہ قیامت میں اس کا ثواب پائیں۔ حضور کی یہ مراد نہ تھی کہ مرض کے وقت سارا مال خرچ کر دے، کیونکہ اس طرح وارثوں کو محروم کرے گا اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں گے،، اس لئے بیمار ایک تہائی میں تصرف کر سکتا ہے۔

۶۹۴۸ ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون ہے جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،، ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال ہی محبوب ہے۔ حضور نے فرمایا اس کا مال وہ ہے جو اس نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو چھوڑ کر چلا گیا (اس میں سے صدقہ کئے بغیر مر گیا)

باب زیادہ مال والے کم ثواب والے ہوتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو کوئی دنیاوی زندگانی اور اس کی زیب و زینت کا خواہش مند ہے ہم اس کو دنیا میں اس کے اعمال کا پورا بدلہ چکا دیتے ہیں اس میں ان کے لئے کمی نہ کی جاتی ان کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور جو کچھ دنیا میں کیا ہے وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور ان کے سارے عمل باطل ہیں۔

Marfat.com

٦٩٥٠ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَحْدَهُ لَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ فَالْتَفَتَ فَرَآنِي فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ أَبُو ذَرٍّ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ إِنَّ الْمُكْثِرِينَ هُمُ الْمُقِلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ

تفسیر : یہ آیت کریمہ اپنے عموم کے اعتبار سے کافروں اور ریاکار مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اللہ کی رضاء کے لئے عمل نہیں کرتے ان کو دُنیا میں ہی ان کی جزاء دی جاتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت کریمہ یہود و نصاریٰ کے حق میں وارد ہوئی ہے کہ اگر وہ سائلین کو دیں یا صلۂ رحمی کریں تو دُنیا میں ان کے رزق میں وسعت کرکے اُن کے نیک عملوں کی جزاء پوری کر دی جاتی ہے اور وہ دُنیا میں صحت و توانائی سے زندگی گزارتے ہیں ان کو کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی۔ بعض علماء نے کہا یہ منافقوں کے بارے میں ہے جو مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو ان کو غنیمت سے حصّہ دے کر بدلا چکا دیا جاتا ہے ضحاک نے کہا مشرک نیک عمل کریں تو ان کو دُنیا میں جزاء دے دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں"

ترجمہ : ٦٩٥٠ — ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایک رات باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا چل رہے ہیں آپ کے ساتھ کوئی انسان نہیں تو میں نے خیال کیا کہ حضور اپنے ساتھ کسی کے چلنے کو پسند نہیں کرتے ہوں گے (اس لئے تنہا چل رہے ہیں) تو میں چاند کے سایہ میں چلنے لگا۔ آپ نے میری طرف توجہ فرمائی اور مجھے دیکھ لیا پھر فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا (میں) ابو ذر ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا

Marfat.com

اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيْهِ يَمِيْنَهٗ وَشِمَالَهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهٗ وَعَمِلَ فِيْهِ
خَيْرًا قَالَ فَمَشَيْتُ مَعَهٗ سَاعَةً فَقَالَ لِيْ اجْلِسْ هٰهُنَا قَالَ فَاَجْلَسَنِيْ
فِيْ قَاعٍ حَوْلَهٗ حِجَارَةٌ فَقَالَ لِيْ اجْلِسْ هٰهُنَا حَتّٰى اَرْجِعَ اِلَيْكَ قَالَ
فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لَا اَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّيْ فَاَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ اَتٰى
سَمِعْتُهٗ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ فَلَمَّا جَاءَ
لَمْ اَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِيْ
جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ اَحَدًا يَرْجِعُ اِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ
عَرَضَ لِيْ فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ قَالَ بَشِّرْ اُمَّتَكَ اَنَّهٗ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ
بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ
نَعَمْ قُلْتُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ
زَنٰى قَالَ نَعَمْ وَاِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ قَالَ النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا
حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ ثَابِتٍ وَالْاَعْمَشُ وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ رُفَيْعٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا

کرے فرمایا اے ابا ذر آگے آؤ تو میں کچھ وقت آپ کے ہمراہ چلتا رہا۔ حضور نے فرمایا زیادہ مالدار لوگ قیامت کے دن کم ثواب والے ہوں گے مگر جسے اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اس کو دائیں بائیں اور آگے اور پیچھے دے اور اس میں نیک عمل کرے ابوذر نے کہا میں کچھ وقت آپ کے ساتھ چلتا رہا پھر مجھے فرمایا یہاں بیٹھ جاؤ۔ ابوذر نے کہا حضور نے مجھے صاف میدان میں بٹھایا اس کے اردگرد پتھر تھے اور مجھے فرمایا یہاں بیٹھے رہو حتیٰ کہ میں تیرے پاس واپس آؤں اور آپ پتھریلے میدان میں چلے گئے یہاں تک کہ میری نظر سے اوجھل ہو گئے اور مجھ سے بہت دیر غائب رہے اور بہت دیر کر دی پھر میں نے آپ کو

Marfat.com

زَيْدِ بْنُ وَهْبٍ بِهٰذَا اَوْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ نَحْوَ ذٰلِكَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيْثُ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ مُرْسَلٌ لَا يَصِحُّ اِنَّمَا اَوْرَدْنَاهُ لِلْمَعْرِفَةِ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اضْرِبُوْا عَلٰى حَدِيْثِ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدِيْثُ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ مُرْسَلٌ اَيْضًا لَا يَصِحُّ وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا اِذَا تَابَ وَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ

سُنا جبکہ آپ تشریف لا رہے تھے کہ آپ فرماتے تھے اگرچہ چوری کرے اور اگرچہ زنا کرے۔ ابوذر نے کہا جب آپ تشریف لائے میں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فداء کرے حرّہ کی ایک طرف آپ کس سے باتیں کر رہے تھے؟ میں نے کسی کو آپ کو کچھ جواب دیتے نہیں سُنا فرمایا وہ جبرائیل "علیہ السلام" تھے۔ حرّہ کے کنارے میرے سامنے آئے اور کہا اپنی اُمت کو خوشخبری سُنائیں کہ جو کوئی مرجائے اس حال میں کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بناتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اے جبرائیل اگرچہ وہ چوری کرتا ہو اگرچہ زنا کرتا ہو تو اُس نے کہا جی ہاں فرمایا میں نے کہا اگرچہ چوری کرے اگرچہ زنا کرے جبرائیل نے کہا جی ہاں! اگرچہ وہ شراب پیتا ہو۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے اور حدیث اور آیت کریمہ میں مناسبت اس طرح ہے کہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جو وعید ذکر فرمائی ہے۔ وہ مسلمانوں کے حق میں کچھ وقت کے لئے ہے ہمیشہ کے لئے نہیں کیونکہ حدیث کا مدلول یہ ہے کہ جو مسلمان کبائر کے مرتکب ہیں وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ حدیث میں کبیرہ کے مرتکب کو جنت میں داخل ہونے سے پہلے تعذیب کی نفی نہیں جیسے آیت کریمہ میں معصیت زناء پر عذاب دینے کے بعد اس کو جنت میں داخل ہونے کی نفی نہیں۔ قولہ فی ظل القمر، یعنی جس جگہ چاند کی روشنی نہ ہوتا کہ اپنے آپ کو مخفی رکھے اور وہ دیر تک اس لئے چلتے رہے کہ اگر حضور کو کوئی حاجت درپیش

٦٩٤٩

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ أُحُدًا ذَهَبًا

۶۹۵۰ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنَا

ہو تو قریب سے پوری کر دیں۔ قولہ "تعالَہ" یہ امر حاضر معروف ہے اور اس پر ھاء سکتہ کی ہے۔ ابو نضر نے کہا ہمیں شعبہ نے خبر دی اور کہا ہم سے حبیب بن ابی ثابت، اعمش، عبدالعزیز بن رُفیع نے بیان کیا کہ ہمیں زید بن وھب نے یہ خبر دی"، ابو عبداللہ بخاری نے کہا ابو درداء سے ابو صالح کی حدیث مرسل ہے صحیح نہیں اس کو ہم نے صرف معرفت کے لئے ذکر کیا ہے۔ صحیح حدیث ابوذر کی حدیث ہے۔ بخاری سے کہا گیا عطاء بن یسار کی ابو درداء سے حدیث کیسی ہے؟ انہوں نے کہا یہ بھی مرسل ہے صحیح نہیں ہے صحیح حدیث ابو درداء کی حدیث ہے اور کہا کہ ابو درداء کی حدیث پر یہ زیادہ کرو جب مرجائے تو موت کے وقت کہے لا الٰہ الا اللہ"، یعنی ابو درداء سے جو منقول ہے کہ جو شخص مرجائے اس حال میں کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بناتا ہو یہ اس شخص کے حق میں ہے جو مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ پڑھے۔ یعنی اس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے لئے اُحد کی مثل سونا ہو"

۶۹۵۰ — ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں مدینہ منورہ کے میدان حرّہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا تو ہمارے سامنے اُحد پہاڑ ظاہر ہوا فرمایا اے ابا ذر! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا مجھے اچھا نہیں لگتا کہ اُحد پہاڑ

Marfat.com

أُحُدٌ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا يَسُرُّنِيْ
أَنَّ عِنْدِيْ مِثْلَ أُحُدٍ هٰذَا ذَهَبًا يَمْضِيْ عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ
دِيْنَارٌ إِلَّا شَيْءٌ أُرْصِدُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُوْلَ بِهٖ فِيْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا
وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ خَلْفِهٖ ثُمَّ مَشٰى
ثُمَّ قَالَ أَلَا إِنَّ الْأَكْثَرِيْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ
هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ خَلْفِهٖ
وَقَلِيْلٌ مَا هُمْ ثُمَّ قَالَ لِيْ مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ ثُمَّ
انْطَلَقَ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ حَتّٰى تَوَارٰى فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ
فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُوْنَ أَحَدٌ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهٗ فَذَكَرْتُ قَوْلَهٗ لِيْ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ فَلَمْ

کے برابر میرے پاس سونا ہو کہ میرے پاس تیسرا دن گزرے ، حالانکہ میرے پاس اُس میں سے ایک دینار ہو مگر وہ شئ جس کو میں قرض ادا کرنے کے لئے روک رکھوں مگر میں اللہ کے بندوں میں اس طرح اور اس طرح اور اس طرح خرچ کر دوں دائیں ، بائیں اور پیچھے کی طرف اشارہ فرمایا۔ پھر آپ کچھ دیر چلے اور فرمایا زیادہ مال دار لوگ قیامت میں کم ثواب والے ہیں مگر جس نے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح خرچ کیا دائیں بائیں اور پیچھے کی طرف اشارہ فرمایا ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ پھر فرمایا تم اپنی جگہ ٹھہرو اور میرے آنے تک یہاں ہی رہو پھر آپ رات کے اندھیرے میں چلے گئے حتی کہ مجھ سے غائب ہو گئے میں نے ایک بلند آواز سُنی تو مجھے خوف لاحق ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی حادثہ نہ پیش آیا ہو میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے پاس جاؤں تو میں نے آپ کا یہ ارشاد یاد کیا کہ تم یہاں رہو حتی کہ میں تمہارے پاس آؤں پس میں ٹھہرا رہا حتی کہ حضور میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

أَبْرَحُ حَتّٰى أَتَانِي قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ وَهَلْ سَمِعْتَهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ جِبْرِيْلُ أَتَانِي فَقَالَ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ

۶۹۵۱ — حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

میں نے ایک آواز سنی تھی مجھے خوف لاحق ہوا تو میں نے آپ کا قول یاد کیا فرمایا کیا تو آواز سنی تھی میں نے فرمایا وہ جبرائیل "علیہ السلام" تھے جو میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کی امت سے جو شخص فوت ہو جائے اس حال میں کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ بناتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا اگرچہ زنا کرے اگرچہ چوری کرے جبرائیل نے کہا اگرچہ زنا کرے اگرچہ چوری کرے۔

۶۹۵۰ شرح : یعنی جب موت کے وقت توبہ کر لی جنت میں داخل ہوگا۔ بعض علماء نے کہا وہ جنت میں بہر کیف داخل ہوگا اگرچہ گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد داخل ہو کیونکہ کلمہ گو ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔ پس حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ ابتداً جنت میں داخل ہوگا یا سزا بھگتنے کے بعد داخل ہوگا۔ اس حدیث میں خارجیوں اور معتزلہ کا رد بلیغ ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب جب توبہ کے بغیر مر جائے تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ حدیث میں صرف دو کبیرہ گناہ زنا اور چوری مثال کے طور پر ذکر کئے ہیں زنا سے اُن کبائر کی طرف اشارہ کیا جن کا حقوق اللہ سے تعلق ہے اور چوری سے حقوق العباد کی طرف اشارہ کیا۔ اس سے پہلی حدیث میں یہ بھی ذکر کیا تھا کہ وہ اگرچہ شراب پیئے، اس سے یہ اشارہ کیا کہ اگرچہ فسق کرے، کیونکہ شراب پینے سے عقل مختل ہو جاتی ہے جس سے انسان کو بہائم پر شرف حاصل ہے (قسطلانی)

۶۹۵۱ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہ

Marfat.com

ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْكَانَ لِيْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِيْ اَنْ لَّا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْءٌ اِلَّا شَيْءٌ اُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ

بَابُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ

وَقَوْلُهٗ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَبَنِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ عَامِلُوْنَ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لَمْ يَعْمَلُوْهَا لَا بُدَّ مِنْ اَنْ يَعْمَلُوْهَا

پسند ہے کہ مجھ پر تین راتیں نہ گزریں ؛ حالانکہ میرے پاس اس میں سے کچھ ہو مگر اتنا کہ میں اس کو قرض ادا کرنے کے لئے رکھ لو ۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعت کے لئے جلدی کرنا چاہیئے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرضہ ہوتا تھا کیونکہ اپنے اور اپنے عیال اور صاحب حاجت کی حاجت پوری کرنے کے لئے آپ کھانے پینے کا اہتمام فرماتے تھے جس کے باعث قرضہ لینا پڑتا تھا ۔ نیز معلوم ہوا کہ تھوڑی شئی پر راضی رہنا چاہیئے اور تنگدستی پر صبر کرنا چاہیئے ۔

6951 ——

باب بے نیازی دل کی بے نیازی ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! کیا کافر یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کی جو مال اور بیٹیوں سے مدد کرتے ہیں ۔ ہم ان کے لئے خیر میں جلدی کرتے ہیں بلکہ ان کو شعور تک نہیں ۔ سفیان بن عیینہ نے لَمْ يَعْمَلُوْهَا عَامِلُوْنَ کی تفسیر میں ذکر کیا اُن کے مقدر میں بُرے عمل تھے ان پر لازم ہے کہ مرنے سے پہلے وہ عمل کریں تاکہ عذاب کے سزاوار ہوں ۔

Marfat.com

۶۹۵۲ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس آیت کریمہ کے ذکر کرنے میں مقصد یہ ہے کہ کافروں کو مال و دولت اور اولاد دینا مطلق خیر نہیں ہے اور یہ امداد صرف معاصی میں استدراج ہے اس کو وہ خیر سمجھتے ہیں اور ان کے اچھے فعل کی جزاء اور ثواب خیال کرتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں معتزلہ کا رد ہے؛ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے وہ کرتا ہے جو دین میں ان کے لئے زیادہ صلاحیت والا ہو؛ حالانکہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہ ان کے لئے دین میں بہتری نہیں اور نہ ہی اس میں ان کی صلاحیت ہے ان کو یہ شعور نہیں کہ اس امداد میں استدراج ہے جس کا انہیں شعور تک نہیں ہے۔ امام کا مقصد یہ ہے کہ کافروں کو مال دولت اور کثرت اولاد دینا ان کے لئے خیر نہیں بلکہ یہ استدراج ہے۔

۶۹۵۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دُنیا کے کثیر اسباب کا نام بے نیازی نہیں لیکن بے نیازی دل کی ہے۔

۶۹۵۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مال میں خیریت لذاتہ نہیں بلکہ اس کے متعلق کے اعتبار سے ہے۔ اگرچہ اس کو خیر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح زیادہ مالدار آدمی لذاتہ غنی اور بے نیاز نہیں بلکہ اس میں تصرف کے اعتبار سے غنی ہے؛ کیونکہ اگر وہ لذاتہ غنی ہو تو اس کی غنا مال کو واجبات مستحبات اور دیگر نیک امور میں صرف کرنے پر موقوف نہ ہوتی،، اور اگر وہ لذاتہ فقیر ہوتا تو مال کے ختم ہونے کے خطرہ کے پیش نظر وہ خرچ کرنے سے رُک جاتا وہ درحقیقت صورت اور معنی کے اعتبار سے فقیر ہے اگرچہ مال اس کے ہاتھ میں ہو؛ کیونکہ وہ اس مال سے دنیا اور آخرت میں نفع حاصل نہیں کرتا بلکہ بسا اوقات یہ مال اس کے لئے وبال ہوتا ہے۔

Marfat.com

بَابُ فَضْلِ الْفَقْرِ

۶۹۵۳ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّهٗ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ جَالِسٍ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ هٰذَا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَلَّا يُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَلَّا يُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَلَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا

باب فقیر کی فضیلت

ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۶۹۵۳ — ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو حضور نے اپنے پاس بیٹھنے والے شخص سے فرمایا اس آدمی کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ اس شخص نے کہا یہ مقتدر لوگوں میں سے ہے۔ بخدا یہ اس لائق ہے کہ اگر کسی کو نکاح کا پیغام بھیجے تو نکاح کر دیا جائے اگر کسی کی سفارش کرے تو قبول کی جائے۔ سہل نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ

[illegible] ایک آدمی [illegible] تو حضور نے اس سے فرمایا اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے

Marfat.com

۶۹۵۴ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُرِيدُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ نَمِرَةً فَإِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

اُس نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ شخص فقیر لوگوں میں سے ہے یہ اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو نکاح نہ کیا جائے اگر سفارش کرے تو قبول نہ کی جائے اگر یہ بات کرے تو اس کی بات سُنی نہ جائے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اُس شخص جیسے لوگوں سے زمین بھر جانے سے بہتر ہے،،

۶۹۵۳ — شرح : فقر سے مراد گداگر نہیں بلکہ وہ فقیر مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کے دیئے پر راضی ہو اور اس پر صبر کرے اور اس کے قول و فعل میں کوئی ایسی شئی نہ پائی جائے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرے اور کسبِ حلال ترک نہ کرے اور مانگنے میں مشغول نہ ہو جس میں ذلت ہے۔ اس زمانہ کے فقراء میں وہ صفات کاملہ نہیں پائی جاتیں ان لوگوں کے فقر سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ چاہی۔

۶۹۵۴ — ترجمہ : اَعمش نے کہا میں نے ابو وائل کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ ہم نے خباب کی عیادت کی تو اُنہوں نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اس حال میں کہ ہم اللہ کی رضا کا ارادہ کرتے تھے تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

۶۹۵۵ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْرَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَ اطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ تَابَعَهُ اَيُّوْبُ وَعَوْفٌ

ذمہ ہُوا اُن میں سے بعض صحابہ گذر گئے اور اپنے اجر سے کوئی شئی نہ لی اُن میں سے مصعب بن عُمیرؓ ہیں وہ اُحد کی جنگ میں شہید ہُوئے اور صرف ایک چادر چھوڑی جب ہم نے اُن کا سر چھپاتے تو اُن کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب اُن کے پاؤں ڈھانپتے تو اُن کا سر ظاہر ہو جاتا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اُن کا سر چھپا دیں اور اُن کے پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دیں اور ہم میں سے بعض کا پھل پک گیا وہ اسے چن رہے ہیں۔

۶۹۵۴ ـــ شرح : یعنی ہمارا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں سے وعدہ کے مطابق اُس کے ذمہ ثابت ہُوا۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی شئی واجب نہیں اُس نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے نیک عمل کا ثواب اپنے ذمہ کر رکھا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اجر آخرت کا ثواب ہے یہ دُنیا میں کیسے حاصل ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے، دُنیا بھی اجر ہے۔ (حدیث ۲۰۵ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ

مُصعب بن عُمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدار بن قُصیّ ہیں ان کا نسب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قصیّ میں ملتا ہے۔ غزوۂ اُحد میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اُن کے ہاتھ میں تھا اور غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے اُن کے پاس صوف کی کلبردار چادر تھی جو ان کا کفن تھا چونکہ پُورے کفن کے لئے کافی نہ تھا اس لئے حسبِ ارشاد نبوی صلی اللہ علی صاحبہ اُن کا سر اس چادر سے چھپا دیا گیا اور ان کے دونوں قدموں پر گھاس رکھ دیا گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیشت بہت کمزور تھی۔ غزوۂ خیبر کے بعد صحابہ کرام کی معیشت

Marfat.com

وَقَالَ صَخْرٌ وَحَمَّادُ بْنُ نَجِيحٍ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۶۹۵۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَاْكُلِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ حَتّٰى مَاتَ وَمَا اَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ

۶۹۵۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ تُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِیْ رَفِّیْ مِنْ شَیْءٍ يَاْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ اِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِیْ رَفٍّ لِیْ فَاَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰى طَالَ عَلَیَّ فَكِلْتُهُ فَفَنِیَ

مستحکم ہوئی تھی۔

۶۹۵۵ — ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں نظر ڈالی تو اس میں اکثر فقراء کو دیکھا اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس میں اکثر عورتوں کو دیکھا۔ ایوب سختیانی اور عوف نے ابورجاء کی متابعت کی۔ صخر اور حماد بن نجیح نے ابورجاء سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی (حدیث ۳۰۲۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۹۵۶ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوان پر نہیں کھایا حتی کہ وفات پاگئے اور نہ ہی پتلی چپاتی کھائی یہاں تک کہ وصال فرما گئے۔

۶۹۵۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

بَابُ كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ وَتَخَلِّيهِمْ مِنَ الدُّنْيَا

٦٩٥٨ — حَدَّثَنِيْ اَبُوْنُعَيْمٍ بِنَحْوٍ مِنْ نِصْفِ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِنْ كُنْتُ لَاَعْتَمِدُ بِكَبِدِيْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَاِنْ كُنْتُ لَاَشُدُّ الْحَجَرَ

وفات پائی حالانکہ میری بھڑولی (جس میں آٹا ڈالتے ہیں) کوئی شئی نہ تھی جس کو صاحب جگر کھا سکے مگر تھوڑے سے جو میری بھڑولی میں تھے۔ میں اس سے کھاتی رہی حتیٰ کہ مدتِ مدید گزر گئی پھر میں نے اس کا ناپ کیا تو وہ ختم ہوگیا۔

٦٩٥٧ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ناپ تول سے برکت جاتی رہتی ہے، حالانکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے كِيْلُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ ،، اپنا طعام ناپو تمہارے اس میں برکت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ برکت بیع کے وقت کیل کرنے میں ہے اور عدمِ برکت نفقہ کے وقت کیل کرنے میں ہے (حدیث ۱۹۹۷ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

بابٌ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیشت کیسی تھی؟ اور ان کا دُنیا سے علیحدہ رہنا

٦٩٥٨ ترجمہ : مجاہد نے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے۔ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ،، میں بھوک کے باعث اپنے پیٹ کے بل زمین پر لیٹ جاتا تھا اور

Marfat.com

عَلٰی بَطْنِیْ مِنَ الْجُوْعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ یَوْمًا عَلٰی طَرِیْقِهِمُ الَّذِیْ
یَخْرُجُوْنَ مِنْهُ فَمَرَّ اَبُوْبَکْرٍ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ اٰیَةٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ مَا
سَاَلْتُهٗ اِلَّا لِیُشْبِعَنِیْ فَمَرَّ وَلَمْ یَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِیْ عُمَرُ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ
اٰیَةٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ مَا سَاَلْتُهٗ اِلَّا لِیُشْبِعَنِیْ فَمَرَّ وَلَمْ یَفْعَلْ
ثُمَّ مَرَّ بِیْ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِیْنَ رَاٰنِیْ وَ
عَرَفَ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَمَا فِیْ وَجْهِیْ ثُمَّ قَالَ اَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ وَمَضٰی فَاَتْبَعْتُهٗ فَدَخَلَ فَاسْتَاْذَنَ
فَاَذِنَ لِیْ فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِیْ قَدَحٍ فَقَالَ مِنْ اَیْنَ هٰذَا اللَّبَنُ
قَالُوْا اَهْدَاهُ لَکَ فُلَانٌ اَوْ فُلَانَةٌ قَالَ اَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ
رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ اِلٰی اَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِیْ قَالَ وَ

بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ ایک دن میں لوگوں کے راستہ میں بیٹھا تھا جس سے وہ باہر جایا کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، گزرے تو میں نے اُن سے اللہ کی کتاب کی ایک آیت کے متعلق پوچھا اُن سے آیت پوچھنا صرف اس لئے تھا کہ مجھے کھانا کھلائیں۔ وہ آگے چلے گئے اور کچھ جواب نہ دیا پھر میرے پاس سے عمر فاروق گزرے تو میں نے اُن سے اللہ کی کتاب کی وہی آیت پوچھی میں نے صرف اس لئے پوچھی تھی کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں وہ بھی آگے گزر گئے اور کچھ نہ کیا پھر میرے پاس سے سرورِ کائنات ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور جس وقت دیکھا تو مسکرائے اور میرے دل کی بات جانی اور میرے چہرے کا رنگ پہچانا پھر فرمایا اے ابا ہر میں نے عرض کیا یارسول اللہ فرمایا آؤ اور آپ تشریف لے گئے میں نے بھی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت دی میں نے گھر میں دودھ کا پیالہ دیکھا تو پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا گھر والوں نے کہا فلاں مرد یا عورت نے آپ کو ہدیہ بھیجا ہے فرمایا اے ابا ہر میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ! فرمایا اہلِ صُفّہ کے پاس جاؤ اور ان کو میرے پاس بلاؤ۔ راوی نے کہا اہلِ صُفّہ اہلِ اسلام کے مہمان تھے وہ اہل وعیال اور مال نہ رکھتے تھے اور نہ کسی کے پاس جاتے تھے۔ جب حضور کے پاس

Marfat.com

اَهْلُ الصُّفَّةِ اَضْيَافُ الْاِسْلَامِ لَا يَاْوُوْنَ عَلٰى اَهْلٍ وَلَا مَالٍ
وَلَا عَلٰى اَحَدٍ اِذَا اَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا اِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ
مِنْهَا شَيْئًا وَاِذَا اَتَتْهُ هَدِيَّةٌ اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ وَاَصَابَ مِنْهَا وَاَشْرَكَهُمْ
فِيْهَا فَسَاءَنِيْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِيْ اَهْلِ الصُّفَّةِ كُنْتُ
اَحَقَّ اَنْ اُصِيْبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً اَتَقَوّٰى بِهَا فَاِذَا جَاءَ
اَمَرَنِيْ فَكُنْتُ اَنَا اُعْطِيْهِمْ وَمَا عَسٰى اَنْ يَبْلُغَنِيْ مِنْ هٰذَا
اللَّبَنِ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ بُدٌّ فَاَتَيْتُهُمْ
فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا فَاسْتَاْذَنُوْا فَاَذِنَ لَهُمْ وَاَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ
مِنَ الْبَيْتِ قَالَ يَا اَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خُذْ فَاَعْطِهِمْ
فَاَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ اُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ
يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَاُعْطِيْهِ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ
عَلَيَّ الْقَدَحَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِيَ

صدقہ آتا تو وہ اُن کے پاس بھیج دیتے تھے اور خود اس سے کچھ نہ کھاتے تھے اور جب آپ کے پاس ہدیہ آتا تو اُن کے پاس بھیجتے اور اس سے کچھ خود بھی کھا لیتے تھے اور فقراء کو اُس میں شریک کر لیتے تھے مجھے ان کے شریک ہونے نے غمناک کیا اور میں نے کہا اہل صفہ میں یہ دودھ کیا شئی ہے ؟ میں زیادہ حقدار ہوں کہ اس دودھ کو ایک ہی دفعہ پی لوں کہ اس کے ساتھ طاقت حاصل کروں ۔ جب وہ آئیں گے تو حضور مجھے حکم دیں گے تو میں ہی ان کو دودھ دوں گا اور قریب نہیں کہ اس دودھ سے کچھ مجھ تک پہنچے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے خلاصی

Marfat.com

اَلْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَاَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلٰى يَدِهٖ فَنَظَرَ اِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ يَا اَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَقِيْتُ اَنَا وَاَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اُقْعُدْ فَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ اشْرَبْ، فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ يَقُوْلُ اشْرَبْ حَتّٰى قُلْتُ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا قَالَ فَاَرِنِيْ فَاَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ

نہ تھی (یہ گفتگو ابوہریرہ نے اپنے دل میں کی تھی) میں حسب ارشاد اہل صفہ کے پاس گیا اور ان کو بلایا وہ تمام آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی تو حضور نے ان کو اجازت دی اور گھر میں اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا ہر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! حاضر ہوں۔ فرمایا دودھ کا پیالہ پکڑو اور ان کو دو۔ میں نے پیالہ پکڑا اور ایک آدمی کو دیتا وہ پیتا یہاں تک کہ سیر ہو جاتا پھر پیالہ مجھے دیتا میں وہ دوسرے آدمی کو دیتا وہ پیتا حتی کہ سیر ہو جاتا پھر پیالہ مجھے دیتا یہاں تک کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا؛ حالانکہ اہل صفہ تمام سیر ہو چکے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا پیالہ اپنے دست اقدس پر رکھا اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے ابا ہر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حاضر ہوں فرمایا اب صرف میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے۔ فرمایا بیٹھو اور پیئو میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا فرمایا اور پیئو میں نے اور پیا پس آپ ہمیشہ یہ فرماتے رہے اور پیئو یہاں تک کہ میں نے عرض کیا اس ذات اقدس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس کے لئے کوئی راہ نہیں پاتا ہوں فرمایا مجھے دکھاؤ میں نے آپ کو پیالہ دیا۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور بسملہ پڑھی اور بچا ہوا دودھ پی لیا۔

۶۹۵۸ شرح : اللہ" میں حرف جر محذوف ہے ہمزہ پر مد ہے اور ہ مجرور ہے۔ بعض نے کہا ہمزہ بمنزلہ واؤ قسم کے ہے بعض

Marfat.com

۶۹۵۹ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَوَّلُ

عرب لفظ اللہ سے حرف جر حذف کر کے ہا پر جر پڑھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اللّٰہِ لَاَفْعَلَنَّ، کیونکہ اس کا استعمال بکثرت ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھوک کے مارے اپنا پیٹ زمین پر ملا دیتا تھا۔ یعنی زمین پر گر پڑتا تھا اور غشی طاری ہو جاتی تھی اور پیٹ پر پتھر اسی لئے باندھتے تھے کہ پتھر کی ٹھنڈک سے بھوک کی حرارت کم ہو جائے یا اس لئے باندھتے کہ سیدھے ہو کر چل سکیں، کیونکہ جب پیٹ خالی ہو تو انسان سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا اس لئے عرب کے لوگ چھوٹے چھوٹے پتھر پیٹوں پر باندھتے تھے تاکہ اعتدال کے ساتھ کھڑے ہو سکیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوہریرہ کو دیکھ کر مسکرانا اس لئے تھا کہ حضور ابوہریرہ کی بھوک اور اس کے باعث ان کے چہرے کا تغیر پہچانتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور کے مسکرانے سے یہ استدلال کیا کہ آپ کو اُن کا سارا حال معلوم ہے، کیونکہ تبسم کا سبب تعجب ہوتا ہے، جس کو دیکھ کر تعجب ہو اس سے اُنس کے لئے مسکراتے ہیں چونکہ ابوہریرہ کا حال تعجب میں ڈالنے والا نہ تھا اس لئے اس کو اپنا اس پر محمول کیا جائے گا۔ اصحابِ صفہ فقراء تھے اُن کے مکان وغیرہ نہ تھے اور مسجد میں ہی سویا کرتے تھے یہی اُن کی رہائش تھی اور جو میسر ہوتا کھا لیتے تھے یہی اُن کی معیشت تھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دل میں خیال کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اصحابِ صفہ کو بلانے کے لئے مجھے ہی فرمائیں گے پھر مجھے ہی فرمائیں گے کہ پیالہ کا دودھ ان کو پلا ڈالے، حالانکہ دودھ کا پیالہ ان کو اور مجھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ناکافی ہے۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "ان کو بلاؤ" سے ابوہریرہ نے خیال کیا کہ وہ اس دودھ میں شریک ہوں گے اُس نے مجھے غمناک کیا، لیکن اللہ اور اُس کے رسول کی طاعت لازم تھی اس لئے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کو بلایا جب دُودھ سے تمام سیر ہو گئے تو فرمایا اے ابا ہریرہ خوب پیئو اس میں ابوہریرہ کے ذہنی تصور کا رد تھا کہ یہ پیالہ ہمارے لئے ناکافی ہوگا تقریباً اصحابِ صفہ ستر تھے جو اس دودھ کے پیالہ سے سیر ہو گئے تھے۔ فاضل بریلوی فرماتے ہیں

؎ کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر ❊ جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

۶۹۵۹ ترجمہ: قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

Marfat.com

الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَأَيْتُنَا نَغْزُوْ وَمَا لَنَا طَعَامٌ
اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهٰذَا السَّمُرُ وَاِنَّ اَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ
الشَّاةُ مَا لَهٗ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ
خِبْتُ اِذَنْ وَضَلَّ سَعْيِيْ

کو یہ کہتے ہوئے سنا میں پہلا عربی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔ ہم نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ہم جہاد کرتے تھے اور ہمارے پاس حُبلہ کے پتوں اور کیکر کے درخت کے پھل کے سوا کوئی شئی کھانے کی نہ تھی اور ہم سے ہر ایک فضلہ ایسے وضع کرتا تھا جیسے بکری مینگنیاں کرتی ہے اس میں ذرہ بھر خلط ملط نہ ہوتا تھا (خشکی کے سبب) پھر بنو اسد قبیلہ والے مجھے اسلام اختیار کرنے پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں (اگر یہ بات ہے) تو اس وقت میری ساری کوشش باطل ہو کر رہ گئی ہے۔

شرح ۶۹۵۹ : یعنی ہم نے اتنے مشکل اوقات میں اسلام قبول کیا اور درختوں کے پتے کھا کر جہاد کیا، حالانکہ ہمارا حال یہ تھا کہ درختوں کے پتے کھانے کے باعث ہم بکری کی سی مینگنیاں وضع کرتے تھے جو خشک ہونے کے سبب ایک دوسری سے جُدا ہوتی ہیں اور اُن میں اختلاط نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں ہم دین کے احکام خوب بجا لاتے تھے اور ان کی پُوری واقفیت حاصل تھی لیکن بایں ہمہ یہ لوگ مجھے ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں کہ میں نماز بھی صحیح نہیں پڑھ سکتا ہوں اگر یہی بات ہے تو میری ساری کوشش تباہ و برباد ہو گئی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے اپنی مدح و ثناء کیسے جائز تھی، حالانکہ یہ مؤمن کی شان کے خلاف ہے جبکہ شریعت مطہرہ میں اس سے منع کیا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب جاہل لوگوں نے ان کو شرمندگی دلائی کہ وہ نماز اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے ہیں تو وہ اپنی فضیلت بیان کرنے پر مجبور ہو گئے تھے اور جب مدح فخر و غرور سے خالی ہو اور اپنی مدح کرنے والے کا مقصد اظہار حق اور اللہ کی نعمت کا شکریہ ہو تو یہ جائز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ (حدیث ۳۲۸۶ ج ۵ کی شرح دیکھیں) اور ص ۶۷۵ پر حضرت سعد کے حالات کا مطالعہ فرمائیں

Marfat.com

٦٩٦٠ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلٰثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ ٦٩٦١ حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ هُوَ الْاَزْرَقُ عَنْ مِسْعَرِ ابْنِ كِدَامٍ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا اَكَلَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْلَتَيْنِ فِيْ يَوْمٍ اِلَّا اِحْدٰهُمَا تَمْرٌ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب ٦٩٦٠
سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں
تشریف لائے آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن مسلسل کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا
یہاں تک حضور وفات پا گئے ۔

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ ٦٩٦٠
میں غزوات حج و عمرہ کے سفروں سمیت دس برس
اقامت فرمائی ۔ اس مدت میں کھانے پینے کا یہی حال تھا جو حدیث میں مذکور ہے ۔ ابن سعد نے
شعبی کے طریق سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم چار چار ماہ تک کبھی سیر ہو کر گندم کی روٹی نہیں کھائی ۔ فاضل بریلوی فرماتے ہیں ۔
؎ کُل دُنیا مِلک اور جَو کی روٹی غذا ∴ اس شکم کی قناعت پر لاکھوں سلام

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آل محمد صلی اللہ ٦٩٦١
علیہ وسلم نے ایک دن میں دو کھانے نہیں کھائے مگر ان میں
سے ایک کھجوریں ہوتی تھیں ۔

Marfat.com

۶۹۶۲ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَآءٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَدَمٍ وَحَشْوُهُ مِنْ لِيْفٍ

۶۹۶۳ حَدَّثَنَا مُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ابْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ كُنَّا نَاْتِیْ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ فَقَالَ كُلُوْا فَمَا اَعْلَمُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَغِيْفًا مُرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا رَاٰى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهٖ قَطُّ

۶۹۶۴ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَاْتِیْ عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيْهِ نَارًا اِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَآءُ اِلَّا اَنْ نُؤْتٰى بِاللُّحَيْمِ

۶۹۶۲ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۶۹۶۳ ترجمہ : قتادہ نے بیان کیا ہم انس بن مالک کے پاس آئے جبکہ اُن کا باورچی ان کے پاس کھڑا تھا انہوں نے کہا کھانا کھاؤ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی روٹی دیکھی ہو یہاں تک کہ حضور اللہ تعالیٰ سے جا ملے اور نہ ہی آپ نے کبھی اپنی آنکھوں سے بھنی ہوئی بکری دیکھی ہو۔

Marfat.com

۶۹۶۵ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ أُخْتِي إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ مَا كَانَ يُعِيشُكُمْ قَالَتِ الْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ وَكَانُوا يَمْنَحُونَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْقِينَاهُ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم پر مہینہ بھر گزر جاتا ہم اس میں آگ روشن نہیں کرتے تھے (کھانا میسّر نہ ہوتا تھا) ہمارا طعام صرف کھجوریں تھیں مگر کبھی کبھار تھوڑا سا گوشت دیا جاتا تھا۔

۶۹۶۴

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عُروہ سے کہا اے میرے بھانجے ہمارا حال یہ تھا کہ ہم دو ماہ میں تین چاند دیکھتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہیں سلگھتی تھی (دو دو مہینے کھانا نہ پکتا تھا) میں نے کہا تمہارا گذارا کیسا ہوتا تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا دو سیاہ چیزیں جو کھجور اور پانی ہیں ہم کھاتے پیتے تھے، مگر یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار ہمسایہ تھے جن کے پاس دودھ کے جانور تھے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھروں سے دیتے تھے تو حضور وہ

۶۹۶۵

Marfat.com

۶۹۰۶ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عُمَارَۃَ عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ اٰلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا

بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَۃِ عَلَی الْعَمَلِ

۶۹۰۷ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روزی قوت کر (اتنی روزی ملتی رہے جس سے صرف زندہ رہے)

۶۹۰۶

شرح : مذکور بالا احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیشت

۶۹۰۱ — ۶۹۰۶

بہت سادہ اور غذا معمولی تھی جس سے صرف زندگی قائم رہے۔ عموماً پانی اور کھجوروں سے گزر اوقات ہوتی تھی۔ البتہ بعض اوقات کوئی تھوڑا گوشت نذرانہ پیش کیا جاتا تو وہ پکا لیا جاتا تھا ورنہ دو دو مہینے ابیاتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں دھواں نظر نہیں آتا تھا یا ہمسائے جن کے پاس دودھ دینے والے جانور ہوتے تھے وہ گھروں سے دودھ بھیج دیتے تو وہ بیبیوں کو پلاتے تھے اور حضور کی دعاء یہی تھی کہ اے اللہ ہمیں کھانا صرف اتنا میسر ہو جس سے صرف زندگی باقی رہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی کبھی بھنی ہوئی بکری آپ کے سامنے نہیں آئی تھی اور کھانے پینے کی چیزیں فراوانی سے حاصل نہ تھیں، "مَنَائِحُ مُنْجِحَۃٌ" کی جمع ہے اور وہ دودھ دینے والی اونٹنی یا بکری ہے جس کے دودھ سے فائدہ اُٹھا کر اسے واپس کر دیا جاتا ہے۔ قولہ "یَمْنَحُوْنَ" یعنی انصار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ نذرانہ پیش کرتے تھے جو آپ بیبیوں کو پلاتے تھے "اس تکم کی قناعت پر لاکھوں سلام"

Marfat.com

شُعْبَةَ عَنْ اَشْعَثَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ اَیُّ الْعَمَلِ کَانَ اَحَبَّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَلدَّائِمُ قُلْتُ فَاَیُّ حِیْنٍ کَانَ یَقُوْمُ قَالَتْ یَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ ۶۹۰۸ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ عَنْ مَالِکٍ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ کَانَ اَحَبَّ الْعَمَلِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ یَدُوْمُ عَلَیْہِ صَاحِبُہٗ

باب میانہ روی کرنا اور نیک عمل پر ہمیشگی کرنا

۶۹۰۷ — ترجمہ : مسروق نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا عمل زیادہ محبوب تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا نیک عمل پر ہمیشگی مسروق نے کہا میں نے عرض کیا حضور رات کو کس وقت بیدار ہوتے تھے۔ فرمایا آپ اس وقت اُٹھتے جو مُرغ کی آواز سُنتے تھے (مرغ کی آواز سُن کر اُٹھتے اور تہجد کی نماز پڑھتے تھے)

۶۹۰۸ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عمل زیادہ محبوب تھا جس پر عمل کرنے والا ہمیشگی کرے۔

(حدیث ۱۰۶۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

۶۹۰۹ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنِی ابْنُ اَبِی ذِئْبٍ عَنْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَنْ یُّنْجِیَ اَحَدًا مِّنْکُمْ عَمَلُهٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَیْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا

۶۹۰۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو اس کا عمل نجات نہ دلائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بھی؟ فرمایا مجھے بھی مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت کے ساتھ ڈھانک رکھا ہے۔ تم میانہ روی اختیار کرو افراط و تفریط نہ کرو اور صبح و شام اور رات کے کچھ حصہ میں (نماز پڑھتے) نکلو اور میانہ روی اختیار کرتے رہو تم مقصد پالو گے۔

۶۹۰۹ — شرح : یعنی جب تمام لوگ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہونے کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہ حتمی اور قطعی بات ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں داخل ہوں گے اور جنت میں محض اللہ کی رحمت سے داخل ہوں گے تو آپ کے سوا دوسرے لوگ بطریق اَوْلیٰ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنی رحمت میں چھپا رکھا ہے اور حضور سرتاپا مجسم اللہ کی رحمت ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ، اس جنت میں تم عملوں کے سبب داخل ہوئے ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ لوگ اپنے نیک عملوں کے سبب جنت میں جائیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں منازل اعمال کے باعث حاصل کئے جائیں گے جبکہ جنت کے درجات اعمال کے اعتبار سے متفاوت ہیں اور مذکور حدیث کا مقصد جنت میں دخول و دوام ہے یعنی جنت میں داخل ہو کر اس میں ہمیشہ رہنا اللہ کے فضل سے ہے۔ لیکن پھر یہ سوال پوچھا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

٦٩١٠ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ لَنْ يُّدْخِلَ اَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَاَنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُهَا اِلَى اللّٰهِ وَاِنْ قَلَّ

فرماتا ہے۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ، تم پر سلامتی ہو اپنے نیک عملوں کے سبب جنت میں داخل ہو اس میں یہ صراحت ملتی ہے کہ جنت میں داخل ہونا بھی عملوں کے سبب ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ مجمل ہے اور حدیث اس کا بیان ہے یعنی تم جنت کے منازل میں اور اس کے محلات میں اپنے عملوں کے باعث داخل ہوگے۔ قولہ قَارِبُوْا ، یعنی اپنے اعمال میں میانہ روی اختیار کرو اور افراط ، زیادتی ، نہ کرو اور اپنی جانوں کو دکھ میں نہ ڈالو ورنہ اُکتا جاؤ گے اور ملول میں پڑ جاؤ گے اور عمل کرنا ہی چھوڑ دو گے۔ قولہ وَاغْدُوْا ، غَدْوٌ سے ہے شروع دن کی سیر ہے ماخوذ ہے اور رَوَاح دن کے نصف ثانی کی سیر ہے اور شَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ ، کے معنی یہ ہیں کہ رات کے کچھ اندھیرے سے مدد لو۔ (حدیث ٣٨ ج : اکی شرح دیکھیں) باب الدین یُسْرٌ ،

قولہ القَصْدَ القَصْدَ ، یعنی درمیانی راہ اختیار کرو تم منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے اور مسافر کی سیر کی طرح عبادت کرو کہ وہ سفر کرتا ہے اور اثناء سفر میں آرام بھی کرتا ہے اور ساری مسافت سفر میں مصروف نہیں رہتا۔

٦٩١٠ — ترجمہ : اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درستی کا قصد کرو اور افراط (زیادتی) نہ کرو (اعتدال اختیار کرو) اور یقین کرو کہ تم میں سے کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ عمل ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ قلیل ہو۔

٦٩١٠ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جو عمل ہمیشہ کیا جائے وہ قلیل کیسے ہوگا جبکہ دوام کے معنی یہ ہیں جو کسی تعیین کے بغیر تمام زمانوں

Marfat.com

۶۹۱۱ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَدْوَمُهُ وَاِنْ قَلَّ وَقَالَ اكْلَفُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ

۶۹۱۲ــــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْاَيَّامِ قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَاَيُّكُمْ يَسْتَطِيْعُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَطِيْعُ

کو شامل ہو اس کا جواب یہ ہے کہ دوام سے مراد معروف ہمیشگی ہے اور وہ ہر ماہ یا ہر دن کرنا ہے اگرچہ قلیل ہو۔ (حدیث ۳۸ ج ا کی شرح دیکھیں)

۶۹۱۱ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب تر عمل کیا ہے۔ فرمایا جس کو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ قلیل ہو اور فرمایا وہ اعمال کرو جن کی تم طاقت رکھتے ہو (جس کو ہمیشہ کر سکو اور آئندہ اس سے عاجز نہ ہو)

۶۹۱۲ــــ ترجمہ : علقمہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے ام المؤمنین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کیسا تھا کیا آپ نے ایام میں سے کوئی دن عمل کے لئے مقرر کیا ہوا تھا؟ ام المؤمنین نے فرمایا کوئی دن مقرر نہ تھا۔ حضور کے عمل میں ہمیشگی تھی تم میں سے کون ہے جو وہ کر سکتا ہو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کر سکتے تھے۔

۶۹۱۲ــــ شرح : سوال کا حاصل یہ ہے کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معین ایام

Marfat.com

٦٩١٣ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنَّهٗ لَا يُدْخِلُ اَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ قَالَ اَظُنُّهٗ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَقَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَدِّدُوْا وَاَبْشِرُوْا قَالَ مُجَاهِدٌ سَدِيْدًا سَدَادًا صِدْقًا

میں عبادت مخصوص کی تھی۔ جس کو ان کے علاوہ دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایسا نہ کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص اس پر معارضہ پیش کرے کہ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ روزے کسی دوسرے مہینے میں رکھتے نہیں دیکھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت سفر کرتے تھے اور ہر ماہ میں تین روزے رکھنے کا موقعہ نہ ملتا تھا اس لئے ان کو شعبان میں جمع کرتے تھے جبکہ آپ کی عبادت حسبِ منشا تھی اور زیادہ تکلف نہ فرماتے تھے لہٰذا اس میں تعارض نہیں۔

٦٩١٣ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم اعمال میں میانہ روی اختیار کرو تمہیں خوش ہونی چاہیئے کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہ کرے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو بھی نہیں۔ فرمایا مجھے بھی نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی بخشش اور رحمت سے ڈھانپ رکھا ہے۔ بخاری کے استاد علی بن عبداللہ نے کہا میرا خیال ہے کہ موسیٰ بن عقبہ اور ابوسلمہ کے درمیان واسطہ ہے اور وہ ابوالنضر ہے اور عفان بن مسلم

Marfat.com

۶۹۱۴ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلٰوةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ قَالَ قَدْ اُرِيْتُ الْاٰنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ مَرَّتَيْنِ

نے کہا ہم سے وُصیب نے موسیٰ بن عقبہ سے بیان کیا کہ میں نے ابوسلمہ کو ام المؤمنین سے روائت کرتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میانہ روی اختیار کرو اور تمہیں خوشخبری ہو۔ مجاہد نے کہا سداد اور سدید بمعنی صدق ہیں۔ یعنی سچے دل سے اللہ کی عبادت کرو۔

ترجمہ : محمد بن فلیح نے کہا مجھے ابوعوانہ نے ہلال بن انس کے ذریعہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے ۶۹۱۴ ـــ سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی پھر منبر شریف پر تشریف لائے اور اپنے دستِ اقدس سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس وقت جو تمہیں نماز پڑھا رہا تھا مجھے جنت اور دوزخ اس دیوار کے آگے دکھائے گئے حضور نے دو بار فرمایا کہ میں نے آج کے دن کی طرح خیر اور شر میں کوئی شئی نہیں دیکھی۔

شرح : قِبَل کا قاف مضموم اور کسور پڑھا جاتا ہے اگر مضموم پڑھیں تو ۶۹۱۴ ـــ معنی یہ ہیں کہ اس دیوار کے آگے اور کسور پڑھیں تو یہ بمعنی جہت ہے یعنی اس دیوار کی جہت میں" مجھے جنت اور دوزخ دکھائے گئے" علامہ قسطلانی نے کہا اس حدیث میں نمازی کو خبردار کیا گیا ہے کہ نماز پڑھتے وقت جنت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں کے سامنے ظاہر کرے تاکہ نماز میں شیطان کے وسوسہ سے پیدا ہونے والے افکار کی طرف اس کو مشغول نہ ہونے دے اور جو شخص ان کو

Marfat.com

بَابُ الرَّجَاءِ مَعَ الْخَوْفِ

وَقَالَ سُفْيٰنُ مَا فِي الْقُرْاٰنِ اٰيَةٌ اَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اپنے میں ظاہر کرتا رہے وہ اللہ کی طاعت میں مصروف رہے گا اور معصیت سے بچتا رہے گا اس طرح حدیث اور عنوان میں مطابقت بھی واضح ہو جاتی ہے

باب خوف کے ساتھ امید رکھنا مستحب ہے

یعنی صرف ایک پر اکتفاء نہ کی جائے، کیونکہ اگر صرف امید پر اقتصار کیا جائے تو وہ تکبر تک پہنچاتی ہے اور خوف صرف نا امیدی تک پہنچاتا ہے۔ شریعت میں دونوں مذموم ہیں ابو علی روزباری سے روایت ہے اُنہوں نے کہا خوف اور امید پرندے کے دونوں پروں کی مانند ہیں جب دونوں برابر رہیں تو پرندہ بدستور پرواز کرتا ہے اور جب دونوں میں سے ایک پر ناقص ہو جائے تو پرندے میں نقص واقع ہو جاتا ہے اور جب دونوں پر جاتے رہیں تو پرندے کی موت قریب ہو جاتی ہے پس جب تک انسان اپنے احوال میں مستقیم رہے تو اللہ کی طاعت میں اس کا سلوک بھی مستقیم رہتا ہے جبکہ خوف اور امید دونوں معتدل ہوں جب وہ طاعت میں قصور کرے گا تو اس کی امید کمزور ہو جائے گی اور اس کا معاملہ اختلال کے قریب ہو جائے گا۔ اور اگر اعمال کو خراب کرنے والے سے خوف و حذر نہ ہوگا تو اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے پیش کرے گا اور جب امید اور خوف دونوں معدوم ہو جائیں تو اس کا دشمن اور خواہش مضبوط ہو جائیں گے پھر وہ اللہ کی مدد سے دُور ہو جائے گا۔ بعض علماء نے کہا مومن خوف و رجاء (امید) کے درمیان رہتا ہے کبھی وہ اپنے نفس کے عیوب کو دیکھتا ہے تو خائف ہوتا ہے کبھی اللہ کے کرم کو دیکھتا ہے تو امیدوار ہو جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا عالم کا خوف اس کی امید پر غالب ہونا ضروری ہے، کیونکہ اس کو خوف مناہی سے دُور کرتا ہے اوامر کے لئے تیار کرتا ہے اور عارف کا خوف اور اس کی امید کا معتدل ہونا ضروری ہے، کیونکہ اس کی اُمید آگے کی طرف بڑھتی ہے اور محب کی امید کا

Marfat.com

۶۹۱۵ــــ حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً وَأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْأَسْ مِنَ الْجَنَّةِ وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ

اس کے خوف پر زیادہ ہونا ضروری ہے ؛ کیونکہ وہ جمال و رجاء کے میدان میں ہوتا ہے اور اس کا دل محبوب کے ساتھ معلق ہوتا ہے وہ نفع کے حصول اور ضرر کے دفاع میں رہتا ہے جو اس کو مستقبل میں حاصل ہونے والے ہیں ؛ کیونکہ اس کے قلب میں ظن غالب یہ ہوتا ہے کہ وہ اسے مستقبل میں حاصل کرے گا۔ اس میں اور تمنی میں فرق یہ ہے کہ تمنی میں اس شئی کے وقوع کی خواہش ہوتی ہے جو واقع نہیں ہو سکتی جیسے کہے کاش جوانی واپس آجائے اور صاحب رجاء اس کے برعکس ہے۔ اس کے لئے مرجو کی خواہش ممکن ہوتی ہے الحاصل رجاء سے مقصود یہ ہے کہ انسان سے تقصیر واقع ہو تو اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھے اور یہ امید کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف کردیگا ایسے ہی جو اللہ کی طاعت کرے تو اس کی قبولیت کا امیدوار رہے اور جو شخص معصیت میں منہمک ہو جائے اور کسی ندامت کے بغیر عدم مواخذہ کی امید کرے تو وہ ہمیشہ غرور میں رہتا ہے۔ ابن ماجہ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم "اَلَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ" ، اور ان کے دل خائف ہوں کیا وہ زنا اور چوری کرسکتا ہے؟ فرمایا نہیں لیکن وہ روزے رکھے صدقات خیرات کرے نماز پڑھے اور اس کو یہ خوف ہو کہ اس کے یہ اعمال قبول نہ ہوں گے۔ سفیان نے کہا مجھ پر قرآن کریم میں اس سے کوئی سخت آیت نہیں لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ ، یہ اس لئے سخت ہے کہ یہ کتب الٰہیہ اور ان پر عمل کو مستلزم ہے۔

۶۹۱۵ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بَابُ الصَّبْرِ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ

وَاِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْنَا خَيْرَ عَيْشِنَا بِالصَّبْرِ

کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس روز اللہ تعالیٰ نے رحمت کو پیدا کیا تو اس کے سو حصے پیدا کئے ان میں سے رحمت کے ننانوے (۹۹) حصے اپنے پاس روک لئے اور ایک حصہ اپنی ساری مخلوق میں رکھا اگر کافر کو اللہ کی ساری رحمت کا علم ہو تو وہ کبھی جنت سے ناامید نہ ہو اور اگر مومن اللہ کے پاس عذاب کو معلوم کرلے تو وہ دوزخ سے کبھی امن میں نہ رہے۔

۶۹۱۵ — شرح : یعنی اگر انسان کو اللہ کی پوری رحمت کا علم ہو تو وہ کبھی ناامید نہ ہو اور اگر اس کو اللہ تعالیٰ کے پورے عذاب کا علم ہو تو وہ ہر وقت ڈرتا رہے لہٰذا انسان کو بیم و رجاء کے درمیان رہنا چاہیئے اتنا زیادہ امیدوار بھی نہ ہو جائے کہ اس کا یہ عقیدہ ہو جائے کہ ایمان لانے کے بعد کوئی معصیت اور گناہ ضرر نہیں پہنچا سکتا جیسے مُرجئہ کہتے ہیں اور نہ ہی اس قدر خائف رہے کہ اس کا عقیدہ یہ ہو جائے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا جب توبہ کے بغیر مرجائے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا جیسے معتزلہ اور خارجیوں کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا انسان کو ان دونوں حدوں کے مابین رہنا چاہیئے۔ اللہ کی رحمت کا امیدوار رہے اور اس کے عذاب سے ڈرتا بھی رہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب لفظ کل اسم موصول کی طرف مضاف ہو تو مراد عموم اجزاء ہوتا ہے۔ افراد میں عموم مراد نہیں ہوتا ہے، حالانکہ حدیث میں عموم افراد مراد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض احادیث میں اس طرح ہے کہ رحمت سو حصوں میں منقسم ہے لہٰذا اس وقت تعمیم عموم اجزاء کے لئے ہوگی اور مبالغہ کے طور پر اجزاء افراد کے قائم مقام ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنت سے ناامید ہونے کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کافر اللہ کی رحمت کی وسعت معلوم کرلیتا تو اس کے علم کے مطابق وہ عظیم تر عذاب کو ڈھانپ لیتی اور اس کے لئے امید و رجاء حاصل ہوتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کے محرّمات سے رُکنا

مَحَارِم مَحْرَمَہ کی جمع ہے جسے کرنا باعث نہیں۔ لغت میں صبر بمعنی حبسِ نفس ہے یعنی نفس کو روکنا اس کو کبھی

Marfat.com

۶۹۱۶ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهٗ اَنَّاسًا مِنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَسْاَلْهُ اَحَدٌ مِنْهُمْ اِلَّا اَعْطَاهُ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ اَنْفَقَ كُلَّ شَيْءٍ بِيَدَيْهِ مَا يَكُنْ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ لَا اَدَّخِرْهُ عَنْكُمْ وَاِنَّهٗ مَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَيْرًا وَاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ

حرف عَنْ کے ساتھ استعمال کرتے ہیں ؛ چنانچہ معصیت میں کہتے ہیں ارتکاب زنا سے نفس کو روکا گیا اور کبھی حرف علی کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے ؛ چنانچہ طاعات میں کہتے ہیں۔ نماز پر روکا گیا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! صبر کرنے والوں کو بے حساب ثواب دیا جائے گا" اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نے بہترین زندگی صبر کرنے میں پائی "

۶۹۱۶ ترجمہ : عطاء بن یزید نے کہا ان کو ابو سعید خدری نے خبر دی کہ انصار میں سے چند لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو اُن میں سے جس نے جو مانگا حضور نے وہ دیا حتیٰ کہ آپ کے پاس مال ختم ہوگیا جب ختم ہوگیا تو اُن سے فرمایا جو اپنے ہاتھوں سے دیا ہے وہ ختم ہوگیا ہے اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ تم سے چھپا کر نہیں رکھتا ہوں اور جو کوئی سوال سے بچنا چاہے اللہ تعالیٰ اس کو بچاتا ہے اور جو صبر کرنا چاہے اللہ اس کو صبر دیتا ہے اور جو کوئی غناء چاہتا ہے اللہ اس کو مستغنی کر دیتا ہے۔ تم کو صبر سے وسیع تر کوئی شئ نہیں دی گئی " حدیث ۱۴۸۷/۲۴ کی شرح دیکھیں۔

Marfat.com

۶۹۱۷ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ حَتّٰى تَرِمَ اَوْ تَنْتَفِخَ قَدَمَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا

بَابُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

وَقَالَ الرَّبِيْعُ ابْنُ خُثَيْمٍ مِنْ كُلِّ مَا ضَاقَ عَلَى النَّاسِ

ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ۶۹۱۷ — پڑھتے یہاں تک آپ کے دونوں قدموں میں ورم آگئے آپ سے عرض کیا جاتا اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں تو آپ فرماتے کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں ، (شکر صبر کو متضمن ہے اس اعتبار سے حدیث باب کے مطابق ہے)

باب جو کوئی اللہ پر توکل کرے اسے اللہ کافی ہے

توکل وکل سے بمعنی اعتماد ہے توکل کے معنیٰ ہیں امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا اور اسباب سے قطع نظر کرنا اسباب اور اعتماد کو ترک کرنا توکل نہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی اپنے گھر میں یا مسجد میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں کوئی کام نہیں کروں گا حتیٰ کہ میرا رزق خود میرے پاس آئے کیا اس کا توکل صحیح ہے ؟ امام نے فرمایا یہ شخص علم سے جاہل ہے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرا رزق نیزوں کے سایہ میں رکھا ہے اور فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو وہ تمہیں ایسے رزق دے گا جیسے پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ پرندہ صبح اپنے آشیانہ سے صبح بھوکا نکلتا ہے اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتا ہے۔ وہ طلب رزق میں صبح و شام کرتا

Marfat.com

۶۹۱۸ — حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ حُصَیْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ کُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ فَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِیْنَ لَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ

ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھجوروں میں کاروبار اور تجارت کرتے تھے۔ معلوم ہُوا کہ اسباب کا اختیار کرنا توکل کے مفہوم کے منافی نہیں۔

ربیع بن خیثم نے کہا یہ ہر اس مشکل میں ہے جو لوگوں کو پیش آئے یعنی اللہ تعالیٰ پر توکل ہر درپیش مشکل میں عام ہے کسی خاص امر میں خصوصیت نہیں ہے "

۶۹۱۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو دَم نہیں کرتے نہ شگون لیتے ہیں اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں

۶۹۱۸ — شرح : بعض احادیث میں جھاڑ پھونک کا جواز اور بعض میں ممانعت مذکور ہے لیکن اُن کے محمل مختلف ہیں جن احادیث میں جھاڑ پھونک سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے بغیر اور کتب سماویہ میں نازل شدہ کلمات کے بغیر دم کیا جائے اور یہ اعتقاد کیا جائے کہ جھاڑ پھونک مؤثر ہے اور کتاب و سنت میں مذکور آیات و آثار سے دم کیا جائے تو جائز ہے۔ اسلام سے قبل جاہلیت میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ پرندوں وغیرہ سے شگون پکڑتے تھے اس سے منع فرمایا۔ طیرہ اور فال میں یہ فرق ہے کہ طیرہ شر میں ہے اور جو خیر میں ہو وہ فال ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيلَ وَقَالَ

۶۹۱۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُغِيرَةُ وَفُلَانٌ وَرَجُلٌ ثَالِثٌ اَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ اِلَى مُغِيرَةَ اَنِ اكْتُبْ اِلَيَّ بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ الْمُغِيرَةُ اِبْنُ شُعْبَةَ اِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلٰوةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةِ الْمَالِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ وَعُقُوقِ الْاُمَّهَاتِ وَوَاْدِ الْبَنَاتِ وَعَنْ هُشَيْمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا

باب جھگڑا کرنا مکروہ ہے

ترجمہ : شعبی نے مغیرہ بن شعبہ کے کاتب وراد سے روایت

۶۹۱۹ کی کہ امیر معاویہ نے مغیرہ کو خط لکھا کہ میری طرف کوئی حدیث لکھ کر بھیجو جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو مغیرہ نے (جواباً) لکھا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین بار لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر، پڑھتے تھے۔ اور قیل و قال (جھگڑنے) زیادہ سوال کرنے، مال ضائع کرنے، ضروری دینے والی شئ کو منع کرنے اور جس کا

Marfat.com

عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ وَرَّادًا يُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ وَقَوْلِهٖ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۶۹۲۰ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ

روایت ہے کہ ہمیں عبدالملک بن عُمیر نے خبر دی کہ میں نے یہ حدیث وَرّاد کو مغیرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سُنا۔

۶۹۱۹ شرح : اسلام سے پہلے جاہلیت کا یہ طریقہ تھا کہ اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو زندہ مٹی میں دفن کر دیتے تھے اس کے دو باعث تھے ایک یہ کہ لڑکی کے جوان ہونے کی صورت میں داماد بنانے میں عار محسوس کرتے تھے اور اگر غریب ہوتا تو اس کو کھانے کھلانے کے خوف سے زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اسلام نے دونوں کا رد کیا کہ ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ ہے اس میں شک نہیں کہ باپ کی نافرمانی بھی منع ہے گویا کہ باپ کی نافرمانی کو ماں کی نافرمانی پر قیاس کیا ہے۔ والدہ کا حق اور اس کے احترام کی خاطرداری باپ سے زیادہ ہے اور جو اولاد کی تربیت میں ماں تکالیف اُٹھاتی ہے وہ باپ پر زیادہ ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ والد کی تعظیم و ادب و احترام ماں سے زیادہ ہے اور ماں کے ساتھ حسنِ اخلاق اور مہربانی کرنا والد پر مہربانی سے زیادہ ہے۔

باب زبان کی حفاظت کرنا

اور جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات

Marfat.com

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ سَمِعَ اَبَا حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ

۶۹۲۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

کرے یا خاموش رہے ،، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ کوئی بات نہیں کرتا مگر اس کے قریب نگہبان ہوتے ہیں ،،

تفسیر : شریعت میں زبان کی حفاظت کے معنی یہ ہیں کہ غیر شرعی کلام نہ کرے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو اوندھے منہ دوزخ میں زبانیں پھینکیں گی، لیکن حق بات کرنا واجب ہے اس میں خاموشی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان پر محافظ فرشتے مقرر کئے ہیں جو اس کی ہر بات لکھتے ہیں رقیب بمعنی محافظ اور عتید بمعنی حاضر ہے۔

ترجمہ : سہل بن سعد سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۹۲۰ — نے فرمایا جو شخص دونوں جبڑوں کے درمیان کی اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی مجھے ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں "

شرح : دونوں جبڑوں کے درمیان زبان ہے یعنی زبان کی

۶۹۲۰ — حفاظت کرے اور دونوں ٹانگوں کے درمیان شرمگاہ ہے یعنی فرج کی حفاظت کرے زنا نہ کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں انسان کے لئے بہت بڑا امتحان زبان اور شرم گاہ میں ہے جو کوئی ان دونوں کے شر سے محفوظ رہا وہ بہت بڑی شر سے بچ گیا۔

Marfat.com

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ

۶۹۲۲ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ جَائِزَتُهٗ قِيْلَ وَمَا جَائِزَتُهٗ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات ۶۹۲۱ —— کرے یا خاموش رہے اور جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو اذیت نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔

شرح : حدیث میں اللہ پر ایمان اور قیامت پر ایمان رکھنے کو خصوصیت ۶۹۲۱ —— سے ذکر کرنے میں مبدء اور معاد کی طرف اشارہ ہے کیونکہ بعض لوگ عالم کو قدیم کہتے ہیں اس کی ابتداء اور اولیت کا وجود تسلیم نہیں کرتے اور کچھ بعض ایسے ہیں جو مر کر اٹھنے کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

ترجمہ : ابوشریح خزاعی سے روایت ہے انہوں نے کہا میرے کانوں ۶۹۲۲ —— نے سنا اور میرے دل نے یاد کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہمانی تین دن اور اس کا جائزہ ، عرض کیا گیا اس کا جائزہ کیا ہے فرمایا ایک دن اور ایک رات ، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام واحترام

Marfat.com

٦٩٢٢ — حَدَّثَنَا ابْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ

کرے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

٦٩٢٢ — شرح : قولہ جائزتہ ،، منصوب ہے یعنی اُعْطُوْ جَائِزَتَہٗ ،، اس کا جائزہ دو بعض روایات میں مرفوع ہے اگر یہ روایت صحیح ہو تو معنیٰ یہ ہوگا عَلَیْکُمْ جَائِزَتُہٗ ،، تم پر اس کا جائزہ ہے۔ قولہ یَوْمٌ وَّ لَیْلَۃٌ ،، یعنی اس کا جائزہ ایک دن اور ایک رات ہے۔ یعنی جس وقت گھر میں عزیز مہمان آئے تو ایک دن اور ایک رات اس کی خاطر داری میں خوب تکلف کرے اور اس کے بعد دو دن جو گھر میں حاضر ہو پیش کرے۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ ضیافت اور مہمانی تین دن ہے اس کے بعد جو مناسب ہو اس کو دے اور اس کو صبح و شام کھانا کھلاتا رہے۔

٦٩٢٣ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی بعض دفعہ کوئی بات کرتا ہے جس کی برائی میں تدبر و تفکر نہیں کرتا اس بات کی وجہ سے وہ دوزخ کی آگ میں گر پڑتا ہے۔ اس حال میں کہ مشرق و مغرب کے درمیان مسافت سا دور ہو جاتا ہے۔

٦٩٢٣ — شرح : یعنی بعض اوقات انسان ایسا کلام کرتا ہے اور اس پر مرتب قباحت میں غور و خوض نہیں کرتا تو دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے قولہ اَلْبُعْدَ مِمَّا بَیْنَ الْمَشْرِقِ ،، یعنی وہ اتنا دور ہو جاتا ہے جتنا کہ مشرق و مغرب کے درمیان دوری ہے۔ بعض نسخوں میں مغرب کا ذکر نہیں تو اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہوگا کہ مشرق کے درمیان دوری سا دور ہو جاتا ہے کیونکہ مشرق متعدد ہیں قرآن کریم میں رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ ،، مشرق صیف اور مشرق شتاء ،، سردی

Marfat.com

۶۹۲۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ اَبَا النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ

بَابُ الْبُكَآءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

۶۹۲۵ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ

گرمی کا مشرق "، ان دونوں میں بہت لمبی مسافت ہے اور وہ فلک کا نصف کرہ ہے یا صرف ایک ضد "مشرق" پر اکتفاء کی ہے جیسے قرآن کریم میں ہے۔ "سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ"، لباس تم کو گرمی سردی سے بچاتا ہے۔ اور حَرّ "گرمی" پر اکتفاء کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کلام کرتا ہو تو نطق سے پہلے اس میں تدبّر کر لینا چاہیئے اگر اس میں مصلحت ہو تو بولے ورنہ خاموش رہے "

۶۹۲۴ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اللہ کی رضامندی کی بات کرتا ہے جس کی وہ پرواہ نہیں کرتا اس کے بدلے اس کے درجات بلند کرتا ہے اور بعض دفعہ انسان اللہ کو ناراض کرنے والی بات ہے جس کی وہ پرواہ نہیں کرتا وہ اس کے سبب دوزخ میں گر جاتا ہے قولہ لَا يُلْقِيْ "، یعنی اس کا دل اس بات کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور نہ اس کی پرواہ کرتا ہے جو اس کے دوزخ میں گرنے کا سبب ہوتا ہے۔

Marfat.com

يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

بَابُ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ

٦٩٢٦ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ قَبْلَكُمْ يُسِيْءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهٖ فَقَالَ لِاَهْلِهٖ اِذَا

باب اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا

٦٩٢٥ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات شخصوں پر اللہ تعالیٰ رحمت کا سایہ کرتا ہے اُن میں سے ایک وہ شخص ہے جو "تنہائی" میں اللہ کو یاد کرتا ہے اور (اللہ کے خوف سے) اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں۔

٦٩٢٥ — شرح : حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ کے خوف سے تمہیں رونا چاہیئے اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورتیں اپنا لیا کرو؛ کیونکہ دوزخی آگ میں روئیں گے اور اُن کے آنسو ان کے چہروں پہ بہتے ہوں گے گویا کہ نہریں جاری ہیں۔ پھر آنسو ختم ہو جائیں گے تو ان کی آنکھوں سے خون جاری ہوں گے اور آنکھیں زخمی ہو جائیں گی۔ اگر ان میں کشتیاں جاری کی جائیں تو چل پڑیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا خوف

٦٩٢٦ — ترجمہ : حُذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا جس کا اپنے عمل میں بہت بُرا گمان تھا اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا جب میں مروں تو مجھے پکڑ کر سخت گرمی

Marfat.com

اَنَا مِتُّ فَخُذُوْنِیْ فَذَرُّوْنِیْ فِی الْبَحْرِ فِیْ یَوْمٍ صَائِفٍ فَفَعَلُوْا بِهٖ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ وَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِیْ صَنَعْتَ قَالَ مَا حَمَلَنِیْ اِلَّا مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهٗ ۔

۶۹۲۷ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ رَجُلًا فِیْمَنْ كَانَ سَلَفَ اَوْ قَبْلَكُمْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَّوَلَدًا یَعْنِیْ اَعْطَاهُ فَلَمَّا حُضِرَ قَالَ لِبَنِیْهِ اَیَّ اَبٍ كُنْتُ قَالُوْا خَیْرًا قَالَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَبْتَئِرْ عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرًا فَسَّرَهَا قَتَادَةُ لَمْ یَدَّخِرْ وَاِنْ یَقْدُمْ

کے دن سمندر میں بہا دو اُنہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ذرات جمع کئے پھر فرمایا اس فعل کی تجھے کس نے ترغیب دی ہے جو تو نے کیا ہے اس نے کہا اس پر مجھ کو صرف تیرے خوف نے اُبھارا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا ۔

۶۹۲۷ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ذکر کیا جو تم سے پہلے گزر چکا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو مال و اولاد بہت دی جب اس کے پاس موت کے فرشتے آئے تو اپنے بیٹوں سے کہا میں تمہارا کیسا باپ ہوں ؟ اُنہوں نے کہا تو اچھا باپ ہے اُس نے کہا اُس نے (تمہارے باپ) اللہ کے پاس کوئی اچھا کام کسب نہیں کیا ۔ قتادہ نے اس کی یہ تفسیر کی یا کوئی نیکی ذخیرہ نہیں کی ۔ اگر یہ اللہ کے پاس حاضر ہُوا تو وہ اس کو سخت عذاب دے گا ۔ پس تم میرا حال دیکھو جس وقت میں مَر جاؤں مجھے جلا دو یہاں تک کہ جب میں سیاہ کوئلہ ہو جاؤں تو مجھے پیس ڈالو

Marfat.com

عَلَى اللّٰهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ فَانْظُرُوا فَإِذَا مُتُّ فَاحْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ
فَحْمًا فَاسْحَقُونِي أَوْ قَالَ فَاسْهَكُونِي ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيحٌ عَاصِفٌ
فَاذْرُونِي فِيهَا فَأَخَذَ مَوَاثِيقَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوا ذٰلِكَ
فَقَالَ اللّٰهُ كُنْ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فَقَالَ أَيْ عَبْدِي مَا حَمَلَكَ
عَلَى مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ أَوْ فَرَقٌ مِنْكَ فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ
فَحَدَّثْتُ أَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فَاذْرُونِي
فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
قَتَادَةَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر جس روز سخت تیز ہوا چلے مجھے اس میں اڑا دو اور اپنے اہل و اولاد سے اس پر مضبوط وعدہ لیا اور قسم ہے میرے رب کی۔ اس کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا ہو جا، وہ آدمی کھڑا ہو گیا فرمایا میرے بندے تجھے اس فعل پر کس نے ابھارا ہے جو تو نے کیا ہے۔ اُس نے کہا اے اللہ تیرے خوف نے کروایا ہے یا کہا تجھ سے ڈرتے ہوئے کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی یہ کی کہ اس پر رحم کیا اور اس کو بخش دیا میں نے ابو عثمان کو اس حدیث کی خبر دی تو اُس نے کہا میں نے سلمان سے سُنا ہے لیکن اُس نے یہ اضافہ کیا کہ اُس نے کہا مجھے سمندر میں بہا دو جیسا کہ اُس نے بیان کیا۔ معاذ نے کہا ہمیں شعبہ نے قتادہ سے خبر دی کہ انہوں نے کہا میں نے ابو سعید کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہوئے سُنا۔

شرح : قولہ "لَمْ يَبْتَئِرْ" ابتعار سے بمعنی عدم ذخیرہ ہے یعنی اُس نے کوئی نیکی جمع نہیں کی یہ شخص کفن چور تھا اُس نے یہ فعل اس لئے ۶۹۲۷
کروایا کہ اگر وہ اسی حال میں قیامت کے دن اُٹھایا گیا تو تمام لوگ اس کو پہچانتے ہوں گے لہٰذا جب وہ جل کر سڑ کر راکھ ہو گا اور پانی یا ہوا میں بہا دیا یا اُڑا دیا جائے گا تو وہ لوگوں پر مخفی رہے گا اور

Marfat.com

بَابُ الْاِنْهَاءِ عَنِ الْمَعَاصِیْ

۶۹۲۸ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ

یہ خیال کیا کہ اگر وہ اپنے رب کے حضور پیش ہوا تو اللہ اس کو نہیں بخشے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس شخص نے اس قسم کی وصیت کی تھی اس کو کیسے بخش دیا گیا؛ حالانکہ وہ زندہ کرنے پر اللہ کی قدرت سے جاہل تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اُس نے صحت کے زمانہ میں جو گناہ کئے موت کے وقت اُن پر ندامت کرنے اور اُن سے توبہ کرنے کے باعث اللہ نے اُس کو معاف کر دیا اسی لئے اُس نے اپنی اولاد سے کہا تھا کہ اس کو جلا کر ہوا اور سمندر میں اڑا دیں بہا دیں؛ کیونکہ اس کو اللہ کے عذاب سے سخت ڈر تھا اور کئے ہوئے فعل پر نادم ہونا توبہ ہے۔ گویا کہ وہ تائب ہو کر مرا تھا۔ بعض نے اس حدیث اِنْ قَدَرَ اللّٰهُ کو قدرت بمعنی عجز پر محمول کیا ہے اور اس شخص کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر اس کو جلا دیا جائے اور ہوا میں اُڑا دیا جائے تو وہ زندہ کرنے سے اللہ کو عاجز کر دے گا۔ اس تقدیر پر اس کی بخشش اس لئے ہوئی کہ وہ اللہ کی قدرت سے جاہل تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں یہ حکم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا اور عقل بھی یہ نہیں چاہتی کہ یہ اللہ کی حکمت میں جائز نہ ہو ہاں اللہ تعالیٰ کے اس قول ان اللہ لایغفران یشرک بہ، کے نزول کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کافر کا کفر اور مؤمن کا ایمان ضرر ونقصان اور نفع نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ بعض نے کہا "قَدَرَ"، بمعنی ضیق ہے۔ قرآن کریم میں ہے مَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ، یعنی اس کا رزق تنگ کر دیا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اس نے اپنے خالق کی یہ وصف کی تھی کہ وہ اس کے اعادہ پر قادر نہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو معذور جانا۔ ایسا کلام کرنا اس شخص سے کفر ہے جو اس سے کفر کا قصد کرے اور وہ اپنا کلام سمجھتا ہو۔ قولہ فَاشْحَقُوْنِیْ، سحق اور سحک ہم معنی ہیں اس لئے بعض نسخوں میں فاسحکونی مذکور ہے (عینی) قولہ وَرَبِّیْ، یہ ان سے کئے گئے وعدہ کی حکایت ہے یعنی اُس نے اپنے وصی سے کہا تھا کہو میرے رب کی قسم میں ضرور تیرا حکم پورا کروں گا، قولہ فما تلافاہ، کلمہ ما موصولہ

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَاءَ فَاَطَاعَہٗ طَائِفَۃٌ فَادْلَجُوْا عَلٰی مَھَلِھِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْہُ طَائِفَۃٌ فَصَبَّحَھُمُ الْجَیْشُ فَاجْتَاحَھُمْ

ہے اور "اَنْ" مصدریہ ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں اللہ تعالیٰ نے جو اس کی تلافی کی وہ یہ تھی اس پر رحم کیا اور اس کو بخش دیا۔

باب گناہوں سے باز رہنا

۶۹۲۸ ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور اس کی مثال جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اس آدمی کی مثل ہے جو کسی قوم کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی آنکھوں سے دشمن کا لشکر دیکھا اور کہا میں ننگا ہوں تمہیں علانیہ ڈراتا ہوں اس سے بچو بچو تو ایک گروہ نے اس کی بات مان لی اور مہلت ملنے پر رات کے اندھیرے میں چلے گئے اور نجات پا گئے اور دوسرے گروہ نے اس کو جھٹلا دیا تو دشمن کے لشکر نے ان پر صبح کو حملہ کر کے ان کو ہلاک کر دیا۔

شرح: قولہ انا النذیر العریان اس کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کو ڈرانے والا شخص اپنے کپڑے اتار کر برہنہ ہو جاتا تھا اور کپڑوں کو اٹھا کر اپنے سر پہ گھماتا پھرتا تھا۔ اس طرح وہ اپنی قوم کو خبردار کرتا تھا کہ دشمن حملہ کرنے والا ہے ابن بطال نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ "نذیر عریان" قبیلہ خثعم کا ایک آدمی تھا اس پر ایک آدمی نے ذی خلصہ کے دن حملہ کیا اور اس کا ہاتھ اور اس کی بیوی کا ہاتھ کاٹ ڈالا وہ اپنی قوم

Marfat.com

۶۹۲۹ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اِسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِيْ تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا وَجَعَلَ يَزَعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهٗ فَيَقْتَحِمْنَ فِيْهَا فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَهُمْ يَقْتَحِمُوْنَ فِيْهَا

کے پاس گیا اور ان کو ڈرایا پھر کسی خبر کے تحقق اور یقین حاصل کرنے کے لئے یہ مثال بیان کی جاتی ہے۔ ابن سکیت نے کہا جس شخص نے اس پر حملہ کیا تھا وہ عوف بن عامر لشکری تھا اور عورت بنی کنانہ سے تھی۔ ابوعبدالملک نے کہا یہ قدیم مثال ہے جبکہ ایک آدمی ایک لشکر سے ملا تو اُنہوں نے اس کو برہنہ کر دیا وہ شخص مدینہ میں آیا اور کہا میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے۔ میں تمہیں ڈراتا ہوں تم مجھے دیکھتے ہو کہ میں کپڑوں سے برہنہ ہوں لشکر نے مجھے برہنہ کیا ہے۔ لہٰذا اس سے بچو بچو، لیکن حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میں فصیح زبان سے تمہیں کہتا ہوں کہ لشکر حملہ کرنے والا ہے تم جلدی دوڑ جاؤ کیونکہ لشکر کا مقابلہ کرنے کی تمہیں طاقت نہیں ہے (عینی)

۶۹۲۹ ترجمہ: عبدالرحمٰن اعرج نے بیان کیا کہ انہوں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور لوگوں کی مثال اس شخص کی مثل ہے جس نے آگ روشن کی جب اُس نے اس کا اردگرد روشن کر دیا تو پروانے اور جانور جو آگ میں گرتے ہیں اس میں گرنا شروع ہو گئے اور وہ آدمی ان کو آگ سے دُور کرتا ہے اور وہ اس پر غالب آجاتے ہیں اور آگ میں داخل

Marfat.com

٦٩٣٠ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا

٦٩٣١ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

ہو جاتے ہیں او۔ جل جاتے ہیں میں تم کو تمہاری کمروں سے پکڑتا ہوں کہ تم آگ میں نہ گرو اور وہ لوگ اس میں گر رہے ہیں۔

٦٩٢٩ — شرح : قولہ فَيَقْتَحِمُونَ ،، قیاس تو یہ ہے کہ حاضر کا صیغہ مذکور ہوتا ؛ لیکن اس میں حاضر سے غائب کی طرف التفات ہے۔ یہ اقتحام سے ماخوذ ہے۔ اقتحام کے معنی کسی شئی پہ داخل ہونا جب کوئی اچانک داخل ہو تو وہاں اقتحام استعمال کرتے ہیں۔ حُجز کے معنی کمر ہیں جہاں تہبند باندھا جاتا ہے اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ جس شخص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کمر در مَعْقِدِ ازار ،، سے پکڑیں وہ آگ میں داخل نہ ہوگا۔

٦٩٣٠ — ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ سلامتی میں رہیں ،، ان کو اذیت نہ پہنچائے ،، اور مہاجر وہ ہے جو اس شئی کو چھوڑ دے جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے (یعنی یہ مسلمان کامل اور مہاجر کامل ہے۔

(حدیث ٩ ج : اکی شرح دیکھیں) (کتاب الایمان)

Marfat.com

عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا

۶۹۳۲ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسَى ابْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا

بَابُ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

۶۹۳۳ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور زیادہ روتے

۶۹۳۱ - ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔

Marfat.com

بَابُ الْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ

۶۹۳۴ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ

۶۹۳۱ — شرح : یعنی جو قبض روح کے وقت اور قبر و حشر میں سخت امور ہائلہ پیش نظر ہوں گے وہ انسان کو زیادہ رونے پہ مجبور کر دینے والے ہیں۔

۶۹۳۲ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے

باب دوزخ شہوات سے ڈھانپی گئی ہے

۶۹۳۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ شہوات سے پوشیدہ کی گئی ہے اور جنت مکروہات سے ڈھانپی گئی ہے" یعنی شہوات کا ارتکاب کر کے دوزخ میں پہنچ جاتا ہے اور مکروہات اور امور شاقہ برداشت کر کے جنت میں جاتے ہیں۔

Marfat.com

۶۹۳۵ حدثنی محمد بن المثنی قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن عبد الملک بن عمیر عن ابی سلمة عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اصدق بیت قاله الشاعر الا کل شیء ما خلا الله باطل

باب جنت تم میں سے کسی کی جوتی کے تسمہ سے قریب ہے دوزخ بھی اسی طرح ہے،،

۶۹۳۴ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت تم میں سے کسی ایک کی جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے۔ دوزخ بھی اسی طرح ہے،،

۶۹۳۴ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی طاعت جنت کی طرف پہنچاتی ہے اور نافرمانی دوزخ کے قریب کرتی ہے۔ مؤمن کو چاہیئے تھوڑی خیر میں زاہد نہ ہو جائے اور تھوڑی شر میں مستقل نہ ہو جائے اور اس کو آسان اور معمولی خیال کرتا رہے؛ حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت عظیم ہے؛ کیونکہ مؤمن اس نیکی کو نہیں جانتا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرتا ہے اور نہ وہ نافرمانی جانتا جس کے سبب اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

۶۹۳۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سچا مصرعہ جو شاعر نے کہا ہے یہ ہے کہ "ہر شئ اللہ کے سوا باطل اور فانی ہے"

۶۹۳۵ — شرح : یعنی جب اللہ کے سوا دنیا کی ہر شئ جس میں اللہ کی طاعت نہیں اور نہ ہی اس کے قریب ہے باطل ہے تو اس میں مشغول ہونا جنت سے دور کرتا ہے حالانکہ وہ اس کی جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے۔ حالانکہ

(حدیث ۔۔۔ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ يَنْظُرُ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلٰى مَنْ فَوْقَهٗ

٦٩٣٦ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ

اور جو امور اللہ کے امر میں داخل ہیں اُن میں مشغول رہنا دوزخ سے دُور کرتا ہے، حالانکہ وہ اس کی جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے حدیث عـــــ کی شرح دیکھیں۔

باب انسان اس طرف دیکھے جو اس مرتبہ میں پہنچا ہو اور اس طرف نہ دیکھے جو اس سے مرتبہ میں بلند ہو

٦٩٣٦ــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی جب اس کی طرف نظر کرے جس کو مال و دولت اور خوبصورتی میں اس پر فضیلت دی گئی ہو تو اُسے چاہیئے کہ وہ اس کی طرف نظر کرے جو مرتبہ میں اس سے کم ہو۔

٦٩٣٦ــ شرح : یعنی اگر ایسے شخص کو دیکھے جو دنیاوی ناز و نعمت میں اس سے بلند پایہ ہے تو اسے ایسے شخص کو دیکھ لینا چاہیئے جس سے یہ بلند پایہ ہے تاکہ بلند پایہ کو دیکھ کر اللہ کی نعمت کا کفران نہ کرے بلکہ اپنے پر اللہ کی نعمتیں

Marfat.com

بَابُ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ اَوْ سَيِّئَةٍ

۶۹۳۷ حَدَّثَنَا اَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْدٌ اَبُوْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ قَالَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّاٰتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ بِهَا عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ سَيِّئَةً وَاحِدَةً

دنیاوی مال ومتاع خوبصورتی اور اولاد وغیرہ کو دیکھے تاکہ اللہ کی نعمتوں کا شکر بجالائے اور خوش ہو، لیکن جس کا تعلق آخرت سے ہے وہاں اس کو دیکھے جو اس سے دین داری میں بلند ہے تاکہ فضائل حاصل کرنے میں راغب ہو۔

باب جس نے نیکی یا بدی کا قصد کیا

۶۹۳۷ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور اپنے پروردگار سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

اللہ نے نیکیاں اور برائیاں لکھیں پھر ان کو بیان کیا پس جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس پوری نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر اس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس کے مطابق عمل بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا تک لکھ دیتا ہے اور جس نے برائی کا قصد کیا اور اس پر عمل نہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس پوری نیکی لکھتا ہے اور اگر اس نے ارادہ کیا اور اس کے مطابق عمل بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک برائی لکھتا ہے۔

۶۹۳۷ — شرح : یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اگر انسان نیکی کا صرف ارادہ کرے تو نیکی لکھی جاتی ہے اگر برائی کا ارادہ کرے تو کچھ نہیں لکھا جاتا حتیٰ کہ اس کا عمل کرے تو صرف ایک برائی لکھی جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم فضل نہ ہوتا تو کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہوتا، کیونکہ لوگوں کے گناہ اور معاصی حسنات سے زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی نیکیاں بڑھا دیں اور کئی گنا کر دیں اور برائیاں کم کر دیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر انسان برائی کا قصد کرے اور اس کے مطابق عمل نہ کرے تو یہی ہو سکتا ہے کہ برائی نہ لکھی جائے اس کی نیکی کس لئے لکھی جاتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ برائی سے رکنا بھی نیکی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص بیس برس کے بعد نماز ترک کرنے کا ارادہ کرے تو فی الحال گنہگار رہتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نفس کو فعل پر آمادہ عزم ہے یہ اس قصد کا غیر ہے جس میں نفسانی خطرات ہیں جو غیر مستقر ہیں۔ الحاصل عزم میں آمادگی پائی جاتی ہے اور ھمّ میں غیر مستقر نفسانی خطرہ پایا جاتا ہے لہٰذا عزم اور ھمّ میں فرق یہ ہے کہ اگر انسان نے نماز کی حالت میں اپنے نفس سے نماز کو قطع کرنے کا خیال کیا تو نماز قطع نہ ہوگی اور جب نماز قطع کرنے کا عزم کر لیا تو قطع ہو جاتی ہے۔ پس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو شخص برائی کا قصد کرے اور اللہ سے ڈرتے ہوئے وہ نہ کرے تو اس کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے لیکن جس نے کسی مجبوری کے باعث برا فعل نہ کیا تو اس کا ترک نیکی نہیں لکھا جاتا، کیونکہ اس نے برائی کو کسی مانع کے باعث ترک کیا ہے اور وہ منصوص حدیث میں داخل نہیں۔ علامہ عینی نے طبری سے نقل کیا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کراماً کاتبین ہر وہ نیکی اور برائی لکھ لیتے ہیں جس کا انسان ارادہ کرے صحیح ہے اور وہ بندے کا اعتقاد جانتے ہیں۔ نیز اس میں اس شخص کے کلام کا بھی رد ہے جو کہتا ہے کہ کراماً کاتبین انسان کا وہی عمل لکھتے ہیں جو ظاہر ہو اور جو وہ سنیں۔ رد کی وجہ یہ ہے کہ بخاری کی کتاب التوحید میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ

۶۹۳۸ — حَدَّثَنَا اَبُوْ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا هِيَ اَدَقُّ فِيْ اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعَرِ اِنْ كُنَّا نَعُدُّ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِيْ الْمُهْلِكَاتِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب میرا بندہ بُرے کام کرنے کا ارادہ کرے تو وہ نہ لکھو حتیٰ کہ وہ بُرائی کرلے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے کراماً کاتبین اللہ کے اطلاع کرنے سے آدمی کے دل کی بات جانتے ہیں یا اللہ تعالیٰ ان میں علم پیدا کر دیتا ہے جس کے ساتھ وہ انسان کا قلبی ارادے کا ادراک کرتے ہیں۔

باب حقیر گناہوں سے بچنا

محقرات وہ گناہ ہیں جنہیں انسان حقیر سمجھتا ہے۔ امام نسائی اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا اے عائشہ حقیر گناہوں سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن کا بھی مطالبہ کرے گا "

۶۹۳۸ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا تم عمل کرتے ہو وہ تمہاری آنکھوں میں بال سے باریک نظر آتے ہیں ہم سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ان کو مُہلک سمجھتے تھے۔ امام بخاری نے کہا موبقات کے معنیٰ مُہلکات ہیں۔

۶۹۳۸ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی برکت سے ہم اُن کو مہلک خیال کرتے ہیں؛ چنانچہ ترمذی میں ہے کہ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اگر احکام مشروعہ کا دسواں حصہ ترک کردگے تو ہلاک ہو جاؤ گے اور آخر زمانہ میں انہی احکام کا دسواں حصہ بجا لائیں گے تو نجات پائیں گے؛ کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

Marfat.com

بَابُ الْاَعْمَالِ بِالْخَوَاتِيْمِ وَمَا يُخَافُ مِنْهَا

۶۹۳۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ نَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى رَجُلٍ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ مِنْ اَعْظَمِ النَّاسِ غَنَآءً عَنْهُمْ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا فَتَبِعَهُ رَجُلٌ فَلَمْ يَزَلْ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَالَ بِذُبَابَةِ سَيْفِهٖ فَوَضَعَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ فَتَحَامَلَ عَلَيْهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرٰى النَّاسُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّهٗ لَمِنْ اَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّمَا

الْاَعْمَالُ بِخَوَاتِيْمِهَا

کے دلوں میں خوفِ خدا بہت تھا وہ کبائر گناہوں سے محفوظ تھے جبکہ معمولی گناہوں کو وہ مہلک سمجھتے تھے معمولی گناہوں پر جب اصرار کیا جائے تو وہ کبیرہ ہو جاتے ہیں

باب اعمال کا مدار خاتمہ پر ہے اور خاتمہ سے ڈرنا

۶۹۳۹ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

بَابُ اَلْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِنْ خُلَاطِ السَّوْءِ

۶۹۴۰ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ حَدَّثَهُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ح وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ رَجُلٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَرَجُلٌ فِيْ شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ

ایک آدمی کو دیکھا جو مشرکوں کو قتل کر رہا تھا۔ جرأت کے اعتبار سے وہ بزرگ مسلمانوں میں سے تھا۔ حضور نے فرمایا جو دوزخی کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ اس کے پیچھے ایک آدمی چلا اور اس کی نگہبانی کرتا رہا حتی کہ وہ شخص زخمی ہو گیا اور مرنے میں جلدی کی اُس نے اپنی تلوار کی دھار اپنے سینے پر رکھی اور اس پر اپنا بوجھ ڈالا حتی کہ تلوار اس کے کندھوں سے نکل گئی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ لوگوں کے دیکھنے میں ایسے عمل کرتا ہے کہ وہ جنتیوں میں سے ہے؛ حالانکہ وہ دوزخیوں میں سے ہوتا ہے اور لوگوں کے دیکھنے میں ایسے عمل کرتا ہے کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔ اعمال کا دارومدار ان کے خاتمہ پر ہے (حدیث ۲۶۹۹ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب بُرے لوگوں کے میل جول سے گوشہ نشینی میں راحت ہے

یعنی بُرے لوگوں کی صحبت سے گوشہ نشینی راحت کا سبب ہے اور اس میں بہت فائدے ہیں کم از کم انسان لوگوں کی شر سے دُور رہتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنی زندگی

Marfat.com

يَعْبُدُ رَبَّهُ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَسُلَيْمَانُ ابْنُ كَثِيْرٍ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءٍ اَوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ يُوْنُسُ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَيَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِي الْيَمَانِ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ

میں کچھ وقت گوشہ نشینی بھی اختیار کرو اور فرمایا گوشہ نشینی بُرے ساتھیوں کی صحبت سے بچاتی ہے اس میں راحت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان لوگوں سے میل جول کرتا ہے اور ان کی اذیت برداشت کرتا ہے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں کی اذیت پر صبر نہیں کرتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان حدیثوں میں تضاد نہیں ؛ کیونکہ دونوں حدیثوں کے محمل جُدا جُدا ہیں کہ بعض اوقات تنہائی بہتر ہوتی ہے اور بعض اوقات لوگوں سے اختلاط بہتر ہوتا

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک اعرابی "دیہاتی" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں بہتر کون ہے ؟ فرمایا وہ آدمی جو اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کرے اور "دوسرا" وہ شخص کسی گھاٹی میں اپنے رب کی عبادت کرے اور اپنی شر سے لوگوں کو بچائے۔ زُبیدی، سلیمان بن کثیر اور نعمان نے زُہری سے روایت کرنے میں شعیب کی متابعت کی اور معمر نے زُہری کے ذریعہ عطاء سے یا عُبید اللہ نے ابوسعید کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور یُونس ابن مسافر اور یحییٰ ابن سعید نے ابن شہاب، عطا اور بعض صحابہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ ۶۹۴۰

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اختلاف اوقات، لوگوں اور اُن کے احوال کے اعتبار سے ہے۔ لہٰذا تضاد نہیں ہے۔ ۶۹۴۰

Marfat.com

۶۹۴۱ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمَاجِشُوْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ خَیْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ الْغَنَمُ یَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ

بَابُ رَفْعِ الْاَمَانَةِ

۶۹۴۲ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ

ترجمہ : ابو سعید نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں مسلمان آدمی کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے مواقع میں لے جائے گا اس حال میں کہ وہ اپنے دین کو فتنوں سے دُور لے جائے گا۔

۶۹۴۱ ـــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنوں کے زمانہ میں گوشہ نشینی بہتر ہے اور دین محفوظ رکھنے کے لئے لوگوں سے دُور رہنے میں سلامتی ہے۔

باب امانت کا اُٹھ جانا

۶۹۴۲ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت امانت ضائع کی جائے گی تو قیامت کے منتظر رہو۔ ابو ہریرہ نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! امانت کس طرح اُٹھائی جائے گی۔ فرمایا جس وقت دین کا معاملہ نااہل کے سپرد کیا جائے گا

Marfat.com

ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ ابْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ
اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ضُيِّعَتِ
الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ اِضَاعَتُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ
اِذَا اُسْنِدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ

۶۹۴۳ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ
اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ
حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا
وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ
الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا
عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ

پس قیامت کے منتظر رہو۔

شرح : امر سے مراد وہ امور ہیں جن کا خلافت، سلطنت، امارت،
۶۹۴۲ ـــ قضاء اور افتاء سے تعلق ہو یعنی جس وقت مناصب نا اہل
لوگوں کے سپرد ہو جائیں گے جیسے قضاء کا محکمہ ایسے لوگوں کے سپرد ہو جو احکام نہیں جانتے ہیں جیسے ہمارے زمانہ میں ہو رہا ہے، لیکن قیامت اس لئے نہیں آئی کہ دیندار، ائمہ اسلام جو احکام شرع سے واقف ہیں درمیان میں موجود ہیں۔ لہٰذا احکام دین درمیان میں سے نہیں اُٹھے ہیں۔

ترجمہ : حُذَیفہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دو حدیثیں
۶۹۴۳ ـــ بیان فرمائیں ایک میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا انتظار کر رہا
ہوں۔ حضور نے فرمایا امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں نازل ہوئی۔ پھر اُنہوں نے قرآن سے معلوم کیا

Marfat.com

فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا
مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَ
لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ وَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي
الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ
وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ
إِيمَانٍ وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَلَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ
مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ
فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا

پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے جانا کہ "امانت کی حفاظت کرنا چاہیے"، اور ہم سے اس کے اٹھ جانے کی حدیث بیان فرمائی؛ چنانچہ فرمایا آدمی ایک بار سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اُٹھ جائے گی (غافل ہو جائے گا اور دیکھے گا کہ اس کے دل میں امانت نہیں) اور اس کا دھندلا سا نشان باقی رہے گا۔ پھر سوئے گا اور امانت اٹھالی جائے گی تو اس کا نشان آبلہ کی طرح باقی رہے گا جیسے تو کوئلہ کو اپنے پاؤں پر لڑھکائے اور وہ پھول جائے تو اس کو اُبھرتے دیکھے گا؛ حالانکہ اس میں کچھ نہیں۔ لوگ صبح کو خرید و فروخت کریں گے اور کوئی بھی امانت ادا کرنے والا نہ ہوگا۔ پس کہا جائے گا فلاں قبیلہ میں ایک امانت دار آدمی ہے۔ اس کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ کس قدر عقلمند ہے اور کس قدر خوش طبع ہے اور کس قدر کریم ہے؛ حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کی مقدار ایمان نہ ہوگا۔ "حذیفہ نے کہا مجھ پر ایک زمانہ گزرا ہے میں یہ پرواہ نہ کرتا تھا کہ کس سے خرید و فروخت کروں اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کی اسلام اسے میری طرف رد کرتی اور اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کے مددگار میری طرف امانت واپس کرتے اور آج کل یہ حال ہے کہ میں صرف فلاں فلاں سے خرید و فروخت کروں گا۔

۶۹۴۴ شرح: حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ فطرت کے اعتبار سے لوگوں میں

Marfat.com

٦٩٤٤ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً

امانت ہے اور احکام شرعیہ کے لحاظ سے بھی وہ لوگوں کو حاصل ہوئی ہے جو لوگوں کے دلوں کی جڑوں اور گہرائیوں میں اتری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے امانت زمین و آسمان پر پیش کی سب نے انکار کر دیا اور انسان نے اس کو اٹھایا۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم امانت کے اٹھائے جانے کی تفصیل بیان فرمائی کہ آدمی ایک بار نیند کرے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی پھر آہستہ آہستہ لوگوں کے دلوں سے امانت اٹھا لی جائے گی۔ پھر آہستہ آہستہ لوگوں کے دلوں سے اٹھتی رہے گی اور ان کے دلوں میں دین و اسلام کی اہمیت نہ رہے گی تو اس کا اثر اور نشان بے رنگ نقطہ کی طرح ہو جائے گا۔ پھر دوسری بار سوئے گا تو اس کا نشان آگ کے کوئلہ کی طرح ہوگا جس کو تو پاؤں پر چلائے تو وہ ابھرنے لگے اور آبلے بن جائیں جو اندر سے خالی ہوتے ہیں یعنی دل امانت سے خالی ہو جائے گا۔ جبکہ آہستہ آہستہ اس سے امانت نکلتی رہے گی جب تھوڑی سی زائل ہوگی تو اس کا نور جاتا رہے گا اور بے رنگ نقطہ کی طرح ظلمت سی رہ جائیگی جب اور بھی زائل ہوگی تو آبلہ کی طرح رہ جائے گی دل میں اس کے ثابت ہونے کے بعد اس کے ازالہ کو کوئلہ سے تشبیہ دی جس کو اپنے پاؤں پر لڑھکاؤ تو اس پر چھالے سے بن جاتے ہیں۔ اس وقت لوگ خرید و فروخت کریں گے مگر ان میں کوئی امانتدار نہ ہوگا۔ میرا حال یہ ہے کہ لوگوں میں امانت جانتا تھا تو جس پر مجھے وثوق ہوتا اس کے حال کی تفتیش کے بغیر اس سے خرید و فروخت کر لیتا تھا کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کی مسلمانی اور دین خیانت کرنے سے اس کو منع کرتا اور امانت ادا کرنے پر اسے مجبور کرتا تھا اگر وہ کافر ہوتا تو اس کے والی اور مددگار مجھ سے انصاف کرتے اور اس سے میرا حق دلواتے تھے۔ اب حال یہ ہو گیا ہے کہ امانت کو کوئی ادا نہیں کرتا۔ میں خرید و فروخت کسی کو امین نہیں سمجھتا ہوں البتہ بظاہر دیکھنے میں بعض لوگ نظر آتے لیکن ان پر بھی اعتماد نہیں رہا ہے۔ اس حدیث میں يَتَبَايَعُونَ سے بیعت خلافت مراد نہیں کیونکہ نصرانی اور کافر لوگوں میں یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

۶۹۴۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُهُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُرَائِيْ يُرَاءِ اللّٰهُ بِهٖ

۶۹۴۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ سو اونٹوں کی طرح ہیں ان میں کوئی بھی تو سواری کے قابل نہ پائے گا۔

۶۹۴۴ — شرح : عوام بہت ہوں گے لیکن ان میں کام کے آدمی بہت کم ہوں گے جیسے سو اونٹوں میں کوئی سواری کے قابل نہ ہوگا کیونکہ فرائض کو ضائع کر دیں گے جو ان کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حضرات صحابہ کرام نہیں اور نہ ہی تابعین عظام ہیں؛ کیونکہ ان کی خیریت و فضیلت حضور نے خود بیان فرمائی ہے کہ تمام قرنوں اور زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر جو میرے زمانہ سے ملنے والا زمانہ ہے۔ لہٰذا حضور نے مستقبل بعید میں لوگوں کے حالات ذکر فرمائے ہیں کہ ان میں شاذ شاذ لوگ احکام شرع کے پابند رہ جائیں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب دکھانا اور سنانا

یعنی جو شئ حاسۂ بصر سے تعلق رکھے وہ دکھاوا ہے اور جو سمع کے حاسہ سے تعلق رکھے وہ سُمعہ بضم السین ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف لوگوں کے دکھانے اور سنانے

Marfat.com

کے لئے خالص اللہ کے لئے عبادت نہ کرنا۔

۶۹۴۵ ــــــ ترجمہ : سلمہ نے کہا میں نے جُندب کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اُن کے سوا کسی سے نہیں سُنا کہ وہ کہتا ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اُن کے قریب آیا اور ان کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنا عمل لوگوں کے لئے ظاہر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی فاسد نیت ظاہر کرتا ہے اور جو کوئی اپنی عبادت لوگوں کے لئے ظاہر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا دکھاوا ظاہر کرتا ہے۔

۶۹۴۵ ــــــ شرح : سلمہ بن کُہیل نے کہا میں نے سُنا نہیں یعنی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے اس مقام میں جندب کے سوا کوئی صحابی باقی نہیں رہا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ وہ آخر وقت تک کوفہ میں رہے اور وہیں وفات پائی، حالانکہ جندب کی زندگی میں وہاں ابوجُحَیفہ سُوائی موجود تھے۔ وہ جندب کے چھ سال بعد فوت ہُوئے اور عبداللہ بن ابی اَوْفیٰ بھی موجود تھے وہ جندب کے بیس سال بعد فوت ہُوئے اور دونوں سے سلمہ بن کھیل نے روائت کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں جندب حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ وہاں اس وقت حضرات صحابہ کرام میں سے کوئی موجود نہ تھا۔ صرف وہی موجود تھے، اگرچہ ابوجحیفہ اور ابن ابی اوفیٰ بھی کوفہ میں موجود تھے۔

حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے کوئی عمل اخلاص کے بغیر کیا اور صرف لوگوں کو دکھانے اور سُنانے کے لئے عمل کیا اس کو یہ جزاء دی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو مشہور کرے گا۔ اور اس کی ریاکاری کو مشہور کرے گا۔

اس کا یہ مفہوم بھی صحیح ہے کہ جس نے اپنے عمل سے دنیاوی مفاد کا قصد کیا اور لوگوں میں وجاہت اور اچھا مقام بنانا چاہا اور اللہ تعالیٰ کی رضاء کا ارادہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کے نزدیک اس کا فریب ظاہر کرے گا اور آخرت میں اسے کچھ ثواب حاصل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ریاکاری سے محفوظ رکھے۔

Marfat.com

بَابُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ

۶۹۴۶ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ بَيْنَا أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ

باب جس نے اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اپنے نفس سے جہاد کیا

ترجمہ : حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۶۹۴۶ — کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔ میرے اور حضور کے درمیان صرف کجاوہ کی پچھلی لکڑی تھی آپ نے فرمایا اے معاذ میں نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ وسعدیک" پھر آپ کچھ دیر چلتے رہے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ وسعدیک" پھر کچھ دیر چلتے رہے اور فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ وسعدیک" فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ اللہ و رسولہ اعلم" فرمایا اللہ کا حق اس کے بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ پھر کچھ دیر چلتے رہے پھر فرمایا اے معاذ بن جبل میں نے

Marfat.com

اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْهُ
قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ

بَابُ التَّوَاضُعِ

٦٩٤٧ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ
حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَاقَةٌ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَاَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ
عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسَمّٰى الْعَضْبَاءَ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ

عرض کیا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک فرمایا جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے جبکہ وہ ادا کریں میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ پر اس کے بندوں کا یہ حق ہے کہ ان کو عذاب نہ دے۔

شرح ٦٩٤٦ — سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کے لئے حضرت معاذ کو بار بار آواز دی تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ حضور کوئی اہم شئ بیان کرنے والے ہیں اس کو سننے کے لئے معاذ ہمہ تن بگوش تیار ہوں اور غفلت نہ کریں۔ لبیک تلبیہ سے ماخوذ ہے اس کے معنی داعی کی دعوت کو قبول کرنا ہے۔ یعنی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کی خدمت میں بار بار موجود ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی شئ واجب نہیں اور بندوں کا اللہ پر حق کے معنی یہ ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ نے ثواب وجزاء کا لوگوں سے وعدہ کیا ہے۔ وہ پورا کرے گا۔

باب تواضع

تواضع کے معنی اپنے مرتبہ سے تنزل کا اظہار کرنا ہے بعض علماء نے کہا تواضع اپنے سے بڑے صاحب فضیلت کی تعظیم کرنا ہے۔

Marfat.com

لَهُ فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالُوْا سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئٌ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهُ

۶۹۴۸ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْئٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ

۶۹۴۷ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کو عضباء کہا جاتا تھا کوئی جانور اس کے آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر سوار آیا اور اونٹنی سے آگے بڑھ گیا۔ اس کا آگے بڑھنا مسلمانوں کو شاق گزرا انہوں نے کہا عضباء مسبوق ہوگئی "پیچھے رہ گئی" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ دنیا میں کسی شئ کو بلند نہیں کرتا مگر اس کو پست کرتا ہے "جس کو بلند کرے آخر میں اس کو پستی دکھاتا ہے"

۶۹۴۷ ــــ شرح : عضباء کے معنیٰ کان میں سوراخ والی اونٹنی ہے لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا کان ٹوٹا ہوا نہ تھا اور نہ اس کے کان میں سوراخ تھا یہ اس کا لقب مشہور تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا مذموم ہے اس میں اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ دنیا کے امور ناقص ہیں کامل نہیں۔

۶۹۴۸ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ فرماتا ہے جو میرے ولی سے دشمنی کرے میں اس سے

Marfat.com

عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُہٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَہُ مَسَآءَتَہٗ

اعلانِ جنگ کرتا ہوں میرا بندہ میری کسی محبوب شئی کے ذریعہ سے جو میں نے اس پر فرض کی ہے میرا قرب حاصل نہیں کرتا میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ چاہے تو اس کو پناہ دیتا ہوں۔ میں کسی شئی میں تردّد نہیں کرتا جس کو میں کرنے والا ہوں جو مجھے مومن کی جان میں تردّد ہوتا ہے وہ موت کو مکروہ جانتا ہے اور میں اس کے مکروہ سمجھنے کو بُرا جانتا ہوں۔

شرح : یعنی جو کوئی ولی سے عداوت اس لئے کرتا ہے کہ وہ میرا ولی ہے میں اس سے جنگ کرتا ہوں اور اس کو ہلاک کرتا ہوں اور اس پر ایسے لوگ مسلط کرتا ہوں جو اس کو اذیت پہنچاتے رہیں اس شخص کی یہ رسوائی دنیا میں ہے۔ آخرت کی خرابی اس کے علاوہ ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی ذلت و رسوائی سے پناہ دے۔ اس مقام میں یہ جاننا ضروری ہے کہ حضرات صوفیہ کرام جو مقربان بارگاہ رب العالمین ہیں کی اصطلاح میں ایک قربِ فرائض ہے وہ یہ کہ بندہ آلہ اور حق تعالیٰ فاعل ہے یعنی بندہ کے افعال اگرچہ اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے ظاہر ہوتے ہیں لیکن حقیقۃً فاعل اللہ تعالیٰ ہوتا ہے؛ چنانچہ اس حدیث نبوی اِنَّ اللّٰہَ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ ،، اللہ تعالیٰ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے۔ میرا اسی حال کی طرف اشارہ ہے دوسرے قربِ نوافل ہے کہ اللہ تعالیٰ آلہ اور بندہ فاعل ہے جیسا کہ مذکور حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ بندہ

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

میرے ساتھ سُنتا ہے اور میرے ساتھ دیکھتا ہے چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ ،، یعنی بندہ میرے ذریعہ سُنتا ہے میرے ذریعہ دیکھتا ہے میرے ذریعہ پکڑتا ہے اور میرے ساتھ چلتا ہے اور قطب العرفاء، سید الاولیاء شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے کلام سے ظاہر ہے کہ قربِ فرائض اَتَمّ اور اَکمل ہے کہ بندہ درمیان سے اُٹھ جاتا ہے۔ یہ فنا کا مقام ہے کہ اس مقام میں سالکوں کا نام و نشان باقی نہیں رہتا اور یہ حدیث کہ ،، انّ اللہ ینطق علیٰ لسانِ عُمَرَ ،، اس کی وضاحت کرتی ہے۔ دوسرے اصفیاء کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قربِ نوافل تمام تر ہے (تیسیر القاری)

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نوافل کی محبت جس سے مذکورہ کمالات ظاہر ہوتے ہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرائض سے افضل ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ جن قدر فرائض سے بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور کسی سے ایسا قریب نہیں ہوتا اور یتقرّبُ عبدی بالنوافل ،، سے مراد فرائض ایسے نماز اور روزہ کے ساتھ ہے۔ فرائض کے ترک سے بندہ کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا نوافل سے مراد وہ ہیں جو فرائض پر مشتمل ہیں اور ان کی تکمیل کرتے ہیں اس کا حاصل یہ ہے کہ مذکورہ کمالات فرائض و نوافل دونوں کی برکت سے ہیں فرائض اور نوافل تابع ہیں (کرمانی) قولہ مَا تَرَدَّدْتُ ،، یعنی میں کسی چیز کے کرنے میں تردّد نہیں کرتا ہوں جو مومن کی جان میں تردّد کرتا ہوں۔ وہ موت کو بُرا سمجھتا ہے اور میں اس کی ایسی برائی کو اچھا نہیں جانتا ہوں۔ یعنی میں اس کی موت کو مکروہ جانتا ہوں ،،

علامہ کرمانی نے کہا مَسَائَتْ ،، سے مراد حیات ہے، کیونکہ موت کے باعث بندہ جنت کی دائمی نعمتوں تک پہنچتا ہے یا اس لئے کہ حیات بندہ کو رذیل عمر اور قوی جسمانیہ کے ضعف تک پہنچاتی ہے اور اس کو نچلے طبقہ میں لے جاتی ہے اور میں اس کی موت کو اچھا نہیں جانتا اور اس کی روح قبض کرنے میں جلدی نہیں کرتا ہوں۔ اس صورت میں اس کی حیات و ممات میں متردد ہوتا ہوں (تیسیر القاری)

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! میں اور قیامت اَن دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں

Marfat.com

٦٩٤٩ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ هٰكَذَا وَيُشِيْرُ بِاِصْبَعَيْهِ فَيَمُدُّهُمَا

٦٩٥٠ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَاَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ

اور قیامت کا معاملہ آنکھ جھپکنے کی طرح ہے یا اس سے بھی زیادہ قریب ہے اللہ تعالیٰ ہر چاہے پر قادر ہے "

٦٩٤٩ ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں اپنی دونوں انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے ان کو پھیلا دیا۔

٦٩٥٠ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت ان دونوں انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔

٦٩٥١ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ اسرائیل نے ابوحصین سے روایت کرنے میں ابوبکر کی متابعت کی۔

٦٩٤٩ تا ٦٩٥١ شرح : قولہ کہاتین "یعنی ان دونوں انگلیوں کی لمبائی میں جتنا فرق ہے یا یہ دونوں ملی ہوئی ہیں ان میں کچھ فرق نہیں اسی طرح آپ کے اور قیامت کے درمیان کچھ فرق نہیں۔

Marfat.com

۶۹۵۱ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي إِصْبَعَيْنِ تَابَعَهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ **بَابٌ** ۶۹۵۲ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ فَذٰلِكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا

حدیث شریف کے معنیٰ یہ ہیں کہ قیامت بہت قریب ہے اور بہت تیزی سے آرہی ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا اس میں قربِ مجاورۃ کی طرف اشارہ ہے پھر کہا اگر تو یہ سوال پوچھے کہ قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے تو اس کا قریب ہونا کیسے معلوم ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ جو معلوم ہے وہ اس کا قرب ہے اور ذات مجہول ہے لہٰذا تعارض نہ رہا۔

باب

۶۹۵۲ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع کرے گا پس جس وقت مغرب کی جانب سے طلوع کرے گا جب اس کو لوگ دیکھیں گے کہ "سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوا ہے"، تو تمام لوگ ایمان لائیں گے یہ وہ وقت ہے کہ کسی نفس کو اس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی کسب کی ہو؛ البتہ قیامت قائم ہوگی؛ حالانکہ دو شخصوں نے اپنا کپڑا کھولا ہوگا اس کی بیع پوری کرسکیں گے

Marfat.com

خَيْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا

اور نہ ہی اس کو لپیٹ سکیں گے " فوراً قیامت قائم ہو جائے گی "، اور قیامت قائم ہو گی؛ حالانکہ آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ کر فارغ ہو گا اور اس کو پی نہ سکے گا "، البتہ قیامت قائم ہو گی ؛ حالانکہ آدمی اپنا حوض تیار کرتا ہو گا اور اس سے پانی نہ پی سکے گا ؛ البتہ قیامت قائم ہو گی ؛ حالانکہ اپنے منہ کی طرف لقمہ اُٹھا رہا ہو گا اور وہ اس کو کھا نہیں سکے گا " قیامت کے خوف سے "

شرح ۶۹۵۲ — : اگر یہ سوال پوچھا جائے ہیئت جاننے والوں نے تصریح کی ہے کہ فلکیات بَسِیْطَہ ہیں ان کے مقتضیات مختلف نہیں ہوتے اور ان کی اصل بناوٹ میں خلاف نہیں ہوتا ؛ لہٰذا ان میں مشرق و مغرب کا تصور نہیں ہو سکتا اس کا جواب یہ ہے کہ اہلِ ہیئت کے قواعد مستحکم نہیں اور ان کے مقدمات ناقابلِ تسلیم ہیں بالفرض اگر ان کی صحت تسلیم کر لیں تو مُنْطَقَۃُ بروج مَعْدَلِ نہار پر اس طرح منطبق ہونا کہ مشرق مغرب یا بالعکس ہو جائے ممتنع نہیں (کرمانی)

حدیث میں مذکور آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ مغرب کی جانب سے طلوع سورج کے بعد کافر کا ایمان لانا اس کو نفع نہ دے گا ؛ کیونکہ اس وقت ایمان لانا جبکہ قیامت کے آثار ظاہر ہونے لگیں موت کے وقت ایمان لانے کی طرح ہے اور غرغرہ کے وقت ایمان لانا مقبول نہیں۔ اس وقت ایمان غیر مفید ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " جب انہوں نے اللہ کا عذاب دیکھ لیا تو ان کے ایمان لانے نے ان کو کچھ نفع نہ دیا۔ صحیح حدیث شریف میں ہے بندے کی توبہ اس وقت قبول ہے جبکہ وہ غرغرہ میں شروع نہ ہو اور قرآن کریم کی اس آیت کریمہ " یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ "، میں بعض سے مراد مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے (حدیث ۲۹۸۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

Marfat.com

بَابُ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ

٦٩٥٣ــــ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَوْ بَعْضُ اَزْوَاجِهٖ اِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَاكِ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ فَاَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ وَاَنَّ الْكَافِرَ اِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَهَ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ كَرِهَ

باب جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات سے محبت کرتا ہے

٦٩٥٣ــــ ترجمہ: عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی ملاقات سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس ملاقات کو محبوب جانتا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو برا جانتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو برا جانتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ یا کسی اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم تو موت کو مکروہ جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ایسا نہیں جو تم نے خیال کیا ہے جب مومن کی موت کا وقت قریب آئے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے اکرام کی خوشخبری دی جاتی ہے تو جو اس کے آگے ہے

Marfat.com

لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ اَخْتَصَرَهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَعَمْرٌو عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس سے بہتر کوئی شئ اس کو معلوم نہیں ہوتی اس سے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے کہ "جلدی موت واقع ہو" اور اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور جب کافر کی موت قریب آئے تو اس کو اللہ کے عذاب اور اس کی عقوبت سے خبردار کیا جاتا ہے تو جو شئ اس کے آگے ہے اس سے بُری کوئی شئ اس کو معلوم نہیں ہوتی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو بُرا جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو بُرا جانتا ہے اس حدیث کو ابوداؤد اور معمر نے شعبہ سے روائت کرنے میں اختصار کیا ہے اور سعید نے قتادہ، زُرارہ، سعد اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے۔

۶۹۵۳ —— شرح : اللہ سے محبت کے معنیٰ یہ ہیں کہ بندہ دُنیا پر آخرت کو پسند کرتا ہے۔ وہ دُنیا میں زیادہ رہنا پسند نہیں کرتا اور دُنیا سے کوچ کی تیاری کرتا ہے اور اللہ کی ملاقات کو بُرا جاننا اس کے برعکس ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے سے محبت کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ اپنے بندے کے لئے بہترین ارادہ رکھتا ہے اور اس کی ہدائت چاہتا ہے اور اس کا بندے کی ملاقات کو بُرا جاننا اس کے برعکس ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس مسئلہ میں معتبر کراہت وہ ہے جو نزع کے وقت ایسے حال میں ہو جس میں توبہ قبول نہیں ہوتی اس وقت ہر انسان کے لئے اس کی عاقبت سعادت یا شقاوت اس کے لئے منکشف ہو جاتی ہے۔ اس وقت اہلِ سعادت موت اور اللہ کی ملاقات سے محبت کرتے ہیں تاکہ ان کے لئے تیار شدہ اشیاء کی طرف منتقل ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی ملاقات سے محبت کرتا ہے تاکہ ان کو عطایا عنائت کرے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن اثیر سے نقل کیا کہ یہاں اللہ کی ملاقات سے مراد دارِ آخرت کی طرف پھرنا اور اللہ کے پاس ذخیرہ انعام طلب کرنا ہے اس سے موت مقصود نہیں کیونکہ موت کو ہر ایک مکروہ جانتا ہے جو شخص دُنیا ترک کر دے اور اس سے بُغض کرے وہ اللہ کی ملاقات سے محبت کرتا ہے اور جو دُنیا کو پسند کرے اور اس کی طرف مائل ہو وہ اللہ کی ملاقات کو بُرا جانتا ہے۔

Marfat.com

۶۹۵۴ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ وَمَنْ کَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ کَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ

۶۹۵۵ — حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ وَعُرْوَةُ

۶۹۵۴ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ کی ملاقات سے محبت کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات سے محبت کرتا ہے اور جو کوئی اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

۶۹۵۵ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا مجھے سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے خبر دی ان دونوں نے اہل علم حضرات کے درمیان بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جبکہ آپ تندرست تھے کسی پیغمبر کی روح ہرگز قبض نہیں کی جاتی یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنی جگہ دیکھ لیتے ہیں پھر انہیں اختیار دیا جاتا ہے (کہ دنیا میں زندگی یا موت پسند کریں) جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت قریب آئی؛ حالانکہ آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا آپ پر کچھ وقت غشی آئی پھر آپ کو افاقہ ہوا تو اپنی نظر مکان کی چھت کی طرف بلند کی پھر فرمایا اے اللہ! میں رفیق اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں میں نے اپنے دل میں کہا اب حضور ہمیں اختیار نہیں کریں گے اور مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ حدیث جو ہم سے بیان کرتے تھے کہ در ہر نبی کو موت کے وقت اختیار دیا جاتا ہے،، صحیح ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا یہ آخری کلمہ تھا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا،، وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی،، اے اللہ میں رفیق اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں۔

Marfat.com

ابْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلٰى قُلْتُ إِذًا لَا يُخَيِّرُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ قَالَتْ وَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلٰى

بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ

٦٩٥٦ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ ابْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسٰى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ

باب موت کی سختیاں

٦٩٥٦ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکوہ یا برتن تھا جس میں پانی تھا

Marfat.com

فِيهَا مَاءٌ يَشُكُّ عُمَرُ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَقُولُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ

۶۹۵۷ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَعْرَابِ جُفَاةٌ يَأْتُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُونَهُ مَتَى السَّاعَةُ

عمر بن سعید نے شک کیا ہے۔ آپ اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈالتے اس سے چہرہ پر ملتے اور فرماتے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ،، موت کی بہت سختیاں ہیں پھر حضور نے اپنا دستِ اقدس بلند کیا اور فرمایا میں رفیق اعلیٰ میں آیا یہاں تک کہ آپ کی روحِ پاک قبض کی گئی اور حضور کا دستِ اقدس مائل ہوگیا۔ امام بخاری نے کہا ،، عُلبہ لکڑی کا اور رکوہ چمڑے کا برتن ہے ،،

شرح : سکرات ،، سکرہ کی جمع ہے اس کے معنی موت کی سختی ،، اس کا غم اور غشی ،، ہیں۔ سُکر بضم السین وہ حالت ہے جو آدمی اور اس کی عقل کے درمیان حائل ہوتی ہے۔ یہ اسم مصدر ہے اور سَکر بفتح السین والکاف مصدر ہے۔ سُکر اکثر نشہ میں استعمال ہوتا ہے۔ غضب، عشق، اونگھ اور کسی تکلیف سے غشی پر بھی بولا جاتا ہے سَکَر بفتح السین والکاف بمعنی نبیذ تمر ہے۔ زکوۃ چمڑے کا چھوٹا سا برتن ہے جس میں پانی پیا جاتا ہے اس کی جمع رکاء ،، ہے۔ اس کو ،، قدح الاعراب ،، کہتے ہیں۔ سفر میں اونٹ کے ایک پہلو میں لٹکایا جاتا ہے اس کی علاب ہے ابولیلیٰ نے کہا ہے۔ علبہ کے نیچے چمڑہ اور اوپر گول لکڑی ہوتی ہے۔

(حدیث ۴۱۳۵ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۹۵۶

۶۹۵۷ ترجمہ : ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا عرب کے صحرانشین سادے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور آپ سے قیامت قائم ہونے سے متعلق پوچھتے ،، کہ قیامت کب قائم ہوگی ،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں سے سب سے کمسن شخص کو

Marfat.com

فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُولُ إِنْ يَعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُومَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي مَوْتَهُمْ

۶۹۵۸ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مَعْبَدِ ابْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ قَالَ مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

دیکھتے اور فرماتے اگر یہ زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا نہیں آئے گا حتیٰ کہ تم پر تمہاری قیامت قائم ہو جائے گی ہشام نے کہا یعنی تمہاری موت آجائے گی۔

شرح : اعراب صحراء نشین لوگ ہیں جو شہروں میں نہیں رہتے اور کسی ضروری کام کے بغیر شہر میں نہیں آتے۔ عرب حجاز مقدس کے لوگ ہیں

۶۹۵۷ —

اعراب کا اس لفظ سے واحد نہیں شہروں میں رہیں یا صحراء میں ان کی طرف منسوب کو اعرابی و عربی کیا جاتا ہے۔ اَعراب عرب کی جمع نہیں یہ اسم جنس ہے قولہ جُفَاۃ، بضم الجیم جاف کی جمع ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غلیظ الطبع ہیں کیونکہ یہ لوگوں سے میل جول نہیں کرتے۔ ایک روائت کے مطابق حُفَاۃ بفتح الحاء حاف کی جمع ہے اس کے معنیٰ ہیں۔ پاؤں سے برہنہ صحراء نشینوں میں دونوں معنے پائے جاتے ہیں وہ طبیعت کے سخت اور عموماً پاؤں سے برہنہ رہتے ہیں۔ اعراب کے جواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ اُن میں سے کمسن کو دیکھا کہ یہ شخص بڑھاپے تک نہیں پہنچے گا کہ تمہاری قیامت قائم ہو جائیگی یعنی تم سب فوت ہو جاؤ گے، کیونکہ ہر انسان کی قیامت اس کی موت ہے یہ اس کی قیامتِ صغریٰ ہے قیامت کبریٰ وہ ہے جو مرنے کے بعد حساب و کتاب کے لئے قائم ہوگی۔ یہ جواب اسلوب حکیم کے باب سے ہے یعنی تم قیامتِ کبری کے وقت سے سوال کو چھوڑو وہ تو اللہ جانتا ہے۔ تم اس وقت سے سوال کرو جس میں تمہارا زمانہ ختم ہو جائے گا یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ مرنے سے پہلے تم اعمال صالحہ میں کوشش کرو۔ کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ پہلے کون مرے گا۔ واللہ و رسولہ اعلم!

Marfat.com

مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ

٦٩٥٩ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ

ترجمہ : ابوقتادہ بن ربیع انصاری سے روایت ہے کہ اُن سے

٦٩٥٨ — یہ بیان کیا گیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا یہ شخص مُستریح اور مستراح منہ ہے یعنی یہ آرام پانے والا ہے اور اس سے آرام پایا گیا ہے ،، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُستریح اور مستراح منہ کیا ہے۔ حضور نے فرمایا مومن شخص دُنیا کی مشقتوں اور اذیتوں سے اللہ کی رحمت میں آرام پاتا ہے اور کافر یا گناہ گار سے لوگ، شہر، درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔

شرح : مسروق نے کہا مجھے مومن پر بہت رشک آتا ہے جو اپنی لحد

٦٩٥٨ — میں اللہ کے عذاب سے مامون اور دُنیا سے آرام پاتا ہے

قولہ والعبد الفاجر ،، یعنی کافر یا گنہگار سے لوگ آرام پاتے ہیں؛ کیونکہ اگر وہ اس کو منع کریں تو ان کو اذیت پہنچاتا ہے اگر منع نہ کریں تو خود گنہگار ہوتے ہیں۔ اس سے آبادی بھی آرام پاتی ہے کیونکہ اس کی نافرمانیوں سے قحط سالی آتی ہے جس سے کھیتیاں خشک ہو جاتی ہیں اور نسل تباہ ہو جاتی ہے اس سے درخت بھی آرام پاتے ہیں؛ کیونکہ وہ ان کو جڑ سے اکھاڑتا ہے اُن کا پھل غصب کرتا ہے یا کافر اور عاصی کے نہ ہونے سے شہر اور درخت اس لئے آرام پاتے ہیں کہ اس کے نہ ہونے سے موسلا دھار بارشیں ہوں گی زمین آباد ہوگی درخت سرسبز و شاداب ہوں گے اور جانور سیر ہو کر پانی

Marfat.com

٦٩٦٠ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلٰثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهُ وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقٰى عَمَلُهُ

پیئیں گے چارہ کھائیں گے جو اس کے گناہوں کو نحوست سے بارش رک جانے کے باعث خشک سالی کا شکار ہو گئے تھے؛ لیکن ان کی طرف راحت کا اسناد مجازی ہے کیونکہ درحقیقت راحت ان کے مالک کے لئے ہے۔ الحاصل لوگوں کے معاصی کی نحوست کی وجہ سے تمام اقسام موجودات اذیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

٦٩٥٩ ـــ ترجمہ : ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ" مومن ہے جو دنیا کے رنج و الم سے آرام پاتا ہے"

٦٩٦٠ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشیاء میت کا پیچھا کرتی ہیں دو واپس آجاتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتی ہے اس کے اہل و اولاد اور مال واپس آجاتے ہیں اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہتا ہے۔

٦٩٦٠ ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ہر میت موت کی تکلیف برداشت کرتی ہے۔ اس کے عمل اس پر پیش ہوتے ہیں اس کے ساتھ باقی رہنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر وہ نیک اور صالح ہے تو اس کا عمل خوبصورت چہرہ اور اچھے لباس اور بہترین خوشبو کے ساتھ قبر میں اس کے پاس آتا ہے اور اُسے کہتا ہے تجھے اس بات کی خوشخبری ہو کہ تیرا معاملہ اللہ نے آسان کر دیا ہے۔ وہ کہتا ہے تُو کون ہے کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں حدیث شریف میں کافر کے حق میں ارشاد ہے کہ اس کے پاس بدصورت آدمی آتا ہے اور کہتا ہے میں تیرا عمل بد

Marfat.com

۶۹۶۱ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلٰى مَقْعَدِهٖ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً اِمَّا النَّارُ وَاِمَّا الْجَنَّةُ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ

۶۹۶۲ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا

۶۹۶۱ ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو صبح و شام اس پر اس کی آخری جگہ پیش کی جاتی ہے۔ دوزخ یا جنت، اور کہا جاتا ہے یہ تیرا مقام ہے حتیٰ کہ تو اُس کی طرف اُٹھایا جائے گا۔

۶۹۶۱ ـــ شرح : یعنی دُنیا والوں کی نسبت صبح و شام مراد ہے۔ مومن کو جنت و دوزخ دونوں دکھائے جاتے ہیں وہ قبر میں دونوں کو بیک وقت دیکھتا ہے۔ اس میں فائدہ یہ ہے کہ مومن خوش ہوگا اور کافر عذاب سے غمناک ہوگا۔ دراصل یہ رُوح پر اور اس کے ساتھ متصل بدن جس کے ساتھ نعمت اور عذاب کا ادراک ممکن ہو۔ مقعد کا میت پر پیش کرنا باب قلب سے ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ عُرِضَ النَّاقَةُ عَلَى الْحَوْضِ ، اونٹنی کو حوض پر پیش کیا گیا ؛ حالانکہ حوض کو اونٹنی پر پیش کیا جاتا ہے۔

۶۹۶۲ ـــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اموات کو گالی مت دو ؛ کیونکہ وہ اس وقت تک پہنچ گئے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا تھا۔ (ظاہر یہ ہے کہ فوت شدہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں فرمایا کیونکہ حضور ان کے حالات پر مطلع تھے) حدیث ۱۳۱۲ ج ۲ ص ۲۱۱ ار ۲۱۲ ۔ ۲۱۳ ۔ ۲۱۴ ۔ ۲۱۵ ۔ ۲۱۶ ۔ ۲۱۷ ۔ ۲۱۸ ۔ ۲۱۹ ۔ ۲۲۰ ۔ ۲۲۱ ۔ ۲۲۲ ۔ ۲۲۳ ۔ ۲۲۴ ۔ ۲۲۵ ۔ ۲۲۶ ۔ ۲۲۷ ۔ ۲۲۸ ۔ ۲۲۹ ۔ ۲۳۰ ۔ ۲۳۱ ۔ ۲۳۲ ۔ ۲۳۳ ۔ ۲۳۴ ۔ ۲۳۵ ۔ ۲۳۶ ۔ ۲۳۷ ۔ ۲۳۸ ۔ ۲۳۹ ۔ ۲۴۰ ۔ ۲۴۱ ۔ ۲۴۲ ۔ ۲۴۳ ۔ ۲۴۴ ۔ ۲۴۵ ۔ ۲۴۶ ۔ ۲۴۷ ۔ ۲۴۸ ۔ ۲۴۹ ۔ ۲۵۰ ۔ ۲۵۱ ۔ ۲۵۲ ۔ ۲۵۳ ۔ ۲۵۴ ۔ ۲۵۵ ۔ ۲۵۶ ۔ ۲۵۷ ۔ ۲۵۸ ۔ ۲۵۹ ۔ ۲۶۰ ۔ ۲۶۱ ۔ ۲۶۲ ۔ ۲۶۳ ۔ ۲۶۴ ۔ ۲۶۵ ۔ ۲۶۶ ۔ ۲۶۷ ۔ ۲۶۸ ۔ ۲۶۹ ۔ ۲۷۰ ۔ ۲۷۱ ۔ ۲۷۲ ۔ ۲۷۳ ۔ ۲۷۴ ۔ ۲۷۵ ۔ ۲۷۶ ۔ ۲۷۷ ۔ ۲۷۸ ۔ ۲۷۹ ۔ ۲۸۰ ۔ ۲۸۱ ۔ ۲۸۲ ۔ ۲۸۳ ۔ ۲۸۴ ۔ ۲۸۵ ۔ ۲۸۶ ۔ ۲۸۷ ۔ ۲۸۸ ۔ ۲۸۹ ۔ ۲۹۰ ۔ ۲۹۱ ۔ ۲۹۲ ۔ ۲۹۳ ۔ ۲۹۴ ۔ ۲۹۵ ۔ ۲۹۶ ۔ ۲۹۷ ۔ ۲۹۸ ۔ ۲۹۹ ۔ ۳۰۰ ۔ ۳۰۱ ۔ ۳۰۲ ۔ ۳۰۳ ۔ ۳۰۴ ۔ ۳۰۵ ۔ ۳۰۶ ۔ ۳۰۷ ۔ ۳۰۸ ۔ ۳۰۹ ۔ ۳۱۰ ۔ ۳۱۱ ۔ ۳۱۲ ۔ ۳۱۳ ۔ ۳۱۴ ۔ ۳۱۵ ۔ ۳۱۶ ۔ ۳۱۷ ۔ ۳۱۸ ۔ ۳۱۹ ۔ ۳۲۰ ۔ ۳۲۱ ۔ ۳۲۲ ۔ ۳۲۳ ۔ ۳۲۴ ۔ ۳۲۵ ۔ ۳۲۶ ۔ ۳۲۷ ۔ ۳۲۸ ۔ ۳۲۹ ۔ ۳۳۰ ۔ ۳۳۱ ۔ ۳۳۲ ۔ ۳۳۳ ۔ ۳۳۴ ۔ ۳۳۵ ۔ ۳۳۶ ۔ ۳۳۷ ۔ ۳۳۸ ۔ ۳۳۹ ۔ ۳۴۰ ۔ ۳۴۱ ۔ ۳۴۲ ۔ ۳۴۳ ۔ ۳۴۴ ۔ ۳۴۵ ۔ ۳۴۶ ۔ ۳۴۷ ۔ ۳۴۸ ۔ ۳۴۹ ۔ ۳۵۰ ۔ ۳۵۱ ۔ ۳۵۲ ۔ ۳۵۳ ۔ ۳۵۴ ۔ ۳۵۵ ۔ ۳۵۶ ۔ ۳۵۷ ۔ ۳۵۸ ۔ ۳۵۹ ۔ ۳۶۰ ۔ ۳۶۱ ۔ ۳۶۲ ۔ ۳۶۳ ۔ ۳۶۴ ۔ ۳۶۵ ۔ ۳۶۶ ۔ ۳۶۷ ۔ ۳۶۸ ۔ ۳۶۹ ۔ ۳۷۰ ۔ ۳۷۱ ۔ ۳۷۲ ۔ ۳۷۳ ۔ ۳۷۴ ۔ ۳۷۵ ۔ ۳۷۶ ۔ ۳۷۷ ۔ ۳۷۸ ۔ ۳۷۹ ۔ ۳۸۰ ۔ ۳۸۱ ۔ ۳۸۲ ۔ ۳۸۳ ۔ ۳۸۴ ۔ ۳۸۵ ۔ ۳۸۶ ۔ ۳۸۷ ۔ ۳۸۸ ۔ ۳۸۹ ۔ ۳۹۰ ۔ ۳۹۱ ۔ ۳۹۲ ۔ ۳۹۳ ۔ ۳۹۴ ۔ ۳۹۵ ۔ ۳۹۶ ۔ ۳۹۷ ۔ ۳۹۸ ۔ ۳۹۹ ۔ ۴۰۰ ۔ ۴۰۱ ۔ ۴۰۲ ۔ ۴۰۳ ۔ ۴۰۴ ۔ ۴۰۵ ۔ ۴۰۶ ۔ ۴۰۷ ۔ ۴۰۸ ۔ ۴۰۹ ۔ ۴۱۰ ۔ ۴۱۱ ۔ ۴۱۲ ۔ ۴۱۳ ۔ ۴۱۴ ۔ ۴۱۵ ۔ ۴۱۶ ۔ ۴۱۷ ۔ ۴۱۸ ۔ ۴۱۹ ۔ ۴۲۰ ۔ ۴۲۱ ۔ ۴۲۲ ۔ ۴۲۳ ۔ ۴۲۴ ۔ ۴۲۵ ۔ ۴۲۶ ۔ ۴۲۷ ۔ ۴۲۸ ۔ ۴۲۹ ۔ ۴۳۰ ۔ ۴۳۱ ۔ ۴۳۲ ۔ ۴۳۳ ۔ ۴۳۴ ۔ ۴۳۵ ۔ ۴۳۶ ۔ ۴۳۷ ۔ ۴۳۸ ۔ ۴۳۹ ۔ ۴۴۰ ۔ ۴۴۱ ۔ ۴۴۲ ۔ ۴۴۳ ۔ ۴۴۴ ۔ ۴۴۵ ۔ ۴۴۶ ۔ ۴۴۷ ۔ ۴۴۸ ۔ ۴۴۹ ۔ ۴۵۰ ۔ ۴۵۱ ۔ ۴۵۲ ۔ ۴۵۳ ۔ ۴۵۴ ۔ ۴۵۵ ۔ ۴۵۶ ۔ ۴۵۷ ۔ ۴۵۸ ۔ ۴۵۹ ۔ ۴۶۰ ۔ ۴۶۱ ۔ ۴۶۲ ۔ ۴۶۳ ۔ ۴۶۴ ۔ ۴۶۵ ۔ ۴۶۶ ۔ ۴۶۷ ۔ ۴۶۸ ۔ ۴۶۹ ۔ ۴۷۰ ۔ ۴۷۱ ۔ ۴۷۲ ۔ ۴۷۳ ۔ ۴۷۴ ۔ ۴۷۵ ۔ ۴۷۶ ۔ ۴۷۷ ۔ ۴۷۸ ۔ ۴۷۹ ۔ ۴۸۰ ۔ ۴۸۱ ۔ ۴۸۲ ۔ ۴۸۳ ۔ ۴۸۴ ۔ ۴۸۵ ۔ ۴۸۶ ۔ ۴۸۷ ۔ ۴۸۸ ۔ ۴۸۹ ۔ ۴۹۰ ۔ ۴۹۱ ۔ ۴۹۲ ۔ ۴۹۳ ۔ ۴۹۴ ۔ ۴۹۵ ۔ ۴۹۶ ۔ ۴۹۷ ۔ ۴۹۸ ۔ ۴۹۹ ۔ ۵۰۰ ۔ ۵۰۱ ۔ ۵۰۲ ۔ ۵۰۳ ۔ ۵۰۴ ۔ ۵۰۵ ۔ ۵۰۶ ۔ ۵۰۷ ۔ ۵۰۸ ۔ ۵۰۹ ۔ ۵۱۰ ۔ ۵۱۱ ۔ ۵۱۲ ۔ ۵۱۳ ۔ ۵۱۴ ۔ ۵۱۵ ۔ ۵۱۶ ۔ ۵۱۷ ۔ ۵۱۸ ۔ ۵۱۹ ۔ ۵۲۰ ۔ ۵۲۱ ۔ ۵۲۲ ۔ ۵۲۳ ۔ ۵۲۴ ۔ ۵۲۵ ۔ ۵۲۶ ۔ ۵۲۷ ۔ ۵۲۸ ۔ ۵۲۹ ۔ ۵۳۰ ۔ ۵۳۱ ۔ ۵۳۲ ۔ ۵۳۳ ۔ ۵۳۴ ۔ ۵۳۵ ۔ ۵۳۶ ۔ ۵۳۷ ۔ ۵۳۸ ۔ ۵۳۹ ۔ ۵۴۰ ۔ ۵۴۱ ۔ ۵۴۲ ۔ ۵۴۳ ۔ ۵۴۴ ۔ ۵۴۵ ۔ ۵۴۶ ۔ ۵۴۷ ۔ ۵۴۸ ۔ ۵۴۹ ۔ ۵۵۰ ۔ ۵۵۱ ۔ ۵۵۲ ۔ ۵۵۳ ۔ ۵۵۴ ۔ ۵۵۵ ۔ ۵۵۶ ۔ ۵۵۷ ۔ ۵۵۸ ۔ ۵۵۹ ۔ ۵۶۰ ۔ ۵۶۱ ۔ ۵۶۲ ۔ ۵۶۳ ۔ ۵۶۴ ۔ ۵۶۵ ۔ ۵۶۶ ۔ ۵۶۷ ۔ ۵۶۸ ۔ ۵۶۹ ۔ ۵۷۰ ۔ ۵۷۱ ۔ ۵۷۲ ۔ ۵۷۳ ۔ ۵۷۴ ۔ ۵۷۵ ۔ ۵۷۶ ۔ ۵۷۷ ۔ ۵۷۸ ۔ ۵۷۹ ۔ ۵۸۰ ۔ ۵۸۱ ۔ ۵۸۲ ۔ ۵۸۳ ۔ ۵۸۴ ۔ ۵۸۵ ۔ ۵۸۶ ۔ ۵۸۷ ۔ ۵۸۸ ۔ ۵۸۹ ۔ ۵۹۰ ۔ ۵۹۱ ۔ ۵۹۲ ۔ ۵۹۳ ۔ ۵۹۴ ۔ ۵۹۵ ۔ ۵۹۶ ۔ ۵۹۷ ۔ ۵۹۸ ۔ ۵۹۹ ۔ ۶۰۰ ۔ ۶۰۱ ۔ ۶۰۲ ۔ ۶۰۳ ۔ ۶۰۴ ۔ ۶۰۵ ۔ ۶۰۶ ۔ ۶۰۷ ۔ ۶۰۸ ۔ ۶۰۹ ۔ ۶۱۰ ۔ ۶۱۱ ۔ ۶۱۲ ۔ ۶۱۳ ۔ ۶۱۴ ۔ ۶۱۵ ۔ ۶۱۶ ۔ ۶۱۷ ۔ ۶۱۸ ۔ ۶۱۹ ۔ ۶۲۰ ۔ ۶۲۱ ۔ ۶۲۲ ۔ ۶۲۳ ۔ ۶۲۴ ۔ ۶۲۵ ۔ ۶۲۶ ۔ ۶۲۷ ۔ ۶۲۸ ۔ ۶۲۹ ۔ ۶۳۰ ۔ ۶۳۱ ۔ ۶۳۲ ۔ ۶۳۳ ۔ ۶۳۴ ۔ ۶۳۵ ۔ ۶۳۶ ۔ ۶۳۷ ۔ ۶۳۸ ۔ ۶۳۹ ۔ ۶۴۰ ۔ ۶۴۱ ۔ ۶۴۲ ۔ ۶۴۳ ۔ ۶۴۴ ۔ ۶۴۵ ۔ ۶۴۶ ۔ ۶۴۷ ۔ ۶۴۸ ۔ ۶۴۹ ۔ ۶۵۰ ۔ ۶۵۱ ۔ ۶۵۲ ۔ ۶۵۳ ۔ ۶۵۴ ۔ ۶۵۵ ۔ ۶۵۶ ۔ ۶۵۷ ۔ ۶۵۸ ۔ ۶۵۹ ۔ ۶۶۰ ۔ ۶۶۱ ۔ ۶۶۲ ۔ ۶۶۳ ۔ ۶۶۴ ۔ ۶۶۵ ۔ ۶۶۶ ۔ ۶۶۷ ۔ ۶۶۸ ۔ ۶۶۹ ۔ ۶۷۰ ۔ ۶۷۱ ۔ ۶۷۲ ۔ ۶۷۳ ۔ ۶۷۴ ۔ ۶۷۵ ۔ ۶۷۶ ۔ ۶۷۷ ۔ ۶۷۸ ۔ ۶۷۹ ۔ ۶۸۰ ۔ ۶۸۱ ۔ ۶۸۲ ۔ ۶۸۳ ۔ ۶۸۴ ۔ ۶۸۵ ۔ ۶۸۶ ۔ ۶۸۷ ۔ ۶۸۸ ۔ ۶۸۹ ۔ ۶۹۰ ۔ ۶۹۱ ۔ ۶۹۲ ۔ ۶۹۳ ۔ ۶۹۴ ۔ ۶۹۵ ۔ ۶۹۶ ۔ ۶۹۷ ۔ ۶۹۸ ۔ ۶۹۹ ۔ ۷۰۰ ۔ ۷۰۱ ۔ ۷۰۲ ۔ ۷۰۳ ۔ ۷۰۴ ۔ ۷۰۵ ۔ ۷۰۶ ۔ ۷۰۷ ۔ ۷۰۸ ۔ ۷۰۹ ۔ ۷۱۰ ۔ ۷۱۱ ۔ ۷۱۲ ۔ ۷۱۳ ۔ ۷۱۴ ۔ ۷۱۵ ۔ ۷۱۶ ۔ ۷۱۷ ۔ ۷۱۸ ۔ ۷۱۹ ۔ ۷۲۰ ۔ ۷۲۱ ۔ ۷۲۲ ۔ ۷۲۳ ۔ ۷۲۴ ۔ ۷۲۵ ۔ ۷۲۶ ۔ ۷۲۷ ۔ ۷۲۸ ۔ ۷۲۹ ۔ ۷۳۰ ۔ ۷۳۱ ۔ ۷۳۲ ۔ ۷۳۳ ۔ ۷۳۴ ۔ ۷۳۵ ۔ ۷۳۶ ۔ ۷۳۷ ۔ ۷۳۸ ۔ ۷۳۹ ۔ ۷۴۰ ۔ ۷۴۱ ۔ ۷۴۲ ۔ ۷۴۳ ۔ ۷۴۴ ۔ ۷۴۵ ۔ ۷۴۶ ۔ ۷۴۷ ۔ ۷۴۸ ۔ ۷۴۹ ۔ ۷۵۰ ۔ ۷۵۱ ۔ ۷۵۲ ۔ ۷۵۳ ۔ ۷۵۴ ۔ ۷۵۵ ۔ ۷۵۶ ۔ ۷۵۷ ۔ ۷۵۸ ۔ ۷۵۹ ۔ ۷۶۰ ۔ ۷۶۱ ۔ ۷۶۲ ۔ ۷۶۳ ۔ ۷۶۴ ۔ ۷۶۵ ۔ ۷۶۶ ۔ ۷۶۷ ۔ ۷۶۸ ۔ ۷۶۹ ۔ ۷۷۰ ۔ ۷۷۱ ۔ ۷۷۲ ۔ ۷۷۳ ۔ ۷۷۴ ۔ ۷۷۵ ۔ ۷۷۶ ۔ ۷۷۷ ۔ ۷۷۸ ۔ ۷۷۹ ۔ ۷۸۰ ۔ ۷۸۱ ۔ ۷۸۲ ۔ ۷۸۳ ۔ ۷۸۴ ۔ ۷۸۵ ۔ ۷۸۶ ۔ ۷۸۷ ۔ ۷۸۸ ۔ ۷۸۹ ۔ ۷۹۰ ۔ ۷۹۱ ۔ ۷۹۲ ۔ ۷۹۳ ۔ ۷۹۴ ۔ ۷۹۵ ۔ ۷۹۶ ۔ ۷۹۷ ۔ ۷۹۸ ۔ ۷۹۹ ۔ ۸۰۰ ۔ ۸۰۱ ۔ ۸۰۲ ۔ ۸۰۳ ۔ ۸۰۴ ۔ ۸۰۵ ۔ ۸۰۶ ۔ ۸۰۷ ۔ ۸۰۸ ۔ ۸۰۹ ۔ ۸۱۰ ۔ ۸۱۱ ۔ ۸۱۲ ۔ ۸۱۳ ۔ ۸۱۴ ۔ ۸۱۵ ۔ ۸۱۶ ۔ ۸۱۷ ۔ ۸۱۸ ۔ ۸۱۹ ۔ ۸۲۰ ۔ ۸۲۱ ۔ ۸۲۲ ۔ ۸۲۳ ۔ ۸۲۴ ۔ ۸۲۵ ۔ ۸۲۶ ۔ ۸۲۷ ۔ ۸۲۸ ۔ ۸۲۹ ۔ ۸۳۰ ۔ ۸۳۱ ۔ ۸۳۲ ۔ ۸۳۳ ۔ ۸۳۴ ۔ ۸۳۵ ۔ ۸۳۶ ۔ ۸۳۷ ۔ ۸۳۸ ۔ ۸۳۹ ۔ ۸۴۰ ۔ ۸۴۱ ۔ ۸۴۲ ۔ ۸۴۳ ۔ ۸۴۴ ۔ ۸۴۵ ۔ ۸۴۶ ۔ ۸۴۷ ۔ ۸۴۸ ۔ ۸۴۹ ۔ ۸۵۰ ۔ ۸۵۱ ۔ ۸۵۲ ۔ ۸۵۳ ۔ ۸۵۴ ۔ ۸۵۵ ۔ ۸۵۶ ۔ ۸۵۷ ۔ ۸۵۸ ۔ ۸۵۹ ۔ ۸۶۰ ۔ ۸۶۱ ۔ ۸۶۲ ۔ ۸۶۳ ۔ ۸۶۴ ۔ ۸۶۵ ۔ ۸۶۶ ۔ ۸۶۷ ۔ ۸۶۸ ۔ ۸۶۹ ۔ ۸۷۰ ۔ ۸۷۱ ۔ ۸۷۲ ۔ ۸۷۳ ۔ ۸۷۴ ۔ ۸۷۵ ۔ ۸۷۶ ۔ ۸۷۷ ۔ ۸۷۸ ۔ ۸۷۹ ۔ ۸۸۰ ۔ ۸۸۱ ۔ ۸۸۲ ۔ ۸۸۳ ۔ ۸۸۴ ۔ ۸۸۵ ۔ ۸۸۶ ۔ ۸۸۷ ۔ ۸۸۸ ۔ ۸۸۹ ۔ ۸۹۰ ۔ ۸۹۱ ۔ ۸۹۲ ۔ ۸۹۳ ۔ ۸۹۴ ۔ ۸۹۵ ۔ ۸۹۶ ۔ ۸۹۷ ۔ ۸۹۸ ۔ ۸۹۹ ۔ ۹۰۰ ۔ ۹۰۱ ۔ ۹۰۲ ۔ ۹۰۳ ۔ ۹۰۴ ۔ ۹۰۵ ۔ ۹۰۶ ۔ ۹۰۷ ۔ ۹۰۸ ۔ ۹۰۹ ۔ ۹۱۰ ۔ ۹۱۱ ۔ ۹۱۲ ۔ ۹۱۳ ۔ ۹۱۴ ۔ ۹۱۵ ۔ ۹۱۶ ۔ ۹۱۷ ۔ ۹۱۸ ۔ ۹۱۹ ۔ ۹۲۰ ۔ ۹۲۱ ۔ ۹۲۲ ۔ ۹۲۳ ۔ ۹۲۴ ۔ ۹۲۵ ۔ ۹۲۶ ۔ ۹۲۷ ۔ ۹۲۸ ۔ ۹۲۹ ۔ ۹۳۰ ۔ ۹۳۱ ۔ ۹۳۲ ۔ ۹۳۳ ۔ ۹۳۴ ۔ ۹۳۵ ۔ ۹۳۶ ۔ ۹۳۷ ۔ ۹۳۸ ۔ ۹۳۹ ۔ ۹۴۰ ۔ ۹۴۱ ۔ ۹۴۲ ۔ ۹۴۳ ۔ ۹۴۴ ۔ ۹۴۵ ۔ ۹۴۶ ۔ ۹۴۷ ۔ ۹۴۸ ۔ ۹۴۹ ۔ ۹۵۰ ۔ ۹۵۱ ۔ ۹۵۲ ۔ ۹۵۳ ۔ ۹۵۴ ۔ ۹۵۵ ۔ ۹۵۶ ۔ ۹۵۷ ۔ ۹۵۸ ۔ ۹۵۹ ۔ ۹۶۰ ۔ ۹۶۱ ۔ ۹۶۲ ۔ ۹۶۳ ۔ ۹۶۴ ۔ ۹۶۵ ۔ ۹۶۶ ۔ ۹۶۷ ۔ ۹۶۸ ۔ ۹۶۹ ۔ ۹۷۰ ۔ ۹۷۱ ۔ ۹۷۲ ۔ ۹۷۳ ۔ ۹۷۴ ۔ ۹۷۵ ۔ ۹۷۶ ۔ ۹۷۷ ۔ ۹۷۸ ۔ ۹۷۹ ۔ ۹۸۰ ۔ ۹۸۱ ۔ ۹۸۲ ۔ ۹۸۳ ۔ ۹۸۴ ۔ ۹۸۵ ۔ ۹۸۶ ۔ ۹۸۷ ۔ ۹۸۸ ۔ ۹۸۹ ۔ ۹۹۰ ۔ ۹۹۱ ۔ ۹۹۲ ۔ ۹۹۳ ۔ ۹۹۴ ۔ ۹۹۵ ۔ ۹۹۶ ۔ ۹۹۷ ۔ ۹۹۸ ۔ ۹۹۹ ۔ ۱۰۰۰

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ۔ ۱۰ ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ

Marfat.com

فہرس

تفہیم البخاری۔ حصّہ نہم (۹)

مضمون	صفحہ
جو بیسواں پارہ	
باب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کا دم پڑھنا	۳
باب: جھاڑ پھونک کے وقت تھوکنا	۷
باب: دم کرنے والے کا دائیں ہاتھ سے تکلیف کی جگہ پر دم کرنا۔	۱۱
باب: عورت مرد کو دم کرے	۱۲
باب: جو دم نہ کرے	۱۲
باب: بدفال پکڑنا	۱۴
باب: الفأل	۱۶
باب: کہانت	۱۷
باب: سحر	۲۱
باب: شرک اور جادو مہلک ہیں	۲۴
باب: کیا جادو نکالا جائے	۲۴
باب السحر	۲۷

مضمون	صفحہ
باب: بعض بیان جادو ہوتے ہیں	۲۹
باب: عجوہ کھجور کے ساتھ جادو کا علاج	۳۰
باب: ہامہ کوئی شئی نہیں	۳۲
باب: عدوی کی کوئی شئی نہیں	۳۴
باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیئے جانے میں مذکور ہے	۳۵
باب: زہر پینا اور اس کا علاج کرنا اور جس چیز سے خوف ہو اسے دور کرنا اور نبیذ، دوا۔	۳۸
باب: گدھیوں کے دودھ	۳۹
باب: جب برتن میں مکھی گر جائے	۴۱
کتاب اللباس	۴۳
باب: جس نے تہبند غرور سے نہ گھسیٹا	۴۴

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : کپڑا سمیٹنا	۴۶
باب : جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔	۴۷
باب : جس نے عزہ سے کپڑا گھسیٹا	۴۷
باب : حاشیہ دار تہبند	۵۱
باب : چادریں	۵۲
باب : قمیص پہننا	۵۳
باب : قمیص وغیرہ کی جیب سینے کے قریب ہونا	۵۶
باب : جس نے سفر میں تنگ آستینوں والا جبہ پہنا۔	۵۸
باب : غزوہ میں صوف کا جبہ پہننا۔	۵۹
باب : قبا اور ریشمی فروج	۶۰
باب : ٹوپیاں	۶۲
باب : پائجامہ	۶۳
باب : عمامے	۶۴
باب : منہ اور سر کو ڈھانپنا	۶۶
باب : خود پہننا	۶۹
باب : دھاری دار، حاشیہ دار اور بڑی چادریں	۷۰
باب : چادریں اور کمبل	۷۴
باب : نمازی کا اپنے پر چادر لپیٹنا	۷۶
باب : ایک کپڑے میں گھٹنے مار کر بیٹھنا	۷۸
باب : کالے رنگ کا کمبل	۷۹
باب : سبز کپڑے	۸۱
باب : سفید کپڑے	۸۲

مضمون	صفحہ
باب : ریشم پہننا اور مردوں کے لئے اس کو بچھانا اور جس قدر وہ جائز ہے	۸۶
باب : جس نے ریشم کو پہننے کے بغیر مس کیا	۹۲
باب : ریشم بچھانا	۹۲
باب : قسی پہننا	۹۴
باب : خارش کے باعث مردوں کے لئے ریشمی لباس پہننا	۹۵
باب : عورتوں کے لئے ریشمی لباس	۹۶
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر لباس اور بچھونے میں آسانی کرتے تھے۔	۹۸
باب : جو کوئی نیا لباس پہنے اس کے لئے دعاء کی جائے	۱۰۳
باب : مردوں کا زعفرانی رنگ کرنا	۱۰۵
باب : زعفران سے رنگا ہوا کپڑا	۱۰۶
باب : سرخ کپڑا	۱۰۶
باب : ریشمی سرخ چادر	۱۰۷
باب : دباغت شدہ اور غیر دباغت شدہ چمڑے۔	۱۰۸
باب : پہلے دائیں پاؤں کا جوتا پہننے	۱۱۱
باب : پہلے بائیں پاؤں کا جوتا اتارے	۱۱۲
باب : ایک جوتی میں نہ چلیں	۱۱۲
باب : ایک جوتی کے دو تسمے ہونا اور جس نے ایک تسمہ بھی جائز کہا	۱۱۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : چمڑے کا سرخ قبہ	۱۱۴
باب : چٹائی پر بیٹھنا	۱۱۵
باب : سرخے کے بنے لگے ہوئے کپڑے پہننے	۱۱۶
باب : سونے کی انگوٹھیاں پہننا	۱۱۷
باب : چاندی کی انگوٹھی	۱۲۰
باب : انگوٹھی کا نگینہ	۱۲۲
باب : لوہے کی انگوٹھی	۱۲۳
باب : انگوٹھی کا نقش	۱۲۵
باب : چھنگلیا میں انگوٹھی پہننا	۱۲۷
باب : انگوٹھی بنوانا تاکہ اُس کے ساتھ کسی شئی پر یا اہل کتاب وغیرہ کی طرف خط لکھنے کے وقت مہر لگائی جائے	۱۲۷
باب : جس نے انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کیا	۱۲۹
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کوئی آدمی اپنی انگوٹھی پر نقش کندہ نہ کرائے	۱۳۱
باب : کیا انگوٹھی کا نقش تین سطروں میں کندہ کرانا چاہئے	۱۳۱
باب : عورتوں کے لئے انگوٹھی	۱۳۳
باب : عورتوں کے لئے خوشبو کے ہار	۱۳۴
باب : ہار مستعار لینا	۱۳۴
باب : عورتوں کی بالیاں	۱۳۵
باب : بچوں کے ہار	۱۳۶
باب : عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردادر مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتیں	۱۳۷
باب : عورتوں سے مشابہت کرنے والوں کو گھر سے نکال دینا	۱۳۸
باب : مونچھیں کتروانا	۱۴۰
باب : ناخن کٹوانا	۱۴۲
باب : داڑھی بڑھانا	۱۴۴
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے کے متعلق روایات	۱۴۵
باب : خضاب لگانا	۱۴۸
باب : گنگھریالے بال	۱۵۰
باب : تلبیہ کا بیان	۱۵۶
باب : مانگ نکالنا	۱۵۸

مضمون	صفحہ
باب : گیسو	۱۵۹
باب : عمدہ عورتوں کا اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے شوہر کو خوشبو لگانا	۱۶۳
باب : داڑھی کو خوشبو لگانا	۱۶۴
باب : کنگھی کرنا	۱۶۵
باب : حائضہ عورت کا اپنے شوہر کے سر پر کنگھی کرنا	۱۶۵
باب : کنگھی اور داہنی طرف سے شروع کرنا	۱۶۶
باب : جو کچھ کستوری کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے	۱۶۷
باب : جس خوشبو کا استعمال مستحب ہے	۱۶۸
باب : جس نے خوشبو کو رد نہ کیا	۱۶۸
باب : ذوبیرہ	۱۶۹
باب : خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کشادہ کرنے والی عورتیں	۱۷۰
باب : بالوں کو جوڑنا	۱۷۵
باب : چہروں سے بال صاف کرنے والی عورتیں	۱۷۵
باب : بال جڑوانے والی عورت	۱۷۶
باب : گودنا لگانے والی عورت	۱۷۸
باب : سر میں یا ایل بھروانے والی عورت	۱۷۹
باب : تصاویر	۱۸۲
باب : قیامت میں تصاویر بنانے والوں کو عذاب	۱۸۳
باب : تصویر توڑ دینا	۱۸۴
باب : تصویریں جو پاؤں میں روندی جائیں۔	۱۸۶
باب : جس نے صورتوں پر بیٹھنا پسند نہ کیا۔	۱۸۷
باب : صورتوں والے کپڑوں میں نماز کی کراہت۔	۱۹۰
باب : جس گھر میں صورت ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے	۱۹۱
باب : جو کوئی اس گھر میں داخل نہ ہوا	۱۹۲

Marfat.com

مضمون	صفحہ
جس میں تصویر ہے۔	۱۹۲
باب: جس نے مصوّر پر لعنت کی	۱۹۳
باب: کسی کو سواری پر پیچھے بٹھانا	۱۹۴
باب: ایک سواری پر تین آدمیوں کا بیٹھنا	۱۹۵
باب: سواری کے مالک کا کسی کو اپنے آگے بٹھانا۔	۱۹۶
فضل و تمم بن عباس رضی اللہ عنہما	۱۹۷
باب: آدمی کا سواری پر کسی کو پیچھے بٹھانا	۱۹۸
باب: سواری پر عورت کا مرد کے پیچھے بیٹھنا	۱۹۹
بسم اللہ الرحمن الرحیم	
کِتَابُ الْاَدَب	۲۰۱
باب: چت لیٹنا اور ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھنا۔	۲۰۱
باب: نیکی اور صلۂ رحم	۲۰۲
باب: لوگوں میں کون سب سے زیادہ حُسنِ موافقت کا مستحق ہے۔	۲۰۳
باب: ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد نہ کرے	۲۰۵
باب: کوئی بھی اپنے والدین کو گالی گلوچ نہ کرے	۲۰۶
باب: جہاں باپ سے نیکی کرے اس کی دعا کا قبول ہونا۔	۲۰۷
باب: والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے	۲۱۱
باب: والد مشرک سے صلۂ رحمی	۲۱۵
باب: عورت کا اپنی ماں سے احسان کرنا	

مضمون	صفحہ
حالانکہ اس عورت کا شوہر ہے	۲۱۶
باب: مشرک بھائی سے صلۂ رحمی کرنا	۲۱۷
باب: صلۂ رحمی کی فضیلت	۲۱۹
باب: قطع رحمی (رشتہ توڑنے کا گناہ)	۲۲۱
باب: جس کی صلہ رحمی کے سبب رزق میں فراخی ہوئی	۲۲۳
باب: جو کوئی صلہ رحمی کرتا ہے اللہ اس سے ملتا ہے۔	۲۲۴
باب: رحم کو اس کی تری سے تر کیا جائے	۲۲۷
باب: بدلہ چکانے والا واصل نہیں	۲۲۸
باب: جس نے شرک کی حالت میں صلہ رحمی کی پھر مسلمان ہو گیا	۲۲۹
باب: دوسرے کے بچے کو چھوڑے رکھنا حتیٰ کہ وہ اس کے ساتھ کھیلتا رہے یا اس کو بوسہ دیا یا اس سے ہنسی کی	۲۳۰
باب: بچے سے شفقت کرنا اس کو بوسہ دینا اور اس سے معانقہ کرنا	۲۳۱
باب: اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کئے ہیں۔	۲۳۷
باب: بچوں کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ اس کے ساتھ کھائیں گے	۲۳۸
باب: بچے کو گود میں کرنا	۲۳۹
باب: بچے کو ران پر بٹھانا	۲۴۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : عہد کی حفاظت ایمان کا حصہ ہے	۲۴۱
باب : یتیم کی پرورش کرنے کی فضیلت	۲۴۲
باب : بیوہ عورتوں کے لئے کمائی کرنے والا	۲۴۲
باب : مسکین کے لیے ساعی کرنا	۲۴۵
باب : لوگوں اور چارپایوں پر رحم کرنا	۲۴۶
باب : ہمسائے کے حق میں وصیت کرنا	۲۴۹
باب : اس شخص کو گناہ جس کا ہمسایہ اس کی اذیتوں سے محفوظ نہیں۔	۲۵۱
باب : کوئی عورت اپنے ہمسایہ کو حقیر نہ جانے۔	۲۵۲
باب : جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو اذیت نہ پہنچائے۔	۲۵۳
باب : حق ہمسایہ دروازوں کے قریب ہونے میں ہے۔	۲۵۶
باب : ہر اچھی بات صدقہ ہے۔	۲۵۶
باب : اچھا کلام کرنا۔	۲۵۷
باب : ہر شئی میں نرمی کرنا	۲۵۸
باب : مومنوں کا ایک دوسرے سے تعاون کرنا	۲۶۰
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
پچیسواں پارہ	
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدگوئی کرنے والے نہیں تھے اور نہ بیہودہ باتیں کرتے تھے	۲۶۴
باب : حسن خلق و سخاوت اور جو بخل مکروہ ہے۔	۲۶۸
باب : آدمی اپنے گھر والوں میں کیسے رہے۔	۲۷۴
باب : محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہے۔	۲۷۵
باب : محبت اللہ کے لئے	۲۷۷
باب : گالی گلوچ اور لعنت سے منع کیا گیا ہے۔	۲۸۰
باب : لوگوں میں جو ذکر کرنا جائز ہے جیسے لانبا اور ٹھگنا کہنا	۲۸۶
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! انصار کے گھروں میں سب سے بہتر گھر۔	۲۸۹
باب : فسادی اور اہل شک میں جو غیبت جائز ہے۔	۲۹۰
باب : چغلی کبیرہ گناہ ہے۔	۲۹۱
باب : جو غیبت مکروہ ہے	۲۹۲
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد جھوٹ بولنے سے بچو۔	۲۹۴
باب : جو دوزخ کے حق میں کہا گیا ہے۔	۲۹۴
باب : جس نے اپنے ساتھی کو اس شئی	۲۹۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
کی خبر دی جو اس میں کہی جاتی ہے۔	۲۹۵
باب : جو مدح اچھی نہیں۔	۲۹۶
باب : جس نے اپنے بھائی کی ایسی چیز سے مدح کی جس کو وہ جانتا ہے۔	۲۹۹
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اللہ عدل، احسان اقارب کو دینے کا حکم کرتا ہے	۳۰۱
باب : ایک دوسرے پر حسد کرنا	۳۰۵
باب : جو گمان جائز ہے	۳۰۸
باب : مومن کا اپنے عیب پر پردہ ڈالنا۔	۳۰۹
باب : تکبر	۳۱۱
باب : ہجرت (ناراضگی)	۳۱۲
باب : جو کوئی اللہ کی نافرمانی کرے اس سے ہجرت جائز ہے۔	۳۱۸
باب : کیا اپنے ساتھی کی ہر روز صبح و شام زیارت کرے۔	۳۱۹
باب : زیارت کا باب، جس نے کسی قوم کی زیارت کی۔	۳۲۱
باب : جس نے وفد کی آمد پر زیبائش کی	۳۲۲
باب : بھائی چارہ کرنا اور قسم کھانا	۳۲۳
باب : مسکرانا اور ہنسنا	۳۲۶
باب : اچھی سیرت	۳۴۰
باب : اذیت پر صبر کرنا	۳۴۱
باب : جو شخص عتاب کے سبب لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہو	۳۴۳

مضمون	صفحہ
باب : جس نے تاویل کے بغیر اپنے مسلمان بھائی کو کفر کی طرف منسوب کیا تو وہ ایسا ہی ہے جو اس نے کہا	۳۴۵
باب : جس نے مومن کو تاویل سے کافر کہا یا وہ ناواقف تھا	۳۴۸
باب : اللہ کے لئے غصہ اور سختی کرنا جائز ہے۔	۳۵۲
باب : غصہ سے بچنا	۳۵۷
باب : حیاء کی فضیلت	۳۶۱
باب : دین میں علم حاصل کرنے کے لئے حق بات سے شرم و حیا نہ کی جائے	۳۶۴
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آسانی کرو تنگی نہ کرو	۳۶۷
باب : لوگوں کے ساتھ خوش طبعی کرنا	۳۷۲
باب : لوگوں سے درگزر کرنا	۳۷۵
باب : مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا	۳۷۷
باب : مہمان کا حق	۳۷۸
باب : مہمان کی عزت کرنا اور بذات خود اس کی خدمت کرنا۔	۳۸۱
باب : کھانا تیار کرنا اور مہمان کے لئے تکلف کرنا	۳۸۵
باب : مہمان کے پاس غصہ کرنا اور گھبرانا مکروہ ہے۔	۳۸۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : مہمان کا صاحب خانہ سے کہنا جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں نہیں کھاؤں گا	۳۸۹
باب : بڑے کی عزت کرنا اور بات اور سوال کرنے میں بڑا ابتدا کرے	۳۹۱
باب : جو شعر، رجز اور حداء جائز ہیں	۳۶۵
باب : مشرکوں کی ہجو کرنا	۴۰۴
باب : کسی انسان پر شعروں کا غلبہ ہو جانا	۴۰۷
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : تربت یمینک وعقریٰ ۔ حلقی	۴۰۸
باب : لفظ زَعَمُوا میں جو روایت وارد ہے	۴۱۱
باب : کسی آدمی کو وَیْلَکَ کہنے میں روایات	۴۱۲
باب : اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت	۴۲۱
باب : کسی کا کسی کو کہنا دُور ہو جا	۴۲۵
باب : مرد کا کسی کو مرحبا کہنا (خوش آمدید)	۴۳۰
باب : قیامت میں لوگوں کو اُن کے باپوں کے نام سے بُلایا جائے گا ۔	۴۳۱
باب : کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا ۔	۴۳۳
باب : زمانہ کو گالی نہ دو	۴۳۴
باب : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : کرم مومن کا دل ہے ۔	۴۳۶
باب : کسی آدمی کو یہ کہنا تجھ پر میرا باپ اور ماں قربان ہوں	۴۳۸
باب : کسی آدمی کا کسی کو کہنا اللہ تعالیٰ مجھے	۴۴۰

مضمون	صفحہ
تجھ پر فدا کرے ۔	
باب : اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت اچھے نام	۴۴۲
باب : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! میرے نام پر نام رکھ لو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھو!	۴۴۳
باب : حزن نام رکھنا	۴۴۵
باب : ایک نام دوسرے نام سے تبدیل کرنا	۴۴۵
باب : جس نے نبیوں کے نام پر نام رکھا	۴۴۸
باب : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کی کیفیت	۴۵۱
باب : امام غزالی رحمہ اللہ ایک شبہ کا ازالہ	۴۵۲
باب : ولید کا نام رکھنا	۴۵۳
باب : جس نے اپنے ساتھی کو بلایا اور اس کے نام سے کوئی حرف کم کر دیا	۴۵۵
باب : ابو تراب کنیت رکھنا	۴۵۸
باب : جو نام اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں	۴۵۹
باب : مشرک کی کنیت	۴۶۱
باب : اشارہ سے بات کرنا جھوٹ سے دُور کرتی ہے	۴۶۶
باب : کسی آدمی کا کسی شئ کو کہنا کہ وہ کوئی شئ نہیں ۔ اس کی نیت یہ ہے کہ حق نہیں	۴۶۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : آسمان کی طرف نظر اُٹھانا	۴۷۱
باب : جس نے پانی اور مٹی میں لکڑی سے نکتے لگائے۔	۴۷۴
باب : آدمی اپنے ہاتھ سے زمین میں کوئی شئی کریدے	۴۷۵
باب : تعجب کے وقت تکبیر و تسبیح کہنا	۴۷۷
باب : کنکری پھینکنے سے منع کرنا	۴۸۰
باب : چھینکنے والے کا حمد کہنا	۴۸۱
باب : چھینکنے والے کو جواب دینا جب وہ حمد کہے	۴۸۱
باب : جو چھینک مستحب ہے اور جو جمائی مکروہ ہے۔	۴۸۲
باب : جب چھینکنے والا اللہ کی حمد نہ کہے تو اس کو جواب نہ دیا جائے	۴۸۴
باب : جب جمائی آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے	۴۸۵
کتاب الاستیذان	۴۸۵
باب : سلام کا ابتداء	۴۸۶
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے ایمان والو اپنے گھر کے علاوہ لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو	۴۸۸
باب : سلام اللہ کے ناموں سے نام ہے	۴۹۲

مضمون	صفحہ
باب : جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے اچھا جواب دو یا اس جیسا لوٹا دو	۴۹۳
باب : تھوڑوں کا بہتوں کو سلام کہنا	۴۹۶
باب : سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے	۴۹۷
باب : پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے	۴۹۷
باب : چھوٹا بڑے کو سلام کرے	۴۹۸
باب : سلام کا اظہار کرنا	۴۹۹
باب : مسلمانوں کو سلام کہنا ان کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو	۵۰۱
باب : پردہ کی آیت	۵۰۲
باب : اجازت حاصل کرنا بصر کی وجہ سے	۵۰۶
باب : شرمگاہ کے سوا اعضاء کا گناہ	۵۰۸
باب : سلام کرنا اور اندر آنے کی اجازت طلب کرنا	۵۱۰
باب : جب آدمی کو بلایا جائے وہ آئے تو اجازت طلب کرے۔	۵۱۲
باب : بچوں کو سلام کرنا	۵۱۴
باب : مردوں کا عورتوں کو اور عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا	۵۱۵
باب : جب کہا یہ کون ہے اُس نے کہا میں ہوں۔	۵۱۶
باب : جس نے سلام کا جواب دیا اور کہا علیک السلام	۵۱۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : جب کہے فلاں شخص تجھے سلام کرتا ہے۔	۵۲۴
باب : اس مجلس میں سلام کہنا جہاں مسلمان اور مشرک ملے جلے بیٹھے ہوں	۵۲۰
باب : جس نے گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو سلام نہ کہا	۵۲۲
باب : اہل ذمہ کو سلام کا جواب کیسے دیا جائے	۵۲۴
باب : جس نے اس شخص کے خط میں نظر کی جس کا مسلمانوں کو خوف ہوتا کہ اس کی وضاحت ہو جائے۔	۵۲۶
باب : اہل کتاب کی طرف خط کیسے لکھا جائے	۵۲۹
باب : خط میں ابتداء کس سے کی جائے	۵۳۰
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! اپنے سید کے لئے کھڑے ہو جاؤ	۵۳۱
باب : مصافحہ	۵۳۴
باب : دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا	۵۳۶
چھبیسواں پارہ	
باب : بغلگیری کرنا	۵۳۸
باب : جس نے لبیک اور سعدیک کے ساتھ جواب دیا	۵۴۱
باب : کوئی آدمی کسی کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اٹھائے پھر اس میں بیٹھ جائے	۵۴۵
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب تمہیں کہا جائے بیٹھنے کی جگہ کشادہ کرو اللہ تمہارے لئے فراخی کرے گا۔	۵۴۳
باب : جو شخص اپنی نشست سے یا اپنے گھر سے اٹھ کر چلا جائے اور اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل نہ کرے۔	۵۴۶
باب : ہاتھ کے ساتھ گھٹنا مارنا وہ قرفصاء ہے	۵۴۸
باب : جو اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھے	۵۴۹
باب : کسی حاجت یا مقصد کے لئے تیز چلنا	۵۵۱
باب : تخت پر نماز پڑھنا	۵۵۲
باب : جس کے لئے تکیہ لگایا گیا	۵۵۳
باب : جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا	۵۵۱
باب : مسجد میں قیلولہ کرنا	۵۵۶
باب : جس نے کسی قوم سے ملاقات کی اور ان کے پاس قیلولہ کیا	۵۵۸
باب : جیسے میسر ہو بیٹھنا	۵۶۱
باب : جو لوگوں کے سامنے سرگوشی کرے	۵۶۲
باب : چت لیٹنا	۵۶۵
باب : دو آدمی تیسرے کے سوا خفیہ بات نہ کریں	۵۶۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : راز کی حفاظت کرنا	۵۶۷
باب : اگر تین سے زیادہ ہوں تو خفیہ بات کرنے اور سرگوشی میں حرج نہیں۔	۵۶۷
باب : دیر تک سرگوشی	۵۶۹
باب : سوتے وقت آگ گھر میں نہ چھوڑی جائے	۵۶۹
باب : رات کو دروازے بند کرنا	۵۷۱
باب : بڑے ہونے کے بعد ختنہ کرنا اور بغلوں کے بال اکھیڑنا	۵۷۲
باب : جب لہو و لعب اللہ کی طاعت سے نہ ہو تو ایسی حرام ہے	۵۷۵
باب : عمارت بنانے میں روایات	۵۷۷
کتاب الدعوات	
دعائیں	۵۷۹
باب : ہر پیغمبر کی دعا ہے جو قبول ہوتی رہی	۵۸۰
باب : بہترین استغفار	۵۸۲
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شب و روز میں استغفار کرنا	۵۸۵
باب : توبہ	۵۸۶
باب : دائیں کروٹ پر لیٹنا	۵۹۰
باب : جب پاک ہو کر سویا	۵۹۰
باب : جب سونے لگے تو کیا کہے	۵۹۲
باب : سوتے وقت دایاں ہاتھ دائیں	

مضمون	صفحہ
رخسارے کے نیچے رکھنا	۵۹۴
باب : دائیں کروٹ پر سونا	۵۹۵
باب : جس وقت رات کو جاگے تو دعا کرنا	۵۹۷
باب : سوتے وقت تکبیر و تسبیح کرنا	۶۰۰
باب : سوتے وقت اعوذ باللہ اور قرآن پڑھنا۔	۶۰۱
باب : آدھی رات کو دعا کرنا	۶۰۳
باب : بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت دعا کرنا	۶۰۴
باب : صبح کے وقت کیا پڑھے	۶۰۵
باب : نماز میں دعا کرنا	۶۰۷
باب : نماز کے بعد دعا کرنا	۶۰۹
باب : دعا میں سجع مکروہ ہے	۶۱۸
باب : یقین سے سوال کرے کیونکہ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔	۶۲۰
باب : انسان کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے۔	۶۲۱
باب : دعا کے آداب	۶۲۲
باب : دعا میں ہاتھ اٹھانا	۶۲۲
باب : خالد بن ولید کا واقعہ	۶۲۳
باب : غیر قبلہ کو منہ کر کے دعا کرنا	۶۲۴
باب : قبلہ رُو دعا کرنا	۶۲۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خادم کے لئے درازی عمر اور کثرت مال کی دعاء فرمانا	۶۲۶
باب : لفظ ربّ کے معانی	۶۲۸
باب : سخت مصیبت سے پناہ چاہنا	۶۲۹
باب : سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعاء فرمانا اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ	۶۳۱
باب : اپنی موت وحیات کی دعاء کرنا	۶۳۲
باب : بچوں کے لئے برکت کی دعاء کرنا اور اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرنا	۶۳۴
باب : سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا	۶۳۷
باب : کیا غیرِ نبی پر درود شریف پڑھا جائے۔	۶۳۹
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! جس کو میں نے اذیت پہنچائی اس کو طہارت اور اس پر رحمت کر دے	۶۴۰
باب : فتنوں سے پناہ مانگنا	۶۴۱
باب : لوگوں کے کمزوروں پر غلبہ سے پناہ مانگنا	۶۴۴
باب : عذابِ قبر سے پناہ مانگنا	۶۴۶
باب : زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگنا	۶۴۸
باب : گناہ اور قرض سے پناہ مانگنا	۶۴۸
باب : بزدلی اور سستی سے پناہ مانگنا	۶۵۰
باب : بخل سے پناہ مانگنا	۶۵۱
باب : رذیل عمر سے پناہ مانگنا	۶۵۲
باب : وباء اور تکلیف دُور کرنے کی دعاء کرنا	۶۵۲
باب : رذیل عمر سے اور فتنۂ دنیا اور عذابِ نار سے پناہ مانگنا	۶۵۵
باب : مالداری کے فتنہ سے پناہ چاہنا	۶۵۷
باب : فقر کے فتنہ سے پناہ چاہنا	۶۵۷
باب : برکت کے ساتھ کثرت مال کی دعاء کرنا	۶۵۸
باب : برکت کے ساتھ کثرت اولاد کی دعاء کرنا	۶۵۹
باب : استخارہ کے وقت دعاء کرنا	۶۶۰
باب : وضو کے وقت دعاء کرنا	۶۶۱
باب : جس وقت اونچی جگہ چڑھے تو دعاء کرنا	۶۶۲
باب : جب کسی گھاٹی میں اُترے تو دُعا کرنا	۶۶۳
باب : جس وقت سفر کا ارادہ کرے یا سفر سے واپس آئے تو دعاء کرنا	۶۶۳
باب : نکاح کرنے والے کے لئے دعا کرنا	۶۶۴
باب : جس وقت اپنی بیوی کے پاس جائے تو کیا کہے۔	۶۶۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ! اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں حسنہ دے۔	۶۶۷
باب : دنیا کے فتنوں سے پناہ مانگنا	۶۶۸
باب : بار بار دعا کرنا	۶۶۸
باب : مشرکوں پر بددعا کرنا	۶۷۱
باب : مشرکوں کے لئے دعا کرنا	۶۷۵
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اے اللہ میرے پہلے اور پچھلے گناہ بخش دے۔	۶۷۶
باب : جمعہ کے دن کی ساعت میں دعا کرنا	۶۷۸
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہودیوں کے بارے میں ہماری دعا قبول ہے ان کی دعا ہمارے بارے میں دعا قبول نہیں ہوتی۔	۶۷۹
باب : آمین کہنا	۶۸۰
باب : لا الہ الا اللہ کی فضیلت	۶۸۱
باب : تسبیح کی فضیلت	۶۸۴
باب : اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت	۶۸۵
باب : لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنے کے بیان	۶۸۹
باب : اللہ کے ایک نام کے سوا سو نام ہیں (۹۶)	۶۹۰
باب : وعظ ونصیحت میں وقفہ کرنا	۶۹۱

مضمون	صفحہ
کتاب الرقاق	۶۹۲
باب : صحت اور فرصت کے متعلق روایات	۶۹۳
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ! دنیا میں ایسے رہو گویا کہ مسافر ہو یا راہ گزر ہو	۶۹۷
باب : امید اور اس کا لمبا ہونا	۶۹۸
باب : جو شخص ساٹھ برس کا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول نہ کرے گا	۷۰۲
باب : وہ عمل جس میں اللہ کی رضاء کی جستجو ہو	۷۰۶
باب : دنیا کی زینت اور اس میں رغبت کرنے سے پرہیز کیا جائے	۷۰۷
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اے لوگو اللہ کا وعدہ حق ہے	۷۱۷
باب : نیک لوگوں کا فوت ہونا	۷۱۹
باب : مال کے فتنہ سے بچنا	۷۲۱
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ مال تر و تازہ میٹھا ہے	۷۲۶
باب : جس نے اپنے مال سے کچھ آگے بھیجا وہ اس کا حق ہے	۷۲۸
باب : زیادہ مال والے کم ثواب والے	۷۲۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
ہوتے ہیں۔	
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے لئے اُحد کی مثل سونا ہو۔	۷۳۲
باب : بے نیازی دل کی بے نیازی ہے	۷۳۶
باب : فقر کی فضیلت	۷۳۸
باب : مصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ	۷۴۰
باب : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیشت کیسی تھی	۷۴۲
باب : میانہ روی کرنا اور نیک عمل پر ہمیشگی کرنا۔	۷۵۲
باب : خوف کے ساتھ امید رکھنا مستحب ہے	۷۵۸
باب : اللہ تعالیٰ کے محرمات سے رکھنا	۷۶۰
باب : جو کوئی اللہ پر توکل کرے اسے اللہ کافی ہے	۷۶۲
باب : جھگڑا کرنا مکروہ ہے	۷۶۴
باب : زبان کی حفاظت کرنا	۷۶۵
باب : اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا	۷۷۰
باب : اللہ تعالیٰ کا خوف	۷۷۰
باب : گناہوں سے باز رہنا	۷۷۴
باب : دوزخ شہوات کے ساتھ ڈھانپی گئی ہے کی گئی ہے۔	۷۷۸

مضمون	صفحہ
باب : جنت تم میں سے کسی کی جوتی کے تسمہ سے قریب ہے دوزخ بھی اسی طرح ہے	۷۷۹
باب : انسان اس طرف دیکھے جو اس سے مرتبہ میں بلند ہو۔	۷۸۰
باب : جس نے نیکی یا بدی کا قصد کیا	۷۸۱
باب : حقیر گناہوں سے بچنا	۷۸۳
باب : اعمال کا مدار خاتمہ پر ہے خاتمہ سے ڈرنا	۷۸۴
باب : بُرے لوگوں کے میل جول سے گوشہ نشینی میں راحت ہے	۷۸۵
باب : امانت کا اُٹھ جانا	۷۸۶
باب : دِکھانا اور سُنانا	۷۹۱
باب : جس نے اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اپنے نفس سے جہاد کیا	۷۹۳
باب : تواضع	۷۹۴
باب : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد : میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں	۷۹۷
باب : جو کوئی اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات سے محبت کرتا ہے	۸۰۱
باب : موت کی نشانیاں	۸۰۷

Marfat.com

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے گیارہ جلدوں میں منظر عام پر ہے

تحریر وتالیف:

شیخ الحدیث، علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی

تفہیم البخاری پبلیکیشنز P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Mob:0300-9650272

Fax:+92-41-2643623

Marfat.com

(کمپیوٹرائزڈ)

تفسیر رضوی

قرآن مجید کی اُردو میں

جامع اور مدلّل تفسیر منظر عام پر آچکی ہے

جس میں

سورتوں کے اتساق آیات کے موارد اور نزول کے اسباب اور واقعات کی مکمل تفصیل ہے

تحریر و تالیف:

شیخ الحدیث، علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد

ناشر صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی

تفہیم البخاری پبلیکیشنز P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Mob:0300-9650272
Fax:+92-41-2643623

Marfat.com

تفہیم بخاری

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

جامعہ رضویہ فیصل آباد

حقوق طبع ناشر کے لئے محفوظ

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

اور جو کچھ تمہیں رسُول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸ پ سُورۂ حشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

حصّہ دہم

شیخ الحدیث علامہ غُلام رسُول رضوی فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی جامعہ سراجیہ رسُولیہ رضویہ فیصل آباد
اعظم آباد

marfat.com
Marfat.com

تفہیم البخاری

حصّہ دہم

بار اوّل : ایک ہزار

مطبع : عبدالحمید الجدّہ پرنٹرز $\frac{22}{S/9}$
احاطہ ترلوک چند اردو بازار لاہور

ناشر : صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی ٹیلیفون نمبر ۲۱۵۶۲۳
جامعہ سراجیہ رسُولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد

کتابت : حکیم محمود الحسن خان خوشنویس محلہ اسلام پورہ
منڈی فاروق آباد۔ ضلع شیخوپورہ

ھدیہ : 130/-

marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

❊ اَلْجُزْءُ السَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ

بَابُ نَفْخِ الصُّوْرِ

قَالَ مُجَاهِدٌ اَلصُّوْرُ كَهَيْئَةِ الْبُوْقِ زَجْرَةٌ صَيْحَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلنَّاقُوْرُ الصُّوْرُ اَلرَّاجِفَةُ النَّفْخَةُ الْاُوْلٰى وَالرَّادِفَةُ النَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستائیسواں پارہ

باب صور پھونکنا

مجاہد نے کہا صور بُوق جیسی شئی ہے۔ زجرہ بمعنی صیحہ ہے یعنی بُلند آواز ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آئت کریمہ "فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ" بمعنی صُوْر ہے یعنی جس وقت صور میں پھونکا جائے گا۔ الرَّاجِفَة"

marfat.com

Marfat.com

۶۱۳۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ

پہلی بار پھونکنا ہے اور الرَّادِفَۃ" دوسری بار پھونکنا ہے "

تفسیر : اس باب میں صور پھونکنے کا ذکر ہے جو اموات کو جمع کرنے کے وقت پھونکا جائے گا۔ مجاہد نے اس کی تفسیر بُوق سے کی ہے۔ فارسی زبان میں کرہ نالی کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شیشہ کی طرح سفید موتیوں سے صُوَر کو پیدا کیا اس میں تمام ارواح کی تعداد میں سوراخ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ تمام صور میں جمع ہیں۔ صاحب صور اسرافیل علیہ السلام ہیں جب اُن کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا اور وہ پھونکے گا تو ہر روح اپنے جسم میں داخل ہو جائے گی۔ ابوداؤد اور ترمذی میں ہے کہ ایک اعرابی نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "صور" کیا ہے۔ حضور نے فرمایا وہ "قرن" ہے جس میں پھونکا جائے گا "قرآن کریم میں ہے فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ "، یہ صرف ایک بلند آواز ہے اور فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ "، میں نُقِرَ بمعنی نُفِخَ ہے اور ناقور بمعنی صُوْر ہے یعنی جس وقت کرنائی میں پھونکا جائیگا قرآن کریم میں ہے "يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ "، میں راجفہ پہلا نفخہ ہے اور اس کے بعد "رَادِفہ" دُوسرا نفخہ ہے یعنی پہلے نفخہ سے زمین اور پہاڑ اور ہر شئی اضطراب میں آجائے گی اور تمام خلق مرجائے گی۔ اس کے بعد نفخہ ثانیہ ہوگا جس سے ہر شئی باذن الٰہی زندہ کر دی جائے گی۔ حدیث شریف میں ہے اِن دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کی مدت ہوگی۔ کرمانی نے کہا صحیح تر یہ ہے کہ دو نفخے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ "، اور صور میں پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان میں رہنے والے بیہوش ہو جائیں مگر وہ جسے اللہ چاہے بیہوش نہ ہوگا پھر اس میں دوسری بار پھونکا جائے گا تو تمام کھڑے دیکھیں گے بعض نے کہا تین نفخے ہیں ایک نفخۃ الفَزَع "، جس میں سب گھبرا جائیں گے اور ہر دودھ پلانے والی مدہوش ہو جائیگی دوسرا نفخۃ الصعق اور تیسرا نفخۃ البعث ہے جس میں سب زندہ ہو جائیں گے دراصل پہلے دو نفخے ایک ہی شئی ہیں کیونکہ فزع اور صعق شئی واحد ہے۔ پس ایک نفخہ سے خلق مرجائے گی اور دُوسرے سے زندہ ہو جائے گی۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب "

marfat.com

Marfat.com

رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ فَقَالَ الْیَھُوْدِیُّ وَالَّذِیْ اصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْعٰلَمِیْنَ قَالَ فَغَضِبَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذٰلِکَ فَلَطَمَ وَجْہَ الْیَھُوْدِیِّ فَذَھَبَ الْیَھُوْدِیُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ بِمَا کَانَ مِنْ اَمْرِہٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُخَیِّرُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی فَاِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَکُوْنُ فِیْ اَوَّلِ مَنْ یُفِیْقُ فَاِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَکَانَ فِیْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ اَوْ کَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَی اللّٰہُ

۶۱۳۰ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عوف اور عبدالرحمٰن اعرج دونوں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ ابوہریرہ نے کہا کہ دو آدمی ایک مسلمان ایک یہودی جھگڑ پڑے۔ مسلمان نے کہا اس ذات پاک کی قسم جس نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہانوں پر بزرگی دی ہے۔ یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ "علیہ السلام" کو سارے جہانوں پر بزرگی دی ہے۔ ابوہریرہ نے کہا اس وقت مسلمان غصہ سے بھر گیا اور یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا یہودی نے جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو یہ خبر سنائی اور جو اس کے اور مسلمان کے مابین واقعہ ہوا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے موسیٰ "علیہ السلام" پر فضیلت نہ دو ؛ کیونکہ قیامت میں تمام لوگ بیہوش ہو جائیں گے اور میں بیہوش ہونے والوں میں سے سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا ، تو اچانک میں موسیٰ "علیہ السلام" کو دیکھوں گا جو عرش کے کنارے کو پکڑے ہوں گے میں نہیں جانتا کہ موسیٰ انہی لوگوں میں سے ہیں جو بیہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا وہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بیہوشی سے مستثنیٰ کیا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

٦١٣٠ **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل ہیں تو آپ نے آپ کو فضیلت دینے سے کیوں منع فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ مجھے ایسی فضیلت نہ دو جس سے کسی نبی و رسول کی شان میں نقص لازم آئے یا اس کے بیان کرنے میں خصومت پیدا ہو جائے یا آپ نے یہ تواضع و انکساری کے طور پر فرمایا ہے۔ ابن بطال نے کہا مجھے موسیٰ پر عمل میں فضیلت نہ دو شائد وہ عمل میں مجھ سے بڑھ کر ہوں۔ ثواب اور فضیلت اللہ کریم کے فضل و احسان سے ہے عمل و مصائب میں مبتلا ہونے پر فضیلت موقوف نہیں ہو سکتا ہے ان کو اذیت مجھ سے زیادہ پہنچائی گئی ہو۔ الحاصل فضیلت درجات اور ثواب میں ہے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفعتِ درجات میں نصّ وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان رسُولوں کو ہم نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ان میں سے بعض (موسیٰ) سے ہم نے کلام کیا اور بعض (سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم) کے درجات بلند کئے" البتہ نفسِ نبوت (تبلیغ توحید و رسالت) میں ہمہ انبیاء علیہم السلام مساوی ہیں۔ لہٰذا نفس نبوّت میں فضیلت نہ دو۔

قولہ یُصْعَقُوْنَ "یعنی سب بیہوش ہو جائیں گے۔ شائد موسیٰ ان میں سے ہوں جو اس صعقہ سے مستثنیٰ ہیں لہٰذا اس فضیلت میں وہ ممتاز ہیں؛ لیکن اس جہت میں ممتاز ہونے سے وہ مطلقاً افضل نہیں ہیں کیونکہ جن دو امروں میں شک واقع ہو ان میں سے ایک امر میں افضلیّت کو علی الاطلاق افضلیت لازم نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ انہی لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بیہوشی سے مستثنیٰ کیا ہے" وہ کون لوگ ہیں جو بیہوش نہ ہوں گے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں انبیاء یا موسیٰ علیہم السلام یا شہداء یا تمام اموات داخل ہیں کیونکہ فرشتے ارواح ہیں ان میں ارواح نہیں وہ فوت نہ ہوں گے۔ یا جنت کے بچے، حوریں، جنّت کے خازن اور دوزخ میں رہنے والے سانپ اور بچھوے وغیرہ ان میں شامل ہیں۔ بیہقی نے کہا محققین نے ان اقوال میں سے اکثر کو ضعیف کہا ہے؛ کیونکہ اس مخلوق سے انکو استثناء کیا ہے جو زمین و آسمان میں رہنے والے ہیں اور یہ اُن میں سے نہیں ہیں؛ کیونکہ عرش تمام آسمانوں سے اُوپر ہے اس کے اُٹھانے والے زمین و آسمان کے رہنے والے نہیں اور جبرائیل اور میکائیل اُن ملائکہ میں سے ہیں جو عرش کے اردگرد صف باندھے ہوئے ہیں۔ نیز جنت تمام آسمانوں سے اوپر ہے اور جنت و دوزخ خود مستقل دو جہاں ہیں جو باقی رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ (حدیث ۲۲۱۵ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۶۱۳۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْعَقُ النَّاسُ حِيْنَ يَصْعَقُوْنَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ قَامَ فَاِذَا مُوْسٰى اٰخِذٌ بِالْعَرْشِ فَمَا اَدْرِیْ اَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ رَوَاهُ اَبُوْسَعِيْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ

رَوَاهُ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۳۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ

۶۱۳۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ بیہوش ہوں گے جس وقت وہ بیہوش ہوں گے میں پہلا شخص ہوں گا جو ہوش میں آئے گا میں جو بیہوش ہوئے اس کو ابوسعید خدری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۶۱۳۱ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے یہ بطور تواضع اور انکساری فرمایا تھا ورنہ احادیثِ شفاعت اور دیگر احادیث سے واضح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں۔ جزوی فضیلت سے یہ لازم نہیں آتا کہ تمام نبیوں پر فضیلت ثابت ہو جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افضل کبھی کسی ایک جہت سے مفضول ہو جاتا ہے اور یہ ہمہ وجوہ میں افضل ہونے کے منافی نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم

باب اللہ تعالیٰ قیامت میں زمین فنا کر دے گا

اس کی نافع نے عبداللہ بن عمر کے ذریعہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

marfat.com
Marfat.com

هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْبِضُ اللهُ الْاَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ

٦١٣٢ــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً يَتَكَفَّاُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَتَكَفَّاُ اَحَدُكُمْ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ زمین کو فناہ کر دے گا اور آسمان کو قدرت سے لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔

٦١٣٢ــ شرح : یہ حدیث متشابہات سے ہے۔ یَطْوِی السَّمَآءَ سے مراد آسمان کو فناہ کریگا بیمینہ ،، سے مراد بقدرتہ ہے "یَدٌ" کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے ؛ چنانچہ اس کے معنی قوت بھی ہے۔ قرآن کریم میں ہے : وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ،، ہمارے طاقتور بندے داؤد کو یاد کرو معنی ملک بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ ،، فرمادیں فضل اللہ کی ملک میں ہے نعمت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے : كَمْ يَدٌ لِيْ عِنْدَ فُلَانٍ ،، فلاں کے پاس میری بہت نعمتیں ہیں۔ صلہ رحمی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ،، یا جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ معاف کر دے۔ ہاتھ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا ،، اپنی ہاتھ میں گھاس لیں ،، ذلت میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ ،، حتیٰ کہ وہ ذلیل ہوکر جزیہ ادا کریں ،، وفاء اور ثواب میں بھی مستعمل ہے (عینی) قولہ انا الملک ،، اس وقت دنیا کا زمانہ ختم ہوجائے گا اس کے بعد حشر و نشر ہوگا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چاندی کی طرح سفید زمین پر مخلوق کو جمع کرنے کے بعد منادی آواز دے گا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ،، آج ملک کس کا ہے۔ اللہ کے بندے جواب دیں گے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ،، صرف ایک اللہ زبردست کا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَارَكَ
الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ أَلَا أُخْبِرُكَ بِنُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
قَالَ بَلٰى قَالَ تَكُونُ الْأَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ
نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِأُدْمِهِمْ قَالَ أُدْمُهُمْ بَالَامٌ وَنُونٌ قَالُوا
وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَنُونٌ يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُونَ أَلْفًا

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صور کی طویل حدیث میں ہے تمام زندہ لوگ نفخہ اولیٰ کے بعد مرجائیں گے اور اللہ تعالیٰ رہ جائے گا اور فرمائے گا أَنَا الْجَبَّارُ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ،، جب کوئی جواب نہ دے گا تو خود فرمائے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ،، اس کا جواب یہ ہے یہ واقعہ دو بار ہوگا۔ اس طرح دونوں میں اتفاق ہوسکتا ہے۔

٦١٣٢ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی۔ اس کو اللہ تعالیٰ جنتیوں کی مہمانی کے لئے اپنی قدرت کے ہاتھ سے الٹ پلٹ کرے گا جیسے تم میں سے کوئی سفر میں روٹی بناتا ہے۔ ایک یہودی آیا اور کہا ،، اے ابا القاسم رحمٰن آپ پر برکت نازل کرے (تم پر مہربانی کرے) کیا میں آپ کو قیامت میں جنتیوں کی مہمانی کی خبر نہ دوں ؟ فرمایا کیوں نہیں ،، ضرور خبر دو ،، اس نے کہا زمین ایک روٹی ہوگی جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،، وہی بیان کیا ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا پھر ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے پھر فرمایا کہ میں تمہیں جنتیوں کے سالن کی خبر نہ دوں ؟ فرمایا اُن کا سالن بالام اور نون ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یہ کیا ہے فرمایا : بیل اور مچھلی جن کے جگر کے ٹکڑے ستر ہزار (٧٠٠٠٠) آدمی کھائیں گے۔

٦١٣٢ شرح : یعنی دنیا کی زمین روٹی کی مانند ہوگی جس کو تنور میں تیار کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قدرت کاملہ کے ہاتھوں میں ایسا پھیرے گا جیسے آٹے کا پیڑا ہاتھوں میں پھیر کر روٹی بنائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین کو بہت بڑی روٹی کی طرح کرے گا جیسے

marfat.com

Marfat.com

٦١٢٤ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ قَالَ سَهْلٌ أَوْ غَيْرُهُ لَيْسَ فِيهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ

مسافر لوگ سفر میں روٹی پکاتے ہیں تاکہ مومن اپنے قدموں کے نیچے سے کھاتا رہے حتیٰ کہ حساب وکتاب سے فراغت ہوجائے یہ مہمانی اُن لوگوں کے لئے کی جائے گی جو جنّت کے مستحق ہوں گے اور جنّت میں داخل ہونے سے پہلے محشر میں کھائیں گے تاکہ اتنی لمبی مدّت میں انہیں بھوک کے باعث تکلیف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ قادرِ کریم ہے کہ اتنی بڑی زمین کو قدرت کے ہاتھوں روٹی بنانے کی طرح ادھر ادھر الٹ پلٹ کرے اور اس کو طعام بنادے۔ امام بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو مشکل احادیث میں سے شمار کرتے ہوئے اس کو مجاز پر محمول کیا ہے اُنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور صنع کا انکار نہیں کیا جاتا لیکن اس قدر عظیم ترین کو اس کی طبعت سے نکال کر اس کو کھانے والی شئی کر دینے پر عقل کی رسائی نہیں۔ اس کے باوجود آثار سے ثابت ہے کہ یہ زمین قیامت میں آگ ہوجائے گی اور دوزخ سے مل جائے گی، لہذا یہاں مجازی معنی لیا جاسکتا ہے کہ زمین روٹی کی مثل ہوگی جس کی یہ وصف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ طبری نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ زمین سفید روٹی ہوجائے گی جس کو مومن اپنے قدموں کے نیچے سے کھائے گا اور یہ تحت القدرت ہے محال نہیں اور جو زمین آگ ہوکر دوزخ سے مل جائے گی اس سے مراد سمندر کی زمین ہے، چنانچہ طبری نے کعب الاحبار کے طریق سے روایت کی کہ سمندر کی جگہ آگ ہوجائے گی۔ الحاصل اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے زمین کی طبیعت کو تبدیل کر دے گا اور اس میں طعام کی صلاحیت پیدا کر دے گا تاکہ محشر کے طویل زمانہ میں مومن اس کو قدموں کے نیچے سے کھائیں اور انہیں اتنی مدت بھوکا رہنے سے تکلیف نہ ہو۔

ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ

٦١٢٤ ـــ قیامت کے دن لوگوں کو صاف سفید زمین پر جمع کیا جائے گا جو سفید میدے کی روٹی کی طرح ہوگی۔ سہل یا اس کے غیر نے کہا اس میں کوئی نشان نہ ہوگا

٦١٢٤ ـــ شرح : عفراء کے معنی سفید جو قدرے سُرخی کی طرف مائل ہو۔ کقرصۃ نقی، میدے کی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَيْفَ الْحَشْرُ

۶۱۳۵ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى ثَلٰثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ وَرَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَثَلٰثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا

روٹی کی مانند۔" مَعْلَمٌ" بفتح المیم واللام وسکونِ العین بمعنی علامت"، یعنی قیامت کے دن لوگوں کو سفید زمین میں جمع کیا جائے گا جو میدے کی روٹی کی طرح سفید ہوگی۔ سہل اور ان کے غیر نے کہا زمین ہموار ہوگی جس میں رہنمائی کرنے والی کوئی علامت نہ ہوگی یعنی صاف مستوی ہوگی نہ تو اس میں گڑھے ہیں جن سے نگاہ دُور نہیں جاسکتی اور نہ اس میں اُونچے ٹیلے ہیں جو اپنے پیچھے والی اشیاء کو چھپاتے ہوں اور نہ کوئی اور نشان ہوگا اس سے واضح ہوتا ہے کہ دنیا کی زمین زائل اور معدوم ہوجائے گی اور محشر کے لئے نئی زمین ہوگی جہاں سب لوگ جمع ہوں گے۔"

باب حشر کیسے ہوگا؟

۶۱۳۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ تین طریقوں پر جمع ہوں گے ایک قسم رغبت کرنے والے اور ڈرنے والے ہوں گے۔ دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو ایک اونٹ پر دو ایک پر تین ایک پر چار اور ایک پر دس آدمی ہوں گے۔ ان کے علاوہ باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی وہ اُن کے ساتھ لیٹے گی جہاں وہ لیٹیں گے اور اُن کے ساتھ رات رہے گی جہاں وہ رات رہیں گے اور اُن کے ساتھ صبح کریگی جہاں وہ صبح کریں گے اور اُن کے ساتھ شام کرے گی جہاں وہ شام کریں گے (اُن سے آگ جُدا نہ ہوگی۔

۶۱۳۵ — شرح: یعنی لوگ تین فریق ہوں گے جو محشر میں جمع کئے جائیں گے یہ حشر قیامت

marfat.com

Marfat.com

۶۱۳۶ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ قَالَ اَلَيْسَ الَّذِيْ اَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلٰى وَعِزَّةِ رَبِّنَا

سے کچھ پہلے دُنیا کے آخر میں ہوگا، کیونکہ اس کے بعد کی حدیث میں مذکور ہے کہ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اِنَّكُمْ مُلَاقُوا اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً مُشَاةً غُرْلًا " ننگے پاؤں، برہنہ جسم پیدل چلتے ہُوئے بے ختنہ اللہ سے ملاقات کروگے "، یعنی جیسے وہ پہلی مرتبہ پیدا ہُوئے تھے اسی طور پر ان کو لوٹایا جائیگا اُن سے کوئی شئ مفقود نہ ہوگی حتیٰ کہ ختنہ بھی مفقود نہ ہوگا "، نیز اس حدیث میں ہے کہ آگ اُن کے ساتھ صبح وشام کرے گی جو اُن کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی "، اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حشر قیامت سے تھوڑا سا پہلے ہوگا۔

ان تین میں سے ایک فرقہ اللہ کی نعمتوں میں رغبت کرنے والے ہیں وہ سابقون ہیں۔ دوسرا فرقہ اللہ کے عذاب سے ڈرنے والے یہ عام مسلمان ہیں اور تیسرا فرقہ کافر ہیں جو اہلِ نار ہیں۔ دراصل عام مسلمان اور کافر دونوں اہلِ نار ہیں جو اونٹوں پر باری باری سوار ہوں گے وہ راہبون ہیں جو اللہ کے عذاب سے ڈریں گے اور جو مخلص ہیں ان کا مقام بہت بلند ہوگا یا یہ راغبین ہیں اور جو راہبین ہیں وہ اپنے قدموں پر چلیں گے یا یہ دونوں راغبین اور راہبین ہیں یہ دونوں فرقے اونٹوں پر سوار ہوں گے اور پہلے آگ سے خلاصی پائیں گے اور تیسرے وہ لوگ ہیں جو دوزخ سے خوف اور اس سے خلاصی کے امیدوار ہوں گے ان میں سے راغب راہب ہیں (کرمانی) حدیث میں تینوں فرقے اہلِ نار ہیں ان میں سے بعض راغب ہیں جو دوزخ سے جلدی خلاصی پائیں گے اور بعض خلاصی کے امیدوار ہوں گے اور بعض کافر ہیں۔ اور اونٹوں پہ سوار ہونے والے راغب اور راہب ہیں اور کافر اپنے مونہوں کے بل چلیں گے اُن سے آگ کبھی جُدا نہ ہوگی ان کے ساتھ ہی رہے گی جب وہ سوئیں گے تو ان کے ساتھ ہوگی ان کے ساتھ رات گزارے گی اور صبح وشام ان کے ساتھ رہے گی۔ قولہ تحشر بقیتھم "، یہ وہ لوگ جو پہلے دو فرقوں سے باقی بچے ہیں اور وہ کافر دوزخی ہیں جن سے آگ جدا نہ ہوگی "

marfat.com
Marfat.com

۶۱۳۷ــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّكُمْ مُلَاقُوا اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً مُشَاةً غُرْلًا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِمَّا يُعَدُّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۳۶ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے کہا یا نبی اللہ! کافر مونہوں کے بل کیسے محشر میں چلیں گے فرمایا جس ذات ستودہ صفات نے دنیا میں ان کو دونوں پاؤں پر چلایا ہے کیا قیامت میں ان کو مونہوں کے بل چلانے پر قادر نہیں؟ قتادہ نے کہا ہاں قادر ہے ہمارے رب کی قسم۔

۶۱۳۶ــ شرح : کافر کے منہ کے بل چلنے میں حکمت یہ ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کو سجدہ نہیں کرتا تھا اس سبب اس کو عذاب دیا جائے گا اور اس کی ذلت و رسوائی قیامت میں ظاہر کرنے کے لئے اس کو منہ کے بل چلائے گا۔ یہ حقیقت پر مبنی ہے اسی لئے لوگوں نے اس چلنے پر تعجب کیا تھا اس طرح مونہوں کے بل چلنا دنیا میں بھی واقع ہوگا۔ حضرت معاذ سے روایت ہے لوگ تین طور پر محشر میں جمع کئے جائیں گے ایک تہائی گھوڑوں پر سوار ہوں گے ایک تہائی اپنے بچوں کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر چلیں گے اور ایک تہائی اپنے چہروں کے بل بندروں اور خنزیروں کے ساتھ شام میں پہنچیں گے شام میں پہنچنے والے یہ لوگ حق اور فرض نہیں پہچانتے ہوں گے نہ وہ کتاب وسنت پر عمل کرتے ہوں گے وہ اور جن سوبرس گدھوں اور کتوں کی طرح بے حیائی کرتے رہیں گے ان پر اچانک قیامت آئے گی کہ رات کو اللہ تعالیٰ ایک ہوا چھوڑے گا جو درہم و دینار کو پکڑ کر بیت المقدس میں لے جائے گی پھر اللہ تعالیٰ بیت المقدس کی دیواروں کو سمندر میں ڈال دے گا (عینی)

۶۱۳۷ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم اللہ تعالیٰ سے برہنہ پاؤں اور برہنہ جسم غیر مختون پیدل چلتے ہوئے ملاقات کروگے۔ سفیان نے کہا یہ حدیث ان احادیث میں سے شمار کی جاتی ہے کہ ابن عباس نے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

۶۱۳۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ اِنَّكُمْ مُلَاقُوا اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ۶۱۳۹ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا كَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ الْاٰيَةَ وَاِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّهٗ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ اُمَّتِيْ فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا اِلٰى قَوْلِهِ الْحَكِيْمُ فَيُقَالُ اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے تم اللہ تعالیٰ سے ۶۱۳۸ —
برہنہ پاؤں برہنہ تن اور غیر مختون ملاقات کرو گے "

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب ۶۱۳۹ —
سے نوازتے ہوئے فرمایا تم برہنہ پاؤں برہنہ تن غیر مختون اٹھائے جاؤ گے
جیسے ہم نے پہلے پیدا کیا اسی طرح تمہیں لوٹائیں گے۔ قیامت کے دن مخلوقات میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی۔ میری امت میں سے چند لوگوں کو لایا جائے گا اور اہل شمال کو پکڑ کر دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے پروردگار یہ میرے ساتھی ہیں (اور تو نے ان کی مغفرت کا وعدہ کیا ہے) اللہ تعالیٰ

marfat.com

Marfat.com

۶۱۳۹ — حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اَبِیْ صَغِيْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكَ

فرمائے گا آپ نہیں جانتے جو انہوں نے آپ کے بعد بدعات پیدا کی تھیں۔ پس میں وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا "میں اُن پر گواہ اور حاضر تھا جب تک میں اُن کے درمیان موجود تھا جب تو نے مجھے فوت کر دیا تو ہی ان پر نگہبان تھا"، اور کہا جائے گا وہ ہمیشہ اپنی ایڑیوں کے بل پر مرتد رہے ہیں

شرح ۶۱۳۸ — حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سید الانبیا علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے پہلے لباس پہنانے کا سبب یہ ہے کہ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ کیا گیا تھا اس میں کشفِ عورت تھا اس لئے انہیں سب سے پہلے سترِ عورت سے جزاء دی گئی۔ بعض علماء نے کہا یہ اس کی جزاء ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو برہنہ کر کے آگ میں ڈالا گیا تھا۔ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کلام میں متکلم داخل نہیں ہوتا؛ لہٰذا اس کلام سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق سے خارج ہیں لہٰذا لباس پہننے میں ابراہیم علیہ السلام کا حضور پر تقدم لازم نہیں آتا۔ بہرحال یہ معنی ابراہیم علیہ السلام کی فضیلت کا موجب نہیں، کیونکہ جزوی فضیلت کلی فضیلت کو مستلزم نہیں۔ قولہ انہ سَيُجَاءُ ،، اس کلام میں ارتداد سے مراد اسلام سے ردّت نہیں بلکہ اس سے مراد حقوقِ واجبہ سے تخلّف ہے؛ کیونکہ کوئی صحابی مرتد نہیں ہوا جن لوگوں کو پکڑ کر لایا جائے گا اور انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ اَعْراب کی جماعت ہے جو ابھی تک تہذیبِ اخلاق سے مزین نہ ہوئے تھے۔ بعض علماء نے کہا یہ لوگ مسیلمہ کذاب کے ساتھی ہیں جنہوں نے بظاہر اسلام قبول کیا اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہ ہوا تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِیْ قُلُوْبِهِمْ ،، اُن کے دلوں میں ایمان داخل نہ ہوا تھا ،،

ترجمہ ۶۱۳۹ — ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم برہنہ پاؤں برہنہ تن غیر مختون اٹھائے جاؤ گے۔ ام المؤمنین

Marfat.com

٦١٤٠ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ
كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ
أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ
لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ
فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ

نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم" مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ حضور نے فرمایا (ایک دوسرے کی طرف) نظر کرنا اس سے زیادہ دشوار ہوگا کہ یہ قصد کریں"

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
٦١٤٠ — ایک قُبّہ میں تھے۔ حضور نے فرمایا کیا تم اس سے راضی ہو کہ تم جنتیوں کا
چوتھائی حصّہ ہو گے ہم نے عرض کیا جی ہاں! حضور نے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تم اہل جنّت کی تہائی ہو
ہم نے عرض کیا جی ہاں! پھر آپ نے فرمایا کہ تم اس سے خوش ہو کہ تم اہلِ جنّت کا نصف ہو ہم نے عرض کیا
جی ہاں! حضور نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں امید رکھتا ہوں کہ
تم اہلِ جنّت کا نصف ہو گے یہ اس لئے کہ جنّت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوں گے اور تم مشرکوں کی نسبت
سیاہ بیل کے چمڑے میں سفید بال کی طرح یا سُرخ بیل کے چمڑہ میں سیاہ بال کی مانند ہوں گے۔

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جنّت میں مسلمانوں کی تعداد تدریجاً ذکر
٦١٤٠ — کی تاکہ اُن کے سرور میں اضافہ ہوتا رہے۔ ابن ابی حاتم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روائت کی کہ جب یہ آیت کریمہ "ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ" نازل ہوئی
تو یہ صحابہ کرام پر شاق گزرا تو اُس وقت یہ آیت کریمہ "ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ" نازل ہوئی
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حدیث میں مذکور ہے ۔ امام ترمذی نے بُریدہ سے مرفوع روائت کی کہ
اہلِ جنّت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے میری امّت کی ۸۰ (اسّی) صفیں ہوں گی۔ اس حدیث میں

marfat.com
Marfat.com

۶۱۴۱ — حدثنا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِی الْغَیْثِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ مَنْ یُدْعٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اٰدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَتَرَاٰی ذُرِّیَّتُهٗ فَیُقَالُ هٰذَا اَبُوْکُمْ اٰدَمُ فَیَقُوْلُ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ فَیَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ فَیَقُوْلُ یَارَبِّ کَمْ اُخْرِجُ فَیَقُوْلُ اَخْرِجْ مِنْ کُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا اُخِذَ مِنَّا مِنْ کُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ فَمَاذَا یَبْقٰی مِنَّا قَالَ اِنَّ اُمَّتِیْ فِی الْاُمَمِ کَالشَّعْرَةِ الْبَیْضَاءِ فِی الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ

بَابُ اَنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

۶۱۴۲ — حَدَّثَنِیْ یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی اَنْبَاَنَا جَرِیْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ

سُرخ بیل ذکر کیا ہے۔ فربری نے اس کا بدل سفید بال ذکر کیا ہے۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۶۱۴۱ — قیامت کے دن سب سے پہلے آدمؑ علیہ السلام" کو پکارا جائے گا۔ ان کی اولاد انہیں دیکھے گی کہا جائے گا یہ تمہارا باپ آدم ہے۔ آدم علیہ السلام عرض کریں گے لبیک وسعدیک" بار بار حاضر ہوں"، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنی اولاد میں سے جہنم میں بھیجے جانے والوں کو نکالو آدم علیہ السلام کہیں گے اے میرے پروردگار کتنے نکالوں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر سو سے ننانوے نکالو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" جب ہم میں سے سو سے ننانوے نکالے جائیں گے تو ہم سے باقی کیا بچے گا حضور نے فرمایا میری امت پہلی امتوں کی نسبت سیاہ بیل میں سفید بال کی طرح ہوگی" (یعنی اس قلت کے باوجود جنت میں مسلمان نصف اہلِ جنت ہوں گے)

marfat.com

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَا اٰدَمُ فَیَقُوْلُ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ قَالَ یَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ کُلِّ اَلْفٍ تِسْعَمِائَۃٍ وَتِسْعَۃً وَتِسْعِیْنَ فَذٰلِکَ حِیْنَ یَشِیْبُ الصَّغِیْرُ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکَارٰی وَمَا ھُمْ بِسُکَارٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ فَاشْتَدَّ ذٰلِکَ عَلَیْھِمْ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّنَا ذٰلِکَ الرَّجُلُ فَقَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ اَلْفًا وَمِنْکُمْ رَجُلٌ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَطْمَعُ اَنْ تَکُوْنُوْا شَطْرَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اِنَّ مَثَلَکُمْ فِی الْاُمَمِ کَمَثَلِ الشَّعَرَۃِ الْبَیْضَاءِ فِیْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ اَوْ کَالرَّقْمَۃِ فِیْ ذِرَاعِ الْحِمَارِ

باب بے شک قیامت کا زلزلہ عظیم شئ ہے، آنے والی آگئی قیامت قریب آگئی،،

۶۱۴۲— ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! وہ کہیں گے لبیک وسعدیک اور خیر تیرے دستِ قدرت میں ہے،، یہ کلمات اجابت میں کہیں گے،، اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخ میں بھیجنے کے لئے لوگوں کو نکالو آدم علیہ السلام عرض کریں گے۔ دوزخ میں بھیجے جانے والے کس قدر ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر ہزار (۱۰۰۰) میں سے نو سو

ننانوے (۹۹۹) یہ وہ وقت ہے کہ بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور ہر حمل والی عورت اپنا حمل وضع کردیگی تو لوگوں کو مست دیکھے گا وہ مست نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے (یعنی اللہ کے عذاب کی سختی سے بیہوشی ہوگی) یہ صحابہ پر سخت گزرا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ایک آدمی ہم سے کون ہوگا فرمایا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ اللهِ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ الْوُصْلَاتُ فِي الدُّنْيَا

تمہیں خوشخبری ہو یاجوج و ماجوج سے ہزار اور تم سے ایک ہوگا پھر فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنّت میں سے ایک تہائی ہوگے۔ ابو سعید نے کہا ہم نے اللہ کی حمد کی اور اس کی بزرگی ذکر کی پھر فرمایا "والذی نفسی بیدہٖ" میں امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کے نصف ہوگے اور پہلی امتوں میں تمہاری مثال سیاہ بیل کے چمڑے میں سفید بال جیسی ہے یا گدھے کے بازوؤں میں نشان جیسی ہے۔

۶۱۴۲ — شرح : قولہ والخیر بیدک "میں خیر کی تخصیص رعائتِ ادب کے لئے۔ ورنہ خیر و شر تمام اس کے دستِ قدرت میں ہیں۔ بعض علماء نے کہا اللہ تعالیٰ کی نسبت تمام حسن ہیں اس کے فعل میں کوئی قباحت نہیں حُسن و قبح صرف لوگوں کی نسبت ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں سَو میں سے ایک مذکور ہے جبکہ اس حدیث میں ہزار میں سے ایک مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد دوسرے عدد کے منافی نہیں ہوتا جبکہ مفہومِ عدد کا اعتبار نہیں دونوں کا مقصد ایک ہی ہے۔ اور وہ مومنوں کی تعداد کم بیان کرنا ہے اور کافروں کی زیادہ بیان کرنا مقصود ہے۔ قولہ مَا بَعْثُ النَّارِ، واؤ عاطفہ ہے اس کا معطوف علیہ مقدر ہے وہ یہ ہے "میں نے سنا اور طاعت بجالاتا ہوں دوزخ میں بھیجے جانے والوں کی کیا مقدار ہے؟

قولہ فذاک یعنی اس وقت بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور حاملہ عورتیں حمل وضع کردیں گی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگوں کے موقف میں جمع ہونے کے وقت ہوگا۔ بعض مفسّرین نے کہا یہ قیامت سے پہلے ہوگا، کیونکہ قیامت میں کوئی حمل اور وضع وغیرہ نہ ہوگا، لیکن حدیث کا مضمون اس کے خلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا اس میں یہ اشارہ ہے کہ حال بہت سخت ہوگا کہ اگر بالفرض عورتیں حاملہ ہوتیں تو ان کے حمل ساقط ہوجاتے اور بچے بوڑھے ہوجاتے؛ چنانچہ عرب میں یہ محاورہ ہے کہ ہمیں ایسی مصیبت پہنچی ہے کہ بچے بوڑھے ہوگئے ہیں حدیث میں اہل نار یاجوج و ماجوج مذکور ہیں لیکن مشرک بھی ان میں شامل ہیں۔ قولہ الرقمۃ، یہ گدھے کے اگلے دونوں بازوؤں کے اندر کی جانب سیاہ نشان ہیں (عینی، حدیث ۳۱۳۲ ج د کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

٦١٤٣ــــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ اٰبَانٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِيسٰى بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ قَالَ يَقُومُ اَحَدُهُمْ فِي رَشْحَةٍ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا یہ لوگ یقین نہیں کرتے کہ وہ عظیم دن میں اُٹھائے جائیں گے جس دن لوگ ربّ العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ" کی تفسیر میں کہا ان کے دنیاوی میل جول ختم ہو جائیں گے"

تفسیر : آیت کریمہ میں ظنّ بمعنی یقین ہے یعنی وہ یقین نہیں کرتے کہ وہ مرنے کے بعد زندہ اُٹھائے جائیں گے اور جو کچھ وہ دُنیا میں کرتے رہے ہیں اس کا حساب ہوگا عظیم دن قیامت کا دن ہے جبکہ لوگ حساب کتاب کے لئے اللہ کے حضور کھڑے ہوں گے" ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں "الوصلات" وصلہ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں ہر وہ شی جو دوسری شی سے متصل ہو ان کے درمیان والی شی کو وصلہ کہتے ہیں یعنی دنیاوی وصلات ختم ہو جائیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسباب کی تفسیر ارحام سے بھی کی ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

٦١٤٣ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ جس دن لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے" کی تفسیر میں روایت کی کہ حضور نے فرمایا لوگوں میں سے بعض نصف کانوں تک اپنے پسینہ میں کھڑے ہوں گے۔

٦١٤٣ــــ شرح : یہ پسینہ قیامت کے دن مسلسل خوف وہراس، سورج کی نزدیکی اور لوگوں کے ہجوم کے سبب ہوگا۔ بیہقی نے ابو ہریرہ سے مرفوع روایت کی کہ سورج لوگوں کے قریب آئے گا حتیٰ کہ نصف کانوں تک پسینہ پہنچ جائے گا۔ ابن حبان نے عبداللہ سے صحیح حدیث سے ثابت

marfat.com
Marfat.com

۶۱۴۳ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اَذَانَهُمْ

بَابُ الْقِصَاصِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهِيَ الْحَاقَّةُ

کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کافر کے منہ تک پسینہ ہوگا یہاں تک کہ وہ کہے گا اے میرے پروردگار مجھے اس سے آرام دے اگرچہ دوزخ میں پہنچا دے۔ مسلم نے مقداد سے روائت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا سورج لوگوں کے قریب آئے گا۔ یہاں تک کہ اندازًا ایک دو میل قریب ہوگا۔ نامعلوم میل سے مراد سرمہ کا میل ہے یا مسافت کا میل ہے سورج ان کو سختی گرمی پہنچائے گا وہ اپنے اعمال کے باعث پسینہ میں غرق ہوں گے ان میں بعض کی کمر تک پہنچے گا بعض کے منہ کو لگام دیئے ہوگا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھوں سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے تھے۔

۶۱۴۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کو پسینہ آئے گا حتی کہ اُن کا پسینہ زمین میں ستر گز تک پھیل جائے گا اور ان کو لگام ڈالے ہوگا حتی کہ ان کے کانوں تک پہنچے گا۔

۶۱۴۳ ـــ شرح : ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اس قدر پسینہ کی بہتات کا سبب سورج کا لوگوں کے قریب آجانا اور قیامت کے دن اہوال اور کثرتِ ہجوم ہوگا اور لوگوں کے اعمال کے باعث اُن کے اجسام تک پہنچے گا حتی کہ بعض اس میں غرق ہوں گے۔"

باب قیامت میں قصاص لینا اور اس کا نام حاقّہ ہے"

marfat.com

Marfat.com

لِاَنَّ فِيهَا الثَّوَابَ وَحَوَاقَّ الْاُمُوْرِ اَلْحَقَّةُ وَالْحَاقَّةُ وَاحِدٌ وَالْقَارِعَةُ وَالْغَاشِيَةُ وَالصَّاخَّةُ وَالتَّغَابُنُ غَبْنُ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَهْلَ النَّارِ

۶۱۴۴ ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَقِیْقٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ بِالدِّمَاءِ

کیونکہ اس میں ثواب اور واقعی امور ہیں۔ الحقہ اور الحاقہ ہم معنی ہیں۔ قارعہ غاشیہ اور صاخہ بھی ہم معنی ہیں۔ تغابن کے معنیٰ یہ ہیں کہ جنتی کافروں سے غبن کریں گے۔ **شرح** : اس باب میں قیامت کے دن قصاص کی کیفیت کا بیان ہے قصاص بکسر القاف قصّ بمعنی قطع سے ماخوذ ہے یا اقتصاص الاثر بمعنی تتبّع سے ماخوذ ہے، کیونکہ جو قصاص طلب کرتا ہے وہ جنائت کرنے والے کی جنائت کا پیچھا کرتا ہے تاکہ اس سے جنائت کی مثل لے قیامت کا نام حاقہ اس لئے ہے کہ اس میں تمام امور ثابت ہوں گے اور ثواب و عقاب اور دیگر امور صادقہ اس میں ثابت ہوں گے قیامت کو قارعہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اپنے اہوال اور مصائب سے دلوں کو گھبراہٹ میں ڈالے گی۔ قرع کے معنی دق یعنی کھٹکھٹانا کے ہیں اس کو غاشیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ خوف و ہراس اور سختیوں سے لوگوں کو ڈھانک لے گی اس کا نام صاخہ اس لئے ہے کہ صاخہ کے معنی چیخ مارنے کے ہیں کہ یہ کانوں کو زور کی آواز پہنچائے گی جس سے وہ بہرے ہونے کے قریب ہوں گے ،، اس کا نام تغابن اس لئے ہے کہ تغابن بمعنی مراد کا فوت ہونا ہے قیامت میں کافر ایمان نہ لانے کے باعث مغبون ہوگا اور مومن اس کی جگہ غبن کر لے گا اس کی تفصیل یہ ہے کہ بدبخت کافر اگر ایمان لاتے اور نیک بخت ہوتے تو ان کی جگہیں جو جنت میں ان کی سعادت کی تقدیر پر مقرر تھیں ان پر مومن قابض ہو جائیں گے اور معاذ اللہ مومن کے کافر ہونے کی تقدیر پر اس کی دوزخ میں جگہ میں کافر چلے جائیں گے ،، اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی مِنَ النَّارِ ،، کیونکہ تغابن بروزن تفاعل ہے جو اشتراک چاہتا ہے یعنی غبن دونوں طرف سے ہوگا۔ الحاصل جنتی دوزخیوں کی جگہ میں چلے جاتے اگر وہ مسلمان نہ ہوتے اور دوزخی جنتیوں کی جگہ لے لیتے اگر وہ مسلمان ہو جاتے ،، واللہ و رسولہ اعلم!

marfat.com

Marfat.com

۶۱۴۵ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِيْهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا فَاِنَّهٗ لَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّؤْخَذَ لِاَخِيْهِ مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَخِيْهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ

۶۱۴۴ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جس شئ کا لوگوں میں فیصلہ کیا جائے گا۔ وہ خون ہیں

۶۱۴۴ — شرح : یعنی دنیا میں لوگوں کے درمیان جو اشیاء تھیں اُن میں سب سے پہلے قصاص کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت ہے کہ قیامت میں لوگوں کے درمیان سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں کیونکہ مخلوق کے معاملات میں سب سے پہلے قصاص کے فیصلے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی عبادات میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔

۶۱۴۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ذمہ اس کے بھائی کا ظلم ہو وہ اس سے معاف کروالے اس سے پہلے کہ اس کی نیکیوں سے اس کے بھائی کے لئے لی جائیں، کیونکہ وہاں کوئی درہم و دینار نہیں۔ اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے بھائی کی برائیاں لے کر اس پر ڈالی جائیں گی ،،

۶۱۴۵ — شرح : مظلمہ کے معنیٰ ہیں جو شئ بغیر حق کے لئے جائے یعنی اگر کسی نے اپنے بھائی کا حق چھین رکھا ہو وہ اس سے سوال کرے کہ اس کو معاف کر دے اور قیامت سے پہلے اس سے بری الذمہ ہو جائے ؛ کیونکہ قیامت میں کسی کے پاس درہم و دینار نہ ہوگا اور اگر ظالم کی نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیوں میں سے ظالم پر ڈال دی جائیں گی اور اس کے عذاب میں اضافہ کر دیا جائے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ،، کوئی کسی کا بوجھ نہ اُٹھائے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اپنے اختیار اور ارادہ سے کسی کا بوجھ نہ اُٹھائے گا

marfat.com

Marfat.com

۶۹۸۰ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا اُذِنَ لَهُمْ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَاَحَدُهُمْ اَهْدٰى بِمَنْزِلَةٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا

اور حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ ظالم کے ظلم کے مطابق اس کو عذاب دیا جائے گا لہٰذا قرآن اور حدیث میں تعارض نہیں ،،

ترجمہ : صلت بن محمد نے کہا ہم سے یزید بن زُریع نے بیان کیا ،، ہم اُن کے ۶۹۸۰ ـــ سینوں میں سے کینہ دُور کر دیں گے ،، سعید نے قتادہ، ابوالمتوکل ناجی کے ذریعہ روائت کی کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مومن دوزخ سے خلاصی پائیں گے تو جنت اور دوزخ کے درمیان ان کو روک دیا جائے گا تو ایک دوسرے کے درمیان جو دنیا میں ظلم تھے ان کا قصاص اور بدلہ لیا جائے گا حتی کہ جب وہ پاک وصاف ہو جائیں گے تو انہیں جنّت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی ،، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلّم" کی جان ہے اُن میں سے کوئی جنّت میں اپنا مقام دُنیا میں اپنے گھر کی نسبت زیادہ جاننے والا ہوگا"

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس آیت کریمہ کو اسناد کے درمیان ۶۹۸۰ ـــ لانے کی کیا وجہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس کے بعد مذکور حدیث اس آیت کریمہ کی تفسیر کی طرح ہے (کرمانی) نیز ہو سکتا ہے کہ یزید بن زُریع اس حدیث کے استماع اور روائت کے وقت اپنے شیخ سعید کی زبان سے حدیث سے ربط کے بغیر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ

۶۱۴۷ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ قَالَتْ قُلْتُ اَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا قَالَ ذٰلِكِ الْعَرْضُ ۶۱۴۸ حدثنی عَمْرُو بْنُ

سُنا ہو تو اسی طرح نقل کر دیا ہو۔ بخاری کے بعض نسخوں میں یہ حدیث مذکور نہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلی حدیث میں مذکور ہے کہ سب سے پہلے دماء کا فیصلہ کیا جائے گا اور اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ پلصراط کے پاس روک کر ان کا قصاص اور بدلہ لیا جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں دماء کے قصاص کا ذکر ہے اور پلصراط کے پاس دُوسرے گناہوں کا قصاص و بدلہ ہوگا جو کسی کا مال غصب کیا ہوگا یا کسی مسلمان پر کوئی زیادتی کی ہوگی "

باب جس کا حساب سختی لیا جائے گا اس کو عذاب دیا جائے گا

۶۱۴۷ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا حساب سختی سے لیا جائے گا اس کو عذاب دیا جائے گا۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے عرض کیا کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں نہیں فرماتا؟ عنقریب حساب آسان ہوگا۔ حضور نے فرمایا یہ محض پیشی ہے۔

(حدیث ۱۰۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۱۴۸ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سُنا۔ ابن جریج، محمد بن سلیم، صالح بن رستم نے ابن ابی ملیکہ

marfat.com

Marfat.com

عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِيْ مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَهٗ وَتَابَعَهٗ ابْنُ جُرَيْجٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمٍ وَاَيُّوْبُ وَصَالِحُ بْنُ رُسْتُمَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۱۴۹ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اَبِيْ صَغِيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا هَلَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنَّا يُنَاقَشُ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا عُذِّبَ

سے روایت کرنے میں عثمان بن اسود کی متابعت کی۔

ترجمہ : قاسم بن محمد نے کہا مجھ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ

۶۱۴۹ــ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی شخص کہ قیامت میں اس کا حساب لیا جائے مگر وہ ہلاک ہو جائے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا ؟ جس کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ عنقریب اس کا حساب آسان ہوگا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو صرف پیشی ہے ہم سے کوئی نہیں کہ جس کا قیامت میں سختی سے حساب لیا جائے گا مگر اسے عذاب دیا جائے گا (یعنی جو اس نے گناہ کئے ہیں اور اپنے حق میں اور اپنے مسلمان بھائیوں کے حق میں تقصیریں کی ہیں ان کا حساب لیا جائے تو اسے عذاب دیا جائے گا)

marfat.com

Marfat.com

٦١٥٠ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ يُجَاءُ بِالْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ لَهٗ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا أَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهٗ قَدْ كُنْتَ سُئِلْتَ مَا هُوَ أَيْسَرُ مِنْ ذٰلِكَ

٦١٥١ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ خَيْثَمَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ

٦١٥٠ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کو قیامت میں لایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا۔ یہ بتا کہ اگر تیرے لئے ساری دنیا سونے سے بھری ہو کیا تو اس کو اپنی خلاصی کے لئے فدیہ کر دے گا؟ کافر کہے گا جی ہاں! اس سے کہا جائے گا میں نے تجھ سے اس سے بہت آسان شئی طلب کی تھی۔ (وہ توحید و رسالت کا اقرار ہے)

٦١٥١ — ترجمہ : ابن ابی حاتم نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اللہ تعالیٰ اس سے قیامت میں کلام کرے گا اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا (بلا واسطہ کلام کرے گا) پھر وہ نظر کرے گا تو وہ اپنے آگے کوئی شئی نہ دیکھے گا پھر وہ اپنے آگے نظر کرے گا تو اس کے سامنے دوزخ کی آگ آئے گی لہذا تم میں سے جو کوئی طاقت رکھتا ہے کہ آگ سے بچے تو صدقہ کرے اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرنے کے سبب ہی سہی۔ اعمش نے کہا مجھے عمرو نے خیثمہ سے انہوں نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

marfat.com

Marfat.com

ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرٰى شَيْئًا قُدَّامَهٗ ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ الْاَعْمَشُ حَدَّثَنِيْ عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ ثُمَّ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ ثَلٰثًا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

بَابُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ

۶۱۵۲ — حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ ح وَحَدَّثَنِيْ اَسِيْدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ

نے فرمایا آگ سے بچو پھر حضور نے اعراض کیا اور چہرہ انور پھیر لیا پھر فرمایا آگ سے بچو پھر حضور نے اعراض کیا اور چہرۂ انور پھیر لیا یہ تین بار فرمایا حتی کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ آگ کو دیکھ رہے ہیں پھر فرمایا آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرنے کے سبب ہی سہی اور جو کوئی کچھ نہ پائے تو اچھے کلام کے ذریعہ آگ سے بچے ،،

شرح ۶۱۵۱ — : حدیث میں بظاہر حضرات صحابہ کرام سے خطاب ہے لیکن اُن کے ذریعے تمام مسلمان مخاطب ہیں۔ قولہ ثم ینظر، یعنی وہ دائیں بائیں دیکھے گا، کیونکہ جب انسان کسی شئ سے خوف زدہ ہو تو دائیں بائیں دیکھتا ہے کہ کوئی مددگار آجائے بعض علماء نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں وہ آگ سے بھاگنے کی راہ تلاش کرے گا لیکن اس کے آگے وہی ہوگی جس کا اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔ قولہ اشاح یعنی چہرۂ انور پھیر لیا۔ قولہ فمن لم یجد، یعنی جو کوئی سائل پر صدقہ کرنے کی کوئی شئ نہ پائے تو سائل سے اچھا کلام کرے جس سے اس کا دل خوش ہو جائے (حدیث ۱۳۳۲ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاُمَمُ فَاَخَذَ النَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْاُمَّةُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ النَّفَرُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الْعَشَرَةُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالنَّبِيُّ يَمُرُّ وَحْدَهُ وَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ كَبِيْرٌ قُلْتُ يَا جَبْرَئِيْلُ هٰؤُلَاءِ اُمَّتِيْ قَالَ لَا وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ كَبِيْرٌ قُلْتُ يَا جَبْرَئِيْلُ هٰؤُلَاءِ اُمَّتِيْ قَالَ لَا وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْاُفُقِ فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ كَبِيْرٌ هٰؤُلَاءِ اُمَّتُكَ وَهٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَهُمْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ كَانُوْا لَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ اِلَيْهِ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ

باب جنّت میں ستّر ہزار لوگ بغیر حساب داخل ہوں گے

۶۱۵۲ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں۔ پس نبی نے گزرنا شروع کیا اس حال میں کہ اس کے ساتھ اس کی امت تھی کوئی نبی گزرتا اس کے ساتھ چند لوگ تھے کوئی نبی گزرتا اس کے ساتھ دس آدمی تھے کوئی نبی گزرتا اس کے ساتھ پانچ آدمی تھے۔ کوئی اور نبی گزرتا اس حال میں کہ وہ تنہا ہوتا میں نے نظر کی تو اچانک میں نے بہت سے

marfat.com

Marfat.com

۶۱۵۳ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ زُمْرَةٌ وَهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ اِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْاَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ

لوگ دیکھے میں نے کہا اے جبرائیل یہ لوگ میری امت ہیں ؟ اُس نے کہا نہیں لیکن آپ کناروں کو دیکھیں میں نے نظر کی تو شیار لوگ تھے جبرائیل نے کہا یہ آپ کی امت ہے یہ ستر ہزار ان کے آگے ہیں ان کا کوئی حساب و کتاب نہیں اور نہ کوئی عذاب ہے۔ ہم نے کہا ان کا حساب کیوں نہیں ؟ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو بدن پر داغ نہیں کرتے اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ جانور سے شگون پکڑتے ہیں وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ عکاشہ بن محصن حضور کے پاس کھڑا ہوگیا اور کہا حضور دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن میں سے کردے۔ فرمایا اے اللہ! اس کو ان لوگوں میں سے کردے پھر آپ کے پاس ایک اور آدمی کھڑا ہوگیا اور کہا اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں کہ مجھے ان میں سے کردے فرمایا عکاشہ تم سے سبقت لے گیا ہے۔

شرح : ستر ہزار سے مراد کثیر تعداد ہے ؛ کیونکہ اس سے خصوصِ عدد مراد نہیں حضرت نے

۶۱۵۲ — عکاشہ رضی اللہ عنہ کی درخواست منظور کرتے ہوئے فرمایا ہاں تم اُن میں سے ہو لیکن جب دوسرے شخص نے درخواست گزاری تو آپ نے اس کی درخواست بایں طور مسترد کی کہ حدیث میں مذکور چار صفات عکاشہ میں پائی جاتی تھیں جبکہ دوسرے آدمی میں یہ موجود نہ تھیں اور حضور نے یہ پسند نہ فرمایا کہ اس کو یہ فرمائیں کہ تم میں یہ اوصاف نہیں پائے جاتے اور اچھے طریقہ سے اس کو خاموش کردیا کہ یہ سعادت صرف عکاشہ کے لئے تھی (تیسیر القاری) ہوسکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ جانتے تھے کہ عکاشہ کے حق میں یہ سعادت ہے جو دوسرے کے لئے حاصل نہیں۔ ابن جوزی نے کہا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عکاشہ نے صدقِ قلب سے درخواست گزاری تھی اس لئے قبول کی گئی۔ دوسرے کی درخواست کے عدم قبول ہونے کا یہ سبب ہوسکتا ہے کہ اگر اس کے لئے بھی حضور ہاں فرمانے تو تیسرا کھڑا ہوجاتا پھر چوتھا کھڑا ہوجاتا اس طرح سلسلہ لاالی نہایۃ شروع ہوجاتا اس لئے تسلسل کے مادہ کو ختم کرنے کے لئے دوسرے ہی پر معاملہ ختم کردیا جبکہ ہر شخص اس کی صلاحیت نہیں رکھتا

marfat.com
Marfat.com

اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ

۶۱۵۴ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا اَوْ سَبْعُ مِائَةِ اَلْفٍ شَكَّ فِيْ اَحَدِهِمَا مُتَمَاسِكِيْنَ اٰخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتّٰى يَدْخُلَ اَوَّلُهُمْ وَاٰخِرُهُمُ الْجَنَّةَ وَ وُجُوْهُهُمْ عَلٰى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

سہیلی نے کہا میرے نزدیک اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وقت قبولیت کا تھا جسے حضور جانتے تھے۔ جب دوسرا شخص کھڑا ہوا وہ ساعت اجابت گزر چکی تھی اس لئے فرمایا عکاشہ سبقت لے گیا، واللہ ورسولہ اعلم!

۶۱۵۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا میری امت میں سے ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا جو ستر ہزار ہوں گے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ ابوہریرہ نے کہا عکاشہ بن محصن فزاری کھڑا ہو گیا۔ اس حال میں کہ وہ اپنا لکیردار کمبل اٹھا رہا تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعاء فرمائیں کہ مجھے اُن میں سے کر دیں فرمایا اے اللہ اس کو اُن میں سے کر دے پھر انصار میں سے ایک آدمی کھڑے ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعاء کریں کہ مجھے بھی اُن میں سے کر دے فرمایا تم سے عکاشہ سبقت لے گیا ہے۔

۶۱۵۴ — ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ (دونوں میں سے ایک میں شک ہے) جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔ حتیٰ کہ اوّل و آخر اکٹھے جنت میں داخل ہوں گے ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی روشنی کی طرح چمکتے ہوں گے۔

۶۱۵۴ — شرح : یعنی وہ ایک صف میں ایک ہی دفعہ داخل ہوں گے۔ اگر یہ سوال پوچھا

marfat.com
Marfat.com

۶۱۵۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُومُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ يَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ خُلُودٌ

۶۱۵۶ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ وَلِاَهْلِ النَّارِ يَا اَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ

جائے کہ اگر وہ دفعۃً اکٹھے داخل ہوں گے تو اول و آخر کے کیا معنیٰ ہیں ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اوّلیت و آخریت اس صفت کے اعتبار سے ہے جس میں وہ بلصراط سے گزرے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنّت کا دروازہ بہت وسیع ہوگا۔ قاضی عیاض نے کہا "متمایلین" کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ وہ باوقار داخل ہوں گے کوئی ایک دوسرے سے مسابقت نہ کرے گا بلکہ ان کا جنّت میں داخل ہونا دفعۃً ہوگا۔ امام نووی نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے پہلو میں صف باندھے داخل ہوں گے۔

۶۱۵۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی جنّت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے پھر اعلان کرنے والا پکارے گا اے دوزخیو! موت نہیں ہے اے جنتیو! اس کے بعد موت نہیں ہے (ہمیشہ اسی حال میں رہو گے)

۶۱۵۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہلِ جنّت سے کہا جائے گا اب اس میں ہمیشہ رہو گے موت نہیں ہے اور اہلِ نار سے کہا جائے گا اے دوزخیو! اب اس میں ہمیشہ رہو گے موت نہیں ہے (تمہارا یہ حال دائمی ہے اس میں ہمیشہ رہو گے)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

وَقَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ عَدْنٌ خُلْدٌ عَدَنْتُ بِاَرْضٍ اَقَمْتُ وَمِنْهُ الْمَعْدِنُ فِيْ مَعْدِنِ صِدْقٍ فِيْ مَنْبِتِ صِدْقٍ

٦١٥٧ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ

باب جنّت و دوزخ کی وصف

ابوسعید نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلا کھانا جو جنّتی کھائیں گے مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا۔ عدن بمعنی ہمیشگی ہے۔ (یہ بھی آتا ہے) عَدَنْتُ بِالْاَرْضِ، میں اس میں ہمیشہ رہا اسی سے معدن ہے مَعْدِنِ صِدْقٍ، یعنی فِیْ مَنْبِتِ صِدْقٍ،

شرح: خُلد سے اس آیت کریمہ وَجَنّٰتِ عَدْنٍ، کی طرف اشارہ کیا اور اس کی تفسیر خلد سے کی خلد بمعنی دائمی بقا ہے۔ اور عَدَنْتُ بِالْاَرْضِ، سے یہ اشارہ کیا کہ عَدْن کے معنی اقامت کے ہیں اسی باب سے مَعْدِن ہے جس سے سونا، چاندی اور پیتل لوہا وغیرہ نکالا جاتا ہے اور معدنِ صدق سے لوگوں کے اس کلام مَنْبَتِ صدق، کی طرف اشارہ کیا یعنی جنّت سچا مقام ہے جس میں کوئی لغو بات نہیں اور نہ ہی گناہ کا مادہ ہے۔

٦١٥٧ **ترجمہ**: عمران نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا میں نے جنّت میں نظر کی تو اس کے رہنے والے اکثر فقراء تھے۔ میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس میں

marfat.com

Marfat.com

۶۱۵۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنَ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ ۶۱۵۹ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

رہنے والی اکثر عورتیں تھیں "

شرح ۶۱۵۷ — : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اکثر اہلِ جنّت کا فقراء ہونا اور اکثر اہلِ نار کا عورتیں ہونا جنّت اور دوزخ کی وصفیں ہیں۔ (حدیث ۳۰۲۹ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت ۶۱۵۸ — کی کہ حضور نے فرمایا میں جنّت کے دروازہ پر کھڑا ہُوا تو عموماً جو اس میں داخل ہُوئے تھے مساکین تھے اور مال دار لوگ روکے گئے تھے، لیکن دوزخیوں کو دوزخ میں جانے کا حکم دیا گیا۔ میں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہُوا اس میں داخل ہونے والی عموماً عورتیں تھیں۔

شرح ۶۱۵۸ — : یعنی اغنیاء سے حساب لینے کے لئے پلصراط سے گزرنے کے بعد ان کو پل پر روکا جائے گا۔ وہ فقراء کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوں گے، لیکن کافروں کو دوزخ کی طرف چلایا جائے گا جبکہ مومن میدان میں حساب کے لئے ٹھہرے ہوں گے اور فقراء اپنے فقر کے باعث جنت میں پہنچ گئے ہوں گے۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۶۱۵۹ — جس وقت اہلِ جنّت بہشت میں چلے جائیں گے اور اہل نار دوزخ میں ہوں گے تو موت کو لایا جائے گا اور جنّت و دوزخ کے درمیان اسے ذبح کیا جائے گا پھر منادی اعلان کرے گا اے جنتیو!

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا اَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰى حُزْنِهِمْ ۶۱۶۰ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ

موت نہیں اے دوزخ والو موت نہیں، تو اہلِ جنّت کی خوشی اور زیادہ ہوجائے گی جبکہ دوزخ والوں کا غم اور زیادہ بڑھ جائے گا۔

۶۱۵۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ موت عرض ہے اس کا محل کے بغیر وجود ہی نہیں ہے تو موت پر آنے جانے اور ذبح کا اطلاق کیسے صحیح ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ موت کو جسم عطا کردے ،، قرطبی نے بعض صوفیہ سے نقل کیا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں موت کو ذبح کریں گے یا یہ بطور تمثیل جنت میں خلود ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

۶۱۶۰ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ اہلِ جنّت سے فرمائے گا اے جنّت والوں

marfat.com
Marfat.com

تُعْطِ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ فَاَنَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ
قَالُوْا يَارَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ
فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا

٦١٦١ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ
بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ
قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ اُصِيْبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَاءَتْ
اُمُّهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ
مِنِّيْ فَاِنْ يَكُ فِي الْجَنَّةِ اَصْبِرْ وَاَحْتَسِبْ وَاِنْ تَكُ الْاُخْرٰى تَرَ مَا اَصْنَعُ

وہ کہیں گے اے رب ہمارے لبّیک وسَعْدَیک ،، اے ہمارے پروردگار ہم تیری خدمت میں کھڑے ہیں اور تیری خدمت میں بار بار مدد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہو گئے ہو وہ کہیں گے ہمارا کیا حال ہے کہ ہم راضی نہ ہوں، حالانکہ تو نے ہمیں وہ دیا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں اس سے بہترین نعمت تمہیں عطاء کرتا ہوں پھر فرمائے گا میں نے تمہارے لئے اپنی رضامندی حلال کر دی (اپنے فضل وکرم سے میں نے تمہارے لئے رضاء واجب کر دی) اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہ ہوں گا۔

شرح : اس میں اس آیت کریمہ ،، رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ،، کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ اللہ کی رضا ہر کامیابی کا سبب ہے جس شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا آقا و مالک اس سے راضی ہے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے اور ہر نعمت کی نسبت اس کا دل زیادہ قرار پکڑتا ہے، کیونکہ اس کلام میں اس کی تعظیم و تکریم ہے۔ حدیث شریف میں ہے اللہ کی زیارت سے بڑھ کر جنت میں کوئی نعمت نہ ہوگی۔ آیت کریمہ میں رضوانٌ ،، کو نکرہ ذکر کیا اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضاء بہت بڑی نعمت ہے، کیونکہ اس میں تنوین تقلیل کے لئے ہے، لیکن اس کو تعظیم پر محمول کرنا زیادہ مناسب ہے تاکہ حدیث سے موافقت ہو جائے۔

٦١٦٠ —

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ وَيْحَكِ اَوَهَبَلْتِ اَوَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ اِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ وَاِنَّهٗ فِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ

٦١٦٢ــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ مَسِيْرَةُ ثُلٰثَةِ اَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ وَقَالَ اِسْحَاقُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ فَحَدَّثْتُ بِهٖ النُّعْمَانَ بْنَ اَبِيْ عَيَّاشٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : حمید نے کہا میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا حارثہ بدر کی جنگ میں شہید ہو گئے جبکہ وہ کمسن تھے (نابالغ تھے) اس کی ماں "ربیع بنت نضر" حضور کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یارسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھ سے حارثہ کا مقام جانتے ہیں کہ وہ میرا بیٹا ہے، اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں اور ثواب کی امیدوار رہتی ہوں اور اگر کوئی دوسرا حال ہے تو آپ دیکھیں گے میں کیا کرتی ہوں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری خرابی ہو کیا تو احمق ہو گئی ہے، کہ بچہ پر روئے گی، کیا جنت ایک ہی ہے؟ شان یہ ہے کہ جنتیں بہت ہیں اور وہ جنت الفردوس میں ہے۔

٦١٦١ــ شرح : حارثہ سراقہ بن حارث انصاری کا بیٹا ہے۔ اس کی والدہ ربیع بنت نضر ہے جو انس بن مالک کا چچا ہے۔ قولہ ترىٰ ما اصنع، یعنی اگر وہ جنت میں نہیں تو میں غمناک لوگوں کی طرح مشہور واویلا کروں گی جس کو ہر ایک دیکھے گا۔ ویحک، شفقت کے لئے فرمایا قولہ اَوَهَبَلْتِ، یہ معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا جاتا ہے اس میں "واو" سے پہلے ہمزہ استفہام

marfat.com

Marfat.com

قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةً یَسِیْرُ الرَّاکِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِیْعَ مِائَةَ عَامٍ مَا یَقْطَعُهَا

٦١٦٣ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ

کے لئے اور معطوف مقدر ہے۔ یعنی اَفَقَدْتِ عَقْلَكِ مِمَّا اَصَابَكِ مِنَ الثَّقَلِ بِابْنِكِ حَتّٰی جَهِلْتِ الْجَنَّةَ "کیا بچہ کی مصیبت آنے سے تیری عقل جاتی رہی ہے حتی کہ جنت سے جاہل ہوگئی ہو" جنتیں بہت ہیں اور حارثہ اعلیٰ جنت میں ہے۔ (حدیث ٣٧٢٠ ج : ٦ کی شرح دیکھیں)

٦١٦٢ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کے دونوں موڈھوں کے درمیان تیز رفتار سوار کے تین دن کی مسافت ہوگی۔ اسحاق بن ابراہیم نے کہا ہمیں مغیرہ بن سلمہ نے خبر سنائی کہ وُھیب نے ابوحازم کے ذریعہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو سال چلتا رہے گا۔ وہ سایہ ختم نہ ہوگا۔

٦١٦٢ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ دوزخ میں کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان اتنی مسافت ہونا کافر کا جسم عظیم ہونے کے اعتبار سے دوزخ کی اوصاف میں سے ایک وصف ہے۔ کافروں کی تعذیب کے اعتبار سے ان کے اجسام دوزخ میں بڑھا دیئے جائیں گے اسی لئے ایک روایت میں ہے کہ ایک کافر کی کان کی لو سے اس کے کندھے تک سات سو سال کی مسافت ہوگی۔ ابن مبارک نے زُہد میں ابوہریرہ سے روایت کی کہ قیامت میں کافر کی داڑھ اُحُد پہاڑ سے بڑی ہوگی تاکہ اُن سے دوزخ بھر جائے اور وہ اس کا عذاب چکھیں اس طرح مختلف روایات پائی جاتی ہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ترمذی میں جید سند سے عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ قیامت کے روز متکبر لوگ چیونٹیوں کی طرح مردوں کی صورتوں میں اُٹھائے جائیں گے اور ان کو دوزخ کی جیل میں بھیج دیا جائے گا جس کا نام بولس ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شروع حشر میں ایسے ہی ہوگا پھر دوزخ میں استقرار کے بعد اُن کے اجسام حسبِ عذاب بڑھا دیئے جائیں گے تاکہ ان کو عذاب کی شدت ہو۔ "جواد" تیز رفتار اچھا گھوڑا ہے۔ مُضمّر وہ گھوڑا ہے

marfat.com

Marfat.com

مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَوْسَبْعُ مِائَةِ اَلْفٍ لَا یَدْرِیْ اَبُوْحَازِمٍ اِیَّاهُمَا قَالَ مُتَمَاسِکُوْنَ
اٰخِذُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا یَدْخُلُ اَوَّلُهُمْ حَتّٰی یَدْخُلَ اٰخِرُهُمْ وُجُوْهُهُمْ
عَلٰی صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ

٦١٦٤ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ
عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَهْلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ
یَتَرَاءَوْنَ الْغُرَفَ فِی الْجَنَّةِ کَمَا تَرَاءَوْنَ الْکَوْکَبَ فِی السَّمَآءِ قَالَ

جس کو مزید چارہ کھلا کر موٹا کر دیا جائے پھر آہستہ آہستہ اصلی خوراک کی طرف لایا جائے یہ عمل چالیس روز کی مدت میں کیا جاتا ہے اس مدت کو مضمار کہتے ہیں یہ مضبوط اور قوی تر گھوڑا ہے جو بہت تیز دوڑتا ہے۔

٦١٦٣ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے جنت میں ستر ہزار یا سات لاکھ داخل ہوں گے۔ ابو حازم نے نہ جانا کہ دو میں سے کونسا فرمایا وہ ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے ہوں گے ان میں سے پہلا شخص جنت میں داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ آخری بھی اس کے ساتھ داخل ہوگا۔ (یعنی اول آخر اکٹھے داخل ہوں گے) ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

شرح ٦١٦٣ ـــ : اگر یہ سوال پوچھا جائے اس طرح جنت میں داخل ہونا کیسے متصور ہوگا یہ دخول دور کو مستلزم ہے کیونکہ دخولِ اوّل دخولِ ثانی پر موقوف ہے اسی طرح بالعکس ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ صفِ واحد میں ایک ہی دفعہ داخل ہوں گے۔ یہ اگرچہ دورِ معیت ہے لیکن یہ محال نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٦١٦٤ ـــ ترجمہ : سہل سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت والے جنت میں بالاخانے دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں ستارہ دیکھتے ہو۔ عبدالعزیز نے کہا میرے باپ ابو حازم نے کہا میں نے یہ نعمان بن ابی عیاش سے بیان کیا تو انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو سعید سے سنا یہ وہ بیان کرتے تھے اور اس میں

marfat.com
Marfat.com

اَبِیْ فَحَدَّثْتُ النُّعْمَانَ بْنَ اَبِیْ عَیَّاشٍ فَقَالَ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ اَبَاسَعِیْدٍ یُحَدِّثُ وَیَزِیْدُ فِیْهِ کَمَا تَرَاءَوْنَ الْکَوْکَبَ الْغَابِرَ فِی الْاُفُقِ الشَّرْقِیِّ وَالْغَرْبِیِّ ۶۱۶۵ — حدثنی مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اَکُنْتَ تَفْتَدِیْ بِهٖ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیَقُوْلُ اَرَدْتُ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ اَلَّا تُشْرِكَ بِیْ شَیْئًا فَاَبَیْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِیْ

یہ اضافہ کیا کہ جیسے تم شرقی اور غربی افق میں غروب ہونے والا ستارہ دیکھتے ہو۔

۶۱۶۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مشرق میں ستارہ غروب نہیں ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا لازم مراد ہے اور وہ بُعد وغیرہ ہے۔ طیبی نے کہا اس حدیث میں جنّت میں بالاخانہ والے کو دیکھنے والے کی رؤیت کو دُور سے چمکنے میں ستارہ دیکھنے والے کی رُویت سے تشبیہ دی جو شرقی اور غربی جانب میں چمکتا ہے۔

۶۱۶۵ — ترجمہ : ابوعمران نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کرتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ہلکے عذاب والے سے فرمائے گا اگر تیرے لئے زمین میں ہر شئ ہو کیا تو عذاب کے عوض وہ فدیہ کر دے گا ؟ وہ کہے گا جی ہاں ! اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ سے اس سے آسان کا ارادہ کیا تھا جبکہ تو آدم کی پشت میں تھا کہ میرا کسی کو شریک نہ ٹھہرا لیکن تو نے انکار کیا مگر یہ کہ میرا شریک بنائے گا "

(حدیث ۳۱۱۹ جلد : ۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۶۱۶۶ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَۃِ كَاَنَّهُمُ الثَّعَارِیْرُ قُلْتُ وَمَا الثَّعَارِیْرُ قَالَ الضَّغَابِیْسُ وَكَانَ قَدْ سَقَطَ فَمُهٗ فَقُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ اَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَخْرُجُ بِالشَّفَاعَۃِ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ

ترجمہ : حضرت جابر سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفاعت کے ذریعہ لوگ آگ سے نکلیں گے گویا کہ وہ ثعاریر ہوں گے میں نے عرض کیا ثعاریر کیا ہیں فرمایا وہ ککڑیاں ہیں۔ حماد نے کہا اس کے دانت جھڑ گئے تھے۔ میں نے عمرو بن دینار سے کہا اے ابا محمد آپ نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ شفاعت کے ذریعہ دوزخ سے لوگ نکلیں گے گویا کہ وہ ثعاریر ،، ہیں میں نے کہا ثعاریر کیا ہیں فرمایا صغابیس ،، چھوٹی چھوٹی ککڑیاں ،، عمرو کا منہ گر گیا تھا۔

۶۱۶۵ — شرح : ثعاریر، ثعرور بروزن عصفور کی جمع بمعنی چھوٹی چھوٹی ککڑیاں ہے اس کے معنی ضعیف مرد بھی ہیں اس تشبیہ سے غرض دوزخ سے نکلنے والوں کا حال، تازگی صورت اور تجددِ خلقت ہے یعنی دوزخ سے نکلنے والے لوگوں کا حال ایسا ہوگا جیسے چھوٹی چھوٹی ککڑیاں ہیں ان کی صورت تازہ اور خلقت نئی ہوگی۔

حماد نے کہا عمرو کا منہ گر چکا تھا یعنی وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے اور بڑھاپے کے باعث اُن کے دانت نکل گئے تھے اور حروف کا حق ادا نہیں کر سکتے تھے اسی لئے اُن کا لقب اَثرم تھا، ثرم کے معنی دانتوں کا گر جانا ہے ،، ان کی کنیت ابو محمد ہے اسی لئے حماد نے کہا اے ابا محمد تم نے یہ جابر بن عبداللہ سے سُنا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ شفاعت سے لوگ دوزخ سے نکلیں گے عمرو نے کہا جی ہاں ! معتزلہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں ان کے مذہب کا ردّ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۱۶۷ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخْرَجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا مَسَّهُمْ مِنْهَا سَفْعٌ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فَيُسَمِّيهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّينَ

منکرین شفاعت کا ردّ

ابن بطال مالکی رحمہ اللہ نے کہا معتزلہ اور خارجی گناہ گار دوزخیوں کے شفاعت کے سبب دوزخ سے نکلنے کے منکر ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ، دوزخیوں کو شفاعت کرنیوالوں کی شفاعت نفع نہ دے گی، اہل سنّت وجماعت اس کے جواب میں کہتے ہیں یہ آیت کریمہ کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو بتوں کی شفاعت کے قائل تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم امّت کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس میں بکثرت احادیث وارد ہیں۔ قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ "عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا" سے مراد شفاعت ہے۔ جمہور علماء نے اس کی یہی تفسیر کی ہے اور اس پر اجماع قائم ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبری سے نقل کیا اکثر مفسّرین کہتے ہیں مقام محمود وہ مقام ہے جہاں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے تاکہ لوگوں کو محشر کی سختیوں سے بچائیں اور انہیں آرام دلائیں۔ ابن عباس، ابوہریرہ، ابومسعود، حسن بصری، قتادہ رضی اللہ عنہم سے مرفوع روایات منقول ہیں کہ مقامِ محمود شفاعت ہے۔ طبری نے یہ بھی کہا کہ لیث نے مقام محمود کی تفسیر میں مجاہد سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ اپنے عرش پر بٹھائے گا۔ نقاش نے ابوداؤد صاحب سنن سے نقل کیا جو اس کا انکار کرے وہ جھوٹا ہے، حالانکہ ثعلبی نے ابن مسعود سے اور ابوالشیخ نے ابن عباس کے ذریعہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز رب العالمین کے حضور اللہ تعالیٰ کی کرسی پر ہوں گے جب گناہ گار شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب دوزخ سے باہر نکلیں گے تو کافر کہیں گے۔ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ہمارا کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ، کے یہی معنی ہیں، کہ ان کی کوئی شفاعت نہ ہوگی۔"

marfat.com
Marfat.com

۶۱۶۸ — حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو ابْنُ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ یَقُوْلُ اللّٰهُ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ اِیْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَیُخْرَجُوْنَ وَقَدِ امْتُحِشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَیُلْقَوْنَ فِیْ نَهَرِ الْحَیَوَانِ فَیَنْبُتُوْنَ کَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِیْ

ترجمہ : انس بن مالک نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

۶۱۶۷ — دوزخ سے ایک قوم نکلے گی جبکہ دوزخ کی حرارت نے ان کو جلا دیا ہوگا اور وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کو جنت والے جہنمی کہیں گے۔

شرح : سَفْعٌ کے معنی آگ کی حرارت ہے یعنی بعض لوگ دوخ کا عذاب

۶۱۶۷ — پانے کے بعد جنّت میں داخل ہوں گے تو جنّت والے ان کا نام جہنمی رکھیں گے اسی نام سے ان کو پکاریں گے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنّت والے ان کو جہنمی کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ "عُتَقَاءُ اللّٰہ" ہیں یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کیا ہے۔ مسلم نے ابوسعید سے روایت کی ہے وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے تو ان کا یہ نام جاتا رہے گا

ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۶۱۶۸ — نے فرمایا جس وقت جنّت والے جنّت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کی مقدار ایمان ہے اس کو دوزخ سے نکالو پس وہ دوزخ سے اس حال میں نکلیں گے کہ وہ جل سڑ کر کوئلہ کی مانند ہوئیں گے ان کو آبِ حیات کی نہر میں ڈالا جائے گا وہ ایسے نکلیں گے جیسے سیلاب خس وخاشاک میں سے دانہ اُگتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے دیکھا نہیں کہ دانہ بیج دتاب کھاتا ہوا زرد اُگتا ہے۔

شرح : "اُمْتُحِشُوْا" امتحاش بمعنی احتراق ہے یعنی وہ جل جائیں گے۔ "حُمَمٌ"

۶۱۶۸ — حُمَمَہ کی جمع بمعنی کوئلہ ہے جمیل سیل سیلاب پر خس وخاشاک ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

حَمِيلِ السَّيْلِ اَوْقَالَ حَمِيَّةِ السَّيْلِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّهَا تَنْبُتُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً

۶۱۶۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَرَجُلٌ تُوْضَعُ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ يَغْلِيْ مِنْهَا دِمَاغُهٗ

حَمِيَّة بمعنی سیلاب کی تیزی اور تندی ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہ دانہ بہت جلد ایک دن رات میں اُگ پڑتا ہے۔ لوگوں کے بدنوں کے لوٹنے کو اس دانہ سے تشبیہ دی تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح سیلاب کے خس وخاشاک میں تیزی سے اگنے والا اپنے حال پہ آجاتا ہے اسی طرح دوزخی آبِ حیات میں ڈالے جانے کے بہت جلد اپنے اصلی بدنوں کی طرف لوٹ آئیں گے۔ (حدیث ۲۱ ج : اکی شرح دیکھیں)

۶۱۶۹ — ترجمہ : نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا قیامت کے دن سب سے آسان ترین عذاب والا ایک آدمی ہے کہ اس کے پاؤں تلے آگ کا کوئلہ رکھا ہوگا جس کے سبب اس کا دماغ جوش مارتا ہوگا۔

۶۱۶۹ — شرح : عینی نے ابن تین سے نقل کیا کہ ہوسکتا ہے کہ اس آدمی سے مراد ابوطالب ہوں لَرَجُلٌ کا لام مفتوح برائے تاکید ہے۔ قولہ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ اَخمص پاؤں کا نچلہ حصّہ ہے جو چلتے وقت زمین پہ نہیں لگتا۔ بخاری کی روائت میں "جمرۃ" ایک کوئلہ مذکور ہے جبکہ مسلم کی روائت میں "جمرتان" دو کوئلے مذکور ہیں؛ چنانچہ اس کے بعد متصل حدیث میں بھی جمرتان مذکور ہیں۔ ابن تین نے کہا ایک جمرہ پر اقتصار کیا اس سے دوسرے جمرہ پر دلالت ہوجاتی ہے؛ کیونکہ سامع جانتا ہے کہ ہر شخص کے دو قدم ہوتے ہیں۔ کرمانی نے کہا قدمین سے معلوم ہوتا ہے کہ جمرہ سے جمرتان مراد ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۶۱۷۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ عَلٰى اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ بِالْقُمْقُمِ

۶۱۷۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ النَّارَ فَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

۶۱۷۲ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ

۶۱۷۰ ترجمہ : نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن دوزخ والوں سے سب سے آسان تر عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کے دونوں قدموں کے نیچے دو کوئلے رکھے جائیں گے جس سے اس کا دماغ جوش مارے گا جیسے ہانڈی اور شیشہ کا برتن جوش مارتا ہے۔

۶۱۷۱ شرح : قمقم کے دونوں قاف مضموم ہیں اور اُن کے درمیان میم ساکن ہے اس پر باء تعدیہ کے لئے مصاحبت کے لئے بھی ہوسکتی ہے اس کے معنی تنگ منہ والا شیشے کا برتن ہے جس میں پانی گرم ہوتا ہے۔ تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح آگ ہانڈی کو جوش دیتی ہے اسی طرح دوزخ کی آگ انسان کے بدن کو سخت گرم کرے گی اس کا اثر دماغ تک پہنچے گا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ قمقم بمعنی کثیر پانی ہے اور قمقام بزرگ آدمی کو کہتے ہیں۔

۶۱۷۲ — ترجمہ : عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کو ذکر کیا اور چہرہ انور دوسری طرف پھیر لیا اور اس سے پناہ مانگی پھر فرمایا

marfat.com
Marfat.com

حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ
الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهٗ عَمُّهٗ
اَبُوْطَالِبٍ فَقَالَ لَعَلَّهٗ تَنْفَعُهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ
مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ تَغْلِيْ مِنْهُ اُمُّ دِمَاغِهٖ

۶۱۷۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ
قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا
فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ

آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرنے سے اور جو یہ نہ پائے وہ اچھے کلام سے۔

(حدیث ۱۳۳۲/ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ
۶۱۷۲ — صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپ کے پاس آپ کے چچا ابو طالب کا
ذکر کیا گیا تو حضور نے فرمایا قیامت کے دن یقیناً انہیں میری شفاعت نفع دے گی اور ان کے قدموں کے
نیچے آگ کا کوئلہ رکھا جائے گا جو ان کے ٹخنوں کو پہنچے گا اس سے اُن کا دماغ کھولے گا۔

شرح : ۶۱۷۲ — ابو طالب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا
جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کافروں کو کسی شفاعت کرنے والی شفاعت
نفع نہ دے گی،، اس کا جواب یہ ہے کہ ابو طالب اس آیت کریمہ سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے
مخصوص ہیں۔ نیز یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ کافروں کو ان کے کفر اور گناہوں پہ عذاب دیا جائے گا ہو سکتا ہے کہ
شفاعت کرنے والوں کی اطمینانِ قلب کے لئے بعض کافروں کو اُن کے گناہوں کا عذاب نہ ہو اور کفر کے
باعث عذاب میں گرفتار ہوں، کیونکہ کافر کی نیکیاں کفر پہ مرنے کے باعث بیکار ہو جاتی ہیں لہٰذا انہیں ثواب

marfat.com
Marfat.com

مِنْ رُوْحِهٖ وَ اَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ
هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ اِئْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ
لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ اِئْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا
فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ اِئْتُوْا مُوْسَى الَّذِيْ كَلَّمَهُ
اللّٰهُ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهٗ اِئْتُوْا عِيْسٰى فَيَاْتُوْنَهٗ
فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ غُفِرَ لَهٗ
مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَاِذَا رَاَيْتُهٗ
وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُقَالُ لِيْ اِرْفَعْ رَاْسَكَ فَسَلْ تُعْطَهْ
وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُ رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْ ثُمَّ
اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا ثُمَّ اُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ
فَاَقَعُ سَاجِدًا مِثْلَهٗ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ حَتّٰى مَا بَقِيَ فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ

حاصل نہ ہوگا۔ (حدیث ۱۲۸۰ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۱۷۳ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوگوں کو قیامت کے دن جمع کرے گا پس لوگ کہیں گے اگر ہم اپنے پروردگار کے حضور شفاعت طلب کرتے تاکہ وہ ہم کو اس جگہ سے آرام دے جس میں ہم اب ہیں تو بہتر ہوتا؛ چنانچہ وہ آدم "علیہ الصلوٰۃ والسلام" کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور آپ میں روح ڈالی اور فرشتوں کو حکم دیا انہوں نے آپ کو سجدہ کیا آپ ہمارے پروردگار کے حضور ہماری شفاعت کریں وہ کہیں گے میں اس پوزیشن میں نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں اور وہ اپنی خطاء ذکر کریں گے اور کہیں گے تم نوح "علیہ السلام" کے پاس جاؤ وہ پہلے رسول ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث

marfat.com
Marfat.com

حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَكَانَ قَتَادَةُ يَقُوْلُ عِنْدَهٰذَا اَیْ وَجَبَ عَلَيْهِمُ الْخُلُوْدُ

فرمایا ہے لوگ نوح کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطاء ذکر کریں گے تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطاء ذکر کریں گے تم موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس جاؤ اُن سے اللہ نے کلام کیا ہے۔ لوگ موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں اور اپنی خطاء ذکر کریں گے۔ تم عیسیٰ "علیہ السلام" کے پاس جاؤ لوگ عیسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں اس پوزیشن میں نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اللہ تعالیٰ اُن کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ لوگ میرے پاس آئیں گے میں اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کروں گا۔ جب میں اپنے پروردگار کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے جتنا وقت چاہے گا سجدہ میں رہنے دے گا پھر مجھے کہا جائے گا اپنا سر اُٹھائیں سوال کریں وہ آپ کو دیا جائے گا جو چاہیں گفتگو کریں وہ سُنی جائے گی شفاعت کریں قبول کی جائے گی میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کو وہ حمد کروں گا جس کا اللہ مجھے علم دے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی پھر ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا پھر میں اللہ کے حضور جاؤں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا۔ دوسری اور تیسری بار اس طرح سجدہ میں رہوں گا یہاں تک کہ دوزخ میں کوئی باقی نہ رہے گا۔ مگر وہ شخص جس کو قرآن نے روک رکھا ہو (مشرک ہو) اس وقت قتادہ نے کہا ان لوگوں پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا واجب ہو گیا ہوگا۔

شرح ۶۱۷۳ — : قولہ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا ،، اگر لَوْ شرطیہ ہو تو جزاء محذوف ہے وہ یہ ہے کہ بہتر ہوگا ،، اگر تمنّی کے لئے ہو تو معنی یہ ہوں گے کاش ہم کسی کی شفاعت طلب کرتے اس تقدیر پر جزاء کی احتیاج نہ ہوگی مسلم کی روایت میں ہے کہ ان کو شفاعت طلب کرنے کا الہام ہوگا۔ قولہ علی ربنا یعنی ہم اپنے رب کے حضور مدد طلب کریں اس وقت "کلمہ علی" استعانت کے معنی کو متضمن ہوگا ،، قولہ یُرِیحُنَا ،، یعنی ہم کو محشر کے مصائب سے آرام دے اور مصائب سے باہر نکالے اور لوگوں میں فیصلہ کرے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تواضع و انکساری کے طور فرمائیں گے میرا یہ مقام نہیں اور میں اس پوزیشن میں نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ مقام میرے لئے نہیں میرے سوا کسی اور اعلیٰ شخصیت کے لئے ہے لہٰذا تم نوح کے پاس چلے جاؤ وہ پہلے رسول مبعوث ہوئے ہیں اور اپنی خطاء ذکر کریں گے جو انہوں نے شجرہ ممنوعہ سے تناول کیا تھا اور اس کے سبب جنت سے زمین پر تشریف لے آئے تھے ،، راقم الحروف کی رائے میں حضرت آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ سے تناول فرمانا

marfat.com
Marfat.com

جبری تھا اور وہ اس میں مجبور تھے؛ کیونکہ اُن کی خلقت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: میں زمین میں اپنا خلیفہ بنا رہا ہوں؛ لیکن جب ان کو پیدا کیا تو اُن کو جنّت میں جگہ دی کہ جو چاہیں کھائیں پئیں اور فلاں درخت سے تناول نہ کریں۔ اب اگر وہ شجرۂ ممنوعہ سے تناول نہ فرماتے بحکم خداوند قدوس ہمیشہ جنّت میں رہتے اور زمین پر تشریف نہ لاتے اس تقدیر پر جو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو خبر دی تھی کہ وہ زمین میں خلیفہ بنا رہا ہے خلافِ واقع ہو جاتی اور اللہ کی خبر کا خلاف واقع ہونا محال ہے لہٰذا آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ سے تناول نہ کرنا محال تھا جبکہ ایک محال دوسرے محال کو مستلزم ہوتا ہے نتیجۃً شجرۂ ممنوعہ سے تناول کرنا آدم علیہ السلام کے لئے فرض تھا اور فرض کی تکمیل خطاء نہیں ہوتی۔ الحاصل حضرت آدم علیہ السلام کو صورۃً شجرۂ ممنوعہ سے روکا گیا تھا اور معنیً وہ مامور بہ تھے "صاوی"

غایت ما فی الباب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی خطاء شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنا تھا۔ نوح علیہ السلام کی خطاء اپنی قوم کی ہلاکت کی دعا تھی۔ ابراہیم علیہ السلام کی خطاء تین معاریض ہیں جن کو ثلاث کذبات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی خطاء قبطی کو قتل کرنا تھا۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا خطایا کو اپنی طرف منسوب کرنا تواضع و انکساری اور کسرِ نفس کے طور پر تھا؛ ورنہ درحقیقت وہ کبائر اور صغائر سے معصوم ہیں۔ قولہ اوّل رُسُل" اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام رسُولوں سے پہلے رسول حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ نوح علیہ السلام پہلے رسُول نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مختلف فیہ ہے یا مراد یہ ہے کہ پہلا رسُول جس نے اپنی قوم کو ہلاکت سے ڈرایا ہے یا مراد وہ پہلا رسُول ہے جس کی قوم تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شفاعت طلب کرنے والوں کو ابتداء سے ہی کیوں نہ الہام کیا گیا کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے شفاعت طلب کریں اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے؛ کیونکہ شفاعت کبریٰ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی منصب اعلیٰ ہے آپ کے سوا اور کوئی اس پہ اقدام نہ کر سکتا تھا۔

قولہ مَا بَقِیَ فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَہُ الْقُرْآن" یعنی دوزخ میں وہی لوگ رہ گئے ہیں جو بحکم قرآن اس میں پڑے ہیں؛ چنانچہ یہ وہ مشرک ہیں جن کے حق میں قرآن نازل ہے کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے" امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کشف العلوم الاخرہ میں ذکر کیا کہ لوگوں کے آدم علیہ السلام کے پاس آنے پھر اس کے بعد نوح علیہ السلام کے پاس جانے کی مدت ایک ہزار سال ہوگی۔ اسی طرح ایک نبی سے دوسرے نبی کے پاس جانے کی مدت ایک ایک ہزار سال ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوّلاً اللہ تعالیٰ میرے لئے حد مقرر کر دے گا جس سے میں تجاوز نہ کروں گا

marfat.com
Marfat.com

۶۱۷۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُخْرَجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُدْخَلُوْنَ الْجَنَّةَ وَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ

۶۱۷۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُمَّ حَارِثَةَ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ هَلَكَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَهٗ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ مَوْقِعَ حَارِثَةَ مِنْ قَلْبِیْ فَاِنْ كَانَ فِی الْجَنَّةِ لَمْ اَبْكِ عَلَيْهِ وَالَّا سَوْفَ تَرٰى مَا اَصْنَعُ فَقَالَ لَهَا هَبِلْتِ اَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِیَ اَمْ جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ وَاِنَّهٗ لَفِی الْفِرْدَوْسِ الْاَعْلٰى وَقَالَ غَدْوَةٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

مثلاً اللہ فرمائے گا میں آپ کی شفاعت ان لوگوں کے بارے میں قبول کرتا ہوں جنہوں نے نماز باجماعت میں قصور کئے ہیں۔ پھر ان کے بارے میں جنہوں نے نمازوں میں کمی کی ہے پھر ان کے بارے میں جنہوں نے شراب پی ہے پھر ان کے بارے میں جنہوں نے زناء کئے ہیں، چنانچہ اسی اسلوب پر حدیں مقرر ہوں گی۔

۶۱۷۴ — ترجمہ: عمران بن حصین نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ایک قوم نکلے گی وہ جنت میں آئیں گے تو ان کو جہنمی کہا جائے گا۔

۶۱۷۵ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُمِّ حارثہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی جبکہ حارثہ جنگِ بدر میں شہید ہو چکے تھے ان کو نامعلوم تیر لگا تھا۔ ام حارثہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے دل میں حارثہ کا مقام

marfat.com
Marfat.com

أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ أَوْ مَوْضِعُ قِدِّهِ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَنَصِيفُهَا يَعْنِي الْخِمَارَ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

٦١٧٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْجَنَّةَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ أَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ لِيَكُونَ عَلَيْهِ حَسْرَةً

جانتے ہیں (مجھے اس سے بہت محبت ہے) اگر وہ جنت میں ہے تو میں اس پر نہیں روؤں گی ورنہ آپ عنقریب دیکھ لیں گے کہ میں کس قدر اس پر گریہ وزاری کروں گی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اے بچہ کو گم پانے والی خاتون کیا ایک جنت ہے بے شک جنتیں بہت ہیں اور حارثہ جنت الفردوس میں ہے اور فرمایا اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے۔ جنت میں تم میں سے کسی ایک کی کمان کی مقدار جگہ یا اُس کے کوڑے کی جگہ دنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے سے بہتر ہے اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو زمین و آسمان کو روشن کر دے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کو خوشبو سے بھر دے۔ اور جنت کی عورت کا دوپٹہ دینا اور جو کچھ دنیا میں ہے سے بہتر ہے۔

٦١٧٥ شرح: "سَهْمٌ غَرْبٌ"، وہ تیر ہے جس کے پھینکنے والے کا علم نہ ہو۔ سہم مضاف اور غرب مضاف الیہ ہے۔ قِدّ بمعنی کوڑا ہے بعض نسخوں میں "او موضع قدم" ہے۔ نَصِیف بمعنی دوپٹہ ہے (حدیث ٢٦٠٣ ج ٤ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۶۱۷۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَلَّا يَسْئَلَنِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلَ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جنت میں کوئی شخص داخل نہ ہوگا مگر دوزخ میں اس کی جگہ اُسے دکھائی جائے گی اگر وہ بُرائی کرتا (ایمان نہ لاتا) تاکہ وہ شکر زیادہ کرے اور کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا مگر جنت میں اس کی جگہ دکھائی جائے گی اگر وہ مخلص ہوتا (اسلام قبول کرتا) تاکہ اس کی حسرت زیادہ ہو جائے۔

۶۱۷۶ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنت شکر کا مقام نہیں بلکہ وہ دارِ جزاء ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جنت میں شکر بطور تکلیف نہیں بلکہ لذت حاصل ہونے کے طور پر ہوگا یا شکر سے اس کا لازم خوشی اور رضامندی مراد ہے؛ کیونکہ کسی شئی پر شکر کرنے والا اُس سے خوش ہوتا ہے۔ دوزخی کو جنت اور جنتی کو دوزخ دکھانے میں حکمت یہ ہے کہ دوزخی کی حسرت اور تعذیب میں اضافہ ہو کہ اگر وہ اچھے عمل کرتا اور مسلمان ہوتا تو یہ عظیم مقام حاصل کرتا اسی طرح جنتی کی خوشی میں اضافہ ہوتا ہے کمالا یخفیٰ ،،

۶۱۷۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن آپ کی شفاعت کے سبب کون زیادہ نیک بخت ہوگا (یہ سعادت کس کا نصیب ہوگا) سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا ہریرہ! میرا گمان تھا کہ اس حدیث کے متعلق کوئی شخص تم سے پہلے مجھ سے نہ پوچھے گا؛ کیونکہ میں حدیث میں تمہاری حرص جانتا ہوں۔ قیامت کے روز میری شفاعت کی سعادت کا سب سے زیادہ نصیب اس کا ہوگا جو خلوص قلب سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہوگا

marfat.com
Marfat.com

۶۱۷۸ — حَدَّثَنِیْ عُثْمٰنُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبِیْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا رَجُلٌ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَیَاْتِیْهَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّهَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَیَاْتِیْهَا فَیُخَیَّلُ اِلَیْهِ اَنَّهَا مَلْاٰی فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰی فَیَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ تَسْخَرُ مِنِّیْ اَوْ تَضْحَكُ مِنِّیْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَكَانَ یُقَالُ ذَاكَ اَدْنٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً

۶۱۷۸ — ترجمہ : حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں آخری دوزخی کو جانتا ہوں جو سب سے آخر دوزخ سے نکلے گا اور آخری جنتی کو جانتا ہوں جو سب سے آخر جنت میں داخل ہوگا وہ آدمی ہے جو دوزخ سے سرینوں کے بل چلتا ہوا نکلے گا اس کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جا جنت میں داخل ہو جا وہ جنت میں آئے گا تو وہ اس کو لوگوں سے بھری ہوئی محسوس ہوگی وہ واپس ہوگا اور کہے گا اے پروردگار میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا ہے۔ اللہ فرمائے گا جا جنت میں داخل ہو جا تیرے لئے دنیا کی مثل اور اس کی دس مثلیں ہیں یا فرمایا تیرے لئے دنیا کی دس مثلوں کی مثل جنت ہے۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار تو مجھ سے تمسخر کرتا ہے یا کہا تو مجھ سے ہنسی کرتا ہے، حالانکہ تو بادشاہ ہے (اور یہ بادشاہوں کے لائق نہیں) میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہنسے حتی کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے کہا جائے گا یہ شخص مرتبہ میں

marfat.com

Marfat.com

۶۱۷۹ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَفَعْتَ اَبَاطَالِبٍ بِشَيْءٍ

تمام جنّتیوں سے ادنیٰ ہوگا۔

شرح ۶۱۷۸ــ : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنّت کی چوڑائی سارے آسمانوں اور زمینوں کے عرض جیسی ہے تو دُنیا کی دس مثلیں کیسے ہوگی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صرف مثال کے طَور پہ ذکر کیا ہے اور ہماری سمجھ کے مطابق اس کی فراخی بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سخریّت کی نسبت بطورِ مقابلہ ہے۔ اگرچہ دوسری جانب استہزاء کا ذکر نہیں، لیکن جب اُس نے بار بار معاہدہ کر کے اس کے خلاف کیا تو اِس کا یہ فعل مذاق کرنے والے جیسا ہوگا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اس کو فرمانا کہ جنّت میں داخل ہوجا اور اس کا جنّت کی طرف بار بار آنا اور اس کو بھری ہُوئی خیال کرنا مذاق کی صورت ہے جو اس کے فعل کی جزاء ہے لہٰذا سخریّت کی جزآء کا نام سخریّت دیا گیا ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہنسی اور مذاق کی نسبت اللہ کی طرف کیسے صحیح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اطلاقات سے اُن کے لوازم مراد ہوتے ہیں جیسے رحمٰن و رحیم کا اطلاق غائت کے اعتبار سے ہے اور وہ تفضّل و احسان ہے۔

نواجذ سے مراد وہ دانت ہیں جو ہنستے وقت ظاہر ہوتے ہیں اگرچہ مشہور یہ ہے کہ نواجذ داڑھیں ہیں۔ قولہ تَضْحَكُ مِنِّيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ اَتَسْتَهْزِئُ عَلَيَّ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ، تو مجھ سے استہزاء کرتا ہے؛ حالانکہ تو رب العالمین ہے۔ اُس شخص نے یہ کلام غائت سرور میں آکر کہا جس کو اس کی زبان ضبط نہ کر سکی۔ اور یہ کلام اس کی زبان پر حسبِ عادت لوگوں سے مکالمہ کے وقت جاری ہُوا جیسے توبہ کی حدیث میں زادِ سفر سے لادھی ہُوئی اونٹنی گم کرنے والے نے اس کو پایا تو غائت فرح و سرور میں آکر کہا، اے اللہ تو میرا عبد ہے اور میں تیرا رب ہوں، جبکہ خوشی کے باعث اس کی زبان ضبط نہ کر سکی تھی۔

۶۱۷۹ــ ترجمہ : حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کیا آپ نے ابوطالب کو نفع دیا ہے؟ (اختصار کے باعث جواب محذوف ہے جبکہ دوسری حدیث میں جواب کی تصریح مذکور ہے)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلصِّرَاطُ جَسْرُ جَهَنَّمَ

۶۱۸۰ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيْدٌ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُمَا ح وَحَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ نَاسٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهُ سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ غَيْرِ الصُّوْرَةِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا اَتَانَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِي الصُّوْرَةِ

باب صراط جہنّم کا پل ہے

۶۱۸۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! کیا ہم قیامت کے روز اپنے ربّ کو دیکھیں گے حضور نے فرمایا کیا تمہیں سُورج دیکھنے میں منازعت یا مزاحمت ہوتی ہے؟ جبکہ اس کے آگے بادل نہ ہوں۔

marfat.com

Marfat.com

الَّتِیْ یَعْرِفُوْنَ فَیَقُوْلُ اَنَا رَبُّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا فَیَتَّبِعُوْنَهٗ وَیُضْرَبُ
جَسْرُ جَهَنَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ
یُّجِیْزُ وَدُعَاءُ الرُّسُلِ یَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَبِهٖ کَلَالِیْبُ مِثْلُ
شَوْکِ السَّعْدَانِ اَمَا رَاَیْتُمْ شَوْکَ السَّعْدَانِ قَالُوْا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قَالَ فَاِنَّهَا مِثْلُ شَوْکِ السَّعْدَانِ غَیْرَ اَنَّهَا لَا یَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ
فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ مِنْهُمُ الْمُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ ثُمَّ
یَنْجُوْ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَیْنَ عِبَادِهٖ وَاَرَادَ اَنْ یُّخْرِجَ مِنَ النَّارِ
مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّخْرِجَ مِمَّنْ کَانَ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَمَرَ الْمَلٰٓئِکَةَ
اَنْ یُّخْرِجُوْهُمْ فَیَعْرِفُوْنَهُمْ بِعَلَامَةِ اٰثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ
اَنْ تَاْکُلَ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ اَثَرَ السُّجُوْدِ فَیُخْرِجُوْنَهُمْ قَدِ امْتُحِشُوْا فَیُصَبُّ

لوگوں نے کہا نہیں ،، یا رسُول اللہ ! صلّی اللہ علیہ وسلّم ! فرمایا کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں مزاحمت ہوتی ہے جبکہ اس کے قریب بادل نہ ہو ؟ لوگوں نے کہا نہیں ! یا رسُول اللہ ! صلّی اللہ علیہ وسلّم فرمایا تم قیامت کے دن اللہ کو ایسے ہی دیکھو گے (اللہ کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت نہ ہوگی) اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا اور فرمائے گا جو کوئی کسی کی عبادت کرتا تھا وہ اس کی متابعت کرے (اس کے پیچھے چلا جائے) پس جو سورج کی عبادت کرتا تھا وہ سُورج کا پیچھا کرے گا اور جو کوئی چاند کی پوجا کرتا تھا وہ چاند کا پیچھا کرے گا ۔ اور جو کوئی بتّوں کا پجاری ہوگا وہ اُن کے پیچھے چلا جائے گا یہ اُمّت باقی رہ جائے گی ۔ اس میں منافق بھی ہوں گے اُن کے پاس اللہ تعالیٰ اُس شان کے علاوہ ظہور فرمائے گا جسے وہ پہچانتے تھے اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے نعوذ باللہِ مِنک ،، ہم تجھ سے پناہ چاہتے ہیں یہ ہمارا مقام ہے حتّٰی کہ ہمارا رب یہاں ظہور فرمائے گا جب وہ ظہور فرمائے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے ۔ پس اللہ تعالیٰ ایسی شان اور صفت

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِمْ مَاءٌ يُقَالُ لَهٗ مَاءُ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ
وَيَبْقٰى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ عَلَى النَّارِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَ
اَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَاصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوا اللّٰهَ فَيَقُوْلُ
لَعَلَّكَ اِنْ اَعْطَيْتُكَ اَنْ تَسْئَلَنِيْ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْئَلُكَ
غَيْرَهٗ فَيَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَارَبِّ قَرِّبْنِيْ اِلٰى
بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ اَلَّا تَسْئَلَنِيْ غَيْرَهٗ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ

میں ظہور فرمائے گا جسے وہ پہچانتے تھے اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے وہ اس کی اتباع کریں گے اور جہنم پر پُل رکھا جائے گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اُن لوگوں میں سے سب سے پہلے اس پر سے گزروں گا۔ اس روز رسولوں کی دعا یہ ہوگی۔ اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ وَاللّٰھُمَّ سَلِّمْ اے اللہ سلامتی سے گزار دے۔ اے اللہ سلامتی سے گزار دے اور پُل کے ساتھ سعدان کے کانٹوں کی طرح کانٹے ہوں گے کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم (ہم نے شوکِ سعدان دیکھے ہیں) فرمایا وہ کانٹے سعدان کے کانٹوں کی مثل ہوں گے سوا اس کے کہ ان کی بڑائی کی مقدار صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ لوگوں کو اُن کے اعمال کے مطابق پکڑے گی اُن میں سے بعض تو اپنے عمل کے باعث ہلاک ہو جائیں گے اور بعض کاٹے جائیں گے پھر نجات پا جائیں گے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلہ سے فارغ ہوگا اور ارادہ کرے گا کہ دوزخ سے اُن لوگوں کو نکالے جو یہ گواہی دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حق معبود نہیں تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان کو نکالیں فرشتے سجدہ کے نشانوں کی علامت سے انہیں پہچانیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ آدم کے بیٹے سے سجدہ کے نشان کو کھائے فرشتے ان کو (دوزخ سے) نکالیں گے حالانکہ وہ جل کر کوئلہ کی طرح ہو گئے ہوں گے پس اُن پر پانی ڈالا جائے گا جسے آبِ حیات کہا جاتا ہے تو وہ ایسے تازہ ہو جائیں گے جیسے سیلاب کے خس و خاشاک میں سے دانہ اُگتا ہے اِن میں سے صرف ایک آدمی باقی رہ جائے گا جو اپنا چہرہ دوزخ کی طرف کرنے والا ہوگا وہ کہے گا اے میرے پروردگار مجھے دوزخ کی گرم ہوا نے جھلسا دیا ہے اور اس کی

marfat.com
Marfat.com

مَا اَغْدَرَكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ فَيَقُوْلُ لَعَلِّيْ اِنْ اَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ تَسْئَلُنِيْ غَيْرَهٗ
فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْأَلُكَ غَيْرَهٗ فَيُعْطِيْ اللّٰهَ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ
اَلَّا يَسْئَلَهٗ غَيْرَهٗ فَيُقَرِّبُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا رَاٰى مَا فِيْهَا سَكَتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ
اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ اَلَّا
تَسْئَلَنِيْ غَيْرَهٗ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ
اَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتّٰى يُضْحِكَ فَاِذَا ضَحِكَ مِنْهُ اَذِنَ لَهٗ

تیزی نے جلا دیا ہے۔ میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے وہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا یقیناً اگر میں تجھے یہ دوں تو اس کے علاوہ تُو اور سوال کرے گا وہ کہے گا اے میرے پروردگار تیری عزت اور بزرگی کی قسم اس کے علاوہ میں تجھ سے کوئی سوال نہ کروں گا پس اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ دوزخ سے پھیر دے گا۔ پھر اس کے بعد وہ کہے گا اے میرے پروردگار! مجھے جنت کے دروازہ کے قریب کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ اس کے علاوہ مجھ سے کوئی سوال نہیں کرے گا؟ اے آدم کے بیٹے تیرے لئے ہلاکت ہو تو کتنا عہد شکن ہے وہ دعائیں کرتا رہے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا یقیناً اگر میں تجھے یہ دے دوں تو اس کے علاوہ تُو اور سوال کرے گا وہ کہے گا تیری عزت اور بزرگی کی قسم میں اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کروں گا وہ اللہ تعالیٰ کو مضبوط عہد و پیمان دے گا کہ وہ اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازہ کے قریب کر دے گا جب وہ جنت کی اشیاء دیکھے گا تو اللہ کے چاہے کے مطابق خاموش رہے گا پھر کہے گا اے میرے پروردگار مجھے جنت میں داخل کر دے اللہ پھر فرمائے گا کیا تو نے یہ نہیں کہا تھا کہ تو اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کرے گا۔ اے ابنِ آدم! تیرے لئے ہلاکت ہو تو کتنا عہد شکن ہے وہ کہے گا اے میرے پروردگار! مجھے اپنی مخلوق میں سے سب سے بڑا بدبخت نہ کر وہ دعائیں کرتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے گا جب اس سے راضی ہو جائے گا تو اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دے گا جب وہ جنت میں داخل ہو گا تو اس سے کہا جائے گا ایسی ایسی شئی کی خواہش کر وہ خواہش کرے گا پھر اسے کہا جائے گا تو ایسی ایسی شئی کی خواہش کر وہ خواہش کرے گا حتیٰ کہ اس کی

marfat.com
Marfat.com

بِالدُّخُوْلِ فِيْهَا فَاِذَا دَخَلَ فِيْهَا قِيْلَ لَهٗ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنّٰى ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنّٰى حَتّٰى تَنْقَطِعَ بِهِ الْاَمَانِيُّ فَيَقُوْلُ لَهٗ هٰذَا لَكَ وَ مِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ اٰخِرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا قَالَ وَاَبُوْسَعِيْدِنِ الْخُدْرِيُّ جَالِسٌ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يُغَيِّرُ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ حَدِيْثِهٖ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى قَوْلِهٖ هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ حَفِظْتُ مِثْلَهٗ مَعَهٗ

ساری خواہش ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا یہ تیرے لئے ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل تیرے لئے ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آدمی سب سے آخری جنتی جنت میں داخل ہوگا۔ عطاء نے کہا جبکہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ابوہریرہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ اس کی حدیث میں کسی شئے کو تردید نہ کرتے تھے یہاں وہ اس کلام "یہ تیرے لئے ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل تیرے لئے ہے" تک پہنچے تو ابوسعید نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "یہ تیرے لئے ہے اور اس کی دس مثلیں تیرے لئے ہیں"، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تو اس کے ساتھ اس کی مثل محفوظ کی ہے۔

۶۱۸۰ — شرح: جِسْر بفتح الجیم وکسرہ دوزخ پر پل نصب کیا جائے گا جس سے مسلمان عبور کر کے جنت میں جائیں گے اسے پلصراط کہتے ہیں۔ یہ تلوار سے تیز اور بال سے باریک ہے۔ اس کے دونوں طرف لمبے لمبے کانٹے ہیں ان میں سے ایک کانٹا ہزاروں کو پکڑ لے گا۔ ابن عساکر نے فضیل بن عیاض سے نقل کیا کہ پل صراط کی مسافت پندرہ ہزار سال کا سفر ہے پانچ ہزار سال کی راہ بلندی پانچ ہزار سال کی راہ مستوی اور پانچ ہزار سال کی راہ اُترنے کی ہے یہ دوزخ کی پشت پر نصب ہوگی اس کو کمزور انسان اللہ کے خوف سے عبور نہ کر سکیں گے۔ اے عزیز! اپنے دل میں غور کر اور نظر و فکر کو راہ دے کہ جب تو پلصراط پر ہوگا جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے اس کے دونوں طرف وہم و گمان میں آنے والے عظیم ترین کانٹے ہیں جب تو ایسے حال میں ہوگا اور اس کے نیچے جہنم میں تیری نظر پڑے اور تیرا کان دوزخیوں کی بلند و پست

marfat.com
Marfat.com

آوازیں سنے اور اس کا دھوؤاں اور حلن نظر آئے اس وقت تیرا کیسا حال ہوگا جبکہ ایک پاؤں اس پر رکھے گا اور اس کی تیزی کو محسوس کرے گا اور دوسرا قدم اُٹھانے میں مجبور ہوگا اور لوگ تیرے آگے پُل پر سے پھسلتے ہوں گے اور اس کے کانٹے لوگوں کو اُچکتے ہوں گے یہ سب کچھ تو دیکھتا ہوگا۔ ہائے وہ کیسا خطرناک منظر ہوگا اور کیسا اُوپر چڑھنے کا مشکل مقام ہوگا اور کیسی تنگ گزرگاہ ہوگی۔ فَنَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَافِيَةَ وَالسَّلَامَةَ ،، علامہ قسطلانی نے نقل کیا کہ یحییٰ بن یمان نے ایک نوجوان کو دیکھا جو سو رہا تھا اس کے سَر اور داڑھی کے بال کالے تھے جب وہ بیدار ہُوا تو سَر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ جب اس سے پوچھا گیا تو اُس نے کہا کہ اُس نے خواب میں محشر دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اچانک آگ کی نہر ہے اور ایک پل ہے جس پر سے لوگ گزرتے ہیں اسے بُلایا گیا اور وہ پُل کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ تلوار کی طرح تیز تھا اسے دیکھ کر اس کے بال سفید ہوگئے ہیں۔

قولہ فانکم ترونہ کذالک ،، میں کاف بطورِ وضاحت رُؤیت کی رُؤیت سے تشبیہ کے لئے ہے یہ دیکھنے والے کا فعل ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسی رُؤیت ہوگی جس میں شک وشبہ نہ ہوگا جیسے سُورج اور چاند کی رُؤیت میں شک نہیں ہوتا۔ امام نووی نے کہا اہلِ سُنت وجماعت کا یہ مذہب ہے کہ مومنوں کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ممکن ہے معتزلے اور خارجی اس کے مُنکر ہیں یہ ان کی جہالت ہے۔ اس حدیث سے علانیہ واضح ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ پر صورت کا اطلاق متشابہات سے ہے اس کی مراد اللہ اور اس کا رسُول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں یا صورت سے مراد شان اور صفت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے تو انہوں نے اللہ کو دیکھا ہی نہیں۔ ان کا یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ وہ اللہ کو پہچانتے ہوں گے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں اُن سے اللہ کی صفت بیان کرتے تھے وہ اُن کے ذہنوں میں ہوگا یا اللہ تعالیٰ ان کو الہام کرے گا اور انہیں علم عطاء کرے گا۔ قیامت میں تمام امور بدیہی اور واضح ہوں گے اس لئے ان کے لئے اللہ کو پہچاننا مشکل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بطورِ امتحان مختلف صفات میں ظہور کرے گا۔ اور جنت میں اللہ کی رؤیت بطورِ اکرام ہوگی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امتحان تکلیف ہے قیامت کے دن لوگ مکلف نہ ہوں گے اس کا جواب یہ ہے کہ جنت و دوزخ میں جانے کے بعد تکلیف کے آثار ختم ہوجائیں گے۔ عینی نے طیبی سے نقل کیا کہ دنیا کا دارِ تکلیف ہونا اور آخرت کا دارِ جزاء ہونے کو یہ لازم نہیں کہ ان میں سے ایک میں وہ شئ واقع نہ ہو جو دوسرے کے لئے مخصوص ہو، کیونکہ قبر آخرت کی منزل ہے اس میں ابتلاء و تکلیف اور سوال وجواب اور ان کے علاوہ بھی امور واقع ہیں۔ قولہ منہم من المخردل ،، مخردل وہ جو اوندھے منہ گرے اور اس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہوکر رائی کے دانہ کے برابر ہوجائیں اس کے معنی گرنے کے قریب کے بھی ہیں۔ قولہ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ ،، فراغ کے معنی کسی اہم شئ سے خلاصی پانے کے ہیں اس اعتبار سے فراغت کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر محال ہے لہٰذا اس کے معنی

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْحَوْضِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ

یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں حکم پورا کر دے گا۔

قولہ فاصرف وجہی "یعنی میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ وہ شخص اس طرح کیسے کہے گا؛ حالانکہ وہ جنت طلب کرنے کے لئے پلصراط سے گزر کر آیا ہے تو اس کا چہرہ یقیناً جنت کی طرف ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اھدنا الصراط المستقیم "کے قبیلہ سے ہے یعنی وہ کہے گا میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے؛ کیونکہ جب وہ جنت کی طرف متوجہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا کہ اس کا چہرہ ہمیشہ کے لئے دوزخ سے پھرا رہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْحَوْضِ

باب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے تجھے کوثر عطاء کیا ہے

یہ حوض کوثر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حضور سے وعدہ کیا ہے اس میں متواتر المعنی احادیث وارد ہیں اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ یہ جنت کے دروازہ پر ہے جس سے مومن پانی پئیں گے وہ اب موجود ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

٦١٨١ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ ح وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ

کے دو حوض ہیں ایک حشر کے میدان میں ہے جس سے پلصراط پر سے گزرنے سے پہلے لوگ پانی پئیں گے اور کافروں کو اس سے دُور کیا جائے گا اس سے صرف شمع رسالت کے پروانے ہی پانی پئیں گے اگرچہ کتنے گناہ گار ہوں گے دوسرا حوض جنّت میں ہے دونوں حوضوں کو کوثر کہا جاتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم نے تجھے حوض کوثر عطاء کیا ہے"

عبداللہ بن زید نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "صبر کرو حتّٰی کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کرو!" شرح : کوثر بروزن فَوْعَلٌ معنی کثرت ہے۔ عرب ہر کثیر التعداد شئ کو کوثر کہتے ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہر نبی کا حوض ہے اور وہ اپنے حوض پر ہاتھ میں عصا لئے کھڑا ہوگا۔ اپنی امّت سے جس کو پہچانیں گے اپنے پاس بلائیں گے اور وہ اس بات پر فخر کریں گے کہ کس کے امتی زیادہ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میرے فرمانبردار امتی سب سے زیادہ ہوں گے۔ خوارج اور بعض معتزلہ حوض کا انکار کرتے ہیں وہ اس قول میں گمراہ ہیں اور اجماع کے خلاف ہیں۔ حوض کے اثبات میں صحیح احادیث وارد ہیں۔

ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ٦١٨١
میں حوض پر تم سے پہلے موجود ہوں گی تم میں سے چند لوگ میرے پاس لائے جائیں گے پھر ان کو میرے سامنے روک دیا جائے گا۔ میں کہوں گا یارب! یہ میرے ساتھی ہیں کہا جائے گا آپ نہیں جانتے ہیں جو آپ کے بعد اُنہوں نے کیا ہے۔ عاصم بن ابی نجُود نے ابووائل سے روایت کرنے

marfat.com
Marfat.com

وَلَيُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُوْنِيْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اَصْحَابِيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ تَابَعَهُ عَاصِمٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦١٨٢ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَامَكُمْ حَوْضِيْ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ

میں سلیمان اعمش کی متابعت کی ہے اور حصین نے ابو وائل، حذیفہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے

ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

٦١٨٢ — فرمایا تمہارے آگے حوض ہے جس کی مساحت اتنی ہے جتنی جرباء سے اذرح تک ہے

شرح : فَرَط وہ ہے جو مسافروں سے آگے جا کر ان کے لئے

٦١٨١ — ٦١٨٢ — حوض اور ڈول وغیرہ کا انتظام کرتا ہے۔ اس میں امت کے لئے عظیم خوشخبری ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کے فَرَط ہیں۔ یہ اس امت کی بہت خوش قسمتی ہے۔ قیامت کے روز جن لوگوں کو حوض سے پانی لینے سے روکا جائے گا۔ وہ اَعْراب ہیں جو مُسَیلمہ کذاب سے مل گئے تھے۔ قولہ قال حُصین یعنی حصین نے سلیمان اعمش اور عاصم کی مخالفت کی ہے، چنانچہ حصین نے ابو وائل کے ذریعہ حذیفہ سے روایت کی ہے۔ قولہ جرباء و اَذْرُح، شام میں یہ دو گاؤں ہیں ان کے درمیان تین دن کی مسافت ہے بعض روایات میں حوض کا عرض ایک ماہ کی مسافت مذکور ہے، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ جس وقت حضور نے تین دن کی مسافت ذکر فرمائی تھی۔ اس وقت اتنی ہی مقدار تھی پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر تفضّل و احسان فرمایا اور حوض کو اس سے وسیع کر دیا تو جس قدر حوض وسیع ہوتا گیا اس اعتبار سے حضور خبر دیتے رہے اسی لئے روایات میں مختلف مقادیر مذکور ہیں۔ جیسے ہی راوی نے سُنا وہی روایت کر دی۔ یہ دراصل پروردگار عالم کا تفضّل و احسان ہے جس سے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ عظیم منصب عطاء فرمایا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

٦١٨٢ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْكَوْثَرُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيدٍ إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدٌ النَّهْرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ

٦١٨٣ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ يَشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا

٦١٨٢ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کوثر خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو عطا فرمائی ہے۔ ابو بشر نے کہا میں نے سعید سے کہا لوگ کہتے ہیں کوثر جنت میں نہر ہے۔ سعید نے کہا نہر جو جنت میں ہے اس خیر سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطاء فرمائی ہے۔

٦١٨٣ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض ایک ماہ کی راہ ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ اچھی ہے اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں جو اس سے پی لے وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

٦١٨٤ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ قَدْرَ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ وَإِنَّ فِيهِ مِنَ الْأَبَارِيقِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ

٦١٨٥ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ

٦١٨٤ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کی مساحت کی مقدار اتنی ہے جتنی ایلہ اور صنعاء یمن کے درمیان مساحت ہے اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔

٦١٨٢ تا ٦١٨٤ — شرح : نحوی کہتے ہیں۔ عیب اور لون سے اسم تفضیل افعل کے وزن پہ نہیں آتا۔ ایسے افعال کے اسم تفضیل میں مصادر سے پہلے اشد ذکر کرتے ہیں، چنانچہ بہت سفید کی تعبیر در اَشَدُّ بیاضًا، سے کرتے ہیں۔ اس حدیث سے اِن کا قاعدہ منقوض ہے۔ حدیث میں حوض کے کوزوں کو آسمان کے ستاروں کے ساتھ تشبیہ عدد اور کثرت میں ہے، لیکن اس تقدیر پر لازم آئے گا کہ حوض آسمان سے بڑا ہے اگر تشبیہ صرف نورانیت میں دی جائے تو زیادہ موزوں ہوگا اور دونوں روائتوں میں مخالفت نہ ہوگی، حوض سے پانی پینے والے کا کبھی پیاسا نہ ہونا اس حوض کے کمالات سے نہیں کیونکہ پانی کی لذت پیاس کے بعد ہوتی ہے۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دُنیا کے پانی کا خاصہ ہے یا عدمِ تشنگی سے عدمِ ایذاء مراد ہے کہ حوض کا پانی پینے سے کوئی تکلیف نہ ہوگی، صنعاء کے یمن کو ذکر کرنے میں صنعاءِ شام سے احتراز ہے کیونکہ شام میں بھی صنعاء ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ فَاِذَا طِيْبُهٗ اَوْ طِيْنُهٗ مِسْكٌ اَذْفَرُ شَكَّ هُدْبَةُ

٦١٨٥ — **حَدَّثَنَا** مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِيْ الْحَوْضَ حَتّٰى عَرَفْتُهُمْ اُخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ فَاَقُوْلُ اَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ

٦١٨٦ — **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِيْ ثُمَّ

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
٦١٨٥ — فرمایا ایک وقت میں جنت کی سیر کر رہا تھا اچانک ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کنارے موتی ہیں جو اندر سے خالی ہیں۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا یہ کوثر ہے۔ آپ کو آپ کے رب نے عطاء کیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس کی مٹی کی خوشبو کستوری جیسی ہے جو بہت خوشبودار ہے۔ ہُدبہ نے شک کیا ہے۔ (ھُدبہ بخاری کے شیخ ہیں۔ اَذْفر" ذفر سے مشتق ہے اس کے معنیٰ ہیں بہت اچھی خوشبو"

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
٦١٨٦ — نے فرمایا میری امت سے کچھ لوگ میرے پاس حوض پر آئیں گے حتی کہ میں ان کو پہچانوں گا ان کو مجھ سے دُور کیا جائے گا میں کہوں گا یہ میری امت سے ہیں (ان کو دُور کیوں

marfat.com
Marfat.com

يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ قَالَ اَبُوْحَازِمٍ فَسَمِعَنِيْ النُّعْمٰنُ بْنُ اَبِيْ عَيَّاشٍ فَقَالَ
هٰكَذَا سَمِعْتَ مِنْ سَهْلٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اَشْهَدُ عَلٰى اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ
لَسَمِعْتُهٗ وَهُوَ يَزِيْدُ فِيْهَا فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا
اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
سُحْقًا بُعْدًا اَسْحَقَ بَعِيْدٌ سَحَقَهٗ وَاَسْحَقَهٗ اَبْعَدَهٗ وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ
ابْنِ سَعِيْدِ الْحَبَطِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ
الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَرِدُ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَهْطٌ مِنْ اَصْحَابِيْ فَيُحَلَّئُوْنَ عَنِ الْحَوْضِ فَاَقُوْلُ
يَا رَبِّ اَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا

کیا گیا ہے) اللہ تعالیٰ کہے گا آپ وہ شئی نہیں جانتے ہیں جو انہوں نے آپ کے بعد کی تھی،، (مرتد ہو گئے تھے)

ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض پر تمہارا
٦١٨٦ پیر پاس سے گزرے گا وہ پیئے گا اور جو کوئی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ میرے پاس
کچھ لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا وہ مجھے پہچانتے ہوں گے پھر میرے اور اُن کے درمیان مانع حائل
ہوگا۔ ابو حازم نے کہا مجھ سے نعمان بن عیاش نے سُنا اور کہا تم نے سہل سے اسی طرح سُنا ہے؟ میں نے
کہا جی ہاں! اُس نے کہا میں ابو سعید خدری پر یقیناً گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اُن سے سُنا ہے کہ وہ
اس حدیث میں اضافہ کرتے تھے (وہ یہ کہ) میں کہوں گا وہ میرے ساتھیوں سے ہیں۔ ------

---

اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ نہیں جانتے ہیں جو چیز اُنہوں نے آپ کے بعد پیدا کی تھی۔ میں کہوں گا اس شخص
کے لئے دُوری ہے جس نے میرے بعد میرا دین تبدیل کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سُحْقًا بمعنی
بُعْدًا بمعنی دُوری ہے۔ سَحِیْق بمعنی بعید ہے۔ سَحَقَهٗ وَاَسْحَقَهٗ بمعنی اَبْعَدَهٗ (لازم و متعدی مستعمل ہے) احمد بن شبیب

marfat.com
Marfat.com

عَلٰى اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى ح وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَجْلَوْنَ وَقَالَ عُقَيْلٌ فَيُحَلَّئُوْنَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦١٨٧ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِدُ

ابن سعید حبطی نے کہا (اپنے اسناد سے) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ بیان کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میرے پاس میری امت سے ایک گروہ آئے گا ان کو میرے حوض سے روکا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے پروردگار یہ میری امت سے ہیں تو اللہ تعالیٰ کہے گا آپ نہیں جانتے جو انہوں نے آپ کے بعد نئی نئی پیدا کی تھی یہ لوگ آپ کے بعد اپنی پشتوں کے بل پھر گئے تھے (مرتد ہو گئے تھے) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیجلون بیان کرتے ہیں کہ ان کو جلاوطن کیا جائے گا، عقیل نے فَيُحَلَّئُوْنَ، ذکر کیا ہے۔ زبیدی نے اپنے اسناد کے ذریعہ ابوہریرہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

شرح : سُحْقًا میں تکرار برائے تاکید ہے اور مفعول مطلق کے طور پر منصوب ہے۔ يُحَلَّئُوْنَ تَحْلِئَةٌ سے بمعنی منع ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے حَلَأَهُ مِنَ الْمَاءِ، جب اس کو پانی سے دُور کر دیا۔ حَلَأَهُ مِنَ الْمَاءِ، بتخفیف اللام اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی کو پانی سے ہٹا دیا جائے اور فَيُجْلَوْنَ، جلاوطن سے ہے۔

٦١٨٧ ترجمہ : ابن مسیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس حوض پر میری امت سے کچھ لوگ آئیں گے ان کو حوض سے دُور کر دیا جائے گا میں کہوں گا اے میرے پروردگار

marfat.com
Marfat.com

عَلَى الْحَوْضِ رِجَالٌ مِنْ اَصْحَابِیْ فَیُحَلَّئُوْنَ عَنْهُ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ فَیَقُوْلُ اِنَّكَ لَا عِلْمَ لَكَ بِمَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰی

٦١٨٨ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَیْحٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا اَنَا قَائِمٌ اِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰی اِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَیْنِیْ وَبَیْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ فَقُلْتُ اَیْنَ قَالَ اِلَی النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ وَمَا شَاْنُهُمْ قَالَ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰی اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰی ثُمَّ اِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰی اِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَیْنِیْ وَبَیْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ قُلْتُ اَیْنَ قَالَ اِلَی النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ وَمَا شَاْنُهُمْ قَالَ اِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰی فَلَا اُرَاهُ یَخْلُصُ مِنْهُمْ اِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ کو علم نہیں جو کچھ انہوں نے آپ کے بعد کیا تھا یہ لوگ اپنی پشتوں پر پھر گئے تھے (مرتد ہو گئے تھے)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں کھڑا تھا میں نے اچانک لوگوں کا ایک گروہ دیکھا حتیٰ کہ جب میں نے ان کو پہچانا تو ایک آدمی میرے اور اس گروہ کے درمیان سے باہر نکلا اور کہا آؤ میں نے کہا کہاں اس نے کہا دوزخ کی طرف بخدا میں نے کہا ان کا حال کیا ہے ؟ اس نے کہا یہ گروہ آپ کے بعد اپنی پشتوں کے بل پھر گئے تھے۔ پھر ایک اور گروہ دیکھا حتیٰ کہ جب میں نے ان کو پہچانا تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک آدمی نکلا اور کہا آؤ میں نے کہا کہاں ؟ اس نے کہا دوزخ کی طرف۔

٦١٨٨ —

marfat.com

Marfat.com

۶۱۸۹ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ

بخدا میں نے کہا ان کا حال کیسا ہے؟ اُس نے کہا یہ گروہ آپ کے بعد اپنی پشتوں کے بل پھر گئے تھے۔ میں اُن میں سے کسی کو نہیں دیکھتا ہوں کہ وہ نجات پائے۔ مگر چار پایہ کے حمل کی مانند جس کو مہمل چھوڑ دیتے ہیں۔

شرح : قولہ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ ،، یعنی اُنہوں نے وہ گناہ کیا ہے جو حوضِ کوثر سے پانی پینے سے محرومی کا موجب ہے وہ یہ کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اعراب مسیلمہ کذّاب کے معتقد ہو گئے تھے۔ یہ اُن کا ارتداد اور تبدیلِ دین تھا۔ اقول مسلم کی روایت میں ہے اَمَا شَعَرْتَ اَنَّهُمْ لَنْ يَزَالُوْا اِرْتَدُّوْا بَعْدَكَ ،، کیا آپ جانتے نہیں کہ یہ لوگ آپ کے بعد مرتدّ ہو گئے تھے؟ چونکہ یہ واقعہ واحد ہے لہٰذا اس حدیث میں جہاں بھی لَاتَدْرِیْ یا مَاشَعَرْتَ ہوگا وہاں ہمزہ مقدّر ہوگا جس کے معنی یہ ہیں کیا آپ کو شعور نہیں یا کیا آپ جانتے نہیں؟ کہ یہ لوگ آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے ،، شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے مدارج میں حدیث ذکر کی کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو صبح و شام امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضور ان کے ارتداد کو جانتے تھے۔ عینی نے کہا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خواب میں آخرت کے تمام احوال کو دیکھا ،، حالانکہ نبی کا خواب قطعی ہوتا ہے اسی لئے ابراہیم علیہ السلام نے جب خواب میں اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرتے دیکھا تو بیدار ہونے کے بعد اُن کو ذبح کرنے کا مصمّم ارادہ کر لیا اور صمیمِ قلب سے ان کو ذبح کرنا شروع کر دیا۔ معلوم ہُوا کہ نبی کا خواب عام لوگوں کی طرح ظنّی نہیں ہوتا بلکہ قطعی ہوتا ہے۔ قولہ خَرَجَ رَجُلٌ ،، اس رجل سے فرشتہ مراد ہے جو انسانی شکل میں تھا۔ قولہ اِلَّا مِثْلَ هَمَلِ النَّعَمِ ،، هَمَل بفتح الہا والمیم ہے جس کو مہمل چھوڑ دیا جائے اور اس کو چارہ نہ دیا جائے حتیٰ کہ وہ ضائع ہو جائے یعنی اُن میں سے کوئی دوزخ سے نجات نہ پائے گا مگر تھوڑے سے لوگ ،، اس کے معنی یہ بھی ہیں جو اُونٹ رات یا دن کو چرواہے کے بغیر چرتے پھریں ،، چنانچہ کہا جاتا ہے ،، اِخْتَلَطَ الْمَرْعٰى بِالْهَمَلِ ،، یعنی چراگاہ میں اونٹ بغیر چرواہے کے مل گئے ،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اَعْلَمُ ،،

marfat.com
Marfat.com

۶۱۹۰ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَی الْحَوْضِ

۶۱۸۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات میں سے باغ ہے اور میرا منبر حوضِ کوثر پر ہے۔

۶۱۹۰ — ترجمہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش خیمہ ہوں۔

۶۱۸۹ — ۶۱۹۰ — شرح : قولہ منبری ،، سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف سے مراد بعینہٖ وہی منبر ہے جو دنیا میں تھا۔ بعض علماء نے کہا حضور کا حوض پر ایک اور منبر ہے جس پر لوگوں کو حوض کی طرف بلائیں گے۔

قولہ رَوْضَةٌ ،، یعنی حجرۂ مطہرۂ نبوت و رسالت اور منبر شریف کے درمیان والی جگہ بعینہٖ جنت میں منتقل کر دی جائے گی ؛ لہٰذا اس جگہ سے حقیقی معنی مراد ہے اور اصول بھی یہ ہے کہ جب کلام کو حقیقت پر محمول کرنا ممکن ہو تو حقیقت ہی اولیٰ ہوتی ہے۔ یا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ طیبہ اور منبر شریف کے درمیان عبادت جنت کے باغ کی طرف پہنچاتی ہے۔ لہٰذا مآل کے اعتبار سے مجازی معنیٰ مراد ہے۔ یعنی اس مقام میں عبادت کرنے کا مآل جنت ہے یا اس مقام کو جنت کے باغ سے تشبیہ دی ہے۔ یعنی هُوَ كَرَوْضَةِ الْجَنَّةِ ،، یہ مقام جنت کے باغ کی طرح ہے۔ اس مبارک مقام کو باغ اس لئے فرمایا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کرنے والے فرشتے انسان اور جنات اِس مقام میں اللہ کے ذکر میں گردنیں جھکائے ہوتے ہیں۔

عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطابی سے نقل کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ مدینہ منورہ افضل ہے اور یہاں اقامت اور حضور کی مسجد شریف میں کثرتِ ذکر کی ترغیب دلائی ہے اور یہ کہ جو کوئی اس مقام میں طاعت لازم کرے گا وہ اس کو جنت میں پہنچا دے گی اور جو کوئی منبر شریف کے پاس اللہ کی عبادت کرے اس کو قیامت میں حوضِ کوثر سے پلایا جائیگا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارا حوض پر پیش خیمہ ہوں۔ (حدیث ۱۲۶ ج : اگلی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۶۱۹۱ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلٰوتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلٰكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا

۶۱۹۲ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ

۶۱۹۱ — ترجمہ : عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور اُحُد کے شہداء پر نماز جنازہ پڑھی جیسے میت پر پڑھی جاتی ہے پھر سلام پھیرنے کے بعد منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارا پیش رَو ہوں اور میں نیک و بد پر گواہ ہوں بخدا میں اب اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا فرمایا زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خُدا کی قسم مجھے تم پر یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک کروگے، لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ تم غیبت کرنے لگو گے۔

۶۱۹۱ — شرح : یعنی مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم عبادت میں میرا شریک کروگے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بعض اعراب مرتد ہو گئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خطاب تمام کے لئے لہٰذا بعض لوگوں کا مرتد ہو جانا اس کے منافی نہیں (حدیث ۳۲۴۶ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۱۹۲ — ترجمہ : حارثہ بن وہب نے کہا میں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ آپ نے حوض کوثر کو ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا اس کی مسافت ایلہ سے حمیر مسافت مدینہ منورہ اور صنعاء یمن کے درمیان مسافت ہے۔ ابن ابی عدی نے شعبہ، معبد بن خالد کے ذریعہ حارثہ سے

marfat.com
Marfat.com

يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَصَنْعَاءَ وَزَادَ ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضُهٗ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ اَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ اَلْاٰنِيَةُ قَالَ اَلَا قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ يُرٰى فِيْهِ الْاٰنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ

۶۱۹۳ ـــــ **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى اَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُوْنِيْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ مِنِّيْ وَمِنْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوْا يَرْجِعُوْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ فَكَانَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ

روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ کا حوض صنعاء اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے۔ اس سے مستورد نے کہا کہ تم نے حضور سے اس کے برتنوں کی وصف کے متعلق نہیں سنا؟ حارثہ نے کہا نہیں۔ مستورد نے کہا اس میں ستاروں کی طرح برتن دیکھے جائیں گے۔

۶۱۹۳ ـــــ ترجمہ : اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض پر ہوں گا یہاں تک کہ تم میں سے جو میرے پاس آئے گا اس کو دیکھوں گا۔ میرے سامنے چند لوگوں کو پکڑا جائے گا تو میں کہوں گا۔ اے میرے پروردگار یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میری امت سے ہیں کہا جائے گا کیا آپ وہ شئی جانتے ہیں جو انہوں نے آپ کے بعد کیا تھا۔ خدا کی قسم! یہ لوگ اپنی پشتوں کے بل پھر گئے تھے (مرتد ہو گئے تھے) ابن ابی ملیکہ کہتے تھے اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ ہم اپنی پشتوں کے بل پھریں اور اپنے دین سے فتنہ میں گرفتار ہوں۔ امام بخاری

marfat.com

Marfat.com

إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِنَا قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنْكُصُوْنَ تَرْجِعُوْنَ عَلَى الْعَقِبِ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنْكُصُوْنَ" تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتے ہو۔

۶۱۹۳ — شرح : قولہ "اَلْعِقْب" بکسر القاف، قسطلانی نے تذکرہ سے نقل کیا کہ علماء کہتے ہیں جو اپنے دین سے پھر جائے یا دین میں کوئی ایسی ایجاد کرے جن سے اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو اور نہ ہی اس کی اجازت دی ہو وہ قیامت میں ان لوگوں میں سے ہوگا جن کو حوضِ کوثر سے دُور کیا جائے گا اِن لوگوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو مسلمانوں کے اجماع کا خلاف کرتے ہیں جیسے معتزلے، خارجی اور رافضی فرقے ہیں اسی طرح ظالم لوگ جو بے پناہ ظلم کرتے ہیں اور حق کو مٹاتے ہیں اور نیک لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور انہیں ذلیل کرتے ہیں اور جو علانیہ کبائر کا ارتکاب کرتے ہیں اور صغائر خفیۃً کرتے ہیں۔

ترمذی میں کعب بن عُجرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کعب بن عجرہ میں تجھے اللہ کے ذریعہ اُن اُمراء سے پناہ دیتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے جو ان کے دروازوں پر جائے گا اور اُن کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا ان کے ظلم پر ان کی اعانت کرے گا وہ مجھ سے نہیں اور میں اُن سے نہیں اور حوضِ کوثر پہ میرے نزدیک نہیں آسکے گا اور جو لوئی امراء کے دروازوں پر جائے گا اور ان کے جھوٹ پر ان کی تصدیق نہ کرے گا اور ان کے ظلم پر ان کی اعانت نہ کرے گا وہ مجھ سے اور میں اس سے ہوں (وہ میرے طریقہ پر ہوگا) وہ حوض کوثر سے پانی پیئے الخ

اے اللہ ہمارا خاتمہ اچھا کر اور ہمیں اُن لوگوں میں سے کر جو تیری بارگاہ میں کامیاب ہیں جن پر کوئی حُزن و ملال نہ ہوگا۔"

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْقَدَرِ

۶۱۹۴ — حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کِتَابُ القَدَرِ

قَدَر بفتح القاف والدال معنی تقدیر ہے اور قضاء معنی تفصیل اور قطع ہے۔ کرمانی نے کہا قضاء ازل میں اجمالی کلی حکم ہے اور قدر اس اجمالی کلی حکم کے جزئیات اور تفصیلی امور ہیں جو مستقبل میں واقع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ "تمام اشیاء کے خزانے ہمارے پاس ہیں ہم معلوم اندازہ سے ان کو نازل کرتے ہیں"، اہلِ حق کا مذہب یہ ہے کہ ایمان، کفر، خیر و شر، نفع، ضرر وغیرہ ایسے تمام امور اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے ہیں اس کی ملکیت میں وہی واقع ہوتا ہے جو اُس نے مقدر کیا ہے۔ اہل سنّت نے کہا اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کے مقادیر اور احوال و زمان کو ان کی ایجاد سے پہلے جانتا ہے۔ پھر اپنے علم کے مطابق ان کو پیدا کرتا ہے۔ زمین و آسمان میں جو بھی ظاہر ہوتا ہے وہ اس کے علم قدرت اور ارادے سے ہوتا ہے۔ مخلوق کو کسب حاصل ہے جو اللہ کی قدرت اور الہام سے انہیں حاصل ہوتا ہے۔ خالق صرف اللہ ہے۔ اس مسئلہ میں قیاس اور عقل کو دخل نہیں صرف کتاب و سنّت کے آگاہ کرنے سے ہی حل ہو سکتا ہے۔

تقدیر کا مسئلہ: یہ اہم موضوع ہے اکثر لوگ اس میں پھسل جاتے ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تقدیر میں شغف سے منع فرمایا ہے۔ بعض لوگ کلام میں جسارت

marfat.com

Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَنْبَأَنِیْ سُلَیْمٰنُ الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ زَیْدَ بْنَ وَھْبٍ
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ الصَّادِقُ
الْمَصْدُوْقُ اِنَّ اَحَدَکُمْ یُجْمَعُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ عَلَقَۃً مِثْلَ
ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ مَلَکًا فَیُؤْمَرُ بِاَرْبَعٍ
بِرِزْقِہٖ وَاَجَلِہٖ وَشَقِیٌّ اَوْ سَعِیْدٌ فَوَاللّٰہِ اِنَّ اَحَدَکُمْ اَوِ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ
النَّارِ حَتّٰی مَا یَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا غَیْرُ ذِرَاعٍ اَوْ ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ
فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَدْخُلُھَا وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی

کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کا فیصلہ کر دیا ہے جنت دوزخ میں ان کے اہل متعین ہو چکے ہیں تو ہم نے اعمال کس لئے کرنے ہیں جو ہونا تھا وہ ہو گیا ہے۔ بندۂ مسکین کم بضاعت علمی کے باوجود اس مسئلہ سے غبار اٹھاتے ہوئے رقم طراز ہے کہ خالقِ کائنات ہر شئی ازل میں جانتا ہے۔ اُس نے ازل میں ارواح کو اختیار عطاء فرمایا کہ یہ اعمال اچھے ہیں اور یہ بُرے ہیں۔ یہ کرنے میں تم کو اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : "ھَدَیْنٰہُ النَّجْدَیْنِ"، ہم نے انسان کو دونوں راہ بتا دیئے۔ ارواح نے اپنے اختیار سے جو پسند کیا، اللہ تعالیٰ نے وہ لکھ دیا۔ یہ اجمالی کلی حکم ہے۔ جب انسان پیدا ہُوا تو وہ اپنے اختیار کردہ اعمال کا کسب کرتا ہے۔ یہ اجمالی کلی حکم کے جزئیات ہیں جو انسان کسب کرتا ہے۔ الحاصل انسان ازل میں خود اختیار کردہ امور کو دنیا میں کسب کرتا ہے۔ وہ اپنے لکھوائے ہُوئے پر عمل کرتا ہے یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو لکھ دیا ہے انسان وہ کرتا ہے۔ لہٰذا انسان نہ تو مجبورِ محض ہے اور نہ ہی علی الاطلاق مختار ہے بلکہ لکھوانے کا پابند ہے۔ واللہ اعلم

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی جبکہ حضور سچے ہیں اور آپ کی سچائی مصدقہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس روز نطفہ کی حالت میں جمع رہتا ہے پھر اسی طرح چالیس روز خون بستہ رہتا ہے۔ چالیس روز پھر گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اس کو چار امور اس کا رزق، مدّتِ حیات، بدبخت یا نیک بخت لکھنے کا حکم دیتا ہے۔ بخدا! تم میں سے کوئی یا تم سے

۶۱۹۴ ——

marfat.com
Marfat.com

مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ أَوْ ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ قَالَ آدم إِلَّا ذِرَاعٌ

کوئی مرد دوزخیوں کے عمل کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ باقی رہ جاتا ہے تو فرشتے کا لکھا ہوا اس پر غالب آتا ہے تو وہ اہل جنت کے عمل کرنے لگتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے کوئی آدمی جنتیوں کے کام کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز باقی رہ جاتا ہے تو اس پر نوشتۂ فرشتہ غالب آتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ امام بخاری نے کہا در آدم نے إِلَّا ذِرَاعٌ ،، روائت کیا ہے۔

۶۱۹۴ — شرح : عینی نے قرطبی سے ملخص نقل کیا کہ عورت کے رحم میں منی شہوت کی قوت سے واقع ہو کر رحم میں بکھر جاتی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ رحم میں مقام ولادت میں جمع کرتا ہے ،، پھر اس کی مختلف حالتیں بدلتی رہتی ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے صادق و مصدوق ذکر کرنے کا کیا مقصد ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مضمون اطباء کے اصول کے خلاف ہے ، کیونکہ وہ کہتے ہیں رحم میں بیس ۲۰ دن سے چالیس دن تک بچہ متصور ہوتا ہے ، حالانکہ حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بچہ کی خلقت چار ماہ بعد ہوتی ہے اور یہ اطبا کے اصول کے خلاف ہے اس لئے اُن کے رد کے لئے کہ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ صحیح ہے سچ ہے کیونکہ آپ فی نفسہٖ صادق ہیں اور ہر ایک آپ کی تصدیق کرتا ہے اور اطباء کا قول باطل ہے یا حضور کی عظیم وصف بیان کر کے لذت حاصل کی ہے یا بطور تبرک و افتخار ذکر کیا ہے۔ انسان کا رزق اس کی غذا ہے حلال ہو یا حرام ہو حرام بھی رزق ہے۔ اگر حرام کو رزق نہ کہا جائے تو لازم آئے گا کہ جو شخص ساری عمر حرام کھاتا رہا ہے۔ وہ مرزوق نہ ہو ، حالانکہ ہر ایک کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ،، بعض نے کہا اللہ تعالیٰ بندے کے نفع کے لئے جو اسے دے وہ رزق اس میں علم وغیرہ بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے اس حدیث کا مدلول یہ ہے کہ ان چار امور کا حکم ازل میں نہیں بلکہ مضغہ ہونے کے بعد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ازل میں ہو چکا ہے اور وہ لکھا گیا ہے۔ یہ حکم فرشتہ کو خبردار کرنے کے لئے ہے کہ ازل میں مقتضیٰ اس طرح ہے حتیٰ کہ وہ اس کی پیشانی پر لکھا جاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ تین امور ہیں چار نہیں اس کا جواب یہ

marfat.com

Marfat.com

۶۱۹۵ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَّلَ اللّٰهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ نُطْفَةٌ اَیْ رَبِّ عَلَقَةٌ اَیْ رَبِّ مُضْغَةٌ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَقْضِیَ خَلْقَهَا قَالَ يَا رَبِّ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى اَشَقِیٌّ اَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْاَجَلُ فَيُكْتَبُ كَذٰلِكَ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ

یہ ہے کہ چوتھا امر اس کا مذکر و مؤنث ہونا ہے جیسا کہ حدیث ع۳۱۴ ج : ۱ میں مذکور ہے یا اس کی شہرت کے باعث حدیث میں اختصار کیا ہے۔ قولہ غیر ذراع " ذراع سے مراد گز کا متعین فاصلہ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ جنت کے بہت قریب آجاتا ہے تو ازلی قضاء اس پر غلبہ کر جاتی ہے جو اُس نے ازل میں اختیار کیا تھا۔ (اسی حدیث کی مزید تفصیل جلد اوّل ص۳۱۴ پر دیکھیں)

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ

۶۱۹۵ ـــ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے وہ کہتا ہے اے میرے پروردگار یہ نطفہ ہے اے میرے پروردگار یہ خون بستہ ہے اے رب یہ گوشت ہے جب اللہ تعالیٰ اس کی خلقت کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے اے رب! یہ مذکر ہے یا مؤنث (مرد و زن) کیا بدبخت ہے یا نیک بخت ہے۔ اس کا رزق کیا ہے اس کی مدّتِ حیات کیا ہے۔ اسی طرح اس کی ماں کے پیٹ میں لکھا جاتا ہے۔

شرح ۶۱۹۵ ـــ : عورت کا پیٹ محلِ کتابت نہیں بلکہ بچہ کی پیشانی یا اس کے سر پہ لکھا جاتا ہے ؛ حالانکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے قسطلانی نے مظہری سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ عورت کے پیٹ میں انسان کو مختلف حالات میں تبدیل کرتا ہے، حالانکہ اس کو ایک لمحہ میں پیدا کر سکتا ہے ؛ کیونکہ اس تبدیلی کے کچھ منافع اور کچھ عبرتیں ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ انسان کو شکم مادر میں ایک ہی دفعہ پیدا کر دے تو ماں کے لئے یہ مشکل ہوگا کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ

وَقَوْلُهٗ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ لِى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَهَا سَابِقُوْنَ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ

اس بوجھ کو اُٹھانے کی اس کی عادت نہیں اسی لئے انسان اطوار بدلتا ہے تاکہ تدریجًا بوجھ اُٹھانے کی عادت ہو جائے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اللہ اپنی قدرت اور نعمت کا اظہار کرتا ہے تاکہ لوگ اس کی عبادت کریں اور اس کی نعمت کا شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مختلف اطوار میں تبدیل کر کے خوبرو بنایا اس کو عقل دی۔ اور فہم و فراست عطاء فرمائی۔ تیسرے یہ کہ لوگوں کو خبردار کرنا ہے وہ حشر و نشر پر قادر ہے؛ کیونکہ جو ذات ستودہ صفات کمزور پانی سے انسان کی تخلیق پر قادر ہے اس کو مختلف اطوار میں تبدیل کرنے پر قادر ہے اور اس میں نفخِ روح پر اسے قدرت ہے تو اس کو مٹی بنا دینے پھر اس کو زندہ کرنے اور حساب کے لئے محشر میں جمع کرنے پر بھی قادر ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلیٰ اعلم!

باب اللہ کے علم پر قلم خشک ہو چکا ہے

یعنی جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے اور اپنے علم کے مطابق لکھ دیا ہے اس پر قلم خشک ہو چکا ہے اس میں تغیر و تبدیلی نہیں ہو سکتی؛ کیونکہ جب کاتب لکھ لے تو قلم کو خشک کر دیتا ہے یعنی جو اللہ کے حکم کے مطابق لکھا گیا ہے اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ، اللہ جو چاہے مٹاتا ہے جو چاہے ثابت رکھتا ہے۔ یہی تو تبدیل و تغیر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قلم وہ لکھنے سے فارغ ہو چکا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کرنے کے بعد حکم دیا تھا کہ جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے وہ لکھ دے اس کے بعد لکھے ہوئے سے جس کو تبدیل کرنا چاہے اس کو مٹا دیتا ہے؛ چنانچہ فرمایا يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ ، کا معنیٰ اللہ کا حکم ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا معلوم ضرور واقع ہوتا ہے ورنہ جہل لازم آئے گا۔

marfat.com

Marfat.com

٦١٩٦ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الرِّشْكُ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُعْرَفُ اَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَالَ نَعَمْ ... قَالَ فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اَوْ لِمَا يُيَسَّرُ لَهٗ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ نے اس کو علم پر گمراہ کیا

یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کی گمراہی اور رسوائی کا ازل میں علم ہے اس کے مطابق اس کی گمراہی کا حکم کیا اس آیت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ کا علم اس کا حکم ہے۔ بعض علماء نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خبردار کیا اور اس کے لئے وضاحت کر دی جسے اُس نے قبول نہ کیا تو اس کو گمراہ کر دیا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو تو ملنے والا ہے اس کے ساتھ قلم خشک ہو چکا ہے" یہ طویل حدیث کا حصہ ہے یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" مجھے اپنے نفس پر زنا کا خوف ہے میں کوئی عورت نہیں پاتا جس سے نکاح کروں تو کیا میں خصی ہو جاؤں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا ھریرہ جس سے تو ملنے والا ہے اس کے ساتھ قلم خشک ہو چکا ہے (حکم ہو چکا ہے) تو خصی ہو یا چھوڑ دے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ، اُولٰٓئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ اُن کے لئے سعادت اور نیک بختی سبقت کر چکی ہے۔ اس تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ سعادت پہلے ہے اور آیت کریمہ کا مدلول یہ ہے کہ خیرات یعنی سعادت بعد میں ہے اس کا جواب یہ ہے آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ سعادت کے باعث لوگوں پر سبقت لے گئے ہیں اس کے معنی یہ نہیں کہ وہ سعادت سے آگے بڑھ گئے اور سعادت مسبوقہ یعنی بعد میں ہے (عینی)

ترجمہ: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کیا جنتی دوزخیوں سے پہچان لئے گئے ہیں (وہ ایک

٦١٩٦ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ

۶۱۹۷ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِیْنَ فَقَالَ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِیْنَ

دوسرے سے ممتاز ہوگئے ہیں) فرمایا ہاں (ممتاز ہوگئے ہیں) اس آدمی نے کہا پھر لوگ کیوں عمل کرتے ہیں حضور نے فرمایا ہر ایک وہی عمل کرتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے یا جو اس کے لئے آسان کیا گیا ہے۔

۶۱۹۶ — **شرح**: سوال کا مفہوم یہ ہے کہ کیا اہل جنت اور اہل نار کا باہم امتیاز ہو چکا ہے کہ یہ جنتی ہے اور وہ دوزخی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ معرفت و پہچان عمل سے ہوتی ہے کیا عمل اس کی علامت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری معرفت عمل سے ہے یعنی کسی کو نیک بخت یا بدبخت اس کے عمل سے معلوم کرتے ہیں؛ لیکن فرشتوں کی معرفت عمل سے پہلے ہے وہ عمل سے پہلے سعادت و شقاوت پہچان لیتے ہیں۔ سائل کی غرض یہ ہے کہ کیا اللہ کی قضاؤ قدر کے تحت ان دونوں گروہوں میں امتیاز ہو چکا ہے؟

قولہ فَلِمَ یَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ، کے معنی یہ ہیں کہ جب قلم نے انسان کی تقدیر لکھ دی ہے اور اس کے جنتی اور دوزخی ہونے کا فیصلہ لکھا جا چکا ہے تو لوگ عمل کس لئے کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ فرمایا کہ جس کے لئے انسان پیدا ہوا ہے وہ اس کے لئے کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ بندہ اپنے مآل کو نہیں جانتا؛ کیونکہ وہ وہی عمل کرتا ہے جو اللہ کے علم میں ثابت ہو چکا ہے اس لئے بندہ پر واجب ہے کہ اس عمل میں کوشش کرے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے؛ کیونکہ عمل اس کے مآل کی علامت ہے۔

باب اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ (اولادِ مشرکین) عمل کرنے والے تھے

۶۱۹۷ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جناب رسول اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی (نابالغہ) اولاد کے متعلق سوال عرض کیا گیا (کہ وہ جنت میں ہوں گے یا دوزخ میں)

marfat.com

Marfat.com

۶۱۹۸ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ

۶۱۹۹ ـــ حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا وَيُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ حَتّٰى تَكُوْنُوْا اَنْتُمْ تَجْدَعُوْنَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتَ مَنْ يَمُوْتُ وَهُوَ صَغِيْرٌ قَالَ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ عمل کرنے والے تھے،،

۶۱۹۷ ـــ شرح : امام نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا مشرکوں کی نابالغہ اولاد میں تین مذاہب ہیں۔ اکثر علماء کہتے ہیں وہ دوزخ میں ہوں گے ایک جماعت ان کے متعلق توقف کرتی ہے تیسرا مذہب یہ ہے کہ وہ جنّت میں ہوں گے۔ یہی صحیح ہے۔ کرمانی نے بیضاوی سے نقل کیا کہ ثواب و عذاب اعمال کے سبب نہیں؛ ورنہ لازم آئیگا کہ چھوٹی اولاد جنّت و دوزخ میں نہ ہو بلکہ اس کا موجب صرف لطفِ ربّانی اور خذلان الٰہی ہے جو ان کے لئے ازل میں مقدّر ہو چکا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کے متعلق توقّف کیا جائے (حدیث ۱۳۰۴ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۱۹۸ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی نابالغہ اولاد سے متعلق سوال عرض کیا گیا تو حضور نے فرمایا اللہ جانتا ہے جو وہ بڑے ہو کر عمل کرنے والے ہوں گے۔

۶۱۹۸ ـــ شرح : اس حدیث سے امام بخاری کا مقصد جہمیّہ کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں اللہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَقْدُوْرًا

۶۲۰۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْئَلُ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَاِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا

بندوں کے اعمال ان کے عمل کرنے کے بعد جانتا ہے عمل سے پہلے نہیں جانتا ہے (معاذ اللہ) اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شئ موجود نہ ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اس کو یہودی اور نصرانی بناتے ہیں جیسے تم چار پایوں کو صحیح وسلامت جنم دلاتے ہو کیا تم اُن میں کوئی کان کٹا پاتے ہو؟ حتیٰ کہ تم ان کے کان کاٹتے ہو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کی خبر ارشاد فرمائیں جو نابالغ مرجائے فرمایا! اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ کام کرنے والے تھے۔

۶۱۹۹ ـــ شرح : یعنی ہر مولود اسی وصف پر پایا جاتا ہے کہ وہ اسلام میں پیدا ہوتا ہے۔ فطرت بمعنی اسلام ہے۔ یعنی وہ دینِ حق کو قبول کرنے والا پیدا ہوتا ہے اگر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو یقیناً وہ دینِ حق کو قبول کرے گا۔ دُوسرا کوئی دین پسند نہ کرے گا اور اس کے ماں باپ اگر یہودی ہوں تو اس کو یہودیت کی طرف مائل کر لیتے ہیں یا نصرانی ہوں تو نصرانی بنا لیتے ہیں جیسے چار پایہ پیدائش کے وقت صحیح وسالم اعضاء والا ہوتا ہے پھر لوگ اس کے کان کاٹ دیتے ہیں۔ قولہ تنتجون، مضارع معروف کا صیغہ ہے یعنی تم چار پایہ کو جنم دیتے ہو جیسے دایہ بچہ پیدا کرتی ہے گویا کہ تم ان کے لئے بمنزلہ دایہ ہو۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اللہ تعالیٰ کا حکم معین تقدیر ہے

یعنی جو قضاء مقرر کی گئی ہے۔ اس کا وقوع حتمی اور قطعی ہے اور تمام مخلوق اللہ کے حکم سے پیدا ہے۔ لوگوں کے حرکات وسکنات نیکیوں اور گناہوں میں ان کے اعمال وقت اور مکان میں مقدر ہیں،

marfat.com

Marfat.com

۶۲۰۱ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهُ رَسُوْلُ اِحْدٰى بَنَاتِهٖ وَعِنْدَهُ سَعْدٌ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذٌ اَنَّ ابْنَهَا يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَبَعَثَ اِلَيْهَا لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا اَعْطٰى كُلٌّ بِاَجَلٍ فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ

۶۲۰۲ — حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ

اس میں زیادتی اور کمی نہیں ہوسکتی ہے اور نہ ہی کوئی شئ اپنے وقت سے مقدم اور مؤخر ہوسکتی ہے۔

۶۲۰۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اس کا پیالہ فارغ کرے وہ نکاح کرلے اس کے لئے وہ ہی ہے جو اس کا مقدر ہے۔

۶۲۰۰ — شرح : اخت (بہن) سے مراد اسلامی بہن ہے، کیونکہ تمام عورتیں دینی بہنیں ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اس سے منع فرمایا کہ وہ شادی شدہ مرد جس سے نکاح کرنا چاہتی ہے کہ وہ پہلی بیوی کو طلاق دیدے تاکہ یہ اس کی تنہا بیوی ہو۔ اور نان ونفقہ اور معاشرت میں دوسری کوئی عورت اس کی شریک نہ ہو۔ مجازًا اس کی تعبیر پیالہ فارغ کرنے سے کی ہے۔

۶۲۰۱ — ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ اچانک آپکے پاس آپ کی ایک شاہزادی کا قاصد آیا جبکہ حضور کے پاس سعد بن عبادہ، اُبَیّ بن کعب اور معاذ بن جبل تھے کہ شاہزادی کا صاحبزادہ قریب الوفات ہے۔ حضور نے انہیں پیغام بھیجا اللہ ہی کی چیز ہے جو اُس نے لی ہے اور اسی ہی کی ہے جو اُس نے دی ہے۔ ہر شئ ایک مدت تک وابستہ ہے پس چاہیئے کہ صبر کرے اور ثواب پر نظر رکھے، (حدث ۱۲۱۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۲۰۲ — ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عبداللہ بن مُحَیْرِیز نے خبر دی کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک وقت وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انصاری مرد آپ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم قیدی پاتے ہیں اور

marfat.com
Marfat.com

حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَيْرِيزِ الْجُمَحِيُّ اَنَّ اَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّا نُصِيبُ سَبْيًا وَنُحِبُّ الْمَالَ كَيْفَ تَرٰى فِي الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَاِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ ذٰلِكَ لَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَفْعَلُوا فَاِنَّهُ لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللّٰهُ اَنْ تَخْرُجَ اِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ ۶۲۰۲ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَكَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ

مال سے محبت کرتے ہیں آپ عزل کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں ؟ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تم عزل کرتے ہو ؟ نہ کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں ؛ کیونکہ کوئی مخلوق نہیں جس کا مقدر پیدا ہونا ہے مگر وہ پیدا ہو کر رہے گی "

۶۲۰۱ — شرح : یہ انصاری مرد ابو صرمہ یا مجدی ضمری تھا۔ اس نے کہا ہم لونڈیاں پاتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ان کو فروخت کریں اور مال حاصل کریں اگر اُن سے جماع کے وقت نطفہ ان کے رحم میں نہ ڈالیں اور عزل کریں یعنی بوقت انزال آلۂ تناسُل باہر کرلیں تاکہ انزال رحم میں نہ ہو تو کیا یہ ہمارے لئے جائز ہے ؟ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا لَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَفْعَلُوا ، یعنی تم پر عزل کرنے میں حرج نہیں اس تقدیر پر "لا" زائد ہے لہٰذا عزل جائز ہے یا "لا" زائد نہیں اس تقدیر پر عزل کرنا ممنوع ہے۔ لا سے سائل کا کلام رد فرمایا اور علیکم اَنْ لَا تَفْعَلُوا ، کلامِ مستانف ہے۔ یعنی جو کچھ تقدیر میں آچکا ہے وہ یقیناً ہو کر رہے گا تم عزل کرو یا نہ کرو۔

۶۲۰۲ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ دیا قیامت قائم ہونے تک ہونے والی کوئی شئے نہ چھوڑی مگر اس کو

marfat.com
Marfat.com

إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيْتُ فَأَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَاٰهُ فَعَرَفَهُ

٦٢٠٣ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عُوْدٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَلَا نَتَّكِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى الْآيَةَ

ـــــ وَاتَّقٰى الْآيَةَ ـــــ

ذکر کر دیا جس نے جانا اس نے جانا اور اس کو فراموش کیا جس نے فراموش کیا۔ میں کوئی چیز دیکھتا ہوں جس کو میں نے فراموش کر دیا تھا تو اس کو میں ایسے پہچانتا ہوں جیسے کوئی آدمی کو پہچانتا ہے جبکہ وہ اس سے غائب ہو گیا ہو اور پھر اس کو دیکھے۔

شرح ٦٢٠٢ ـــ : یعنی کائنات میں جتنے امور مقدرہ تھے وہ تمام بیان فرما دیئے کوئی چیز بھی نہ تھی جس کو ذکر نہ کیا ہو۔ مقامِ نبوت سے یہ بعید نہیں کہ قلیل ترین وقت میں ہر شئ کو ذکر کر دیا جائے، چنانچہ آپ سے مستفیض حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے قلیل وقت میں قرآن کریم ختم کر لیا کرتے تھے۔ بدء الخلق کے باب میں حضرت عمر فاروق سے منقول حدیث میں اس کی تفصیل درج ہے (حدیث ٢٩٨٠ ج : ٥ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ کے دستِ اقدس میں چھڑی تھی جس سے زمین کرید رہے تھے

٦٢٠٣ ـــ فرمایا تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اس کا ٹھکانا دوزخ یا جنت میں لکھا گیا ہے لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، کیا ہم اپنے لکھے پر بھروسہ نہ کر لیں فرمایا نہیں۔ تم عمل کرتے رہو (جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے) اس کے لئے ہر شئ آسان کی گئی ہے۔ پھر حضور نے یہ تلاوت فرمائی "فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيْمِ

٦٢٠٤ ـــ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَاَثْبَتَتْهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الَّذِيْ تُحَدِّثُ اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ

٦٢٠٣ ـــ شرح : قولہ يَتَّكِلُ ، یعنی ازل میں جو اللہ نے مقدر کیا ہے اس پر اعتماد کر لے اور عمل ترک کر دے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ؛ کیونکہ جس عمل کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اور اس کی قضاء جاری ہو گئی ہے وہ اس کے لئے آسان ہو گا۔ الحاصل تم پر شریعت کی متابعت واجب ہے حقیقت کی جستجو تم پر لازم نہیں ظاہر کو باطن کے باعث ترک نہ کیا جائے۔

باب عمل خاتمہ کے ساتھ ہے

یعنی موت کے وقت عذاب کے فرشتوں کو دیکھنے سے پہلے شخص کے حال کا اعتبار ہے

٦٢٠٤ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر میں تھے

تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے متعلق فرمایا جو مسلمان ہونے کا دعویدار تھا کہ یہ شخص دوزخی ہے جب جنگ شروع ہوئی تو اس آدمی نے

marfat.com
Marfat.com

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ
يَرْتَابُ فَبَيْنَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى
كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهٖ فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ
قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ
قُمْ فَاَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ فَاِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ
الْفَاجِرِ **۶۲۰۵** ـــ **حَدَّثَنَا** سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ
قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَعْظَمِ الْمُسْلِمِيْنَ
غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ

سخت جنگ کی اور اس کو بہت زخم لگے جنہوں نے اس کو کھڑا کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے ایک آدمی (حضور کی خدمت میں) آیا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی خبر دیں جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے اس نے اللہ کی راہ میں سخت جنگ کی ہے اس کو بہت زخم آئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! وہ دوزخی ہے قریب تھا کہ بعض مسلمان اس بات میں شک کرنے لگتے وہ اسی حال میں تھا جبکہ اس نے زخموں کی تکلیف پائی تو اپنا ہاتھ ترکش کی طرف مائل کیا اور اس سے ایک تیر نکالا۔ جس کے ساتھ اپنے آپ کو ذبح کر دیا۔ مسلمانوں میں سے چند لوگ دوڑتے ہوئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کی تصدیق کر دی ہے۔ اس شخص نے اپنے آپ کو ذبح کر لیا ہے اور خودکشی کر لی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال اٹھو! اعلان کرو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ فاجر لوگوں سے اس دین کی تائید کروا دیتا ہے۔ حدیث ۲۸۵۴ کی شرح دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا فَاتَّبَعَهٗ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَجَعَلَ ذُبَابَةَ سَيْفِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ قُلْتَ لِفُلَانٍ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ اِلَيْهِ فَكَانَ مِنْ اَعْظَمِنَا غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ لَا يَمُوْتُ عَلٰى ذٰلِكَ فَلَمَّا جُرِحَ اسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَاَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ

۶۲۰۵ — ترجمہ : سہل سے روایت ہے کہ ایک آدمی غناء کے اعتبار سے تمام مسلمانوں سے عظیم تر ایک جنگ میں شریک تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ لڑی تھی۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا جو شخص خواہش کرتا ہے اہلِ نار سے کسی آدمی کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے لوگوں میں سے ایک آدمی اس کے پیچھے ہوگیا۔ وہ آدمی اسی حال پر رہا جو مشرکوں سے سخت لڑتا رہا حتی کہ وہ زخمی ہوگیا اور مرنے میں جلدی کی اور اپنی تلوار کی دھار دونوں پستانوں کے درمیان زور سے دبائی یہاں تک کہ وہ دونوں کندھوں کے درمیان سے نکل گئی وہ آدمی دوڑتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا "اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ! فرمایا یہ کس لئے کہہ رہے ہو اس نے کہا آپ نے فلاں شخص کے متعلق فرمایا تھا جو کوئی دوزخی شخص کو دیکھنا چاہے وہ اِس کو دیکھ لے اور وہ تمام مسلمانوں کی طرف سے زیادہ جنگ کرنیوالا تھا۔ میں نے جانا کہ وہ کفر پہ نہ مرے گا جب وہ سخت زخمی ہوگیا تو مرنے میں جلدی کی اور اپنے آپ کو قتل کردیا اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان دوزخیوں کے عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور اہل جنت کے عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے۔ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِلْقَاءُ النَّذْرِ الْعَبْدَ اِلَى الْقَدَرِ

٦٢٠٦ — حَدَّثَنَا ابونُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ اِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ

شرح ٦٢٠٥ — : غَنا بفتح العین والنون ہے مسلمانوں کو لڑنے سے مستغنی کرنے والا کہا جاتا ہے " اَغْنٰى عَنْهُ غنا فُلَانٍ "، یعنی اس کے قائم مقام ہُوا یعنی وہ لڑنے میں مسلمانوں کے قائم مقام تھا۔ اس شخص کا نام قزمان تھا۔ ذبابہ تلوار کا کنارا ہے،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث میں ہے " نَحَرَ نَفْسَهُ بِالسَّهْمِ "، اس نے تیر سے اپنے آپ کو ذبح کر لیا اور یہاں تلوار کی دھار کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے ہو سکتا ہے کہ اُس نے دونوں طریقے استعمال کئے ہوں ،، قولہ انما الاعمال" یعنی اعمال کا اعتبار خاتمہ پہ ہے اس میں قدریہ کا ردّ ہے جو کہتے ہیں انسان اپنے نفس کا مالک ہے اور خیر و شر میں مختار ہے (حدیث ٦٦٩٩ ج : ٤ کی شرح دیکھیں)

باب نذر کا بندے کو تقدیر کی طرف لے جانا

یعنی جب بندہ شر دفع کرنے کے لئے یا نفع حاصل کرنے کے لئے نذر مانے تو اس کی نذر اس کو اس تقدیر کی طرف لے جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ازل میں لکھی ہے اور اس سے فراغت ہو چکی ہے جو اللہ نے تقدیر کر دی ہے وہی ہوگی اسی لئے حضور نے ارشاد فرمایا نذر کسی شئ کو ردّ نہیں کر سکتی اس سے تو صرف بخیل سے مال نکالا جاتا ہے جو اس کا خلاف کرے وہ اپنے نفس کو اللہ کی مخلوق میں اس کا شریک کرتا ہے ؛ کیونکہ جو اللہ نے مقدر نہیں کیا اس کو مقدر جانتا ہے۔

ترجمہ ٦٢٠٦ — : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع فرمایا اور فرمایا نذر کوئی شئ ردّ نہیں کرتی اس سے تو صرف بخیل سے مال نکالا جاتا ہے ،،

marfat.com
Marfat.com

٦٢٠٧ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَاْتِیْ ابْنَ اٰدَمَ النَّذْرُ بِشَیْءٍ لَمْ یَکُنْ قَدَّرْتُهٗ وَلٰکِنْ یُلْقِیْهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَّرْتُهٗ لَهٗ اَسْتَخْرِجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِیْلِ

٦٢٠٧ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر بندے کے پاس وہ شئ نہیں لاتی جو میں نے اس کا مقدر نہیں کیا لیکن اس کے پاس تقدیر آتی ہے جو میں نے اس کی تقدیر لکھ دی ہے اس سے میں بخیل کا مال نکالتا ہوں۔

٦٢٠٦ — ٦٢٠٧ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نذر قربت کا التزام کرنا ہے اس سے منع کیوں کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے قربت سے منع نہیں کیا گیا لیکن اس کا التزام کرنا ممنوع ہے ؛ کیونکہ کبھی انسان اس کو پورا نہیں کر سکتا۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صدقہ بلاء اور مصیبت کو رد کرتا ہے یہ بھی تو صدقہ کا التزام کرنا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صدقہ کا بلاء کو رد کرنے کو یہ لازم نہیں کہ یہ التزام ہے۔ عینی نے خطابی سے نقل کیا کہ یہ علم کا انوکھا باب ہے کہ کسی شئ سے منع کیا جاتا ہے لیکن اس کو کرے تو واجب ہو جاتی ہے اور یُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَخِیْل کا مدلول یہ ہے کہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔ توضیح میں ہے نذر ماننا ابتداءً جائز ہے اور معلق نذر ممنوع ہے وہ یہ کہ کہے اے اللہ میں اچھا کام نہ کروں گا حتیٰ کہ تو میرا یہ کام کر دے جب اُس نے یہ کہہ دیا تو اس پہ نذر کی وفاء واجب ہو جاتی ہے۔ قسطلانی نے ذکر کیا یستخرج بہ من البخیل ،، کے معنی یہ ہیں کہ بخیل کسی چیز کے عوض صدقہ کرتا ہے جس کو وہ حاصل کرتا ہے اور نذر کبھی تقدیر کے موافق ہوتی ہے تو وہ مال باہر نکالتا ہے اگر یہ نذر نہ ہوتی تو وہ مال باہر نہ نکالتا جس نذر سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ نذر ماننے والا یہ اعتقاد کرتا ہے کہ نذر سے بذاتِ خود کام ہو جاتا ہے جیسا کہ ان کا گمان ہوتا ہے بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جب نذر ماننے سے غالباً ان کے کام ہو جاتے ہیں تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ نذر ماننے سے کام ہُوا ہے ؛ حالانکہ یہ محض ایک اتفاق تھا اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ نفع و نقصان دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور نذر محض وسیلہ اور ایک ذریعہ ہے تو یہ جائز ہے اس کو پورا کرنا واجب ہے یہ منع نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

٦٢٠٨ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُوالْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاةٍ فَجَعَلْنَا لَا نَصْعَدُ شَرَفًا وَلَا نَعْلُوْا شَرَفًا وَلَا نَهْبِطُ فِیْ وَادٍ اِلَّا رَفَعْنَا اَصْوَاتَنَا بِالتَّكْبِيْرِ قَالَ فَدَنَا مِنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِرْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّمَا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَةً هِیَ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

باب طاعت پر قوّت صرف اللہ کے طاقت دینے سے ہے

حول اور قوت دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ حَوْل کے معنیٰ یہ بھی کئے گئے ہیں "کہ گناہ سے پھیر دینا"، یعنی بندہ اللہ کی نافرمانی سے اللہ کے بچانے سے بچتا ہے اور اللہ کی توفیق سے ہی اس کی طاعت پہ قادر ہوتا ہے بعض نے حَوْل کے معنیٰ حیلہ کے کئے ہیں نووی نے کہا "لاحول ولاقوۃ"، کلمۂ استسلام وتفویض ہے یعنی اللہ کے سپرد کرنا۔ اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہیں۔ بندہ اپنے کام کا مالک نہیں نہ وہ اپنے سے شر دفع کرنے میں حیلہ کر سکتا ہے اور نہ اس میں خیر حاصل کرنے کی قوت ہے مگر صرف خداوند قدوس کے ارادے سے ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ "، تم وہ ہی کر سکتے ہو جو اللہ کا ارادہ ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ایک جنگ میں سید عالم صلی اللہ

٦٢٠٨ — علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب ہم کسی اونچی جگہ چڑھتے اس پر بلند ہوتے یا کسی نیچی وادی میں اترتے تو تکبیر کے ساتھ آوازیں بلند کرتے (بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے) ابوموسیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب تشریف لائے اور فرمایا مدارے لوگو! اپنی جانوں پہ مہربانی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمَعْصُوْمِ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ عَاصِمٌ لَا مَانِعَ

قَالَ مُجَاهِدٌ سُدًى عَنِ الْحَقِّ يَتَرَدُّوْنَ فِي الضَّلَالَةِ دَسَّاهَا أَغْوَاهَا

۶۲۰۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ

کر و تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو تم تو صرف سننے اور دیکھنے والے کو پکارتے ہو پھر فرمایا اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تجھے ایک کلمہ نہ سکھاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ" ہے۔ حیلہ اور طاقت صرف اللہ کی طرف سے ہے۔

۶۲۰۸ — شرح : اِرْبَعُوْا، کے معنی ہیں اپنی جانوں پر نرمی کرو، مہربانی کرو اور آوازوں کو پست کرو۔ لاحول ولا قوۃ جنت کا خزانہ اس لئے ہے کہ جیسے خزانہ میں نفیس مال ہوتا ہے اس کا بھی ثواب عمدہ ذخیرہ ہے۔ نووی نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ کہنے سے عمدہ ثواب حاصل ہوتا ہے کہ کہنے والے کے لئے جنت میں ذخیرہ ہو جاتا ہے۔ حدیث ۲۷۹۲ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

بابُ معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچائے

یعنی اس کو ہلاک ہونے سے منع کرے اور اس کی حفاظت کرے نبیوں اور مومنوں کی عصمت میں فرق یہ ہے کہ نبیوں کی عصمت واجب اور مومنوں کی عصمت بطریق جواز ہے۔ اقول نبی معصوم اور مؤمن محفوظ ہوتے ہیں۔ یعنی نبی وہ کام بھی نہیں کرتے جو مباح ہوتے ہیں اور ولی مباح کر لیتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

عاصم کے معنی مانع ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اس کلام "لَا عَاصِمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ" میں عاصم بمعنی مانع ہے یعنی اللہ کا حکم کوئی روک نہیں کر سکتا۔

مجاہد نے کہا اس آیت کریمہ "اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًى" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ وہ گمراہی میں متحیر پھرتے ہیں۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں "کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اس کو مہمل چھوڑ دیا جائے گا اور وہ گمراہی میں متحیر رہے گا یعنی اس پر کوئی حکم واجب نہ کیا جائے گا اور نہ اس کو جزاء دی جائے گی"، دَسَّاهَا کے معنی ہیں اس کو گمراہ کر دیا۔

۶۲۰۹ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جو بھی خلیفہ بنایا جاتا ہے۔ اس کے دو خفیہ مشیر ہوتے ہیں ایک اس کو اچھا مشورہ دیتا ہے اور اس پر اسے اُبھارتا ہے اور دوسرا شر کا مشورہ دیتا ہے اور اسے اس پر اُبھارتا ہے۔ معصوم وہ شخص

marfat.com
Marfat.com

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْسَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اسْتُخْلِفَ خَلِیْفَةٌ اِلَّا لَہٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُہٗ بِالْخَیْرِ وَتَحُضُّہٗ عَلَیْہِ وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُہٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّہٗ عَلَیْہِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَہُ اللّٰہُ

بَابُ قَوْلُ اللّٰہِ وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَةٍ اَھْلَکْنَاھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ وَقَوْلُہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا وَقَالَ مَنْصُوْرُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحِرِمٌ بِالْحَبَشِیَّةِ وَجَبَ

ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچائے"

شرح ۶۲۰۹ — بِطَانَةٌ خُفیہ مشیر ہے۔ یہ اسم جنس ہے واحد اور جمع کو شامل ہے کرمانی نے کہا "تَاْمُرُہٗ" سے پتہ چلتا ہے کہ امر میں علو اور استعلاء شرط نہیں۔

باب جن لوگوں کو ہم نے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا اُن پر واپس آنا حرام ہے۔ تیری قوم سے کوئی ہرگز ایمان نہیں لائے گا مگر جو ایمان لے آیا وہ فاجر اور کافر کے سوا کسی کو جنم نہیں دیں گے

(ان آیات سے مقصد یہ ہے کہ ایمان و کفر اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں (کرمانی) منصور بن نعمان نے عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حبشی زبان میں "حِرِمٌ" معنی وجوب ہے۔ یعنی ان پر یہ ثابت اور واجب ہو چکا ہے کہ وہ توبہ نہیں کریں گے۔ بعض نے کہا اس کے معنی یہ

marfat.com
Marfat.com

۶۲۱۰ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ
اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا
اَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ
كَتَبَ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنٰى اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَ فَزِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ
وَزِنَى اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهٗ
وَقَالَ شَبَابَةُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہیں کہ ان کے عملوں کا قبول ہونا حرام ہے، کیونکہ وہ توبہ نہیں کریں گے۔ بعض نے کہا حرام بمعنی منع ہے یعنی اُن پر دُنیا کی طرف لوٹنا ممنوع ہے۔ حرم اور حرام بمعنی واحد ہیں۔ یعنی جس شہر والوں کو ہم نے ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیا ہے ان کا کفر سے لوٹنا حرام ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "تیری قوم سے کوئی ہرگز ایمان نہیں لائے گا مگر جو ایمان لے آیا" یعنی نوح کی قوم کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ علم ہے کہ جو ایمان لے آئے اُن کے سوا کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ اسی لئے نوح علیہ السلام نے کہا زمین پر کسی کافر کو زندہ رہنے والا نہ چھوڑ۔

۶۲۱۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ لَمَم کے مشابہ اس سے زیادہ میں نے کوئی شئ نہیں دیکھی جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابنِ آدم پر زناء سے اس کا حصّہ لکھا ہے جس کو وہ ضرور کرے گا پس آنکھ کا زناء (غیر محرم) کو دیکھنا زبان کا زناء بولنا اور نفس خواہش کرتا ہے شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

۶۲۱۰ — شرح : باب مذکور آیات اور حدیث قدر کی گرفت سے خارج نہیں؛ کیونکہ زناء اور اس کی طرف رغبت دلانے آدمی کی تقدیر میں لکھے گئے ہیں وہ اُن سے باہر نہیں نکل سکتا ہے۔ لَمَم چھوٹے چھوٹے گناہ ہیں اور غیر محارم کو بنظرِ شہوت دیکھنا اور زناء کی باتیں کرنا ہے ان کو زناء اس لئے کہا ہے کہ یہ زناء کا مقدمہ ہیں درحقیقت زناء شرمگاہ میں ہوتا ہے اگر اُس نے مذکور دواعی کے مطابق زناء کر لیا تو ان کی تصدیق کر دی ورنہ تکذیب کر دی۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

٧٢١١ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ اُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ قَالَ هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ

شبابہ نے کہا ہم سے ورقاء نے ابن طاؤس نے اُنہوں نے اپنے والد طاؤس اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی اس سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ طاؤس نے ابن عباس سے یہ حدیث سماعت کی پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماعت کی ہے۔

باب ہم نے جو خواب آپ کو دکھایا ہے وہ صرف لوگوں کے امتحان کے لئے ہے

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ اسریٰ میں جو عجائب اور آیات دیکھیں وہ سر مبارک کی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا۔ اس میں لوگوں کا امتحان تھا معراج مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تک تو نصِ قطعی سے اور وہاں سے آسمانوں تک خبرِ مشہور سے ثابت ہے اس میں بعض مسلمان فلاسفہ کے پاؤں پھسل گئے اور اُنہوں نے معراج آسمانی کا انکار کر دیا۔ اور بعض لوگ مرتد ہو گئے۔ عینی نے بعض علماء سے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں بنی اُمیہ کو دیکھا کہ وہ آپ کے منبر شریف پر بندروں کی طرح ناچ رہے ہیں اس سے حضور غمناک ہوئے اور وصال پانے تک کھل کر نہیں ہنسے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ بعض لوگ اس لئے مرتد ہو گئے کہ رات کے تھوڑے سے حصہ میں سارے آسمانوں کی سیر کر کے کیسے واپس آ گئے نیز لوگوں کے امتحان کا دوسرا سبب دوزخ کا درخت ہے جو دوزخیوں کا کھانا ہوگا اور وہ "شجرۃ الزقوم" تھوہر کا درخت ہے۔ انہوں نے کہا آگ میں درخت کیسے ہو سکتا ہے، لیکن اس امتحان و ابتلاء میں سب سے زیادہ کامیاب ہونے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

بابُ تحاجّ اٰدمَ وَمُوسٰی عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی

۶۲۱۲ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَفِظْنَاہُ مِنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰی فَقَالَ مُوْسٰی یَا اٰدَمُ اَنْتَ اَبُوْنَا خَیَّبْتَنَا وَاَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّۃِ قَالَ لَہٗ اٰدَمُ یَا مُوْسٰی اَصْطَفَاکَ اللّٰہُ بِکَلَامِہٖ وَخَطَّ لَکَ بِیَدِہٖ

تھے۔ انہوں نے بلا تامل اس کی تصدیق کی۔ اس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یہ رؤیا محض خواب نہ تھا بلکہ بیداری میں تھا، کیونکہ خواب میں دیکھی شئی کا کوئی انکار نہیں کرتا اور نہ ہی اس سے محال کا تعلق ہوتا ہے۔

۶۲۱۱ — ترجمہ : عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اس آیت کریمہ میں جو رؤیا واقع ہے یہ آنکھ کا دیکھنا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات دکھایا گیا جس میں بیت المقدس تک سیر کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا : قرآن کریم میں "شَجَرَۃَ ملعونہ" یہ تھوہر کا درخت ہے۔

شرح : اس حدیث کی کتاب القدر سے مطابقت اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کا مقدر یہ کیا کہ وہ سچے نبی کے سچے خواب کی تکذیب کریں یہ ان کی سرکشی میں مزید اضافہ ہے کہ انہوں نے کہا رات کے تھوڑے سے حصہ میں بیت المقدس کی سیر کر کے رات ہی رات کیسے واپس آگئے ایسے شجرہ ملعونہ آگ میں کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ درخت آگ میں جل جاتا ہے، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ شجرہ کو آگ کے جوہر سے پیدا کیا ہے جس کو آگ نہیں جلاتی جیسے دوزخ کے سانپ اور بچھوؤں کو آگ نہیں جلاتی، کیونکہ وہ آگ کے جوہر سے پیدا ہیں آخرت کے احوال کو دنیا کے احوال پر قیاس نہیں کیا جاتا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۲۱۱ —

باب حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کا اللہ کے پاس باہم حجّت قائم کرنا اور مباحثہ کرنا،،

۶۲۱۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آدم اور

marfat.com

Marfat.com

اَتَلُومُنِیْ عَلٰی اَمْرٍ قَدَّرَہُ اللّٰہُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَنِیْ بِاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی ثَلَاثًا قَالَ سُفْیَانُ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

موسیٰ "علیہا السلام" نے بحث کی موسیٰ نے آدم سے کہا اے آدم! تم ہمارے باپ ہو تم نے ہمیں خسارہ میں ڈال دیا اور ہم کو جنت سے نکال دیا۔ آدم نے موسیٰ سے کہا اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے کلام میں منتخب فرمایا اور تیرے لئے اپنے دستِ قدرت سے تورات لکھی کیا مجھے اس بات پر ملامت کرتے ہو جو اللہ نے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے میرا مقدر کیا تھا۔ آدم موسیٰ "علیہا السلام" پر غالب آگئے۔ یہ تین بار فرمایا۔ سفیان نے بیان کیا کہ ہم کو ابو الزناد نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح خبر دی۔"

شرح : ہر شئی کی تقدیر ازلی ہے جو اللہ کے علم میں ہے یہاں تقدیر سے مراد لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی یا تورات میں لکھی ہوئی ہے۔ عینی نے ابن جوزی سے نقل کیا کہ مخلوقات کے وجود سے پہلے تمام معلومات اللہ کے علم میں تھے لیکن ان کو مختلف اوقات میں لکھا۔ صحیح مسلم میں ہے زمین و آسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مقادیر لکھے ہو سکتا ہے کہ آدم علیہ السلام کا واقعہ خصوصاً ان کی پیدائش سے چالیس سال پہلے لکھا ہو یہ بھی ممکن ہے کہ یہ قدر مٹی اور پانی میں مخلوط ہونے اور آن میں پڑنے کی مدت ہو، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے آدم علیہ السلام کے مٹی میں رہنے اور اُن میں نفخ رُوح کی مدت چالیس سال ہے یہ عمومی تقادیر کی کتابت کے منافی نہیں جو زمین و آسمان کی خلقت سے پچاس ہزار سال پہلے لکھی گئی تھیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے کہا کیا تم مجھے ایسی شئی پر ملامت کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے پہلے میرا مقدر کر دیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چالیس سال کی مدت کا تعلق کتابت لکھے ساتھ ہے عمومی تقدیر سے نہیں

حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام میں کب مباحثہ ہوا؟

بعض علماء نے کہا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں آدم علیہ السلام کو زندہ کیا ہو تو ان کی آپس میں گفتگو ہوئی ہو یا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے آدم علیہ السلام کی قبر منکشف کر دی ہو۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللّٰهُ

۶۲۱۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلٰوةِ فَأَمْلٰى عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَلْفَ الصَّلٰوةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ أَنَّ وَرَّادًا أَخْبَرَهُ بِهٰذَا ثُمَّ وَفَدْتُ بَعْدُ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَسَمِعْتُهُ يَأْمُرُ النَّاسَ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ

یا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کی روح دکھائی ہو جیسے شب اسریٰ میں تمام نبیوں کی روحیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی تھیں یا خواب میں موسیٰ علیہ السلام نے آدم کو دیکھا ہو جبکہ نبیوں کے خواب قطعی ہوتے ہیں یا موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد یہ گفتگو ہوئی ہو جبکہ آسمان میں دونوں کی روحیں آپس میں ملی ہوں ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

باب جو شئ اللہ تعالیٰ نے دی ہو اس کو کوئی منع نہیں کر سکتا

۶۲۱۳ — ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ کے مولیٰ (آزاد کردہ) وراد نے کہا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ کو خط لکھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے بعد جو فرماتے ہوئے تم نے سنا ہے وہ مجھے لکھو مغیرہ نے مجھے لکھوایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز

marfat.com

Marfat.com

بَابٌ مَنْ تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ
وَقَوْلُهٗ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

٦٢١٤ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ

کے بعد یہ فرماتے ہوئے سنا ما اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو منع کرے اس کو کوئی دینے والا نہیں۔ کوشش کرنے والے کو تیری طاعت کے بدلہ اس کی کوشش نفع نہیں دے سکتی۔ ابن جریج نے کہا مجھے عبدہ نے خبر دی کہ وراد نے اس کو یہ خبر دی پھر اس کے بعد میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے ان کو سنا کہ وہ لوگوں کو یہ حکم کر رہے تھے (کہ نماز کے بعد یہ دعا کیا کریں)

شرح ٦٢١٣ : جدّ انسان کا نصیبہ ہے اور کلمہ "من" بدلیہ ہے جیسے قرآن کریم میں ہے : اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ "کیا تم آخرت کے بدلہ میں دنیاوی زندگی سے خوش ہو گئے"۔ اس تقدیر پر مذکور دعاء کے معنیٰ یہ ہیں۔ تیری طاعت کے بدلہ کسی کو نصیبہ نفع نہیں دے سکتا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جدّ بمعنی دادا ہو یعنی کسی کو اس کا نسب نفع نہیں دے سکتا اگر جدّ بکسر الجیم ہو تو اس کے معنی کوشش کے ہیں کسی کوشش کرنے والے کو اس کی کوشش نفع نہ دے گی اس کو تیری رحمت ہی نفع پہنچا سکتی ہے (حدیث ٨٠٨ ج : ٢ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے بدبختی کے پا لینے اور بُری قضاء سے اللہ کی پناہ مانگی۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہہ دیجئے میں مخلوق کی شر سے صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔"

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ

۶۲۱۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُوالْحَسَنِ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَثِيْرًا مِّمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مصیبت کی شدت، بدبختی کے پالینے، بُری قضاء اور دشمنوں کے خوش ہونے سے اللہ کی پناہ مانگو " (حدیث ۶۸۵۸ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

۶۲۱۴ —

باب "اللہ" آدمی اور اُس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے

یعنی یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ کافر کے ایمان لانے اور مومن کے کفر کرنے کے درمیان حائل ہے۔ مقصد یہ ہے کہ باب کے عنوان میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے اچھے بُرے افعال کا خالق ہے اور وہ اس پر قادر ہے کہ کافر اور ایمان کے درمیان حائل ہو اور مومن کو کفر پر قادر کر دے اور مومن اور کفر کے درمیان حائل ہو اور کافر کو ایمان پر قادر کر دے جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے یہ اس کا عدل و انصاف ہے، کیونکہ اُس نے ان کو حق سے منع نہیں کیا اور ان کو اپنے ارادہ پر پیدا کیا ہے ان کے ارادہ پر پیدا نہیں کیا۔

۶۲۱۵ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ قسم کھاتے تھے " دلوں کے پھیرنے والے کی قسم ہے "

۶۲۱۵ — شرح : مقلب القلوب کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے دل کو ایمان اختیار کرنے سے کفر اختیار کرنے کی طرف اور اس کے برعکس پھیرنا ہے۔ اس میں اللہ کا فعل عدل و انصاف ہے۔ تقلیب قلوب سے مراد دل کا ارادہ وغیرہ پھیرنا ہے، کیونکہ دل کی حقیقت منقلب نہیں ہوتی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دلوں کے اعمال اور اغراض و ارادوں وغیرہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

marfat.com

Marfat.com

٦٢١٦ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ وَبِشْرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَيَّادٍ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا قَالَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِّيْ فَاَضْرِبْ عُنُقَهٗ قَالَ دَعْهُ اِنْ يَّكُنْ هُوَ فَلَا تُطِيْقُهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهٖ

بَابُ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَنَا قَضٰى وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِفَائِتِيْنَ بِمُضِلِّيْنَ اِلَّا مَنْ كَتَبَ اللهُ اِنَّهٗ يَصْلَى الْجَحِيْمَ قَدَّرَ فَهَدٰى قَدَّرَ الشَّقَاءَ وَالسَّعَادَةَ وَهَدَى الْاَنْعَامَ لِمَرَاتِعِهَا

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا "میں نے تیرے لئے دل میں خفیہ شئی چھپا رکھی ہے بتاؤ" وہ کیا ہے۔ اُس نے کہا وہ "دُخ" ہے "دھواں"، حضور نے فرمایا دُور ہو تو اپنی قدر سے آگے نہیں بڑھ سکتا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا حضور مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اُڑاؤں فرمایا اس کو چھوڑو اگر یہ وہی ہے تو تم اس کو قتل نہیں کر سکتے ہو اگر یہ وہ نہیں تو اس کو قتل کرنے میں بہتری نہیں ہے۔

٦٢١٦ ـــ

شرح : یعنی اگر یہ وہی دجال ہے جس کا خروج اور لوگوں کو گمراہ کرنا اللہ کے علم میں ہے تو تمہارا خالق و مالک تمہیں اس کو قتل کرنے پر قادر نہیں کرے گا جس کے متعلق اللہ کے علم میں اس کا خروج اضلال ہے، کیونکہ اگر اللہ تجھے اس کو قتل کرنے پر قادر کرے تو اللہ کے علم میں انقلاب لازم آئے گا جو محال ہے اس طرح حدیث عنوان کے مطابق ہے (حدیث ۱۲۷۵ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب کہہ دیں ہمیں کچھ نہیں پہنچ سکتا مگر جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھا ہے

marfat.com
Marfat.com

٦٢١٧ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُونِ فَقَالَ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ فَجَعَلَهُ اللهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُونُ فِي بَلْدَةٍ يَكُونُ فِيهِ وَيَمْكُثُ فِيهِ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْبَلْدَةِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ

کتب بمعنیٰ قضیٰ ہے (فیصلہ کردیا) مجاہد نے اس آیت کریمہ "مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ فَاتِنِينَ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ" کی تفسیر میں ذکر کیا تم کسی کو گمراہ نہیں کرسکتے مگر اس شخص کو جس کے متعلق اللہ کا فیصلہ ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور مجاہد نے "قَدْ هَدَىٰ" کی تفسیر میں ذکر کیا اللہ نے بدبختی اور سعادتمندی مقدر کی اور چارپایوں کو ان کی چراگاہوں کی طرف ہدایت دی۔ باب کے عنوان میں کتب کی تفسیر "قضیٰ" سے کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خبردار کیا ہے کہ ان کو دنیا میں جو حوادثات مصائب قحط سالی اور خوشحالی آتی ہے سب اللہ کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے جو چاہے کرتا ہے اور ان کو خیر و شر میں مبتلا کرتا ہے یہ تمام امور لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔

٦٢١٧ — ترجمہ: عبداللہ بن بُریدہ نے یحییٰ بن یَعْمَر سے روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر سنائی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق دریافت کیا تو حضور نے فرمایا طاعون عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ جس پر چاہے بھیجتا ہے اس کو مومنوں کے لئے رحمت کرتا ہے کوئی آدمی نہیں جو کسی شہر میں ہو جہاں طاعون پڑی ہو وہ وہاں ہی رہے اس حال میں کہ صبر کرتے ہوئے ثواب کا طلبگار رہے اور شہر سے باہر نہ نکلے جبکہ وہ یہ یقین کرلے کہ اس کو وہی پہنچے گا جو اللہ نے اس کے لئے فیصلہ کیا ہے مگر اس کو شہید کے ثواب کی مثل ثواب ہوگا۔ طاعون کو رحمت اس لئے فرمایا ہے کہ بظاہر اگرچہ اس میں سخت تکلیف ہوتی ہے لیکن اس پر صبر کرنے والے کے لئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَوْاَنَّ اللّٰهَ هَدَانِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۶۲۱۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُبْنُ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا هْتَدَيْنَا ؛ وَلَاصُمْنَا وَلَاصَلَّيْنَا فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ؛ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا وَالْمُشْرِكُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

بابؒ ہم ہدائت پانے والے نہ ہوتے اگر ہمارے لئے اللہ کی ہدایت نہ ہوتی اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں پرہیزگاروں میں سے ہوتا ،،

اِن دونوں آیتوں اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کے لئے ہدایت و گمراہی پیدا کرتا ہے اور اپنے بندوں کو اُن اعمال کے کسب پر قادر کرتا ہے جو اُن سے چاہتا ہے کہ وہ ایمان لائیں یا کفر کریں اور اعمال لوگوں کی مخلوق نہیں۔ اس میں قدریہ کا رَدِّ بلیغ ہے جو کہتے ہیں کہ اعمال لوگوں کی مخلوق ہیں اور لوگ اپنے افعال کے خالق خود ہیں۔

۶۲۱۸ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوہ خندق کے روز دیکھا کہ آپ ہمارے ساتھ مٹی اٹھا رہے تھے اور فرماتے تھے۔ اللہ کی قسم اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہم ہدائت نہ پاتے ؛ نہ روزے رکھتے نہ نمازیں پڑھتے ؛ اے اللہ ہم پر آرام و سکون نازل فرما اگر ہم دشمن سے لڑیں تو ہمیں ثابت قدم رکھ ؛ مشرکوں نے ہم پر بہت زیادتی کی ہے ؛ جس وقت انہوں نے فتنہ کرنے کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا۔ (حدیث ۲۶۳۸ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ الٰى قَوْلِهٖ تَشْكُرُوْنَ

٦٢١٩ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قسمیں کھانا اور نذریں (منّتیں) ماننا

اَیمان یمین کی جمع بمعنی قوت ہے قرآن کریم میں ہے اَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ، ہم ان کو قوت کے ساتھ پکڑیں گے۔ کرمانی نے کہا "یمین وہ ہے جس کا وجود اللہ کے ذکر سے واجب ہوجاتا ہے اور مکلف اپنے پر عبادت لازم کرلیتا ہے۔ احناف کہتے ہیں نذر عبادت یا صدقہ وغیرہ کو تبرعًا اپنے پر واجب کرلیتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تمہیں غلط فہمی کی قسموں پر نہیں پکڑتا ہاں اُن قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسموں کا

marfat.com

Marfat.com

لَمْ يَكُنْ يَحْنَثُ فِي يَمِيْنٍ قَطُّ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ وَقَالَ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتُ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ ۶۲۲۰ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْئَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُوْتِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ

کفارہ دس مساکین کو کھانا دینا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے دینا یا غلام آزاد کرنا تو جو اِن میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ تم شکر کرو۔

۶۲۱۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قسم میں ہرگز حانث نہیں ہوئے حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا کفارہ نازل فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں کسی چیز پر قسم نہیں کھاتا پس میں اس کا غیر اس سے بہتر دیکھوں مگر بہتر کرتا ہوں اور اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں"

۶۲۲۹ — شرح : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ اس لئے فرمایا کہ وہ مسطح بن اثاثہ سے کسی قسم کی نیکی نہیں کریں گے جبکہ مسطح اُن لوگوں میں شریک تھے جنہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ الآیۃ

۶۲۲۰ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن بن سمرہ

marfat.com
Marfat.com

٦٢٢١ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ رَهْطٍ مِنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اَسْتَحْمِلُهٗ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِىْ مَا اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ قَالَ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ نَلْبَثَ ثُمَّ اُتِىَ بِثَلٰثِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَحَمَلَنَا عَلَيْهَا فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا اَوْ قَالَ بَعْضُنَا وَاللّٰهِ لَا يُبَارِكُ لَنَا اَتَيْنَا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَحَلَفَ اَلَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلَنَا فَارْجِعُوْا بِنَا اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُذَكِّرُهٗ فَاَتَيْنَاهُ فَقَالَ مَا اَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ وَاِنِّىْ وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ

امارت طلب نہ کر کیونکہ اگر طلب کرنے سے امارت تجھے دی گئی تو تو اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر طلب کرنے کے بغیر تجھے دی گئی تو تیری مدد کی جائے گی اور جب کوئی قسم کھائے پھر اس کا غیر اس سے بہتر دیکھے تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور جو بہتر ہے وہ کر۔

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کسی کام کرنے یا نہ کرنے کی قسم

٦٢٢٠ ـــ کھائے لیکن قسم توڑ دینا بہتر ہو تو اس پر واجب ہے کہ قسم توڑ کر بہتر کام کرے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے اور کفارہ قسم توڑنے کے بعد دے کیونکہ کفارہ گناہ کو چھپاتا ہے اور قسم توڑنے سے پہلے گناہ ہی نہیں لہٰذا حانث ہونے سے پہلے کفارہ جائز نہیں اور یہ حدیث "من حلف علی یمین ثم رءی غیرھا خیرا منھا فلیحنث ثم لیکفر عن یمینہ" کہ جو کوئی قسم کھائے پھر محلوف علیہ کا غیر بہتر دیکھے تو قسم توڑ دے پھر اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ مذکور تقریر کی تاکید کرتی ہے۔ لہٰذا قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا جائز نہیں۔

٦٢٢١ ـــ ترجمہ : ابو بردہ نے اپنے والد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں اشعریوں کے چند لوگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

marfat.com
Marfat.com

غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَاَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ

وَاَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ

٦٢٢٢ — حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ

ہوا آپ سے سواری طلب کرتا تھا۔ حضور نے فرمایا بخدا! میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور نہ میرے پاس کوئی چیز ہے جس پر تمہیں سوار کروں۔ ابوموسیٰ نے کہا پھر ہم ٹھہرے جو اللہ نے چاہا کہ ہم ٹھہریں پھر تین اونٹ سفید کوہانوں والے حضور کے پاس لائے گئے تو آپ نے ہمیں اُن پر سوار کر دیا جب ہم چلنے لگے تو ہم نے کہا یا ہم سے کسی نے کہا خدا کی قسم! ہمارے لئے برکت نہیں ہوگی۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے آپ سے سواری طلب کرتے تھے آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سوار نہ کریں گے پھر ہم کو سوار کر دیا۔ ہمارے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹو ہم آپ کو قسم یاد دلائیں ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا میں نے تم کو سوار نہیں کیا بلکہ اللہ نے تم کو سوار کیا ہے اور خدا کی قسم! میں ان شاء اللہ کسی شئ پر قسم نہیں کھاتا پھر اس کے غیر کو بہتر دیکھتا ہوں تو اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور وہ کام کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے یا بہتر کام کرتا ہوں اور اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں

شرح : یعنی عطا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ میں تو اللہ کے حکم سے اس کا مال تمہیں دیتا ہوں، کیونکہ آپ بذریعہ وحی عطاء فرماتے تھے۔ قولہ ولا احلف الخ یہ دو جملے ہیں جو انّ کے اسم اور اس کی خبر کے درمیان واقع ہیں۔ قولہ اَوْ اَتَيْتُ، راوی کو شک ہے کہ اَتَيْتُ کفرت سے مقدم ہے یا مؤخر یا کفارہ کی دونوں صورتیں مذکور ہیں لہٰذا اس حدیث میں کفارہ کے قسم سے پہلے اور بعد کی طرف اشارہ ہے (حدیث ٦٢٢٤ ج ٤ کی شرح دیکھیں)

٦٢٢٢ — **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا "ہم" دنیا میں آنے میں سب سے آخر ہیں اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم! تم میں سے کوئی اپنے گھر کے معاملہ میں اپنی قسم پر اڑا رہے اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہگار ہے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے جو اللہ نے اس پر عائد کیا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَاَنْ يَلَجَّ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ فِيْ اَهْلِهٖ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ اَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِيْ افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٢٢٣ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَلَجَّ فِيْ اَهْلِهٖ بِيَمِيْنٍ فَهُوَ اَعْظَمُ اِثْمًا لَيْسَ تُغْنِي الْكَفَّارَةُ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَيْمُ اللّٰهِ

٦٢٢٢ — شرح : یعنی جب کوئی قسم کھائے جو اس کے گھر سے متعلق ہو اور اس کے قسم نہ توڑنے سے گھر والوں کو ضرر پہنچتی ہو اور قسم توڑنے میں کوئی مصیبت بھی نہیں آتی تو قسم توڑ کر کفارہ ادا کر دینا چاہیے۔ اگر وہ کہے میں حانث نہیں ہوتا ہوں مجھے گناہ کا خوف ہے تو وہ غلطی کرے گا۔

٦٢٢٣ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے گھر والوں کے معاملہ میں قسم پر اڑا رہے وہ بہت گناہ گار ہے چاہیئے کہ وہ نیکی کرے یعنی کفارہ دے۔

٦٢٢٤ — شرح : یعنی اگر اس کے قسم پر قائم رہنے سے گھر والوں کو ضرر پہنچتی ہو تو وہ قسم پر اڑے رہنا ترک کر دے اور کفارہ دے تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ قسم پر اڑے رہنا نیکی ہے۔ لہٰذا ایسے حال میں قسم توڑ دے اور کفارہ دے تاکہ اس کے گھر والے ضرر سے محفوظ رہیں۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "اللہ کی قسم"

marfat.com
Marfat.com

۶۲۲۴ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِمْرَتِهٖ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمْرَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمْرَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ

بَابُ كَيْفَ كَانَ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَالَ سَعْدٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ وَقَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاهَا اللّٰهِ اِذًا يَقَالُ وَاللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَتَاللّٰهِ

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر ۶۲۲۴ ـــ بھیجا اور اُن پر اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر مقرر کیا تو بعض لوگوں نے اسامہ کی امارت میں طعن کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا "اگر تم اُسامہ کی امارت میں طعن کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے والد زید کی امارت میں بھی طعن کرتے تھے اللہ کی قسم! یہ امارت کے بہت لائق ہے اور وہ مجھے لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور یہ اس کے بعد سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔

شرح : اَیْمُ اللّٰہ کے معنی یمینُ اللہ کے ہیں اس کے معنی قسم کھانے والے کا اللہ ۶۲۲۴ ـــ کی قسم کھانا ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو قسم سے موصوف کرنا جائز نہیں کہ اللہ قسم کھاتا ہے یہ تو صرف مخلوق کی صفت ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۶۲۲۵ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيٰنَ عَنْ مُوسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ

۶۲۲۶ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کس طرح کی تھی

سعد نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والذی نفسی بیدہ ،، ابوقتادہ نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہا ،، لَاهَا اللّٰهِ اِذًا يُقَالُ وَاللّٰهِ، بِاللّٰهِ، تَاللّٰهِ

۶۲۲۵ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم لَا وَ مُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ ،، تھی دلوں کو پھیرنے والے کی قسم ،،

(حدیث ۵۸۵ ج : پر دیکھیں)

۶۲۲۵ ـــ ترجمہ : جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ جب کسریٰ ہلاک ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کروگے۔

۶۲۲۶ ـــ شرح : کسریٰ بکسر الکاف وفتحہا یہ فارس کے بادشاہوں کا لقب ہے جبکہ قیصر روم کے بادشاہ کا نام ہے۔ یعنی کسریٰ کی ہلاکت کے بعد قیصر و کسریٰ نہ ہوں گے یہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ جیسے حضور نے خبر دی وہی ہوا ،،

(حدیث ۲۹۱۴ ج : ۴ اور حدیث ۲۸۲۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

۶۲۲۷ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

۶۲۲۸ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا

۶۲۲۹ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْعَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ

۶۲۲۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوگیا تو اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگیا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تم ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے

۶۲۲۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم "کی امت اللہ کی قسم! اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے۔ (حدث عـــ جلد کی شرح دیکھیں)

۶۲۲۹ — ترجمہ : عبداللہ بن ہشام نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جبکہ حضور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے تو عمر فاروق نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میری جان کے سوا ہر شئی سے مجھے زیادہ محبوب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

جَدَّهٗ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا نَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ فَاِنَّهٗ الْاٰنَ وَاللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰنَ يَا عُمَرُ

۶۲۲۹ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْاٰخَرُ وَهُوَ اَفْقَهُهُمَا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاْذَنْ لِيْ اَنْ اَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ

نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ حتیٰ کہ تمہاری جان سے بھی میں زیادہ محبوب ہوں۔ عمر فاروق نے حضور سے عرض کیا اللہ کی قسم! اب آپ میری جان سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اے عمر"

۶۲۲۸ ـــ شرح : یعنی اے عمر تمہارا ایمان کامل نہیں جب تک کہ تیری جان سے بھی میں تجھے زیادہ محبوب نہ ہوں جب عمر فاروق نے یہ اقرار کر لیا تو فرمایا اب تمہارا ایمان کامل ہوا ہے (حدیث ۱۳-۱۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۲۲۹ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ اور زید بن خالد سے روایت ہے انہوں نے خبر دی کہ دو آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جھگڑتے لے گئے اُن میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ کریں۔ دوسرے نے کہا جبکہ وہ اُن دونوں

marfat.com
Marfat.com

اِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَسِیْفًا عَلٰی هٰذَا فَقَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِیْفُ الْاَجِیْرُ زَنٰی بِامْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلٰی ابْنِیْ الرَّجْمَ فَافْتَدَیْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَجَارِیَةٍ لِیْ ثُمَّ اِنِّیْ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلٰی ابْنِیْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبَ عَامٍ وَاِنَّمَا الرَّجْمُ عَلٰی امْرَاَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِیَتُكَ فَرَدٌّ عَلَیْكَ وَجَلَدَ ابْنَهٗ مِائَةً وَغَرَّبَهٗ عَامًا وَاَمَرَ اُنَیْسًا الْاَسْلَمِیَّ اَنْ یَاْتِیَ امْرَاَةَ الْاٰخَرِ فَاِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

میں سے زیادہ سمجھدار تھا ہاں یارسول اللہ! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ صادر فرمائیں اور مجھے اجازت فرمائیں کہ میں کلام کروں حضور نے فرمایا بات کرو اُس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کا خادم تھا مالک نے کہا "عسیف" کے معنیٰ اَجیر "مزدور" کے ہیں۔ اُس نے اس شخص کی بیوی سے زناء کیا ہے اور لوگوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے بیٹے پر رجم ہے تو میں نے اس کے بدلہ سو بکری اور اپنی ایک لونڈی اس کا فدیہ ادا کیا پھر میں نے اہلِ علم سے پوچھا تو اُنہوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے پر رجم ہے تو میں نے اس کے بدلہ سو بکری اور اپنی ایک لونڈی اس کا فدیہ ادا کیا۔ پھر میں نے اہلِ علم سے پوچھا تو اُنہوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کے لئے جلاوطن ہونا ہے۔ رجم صرف اس کی بیوی پر ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں تمہاری بکریاں اور تمہاری لونڈی تمہیں واپس کی جائیں گی اور اس کے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا اور اُنیس اسلمی کو حکم دیا گیا کہ وہ دُوسرے شخص کی بیوی کے پاس جائے اگر وہ زناء کا اعتراف کرے تو اس کو سنگسار کر دے؛ چنانچہ اُس نے زناء کا اعتراف کر لیا تو اس کو رجم کر دیا،

شرح : امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا صرف مطلق اعترافِ زناء حد کو واجب کرتا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا ایک یا چار مجالس میں چار بار اعتراف کرنے سے حد واجب ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا چار

۶۲۲۹

marfat.com
Marfat.com

۶۲۳۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ یَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَاَیْتُمْ اِنْ کَانَ اَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَیْنَةُ وَجُهَیْنَةُ خَیْرًا مِنْ تَمِیْمٍ وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَغَطْفَانَ وَاَسَدٍ خَابُوْا وَخَسِرُوْا قَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اَنَّهُمْ خَیْرٌ مِّنْهُمْ

مجالس میں چار بار اعتراف کرنے سے حد واجب ہوتی ہے۔ اگر ایک مجلس میں ہزار بار اعترافِ زنا کرے وہ ایک ہی اعتراف ہوگا اس کی دلیل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰی نَفْسِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ جب اُس نے چار بار اپنے نفس پر گواہی دی، بخاری، مسلم ،، نیز صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی صحیح مسلم میں اسی طرح مذکور ہے۔ صحیح بخاری میں عسیف کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اے انیس کل اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ معہود اعتراف کرے ،، چار بار ،، تو اس کو سنگسار کر دو۔ بزار نے اپنے سند میں غامدیہ کی حدیث کے بعض طرق میں ذکر کیا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غامدیہ کو چار بار واپس کیا۔ چار مجالس میں چار بار اعتراف کرنے کی دلیل حضرت ماعز اسلمی کی حدیث ہے کہ وہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور زنا کا اقرار کیا۔ حضور نے اس کو رد کر دیا تو اس نے دوسرے روز آکر پھر اقرار کیا حتی کہ جب چوتھی بار آکر اعتراف کیا تو اس کو رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

۶۲۳۰ ترجمہ : عبدالرحمٰن نے اپنی والدہ ابوبکرہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا مجھے بتایا اگر قبیلہ اسلم، غفار، مزینہ اور قبیلہ جہینہ، قبیلہ تمیم، عامر بن صعصعہ، غطفان اور اسد سے بہتر ہوں تو وہ خسارہ میں ہوں گے لوگوں نے کہا جی ہاں فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ وہ اُن سے بہتر ہیں۔

۶۲۳۰ شرح : مشہور آٹھ قبائل ہیں عبارت میں دو احتمال ہیں ایک توزیع (تقسیم) ہے یعنی اسلم تمیم سے بہتر ہے۔ غفار عامر سے بہتر ہے اسی طرح باقی اقسام ہے یا بطور اجتماع ہے یعنی اسلم چاروں سے بہتر ہے ایسے ہی غفار وغیرہ لقد میسری وجہ یہ ہے کہ چار اجتماعی طور پر ہر ایک سے قطع نظر کرتے ہوئے آخری چاروں سے بہتر ہے اور "خابوا" میں ضمیر پہلے کی طرح راجع ہے جو مناقب قریش میں صراحۃً مذکور ہو چکا ہے کہ پہلے چار بہتر ہیں اور آخری چار خسارہ میں ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۶۲۳۱ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعْمَلَ عَامِلاً فَجَاءَهُ الْعَامِلُ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِيْ فَقَالَ لَهٗ اَفَلَا قَعَدْتَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْكَ وَاُمِّكَ فَنَظَرْتَ اَيُهْدٰى لَكَ اَمْ لَا ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَتَشَهَّدَ وَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهٗ فَيَاْتِيْنَا فَيَقُوْلُ هٰذَا مِنْ عَمَلِكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِيْ اَفَلَا قَعَدَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ فَنَظَرَ هَلْ يُهْدٰى لَهٗ اَمْ لَا فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا يَغُلُّ اَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا اِلَّا جَاءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى عُنُقِهٖ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا جَاءَ بِهٖ لَهٗ رُغَاءٌ وَاِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا

ترجمہ : ابوحمید ساعدی نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عامل مقرر کیا جب وہ اپنے عمل سے فارغ ہوا تو حضور کے

۶۲۳۱ ـــ

پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ مال آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے۔ حضور نے اسے فرمایا کیا تو اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا پس دیکھے کہ تیرے لئے ہدایا آتے ہیں یا نہیں۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کو نماز کے بعد خطبہ دیا۔ شہادتین کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جس کے وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا اما بعد! اس عامل کا کیسا حال ہے جس کو ہم عامل بناتے ہیں وہ ہمارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یہ تمہارا عمل ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے وہ اپنی ماں اور باپ کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا پس دیکھے کیا اس کو ہدایا دئے جاتے ہیں یا نہیں اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے تم میں کوئی اس مال میں سے خیانت نہیں کرتا مگر وہ قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر اٹھاتے ہوئے آئے گا اگر وہ

marfat.com
Marfat.com

لَهٗ خُوَارٌ وَاِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعَرُ فَقَدْ بَلَّغْتُ فَقَالَ اَبُوْحُمَيْدٍ ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ حَتّٰى اِنَّا لَنَنْظُرُ اِلٰى عُفْرَةِ اِبْطَيْهِ قَالَ اَبُوْحُمَيْدٌ وَقَدْ سَمِعَ ذٰلِكَ مَعِيَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلُوْهُ ۶۲۳۲ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا

اونٹ ہوگا تو اُس کو گردن پر اُٹھا کر لائے گا اور وہ بلبلاتا ہوگا۔ اگر وہ گائے ہوگی تو اُس کو لائے گا تو ڈکراتی ہوگی اگر وہ بکری ہے تو اس کو لائے گا جبکہ وہ ممیاتی ہوگی۔ میں نے تم کو اللہ کا حکم پہنچا دیا ہے۔ ابوحمید نے کہا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس اٹھایا حتی کہ ہم آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھتے تھے۔ ابوحمید نے کہا یہ حدیث میرے ساتھ زید بن ثابت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔ اُن سے پوچھ لو۔

۶۲۳۱ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عامل کا ہدیہ اور نذرانہ بیت المال میں واپس کیا جائے گا۔ صاحبِ توضیح نے کہا صاحب حاوی صغیر نے کیا عمدہ کہا ہے کہ عامل کا ہدیہ حرام ہے اس کا کوئی مالک نہیں۔ (عینی) نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی فراہمی کرنے والوں کا وظیفہ بیت المال سے دیا جائے اور وہ صدقہ کے مال سے امام کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں لے سکتے۔ رُغَاء، اونٹ کی آواز ہے۔ خُوار گائے کی آواز اور تیعر بکری کی آواز کا نام ہے۔

۶۲۳۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے رہو اور کم ہنسو،، (یعنی جو افعال و اہوال اور آخروی شدائد میں جانتا ہوں اگر تم معلوم کر لو تو روتے ہی رہو)

marfat.com
Marfat.com

۶۲۳۳ ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَنْتَهَیْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ یَقُوْلُ فِیْ ظِلِّ الْکَعْبَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ قُلْتُ مَاشَانِیْ اَیُرٰی فِیَّ شَیْءٌ مَاشَانِیْ فَجَلَسْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ یَقُوْلُ فَمَا اسْتَطَعْتُ اَنْ اَسْکُتَ وَتَغَشَّانِیْ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاَکْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَهٰکَذَا

ترجمہ : معرور نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روائت کی اُنہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا جبکہ آپ کعبہ کے سایہ میں یہ فرما رہے تھے ربِّ کعبہ کی قسم! وہ لوگ خسارہ میں ہیں ربِّ کعبہ کی قسم! وہ لوگ خسارہ میں ہیں۔ میں نے کہا میرا کیسا حال ہے کیا مجھ میں کوئی شئی دیکھی گئی ہے جو میری شان ہے؟ میں حضور کے پاس بیٹھ گیا جبکہ آپ یہی فرما رہے تھے مجھے خاموش رہنے کی طاقت نہ رہی اور میں اس حال میں رہا جب تک اللہ نے چاہا (غمناک رہا) میں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون لوگ ہیں؟ میری ماں اور باپ آپ پر قربان ہوں فرمایا وہ مالدار لوگ ہیں مگر جس نے اس طرح اس طرح اشارہ کیا "مال خرچ کیا"

۶۲۳۳ ـــ شرح : یعنی جس نے دائیں بائیں مستحقین پر خرچ کیا وہ خسارہ میں نہ ہوگا۔

۶۲۳۳ ـــ قلت ماشانی "یعنی میرا حال کیسا ہے اَیُرٰی فِیَّ شَیْءٌ" یعنی کیا مجھ میں کوئی شئی دیکھی گئی ہے جو خسارہ کا سبب ہے۔ اگر یَرَیٰ معروف کا صیغہ ہو تو معنیٰ یہ ہیں کیا میرے حق میں قرآن کی آئت نازل ہوئی ہے؟

معرور

معرور بن سُوَید اسدی ہیں انہوں نے ایک سو بیس سال عمر پائی اس عمر میں ان کی داڑھی اور سر کے بال سفید تھے "

marfat.com
Marfat.com

۶۲۳۴ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَاَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَأَةً كُلُّهُنَّ تَأْتِیْ بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ قُلْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيْعًا فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَأَةٌ وَّاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَاَيْمُ الَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا اَجْمَعُوْنَ

۶۲۳۴ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اُهْدِیَ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَةٌ مِنْ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَدَاوَلُوْنَهَا بَيْنَهُمْ وَيَعْجَبُوْنَ مِنْ حُسْنِهَا وَلِيْنِهَا فَقَالَ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلیمان "علیہ السلام" نے کہا میں آج رات نوّے بیویوں سے جماع کروں گا۔ ہر ایک بچہ جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ سلیمان "علیہ السلام" کے ساتھی نے کہا اِنْ شَاءَ اللّٰہ کہو، انہوں نے اِنْ شَاءَ اللّٰہ نہ کہا سلیمان "علیہ السلام" نے تمام سے جماع کیا تو اُن میں سے ایک عورت کے سوا کوئی بھی حاملہ نہ ہوئی جس نے ناتمام بچہ کو جنم دیا۔ اللہ کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر وہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ، کہتے (تو تمام عورتیں بچوں کو جنم دیتیں) وہ سب شہسوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرتے، (حدیث ۳۲۰۶ ج : ۵ کی شرح دیکھیں) سلیمان علیہ السلام کا ساتھی فرشتہ ہے"

۶۲۳۴ ـــــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی ٹکڑا نذرانہ پیش کیا گیا۔ لوگ اس کو ہاتھوں میں پکڑتے اور اس کی خوبصورتی

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْهَا قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدٍ فِى الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هٰذَا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يَقُلْ شُعْبَةُ وَاِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ

۶۲۲۵ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَانَ مِمَّا عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ

اور نرمی پر تعجب کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو۔ انہوں نے کہا جی ہاں، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ سعد بن معاذ کے جنت میں رومال اس سے بہتر ہیں شعبہ اور اسرائیل نے ابو اسحاق سے روائت میں وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ نہیں کہا،،

۶۲۲۴ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ ان کے رومال اس ریشمی ٹکڑے کی جنس سے تھے یا اس وقت کا مقتضیٰ یہ تھا کہ سعد بن معاذ کا دل مائل کریں یا ریشمی ٹکڑے کو پکڑ کر تعجب کرنے والے انصار تھے جبکہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصار کے سردار تھے۔ اس لئے فرمایا تمہارے سردار کے جنت میں رومال اس سے بہتر ہیں یا حضرت سعد اس کپڑے کی جنس کو اچھا سمجھتے تھے یا انہیں اس کا رنگ پسند تھا۔ اس حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی منقبت ہے اور ان کے ادنیٰ کپڑے بھی جنت میں ہیں کیونکہ رومال انسان کا ادنیٰ کپڑا ہے جس سے وہ میل اور پسینہ وغیرہ زائل کرتا ہے اور کھانے کے وقت اس سے ہاتھ صاف کئے جاتے ہیں۔ جنت کے رومال اس لئے بہتر ہیں کہ وہ فنا نہ ہوں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہند بنت عُتبہ بن ربیعہ نے

۶۲۲۵ — کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! زمین کی سطح پر کوئی اہلِ خیمہ یا خیمہ مجھے پسند نہ تھا کہ آپ کے خیمہ والوں یا خیمہ سے زیادہ ذلیل ہوں۔ یحییٰ نے شک کیا ہے پھر آج میرا یہ حال ہو گیا ہے

marfat.com
Marfat.com

اَهْلُ اَخْبَاءٍ اَوْخِبَاءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ یَذِلُّوْا مِنْ اَهْلِ اَخْبَائِكَ اَوْخِبَائِكَ شَكَّ یَحْیٰی ثُمَّ مَا اَصْبَحَ الْیَوْمَ اَهْلُ اَخْبَاءٍ اَوْخِبَاءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ یَعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ اَخْبَائِكَ اَوْخِبَائِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَیْضًا وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْیٰنَ رَجُلٌ مِسِّیْكٌ فَهَلْ عَلَیَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِیْ لَهٗ قَالَ لَا اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ

۶۲۳۴ — **حَدَّثَنَا** اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَیْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَیْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُضِیْفٌ ظَهْرَهٗ اِلٰی

کہ کوئی بھی اہلِ خیمہ یا خیمہ مجھے پسند نہیں نہ ہے کہ آپ کے اہلِ خیمہ یا خیمہ سے زیادہ عزیز اور پیارے ہوں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اس میں اور بھی اضافہ ہوگا۔ ہند نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر یہ حرج تو نہیں کہ اس کے مال سے میں بچوں کو کھلاؤں؟ فرمایا نہیں لیکن عرف اور عادت کے مطابق دو۔

۶۲۳۵ — شرح: ہند بنت عُتبہ ابوسفیان کی بیوی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ فتح مکہ کے روز مشرف باسلام ہوئیں۔ حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ ہند نے کہا جب میں نے شرفِ اسلام نہ پایا تھا اُس وقت آپ کے پاس بیٹھنے والے زمین پر بسنے والوں سے ذلیل نظر آتے تھے لیکن شرفِ اسلام کے بعد دل کی کیفیت بدل گئی ہے اب آپ کے ہم نشین ساری دُنیا کے لوگوں سے مجھے زیادہ عزیز ہیں اس کے جواب میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی اسلام کا مقتضیٰ باقی ہے اور جب تیرے دل میں نُورِ ایمان مستحکم ہوگا تو اُس وقت میری محبت میں مزید اضافہ ہوگا جیسا کہ حضور نے فرمایا تم میں سے جب تک اپنی اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت مجھ سے نہ کرے گا ایمان میں کامل نہ ہوگا یعنی ایمان کی حقیقت اور اعلیٰ درجہ اسے جب ہی نصیب ہوگا کہ ساری مخلوق سے زیادہ محبت مجھ سے کرے گا۔ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

marfat.com
Marfat.com

قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ بِيَمَانٍ اِذْ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَفَلَمْ تَرْضَوْا اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنِّىْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ

۶۲۳۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَكَاَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمنی چمڑے کے قبہ کے ساتھ اپنی پیٹھ لگائے ہوئے تھے کہ اچانک اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم اس سے خوش ہو کہ تم اہلِ جنّت کا چوتھا حصّہ ہو اُنہوں نے کہا کیوں نہیں "ہم خوش ہیں"، فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ تم اہلِ جنّت کا تیسرا حصّہ ہو اُنہوں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے مجھے اُمید ہے کہ تم اہل جنّت کا تیسرا حصّہ ہو اُنہوں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے مجھے اُمّید ہے کہ تم اہلِ جنت کا نصف ہو گے۔

۶۲۳۶ —

شرح : ایک روائت میں اہلِ جنّت سے اکثر بھی مذکور ہے۔ ان میں تطبیق یہ ہے کہ یہ حاضر لوگوں کے لئے فرمایا اور قیامت تک ہونے والی ساری امّت کے اعتبار سے ہے۔ تدریجًا وحی کے نزول کے اعتبار سے ربع ثلث اور نصف فرمایا ہے

۶۲۳۷ —

ترجمہ : ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ آدمی نے ایک شخص کو سُنا کہ وہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" بار بار پڑھتا ہے جب صبح ہوئی تو وہ

marfat.com
Marfat.com

۶۲۳۸ ـــــ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَتِمُّوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِيْ اِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَاِذَا مَا سَجَدْتُمْ .

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ آپ سے ذکر کیا اور وہ آدمی اس کو قلیل گمان کرتا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اس سورت کا ثواب قرآن کریم کی تہائی ثواب کے برابر ہے۔

شرح : اس سورت کا ثواب قرآن کریم کے تیسرے حصہ کے ثواب کے برابر ۶۲۳۷ ـــــ اس لئے ہے کہ تمام قرآن کا تعلق مبداء یا معاش یا معاد سے ہے بعض نے کہا قرآن کریم تین اقسام پر ہے اس میں پہلی امتوں کے واقعات، احکام اور اللہ کے صفات ہیں اور سورۂ اخلاص میں صرف اللہ تعالیٰ اور اللہ کی صفات کا ذکر ہے۔ لہٰذا یہ قرآن کی تہائی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر کیسے ہوگی؛ حالانکہ سارا قرآن پڑھنے میں مشقت سورۂ اخلاص پڑھنے سے بہت زیادہ ہے اور ثواب مشقت کے اعتبار سے ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی قرأت کا ثواب تہائی قرآن کی قرأت کے ثواب کے برابر ہے اور تہائی کی قرأت کا ثواب اس کی دس مثلیں ہے (کرمانی)

(حدیث ۷۱۳ ع ـــــ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶۲۳۸ ـــــ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رکوع و سجود مکمل کرو اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں تمہیں پیچھے سے دیکھتا ہوں جبکہ تم رکوع اور سجود کرتے ہو۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضور پیچھے سے کیسے دیکھتے تھے اس کا جواب ۶۲۳۸ ـــــ یہ ہے کہ رُؤیت (دیکھنا) ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اس میں دیکھنے والے اور شئ کے درمیان عقلاً مقابلہ اور مواجہہ شرط نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اشعریہ نے کہا جائز ہے کہ چین کا اندھا اندلس کا مچھر دیکھ لے (حدیث ع ۴۱۰، ۴۱۱ ـــــ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

۶۲۳۹ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا اَوْلَادٌ لَهَا فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّكُمْ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ قَالَهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

بَابٌ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ

۶۲۴۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيْرُ فِيْ رَكْبٍ يَحْلِفُ بِاَبِيْهِ فَقَالَ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاریہ

۶۲۳۹ — عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کے بچے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تم تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہو یہ تین بار فرمایا۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے

۶۲۳۹ — کہ انصار عام مہاجرین سے افضل ہیں۔ خصوصاً ابوبکر صدیق اور عمر فاروق سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے یہ عام مخصوص البعض ہے حضرات شیخان رضی اللہ عنہما کی فضیلت کے دلائل نے ان کو اس عموم سے خارج کر دیا ہے۔ صرف اللہ کا علم عام ہے جو مخصوص البعض نہیں

باب اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھاؤ

۶۲۴۰ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب

marfat.com
Marfat.com

۶۲۴۱ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِرًا وَّلَا اٰثِرًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَوْ اَثَرَةٌ مِنْ عِلْمٍ يَاْثُرُ عِلْمًا تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَاِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو پایا جبکہ وہ ایک قافلہ کے ساتھ چل رہے تھے اس حال میں اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آباء کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے جو کوئی قسم کھائے وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

۶۲۴۰ — شرح : باب دادوں کی قسم کھانے سے ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ قسم کا مقتضیٰ محلوف علیہ کی تعظیم ہے اور حقیقی عظمت اللہ تعالیٰ کے ساتھ متحقق ہے لہٰذا اس کے مشابہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَفْلَحَ وَاَبِيْهِ" اس کے باپ کی قسم وہ فلاح پا گیا اس کا جواب یہ ہے یہ کلمہ حضور کی زبان شریف پر جاری ہوا تھا اس سے قسم مقصود نہ تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کی قسمیں کھائی ہیں، چنانچہ فرمایا والصافات، والطُّوْر، والسماء، والطارق، والتین والزیتون والعادیات، اس کا جواب یہ ہے۔ ان قسموں میں لفظ "رب" مقدر ہے یعنی ورب السماء ورب الطارق الخ یا اللہ تعالیٰ مخلوق کی شرافت کے لئے جو چاہے قسم کھائے اس پر اعتراض نہیں۔ کعبہ کی قسم کھانا ایسے ہی قرآن، عتق اور طلاق کی قسم کھانا مکروہ ہے اگر کسی نے کہا اگر اس نے وہ کام کیا تو وہ یہودی ہے یا نصرانی ہے یا مجوسی ہے۔ امام مالک اور شافعی نے کہا وہ توبہ کرے حسن بصری اور شعبی نے کہا اس پر قسم کا کفارہ ہے۔ اگر یہ کہا کہ اگر اس نے یہ کام نہ کیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے پھر وہ کام نہ کیا تو امام اوزاعی نے کہا اس پر قسم کا کفارہ ہے (کفارہ یمین)

۶۲۴۱ — ترجمہ : سالم نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے عمر فاروق کو یہ کہتے

marfat.com

Marfat.com

عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُمَرَ

۶۲۴۲ ـــ **حَدَّثَنَا** مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ

ابْنِ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ

۶۲۴۳ ـــ **حَدَّثَنَا** قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ عَنْ اَیُّوْبَ

عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ وَالْقَسِمِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ زَھْدَمٍ قَالَ کَانَ بَیْنَ ھٰذَا الْحَیِّ

مِنْ جَرْمٍ وَبَیْنَ الْاَشْعَرِیِّیْنَ وُدٌّ وَاِخَاءٌ فَکُنَّا عِنْدَ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ

فَقُرِّبَ اِلَیْہِ طَعَامٌ فِیْہِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَہٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ تَیْمِ اللّٰہِ اَحْمَرُ

ہوئے سُنا کہ مجھے جناب رسُول اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آباء کی قسمیں کھانے سے منع کرتا ہے عمر فاروق نے کہا جب سے میں نے یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا میں نے آباء کی قسم نہیں کھائی۔ اس حال میں کہ میں اسے یاد کروں یا کسی سے حکایت کروں۔ مجاہد نے اَوْ اَثَارَۃٍ مِّنْ عِلْمٍ (کی تفسیر میں) کہا پہلے لوگوں کی خبر نقل کرتا ہے عُقیل، زبیدی اور اسحاق کلبی نے زُہری سے روایت کرنے میں یونس کی متابعت کی سفیان بن عیینہ نے اور معمر نے زہری سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ اُس نے سالم اور ابن عمر کے ذریعہ سے کہا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا (سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ قسم حضرت عمر فاروق سے سنی)

۶۲۴۲ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اپنے آباء کی قسم نہ کھاؤ "

۶۲۴۲ ـــ شرح : قسطلانی نے مہلّب سے نقل کیا جاہلیت کے زمانہ میں عرب اپنے آباء اور بتوں کی قسمیں کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ان کے دلوں اور زبانوں سے اپنے سوا ہر شئ کا ذکر زائل کرے اور صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر باقی رہے، کیونکہ وہ حق معبود ہے اور سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے "

۶۲۴۳ ـــ ترجمہ : زہدم نے کہا جرم کے اِس قبیلہ اور اشعریوں کے درمیان محبت اور بھائی چارہ تھا

marfat.com
Marfat.com

كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِيْ فَدَعَاهُ إِلَى الطَّعَامِ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا آكُلَهُ فَقَالَ قُمْ فَلَا حَدِّثْكَ عَنْ ذَاكَ إِنِّيْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّوْنَ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ وَاللّٰهِ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّا أَتَيْنَاكَ لِتَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ لَا تَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَكَ مَا تَحْمِلُنَا قَالَ إِنِّيْ لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ وَاللّٰهِ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا

ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو اُن کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغ کا گوشت تھا۔ ابوموسیٰ کے پاس قبیلہ بنی تیم اللہ سے ایک سُرخ رنگ کا آدمی تھا گویا کہ وہ غلاموں سے ہے۔ ابوموسیٰ نے اس کو طعام کھانے کے لئے بلایا تو اُس نے کہا میں نے اس مرغ کو دیکھا تھا کہ یہ کوئی (گندی) شئ کھا رہا تھا۔ جب سے میں نے قسم کھائی ہے کہ میں مرغ نہیں کھاؤں گا ابوموسیٰ نے کہا یہاں سے اُٹھ جا میں تجھے اس سے خبردار کرتا ہوں میں اشعریوں کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا ہم آپ سے اُونٹ طلب کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا میں تمہیں اونٹ نہیں دوں گا اور نہ ہی میرے پاس اونٹ ہیں جو میں تمہیں اُن پر سوار کروں پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو حضور نے ہمارے متعلق دریافت فرمایا کہ اشعری لوگ کہاں ہیں۔ آپ نے سفید کوہانوں والے پانچ اونٹ عطاء کرنے کا حکم فرمایا جب ہم لے کر چلے تو ہم نے "آپس میں" کہا ہم نے کیا کیا ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں اونٹ نہیں دیں گے اور نہ ہی آپ کے پاس اونٹ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يُحْلَفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَلَا بِالطَّوَاغِيْتِ

۶۲۴۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ

ہیں جن پر ہمیں سوار کریں پھر ہم کو اونٹوں پر سوار بھی کر دیا ہے۔ ہم نے آپ کو قسم سے غافل کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم ہم کبھی کامیاب نہ ہوں گے ہم آپ کی طرف لوٹے اور عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" ہم آپ کے پاس آئے تھے کہ آپ ہمیں سواریاں دیں تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں سواریاں نہیں دیں گے اور نہ ہی آپ کے پاس کچھ تھا جس پر ہم کو سوار کرتے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں سوار نہیں کیا لیکن اللہ نے تم کو سوار کیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں کسی شئی کی قسم نہیں کھاتا پھر میں اس کے غیر کو اس سے بہتر دیکھوں مگر وہ کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے اور قسم سے حلال ہو جاتا ہوں (قسم توڑ دیتا ہوں) اور اس کا کفارہ دے دیتا ہوں

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ باب کا عنوان سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کی کیفیت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم یہ تھی جو حدیث میں مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ غزوۂ تبوک میں یہ حدیث مذکور ہے اس میں سعد سے اونٹ خریدنے کا ذکر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت سے سعد کے حصہ میں جو اونٹ آئے تھے وہ اُن سے خرید کر اشعریوں کو دیئے ہوں گے یا یہ علیحدہ علیحدہ دو واقع ہیں ان میں سے ایک اشعریوں کے آنے کا واقعہ اور دوسرا جنگ تبوک کا واقعہ ہے۔

باب لات وعزّیٰ اور بتوں کی قسم نہ کھائی جائے

۶۲۴۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھائے اور قسم میں لات وعزّیٰ کو ذکر کرے تو فوراً کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ" کہے اور جس نے اپنے ساتھی کہا آ میں تیرے ساتھ جُوا کھیلتا ہوں تو وہ صدقہ کرے"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَى الشَّيْءِ وَاِنْ لَّمْ يُحَلَّفْ

۶۲۴۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتِمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ يَلْبَسُهُ فَيَجْعَلُ فَصَّهُ فِيْ بَاطِنِ كَفِّهِ فَصَنَعَ النَّاسُ ثُمَّ اَنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ فَقَالَ اِنِّيْ كُنْتُ اَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَاَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ فَرَمٰى بِهِ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَلْبَسُهُ اَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ

شرح ۶۲۴۴ — طَوَاغِيت طاغوت کی جمع بمعنی صنم اور شیطان ہے اور جو کوئی گمراہی کا سرغنہ ہو اس کو بھی طاغوت کہا جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں اس کو طاغیہ کی بھی جمع کہا ہے۔ اس کے معنی بھی صنم کے ہیں۔ یہ دراصل طغیوت تھا یاء کو غین پر مقدم کیا تو طیغوت ہو گیا پھر یا کو ماقبل مفتوح ہونے کے سبب الف سے بدل کیا۔ کلمہ طیبہ کہنے کا حکم اس لئے ہے کہ جب اُس نے لات و عزیٰ کی قسم کھائی تو اس میں بتوں کی تعظیم کی صورت پائی گئی۔ اس کے دفاع کے لئے فرمایا کہ اس کا کفارہ دے اور وہ صرف کلمہ طیبہ ہے اور زبان پر قمار بازی لانے کی صورت میں فرمایا کہ صدقہ دے کیونکہ زبان پر یہ کلمہ جاری کرنا معصیت ہے اس کا کفارہ صدقہ ہے لیکن یہ مستحب ہے کیونکہ جو کوئی صدقہ کرنے کا ارادہ کرنے والا صدقہ نہ کرے تو اس پر صدقہ وغیرہ ضروری نہیں بلکہ اس کی نیکی لکھی جاتی ہے (عینی)

باب جس شخص نے کسی شئ کی قسم کھائی اگرچہ اس کو قسم نہ دی جائے

۶۲۴۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے سونے کی انگوٹھی بنانے کا حکم دیا حضور وہ پہنا کرتے تھے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کرتے تھے۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں۔ پھر آپ منبر شریف پر بیٹھے اور اس انگوٹھی کو اُتار دیا پھر فرمایا

marfat.com
Marfat.com

میں سونے کی یہ انگوٹھی پہنتا تھا اور اس کا نگینہ کفِ دست کی طرف کرتا تھا پھر اس کو پھینک دیا اور فرمایا خدا کی قسم میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اُتار کر پھینک دیں

۶۲۴۶ — شرح : یعنی سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قسم کھائی کہ سونے کی انگوٹھی کبھی نہیں پہنیں گے حالانکہ کسی نے آپ کو قسم نہ دی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان جو کوئی فعل کرنا چاہے یا اسے ترک کرنا چاہے تو اس میں قسم ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم تبرُّعاً کلام میں قسم ذکر فرمایا کرتے تھے تاکہ جاہلیت کی رسم کو ختم کریں جو وہ اپنے کلام میں لات و عزّیٰ کی قسم یا اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں کھایا کرتے تھے تاکہ لوگوں کے لئے واضح کریں کہ اللہ کے سوا کوئی قسم نہیں کھانی چاہیئے آپ بکثرت کلام میں اللہ کی قسم اسی لئے ذکر کرتے تھے تاکہ لوگ اللہ کی قسم کھایا کریں اور جاہلیت کی قسمیں ترک کر دیں۔

اَللّٰتُ وَالْعُزّٰی

اللّات پر الف و لام زائد اور لازم ہے اور لاتہا ،، سے اضافت کے باعث حذف کر دیا جاتا ہے۔ ان دونوں کے علم اور صفت ہونے میں اختلاف ہے۔ اسی لئے ان سے الف و لام حذف کیا جاتا ہے یا ذکر کیا جاتا ہے۔ اگر یہ کہیں کہ یہ دونوں اصل میں وصف نہیں تو ان سے ال حذف نہیں کیا جاتا اور اگر ان کو صفت کہیں اور ال صفت کی وضاحت کے لئے ہو جائز ہے بہرکیف ان پر الف و لام زائد ہیں پھر معلات ،، کی تاء میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا اس میں تاء اصل ہے یہ لَاتَ یَلِیْتُ ،، سے ہے اَلِف یا سے بدل ہے بعض نے کہا تاء زائدہ ہے اور یہ ،، لَوٰی یَلْوِیْ ،، سے ہے کیونکہ مشرک ان کی طرف اپنی گردنیں مائل کرتے تھے یا ان کے پاس بیٹھے رہا کرتے تھے۔ یہ قبیلہ ثقیف کا طائف میں بُت تھا۔ عُزّیٰ بروزن فُعْلیٰ عزّ سے ماخوذ اَعَزّ کی تانیث ہے جیسے فُضْلیٰ افضل کی تانیث ہے یہ بُت کا نام ہے بعض کہتے ہیں یہ درخت ہے جس کی پوجا کی جاتی تھی۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالد بن ولید کو اس کی طرف بھیجا تو انہوں نے اس کو کلہاڑوں سے کاٹ ڈالا اور اس کو کاٹتے وقت یہ شعر پڑھتے تھے۔

یَاعِزُّ کُفْرَانَکَ لَاسُبْحَانَکَ ٭ اِنِّیْ رَئَیْتُ اللّٰہَ قَدْ اَھَانَکَ

"اے عزّیٰ ہم تیرا انکار کرتے ہیں تجھے پاک و صاف نہیں جانتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے کہ اس نے تیری اہانت کی ہے"

قسطلانی نے شرح مشارق سے نقل کیا کہ قسم صرف اللہ کی ہے لات و عزّیٰ کی قسم کھانے والا اس میں کافروں کے برابر ہوتا ہے اسی لئے اس کے تدارک کے لئے فرمایا کہ فوراً ،، لا الہ الا اللہ ،، کہہ دے اس سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْاِسْلَامِ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يَنْسُبْهُ اِلَى الْكُفْرِ

۶۲۴۷ ـــ حَدَّثَنَا مُعَلّٰى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ مِلَّةِ الْاِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ رَمٰى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ

یہ واضح ہوتا ہے کہ اس قسم سے انسان کافر ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ مشرکوں کا معبود تھا اور امر وجوب کے لئے ہے لہٰذا یہ قسم کھانے والا کافر ہو جاتا ہے اگر اس کے معبود ہونے کا خیال نہ ہو تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صرف اس لئے ہے کہ اس میں ان لوگوں سے تشبیہ ہوتی ہے جو ان کی پوجا کرتے تھے، لیکن اس صورت میں کافر ہو جانے، مباح الدم ہونے، بیوی کے جدا ہو جانے اور حج باطل ہو جانے میں کلام ہے۔ واللہ اعلم

باب جس نے اسلام کے سوا کسی دین کی قسم کھائی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص لات و عزیٰ" کی قسم کھائے وہ فوراً کہے "لا الہ الا اللہ" اور کفر کی طرف منسوب نہیں کیا۔ "یہ کلمہ تو ہم کفر کے دفع کے لئے ہے"

۶۲۴۷ ـــ ترجمہ: ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام کے سوا کسی دین کی قسم کھائی وہ وہی ہے جو اس نے کہا اور جس نے کسی شئی سے اپنے آپ کو قتل کیا اس کو دوزخ کی آگ میں اس شئی سے عذاب دیا جائے گا مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی طرح ہے۔ جس نے مومن کو کفر کی طرف منسوب کیا وہ اس کو قتل کرنے کی طرح ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ لَا يَقُوْلُ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَهَلْ يَقُوْلُ اَنَا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ

قَالَ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ ثَلَاثَةً فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ مَلَكًا فَاَتَى الْاَبْرَصَ فَقَالَ تَقَطَّعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فَلَا بَلَاغَ لِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

شرح ۶۲۴۷ : یعنی دینِ اسلام کے سوا کسی اور دین کی قسم کھانے سے اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کرمانی نے بیضاوی سے نقل کیا اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی قسم کھانے والے کا اسلام مختل ہو جاتا ہے اور وہ مثلاً یہودی ہو جائے گا جیسا کہ اُس نے کہا تھا ہو سکتا ہے کہ حضور کے ارشاد سے مراد زجر، تہدید اور وعید ہو گویا کہ فرمایا وہ اس جیسے عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور لفظ بہٖ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اس کو اس کے عمل کی جنس سے عذاب دیا جائے گا۔ مومن کو لعنت کرنا اس کے قتل کی طرح اس لئے ہے کہ لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دُور کرنا ہے اور یہ معنوی زندگی ہے۔ گویا کہ اس کو حسی زندگانی سے دُور کرنے کی طرح معنوی زندگی سے دُور کرنا ہے یہ امر معقول کی امر محسوس کے ساتھ تشبیہ ہے۔ اسی طرح کسی کو کافر کہنا اس کو قتل کرنے کی طرح ہے، کیونکہ کفر قتل کا سبب ہے۔

باب یہ نہ کہے کہ جو اللہ چاہے اور جو تو چاہے

کیا یہ کہہ سکتا ہے کہ میں اللہ سے التجاء کرتا ہوں پھر تجھ سے التجاء کرتا ہوں۔ عمرو بن عاصم نے ہمام کا اسحاق بن عبداللہ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ کے ذریعہ ذکر کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا کہ اُنہوں نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَوَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّيْ بِالَّذِيْ اَخْطَأْتُ فِي الرُّؤْيَا قَالَ لَا تُقْسِمْ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کا امتحان لینے کا ارادہ کیا تو اُن کے پاس فرشتہ بھیجا وہ کوڑے کے پاس آیا اور اس سے کہا میرے تمام اسباب منقطع ہو چکے ہیں میرے لئے اللہ کے سوا پھر تیرے سوا پہنچا نہیں ہے پھر پوری حدیث ذکر کی۔

شرح : یعنی کوئی شخص اپنے کلام میں "مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ"، کو جمع نہ کرے؛ کیونکہ واؤ دونوں معنوں میں مشترک ہے اور یہ ادب کے خلاف ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص "ماشاء اللہ اور شاء فلان"، نہ کہے لیکن یہ کہے "ماشاء اللہ ثم شاء فلان"، یعنی واؤ کی جگہ "ثُمَّ" لانا جائز ہے کیونکہ اللہ کی مشیت اس کی مخلوق کی مشیت سے مقدم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ"، آداب کا مقتضی بھی یہی ہے کہ اللہ کی مشیت کو مقدم رکھا جائے۔ لہٰذا ماشاء اللہ ثم شِئْتَ کہنا جائز ہے۔ اسی طرح "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَبِكَ" جائز نہیں اور "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ" جائز ہے؛ کیونکہ واؤ سے اشتراک لازم آتا ہے اور "ثم" میں اشتراک لازم نہیں آتا؛ کیونکہ "ثُمَّ" تراخی کو چاہتا ہے لہٰذا اللہ کی مشیت مخلوق کی مشیت سے مقدم ہے فَلَا اشْتِرَاكَ"، تین شخص کوڑا، گنجا اور نابینا ہیں"، امام بخاری رحمہ اللہ اُن کی حدیث سے استدلال کیا کہ "مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ" جائز ہے؛ کیونکہ حدیث کے یہ الفاظ ہیں "لَا بَلَاغَ لِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ"، اور یہ کہنا جائز نہیں۔ "مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ"، کیونکہ اس میں خالق و مخلوق کی مشیت میں اشتراک ہے

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! انھوں نے پوری کوشش سے اللہ کی قسمیں کھائیں

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم آپ مجھے خبر دیں جو میں نے خواب کی تعبیر میں خطا کی ہے۔ حضور نے فرمایا: قسم نہ دو!"

شرح : باب کے عنوان میں منافقوں کی قسموں کا انکار ہے؛ کیونکہ وہ اس میں جھوٹے تھے اور ابن عباس

marfat.com

Marfat.com

۶۲۷۵ ـــ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَبْرَارِ الْمُقْسِمِ ۶۲۷۶ ـــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ

رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اس قسم کا انکار ہے جو ابوبکر نے قسم کھائی تھی۔ دونوں قسموں میں فرق واضح ہے۔ یہ طویل حدیث کا حصہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھانے والے کو قسم پورا کرنے کا حکم دیا ہے تو ابوبکر صدیق نے قسم کو پورا کیوں نہیں کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اُس وقت مستحب ہے جب مانع نہ ہو ممکن ہے یہاں کوئی مانع ہوگا۔ نیز شارع علیہ السلام کا حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں؛ کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دی اور آپ نے اس کو پورا نہ کیا اگر حکم وجوبی ہوتا تو ضرور پورا کرتے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلب سے نقل کیا کہ قسم کھانے والے کو اُس وقت پورا کرنا مستحب ہے جب محلوف علیہ پر ضرر نہ ہو یا دیندار لوگوں کو ضرر نہ پہنچتی ہو، کیونکہ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کی تعبیر میں خطاء کا مقام بیان کرنے سے سکوت کیا تھا وہ مسلمانوں پر عائد ہوتا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۲۷۵ ـــ ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قسم پورا کرنے کا حکم دیا۔

۶۲۷۶ ـــ ترجمہ: حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی زینب رضی اللہ عنہا نے حضور کو پیغام بھیجا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُسامہ بن زید، سعد بن عبادہ خزرجی اور اُبی بن کعب انصاری تھے کہ میرا بیٹا قریب الوفات ہے آپ تشریف لائیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا کہ جبکہ آپ انہیں سلام فرماتے تھے کہ اللہ ہی کا ہے جو اُس نے لیا اور دیا ہر شئ اس کے پاس مدت مقررہ تک ہے وہ صبر کریں اور ثواب طلب کریں شہزادی نے پھر پیغام بھیجا اور حضور کو قسم دی کہ "ضرور تشریف لائیں"، آپ اُٹھے اور ہم بھی

marfat.com
Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ
عَنْ اُسَامَةَ اَنَّ ابْنَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسَامَةُ وَسَعْدٌ وَ اُبَيٌّ اَنَّ ابْنِيْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا
فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَمَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ
مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَلَمَّا
قَعَدَ رُفِعَ اِلَيْهِ فَاَقْعَدَهٗ فِيْ حَجْرِهٖ وَنَفْسُ الصَّبِيِّ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَا
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ مَا هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ هٰذِهٖ
رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ
عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ ۶۲۷۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ
مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلٰثَةٌ مِّنَ
الْوَلَدِ تَمَسُّهُ النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ

آپ کے ساتھ اُٹھے جب آپ بیٹھے تو بچہ آپ کے پاس لایا گیا۔ حضور نے اس کو اپنی آغوش مبارک میں بٹھایا جبکہ اس کی سانس اکھڑ رہی تھی "یہ دیکھ کر" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن کے دلوں میں چاہے رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایک دوسرے پر رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔ (حدیث ۱۲۱۲ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۲۷۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۶۲۷۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ وَاَهْلِ النَّارِ كُلُّ جَوَّاظٍ عُتُلٍّ مُسْتَكْبِرٍ

نے فرمایا جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں اس کو آگ مس نہ کرے گی مگر صرف قسم پوری کرنے کے لئے (وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ،، وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ،،)

(حدیث ۱۱۷۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۲۷۷ — ترجمہ : حارثہ بن وھب خزاعی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں اہلِ جنت نہ بتلاؤں وہ ہر ناتوان ہے جس کو ضعیف اور حقیر گمان کرتے ہیں اگر وہ کسی بات پر اللہ کی قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دیتا ہے کیا دوزخیوں کی خبر نہ دوں وہ ہر وہ شخص ہے جو فخر سے چلتا ہے۔ بدخلق متکبر ہے۔

۶۲۷۷ — شرح : متضعّف وہ شخص ہے جس کو لوگ دنیا میں اس کے ضعفِ حال کے باعث کمزور سمجھتے ہیں اور اگر عین کو مکسور پڑھا جائے تو اس کے معنی متواضع اور کمزوری ظاہر کرنے والے ہیں۔ جوّاظ خیر کو منع کرنے والا بعض نے کہا جوّاظ وہ ہے جس میں گوشت زیادہ اور گردن موٹی ہو اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ جس میں گوشت زیادہ ہو اور وہ فخر سے چلے۔

مستکبر وہ ہے جو حق سے تکبر کرے اس سے مراد یہ ہے کہ غالباً جنتی لوگ ایسے ہوں گے جیسے دوزخی ایسے ہیں یعنی ہر کمزور مسلمان جنتی ہے اس کا عکس نہیں اسی طرح ہر دوزخی جوّاز و متکبر ہے اس کا عکس نہیں۔

(حدیث ۴۵۹۷ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا قَالَ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اَوْ شَهِدْتُ بِاللّٰهِ

۶۲۷۸ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَكَانَ اَصْحَابُنَا يَنْهَوْنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ اَنْ يَحْلِفَ بِالشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ

باب جب کوئی کہے میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں یا کہے میں نے اللہ کو گواہ بنایا،،

یعنی کوئی شخص کہے میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں یہ کام کروں گا یا میں نے اللہ کو گواہ بنایا ہے کہ میں یہ کام کروں گا۔ میں گواہ بناتا ہوں یا میں قسم کھاتا ہوں یا کہے میں عزم کرتا ہوں یہ قسم کے الفاظ ہیں ان تمام میں کفارہ واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری کا یہی مذہب ہے۔ بعض نے کہا اگر یہ کہے کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں تو قسم ہے ورنہ نہیں۔ اگر یہ کہا میں کعبہ کو یا نبی کو گواہ بناتا ہوں تو یہ قسم نہیں (عینی)

۶۲۷۸ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا گیا کہ لوگوں میں سے کون بہتر ہے فرمایا میرے زمانہ کے لوگ بہتر ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے پھر ایسے لوگ ہوں گے کہ ان کی گواہی ان کی قسم سے اور ان کی قسم ان کی گواہی سے سبقت کرے گی۔ ابراہیم نخعی نے کہا جب ہم کمسن تھے ہمارے ساتھی ہم کو گواہی اور عہد میں قسم کھانے سے منع کرتے تھے۔

۶۲۷۸ — شرح : یعنی وہ لوگ گواہی دینے میں پرواہ نہ کریں گے اور گواہی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ عَهْدِ اللّٰهِ

۶۲۷۹ ـــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ کَاذِبَةٍ لِیَقْطَعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ اَوْ قَالَ اَخِیْهِ لَقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقَهٗ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا قَالَ سُلَیْمَانُ فِیْ حَدِیْثِهٖ فَمَرَّ الْاَشْعَثُ بْنُ قَیْسٍ فَقَالَ مَا یُحَدِّثُکُمْ عَبْدُ اللّٰهِ قَالُوْا لَهٗ فَقَالَ الْاَشْعَثُ نَزَلَتْ فِیَّ وَفِیْ صَاحِبٍ لِّیْ فِیْ بِئْرٍ کَانَتْ بَیْنَنَا

میں قسمیں کھائیں گے کبھی تو گواہی سے پہلے قسمیں کھائیں گے اور کبھی گواہی دے کر قسمیں کھائیں گے یا وہ گواہی اور قسم میں جلدی کریں گے وہ گواہی دینے میں حریص ہوں گے حتی کہ انہیں یہ معلوم نہ ہوگا کہ پہلے گواہی دیں یا پہلے قسم کھائیں اور لاپرواہی کے باعث ایک دوسرے پر سبقت کریں گے۔

(حدیث ۲۴۷۵ - ۲۴۷۶ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

الحاصل وہ لوگ شریعت پر نہ چلیں گے یا اُن کو شرعی ضابطہ کا علم نہ ہوگا اور گواہی کی جگہ قسم کھائیں گے اور قسم کی جگہ گواہی دیں گے

باب اللہ کا عہد

۶۲۷۹ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جھوٹی قسم کھائے تاکہ اس وجہ سے مسلمان مرد کا مال یا فرمایا اپنے بھائی کا مال جُدا کرے (ہضم کرے) وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا ؛ حالانکہ وہ اس پر غضبناک ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ" جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں قلیل رقم خریدتے ہیں نازل فرمائی۔ اشعث بن قیس کندی گزرے اور کہا عبداللہ بن مسعود تم سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحَلْفِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ وَكَلَامِهٖ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ
وَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ
فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا قَالَ
اَبُوْسَعِيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ
وَقَالَ اَيُّوْبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

کیا بیان کرتے ہیں اُنہوں نے کہا ایسا ایسا بیان کرتے ہیں۔ اشعث نے کہا یہ آیت کریمہ میرے اور میرے ساتھی کے بارے میں کنوئیں کے متعلق نازل ہوئی جس میں میرے اور اس کے درمیان نزاع تھا اور اس نے جھوٹی قسم کھا کر لے لیا تھا)

شرح : اللہ تعالیٰ جَلَّ وعَلَا کے عہد کی پانچ صورتیں ہیں ان میں سے دو میں کفارہ لازم ہے۔ دو میں نہیں اور ایک میں اختلاف ہے اگر اُس نے کہا مجھ پر اللہ کا عہد ہے اس میں کفارہ ہے اور اگر کہا اللہ کا وعدہ ہے۔ اس میں بھی امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما کے نزدیک کفارہ ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا اگر ان سے قسم کا ارادہ کیا ہو تو کفارہ ہے ورنہ نہیں۔ دمیاطی نے کہا اگر اللہ کا وعدہ کہے تو کفارہ نہیں اللہ کا عہد کہے تو کفارہ ہے یا کہے میں نے تجھے اللہ کا عہد دیا تو کفارہ ہے۔ اور اگر کہے میں اللہ کا عہد کرتا ہوں تو اس پر قسم کا کفارہ ہے۔ ابن شعبان نے کہا اس پر کفارہ نہیں۔ امام مالک نے کہا اگر کہے مجھ پر اللہ کا عہد اور میثاق ہے تو اس پر دو کفارے ہیں اور اگر میثاق کو بطور تاکید ذکر کرے تو ایک ہی قسم ہوگی۔ امام شافعی نے کہا اس میں ایک کفارہ ہے۔ مُطَرِّف اور ابن ماجشون بھی یہی کہتے ہیں (عینی) (حدیث ۶۲۷۹ — ۲۲۰۳ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کی عزّت، صفات اور اس کے کلمات کی قسم کھانا

یعنی کہے مجھے اللہ کی عزّت کی قسم میں یہ کام کروں گا یہ قسم ہے اس میں کفارہ لازم ہے۔ عینی نے ابن بطال سے

marfat.com
Marfat.com

۶۲۷۹ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ

نقل کیا کہ اللہ کی صفات کی قسم کھانے میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک نے مقدمہ میں ذکر کیا اللہ تعالیٰ کی تمام صفات و اسماء کی قسم لازم ہے۔ جیسے سمیع، بصیر، علیم، خبیر اور لطیف کی قسم کھائے یا کہے اللہ کی کبریائی، قدرت و امانت کی قسم یہ تمام قسمیں ہیں ان میں کفارہ لازم ہے اور اگر کہے اللہ کی عظمت اور اس کی کبریائی، جلال و امانت کی قسم ہے تو قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ لازم ہے۔ ابوبکر رازی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ اللہ کے حق اور اس کی امانت کی قسم قسم نہیں؛ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قسم کھانا چاہے وہ اللہ کی قسم کھائے اللہ کے کلمات کی قسم یہ ہے کہ کہے قرآن کی قسم، مصحف کی قسم، جو اللہ نے نازل کیا اس کی قسم جو شخص قرآن کی یا مصحف یا جو اللہ نے نازل کیا ہے کی قسم کھائے اس کے بارے میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس پر ہر آئت میں قسم کا کفارہ ہے جس نے مصحف کی قسم کھائی اس پر قسم کا کفارہ ہے امام شافعی نے فرمایا جو قرآن کی قسم کھائے اس پر کفارہ ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی جنت اور دوزخ کے درمیان ایک آدمی باقی رہ جائے گا وہ کہے گا اے میرے رب میرا چہرہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے تیری عزت کی قسم اس کے سوا میں کوئی سوال نہیں کروں گا اور ابوسعید نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے تیرے لئے یہ اور اس کی دس مثلیں ہیں،، حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا ،، تیری عزت کی قسم مجھے تیری برکت سے استغناء نہیں ہے (حدیث ۲۶۷ ج : اکی شرح دیکھیں)

۶۲۷۹ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ الرَّجُلِ لَعَمْرُ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَعَمْرُكَ لَعَيْشُكَ

۶۲۸۰ ـــ حَدَّثَنَا الْاُوَيْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ

نے فرمایا دوزخ ہمیشہ یہ کہتی رہے گی اور زیادہ کر یہاں تک کہ رَبُّ العزت اس میں قدمِ قدرت رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس تیری عزت کی قسم اور اس کا بعض دوسرے بعض سے مل جائے گا اس کی شعبہ نے قتادہ سے روائت کی۔

۶۲۷۹ ـــ شرح : اللہ کا قدم متشابہات سے ہے (کرمانی) مہلب نے کہا اس کے معنیٰ ہیں اس سے پہلے جو اللہ کی مخلوق ہوئی ہے اور اللہ کی مشیت میں ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ نضر بن شمیل نے کہا یہاں قدم کے معنی کافر ہیں جو اللہ کے علم میں دوزخی ہیں۔ انہوں نے قدم کو متقدم پر محمول کیا ہے، کیونکہ عرب متقدم کو قدم کہتے ہیں۔ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے کہا جو اللہ کے علم میں دوزخی ہیں وہ قدم ہیں جو پہلے گزرا ہو وہ قدم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ یعنی ان کے لئے نیک اعمال ہیں جو انہوں نے پہلے کئے ہیں۔ وہب بن منبہ سے روائت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے پہلے ایک قوم پیدا کی ہے ان کو قدم کہا جاتا ہے۔ ان کے سر کتوں اور چوپایوں کے سروں جیسے ہیں اور باقی اعضاء انسانوں کے اعضاء جیسے ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو ان کو ہلاک کر دیا۔ جب دوزخ زیادہ طلب کرے گی تو اسے اُن سے بھرا جائے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صحیح مسلم کی روائت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ دوزخ میں اپنا رجل رکھے گا تو اس وقت دوزخ بس بس کہے گی اور بھر جائے گی اس کا جواب یہ ہے کہ رجل سے مراد لوگوں کی کثیر تعداد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ملک کے طور پر ہے کہ تمام اس کی ملک ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ فَقَامَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهٗ

بَابٌ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ

۶۲۸۱ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

باب آدمی کا کہنا لَعَمْرُ اللّٰهِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا : تیری عیش کی قسم ، یعنی تیری حیات کی قسم عیش اور جہالت ہم معنیٰ ہیں ،

ترجمہ : زہری نے کہا میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیّب، علقمہ بن

۶۲۸۰ ــــ وقاص اور عُبَیْدُ اللّٰہ بن عبد اللہ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا جس وقت بہتان سازوں نے جو کچھ کہا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بری کیا۔ ہر ایک شخص نے مجھے حدیث کے کچھ حصّہ کی خبر دی۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہوئے اور عبد اللہ بن اُبیّ (رئیس المنافقین) سے انتقام کے متعلق فرمایا تو اُسَید بن حُضَیر کھڑے ہوئے اور سعد بن عُبادہ سے کہا اللہ کی حیات کی قسم ہم اس کو ضرور قتل کریں گے۔

(حدیث ۲۴۸۵ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ لغو قسموں میں تمہارا مؤاخذہ نہیں کرے گا لیکن ان قسموں پر مؤاخذہ کرے گا جو تم نے دل سے کسب کیا ہے اللہ غفور بردبار ہے

marfat.com
Marfat.com

هِشَامٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ قَالَتْ اُنْزِلَتْ فِیْ قَوْلِهٖ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰی وَاللّٰهِ

بَابُ اِذَا حَنِثَ نَاسِیًا فِی الْاَیْمَانِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَا اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَقَالَ وَلَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ

۶۲۸۲ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ اَوْفٰی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَرْفَعُهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا وَسْوَسَتْ اَوْ حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَکَلَّمْ

۶۲۸۱ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ ،، کی تفسیر میں ذکر کیا یہ آیت کریمہ آدمی کے کلام لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰی وَاللّٰهِ ،، میں نازل ہوئی ،،

۶۲۸۱ — شرح : یمین لغو یہ ہے کہ قصد کے بغیر بطور عادت زبان پر جاری ہو جائے اس میں گناہ نہیں اور نہ ہی کفارہ ہے ۔ دوسری یمین غموس ہے وہ یہ کہ ماضی میں کسی کام کرنے یا نہ کرنے کی جھوٹی قسم کھائے اس میں گناہ ہے کفارہ نہیں تیسری قسم منعقدہ ہے وہ یہ کہ مستقبل میں کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے یہ قسم توڑنے سے گناہ اور کفارہ دونوں لازم ہیں ۔

باب جب بھول کر قسم توڑ دی

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! تمہیں اس پر گناہ نہیں جو تم بھول کر کرو اور فرمایا اس کے سبب میرا مؤاخذہ نہ کر جو میں نے بھول کر کیا ،،

۶۲۸۲ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۶۲۸۲ ـــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ اَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عِيْسٰى بْنُ طَلْحَةَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ اِذْ قَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ كُنْتُ اَحْسِبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَذَا اَوْ كَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ قَامَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتُ اَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا لِهٰؤُلَاءِ الثَّلٰثِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ لَهُنَّ كُلِّهِنَّ يَوْمَئِذٍ فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ

نے فرمایا،، اللہ تعالیٰ نے میری امت سے وسوسے اور ان کے دل کی باتوں سے درگزر کیا ہے جب وہ اس پر عمل نہ کریں یا کلام نہ کریں۔

۶۲۸۲ ـــ شرح : یعنی شئ کے وجود ذہنی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اعتبار صرف وجود قولی کا ہے جن کا تعلق قولیات سے ہے یا وجود عملی کا اعتبار ہے جس کا تعلق عملیات سے ہے اور اگر گناہ پر اصرار کیا تو اصرار کرنے پر عذاب دیا جائے گا۔ معصیت پر عذاب نہ دیا جائے گا، کیونکہ معصیت پر اصرار وسوسہ نہیں اور نہ ہی دلی خیال ہے بلکہ یہ قلب کا عمل ہے۔ واللہ اعلم!

ترجمہ : عبداللہ بن عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نحر کے روز خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آپ کے آگے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں گمان کرتا تھا کہ فلاں فلاں رکن فلاں فلاں رکن سے پہلے ہے پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں گمان کرتا تھا کہ فلاں فلاں رکن فلاں فلاں رکن سے پہلے ہے ان تین رکنوں کے متعلق کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرو کچھ حرج نہیں اسی روز تینوں کے لئے فرمایا اس دن کسی سے متعلق نہ پوچھا گیا مگر فرمایا کرو کوئی حرج نہیں

۶۲۸۳ ـــ شرح : یعنی ان تین ارکان، ذبح، حلق اور طواف کے متعلق فرمایا کہ مقبول کر تقدیم

marfat.com
Marfat.com

۶۲۸۴ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ اٰخَرُ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ اٰخَرُ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ

۶۲۸۵ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْسَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يُصَلِّيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى

تاخیر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (حدیث ۸۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۲۸۴ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے پتھر مارنے سے پہلے طوافِ زیارت کر لیا ہے حضور نے فرمایا کوئی حرج نہیں ایک اور نے کہا میں نے رمی (پتھر مارنے) سے پہلے ذبح کر دیا ہے فرمایا کوئی حرج نہیں

شرح : خطاء کرنے والے اور بھولنے والے پر کوئی گناہ نہیں اور نہ ہی ان پر کوئی مؤاخذہ ہے۔ بعد میں آنے والی احادیث سے یہی واضح ہوتا ہے کہ فرض کے ادا کرنے میں بھول کر تقصیر ہو جانے پر مؤاخذہ نہیں ہے۔ اور ناسی اور مخطئی سے قلم مرتفع ہے۔

۶۲۸۵ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آیا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کونہ میں تشریف فرما تھے۔ وہ شخص آیا اور آپ کو سلام عرض کیا حضور نے اسے فرمایا لوٹ جا اور نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی اس نے تیسری بار عرض کیا آپ مجھے نماز کی تعلیم دیں فرمایا جب نماز کے لئے کھڑا

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ فَاَعْلِمْنِيْ قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ وَاقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاسَكَ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاسَكَ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا

ہونے کا ارادہ کرے تو پورا وضو کر پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو اور تکبیر تحریمہ کہہ اور جس قدر تجھے آسان ہو پڑھ پھر رکوع کر یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع کرے پھر اپنا سر اُٹھا حتیٰ کہ قیام میں سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کر حتیٰ اطمینان سے سجدہ کرے پھر سر اُٹھا حتیٰ کہ اطمینان سے کھڑا ہو جائے پھر ساری نماز اس طرح کر۔

شرح ۷۲۸۵ : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں جلسۂ استراحت نہیں جس کے امام شافعی رحمہ اللہ پہلی اور تیسری رکعت کے بعد قائل ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں مذکور تعلیم سے مقصود نماز کے فرض اور واجبات بیان کرنا ہے۔ جلسۂ استراحت واجبات سے نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ بھی تو اسی قبیلہ سے ہیں۔ اس حدیث سے امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ نماز میں وہ قرأت جائز ہے جو آسان ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت کس طرح ہے، حالانکہ اس میں قسم کا ذکر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ع۷۲۶ ج : ۱ یہی حدیث ہے اس میں قسم کا ذکر ہے، چنانچہ اس شخص نے کہا ،، والذی بعثک بالحق ،، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس کے سوا نماز اچھی نہیں پڑھ سکتا،، اس سے حدیث اور ترجمہ میں مناسبت واضح ہے (حدیث ع۷۲۶ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۶۲۸۶ — حدثنی فَرْوَةُ بْنُ اَبِی الْمَغْرَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ ابْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هُزِمَ الْمُشْرِکُوْنَ یَوْمَ اُحُدٍ هَزِیْمَةً تُعْرَفُ فِیْهِمْ فَصَاحَ اِبْلِیْسُ اَیْ عِبَادَ اللّٰهِ اُخْرَاکُمْ فَرَجَعَتْ اُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِیَ وَ اُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَیْفَةُ بْنُ الْیَمَانِ فَاِذَا هُوَ بِاَبِیْهِ فَقَالَ اَیْ اَبِیْ فَوَاللّٰهِ مَا انْحَجَزُوْا حَتّٰی قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَیْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَکُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِیْ حُذَیْفَةَ مِنْهَا بَقِیَّةٌ حَتّٰی لَقِیَ اللّٰهَ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جنگِ اُحد میں مشرک لوگ شکست کھا گئے اُن میں یہ شکست معروف تھی علانیہ شکست ہوئی، شیطانِ لعین زور سے چلّایا اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے لوگوں کا خیال کرو وہ پیچھے کی طرف پلٹے وہ اور پچھلے باہم ایک دوسرے سے مصروف پیکار ہو گئے۔ حذیفہ بن یمان نے دیکھا کہ اچانک اس کا والد اس جماعت میں ہے۔ حذیفہ نے کہا میرا باپ ہے میرا باپ ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ کی قسم! لوگ نہ رُکے حتی کہ اس کو قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا اللہ تمہیں معاف کرے۔ عروہ نے کہا بخدا! باقی عمر حذیفہ کو ہمیشہ یہ غم رہا حتی کہ وفات پا گئے۔

۶۲۸۶ — شرح : یعنی جنگِ اُحد میں مشرکوں کو علانیہ شکست ہوئی جو اُن میں معروف تھی اس وقت شیطان نے حیلہ سازی کی اور بلند آواز سے چلّایا اور مسلمانوں سے کہا اے اللہ کے بندو ان لوگوں سے ڈرو جو تمہارے پیچھے ہیں اور ان کو قتل کرو اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں؛ چنانچہ پہلے لوگ واپس لوٹے اور یہ گمان کیا کہ پچھلے مشرک ہیں؛ چنانچہ مسلمانوں کی دونوں جماعتیں ایک دوسری پر پلٹ پڑیں اور گھمسان کی لڑائی میں حذیفہ کے والد بھی قتل ہو گئے اور بقیہ ساری زندگی باپ کے قتل سے غمناک رہے۔ ہو سکتا ہے کہ شیطان نے مشرکوں کو للکارا ہو؛ چنانچہ اُنہوں نے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور جنگ کا پانسہ بدل گیا۔

marfat.com

Marfat.com

۶۲۸۷ — حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَوْفٌ عَنْ خِلَاسٍ وَمُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ نَاسِيًا وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ

۶۲۸۸ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَجْلِسَ فَمَضٰى فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ انْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهٗ فَكَبَّرَ فَسَجَدَ قَبْلَ اَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ وَسَلَّمَ

۶۲۸۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بھول کر کھالیا؛ حالانکہ وہ روزے سے تھا وہ اپنا روزہ پورا کرے اس کو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔

۶۲۸۸ — ترجمہ : عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعتوں میں بیٹھنے سے پہلے کھڑے ہوگئے اور نماز پڑھتے رہے جب نماز پوری کرلی تو لوگوں نے سلام کا انتظار کیا۔ حضور نے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ کیا پھر سر مبارک اٹھایا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا پھر سر مبارک اُٹھایا اور سلام پھیر دیا۔

۶۲۸۸ — شرح : اس حدیث کی اور اس سے پہلی حدیث کی عنوان سے مناسبت لفظ "ناسیًا" میں ہے۔

(سجود سہو کے باب میں حدیث ۱۱۵۴ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۶۲۸۹ — حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ صَلٰوةَ الظُّهْرِ فَزَادَ اَوْ نَقَصَ مِنْهَا قَالَ مَنْصُوْرٌ لَا اَدْرِيْ اِبْرَاهِيْمُ وَهِمَ اَمْ عَلْقَمَةُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِيْتَ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَاتَانِ السَّجْدَتَانِ لِمَنْ لَا يَدْرِيْ زَادَ فِيْ صَلٰوتِهٖ اَوْ نَقَصَ فَتَحَرَّى الصَّوَابَ فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ظہر کی نماز پڑھائی تو اس میں کچھ زیادتی یا کمی کی منصور نے کہا معلوم نہیں ابراہیم نے وہم کیا ہے یا علقمہ نے کیا ہے۔ راوی نے کہا عرض کیا گیا : یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! نماز چھوٹی ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں فرمایا کیا چیز ہے ؟ لوگوں نے کہا آپ نے ایسی ایسی نماز پڑھی ہے۔ راوی نے کہا حضور نے لوگوں کے ساتھ دو سجدے کئے پھر فرمایا یہ دو سجدے اس شخص کے لئے ہیں جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اُس نے نماز میں زیادتی کی ہے یا کمی کی ہے وہ درستی کا قصد کرے اور جو باقی رہ گئی ہو اس کو پُورا کرے پھر دو سجدے کرے۔

۶۲۸۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۱۱۵۸ ج : ۲ میں ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! نماز چھوٹی ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں۔ اس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں نقصان ہُوا تھا۔ کرمانی نے ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی یہ صورت ذکر کی کہ اس حدیث میں غلط ہے کتاب الصلوٰۃ میں اس طرح ہے کہ "اَحَدَثَ فِی الصَّلٰوةِ شَیْءٌ" کیا نماز میں کوئی نئی شئ پیدا ہُوئی ہے ؟ یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ یہاں قصر کا لازم معنی مراد ہے اور وہ تغیُّر ہے گویا کہ کہا کیا نماز میں کوئی تغیّر واقع ہُوا ہے ؟ یعنی یہ تردّد اس روائت میں ہے جو کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ کیا نماز میں کوئی شئ

marfat.com
Marfat.com

۶۲۹۰ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ حَدَّثَنَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْلِهٖ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا قَالَ كَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ كَتَبَ اِلَیَّ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَكَانَ عِنْدَهُمْ ضَيْفٌ لَهُمْ فَاَمَرَ اَهْلَهٗ اَنْ يَّذْبَحُوْا قَبْلَ اَنْ يَّرْجِعَ لِيَاْكُلَ ضَيْفُهُمْ فَذَبَحُوْا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّعِيْدَ الذَّبْحَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِیْ عَنَاقُ جَذَعٍ عَنَاقُ لَبَنٍ هِیَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَیْ لَحْمٍ وَكَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَقِفُ فِیْ هٰذَا الْمَكَانِ عَنْ حَدِيْثِ الشَّعْبِیِّ

۶۲۹۰ ترجمہ : سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا ابن عباس نے کہا مجھ سے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کریمہ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا (موسیٰ علیہ السلام نے کہا اس چیز میں مجھ سے مواخذہ نہ کریں اور میرے کام میں تنگی نہ کریں،، کی تفسیر میں فرمایا : موسیٰ علیہ السلام سے پہلی مخالفت بھول جانے کے باعث تھی۔ ابوعبداللہ بخاری نے کہا محمد بشار نے مجھے لکھا کہ معاذ بن معاذ نے ہمیں خبر دی کہ ابن عون نے شعبی کے ذریعہ کہا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ اُن کے پاس ان کا مہمان تھا انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ ان کے واپس آنے تک ذبح کریں تاکہ مہمان کھانا کھائیں۔ انہوں نے نماز سے پہلے ہی ذبح کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا تو حضور نے اسے حکم دیا

marfat.com
Marfat.com

وَيُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَيَقِفُ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ وَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ اَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ غَيْرَهٗ اَمْ لَا رَوَاهُ اَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۲۹۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ عِيْدٍ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ قَالَ مَنْ ذَبَحَ فَلْيُبْدِلْ مَكَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ

کہ قربانی کا اعادہ کریں۔ عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس بکری کا بچہ ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے۔ ابن عون شعبی کے طریقہ سے بیان کرتے ہوئے اس جگہ ٹھہر جاتے تھے۔ اور محمد بن سیرین سے اس حدیث کی مثل روائت کرتے تھے اور کہتے تھے معلوم نہیں کہ دوسروں کو بھی یہ رخصت پہنچی ہے یا نہیں۔ اس کو ایوب نے ابن سیرین، انس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کیا۔

۶۲۹۰ — شرح : حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر تشریع امر اور اجراء حکم کے لئے نسیان جائز ہے لیکن اس میں استقرار نہیں ہوتا حکم جاری ہوتے ہی نسیان رفع ہوجاتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب العید میں ہے کہ ابو بردہ بن نیار نے ذبح کا حکم دیا تھا۔ اس حدیث میں براء بن عازب مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابو بردہ براء بن عازب کے ماموں ہیں اور وہ ایک ہی مکان میں رہتے تھے لہٰذا اس واقعہ کی نسبت کبھی اپنی طرف کرتے ہیں کبھی اپنے ماموں کی طرف کر دیتے ہیں۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ وقتِ ذبح جاہل ناسی کی طرح ہے۔

۶۲۹۱ — ترجمہ : جندب نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے عید کی نماز پڑھی پھر خطبہ دیا پھر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ وَلَا تَتَّخِذُوْا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ دَخَلًا مَكْرًا وَخِيَانَةً

۶۲۹۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ

فرمایا جس نے (نماز سے پہلے) ذبح کیا وہ اس کا بدل اور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا وہ اللہ کے نام سے ذبح کرے۔

۶۲۹۱ — شرح : براء اور جندب حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ ذبح کے وقت میں حکم سے جاہل اور ناسی برابر ہیں۔

(حدیث ۹۱۲-۹۱۳ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب جھوٹی قسم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اپنی قسموں کو آپس میں مکر و خیانت نہ بناؤ کہ اس کے ثبوت کے بعد تمہارے قدم پھسل جائیں اور اللہ کی راہ سے روکنے کے سبب تم بُرا عذاب چکھو اور تمہارے لئے درد ناک عذاب ہو۔ دَخَلًا بمعنی مکر و خیانت ہے "

۶۲۹۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کبیرے گناہ اللہ کا شریک بنانا اور والدین کی نافرمانی کرنا، جان کو قتل کرنا، اور جھوٹی قسم ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قولِ اللهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى قولِهٖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وقولہ وَلَا تَجْعَلُوا اللهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ الاٰية وقولہ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا الاٰية وقولہ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا الاٰية

شرح : کبائر کبیرہ کی جمع ہے۔ اس حدیث میں کبائر چار ذکر کئے، حالانکہ بعض روایات میں سات اور بعض میں دس مذکور ہیں لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ ایک عدد کا ذکر دوسرے کے منافی نہیں ہوتا۔ جبکہ اقل اکثر میں داخل ہوتا ہے۔

۶۲۹۲ —

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعے قلیل قیمت خریدتے ہیں۔ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ قیامت میں اللہ اُن سے کلام نہ کرے گا اور نہ ہی ان کو گناہوں سے پاک کرے گا ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشان نہ بناؤ کہ تم نیکی، پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے کی قسم کرلو اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کے عہد کے ذریعہ تھوڑی قیمت نہ لو جو اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ جب تم اللہ سے عہد کرو تو اس کا عہد پورا کرو اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو، حالانکہ تم نے اپنے اُوپر اللہ کو کفیل بنایا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۲۹۳ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنِ صَبْرٍ لِیَقْتَطِعَ بِھَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِیَ اللّٰہَ وَھُوَ عَلَیْہِ

شرح : ان ایات سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ کیا ہے کہ یمین غموس میں کفارہ نہیں ؛ کیونکہ ان میں کفارہ کہیں بھی ذکر نہیں۔ جمہور نے انہی آیات سے یمین غموس میں عدمِ کفارہ پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یمین کا مقصود ذکر کیا ہے جو گناہ اور عصیان ہے۔ اس میں کفارہ ذکر نہیں کیا اگر اس میں کفارہ ہوتا تو یمین منعقدہ کی طرح ذکر کیا جاتا جبکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمین منعقدہ میں فرمایا فَلْیُکَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَلْیَاْتِ الَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ ۔ قولہ عُرْضَۃً الخ یعنی اپنی قسموں کو نیکی، تقوی اور اصلاح سے مانع کی علت نہ بناؤ۔ عبداللہ بن رواحہ نے اپنے بہنوئی نعمان بن بشیر کے گھر جانے اور اُن سے کلام کرنے اور اُن کے خصوم کے ساتھ ان کی صلح کرانے سے قسم کھائی تھی جب اس کے متعلق اُن سے کہا جاتا تھا۔ [illegible] تو کہہ دیتے تھے کہ میں قسم کھا چکا ہوں اس لئے یہ کام نہیں کر سکتا اس بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور نیک کام سے قسم کھا لینے کی ممانعت فرمائی گئی۔

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھائی کہ اس کے سبب مسلمان آدمی کا مال روک لے وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا حالانکہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق نازل فرمائی ،، بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعے تھوڑی قیمت لیتے ہیں الآیۃ پس اشعث بن قیس آئے اور کہا تم سے ابو عبدالرحمٰن کیا بیان کرتا ہے ؟ لوگوں نے کہا ایسا ایسا کہتے ہیں۔

۶۲۹۳ —

marfat.com
Marfat.com

عَضْبَانٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَدَخَلَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالُوْا كَذَا وَكَذَا فَقَالَ فِيَّ اُنْزِلَتْ كَانَتْ لِيْ بِئْرٌ فِيْ اَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِيْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَيِّنَتُكَ اَوْ يَمِيْنُهٗ قُلْتُ اِذَنْ يَحْلِفُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانٌ

اشعث نے کہا میرے بارے میں یہ آئت کریمہ نازل ہوئی ہے۔ میرے چچے کے بیٹے کی زمین میں میرا کنواں تھا۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا گواہ پیش کرو یا وہ قسم کھائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! وہ قسم کھا جائے گا۔ حضور نے فرمایا جو جھوٹی قسم کھائے کہ اس کے ذریعہ مسلمان آدمی کا مال روک لے وہ قیامت میں اللہ سے ملے گا ؛ حالانکہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سورۂ آلِ عمران کی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ یہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس نے عصر کے بعد سامان فروخت کرنے کی غرض سے جھوٹی قسم کھائی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے یہ آئت دونوں مواقع میں ایک ہی وقت نازل ہوئی۔ اس کے لفظ عام ہیں دونوں مواقع کو شامل ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ اشعث داخل ہوا۔ کتاب میں ہے کہ اشعث ہمارے پاس آیا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک مقام سے نکلے

—۶۲۹۳—

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْيَمِيْنِ فِيْ مَا لَا يَمْلِكُ وَفِي الْمَعْصِيَةِ وَالْيَمِيْنِ فِي الْغَضَبِ

۶۲۹۴ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ اَرْسَلَنِيْ اَصْحَابِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهُ الْحُمْلَانَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ وَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَلَمَّا اَتَيْنَاهُ قَالَ انْطَلِقُوْا اِلٰى اَصْحَابِكَ فَقُلْ اِنَّ اللّٰهَ اَوْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَحْمِلُكُمْ

اور دوسرے مکان میں داخل ہوئے جہاں لوگ تھے۔

قولہ یمینہ یعنی تمہارا گواہ مطلوب ہے یا اس کی قسم مطلوب ہے۔ اگر تمہارے پاس گواہ نہیں تو اس کی قسم مطلوب ہے۔

باب اس شئ میں قسم کھانا جس کا مالک نہ ہو معصیت اور غصّہ میں قسم کھانا،،

یعنی اس بارے میں قسم کھانا جس کا مالک نہ ہو۔ معصیت اور غصّہ کی حالت میں قسم کھانا اس باب کے یہ تین عنوان ہیں۔ تو اسی ترتیب پر تین احادیث ذکر کی ہیں جن سے ہر ایک کا حکم سمجھا جاتا ہے۔

۶۲۹۴ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے میرے ساتھیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ میں آپ سے سواریاں مانگوں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! میں تمہیں کسی شئ پر سوار نہ کروں گا میں نے حضور کو اس حال میں پایا کہ

marfat.com
Marfat.com

آپ غصہ میں تھے۔ جب میں آپ کے پاس آیا ،، حضور کے بلانے کے بعد،، تو فرمایا اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤ اور کہو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو سوار کرتا ہے۔

شرح : حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے

۶۲۹۴ — قسم کھائی تھی کہ اشعریوں کو سواریاں نہ دیں گے اس وقت جو انہوں نے مانگا آپ اس کے مالک نہ تھے پھر جب اس کے بعد آپ کے پاس اونٹ آئے تو حضرت بلال کو بھیجا کہ ان کو بلائیں اور ان کو چھ اونٹ دیئے پھر قسم سے عذر کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قسم منعقد ہوگئی تھی عینی نے ابن بطال سے نقل کیا کہ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی آدمی یہ قسم کھائے کہ وہ ہبہ نہ کرے گا نہ صدقہ کریگا اور نہ ہی غلام آزاد کرے گا حالانکہ اس وقت کسی شئ کا مالک نہیں پھر اس کے بعد مال آجائے تو ہبہ، صدقہ اور آزاد کرے تو فقہاء کی ایک جماعت کے نزدیک اس پر کفارہ لازم ہے جیسے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشعریوں سے کیا تھا کہ آپ قسم سے حلال ہوئے اور بہتر کام کیا۔ اور اگر قسم کھائی کہ جب تک اس کے پاس کوئی شئ نہ ہو وہ ہبہ نہ کرے گا اور نہ ہی صدقہ کرے گا اور یہ افعال نہ کرنے کی عدم کو علت بنایا پھر اس کے بعد اسے مال حاصل ہوگیا اور ہبہ اور صدقہ کیا تو فقہا کے نزدیک اس پر کفارہ لازم نہیں ؛ کیونکہ یہ قسم مال کے عدم کی حالت میں واقع ہوئی تھی وجود کی حالت میں نہ تھی

جمہور فقہاء غاضب پر کفارہ لازم کرتے ہیں اور اس کے غصہ کو قسم کا مؤکد قرار دیتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ غضب کی حالت میں یمین لغو ہے۔ اس میں کفارہ نہیں۔ مسروق اور شعبی سے مروی ہے کہ غصہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ ہی عتاق صحیح ہے اس کی دلیل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ،، لا طلاق فی اغلاق ولا عتق قبل ملك لیکن اشعریوں کی حدیث اس قول کا رد ہے ؛ کیونکہ شارع علیہ السلام نے قسم کھائی ؛ حالانکہ آپ غصہ میں تھے پھر فرمایا ،، اللہ کی قسم ! میں قسم نہیں کھاتا ہوں پھر اس کا غیر بہتر پاتا ہوں تو بہتر کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں اور لا طلاق فی اغلاق ،، والی حدیث ثابت نہیں اور نہ ہی یہ اشعریوں کی حدیث کا معارضہ کر سکتی ہے (عینی، (حدیث ۴۱۱۴ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۶۲۹۵ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ كُلَّهَا فِيْ بَرَاءَتِيْ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَاللّٰهِ لَا اُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا اَبَدًا

۶۲۹۵ ـــ ترجمہ : زہری نے کہا میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عُبَیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سُنی جبکہ اُن کے بارے میں بہتان سازوں نے جو کچھ کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بہتان سے پاک کیا جو کچھ اُنہوں نے کہا تھا۔ ان میں سے ہر ایک نے مجھے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ،، دس آیات نازل فرمائیں وہ تمام میری برأت کے بارے میں تھیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا جبکہ وہ مسطح پر ان کے ساتھ اس کی قرابت کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے۔ خُدا کی قسم میں مسطح پر کبھی خرچ نہیں کروں گا۔ یہ اس کے بعد کہا جو مسطح نے ام المؤمنین کے بارے میں کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى الْاٰيَةَ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ،، تم میں سے فضل و کمال اور فراخی مال والے قسمیں نہ کھائیں کہ وہ اپنے اقارب پر خرچ نہ کریں گے۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تم کو بخشے ،، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم کیوں نہیں۔ ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں بخشے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر مسطح پر خرچ کرنا شروع کر دیا اور کہا اللہ کی قسم! میں مسطح سے خرچہ کبھی بند نہیں کروں گا۔

marfat.com
Marfat.com

بَعْدَ الَّذِیْ قَالَ لِعَائِشَةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی الْاٰیَةَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ بَلٰی وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لِیْ فَرَجَعَ اِلٰی مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِیْ كَانَ یُنْفِقُ عَلَیْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَنْزِعُهَا عَنْهُ اَبَدًا

٦٢٩٦ — حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ

٦٢٩٥ — شرح : مِسْطَحْ بن اثاثہ قرشی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ کی بیٹی سلمٰی کے بیٹے ہیں یہ بھی اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا تھا۔ اس حدیث کی عنوان کے جزو ثانی سے مطابقت اس طرح ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا وَاللّٰهِ لَا اُنْفِقُ عَلٰی مِسْطَحٍ شَیْئًا اَبَدًا ، بخدا میں مسطح کبھی بھی کچھ خرچ نہ کروں گا۔ یہ معصیت میں قسم ترک کرنے کے مطابق ہے کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ مسطح پر خرچ نہیں کریں گے جبکہ اُس نے ام المؤمنین پر بہتان لگایا تھا یہ ان کی ترکِ طاعت پر قسم تھی اس لئے ان کو قسم پر قائم رہنے سے منع کیا گیا پس اس میں بطریق اولیٰ فعلِ معصیت پر قسم کھانے سے ممانعت ہے

مِسْطَحْ بکسر المیم واسکان السین ہے طاء مفتوح ہے۔ یہ قرشی ہیں ان کی والدہ سلمٰی ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ کی لڑکی ہے۔ جن لوگوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا تھا اُن میں سے مسطح بھی تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہ کی برأت نازل ہونے پر اصحاب افک کو حد لگائی تھی۔ جن میں مسطح بھی شامل تھے۔

اس حدیث میں ام المؤمنین کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ ان کی برأت کا اللہ نے اعلان کیا اور اُن کے ذریعہ عام پاکدامن عورتوں کی بھی بھلائی ہوئی۔ پھر اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اولوالفضل فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حدیث ۴۸۷۵ ج ۶،

٦٢٩٦ — ترجمہ : زہدم نے کہا ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ ابوموسیٰ نے کہا میں اشعریوں کے چند لوگوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ نَفَرٍ مِنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ اَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ وَ تَحَلَّلْتُهَا

بَابُ اِذَا قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ

فَصَلّٰى اَوْ قَرَاءَ اَوْ سَبَّحَ اَوْ كَبَّرَ اَوْ حَمِدَ اَوْ هَلَّلَ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهٖ وَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَقَالَ اَبُوْسُفْيٰنَ كَتَبَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غصہ کی حالت میں پایا ہم نے آپ سے سواریاں طلب کیں آپ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواریاں نہیں دیں گے پھر فرمایا اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا میں کسی پر قسم نہیں کھاتا پھر اس کے غیر کو اس سے بہتر دیکھتا ہوں مگر وہ کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے اور قسم سے حلال ہو جاتا ہوں۔

شرح : اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ میں اللہ کی مشیت کے ذریعہ قسم کھاتا ہوں کہ وہ کام کروں پھر اس کے غیر کو اس سے بہتر دیکھتا ہوں تو اس کو اختیار کر لیتا ہوں اور اپنی قسم توڑ دیتا ہوں اور کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔ ٦٢٩٦

باب جب کسی نے قسم کھائی اللہ کی قسم میں آج کلام نہیں کروں گا

پھر اس نے نماز پڑھی یا قرآن پڑھا یا تسبیح کی یا تکبیر کہی یا الحمد للہ کہا یا لا الہ الا اللہ کہا وہ اپنی نیت پر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو خط لکھا: تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ، مجاہد نے کہا: کلمۃ التقوی لا الہ الا اللہ، ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اِلٰی هِرَقْلَ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ وَقَالَ مُجَاهِدٌ کَلِمَةُ التَّقْوٰی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

شرح الباب : یعنی اگر کلام سے مراد عرف میں کلام ہو تو مذکورہ اذکار، قرأت اور نماز سے حانث نہ ہوگا اور اگر عام کلام مراد ہو تو ان سے حانث ہو جائے گا۔ صاحب توضیح نے کہا اگر یہ نیت کرے کہ کسی شئ دنیاوی امر کی بات نہیں کرے گا تو تسبیح کرنے سے حانث نہ ہوگا۔ ابن بطال نے کہا قسم کھانے والے کا یہ کہنا کہ وہ آج کلام نہیں کرے گا اس سے مراد لوگوں کا کلام ہے۔ تلاوت و تسبیح پر محمول نہیں۔ احناف کے نزدیک اگر کسی نے قسم کھائی کہ کلام نہ کرے گا تو نماز میں قرآن پڑھنے اور تسبیح کہنے سے حانث نہ ہوگا اگر نماز کے بغیر قرآن پڑھا تو حانث ہو جائے گا۔ قیاس یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں حانث ہو جائے۔ فقیہ ابو اللیث نے کہا اگر عربی کلام میں قسم کھائی تو یہی جواب ہے اور اگر فارسی میں قسم کھائی تو غیر نماز میں قرآن پڑھنے اور تسبیح کہنے سے حانث نہ ہوگا۔

قولہ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ! اَفْضَلُ الْکَلَامِ الخ ،، اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ اذکار وغیرہ تمام کلام و کلمہ ہیں لہذا ان سے حانث ہو جائے گا اور ان کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے صفاتِ وجودیہ اور صفات عدمیہ کی طرف اجمالاً اشارہ ہے؛ کیونکہ تسبیح سے اللہ تعالیٰ کی نقائص سے تنزیہہ اور پاکدامنی کی طرف اشارہ ہے اس میں نقصان کی نفی ہے اور تحمید سے اللہ تعالیٰ کے صفات کمالیہ سے موصوف ہونے کی طرف اشارہ ہے اس میں کمال کا اثبات ہے اور ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ ، میں اصلِ دین اور اساسِ ایمان یعنی توحید کی طرف اشارہ ہے اور ”اللہ اکبر“ میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ کی معرفت اس کو ہمارے پہچاننے سے زیادہ ہے۔ سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ ، اے اللہ تو ہر نقص و عیب سے پاک ہے تیری معرفت کا جو حق ہے ہم نے تجھے نہیں پہچانا“

قولہ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ الخ اس میں یہ اشارہ ہے کہ کبھی لفظ کلمہ کا اطلاق کلام پر بھی ہوتا ہے۔ یہ بعض کا کل پر اطلاق ہے، کیونکہ جب لفظ کلمہ کا اطلاق مثلاً ”سبحان اللہ والحمد للہ“ پر ہوا تو اس سے کلام مراد ہوگی جیسے لا الہ الا اللہ پر کلمہ توحید کا اطلاق ہوتا ہے حالانکہ یہ کئی کلمات پر مشتمل ہے۔

قولہ قال مجاھد الخ ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول وَاَلْزَمَهُمْ کَلِمَةَ التَّقْوٰی ،، یعنی لا الہ الا اللہ کلام ہے اس پر کلمہ کا اطلاق کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۲۹۷ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ اَبَاطَالِبِ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً اُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ

۶۲۹۸ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

۶۲۹۷ ـــ ترجمہ : سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روائت کی کہ جب ابو طالب کو موت قریب آئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور فرمایا "لا الہ الا اللہ" کہہ دیں اس کلمہ کے سبب میں اللہ کے پاس تمہارے لئے دلیل پیش کروں گا۔

۶۲۹۷ ـــ شرح : یعنی اس حدیث میں لا الہ الا اللہ پر کلمہ کا اطلاق کیا ہے۔ کرمانی نے کہا بخاری کی یہ شرط ہے کہ وہ اس شخص کی روائت ذکر کریں گے جس سے دو راوی روائت کریں حالانکہ مسیّب سے صرف ایک راوی ان کے بیٹے سعید روائت کرتے ہیں اس سے بخاری کا قاعدہ منقوض ہو جاتا ہے۔

۶۲۹۸ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے زبان پر ہلکے ترازو میں بھارے ہیں اللہ مہربان کو بہت پیارے ہیں وہ یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ"

marfat.com
Marfat.com

۶۲۹۹ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَۃً وَقُلْتُ اُخْرٰی مَنْ مَاتَ یَجْعَلُ لِلّٰہِ نِدًّا اُدْخِلَ النَّارَ وَقُلْتُ اُخْرٰی مَنْ مَّاتَ لَا یَجْعَلُ لِلّٰہِ نِدًّا اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ

بَابُ مَنْ حَلَفَ اَلَّا یَدْخُلَ عَلٰی اَھْلِہٖ شَھْرًا وَکَانَ الشَّھْرُ تِسْعًا وَّ عِشْرِیْنَ

۶۳۰۰ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا

۶۲۹۹ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ فرمایا میں نے کہا دوسرا کلمہ کہا حضور نے فرمایا جو شخص مرے اس حال میں کہ اللہ کا شریک کرتا ہو تو دوزخ میں داخل ہوگا میں نے کہا دوسرا کلمہ یہ ہے کہ جو کوئی مرے اس حال میں کہ اللہ کا شریک نہ کرتا ہو جنت میں داخل ہوگا۔

۶۲۹۹ ـــ شرح : اس میں بھی کلمہ کا کلام پر اطلاق ہے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ فرمایا کہ اللہ کا شریک بنانے والا دوزخ میں داخل ہوگا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ جو اللہ کا شریک نہ بنائے اور اسی حال پر مر جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ کرمانی نے کہا صحیح عکس یہ تھا کہ عبداللہ بن مسعود کہتے "جو کوئی مرجائے اس حال میں کہ اللہ کا شریک بناتا ہو وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا، کیونکہ بسا اوقات اللہ کو ایک ماننے والے بھی دوزخ میں داخل ہوں گے لیکن ان کا جنت میں داخل ہونا یقینی ہے اگرچہ سزا بھگتنے کے بعد دیر سے جنت میں داخل ہوں گے۔

باب جس نے قسم کھائی کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس ایک مہینہ نہیں جائے گا جبکہ مہینہ انتیس روز کا ہو ـــ"

marfat.com
Marfat.com

سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهٖ وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَاَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اٰلَيْتَ شَهْرًا قَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ

بَابٌ اِنْ حَلَفَ اَلَّا يَشْرَبَ نَبِيْذًا فَشَرِبَ طِلَاءً اَوْ سَكَرًا اَوْ عَصِيْرًا لَمْ يَحْنَثْ فِيْ قَوْلِ بَعْضِ النَّاسِ وَلَيْسَتْ هٰذِهٖ بِاَنْبِذَةٍ عِنْدَهٗ

۶۳۰۱ — حَدَّثَنِيْ عَلِيٌّ سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ

یعنی قسم کھائی کہ ایک مہینہ اپنے گھر والوں کے پاس نہ جائے گا اور اتفاقاً وہ مہینہ انتیس روز کا تھا اس کے بعد گھر میں داخل ہُوا تو حانث نہ ہوگا کیونکہ کبھی مہینہ انتیس روز کا بھی ہوتا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ مہینے کے پہلے جزء میں قسم کھائے اگر کچھ دن گزر جانے کے بعد قسم کھائے تو تیس دن پُورے کرنے ضروری ہیں۔

۶۳۰۰ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ایلاء فرمایا جبکہ حضور کا پاؤں شریف اُتر گیا تھا آپ نے بالاخانہ میں انتیس (۲۹) روز قیام فرمایا پھر اُتر آئے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ایک ماہ ایلاء فرمایا تھا؟ (آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ نہیں اُتریں گے) فرمایا یہ مہینہ انتیس روز کا ہے۔

شرح : ایلاء کے معنی قسم کھانا کے ہیں شرعی ایلاء یہ ہے کہ قسم کھائے کہ وہ اپنی

۶۳۰۰ — بیوی کے پاس چار ماہ نہ جائے گا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر چار ماہ گزرنے سے پہلے بیوی کے پاس چلا گیا تو حانث ہو جائے گا اور قسم کا کفارہ ادا کرے گا اگر چار ماہ گزر گئے تو عورت کو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔ اس حدیث شریف میں ایلاء لغوی مراد ہے۔ جس مہینہ میں حضور نے ایلاء فرمایا تھا وہ انتیس روز کا تھا بظاہر یہ مہینہ پُورا نہیں ہُوا تھا اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا مبنیٰ یہ ہے کہ جب مہینہ انتیس روز کا ہو تو اس حلف میں اسی پر محمول ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

باب اگر قسم کھائی کہ نبیذ نہ پیئے گا

یعنی اگر کسی نے قسم کھائی کہ نبیذ نہیں پیئے گا اُس نے طلاء یا سکر یا عصیر پی لیا تو بعض لوگوں کے قول میں وہ حانث نہ ہوگا۔ اس کے نزدیک یہ نبیذ نہیں ہیں"

شرح : نبیذ بروزن فَعِیل بمعنی مَنْبُوذ ہے یہ وہ شربت ہے جو کھجور، مَنَقّٰی، شہد، گندم، جَو، مکّی اور چاول وغیرہ سے بنایا جاتا ہے۔ اس کو نبیذ اس لئے کہتے ہیں کہ مذکورہ اشیاء پر پانی ڈالا جاتا ہے تاکہ ان کی شیرینی نکلے وہ نشہ دے یا نہ دے اس کو نَبِیذ کہتے ہیں۔ اس شراب کو بھی نبیذ کہتے ہیں جو انگور کا نچوڑ ہو جسے نبیذ کو شراب کہتے ہیں طِلَاء" انگور کا پانی ہے جسے پکایا جائے اور دو تہائی باقی رہ جائے اور اگر آدھا باقی رہ جائے تو اس کو منصف کہتے ہیں اگر تھوڑا سا پکایا جائے تو اس کو "بَاذَق" کہتے ہیں جب یہ پکانے سے کھولنے لگیں اور سخت ہو کر جھاگ ماریں تو حرام ہو جاتے ہیں۔ سکر" تر کھجور کا پانی ہے وہ بھی جب کھولنے کے بعد سخت ہو جائے اور جھاگ مارنے لگے تو حرام ہے۔ سِکر وہ ہے جو انگور سے نچوڑا جائے۔ عصیر وہ ہے جو کھجور سے نچوڑا جائے۔"

بَعْضُ النَّاسِ

بعض الناس سے بخاری کی مراد امام ہمام سراج الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اُنہوں نے کہا "طلاء اور عصیر" نبیذ نہیں کیونکہ نبیذ وہ ہے جو پانی میں پھینکا جائے اور اس میں خوب ملا جائے اسی لئے ایک طرف پھینکے ہوئے کو منبوذ کہتے ہیں۔ لہٰذا جس نے یہ قسم کھائی کہ وہ نبیذ نہیں پیئے گا وہ طلاء یا سکر پینے سے حانث نہ ہوگا، کیونکہ یہ دونوں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عرف میں نبیذ نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طلاء سے مراد وہ ہی طلاء ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ پیا کرتے تھے چنانچہ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ طلاء منصف پیا کرتے تھے اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کی تصویب و درستی ہے اُن پر اعتراض نہیں، کیونکہ اگر یہ امام پر اعتراض ہوتا تو باب کا عنوان اس طرح ذکر نہ کرتے۔ دراصل امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک طلاء، سکر اور عصیر علیحدہ نام سے موسوم ہو چکے ہیں اگرچہ اصل معنی کے اعتبار سے ان پر نبیذ کا اطلاق ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ نبیذ نہ پیئے گا تو عرف میں یہ پینے سے حانث نہ

marfat.com

Marfat.com

أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَسَ فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُرْسِهِ فَكَانَتِ الْعَرُوسُ خَادِمَهُمْ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ هَلْ تَدْرُونَ مَا سَقَتْهُ قَالَ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرًا فِي تَوْرٍ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَيْهِ فَسَقَتْهُ إِيَّاهُ ۶۳۰۲ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

ہوگا؛ کیونکہ عرف میں ان کو نبیذ نہیں کہا جاتا بلکہ ان کا علیحدہ نام ہے۔ اگرچہ اصل معنی کے لحاظ سے حانث ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اس میں امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۶۳۰۱ — کے صحابی ابو اُسَید نے شادی کی تو حضور کو اپنی شادی پر بلایا تو ان کی نئی دلہن ان کی خدمت کر رہی تھی۔ سہل نے لوگوں سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس نے کیا پلایا تھا؟ اُس نے حضور کے لئے رات کو پتھر کے برتن میں کھجوریں بھگو رکھی تھیں حتیٰ کہ جب صبح ہوئی تو آپ کو وہ پلایا۔

شرح : بعض علماء نے کہا سہل کی حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

۶۳۰۱ — پر ردّ ہے۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ سہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ نئی دلہن نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیذ پلایا تھا جو رات کو کھجوریں پانی میں بھگو رکھی تھیں یہ نبیذ پینا جائز ہے؛ چنانچہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات کو کھجوریں بھگوئی جاتی تھیں تو وہ دن میں پیتے تھے اور جو دن کو بھگوئی جاتی تھیں وہ رات کو پیتے تھے۔ لیکن دراصل یہ امام پر ردّ نہیں کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھجور کے پانی کو نبیذ ہی کہتے ہیں۔ اُنہوں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ طلاء سکر اور عصیر عرف میں علیحدہ ناموں سے موسوم ہوچکے ہیں۔ اس لئے عرف میں انہیں نبیذ نہیں کہا جاتا جبکہ قسموں کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے۔ اسی لئے اصل معنی کے اعتبار سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ پینے سے حانث ہوجاتا ہے۔

ترجمہ : ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۶۳۰۲ — نے فرمایا ہماری بکری مرگئی۔ ہم نے اس کی کھال دباغت کی پھر ہمیشہ

marfat.com

Marfat.com

مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَازِلْنَا نَنْبِذُ فِيْهِ حَتّٰى صَارَ شَنًّا

بَابٌ اِذَا حَلَفَ اَنْ لَّا يَأْتَدِمَ فَاَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ وَمَا يَكُوْنُ مِنَ الْاُدُمِ

اس میں نبیذ بناتے رہے حتی کہ وہ پرانی ہوگئی"

شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ **٦٣٠٢**
حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اس کھال میں جو کھجوریں ڈالتے تھے ان کو نبیذ کہتے ہیں اس میں اُن کا رد ہے جو اس کو نبیذ نہیں کہتے ہیں

باب جس نے قسم کھائی کہ سالن نہیں کھائے گا اُس نے روٹی کے ساتھ کھجور کھالی اور کس چیز سے سالن ہوتا ہے

اس باب کے دو عنوان ہیں دونوں میں حکم بیان نہیں کیا کیونکہ دونوں کا حکم احادیث مذکورہ سے معلوم ہو جاتا ہے؛ چنانچہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جَو کی روٹی کا ٹکڑا ہاتھ میں لیا اور اس پر کھجور رکھ کر فرمایا یہ اس کا سالن ہے اور کھانا شروع کیا اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز گھر میں روٹی کے بغیر پائی جائے وہ سالن ہے تر کھجور ہو یا خشک کھجور ہو لہٰذا اگر کسی نے قسم کھائی کہ سالن نہیں کھائے گا تو روٹی کھجور کے ساتھ کھانے سے حانث ہو جائے گا لیکن اس کا عمل یہ ہے کہ اس زمانہ میں لوگ اقتصادی حالت کمزور ہونے کے باعث کھجور پر ہی گزارہ کرتے تھے اس کے علاوہ اور اشیاء پر قدرت اُن کی ہمت سے باہر تھی البتہ تھوڑے لوگ تھے جن کو رزق میں وسعت حاصل تھی۔

باب کے دوسرے عنوان میں اہلِ علم میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ امام ہمام ابو حنیفہ اور ابو یوسف

marfat.com
Marfat.com

۶۳۰۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ فَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ لِعَائِشَةَ بِهٰذَا ۶۳۰۴ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ

رضی اللہ عنہا نے فرمایا سالن وہ ہے جس سے روٹی مل کر کھائی جائے جیسے تیل، شہد، نمک اور سرکہ وغیرہ اور جس سے مل کر نہ کھائی جائے اس کو سالن نہیں کہا جاتا جیسے بریاں گوشت پنیر اور انڈہ وغیرہ لیکن امام محمد نے فرمایا یہ بھی سالن ہے یہی امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں ایک روائت کے مطابق امام ابو یوسف بھی یہی فرماتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نمک کے ساتھ روٹی کیسے ملی جاتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نمک منہ میں پگل جانے سے روٹی کے ساتھ خلط ملط ہو جاتا ہے۔ دراصل قسم کے بارے میں ہر قوم کے عرف کا اعتبار ہے۔

۶۳۰۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آلِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم کی سالن والی روٹی تین دن سیر ہو کر نہیں کھائی حتی کہ حضور اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم سے جا ملے،، ابن کثیر نے کہا سفیان نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روائت کی کہ انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے بعد یہ پوچھا،،

۶۳۰۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ کھجور اکثر اوقات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہوتی تھی اور اسی سے سیر ہوتے تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ روٹی کھجور کے ساتھ کھاتے تھے یہی ان کا سالن تھا۔ قولہ قال ابن کثیر،، یعنی عبدالرحمٰن کے والد عابس نے ام المؤمنین سے پوچھا اس سے عنعنہ کا وہم دُور کیا ہے۔

۶۳۰۴ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا ابو طلحہ نے اُمِ سُلیم سے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضعیف آواز سُنی ہے میں نے

marfat.com
Marfat.com

سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ اَبُوْطَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِىْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَكَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَاطَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْطَلْحَةَ حَتّٰى لَقِىَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَةَ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّىْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ قَالَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ

اس میں بھوک کا اثر پایا ہے کیا تمہارے پاس "کھانے کی" چیز ہے اُمّ سلیم نے کہا ہاں اور جَو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ لیا اور اس کے ایک طرف لپیٹ دیں پھر مجھے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا میں گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد شریف میں پایا جبکہ آپ کے ساتھ چند لوگ تھے میں ان کے پاس کھڑا ہوگیا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والے لوگوں سے فرمایا اُٹھو پس وہ سب چل پڑے اور میں اُن کے آگے آگے چلا حتی کہ ابوطلحہ کے پاس آیا اور انہیں خبر دی "کہ حضور سب لوگوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَادَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ حَتّٰى شَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا

بَابُ النِّيَّةِ فِي الْاَيْمَانِ

۶۳۰۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

ابوطلحہ نے کہا اے اُمِّ سُلَیم جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لوگوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں، حالانکہ ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں جو انہیں کھلائیں ام سلیم نے کہا اللہ اور اس کا رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم جانیں ابوطلحہ چلے حتیٰ کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابوطلحہ آئے حتیٰ کہ گھر میں داخل ہُوئے،، جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ ام سلیم وہ روٹیاں لے کر آئیں انس نے کہا حضور نے حکم دیا تو روٹیوں کے ٹکڑے کئے گئے اور ام سلیم نے اپنی کُپّی سے گھی نچوڑا اور ان میں ملایا پھر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو کچھ اللہ نے چاہا پڑھا پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو کہ آئیں ان کو اجازت دی انہوں نے کھایا اور سیر ہو گئے اور چلے گئے پھر فرمایا اور دس کو اجازت دو انہیں اجازت دی گئی انہوں نے بھی سیر ہو کر کھایا پھر فرمایا اور دس کو اجازت دو تو تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھایا جبکہ وہ ستّر یا اسّی آدمی تھے۔ (حدیث ۳۳۵۰ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

باب قسموں میں نیّت کرنا

امام عینی نے مہلب سے نقل کیا کہ اگر قسم بندے اور اللہ کے درمیان ہو تو اتفاقاً بندے کی نیّت پر محمول ہوگی اور جب بندے اور دیگر لوگوں کے درمیان ہو اور وہ غیر ظاہر کی نیّت کا دعویٰ کرے تو اس کی بات ناقابل قبول ہوگی اور ظاہر کلام پر محمول ہوگی جبکہ اس کی کوئی ظاہر دلیل ہو،،

marfat.com
Marfat.com

قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِىْ
مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِىَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ
بِالنِّيَّةِ وَاِنَّمَا لِاِمْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ
اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا
فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ

بَابُ اِذَا اَهْدٰى مَالَهٗ عَلٰى وَجْهِ النَّذْرِ وَالتَّوْبَةِ

۶۳۰۶ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ
قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

ترجمہ : علقمہ نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے
۶۳۰۵ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اعمال کا ثواب نیت
کے ساتھ ہے ہر انسان کو وہی حاصل ہوگا جس کی وہ نیت کرے پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول
کے لئے ہے اس کی ہجرت مقبول ہے اور جس کی ہجرت دُنیا کے لئے جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا عورت
کے لئے ہے جس سے وہ نکاح کی خواہش رکھتا ہے۔ تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس کے لئے اُس نے
ہجرت کی۔ (حدیث ۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب جب کوئی اپنا مال نذر اور توبہ کے طور پر ھدیہ دے

۶۳۰۶ — ترجمہ : عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اور

marfat.com
Marfat.com

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ
قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا فَقَالَ
فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثِهٖ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ

بَابٌ اِذَا حَرَّمَ طَعَامًا

وَقَوْلُهٗ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاةَ اَزْوَاجِكَ
وَقَوْلُهٗ لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

وہ کعب کے بیٹوں میں سے ان کے عصا کش تھے جس وقت وہ نابینا ہو گئے تھے۔ عبداللہ نے کہا میں نے کعب بن مالک سے ان کی حدیث میں سُنا اور ان شخصوں کے متعلق جو تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ اُنھوں نے حدیث کے آخر میں کہا میری منجملہ توبہ یہ ہے کہ میں اپنا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں صدقہ کر کے اس سے خالی ہو جاتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا بعض مال روک رکھو وہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مال سے باہر ہو جانے میں نذر کا معنی نہیں پایا جاتا لہٰذا عنوان سے حدیث کی مطابقت نہیں اس کا جواب یہ ہے

۶۳۰۶ —

کہ مذکور حدیث میں مال سے خالی ہونے میں التزام کا معنی پایا جاتا ہے یعنی وہ اپنے پر مال سے باہر ہونے کا التزام کرتا ہے اور التزام میں نذر کا معنی ہے لہٰذا مطابقت واضح ہے۔ انخلاع کے معنی ہیں مال سے خالی ہو جانا جیسے جب انسان کپڑے اُتار دے تو وہ کپڑوں سے خالی ہو جاتا ہے۔ اگر کسی نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفا دی یا میں گھر میں داخل ہُوا تو میرا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قیاس یہ چاہتا ہے کہ وہ سارا مال صدقہ کرے (حدیث ۶۲۱۴ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی کھانا حرام کرے

marfat.com
Marfat.com

۶۳۰۷ — حَدَّثَنِیْ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَیْدَ بْنَ عُمَیْرٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعَمُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَمْکُثُ عِنْدَ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَیَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَیْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ اَنَّ اَیَّتُنَا دَخَلَ عَلَیْهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ اِنِّیْ اَجِدُ مِنْكَ رِیْحَ مَغَافِیْرَ اَکَلْتَ مَغَافِیْرَ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے پیارے نبی "صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ نے جو چیز تمہارے لئے حلال کی ہے اس کو اپنے اُوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو اپنی بیویوں کی رضاء چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پاک چیزیں حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں "

شانِ نزول : جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں اس ذریعہ سے اُن کے یہاں زیادہ دیر تشریف فرما رہتے۔ یہ بات ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا کو ناگوار خاطر گذری اور انہیں رشک ہُوا انھوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ دہن مبارک سے مغافیر کی بُو آتی ہے اور مغافیر کی بُو حضور کو ناپسند تھی، چنانچہ ایسا کیا گیا حضور کو ان کا منشا معلوم نہ تھا فرمایا مغافیر تو میرے قریب نہیں آیا زینب کے یہاں میں نے شہد پیا ہے اس کو میں اپنے اوپر حرام کرتا ہوں۔ مقصود یہ کہ حضرت زینب کے گھر شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک کر دیتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی۔

۶۳۰۷ — ترجمہ : ابن جُریج نے کہا عطاء نے کہا اُنہوں نے عُبَید بن عُمیر کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ اُنہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سُنا کہ وہ فرماتی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش کے پاس ٹھہرا کرتے تھے اور اُن کے پاس شہد پیا کرتے تھے میں نے اور حفصہ نے اتفاق کیا کہ جس کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں وہ

marfat.com
Marfat.com

فَدَخَلَ عَلٰى اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ اَعُوْدَ لَهٗ فَنَزَلَتْ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا لِقَوْلِهٖ بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هِشَامٍ وَلَنْ اَعُوْدَ لَهٗ وَقَدْ حَلَفْتُ فَلَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكِ اَحَدًا

کہے میں آپ سے مغافیر کی بُو پاتی ہوں کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے، چنانچہ آپ اُن میں سے ایک کے گھر تشریف لائے تو اُس نے یہ ہی کہا۔ حضور نے فرمایا میں نے مغافیر نہیں کھایا بلکہ زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے آئندہ ہرگز نہیں پیئوں گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ،، ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ سے خطاب فرمایا : حضور نے اپنی ایک بیوی سے خفیہ بات کی ،، بلکہ میں نے شہد پیا ہے ،، مجھے ابراہیم بن موسیٰ نے ہشام سے روائت کرتے ہوئے کہا پھر میں ہرگز نہیں پیئوں گا میں نے قسم کھائی ہے تم یہ قسم کسی سے ذکر نہ کرنا۔

۶۳۰۷ — شرح : مغافیر مغفور کی جمع بمعنی صمغ ہے۔ یہ ایک قسم کے درخت سے نکل کر اس پر جم جاتی ہے۔ شہد کی طرح میٹھی ہوتی ہے اس کی بُو مکروہ ہوتی ہے اس کو مغاثیر بالثاء بھی کہا جاتا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ سے ہم کلام ہونے کے باعث مکروہ بُو کو پسند نہ کرتے تھے اس لئے بیبیوں کے گمان کے مطابق اس کو اپنے اوپر حرام کر دیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کا ایسا کہنا کیسے مناسب تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عورتوں کی طبعی غیرت کا مقتضیٰ ہے۔ یا یہ صغائر سے ہے عورتوں سے معاف ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الطلاق کی حدیث ۹۳۰ھ ج : ۸ میں اس طرح ہے کہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر شہد پیا تھا اور جن بیبیوں نے تظاہر کیا تھا وہ امہات المؤمنین عائشہ، سودہ اور زینب تھیں، اس کا جواب یہ ہے کہ غالباً یہ واقعہ متعدد ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ازواج سے جو خفیہ بات کی تھی وہ یہی تھی کہ میں نے شہد پیا ہے پھر نہ پیئوں گا اس کی کسی کو خبر نہ دینا اسی لئے قسم کا کفارہ ادا کیا تھا (حدیث ۹۳۰ھ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلْوَفَاءُ بِالنَّذْرِ وَقَوْلُهٗ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ

۶۳۰۸ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْحٰرِثِ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اَوَلَمْ تُنْهَوْا عَنِ النَّذْرِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ النَّذْرَ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلَا يُؤَخِّرُهٗ وَاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِالنَّذْرِ مِنَ الْبَخِيْلِ

باب نذر پُوری کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ نذریں پُوری کرتے ہیں

عنوان کے بعد آیت کریمہ ذکر کرنے میں اشارہ ہے کہ نذر پوری کرنا ثناء کا مستحق ہے لیکن اس سے طاعت کی نذر مراد ہے کیونکہ معصیت کی نذر پر تعریف نہیں کی جاتی اور طاعت کی نذر پُوری کرنے پر اجماع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ " اپنے عقد پُورے کرو نیز فرمایا وہ نذریں پوری کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نذر پُوری کرنے والوں کی مدح فرمائی ہے۔ نذر ماننے کی ابتداء میں حضرات ائمہ کرام کی مختلف آراء ہیں۔ بعض نے مستحب کہا ہے۔ امام نووی نے مکروہ کہا ہے۔ امام شافعی نے اسے خلاف اولیٰ کہا ہے۔ بعض متاخرین نے کہا اچھی نذر مستحب ہے اور معصیت کی نذر ممنوع ہے (عینی)

۶۳۰۸ — ترجمہ : سعید بن حارث نے بیان کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہُوئے سُنا " کیا لوگوں کو نذر سے منع نہیں کیا گیا؟ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نذر کسی شئ کو آگے پیچھے نہیں کرتی اس سے تو صرف بخیل سے مال نکالا جاتا ہے

۶۳۰۸ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نہی لعدم منع حدیث سے مفہوم نہیں۔ غائت مافی الباب یہ ہے کہ نذر صدقات کی طرح عبادت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کبار صحابہ کرام سے ہیں وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمیشہ رہتے تھے۔ اُنہوں نے سیاقِ کلام اور حضور کی ادا سے یہ سمجھا تھا، چنانچہ اس کے بعد والی حدیث میں یہ مفہوم صراحۃً واضح ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۶۳۰۹ — حَدَّثَنِیْ خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُرَّۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ نَہٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ اِنَّہٗ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَّلٰکِنَّہٗ یُسْتَخْرَجُ بِہٖ مِنَ الْبَخِیْلِ ۶۳۱۰ — حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَاْتِیْ ابْنَ اٰدَمَ النَّذْرُ بِشَیْءٍ لَمْ اَکُنْ قَدَّرْتُہٗ وَلٰکِنَّہٗ یُلْقِیْہِ النَّذْرُ اِلَی الْقَدَرِ قَدْ قُدِّرَ لَہٗ فَیَسْتَخْرِجُ اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْبَخِیْلِ فَیُؤْتِیْنِیْ عَلَیْہِ مَا لَمْ یَکُنْ یُؤْتِیْنِیْ عَلَیْہِ مِنْ قَبْلُ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ نذر تقدیر میں کسی شئی کو ردّ نہیں کرتی لیکن اس کے ساتھ بخیل سے مال نکالا جاتا ہے۔

۶۳۰۹ —

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر ابن آدم کے پاس وہ چیز نہیں لاتی جو اس کی تقدیر میں نہیں لیکن نذر اس کو اس قدر میں ڈالتی ہے جو اس کی تقدیر میں لکھا گیا ہے۔ پس نذر کے ساتھ بخیل سے مال نکالا جاتا ہے۔ وہ مجھے نذر پر وہ شئی دیتا ہے جو نذر سے پہلے مجھے نہ دیتا تھا۔

۶۳۱۰ —

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امر برعکس ہے یعنی جو کچھ تقدیر میں لکھا گیا ہے وہ اس کو نذر کی طرف لے جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نذر کی تقدیر اور انفاق "خرچ کرنا" کی تقدیر اور ہے۔ نذر کی تقدیر انسان کو نذر کی طرف لے جاتی ہے اور نذر انفاق اور اخراجِ مال کی طرف پہنچاتی ہے۔ الحاصل بعض لوگ صدقہ وخیرات نہیں کرتے لیکن جب کسی خوف یا حرص کے باعث کوئی شئی نذر مانتے ہیں تو مال خرچ کرتے ہیں اگر خوف یا طمع نہ ہوتا تو نہ کرتا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِثْمِ مَنْ لَا يَفِي بِالنَّذْرِ

۶۳۱۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ جَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ ابْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ لَا اَدْرِيْ ذَكَرَ ثِنْتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا بَعْدَ قَرْنِهٖ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ يَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ

باب اس شخص کو گناہ جو نذر پوری نہ کرے

۶۳۱۱ — ترجمہ : زہدم بن مضرب نے کہا میں نے عمران بن حصین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضور نے فرمایا تم میں سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر وہ جو اُن سے متصل ہیں (تابعی) پھر وہ جو اُن سے متصل ہیں (تبع تابعی) عمران نے کہا میں نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے بعد دو یا تین کو ذکر کیا پھر وہ لوگ آئیں گے جو نذر مانیں گے اور ان کو پورا نہیں کریں گے خیانت کریں گے امانت کی حفاظت نہیں کریں گے وہ گواہی دیں گے حالانکہ اُن سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ اُن میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

شرح ۶۳۱۱ — : یعنی وہ لوگ عیش و عشرت میں زندگی گزاریں گے اور حلال و حرام کا اندیشہ نہ کریں گے اور دُنیا میں جانوروں کی طرح کھائیں گے اور پہلے لوگوں کی اقتداء نہ کریں گے جو دُنیا میں صرف قوت پر اکتفاء کرتے تھے اور ان کا مقصدِ حیات صرف اخروی زندگی کی اصلاح تھی۔ موٹاپے سے مراد کسبی ہے خلقی نہیں کیونکہ خلقی موٹاپا مذموم نہیں۔ (حدیث ۲۴۷۵ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ
مِنْ نَفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ الاٰیۃ

۶۳۱۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ

باب — طاعت میں نذر ماننا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو تم خرچ کرتے ہو یا نذر مانتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں"

اس آیت کریمہ میں یہ اشارہ ہے کہ جس نذر کو پورا کرنے میں ستائش حاصل ہوتی ہے وہ طاعت کی نذر ہے، کیونکہ جمہور علماء کے نزدیک نذر کی ایفاء پر قادر شخص پر نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔

نذر کے اقسام

نذر کی چار قسمیں ہیں ایک نذرِ طاعت جیسے نماز کی نذر ماننا دوسرے نذرِ معصیت جیسے زنا کی نذر ماننا ان میں سے نذرِ طاعت لازم ہے اور اس کی وفاء واجب ہے اس کے علاوہ نذروں پر عمل لازم نہیں۔

۶۳۱۲ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نذر مانی کہ اللہ کی طاعت کرے گا وہ اس کو پورا کرے اور جس نے اللہ کی نافرمانی کرنے کی نذر مانی وہ نافرمانی نہ کرے"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا اَنْذَرَ اَوْ حَلَفَ اَلَّا يُكَلِّمَ اِنْسَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ اَسْلَمَ

۶۳۱۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ

باب جس نے جاہلیت کے زمانہ میں نذر مانی یا قسم کھائی کہ کسی انسان سے بات نہیں کریگا پھر مسلمان ہوگیا۔

۶۳۱۳ — ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! میں نے جاہلیت کے زمانہ میں نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا حضور نے فرمایا اپنی نذر پوری کرلو!

۶۳۱۳ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف میں روزہ رکھنا شرط نہیں ؛ کیونکہ رات روزے کا وقت نہیں ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نذر ماننے والے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں امر استحباب کے لئے ہے۔

جاہلیت سے مراد حضرت عمر فاروق کے اسلام لانے سے پہلے کا زمانہ ہے ؛ کیونکہ ہر شخص کی جاہلیت اس کے اسلام کے اعتبار سے ہے۔ بعثتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل زمانہ جاہلیت مراد نہیں ،،

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

وَاَمَرَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَةً جَعَلَتْ اُمُّهَا عَلٰى نَفْسِهَا صَلٰوةً بِقُبَاءٍ فَقَالَ صَلِّيْ عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهٗ

۶۳۱۴ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ اسْتَفْتٰى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهٗ فَاَفْتَاهُ اَنْ يَّقْضِيَهٗ عَنْهَا فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدُ

باب جو کوئی مرجائے حالانکہ اس کے ذمّہ نذر ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک عورت کو حکم دیا جس کی ماں نے اپنے اُوپر قباء میں نماز پڑھنا نذر مانی تھی اور فرمایا کہ تو اپنی ماں کی طرف سے نماز پڑھ لے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اسی طرح کہا ہے "

۶۳۱۴ — ترجمہ : سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کے بارے فتویٰ طلب کیا جو ان کی والدہ کے ذمّہ تھی وہ پُوری کرنے سے پہلے فوت ہوگئی ہے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنی والدہ کی طرف سے نذر پوری کریں بعد میں یہ سنت بن گیا۔

شرح : ۶۳۱۴ — اس حدیث سے ظاہریوں نے استدلال کیا کہ جو شخص مرجائے اور اس کے ذمّہ نذر ہو تو اس کا ولی نذر پُوری کرے۔ میت کی نذر کی قضا اس کے وارثوں پر واجب ہے۔ نذر روزہ کی صورت میں ہو یا نماز کی صورت میں ہو شافعیہ کے نزدیک نماز روزہ حج وغیرہ میت سے بطور نیابت جائز ہیں۔ احناف کے نزدیک کوئی بھی کسی کی طرف سے نماز نہیں

marfat.com
Marfat.com

۶۳۱۵ ـــ حدثنا اٰدمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّھَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْھَا دَیْنٌ اَکُنْتِ قَاضِیَۃً قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللّٰہَ فَھُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ

پڑھ سکتا اور نہ ہی روزہ رکھ سکتا ہے۔ امام عینی نے ابن بطال سے نقل کیا کہ فقہا کا اس پر اجماع ہے کہ کوئی شخص کسی زندہ یا مردہ کی طرف سے فرض نماز نہیں پڑھ سکتا اور نہ ہی نفل پڑھ سکتا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث مذکہ کسی کی طرف سے بطور نیابت روزہ اور نماز پڑھنا صحیح ہے،، کا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کا خلاف ثابت ہے؛ چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤطا میں ذکر کیا کہ ان کو یہ روائت پہنچی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ ہی نماز پڑھے۔ راوی جب اپنی روائت کے خلاف فتویٰ دے تو وہ روائت منسوخ ہوتی ہے اور عبداللہ بن عمر کے اثر مذ فَقَالَ صَلَّی عَلَیْھَا،، میں صلّی بمعنی ادعی ہے یعنی اس کے لئے دعاء کرے اور حضرت ابن عباس کی روائت مذکہ جو کوئی مرجائے اور اس پر نذر ہو تو اس کا ولی اس کی طرف سے قضاء کرے،، منسوخ ہے کیونکہ اُن سے اس کے خلاف روائت مذکور ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے فرض و نفل نہ پڑھے اور نہ ہی روزہ رکھے،، (نسائی شریف)

قولہ فَکَانَتْ سُنَّۃً بَعْدُ،، یعنی وارث کا موروث کی نذر وغیرہ کو قضاء کرنا شرعی طریقہ ہوگیا (کرمانی) امام عینی نے کہا کہ کرمانی کی تفسیر اگرچہ حاصل معنیٰ ہے، لیکن ترکیب کا معنیٰ یہ نہیں جو کرمانی نے کہا ہے۔ اس کے معنیٰ یہ نہیں جو کرمانی نے کہا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ سنّت بن گیا جس پر حضور کے بعد عمل کیا جائے گا اور ،، کانت،، میں ضمیر کا مرجع فتویٰ ہے اس کی دلیل ،، فَاَفْتَاہُ،، ہے اور یہ اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی،، کے قبیلہ سے ہے اور مرجع تضمنًا مذکور ہے (حدیث ۲۵۷۲ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۳۱۵ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا میری بہن نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی اور وہ فوت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ النَّذْرِ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَفِي مَعْصِيَةٍ

۶۳۱۶ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ

ہوگئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو وہ ادا کرتا؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا اللہ کا قرض ادا کرو وہ ادا کئے جانے کا زیادہ مستحق ہے۔

شرح : اس حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو قیاس کی تعلیم ۶۳۱۵ — دی ہے اور حضور کا ارشاد "فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ" کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کا قرضہ زیادہ مستحق ہے کہ وہ ادا کیا جائے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب اللہ کا حق اور بندے کا حق جمع ہو جائے تو بندے کا حق مقدم ہے کہ وہ ادا کیا جائے اس کا جواب یہ ہے "فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ" کے معنی یہ ہیں کہ جب تو لوگوں کے حق کی رعایت کرتا ہے تو اللہ کے حق کی رعایت اور حفاظت کرنا زیادہ بہتر ہے اس میں تقدیم و تاخیر کو کوئی دخل نہیں؛ کیونکہ اس کے معنی یہ نہیں کہ اللہ کا حق تقدیم کے زیادہ مستحق ہے۔ (حدیث ۱۷۳۴ ج: کی شرح دیکھیں)

باب اس چیز کی نذر ماننا جس کا مالک نہ ہو اور معصیت کی نذر ماننا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ ۶۳۱۶ — علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نذر مانی کہ وہ اللہ کی طاعت کرے گا وہ طاعت کرے اور جس نے نذر مانی کہ وہ اس کی نافرمانی کرے گا وہ نافرمانی نہ کرے۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ جس ۶۳۱۶ — شئی کا انسان مالک نہ ہو اس کی نذر ماننا غیر کی ملکیت میں

marfat.com
Marfat.com

۶۳۱۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ وَرَاٰهُ يَمْشِيْ بَيْنَ ابْنَيْهِ وَقَالَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِيْ ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ

۶۳۱۸ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ اَوْ غَيْرِهٖ فَقَطَعَهٗ

تصرف ہے یہ معصیت ہے۔ اسی لئے امام بخاری نے دونوں کو ایک باب میں جمع کیا ہے بعض شراح نے کہا حدیث کی مناسبت دوسرے جزء سے ہے پہلے کے ساتھ اس کی مناسبت نہیں۔

شرح : ۶۳۱۶ — فزاری مروان بن معاویہ کوفی ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ حمید نے ثابت سے روایت میں تحدیث کی تصریح کی ہے حج میں فزاری سے محمد بن سلام کی روایت موصول ذکر کی ہے۔

ترجمہ : ۶۳۱۷ — حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کا اپنی جان کو عذاب دینے سے مستغنی ہے۔ حضور نے اس کو دیکھا تھا کہ وہ اپنے دونوں بیٹوں کے درمیان چل رہا تھا۔ فزاری نے حمید سے روایت کرتے ہوئے کہا مجھے ثابت نے انس سے خبر دی ہے۔

ترجمہ : ۶۳۱۸ — ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ لگام وغیرہ کے ساتھ کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ حضور نے رسی کو کاٹ ڈالا۔

marfat.com
Marfat.com

۶۳۱۹ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ اَنَّ طَاؤُسًا اَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِاِنْسَانٍ يَقُوْدُ اِنْسَانًا بِخِزَامَةٍ فِيْ اَنْفِهٖ فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ اَمَرَهُ اَنْ يَّقُوْدَ بِيَدِهٖ

۶۳۲۰ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَاَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا اَبُوْ اِسْرَائِيْلَ نَذَرَ اَنْ يَّقُوْمَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **بَابُ مَنْ نَذَرَ اَنْ يَّصُوْمَ اَيَّامًا فَوَافَقَ النَّحْرَ اَوِ الْفِطْرَ**

۶۳۱۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف کر رہے تھے آپ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو ایک انسان کو کھینچ رہا تھا جس کی ناک میں رسی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اس کو کاٹ ڈالا پھر اس کو حکم دیا کہ اس کے ہاتھ سے اس کو کھینچے

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۶۳۲۰ — خطبہ دے رہے تھے۔ اچانک ایک آدمی کو کھڑے دیکھا اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے کہا یہ ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں نہ سایہ لے گا نہ ہی

marfat.com

Marfat.com

۶۳۲۱ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرِ الْمُقَدَّمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَیْلُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَکِیْمُ بْنُ اَبِیْ حُرَّةَ الْاَسْلَمِیُّ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ الْاَیَّامَ عَلَیْهِ یَوْمٌ الْاَضْحٰی فَوَافَقَ یَوْمَ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ فَقَالَ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لَمْ یَکُنْ یَصُوْمُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی وَلَا یَرٰی صِیَامَهُمَا

کلام کرے گا روزہ سے رہے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو کہو کہ کلام کرے سایہ لے اور بیٹھ جائے اور روزہ پورا کرے۔ عبدالوہاب نے کہا ہمیں ایوب نے عکرمہ کے ذریعہ نبی کریم سے خبر دی۔

۶۳۲۰ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ بیٹھنا ترک کرنا سایہ نہ لینا اور کلام ترک کرنا، طاعت نہیں اور جو نذر طاعت میں نہ ہو معصیت ہوتی ہے جبکہ معصیت خلافِ طاعت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مباح شئی یا اللہ کے ذکر سے سکوت کرنا طاعت نہیں اسی طرح دھوپ میں بیٹھے رہنا طاعت نہیں طاعت وہ ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہو۔

باب جس نے نذر مانی کہ وہ چند دن روزے رکھیگا اتفاقاً ان میں سے فطر یا نحر کا دن پایا،،

یعنی جس نے چند روز روزہ رکھنے کی نذر مانی اور ان دنوں میں عید الفطر، عید الضحیٰ کا دن تھا تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس دن روزہ رکھے؟ فقہا کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ ان دنوں دنوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں اگر ان دنوں میں روزہ کی نذر مانی تو امام شافعی کے نزدیک نذر صحیح نہیں امام مالک کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان دنوں میں روزہ کی نذر ماننے سے نذر منعقد ہو جاتی ہے لیکن اس کی قضاء واجب ہے۔ (حدیث ۱۸۷۰ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

۶۳۲۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَسَالَهٗ رَجُلٌ قَالَ نَذَرْتُ اَنْ اَصُوْمَ كُلَّ يَوْمٍ ثَلٰثًا اَوْ اَرْبِعَاءَ مَا عِشْتُ فَوَافَقْتُ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ اَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنُهِيْنَا اَنْ نَّصُوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَاَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ مِثْلَهٗ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهِ

ترجمہ : حکیم بن ابی حُرّہ اسلمی نے بیان کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سُنا کہ اُن سے ایک آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے نذر مانی تھی کہ اس پر کوئی دن نہ آئے گا مگر وہ روزے سے ہوگا اتفاقاً عید اضحی یا عید الفطر کا دن آجائے "تو کیا کرے"، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب میں کہا تمہارے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھی اقتداء ہے۔ حضور فطر اور اضحیٰ کے دن روزہ نہیں رکھتے تھے اور ان دو دنوں کے روزہ کے جواز کا اعتقاد نہ کرتے تھے۔"

۶۳۲۱ ـــ

شرح : اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نفلی یا فرض یا نذر وغیرہ کا روزہ جائز نہیں اگر ان دنوں میں روزہ کی نذر مانی تو روزہ نہ رکھے اور قسم کا کفارہ دے اور اگر روزہ رکھ لیا تو اس کی نذر پوری ہو جائے گی۔

۶۳۲۲ ـــ

ترجمہ : جُبَیر بن مطعم نے کہا میں عبداللہ بن عمر کے ہمراہ تھا اُن سے ایک آدمی نے پوچھا میں نے نذر مانی ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں گا ہر منگل یا بدھ کو روزہ سے رہوں گا۔ اتفاقاً اس دن عید الضحیٰ کا دن پایا ہے اب میں کیا کروں"، عبداللہ بن عمر نے کہا اللہ تعالیٰ نے نذر پُوری کرنے کا حکم فرمایا ہے اور ہمیں نحر کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس آدمی نے سوال کا پھر اعادہ کیا تو عبداللہ وہی جواب دیتے رہے اور اس پر زیادہ بیان نہ کیا۔ (حدیث ۱۸۷۲ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ هَلْ يَدْخُلُ فِي الْأَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ الْأَرْضُ وَالْغَنَمُ وَالزَّرْعُ وَالْأَمْتِعَةُ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْتُ اَرْضًا لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ مِنْهُ قَالَ اِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ اَصْلَهَا وَصَدَّقْتَ بِهَا وَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اَمْوَالِيْ اِلَيَّ بَيْرُحَى لِحَائِطٍ لَهٗ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ

باب کیا قسموں اور نذروں میں زمین، بکریاں کھیتیاں اور ساماں داخل ہوں گے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمر فاروق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں نے زمین پائی ہے۔ اس سے عمدہ مال میں نے کبھی نہیں پایا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو اصل زمین کو روکو اور اس کی پیداوار کا صدقہ کر دو۔ ابوطلحہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے سب سے محبوب مال بیرحاء ہے اس باغ کے متعلق کہا جو مسجد شریف کے سامنے تھا۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں یہ بیان کیا ہے کہ ہر مملوک شی پر مال کا اطلاق ہوتا ہے؛ چنانچہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زمین پر مال کا اطلاق کیا اسی لئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زمین پائی اس سے عمدہ مال میں نے کبھی نہیں پایا ابوطلحہ نے باغ پر مال کا اطلاق کیا چنانچہ انہوں نے کہا میرا محبوب تر مال بیرحاء باغ ہے جو مسجد شریف کے سامنے ہے۔ عرب کی زبان کی معرفت اور فصاحت میں یہ حضرات ہمارے مقتدیٰ ہیں۔ باب کا عنوان یہ ہے کہ کیا قسموں اور نذروں میں احیان "خارجی اشیاء" داخل ہیں چنانچہ قسم کی صورت یہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قسم اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ چادر ہے جو اس پر آگ بھڑکا رہی ہے اور نذر کی صورت یہ ہے کہ کہے": یہ زمین اللہ کے لئے نذر ہے"

marfat.com

Marfat.com

۶۳۲۳ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ مَوْلٰى ابْنِ مُطِيْعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً اِلَّا الْاَمْوَالَ وَالثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ فَاَهْدٰى رَجُلٌ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ يُقَالُ لَهٗ رِفَاعَةُ ابْنُ زَيْدٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا يُقَالُ لَهٗ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى وَادِي الْقُرٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ بِوَادِي الْقُرٰى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ اَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ بِذٰلِكَ النَّاسُ جَاءَ

دراصل مال کے اطلاق میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر علماء کے نزدیک مال کا اطلاق اس پر ہے جس میں زکوٰۃ فرض ہے۔ بعض کے نزدیک ہر مملوک پر مال کا اطلاق ہے یہی بخاری کا مقصد ہے ،،

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خیبر کے دن جناب رسول اللہ

۶۳۲۳ — صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے ہم نے سونا اور چاندی غنیمت نہ پائی مگر چارپائے، کپڑے اور سامان وغیرہ پایا۔ قبیلہ بنوضبیب کے ایک آدمی جسے رفاعہ بن زید کہا جاتا تھا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلام نذرانہ دیا جس کو مِدْعَم کہا جاتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی القریٰ کی طرف متوجہ ہوئے حتی کہ ایک وقت آپ وادی القریٰ میں تھے اور مِدْعَم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اتار رہا تھا۔ اچانک اس کی پشت پر تیر لگا جس کے پھینکنے والے کا کسی کو علم نہ تھا"

marfat.com
Marfat.com

رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ

بَابُ كَفَّارَاتِ الْاَيْمَانِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ وَمَا اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَزَلَتْ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَطَاءٍ وَعِكْرِمَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْاٰنِ اَوْ اَوْ فَصَاحِبُهٗ بِالْخِيَارِ وَقَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعْبًا فِي الْفِدْيَةِ

اس نے مدعم کو قتل کر دیا لوگوں نے کہا خوشی ہو اس کے لئے جنت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے وہ چادر جس کو اُس نے خیبر کے دن غنیمت کے مال سے پکڑا تھا جبکہ غنیمتیں تقسیم نہ ہوئی تھیں۔ وہ چادر جس کو اُس نے خیبر کے دن غنیمت کے مال سے پکڑا تھا جبکہ غنیمتیں تقسیم نہ ہوئی تھیں۔ وہ چادر اس پر آگ روشن کر رہی ہے۔ جب لوگوں نے یہ سُنا تو ایک آدمی تسمہ دوسرا آدمی دو تسمے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ حضور نے فرمایا ایک تسمہ آگ کا ہے یا دو تسمے آگ کے ہیں۔

شرح ۶۳۲۳ : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ مال کا اطلاق کپڑوں اور سامان پر ہوتا ہے؛ کیونکہ دد الّا الاموال،، مستثنیٰ منقطع ہے یعنی لیکن اموال پائے یعنی کپڑے اور سامان۔ یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ دوس کی لغت میں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب قسموں کے کفّارے

کَفَّارَاتٌ کَفَّارَہ بتشدید الفاء کی جمع بروزن فعّالہ ہے۔ قسم کے کفارہ کو کفارہ اس لئے کہتے

marfat.com

Marfat.com

۶۳۲۴ ـــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ

ہیں کہ کفر بمعنی ستر ہے یہ کفارہ گناہ ڈھانک لیتا ہے نیز یہ بمعنی ازالۂ کفر بھی ہے ؛ چنانچہ تمریض بمعنی ازالۂ مرض ہے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ،، اگر بسنے والے لوگ ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم اُن کے گناہ زائل کر دیتے۔ اس آئت کریمہ میں بمعنی ستر بھی ہو سکتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ

جو تم نے قسمیں کھائی ہیں ان کا کفارہ دس مساکین کو کھانا کھلانا ہے اور وہ ہر مسکین کے لئے نصف صاع (۲½ سیر) گندم ہے اگر جو یا کھجور دینا ہو تو وہ ایک صاع (۴½ سیر) ہے۔ حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ ایک روائت کے مطابق زید بن ثابت بھی یہی کہتے ہیں" رضی اللہ عنہم" ان کے علاوہ حضرت ابراہیم نخعی، شعبی، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور تمام علماء کوفہ بھی یہی کہتے ہیں۔

اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا یہ آیت کریمہ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ نازل ہوئی

اس آئت کریمہ میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے جبکہ حدیبیہ میں ان کے سر میں جوئیں پڑ گئیں اور ان کو تکلیف دیتی تھیں اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اگر تم میں سے کسی کے سر میں جوئیں پڑ جائیں تو سر منڈوا دے اور اس کا کفارہ ادا کرے وہ تین روزے رکھے یا بکری ذبح کرے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ،، ان تینوں میں سے کوئی ادا کر دے۔ ابن عباس، عطاء اور عکرمہ رضی اللہ عنہم سے ذکر کیا جاتا ہے کہ جہاں قرآن میں اَوْ اَوْ ہے وہاں کفارہ دینے والے کو اختیار ہے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب ابن عجرہ کو فدیہ میں اختیار دیا تھا۔"

یذکر عن ابن عباس اس لئے کہا کہ مجاہد نے ان سے روئت کی ہے۔ قرآن کریم میں جہاں کوئی شئ اَوْ اَوْ کے ساتھ مذکور ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ،، اس میں کفارہ میں اختیار ہے اور جہاں فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ ،، مذکور ہے وہاں کفارہ میں ترتیب ضروری ہے۔

marfat.com
Marfat.com

عُجْرَةَ قَالَ اَتَيْتُهُ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُدْنُ فَدَنَوْتُ فَقَالَ اَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ وَاَخْبَرَنِي ابْنُ عَوْنٍ عَنْ اَيُّوبَ قَالَ صِيَامٌ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ وَالنُّسُكُ شَاةٌ وَ الْمَسَاكِيْنُ سِتَّةٌ

بَابُ قَوْلِهِ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلٰكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ وَمَتٰى تَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلَى الْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ

۶۳۲۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

۶۳۲۴ — ترجمہ : کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا قریب آؤ میں قریب ہوا تو فرمایا کیا تیرے سر کی جوئیں تجھے اذیت پہنچاتی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! حضور نے فرمایا (سر کا حلق کر) روزے یا صدقہ یا بکری کا فدیہ دو۔ مجھ سے ابن عون نے ایوب کے ذریعہ سے خبر دی کہ فرمایا دو تین روزے رکھے یا بکری (ذبح کرے) یا چھ مساکین (کو کھانا کھلائے)

۶۳۲۴ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس کفارہ میں اختیار ہے کہ جو چاہے فدیہ دے ترتیب نہیں جیسے قسم کے کفارہ میں اختیار ہے۔ ھَوَامُّ ہامہ کی جمع بمعنی جوئیں ہے۔ یہ کعب کے سر سے گر رہی تھیں۔ ایوب سختیانی نے کہا صیام سے مراد تین روزے نسک سے مراد بکری اور صدقہ سے مراد چھ مساکین کو کھانا کھلانا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تعالیٰ نے تم پر قسموں کو کفارہ سے کھولنا بیان کیا ہے۔ اللہ تمہارا مددگار ہے وہ جاننے والا دانا ہے۔ غنی اور فقیر پر کب کفارہ واجب ہے۔

۶۳۲۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

marfat.com
Marfat.com

الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ فِيْهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى اَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ اَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ اِجْلِسْ فَجَلَسَ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ اَعَلٰى اَفْقَرَ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ اَطْعِمْهُ عِيَالَكَ

میں حاضر ہُوا اور کہا میں ہلاک ہوگیا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تیرا حال کیسا ہے؟ عرض کیا میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ فرمایا کیا تجھے غلام آزاد کرنے کی طاقت ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ دو ماہ کے متواتر روزے رکھے۔ عرض کیا نہیں فرمایا کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے عرض کیا نہیں فرمایا بیٹھ جا۔ پھر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس عرق لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ عرق بہت بڑا زنبیل ہے۔ فرمایا یہ لے لو اور صدقہ کر دو اُس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہنس پڑے حتی کہ آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے فرمایا اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔

شرح : اس حدیث سے امام ابوحنیفہ اور شافعی رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ رمضان کا روزہ رکھ کر بیوی سے جماع کرنے کا کفارہ مرتب ہے۔ یعنی پہلے اس پر غلام آزاد کرنا واجب ہے پھر دو ماہ کے مسلسل روزے واجب ہیں اگر یہ نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا واجب ہے۔ عرق زنبیل ہے جو کھجور کے پتّوں سے بنی ہوتی ہے۔ اس میں پندرہ صاع یا اس سے زیادہ کھجوریں سموتی ہیں۔ مذکور شخص کا نام سلمیٰ بن صخر بیاضی ہے۔ فوائد

۶۳۲۵ ——

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَعَانَ الْمُعْسِرَ فِي الْكَفَّارَةِ

۶۳۲۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ فَقَالَ وَقَعْتُ بِاَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ اَعَلٰى اَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجَ مِنَّا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ

پچھلے دانت ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ سامنے والے دانت ثنایا ہیں پھر رباعیات پھر انیاب پھر ضواحک پھر ارحاء پھر نواجذ ہیں نواجذ کو داڑھیں بھی کہا جاتا ہے۔ حدیث سے ظاہر یہی معنیٰ ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے کا سبب یہ تھا کہ اس شخص پر کفارہ واجب تھا اُس نے اس کو اپنے پر صدقہ کر لیا ہے، حالانکہ اس کے لئے یہ گناہ بھی نہیں۔ بعض علماء نے کہا یہ اس شخص کے ساتھ مخصوص تھا بعض نے کہا یہ منسوخ ہے (اس کی تفصیل حدیث ۱۸۱۳-۱۴ ج : ۲ کی شرح میں دیکھیں)

باب جس نے تنگدست کی کفارہ میں مدد کی

۶۳۲۶ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا کیا بات ہے؟

marfat.com
Marfat.com

بَابُ يُعْطِي فِي الْكَفَّارَةِ عَشَرَةَ مَسَاكِيْنَ قَرِيْبًا كَانَ اَوْ بَعِيْدًا

۶۳۲۷ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ قَالَ وَمَا شَأْنُكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى اِمْرَأَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ

ءض کیا میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کرلیا ہے فرمایا تو غلام پاتا ہے ؟ عرض کیا نہیں ۔ فرمایا کیا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے ؟ عرض کیا نہیں ۔ فرمایا تو طاقت رکھتا ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ۔ عرض کیا نہیں ۔ راوی نے کہا اس اثناء میں قبیلہ انصار کا ایک آدمی عرق لے کر آگیا ۔ عرق ٹوکرا ہے جس میں کھجوریں تھیں فرمایا یہ لے جا اور ان کو صدقہ کردے اس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں ؟ اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ۔ مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ محتاج کوئی نہیں پھر فرمایا جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے ۔

شرح : اس باب سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ ۶۳۲۶ ـــ قسم کے کفارہ کو قریب و بعید میں مصرف کی تعمیم میں جماع کے کفارہ پر قیاس کیا ہے ۔ جیسا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اپنے گھر والوں کو کھلا دے " یہ مطلق ہے اور دس مسکینوں کا عدد نصِ قرآن سے ثابت ہے (تیسیر القاری)

باب قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو دے وہ بعید ہوں یا قریب ہوں!

۶۳۲۷ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ اَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ اَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ اَعَلٰى اَفْقَرَ مِنَّا مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَفْقَرُ مِنَّا ثُمَّ قَالَ خُذْهُ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ

بَابُ صَاعِ الْمَدِيْنَةِ وَمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَرَكَتِهٖ وَمَا تَوَارَثَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذٰلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ

کے پاس آیا اور عرض کیا حضور میں ہلاک ہوگیا ہوں فرمایا تیرا حال کیسا ہے۔ عرض کیا رمضان کے دن میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ فرمایا کیا تو غلام پاتا ہے جس کو آزاد کرے؟ عرض کیا نہیں فرمایا کیا تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ عرض کیا نہیں پاتا، اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوکرہ لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں فرمایا یہ لے اور اس کو صدقہ کر دے۔ عرض کیا کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں۔ مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہم سے زیادہ محتاج کوئی نہیں پھر حضور نے فرمایا یہ لے جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

باب مدینہ منوّرہ کا صاع اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مُدّ اور اُن کی برکت ،، اور جو ہر زمانہ میں اہلِ مدینہ منورہ میں آرہا ہے"

اس باب کے دو عنوان ہیں ایک یہ کہ اس باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ کے صاع اور مُدّ اور ان کی برکت کا بیان ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ واجبات ادا کرنے میں اہلِ مدینہ کا صاع ضروری ہے، کیونکہ پہلے اسی میں اجراء ہوا تھا پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں اس پہ

marfat.com

Marfat.com

٦٣٢٨ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَسِمُ ابْنُ مَالِكِ الْمُزَنِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُعَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ السَّائِبِ ابْنِ یَزِیْدَ قَالَ كَانَ الصَّاعُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْیَوْمَ فَزِیْدَ فِیْهِ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ

اضافہ کیا گیا تھا۔ دُوسرا عنوان یہ ہے کہ اس باب میں یہ بیان ہے کہ جو ہر زمانہ میں بطورِ وراثت اہلِ مدینہ منورہ جاری رہا ہے اور اس میں تغیر نہیں ہُوا، چنانچہ امام ابو یوسف اور امام مالک دونوں کا مدینہ منورہ میں صاع کی مقدار میں مناظرہ ہُوا۔ امام ابو یوسف نے کہا صاع آٹھ رطل کا ہے امام مالک اُٹھے اور اپنے گھر جاکر صاع اُٹھا لائے اور کہا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا میں نے اس میں پانچ رطل اور تہائی رطل پایا اور امام مالک رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا اور اس میں امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی مخالفت کی۔ اس باب کی کفارات کے ساتھ مناسبت اس طرح ہے کہ قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو دس مُدّ کھانا کھلایا جاتا ہے اور جماع کے کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو ساٹھ مدّ کھانا دیا جاتا ہے۔

ترجمہ : جُعید بن عبدالرحمٰن نے سائب بن یزید سے روائت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں صاع ٦٣٢٨ ـــــ مدّ اور آج کل تمہارے مدّ کی تہائی تھا پھر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس میں اضافہ کیا گیا۔

شرح : یعنی جس وقت سائب بن یزید نے اُن سے حدیث بیان کی تھی۔ اس وقت اُن کا مدّ چار رطل ٦٣٢٨ ـــــ تھا۔ جب اس میں تہائی رطل کا اضافہ کیا گیا جو ایک رطل اور تہائی رطل ہے تو صاع پانچ رطل اور ایک رطّل ہو گیا۔ یہ بغدادی صاع ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مُدّ ایک رطل اور تہائی تھا اور صاع چار مُدّ تھا۔

(حدیث عنہ ج : ا شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

۶۳۲۹ ـــ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْجَارُوْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْقُتَيْبَةَ وَهُوَ سَلْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِيْ زَكٰوةَ رَمَضَانَ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدِّ الْاَوَّلِ وَفِيْ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْقُتَيْبَةَ قَالَ لَنَا مَالِكٌ مُدُّنَا اَعْظَمُ مِنْ مُدِّكُمْ وَلَا نَرَى الْفَضْلَ اِلَّا فِيْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِيْ مَالِكٌ لَوْ جَاءَكُمْ اَمِيْرٌ فَضَرَبَ مُدًّا اَصْغَرَ مِنْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُعْطُوْنَ قُلْتُ كُنَّا نُعْطِيْ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَفَلَا تَرَى اَنَّ الْاَمْرَ اِنَّمَا يَعُوْدُ اِلٰى مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رمضان کی ۶۳۲۹ ـــ
زکوٰۃ (فطرانہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے مُدّ سے ادا کرتے تھے۔ اور قسم کے کفارہ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُدّ سے دیتے تھے۔ ابوقتیبہ نے کہا ہم سے امام مالک نے کہا ہمارا مُدّ تمہارے مُدّ سے بڑا ہے۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُدّ میں ہی فضیلت دیکھتے ہیں اور مجھے امام مالک نے کہا اگر تمہارے پاس امیر آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُدّ سے چھوٹا مُدّ مقرر کرے تو تم کس مُدّ سے دو گے میں نے کہا ہم تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُدّ سے دیتے تھے۔ انہوں نے کہا کیا تم دیکھتے نہیں کہ آخر حساب و کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مُدّ کی طرف لوٹتا ہے۔

شرح : یعنی نافع کی غرض یہ ہے کہ وہ اس مُدّ سے نہیں دیتے جو ہشام بن ۶۳۲۹ ـــ
حارث نے مقرر کیا ہے۔ کرمانی نے کہا مُدّ اوّل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مُدّ ہے اور مُدّ ثانی وہ ہے جس میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کو مُدّ عمری کہتے ہیں قولہ لوجاءکم الخ

marfat.com
Marfat.com

۶۳۳۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَصَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ وَاَيُّ الرِّقَابِ اَزْكٰى

اس سے غرض یہ ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے مقابل کو الزام دیتے ہیں کہ آخری فیصلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ کے مدّ پر ہے۔

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے

۶۳۳۰ — کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ان کے ناپ، صاع اور مُدّ میں برکت کر۔ (یعنی مدینہ منورہ والوں کے ناپ تول میں برکت فرما)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد!
یا غُلام آزاد کرنا اور کونسا غُلام بہتر ہے

باب کے اس عنوان میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ احناف کے قول کی طرف مائل ہیں کیونکہ ازکیٰ اسمِ تفضیل ہے وہ اصل تفضیل میں اشتراک چاہتا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہو سکتا ہے کہ بخاری کی "اَزْکیٰ" سے مراد اسلام ہو لہٰذا کافر غلام کفارہ میں ادا کرنا جائز نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابو ذر کی حدیث میں رقبہ مطلق ہے اور افضلیّت کی تفسیر گراں قیمت اور عمدہ سے بھی کی گئی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۳۳۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ عَمَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهٗ بِفَرْجِهٖ

بَابُ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ وَاُمِّ الْوَلَدِ وَالْمُكَاتَبِ فِی الْكَفَّارَةِ وَعِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا

وَقَالَ طَاؤُسٌ يُجْزِئُ اُمُّ الْوَلَدِ وَالْمُدَبَّرُ

۶۳۳۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مسلمان غلام آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے عوض اس کا عضو دوزخ سے آزاد کرتا ہے حتیٰ کہ شرمگاہ کے عوض شرمگاہ آزاد کرتا ہے،،

۶۳۳۱ — شرح : احناف کے نزدیک کفارہ میں کافر غلام آزاد کرنا جائز ہے۔ شافعیہ نے کفارہ یمین کو کفارہ قتل پر محمول کیا ہے جبکہ کفارہ قتل میں مومن غلام مذکور ہے۔ لہٰذا کفارہ یمین میں بھی مومن غلام آزاد کرنا ضروری ہے۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جس نے غلام آزاد کیا اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے آزاد کرے گا

باب مدبّر، ام الولد اور مکاتب کو کفّارہ میں آزاد کرنا اور ولد زناء کو آزاد کرنا

طاؤس نے کہا ام ولد اور مدبّر کو کفارہ میں آزاد کرنا کافی ہے

marfat.com
Marfat.com

۶۳۳۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوْكًا لَهٗ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ غَيْرُهٗ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ

اس مسئلہ میں فقہا کا اختلاف ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مکاتب، مدبّر، ام ولدہ کفارہ میں آزاد کرنا جائز نہیں اور نہ ہی وہ غلام آزاد کرنا جائز ہے جس کا بعض آزاد ہو چکا ہو۔ امام ابوحنیفہ اور اوزاعی نے کہا اگر مکاتب نے کتابت کا کچھ حصہ ادا کر دیا ہے تو جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا مدبّر کو آزاد کرنا جائز ہے۔ امام مالک، امام شافعی، ابوثور اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا رقاب واجبہ میں ام ولدہ کو آزاد کرنا جائز نہیں۔ تمام فقہاء کا یہی مسلک ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور احمد نے کہا رقاب واجبہ میں ولد زنا کو آزاد کرنا جائز ہے۔ حضرت عمر فاروق ام المؤمنین عائشہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی یہی کہتے ہیں۔ طاؤس اور شعبی نے کہا ولد زنا کو آزاد کرنا جائز نہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت ہے کہ ولد زناء تیسرا شر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم نے اس کا انکار کیا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے والدین کا گناہ اس پر نہیں پھر یہ آئت کریمہ تلاوت کی: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى "کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا (عینی)

مدبر وہ ہے جس کو اس کا مالک کہے کہ اس کے مرنے کے بعد وہ آزاد ہے۔ ام ولدہ وہ لونڈی ہے جس کا اس کے مالک سے بچہ پیدا ہو ان دونوں کو فروخت کرنا جائز نہیں۔ مکاتب وہ غلام ہے کہ اس کا مالک کہے اتنا ادا کر دے پھر وہ آزاد ہے جب تک اس پر ایک روپیہ باقی ہو اس کو غلام ہی کہا جاتا ہے۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ قبیلہ

۶۳۳۲ — انصار سے ایک آدمی نے اپنے مملوک غلام کو مُدبّر بنایا حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کچھ مال نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا یہ غلام مجھ سے کون خریدتا ہے؟ نُعیم نحام نے آٹھ سو درہم سے اسے خرید لیا۔ (عمرو نے کہا) میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ وہ غلام عبد قبطی تھا جو پہلے ہی سال مر گیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ النَّحَّامُ بِثَمَانِيَ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ

بَابٌ إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ وَأَعْتَقَ فِي الْكَفَّارَةِ لِمَنْ وَلَاءُهُ

٦٣٣٣ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهَا الْوَلَاءَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ

٦٣٣٢ — شرح : یہ حدیث ترجمۂ باب تکلّف سے خالی نہیں۔ غائث مافی الباب یہ کہا جاسکتا ہے کہ جب مُدَبّر کی بیع جائز ہے تو اس کو آزاد کرنا بھی جائز ہے۔ باقی اصناف کو اس پر قیاس کیا گیا ہے۔

باب جب اپنے اور غیر کے درمیان مشترک عبد کو آزاد کیا

یعنی اس باب میں اس شخص کے حکم کا بیان ہے جس نے اپنے اور کسی دوسرے آدمی کے درمیان مشترک غلام کو کفارہ میں آزاد کیا تو کیا اس کے لئے یہ جائز ہے یا نہیں لیکن اس میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی، کیونکہ امام بخاری کو ان کی شرط کے مطابق حدیث نہیں ملی جو عنوان کے مناسب ہو یا امام کی عمر نے وفا نہ کی کہ خالی چھوڑے ہوئے ترجمہ الباب میں حدیث ذکر کرسکیں۔

باب جب غلام کو کفارہ میں آزاد کیا تو ولاء کس کے لئے ہوگی؟

٦٣٣٣ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو اس کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِسْتِثْنَاءِ فِي الْاَيْمَانِ

۶۳۳۴ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ ابْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ

مالکوں نے شرط عائد کی کہ ولاء ان کی ہوگی۔ ام المؤمنین نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اس کو خرید لو ولاء اسی کے لئے ہے جو آزاد کرے (حدیث ۶۷۵۶ ـــ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

باب قسموں میں اِن شاء اللہ کہنا

استثناء کے معنی ہیں کسی شئ کو متعدد سے لفظ اِلّا اور اس جیسے الفاظ کے ساتھ باہر نکالنا جیسے جاء القوم الا زیدًا ،، لوگ آئے مگر زید نہیں آیا،، نیز اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے ساتھ معلق کرنے کو بھی مستثنیٰ کہتے ہیں۔ اس باب میں یہی معنیٰ مراد ہے یعنی جب کہے ،، واللہ لافعلنّ کذا ان شاء اللہ" اگر کام نہ کیا تو حانث نہ ہوگا۔ استثناء کے حکم کی شرط یہ ہے کہ مستثنیٰ کا لفظ متصل ہو محض قصد اور نیت سے حکم ثابت نہیں ہوتا یعنی استثناء قسم کے ساتھ متصل ہو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے۔ اگر قسم کھانے کے بعد سکوت کیا یا کلام قطع کر دی تو استثناء کا حکم ختم ہوجائے گا۔ امام سے یہ منقول ہے کہ استثناء میں اتصال شرط ہے اگر درمیانِ کلام قطع کیا یا دوسری کلام میں شروع ہوگیا استثناء نہ ہوگا۔ اگر یاد کرنے یا سانس رُک جانے سے سکوت ہوگیا تو یہ اتصال سے مانع نہیں۔ علاوہ ازیں طلاق میں استثناء کے جواز میں بھی اختلافِ فقہاء ہے۔ مثلاً بیوی سے کہے تجھے طلاق ہے انشاء اللہ ،، امام ابوحنیفہ اور اُن کے ساتھی، ابراہیم نخعی، حسن بصری اور عطاء اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں جائز ہے امام مالک، اوزاعی اور لیث کہتے ہیں جائز نہیں،، یعنی مذکور مثال میں امام ابوحنیفہ اور شافعی اور دیگر علماء رضی اللہ عنہم کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی امام مالک اور لیث کے نزدیک واقع ہوجائیگی۔

۶۳۳۴ ـــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں اشعریوں کے چند آدمیوں میں جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

اَسْتَحْمِلُهٗ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِیْ مَا اَحْمِلُكُمْ ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللّٰهُ فَاُتِیَ بِاِبِلٍ فَاَمَرَلَنَا بِثَلٰثِ ذَوْدٍ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ لَا یُبَارِكَ اللّٰهُ لَنَا اَتَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَحَلَفَ لَا یَحْمِلُنَا فَحَمَلَنَا فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰی فَاَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَّرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ مَا اَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ اِنِّیْ وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰی یَمِیْنٍ فَاَرٰی غَیْرَهَا خَیْرًا مِنْهَا اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ یَمِیْنِیْ وَاَتَیْتُ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ سے سواری طلب کرتا تھا۔ حضور نے فرمایا خدا کی قسم! میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور نہ ہی میرے پاس کوئی سواری ہے جس پر تمہیں سوار کروں پھر جس قدر اللہ نے چاہا ہم ٹھہرے تو حضور کے پاس اونٹ لائے گئے آپ نے ہم کو تین اونٹ دیئے جانے کا حکم فرمایا جب ہم "اونٹ لے کر" چلے تو ہم نے ایک دوسرے سے کہا ہمارے لیے "ان اونٹوں میں" برکت نہ ہوگی ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے۔ اُس حال میں کہ آپ سے سواری طلب کرتے تھے۔ حضور نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر آپ نے ہم کو سواری دی ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ ذکر کیا تو حضور نے فرمایا میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ نے تم کو سواری دی ہے اللہ کی قسم! اِنْ شَاءَ اللّٰهُ، میں کسی شئ پر قسم نہیں کھاتا پھر میں اس کے غیر کو اس سے بہتر دیکھوں مگر میں اپنی قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں اور وہ کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے پھر کفارہ دے دیتا ہوں

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب المغازی میں پانچ اونٹوں کا ذکر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے تین اونٹ دیئے جانے کا حکم دیا تھا۔ پھر دو اور زیادہ کر دیئے۔ اس حدیث میں لفظ "کفرت" مکرر ذکر کیا ہے۔

۶۳۳۴

marfat.com
Marfat.com

۶۳۳۵ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَقَالَ اِلَّا كَفَّرْتُ يَمِيْنِيْ وَاَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ اَوْ اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ

۶۳۳۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاؤُسٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ بِتِسْعِيْنَ اِمْرَاَةً كُلُّ تَلِدُ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ قَالَ سُفْيٰنُ يَعْنِي الْمَلَكَ قُلْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَنَسِيَ فَاَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَاْتِ اِمْرَاَةٌ مِنْهُنَّ بِوَلَدٍ اِلَّا وَاحِدَةٌ بِشِقِّ غُلَامٍ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَرْوِيْهِ لَوْ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لَهٗ فِيْ حَاجَتِهٖ وَقَالَ مَرَّةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَثْنٰى قَالَ وَحَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

ترجمہ : ابونعمان نے کہا ہم سے حماد نے بیان کیا وہ کہ حضور نے فرمایا مگر میں اپنی قسم کا کفارہ دیتا ہوں اور وہ کرتا ہوں جو بہتر ہے یا وہ کرتا ہوں جو بہتر ہے اور کفارہ دے دیتا ہوں "

۶۳۳۵ —

شرح : ابونعمان کے طریق کے ذکر سے غرض حنث سے پہلے کفارہ دینے یا اس کے بعد کفارہ دینے میں تخیر کا بیان ہے۔ اس میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔

ترجمہ : طاؤس سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں آج رات نوّے بیویوں کے پاس جاؤں گا ان میں سے ہر ایک کے لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا اُن کے

۶۳۳۶ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْكَفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْثِ وَبَعْدَهٗ

۶۳۳۶ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ

ساتھی نے کہا سفیان نے کہا یعنی فرشتے نے کہا "انشاء اللہ" کہئے وہ بھول گئے "انشاء اللہ نہ کہا" تمام بیویوں کے پاس گئے اُن میں سے کسی بیوی کے ہاں بچہ پیدا نہ ہُوا مگر ایک عورت نے آدھے بچہ کو جنم دیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو حانث نہ ہوتے اور اپنا مقصد پا لیتے کبھی یہ کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

"لَوِاسْتَثْنٰى" اگر استثنا کرتے (انشاء اللہ)

شرح ۶۳۳۵ ـــ : کرمانی نے کہا صحیح حدیث میں حضرت سلیمان علیہ السّلام کی بیویوں کی تعداد کے اختلاف سے زیادہ کوئی اختلاف نہیں، چنانچہ ان کی ایک سَو ننانوے اور ساٹھ بیویاں مذکور ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں لہٰذا اس میں منافات نہیں۔ قولہ لم یحنث" عدمِ حنث سے مراد معصیت نہیں کیونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السّلام صغائر اور کبائر سے معصوم ہیں بلکہ عدمِ حنث سے مراد عدم وقوع ہے یعنی حضرت سلیمان علیہ السّلام نے جو ارادہ کیا تھا اس کا وقوع نہ ہُوا۔ یہ حدیث ابتداء میں ابوہریرہ پر موقوف ہے۔ لیکن "یرویہِ" سے اس کو مرفوع کر دیا، کیونکہ یہ رفعِ حدیث سے کنایہ ہے۔

وَحَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

یعنی سفیان بن عُیَینہ نے کہا ہم سے ابوالزناد نے اعرج سے ابوہریرہ کی حدیث کی طرح بیان کیا۔ اس میں یہ اشارہ کیا کہ ابوہریرہ کی طرف سفیان کی دو سندیں ہیں ایک ہشام کی طاؤس سے دُوسری ابوالزناد کی اعرج سے سند ہے۔

باب حنث (قسم توڑنے) سے پہلے یا بعد کفارہ

حضرات فقہاء کرام میں قسم توڑنے سے پہلے یا بعد کفارہ دینے میں اختلاف پایا جاتا ہے امام مالک سفیان ثوری، اوزاعی اور امام لیث نے کہا حنث سے پہلے کفارہ دینا جائز ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ

marfat.com

Marfat.com

عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ الْقَسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمِ الْجَرْمِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ
مُوْسٰى وَبَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ اِخَاءٌ وَمَعْرُوْفٌ قَالَ فَقُدِّمَ
طَعَامُهٗ قَالَ وَقُدِّمَ فِيْ طَعَامِهٖ لَحْمُ دَجَاجٍ قَالَ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ
بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ اَحْمَرُ كَاَنَّهٗ مَوْلًى قَالَ فَلَمْ يَدْنُ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْمُوْسٰى اُدْنُ
فَاِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ مِنْهُ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ
يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ اَلَّا اٰكُلَهٗ اَبَدًا قَالَ اُدْنُ اُخْبِرْكَ عَنْ ذٰلِكَ
اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اَسْتَحْمِلُهٗ وَ
هُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ قَالَ اَيُّوْبُ اَحْسِبُهٗ قَالَ وَهُوَ
غَضْبَانُ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا اَحْمِلُكُمْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا
فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ اِبِلٍ فَقَالَ اَيْنَ هٰؤُلَاءِ
الْاَشْعَرِيُّوْنَ اَيْنَ هٰؤُلَاءِ الْاَشْعَرِيُّوْنَ فَاَتَيْنَاهُ فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ
غُرِّ الذُّرٰى قَالَ فَانْدَ فَعْنَا فَقُلْتُ لِاَصْحَابِيْ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

نے کہا غلام آزاد کرنا، کپڑے دینا اور کھانا کھلانا حنث سے پہلے جائز ہیں۔ روزہ پہلے جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ اور اُن کے ساتھی فرماتے ہیں۔ حنث سے پہلے کفارہ جائز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ "جب تم قسمیں کھاؤ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔ یعنی جب قسمیں کھاؤ اور حانث ہو جاؤ تو یہ کفارہ دو!"

ترجمہ : زہدم جرمی نے کہا ہم ابوموسیٰ اشعری کے پاس تھے ہمارے اور اس جرم قبیلہ کے درمیان بھائی چارہ اور احسان وغیرہ تھا کہا اُن کے پاس

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ اَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ اَرْسَلَ اِلَيْنَا فَحَمَلَنَا فَسِيَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَه وَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهُ لَا نُفْلِحُ اَبَدًا اِرْجِعُوْا بِنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلْنُذَكِّرْهُ يَمِيْنَهُ فَرَجَعْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ فَحَلَفْتَ اَنْ
لَا تَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلْتَنَا فَظَنَنَّا اَوْفَعَرَفْنَا اَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ قَالَ
اَنْطَلِقُوْا فَاِنَّمَا حَمَلَكُمُ اللّٰهُ اِنِّيْ وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ
فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا تَابَعَهُ حَمَّادُ
اِبْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقَسِمِ بْنِ عَاصِمِ الْكُلَيْبِيِّ

کھانا لایا گیا اور کھانے میں مُرغ کا گوشت تھا کہا لوگوں میں بنی تیم اللہ سے ایک سُرخ رنگ کا آدمی تھا گویا کہ وہ غلام ہے وہ کھانے کے قریب نہ آیا۔ ابوموسیٰ نے اسے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ کھاتے دیکھا ہے اُس نے کہا میں نے مُرغ کو دیکھا تھا کہ یہ گندگی کھاتا تھا اس لئے میں اس سے نفرت کرتا ہوں اور میں نے قسم کھائی تھی کہ یہ کبھی نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ نے کہا آگے آؤ میں تمہیں اس سے آگاہ کرتا ہوں ہم اشعریوں کی جماعت کے ہمراہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے حضور سے سواری طلب کرتے تھے جبکہ حضور صدقہ کے چار پائے تقسیم فرما رہے تھے ایوب نے کہا میرا خیال ہے کہ حضور غصّہ کی حالت میں تھے۔ حضور نے فرمایا اللہ کی قسم میں تم کو سواری نہ دوں گا اور نہ ہی میرے پاس کوئی شئ ہے جو تمہیں دوں۔ ابوموسیٰ نے کہا ہم چلے گئے اس کے بعد حضور کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے پس کہا گیا اشعری کہاں ؟ یہ اشعری کہاں ہیں ؟ ہم کو حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے سفید کوہانوں والے پانچ اونٹ ہم کو دیئے جانے کا حکم دیا۔

ابوموسیٰ نے کہا ہم جلدی سے چلے گئے پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہم جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے تھے آپ سے سواری طلب کرتے تھے تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری

marfat.com
Marfat.com

۶۲۳۷ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ
أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقَسِمِ التَّمِيمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ بِهٰذَا
۶۲۳۸ — حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا
أَيُّوبُ عَنِ الْقَسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ بِهٰذَا
۶۲۳۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ
عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ

نہیں دیں گے پھر ہمارے پاس کسی کو بھیجا اور ہم کو سواری دی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قسم بھول گئے ہیں۔ اللہ کی قسم اگر ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قسم سے غافل رکھا تو ہم کبھی کامیاب نہ ہوں گے ہمارے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو ہم حضور کو اپنی قسم یاد دلائیں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ کے پاس سواری لینے آئے تھے آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواری نہیں دیں گے پھر حضور نے ہم کو سواری دی ہم نے خیال کیا ہے کہ شائد آپ قسم بھول گئے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ تم کو اللہ ہی نے سوار کیا ہے اللہ کی قسم! اگر مشیت الٰہی ہو میں قسم نہیں کھاتا ہوں پھر میں اس کا غیر اس سے بہتر دیکھوں مگر میں وہ شئ کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہو اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔ حماد بن زید نے ایوب، ابو قلابہ اور قاسم بن عاصم کلبی سے روایت کرنے میں اسماعیل بن ابراہیم کی متابعت کی ہے۔

شرح: اس حدیث اور اس کے بعد والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ حانث ہونے ۶۲۳۶ کے بعد ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ یہی فرماتے ہیں اگر سوال پوچھا جائے قسم توڑنا گناہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ جس شئ کی قسم کھائی جائے اس سے بہتر کوئی اور شئ کرنے میں معصیت نہیں ہے خصوصاً جب حانث ہونے کے بعد کفارہ دیا جائے

۶۲۳۸ — ۶۲۷۳ ترجمہ: قُتَیْبَہ نے کہا ہم سے عبدالوہاب نے ایوب اور ابو قلابہ کے

marfat.com
Marfat.com

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْئَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ تَابَعَهُ اَشْهَلُ ابْنُ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ وَتَابَعَهُ يُوْنُسُ وَسِمَاكُ بْنُ عَطِيَّةَ وَسِمَاكُ ابْنُ حَرْبٍ وَحُمَيْدٌ وَقَتَادَةُ وَمَنْصُوْرٌ وَهِشَامٌ وَالرَّبِيْعُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْفَرَائِضِ

کے ذریعہ قاسم بن عاصم کلیبی کے ذریعہ زہدم سے یہ خبر دی اور ابو معمر نے کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا کہ ہم کو ایوب نے قاسم کے ذریعہ زہدم سے یہ خبر دی۔

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ

٦٣٣٩ — علیہ وسلم نے فرمایا امارت کا سوال نہ کرو، کیونکہ اگر تجھے سوال کرنے کے بغیر دی جائے اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر تجھے مانگنے سے دی جائے تو تجھے اس کے حوالہ کیا جائے گا اور جب تو کسی شئ پر قسم کھائے پھر اس کا غیر اس سے بہتر دیکھے تو وہ کر جو بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ اشہل نے ابن عون سے روایت کرنے میں عثمان بن عمر کی متابعت کی ہے اور یونس، سماک بن عطیہ، سماک بن حرب، حمید، قتادہ، منصور، ہشام اور ربیع نے حسن اور سمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں ابن عون کی متابعت کی ہے (حدیث ۵۸۵۵ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْفَرَائِضِ "میراث"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ

فرائض فریضہ کی جمع ہے یہ اس شئی کو کہتے ہیں جو مکلّف پر فرض کیا جائے جیسے نماز و زکوٰۃ کے فرض ہیں۔ میراث کو بھی فریضہ اور فرض کہا جاتا ہے کیونکہ یہ وراثت کے مستحق لوگوں کے لئے مقرر حصّے ہیں۔ قرآن کریم میں ذکر کئے گئے ہیں ان میں کمی بیشی جائز نہیں۔ یہ فرض بمعنی قطع، تقدیر سے مشتق ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں ”

بیٹے کا حصّہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ پھر اگر صرف لڑکیاں اگرچہ دو سے اوپر ہوں تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا اور میّت کی ماں اور باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا حصّہ اگر میّت کے اولاد ہو۔ اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصّہ بعد اس وصیّت کے جو کر گیا اور قرض کے۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا یہ حصّہ مقرر کیا ہُوا ہے اللہ کی طرف سے۔ بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر اُن کی اولاد ہو تو اُن کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے۔ جو وصیّت وہ کر گئیں اور قرض نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے۔ اگر تمہاری اولاد نہ ہو پھر اگر تمہاری اولاد ہو تو اُن کا تمہارے ترکہ سے آٹھواں جو وصیت تم کر جاؤ اور قرض نکال کر اور اگر کسی ایسے مرد اور عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو اُن میں سے ہر ایک کو چھٹا حصّہ۔ پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں میّت کی وصیّت اور قرض نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو۔ یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے

تشریح: قرآن کریم کی اِن دو آئتوں اور اسی سورت کی آخری آئت سے میراث کا علم نکالا گیا ہے۔ اس کے متعلق احادیث نبویہ صلّی اللہ علیٰ صاحبہا انہی کی تفسیر ہیں۔ اسلام سے

marfat.com
Marfat.com

۶۳۴۰ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَعَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَاَتَانِيْ وَقَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوْءَهٗ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ اَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ

پہلے زمانۂ جاہلیت میں وراثت صرف مردوں میں تقسیم ہوتی تھی وہ عورتوں کو وراثت کا مستحق نہیں جانتے تھے ابتداء اسلام میں بھی وراثت ان لوگوں میں تقسیم ہوتی تھی جن کے ساتھ عقد حلف ہوتا تھا؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ ،، یعنی جن سے تمہارا عقد حلف ہے ان کو میراث سے ان کا حصہ دو پھر اس کے بعد وراثت کا تعلق ہجرت سے ہوگیا پھر یہ تمام منسوخ ہوا اور وراثت کا تعلق نسب اور سبب سے ہوگیا جبکہ سبب نکاح اور ولاء ہے اور نسب صرف قرابت ہے۔ علم میراث میں انہی کی بحث ہے۔

،، جو کسی حال میں میراث سے محروم نہیں ہوتے ،،

ماں، باپ، اولاد اور بیوی خاوند کسی حال میں میراث میں ساقط نہیں ہوتے اور چھ اشخاص کسی صورت وارث نہیں بنتے ہیں وہ غلام، مرتد، مکاتب، ام ولد، قاتل عمداً اور اختلافِ ملت ہیں ان کے علاوہ متبنّٰی، منہ بولے بہن بھائی بھی وارث نہیں بنتے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا جبکہ اسلام نے انہیں مردوں سے نصف حصہ کا وارث کیا ہے؛ چنانچہ فرمایا: لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ،، مرد کے لئے دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے۔

ترجمہ: محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ انہوں نے جابرؓ عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں بیمار ہوگیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میری عیادت کی وہ پیدل چلتے ہوئے میرے پاس آئے؛ حالانکہ مجھ پر بیہوشی طاری ۶۳۴۰ ـــ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَعْلِيْمُ الْفَرَائِضِ

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ تَعَلَّمُوْا قَبْلَ الظَّانِّيْنَ يَعْنِيْ الَّذِيْنَ يَتَكَلَّمُوْنَ بِالظَّنِّ ۶۳۴۱ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اس کا بچا ہوا پانی مجھ پر ڈالا جس سے مجھے ہوش آیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے مال کا کیا کروں اپنا مال میں کیسے فیصلہ کروں؟ حضور نے مجھے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آیت کریمہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں منافات نہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کا بعض جابر کے بارے میں نازل ہو اور بعض سعد کے بارے میں ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض کی عیادت مستحب ہے اور پیدل چل کر جانا بہتر ہے اور نیک لوگوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے اور مستعمل پانی پاک ہے۔ اس حدیث سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر کی برکت کا ظہور ہے کہ وضو سے بچا ہوا پانی جابر کے لئے افاقہ کا موجب ہوا۔

باب فرائض کی تعلیم

عقبہ بن عامر نے کہا گمان کرنے والوں سے پہلے علم حاصل کرو (یعنی جو لوگ ظن سے گفتگو کرتے ہیں۔ ان سے پہلے علم حاصل کرو)

شرح : یعنی ہر علم ان لوگوں سے پہلے حاصل کرو جو گمان سے گفتگو کرتے ہیں اس میں علم الفرائض بھی شامل ہے جبکہ تَعَلَّمُوْا سے عقبہ کا مقصد یہ ہے کہ یہ مخصوص علم حاصل کرو اور اس کا سختی سے اہتمام کرو کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نصف علم فرمایا اور فرمایا میری اُمت

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

میری امت میں سب سے پہلے یہ علم فراموش کیا جائے گا۔ حاکم کی روائت میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم تین ہیں ان کے علاوہ باقی علوم کے حاصل کرنے میں فضیلت ہے ایک آیت محکمہ دوسرے سنت قائمہ اور تیسرے فریضہ عادلہ "علم میراث" امام کرمانی نے کہا علم اور علماء کے مٹ جانے سے اور جاہلوں کے پیدا ہونے سے پہلے علم حاصل کرو جو اپنے فاسد گمانوں سے گفتگو کرتے ہیں۔

۶۳۴۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گمان سے بچو کیونکہ گمان بہت جھوٹی بات ہے اور کسی کا عیب نہ ڈھونڈو اور نہ کسی کی برائی کی تلاش میں لگے رہو اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے برائی بیان کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔

۶۳۴۱ — شرح : یعنی کسی کے متعلق بدگمانی سے بچو اور مسلمانوں کے ساتھ سوءظن نہ رکھو کیونکہ ظن اکثر جھوٹ کا منشاء ہے۔ قولہ لا تدابروا، یعنی ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور نہ ہی پیٹھ پیچھے برائی بیان کرو۔

جس وقت علم اور علماء نہ رہیں گے لوگ جاہل رہ جائیں گے ان کے کلام کا دارومدار اور اس کا منشا صرف ظن پر ہوگا تو ان کی زبانوں پر بہت جھوٹ جاری ہوگا۔ نیز یوں بھی ہوسکتا ہے کہ اخبار قطعیہ یقینیہ کی نسبت اخبار مظنونہ میں جھوٹ بہت ہوگا۔ اخبار یقینیہ میں جھوٹ کو راہ کم ملتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مجتہد کا اپنے ظن پر عمل کرنا واجب ہے اور مقلد اپنے مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرنے میں مامور ہے تو ظن سے منع کیسے کرسکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ منع اور تحذیر اس میں ہے جو واجب اور قطعی ہے چنانچہ اعتقادیات یقینیہ میں ممنوع ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ اہلِ لغت کے محاورات میں ظن سے مراد وہم ہے۔ (حدیث ع ۴۸۱۴/۸ ج کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

۶۳۴۲ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! ہمارا کوئی وارث نہیں ہمارا ترکہ صدقہ ہے

یعنی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کسی کے وارث نہیں ہوتے اور نہ ہی کوئی ان کا وارث ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے سردر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا اور اس کے دین کی تبلیغ کا آپ سے وعدہ لیا اور حکم فرمایا کہ اس پر دنیاوی متاع اور اُجرت نہ لیں؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ،، میں تبلیغِ دین پر تم سے اُجرت کا سوال نہیں کرتا ہوں۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ دنیا میں جو لوگوں کے نزدیک دنیاوی متاع یا اُجرت ہے آپ کی ذاتِ ستودہ صفات کی طرف منسوب نہ ہو اور ان میں سے کوئی شئ حضور کے لئے حلال نہیں اور جو شئ انسان کے اہل کو پہنچے وہ اسی کو پہنچتی ہے اسی لئے اپنے اہل پر میراث کو حرام کیا تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ حضور نے اپنے وارثوں کے لئے مال جمع کیا ہے۔ تمام انبیاء کرام اور رُسل عظام علیہم السلام کا بھی یہی حال ہے۔ قولہ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ ،، کلمہ ما موصولہ ہے اور ترکناہ صلہ ہے۔ موصولہ وصلہ مبتداء اور صَدَقَةٌ مرفوع اس کی خبر ہے۔ یعنی جو شئ ہم نے چھوڑی ہے وہ صدقہ ہے۔ اسی لئے حضور نے فرمایا اٰل محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کے لئے صدقہ حلال نہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نبیوں کی جماعت ہیں ہم کسی کے وارث نہیں بنتے اور نہ ہی کسی کو وارث بناتے ہیں جو کچھ ہم ترکہ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ یہ تمام انبیاء کرام کو شامل ہے اور جو قرآن کریم میں ہے: وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ ،، سلیمان داؤد کے وارث ہوئے اس سے وراثت، نبوّت اور وراثت علم وحکمت مراد ہے۔ ایسے ہی زکریا علیہ السلام کے کلام "يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ سے بھی نبوت اور علم وحکمت کی وراثت مراد ہے۔ شیعہ کہتے ہیں "مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ" ،، میں کلمہ صدقہ منصوب ہے اور معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے چھوڑا ہے اس میں از روئے صدقہ وراثت کا حق نہیں ہے یعنی جو صدقہ کر کے ہم نے چھوڑا ہے۔ اس میں وراثت کا حق نہیں لیکن اس میں انبیاء کرام کی خصوصیت

marfat.com

Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ اَتَيَا اَبَابَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمَا يَوْمَئِذٍ يَطْلُبَانِ اَرْضَيْهِمَا مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهُمَا اَبُوْبَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَاللّٰهِ لَا اَدَعُ اَمْرًا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيْهِ اِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى مَاتَتْ

نہیں، کیونکہ زندگی میں جو بھی ترکہ صدقہ کیا جائے یا وقف کر دیا جائے اس میں وراثت کا حق منقطع ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث جو حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما کے واقعہ میں اور تنازعہ میں ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ "صدقۃ" مرفوع ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۳۴۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ سے اپنی میراث طلب کرتے تھے اس وقت دونوں فدک سے اپنی زمین اور خیبر سے اپنا حصہ طلب کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس مال سے کھائیں گے۔ ابوبکر صدیق نے کہا اللہ کی قسم! میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امر کو نہ چھوڑوں گا جسے حضور کرتے تھے مگر وہ کروں گا۔ راوی نے کہا سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ابوبکر صدیق سے مفارقت کر لی پھر اُن سے کلام نہ کیا یہاں تک کہ وفات پا گئیں۔ سلام اللہ علیہا ابدًا

۶۳۴۲ — شرح : فدک مدینہ منورہ سے دو مرحلوں پر واقع ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کو نصف بٹائی پر خیبر کی زمین دی تھی جبکہ

marfat.com

Marfat.com

۶۳۴۳ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبَانٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّا لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

۶۳۴۴ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدٌ ابْنُ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِيْ مِنْ حَدِيْثِهٖ ذٰلِكَ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلَيْهِ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ فَاَتَاهُ حَاجِبُهٗ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ قَالَ

وہ خالص آپ کی تھی۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو جنگ سے فتح کیا تھا۔ اس کا پانچواں حصہ (خمس) آپ کے لئے تھا اور وہ بھی اپنے اہل واولاد اور مصالح عامہ میں خرچ کر دیتے تھے۔

قولہ من ھذا المال، یہ اس مال کی طرف اشارہ ہے جو خُمس خیبر سے حاصل ہُوا تھا۔ کلمۂ مِن تبعیض کے لئے ہے یعنی اپنے نفقہ کی مقدار اس مال کا بعض کھائیں گے قولہ فَھَجَرَتْہُ فَاطِمَۃُ رضی اللہ عنہا، یعنی ابوبکر کی ملاقات سے انقباض کر لیا۔ شرعی ہجران مراد نہیں کہ بالکل کلام ہی ترک کر دیا، کیونکہ یہ حرام ہے۔ اس کے چھ ماہ بعد سیدہ سلام اللہ علیہا انتقال فرما گئیں (حدیث ۲۸۸۴ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۳۴۳ — ترجمہ : عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم وارث نہیں بنائے جاتے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

۶۳۴۴ — ترجمہ : محمد بن جُبیر بن مطعم نے مجھ سے مالک بن اوس کی حدیث سے یہ ذکر کیا میں چلا حتی کہ مالک بن اوس کے پاس آیا (تاکہ بلاواسطہ حدیث سنوں) میں نے مالک سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ میں گیا اور عمر فاروق کے پاس آیا۔ ان کا دربان یرفا اُن کے پاس آیا اور کہا کیا عثمان عبدالرحمٰن

marfat.com
Marfat.com

نَعَمْ فَاَذِنَ لَهُمْ ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ عَبَّاسٌ
يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا قَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِاِذْنِهٖ
تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اِنَّا لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهٗ
فَقَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمَانِ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ
عُمَرُ فَاِنِّيْ اُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهٖ اَحَدًا غَيْرَهٗ فَقَالَ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى
رَسُوْلِهٖ اِلٰى قَدِيْرٌ فَكَانَتْ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا اخْتَارَهَا
دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَاْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ اَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا

زبیر اور سعد بن ابی وقاص کے آنے میں رغبت ہے؟ وہ اجازت طلب کرتے ہیں"، عمر فاروق نے کہا ہاں! پھر ان کو اجازت دے دی پھر پوچھا نے کہا کیا آپ کو علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے آنے میں رغبت ہے؟ کہا ہاں! وہ آجائیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا امیر المؤمنین میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دیں۔ عمر فاروق نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم وارث نہیں بنائے جاتے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذاتِ کریمہ مراد لیتے تھے۔ جو حضرات موجود تھے انہوں نے کہا حضور نے یہ فرمایا ہے پھر علی المرتضیٰ اور عباس رضی اللہ عنہما سے متوجہ ہوئے اور کہا کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا حضور نے ضرور یہ فرمایا ہے۔ عمر فاروق نے کہا میں تمہیں اس معاملہ کے متعلق حدیث بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس غنیمت میں ایک شئی کے ساتھ مخصوص فرمایا جو آپ کو آپ کے سوا کسی کو نہ دی، چنانچہ

marfat.com

Marfat.com

هٰذَا الْمَالُ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنْ هٰذَا الْمَالِ
نَفَقَةَ سَنَةٍ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
حَيَاتَهٗ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ
اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ فَتَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ فَقَالَ
اَبُوْبَكْرٍ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضْتُهَا فَعَمِلَ بِمَا عَمِلَ بِهٖ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ اَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَاَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْئَلُنِيْ نَصِيْبَكَ

فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ .... قَدِيْرٌ تک ،، یہ زمین خالص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ خدا کی قسم! حضور نے تمہارے سوا کسی کے لئے اس کو محفوظ نہیں کیا اور نہ ہی تم پر کسی کو ترجیح دی۔ یقیناً وہ تم کو دی اور تم میں ہی تقسیم کر دی۔ حتیٰ کہ اس سے یہ مال باقی رہ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل و اولاد کے لئے اس مال سے سال کا خرچہ نکال لیتے پھر جو باقی بچ رہتا اس کو اللہ کے لئے کرتے ،، بیت المال میں داخل کر دیتے ،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں اس پر عمل کیا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں! پھر حضرت علی، عباس دونوں سے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ انہوں نے بھی کہا جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی تو ابوبکر نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاروبار کا متولی ہوں اور وہ مال اپنے قبضہ میں کر لیا پھر اس میں وہی کام کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو فوت کیا تو میں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی کا متولی ہوں میں نے دو سال تک وہ مال اپنے قبضہ میں رکھا۔ ان میں وہی عمل کرتا رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا تھا پھر تم دونوں میرے پاس آئے جبکہ یہ تمہاری ایک ہی بات تھی اور معاملہ مختلف نہ تھا (دونوں کا ایک ہی مطلب تھا) پھر حضرت عباس سے متوجہ

marfat.com
Marfat.com

مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ وَاَتَانِيْ هٰذَا يَسْئَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَأَتِهٖ مِنْ اَبِيْهَا فَقُلْتُ اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ الَّذِيْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِيْ فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَاِنْ عَجَزْتُمَا فَادْفَعَاهَا اِلَيَّ فَاِنِّيْ اَكْفِيْكُمَاهَا

٦٣٤٥ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ

ہوئے ،، تم میرے پاس آئے اور اپنے بھتیجے کی طرف سے اپنا حصہ مجھ سے طلب کرتے تھے اور یہ (علی) میرے پاس آئے مجھ سے اپنی بیوی کا حصہ طلب کرتے تھے جو اُن کے والد کی طرف سے تھا۔ میں نے کہا اگر تم چاہتے ہو تو میں دونوں کو یہ مال دے دیتا ہوں تم مجھ سے اس کے سوا فیصلہ چاہتے ہو کہ ان کو آدھا آدھا تقسیم کر دیں ،، اللہ کی قسم جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہے میں اس مال میں اس کے سوا کوئی فیصلہ نہیں کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے اور اگر تم عاجز آگئے ہو تو وہ میرے حوالہ کر دو میں تم دونوں کی کفائت کروں گا، ہم نے اس حدیث کی شرح ع ۲۸۸۵ ج ۴ میں بسط سے تحریر کی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

٦٣٤٥ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے وارث کوئی دینار تقسیم نہ کریں۔ میں نے اپنی بیویوں کے خرچہ اور عاملوں کی تنخواہوں کے بعد جو چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔

٦٣٤٥ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الوصایا جلد : ۳ عمرو بن حارث خزاعی کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دینار و درہم نہیں چھوڑا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جائز ہے کہ وفات سے پہلے اس کے مالک ہوں لیکن ان کی تقسیم سے منع فرمایا اور خزاعی کی حدیث کا معنی یہ ہے کہ تقسیم کرنے کے لئے کوئی دینار و درہم نہیں چھوڑا لہٰذا دونوں حدیثیں ہم معنی

marfat.com

Marfat.com

۶۳۴۵ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَدْنَ اَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ يَسْئَلْنَهٗ مِيْرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ

۶۳۴۶ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ

ہیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وقف جائز ہے اور حیات کی طرح وفات کے بعد بھی جاری رہتا ہے لہذا وقف کو فروخت نہیں کیا جائے گا ۔ اور نہ ہی وہ کسی کی مملوک ہو سکتا ہے نہ اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے لیکن اس کو وقف کے مصارف میں خرچ کیا جائے گا اور جو بچ رہے گا وہ مسلمانوں کے مصالح کے لئے صرف ہو گا ۔

۶۳۴۵ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات نے جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ارادہ کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق کے پاس بھیجیں اُن سے اپنی وراثت طلب کریں ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ؟ ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! جس کسی نے مال چھوڑا وہ اس کے گھر والوں کا ہے"

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَ عَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلَيْنَا قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ

بَابُ مِيْرَاثِ الْوَلَدِ مِنْ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اِذَا تَرَكَ رَجُلٌ اَوِ امْرَاَةٌ ابْنَةً فَلَهَا النِّصْفُ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ فَلَهُنَّ الثُّلُثَانِ فَاِنْ كَانَ مَعَهُنَّ ذَكَرٌ بُدِئَ بِمَنْ شَرِكَهُمْ فَيُعْطٰى فَرِيْضَتَهٗ وَمَا بَقِيَ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۶۳۴۶ —— میں مومنوں کے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر قرض ہو اور اس کو ادا کرنے کے لئے کچھ نہ چھوڑا ہو اس کا ادا کرنا ہمارے ذمہ ہے اور جو شخص مال چھوڑ دے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔

شرح : غریب تنگدست میت کا قرضہ ادا کرنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶۳۴۶ —— کے خصوصیات سے ہے جو اپنے خالص مال سے ادا کرتے تھے بعض نے کہا بیت المال سے ادا کرتے تھے۔ (حدیث ۲۱۴۵ ج : ۳ اور ۲۱۵۲ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب ماں اور باپ کی طرف سے اولاد کی میراث

زید بن ثابت نے کہا جب کوئی مرد یا عورت لڑکی چھوڑے تو اس کا نصف مال ہے اگر دو یا زیادہ لڑکیاں چھوڑے تو ان کا دو تہائی مال ہے اور اگر ان کے ساتھ لڑکا ہو تو پہلے اس کو دیا جائے گا جو ان کے ساتھ شریک ہے اس کو اس کا حصہ دیا جائے گا۔ اور جو باقی بچ رہے گا مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ دیا جائیگا ،، شرح : یعنی اگر لڑکیوں کے ساتھ ان کا بھائی ہے حالانکہ ان کے علاوہ اور بھی کوئی وارث ہے جس کا حصہ مقرر ہے جیسے ماں، باپ تو ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ دے کر باقی لڑکیوں

marfat.com
Marfat.com

۶۳۴۷ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَھْلِھَا فَمَا بَقِیَ فَھُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ

بَابُ مِیْرَاثِ الْبَنَاتِ

۶۳۴۸ — حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّھْرِیُّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ مَرِضْتُ

اور لڑکوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ لڑکی کو ایک حصہ اور لڑکے کو دو حصے دیئے جائیں گے۔ مثلاً ایک شخص فوت ہُوا۔ وہ ماں، لڑکیاں اور لڑکا چھوڑ گیا تو ماں کو ۱/۶ دے کر باقی لڑکوں اور لڑکیوں میں تقسیم ہوگا؛ کیونکہ عصبہ وہ ہے جو باقی سارے مال کا وارث ہوتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جن کا حصہ مقرر ہے ان کو پہلے دیا جائے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقرر حصے اس کے مستحقین کو دو جو بچ رہے وہ زیادہ قریب مرد کے لئے ہے۔

۶۳۴۷ —

شرح : فرائض وہ حصے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مقرر کئے ہیں وہ نصف چوتھائی، آٹھواں حصہ اور دو تہائی، ایک تہائی اور چھٹا حصہ ہیں۔ یہ حصے تضعیف و تنصیف پر مبنی ہیں۔ ان کے اہل وہ لوگ ہیں جو ان کے مستحق ہیں اور قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ اَوْلٰی سے مراد اقرب قریب تر مرد ہے۔ رجل کی ذکورۃ سے وصف اس لئے کی ہے کہ عصوبت اور اس کا استحقاق ذکورۃ کے اعتبار سے ہے۔ اگر یہ مرد چچا یا چچا کا بیٹا ہو اور اس کے ساتھ اس کی بہن ہو تمام مال مرد کو ملے گا اور بہن محروم رہے گی۔ اس صورت میں لِلذَّکَرِ حَظُّ الْاُنْثَیَیْنِ، یعنی مرد کو دو عورتوں کے برابر نہ ملے گا۔ اس وہم کے اندفاع کے لئے رجل کی ذکورت سے وصف کی ہے، کیونکہ اگرچہ بہن بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے لیکن فرض کا مستحق مذکر ہے۔ مؤنث نہیں۔ اقرب کی قید ابعد کو محجوب کرتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بِمَكَّةَ مَرَضًا اَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَاَتَانِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَالًا كَثِيْرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِيْ اِلَّا ابْنَتِيْ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ فَقَالَ لَا قَالَ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اِنْ تَرَكْتَ وَلَدَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً اِلَّا اُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا اِلٰى فِيْ امْرَأَتِكَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِيْ فَقَالَ لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِيْ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تُرِيْدُ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا ازْدَدْتَّ بِهٖ رِفْعَةً وَّدَرَجَةً وَّلَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِيْ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ وَلٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ قَالَ سُفْيٰنُ وَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ

باب لڑکیوں کی میراث

۶۳۴۸ — ترجمہ : زُہری نے کہا مجھے عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اپنے والد سے خبر دی کہ اُنہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ میں ایسا بیمار ہُوا کہ موت تک پہنچ گیا میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس حال میں کہ میری بیمار پُرسی کریں۔ میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا مال بہت ہے اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں فرمایا نہ میں نے عرض کیا پھر نصف مال صدقہ کر دوں فرمایا نہ میں نے عرض کیا ایک تہائی مال صدقہ کر دوں ؟ فرمایا تہائی مال صدقہ کرو تہائی مال بھی زیادہ ہے، کیونکہ اگر تو اپنی اولاد کو غنی چھوڑے تو اس سے بہتر ہے کہ ان کو بھوکے چھوڑے وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں

marfat.com
Marfat.com

۶۳۴۹ ـــ حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالنَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِیَةَ وَشَیْبَانُ عَنِ الْاَشْعَثِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ اَتَانَا مُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ بِالْیَمَنِ مُعَلِّمًا اَوْ اَمِیْرًا فَسَاَلْنَاہُ عَنْ رَجُلٍ تُوُفِّیَ وَتَرَكَ ابْنَتَہٗ وَاُخْتَہٗ فَاَعْطَی الْاِبْنَةَ النِّصْفَ وَالْاُخْتَ النِّصْفَ

مانگتے پھریں" اور تو جو بھی خرچ کرے گا اس پر تجھے ثواب دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اپنی بیوی کے مُنہ میں ایک لقمہ اُٹھائے۔" وہ بھی موجبِ اجر و ثواب ہے"، میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! کیا میرا مکہ میں رہنا میری ہجرت کے تخلف کا مُوجب ہے؟ کیا میں ہجرت سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ حضور نے فرمایا تو پیچھے رہ کر اللہ کی رضامندی کے لئے جو بھی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ یقیناً اس کے سبب تیرا درجہ اور بلندی میں زیادہ کرے گا۔ میرے بعد تم یقیناً زندہ رہو گے یہاں تک کہ تمہارے ذریعہ بہت لوگ نفع حاصل کریں گے اور بہت لوگ ضرر پائیں گے "یعنی کافر تکلیف پائیں گے"، لیکن محتاج سعد بن خولہ ہے اس کے لئے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رحم کی دعاء فرماتے تھے، کیونکہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے تھے۔ سفیان نے کہا سعد بن خولہ قبیلہ بنی عامر بن لوئی کے فرد تھے"

شرح : زمانہ جاہلیت میں لوگ لڑکیوں کو وارث نہ بناتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے

۶۳۴۸ ـــ قرآن میں ان کا یہ طریق کار باطل کیا۔ اور لڑکیوں کو لڑکوں کے ساتھ وراثت میں شریک کیا قولہ اُخَلَّفُ"، یعنی یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! کیا میرا مکہ مکرمہ میں رہنا میرے لئے ہجرت سے تخلّف کا موجب ہوگا جو میں کر چکا ہوں؟ اس کے جواب میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے سعد میرے مدینہ منورہ چلے جانے کے بعد تو میرے پیچھے نہ رہے گا اور اللہ کی رضامندی کے لئے کام کرے گا مگر تیرے درجہ اور بلندی میں اللہ تعالیٰ زیادتی کرے گا لیکن محتاج سعد بن خولہ ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ مکرمہ میں فوت ہو گئے تھے، حالانکہ وہ مکہ مکرمہ میں فوت ہونے کو اس لئے اچھا نہ سمجھتے تھے کہ وہاں سے ہجرت کی تھی اور مدینہ منورہ کے سوا دوسری جگہ فوت ہونے کی خواہش نہ رکھتے تھے لیکن ان کی یہ خواہش پُوری نہ ہوئی اور وہ مکہ میں ہی فوت ہو گئے۔ (حدیث ۱۲۲۱ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : اسود بن یزید نے کہا ہمارے پاس یمن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ آئے

۶۳۴۹ ـــ اس حال میں وہ مُعلّم یا امیر تھے۔ ہم نے اُن سے ایک آدمی کے متعلق

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مِيرَاثِ ابْنِ الْابْنِ إِذَا لَمْ يَكُنْ ابْنٌ

قَالَ زَيْدٌ وَلَدُ الْاَبْنَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ إِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهُمْ وَلَدٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ وَاُنْثَاهُمْ كَاُنْثَاهُمْ يَرِثُوْنَ كَمَا يَرِثُوْنَ وَيَحْجُبُوْنَ كَمَا يَحْجُبُوْنَ . وَلَا يَرِثُ وَلَدُ الِابْنِ مَعَ الِابْنِ

۶۳۴۸ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ

پوچھا جو فوت ہو جائے اور ایک بیٹی اور بہن چھوڑ جائے تو انہوں نے بیٹی کو نصف اور بہن کو نصف دیا۔

شرح ۶۳۴۸ — : اصولِ میراث میں بیٹی بہن کو عصبہ کر دیتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بیٹی اور بہن چھوڑ کر مر جائے تو بنصّ القرآن بیٹی کو نصف ملے گا اور باقی نصف بہن کو بطورِ عصبہ ملے گا۔

باب پوتے کی میراث جبکہ بیٹا نہ ہو

زید بن ثابت نے کہا بیٹوں کے لڑکے بمنزلہ لڑکوں کے ہیں جبکہ اُن کے علاوہ کوئی بیٹا نہ ہو ان کے لڑکے لڑکوں کی مثل اور ان کی لڑکیاں لڑکیوں کی طرح ہیں جیسے صلبی لڑکے وارث ہوتے ہیں پوتے بھی اسی طرح وارث ہوتے ہیں جیسے بیٹے دوسروں کے لئے حاجب (مانع) ہوتے ہیں ایسے ہی پوتے حاجب ہوتے ہیں" کسی بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا وارث نہیں ہوتا "

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض ان کے مستحقین کو پہنچاؤ جو فرائض دینے کے بعد باقی بچے وہ عصبہ اقرب کو دو جو دور کے عصبہ کو حاجب ہے۔

۶۳۵۰ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مِيرَاثِ ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةٍ

۶۳۵۱ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْقَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ هُزَيْلَ بْنَ شُرَحْبِيْلَ يَقُوْلُ سُئِلَ اَبُوْمُوْسٰى عَنِ ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَاُخْتٍ فَقَالَ لِلْابْنَةِ النِّصْفُ وَلِلْاُخْتِ النِّصْفُ وَاْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِيْ فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاُخْبِرَ بِقَوْلِ اَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اَقْضِيْ فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْابْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْاُخْتِ فَاَتَيْنَا اَبَا مُوْسٰى فَاَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا تَسْئَلُوْنِيْ مَا دَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيْكُمْ

باب پوتی کی بیٹی کے ساتھ میراث

۶۳۵۱ — ترجمہ : ابوقیس نے کہا میں نے ہزیل بن شرجیل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی میراث سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے بھی نصف ہے۔ ابن مسعود کے پاس جاؤ وہ میری متابعت کریں گے۔ ابن مسعود سے پوچھا گیا اور ابوموسیٰ کے فتویٰ سے بھی انہیں خبردار کیا گیا تو انہوں نے کہا میں اس صورت سے گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت پانے والوں سے نہ ہوگا میں تو اس میں وہ فیصلہ کروں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے وہ یہ کہ بیٹی کو نصف دیا جائے پوتی کو دو تہائی پورا کرنے کے لئے چھٹا حصہ دیا جائے اور جو باقی بچے وہ بہن کو دیا جائے پھر ہم ابوموسیٰ کے پاس گئے انہیں ابن مسعود کے فتویٰ کی خبر دی تو انہوں نے کہا جب تک یہ متبحر عالم تم میں موجود ہے مجھ سے کوئی سوال نہ کیا کرو۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مِيْرَاثِ الْجَدِّ مَعَ الْاَبِ وَالْاِخْوَةِ

وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ الْجَدُّ اَبٌ وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَابَنِيْ اٰدَمَ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَائِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَلَمْ يَذْكُرْ اَنَّ اَحَدًا خَالَفَ اَبَا بَكْرٍ فِيْ زَمَانِهٖ وَاَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُوْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرِثُنِيْ ابْنُ ابْنِيْ دُوْنَ اِخْوَتِيْ وَلَا اَرِثُ اَنَا ابْنَ ابْنِيْ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَزَيْدٍ اَقَاوِيْلُ مُخْتَلِفَةٌ

۶۳۵۱ — شرح : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کے کلام "کہ وہ میری متابعت کریں گے" کے جواب میں کہا کہ اگر وہ ابوموسیٰ کی متابعت کریں گے تو صراحتاً سنت کا خلاف کریں گے اور عمداً سنت کی مخالفت کرنے میں گمراہ ہو جائیں گے" یہ فیصلہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں پیش آیا کیونکہ اُنہوں نے ابوموسیٰ اشعری کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اس سے پہلے کوفہ کے امیر عبداللہ بن مسعود تھے اور ابوموسیٰ کو حاکم مقرر کرنے سے کچھ مدت پہلے ان کو معزول کر دیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تنازع کے وقت سنت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اور حق کا اعتراف کر لینا چاہیئے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود سنت پر زیادہ اطلاع رکھتے تھے۔ ابوموسیٰ اشعری نے جو فتویٰ دیا تھا اس میں سلمان بن ربیعہ باہلی شریک تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کا فتویٰ دینے سے دونوں نے اس کی صحت کا اعتراف کر لیا اور اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیا۔ ابن عربی نے کہا ابوموسیٰ اور عبداللہ بن مسعود کے واقعہ سے حدیث کی معرفت سے پہلے قیاس پر عمل کرنا جائز ہے اور معرفت ہونے پر قیاس سے رجوع کرنا ثابت ہے۔ اور اگر کوئی حکم نص کے مخالف ہو تو وہ نافذ نہ ہوگا "عینی"

باب باپ اور بھائیوں کے ساتھ دادا کی میراث

ابوبکر، ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے کہا دادا باپ ہے یعنی باپ نہ ہونے کی صورت میں دادے کا حکم وہی ہے جو باپ کا حکم ہے۔ اس میں سب علماء کا اتفاق اور

marfat.com
Marfat.com

اجماع ہے۔ دادا سے مراد جدّ صحیح ہے۔ میّت کی طرف وراثت کی نسبت کی جائے تو درمیان میں ماں نہ آئے اس کو جدّ صحیح کہتے ہیں۔ چار مسائل میں دادا باپ کے قائم مقام نہیں ہوتا حقیقی بھائی اور دادیاں باپ کے سبب بالاتفاق ساقط ہوجاتی ہیں۔ دادے کے سبب ساقط نہیں ہوتے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہا دادے کے سبب بھی ساقط ہوجاتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بیوی یا شوہر اور باپ کے ہوتے ہوئے ماں باقی مال کی تہائی لیتی ہے اور دادے کی موجودگی میں سارے مال کی تہائی لیتی ہے لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس مسئلہ میں دادا باپ کی طرح ہے تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ باپ کی ماں باپ کی موجودگی میں ساقط ہوجاتی ہے۔ دادے کے باعث ساقط نہیں ہوتی۔ چوتھا مسئلہ آزاد شدہ غلام جب آزاد کرنے والے کا باپ اور بیٹا چھوڑے تو امام ابو یوسف کے نزدیک ولاء کا چھٹا حصہ باپ کے لئے ہے اور باقی بیٹے کے لئے ہے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد کے نزدیک ساری ولاء بیٹے کے لئے ہے اور اگر آزاد کرنے والے کا بیٹا اور دادا چھوڑا تو بالاتفاق تمام ولاء بیٹے کے لئے ہے (عینی)

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا وَيَا بَنِيْ اٰدَمَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَائِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ

یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کسی نے ان کی مخالفت کی ہو، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کثیر تعداد میں موجود تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میرا پوتا میرا وارث ہوگا۔ میرے بھائی وارث نہیں ہوں گے اور نہ میں اپنے پوتا کا وارث ہوں گا۔ حضرت علی المرتضیٰ، عمر فاروق عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت سے مختلف اقوال مذکور ہیں۔

یعنی یہ آیت کریمہ دادا پر باپ کے اطلاق پر دلالت کرتی ہے، چنانچہ اس میں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام مذکور ہیں۔ یہ تمام دادے ہیں اُن پر باپ کا اطلاق کیا ہے اور صحابہ کرام میں سے کسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس مسئلہ میں مخالفت نہیں کی کہ دادا کا وہی حکم ہے جو باپ کا حکم ہے

قولہ قال ابن عباس ،، اس سے امام بخاری کی غرض اس شخص کا ردّ ہے جو کہتا ہے کہ بھائیوں کے موجود ہونے سے دادا محجوب ہوجاتا ہے اور یہ کلام مقامِ انکار میں ہے یعنی دادا کیوں وارث نہیں ہوتا ہے یا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ بھائیوں کے سوا دادا تنہا وارث کیوں نہیں ہوتا جیسا کہ اس کے برعکس ہے یہ اس شخص کا ردّ ہے جو دادا کو بھائیوں کے ساتھ شریک کرتا ہے۔ امام عینی نے ابوعمرو سے نقل کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

۶۳۵۲ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ ۶۳۵۳ حَدَّثَنَا

کی دلیل قیاس ہے یعنی جب بیٹے کی عدم موجودگی میں پوتا بیٹے کی طرح ہے تو باپ کی عدمِ موجودگی میں دادا باپ کی طرح ہوگا۔

قولہ اقاویل مختلفۃ، یعنی مذکور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ بھائی دادا کے ساتھ وارث بنتے ہیں لیکن اس میں بعض صحابہ اختلاف کرتے ہیں؛ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دادا کو ایک اور دو بھائیوں کے ساتھ وراثت میں شریک مانتے ہیں اور اگر بھائی دو سے زیادہ ہو جائیں تو دادا کو تہائی دیتے ہیں اور میت کے لڑکے کے ساتھ دادا کو چھٹا حصہ دیتے ہیں اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دادا کو بھائیوں کے ساتھ تہائی تک شریک جانتے ہیں جب تہائی پوری ہو جائے تو باقی ماندہ ترکہ بھائیوں کو دیتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دادا کو چھٹے حصہ تک بھائیوں سے شریک مانتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس عورت کے متعلق جو شوہر، ماں، دادا اور علاتی بھائی چھوڑ کر مر جائے شوہر کو تین حصے یعنی نصف ملے گا کہتے ہیں ماں کو باقی مال سے ایک تہائی ملے گا جو چھٹا حصہ ہے اور ایک حصہ بھائی کا اور ایک حصہ دادا کا ہے۔

۶۳۵۲ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض ان کے مستحقین کو دو اور جو باقی بچے وہ عصبہ اقرب کے لئے "قریبی مرد کے لئے"

۶۳۵۲ — شرح: یعنی جو فرائض کے مستحقین کو دینے کے بعد باقی بچے وہ میت کے بہت قریبی شخص کو دیا جائے۔ چونکہ دادا میت کے بہت قریب ہے لہٰذا اس کو دوسروں پر مقدم کیا جائے گا۔

اس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ دادا بھائی کے ساتھ شریک ہے کیونکہ وہ میت کے بہت قریب ہے۔

۶۳۵۳ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا

marfat.com
Marfat.com

اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَّا الَّذِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا
مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُهٗ وَلٰكِنَّ خُلَّةَ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ اَوْقَالَ
خَيْرٌ فَاِنَّهٗ اَنْزَلَهٗ اَبًا اَوْقَالَ قَضَاهُ اَبًا

بَابُ مِيْرَاثِ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهٖ

۶۳۵۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ
نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ
لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا اَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ
وَجَعَلَ لِلْاَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْاَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ
وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ

تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن اسلام کی دوستی افضل ہے یا فرمایا خیر ہے اُنہوں نے داداکو بمنزلہ باپ قرار دیا یا کہا بمنزلہ باپ فیصلہ کیا ہے۔

شرح : یعنی اگر میں کلیتہً اللہ کے غیر کی طرف انقطاع کرتا تو ابوبکر کی طرف منقطع ہوتا لیکن یہ ممتنع ہے کیونکہ آپ کا غیر اللہ کی طرف منقطع ہونا ممتنع ہے لیکن اُن کے ساتھ اسلامی دوستی ہے یہ اُن کے غیر کی دوستی سے افضل ہے۔

باب اولاد وغیرہ کی موجودگی میں شوہر کی میراث

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا پہلے سارا مال اولاد وغیرہ کے لئے ہوتا تھا اور والدین کے لئے وصیت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے جو چاہا منسوخ

۶۳۵۴ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مِيرَاثِ الْمَرْأَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ

۶۳۵۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنِيْنِ امْرَءَةٍ مِنْ بَنِيْ لِحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ ثُمَّ اِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَاَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا

کیا اور مرد کو دو عورتوں کے حصہ کی مثل کیا اور والدین کے لئے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ کیا اور عورت کے لئے آٹھواں اور چوتھا حصہ کیا اور شوہر کے لئے نصف اور چوتھائی حصہ کیا ،،

شرح : یعنی اولاد وغیرہ کے ہوتے ہوئے شوہر وارث بنتا ہے وہ کسی حال میں محروم نہیں ہوتا البتہ اگر میت کی اولاد ہو تو اس کا حصہ نصف سے چوتھائی ہو جاتا ہے (حدیث ۲۵۶۰ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب اولاد وغیرہ کی موجودگی میں بیوی اور شوہر کی میراث

۶۳۵۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی لحیان کی عورت کے جنین جو مرا ہوا ساقط ہو گیا تھا کی دیت غرہ یعنی غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا پھر وہ عورت جس کے غرہ دینے کا فیصلہ کیا تھا فوت ہو گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس عورت کی میراث اس کے بیٹوں اور شوہر کے لئے ہے اور دیت ،،خون بہا،، اس کے عصبات پر ہے۔

۶۳۵۵ — شرح : یعنی بیوی کسی حال میں وراثت سے محروم نہیں ہوتی ؛ البتہ شوہر کی اولاد ہو تو بیوی کا حصہ چوتھائی سے آٹھواں حصہ ہو جاتا ہے۔ حدیث کی تفصیل یہ ہے کہ قبیلہ بنی لحیان کی دو عورتیں لڑ پڑی تھیں ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا تو اس کو اور اس کے پیٹ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مِيرَاثِ الْاَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةٌ

۶۳۵۶ — حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَضٰى فِيْنَا مُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّصْفَ لِلْاِبْنَةِ وَالنِّصْفَ لِلْاُخْتِ ثُمَّ قَالَ سُلَيْمَانُ قَضٰى فِيْنَا وَلَمْ يَذْكُرْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں بچے کو قتل کر دیا۔ مارنے والی عورت ام عفیف بنت مسروح تھی جبکہ مرنے والی عورت ملیکہ بنت عویم تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور حدیث میں وہ دو عورتیں قبیلہ ہُذیل سے تھیں اس کا جواب یہ ہے کہ لحیان قبیلہ ہُذیل کی شاخ ہے۔ اس میں تمام فقہاء کا اجماع ہے کہ جنین (عورت کے پیٹ میں بچہ) جب باہر آکر مر جائے اس میں پُوری دیت اور کفارہ ہے اور اگر مرا ہُوا پیٹ سے باہر آئے تو اس میں غرّہ ہے (غلام یا لونڈی)

باب بیٹیوں کے ساتھ بہنوں کے عصبہ بن جانے میں میراث

۶۳۵۶ — ترجمہ : اسود نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک میں معاذ بن جبل نے ہمارے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے نصف میراث ہے پھر سلیمان نے کہا ہمارے درمیان یہ فیصلہ کیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا عہد مبارک ذکر نہیں کیا۔

۶۳۵۶ — شرح : یعنی اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑ جائے تو بیٹی بہن کو عصبہ کر دے گی لہٰذا بیٹی کو تمام مال سے نصف دینے کے بعد باقی نصف بہن کو دیا جائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

۶۳۵۷ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِیْ قَیْسٍ عَنْ هُزَیْلٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَاَقْضِیَنَّ فِیْهَا بِقَضَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْاِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِاِبْنَةِ الْاِبْنِ السُّدُسُ وَمَا بَقِیَ فَلِلْاُخْتِ

بَابُ مِیْرَاثِ الْاِخْوَةِ وَالْاَخَوَاتِ

۶۳۵۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ دَخَلَ

۶۳۵۷ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس قضیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کروں گا یا کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی کو نصف اور پوتی کا چھٹا حصہ اور جو باقی بچے وہ بہن کے لئے ہے۔

۶۳۵۷ — شرح : علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ بہنیں بیٹوں کی عصبات ہیں یعنی بیٹیوں کا حصہ دینے کے بعد باقی بہنیں لے جائیں گی۔ لہٰذا اگر میت کی ایک بیٹی اور ایک بہن ہو تو بیٹی کو نصف دینے کے بعد باقی نصف کی بہن مستحق ہے اگر میت کی ایک بیٹی ایک پوتی اور ایک بہن ہے تو بیٹی کو نصف دیا جائے گا اور دو تہائیاں پوری کرنے کے بعد باقی ایک تہائی بہن کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔ اور اگر دو بیٹیاں اور بہن ہو تو دو تہائی بیٹیوں کو دیں گے اور باقی ایک تہائی بہن کو دیا جائے گا۔

باب بہنوں اور بھائیوں کی میراث

۶۳۵۸ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ میں بیمار تھا۔ حضور نے پانی منگوایا اور وضو فرمایا پھر وضو کا پانی میرے اوپر چھڑکا یا تو مجھے ہوش آیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم !

marfat.com

Marfat.com

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَرِيْضٌ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ وَ نَضَحَ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْئِهٖ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا لِيْ اَخَوَاتٌ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْفَرَائِضِ

بَابُ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ الْاٰيَةَ

میری صرف بہنیں ہی ہیں تو آیت میراث نازل ہوئی۔

شرح : فقہاء کا اس مسئلہ میں اجماع ہے کہ حقیقی بہن بھائی یا باپ کی جانب ۶۳۵۸ — سے بہن بھائی بیٹے اور پوتے اور پڑپوتے وغیرہ کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتے اور نہ ہی میت کے باپ کی موجودگی میں وارث ہوتے ہیں۔ لیکن دادا کی موجودگی میں بہنوں کے وارث ہونے میں اختلاف ہے۔ اس کے علاوہ ایک بہن کو نصف ملتا ہے جبکہ دو یا زیادہ لڑکیوں کا دو تہائی حصہ ہے لیکن مسئلہ اکدریہ میں جبکہ میت کا شوہر، ماں، دادا، بہن حقیقہ یا علاتی ہو تو شوہر کو نصف، ماں کو ایک تہائی دادا کو چھٹا حصہ اور بہن کو نصف ملے گا اور تصحیح نو تک عول کر جائے گی۔ صورت یہ ہے شوہر۔ ماں۔ دادا۔ بہن
۳ ۱ ۲ ۳
پھر دادا اور بہن کے چار حصے اکٹھے کئے جائیں اور ان کو مرد کے دو حصے اور عورت کا ایک حصہ کی نسبت سے تقسیم ہوں گے۔ چونکہ چار حصے تین مستحقین پر تقسیم نہیں ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا تین کو نو (۹) سے ضرب دیں تو ستائیس ہوئے اب اس تصحیح سے شوہر کو ۹ ماں کو ۶ دادا کو ۸ اور بہن کو ۴ حصے ملیں گے یعنی دوسری تصحیح سے شوہر اور ماں کو ۱۵ حصے دینے کے بعد باقی ۱۲ حصے دادا اور بہن میں دو ایک کی نسبت سے تقسیم ہوں گے۔ اس مسئلہ کو اکدریہ اس لئے کہتے ہیں کہ اُس نے زید بن ثابت پر اس کا اصل مکدر کر دیا تھا کیونکہ زید بن ثابت اس مسئلہ کے سوا دادا کی موجودگی میں بہن کو مستحق نہیں سمجھتے ہیں۔

باب اے محبوب وہ تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں
تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے"

اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی

marfat.com
Marfat.com

۶۳۵۹ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ النِّسَاءِ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ

بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا۔ اگر بہن کی اولاد نہ ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر اللہ تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔

شرح : کلالہ وہ میت ہے جس کے والدین اور اولاد نہ ہو۔ بعض نے کہا وہ وارث ہے جس کا والد ہو اور نہ ہی اولاد ہو بعض کہتے ہیں یہ وہ مال ہے جس کا باپ اور بیٹے کے بغیر کوئی وارث ہو۔

۶۳۵۹ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا سب سے آخری آئت جو نازل ہوئی وہ سورۂ نساء کا خاتمہ ہے اور وہ یہ ہے یَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ الآیۃ "

۶۳۵۹ — شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ سب سے آخر آئت ربا نازل ہوئی اور سب سے آخر سورت اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ" نازل ہوئی مروی ہے کہ سورۂ نصر کے نازل ہونے کے بعد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک سال دنیا میں تشریف فرما رہے اس کے بعد سورۂ براءت نازل ہوئی یہ آخری سورت ہے جو کامل نازل ہوئی اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم چھ ماہ دنیا میں تشریف فرما رہے پھر حجۃ الوداع کے موقعہ پر راستہ میں يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ " نازل ہوئی۔ اس کو آیت صیف بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ گرمی میں نازل ہوئی تھی پھر عرفہ کے روز اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ" نازل ہوئی " اس کے بعد سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیاسی روز دنیا کو شرفِ نیابت بخشا اس کے بعد آئتِ ربا نازل ہوئی پھر " وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ" نازل ہوئی اس کے بعد فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم اکیس روز حیات رہے۔ (قسطلانی)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِبْنَيْ عَمٍّ اَحَدُهُمَا اَخٌ لِاُمٍّ وَالْاٰخَرُ زَوْجٌ

وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْاَخِ مِنَ الْاُمِّ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ ٦٢٦٠ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَمَالُهٗ لِمَوَالِي الْعَصَبَةِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا اَوْ ضَيَاعًا فَاَنَا وَلِيُّهٗ فَلْيُدْعَ لَهٗ

باب چچا کے دو بیٹے ایک ماں کی جانب سے میّت کا بھائی اور دوسرا شوہر

حضرت علی رضی اللہ عنہا نے فرمایا شوہر کو نصف اور ماں کی جانب سے بھائی کو چھٹا حصّہ جو باقی بچے وہ دونوں بھائیوں میں دو نصف برابر۔

شرح : یعنی زید کے دو بیٹے ہیں اُن میں سے ایک بیٹا میّت کا اخیافی بھائی ہے اور دُوسرا شوہر ہے چونکہ میّت کی اولاد نہیں لہٰذا شوہر کا نصف حصّہ ہے اور ماں کی جانب سے بھائی کا چھٹا حصّہ ہے۔ ایک تہائی باقی میں دونوں بھائی برابر کے حصّہ دار ہیں، کیونکہ وہ عصبہ ہیں لہٰذا شوہر کا سارے ترکہ میں دو تہائی حصّہ ہے نصف بطور فرض اور چھٹا حصّہ بطور عصبہ اور ماں کی جانب سے بھائی کا کل ترکہ سے ایک تہائی حصّہ ہے۔ چھٹا حصّہ بطور اخیافی بھائی کے اور دوسرا چھٹا حصّہ بطور عصبہ ہونے کے دونوں کا مجموعہ ایک تہائی ہے۔ آئمۂ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ٦٢٦٠ — نے فرمایا "میں مومنوں کی جانوں سے ان کے زیادہ قریب ہوں"، پس جو کوئی فوت ہو جائے اور مال چھوڑ جائے تو اس کا مال اس کے موالی کا ہے جو عصبہ ہیں اور جس نے عاجز عیال چھوڑا اس کا

marfat.com
Marfat.com

۶۳۶۱ ـــ حَدَّثَنِیْ اُمَیَّۃُ بْنُ بِسْطَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ رَوْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَھْلِھَا فَمَا تَرَکَتِ الْفَرَائِضُ فَلِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ

بَابُ ذَوِی الْاَرْحَامِ

ولی میں ہوں اس کے لئے مجھے بلایا جائے۔

۶۳۶۰ ـــ شرح : موالی کی عصبہ کی طرف اضافتِ بیانیہ ہے جیسے شجرۃ الاراک میں اضافت بیانیہ ہے یعنی موالی جو عصبہ ہیں۔ کلًّا بفتح الکاف اور لام مُشَدَّد ہے بمعنی ثقل ہے قرآن کریم میں ہے " وَھُوَ کَلٌّ عَلٰی مَوْلٰہُ " اس کی جمع کُلُول ہے۔ یہ دین اور عیال کو شامل ہے ضیاع بفتح الضاد مصدر مبنی للفاعل ہے یعنی ہلاک ہونے والا یعنی بچے جو کوئی چیز نہ رکھتے ہوں یا مضاف محذوف ہے یعنی ذا ضیاع فقر و فاقہ والے" یعنی ان کی وفات کے بعد ان کے امور کا متولی ہوں اگر وہ زندہ ہوتے تو جو وہ اپنی اولاد کی مدد کر سکتے تھے۔ میں اُن سے زیادہ اِن کا مددگار ہوں اگر وہ مرتے وقت مال وغیرہ چھوڑ جائیں تو میں ان کے مال کو کھانے والے ظالموں کو مال کے آس پاس نہیں گھومنے دوں گا لہٰذا وہ ترکہ وارثوں کے لئے محفوظ رہے گا اور مال وغیرہ کچھ نہ چھوڑیں اور کمزور اولاد بچے وغیرہ چھوڑ جائیں تو میں ان کی کفالت کروں گا اور ان کی جائے پناہ ہوں گے اگر وہ قرض چھوڑ جائیں تو میں ادا کروں گا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے " وہ مومن کے لئے بہت بڑے مہربان ہیں رحیم ہیں "

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض ان کے مستحقین کو پہنچاؤ اور جو فرائض باقی چھوڑیں

۶۳۶۱ ـــ وہ قریبی مرد کے لئے ہے۔

باب ذوی الارحام

: یعنی ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں یا نہیں اور ذوالارحام کون ہیں؟ ارحام رحم کی جمع ہے دراصل رحم عورت کے

marfat.com
Marfat.com

۶۳۶۱ ـــ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ حَدَّثَكُمْ إِدْرِيسُ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرِيُّ الْأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ جَعَلْنَا مَوَالِيَ قَالَ نَسَخَتْهَا وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ

کے پیٹ میں بچہ دینے کی جگہ ہے اور اس کا برتن ہے پھر ولادت کے اعتبار سے قرابت کا نام رحم رکھا گیا۔ شریعت مطہرہ میں رحم ہر وہ قریبی ہے جس کا حصہ مقرر نہ ہو اور نہ ہی وہ عصبہ ہو۔ امام عینی نے ابن اثیر سے نقل کیا کہ ذوالرحم اقارب ہیں اور علم میراث میں عورتوں کی جہت سے اقارب پر ذورحم محرم کا اطلاق کیا جاتا ہے جس سے نکاح جائز نہ ہو جیسے ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی اور خالہ وغیرہ، تلویح میں ہے ذوالارحام وہ لوگ ہیں جو میت کے قریب ہیں اور کتاب وسنت میں اُن کا حصہ مقرر نہیں اور نہ ہی وہ لڑکیوں کے عصبہ ہیں جیسے لڑکیوں کی اولاد، بہنوں کی اولاد اور ماں کی جہت سے بھائی کی اولاد، بھتیجیاں، پھوپھی، خالہ باپ کی پھوپھی۔ باپ کا ماں کی جہت سے بھائی (چچا) نانا، ماں کے باپ کی ماں "پرنانی" اور اگر میت کا کوئی وارث نہ ہو جس کا حصہ مقرر ہے تو اس کا ترکہ مولی العتاقہ کو ملے گا جس کو میت نے آزاد کیا ہے۔ اگر وہ بھی نہیں تو ترکہ بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا اور ذوی الارحام سے جس کا حصہ مقرر ہے وہ وارث نہ ہوگا۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِس آیت کریمہ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا الْمَوَالِيَ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ، کی تفسیر میں کہا جب مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو انصاری مہاجر کا ذوی الارحام کے بغیر بھائی چارہ کے سبب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان بھائی چارہ کیا تھا۔ وارث ہوتا تھا۔ جب یہ آیت کریمہ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا الْمَوَالِيَ، نازل ہوئی تو اُس نے وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ، کو منسوخ کر دیا۔

۶۳۶۱ ـــ شرح : وَرَثہ کے لفظ کا اطلاق ذوی الارحام پر بھی ہوتا ہے اس لئے باب فی الاسلام

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مِيْرَاثِ الْمُلَاعَنَةِ

۶۳۶۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهٗ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَةِ

ذکر کیا لیکن اس سے یہ سمجھ نہ آتا تھا کہ ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں یا نہیں اس حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وارث نہیں ہوتے ہیں۔

باب مُلَاعَنہ کی میراث

۶۳۶۲ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں لعان کیا حضور نے اس کے لڑکے کی اس مرد سے نسب کی نفی کردی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں کے درمیان تفریق کردی اور بچہ عورت کو دے دیا۔

۶۳۶۲ — شرح : مُلَاعَنَہ اسم مفعول ہے اس سے مراد وہ عورت ہے جس کے شوہر اور اس کے درمیان لعان ہُوا ہو۔ ملاعنہ کی میراث سے غرض یہ ہے کہ جو شخص ملاعنہ کے بچے سے بری ہو جائے وہ بچہ کس کا وارث ہوگا اور اس کے فوت ہو جانے کی صورت میں اس کا وارث کون ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ ذوی الارحام کا وارث ہوگا جن کے ساتھ والدہ کی جانب سے اس کے رحم کا تعلق ہے اس سے بیت المال میں کچھ نہ دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ اس حدیث کی باب کے ساتھ مناسبت اس طرح ہے کہ بچے کو ماں کے ساتھ لاحق کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان وراثت جاری ہوگی کیونکہ جب بچے کو والدہ سے لاحق کردیا تو اس کا نسب اس کے والد سے منقطع ہوگیا۔ گویا کہ اس کا باپ ہی نہیں اس کی والدہ اس کی وارث ہوگی۔ ابوداؤد میں روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاعنہ کے بچے کا وارث اس کی ماں کو کیا اور ملاعنہ فوت ہونے کے بعد اس کے وارثوں کو اس کا وارث کیا۔ سنن اربعہ میں واثلہ بن اسقع

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ حُرَّةً كَانَتْ اَوْ اَمَةً

۶۳۶۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ عُتْبَةُ عَهِدَ اِلٰى اَخِيْهِ سَعْدٍ اَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ اِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ اَخَذَهُ سَعْدٌ قَالَ ابْنُ اَخِيْ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ اَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَتَسَاوَقَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ اِحْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَاٰى مِنْ شَبَهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ

سے مرفوع روائت ہے کہ عورت تین اشخاص کا وارث ہوتی ہے جس کو اُس نے آزاد کیا ہو اور جو لاوارث بچہ اُس نے اُٹھایا ہو اور جس بچہ پر اُس نے لعان کیا ہو اس حدیث کی حاکم نے تصحیح کی ہے۔

باب بچّہ صاحبِ فراش کا ہے
عورت آزاد ہو یا لونڈی ہو "

فراش سے مراد صاحبِ فراش ہے یہ شوہر سے کنایہ ہے۔ بیوی پر بھی فراش کا اطلاق ہوتا ہے، کیونکہ بیوی اور شوہر میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کا فراش ہے

۶۳۶۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عتبہ نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی زمعہ کی لونڈی کا بیٹا اس کا ہے اس کو اپنے قبضہ میں کر لینا، چنانچہ فتح مکہ میں سعد

marfat.com
Marfat.com

۶۳۶۴ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ

نے وہ بچہ پکڑ لیا اور کہا اس کے متعلق میرے بھائی نے مجھے وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہ نے کھڑے ہو کر کہا یہ میرا بھائی ہے میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فراش پر پیدا ہوا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" یہ میرا بھتیجہ ہے اس کے متعلق میرے بھائی نے مجھے وصیت کی تھی۔ عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ بچہ تیرے پاس رہے گا۔ بچہ اسی کا ہوتا ہے جس کے فراش پر پیدا ہو زانی کے لئے محرومی ہے پھر ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جبکہ اس کی مشابہت عتبہ سے دیکھی اس سے پردہ کیا کرو اُس نے ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ کو نہ دیکھا حتیٰ کہ فوت ہو گیا۔

۶۳۶۳ ـــ شرح : عاھر بمعنی زانی ہے حجر بمعنی حرمان ہے۔ یعنی زانی اس لڑکے کی نسبت سے محروم ہے جس کا وہ دعویٰ کرتا ہے۔ عربوں کی عادت ہے کہ جس شخص کو خسارہ ہو "لہ الحجر" وہ محروم ہے یہ کہنا کہ حجر سے مراد رجم کرنا ہے صحیح نہیں کیونکہ رجم اس شخص کو کیا جاتا ہے جو شادی شدہ زنا کرے کنوارا شخص زنا کرے تو اس کی حد کوڑے ہیں رجم نہیں۔ (حدیث ۱۹۲۷ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۳۶۴ ـــ ترجمہ : محمد بن زیاد نے کہا کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ صاحبِ فراش (شوہر) کا ہے۔

۶۳۶۴ ـــ شرح : ابن عبدالبر نے کہا اس حدیث کو بیس سے زائد صحابہ کرام نے ذکر کیا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول صحیح احادیث میں سے یہ صحیح تر ہے۔ "للعاہر الحجر" کے معنی یہ ہیں اے سعد تم اس بچہ کو اپنا بھتیجہ تصور کر رہے ہو حالانکہ یہ لونڈی تیرے بھائی کا فراش نہ تھی۔ نسب اسی وقت ثابت ہوتا ہے اگر اس کا فراش ہو لہٰذا تیرا بھائی زانی تھا اور زانی کی طرف بچہ منسوب نہیں ہوتا لہٰذا وہ محروم ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْوَلَاءِ لِمَنْ اَعْتَقَ وَمِيْرَاثُ اللَّقِيْطِ

وَقَالَ عُمَرُ اللَّقِيْطُ حُرٌّ ۶۳۶۵ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرِيْهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ وَاُهْدِيَ لَهَا فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ قَالَ الْحَكَمُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَقَوْلُ الْحَكَمِ مُرْسَلٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَاَيْتُهُ عَبْدًا

باب ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے اور لقیط کی میراث

عمر فاروق نے فرمایا لقیط آزاد ہے۔ وَلاء بفتح الواو ولائت سے مشتق ہے اس کے معنی نصرت اور محبت کے ہیں، کیونکہ ولائت عتاقہ اور موالاۃ میں نصرت اور محبت ہے یا یہ ولی سے مشتق ہے ولی کے معنی قرب کے ہیں۔ یہ قرابت حکمیہ جو غلام کو آزاد کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ شریعت میں اس کے معنی ولاء عتاقہ کے سبب ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے۔ قولہ میراث اللقیط اس میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی کیونکہ بخاری کی شرط کے مطابق کوئی ایسی حدیث نہیں ملی تھی۔ قولہ قال عمر رضی اللہ عنہ، یعنی عمر فاروق نے فرمایا لقیط حُرّ ہے یعنی لاوارث بچہ جو اُٹھایا جائے وہ حُرّ، آزاد، ہے لہٰذا اس کی ولاء بیت المال میں ہوگی۔ کیونکہ ولاء تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔ یہ امام مالک، شافعی اور احمد کا مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ جہاں چاہے اپنی ولائت نقل کرسکتا ہے لیکن جس شخص کی طرف اُس نے ولائت نقل کی اور اُس نے کوئی جرم کیا جس کی منقول الیہ نے دیت ادا کردی تو اس کے بعد کسی دوسری طرف ولائت نقل نہیں کرسکتا۔

۶۳۶۵ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے خرید لو۔ ولاء اس کی ہوتی

marfat.com
Marfat.com

۶۳۶۶ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ

بَابُ مِيْرَاثِ السَّائِبَةِ

۶۳۶۷ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْ قَيْسٍ

ہے جو آزاد کرے۔ بریرہ کو بکری صدقہ کیا گیا تو فرمایا یہ اس کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

قَالَ الْحَكَمُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا وَقَوْلُ الْحَكَمِ مُرْسَلٌ "

حکم نے کہا بریرہ کا شوہر آزاد مرد تھا حکم کا قول مرسل ہے (مسند نہیں) بعض علماء نے کہا بخاری کا یہ کلام اصطلاح کے مخالف ہے، کیونکہ جو حدیث بعض راویوں پر موقوف ہو اس کو مرسل نہیں کہا جاتا (عینی)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا " میں نے اس کو غلام دیکھا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے بریرہ کا شوہر غلام دیکھا ہے اور یہ صحیح تر ہے۔ بریرہ کا شوہر مغیث تھا جو بنی مخزوم سے آل مغیرہ کا غلام تھا جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تجھے اختیار ہے کہ تو اپنے شوہر مغیث کی زوجیت میں رہے یا اس سے علیحدگی اختیار کرے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو اسی لئے اختیار دیا تھا کہ وہ غلام تھا (عینی)

۶۳۶۶ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اس کے لئے ہے جس نے آزاد کیا "

۶۳۶۶ — شرح : اس حدیث سے امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ جس نے کسی کی طرف سے غلام آزاد کیا اس کی ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے۔

باب سائبہ کی میراث

۶۳۶۷ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمان سائبہ نہیں کرتے جاہلیت والے سائبہ کرتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْاِسْلَامِ لَا يُسَيِّبُوْنَ وَاَنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَ

۶۳۶۸ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عَائِشَةَ اشْتَرَتْ بَرِيْرَةَ لِتُعْتِقَهَا فَاشْتَرَطَ اَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ لِاُعْتِقَهَا وَاِنَّ اَهْلَهَا يَشْتَرِطُوْنَ وَلَاءَهَا فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ اَوْقَالَ

شرح ۶۳۶۷ : سائبہ اس کو کہتے ہیں جو اپنا مال جہاں چاہے رکھے یعنی جو غلام سائبہ آزاد ہو اور اس کی ولاء آزاد کرنے والے کے لئے نہ ہو اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہو تو وہ اپنا مال جہاں چاہے رکھتا ہے۔ حدیث شریف میں اس پر نہی وارد ہے۔

علامہ قسطلانی نے کہا سائبہ غلام وہ ہے جسے اس کا مالک کہے کہ تجھ پر کسی کی ولائت نہیں تو سائبہ ہے اس سے اس کی مراد عتق ہوتی تھی اور اس پر کسی کی ولاء نہیں۔ مالک غلام سے کہتا میں نے تجھے سائبہ آزاد کیا یا تو سائبہ حُر ہے۔ بعض دفعہ اپنے غلام سے یہ کہتے میں نے تجھے آزاد کیا اس حال میں کہ تو سائب ہے یا کہتے تو آزاد ہے اس حال میں کہ تو سائب ہے۔ پہلے دو صیغوں میں آزاد ہونے کے لئے عتق کی نیت ضروری ہے۔ دُوسرے دو صیغوں میں کہ میں نے تجھے سائبہ آزاد کیا یا تو سائبہ حُر ہے۔ عتق کی نیت کے بغیر آزاد ہو جاتا ہے۔ جمہور فقہا نے اسے مکروہ کہا ہے۔ ایک آدمی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنا غلام آزاد کیا تھا اور اس کو میں نے سائبہ کیا تھا۔ وہ مر گیا ہے اس کا ترکہ اور اس کا وارث کوئی نہیں عبداللہ بن مسعود نے کہا مسلمان سائبہ نہیں کرتے جاہلیت کے لوگ سائبہ کرتے تھے تو اس کی نعمت کا ولی ہے لہٰذا اس کی میراث تیرے لئے ہے۔

ترجمہ ۶۳۶۸ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لئے خریدا تو اس کے مالکوں نے اس کی ولاء کی شرط اپنے لئے کی۔ ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لئے خریدا ہے اور اس کے مالک

marfat.com
Marfat.com

اَعْطَى الثَّمَنَ قَالَ فَاشْتَرَتْهَا فَاَعْتَقَتْهَا قَالَ وَخُيِّرَتْ نَفْسَهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَقَالَتْ لَوْ اَعْطَيْتُ كَذَا وَكَذَا مَا كُنْتُ مَعَهٗ قَالَ الْاَسْوَدُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ قَوْلُ الْاَسْوَدِ مُنْقَطِعٌ وَقَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ رَاَيْتُهٗ عَبْدًا اَصَحُّ **بَابُ اِثْمِ مَنْ تَبَرَّاَ مِنْ مَوَالِيْهِ** ۶۳۶۹ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَؤُهٗ اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ غَيْرَ هٰذِهٖ

اس کی ولاء کی شرط اپنے لئے کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آزاد کر دو ولائت اس کے لئے ہے جو آزاد کرے یا فرمایا جو اس کی قیمت ادا کرے۔ راوی نے کہا ام المؤمنین نے اس کو خریدا پھر آزاد کر دیا اور بریرہ کو اختیار دیا گیا (کہ اپنے شوہر کے نکاح میں رہے یا علیحدگی اختیار کرلے) اُس نے اپنی ذات کو اختیار کیا اور کہا اگر مجھے اتنا اتنا مال دیا جائے تو بھی میں اس کے ساتھ نہیں رہوں گی۔ اسود نے کہا بریرہ کا شوہر آزاد تھا۔ اسود کا قول منقطع ہے اور ابن عباس کا قول کہ میں نے اس کو غلام دیکھا ہے صحیح تر ہے۔

۶۳۶۸ ــــ شرح : منقطع اسناد وہ ہے جس سے کوئی راوی ساقط ہو یا اس میں مبہم راوی مذکور ہو۔ خطیب نے کہا تابعی یا تبع تابعی کا قول یا فعل روائت کیا جائے جو اسی پر موقوف ہو وہ منقطع ہے۔ بعض نے کہا منقطع مرسل جیسی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا اسناد متصل نہ ہو لیکن بکثرت مرسل اسی کو کہتے ہیں جس کی تابعی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرے مشہور یہ ہے کہ مرسل صحابی کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

باب اس شخص کو گناہ جو اپنے موالی سے برأت کرے

۶۳۶۹ ــــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے پاس اللہ کی کتاب کے

marfat.com
Marfat.com

الصَّحِيْفَةِ قَالَ فَاَخْرَجَهَا فَاِذَا فِيْهَا اَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَاَسْنَانِ الْاِبِلِ قَالَ وَفِيْهَا الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى كَذَا فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَمَنْ وَالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ

کے سوا کوئی کتاب نہیں جو ہم پڑھتے ہیں۔ سوا اس صحیفہ کے جو تلوار کے قرابہ میں رکھتا ہوں۔ راوی نے کہا حضرت علی نے وہ صحیفہ نکالا اچانک دیکھا کہ اس میں چند اشیاء تھیں جو زخموں اور دیت کے اونٹوں کے احکام سے متعلق تھیں کہا اس صحیفہ میں یہ تھا کہ مدینہ منورہ عیر سے یہاں تک جو ثور ہے حرم ہے اس میں جس نے کوئی بدعت پیدا کی یا کسی بدعتی کو جگہ دی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت میں اس کا کوئی نفل اور فرض قبول نہ کیا جائے گا اور جس نے کسی قوم سے اپنے موالی کی اجازت کے بغیر دوستی کرلی اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے قیامت میں اس کا کوئی نفل و فرض قبول نہ ہوگا۔ مسلمانوں کا عہدِ ذمہ ایک ہی ہے ادنیٰ مسلمان اس کی تکمیل میں سعی کرے جس نے مسلمانوں کا عہد نقض کیا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے قیامت میں اس سے نفل اور فرض قبول نہ کیا جائے گا۔

شرح : لوگوں نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارا ۶۳۶۹ —— حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے میں توقف کا کیا سبب ہے کیا قرآن کریم کے سوا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جبکہ یہ مشہور تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

۶۳۷۰ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَ عَنْ هِبَتِهٖ

بَابٌ اِذَا اَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ

وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَرٰى لَهٗ وِلَايَةً وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَيُذْكَرُ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ رَفْعُهٗ قَالَ هُوَ اَوْلَى النَّاسِ

قرآن جمع کرنے میں مشغول ہیں۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی کتاب کے سوا ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں سوا اس صحیفہ کے کہ اس میں دیت میں دیئے گئے اونٹوں کی عمر کے متعلق احکام ہیں اور عیر سے ثور تک مدینہ منورہ کے حرم ہونے کا ذکر ہے۔ صاحب قاموس نے کہا مدینہ منورہ میں ایک پہاڑ ہے جسے ثود کہتے ہیں۔ بعض علماء نے ثور کی جگہ اُحُد ذکر کیا ہے اس کو صحیح کہا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہوسکتا ہے کہ یہ مدینہ منورہ میں پہاڑ ہوگا جس کا نام لوگوں نے فراموش کر دیا ہے۔ لیکن یہ امکان بعید تر ہے۔ مدینہ منورہ کی تاریخ میں بہت مواضع اور پہاڑ ذکر کئے ہیں وہاں تمام اماکن اور جبال کو ضبط کیا ہے۔

۶۳۷۰ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کی بیع اور ہبہ سے منع فرمایا ہے۔

۶۳۷۰ ـــ شرح : کیونکہ بیع اور ہبہ قبضہ اور تسلیم کے بغیر مکمل نہیں ہوتے اور ولاء میں قبضہ اور تسلیم مقدور نہیں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن ابی شیبہ نے ابوبکر میں محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کی کہ قبیلہ محارب کی ایک عورت نے غلام آزاد کیا اور اس کی ولاء عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو ہبہ کر دی جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جائز قرار دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بخاری کی یہ حدیث اس کو مسترد کرتی ہے بعض نے کہا اس حدیث سے ولاء کی بیع اور ہبہ دونوں منسوخ ہیں ہوسکتا ہے کہ بخاری کی یہ حدیث مجوزین کو نہ پہنچی ہو۔

باب جس وقت کوئی کافر مسلمان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے

marfat.com
Marfat.com

بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ وَاخْتَلَفُوْا فِيْ صِحَّةِ هٰذَا الْخَبَرِ

۶۳۷۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ اَهْلُهَا نَبِيْعُكِهَا عَلٰى اَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حسن بصری نے کہا جس کے ہاتھ پر مسلمان ہو وہ اس کا وارث نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے لئے اس کی ولاء ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے صرف مُعْتِق "آزاد کرنے والے" کے لئے وَلَاء ہے۔ تمیم داری سے مرفوع روائت ہے کہ حضور نے فرمایا آزاد کرنے والا اس کی حیات وممات کے دُوسرے لوگوں سے زیادہ قریب ہے۔ اس خبر کی صحت میں اختلاف ہے۔

شرح : یعنی جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوکر مرجائے تو اس کو غسل اور تجہیز وتکفین اور نماز جنازہ وہ سرانجام دے گا۔ میراث میں اس کے قریب نہیں کیونکہ وَلاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے۔ قولہ یذکر" یہ صیغہ مجہول سے اس خبر کے ضُعف کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ خبر صحیح نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ "ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے۔ امام شافعی نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں۔ ترمذی نے کہا اس کا اسناد متصل نہیں۔ خطابی نے کہا امام احمد نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ امام عینی نے تمیم داری کی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن جریر طبری نے تہذیب میں روائت کی کہ ایک شخص عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا ایک آدمی میرے ہاتھوں مسلمان ہوتا ہے اور مرجاتا ہے۔ ایک ہزار درہم ترکہ چھوڑ جاتا ہے اس کی میراث کس کے لئے ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا مجھے یہ بتاؤ کہ اگر مسلمان ہونے والا کوئی جرم کرتا تو اس کی دیت کون ادا کرتا اُس نے کہا میں ادا کرتا۔ عمر فاروق نے فرمایا اس کی میراث بھی تیرے لئے ہے اس کو مسروق نے عبداللہ بن مسعود سے روائت کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے بھی یہی کہا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۳۷۱ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ لونڈی خرید کر آزاد کریں تو لونڈی کے مالکوں نے کہا

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ

۶۳۷۲ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اشْتَرَیْتُ بَرِیْرَةَ فَاشْتَرَطَ اَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْتِقِیْهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْطَی الْوَرِقَ قَالَتْ فَاَعْتَقْتُهَا قَالَتْ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَیَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَقَالَتْ لَوْ اَعْطَانِیْ کَذَا وَکَذَا مَا بِتُّ عِنْدَهٗ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا قَالَ وَکَانَ زَوْجُهَا حُرًّا

ہم ام المؤمنین سے اس صورت میں لونڈی فروخت کرتے ہیں کہ اس کی وَلاء ہمارے لئے ہو۔ ام المؤمنین نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا ان کی یہ شرط تمہیں خریدنے سے منع نہیں کرتی۔ وَلاء صرف اس کی ہے جو آزاد کرے۔

۶۳۷۱ ـــ شرح : کرمانی نے کہا لِمَنْ میں لام اختصاص کے لئے ہے یعنی ولاء اس شخص کے ساتھ مختص ہے جو آزاد کرے اور اس میں مال خرچ کرے۔ الحاصل جو کوئی کسی شخص کے ہاتھوں اسلام قبول کرے مسلمان ہونے والے کی ولاء اس کے لئے نہیں کیونکہ ولاء آزاد کرنے والے کے ساتھ مختص ہے۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ لام استحقاق کا ہو اور آزاد کرنے والے کا ولاء کا مستحق ہونا دوسرے کے استحقاق کے منافی نہیں ممکن ہے کہ لام ضرورت کے لئے ہو کیونکہ معتق کے لئے ولاء کا ہوجانا اس کے غیر کے لئے ہونے کے منافی نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۳۷۲ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو اس کے مالکوں نے یہ شرط کی کہ اس کی وَلاء ان کے لئے ہے۔ ام المؤمنین نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اس کو آزاد کردو۔ ولاء اس کے لئے جو روپے خرچ کرے۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے اس کو آزاد کردیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس کو اپنے شوہر کی زوجیت میں رہنے میں اختیار دیا۔ بریرہ نے کہا اگر وہ مجھے اتنا اتنا بھی دے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَا يَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ

۶۳۷۳ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَرَادَتْ عَائِشَةُ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَقَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمْ يَشْتَرِطُوْنَ الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ ۶۳۷۴ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْطَى الْوَرِقَ وَوَلِيَ النِّعْمَةَ

تو میں اس کے پاس نہ رہوں گی اور اپنے آپ کو اختیار کر لیا۔

باب جس ولاء کی عورت وارث ہے

۶۳۷۳ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ اپنے لئے ولاء کی شرط لگاتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بریرہ کو خرید لو ولاء اسی کے لئے ہے جو آزاد کرتا ہے (یعنی جب عورتیں آزاد کریں تو وہ ولاء کی مستحق ہوتی ہیں۔

۶۳۷۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نبی کریم صلی اللہ

شرح : یعنی ولی النعمت وہ ہے جو قیمت دینے کے بعد آزاد کر دے کیونکہ ولائت نعمت ہے جس کے سبب میراث کا استحقاق ہوتا ہے وہ عتق سے حاصل ہوتی ہے اور ہر وہ مقام جہاں آزاد کرنے والے مرد کے لئے ولاء ہے آزاد کرنے والے مرد کے لئے ولاء ہے آزاد کرنے والی عورت کے لئے بھی استحقاقِ ولاء ہے۔ لہٰذا اگر مرد اور عورت غلام آزاد کریں تو دونوں کے لئے ولاء ثابت ہوگی۔ اسی طرح ان کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے استحقاقِ ولاء ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الْاُخْتِ

۶۳۷۵ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ قُرَّةَ وَقَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اَوْ كَمَا قَالَ

۶۳۷۶ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ اَوْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

باب کسی قوم کا مولیٰ (آزاد کردہ) انہی میں سے ہے قوم کا بھانجہ انہی میں سے ہے "

۶۳۷۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کا آزاد کردہ غلام انہی میں سے ہے۔ اَوْ كَمَا قَالَ

۶۳۷۶ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی قوم کا بھانجہ انہی میں سے ہے (راوی کو منہم یا من انفسہم میں شک ہے)

۶۳۷۵-۶۳۷۶ — شرح : یعنی کسی قوم کا آزاد کردہ غلام انہی کی طرف منسوب ہوتا ہے اسی طرح اُن کا بھانجہ انہی میں سے شمار ہوتا ہے کہ وہ بحیثیت ذی رحم وارث ہوتا ہے اور وہ اس کے وارث ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے اُن حضرات نے استدلال کیا جو توریث ذوالارحام کے قائل ہیں امام ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد اور امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔ اور عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لیسے علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود ایک مشہور روایت کے مطابق ابن عباس، معاذ بن جبل اور خلفاء راشدین بھی یہی مسلک ہے۔ شوافع بھی اس زمانہ میں ذوی الارحام کی توریث کا فتویٰ دیتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مِيْرَاثِ الْاَسِيْرِ

وَكَانَ شُرَيْحٌ يُوَرِّثُ الْاَسِيْرَ فِيْ اَيْدِي الْعَدُوِّ وَيَقُوْلُ هُوَ اَحْوَجُ اِلَيْهِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَجِزْ وَصِيَّةَ الْاَسِيْرِ وَعَتَاقَتَهُ وَمَا صَنَعَ فِيْ مَالِهِ مَالَمْ يَتَغَيَّرْ عَنْ دِيْنِهِ فَاِنَّمَا هُوَ مَالُهُ يَصْنَعُ فِيْهِ مَا شَاءَ

۶۳۷۷ — حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَاِلَيْنَا

باب قیدی کی میراث

اور قاضی شُریح دشمن کے ہاتھوں قیدی کو وارث کرتے تھے اور کہتے تھے۔ قیدی وراثت کا محتاج ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا قیدی کی وصیت اور اس کا آزاد کرنا اور وہ اپنے مال میں جو بھی تصرف کرے اسے جائز سمجھو جب تک اس کا دین نہ بدلے کیونکہ وہ اس کا مال ہے جو چاہے اس میں تصرّف کر سکتا ہے۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶۳۷۷ — نے فرمایا جس نے ترکہ چھوڑا وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے اور جس نے قرضہ چھوڑا وہ ہمارے ذمّہ ہے۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ دشمن کے ۶۳۷۷ — ہاتھوں میں قیدی "مَنْ تَرَكَ" میں داخل ہے۔ امام عینی نے ابن بطال سے نقل کیا کہ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ جب قیدی کے لئے میراث پائی جائے تو وہ اس کے آزاد ہونے تک موقوف رکھی جائے امام مالک، شافعی علماء کوفہ اور جمہور کا یہی مسلک ہے؛ کیونکہ جب قیدی مسلمان ہو تو وہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ فَإِذَا أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يُقْسَمَ الْمِيرَاثُ فَلَا مِيرَاثَ لَهُ

۶۳۷۸ — حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ

مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَةِ الْمُسْلِمِينَ" کے عموم میں داخل ہے؛ چونکہ قیدی بھی مسلمان ہے لہٰذا اس پر مسلمانوں کے احکام جاری ہوں گے۔ اس کی بیوی کسی شخص سے نکاح نہیں کر سکتی جب تک وہ زندہ ہو اس کا مال تقسیم نہیں کیا جا سکتا اور اگر اس کی زندگی کا علم نہ ہو اور اس کا مکان بھی معلوم نہ ہو اس کا حال مجہول ہو تو وہ مفقود الخبر کے حکم میں ہوگا اس پر مفقود الخبر کے احکام جاری ہوں گے (حدیث ۲۲۴۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب مُسلمان کافر کا وارث نہیں اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث ہے اور اگر ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو اس کے لئے میراث نہیں

۶۳۷۸ — ترجمہ: اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کافر کا وارث نہیں اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث ہے۔

۶۳۷۸ — شرح: یعنی اگر قیدی مثلاً اپنے والد یا بھائی کا ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو اس کے لئے میراث نہیں کیونکہ موت کے وقت کا اعتبار ہے تقسیم کے وقت کا اعتبار نہیں فقہاء جمہور کا مسلک یہی ہے۔ وراثت میں ملت کا اتحاد شرط ہے اور اختلاف ملتین حرمان کا سبب ہے۔ اس لئے کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا اس میں تمام کا اتفاق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ کافروں کے لئے مسلمانوں پر ہرگز کوئی راہ نہیں کرتا" اگر کافر کو مسلمان کا وارث بنایا جائے تو اس کو مسلمان پر راہ مل گئی جو قرآن کے خلاف ہے؛ کیونکہ سبیل کی نفی حکم کے اعتبار سے ہے حقیقت کے لحاظ سے نہیں۔ بہرحال کافر مسلمان کا وارث نہیں لیکن مسلمان کے کافر کا وارث ہونے میں اختلاف ہے۔ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں مسلمان کافر کا

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مِيرَاثِ الْعَبْدِ النَّصْرَانِيِّ وَالْمُكَاتَبِ
النَّصْرَانِيِّ وَإِثْمِ مَنِ انْتَفَى مِنْ وَالِدِهِ
بَابُ مَنِ ادَّعَى أَخًا أَوِ ابْنَ أَخٍ إِلَى

۶۷۶۹ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ
ابْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي

دارث نہیں احناف اور امام شافعی کا یہی مسلک ہے اس جواب کی اساس استحسان ہے قیاس یہ حکم کرتا ہے کہ مسلمان کافر کا وارث ہو جیسا کہ بعض صحابہ کرام کا بھی یہ مسلک ہے۔ رہا یہ کہ مسلمان مرتد کا دارث ہے یا نہیں تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرتد نے اسلام کی حالت میں جو مال کسب کیا تھا اس کا مسلمان وارث ہوگا اسی لئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان وارث مرتد کے اسلام کے کسب کا وارث ہے، ردت کے کسب کا وارث نہیں اور مرتد مسلمان کا وارث نہیں یہ اس کے مرتد ہونے کی سزا ہے

باب نصرانی غلام اور نصرانی مکاتب کی میراث اور اس کو گناہ جو اپنے بچے کے نسب کی نفی کرے

امام عینی نے ابن بطال مالکی سے نقل کیا کہ علماء کا مذہب یہ ہے کہ جب نصرانی غلام مرجائے تو اس کا مال اس کے مالک کا ہے، کیونکہ وہ اس کا غلام تھا اور غلام کا مال مالک کا مال ہوتا ہے کیونکہ غلام کی ملکیت صحیح نہیں لہٰذا اس کا مالک بحیثیت وراثت اس کے مال کا مستحق نہیں اور جب مکاتب کتابت ادا کئے بغیر مرجائے لیکن جو مال وہ چھوڑ گیا ہو وہ کتابت کے لئے کافی ہے تو وہ مال بحیثیت کتابت لیا جائے گا اور جو باقی بچا وہ بیت المال میں جمع کرا دیا جائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلَيَّ اَنَّهٗ ابْنُهٗ اُنْظُرْ اِلٰى شَبَهِهٖ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هٰذَا
اَخِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِيْ مِنْ وَلِيْدَتِهٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَبَهِهٖ فَرَاٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ
اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ قَالَتْ
فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ

باب جس شخص نے بھائی یا بھتیجہ کا دعویٰ کیا

۶۳۷۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ نے ایک بچہ کے متعلق جھگڑا کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" یہ عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا میرا بھتیجہ ہے اُس نے مجھے وصیت کی تھی کہ وہ اُس کا بیٹا ہے آپ اس کی مشابہت پر نظر فرمائیں۔ عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بھائی ہے میرے والد کی لونڈی سے اس کے بستر پہ پیدا ہوا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کی مشابہت کو دیکھا تو اس کی عتبہ سے واضح طور پہ مشابہت پائی۔ حضور نے فرمایا اے عبد! یہ بچہ تیرے لئے ہے بچہ شوہر کے لئے ہے زانی کے لئے حرمان ہے۔ اے سودہ بنت زمعہ تم نے اس بچہ سے پردہ کرنا ہوگا۔ اُس نے ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو مرنے تک نہ دیکھا۔

۶۳۷۹ — شرح : سودہ بنت زمعہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام المؤمنین ہیں اور زمعہ کی لونڈی کا یہ بچہ متنازع فیہ تھا اس کا نام عبد الرحمٰن تھا اس کے متعلق حضور نے فیصلہ کیا تھا کہ یہ عبد بن زمعہ کا بھائی ہے پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ باپ کا غیر اس کا کسی سے نسب لاحق نہیں کر سکتا؛ چنانچہ جب کوئی فوت ہو جائے اور ایک بیٹا وارث چھوڑ جائے اور اس کا کوئی وارث نہیں پھر بیٹا یہ اقرار کرے کہ فلاں اس کا بھائی ہے تو امام مالک اور علماء کوفہ کے نزدیک اس کا نسب ثابت نہ ہوگا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی مشہور یہی ہے کہ اس اقرار سے نسب ثابت نہ ہوگا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا بیٹا اپنے والد کے قائم مقام ہے۔ لہٰذا اس کا اقرار ایسا ہے جیسے میت نے زندگی میں اقرار کیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ

٦٣٨٠ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ فَذَكَرْتُهٗ لِاَبِيْ بَكْرَةَ فَقَالَ وَاَنَا سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام مالک اور علماء کوفہ کی دلیل یہ ہے کہ کسی کو اپنا بھائی کہنا باپ کی طرف نسبت کرنا ہے، حالانکہ غیر کی طرف کسی کو منسوب کرنا جائز نہیں۔ جس شخص نے اپنے بچہ کے نسب کی نفی کی اس میں وعید شدید مذکور ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرے گا۔ ایک روائت کے مطابق وہ دوزخ میں ہوگا، واللہ ورسولہ اعلم!

باب جس نے غیر باپ کی طرف نسبت کی

ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے غیر کی طرف ٦٣٨٠ ـــ کی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے میں نے یہ ابوبکرہ سے ذکر کیا تو اس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے کانوں نے سنا ہے اور دل نے یاد کیا ہے۔

شرح : قولہ مَنِ انْتَسَبَ الخ جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کی بجائے اور کسی طرف ٦٣٨٠ ـــ کی ؛ حالانکہ وہ جانتا ہے وہ شخص اس کا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے یہ تہدید اور تغلیظ پر محمول ہے ہاں جو اس کو حلال اور جائز کہتا ہے وہ کافر ہے اور کافروں پر جنت حرام ہے اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا اس نے کفر کیا اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ وہ باپ سے اعراض کو جائز سمجھتا ہے تو کافر ہے یا کفر سے مراد کفرانِ نعمت ہے یعنی اس نے ابوتیت جیسی عظیم نعمت کا انکار کیا ہے، یا اس نے اللہ تعالیٰ کے حق یا اپنے باپ کے حق کا انکار کیا ہے یا تہدید و تغلیظ پر محمول ہے کما قلنا قبلُ ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۶۳۸۱ — حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِیْعَةَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْهِ فَهُوَ كُفْرٌ

بَابُ اِذَا ادَّعَتِ الْمَرْاَةُ اِبْنًا

۶۳۸۲ — حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتِ امْرَاَتَانِ وَمَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدٰهُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰی اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا اِلٰی دَاوٗدَ فَقَضٰی بِهِ لِلْكُبْرٰی فَخَرَجَتَا عَلٰی سُلَیْمٰنَ ابْنِ دَاوٗدَ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِیْ بِالسِّكِّیْنِ اَشُقُّهُ بَیْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰی

علیہما السلام

۶۳۸۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے آباء سے اعراض نہ کرو جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا اُس نے کفر کیا۔

باب جب عورت کسی بیٹے کا دعویٰ کرے

۶۳۸۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو عورتوں کے ساتھ اُن کے دو بیٹے تھے۔ بھیڑیا آیا اور اُن میں سے ایک کا بیٹا لے گیا اُس نے اپنی ساتھی دوسری عورت سے کہا وہ تیرا بیٹا لے گیا ہے دوسری نے کہا وہ تو تیرا ہی بیٹا لے گیا ہے۔ دونوں داؤد علیہ السلام کے پاس فیصلہ لے گئیں۔ اُنہوں نے بڑی عورت کے حق

marfat.com

Marfat.com

قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ اِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ قَطُّ اِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا نَقُوْلُ اِلَّا الْمُدْيَةَ

میں فیصلہ کر دیا پھر وہ دونوں سلیمان علیہ السلام کے پاس فیصلہ لے گئیں اور واقعہ سے انہیں خبردار کیا تو اُنہوں نے فرمایا میرے پاس چھری لاؤ میں اس بچہ کو تم دونوں کے درمیان تقسیم کر دوں۔ چھوٹی عورت نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے ایسا نہ کرو وہ بڑی کا بیٹا ہے۔ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ ابو ہریرہ نے کہا بخدا! میں نے اس دن کے سوا کبھی سکین کا نام نہ سُنا تھا ہم اس کو مُدْیَہ ہی کہا کرتے تھے۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس حدیث میں ہر ایک عورت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اس کا بیٹا ہے اس حدیث سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت جس کا شوہر فوت ہوگیا ہو کسی غیر معروف نسب والے بچہ کو اپنا بیٹا کہے کوئی اور شخص اس سے اس بچہ میں تنازع نہ کرے تو اس کی بات اور دعویٰ تسلیم کیا جائے گا۔ اور وہ دونوں میں سے کسی کے فوت ہونے کی تقدیر پر ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ نیز اس بچہ کے مادرزاد بھائی اس کے وارث ہوں گے اگر اس کا شوہر زندہ ہو اور وہ یہ دعویٰ کرے کہ یہ بچہ اس کا بیٹا ہے لیکن شوہر اس کا انکار کرتا ہے تو عورت کا قول معتبر نہ ہوگا ہاں اگر وہ اس پر دو گواہ پیش کرے تو اس کی بات تسلیم کی جائیگی۔

۶۴۸۳ ——

اگر یہ سوال پوچھا جائے حضرت سلیمان علیہ السلام نے داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کے خلاف فیصلہ کیوں کیا۔ بعض نے کہا اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں نے بذریعہ وحی فیصلہ کیا تھا اور سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ داؤد علیہ السلام کے فیصلہ کا ناسخ تھا یا دونوں فیصلے اجتہاد سے تھے ایسے فیصلہ میں اقویٰ دلیل کے باعث دوسرے کے فیصلہ کا نقض جائز ہے۔ امام عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ پہلا جواب کمزور ہے کیونکہ اس فیصلہ کے وقت سلیمان علیہ السلام کی عمر شریف دس برس تھی اس وقت وحی ان کے پاس نہ آیا تھا۔ علماء نے کہا حضرت داؤد علیہ السلام نے سلیمان علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا جبکہ ان کی عمر شریف بارہ برس تھی۔ مقاتل نے کہا سلیمان علیہ السلام قضاء میں زیادہ ماہر تھے جبکہ داؤد علیہ السلام بہت عبادت کرتے تھے۔ علامہ کرمانی نے کہا جب خصم نے اقرار کر لیا کہ حق اس کے ساتھی کا ہے تو اس کے خلاف حکم کیوں کیا پھر اس کا جواب دیا کہ انہوں نے قرینہ سے معلوم کر لیا تھا کہ اس کی مراد واقعی امر نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عورت کی شفقت سے استدلال کیا کہ وہ اس کی

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْقَائِفِ

۶۳۸۴ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُورًا تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ فَقَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ

ماں ہے شاید بڑی نے اس کے بعد اقرار کر لیا ہو ،،

حلِ لغات : مُدْیَۃ ،، چھری ہے اس کو مدیہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حیوان کی زندگی کی مُدّت قطع کر دیتی ہے ۔ جبکہ سکین کو اس لئے یہ نام دیا گیا ہے کہ یہ حیوان کی حرکت میں سکون پیدا کرتی ہے ۔

باب قیافہ دان

۶۳۸۴ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بہت خوش آئے اس حال میں کہ آپ کے چہرہ انور کے خطوط چمک رہے تھے ۔ فرمایا ،، اے عائشہ ،، کیا تو نے دیکھا نہیں کہ مُجَزِّز نے ابھی ابھی زید بن حارثہ اور اُسامہ بن زید کو دیکھ کر کہا ہے کہ یہ قدم ایک دوسرے سے ہیں۔

۶۳۸۴ ـــ شرح : قیافہ کے معنیٰ آثار کی پہچان ہے۔ فقہا کی اصطلاح میں قائف وہ شخص ہے جو مشابہت کو پہچانے اور آثار میں امتیاز کرے اسی لئے ایسے شخص کو قائف کہتے ہیں کہ وہ اشیاء کی تتبع کرتا ہے قائف کی جمع قافۃ ہے اس باب کو کتاب الفرائض میں اس لئے ذکر کیا کہ قیافہ سے ملحق اور ملحق بہ میں توارث جاری ہوتی ہے اس اعتبار سے اس کا فرائض سے تعلق ہے ۔

اسامہ بن زید بن حارثہ : زمانہ جاہلیت میں لوگ اسامہ کے نسب میں قدح کرتے تھے کیونکہ وہ بہت کالے تھے جبکہ ان کے والد زید بن حارثہ رضی

marfat.com
Marfat.com

۶۳۸۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ فَقَالَ اَيْ عَائِشَةُ اَلَمْ تَرَيْ اَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ فَرَاٰى اُسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُسَهُمَا وَبَدَتْ اَقْدَامُهُمَا فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ

سے بھی زیادہ سفید تھے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ اس لئے کالے تھے کہ ان کی والدہ ام ایمن کالی تھیں ان دونوں کے رنگ مختلف ہونے کے باوجود قائف نے کہا یہ باپ بیٹے کے قدم ہیں؛ حالانکہ ان دونوں پر چادر تھی۔ اُنہوں نے چہروں کو چادر سے چھپایا ہُوا تھا ان کے صرف قدم کھلے تھے جن کو مُجزّز نے دیکھ کر کہا یہ باپ بیٹے کے قدم ہیں اس سے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت خوش ہُوئے؛ کیونکہ لوگ اُسامہ کے کالا ہونے کی وجہ سے اُن کے نسب میں طعن کرتے تھے۔ مجزّز کے اس کلام سے طاعنین کا منہ بند ہوگیا۔ قیافہ سے اگرچہ حکم ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیافہ تخمینہ ہے اس کا شریعت میں کوئی جواز نہیں لیکن یہ تاکید کے لئے کافی ہے جبکہ اسامہ کا نسب اس سے پہلے ثابت تھا اس کے اثبات میں شارع علیہ السلام کسی کے قول کے محتاج نہیں تھے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مجزّز کے قیافہ سے خوش ہونا ایسا تھا جیسے کوئی آدمی ظنّ کرے جو شئ کی حقیقت کو پہنچے تو اس سے خوشی ہوتی ہے لیکن اس سے حکم ثابت نہیں کیا جاتا۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قیافہ کی تردید اس لئے نہیں کی تھی کہ اس سے کوئی ایسا حکم ثابت نہ کیا تھا جو پہلے ثابت نہ تھا۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ

۶۳۸۵ — علیہ وسلّم ایک دن میرے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ بہت خوش تھے۔ فرمایا اے عائشہ! کیا تو نے دیکھا نہیں کہ مُجزّز مُدلجی میرے پاس آیا جبکہ اُس نے اُسامہ اور زید کو اس حال میں دیکھا ہے کہ اُن پر چادر تھی۔ اُنہوں نے اپنے سر چھپائے ہُوئے تھے اور ان کے پاؤں کھُلے ہُوئے تھے۔ مُجزّز نے کہا یہ قدم ایک دُوسرے سے ہیں باپ، بیٹا، ہیں (قدمز تقریبہ انفا)

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْحُدُوْدِ

بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنَ الْحُدُوْدِ

بَابُ الزِّنَاءِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُنْزَعُ عَنْهُ نُوْرُ الْاِيْمَانِ فِي الزِّنٰى ۶۳۸۶ — **حَدَّثَنَا** يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کِتَابُ الْحُدُوْدِ

باب اور جو حدود سے بچا جاتا ہے

شرح : حدود حدّ کی جمع بمعنی منع ہے۔ اسی لئے چوکیدار کو حدّاد کہا جاتا ہے؛ کیونکہ وہ لوگوں کو اندر داخل ہونے سے منع کرتا ہے۔ شریعت مطہرہ میں حد عقوبت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کی ہے؛ چونکہ حدّ کے انواع مختلف ہیں جیسے حدّ زنا، حدّ قذف، حدّ شرب خمر وغیرہ ہیں اس لئے انواع کے اعتبار سے حدّ کی جمع حدود آتی ہے کبھی حدود سے گناہ بھی مراد لئے جاتے ہیں؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ،، یہ معاصی اور گناہ ہیں ان کے قریب نہ جاؤ۔

باب شراب نہ پی جائے

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا زانی سے زنا کی حالت میں نورِ ایمان نکل جاتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ فِيْهَا اَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهٖ اِلَّا النُّهْبَةَ

شرح : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے غلاموں میں سے ایک ایک کو بلا کر فرماتے کیا میں تیری شادی نہ کر دوں جو شخص زنا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے نورِ ایمان نکال دیتا ہے۔ ابن عباس سے ایک مرفوع روایت ہے کہ جو شخص زنا کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل سے نورِ ایمان نکال دیتا ہے پھر اگر اس کو واپس کرنا چاہے تو واپس کر دیتا ہے۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۳۸۶ — نے فرمایا کوئی زانی زنا نہیں کرتا جس وقت وہ زنا کرتا ہے، حالانکہ وہ مؤمن ہوتا ہے شرابی شراب نہیں پیتا جس وقت وہ شراب پیتا ہے حالانکہ وہ مؤمن ہوتا ہے اور چور چوری نہیں کرتا جس وقت وہ چوری کرتا ہے حالانکہ وہ مؤمن ہوتا ہے۔ لوٹ مار کرنے والا لوٹ مار نہیں کرتا جبکہ وہ لوٹ مار کرتا ہے اس حال میں کہ لوگ اس میں اس کی طرف اپنی نگاہیں اُٹھاتے ہیں؛ حالانکہ وہ مؤمن ہوتا ہے۔ ابن شہاب نے سعید بن مسیّب، ابوسلمہ اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح روایت کی مگر نہبہ۔ ذکر نہیں کیا۔

شرح : اس حدیث کی ایک تفسیر یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ

۶۳۸۶ — مومن زنا نہیں کرتا مومن شراب نہیں پیتا۔ مومن چوری نہیں کرتا۔ بعض علماء نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص زنا کو حلال جانتے ہوئے زنا کرتا ہے وہ مؤمن نہیں اور اگر زنا کو حرام اعتقاد کرتے ہوئے زنا کرتا ہے وہ مومن ہے۔ اس کی دلیل ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ جس نے "لا الہ الا اللہ" کہا وہ جنّت میں داخل ہوگا اگرچہ وہ زنا، چوری کرتا ہے

حسن بصری نے اس حدیث کی تفسیر میں کہا کہ ایسے شخص سے ایمان نکل جاتا ہے اور اس کو منافق و فاسق کہا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا نفاق دو قسم ہے ایک نفاق یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی جائے۔ یہ نفاقِ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِی ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ

۶۳۸۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِی الْخَمْرِ بِالْجَرِیْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ اَبُوْ بَكْرٍ اَرْبَعِیْنَ

تکذیب ہے یہ معاف نہیں ہوتا۔ دُوسرا نفاقِ خطا ہے اس کو نفاقِ عملی کہا جاتا ہے۔ ایسے شخص کی مغفرت کی امید کی جاتی ہے؛ کیونکہ کسی شخص کو گناہ کے سبب کافر نہیں کہا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا جب مؤمن کبیرہ گناہ کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے جب گناہ سے علیحدہ ہو جائے تو ایمان واپس آجاتا ہے بعض خوارج اور بعض روافض کہتے ہیں کہ مذکور افعال میں سے کوئی فعل کرنے والا کافر ہے ایمان سے خالی ہے؛ کیونکہ خارجی کبیرہ گناہ کے باعث مومن کو کافر کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کبیر گناہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ دیگر بعض علماء نے کہا کبیرہ کے مرتکب سے نورِ ایمان نکل جاتا ہے۔ یعنی اللہ کی طاعت سے پیدا ہونے والا نورِ بصیرت، غلبۂ شہوت کے سبب اس کے دل سے نکل جاتا ہے قرآن کریم میں "بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ" بعض نے کہا یہ زجر اور تغلیظ پر محمول ہے۔ یا کمالِ ایمان کی نفی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس کے عادی کو ایمان کے زوال سے ڈرانا ہے کیونکہ چراگاہ کے اردگرد گھومنے والے اس میں واقع ہو سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب شراب پینے والے کو حد مارنے میں روایات

۶۳۸۷ — ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کی حد میں کھجور کی شاخوں اور جوتوں سے مارنے کا حکم دیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے۔

۶۳۸۷ — شرح: جمہور علماءِ سلف و خلف نے کہا شرابی کی حد اسی (۸۰) کوڑے ہے امام ابوحنیفہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَمَرَ بِضَرْبِ الْحَدِّ فِی الْبَیْتِ

۶۳۸۸ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ اَیُّوبَ عَنِ ابْنِ اَبِی مُلَیْکَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جِیْءَ بِالنُّعَیْمَانِ اَوْ بِابْنِ النُّعَیْمَانِ

ابو یوسفؒ محمد، امام مالک، سفیان ثوری ایک روایت کے مطابق امام احمد رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس حدیث سے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اور اہلِ ظاہر نے استدلال کیا کہ شرابی کی حد چالیس[۴۰] کوڑے ہے۔ دراصل ابتداء اسلام میں اس حد کی مقدار معین نہ تھی جوتوں اور چھڑیاں مارنے پر اکتفاء کی جاتی تھی۔ پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں شرابی کی حد میں اسی کوڑوں پر اتفاق کیا اُن میں سے کسی نے ان کی مخالفت نہ کی ان کے تابعین کرام کی بہت بڑی جماعت اور جمہور فقہاءِ اسلام نے اِس پر اتفاق کیا گویا کہ اسی کوڑوں پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس کو مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ کے نزدیک حسن ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سُنّت پر عمل کرنے کی پابندی کرو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے عظیم مجمع میں فرمایا شرابی کی حد کے بارے میں آپ لوگوں کا کیا خیال ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ نے فرمایا جب شرابی نشہ میں ہوتا ہے تو بکواس کرتا ہے اور اس میں بہتان باندھتا ہے بہتان باندھنے والے کی حد اسی[۸۰] کوڑے ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مارنے کا حکم دیا اور اس پر ہی تمام صحابہ کرام کا اجماع ہُوا یہ حد تمام حدود سے ہلکی حد ہے۔ یہ صحیح ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شرابی کو چالیس کوڑے مارے تھے لیکن جس شاخ سے مارتے تھے وہ دراصل دو شاخوں کا مجموعہ تھا جو چالیس بار مارا جاتا تھا یہ اسی شاخیں ہی ہوتی ہیں۔ احناف، مالکیہ کا یہی مذہب اور حنابلہ کا بھی صحیح مذہب یہی ہے۔

باب جس نے گھر میں حدّ کی مار مارنے کا حکم دیا

۶۳۸۸ — ترجمہ: عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نُعَیمان یا ابن نعیمان کو اس حال میں لایا گیا کہ اُس نے شراب پی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو کوئی گھر

marfat.com
Marfat.com

شَارِبًا فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ فِی الْبَیْتِ اَنْ یَضْرِبُوْہُ قَالَ فَضَرَبُوْہُ وَ اَنَا فِیْمَنْ ضَرَبَہٗ بِالنِّعَالِ

بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِیْدِ وَالنِّعَالِ

٦٣٨٩ — حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا وُھَیْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ النَّبِیَّ

میں ہے اس کو مارے انہوں نے اس کو مارا اور میں اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو جوتوں سے مارا تھا۔

٦٣٨٩ — شرح : اس حدیث میں نُعیمان کو شک سے بیان کیا ہے زُبیر بن بکار اور ابن مَندہ کی روایات میں شک کے بغیر نُعیمان ذکر کیا ہے۔ ایک مقام میں ابن عبدالبرّ نے بھی بدون شک ذکر کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا نُعیمان کو پانچ بار سے زیادہ حدّ کی مار ماری گئی۔ ابن عبدالبرّ نے ذکر کیا کہ نُعیمان نیک آدمی تھا اس کا بیٹا شراب میں منہمک رہتا تھا۔ اس کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حد کی مار ماری تھی۔ نُعیمان خوش طبع تھا، سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہنسایا کرتا تھا۔ امام عینی نے ابن کلبی سے ذکر کیا کہ جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نُعیمان کو دیکھتے تو بے ساختہ ہنس پڑتے تھے۔

ایک دفعہ ایک اَعرابی "دیہاتی" آیا اور اپنی اونٹنی کو بٹھا کر کہیں چلا گیا، نُعیمان سے کہا گیا اگر اونٹنی کو نحر کر کے اس کا گوشت کھائیں تو بہتر ہوگا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کی ضمان ادا کر دیں گے۔ نُعیمان نے اس کو نحر کر دیا جب اعرابی آیا تو زور سے چلّا کر رونے لگا۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا نُعیمان نے کیا ہے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہنس پڑے اور اعرابی کو اونٹنی کی قیمت ادا کر دی امام عینی نے ابن سعد سے نقل کیا کہ نُعیمان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک بقیدِ حیات رہا۔ بدر، اُحُد، خندق اور باقی جنگوں میں حاضر ہوتا رہا۔ عینی نے توضیح سے نقل کیا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو چار یا پانچ مرتبہ حدِّ شراب ماری ایک آدمی نے اسے کہا اے اللہ! اس پر لعنت کر یہ بکثرت شراب پیتا ہے اور کوڑے کھاتا ہے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کر یہ اللہ اور اس کے رسول "صلی اللہ علیہ وسلّم" سے محبت کرتا ہے" یہ عاشقِ رسُول ہے" ایک روایت میں یہ الفاظ فرمائے نُعیمان کے حق میں اچھی بات کرو وہ اللہ اور اس کے رسُول سے محبت کرتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِنُعَيْمَانَ اَوْ بِابْنِ نُعَيْمَانٍ وَهُوَ سَكْرَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِ وَ اَمَرَ مَنْ فِي الْبَيْتِ اَنْ يَضْرِبُوْهُ فَضَرَبُوْهُ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ فَكُنْتُ فِيْمَنْ ضَرَبَهُ ٦٣٩٠ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هَشَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ اَبُوْبَكْرٍ اَرْبَعِيْنَ ٦٣٩١ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْضَمْرَةَ

ظاہر حدیث سے اگرچہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرابی پر نشہ کی حالت میں حدّ قائم کی جائے لیکن جمہور فقہاء کرامؒ اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ اس میں حدّ کا سبب مراد ہے اور یہ وصف حدّ قائم کرنے تک باقی رہتی ہے۔

باب شرابی کو چھڑیوں اور جوتوں سے مارنا

ترجمہ : عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ ٦٣٨٩ — علیہ وسلم کی خدمت میں نُعَیمان یا اس کے بیٹے کو حاضر کیا گیا جبکہ وہ شراب میں دُھت تھا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ ناگوار گزرا جو گھر میں موجود تھے ان کو حکم دیا کہ اس کو ماریں۔ انہوں نے کھجور کی چھڑیوں اور جُوتوں سے اس کو مارا میں اُن لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس کو مارا تھا (اس کی شرح ہو چکی ہے)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ ٦٣٩٠ — علیہ وسلم نے شراب پینے والے کو چھڑیوں اور جوتوں سے مارا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے مارے۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ٦٣٩١ — پاس ایک شخص لایا گیا جس نے ابھی ابھی شراب پیا تھا حضور نے فرمایا اس کو مارو ابوہریرہ نے کہا ہم میں سے بعض نے اس کو مکّوں سے مارا بعض نے جوتیوں سے اور بعض نے کوڑوں سے مارا جب وہ جانے لگا تو لوگوں میں سے کسی نے کہا اللہ تجھے رسوا

marfat.com
Marfat.com

أَنَسٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ اضْرِبُوْهُ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ

۶۳۹۲ ـــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا أَبُوْحَصِيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيْدِ النَّخَعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ مَا كُنْتُ لِأُقِيْمَ حَدًّا عَلٰى أَحَدٍ فَيَمُوْتُ فَأَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَإِنَّهٗ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهٗ وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّهٗ

کرے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کہو اس پر شیطان کی مدد نہ کرو۔

۶۳۹۱ ـــــ شرح : ہوسکتا ہے کہ یہ شخص عبداللہ ہوگا جس کا لقب حمار تھا یہ بھی احتمال ہے کہ نعیمان ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ کوئی اور شخص ہو۔ اس حدیث میں تعداد کا تعیّن نہیں؛ کیونکہ اس وقت تعداد مقرر نہ ہوئی تھی۔ قولہ لاتعینوا علیہ الشیطان، یعنی جب تم اس پر رسوائی کی بددعاء کروگے تو شیطان کی مدد کروگے؛ کیونکہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اس پر بددعاء کی جائے اور حضور اس سے منع نہ فرمائیں تو اس سے نفرت کی جائے گی یا یہ موہوم ہوگا کہ وہ اس کا مستحق ہے تو اس کے دل میں شیطان خبیث وسوسہ ڈال دے گا

۶۳۹۲ ـــــ ترجمہ : حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا میں کسی پر حد قائم نہیں کرتا جس سے وہ مرجائے جس کو میں اپنے دل میں کچھ محسوس کروں سوائے شراب پینے والے کے کہ اگر وہ حد قائم کرنے سے مرجائے تو میں اس کی دیت ادا کردیتا ہوں اور یہ اس لئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں حد مقرر نہیں فرمائی۔

marfat.com
Marfat.com

۶۳۹۳ — حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْجُعَيْدِ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نُؤْتٰى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِمْرَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خَلَافَةِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ اِلَيْهِ بِاَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَاَرْدِيَتِنَا حَتّٰى كَانَ اٰخِرُ اِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ اَرْبَعِيْنَ حَتّٰى اِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طحاوی نے اپنے اسناد سے حضرت علی رضی اللہ عنہ

۶۳۹۲ — سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابی کو چالیس کوڑے مارے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی اسی کوڑوں سے تکمیل کی اور ہر ایک سنت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی نے مذکور حدیث جو داناج سے روائت کی ہے اس کو مسترد کیا ہے۔ بعض علماء نے اس کو غیر صحیح کہا ہے کیونکہ بخاری کی یہ حدیث اس کو مسترد کرتی ہے اس حدیث میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جب محدود حد سے مرجائے تو جلاد پر قصاص نہیں۔ حاکم وقت پر اس کا کفارہ نہیں اور نہ ہی جلاد اور بیت مال میں کفارہ ہے۔ علامہ کرمانی نے اس پر اجماع ذکر کیا ہے۔

ترجمہ : سائب بن یزید نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک

۶۳۹۳ — ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی خلافت کے زمانہ میں ہم شراب پینے والے کو لاتے اور اپنے ہاتھوں، جوتیوں اور کوٹلوں سے اسے مارتے تھے حتیٰ کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت و امارت کا آخری زمانہ آیا تو انہوں نے چالیس کوڑے مارے حتیٰ کہ جب وہ لوگ تجاوز کرنے لگے اور فسق کرنا شروع کیا تو اسی کوڑے لگائے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عہد نبوت میں سائب بن یزید کمسن تھے

۶۳۹۳ — ان کی عمر صرف چھ برس تھی انہوں نے اپنے آپ کو حاضرین میں کیسے شمار کیا اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ کمسن تھے لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے والد یا دیگر بزرگوں کے ساتھ حضرات کرام میں اس وقت شرکت کی ہو لہٰذا ان کا یہ کہنا کہ ہم شرابی کو لاتے تھے اپنی طرف اسناد کرنا حقیقتاً درست ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ وَاِنَّهٗ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنَ الْمِلَّةِ

٦٣٩٤ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اسْمُهٗ عَبْدَ اللّٰهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شراب پینے والے کی حد چالیس (۴۰) کوڑے مقرر کی تھی، جب لوگوں کو دیکھا کہ اس کے باوجود شراب پینے سے نہیں رکتے تو ساٹھ کوڑے حد مقرر کر دی جب دیکھا کہ اس سے بھی نہیں رُکتے تو اسّی کوڑے مارنے شروع کئے اور کہا یہ سب سے چھوٹی حد ہے۔

باب شراب پینے والے کو لعنت کرنا مکروہ ہے اور وہ ملّتِ اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا

باب کے اس عنوان سے امام بخاری کا مقصد دو حدیثوں کے درمیان تعارض اُٹھانا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے سے منع فرمایا ہے۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ شرابی شراب نہیں پیتا حالانکہ وہ مؤمن ہوتا ہے؟ اس سے کمالِ ایمان کی نفی ہے یہ نہیں کہ وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسی لئے امام بخاری نے کہا شرابی ایمان سے خارج نہیں ہوتا جب وہ ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا تو لعنت کا بھی مستحق نہیں ہوتا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابی اور مصوّرین اور غیر باپ کی طرف منسوب ہونے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مشتق پر جب کوئی حکم کیا جائے تو مبدءِ حکم کی علت ہوتی ہے مذکورا امور میں مبدءِ شراب، تصویر اور غیر کی طرف نسبت کرنا مکروہ ہے ۶۳۹۴ **ترجمہ**: عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا أَنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ

۶۳۹۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ ابْنُ عِيَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَكْرَانَ فَقَامَ يَضْرِبُهُ فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِيَدِهِ وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِنَعْلِهِ وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ

مُبارک میں ایک آدمی تھا جس کا نام عبداللہ تھا اس کو حمار لقب دیا جاتا تھا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ،، مضحکانہ اداؤں سے ،، ہنسایا کرتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شراب کی حد میں کوڑے مارے ایک دن اس کو لایا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو اس کو کوڑے مارے گئے۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا نے فرمایا : اس پر لعنت نہ کرو خدا کی قسم! میں اس کو نہیں جانتا مگر یہ کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

شرح : یہ شخص لقبِ حمار کو بُرا نہیں جانتا تھا وہ اس لقب سے مشہور تھا۔

۶۳۹۴ —

ابن عبدالبر نے کہا یہ ابن نعیمان ہے جو عقبہ بن حارث کی حدیث میں مبہم ہے۔ کرمانی نے ذکر کیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی اور شہد قرض لے کر ہدیہ پیش کیا کرتا تھا۔ جب قرضخواہ تقاضا کرتا تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آتا اور عرض کرتا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو اس کے سامان کی قیمت دیں یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے اور قیمت ادا کرنے کا حکم فرماتے۔ قولہ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا أَنَّهُ اس ترکیب میں ما نافیہ ہے موصولہ نہیں۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص

۶۳۹۵ — نشہ کی حالت میں لایا گیا۔ حضور نے اس کو حد مارنے کا حکم فرمایا تو

marfat.com
Marfat.com

بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رَجُلٌ مَا لَهٗ أَخْزَاهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُوْنُوْا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى أَخِيْكُمْ

بَابُ السَّارِقِ حِيْنَ يَسْرِقُ

۶۳۹۶ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

بَابُ لَعْنِ السَّارِقِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ

۶۳۹۷ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا

ہم سے بعض لوگ اس کو ہاتھوں سے مارتے تھے اور بعض جوتیوں سے مارتے تھے بعض کپڑوں سے مارتے تھے ——— جب وہ شخص چلا گیا تو ایک آدمی نے کہا اس کا حال کیسا ہے ؟ اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی پر شیطان کے مددگار نہ بنو۔

باب چور جس وقت چوری کرے

۶۳۹۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی زنا نہیں کرتا جس وقت وہ زنا کرتا ہے حالانکہ وہ مؤمن ہوتا ہے اور چور چوری نہیں کرتا جس وقت وہ چوری کرتا ہے حالانکہ وہ مؤمن ہوتا ہے۔
(یعنی زانی اور چور کا ایمان کامل نہیں حدیث میں نورِ ایمان کی نفی ہے اصل ایمان کی نفی نہیں)

باب چور کا نام لئے بغیر اس پر لعنت کی

۶۳۹۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

Marfat.com

أَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ یَسْرِقُ الْبَیْضَةَ فَتُقْطَعُ یَدُهٗ
وَیَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ یَدُهٗ قَالَ الْاَعْمَشُ کَانُوْا یُرَوْنَ اَنَّهٗ بَیْضُ الْحَدِیْدِ
وَالْحَبْلُ کَانُوْا یُرَوْنَ اَنَّهٗ مِنْهَا مَا یُسَوِّیْ دَرَاهِمَ

نے فرمایا اللہ چور پر لعنت کرے انڈا چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے رسی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ اعمش نے کہا اہلِ علم جانتے تھے کہ بیضہ سے مراد لوہے کا خود ہے رسّی کو وہ کئی دراہم کے برابر جانتے تھے۔

۶۷۹۷ — شرح : باب کے عنوان کا مقصد یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے معیّن شرابی پر لعنت سے منع فرمایا ہے اور اس حدیث سے یہ اشارہ کیا کہ غیر معیّن پر لعنت کرنا جائز ہے۔ حدیث میں بیضہ سے مراد خود ہے جو جنگ میں سر پہ رکھا جاتا ہے اور رسّی سے مراد وہ رسّی ہے جو کئی دراہم کے مساوی ہو۔ احناف کے مذہب کے مطابق دراہم سے مراد کم از کم دس درہم ہیں؛ کیونکہ یہی چوری میں ہاتھ کاٹنے کا نصاب ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ حدیث مبالغہ پر محمول ہے اس میں عظیم خسارہ اور ذلّت و رسوائی پر تنبیہ ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا دینار کی چوتھائی چوری کرنے پر ہاتھ قطع کیا جائے گا۔ اس کی تفصیل عنقریب مذکور ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس حدیث سے خوارج نے استدلال کیا کہ ہر قلیل و کثیر شئی چوری کرنے پر ہاتھ قطع کیا جائے گا لیکن یہ استدلال بہت کمزور ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "چور مرد و زن چوری کریں تو ان کے داہنے ہاتھ کاٹ دو" جب نازل ہوا تو سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ ظاہر ہے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع فرمائی کہ قطع مقدارِ معلوم میں ہے وہ مقدارِ معلوم اجمالِ آیت کا بیان ہے۔ لہٰذا آیت کریمہ سے مقدار معلوم ہی مراد ہے اس مقدار میں اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلْحُدُوْدُ كَفَّارَةٌ

۶۳۸۲ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ اَدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَجْلِسٍ فَقَالَ بَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَقَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ كُلَّهَا فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَتُهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ

باب حدود کفّارہ ہیں

۶۳۸۲ــــ ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہم مجلس تھے۔ اچانک آپ نے فرمایا میری اس شرط پر بیعت کرو کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ بناؤ گے۔ چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے پھر یہ ساری آیت تلاوت فرمائی "جس نے تم میں سے شرط پوری کی اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے اس سے کسی شئ کا ارتکاب کیا پھر اس کے بدلہ اسے عذاب دیا گیا تو یہ اس کا کفارہ ہو گیا اور جس نے اس سے کسی شئ کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈالا اگر چاہے تو اس کو معاف کر دے اور اگر چاہے تو عذاب دے۔

۶۳۸۲ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نہیں جانتا کہ حدود کفارہ ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ عبادہ بن صامت کی حدیث کی سند ابوہریرہ کی حدیث کے اسناد سے صحیح تر ہے امام عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن تین سے نقل کیا کہ ابوہریرہ کی حدیث عبادہ بن صامت کی حدیث سے مقدم ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ حِمًى اِلَّا فِي حَدٍّ اَوْ فِي حَقٍّ

۶۳۶۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَلَا اَيُّ شَهْرٍ تَعْلَمُوْنَهٗ اَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا اَلَا شَهْرُنَا هٰذَا قَالَ اَلَا اَيُّ بَلَدٍ تَعْلَمُوْنَهٗ اَعْظَمُ حُرْمَةً

پھر اللہ تعالیٰ نے حضور کو مطلع فرمایا کہ حدود کفارہ اور مطہرہ ہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے کیونکہ بیعت عقبہ ابوہریرہ کے اسلام سے چھ سال قبل ہوئی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ اس باب میں مذکور بیعت ابوہریرہ کے اسلام سے متاخر ہے کیونکہ اس حدیث میں مذکور آیت کریمہ فتح مکہ میں نازل ہوئی تھی اور یہ ابوہریرہ کے اسلام کے دو (۲) سال بعد ہے۔ دراصل سوال کا منشاء یہ ہے: ہ کا واقعہ ہے؛ حالانکہ ایسا نہیں ..... بلکہ لیلۃ العقبہ میں جو بیعت ہوئی تھی وہ سمع اور تنگی و آسانی خوشی اور ملال میں طاعت پر تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آئت کریمہ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ،، حدود ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہیں اور ان کو آخرت میں عظیم عذاب ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود کفارہ نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس آئت کریمہ میں وعید اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ پر مرتب ہے آئت کے معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ چاہے تو بخشے گا کیونکہ اُس نے لِمَنْ يَّشَآءُ فرمایا ہے یہ آئت کریمہ غیر مشرکوں پر نفاذِ وعید کو باطل کرتی ہے؛ لیکن عبادہ کی حدیث میں دوسرے معاصی کے ساتھ شرک کا ذکر کرنا یہ نہیں چاہتا کہ مشرک کو دنیا میں عذاب دیا جائے تو اس کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے، کیونکہ کفار کا دوزخ میں ہمیشہ رہنا منصوص علیہ ہے اس پر ساری امت کا اتفاق ہے پس عبادہ کی حدیث کا معنی مخصوص ہے وہ یہ کہ جس مسلمان پر حد قائم کی جائے اس کے لئے کفارہ ہے (عینی)

باب مؤمن کی پیٹھ حدّ یا حق کے سوا محفوظ ہے

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۸۸۳ — نے حجۃ الوداع میں فرمایا بتاؤ تم کس مہینہ کو حرمت میں عظیم تر جانتے ہو لوگوں نے کہا

ہوتا ہے کہ یہ لیلۃ العقبہ ہو

marfat.com
Marfat.com

قَالُوْا اَلَا بَلَدُنَا هٰذَا قَالَ اَلَا اَیُّ یَوْمٍ تَعْلَمُوْنَهٗ اَعْظَمُ حُرْمَةً قَالُوْا اَلَا یَوْمُنَا هٰذَا قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَیْكُمْ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا كَحُرْمَةِ یَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ یُجِیْبُوْنَهٗ اَلَا نَعَمْ قَالَ وَیْحَكُمْ اَوْ وَیْلَكُمْ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِیْ كُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

بَابُ اِقَامَةِ الْحُدُوْدِ وَالْاِنْتِقَامِ لِحُرُمَاتِ اللّٰهِ

۶۳۸۴ — حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُكَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا خُیِّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اِس دن کو (یومِ نحر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم پر حق شرع کے سوا تمہارے دِماء (خون) تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں حرام کی ہیں جس طرح تمہارے اس مہینہ میں تمہارے شہر میں تمہارا یہ دن حرام ہے۔ خبردار کیا میں نے حکم پہنچا دیا ہے؟ یہ تین بار فرمایا۔ ہر بار اُنہوں نے جواب دیا جی ہاں! حضور نے فرمایا تمہاری خرابی ہو میرے بعد کفار جیسے نہ ہو جاؤ کہ ایک دوسرے کی گردان اُڑانے لگو،،

۶۳۸۳ — شرح : حمیٰ بکسر الحاء بمعنی محمیٌ ہے یعنی مومن کی پیٹھ ایذاء رسانی سے محفوظ ہے لیکن اس پر حد واجب ہو تو محفوظ نہیں اور نہ ہی کسی کے حق میں محفوظ ہے یعنی ان کے سوا مومن کا خون، مال اور آبرو محفوظ ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں پہنچا کہ اسے اپنے لئے مباح جانے اور اس کو بے آبرو کرے۔ قولہ کفارًا، یعنی تم لوگ کافروں کی مثل نہ ہو جاؤ کہ آپس میں ایک دُوسرے کی گردنیں مارنے لگو اس کے معنی میں سات اقوال ہیں اوّل یہ کہ بغیر حق کے کسی کے قتل کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ دوم اس سے مراد کفرانِ نعمت ہے سوم یہ فعل کفر کے قریب کر دیتا ہے چہارم یہ فعل کافروں کے فعل جیسا ہے۔ پنجم اس سے حقیقتِ کفر مراد ہے یعنی کفر نہ کرو اور ہمیشہ اسلام پر قائم رہو۔ ششم یہ اُن لوگوں کے لئے ہے جو ہتھیار بن کر کافر بنتے ہیں، کیونکہ ہتھیار پہننے والے کو کافر کہا جاتا ہے۔ ہفتم ایک دوسرے کو کافر نہ کہو ورنہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو گے۔ ان سات

marfat.com
Marfat.com

بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَاْثَمْ فَاِذَا كَانَ الْاِثْمُ كَانَ اَبْعَدَهُمْ مِنْهُ وَاللّٰهِ مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ يُؤْتٰى اِلَيْهِ قَطُّ حَتّٰى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ

اقوال میں سے بہترین چوتھا قول ہے۔

باب حدود قائم کرنا اور اللہ تعالیٰ کے محرمات کے لئے انتقام لینا

۶۳۸۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو امور میں اختیار دیا گیا مگر آپ نے اُن میں سے آسان کو اختیار کیا جب تک اس میں گناہ نہ ہو اگر اس میں گناہ ہو تو وہ حضور سے بہت دور تھا۔ بخدا! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی شئ میں کبھی انتقام نہیں لیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے محرمات کو توڑا جاتا (ان کی خلاف ورزی کی جاتی) تو صرف خدا کے لئے انتقام لیتے تھے۔

۶۳۸۴ — شرح : حرمات حرمت کی جمع ہے وہ یہ ہے کہ اس کو توڑنا حلال نہیں (اس کا خلاف کرنا ممنوع ہے) ابن بطال نے کہا یہ تخییر اللہ کی طرف سے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے دو امور میں اختیار نہیں دیتا جن میں ایک گناہ ہو البتہ اگر دینی دو امور میں اختیار ہو کہ اُن میں سے ایک کا مآل گناہ ہو جیسے دینی کام میں غلوّ کرنا کیونکہ یہ مذموم ہے جیسے آپنے اوپر سخت عبادت واجب کرلے جس کی تکمیل سے عاجز ہو جائے اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہبانیت سے منع فرمایا ہے ابن تین نے کہا دنیا کے امر میں تخییر مراد ہے۔ آخرت کے امور میں نہیں کیونکہ آخری امر اگر مشکل ہو تو اس میں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ امام کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر تخییر کافروں کی طرف سے تو امر واضح ہے اگر اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کی طرف سے ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تک گناہ تک نہ پہنچائے جیسے مجاہدہ اور میانہ روی میں اختیار دیا جائے کیونکہ ایسا مجاہدہ جو ہلاکت تک پہنچا دے وہ جائز نہیں۔ قولہ ابعدہ، یعنی گناہ حضور سے بہت دور ہوتا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِقَامَةِ الْحُدُوْدِ عَلَى الشَّرِيْفِ وَالْوَضِيْعِ

۶۳۸۵ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُسَامَةَ كَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ امْرَأَةٍ فَقَالَ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُقِيْمُوْنَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيْعِ وَيَتْرُكُوْنَ عَلَى الشَّرِيْفِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ فَاطِمَةُ فَعَلَتْ ذٰلِكَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

بَابُ كَرَاهِيَةِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحَدِّ اِذَا رُفِعَ اِلَى السُّلْطَانِ

۶۳۸۶ــ سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

باب ہر شریف اور ہر حقیر پر حد قائم کرنا

شریف وہ شخص ہے جو لوگوں میں وجیہہ اور محترم ہو وضیع وہ حقیر شخص ہے جس کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ یعنی حد قائم کرنے میں اِن دونوں میں فرق نہیں کیا جائے گا کہ اگر شریف ارتکابِ جرم کرے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور حقیر پر حد قائم کی جائے جو ان میں فرق کرے گا وہ سنتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا اور مومنوں کی راہ سے اعراض کرے گا۔

۶۳۸۵ــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُسامہ بن زید نے ایک عورت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی (جو حد کی مرتکب ہُوئی تھی) تو حضور نے فرمایا تم سے پہلے وہ لوگ ہلاک ہو گئے جو کمزور حقیر پر حد قائم کرتے تھے اور لوگوں میں وجیہہ و محترم کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس ذات ستودہ صفات کی قسم اگر سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا..... (حدیث ۳۱۵۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّتْهُمُ الْمَرْاَةُ الْمَخْزُوْمِيَّةُ الَّتِيْ سَرَقَتْ قَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ فَقَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ فِيْهِمْ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحُدُوْدَ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا

باب ۔ جب حدّ قاضی تک پہنچ جائے تو اس میں شفاعت مکروہ ہے"

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک مخزومیہ عورت نے جس نے چوری کی تھی قریش کو غمناک کر دیا۔ انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اُسامہ بن زید کے سوا کوئی شخص اس عورت کے بارے میں حضور سے گفتگو نہیں کر سکے گا اور نہ ہی کسی میں یہ جرأت ہے کہ وہ حضور سے یہ بات کرے؛ چنانچہ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا تو آپ نے فرمایا اے اسامہ کیا تو اللہ کی حدود میں سے حدّ کی شفاعت کرتا ہے؟ پھر حضور کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا، اے لوگو! تم سے پہلے لوگ صرف اس لئے گمراہ ہوئے کہ جب ان میں کوئی شریف آدمی (باوقار) چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے (اس پر جاری نہ کرتے تھے) اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پہ حد قائم کرتے تھے اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم" .....

۶۳۸۶ — شرح : یہ عورت فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد تھی اور ابوسلمہ بن عبدالاسد کی بھتیجی تھی ابوسلمہ جلیل القدر صحابی ہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا
وَفِيْ كَمْ تُقْطَعُ وَقَطَعَ عَلِيٌّ مِّنَ الْكَفِّ وَقَالَ قَتَادَةُ فِيْ امْرَأَةٍ سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ شِمَالُهَا لَيْسَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ

تھے ان کی وفات کے بعد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے نکاح فرمالیا تھا اس عورت کا باپ اسود ابن الاسد جنگِ بدر میں کافر قتل ہوا تھا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا تھا۔ اس عورت نے مکہ مکرمہ میں چوری کی تھی۔ اس واقعہ سے مخزومی بہت پریشان ہوئے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سفارش طلب کی کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کی سفارش قبول فرمالیتے تھے لیکن حد میں حضور کسی کی شفاعت قبول نہ فرماتے تھے اس لئے اُسامہ سے فرمایا اللہ کی حد میں سفارش کرتے ہو؟ اور فرمایا اگر کوئی میرا عزیز ترین فرد چوری کرے تو اس پر بھی جاری کرنے میں تامل نہ کیا جائے گا (حدیث ۳۲۵۱ ع ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! چوری کرنے والے مرد و زن کے ہاتھ کاٹ دو

کتنی چوری میں ہاتھ قطع کیا جائے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہتھیلی کے قریب سے ہاتھ کاٹا۔ قتادہ نے ایک عورت جس نے چوری کی تھی کے متعلق کہا جبکہ اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس کی سزا صرف یہی ہے۔

شرح : قرآن کریم میں مطلق ہاتھ ذکر کیا ہے لیکن اس سے دایاں ہاتھ مراد ہے؛ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت فاقطعوا اَیْمَانَھُمَا، ہے کہ ان کے دائیں ہاتھ کاٹو۔ شرعاً چوری کے معنی یہ ہیں کہ بالغ مکلف کا کم از کم دس درہم مالیت کو محفوظ مکان سے خفیہ اُٹھانا ہے۔ حضرات فقہاء میں مسروقہ مال کی مقدار میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ احناف کے نزدیک دس درہم چوری کرنے میں ہاتھ قطع کیا جائے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ چوتھائی دینار میں اور امام مالک رضی اللہ عنہ تین دراہم کی مالیت کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا جبکہ داؤد ظاہری کے نزدیک کوئی شئی مقرر نہیں وہ ہر قلیل و کثیر میں قطع کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

۶۳۸۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ خَالِدٍ وَابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۶۳۸۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ

نے ابوخیرہ کا ہاتھ ہتھیلی کے قریب سے کاٹا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ہتھیلی کے قریب سے ہاتھ کاٹتے تھے۔ قولہ قتادۃ ،، یعنی اس عورت کا پیدائشی بایاں ہاتھ تھا یا کسی اور وقت میں اس کا دایاں ہاتھ قطع ہو گیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق جمہور نے کہا کہ چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا، اگرچہ عبداللہ بن مسعود کی قرآءت شاذہ ہے لیکن استدلال کرنے میں یہ خبر واحد جیسی ہے۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا اگر قاطع نے غلطی سے بایاں قطع کر دیا تو دایاں قطع نہ کیا جائے یہی کافی ہے جیسا کہ قتادہ نے کہا ہے ،، اور قطع کا اعادہ نہ کیا جائے۔ امام شافعی اور احمد کے نزدیک غلطی کرنے والے پر دیت واجب ہے اگر قصداً بایاں ہاتھ قطع کر دیا تو قطع کرنے والے پر قصاص واجب ہے۔

۶۳۸۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ میں قطع کیا جائے۔ عبدالرحمٰن بن خالد اور زہری کے بھتیجے اور معمر نے زہری سے روایت کرنے میں ابراہیم بن سعد کی متابعت کی۔

۶۳۸۸ — ترجمہ : محمد بن عبدالرحمٰن انصاری سے روایت ہے کہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اُن کو خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار کے چوتھے حصہ میں چور کا ہاتھ کاٹا جائے ،،

marfat.com
Marfat.com

٦٣٨٩ــ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ يَحْيٰى يَعْنِي ابْنَ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَتْهُ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقْطَعُ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ

٦٣٩٠ــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ اَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِي ثَمَنِ مِجَنٍّ حَجَفَةٍ اَوْ تُرْسٍ

٦٣٩١ــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ

٦٣٩٢ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تَكُنْ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ

٦٣٨٩ــ ترجمہ: محمد بن عبدالرحمٰن انصاری سے روایت ہے کہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اُن کو خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دینار کے چوتھے حصہ میں چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔

٦٣٩٠ــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چور کا ہاتھ صرف حجفہ یا ترس (ڈھال) کی قیمت میں قطع کیا گیا۔

٦٣٩١ــ ترجمہ: ہشام نے اپنے والد عروہ سے انہوں نے ام المؤمنین سے اس طرح روایت کی

٦٣٩٢ــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ڈھال کی قیمت سے کم میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا "حجفہ اور ترس" میں سے ہر ایک قیمتی تھی

marfat.com
Marfat.com

فِیْ اَدْنٰی مِنْ حَجْفَةٍ اَوْ تُرْسٍ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذُوْ ثَمَنٍ

۶۳۹۳ــــ حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ ابْنُ عُرْوَةَ اَخْبَرَنَا عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ تُقْطَعْ یَدُ السَّارِقِ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَدْنٰی مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ تُرْسٍ اَوْ حَجَفَةٍ وَکَانَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ذَا ثَمَنٍ رَوَاهُ وَکِیْعٌ وَابْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ مُرْسَلًا

اس حدیث کو وکیع اور ابن ادریس ہشام کے ذریعہ اُن کے والد عروہ سے مرسل روایت کیا۔

شرح ۶۳۸۷ تا ۶۳۹۲ــــ : شافعیہ نے ربع دینار کی حدیث سے استدلال کیا کہ چور کا ہاتھ دینار کی چوتھائی میں قطع کیا جائے گا، کیونکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے مرفوع حدیث ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چوتھائی دینار میں چور کا ہاتھ قطع کیا تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانچ اسانید سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کی جن میں بعض موقوف اور بعض مرفوع ہیں۔ ام المؤمنین سے موقوف حدیث سماعت پر محمول ہے اس مسئلہ میں اصل ڈھال ہے کہ ڈھال کی چوری میں ہاتھ قطع کیا گیا لیکن اس کی قیمت میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض روایات میں ڈھال کی قیمت دینار کا چوتھا حصّہ ہے بعض میں تین دراہم ہیں۔ شافعیہ کہتے ہیں صرف چوتھائی دینار کی مالیت چوری کرنے میں ہاتھ کاٹا جائے گا لیکن تین دراہم کی روایت اس کے منافی نہیں کیونکہ اس وقت دینار کی قیمت بارہ درہم تھی جس کی چوتھائی تین دراہم ہیں۔ عطاء بن ابی رباح، ابراہیم نخعی، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد اور زفر نے کہا دس درہم مالیت کی چوری میں ہاتھ قطع کیا جائے گا، کیونکہ جس ڈھال کی چوری میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ قطع کیا تھا اس کی قیمت دس درہم تھی (نسائی) امام طحاوی نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کی ہے۔ حدیث میں مجنّہ اور ترس ایک ہی شئی ہیں۔

امام عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ مجنّ، حجفہ اور ترس ایک ہی شئی ہے، کیونکہ حدیث میں "مجنّ" اور حجفہ دونوں منوّن ہیں اور حجفہ مجنّ کا بیان ہے۔

۶۳۹۳

marfat.com
Marfat.com

۶۳۹۴ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِيْ ثَمَنٍ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ

۶۳۹۵ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قِيْمَتُهٗ

۶۳۹۴ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈھال کی چوری میں ہاتھ قطع کیا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

۶۳۹۵ — ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

۶۳۹۴ — ۶۳۹۵ — شرح : امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی کہ جس ڈھال میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا ہاتھ قطع کیا تھا اس کی قیمت دس درہم تھی اس کو امام نسائی نے بھی ذکر کیا ہے۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈھال کی قیمت کی مقدار میں اختلاف واقع ہوا ہے لہٰذا دس درہم یا ایک دینار کی روایت کے مطابق چور کا ہاتھ قطع کیا جائے گا کیونکہ اس پر اجماع ہے۔ جبکہ ربع دینار یا تین درہم کی روایات کے مطابق ہاتھ کاٹنے میں اجماع نہیں،،

تَابَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قِيْمَتُهٗ

یعنی محمد بن اسحاق نے نافع سے روایت کرنے میں متابعت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کی چوری میں ہاتھ قطع کیا جس کی ثمن تین درہم تھی اور لیث نے کہا مجھ سے نافع نے قیمت بیان کی ہے یعنی انہوں نے ثمن کا بدل قیمت ذکر کیا ہے۔ قولہ قطع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ،، یعنی سرورِ کائنات نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا کیونکہ حضور نے خود کسی کا ہاتھ نہیں کاٹا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مخزومیہ عورت کا ہاتھ کاٹا تھا۔ قیمت اور ثمن میں فرق یہ ہے کہ قیمت وہ مقدار ہے جہاں تک انسان کی رغبت پہنچے اور ثمن وہ ہے جو بائع اور مشتری آپس میں

marfat.com

Marfat.com

۶۳۹۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهٗ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ

۶۳۹۷ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ السَّارِقِ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ

۶۳۹۸ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ

۶۳۹۶ — ترجمہ : نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال کی چوری میں ہاتھ قطع کیا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

۶۳۹۷ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھال چوری کرنے میں جس کی قیمت تین درہم تھی چور کا ہاتھ کاٹا۔

۶۳۹۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے انڈا چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے رسی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

۶۳۹۸ — شرح : انڈے اور رسی میں جبکہ ان کی مالیت تین درہم یا دس درہم نہ ہو ہاتھ نہیں کاٹا جاتا لیکن ہوسکتا ہے کہ جس انڈے اور رسی کا حدیث میں ذکر ہے انکی قیمت تین یا دس درہم ہوگی (حدیث ۶۰۰۶ ج ۹ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَوْبَةُ السَّارِقِ

۶۳۹۹ــــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ امْرَأَةٍ قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَارْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَابَتْ وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا

۶۴۰۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ

باب چور کا توبہ کرنا

۶۳۹۹ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا ہاتھ قطع کرنے کا حکم دیا ام المؤمنین نے فرمایا اس کے بعد وہ عورت آتی تھی تو میں اس کی حاجت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیتی تھی اس عورت نے توبہ کی اور اچھی توبہ کی۔

۶۳۹۹ــــ شرح : یعنی چور جب چوری سے توبہ کرلے تو کیا اس کی توبہ قبول ہوگی ؟ حتیٰ کہ اس کی گواہی قبول ہوگی یا نہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چور کی توبہ قبول ہے لہذا اس کی گواہی بھی جائز ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا قذف، زنا اور چوری وغیرہ میں جب قاذف، زانی اور چور توبہ کریں تو ان کی گواہی قبول ہے جبکہ ان کی اچھی اصلاح ہوجائے۔ علماءِ احناف نے کہا قاذف (تہمت لگانے والے کی) کی توبہ قبول نہیں اگرچہ توبہ کرے اور صلاحیت پیدا کرے اور اس کا حال اچھا ہوجائے بیہقی نے امام شافعی سے نقل کیا ہوسکتا ہے کہ توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا ہر حق ساقط ہوجائے (حدیث ۱۵۶ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۴۰۰ــــ ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے چند لوگوں میں جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ فَقَالَ اُبَايِعُكُمْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَاُخِذَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَطُهُوْرٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَلَهٗ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اِذَا تَابَ السَّارِقُ بَعْدَ مَا قُطِعَ يَدُهٗ قُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَحْدُوْدٍ اِذَا تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ

صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی حضور نے فرمایا میں تمہاری اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ اللہ کا کسی شئی کو شریک نہ بناؤ گے نہ چوری کروگے نہ اپنی اولاد کو قتل کروگے اور نہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے بہتان اُٹھاؤ گے اور نہ معروف میں نافرمانی کروگے تم میں سے جس نے پورا کیا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے اس سے کسی شئی کا ارتکاب کیا اور دُنیا میں اس کو سزا دے دی گئی تو وہ اس کا کفارہ اور گناہ سے پاکیزگی ہے اور جس پر اللہ نے پردہ ڈالا وہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے تو عذاب دے اگر چاہے تو معاف کردے ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب چور کا ہاتھ کاٹا جائے پھر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی ہر وہ شخص جس کو حد لگائی گئی ہو جب وہ توبہ کرے تو اس کی گواہی قبول ہے۔

۶۴۰۰ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ جس پر حد قائم کی جائے وہ اس گناہ سے پاک ہوجاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ توبہ کرلے تو وہ اپنی اصل حالت کی طرف لوٹ آتا ہے اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس کی گواہی قبول ہے۔ (حدیث ۱۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

marfat.com
Marfat.com

اَلْجُزْءُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

كِتَابُ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الْاٰيَةَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اٹھائیسواں پارہ

کتاب محاربت کرنے والے کافر اور مرتدّ

اس عنوان کی ماقبل سے مناسبت اس طرح ہے کہ کتاب الحدود چند ابواب پر مشتمل ہے جس میں شراب پینا، چوری کرنا اور زناء کے ابواب ہیں یہ تمام گناہ اور معاصی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محاربت پر مشتمل ہیں۔ نیز بخاری کے بعض نسخوں میں "اہل الکفر والردۃ" کے بعد "وَمَنْ يَجِبُ عَلَيْهِ حَدُّ الزِّنَا" حدّ زناء کو محاربین کے ساتھ ذکر کیا لہٰذا یہ اُن میں داخل ہے، کیونکہ بعض صورتوں میں حدِّ زنا قتل تک پہنچاتی ہے، لہٰذا مناسبت واضح ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۶۴۰۱ــــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْقِلَابَۃَ الْجَرْمِیُّ ..... عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنْ عُکْلٍ فَاَسْلَمُوْا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسُول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گِن گِن کر قتل کئے جائیں یا سُولی دیئے جائیں یا اُن کے ایک طرف کے ہاتھ اور دُوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دُور کر دیئے جائیں ،،

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آئت کریمہ کفار و مرتدین کے بارے میں نازل ہُوئی ہے۔ ڈاکوؤں کے حق میں نازل نہیں ہُوئی لیکن جمہور فقہاء امام ابوحنیفہ، امام مالک ، امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا یہ ڈاکوؤں کے حق میں نازل ہُوئی ہے۔ یہ آئت کریمہ اگرچہ مرتدین کے بارے میں نازل ہُوئی ہے لیکن اس کے الفاظ عام ہیں اس کے معنی میں ہر وہ شخص داخل ہے جو محاربین جیسا فعل کرے اور زمین میں فساد کرے ،، جن علماء نے کہا یہ آیت کریمہ مسلمانوں میں مسلمان محارب کی حدّ میں نازل ہُوئی ان میں سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کسی نے ہتھیاروں سے للکارا راستوں میں لوگوں کو ڈرایا دھمکایا لیکن قتل نہ کیا اور نہ مال چھینا اس میں حاکم کو اختیار ہے اگر وہ اس کو قتل کرنا چاہے یا سولی دینا چاہے یا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹنا چاہے یا اس کو وطن بدر کرنا چاہے تو اس کو اختیار ہے جو چاہے کرے ، علماء کوفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا جب قتل نہ کیا اور نہ ہی مال چھینا اس پر صرف تعزیر ہے۔ حاکم اس کو صرف اس صورت قتل کر سکتا ہے جبکہ اُس نے قتل کیا ہو اگر اُس نے چوری کی ہو تو ہاتھ پاؤں قطع کرے گا اگر مال چھینا ہو تو اُس کو سولی دے گا اور قتل کرے گا اور اگر اُس نے کوئی شئی نہیں کی تو اس کو وطن بدر کرے گا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وطن بدر تعزیر ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّاْتُوْا اِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوْا فَبَعَثَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَاُتِيَ بِهِمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا

بَابُ لَمْ يَحْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ اَهْلِ الرِّدَّةِ حَتّٰى هَلَكُوْا

۶۴۰۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ اَبُوْ يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ الْعُرَنِيِّيْنَ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا

اس کے اپنے وطن سے نکال دیا جائے جمہور مالکیہ کہتے ہیں نفی (وطن بدر) دوسرے شہر میں محبوس کرنا ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا نفی یہ ہے کہ وطن بدر کر دیا جائے؛ کیونکہ اس میں زجر و تہدید سخت ہے پھر جہاں اس کو وطن بدر کیا گیا ہو وہاں کسی مکان میں محبوس کر دیا جائے حتیٰ کہ وہ تائب ہو جائے (عینی)

۶۴۰۱ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ عُکل کے چند آدمی آئے اور مسلمان ہو گئے انہوں نے مدینہ منورہ "شرفہا اللہ تعالیٰ" کی آب و ہوا ناموافق پائی تو حضور نے انہیں حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس جائیں ان کے پیشاب اور دودھ پئیں انہوں نے ایسا ہی کیا اور صحت یاب ہو گئے پھر مرتد ہو گئے اور اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو چلا کر لے گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے لوگ بھیجے اور ان کو گرفتار کر کے لایا گیا۔ حضور نے ان کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دینے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیرنے کا حکم دیا پھر ان کو داغ نہ لگایا حتیٰ کہ مر گئے (حدیث ۲۳۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَمْ يُسْقَ الْمُرْتَدُّوْنَ الْمُحَارِبُوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا

۶۴۰۳ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ وُهَيْبٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا فِي الصُّفَّةِ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْغِنَا رِسْلًا

باب مرتدّ محاربین کو داغ نہیں لگوائے حتیٰ کہ وہ مرگئے

۶۴۰۲ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ نے عرنیین کے ایک طرف سے ہاتھ دوسری طرف سے پاؤں کٹوائے اور ان کو داغ نہ لگوایا حتیٰ کہ وہ مرگئے۔

۶۴۰۲ — شرح : حسم کے معنی داغ لگانے کے ہیں وہ یہ کہ ہاتھ کو کاٹنے کے بعد گرم تیل میں رکھا جائے حسم صرف یہی نہیں یہ اس کی ایک صورت ہے۔ عرنیین عرنیہ کی طرف منسوب ہے۔ یہ ایک قبیلہ ہے اس سے پہلے عُکل مذکور ہے کہ وہ لوگ قبیلہ عکل سے تھے ان میں منافات نہیں کیونکہ وہ دونوں قبیلوں میں سے تھے، چنانچہ مغازی میں ہے کہ چند لوگ عکل اور عرینہ سے آئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روائت میں ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن میں سے دو کی آنکھوں میں گرم سیخیں پھیرادیں دو کے ہاتھ پاؤں قطع کئے اور دو کو سولی دیا (عینی) ان لوگوں نے مرتد ہوجانے کے بعد محاربت کی تھی۔ انہوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اونٹوں کے چرواہوں سے یہی سلوک کیا تھا اس لئے انہیں یہ سزا دی گئی تھی۔

باب مرتدّ محاربین کو پانی نہیں پلایا گیا حتیٰ کہ وہ مرگئے

۶۴۰۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا قبیلہ عُکل سے چند لوگ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ مَا اَجِدُلَكُمْ اِلَّا اَنْ تَلْحَقُوْا بِاَبْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاَتَوْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا حَتّٰى صَحُّوْا وَسَمِنُوْا فَقَتَلُوْا الرَّاعِيَ
وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّرِيْخُ فَبَعَثَ الطَّلَبَ
فِيْ اٰثَارِهِمْ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ اِلَّا اُتِيَ بِهِمْ فَاَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَاُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ
وَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ ثُمَّ اَلْقَوْا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ
فَمَا سُقُوْا حَتّٰى مَاتُوْا قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَحَارَبُوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

کے پاس آئے اور صفہ میں ٹھہرے تو ان کو مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ کی ہوا ناموافق پڑی انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لئے دودھ طلب فرمائیں۔ حضور نے فرمایا میں تمہارے لئے صرف یہی پاتا ہوں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں میں جاکر رہو؛ چنانچہ وہ اونٹوں کے پاس آئے اور اُن کے دودھ اور پیشاب پیئے یہاں تک کہ وہ تندرست ہوگئے اور خوب فربہ ہوگئے پھر اُنہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر پہنچی تو حضور نے اُن کے پیچھے تلاش کرنے والے بھیجے۔ ابھی دن بلند نہ ہُوا تھا کہ ان کو گرفتار کرکے لایا گیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گرم کرنے کا حکم دیا وہ گرم کرا کے ان کی آنکھوں میں پھیرا دیں اور اُن کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کو داغ نہ لگوایا پھر ان کو گرم پتھریلی زمین میں پھینک دیا گیا وہ پانی مانگتے تھے ان کو پانی نہ پلایا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ ابو قلابہ نے کہا انہوں نے چوری کی قتل کیا اور اللہ اور اُس کے رسُول سے محاربت (جنگ) کی۔

۶۴۰۳ شرح : دس سے کم افراد پر رہط کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کی جمع اَرْہُط، ارہاط ہے اور جمع کی جمع اراھِط ہے۔ رِسل بکسر الراء یعنی دودھ ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ اور صدقہ کے اونٹ ملے جلے تھے اس لئے یہاں اونٹوں کی نسبت حضور نے اپنی طرف کی اور اس سے پہلی حدیث میں صدقہ کی طرف نسبت کی۔ ذَود بفتح الذال دس سے کم اونٹ ہیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو داغ نہ دیا؛ کیونکہ وہ کافر تھے ان کو پانی نہ دیا گیا؛ کیونکہ وہ مرتد واجب القتل تھے۔ اُنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کیا تھا جس کو انہیں یہ سزا ملی تھی۔ تَرَجَّلَ "بلند ہُوا"۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ سَمَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْيُنَ الْمُحَارِبِيْنَ

۶۴۰۴ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ اَوْ قَالَ مِنْ عُرَيْنَةَ وَلَا اَعْلَمُهُ اِلَّا قَالَ عُكْلٍ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَخْرُجُوْا فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَشَرِبُوْا حَتّٰى اِذَا بَرَءُوْا قَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدْوَةً فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتّٰى جِيْءَ بِهِمْ فَاَمَرَ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَّرَ اَعْيُنَهُمْ وَاُلْقُوْا بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے محاربین کی آنکھیں اندھی کرا دیں۔"

۶۴۰۴ــــ ترجمہ: ابو قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ قبیلہ عُکل یا قبیلہ عُرینہ کہا میں صرف یہی جانتا ہوں کہ انس نے کہا قبیلہ عُکل کے چند آدمی مدینہ منورہ آئے تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اونٹنیوں کا حکم دیا کہ ان کے پیشاب اور دودھ پئیں انہوں نے پیا حتی کہ جب تندرست ہو گئے تو چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو صبح خبر پہنچی تو ان کے پیچھے تلاش کرنے والے بھیجے ابھی دن بلند نہ ہوا تھا کہ ان کو گرفتار کر کے لایا گیا حضور نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دینے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فَضْلِ مَنْ تَرَكَ الْفَوَاحِشَ

۶۴۰۵ — حدثنی مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِیْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فِیْ خَلَاءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَاَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ اِلٰی نَفْسِهَا قَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ فَاَخْفٰی حَتّٰی لَا تَعْلَمَ

کا حکم دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا پھر ان کو پتھریلے گرم میدان میں پھینک دیا وہ پانی طلب کرتے تھے ان کو پانی نہ پلایا گیا ابو قلابہ نے کہا ان لوگوں نے چوری کی قتل کیا اور ایمان کے بعد کافر ہو گئے اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔

شرح ۶۴۰۴ — : اس حدیث شریف میں ہے کہ وہ پانی مانگتے تھے ان کو پانی نہ پلایا بعض محدثین نے کہا اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا اور نہ ہی یہ واضح ہوتا ہے کہ ان کو پانی پلانے سے منع کیا تھا۔ امام کرمانی نے مہلب سے نقل کیا کہ احتمال ہے کہ ان لوگوں کو دودھ پلایا گیا تھا لیکن انہوں نے اس کی جزا دیہ دی کہ اسلام سے منحرف ہو گئے اس لئے ان کو یہ عقوبت دی کہ ان کو پانی پلانا ترک کر دیا۔ حرّہ پتھریلی زمین ہے جس میں کالے پتھر ہیں یہ حدود کے نزول سے قبل کا واقعہ ہے ابھی تک مثلہ حرام نہیں ہوا تھا۔ ان کے ساتھ جو کچھ کیا گیا ان کے اپنے فعل کا بدلہ تھا جبکہ انہوں نے اونٹوں کے چرواہے کے ساتھ اسی طرح کیا تھا لِقاح دودھ والی اونٹنیاں لِقحہ کی جمع ہے

marfat.com
Marfat.com

شِمَالُهٗ مَا صَنَعَتْ يَمِيْنُهٗ

۶۴۰۶ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ ح وَحَدَّثَنِیْ خَلِیْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَكَّلَ لِیْ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ تَوَكَّلْتُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ

باب اس شخص کی فضیلت جس نے فحش ترک کیا

۶۴۰۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے سایہ میں رکھے گا جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ حاکم جو عدل و انصاف کرتا ہے، وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں نوجوان ہُوا اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اور وہ آدمی جس کا دل مسجد میں لگا ہو اور وہ دو آدمی جو اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کریں اور وہ آدمی جس کو خاندانی خوبصورت عورت اپنے نفس کی طرف بلائے تو وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ مرد جو خفیۃً صدقہ کرے حتی کہ اس کا بایاں نہ جانے کہ دائیں نے کیا صدقہ کیا۔

۶۴۰۵ — شرح : ظل کی اضافت اللہ کی طرف تشریف کے لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ حقیقی "ظلّ مد سایہ" سے پاک ہے کیونکہ یہ اجسام کے خصوصیات سے ہے یا مضاف محذوف ہے یعنی ظل عرشہ وہ اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوگا یا ظل کے معنی حمائت کے ہیں؛ چنانچہ کہا جاتا ہے فلاں شخص فلاں کے ظل و کنف اور حمائت میں ہے۔ عدل کے معنی ہر شئ کو اس کے مقام میں رکھنا حضور نے "شاب" فرمایا رجل نہیں فرمایا؛ کیونکہ عبادت نوجوانوں پر سخت ہوتی ہے کیونکہ ان میں شہوت غالب ہوتی ہے۔ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ میں فیض کی اضافت عین طرف بطور مبالغہ ہے جبکہ دراصل آنسو جاری ہوتے ہیں آنکھ جاری نہیں ہوتی۔ ذاتِ منصب سے مراد حسب و نسب والی خاندانی عورت ہے کیونکہ ان عورتوں میں رغبت زیادہ ہوتی ہے (حدیث ۶۴۳۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِثْمِ الزُّنَاةِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ وَلَا يَزْنُوْنَ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا

۶۴۰۷ — حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَنَسٌ قَالَ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ اَحَدٌ بَعْدِيْ سَمِعْتُهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَاِمَّا قَالَ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ

۶۴۰۶ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی میرے لئے اس شئی کا ضامن ہو جو اس کے دونوں پاؤں کے درمیان ہے۔ اور اس کا جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں گا

۶۴۰۶ — شرح : مابین رجلیہ،، سے مراد شرمگاہ ہے اور،، مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ ،، سے مراد زبان ہے اکثر انسان ان دونوں میں مبتلاء ہوتے ہیں ان دونوں کی ضرر بہت زیادہ ہے اگر انسان زناء اور زبان سے محفوظ رہے تو عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ اس حدیث کی مناسبت عنوان سے اس طرح ہے کہ معاصی کا ارتکاب کرنا خدا اور اس کے رسول علیہ السلام سے محاربت کرنا ہے

باب زانیوں کو گناہ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ زناء نہیں کرتے اور زناء کے قریب نہ جاؤ یہ فحش اور بُری راہ ہے،،

۶۴۰۷ — ترجمہ : قتادہ نے کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں ایسی حدیث سُناتا ہوں جو میرے بعد تم سے کوئی بھی بیان نہیں کرے گا جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

marfat.com
Marfat.com

وَيَظْهَرُ الزِّنٰى وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ

٦٤٠٨ ـــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزْنِي الْعَبْدُ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ ..... وَلَا يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ يُنْزَعُ الْاِيْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰكَذَا وَ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ

ہوئے سنا قیامت قائم نہ ہوگی یا فرمایا قیامت کی علامات سے یہ ہے کہ علم اُٹھا لیا جائے گا اور جہالت غالب ہو جائے گی شراب پی جائے گی اور زنا غالب ہو جائے گا مرد کم ہوتے جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی حتی کہ پچاس عورتوں کا انتظام کرنے والا ایک شخص ہوگا۔

شرح : زنا کے قریب نہ جانے کے معنیٰ اس کے مقدمات مثلاً ہاتھ سے مس کرنا، بوسہ لینا وغیرہ وغیرہ ہیں کیونکہ یہ زنا تک پہنچاتے ہیں اگر نفس زنا مراد ہوتا تو فرماتا زنا نہ کرو قولہ یظہر زنا، یعنی زنا عام ہو جائے گا اور چھپایا نہ جائے گا، لوگ بکثرت زنا کرنے لگیں گے، یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محاربت ہے (حدیث ع ۷۹/۱ کی شرح دیکھیں)

٦٤٠٧ ـــ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ زنا نہیں کرتا جس وقت وہ زنا کرتا ہے جبکہ وہ مومن ہو اور چور چوری نہیں کرتا جس وقت چوری کرتا ہے جبکہ وہ مؤمن ہو، عکرمہ نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا اس سے ایمان کیسے نکلتا ہے فرمایا اس طرح نکلتا ہے اور ہاتھ کی انگلیوں کو انگلیوں میں داخل کر کے پھر ان کو نکال لیا

٦٤٠٨ ـــ

marfat.com
Marfat.com

۶۴۰۹ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ حِیْنَ یَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ

۶۴۱۰ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَنْصُوْرٌ وَسُلَیْمَانُ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْ مَیْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ اَجْلَ اَنْ یَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ قَالَ یَحْیٰی وَحَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنِیْ وَاصِلٌ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قُلْتُ

اگر وہ توبہ کرے تو ایمان اس طرح واپس آجاتا ہے اور انگلیوں میں تشبیک کی (ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا) یعنی ان امور کے مرتکب سے نورِ ایمان نکل جاتا ہے۔ اگر توبہ کرے تو نورِ ایمان لوٹ آتا ہے)

۶۴۰۹ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی زنا نہیں کرتا جس وقت زنا کرتا ہے جبکہ وہ مومن ہو اور چوری نہیں کرتا جس وقت وہ چوری کرتا ہے جبکہ وہ مومن ہو اور شراب نہیں پیتا جس وقت شراب پیتا ہے جبکہ وہ مومن ہو اس کے بعد ان کے ارتکاب کرنے والے پر توبہ پیش کی گئی ہے یعنی اس پر توبہ کھلی ہے۔

۶۴۱۰ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا گناہ بڑا ہے فرمایا تمہارا اللہ کے لئے مقابل مماثل بنانا حالانکہ اُس نے

marfat.com

Marfat.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِثْلَهٗ قَالَ عَمْرٌو وَذَكَرْتُهٗ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ وَكَانَ حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيٰنَ عَنِ الْاَعْمَشِ وَمَنْصُوْرٍ وَوَاصِلٍ عَنْ اَبِيْ مَيْسَرَةَ قَالَ دَعْهُ دَعْهُ

بَابُ رَجْمِ الْمُحْصَنِ

وَقَالَ الْحَسَنُ مَنْ زَنٰى بِاُخْتِهٖ حَدُّهٗ حَدُّ الزَّانِيْ

تمہیں پیدا کیا ہے میں نے عرض کیا پھر کونسا عظیم تر ہے فرمایا تمہارا اپنی اولاد کو اس لئے قتل کرنا کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائیں گے میں نے عرض کیا پھر اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے فرمایا تمہارا اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زناء کرنا۔ یحییٰ نے کہا مجھ سے واصل نے ابو وائل کے ذریعہ بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! پھر اس طرح بیان کیا۔ عمرو بن علی نے کہا میں نے یہ عبدالرحمٰن بن مہدی سے ذکر کیا، حالانکہ اُس نے سفیان کے ذریعہ اعمش، منصور بن معتمر واصل احدب ابووائل اور ابومیسرہ سے بیان کیا تو عبدالرحمٰن نے کہا اس کو چھوڑو چھوڑو۔

شرح : ہمسایہ کی بیوی سے زناء کرنا عظیم گناہ ہے اگرچہ زناء ہر لحاظ سے عظیم گناہ ہے کیونکہ ہمسایہ کا احترام اور حق ہے جو غیر کا نہیں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس شخص کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں اس شخص کا ایمان کامل نہیں ،، قولہ دعہ دعہ ،، یعنی عبدالرحمٰن نے کہا یہ اسناد جس میں ابو وائل اور عبداللہ بن مسعود کے درمیان ابومیسرہ نہیں اس کو چھوڑ دو چھوڑ دو۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ابو وائل اگرچہ بکثرت عبداللہ بن مسعود سے روائت کرتے ہیں لیکن یہ حدیث اُن سے روائت نہیں کی یہ ابو وائل پر طعن نہیں جبکہ وہ عبداللہ بن مسعود سے بکثرت روائت کرتے ہیں لیکن اکثر لوگوں کی موافقت کے لئے ترکِ واسطہ کے طریق کو ترجیح دینے کا ارادہ کیا ہے۔ ۶۴۱۰

باب شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا

حسن بصری نے کہا جس نے اپنی بہن سے زناء کیا اس کی حدّ بھی زناء کی حدّ ہے

شرح : رجم میں احصان کی چند شرطیں ہیں وہ یہ کہ آزاد، مسلمان، عاقل، بالغ اور صحیح نکاح سے جماع

marfat.com
Marfat.com

۶۴۱۱ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ ابْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ حِيْنَ رَجَمَ الْمَرْأَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ رَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کیا ہو امام شافعی ابو یوسف محمد اور امام محمد رضی اللہ عنہم نے کہا رجم کرنے میں مرجوم کا مسلمان ہونا شرط نہیں کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو یہودیوں کو رجم کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی ابتداء میں جلد کی آیت کے نزول سے پہلے تورات کے حکم کے مطابق رجم کیا گیا تھا لہٰذا یہ اس آیت سے منسوخ ہے ۔ امام عینی نے ابن منذر سے نقل کیا کہ نکاح فاسد اور شبہ سے وطی کرنے سے احصان ثابت نہیں ہوتا اس پر اجماع ذکر کیا گیا ہے ۔ لیکن بعض علماء نے کہا ایسے شخص کو مُحصن کہا ہے لونڈی سے نکاح کرنے سے بعض علماء کے نزدیک محصن نہیں ہوتا اکثر کہتے ہیں اس سے احصان ثابت ہوجاتا ہے ۔ کتابیہ عورت سے نکاح کرنے سے احصان ثابت ہونے میں اختلاف ہے۔

ترجمہ : شُعبہ نے کہا مجھے سلمہ بن کُہیل نے کہا کہ میں نے شَعبی کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا جبکہ اُنہوں نے جمعہ کے دن ایک عورت کو رجم کیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس عورت کو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طریقہ کے موافق رجم کیا ہے ۔ ۶۴۱۱ــــ

شرح : اس عورت کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو جمعرات کے دن کوڑے مارے اور جمعہ کے دن اس کو رجم کیا حضرت علی المرتضیٰ سے کہا گیا آپ نے اس پر دو حدیں جمع کر دی ہیں ۔ حضرت علی المرتضیٰ نے کہا میں نے اس کو کتاب اللہ کے مطابق کوڑے مارے ہیں اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طریقہ کے موافق رجم کیا ہے ۔ ۶۴۱۱ــــ

اس عورت کا نام شراجہ بضمّ الشین بنت مالک ہمدانیہ ہے ۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اثر سے علماء کی ایک جماعت نے استدلال کیا کہ کوڑے اور رجم دونوں ایک شخص پر جمع کرنے جائز ہیں، لیکن جمہور فقہاء نے کہا دو حدیں ایک شخص پر جمع کرنا جائز نہیں بعض علماء نے کہا اگر زانی بوڑھا شادی شدہ ہو تو اس پر دو حدیں جمع کرنا جائز ہے اگر نوجوان شادی شدہ ہو تو جائز نہیں لیکن یہ قول باطل ہے (عینی)

marfat.com

Marfat.com

۶۴۱۲ — حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَلِدٌ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی ھَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ قَبْلَ سُوْرَۃِ النُّوْرِ اَوْ بَعْدُ قَالَ لَا اَدْرِیْ

۶۴۱۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْسَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَہٗ اَنَّہٗ قَدْ زَنٰی فَشَھِدَ عَلٰی نَفْسِہٖ اَرْبَعَ شَھَادَاتٍ فَاَمَرَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ وَکَانَ قَدْ اُحْصِنَ

ترجمہ : سلیمان شیبانی نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اَوْفٰی سے پوچھا کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اُنہوں نے کہا جی ہاں! میں نے کہا سورۂ نور کے نزول سے پہلے یا بعد رجم کیا ہے۔ کہا یہ مجھے معلوم نہیں۔

۶۴۱۲ —

شرح : یعنی سورۂ نور کی اس آیت کریمہ "اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدَۃٍ مِنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ" یہ امر مسلّم الثبوت ہے کہ سورۂ نور کے بعد رجم کیا گیا، کیونکہ سورۂ نور واقعۂ اِفک میں چار یا پانچ یا چھ ہجری میں نازل ہوئی تھی جبکہ رجم سات ہجری میں کیا گیا، کیونکہ اس رجم میں ابوہریرہ موجود تھے حالانکہ وہ سات ہجری میں مسلمان ہوئے تھے۔

۶۴۱۳ —

ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے بیان کیا کہ اُس نے زنا کیا ہے اور اپنے آپ پر چار شہادتیں پیش کیں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے متعلق حکم فرمایا تو اس کو رجم کیا گیا جبکہ وہ شادی شدہ تھا۔

۶۴۱۴ — شرح : اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ چار بار مختلف

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يُرْجَمُ الْمَجْنُوْنُ وَالْمَجْنُوْنَةُ

وَقَالَ عَلِيٌّ لِعُمَرَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ

۶۴۱۴ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ

مجالس میں زنا کا اقرار کرنا شرط ہے، یہ کہ ایک بار اقرار کرکے قاضی سے غائب ہو جائے حتی کہ وہ اس کو نہ دیکھے پھر واپس آکر دوبارہ اقرار کرے جیسے حضرت ماعز اسلمی کی حدیث میں ہے اگر ایک مجلس میں ہزار بار اقرار کیا تو وہ ایک ہی اقرار متصور ہوگا۔ سفیان ثوری نے کہا ایک مجلس میں چار بار زنا کا اقرار کرنے سے حد واجب ہے۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما نے کہا ایک ہی بار اقرار کرنا کافی ہے۔ لیکن یہ مذکور حدیث کے خلاف ہے۔

باب مجنون مرد و زن کو رجم نہ کیا جائے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مجنون سے جب تک ہوش میں نہ آئے اور بچہ سے جب تک بالغ نہ ہو اور سونے والے سے جب تک بیدار نہ ہو قلم اُٹھا لیا گیا ہے۔

شرح: یعنی مجنون مرد یا عورت حالتِ جنون میں زنا کریں تو بالاجماع اُن پر رجم واجب ہے۔ اور اگر حالتِ صحت میں زنا کیا پھر جنون طاری ہو گیا تو جمہور علماء کے نزدیک رجم کرنے میں افاقہ تک تاخیر نہ کی جائے گی کیونکہ اس کو ختم کرنا مقصود ہے لیکن اگر کوڑے مارنے ہوں تو اس کے ہوش میں آنے تک تاخیر کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کو تکلیف دینا مقصود ہے۔

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰی رَدَّدَ عَلَيْهِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰی نَفْسِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ دَعَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ اَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهٗ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰی فَلَمَّا اَذْ لَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَاَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک مجنونانہ عورت کے پاس سے گزرے جس نے زنا کیا تھا اور حضرت عمر فاروق نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا تھا حضرت علی نے اس کو واپس کر دیا اور عمر فاروق سے کہا کیا آپ کو یاد نہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشخاص سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے ایک مجنون جس کو ہوش نہ ہو دُوسرا سونے والا حتی کہ بیدار ہو جائے تیسرا بچہ حتی کہ بالغ ہو جائے۔ حضرت عمر فاروق نے کہا آپ نے سچ کہا ہے اور عورت کو چھوڑ دیا۔

۶۴۱۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے اُس نے کہا یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زنا کیا ہے۔ حضور نے اِس سے اِعراض فرمایا یہاں تک کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار بار مکرر کہا۔ جب اُس نے اپنے آپ پر چار بار گواہی دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور فرمایا کیا تو مجنون ہے۔ عرض کیا نہیں فرمایا کیا شادی شدہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔ ابن شہاب نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے جابر بن عبداللہ سے سُنا کہا میں نے اُن لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس کو رجم کیا تھا ہم نے اس کو مُصلّٰی میں رجم کیا جب اس کو پتھر پڑے تو بھاگ نکلا ہم نے اس کو حرّہ (پتھریلے میدان) میں پا لیا اور سنگسار کر دیا۔

۶۴۱۴ — شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ مجنون کو سنگسار نہیں کیا جاتا ،، ،، مُصلّٰی،، جنازے پڑھنے کی جگہ وہ بقیع غرقد ہے۔ حرّہ سیاہ پتھروں والا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

۶۴۱۵ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اخْتَصَمَ سَعْدٌ وَّابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَلَكَ يَاعَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَاسَوْدَةُ وَزَادَلَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

۶۴۱۵ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

میدان ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم رجم کے شروط پوچھے اور اقرار کرنے والے کے لئے حد کے دفع کرنے کی طرف اشارہ کرے اور عید پڑھنے کی جگہ مسجد کے حکم میں نہیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس پر اقرار کرنے کے باعث حد قائم کی جائے اس کا درمیان میں بھاگنے سے حد ساقط نہیں ہوتی۔ علامہ کرمانی نے ابن بطال سے نقل کیا جب اقرار سے رجوع کرلے تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا اور حد قائم نہیں کی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ اور شافعی واحمد کا یہی مذہب ہے

باب زانی کے لئے محرومیّت اور حرمان ہے

۶۴۱۵ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ نے جھگڑا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ "زمعہ کی لونڈی کا بیٹا" تیرا ہے بچہ صاحب فراش کے لئے ہے۔ اے سودہ بنت زمعہ تم اس سے حجاب میں رہو۔ قتیبہ نے لیث سے یہ اضافہ کیا "زانی کے لئے حرمان ہے" (حدیث ۱۹۲۷ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۴۱۵ ترجمہ : محمد بن زیاد نے کہا میں نے ابوہریرہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ صاحب فراش کا ہے۔ زانی کے لئے محرومیت ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الرَّجْمِ بِالْبَلَاطِ

٦٤١٦ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُوْدِيٍّ وَيَهُوْدِيَّةٍ قَدْ اَحْدَثَا جَمِيْعًا فَقَالَ لَهُمْ مَا تَجِدُوْنَ فِيْ كِتَابِكُمْ قَالُوْا اِنَّ اَحْبَارَنَا اَحْدَثُوْا تَحْمِيْمَ الْوَجْهِ وَالتَّجْبِيَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَّامٍ اُدْعُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِالتَّوْرٰةِ فَاُتِيَ بِهَا فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَّامٍ اِرْفَعْ يَدَكَ فَاِذَا اٰيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهِ وَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ فَرَاَيْتُ الْيَهُوْدِيَّ اَجْنَأُ عَلَيْهَا

باب بلاط میں رجم کرنا

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی مرد
٦٤١٦ — اور یہودیہ عورت لائے گئے اُن دونوں نے کچھ کیا تھا (زنا کیا تھا) حضور
نے اُن سے فرمایا تم اپنی کتاب "تورات" میں کیا پاتے ہو اُنہوں نے کہا ہمارے علماء نے منہ کالا کرنا اور گدھے
پر اُلٹا سوار کرنا بتایا ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ان کو فرمائیں تورات
لائیں تورات لائی گئی تو اُن میں سے ایک نے رجم کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور اُس نے ماقبل اور مابعد پڑھنا شروع
کیا عبداللہ بن سلام نے اسے کہا اپنا ہاتھ اُٹھا کیا دیکھتے ہیں کہ آیتِ رجم اس کے ہاتھ کے نیچے ہے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے متعلق حکم فرمایا تو ان کو سنگسار کر دیا گیا۔ ابن عمر نے کہا ان کو بلاط کے پاس سنگسار کیا
گیا میں نے یہودی کو دیکھا وہ یہودیہ پر مائل ہوتا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الرَّجْمِ بِالْمُصَلّٰی

۶۴۱۷ — حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَسْلَمَ جَاءَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنٰی وَاَعْرَضَ عَنْہُ النَّبِیُّ

۶۴۱۶ — شرح : قولہ اَحْدَثَا ،، زنا کیا۔ اَحْبَار حبر کی جمع ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں خوبصورت کلام کرنے والا عالم ،، اَحْدَثُوْا اِحْدَاث سے بمعنی اِظہار ہے یعنی احبار نے چہرہ سیاہ کرنا ظاہر کیا ہے۔ جب یہودی مسلمان حاکم کے پاس کوئی فیصلہ لائیں تو حجاز و عراق کے فقہاء نے کہا کہ حاکم کو اختیار ہے کہ اگر وہ اسلامی حکم تسلیم کرتے ہیں تو ان میں فیصلہ کرے اور اگر چاہے تو اُن سے اعراض کرے امام مالک اور ایک قول کے مطابق امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ جب اہلِ کتاب حاکم اسلام کے پاس فیصلہ لائیں تو حاکم پر واجب ہے کہ اُن میں فیصلہ کرے جبکہ وہ اللہ کا حکم تسلیم کرتے ہوں لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب بیوی خاوند دونوں فیصلہ لائیں تو حاکم ان میں عدل و انصاف سے فیصلہ کرے اور اگر صرف عورت ہی آئے اور اس کا شوہر راضی نہ ہو تو اُن میں فیصلہ نہ کرے۔ ابو یوسف اور محمد رحمہما اللہ نے کہا فیصلہ کرے۔ نیز اس مسئلہ میں بھی فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ اہلِ ذمہ سے یہودی مرد و زن زنا کریں اور اُن کے حکام فیصلہ مسلمان حاکم کے پاس لائیں تو ان کو رجم کیا جائے گا یا نہیں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر اہلِ ذمہ زنا کریں یا شراب پئیں تو حاکم اسلام اُن میں کوئی تعرّض نہ کرے ہاں اگر وہ مسلمانوں کے دیار میں علانیہ ایسا کریں اور مسلمانوں کو ضرر دیں تو حاکم وقت مسلمانوں کو ضرر دینے سے انہیں منع کرے گا۔ امام مالک نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اس لئے رجم کیا تھا کہ اس وقت یہودی ذمی نہ تھے اور حضور کے پاس فیصلہ لائے تھے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے تلامذہ نے کہا اگر یہودی زنا کریں تو ان کو مسلمانوں کی طرح حدّ ماری جائے گی۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی ایک قول یہی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم (عینی)

باب عید پڑھنے کی جگہ رجم کرنا

۶۴۱۷ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ اُحْصِنْتَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَاُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَصَلّٰى عَلَيْهِ لَمْ يَقُلْ يُوْنُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلّٰى عَلَيْهِ سُئِلَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ صَلّٰى عَلَيْهِ يَصِحُّ قَالَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ فَقِيْلَ لَهُ رَوَاهُ غَيْرُ مَعْمَرٍ قَالَ لَا

کی خدمت میں حاضر ہوا اور زنا کا اقرار کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا حتی کہ اُس نے اپنے آپ پر چار بار گواہی دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا حتی کہ اُس نے اپنے آپ پر چار بار گواہی دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کیا تجھے جنون ہے اُس نے کہا نہیں فرمایا تو شادی شدہ ہے اُس نے کہا جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم فرمایا تو اس کو عیدگاہ کے پاس رجم کیا گیا جب اس کو پتھر پڑے تو وہ بھاگ نکلا پھر وہ پایا گیا اور سنگسار کیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اچھا ذکر کیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی یونس اور ابن جُریج نے زہری سے "فصلّی علیہ" روایت نہیں کیا بخاری سے پوچھا گیا گیا وہ "فصلّی علیہ" صحیح ہے؟ انہوں نے کہا معمر نے یہ روایت کی ہے پھر اُن سے پوچھا گیا کہ اس کو معمر کے غیر نے روایت کیا ہے؟ کہا نہیں۔

شرح ۶۴۱۷ : مصلّٰی سے مراد یہ ہے کہ عیدگاہ یا جنائز پڑھنے کی جگہ کے پاس رجم کرنا وہ بقیع غرقد کے قریب جگہ ہے۔ امام مسلم نے ابوسعید سے روایت کی کہ حضور نے ہمیں حکم دیا تو ہم اس کو بقیع غرقد کی طرف لے گئے اور وہاں رجم کیا۔ اگر بالمصلی کی باء ظرفیت کی ہو تو معنی یہ ہوگا کہ عید یا جنازہ پڑھنے کی جگہ رجم کیا تو اس تقدیر پر عیدگاہ اور جنازگاہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے اگر باء عند کے معنی میں ہو تو ان کے لئے مسجد کا حکم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض روایات میں ہے کہ حضور نے نمازِ جنازہ پڑھی تھی۔ پھر اس کے بعد پڑھی تھی؛ چنانچہ عبدالرزاق نے ماعز کے واقعہ میں ابوامامہ بن سہل بن حنیف کی حدیث ذکر کی کہ عرض کیا گیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ماعز کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے؟ فرمایا نہیں پھر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ اَصَابَ ذَنْبًا دُوْنَ الْحَدِّ وَاَخْبَرَ الْاِمَامَ فَلَا عُقُوْبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ اِذَا جَاءَ مُسْتَفْتِيًا قَالَ عَطَاءٌ لَمْ يُعَاقِبِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَلَمْ يُعَاقِبِ الَّذِيْ جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ وَلَمْ يُعَاقِبْ عُمَرُ صَاحِبَ الظَّبْيِ وَفِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دُوسرے روز فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو تو آپ نے ماعز کی نماز جنازہ پڑھی۔

اس حدیث سے سارا اختلاف ختم ہو جاتا ہے کہ فصلی علیہ صحیح ہے یا نہیں" قولہ سُئِلَ ابوعبداللہ یعنی امام بخاری سے پوچھا گیا کہ ماعز کی نماز جنازہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ "صلّی علیہ" کیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔ امام نے کہا معمر بن راشد نے یہ روائت کیا ہے کہ فصلی علیہ صحیح ہے پھر اُن سے پُوچھا گیا کیا معمر کے غیر نے بھی یہ روائت کی ہے؟ کہا نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے معمر کی روایت یقین کے ساتھ اس لئے ذکر کی ہے کہ معمر فقیہہ، متقی اور ثقہ ہے ایسے شخص کی زیادتی قبول کی جاتی ہے۔"

باب جو کوئی گناہ کا ارتکاب کرے جس میں حد نہیں اور امام کو یہ خبر دی تو توبہ کرنے کے بعد اس پر کوئی عقوبت نہیں جبکہ وہ فتویٰ طلب کرنے آئے"

شرح: یعنی جو شخص ایسے گناہ کا مرتکب ہو جس میں حد واجب نہیں جیسے کسی اجنبیہ کا بوسہ لیا یا اس سے بغلگیر ہوا پھر امام کو اس واقعہ کی خبر دی تو اس کے توبہ کرنے کے بعد وہ گناہ ساقط ہو جاتا ہے اور امام اس پر اعتراض نہیں کر سکتا بلکہ توبہ کرنے میں اس کی بصیرت کی تاکید کرے اور اس کو یہ حکم دے تاکہ یہ معاملہ شہرت پائے اور گنہگار توبہ کریں، لیکن جس شخص نے کوئی گناہ کیا جس میں حد واجب ہے اس کو توبہ ساقط نہیں کرتی اور جب امام کو اس کی خبر پہنچے تو وہ اس کو معاف کرنے کا مجاز نہیں۔

marfat.com

Marfat.com

۶۴۱۸ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهٖ فِيْ

عطاء نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عقوبت نہ کی۔ ابن جُریج نے کہا جس شخص نے رمضان مبارک میں بیوی سے روزہ کی حالت میں جماع کیا اس کو عقوبت نہیں کی تھی۔ ،، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہرن والے کو عقوبت نہیں کی تھی ،، اس کے حکم میں ابوعثمان نے ابن مسعود کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کی ہے۔

شرح : یعنی عطاء بن ابی رباح نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو عقوبت نہیں کی جس نے آپ کو یہ خبر سُنائی تھی کہ اُس نے یہ گناہ کیا ہے بلکہ اس کو مہلت دی حتیٰ کہ اُس نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر فرمایا اس کے نماز پڑھنے سے اس کے گناہ کا کفارہ ہوگیا ہے اور عبدالملک ابن عبدالعزیز بن جُریج نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو عذاب نہ دیا جس نے رمضان مبارک میں روزہ سے جماع کیا تھا بلکہ اس کو کفارہ ادا کرنے کو اپنی طرف سے کھجوریں دی تھیں۔

قبیصہ بن جابر نے احرام باندھا ہُوا تھا اُنہوں نے احرام کی حالت میں ہرن کا شکار کر لیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر جزاء واجب کی اور اس فعل پر انہیں عقوبت نہ کی۔ قولہ فیہ عن ابی عثمان ،، یعنی عنوان میں مذکور حکم کے معنی میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے ایک اجنبیہ کا بوسہ لیا پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور واقعہ بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ،، اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ،، نازل ہُوئی۔ اُس نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حکم سب کے لئے ہے یا صرف میرے ہی لئے ہے فرمایا یہ حکم میری ساری اُمت کے لئے ہے ،،

۶۴۱۸ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رمضان مبارک میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا۔ پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دریافت کیا تو حضور نے فرمایا کیا تو غلام پاتا ہے ؟ عرض کیا نہیں فرمایا کیا تو دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے عرض کیا نہیں فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ لَیث نے اپنے اسناد کے طریق سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

marfat.com
Marfat.com

رَمَضَانَ فَاسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَتٰى رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ احْتَرَقْتُ قَالَ مِمَّنْ ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِامْرَأَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ لَهٗ تَصَدَّقْ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ فَجَلَسَ وَاَتَاهُ اِنْسَانٌ يَسُوْقُ حِمَارًا وَمَعَهٗ طَعَامٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَا اَدْرِيْ مَا هُوَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ الْمُحْتَرِقُ فَقَالَ هَا اَنَا ذَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ قَالَ عَلٰى اَحْوَجَ مِنِّيْ مَا لِاَهْلِيْ طَعَامٌ قَالَ فَكُلُوْهُ

سے روائت کی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد نبوی شرفہا اللہ تعالیٰ میں حاضر ہو کر عرض کیا میں جل گیا حضور نے فرمایا کس سبب سے؟ عرض کیا میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ حضور نے اسے فرمایا صدقہ کر اُس نے کہا میرے پاس کوئی شئی نہیں وہ شخص بیٹھ گیا پھر ایک شخص گدھا ہانکتا ہُوا آیا اس کے پاس غلّہ تھا عبدالرحمٰن نے کہا مجھے معلوم نہیں اس پر کونسا غلّہ تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ حضور نے فرمایا جلنے والا کہاں ہے؟ اُس نے کہا وہ جلنے والا میں ہوں۔ فرمایا یہ لے جا اور صدقہ کر اُس نے کہا کیا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں؟ میرے اہل و عیال کے پاس کھانا نہیں ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی کھالو ابو عبداللہ (بخاری کے مؤلف) نے کہا پہلی حدیث (جو ابو عثمان بندی نے روائت کی ہے) زیادہ واضح ہے (اس میں ہے) اپنے اہل و عیال کو کھلا دو،،

(حدیث ع ۱۸۱۳ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِذَا اَقَرَّ بِالْحَدِّ وَلَمْ يُبَيِّنْ
هَلْ لِلْاِمَامِ اَنْ يَّسْتُرَ عَلَيْهِ

٦٤١٩ ـــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمِ الْكِلَابِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَیَّ وَلَمْ يَسْاَلْهُ عَنْهُ قَالَ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِیِّ

باب جب حدّ کا اقرار کیا اور بیان نہ کیا

کیا امام کے لئے جائز ہے کہ اس پر پردہ ڈالے؟

یعنی کسی شخص نے امام کے پاس حدّ کا اقرار کیا کہ میں نے وہ کام کیا ہے جو حد کو واجب کرتا ہے کیا امام اُس پر پردہ ڈالے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام اس پر پردہ ڈالے مصنّف نے عنوان میں اس کا جواب ذکر نہیں کیا؛ کیونکہ امام کی عادت ہے کہ ایسے مواقع میں حدیث پر اکتفاء کرتے ہیں؛ چنانچہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس شخص جس نے کہا تھا میں حدّ کو پہنچا ہوں سے فرمایا تُو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے اور اس کے فعل کا اظہار نہ فرمایا۔ معلوم ہُوا کہ پردہ ڈالنا بہتر ہے کیونکہ فعل کے اظہار میں اس کی تجسّس ہے جو ممنوع ہے

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس تھا ٦٤١٩
آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا یا رسُولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! میں حدّ کو پہنچا ہوں وہ مجھ پر قائم کریں۔ انس نے کہا حضور نے اس سے نہ پوچھا (وہ کیا ہے) پھر نماز کا وقت آگیا اُس نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھی جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز ادا فرمالی تو وہ شخص حضور کے آگے کھڑا ہوگیا اور کہا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! میں حدّ کو پہنچا ہوں مجھ پر اللہ کی کتاب قائم کریں

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَامَ اِلَيْهِ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَالَ اَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ اَوْ حَدَّكَ

بَابُ هَلْ يَقُوْلُ الْاِمَامُ لِلْمُقِرِّ لَعَلَّكَ لَمَسْتَ اَوْ غَمَزْتَ

٦٤٢٠ــ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيْمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ

فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ عرض کیا جی ہاں (پڑھی ہے) فرمایا اللہ نے تیرا گناہ یا فرمایا تیری حد معاف کر دی ہے۔

٦٤١٩ــ شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد فرمایا پہلے اس لئے نہیں فرمایا کہ نماز گناہ مٹا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ،، لیکن ظاہر یہ ہے کہ نماز پڑھنے سے حد کا زائل ہو جانا اسی شخص کے ساتھ مخصوص تھا اس کے لئے حضور نے بذریعہ وحی فرمایا تھا، ورنہ بہت ایسے لوگ ہیں جن پر حد قائم کی گئی تھی حالانکہ انہوں نے حضور کے ساتھ نمازیں ادا کی تھیں اگر اس معنی میں عموم ہوتا تو حضور تمام کے لئے یہ فرماتے۔

باب کیا امام اقرار کرنے والے کے لئے کہے کہ تو نے چھوا ہوگا یا بغل میں لیا ہوگا

٦٤٢٠ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب ماعز بن مالک اسلمی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو حضور نے اسے فرمایا شاید

marfat.com
Marfat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اَتٰى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ اَوْ غَمَزْتَ اَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَنِكْتَهَا لَا يَكْنِيْ قَالَ نَعَمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ اَمَرَ بِرَجْمِهٖ

بَابُ سُؤَالِ الْاِمَامِ الْمُقِرَّ هَلْ اَحْصَنْتَ

٦٤٢١ــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ زَنَيْتُ يُرِيْدُ

تو نے بوسہ لیا ہوگا یا بغل میں لیا ہوگا یا اسے دیکھا ہوگا۔ اُس نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! نہیں، فرمایا کیا اس سے جماع کیا ہے؟ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح کی کنایہ یا اشارہ نہیں کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس وقت سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔

٦٤٢٠ــــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ نِکْتَهَا، سے تصریح فرمائی، کیونکہ اشارات و کنایات سے حدود ثابت نہیں ہوتیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اقرار کرنے والے کے لئے حدود میں تلقین کرنا جائز ہے جبکہ زناء کا لفظ آنکھ سے دیکھنے پر بھی بولا جاتا ہے؛ چنانچہ مروی ہے آنکھیں بھی زناء کرتی ہیں۔

باب اقرار کرنے والے سے امام کا کہنا کیا تُو شادی شدہ ہے

٦٤٢١ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

marfat.com
Marfat.com

نَفْسَهٗ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَنَحّٰی لِشِقِّ وَجْھِہِ الَّذِیْ اَعْرَضَ عَنْہُ قِبَلَہٗ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ زَنَیْتُ فَاَعْرَضَ عَنْہُ فَجَاءَ لِشِقِّ وَجْہِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ اَعْرَضَ عَنْہُ فَلَمَّا شَھِدَ عَلٰی نَفْسِہٖ اَرْبَعَ شَھَادَاتٍ دَعَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبِکَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ اُحْصِنْتَ قَالَ نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اذْھَبُوْا بِہٖ فَارْجُمُوْہُ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ اَخْبَرَنِیْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ فَکُنْتُ فِیْمَنْ رَجَمَہٗ فَرَجَمْنَاہُ بِالْمُصَلّٰی فَلَمَّا اَذْلَقَتْہُ الْحِجَارَۃُ جَمَزَ حَتّٰی اَدْرَکْنَاہُ بِالْحَرَّۃِ فَرَجَمْنَاہُ

لوگوں میں سے ایک آدمی آیا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے اُس نے حضور کو ندا کی یا رَسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے زنا کیا ہے اس کی مراد اپنی ذات تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چہرہ انور پھیر لیا۔ وہ حضور کے چہرۂ انور کے اس طرف چلا گیا جدھر حضور نے چہرہ انور پھیرا تھا اور کہا یا رَسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زنا کیا ہے۔ حضور نے چہرۂ انور پھیر لیا وہ حضور کے چہرۂ انور کے اس طرف سے آیا جدھر آپ نے اعراض کیا تھا۔ جس وقت اُس نے اپنے آپ پر چار بار گواہی دی تو حضور نے اس کو بلایا اور فرمایا کیا تجھے جنون ہے؟ کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! نہیں، فرمایا کیا تو محصن ہے عرض کیا ہاں یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا اس کو لے جاؤ اور رجم کر دو! ابن شہاب نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے اس کو رجم کیا ہم نے اس کو عیدگاہ میں رجم کیا جب اس کو پتھر لگے تو وہ تیز بھاگ نکلا یہاں تک کہ ہم نے اس کو پتھریلے میدان میں پا لیا اور اس کو سنگسار کر دیا۔

شرح ٦٤٢١ : قولہ یرید نفسہ ،، اس سے یہ وضاحت کی کہ وہ کسی اور کی طرف سے فتویٰ نہیں پوچھ رہا تھا جس کو فرض کے طور پر اپنی طرف منسوب کیا جیسے مستفتی دُوسروں کے لئے اس طرح پوچھتے ہیں لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے ماعز کی مراد تاکید نفی کہ اسی ہی نے زنا کیا ہے رسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو محصن ،، شادی شدہ ،، ہے۔ رجم کے لئے احصان شرط

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِعْتِرَافِ بِالزِّنٰى

٦٤٢٢ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ ابْنَ خٰلِدٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ اَنْشُدُكَ اِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاْذَنْ لِي اَنْ اَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ اِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهِ فَاَفْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَاَلْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِي اَنَّ عَلٰى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَعَلٰى امْرَاَتِهِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَلْمِائَةُ الشَّاةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا اُنَيْسُ عَلٰى امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا قُلْتُ

ہے محصن اسے کہتے ہیں جس نے کسی عورت سے صحیح نکاح کرنے کے بعد جماع کیا ہو۔ مجنون مرد و زن کو رجم نہ کیا جانے کے باب میں اس کی شرح دیکھیں۔

باب زناء کا اقرار کرنا

ترجمہ : ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم

٦٤٢٢ ـــ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کریں پھر اس کا مخالف کھڑا ہوا جبکہ وہ اس سے زیادہ سمجھدار تھا اس نے کہا حضور ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کریں اور مجھے

marfat.com
Marfat.com

لِسُفْيٰنَ لَمْ يَقُلْ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى ابْنِيْ الرَّجْمَ فَقَالَ اَشُكُّ فِيْهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَمَا سَكَتُّ

اجازت دیں فرمایا کہو اُس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کا ملازم تھا اُس نے اس کی بیوی سے زناء کیا میں نے اس کی طرف سے سَو بکری اور ایک خادم فدیہ دیا پھر میں نے اہلِ علم حضرات سے دریافت کیا تو اُنہوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی واجب ہے اور اس شخص کی بیوی پر رجم واجب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا سَو بکری اور خادم واپس کئے جاتے ہیں اور تیرے بیٹے پر سَو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی ہے۔ اے اُنیس کل اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر اُس نے زناء کا اقرار کر لیا تو اس کو سنگسار کر دو اُنیس صبح اس کے پاس گئے تو اس عورت نے زناء کا اعتراف کر لیا پس اس کو رجم کر دیا۔ علی بن عبد نے کہا میں نے سفیان سے کہا اس شخص نے یہ نہ کہا کہ اُنہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے بیٹے پر رجم ہے۔ سفیان نے کہا اس میں زہری سے سماع میں شک کرتا ہوں۔ بسا اوقات میں نے یہ کہا ہے اور بسا اوقات میں خاموش رہا۔

۶۴۲۲

شرح : قولہ "اَنْشُدُکَ اللّٰہَ" یہ صیغہ متکلم واحد نَصَرَ کے باب سے ہے نَشْدَۃٌ کے معنی ہیں۔ بُلند آواز سے سوال کرنا۔ سیبویہ نے کہا "اَنْشُدُکَ اِلَّا فَعَلْتَ کے معنی "مَا اَطْلُبُکَ اِلَّا فِعْلَکَ" میں آپ سے صرف آپ کا فعل طلب کرتا ہوں بعض علماء نے کہا یوں بھی ہو سکتا ہے کہ "اِلَّا" قسم کا جواب ہو کیونکہ اس میں حَصَر کے معنیٰ ہیں دراصل عبارت اس طرح ہے اَسْئَلُکَ بِاللّٰہِ لَا تَفْعَلُ شَیْئًا اِلَّا الْقَضَاءَ بِکِتَابِ اللّٰہِ" میں اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ کچھ نہ کریں صرف اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کریں یہ شخص دیہاتی تھا جب اُس نے اہلِ علم سے مسئلہ دریافت کیا جنہوں نے سو اونٹ اور ایک سال جلا وطنی فیصلہ کیا تو اس پر اصل حکم مخفی ہو گیا۔ اس لئے اُس نے اپنے کلام میں ذکر کیا کہ آپ اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کریں؛ ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فیصلہ بذریعہ وحی اللہ کی کتاب کے موافق ہوتا تھا۔ جیسے داؤد علیہ السلام سے دو فرشتوں نے کہا تھا "فَاحْکُمْ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ" ہمارے درمیان حق فیصلہ کریں۔ اعرابی کے اس کلام پر حضور نے اس کو سرزنش نہ فرمائی اور سکوت کرتے ہوئے فرمایا میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل عادل حاکم سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے درمیان حق فیصلہ کریں" قولہ اِئْذَنْ لِیْ" یہ اس کی فقاہت ہے کہ باادب کلام کرنے کے لئے اجازت طلب کی اور آواز بلند نہ کی

marfat.com

Marfat.com

٦٤٢٣ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَّطُوْلَ

ایک مرفوع حدیث میں ہے اگرچہ اس میں ضعف ہے کہ اچھے طریقہ سے سوال کرنا نصف علم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لڑکے پر باپ کا اقرار مقبول نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ لڑکا اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوا تھا اور والد کے کلام کرنے وقت اس کا خاموش رہنا اپنے جرم کا اعتراف تھا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم جانتے تھے کہ اس کا بیٹا کنوارہ ہے اور اُس نے زنا کا اعتراف کیا ہے اس لئے یہ فیصلہ فرمایا کہ بکریاں واپس کر دی جائیں اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے ماریں گے"، سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُنیس کو بھیجا کہ اگر وہ عورت زنا کا اعتراف کرے تو اس کو حدّ لگا دیں۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ تجسّس اور تفحص سے زنا کی حد ثابت نہیں ہوتی اس کا جواب یہ ہے کہ اصل مقصد یہ تھا کہ اس شخص نے اس عورت کو تہمت لگائی ہے لہٰذا اس کو حق حاصل ہے کہ حدّ قذف کا مطالبہ کرے یا اس کو معاف کر دے یا زنا کا اعتراف کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حدّ زنا کے لئے مطلق اقرار کافی ہے، حالانکہ ایسا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ماعز اسلمی کی حدیث اس بات کا قرینہ ہے نیز عسیف کی حدیث میں بھی مزنیہ نے چار بار اقرار کیا تھا، کیونکہ دراصل عبارت اس طرح ہے "اِنِ اعْتَرَفَتْ اِعْتِرَافًا"، اعتراف مصدر اسم جنس ہے قلیل وکثیر کا محتمل ہے لہٰذا اسے چار بار اقرار پہ محمول کیا جائے گا جبکہ اقرار شاہد کے قائم مقام ہے۔ اور حدِّ زنا چار شہادتوں سے ثابت ہوتی ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر حاکم کا فیصلہ کتاب وسنّت کے خلاف ہو تو اس کو مسترد کرنا جائز ہے اور خلافِ سنّت پر صلح جائز نہیں اس حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ کنوارے کی حدِّ زنا سو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک سال جلا وطنی سیاست پر محمول ہے یہ حد کا حصّہ نہیں، کیونکہ اس کو حدّ کا حصّہ کہا جائے تو نصّ قطعی پر زیادتی لازم آتی ہے، حالانکہ خبر واحد سے نصّ قطعی پر زیادتی جائز نہیں ورنہ خبر واحد سے نصّ کا نسخ لازم آئے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ پردہ دار خاتون جو باہر نکلنے کی عادی نہیں اس کو حاکم کی مجلس میں حاضر کرنے کی تکلیف نہ دی جائے بلکہ اس کے پاس وہ آدمی بھیج دیا جائے جو اس کے متعلق فیصلہ کرے فیصلہ اس کے موافق ہو یا مخالف ہو واللہ اعلم!

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ

٦٤٢٣ــــ یہ خوف ہے کہ لوگوں پر زمانہ دراز ہو جائے یہاں تک کہ کوئی کہنے والا

marfat.com
Marfat.com

بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰی یَقُوْلَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَیَضِلُّوْا بِتَرْکِ فَرِیْضَۃٍ اَنْزَلَھَا اللّٰہُ اَلَا وَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلٰی مَنْ زَنٰی وَقَدْ اَحْصَنَ اِذَا قَامَتِ الْبَیِّنَۃُ اَوْ کَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ قَالَ سُفْیٰنُ کَذَا حَفِظْتُ اَلَا وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَہٗ

بَابُ رَجْمِ الْحُبْلٰی مِنَ الزِّنٰی اِذَا اُحْصِنَتْ

یہ کہے گا میں قرآن میں سنگسار کرنا نہیں پاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے جو فریضہ نازل کیا ہے اس کو ترک کرنے کے باعث گمراہ ہو جائے گا خبردار! رجم اس شخص پر ثابت ہے جو زنا کرے اور شادی شدہ ہو جبکہ اس پر گواہی ثابت ہو جائے یا حمل ظاہر ہو یا خود زانی اقرار کرلے،، سفیان نے کہا مجھے اس طرح یاد ہے کہ خبردار! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے رجم کیا ہے۔

۶۴۲۴ — شرح : اللہ تعالیٰ نے جو فریضہ نازل کیا ہے وہ یہ ہے کہ شادی شدہ مرد و زن جب زنا کریں تو ان کو رجم کرو،، چنانچہ فرمایا اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ،، اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے اور حکم باقی ہے۔ علاوہ ازیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بولنا وحیِ خدا ہے۔

باب زناء سے حاملہ عورت جب شادی شدہ ہو اسکو رجم کرنا،،

یعنی اس عورت کو سنگسار کیا جائے جو زنا سے حاملہ ہو جبکہ وہ شادی شدہ ہو، لیکن تمام اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ زنا سے حاملہ عورت کو بچہ وضع کرنے کے بعد رجم کیا جائے گا لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب بچہ کو دودھ پلانے والی کوئی اور عورت پائی جائے تو وضع حمل کے بعد ہی رجم کر دیا جائے، ورنہ حد کو مؤخر کیا جائے یہاں تک کہ وہ دودھ پلائے یا بچہ کو روٹی کی عادت ڈال دے تاکہ بچہ ہلاک نہ ہو جائے۔ امام شافعی فرماتے ہیں بچے کے کھانے پینے تک حد مؤخر کی جائے جبکہ علماء کوفہ کہتے ہیں کہ وضع کے بعد ہی حد لگائی جائے۔

marfat.com
Marfat.com

٦٤٢٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ رِجَالًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا أَنَا فِيْ مَنْزِلِهٖ بِمِنًى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا إِذْ رَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا أَتٰى أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْيَوْمَ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ لَكَ فِيْ فُلَانٍ يَقُوْلُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا فَوَاللّٰهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ إِنِّيْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَقَائِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ هٰؤُلَاءِ

اگر بے شوہر عورت حاملہ ہو جائے تو اس کے بارے میں اختلاف ہے امام مالک کہتے ہیں اگر وہ کہے کہ مجھے زناء پر مجبور کیا گیا ہے یا میں نے اس سے شادی کر لی ہے تو اس کا قول مقبول نہیں اس پر حد قائم کی جائے گی لیکن اگر وہ اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کر دے تو حد زائل ہے۔ امام شافعی اور علماءِ کوفہ کہتے ہیں۔ ایسی عورت کو حد نہ ماری جائے گی حتیٰ کہ وہ خود اقرار کرے یا اس پر گواہ ثابت ہوں (عینی)

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں چند مہاجرین لوگوں کو پڑھاتا تھا جن ٦٤٢٥ — میں سے عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ ایک دن میں منیٰ میں ان کے گھر بیٹھا تھا جبکہ وہ عمر فاروق کے پاس اس آخری حج میں تھے جو انہوں نے حج کیا تھا جبکہ عبدالرحمٰن بن عوف میری طرف آئے اور کہنے لگے۔ کاش! آج تم اس آدمی کو دیکھتے جو امیرالمؤمنین کے پاس آیا اور کہا اے امیرالمؤمنین! کیا تمہیں خبر ہے کہ فلاں شخص نے کہا ہے اگر عمر فاروق فوت ہو گئے تو ہم فلاں "طلحہ بن عبیداللہ" کی بیعت کر لیں گے اللہ کی قسم! ابوبکر صدیق کی بیعت اچانک ہو گئی تھی۔ عمر فاروق سخت غصہ سے بھر گئے پھر کہا میں انشاء اللہ آج شام کو لوگوں سے خطاب کروں گا۔ اور اُن لوگوں سے ڈراؤں گا جو مسلمانوں سے ان کے حقوق غصب کرنا چاہتے ہیں عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا میں نے کہا اے امیرالمؤمنین ایسا نہ کرو، کیونکہ حج کا موسم عامی لوگوں کو

marfat.com
Marfat.com

الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَغْصِبُوْهُمْ اُمُوْرَهُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ
يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَاءَهُمْ
وَاِنَّهُمْ هُمُ الَّذِيْنَ يَغْلِبُوْنَ عَلٰى قُرْبِكَ حِيْنَ تَقُوْمُ فِي النَّاسِ وَاَنَا اَخْشٰى
اَنْ تَقُوْمَ فَتَقُوْلَ مَقَالَةً يُطَيِّرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطَيِّرٍ وَّاَنْ لَّا يَعُوْهَا وَاَنْ لَّا
يَضَعُوْهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا فَاَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَاِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ
فَتَخْلُصَ بِاَهْلِ الْفِقْهِ وَاَشْرَافِ النَّاسِ فَتَقُوْلَ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا فَيَعِي اَهْلُ
الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ فَيَضَعُوْهَا عَلٰى مَوَاضِعِهَا فَقَالَ عُمَرُ اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ
لَاَقُوْمَنَّ بِذٰلِكَ اَوَّلَ مَقَامٍ اَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا
الْمَدِيْنَةَ فِيْ عَقِبِ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ
حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى اَجِدَ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا

جمع کی کتاب اور ان کی اولاد سے قریب ہونے کی وجہ سے ان کو ترجیح دیتے ہیں۔ [illegible]
ہے کہ آپ کو ایسے ہمدرد ملیں جس کو وہ اپنے [illegible]
لوگوں کو محفوظ نہیں رہیں گے اور ان کو اس کی [illegible]
تشریف لے چلیں یہ مدینہ ہجرت اور سنت کا [illegible]
آپ کو کی بات ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

marfat.com
Marfat.com

اِلٰی رُکْنِ الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ حَوْلَهٗ تَمَسُّ رُکْبَتِیْ رُکْبَتَهٗ فَلَمْ اَنْشَبْ اَنْ
خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَاَیْتُهٗ مُقْبِلًا قُلْتُ لِسَعِیْدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ
نُفَیْلٍ لَیَقُوْلَنَّ الْعَشِیَّةَ مَقَالَةً لَمْ یَقُلْهَا مُنْذُ اُسْتُخْلِفَ فَاَنْکَرَ عَلَیَّ وَ
قَالَ وَمَا عَسَیْتُ اَنْ یَّقُوْلَ مَا لَمْ یَقُلْ قَبْلَهٗ فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَی الْمِنْبَرِ فَلَمَّا
سَکَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ قَامَ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ
قَائِلٌ لَکُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِیْ اَنْ اَقُوْلَهَا لَا اَدْرِیْ لَعَلَّهَا بَیْنَ یَدَیْ
اَجَلِیْ فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا فَلْیُحَدِّثْ بِهَا حَیْثُ انْتَهَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ
وَمَنْ خَشِیَ اَنْ لَّا یَعْقِلَهَا فَلَا اُحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَکْذِبَ عَلَیَّ اِنَّ اللّٰهَ
بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَیْهِ الْکِتَابَ فَکَانَ مِمَّا
اَنْزَلَ اللّٰهُ اٰیَةُ الرَّجْمِ فَقَرَاْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَیْنَا رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

میں تھوڑا سا ٹھہرا ہوں گا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ باہر آئے جب میں نے اُن کو آتے ہوئے دیکھا تو میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نُفَیل سے کہا یہ آج شام کو ایسی بات کریں گے جو اُنہوں نے جب سے خلیفہ بنائے گئے ہیں نہیں کہی۔ سعید بن زید نے میری بات کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اُمید نہیں کہ وہ ایسی بات کہیں جو اُنہوں نے اس سے پہلے نہ کہی ہو۔ پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر شریف پر بیٹھ گئے جب مؤذن خاموش ہوئے تو کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے۔ پھر کہا اَمَّا بَعْدُ! میں تم سے ایک بات کہنے والا ہوں جو میرا مقدر ہے کہ میں وہ کہوں، میں نہیں جانتا کہ شائد وہ میری موت سے پہلے ہو جو کوئی اس کو سمجھے اور یاد کرے تو جہاں بھی اس کی سواری پہنچے وہ اس کو بیان کرے اور جس کو یہ خوف ہے کہ وہ اس کو سمجھ نہ سکے گا میں کسی کے لئے جائز نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ مجھ پہ جھوٹ بولے۔ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر یہ قرآن نازل کیا تو جو کچھ اُس نے نازل کیا اس میں سے رجم کی آیت کریمہ ہے۔ ہم نے اس کو پڑھا سمجھا اور

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ فَاَخْشٰى اِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ
اَنْ يَّقُوْلَ قَائِلٌ وَاللّٰهِ مَا نَجِدُ اٰيَةَ الرَّجْمِ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ
فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ وَالرَّجْمُ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اُحْصِنَ
مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْ كَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ ثُمَّ
اِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ فِيْمَا نَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اَنْ لَّا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَاِنَّهٗ
كُفْرٌ بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ اَوْ اِنَّ كُفْرًا بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ
اَلَا ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُطْرُوْنِىْ كَمَا اُطْرِيَ
عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ اِنَّهٗ بَلَغَنِىْ اَنَّ قَائِلًا مِّنْكُمْ
يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَلَا يَغْتَرَّنَّ امْرُءٌ اَنْ يَّقُوْلَ اِنَّمَا
كَانَتْ بَيْعَةُ اَبِىْ بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ اَلَا وَاِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ

یاد کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور حضور کے بعد ہم نے (زانی محصن کو) رجم کیا مجھے ڈر ہے کہ اگر لوگوں پر طویل مدت گزر گئی تو کہنے والا یہ کہے گا خدا کی قسم! ہم اللہ کی کتاب (قرآن) میں یہ آیت نہیں پاتے ہیں تو وہ ترکِ فریضہ جس کو اللہ نے نازل کیا ہے کے سبب گمراہ ہو جائیں گے۔ رجم اللہ کی کتاب میں حق ہے یہ اس شخص پر ثابت ہے جو شادی شدہ مردوں اور عورتوں میں سے زنا کرے جبکہ اُن پر گواہی ثابت ہو جائے یا عورت کو ناجائز حمل ہو جائے یا وہ اقرار کرلے پھر ہم اللہ کی کتاب میں جو کچھ پڑھتے ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ تم اپنے آباء سے اعراض نہ کرو، کیونکہ باپ سے اعراض کرنا کفر ہے یا یہ فرمایا کہ تمہارا اپنے باپوں سے اعراض کرنا کفر ہے (یعنی باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرلینا) پھر یہ سُن لو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری ستائش میں اس قدر مبالغہ نہ کرو جیسے عیسیٰ بن مریم کی ستائش میں مبالغہ کیا گیا ہے (کہ اُن کو خدا کا بیٹا بنا دیا) تم میرے حق میں یہ کہو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول "صلی اللہ علیہ وسلم"، پھر مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص یہ کہتا ہے ہم جسے چاہتے

marfat.com
Marfat.com

اللّٰہَ وَقٰی شَرَّھَا وَلَیْسَ مِنْکُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْاَعْنَاقُ اِلَیْہِ مِثْلُ اَبِیْ بَکْرٍ مَنْ
بَایَعَ رَجُلًا عَنْ غَیْرِ مَشْوَرَۃٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَا یُتَابَعُ ھُوَ وَلَا الَّذِیْ تَابَعَہٗ
تَعِزَّۃَ اَنْ یُّقْتَلَا وَاِنَّہٗ قَدْ کَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِیْنَ تَوَفَّی اللّٰہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَنَّ الْاَنْصَارَ خَالَفُوْنَا وَاجْتَمَعُوْا بِاَسْرِھِمْ فِیْ سَقِیْفَۃِ بَنِیْ سَاعِدَۃَ وَخَالَفَ
عَنَّا عَلِیٌّ وَالزُّبَیْرُ وَمَنْ مَّعَھُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُھَاجِرُوْنَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقُلْتُ
لِاَبِیْ بَکْرٍ یَا اَبَا بَکْرٍ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰی اِخْوَانِنَا ھٰؤُلَاءِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَانْطَلَقْنَا
نُرِیْدُھُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْھُمْ لَقِیَنَا مِنْھُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ فَذَکَرَا مَا تَمَالَأَ عَلَیْہِ
الْقَوْمُ فَقَالَا اَیْنَ تُرِیْدُوْنَ یَا مَعْشَرَ الْمُھَاجِرِیْنَ فَقُلْنَا نُرِیْدُ اِخْوَانَنَا ھٰؤُلَاءِ مِنَ
الْاَنْصَارِ فَقَالَا لَا عَلَیْکُمْ اَلَّا تَقْرَبُوْھُمْ اقْضُوْا اَمْرَکُمْ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَنَاْتِیَنَّھُمْ
فَانْطَلَقْنَا حَتّٰی اَتَیْنَاھُمْ فِیْ سَقِیْفَۃِ بَنِیْ سَاعِدَۃَ فَاِذَا رَجُلٌ مُّزَمَّلٌ بَیْنَ

اس کی بیعت کر لیتے،، پس وہ شخص مغرور نہ ہو جو یہ کہتا ہے کہ ابوبکر صدیق کی بیعت یکایک ہو گئی تھی اور پوری ہو گئی مد اہل عقد و حل کے اتفاق سے نہیں ہوئی،، یہ سن لو! ابوبکر کی خلافت ایسی ہی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو شر سے بچا لیا، لیکن تم میں ابوبکر کے مثل کوئی ایسا شخص نہیں جس کی طرف گردنیں جھکیں ہوں جس شخص نے کسی مرد کی مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر بیعت کی اس کی بیعت نہیں کی جائے گی،، یعنی وہ اہل بیعت سے نہیں،، اور نہ ہی وہ اہل بیعت سے ہے جس نے بیعت کی (دونوں میں سے کسی کو پسند نہ کیا جائے گا) اس خوف کے باعث کہ دونوں کو قتل کر دیا جائے گا،، تحقیق یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سے بہتر تھے۔ بے شک انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ تمام سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے اور انہوں نے کہا ایک امیر ہم سے اور ایک تم سے امیر ہو گا۔ ہم سے علی المرتضیٰ، زبیر بن عوام اور اُن کے ساتھی پیچھے رہ گئے اور تمام مہاجر ابوبکر کی جانب جمع ہو گئے تو میں نے ابوبکر سے کہا ہمارے ساتھ ہمارے اُن انصار بھائیوں کی طرف

marfat.com
Marfat.com

ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ لَهُمْ مَا لَهُ
قَالُوْا يُوْعَكُ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيْلًا تَشَهَّدَ خَطِيْبُهُمْ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ
اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ وَكَتِيْبَةُ الْاِسْلَامِ وَاَنْتُمْ مَعَاشِرَ
الْمُهَاجِرِيْنَ رَهْطٌ وَقَدْ دَفَّتْ دَافِّةٌ مِنْ قَوْمِكُمْ فَاِذَا هُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ
يَخْتَزِلُوْنَا مِنْ اَصْلِنَا وَاَنْ يَحْضُنُوْنَا مِنَ الْاَمْرِ فَلَمَّا سَكَتَ اَرَدْتُ اَنْ اَتَكَلَّمَ
وَكُنْتُ زَوَّرْتُ مَقَالَةً اَعْجَبَتْنِيْ اُرِيْدُ اَنْ اُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ
كُنْتُ اُدَارِئُ مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ فَلَمَّا اَرَدْتُ اَنْ اَتَكَلَّمَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى
رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ اَنْ اُغْضِبَهُ فَتَكَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ اَحْلَمَ مِنِّيْ وَاَوْقَرَ

چلو ہم اُن کے پاس جانے کی غرض سے چلے جب ہم اُن کے قریب ہوئے تو دو نیک آدمی ہم سے ملے (عُوَیمر بن ساعدہ انصاری اور معن بن عدی) انہوں نے وہ چیز ذکر کی جس پر انصار جمع ہوئے تھے اُنہوں نے کہا اے مہاجرین کی جماعت کہاں جانے کا قصد کرتے ہو ہم نے کہا ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جانے کا ارادہ کرتے ہیں اُن دونوں نے کہا تم پہ کوئی حرج نہیں کہ انصار کے پاس نہ جاؤ (انہوں نے انصار کے ارادہ سے ان کو مطلع کیا) میں نے کہا بخدا ہم وہاں ضرور جائیں گے ہم چلے یہاں تک کہ ان کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں آئے کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کے درمیان ایک آدمی کپڑوں میں لپٹا ہوا ہے" میں نے کہا یہ کون ہے؟ اُنہوں نے کہا یہ سعد بن عبادہ ہیں میں نے اُن سے کہا ان کا حال کیسا ہے اُنہوں نے کہا انہیں بخار ہے جب ہم تھوڑا سا بیٹھے تو اُن کے خطیب نے تشہد پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر حمد و ثناء کے بعد کہا ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور تم اے مہاجرو ایک گروہ ہو تم چند غریب آدمی اپنی قوم (مکہ) سے نکل کر ہمارے پاس آئے تم ارادہ کرتے ہو کہ ہماری جڑ اکھاڑو اور خلافت کے معاملہ میں تم مستقل ہو جاؤ جب وہ خطیب خاموش ہو گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ بات کروں اور میں نے ایسا کلام ذہن نشین کیا تھا جو مجھے بہت اچھا معلوم ہوتا تھا۔ میرا ارادہ تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پہلے وہ کلام کروں اور میں ابوبکر سے وہ کلام پہلے کہنا چاہتا تھا۔ میں ابوبکر سے تیزی وغیرہ دور

marfat.com
Marfat.com

وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ اَعْجَبَتْنِيْ فِيْ تَزْوِيْرِيْ اِلَّا قَالَ فِيْ بَدِيْهَتِهٖ مِثْلَهَا
اَوْ اَفْضَلَ مِنْهَا حَتّٰى سَكَتَ فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَاَنْتُمْ لَهٗ اَهْلٌ
وَلَنْ يُعْرَفَ هٰذَا الْاَمْرُ اِلَّا لِهٰذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ اَوْسَطُ الْعَرَبِ
نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيْتُ لَكُمْ اَحَدَ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوْا اَيَّهُمَا
شِئْتُمْ فَاَخَذَ بِيَدِيْ وَبِيَدِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ
اَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا كَانَ وَاللّٰهِ اَنْ اُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِيْ لَا يُقَرِّبُنِيْ ذٰلِكَ
مِنْ اِثْمٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَاَمَّرَ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ تُسَوِّلَ
لِيْ نَفْسِيْ عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا اَجِدُهُ الْاٰنَ فَقَالَ قَائِلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا جُذَيْلُهَا
الْمُحَكَّكُ وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ مِنَّا اَمِيْرٌ وَّمِنْكُمْ اَمِيْرٌ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ فَكَثُرَ

کرنا چاہتا تھا "جو غیظ و غضب وغیرہ عارض ہوا تھا" جس وقت میں نے کلام کرنے کا ارادہ کیا تو ابوبکر نے کہا اپنے حال پر ناموش رہو میں ابوبکر صدیق کو غصہ میں لانا نہیں چاہتا تھا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کلام شروع کیا وہ مجھ سے زیادہ بردبار بات میں قوی تر اور بہت باوقار تھے بخدا! انہوں نے کوئی بات نہ چھوڑی جو میں نے بہترین پیرایہ میں تصور کی تھی مگر ابوبکر صدیق نے اپنی بداہت اس جیسی یا اس سے بہتر کہہ دی حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گئے پھر فرمایا جو تم نے اپنے بارے میں اچھی بات کہی ہے تم اس کے لائق ہو اور اس خلافت کا معاملہ اسی قبیلہ قریش کے لئے ہی مخصوص ہے یہ لوگ نسب اور گھر کے اعتبار سے اوسط عرب ہیں۔ میں تمہارے لئے ان دو مردوں میں ایک سے راضی ہوں جس کسی کی چاہو بیعت کر لو پھر میرا اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا، حالانکہ وہ ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے جو کچھ ابوبکر صدیق نے کہا اس بات کے سوا، کہ ان میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو، کوئی کلمہ میں نے ناپسند نہ کیا۔ خدا کی قسم! حال یہ ہے کہ مجھے آگے کیا جائے پھر میری گردن اڑا دی جائے یہ مجھے اس گناہ کے قریب نہیں کرے گا کہ مجھے یہ پسند ہو کہ میں ایسی قوم کا امیر بنوں جس میں ابوبکر صدیق ہے۔ اے اللہ! مگر یہ کہ میرا نفس مجھے موت کے وقت ایسی چیز کا فریب دے کہ اس وقت میں اسے نہیں پاتا پھر انصار میں سے ایک شخص

marfat.com
Marfat.com

اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ حَتّٰی فَرِقْتُ مِنَ الْاِخْتِلَافِ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَدَكَ يَا اَبَابَكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهٗ فَبَايَعْتُهٗ وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْاَنْصَارُ وَنَزَوْنَا عَلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ قَتَلْتُمْ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ قَتَلْتُمْ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ فَقُلْتُ قَتَلَ اللّٰهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ وَاِنَّا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْنَا فِيْمَا حَضَرْنَا مِنْ اَمْرٍ اَقْوٰی مِنْ مُبَايَعَةِ اَبِیْ بَكْرٍ خَشِيْنَا اِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةٌ اَنْ يُبَايِعُوْا رَجُلًا مِنْهُمْ بَعْدَنَا فَاِمَّا تَابَعْنَاهُمْ عَلٰی مَا لَا نَرْضٰی وَاِمَّا نُخَالِفُهُمْ فَيَكُوْنُ فَسَادٌ فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلٰی غَيْرِ مَشْوَرَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يُبَايَعُ هُوَ وَلَا الَّذِیْ تَابَعَهٗ تَغِرَّةً اَنْ يُّقْتَلَا

نے کہا میں درخت کا تنہ ہوں جس سے خارشی اونٹ رگڑ کر شفا پاتے ہیں اور میں کھجور کا عظیم خوشہ ہوں (یعنی میری شرافت اور بزرگی کے باعث میری پناہ لیتے ہیں اور مجھ سے احوال درست کراتے ہیں) اے قریش کی جماعت ایک امیر ہم سے ہوگا اور ایک تم سے ہوگا۔ پھر شور و غوغا زیادہ ہوگیا اور آوازیں بلند ہونے لگیں یہاں تک کہ مجھے اختلاف کا خوف ہوا تو میں نے کہا اے ابابکر اپنا ہاتھ بڑھاؤ تو میں نے ان کی بیعت کرلی اور مہاجرین نے بھی بیعت کرلی پھر انصار نے اُن کی بیعت کرلی۔ پھر انصار نے اُن کی بیعت کرلی۔ ہم سعد بن عبادہ کے پاس گئے تو انصار میں سے کسی نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کردیا میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے سعد بن عبادہ کو قتل کیا ہے۔ عمر فاروق نے کہا اللہ کی قسم ہم نے پیش آمدہ امر سے ابوبکر صدیق کی بیعت سے قوی تر نہیں پایا ہمیں یہ خوف تھا کہ اگر ہم لوگوں سے جدا ہوگئے اور ہم میں بیعت نہ ہوئی تو لوگ ہمارے بعد کسی شخص کی بیعت کرلیں گے تو پھر ہم ایسی چیز پر بیعت کرتے جس سے ہم راضی نہ ہوتے یا اُن کی مخالفت کرتے تو فساد برپا ہوجاتا۔ پس جس نے مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی کی بیعت کرلی تو اس کی متابعت نہ کی جائے اور نہ اس کی جس نے بیعت کی اس خوف کے باعث کہ دونوں کو قتل کردیا جائے گا۔

۶۴۲۵ ــــ شرح : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بزرگ مہاجرین کو قرآن کریم پڑھانا

marfat.com
Marfat.com

جب کہ ان میں عبدالرحمٰن بن عوف ایسے بزرگ سال بھی تھے جو ابن عباس سے زیادہ عمر کے تھے بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عبدالرحمٰن بن عوف کے فرزندوں جیسے تھے یہ کلام دلالت کرتا ہے کہ کلاں سال خورد سال سے علم حاصل کر سکتا ہے۔ حدیث میں مذکور واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آخری حج کا ہے جو انہوں نے تئیس (۲۳) ہجری میں آخری حج کیا تھا۔ قولہ لو قدمات عمر، یعنی لو تحقق موت عمر، کیونکہ حرف لَوْ افعال پر داخل ہوتا ہے۔ حروف پر داخل نہیں ہوتا یا حرف "قد" زائد ہے۔ ای لو مات عمر، فُلاں سے مراد طلحہ بن عُبَیْدُ اللہ ہیں۔ جس وقت کسی نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہو گئی تھی اس میں مشورہ اور تدبر نہ کیا گیا تھا تو عمر فاروق یہ سُن کر غصہ سے بھر گئے اور حج کے موقعہ پر ہی لوگوں سے خطاب کرنا چاہا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں اس وقت خطاب کرنے سے اس لئے روک دیا

کہ ایسے موقعہ پر عوام الناس جمع ہوتے ہیں اور خطاب کے وقت وہ آپ کے پاس بیٹھیں گے، کیونکہ وہ کثیر تعداد میں ہونے کے باعث غلبہ کر جائیں گے اور سنجیدہ فقہاء دانش ور حضرات کو آپ کے قریب بیٹھنے کا موقع نہ دیں گے اور عوام الناس آپ کا کلام سُن کر محفوظ نہ کر سکیں گے اور صحیح موقف اختیار نہ کرنے کی وجہ سے آپ کا کلام کسی اور وجہ پر محمول کریں گے اس لئے آپ مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں جا کر خطاب کریں کہ اہل مدینہ منورہ علماء فقہاء ہیں وہ آپ کا کلام صحیح مؤقف پر محمول کریں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں خطاب کے وقت کہا: اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پہلے اس لئے ذکر کیا کہ لوگ ان کے کلام کی طرف زیادہ متوجہ ہوں اور خطاب میں پہلے آیت رجم کو ذکر کیا، کیونکہ اس آیت کا حکم اگرچہ باقی ہے لیکن تلاوت منسوخ ہونے کے باعث یہ خدشہ تھا کہ کوئی اس کا انکار کر دے، چنانچہ یہ خدشہ واقع بھی ہو گیا جبکہ خارجیوں کے ایک گروہ نے اس کا انکار کر دیا ایسے ہی بعض معتزلہ نے بھی آیت رجم کا انکار کر دیا تھا۔ آیت رجم یہ ہے اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا، دوسرا اہم مسئلہ یہ تھا کہ آباء کی طرف نسبت سے انکار نہ کیا جائے اور غیر کی طرف نسبت نہ کی جائے کیونکہ یہ الوہیت ایسی نعمت کا انکار ہے۔ تو یہ آیت کریمہ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ فَاِنَّہٗ کُفْرٌ بِکُمْ، کی تلاوت بھی منسوخ ہے اور حکم باقی ہے۔ یعنی تم اپنے آباء کی طرف نسبت ترک کر کے اُن کے غیر کی طرف اپنی نسبت نہ کرو؛ کیونکہ اس میں نعمت کا انکار ہے۔

تیسرا اہم مسئلہ یہ تھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا حضور کی ذاتِ کریمہ تک محدود رکھو اس میں نصاریٰ کی طرح مبالغہ نہ کرو کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ یا اللہ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے وہ ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا عیسیٰ تیسرا خدا ہے۔ امام بوصیری کہتے ہیں "دَعْ مَا ادَّعَتْہُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّہِمْ۔ وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مِنَ الْمَدْحِ وَاحْتَکِمْ"، یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مدح نہ کرو

marfat.com
Marfat.com

جو عیسائیوں نے اپنے نبی علیہ السلام کی مدح کی تھی کہ انہیں خدا کہہ دیا تھا اس کے سوا جو بھی مدح وثناء حضور کی ذاتِ کریمہ کی طرف منسوب کرو جائز ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ممکن کمال حضور کو عطاء فرمایا ہے ۔ ان تین ضروری مسائل بیان کرنے کے بعد چوتھا اہم مسئلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق بیان کیا اور اس شخص کا رد کیا جس نے کہا تھا ابوبکر صدیق کی خلافت اچانک ہوگئی تھی اس میں اہل عقد وحل کا مشورہ نہ تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ درست ہے کہ ابوبکر صدیق کی خلافت اچانک تھی لیکن تم میں فضیلت میں ابوبکر کی مثل کوئی نہیں جو بیعت کے لائق ہو۔ اسی لئے اُن کی بیعت فجاءت کی حالت میں ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی شر کی نگہداشت کی کہ اس پر عظیم کام واقع ہوئے۔

قولہ لَیْسَ فِیْکُمْ مَنْ تَقْطَعُ الْاَعْنَاقُ اِلَیْہِ مِثْلُ اَبِیْ بَکْرٍ ،، تم میں ابوبکر صدیق کی مثل کوئی شخص نہیں جس کی طرف اونٹوں کی گردنیں حرکت کریں۔ اونٹ میں حرکت کی شدت اس کی گردن میں ظاہر ہوتی ہے ۔ امام عینی نے داؤدی سے نقل کیا کہ اِنَّمَا کَانَتْ بَیْعَۃُ اَبِیْ بَکْرٍ فَلْتَۃً ،، کے معنیٰ یہ ہیں کہ تمام اہلِ مشاورت کے ہوتے ہوئے مشورہ کے بغیر بیعت کی گئی لیکن کرابیسی نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ابوبکر صدیق اور اُن کے ساتھیوں نے انصار کی طرف جانے میں جلدی کی اور انصار کی موجودگی میں ابوبکر کی بیعت کی۔ فَلْتَۃً سے مراد انصار کی مخالفت ہے جبکہ انہوں نے سعد بن عبادہ کی بیعت کا ارادہ کیا تھا۔ ابن حبان نے کہا ،، فَلْتَۃً ،، کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ابتداء کثیر لوگوں میں نہ تھی توضیح میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! ہم نے پیش آمدہ امر میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے قوی تر کوئی امر نہ دیکھا اور مجھے آگے کر کے میری گردن اُڑا دی جائے مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس قوم کا امیر ہوں جس میں ابوبکر صدیق موجود ہو اس سے واضح ہوتا ہے کہ عمر فاروق کا کہنا کہ بیعت فجاءۃً ہوئی تھی اس سے ابوبکر کی بیعت مراد نہیں اس سے مراد انصار کی خلافت کا ذکر اور سعد بن عبادہ اور اس کی قوم کا واقعہ ہے جو سقیفہ بنی ساعدہ میں پیش آیا تھا۔ سقیفہ منتخب مقام ہے جہاں روزمرہ کے مسائل اور قضایا سرانجام دیتے اور فیصلے کرتے تھے اور جملہ امور کی تدبیر کیا کرتے تھے۔

قولہ لَنْ یُعْرَفَ ھٰذَا الْاَمْرُ الخ یعنی ابوبکر صدیق نے کہا یہ خلافت صرف قریش کے لئے مخصوص ہے کیونکہ وہ سب سے افضل ہیں۔ عمر فاروق نے کہا ابوبکر صدیق نے میرا ہاتھ اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا اور کہا ان دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو۔ عمر فاروق نے کہا ابوبکر صدیق کا یہ کلمہ مجھے پسند نہ آیا؛ کیونکہ ابوبکر صدیق کی موجودگی میں کسی اور کا امیر بننا کسی صورت جائز نہیں تھا۔ امام کرمانی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز میں امام مقرر کیا تھا اور یہ اسلام میں عمدہ ہے تو انہوں نے کیوں کہا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق نے بطورِ تواضع اور تادُّب یہ کہا تھا؛ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کی

marfat.com

Marfat.com

موجودگی میں ان دونوں میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو خلافت کا اہل نہیں سمجھتا ہے۔

قولہ قال قائل الخ یعنی انصار میں سے ایک شخص حُباب بن مُنذِر بن جموح بن یزید بن حرام انصاری نے کہا ایک امیر ہم سے ہوگا اور ایک امیر تم سے ہوگا ،، انصاری نے یہ اس لئے کہا کہ عربوں میں امارت معروف نہیں وہ صرف سیادت جانتے ہیں کہ ہر قبیلہ کا سردار ہوتا ہے اور لوگ اپنے قبیلہ کے سردار کی اطاعت کرتے ہیں۔ انصاری کا یہ کلام ان کی معروف عادت کے اعتبار سے تھا جبکہ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اسلام کا حکم اس کے خلاف ہے جب اسے یہ معلوم ہُوا کہ خلافت صرف قریش کے لئے ہے تو وہ یہ کہنے سے رُک گیا اور وہاں موجود تمام لوگ بیعت کے لئے تیار ہو گئے۔

قولہ اَنَا جُذَیْلُہَا الْمُحَکَّکُ ،، میں درخت کا تنہ ہوں جس سے خارشی اونٹ اپنے جسم رگڑتے ہیں اور اس سے خارش کی شفا پاتے ہیں۔ جُذَیل، جزل کی تصغیر ہے دراصل درخت کا تنہ ہے۔ یہاں اس سے مراد وہ لکڑ ہے جس کو ندی کے کنارے پر گاڑتے ہیں جس سے اونٹ پانی پیتے ہیں اور خارشی اونٹ اس کے ساتھ اپنے جسم رگڑ کر خارش سے شفا پاتے ہیں۔ قولہ عُذَیْقُہَا الْمُرَجَّبُ ،، یہ عذق کی تصغیر بمعنی خوشہ ہے اور ترجیب بمعنی تعظیم ہے۔ مُرجّب وہ حصار ہے جو پھلدار درخت کے چاروں طرف بنایا جاتا ہے تاکہ درخت آندھی وغیرہ سے محفوظ رہے اور پھل زمین پر گرنے نہ پائے اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ لوگ مجھ سے احوال کی اصلاح کراتے ہیں اور میری بزرگی اور شرافت کے باعث میری پناہ لیتے ہیں۔ ان دونوں لفظوں میں تصغیر تعظیم کے لئے ہے۔

قولہ قتلتم سعد بن عبادہ ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سعد بن عبادہ تو زندہ تھے قتل کے معنی کیا ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں اعراض کرنے اور رسوائی کی طرف اشارہ ہے اور مرنے والوں میں شمار کرنا ہے کیونکہ جس شخص کا فعل باطل اور قوت مسلوب ہو وہ مقتولوں میں شمار ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سعد بن عبادہ کو قتل کیا ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مہمل کر دیا ہے اور اس کے خلیفہ نہ ہونے کی خبر دینا ہے یا سعد بن عبادہ کے لئے بد دعا ہے جبکہ انہوں نے حق کی مدد نہ کی کہا جاتا ہے کہ سعد بن عبادہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کی اور شام میں چلے گئے اور غسل خانہ میں غسل کرتے وقت فوت ہو گئے اُن کا سارا جسم سبز رنگ سے بدل گیا ان کی موت کا کسی کو پتہ نہ چلا حتیٰ کہ ایک قائل نے کہا جو لوگوں کو نظر نہ آ رہا تھا۔ ہم نے قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو دو تیروں سے قتل کر دیا ہے جو اس کے دل پر لگے۔

قولہ وَاللّٰہِ مَا وَجَدْنَا فِیْمَا حَضَرْنَا مِنْ اَمْرٍ الخ بخدا ہم نے پیش آمدہ امور میں کوئی امر ابوبکر کی بیعت سے قوی تر نہیں پایا۔ اس سے مقصود سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ہے کہ اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کو مقدم کیا؛ کیونکہ مبایعت سے لاپرواہی لوگوں میں فساد کی جانب مفضی تھی؛ کیونکہ بیعت سے اہمال کی صورت میں لوگ کسی ایسے شخص کی بیعت کر لیتے جس سے ہم راضی نہ تھے۔ دوسری صورت میں عظیم فساد جنم لیتا؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے اگر زمین و

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ

اِلٰى قَوْلِهٖ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رَاْفَةٌ اِقَامَةُ الْحَدِّ

۶۴۲۶ — حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ

آسمان میں متعدد الٰہ ہوتے تو دونوں فاسد ہو جاتے۔ پس جس کسی کی مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر بیعت کی گئی وہ اس لائق نہیں کہ اس کی بیعت کی جائے بعض نسخوں میں لَا تُبَايِعُ بصیغہ نہی یعنی اس کی بیعت نہ کرو بعض روایات میں فَلَا يُتَابَعُ متابعت سے ہے یعنی اس کی پیروی نہ کی جائے اور جس نے اس کی بیعت کی اس خوف سے کہ دونوں قتل کئے جائیں گے لہٰذا کوئی شخص یہ طمع نہ کرے کہ اس کی بیعت کی جائے اور وہ پوری ہو جائے جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مکمل ہوئی ہے۔

باب زانی اور زانیہ کو کوڑے مارے جائیں اور جلاوطن کر دیا جائے

زانیہ عورت اور زانی مرد ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے۔ اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔ بدکار مرد نکاح نہ کرے مگر بدکار عورت یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے مگر بدکار مرد یا مشرک سے۔ یہ کام ایمان والوں پر حرام ہے۔

شرح : البکران بکر کا تثنیہ مبتدا ہے اور یُجْلَدَان ویُنْفَیَان خبر ہے۔ شریعت مطہرہ میں بکر وہ ہے جس نے صحیح نکاح سے جماع نہ کیا ہو۔ تثنیہ اس لئے ذکر کیا کہ مرد و زن دونوں کو شامل ہو۔ اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ زانی کی سزا سو کوڑے قرآن کریم سے ثابت ہے۔ دوسری آیت کریمہ کو پہلی سے تعلق کے باعث ذکر کیا ہے۔ کیونکہ زانیہ اور زانی ایسی دو جنسوں پر دلالت کرتے ہیں جو عفیف اور عفیفہ کی جنس کے منافی ہیں پھر اشارہ کیا کہ یہ زانی پاک دامن عورتوں سے نکاح کی رغبت نہ کرے اور نہ ہی یہ زانیہ عورت پاک دامن اور نیک مردوں

marfat.com

Marfat.com

خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ فِيمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصِنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تِلْكَ السُّنَّةُ

سے نکاح کی خواہش نہ کرے اور ان کو کوڑے لگانے میں ترس نہ کیا جائے اور اس وقت مسلمان کم از کم دو یا اس سے زیادہ حاضر ہونے چاہیں، کیونکہ طائفہ کے معنی جماعت کے ہیں اور جماعت کا اطلاق دو سے کم پر نہیں ہوتا۔ سفیان بن عیینہ نے "لَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ" کی تفسیر میں کہا حد قائم کرنے میں رحم نہ کرو۔

ترجمہ : زید بن خالد جہنی نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کے بارے میں حکم کرتے سنا جس نے زنا کیا تھا اور شادی شدہ نہ تھا کہ اس کو سو کوڑے لگاؤ اور ایک سال جلاوطن کرو۔ ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر سنائی کہ عمر فاروق نے جلاوطن کیا پھر یہ طریقہ جاری رہا۔

۶۴۲۶

شرح : اس حدیث سے شوافع نے استدلال لیا سو کوڑوں کے علاوہ ایک سال جلاوطنی بھی حد بکر میں داخل ہے لیکن احناف نے ظاہر قرآن کریم سے استدلال کیا ہے کہ اس میں سال کی جلاوطنی کا ذکر نہیں اگر خبر واحد سے اس کو حد میں شامل کر لیا جائے تو نص قطعی پر زیادتی لازم آتی ہے اس لئے ایک سال کی جلاوطنی حد میں داخل نہیں بلکہ سیاست پر محمول ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا آزاد مرد کو جلاوطن کیا جائے۔ عورت اور غلام کو نہ کیا جائے۔ شوافع کے نزدیک عورت تنہا جلاوطن نہ کی جائے بلکہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم بھی ہو۔ جلاوطنی کی مسافت میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوفہ میں ہے تو بصرہ بھیج دیا جائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مدینہ منورہ میں ہے تو فدک بھیج دیا جائے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کسی شہر میں بھیج کر اس کو قید کیا جائے تاکہ واپس نہ آجائے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا سفر قصر صلوٰۃ کی مسافت میں جلاوطن کیا جائے۔

عروہ بن زبیر نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جلاوطن کیا پھر ترک کر دیا۔ امام عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبدالرزاق نے امام مالک سے روایت کرتے ہوئے اس پر اضافہ ذکر کیا ہے وہ یہ کہ پھر یہ طریقہ جاری رہا حتیٰ مروان بن حکم نے بھی جلاوطن کیا پھر مدینہ منورہ والوں نے یہ طریقہ ترک کر دیا۔

(حدیث ۲۴۷۲ ج : ۴ میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

marfat.com
Marfat.com

۶۴۲۷ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصَنْ بِنَفْيِ عَامٍ بِاِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ

بَابُ نَفْيِ اَهْلِ الْمَعَاصِيْ وَالْمُخَنَّثِيْنَ

۶۴۲۸ — حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَعَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ وَ اَخْرَجَ فُلَانًا وَّاَخْرَجَ فُلَانًا

۶۴۲۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدکار مرد جو غیر شادی شدہ تھا کے بارے میں اس پر حد جاری کرنے کے بعد ایک سال جلاوطنی کا فیصلہ دیا۔

باب گناہ گاروں اور ہیجڑوں کو جلاوطن کرنا

۶۴۲۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخنثین مردوں (ہیجڑوں) اور مُتَرَجِّلات (مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں) پر لعنت فرمائی اور فرمایا ان کو اپنے گھروں سے بال نکال دو اور حضور نے فلاں فلاں کو باہر نکال دیا۔

۶۴۲۸ — شرح : مخنثین مخنث کی جمع ہے۔ مخنث میں نون مشدد مفتوح و مکسور پڑھا جاتا ہے لیکن مفتوح مشہور ہے۔ یہ "خَنَثْتُ الشَّیْءَ" سے ماخوذ ہے میں نے اس پر نرمی کی مغرب میں ہے کہ "خنث کی ترکیب لین اور تکسر پر دلالت کرتی ہے یعنی اعضاء میں نرمی اور توڑ مروڑ وغیرہ اسی سے مخنث ہے جو اپنے کلام میں تکسر اور تعطف کے ساتھ عورتوں سے مشابہت کرتا ہے۔ باب کے ترجمہ سے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ اَمَرَ غَيْرَ الْاِمَامِ بِاَقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْهُ

۶۴۳۹ــــ حَدَّثَنَا عَاصِمُ ابْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَعْرَابِ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهٖ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى ابْنِيْ الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ

واضح ہوتا ہے کہ اہلِ معاصی (گناہ گار) جن پر حد واجب نہیں کو بھی جلاوطن کرنا جائز ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مُخنّث سے جب بدکاری کی جائے تو فاعل و مفعول شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں دونوں کو سنگسار کیا جائے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر وہ شادی شدہ نہیں تو اس پر حد ہے۔ ایسا ہی امام مالک فرماتے ہیں جبکہ وہ دونوں کافر یا غلام ہوں۔ بعض علماء نے کہا ان کو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھا کر پھینکا جائے اور اوپر سے پتھر مارے جائیں یہ بھی سنگسار کا نوع ہے یہ جائز ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس میں حد نہیں صرف تعزیر ہے بعض احناف نے کہا اگر بار بار کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے اور جس حدیث میں ہے کہ فاعل و مفعول کو رجم کرو اس میں ضعف ہے۔ اہل ظواہر نے کہا ایسا فعل کرنے والے کی کوئی سزا نہیں۔ خطابی نے اس قول کو بعید تر کہا ہے۔ مترجلات وہ عورتیں ہیں جو مردوں جیسا بننے میں تکلف کرتی ہیں یہ دراصل مخنثین کی ضد ہیں جو عورتوں جیسا بننے میں تکلف کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مانع اور ھیت دونوں مخنثوں کو مدینہ منورہ سے بھیج دیا تھا، چنانچہ مسلم نے بخاری کے شیخ مسلم بن ابراہیم سے روایت کی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہیجڑوں کو اپنے گھروں سے باہر نکال دو اور فلاں فلاں کو باہر نکال دو۔ امام کرمانی نے ان دونوں کے نام مانع اور ھیت ذکر کئے ہیں (عینی)

باب جس نے کسی کو حد لگانے کا حکم دیا حالانکہ ملزم غائب ہے

باب کے عنوان کی ترکیب اس طرح ہے مَنْ اَمَرَهُ الْاِمَامُ بِاَقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا ،، اور غائبًا محدود سے حال واقع ہے جس پر حد قائم کی گئی۔ ۶۴۳۹ ترجمہ: ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

marfat.com
Marfat.com

فَزَعَمُوْا اَنَّ عَلٰی ابْنِیْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبَ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا الْغَنَمُ وَالْوَلِیْدَةُ فَرَدٌّ عَلَیْكَ وَعَلٰی ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ وَاَمَّا اَنْتَ یَا اُنَیْسُ فَاغْدُ عَلٰی امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا اُنَیْسٌ فَرَجَمَهَا

کہ ایک آدمی اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ حضور بیٹھے ہوئے تھے اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں اس کا مخالف آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا حضور یہ سچ کہتا ہے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کر دیں۔ اعرابی نے کہا میرا بیٹا اس کا خادم تھا اس نے اس کی بیوی سے بدکاری کی ہے لوگوں نے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم ہے میں نے اس کا سو بکریاں اور ایک لونڈی فدیہ دے دیا ہے۔ پھر میں نے علماء سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں بکریاں اور لونڈی تجھے واپس کر دی جائیں اور تیرے بیٹے پر ایک سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے۔ اے اُنیس تم صبح اس کی بیوی کے پاس جاؤ اور اس کو رجم کر دو۔ اُنیس صبح گئے اور اس کو رجم کر دیا۔

۶۴۲۹ شرح : قولہ اِنَّ ابْنِیْ الخ یہ اعرابی کا کلام ہے اس کے مخالف کا کلام نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ کتاب الصلح کی حدیث ۲۵۱۶ ج ۴ میں ابوہریرہ اور زید بن جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُن دونوں نے کہا ایک اعرابی آیا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ دیں اس کے مخالف نے کہا اس نے سچ کہا ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کر دیں پھر اعرابی نے کہا میرا بیٹا اس کا خادم تھا اُس نے اس کی بیوی سے بدکاری کی ہے الخ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مذکور کلام اعرابی کا ہے۔

قولہ فَارْجُمْهَا ،، اس میں اختصار ہے یعنی حضور نے فرمایا اس کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر دو۔،،

حدیث ۶۴۲۲ ج ۱۰ کی شرح دیکھیں

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قول اللہ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الاٰیۃَ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ زَوَانِیَ وَلَا مُتَّخِذَاتِ اَخْدَانٍ اَخِلَّاءَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والی نہ ہوں، تو اُن سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی لونڈیاں اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ تم میں ایک دوسرے سے ہے تو اُن سے نکاح کرو ان کے مالکوں کی اجازت سے اور حسبِ دستور اُن کے مہر انہیں دو۔ وہ پاکدامن ہوں زنا کرنے والی نہ ہوں اور نہ ہی خفیہ دوست رکھنے والی ہوں۔ جب وہ شوہر والی ہو جائیں پھر بُرا کام کریں تو اُن پر اس سزا کی آدھی ہے جو آزاد عورتوں پر ہے۔ یہ اس کے لئے جسے تم میں سے زنا کا اندیشہ ہے اور صبر کرنا تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے "

تفسیر : طَوْل کے معنیٰ وسعت اور قدرت کے ہیں۔ مُحْصَنَات الخ آزاد مومن پاکدامن عورتیں، فَمِمَّا مَلَكَتْ الخ یعنی اپنی نوجوان باندیوں سے نکاح کر لو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافرہ باندی سے نکاح جائز نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا معروف مذہب یہ ہے کہ ذمیہ باندی سے نکاح جائز نہیں دیگر علماء جائز کہتے ہیں۔

واللہ اعلم الخ یعنی اللہ تمہارے ظاہر اور باطن امور جانتا ہے۔ تم ظاہری امور پر عمل کرو۔ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ الخ یعنی تم مومن اور بھائی بھائی ہو یا معنی یہ ہیں کہ تم آدم کی اولاد ہو۔ یہ خطاب اس لئے کیا کہ جاہلیت میں لوگ لونڈی کے بیٹے کو ہجانہ کہتے تھے اس طرح اسے شرمندگی دلاتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم سب مومن اور بھائی ہو فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ "، یعنی باندی کا مالک اس کا ولی ہے اس کی اجازت کے بغیر باندی نکاح نہیں کر سکتی ہے۔ اسی طرح وہ غلام کا بھی ولی ہے وہ بھی اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتا۔ حدیث شریف میں ہے جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ زانی ہے۔ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ الخ یعنی خوشی سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ

۶۴۳۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْاَمَةِ اِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ قَالَ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا اَدْرِیْ بَعْدَ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ

ان کو مہر دو اور ان کو کمزور جانتے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ مملوک لونڈیاں ہی تو ہیں ان کے مہر میں کمی نہ کرو۔ اَخْدَان الخ خِدْن بکسر الخاء کی جمع بمعنی دوست ہے یعنی پاک دامن عورتوں سے نکاح کرو اور ان سے نکاح نہ کرو جو خفیہ دوست رکھتی ہوں۔

فَاِذَا اُحْصِنَّ الخ احصان سے مراد اسلام ہے۔ بعض اس سے نکاح مراد لیتے ہیں یعنی جو شوہر والی ہو جائیں فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ الخ یعنی اگر وہ زنا کریں تو ان کی حد آزاد عورتوں سے نصف ہے۔ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ الخ یہ اس کے لئے جسے تم میں سے زنا کا اندیشہ ہو اس میں یہ اشارہ ہے کہ لونڈیوں سے نکاح اس وقت کریں جبکہ آزاد عورت سے نکاح کی طاقت نہ ہو اور شہوت کے غلبہ کے سبب زنا کا اندیشہ ہو۔ عَنَتْ بمعنی مشقت ہے یہاں اس سے زنا مراد ہے لیکن لونڈی سے نکاح کرنے سے صبر کرنا بہتر ہے۔

باب جب باندی زنا کرے

۶۴۳۰ ترجمہ : ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باندی سے متعلق سوال عرض کیا گیا کہ جب وہ زنا کرے اور شادی شدہ نہ ہو تو اس کا حکم کیا ہے،، فرمایا جب باندی زنا کرے تو اس کو کوڑے لگاؤ پھر اگر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ پھر اسے فروخت کر دو اگرچہ رسی کے عوض فروخت کرو ابن شہاب نے کہا میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ تیسری بار کے بعد یا چوتھی بار کے بعد فرمایا۔

۶۴۳۰ شرح : جو باندی شوہر والی نہ ہو اس کے محصن ہونے میں فقہا میں اختلاف رائے پایا

marfat.com

Marfat.com

بَابُ لَا يُثَرَّبُ عَلَى الْاَمَةِ اِذَا زَنَتْ وَلَا تُنْفٰى

۶۴۳۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَتَبَيَّنَ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ تَابَعَهٗ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جاتا ہے۔ طاؤس، قتادہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ایک قول یہ ہے کہ اگر باندی شوہر نادیدہ زنا کرے اس پر حد نہیں البتہ زجر و تہدید ہے یہ حضرات کہتے ہیں کہ احصان سے مراد شادی شدہ ہے اور فقہا کی ایک جماعت ایسے عمر فاروق، علی المرتضیٰ، ابن مسعود، ابن عمر، انس، اور امام مالک، اوزاعی، ابراہیم نخعی، علماء کوفہ اور امام شافعی کہتے ہیں۔ احصان سے مراد اسلام ہے۔ لہٰذا جب لونڈی مسلمان ہو اور زنا کرے وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو اس کی حد پچاس کوڑے ہے بار بار زنا کرنے والی لونڈی کو فروخت کرنے سے اگرچہ معمولی رسی کے عوض فروخت کرے اس کی تحقیر و تذلیل مطلوب ہے اور "ثم بیعوا" میں امر استحباب کے لئے ہے اس میں زانیہ سے دور رہنے کی ترغیب ہے۔ اس کو فروخت کرنا واجب نہیں یہ صرف مبالغہ کے طور فرمایا ہے۔ (حدیث ۲۰۲۱ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب جب لونڈی زنا کرے تو اس کو ملامت نہ کیا جائے اور نہ جلا وطن کیا جائے

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لونڈی

۶۴۳۱ — زنا کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے تو اس کو کوڑے لگائیں اور ملامت نہ کی جائے پھر اگر زنا کرے تو کوڑے لگائیں اس کو ملامت نہ کی جائے پھر اگر تیسری بار زنا کرے تو اس کو بیچ دے اگرچہ بالوں کی رسی کے عوض فروخت کرے (حدیث ۲۰۲۱ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

اسماعیل بن اُمیّہ نے سعید، ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں لیث کی متابعت کی"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَحْكَامِ اَهْلِ الذِّمَّةِ وَاِحْصَانِهِمْ
اِذَا زَنَوا وَرُفِعُوا اِلَى الْاِمَامِ

۶۴۳۲ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى عَنِ الرَّجْمِ فَقَالَ رَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَقَبْلَ النُّوْرِ اَمْ بَعْدُ قَالَ لَا اَدْرِيْ تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَارِثِيُّ وَعُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمَائِدَةُ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ

باب ذمّیوں کے احکام اور اُن کا محصن ہونا جس وقت زنا کریں اور حاکم شرع کی طرف پہنچائے جائیں

قولہ اِذَا زَنَوْا الخ یہ احکام اہلِ ذمہ کا ظرف ہے یعنی اہلِ ذمّہ یہود و نصاریٰ جس وقت زنا کریں ان کا حکم کیا ہے رُفِعُوْا ماضی مجہول ہے یعنی جب وہ حاکم وقت کے پاس خود جائیں یا اُن پر دعویٰ کے لئے اُن کے غیر انہیں لے جائیں۔ اس باب کے دو حصّے ہیں ایک یہ کہ اہلِ ذمّہ کے احصان میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ زہری اور امام شافعی نے کہا اہلِ کتاب بیوی خاوند جس وقت زنا کریں اور حاکمِ اسلام کے پاس اُن کا فیصلہ لایا جائے تو ان کو رجم کیا جائے گا جبکہ وہ دونوں محصن ہیں۔ ابراہیم نخعی نے کہا جب تک وہ اسلام قبول کرنے کے بعد جماع نہ کریں وہ محصن نہیں۔ امام مالک اور علماء کوفہ بھی یہی کہتے ہیں کیونکہ اسلام محصن ہونے کی شرط ہے باب کا دوسرا حصّہ یہ ہے کہ کیا ذمّیوں میں فیصلہ کرنا ہم پر واجب ہے یا ہمیں اختیار ہے؟ امام مالک احمد اور شافعی نے کہا جس وقت وہ حاکم اسلام کے پاس فیصلہ لائیں تو ہمیں اختیار ہے فیصلہ کریں یا نہ کریں امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کہتے ہیں ان میں فیصلہ کرنا ہم پر واجب ہے امام شافعی کا بھی مشہور قول یہی ہے۔

۶۴۳۲ — ترجمہ: شیبانی نے کہا میں نے عبداللہ بن اَوْفٰی سے رجم کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے میں نے کہا سورۂ نور کے نزول

marfat.com
Marfat.com

۶۴۳۳ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ الْیَھُوْدَ جَاءُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرُوْا لَہٗ اَنَّ رَجُلًا مِّنْھُمْ وَامْرَأَۃً زَنَیَا فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِی التَّوْرَاۃِ فِیْ شَانِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُھُمْ وَیُجْلَدُوْنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَّامٍ کَذَبْتُمْ اِنَّ فِیْھَا الرَّجْمَ فَاْتَوْا بِالتَّوْرَاۃِ فَنَشَرُوْھَا فَوَضَعَ اَحَدُھُمْ یَدَہٗ عَلٰی اٰیَۃِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَھَا وَمَا بَعْدَھَا فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَّامٍ اِرْفَعْ یَدَکَ فَرَفَعَ یَدَہٗ فَاِذَا فِیْھَا اٰیَۃُ الرَّجْمِ قَالُوْا صَدَقَ یَا مُحَمَّدُ

سے پہلے یا بعد رجم کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا یہ مجھے معلوم نہیں۔ علی بن مسہر، خالد بن عبداللہ، محاربی عُبَیدہ بن حُمید نے شیبانی سے روایت کرنے میں عبدالواحد کی متابعت کی ان میں سے بعض نے سورۂ مائدہ ذکر کیا ہے اور پہلا (سورۂ نور) صحیح تر ہے۔

۶۴۳۲ شرح : یعنی مذکور روائت کرنے والے حضرات تابعین میں سے بعض نے سورۂ نور کی جگہ سورۂ مائدہ ذکر کی ہے لیکن پہلی روائت جس میں سورۂ نور کا ذکر ہے وہ صحیح تر ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سورۂ مائدہ میں زناء اور رجم کا ذکر نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آئت کریمہ "وَکَیْفَ یُحَکِّمُوْنَکَ وَعِنْدَھُمُ التَّوْرَاۃُ فِیْھَا حُکْمُ اللّٰہِ"، یہودیوں کے زناء کے بارے میں نازل ہوئی ہے جبکہ وہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس فیصلہ لائے اور حضور نے ان کو رجم کرنے کا حکم دیا تھا۔

۶۴۳۳ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس یہودی آئے اور ذکر کیا کہ اُن میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں فرمایا رجم کے بارے میں تم اپنی کتاب میں کیسا پاتے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم انہیں رسوا کرتے ہیں اور ان کو کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام نے کہا جھوٹ بولتے ہیں تورات میں رجم مذکور ہے وہ تورات لائے پھر اسے کھولا تو ان میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ رجم کی آئت پر رکھ دیا پھر آئت رجم کا ماقبل اور مابعد پڑھا۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسے کہا اپنا ہاتھ اُٹھا اچانک دیکھا کہ اس میں آئت رجم ہے۔ یہودیوں نے کہا اے محمد "صلّی اللہ علیہ وسلّم" اُس نے سچ کہا ہے اس میں آئت رجم ہے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زانی اور زانیہ دونوں

marfat.com
Marfat.com

فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ

بَابُ إِذَا رَمَى امْرَأَةً أَوِ امْرَأَةَ غَيْرِهِ بِالزِّنَى عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ هَلْ عَلَى الْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهَا فَيَسْأَلَهَا عَمَّا رُمِيَتْ بِهِ

۶۴۳۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

کے متعلق حکم فرمایا تو ان کو سنگسار کر دیا گیا پھر میں نے آدمی کو دیکھا کہ عورت پر مائل ہوتا تھا اس کو پتھروں سے بچاتا تھا۔

۶۴۳۴ **شرح** : اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں ذمی یہودیوں کو رجم کا حکم اس تقدیر پر فرمایا کہ تورات میں رجم ہے لیکن علماء کہتے ہیں کہ جب ذمی اہلِ اسلام کی طرف رجوع کریں تو وہ اپنی شریعت کے موافق حکم کریں گے۔ ممکن ہے کہ تورات سے حکم کرنا محض ان کو الزام دینے اور خاموش کرنے کے لئے تھا۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کافر ذمی جب زنا کرے تو جمہور علماء کے نزدیک اس پر حد واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ اہل ذمہ کی ایک دوسرے پر گواہی قبول کی جا سکتی ہے اور اہل کتاب کافرہ عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ تیسرے یہ کہ یہودی تورات کی طرف ایسے امور بھی منسوب کرتے تھے جو تورات میں نہ تھے۔ چوتھے یہ کہ پہلی امتوں کے احکام جن کا اللہ تعالیٰ نے انکار نہ کیا ہے وہ ہمارے لئے مشروع ہیں اور اسلام احصان کے لئے شرط نہیں۔ امام شافعی اور امام احمد یہی کہتے ہیں۔ مالکیہ اور اکثر حنفیہ کہتے ہیں احصان کے لئے اسلام شرط ہے اور اس باب میں مذکور حدیث کا جواب یہ ذکر کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کو تورات کے حکم کے موافق رجم کیا تھا۔ اس میں اسلام کے حکم کا کوئی ذکر نہیں۔

(حدیث ۶۴۱۷ ج ۱۰ کی شرح دیکھیں)

باب جب اپنی بیوی یا اپنے غیر کی بیوی کو حاکم اور لوگوں کے پاس زناء کی تہمت لگائی۔ کیا حاکم کے لئے ضروری ہے کہ اس عورت کے پاس کسی شخص کو

marfat.com
Marfat.com

وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْاٰخَرُ وَهُوَ اَفْقَهُهُمَا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاْذَنْ لِيْ اَنْ اَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيْفُ الْاَجِيْرُ فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى ابْنِيْ الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِيْ ثُمَّ اِنِّيْ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَ تَغْرِيْبَ عَامٍ وَاِنَّمَا الرَّجْمُ عَلٰى امْرَاَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ

بھیجے جو اُس سے اِس کے متعلق دریافت کرے جس کی اسے تہمت لگائی گئی ہے۔

۶۴۳۴ — ترجمہ : ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کو خبر دی کہ دو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے گئے ان میں سے ایک نے کہا ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ فرمائیں۔ دوسرے نے کہا حالانکہ ان دونوں میں سے وہ سمجھدار تھا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ فرمائیں۔ اور مجھے اجازت فرمائیں کہ میں کلام کروں۔ حضور نے فرمایا کہو۔ اُس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کا خادم تھا۔ مالک نے کہا عسیف اجیر ہے (جو کرایہ پر کام کرے) اُس نے اس شخص کی بیوی سے زنا کیا تو مجھے لوگوں نے خبر دی کہ میرے بیٹے پر رجم ہے۔ میں نے اپنے بیٹے کی طرف سے سو بکریاں اور ایک لونڈی فدیہ دی پھر میں نے اہلِ علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے رجم صرف اس کی بیوی پر ہے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا بہرحال تمہاری بکریاں تیری طرف واپس کی جاتی ہیں اور اس کے بیٹے کو سو کوڑے مارے پھر

marfat.com
Marfat.com

فَرَدَّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا وَاَمَرَ اُنَيْسًا الْاَسْلَمِيَّ اَنْ يَّاْتِيَ امْرَاَةَ الْاٰخَرِ فَاِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

بَابُ مَنْ اَدَّبَ اَهْلَهُ اَوْ غَيْرَهُ دُوْنَ السُّلْطَانِ

وَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ وَفَعَلَهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ

اس کو ایک سال جلاوطن کر دیا اور اُنیس اسلمی کو حکم دیا کہ اُس شخص کی بیوی کے پاس جائے اگر وہ اقرار کرلے تو اس کو رجم کر دے؛ چنانچہ اس عورت نے اقرار کرلیا تو انس نے اس کو رجم کیا (حدیث ۲۵۱۶ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے اپنے گھر والوں اور ان کے غیر کو بادشاہ کے سامنے تادیب کی

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب کوئی نماز پڑھے پس کسی نے ارادہ کیا کہ اس کے آگے سے گزرے تو اس کو روکے اگر وہ انکار کرے تو اس سے جھگڑا کرے ابوسعید نے یہ کیا۔"

اس عنوان سے غرض یہ ہے کہ اپنے گھر والوں یا دوسرے لوگوں کو زجر و تشدید کے لئے بادشاہ کی اجازت ضروری ہے یا نہیں اس میں فقہاء کا اختلاف رائے پایا جاتا ہے؛ چنانچہ امام مالک نے کہا جب غلام یا باندی نے زنا کیا یا شراب پی یا کسی کو تہمت لگائی اور اس پر گواہی ثابت ہوگئی تو ان کا مالک ان پر حد جاری کرے گا اگر انہوں نے مذکور جرم کا اقرار کیا تو حد نہ جاری کرے لیکن اگر غلام یا لونڈی نے چوری کی تو ان کے ہاتھ قطع نہیں کرے گا۔ ہاتھ صرف حاکم اسلام ہی کاٹ سکتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت نے اپنے غلاموں پر حدود جاری کئے تھے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ فقہا رضی اللہ عنہم نے کہا حاکم اسلام ہی ان پر حدود جاری کرے گا ان کے مالکوں کو حد جاری کرنے کی اجازت نہیں۔ سفیان ثوری اور اوزاعی نے کہا مالک زنا کی حد قائم کر سکتا ہے۔ ابوسعید سعد بن مالک سے مذکور تعلیق کا مدلول یہ ہے کہ آدمی واجب میں غیر اہل کو تادیب کر سکتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے والے کو اجازت دی کہ اس کے آگے سے گزرنے والے کی مدافعت کرے یہ اس

marfat.com

Marfat.com

۶۴۳۵ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ اَبُوْبَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَاْسَهٗ عَلٰى فَخِذِیْ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ فَعَاتَبَنِیْ وَجَعَلَ يَطْعَنُ بِيَدِهٖ فِیْ خَاصِرَتِیْ وَلَا يَمْنَعُنِیْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ

کے لئے تادیب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق آئے حالانکہ ۶۴۳۵ـــ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ران پہ اپنا سر مبارک رکھا ہوا تھا۔ اُنہوں نے آتے ہی کہا تو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو روک رکھا ہے؛ حالانکہ وہ پانی کے پاس نہیں انہوں نے مجھے عتاب کیا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھوں میں مارنے لگے اور مجھے حرکت کرنے سے صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پہ سر مبارک رکھنا مانع تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آئت کریمہ نازل فرمائی۔

شرح : یہ حدیث مختصر ذکر کی ہے۔ آئت تیمم کے نزول کا یہی واقعہ تھا ۶۴۳۵ـــ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس وسعتِ نعمت کا شکر ادا کیا اور کہا اے آلِ ابی بکر یہ تمہاری پہلی برکت ہے۔

اس حدیث کی عنوان سے مناسبت واضح ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو عتاب فرمایا؛ حالانکہ حضور سے اجازت نہ لی تھی جبکہ آپ آرام فرما رہے تھے۔

(حدیث ۳۲۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں) ۳۲۹

marfat.com
Marfat.com

۶۴۳۶ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقٰسِمِ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَلَكَزَنِيْ لَكْزَةً شَدِيْدَةً وَقَالَتْ وَقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِيْ قِلَادَةٍ فَبِيَ الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَوْجَعَنِيْ نَحْوَهٗ لَكَزَ وَكَزَ

بَابُ مَنْ رَاٰى مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا فَقَتَلَهٗ

۶۴۳۷ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَاَيْتُ رَجُلًا

ترجمہ : ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مجھے زور سے مُکا مارا اور کہا تو نے لوگوں کو ہمارے روک رکھا ہے پس جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہونے کے سبب میری موت تھی اور مجھے موت کی مانند درد پہنچائی۔ امام بخاری نے کہا لکز و کز دونوں ہم معنیٰ ہیں۔

۶۴۳۶ — شرح : لکز اور وکز کے معنی ہیں ہاتھ کی ساری انگلیوں کو جمع کر کے جسم پہ مارنا (مُکا) قولہ فَبِيَ الْمَوْتُ ، یعنی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم میری ران پہ سر مبارک رکھ کر آرام فرماتے میرا حرکت کرنا میرے لئے موت تھی کیونکہ اس سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم بیدار ہو جاتے تو آپ کی استراحت میں خلل آتا جو میری سخت پریشانی کا سبب بنتا گویا کہ یہ میرے لئے موت تھی۔

باب جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ کوئی آدمی دیکھے تو اسے قتل کر دے؟

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عنوان کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اس میں اختلاف ہے جمہور فقہاء نے کہا اس پہ قصاص ہے۔ امام احمد اور اسحاق نے کہا اگر قاتل نے گواہ پیش کر دیئے کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ اجنبی کو پایا تھا تو مقتول کا خون بیکار ہے قاتل پہ قصاص نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ معاملہ اللہ کے حوالہ ہے اگر وہ آدمی شادی شدہ ہے اور شوہر جانتا ہے کہ اُس نے وہ کام کر لیا ہے جو غسل کو واجب کرتا ہے تو اسے

marfat.com
Marfat.com

مَعَ امْرَاَتِیْ لَضَرَبْتُہٗ بِالسَّیْفِ غَیْرَ مُصْفِحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَیْرَۃِ سَعْدٍ لَاَنَا اَغْیَرُ مِنْہُ وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّیْ

بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّعْرِیْضِ

۶۴۳۸ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ امْرَاَتِیْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ فَقَالَ ہَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا اَلْوَانُہَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ ہَلْ فِیْہَا مِنْ

قتل کر دے لیکن ظاہری حکم کے لحاظ سے اس سے قصاص ساقط نہ ہوگا (عینی)

۶۴۳۷ــــ ترجمہ : مغیرہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں کسی آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں تو درگزر کئے بغیر اس کو تلوار سے قتل کر دوں گا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو ؟ میں اس سے زیادہ غیور ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیور ہے۔

۶۴۳۷ــــ شرح : سعد بن عبادہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس طرح قتل کرنا جائز نہیں تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع کیوں نہیں کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ قواعد شرعیہ میں یہ امر ثابت ہے کہ اس وقت تک قتل کے جواز کا حکم نہیں کرتے جب تک اس کا موجب ثابت نہ ہو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا یہ معاملہ اللہ کے حوالے ہے کما مر۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو" کا مدلول یہ ہے کہ حضور نے اس کی تعریف کی اور اس کو بندے اور اللہ کے درمیان رکھا۔ غیرت سب اچھی ہے جس شخص میں غیرت نہیں اس کا خلق محمود نہیں احناف نے اس میں خوب وضاحت کی ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی یا باندی کے ساتھ کوئی آدمی دیکھے کہ وہ اس پر غلبہ کر رہا ہے اور اس سے زنا کرتا ہے اس کو قتل کر دے اور اگر کسی آدمی کو اپنی بیوی یا محرم کے ساتھ دیکھا حالانکہ وہ زنا کی موافقت و مطاوعت کرتی تو مرد و زن دونوں کو قتل کر دے۔ بعض حنفیہ مطلقاً قتل کرنے سے منع کرتے ہیں۔ مہلب نے کہا حدیث کا مدلول یہ ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اور اسے قتل کر دے تو اس پر قصاص واجب ہے، کیونکہ اگرچہ اللہ تعالیٰ بہت

marfat.com
Marfat.com

أَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنّٰى كَانَ ذٰلِكَ قَالَ أُرَاهُ عِرْقٌ نَزَعَهُ قَالَ فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ

غیور ہے لیکن اُس نے حدود میں شہود ضروری قرار کر دیئے ہیں لہٰذا کسی کے لئے جائز نہیں کہ اللہ کی حدود سے تجاوز کرے صرف دعویٰ سے قصاص ساقط نہ ہوگا ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب تعریض میں روایات

۶۴۳۸ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا اور کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری بیوی نے کالا بچہ جنم دیا ہے ۔ حضور نے فرمایا تیرے اُونٹ ہیں؟ اُس نے کہا جی ہاں! فرمایا ان کے رنگ کیسے ہیں عرض کیا سُرخ ہیں۔ فرمایا کیا اُن میں کوئی کالا بھی ہے عرض کیا جی ہاں فرمایا وہ کیسے کالا ہوگیا کہا میرا خیال ہے کہ کسی رگ نے اس کو نکالا ہے فرمایا شائد تیرے اس بیٹے کو کسی رگ نے نکالا ہے ۔

۶۴۳۸ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ بچے کا کالا پیدا ہونا اس طرف اشارہ ہے کہ اس کی ماں نے اس شخص سے زناء کیا ہے جس کا رنگ کالا ہے کیونکہ میں سفید ہوں ۔ یہ امر واضح ہے کہ تعریض کے ساتھ قذف وتہمت صریح قذف کے حکم میں نہیں ہے لہٰذا یہ شخص قاذف مردود الشہادت نہیں ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ تیرے پاس اونٹ ہیں؟ پھر اونٹوں کے الوان سے استفسار کیا، کیونکہ حیوانات میں سے بعض کی طبیعتیں ، خلقت اور رنگ میں بعض سے مشاکلت رکھتی ہیں اور ان کے رنگ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی عارضہ کے باعث خلقت اور لون میں مختلف ہو جاتے ہیں ایسے آدمی نادر طباع اور نادر عروق اور رگوں کے لحاظ سے خلقت و رنگ میں ایک دوسرے سے مختلف ہو جاتے ہیں جبکہ آدمی کی جنس قریب بھی حیوان ہے ۔ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ ، شافعی رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ تعریض کے ساتھ قذف میں حد نہیں کیونکہ حد واضح تصریح سے واجب ہوتی ہے ، لیکن ایسے شخص کے لئے زجر و تہدید ضروری ہے ۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تعریض تصریح کی طرح ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَمِ التَّعْزِيْرُ وَالْاَدَبُ

۶۴۳۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ

باب تعزیر اور ادب کی مقدار کیا ہے؟

تعزیر عزر سے ماخوذ ہے اس کے معنی ردّ اور منع کے ہیں کسی شخص کے دشمنوں کو اس سے دفع کرنے کے اور اس کو ان کی ضرر سے روکنے کے لئے عزر دفع کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ جب قاضی کسی کو زجر و تہدید کرے تاکہ وہ بُری اشیاء کی طرف نہ جائے تو اس وقت کہا جاتا ہے عَزَرَهُ الْقَاضِيْ "تہدید و تعزیر طباع کے اعتبار سے قول اور فعل سے ہوسکتی ہے۔ ادب تادیب "زجر و تہدید" کے معنی میں ہے یہ تعزیر سے عام ہے اسی سے والد کا تادیب کرنا یا مُعلم کا تادیب "زجر و تہدید" کرنا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رضی اللہ عنہما نے کہا تعزیر چالیس کوڑوں تک نہیں پہنچتی بلکہ اس سے ایک کوڑا کم کر دیا جائے۔ امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔

۶۴۳۹ — ترجمہ : ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس سے زیادہ کوڑے نہ لگائے جائیں مگر اللہ کی حدود میں سے کسی حد میں لگائے جائیں۔

۶۴۳۹ — شرح : تعزیر اور حد میں فرق یہ ہے کہ جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے معین ہو اس کو حد کہتے ہیں اور جو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے معین نہ ہو اور حاکم کی صوابدید پر ہو اس کو تعزیر کہتے ہیں۔

اَبُوبُرْدَہ : ابوبردہ چند آدمی ہیں اول ابوبردہ ہانی بن نیار دوم ابوبردہ عامر بن قیس اشعری یہ ابوموسیٰ اشعری کے بھائی دونوں صحابی ہیں۔ سوم ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری تابعی ہیں اس حدیث میں ابوبردہ بن نیار مراد ہیں کیونکہ آئندہ حدیث میں اس کی وصف انصاری سے کی گئی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۴۴۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عُقُوبَةَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرَبَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن جابر نے اس شخص سے بیان کیا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دس کوڑوں سے اُوپر عقوبت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حدّ میں۔

۶۴۴۰ — شرح : امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اور بسیار حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دس کوڑوں سے اوپر تعزیر تجویز کی ہے اور اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اجماعِ صحابہ سے منسوخ ہے "تیسیر القاری" یا مذکور حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ تادیبات جن کا تعلق معصیت سے نہ ہو جیسے والد اپنے چھوٹے بیٹے کو تادیب کرے تو اسے دس کوڑوں سے اُوپر نہ لگائے۔ بعض علماء نے کہا معاصی کے مراتب میں فرق کیا جائے جن میں تقدیر شرعی مذکور ہے اس پر زیادتی نہ کی جائے اور جن میں تقدیر شرعی نہیں اگر وہ معاصی کبیرہ ہیں تو ان میں زیادتی جائز ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ گناہ کے مطابق عقوبت فرماتے ہیں اور اس کو مجتہدین کے اجتہاد کے مفوض کرتے ہیں اگرچہ حد سے تجاوز کر جائے۔ ابن قصار نے کہا تعزیر کا طریقہ امام کے اجتہاد پر مبنی ہے جیسے بھی امام کا ظن ہو کہ اس مقدار سے زجر ہو جاتی ہے کیونکہ لوگ مختلف ہیں بعض کو تو صرف کلام سے زجر ہو جاتی ہے اور بعض کو سو کوڑوں سے بھی زجر نہیں ہوتی۔ بہرکیف ابن قصار کے نزدیک تعزیر امام کی رائے پر موقوف ہے کہ جس مقدار سے زجر و تہدید ہو جائے۔ مہلب نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ وصال کرنے والوں سے شدّت کے کلمات فرمائے تھے ایسے ہی امام کے لئے جائز ہے کہ اپنے اجتہاد کے مطابق تعزیر میں کمی و بیشی کرے تو ہر شخص کو اس کے عصیان کے مطابق تعزیر کرے اگر اس میں مقدار معین ہو تو اس کا خلاف جائز نہ ہوگا (عینی)

۶۴۴۱ — ترجمہ : ابن وہب نے کہا مجھے عمرو نے خبر دی کہ بُکیر نے اُن سے بیان کیا کہ ایک وقت میں سلیمان بن یسار کے پاس بیٹھا ہُوا تھا اچانک عبدالرحمٰن بن جابر

marfat.com
Marfat.com

۶۴۴۱ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرٌو اَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهٗ بَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ عِنْدَ سُلَيْمٰنَ بْنِ يَسَارٍ اِذْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَ سُلَيْمٰنُ بْنَ يَسَارٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ يَسَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا بُرْدَةَ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشَرَةِ اَسْوَاطٍ اِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ

۶۴۴۲ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُوَاصِلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّكُمْ مِثْلِيْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ فَلَمَّا اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَاَخَّرَ لَزِدْتُّكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ حِيْنَ اَبَوْا اَنْ يَّنْتَهُوْا

آگئے انہوں نے سلیمان بن یسار سے حدیث بیان کی پھر سلیمان بن یسار ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا مجھ سے عبدالرحمن بن جابر نے بیان کیا ہے کہ ان کے والد نے ان کو خبر دی کہ اُس نے ابوبردہ انصاری کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اللہ کی حدوں میں کسی حد کے سوا دس کوڑوں سے اوپر کوڑے نہ لگاؤ۔

۶۴۴۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے وصال کرنے سے منع فرمایا ایک مسلمان آدمی نے سوال عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تو روزوں میں وصل فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں رات بسر کرتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ جب لوگ وصال کے روزوں سے نہ رُکے تو حضور

marfat.com
Marfat.com

شُعَيْبٌ وَيَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ وَيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۴۴۳ — حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جُزَافًا اَنْ يَبِيْعُوْهُ فِيْ مَكَانِهِمْ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ اِلٰى رِحَالِهِمْ

نے ایک دن وصال کیا پھر دوسرے دن بھی وصال کیا پھر لوگوں نے چاند دیکھ لیا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاند تاخیر کرتا تو میں تم پر اور زیادہ کرتا۔ یہ حضور نے ان کو تنبیہ کے طور پر فرمایا جبکہ انہوں نے انکار کیا تھا شعیب، یحییٰ بن سعد اور یونس نے زہری سے روایت کرنے میں محقیل کی متابعت کی۔ عبدالرحمٰن بن خالد نے ابن شہاب سعید اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔

۶۴۴۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت "كَالْمُنَكِّلِ بِهِمْ" میں ہے۔ یعنی حضور لوگوں کو ایسے ڈراتے تھے جیسے کوئی ان کی عقوبت کا ارادہ کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بھوک رکھنے سے بھی تعزیر ہو سکتی ہے۔ وصال کے معنی ہیں دو روزوں کو ملانا اور ان کے درمیان نہ کچھ کھانا نہ پینا۔ قولہ "يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ"، یعنی اللہ تعالیٰ مجھ میں کھانے پینے کے بغیر اس کی قوت پیدا کرتا ہے مجھے کھانے کی احتیاج نہیں ہے یہی معنی بہتر ہیں۔ بعض علماء نے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت سے کھلاتا پلاتا ہے لیکن یہ معنی مناسب نہیں، کیونکہ اگر حقیقۃً دن کو کھالیں تو روزہ سے نہ ہوئے اور اگر رات میں کچھ کھا پی لیا تو روزوں میں وصال نہ ہوا، (حدیث ۱۸۴۴ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۴۴۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بطور تعزیر مارا جاتا تھا جبکہ وہ غلہ اندازہ اور تخمینہ سے خریدتے کہ وہ اسی جگہ (جہاں سے خریدا ہوتا) اسے فروخت نہ کریں حتی کہ اس کو اپنے گھر میں لے جائیں۔

۶۴۴۳ — شرح : اَنْ يَبِيْعُوْهُ یعنی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں لوگوں کو

marfat.com
Marfat.com

۶۴۴۴ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنَا عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ يُؤْتٰى اِلَيْهِ حَتّٰى يُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ

بَابُ مَنْ اَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَالتَّلَطُّخَ وَالتُّهَمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ

۶۴۴۵ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ

خرید و فروخت کرتے وقت اس لئے مارتے تھے کہ وہ غلّہ اندازہ سے ناپ تول کئے بغیر خرید کر اسی جگہ فروخت نہ کریں یہاں تک کہ اس کو اپنے ٹھکانوں پر لے جائیں مقصد یہ ہے کہ جب تک مشتری مبیعہ پر قبضہ نہ کرے اس کو فروخت نہ کرے (حدیث ۲۰۰۵ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۴۴۴ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز میں جو آپ کے پاس لائی جاتی اپنی ذات کریمہ کی خاطر انتقام نہیں لیا یہاں تک کہ اللہ کی حدود کو توڑا جاتا اس وقت اللہ کے لئے انتقام لیتے تھے۔

۶۴۴۴ ـــ شرح : یعنی اگر کوئی شئ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی جاتی جس میں حضور کو ایذاء دی جاتی تو اس میں اپنی ذات کریمہ کی خاطر عذاب نہ دیتے تھے حتیٰ کہ وہ امور کئے جاتے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی خاطر انتقام لیتے تھے۔ انتہاک کے معنی معصیت کا ارتکاب کرنا ہے۔ اس حدیث کی باب سے مناسبت واضح ہے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارتکابِ معاصی پر ضرب وحبس کرتے تھے یہ باب التعزیر میں داخل ہے۔

باب جس نے گواہ کے بغیر فحش بات گالی گلوچ اور تہمت ذکر کی،،

۶۴۴۵ ـــ ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا میں لعان کرنے والوں کے پاس موجود تھا، حالانکہ

marfat.com
Marfat.com

زَوْجُهَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا اِنْ اَمْسَكْتُهَا قَالَ فَحَفِظْتُ ذٰلِكَ مِنَ الزُّهْرِيِّ اِنْ جَاءَتْ بِهٖ كَذَا وَكَذَا فَهُوَ وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ كَذَا وَكَذَا كَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَهُوَ وَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ جَاءَتْ بِهٖ لِلَّذِيْ يُكْرَهُ

۶۴۴۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ شَدَّادٍ هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَاَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ اَعْلَنَتْ

۶۴۴۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ

میں پندرہ برس کا تھا سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کے درمیان جدائی کردی تو شوہر نے کہا میں نے اس پہ جھوٹ بولا اگر اس کو اپنے پاس روکوں۔ سفیان نے کہا میں نے یہ زہری سے یاد کیا کہ اگر یہ عورت ایسا ایسا بچہ لائی تو وہ یہ ہے اور اگر ایسا ایسا لائی گویا کہ وہ چھپکلی کی طرح ہے تو وہ یہ ہے۔ میں نے زُہری سے سُنا وہ کہتے تھے اُس نے مکروہ بچہ جنا۔

۶۴۴۵ — شرح : یعنی اگر اُس عورت نے سیاہ فام اور سیاہ آنکھوں والا موٹے سرین والے بچّہ کو جنم دیا تو یہ مرد سچا ہے اور اگر سُرخ رنگ والا کوتاہ قد گویا کہ وہ چھپکلی کی طرح ہے تو یہ مرد جھوٹا ہے ؛ چنانچہ اس عورت نے مکروہ حال والے بچّہ کو جنم دیا (ولدِ زنا)

۶۴۴۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے لعان کرنے والوں کو ذکر کیا تو عبداللہ ابن شدّاد نے کہا کیا یہ وہ عورت تھی جس کے متعلق جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا کہ اگر گواہی کے بغیر میں کسی عورت کو رجم کرتا تو اسے رجم کرتا؟ ابن عباس نے کہا نہیں وہ کوئی اور عورت ہے جو علانیہ بدکاری کرتی تھی۔

۶۴۴۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لعان ذکر کیا گیا تو اس کے متعلق عاصم بن عدی نے کوئی بات کہی پھر چلا گیا اور اس کی قوم

marfat.com
Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ
الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْ اَنَّهٗ وَجَدَ
مَعَ اَهْلِهٖ رَجُلًا وَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا اِلَّا لِقَوْلِيْ فَذَهَبَ بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ اِمْرَاَتَهٗ وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا
قَلِيْلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِيْ ادَّعٰى عَلَيْهِ اَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَ اَهْلِهٖ اٰدَمَ
خَدَلًّا كَثِيْرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا
بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا اَنَّهٗ وَجَدَهٗ عِنْدَهَا فَلَاعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَهُمَا فَقَالَ الرَّجُلُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَاَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ
السُّوْءَ

سے ایک شخص اس کے پاس آیا اس حال میں کہ وہ شکایت کرتا تھا کہ اُس نے اپنی بیوی کے پاس کوئی مرد پایا ہے۔
عاصم نے کہا میں اس میں مبتلاء نہیں ہوا مگر اس وجہ سے کہ میں نے کوئی بات کہی تھی وہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس لے گیا اور حضور سے وہ واقعہ عرض کیا جس پر اپنی بیوی کو پایا تھا۔ دعویٰ کرنے والا آدمی کا زرد رنگ، کم گوشت
اور دراز بال تھے جن میں شکن نہ تھا اور وہ شخص جس پر یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے۔ وہ گندمی
رنگ بھری ہوئی پنڈلی والا اور موٹا تازہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ حق ظاہر کر تو اس عورت نے اس
آدمی کے مشابہ بچہ جنا جس کے متعلق اس کے شوہر نے کہا تھا کہ اس کو اپنی بیوی کے پاس پایا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے دونوں کے درمیان لعان کر دیا۔ اس مجلس میں ایک شخص نے ابن عباس سے کہا یہ وہ عورت ہے
جس کے متعلق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو گواہی کے بغیر سنگسار کرتا تو اس عورت کو کرتا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهٖ فَقَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلَامِ السُّوْءَ

بَابُ رَمْيِ الْمُحْصَنَاتِ

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً اِلٰى غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْاٰيَةَ

۶۴۴۸ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے کہا نہیں وہ کوئی اور عورت ہے جو اسلام میں علانیہ بدکاری کرتی تھی

شرح : قولہ فَاَتَاهُ رَجُلٌ ، یعنی عاصم بن عدی کے پاس ایک آدمی آیا اور ۶۴۴۷
وہ عویمر تھا اور کہا کہ اُس نے اپنی بیوی کے پاس ایک اجنبی مرد کو پایا ہے
عاصم عویمر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے ۔ خدل کے معنی پر گوشت پنڈلیاں، عاصم بن عدی بن عجلان عجلانی بلوی ہے وہ بدر، اُحد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں حاضر رہے ہیں۔ پینتالیس ہجری میں فوت ہوئے جبکہ ان کی عمر تقریباً ایک سو بیس برس تھا۔

باب پاک دامن عورتوں کو تہمت لگانا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو لوگ پاکدامن عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہیں لاتے ان کو اسی کوڑے مارو اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ یہ لوگ فاسق ہیں لیکن وہ لوگ جو اس کے بعد توبہ کر گئے اور اپنی درستی کی بے شک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے ۔ بیشک وہ لوگ جو پاک دامن غافل عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اور ان کو عذاب عظیم ہوگا۔

۶۴۴۸ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک کرنے والے سات امور ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ فرمایا، اللہ کا شریک بنانا جادو کرنا، اس جان کو قتل جس کو اللہ نے حرام

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَوا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ

بَابُ قَذْفِ الْعَبِيدِ

۶۴۴۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فُضَيْلٍ ابْنِ غَزْوَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ

کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔ سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی کے روز بھاگ جانا، پاک دامن مؤمن زنا سے غافل عورتوں کو تہمت لگانا (حدیث ۲۵۷۸ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب غلاموں کو تہمت لگانا

۶۴۴۹ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب ابوالقاسم رسولِ محتشم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنے غلام کو تہمت لگائی حالانکہ وہ اس سے بری ہے جو اس نے کہا تھا اس کو قیامت میں کوڑے مارے جائیں گے مگر یہ کہ غلام ایسا ہو جیسا اس نے کہا ہے

۶۴۴۹ — شرح : قذف کی عبید کی طرف اضافت فاعل کی طرف ہے یا مفعول کی طرف ہے اگر فاعل کی طرف اضافت ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ غلام کا کسی پر تہمت لگانا اس کا حکم یہ ہے کہ غلام پر نصف حد یعنی چالیس کوڑے ہیں اس میں غلام اور باندی دونوں مساوی ہیں لیکن مذکور حدیث سے واضح ہے کہ یہ اضافت مفعول کی طرف ہے۔ قولہ جلد یوم القیامۃ" سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں مالک پر حد نہیں۔ علامہ عینی نے مہلب سے نقل کیا کہ جمہور فقہاء اس بات میں متفق ہیں کہ آزاد آدمی جب غلام

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ يَأْمُرُ الْاِمَامُ رَجُلًا فَيَضْرِبُ غَائِبًا عَنْهُ

وَقَدْ فَعَلَهُ عُمَرُ ۶۴۵۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَشَدْتُكَ اللّٰهَ اِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ صَدَقَ اِقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا فِيْ اَهْلِ هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ وَاِنِّيْ سَاَلْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ

کو تہمت لگائے تو اس پر حد نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کو قیامت کے دن سزا دی جائے گی اور کوڑے مارے جائیں گے اگر دُنیا میں اس پر حد ہوتی تو حدیث شریف میں ذکر کی جاتی جیسے آخرت میں ذکر کی ہے۔

باب کیا حاکم کسی آدمی کو حکم دے کہ وہ حاکم سے غائب کو حدّ مارے

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کیا تھا کہ ان کی عدم موجودگی میں ملزم کو حد لگائی گئی یعنی جب کسی آدمی پر حدّ واجب ہو، حالانکہ وہ حاکم سے غائب ہے تو کیا وہ کسی آدمی سے کہہ سکتا ہے کہ فلاں غائب شخص کے پاس جاؤ اور اس پر حد قائم کرو؟ اس کا جواب محذوف ہے۔ وہ یہ کہ جائز ہے۔

۶۴۴۹ — ترجمہ: ابوہریرہ، زید بن خالد جُہنی دونوں نے کہا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں

marfat.com

Marfat.com

الْعِلْمِ فَاخْبِرُوْنِیْ اَنَّ عَلَی ابْنِیْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبَ عَامٍ وَاَنَّ
عَلَی امْرَاَةِ هٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا
بِکِتَابِ اللّٰهِ اَلْمِائَةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَیْكَ وَعَلَی ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ
وَتَغْرِیْبُ عَامٍ وَیَا اُنَیْسُ اُغْدُ عَلٰی امْرَاَةِ هٰذَا فَسَلْهَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ
فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الدِّیَاتِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ

اس کا مقابل آدمی کھڑا ہوا؛ حالانکہ وہ اس سے زیادہ سمجھدار تھا اُس نے کہا یہ سچ کہتا ہے ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو۔ اُس نے کہا میرا بیٹا اس کے گھر اس کا خادم تھا اُس نے اس کی بیوی سے زنا کیا تو میں نے اس کے عوض سو بکری اور خادم فدیہ دیا اور میں نے علماء سے پوچھا تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی واجب ہے اور اس شخص کی بیوی پہ رجم ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کرتا ہوں، تمہاری بکری اور خادم تجھے واپس کر دیا جائے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے۔ اے انیس صبح اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو اگر وہ اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر دو اس عورت نے زنا کا اقرار کر لیا تو اس کو رجم کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

۴۴۵۱ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الدِّيَاتِ

دیات دیۃٌ کی جمع ہے اصل میں ودی "وَدَيْتُ الْقَتِيْلَ" کی مصدر ہے۔ اَعْطَيْتُهٗ وَدْيَتَهٗ، میں نے مقتول کی دیت ادا کی۔ واؤ کو حذف کرکے اس کے عوض ہا لائے ہیں۔ اس کے لغوی معنی جاری اور خارج ہونے کے ہیں اس سے وادی ہے کیونکہ اس میں پانی جاری ہوتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جو کسی مومن کو قصداً قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے"

اس آیت کریمہ کی دیت سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس آیت میں عمداً قتل کرنے میں سخت وعید ہے۔ جس کسی نے بغیر حق عمداً قتل کیا پھر مال پر صلح کی گئی تو اس پر دیت واجب ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے احتراز کرے تو کوئی شئ واجب نہ ہوگی۔

اس آیت کریمہ کی تاویل میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم نے کہا عمداً قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہیں؛ کیونکہ یہ آیت کریمہ سورۂ فرقان کی آیۃ کریمہ جس میں قاتل کی توبہ کا ذکر ہے کے چھ ماہ بعد نازل ہوئی جبکہ سورۂ فرقان کی آیت مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی اور سورۂ نساء کی آیت مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے لہذا یہ آیت کریمہ "مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا" منسوخ نہیں ہوئی جمہور فقہاء نے کہا قاتل اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے؛ چنانچہ عبادہ بن صامت کی حدیث جس میں بیعتِ عقبہ کا ذکر ہے اس میں یہ ارشاد ہے "جس شخص نے کوئی گناہ کیا اس کا حکم

marfat.com

Marfat.com

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ
قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ اَنْ یَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ
قَالَ ثُمَّ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقَهَا وَالَّذِیْنَ
لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ
وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا

اللہ کے حوالہ ہے اگر چاہے تو اس کو بخشے اور اگر چاہے تو اس کو عذاب دے"

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ" اور مذکور آیت کریمہ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا الْاٰیَةَ" کا مفہوم یہ ہے کہ جو مؤمن کے قتل کو حلال سمجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے، کیونکہ مؤمن کا قتل حلال سمجھنا کفر ہے۔ نیز جب مشتق پر حکم کیا جائے تو اس کا مبداء حکم کی علت ہوتا ہے لہٰذا وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا، میں اس کے قتل کی علت ایمان ہے تو معنی یہ ہوئے کہ جو مؤمن کو مؤمن سمجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہمیشہ کے لئے ہے۔

ترجمہ : عمرو بن شرجیل رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک
۶۴۵۱ آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا گناہ بڑا ہے فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے اس نے کہا اس کے بعد کونسا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے بیٹے کو اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گا، اس نے کہا پھر اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا اس کے بعد یہ کہ تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے بدکاری کرے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید میں یہ آیت کریمہ نازل کی وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ" اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرے الہ کی عبادت نہیں کرتے اور اس نفس کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ ہی زنا کرتے ہیں الخ

۶۴۵۱ شرح : سائل نے مذکور سوالات کی ترتیب تنزّل کی جانب مرتبہ میں کی ہے بیٹے کو اس خوف سے قتل کرنا کہ وہ کھانے میں شریک ہوگا۔ یہ فعل باوجود اس کے کہ قتل اولاد بحکم طبیعت اور عقل اقبح قبائح سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رازقیت سے انکار ہے اور اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ" ایسی

marfat.com
Marfat.com

۶۴۵۲ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا

۶۴۵۳ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ وَرْطَاتِ الْأُمُورِ الَّتِي لَا مَخْرَجَ لِمَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهُ فِيهَا سَفْكُ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهِ

۶۴۵۴ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ

آیاتِ قرآنی کے انکار کو مستلزم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قتل مطلقاً کبیرہ گناہ ہے تو مذکور تقیید کی کیا وجہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے یہ تقیید بطورِ غالب ہے کیونکہ ان لوگوں کی یہی عادت تھی۔ ہمسایہ کی حلیلہ یعنی اس کی بیوی سے بدکاری کرنا ہمسایہ کے ساتھ خیانت ہے جس کے حق کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے (حدیث ۲۴۶۷ کی شرح دیکھیں)

۶۴۵۲ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ہمیشہ اپنے دین سے وسعت و فراخی میں رہتا ہے جب تک حرام خون کو نہ پہنچے۔

۶۴۵۲ — شرح : یعنی مومن کا سینہ ہمیشہ کشادہ رہتا ہے لیکن جب وہ بلاوجہ کسی کو قتل کرے تو تنگی میں پڑ جاتا ہے، کیونکہ بلاوجہ قتل کرنے میں سخت وعید ہے جو اس کے غیر میں نہیں اس وجہ سے اس کا دین اس پر تنگ ہو جاتا ہے اگر ذنبہ، پڑھیں تو معنیٰ یہ ہیں کہ وہ اپنے گناہ کے باعث تنگی میں رہتا ہے۔

۶۴۵۳ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا مہلک امور جن سے نکلنا اس کے لئے مشکل ہے جو ان میں پڑا کسی کو ناحق قتل کرنا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

٦٤٥٥ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيٍّ حَدَّثَهُ اَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ حَلِيفَ بَنِي زُهْرَةَ حَدَّثَهُ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي لَقِيتُ كَافِرًا فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ يَدِي بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ اِلَى شَجَرَةٍ فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ اَاَقْتُلُهُ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاِنَّهُ طَرَحَ اِحْدٰى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا ءَاَقْتُلُهُ قَالَ لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهُ فَاِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ

٦٤٥٣ — شرح : ورطات ورطہ کی جمع بمعنی ہلاک ہے یہ وہ امور ہیں جن میں کوئی پڑ جائے تو ان سے نکلنا دشوار ہوتا ہے۔ قولہ بغیر حلّہ، یعنی حق شرعی کے بغیر خونریزی کرنا اور ناحق قتل کرنا۔ بغیر حلہ حرام کی تاکید ہے۔

٦٤٥٤ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں سب سے پہلے لوگوں میں فیصلہ کیا جائے گا وہ قتل ہیں۔

٦٤٥٤ — شرح : یعنی قیامت میں لوگوں کے درمیان سب سے پہلے قتل کے مقدمات کے فیصلے ہوں گے کیونکہ لوگوں کے معاملات میں سنگین ترین قتل کے مقدمات ہیں اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے لوگوں میں نماز کے متعلق فیصلے ہوں گے (نسائی) اس کا جواب یہ ہے کہ عبادات میں سب سے پہلے نماز کے فیصلے ہوں گے اور معاملات میں قتل کے فیصلے پہلے ہوں گے لہٰذا تعارض نہیں۔

٦٤٥٥ — ترجمہ : زہری نے کہا ہم سے عطاء بن یزید نے حدیث بیان کی کہ عُبَیْدُ اللّٰہ بن عدی نے

marfat.com

Marfat.com

قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَاَنْتَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِیْ قَالَ وَ قَالَ حَبِيْبُ بْنُ اَبِیْ عَمْرَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمِقْدَادِ اِذَا كَانَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يُخْفِیْ اِيْمَانَهٗ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَاَظْهَرَ اِيْمَانَهٗ فَقَتَلَهٗ فَكَذٰلِكَ كُنْتَ اَنْتَ تُخْفِیْ اِيْمَانَكَ بِمَكَّةَ قَبْلُ

انہیں خبر دی کہ مقداد بن عمرو کندی بنو زہرہ کے حلیف نے اُن سے بیان کیا اور وہ جنگِ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے انہوں نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں کسی کافر سے ملوں اور ہم آپس میں جنگ کرنے لگیں وہ میرے ہاتھ پر تلوار مارے اور اس کو کاٹ ڈالے پھر درخت سے پناہ لے اور کہے میں اللہ کے تابع ہو گیا ہوں کیا اس کے یہ کہنے کے بعد میں اس کو قتل کروں؟ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل نہ کرو عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے تو میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر جب ہاتھ کاٹ ڈالا تو اس کے بعد یہ کلمہ کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل نہ کر اگر تو نے اس کو قتل کر لیا تو اس کو قتل کرنے سے پہلے وہ تیرے مقام میں ہوگا اور تو اس کے کلمہ کہنے سے پہلے اس کے مقام میں ہوگا۔ حبیب بن ابی عمرہ نے سعید کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد سے

۶۴۵۵ شرح : حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا یہ سوال نفس الامری واقعہ کے متعلق تھا جو وقوع پذیر ہو چکا تھا۔ یہ حدیث غزوۂ بدر میں بایں الفاظ مذکور ہے "حضور مجھے خبر دیں کہ اگر میں کافر مرد سے ملوں" الحدیث .....

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہاتھ کاٹنے والا شخص ایمان چھپا رہا تھا اُس نے ہاتھ کیوں کاٹا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اُس نے حملہ آور سے اپنی مدافعت کی تھی یا سوال بطور فرض و مثال تھا، کیونکہ بعض روایات میں ہے اِنْ لَقِيْتُ ،، حرف شرط کے ساتھ مذکور ہے یعنی بالفرض اگر میں ایسے شخص سے ملوں۔ قولہ بمنزلتک الخ یعنی کافر کلمہ پڑھنے سے پہلے مباح الدم (اس کو قتل کرنا مباح) تھا جب اُس نے کلمہ پڑھا تو مسلمانوں کی طرح اس کا خون محفوظ ہو گیا۔ اس کے بعد اگر کوئی مسلمان اس کو قتل کرے تو بطور قصاص وہ مباح الدم ہو جائیگا جیسے وہ مباح الدم تھا۔ حدیث میں تشبیہ اباحتِ دم میں ہے کافر ہو جانے میں تشبیہ نہیں۔ بعض نے اس کے معنی یہ ذکر کئے ہیں کہ تو اس کے قتل کے ارادے سے گناہ گار ہوگا جیسے وہ بھی تیرے قتل کرنے سے گناہ گار تھا اس معنی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللهِ وَمَنْ اَحْيَاهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا اِلَّا بِحَقٍّ حَيَّ النَّاسَ مِنْهُ جَمِيْعًا

٦٤٥٥ــ حدثنا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ اِلَّا كَانَ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا

کے مطابق تشبیہ صرف گنہگار ہونے میں ہے۔ الحاصل ہر معنی کے لحاظ سے کلمۂ اسلام کہنے والے کو قتل کرنا ممنوع ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹا لشکر بھیجا جس میں مقداد بھی تھے جب وہ کافروں کی طرف لوٹے تو وہ تمام منتشر ہو گئے اُن میں ایک شخص تھا جو بہت مالدار تھا وہ وہیں موجود رہا اور کہا "اشہد اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" مقداد اس پر پلٹے اور اس کو قتل کر دیا" الحدیث" لوگوں نے واقعہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اے مقداد کیا تو نے ایسے آدمی کو قتل کیا ہے جو لا الہ الا اللہ" پڑھتا ہے؟

تو لا الہ الا اللہ" کے ساتھ کیا کرے گا "جب وہ یہ کلمہ کہتا ہوا آئے گا" اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی "اے ایمان والو! جب اللہ کی راہ میں سفر کرو تو وضاحت کر لیا کرو" الایۃ۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے فرمایا وہ آدمی جس کو تو نے قتل کیا ہے وہ مومن تھا اُس نے اپنا ایمان چھپا رکھا تھا"

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جس نے کسی جان کو زندہ رکھا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس نے اس (کو بغیر حق کے قتل کرنا حرام جانا اس نے سب لوگوں کو اس سے زندہ رکھا"

٦٤٥٥ــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جان قتل

marfat.com
Marfat.com

٦٤٥٦ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ عَنْ اَبِيْهِ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

٦٤٥٧ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ لَا تَرْجِعُوْا

نہیں کی جاتی مگر آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس سے کچھ حصہ ہوتا ہے۔ (کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا اس پر اس کا گناہ ہوگا اور قیامت تک جس نے اس پر عمل کیا ان کا گناہ بھی اسی پر ہوگا!۔ (حدیث ۳۱۲۰ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

٦٤٥٦ ـــ ترجمہ : شعبہ نے بیان کیا کہ واقد بن عبداللہ نے اپنے والد سے خبر دی کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ حضور نے فرمایا میرے بعد کافروں جیسے نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔

٦٤٥٦ ـــ شرح : قولہ کفارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا، اس کے معنی میں چند اقوال ہیں اوّل یہ ایک دوسرے کو مارنا اس وقت کفر ہے جب مسلمان کو ناحق قتل کرنا حلال جانے۔ دوم یہ کہ مراد کفرانِ نعمت ہے اور حقِ اسلام کی ناشکری ہے سوم ایسا کرنے سے کفر کے قریب ہو جاتا ہے اور اس تک پہنچا دیتا ہے۔ چہارم یہ فعل کافروں کے فعل جیسا ہے۔ پنجم حقیقت کفر مراد ہے معنی یہ ہیں کہ کفر نہ کرو بلکہ ہمیشہ مسلمان رہو۔ ششم ہتھیار پہننے والے نہ ہو جاؤ، کیونکہ ہتھیار پہننے والے کو بھی کہا جاتا ہے (ازہری) ہفتم اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے کو کفر کی طرف منسوب نہ کرو، ورنہ ایک دوسرے کو قتل کرنا جائز سمجھو گے امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ فعل کافروں کے فعل کی مثل ہے۔ ایک دوسرے کی گردن مارنے میں کافروں سے تشبیہ دی ہے۔ یضرب بعضکم وجہ شبہ ہے۔

٦٤٥٧ ـــ ترجمہ : جریر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا لوگوں کو خاموش کرو میرے

marfat.com
Marfat.com

بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ رَوَاہُ اَبُوْبَکْرَۃَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۶۴۵۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْکَبَائِرُ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ اَوْ قَالَ الْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ شَکَّ شُعْبَۃُ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ اَلْکَبَائِرُ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَالْیَمِیْنُ الْغُمُوْسُ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ اَوْ قَالَ وَقَتْلُ النَّفْسِ

۶۴۵۹ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ سَمِعَ اَنَسًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْکَبَائِرُ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَکْبَرُ الْکَبَائِرِ الْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ اَوْ قَالَ وَشَہَادَۃُ الزُّوْرِ

بعد کافروں جیسے نہ ہو جاؤ کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ اس کی ابوبکرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ (حدیث ۱۲۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۶۴۵۸ — بڑے بڑے گناہ اللہ کا شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا یا فرمایا جھوٹی قسمیں کھانا شعبہ نے شک کیا ہے اور معاذ نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کبائر اللہ کا شریک بنانا، جھوٹی قسمیں کھانا، والدین کی نافرمانی کرنا

marfat.com
Marfat.com

٦٤٦٠ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ ابْنِ حَارِثَةَ يُحَدِّثُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ قَالَ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ قَالَ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَكَفَّ عَنْهُ الْاَنْصَارِيُّ وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهُ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ لِيْ يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ بَعْدَ مَا قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا قَالَ اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

یا کہا کسی جان کو قتل کرنا۔

٦٤٥٩ ــــ ترجمہ : عبیداللہ بن ابوبکر نے بیان کیا کہ انہوں نے انس بن مالک سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت بڑے گناہ کسی کو اللہ کا شریک بنانا، جان کو قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی بات کرنا یا فرمایا جھوٹی گواہی دینا ہیں

٦٤٥٩ ــــ شرح : کبائر کا عدد مخصوص نہیں کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کبائر سات ہیں انہوں نے جواب دیا یہ ستر کے قریب ہیں - ابن عباس سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ کبائر سات سو ہیں - معاصی کے صغائر اور کبائر کی طرف تقسیم منصوص ہے قرآن کریم میں ہے "اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ" اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب کرو جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے۔

٦٤٦٠ ــــ ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جہینہ

marfat.com

Marfat.com

۶۴۶۱ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ اِنِّيْ مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے قبیلہ حُرقہ کی طرف بھیجا ہم حُرقہ کے لوگوں کے پاس صبح کے وقت پہنچے اور ان کو شکست دی میں اور ایک انصاری ایک شخص کو ملے جو کفار کی طرف سے لڑ رہا تھا۔ جب ہم نے اس کا گھیراؤ کیا تو اُس نے کہا لا الٰہ الا اللہ، اُسامہ نے کہا انصاری تو اس سے رک گیا لیکن میں نے اپنے نیزہ کے ساتھ اس کو زخمی کر دیا حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا جب ہم آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو حضور نے مجھے فرمایا اے اُسامہ کیا تُو نے اس کے بعد اس کو قتل کیا ہے کہ اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا۔ اُسامہ نے کہا حضور بار بار یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے خواہش کی کہ اس دن سے پہلے مسلمان نہ ہوتا۔

شرح ۶۴۶۰ ـــ : حُرقہ جُہینہ کا قبیلہ ہے۔ اس کو حرقہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ سات یا آٹھ ہجری کے رمضان مبارک میں ان کے اور بنی مرّہ بن عوف بن سعد بن دینار کے درمیان لڑائی ہوئی تو انہوں نے ان کے بے شمار آدمی تیروں سے قتل کر دیئے گویا انہیں تیروں سے جلا دیا تھا۔ امام کرمانی نے کہا حضرت اسامہ بن زید نے جس آدمی کو قتل کیا تھا۔ وہ مِرداس بن نہیک تھا بعض نے اس کا نام مرداس ابن عمرو فدکی ذکر کیا ہے۔ امام عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو کافر گمان کرتے ہوئے قتل کیا تھا اور اس سے کلمہ شہادت سُن کر یہ خیال کیا کہ وہ قتل سے بچنے کے لئے کلمہ شہادت کہہ رہا ہے غائث مافی الباب یہ ہے کہ حضرت اُسامہ کا اس کو قتل کرنا خطاء تھا، کیونکہ انہوں نے کافر کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا اور کلمہ شہادت ظاہر کرنے والے کا حکم انہیں معلوم نہ تھا۔ ابن بطال نے کہا یہی وجہ ہے کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد کسی کو قتل کرنے میں جلدی نہ کرتے تھے۔ اسی لئے جنگ جمل اور صفین میں شامل نہ ہوئے تھے۔ کلمہ شہادت کہنے والے شخص کو قتل کرنے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار یہ فرمانے پر کہ تو نے کلمۂ شہادت کہنے والے کو قتل کیا ہے؟ میری یہ خواہش ہوئی کہ میں اس روز سے پہلے مسلمان نہ ہوتا تاکہ مسلمان کو قتل نہ کرتا اور یہ ندامت نہ اُٹھانی پڑتی اور میں اب مسلمان ہوتا کیونکہ اسلام پہلے سارے گناہ مٹا دیتا ہے۔

۶۴۶۱ ـــ ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا میں اُن نقیبوں میں سے ہوں جنہوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی ہم نے اس شرط پر حضور کی بیعت کی

marfat.com

Marfat.com

بَايَعْنَاهُ عَلَى اَلَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ بِالْجَنَّةِ اِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ فَاِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ

۶۴۶۲ــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ اَبُوْمُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۴۶۳ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ ذَهَبْتُ لِاَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِيْ اَبُوْبَكْرَةَ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ فَقُلْتُ اَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ قَالَ اِرْجِعْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا

کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنائیں گے نہ چوری کریں گے نہ زنا کریں گے اور نہ اس جان کو قتل کریں گے جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور نہ ہم لوٹ کھسوٹ کریں گے اور نہ نافرمانی کریں گے۔ ہمارے لئے جنت ہے اگر ہم یہ کریں گے اور اگر ہم نے ان امور سے کچھ کیا تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے

۶۴۶۱ــــ شرح :یعنی امور مذکور کا حکم اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے اگر چاہے تو عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف کردے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معاصی کے ارتکاب سے انسان کافر نہیں یہی مذہب اہلسنت وجماعت کا ہے حدیث ۱۷/۱۵ کی شرح دیکھیں

۶۴۶۲ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم سے نہیں اس کو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی،،

(لیس منا) کے معنیٰ ہیں کہ ہمارے طریقہ پر نہیں۔

۶۴۶۳ــــ ترجمہ : احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس شخص (علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) کی مدد کرنے نکلا

marfat.com

Marfat.com

الرَّجُلَ قَالَ ارْجِعْ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهِ

بَابُ قَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى الاٰية

بَابُ سُؤَالِ الْقَاتِلِ حَتّٰى يُقِرَّ وَالْاِقْرَارِ فِي الْحُدُوْدِ

(مجھے ابوبکرہ ملے اور کہا کہاں کا ارادہ ہے میں نے کہا اس شخص (علی المرتضیٰ) کی مدد کرنے جا رہا ہوں انہوں نے کہا واپس چلے جاؤ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ ملاقات کریں (آپس میں) تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! قاتل تو دوزخی ہوا مقتول دوزخ میں کیوں ہوگا۔ حضور نے فرمایا وہ اپنے حریف کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔

۶۴۶۳ شرح: یہ وعید اس وقت ہے کہ جب وہ کسی تاویل کے بغیر ایک دوسرے کو قتل کرنے کا ارادہ کریں۔ بلکہ صرف دشمنی اور طلب دُنیا وغیرہ کے لئے لڑیں جس نے باغیوں سے لڑائی کی یا حملہ آور کو روکا اور انہیں قتل کر دیا تو وہ اس وعید میں داخل نہیں کیونکہ انسان اپنی مدافعت کرنے پر مامور ہے اس سے اس کا قتل کرنا مقصود نہیں ہوتا (اس کی پوری تفصیل حدیث $\frac{۳۰}{۱}$ کی شرح میں دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! مقتولوں کے متعلق

تم پر قصاص ہے۔ حُر کے بدلہ حُرّ غلام کے بدلہ غلام عورت کے بدلہ عورت پس جس سے اس کے بھائی کی طرف سے قصاص معاف کیا گیا تو معروف کی اتباع کرنا ہے اور اخلاص کے ساتھ اس کو ادا کرنا ہے یہ تمہارے ربّ کی طرف سے تخفیف اور اس کی رحمت ہے۔ جس نے اس کے بعد تجاوز کیا اسے دردناک عذاب ہے"۔ [اس باب کا یہ عنوان ذکر کیا اور اس میں کوئی حدیث ذکر نہ کی، کیونکہ امام نے اپنی شرط کے مطابق کوئی حدیث نہیں پائی تھی]

باب قاتل سے پوچھنا حتی کہ وہ اقرار کرلے اور حدود میں اقرار کرنا

یعنی جس پر بلا دلیل قتل کا الزام لگایا گیا ہو۔ اس سے دریافت کیا جائے یہاں تک کہ وہ قتل کا اقرار کرے تو اس پر حد قائم کی جائے

marfat.com
Marfat.com

٦٤٦٤ــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَاْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا فُلَانٌ اَوْ فُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَاُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى اَقَرَّ بِهِ فَرَضَّ رَاْسَهُ بِالْحِجَارَةِ

٦٤٦٤ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔ لڑکی سے کہا گیا۔ تیرے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں یا فلاں نے کیا ہے؟ یہاں تک کہ اس یہودی کا نام ذکر کیا گیا اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اس سے پوچھتے رہے حتی کہ اس نے اقرار کر لیا تو اس کا سر پتھروں سے کچل دیا گیا۔

٦٤٦٤ــ شرح : یہ لڑکی نابالغہ آزاد تھی لونڈی نہ تھی۔ قصاص لینے میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جس آلہ کے ساتھ قاتل نے قتل کیا اس جیسے آلہ سے قاتل کو قتل کیا جائے۔ اگر اس نے لاٹھی سے یا پتھر سے قتل کیا یا گلا گھونٹ کر یا پانی میں ڈبو کر قتل کیا اسی طرح اس کو قتل کیا جائے گا۔ امام شافعی اور امام احمد رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ، ان کے تلامذہ، سفیان ثوری، حسن بصری اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہم نے کہا مذکورہ تمام صورتوں میں قاتل کو صرف تلوار سے قتل کیا جائے گا، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصاص صرف تلوار کے ساتھ لیا جائے (طحاوی) اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ شروع اسلام میں مثلہ جائز تھا۔ جب وہ منسوخ ہوا تو یہ بھی منسوخ ہو گیا جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے کیا تھا جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چوری کر لئے تھے اور چرواہوں کا مثلہ کیا تھا۔ امام بیہقی نے ابراہیم نخعی کے ذریعہ علقمہ سے روایت کی کہ قصاص صرف تلوار سے ہے۔ نیز مذکور یہودی کی عادت تھی کہ وہ اسی طرح کیا کرتا تھا۔ وہ اس طرح کرنے کا عادی تھا اس لئے سیاستہً اس کے ساتھ یہ فعل کیا گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

(اس کی مکمل تفصیل حدیث ع ۲۲۵۳/۳ ج کی شرح میں دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ اَوْ بِعَصًا

۶۴۶۵ــــ حدثنا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ جَدِّهٖ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا اَوْضَاحٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَرَمَاهَا يَهُوْدِيٌّ بِحَجَرٍ قَالَ فَجِيْءَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفُلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا فَاَعَادَ عَلَيْهَا قَالَ فَلَانٌ قَتَلَكِ فَرَفَعَتْ رَاْسَهَا فَقَالَ لَهَا فِي الثَّالِثَةِ فُلَانٌ قَتَلَكِ فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا فَدَعَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلَهٗ بَيْنَ الْحَجَرَيْنِ

باب جب پتھر یا ڈنڈے سے قتل کیا

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ منورہ میں ایک لڑکی باہر نکلی اس
۶۴۶۵ــــ پر زیورات تھے۔ ایک یہودی نے اس کو پتھر مارا اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسے فرمایا کیا تجھے فلاں نے قتل کیا ہے ؟ اُس نے اپنا سر اُٹھایا حضور نے پھر کلام کا اعادہ کرتے ہوئے فرمایا
تجھے فلاں نے قتل کیا ہے اُس نے اپنا سر اُٹھایا حضور نے دوبارہ فرمایا کہ کیا تجھے فلاں نے قتل کیا ہے اُس نے اپنا سر اُٹھایا تیسری بار حضور نے اسے فرمایا کیا تجھے فلاں
نے قتل کیا ہے ؟ اُس نے اپنا سر نیچا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو بلایا اور اس کے دو پتھروں
کے درمیان قتل کر دیا۔

شرح : اوضاح وضح کی جمع بمعنی زیور نقرہ ہے۔ رمق آخری سانس۔ پہلی بار حضور
۶۴۶۵ــــ نے اس شخص کا نام لیا جس کے متعلق کہا گیا تھا۔ قولہ فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا، عرف
محاورہ میں یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ کوئی معنی مفہوم نہ ہو۔ دوسری بار پہلے کے سوا کسی اور شخص کا نام ذکر
کیا اس پر بھی اُس نے سر اُٹھایا جب تیسری بار کسی اور شخص کا نام لیا گیا تو سر کو نیچا کیا کہ ہاں اُسی نے قتل کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اَنَّ النَفْسَ بِالنَّفْسِ الْاٰیَۃَ

۶۴۶۶ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّۃَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلٰثٍ اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّیِّبُ الزَّانِیْ وَالْمُفَارِقُ لِدِیْنِهٖ التَّارِكُ الْجَمَاعَۃَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلے ہیں، پس جس نے صدقہ کیا وہ اس کا کفارہ ہے۔ اور جس نے اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا فیصلہ نہ کیا تو یہ لوگ ظالم ہیں"

شرح الباب : اس سے امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ نے استدلال کیا کہ مسلمان سے ذمّی کا قتلِ عمد میں بدلہ لیا جائے گا۔ سفیان ثوری بھی یہی کہتے ہیں۔ اور سورۂ بقرہ میں یہ آیت کریمہ "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ الاٰیۃ اس آیت کریمہ سے منسوخ ہے اور جن زخموں میں قصاص ممکن ہو اور اُن میں مساوات متصور ہو ان میں بدلہ ہے۔ اگر صاحبِ حق نے قصاص معاف کر دیا تو یہ اس کا صدقہ ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کرے گا۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا صدقہ کے برابر گناہ معاف کرے گا اور جنہوں نے ظالم سے مظلوم کا انصاف نہ دلایا، حالانکہ ان کو عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ ظالم ہیں۔

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں تین امور کے سوا اس کا خون حلال نہیں (وہ تین یہ ہیں) جان کے بدلے جان، شادی شدہ زانی

۶۴۶۶

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ اَقَادَ بِحَجَرٍ

۶۴۶۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ يَهُوْدِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلٰى اَوْضَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ فَجِیْءَ بِهَا اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهَا

اور دین سے نکلنے والا جماعت کو چھوڑنے والا۔

شرح : یعنی جس نے ناحق کسی کو عمداً قتل کر دیا اس کے مقتول کے بدلہ قتل کیا جائیگا اور شادی شدہ مرد یا عورت زناء کرے تو ان کو رجم کیا جائے گا اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور اگر وہ شادی شدہ نہ ہوں تو انہیں سو سو کوڑے مارے جائیں گے اس میں بھی سب کا اتفاق ہے اور جو دین کو چھوڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے وہ مرتد ہے ، اگر وہ اسلام کی طرف نہ لوٹے اور کفر پر مُصِر ہو تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ اگر عورت مرتدہ ہو جائے تو اکثر علماء کے نزدیک وہ مرتد جیسی ہے اس کو قتل کیا جائے لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا ، کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ عموم کے اعتبار سے تمام عورتوں اور بچوں کو شامل ہے اور جس کا وجوب دین میں ضروری ہے جیسے پانچ وقت کی نمازیں اس کا انکار کرنے والے کو قتل کر دیا جائے گا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ خوارج اور باغیوں کو قتل کیا جائے ، کیونکہ وہ مفارقۃ الجماعت میں داخل ہے۔

باب جس نے پتھر سے قتل کرنے کا بدلہ لیا

۶۴۶۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کو اس کے زیورات کی وجہ سے پتھر کے ساتھ قتل کر دیا اس لڑکی کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لایا گیا۔ اِس حال میں کہ اس میں آخری سانس تھے۔ حضور نے فرمایا کیا تجھے فلاں نے قتل کیا ہے اُس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں۔ پھر دُوسری بار فرمایا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ

marfat.com
Marfat.com

رَمَقٌ فَقَالَ اَقَتَلَكِ فُلَانٌ فَاشَارَتْ بِرَأْسِهَا اَنْ لَا ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ فَاشَارَتْ بِرَأْسِهَا اَنْ لَا ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ فَاشَارَتْ بِرَأْسِهَا اَنْ نَعَمْ فَقَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجَرَيْنِ

بَابُ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ

٦٤٦٨ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا وَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّهُ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ قَتَلَتْ خُزَاعَةُ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ لَيْثٍ بِقَتِيْلٍ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ اَلَا وَاِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ

کیا کہ نہیں پھر تیسری بار اس سے پوچھا تو اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں (اس نے قتل کیا ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھروں سے یہودی قاتل کو قتل کر دیا۔

باب جس کا کوئی آدمی قتل کیا جائے تو اس کو دو نظروں قصاص اور دیت میں اختیار ہے

٦٤٦٨ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی خزاعہ نے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ ابوہریرہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے سال خزاعہ نے بنی لیث کے ایک آدمی کو جاہلیت میں

marfat.com
Marfat.com

اَلَا وَاِنَّهَا اُحِلَّتْ لِیْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ اَلَا وَاِنَّهَا سَاعَتِیْ هٰذِهٖ حَرَامٌ لَا یُخْتَلٰی شَوْکُهَا وَلَا یُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِیْلٌ فَهُوَ بِخَیْرِ النَّظَرَیْنِ اِمَّا یُوْدٰی وَاِمَّا یُقَادُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْیَمَنِ یُقَالُ لَهٗ اَبُوْشَاهٍ فَقَالَ اُکْتُبْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُکْتُبُوْا لِاَبِیْ شَاهٍ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنْ قُرَیْشٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّا نَجْعَلُهٗ فِیْ بُیُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَتَابَعَهٗ عُبَیْدُ اللّٰهِ عَنْ شَیْبَانَ فِی الْفِیْلِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ اَبِیْ نُعَیْمٍ اَلْقَتْلَ وَقَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ اِمَّا اَنْ یُّقَادَ اَهْلُ الْقَتِیْلِ

ان کے ایک مقتول کے بدلے قتل کر دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے ہاتھیوں کو روکا (جو اس کو گرانے کے لئے ابرہہ لایا تھا) اور ان پر اپنے رسول اور مسلمانوں کو مسلط کیا خبردار! مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے جائز ہوگا اور یہ صرف میرے لئے دن کے ایک وقت میں حلال ہوا خبردار وہ اس وقت حرام ہے۔ اس کا کانٹا نہ اکھاڑا جائے اور نہ اس کا درخت کاٹا جائے اور اعلان کرنے والے کے علاوہ اس میں گری ہوئی شئی نہ اٹھائے اور جس کا کوئی آدمی قتل کیا جائے وہ دو نظروں قصاص اور دیت میں سے بہتر لے لے۔ اہل یمن کا ایک آدمی جس کو ابوشاہ کہا جاتا تھا کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ خطبہ لکھ دیں۔ حضور نے فرمایا یہ خطبہ ابوشاہ کو لکھ دو۔ پھر قریش سے ایک آدمی کھڑا ہوگیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ؛ مگر گھاس اذخر اس کو ہم گھروں کی چھتوں اور قبروں میں کرتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذخر کو مستثنیٰ کرتے ہیں۔ عبید اللہ نے شیبانی سے "فی الفیل" میں حرب بن شداد کی متابعت کی ہے بعض نے ابونعیم فضل بن دکین سے قتل ذکر کیا ہے اور عبید اللہ نے کہا یا مقتول کے وارثوں کے لئے دیت لی جائے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۴۶۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ فِي بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ قِصَاصٌ وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالْعَفْوُ اَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمَدِ قَالَ وَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ اَنْ يَطْلُبَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيُؤَدِّيَ بِاِحْسَانٍ

۶۴۶۸ — شرح : خزاعہ ایک قبیلہ ہے جنہوں نے مکہ مکرمہ پر غلبہ کر لیا تھا اور وہاں اپنی حکمرانی قائم کر لی تھی۔ پھر ان کو مکہ سے باہر نکال دیا گیا۔ جاہلیت میں ان کے اور بنی بکر کے درمیان ظاہر دشمنی تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے تک وہ بنی ہاشم بن عبد مناف کے حلیف رہے جبکہ بنی بکر قریش کے حلیف تھے۔ خزاعہ کے قاتل کا نام خراش بن امیہ خزاعی تھا جبکہ ان میں سے مقتول کا نام جاہلیت میں احمر تھا اور بنی لیث سے مقتول کا نام معلوم نہیں بنو لیث مشہور قبیلہ ہے وہ لیث ابن بکر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن یاس بن مضر کی طرف منسوب ہیں۔ فیل سے مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ ابرہہ یمنی نے کعبہ کو خراب کرنے کے لئے سینکڑوں جنگجو ہاتھیوں کے ساتھ حملہ کیا تھا خداوند قدوس نے ابابیل کے ذریعہ ان کو ہلاک کیا اور مکہ کی حفاظت کی ۔ اختلاء کے معنی کاٹنے کے ہیں جبکہ یعضد کے معنی قطع کے ہیں۔ خیر النظرین قصاص اور دیت ہیں۔ عمداً قتل کرنے والے سے دیت لینے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں امام شافعی اور امام احمد نے کہا مقتول کے ولی کو اختیار ہے۔ دونوں میں سے جو چاہے اختیار کرے سفیان ثوری اور علماء کوفہ نے کہا اگر عمداً قتل کیا ہے تو صرف قصاص واجب ہے۔ دیت نہیں ہاں اگر قاتل دیت دینے پر راضی ہو تو دیت دی جائے۔ امام مالک کا مشہور قول یہی ہے۔ (حدیث ۱۱۲ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۴۶۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بنی اسرائیل میں صرف قصاص واجب تھا ان میں دیت نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے فرمایا "تم پر مقتولوں کے عوض قصاص ہے الایۃ" پس جس کے بھائی کی طرف سے کچھ اسے معاف کر دیا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عفو یہ ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

۶۴۷۰ــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَ مُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ

عمداً قتل میں دیت قبول کرلے۔ فرمایا فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ، یہ ہے کہ دستور کے مطابق دیت طلب کرے اور وہ اخلاص اور بھلائی کے ساتھ دیت ادا کرے۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت مقتول کے ولی کا قصاص ترک اور دیت قبول کرنے میں ہے۔ دیت لینے یا قصاص لینے میں اختیار مقتول کے ولی کو ہے۔ اس میں قاتل کی رضا شرط نہیں۔ بنی اسرائیل میں صرف قصاص فرض تھا اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں قصاص نہیں تھا دین اسلام متوسط دین ہے۔ اس میں افراط نہیں جو دینِ موسیٰ علیہ السلام میں تھی اور نہ تفریط ہے جو دینِ عیسیٰ علیہ السلام میں تھی دین اسلام تمام احکام میں متوسط ہے چنانچہ عملیات میں اللہ کی صفات کا اثبات اور نفی اس طرح ہے کہ اللہ کا جسم ہونا لازم نہ آئے اور نہ ہی وہ معطل ہو، افعالِ عباد میں نہ جبر ہے اور نہ قدر ہے۔ امورِ آخرت میں نہ محض خوف ہے اور نہ امید ہی امید ہے بلکہ اُس کے بین بین ہے امامت میں نہ خروج ہے اور نہ

باب جس نے آدمی کا خون ناحق طلب کیا

۶۴۷۰ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے حضور مبغوض ترین تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو حرم کی زمین میں نافرمانی کریں دوسرے وہ لوگ جو اسلام میں جاہلیت کا طریقہ تلاش کرتے ہیں۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو لوگوں سے ناحق خون طلب کرتے ہیں۔

شرح : اللہ تعالیٰ کے بغض کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کو عذاب دے گا۔ ملحد وہ شخص ہے جو حق سے پھرا ہوا ہو۔ ظالم ہو اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جو گناہ صغیرہ کا ارتکاب کرتا ہے وہ بھی تو حق سے پھرا ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ عرف میں ملحد کا اطلاق

۶۴۶۹ــــ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْعَفْوِ فِي الْخَطَاءِ بَعْدَ الْمَوْتِ

۶۴۷۱۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكَرِيَّاءَ الْوَاسِطِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَرَخَ إِبْلِيسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي النَّاسِ يَا عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ حَتّٰى قَتَلُوا الْيَمَانَ فَقَالَ حُذَيْفَةُ أَبِي أَبِي فَقَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ وَقَدْ كَانَ انْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتّٰى لَحِقُوا بِالطَّائِفِ

دین سے خارج پر کیا جاتا ہے جب صغیرہ کے مرتکب کو ملحد کہا جائے تو یہ اس کے عظیم گناہ ہونے کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ یہ طریق اہراق سے ہے اور اہراقِ دم سخت گناہ ہے جس پر اس طرح کی سخت وعید آئی ہے۔ محض طلب پر تو وعید نہیں اس کا جواب یہ ہے۔ طلب سے مراد یہ ہے کہ اس پر مطلوب مرتب ہو یا طلب کو ذکر کیا ہے تاکہ یہ لازم آئے کہ اہراق میں بطریقِ اولیٰ شدید وعید ہے۔

باب قتلِ خطاء میں موت کے بعد معاف کرنا

یعنی قتلِ خطاء میں قاتل سے مقتول کی موت کے بعد مقتول کے ولی کا معاف کرنا۔ مقتول کا عفو مراد نہیں کیونکہ یہ محال ہے موت کے بعد سے اس لئے مقید کیا کہ اس میں اثر ظاہر ہوتا ہے، کیونکہ اگر مقتول معاف کر دے پھر مرجائے تو اس کے عفو کا اثر ظاہر نہ ہوگا، کیونکہ اگر وہ زندہ رہتا تو ظاہر ہے کہ کوئی ایسی شئی نہیں جو اس سے معاف کرتا۔ ابن بطال نے کہا علماء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ ولی کا عفو صرف مقتول کی موت کے بعد ہوتا ہے اس سے پہلے قتیل ہی معاف کر سکتا ہے۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اُحُد کے روز مشرک شکست کھا گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اُحُد کی جنگ میں ابلیس ملعون لوگوں میں بلند آواز سے چلایا اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے والوں کو قتل کرو تو پہلے لوگ پچھلوں پر ٹوٹ

۶۴۷۱ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَاً الآیۃ
بَابٌ اِذَا اَقَرَّ بِالْقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهٖ

پڑے حتیٰ کہ انہوں نے یمان کو قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا یہ میرا باپ ہے۔ (احتیاط کرو) صحابہ نے اس کو قتل کر دیا حذیفہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے۔ راوی نے کہا مشرکوں سے بعض لوگ شکست کھا کر بھاگ نکلے تھے حتیٰ کہ طائف چلے گئے۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت "غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ" میں ہے، کیونکہ اس کے معنیٰ یہ ہیں میں نے تم کو معاف کر دیا، کیونکہ مسلمانوں نے حُذیفہ کے والد کو غلطی سے قتل کر دیا تھا۔ حذیفہ نے والد کے قتل ہونے کے بعد ان کو معاف کیا تھا۔ قولہ اَبِیْ اَبِیْ ،، یعنی حُذیفہ نے کہا اے لوگو! یہ میرا باپ ہے اس کو قتل نہ کرو۔ اُنہوں نے حُذیفہ کا کلام نہ سُنا اور یمان کو قتل کر دیا انہوں نے یہ گمان کیا تھا کہ یہ شخص مشرک ہے حذیفہ نے ان کے لئے دعاء کی اور انہیں معاف کر دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر لڑائی میں کوئی شخص ہجوم کے وقت اپنے ساتھی کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر کوئی شئ واجب نہیں جب تک کہ جانتے ہوئے قصداً قتل نہ کرے ورنہ وہ مجرم ہوگا۔ (حدیث ۳۰۷۵ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کسی مومن کے لئے یہ نہیں کہ مومن کو قتل کرے مگر غلطی سے اور جس نے مومن کو غلطی سے قتل کر دیا تو مومن غلام آزاد کرنا ہے اور اس کے گھر والوں کو دیت ادا کرنا ہے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں اگر وہ ایسی قوم میں سے ہے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ مؤمن ہے تو مومن غلام کو آزاد کرنا ہے اگر ایسی قوم میں سے ہے تمہارے اور ان کے درمیان عہد ہے تو اس کے گھر والوں کو فدیہ دینا ہے اور مؤمن غلام آزاد کرنا ہے جو کوئی یہ نہ پائے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہے یہ اللہ کی طرف سے توبہ ہے اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

شرح : اس آیت کریمہ میں دو (۲) دیتیں اور تین کفارے ہیں۔ دار السلام میں مومن کو قتل کرنے میں دیت اور کفارہ ذکر کیا اور دار الحرب میں مومن کو مشرکوں کی صف میں قتل کرنے سے صرف کفارہ ذکر کیا دیت نہیں جبکہ

marfat.com
Marfat.com

۶۴۷۲ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا اَفُلَانٌ اَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَاَوْمَتْ بِرَاْسِهَا فَجِيْءَ بِالْيَهُوْدِيِّ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَاْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ وَقَدْ قَالَ هَمَّامٌ بِحَجَرَيْنِ

ان کے ساتھ صف میں ہو اور مسلمان اس کو قتل کر دے اور دار اسلام میں ذمی کو قتل کرنے میں دیت اور کفارہ ذکر کیا۔

"اس آئت کریمہ کا شان نزول"

عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا، حالانکہ وہ مسلمان تھا لیکن عیاش کو اس کا علم نہ تھا وہ آدمی ابوجہل کے ساتھ مل کر عیاش کو مکہ مکرمہ میں سخت عذاب دیا کرتا تھا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ حضور کی خدمت میں آ رہا تھا کہ راستہ میں اسے عیاش نے کافر سمجھ کر قتل کر دیا پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا تو حضور نے غلام آزاد کرنے کا حکم دیا اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہوئی (طبری) خطاءً قتل کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر اس نے غلطی سے قتل کر دیا اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ غلطی کرنا مشروع ہے کیونکہ ناحق قتل کسی صورت جائز نہیں عمداً ہو یا خطاءً ہو۔ قتل کے کفارہ میں کافر غلام آزاد کرنا جائز ہے جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے کہ قتل کے کفارہ میں مسلمان غلام آزاد کرنا ہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو اس میں کچھ امتیاز نہیں اگر مقتول مومن ہو لیکن اس کے دلی کافر حربی ہوں تو اس کے قاتل پر صرف مومن غلام آزاد کرنا ضروری ہے دیت وغیرہ نہیں۔ اور اگر مقتول ذمی ہے یا ان لوگوں میں سے ہے جن کے ساتھ صلح ہے تو مقتول کے وارثوں کو دیت ادا کرنا اور غلام آزاد کرنا واجب ہے قتل کے کفارہ میں اگر غلام آزاد نہ کر سکے تو مسلسل دو ماہ روزے رکھے درمیان میں کسی عذر کے بغیر افطار نہ کرے اگر عذر کے بغیر افطار کر دیا تو دوبارہ کفارہ شروع کرے اور جو روزے رکھ چکا ہے ان کو شمار نہ کیا جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب: جب ایک بار قتل کرنے کا اقرار کر لیا تو اس کو قتل کیا جائیگا

۶۴۷۲ــــ ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ

۶۴۷۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ يَهُوْدِيًّا بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا عَلٰى اَوْضَاحٍ لَهَا

دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا اس لڑکی سے کہا گیا تیرے ساتھ یہ کس نے کیا ہے کیا فلاں فلاں شخص نے تجھے قتل کیا ہے یہاں تک کہ یہودی کا نام ذکر کیا تو اُس نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں، پھر یہودی کو لایا گیا تو اُس نے قتل کا اقرار کر لیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس یہودی کا سر پتھر سے کچل دیا گیا۔ ہمام نے کہا دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

شرح ۶۴۷۲ — : لڑکی کے اقرار کرنے سے قتل ثابت نہیں ہوتا اس سے صرف اس لئے پوچھا گیا تھا کہ مشکوک شخص کا پتہ چل جائے اور اس سے پوچھا جائے اگر وہ اقرار کرے کہ اُس نے قتل کیا ہے تو اس کے اقرار پر اس کو قتل کیا جائے گا محض لڑکی کے اقرار سے کچھ ثابت نہیں ہوتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کی موت کے بعد یہودی کو قصاصاً قتل کرا دیا۔ امام مالک شافعی کے نزدیک قاتل کا ایک بار اقرار کر لینا کافی ہے لیکن علمائے کوفہ نے اس کو زنا پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ دو بار اقرار کرے گا؛ کیونکہ قتل گواہوں سے ثابت ہوتا ہے جیسے زنا چار گواہوں سے ثابت ہوتا ہے تو زنا کا اقرار بھی چار بار کرے گا۔ محض ایک بار اقرار کرنا کافی نہیں۔ حدیث میں اگرچہ مطلق اعتراف مذکور ہے لیکن مطلق اعتراف ایک بار میں منحصر نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب مرد کو عورت کے بدلے قتل کرنا

ترجمہ ۶۴۷۳ — : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کو لڑکی قتل کرنے کے بدلے میں قتل کرا دیا جبکہ لڑکی کو یہودی نے اس کے زیورات کی وجہ سے قتل کر دیا تھا

شرح ۶۴۷۳ — : یعنی اگر مرد عورت کو قتل کر دے تو اس کے بدلہ میں مرد کو قتل کیا جائے گا تمام فقہاء اور علماء کا یہی مسلک ہے۔ اوضاح وضح کی جمع بمعنی زیور ہے۔ وضح

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْقِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجِرَاحَاتِ

وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ تَقَادُ الْمَرْأَةُ مِنَ الرَّجُلِ فِي كُلِّ عَمْدٍ يَبْلُغُ نَفْسَهُ فَمَا دُونَهَا مِنَ الْجِرَاحِ وَبِهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَإِبْرَاهِيمُ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنْ أَصْحَابِهِ وَجَرَحَتْ أُخْتُ الرُّبَيِّعِ إِنْسَانًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِصَاصُ

کے لغوی معنی سفید شئی ہے اس لئے چاندی کے زیورات کو اوضاح کہتے ہیں

باب مردوں اور عورتوں کے درمیان زخموں میں قصاص لینا

اہل علم نے کہا مرد کو عورت کے بدلہ قتل کیا جائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ہر قتلِ عمد یا اس سے کم زخموں میں عورت کے بدلہ مرد سے قصاص لیا جائے "عمر بن عبدالعزیز، ابراہیم نخعی اور ابوالزناد نے اپنے ساتھیوں سے یہی ذکر کیا ہے۔ ربیع کی بہن نے ایک انسان کو زخمی کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا قصاص مقرر ہے۔

شرح : جراحات جراحہ کی جمع بمعنی زخم ہے۔ امام مالک و شافعی رضی اللہ عنہما کے نزدیک ان میں قصاص واجب ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ زخم جن میں موت واقع نہ ہو ان میں مردوں اور عورتوں میں مساوات نہیں؛ کیونکہ مساوات نفس میں معتبر ہے اطراف میں معتبر نہیں؛ چنانچہ یہ واضح ہے کہ شل ہاتھ کے بدلہ صحیح ہاتھ سے قصاص لیا جاتا ہے۔ بیمار نفس کے بدلہ صحیح نفس سے قصاص نہیں لیا جاتا ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک مرد کو عورت کے بدلہ قتل کیا جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جب کوئی عورت مرد کو عمداً قتل کر دے یا اس سے کم زخم کر دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا یعنی جب عورت مرد کا کوئی عضو قتل کر دے تو اس کا اس طرح کا عضو قطع کیا جائے۔ قولہ یُذکر، امام بخاری رحمہ اللہ نے صیغۂ تمریض سے ذکر کیا؛ کیونکہ اس کے اسناد میں سعید بن منصور نخعی کے طریق سے شریح سے روایت کرتے ہیں؛ حالانکہ نخعی کا شریح سے سماع ثابت نہیں۔ حضرت عمر فاروق کے قول کے مطابق ہی عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، ابراہیم نخعی اور ابوالزناد اپنے ساتھیوں سے روایت کرتے ہیں اُن کے ساتھ عبدالرحمٰن ابن ہرمز اعرج، قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر وغیرہ ہیں۔ قولہ جَرَحَتْ، امام کرمانی نے کہا بعض علماء کہتے ہیں کہ اخت الرُّبیع سے لفظ اُخت حذف کرنا درست ہے اور یہ سورۂ بقرہ کی آیت کتب علیکم القصاص میں مذکور کے موافق ہے کہ خود

marfat.com

Marfat.com

۶۴۷۴ — حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَدَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ فَقَالَ لَا تَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ الدَّوَاءَ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلَّا لُدَّ غَيْرُ الْعَبَّاسِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَشْهَدْكُمْ

ربیع نے ایک لڑکی کا دانت توڑ دیا تھا؛ لیکن علماء نے کہا کہ یہ دو واقع مختلف ہیں۔ ابن حزم نے کہا یہ دو صحیح واقعات ہیں جو ایک ہی عورت سے سرزد ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ربیع نے کسی انسان کو زخمی کر دیا تھا اس لئے اس پر ضمان ادا کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ دوسرا یہ کہ اس نے ایک لڑکی کا دانت توڑ دیا تھا حضور نے اس میں قصاص کا فیصلہ کیا تھا اس کی والدہ نے پہلے واقعہ میں قسم کھائی تھی اور اس کے بھائی نے دوسرے میں قسم کھائی تھیں۔ بیہقی نے بھی کہا یہ دو مختلف واقعات ہیں۔ ربیع ربیع کی تصغیر بنت نضر بن انس ہے۔

۶۴۷۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی مرض میں لُدّ کیا (حضور کے منہ مبارک کی ایک طرف میں دوائی ڈالی) آپ نے فرمایا مجھے لُدّ نہ کرو۔ ہم نے خیال کیا کہ مریض دوائی کو پسند نہیں کرتا۔ جب حضور کو افاقہ ہوا تو فرمایا کسی کو باقی نہ چھوڑا جائے مگر اسے لُدّ کیا جائے ، مگر عباس رضی اللہ عنہ (کو لدّ نہ کیا جائے) کیونکہ یہ تم میں موجود نہ تھے۔

۶۴۷۴ — شرح : لَدَدْنَا لَدُود سے مشتق ہے کہ اس کے معنی ہیں منہ میں ایک طرف سے دوائی ڈالنا ہے قولہ کراہیۃ المریض ، یعنی لُدّ سے منع کرنا بطور تحریم نہ تھا بلکہ تنزیہہ کے طور پر تھا کیونکہ حضور نے لُدّ کو ایسے مکروہ جانا جیسے مریض دوا کو مکروہ سمجھتا ہے ، چونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روکنے کے باوجود انہوں نے آپ کو لُدّ کر دیا تھا اس لئے اس کی مکافات اور بدلہ کے لئے حضور نے فرمایا عباس کے بغیر تمام اہل مجلس کو لُدّ کر دو ؛ کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس وقت موجود نہ تھے۔

(حدیث ۴۱۴۸ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ اَخَذَ حَقَّهٗ اَوْ اقْتَصَّ دُوْنَ السُّلْطَانِ

۶۴۷۵ــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ اَنَّ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ اِنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ وَبِاِسْنَادِهٖ لَوِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ اَحَدٌ وَلَمْ تَاْذَنْ لَهٗ خَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَاْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ

باب جس نے حاکم کے حکم کے بغیر کسی سے اپنا حق لیا یا بادشاہ کے حکم کے بغیر قصاص لیا

یعنی جس شخص نے مقروض سے حاکم کے حکم کے بعد اپنا حق لیا یا اس شخص سے قصاص طلب کیا جس پر کسی نفس یا ہاتھ پاؤں ضائع کرنے میں قصاص واجب ہے۔ سلطان سے مراد حاکم ہے، کیونکہ جو حاکم ہو اُس کو تسلط ہوتا ہے۔ ابن بطال نے کہا فقہاء کا اس میں اتفاق ہے کہ حاکمِ وقت کے حکم کے بغیر کسی کے لئے جائز نہیں کہ کسی سے اپنا قصاص لے البتہ اختلاف اس شخص میں ہے جس نے اپنے غلام پر حدّ قائم کی اس کی تفصیل مذکور ہو چکی ہے۔ البتہ جس نے کسی سے اپنا حق یعنی مال وغیرہ لینا ہو تو حاکم کی اجازت کے بغیر وہ اپنا حق وصول کر سکتا ہے جبکہ وہ اس کا انکار کرتا ہے اور صاحبِ حق کے پاس گواہ بھی نہ ہو۔ بعض علماء نے کہا اگر حاکم مظلوم کی مدد نہ کرے اور نہ ہی مظلوم کا حق دلوائے تو اس کے لئے جائز ہے کہ حاکم کے بغیر قصاص لے (یعنی)

۶۴۷۵ــ ترجمہ: ابوالزناد نے بیان کیا کہ اعرج نے اُن سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آخر سابق ہیں اور اسی اسناد سے مروی ہے "اگر کوئی تیرے گھر میں جھانکے حالانکہ تو نے اس کو اجازت نہیں دی تو نے اس کو کنکر مار دی اور اس کی آنکھ پھوڑ دی تو تجھ پر گناہ نہیں۔

۶۴۷۵ــ شرح: قولہ وَلَمْ يَاْذَنْ، یعنی اس کو جھانکنے کی اجازت نہ دی کیونکہ اگر اس کی اجازت دی پھر اُس نے لکڑی یا کسی اور شئ سے اس کی آنکھ نکال

marfat.com

Marfat.com

۶۴۷۶ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ فِيْ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَدَّدَ اِلَيْهِ مِشْقَصًا فَقُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ

بَابٌ اِذَا مَاتَ فِي الزِّحَامِ اَوْ قُتِلَ

۶۴۷۷ــ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ اَخْبَرَنَا عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَاحَ اِبْلِيْسُ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ اُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ اُوْلٰهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَاُخْرَاهُمْ فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ اَيْ عِبَادَ اللّٰهِ

تو اس پر قصاص واجب ہے۔ مالکیہ کہتے ہیں قصاص نہیں اور یہ حدیث تغلیظ پر مبنی ہے۔ ابوبکر رازی نے کہا: حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر جھانکنے والے کی آنکھ کنکری وغیرہ مار کر پھوڑ دی تو اسکی ضمان واجب ہے، کیونکہ آنکھ پھوڑنے کے بغیر جھانکنے والے کی مدافعت ممکن ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: حمید سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکا

۶۴۷۶ــ تو حضور نے اس کی طرف تیر کا پھل سیدھا کیا میں نے کہا تجھے اس حدیث کی کس نے خبر دی ہے کہا انس بن مالک رضی اللہ عنہ،،

شرح: ۶۴۷۶ــ "مِشْقَصٌ" بکسر المیم والقاف بمعنی تیر کا پھل۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث عنوان کے مطابق نہیں، کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم امام اعظم ہیں۔ آپ کے لئے تو یہ جائز ہے کسی امتی کے لئے جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واقوال ہر امتی کے لئے اس وقت حجت ہیں جب شرعی دلیل سے آپ کی تخصیص ثابت نہ ہو لیکن کسی دلیل سے یہ ثابت نہیں کہ مذکور فعل آپ کے ساتھ مخصوص ہے، لہذا یہ تمام افراد امت کے لئے جائز ہے۔

باب ــ جب ہجوم میں مر گیا یا قتل کیا گیا،، ۶۴۷۷ــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

marfat.com

Marfat.com

اَبِیْ اَبِیْ قَالَتْ فَوَاللّٰہِ مَا احْفَجَزُوْا حَتّٰی قَتَلُوْہُ قَالَ حُذَیْفَۃُ غَفَرَ اللّٰہُ لَکُمْ قَالَ عُرْوَۃُ فَمَا زَالَتْ فِیْ حُذَیْفَۃَ مِنْہُ بَقِیَّۃٌ حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰہِ

بَابٌ اِذَا قَتَلَ نَفْسَہٗ خَطَأً فَلَا دِیَۃَ لَہٗ

۶۴۷۸ — حَدَّثَنَا الْمَکِّیُّ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَۃَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی خَیْبَرَ

نے فرمایا اُحد کے دن مشرک شکست کھا گئے تو ابلیس بلند آواز سے چلایا اے اللہ کے بندو پچھلوں سے جنگ کرو تو اگلے پچھلوں کی طرف لوٹے اور اور اگلے پچھلے دونوں لڑائی میں مشغول ہو گئے۔ حذیفہ نے نگاہ ڈالی۔ اچانک وہ اپنے والدیمان کو دیکھتے ہیں (صحابہ اس کو قتل کر رہے ہیں) کہا اللہ کے بندو! میرا باپ، میرا باپ! ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے متعلق حذیفہ ہمیشہ غمناک رہے حتی کہ اللہ سے جا ملے۔

۶۴۷۷ — شرح : اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ جنگ کے ہجوم میں اگر مسلمان غلطی سے مسلمان کو قتل کر دے تو گناہ نہیں۔ بایں ہمہ قاتل حزن و پشیمانی سے خالی نہیں ہوتا۔ بقیہ حزن کے یہی معنیٰ ہیں۔ قولہ عباد اللہ اخراکم ،، یعنی ابلیس نے بلند آواز سے چلا کر کہا پچھلوں کو قتل کرو۔ قولہ فَاجْتَلَدَتْ ،، جلد بمعنی قوت اور صبر ہے۔ حضرت عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے کہا ایسے قتل کی دیت بیت المال میں ہے۔ حسن بصری نے کہا یہ دیت اُن لوگوں پر ہے جو قتل کے وقت موجود تھے امام شافعی نے کہا مقتول کے ولی سے کہا جائے گا جسے چاہو، بلاؤ اور قسم دو اگر قسم کھا جائے تو وہ دیت کا مستحق ہے اگر انکار کیا تو نفی پر مدعیٰ علیہ کو قسم دے گا اور مطالبہ ساقط ہے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا خون لغو ہے۔

باب جس نے اپنے آپ کو غلطی سے قتل کر دیا اس کی دیت نہیں ،،

۶۴۷۸ — ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف نکلے اُن میں سے ایک آدمی نے کہا اے عامر ہمیں اپنے رجز

marfat.com

Marfat.com

فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ اَسْمَعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هُنَيَّاتِكَ فَحَدَا بِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ السَّائِقُ قَالُوا عَامِرٌ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فَقَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَّا اَمْتَعْتَنَا بِهٖ فَاُصِيْبَ صَبِيْحَةَ لَيْلَتِهٖ فَقَالَ الْقَوْمُ حَبِطَ عَمَلُهٗ قَتَلَ نَفْسَهٗ فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ اِنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ فَجِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ زَعَمُوْا اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ فَقَالَ كَذَبَ مَنْ قَالَهَا اِنَّ لَهٗ لَاَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّهٗ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ وَاَيُّ قَتِيْلٍ يَزِيْدُهٗ عَلَيْهِ

سناؤ عامر نے ان کو رجز پڑھ کر چلایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ چلانے والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عامر ہے حضور نے فرمایا اللہ اس پر رحم کرے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس سے ہمیں نفع کیوں نہیں دیا۔ پس وہ اسی رات کی صبح کو شہید ہو گیا۔ لوگوں نے کہا عامر کا عمل باطل ہو گیا اس نے اپنے آپ کو قتل کیا ہے۔ جب میں واپس ہوا، حالانکہ لوگ یہ باتیں کرتے تھے کہ عامر کا عمل باطل ہو گیا ہے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا نبی اللہ! میرا باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں لوگوں نے گمان کیا ہے کہ عامر کے عمل باطل ہو گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کہا جھوٹ بولا ہے۔ اس کو دو ثواب حاصل ہیں وہ کوشش کرنے والا جہاد کرنے والا ہے۔ اس سے کونسا قتل افضل ہو گا؟

شرح : اس باب کا عنوان یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے تئیں غلطی سے قتل کر دے

۹۴۷۸ — تو اس کی دیت واجب نہیں بلکہ اگر عمداً خودکشی کرے تو اس کی دیت نہیں امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کے عاقلہ یعنی قبیلہ پر دیت واجب ہے۔ اگر وہ زندہ رہا تو دیت اس کے لئے ہے ورنہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔ امام مالک سفیان ثوری امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہم نے کہا اس میں کوئی شئی واجب نہیں اور یہ حدیث ان کی دلیل ہے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن اکوع کے لئے اس کے عاقلہ، قبیلہ، پر دیت واجب نہیں کی۔ اور نہ ہی اُن کے علاوہ کسی اور پر واجب کی ہے اگر اس قتل پر دیت واجب ہوتی تو بیان کی جاتی کیونکہ یہ مقام محتاج بیان ہے جبکہ وقت حاجت سے بیان کی تاخیر جائز نہیں تمام علماء کا

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ

۶۴۷۹ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ اَوْفٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهٗ مِنْ فِيْهِ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَعَضُّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَكَ

اس میں اتفاق ہے کہ اگر کسی نے قصدًا یا سہوًا اپنے اعضاء میں سے کوئی عضو قطع کر دیا اس میں کوئی شئ واجب نہیں۔ "حدی" کے معنی اشعار پڑھ کر اونٹوں کو چلانا ہے۔ قولہ اِمْتَعْنَا "یعنی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی دعاء سے اس کے لئے شہادت واجب ہوگئی ہے۔ کاش کہ آپ اس کو ہمارے لئے زندہ رہنے دیتے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی کے وقت جب کسی کے لئے خصوصًا دعاء فرما دیں تو وہ شہید ہو جاتا ہے۔

(حدیث ۳۹۲۲ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

باب جب کسی انسان کو کاٹا تو اس کے اگلے دانت گر گئے

۶۴۷۹ — ترجمہ: عمران بن حصین سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ایک آدمی کا ہاتھ پہ دانت سے کاٹا (تو جس کا ہاتھ کاٹا تھا) اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے کھینچا تو اس کے اگلے دانت نکل گئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقدمہ لے گئے تو حضور نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو ایسے کاٹتا ہے جیسے اونٹ کاٹتا ہے تیرے لئے کوئی دیت نہیں "

(ان دونوں میں سے ایک یعلی بن امیہ تھا دوسرا مبہم ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ایک یعلی بن امیہ کا ملازم تھا) اور دوسرا مبہم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ دو مواقع ہوں، لہٰذا تضاد نہیں "، ہر حیوان مذکر کو فحل کہا جاتا ہے)

marfat.com

Marfat.com

۶۴۸۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَرَجْتُ فِيْ غَزْوَةٍ فَعَضَّ رَجُلٌ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهٗ فَاَبْطَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ السِّنُّ بِالسِّنِّ

۶۴۸۱ — حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِالْقِصَاصِ

ترجمہ : یعلی نے کہا میں ایک غزہ میں نکلا تو ایک آدمی نے دانت سے ہاتھ کاٹا اُس نے اس کے اگلے دانت نکال دیئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت باطل کر دی۔

۶۴۸۰ —

شرح : اس حدیث میں پہلی حدیث کے ابہام کی وضاحت ہے کہ ان دو میں سے ایک یعلی بن امیہ تھا یہ ایسا ہے جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیوی کو بوسہ دیا تو ام المؤمنین سے روایت کرنے والے عروہ نے کہا وہ آپ ہی ہوں گی تو آپ ہنس پڑیں ،، یعلی بن امیہ کو یعلی بن منیہ بھی کہا جاتا ہے۔ منیہ اس کی والدہ ہے۔ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے حنین، طائف اور تبوک کے غزوات میں شامل ہوئے اور اٹھتیس (۳۸) ہجری کو جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے جبکہ اس سے پہلے جنگ جمل میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں لڑے تھے۔

باب دانت کے بدلہ دانت

دانت کے بدلہ دانت نکالنے میں اجماع ہے اور دوسری ہڈیوں میں اختلاف ہے امام شافعی اور حنفیہ نے کہا دانت کے بغیر کسی ہڈی میں قصاص نہیں؛ کیونکہ ہڈی کے آگے گوشت پٹھے اور چمڑا حائل ہے جن کے سبب مماثلت متعذر ہے؛ لہذا اُن میں دیت ہے۔

۶۴۸۱ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی طمانچہ کو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ دِيَةِ الْاَصَابِعِ

٦٤٨٢ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْاِبْهَامَ

٦٤٨٣ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

مارا تو اس کے اگلے دانت توڑ دیئے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو حضور نے قصاص کا حکم فرمایا (عورتوں اور مردوں میں قصاص میں یہ حدیث گزری ہے)

باب انگلیوں کی دیت

٦٤٨٢ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ اور یہ یعنی چھنگلی اور انگوٹھے برابر ہیں۔ ٦٤٨٢ــــ شرح : یعنی دیت میں چھوٹی بڑی انگلیاں برابر ہیں۔ ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔ فقہاء کا اس میں اتفاق ہے کہ ہاتھ کی دیت نصف ہے۔ ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں مساوی ہیں۔ کسی کو دوسری پر فضیلت نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَلْاَصَابِعُ كُلُّهَا سَوَاءٌ"، تمام انگلیاں برابر ہیں۔ اگر انگلی زائد ہو تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا اس کی دیت انگلی کی تہائی دیت ہے۔

٦٤٨٣ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِذَا اَصَابَ قَوْمٌ مِنْ رَجُلٍ هَلْ يُعَاقَبُ اَوْ يَقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ

وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلٰى رَجُلٍ اَنَّهٗ سَرَقَ فَقَطَعَهٗ عَلِيٌّ ثُمَّ جَاءَ بِاٰخَرَ قَالَا اَخْطَاْنَا فَاَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا وَاَخَذَ بِدِيَةِ الْاَوَّلِ وَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُمَا لَقَطَعْتُكُمَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لِيْ ابْنُ بَشَّارٍ

۶۴۸۴ — **حَدَّثَنَا** يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ غُلَامًا قُتِلَ غِيْلَةً فَقَالَ عُمَرُ لَوِ اشْتَرَكَ فِيْهَا اَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ وَقَالَ مُغِيْرَةُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَرْبَعَةً قَتَلُوْا صَبِيًّا فَقَالَ عُمَرُ مِثْلَهٗ وَاَقَادَ اَبُوْ بَكْرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلِيٌّ وَسُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ مِنْ لَطْمَةٍ وَاَقَادَ عُمَرُ مِنْ ضَرْبَةٍ بِالدِّرَّةِ وَاَقَادَ عَلِيٌّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَسْوَاطٍ وَاَقَصَّ شُرَيْحٌ مِنْ سَوْطٍ وَخُمُوْشٍ

۶۴۸۵ — **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا

باب جب کئی لوگوں نے ایک شخص کو قتل کر دیا

مُطَرِّف نے شعبی سے دو آدمیوں کے متعلق ذکر کیا جنہوں نے ایک آدمی پر گواہی دی کہ اُس نے چوری کی ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا پھر وہ دو آدمی دوسرے شخص کو لائے اور کہا ہم نے غلطی کی ہے (چور تو یہ آدمی ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی گواہی باطل کر دی اور ان کو پہلے شخص کی دیت میں گرفتار کر لیا گیا اور فرمایا اگر میں جانتا کہ تم نے قصداً ایسا کیا ہے تو میں تمہارے ہاتھ کٹوا تا اور مجھے محمد بن بشار نے کہا رضی اللہ عنہ

۶۴۸۴ ترجمہ: ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے عبید اللہ بن عمر عمری اور نافع کے ذریعہ ابن عمر

marfat.com

Marfat.com

ذکر کیا کہ ایک غلام کو دھوکہ سے قتل کر دیا گیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر اس قتل میں صنعاء کے تمام لوگ شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔ مغیرہ بن حکیم نے اپنے والد سے بیان کیا کہ چار مردوں نے ایک بچہ قتل کر دیا تو عمر فاروق نے بھی اسی طرح کیا تھا۔ ابوبکر صدیق، عبداللہ بن زبیر، حضرت علی المرتضیٰ اور سوید بن مقرن نے طمانچہ مارنے کے سبب قصاص دلایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دُرّہ مارنے سے قصاص لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین کوڑے مارنے سے قصاص لیا۔ قاضی شریح نے کوڑے مارنے اور نوچنے کا قصاص دلایا۔

۶۴۸۴ — شرح : جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ اگر ایک جماعت نے ایک شخص کو قتل کر دیا تو اس کے بدلہ میں تمام کو قتل کیا جائے گا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عقاب اور قصاص دونوں کو جمع کرنے کا کیا فائدہ ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قصاص خون میں استعمال کیا جاتا ہے اور معاقبت مکافات و مجازات میں استعمال کی جاتی ہے۔ لہٰذا ان میں فرق ہے۔

قولہ وقال مطرف الخ مطرف نے عامر شعبی سے روایت کی کہ دو آدمیوں نے ایک شخص کے خلاف حضرت علی کے پاس گواہی دی کہ اُس نے چوری کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا ہاتھ کٹوا دیا، کیونکہ ان کے پاس دو آدمیوں نے سرقہ کی گواہی دی تھی۔ اس لئے شہادت کے باعث چوری کا ثبوت ہو گیا تھا لیکن وہ دونوں گواہ پھر کسی اور شخص کو پکڑ لائے اور کہا ہم نے غلطی کی تھی دراصل چور یہ شخص ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن کی گواہی کو باطل کر دیا اور اُن سے اس شخص کے ہاتھ کی دیت لی جسے ان کی گواہی کے سبب کٹوا دیا تھا۔ پھر فرمایا اگر میں پہلے جانتا کہ تم نے اپنی گواہی میں قصداً ایسا کیا ہے تو میں تم دونوں کے ہاتھ کٹوا دیتا، کیونکہ انہوں نے اس میں خطاء کا اقرار کیا تھا۔

قولہ قَالَ لی بشار ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اثر سے امام بخاری کی غرض محمد بن سیرین کا رد کرنا ہے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ اگر ایک آدمی کو دو شخص قتل کر دیں تو ایک کو قتل کیا جائے گا اور دوسرے سے دیت لی جائے گی ؛ حالانکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر ایک آدمی کے قتل میں صنعاء کے سارے لوگ شریک ہو جائیں تو میں تمام کو قتل کروں گا۔

قولہ مغیرۃ بن حکیم الخ ، یہ اثر مختصر ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابن وہب نے کہا مجھے جریر بن حازم نے خبر دی کہ مغیرہ بن حکیم صنعانی نے اپنے والد سے ان کو خبر دی کہ صنعاء میں ایک عورت کا شوہر غائب ہو گیا اُس نے کوئی بچہ اپنی پرورش میں لے رکھا تھا جو اس کی بیوی کے بطن سے نہ تھا۔ اس کو اصیل کہا جاتا تھا۔ اس عورت نے شوہر کے غائب ہونے کے بعد کسی سے آشنائی کر لی اور آشنا سے کہا یہ لڑکا ہمیں ذلیل و خوار کرے گا اس کو قتل کر دے اُس نے انکار کیا تو وہ عورت اس سے ناراض ہو گئی اس کو خوش کرنے کے لئے اُس نے عورت کی موافقت کی اور

marfat.com
Marfat.com

اس لڑکے کو قتل کرنے پر آمادہ ہوگیا اس کے ساتھ ایک اور شخص اور عورت اور اس کا خادم بھی قتل کرنے میں شریک ہوگئے اور اس لڑکے کو قتل کرکے اس کے اعضاء کاٹ کر ایک بوری میں ڈال کر کسی پرانے کنوئیں میں پھینک دیا اس قتل کی تفتیش کی گئی تو اس عورت کا آشنا گرفتار کرلیا گیا۔ اُس نے قتل کا اعتراف کرلیا جبکہ دوسروں نے بھی قتل کا اعتراف کرلیا۔ صنعا کے حاکم یعلیٰ نے واقعہ کی تفصیل تحریر کرکے حضرت عمر فاروق کو بھیجی تو امیرالمؤمنین نے تحریر کیا کہ جتنے قتل میں شریک ہیں تمام کو قتل کردیا جائے (عینی)

قولہ اقاد ابوبکر الخ طمانچہ مارنے کے سبب حضرت ابوبکر صدیق، عبداللہ بن زبیر، علی المرتضیٰ اور سوید بن مقرن نے قصاص لیا۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوڑے کے ساتھ مارنے کی وجہ سے قصاص لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محلود کو تین زائد کوڑے مارنے کے باعث قصاص لیا، چنانچہ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد سے عبداللہ بن معقل سے روایت کی انہوں نے کہا میں امیرالمؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ایک آدمی آیا اور اُن سے خفیہ گفتگو کی حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا اے قنبر، اس کو باہر لے جاؤ اور اس کو کوڑے مارو پھر اس کے بعد وہ شخص آیا جس کو کوڑے مارے گئے تھے اور کہا اُس نے مجھے تین کوڑے زائد مارے ہیں۔ قنبر نے کہا یا امیرالمؤمنین اُس نے سچ کہا ہے۔ حضرت علی نے محلود کو فرمایا کوڑا لو اور اس کو تین کوڑے مار لو، پھر قنبر سے فرمایا جب کوڑے مارو تو حدّ سے تجاوز نہ کرو،، (عینی)

قولہ واقتص شریح ،، یعنی قاضی شریح بن حارث نے کوڑا مارنے اور نوچنے کے سبب قصاص دلایا۔ امام عینی نے لیث اور ابن قاسم سے نقل کیا کہ کوڑا مارنے کا قصاص لیا جائے گا، البتہ آنکھ پر طمانچہ مارنے کا قصاص نہیں۔ جب طمانچہ سے زخم نہ آئے اس میں صرف کوئی سزا دے سکتے ہیں، کیونکہ طمانچہ کا قصاص لینے کی صورت میں آنکھ کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ اکثر علماء بھی یہی کہتے ہیں کہ آنکھ پر طمانچہ میں قصاص نہیں البتہ اگر طمانچہ سے زخم ہوجائے تو جو قاضی فیصلہ کردے وہی ادا کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں مماثلت متعذر ہے۔ اگر رخسارہ پر طمانچہ مارے تو اس کا قصاص ہے۔ حسن بصری اور امام شافعی اور علماء کوفہ نے کہا طمانچہ کا قصاص نہیں۔ قولہ الخموش بضمّ الخاء والمیم ،، یہ وہ زخم ہیں جن پر دیت نہیں کہا جاتا ہے۔ خمش وجھہ جبکہ اپنے چہرے پر زخم کردے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو طمانچہ مارا پھر اسے کہا مجھ سے بدلہ لے لو اُس نے معاف کردیا۔ طمانچہ وغیرہ میں علماء کے چند اقوال ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جنہوں نے لُدّ کیا تھا آپ نے اُن کو لُدّ کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ یہ اُن سے قصاص لیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لُدّ کی حدیث سے صراحتہً قصاص معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ بطورِ عقیدت ان کو لُدّ کیا ہو کیونکہ انہوں نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی تھی جبکہ حضور نے فرمایا تھا مجھے لُدّ نہ کرو (لُدّ کے معنی منہ کے کنارے میں دوائی ڈالنا) اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لطمہ ایک شخص سے ہوتا ہے، حالانکہ باب عنوان کا عنوان ہے جب لوگ ایک شخص کو قتل کردیں تو سب سے قصاص لیا جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ

marfat.com
Marfat.com

۶۴۸۵ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ وَجَعَلَ يُشِيْرُ اِلَيْنَا اَنْ لَا تَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَلَمْ اَنْهَكُمْ اَنْ تَلُدُّوْنِيْ قَالَ قُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْقٰى مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا لُدَّ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَّا الْعَبَّاسَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَشْهَدْكُمْ

بَابُ الْقَسَامَةِ

وَقَالَ الْاَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ

۶۴۸۵ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض میں آپ کو لُدّ کیا۔ حضور نے ہمیں اشارہ کیا کہ مجھے لُدّ نہ کرو ہم نے خیال کیا کہ حضور کا منع کرنا اس لئے ہے کہ بیمار دوائی کو اچھا نہیں جانتا ہے۔ جب حضور کو افاقہ ہوا تو فرمایا کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا؟ کہ میرے گلے میں دوا نہ ڈالو۔ ہم نے کہا کہ بیمار دوائی کو بُرا سمجھتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سوا تم میں سے کوئی باقی نہ رہے مگر اُس کو لُدّ کیا جائے (اس کے منہ میں دوا ڈالی جائے) اس حال میں کہ میں دیکھوں۔ عباس کے منہ میں نہ ڈالی جائے؛ کیونکہ وہ تمہارے پاس موجود نہ تھے۔

۶۴۸۵ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طمانچہ مارنا یا کوڑا لگانا یا لُدّ کا قصاص لینا ترجمہ اور باب کے عنوان کے مناسب نہیں؛ کیونکہ یہ تو ایک شخص کے لئے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب معمولی اشیاء کا قصاص ہے تو کئی بڑے بڑے امور جمع ہوجائیں جیسے قتل اور چوری وغیرہ سے بطریق اولیٰ قصاص لیا جائے گا۔ لُدّ کے معنی ہیں منہ میں ایک طرف سے دوا ڈالنا۔

marfat.com
Marfat.com

أَوْ يَمِينُهُ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ لَمْ يُقِدْ بِهَا مُعَاوِيَةُ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ وَكَانَ أَمَّرَهُ عَلَى الْبَصْرَةِ فِي قَتِيلٍ وُجِدَ عِنْدَ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ السَّمَّانِينَ إِنْ وَجَدَ أَصْحَابُهُ بَيِّنَةً وَإِلَّا فَلَا تَظْلِمِ النَّاسَ فَإِنَّ هٰذَا لَا يُقْضَى فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

بَابُ الْقَسَامَةِ

یہ خون پر قسم کھانے سے یا قسمت میں سے مشتق ہے یہ قسموں کا نام ہے چند لوگ کسی شئ پر قسمیں کھاتے ہیں یہ قسم ان لوگوں کی طرف منسوب ہے پھر صرف قسموں پر اس کا اطلاق کیا گیا ہے ،،

متن : ”اَشْعَث بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے دو گواہ یا اس کی قسم“

”ابن ابی مُلیکہ نے کہا قسامت کے ساتھ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قصاص نہ لیا“

”عمر بن عبد العزیز نے عدی بن ارطاۃ کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا اس کو ایک مقتول جو گھی فروشوں کے محلہ میں پایا گیا تھا کے متعلق خط لکھا کہ اگر اس کے وارث شہادت پائیں تو فبہا ورنہ لوگوں پر ظلم نہ کرنا کیونکہ قیامت تک اس کا فیصلہ نہ ہو سکے گا۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس سے مقصد یہ ہے کہ قسامت سے قصاص نہیں کیونکہ انہوں نے اشعث ابن قیس کی حدیث ذکر کی جس میں یہ حکم گواہی یا قسم پر مقصور ہے۔ پھر ابن ابی ملیکہ اور عمر بن عبد العزیز سے اسناد کے بغیر مُرسل روائت کی۔ ابن ابی شیبہ نے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور اہلِ علم کی جماعت قسامت سے قتل نہیں کرتے تھے۔ ابراہیم سے اپنی سند سے روائت کی کہ قسامت سے قصاص ظلم ہے۔ ابو معشر کی روائت میں ہے کہ قسامت میں دیت کے مستحق ہوتے ہیں اس میں قصاص نہیں لیا جاتا۔

اشعث بن قیس کندی

وہ کندہ سے ساٹھ آدمیوں کے ساتھ آیا اور اسلام قبول کیا پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے

marfat.com
Marfat.com

٦٤٨٦ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ
عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ زَعَمَ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ سَهْلُ بْنُ اَبِىْ
حَثْمَةَ اَخْبَرَهٗ اَنْ نَفَرًا مِنْ قَوْمِهٖ انْطَلَقُوْا اِلٰى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقُوْا فِيْهَا وَ
وَجَدُوْا اَحَدَهُمْ قَتِيْلًا وَقَالُوْا لِلَّذِيْنَ وَجَدَ فِيْهِمْ قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا
قَالُوْا مَا قَتَلْنَا وَلَا عَلِمْنَا قَاتِلًا فَانْطَلَقُوْا اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْطَلَقْنَا اِلٰى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا اَحَدَنَا قَتِيْلًا فَقَالَ

بعد مرتد ہو گیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمان ہوا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے شہید ہو جانے کے چالیس روز بعد چالیس ہجری میں فوت ہو گیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی

ابن ابی مُلَیکہ

ابن ابی ملیکہ کا نام عبداللہ بن ابی ملیکہ ہے اور ابو ملیکہ کا نام زُبیر ہے۔ صحیح یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قسامہ میں قصاص لیا ہے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے عدی بن ارطاۃ کو ننانوے ہجری میں بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا اور معاویہ بن یحییٰ بن مہلب نے اس کو ایک سو دو ہجری کے آخر میں قتل کر دیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے عدی کو خط لکھا کہ اگر مقتول کے ولی گواہ پائیں تو اس کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر وہ گواہ نہ پائیں تو لوگوں پر ظلم نہ کرو، کوئی فیصلہ نہ کرو، کیونکہ یہ ایسا مقدمہ ہے جس میں قیامت تک فیصلہ نہ کیا جائے گا، کیونکہ اس میں غائب پر شہادت ہے۔

٦٤٨٦ ـــ ترجمہ : بُشیر بن یسار نے کہا ایک مرد انصاری جس کو سہل بن ابی حثمہ کہا جاتا تھا اس نے بیان کیا کہ اس کی قوم کے چند لوگ خیبر کی طرف گئے اور وہاں جا کر جدا جدا ہو گئے اور اُن میں سے ایک کو مقتول پایا اُنہوں نے اس شخص کے متعلق کہا جو اُن میں مقتول پایا گیا کہ تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہم نے قتل نہیں کیا اور نہ ہی ہم قاتل کو جانتے ہیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم خیبر کی

marfat.com
Marfat.com

الْكُبْرَ الْكُبْرَ فَقَالَ لَهُمْ تَأْتُوْنَ بِالْبَيِّنَةِ عَلٰى مَنْ قَتَلَهٗ قَالُوْا مَا لَنَا بَيِّنَةٌ قَالَ فَيَحْلِفُوْنَ قَالُوْا لَا نَرْضٰى بِاَيْمَانِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُطَلَّ دَمُهٗ فَوَادَهٗ مِائَةً مِنْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ

جانب گئے وہاں ہم نے ایک کو مقتول پایا۔ فرمایا تم میں سے بڑا بات کرے (یا فرمایا بڑے کو آگے کرو) اور اُن سے فرمایا تم اس پر گواہ لاؤ جس نے اس کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس کوئی گواہ نہیں فرمایا پھر وہ قسمیں کھائیں گے انہوں نے کہا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! ہم یہودیوں کی قسموں سے خوش نہیں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ پسند نہ کیا کہ اسکا خون لغو جائے تو حضور نے صدقہ کے اونٹوں سے سو اونٹ اس کی دیت ادا کر دی۔"

۶۴۸۶ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث قسامت میں عدمِ قصاص کے لئے ذکر کی ہے اور یہ کہ اس میں حکم گواہوں یا قسم پر موقوف ہے جیسا کہ اشعث بن قیس کی حدیث میں مذکور ہے۔ مذکور حدیث کی تفصیل یہ ہے کہ سہل بن ابی حثمہ نے کہا عبداللہ ابن سہل خیبر کے ایک پرانے کنوئیں میں مقتول پایا گیا تو اس کا بھائی عبدالرحمٰن بن سہل اور دو چچے حُوَیصہ اور مُحَیِّصہ مسعود عبدالرحمٰن نے کلام شروع کیا تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بڑے کو آگے کرو اور اس کے دو چچوں میں سے کوئی ایک بات کرے۔ حویصہ کلام کرے یا محیّصہ بات کرے ان میں سے بڑے نے کلام کرتے ہوئے کہا یا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! ہم نے عبداللہ بن سہل کو خیبر کے ایک غیر آباد کنوئیں میں مقتول پایا ہے یہاں یہودیوں کے سوا ہمارا کوئی دشمن نہیں۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس کا فیصلہ یہ ہے کہ پچاس یہودی قسم کھا کر تم سے بری ہو جائیں گے کہ انہوں نے عبداللہ بن سہل کو قتل نہیں کیا اس نے کہا وہ تو مشرک ہیں ان کی قسموں سے ہم خوش نہیں۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا پھر تم میں سے پچاس آدمی قسمیں کھائیں کہ انہوں نے قتل کیا ہے۔ کہا حضور ہم کیسے قسمیں کھائیں ہم نے تو کسی کو قتل کرتے نہیں دیکھا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی طرف سے مقتول کی دیت ادا کر دی،، نفر اسم جمع ہے مردوں کی جماعت تین سے دس تک پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صدقہ کے اونٹوں سے سو اونٹ خرید کر اپنی طرف سے دیت ادا کی تھی۔ اس طرح جھگڑا ختم کیا۔ لہٰذا یہ سوال نہ ہوگا کہ اس حدیث میں جو تم نے ذکر کی ہے۔ حضور نے اپنی طرف سے دیت ادا کی، حالانکہ باب کی حدیث میں ہے کہ حضور نے صدقہ کے اونٹوں سے دیت ادا

marfat.com
Marfat.com

۶۴۸۷ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبِشْرٍ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْاَسَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ اَبِيْ عُثْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْرَجَاءٍ مِنْ اٰلِ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْقِلَابَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَبْرَزَ سَرِيْرَهٗ يَوْمًا لِلنَّاسِ ثُمَّ اَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الْقَسَامَةِ قَالُوْا نَقُوْلُ الْقَسَامَةُ الْقَوَدُ بِهَا حَقٌّ وَقَدْ اَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَالَ لِيْ مَا تَقُوْلُ يَا اَبَا قِلَابَةَ وَنَصَبَنِيْ لِلنَّاسِ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِنْدَكَ رُؤُسُ الْاَجْنَادِ وَاَشْرَافُ الْعَرَبِ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ بِحِمْصَ اَنَّهٗ سَرَقَ اَكُنْتَ تَقْطَعُهٗ وَلَمْ يَرَوْهُ قَالَ

کی اندفاع کی وجہ یہ ہے کہ حضور نے صدقہ کے اونٹ خرید کر اپنی طرف سے دیت ادا کی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قسامت جو جاہلیت میں جاری تھی اسلام میں بھی مشروع ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ثابت رکھا ہے نیز کسی مشترک امر میں کثیر لوگ جمع ہوں تو سب سے بڑے کو گفتگو کرنا چاہئیے اور حدود کے مطالبہ میں وکالت جائز ہے۔ قسامت کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشہور حدیث اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ، کہ گواہ مدعی پر ہیں ورنہ مدعیٰ علیہ پر قسم ہے، سے قسامت مخصوص ہے؛ چنانچہ عمرو بن شعیب کی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گواہ مدعیٰ پر ہیں اور انکار کرنے والے پر قسم ہے مگر قسامت میں یہ نہیں، لیکن سفیان ثوری، ابن ابی لیلیٰ، عامر شعبی، ابراہیم نخعی، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن پر دعویٰ کیا جائے پہلے وہ قسمیں کھائیں پھر دیت ادا کریں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی طرح روائت کی اور عمرو بن شعیب کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ وہ حدیث معلول ہے؛ کیونکہ اس کے اسناد میں مسلم بن خالد ہے جو امام شافعی کا استاد ہے بیہقی نے اپنے سنن میں اس کو ضعیف کہا ہے۔ نیز بیہقی نے وجوب الفطرہ کے باب میں کہا کہ اس حدیث کے اسناد میں ابن جریج نے عمرو سے روائت کی ہے؛ حالانکہ اس کا عمرو سے سماع ثابت نہیں ویسے بھی عمرو بن شعیب کی حدیث سے استدلال کرنا مختلف فیہ ہے۔

۶۴۸۷ــــ ترجمہ: ابوقلابہ نے بیان کیا کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے لوگوں کے لئے اپنا تخت ظاہر کیا

marfat.com
Marfat.com

قَالَ لَا قُلْتُ فَوَاللّٰهِ مَا قَتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا فِيْ اِحْدٰى ثَلٰثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيْرَةِ نَفْسِهٖ فَقُتِلَ اَوْ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانٍ اَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ الْقَوْمُ اَوَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي السَّرَقِ وَسَمَّرَ الْاَعْيُنَ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ فَقُلْتُ اَنَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثَ اَنَسٍ حَدَّثَنِيْ اَنَسٌ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعُوْهُ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْاَرْضَ فَسَقِمَتْ اَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا

اور اس پر بیٹھ کر لوگوں کو عام اجازت دی وہ آئے تو اُن سے کہا قسامت کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔ راوی نے کہا ہم نے کہا قسامت میں قصاص حق ہے۔ خلفاء راشدین نے قسامت کے ساتھ قصاص لیا ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے مجھے کہا اے ابو قلابہ تم کیا کہتے ہو اور مجھے لوگوں کے سامنے کھڑا کر دیا۔ میں نے کہا یا امیرالمؤمنین آپ کے پاس عرب کے بڑے بڑے لوگ اور سردار موجود ہیں۔ آپ بتائیں اگر ان میں سے پچاس آدمی ایک محصن آدمی پر دمشق میں گواہی دیں کہ اُس نے زنا کیا ہے اور اس کو دیکھا نہ ہو کیا آپ اس کو رجم کریں گے؟ عمر بن عبدالعزیز نے کہا نہیں (ابو قلابہ نے کہا) میں نے کہا آپ بتائیں اگر ان میں سے پچاس آدمی ایک شخص پر گواہی دیں جو حمص میں رہتا ہے کہ اُس نے چوری کی ہے کیا آپ اس کا ہاتھ کٹوائیں گے؟ حالانکہ انہوں نے اس کو چوری کرتے نہیں دیکھا۔ عمر ابن عبدالعزیز نے کہا نہیں میں نے کہا اللہ کی قسم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو کبھی قتل نہیں کیا مگر تین خصلتوں میں سے کسی ایک خصلت میں قتل کیا ہے ایک وہ شخص جو کسی کو ظلماً قتل کر دے اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا یا کسی نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی اور اسلام سے مرتد ہو گیا (ان کو قتل کیا جائے گا) لوگوں نے کہا کیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان نہیں کی؟ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کٹوایا اور "مرتدوں" کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیریں پھر ان کو دھوپ میں پھینک دیا میں نے کہا۔ میں تمہیں انس کی حدیث سے خبر دیتا ہوں مجھ سے انس نے بیان کیا کہ قبیلہ عکل کے آٹھ آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام پر حضور کی بیعت کی ان کو مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمْ اَفَلَا تَخْرُجُوْنَ مَعَ رَاعِيْنَا فِيْ اِبِلِهٖ فَتَصِيْبُوْنَ مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا قَالُوْا بَلٰى فَخَرَجُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَصَحُّوْا فَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَدُوْا النَّعَمَ فَبَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَاُدْرِكُوْا فَجِيْءَ بِهِمْ فَاَمَرَ بِهِمْ فَقُطِّعَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ وَسُمِرَتْ اَعْيُنُهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوْا قُلْتُ وَاَيُّ شَيْءٍ اَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ اِرْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَتَلُوْا وَسَرَقُوْا فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ اِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ فَقُلْتُ اَتَرُدُّ عَلٰى حَدِيْثِيْ يَا عَنْبَسَةُ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ جِئْتَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ وَاللّٰهِ لَا يَزَالُ هٰذَا الْجُنْدُ بِخَيْرٍ مَا عَاشَ هٰذَا الشَّيْخُ بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ فِيْ هٰذَا سُنَّةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَتَحَدَّثُوْا عِنْدَهٗ فَخَرَجَ

"شہر فہا اللہ تعالیٰ" کی آب وہوا ناموافق پڑی تو اُن کے جسم بیمار ہوگئے۔ اُنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شکایت کی تو حضور نے فرمایا کیا تم ہمارے چرواہے کے ہمراہ اُونٹوں میں نہیں جاتے؟ اُن کا دودھ اور پیشاب پیو۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں "ہم جاتے ہیں"، وہ گئے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا تو تندرست ہوگئے پھر انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کے کھوج میں آدمی بھیجے تو ان کو پکڑ لیا گیا اور حضور کے پاس سب کو لایا گیا آپ نے ان کے متعلق حکم دیا تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھرا دیں پھر ان کو دھوپ میں پھینک دیا حتی کہ وہ مر گئے۔ میں نے کہا جو کچھ ان لوگوں نے کیا تھا اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے وہ اسلام سے پھر گئے "مرتد ہو گئے"، انہوں نے قتل کیا اور چوری کی۔ عَنْبَسَہ بن سعید نے کہا اللہ کی قسم! میں نے آج کے دن کی طرح کبھی نہیں سُنا میں نے کہا اے عنبسہ کیا تو میری حدیث مسترد کرتا ہے؟ اُس نے کہا نہیں لیکن تم نے

marfat.com

Marfat.com

رَجُلٌ مِنْهُمْ بَيْنَ اَيْدِيهِمْ فَقُتِلَ فَخَرَجُوْا بَعْدَهٗ فَاِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ
فِي الدَّمِ فَرَجَعُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَاحِبُنَا الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُ مَعَنَا فَخَرَجَ بَيْنَ اَيْدِيْنَا فَاِذَا نَحْنُ بِهٖ يَتَشَحَّطُ
فِي الدَّمِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِمَنْ تَرَوْنَ قَتَلَهٗ فَقَالُوْا
نُرٰى اَنَّ الْيَهُوْدَ قَتَلَتْهُ فَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُوْدِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ ءَاَنْتُمْ قَتَلْتُمْ
هٰذَا قَالُوْا لَا قَالَ اَتَرْضَوْنَ نَفَلَ خَمْسِيْنَ مِنَ الْيَهُوْدِ مَا قَتَلُوْهُ فَقَالُوْا مَا يُبَالُوْنَ
يَقْتُلُوْنَا اَجْمَعِيْنَ ثُمَّ يَنْتَقِلُوْنَ قَالَ اَفَتَسْتَحِقُّوْنَ الدِّيَةَ بِاَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ
قَالُوْا مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ فَوَادَهٗ مِنْ عِنْدِهٖ قُلْتُ وَقَدْ كَانَتْ هُذَيْلٌ خَلَعُوْا
خَلِيْعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَطَرَقَ اَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَاءِ
فَانْتَهَبَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَحَذَفَهٗ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهٗ فَجَاءَتْ هُذَيْلٌ فَاَخَذُوْا
الْيَمَانِيَ فَرَفَعُوْهُ اِلٰى عُمَرَ بِالْمَوْسِمِ وَقَالُوْا قَتَلَ صَاحِبَنَا فَقَالَ اِنَّهُمْ قَدْ خَلَعُوْهُ

حدیث صحیح طریقہ سے اس کے طریق پر بیان کی ہے۔ اللہ کی قسم! یہ لشکر ہمیشہ خیریت سے رہے گا جب تک یہ شیخ اُن میں زندہ رہے گا۔ میں نے کہا اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے وہ یہ کہ حضور کے پاس چند انصار آئے اور آپ کے پاس باتیں کرتے رہے پھر اُن کے سامنے اُن میں سے ایک شخص باہر نکلا اور قتل کیا گیا۔ اس کے بعد وہ باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کا ساتھی خون میں تڑپ رہا ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا ساتھی ہمارے ساتھ گفتگو کر رہا تھا وہ ہمارے سامنے نکلا ہے اچانک ہم اس کو دیکھ رہے ہیں کہ خون میں تڑپ رہا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ تم کس کے متعلق گمان کرتے ہو یا فرمایا تمہارا خیال کس کے متعلق ہے۔ اُنہوں نے کہا ہمارا خیال ہے کہ یہودیوں نے اس کو قتل کیا ہے۔ حضور نے یہودیوں کو پیغام بھیجا اور انہیں بلوایا اور فرمایا تم نے اس کو قتل کیا ہے؟ یہودیوں نے

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ يُقْسِمُ خَمْسُوْنَ مِنْ هُذَيْلٍ مَا خَلَعُوْهُ قَالَ فَاَقْسَمَ مِنْهُمْ تِسْعَةٌ وَاَرْبَعُوْنَ رَجُلًا فَقَدِمَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ مِنَ الشَّامِ فَسَاَلُوْهُ اَنْ يُّقْسِمَ فَافْتَدٰى يَمِيْنَهٗ مِنْهُمْ بِاَلْفِ دِرْهَمٍ فَاَدْخَلُوْا مَكَانَهٗ رَجُلًا اٰخَرَ فَدَفَعَهٗ اِلٰى اَخِي الْمَقْتُوْلِ فَقَرَنَتْ يَدُهٗ بِيَدِهٖ قَالَ فَانْطَلَقْنَا وَالْخَمْسُوْنَ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِنَخْلَةٍ اَخَذَتْهُمُ السَّمَاءُ فَدَخَلُوْا فِيْ غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا فَمَاتُوْا جَمِيْعًا وَاَفْلَتَ الْقَرِيْنَانِ فَاتَّبَعَهُمَا حَجَرٌ فَكَسَرَ رِجْلَ اَخِي الْمَقْتُوْلِ فَعَاشَ حَوْلًا ثُمَّ مَاتَ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ اَقَادَ رَجُلًا بِالْقَسَامَةِ ثُمَّ نَدِمَ بَعْدُ مَا صَنَعَ فَاَمَرَ بِالْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا فَمُحُوْا مِنَ الدِّيْوَانِ وَسَيَّرَهُمْ اِلَى الشَّامِ

کہا (ہم نے قتل نہیں کیا) حضور نے فرمایا تم راضی ہو کہ یہودیوں میں سے پچاس آدمی قسمیں کھائیں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا؟ انہوں نے کہا وہ تو یہ بھی پرواہ نہیں کرتے کہ ہم سب کو قتل کر دیں پھر قسمیں کھا جائیں۔ فرمایا کیا تم میں سے پچاس آدمیوں کی قسموں سے تم دیت کے مستحق ہوتے ہو؟ اُنہوں نے کہا ہم تو قسمیں نہیں کھائیں گے پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے دیت ادا کر دی۔ میں نے کہا ہُذَیل نے جاہلیت میں اپنے حلیف کو الگ کر دیا تھا۔ وہ بطحاء میں یمن کے کسی گھر والوں کے پاس رات گیا اُن میں سے ایک شخص بیدار ہُوا اور اُس پر تلوار کے ساتھ حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا پھر ہذیل قبیلہ والے لوگ آئے اور یمنی کو پکڑ لیا اور حج کے دنوں میں اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور کہا اُس نے ہمارا ساتھی قتل کر دیا ہے۔ یمنی نے کہا ہذیل نے اس کو اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا قبیلہ ہُذیل کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ انہوں نے اس کو نہیں چھوڑا ہے۔ ابو قلابہ نے کہا اُن میں سے اُنچاس آدمی قسمیں کھا گئے اُن پر ایک آدمی شام سے آیا اس سے انہوں نے پوچھا کہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَؤُا عَيْنَهُ فَلَا دِيَةَ لَهُ

۶۴۸۸ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ ابْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ فِيْ حُجْرٍ فِيْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اِلَيْهِ بِمَشْقَصٍ اَوْ مَشَاقِصَ وَجَعَلَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعَنَهُ

قسم کھائے اُس نے اپنی قسم کا ایک ہزار درہم فدیہ ادا کر دیا۔ اُنھوں نے اس کی جگہ ایک اور آدمی داخل کر لیا اور اس کو مقتول کے بھائی کے حوالہ کر دیا اور اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ کے ساتھ ملایا گیا انہوں نے کہا ہم اور وہ پچاس آدمی جنہوں نے قسمیں کھائی تھیں چلے حتیٰ کہ جب نخلہ پہنچے تو ان کو بارش نے آلیا وہ پہاڑ کی غار میں داخل ہو گئے تو غار اُن پچاس آدمیوں پر گر پڑی جنہوں نے قسمیں کھائی تھیں اور وہ سب مر گئے۔ دو آدمی باہر نکل گئے ان کے پیچھے پتھر گیا اور مقتول کے بھائی کا ٹخنہ توڑ دیا وہ ایک سال زندہ رہنے کے بعد مر گیا۔ میں نے کہا عبدالملک بن مروان نے قسامت میں ایک آدمی سے قصاص لیا پھر اس فعل کے بعد نادم ہُوا اور اُن پچاس آدمیوں کے متعلق حکم دیا جنہوں نے قسمیں کھائی تھیں اُن کا نام دفتر سے محو کر دیا اور انہیں شام کی طرف جلا وطن کر دیا۔

۶۴۸۷ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث اس لئے ذکر کی ہے کہ قسم پہلے مدعیٰ علیہ پر عائد ہوتی ہے مدعی پر نہیں جیسے حدیث میں مذکور انصار کے واقعہ میں مدعی علیہم یہود تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے پہلے ان سے قسم لینے کو ذکر کیا تھا۔ قولہ والخمسون الخ یعنی وہ تقریباً پچاس تھے کیونکہ ان میں سے ایک نے اپنی قسم کا فدیہ ادا کر دیا تھا لہٰذا اُنچاس رہ گئے تھے پچاس نہ تھے یا کل کا جزو پر اطلاق کیا ہے ایسے اطلاقات جائز ہیں۔ قولہ فمحوا من الدیوان ،، دیوان کے معنی رجسٹر کے ہیں جس میں حکومت کے ملازمین وغیرہ کے نام درج ہوتے ہیں۔ قالبسی نے کہا تعجب ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے قسامت کا حکم جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حکم اور خلفاء راشدین کے عمل سے ثابت ہے اس کو ابو قلابہ کے قول سے کیسے باطل کر دیا حالانکہ ابو قلابہ تابعی ہیں اور اُن سے یہ قول مرسل سُنا گیا ہے۔ بایں ہمہ انہوں نے انصار کے واقعہ کو خیبر کے واقعہ کے ساتھ عدم حفظ کی بنا پر ملا دیا۔ اسی طرح انہوں نے مرسل حکایت سُنی جس کو یہاں ذکر کیا، حالانکہ اس کا قسامت سے کچھ تعلق نہیں کیونکہ خلع قسامت نہیں جبکہ دونوں کے حکم مختلف ہیں نیز عبدالملک کا ان کو دیوان سے مٹا دینا حجت نہیں (عینی)

marfat.com
Marfat.com

۶۴۸۹ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ فِيْ حُجُرٍ فِيْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهٖ رَاْسَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْتَظِرُنِيْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِيْ عَيْنِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ ۶۴۹۰ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ

باب جس نے لوگوں کے گھر میں نظر ڈالی تو انہوں نے اس کی آنکھ نکال دی اس کی دیت نہیں"

۶۴۸۸ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریفہ میں جھانکا تو حضور اس کی طرف تیر کا پھل لے کر اُٹھے اور خفیہ کوشش کرنے لگے کہ اس کو چبھوئیں۔

۶۴۸۹ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریفہ کے دروازہ میں جھانکا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سر کھجلانے کا آلہ تھا جس سے اپنا سر کھجلا رہے تھے جب اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو اس کے ساتھ تیری آنکھ چبھو دیتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھنے ہی کے باعث تو اجازت مشروع ہے۔

۶۴۹۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کوئی آدمی اجازت کے بغیر تم پر جھانکے اور تو کنکری مارے اور اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔

۶۴۸۸ تا ۶۴۹۰ — شرح : ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی نے گھر کا دروازہ بند کیا ہو یا اس پر پردہ لٹکایا تو گھر میں داخل ہونے کے لئے

marfat.com
Marfat.com

عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقٰسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَیْكَ بِغَیْرِ اِذْنٍ فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَیْنَهٗ لَمْ یَكُنْ عَلَیْكَ جُنَاحٌ

بَابُ الْعَاقِلَةِ

۶۴۹۱ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِیَّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَیْفَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَلِیًّا هَلْ عِنْدَكُمْ شَیْءٌ مَا لَیْسَ فِی الْقُرْاٰنِ وَقَالَ مَرَّةً مَا لَیْسَ عِنْدَ النَّاسِ فَقَالَ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا اِلَّا مَا فِی الْقُرْاٰنِ اِلَّا فَهْمًا یُعْطٰی رَجُلٌ فِیْ كِتَابِهٖ وَمَا فِی الصَّحِیْفَةِ قُلْتُ وَمَا

اجازت لینا شرط ہے اور بدونِ اجازت گھر میں جھانکنا جائز نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی خفیہ طور پر گھر میں جھانکے تو اس کو ہلکی سی شئی مارنا جائز ہے اور خفیف شئی سے وہ دُور نہ ہو تو بھاری شئی سے اس کو جھانکنے سے ہٹایا جائے اس سے اگر اس کی جان یا کوئی عضو ضائع ہو جائے تو اس پر کچھ تاوان نہیں اور مارنے سے پہلے اس کو خبردار کرنا ضروری نہیں۔ (حدیث ۵۸۶۲ ج ۹ کی شرح دیکھیں)

باب عاقلہ پر دیت

عاقلہ عاقل کی جمع بمعنی دیت دفع کرنے والا۔ دیت کو عقل مصدر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ دیت کے اونٹ مقتول کے ولی کے گھر باندھے جاتے ہیں پھر کثرتِ استعمال کے سبب عقل کا اطلاق دیت پر کیا جاتا ہے۔ اگرچہ دیت اونٹ نہ ہوں۔ کہا گیا ہے کہ یہ عَقَلَ یَعْقِلُ بمعنی منع و دفع سے ہے کیونکہ جاہلیت کے زمانہ میں جو کوئی قتل کرتا تھا وہ اپنی قوم سے التجا کرتا تھا کیونکہ اس کو قتل کرنے کے لئے تلاش کیا جاتا تھا۔ اس کی قوم اس سے قتل دفع کرتی تھی اس لئے اس کو عاقلہ کہتے ہیں؛ کیونکہ وہ قاتل کو قتل کرنے سے منع کرتے ہیں۔ امام مالک شافعی اور

marfat.com
Marfat.com

فِی الصَّحِیْفَۃِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِکَاکُ الْاَسِیْرِ وَاَلَّا یُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِکَافِرٍ

احمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک عصبات عاقلہ ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک اگر قاتل اہلِ دیوان سے نہیں اور اہلِ دیوان وہ ہیں جن کے نام لشکر میں جانے کے لئے رجسٹر پر لکھے ہوتے ہیں تو اس کا عاقلہ وہ لوگ ہیں جو اس کے اہلِ حرفہ ہیں؛ ورنہ جن سے حلف کا تعلق ہے یعنی اس کے حلیف عاقلہ ہیں۔

امام کرمانی نے کہا جو نکاح میں ولی ہیں وہ عاقلہ ہیں ان کو عاقلہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ خطاء یا شبہ عمد میں مقتول کی دیت دیتے ہیں۔ علامہ قسطلانی نے کہا عقل کے معنیٰ منع کے ہیں۔ عقل کو عقل اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ فواحش سے منع کرتی ہے۔ عاقلہ کا دیت کا متحمل ہونا سنت سے ثابت ہے اس پر اہلِ علم کا اجماع ہے یہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ "لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی"، کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا لیکن اس آیت کے عموم سے یہ مخصوص ہے؛ کیونکہ اس میں بہت بڑی مصلحت ہے، کیونکہ اگر قاتل سے ساری دیت لی جائے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے سارے مال سے پوری نہ ہو اور اگر دیت لئے بغیر قاتل کو چھوڑ دیا جائے، تو مقتول کا خون لغو جاتا ہے۔

۶۴۹۱ ترجمہ: شعبی نے کہا میں نے ابو جحیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے علی المرتضیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی شئ ہے جو قرآن میں نہیں کبھی یہ کہا کہ جو لوگوں کے پاس نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات ستودہ صفات کی قسم ہے جس نے دانہ کھولا اور انسان کو پیدا کیا ہمارے پاس کوئی شئ نہیں مگر وہ جو قرآن میں ہے لیکن جو کسی کو اللہ کی کتاب میں فہم دیا جائے اور ہمارے پاس وہ ہے جو اس صحیفہ میں ہے میں نے کہا اس صحیفہ میں کیا ہے انہوں نے کہا اس میں دیت، قیدی کو چھڑانا اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلہ قتل نہ کیا جائے کے احکام ہیں:

۶۴۹۱ شرح: قولہ لیس فی القرآن، یعنی جو تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لکھا ہے وہ تمہیں یاد ہو یا نہ ہو ہر مکتوب عام مراد نہیں؛ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بکثرت ثابت ہیں جو مذکور صحیفہ میں نہیں۔ قولہ لا یقتل، یعنی اگر مسلمان کافر حربی کو قتل کر دے تو اس کا قصاص نہیں۔ وہ حربی اور ذمی میں فرق نہیں کرتے۔ ابن حزم نے محلّٰی میں ذکر کیا اگر عاقل بالغ مسلمان کافر ذمی یا مستامن کو عمداً یا خطاءً قتل کر دے تو اس کا قصاص نہیں اور نہ ہی دیت و کفارہ ہے؛ لیکن عمداً قتل میں زجر و تنبیہ کی جائے اور جیل میں بند کر دیا جائے حتی کہ توبہ کرے۔ عامر شعبی، ابراہیم نخعی، ابن ابی لیلیٰ، امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، محمد اور زفر رضی اللہ عنہم نے کہا مسلمان کو کافر کے بدلہ قتل کیا جائے گا اور متن میں مذکور حدیث کا جواب یہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْأَةِ

۶۴۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ

یہ ہے کہ اس کافر سے حربی کافر مراد ہے (اس کی تفصیل حدیث ۱۱۱ ج ۱ میں دیکھیں)

باب عورت کے پیٹ کا بچّہ

جب تک بچہ عورت کے پیٹ میں ہو اس کو جنین کہتے ہیں، کیونکہ وہ نگاہوں سے چھپا ہوتا ہے باہر آجائے تو ولد ہے اگر مردہ نکلے مذکر ہو یا مؤنث ہو جب تک باہر نکلتے وقت چیخ نہ مارے سقطہ ہے۔"

۶۴۹۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ ہُذَیل کی دو عورتوں میں سے ایک عورت نے دوسری کو پتھر مارا اور اس کے پیٹ کا بچہ گرا دیا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس میں غُرّہ غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا۔

۶۴۹۲ — شرح : یہ دو عورتیں سوکنیں تھیں اور حمل بن مالک بن نابغہ ہذلی کی بیویاں تھیں ان میں ایک حاملہ تھی وہ دونوں لڑ پڑیں تو دوسری نے حاملہ کے پیٹ پر پتھر مارا۔ مسلم کی روائت میں ہے کہ خیمہ کا بانس مارا اور اس کے پیٹ کے بچہ کو قتل کر دیا۔ یونس کی روائت میں اس عورت کو قتل کر دیا۔ غُرّۃ بضمّ العین وتشدید الرّاء گھوڑے کی پیشانی پر سفیدی ہے۔ ابن اثیر نے کہا غرّہ منفسہ غلام یا لونڈی ہے۔ ابو عمرو بن علاء نے کہا غُرّہ سفید غلام یا سفید لونڈی ہے۔ سفید ہونے کی وجہ سے ان کو غرّہ

marfat.com
Marfat.com

۶۴۹۳ — حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ عَنْ عُمَرَ اَنَّہٗ اسْتَشَارَھُمْ فِیْ اِمْلَاصِ الْمَرْاَۃِ فَقَالَ الْمُغِیْرَۃُ قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْغُرَّۃِ عَبْدٍ اَوْ اَمَۃٍ فَشَھِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَۃَ اَنَّہٗ شَھِدَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِہٖ

۶۴۹۴ — حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوْسٰی عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عُمَرَ نَشَدَ النَّاسَ مَنْ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِی السَّقْطِ فَقَالَ الْمُغِیْرَۃُ اَنَا سَمِعْتُہٗ قَضٰی فِیْہِ بِغُرَّۃٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَۃٍ قَالَ

کہا جاتا ہے۔ دیت میں کالا غلام اور کالی لونڈی قبول نہیں کی جاتی لیکن یہ فقہاء کے نزدیک شرط نہیں۔

ان کے نزدیک غُرّہ وہ ہے جس کی قیمت دیت میں غلام یا امیر آدمی کے بیسویں حصّہ کو پہنچے "غلام یا لونڈی غُرّہ سے بدل ہے۔ جب پیٹ سے بچّہ مُردہ گر جائے اس وقت اس کی دیت غُرّہ ہے اور اگر زندہ گر جائے پھر مر جائے تو اس میں پُوری دیت ہے۔

۶۴۹۳ — ترجمہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے عورت کے حمل گرا دینے کی دیت میں لوگوں سے مشورہ لیا تو مغیرہ نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس میں غرّہ غلام یا لونڈی فیصلہ فرمایا ہے۔ عمر فاروق نے کہا کوئی گواہ لاؤ جو تمہارے ساتھ گواہی دے تو محمد بن مسلمہ نے گواہی دی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حاضر تھے جبکہ حضور نے یہ فیصلہ فرمایا تھا۔

۶۴۹۳ — شرح: عورت کا پیٹ سے مردہ بچہ گرا دینے کو املاص کہا جاتا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک صحابی کی خبر حجت ہے اس کا قبول کرنا واجب ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گواہ کیوں طلب کیا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مزید یقین حاصل کرنے اور تاکید کے لئے گواہ طلب کیا تھا بایں ہمہ اس کی گواہی بھی خبر واحد ہی ہے اس سے وہ خبر واحد سے نہیں نکلتی۔

۶۴۹۴ — ترجمہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قسم لی کہ کس شخص نے سُنا ہے

marfat.com

Marfat.com

اِئْتِ مَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ اَنَا اَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ هٰذَا

۶۴۹۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ اسْتَشَارَهُمْ فِيْ اِمْلَاصِ الْمَرْاَةِ مِثْلَهٗ

بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْاَةِ وَاَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَا عَلَى الْوَلَدِ

۶۴۹۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سِقُط میں فیصلہ کیا ہے۔ مغیرہ بن شُعبہ نے کہا میں نے سُنا ہے کہ حضور نے اس میں غرّہ غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ فرمایا اپنے ساتھ کوئی گواہ لاؤ جو تیرے ساتھ گواہی دے۔ محمد بن سَلَمہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔

ترجمہ: ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے اُنہوں نے اپنے والد سے سُنا کہ

۶۴۹۵ — اُنہوں نے مغیرہ بن شعبہ کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے عورت کا بچہ اس کے پیٹ سے خارج کر دینے میں اس طرح فیصلہ کیا۔

باب عورت کے پیٹ کا بچہ اور دیت والد اور والد کے عصبہ پر ہے بچّے پر نہیں "

۶۴۹۶ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْ جَنِيْنِ امْرَاَةٍ مِنْ بَنِيْ لِحْيَانَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ ثُمَّ اِنَّ الْمَرْاَةَ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَاَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا

۶۴۹۸ ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ

نے بنی لحیان کی ایک عورت کے پیٹ سے مردہ باہر بچہ نکال دینے میں غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا پھر جس عورت پر غرّہ کا فیصلہ کیا وہ بھی فوت ہوگئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ عورت کا ترکہ اس کے بیٹے شوہر کے لئے ہے اور دیت عورت کے عاقلہ "عصبات" پر ہے۔ (عینی)

۶۴۹۷ ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں والد پر دیت کا ذکر نہیں، لہٰذا عنوان اور حدیث میں مطابقت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے بعض طرق میں والد مذکور ہے۔ امام بخاری کی عادت ہے کہ اس طرح بھی عنوان ذکر کر دیتے ہیں۔ اس کا باب میں عورت کے جنین کا حکم بیان ہوگا اور یہ کہ مقتولہ عورت کی دیت قاتلہ کے والد اور اس کے عصبہ پر ہے اس کے لڑکے پر نہیں یعنی جب لڑکا قاتلہ عورت کے عصبات میں سے نہ ہو تو اس پر دیت نہیں، کیونکہ دیت عصبات پر ہوتی ہے۔ ذوالارحام پر دیت واجب نہیں اسی لئے اخیافی بھائیوں پر دیت واجب نہیں اس مقتولہ عورت کا نام لیکہ بنت عُوَیمر تھا اور اس کی سوکن کو ام عفیف بنت مسروح کہا جاتا تھا اہل علم کا اس میں اتفاق ہے کہ جنین کی دیت غرّہ ہے وہ مذکر ہو یا مؤنث ہو اس کی خلقت مکمل ہو چکی ہو یا ناقص ہو جبکہ اس میں آدمی کی خلقت متصور ہو۔ (عینی)

۶۴۹۸ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا قبیلہ ہذیل کی دو عورتیں جھگڑ پڑیں ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر مارا اور اس کو قتل کر دیا اور جو اس کے پیٹ میں تھا اس کو بھی قتل کر دیا وہ یہ جھگڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے تو حضور نے یہ فیصلہ کیا کہ مقتولہ عورت کے جنین کی دیت دغرّہ ہے جو غلام یا لونڈی ہے اور یہ فیصلہ کیا کہ مقتولہ کی دیت اس کے عاقلہ یعنی عصبات پر ہے "

marfat.com
Marfat.com

يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدٰهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ وَقَضٰى دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلٰى عَاقِلَتِهَا

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا

وَيُذْكَرُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ بَعَثَتْ إِلٰى مُعَلِّمِ الْكُتَّابِ ابْعَثْ إِلَيَّ غِلْمَانًا يَنْفُشُونَ صُوفًا وَلَا تَبْعَثْ إِلَيَّ حُرًّا

۶۴۹۹ ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب جس نے غلام یا بچّے سے مدد مانگی

اور ذکر کیا جاتا ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کتاب کے مُعَلِّم کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس کمسن چند غلام بھیجے جو روئی دھنیں اور میرے پاس آزاد نہ بھیجو "

شرح : اس باب کو کتاب الدیات میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ استعمال میں ہلاک ہو جائیں تو حُر کی دیت واجب ہے اور غلام کی قیمت واجب ہے۔ اگر بالغ حُرّ سے استعانت مفت یا اجارہ سے کی اور اس کو کچھ نقص لاحق ہُوا تو اگر اس عمل میں دھوکہ نہ ہو تو تمام اہلِ علم کے نزدیک اس کی ضمان نہیں ہے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی آزاد نہ بھیجنے سے غرض یہ ہے کہ جس نے آزاد نابالغ بچے سے استعانت کی یا غلام سے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر استعانت کی اور وہ دونوں اس عمل میں ہلاک ہو گئے وہ غلام کی قیمت کا ضامن

marfat.com
Marfat.com

الْمَدِيْنَةَ اَخَذَ اَبُوْطَلْحَةَ بِيَدِیْ فَانْطَلَقَ بِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُهٗ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ لِیْ لِشَیْءٍ صَنَعْتُهٗ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا وَلَا لِشَیْءٍ لَمْ اَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا

بَابُ الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ

۶۵۰۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدَنُ جُبَارٌ وَفِی الرِّكَازِ الْخُمُسُ

اور آزاد نابالغ بچے کی دیت کا ضامن ہے جو اس کے عاقلہ پر واجب ہے۔ شارح کرمانی نے کہا ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا آزاد کو منع کرنے سے مقصد آزاد کا اکرام و احترام اور ایصالِ عوض ہے، کیونکہ اس عمل میں اس کے ہلاک ہو جانے کی تقدیر پر اس کی ضمان نہیں، لیکن اگر غلام ہلاک ہو گیا تو اس کی ضمان ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ نے یہ صیغۂ تمریض سے ذکر کیا؛ کیونکہ محمد بن منکدر کی ام المؤمنین ام سلمہ سے سماعت ثابت نہیں۔

۶۴۹۹ــــ ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابوطلحہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! انس ذہین بچہ ہے یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ انس نے کہا میں نے حضر و سفر میں آپ کی خدمت کی۔ اللہ کی قسم! حضور نے کسی شئ کے متعلق مجھے نہیں فرمایا جو میں نے کی ہو کہ تو نے یہ اس طرح کیوں کیا ہے اور نہ اس شئ کے متعلق فرمایا جو میں نے نہ کی ہو کہ تو نے یہ اس طرح کیوں نہیں کیا،،

۶۴۹۹ــــ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے اس حدیث کی عنوان سے مطابقت کس طرح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدمت استعارہ کو مستلزم ہے۔ لہٰذا عنوان کے دوسرے

marfat.com
Marfat.com

جزء کے مطابق ہے یا دوسری روایات پر اعتماد کیا ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میرے لئے کوئی بچہ تلاش کرو جو میری خدمت کرے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی کفالت میں تھے انہوں نے اس کو سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر کیا جبکہ اُن کا شوہر اُن کے ساتھ تھا۔ اس لئے انس کو حاضر کرنے کی نسبت کبھی ام سلیم کی طرف کی گئی اور کبھی ابو طلحہ کی طرف کی گئی۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے وقت ہی ام سلیم نے یہ کیا تھا اور جو ابوطلحہ نے انس کو حاضر کیا تھا وہ اور واقعہ ہے، جبکہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کی طرف جانے کا ارادہ کیا تھا "قسطلانی"۔

سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حضرت انس پر اعتراض نہ کرنا اُن امور میں تھا جن کا تعلق خدمت و آداب سے ہے جن کا تعلق تکالیف شرعیہ سے ہے اس میں یہ نہ تھا؛ کیونکہ تکالیف شرعیہ میں اعتراض کرنا جائز نہیں"، اس حدیث میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حُسنِ خلق پر دلالت ہے اور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عظیم خلق ہے"

باب کان اور کنوئیں میں دب کر مرجانے کا خون معاف ہے

یعنی جو کوئی کان گرنے سے دب کر مرگیا یا کنوئیں میں گر پڑا اور مرگیا اس میں کوئی شئ واجب نہیں"

الحاصل یہ دونوں موتیں لغو ہیں"

۶۵۰۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا حیوانات کا زخمی کرنا رائگاں ہے، کنوئیں میں گر کر مرجانا رائگاں ہے کان میں دب کر مرجانا رائگاں ہے اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔"

۶۵۰۰ — شرح : عجماءؐ کے معنی بہائم ہیں۔ بعض اہل علم نے اس کی تفسیر چوپائے سے کی ہے جو ہاتھ سے نکل کر بھاگ جائے۔ بھاگنے کی حالت میں جو نقصان کردے وہ رائگاں ہے۔ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا۔ بہائم جو شئ تلف کردیں اس میں ضمان نہیں۔ وہ رات کو بھاگ نکلیں یا دن کو زخمی کریں یا نہ کریں؛ البتہ اگر صاحبِ بہیمہ اس کے سبب قصداً اتلاف کرے تو اس کی ضمان ہے؛ کیونکہ اس میں تعدّی پائی جاتی ہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم نے فرمایا اگر بہیمہ کے ساتھ مالک یا مستاجر وغیرہ ہو یا مستعیر یا مودَع یا وکیل یا غاصب وغیرہ ہو تو تلف کردہ کی ضمان

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ

وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ كَانُوْا لَا يُضَمِّنُوْنَ مِنَ النَّفْحَةِ وَيُضَمِّنُوْنَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ وَقَالَ حَمَّادٌ لَا يُضَمَّنُ مِنَ النَّفْحَةِ اِلَّا اَنْ يَنْخُسَ اِنْسَانُ الدَّابَّةَ وَقَالَ شُرَيْحٌ لَا تُضَمَّنُ مَا عَاقَبَتْ اَنْ يَّضْرِبَهَا فَتَضْرِبَ بِرِجْلِهَا وَقَالَ

واجب ہے۔ اور متن میں مذکور حدیث کا محمل یہ ہے کہ جب بہیمہ کے ساتھ کوئی نہ ہو تو دن کو جو تلف کر دے اور کسی قسم کی کمی کے بغیر رات کو باہر نکل جائے اور اس کے ساتھ کوئی نہ ہو تو۔ اس تقدیر پر تلف کردہ کی ضمانت نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ کے اصحاب نے جواب دیا کہ حدیث مطلقاً عام ہے اس کے عموم کے مطابق عمل کرنا واجب ہے اور تعدی اس عموم سے خارج ہے اس لئے تعدی سے ضمان واجب ہے۔

رکاز جاہلیت کا دفینہ ہے وہ سونا ہو یا چاندی ہو وہ اتنی مقدار میں ہو کہ اس میں زکوٰۃ واجب ہو اور وہ نصاب ہے تو اس میں بطور زکوٰۃ واجبہ خمس واجب ہے۔ یہ جمہور علماء کا مذہب ہے۔ حضرات ائمہ کرام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہم بھی یہی کہتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رکاز اور معدن دو علیحدہ چیزیں ہیں اور ہر ایک کا حکم جداگانہ ہے، کیونکہ شارع علیہ السلام نے ایک کا دوسرے پر عطف کیا اور ہر ایک کا حکم علیحدہ ذکر کیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور علماء عراق نے کہا رکاز اور معدن ایک شئ ہیں اور معدن ہی رکاز ہے جب ایک کا حکم بیان کرنے کا ارادہ کیا تو اس کو دوسرے نام سے ذکر کیا اور وہ رکاز ہے۔ اگر یہ کہتے کہ اس میں خمس ہے اور یہ نہ کہتے کہ رکاز میں خمس ہے تو ان میں التباس آتا ، کیونکہ یہ احتمال تھا کہ ضمیر کا مرجع بیٹر ہو۔ قاضی عیاض نے کہا رکاز کا کنز پر عطف اس امر کی دلیل ہے کہ رکاز کنز کے مغائر ہے اور رکاز ہی معدن ہے۔ جیسا کہ علماء عراق کہتے ہیں۔ یہ امام شافعی کے خلاف دلیل ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہا رکاز کا معدن اور سونے چاندی کے دفینہ پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

باب چوپایوں کا نقصان کرنا لغو ہے

ابن سیرین نے کہا حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام چوپایوں کے لات مارنے سے نقصان کی ضمان نہ دلاتے تھے اور اس کی لگام رد کرنے سے ضمان دلاتے تھے حماد نے کہا لات مارنے سے نقصان کی ضمان نہیں ، البتہ اگر کوئی اس کو گدگدا کرے تو اس صورت میں ضمان ہے۔ قاضی شریح نے کہا چوپایہ کو پیچھے سے مارنے

marfat.com
Marfat.com

قَالَ الْحَكَمُ وَحَمَّادٌ اِذَا سَاقَ الْمُكَارِیْ حِمَارًا عَلَیْهِ اِمْرَأَةٌ فَتَحَرَّكَ لَا شَیْءَ عَلَیْهِ وَ قَالَ الشَّعْبِیُّ اِذَا سَاقَ دَابَّةً فَاَتْعَبَهَا فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا اَصَابَتْ وَاِنْ كَانَ خَلْفَهَا مُتَرَسِّلًا لَمْ یَضْمَنْ

۶۵۰۱ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِیَادٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ عَقْلُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَفِی الرِّكَازِ الْخُمُسُ

بَابُ اِثْمِ مَنْ قَتَلَ ذِمِّیًّا بِغَیْرِ جُرْمٍ

۶۵۰۲ — حَدَّثَنَا قَیْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَمْ یَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِیْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ اَرْبَعِیْنَ عَامًا

اور اپنی لات مارنے سے نقصان کر دے تو اس کی ضمان نہیں اور حکم اور حماد نے کہا جب کرایہ دار نے گدھے کو ہانکا جس پر عورت سوار ہو اور وہ گر پڑے تو کرایہ دار پر کوئی شئ واجب نہیں۔ شعبی نے کہا جب چوپایہ کو ہانکا اور اس کو تھکا دیا تو وہ نقصان کا ضامن ہے اور اگر اس کے پیچھے آ رہا ہے تو ضامن نہ ہوگا۔

مفردات : نحس، جانور کی پچھلی دو ٹانگوں کے درمیان یا اس کے پہلو میں لکڑی چبھونا۔ مکاری کرایہ دار، مترسلاً، آرام سے چلنے والا۔

ترجمہ ۶۵۰۱ — ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چوپایوں کی دیت لغو ہے۔ کنوئیں میں گر کر مرنے والا لغو ہے کان کنی کرنے میں دب کر مر جانے والا لغو ہے اور رکاز میں خمس ہے (یعنی اسی طرح مرنے والوں میں دیت نہیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ

۶۵۰۳ــ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ

باب اس شخص کو گناہ جو بے گناہ ذمّی کافر کو قتل کر دے

۶۵۰۲ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے ایسی جان کو قتل کیا کہ اس کے ساتھ عہد کیا گیا ہے وہ جنت کی ہوا نہ پائے گا، حالانکہ اس کی ہوا چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔

۶۵۰۲ــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مؤمن دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا تو اس کا جنت کی ہوا نہ پانے کے کیا معنیٰ ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وعید بطور زجر و تہدید ہے یا مراد یہ ہے کہ اوّل بار جنت کی ہوا نہ پائے گا جو دوسرے مسلمان کبائر کے مرتکب نہ ہونے والے پائیں گے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عنوان میں ذمّی مذکور اور حدیث میں ذی عہد کا ذکر ہے لہٰذا حدیث عنوان کے مطابق نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معاہد بھی ذمّی ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ مسلمانوں پر واجب ہے۔ اس حدیث میں چالیس سال کی مسافت ذکر کی گئی ہے۔ ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنت کی ہوا ستر برس کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں محمد بن سیرین کے طریق سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سو سال کی مسافت روایت کی ہے۔ صاحب فردوس نے جابر کی حدیث میں ایک ہزار سال کی مسافت ذکر کی ہے۔ اس اختلاف کا اندفاع اس طرح ہے کہ یہ اختلاف لوگوں کے منازل اور درجات کے تفاوت کے اعتبار سے ہے۔ علامہ کرمانی نے اس کا جواب یہ ذکر کیا کہ عدد مخصوصہ مقصود نہیں بلکہ مبالغہ اور تکثیر مقصود ہے۔

باب مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے

۶۵۰۳ــ ترجمہ : ابوجحیفہ نے کہا میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا ہم سے صدقہ بن فضل

marfat.com

Marfat.com

قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْاٰنِ قَالَ الْعَقْلُ وَ فَكَاكُ الْاَسِيْرِ وَاَلَّا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

بَابُ اِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُوْدِيًّا عِنْدَ الْغَضَبِ

رَوَاهُ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے بیان کیا کہ انہیں مُطَرِّف نے خبر سنائی کہ میں نے شعبی کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ میں نے ابوجحیفہ سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی شئ ہے جو قرآن میں نہ ہو ایک بار سفیان بن عیینہ نے کہا کہ جو لوگوں کے پاس نہ ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا اس ذات کی قسم ہے جس نے دانہ کو اُگایا جان کو پیدا کیا ہمارے پاس وہی ہے جو اس قرآن کریم میں موجود ہے سوائے فہم کتاب کے جو کسی کو دیا جاتا ہے اور جو کچھ اِس صحیفہ میں ہے۔ میں نے کہا اس صحیفہ میں کیا ہے۔ فرمایا اس میں دیت کے احکام اور قیدی کو آزاد کرنا اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بہت احکام احادیث سے معلوم ہوتے ہیں تو قرآن مجید میں احکام کا حصر کیسے درست ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے اس قول میں قرآن کریم کی اس آیت کریمہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ،، کی طرف اشارہ ہے لہٰذا قرآن کریم احادیث کے تمام احکام کو شامل ہے۔

۶۵۰۳

(حدیث ۱۱۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب جب مسلمان غصّہ کی حالت میں یہودی کو طمانچہ مارے ،،

اس کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے ،،

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم ذکر نہیں کیا لیکن دراصل حکم یہ ہے کہ اس پر کوئی شئ واجب نہیں، کیونکہ باب کی حدیث میں قصاص کا ذکر نہیں اگر اس میں قصاص ہوتا تو ضرور بیان

marfat.com
Marfat.com

۶۵۰۴ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ

۶۵۰۵ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِكَ مِنَ الْاَنْصَارِ لَطَمَ فِيْ وَجْهِيْ قَالَ ادْعُوْهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ مَرَرْتُ بِالْيَهُوْدِ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ قَالَ فَقُلْتُ

کیا جاتا یہ مسئلہ اجماعیہ ہے اور فقہاء کی ایک جماعت کا یہی قول ہے۔

۶۵۰۴ ـــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں کے درمیان ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دو

۶۵۰۴ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہمارے نبی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں، کیونکہ آپ نے فرمایا ہے "میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں" نیز فرمایا: آدم اور اُن کے سوا تمام نبی قیامت میں میرے جھنڈے تلے ہوں گے اس میں فخر نہیں" اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع اور انکساری کے طور پر فرمایا تھا کہ ایک نبی کو دوسرے پر فضیلت نہ دو یا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ایک نبی کو دوسرے نبی سے اس طور پر افضل نہ کہو کہ دوسرے کی تنقیص ہو جائے یا اس میں جھگڑے کی صورت پیدا ہو جائے۔ یا نفس نبوت میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دو۔

۶۵۰۵ ـــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حالانکہ اس کے چہرہ پر طمانچہ مارا گیا تھا اس نے کہا "یا محمد" صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے

marfat.com
Marfat.com

اَعَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَتْنِیْ غَضْبَۃٌ فَلَطَمْتُہٗ قَالَ لَاتُخَیِّرُوْنِیْ مِنْ بَیْنِ الْاَنْبِیَاءِ فَاِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُفِیْقُ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰی اٰخِذٌ بِقَائِمَۃٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ اَفَاقَ قَبْلِیْ اَمْ جُزِیَ بِصَعْقَۃِ الطُّوْرِ

ایک انصاری صحابی نے میرے چہرے پر طمانچہ مارا ہے۔ فرمایا اسے بلاؤ لوگوں نے اس کو بلایا تو حضور نے فرمایا تو نے اس کے چہرہ پر طمانچہ کیوں مارا ہے۔ اُس نے کہا یارسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" میں یہودیوں کے پاس سے گزرا میں نے اسے سنا یہ کہہ رہا تھا اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ "علیہ السلام" کو تمام انسانوں پہ فضیلت دی ہے تو میں نے کہا کیا جناب محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ؟ مجھے غصہ آگیا تو میں نے اس کو طمانچہ دے مارا۔ فرمایا مجھے نبیوں کے درمیان فضیلت نہ دو، کیونکہ لوگ قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے پھر مجھے سب سے پہلے ہوش آئے گا تو اچانک موسیٰ "علیہ السلام" عرش معلّٰی کے پائے پکڑے ہوں گے نامعلوم وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے ہوں گے یا کوہِ طور پر صعقہ سے بیہوش ہونے کے باعث قیامت کے صعقہ سے مستثنیٰ ہو گئے تھے۔

۶۵۰۵ — شرح : بعض روایات میں ہے کہ طمانچہ مارنے والا مرد جناب ابوبکر صدیق تھے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ موسیٰ "علیہ السلام" مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا طور کے صعقہ سے اس کی مکافات ہو گئی تھی جبکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا سوال کیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضور نے فرمایا میں تمام سے پہلے ہوش میں آؤں گا اور موسیٰ کو دیکھوں گا کہ اس نے عرش کا ستون پکڑا ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام پہلے ہوش میں آئیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کے افاقہ کی تقدیم کا موجب نہیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم افاقہ کے بعد اپنی امت کے حال کی طرف متوجہ ہوں گے تو اس حال میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھیں گے کہ انہیں افاقہ ہے یا دوسرے نبیوں کی نسبت موسیٰ علیہ السلام کو پہلے آفاقہ ہو گیا ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ اِسْتِتَابَةِ الْمُعَانِدِيْنَ وَالْمُرْتَدِّيْنَ وَقِتَالِهُمْ

ثُمَّ مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ وَعُقُوْبَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ وَلَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب مرتدوں اور اسلام کے دشمنوں سے توبہ کرانا اور اُن سے جنگ کرنا،

مرتد وہ لوگ ہیں جو صحیح راہ سے پھر جائیں اور حق کا علم ہوتے ہوئے اسکو مسترد کردیں

باب اس شخص کو گناہ جو اللہ کا شریک بنائے اور دُنیا اور آخرت میں اس کو عذاب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے اگر تو نے شرک کیا تو تیرا عمل باطل ہو جائیگا اور تو خسارہ والوں میں رہ جائے گا ۔

marfat.com

Marfat.com

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ
۶۵۰۶ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ
الْاٰيَةُ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ اِيْمَانَهٗ بِظُلْمٍ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَيْسَ بِذٰلِكَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِلٰى قَوْلِ
لُقْمَانَ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ"

شرح : ظلم کے معنیٰ ہیں "شئ کو اس کے مقام کے غیر میں رکھنا۔
مشرک شئ کو اس کے مقام کے غیر میں رکھتا ہے کیونکہ جس نے اس کو عدم سے وجود کی طرف نکالا اس کے لئے مساوی بناتا ہے اور نعمت کو اس کی طرف منسوب کرتا ہے جو وہ نہیں دیتا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لَئِنْ اَشْرَكْتَ الاٰیۃ

اس آئت کریمہ میں مخاطب جناب رسُوْل اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں لیکن مراد لوگ ہیں اور شرک کرنے والوں کے عمل کا باطل ہونا موت کے ساتھ مقیّد ہے کہ اگر اُن کا خاتمہ اور موت شرک پہ ہُوئی تو اُن کے سب اعمال باطل ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ "یعنی جو کفر کی حالت میں مرجائیں ان کے عمل باطل ہیں۔

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آئت کریمہ "جو لوگ ایمان
۶۵۰۶ — لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہ ملایا"، نازل ہُوئی تو یہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہ بہت شاق گزری۔ اُنہوں نے عرض کیا یا رسُوْل اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم ہم میں کون ہے جس نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہ ملایا ہو تو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا یہ بات نہیں کیا تم نے لقمان کی بات نہیں سُنی؟ بے شک شرک کرنا عظیم ظلم ہے۔

۶۵۰۶ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایمان اور شرک کیسے جمع ہو سکتے ہیں اس کا جواب یہ

marfat.com
Marfat.com

۶۵۰۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ ح وَحَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ الْجُرَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ ثَلٰثًا أَوْ قَوْلُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ

ہے جیسے اُن لوگوں میں جمع ہوئے تھے جنہوں نے کہا تھا یہ بُت ہمارے خُدا بڑے خدا کے حضور ہماری شفاعت کریں گے وہ لوگ اللہ کو مانتے تھے اور اس پر ایمان رکھتے تھے لیکن اس کا شریک بھی بتاتے تھے اور ان کو اللہ کے مساوی سمجھتے تھے۔ (حدیث ۳۱ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۵۰۷ — ترجمہ : عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ نے اپنے والد ابو بکرہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بہت بڑا گناہ اللہ کا شریک بنانا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹی گواہی دینا، یہ تین بار فرمایا یا جھوٹی بات کرنا، آپ اس کو بار بار فرماتے رہے حتی کہ ہم نے کہا کاش کہ حضور خاموش ہو جائیں

۶۵۰۷ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرات صحابہ کرام نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاموش ہونے کی خواہش کی ؛ حالانکہ حضور کا کلام سُننے میں ملال نہیں آتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام نے حضور کے آرام کرنے کی خواہش کی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف میں قتل کو اکبر الکبائر کہا ہے ، اسی طرح وارد ہے کہ زنا بہت بڑا گناہ ہے تو شرک کی کیا تخصیص ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ہر مقام میں اس کے مقتضیٰ کے مطابق اور اس مقام میں حاضرین کے حال کے مناسب ذکر کی جاتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

marfat.com
Marfat.com

٦٥٠٨ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُولَ اللهِ مَا الْكَبَائِرُ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْيَمِينُ الْغَمُوسُ قُلْتُ وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ قَالَ الَّذِي يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ

٦٥٠٩ ـــ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُولَ اللهِ أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ

٦٥٠٨ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! بڑے بڑے گناہ کیا ہیں؟ حضور نے فرمایا اللہ کا شریک بنانا اُس نے کہا اس کے بعد؟ فرمایا والدین کی نافرمانی کرنا۔ کہا پھر کیا؟ فرمایا جھوٹی قسم کھانا۔ میں نے عرض کیا "یمین غموس کیا ہے" فرمایا جو کسی کا مال قابو کرے، حالانکہ وہ اس قسم میں جھوٹا ہے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الدیات میں حدیث گزری ہے کہ پھر حضور نے فرمایا **٦٥٠٨** ـــ تو اپنے بچے کو اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر سائل کا جواب اس کے حال کے مطابق فرمایا جاتا تھا۔ شائد اس شخص کے حال کا مقتضیٰ قتل کے حکم کی تغلیظ اور اس سے زجر تھی اور اس شخص کے حال کا مقتضیٰ قتل کے حکم کی تغلیظ اور اس سے زجر تھی اور اس شخص کے حال کا مقتضیٰ والدین کی نافرمانی کے حکم کی تغلیظ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٦٥٠٩ ـــ ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جاہلیت اور کفر کی حالت میں ہم نے جو عمل کئے تھے ان کے بدلے ہمارا مواخذہ ہوگا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِيُّ وَاِبْرٰهِيْمُ تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ وَاسْتَتَابَتِهِمْ وَقَالَ اللّٰهُ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ وَقَوْلُهٗ اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

فرمایا جس نے اسلام کو خوبی کے ساتھ قبول کیا وہ جاہلیت کی بداعمالیوں کے باعث نہ پکڑا جائے گا اور جس نے اسلام میں اساءت کی اول آخر سب گناہوں کے عوض پکڑا جائے گا۔

شرح ۶۵۰۹ ۔ اس حدیث میں اسلام میں اساءت سے مراد دین سے ارتداد ہے اور اسلام میں احسان سے مراد اس پہ دوام و استمرار اور ترکِ معاصی ہے اوّل سے مراد کفر کی حالت کے اعمال ہیں اور آخر سے مراد جو اسلام میں عمل کئے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف میں ہے اَلْاِسْلَامُ يَجُبُّ مَا قَبْلَهٗ "اسلام پہلے سب گناہ مٹا دیتا ہے"، تو کفر کی حالت میں گناہوں کا جو اسلام کے باعث مٹ گئے ہیں کیسے مؤاخذہ ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کفر کی حالت میں جو گناہ کئے ہیں اُن پر شرمندگی دلائی جائے گی گویا کہ کہا جائے گا کیا تو نے ایسا ایسا نہیں کیا تھا جبکہ تو کافر تھا ایسے گناہ کرنے سے تجھے اسلام نے منع کیوں نہیں کیا پھر اسلام میں جو اُس نے گناہ کئے ہیں ان پر مؤاخذہ کیا جائے گا۔ سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حسنِ اسلام کے وقت پہلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ الاسلام یجب ما قبلہ کا محمل یہی ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا اسلام میں اساءت کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کا اسلام صحیح نہ ہو یا اس کا ایمان خالص نہ ہو بلکہ اس میں منافقت پائی جائے۔

باب مرتدّ مرد اور مرتدہ عورت کا حکم اور ان سے توبہ کرانا

عبداللہ بن عمر، محمد بن مسلم زُہری اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہم نے کہا مرتدہ عورت کو قتل کیا جائے گا"، یعنی مرتد مرد اور مرتدہ عورت کا حکم برابر ہے یا نہیں؟ حضرت عبداللہ بن عمر، زہری اور ابراہیم نخعی نے کہا ان

marfat.com
Marfat.com

يُرَدُّوكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كَافِرِيْنَ وَقَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ
اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ
سَبِيْلًا وَقَالَ مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ
وَيُحِبُّوْنَهٗ وَقَالَ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ

دونوں کا حکم برابر ہے ان میں کچھ فرق نہیں

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ اس قوم کو کیسے ہدایت دے گا جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا اور گواہی دی کہ رسول حق ہے اور ان کے پاس دلائل آئے۔ اللہ ظالم قوم کو ہدائت نہیں کرتا ان لوگوں کی جزا یہ ہے کہ ان پہ اللہ کی لعنت، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اُن سے عذاب خفیف نہیں کیا جائیگا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی مگر وہ لوگ جو اس کے بعد تائب ہو گئے اور نیک کام کئے بے شک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ بیشک جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا پھر کفر میں زیادہ ہو گئے۔ اُن کی توبہ کبھی قبول نہ ہو گی۔ یہ لوگ گمراہ ہیں۔ ابن جریر نے اپنے اسناد کے ساتھ عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ ایک انصاری آدمی مسلمان ہو گیا پھر مرتد ہو گیا اور شرک کو مخفی رکھا پھر نادم ہوا اور اپنی قوم کو پیغام بھیجا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجو کہ میرے لئے توبہ ہے؟ اس وقت مذکورہ آئت کریمہ نازل ہوئی اس کی قوم نے اسے پیغام بھیجا تو وہ مسلمان ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اگر تم اہلِ کتاب کے ایک گروہ کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں کافر بنا دیں گے "

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو اہل کتاب کے گروہ کی اطاعت سے منع کرتا ہے جو مومنوں پہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اُن کی طرف رسول بھیج کر ان پر انعام کرنے پر حسد کرتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ شماس بن قیس یہودی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے انصار کو اکٹھے باہم شیر و شکر دیکھا تو ان کو گزرے ہوئے زمانہ میں ان کی باہم جنگیں یاد دلائیں تو وہ پھر آپس میں جنگ پر آمادہ ہو گئے پھر اُن کے پاس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہیں نصیحت فرمائی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ مذکور اشتعال شیطان نے دلایا

marfat.com
Marfat.com

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ لَا جَرَمَ يَقُوْلُ حَقًّا اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلٰى قَوْلِهٖ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَقَالَ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ

ہے پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے اور حضور کی اطاعت کرتے ہوئے واپس چلے گئے تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو لوگ ایمان لائے پھر کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر کفر میں بڑھتے گئے اللہ ان کو نہیں بخشے گا اور نہ ہی انہیں سیدھی راہ کی ہدائت دے گا ،،

اس آئت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی خبر دی ہے جو ایمان لایا پھر مرتد ہو گیا اور ارتداد کی حالت میں رہا اور اسی حال میں مر گیا اس کو اللہ نہیں بخشے گا اور نہ ہی اس کے لئے ہدایت کی راہ کھولے گا اسی لئے فرمایا اور اللہ اس کو بخشنے والا نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مرتد سے تین بار توبہ کرائی جائے یہ انہوں نے اس آئت سے اخذ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم میں سے اگر کوئی شخص اپنے دین سے پھر گیا تو اللہ عنقریب ایسی قوم لائے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے وہ مومنوں کے لئے مہربان ہوں گے اور کافر پر بہت سخت ہوں گے۔

اَذِلَّہ ذلیل کی جمع بمعنی مہربان ہے۔ اسی لئے فرمایا اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ،، گویا کہ کہا گیا وہ مومنوں پر بطور تذلل اور تواضع مہربان ہوں گے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اللہ کی قسم یہ لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لیکن جن کے سینے کفر میں کھل گئے اُن پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے یہ اس لئے کہ انہوں نے دُنیاوی زندگی سے آخرت کی زندگی کے سوا محبت کی (دُنیا کو آخرت پر ترجیح دی) بے شک اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہریں لگا دی ہیں، یہی لوگ غافل ہیں یقیناً یہ

marfat.com
Marfat.com

عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

۶۵۱۰ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ اُتِيَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَاَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ

لوگ آخرت میں خسارہ پانے والے ہیں..... پھر تمہارا ربّ اس کے لئے "غفور رحیم" تک

یعنی ان لوگوں کو دنیا کو آخرت پہ ترجیح دینے کے سبب سخت عذاب ہوگا۔ لاجرم "بمعنی حق ہے حسن بصری اسے فعل کہتے ہیں جبکہ کوفی اس کو اسم کہتے ہیں اور اس کے جواب پر لام داخل ہوتی ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے لَاجَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ لوگ تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے حتیٰ کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیریں اگر انہیں یہ طاقت ہو اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر وہ مرجائے، حالانکہ وہ کافر تھا ان کے عمل دنیا و آخرت میں تباہ و برباد ہوگئے۔ یہ ہی لوگ دوزخی ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے

یہ آیت کریمہ مکہ کے مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اعمال تباہ ہونے کی شرط کفر پہ موت ہے۔

۶۵۱۰ — ترجمہ: عکرمہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس زندیق لائے گئے تو انہوں نے ان کو جلا دیا یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچی تو انہوں نے کہا اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا؛ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "جلانے سے" منع فرمایا ہے

marfat.com
Marfat.com

چنانچہ فرمایا ، اللہ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ دو ؛ البتہ میں انہیں قتل کرتا ؛ کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا دین بدل دے اس کو قتل کر دو ۔"

۶۵۱۰ —— مشرح ؛ زنادقہ زندیق کی جمع ہے یہ لفظ فارسی ہے ۔ عربی میں مستعمل ہے اس کو معرب کہتے ہیں ۔ زنادقہ میں تاء زندیق کی یا سے بدل ہے ۔ زندیق وہ ہے جو منافق کی طرح کفر چھپائے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے بعض کہتے ہیں زندیق بت پرست قوم ہے جو کئی خالقوں کی قائل ہے ۔ بعض کہتے ہیں زندیق بے دین لوگ ہیں ۔ بعض علماء نے کہا زندیق روافض کا ایک گروہ ہے جن کو سبائیہ کہا جاتا ہے ۔ اِن کا دعویٰ ہے کہ حضرت علی الٰہ ہیں اِن کا رئیس عبداللہ بن سباء یہودی تھا جس نے اسلام کا لبادہ پہن رکھا تھا ۔ طبرانی نے اوسط میں سوید بن غفلہ کے طریق سے روائت کی کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو خبر ملی کہ ایک قوم اسلام سے مرتد ہو گئی ہے آپ نے ان کو پیغام بھیجا ۔ وہ حاضر ہوئے تو ان کو کھانا کھلایا پھر ان کو دعوتِ اسلام دی ۔ انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا ان کے لئے گڑھا کھودا گیا پھر ان کو قتل کر کے اس میں پھینک دیا اور ان پر لکڑیاں ڈال کر آگ سے جلا دیا ۔ اسماعیلی نے عکرمہ کی حدیث روائت کی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قوم لائی گئی جو اسلام سے مرتد ہو گئے تھے یا کہا وہ زندیق تھے ان کے ساتھ ان کی کتابیں تھیں ۔ آپ نے حکم دیا اور ان کو آگ میں جلا دیا گیا ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی اس وقت وہ حضرت علی کی طرف سے بصرہ کے حاکم مقرر تھے ۔ زندیق کی توبہ میں اہلِ علم کا اختلاف ہے ۔ امام مالک ، لیث ، امام احمد اور اسحاق نے کہا زندیق کو قتل کر دیا جائے اس کی توبہ قبول نہیں ۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے اس میں مختلف اقوال ہیں ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک قول یہ ہے کہ زندیق سے توبہ کرائی جائے ۔ اگر توبہ کرے تو فبہا ورنہ اس کو قتل کر دیں ۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زندیق سے مرتد کی طرح توبہ کرائی جائے ۔ امام مالک رضی اللہ عنہ سے کہا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کو جانتے ہوئے انہیں قتل نہیں کیا آپ انہیں کیوں قتل کرتے ہیں ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کو جانتے ہوئے انہیں قتل نہیں کیا آپ انہیں کیوں قتل کرتے ہیں ۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی توبہ معروف نہیں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا کہ ابن الطلاع کے احکام میں ذکر کیا کسی مشہور تصنیف میں یہ مذکور نہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتد یا زندیق کو قتل کیا ہو ؛ البتہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ام فرقد کو قتل کیا تھا جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئی تھی ۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندیقیوں کو آگ میں جلا دیا ۔ انہوں نے آگ سے نہ جلانے والی حدیث پر عمل کیوں نہیں کیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ علیہ السلام ابن عباس سے زیادہ عالم تھے انہوں نے صلاحِ حال اسی میں

marfat.com
Marfat.com

۶۵۱۱ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِيَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَكِلَاهُمَا سَأَلَ فَقَالَ يَا أَبَا مُوسٰى أَوْ قَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلٰى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ فَقَالَ لَنْ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ وَلٰكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسٰى أَوْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ إِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ أَتْبَعَهُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ أَلْقٰى لَهُ وِسَادَةً قَالَ انْزِلْ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ قَالَ مَا هٰذَا قَالَ كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ اجْلِسْ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ

دیکھی جو حضرت نے اُن سے معلوم کی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ نہی کی حدیث ایک جماعت کے ساتھ مخصوص ہو اور جس نے اپنا دین بدل دیا، اس کی موجب نہیں مرتد کی عقوبت قتل سے ہی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حدیث ۲۸۱۴ کی شرح دیکھیں)

۶۵۱۱ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے ساتھ دو آدمی اشعری تھے۔ ان میں سے ایک میری دائیں جانب اور دوسرا بائیں تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک فرما رہے تھے۔ اُن دونوں نے سوال کیا تو حضور نے فرمایا اے ابا موسیٰ یا کہا اے عبداللہ بن قیس۔ ابو موسیٰ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ اَحَدُهُمَا اَمَّا اَنَا فَاَقُوْمُ وَاَنَامُ وَاَرْجُوْنِیْ نَوْمَتِیْ مَا اَرْجُوْنِیْ قَوْمَتِیْ

بَابُ قَتْلِ مَنْ اَبٰی قَبُوْلَ الْفَرَائِضِ وَمَا نُسِبُوْا اِلَی الرِّدَّةِ

۶۵۱۲ — حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ عُقَیْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ

انہوں نے اپنے دلوں کی بات پر مجھے مطلع نہیں کیا اور نہ ہی میں نے جانا کہ یہ عمل طلب کرنے آئے ہیں گویا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک حضور کے ہونٹوں تلے دیکھ رہا ہوں کہ وہ دبی ہوئی ہے۔ حضور نے فرمایا ہم اپنے عمل پر اس شخص کو ہرگز عامل نہیں بناتے جو اس کی خواہش کرے لیکن اے ابا موسیٰ یا فرمایا اے عبداللہ بن قیس تم یمن جاؤ پھر اُن کے پیچھے معاذ بن جبل کو بھیجا۔ جب معاذ بن جبل ابوموسیٰ کے پاس آئے۔ ابوموسیٰ نے اُن کے لئے گدا بچھا دیا اور کہا سواری سے نیچے اُترو اچانک ایک آدمی اُن کے پاس بندھا ہُوا تھا۔ معاذ بن جبل نے کہا یہ کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا یہ شخص یہودی تھا پھر مسلمان ہوگیا پھر یہودی ہوگیا ہے۔ کہا بیٹھئے معاذ بن جبل نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا جائے یہ اللہ اور اس کے رسُول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیصلہ ہے۔ یہ تین بار کہا۔ ابوموسیٰ نے قتل کرنے کا حکم دیا تو اس کو قتل کر دیا گیا۔ پھر دونوں نے آپس میں رات کے قیام کا تذکرہ کیا اُن میں سے ایک نے کہا بہرحال میں تو رات کو عبادت کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور اپنے سونے میں وہ امید کرتا ہوں جو عبادت میں اُمید کرتا ہوں۔

۶۵۱۱ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امارت کا سوال کرنا اور اس کی حرص کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں تہمت ہے اور اس کی خواہش کرنے والے کی اللہ کی طرف سے مدد نہیں کی جاتی اور اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے پھر وہ اس میں عاجز ہونے کے باعث لوگوں کے حقوق ضائع کرنے لگتا ہے بخلاف اس شخص کے جو حصول امارت کو نہ چاہے اور اس کو امارت پر مجبور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کے لئے فرشتہ بھیج دیتا ہے جو فیصلہ کرنے میں اس کی اعانت کرتا ہے۔ اس حدیث میں مہمان کا اکرام بھی ہے

باب اس کا قتل جس نے فرائض قبول کرنے سے انکار کیا اور انکا قتل جو رِدّت کی طرف منسوب ہیں

marfat.com

Marfat.com

قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَکْرٍ وَکَفَرَ مَنْ کَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ یَا اَبَا بَکْرٍ کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَمَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَہٗ وَنَفْسَہٗ اِلَّا بِحَقِّہٖ وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ فَاِنَّ الزَّکٰوۃَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰہِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عَنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُھُمْ عَلٰی مَنْعِھَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰہِ مَا ھُوَ اِلَّآ اَنْ رَاَیْتُ اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّہُ الْحَقُّ

۶۵۱۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور عربوں میں سے بعض لوگ کافر ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابابکر آپ لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ کہیں لا الہ الا اللہ، جس نے لا الہ الا اللہ، کہا اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان محفوظ کر لی مگر اس کے حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اُن لوگوں سے جنگ کروں گا جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ مجھ سے بکری کا بچہ منع کریں گے جسے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے تو میں اس کو منع کرنے پہ جنگ کروں گا۔ عمر فاروق نے کہا اللہ کی قسم ابوبکر صدیق کا ارشاد نہ تھا مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ جہاد کے لئے کھول دیا تھا میں نے جانا کہ وہی حق ہے۔

۶۵۱۲ — شرح : قولہ وَمَا نُسِبُوْا میں ما موصولہ ہے اس مسئلہ میں بہت اختلاف کیا گیا ہے جس شخص نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا، حالانکہ وہ اس کے وجوب کا اقرار کرتا ہے اگر وہ ہم میں موجود ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے پہ لڑائی کے لئے آمادہ نہیں اور نہ ہی بذریعہ تلوار منع کرتا ہے تو

marfat.com
Marfat.com

اس سے جبراً زکوٰۃ لی جائے گی اور اس کو قتل نہ کیا جائے گا اور زکوٰۃ مساکین میں تقسیم کی جائیگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ منع کرنے والوں سے جنگ اس لئے کی کہ انہوں نے بذریعہ تلوار زکوٰۃ منع کی تھی اور مسلمانوں کے خلاف محاذِ جنگ قائم کیا تھا علماء کا اس میں اتفاق ہے کہ جو فریضۂ زکوٰۃ منع کرنے میں مسلمانوں سے محاربت کرے یا کسی آدمی کا حق ادا کرنے سے منع کرے جو اس پر واجب ہے اس سے جنگ کرنا واجب ہے اور اس کا خون لغو ہے نماز میں علماء کی جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جو کوئی اس کا انکار کرتے ہوئے اسے ترک کرے وہ مرتد ہے اس سے توبہ کرائی جائے اگر تائب ہو جائے تو فبہا ورنہ قتل کیا جائے یہی حکم تمام فرائض کا ہے۔ البتہ جس نے سستی کرتے ہوئے نماز ترک کی اور کہا میں نماز نہیں پڑھتا ہوں تو امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب صحیح یہ ہے کہ اگر اس نے ایک نماز ترک کی تو اس کو بطورِ حد قتل کیا جائے بطورِ کفر قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اسے کہا جائے گا جب تک نماز کا وقت باقی ہے نماز ادا کر اگر اس نے نماز ادا کی تو اسے چھوڑ دیا جائے گا اور اگر نماز ادا کرنے سے رکا رہا حتیٰ کہ نماز کا وقت نکل گیا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا پھر اس میں اختلاف ہے بعض علماء نے کہا اس سے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کرے تو فبہا ورنہ قتل کر دیا جائے۔ بعض علماء نے کہا اس کو قتل کر دیا جائے؛ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی حد ہے اس پر ضرور قائم کی جائے گی توبہ اس کو ساقط نہیں کر سکتی اور وہ زانی کی طرح فاسق ہے کافر نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نماز کا تارک کافر ہے مرتد ہے اس کا مال مسلمانوں کے لئے مالِ غنیمت ہے اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے وہ سستی سے نماز ترک کرے یا انکار کرتا ہوا ترک کرے۔ امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور مُزنی رضی اللہ عنہم نے کہا بے نماز کو کسی صورت قتل نہ کیا جائے، لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس پر تعزیر قائم کی جائے حتیٰ کہ نماز پڑھنے لگے اور بعض حنفیہ نے کہا اس کو اتنا پیٹا جائے کہ اس کے چمڑے سے خون بہہ نکلے (عینی)

علامہ کرمانی نے خطابی سے نقل کیا کہ یہ حدیث مشکل ہے، کیونکہ اس کا پہلا حصہ اُن کے کفر پر دلالت کرتا ہے اور نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کا مُوجب یہ ہے کہ وہ دین پر ثابت ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں نیز وہ زکوٰۃ منع کرنے میں یہ تاویل کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ الآیۃ لوگوں کے مال سے صدقہ لیں اس کے ساتھ ان کو پاک کریں اور ان کے لئے دعاء کریں بے شک آپ کی دعاء ان کے لئے سکون کا سبب ہے اور تطہیر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مقدم ہے نیز آپ کی صلوٰۃ ہمارے لئے سکون و آرام ہے۔ حضور کے علاوہ اور کسی کی صلوٰۃ ہمارے لئے سکون نہیں اس قسم کا شبہ ان کے ساتھ قتال اور جنگ سے منع کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مانعین زکوٰۃ دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ تھے جو مسیلمہ کذاب کے ساتھ مل کر مرتد ہو گئے تھے۔ حدیث شریف میں "کَفَرَ مَنْ کَفَرَ" سے مراد یہ لوگ ہیں۔ دوسرے وہ لوگ تھے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِذَا عَرَّضَ الذِّمِّیُّ وَغَیْرُہٖ بِسَبِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یُصَرِّحْ نَحْوُ قَوْلِہِ اَلسَّامُ عَلَیْکَ ۶۵۱۳ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

جنہوں نے صرف زکوٰۃ سے انکار مذکور تاویل کی بناء پر کیا تھا یہ باغی لوگ تھے۔ مجملاً ان کی ارتداد کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ دوسری قسم کے لوگوں کے بارے میں شیخین کے درمیان مناظرہ ہوا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ظاہری کلام کیا اور اس کے آخر پر نگاہ نہ ڈالی جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا زکوٰۃ مال کی ہے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "اِلَّا بِحَقِّہٖ" کے تحت داخل ہے اور اس کو نماز پر قیاس کیا؛ کیونکہ نماز سے منع کرنے والے کے ساتھ جنگ میں سب کا اتفاق ہے اور اس پر اجماع ہے اس لئے مختلف کو متفق علیہ کی طرف ردّ کیا ہے۔ رہی تطہیر اور دعاء کبھی یوں ہوتا ہے کہ یہ کرنے والا آپ کے زمانہ میں اس کا پورا ثواب پالیتا تھا جس کا وعدہ کیا گیا ہے کیونکہ یہ منقطع نہیں۔ امام المسلمین کے لئے مستحب ہے کہ صدقہ کرنے والے کے لئے دعاء کرے اور اس کی قبولیت کی امید کی جائے۔ مذکور حدیث شریف میں تفریق سے مراد یہ ہے کہ نماز کا اقرار کرے اور زکاۃ کا اعتراف کرتے ہوئے انکار کرے اور فَاِنَّ الزَّکٰوۃَ حَقُّ الْمَالِ ، مذکور تفریق کے منع کی دلیل ہے کہ نفس کا حق نماز ہے اور مال کا حق زکوٰۃ ہے لہٰذا جو شخص نماز قائم کرے گا وہ اپنی جان محفوظ کرے گا اور جو کوئی زکوٰۃ ادا کرے گا وہ اپنا مال محفوظ کرلے گا اگر نماز نہ پڑھے تو ترکِ صلوٰۃ پر اس سے جنگ کی جائے گی اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کے مال سے جبراً زکوٰۃ لی جائے گی اگر وہ اس کے لئے محاربت کرے تو اس سے جنگ کی جائے گی۔ آخر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ دلیل سے حق پہچانا تھا کیونکہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کرسکتا۔

(اس کی مزید تفصیل حدیث ۱۳۲۱ ج ۳ کی شرح میں دیکھیں)

باب جس وقت ذمّی وغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی بکنے میں تعریض کرے تصریح نہ کرے جیسے کہے اَلسَّامُ عَلَیْکَ"

تعریض یہ ہے کہ کسی لفظ کو اس کی حقیقت میں استعمال کیا جائے جس سے دوسرے مقصودی معنیٰ کی طرف اشارہ ہوجائے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں علماء کوفہ کا مذہب اختیار کیا ہے جبکہ اُن کے نزدیک جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا آپ پر عیب لگایا اگر وہ ذمّی ہے تو اس کو تعزیر لگائی جائے گی قتل نہیں کیا جائے گا۔

marfat.com
Marfat.com

مُقَاتِلٌ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَيْدِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ قَالَ السَّامُ عَلَيْكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَقْتُلُهٗ قَالَ لَا اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتٰبِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ

سفیان ثوری بھی یہی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ مسلمان ہے تو مرتد ہو جائے گا اگر ذمی ہے تو اس کا عہد ذمہ منقوض نہ ہوگا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے کہا یہودی کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنا اَلسَّامُ عَلَيْكَ ،، اگر یہ مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کرے تو مرتد ہو جائے گا اور قتل کیا جائے گا لیکن حضور نے ایسا لفظ کہنے والے یہودی کو قتل نہیں کیا؛ کیونکہ اُن کا شرک کرنا گالی سے اُوپر ہے بایں ہمہ "السام علیک" موت کی دُعاء ہے اور موت سے کوئی خالی نہیں رہ سکتا وہ ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کو قتل کرایا تھا؛ چنانچہ آپ نے فرمایا کون ہے جو کعب کو قتل کرے گا کیونکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتا ہے پھر اس کو اچانک قتل کرا دیا اس طرح ابو رافع کو سوتے میں قتل کرا دیا اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو محض گالی نکالنے یا عیب لگانے کے باعث قتل نہیں کرایا تھا بلکہ وہ حضور کے خلاف مشرکوں کی مدد کرتے تھے اور آپ کے خلاف محاربت کے لئے لوگوں کو جمع کرتے تھے؛ چنانچہ بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ عقبہ بن ابی معیط نے پکارتے ہوئے کہا اے قریش! میرا کیا حال ہے میں تم میں روک کر قتل کیا جاؤں گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تیرے کفر کرنے کے سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان سازی کے عوض ہوگا علاوہ ازیں مذکور مقتول اہل ذمہ سے نہ تھے بلکہ وہ مشرک تھے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محاربت کرتے تھے۔

۶۵۱۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور کہا "اَلسَّامُ عَلَيْكَ" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَعَلَيْكَ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے۔ اُس نے کہا ہے تم پر موت ہو حضرات صحابہ کرام

marfat.com
Marfat.com

۶۵۱۴ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَاْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ ۶۵۱۵ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى

رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں۔ فرمایا نہیں جب اہل کتاب تمہیں سلام کہیں تو کہہ دیا کرو "وَعَلَيْكُمْ" اور تم پر

۶۵۱۳ ـــ شرح : اس سے علماءِ کوفہ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کے قول کی دلیل ہے کہ اہل ذمہ اگر حضور کو گالی دیں تو ان کو قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اُن کا ذمہ منقوض ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "وَعَلَيْكَ" میں واؤ چاہئے تو ہے کہ اس کلام میں دونوں شریک ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں تجھ پر لعنت ہے جس کا تو مستحق ہے اور عذاب ہے یا یہاں عبارت مقدر ہے یعنی "وَاَنَا اَقُوْلُ عَلَيْكَ" اور میں کہتا ہوں تجھ پر"، یا موت مشترک ہے یعنی ہم اور تم سب فوت ہوں گے۔ یہودی کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دعاء یہودی پر موجب وبال اور اللہ کا عذاب ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک دعاء مستجاب اور قبول ہے

۶۵۱۴ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چند یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور کہا "اَلسَّامُ عَلَيْكَ" تم پر موت ہو۔ میں نے کہا بلکہ تم پر موت اور لعنت ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اللہ رفیق ہے، ہر کام میں رفق و نرمی کو پسند کرتا ہے میں نے عرض کیا آپ نے سنا نہیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے فرمایا میں نے کہہ تو دیا ہے "وَعَلَيْكُمْ" اور تم پر

۶۵۱۵ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یہودی تم میں سے کسی کو سلام کہیں تو وہ تم پر سام ہی کہتے ہیں تم علیک کہہ دیا کرو۔

۶۵۱۶ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود نے کہا گویا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ نبیوں میں سے ایک نبی کی حکایت کرتے تھے جس کو اس کی قوم

marfat.com
Marfat.com

ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيٰنَ وَ مٰلِكِ بْنِ اَنَسٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْيَهُوْدَ اِذَا سَلَّمُوْا عَلٰى اَحَدِكُمْ اِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ سَامٌ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ

باب ۶۵۱۶ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِيْ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَاَدْمَوْهُ فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

بَابُ قِتَالِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِيْنَ بَعْدَ اِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ

وَقَوْلُ اللّٰهِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰاهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

نے مارا پیٹا اور خون آلود کر دیا وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے اور فرماتے اے میرے پروردگار! میری قوم کو معاف کر دے یہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔

۶۵۱۶ــــ شرح : اس حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ یہ اس باب سے ملحق ہے جس کا عنوان یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو قتل کرنا ترک کر دیا جس نے آپ کو "السام علیک" کہا تھا۔ یہ آپ کی نرمی اور کافروں کی اذیت پر صبر تھا۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام لوگوں کی اذیت پر صبر کرنے پر مامور ہیں، چنانچہ قرآنِ کریم میں ہے "آپ صبر فرمائیں جیسے اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا۔ اس حدیث میں ایک نبی کے صبر کا بیان ہے۔ غالباً یہ نبی حضرت نوح علیہ السلام تھے؛ کیونکہ اُن کی قوم ان کو اس قدر مارتی تھی کہ وہ بیہوش ہو جاتے تھے پھر افاقہ ہوتا تو فرماتے اِهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ "اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے

marfat.com
Marfat.com

باب خوارج اور ملحدوں کو اُن پر حجّت قائم کرکے قتل کرنا،،

خوارج خارجہ کی جمع ہے یہ ایک گروہ ہے جو دین سے نکل گیا تھا ان کو خوارج اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے نیک لوگوں پر خروج کیا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شہرستانی سے نقل کیا کہ انہوں نے کتاب ملل ونحل میں ذکر کیا کہ ہر وہ شخص جو امامِ حق کے خلاف خروج کرے وہ خارجی ہے اگرچہ صحابہ کے زمانہ میں ہو فقہاء نے کہا خوارج غیر باغیہ ہیں۔ باغی وہ ہیں جو تاویل باطل کے ساتھ محض اپنے گمان کے مطابق امام الوقت کی مخالفت کریں۔ خوارج بلا تاویل یا تاویل باطل سے خلاف کرتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا یہ بدعتی گروہ ہے جن کی فضول باتیں مشہور ہیں؛ چنانچہ وہ کہتے ہیں انسان کبیرہ گناہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ اور قریش سے باہر امام تجویز کرتے ہیں۔ ملحدین ملحد کی جمع ہے یہ وہ لوگ ہیں جو حق سے عدول کرکے باطل کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ قولہ بعد اقامۃ الحجۃ الخ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ اشارہ کیا ہے کہ خارجی وغیرہ کو قتل نہ کیا جائے جب تک ان پر حجت قائم کرکے ان کے عذر زائل نہ کئے جائیں اور اُن کو حق کی دعوت دی جائے اور جو امر اُن پر خلط ملط ہو گیا ہو اس کی وضاحت کی جائے۔ اس کے باوجود اگر وہ حق کی طرف رجوع سے انکار کریں تو اُن سے قتال واجب ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،، اللہ کسی قوم کو جبکہ ان کو ہدایت دی گمراہ نہیں کرتا یہاں تک کہ اُن کے لئے وہ چیزیں بیان کرے جن سے وہ پرہیز کریں۔ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ،،

خارجیوں کے متعلق عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کو اللہ کی بدترین مخلوق خیال کرتے تھے انہوں نے کہا یہ لوگ اُن آیات کو جو کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ طبری نے تہذیب الآثار میں بکیر بن عبداللہ بن اشج کے طریق سے روایت کی کہ انہوں نے نافع سے پوچھا خارجیوں کے متعلق عبداللہ بن عمر کی رائے کیا تھی؟ انہوں نے کہا وہ اُن کو اللہ کی بدترین مخلوق خیال کرتے تھے کہ انہوں نے کافروں اور بتوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیاتِ قرآنیہ کو مومنوں کے حق میں استعمال کیا!

خارجی کون ہیں؟

یہ وہ لوگ ہیں جو دین سے نکل گئے ہیں انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور ان کی اطاعت سے اس لئے نکل گئے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت کر لی تھی اور طریق مصالحت میں ابو موسیٰ اشعری کی تحکیم کو قبول کیا جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی تحکیم کو قبول

marfat.com
Marfat.com

کیا تھا لیکن خارجیوں نے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے تحکیم کا انکار کر دیا اس وقت یہ لوگ آٹھ ہزار کی تعداد میں تھے۔ بعض نے کہا دس ہزار سے زیادہ تھے۔ جب یہ حضرت علی المرتضیٰ سے علیحدہ ہوئے تو ان کو پیغام بھیجا لیکن انہوں نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تم تحکیم سے راضی ہو گئے ہو یہ کفر سے رضا ہے؛ لہٰذا تم پہلے اپنے کفر کا اقرار کرو انہوں نے اس پر اتفاق و اجماع کیا کہ جو شخص ان کے عقیدہ کے موافق نہ ہو وہ کافر ہے اور ان کو قتل کرنا، ان کا مال لوٹ لینا اور اُن کی عورتیں چھین لینا مباح ہیں۔ پھر انہوں نے یہ کرنا شروع بھی کر دیا۔ اور جو مسلمان ان کے پاس سے گزرتا اس کو قتل کر دیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے عبداللہ بن اَرَت کو قتل کیا اور اسکی سر یہ کا پیٹ پھاڑ دیا۔ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ علیہ السلام نے نہروان کے مقام میں ان سے جنگ کی اور ان کا قتلِ عام کیا حتیٰ کہ ان سے صرف دس سے کم بچے اور علی المرتضیٰ کے لشکر سے صرف چھ سات آدمی قتل ہوئے پھر اُن چند خارجیوں کی طرف چند اور لوگ مائل ہوئے جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خلافت پر فائز ہوئے تو انہوں نے نافع بن ارزق کے ساتھ عراق پر غلبہ کر لیا اور نجدہ بن عامر کے ساتھ یمامہ پر غلبہ کر لیا پھر نجدہ نے خوارج کے مذہب میں یہ اضافہ کیا کہ جو شخص مسلمانوں سے جنگ نہ کرے وہ کافر ہے۔ پھر اس میں مزید وسعت کی حتیٰ کہ اگر شادی شدہ انسان زناء کرے تو اس کو سنگسار کرنا باطل کر دیا اور چور کا ہاتھ بغل تک کاٹنا شروع کیا۔ حالتِ حیض میں عورت پر نماز پڑھنا واجب قرار دیا۔ بعض نے پانچ نمازوں کا انکار کر دیا اور صرف صبح اور شام کی نماز کو فرض کہا۔ اُن میں سے بعض نے بھائی اور بہن کی لڑکیوں سے نکاح جائز کہا۔ بعض نے قرآن کریم کی سورۃ یوسف کا انکار کر دیا۔ ابن عربی نے کہا خارجیوں کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہیں جو کہتے ہیں حضرت عثمان، علی المرتضیٰ اور اصحاب جمل وصفین (جو جمل وصفین کی جنگوں میں شریک تھے) سب کافر ہیں اور جو تحکیم سے راضی ہوا وہ بھی کافر ہے۔ ان کی دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں جو کبیرہ گناہ کرے وہ کافر ہے اور ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا (قسطلانی)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت میں ایک قوم ظاہر ہو گی جو بڑی خوبصورت نمازیں پڑھیں گے تم اپنی نمازوں کو ان کی نسبت کمتر خیال کرو گے اور بہترین آواز میں قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ تم ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو جو انہیں قتل کرے گا اس کو قیامت میں عظیم ثواب ملے گا۔ سیّد عالم صلی نے فرمایا یہ لوگ آخر زمانہ میں نکلیں گے جو نوجوان بیوقوف ہوں گے اور حدیث کی باتیں کریں گے۔ فقہاء کہتے ہیں خوارج باغیوں سے مختلف ہیں۔ باغی وہ ہیں جو تاویل باطل ظنی سے امام الوقت کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ کبیرہ گنہگار کو کافر کہتے ہیں اور غیر قریش سے امام جائز قرار دیتے ہیں۔ ان کی ان باتوں کے باعث انہیں خارجی کہا جاتا ہے۔ ان کے شبہات زائل کرنے اور حق کی دعوت دینے کے بعد اگر یہ صحیح نہ ہوں تو ان سے جنگ کرنا ضروری ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا

marfat.com

Marfat.com

۶۵۱۷ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيٌّ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا فَوَاللّٰهِ لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ حُدَّاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ہے اللہ ایسا نہیں کہ وہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کر دے یہاں تک کہ وہ ان لوگوں کے لئے جن چیزوں سے بچنا ہے وہ سب واضح کر دے۔

۶۵۱۷ — ترجمہ : سوید بن غفلہ نے بیان کیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں تم سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو اللہ کی قسم! میرا آسمان سے گرنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ حضور پر جھوٹ بولوں اور جب میں تم سے وہ بات کروں جو میرے اور تمہارے درمیان ہے تو بے شک لڑائی دھوکہ ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب آخر زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی جو نوعمر بے وقوف ہوں گے وہ اچھے لوگوں جیسی باتیں کریں گے اُن کا ایمان ان کے حلقوں سے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ تم جہاں بھی اُن سے ملو ان کو قتل کر دو کیونکہ ان کو قتل کرنے میں جو ان کو قتل کرے گا قیامت میں ثواب ملے گا۔

۶۵۱۷ شرح : قولہ خُدْعَةٌ، خاء پر تینوں حرکات پڑھی جاتی ہیں یعنی جب میں تم سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں تو اس میں نہ تو کنایہ کرتا ہوں نہ تعریض کرتا ہوں

marfat.com
Marfat.com

۶۵۱۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى ابْنَ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُمَا اَتَيَا اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فَسَاَلَاهُ عَنِ الْحَرُوْرِيَّةِ اَسَمِعَتْ

اور نہ ہی قدریہ وغیرہ کرتا ہوں اور جب کسی اور سے کچھ بیان کروں تو یہ اشیاء کرتا ہوں تاکہ ان کے ساتھ اس شخص کو دھوکہ دوں جو میرے ساتھ محاربت اور جنگ کرتا ہے کیونکہ ایک دھوکہ سے بھی لڑائی اختتام کو پہنچ جاتی ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نسائی میں ابو برزہ کی حدیث میں ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی اور یہ باب کی حدیث کے مخالف ہے جو ابو سعید سے مروی ہے، کیونکہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ اس امت میں قوم نکلے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ مراد ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے آخر میں قوم ظاہر ہوگی لیکن اس جواب پر بھی اعتراض ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا آخری زمانہ سو سال پر ہے اور خارجی اس سے ساٹھ سال پہلے نکلے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آخر زمانہ سے مراد خلافت نبوت کا آخر زمانہ ہے، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "میرے بعد خلافت صرف تیس سال ہے پھر ملک ہو جائے گا"، خارجیوں کا واقعہ اور نہروان میں ان کا قتل حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی خلافت کے اواخر میں اڑتیس (۳۸) ہجری کو ہوا تھا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ خوارج کا ظہور متعدد بار ہوا ہے تو سرے سے ہی سوال اٹھ جاتا ہے۔

قولہ حُدَّاثُ الْاَسْنَانِ "، اکثر روایات میں احداث الاسنان ہے اور احداث حدث کی جمع بمعنی چھوٹی عمر کے نوجوان ظاہر ہوں گے۔ قولہ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ "، یعنی ان کی عقلیں ردی ہوں گی۔ احلام حِلم بکسر الحاء کی جمع بمعنی بردباری اور امور میں ثابت قدمی ہے جو عقلمند لوگوں کا طریقہ ہے (قولہ احلام بمعنی عقول ہے) قولہ مِن خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ "، یہ عبارت مقلوب ہے دراصل "من قول خیر البریۃ ہے اس سے مراد قرآن کریم تھا۔ علامہ کرمانی نے کہا یعنی من خیر اقوال الناس یا خیر من قول البریۃ اس سے مراد قرآن کریم ہے۔ اس تقدیر پر عبارت مقلوب نہیں۔ قولہ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ "، حناجر حنجرہ کی جمع بمعنی حلقوم ہے۔ یہ سانس کی نالی ہے جو منہ سے متصل ہے۔ مسلم نے زید ابن وہب کے طریق سے حضرت علی المرتضیٰ سے روایت میں لَا تجاوز صلوتہم تراقیھم ہے ایمان کا اطلاق صلوٰۃ پر کیا ہے اور ابوذر کی روایت میں لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَلَاقِيْمَهُمْ "، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ منہ سے ایمان لاتے ہیں دل سے نہیں۔ قولہ الرمیۃ "، فعلیہ کے وزن پر رمی سے ہے۔ اس کا اطلاق شکار پر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ رمیۃ فعلیہ کے وزن پر ہے اور فعلیہ بمعنی مفعول ہے اس میں مذکر و مؤنث مساوی ہیں تو رمیۃ پر تاء کیوں لائی گئی ہے اس کا جواب

marfat.com

Marfat.com

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَدْرِي مَا الْحَرُورِيَّةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمُرُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَنْظُرُ الرَّامِي إِلَى سَهْمِهِ إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رِصَافِهِ فَيُتَمَارَى فِي الْفُوقَةِ هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْءٌ

۶۵۱۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ الْحَرُورِيَّةَ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ

یہ ہے کہ یہ رمیہ کو وصفیہ سے اسمیت کی طرف نقل کیا تو تاء نقل کے لئے لائی گئی۔ اس حدیث کی مزید شرح حدیث ۳۳۷۹، ۳۳۸۰ کی شرحوں میں دیکھیں "

۶۵۱۸ — ترجمہ : ابوسلمہ اور عطاء بن یسار دونوں ابوسعید خدری کے پاس آئے انہوں نے ابوسعید سے خوارج کے متعلق دریافت کیا کہ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ ابوسعید نے کہا میں نہیں جانتا ہوں کہ حروریہ کون ہیں؟ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس امت میں ایک قوم ظاہر ہوگی۔ یہ نہیں فرمایا اس امت سے ظاہر ہوگی تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلہ میں بہت کمزور سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلقوم یا حناجر سے نہ گزرے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے تیرانداز اپنے تیر کی طرف نظر کرتا ہے، اس کے پھالے کو دیکھتا ہے اور اس کے رصاف کو دیکھتا ہے وہ فوقہ میں شک کرتا ہے کہ اس میں کچھ خون لگا ہے؟

۶۵۱۹ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حروریہ کو ذکر کیا اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خارجی اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ **۶۵۱۸ — ۶۵۱۹** شرح : یعنی جب ان لوگوں نے قرآن کریم میں بغیر حق تاویل

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ وَأَلَّا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ

۶۵۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ فَقَالَ اعْدِلْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ فِي نَصِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ أَوْ

کی تو ان کو کچھ ثواب حاصل نہ ہوا اور وہ اس کے سبب ثواب سے دنیا و آخرت میں محروم رہے،، اس حدیث کی ۳۲۷۹ ح : ۲ کی شرح دیکھیں۔ **لغات** : نصل ،،پھل۔ رِصَاف ،،بکسر الراء رصفہ کی جمع ہے۔

باب جس نے خارجیوں سے محاربت تالیف قلب کے لئے ترک کردی اور یہ کہ تارک سے لوگ نفرت نہ کریں،،

خارجیوں سے تالیف ابتداءِ اسلام کے وقت تھی جبکہ ان کی مضرت کا ڈر تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا کیا ہے اس لئے تالیف کی ضرورت باقی نہیں رہی لیکن اگر تمام لوگوں کو اس کی حاجت پڑے تو امام الوقت تالیف کر سکتا ہے۔ ابن بطال نے کہا خوارج سے جنگ ترک کرنا جائز نہیں اور وہ شخص جس نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت اعتراض کیا تھا جس کو ذوالخویصرہ کہا جاتا ہے اس کو حضور نے اس لئے قتل نہیں کیا تھا کہ اس کو جاہل خیال فرماتے ہوئے معذور سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا تھا اور خبر دی کہ اس کی قوم سے ایسے لوگ ہوں گے جو دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو زخمی کر کے نکل جاتا ہے جب وہ ظاہر ہوں گے اُن سے جنگ کرنا واجب ہوگا۔ **۶۵۲۰** ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک دفعہ

marfat.com

Marfat.com

قَالَ ثَدْيَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ اَوْ قَالَ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْسَعِيْدٍ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهٗ جِيْءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَزَلَتْ فِيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ ۶۵۲۱ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مال تقسیم فرما رہے تھے کہ عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہا یا رسول اللہ! انصاف کریں فرمایا تیری ہلاکت ہو جب میں نے انصاف نہ کیا تو اور کون انصاف کرے گا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں فرمایا اس کو چھوڑ دو اس کے ساتھی ہیں تم میں سے کوئی بھی آدمی اپنی نماز کو اس کی نماز کی نسبت حقیر سمجھے گا اور اپنے روزے اس کے روزے کی نسبت حقیر سمجھے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو زخمی کر کے نکل جاتا ہے اس کے پروں کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئی نہیں پائی جاتی پھر اس کے پھل میں دیکھے تو اس میں کوئی شئی نہیں پائی جاتی پھر اس کے رصاف میں دیکھا جائے تو اس میں کوئی شئی نہیں پائی جاتی، حالانکہ وہ غلاظت اور خون سے گذرا ہے ان کی علامت یہ ہوگی کہ ایک آدمی ہوگا۔ جس کا ایک ہاتھ یا فرمایا جس کا ایک پستان عورتوں کے پستان کی طرح ہوگا یا فرمایا گوشت کے ٹکڑے کی مثل ہوگا جو حرکت کرتا ہوگا لوگوں میں اختلاف کے زمانہ میں وہ ظاہر ہوں گے۔ ابوسعید خدری نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور میں گواہ ہوں کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے ان کو قتل کیا تھا اور میں ان کے ہمراہ تھا جبکہ اس آدمی کو اسی وصف پر لایا گیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حلیہ بیان فرمایا تھا کہا کہ اس شخص کے بارے میں یہ آیت کریمہ : وَمِنْهُمْ مَنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ ،، ان میں وہ شخص ہے جو صدقات میں عیب لگاتا ہے۔

ترجمہ : ۶۵۲۱ — یسیر بن عمرو نے بیان کیا کہ میں نے سہل بن حنیف سے کہا کیا تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خارجیوں کے متعلق کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے کہا میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اور اپنا ہاتھ عراق کی طرف مائل کیا کہ وہاں سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے وہ ان کے حلقوں سے آگے نہ جائے گا وہ اسلام سے ایسے نکلیں گے جیسے تیر شکار کو زخمی

marfat.com
Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَأَهْوٰى بِيَدِهٖ قِبَلَ الْعِرَاقِ يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ

۶۵۲۲۔ **حَدَّثَنَا** عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ

کر کے نکل جاتا ہے۔

۶۵۲۰ - ۶۵۲۱ شرح : یہ وہ واقعہ ہے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہ مال تقسیم کر رہے تھے جو حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے یمن سے سونا بھیجا تھا وہ مٹی سے علیحدہ نہ تھا یعنی تبر تھا یا غزوۂ حنین میں مال کی تقسیم کا واقعہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار آدمیوں میں مال تقسیم کر دیا تھا اور وہ اقرع بن حابس حنظلی، عُیَیْنَہ بن حصین فزاری، علقمہ بن علاثہ عامری اور زید الخیر طائی تھے۔ اس حدیث میں عبداللہ بن خویصرہ مذکور ہے اور علامات نبوت میں ہے کہ ذوالخویصرہ تمیمی آیا تھا۔ اکثر نسخوں میں عبداللہ بن خویصرہ مذکور ہے۔ اس کا نام حرقوص ابن زہیر ہے۔ یہ خوارج کا اصل تھا۔ طبری نے اس کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور ذکر کیا کہ اس کا عراق فتح کرنے میں اثر تھا اسی نے سوق اہواز فتح کیا۔ پھر حروریہ میں حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ رہا۔ پھر خارجیوں میں شامل ہو گیا اور اُن کے ساتھ قتل ہوا۔ اس حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ انہوں نے اس کو قتل کرنا چاہا تھا لیکن مغازی میں "بَابُ بَعْثِ عَلِيٍّ اِلَى الْيَمَنِ" میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا علامہ کرمانی نے کہا ایسا کلام دونوں سے صادر ہونے میں حرج نہیں ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یکے بعد دیگرے خواہش کا اظہار کیا ہو قَوْلُهٗ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ الخ "یعنی صحابہ میں افتراق کے وقت خوارج کا ظہور ہو گا۔ ایک روایت میں : علیٰ خیر فرقۃ" ہے یعنی اس زمانہ میں افضل گروہ پر خروج کریں گے۔ وہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی ہیں جنہوں نے خوارج کو قتل کیا تھا اُن میں ان کا سرغنہ ذوالخویصرہ بھی تھا۔ لُغات : قُذَذٌ، تیر کا پَر قُذَّہ کی جمع ہے۔

marfat.com

Marfat.com

عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ **بَابُ مَا جَاءَ فِی الْمُتَأَوِّلِیْنَ وَقَالَ** اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو جماعتیں لڑیں گی ان کا دعویٰ ایک ہی ہوگا!

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دو جماعتیں لڑیں گی جن کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔ — ۶۵۲۲

شرح : یہ دو جماعتیں حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کی جماعتیں ہیں اُن میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مقابل باطل پر ہے۔ یہ دعویٰ ان کے اجتہاد پر مبنی تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ کے درمیان جنگ صفین کے موقع پر خارجیوں کا ظہور ہوا تھا؛ جبکہ دونوں کے صلح کے لئے حکم مقرر کئے تھے اس وقت انہوں نے کہا "اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ" حاکم صرف اللہ ہے۔ اس لئے انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو کافر کہا اور حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تکفیر کی۔ قسطلانی نے ذکر کیا کہ قاضی ابوبکر بن عربی نے خوارج کی تکفیر حدیث کے اِن الفاظ "یمرقون من الاسلام" سے کی کہ وہ اسلام سے باہر نکل جائیں گے اور "اُولٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ" سے بھی ان کی تکفیر کی شیخ تقی الدین سبکی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا جنہوں نے خوارج اور غالی روافض کو کافر کہا ہے یہ استدلال کیا کہ خارجی اور غالی رافضی افاضل صحابہ کرام کو کافر کہتے ہیں؛ حالانکہ صحابہ کو کافر کہنا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنا ہے کیونکہ حضور نے صحابہ کرام کے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے۔ سبکی نے کہا میرے نزدیک یہ استدلال صحیح ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! "یَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِیَّةِ"، مذکور استدلال کی تائید کرتا ہے"

باب تاویل کرنے والوں کے متعلق احادیث

یعنی قرآنی آیات میں تاویل کرنے والوں کے حق میں جو اخبار منقول ہیں"

قال اللَّیْثُ الخ امام لیث نے کہا مجھے یونس نے ابن شہاب زہری سے خبر دی اُنہوں نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری دونوں نے عروہ کو خبر دی کہ انہوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے

marfat.com

Marfat.com

عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهٖ فَاِذَا هُوَ يَقْرَأُهَا عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ فَكِدْتُ اُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلٰوةِ فَانْتَظَرْتُهٗ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ لَبَّبْتُهٗ بِرِدَائِهٖ اَوْ بِرِدَائِيْ فَقُلْتُ مَنْ اَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ قَالَ اَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ كَذَبْتَ فَوَاللّٰهِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَأَنِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا فَانْطَلَقْتُ اَقُوْدُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا وَاَنْتَ اَقْرَاْتَنِيْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَاَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ

ہوئے سُنا کہ میں نے ہشام بن حکیم کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں سُورۂ فرقان پڑھتے ہوئے سُنا میں نے ان کی قرأت کی طرف کان لگایا وہ یہ سورت کثیر حروف پر پڑھتے تھے وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہ پڑھائی تھی۔ میں عنقریب نماز میں اُن سے جھگڑا کرنے والا تھا لیکن میں نے انہیں مہلت دی حتیٰ کہ سلام پھیرا جب سلام پھیر لیا تو میں نے اس کی چادر یا اپنی چادر اُن کے گلے میں ڈالی اور کہا یہ سورت تمہیں کس نے پڑھائی ہے۔ ہشام نے کہا یہ مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے۔ میں نے کہا جھوٹ بولتے ہو بخدا! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت جو میں نے تمہیں پڑھتے سُنا ہے مجھے پڑھائی ہے میں ہشام کو کھینچتا ہوا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اِن کو سورۂ فرقان، کئی حروف پر پڑھتے ہوئے سُنا ہے۔ آپ نے مجھے وہ نہیں پڑھائی، حالانکہ آپ نے مجھے سورۂ فرقان پڑھائی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر!

marfat.com

Marfat.com

سَمِعْتُهٗ يَقْرَأُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

۶۵۲۳ ـــ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوْا اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كَمَا تَظُنُّوْنَ اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

انہیں چھوڑ دو اے ہشام پڑھو تو اُنہوں نے وہی قرأت کی جو میں نے اُن کو پڑھتے ہُوئے سُنا تھا جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اسی طرح یہ نازل ہُوئی ہے پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے فرمایا اے عمر پڑھو! میں نے پڑھا تو فرمایا اسی طرح یہ سورت نازل ہُوئی ہے۔ پھر فرمایا یہ قرآن حکیم سات لغات پہ نازل ہُوا ہے جو لغت تمہیں آسان ہو ہو اُس میں پڑھ لیا کرو۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہشام کی تکذیب کرنے کے سبب مواخذہ نہیں کیا اور نہ ہی ان کے گلے میں چادر ڈالکر کھینچنے کے باعث مواخذہ کیا بلکہ ہشام کی تصدیق کی اور عمر فاروق کو اُن کے انکار کرنے میں معذور جانا۔ اہلِ علم کا اس امر میں اتفاق ہے کہ ہر متأوّل اپنی تاویل میں معذور ہوتا ہے اگر اسکی تاویل عرب کی زبان میں جائز ہو تو اس میں اس کو ملامت نہ کی جائے گی۔ اسی لئے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عمر فاروق کو زجر نہ فرمائی۔ قولہ علی سبعۃ اَحْرُفٍ یعنی سات لغات پر نازل ہُوا یہ فصیح تر لغت ہے بعض نے کہا حروف اعراب ہیں بعض نے کہا ان سات حروف میں حصر مقصود نہیں یہ تو صرف آسانی کے لئے

۶۵۲۳ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت کریمہ مد جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو

marfat.com
Marfat.com

۶۵۲۴ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِی مَحْمُوْدُ ابْنُ الرَّبِیْعِ قَالَ سَمِعْتُ عِتْبَانَ ابْنَ مَالِكٍ قَالَ غَدَا عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ اَیْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَّا ذَاكَ مُنَافِقٌ لَا یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَقُوْلُوْهُ یَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَبْتَغِیْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ بَلٰی قَالَ فَاِنَّهٗ لَا یُوَافِیْ عَبْدٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ النَّارَ

ظلم کے ساتھ نہ ملایا" نازل ہوئی تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پہت شاق گذری۔ اُنہوں نے کہا ہم میں سے کون ہے جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہوگا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں جو تمہارا گمان ہے۔ یہ تو صرف جیسے لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا اے میرے بیٹے اللہ کا شریک نہ کر بے شک شرک عظیم ظلم ہے۔

۶۵۲۳ — شرح : اس حدیث کی ترجمہ سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا آیت کریمہ میں ظلم کو عموم پہ محمول کرنے پہ مؤاخذہ نہیں کیا بلکہ ان کو معذور جانا، کیونکہ یہ معنیٰ تاویل میں ظاہر اور واضح ہے پھر لیُسَ کما تظنون" سے اُن کے لئے مراد کی وضاحت کی ۔۔ حدیث ۳۲۱ ج ۱ کی شرح دیکھیں "

۶۵۲۴ — ترجمہ : محمود بن ربیع نے بیان کیا کہ میں نے عتبان بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح میرے پاس تشریف لائے ایک آدمی نے کہا مالک بن دخشن کہاں ہے ہم میں سے ایک آدمی نے کہا وہ منافق ہے اللہ اور اُس کے رسول سے محبت نہیں کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس کو یہ گمان نہیں کرتے ہو؟ وہ لا الہ الا اللہ اس حال میں کہتا ہے کہ اس سے اللہ کی رضا طلب کرتا ہے کہا کیوں نہیں فرمایا قیامت میں کوئی بندہ اس کو نہ لائے گا مگر اللہ تعالیٰ اس پر اس کے سبب دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۶۵۲۵ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ فُلَانٍ قَالَ تَنَازَعَ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحَبَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ فَقَالَ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ لِحَبَّانَ لَقَدْ عَلِمْتُ الَّذِىْ جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ يَعْنِىْ عَلِيًّا قَالَ مَا هُوَ لَا اَبَا لَكَ قَالَ شَىْءٌ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ قَالَ مَا هُوَ قَالَ بَعَثَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ وَاَبَا مَرْثَدٍ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ حَاجٍ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ هٰكَذَا قَالَ اَبُوْعَوَانَةَ فَاِنَّ فِيْهَا امْرَاَةً مَعَهَا صَحِيْفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِىْ بَلْتَعَةَ اِلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَاْتُوْنِىْ بِهَا فَانْطَلَقْنَا عَلٰى اَفْرَاسِنَا حَتّٰى اَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسِيْرُ عَلٰى بَعِيْرٍ لَهَا وَقَدْ كَانَ كَتَبَ اِلٰى اَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَقُلْنَا اَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِىْ مَعَكِ قَالَتْ مَا مَعِىْ كِتَابٌ فَاَنَخْنَا بِهَا

شرح : قولہ اَلَّا تَقُوْلُوْهُ ،، یہ قول بمعنیٰ گمان ہے۔ قیاس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اَلَّا تَقُوْلُوْنَهٗ

۶۵۲۴ — کہیں نون کو ناصب اور جازم کے بغیر حذف کیا ہے۔ فصحاء کے کلام میں یہ لغت فصیح ہے یہ بھی احتمال ہے کہ لفظ واحد ہو ہر ایک کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور ضمہ کی مناسبت کیلئے واؤ لائی گئی ہے۔

ترجمہ : ابوعبدالرحمٰن اور حبان بن عطیہ نے جھگڑا کیا ابوعبدالرحمٰن نے حبان سے کہا

۶۵۲۵ — میں جانتا ہوں کس نے تیرے ساتھی کو خون ریزی پر جرأت دلائی ہے ابن حبان نے کہا تیرا باپ نہ ہو وہ کیا ہے ابوعبدالرحمٰن نے کہا ایک شئ ہے جو میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ حبان نے کہا وہ کیا ہے ؟ ابوعبدالرحمٰن نے کہا وہ کہتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زبیر اور ابومرثد کو بھیجا جبکہ ہم سب سوار تھے فرمایا جاؤ حتی کہ تم روضۂ حاج میں پہنچو۔ ابوسلمہ نے کہا ایسے ہی ابوعوانہ نے حاج کہا ہے (فرمایا) وہاں ایک عورت ہے اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا مشرکوں کی طرف لکھا ہوا خط

marfat.com
Marfat.com

بَعِيْرِهَا فَابْتَغَيْنَا فِيْ رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا فَقَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرٰى مَعَهَا
كِتَابًا قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
حَلَفَ عَلِيٌّ وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَاُجَرِّدَنَّكِ فَاهْوَتْ
اِلٰى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَاَخْرَجَتِ الصَّحِيْفَةَ فَاَتَوْا بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ
دَعْنِيْ فَاَضْرِبَ عُنُقَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا حَمَلَكَ
عَلٰى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لِيْ اَلَّا اَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ
وَلٰكِنِّيْ اَرَدْتُ اَنْ تَكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يُدْفَعُ بِهَا عَنْ اَهْلِيْ وَمَالِيْ وَ
لَيْسَ مِنْ اَصْحَابِكَ اَحَدٌ اِلَّا لَهٗ هُنَالِكَ مِنْ قَوْمِهٖ مَنْ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ
اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ قَالَ صَدَقَ فَلَا تَقُوْلُوْا لَهٗ اِلَّا خَيْرًا قَالَ فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ

ہے وہ میرے پاس لے آؤ ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ ہم نے اس کو اس جگہ پا لیا جہاں ہمیں جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ اپنے اونٹ پر چل رہی تھی۔ حاطب نے مکہ مکرمہ والوں کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
ان کی طرف روانگی کے متعلق لکھا تھا۔ ہم نے عورت سے کہا وہ خط کہاں ہے جو تیرے پاس ہے اُس نے کہا میرے پاس کوئی
خط نہیں۔ ہم نے اس کا اونٹ بٹھا دیا اور اس کے کجاوہ میں خط تلاش کیا ہم نے کوئی شئ نہ پائی۔ میرے دونوں ساتھیوں
نے کہا ہم اس کے پاس کوئی خط نہیں دیکھتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ نے کہا میں نے کہا ہم جانتے ہیں کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہیں بولا۔ حضرت علی نے پھر قسم کھائی۔ کہ اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے تو خط ضرور
نکالے گی یا میں تجھے برہنہ کر دوں گا وہ عورت اپنی چادر کے بند کی طرف مائل ہوئی، حالانکہ وہ اپنی چادر میں لپٹی ہوئی تھی
اور خط نکالا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خط لائے عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اُس نے
اللہ اور اُس کے رسول اور مومنوں سے خیانت کی ہے۔ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اُڑا دوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

marfat.com
Marfat.com

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ دَعْنِيْ فَلَاَضْرِبَ عُنُقَهٗ قَالَ اَوَلَيْسَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ اَوْجَبْتُ لَكُمُ الْجَنَّةَ فَاغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ وَحَاجِ تَصْحِيْفٌ وَهُوَ مَوْضِعٌ وَهُشَيْمٌ يَقُوْلُ خَاخِ

نے فرمایا اے حاطب! تونے جو یہ کیا ہے اس پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا ہے۔ حاطب نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا کیا حال ہے کہ میں اللہ اور اس پر ایمان لانے والا نہ ہوں، لیکن میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اُس قوم پر میرا کچھ احسان ہو جس کے سبب میرے اہل و مال کی حفاظت ہو اور آپ کے صحابہ کرام میں سے کوئی نہیں مگر اس کی وہاں اس کی قوم میں وہ ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے اہل و مال کی حفاظت کرتا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اس کو سوا بھلائی کے کچھ نہ کہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوبارہ کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اِس نے اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور مومنوں سے خیانت کی ہے مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑاؤں۔ حضور نے فرمایا کیا یہ اہلِ بدر سے نہیں؟ اور کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر جھانکا اور فرمایا تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہارے لئے جنت واجب کر دی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں پھر کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں

شرح ۶۵۲۵ ــــ جرأت کے معنی دلیری اور کسی شئ پر اقدام کرنا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قتل پر جرأت کی نسبت حضرت علی المرتضیٰ کی طرف کیسے جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کو یقین تھا کہ وہ اہلِ جنت میں سے ہیں اس لئے انہیں معلوم تھا کہ اُن سے ایسے معاملہ میں اجتہاد میں خطاء واقع ہو جائے تو وہ قیامت میں معاف ہو جائے گا۔

قولہ لا ابالک، اس ترکیب میں قیاس یہ ہے کہ لَا اَبَ لک کہا جاتا، لیکن یہ مضاف کے مشابہ ہے اس لئے یہ ترکیب جائز ہے ایسا کلام بطور تکیہ کلام فصحاء کی عادت ہے۔ اس سے حقیقتاً بددعاء مراد نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کسی شئ پر اُبھارنے کے لئے یہ کلمہ کہا جاتا ہے۔ دراصل جب انسان کسی سخت معاملہ میں مبتلا ہو تو اس کا باپ اس کی مدد کرتا ہے۔ جب کہا جائے "لا ابالک" تو اس کے معنی یہ ہوں گے تیرا باپ نہیں جو تیرے معاملہ میں کوشش کرتا پھر اس کا استعمال ایسے مقام میں ہونے لگا جہاں قول یا فعل کا صدور مخاطب سے بعید ہو۔ قولہ روضہ حاج، یہ مکہ مکرمہ اور منورہ کے درمیان مقام ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً بارہ میل دُور ہے۔

marfat.com
Marfat.com

یہ عورت کون تھی ؟

اس میں مختلف اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ مشرکہ عورت تھی اور اُن لوگوں میں شمار ہے جن کو فتح مکہ میں قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا، کیونکہ یہ مُغَنِّیہ عورت تھی جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام کی ہجو کیا کرتی تھی، حاطب نے اس کو دس دینار دیئے تھے اور چادر پہنائی تھی۔ علامہ عینی نے واقدی سے نقل کیا کہ یہ عورت مدینہ منورہ میں آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا تو مسلمان ہونے آئی ہے اُس نے کہا نہیں لیکن میں محتاج ہوں۔ حضور نے فرمایا قریش کے نوجوانوں سے کیوں نہیں طلب کرتی۔ اُس نے کہا میں نے بدر کے واقعہ کے بعد اُن سے کچھ طلب نہیں کیا، پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کپڑے اور سواری عطا کی اس کے بعد حاطب اس کے پاس آئے اور اس کو ایک خط دیا جس کو وہ مکہ مکرمہ والوں کو پہنچائے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے جنگ کرنا چاہتے ہیں تم احتیاط سے رہو۔ قولہٗ حجزتھا ،، بضم الحاء وسکونِ الجیم ،، یہ ازار باندھنے کی جگہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جاسوس کے باب میں مذکور ہے کہ اس عورت نے اپنے بالوں سے خط نکالا تھا اور اس حدیث میں ہے کہ اُس نے اپنے تہبند کے بند سے نکال کر دیا تھا اس کا جواب یہ ہے اُس نے پہلے حُجزہ سے نکال کر بالوں میں چھپا لیا تھا۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے دھمکی دینے سے بالوں سے نکالنے پر مجبور ہوگئی یا پہلے بالوں میں خط چھپا رکھا تھا اُس نے صحابہ کو دیکھ کر حجزہ میں چھپا لیا جب حضرت علی نے کہا تجھے ننگا کر دیں گے تو برہنہ ہو جانے کے خوف سے حجزہ سے نکالنے پر مجبور ہوگئی تھی۔ حاطب ابن بلتعہ نے یہ خط صنادید قریش سُہیل بن عامر عامری، عِکرِمَہ بن ابی جہل مخزومی اور صفوان بن اُمَیَّہ جمحی کو لکھا تھا جو مکہ مکرمہ میں سرکردہ تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حُسنِ کلام سے دیانت فرمایا کہ وہ اپنے اس فعل میں سچا ہے اور اس کا جنگ بدر میں موجود ہونا اس کے سچا ہونے کی قوی دلیل تھی اسی لئے بدر کے واقعہ کو بطور استشہاد ذکر فرمایا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کی تصدیق کر دی تو حضور کی تصدیق کے بعد عمر فاروق کیوں پہلے کلام کی طرف لوٹے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسُول اور مؤمنوں سے خیانت کی ہے اور اس کو قتل کر دینے کی ٹھان لی اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ گمان تھا کہ ایسے عذر میں اس کا صدق اس کو قتل سے محفوظ نہیں رکھ سکتا اس لئے دوبارہ قتل کی اجازت طلب کی اور کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ درست ہے کہ یہ بدر میں حاضر ہُوا تھا لیکن اس نے نقضِ عہد کیا ہے اور آپ کے دشمنوں کی آپ کے خلاف مدد کی ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ ،، اس مغفرت سے مُراد آخرت میں مغفرت ہے ورنہ اگر اُن میں سے بالفرض کوئی حد کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی حد قائم کی جائے گی، چنانچہ قاضی عیاض نے حد قائم کرنے پر اجماع کیا ہے اور مسطح پر حد قائم کی حالانکہ وہ بدری تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاِكْرَاهِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ الْاٰيَةَ وَقَالَ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰاةً وَهِيَ تَقِيَّةٌ وَقَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

اگر مسطح بدری تھا تو اس پر حد قائم نہیں کرنے چاہیئے تھی جیسے حاطب پر حد قائم نہیں کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں حاضر لوگوں سے یہ فرمایا تھا کہ ان کا آخرت کا عذاب بخش دے گا دُنیا کا نہیں۔ حالانکہ اس میں فقہاء کا اجماع ہے کہ جو کوئی اہلِ بدر سے کسی گناہ کا مرتکب ہو مثلاً کسی کو تہمت لگائے یا کسی کو زخمی کر دے یا قتل کر دے تو اس پر حدّ اور قصاص واجب ہے۔

قَالَ ابو عبد اللہ خاخ اَصَحُّ، یعنی امام بخاری نے کہا مذکور حدیث میں روضۂ حاج سے روضۂ خاخ صحیح تر ہے لیکن ابو عوانہ نے حاج کہا ہے اور یہ غلط ہے یہ ایک جگہ کا نام ہے، مُشیم خاخ کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاِكْرَاهِ (جبر کرنا)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مگر جس کو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہے لیکن جن کا سینہ کفر کے لئے کھل گیا تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور اُن کو بڑا عذاب ہے اور فرمایا مگر یہ کہ اُن سے پوری طرح بچتے رہو۔ تُقَاۃ بمعنی تقیہ ہے اور فرمایا جن کو فرشتوں نے فوت کیا اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے فرشتوں نے کہا تم کن

marfat.com
Marfat.com

قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا اِلٰى قَوْلِهٖ عَفُوًّا غَفُوْرًا وَقَالَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

میں رہے انہوں نے کہا ہم زمین میں کمزور تھے وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا تک ،، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو معذور جانا جو اللہ کے امر کے ترک سے رُک نہیں سکتے تھے۔ جس پر جبر کیا جائے وہ کمزور ہی ہوتا ہے جس فعل کا اس کو حکم دیا گیا ہے اس سے رک نہیں سکتا۔ حسن بصری نے کہا تقیہ قیامت تک باقی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس شخص کے بارے میں کہا جس کو چوروں نے مجبور کیا (کہ وہ بیوی کو طلاق دے) وہ مجبوراً طلاق دے تو یہ کوئی شئ نہیں۔ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر، شعبی اور حسن بصری بھی یہی کہتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کا ثواب نیت پر ہے۔

شرح : اکراہ کے معنی یہ ہیں کہ کسی پر کوئی شئ لازم کر دینا جو وہ نہ چاہتا ہو یہ جبر کرنے والے اور جس کو مجبور کیا جائے اور جس کے ساتھ جبر کیا جانے کے اختلاف سے جبر مختلف ہوتا رہتا ہے۔

قولہ تعالیٰ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ الخ اس آیت کی ابتداء میں مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ ہے۔ یعنی جس نے ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کیا مگر وہ شخص جس کو مجبور کیا گیا الخ اور اس نے اذیت کے خوف سے زبانی طور پر مجبوراً مشرکوں کی موافقت کی لیکن اس کا دل اللہ اور اس کے رسول پر ایمان میں مضبوط ہے۔ ابن جریر نے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا کہ عمار بن یاسر کو مشرکوں نے گرفتار کر لیا اور ان کو سخت عذاب دیا یہاں تک کہ جو انہوں نے ارادہ کیا تھا وہ کہہ دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو حضور نے فرمایا تمہارا دل کیا کہتا تھا۔ عرض کیا ایمان کے ساتھ مطمئن تھا اس لئے اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کسی کو کفر پر مجبور کیا جائے تو وہ اپنی جان باقی رکھنے کے لئے زبانی زبانی کلمہ کفر کہہ سکتا ہے لیکن افضل یہ ہے مؤمن اپنے دین و ایمان پر ثابت رہے اگرچہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ قسطلانی نے ابن عساکر سے عبداللہ بن حذافہ سہمی صحابی کے ترجمہ میں نقل کیا کہ ان کو رومی پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے اس نے ابن حذیفہ سے کہا نصرانی ہو جاؤ میں تجھے اپنے ملک میں شریک کر لوں گا اور اپنی بیٹی کا تیرے ساتھ نکاح کر دوں گا عبداللہ بن حذافہ نے کہا اگر تو مجھے اپنا سارا ملک دے دے اور تمام مملوکہ مجھے دے کہ میں چشم زدن کی مقدار دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر جاؤں تو ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ بادشاہ نے کہا اگر تو نصرانی نہ بنے گا تو تجھے قتل کر دوں گا۔ عبداللہ نے کہا جو چاہو کرو بادشاہ نے عبداللہ کے متعلق حکم دیا کہ اس کو صلیب پر چڑھایا جائے اور تیر اندازوں کو حکم دیا کہ اس کو آگے اور پیچھے سے تیر ماریں اور اس پر نصرانیت پیش کرتے رہیں لیکن عبداللہ بدستور

marfat.com

Marfat.com

الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ نَصِيْرًا قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ فَعَذَرَاللّٰهُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَمْتَنِعُوْنَ مِنْ تَرْكِ مَا اَمَرَاللّٰهُ بِهٖ وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِنْ فِعْلِ مَا اُمِرَ بِهٖ وَقَالَ الْحَسَنُ التَّقِيَّةُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْمَنْ يُكْرَهُ اللُّصُوْصُ فَيُطَلَّقُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ

نصرانیت قبول کرنے سے انکار کرتے رہے پھر بادشاہ نے حکم دیا اور اس کو صلیب سے نیچے اُتارا گیا پھر اُس نے تانبہ کا برتن گرم کرنے کا حکم دیا اور ایک مسلمان قیدی کے متعلق حکم دیا کہ اس میں ڈال دیا جائے جبکہ عبداللہ اس کو گرم دیگ میں ڈالتے دیکھ رہے تھے۔ عبداللہ بن حذافہ کو اُٹھایا گیا کہ اس گرم دیگ میں ڈالیں تو عبداللہ رو پڑے بادشاہ نے ان کو بلایا اور رونے کا سبب دریافت کیا۔ عبداللہ بن حذافہ سہمی صحابی نے کہا میں اس لئے رویا ہوں کہ میری ایک ہی جان ہے جس کو اس وقت اس گرم دیگ میں ڈالا جائے گا میری خواہش ہے کہ کاش میرے جسم کے بالوں کی تعداد میری جانیں ہوتیں جن کو یہ عذاب دیا جاتا۔ ایک روائت کے مطابق بادشاہ نے عبداللہ کے سر کو بوسہ دیا اور آزاد کر دیا پھر ان کے ساتھ جتنے مسلمان قیدی تھے سب کو رہا کر دیا۔ جب وہ واپس مدینہ منورہ آئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہر مسلمان پر حق ہے کہ عبداللہ کے سر کو بوسہ دے اور میں ابتداء کرتا ہوں پھر اپنے مقام سے اُٹھے اور عبداللہ بن حذافہ کے سر کو بوسہ دیا۔

قولہ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ، یعنی مگر یہ کہ تم کافروں سے شدید خوف کرو کہ کافر تم پر غالب ہو جس سے اپنی جان و مال کی ہلاکت کا خوف ہو تو تجھے کافر کی موافقت کرنا جائز ہے اور زبانی طور پر کفر کرنا جائز ہے جبکہ دل ایمان سے معمور ہو اور اطمینان مستحکم ہو۔ تُقَاۃ، تَقِیَّہ ہے۔ معنی یہ ہیں کہ لوگوں کے سامنے عقیدہ خوف کے باعث چھپا لینا ، قولہ كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ ، یہ وہ لوگ ہیں جو مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے تھے اور مشرکوں نے ان کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے سے روک دیا تھا وہ ان کے ہاتھوں میں کمزور رہ گئے اور مشرکوں کی سخت اذیتیں برداشت کرتے رہے یہ مرد عورتیں اور بچے تھے یعنی قریش نے ان پر اتنا ظلم کیا کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی

marfat.com

Marfat.com

ان کے ستم اور جور و جفا سے نہ بچ سکے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں اور میری والدہ عورتوں اور بچوں میں کمزور رہ گئے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرتے تھے اے اللہ ہمیں اس شہر (مکہ مکرمہ) سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہماری مدد فرما اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی بعض کے لئے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت آسان ہوگئی اور جو رہ گئے تھے وہ فتح مکہ کے بعد مدینہ منورہ آگئے۔ قولہ فِیْمَ کُنْتُمْ ،، یعنی تم یہاں رہے اور ہجرت نہ کی۔ انہوں نے کہا ہم مکہ مکرمہ سے باہر نکلنے پر قادر نہ تھے اور نہ کسی اور زمین میں جا سکتے تھے۔ فرشتوں نے کہا اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ ابوداؤد شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مشرک کے ساتھ رہے وہ اس کی مثل ہے۔

قولہ فَعَذَرَاللّٰہُ ،، یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو معذور کیا۔ قولہ غیر ممتنع ،، سے غرض یہ ہے کہ مستضعف "کمزور" فعل سے رکنے پر قادر نہیں اور جس کام پر اس کو جبر کیا جاوے وہ کرنے میں معذور ہوتا ہے۔

قَالَ الحسن التقیۃ اِلٰی یَوْمِ القِیَامَۃِ ،، یعنی حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا تقیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مختص نہیں یہ قیامت تک ثابت ہے۔ قولہ قال ابن عبّاسٍ ،، یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس شخص کو چور اس کی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کریں اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو طلاق واقع نہ ہوگی اس فتویٰ کی بنیاد اس بات پر ہے کہ اکراہ پر قادر ہر شخص سے اکراہ ثابت ہو سکتا ہے۔ جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اکراہ صرف بادشاہ ہی کر سکتا ہے۔ شعبی نے کہا اگر چور جبر کریں تو طلاق نہ ہوگی اور اگر بادشاہ جبر کرے تو طلاق ہو جائے گی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ جبر سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔" وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ ،،

اس حدیث میں امام نے ظاہریہ کے مذہب کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں اکراہ کی صورت میں قول اور فعل میں فرق ہے۔ ابن حزم نے کہا اکراہ دو قسم ہے ایک اکراہ کلام پر دوسرا فعل پر۔ کلام پر جبر کرنے میں کوئی شئی ثابت نہیں ہوتی لہٰذا کفر، قذف، نکاح کے اقرار، رجوع، بیع، قسم، عتق اور ھبہ وغیرہ میں کوئی شئی ثابت نہ ہوگی اور فعل پر اکراہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہے جس کو ضرورت مباح کرتی ہے جیسے کھانا پینا اس کو جبر مباح کر دیتا ہے؛ لہٰذا جو کوئی کسی کی شئی کھانے یا پینے پر مجبور کیا گیا اس پر کچھ لازم نہیں؛ کیونکہ اُس نے وہ کام کیا ہے جو اس کے لئے مباح تھا۔ دوسری قسم یہ ہے جس کو ضرورت مباح نہیں کرتی جیسے کسی کو قتل کرنے، زخمی کرنے اور مال تباہ کرنے پر جبر کیا تو یہ اکراہ مذکور امور کو مباح نہیں کرتا؛ لہٰذا جو کوئی مذکور امور کرنے پر جبر کیا گیا تو اس پر لازم ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا قول و فعل میں اکراہ برابر ہے جبکہ ایمان کو مخفی رکھے۔ قول و فعل میں اکراہ کو مساوی کہنے والوں نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ عمل جوارح اور قلوب کے افعال کو شامل ہے پھر اگر یہ پوچھا جائے

marfat.com

Marfat.com

۶۵۲۶ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ اُسَامَةَ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُمْ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْا فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَسَلَمَةَ ابْنَ هِشَامٍ وَالْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَشْدُدْ وَطْئَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَابْعَثْ عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ

کہ اگر یہی بات ہے تو ہر فعل نیّت کا محتاج ہوگا، حالانکہ مجبور شخص کی نیّت نہیں ہوتی، لہٰذا اس کا مواخذہ نہیں ہونا چاہیے اس کا جواب یہ ہے کہ جس کو جبر کیا جائے اس کی نیّت ہوتی ہے اور وہ فعل نہ کرنے کی نیّت ہے جس پر اس کو جبر کیا گیا پھر اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر غلطی سے یا بھول کر طلاق یا عتاق وغیرہ کیا جائے تو یہ واقع نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ ان کی نیّت نہیں ہوتی اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے شخص کا مواخذہ کیا جائے گا لہٰذا اس کی طلاق واقع ہوگی حتیٰ کہ اگر کہا مجھے پانی پلا لیکن اس کی زبان پر پانی کی بجائے اَنْتِ طَالِق۔ تجھے طلاق دی جاری ہوگیا تو طلاق واقع ہوجائے گی کیونکہ قصد باطنی امر ہے جس پر اطلاع نہیں لہٰذا حکم اس کی حقیقت کے وجود سے متعلق نہ ہوگا بلکہ ظاہری سبب سے متعلق ہوگا اور وہ اس کا طلاق وعتاق کے اہل ہونا جو عقل وبلوغ سے ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس تقدیر پر سونے والے کی طلاق واقع ہونی چاہیئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا مانع موجود ہے۔ وہ یہ کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تین شخصوں سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے اُن میں سے ایک نائم ہے (حدیث ۱۴۳۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ۶۵۲۶ — ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز میں یہ دُعا کرتے تھے "اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ، سلمہ بن ہشام اور ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ کمزور مومنوں کو نجات دے اے اللہ مضر قبیلہ پر اپنی گرفت سخت کر۔ اُن پر یوسف علیہ السلام کے قحط سال کی طرح قحط سال بھیج۔

شرح : ۶۵۲۶ — امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ اگر کفر پر جبر کفر ہوتا تو ان لوگوں کے لئے حضور نجات کی دُعا نہ فرماتے اور ان کو مسلمان نہ کہتے، اس حدیث

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ

۶۵۲۷ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ

کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جن لوگوں کے لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دعاء فرماتے تھے اُن پہ مکہ مشرفہ میں جبر کیا گیا تھا۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس پر جبر کیا جائے وہ کمزور ہی ہوتا ہے (حدیث ۹۱۷/۱۵۸/۲ کی شرح دیکھیں)

لغات : الوطاء، پاؤں میں روندنا یہ قہر اور شدت سے مجاز ہے۔ مُضر قریش کا بہت بڑا قبیلہ ہے۔

باب جس نے کفر پر مار کھانے، قتل ہو جانے اور ذلّت کو ترجیح دی ،،

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین (۳) خصلتیں ہیں جس میں وہ پائی جائیں۔ وہ ایمان کی شیرینی پاتا ہے۔ اللہ اور اس کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہو اور یہ کہ کسی سے محبت صرف اللہ کے لئے کرے اور یہ کہ کفر کی طرف لوٹنا ایسا بُرا جانے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو بُرا جانتا ہے۔

۶۵۲۷ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ حدیث میں کفر کو بُرا جاننے اور آگ میں ڈالے جانے کو بُرا جاننے میں برابری ذکر کی ہے۔ اور مومن کے نزدیک بہت اور ذلّت و رسوائی کفر سے آسان تر ہیں جبکہ سختی سے اختیار کرے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک شخص نے خطبہ میں کہا مَنْ عَصَاهُمَا فَقَدْ غَوٰى جس نے دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہو گیا تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بُرا خطیب ہے اس کا

marfat.com

Marfat.com

۶۵۲۸ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ سَمِعْتُ قَيْسًا قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَاَنَّ عُمَرَ مُوْثِقِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ وَلَوِ انْفَضَّ اَحَدٌ مِمَّا فَعَلْتُمْ بِعُثْمٰنَ كَانَ مُحْقُوْقًا اَنْ يَنْفَضَّ ۶۵۲۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ خَبَّابٍ ابْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهٗ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَوْ تَدْعُوْ لَنَا

جواب یہ ہے کہ خطبہ اختصار کا محل نہیں، لہٰذا خطیب کا مذکور کلام مقام کے مقتضیٰ کے موافق نہیں (حدیث ۲۰ ج ۱ شرح دیکھیں)

ترجمہ : سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں

۶۵۲۸ — کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے اسلام کی وجہ سے باندھ دیا کرتے تھے۔ اب حال یہ ہے کہ اگر احد پہاڑ اس کے باعث پھٹ جائے جو تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاملہ کیا ہے وہ اس لائق ہے کہ پھٹ جائے۔

۶۵۲۸ — شرح : اس حدیث کی باب کے عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے قتل ہو جانے کو قاتلوں کی مرضی پہ ترجیح دی اور جو باغی چاہتے تھے اس پہ راضی نہ تھے تو ان کا اپنی ذاتِ کریمہ کے قتل کو کفر پہ ترجیح دینا بطریق اولیٰ ہے۔

حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ سعید بن زید کا بیان ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے مجھے اسلام کی وجہ سے باندھا کرتے تھے اور اس وقت کافر ہونے کے باوجود مجھے اسلام پہ ثابت رہنے پہ مجبور کیا کرتے تھے اور تم مسلمان ہونے کے باوجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کیا ہے کہ ان کی طاعت سے انکار کر دیا ہے پھر ان کو مکان میں بند کر دیا اور دشمنی اور ظلم کے طور پہ ان کو قتل کیا۔ انہوں نے خود قتل ہو جانے کو تمہارے قتل پہ ترجیح دی۔ ——— اس لئے انہوں نے کفر پر اپنے آپ کے قتل کو بطریق اولیٰ پسند کیا۔ (حدیث ۲۶۱۸ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۵۲۹ — ترجمہ : خبابؓ ارت نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی جبکہ

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ فَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ

حضور کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کیا کیا آپ ہمارے لئے مدد نہیں طلب کرتے؟ کیا آپ ہمارے لئے دعا نہیں فرماتے ہیں؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگ تھے۔ آدمی کو پکڑا جاتا تھا پھر اس کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا اور اس کو اس میں بٹھایا جاتا پھر آرا لایا جاتا اور اس کے سر پر رکھا جاتا اور اس کے دو ٹکڑے کئے جاتے اور لوہے کی کنگھیوں سے گوشت اور ہڈیوں کو جدا کیا جاتا تو یہ عذاب اس کو اپنے دین سے نہ پھیرتا تھا۔ بخدا! یہ امر ضرور پورا ہوگا حتی کہ صنعاء سے حضرموت تک سفر کرنے والا شخص اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا۔ اور نہ ہی بھیڑیئے کے سوا بکریوں کو کسی کا ڈر ہوگا لیکن تم تو جلدی کرنے لگے ہو۔

۶۵۲۹ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں پر بد دعاء کی درخواست کی کیونکہ وہ کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار تھے اور وہ انہیں سخت عذاب دے رہے تھے۔ اور اس کو کفر پر مجبور کرتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خباب کی درخواست کو مسترد کر دیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : تم مجھ سے دعاء کرو میں قبول کروں گا۔" اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ ان حضرات کی تقدیر میں یہ مصائب اور بلیات ہیں اور یہ ان پر ضروری جاری ہوں گے تاکہ انہیں ثواب حاصل ہو اور نبیوں کے علاوہ دوسرے لوگوں پر مصیبت کے وقت کفار پر بد دعاء کرنا واجب ہے کیونکہ جس پر حضور مطلع ہیں عام لوگ اس پر مطلع نہیں "ھٰذا الامر" سے مراد دینِ اسلام ہے۔

(حدیث ۳۳۸۱ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ فِيْ بَيْعِ الْمُكْرَهِ وَنَحْوِهٖ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهٖ

۶۵۳۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ اِذْ خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا اِلٰى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ ذَاكَ اُرِيْدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْاَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُجْلِيَكُمْ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَاِلَّا فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا الْاَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

باب مجبور وغیرہ کا اپنے حقوق فروخت کرنا

یعنی اس شخص کا اپنی مالیت فروخت کرنا جس میں اس پر جبر کیا جائے؛ چنانچہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو جلاوطنی کا حکم دیا اور فرمایا وہ اپنی املاک اور اراضی فروخت کردیں اور وہ اس بیع میں مجبور تھے غیر حق سے مراد وہ جنایت ہے جو موجب بیع ہے "

۶۵۳۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ہم مسجد میں تھے اچانک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا یہودیوں کی طرف چلو ہم آپ کے ساتھ نکلے حتی کہ ہم "بیت المدارس" آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اُن کو آواز دی " اے یہودیوں کے گروہ اسلام قبول کرو سلامتی میں رہوگے " انہوں نے کہا اے ابوالقاسم آپ نے حکم پہنچا دیا۔ حضور نے فرمایا یہی میرا ارادہ تھا (کہ میں نے تمہیں تبلیغ کردی ہے) پھر دوبارہ فرمایا تو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم آپ نے تبلیغ کردی ہے پھر تیسری بار فرمایا یقین کرو کہ زمین اللہ اور اُس کے رسول کی ہے اور میں تم کو جلاوطن کرنا چاہتا ہوں تم میں جو کوئی اپنا مال

marfat.com
Marfat.com

بَابُ لَا يَجُوزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ قَالَ اللّٰهُ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ الْآيَةَ ۶۵۳۱ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ

پاتا ہے اس کو فروخت کر دے؛ ورنہ جان لو زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے

۶۵۳۰ — شرح : اس حدیث سے امام بخاری نے مجبور شخص کی بیع کے جواز پر استدلال کیا۔ یہ حدیث مکرہ (مجبور) کی۔ بیع میں بہت واضح ہے کیونکہ مکرہ وہ شخص ہے جس کو اپنی ملکیت فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے؛ حالانکہ وہ اس کو بیچنا نہیں چاہتا۔ یہودی اپنے اموال میں بہت بخیل تھے جب ان کو دھمکی دی گئی تو انہوں نے املاک کو فروخت کرنا پسند کر لیا گویا کہ وہ اس بیع میں مجبور تھے۔ قولہ بیت المدراس، بیت مدراس کی طرف مضاف ہے اور یہ اضافت "شجرۃ الاراک" کے قبیلہ سے ہے یعنی عام خاص کی طرف مضاف ہے۔ یہودیوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوالقاسم کہہ کر پکارا آپ کا اسم گرامی "محمد" ذکر نہ کیا؛ کیونکہ تورات میں محمد نام مذکور ہے کہ وہ آخری نبی ہوں گے اگر وہ یہ نام مبارک ذکر کرتے تو حضور کی رسالت کا اقرار لازم آتا تھا۔

باب مجبور شخص کا نکاح جائز نہیں

اور تم اپنی لونڈیوں کو زناء پر مجبور نہ کرو وہ پاک اور عصمت چاہتی ہیں تاکہ دنیاوی زندگی کا سامان تیار کرو اور جو کوئی ان کو زناء پر مجبور کرے بے شک اللہ ان کو مجبور کئے جانے کے بعد بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

تفسیر : یہ آئت کریمہ عبداللہ بن ابی بن سلول کی دو لونڈیوں معاذہ اور مسیکہ کے بارے میں نازل ہوئی جن کو وہ یومیہ ٹیکس وصول کرنے کے لئے زناء پر مجبور کرتا تھا۔ جاہلیت میں لوگ اپنی لونڈیوں سے یہی برتاؤ کرتے تھے اور ان کو کرایہ پر دیتے تھے جب اسلام آیا تو معاذہ نے مُسیکہ سے کہا جس دھندے میں ہم مصروف ہیں۔ یہ دو وجہوں سے خالی نہیں اگر یہ اچھا ہے تو ہم نے اس سے بہت کچھ لیا ہے اگر یہ شر ہے تو وقت قریب آگیا ہے کہ اس کو ترک کر دیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ نازل فرمائی۔

ترجمہ : خنساء بنت خذام انصاریہ سے روائت ہے کہ اُن کے والد نے

۶۵۳۱ — اُن کا نکاح کر دیا حالانکہ وہ ثیبہ تھی اُس نے نکاح پسند نہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور نے اس کا نکاح مسترد کر دیا۔

(حدیث ۶۵۳۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقٰسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعِ ابْنَيْ يَزِيْدَ
ابْنِ جَارِيَةَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا
وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا

۶۵۳۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ
جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ
تُسْتَاْمَرُ النِّسَاءُ فِيْ اَبْضَاعِهِنَّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَاِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَاْمَرُ فَتَسْتَحْيِيْ
فَتَسْكُتُ قَالَ سُكَاتُهَا اِذْنُهَا

بَابُ اِذَا اُكْرِهَ حَتّٰى وَهَبَ عَبْدًا اَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجُزْ وَبِهِ
قَالَ بَعْضُ النَّاسِ فَاِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرِيْ فِيْهِ نَذْرًا فَهُوَ جَائِزٌ بِزَعْمِهِ
وَكَذٰلِكَ اِنْ دَبَّرَهُ **۶۵۳۳ — حَدَّثَنَا** اَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
۶۵۳۲ — علیہ وسلم کیا عورتوں سے ان کی شادی کے متعلق پوچھا جائے فرمایا ہاں! میں نے
عرض کیا کنواری لڑکی سے پوچھا جائے تو وہ شرم کرے گی اور خاموش رہے گی۔ فرمایا اس کی خاموشی ہی اجازت ہے

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ کنواری بالغہ کا نکاح
۶۵۳۲ — اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔ اگر اس کی رضامندی کے بغیر نکاح کیا
جائے تو وہ مکرہ کے حکم میں ہوگی۔ قولہ اِبْضَاعِهِنَّ ان کی شادی کرنا (حدیث ۶۸۰۸ کی شرح دیکھیں)

باب جب کسی کو جبر کیا گیا حتیٰ کہ اُس نے غلام ہبہ کیا یا اس کو بیچ دیا تو جائز نہیں

marfat.com
Marfat.com

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوْكًا لَهٗ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ غَيْرُهٗ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِيْ مِائَةِ دِرْهَمٍ قَالَ فَسَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ

پھر اگر خریدار نے اس میں نذر مانی تو اُن کے خیال میں یہ جائز ہے ایسے ہی اگر غلام کو مدبّر بنایا

شرح : یعنی جب کسی آدمی کو جبر کیا گیا کہ وہ اپنا غلام کسی کو ہبہ کر دے یا اس کے پاس فروخت کر دے تو یہ ہبہ اور بیع جائز نہیں اور غلام مملوک ہی رہے گا۔ **بعض النّاس** سے مراد حنفیہ ہیں لیکن حنفیہ کا یہ مذہب نہیں۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی کو اپنا مال فروخت کرنے یا کسی کے لئے ہبہ کرنے کے لئے مجبور کیا گیا یا مثلاً کسی کے لئے ایک ہزار روپیہ اقرار کرنے پر مجبور کیا گیا، تو اُس نے ہبہ، بیع اور اقرار کر لیا پھر جبر زائل ہو گیا تو اس کو اختیار حاصل ہے کہ اگر چاہے تو مذکور عقود بحال رکھے اور اگر چاہے تو ان کو فسخ کر دے؛ کیونکہ ملک عقد کے ساتھ ثابت ہوئی ہے؛ کیونکہ یہ اس کے اہل سے اس کے محل میں صادر ہوئی ہے لیکن ملک کے حلال ہونے کی شرط رضامندی ہے؛ لہٰذا یہ دوسری شروط کی طرح ہے جو عقد کو فاسد کر دیتی ہیں حتی کہ اگر اس میں ایسا تصرف کیا جو نقض کو قبول نہیں کرتا جیسے غلام کو آزاد کر دیا یا اس کو مدبّر بنا دیا تو نافذ نہ ہوگا اور اس کی قیمت لازم ہے اور اگر جائز کر دیا تو راضی ہونے کے باعث یہ عقد جائز ہوں گے لیکن بیع فاسد میں ایسا نہیں کیونکہ فساد شرع کا حق ہے (عینی)

قوله ان نذر المشتری آه ، اس سے بعض الناس پر اعتراض اور ان کے کلام میں تناقض ثابت کرنا مقصود ہے۔ یعنی بعض لوگوں نے کہا اگر خریدار کو مجبور کیا گیا کہ اس میں نذر مانے تو یہ بعض لوگوں کے خیال میں جائز ہے اسی طرح اگر خریدار کو خرید کردہ غلام کو مدبّر بنانے پر مجبور کیا گیا تو جائز ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے گمان میں تناقض کی صورت یہ ہے کہ مجبوراً بیع کرنے سے اگر مبیعہ مشتری کی ملک میں ہو جاتا ہے تو چاہئیے کہ مجبور کے تمام تصرفات مدست ہوں۔ صرف نذر اور مدبّر کرنے کی تخصیص نہ ہو اور اگر مجبور بیع کرنے سے مبیعہ مشتری کی ملک میں نہیں جاتا تو نذر اور تدبیر بھی صحیح نہیں ہونے چاہئیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری بعض الناس سے حنفیہ مراد لیتے ہیں حالانکہ احناف کا یہ مذہب نہیں علاوہ ازیں نقلِ ملک اور عدمِ نقل میں تردید ممنوع ہے بلکہ عقد کے ساتھ ملک ثابت ہے کیونکہ عقد اس کے اہل سے محل میں صادر

marfat.com

Marfat.com

عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامًا أَوَّلَ

بَابُ مِنَ الْإِكْرَاهِ كَرْهًا وَكُرْهًا وَاحِدٌ

۶۵۳۴ — حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ بْنُ فَيْرُوزَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

ہُوا ہے، لیکن اس میں حلال ہونے کی شرط رضامندی ہے لہٰذا یہ دوسری شروط مفسدہ کی طرح ہے یہاں تک کہ اگر اس میں ایسا تصرف کیا جو نقض کو قبول نہیں کرتا جیسے غلام کو آزاد کر دیا یا اس کو مدبّر بنا دیا تو یہ عقد نافذ ہو جائیں گے اور غلام کی قیمت لازم ہوگی اور اگر وہ راضی ہو گیا تو جائز ہو جائیں گے۔

۶۵۳۳ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے اپنا مملوک مدبّر کر دیا؛ حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی شئ نہ تھی۔ یہ خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضور نے فرمایا مجھ سے یہ غلام کون خریدتا ہے۔ نُعَیم بن نحّام نے آٹھ سو درہم سے اس کو خرید لیا عمرو بن دینار نے کہا میں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ وہ غلام حبشی قبطی تھا جو پہلے سال فوت ہو گیا تھا۔

۶۵۳۳ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی مرضی کے خلاف غلام کو فروخت کر دیا تھا گویا کہ وہ بیچنے پر مجبور ہو گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مدبّر کی بیع جائز ہے۔ احناف کے نزدیک مدبر کی بیع جائز نہیں۔ وہ اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مدبّر کی دو قسم ہیں ایک مقیّد دوسرے مطلق۔ مقیّد مدبر کی بیع جائز ہے۔ احناف کے نزدیک مقیّد مدبر کی بیع جائز ہے مطلق مدبّر کی بیع جائز نہیں اور حدیث شریف مقیّد مدبر پر محمول ہے۔

باب اکراہ سے کَرہ اور کُرہ ہم معنیٰ ہیں

۶۵۳۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ "اے ایمان والو! تمہارے لئے حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً وارث بنو" کی تفسیر میں فرمایا لوگوں کی عادت تھی کہ جب کوئی آدمی مر جاتا تو اس کے ولی اس کی بیوی کے زیادہ حق دار ہوتے اگر اُن میں کوئی چاہتا تو اس سے

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَحَدَّثَنِي عَطَاءٌ اَبُو الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ وَلَا اَظُنُّهُ اِلَّا ذَكَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا الْاٰيَةَ قَالَ كَانُوْا اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ اَوْلِيَاؤُهَا اَحَقَّ بِامْرَأَتِهٖ اِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَاِنْ شَاؤُا زَوَّجُوْهَا وَاِنْ شَاؤُا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا فَهُمْ اَحَقُّ بِهَا مِنْ اَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ

بَابُ اِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْاَةُ عَلَى الزِّنٰى فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا

لِقَوْلِهٖ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

۶۵۲۵ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيْقِ الْاِمَارَةِ وَقَعَ عَلٰى وَلِيْدَةٍ مِنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتّٰى افْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ مِنْ اَجْلِ اَنَّهُ

نکاح کرلیتا پھر اگر وہ چاہتے تو اس کا نکاح کر دیتے اگر چاہتے تو اس کا نکاح نہ کرتے وہ اس عورت کے اس کے اہل (ماں باپ وغیرہ) سے زیادہ حقدار ہوتے تھے۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو کوئی کسی عورت کو یہ حرص کرتے ہوئے روک رکھے کہ وہ مرجائے تو اس کا وارث ہوگا۔ نصِ قرآن سے ایسا کرنا جائز نہیں) [حدیث ۶۲۶۵ ج ۶ کی شرح دیکھیں]

باب جب عورت کو زناء پر مجبور کیا جائے تو اس پر حدّ نہیں

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو کوئی عورتوں کو زناء پر مجبور کرے بیشک اللہ تعالیٰ ان کو مجبور کئے جانے کے بعد بخشنے والا رحم کرنے والا ہے"

۶۵۲۵ ترجمہ: نافع نے بیان کیا کہ صفیہ بنت عُبَید نے ان کو خبر دی کہ حکومت کے

marfat.com

Marfat.com

اِسْتَكْرَهَهَا وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْاَمَةِ الْبِكْرِ يَقْتَرِعُهَا الْحَرَّ يُقِيْمُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ مِنَ الْاَمَةِ الْعَذْرَاءِ بِقَدْرِ ثَمَنِهَا وَيُجْلَدُ وَلَيْسَ فِي الْاَمَةِ الثَّيِّبِ فِي قَضَاءِ الْاَيِّمَةِ غُرْمٌ وَلٰكِنْ عَلَيْهِ حَدٌّ

۶۵۳۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

غلاموں میں سے ایک غلام نے خمس کی ایک لڑکی سے جماع کرلیا جبکہ اس پر زبردستی کی حتی کہ اس کی بکارت زائل کردی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غلام کو حد لگائی اور اس کو جلاوطن کردیا اور لڑکی کو اس لئے حد نہ لگائی کہ اس پر زبردستی کی گئی تھی ،، زہری نے کہا کنواری لونڈی جس سے آزاد مرد زنا کرے تو حاکم کنواری لونڈی کی قیمت کی کمی کے اعتبار سے قیمت وصول کرے اور اس کو کوڑے لگائے اور ثیبہ لونڈی سے زنا کرنے کی صورت میں حضرات ائمہ فقہ کے فیصلہ میں تاوان نہیں لیکن اس پر حد ہے۔

۶۵۳۵ ـــ شرح : حدیث کی مطابقت عنوان سے واضح ہے، کیونکہ عنوان اور حدیث دونوں کا مفہوم یہ ہے کہ جس عورت سے جبراً زنا کیا جائے اس پر حد واجب نہیں اور آئت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اپنی لونڈیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو اور جو کوئی ان کو مجبور کریگا اللہ تعالیٰ ان کے لئے غفور رحیم ہے۔ عینی نے طیبی سے نقل کیا کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو زنا پر مجبور کرنے والوں کے لئے سخت وعید ہے اور مغفرت و رحمت ذکر کرنے میں تعریض ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے کہ اے عورتوں کو زنا پر مجبور کرنے والو ان کو مجبور کئے جانے کے باوجود بھی اُن سے مواخذہ کیا جاتا اگر اللہ کی مغفرت و رحمت نہ ہوتی پھر تم کیسے بچو گے ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زانی غلام کو نصف سال جلاوطن کرتے تھے۔ جیسے آزاد زانی کو ایک سال جلاوطن کیا جاتا ہے کیونکہ غلام کی حد آزاد کی حد سے نصف ہے۔ زہری کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ حاکم لونڈی کی بکارت زائل کرنے والے سے بکارت زائل کرنے کی دیت وصول کرے گا جو اس کی قیمت کے اعتبار سے ہوگی یعنی کنواری لونڈی اور ثیبہ لونڈی کی قیمت کی جائے جو دونوں قیمتوں میں فرق ہو وہ نقصان کی غرامت ہے۔

۶۵۳۶ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم

marfat.com
Marfat.com

هَاجَرَ اِبْرَاهِيْمُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيْهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوْكِ اَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ اَنْ اَرْسِلْ اِلَيَّ بِهَا فَاَرْسَلَ بِهَا فَقَامَ اِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّيْ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَغَطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ

بَابُ يَمِيْنِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ اَنَّهٗ اَخُوْهُ اِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ اَوْ نَحْوَهٗ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مُكْرَهٍ يُخَافُ فَاِنَّهٗ يَذُبُّ عَنْهُ الْمَظَالِمَ

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارہ کے ساتھ ہجرت کی انہیں ایک شہر میں لے گئے جہاں بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ یا جابروں میں سے کوئی جابر تھا اس نے ابراہیم علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس سارہ کو بھیج دو حضرت ابراہیم علیہ السلام اُٹھا تو سارہ کھڑی ہوئیں اور وضو کر کے نماز پڑھی پھر فرمایا اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں تو مجھ پر کافر کو مسلط نہ کر اس جابر کا دم گھٹنے لگا حتیٰ کہ زمین پر پاؤں مارنے لگا۔

۶۵۳۶ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مجبور کیا گیا تھا کہ وہ حضرت سارہ کو اس کے پاس بھیجے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کی والدہ سارہ کو بیت المقدس یا عراق سے مصر کی طرف لے گئے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو زنا پر جبر کرنے کا حکم ذکر نہیں کیا۔ جمہور فقہاء نے کہا اگر مرد کو زناء پر جبر کیا جائے تو اس پر حد نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ اور کئی علماء نے کہا اس پر حد ہے، کیونکہ لذت کے بغیر آلۂ تناسل منتشر نہیں ہوتا اور اس میں فرق نہیں کہ جبر کرنے والا بادشاہ ہو یا اس کا غیر ہو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر مرد کو بادشاہ نے زناء پر جبر کیا تو اس پر حد نہیں۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے اس مسئلہ میں امام کی مخالفت کی ہے۔

باب کسی آدمی کا اپنے ساتھی کے لئے قسم کھانا کہ وہ اس کا بھائی ہے جبکہ اس پر قتل وغیرہ کا ڈر ہو

marfat.com
Marfat.com

وَيُقَاتِلُ دُوْنَهُ وَلَا يَخْذُلُهُ فَإِنْ قَاتَلَ دُوْنَ الْمَظْلُوْمِ فَلَا قَوَدَ عَلَيْهِ وَلَا يَخْذُلُهُ فَإِنْ قِيْلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَتَبِيْعَنَّ عَبْدَكَ أَوْ تُقِرَّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ هِبَةً وَكُلُّ عُقْدَةٍ أَوْ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ فِي الْإِسْلَامِ وَسِعَهُ ذٰلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَوْ قِيْلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَنَقْتُلَنَّ ابْنَكَ أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَمْ يَسَعْهُ لِأَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ ثُمَّ

ایسے ہی ہر مجبور جس پر یہ ڈر ہو وہ اس سے ظالم کو دفع کرے اور اس کے سامنے جھگڑا کرے اور اس کو رسوا نہ ہونے دے پھر اگر مظلوم کے سامنے لڑائی کی تو اس پر قصاص نہیں۔ اور اگر اس کو کہا گیا کہ شراب پئے یا مردار کھائے یا اپنا غلام فروخت کرے یا قرضہ کا اقرار کرے یا کوئی شئ ہبہ کرے یا کوئی عقد قائم کرے ورنہ تیرے باپ کو یا تیرے اسلامی بھائی کو ہم قتل کر دیں گے تو مجبور کے لئے جائز ہے کہ یہ امور کرے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

قَالَ بَعْضُ النَّاسِ ،، بعض لوگوں نے کہا اگر مجبور شخص سے کہا جائے تو شراب پی یا مُردار کھا؛ ورنہ تیرا بیٹا قتل کر دیں گے یا تیرا باپ یا ذی رحم ،، رشتہ دار ،، قتل کر دیں گے تو اس کو اس کی اجازت نہیں، کیونکہ یہ شخص درحقیقت مجبور نہیں۔ پھر اس کا خلاف کرتے ہوئے کہا اگر اسے کہا جائے ہم تیرے باپ یا بیٹے کو قتل کر دیں گے ورنہ تو یہ غلام فروخت کر یا قرضہ کا اقرار کر یا ہبہ کر تو قیاس کے مطابق اسے اجازت ہے لیکن ہم استحسان کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں بیع ، ہبہ اور ہر عقد باطل ہے (بخاری نے کہا) ان لوگوں نے ذی رحم محرم اور اس کے غیر میں بغیر کتاب و سنت کے فرق کیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیوی کے متعلق فرمایا یہ میری بہن ہے یہ اسلامی بہن ہے۔

نخعی نے کہا جب قسم لینے والا ظالم ہو تو قسم کھانے والے کی نیت معتبر ہے اور اگر وہ مظلوم ہو تو قسم لینے والے کی نیت معتبر ہے۔

شرح : اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنے ساتھی پر قتل وغیرہ کا خوف دیکھا تو اس کو قتل

marfat.com
Marfat.com

نَاقَضَ فَقَالَ اِنْ قِيْلَ لَهٗ لَنَقْتُلَنَّ اَبَاكَ اَوْ اِبْنَكَ اَوْ لَتَبِيْعَنَّ هٰذَا الْعَبْدَ
اَوْ تُقِرَّ بِدَيْنٍ اَوْ هِبَةٍ يَلْزَمُهٗ فِى الْقِيَاسِ وَلٰكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُوْلُ
الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ وَكُلُّ عُقْدَةٍ فِىْ ذٰلِكَ بَاطِلٌ فَرَّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِىْ مَحْرَمٍ
وَغَيْرِهٖ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ وَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ
لِاِمْرَأَتِهٖ هٰذِهٖ اُخْتِىْ وَذٰلِكَ فِى اللّٰهِ وَقَالَ النَّخَعِىُّ اِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ
ظَالِمًا فَنِيَّةُ الْحَالِفِ وَاِنْ كَانَ مَظْلُوْمًا فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ

وغیرہ سے بچانے کے لئے یہ قسم کھائی کہ وہ اس کا بھائی ہے تو جائز ہے۔ ایسے ہی ہر مجبور شخص جو خائف ہو۔ اس کو ظالم سے باز رکھے اور اس کی طرف سے جنگ کرے اور اس کی مدد ترک نہ کرے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قود کے بعد قصاص کو ذکر کرنے میں تکرار ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قصاص قود سے عام ہے کیونکہ نفس کے قتل کرنے اور کسی عضو کو ضائع کرنے میں قصاص ہے جبکہ قود صرف نفس میں استعمال ہوتا ہے لہٰذا تکرار نہیں۔ قولہ اِنْ قِيْلَ لَهٗ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ الخ یعنی اگر مجبور شخص کو کہا جائے کہ شراب پی یا یہ کہا جائے کہ مُردار کھا یا کہا جائے کہ بہرحال اپنا غلام فروخت کر یا قرض کا اقرار کر کہ فلاں شخص کا قرضہ اس پر واجب الادا ہے یا یہ کہا جائے کہ اس شئ کو ہبہ کرنے کا اقرار کر ایسے ہی ہر عقدہ جو اس نے کیا ہے اس کو فسخ کر دے مثلاً عقد نکاح کیا ہے تو طلاق دیدے یا غلام کا عقد بیع کیا ہے تو اس کو آزاد کر دے ورنہ تیرے باپ یا اسلامی بھائی کو قتل کر دیں گے تو اس کے لئے مذکور امور کرنے جائز ہیں؛ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ قولہ اَخَاكَ فِى الْاِسْلَامِ، لفظِ اسلام ذکر کرنے میں بھائی عام ہے نسبی بھائی ہو یا اسلامی بھائی بہرحال مومن بھائی کی جان بچانا بھی نہایت ضروری ہے۔ لہٰذا مذکور امور پر مجبور کئے گئے شخص کے لئے جائز ہے کہ اپنے باپ یا بھائی کی جان بچانے کے لئے ان کو کرے (حدیث ع کی بقیہ تخریج ۴۸ پر)

قولہ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ، بعض الناس سے مراد حنفیہ ہیں یعنی اگر کسی ظالم نے کسی آدمی سے کہا کہ تو شراب پی یا مردار کھا، ورنہ تیرے بیٹے یا تیرے باپ یا رشتہ دار کو قتل کر دیں گے تو اس کے لئے شراب پینا یا مردار کھانا جائز نہیں؛ کیونکہ یہ شخص اس میں مجبور نہیں؛ کیونکہ جبر انسان کی اپنی جان کے اعتبار سے ہوتا ہے دوسرے

marfat.com
Marfat.com

کی جان ضائع ہونے میں جبر نہیں ہوتا ؛ لہٰذا اس کے لئے جائز نہیں کہ دوسروں کے گناہوں کی مدافعت کرے اگر اُس نے مذکور امور کر لئے تو گناہ گار ہوگا۔

علامہ کرمانی نے کہا یہ شخص اس لئے مجبور نہیں کہ اس کو متعدد امور میں اختیار دیا گیا ہے اور تخییر جبر و اکراہ کے منافی ہے۔ قولہ ثم ناقض الخ یعنی حنفیہ نے پھر اس کے خلاف یہ کہا کہ مذکورہ صورت میں اگر مجبور شخص کو کہا گیا ہم تیرے باپ یا بیٹے کو قتل کر دیں گے، ورنہ یہ غلام فروخت کر یا قرض کا اقرار کر یا ہبہ کر تو قیاس یہ ہے کہ اس کو یہ امور کرنے لازم ہیں تاکہ باپ اور بیٹے کی جان بچ جائے لیکن ہم استحساناً کہتے ہیں۔ اس جبر میں بیع، ہبہ اور ہر قسم کا عقد باطل ہے۔ حنفیہ نے پہلی صورت میں کہا کہ مذکور شخص مجبور نہیں اور دوسری صورت میں قیاس کے اعتبار سے کہا کہ وہ شخص مجبور ہے پھر استحساناً بیع وغیرہ کے بطلان کا قول کیا اس میں اُنہوں نے اپنے قول کا نقض کیا ؛ کیونکہ یہ جبر ہے حالانکہ اُنہوں نے عدمِ جبر کا قول کیا ہے۔

جواب بعض الناس ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے زعم میں جو مناقضہ بیان کیا ہے صحیح نہیں کیونکہ مجتہد استحسان کے ساتھ اپنے قیاس والے قول کی مخالفت کر سکتا ہے۔ اور استحسان حنفیہ کے نزدیک حجت ہے۔ قولہ فرّقوا الخ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ ذی رحم کے بارے میں حنفیہ کا مذہب اجنبی کے بارے میں مذہب کے خلاف ہے۔ پس اگر کسی آدمی سے کہا گیا اس اجنبی مرد کو قتل کر یا فلاں شئی فروخت کر تو اُس نے اجنبی کو قتل سے نجات دینے کے لئے بیع کر دی تو بیع لازم ہو جائیگی اور اگر ذی رحم محرم کے بارے میں یہ کہا تو اس کی بیع اور عقد وغیرہ لازم نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی بطریق استحسان ہے اور یہ کتاب و سنت سے خارج نہیں ؛ کیونکہ قرآن کریم میں ہے۔ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ،، اور حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ ،، لہٰذا حنفیہ نے کتاب و سنت کا خلاف نہیں کیا۔ حرانی نے ذکر کیا کہ امام بخاری نے ان مباحث میں جو مثالیں ذکر کی ہیں اس کتاب کی وضع کے مناسب نہیں کیونکہ یہ فن حدیث سے خارج ہیں قولہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ اس حدیث شریف سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں قریبی اور اجنبی میں عدمِ فرق پر استدلال کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیوی سارہؓ سے فرمایا یہ میری بہن ہے یعنی اسلامی بہن ہے تو وہ جب اسلامی بہن ہے تو اس کی حمائت واجب ہے اور اس سے مدافعت ضروری ہے لیکن حنفیہ کہتے ہیں قریبی اور اجنبی میں ان کا فرق کرنا بھی استحسان ہے کیونکہ جب مسلمان دینی بھائی کی حمائت واجب ہے تو قریبی کی حمائت بطریق اولیٰ واجب ہے۔

قولہ وَقَالَ النَّخَعِيُّ الخ یعنی ابراہیم نخعی نے کہا جب قسم لینے والا ظالم ہو تو قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہے اور اگر وہ مظلوم ہے تو قسم لینے والے کی نیت کا اعتبار ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار

marfat.com
Marfat.com

۶۵۳۷ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمًا اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ

۶۵۳۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْصُرُهُ اِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا اَفَرَاَيْتَ اِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ اَنْصُرُهُ قَالَ تَحْجُزُهُ اَوْ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ

میں امام ابوحنیفہ کے ذریعے حماد سے روایت کی جب کسی آدمی سے قسم لی جائے حالانکہ وہ مظلوم ہو تو اس کی نیت کا اعتبار ہے اور اگر وہ ظالم ہو تو قسم میں نیت کا اعتبار قسم لینے کی نیت پر موقوف ہے۔

۶۵۳۷ ـــ ترجمہ : ابن شہاب سے روایت ہے کہ سالم نے ان کو خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُن سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہ کرے اور نہ اس کو ذلیل کرے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے (حدیث ۲۲۷۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۵۳۸ ـــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کر درآنحالیکہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو ایک آدمی نے کہا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کی مدد کروں گا جب وہ مظلوم ہوگا تو یہ فرمائیں کہ جب وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیسے کروں؟ فرمایا اس کو روکو یا فرمایا اس کو ظلم سے منع کرو یہ اس کی مدد ہے (حدیث ۲۲۸۰ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

كِتَابُ الْحِيَلِ

بَابٌ فِيْ تَرْكِ الْحِيَلِ وَاَنَّ لِكُلِّ امْرِئٍ مَانَوٰى فِي الْاَيْمَانِ وَغَيْرِهَا

۶۵۳۹ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَاِنَّمَا لِاِمْرِئٍ مَانَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ هَاجَرَ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْحِيَلِ

حِیَل حیلہ کی جمع ہے حیلہ وہ ہے جس کے ساتھ خفیۃً مقصود تک پہنچے ''

باب حیلہ ترک کرنا

'' اور ہر آدمی کے لئے وہی حاصل ہے جو وہ قسموں وغیرہ میں نیت کرے

۶۵۳۹ ترجمہ: علقمہ بن وقاص نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ

marfat.com

Marfat.com

بَابٌ فِي الصَّلٰوةِ [اَیْ هٰذَا بَابٌ فِی بَیَانِ دُخُوْلِ الْحِیْلَةِ فِی الصَّلٰوةِ]

۶۵۴۰ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةَ اَحَدِکُمْ اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّاَ

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! اعمال نیتوں پر موقوف ہیں۔ ہر آدمی کے لئے وہی حاصل ہے جس کی وہ نیت کرے پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے (ثواب کی موجب ہے) اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا عورت کے لئے ہے جس سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی

۶۵۳۹ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ مہاجر ام قیس نے اس سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کو حیلہ بنایا تھا امام بخاری نے اس حدیث سے حیلہ کے ابطال پر استدلال کیا ہے۔ دراصل حیلہ کی مشروعیت قرآن کریم سے ثابت ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ میں فرماتا ہے "خُذْ بِیَدِکَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ" "اے ایوب" اپنے ہاتھ میں گھاس لو اور حانث نہ ہو۔

حرام سے بھاگنے اور گناہ میں واقع ہونے سے دور رہنے میں حیلہ کرنا مستحب ہے اور مسلمان کا حق باطل کرنے کے لئے حیلہ کرنا گناہ ہے۔ نسفی نے کافی میں امام محمد بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا کہ حیلہ بہانہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام سے بھاگنا مومن کا خلق نہیں۔

باب نماز میں حیلہ کرنا

۶۵۴۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں کرتا جب وہ بے وضو ہو جائے حتی کہ وضو کرے"

۶۵۴۰ — شرح : اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض حنفیہ کا رد کرنا ہے کیونکہ حنفیہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ فِي الزَّكٰوةِ وَالَّا يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلَا يُجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ

۶۵۴۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهٗ فَرِيْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ

کہتے ہیں جو شخص نماز کے آخری قعدہ میں بے وضو ہو جائے اس کی نماز صحیح ہے کیونکہ ہر وہ شئ جو نماز کی ضد ہو اس کے ساتھ نماز سے تحلّل حاصل ہو جاتا ہے یعنی نماز کے آخری جلسہ میں بے وضو ہو جانے سے نماز پوری ہو جاتی ہے۔ امام احناف کا ردّ کرتے ہیں کہ وہ نماز میں بے وضو ہو جانے کے باوجود نماز کی صحت کے لئے حیلہ کرتے ہیں حالانکہ آخری قعدہ میں بے وضو ہونے والا نماز میں بے وضو ہے لہٰذا نماز صحیح نہ ہوگی؛ کیونکہ نماز سے باہر ہونا نماز کا رکن ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ "، نماز کی تحلیل سلام پھیرنے سے ہے۔ لہٰذا تحلیل نماز کا رکن ہے جو سلام سے حاصل ہے جیسے تکبیر تحریمہ نماز کا رکن ہے۔ پس سلام سے پہلے بے وضو ہو جانے سے نماز صحیح نہ ہوگی۔" امام بخاری کے ردّ کا جواب یہ ہے کہ احناف آخری قعدہ میں بے وضو ہو جانے والے کی نماز حیلہ کے ساتھ صحیح نہیں کرتے اور نہ ہی حیلہ کو نماز میں دخل ہے بلکہ احناف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے سلام کی عدم فرضیت پر استدلال کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: اِذَا قُلْتَ هٰذَا اَوْ فَعَلْتَ هٰذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلٰوتُكَ "جب تو یہ کہے یا یہ کرے تیری نماز پوری ہوگئی"، یہ سلام کی فرضیت کے منافی ہے کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ آخیرہ کے بعد نمازی کو اختیار دیا؛ چنانچہ فرمایا "اِنْ شِئْتَ اَنْ تَقُوْمَ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ" اگر کھڑا ہونا چاہتا ہے تو کھڑا ہو اور اور اگر بیٹھنا چاہتا ہے تو بیٹھ جا تخییر سے معلوم ہوا کہ سلام فرض نہیں واجب ہے۔ اسی لئے احناف کہتے ہیں کہ آخری قعدہ میں بے وضو ہونے والا وضو کر کے سلام پھیرے۔

الحاصل امام کا وجہ ردّ میں یہ کہنا کہ قعدہ اخیرہ میں بے وضو ہونے والا محدِث ہے لہٰذا نماز صحیح نہیں غیر صحیح ہے کیونکہ قعدہ سے نماز پوری ہو جاتی ہے اور تحلیلها التسلیم سے سلام کی فرضیت پر دلیل قائم کرنا درست نہیں کیونکہ یہ خبر واحد ہے اس سے فرض ثابت نہیں ہوتا۔ اسی طرح تحریمها التکبیر سے بھی فرضیت ثابت نہیں بلکہ تحریمہ کی فرضیت اس آئت کریمہ "وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ" سے ثابت ہے؛ کیونکہ مفسّرین کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز

marfat.com
Marfat.com

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا یُجْمَعُ بَیْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا یُفَرَّقُ بَیْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْیَۃَ الصَّدَقَۃِ

۶۵۴۲ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْ سُھَیْلٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَنَّ اَعْرَابِیًّا جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّاْسِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ

کے باہر تکبیر فرض نہیں ؛ لہٰذا نماز میں تکبیر فرض ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

باب زکوٰۃ میں حیلہ کرنا

اور صدقہ کے خوف سے مجتمع کو متفرق نہ کیا جائے اور نہ ہی متفرق کو جمع کیا جائے

۶۵۴۱ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن کی طرف زکوٰۃ کا فریضہ تحریر کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا ہے کہ زکوٰۃ کے خوف سے مجتمع کو متفرق نہ کیا جائے۔

۶۵۴۱ ترجمہ : یعنی دو آدمیوں میں سے ہر ایک کے پاس چالیس چالیس بکریاں ہیں ان دونوں نے شرکت کی ہے تو ان دونوں میں سے ہر ایک پر ایک ایک بکری زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے لہٰذا وہ ان کو جمع نہ کریں تاکہ اسّی بکریوں سے صرف ایک بکری زکوٰۃ میں ادا کرنی پڑے ایسے ہی مجتمع کو متفرق نہ کریں جیسے دو شریکوں کے پاس چالیس بکریاں ہیں ان میں ایک بکری زکوٰۃ واجب ہے اگر وہ بکریاں تقسیم کرکے علیحدہ علیحدہ کرلیں تو زکوٰۃ اصلاً واجب نہ ہوگی۔ امام بخاری نے کہا وہ زکوٰۃ ساقط کرنے کے لئے یہ حیلہ نہ کریں۔

۶۵۴۲ ترجمہ : طلحہ بن عُبَیدُ اللہ سے روایت ہے ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آیا کہ اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اُس نے کہا

marfat.com

Marfat.com

شَيْئًا قَالَ اَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ قَالَ شَهْرُ رَمَضَانَ
اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا قَالَ اَخْبِرْنِيْ مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكٰوةِ قَالَ فَاَخْبَرَهٗ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ قَالَ وَالَّذِيْ اَكْرَمَكَ لَا اَتَطَوَّعُ
شَيْئًا وَلَا اَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ اَوْ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ اِنْ صَدَقَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ عِشْرِيْنَ
وَمِائَةِ بَعِيْرٍ حِقَّتَانِ فَاِنْ اَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا اَوْ وَهَبَهَا اَوِ احْتَالَ فِيْهَا فِرَارًا
مِنَ الزَّكٰوةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے خبر دیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں۔ حضور نے فرمایا پانچ نمازیں فرض کی ہیں مگر یہ کچھ نفل پڑھ لیا کرو۔ اُس نے کہا مجھے بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پہ کتنے روزے فرض کئے ہیں فرمایا رمضان مبارک کے مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں مگر یہ کہ نفل روزے رکھ لیا کرو۔ اس نے عرض کیا مجھ پر کتنی زکوٰۃ فرض ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسلام کے احکام کی خبر دی اُس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی ہے میں اس سے کچھ نہ زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا جو اللہ نے مجھ پہ فرض کی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اُس نے سچ کہا ہے تو نجات پاگیا یا فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو جنت میں داخل ہوگا۔ بعض لوگوں نے کہا ایک سو بیس اونٹوں میں دو حقے ہیں۔ اگر اونٹوں کو قصداً ہلاک کر دیا یا کسی کو وہ ہبہ کر دیئے یا زکوٰۃ سے فرار کرتے ہوئے کوئی حیلہ کیا تو اس پر کوئی شئ واجب نہیں۔

۶۵۴۲ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ وہ احکام کی پابندی کرے گا اور اس میں حیلہ وغیرہ نہ کرے گا (حدیث ۴۴ ج اکی شرح دیکھیں)

: بعض الناس سے مراد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اس سے امام بخاری حضرت امام اعظم ابوحنیفہ پر طعن کرتے ہیں کیونکہ بخاری کا مذہب یہ ہے اگر کوئی زکوٰۃ ساقط کرنے میں حیلہ کرے تو وہ گناہ گار ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر سال پورا ہونے سے ایک دو روز پہلے نصاب زکوٰۃ میں کمی

marfat.com
Marfat.com

۶۵۴۳ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ کَنْزُ اَحَدِکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ یَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهٗ وَیَطْلُبُهٗ وَ یَقُوْلُ اَنَا کَنْزُکَ قَالَ وَاللّٰهِ لَنْ یَزَالَ یَطْلُبُهٗ حَتّٰی یَبْسُطَ یَدَهٗ فَیُلْقِمَهَا فَاهُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ رَبُّ النَّعَمِ لَمْ یُعْطِ حَقَّهَا تُسَلَّطُ عَلَیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَخْبِطُ وَجْهَهٗ بِاَخْفَافِهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِیْ رَجُلٍ لَهٗ اِبِلٌ فَخَافَ اَنْ تَجِبَ عَلَیْهِ الصَّدَقَةُ فَبَاعَهَا بِاِبِلٍ مِثْلِهَا اَوْ بِغَنَمٍ اَوْ بِبَقَرٍ اَوْ بَدَرَاهِمَ فِرَارًا مِنَ الصَّدَقَةِ بِیَوْمٍ وَاحِدٍ اِحْتِیَالًا فَلَا شَیْءَ عَلَیْهِ وَهُوَ یَقُوْلُ اِنْ زَکّٰی اِبِلَهٗ قَبْلَ اَنْ یَحُوْلَ الْحَوْلُ بِیَوْمٍ اَوْ بِسَنَةٍ جَازَتْ عَنْهُ

کر دے تو اس میں اس کو ضرر نہیں اور وہ اس نیت میں گنہگار نہ ہوگا کیونکہ زکوٰۃ سال پورا ہونے کے بعد واجب ہے اور اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ سال پورا ہونے سے پہلے اپنے مال میں جیسے چاہے تصرف کر سکتا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں لہٰذا بعض الناس میں امام ابوحنیفہ کی تخصیص نہیں۔

۶۵۴۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کا خزانہ قیامت میں گنجا سانپ ہوگا۔ خزانے کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ اس کو تلاش کرے گا اور کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں۔ راوی نے کہا بخدا! وہ اس کو تلاش کرتا رہے گا حتیٰ کہ خزانہ کا مالک اپنا ہاتھ لمبا کرے گا وہ اس کو اپنے منہ کا لقمہ بنا لے گا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب چارپایوں والا اُن کا حق ادا نہ کرے تو قیامت میں اس پر اسے مسلط کیا جائے گا اور اپنے پاؤں سے اس کا چہرہ نوچے گا،، (حدیث ۱۳۲۴ ج ۳: کی شرح دیکھیں)

وقال بعض الناس ،، بعض لوگوں نے اس شخص کے بارے میں کہا جس کے پاس اونٹ ہیں اس کو ڈر ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ اُس نے اونٹوں کو ان کی مثل دوسرے اونٹوں کے عوض یا بکریوں کے عوض

marfat.com
Marfat.com

۶۵۴۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ اسْتَفْتٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ تُوُفِّيَتْ اَنْ تَقْضِيَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْضِهٖ عَنْهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِذَا بَلَغَتِ الْاِبِلُ عِشْرِيْنَ فَفِيْهَا اَرْبَعُ شِيَاهٍ فَاِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ اَوْ بَاعَهَا فِرَارًا اَوِ احْتِيَالًا لِاِسْقَاطِ الزَّكٰوةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ اِنْ اَتْلَفَهَا فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ فِيْ مَالِهٖ

یا گائے کے عوض یا دراہم کے عوض زکوٰۃ سے فرار کرتے ہوئے سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے فروخت کر دیئے تو اس پر کوئی شئی نہیں، حالانکہ یہی بعض الناس کہتے ہیں کہ اگر سال گزرنے سے ایک دن پہلے یا سال پہلے زکوٰۃ ادا کردی تو جائز ہے۔ (زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے)

مش: امام بخاری کی اس بعض سے مراد امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ امام کے کلام میں تناقض ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہ تناقض نہیں، کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سال گزر جانے کے بعد زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب کہتے ہیں اور سال سے پہلے ادا کرنا جائز کہتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے سال کے بعد قرض دینا ہے اور وہ سال گزرنے سے پہلے ہی ادا کر دے تو قرض ادا ہو جاتا ہے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سعد بن عبادہ انصاری نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والدہ کی نذر کے بارے میں فتویٰ طلب کیا جسے وہ ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گئی تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی والدہ کی نذر پوری کرو۔

۶۵۴۴ —

شرح : اس حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ زکوٰۃ، موت اور حیلہ سے ساقط نہیں ہوتی، کیونکہ جب نذر موت سے ساقط نہیں ہوتی تو زکوٰۃ بطریق اولیٰ ساقط نہ ہوگی! لیکن یہ قیاس صحیح نہیں، کیونکہ نذر ایک معین حق ہے اور زکوٰۃ اللہ کا حق اور فقراء کا حق ہے ان دونوں میں کوئی جہت جامع نہیں۔ (حدث ۱۳۶۸/۴ ج کی شرح دیکھیں)

۶۵۴۴ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحِيلَةِ فِي النِّكَاحِ

۶۵۴۵ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا الشِّغَارُ قَالَ يَنْكِحُ بِنْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَيَنْكِحُ اُخْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ اُخْتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنِ احْتَالَ حَتّٰى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ

وَقَالَ بعض الناس اور بعض لوگوں نے کہا جب اونٹ بیس ہو جائیں تو ان میں چار بکریاں واجب ہیں اگر اس نے زکوٰۃ سے فرار کرتے ہوئے یا زکوٰۃ ساقط کرنے کے لئے حیلہ کرتے ہوئے ان کو سال گزرنے سے پہلے ہبہ کر دیا یا بیچ دیا تو اس پر کچھ واجب نہیں اسی طرح ان کو تلف کر دیا اور مر گیا تو اس کے مال میں کوئی شئ واجب نہیں ۱۲

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بعض الناس سے مراد حنفیہ لیتے ہیں، لیکن مذکور طعن صحیح نہیں کیونکہ احناف کہتے ہیں ان تینوں صورتوں میں کوئی شئ واجب نہیں، کیونکہ جب سال پورا ہونے سے پہلے اپنی ملکیت زائل کر دی تو اس پر کیا واجب ہوگا ؟

باب نکاح میں حیلہ کرنا

۶۵۴۵ شرح : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا ہے۔ عبید اللہ نے کہا میں نے نافع سے کہا شغار کیا ہے ؟ انہوں نے کہا کوئی شخص کسی آدمی کی بیٹی سے بغیر مہر نکاح کرے اور وہ اس کو اپنی بیٹی بغیر مہر نکاح کر دے

marfat.com
Marfat.com

اور مہر کے بغیر کسی آدمی کی بہن سے نکاح کرے اور اس کو اپنی بہن نکاح کر دے

شرح : اس حدیث کی عنوان سے قطعًا مناسب نہیں اور اس حدیث کو کتاب الحیلہ
۶۵۴۶ — میں داخل کرنا مشکل ہے کیونکہ جو جواز کے قائل ہیں وہ شغار کو باطل کرتے
ہیں اور مہر مثل واجب کرتے ہیں (عینی) [حدیث ع ۴۷۸۹/۸ ج کی شرح دیکھیں)

وقَالَ بعض الناس : اور بعض لوگوں نے کہا اگر حیلہ کرے اور نکاح شغار کر لے تو یہ جائز
ہے اور شرط باطل ہے۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بعض الناس سے حنفیہ مراد لئے ہیں، لیکن بخاری کا یہ اعتراض صحیح نہیں کیونکہ احناف کہتے ہیں نکاح کا رکن اس کے اہل سے اپنے محل میں پایا گیا ہے لہٰذا مہر مثل واجب ہے اور حدیث میں شغار سے نہی اس لئے ہے کہ عقد مہر سے خالی ہے جیسے شراب کو مہر مقرر کیا تو نکاح جائز ہے اور مہر مثل واجب ہے۔ نیز کسی حنفی نے نہیں کہا کہ وہ شغار میں حیلہ کرتے ہیں وہ تو شغار کی صورت یہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں تجھے اپنی بیٹی اس شرط پر نکاح کر دیتا ہوں کہ تو اپنی بیٹی یا بہن مجھ سے نکاح کر دے اس میں ایک عقد دوسرے کا عوض ہو جاتا ہے لہٰذا دونوں عقد جائز ہیں اور مہر مثل واجب ہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد رضی اللہ عنہ نے کہا نکاح شغار باطل ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

نکاح المتعہ

نکاحِ متعہ کی صورت یہ ہے کہ عورت سے اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ اس سے چند روز بیوی خاوند کی طرح رہے گا پھر اس کو چھوڑ دے گا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کی صورت اس طرح ذکر کی ہے کہ مرد کہے میں تجھ سے ایک مدت کے لئے متعہ کرتا ہوں پھر عورت کہے میں نے اپنا نفس تجھے متعہ کے لئے دیا، اس میں لفظ متعہ کا ذکر ضروری ہے۔ اس میں سب کا اتفاق ہے قولہ قَالَ بعضہم الخ اس سے امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے نکاح موقت کو جائز کہا ہے اور شرط کو لغو قرار دیا ہے، کیونکہ یہ شرط فاسد ہے اور نکاح شرط فاسد سے باطل نہیں ہوتا، لیکن امام زفر کا مذہب یہ نہیں بلکہ ان کے نزدیک اس کی صورت یہ ہے کہ کسی عورت سے مدت معلومہ تک نکاح کرے یہ نکاح صحیح اور لازم ہے اور مدت کی شرط باطل ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور صاحبین کے نزدیک نکاح موقت باطل ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۶۵۴۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِمَا اَنَّ عَلِيًّا قِيْلَ لَهٗ اِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرٰى بِمُتْعَةِ النِّسَاءِ بَاْسًا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنِ احْتَالَ حَتّٰى تَمَتَّعَ فَالنِّكَاحُ فَاسِدٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ النِّكَاحُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوْعِ وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهٖ فَضْلُ الْكَلَاءِ

۶۵۴۷ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهٖ فَضْلُ الْكَلَاءِ

۶۵۴۶ ترجمہ : حسن اور عبداللہ ابناء محمد بن علی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عورتوں سے نکاح متعہ میں کچھ حرج نہیں جانتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز متعہ اور اہلی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

۶۵۴۶ شرح : یہ حدیث عنوان کے مطابق نہیں کیونکہ متعہ میں حیلہ کا ذکر نہیں۔ (حدیث ۳۹۴۰ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ : اگر حیلہ کیا حتی کہ نکاح متعہ کیا تو نکاح فاسد ہے اور بعض نے کہا نکاح جائز

marfat.com
Marfat.com

باب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ

۶۵۴۸ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ

ہے اور شرط باطل ہے۔ اس عبارت کو حیلہ میں قطعًا دخل نہیں۔ یہ بلاوجہ حنفیہ پر طعن ہے۔

باب خرید و فروخت میں حیلہ مکروہ ہے

اور زائد پانی منع نہ کیا جائے تاکہ اس کے ساتھ زائد گھاس منع کیا جائے

۶۵۴۷ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زائد پانی منع نہ کیا جائے۔ تاکہ اس کے ساتھ زائد گھاس منع کیا جائے۔

۶۵۴۷ ـــ شرح : اس حدیث کا کتاب الحیل سے تعلق اس طرح ہے کہ جس گھاس میں سب لوگوں شریک ہوں اور وہ ہر ایک کے لئے مباح ہو اس کو لوگوں سے بچانے کے لئے یہ حیلہ کرے کہ کسی کو پانی نہ دے تو گھاس بھی محفوظ ہو جائے گا، کیونکہ پانی میں ہر ایک کے لئے اباحت کی صورت میں گھاس محفوظ نہ رہے گا۔ اور اگر پانی کنوئیں کے مالک کی حاجت سے زائد نہیں تو وہ گھاس سے منع کر سکتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کنوئیں کا مالک ہے اس میں کوئی شریک نہیں کنوئیں کے ارد گرد گھاس کی چراگاہ ہے جو ہر ایک کے لئے مباح ہے کنوئیں کا مالک چاہتا ہے کہ گھاس کوئی نہ چرائے تو وہ اپنے کنوئیں کا زائد پانی منع کرتا ہے تاکہ لوگوں کے چارپائے پانی پی کر گھاس نہ کھائیں یہ اس وقت ممنوع ہے جبکہ اس کو پانی کی ضرورت نہ ہو وہ صرف گھاس کا محتاج ہو چونکہ اس میں تمام شریک ہیں اس لئے پانی روکنے سے لوگ نہیں آئیں گے اور گھاس محفوظ رہے گا جس کا وہ محتاج ہے۔ اگر پانی ضرورت سے زائد نہ ہو تو لوگوں کو پانی سے روک سکتا ہے۔

باب قیمت بڑھانا منع ہے

"تَنَاجُشِ" کسی شئی کی قیمت بڑھانا حالانکہ اس کو خریدنے کا ارادہ نہیں تاکہ کسی اور کو خریدنے کی رغبت دلائے یہ قیمت زیادہ کرنے کا حیلہ ہے یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اس میں غیر کو ضرر پہنچانے کا حیلہ ہے۔ (حدیث ۲۰۰۹ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبُيُوعِ

وَقَالَ اَيُّوْبُ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ كَاَنَّمَا يُخَادِعُوْنَ اٰدَمِيًّا لَوْ اَتَوُا الْاَمْرَ عَيَانًا

كَانَ اَهْوَنَ عَلَيَّ ۶۵۴۹ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: اَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَنَّهٗ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۶۵۴۸ — نے قیمت بڑھانے سے منع فرمایا ۔ (حدیث ۱۹۸۷ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب خرید و فروخت میں دھوکہ دینا ممنوع ہے

اور ایوب نے کہا وہ "منافق" اللہ کو دھوکا دیتے ہیں جیسے
آدمیوں کو دھوکا دیتے ہیں اگر وہ کام علانیہ کرتے تو مجھ پر بہت آسان ہوتا

ترجمہ : عبداللہ بن دینار ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
۶۵۴۹ — کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر
کیا کہ اسے بیع میں دھوکا دیا جاتا ہے ۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جب تو خرید و فروخت
کرے تو یہ کہہ دیا کرو دھوکہ نہ کرنا "

شرح : لَا خِلَابَةَ کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس بیع میں مجھے دھوکہ نہ
۶۵۴۹ — دینا ؛ کیونکہ دھوکہ حلال نہیں اور اگر مبیعہ کی تعریف کی اور
اس کی مدح میں خوب مبالغہ کیا تو اس سے بیع منقوض نہیں ہوتی ؛ کیونکہ یہ تجاوز ہے ۔ اس کو
بیع میں دخل نہیں ۔ (حدیث ۱۹۸۷ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْاِحْتِيَالِ لِلْوَلِيِّ فِي الْيَتِيْمَةِ الْمَرْغُوْبَةِ وَاَلَّا يُكْمِلَ صَدَاقَهَا

۶۵۵۰ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا يُرِيْدُ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِاَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ اِلَّا اَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ فِيْ اِكْمَالِ الصَّدَاقِ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

باب یتیم لڑکی جو حسنِ صورت و سیرت کے اعتبار سے پسند ہو اس سے نکاح کرنے میں ولی کے لئے حیلہ سازی کرنے کی ممانعت اور اس کا مہر مکمل نہ کرنیکی ممانعت "

۶۵۵۰ — ترجمہ : ابوالیمان نے کہا ہم سے شعیب نے زُہری سے بیان کیا کہ عروہ یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ انہوں نے ام المؤمنین عائشہ سے اس آیت کریمہ اور اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان کے سوا" جو عورتیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو" کی تفسیر میں فرمایا۔ یتیمہ لڑکی جو اپنے ولی کی کفالت میں ہوتی وہ اس کے مال میں اور حسنِ صورت میں رغبت کرتا اور عورتوں کے معروف مہر سے کم مہر میں نکاح کرتا تو اُن کو ان عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا مگر یہ ان کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ اَنَّهَا مَاتَتْ فَقُضِيَ بِقِيْمَةِ الْجَارِيَةِ الْمَيِّتَةِ ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا فَهِيَ لَهٗ وَيَرُدُّ الْقِيْمَةَ وَلَا تَكُوْنُ الْقِيْمَةُ ثَمَنًا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اَلْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ لِاَخْذِهِ الْقِيْمَةَ وَفِيْ هٰذَا اِحْتِيَالٌ لِمَنِ اشْتَهٰى جَارِيَةَ رَجُلٍ لَا يَبِيْعُهَا فَغَصَبَهَا وَاعْتَلَّ بِاَنَّهَا مَاتَتْ حَتّٰى يَاْخُذَ رَبُّهَا قِيْمَتَهَا فَيَطِيْبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةُ غَيْرِهٖ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

مہر کامل کرنے میں اُن سے انصاف کریں پھر اس کے بعد لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ یَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ ،، نازل فرمائی۔ (حدیث ۴۲۶۰ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جب کوئی لونڈی غصب کی پھر کہا کہ وہ مرگئی ہے اور مردہ لونڈی کی قیمت کا فیصلہ کر دیا گیا۔ پھر لونڈی کے مالک نے اس کو پا لیا تو وہ لونڈی اس کی ہے اور قیمت واپس کر دی جائے گی اور یہ قیمت ثمن نہ ہوگی ،،

یعنی جب کسی شخص کی لونڈی پر جبراً قبضہ کر لیا اور جب اس کے مالک نے دعویٰ کیا تو غاصب نے کہا وہ مرگئی ہے اور حاکم نے مردہ لونڈی کی قیمت کا فیصلہ کر دیا پھر لونڈی کو مالک نے پا لیا تو وہ مالک کی ہے اور جس قیمت کا حاکم نے فیصلہ کیا تھا وہ غاصب کو ادا کرے گا اور یہ قیمت لونڈی کی ثمن نہ ہوگی کیونکہ یہ بیع نہیں (اور ثمن وہ ہے جو بائع مشتری کے درمیان طے پائی جائے) کیونکہ اس نے لونڈی کو مری ہوئی گمان کر کے قیمت لی تھی جب وہ زندہ پائی گئی تو اصل کی طرف رجوع واپس ہے اور وہ قیمت ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ ،، بعض لوگوں نے کہا یہ لونڈی غاصب کی ہے کیونکہ اس کے مالک نے اس کی قیمت وصول کر لی ہے۔ اس پر اس شخص کے لئے جو کسی آدمی کی لونڈی کی خواہش کرے اور اس کا مالک

marfat.com

Marfat.com

۶۵۵۱ ـــ حَدَّثَنَا ابونُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

بَابٌ ۶۵۵۲ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَكُوْنَ

اس کو نہیں بیچتا تو وہ شخص اس لونڈی کو غصب کرلے اور یہ حیلہ کرے کہ وہ مرگئی ہے تاکہ مالک اس کی قیمت لے لے تو غاصب کے لئے اس کے غیر کی لونڈی حلال ہوجاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے مال تم پر حرام ہیں (جب تک بطور اباحت نہ ہوں) اور ہر غدر کرنے والے کے لئے قیامت کے دن جھنڈا ہوگا۔

شرح : بعض الناس سے مراد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو حدیثیں اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے ذکر کی ہیں، لیکن ان دونوں سے اُن کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا؛ کیونکہ پہلی حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ جب کسی کی رضامندی کے بغیر اس کا مال لیا جائے تو یہ مال لینے والے پر حرام ہے۔ اور یہاں جب لونڈی کا مالک اس کی قیمت لینے پر راضی ہوگیا تو غاصب کے لئے لونڈی حرام نہ ہوئی۔ اور دوسری حدیث سے بھی امام کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا؛ کیونکہ لغت میں غاصب کو غادر نہیں کہا جاتا کیونکہ غدر کے معنیٰ ترکِ وفا کے ہیں اور غصب کے معنیٰ کوئی شئ جبراً قبضہ میں کرنا ہے۔ غاصب کا یہ کہنا کہ لونڈی مرگئی ہے جھوٹ ہے پھر مالک کا لونڈی کی قیمت وصول کرنا رضامندی ہے۔ لہٰذا مالک کی رضامندی سے غاصب لونڈی کا مالک ہوگیا۔ امام بخاری کا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنا محض تشنیع ہے۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر غدر کرنے والے کے لئے قیامت کے دن جھنڈا ہوگا ۶۵۵۱

جس کے ساتھ غادر پہچانا جائے گا۔

marfat.com

Marfat.com

اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِیْ لَهٗ عَلٰی نَحْوِ مَا اَسْمَعُ فَمَنْ قَضَیْتُ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْئًا فَلَا یَاْخُذْ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ

بَابٌ فِی النِّکَاحِ

۶۵۵۳ــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ وَلَا الثَّیِّبُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ اِذْنُهَا قَالَ اِذَا سَکَتَتْ وَقَالَ بَعْضُ

باب ۶۵۵۳ــــ

ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بشر ہوں اور تم جھگڑے کرتے ہو قریب ہے کہ تم میں سے بعض دوسرے سے اپنی حجت زیادہ جاننے والا ہو تو میں اس کے لئے مثل اس کے فیصلہ کرتا ہوں جو میں اس سے سنتا ہوں پس جس کے لئے میں اس کے بھائی کے حق سے کسی شی کا فیصلہ کردوں وہ اس کو نہ لے میں اس کے لئے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہوں۔

۶۵۵۳ــــ شرح

: اس حدیث کے باب کا عنوان نہیں گویا کہ یہ باب پہلے باب کے لئے فصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے اس حدیث کی مناسبت اس سے پہلے باب کے عنوان سے ہوگی جو بالکل واضح ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کا حق لینے سے منع فرمایا ہے جبکہ وہ جانتا ہو کہ یہ یقیناً غیر کا حق ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حالت بشریہ کا مقتضیٰ ظاہر حال پر فیصلہ کرنا ہے۔ اس لئے فرمایا میں بشر ہوں لہٰذا ظاہر حال پر فیصلہ کرتا ہوں۔ بعض لوگ دلیل بیان کرنے پر زیادہ قادر ہوتے ہیں اس لئے ہوسکتا ہے کہ اس کی دلیل کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے لہٰذا اگر ایسا ہو کہ نفس الامر میں وہ مستحق نہ ہو اور اس کی دلیل کے مقتضیٰ پر اس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے تو وہ غیر کا حق ہے اس کو نہ لے کیونکہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔ (حدیث ۲۲۹۵ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

النَّاسِ اِنْ لَمْ تُسْتَاذَنِ الْبِكْرُ وَلَمْ تُزَوَّجْ فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَاَقَامَ شَاهِدَيْ زُوْرٍ اَنَّهٗ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا فَاَثْبَتَ الْقَاضِيْ نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ اَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلٌ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَطَأَهَا وَهُوَ تَزْوِيْجٌ صَحِيْحٌ

باب باب نکاح میں جھوٹی گواہی

۶۵۵۴

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواری لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے اجازت حاصل کی جائے اور ثیبہ سے نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے پوچھا جائے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکی کی اجازت کیسی ہے فرمایا اگر وہ خاموش رہے تو یہی اجازت ہے (حدیث ۴۸۰۹/۸۲ کی شرح دیکھیں) (شوہر دیدہ عورت، کا شوہر فوت ہو جائے یا اسے طلاق ہو جائے تو اس کو ثیبہ کہتے ہیں اس نے پہلے شوہر سے ازدواجی زندگی بسر کر لی ہے اس لئے وہ نکاح کے وقت اجازت دینے میں شرم نہیں کرتی لہٰذا اس کا منہ سے بولنا ضروری ہے بخلاف کنواری لڑکی کے وہ بولنے میں شرم کرتی ہے اس سے اجازت لیتے وقت اس کی خاموشی ہی رضامندی کی دلیل ہے)

قَالَ بَعْضُ النَّاسِ : بعض لوگوں نے کہا جب، کنواری سے اجازت نہ لی گئی اور نہ اس کا نکاح کیا گیا اور کسی شخص نے حیلہ کیا اس نے دو جھوٹے گواہ بنا لئے کہ اس نے اس عورت سے اس کی رضا سے نکاح کیا ہے اور قاضی نے اس کا نکاح ثابت کر دیا حالانکہ شوہر جانتا ہے کہ گواہی جھوٹی ہے باطل ہے تو اس کے لئے حرج نہیں کہ اس سے جماع کرے اور یہ نکاح صحیح ہے "

شرح : اس بعض الناس سے مراد امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اس سے بخاری نے امام اعظم پر محض تشنیع کی ہے جس کی کوئی وجہ نہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ کے عظیم امام ہیں اور مرتبہ کے اعتبار سے تابعی مجتہد ہیں انہوں نے صحابہ کو پایا اور کثیر التعداد تابعین کو پایا ہے۔ دراصل یہ مسئلہ اس طرح ہے کہ قضاء بیوی خاوند میں جھگڑے کو ہر طریقہ سے ختم کرنے کے لئے ہے۔ اگر جھوٹی گواہی سے باطن میں قضاء نافذ نہ ہو تو یہ ان کے جھگڑے کی بنیاد ثابت ہوگی، حالانکہ شریعت مطہرہ میں اس طرح کا عقد نافذ ہو جاتا ہے جیسے بیوی خاوند کے لعان کرنے سے باطن میں تفریق ہو جاتی ہے، حالانکہ یقیناً ان میں سے ایک یقیناً جھوٹا ہوتا ہے

marfat.com
Marfat.com

۶۵۵۴ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَسِمِ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ وَلَدِ جَعْفَرٍ تَخَوَّفَتْ اَنْ يُزَوِّجُهَا وَلِيُّهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى شَيْخَيْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ جَارِيَةَ قَالَا فَلَا تُخْشَيْنَ فَاِنْ خَنْسَاءَ بِنْتَ خِذَامٍ اَنْكَحَهَا اَبُوْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ قَالَ سُفْيٰنُ وَاَمَّا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ خَنْسَاءَ

اور جب قاضی جھوٹے گواہوں کی شہادت سے طلاق کا فیصلہ کر دے اور وہ جانتا نہیں ہے تو جائز ہے کہ اس مطلقہ سے وہ شخص نکاح کر لے جو بطلانِ نکاح کو جانتا نہیں ہے اور وہ اس پر حرام نہیں علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بعض شناعت کرنے والوں نے کہا یہ قیاس خطاء ہے پھر اس کی مثال یہ دی کہ اگر کسی آدمی نے اپنی بیٹی پر جھوٹے گواہ قائم کئے کہ وہ اس کی لونڈی ہے اور حاکم نے جھوٹی گواہی پر فیصلہ کر دیا تو اس کا اس سے جماع کرنا جائز نہیں اسی طرح نکاح پر جھوٹے گواہ قائم کرنے سے نکاح صحیح نہ ہوگا اور تحریم میں دونوں برابر ہیں پھر اس کا جواب دیا کہ جس شخص میں صحیح ادراک ہے وہ ان دونوں قیاسوں میں فرق کرے کیونکہ اس قیاس میں خطاء واضح ہے۔

جھوٹی شہادت سے نکاح

شمس الائمہ مبسوط میں روایت ذکر کی کہ ایک آدمی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت سے نکاح کا دعویٰ کیا اور اس پر دو جھوٹے گواہ قائم کئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نکاح کا فیصلہ کر دیا پھر اس عورت نے کہا یا امیر المؤمنین اگر یہ ضروری ہے تو اس کے ساتھ میرا نکاح کر دیں کیونکہ اس سے پہلے میں نے اس آدمی سے نکاح نہیں کیا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا تیرے گواہوں نے اس سے تیرا نکاح کر دیا ہے۔ اس عورت نے مطالبہ کیا کہ اس کو زنا سے بچائے اور اس پر اب نکاح کر دے امیر المؤمنین حضرت علی نے اس کو جواب نہ دیا اور فرمایا تم میرے فیصلہ سے نکاح ہو چکا ہے۔ اس باب میں حضرت علی المرتضیٰ سے منقول فیصلہ ایسا ہے جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے، کیونکہ اپنی رائے سے حقیقۃً اس کی

marfat.com

Marfat.com

۶۵۵۵ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا كَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنِ احْتَالَ اِنْسَانٌ بِشَاهِدَيْ زُوْرٍ عَلٰى تَزْوِيْجِ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ بِاَمْرِهَا فَاَثْبَتَ الْقَاضِيْ نِكَاحَهَا اِيَّاهُ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا قَطُّ فَاِنَّهُ يَسَعُهُ هٰذَا النِّكَاحُ وَلَا بَاْسَ بِالْمُقَامِ لَهُ مَعَهَا

معرفت کا کوئی طریقہ نہیں۔

ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے قاسم سے روایت کی کہ حضرت جعفر کی اولاد سے ایک عورت کو ڈر ہوا کہ اس کا ولی اس کا نکاح کر دے گا، حالانکہ وہ اس کو پسند نہیں کرتی تھی ۶۵۵۴ــــ اُس نے انصار کے دو بزرگوں عبدالرحمٰن اور مجمع جو جاریہ کے بیٹے ہیں کو پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا تم مت ڈرو کیونکہ خنساء بنت جذام کا نکاح اس کے والد نے کر دیا تھا، حالانکہ وہ اس کو پسند نہ کرتی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کر دیا۔ سفیان نے کہا عبدالرحمٰن کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ اپنے والد سے بیان کرتے تھے کہ خنساء کا نکاح اس کے والد نے کر دیا تھا (حدیث ۴۸۱۰ء ، ۴۸۱۱ء جلد ہشتم کی شرح دیکھیں)

قولہ فسمتہ الخ اس سے غرض یہ ہے کہ اس نے اس حدیث کو مرسل ذکر کیا ہے اور اس میں عبدالرحمٰن بن یزید کو ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ان کے بھائی کو ذکر کیا ہے۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ ۶۵۵۵ــــ کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے پوچھ لیا جائے اور کنواری کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے اجازت لی جائے لوگوں نے کہا اس کی اجازت کیسے ہے فرمایا اس کا خاموش ہو جانا۔

شرح : اَیِّم وہ عورت ہے جس کا شوہر نہ ہو وہ کنواری ہو یا ثیبہ ہو لیکن یہاں ۶۵۵۵ــــ اس سے ثیبہ مراد ہے کیونکہ اَیِّم کو کنواری کے مقابلہ میں ذکر کیا ہے۔

(حدیث ۴۸۰۸ء ج ۸ کی شرح دیکھیں)

قَالَ بَعْضُ النَّاسِ : بعض لوگوں نے کہا اگر کوئی انسان دو جھوٹے گواہوں کے سبب ثیبہ عورت سے

marfat.com

Marfat.com

۶۵۵۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبِكْرُ تُسْتَاذَنُ قُلْتُ اِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِیْ قَالَ اِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنْ هَوِیَ رَجُلٌ جَارِيَةً يَتِيْمَةً اَوْ بِكْرًا فَاَبَتْ فَاحْتَالَ فَجَاءَ بِشَاهِدَیْ زُوْرٍ

اس کے حکم کے مطابق نکاح کا حیلہ کرے اور قاضی اس کے ساتھ اس کا نکاح ثابت کر دے حالانکہ شوہر جانتا ہے کہ اس نے مذکورہ عورت سے کبھی نکاح نہیں کیا تو اس کا یہ نکاح جائز ہے اور اس کا عورت کے ساتھ جماع کرنے میں حرج نہیں۔ اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ پر تشنیع کرتے ہیں اس کا جواب ہم نے حدیث ۶۱۷۱ ج ۸ کے تحت ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس نکاح کی بنیاد یہ ذکر کی ہے کہ دو جھوٹے گواہوں کی گواہی سے حاکم کا حکم ظاہر اور باطن میں نافذ ہو جاتا ہے ایسا فیصلہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا تھا؛ چنانچہ ردالمحتار میں ذکر کیا کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اصل میں ذکر کیا کہ ہمیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے اُن کے پاس گواہ پیش کئے کہ اُس نے فلاں عورت سے نکاح کیا ہے عورت نے نکاح کا انکار کر دیا تو حضرت علی المرتضیٰ نے مرد کے حق میں فیصلہ کر دیا پھر عورت نے کہا یا امیر المؤمنین اس نے میرے ساتھ نکاح نہیں کیا اگر آپ نے فیصلہ کر ہی دیا ہے تو اب اس سے میرا نکاح کر دیں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے اب تیرا نکاح نہیں کرتا ہوں۔ دو گواہوں نے ہی اس سے تیرا نکاح کر دیا ہے اگر اس فیصلہ سے باطن میں ان کا نکاح نہ ہوتا تو عورت کے مطالبہ پر تجدید نکاح ممنوع نہ ہوتا اور نہ ہی شوہر اس میں رغبت کرتا اس طرح عورت زنا سے محفوظ ہو جاتی ہے؛ پس امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وہی فرمایا ہے جو حضرت علی المرتضیٰ نے فیصلہ کیا تھا۔

۶۵۵۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کنواری عورت سے نکاح کی اجازت لی جائے میں نے عرض کیا حضور کنواری لڑکی شرم کرتی ہے فرمایا اس کا خاموش رہنا ہی اجازت ہے (حدیث ۴۸۰۸ ج ۸ کی شرح دیکھیں)

قَالَ بَعْضُ النَّاسِ ،، اگر کوئی یتیمہ لڑکی یا کنواری عورت سے نکاح کرنا چاہے اور وہ نکاح سے انکار کرے تو یہ حیلہ کرے کہ دو جھوٹے گواہ لائے کہ اُس نے اس عورت سے نکاح کیا ہے پھر عورت کو خبر پہنچی اور وہ

marfat.com

Marfat.com

عَلَى أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا فَأَدْرَكَتْ فَرَضِيَتِ الْيَتِيمَةُ فَقَبِلَ الْقَاضِي شَهَادَةَ الزُّورِ وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ بِبُطْلَانِ ذٰلِكَ حَلَّ لَهُ الْوَطْءُ

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَائِرِ وَمَا نُزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ

۶۵۵۷ — حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَيُحِبُّ الْعَسَلَ وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ اجَازَ عَلٰى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَاحْتُبِسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيلَ لِي أَهْدَتْ إِمْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةَ عَسَلٍ فَسَقَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ

راضی ہوگئی قاضی نے جھوٹی گواہی قبول کرلی اور شوہر جانتا ہے کہ اُس نے نکاح نہیں کیا اس کا عورت سے جماع کرنا جائز ہے۔ یہ بھی حنفیہ پر تشنیع ہے اس کو بار بار ذکر کرنے میں فائدہ بھی نہیں، کیونکہ امر مسلم الثبوت ہے کہ قاضی کا فیصلہ ظاہر باطن میں نافذ ہوجاتا ہے۔ قولہ ادرکت، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹی گواہی کے بعد اس کو خبر پہنچی تو وہ راضی ہوگئی ہے لیکن احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ دو گواہ لایا کہ اس کو نکاح کی خبر پہنچی ہے اور وہ راضی ہوگئی ہے کہ اُس نے اس سے نکاح کرلیا ہے تو یہ شہادت کے تحت داخل ہوگا اور فاء سببیہ کے لئے ہے علامہ کرمانی نے کہا بارہا یہ ذکر کرنے سے تشنیع زیادہ کرنا ہے۔ بایں ہمہ پہلی صورت کنواری لڑکی کے بارے میں ہے دوسری ثیبہ کے بارے میں اور تیسری صورت میں اعتراف ہے اور یہ گواہی کے بعد ہے۔ بہرحال جو بھی ہو یہ بلا فائدہ تکرار ہے جبکہ مقصد ایک ہی ہے کہ حاکم کا حکم ظاہر اور باطن میں نافذ ہوتا ہے اور حلال و حرام کرتا ہے

marfat.com
Marfat.com

فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَوْدَةَ وَقُلْتُ اِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَاِنَّهٗ سَيَدْنُوْ مِنْكِ فَقُوْلِيْ لَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَلْتَ مُغَافِيْرَ فَاِنَّهٗ سَيَقُوْلُ لَا فَقُوْلِيْ لَهٗ مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ اَنْ تُوْجَدَ مِنْهُ الرِّيْحُ فَاِنَّهٗ سَيَقُوْلُ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُوْلِيْ لَهٗ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَاَقُوْلُ ذٰلِكَ وَقُوْلِيْهِ لَهٗ اَنْتِ يَا صَفِيَّةُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى سَوْدَةَ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَقَدْ كِدْتُ اَنْ اُنَادِيَهٗ بِالَّذِيْ قُلْتِ لِيْ وَاِنَّهٗ لَعَلَى الْبَابِ فَرَقًا مِنْكِ فَلَمَّا دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَلْتَ مُغَافِيْرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ قَالَ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ قَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ وَدَخَلَ عَلٰى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ

باب عورت کا اپنے شوہر اور سوکنوں سے حیلہ کرنا اور جو اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا

۶۵۵۷ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی شئی کو بہت پسند کرتے تھے۔ جب عصر کی نماز پڑھ لیتے تو اپنی بیبیوں کے پاس تشریف لے جاتے اور اُن کے قریب ہوتے۔ آپ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور اُن کے پاس اس سے عرصہ زیادہ رکے جو پہلے رُکا کرتے تھے میں نے اِس کے متعلق دریافت کیا تو مجھے فرمایا اُن کی قوم سے ایک عورت نے انہیں ایک کپی شہد ہدیہ بھیجا اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا میں نے

marfat.com
Marfat.com

لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اُسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ بِهٖ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَقَدْ حَرَّمْنَاهُ قَالَتْ قُلْتُ لَهَا اُسْكُتِيْ

(اپنے دل میں) کہا اللہ کی قسم! میں آپ کے لئے ضرور حیلہ کروں گی اور سودہ سے یہ ذکر کیا میں نے کہا جب تمہارے پاس حضور تشریف لائیں تو آپ عنقریب تمہارے قریب آئیں تو کہنا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ فرمائیں گے نہیں تو تم نے یہ کہنا ہوگا پھر یہ بُو کیسی ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شئی شاق گزرتی کہ آپ سے بُو پائی جائے بیشک حضور نہیں فرمائیں گے مجھے حفصہ نے شہد پلایا ہے تو تم نے کہنا ہوگا کہ شہد کی مکھی نے عرفط کو چوسا ہوگا میں بھی عنقریب یہی کہوں گی اے صفیہ تم نے بھی یہی کہنا ہوگا۔ جب حضور ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے" ام المومنین عائشہ فرماتی ہیں سودہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ قریب تھا کہ میں تم سے ڈرتے ہوئے بہت جلد حضور سے وہ کہہ دوں جو تم نے مجھے کہا ہے، حالانکہ آپ دروازہ پر ہی تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب آئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مغافیر کھایا ہے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا پھر یہ بُو کیسی ہے؟ فرمایا مجھے حفصہ نے شہد پلایا ہے میں نے عرض کیا شہد کی مکھی نے عرفط کو چوس لیا ہوگا جب حضور میرے پاس تشریف لائے تو میں نے اسی طرح کہا صفیہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر جب حفصہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کو شہد نہ پلاؤں؟ فرمایا مجھے اس کی حاجت نہیں، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا سودہ کہتی تھی: سبحان اللہ ہم نے شہد حرام کر دیا ہے میں نے انہیں کہا چپ رہو!

شرح: مغافیر مغفور کی جمع ہے بمعنی میٹھی گوند ہے جو درخت سے خود بخود بہہ نکلتی ہے۔ عینی نے کہا مغفور گوند ہے جو درخت سے نکل کر وہیں جم جاتی ہے اس کی بُو کریہہ ہوتی ہے۔ اس کو عُرفط کہتے ہیں۔ عرفط کڑوی جڑی بوٹی ہوتی ہے جس کے پتے چوڑے ہوتے ہیں اور زمین پر پھیلی ہوتی ہے۔ اس کے چھوٹے کانٹے ہوتے ہیں۔ روٹی کی طرح سفید پھل قمیص کے بٹن کی طرح ہوتا ہے اس کی بُو مکروہ ہوتی ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھانے کی تردید فرمائی اور قسم کھا کر فرمایا کہ آئندہ شہد نہیں پئیں گے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اس تحریک میں غیرت شامل ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ حضور نے حفصہ کے گھر شہد نوش فرمایا تھا۔ صاحب توضیح نے اس کو غلط کہا ہے کیونکہ حفصہ وہ بی بی ہے جس نے اس

— ۶۵۵۷

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ

۶۵۵۸ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ اَنَّ عُمَرَ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهٗ اَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاَخْبَرَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ

قصہ میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مل کر یہ تجویز مرتب کی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شہد نوش فرمانا صفیہ کے گھر تھا۔ بعض نے کہا ام المؤمنین زینب کے گھر پیا تھا یہی صحیح تر ہے۔ سورۂ تحریم میں عبید ابن عمیر کے طریق سے ہے کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا کے گھر پیا تھا۔ کتاب الطلاق میں امام نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پینا ذکر کیا ہے۔ ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ سودہ کے گھر پیا تھا، لیکن ابن عمیر کی روایت زیادہ معتبر ہے؛ کیونکہ یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موافق ہے کہ جن دو بیبیوں نے مشورہ کیا تھا وہ ام المؤمنین عائشہ اور حفصہ تھیں رضی اللہ عنہا۔ اگر ام المؤمنین حفصہ کے گھر شہد پیا ہوتا تو وہ مظاہرہ میں ام المؤمنین عائشہ کے ساتھ کیسے شریک ہوتیں بعض علماء نے کہا یہ واقعہ متعدد بار پر محمول ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں سے کیسے جائز تھا کہ وہ اس طرح حیلہ کرتیں، حالانکہ وہ مطہرات ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عورتوں کے طباع کا مقتضیٰ ہے کہ ان کی طبع میں غیرت مرکوز ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا تھا۔

(حدیث ۴۵۹۱ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

باب طاعون سے بھاگنے میں حیلہ کرنا مکروہ ہے

۶۵۵۸ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کا علاقہ فتح کرنے نکلے جب سرغ مقام میں آئے تو آپ کو یہ خبر پہنچی کہ شام میں طاعون پھوٹ پڑی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر

marfat.com
Marfat.com

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدِمُوْا عَلَیْہِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِھَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْہُ فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرْغٍ وَعَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عُمَرَ اِنَّمَا انْصَرَفَ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی زمین میں وباء سنو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں وبا پڑی ہو اور تم وہاں موجود ہو تو اُس سے بھاگتے ہوئے نہ نکلو پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سرغ سے ہی واپس آگئے۔ ابن شہاب نے سالم بن عبداللہ سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے واپس آگئے تھے۔

شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کی طرف اٹھارہ ہجری کو ربیع الثانی کے مہینہ میں روانہ ہوئے تھے۔ سرغ شام کی ایک طرف حجاز کی جانب مقام ہے۔ بعض کہتے ہیں سرغ شام میں ایک شہر ہے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس کو اور یرموک جابیہ اور رمادہ کو یکے بعد دیگرے فتح کیا تھا۔

۶۵۵۸ —

اگر یہ سوال پوچھا جائے ہر شخص اپنی اجل سے پہلے یا بعد نہیں مرتا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وباء کے مقام میں داخل یا خارج ہونے سے ممانعت کی توجیہہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کے خوف سے منع نہیں کیا، کیونکہ ہر انسان کو وہی پہنچتا ہے جو اس کی تقدیر میں لکھا ہے بلکہ حضور کا منع فرمانا اس لئے تھا کہ اگر کوئی وبائی شہر میں آکر ہلاک ہو جائے تو وہ یہ خیال کرے گا کہ اس کی ہلاکت وہاں آنے سے واقع ہوئی ہے۔ اس سے باہر نکل جانے میں سلامتی تھی اس طرح تقدیر میں شک واقع ہوتا ہے اور یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ اگر کوئی شخص وبائی شہر میں ہو اور وہاں سے تجارت یا زیارت وغیرہ کے حیلہ سے نکلنا چاہے تو جائز نہیں، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انما الاعمال بالنیات" اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وبائی شہر سے فرار کو اس لئے منع فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی قضاء قدر سے فرار ہے یہ کسی کے لئے جائز نہیں کیونکہ انسان کی قدرت قضاء و قدر پر غالب نہیں

واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

۶۵۵۹ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الْوَجَعَ فَقَالَ رِجْزٌ اَوْ عَذَابٌ عُذِّبَ بِهٖ بَعْضُ الْاُمَمِ ثُمَّ بَقِيَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ فَتَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَتَاْتِي الْاُخْرٰى فَمَنْ سَمِعَ بِاَرْضٍ فَلَا يَقْدَمَنَّ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ بِاَرْضٍ بِهَا فَلَا يَخْرُجَنَّ فِرَارًا مِنْهُ

۶۵۵۹ ـ ترجمہ : عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ سے سنا وہ سعد سے یہ حدیث بیان کر رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وباء کا ذکر کیا اور فرمایا اللہ کا یہ عذاب ہے جس کے ساتھ بعض امتوں کو عذاب دیا گیا پھر عذاب سے کچھ بچ رہا تھا جو کبھی جاتا ہے اور کبھی آتا ہے جو کوئی کسی زمین میں طاعون سنے وہاں ہرگز نہ جائے اور اگر وہاں موجود ہو جہاں وبا پڑی ہو تو اس سے بھاگتا ہوا باہر نہ نکلے ۱۲ (حدیث ۳۴۷۳ کی شرح دیکھیں)

باب ہبہ اور شفعہ میں حیلہ کرنا

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ ۱۲ اور بعض لوگوں نے کہا اگر ایک ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہبہ کیا حتیٰ کہ اس کے پاس کئی سال رہا اور اس میں حیلہ کیا پھر ہبہ کرنے والے نے ہبہ واپس لے لیا تو ان دونوں میں سے کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہبہ میں مخالفت کی اور زکوٰۃ ساقط کر دی۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فجلاوجہ امام اعظم ابوحنیفہ پر تشنیع کی ہے۔ آپ نے کہیں بھی ایسا نہیں کہا بلکہ جواب سے فرمایا وہ یہ ہے کہ ہبہ کرنے والا اپنے ہبہ میں رجوع کر سکتا ہے لیکن اس کی شرطیں ہیں ایک یہ کہ جس کو ہبہ کیا ہے وہ اجنبی ہو دوسری یہ کہ ہبہ اس کے حوالہ کر دیا ہو اور اس نے یعنی موہوب لہ نے اس کو قبضہ میں کر لیا ہو تیسری یہ کہ رجوع سے مانع کوئی شئی نہ ہو اور ہبہ میں رجوع کرنے پر اس حدیث سے استدلال کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ومن وہب ہبۃ فہو احق بہبتہ مالم یثب منہا ۔۔ یعنی جس نے ہبہ کیا وہ اس کا زیادہ مستحق ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ فِي الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ

وَ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنْ وَهَبَ هِبَةً اَلْفَ دِرْهَمٍ اَوْ اَكْثَرَ حَتّٰى مَكَثَ عِنْدَهٗ سِنِيْنَ وَاحْتَالَ فِيْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيْهَا فَلَا زَكٰوةَ عَلٰى وَاحِدٍ مِنْهُمَا قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ فَخَالَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْهِبَةِ وَاَسْقَطَ الزَّكٰوةَ

۶۵۶۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ

جب تک اس سے عوض نہ لیا ہو،، یہ حدیث صحیح ہے بخاری مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔ اسی لئے امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر اس میں رجوع کرلیا تو واہب پر زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ جب موہوب لہٗ نے اسکو اپنے قبضہ میں کرلیا تو وہ واہب کی ملک سے خارج ہوگیا۔ اور موہوب لہ پر اس لئے زکوٰۃ واجب نہیں کہ مالک نے اس کو واپس کرلیا ہے اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرگز مخالفت نہیں اور یہ حدیث کہ ،، العائد فی ھبتہ کالکلب یعود فی قیئہ ہبہ میں رجوع کرنے والا اس کتے کی مانند ہے جو قئی کرکے پھر نگل جاتا ہے،، کا محمل یہ ہے کہ واہب کا موہوب لہ سے ہبہ کا عوض لینے کے بعد اس میں رجوع کرنا قبیح ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا انکار نہیں کیا بلکہ دونوں حدیثوں پر عمل کیا ہے پہلی حدیث سے جواز رجوع پر عمل کیا اور دوسری حدیث سے کراہت رجوع پر عمل کیا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع کو کتے کے قئے کرنے کے بعد رجوع سے تشبیہ دی اور کتے کا فعل قبح سے موصوف ہوتا ہے حرمت سے موصوف نہیں ہوتا امام اعظم بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ بہت قبیح ہے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا کتے کی مانند ہے جو اپنی قئی میں رجوع کرتا ہے۔ ہمارے لئے بُری مثال نہیں ہے۔ (حدیث ۱۴۰۳، ۱۴۰۴ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۵۶۰ —

marfat.com
Marfat.com

۶۵۶۱ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الشُّفْعَةُ لِلْجِوَارِ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى مَا شَدَّدَهُ فَاَبْطَلَهُ وَقَالَ اِنِ اشْتَرٰى دَارًا فَخَافَ اَنْ يَّاْخُذَ الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ فَاشْتَرٰى سَهْمًا مِنْ مِائَةِ سَهْمٍ ثُمَّ اشْتَرَى الْبَاقِيَ وَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِي السَّهْمِ الْاَوَّلِ وَلَا شُفْعَةَ لَهُ فِيْ بَاقِي الدَّارِ وَلَهُ اَنْ يَّحْتَالَ فِيْ ذٰلِكَ

۶۵۶۱ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس شئ میں شفعہ کیا جو تقسیم نہ ہو سکے جب حدیں مقرر ہو جائیں اور راستے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تو شفعہ نہیں۔ (حدیث ۲۰۷۳ء ، ۲۱۱۶ء ج ۲ کی شرح دیکھیں)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ ،، اور بعض لوگوں نے کہا شفعہ ہمسایہ کے لئے ہے پھر جس کو مضبوط کیا اس کو باطل کیا اور کہا اگر مکان خریدنا چاہا پھر خطرہ ہوا کہ ہمسایہ شفعہ کر کے اسے لے لے گا تو سو حصوں میں سے ایک حصہ خریدے پھر باقی مکان خریدے تو ہمسایہ صرف پہلے ایک حصہ میں شفعہ کرے گا اور باقی مکان میں اس کے لئے شفعہ کا حق نہیں وہ اس میں یہ حیلہ کر سکتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر تشنیع کی ہے کہ ان کے کلام میں تناقض ہے ؛ کیونکہ وہ ہمسایہ کے لئے شفعہ ثابت کرتے ہیں پھر اس کو باطل کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے اس صورت میں کہا باقی مکان میں ہمسایہ کے لئے شفعہ کا حق نہیں یہ کلام پہلے کلام کے مناقض ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کلام میں تناقض ثابت کرنا صحیح نہیں کیونکہ جب مشتری نے سو حصوں میں سے ایک حصہ خرید لیا تو وہ اس کے مالک کے ساتھ شریک ہو گیا پھر جب مالک سے باقی حصے خریدے تو وہ ہمسایہ کی نسبت شفعہ کا زیادہ مستحق ہو گیا کیونکہ شریک کا شفعہ ہمسایہ کے شفعہ سے مقدم ہے۔ کیونکہ ہمسایہ کے لئے

marfat.com
Marfat.com

٦٥٦٢ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ
اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيْدِ يَقُوْلُ جَاءَ الْمِسْوَرُ
اِبْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى مَنْكِبِىْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ اِلٰى سَعْدٍ فَقَالَ
اَبُوْرَافِعٍ لِلْمِسْوَرِ اَلَا تَاْمُرُ هٰذَا اَنْ يَشْتَرِىَ مِنِّىْ بَيْتِىَ الَّذِىْ فِىْ دَارِهٖ فَقَالَ
لَا اَزِيْدُهٗ عَلٰى اَرْبَعِ مِائَةٍ اِمَّا مُقَطَّعَةً وَاِمَّا مُنَجَّمَةً قَالَ اُعْطِيْتُ خَمْسَ
مِائَةٍ نَقْدًا فَمَنَعْتُهٗ وَلَوْلَا اَنِّىْ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ مَا بِعْتُكَهٗ اَوْ قَالَ مَا اَعْطَيْتُكَهٗ قُلْتُ لِسُفْيٰنَ اَنَّ
مَعْمَرًا لَمْ يَقُلْ هٰكَذَا قَالَ لٰكِنَّهٗ قَالَهٗ لِىْ هٰكَذَا وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ
اِذَا اَرَادَ اَنْ يَبِيْعَ الشُّفْعَةَ فَلَهٗ اَنْ يَحْتَالَ حَتّٰى يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ
فَيَهَبُ الْبَائِعُ لِلْمُشْتَرِىْ الدَّارَ وَيَحُدُّهَا وَيَدْفَعُهَا اِلَيْهِ وَيُعَوِّضُهُ
الْمُشْتَرِىْ اَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا تَكُوْنُ لِلشَّفِيْعِ فِيْهَا شُفْعَةٌ

ترجمہ : ابراہیم بن میسرہ نے کہا میں نے عمرو بن شرید سے سُنا کہ مسور بن مخرمہ
٦٥٦٢ آیا اور میرے کندھے پہ اپنا ہاتھ رکھا میں اس کے ساتھ سعد کی
طرف چلا تو ابورافع نے مسور سے کہا کہ تم سعد کو حکم نہیں کرتے کہ مجھ سے میرا مکان جو اس کے مکانات میں
ہے خرید لے اُس نے کہا میں چار سو درہم پہ اضافہ نہیں کروں گا وہ بھی قسطوں میں دوں گا۔ ابورافع نے کہا
مجھے پانچ سو درہم نقد دیئے جاتے ہیں میں نے اس کو نہیں دیا اگر میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا
نہ ہوتا کہ آپ فرماتے تھے ہمسایہ اپنے قرب کے باعث زیادہ مستحق ہے تو میں تیرے پاس یہ مکان نہ بیچتا
یا کہا میں تجھے یہ نہ دیتا (علی بن عبداللہ نے کہا) میں نے سفیان سے کہا معمر نے اس طرح نہیں کہا ہے۔ اُس نے
کہا لیکن اُس نے مجھ سے یہ کہا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۵۶۳ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ اَبِي رَافِعٍ اَنَّ سَعْدًا سَاوَمَهُ بَيْتًا بِاَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهِ مَا اَعْطَيْتُكَ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنِ اشْتَرٰى نَصِيبَ دَارٍ فَاَرَادَ اَنْ يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ وَهَبَ لِابْنِهِ الصَّغِيرِ وَلَا يَكُونُ عَلَيْهِ يَمِينٌ

مسور بن مخرمہ بن نوفل قرشی

ہجرت کے دو سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے آٹھ ہجری میں ذی الحجہ کے آخر میں مدینہ منورہ ان کو لایا گیا ان کی عمر آٹھ برس ہوئی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت اور حفظ کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ لڑائی میں ان کو منجنیق سے پتھر لگا جبکہ وہ حجرہ میں نماز پڑھ رہے تھے اس نے انہیں قتل کر دیا یہ چونسٹھ ہجری کے ربیع الاوّل شریف کے ابتدائی تاریخ کا واقعہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حجون میں ان کی نماز جنازہ پڑھی جبکہ ان کی عمر باسٹھ برس تھی ان کے والد کا نام مخرمہ بن نوفل ہے جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے اور مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں لیکن ان کا اسلام اچھا تھا وہ پچھترؔ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے ان کی کل عمر ایک سو پندرہ برس ہے اور حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مخرمہ کے ماموں ہیں اور ابو رافع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہیں (اس حدیث سے شفعہ جوار کی تصریح ہے)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ ،، اور بعض لوگوں نے کہا جب کوئی شخص مکان فروخت کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ حیلہ کرے اور شفعہ کو باطل کر دے کہ بائع مشتری کو مکان ہبہ کر دے اور اس کی حد مقرر کر کے اس کو خریدار کے حوالے کر دے پھر مشتری اس کو ایک ہزار درہم معاوضہ دے اس میں شفیع شفعہ نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں شفعہ اس لئے ساقط ہے کہ ہبہ محض معاوضہ نہیں یہ وراثت کے مشابہ ہو گیا اور اس میں شفعہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ احْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدٰى لَهٗ

۶۵۶۴ — حَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِیِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

نہیں۔امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حنفیہ پر بلاوجہ تشنیع کی ہے۔قولہ ارادان یبیع الشفعة ،،یعنی شفعہ باطل کرنے کا ارادہ کیا۔

۶۵۶۳ — ترجمہ : ابورافع سے روائت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک مکان کا چارسو مثقال سے سودہ کیا پھر کہا اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سُنا ہوتا کہ ہمسایہ اپنے قرب کے باعث زیادہ حقدار ہے تو میں تجھے یہ نہ دیتا۔

۶۵۶۳ — شرح : یہ ابورافع کی حدیث ہے یہاں اس کو مختصر ذکر کیا ہے۔کتاب الحیل کے آخر میں اس سے اتم مذکور ہے بخاری امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کلام میں تناقض ظاہر کرتے ہیں کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس حدیث ،، الجار احق بشفعہ ،، ہمسایہ اپنے قرب کے سبب شفعہ کا زیادہ حقدار ہے ،، سے ہمسایہ کے لئے شفعہ کا حق واجب کرتے ہیں تو جو شخص یہ اعتقاد کرے اور اس کے نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے یہ ثابت ہو جائے پھر وہ حیلہ سے ہمسایہ کا حقِ شفعہ باطل کرے تو اُس نے جس سنت کا اعتقاد کیا تھا اس کو باطل کیا ،لیکن یہ کلام غیر مفہوم ہے ؛کیونکہ وہ اس صورت میں ہمسایہ ہی نہیں کیونکہ اس میں تو وہ نفس مبیعہ میں شریک ہے اور ہمسایہ شریک سے مقدم نہیں ہوتا وہ شریک کے بعد ہی شفعہ کا مستحق ہوتا ہے ؛ لہٰذا مذکور الزام صحیح نہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ ،، اور بعض لوگوں نے کہا اگر مشتری نے مکان کا کچھ حصہ خریدا پھر ارادہ کیا کہ شفعہ کو باطل کرے تو وہ اپنے نابالغ بیٹے کو ھبہ کردے نابالغ پر قسم نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ حنفیہ پر تشنیع کرتے ہیں کہ شفعہ باطل کرنے کے لئے خریدا ہُوا مکان نابالغ بیٹے کو ہبہ کردے پھر کوئی بھی نابالغ سے ہبہ کے ثبوت میں قسم کا مطالبہ نہیں کرے گا ؛کیونکہ اگر بالغ کو ہبہ کرے تو اس پر قسم واجب ہے اس لئے شفعہ ساقط کرنے کے لئے نابالغ کو ہبہ کرے گا۔

باب عامل کا حیلہ کرنا تاکہ اس کو ہدیہ بھیجا جائے

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ يُدْعٰى اِبْنَ اللُّتْبِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ قَالَ هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْكَ وَاُمِّكَ حَتّٰى تَاْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَاْتِيْ فَيَقُوْلُ هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ لِيْ اَفَلَا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ حَتّٰى تَاْتِيَهٗ هَدِيَّتُهٗ وَاللّٰهِ لَا يَاْخُذُ اَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَاَعْرِفَنَّ اَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُ بَعِيْرًا لَهٗ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ بَصُرَ عَيْنِيْ وَسَمِعَ اُذُنِيْ

"عامل وہ ہے جو کسی شخص کے مال، ملک اور عمل وغیرہ کے امور کا اہتمام کرے اور جو زکوٰۃ وصول کرے اس کو بھی عامل کہا جاتا ہے"

۶۵۶۴ — ترجمہ : ابو حُمَید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی جس کو ابن لُتبیہ کہا جاتا تھا کو بنی سُلیم کے صدقات پر عامل مقرر کیا جب وہ صدقات لے کر آیا تو اس سے حساب لیا اُس نے کہا یہ تمہارا مال ہے اور یہ میرے لئے ہدیہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو اپنے باپ اور اپنی ماں کے گھر کیوں نہیں بیٹھا رہا۔ حتی کہ تیرے پاس تیرا ہدیہ آتے پھر حضور نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ ! میں تم میں سے کسی کو

martat.com
Marfat.com

۶۵۶۵ — حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِذَا اشْتَرٰی دَارًا بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَحْتَالَ حِيْنَ يَشْتَرِی الدَّارَ بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَيَنْقُدُهٗ

اس پر عامل مقرر کرتا ہوں جس کا اللہ نے مجھے والی بنایا ہے پھر وہ میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ کیا گیا ہے وہ اپنے باپ اور اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہتا حتیٰ کہ اس کے پاس اس کا ہدیہ آئے اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی شخص اپنے حق کے بغیر کوئی شئی نہیں لیتا مگر وہ قیامت کے دن اس کو اٹھائے ہوئے اللہ سے ملاقات کرے گا میں تم میں سے کسی کو نہ پہچانوں جو اللہ کو اس حال میں ملے کہ اس نے اونٹ اٹھایا ہوا ہو جو بلبلاتا ہو یا گائے اٹھائی ہو جو ڈکارتی ہو یا بکری ہو جو ممیاتی ہو پھر دونوں نورانی ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ آپ کی نورانی بغلوں کی سپیدی دیکھی گئی فرمایا اے اللہ! میں نے تیرا حکم لوگوں تک پہنچا دیا ہے یہ میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سنا۔

۶۵۶۴ — شرح : اس حدیث کی کتاب الحیل سے مناسبت اس طرح ہے کہ بعض مال واجب الادا سے مسامحت کی جائے اور یہ حیلہ کیا جائے کہ وہ اسے ہدیہ دیا گیا ہے۔ اسی لئے فرمایا وہ اپنے باپ اور ماں کے گھر کیوں نہیں بیٹھا رہتا تاکہ دیکھ لے کہ اس کے پاس ھدایا آتے ہیں۔ بعض نے کہا عامل کا حیلہ یہ ہے کہ اس کی تقرری میں جو اس کو ہدیہ دیا گیا ہے وہ اپنے لئے مخصوص کر لے اور اس کو بیت المال میں جمع نہ کرائے۔ رُغا اونٹ کی آواز، خُوار گائے کی آواز اور تیعر بکری کی آواز ہے۔

۶۵۶۵ — ترجمہ : ابو رافع نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ اپنے قرب کے سبب زیادہ مستحق ہے۔ شرح : یہ حدیث کتاب الحیل کے مناسب نہیں اس کا تعلق وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ" اور بعض لوگوں نے کہا اگر بیس ہزار درہم سے مکان خریدنا چاہے تو اس کا حیلہ کرنے میں کچھ حرج نہیں پس وہ بیس ہزار درھم سے مکان خرید لے اور بائع کو نو ہزار نو سو ننانوے درھم یکمشت نقد دے دے اور بیس ہزار میں سے باقی کے عوض ایک دینار دے پھر اگر شفعہ کرنے والا طلب کرے تو اس کو بیس ہزار میں لینا پڑے گا؛ ورنہ اس کی مکان پر کوئی راہ نہیں پھر اگر مکان کا کوئی اور حقدار نکل آیا تو

marfat.com
Marfat.com

تِسْعَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَيَنْقُدُهُ دِيْنَارًا بِمَا بَقِيَ مِنَ
الْعِشْرِيْنَ اَلْفًا فَاِنْ طَلَبَ الشَّفِيْعُ اَخَذَهَا بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَاِلَّا فَلَا
سَبِيْلَ لَهُ عَلَى الدَّارِ فَاِنِ اسْتُحِقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِيْ عَلَى الْبَائِعِ بِمَا
دَفَعَ اِلَيْهِ وَهُوَ تِسْعَةٌ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ
دِرْهَمًا وَدِيْنَارٌ لِاَنَّ الْبَيْعَ حِيْنَ اسْتُحِقَّ انْتَقَضَ الصَّرْفُ فِي الدِّيْنَارِ
فَاِنْ وَجَدَ بِهٰذِهِ الدَّارِ عَيْبًا وَلَمْ تُسْتَحَقَّ فَاِنَّهُ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِيْنَ
اَلْفَ دِرْهَمٍ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ فَاَجَازَ هٰذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا دَاءَ وَلَا خُبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ

مشتری بائع سے اس رقم میں رجوع کرے گا جو اس کو دی ہے اور وہ نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک دینار ہے؛ کیونکہ بیع کا جب کوئی حقدار نکل آئے تو بیع صرف دینار میں ختم ہو جائے گی پھر اگر اس مکان میں عیب پائے اور اس کا کوئی مستحق نہ ہو تو وہ اس کو بیس ہزار درہم کے عوض واپس کرے گا۔ امام بخاری نے کہا ان بعض لوگوں نے مسلمانوں میں یہ دھوکا جائز کیا؛ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیع میں نہ بیماری نہ خبث اور نہ ہلاکت ہے۔

شرح : یعنی اگر کوئی آدمی مکان بیس ہزار درھم سے خریدنے کا ارادہ کرے اور یہ ڈر ہو کہ کوئی شفعہ کر دے گا تو شفعہ ساقط کرنے کے لئے حیلہ کرے تو حرج نہیں پس وہ بیس ہزار درہم سے مکان خرید کرے اور بائع کو نو ہزار نو سو ننانوے درہم نقد دے اور بیس ہزار سے جو باقی رہ گیا ہو اس کے مقابلہ میں ایک دینار بائع کو دیدے۔ اب اگر شفیع مکان لینا چاہے گا تو اتنی رقم دے گا جس پر عقد ہوا تھا وہ بیس ہزار درہم ہے اور اگر وہ بیس ہزار درہم سے مکان لینے پر راضی نہ ہو تو وہ مکان نہیں لے سکتا کیونکہ جس قیمت پر بیع ہوئی تھی وہ ادا کرنے پر راضی نہ ہونے کے باعث شفعہ ساقط ہو جاتا ہے اور اگر یہ ظاہر ہو جائے کہ مکان کا کوئی اور شخص مستحق ہے تو بائع اور مشتری کے درمیان مذکور مکان میں جو بیع ہوئی تھی وہ ختم ہو جائے گی؛ کیونکہ جب مبیعہ کا کوئی اور شخص مستحق ہو جائے تو بیع صرف ختم ہو جاتی ہے یہاں

٦٥٦٥

marfat.com
Marfat.com

٦٥٦٦ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ اَنَّ اَبَا رَافِعٍ سَاوَمَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بَيْتًا بِاَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ وَقَالَ لَوْلَا اَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ مَا اَعْطَيْتُكَ

دینار کے مقابلہ بیع منقوض ہوجائے گی۔ پھر اگر مذکور مکان میں کوئی عیب پایا گیا؛ حالانکہ اس کا کوئی اور شخص مستحق نہیں ہُوا تو وہ مکان کو بائع کی طرف بیس ہزار درہم کے عوض واپس کرے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ واضح طور پر تناقض ہے؛ کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سمیت ساری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ استحقاق اور عیب کے سبب ردّ کی صورت میں بائع وہی رقم واپس کرے گا جو اُس نے قبضہ کی ہو اسی طرح شفعہ کرنے والا بھی اسی رقم پر شفعہ کرے گا جو مشتری نے نقد دی ہو اور جو بائع سے قبض کیا ہو جس پر عقد ہُوا ہو اس پر شفعہ نہ ہوگا۔ اس کی طرف بخاری اشارہ کرتے ہُوئے کہتے ہیں مسلمانوں میں یہ دھوکا جائز کیا۔ یعنی اگر شفیع شفعہ کرے گا تو پوری رقم دیگا اور اگر شفعہ ترک کرے گا تو عقد کے اعتبار سے ثمن میں زیادتی کے باعث اس کا حق باطل ہے۔ لیکن امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا سوءِ ادب ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کسی کو دھوکہ دینے سے مُبرا ہیں اور اِن کا مضبوط دین اسے منع کرتا ہے۔

ترجمہ : عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ابورافع نے سعد بن مالک کے پاس ایک گھر کا چار سو مثقال سے سودا کیا اور کہا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا ہُوا کہ "ہمسایہ اپنے قرب کے سبب زیادہ حقدار ہے تو میں تجھے یہ نہ دیتا (حدیث ٦١٨١ کی شرح دیکھیں)

٦٥٦٦ ـــ

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ التَّعْبِيْرِ

بَابُ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ ۶۵۰۷ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَاَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ التَّعْبِيْرِ

تعبیر معنی تفسیر خواب کی تفسیر کے ساتھ مختص ہے اور ظاہر حال سے اس کے باطن کی طرف عبور کرنا ہے۔ عبر سے مشتق ہے اور وہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف تجاوز کرنا ہے اعتبار اور عبرت وہ حالت ہے جس کے سبب مشاہدہ کی معرفت سے غیر مشاہد تک پہنچتے ہیں جب کسی خواب کی تعبیر کی جائے تو کہا جاتا ہے عَبَّرْتُ الرُّؤْيَا "

marfat.com

Marfat.com

الْوَحْيُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ وَكَانَ لَا يَرَىٰ رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ بِهِ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ فَكَانَ يَأْتِي حِرَاءً فَيَتَحَنَّثُ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَىٰ خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فِيهِ فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ حَتّٰى بَلَغَ مَا لَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَىٰ خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ يَا خَدِيجَةُ مَا لِي وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ وَقَالَ قَدْ خَشِيتُ عَلَىٰ

باب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر سب سے پہلے جو وحی کی ابتداء ہُوئی وہ اچھے خواب تھے"

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سب سے پہلے جو وحی کی ابتداء ہُوئی وہ نیند میں سچے خواب تھے۔ حضور کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ سفید صبح کی مانند آتے آپ غارِ حراء میں تشریف لاتے اور اس میں چند راتیں عبادت کرتے (راوی نے کہا) تَحَنُّث کے معنی عبادت کرنے کے ہیں اور ان چند راتوں کے لئے زاد لے جاتے پھر ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹتے اور اسی طرح زاد لے جاتے حتیٰ کہ اچانک آپ کے پاس حق آیا، حالانکہ آپ غارِ حراء میں تھے پس حضور کے

٦٥٦٧ ——

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَتْ لَهٗ كَلَّآ اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ
وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِى الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى
نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلَ
ابْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قُصَيٍّ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ اَخُوْ اَبِيْهَا وَكَانَ
اِمْرَءً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ فَيَكْتُبُ بِالْعَرَبِيَّةِ
مِنَ الْاِنْجِيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهٗ
خَدِيْجَةُ اَيْ اِبْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ فَقَالَ وَرَقَةُ ابْنَ اَخِيْ مَا تَرٰى
فَاَخْبَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاٰى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ
الَّذِيْ اُنْزِلَ عَلٰى مُوْسٰى يَا لَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا اَكُوْنُ حَيًّا حِيْنَ يُخْرِجُكَ
قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ فَقَالَ وَرَقَةُ
نَعَمْ لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمَا جِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِيَ وَاِنْ يُدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ
اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ فَتْرَةً

پاس غارِ حراء میں فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) آیا اور کہا پڑھیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اُس نے مجھے پکڑا اور بغل میں زور سے دبایا حتی کہ مجھ سے پوری طاقت کو پہنچا۔ (زور سے دبایا) پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے دوسری بار مجھے پکڑا اور زور سے بغل میں دبایا حتی کہ مجھ پہ پوری طاقت کو پہنچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں

اس نے مجھے پکڑا اور تیسری بار بغل میں دبایا پھر مجھے

marfat.com
Marfat.com

حَتّٰی حَزِنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا بَلَغَنَا حَزْنًا تَغَدَّا مِنْہُ مِرَارًا کَیْ یَتَرَدّٰی مِنْ رُؤُسِ شَوَاھِقِ الْجِبَالِ فَکُلَّمَا اَوْفٰی بِذُرْوَۃِ جَبَلٍ لِکَیْ یُلْقِیَ نَفْسَہٗ مِنْہُ تَبَدّٰی لَہٗ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

چھوڑ کر کہا اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے پیدا کیا حتیٰ کہ ،، مَالَمْ یَعْلَمْ ،، تک پہنچا حضور ان آیات کو ساتھ لے کر واپس تشریف لے گئے اس حال میں کہ گردن اور کندھے کے درمیان گوشت حرکت کر رہا تھا۔ آپ خدیجہ بنت خُویلد کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے کپڑوں میں لپیٹ لو مجھے کپڑوں میں لپیٹ لو اُنہوں نے آپ کو کپڑوں میں لپیٹ دیا حتیٰ کہ آپ سے خوف وہراس جاتا رہا۔ حضور نے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرشتے کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا اللہ کی قسم مجھے اپنی ذات پہ خوف ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایسا ہرگز نہ ہوگا اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں (اقرباء پر احسان کرتے ہیں) سچی بات کرتے ہیں بوجھ اُٹھاتے ہیں (مسکین پروری کرتے ہیں) مہمان نوازی کرتے ہیں حق کی راہ میں مصائب میں مدد کرتے ہیں پھر ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور کو لے کر چلیں حتیٰ کہ آپ کو ورقہ بن نوفل ابن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے پاس لائیں اور وہ خدیجہ کے چچا کے بیٹے تھے انہوں نے جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر لیا تھا وہ عربی لکھا کرتے تھے اور انجیل سے عبرانی میں جو اللہ چاہتا تھا لکھا کرتے تھے وہ معمر تھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں فرمایا اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے سے کچھ سنو۔ ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے آپ کیا دیکھتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا ذکر فرمایا ورقہ نے کہا یہ وہ رازدان ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا کاش کہ میں ایام نبوت میں نوجوان ہوتا اور زندہ رہتا جس وقت آپ کی قوم آپ کو (مکہ سے) نکالے گی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ ایسا کریں گے اور مجھے نکالیں گے۔ ورقہ نے کہا جی ہاں (ضرور نکالیں گے) جو خیر آپ لائے ہیں اس جیسی خیر کوئی نہیں لاتا مگر اس کے ساتھ دشمنی کی جاتی ہے۔ اگر مجھے آپ کو اخراج کے زمانہ نے پایا تو میں آپ کی زبردست مدد کروں گا پھر ورقہ نہ ٹھہرے اور جلد فوت ہو گئے اور وحی رُک گئی ،، حتیٰ کہ جو کچھ ہمیں پہنچا ہے حضور سخت غمزدہ ہوئے اس غم کے باعث بار بار صبح جاتے کہ پہاڑ کی چوٹی سے گر پڑیں جب بھی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تاکہ اس سے اپنی ذات کریمہ کو گرائیں تو آپ کے سامنے جبرائیل علیہ السلام ظاہر ہو جاتے۔ جبرائیل علیہ السلام فرماتے یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے حق رسول ہیں تو اس سے آپ کے جوش کو سکون ہو جاتا اور آپ کا نفس شریف قرار

marfat.com
Marfat.com

حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَأْشُهٗ وَتَقِرُّ نَفْسُهٗ فَيَرْجِعُ فَإِذَا طَالَتْ عَلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ ذٰلِكَ فَإِذَا أَوْفٰى بِذُرْوَةِ الْجَبَلِ تَبَدّٰى لَهٗ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ضَوْءُ الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ

پاتا اور واپس لوٹ آتے پھر جب وحی کے انقطاع کی مدت لمبی ہوتی گئی تو پھر اسی طرح نکلے اور جس وقت پہاڑ کی چوٹی پر چڑھے تو جبرائیل علیہ السلام سامنے ظاہر ہوئے اور اسی طرح کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فالق الاصباح کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ دن میں سورج کی روشنی اور رات کو چاند کی روشنی ہے "

۶۵۶۷ — شرح : اس حدیث میں رویا صادقہ مذکور ہے جبکہ حدیث ۳/۱ ح میں رؤیا صالحہ کا ذکر ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے حق میں امور آخرت کی نسبت دونوں ہم معنیٰ ہیں اور امور دنیا کی نسبت صالحہ خاص ہے ؛ چنانچہ اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب صادق تھا اور کبھی صالحہ بھی ہوتا ہے اور غیر صالحہ دنیا کی نسبت ہے جیسے اُحد کی جنگ کے موقع پر حضور نے خواب میں گائے ذبح ہوتی دیکھی یہ دنیا کے اعتبار سے یہ غیر صالحہ تھا۔ کرمانی نے کہا صالحہ وہ ہے جس کی صورت اچھی ہو یا اس کی تعبیر اچھی ہو اور صادقہ وہ ہے جو واقع کے مطابق ہو۔ فلق صبح کے معنیٰ صبح کی روشنی کے ہیں رؤیا صادقہ کو یہ فلق صبح سے تشبیہ اس طرح ہے کہ سچے خواب شمس نبوت کے ابتدائی انوار ہیں۔ پھر یہ نور وسیع تر ہوتا رہا یہاں تک کہ شمس نبوت چمکنے لگا جس شخص کا باطن نورانی تھا وہ تصدیق میں مستحکم رہا جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تصدیق نبوت میں ذرہ بھر تامل نہ کیا اور جس کا باطن کور تھا وہ تکذیب میں چمگادڑ کی طرح ہے جو سورج کی روشنی دیکھ نہیں سکتا جیسے ابوجہل لعنۃ اللہ علیہ نے نورِ نبوت کی تکذیب کی اور اس میں پوری زندگی صرف کر دی ان دونوں کے علاوہ دوسرے لوگ ان کے مابین ہیں جس قدر کسی کو نور عطا ہوا اس پر قادر ہوا "

غار حراء میں تشریف لے جانے میں کیا حکمت تھی ؟

غارِ حرا میں تنہائی اختیار کرنے میں یہ حکمت تھی کہ کعبہ اس کے سامنے ہے وہاں سے کعبہ پر نظر خوب جمتی ہے تو غارِ حرا میں علیحدہ رہنے والے کے لئے اس میں تین عبادتیں میسر ہوتی ہیں ایک تنہائی دوسرے عبادت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رُؤْيَا الصَّالِحِيْنَ

وَقَوْلُهٗ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ اِلٰى فَتْحًا قَرِيْبًا

۶۵۶۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ

اور تیسرے بیت اللہ پر نظر بعض علماء نے یہ ذکر کیا کہ قریش غارِ حراء میں تنہائی اختیار کرتے تھے ان میں سے سب سے پہلے عبدالمطلب نے یہ کیا اس لئے دوسرے قریش ان کی بزرگی کے سبب ان کی تعظیم کرتے تھے پھر بعد میں جو تنہائی میں عبادت اختیار کرتا وہ یہ کیا کرتا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جدامجد عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی جگہ میں خلوت اختیار کی اور آپ کے چچوں نے اس کو تسلیم کیا کیونکہ آپ کو اُن پر کرامت و عظمت حاصل تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی غارِ حراء میں خلوت کی مدت میں صرف ایک مہینہ تھا اس مہینہ کی بعض راتوں کے لئے آپ خرچہ لے جاتے جب ختم ہو جاتا تو واپس آکر اور لے جاتے ایک ہی بار مہینہ بھر کا خرچہ اس لئے نہ لے جاتے تھے کہ اتنی مدت پڑے رہنے سے خراب ہونے کا احتمال تھا اس لئے تھوڑا تھوڑا لے جاتے تھے۔ پھر اس مدت میں جو کوئی آپ کے پاس آتا اس کو کھانا کھلاتے تھے۔ غارِ حراء میں خلوت کی انتہا جبرائیل علیہ السلام کی اوّلین آمد تھی۔ فجاءہ الملک فیہ ،، یعنی فرشتہ غار میں آپ کے پاس آیا اس میں اس شخص کی تردید ہے جس نے کہا کہ فرشتہ غار میں داخل نہ ہُوا بلکہ باہر دروازہ پر کلام کیا تھا اور حضور غار میں تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سترہ رمضان کو پیر کے روز غارِ حراء میں تشریف لے گئے۔ جبکہ حضور کی عمر شریف چالیس برس تھی اس میں اور بھی اقوال ذکر کئے جاتے ہیں۔ طیالسی نے روائت کی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے پہلے سلام عرض کیا تھا پھر قرأت کے متعلق عرض کیا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اقرء سے جبرائیل علیہ السلام کی مراد کیا تھی؟ اس کا جواب یہ ہے محمد بن اسحٰق نے روائت کی ہے وہ لکھی ہوئی عبارت تھی جس کو پڑھنے کے لئے جبرائیل نے کہا تھا اسی لئے حضور نے فرمایا میں پڑھا ہُوا نہیں ہوں۔ اس مکتوب میں وہی آیات تھیں جو جبرائیل علیہ السلام نے پڑھی تھیں (حدیث ۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

باب نیک لوگوں کے خواب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! بے شک اللہ نے اپنے رسول کا خواب سچ کر دکھایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اس حال میں کہ تم بے خوف ہو گے اپنے سر منڈانے والے یا بال چھوٹے کرنے والے ہو گے اور تمہیں کوئی ڈر نہ ہو گا۔ اللہ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے ہو اس نے اس سے پہلے ہی جلد ایک اور فتح عطاء کر دی۔

تفسیر : مجاہد نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا جبکہ حضور حدیبیہ میں تھے کہ آپ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سر منڈا کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے جب حضور نے حدیبیہ میں قربانی ذبح کر دی تو آپ کے صحابہ کرام نے عرض کیا حضور آپ کے خواب کا کیا حال ہے ؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور جلد فتح حدیبیہ میں اونٹوں کو نحر کرنا ہے، چنانچہ صحابہ کرام واپس آئے اور خیبر فتح کیا فتح سے یہی مراد ہے پھر اس کے ایک سال بعد عمرہ کیا جسے عمرۃ القضاء کہا جاتا ہے تو اس سال حضور کا خواب سچا کر دکھایا یہ چھ ہجری کا واقعہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک آدمی کا اچھا خواب

۶۵۶۸

نبوت کا چھیالیسواں جزء ہے۔

شرح : کرمانی نے کہا یہ نبیوں کے حق میں ہے دوسرے لوگوں کا

۶۵۶۸

خواب نبوت کا کوئی حصہ نہیں کیونکہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ ان پر بیداری کی طرح خواب میں بھی وحی نازل ہوتا ہے۔ بعض نے کہا خواب نبوت کے موافق آتا ہے۔ یہ نہیں کہ یہ نبوت کا جزء ہے جو باقی رہ گیا ہے۔ زجاج نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام مستقبل میں ہونے والے امور کی خبر دیتے ہیں اور خواب بھی ہونے والی شئی پر دلالت کرتی ہے۔ خطابی نے اس کی تاویل میں نقل کیا کہ وحی کی ابتداء سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ۲۳ سال مدت ہے۔ ان میں سے ۱۳ سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ منورہ میں وحی نازل ہوتی رہی اور مکہ مکرمہ میں ابتدائی امر میں چھ ماہ تک خواب میں وحی نازل ہوتی رہی۔ یہ نصف سال ہے اس طرح ۲۳ سالوں کے نصف ۴۶ ہوئے تو خواب چھیالیسواں حصہ اس اعتبار سے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَلرُّؤْيَا مِنَ اللّٰه

٦٥٦٩ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ ٦٥٧٠ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ

باب خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

ہر حلم اور غیر حلم پر رُؤیا کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن جو خواب شیطان کی طرف منسوب ہو اس کو عموماً حُلم کہا جاتا ہے اور جو اللہ کی طرف منسوب ہو اسے رؤیا کہتے ہیں اور رؤیا کی اللہ کی طرف اضافت تشریف کے لئے ہے جیسے ناقۃ اللہ میں ہے

٦٥٦٩ — ترجمہ : قتادہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا رؤیا اللہ کی طرف سے اور حُلم شیطان کی طرف سے ہے۔

٦٥٦٩ — شرح : حُلم بضم الحاء واللام ہے جوہری نے سکون اللام ضبط کیا ہے یہ وہ ہے جس کو سونے والا خواب میں دیکھتا ہے اور حِلم بکسر اللام یعنی بردباری ہے۔ حُلم کی نسبت شیطان کی طرف اس لئے کی جاتی ہے کہ یہ اس کی خواہش اور مراد کے مطابق ہوتا ہے یا اس لئے کہ یہ محض تخیل ہوتا ہے نفس الامر میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

٦٥٧٠ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے جس سے وہ محبت کرتا ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے لہٰذا اس وقت اللہ کی حمد و ثناء کرے اور کسی سے بیان کرے

marfat.com
Marfat.com

اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یُحِبُّهَا فَاِنَّمَا هِیَ مِنَ اللّٰهِ فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَیْهَا وَلْیُحَدِّثْ بِهَا وَاِذَا رَاٰی غَیْرَ ذٰلِكَ مِمَّا یَکْرَهُ فَاِنَّمَا هِیَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَلَا یَذْکُرْهَا لِاَحَدٍ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ

بَابُ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ

٦٥٧١ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ لَقِیْتُهٗ بِالْیَمَامَةِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ

جب اس کے سوا دیکھے جس کو بُرا جانتا ہو تو وہ صرف شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اس کی شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے ذکر نہ کرے وہ اس کو کچھ ضرر نہیں دے گا۔

٦٥٧٠ ـــ شرح : اچھے خوابوں کے تین آداب ہیں اللہ کی حمد کرے اور اس سے خوش ہو، نیک مرد سے ذکر کرے اور حُلم کے چار آداب ہیں۔ شیطان اور اس کی شر سے اللہ کی پناہ مانگے جب بیدار ہو تو بائیں جانب تھوک دے اور کسی سے ذکر نہ کرے۔ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے مسلم کی روایت میں ہے کروٹ بدل لے اور تھوکنے میں حکمت شیطان کو دور کرنا ہے جو اس خواب کے وقت حاضر تھا اور اس کو بُرا جانے اور نماز سب کو جامع ہے۔ جب ایسا خواب آئے جس سے دل گھبرائے تو سونے سے پہلے یہ دعاء پڑھ لیا کرے بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ "

باب اچھا خواب نبوّت کا چھیالیسواں جُزء ہے ٦٥٧١ ـــ ترجمہ ابوقتادہ سے روایت

marfat.com
Marfat.com

وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ وَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَعَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

٦٥٧٢ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَ أَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَرَوَاهُ ثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ وَإِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَشُعَيْبٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہیں اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے تو اس سے پناہ چاہے اور اپنے بائیں طرف تھوک دے وہ اس کو ضرر نہ دے گا اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے وہ قتادہ کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس جیسی روایت کرتے ہیں۔

٦٥٧١ — شرح : قولہ "لِيَبْصُقْ"، بائیں جانب تھوکنے کا حکم اس لئے ہے کہ اس طرف شیطان ہے جو بُرے خواب کے وقت حاضر ہوتا ہے اس میں اس کی تحقیر و تذلیل ہے۔ بائیں جانب کی تخصیص اس لئے ہے کہ یہ طرف اقذار اور مکروہات کا محل ہے۔ قولہ وَعَنْ أَبِيهِ اس کا پہلی سند پر عطف ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکور حدیث میں مسدد کے دو طریق ہیں۔ ایک عبداللہ بن ابی قتادہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا عبداللہ بن یحییٰ کے طریق سے۔ مثلہ سے مراد مذکور حدیث کی مثل ہے۔ کرمانی نے ذکر کیا کہ محدثین نے کہا جب راوی کوئی حدیث اس کی سند سے بیان کرے پھر اس کے بعد دوسرا اسناد ذکر کرے اور اس کے آخر میں "مثلہ" سے بیان کرے

شعبہ نے کہا پہلی حدیث کو دوسری حدیث کے اسناد کے ساتھ روایت کرنا جائز

marfat.com
Marfat.com

۶۵۷۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ۶۵۷۴ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ إِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا

نہیں سفیان ثوری نے کہا جائز ہے یحییٰ بن معین نے کہا اگر لفظ "مثلہ" کہا تو جائز ہے اگر "نحوہ" کہا ہے تو جائز نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۵۷۲ — ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روائت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء سے ایک جزء ہے۔

۶۵۷۲ — شرح : اکثر احادیث میں نبوت کے چھیالیس اجزاء مذکور ہیں مسلم کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت میں پینتالیس اجزاء مذکور ہیں جبکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روائت میں نبوت کے ستر اجزاء سے خواب ایک جزء ہے۔ طبرانی کی روائت میں ۷۶ اجزاء کا ذکر ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن عبدالبر سے عبدالعزیز بن مختار کے طریق سے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث میں ۲۶ اجزاء کا ذکر ہے۔ امام احمد اور ابویعلیٰ نے ابن عباس سے روائت کہ انہوں نے کہا میں نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مؤمن کا اچھا خواب نبوت کے پچاس اجزاء سے ایک جزء ہے بعض روایات میں انچاس اجزاء مذکور ہیں۔ الحاصل مذکور اختلاف عدد کے علاوہ چوبیس، چھبیس، بہتر، بیالیس، ستائیس اور چھبیس اجزاء تک روایات میں مذکور ہے لیکن اس اختلاف کا باعث یہ ہے کہ مختلف اوقات جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی کے اعتبار سے اختلافِ اعداد ہے۔ پھر حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں چھیالیس پر تکمیل ہوئی اس کے علاوہ دیگر روایات موثوق بہا نہیں۔

۶۵۷۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن

marfat.com

Marfat.com

الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

بَابُ الْمُبَشِّرَاتِ

٦٥٧٥ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

کا خواب نبوت کے اجزاء سے چھیالیسواں جزء ہے۔ ثابت، حمید، اسحاق بن عبداللہ اور شعیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روائت کی ہے۔

٦٥٧٤ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں سے ایک حصہ ہے۔

٦٥٧٤ — شرح : اس باب کی تمام احادیث میں نبوت کا بدل لفظ رسالت ذکر نہیں کیا اس میں راز یہ ہے کہ رسالت میں مکلف لوگوں کے لئے احکام کی تبلیغ ضروری ہے محض نبوت میں یہ نہیں کیونکہ اس میں صرف بعض مغیبات پر اطلاع ہوتی ہے (عینی)

باب بشارتیں

یہاں مُبَشِّرَات سے مراد اچھے خواب ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ہے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ،، یعنی ان کے لئے دنیاوی زندگی میں اچھے خواب ہیں۔

٦٥٧٥ — ترجمہ : سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبوت سے محض مبشرات

marfat.com

Marfat.com

بَابُ رُؤْيَا يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلُهُ اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِاَبِيْهِ يَا اَبَتِ اِنِّیْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَقَوْلُهٗ يَا اَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُؤْيَایَ مِنْ قَبْلُ اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِيْنَ

باقی رہ گئے ہیں لوگوں نے عرض کیا مُبَشِّرات کیا ہیں۔ حضور نے فرمایا مُبشرات اچھے خواب ہیں۔

۶۵۷۳ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "لَمْ يَبْقَ" بمعنی ماضی منفی ہے یعنی زمانہ ماضی میں باقی نہیں رہے لیکن اس سے مراد استقبال ہے کیونکہ آپ کے زمانہ سے پہلے اور آپ کے زمانۂ حال میں ان کا غیر اُن سے باقی تھا لہٰذا آپ کے زمانہ کے مبشرات مراد ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے زمانہ شریف میں آپ کے غیر کے لئے نبوت ثابت نہ تھی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس کو اچھے خواب آئیں کیا اس کے لئے نبوت کا کچھ حصہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت کا جزء نبوت کا غیر ہے لہٰذا اس کے لئے نبوت نہیں۔ عینی نے ابن تین سے نقل کیا کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مد میری وفات سے وحی منقطع ہو جائے گی اور مستقبل کے احوال معلوم ہونے کے لئے صرف اچھے خواب باقی رہ جائیں گے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ الہام میں مستقبل کی خبریں ہیں اور نبیوں کے لئے وحی کی نسبت اچھے خوابوں کی طرح ہے اور یہ نبیوں کے غیر میں بھی پایا جاتا ہے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا ہے مد میری امت میں عمر فاروق محدّث ہے،، اور محدّث کے معنی ملہم کے ہیں جس کو الہام ہوتا ہو، حالانکہ بہت اولیاء اللہ نے امور غیبیہ کی خبریں دی ہیں جو صحیح واقع ہوئی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حصر نیند میں ہے، کیونکہ یہ عموماً موحدوں کو شامل ہے بخلاف الہام کے وہ بعض کے ساتھ مختص ہے اس کے باوجود یہ نادر الوقوع ہے۔ مہلب نے کہا مبشرات کی تعبیر بطریق اغلب ہے کیونکہ بعض خواب سچے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ مومن کو اس لئے دکھاتا ہے کہ وہ مستقبل میں شئی کے وقوع سے پہلے ہی تیار ہو جائے اس میں مؤمن کے لئے رفق ہے۔

marfat.com
Marfat.com

باب حضرت یُوسُف علیہ الصّلٰوۃ والسّلام کا خواب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب یُوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ ستارے سُورج اور چاند کو دیکھا ہے میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سجدہ کرتے ہیں۔ کہا اے میرے پیارے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا وہ تیرے ساتھ کوئی خفیہ تدبیریں کریں گے بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے ایسے تیرا رب تجھے منتخب کرے گا اور تجھے خوابوں کی تاویل سکھائے گا اور تیرے اُوپر اور یعقوب کی اولاد پر اپنی نعمت پُوری کرے گا جیسے اس سے پہلے ابراہیم اور اسحاق پر اسے پُورا کیا بے شک تیرا پروردگار علم و حکمت والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے بے شک میرے رب نے اسے سچا کیا اور بیشک اُس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید سے نکالا اور سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اس کے شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرا دی تھی بے شک میرا رب جس بات کو چاہے آسان کر دے بے شک وہی علم و حکمت والا ہے۔ اے میرے رب بیشک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اُٹھا اور اُن سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں۔ بخاری نے کہا فاطر، بدیع، مبتدع، باری اور خالق ہم معنیٰ ہیں۔

تفسیر: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے خواب میں گیارہ ستارے، سورج، چاند دیکھے جبکہ آپ کی عمر شریف بارہ برس تھی۔ ایک روایت کے مطابق سات اور سترہ برس بھی مذکور ہے۔ آپ کے گیارہ بھائی یہوذا، رُوبیل، ریالون، شمعون، لاوی، یشجر، دنیہ، دان، نفتالی، جاد اور آشر تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب اور بھائیوں کی ملاقات کے درمیان چالیس برس تھے۔ ایک روایت کے مطابق اسی برس میں اُن کو گاؤں سے لایا، کیونکہ وہ کھیتی باڑی کرتے تھے اور مویشی وغیرہ رکھتے تھے جنگلات میں جہاں پانی میسر ہوتا وہاں منتقل ہو جاتے تھے۔ قولہ "رَأَيْتُهُمْ"، میں نے ستاروں

marfat.com

Marfat.com

بَابُ رُؤْيَا اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلُهٗ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ قَالَ مُجَاهِدٌ اَسْلَمَا سَلَّمَا مَا اُمِرَا بِهٖ وَتَلَّهٗ وَضَعَ وَجْهَهٗ بِالْاَرْضِ

کو دیکھا قیاس رَاَیْتُهَا ہے لیکن مذکر ضمیر اس لئے ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ نے گیارہ ستاروں کی وہ وصف ذکر کی ہے جو عقلاء کے ساتھ خاص ہے اور وہ سجدہ کرنا ہے اس لئے اُن پر عقلاء کا حکم جاری کیا گویا وہ عاقلہ ہیں آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے دُعاء کی کہ مجھے قبض کرے اور میرے آباؤ اجداد انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ملا دے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مصر میں فوت کیا اور پتھر کے صندوق میں دریائے نیل میں دفن کیا گیا۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون" امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا فاطر، بدیع الخ ہم معنیٰ ہیں یعنی ان کا مرجع ایک ہی ہے اور وہ عدم کے بعد پیدا کرنا بادئہ بدو سے ہے۔

باب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا کہا اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تُو دیکھ تیری کیا رائے ہے کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے۔ خُدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے تو جب اُن دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

تفسیر : یعنی اسماعیل علیہ السلام اپنے والد کے ساتھ اشغال اور حوائج میں کام کے قابل ہو گئے اور نہ ہی یہ "سعی" سے متعلق ہے کیونکہ سعی مصدر ہے۔ اور مصدر کا صلہ اس سے مقدم نہیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّوَاطُؤِ عَلَى الرُّؤْيَا

٦٥٧٦ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ اُنَاسًا اُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْتَمِسُوْهَا فِي السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ

بَابُ رُؤْيَا اَهْلِ السُّجُوْنِ وَالْفَسَادِ وَالشِّرْكِ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ اِلٰى قَوْلِهٖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ وَاذْكُرْ فَتَعَلَ مِنْ ذَكَرَ اُمَّةٍ قُرْنٍ وَيُقْرَأُ اَمَهٍ نِسْيَانٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَعْصِرُوْنَ الْاَعْنَابَ وَالدُّهْنَ تُحْصِنُوْنَ تُحْرِزُوْنَ

ہوتا قولہ قَالَ مُجَاهِدٌ ،، یعنی مجاہد نے کہا اَسْلَمَا ،، دونوں نے اس حکم کو تسلیم کرلیا جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا وَ تَلَّهٗ ،، اس کا ماتھا زمین پر رکھا وہ ماتھے کے بل لٹایا ،،

باب خواب پر سب کا اتفاق کرنا

یعنی ایک جماعت کا ایک خواب پر اتفاق کرنا اگرچہ بیان کی عبارات مختلف ہیں

٦٥٧٦ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رمضان مبارک کے آخری سات راتوں میں لوگوں کو لیلۃ القدر دکھائی گئی اور بعض لوگوں کو دکھایا گیا کہ وہ رمضان مبارک کی آخری دس راتوں میں ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو رمضان مبارک کی آخری سات راتوں میں تلاش کرو۔

باب قیدیوں، فسادیوں اور مشرکوں کے خواب

فساد عام اور شرک خاص ہے، کیونکہ فسادی ضروری نہیں کہ مشرک ہی ہوں اس میں یہ اشارہ ہے کہ اچھے

marfat.com

Marfat.com

خواب ان لوگوں کے حق میں بھی معتبر ہوتے ہیں اگر قیدیوں کو اچھے خواب نظر آئیں تو اُن کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ وہ قید سے رہائی پا جائیں گے اور اگر وہ کافر ہے تو اس خواب میں اس کے ہدایت پانے کی خوشخبری ہے جیسے اُن دو نوجوانوں کا خواب سچا تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانہ میں تھے۔ الحاصل فسادی کا اچھا خواب اس کی توبہ کی خوشخبری ہے اور کافر کا اچھا خواب اس کے ہدایت پانے کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اس (یوسف علیہ السلام) کے ساتھ قید خانہ میں دو نوجوان داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا میں نے خواب دیکھا کہ شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرے نے کہا میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے کھاتے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتائیے بیشک ہم آپ کو نیکوکار دیکھتے ہیں یوسف نے کہا جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے بتا دوں گا۔ یہ ان علموں میں سے ہے جو میرے رب نے سکھایا ہے بے شک میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت سے منکر ہیں اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا۔ ہمیں نہیں پہنچتا کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں یہ اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر اور لوگوں پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! کیا جدا جدا رب اچھے یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر نرے نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے تراش لئے ہیں۔ اللہ نے اُن کی کوئی سند نہیں اُتاری حکم نہیں مگر اللہ کا۔ اُس نے فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا رہا دوسرا وہ سُولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے۔ حکم ہو چکا ہے اس بات کا کہ جس کا تم سوال کرتے تھے اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے بچتا سمجھا اس سے کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس میرا ذکر کرنا تو شیطان نے اسے بھلا دیا کہ اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے یوسف کا ذکر کرے تو پھر یوسف کئی برس اور جیلخانہ میں رہا اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں سات گائیں فربہ دیکھیں کہ انہیں سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری اور دوسری سات سوکھی۔ درباریو! میری خواب کا جواب دو اگر تمہیں خواب کی تعبیر آتی ہو۔ اُنہوں نے کہا پریشان خوابیں ہیں اور ہم خواب کی تعبیر نہیں جانتے اور اس جوان نے کہا جو ان دو نوجوانوں سے بچا تھا اور ایک مدت بعد اسے یاد آیا میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا مجھے بھیجو! اے یوسف اے صدیق! ہمیں تعبیر دیجئے سات فربہ گایوں کی جنہیں سات دُبلی کھاتی ہیں اور سات بُری بالیں اور دوسری سات سوکھی شائد میں لوگوں کی طرف لوٹ کر جاؤں شائد وہ آگاہ ہوں۔ کہا تم کھیتی کرو گے سات برس لگاتار تو جو کاٹو اسے اس کی بالیوں میں ہی رہنے دو مگر تھوڑا جتنا کھا لو پھر اس کے بعد سات سخت سال آئیں گے کہ کھا جائیں گے جو تم نے ان کے لئے پہلے جمع کر رکھا

marfat.com

Marfat.com

تھا مگر تھوڑا سا جو بچا لو پھر ان کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں کو مینہ دیا جائے گا اور اس میں رس نچوڑیں گے اور بادشاہ نے کہا انہیں میرے پاس لے آؤ تو جب اس کے پاس ایلچی آیا کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جاؤ۔

شرح : حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ دو غلام قید خانہ میں داخل ہوئے جبکہ مصر کا بادشاہ ولید بن ریان ان پر غضبناک ہوا اور انہیں قید خانہ میں جانے کا حکم دیا ان میں سے ایک بادشاہ کا نانبائی اس کا کھانا پکایا کرتا تھا اس کا نام مجلث تھا اور دوسرا بادشاہ کو شراب پلایا کرتا تھا اس کا نام نبوء یا مرطیس تھا بادشاہ ان پر غضبناک اس لئے ہوا تھا کہ اس کو کسی نے خبر دی تھی کہ وہ کھانے میں زہر ملا کر اس کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں داخل ہوتے وقت فرمایا تھا کہ وہ خوابوں کی تعبیر جانتے ہیں۔ اس لئے دونوں نے تجربہ کرنے کے لئے مشورہ کیا تو انہوں نے مصنوعی خواب بنا یا جو دیکھا نہ تھا ایک نے کہا میں نے خواب دیکھا ہے کہ انگوروں سے شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا وہ سر پہ روٹیوں کا ٹوکرا اٹھائے ہوئے ہے جس سے پرندے کھا رہے ہیں چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام تعبیر جانتے تھے اس لئے جلدی تعبیر کرنا اچھا نہ جانا اور ان کے سوال سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا جو کھانا تمہیں دیا جائے گا وہ آنے سے پہلے میں اس کی تفسیر ذکر کرتا ہوں کہ وہ کیسا ہے اور تم نے کیا کھایا ہے اور کتنا کھایا ہے اور کب کھایا ہے انہوں نے کہا ایسا نجومی بیان کرتے ہیں یا کاہن کہتے ہیں یوسف علیہ السلام نے کہا میں نجومی کاہن نہیں یہ مجھے صرف میرے رب نے علم عطا کیا ہے پھر ان کو خبردار کیا کہ وہ مومن ہیں اور فرمایا میں نے ایسی قوم کی ملت اور دین چھوڑا ہے جو کفر کرتے ہیں اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اور میں نے اپنے آباؤ واجداد ابراہیم و اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کی شریعت کی اتباع کی ہے ہمارے لئے مناسب نہیں کہ اللہ کا کسی کو شریک بنائیں یہ اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر فضل و کرم ہے لیکن لوگ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے پھر دونوں نوجوانوں اور دوسرے قیدیوں کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ ان کے سامنے بت تھے جن کی وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے ان پر الزام حجت کرتے ہوئے فرمایا اے میرے جیل کے ساتھیو! بتاؤ کیا مختلف رب جو نفع نقصان نہیں دے سکتے وہ بہتر ہیں یا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ بہتر ہے؟ جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کا کلام سنا تو کہنے لگے ہم نے خواب نہیں دیکھا ہم تو صرف لہو و لعب کرتے تھے فرمایا اللہ کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اس کا حکم تم پر واجب ہو گیا ہے اور نجات پانے والے سے فرمایا تم اپنے بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا کہ وہ قید خانہ میں مظلوم ہیں، لیکن شیطان نے اس کو بھلا دیا اور بادشاہ کے پاس یوسف کا ذکر نہ کیا حتیٰ کہ بادشاہ کو مذکور فی الحدیث خواب آیا۔ قولہ فانساہ الشیطان ،، میں ضمیر مفعول نجات پانے

marfat.com
Marfat.com

۶۵۷۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَاَبَا عُبَيْدٍ اَخْبَرَاهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ اَتَانِي الدَّاعِيْ لَاَجَبْتُهُ فِيْ اَوَّلِ مَا دُعِيْتُ لَمْ اُؤَخِّرْهُ

والے کی طرف لوٹتی ہے مجاہد اور دیگر مفسرین نے اس کے معنی یہ ذکر کئے ہیں کہ شیطان نے نجات پانے والے کو بادشاہ کے پاس یوسف کا ذکر کرنا بھلا دیا۔ اس موقعہ پر بعض نے ضمیر کا مرجع یوسف کہا ہے کہ یوسف کو اللہ کے ذکر سے بھلا دیا حتیٰ کہ انہوں نے غیر اللہ سے خلاصی چاہی اور مخلوق سے استعانت کی اور اس کی تائید میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف حدیث ذکر کی عسقلانی نے اس کو ضعیف کہتے ہوئے کہا ہذا الحدیث ضعیف جدًا، کیونکہ اس کے اسناد میں سفیان بن وکیع ہے اور وہ ضعیف ہے اور ابراہیم بن جوزی سفیان سے بھی زیادہ ضعیف ہے لہٰذا صحیح یہ ہے کہ "فانساہ الشیطان" میں ضمیر ناجی کی طرف راجع ہے فلله در المجاہد رضی اللہ عنہ، لغات اضغاث ضغث کی جمع ہے اس کے معنی گھاس کے ہیں۔ احلام جمع حلم کی ہے شیطانی باطل صورتیں، یغاث الناس، غوث یا غیث بمعنی بارش ہے۔ یَعْصِرُوْنَ، قحط سالی سے نجات پائیں گے۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ انگوروں سے شراب اور زیتون اور تلوں سے تیل نکالیں گے۔ عصر بمعنی بارش بھی ہے۔ یعنی بارش ہوگی۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے "وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَآءً"، پھر ساقی بادشاہ کے پاس گیا اور یوسف علیہ السلام نے جو تعبیر فرمائی تھی ذکر کی تو بادشاہ نے کہا انہیں بلاؤ جب ساقی ناجی آیا تو یوسف علیہ السلام نے کہا اپنے بادشاہ کے پاس واپس جاؤ اور اس سے کہو ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالی تھیں،

قولہ وَادَّكَرَ الخ بروزن اِفْتَعَلَ ذکر سے ہے اُمَّة بمعنی قرن ہے اُمَه مخفف بھی پڑھا گیا ہے یہ بمعنی نسیان ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا انگور نچوڑیں گے تحصنون یعنی تخزنون ہے۔ حفاظت کروگے۔

۶۵۷۷ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں قید خانہ میں ٹھہرتا جو یوسف ٹھہرے پھر میرے پاس بلانے والا آتا تو میں قبول کر لیتا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ رَاٰى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ

٦٥٧٨ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ اِذَا رَاٰهُ فِيْ صُوْرَتِهٖ

٦٥٧٧ شرح : یعنی یوسف علیہ السلام نے شرط لگائی تھی میں شرط ذکر کئے بغیر داعی کی دعوت قبول کر لیتا اس کو یہ لازم نہیں کہ یوسف علیہ السلام ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں کیونکہ حضور نے یہ تواضع اور انکساری کے طور پہ فرمایا تھا یا کسی مصلحت کے بیان کے لئے فرمایا ہوگا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا

٦٥٧٨ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا شیطان میری شکل نہیں بن سکتا۔ بخاری نے کہا ابن سیرین نے کہا جب آپ کو آپ کی صورت میں دیکھے (جس سے حضور موصوف ہیں) صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم!

٦٥٧٨ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا صحیح ہے اور یہ اضغاثِ احلام سے نہیں اور نہ ہی شیطان کی تشبیہات سے ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے حقیقتاً مجھے دیکھا۔ عینی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روائت ذکر کی جسے ابوالحسن نے مدخل کبیر میں ذکر کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا خوشحالی، بارش، کثرتِ رحمت، مجاہدین کی مدد، دین کا غلبہ، غازیوں کی کامیابی، کفار کی ہلاکت، مسلمانوں کا ان پہ غلبہ اور دین کی صحت پہ دلالت کرتا ہے۔ جبکہ حضور کو صفاتِ محمودہ میں دیکھے اور اگر صفاتِ مکروہہ میں دیکھے تو یہ دین میں حادثے، فتنوں کا ظہور اور بدعتوں کے عموم پہ دلالت کرتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد!

marfat.com
Marfat.com

۶۵۷۹ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَخَيَّلُ بِيْ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

جس نے خواب میں مجھے دیکھا اُس نے مجھے ہی دیکھا ،، یعنی جس نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں آپ کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب حضور کو بیداری میں دیکھے گا اللہ اس کو حضور کی طرف ہجرت کی توفیق دے گا جس سے اسے شرف ملاقات نصیب ہوگا یا اس کے معنی یہ ہیں وہ اس خواب کی تصدیق آخرت میں دیکھے گا یا آخرت میں اسے خاص رؤیت اور شفاعت نصیب ہوگی۔ شیطان کو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کی مثال حاصل نہیں اور نہ ہی وہ حضور سے مشابہت کرسکتا ہے۔ جیسے بیداری میں شیطان حضور کی شکل اختیار کرنے پر قادر نہیں خواب میں بھی اللہ تعالیٰ نے منع کردیا ہے تاکہ حق باطل کے مشابہ نہ ہوجائے۔

قولہ قال ابن سیرین ،، یعنی سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا اسی وقت معتبر ہے جبکہ حضور کو اس صفت میں دیکھے جس سے حضور موصوف ہیں۔ جب کوئی شخص ابن سیرین سے بیان کرتا کہ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے تو اس سے کہتے جس وصف میں دیکھا ہے بیان کر اگر ایسی وصف بیان کرتا جس کو وہ نہ پہچانتے تھے تو کہتے تو نے حضور کو نہیں دیکھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہیں اور آپ کو خواب میں دیکھنے والا مشرق یا مغرب میں ہو تو رؤیت کیسے متصور ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رؤیت ایسی شئ ہے جسے اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے عقلاً اس میں آمنے سامنے ہونا شرط نہیں اور نہ ہی مقارنت شرط ہے اور نہ ہی دیکھنے والے سے شعاع کا نکلنا شرط ہے۔ اسی لئے چین کے اندھے کا اندلس کے مچھر کو دیکھنا جائز ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اکثر سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی معروف صورت کے خلاف دیکھا جاتا ہے اور آپ کو دو شخص دو جگہوں میں ایک ہی وقت دیکھتے ہیں، حالانکہ ایک جسم ایک ہی مکان میں ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صفات میں معتبر ہے ذات میں نہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات طیبہ دیکھی جاتی ہے جبکہ آپ کی صفات متخیلہ غیر مرئیہ ہوتی ہیں اور ادراک میں تحدیق ابصار شرط نہیں اور نہ ہی قرب مسافت شرط ہے لہٰذا جس کو دیکھا جائے اس کا موجود ہونا شرط ہے اور یہ امر واضح ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم موجود ..... ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین

marfat.com
Marfat.com

۶۵۸۰ــــ حدثنا يحيى بن بكير حدثنا الليث عن عبيد الله ابن ابي جعفر قال اخبرني ابو سلمة عن ابي قتادة قال قال النبي صلى الله عليه وسلم الرؤيا الصالحة من الله والحلم من الشيطان فمن رأى شيئا يكرهه فلينفث عن شماله ثلاثا وليتعوذ من الشيطان فانها لا تضره وان الشيطان لا يتراءى بي

۶۵۸۱ــــ حدثنا خلد بن خلي قال حدثنا محمد بن حرب قال حدثني الزبيدي عن الزهري قال ابو سلمة قال ابو قتادة قال النبي صلى الله عليه وسلم من رآني فقد رأى الحق تابعه يونس وابن اخي الزهري

۶۵۷۹ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میرے شابہ نہیں ہو سکتا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے (حدیث ۱۱۰ ج : ا کی شرح دیکھا)

۶۵۸۰ــــ ترجمہ : ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے خواب اللہ کی طرف سے اور حلم (بُرے خواب) شیطان کی طرف سے ہیں جس نے کوئی شئ دیکھی جس کو اچھا نہ سمجھتا ہو تو وہ بائیں طرف سے تین بار تھوک دے اور شیطان سے پناہ چاہے پھر یہ اس کو ضرر نہ پہنچا سکے گا بے شک شیطان میری صورت میں نہیں دیکھا جاتا۔

۶۵۸۱ــــ ترجمہ : ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

۶۵۷۹ تا ۶۵۸۱ــــ شرح : یعنی جس نے مجھے دیکھا اُس نے صحیح ثابت خواب دیکھا۔ اضغاثِ احلام اور خیالات باطلہ

marfat.com
Marfat.com

٦٥٨٢ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِيْ

بَابُ رُؤْيَا اللَّيْلِ رَوَاهُ سَمُرَةُ

٦٥٨٣ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطُّفَاوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ الْبَارِحَةَ اِذَا اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ حَتّٰى وُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَنْتَقِلُوْنَهَا

نہیں دیکھے۔ عینی نے طیبی سے نقل کیا کہ یہاں حق مصدر مؤکد ہے یعنی فقد رءی رُؤیۃَ الحق ،، اس نے حق خواب دیکھا۔ زبیدی کی زہری سے روائت کرنے میں یونس اور زہری کے بھتیجے نے موافقت کی۔

٦٥٨٢ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے یقیناً مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل سے متشکل نہیں ہوسکتا۔

باب رات کا خواب اس کی سمرہ نے روایت کی ہے

٦٥٨٣ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے

marfat.com
Marfat.com

۶۵۸۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا يَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ اَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ

جوامع کلمات دیئے گئے ہیں اور رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ گزشتہ رات میں سو رہا تھا اچانک میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں حتی کہ میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔ ابوہریرہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور تم ان کو منتقل کر رہے ہو۔

شرح : یعنی رات کا خواب دن کے خواب کے مساوی ہوتا ہے یا نہیں امام احمد نے

۶۵۸۳ — ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت کی کہ سحری کے وقت خواب بہت سچا ہوتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق پہلی رات کے خواب کی تعبیر میں تاخیر ہوتی ہے اور نصف ثانی میں اس سے کچھ جلدی ہوتی ہے اور سب سے جلد تعبیر سحری کے خواب کی ہوتی ہے خصوصاً فجر کے طلوع کے وقت کی خواب کی تعبیر۔ "مفاتیح الکلم" یعنی تھوڑے لفظ کثیر معانی کے حامل ہوتے ہیں یہ انتہائی بلاغت ہے۔ ایک روائت میں "جوامع الکلم" چنانچہ ارشاد نبوی ہے۔ "بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ" میں جامع کلمات کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔ "نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ" رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے؛ چنانچہ کافروں کے لشکر اسلامی لشکر کی آواز سن کر بھاگ جاتے ہیں اور خوف زدہ ہو کر لڑنے کے بغیر تابع ہو جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دے دی ہیں۔ یہ فتوحات اسلامیہ ہیں۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

۶۵۸۴ — علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات اپنے آپ کو کعبہ کے پاس دیکھا میں نے

marfat.com
Marfat.com

۶۵۸۵ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ اُرِيْتُ اللَّيْلَةَ

گندمی رنگ ایک آدمی دیکھا جیسے تم خوبصورت گندمی رنگ آدمی دیکھتے ہو۔ اس کے لمبے بال تھے جیسے تم خوبصورت لمبے بالوں والے آدمی دیکھتے ہو اس نے بال کنگھی کئے ہوئے تھے ان سے پانی کے قطرے ٹپکتے تھے وہ دو آدمیوں پر تکیہ کئے ہوئے تھے یا ان کے کندھوں پر سہارا کئے ہوئے تھے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے ؟ تو کہا گیا یہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام" ہیں پھر اچانک ایک آدمی پر نگاہ پڑی جس کے بال سخت گھنگھریالے ہیں اس کی دائیں آنکھ کانی تھی گویا کہ وہ خشک انگور ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے کہا گیا یہ مسیح دجال ہے۔

شرح : اُدْم بضم الہمزہ وسکون الدال آدم کی جمع بمعنی گندمی رنگ ہے، لِمَّة بکسر اللام سر کے بال ہیں جو کانوں کی لو سے نیچے ہوں اس کی جمع لِمَم ہے جب بال کندھوں تک پہنچ جائیں تو ان کو جُمَّة کہتے ہیں۔ یَقْطُرُ مَاءً جملہ حالیہ ہے۔ متکئاً رجل سے حال واقع ہے اور وہ مذکور اوصاف کے باعث خاص ہوگیا ہے لہٰذا وہ معرفہ کے حکم میں ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عواتق عاتق کی جمع ہے اور وہ کندھا ہے اور گردن کے درمیان والی جگہ ہے۔ کیا جمع کو تثنیہ کی طرف مضاف کرنا صحیح ہے اس کا جواب یہ ہے قرآن کریم میں جمع کی تثنیہ کی طرف اضافت مذکور ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا "فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا" جب کوئی التباس نہ ہو تو اس طرح کی اضافت درست ہے۔ طافیہ کے معنی ہیں تیرنے والی۔ دجال کی آنکھ کو اس دانہ سے تشبیہ دی جو پانی پر تیرتا ہے یعنی اس کی آنکھ اس کے چہرے پر اُبھری ہوئی تھی اگر طافئہ ہمزہ سے پڑھا جائے اس کا معنی مفقود ہونے کے ہیں یعنی اس کی آنکھ مفقود تھی اس کی روشنی جاتی رہی تھی اسی لئے اس کو کانا دجال کہتے ہیں نیز اس کو مسیح اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی آنکھ ممسوح ہے یعنی مفقود ہے اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ جس بیمار کو مسح کرتے تھے وہ صحت یاب ہو جاتا تھا۔

۶۵۸۴ ـــ

۶۵۸۵ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں آج رات خواب میں یہ دیکھا پایا گیا ہوں اور حدیث ذکر کی سلیمان بن کثیر

marfat.com
Marfat.com

فِي الْمَنَامِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَتَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَسُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَإِسْحٰقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعْمَرٌ لَا يُسْنِدُهُ حَتّٰى كَانَ بَعْدُ **بَابُ الرُّؤْيَا بِالنَّهَارِ** وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ

زہری کے بھتیجے اور سفیان بن حسین نے زہری، عبیداللہ، ابن عباس کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں زہری کی متابعت کی اور زبیدی نے زہری، عبیداللہ کے ذریعہ روائت کی کہ ابن عباس یا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی اور شعیب اور اسحاق بن یحییٰ نے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تھے اور معمر پہلے اس کی سند نہیں ذکر کرتے تھے حتیٰ کہ اس کے بعد ذکر کرنے لگے تھے۔

شرح : قولہ تابعہ سلیمان ،، اس متابعت کو مسلم نے موصول ذکر کیا ہے ۶۵۸۵
انہوں نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی، محمد بن کثیر سلیمان بن کثیر زہری، عبیداللہ بن عبداللہ کے ذریعے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرماتے تھے تم میں سے جس نے خواب دیکھا ہے بیان کرے میں اس کی تعبیر کرتا ہوں۔ ایک آدمی آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے خواب دیکھا ہے۔ الحدیث اسی طرح زبیدی نے اپنے اسناد سے ابن عباس یا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روائت کی اور شک سے ذکر کیا۔ شعیب اور اسحاق نے زہری سے بیان کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے وہ اس کے بعد شک نہ کرتے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب دن کو خواب دیکھنا

{ اور عبداللہ بن عون نے محمد بن سیرین سے ذکر کیا دن کو خواب دیکھنا رات کو خواب دیکھنے کی مانند ہے ،،

marfat.com
Marfat.com

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلُ رُؤْيَا اللَّيْلِ

٦٥٨٦ ـــ حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اِنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَ كَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ وَ جَعَلَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَ هُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ شَكَّ اِسْحٰقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی دن اور رات کے خواب میں کوئی فرق نہیں اسی طرح رات اور دن کے خواب میں کچھ فرق نہیں عورتوں اور مردوں کے خواب میں بھی کچھ فرق نہیں۔

٦٥٨٦ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمِ حرام بنت ملحان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے وہ عبادہ بن صامت کی بیوی تھیں آپ ایک دن اُن کے گھر تشریف لے گئے اُنہوں نے حضور کو کھانا پیش کیا اور خود حضور کے سر مبارک کو بہلانے لگیں (آرام پہنچانے لگیں) تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر بیدار ہوئے ، حالانکہ آپ ہنس رہے تھے۔ اُمِ حرام نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کس نے ہنسایا ہے فرمایا میری امت میں سے کچھ لوگ مجھ پر پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں وہ اس سمندر کے وسط میں سوار ہیں۔ اس حال میں کہ وہ تختوں پر بادشاہ ہیں یا بادشاہوں کی مثل ہیں۔ اسحاق نے شک کیا ہے۔ اُمِ ملحان نے کہا

marfat.com

Marfat.com

ثُمَّ وَضَعَ رَاسَهٗ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
كَمَا قَالَ فِي الْاُوْلٰى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ
مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ
ابْنِ اَبِيْ سُفْيٰنَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا کریں کہ مجھے اُن میں سے کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی پھر حضور نے اپنا سر مبارک رکھا اور سو گئے پھر بیدار ہوئے اس حال میں کہ ہنس رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کس نے ہنسایا ہے فرمایا میری امت میں سے کچھ لوگ مجھ پر پیش کئے گئے اس حال میں کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں جیسے پہلی بار فرمایا تھا۔ ام ملحان نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ سے دعا کریں کہ مجھے اُن میں سے کرے فرمایا تو پہلے لوگوں میں سے ہے پھر حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے عہد امارت میں سمندر میں سوار ہوئیں اور اپنی سواری سے گر پڑیں جس وقت سمندر سے باہر نکلیں اور ہلاک ہوگئیں"

۶۵۸۷ — شرح : اس حدیث سے بعض علماء نے حضرت امیر معاویہ کی صحتِ خلافت پر استدلال کیا ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں؛ کیونکہ جس زمانہ میں یہ وقوع ہوا اس وقت وہ شام میں امیر تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اگر تسلیم بھی کرلیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس زمانہ میں تھا جبکہ انہوں نے خلافت کا دعویٰ کیا تھا جب بھی صحیح نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس (۳۰) برس ہے پھر ملک عضوض ہو جائے گا اور حضرت امیر معاویہ اور اُن کے بعد والے تمام ملوک تھے اگرچہ وہ خلفاء موسوم ہیں (عینی) اقول سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! میرے بعد خلافت تیس برس رہے گی۔ اس سے مراد خلافت علی منہاج النبوت ہے۔ یعنی خلافتِ راشدہ تیس برس تک ہوگی لیکن اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کے بعد مطلق خلافت کا انتفاء ہو جائے گا جبکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز خلفاء میں شمار ہیں حالانکہ وہ ان کے بعد ہیں پس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ خلافتِ راشدہ علی منہاج النبوت کے بعد مطلق خلافت ہوگی علی منہاج النبوۃ نہ ہوگی۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رُؤْيَا النِّسَاءِ

۶۵۸۷ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ اُمَّ الْعَلَاءِ اِمْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهُمُ اقْتَسَمُوا الْمُهَاجِرِيْنَ قُرْعَةً قَالَتْ فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَاَنْزَلْنَاهُ فِي اَبْيَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ غُسِلَ وَكُفِّنَ فِي اَثْوَابِهِ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم تھیں ابن عبد البر نے کہا وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم عورت مرد کو مس کر سکتی ہے اور تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا جائز ہے اور اس کے گھر میں نیند کرنا صحیح ہے اور شادی شدہ عورت جو بھی کھلائے اس کے گھر میں طعام کھانا جائز ہے اور عورتیں سمندر میں سفر کر سکتی ہیں (حدیث ۲۵۹۷ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب عورتوں کا خواب دیکھنا

مومن نیک عورتوں کے خواب اس عموم میں داخل ہیں کہ نیک مومن کا خواب نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے اس میں سب کا اتفاق ہے "

۶۵۸۷ ترجمہ : خارجہ بن زید بن ثابت نے بیان کیا کہ ایک انصاری عورت ام العلاء جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی نے خبر دی کہ انصار نے مہاجرین کو قرعہ اندازی سے تقسیم کیا تو ہمارے حصہ میں عثمان بن مظعون آئے ہم نے انہیں اپنے گھر رکھا پھر وہ بیمار ہو گئے جس میں وفات پا گئے جب وہ فوت ہوئے انہیں غسل دیا گیا اور ان کے کپڑوں میں کفن دیا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے کہا اے ابا سائب تجھ پر اللہ کی رحمت ہو تیرے لئے میری گواہی ہے کہ اللہ نے تجھے عزت دی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

قَالَتْ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْكِ اَنَّ اللّٰهَ اَكْرَمَهٗ فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ يُكْرِمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا هُوَ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا ذَا يُفْعَلُ بِيْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا اُزَكِّيْ بَعْدَهٗ اَحَدًا اَبَدًا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کس نے بتایا کہ اللہ نے اسے بزرگی دی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں پھر کس کو اللہ بزرگی دے گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہرحال وہ تو خدا کی قسم فوت ہوگئے ہیں۔ بخدا میں اُن کے لئے خیر کی امید رکھتا ہوں واللہ میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ انصاریہ نے کہا بخدا! اس کے بعد میں کبھی کسی کا تزکیہ نہ کروں گی،،

شرح : عثمان بن مظعون سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ اس حدیث ۶۵۸۷ — کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اسی حدیث میں ہے کہ میں سوگئی میں نے خواب میں عثمان کا جاری چشمہ دیکھا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا یہ عثمان کا عمل ہے یہ انصاریہ ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی جب یہ بیمار ہوئیں تو حضور اسکی بیمار پرسی کرنے گئے تھے۔ مگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مغفور ہیں اور آپ کے لئے مقام محمود ہے اور آخرت آپ کے لئے بہتر ہے آپ قیامت میں بنی آدم کے سردار ہوں گے؟ سب سے پہلے آپ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور یہ "مَا یُفْعَلُ بِیْ" کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آپ نے بطورِ تواضع فرمایا ہے یا درائت تفصیلیہ کی نفی ہے۔ داؤدی نے کہا مایفعل بی کی روایت صحیح نہیں صحیح مایفعل بہ لیکن اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہیں کہ بحسابِ عقل کسی کی عاقبت معلوم نہیں ہوسکتی یہ صرف بذریعہ وحی معلوم ہوتی ہے اور اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ ،، اس کی دلیل ہے کہ نبی بذریعہ وحی یہ جانتے ہیں عقل کی دانست کو امورِ آخرت میں دخل نہیں۔ (حدیث ۱۱۷۳ جلد ۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٦٥٨٨ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا وَقَالَ مَا اَدْرِیْ مَا يُفْعَلُ بِهٖ قَالَتْ وَ اَحْزَنَنِیْ فَنِمْتُ فَرَاَيْتُ لِعُثْمٰنَ عَيْنَا تَجْرِیْ فَاَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكَ عَمَلُهٗ

بَابُ الْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ

فَاِذَا حَلَمَ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ٦٥٨٩ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بَكِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیَّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفُرْسَانِهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا حَلَمَ اَحَدُكُمُ الْحُلْمَ يَكْرَهُهٗ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ فَلَنْ تَضُرَّهٗ

ترجمہ : شعیب نے زہری سے یہ روایت کی اور کہا میں نہیں جانتا اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا

٦٥٨٨ اور مجھے غم ہوا میں سو گئی تو میں نے عثمان کا چشمہ دیکھا کہ وہ جاری ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضور نے فرمایا یہ عثمان کا عمل ہے۔

باب حُلم شیطان کی طرف سے ہے

پس جو کوئی حلم "بُرا خواب" دیکھے تو بائیں جانب تھوک دے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے

ترجمہ : ابو سلمہ سے روایت ہے کہ ابو قتادہ انصاری جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٦٥٨٩ کے اصحاب اور شہسواروں سے تھے نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے اور بُرا خواب شیطان کی طرف سے ہے پس جب تم میں سے کوئی خواب

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اللَّبَنِ

۶۵۹۰ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ ثُمَّ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِيْ اَظْفَارِيْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ

دیکھے جس کو اچھا نہ سمجھے تو اپنے بائیں تھوک دے اور اس سے اللہ کی پناہ مانگے وہ اس کو ہرگز ہرگز ضرر نہیں دے گا۔

۶۵۸۹ــــ شرح : ابو قتادہ انصاری حضور کے شہسوار تھے۔ ان کی ایک شہواری یہ ہے کہ انہوں نے خیبر کے روز بیس کافر قتل کئے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامان ابو قتادہ کو دیدیئے تھے تمام خواب اللہ کے پیدا کردہ ہیں، لیکن اچھے اللہ کی طرف منسوب ہیں اور مکروہ شیطان کی طرف منسوب ہیں، کیونکہ یہ اس کی طبع پر ہیں۔

باب خواب میں دودھ دیکھنا

۶۵۹۰ــــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک وقت سو رہا تھا میرے پاس خواب میں دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس سے پیا حتی کہ اس کی سیرابی اپنے ناخنوں سے نکلتی دیکھ رہا تھا۔ میں نے بچا ہوا دودھ عمر فاروق کو دیا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" آپ نے اس کی تاویل کیا کی ہے؟ فرمایا علم!

۶۵۹۰ــــ شرح : خروج "عن" کے ساتھ استعمال ہوتا ہے لیکن حروف ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں اسی لئے حضور نے یخرج مِن اظفاری" فرمایا اگر یہ سوال پوچھا جائے سیرابی ایک مفہوم ہوا اس کے لئے خروج متصور نہیں ہوتا کیونکہ خروج خارجی اشیاء میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِذَا جَرَى اللَّبَنُ فِي اَطْرَافِهٖ اَوْ اَظَافِيْرِهٖ

۶۵۹۱ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حَمْزَةُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ مِنْ اَطْرَافِيْ فَاَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَنْ حَوْلَهٗ فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ

بَابُ الْقَمِيْصِ فِي الْمَنَامِ

۶۵۹۲ــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اُمَامَةَ

مضاف محذوف ہے یعنی سیرابی کا اثر ظاہر ہوتا تھا۔ (حدیث ۸۰ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب جب "خواب میں" دودھ اس کے اطراف اور ناخنوں میں جاری ہونے لگا"

۶۵۹۱ ــ ترجمہ: حمزہ بن عبداللہ بن عمر نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار میں سو رہا تھا میرے پاس دودھ کا پیالا لایا گیا میں نے اس سے پیا حتی کہ میں سیرابی کا اثر اپنے اطراف سے نکلتا دیکھ رہا تھا پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا قریب سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آپ نے کیا تاویل کی ہے فرمایا علم

marfat.com

Marfat.com

ابْنُ سَهْلٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا مَا اَوَّلْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ

باب خواب میں قمیص دیکھنا "

۶۵۹۲ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سو رہا تھا میں نے لوگوں کو دیکھا وہ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں اس حال میں کہ اُن پر قمیصیں ہیں اُن میں سے بعض قمیصیں پستانوں تک پہنچتی تھیں اور بعض اس سے نیچے تھیں عمر فاروق میرے پاس سے گزرے ان پر قمیص تھی جس کو گھسیٹ رہے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" اس کی تاویل کیا ہے۔ حضور نے فرمایا اس کی تاویل دین ہے۔

۶۵۹۲ — شرح : قُمُص قمیص کی جمع ہے اس کی دین سے مناسبت اس طرح ہے کہ یہ شرمگاہ کو چھپاتی ہے جیسے دین بُرے اعمال کو چھپاتا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے قمیص کو گھسیٹ کر چلنا ممنوع ہے اس کا جواب یہ ہے گھسیٹ کر چلنا بطور فخر و غرور ممنوع ہے۔ اخروی قمیص جو تقویٰ کا لباس ہے اس کو گھسیٹ کر چلنا ممنوع نہیں۔ حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ثَدْیٌ مرد کے لئے ہے جوہری نے کہا ثَدْیٌ مرد و زن دونوں کے لئے ہے ابن فارس نے کہا ثدی عورت کے لئے ہے اس کی جمع ثدیٌ ہے مرد کے لئے ثدوہ استعمال ہوتا ہے ثدی دراصل ثدوی بروزن فعول تھا۔ دو حرف علت واؤ اور یا جمع ہوئے پہلے کو یاء سے بدل کر دوسرے میں ادغام کر دیا پھر دال کو یاء کی مناسبت کے لئے کسرہ دے دیا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ جَرِّ الْقَمِيْصِ فِي الْمَنَامِ

٦٥٩٣ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُمَامَةَ ابْنُ سَهْلٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ

بَابُ الْخُضْرِ فِي الْمَنَامِ وَالرَّوْضَةِ الْخَضْرَاءِ

٦٥٩٤ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ ابْنُ عُمَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قَالَ

باب خواب میں قمیص گھسیٹ کر چلنا

٦٥٩٣ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک بار میں سویا ہوا تھا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا وہ میرے سامنے پیش کئے گئے ہیں اور ان پر قمیصیں ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو سینوں تک پہنچتی ہیں اور بعض اس سے نیچے ہیں۔ عمر فاروق میرے سامنے پیش کئے گئے ان پر قمیص تھی جس کو وہ گھسیٹ کر چل رہے تھے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس کی کیا تاویل کی ہے فرمایا اس کی تاویل دین ہے۔ (حدیث ۲۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب خواب میں سبزی اور سبز باغ دیکھنا

marfat.com
Marfat.com

قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَابْنُ عُمَرَ فَمَرَّ عَبْدُ اللهِ ابْنُ سَلَامٍ فَقَالُوا هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ قَالُوا كَذَا وَكَذَا قَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَا كَانَ يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَقُولُوا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ إِنَّمَا رَأَيْتُ كَأَنَّمَا عَمُودٌ وُضِعَ فِي رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فَنُصِبَ فِيهَا وَفِي رَأْسِهَا عُرْوَةٌ وَفِي أَسْفَلِهَا مِنْصَفٌ وَالْمِنْصَفُ الْوَصِيفُ فَقِيلَ ارْقَهْ فَرَقِيتُهُ حَتّٰى أَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُوتُ عَبْدُ اللهِ وَهُوَ آخِذٌ بِالْعُرْوَةِ

خُضْرٌ اخضر کی جمع بمعنی سبز رنگ ہے فیروانی نے کہا روضہ جس کا اُگنا غیر معروف ہو اس کی تعبیر اسلام سے کی جاتی ہے، کیونکہ اس کی رونق اور تر و تازگی کا مقتضیٰ یہی ہے۔ ایسے اچھے مقام سے بھی تعبیر کی جاتی ہے جہاں اللہ کی طاعت ہوتی ہو جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف، ذکر کے حلقے، خیر کی مجلس، صالحین کی قبور سے بھی تعبیر کی جاتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات سے ایک باغ ہے۔ روضہ کا اطلاق مصحف پر بھی ہوتا ہے۔
نیز علم کی کتابوں پر بھی بولا جاتا ہے جیسے الکتب ریاض الحکماء، کتابیں حکماء کے باغ ہیں (عینی)

ترجمہ : قیس بن عباد نے کہا میں ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا جس میں سعد بن مالک اور ابن عمر بھی تھے عبداللہ بن سلام پاس سے گزرے تو لوگوں نے کہا یہ آدمی جنتی ہے میں نے عبداللہ بن سلام سے کہا لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے اس نے کہا "سبحان اللہ" ان کو یہ مناسب نہیں کہ وہ ایسی بات کریں جس کا انہیں علم نہ ہو میں نے تو صرف خواب دیکھا تھا کہ گویا ایک ستون ہے جو سبز باغ میں نصب کیا گیا ہے۔ اس کے سرے پر ایک کنڈا ہے اور اس کے نیچے منصف ہے۔ منصف بمعنی خادم ہے۔ مجھے کہا گیا اس پر چڑھ میں ستون پر چڑھا یہاں تک کہ میں نے کنڈا پکڑ لیا میں نے یہ خواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا تو حضور نے فرمایا عبداللہ فوت ہوگا اس حال میں کہ اس نے مضبوط عروہ کو پکڑا ہوگا یعنی دین میں مضبوط ہوں گے "

۶۵۹۴

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَشْفِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَنَامِ

۶۵۹۵ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ

شرح : قولہ سُبْحَانَ اللّٰہ! عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے سبحان اللہ! بطورِ تعجب فرمایا اور تواضع وانکساری کرتے ہوئے ان کی بات کا

۶۵۹۴ —

انکار کیا تاکہ لوگ اس کی طرف انگلیوں سے اشارے نہ کریں جو فخر وغرور کا سبب ہیں۔ کرمانی نے کہا بہتر تقریر یہ ہے کہ عبداللہ بن سلام نے یہ اس لئے کہا کہ لوگوں نے صراحۃً یہ نہیں سُنا تھا بلکہ اجتہاد واستدلال کے طور پر کہا تھا پھر عبداللہ بن سلام نے حدیث ذکر کی اور واضح کیا کہ انہیں اس کا جزم نہیں کرنا چاہیے جنتی ہونے کی خبر کا انکار نہیں کیا تھا متواضع لوگوں کی یہی شان ہے۔ عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ عمود معتمد علیہ شئ پر دلالت کرتا ہے جو قرآن وحدیث اور فقہ ہے اور عروہ اسلام وتوحید ہے یہی عروہ وثقیٰ ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى" اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ بن سلام ایمان پر مرے گا جبکہ اس خواب میں اس کے شواہد موجود ہیں۔ حضور کی اس خبر کہ عبداللہ ایمان پر مرے گا سے صحابہ کرام نے استدلال کیا کہ وہ جنتی ہے بعض علماء نے اور صحابہ نے عبداللہ کو اس لئے جنتی کہا تھا کہ غزوۂ بدر میں حاضر تھے اور وہ سب جنتی ہیں لیکن یہ سوچ صحیح نہیں، کیونکہ اس میں عبداللہ بن سلام کی خصوصیت نہیں دیگر صحابہ کرام بھی بدر کی جنگ میں موجود تھے۔ خصوصیت کی کوئی وجہ ہوتی ہے۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جو شخص بحالتِ اسلام فوت ہوجائے وہ جنتی ہے اگرچہ بعض عقوبت بھی جھیلیں گے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب خواب میں عورت کا ظاہر دیکھنا

۶۵۹۵ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "اے عائشہ" تو مجھے خواب میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحَرِيْرِ فِي الْمَنَامِ

۶۵۹۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُكِ قَبْلَ اَنْ اَتَزَوَّجَكِ مَرَّتَيْنِ رَاَيْتُ الْمَلَكَ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَقُلْتُ لَهٗ اكْشِفْ فَاِذَا كَشَفَ فَاِذَا هُوَ اَنْتِ فَقُلْتُ اِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ ثُمَّ اُرِيْتُكِ يَحْمِلُكِ فِيْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَقُلْتُ اكْشِفْ فَكَشَفَ فَاِذَا هِيَ اَنْتِ فَقُلْتُ اِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ

دوبار دکھائی گئی تھی میں نے دیکھا کہ آدمی تجھے ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر لایا اور کہا یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے اس کو کھولا تو وہ تو تھی پھر میں نے کہا اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ ضرور اس کو پورا کریگا۔

۶۵۹۵ شرح : مسلم شریف میں دو بار یا تین بار مذکور ہے ممکن ہے کہ ہشام نے شک کیا ہو امام بخاری نے دوبار پہ اقتصار کیا ہے، کیونکہ یہ عدد ثابت ہے جبکہ پہلے میں شک ہے۔ اس حدیث میں آدمی کا ذکر ہے اور اس کے بعد کی حدیث میں فرشتہ کا ذکر ہے لیکن یہ اختلاف نہیں کیونکہ جبرائیل علیہ السلام آدمی کی صورت میں تشریف لائے تھے اس کی تعبیر دونوں طرح کرسکتے ہیں۔ کرمانی نے کہا ہوسکتا ہے کہ یہ خواب نبوت سے پہلے کا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ نبوت کے بعد ہو اور یہ جاننے کے بعد ہو کہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے تو یقینی امر کو صورت شک میں ذکر کرنا بلغاء کے نزدیک مستحسن ہے اور وہ اس کو تجاہلِ عارفانہ کہتے ہیں۔ اس کی پوری تفصیل حدیث ۳۶۴۷ ج ۵ کی شرح میں دیکھیں۔

باب خواب میں ریشمی کپڑے دیکھنا

۶۵۹۶ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے اس کے کہ میں تجھ سے نکاح کروں تم مجھے خواب

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمَفَاتِيحِ فِي الْيَدِ

۶۵۹۷ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُوتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبَلَغَنِي أَنَّ جَوَامِعَ الْكَلِمِ أَنَّ اللّٰهَ يَجْمَعُ الْأُمُورَ الْكَثِيرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُكْتَبُ فِي

میں دو بار دکھائی گئی ہو۔ میں نے فرشتہ کو دیکھا وہ تمہیں ریشمی کپڑے میں اٹھائے ہوئے تھا میں نے اس سے کہا اس کو کھولو اُس نے کھولا اچانک وہ تو تھی میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اس کو پورا کرے گا پھر تو مجھے دکھائی گئی تجھے ریشمی لباس میں اُٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے کہا اسے کھولا اُس نے کھولا تو وہ تو تھی۔ میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اسے پورا کرے گا۔

۶۵۹۶ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے پہلی روائت میں ہے کہ میں نے کھولا اور اس روائت میں ہے کہ فرشتہ نے کھولا اس کا جواب یہ ہے کہ اَکْشِفُهَا کے معنیٰ یہ ہیں میں نے جبرائیل کو کھولنے کا حکم دیا یا ہر ایک نے کچھ کھولا بعض علماء نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کشف کی نسبت اس اعتبار سے ہے کہ آپ اس کے اُمر تھے اور جس نے اپنے ہاتھوں سے کھولا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔

عورت کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر

عورت کو خواب میں دیکھنے کی کئی تعبیریں ہیں اوّل یہ کہ دیکھنے والے کو کوئی عورت میسّر ہوگی جو اس عورت کے مشابہ ہوگی جو خواب میں دیکھی تھی جیسے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ المؤمنین کی صورت دیکھی تھی۔ دوسرے یہ کہ دُنیا میں عظیم مرتبہ اور رزق میں فراخی ہوگی تیسری وجہ یہ ہے کہ کبھی عورت کی رُؤیت فتنہ پر دلالت کرتی ہے خواب میں عورتوں کے لئے ریشمی لباس لینا نکاح عزت، غنا پر دلالت کرتا ہے اور سونا چاندی اور لباس پہننا پہننے والے کی عظمت پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ وہ اس کا محل ہے مردوں کا ریشمی لباس پہننا اچھا نہیں (یعنی)

باب ہاتھ میں کنجیاں دیکھنا

{ خواب کی تعبیر کرنے والوں کا کہنا ہے کہ خواب میں کنجی دیکھنا مال عزت، غلبہ، صلاحیت اور علم و حکمت }

marfat.com
Marfat.com

الْكُتُبِ قَبْلَهُ فِي الْأَمْرِ الْوَاحِدِ وَالْأَمْرَيْنِ أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ

بَابُ التَّعْلِيقِ بِالْعُرْوَةِ وَالْحَلْقَةِ

٦٥٩٨ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ح وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ وَسَطَ الرَّوْضَةِ عَمُودٌ فِي أَعْلَى

کی دلیل ہے۔ جس نے دیکھا کہ وہ کنجی سے دروازہ کھولتا ہے وہ کسی حاکم کی مدد سے حاجت پوری ہونے میں کامیاب ہوگا۔ اگر ہاتھ میں کنجی دیکھے تو عظیم غلبہ حاصل ہو اگر وہ جنت کی کنجی ہے تو دین میں غلبہ پائے یا اچھے عمل کرے یا وراثت میں حلال مال پائے اگر کعبہ کی کنجی دیکھے تو بادشاہ یا امام کا حاجب ہو کرمانی نے کہا اس کی تعبیر یہ بھی ہے کہ جب دروازہ کھولے تو جو بھی دعاء کرے قبول ہو۔

٦٥٩٧ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں جوامع کلمات دیا گیا ہوں، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں پر رکھ دی گئیں محمد نے کہا مجھے پہنچا ہے کہ جوامع کلمات یہ ہیں کہ اللہ امورِ کثیرہ کو جمع کرے گا جو آپ سے پہلے ایک یا دو امر یا اس جیسے کئی کتابوں میں لکھے گئے تھے۔ (حدیث ۲۷۷۴/۴ ج کی شرح دیکھیں)

باب جس نے خواب میں دست آویز اور حلقہ پکڑے ہوئے دیکھا

٦٥٩٨ — ترجمہ : عبداللہ بن سلام نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا گویا کہ میں ایک باغ میں ہوں اور اس کے وسط میں ایک ستون ہے ستون کے اوپر ایک گرہ ہے

marfat.com
Marfat.com

الْعَمُوْدِ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِيْ اِرْقَهْ قُلْتُ لَا اَسْتَطِيْعُ فَاَتَانِيْ وَصِيْفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ فَرَقِيْتُ فَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ فَانْتَبَهْتُ وَاَنَا مُسْتَمْسِكٌ بِهَا فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ رَوْضَةُ الْاِسْلَامِ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى لَا تَزَالُ مُسْتَمْسِكًا بِالْاِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ

بَابُ عَمُوْدِ الْفُسْطَاطِ تَحْتَ وِسَادَتِهٖ

مجھے کہا گیا اس پر چڑھو میں نے کہا مجھ میں یہ طاقت نہیں پھر میرے پاس ایک خادم آیا اس نے میرے کپڑے اُٹھائے تو میں اُوپر چڑھ گیا اور دست آویز اور حلقہ کو پکڑ لیا میں بیدار ہُوا، حالانکہ میں اس کو پکڑے ہُوئے تھا میں نے یہ خواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا حضور نے فرمایا یہ باغ اسلام کا باغ ہے اور وہ عمود اسلام کا ستون ہے اور وہ عروہ مضبوط گرہ ہے تم ہمیشہ اسلام میں رہو گے حتیٰ کہ اسلام پر فوت ہو گے

۶۵۹۸ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبداللہ کے بیدار ہونے کے بعد ان کے ہاتھ میں عروہ کس طرح تھا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں اس حال میں بیدار ہُوا کہ میں خواب میں اس کو پکڑے ہُوئے تھا یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کو تھاما ہُوا تھا یہ اللہ کے نزدیک محال نہیں ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے کلام سے یہ ظاہر ہے کہ ستون باغ کا غیر ہے اور اس کلام سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی شئی ہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روضہ سے مجموع اسلام کی طرف اشارہ ہے اور عمود وہ ہے جس کے ساتھ اسلام قائم ہے اور وہ ایمان ہے اور اسلام سے ارکان خمسہ مراد لینا بعید نہیں لہٰذا کلام میں تخالف نہیں ۔ عروۃ وثقیٰ سے آئت کریمہ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ،، کی طرف اشارہ ہے ۔

باب اپنے تکیہ کے نیچے خیمہ کا عمود دیکھنا

فسطاط بضم فا ئے کسرہ بھی پڑھا جاتا ہے اس کے معنیٰ خیمہ کے ہیں وسادہ بمعنی تکیہ ہے ۔ امام کو شرط

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِسْتَبْرَقِ وَدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فِي الْمَنَامِ

۶۵۹۹ — حَدَّثَنَا مُعَلّٰى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ فِي يَدِيْ سَرَقَةً مِنْ حَرِيْرٍ لَا اَهْوِيْ بِهَا اِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِيْ اِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ اَوْ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ

بَابُ الْقَيْدِ فِي الْمَنَامِ

۶۶۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا

کے مطابق حدیث نہیں ملی اس لئے باب کو حدیث کے بغیر ذکر کیا ہے"

باب خواب میں ریشم اور جنّت میں داخل ہوتے دیکھنا

۶۵۹۹ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے اور جنّت میں جس مکان کی میں خواہش کرتا ہوں اس طرف مجھے اُڑا لے جاتا ہے میں نے یہ خواب حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور حفصہ نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا حضور نے فرمایا تمہارا بھائی نیک مرد ہے یا فرمایا عبداللہ صالح مرد ہے۔

۶۵۹۹ شرح: استبرق موٹا ریشم ہے خواب میں ریشم دیکھنا دین میں بزرگی اور شرافت کی دلیل

marfat.com
Marfat.com

مِنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَنَا
أَقُولُ هٰذِهِ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ الرُّؤْيَا ثَلٰثٌ حَدِيثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيفُ
الشَّيْطَانِ وَبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ رَأٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقُصَّهُ عَلٰى
أَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ الْغُلَّ فِي النَّوْمِ وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ
وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ وَرَوَاهُ قَتَادَةُ وَيُونُسُ وَهِشَامٌ وَأَبُو هِلَالٍ
عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَدْرَجَهُ
بَعْضُهُمْ كُلَّهُ فِي الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ عَوْفٍ أَبْيَنُ وَقَالَ يُونُسُ لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ لَا تَكُونُ
الْأَغْلَالُ إِلَّا فِي الْأَعْنَاقِ

ہے کیونکہ ریشم دُنیا کا اعلیٰ لباس ہے ایسے ہی دینی علم تمام علوم سے اشرف و اعلیٰ ہے اور جنّت میں داخل ہوتا
دیکھنا اسلام میں داخل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اسلام دخولِ جنّت کا باعث ہے (حدیث ۱۰۵۹ ج ۲
کی شرح دیکھیں)

باب خواب میں قید ہوتے دیکھنا

۶۶۰۰ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس
وقت رات دن کا زمانہ قریب ہو جائے (رات دن معتدل ہوں) مؤمن کا خواب
جھوٹا نہ ہوگا، مؤمن کا خواب نبوّت کے چھیالیس حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے اور جو نبوّت سے ہے وہ جھوٹ نہیں ہوتا۔ محمد
بن سیرین نے کہا میں بھی یہی کہتا ہوں۔ کہا جاتا ہے خواب تین طرح کے ہیں۔ ایک نفس کا خیال دوسرے شیطان
کا خوف دلانا تیسرے اللہ کی طرف سے خوشخبری اور جس نے کوئی شئ دیکھی جسے بُرا سمجھتا ہے وہ کسی سے بیان نہ کرے
اور کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے ابن سیرین نے کہا ابوہریرہ خواب میں طوق کو بُرا سمجھتے تھے اور ان کو خواب میں قید
ہونا بہت پسند تھا کہا جاتا ہے خواب میں قید ہونا دین میں ثابت قدمی ہے۔ اس کو قتادہ، یونس، ہشام اور ابوہلال نے

marfat.com

Marfat.com

محمد بن سیرین، ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی بعض نے تمام کو حدیث میں داخل کیا عوف کی حدیث زیادہ واضح ہے۔ یونس نے کہا میں (راوی) کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی خیال کرتا ہوں (یعنی جو ذکر کیا ہے) قید ثبات فی الدین ہے۔ بخاری نے کہا طوق گردنوں میں ہوتے ہیں۔

۶۶۰۰ شرح : قولہ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ ،، یعنی جب ایام ربیع میں دن رات برابر ہوجائیں۔ غالبًا اس وقت طباع اربعہ معتدل ہوتی ہیں اس کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ جب زمانہ کی مدت انتہا کو پہنچ جائے اور قیامت کا قریب آجائے ۔ مؤمن کا خواب آخر زمانہ میں جھوٹا نہ ہوگا کیونکہ یہ جیسا دیکھا گیا ہوگا اسی طرح واقع ہوگا تعبیر کی احتیاج نہ ہوگی تو اس میں جھوٹ کو راہ نہ ملے گی۔ آخر زمانہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس وقت مومن غریب ہوں گے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاِسْلَامُ بَدَءَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا ،، اس وقت مومن کے انیس اور مددگار کم ہوجائیں گے تو سچے خوابوں کے باعث ان کی عزت ہوگی بعض نے کہا مذکور زمان سے مراد مہدی علیہ السلام کا زمانہ ہے اس وقت عدل وانصاف ہوگا لوگ امن اور خیریت میں ہوں گے۔ قرطبی نے کہا اس سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا زمانہ ہے۔

قولہ حدیث النفس ،، یعنی خوابوں کی تین اقسام ہیں۔ پہلی حدیث النفس ہے وہ یہ کہ بیداری میں کسی شخص کے خیال میں جو ہو وہی خواب میں نظر آتا ہے۔ دوسری قسم حلم ہے وہ یہ کہ شیطان انسان کو خوف دلاتا ہے۔ تیسری قسم اللہ کی طرف سے خوشخبری ہے۔ یہ قسم محبوبات ہیں جبکہ دوسری قسم مکروہات ہیں

قولہ وَکَانَ یَکْرَہُ : یعنی ابن سیرین نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خواب میں طوق کو پسند نہ کرتے تھے، کیونکہ یہ دوزخیوں کی صفت ہے۔ قرآن کریم میں ہے اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْ اَعْنَاقِھِمْ ،، اگر طوق کے ساتھ قید بھی ہو تو یہ زیادہ مکروہ ہے اور ہاتھ میں طوق ہونا محمود ہے، کیونکہ یہ ہاتھوں کو شر سے روکتا ہے اور کبھی طوق بخل پر دلالت کرتا ہے۔ اگر خواب میں دیکھا کہ اسے قید کیا گیا ہے اور گلے میں طوق پہنایا گیا ہے تو وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوگا۔

قولہ وَکَانَ یُقَالُ الخ، کرمانی نے بعض کا کلام نقل کیا کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ بعض نے کہا یہ تمام ابن سیرین کا کلام ہے۔ بعض نے کہا اَلْقَیْدُ ثَبَاتٌ فِی الدِّیْنِ ،، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ بعض نے کَانَ یَکْرَہُ ،، کے فاعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ الخ یہ کا کلام ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

اور قتادہ، یونس، ہشام اور ابو ہلال نے ابن سیرین اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی بعض نے تمام کو حدیث میں داخل کیا ہے۔ عوف کی حدیث زیادہ واضح ہے یونس نے کہا میں قید کے متعلق روائت صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی خیال کرتا ہوں۔ ابوعبداللہ بخاری نے کہا کہ اغلال گردنوں میں ہی ہوتے ہیں"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْعَيْنِ الْجَارِيَةِ فِي الْمَنَامِ

٦٦٠١ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ طَارَ لَنَا عُثْمٰنُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فِي السُّكْنٰى حِيْنَ اَقْرَعَتِ الْاَنْصَارُ عَلٰى سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَاشْتَكٰى فَمَرَّضْنَاهُ حَتّٰى تُوُفِّيَ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ فِي اَثْوَابِهِ فَدَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ قَالَ وَمَا يُدْرِيْكِ قُلْتُ لَا اَدْرِيْ قَالَ اَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِيْنُ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ قَالَتْ اُمُّ الْعَلَاءِ فَوَاللّٰهِ لَا اُزَكِّيْ اَحَدًا بَعْدَهُ قَالَتْ وَرَاَيْتُ لِعُثْمَانَ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ

شرح : قولہ اَدْرَجَہ بَعْضُہُمْ ،، یعنی بعض نے الرؤیا ثلاث فی الدین سب کو حدیث ذکر کیا ہے قولہ اکرہ الغل ،، انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے ۔ قولہ حَدِیْثُ عَوْفٍ اَبْیَنُ ،، یعنی عوف لہرابی کی حدیث بہت واضح ہے کہ یہ حدیث نہیں۔

باب خواب میں جاری چشمہ دیکھنا

٦٦٠١ — ترجمہ : ام العلا انصار عورتوں سے ایک عورت ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی، نے کہا عثمان بن مظعون سکونت کرنے میں ہمارے حصہ میں آئے۔ جب انصار نے مہاجرین کی سکونت میں قرعہ اندازی کی وہ بیمار ہوگئے ہم نے ان کی تیمار داری

marfat.com

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ ذَاکَ عَمَلُہٗ یَجْرِیْ لَہٗ

بَابُ نَزْعِ الْمَاءِ مِنَ الْبِئْرِ حَتّٰی یَرْوَی النَّاسُ

رَوَاہُ اَبُوْھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۶۶۰۲ ـــ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ کَثِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا

خوب کی حتی کہ وہ فوت ہوگئے ہم نے ان کو ان کے کپڑوں میں کفن دیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا اے ابا سائب! تجھ پہ اللہ کی رحمت ہے تجھ پہ میری گواہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت دی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے یہ کیسے معلوم ہے؟ میں نے عرض کیا بخدا میں نہیں جانتی فرمایا اس کی تو موت آگئی اور میں اللہ کی طرف سے اس کے لئے خیر کی اُمید کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا ہوں ساتھ کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اُم العلا نے کہا اللہ کی قسم اس کے بعد میں کسی کا تزکیہ نہ کروں گی ام العلاء نے کہا میں نے خواب میں عثمان کا چشمہ جاری دیکھا پھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے یہ خواب عرض کیا تو فرمایا یہ عثمان کا عمل جاری ہے۔

شرح ۶۶۰۱ : مہلب نے کہا خواب میں جاری چشمہ کی کئی صورتیں ہیں اگر اس کا پانی سفید صاف ہے تو اس کی تعبیر نیک عمل ہے ورنہ نہیں بعض نے کہا جاری چشمہ نیک عمل ہے جو ہمیشہ جاری ہے زندہ کے لئے ہو یا وہ مر چکا ہو۔ بعض نے کہا خواب میں پانی کے چشمہ کی تعبیر یہ ہے کہ اگر دیکھنے والے کا حال مستور ہے تو اسے نعمت، خیر و برکت حاصل ہوگی اور وہ اپنی مراد پائے گا اور اگر وہ بدکردار ہے تو اس کو مصیبت پہنچے گی جس پر گھر والے آہ و بکا کریں گے۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بدری ہیں تین ہجری کو ابوبکر صدیق کے عہد خلافت میں فوت ہوئے یہ حضور کے رضاعی بھائی ہیں۔ یہ قریش میں بہت مالدار تھے اور صدقات و خیرات بہت کرتے تھے۔

باب کنوئیں سے پانی نکالنا حتی کہ لوگ سیراب ہو جائیں

اس کی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے

۶۶۰۲ ترجمہ : نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ جناب

Marfat.com

شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ
اِبْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا عَلٰى بِئْرٍ
اَنْزِعُ مِنْهَا اِذْ جَآءَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ الدَّلْوَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ
ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ
يَدِ اَبِيْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ
حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ایک وقت میں کنوئیں سے پانی نکال رہا تھا۔ اچانک میرے پاس ابوبکر اور عمر آئے پھر ابوبکر نے ڈول پکڑا اور ایک یا دو ڈول پانی نکالا اور ان کے ڈول کھینچنے میں کچھ ضعف تھا، اللہ تعالیٰ انہیں بخشے پھر ابوبکر صدیق کے ہاتھ سے عمر نے ڈول پکڑ لیا وہ ان کے ہاتھ میں بڑا ڈول ہوگیا میں نے لوگوں میں کسی پہلوان کو نہیں دیکھا جو عمر کی طرح کھینچتا ہو حتیٰ کہ لوگوں نے اونٹوں کے پینے کے لئے حوض بھر لئے۔

۶۶۰۲ — شرح : اس میں شک نہیں کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب وحی ہے۔ اس کی تعبیر امارت و خلافت کا عمل ہے۔ یہ عمل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو تین سال کیا لیکن اس میں وہ قوت نہ تھی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عمل میں قوت تھی۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ عمل ابوبکر کو حاصل ہوگا۔ اُن کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ فائز ہوں گے۔

لغات : ذنوب بفتح الذال بھرا ہوا ڈول۔ غرب بالفتح الغین بہت بڑا ڈول جو گائے کے چمڑے سے بنایا جاتا ہے اور اگر غرب کی راء پر فتح پڑھیں تو یہ وہ پانی ہے جو کنوئیں اور حوض کے درمیان بہتا ہے۔ عبقری "عمل میں ماہر (پہلوان)" فریہ "کھینچنا۔ یفری اچھا کام کرنے والا۔ عطن "اونٹوں کے لئے پانی کا حوض۔ ضرب الناس بعطن "لوگوں کے اونٹ پانی سے سیر ہو کر بیٹھ گئے۔"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ نَزْعِ الذَّنُوْبِ وَالذَّنُوْبَيْنِ مِنَ الْبِئْرِ بِضَعْفٍ

۶۶۰۳ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ النَّاسَ اجْتَمَعُوْا فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ قَامَ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَمَا رَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ ۶۶۰۴ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدٌ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ

باب خواب میں کنوئیں سے پانی کے ایک یا دو ڈول کمزوری سے نکالنا

۶۶۰۳ ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے بارہ میں خواب کے متعلق روایت کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ سب جمع ہوئے ہیں پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ایک یا دو ڈول نکالے ان کے ڈول کھینچنے میں ضعف تھا اللہ تعالیٰ انہیں بخشے پھر عمر فاروق کھڑے ہوئے۔ ڈول بہت بڑا ہو گیا میں نے لوگوں میں کوئی نہیں دیکھا جس نے ان کی طرح پانی کھینچا ہو حتیٰ کہ لوگوں نے اونٹوں کے پینے کے حوض بھر لئے (اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ عمر فاروق کی خلافت اجماعی ہے)

۶۶۰۴ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

وَعَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ ابْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ

بَابُ الْاِسْتِرَاحَةِ فِي الْمَنَامِ

٦٦٠٥ــــ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ اِنِّيْ عَلٰى حَوْضٍ اَسْقِي النَّاسَ فَاَتَانِيْ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَخَذَ الدَّلْوَ مِنْ يَدِيْ لِيُرِيْحَنِيْ فَنَزَعَ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ فَاَتَى ابْنُ الْخَطَّابِ فَاَخَذَ مِنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَنْزِعُ حَتّٰى تَوَلَّى النَّاسُ وَالْحَوْضُ

ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنوئیں پر دیکھا اس پر ایک ڈول تھا میں نے اس سے جو اللہ نے چاہا پانی نکالا پھر اس کو ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق) نے پکڑ لیا اور ایک یا دو ڈول نکالے اور اُن کے نکالنے میں ضعف تھا اللہ انہیں بخشے پھر وہ بڑا ڈول ہو گیا۔ عمر فاروق نے اس کو پکڑا میں نے لوگوں میں کوئی پہلوان نہیں دیکھا جو عمر فاروق کی طرح پانی نکالتا ہو حتیٰ کہ لوگوں نے اونٹوں کے پینے کے حوض بھر لئے۔

شرح ٦٦٠٤ : اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ عمر فاروق کے علاوہ دوسرا کوئی شخص خلافت کا کام اس قوت سے نہ کر سکے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کثیر التعداد شہر اسلام میں داخل کئے کسی اور کو یہ توفیق نہیں۔

باب خواب میں آرام پانا ٦٦٠٥

: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْقَصْرِ فِي الْمَنَامِ

۶۶۰۶ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَ نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَنْبِ قَصْرٍ قُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَبَكَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ قَالَ أَعَلَيْكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ أَغَارُ

فرمایا ایک دفعہ میں سو رہا تھا میں نے اپنے آپ کو ایک حوض پر دیکھا کہ اس سے لوگوں کو پانی پلا رہا ہوں پھر میرے پاس ابوبکر صدیق آئے اور مجھے آرام پہنچانے کے لئے ڈول میرے ہاتھ سے پکڑ لیا انہوں نے دو ڈول نکالے جبکہ ان کے نکالنے میں ضعف تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں بخشے پھر عمر فاروق آئے اور ابوبکر سے ڈول پکڑ لیا وہ دیر تک پانی نکالتے رہے حتیٰ کہ لوگ سیر ہو کر چلے گئے اور حوض جوش مار رہا تھا۔

۶۶۰۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں حوض مذکور ہے جبکہ اس سے پہلی حدیث میں قلیب ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ منافات نہیں لیکن بہتر جواب یہ ہے کہ کنوئیں کے بھر جانے کے بعد پانی حوض میں بہہ رہا تھا اور لوگ اپنے لئے پانی لے رہے تھے اور اپنے چارپایوں کے لئے بھی لے جا رہے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب خواب میں محل دیکھنا

دیندار کا خواب میں محل دیکھنا عمل صالح کرنے کی دلیل ہے اور غیر متدین کے لئے قید و تنگی کی دلیل ہے، محل میں داخل ہونے کی تعبیر تزویج سے بھی کی جاتی ہے۔

۶۶۰۶ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضور نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میں نے

marfat.com

Marfat.com

٦٦٠٧ ـــ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَمَا مَنَعَنِيْ أَنْ أَدْخُلَهُ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِلَّا مَا أَعْلَمُ مِنْ غَيْرَتِكَ قَالَ وَعَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

خواب میں اپنے آپ کو جنّت میں دیکھا اچانک ایک عورت ایک محل کے کونہ میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل کس کا ہے؟ اُنہوں نے کہا یہ محل عمر فاروق کا ہے میں نے عمر کی غیرت کو ذکر کیا تو میں پچھلے قدموں واپس ہو گیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ قربان ہوں کیا میں آپ پر غیرت کرتا۔

شرح ٦٦٠٦ ـــ : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنّت دارِ تکلیف نہیں تو اس میں وضو کا کیا معنی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وضو بطور وجوب نہ تھا، بلکہ یہ وضو لغوی ہے اس سے کوئی شئ مانع نہیں۔ خطابی اور ابنِ قتیبہ سے منقول ہے کہ اصل حدیث اس طرح ہے "دراچانک دیکھا کہ ایک خوبصورت عورت ہے۔ طبری نے کہا وہ عورت وضو اس لئے کرتی تھی کہ اس کا حسن اور نور زیادہ ہو جائے وہ میل کچیل زائل نہ کرتی تھی کیونکہ جنّت اس سے پاک ہے۔ بعض علماء نے کہا ہو سکتا ہے کہ وضو حقیقتاً ہو اور جنّت کا دارِ تکلیف نہ ہونا اس سے مانع نہیں، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ وضو بطورِ تکلیف نہ ہو۔

بعض علماء نے کہا یہ عورت ام سلیم تھیں رضی اللہ عنہا جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے انہیں دیکھا تھا اس وقت وہ بقیدِ حیات تھیں انہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے محل میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت پائیں گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قولہ "أَعْلَيْكَ أَغَارُ" اس میں علی بمعنی من ہے، کیونکہ علی من کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے قرآن کریم میں ہے "إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ" اس میں علی بمعنی من ہے۔ حدیث کے معنیٰ یہ ہیں "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کی وجہ سے غیرت کر سکتا ہوں۔

٦٦٠٧ ـــ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنّت میں داخل ہوا، وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ میں سرنے کے محل میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْوُضُوءِ فِي الْمَنَامِ

۶۶۰۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ عَلَيْكَ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغَارُ

ہوں میں نے کہا یہ محل کس کا ہے انہوں نے کہا یہ محل ایک قریشی مرد کا ہے۔ اے ابن خطاب مجھے اس محل میں داخل ہونے سے کسی شئ نے منع نہ کیا مگر یہ کہ میں تمہاری غیرت کو جانتا تھا۔ عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں۔ (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قریشی مرد عمر فاروق ہے اسی لئے اُن کو مخاطب کر کے فرمایا) (حدیث ۳۰۳۰ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب خواب میں وضوء کرنا

خواب میں وضوء کرنا بادشاہ تک پہنچنے کا وصیلہ پانا ہے اگر خواب میں وضوء پُورا کر لیا تو بیداری میں اسکی مراد حاصل ہوگی اور اگر پانی سے عاجز ہونے کے سبب وضوء نہ کر سکا یا ایسی شئ سے وضوء کیا جس سے نماز جائز نہیں تو مراد حاصل نہ ہوگی اور اگر خوف زدہ شخص وضوء کرے تو اس کو ثواب حاصل ہوگا اور اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

۶۶۰۸ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو حضور نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا کہ اچانک میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا وہاں ایک عورت محل کے کونہ میں وضوء کر رہی تھی۔ میں نے کہا یہ محل

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الطَّوَافِ بِالْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ

٦٦٠٩ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِي اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطُفُ رَاْسُهٗ مَاءً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِيْمٌ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ وَابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ

کس کا ہے انہوں نے کہا یہ محل عمر فاروق کا ہے۔ پھر میں نے تمہاری غیرت یاد کی تو واپس آ گیا (یہ سن کر) عمر فاروق رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ کے سبب غیرت کرنی ہے؟

باب خواب میں کعبہ کا طواف کرنا

کعبہ کا طواف کرنے کی تعبیر یہ ہے کہ حج کرے گا یا شادی کرے گا اور بادشاہ سے مقصد حاصل ہوگا، ماں باپ سے نیکی کرے اور عالمِ دین کی خدمت کرے اور بادشاہ کے کاموں میں داخل ہو اگر یہ خواب دیکھنے والا غلام ہے تو اپنے مالک سے اخلاص کرے۔

٦٦٠٩ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا اچانک ایک گندم گوں آدمی دیکھا جس کے بال سیدھے تھے وہ دو آدمیوں کے درمیان تھا اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا میں نے کہا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہیں۔ میں جانے لگا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا اَعْطٰى فَضْلَهٗ غَيْرَهٗ فِى النَّوْمِ

٦٦١٠ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِى اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِى حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى اِنِّىْ لَاَرٰى الرِّىَّ يَجْرِىْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ عُمَرَ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ

تو اچانک ایک سُرخ جسیم آدمی پر نگاہ پڑی جس کے سر کے بال سُرخ گھنگھریالے تھے وہ دائیں آنکھ سے کانا تھا گویا کہ اس کی آنکھ اُبھرے ہوئے انگور کی طرح تھی۔ میں نے کہا یہ کون ہے انہوں نے کہا یہ دجال ہے وہ لوگوں میں ابن قطن سے بہت مشابہ تھا ابن قطن خزاعہ قبیلہ سے بنی مصطلق کا ایک فرد تھا۔ حدیث ج ۵ ع ۳۲۲ کی شرح دیکھیں

٦٦٠٩ شرح: سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس صورت سے وصف کی جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا ہے۔ حضور نے ان کو اس صورت میں طواف کرتے دیکھا ان کے بالوں سے قطرے ٹپکنے کا مطلب یہ ہے کہ اُن کے بال بہت سفید نورانی تھے۔ حدیث میں ان کی لطافت و نظافت کی اُن سے قطرے ٹپکنے سے تعبیر کی ہے۔ یہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سچا جواب ہے کیونکہ شیطان حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی شکل اختیار نہیں کر سکتا یہ یقینی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان میں ہیں ان کی خلقت میں اللہ تعالیٰ جو چاہے کرے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الانبیاء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ سُرخ اور بال تنگ دار مذکور ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کسی اور وقت کا حال ہے طواف کا حال نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال مکہ میں داخل ہوگا۔ حالانکہ دوسری روایت میں ہے کہ دجال مکہ میں داخل ہو سکے گا اس کا جواب یہ ہے کہ دجال اپنے دبدبے اور شوکت کے ظہور کے وقت داخل نہ ہوگا۔ ابن قطن قبیلہ خزاعہ کا آدمی تھا جو جاہلیت میں ہلاک ہو چکا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاَمْنِ وَذِهَابِ الرَّوْعِ فِي الْمَنَامِ

۶۶۱۱ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ اِنَّ رِجَالًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَرَوْنَ الرُّؤْيَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُصُّوْنَهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَاَنَا غُلَامٌ حَدِيْثُ السِّنِّ وَبَيْتِيَ الْمَسْجِدُ قَبْلَ اَنْ اَنْكِحَ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ لَوْ كَانَ فِيْكَ خَيْرٌ لَرَاَيْتَ مِثْلَ مَا يَرَى هٰؤُلَاءِ فَلَمَّا

باب جب خواب میں اپنا بچا ہُوا کسی دُوسرے کو دیا

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ

۶۶۱۰ — علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک دفعہ میں سو رہا تھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس سے سیر ہو کر پیا حتی کہ میں سیرابی کو جاری دیکھ رہا تھا پھر میں نے بچا ہُوا عمر کو دیا صحابہ نے کہا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے۔ فرمایا علم!

باب خواب میں امن اور گھبراہٹ کا دور ہونا دیکھنا

۶۶۱۱ — ترجمہ : نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام حضور کے زمانہ مبارک میں دیکھتے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیان کرتے تو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جو اللہ چاہتا اس کی تعبیر فرماتے میں کمسن تھا نکاح کرنے سے پہلے

marfat.com
Marfat.com

اِضْطَجَعْتُ لَيْلَةً قُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فِيَّ خَيْرًا فَاَرِنِيْ رُؤْيَا
فَبَيْنَمَا اَنَا كَذٰلِكَ اِذْ جَاءَنِيْ مَلَكَانِ فِيْ يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِقْمَعَةٌ
مِنْ حَدِيْدٍ يُقْبِلَانِ بِيْ وَاَنَا بَيْنَهُمَا اَدْعُوا اللّٰهَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ
مِنْ جَهَنَّمَ ثُمَّ اُرَانِيْ لَقِيَنِيْ مَلَكٌ فِيْ يَدِهٖ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ
لِيْ لَمْ تُرَعْ نِعْمَ الرَّجُلُ اَنْتَ لَوْ تُكْثِرُ الصَّلٰوةَ فَانْطَلَقُوْا بِيْ حَتّٰى
وَقَفُوْنِيْ بِجَهَنَّمَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ لَهٗ قُرُوْنٌ كَقَرْنِ الْبِئْرِ بَيْنَ كُلِّ
قَرْنَيْنِ مَلَكٌ بِيَدِهٖ مِقْمَعَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ وَاُرٰى فِيْهَا رِجَالًا مُعَلَّقِيْنَ
بِالسَّلَاسِلِ رُؤُسُهُمْ اَسْفَلَهُمْ عَرَفْتُ فِيْهَا رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ فَانْصَرَفُوْا
بِيْ عَنْ ذَاتِ الْيَمِيْنِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقَالَ نَافِعٌ فَلَمْ يَزَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ

میرا گھر مسجد تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر تجھ میں کچھ خیر ہوتی تو تُو بھی اس طرح خواب دیکھتا جس طرح یہ لوگ دیکھتے ہیں جب میں رات کو لیٹا تو میں نے کہا اے اللہ اگر تو مجھ میں بھلائی جانتا ہے تو مجھے خواب دکھا ایک وقت میں اسی حال میں تھا کہ اچانک میرے پاس دو فرشتے آئے ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا تھا وہ مجھے دوزخ کی طرف لے گئے اور میں اُن کے درمیان اللہ سے دعا کر رہا تھا اے اللہ! میں تیرے ذریعہ دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں پھر مجھے یہ دکھایا گیا کہ مجھے ایک فرشتہ ملا اس کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا تھا اُس نے کہا مت گھبراؤ تم اچھے آدمی ہو۔ کاش کہ تم نمازیں بکثرت پڑھتے پھر مجھے لے گئے حتیٰ کہ مجھے دوزخ کے کنارے پر کھڑا کر دیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کنوئیں کے مانند ہے اور کنوئیں کی طرح اس کے دو سینگ تھے۔ پھر دونوں سینگوں کے درمیان فرشتہ ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کا ہتھوڑا ہے۔ میں نے دوزخ میں لوگ دیکھے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاَخْذِ عَلَى الْيَمِيْنِ فِي النَّوْمِ

٦٦١٢ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ اَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ مَنْ رَاٰى مَنَامًا قَصَّهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ لِيْ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَاَرِنِيْ مَنَامًا يُعَبِّرُهُ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنِمْتُ فَرَاَيْتُ مَلَكَيْنِ اَتَيَانِيْ فَانْطَلَقَا بِيْ فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ اٰخَرُ فَقَالَ لِيْ لَمْ تُرَعْ اِنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَانْطَلَقَا بِيْ اِلَى النَّارِ فَاِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ فَاِذَا فِيْهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ فَاَخَذَا بِيْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ

تھے ان کے سر اُن کے پاؤں میں تھے میں نے دوزخ میں قبیلہ قریش کے لوگ دیکھے پھر فرشتے مجھے دائیں جانب لے گئے میں نے یہ خواب حفصہ سے بیان کیا حفصہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ نیک آدمی ہے۔ نافع نے کہا اس خواب کے بعد عبداللہ بہت نمازیں پڑھا کرتے تھے (حدیث ۱۰۵۹ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب خواب میں دائیں طرف چلنا

٦٦١٢ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نوجوان کنوارہ تھا۔ مسجد میں رات بسر کرتا تھا جو شخص خواب دیکھتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا تھا۔

.marfat.com
Marfat.com

ذٰلِكَ لِحَفْصَةَ فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ اَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ مِنَ اللَّيْلِ

بَابُ الْقَدَحِ فِي النَّوْمِ

۶۶۱۳ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ

میں نے اپنے دل میں کہا اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میری بھلائی ہے تو مجھے خواب دکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے خواب کی تعبیر کریں، چنانچہ میں سویا تو دو فرشتے دیکھے وہ میرے پاس آئے اور مجھے ساتھ لے گئے ان کو ایک اور فرشتہ ملا اُس نے مجھے کہا مت گھبراؤ تم نیک آدمی ہو وہ مجھے دوزخ کی جانب لے گئے اچانک وہ کنوئیں کی طرح بنی ہوئی تھی۔ اس میں لوگ تھے اُن میں سے بعض کو میں پہچانتا ہوں وہ مجھ کو دائیں طرف لے گئے جب صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب حفصہ سے ذکر کیا حفصہ نے کہا کہ انہوں نے یہ خواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو حضور نے فرمایا عبداللہ نیک مرد ہے اگر وہ رات کو بکثرت نماز ادا کرے۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کنوارہ آدمی مسجد میں سو سکتا ہے اور خواب میں کسی کو نائب بنانا جائز ہے اور ایک عادل کی خبر مقبول ہے)

باب خواب میں پیالہ دیکھنا

خواب میں پیالہ دیکھنا عورت یا عورت کی طرف سے مال حاصل ہوگا اگر پیالہ شیشہ کا ہو تو مخفی اشیاء ظاہر ہوں۔ اور اگر سونے یا چاندی کا پیالہ ہو تو لوگ اچھی ثناء کریں"

۶۶۱۳ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

marfat.com
Marfat.com

أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُهُ مِنْهُ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْعِلْمَ

بَابُ إِذَا طَارَ الشَّيْءُ فِي الْمَنَامِ

٦٦١٤ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ
ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيطٍ
قَالَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا
رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِي أَنَّ
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي
يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَطَعَتْهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِي فَنَفَخْتُهُمَا
فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ
الَّذِي قَتَلَهُ فَيْرُوزُ بِالْيَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ

ہُوئے سُنا کہ ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس سے پیا پھر اپنا بچا ہُوا دودھ عمر فاروق کو دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس کی تعبیر کیا فرمائی ہے فرمایا علم!

باب جب خواب میں اُڑتی ہُوئی شئ دیکھے

٦٦١٤ — ترجمہ: عُبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کے متعلق پوچھا جو آپ نے ذکر کیا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا رَاٰی بَقَرًا تُنْحَرُ

۶۶۱۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهٖ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اُرَاهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن عباس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دفعہ میں سویا ہُوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے کنگن رکھے گئے ہیں میں اُن سے گھبرایا اور ان کو پسند نہ کیا پھر مجھے اجازت دی گئی تو میں نے ان کو پھونک مارا تو وہ اُڑ گئے میں نے ان کی تعبیر یہ کی کہ دو کذّاب ظاہر ہوں گے عبیداللہ نے کہا اُن میں سے ایک اسود عنسی ہے جس کو یمن میں فیروز نے قتل کیا تھا اور دُوسرا مسیلمہ کذّاب ہے۔

۶۶۱۴ — شرح : جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ اُڑ رہا ہے اگر وہ سیدھا آسمان کی طرف اُڑے تو اس کو ضرر پہنچے اور اگر آسمان میں غائب ہو جائے اور واپس نہ آئے تو فوت ہو جائے اگر لوٹ آئے تو بیماری سے افاقہ ہو۔ اگر چوڑائی میں اڑے تو سفر درپیش ہو اور اپنی اڑان کی مقدار رفعت اور بلندی حاصل ہو اور اگر پروں کے بغیر اُڑے تو اس کو کسی معاملہ میں تعزیر ہو۔ مہلب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے کنگنوں کی تعبیر دو کذابوں سے فرمائی کیونکہ جھوٹ خلافِ واقع خبر دینا ہے اور کلام کو غیر محل میں رکھنا ہے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس میں کنگن اپنے محل میں نہیں کیونکہ یہ مردوں کا زیور نہیں اور سونے کے کنگن کی تعبیر یہ ہے کہ اس سے کوئی شئی نکل جائے گی اس کے لئے بقاء نہیں۔ طیران کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ ثابت قدم نہیں نفخ سے کسی تکلیف اور ضرر کے بغیر ان کا زائل ہو جانا ہے۔

اسود عنسی و مسیلمہ

اسود صنعانی ہے اس کو ذوالخمار کہا جاتا تھا، کیونکہ اُس نے گدھے کو سکھایا تھا کہ جب اسے کہے سجدہ کر تو اپنا سر نیچا کر لیا کرے اس کو فیروز دیلمی نے قتل کیا تھا۔ مسیلمہ کذّاب وہ مسیلمہ بن حبیب حنفی یمانی ہے یہ پہلا شخص ہے جس نے بوتل میں انڈا داخل کیا تھا۔ اس کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی نے قتل کیا تھا۔"

(اس کی پُوری تفصیل حدیث ۲۳۸۹ ج ۵ کی شرح میں دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرٌ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِيهَا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللّٰهُ بَعْدُ يَوْمَ بَدْرٍ

باب جب خواب میں گائے دیکھے کہ اس کو ذبح کیا جاتا ہے

٦٦١٥ ترجمہ : ابو بردہ نے کہا ابو موسیٰ سے روایت ہے میرا خیال ہے کہ ابو موسیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ مکرمہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں کھجوریں ہیں تو میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ کی یا ہجر کی زمین ہے پس وہ مدینہ منورہ یثرب ہے میں نے خواب میں گائے دیکھی۔ اللہ خیر ہے پس اچانک وہ مومن ہیں جو اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے اور خیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور صدق کا بدلہ جو اللہ تعالیٰ نے بدر کے بعد عنایت کیا۔

٦٦١٥ شرح : بعض روایات میں ہے کہ حضور نے فرمایا "میں نے گائے دیکھی جو ذبح کی جاتی تھی"، اس زیادتی سے خواب کی تعبیر پوری ہو جاتی ہے۔ گائے کا ذبح ہونا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جنگ اُحد میں قتل ہونا ہے۔ جاہلیت میں مدینہ منورہ کا نام یثرب تھا۔ یثرب یعنی ہلاک ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام "طیبہ" رکھا۔ قولہ واللہ خیر "یہ مبتدا خبر ہیں اس کے معنیٰ ہیں "ثَوَابُ الْمَصْبُورِينَ خَيْرٌ لَهُمْ بَقَاؤُهُمْ فِي الدُّنْيَا"، مقبول لوگوں کا بدلہ ان کے دنیا میں رہنے سے بہتر ہے یا تقدیر اس طرح ہے "صُنْعُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَكُمْ"، اللہ کا فضل تمہارے لئے بہتر ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ النَّفْخِ فِي الْمَنَامِ

٦٦١٦ — حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا بِهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُوتِيتُ خَزَائِنَ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ

قولہ بعد بدر، یعنی بدر کے بعد اور خیبر کی فتح پھر فتح مکہ بعض روایات میں لفظ بدر نہیں بلکہ صرف بعد ہے یعنی اُحد کے بعد جو مسلمانوں کا اجتماع ہوا اور ان کا ایمان زیادہ ہوا۔ ہوسکتا ہے کہ خیر سے مراد مال غنیمت ہو۔ گائے کو ذبح ہوتے دیکھنے کی تعبیر وہ ہے جو موقعہ کے مناسب ہو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی تعبیر صحابہ کا قتل تھا جو جنگ اُحد میں شہید ہوئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی حالت کو گائے سے تشبیہ دی، کیونکہ گائے مسلح ہوتی ہے اس کے سینگ تیروں کے مشابہ ہیں اس کی طبع میں مارنا اور سینگوں سے اپنا دفاع کرنا ہے جیسے لڑائی میں لوگ کرتے ہیں حضور نے نحر کو قتل سے تشبیہ دی (حدیث ۳۲۹۰ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب خواب میں پھونک مارنا

٦٦١٦ — ترجمہ: ہمام بن مُنبّہ نے بیان کیا یہ وہ ہے جو ہمیں ابوہریرہ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی ہے۔ فرمایا ہم سب سے آخر اور سب سے مقدم ہیں اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سویا ہُوا تھا۔ اچانک زمین کے خزانے مجھے دیئے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے یہ مجھ پر بہت گراں گزرا اور انہوں نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا رَاٰی اَنَّهٗ اَخْرَاجَ الشَّیْءَ مِنْ کُوْرَةٍ فَاَسْکَنَهٗ مَوْضِعًا اٰخَرَ

۶۶۱۷ــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَبْدُ الْحَمِیْدِ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ کَاَنَّ امْرَاَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِیْنَةِ حَتّٰی قَامَتْ بِمَهْیَعَةَ وَهِیَ الْجُحْفَةُ فَتَاَوَّلْتُ اَنَّ وَبَاءَ الْمَدِیْنَةِ نُقِلَ اِلَیْهَا ۔

مجھے غمزدہ کر دیا پھر مجھے وحی کی گئی کہ ان کو پھونک ماریں میں نے ان کو پھونک ماری وہ اُڑ گئے تو میں نے ان کی تاویل دو کذابوں سے کی جن کے درمیان میں ہوں ایک صاحب صنعاء اور دوسرا صاحبِ یمامہ ہے۔

۶۶۱۶ــ شرح :: قولہ الذین انا بینہما ؛ کیونکہ جس وقت حضور نے خواب بیان فرمایا تھا وہ دونو موجود تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے۔ "وہ میرے بعد نکلیں گے،، اس کا جواب یہ ہے کہ خروج سے مراد ان کی شوکت اور سطوت و دبدبہ کا ظہور اور ان کا محاربت کرنا اور نبوّت کا دعویٰ کرنا ہے۔ پھر اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام امور اسود کے لئے حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں صنعاء میں ظاہر ہو چکے تھے ؛ چنانچہ اُس نے نبوّت کا دعویٰ کیا اور شوکت و سطوت خوب ظاہر ہوئی اُس نے مسلمانوں سے محاربت کی اور شہر پر غلبہ کر لیا۔ آخر میں یہ ہُوا کہ حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں قتل ہُوا اسی طرح مسیلمہ نے حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نبوّت کا دعویٰ کیا لیکن اس کی شوکت و دبدبہ ظاہر نہ ہُوا اور اس کی جنگ صرف ابوبکر صدیق کے عہد میں ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کلام اس لئے سچا ہے کہ مسیلمہ کا ظہور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تھا اور ان کا کلام اسود کے حق میں اسی طرح صادق ہے کہ اس کے تابعدار اور اس کی پناہ مانگنے والوں نے مسیلمہ کی اتباع کی اور اس کی شوکت کو تقویت دی لہذا اس اعتبار سے اس پر یہ اطلاق ہوتا ہے کہ اس کا ظہور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تھا۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْمَرْأَةِ السَّوْدَآءِ

٦٦١٨ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِیْ رُؤْيَا النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَدِيْنَةِ رَاَيْتُ امْرَاَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ فَاَوَّلْتُهَا اَنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ اِلٰى مَهْيَعَةَ وَهِیَ الْجُحْفَةُ

باب جب خواب میں دیکھا کہ اس نے ایک کونہ سے کسی شئ کو نکالا اور دوسری جگہ ٹھہرا دیا ہے"

ترجمہ : سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دیکھا کہ ایک عورت کالی بکھرے بالوں والی مدینہ منورہ "شرفہا اللہ تعالیٰ" سے نکالی گئی ہے حتیٰ کہ وہ مہیئہ میں ٹھہر گئی اور وہ مجحفہ ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ منورہ کی وباء جحفہ کی طرف نقل کی گئی ہے۔

٦٦١٧ —

باب خواب میں کالی عورت دیکھنا

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں خواب کے متعلق روایت کی (حضور نے فرمایا) میں نے ایک کالی عورت بکھرے بالوں والی دیکھی جو مدینہ منورہ سے نکل حتیٰ کہ مھیعہ میں ٹھہر گئی۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ منورہ کی وباء مھیعہ کی طرف نکال گئی ہے جس کو مجحفہ کہا جاتا ہے۔

٦٦١٨ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْمَرْأَةِ الثَّائِرَةِ الرَّاسِ

۶۶۱۸ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوبَكْرِ ابْنُ اَبِي اُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمٰنُ عَنْ مُوسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ اِمْرَاَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّاسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَاَوَّلْتُ اَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ اِلَيْهَا

بَابُ اِذَا رَاٰى اَنَّهُ هَزَّ سَيْفًا فِي الْمَنَامِ

۶۶۲۰ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي عَنْ جَدِّهٖ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوسٰى

۶۶۱۷-۶۶۱۸ شرح : مہیعہ کو جحفہ کہا جاتا ہے ۔ یہ مصریوں کے احرام باندھنے کا مقام ہے ۔ مھیعہ بفتح المیم وسکونِ الہاء ہے ۔ ایک مقام کا نام ہے ۔ جُحْفَہ اس میں یہودی رہتے تھے جو مسلمانوں کو بہت اذیت پہنچاتے تھے ۔

باب بکھرے بالوں والی عورت

۶۶۱۹ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں ایک کالی عورت بکھرے ہوئے بالوں والی دیکھی جو مدینہ منورہ سے نکل حتیٰ کہ مھیعہ میں ٹھہر گئی جس کو جُحْفَہ کہا جاتا ہے میں نے اس کی یہ تاویل کی کہ مدینہ منورہ کی وبا اُدھر منتقل ہوگئی ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ

بَابُ مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهِ

٦٦٢١ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَوْ يَفِرُّونَ مِنْهُ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ

باب جب دیکھا کہ اُس نے خواب میں تلوار لہرائی ہے

ترجمہ : ابوبردہ نے ابوموسیٰ اشعری سے روائت کی اُنہوں نے کہا میرا گمان ہے
٦٦٢٠ — کہ ابوموسیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ حضورؐ نے فرمایا میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو لہرایا ہے اور وہ سینہ سے اُوپر ٹوٹ گئی ہے۔ یہ وہ مصیبت تھی جو مسلمانوں کو اُحد کی جنگ میں پہنچائی گئی تھی۔ پھر میں نے دوبارہ اسے لہرایا تو وہ پہلے سے اچھی ہو گئی یہ وہ فتح اور مومنوں کا اجتماع ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو عطاء فرمایا (حدیث ۳۹۹۸ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے اپنے خواب میں جھوٹ بولا ٦٦٢١

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت

marfat.com
Marfat.com

وَكُلِّفَ اَنْ يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ قَالَ سُفْيٰنُ وَصَلَهُ لَنَا اَيُّوْبُ وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَوْلُهُ مَنْ صَوَّرَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنِ اسْتَمَعَ

٦٦٢٢ حَدَّثَنِىْ اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا خَلْدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَنِ اسْتَمَعَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنْ صَوَّرَ نَحْوَهُ تَابَعَهُ هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَوْلَهُ

ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خواب میں تکلّف کیا جس کو اُس نے دیکھا نہ تھا (جھوٹا خواب بنایا) اس کو تکلیف دی جائے گی کہ دو جَو کے دانوں میں گرہ لگائے اور وہ یہ ہرگز نہ کر سکے گا اور جس شخص نے کسی قوم کی باتوں پر کان لگایا ؛ حالانکہ وہ اسے مکروہ سمجھتے ہیں یا اس سے وہ بھاگتے ہیں۔ قیامت میں اس کے کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا اور جس شخص نے تصویر بنائی اس کو عذاب دیا جائے گا اور اس میں روح ڈالنے کی تکلیف دی جائے گی اور وہ روح نہ ڈال سکے گا۔ سفیان بن عُیَیْنَہ نے کہا اس حدیث کو ایوب سختیانی نے ہمارے لئے موصول ذکر کیا ہے۔ اور قتیبہ نے کہا ہمیں ابوعوانہ نے قتادہ، عکرمہ، ابوہریرہ سے حضور کے ارشاد! مَنْ صَوَّرَ، وَمَنْ تَحَلَّمَ و مَنِ اسْتَمَعَ ،، روائت کیا ہے۔

٦٦٢١ شرح : باب کا عنوان ہے ،، مَنْ كَذَبَ فِيْ حُلْمِهٖ ،، اور حدیث کے الفاظ ہیں۔ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهٗ ،، اس میں بعض طرق سے مروی مرفوع حدیث کی طرف اشارہ ہے، چنانچہ ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روائت کی کہ مَنْ كَذَبَ فِيْ حُلْمِهٖ كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَقْدَ شَعِيْرَةٍ ،، یعنی جس نے جھوٹا خواب بنایا قیامت میں اس کو تکلیف دی جائے گی کہ وہ دو جَو کے دانے جوڑے اور وہ جوڑ نہ سکے گا ،، اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ مدتکلیف مالایطاق جائز ہے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ قیامت کا دن دارِ تکلیف نہیں اور کلّف کا عذب پر عطف تفسیری ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا اس حدیث کو ایوب سختیانی نے مرفوع ذکر کیا ہے امام بخاری نے یہاں اس لئے ذکر کیا کہ اس کے بعد یہ حدیث دوسرے طرق سے موقوف مذکور ہے۔ ان تین میں سے پہلے طریق کو

marfat.com

Marfat.com

۶۶۲۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَفْرَى الْفَرٰى اَنْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا

بَابُ اِذَا رَاٰى مَا يَكْرَهُ فَلَا يُخْبِرُ بِهَا وَلَا يَذْكُرُهَا

۶۶۲۴ — حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يَقُوْلُ لَقَدْ كُنْتُ اَرَى الرُّؤْيَا

امام نے وَقَالَ قُتَيْبَةُ سے دوسرے کو وَقَالَ شعبہ سے اور تیسرے کو قولہ قال ابوہریرہ سے ذکر کیا ہے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی طرح روائت کیا کہ جس نے کان لگایا اور جس
۶۶۲۲ — نے جھوٹا خواب بنایا اور جس نے تصویر بنائی ہشام اور عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کا قول ذکر کرنے میں خالد حذاء کی متابعت کی ہے۔ (یعنی لوگوں کی خفیہ باتیں چھپ کی سنیں یا خواب بنانے میں تکلف کیا یا تصویر بنائی یہ تین امور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی ذکر کئے ہیں)

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
۶۶۲۳ — فرمایا بہت بڑا بہتان یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو وہ دکھائے جو اُس نے نہ دیکھا ہو (یعنی جھوٹا خواب بنائے)

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ رُؤیت آنکھوں کی طرف منسوب ہوتی ہے کہ آنکھیں
۶۶۲۳ — دیکھتی ہیں کوئی شخص آنکھوں کو نہیں دکھاتا اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ شخص آنکھوں کی طرف رؤیت کی نسبت کرتا ہے اور اُن کی طرف سے رُؤیت کی خبر دیتا ہے پھر اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جھوٹ بیداری میں ضرر دیتا ہے کہ اس میں بہت مفاسد ہوتے ہیں۔ خواب میں جھوٹ کے بہت بُرا ہونے کی کیا وجہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خواب دراصل اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اسی لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے اگر کوئی جھوٹی

marfat.com
Marfat.com

فَمَرِضْنِیْ حَتّٰی سَمِعْتُ اَبَا قَتَادَةَ یَقُوْلُ وَاَنَا کُنْتُ اَرَی الرُّؤْیَا فَمَرِضْنِیْ حَتّٰی سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرُّؤْیَا الْحَسَنَةُ مِنَ اللّٰهِ فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ مَا یُحِبُّ فَلَا یُحَدِّثْ بِهٖ اِلَّا مَنْ یُحِبُّ وَاِذَا رَاٰی مَا یَکْرَهُ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَلْیَتْفُلْ ثَلٰثًا وَلَا یُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ

خواب بناتا ہے تو وہ دراصل اس کی اللہ کی طرف نسبت کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان ہے اس لئے جھوٹا خواب بنانے والے کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا۔

باب جب ناپسندشئ خواب میں دیکھے تو اس کی کسی کو خبر نہ دے اور نہ اس کو ذکر کرے

۶۴۲۴ ترجمہ : عبدربہ نے کہا میں نے ابوسلمہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں خواب دیکھتا تو وہ مجھے بیمار کر دیتا۔ یہاں تک کہ میں نے ابوقتادہ سے سُنا وہ کہتے تھے میں خواب دیکھتا تو وہ بیمار کر دیتا تھا حتی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ صرف اس سے بیان کرے جس سے محبت کرتا ہو اور جب ناپسند خواب دیکھے تو اس کی شر اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور تین بار تھوکے اور کسی سے یہ بیان نہ کرے وہ اس کو ضرر نہیں دے گا۔

۶۴۲۴ شرح : فلا یحدث بہ الا من یحب یعنی صرف اسی سے خواب بیان کرے جس سے محبت کرتا ہو کیونکہ کسی ناپسند شخص سے بیان کرے گا تو اس کے ساتھ بغض یا حسد کے سبب بُری تعبیر کر دے گا اور اسی صفت پر خواب واقع ہوگا جو اس کو ضرر دے گا، لیکن اگر اچھے محب سے بیان کرے گا تو وہ اس کی تعبیر اچھی کرے گا؛ کیونکہ خواب کی تعبیر جو پہلے کی جائے وہی تعبیر ہوتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الرؤیا لاول عابر"، خواب پہلے تعبیر کرنے والے کے مطابق ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

marfat.com

Marfat.com

۶۶۲۵ ـــ حدثنی اِبْرَاهِیْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِیُّ عَنْ یَزِیْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یُحِبُّهَا فَاِنَّهَا مِنَ اللّٰهِ فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَیْهَا وَلْیُحَدِّثْ بِهَا وَاِذَا رَاٰی غَیْرَ ذٰلِكَ مِمَّا یَکْرَهُ فَاِنَّمَا هِیَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَلْیَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا یَذْکُرْهَا لِاَحَدٍ فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ

بَابُ مَنْ لَمْ یَرَ الرُّؤْیَا لِاَوَّلِ عَابِرٍ اِذَا لَمْ یُصِبْ

۶۶۲۶ ـــ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ کَانَ

کہتے تھے۔ عالم اور مخلص سے خواب بیان کرے۔ بائیں جانب تھوکنے سے شیطان دُور ہوجاتا ہے اور تھوکنے میں شیطان کی ذلت ہوتی ہے۔ داؤدی نے کہا اس سے مراد وہ خواب ہے جو شیطان کی طرف سے ہو اگر اللہ کی طرف سے ہو وہ اچھا ہو یا بُرا ہو وہ یقیناً واقع ہوکر رہتا ہے (عینی)

۶۴۲۵ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب تم میں سے کوئی شخص خواب دیکھے جسے اچھا سمجھتا ہو تو وہ یقیناً اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور (مخلص اور محب) سے بیان کرے اور اگر اس کے سوا دیکھے جس کو بُرا سمجھتا ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے یہ ذکر نہ کرے وہ اس کو ضرر نہ دے گا (واللہ ورسولہ اعلم!)

باب جو کوئی پہلے تعبیر کرنے والے کی تعبیر پر اعتقاد نہ کرے جبکہ وہ ثواب کو نہ پہنچے

۶۶۲۶ ترجمہ : ابن شہاب نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

يُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ
رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ فِى الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَاَرَى النَّاسَ
يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَاِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ
الْاَرْضِ اِلَى السَّمَاءِ فَاَرَاكَ اَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَوْتَ ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ
فَعَلَا بِهٖ ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَعَلَا بِهٖ ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَانْقَطَعَ
ثُمَّ وُصِلَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّىْ فَاَعْبُرَهَا
فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُرْ قَالَ اَمَّا الظُّلَّةُ فَالْاِسْلَامُ وَاَمَّا
الَّذِىْ يَنْطِفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْاٰنُ حَلَاوَتُهٗ تَنْطِفُ فَالْمُسْتَكْثِرُ
مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْمُسْتَقِلُّ وَاَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ
فَالْحَقُّ الَّذِىْ اَنْتَ عَلَيْهِ تَاْخُذُ بِهٖ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَاْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ
بَعْدِكَ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ يَاْخُذُ رَجُلٌ اٰخَرُ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ يَاْخُذُهٗ رَجُلٌ اٰخَرُ فَيَنْقَطِعُ
بِهٖ ثُمَّ يُوْصَلُ لَهٗ فَيَعْلُوْ بِهٖ فَاَخْبِرْنِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِىْ اَنْتَ اَصَبْتُ اَمْ

حدیث بیان کرتے تھے کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں نے آج رات خواب میں بادل دیکھا جو گھی اور شہد ٹپکا رہا ہے میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ اس سے ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔ بعض زیادہ لیتے ہیں۔ بعض کم اچانک ایک رسی آسمان سے زمین کی طرف آ رہی ہے میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے پھر اس کو ایک اور آدمی نے پکڑا وہ بھی اوپر چڑھ گئے پھر ایک اور آدمی نے پکڑا وہ بھی اوپر چڑھ گیا پھر ایک اور آدمی نے پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی پھر جڑ گئی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میرا باپ قربان ہو۔ بخدا آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی تعبیر کرتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تعبیر کرو۔ ابوبکر صدیق نے کہا

marfat.com
Marfat.com

اَخْطَأْتُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصَبْتَ بَعْضًا وَاَخْطَأْتَ بَعْضًا
قَالَ فَوَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَتُحَدِّثَنِّیْ بِالَّذِیْ اَخْطَأْتُ قَالَ لَا تُقْسِمْ

آسمان اسلام ہے اور جو گھی اور شہد کے قطرے ٹپک رہے ہیں وہ قرآن کریم کی حلاوت ٹپک رہی ہے پس بعض اس سے زیادہ لیتے ہیں بعض کم لیتے ہیں اور جو رسی آسمان سے زمین کی طرف لٹکتی ہے وہ حق ہے جس پر آپ قائم ہیں آپ اس کو پکڑیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اوپر چڑھائے گا پھر آپ کے بعد اور آدمی اس کو پکڑیگا اور چڑھے گا پھر اس کے بعد اور آدمی اس کو پکڑے گا اور چڑھے گا پھر اس کو اور آدمی پکڑے گا تو رسی ٹوٹ جائے گی پھر جڑ جائے گی اور وہ بھی چڑھے گا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" فرمائیں میرا باپ قربان ہو میں نے درست کہا ہے یا خطاء کی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ صحیح کہا ہے اور کچھ خطاء کی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! بخدا مجھے اس کی ضرور خبر دیں جو میں نے خطاء کی ہے فرمایا قسم نہ دو۔

شرح : قولہ "ظلۃ" سایہ دار بادل قولہ ثم یاخذ رجل بعدک "وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں حق کے ساتھ قائم ہوں گے۔ پھر اس کو جو پکڑے گا وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں پھر اُن کے بعد اور آدمی رسی پکڑے گا اور رسی ٹوٹ جائے گی وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم مجھے بتائیں میں نے کیا خطاء کی ہے۔ حضور نے فرمایا قسم مت کھاؤ تمہاری خطا بتانے میں مصلحت نہیں۔ اہل علم حضرات کے اس میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا گھی اور شہد دو چیزیں اس کی تعبیر صرف قرآن سے کی ہے، حالانکہ قرآن اور سنت سے تعبیر کرنا چاہئے تھی، کیونکہ سنت قرآن کا بیان ہے اس کے ساتھ احکام پورے ہوتے ہیں جیسے پوری لذت گھی اور شہد سے حاصل ہوتی ہے۔ بعض نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تعبیر کرنا خطاء تھا بعض نے کہا تعبیر کا سوال کرنا خطاء تھا۔ بعض نے کہا "ثم توصل لہ" کو ذکر کرنے میں خطاء ہے؛ کیونکہ خواب میں "توصل لہ" نہیں ہے اور وصل حضور کے غیر کے لئے ہوتا ہے پس صواب یہ تھا کہ "ثم توصل" کہتے اور "توصل لہ" نہ کہتے (کرمانی) لیکن یہ تمام اقوال تعبیر میں خطاء کا بیان نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم نے خطاء کا مقام ذکر نہیں فرمایا کیونکہ مصلحت اسی میں تھی کہ خطاء بیان نہ کی جائے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تم نے خطاء کیوں بیان کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ خطاء میں مذکور اقوال حتمی اور قطعی نہیں یہ صرف بطریق احتمال ہیں اور خطاء کا مقام بیان نہ کرنے میں جو مصلحت تھی اس زمانہ میں وہ مفقود ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَعْبِيْرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ

٦٦٢٧ — حَدَّثَنَا مُؤَمِّلُ بْنُ هِشَامٍ اَبُوْهِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْرَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ لِاَصْحَابِهٖ هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ قَالَ فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُصَّ وَاِنَّهٗ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ اِنَّهٗ اَتَانِيَ اللَّيْلَةَ اِتْيَانِ وَاِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِيْ وَاِنَّهُمَا قَالَا لِيَ انْطَلِقْ وَاِنِّيْ انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَاِنَّا اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ وَاِذَا اٰخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَاِذَا هُوَ يَهْوِيْ بِالصَّخْرَةِ لِرَاْسِهٖ فَيَثْلَغُ رَاْسَهٗ فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هٰهُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَاْخُذُهٗ فَلَا يَرْجِعُ اِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَاْسُهٗ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِهِ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى قَالَ قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ

باب صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر کرنا

٦٦٢٧ — ترجمہ : سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت صحابہ کرام سے فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے ؟ جس نے خواب دیکھا ہوتا وہ حضور سے بیان کرتا جو اللہ چاہتا، ایک صبح حضور نے فرمایا آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے انہوں نے مجھے اُٹھایا اور کہا چلئے میں اُن کے ساتھ چل پڑا ہم ایک آدمی کے پاس آئے جو لیٹا ہوا تھا اور دوسرا آدمی اس کے پاس پتھر لئے ہوئے کھڑا تھا۔ اچانک وہ اس کے سر پہ پتھر مارتا تو اس کا سر توڑ دیتا اور پتھر دور لڑھک جاتا وہ اس پتھر کے پیچھے جاتا اور اس کو پکڑ لیتا اور پتھر

marfat.com
Marfat.com

قَالَ قَالَ لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَاِذَا اٰخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوْبٍ مِنْ حَدِيْدٍ وَاِذَا هُوَ يَاْتِيْ اَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهٖ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهٗ اِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخِرَهٗ اِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنَهٗ اِلٰى قَفَاهُ قَالَ وَرُبَّمَا قَالَ اَبُوْ رَجَاءٍ فَيَشُقُّ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ اِلَى الْجَانِبِ الْاٰخَرِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْاَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى قَالَ قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَ لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ التَّنُّوْرِ قَالَ وَاَحْسِبُ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فَاِذَا فِيْهِ لَغَطٌ وَاَصْوَاتٌ قَالَ فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ فَاِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَاِذَا هُمْ يَاْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِنْ اَسْفَلَ مِنْهُمْ فَاِذَا اَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ قُلْتُ لَهُمْ مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَ لِي انْطَلِقْ انْطَلِقْ قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ حَسِبْتُ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اَحْمَرَ

گو لے کر ابھی واپس نہ آتا تو اس کا سر صحیح ہو جاتا جیسا کہ پہلے تھا پھر اس کی طرف لوٹتا تو اس کے ساتھ پہلی بار کی طرح کرتا حضور نے فرمایا میں نے دونوں سے کہا سبحان اللہ! یہ دو شخص کون ہیں؟ انہوں نے کہا آگے چلئے ہم چل دیئے تو ایک آدمی کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل چت لیٹا ہوا تھا اور دوسرا آدمی اس کے پاس لوہے کی کنڈی لئے کھڑا تھا اچانک وہ اس کے چہرے کی ایک طرف آتا اور اس کی باچھ کو گدی تک اور نتھنے کو گدی تک، اور اس کی دونوں آنکھوں کو گدی تک چیر دیتا۔ راوی نے کہا بسا اوقات ابو رجاء نے فَيَشُقُّ کہا ہے یعنی چیر دیتا پھر دوسری طرف جاتا تو اس کے ساتھ اسی طرح کرتا جو پہلی بار کیا تھا وہ اس جانب سے فارغ نہ ہوتا

marfat.com
Marfat.com

مِثْلِ الدَّمِ وَاِذَا فِی النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ یَسْبَحُ وَاِذَا عَلٰی شَطِّ النَّهَرِ
رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهٗ حِجَارَةً كَثِیْرَةً وَاِذَا ذٰلِكَ السَّابِحُ یَسْبَحُ مَا یَسْبَحُ
ثُمَّ یَاْتِیْ ذٰلِكَ الَّذِیْ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَیَفْغَرُ لَهٗ فَاهُ فَیُلْقِمُهٗ
حَجَرًا فَیَنْطَلِقُ فَیَسْبَحُ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلَیْهِ كُلَّمَا رَجَعَ اِلَیْهِ فَغَرَ لَهٗ فَاهُ
فَاَلْقَمَهٗ حَجَرًا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَانِ قَالَ قَالَا لِیْ اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ
قَالَ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَیْنَا عَلٰی رَجُلٍ كَرِیْهِ الْمَرْاٰةِ كَاَكْرَهِ مَا اَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا
مَرْاٰةً وَاِذَا عِنْدَهٗ نَارٌ لَهٗ یَحُشُّهَا وَیَسْعٰی حَوْلَهَا قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا
قَالَ قَالَا لِیْ اِنْطَلِقْ اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَاَتَیْنَا عَلٰی رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِیْهَا
مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِیْعِ وَاِذَا بَیْنَ ظَهْرَیِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِیْلٌ لَا اَكَادُ
اَرٰی رَاْسَهٗ طُوْلًا فِی السَّمَاءِ وَاِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ اَكْثَرِ وِلْدَانٍ
رَاَیْتُهُمْ قَطُّ قَالَ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِیْ اِنْطَلِقْ

حتی کہ وہ جانب صحیح ہو جاتی جیسے پہلے تھی پھر اس کی طرف لوٹتا تو اس کے ساتھ اسی طرح کرتا جو پہلی بار کیا
تھا میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دو کون ہیں؟ انہوں نے مجھے کہا آگے چلئے ہم چل دیئے تو ہم ایک تنور کی مانند کے
پاس آئے فرمایا میرا گمان ہے کہ حضور نے فرمایا اس تنور میں شور غوغا اور آوازیں تھیں فرمایا ہم نے اس میں
جھانکا تو اس میں ننگے مرد اور ننگیں عورتیں تھیں جب اُن کے پاس نیچے سے آگ کا شعلہ آتا تو وہ بہت
چلاتے فرمایا میں نے کہا یہ لوگ کون ہیں ان دونوں نے کہا آگے چلئے ہم آگے چل دیئے تو ہم ایک نہر پر آئے
میرا خیال ہے کہ حضور نے فرمایا کہ وہ خون کی طرح سُرخ تھی اس میں ایک تیرنے والا آدمی تیر رہا تھا اور نہر
کے کنارے پر ایک اور آدمی تھا جس کے پاس بہت پتھر جمع تھے وہ تیرنے والا شخص تیرتا رہتا پھر اس شخص کے
پاس آتا جس نے پتھر جمع کئے تھے وہ اس کا منہ کھولتا اور اس میں پتھر ڈال دیتا تو چلا جاتا اور تیرنے لگتا پھر اس کے

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهْرِ وَيُلْقَمُ الْحِجَارَةَ فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبٰوا وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِيهُ الْمَرْاٰةِ الَّذِي عِنْدَ النَّارِ يَحُشُّهَا وَيَسْعٰى حَوْلَهَا فَإِنَّهُ مَلِكُ خَازِنُ جَهَنَّمَ وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ الَّذِي فِي الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ وَأَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِينَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُودٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيحٌ فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

تک اس کا جھوٹ پہنچتا ؛ بہرحال ننگے مرد و زن جو آگ کے تنور کی مانند میں تھے وہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں اور آپ جس آدمی کے پاس آئے جو نہر میں تیرتا تھا اور اس کے منہ میں پتھر ڈالے جاتے تھے وہ سود خور تھا اور کریہہ المنظر آدمی جس کے پاس آگ تھی جس کو وہ روشن کرتا تھا اور اس کے اردگرد دوڑتا تھا وہ دوزخ کا داروغہ مالک تھا اور باغ میں طویل قامت آدمی وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اُن کے اردگرد وہ بچے تھے جو پیدا ہو کر فطرت (اسلام) پر فوت ہو گئے ، فرمایا بعض مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کے بچے بھی اُن بچوں میں داخل تھے ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کے بچے بھی اُن میں داخل تھے ۔ بہرحال وہ لوگ جن کے نصف بدن خوبصورت اور نصف بدن بدصورت تھے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اچھے اور بُرے عمل کئے اللہ تعالیٰ نے اُن سے درگزر کیا اور ان پر رحم کیا ۔ (حدیث ۱۲۰۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

لغات : غدوہ ، صبح کی نماز سے طلوعِ شمس تک وقت ، قصّ ، بیان کرنا ، اضطجاع ، چت لیٹنا ، فھز وصخر بمعنی پتھر مارنا ، نبذ ، نیچے گرنا ، تلغ ، اندر سے خالی شئی کو توڑنا ، تر شئی پر خشک شئی مارنا حتیٰ کہ وہ ٹوٹ جائے فیثدہ ، اُوپر سے نیچے ، کلوب ، لوہے کی کنڈیاں ۔ فیشرشر ، چیر دیتا کاٹ دیتا ۔ شدق ، باچھ ، لغط مختلف آوازیں ، چیخ و پکار ، لھب ، شعلہ ۔ یسبح ، تیرتا ہے ۔ ضوضؤا ، چلائے ۔ یفغر ، کھولنا ۔ نور الربیع ، موسم ، خالص دودھ

marfat.com
Marfat.com

٭ اَلْجُزْءُ التَّاسِعُ وَالعِشْرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

كِتَابُ الْفِتَنِ

بَابُ مَاجَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَذِّرُ مِنَ الْفِتَنِ

عدن ، ہمیشہ ۔ قصر، محل ۔ ریاسۃ ، سفید بادل ۔ عزاۃ ، عاری کی جمع ، برہنہ ۔ زناۃ ، زانی کی جمع ۔ فطرت اسلام ۔

انتیسواں (۲۹) پارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

کتاب الفتن

فتن فتنہ کی جمع ہے اس کے معنیٰ مشقت ، رسوائی اور عذاب کے ہیں ہر مکروہ شئی کو فتنہ کہا جاتا ہے ،،

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول میں روایات — **تم اس ذلت و رسوائی سے ڈرو جو خصوصی طور پر ظالموں کو ہی نہیں پہنچیگی اور وہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتنوں سے ڈرایا کرتے تھے ،،**

marfat.com

Marfat.com

۶۶۲۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَتْ اَسْمَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا عَلٰى حَوْضِيْ اَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِنْ دُوْنِيْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ لَا تَدْرِيْ مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرٰى قَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَرْجِعَ عَلٰى اَعْقَابِنَا اَوْ نُفْتَنَ

۶۶۲۹ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ لَيُرْفَعَنَّ اِلَيَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ حَتّٰى اِذَا اَهْوَيْتُ لِاُنَاوِلَهُمْ اُخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ فَاَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَصْحَابِيْ يَقُوْلُ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ

ترجمہ : اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے

۶۶۲۸ — حوض پہ ان لوگوں کا انتظار کروں گا جو میرے پاس آئیں گے پھر میرے پاس سے کچھ لوگ پکڑے جائیں گے میں کہوں گا یہ میری امت ہے تو کہا جائے گا آپ نہیں جانتے یہ لوگ دین اسلام سے الٹے پاؤں پھر گئے تھے ابن ابی ملیکہ نے کہا اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائیں یا فتنوں میں پڑ جائیں۔

ترجمہ : ابووائل نے کہا عبداللہ بن مسعود نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۶۶۲۹ — میں حوض پہ تمہارا پیش رو ہوں۔ تم میں سے کچھ لوگ میری طرف اٹھائے جائیں گے حتیٰ کہ جب میں جھکوں گا کہ ان کو پانی دوں تو وہ مجھ سے دور کر دیئے جائیں گے میں کہوں گا اے میرے رب یہ میرے ساتھی ہیں۔ پروردگار عالم فرمائے گا تم نہیں جانتے جو انہوں نے تمہارے بعد کیا نئی بات پیدا کی تھی"

marfat.com
Marfat.com

٦٦٣٠ — حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ وَرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ وَأَنَا أُحَدِّثُهُمْ هٰذَا فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ سَهْلًا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ يَزِيدُ فِيهِ قَالَ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي

ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ٦٦٣٠ — کہ میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں جو کوئی اس پر آئے گا اس پیے پیئے گا اور جو اُس سے پیئے گا اس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ میرے پاس لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے پھر میرے اور اُن کے درمیان پردہ حائل کیا جائے گا ابو حازم نے کہا۔ نعمان بن ابی عیاش نے مجھ سے سُنا، حالانکہ میں اُن سے یہ حدیث بیان کر رہا تھا اُنہوں نے کہا تم نے سہل سے اسی طرح سُنا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں انہوں نے کہا میں ابو سعید خدری پر گواہ ہوں کہ میں نے ان کو اس پر زیادہ بیان کرتے ہوئے سُنا ہے کہ حضور نے فرمایا وہ میرے ساتھی ہیں تو کہا جائے گا بے شک تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا تبدیلی کی تھی میں کہوں گا اس شخص کے لئے دوری ہو، دوری ہو جس نے میرے بعد تبدیلی کی۔

شرح : ٦٦٢٨ — ٦٦٣٠ — یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں میرے پاس نیک و بد سب آئیں گے۔ نیکوں کو میں جنت میں بھیج دوں گا اور کچھ لوگوں کو مجھ سے دُور کیا جائے گا اگر وہ مرتد ہو گئے تھے اور مسیلمہ کذاب سے جا ملے تھے اس طرح انہوں نے دین کو تبدیل کر دیا تھا تو وہ ملعون ہیں اور بہشت کی راہ نہ پائیں گے اور جنت حوض

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ

۶۶۳۱ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اُثْرَةً وَاُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَدُّوْا اِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ

اور دیگر تمام خیرات سے محروم رہیں گے اور اگر ان کی تبدیلی بدعات کے اجراء اور مظالم وغیرہ کے رواج کے باعث ہوگی تو ان کو وقتی طور پر دُور کر دیا جائے گی پھر ان کی شفاعت ہوگی اور وہ جنت میں داخل ہوں گے؛ کیونکہ ایسے لوگ مشرک نہیں اور بحکم خداوند قدوس ،، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ،، مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ میں داخل ہیں۔ قولہ لَمْ يَظْمَأْ ،، یعنی وہ جنت میں داخل ہوگا ، کیونکہ یہ حال اُس شخص کا ہوگا جو جنت میں داخل ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے فرمایا جو حوض پر میرے پاس آئے گا وہ اس سے پانی پیئے گا اور آخر حدیث میں فرمایا میرے پاس لوگ آئیں گے پھر ان کو دُور کر دیا جائیگا اور میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل ہو جائے گا اس کا جواب یہ ہے۔ پہلی حدیث میں اُن کا ورود حوض پر ہوگا اور دوسری میں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے (حدیث ۶۱۸۸ ج ۱۰ کی شرح دیکھیں)

لغات : فَرَط ،، وہ شخص ہے جو آنے والوں سے آگے آگے معین مقام پر پہنچتا ہے اور ان کے لئے پانی وغیرہ کا اہتمام کرتا ہے۔ اُخْتُلِجُوْا ،، ان کو دُور کر دیا جائے گا۔ کہا جاتا ہے خَلَجَهٗ وَاخْتَلَجَهٗ ،، اس کو کھینچ لیا یعنی وہ کھینچ لئے جائیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۶۳۲ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَرِہَ مِنْ اَمِیْرِہٖ شَیْئًا فَلْیَصْبِرْ فَاِنَّہٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد! تم عنقریب میرے بعد ایسے امور دیکھو گے جنکو اچھا نہ سمجھو گے

اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا صبر کرو یہاں تک کہ حوض پر مجھ سے ملو "

۶۶۳۱ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں فرمایا تم عنقریب میرے بعد ترجیحات اور ایسے امور دیکھو گے جنہیں تم اچھا نہ سمجھو گے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم اس کے متعلّق آپ کا حکم کیا ہے؟ فرمایا تم اُن کے حق ادا کرتے رہو اور اپنے حقوق کا اللہ سے سوال کرو!

۶۶۳۱ شرح : یعنی میرے بعد ایسے امراء آئیں گے جو اقرباء پروری کریں گے اور دنیاوی امور میں اپنے اقرباء کو دوسروں پہ ترجیح دیں گے اور اُن کے حقوق پامال کریں گے۔ امور دین میں ان کا یہ حال ہوگا کہ تم ان کو پسند نہ کرو گے لیکن تم شرعی حقوق، زکوٰۃ ادا کرنا اور جہاد کے وقت اُن کے ساتھ جانا پورے کرتے رہو اور علم بغاوت بلند نہ کرو اور اپنے حقوق خفیۃً اللہ تعالیٰ سے مانگو! علانیہ ان کو ذکر نہ کرو۔ واللہ المستعان (حدیث ۳۲۷۲ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

حل لغات : اَثَرَۃٌ، بفتح الہمزہ والثاء ہمزہ مضموم ثا ساکن بھی پڑھتے ہیں۔ دنیاوی حظوظ اپنے لئے پسند کرنا اور اپنوں کو اُن کے ساتھ مخصوص کرنا۔

۶۶۳۲ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

۶۶۳۳ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُبْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ اَبِیْ عُثْمَانَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْرَجَاءِ الْعُطَارِدِیُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰی مِنْ اَمِیْرِہٖ شَیْئًا یَکْرَہُہٗ فَلْیَصْبِرْ عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً

جو کوئی اپنے امیر سے کوئی بات پسند نہ کرے تو صبر کرے کیونکہ جو کوئی اپنے بادشاہ کی اطاعت سے ایک بالشت کا اندازہ باہر نکلے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

شرح : یعنی امراء سے ایسے امور صادر ہوں گے جو تمہیں ناگوار گزریں گے

۶۶۳۲ ـــ اور تم ان کو پسند نہیں کرو گے لیکن تم اس کے باعث اُن کی طاعت سے نہ نکلو اور صبر و ضبط کرو کیونکہ اگر تم نے اُن کے خلاف بغاوت کی تو خونریزی ہوگی اور فتنہ اور فساد عریض ہوگا اس لئے جانوں کی حفاظت اور فتنہ کی تسکین ان کی اطاعت میں ہے ہاں اگر بادشاہ کفر کرے اور دعوتِ اسلام کا خلاف کرے تو ان کی اطاعت نہ کرو کیونکہ جس میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو اس میں مخلوق کی طاعت جائز نہیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ فسق و فجور اور جور و استبداد کرے ظلم و ستم کا بازار گرم کرے تو وہ ان امور کے باعث معزول نہ ہوگا اور اس کے ساتھ منازعت اور جدال جائز نہیں ۔ قولہ جاہلیت ،، کیونکہ جب بادشاہ کی نافرمانی اور ایسا کوئی امام نہ ہو جس کی اطاعت کی جائے تو یہ جاہلیت ہوگی اس دوران مرنے والا جاہلیت کی موت مرتا ہے ۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ کفر کی موت مرتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ نافرمان مرتا ہے ۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۶۶۳۳ ـــ فرمایا جو کوئی اپنے امیر سے ایسی شئی دیکھے جسے پسند نہ کرے تو اس پر صبر کرے کیونکہ جو کوئی جماعت سے ایک بالشت کا اندازہ مفارقت کرے گا اور مر جائے تو جاہلیت کی موت مریگا

شرح : جماعت سے مفارقت یہ ہے کہ امیر کی عقدِ بیعت کے کھولنے میں سعی کرے

۶۶۳۳ ـــ اگرچہ معمولی سعی کیونکہ اس کا مآل خونریزی اور فتنہ فساد ہے۔ کرمانی نے کہا

marfat.com
Marfat.com

٦٦٣٤ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ اَبِيْ اُمَيَّةَ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيْضٌ قُلْنَا اَصْلَحَكَ اللّٰهُ حَدِّثْنَا بِحَدِيْثٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهٖ سَمِعْتَهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ فِيْمَا اَخَذَ عَلَيْنَا اَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَاَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَاَلَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ

"اِلَّا" زائدہ ہے۔ یا حرف عطف ہے اور اس کا مابعد ماقبل پر معطوف ہے۔

٦٦٣٤ — ترجمہ: جنادہ بن امیہ سے روایت ہے کہ ہم عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ وہ بیمار تھے اور ہم نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری صلاح اور بھلائی کرے ہم سے ایسی حدیث بیان کریں جو تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہو۔ اس سے اللہ تمہیں نفع دے، عبادہ بن صامت نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا ہم نے آپ کی بیعت کی اور کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور کی ہم سے بیعت لی وہ یہ تھے کہ ہم بیعت کرتے ہیں کہ ہم خوشی، غم، تنگدستی اور خوشحالی اور اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینے کی صورت میں امیر کی بات سُنیں گے اور اطاعت کریں گے اور اہلِ امر کے امر (امارت) میں اُن سے جھگڑا نہیں کریں گے مگر یہ کہ تم بادشاہ سے واضح کفر دیکھو جس کی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل ہو۔

٦٦٣٤ — شرح: یعنی امام اور مسلمانوں کے امور کے وُلاۃ کی طاعت ہر اس امر میں واجب ہے جسے وہ مکروہ جانیں اور وہ ان پر تکلیف دہ ہوں جبکہ اُن میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو اور اگر اللہ کی نافرمانی ہو تو حکام کی طاعت واجب نہیں۔ حدیث شریف میں ہے لَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ فِي الْمَعْصِيَةِ، قولہ "اَثَرَة" اس لفظ میں تین لغات ہیں۔ ایک ہمزہ اور ثاء دونوں مفتوح یعنی "اَثَرَة" دوسرے ہمزہ مضموم اور ثاء ساکن یعنی "اُثْرَة"، تیسرے ہمزہ مکسور اور ثاء ساکن یعنی "اِثْرَة"، اس کے معنی ہیں ترجیح

marfat.com
Marfat.com

۶۶۳۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا وَلَمْ تَسْتَعْمِلْنِيْ قَالَ وَاِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ

دینا یعنی اگر حکام دنیاوی امور میں دوسروں کو تم پر ترجیح دیں اور ان کو امور دنیا کے ساتھ مختص کریں اور تمہارے حقوق تمہیں نہ دیں تو تم ان کی نافرمانی نہ کرو ان کی بات سنو اور جمیع احوال میں ان کی اطاعت کرو تاکہ مسلمانوں میں منافرت نہ ہو اور ان کی بات میں اجتماع ہو کیونکہ خلاف دین ان کے احوال کے فساد کا سبب ہے۔ بعض احادیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارا امیر خسیس غلام کمزور نسب ہو حتی کہ اس کے ناک کان بھی کٹے ہوئے ہوں تو تم پر اس کی اطاعت واجب ہے۔ قولہ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا الخ یعنی تم ولاۃِ امور سے ظاہر کفر دیکھو جس کے تمہارے پاس اللہ کے دین میں حق برہان و دلیل ہو تو ان کی اطاعت نہ کرو یہاں کفر سے مراد معاصی ہیں۔ حدیث کے معنی یہ ہیں جو حکام تمہارے امور کے والی ہیں ان کی ولائت میں اُن سے جھگڑا نہ کرو اور نہ ہی اُن پر کسی قسم کا تعرض کرو مگر یہ کہ تم اُن سے ایسی بُری بات دیکھو جو قواعدِ اسلام کے خلاف ہو اگر اُن سے ایسی دیکھو تو ان کی اطاعت نہ کرو اور جہاں بھی ہو حق بات کہو رہا اُن کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا یہ ہرگز جائز نہیں تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے اگرچہ وہ فاسق ظالم ہوں تمام اہلسنت کا اس پر اتفاق ہے کہ بادشاہ فسق کرنے سے معزول نہیں ہوتا کیونکہ اس کے معزول ہونے میں سفکِ دماء خونریزی فتنہ و فساد ہوگا جو اس کے باقی رہنے کی صورت سے کہیں زیادہ ہوگا۔ قاضی عیاض نے کہا تمام علماء کا اتفاق ہے کہ کافر مسلمانوں کا امام الوقت نہیں ہو سکتا اور اگر اس سے کفر ظاہر ہو تو امامت سے معزول ہوگا ایسے ہی اگر وہ نماز قائم نہ کرے اور نہ ہی لوگوں کو اقامتِ صلوٰۃ کی دعوت دے تو مسلمان پر اس کی طاعت واجب نہیں اگر ممکن ہو تو اور امام مقرر کر لیں (نووی)

ترجمہ : اُسَید بن حضیر سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

۶۶۳۵ — خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فلاں شخص کو عامل مقرر فرمایا ہے اور مجھے عامل مقرر نہیں کیا فرمایا تم میرے بعد ترجیحات دیکھو گے تم صبر کرو حتی کہ مجھ سے ملاقات کرو۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَاكُ أُمَّتِي عَلٰى يَدَيْ أُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ ۶۶۳۶ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هَلَكَةُ أُمَّتِيْ عَلٰى أَيْدِيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً فَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَقُوْلَ بَنِيْ فُلَانٍ وَبَنِيْ فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ أَخْرُجُ مَعَ جَدِّيْ إِلٰى بَنِيْ مَرْوَانَ حِيْنَ مُلِّكُوْا بِالشَّامِ فَإِذَا رَآهُمْ غِلْمَانًا أَحْدَاثًا قَالَ لَنَا عَسٰى هٰؤُلَاءِ أَنْ يَكُوْنُوْا مِنْهُمْ قُلْنَا أَنْتَ أَعْلَمُ

۶۶۳۵ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو اس کے ولائت طلب کرنے کا جواب اس طرح دیا کہ تم میرے بعد ترجیحات دیکھو گے میرے زمانہ میں ایسا ہرگز نہ ہوگا اور اس شخص کی اس میں کوئی ذاتی حیثیت نہیں بلکہ اس کو مسلمانوں کی عمومی مصلحت کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس کلام شریف سے اس شخص کے گمان کی نفی کی کہ فلاں شخص کو ترجیح دی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! میری امت کی ہلاکت بیوقوف نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی

۶۶۳۶ — ترجمہ : عمرو بن یحییٰ بن سعید نے کہا مجھے میرے دادا نے خبر دی کہ میں مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ

٦٦٣٧ — حَدَّثَنَا مَلِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّوْمِ مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَعَقَدَ سُفْيٰنُ تِسْعِينَ أَوْ مِائَةً قِيلَ أَنَهْلَكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جبکہ مروان بھی ہمارے ساتھ تھا ابوہریرہ نے کہا میں نے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کی ہلاکت قریش کے نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی مروان نے کہا اللہ تعالیٰ ایسے نوجوان لڑکوں پر لعنت کرے۔ ابوہریرہ نے کہا اگر میں کہنا چاہوں کہ وہ بنوں فلاں اور بنوں فلاں ہیں تو کہہ سکتا ہوں میں اپنے دادا کے ساتھ بنو مروان کے پاس جاتا جبکہ وہ ملک شام کے مالک ہوگئے تھے جب نوعمر لڑکوں کو دیکھا تو ہم نے کہا قریب ہے کہ یہ لڑکے انہیں میں سے ہوں ہم نے کہا آپ زیادہ جانتے ہیں۔

شرح ٦٦٣٦ — جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسہ صادق ہیں اور اللہ کے نزدیک مصدوق ہیں۔ امت سے مراد اس وقت کے لوگ ہیں یا اُن کے قرب وجوار کے لوگ ہیں قیامت تک ساری امت مراد نہیں۔ غِلْمَةٌ اختصاص کے طور پر منصوب ہے۔ عبدالصمد کی روایت میں ہے ایسے غلمہ پر اللہ کی لعنت ہو، لیکن مروان کا ایسے لڑکوں پر لعنت کرنا تعجب خیز بات ہے، حالانکہ یہی لڑکے مروان کی اولاد میں سے ہیں، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے مروان کی زبان پر یہ کلمہ جاری کر دیا تھا تاکہ یہ ان پر حجت قائم ہو اور وہ ظلم وستم سے احتیاط کریں۔ قولہ کُنْتُ، یعنی عمرو بن یحییٰ نے کہا اپنے دادا کے ہمراہ بنی مروان کی طرف

marfat.com
Marfat.com

نکلتا تھا جب وہ شام میں حکومت کرتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے اولادِ مروان شام کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی حکمران تھے تو شام کی خصوصیت کا کیا سبب؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ امارت میں اُن کا مسکن شام تھا قولہ احداثا "یہ حدث کی جمع ہے اس کے معنی نوجوانوں کے ہیں اِن لڑکوں میں سب سے پہلے یزید تھا۔ دعلیہ ماعلیہ" یہ بڑے بڑے شہروں میں بڑے بڑے شیوخ سے امارت حسین کرا اپنے اقرباء کے لڑکوں کو مقرر کرتا تھا (عینی) (حدیث ع ۳۳۷۳ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد!
عرب کی شر سے ہلاکت ہے جو قریب آگئی ہے

۶۶۳۷ — ترجمہ: زینب بنت ام سلمہ، ام حبیبہ سے وہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم خواب سے بیدار ہوئے اس حال میں کہ آپ کا چہرۂ انور سُرخ تھا آپ فرماتے تھے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" عرب کی شر سے ہلاکت ہے جو قریب آگئی ہے۔ آج یاجوج وماجوج کی دیوار سے اس کی مثل کھل گیا ہے سفیان نے نوے یا سو کا عقد باندھا۔ عرض کیا گیا کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے، حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہیں فرمایا ہاں جب خُبث زیادہ ہو جائے گا۔

۶۶۳۷ — شرح: لفظ ویل لفظ ویح کی طرح ہے فرق صرف یہ ہے کہ ویل اس شخص کے لئے کہا جاتا ہے جو ہلاکت میں واقع ہو جس کا وہ مستحق ہو اور لفظ ویح اُس کے لئے کہا جاتا ہے جو ہلاکت کا مستحق نہ ہو عرب سے مراد مسلمان ہیں عربوں کو اس لئے خاص کیا کہ ان کی بڑی بڑی شرارتیں ان کی طرف راجع ہوں گی۔ ردم وہ دیوار ہے جو ہمارے اور یاجوج وماجوج کے درمیان ہے وہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ سفیان بن عُیینہ رضی اللہ عنہ نے اپنے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی سے نوے کا عقد کیا اور وہ حساب دانوں کے نزدیک یہ ہے کہ سبابہ کو مروڑ کر کف کے ساتھ ملا کر اس پر انگوٹھا رکھا جائے۔ یعنی اس قدر یاجوج وماجوج کی دیوار میں سوراخ ہو گیا ہے۔ جب وہ پُورا کھُل جائے گا تو یاجوج وماجوج باہر نکل آئیں گے اور ہر طرف فساد پھیلائیں گے یہ قیامت کے قرب میں ہوگا۔ خُبث سے مراد فسق وفجور ہے یعنی جب لوگ فسق وفجور بکثرت کرنے لگیں گے تو ان کی ہلاکت قریب ہوگی۔

(حدیث ع ۳۳۶۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٦٦٣٨ — حَدَّثَنَا اَبُونُعَيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ اَطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنِّيْ لَاَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ

بَابُ ظُهُوْرِ الْفِتَنِ

٦٦٣٩ — حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَّمَ هُوَ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ وَقَالَ شُعَيْبٌ وَيُوْنُسُ وَاللَّيْثُ وَابْنُ اَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے ٹیلوں سے جھانکا اور فرمایا کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا میں فتنے دیکھ رہا ہوں جو بارش کے قطروں کے وقوع کی طرح تمہارے گھروں کے اندر واقع ہو رہے ہیں۔ (حدیث ٣٣٦٨/٥ ج کی شرح دیکھیں)

٦٦٣٨ —

باب فتنوں کا ظہور

٦٦٣٩ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ قیامت کے قریب ہو جائے گا اور عمل کم ہو جائیں گے دلوں میں بخل ڈالا جائے گا فتنے زیادہ ہونے لگیں گے

marfat.com
Marfat.com

ہرج بکثرت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہرج کیا ہے فرمایا قتل قتل ہے۔ (یعنی قتل بکثرت ہوں گے)

۶۶۳۹ — **شرح** : **یتقارب الزمان** "عینی نے خطابی سے نقل کیا زمانہ قریب ہوتا جائے گا یہاں تک کہ سال مہینہ کی طرح گزرے گا اور مہینہ جمعہ کی طرح جمعہ دن کی طرح اور دن گھڑی کی طرح گزرے گا یہ اس لئے کہ نعمتوں کی لذت اور سرور میں انہماک سے باعث وقت گزرنے کا پتہ نہ چلے گا؛ کیونکہ خوشی کے ایام چھوٹے ہوتے ہیں لیکن یہ توجیہہ حدیث کے دوسرے جملوں کے مناسب نہیں جو ظہور فتن اور کثرتِ ہرج پر مشتمل ہیں۔ بعض نے کہا تقاربِ زمان سے مراد شب و روز کا معتدل ہونا ہے۔ بعض نے کہا جب قیامت قریب ہوگی تو گھڑیاں، دن اور راتیں چھوٹے ہو جائیں گے۔ امام طحاوی نے کہا طلبِ علم کے ترک میں لوگوں کے حالات بدل جائیں گے وہ جہالت سے راضی ہوں گے؛ کیونکہ علم کے درجات متفاوت ہونے کے باعث علم میں مساوات نہ رہے گی۔ قرآن کریم میں ہے ہر عالم سے اُوپر عالم ہے جب لوگ جاہل ہوں گے تو علم میں سب برابر ہوں گے۔ بیضاوی نے کہا تقاربِ زمان سے مراد یہ ہے کہ دولت جلدی ختم ہونے لگے گی اور زمانہ جلدی گزرے گا اس لئے ان کے زمانے اور ایام قریب ہوتے جائیں گے۔ ابن بطال نے کہا لوگوں کے احوال قلتِ دین میں متفاوت ہوں گے۔ حتی کہ ان میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا کوئی نہ ہوگا یہ اس لئے کہ فسق و فجور کا غلبہ ہوگا؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے لوگ ہمیشہ خیریت میں رہیں گے جب تک ان میں اہلِ فضل و صلاح ہوں گے سخت مصائب میں وہ اللہ کے خوف سے اہل فضل کی پناہ لیں گے اور ان کی رائے سے مطمئن ہوں گے ان کی دعاء سے برکت حاصل کریں گے اُن کا کلام اور ان کے آثار کی اتباع کریں گے۔ نقصِ عمل حسی نقصِ دین کے باعث ہوگا اور نقص عمل معنوی کا سبب ہوگا کہ کھانا پینا اچھا نہ ہوگا عمل کرنے میں کوئی موافقت کرنے والا نہ ہوگا اور نفس راحت و آرام کی طرف مائل ہوں گے۔

قولہ **یلقی الشح** "، شح سے مراد بخل و حرص ہے یعنی لوگوں کے اختلافِ احوال پر ان کے دلوں میں بُخل ڈالا جائے گا۔ اصل بخل مراد نہیں کیونکہ یہ تو بہر حال موجود رہتا ہے یہ بھی احتمال ہے کہ لوگوں کے دلوں میں بخل عام ہوگا لیکن ممنوع وہ بخل ہے جس پہ فساد ظاہر ہو۔ کرمانی نے کہا بخل تمام زمانوں میں ثابت ہے اور یہاں اس سے مراد اس کا غلبہ اور کثرت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۳۲۲۷ ج ۵ میں ہے کہ نزولِ عیسیٰ کے زمانہ میں مال عام ہوگا حتی کہ اس کو قبول کرنے والا نہ ملے گا اور ایک اور روایت میں ہے کہ آدمی زکوٰۃ لے کر فقراء کو ڈھونڈتا پھرے گا لیکن زکوٰۃ قبول کرنے والا نہ پائے گا اس کا جواب یہ ہے یہ دونوں امر قیامت کی علامت ہیں لیکن دونوں کا زمانہ مختلف ہوگا۔ واللہ و رسولہ اعلم

marfat.com

Marfat.com

۶۶۴۰ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَاَيَّامًا يُنْزَلُ فِيْهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ

۶۶۴۱ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ جَلَسَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاَبُوْمُوْسٰى فَتَحَدَّثَا فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ اَيَّامًا يُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ

ترجمہ : شقیق نے کہا میں عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ تھا،
۶۶۴۰ — انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے کچھ زمانہ پہلے جہالت عام ہو جائے گی اور علم اُٹھا لیا جائے گا۔ اس زمانہ میں ہرج بکثرت ہوگا اور ہرج قتل ہے۔

شرح : نزولِ جہل سے مراد یہ ہے کہ جہالت لوگوں کے دلوں میں متمکن ہو جائیگی
۶۶۴۰ — اور رفعِ علم سے مراد علماء نہ رہیں گے اہل علم کی موت سے علم کا رفع ہوگا

ترجمہ : شقیق نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری دونوں
۶۶۴۱ — نے بیٹھ کر حدیثیں بیان کیں۔ ابوموسیٰ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے ایام ہوں گے اُن میں علم اُٹھایا جائے گا۔ جہالت دلوں میں متمکن ہوگی ان دنوں میں ہرج بکثرت ہوگا اور ہرج قتل ہے۔

شرح : ان تینوں حدیثوں میں ہرج کی تفسیر قتل سے کی ہے اس سے صراحۃً
۶۶۴۱ — معلوم ہوتا ہے کہ ہرج کی یہ تفسیر مرفوع ہے جن روایات میں یہ تفسیر موقوف ہے یا حبشی زبان میں ہے وہ اس کے معارض نہیں جیسا کہ اس کے بعد ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

٦٦٤٢ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ اِنِّيْ لَجَالِسٌ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مِثْلَهٗ وَالْهَرْجُ بِلِسَانِ الْحَبَشِ الْقَتْلُ

٦٦٤٣ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَحْسِبُهٗ رَفَعَهٗ قَالَ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ اَيَّامُ الْهَرْجِ يَزُوْلُ فِيْهَا الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ فِيْهَا الْجَهْلُ قَالَ اَبُوْمُوْسٰى وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ وَقَالَ اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنِ الْاَشْعَرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ تَعْلَمُ الْاَيَّامَ

کی حدیث میں ہے "الھرج بلسان الحبشۃ القتل" یعنی حبشی زبان میں ہرج بمعنی قتل ہے۔

ترجمہ : ابووائل نے کہا میں عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ٦٦٤٢
تو ابوموسیٰ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سنا ہے اور ھرج حبشہ کی زبان میں قتل ہے"

شرح : ابووائل کا نام شقیق بن سلمہ ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکور ٦٦٤٢
روایات میں جہاں قالا بصیغہ تثنیہ ہے ان میں قائل ابوموسیٰ اشعری ہے لیکن اکثر راویوں نے اعمش سے روائت کرنے میں اتفاق کیا ہے کہ یہ حدیث عبداللہ اور ابوموسیٰ دونوں سے ہی مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم شریف کی روائت میں جو انہوں نے ابومعاویہ اور اعمش کے ذریعہ ذکر کی ہے۔ صرف ابوموسیٰ کا ذکر ہے عبداللہ بن مسعود کا ذکر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ابن ابی خیثمہ نے جماعت کے قول کو ترجیح دی ہے۔ عربوں کا ہرج کو قتل کے معنی میں استعمال کرنا اس کے حبشی لغت ہونے کے منافی نہیں

٦٦٤٣ ترجمہ : ابووائل شقیق نے عبداللہ بن مسعود سے روائت کی میرا خیال ہے کہ انہوں نے اس کو

marfat.com
Marfat.com

الَّتِیْ ذِکْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیَّامَ الْھَرْجِ نَحْوَہٗ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِکُھُمُ السَّاعَۃُ وَھُمْ اَحْیَاءٌ

بَابُ لَا یَأْتِیْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِیْ بَعْدَہٗ شَرٌّ مِنْہُ

۶۶۴۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ قَالَ اَتَیْنَا اَنَسَ ابْنَ مَالِکٍ فَشَکَوْنَا اِلَیْہِ مَا یَلْقَوْنَ مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اِصْبِرُوْا فَاِنَّہٗ لَا یَأْتِیْ عَلَیْکُمْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِیْ بَعْدَہٗ شَرٌّ مِنْہُ

مرفوع ذکر کیا ہے اُنہوں نے کہا قیامت سے پہلے ہرج کا زمانہ ہوگا (قتل عام ہوگا) اس میں علم زائل ہو جائے گا، جہالت کا غلبہ ہوگا۔ ابوموسیٰ نے کہا حبشی زبان میں ہرج قتل ہے۔ ابوعوانہ نے عاصم اور ابووائل کے ذریعہ اشعری سے روائت کی کہ انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا تم وہ ایام جانتے ہو جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حرج فرمایا ہے جیسا کہ پہلی حدیث میں ہے (بین یدی الساعۃ ایام الھرج) عبداللہ بن مسعود نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ لوگوں میں شرارتی لوگ وہ ہیں جن کو قیامت پائے اور وہ زندہ ہوں۔

۶۶۴۳ شرح: ابن تین نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار و منافقین شرارتی مخلوق ہیں وہ قیامت کے وقت زندہ ہوں گے۔ ابن بطال نے کہا یہ لفظ اگرچہ عموم پر دلالت کرتا ہے، لیکن اس سے مراد خصوص ہے یعنی غالب اور اکثر یہ ہے کہ قیامت شرارتی لوگوں پر قائم ہوگی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے ایک گروہ حق پر قائم رہے گا ان کی مدد ہوتی رہے گی۔ قیامت تک ان کو کوئی مخالف ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت بڑے بڑے افاضل پر قائم ہوگی لیکن وہ دین میں بہت بڑے صابر ہوں گے جیسے ہاتھ میں کوئلہ لینے میں سخت آزمائش ہوتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

باب کوئی زمانہ نہیں آتا مگر اس کے بعد والا زمانہ اس سے شرّ ہوتا ہے

۶۶۴۴ — ترجمہ : زبیر بن عدی نے کہا ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حجاج کی تکلیف رسانی کی اُن سے شکائت کی جو ہم اس سے پاتے تھے۔ انس نے کہا صبر کرو تم پر کوئی زمانہ نہیں آئے گا مگر جو اس کے بعد ہوگا اس سے بُرا ہوگا یہاں تک کہ تم رب سے جا ملوگے میں نے یہ تمہارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے۔

۶۶۴۴ — شرح : زبیر نے موفقیات میں مجالد کے ذریعہ شعبی سے روائت کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد والے جب کسی گنہگار کو پکڑتے تو اس کو لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے اس کا عمامہ اتار دیا کرتے تھے جب زیاد کا زمانہ آیا تو اگر کوئی جنائت کرتا تو اس کو کوڑوں سے مارتا تھا پھر مصعب بن زبیر نے داڑھی حلق کرنے کا اضافہ کر دیا جب بشر بن مروان کا زمانہ آیا تو وہ جنائت کرنے والے کے ہاتھوں میں کیل گاڑتا تھا جب اظلم الناس حجاج بن یوسف کا وقت آیا تو اُس نے کہا یہ سب کچھ لہو ولعب ہے وہ تلوار سے قتل کر دیتا تھا۔ فصدق رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم الذی بعدہ شرّ منہ ،، بعد میں آنے والا زمانہ پہلے سے شرّ ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مطلقاً یہ کلیہ مشکل ہے کیونکہ بعض زمانے ایسے بھی گزرے ہیں کہ وہ پہلے زمانہ سے شر نہ تھے جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ حجاج کے تھوڑا ہی بعد تھا اُن کے زمانہ کا بہتر ہونا آفاق میں مشہور ہے اور ان کے زمانہ میں پہلی تمام خرابیاں مضمحل ہوگئی تھیں اس کا جواب یہ ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو اکثر اغلب پر محمول کیا ہے۔ حسن بصری سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ کے متعلق استفسار کیا گیا کہ وہ حجاج کے بعد آرام دہ زمانہ تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ لوگوں کے آرام کا وقفہ بھی ہونا تھا۔ بعض محدثین نے کہا تفضیل سے مراد پورے زمانہ کی تفضیل ہے کیونکہ حجاج کے زمانہ میں کثیر تعداد میں حضرات صحابہ کرام موجود تھے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوئی صحابی موجود نہ تھا اور جس زمانہ میں صحابہؓ ہوں وہ بعد والے زمانہ سے افضل ہوتا ہے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میرا زمانہ بہتر زمانہ ہے پھر وہ جو اس سے متصل ہے پھر وہ جو اس کے

marfat.com

Marfat.com

٦٦٤٥ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ
عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةِ اَنَّ اُمَّ
سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَزِعًا يَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ اللّٰهُ مِنَ
الْخَزَائِنِ وَمَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ يُرِيْدُ
اَزْوَاجَهُ لِكَيْ يُصَلِّيْنَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْاٰخِرَةِ

بعد ہے نیز ارشاد فرمایا "اصحابی امنۃ لامتی"، میرے صحابہ میری امت کے لئے امان ہیں۔ جب میرے صحابہ فوت ہو جائیں گے تو میری امت پر وہ گزرے گا جس کا وعدہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا جواب کیا ہوگا جبکہ وہ دجال کے بعد کا زمانہ ہے
کرمانی نے اس کا جواب دیا کہ زمانہ سے وہ زمانہ مراد ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہے یا جس زمانہ مراد ہے جس میں امراء ہوں، ورنہ یہ ضروری امر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم زمانہ میں کوئی شر نہ تھی (عینی)

ترجمہ: ہند بنت فراسیہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ

٦٦٤٥ — محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات گھبرا کر بیدار ہوئے اور فرمایا سبحان اللہ کیسی کیسی خیرات نازل ہوئی ہیں، کیسے کیسے فتنے نازل ہوئے ہیں۔ کوئی شخص ہے جو حجروں والیوں کو بیدار کرے آپ کی مراد بیبیاں تھیں تاکہ وہ نماز پڑھیں بہت سی عورتیں ہیں جو دنیا میں لباس پہنے ہوئے ہیں وہ آخرت میں برہنہ ہوں گی۔

شرح: ہند بنت حارث فراسیہ بکسر الفاء کنانہ کی شاخ کی طرف منسوب ہے۔ یہ معبدین مقداد کی بیوی ہے اور صحابیہ ہے۔ خزائن خزانہ کی جمع ہے یہ وہ جگہ ہے جس میں شئ محفوظ کی جاتی ہے اس سے مراد خیرات ہیں۔ صواحب صاحبہ کی جمع اور حجرات حجرہ کی جمع ہے ان سے مراد ازواج مطہرات ہیں تاکہ وہ نماز پڑھیں۔ قولہ رب کاسیۃ ابن مالک نے کہا رب اکثر تکثیر کے لئے آتا ہے لیکن اکثر

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

۶۶۴۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

۶۶۴۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا

۶۶۴۸ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ

نحوی اس کو تقلیل کے لئے کہتے ہیں۔ قولہ کاسیۃ فی الدنیا ،، یعنی دنیا میں کپڑوں میں ملبوس ہوں گی۔ اور عمل نہ ہونے کے سبب آخرت میں ثواب سے خالی ہوں گی اس کے معنی یہ بھی لئے جاتے ہیں کہ دنیا میں کپڑے پہنے ہوں گی، لیکن وہ اس قدر باریک ہیں کہ شرم گاہ چھپی نہیں رہتی اس لئے آخرت میں اس کی یہ جزاء ہوگی کہ وہ برہنہ ہوں گی۔ (حدیث ۱۱۴ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! جس نے ہم پر ہتھیار اُٹھائے وہ ہم سے نہیں"

۶۶۴۶ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہم پر ہتھیار اُٹھایا وہ ہم سے نہیں۔

۶۶۴۷ ـــ ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہم پر ہتھیار اُٹھایا وہ ہم سے نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُشِيْرُ اَحَدُكُمْ عَلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِغُ مِنْ يَدِهٖ فَيَقَعُ فِىْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ

٦٦٤٩ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قُلْتُ لِعَمْرٍو يَا اَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرَّ رَجُلٌ بِسَهَامٍ فِى الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ بِنِصَالِهَا قَالَ نَعَمْ

٦٦٤٦ تا ٦٦٤٧ شرح : یعنی جس نے ناحق مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے ہتھیار اُٹھائے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں اور نہ ہمارا تابعدار ہے ؛ کیونکہ مسلمان کا مسلمان پر حق یہ ہے کہ اس کی مدد کرے اور اس کی جان بچانے کے لئے جنگ کرے یہ نہیں کہ اس پر ہتھیار اُٹھا کر اس کو مرعوب کرے کرمانی نے کہا حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ ہماری سنّت کا متبع نہیں اور ہمارے طریقہ پر چلنے والا نہیں۔ یہ معنیٰ نہیں کہ وہ ہمارے دین سے نہیں۔

٦٦٤٨ ترجمہ : ہمام سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے سُنا کہ حضور نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے ؛ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ شائد شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار نکلوا دے اور وہ اس وجہ سے دوزخ کے گڑھے میں گر جائے۔

٦٦٤٨ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شئ محذور تک پہنچائے اس سے منع کرنا چاہیئے اگرچہ محذور ثابت نہ ہو ؛ کیونکہ محذور قصد سے ہو یا لاپرواہی میں ہو اس سے بچنا ضروری ہے۔ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے سے اشارہ کیا اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

٦٦٥٠ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ بِاَسْهُمٍ قَدْ اَبْدٰى نُصُوْلَهَا فَاُمِرَ اَنْ يَّاْخُذَ بِنُصُوْلِهَا لَا يَخْدِشُ مُسْلِمًا

٦٦٥١ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُا اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَرَّ اَحَدُكُمْ فِيْ مَسْجِدِنَا اَوْ فِيْ سُوْقِنَا وَمَعَهٗ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى نِصَالِهَا اَوْ قَالَ لِيَقْبِضْ بِكَفِّهٖ اَنْ لَّا يُصِيْبَ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا بِشَيْءٍ

٦٦٤٩ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ایک آدمی تیر ساتھ لے کر مسجد میں سے گزرا تو آنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے پھالے روک رکھو اُس نے عرض کیا جی ہاں! روکتا ہوں۔

٦٦٤٩ — شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو تیروں کے پھالے پکڑ رکھنے کا حکم اس لئے دیا کہ جہاں ہجوم ہو وہاں اگر تیر کھلے رکھے جائیں تو لوگوں کو خراشیں آنے کا خطرہ ہے اسی لئے مجامع میں تیر کھلے لے کر چلنا ممنوع ہے۔

٦٦٥٠ — ترجمہ : جابر سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں تیر لے کر گزرا جس کے پھالے برہنہ تھے اس کو حکم دیا گیا کہ ان کے پھالے پکڑ رکھے وہ کسی مسلمان کو زخمی نہ کر دے۔

٦٦٥١ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں یا ہمارے بازار سے گزرے اور اس کے ساتھ تیروں کے پھالے ہوں تو وہ پھالوں کو پکڑ کر چلے یا فرمایا پھالے اپنے ہاتھ سے پکڑ رکھے تاکہ کسی مسلمان کو ان سے زخم نہ آجائے۔ (حدیث ٤٤٣ ج ا کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

٦٦٥٢ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ

٦٦٥٣ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

بَعْضٍ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! میرے بعد کافروں کی مثل نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو

٦٦٥٢ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی بکنا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے (یعنی مسلمانوں کو گالیاں بکنا اور ان کو قتل کرنا حلال سمجھے تو کفر ہے یا بطور تغلیظ فرمایا۔

٦٦٥٣ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ ٦٦٥٢ ٦٦٥٣ شرح : مسلمانوں کو اس لئے قتل کرنا کہ وہ مسلمان ہیں یا ان کے قتل کو جائز سمجھنا کفر ہے یا مسلمانوں کے قتل کو بطور تغلیظ کفر کہا قولہ یَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" یہ جملہ

marfat.com
Marfat.com

٦٦٥٤ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ وَعَنْ رَجُلٍ اٰخَرَهُوَ اَفْضَلُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اَلَا تَدْرُوْنَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَيُّ بَلَدٍ هٰذَا اَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ الْحَرَامِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ وَاَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا

کفار کی صفت ہے یعنی میرے بعد کافر نہ ہو جاؤ کہ اس قبیح صفت سے موصوف ہونے لگو یعنی ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔ اس تقدیر پر مفہوم یہ ہوگا کہ مرے بعد دین سے پھر نہ جانا کہ مرتد ہو جاؤ اور ایک دوسرے کے ساتھ قتل وغارت کرو یا یہ جملہ ترجعوا کی ضمیر سے حال واقع ہے۔ یعنی میرے بعد کافر نہ ہو جاؤ اس حال میں کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑاؤ، یا یہ جملہ مستانفہ اور مقدر سوال کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ رجوع کرنا کیسے کفر ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں گے یا حرف تشبیہ محذوف ہے یعنی لا ترجعوا بعدی مثل کفار،، میرے بعد کافروں کی مثل نہ ہو جاؤ کہ جس طرح وہ ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں تم بھی ایسے کرنے لگو یا یہ جملہ لا ترجعوا سے بدل ہے اور مجزوم ہے یا کسائی کے مذہب پر شرط مقدر ہے اور یہ جملہ اس کی جزاء ہے یعنی اگر تم دین سے لوٹ گئے تو ایک دوسرے کی گردن اڑانے لگو واللہ اعلم!

ترجمہ : ابن سیرین نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے حدیث بیان کی عبدالرحمٰن نے اپنے والد اور ایک اور آدمی سے روایت کی وہ میرے نزدیک عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے افضل ہے وہ ابوبکرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ یہ کونسا دن ہے لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں حتیٰ کہ ہم نے ٦٦٥٤ —

marfat.com

Marfat.com

فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَاِنَّهٗ رُبَّ مُبَلَّغٍ يُبَلِّغُهٗ مَنْ هُوَ اَوْعٰى لَهٗ وَكَانَ كَذٰلِكَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ حُرِّقَ ابْنُ الْحَضْرَمِيِّ حِيْنَ حَرَّقَهٗ جَابِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ اَشْرَفُوْا عَلٰى اَبِيْ بَكْرَةَ فَقَالُوْا هٰذَا اَبُوْ بَكْرَةَ يَرَاكَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَحَدَّثَتْنِيْ اُمِّيْ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ دَخَلُوْا عَلَيَّ مَا بَهَشْتُ بِقَصَبَةٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بَهَشْتُ يَعْنِيْ رَمَيْتُ

گمان کیا کہ آپ اس کے نام کے بغیر کوئی اور نام رکھیں گے فرمایا یہ یوم نحر نہیں؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں (یہ نحر ہی ہے) فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ کیا یہ بلدۂ حرام نہیں ہے؟ (مکہ مکرمہ) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں۔ (یہ بلد حرام ہے) فرمایا تمہارے جان و مال تمہاری عزت اور تمہارے بدن تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینہ میں تمہارے اس شہر میں ہے۔ خبردار کیا میں نے حکم پہنچا دیا ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں (آپ نے حکم پہنچا دیا ہے) فرمایا اے اللہ تو گواہ ہے،، یہ حکم حاضر غائب کو پہنچا دیا جائے؛ کیونکہ بسا اوقات سننے والے سے وہ شخص زیادہ یاد رکھتا ہے۔ جسے حکم پہنچایا جائے پس ایسا ہی ہوا۔ پھر فرمایا میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو جب وہ دن تھا جس دن ابن حضرمی کو جلایا گیا تھا جبکہ جابیہ بن قدامہ نے اس کو جلایا تو کہا ابوبکرہ کو دیکھو لوگوں نے کہا یہ ابوبکرہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا مجھے میری ماں نے ابوبکرہ سے خبر دی کہ اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں ان کو گھاس کا تنکا بھی نہ مارتا۔

شرح ٦٦٥٤ : یعنی تم پر غارتِ مال، ایک دوسرے کی عزت تم پر حرام ہے۔ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ اعراض عرض بمعنی عزت کی جمع ہے۔ ابشار بشرہ کی جمع بمعنی ظاہر بدن ہے۔ حدیث کے اس حصہ کی تشریح حدیث ١٦٣٣ ج ٣ کی شرح میں ذکر کی گئی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۶۵۵ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِشْكَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْتَدُّوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

قولہ یوم حرق ابن الحضرمی الخ وہ عبداللہ بن عمرو بن حضرمی ہے اس کا والد عمرو بدر میں سب سے پہلے مشرکوں میں قتل ہوا تھا۔ عبداللہ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ یہ صحابی ہے حضرمی کا نام عبداللہ بن عمار ہے وہ جاہلیت میں بنو امیہ کا حلیف تھا۔ علاء بن حضرمی مشہور صحابی عبداللہ کا چچا ہے۔ عسکری نے ذکر کیا کہ جاریہ کو محرّق کہا جاتا ہے، کیونکہ اس نے بصرہ میں ابن حضرمی کو آگ میں جلایا تھا جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن حضرمی کو بصرہ بھیجا تاکہ بصرہ والوں کو حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تیار کرے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جاریہ ابن قدامہ کو اس کے مقابلہ میں بھیجا انہوں نے ابن حضرمی کو گھیرے میں لے لیا تو وہ جان بچانے کے لئے ایک گھر میں داخل ہو گیا۔ جاریہ نے اس گھر کو جلا دیا جس میں ابن حضرمی بھی جل گیا۔ طبری نے ۳۸ ہجری کے واقعات میں یہ قصہ ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ نے بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا وہ بصرہ سے باہر چلے گئے اور زیاد ابن سمیّہ کو بصرہ پر اپنا خلیفہ مقرر کر گئے۔ امیر معاویہ نے عبداللہ بن عمرو بن حضرمی کو بھیجا کہ اُن سے بصرہ چھین لے وہ بنی تمیم میں ٹھہرا تو عثمانیہ بھی اس سے جا ملے۔ زیاد نے حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کو لکھا اور مدد طلب کی تو امیر المؤمنین نے احنف بن صبیعہ مجاشعی کو بھیجا وہ اچانک قتل ہو گئے اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جاریہ بن قدامہ کو بھیجا تو اُنہوں نے اس گھر کا محاصرہ کر لیا جہاں ابن حضرمی ٹھہرا ہوا تھا اور اس مکان کو جلا دیا اس میں ابن حضرمی اور اس کے ستّر ساتھی بھی جل گئے۔ جب جاریہ نے ابن حضرمی اور اس کے ساتھیوں کو جلا دیا تو اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ابوبکرہ کے پاس جائیں کیا وہ امیر المؤمنین کی اطاعت کرتا ہے یا نہیں انھوں نے کہا یہ ابوبکرہ تجھے اور جو کچھ تو نے کیا ہے دیکھ رہا ہے اور اس بارے میں ہر طرح خاموش ہے۔ جب ابوبکرہ نے یہ سُنا تو بالاخانے سے ہی کہا اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں انہیں کچھ نہ کہتا اور ان کو گھاس کا تنکا بھی نہ مارتا اُن سے لڑائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ میں اسلام میں فتنہ کا قائل نہیں ہوں

۶۶۵۵ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد کافر نہ ہو جاؤ کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

marfat.com

Marfat.com

٦٦٥٦ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ
ابْنِ مُدْرِكٍ سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَدِّهٖ جَرِيْرٍ قَالَ
قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ
ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ

٦٦٥٧ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ
ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَحَدَّثَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ
ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : جریر رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
٦٦٥٦ — حجۃ الوداع میں مجھے فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کرو پھر فرمایا میرے
بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو،، (حدیث ۱۲۳۲ ج اکی شرح دیکھیں)

باب فتنہ ہوگا اس میں بیٹھنے والا کھڑے سے بہتر ہوگا

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب
٦٦٥٧ — فتنے ہوں گے ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور ان میں

marfat.com
Marfat.com

سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ فِيْهَا مَلْجَاءً اَوْ مُعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ

٦٦٥٨ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور ان میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو شخص فتنوں کی طرف نظر اُٹھائے گا وہ اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے جو کوئی ان میں ٹھہرنے یا پناہ لینے کی جگہ پائے وہ اس کی پناہ لے۔

٦٦٥٧ــــ شرح : فِتَن فتنہ کی جمع ہے اس سے مراد عام فتنے ہیں جو لوگوں میں واقع ہوتے ہیں، لیکن ایک زمانہ میں اس قدر بکثرت ہوں گے کہ لوگوں کی ہلاکت کا سبب ہوں گے جو ان کا دل میں خیال کرے گا اس کو بھی ہلاک کر دیں گے۔ بعض نے کہا اس سے مراد وہ فتنہ ہے جو مسلمانوں کا باہم امام پر افتراق کے سبب ہوگا اور اس میں یہ معلوم نہ ہوگا کہ حق پر کون ہے بہ خلاف حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے کہ اُن میں جو حق پر تھے وہ معلوم تھے۔ علامہ عینی نے ابن تین سے نقل کیا کہ ان فتنوں میں قائم قائم سے بہتر ہوگا اس سے بظاہر مراد یہ ہے کہ جو تمام حالات میں فتنوں میں مباشر ہوں گے ان میں سے بعض بعض سے سخت ہوں گے ان میں سے سخت وہ ہوں گے جو ان میں کوشش کرتے ہوں گے اور فتنوں کے بھڑکانے کا باعث ہوں گے اس سے کم سخت وہ ہوں گے جو فتنوں کے اسباب ہوں گے وہ ماشی ہیں اس سے کم وہ ہوں گے جو صرف مباشر ہوں گے وہ قائم ہیں پھر اس سے کم سخت وہ ہوں گے جو صرف ان کو دیکھتے ہوں گے اور جنگ و جدال میں نہ پڑیں گے یہ قاعد ہیں ان سے کم وہ ہوں گے جو ان کو اچھا سمجھے گا اور ان سے مباشر نہ ہوگا اور نہ ہی ان کو دیکھے گا یہ مُضطجِع (لیٹنے والا) ہے جو بیدار ہے اس سے کم وہ ہوں گے جو کچھ کرتے نہیں، لیکن ان سے راضی ہوں گے کہ جو کچھ ہو رہا ہے ٹھیک ہے یہ قائم ہیں یہاں خیر اور افضلیت سے یہی مراد ہے جو اوپر تفصیلاً ذکر کیا ہے یعنی جو شر میں اقل ہوگا وہ بہتر اور افضل ہوگا۔ قولہ تَشَرَّف جو ان سے اعراض نہ کرے گا۔ قولہ تستشرفہ یعنی اس کو ہلاک کر دے گا۔

٦٦٥٨ــــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب

marfat.com

Marfat.com

قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَتَکُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ الْقَآئِمِ وَالْقَآئِمُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ فِیْهَا خَیْرٌ مِّنَ السَّاعِیْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَّجَدَ مَلْجَأً اَوْ مُعَاذًا فَلْیَعُذْ بِهٖ

فتنے ہوں گے ان میں قاعد (بیٹھنے والا) قائم سے بہتر ہوگا اور قائم چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور جو ان سے اختلاط کرے گا اور ان سے اعراض نہ کرے گا اس کو ھلاک کر دیں گے جو کوئی ٹھکانے کی جگہ یا کوئی جائے پناہ پائے اس کی پناہ میں چلا جائے۔

شرح ٦٦٥٨ — : ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ مراد تمام فتنے ہیں لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ قرونِ اُولیٰ میں جو فتنے ہوئے ہیں ان میں بہترین تابعی بھی شامل تھے اور اگر بعض فتنے مراد ہیں تو بعض کی دلیل کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مراد تمام فتنے ہیں جن کو پہلی حدیث میں مفصّل ذکر کیا ہے ان میں قاعد قائم سے بہتر تھے؛ چنانچہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حذیفہ، محمد بن سلمہ، ابو در غفاری، عمران بن حصین، ابو موسیٰ اشعری، اسامہ بن زید، اصبان بن صیفی، سعد بن ابی وقاص، ابن عمر اور ابو بکر رضی اللہ عنہم تھے جنہوں نے ان کی طرف نگاہ نہ کی تھی اور تابعین حضرات میں سے شریح اور ابراہیم نخعی بھی اس طریقہ پر تھے۔ بعض گھروں میں محبوس رہے بعض دوسرے محفوظ مقامات میں چلے گئے تھے اور بعض وہ حضرات تھے کہ جب اچانک فتنہ برپا ہوگیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ روک لئے اگرچہ قتل ہوگئے۔ اور جو اپنی جان و مال اور اہل و اولاد سے مدافعت میں قتل ہوگئے یا قتل کیا وہ معذور ہیں اور اگر کوئی گروہ بادشاہ کے خلاف باغی ہوگیا اور اس کی اطاعت سے سر پھیرا اور واجبات ادا کرنے سے انکار کر دیا اور امام سے محاربت پر اُتر آئے تو ان سے جنگ کرنا واجب ہے ایسے ہی اگر دو گروہوں نے محاربت کی تو اِن پر قادر شخص پر واجب ہے کہ مخطئ کا ہاتھ پکڑے اور مظلوم کی مدد کرے۔ طبری نے کہا دراصل فتنہ ابتلاء ہے جو شخص منکر کے انکار پر قادر ہے اس پر واجب ہے کہ نہ سہی نہیں کرے جس نے مُحِق کی مدد کی درست کیا اور جس نے مخطئ کی اعانت کی اس نے غلطی کی اور امر مشکل نظر آئے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے تو یہ وہ حال ہے جس میں قتال سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا دونوں سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا

٦٦٥٩ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ رَجُلٍ لَّمْ يُسَمِّهِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ خَرَجْتُ بِسَلَاحٍ لَيَالِيَ الْفِتْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنِيْ اَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ اُرِيْدُ نُصْرَةَ ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ قِيْلَ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ اِنَّهٗ قَدْ اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهٖ قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ يُحَدِّثَ بِهٖ فَقَالَا اِنَّمَا رَوَى هٰذَا الْحَسَنُ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ

علیحدہ رہے کسی کی مدد نہ کرے، بعض علماء نے کہا نہی کی احادیث آخر زمانہ کے بارے میں ہیں جبکہ یہ ثابت ہو جائے کہ طلبِ مُلک میں فتنہ برپا ہے۔

باب جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دُوسرے کا مقابلہ کریں

٦٦٥٩ ترجمہ: حماد نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حسن بصری سے خبر دی ،، اس آدمی کا نام ذکر نہ کیا ،، کہ میں فتنہ کے زمانہ میں مسلح ہو کر باہر نکلا تو مجھے ابو بکرہ ملے اور کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے میں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے (حضرت علی المرتضیٰ) کی مدد کا ارادہ

marfat.com

Marfat.com

کرتا ہوں ابو بکرہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب دو مسلمان تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کا مقابلہ کریں تو دونوں دوزخی ہیں اُن سے کہا گیا یہ تو قاتل ہے (کہ دوزخ میں جائے) مقتول کیونکر؟ فرمایا اُس نے بھی تو اپنے مقابل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا حمّاد بن زید نے کہا میں نے یہ حدیث ایوب اور یونس بن عُبید سے ذکر کی حالانکہ میرا ارادہ تھا کہ وہ مجھے اس حدیث کی خبر دیں گے اُن دونوں نے کہا اس حدیث کو حسن بصری نے احنف بن قیس کے طریق سے ابو بکرہ سے روایت کیا ہے۔

٦٦٥٩ — شرح : قولہ لیالی الفتنہ ،، یعنی حضرت علی المرتضیٰ اور اُن کے ساتھیوں اور ام المؤمنین اور ان کے مددگاروں میں لڑائی کا زمانہ یا حضرت امیر المؤمنین اور امیر معاویہ کے درمیان جنگ کا زمانہ فتنہ کا دَور تھا یعنی جنگ جمل اور جنگ صفین جو مذکور حضرات کے درمیان ہوئی تھیں۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ مسلح ہو کر حضرت علی علیہ السلام کی نصرت کے لئے نکلے تو راستہ میں ابو بکرہ کو نُفیع بن حارث ثقفی ملے اور کہا سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب دو مسلمانوں سے ہر ایک دُوسرے کی ذات کو قتل کرنے پر آمادہ ہوں تو دونوں دوزخ کے مستحق ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں مجتہد تھے۔ غائت ما فی الباب یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد میں خطاء پر تھے تو انہیں ایک ثواب حاصل ہے جبکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دُگنا ثواب حاصل تھا۔ یہ دونوں حضرات برحق تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کے مضمون سے مراد یہ ہے کہ اجتہادی دلیل کے بغیر ایک دوسرے کے قتل پر آمادہ ہوں تو وہ مستحقِ عذاب ہیں پھر اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام الحق کی موافقت کرنا اور ان کے خلاف باغیوں کی مدافعت کرنا واجب ہے تو ابو بکرہ نے اس سے کیوں منع کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غالباً ابو بکرہ کو ابھی تک کسی کے محق ہونے کا علم نہ تھا۔

تحقیق المقام

دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دُوسرے کے لئے مقابل ہونے والے دونوں اجتہاد اور تاویل میں مُخطئی ہیں یا اُن میں سے ایک مُصیب ہے اور دُوسرا مُخطِی ہے ان میں تیسری صورت متصور نہیں کیونکہ دونوں کا مُحِق ہونا محال ہے کیونکہ اللہ کے نزدیک حق واحد ہے۔

پہلی صورت میں اگر دونوں میں اصلاح کی امید ہو تو اُن میں اصلاح کرنا واجب ہے اور اگر اصلاح کی امید نہ ہو تو اُن سے علیحدہ اور گھروں میں رہیں اور تلواریں توڑ ڈالیں۔ دوسری صورت میں جبکہ ایک مصیب اور

marfat.com
Marfat.com

٦٦٦٠ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهٰذَا وَقَالَ مُؤَمِّلٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ وَ هِشَامٌ وَمُعَلَّى بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ وَرَوَاهُ بَكَّارُ بْنُ

دوسرا مخطئ ہو تو مُصیب کی موافقت واجب ہے تیسری صورت کا حکم بھی پہلی جیسا ہے۔ یہاں ایک اور صورت ہے وہ یہ کہ دونوں مجتہد تو نہ ہوں لیکن صراحۃً ظالم ہوں اور خاندانی عصبیت یا غلبہ حاصل کرنے کے لئے باہم برسرِ پیکار ہوتے ہیں تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو پہلی صورت میں ہے۔

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم

حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں جو خونریزیاں ہوئی ہیں اور ان کی آپس کی لڑائیوں میں قتل و غارت ہوئی تھی وہ اس وعید میں داخل نہیں کیونکہ وہ اِن میں مجتہد تھے اور ہر ایک گروہ کا عقیدہ تھا کہ وہ حق پر ہے اور دوسرا حق پر نہیں اس لئے اس سے جنگ کرنا واجب ہے تاکہ وہ حق کو قبول کرے اور اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے لیکن ان لڑائیوں میں حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام حق پر تھے اور اپنے اجتہاد میں مصیب تھے اور ان کے مقابل مخطئ تھے بایں ہمہ وہ ماجور تھے اور انہیں ثواب حاصل تھا کیونکہ مجتہد کو خطاء پر ثواب ملتا ہے اگرچہ اصابت کی نسبت نصف ثواب حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اِن حضرات سے راضی تھا اور جو حضرات اِن جنگوں میں شریک نہیں ہوئے بلکہ منع کرتے تھے تو یہ اس لئے تھا کہ ان کے اجتہاد میں انہیں حق ظاہر نہیں ہوا تھا اور ان کے خیال میں یہ مشکل امر تھا۔ تو انہوں نے توقف میں ہی خیریت دیکھی تھی (کرمانی) ابراہیم نخعی سے کہا گیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دو تلمیذوں علقمہ اور اسود سے کون افضل ہے؟ انہوں نے کہا کہ علقمہ افضل ہے کیونکہ وہ صفین کی جنگ میں شریک تھے اور اپنی تلوار کو خون سے متلوّن کیا تھا اور اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے پیادہ لشکر میں تھے (ابن سعد)

٦٦٦٠ — ترجمہ: ایوب، یونس، ہشام اور معلّٰی بن زیاد نے حسن، احنف اور ابوبکرہ کے طریق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور اسی مذکور حدیث کو

marfat.com

Marfat.com

عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ

بَابُ كَيْفَ الْاَمْرُ اِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ

٦٦٦١ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ

معمر نے ایوب سے روائت کیا ہے اور بکار بن عبدالعزیز نے اپنے والد عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی بکر کے ذریعہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی اور غُنْدَر نے کہا ہم سے شعبہ نے منصور، ربعی بن حراش اور ابوبکرہ کے طریق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی روائت کی

اِذَا حَمَلَ الرَّجُلَانِ الْمُسْلِمَانِ السِّلَاحَ اَحَدُهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ فَهُمَا فِي النَّارِ

(جب دو مسلمان آدمیوں میں سے ایک دوسرے پر ہتھیار اُٹھائیں تو دونوں دوزخ میں جائیں گے)

حضرات علماء کرام نے اس حدیث کے معنیٰ یہ بیان کئے ہیں کہ وہ عذابِ نار کے مستحق ہیں، لیکن ان کا مآل اللہ کے حوالے ہے اگر چاہے تو اُن کو عذاب دے جیسے دوسرے مسلمانوں کا حکم ہے اور اگر چاہے تو اُن کو معاف کردے اور عذاب نہ دے بعض نے اس حدیث کو مُسْتَحِلّ پر محمول کیا ہے۔ اقول، اِن دو مسلمانوں سے مراد وہ مسلمان ہیں جو ذاتی عناد یا دشمنی کی بناء پر ایک دوسرے کو قتل کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں کیونکہ ان میں ہر ایک دوسرے کے قتل پر حریص ہے اگرچہ قاتل ایک ہی ہوگا اس سزا کا ہر ایک مستوجب ہے۔ بخلاف مجتہدین کے اُن کا یہ حکم نہیں کما مرّ حدیث ۳۰ ج: ۱ کی شرح دیکھیں۔

باب جب جماعت نہ ہو تو کیا حکم ہے

یعنی جب اختلاف پایا جائے اور خلیفہ نہ ہو تو خلیفہ پر اجتماع واقع ہونے سے پہلے مسلمان معاملات کیسے

marfat.com
Marfat.com

اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيَّ اَنَّهٗ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُوْلُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ اَسْأَلُهٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُّدْرِكَنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّشَرٍّ فَجَآءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهٗ قَالَ قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قَالَ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِّنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ اِنْ اَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ

طے کریں؟ اس باب کی مذکور حدیث میں اس کی وضاحت یہ ہے کہ تمام فرقوں اور لوگوں سے علیحدہ رہے اگرچہ درخت کی جڑ چبانی پڑے یہاں تک اس کو موت آلے یہ اس سے بہتر ہے کہ ایسے لوگوں میں رہے جن کا امام یا خلیفہ نہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کی عاقبت میں فسادِ احوال ہو کیونکہ لوگوں کی خواہشات مختلف ہیں اور ان کی فکریں جُدا جُدا ہیں یہ فساد احوال کے اسباب ہیں۔ اس سے لوگوں میں اختلاط سے تنہائی بہتر ہے۔

٦٦٦١ ترجمہ: بُسر بن عُبیداللہ حضرمی نے بیان کیا کہ انہوں نے ابوادریس خولانی سے سُنا کہ انہوں نے حذیفہ بن یمان کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ لوگ جناب

marfat.com

Marfat.com

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے خیر کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں شر کے پالینے کے خوف کے سبب حضور سے شر سے متعلق سوال کرتا تھا میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! ہم جاہلیت اور شر میں تھے اللہ تعالیٰ ہمارے پاس یہ خیر لایا کیا اس خیر کے بعد شرّ ہوگا۔ حضور نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا کیا اُس شرّ کے بعد خیر ہوگا فرمایا ہاں! اس میں اس کا دخن ہوگا میں نے عرض کیا اس کا دخن کیا شئ ہے؟ فرمایا لوگ میری ہدائت کے خلاف چلیں گے تم اُن سے اچھی بُری چیزیں دیکھو گے میں نے عرض کیا۔ کیا اس شرّ کے بعد خیر ہوگا۔ فرمایا ہاں جہنم کے دروازوں پر بلانے والے لوگ ہوں گے جو ان کی دعوت قبول کرے گا اس کو دوزخ میں پھینک دیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! ہمارے لئے ان کی وصف بیان فرمائیں۔ فرمایا وہ ہماری قوم سے ہوں گے اور ہماری زبانوں میں گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا اگر مجھے وہ وقت پائے تو آپ مجھے کیا حکم فرماتے۔ فرمایا تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑو۔ میں نے عرض کیا اگر لوگوں کی جماعت نہ ہو اور نہ ہی امام ہو تو؟ فرمایا تم اُن تمام فرقوں سے علیحدہ رہو اور اگر تجھے درخت کی جڑ چبانی پڑے یہاں تک کہ تجھے موت اسی حالت میں پالے۔

شرح : قولہ مخافۃ اَنْ یُدْرِکَنِیْ ،، یعنی لوگ اگرچہ بھلائی اور صلاحیت سے استفسار ٦٦٦١ — کرتے تھے لیکن میرے سوال کی نوعیت کچھ اور تھی مجھے جاہلیت کے امور سے بہت خوف تھا کہ کہیں وہ مجھے اپنی لپیٹ میں نہ لے لیں کیونکہ اسلام سے پہلے ہم کفر کی غلاظت میں متلوث تھے ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے لوگوں کا مال لوٹنا ہماری سرشت ہو چکی تھی۔ فواحش کے ارتکاب میں کوئی باک محسوس نہ کرتے تھے الغرض فطرتِ انسانیہ کے خلاف ہماری عادات مستحکم ہو چکی تھیں۔ اس لئے میں سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ان امور سے بچنے کے لئے شرّ کے متعلق سوال کرتا تھا۔ الحمد للہ رب العالمین اللہ تعالیٰ نے ایمان و امن عطاء فرمایا ہماری صلاح حال ہوئی اور فواحش سے اجتناب کرنے لگے قولہ دَخَنٌ ،، بفتح الدال والخاء بمعنی دخان (دھواں) ہے۔ اس سے مراد خالص چیز نہیں بلکہ اس میں کدورت ہے جو آگ کی نسبت بمنزلہ دخان ہے۔ دخن سے دلوں میں فساد اور حسد بھی ہو سکتے ہیں ہر مکروہ شئ کو دَخَن کہتے ہیں۔ امام نووی نے کہا دَخَن سے مراد یہ ہے کہ دل صاف نہیں رہیں گے ایک دوسرے کے متعلق بدگمانیاں رواج پائیں گی۔

قولہ تَعْرِفُ مِنْهُمْ ،، یعنی مذکور لوگوں کی عادات کچھ ایسی ہوں گی کہ تم ان کے اعمال کو بنظرِ استحسان نہ دیکھو گے علامہ عینی نے قاضی سے نقل کیا کہ شر کے بعد خیر حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے اور جن کے اعمال اچھے بُرے ہوں گے وہ اُن کے بعد آنے والے اُمراء ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوں گے جو بدعات اور ضلالت کی دعوت دیں گے جیسے خوارج نے ضلالت و بدعت جاری کیں۔ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ شرّ سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل کا زمانہ ہو اور خیر سے مراد اُن کے بعد حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خلافت کا زمانہ ہو اور دخن خارجی

marfat.com

Marfat.com

بَاب مَنْ كَرِهَ اَنْ يُّكَثِّرَ سَوَادَ الْفِتَنِ وَالظُّلْمِ

٦٦٦٢ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوالْاَسْوَدِ ح وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ

اور اُن جیسے لوگ ہیں اور شر اس کے بعد کا زمانہ ہے جس میں منبروں پر آپ کو لعنت کرتے تھے [حدیث ۳۲۷۵ کی تشریح دیکھیں] قولہ "فَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ" یعنی تم تمام فرقوں سے علیحدہ رہو اگرچہ تمہیں درخت کی جڑ چبانی پڑے اور اسی حالت میں تمہاری موت آجائے اس میں یہ اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑو اور اُن کے سلاطین اور امراء کی اطاعت کرو اگرچہ وہ تم پر مظالم ڈھائیں اس سے فقہاء نے استدلال کیا کہ مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا واجب ہے اور ائمۂ حق کے خلاف محاذ آرائی ترک کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے۔ حضور نے مسلمانوں میں تفرقہ کا حکم نہیں دیا۔ حدیث میں یہ امر وجوبی ہے کہ جماعت کو لازم پکڑنا واجب ہے یہ جماعت ہی سوادِ اعظم ہے۔ انہوں نے ابن ماجہ کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا کہ بنی اسرائیل کے اکہتر (۷۱) فرقے تھے میری امت کے بہتر (۷۲) فرقے ہوں گے ایک کے سوا تمام دوزخ میں جائیں گے اور وہ جماعت (سوادِ اعظم) ہے۔ بعض نے جماعت سے مراد علماء کی جماعت ذکر کی ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علماء کو اپنی مخلوق پر غالب کیا ہے لوگ اُن کے تابع ہیں اور دینی مسائل میں ان کی طرف رغبت کرتے ہیں عوام اُن کے تابع ہوں گے اس لئے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ بعض نے کہا یہ جماعت حضرات صحابہ کرام ہیں جنہوں نے دین کو قائم رکھا بعض نے کہا یہ لوگ مسلمان ہیں جب تک ایسے امر پر مجتمع رہیں گے جو تمام ملتوں پر واجب ہے جب اُن میں ان کے مخالف ہوں گے تو وہ مجتمع نہ ہوں گے۔ امام ابو محمد حسن بن احمد بن اسحاق تستری نے کتاب "افتراق الامہ" میں ذکر کیا، اہل سنت وجماعت واحد جماعت ہے اور خوارج پندرہ فرقے ہیں۔ شیعہ تینتیس (۳۳) فرقے ہیں معتزلہ چھ، مرجئہ بارہ اور مشبہ تین، جہمیہ ایک فرقہ ضراریہ ایک فرقہ کلابیہ ایک فرقہ ہیں۔ اصل دس فرقے ہیں اہل سنت وجماعت خوارج، شیعہ، جہمیہ، ضراریہ، مرجئہ، نجاریہ، کلابیہ، معتزلہ اور مشبہ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب جس نے فتنوں اور ظلم کی جماعت بڑھانے کو مکروہ جانا

٦٦٦٢ ترجمہ: ابوالاسود نے کہا مدینہ منورہ والوں پر لشکر معین کیا گیا تو اس میں میرا نام بھی

marfat.com

Marfat.com

قَالَ قُطِعَ عَلٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيْهِ فَلَقِيْتُ عِكْرِمَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَنَهَانِيْ اَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ اُنَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَاْتِي السَّهْمُ فَيُرْمٰى فَيُصِيْبُ اَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهٗ اَوْ يَضْرِبُهٗ فَيَقْتُلُهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

بَابُ اِذَا بَقِيَ فِيْ حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ

لکھا گیا میں نے عکرمہ سے ملاقات کی اور اسے خبر دی تو اُس نے مجھے سختی سے منع کیا پھر کہا مجھے ابن عباس نے خبر دی کہ کچھ مسلمان مشرکوں کے ساتھ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مشرکوں کی تعداد زیادہ کرتے تھے تیر آتا اور اُن میں سے کسی کو لگتا تو اس کو قتل کر دیتا یا اس کو تلوار مارتا اور قتل کر دیتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ،، نازل فرمائی بے شک وہ لوگ جن کو فرشتوں نے فوت کیا اِس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے،،

شرح : جس لشکر میں ابو الاسود کا نام لکھا گیا تھا وہ حضرت عبداللہ بن زُبیر کے عہدِ خلافت میں اہلِ شام کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکالا گیا تھا۔ عکرمہ کا ابو الاسود کو لشکر میں جانے سے روکنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو مشرکوں کی تعداد زیادہ بڑھاتے تھے، حالانکہ وہ دل سے لڑنے کا ارادہ نہ رکھتے تھے اے ابا الاسود! تیرا حال بھی یہی ہے کہ جو لشکر شام میں بھیجا جا رہا ہے تو ان کی تعداد زیادہ کرے گا، حالانکہ تو دل سے یہ نہیں چاہتا کہ اہلِ شام سے لڑے کیونکہ یہ جنگ فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ محض یہ ملک گیری کی جنگ ہے۔

ترکیب : قولہ فیاتی السہم فیرمی،، یہ عبارت مقلوب ہے یعنی فَيُرْمٰى بِالسَّهْمِ فَيَاْتِي،، قولہ اویضربہ" اس کا عطف فیاتی پر ہے فیصیب پر نہیں یعنی وہ تیر یا تلوار سے قتل ہو جاتا۔

marfat.com

Marfat.com

٦٦٦٣ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاٰهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ

باب جب ردّی لوگوں میں باقی رہ جائے

مُخَالَہ بضم الخاء بمعنی ردّی شئی اور جس میں اچھائی نہ ہو، اِذا کا جواب مقدّر ہے اور وہ "مَا یَصْنَعُ" ہے کیا کرے؟ امام بخاری نے اس کے مناسب حدیث ذکر نہیں کی؛ کیونکہ وہ ان کی شرط پر نہیں اس لئے اس کا معنی حذیفہ کی حدیث میں داخل کر دیا ہے۔ اصل حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن عمرو جب تو ردّی لوگوں میں باقی رہ جائے گا۔ تیرا حال کیسا ہوگا جبکہ لوگوں کے عہد اور امانتیں خلط ملط ہو جائیں گی اور وہ مل جل جائیں گے اور ایسے ہو جائیں گے اور انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل کیا عبداللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے حکم فرمائیں کہ میں کیا کروں فرمایا اپنی جان کی حفاظت کرو اور عوام کا معاملہ چھوڑ دو۔

٦٦٦٣ ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دو حدیثیں بیان فرمائیں ایک تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں حضور نے

marfat.com

Marfat.com

اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ فَيُقَالُ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَهٗ وَمَا اَظْرَفَهٗ وَمَا اَجْلَدَهٗ وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَلَا اُبَالِيْ اَيُّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهٗ عَلَيَّ الْاِسْلَامُ وَاِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهٗ عَلَيَّ سَاعِيْهِ وَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ اُبَايِعُ اِلَّا فُلَانًا وَّفُلَانًا

نے فرمایا امانت لوگوں کے دلوں کے اندر رکھی گئی پھر انہوں نے قرآن سے جانا اور حدیث سے جانا اور امانت کے اُٹھ جانے کی ہمیں خبر دی فرمایا آدمی ایک بار سوئے گا تو امانت اس کے دل سے اُٹھالی جائے گی اور اس کا اثر مثل دھبہ کے نشان رہ جائے گا پھر سوئے گا تو امانت اُٹھالی جائے گی اس میں اس کا اثر اُبھرے ہوئے آبلہ کی طرح رہ جائے گا جیسے کوئلہ کو تو اپنے پاؤں پر لڑھکا دیا ہو وہ تیرے پاؤں میں اثر کرے گا پھر تو اسے دیکھے گا کہ اُبھرنے والا آبلہ بن گیا ہے۔ اس میں کوئی شئی نہیں لوگ اس حال میں صبح کریں گے کہ آپس میں خرید و فروخت کریں گے ان میں سے کوئی بھی امانت ادا کرنے والا نہ ہوگا پھر کہا جائے گا فلاں قبیلہ میں امانت دار آدمی ہے اور کسی مرد کے متعلق کہا جائے گا وہ کس قدر عقلمند ہے کس قدر ظریف ہے اور کس قدر ہوشیار ہے؛ حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان نہ ہوگا (امانت نہ ہوگی) یقیناً مجھ پر ایسا زمانہ گزرا ہے میں پرواہ نہیں کرتا تھا کہ تم میں سے کس سے خرید و فروخت کروں اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا اسلام مجھے امانت ردّ کرتا اور اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کا عامل مجھ پر امانت ردّ کرتا، بہرحال آج کے دن میں صرف فلاں فلاں سے خرید و فروخت کروں گا۔

شرح : یہ حدیث نبوت کے علامات سے ہے کیونکہ اس میں لوگوں کے دین خراب ہوجانے اور آخر زمانہ میں ان میں امین کم رہ جانے کی خبر دی ہے۔ جذر کے معنی اصل کے ہیں یعنی امانت لوگوں کی فطرت میں حاصل ہوئی ہے پھر اس کو قرآن سے جانا پھر احادیث نبویہ سے حاصل کیا اور اس کو شریعت سے کسب کیا پھر رفع امانت کی مثال کے بعد ذکر فرمایا کہ میں جانتا تھا لوگوں میں امانت ہے تو میں کوئی پرواہ کئے بغیر لوگوں سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا؛ کیونکہ مجھے اس کی امانت پر یا اس پر حاکم کی امانت پر وثوق ہوتا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کا دین اسے خیانت سے روکے گا اور امانت ادا کرنے پر مجبور کرے گا اور اگر کافر مثلاً نصرانی ہے تو اس کا حاکم مجھے میرا حق دلوا دے گا؛ چونکہ اب امانت ضائع کردی گئی ہے اس لئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ

۶۶۶۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ قَالَ لَا وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

مجھے آج کسی کی امانت پر وثوق نہیں رہا ، البتہ ایسے چند لوگ ہیں جن سے معاملہ ممکن ہے ۔

لغات : جذر معنی اصل ۔ وکت بفتح الواو وسکون الکاف ۔ ہلکا سا نشان یا اصل رنگ کے خلاف رنگ المجل ، آبلہ جو کام کرنے سے ہاتھ میں اُبھر آتا ہے ۔ منتبرًا ، اُبھرنے والا ۔ مبایعت ، خرید و فروخت ، مثال سے حاصل یہ ہے کہ رفتہ رفتہ لوگوں کے دلوں سے امانت اُٹھتی رہے گی اور دلوں میں صرف ظلمت باقی رہ جائے گی ۔ الا ماشاء اللہ ۔ حبۃً خردل من ایمان ، حبہ دانہ ، خردل ۔ رائی ۔ ایمان امانت ۔ صحیح حدیث میں ہے ”لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ“

باب فتنہ کے زمانہ میں دیہاتی بن جانا

تعرُّب کے معنی گاؤں میں اقامت کر لینا اور دیہاتی بن جانا ۔ کہا گیا ہے کہ تعرب کے معنیٰ اعراب کے ساتھ سکونت اختیار کرنا ہے وہ یہ کہ مہاجر نے جس شہر کی طرف ہجرت کی ہو وہاں سے منتقل ہو کر دیہاتی سکونت اختیار کرے اور ہجرت کے بعد اعرابی بن جائے ۔ شارع علیہ السلام کی اجازت کے بغیر یہ حرام ہے ۔ فتنہ کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنوں میں اس کی اجازت ہے ۔

۶۶۶۴ — ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس تشریف لے گئے تو اُس نے کہا اے ابن اکوع تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر گئے ہو ، دیہاتی بن گئے ہو سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا ہرگز نہیں لیکن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیہات میں رہنے کی اجازت دی تھی ۔ یزید بن ابی عُبَید سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو سلمہ بن اکوع ربذہ چلے گئے اور وہاں ایک عورت سے نکاح کر لیا اس سے ان کے چند بچے پیدا ہوئے

marfat.com

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِيْ فِي الْبَدْوِ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عُثْمٰنُ بْنُ عَفَّانَ خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ اِلَى الرَّبَذَةِ وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ اِمْرَأَةً وَوَلَدَتْ لَهٗ اَوْلَادًا فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتّٰى قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ بِلَيَالٍ فَنَزَلَ الْمَدِيْنَةَ

٦٦٦٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ

وہ مدینہ منورہ میں ہی رہے حتی کہ وفات سے چند روز پہلے مدینہ منورہ میں آئے اور وہیں اقامت کرلی۔

شرح ٦٦٦٤ — : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں جب حضرت عبداللہ بن زبیر شہید کر دیئے گئے اور حجاج بن یوسف ثقفی کو حجاز کا حاکم مقرر کیا گیا اور وہ ۷۴ ہجری میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف گیا تو سلمہ بن اکوع سے یہ گفتگو ہوئی تھی۔ حجاج کا مقصد یہ تھا کہ اے ابن اکوع تم نے اللہ کی رضاء کے لئے ہجرت کی تھی اور مدینہ منورہ سے نکل کر دیہاتی سکونت کرنے سے تم مرتد ہو گئے ہو، لہٰذا تم قتل کے مستحق ہو۔ جو کوئی عذر کے بغیر ہجرت کے بعد اپنے موضع میں چلا جاتا تھا اس کو مرتد جیسا کہتے تھے؛ چنانچہ نسائی میں ابن مسعود کی مرفوع حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سود خور اور سود کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے حجاج کی یہ قساوت قلبی تھی کہ جلیل القدر صحابی کو ایسا برا خطاب کیا اور معاملہ کی تحقیق بھی نہ کی بعض روایات میں ہے حجاج نے سلمہ بن اکوع کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو یہ وجہ ذکر کی جس کے باعث ان کو قتل کا مستحق کہا لیکن سلمہ بن اکوع نے بخاری میں مذکور عذر بیان کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ اجازت فرما دی تھی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

٦٦٦٥ — قریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کو پہاڑ کی چوٹی اور

marfat.com

Marfat.com

اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

٦٦٦٦ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَاَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَحْفَوْهُ بِالْمَسْاَلَةِ فَصَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا بَيَّنْتُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَاِذَا كُلُّ رَجُلٍ رَاْسُهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ يَبْكِيْ فَاَنْشَاَ رَجُلٌ كَانَ اِذَا لَاحٰى يُدْعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ فَاَنْشَاَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْٓءِ الْفِتَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ اِنَّهٗ صُوِّرَتْ لِيْ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰى رَاَيْتُهُمَا دُوْنَ الْحَآئِطِ

بارش کے برسنے کی جگہوں میں لے جائے گا وہ فتنوں سے دین کو بچانے کے لئے بھاگے گا۔

باب فتنوں سے پناہ مانگنا

٦٦٦٦ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات پوچھے حتی کہ انہوں نے سوالات کرنے میں مبالغہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا تم کسی چیز کے متعلق مجھ سے نہ پوچھو گے مگر میں تمہارے سامنے اس کا جواب بیان

marfat.com

Marfat.com

قَالَ قَتَادَةُ يُذْكَرُ هٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَقَالَ عَبَّاسٌ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَاْسَهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ يَبْكِيْ وَقَالَ عَآئِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوْٓءِ الْفِتَنِ اَوْ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْٓءِ الْفِتَنِ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ

کروں گا۔ میں اپنے دائیں بائیں دیکھنے لگا تو ہر آدمی اپنا سر اپنے کپڑے میں لپیٹے ہوئے رو رہا ہے۔ ایک آدمی نے کلام شروع کیا جب وہ کسی سے جھگڑ پڑتا تو اس کو اس کے باپ کے غیر کی طرف بلایا جاتا تھا۔ اُس نے عرض کیا یا نبی اللہ! میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حُذافہؓ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کلام شروع کیا اور کہا ہم اللہ کے ساتھ اس کے رب ہونے سے راضی ہیں اور اسلام کے دین ہونے سے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسُول ہونے سے راضی ہیں۔ ہم فتنوں کی بُرائی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خیر و شر میں آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا میرے سامنے جنّت و دوزخ کی صورت پیش کی گئی یہاں تک کہ میں نے ان کو دیوار کے پاس دیکھا۔ قتادہ نے کہا یہ حدیث شریف اس آیت کریمہ اے ایمان والو اشیاء سے متعلق سوالات نہ کرو اگر تمہارے لئے ظاہر کئے گئے تو تمہیں بُرے معلوم ہوں گے کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے۔ عباس نرسی نے کہا ہمیں یزید بن زُریع نے سعید اور قتادہ کے طریق سے خبر دی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا اور کہا ہر آدمی اپنا سر اپنے کپڑے میں لپیٹ کر رو رہا تھا۔ اور ہر آدمی بُرے فتنوں سے اللہ کی پناہ لے رہا تھا یا کہتا تھا اَعوذ باللہ من سوءِ الفتن، میں بُرے فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ امام بخاری نے کہا مجھے خلیفہ نے کہا یزید بن زُریع، سعید بن ابی عروبہ اور معتمر نے اپنے باپ سے انہوں نے قتادہ سے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی۔ اور عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ سُوْٓءِ الْفِتَنِ، کہا۔

marfat.com
Marfat.com

حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ وَّمُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الْفِتَنِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفِتْنَةُ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

٦٦٦٧ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَامَ اِلٰى جَنْبِ الْمِنْبَرِ فَقَالَ اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ اَوْ قَالَ قَرْنُ الشَّمْسِ

: ابن بطال نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ باب اس شخص کے رد میں ذکر کیا جو کہتا ہے کہ اللہ سے فتنوں کا سوال کرنا چاہیئے کیونکہ اِن میں منافقین کا قلع قمع ہوتا ہے اس نے اس بارے میں غیر مرفوع حدیث بھی ذکر کی لیکن صحیح امر اس کے خلاف ہے، چنانچہ ابو نُعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث ذکر کی جس کے یہ الفاظ ہیں "لَا تَكْرَهُوا الْفِتْنَةَ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّهَا تُبِيْرُ الْمُنَافِقِيْنَ" آخر زمانہ میں فتنوں کو بُرا نہ کہو کیونکہ وہ منافقوں کو ہلاک کرتے ہیں لیکن یہ حدیث ضعیف اور مجہول ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سوال پوچھنے سے منع فرمایا ہے منافق حضور سے بکثرت سوال کرتے تھے ان کا مقصد آپ کو عاجز کرنا تھا ان کے زعم فاسد کا قلع قمع کرنے کے لئے فرمایا جو چاہے پوچھو اور حضور نے غصہ کی حالت میں فرمایا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوالات کو بُرا سمجھا ہے اور مسلمانوں نے بھی زیادہ سوالات کو اچھا نہ جانا تو انہیں یہ توقع ہوئی کہ ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا تو وہ اس خوف سے رونے لگے۔ اپنے باپ سے سوال کرنے والے شخص کے جواب میں فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے ایک روایت میں قیس بن حذافہ مذکور ہے لیکن معروف یہ ہے کہ سائل عبداللہ بن حذافہ تھا قولہ وقال یعنی انس نے کہا ہر آدمی جو وہاں تھا اس حال میں کہ وہ اپنے کپڑے سے سر کو لپیٹے ہوئے تھے قولہ وقال عائذًا

marfat.com

Marfat.com

٦٦٦٨ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

یعنی ہر آدمی نے کہا اس حال میں کہ وہ برے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا تھا یا کہتا تھا اعوذ باللہ،، راوی کو شک ہے اس کی مکمل تفصیل حدیث ع ۹۰ ج ۱ اور حدیث ع ۶۸۷۳ ج ۹ کی شرح میں دیکھیں۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فتنہ مشرق کی جہت سے ہوگا

٦٦٦٧ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور منبر کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا فتنہ اس طرف ہے فتنہ اس طرف ہے جس جگہ سے شیطان کا سینگ نکلے گا یا قرنِ شمس فرمایا۔

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ٦٦٦٨ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپ مشرق کی طرف متوجہ تھے۔ فرماتے تھے فتنہ اس طرف ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

شرح : داؤدی نے کہا درحقیقت شیطان کے دو سینگ ہیں۔ ہروی ٦٦٦٧ ٦٦٦٨ نے کہا اس کے سر کے دو کنارے قرن ہیں۔ بعض نے کہا یہ ایک مثال ہے یعنی اس وقت شیطان حرکت کرے گا اور اپنا تسلط جما لے گا۔ قرن بمعنی قوت بھی کہا گیا ہے یعنی اس طرف شیطان کی قوت ظاہر ہوگی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اس لئے اشارہ کیا کہ اس وقت مشرق والے کافر تھے آپ نے خبر دی کہ فتنہ اس طرف سے اُٹھے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جمل و صفین کی جنگیں اسی طرف لڑی گئیں پھر نجد اور عراق کی زمین میں خوارج ظاہر ہوئے تمام فتنوں سے بڑا فتنہ جو تمام فتنوں کی کنجی ہے وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قتل تھا اس سے حضور ڈرایا کرتے تھے اور اس کے وقوع سے پہلے ہی خبردار کیا تھا یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت ہے۔ روافض کا فتنہ مراد لینا بعید نہیں کیونکہ انہوں نے مشرق کے شہروں خراسان

marfat.com
Marfat.com

۶۶۶۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

۶۶۶۷۰ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ بَيَانٍ عَنْ وَبْرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَرَجَوْنَا اَنْ يُحَدِّثَنَا حَدِيْثًا حَسَنًا قَالَ فَبَادَرَنَا اِلَيْهِ رَجُلٌ

اور عراق پر غلبہ حاصل کیا اور لوگوں کو گمراہ کیا۔

۶۶۶۹ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا : اے اللہ ہمارے شام میں برکت فرما اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت فرما صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اور ہمارے نجد میں فرمایا اے اللہ! ہمارے شام میں برکت فرما ہمارے یمن میں برکت فرما صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اور ہمارے نجد میں میرا گمان ہے کہ تیسری بار فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

۶۶۶۹ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ھناک" سے نجد کی طرف اشارہ کیا اور نجد میں مشرق ہے۔ خطابی نے کہا نجد مدینہ منورہ سے مشرق کی جانب ہے جو لوگ مدینہ منورہ میں رہنے والے ہیں ان کا نجد عراق کے دیہات ہیں۔ یہ مدینہ منورہ والوں کا مشرق ہے۔ نجد اونچی زمین کو کہتے ہیں جبکہ پست زمین کو غور کہا جاتا ہے۔ تہامہ سارے کا سارا غور ہے فتنے مشرق کی جانب سے نکلیں گے ادھر سے یاجوج وماجوج نکلیں گے دجال بھی ادھر سے آئے گا کعب نے کہا وہاں سخت بیماری ہے اور وہ دین کی ہلاکت ہے عینی نے مہلب سے نقل کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مشرق کے لئے دعا نہیں فرمائی

marfat.com

Marfat.com

فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِّثْنَا عَنِ الْقِتَالِ فِي الْفِتْنَةِ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا الْفِتْنَةُ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ اِنَّمَا كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ الدُّخُوْلُ فِيْ دِيْنِهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ بِقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ

تاکہ وہ شر میں کمزور ہو جائیں جو شیطانی فتنوں کے غلبہ کے باعث مشرق کی جہت (نجد) میں رکھی گئی ہے۔

ترجمہ : سعید بن جُبیر نے کہا ہمارے پاس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے

٦٦٧٠ — ہمیں یہ امید تھی کہ ہم سے اچھی حدیث بیان کریں گے سعید نے کہا ایک آدمی ہم سے بہت جلد ان کی طرف گیا اور کہا یا ابا عبدالرحمٰن ہم سے فتنہ کے زمانہ میں جنگ کرنے کی خبر بیان کریں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُن سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ پایا جائے فرمایا کیا تو جانتا ہے فتنہ کیا شئی ہے: "تیری ماں تجھے گم پائے"، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں سے جنگ کرتے تھے جبکہ اُن کے دین میں داخل ہونا فتنہ تھا تمہاری طرح ملک گیری کے لئے جنگ نہ تھی۔

شرح : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے یہ تھی کہ فتنہ کے زمانہ

٦٦٧٠ — میں مسلمانوں کا آپس میں جنگ کرنا جائز نہیں اگرچہ واضح ہو جائے کہ ایک فرقہ حق پر ہے اور دوسرا باطل پر ہے۔ اس لئے عبداللہ بن عمر سے ایک آدمی نے پوچھا کہ آپ جنگ میں شریک کیوں نہیں ہوتے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اُن سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ پایا جائے" عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو جواب دیا تیری ماں تجھے گم پائے اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ نہیں جو تو نے سمجھا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ کفر نہ رہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں سے جنگ کرتے تھے۔ آیت کریمہ میں "فتنہ" سے مراد کفر ہے۔ یعنی حضور کی جنگ کفر ختم کرنے کے لئے تھی اور تمہاری جنگ ملک گیری کے لئے ہے اور لوگوں میں فساد برپا کرنے کے لئے ہے ایسی جنگ مشروع نہیں اس لئے میں جنگ میں شریک نہیں ہوتا۔

قولہ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ "تیری ماں تجھے گم پائے اگرچہ بظاہر یہ بددعاء ہے لیکن بددُعاء مقصود نہیں

(حدیث ٤٣٢٥ ج ٥ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ الْفِتْنَةِ الَّتِیْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ خَلَفِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَمَثَّلُوْا بِهٰذِهِ الْاَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ قَالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ ؎

اَلْحَرْبُ اَوَّلُ مَاتَكُوْنُ فَتِيَّةً ۞ تَسْعٰى بِزِيْنَتِهَا لِكُلِّ جَهُوْلِ

حَتّٰى اِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا ۞ وَلَّتْ عَجُوْزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيْلِ

شَمْطَاءَ تُنْكَرُ لَوْنُهَا وَتَغَيَّرَتْ ۞ مَكْرُوْهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيْلِ

۶۶۷۱ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيْقٌ قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا

باب وہ فتنہ جو دریا کی لہروں کی طرح موجزن

سفیان بن عیینہ نے خلاف بن حوشب سے روایت کرتے ہوئے کہا لوگ فتنوں کے زمانہ میں ان شعروں کو پڑھنا پسند کرتے تھے امرؤالقیس نے کہا ؎ جنگ پہلے نوجوان لڑکی ہوتی ہے کہ اپنی زینت اور آرائش کے ساتھ ہر نادان کے لئے دوڑتی ہے حتیٰ کہ جب مشتعل ہوجاتی ہے اور اس کے شعلے بھڑک اُٹھتے ہیں۔ وہ پیٹھ پھیر جاتی ہے جیسے بیوہ بڑھیا پھرتی ہے جو سفید سیاہ بالوں والی ہو اس کا رنگ بُرا لگتا ہے اور متغیر ہوجاتی ہے۔ سونگھنے اور بوسہ لینے والے کے لئے مکروہ ہوجاتی ہے (یہ جنگ کی مثال ہے شروع شروع میں بہت اچھی معلوم ہوتی ہے آخر میں اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ بُری ہوجاتی ہے۔

ترکیب : فَتِيَّةً مرفوع خبر ہے اور حرب مبتدا اور "اول ماتکون" اس سے بدل ہے ما مصدریہ اور کان تامہ ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے اول کونہا اور فتیۃ اس کی خبر ہے۔ یعنی لڑائی پہلے جوان ہوتی ہے۔

۶۶۷۱ــــ ترجمہ : شقیق نے بیان کیا میں نے حذیفہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک دفعہ

marfat.com

Marfat.com

نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ عُمَرَ اِذْ قَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قَالَ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَلَدِهٖ وَجَارِهٖ يُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ لَيْسَ عَنْ هٰذَا اَسْأَلُكَ وَلٰكِنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ بَأْسٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ عُمَرُ اَيُكْسَرُ الْبَابُ اَمْ يُفْتَحُ قَالَ بَلْ يُكْسَرُ قَالَ عُمَرُ اِذَنْ لَا يُغْلَقَ اَبَدًا قُلْتُ اَجَلْ قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ اَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَا اَعْلَمُ اَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ وَذٰلِكَ حَدَّثْتُهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ فَهِبْنَا اَنْ نَّسْأَلَهٗ مَنِ الْبَابُ فَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهٗ فَقَالَ مَنِ الْبَابُ قَالَ عُمَرُ

ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اچانک کہا تم میں سے کون ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فتنہ کے متعلق ارشاد یاد رکھتا ہے۔ حذیفہ نے کہا آدمی کا اپنے گھر مال و اولاد اور اس کے ہمسایا میں مبتلا ہونے کو نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مٹا دیتے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا میں اس سے سوال نہیں کرتا ہوں لیکن وہ فتنہ جو دریا کی لہروں کی طرح موجزن ہو حذیفہ نے کہا اے امیر المؤمنین تم پر اس کا خوف نہیں بے شک اس کے اور تمہارے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ عمر فاروق نے کہا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا اسے کھولا جائیگا؟ حذیفہ نے کہا بلکہ توڑا جائے گا عمر فاروق نے کہا پھر اس وقت وہ کبھی بند نہ ہوگا میں نے کہا جی ہاں! ہم نے حذیفہ سے کہا کیا عمر فاروق دروازہ کو جانتے تھے؟ حذیفہ نے کہا جی ہاں! جیسے میں جانتا ہوں کہ کل سے پہلے رات ہے اور یہ اس لئے کہ میں نے ان کو ایسی حدیث کی خبر دی ہے جو اغلوطہ نہیں ہے ہم ڈرے کہ حذیفہ سے پوچھیں دروازہ کون ہے تو ہم نے مسروق سے کہا انہوں نے پوچھا کہ دروازہ کون ہے؟ حذیفہ نے کہا وہ عمر فاروق ہیں رضی اللہ عنہ۔

(حدیث ۵۰۴ ج ۱ کی شرح میں مفصل بیان ہے)

marfat.com
Marfat.com

٦٦٧٢ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِينَةِ لِحَاجَةٍ وَخَرَجْتُ فِي أَثَرِهِ فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلَى بَابِهِ وَقُلْتُ لَأَكُونَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَأْمُرْنِي فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَى حَاجَتَهُ وَجَلَسَ عَلَى قُفِّ الْبِئْرِ وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ فَوَقَفَ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ قَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَاءَ عَنْ يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا

٦٦٧٢ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے مدینہ منورہ کے باغات سے ایک باغ کی طرف نکلے میں بھی آپ کے پیچھے نکلا جب حضور باغ میں داخل ہوئے تو میں دروازہ پر بیٹھ گیا اور "دل میں" کہا میں آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چوکیدار ہوں گا حالانکہ آپ نے مجھے حکم نہیں دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاء حاجت کی اور کنوئیں کی منڈھیر پر بیٹھ گئے اور دونوں پنڈلیاں سے کپڑا کھولا اور ان کو کنوئیں میں لٹکا دیا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت طلب کی تاکہ باغ میں داخل ہوں میں نے کہا یہیں ٹھہریئے میں تمہارے لئے اجازت حاصل کرلوں وہ ٹھہر گئے اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ابوبکر صدیق آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی دو وہ داخل ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

فِي الْبِئْرِ فَجَاءَ عُمَرُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ اَسْتَاْذِنُ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجَآءَ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَشَفَ
عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ فَامْتَلَاءَ الْقُفُّ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَجْلِسٌ ثُمَّ
جَاءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ كَمَا أَنْتَ حَتّٰى اَسْتَأْذِنَ لَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ مَعَهَا بَلَاءٌ يُصِيْبُهُ فَدَخَلَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَهُمْ مَجْلِسًا
فَتَحَوَّلَ حَتّٰى جَاءَ مُقَابِلَهُمْ عَلٰى شَفَةِ الْبِئْرِ فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ثُمَّ دَلَّاهُمَا
فِي الْبِئْرِ فَجَعَلْتُ اَتَمَنّٰى اَخَالِيْ وَاَدْعُوا اللّٰهَ اَنْ يَّاْتِيَ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ
فَتَاَوَّلْتُ ذٰلِكَ قُبُوْرَهُمُ اجْتَمَعَتْ هٰهُنَا وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ

کی دائیں جانب سے آکر اپنی دونوں پنڈلیوں کو برہنہ کیا اور انہیں کنوئیں میں لٹکا دیا پھر عمر فاروق آئے میں نے کہا یہیں ٹھہریں حتیٰ کہ میں تمہارے لئے اجازت حاصل کرلوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی دی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب سے آئے اور دونوں پنڈلیوں کو کھولا اور انہیں کنوئیں میں لٹکایا اس وقت کنوئیں کی منڈھیر بھر گئی اس میں بیٹھنے کی جگہ نہ رہی۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے کہا یہیں ٹھہریں حتیٰ کہ میں آپ کے لئے اجازت حاصل کروں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اجازت دو اور ساتھ ہی انہیں جنت کی خوشخبری بھی دو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب سے آئے اور دونوں پنڈلیوں کو کھولا اور انہیں کنوئیں میں لٹکایا اس وقت کنوئیں کی منڈھیر بھر گئی اس میں بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے کہا یہیں ٹھہریں حتیٰ کہ میں آپ کے لئے اجازت حاصل کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں اجازت دو اور ساتھ ہی انہیں جنت کی خوشخبری بھی دو اس کے ساتھ مصیبت ہوگی جو انہیں پہنچے گی، چنانچہ وہ تشریف لائے اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ نہ پائی تو وہاں سے پھر گئے حتیٰ کہ اُن کے سامنے کنوئیں کے کنارے پر آئے اور اپنی دو پنڈلیوں کو کھولا پھر انہیں کنوئیں میں لٹکایا میں اپنے بھائی کے لئے خواہش کرتا تھا اور اللہ سے دعا کرتا تھا کہ وہ آجائے۔ ابن مسیب نے کہا میں نے یہ ان کی

marfat.com
Marfat.com

۶۶۷۳ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ قِيلَ لِأُسَامَةَ أَلَا تُكَلِّمُ هٰذَا قَالَ قَدْ كَلَّمْتُهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَحَ لَكَ بَابًا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَفْتَحُهُ وَمَا أَنَا بِالَّذِي أَقُولُ لِرَجُلٍ بَعْدَ أَنْ يَكُونَ أَمِيرًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَنْتَ خَيْرٌ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُجَاءُ

قبروں سے تاویل کی جو یہاں ایک جگہ ہوں گی اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ اُن سے علیحدہ ہوں گے۔

۶۶۷۲ — شرح : اس حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا عثمان کو جنت کی خوشخبری کے ساتھ مصیبت کا ذکر بھی کردو جو سمندر کی لہروں کی طرح موجزن ہوگی۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمان کے قتل ہونے کا معاملہ ذکر کیا اور جو کچھ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہُوا وہ ذکر نہیں کیا کیونکہ عثمان کا معاملہ صرف قتل تک محدود نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ امامت سے معزول ہو جانے کا بھی مطالبہ تھا پھر لوگوں کا گھر کے اندر حرم سرائے میں داخل ہو جانا اور حضرت عثمان کی طرف بُرے امور کی نسبت کرنا وغیرہ وغیرہ بھی شامل تھے۔ یہ وہ امور ہیں جن کا عثمان نے سامنا کرنا تھا اور حضور نے پہلے ہی ان کی خبر کر دی۔ ترمذی میں ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عثمانِ غنی سے فرمایا لوگ تم سے خلعتِ امامت اُتارنا چاہیں گے۔ ان کے کہنے پر یہ اقدام نہ کرنا۔ جس باغ میں حضور تشریف لے گئے یہ وہی باغِ اریس ہے جس میں حضرت عثمان سے انگوٹھی گر گئی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ خود بخود دربان مقرر ہو گئے حالانکہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے دربان مقرر کیا اس کا جواب یہ ہے کہ ابو موسیٰ نے پہلے خود بخود ہی اپنے آپ کو دربان تصوّر کیا تھا لیکن جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی اور حضور نے پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھا رکھا تھا تو ابو موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ کسی کو بدون اجازت اندر نہ آنے دیں۔ کرمانی نے کہا کنوئیں کے اردگرد منڈھیر کو قف کہتے ہیں قولہ فتاولت الخ یعنی اس کیفیّت کی تاویل یہ کی کہ یہ دونوں حضرات ابو بکر و عمر حضور کے پہلو ہی میں دفن ہوں گے اور حضور کی معیّت اختیار کریں گے جو تمام زمین سے اعلیٰ اور اشرف زمین کا ٹکڑا ہے۔ محض دائیں بائیں بیٹھنے کی بات نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ان کے سامنے بیٹھنے کی تاویل یہ تھی کہ وہ جنت البقیع

marfat.com
Marfat.com

بِرَجُلٍ فَيُطْرَحُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيُطِيفُ بِهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ أَيْ فُلَانُ أَلَسْتَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ فَيَقُولُ إِنِّي كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آفْعَلُهُ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَآفْعَلُهُ

ترجمہ : سُلیمان سے روائت ہے کہ ابو وائل نے کہا اُسامہ بن زید سے کہا گیا کہ تم اس مدعثمان غنی ،، سے گفتگو نہیں کرتے ہو اُسامہ نے کہا میں نے اُن سے گفتگو کی ہے ماسوا اِس کے کہ میں فتنہ کا دروازہ کھولوں کہ فتنہ کا دروازہ کھولنے والا پہلا شخص میں ہوں میں وہ شخص نہیں کہ کسی آدمی کے لئے کہوں اس کے بعد وہ آدمیوں پر امیر ہو تو بہتر ہے بعد اس کے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ اس طرح پیسے گا جس طرح گدھا اپنی چکی پیستا ہے پھر دوزخی اس کے اردگرد جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں کیا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتا تھا وہ کہے گا میں امر بالمعروف ضرور کرتا تھا لیکن خود عمل نہ کرتا تھا اور نہی عن المنکر بھی کرتا تھا لیکن خود اس کو کرتا تھا (اپنے قول پر عمل نہ کرتا تھا یہ اس کی سزا مل رہی ہے)

٦٦٧٣ —

شرح : یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مادر زاد بھائی ولید بن عقبہ نے شراب پیا تھا اس پر حدّ خمر قائم کرنے میں حضرت عثمان نے کچھ توقف اس لئے کہ اس کی تحقیق مکمل نہ ہوئی تھی اس تاخیر میں لوگوں میں کچھ شبہات پیدا ہو گئے تھے اس لئے کسی نے حضرت اُسامہ بن زید جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے سے کہا کہ لوگوں میں ولید بن عقبہ کے بارے میں باتیں ہو رہی ہیں یہ بھی فتنہ کا سبب ہے کیا آپ اس کو فرو کرنے کے لئے عثمان سے گفتگو نہیں کرتے ہیں۔ حضرت اُسامہ نے کہا میں نے حضرت عثمان سے اس کے متعلق بات کی ہے اور مصلحت و ادب و احترام اور رازداری کے طور پر بات کی ہے۔ ایسے گفتگو نہیں کی جس سے فتنہ بھڑک اُٹھے اور میں نہیں چاہتا کہ سب سے پہلے فتنہ اُٹھانے والا میں ہوں دراصل حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ اس شخص پر خوف محسوس کرتے تھے جو لوگوں پر حاکم ہو اگرچہ دو شخصوں پر ہی اس کی حکومت ہو کہ اس پر اپنی رعیت کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے پھر میں تقصیر ہو جانے سے بھی بے خوف نہ تھا گویا کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کا یہ خیال تھا کہ وہ کسی پر حکومت کرنا نہیں چاہتے ہیں اسی لئے کہا

marfat.com
Marfat.com

باب ۶۶۷۴ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِیَ اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ اَيَّامَ الْجَمَلِ لَمَّا بَلَغَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ فَارِسَ مَلَّكُوْا ابْنَةَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا اَمْرَهُمُ امْرَأَةً

میں کسی امیر اور حاکم کے متعلق یہ نہیں کہوں گا کہ وہ لوگوں میں اچھا شخص ہے غائث مافی الباب یہ ہے کہ وہ پوری پوری نجات پا سکتا ہے جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا امارت و خلافت کے حقوق جو میں نے سرانجام دیئے ہیں یہ میرا فریضہ تھا جس کو میں نے ادا کیا ہے یہ میرے لئے نہ نافع ہے اور نہ نقصان دہ ہے یہ میری ڈیوٹی تھی جس کو پورا کیا ہے اس میں نہ میرا نفع ہے اور نہ نقصان ہے۔ اس حدیث میں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کی مناسبت یہ ہے کہ ولید بن عقبہ کے بارے میں حضرت عثمان سے گفتگو کرنے سے سکوت میں لوگوں میں شبہات پیدا ہو گئے تھے اُن سے براءت حاصل کرنے کے لئے ان کا ذکر کیا ہے کہ اسامہ نے کہا میں نے رازداری اور بتقاضاء ادب و احترام ضرور بات کی ہے لیکن اگر علانیہ طور پر عثمان سے ایسی بات کروں تو ادب و احترام کے پامال ہونے کے ساتھ فتنے کے اُبھرنے کا بہت خوف تھا پھر لوگوں کو واضح کر دیا کہ وہ حق بات کہنے میں سستی و مداہنت نہیں کرتے ہیں اگرچہ وہ امیر ہو بلکہ رازداری کے ساتھ اس سے بھلائی کرنے میں پوری کوشش کرتے ہیں۔ (حدیث ۳۰۵۴ ج ۵) کی شرح دیکھیں)

باب ۶۶۷۴ —

ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے جنگ جمل کے زمانہ میں ایک کلمہ کے سبب نفع پہنچایا (وہ کلمہ یہ ہے) جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو بادشاہ مقرر کیا ہے تو فرمایا وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنے امور کا مالک عورت کو بنایا ہے (عورت کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا ہے)

شرح ۶۶۷۴ —

: اسلام میں جنگ جمل بہت بڑا فتنہ ہے۔ یہ جنگ حضرت علی المرتضیٰ اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہوئی تھی اس کو جمل اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں اسی مناسبت سے یہ حدیث یہاں ذکر کی ہیں۔ فارسیوں نے اپنے بادشاہ کسریٰ کی موت کے بعد اس کی لڑکی کو اپنا بادشاہ بنایا تھا۔ یہ کسریٰ نوشیروان بن پرویز بن ہرمز ہے۔ اس کی بیٹی کا نام بُوران ہے وہ

marfat.com
Marfat.com

۶۶۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا اَبُوْمَرْيَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ الْاَسَدِيُّ قَالَ لَمَّا سَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ اِلَى الْبَصْرَةِ بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ وَحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَدِمَا عَلَيْنَا الْكُوْفَةَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَوْقَ الْمِنْبَرِ فِيْ اَعْلَاهُ وَقَامَ عَمَّارٌ اَسْفَلَ مِنَ الْحَسَنِ فَاجْتَمَعْنَا اِلَيْهِ فَسَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُوْلُ اِنَّ عَائِشَةَ قَدْ سَارَتْ اِلَى الْبَصْرَةِ وَاللّٰهِ اِنَّهَا لَزَوْجَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اِبْتَلَاكُمْ لِيَعْلَمَ اِيَّاهُ تُطِيْعُوْنَ اَمْ هِيَ

صرف ڈیڑھ برس بادشاہ رہی اس حدیث سے جمہور نے استدلال کیا کہ عورت کو قاضی بنانا جائز نہیں بعض مالکیہ جواز کے قائل ہیں۔ طبری نے جمہور کی مخالفت کرتے ہوئے کہا جس میں عورت کی شہادت مقبول ہے اس میں عورت قضاء کر سکتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کبھی کامیاب نہ ہوگی جس نے عورت کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہو۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس سے میں نے جانا کہ اصحاب جمل کامیاب نہ ہوں گے (حدیث ۴۱۲۴ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابومریم عبداللہ بن زیاد اسدی نے کہا جب طلحہ، زبیر اور ام المؤمنین

۶۶۷۵ عائشہ رضی اللہ عنہم بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عمار بن یاسر اور حسن بن علی کو بھیجا وہ کوفہ میں ہمارے پاس آئے عمار بن یاسر منبر پر چڑھے جبکہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما منبر کے اوپر والے حصہ پر تھے اور عمار بن یاسر حسن بن علی سے نیچے کی سیڑھی پر تھے ہم اُن کے ارد گرد جمع ہو گئے پھر میں نے عمار کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ام المؤمنین عائشہ بصرہ کی طرف روانہ ہو گئی ہیں اور خُدا کی قسم وہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا اور آخرت میں بیوی ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم کو مبتلا کیا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ تم حضرت علی کی اطاعت کرتے ہو یا ام المؤمنین کی اطاعت کرتے ہو۔

marfat.com
Marfat.com

۶۶۷۵ شرح : اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا تھا۔ اس وقت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھیں جب انہیں قتل کی خبر پہنچی تو انہوں نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عثمان کے قتل کا قصاص لیا جائے اس پر لوگوں کو اُبھارا لوگوں نے آپ کی موافقت کی اور سب کی رائے بصرہ کی طرف روانہ ہونے پر طے پائی پھر چھتیس ہجری میں ایک ہزار سوار مکہ اور مدینہ منورہ سے نکلے اور ان کے ساتھ اور بھی لوگ لاحق ہوتے گئے یہاں تک کہ وہ تیس ہزار ہو گئے ام المومنین رضی اللہ عنہا اپنے اونٹ نامی عسکر پر سوار تھیں جسے قبیلہ عُربینہ کے ایک آدمی یعلی بن امیہ نے دوسو دینار سے خرید کر کے ام المومنین کو دیا تھا اس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں تھے جب انہیں یہ خبر پہنچی تو وہ چار ہزار کا لشکر لے کر نکلے جن میں چار سو وہ حضرات تھے جنہوں نے حدیبیہ میں درخت کے نیچے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور آٹھ سو انصار تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے صاحبزادے حسن بن علی اور عمار بن یاسر کو کوفہ میں بھیجا وہ کوفہ آکر جامع مسجد کے منبر پر چڑھے جبکہ حسن بن علی اوپر والی سیڑھی پر اور عمار بن یاسر اُن سے نیچے والی سیڑھی پر تھے؛ کیونکہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما خلیفہ کے صاحبزادے اور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے۔ عمار نے کہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی طرف روانہ ہو چکی ہیں اور وہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا اور آخرت میں بیوی ہیں اس سے عمار کا مقصد یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں اگرچہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا یہ اقدام کچھ اچھا نہیں اور وہ اس اقدام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت سے خارج نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں امتحان میں مبتلا کیا ہے کہ ان دونوں میں سے کس کی اطاعت کرتے ہو اس جملہ میں عمار ابن یاسر نے یہ اشارہ کیا کہ تم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرو؛ کیونکہ وہ امیر المؤمنین ہیں جن کی اصولی طور پر اطاعت واجب ہے اور ام المومنین رضی اللہ عنہا اگرچہ عظیم شخصیت ہیں اور دُنیا و آخرت میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقہ ہیں لیکن وہ مومنوں کی امیر نہیں ہیں اس لئے ان کی اطاعت تم پر واجب نہیں اس لئے کہا "لیعلم ایاہ تطیعون ام ھی" تاکہ ظاہر ہو جائے کہ تم علی کی اطاعت کرتے ہو یا ام المؤمنین کی موافقت کرتے ہو

سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جنگِ جمل کی طرف اشارہ

جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا تین ہزار سواروں کی معیت میں مکہ مکرمہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئیں اور یہ عسکر، نامی اونٹ پر سوار تھیں جبکہ آپ کے ساتھ زبیر بن عوام اور طلحہ بھی تھے جب راستہ میں بنو عامر کے ایک تالاب پر ٹھہریں تو کتوں نے آپ کے پاس بھونکنا شروع کیا۔ ام المؤمنین نے فرمایا یہ کونسا مقام ہے؟ لوگوں نے کہا "یہ حوأب" ہے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہم سے فرمایا تھا

marfat.com

Marfat.com

۶۶۷۶ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَیْم عَنِ ابْنِ غَنِیَّۃَ عَنِ الْحَکَمِ
عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَامَ عَمَّارٌ عَلٰی مِنْبَرِ الْکُوْفَۃِ فَذَکَرَ عَائِشَۃَ وَذَکَرَ مَسِیْرَھَا
وَقَالَ اِنَّھَا زَوْجَۃُ نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَلٰکِنَّھَا مِمَّا
اُبْتُلِیْتُمْ

اے بیبیو! تم میں سے ایک بی بی کا حال کیسا ہوگا جس کے پاس حُوآب کے کُتے بھونکیں گے۔ بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیویوں سے فرمایا تم میں سے کون اونٹ والی ہے جو باہر نکلے گی حتیٰ کہ حُوآب کے کُتے اس پر بھونکیں گے۔ بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بیویوں سے فرمایا تم میں سے کون اونٹ والی ہے جو باہر نکلے گی حتیٰ کہ حُوآب کے کُتے اس پہ بھونکیں گے اس کے دائیں اور بائیں بہت لوگ قتل ہوں گے پھر وہ نجات پائیں گی ام المؤمنین کے سفر کی خبر علی المرتضیٰ کو پہنچی تو وہ چھتیس ہجری کے ربیع الاوّل کے آخر میں نو سو سوار لے کر نکلے جب بصرہ پہنچے تو قیس بن عباد اور عبداللہ بن کوآء نے اُن سے کہا ہمیں بتائیں کہ آپ یہاں کس لئے آئے ہیں حضرت علی نے طویل کلام کیا اور طلحہ اور زبیر کو ذکر کیا کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں میری بیعت کی ہے اور بصرہ میں میری مخالفت کی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے لشکروں میں جمادی الاٰخرہ کے نصف میں مقابلہ شروع ہوا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا لشکر بیس ہزار افراد پہ مشتمل تھا جبکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے لشکر کی تعداد تیس ہزار تھی۔ زہری نے کہا میں نے اس جیسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا اس میں بڑے بڑے شہسوار بہادر قتل ہوئے جنگ کے دوران زبیر بن عوام لشکر سے باہر نکل گئے جبکہ حضرت علی المرتضیٰ نے ان کو یاد دلایا کہ اے زبیر تو علی کے سامنے نیزے کھڑے گا اور جب وادی السباع میں پہنچے تو ایک شخص نے جس کے پاس وہ ٹھہرے ہوئے تھے ان کو نماز کی حالت میں قتل کر دیا اسی طرح طلحہ بھی حضرت علی کی یاد داشت سے لشکر کے کونے میں چلے گئے وہاں انہیں اپنے ہی لشکر میں سے کسی نے تیر مارا تو ان کو بصرہ لے گئے لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے اور داعی اجل کو لبیک کہا۔ بتایا جاتا ہے کہ ام المؤمنین کے لشکر سے تیرہ ہزار قتل ہوئے جبکہ اصحاب علی سے صرف ایک ہزار قتل ہوئے۔ ایک روائت کے مطابق اہل بصرہ سے دس ہزار اور کوفہ والوں سے پانچ ہزار قتل ہوئے (اس کی تفصیل تنویر الابصار ترجمہ نور الابصار میں دیکھیں)

قولہ لِیَعْلَمَ ،، معروف کا صیغہ ہے تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ ازل و ابد میں ہر شئی جانتا ہے اس کے علم سے کوئی شئی باہر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد علم ظہور ہے یعنی تاکہ یہ ظاہر ہو جائے

marfat.com
Marfat.com

۶۶۷۷ — حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ
اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ یَقُوْلُ دَخَلَ اَبُوْمُوْسٰی وَاَبُوْمَسْعُوْدٍ
عَلٰی عَمَّارٍ حَیْثُ بَعَثَهٗ عَلِیٌّ اِلٰی اَهْلِ الْکُوْفَةِ یَسْتَنْفِرُهُمْ فَقَالَا وَمَا رَاَیْنَاكَ اَتَیْتَ
اَمْرًا اَکْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ اِسْرَاعِكَ فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ مُنْذُ اَسْلَمْتَ فَقَالَ
عَمَّارٌ مَا رَاَیْتُ مِنْكُمَا مُنْذُ اَسْلَمْتُمَا اَمْرًا اَکْرَهُ عِنْدِیْ مِنْ اِبْطَائِكُمَا عَنْ
هٰذَا الْاَمْرِ وَکَسَاهُمَا حُلَّةً حُلَّةً ثُمَّ رَاحُوْا اِلَی الْمَسْجِدِ

۶۶۷۸ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ
عَنْ شَقِیْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ وَاَبِیْ مُوْسٰی
وَعَمَّارٍ فَقَالَ اَبُوْمَسْعُوْدٍ مَّا مِنْ اَصْحَابِكَ اَحَدٌ اِلَّا لَوْشِئْتُ لَقُلْتُ فِیْهِ

کہ تم کس کی اطاعت کرتے ہو؛ البتہ اس جملہ میں ضمیر میں کلام ہے کہ چاہیئے تھا یوں کہا جاتا لیعلم ایاہ تطیعون ام ایاھا لیکن ضمائر ایک دوسری جگہ استعمال ہوتی رہتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم!

۶۶۷۷ — ترجمہ : ابووائل سے روایت ہے کہ حضرت عمار کوفہ کے منبر پر کھڑے ہوئے اور ام المؤمنین عائشہ کو ذکر کیا اور اُن کا روانہ ہونا بھی ذکر کیا

اور کہا وہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا اور آخرت میں بیوی ہیں لیکن تمہیں آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔

۶۶۷۸ — شرح : یہ حدیث ابوسریم کی حدیث کی تقویت کے لئے ذکر کی ہے کیونکہ ع۶۲۹۰ کے اسناد میں ابوحصین ہے اور وہ یہ حدیث بیان کرنے میں منفرد ہے۔ ابتلاؤ امتحان بمعنی آزمائش ہیں اس سے عمار بن یاسر کا مقصد یہ ہے کہ تم حضرت علی کی مدد کرو کیونکہ ام المؤمنین اگرچہ بلند پایہ مقام پر فائز ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا و آخرت میں رفیقۂ حیات ہیں لیکن امیر المؤمنین علی کی اطاعت تم پر لازم ہے کیونکہ وہ خلیفہ اور اولوالامر ہیں۔

۶۶۷۷ — ترجمہ : شعبہ نے بیان کیا مجھے عمرو بن مُرہ نے خبر دی کہ میں ابووائل شقیق بن سلمہ کو یہ

marfat.com
Marfat.com

غَيْرَكَ وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَعْيَبَ عِنْدِي مِنِ اسْتِسْرَاعِكَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَقَالَ عَمَّارٌ يَا أَبَا مَسْعُودٍ
وَمَا رَأَيْتُ مِنْكَ وَلَا مِنْ صَاحِبِكَ هٰذَا شَيْئًا مُنْذُ صَحِبْتُمَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْيَبَ عِنْدِي مِنْ إِبْطَائِكُمَا فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ وَ
كَانَ مُوسِرًا يَا غُلَامُ هَاتِ حُلَّتَيْنِ فَأَعْطَى إِحْدَاهُمَا أَبَا مُوسٰى وَالْأُخْرٰى عَمَّارًا
وَقَالَ رُوحَا فِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ

کہتے ہوئے سُنا کہ ابوموسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس اور ابومسعود عقبہ بن عامر بدری انصاری عمار بن یاسر کے پاس گئے جبکہ ان کو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی طرف بھیجا تھا کہ ان کو علی کی مدد کے لئے نکالیں دونوں نے کہا اے عمار جب سے تم دونوں مسلمان ہوئے ہو میں نے تمہارے اس کام میں دیر کرنے سے زیادہ مکروہ کام نہیں دیکھا پھر اُن دونوں کو ایک ایک جوڑا پہنایا اور وہ سب مسجد میں چلے گئے۔

شرح : قولہ یَسْتَنْفِرُهُمْ ، یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فوج میں شمولیت کے لئے ۶۶۷۷ — اُن سے مطالبہ کرتے تھے۔ ایک روائت کے مطابق اہل بصرہ کے خلاف اہل کوفہ کی فوج جمع کرتے تھے۔ ابوموسیٰ اور ابومسعود دونوں نے عمار سے جلدی کرنے اور تاخیر کرنے کو عمار کے اعتقاد کی نسبت معیوب جانا تھا۔ قولہ وکساھما ، یعنی ابومسعود نے عمار اور ابوموسیٰ کو ایک ایک جوڑا پہنایا۔ ابن بطال نے کہا ان کا یہ اجتماع ابومسعود انصاری کے گھر میں ہُوا تھا اور وہ بہت مال دار تھے اس لئے انہوں نے ابوموسیٰ اشعری کو اور عمار بن یاسر کو ایک ایک جوڑا پہنایا، کیونکہ عمار بن یاسر سفر کی حالت میں تھے اُنہوں نے سفر کے کپڑے پہنے ہُوئے تھے اس کے علاوہ ان کی ہیئت لڑائی کی تھی۔ ابومسعود نے عمار کی اس حالت میں ان کا مسجد جانا مکروہ خیال کیا اور یہ بھی اچھا خیال نہ کیا کہ ابوموسیٰ کی موجودگی میں عمار کو جوڑا پہنائیں اور ابوموسیٰ کو نظر انداز کر دیں اس لئے ابوموسیٰ کو بھی ایک جوڑا پہنایا چادر اور تہبند کو حُلّہ کہتے ہیں پھر وہ تینوں کوفہ کی جامع مسجد میں جمعہ پڑھنے تشریف لے گئے۔

ترجمہ : شقیق بن سلمہ نے کہا میں ابومسعود، ابوموسیٰ اور عمار بن یاسر کے پاس بیٹھا ۶۶۷۸ — ہُوا تھا تو ابومسعود نے کہا اے عمار! تیرے سوا تیرے ساتھیوں میں کوئی شخص

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا

۶۶۷۹ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوا عَلَى أَعْمَالِهِمْ

نہیں مگر میں اگر چاہوں تو اس کے بارے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے تم میں جب سے تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت اختیار کی ہے میرے نزدیک زیادہ عیب والی شئ اس امر میں تمہارے جلدی کرنے سے کوئی شئ نہیں دیکھی۔ عمار بن یاسر نے کہا اے ابا مسعود! میں نے تجھ سے اور تیرے اس ساتھی سے جب سے تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہے میرے نزدیک زیادہ عیب والی کوئی شئ اس امر میں تمہارے سستی اور دیر کرنے سے کوئی شئ نہیں دیکھی۔ ابو مسعود نے کہا جو بہت مالدار تھے اے غلام دو جوڑے لاؤ پھر اُن میں سے ایک ابو موسیٰ کو دیا اور دوسرا عمار کو دیا اور کہا تم دونوں جمعہ کی طرف جاؤ۔

باب جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرے

۶۶۷۹ــــ ترجمہ : زہری نے بیان کیا مجھے حمزہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو جو ان میں موجود ہوتے ہیں سب کو عذاب دیتا ہے پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق قیامت میں اُٹھائے جائیں گے۔

۶۶۷۹ــــ شرح : یعنی اللہ تعالیٰ جن لوگوں پر عذاب نازل کرتا ہے تو اُن میں سے نیک لوگوں کو بھی عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق قبروں سے اُٹھائے جائیں گے نیکوں کو اس کے سبب ثواب دیا جائے گا، کیونکہ وہ عذاب میں وہ عمومی طور پر مبتلا ہو گئے تھے اور دوسروں کو عذاب دیا جائے گا۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَ اللّٰهَ اَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

۶۶۸۰ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ اَبُوْمُوْسٰى وَلَقِيْتُهٗ بِالْكُوْفَةِ جَاءَ اِلٰى ابْنِ شُبْرُمَةَ فَقَالَ اَدْخِلْنِيْ عَلٰى عِيْسٰى فَاَعِظُهٗ فَكَاَنَّ ابْنَ شُبْرُمَةَ خَافَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالْكَتَائِبِ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِيَةَ اَرٰى كَتِيْبَةً لَا تُوَلِّيْ حَتّٰى تُدْبِرَ اُخْرٰيهَا قَالَ مُعَاوِيَةُ مَنْ لِذَرَارِيِّ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ اَنَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَمُرَةَ نَلْقَاهُ فَنَقُوْلُ لَهُ الصُّلْحَ قَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرَةَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ جَاءَ الْحَسَنُ فَقَالَ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ

باب سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا امام حسن کے متعلق ارشاد! یہ میرا بیٹا سردار ہے یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے سبب مسلمانوں کے دو لشکروں میں صلح کرا دے گا"

۶۶۸۰ ترجمہ : سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ابو موسیٰ اسرائیل نے مجھے خبر دی اس

marfat.com
Marfat.com

حال میں کہ میں اُن سے کرتا ملاقات کی تھی وہ عبداللہ بن شبرمہ کے پاس آئے اور کہا مجھے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے چلو میں اُن کو وعظ سناؤں گا گویا کہ عبداللہ بن شبرمہ نے اُن پر خوف محسوس کیا اور ایسا نہ کیا اُس نے کہا ہم سے حسن نے بیان کیا کہا جب حسن بن علی رضی اللہ عنہما لشکر لے کر امیر معاویہ کی طرف چلے تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ سے کہا میں لشکر دیکھ رہا ہوں یہ واپس نہ ہوگا یہاں تک کہ دوسروں کو بھگا دیگا امیر معاویہ نے کہا مسلمانوں کی اولاد کی حفاظت کون کرے گا؟ عمرو بن عاص نے کہا میں کفالت کروں گا۔ عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرہ نے کہا ہم حسن بن علی سے ملاقات کرتے ہیں اور اُن سے صلح کے متعلق کہتے ہیں حسن بصری نے کہا میں نے ابوبکرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میرا یہ بیٹا سید ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے سبب مسلمانوں کے دو لشکروں میں صلح کرا دے گا۔

شرح ۶۶۸۰ : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عامر اور عبدالرحمٰن بن سمرہ نے اقدام کیا اور امیر معاویہ سے کہا ہم امام حسن کو صلح پر آمادہ کرتے ہیں لہٰذا صلح کی ابتداء ان دو حضرات نے کی تھی لیکن کتاب الصلح میں حدیث ۲۵۲۳ ج ۴ سے ظاہر ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا تھا کہ حسن کے پاس جاؤ اور ان پر صلح پیش کرو اور ان سے بات کرو اور انہیں صلح پر آمادہ کرو، لہٰذا دونوں حدیثوں میں مخالفت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے اُن دونوں نے صلح کے لئے کہا تھا۔ امیر معاویہ نے ان کی موافقت کی تھی اور صلح ہوگئی جو چالیس ہجری کے آخر میں شروع ہوئی اور اکتالیس ہجری میں مکمل ہوئی تھی اسی لئے اس کو عام الجماعۃ کہا جاتا ہے، کیونکہ اس میں امیر معاویہ کے لئے اتفاق ہوگیا تھا۔ قولہ قال الحسن یعنی حسن بصری کا ابوبکرہ سے سماع ثابت ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مستقبل میں ہونے والے حوادث کو جانتے تھے اور اس میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی منقبت ہے کیونکہ انہوں نے کسی کمزوری، ذلت اور قلت کے سبب خلافت نہیں چھوڑی تھی بلکہ مسلمانوں کی جانیں بچانے کے لئے صلح کی تھی۔ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور اللہ کے پاس انعامات میں رغبت کی اور فتنہ کو ٹھنڈا کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا کہ تم مومنوں کی عار ہو تو آپ نے فرمایا عار نار سے بہتر ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر بہت شفقت تھی اور ملک کی تدبیر میں ان کی نظر بہت قوی تھی اور وہ عواقبِ امور پر کڑی نگاہ رکھا کرتے تھے اور سیادت کا مستحق وہ ہے جس سے لوگ نفع حاصل کریں (حدیث ۲۵۲۳ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

اسماءِ رجال: ابن شبرمہ کا نام عبداللہ ہے وہ ابوجعفر منصور کے عہدِ خلافت میں کوفہ کے قاضی تھے

marfat.com

Marfat.com

۶۶۸۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ اَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلٰی اُسَامَةَ اَخْبَرَهٗ قَالَ عَمْرٌو وَقَدْ رَاَیْتُ حَرْمَلَةَ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اُسَامَةُ اِلٰی عَلِیٍّ وَقَالَ اِنَّهٗ سَیَسْاَلُكَ الْاٰنَ فَیَقُوْلُ مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ فَقُلْ لَهٗ یَقُوْلُ لَكَ لَوْ كُنْتَ فِیْ شِدْقِ الْاَسَدِ لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَكُوْنَ مَعَكَ فِیْهِ وَلٰكِنَّ هٰذَا اَمْرٌ لَمْ اَرَهٗ فَلَمْ یُعْطِنِیْ شَیْئًا فَذَهَبْتُ اِلٰی حَسَنٍ وَحُسَیْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ فَوَقَرُوْا اِلٰی رَاحِلَتِیْ

اور انہی کے زمانہ میں ایک سو چوالیس ہجری میں فوت ہوئے وہ عفیف، ثقہ اور فقیہ تھے ۲ عیسیٰ وہ ابن موسیٰ ابن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن برادر منصور ہیں۔ وہ اس وقت کوفہ کے حاکم تھے۔

ترجمہ : محمد بن علی نے خبر دی کہ اسامہ کے آزاد کردہ غلام حرملہ نے اُن سے بیان کیا کہ عمرو نے کہا میں نے حرملہ کو دیکھا انہوں نے کہا مجھے اسامہ نے علی المرتضیٰ کے پاس بھیجا اور کہا کہ وہ عنقریب تم سے اب پوچھیں گے تیرے ساتھی کو کس نے پیچھے رکھا ہے تم اُن سے کہو وہ آپ سے کہتے ہیں اگر آپ شیر کے منہ میں ہوتے تو میں پسند کروں گا کہ میں اس میں آپ کے ساتھ ہوں لیکن یہ معاملہ ایسا ہے جس کو میں پسند نہیں کرتا انہوں نے مجھے کچھ نہ دیا پھر میں (حضرات شہزادگان رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم) حسن و حسین اور ابن جعفر کے پاس گیا تو انہوں نے میری سواری خوب لدوادی۔

۶۶۸۱ — شرح : عمرو بن دینار محمد بن علی بن حسین نے کہا مجھے اُسامہ بن زید نے مدینہ منورہ سے کوفہ میں حضرت علی المرتضیٰ کے پاس بھیجا تاکہ حضرت علی سے کچھ مال وصول ہو اور اُنہوں نے حرملہ سے کہا اس وقت علی المرتضیٰ تم سے پوچھیں گے اور کہیں گے کہ میری موافقت کرنے سے تمہارے ساتھی اسامہ کو کس نے منع کیا ہے؟ تو تم علی المرتضیٰ سے یہ کہو کہ اُسامہ آپ کے بارے میں کہتے ہیں۔ اگر تم شیر کی داڑھوں میں پھنسے ہوتے تو میں ضرور یہ پسند کرتا کہ آپ کے ساتھ شیر کی داڑھوں میں ہوں اور موت میں آپ کی یقیناً موافقت کرتا، لیکن مسلمانوں کی باہم جنگ کو میں اچھا نہیں سمجھتا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے مسلمان کے قتل سے اس لئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهٖ

۶۶۸۲ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهٗ وَوَلَدَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هٰذَا الرَّجُلَ عَلٰى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنِّيْ لَا اَعْلَمُ غَدْرًا اَعْظَمَ مِنْ اَنْ يُّبَايَعَ رَجُلٌ عَلٰى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ وَاِنِّيْ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِّنْكُمْ خَلَعَهٗ وَلَا تَابَعَ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ اِلَّا كَانَتِ الْفَيْصَلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ

احتیاط بتلا کر جب انہوں نے حرہ میں کو قتل کیا تھا جس نے کہا تھا میں مسلمان ہوں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سخت عتاب کیا تھا کہ انہوں نے ایک کلمہ گو شخص کو قتل کر دیا ہے تو انہوں نے اپنی ذات پر لازم کر لیا تھا کہ آئندہ کسی مسلمان سے مقاتلہ نہ کریں گے۔ عمرو نے کہا میرے اس بیان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ نے مجھے کچھ نہ دیا پھر میں حسن و حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے اس قدر سامان دیا جس کو میری اونٹنی بمشکل اُٹھا سکتی تھی۔

لغات : راحلہ اس اونٹنی یا اونٹ کو کہتے ہیں جو سواری کرنے کے قابل ہو۔ وِقْر وہ بوجھ ہے جس کو خچر یا گدھا اُٹھائے اور جس کو اونٹ اٹھائے اسے وسق کہا جاتا ہے۔

باب جس وقت کسی قوم کے پاس بات کی پھر باہر جا کر اس کے خلاف کہا

۶۶۸۲ ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ جب مدینہ منورہ والوں نے یزید بن معاویہ

marfat.com

Marfat.com

بیعت توڑ دی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ساتھیوں اور اولاد کو جمع کیا اور کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے دن ہر عہد توڑنے والے کے سرینوں کے پاس جھنڈا کھڑا کیا جائے گا اور ہم نے اس مرد کی اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر بیعت کی ہے اور میں اس سے بڑی کوئی عہد شکنی نہیں جانتا ہوں کہ کسی کی اللہ اور اس کے رسُول کے نام پر بیعت کی جائے پھر اس کے خلاف لڑائی کھڑی کر دی جائے اور میں تم میں سے کسی کو نہیں جانتا کہ وہ یزید کی بیعت توڑے اور خلافت میں اس کی تابعداری نہ کرے مگر یہ خلع میرے اور اس کے درمیان حاجز اور فارق ہوگا۔

۶۶۸۲ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس بات میں ہے جو حضور میں کلام کرے غائب ہو کر اس کے خلاف باتیں کرے یہ بھی عہد شکنی کا نوع ہے۔

قولہ من ان یباع الخ مبایعت سے ہے اس کا مادہ بیعۃ بمعنی تجارت کا سامان ہے۔ بیعت اور بیعہ میں مناسبت اس طرح ہے کہ جو شخص بادشاہ کی بیعت کرتا ہے وہ اس کو اطاعت دیتا ہے کہ وہ اس کی نافرمانی نہیں کریگا اور بادشاہ سے عطیہ لیتا ہے اس کی بیع سے مشابہت ہے جس میں لینے دینے کا معاوضہ ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس بادشاہ کی طاعت پر بیعت کی ہو اس کی تابعداری واجب ہے اور اس کی طاعت سے عدول کرنا منع ہے اگرچہ وہ ظلم کرے اور خلیفہ یا امام و بادشاہ فسق کے سبب خلافت و امارت سے معزول نہیں ہوتا۔

خلع بیعت کا واقعہ

یزید بن معاویہ کو خبر پہنچی کہ اہلِ مدینہ منورہ نے اس کی بیعت توڑ دی ہے تو اس نے مسلم بن عقبہ مری کی قیادت میں ایک لشکر تیار کیا اور اس سے کہا کہ ان کو تین دن تک سمجھائے اور بیعت پر آمادہ کرے اگر خلعِ بیعت سے رجوع کر لیں تو فبہا ورنہ اُن سے جنگ کریں اور جب اُن پر غالب آجائے تو لشکر کے لئے مدینہ منورہ تین دن کے لئے مباح کر دے کہ وہ جو چاہیں کریں پھر رک جائیں مسلم بن عقبہ اہلِ مدینہ منورہ کی طرف لشکر لے کر گیا اور تریسٹھ ہجری کے ذی الحجہ میں وہاں پہنچا۔ اہلِ مدینہ منورہ نے اس کا مقابلہ کیا جبکہ انہوں نے مدینہ منورہ کے اردگرد خندق کھود رکھی تھی۔ آخرکار وہ شکست کھا گئے اور مسلم بن عقبہ غالب آگیا اس جنگ میں حنظلہ بھی قتل ہو گئے مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ تین دن کے لئے مباح کر دیا یعنی جسے چاہیں قتل کریں؛ چنانچہ رہے سہے مہاجرین و انصار اور افاضل تابعین کرام ستّر سو کی تعداد میں قتل ہو گئے۔ ان کے ساتھ عورتوں اور بچوں کے علاوہ ملے جلے لوگ دس ہزار قتل ہوئے اور حاملین قرآن کی بہت بڑی جماعت بھی قتل کر دی گئی ان میں سے معقل بن سنان

marfat.com
Marfat.com

٦٦٨٣ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوشِهَابٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ لَمَّا كَانَ ابْنُ زِيَادٍ وَمَرْوَانُ بِالشَّامِ وَ وَثَبَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَوَثَبَ الْقُرَّاءُ بِالْبَصْرَةِ فَانْطَلَقْتُ مَعَ اَبِي اِلٰى بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلَيْهِ فِي دَارِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ عُلِّيَّةٍ لَهٗ مِنْ قَصَبٍ فَجَلَسْنَا اِلَيْهِ فَاَنْشَاَ اَبِي يَسْتَطْعِمُهٗ بِالْحَدِيْثِ فَقَالَ يَا اَبَا بَرْزَةَ اَلَا تَرٰى مَا وَقَعَ فِيْهِ النَّاسُ فَاَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهٗ تَكَلَّمَ بِهٖ اَنِّي احْتَسَبْتُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنِّي اَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلٰى اَحْيَاءِ قُرَيْشٍ اِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّتِي عَلِمْتُمْ مِنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ

اور محمد بن ابی جہم بن حذیفہ کو کھڑے کر کے قتل کیا گیا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں گھوڑے دوڑائے گئے ان مقتولین کے علاوہ باقی ماندہ لوگوں نے مجبوراً پھر بیعت کر لی۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں صحیح سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ساٹھویں سال اس آیت کریمہ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا ، کی تاویل پوری ہوئی۔ یعنی بنی حارثہ اہلِ شام کو اہل مدینہ منورہ پر حرہ کے واقعہ میں داخل کرتا اسی لئے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساٹھویں سال کے اختتام سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ جبکہ یہ واقعہ تیرسٹھ ہجری کے ذوالقعدہ میں ظہور پذیر ہوا۔ ایک روایت کے مطابق مدینہ منورہ لوگوں سے خالی ہوگیا اس میں صرف پرندے چرندے اور درندے رہ گئے جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ مدینہ منورہ لوگوں سے خالی ہو جائے گا اور وہاں چرندے درندے ہوں گے، اس کے بعد پھر لوگ واپس آگئے (قسطلانی)

ترجمہ : ابوالمنہال نے کہا جب ابن زیاد اور مروان امیر معاویہ کی طرف سے ٦٦٨٣ — شام کے حاکم تھے اور عبداللہ بن زبیر نے مکہ مکرمہ میں اور قاریوں نے بصرہ میں حکومتیں قائم کر لیں تو میں اپنے والد کے ساتھ ابوبرزہ اسلمی کے پاس گئے حتیٰ کہ ان کے مکان میں اس کے پاس پہنچے اور وہ کانوں کے

marfat.com
Marfat.com

اَنْقَذَكُمْ بِالْاِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ وَهٰذِهِ الدُّنْيَا الَّتِيْ اَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ اِنَّ ذَاكَ الَّذِيْ بِالشَّامِ وَاللّٰهِ اِنْ يُّقَاتِلُ اِلَّا عَلَى الدُّنْيَا

اپنے چھپر تلے بیٹھے ہوئے تھے ہم اس کے پاس بیٹھ گئے میرے والد نے اُن سے بات کرنے میں اثناء کی اس حال میں کہ ان سے حدیث طلب کرتے تھے کیا تم دیکھتے نہیں کہ لوگ کس شئی میں پڑے ہوئے ہیں تو پہلی شئی جو میں نے سُنی جو انہوں نے کلام کیا وہ یہ تھی کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثواب کا طالب ہوں میں صبح کے وقت قریش کے قبائل پر سخت غضبناک تھا کہ اے قریش کی جماعت تم ذلّت، رُسوائی، قلتِ مال اور گمراہی کی جس حالت میں تھے وہ تمہیں معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام اور محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے اِن سے نکالا حتی کہ تم ایسے مقام کو پہنچے جو تم دیکھ رہے ہو کہ تم عزت، کثرت، مال و منال اور ہدایت پر ہو کہ لوگوں پر فخر کرتے ہو یہ دُنیا ہے جس نے تم میں فساد برپا کیا ہے۔ یہ شخص (مروان) جو شام میں ہے۔ بخدا یہ نہیں لڑتا مگر دنیا پر لڑتا ہے اور یہ لوگ جو تمہارے پاس ہیں بخدا یہ بھی دُنیا کے لئے لڑتے ہیں۔

۶۶۸۳ —

شرح : اس حدیث کی عنوان سے موافقت اس طرح ہے کہ ابو برزہ نے اُن پر عیب لگایا تھا کہ وہ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ دین کے استحکام اور حق کی نصرت کے لئے لڑتے ہیں، حالانکہ باطن میں وہ ملک گیری اور دُنیا کے لئے لڑتے تھے۔ حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ جس وقت ابن زیاد کو بصرہ سے نکال دیا گیا ہے تو مروان شام میں خلیفہ بن بیٹھا اور ابن زبیر مکہ میں اور جو قراءۃ کے دعویدار تھے وہ بصرہ میں خلافت قائم کر بیٹھے تو میرا والد سخت غمناک ہوا۔ قُرّاء قاری کی جمع ہے۔ یہ ایک گروہ تھا جو کہتے تھے کہ ہم نے توبہ کرلی ہے اور وہ امام حسین علیہ السلام کی موافقت ترک کرنے پر سخت نادم ہیں سلیمان بن صُرد خزاعی اِن کا امیر تھا وہ بہت بڑا فاضل، قاری اور عابد تھا ان لوگوں کا دعویٰ تھا کہ ہم امام حسین علیہ السلام کا قصاص لیں گے ہم صرف بدلہ لینا چاہتے ہیں اس لئے انہوں نے بصرہ اور اس کے نواحی پر غلبہ کرلیا۔ یہ ساری کارروائی معاویہ بن یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد ہوئی تھی۔

وَاِنَّ ذٰلِكَ الَّذِيْ بِمَكَّةَ وَاللّٰهِ اِنْ يُّقَاتِلُ اِلَّا عَلَى الدُّنْيَا وَاِنَّ هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ وَاللّٰهِ اِنْ يُّقَاتِلُوْنَ اِلَّا عَلَى الدُّنْيَا ،،

یہ بھی ابو برزہ اسلمی کا کلام ہے یعنی جو مکہ میں ہے اس سے ان کی مُراد عبداللہ بن زبیر ہے اور جو تمہارے پاس ہیں ان سے مراد بصرہ کے قاری ہیں یعنی شامیوں، بصرہ والوں اور مکہ والوں کی جنگ صرف برائے دُنیا ہے دُنیاوی خواہش کے لئے یہ لڑ رہے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

٦٦٨٤ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْاَحْدَبِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ قَالَ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ الْیَوْمَ شَرٌّ مِنْهُمْ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا یَوْمَئِذٍ یُسِرُّوْنَ وَالْیَوْمَ یَجْهَرُوْنَ

٦٦٨٥ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ یَحْیٰی حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ حَبِیْبِ ابْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ اِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا الْیَوْمَ فَاِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ

٦٦٨٤ — ترجمہ : حذیفہ بن یمان نے کہا آج کے منافق ان منافقوں سے زیادہ شرارتی ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافق تھے۔ وہ چھپ کر رہتے تھے اور آج علانیہ بداعمالیاں کرتے ہیں۔

٦٦٨٤ — شرح : آج کے منافق اس لئے اَشَرّ ہیں کہ انہوں نے وہ امور ظاہر کر دیئے ہیں جو حضور کے زمانہ میں چھپاتے تھے کیونکہ انہوں نے کفر چھپا رکھا تھا اس کو ظاہر نہ کیا تھا البتہ وہ گفتگو کی طرز سے معلوم ہوتے تھے جیسے قرآن کریم میں لَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ ..

٦٦٨٥ — ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا منافقت صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھی۔ آج وہ ایمان کے بعد کفر علانیہ ہے۔

٦٦٨٥ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ اس زمانہ میں اسلام میں پیدا ہونے والا شخص کلمہ اسلام پڑھتا ہے اور فطرت پر پیدا ہونے کے بعد کفر ظاہر کرتا ہے۔ یہ ارتداد ہے۔ ان دو مختلف اقوال کے اعتبار سے عنوان سے موافقت ہے۔ قولہ فَاَمَّا الْیَوْمَ الخ ایک روایت میں " فَاِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ اَوِ الْاِیْمَانُ " ہے آج نفاق اس لئے کفر ہے کہ جب مسلمان کفر کو چھپائے تو مرتد ہو جاتا ہے۔ بعض نے کہا حدیث کی غرض یہ ہے کہ امام کی بیعت سے تخلّف جاہلیت ہے، حالانکہ اسلام میں جاہلیت نہیں یا تفرّق ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم

marfat.com

Marfat.com

بَابُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُغْبَطَ اَهْلُ الْقُبُوْرِ

٦٦٨٦ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ مَكَانَهٗ

بَابُ تَغَيُّرِ الزَّمَانِ حَتّٰى تُعْبَدَ الْاَوْثَانُ

٦٦٨٧ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

تفرق نہ کرو یا آج نفاق مستور نہیں، لہٰذا یہ ایمان کے بعد کفر ہے (عینی)

باب قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قبر والوں پر رشک کیا جائے گا"

٦٦٨٦ــــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ کوئی آدمی کسی آدمی کی قبر سے گزرے گا تو کہے گا کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔

٦٦٨٧ــــ شرح : غِبطہ اور حسد میں فرق یہ ہے کہ حاسد کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ جس پر وہ حسد کرتا ہے اس سے نعمت زائل ہو جائے اور غبطہ یہ ہے کہ رشک کرنے والے کی خواہش یہ ہوتی کہ ایسی مجھے بھی حاصل ہو جائے اور جس پر رشک کرتا ہے اس سے زائل نہ ہو۔ اہلِ قبور پر رشک کرنے کے معنی فتنوں

marfat.com
Marfat.com

۶۶۸۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ

کے ظہور کے وقت موت کی خواہش کرنا ہے لیکن یہ صرف اس لئے جائز ہے کہ باطل کے غلبہ سے بے دین ہونے کا ڈر ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ تم پر ایک زمانہ آئے گا کہ اگر اس زمانہ میں موت فروخت ہو تو اسے ضرور خرید لے گا۔ قبر کی جگہ کی خواہش کرنا موت ہے۔

باب زمانہ میں تغیّر آجائے گا حتی کہ لوگ بتوں کی عبادت کرنے لگیں گے

اوثان وثن کی جمع ہے اور وہ ذی جسم شئی ہے جو زمین کے جرابر سے بنایا جائے یا لکڑی یا پتھر سے آدمی کی صورت جیسا بنا کر نصب کیا جائے اور صنم صورت ہے جس کا جثہ نہ ہو بعض وثن اور صنم میں فرق نہیں کرتے ہیں۔

۶۶۸۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دوس قبیلہ کی عورتوں کے سرین ذی الخلصہ پر مضطرب ہوں گے،،

شرح : یعنی دوس قبیلہ کی عورتوں کی آمد و رفت ذی الخلصہ پر ہوگی اور وہ مرتد ہو جائیں گی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دوس قبیلہ سے تھے اور ذوالخلصہ دوس کا بت تھا جس کی وہ جاہلیت میں عبادت کرتے تھے۔ دراصل بت کا نام خلصہ تھا اور جس مکان میں وہ رکھا ہوا تھا اسے ذوالخلصہ کہتے تھے۔ یہاں عبارت میں لفظ "فیہا" محذوف ہے لیکن کتاب الجہاد میں گزرا ہے کہ ذوالخلصہ وہ مکان ہے جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا ہے۔ امام کرمانی نے کہا حدیث کے معنی یہ ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دوس قبیلہ کی عورتوں کے سرین اس کے اردگرد طواف کرنے کے باعث حرکت کریں گے یعنی وہ کافر ہو جائیں گی اور بتوں کی پوجا کرنے لگیں گی۔

۶۶۸۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قحطان سے ایک شخص نکلے گا جو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ خُرُوْجِ النَّارِ

وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ

٦٦٨٩ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى

لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا،،

٦٦٨٨ ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ زمانہ کی تبدیلی کے وقت ہی ایک آدمی لوگوں کو لاٹھی سے ہانکے گا۔ اس وقت اسلام کا حال تبدیل ہو جائے گا کیونکہ یہ شخص خلفاء سے نہ ہوگا اور نہ ہی شرفِ خلافت سے متزین ہوگا اور نہ ہی خلفاء کی اولاد سے ہوگا۔ وہ لوگوں پر غلبہ حاصل کرے گا اور لوگ اس کے تابع ہونے لگیں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب نار کا نکلنا

اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا قیامت کی اشراط سے پہلی شرط یہ ہے کہ آگ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کرے گی

٦٦٨٩ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ آگ حجاز کی زمین سے نکلے گی جو بُصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی۔

٦٦٨٩ ـــ شرح : یعنی حجاز کی زمین جس میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہے سے آگ نکلے گی

marfat.com
Marfat.com

٦٦٩٠ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ الْكِنْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْفُرَاتُ اَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهٗ فَلَا يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا قَالَ عُقْبَةُ وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ

جو شام کے شہر بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی۔ بصریٰ بضم المیم وسکون الصاد شام میں مشہور شہر ہے۔ تضیٔ لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اسی لئے اَعْنَاق مرفوع ومنصوب دونوں طرح ہے یعنی بُصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی یا روشن ہو جائیں گی۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ چھ سو پنجاہ ہجری میں جو ہمارا زمانہ ہے۔ مدینہ منورہ کی شرقی جانب حرّہ سے عظیم آگ بلند ہوئی تھی جسے تمام لوگوں نے دیکھا تھا یہ شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ مدینہ میں بھی ذکر کیا ہے۔

٦٦٩٠ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب دریائے فرات سے سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا جو کوئی وہاں موجود ہو وہ اس سے کچھ نہ پکڑے۔ عقبہ نے کہا ہم سے عُبَیدُ اللہ نے بیان کیا کہ ہمیں ابوالزناد نے اعرج کے ذریعہ ابوہریرہ سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ذکر کیا مگر انہوں نے کہا سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا

٦٦٩٠ — شرح : قولہ یَحْسِرُ بمعنی ینکشف لازم ومتعدی دونوں طرح مستعمل ہے یعنی دریائے فرات کا پانی خشک ہو جائے گا اور اس میں سونا ظاہر ہوگا اسے پکڑنے سے اس لئے منع فرمایا کہ اس کے پس منظر عظیم مصائب ہیں کیونکہ یہ قیامت کے علامات سے ہے، چنانچہ مسلم شریف میں ابی بن کعب سے حدیث مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا جب لوگ سنیں گے تو اس طرف جائیں گے اور وہاں لڑیں گے حتیٰ کہ سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے۔ ابن ماجہ کی روایت

marfat.com
Marfat.com

باب ٦٦٩١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبَدٌ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَسَيَأْتِيْ زَمَانٌ يَمْشِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا قَالَ مُسَدَّدٌ حَارِثَةُ أَخُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِأُمِّهٖ

٦٦٩٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيْمَتَانِ تَكُوْنُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِنْ ثَلٰثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰى

باب ٦٦٩١ ـ

ترجمہ : حارثہ بن وہب نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اے لوگو صدقہ کرو عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ کوئی شخص اپنا صدقہ لے کر چلے گا تو اس کو قبول کرنے والا نہ پائے گا۔ مسدد نے کہا حارثہ عبیداللہ بن عمر کا اخیافی (مادر زاد) بھائی ہے۔

شرح ٦٦٩١ ـ : یعنی قربِ قیامت میں مال کی کثرت کے باعث کسی کو صدقہ لینے میں رغبت نہ ہوگی جبکہ وہ جانتے ہوں گے کہ قیامت بہت قریب ہو چکی ہے۔ اس لئے مال کی طرف راغب نہ ہوں گے (حدیث ع ۱۳۳۰ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

٦٦٩٢ ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ دو بہت بڑی جماعتیں آپس میں لڑیں گی اُن

marfat.com
Marfat.com

يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ
وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ
حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتّٰى يَعْرِضَهُ فَيَقُولَ
الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي بِهِ وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي
الْبُنْيَانِ وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ وَحَتّٰى
تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ أَجْمَعُونَ
فَذَاكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ
كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا
بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ
الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلُوطُ
حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلٰى فِيهَا
فَلَا يَطْعَمُهَا

دونوں لشکروں میں عظیم جنگ ہوگی جبکہ دونوں کا دعویٰ واحد ہوگا اور یہاں تک کہ تیس کے قریب دجّال کذّاب ظاہر ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور یہاں تک کہ علم قبض ہو جائے گا اور زلزلے بکثرت ہوں گے اور زمانہ قریب ہو جائے گا فتنے ظاہر ہوں گے ہرج زیادہ ہوں گے، ہرج قتل ہے اور یہاں تک کہ تم میں مال زیادہ ہو جائے گا اور اس قدر زیادہ ہوگا کہ مالدار کو غم لاحق ہوگا کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے گا اور یہاں تک کہ مالدار اپنا صدقہ کسی پر پیش کرے گا تو جس پر پیش کرے گا وہ کہے گا مجھے مال کی کوئی حاجت نہیں اور یہاں تک کہ لوگ محلّات میں فخر کریں گے اور یہاں تک کہ کوئی آدمی کسی آدمی کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا کاش کہ یہ اس کی جگہ ہوتی اور یہاں تک کہ مغرب سے سورج طلوع کرے گا۔ جب مغرب

marfat.com
Marfat.com

سے طلوع ہوگا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے۔ یہ وہ وقت ہے کہ کسی کو اس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا یا ایمان میں اچھا کسب نہ کیا تھا البتہ قیامت ضرور قائم ہوگی حالانکہ دو شخصوں نے اپنے درمیان کپڑا "بیع کے لئے" پھیلایا ہوگا وہ اس کی خرید و فروخت نہ کر سکیں گے اور نہ لپیٹ سکیں گے اور حال یہ ہوگا کہ کوئی آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر گھر کی طرف لوٹے گا اور اس کو پی نہ سکے گا اور البتہ قیامت قائم ہوگی حالانکہ کوئی آدمی اپنا حوض تیار کرتا ہوگا اور اس میں سے پانی نہیں پی سکے گا اور یقیناً قیامت قائم ہوگی، حالانکہ ایک آدمی نے اپنے منہ کی طرف لقمہ اٹھایا ہوگا اور اس کو کھا نہیں سکے گا (کہ ان حالات میں فوراً قیامت قائم ہو جائے گی)

۶۶۹۲ — شرح : جن دو جماعتوں اور لشکروں کے درمیان عظیم جنگ ہوگی وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جماعت اور خارجیؓ ہیں ابن عساکر نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں اپنے طریق سے پھر ابوالقاسم بن اخی ابی زرعہ رازی کے طریق سے ذکر کیا ایک آدمی میرے چچا کے پاس آیا اور کہا کہ میں معاویہ کے ساتھ بغض رکھتا ہوں کہا کیوں ؟ اُس نے کہا کہ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ سے بلا وجہ جنگ کی ہے۔ ابوزرعہ نے اسے کہا امیر معاویہ کا رب رحیم رب ہے اور امیر معاویہ کا خصم (حضرت علی) کریم خصم یعنی مقابل ہے تجھے ان میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف حق پر نہیں چونکہ دونوں صحابی جلیل القدر فاضل فقیہہ مجتہد ہیں لہٰذا اگر اُن میں سے کوئی خطاء پر تھا تو وہ گنہگار نہ تھا بلکہ مستحق ثواب تھا۔ دجال وہ شخص ہے جو حق و باطل میں خلط ملط کر دے اور باطل کو حق کی صورت میں ظاہر کرے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تیس دجّال ظاہر ہوں گے ان سے مراد وہی لوگ ہیں جو حق و باطل میں خلط ملط کریں گے۔ ان میں اور دجّال اکبر میں فرق یہ ہے کہ یہ نبوّت کا دعویٰ کریں گے اور دجال اکبر الوہیّت کا دعویٰ کرے گا لیکن حق و باطل کو خلط ملط کرنے میں دونوں شریک ہوں گے ان میں بعض تو پائے گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل و خوار کر دیا ہے اور وہ نیست و نابود ہو گئے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا عنقریب میری اُمّت میں تیس دجال ہوں گے اور وہ تمام نبوت کے دعویدار ہوں گے اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا (ترمذی، ابوداؤد)

امام احمد نے جیّد سند سے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میری امت میں ۲۷ دجال کذّاب ہوں گے ان میں سے چار عورتیں ہوں گی اور میں خاتم النبیّین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ لیکن اعداد میں منافات نہیں ہوتی۔ ان مدعیانِ نبوّت سے ہر ایک کا دعویٰ یہی ہوگا کہ وہ نبی ہے علم کے اُٹھ جانے میں یہی راز ہے کہ اس

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ

٦٦٩٣ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِيْ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ مَا سَأَلَ اَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ اَكْثَرَ مَا سَأَلْتُهُ وَاِنَّهُ قَالَ لِيْ مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ قُلْتُ اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهْرَ مَاءٍ قَالَ اِنَّهُ اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ

علماء نہ رہیں گے۔ "يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ" سے مراد زمانہ کے لوگ ہیں وہ تمام جاہل ہوں گے یا معنی یہ ہیں کہ دن رات برابر ہوں گے "يَفِيْضُ الْمَالُ" سے مراد یہ ہے کہ مال بکثرت ہوں گے اور وادی کی طرح بہتے ہوں گے اس میں فتوحات اسلامیہ کی طرف اشارہ ہے کہ فارس و روم کے خزانوں کے مسلمان مالک ہوں گے اور ان کو آپس میں تقسیم کریں گے۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس قدر مال بکثرت تھے کہ وادی کی طرح بہتے تھے۔ ان کے زمانہ میں کوئی شخص صدقہ قبول نہ کرتا تھا۔ "لَا اَرَبَ" بمعنی لاحاجۃ لی ہے یعنی مجھے مال کی اب حاجت نہیں ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں کثرتِ مال کی طرف اشارہ ہے۔

باب دجّال کا ذکر

٦٦٩٣ — ترجمہ : قیس نے کہا مجھے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق کسی نے سوال کیا جس قدر میں نے سوال کیا۔ حضور نے مجھے فرمایا دجال سے تجھے کوئی ضرر نہ پہنچے گی۔ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا اور پانی کی نہر ہوگی فرمایا وہ اللہ تعالیٰ پر اس سے زیادہ آسان ہے۔

٦٦٩٣ — شرح : دجال ایک انسان ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کرے گا اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے مقدورات سے بعض اشیاء پر قادر کیا ہے چنانچہ مردے کا زندہ کرنا زمین کے خزانوں کا اس کے پیچھے چلنا، آسمان کا بارش برسانا اس کے حکم سے زمین کا اُگانا

marfat.com
Marfat.com

٦٦٩٤ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ

٦٦٩٥ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ الدَّجَّالُ حَتّٰى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ تَرْجُفُ ثَلٰثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ

اس کے مقدورات میں شامل ہیں وہ ایک ایک بار یہ امور کر سکے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کو عاجز کر دے گا اور وہ ان میں سے کسی پر قادر نہ ہوگا وہ الوہیت کا مدعی ہوگا اور اپنے دعویٰ اور حال کی صورت میں اپنے نفس دعویٰ میں جھوٹا ہوگا، کیونکہ وہ کانا ہوگا اور اس نقص کو اپنے سے زائل کرنے میں عاجز ہوگا جبکہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ کافر ہے یہ امور اس کے دعویٰ کی تکذیب کرتے ہوں گے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کاذب کے ہاتھ پر معجزہ کا اظہار ممکن نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا جو یقیناً محال ہے اس میں تو کوئی اعتراض نہیں بخلاف اس کے جو نبوت کا دعویٰ کرے اور یہ ممکن ہے اگر اس میں کاذب معجزہ کا اظہار کرے تو نبی کا متنبی سے التباس ہوگا اگر یہ سوال پوچھا جائے ان خلافِ عادت امور پر قادر کرنے کا فائدہ کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں لوگوں کا امتحان ہے (کرمانی) قاضی نے کہا یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے کہ اس کو مومنوں کی گمراہی کے لئے سبب بنا دے بلکہ یہ اس لئے کہ مومنوں کا ایمان مضبوط ہو جائے۔

ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ نافع نے کہا میرا خیال ہے

٦٦٩٤ — کہ ابن عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا وہ دائیں آنکھ سے کانا ہوگا گویا کہ انگور کا دانہ ابھرا ہوا ہے"

شرح : قولہ طافیہ یعنی اس کا نور ختم ہو گیا ہوگا۔

٦٦٩٥ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال

marfat.com
Marfat.com

٦٦٩٦ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ وَقَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ فَقَالَ لِيْ اَبُوْبَكْرَةَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آئے گا حتیٰ کہ مدینہ منورہ کی ایک طرف ٹھہرے گا
تین بار حرکت کرے گا تو اس کی طرف تمام کافر اور منافق نکل پڑیں گے

پھر مدینہ منورہ

٦٦٩٥ — شرح : بخاری کی ایک روائت میں ہے کہ وہ ظہور زمین میں ٹھہرے گا اور وہاں خیمے نصب کرے گا اس وقت مدینہ منورہ میں بسنے والے منافق مرد و زن اور تمام کافر اس کے پاس چلے جائیں گے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا جو مجھے معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ کافر سے غالی رافضی مراد ہیں کیونکہ وہ یقیناً کافر ہیں۔ مدینہ منورہ میں رفضہ ہیں اور مجن بن اذرع کی حدیث میں ہے کہ تمام منافق مرد و زن اور فاسق مرد و زن اس کی طرف نکل پڑیں گے۔ اقول اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں منافق و کافر رہائش پذیر ہوں گے جو مدعی اسلام ہوں گے، کیونکہ علانیہ کافر وہاں نہیں رہ سکتے ہیں

٦٦٩٦ — ترجمہ : ابوبکرہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ میں مسیح دجال کا رعب داخل نہ ہوگا اس روز اس کے ساتھ دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے اور ابن اسحاق نے صالح بن ابراہیم کے ذریعہ ان کے والد سے روائت کی کہ میں بصرہ میں آیا تو مجھے ابوبکرہ نے کہا میں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

٦٦٩٦ — شرح : قولہ قال قال ابن اسحاق ،، اس تعلیق سے بخاری کا مقصد یہ ہے کہ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی ابوبکرہ سے ملاقات ثابت ہے، کیونکہ ابراہیم مدنی ہے ابوبکرہ سے اس کی روائت کا بعض لوگ انکار کرتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

marfat.com
Marfat.com

٦٦٩٧ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ

٦٦٩٨ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا

رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں بصرہ میں مقیم ہو گئے تھے اور وہیں وفات پائی تھی

٦٦٩٧ — ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ میں دجال کا رعب داخل نہ ہوگا اس روز اس کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازہ پہ دو فرشتے ہوں گے۔

٦٦٩٨ — ترجمہ : سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ اہل ہے پھر دجال کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں ہر نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے لیکن میں اس کے بارے میں تمہیں کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتایا ہے وہ کانا ہے اور اللہ کانا نہیں۔

٦٦٩٨ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ نے دجال کے کانے ہونے کو خصوصیت سے اس لئے ذکر کیا ہے کہ اس کا کانا ہونا محسوس ہے جس کا عالم اور عام آدمی ادراک کر سکتا ہے۔ اور جاہل شخص سے بھی یہ پوشیدہ نہیں۔ دجال کے کذاب ہونے کی واضح

marfat.com

Marfat.com

هُوَ اَهْلُه ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّیْ لَاُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَهٗ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّیْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِیْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِیٌّ لِقَوْمِهٖ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ

٦٦٩٩ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ يَنْطِفُ اَوْ يُهْرَاقُ رَاْسُهٗ مَاءً قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ جَسِيْمٌ اَحْمَرُ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ الْعَيْنِ كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالُوْا هٰذَا الدَّجَّالُ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ

دلیل یہ ہے کہ وہ کانا ہوگا اور یہ واضح عیب اور نقص ہے ؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے لہٰذا وہ ربوبیت کا دعویٰ کرنے میں کاذب ہے۔

٦٦٩٩ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک وقت میں سویا ہوا تھا (خواب میں) میں بیت اللہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اچانک ایک شخص گندم گوں دیکھا جس کے بال سیدھے تھے۔ اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے کہا یہ کون ہے ؟ لوگوں نے کہا ابن مریم علیہما السلام ہے پھر میں نے اچانک ایک طرف التفات کی تو ایک سرخ جسیم آدمی دیکھا جس کے سر کے بال سخت گھنگھریالے تھے وہ آنکھ سے کانا تھا گویا کہ اس کی آنکھ اُبھرے ہوئے انگور کی طرح تھی لوگوں نے کہا یہ دجال ہے وہ لوگوں میں سے ابن قطن کے بہت مشابہ تھا۔ ابن قطن قبیلہ خزاعہ سے ایک آدمی ہے (حدیث ٤٤ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

۶۷۰۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيْذُ فِيْ صَلَاتِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

۶۷۰۱ — حَدَّثَنَا عَبْدٌ اَنْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الدَّجَّالِ اِنَّ مَعَهٗ مَاءً وَنَارًا فَنَارُهٗ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهٗ نَارٌ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ اَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : عروہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نماز میں دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے۔ (حدیث ۶۷۰۰ — ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کے متعلق فرمایا اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی اس کی آگ ٹھنڈا پانی ہوگا اور اس کا پانی آگ ہوگی۔ ابو مسعود نے کہا میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

شرح ۶۷۰۱ — : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آگ اور پانی دو مختلف حقیقتیں ہیں تو آگ پانی کیسے ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کی صورت نعمت اور رحمت ہے وہ درحقیقت اس کی طرف مائل ہونے والے کے لئے عذاب ہے۔ اسی طرح بالعکس ہے۔

marfat.com
Marfat.com

٦٧٠٢ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ اِلَّا اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ اَلَا اِنَّهُ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوْبًا كَافِرٌ فِيْهِ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ

بَابُ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِيْنَةَ

٦٧٠٣ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر اُس نے اپنی امت کو کانے کذاب سے ڈرایا ہے خبردار سُن لو! دجال کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہُوا ہے۔ اس میں ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

٦٧٠٢ — شرح : قولہ اِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوْبٌ كَافِرٌ، ایک روایت میں ہے "مکتوبًا کافرًا" اس تقدیر پر مکتوبًا ان کا اسم ہے اور پہلی صورت میں جبکہ مکتوب کافر مرفوع ہو اِنّ کا اسم محذوف ہے اور مکتوب کافر ان کی خبر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے "وَاِنَّهُ يَعْنِيْ اَنَّ الدَّجَّالَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوْبٌ كَافِرٌ (ک ف ر)

باب دجّال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوگا

٦٧٠٣ — ترجمہ : عُبَید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا کہ ابوسعید خدری نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دجّال کے متعلق طویل حدیث بیان فرمائی حضور نے جو ہم سے بیان کیا وہ یہ تھا کہ دجال آئے گا؛ حالانکہ اس پر مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيْثًا طَوِيْلًا
عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيْمَا يُحَدِّثُنَا بِهٖ اَنَّهٗ قَالَ يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ
اَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ تَلِي الْمَدِيْنَةَ
فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ اَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ
فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاَيْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهٗ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي
الْاَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ فِيْكَ اَشَدَّ
بَصِيْرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ اَنْ يَقْتُلَهٗ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ

کے راستوں میں داخل ہونا حرام ہے اور وہ ایک بھور مقام میں ٹھہرے گا جو مدینہ منورہ کے قریب ہے اس روز اس کی طرف ایک آدمی جائے گا۔ وہ سب لوگوں سے بہتر ہوگا اور وہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو دجال ہے جس کی خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمائی ہے۔ دجال کہے گا تم خبر دو اگر میں اس کو قتل کر دوں پھر اس کو زندہ کر دوں کیا تو تم میری الوہیت میں شک کرو گے؟ لوگ کہیں گے نہیں۔ دجال اس کو قتل کر دے گا پھر زندہ کر دے گا وہ آدمی کہے گا خدا کی قسم! آج کے دن سے زیادہ مجھے بصیرت نہ تھی پھر دجال اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرے گا اور اس پر مسلط نہ ہو سکے گا۔

شرح ۶۷۰۳ : نِقَاب نقب کی جمع ہے اور وہ دو پہاڑوں کے درمیان راستہ ہے جو آدمی اس کی طرف نکلے گا وہ حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کی علامات سے دجال کا آنا ہے۔ اس لئے خضر علیہ السلام نے کہا مجھے آج تیرے متعلق زیادہ بصیرت حاصل ہے کہ حضور کی خبر کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ دجال جو کام ایک بار کرے گا اس کو دوبارہ نہیں کر سکے گا اس لئے فرمایا وہ پھر اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرے گا لیکن اس پر مسلط نہ ہوگا یا وہ تلوار میں تیزی پیدا نہ کر سکے گا یا اللہ تعالیٰ اس آدمی کا بدن تانبہ کر دے گا اس لئے وہ اس کے قتل پر قادر نہ ہوگا۔ (حدیث ۱۷۶۲ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٦٧٠٤ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ ٦٧٠٥ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِيْنَةُ يَاْتِيْهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُوْنُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

٦٧٠٦ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

٦٧٠٤ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کے راستوں پہ فرشتے ہیں۔ اس میں طاعون اور دجال داخل نہ ہو سکے گا۔

٦٧٠٥ ـــ ترجمہ : انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال مدینہ منورہ کی طرف آئے گا تو فرشتوں کو دیکھے گا کہ وہ اس کی حفاظت کر رہے ہیں پھر دجال اس کے قریب نہ جائے گا اور نہ طاعون ہی ان شاء اللہ مدینہ منورہ میں داخل ہوگی۔

٦٧٠٥ ـــ شرح : حاکم نے مجن بن اذرع کی حدیث ذکر کی کہ ان شاء اللہ مدینہ منورہ میں دجال داخل نہ ہوگا اور جب بھی داخل ہونے کا ارادہ کرے گا تو اس کو مدینہ منورہ کے ہر راستہ میں فرشتہ ملے گا جو تلوار لٹکائے ہوگا اس کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے منع کرے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک حدیث میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ کے ہر راستہ پہ دو فرشتے ہیں اس کا جواب ہے کہ ایک کی تلوار لٹکی ہوئی ہے اور دوسرے کی خلاف میں ہے۔

٦٧٠٦ ـــ ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ نے

marfat.com

Marfat.com

ح وحَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ

ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے ذریعہ زینب بنت جحش سے روایت کی کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے اس حال میں آپ فرماتے تھے لا الہ الا اللہ عربوں کی شر کے سبب ہلاکت ہے جو عنقریب آنے والی ہے یاجوج وماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ کھل گیا ہے اور اپنی دو انگلیوں انگوٹھا اور اس کے ساتھ والی انگلی سے حلقہ بنایا زینب بنت جحش نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہیں فرمایا ہاں جس وقت فسق وفجور زیادہ ہو جائیگا

شرح :

علامہ کرمانی نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الفتن کی ابتداء میں حدیث گزری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے اس حال میں بیدار ہوئے کہ فرماتے تھے لا الہ الا اللہ ،، عربوں کی شر کے سبب ہلاکت ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں منافات نہیں ، کیونکہ اس قول کا تکرار جائز ہے اور عربوں کی خصوصیت اس لئے ہے کہ اس کی نسبت ان کی شر زیادہ ہے کیونکہ بغداد میں انہوں نے خلیفہ کو قتل کیا تھا لیکن علامہ عینی نے کہا خلیفہ کو عربوں نے قتل نہیں کیا تھا اس کو تو ہلاکو نے قتل کیا تھا جو چنگیز خان کی اولاد سے تھا اس نے خلیفہ مستعصم باللہ کو چھ سو چھپن ہجری میں قتل کیا تھا ، البتہ اس کے علاوہ اور جگر سوز امور عربوں میں بہت ہوئے چنانچہ حضرت عثمان کا قتل کربلا ، کے جگر سوز واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ عربوں میں شر اکثر رہی ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

٦٧٠٧ — حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ اِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُفْتَحُ الرَّدْمُ رَدْمُ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَعَقَدَ وُهَيْبٌ تِسْعِينَ

٦٧٠٧ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یاجوج وماجوج کی دیوار سے اتنا کھل گیا وھیب نے نوے کا عقد بنایا۔

٦٧٠٧ — شرح : یعنی نوے کا حلقہ بناکر اس مقدار کو ذکر کیا اگر یہ سوال پوچھا جائے کتاب الانبیاء کے باب ذی القرنین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد بنایا اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی ممانعت نہیں کیونکہ ہر ایک نے عقد بناکر بیان کیا ہے۔ عقد یہ ہے کہ انگوٹھے اور مسبحہ کا خاص وضع سے حلقہ بنانا جس کو اہل حساب جانتے ہیں۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلَى التَّمَامِ وَعَلَى النَّبِيِّ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

علّامہ غُلام رضوی
فیصل آباد

marfat.com
Marfat.com

فہرس

تفہیم البخاری ◎ حصّہ دہم (۱۰)

مضمون	صفحہ
❖ ستائیسواں پارہ	۳
باب : صور پھونکنا	۳
باب : اللہ تعالیٰ قیامت میں زمین فناہ کر دے گا۔	۷
باب : حشر کیسے ہوگا	۱۱
باب : بیشک قیامت کا زلزلہ عظیم شئی ہے۔ آنے والی آگئی قیامت قریب آگئی۔	۱۸
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا یہ لوگ یقین نہیں کرتے کہ وہ عظیم دن میں اٹھائے جائیں گے۔	۱۹
باب : جس دن لوگ رب العٰلمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔	۲۰
باب : قیامت میں قصاص لینا اور اس کا نام حاقّہ ہے۔	۲۱
باب : جنت میں ستر ہزار لوگ بغیر حساب داخل ہوں گے	۲۹
باب : جنّت اور دوزخ کی وصف منکرین شفاعت کا ردّ	۳۳
کتاب الحوض	۶۱
باب : ہم نے تجھے کوثر عطا کیا ہے	۶۱
کتاب القدر	۷۵
تقدیر کا مسئلہ	۷۵
باب : اللہ کے علم پر قلم خشک ہو چکا ہے	۷۹
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ نے اس کو علم پر گمراہ کیا	۸۰
باب : اللہ جانتا ہے جو مشرک عمل کرنے والے ہیں	۸۱
باب : اللہ تعالیٰ کا حکم معین تقدیر ہے۔	۸۳

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : عمل خاتمہ کے ساتھ ہے۔	۸۷
باب : نذر کا بندے کو تقدیر کی طرف لے جانا۔	۹۰
باب : طاعت پر قوت صرف اللہ کے طاقت دینے سے ہے۔	۹۲
باب : جن لوگوں کو ہم نے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا اُن پر واپس آنا حرام ہے۔	۹۴
باب : ہم نے جو خواب آپ کو دکھایا ہے وہ صرف لوگوں کے امتحان کے لئے ہے	۹۶
باب : حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام میں مباحثہ	۹۸
باب : جو شئ اللہ تعالیٰ نے دی ہو اس کو منع نہیں کر سکتا۔	۹۹
باب : جس نے بدبختی کے پالینے اور بُری قضا سے اللہ کی پناہ مانگی۔	۱۰۰
باب : اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے۔	۱۰۱
باب : کہہ دیں ہمیں کچھ نہیں پہنچ سکتا مگر جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھا ہے	۱۰۲
باب : ہم ہدایت پانے والے نہ ہوتے اگر ہمارے لئے اللہ کی ہدایت نہ ہوتی	۱۰۴
کتاب الایمان والنذور	۱۰۵
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تمہیں غلط فہمی کی قسموں پر نہیں پکڑتا۔	۱۰۵
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ! اللہ کی قسم۔	۱۰۹
باب : نبی کریم کی قسم کس طرح تھی۔	۱۱۱
باب : اپنے باپ دادوں کی قسم نہ کھاؤ۔	۱۲۴
باب : لات عزی بتوں کی قسم نہ کھائی جائے۔	۱۲۸
باب : جس شخص نے کسی شئ کی قسم کھائی اگرچہ اس کو قسم نہ دی جائے۔	۱۲۹
باب : جس نے اسلام کے سوا کسی دین کی قسم کھائی۔	۱۳۱
باب : یہ نہ کہے جو اللہ چاہے اور جو تو چاہے	۱۳۲
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! انہوں نے پوری کوشش سے اللہ کی قسمیں کھائیں۔	۱۳۳
باب : جب کوئی کہے میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں یا کہے میں نے اللہ کو گواہ بنایا۔	۱۳۷
باب : اللہ کا عہد	۱۳۸
باب : اللہ تعالیٰ کی عزت صفات اور اس کے کلمات کی قسم کھانا۔	۱۳۹
باب : آدمی کا کہنا لعمر اللہ۔	۱۴۲
باب : اللہ تعالیٰ لغو قسموں میں تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا۔	۱۴۲
باب : جب بھول کر قسم توڑ دی۔	۱۴۳

marfat.com

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : جھوٹی قسم	۱۵۲
باب : اس شئی میں قسم کھانا جس کا مالک نہ ہو۔ معصیت اور غصہ میں قسم کھانا۔	۱۵۶
باب : جب کسی نے قسم کھائی۔ اللہ کی قسم میں آج کلام نہیں کروں گا۔	۱۶۰
باب : جس نے قسم کھائی کہ وہ اپنے گھر والوں کے پاس ایک مہینہ نہیں جائیگا جبکہ مہینہ انتیس روز کا ہو۔	۱۶۳
باب : اگر قسم کھائی نبیذ نہ پئے گا۔	۱۶۵
باب : جس نے قسم کھائی کہ سالن نہیں کھائے گا اس نے روٹی کے ساتھ کھجور کھالی اور کس چیز سے سالن ہوتا ہے۔	۱۶۷
باب : قسموں میں نیت کرنا۔	۱۷۰
باب : جب کوئی اپنا مال نذرانہ اور توبہ کے طور پر ہدیہ دے۔	۱۷۱
باب : جو کوئی کھانا حرام کرے۔	۱۷۲
باب : نذر پوری کرنا۔	۱۷۵
باب : اس شخص کو گناہ جو نذر پوری نہ کرے	۱۷۷
باب : طاعت میں نذر ماننا۔	۱۷۸
نذر کے اقسام	۱۷۸
باب : جس نے جاہلیت کے زمانہ میں نذر مانی یا قسم کھائی کہ کسی انسان سے بات نہیں کرے گا۔	۱۷۹
باب : جو کوئی مرجائے حالانکہ اس کے ذمہ قسم ہے۔	۱۸۰
باب : اس چیز کی نذر ماننا جس کا مالک نہ ہو اور معصیت کی نذر ماننا۔	۱۸۲
باب : جس نے نذر مانی کہ وہ چند دن روزے رکھے گا اتفاقاً ان میں سے فطر یا نحر کا دن پایا۔	۱۸۵
باب : کیا قسموں اور نذروں میں زمین، بکریاں، کھیتیاں، اور سامان داخل ہونگے	۱۸۷
باب : قسموں کے کفارے	۱۸۹
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تعالیٰ نے تم پر قسموں کو کھولنا بیان کیا ہے۔	۱۹۰
باب : جس نے تنگ دست کی کفالت میں مدد کی۔	۱۹۳
باب : قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو دے۔ بعید ہوں یا قریب ہوں۔	۱۹۴
باب : مدینہ منورہ کا صاع اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مُدّ اور ان کی برکت اور جو ہر زمانہ میں اہل مدینہ میں آرہا ہے۔	۱۹۵
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! غلام آزاد کرنا اور کونسا غلام بہتر ہے	۱۹۸
باب : مدبر، ام ولد اور مکاتب کو کفارہ میں	۱۹۹

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ
آزاد کرنا اور ولد زنا کو آزاد کرنا۔	۱۹۹
باب : جب اپنے اور غیر کے درمیان مشترک عبد کو آزاد کیا۔	۲۰۱
باب : جب غلام کو کفارہ میں آزاد کیا تو ولاء کس لئے ہوگی۔	۲۰۱
باب : قسموں میں انشاء اللہ کہنا۔	۲۰۲
باب : حنث یعنی قسم توڑنے سے پہلے یا بعد کفارہ	۲۰۵
کتاب الفرائض	
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں۔	۲۱۰
باب : فرائض کی تعلیم۔	۲۱۲
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہمارا کوئی وارث نہیں ہمارا ترکہ صدقہ ہے۔	۲۱۴
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جس کسی نے مال چھوڑا وہ اس کے گھر والوں کا ہے۔	۲۲۰
باب : ماں اور باپ کی طرف سے اولاد کی میراث	۲۲۱
باب : لڑکیوں کی میراث۔	۲۲۳
باب : پوتے کی میراث جبکہ بیٹا نہ ہو۔	۲۲۵
باب : پوتی کی بیٹی کے ساتھ میراث	۲۲۶
باب : باپ اور بھائیوں کے ساتھ دادا کی میراث۔	۲۲۷

مضمون	صفحہ
باب : اولاد وغیرہ کی موجودگی بیوی اور شوہر کی میراث۔	۲۳۱
باب : بیٹیوں کے ساتھ بہنوں کے عصبہ بن جانے میں میراث	۲۳۲
باب : بہنوں اور بھائیوں کی میراث	۲۳۳
باب : اے محبوب وہ تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے۔	۲۳۴
باب : چچا کے دو بیٹے ایک ماں کی جانب سے میت کا بھائی اور دوسرا شوہر	۲۳۶
باب : ذوی الارحام۔	۲۳۷
باب : مُلَاعَنَہ کی میراث	۲۳۹
باب : بچہ صاحب فراش کا ہے عورت آزاد ہو یا لونڈی ہو۔	۲۴۰
باب : ولاء اس کے لئے جو آزاد کرے اور لقیط کی میراث۔	۲۴۲
باب : سائبہ کی میراث	۲۴۳
باب : اس شخص کو گناہ جو اپنے موالی سے برأت کرے۔	۲۴۵
باب : جس ولاء کی عورت وارث ہے	۲۵۰
باب : کسی قوم کا مولیٰ انہی میں سے ہے قوم کا بھانجہ انہی میں سے ہے	۲۵۱
باب : قیدی کی میراث	۲۵۲

marfat.com

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : مسلمان کا کافر وارث نہیں اور نہ ہی کافر مسلمان کا وارث ہے اور اگر ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے مسلمان ہوگیا تو اس کے لئے میراث نہیں۔	۲۵۳
باب : نصرانی غلام اور نصرانی مکاتب کی میراث اور اس کو گناہ جو اپنے نسب کی نفی کرے۔	۲۵۴
باب : جس شخص نے بھائی یا بھتیجہ کا دعویٰ کیا۔	۲۵۵
باب : جس نے غیر باپ کی طرف نسبت کی۔	۲۵۶
باب : جب عورت کسی بیٹے کا دعویٰ کرے	۲۵۷
باب : قیافہ دان	۲۵۹
کتاب الحدود	۲۶۱
اور جو حدود سے بچایا جاتا ہے۔	۲۶۱
باب : شراب نہ پی جائے۔	۲۶۱
باب : شراب پینے والے کو حد مارنے میں روایات۔	۲۶۳
باب : جس نے گھر میں حد کی مار مارنے کا حکم دیا۔	۲۶۴
باب : شرابیوں کو چھڑیوں اور جوتوں سے مارنا	۲۶۴
باب : شراب پینے والے کو لعنت کرنا مکروہ ہے اور وہ ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا۔	۲۶۹
باب : چور جس وقت چوری کرے۔	۲۷۱
باب : چور کا نام لئے بغیر اس پر لعنت کی۔	۲۷۱
باب : حدود کفارہ ہیں	۲۷۳
باب : مؤمن کی پیٹھ حد یا حق کے سوا محفوظ ہے۔	۲۷۴
باب : حدود قائم کرنا اور اللہ تعالیٰ کے محرمات کے لئے انتقام لینا۔	۲۷۶
باب : ہر شریف اور ہر حقیر حد قائم کرنا	۲۷۷
باب : جب حد قاضی تک پہنچ جائے تو اس میں شفاعت مکروہ ہے۔	۲۷۸
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹ دو۔	۲۷۹
باب : چور کا توبہ کرنا۔	۲۸۵
اٹھائیسواں پارہ	
کتاب المحاربین	
باب : محاربت کرنے والے کافر اور مرتد	۲۸۷
باب : مرتد محاربین کو داغ نہیں لگوائے حتیٰ کہ وہ مرگئے۔	

marfat.com

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : اس شخص کی فضیلت جس نے فحش ترک کیا۔	۲۹۴
باب : زانیوں کو گناہ۔	۲۹۵
باب : شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا۔	۲۹۸
باب : مجنون مرد و زن کو رجم نہ کیا جائے	۳۰۱
باب : زانی کے لئے محرومیت اور حرمان ہے	۳۰۳
باب : بلاط میں رجم کرنا	۳۰۴
باب : عید پڑھنے کی جگہ رجم کرنا	۳۰۵
باب : جو کوئی گناہ کا ارتکاب کرے جس میں حد نہیں اور امام کو یہ خبر دی تو توبہ کرنے کے بعد اس پہ کوئی عقوبت نہیں جبکہ وہ فتویٰ طلب کرنے آئے۔	۳۰۷
باب : جب حد کا اقرار کیا جائے اور بیان نہ کیا کیا امام کے لئے جائز ہے کہ اس پر پردہ ڈالے	۳۱۰
باب : کیا امام کرنے والے کے لئے کہے کہ چھوا ہوگا یا بغل میں لیا ہوگا۔	۳۱۱
باب : اقرار کرنے والے سے امام کا کہنا کیا تو شادی شدہ ہے۔	۳۱۲
باب : زنا کا اقرار کرنا	۳۱۴
باب : زنا سے حاملہ عورت جب شادی شدہ ہو اس کو رجم کرنا	۳۱۷
باب : زانی اور زانیہ کو کوڑے مارے جائیں اور جلاوطن کیا جائے۔	۳۲۹
باب : گناہگاروں اور ہیجڑوں کو جلاوطن کرنا۔	۳۳۱
باب : جس نے حد لگانے کا حکم دیا حالانکہ ملزم غائب ہے۔	۳۳۲
باب : جب باندی زنا کرے۔	۳۳۵
باب : جب لونڈی زنا کرے تو اس کو ملامت نہ کیا جائے اور نہ جلاوطن کیا جائے۔	۳۳۶
باب : ذمیوں کے احکام اور اُن کا محصن ہونا جس وقت زنا کرے اور حاکم شرع کی طرف پہنچائے جائیں	۳۳۷
باب : جب اپنی بیوی یا اپنے غیر کی بیوی کو حاکم اور لوگوں کے پاس زنا کی تہمت لگائی کیا حاکم کے لئے ضروری ہے کہ اس عورت کے پاس کسی شخص کو اس کے پاس بھیجے، جو اس سے اس کے متعلق دریافت کرے جس کی اسے تہمت لگائی گئی ہے۔	۳۳۹
باب : جس نے اپنے گھر والوں اور ان کے غیر کو بادشاہ کے سامنے تادیب کی	۳۴۱
باب : جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ کوئی	

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ
آدمی دیکھے تو اسے قتل کردے؟	۳۴۳
باب : تعریض میں روایات	۳۴۵
باب : تعزیہ اور ادب کی مقدار کیا ہے؟	۳۴۶
باب : جس نے گواہ کے بغیر فحش بات گالی گلوچ اور تہمت ذکر کی۔	۳۵۰
باب : پاک دامن عورتوں کو تہمت لگانا۔	۳۵۳
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جس نے کسی جان کو زندہ رکھا۔	۳۵۹
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو مقتولوں کے متعلق تم پر قصاص ہے۔	۳۶۸
باب : قاتل سے پوچھنا حتیٰ کہ وہ اقرار کرلے اور حدود میں اقرار کرنا۔	۳۶۸
باب : جب پتھر یا ڈنڈے سے قتل کیا	۳۷۰
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جان کے بدلے جان۔	۳۷۱
باب : جس نے پتھر سے قتل کرنے کا بدلہ لیا۔	۳۷۲
باب : جس کا کوئی آدمی قتل کیا جائے تو اس کو دو نظروں قصاص اور دیت میں اختیار ہے۔	۳۷۲
باب : جس نے آدمی کا خون ناحق کیا۔	۳۷۶
باب : قتلِ خطا میں موت کے بعد معاف کرنا۔	۳۷۷
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کسی مومن کے لئے یہ نہیں کہ مومن کو قتل کرے الخ	۳۷۸
باب : جب ایک بار قتل کرنے کا اقرار کرلیا تو اس کو قتل کیا جائے گا۔	۳۷۹
باب : مرد کو عورت کے بدلے قتل کرنا۔	۳۸۰
باب : مردوں اور عورتوں کے درمیان زخموں میں قصاص لینا۔	۳۸۱
باب : جب ایک بار قتل کرنے کا اقرار کرلیا تو اس کو قتل کیا جائے گا۔	۳۷۹
باب : مرد کو عورت کے بدلے قتل کرنا۔	۳۸۰
باب : مردوں اور عورتوں کے درمیان زخموں میں قصاص لینا۔	۳۸۱
باب : جس نے حاکم کے حکم کے بغیر کسی سے اپنا حق لیا یا بادشاہ کے حکم کے بغیر قصاص لیا۔	۳۸۲
باب : جب ہجوم میں مرگیا یا قتل کیا گیا۔	۳۸۴
باب : جس نے اپنے آپ کو غلطی سے قتل کردیا اس کی دیت نہیں۔	۳۸۵
باب : جب کسی انسان کو کاٹا تو اس کے اگلے دانت گر گئے۔	۳۸۷
باب : دانت کے بدلہ دانت۔	۳۸۸
باب : انگلیوں کی دیت	۳۸۹
باب : القسامۃ	۳۹۴

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ
ابن ابی ملیکہ	۳۹۵
باب : جس نے لوگوں کے گھر میں نظر ڈالی تو انہوں نے اس کی آنکھ نکال دی، اس کی دیت نہیں۔	۴۰۲
باب : عورت کے پیٹ کا بچہ	۴۰۶
باب : عورت کے پہلے کا بچہ اور بیوی، والد اور والد کے عصبہ پر ہے بچے پر نہیں۔	۴۰۸
باب : جس نے غلام یا بچے سے مدد مانگی۔	۴۱۰
باب : کان اور کنوئیں میں دب کر مر جانے کا خون معاف ہے۔	۴۱۲
باب : چوپایوں کا نقصان کرنا لغو ہے۔	۴۱۳
باب : اس شخص کو گناہ جو بے گناہ ذمی کافر کو قتل کر دے۔	۴۱۵
باب : جب مسلمان غصہ کی حالت میں یہودی کو طمانچہ مارے۔	۴۱۶
کتاب مرتدوں	
اور اسلام کے دشمنوں سے توبہ کرنا اور ان سے جنگ کرنا۔	۴۱۹
باب - مرتد مرد اور مرتدہ عورت کا حکم اور ان سے توبہ کرانا۔	۴۲۳
باب - اس کا قتل جس نے فرائض قبول کرنے سے انکار کیا اور ان کا قتل جو ردت کی طرف منسوب ہوں۔	۴۲۹
باب : جس وقت ذمی وغیرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی بکنے میں تصریح کرے تصریح نہ کرے جیسے کہے اَلسَّامُ عَلَیْکَ	۴۳۲
باب : خوارج اور ملحدوں کو اُن پر حجت قائم کر کے قتل کرنا۔	۴۳۶
باب : خارجیوں کے متعلق عبداللہ بن عمر کا ارشاد! خارجی کون ہیں؟	۴۳۶
باب : تاویل کرنے والوں کے متعلق احادیث	۴۴۴
باب : حاطب بن ابی بلتعہ کا رقعہ لے جانے والی عورت کون تھی؟	۴۵۱
کتاب الاکراہ	۴۵۲
باب : جس نے کفر پر مار کھانے قتل ہو جانے اور ذلت کو ترجیح دی۔	۴۵۷
باب : مجبور وغیرہ کا اپنے حقوق فروخت کرنا	۴۶۰
باب : مجبور شخص کا نکاح جائز نہیں۔	۴۶۱
باب : جب کسی کو جبر کیا گیا حتی کہ اُس نے غلام حبہ کیا یا اس کو بیچ دیا تو جائز نہیں۔	۴۶۲
باب : اکراہ سے گرہ اور کُرہ ہم معنی ہیں۔	۴۶۴
باب : جب عورت کو زنا پر مجبور کیا جائے	۴۶۴

marfat.com

Marfat.com

مضمون	صفحہ
تو اس پر حد نہیں	
باب : کسی آدمی کا اپنے ساتھی کے لئے قسم کھانا کہ وہ اس کا بھائی ہے جبکہ اس پر قتل وغیرہ کا ڈر ہو۔	۴۶۷
قال بعض الناس	۴۶۸
کتاب الحیل	۴۷۲
باب : نماز میں حیلہ کرنا۔	۴۷۳
باب : زکوٰۃ میں حیلہ کرنا۔	۴۷۵
باب : نکاح میں حیلہ کرنا	۴۷۹
باب : نکاح المتعہ	۴۸۰
باب : خرید و فروخت میں حیلہ منع ہے۔	۴۸۲
باب : قیمت بڑھانا منع ہے۔	۴۸۲
باب : خرید و فروخت میں دھوکا دینا ممنوع ہے۔	۴۸۳
باب : یتیم لڑکی جو حسن سیرت و صورت کے اعتبار سے پسند ہو اس سے نکاح کرنے میں ولی کے لئے حیلہ سازی کرنے کی ممانعت اور اس کا مہر مکمل نہ کرنے کی ممانعت۔	۴۸۴
باب : جب کوئی لونڈی غصب کی پھر کہا کہ وہ مرگئی ہے اور مردہ لونڈی کی قیمت کا فیصلہ کر دیا گیا۔ پھر لونڈی کے مالک نے	

مضمون	صفحہ
اس کو پالیا تو وہ لونڈی اس کی ہے قیمت واپس کر دی جائے گی یہ قیمت ثمن نہ ہوگی۔	۴۸۵
باب : نکاح میں جھوٹی گواہی۔	۴۸۸
باب : جھوٹی شہادت سے نکاح۔	۴۸۹
باب : عورت کا اپنے شوہر اور سوکنوں سے حیلہ کرنا۔	۴۹۳
باب : طاعون سے بھاگنے میں حیلہ کرنا مکروہ ہے۔	۴۹۵
باب : حبہ اور شفعہ میں حیلہ کرنا	۴۹۷
مسور بن مخرمہ بن نوفل قرشی	۵۰۱
باب : عامل کا حیلہ کرنا تاکہ اس کو ہدیہ بھیجا جائے۔	۵۰۲
باب : عامل کا حیلہ کرنا تاکہ اس کو ہدیہ بھیجا جائے۔	۵۰۲
کتاب التعبیر	۵۰۷
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے جو وحی کی ابتداء ہوئی وہ اچھے خواب تھے۔	۵۰۸
باب : غارِ حرا میں تشریف لے جانے میں کیا حکمت تھی؟	۵۱۱
باب : نیک لوگوں کے خواب	۵۱۳
باب : خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے	۵۱۴

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : اچھا خواب نبوت کا چھیالسواں جزء ہے	۵۱۵
باب : بشارتیں	۵۱۸
باب : حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب۔	۵۲۰
باب : حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب	۵۲۱
باب : خواب پر سب کا اتفاق کرنا۔	۵۲۲
باب : قیدیوں، فسادیوں اور مشرکوں کے خواب	۵۲۳
باب : جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا	۵۲۶
باب : رات کا خواب۔	۵۲۹
باب : دن کو خواب دیکھنا۔	۵۳۲
باب : عورتوں کا خواب دیکھنا۔	۵۳۵
باب : حلم شیطان کی طرف سے ہے۔	۵۳۷
باب : خواب میں دودھ دیکھنا۔	۵۳۸
باب : جب خواب میں دودھ اس کے اطراف اور ناخنوں میں جاری ہونے لگا	۵۳۹
باب : خواب میں قمیص دیکھنا۔	۵۴۰
باب : خواب میں قمیص گھسیٹ کر چلنا۔	۵۴۱
باب : خواب میں سبزی اور سبز باغ دیکھنا۔	۵۴۱
باب : خواب میں عورت کا ظاہر دیکھنا	۵۴۳
باب : خواب میں ریشمی کپڑے دیکھنا	۵۴۴
باب : عورت کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر	۵۴۵
باب : ہاتھ میں کنجیاں دیکھنا۔	۵۴۵
باب : جس نے خواب میں دستاویز اور حلقہ پکڑے ہوئے دیکھا۔	۵۴۶
باب : اپنے تکیہ کے نیچے خیمہ کا عمود۔	۵۴۷
باب : خواب میں ریشم اور جنت میں داخل ہوتے دیکھنا۔	۵۴۸
باب : خواب میں قید ہوتے دیکھنا۔	۵۴۹
باب : خواب میں جاری چشمہ دیکھنا۔	۵۵۱
باب : کنواں سے پانی نکالنا حتی کہ لوگ سیراب ہو جائیں۔	۵۵۲
باب : خواب میں کنواں سے ایک یا دو ڈول کمزوری سے نکالنا۔	۵۵۴
باب : خواب میں آرام پانا	۵۵۵
باب : خواب میں محل دیکھنا	۵۵۶
باب : خواب میں وضو کرنا۔	۵۵۸
باب : خواب میں کعبہ کا طواف کرنا	۵۵۹
باب : جب خواب میں اپنا بچا ہوا کسی دوسرے کو دیا۔	۵۶۱
باب : خواب میں امن اور گھبراہٹ دور ہوتا دیکھنا۔	۵۶۱
باب : خواب میں داہنی طرف چلنا۔	۵۶۳
باب : خواب میں پیالہ دیکھنا۔	۵۶۴
باب : جب خواب میں اڑتی ہوئی شئی دیکھے اسود عنسی و مسیلمہ	۵۶۵ ۵۶۶
باب : جب خواب میں گائے دیکھے کہ اس کو ذبح کیا جاتا ہے	۵۶۷

marfat.com

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : خواب میں پھونک مارنا۔	۵۶۸
باب : جب خواب میں دیکھا کہ اُس نے ایک کونہ سے کسی شئ کو نکالا اور دوسری جگہ ٹھہرا دیا۔	۵۷۰
باب : خواب میں کالی عورت دیکھنا۔	۵۷۰
باب : بکھرے بالوں والی عورت	۵۷۱
باب : جب دیکھا کہ اس نے تلوار لہرائی ہے	۵۷۲
باب : جس نے اپنے خواب جھوٹ بولا۔	۵۷۲
باب : جب ناپسند شئ خواب میں دیکھے تو اس کی کسی کو خبر نہ دے اور نہ اس کو ذکر کرے۔	۵۷۵
باب : جو کوئی پہلے تعبیر کرنے والے کی تعبیر پہ اعتقاد نہ کرے جبکہ وہ ثواب کو نہ پہنچے۔	۵۷۶
باب : صبح کی نماز کے بعد خواب کی تعبیر کرنا	۵۷۹
کتاب الفتن	
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! تم عنقریب میرے بعد ایسے اور دیکھو گے جن کو اچھا نہ سمجھو گے	۵۸۹
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! میری امت کی ہلاکت بیوقوف نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی!	۵۹۲
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! عرب کی شر سے ہلاکت ہے جو قریب آگئی۔	۵۹۵
باب : فتنوں کا ظہور	۵۹۶
باب : کوئی زمانہ نہیں آتا مگر اس کے بعد والا زمانہ اس سے شر ہوتا ہے۔	۶۰۱
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم! کا ارشاد جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم سے نہیں۔	۶۰۳
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! میرے بعد کافروں کی مثل نہ ہو جانا ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔	۶۰۶
باب : فتنہ ہوگا اس میں بیٹھنے والا کھڑے سے بہتر ہوگا	۶۱۰
باب : جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کا مقابلہ کریں۔	۶۱۳
باب : جب جماعت نہ ہو تو کیا حکم ہے۔	۶۱۶
باب : جس نے فتنوں اور ظلم کی جماعت بڑھانے کو مکروہ جانا۔	۶۱۹
باب : فتنہ کے زمانہ میں دیہاتی بن جانا۔	۶۲۲
باب : فتنوں سے پناہ مانگنا۔	۶۲۵
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! فتنہ مشرق کی جہت سے ہوگا۔	۶۲۸
باب : وہ فتنہ جو دریا کی لہروں کی طرح موجزن	۶۳۱
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ جمل کی طرف اشارہ۔	۶۳۹
باب : جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرے	۶۴۲
باب : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امام حسن کے متعلق ارشاد! یہ میرا بیٹا سردار ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے سبب مسلمانوں کے دو لشکروں میں صلح کرا دیگا	۶۴۴
باب : جس وقت کسی قوم کے پاس بات کی پھر باہر جا کر اس کے خلاف کہا۔	۶۴۷
باب : خلع بیت کا واقعہ	۶۴۸
باب : قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قبر والوں پر رشک کیا جائے۔	۶۵۲
باب : زمانہ میں تغیر آجائیگا حتی کہ لوگ بتوں کی الخ	۶۵۲
باب : نار کا نکلنا	۶۵۴
باب : دجال کا ذکر	۶۵۹
باب : دجال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہوگا	۶۶۵

marfat.com

Marfat.com

حقوق طبع ناشر کے لئے محفوظ

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

اور جو کچھ تمہیں رسُول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸ پ سورہ حشر)

تفہیم البُخاری

شرح صحیح البُخاری

حصّہ یازدھم

شیخ الحدیث علّامہ غُلام رسُول رضوی

فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمّد حبیب الرحمٰن رضوی جامعہ سراجیہ رسُولیہ رضویہ اعظیم آباد فیصل آباد

تفہیم البخاری

حصّہ یازدھم

بار اوّل : گیارہ سو (۱۱۰۰)

مطبع : عبدالحمید المجدہ پرنٹرز $\frac{22}{S/R}$ احاطہ تر لوک اردو بازار ۔ لاہور ۔

ناشر : صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی
جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ
اعظم آباد ۔ فیصل آباد

کتابت : حکیم محمود الحسن خان خوشنویس
محلہ اسلام پورہ ۔ منڈی فاروق آباد
ضلع شیخوپورہ ۔

ھدیہ : ۱۵/

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

كِتَابُ الْاَحْكَامِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ٦٧٠٧

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِيْرِيْ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَمَنْ عَصٰى اَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

كِتَابُ الْاَحْكَامِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اللہ کی طاعت کرو اور اس کے رسُول کی اطاعت کرو اور اپنے حکّام کی اطاعت کرو حکم کے لغوی معنی یہ ہیں کہ ایک شئ کی دُوسری

marfat.com
Marfat.com

۶۷۰۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِيْ عَلَى
النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ
وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا
وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَ
هُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

شئی کی طرف اثبات یا نفی میں نسبت کرنا اور علماء اصول کی اصطلاح میں حکم اللہ تعالیٰ کا خطاب ہے جو مکلفین کے افعال کے ساتھ بطور اقتضاء یا تخییر ہو اور بادشاہ کا رعیت کو خطاب کرنے یا مولیٰ کا اپنے غلام کو خطاب کرنے میں ان کی اطاعت کا وجوب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔

ترجمہ : ۶۷۰۷ — ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

شرح : ۶۷۰۷ — رسُول کی طاعت اللہ کی اطاعت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسُول کی طاعت کا حکم فرمایا ہے اسی طرح جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امیر کی طاعت کا حکم فرمایا ہے یا رسُول کی طاعت بعینہٖ اللہ کی طاعت ہے کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی حکم فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ طاعت کے معنی مامور بہ کو بجا لانا اور منہی عنہ سے رک جانا ہے۔ معصیت اس کے خلاف ہے۔ اولی الامر سے مراد حُکام ہیں۔ حسن بصری نے کہا اس سے علماء مراد ہیں۔ مجاہد نے کہا صحابہ کرام مراد ہیں۔ زید بن اسلم نے کہا امور کے والی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ

۶۷۰۹ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ

مراد ہیں ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۶۷۰۸ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار ! تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے تمہاری نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا بادشاہ لوگوں کا نگہبان ہے اس سے اس کی نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا اور آدمی اپنے اہلِ خانہ کا نگہبان ہے اس سے اس کی نگہبانی سے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے اس سے ان کے متعلق باز پرس ہو گی آدمی کا غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا خبردار تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے اس کی نگہبانی کے متعلق باز پرس ہو گی ۔

۶۷۰۸ شرح : رعائت کے معنی شئ کی حفاظت کرنا ہے اور اس کی پوری نگرانی رکھنا ہے۔ یہ اپنے متعلق کے اعتبار سے مختلف ہے چنانچہ امام و بادشاہ کی رعایۃ رعیت کے امور کی نگرانی اور ان کے حقوق کی اقامت ہے۔ عورت کی رعائت اس کے شوہر کے مال و متاع اور اولاد کی نگرانی ہے اور خادم کی رعائت اس کے مالک کے مال کی نگرانی ہے جو اس کے ہاتھ میں ہے اور جو امام نہ ہو نہ باپ ہو نہ مالک و مولیٰ ہو اس کی رعائت اس کے اعضاء ہیں وہ اپنے جسم کی حفاظت کرے یا اپنے دوستوں اور معاشرہ کی نگرانی کرے۔

(حدیث ۸۵۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب امرآء قریش میں سے ہوں گے

۶۷۰۹ ترجمہ : زُہری سے روائت ہے کہ محمد بن جُبیر بن مُطعِم بیان کرتے تھے کہ

marfat.com
Marfat.com

وَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ وَفْدٍ مِنْ قُرَیْشٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عَمْرٍو یُحَدِّثُ اَنَّہٗ سَیَکُوْنُ مَلِکٌ مِنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ فَقَامَ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّہٗ بَلَغَنِیْ اَنَّ رِجَالًا مِنْکُمْ یُحَدِّثُوْنَ اَحَادِیْثَ لَیْسَتْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُولٰئِکَ جُھَّالُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَالْاَمَانِیَّ الَّتِیْ تُضِلُّ اَھْلَھَا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ یَقُوْلُ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَیْشٍ لَا یُعَادِیْھِمْ اَحَدٌ اِلَّا کَبَّہُ اللّٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ مَا اَقَامُوا الدِّیْنَ تَابَعَہٗ نُعَیْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَکِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرٍ

کہ امیر معاویہ کو خبر پہنچی جبکہ وہ قریش کے ایک وفد میں اُن کے پاس تھے کہ عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ عنقریب قحطان سے بادشاہ ہوگا۔ امیر معاویہ غصہ سے بھر گئے اور کھڑے ہو کر اللہ کی ثناء کی جس کے وہ لائق ہے پھر کہا اَمَّا بَعْدُ! مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے بعض لوگ حدیثیں بیان کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں اور نہ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں تمہارے یہ لوگ جاہل ہیں۔ منگھڑت باتوں سے اپنے آپ کو بچاؤ جو لوگوں کو گمراہ کرتی ہیں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ یہ امر (خلافت) قریش میں رہے گا ان سے کوئی شخص منازعت نہ کرے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔ جب تک قریش دین کو قائم کرتے رہیں گے۔ نعیم نے ابن مبارک کے ذریعہ معمر زہری اور محمد بن جبیر سے روایت کرنے میں شعیب کی متابعت کی ہے۔

۶۷۰۹ — شرح : حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے غضب ناک ہونے کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے عبداللہ بن عمرو کی حدیث کو ظاہر پر محمول کیا تھا تغیر الزمان کے باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قحطان سے ایک آدمی ظاہر ہوگا جو اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہانکے گا،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ قحطانی کا غلبہ آخر زمانہ میں ہوگا! جبکہ ایمان نہ رہے گا۔ اگر عبداللہ بن عمرو کی حدیث مرفوع ہے اور ابوہریرہ کی حدیث کے موافق ہو تو حضرت

marfat.com
Marfat.com

۶۷۱۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ

منهم اثنان

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انکار کرنے کا کوئی معنیٰ نہیں اور اگر عبداللہ بن عمرو کی حدیث مرفوع نہیں اور اس میں کچھ زیادتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قحطانی ابتداءِ اسلام میں ہوگا تو امیر معاویہ اس کا انکار کرنے میں معذور تھے اور اس کا معنیٰ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قحطانی کسی کنارے میں ظاہر ہوگا تو یہ امیر معاویہ کی حدیث کے معارض نہیں۔ کرمانی نے کہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت عبداللہ بن عمرو کی حدیث کے منافی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ جب قریش دین کو قائم نہ کریں گے تو قحطانی ظاہر ہوگا۔ قولہ تابعہ نعیم ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے زہری کی محمد بن جبیر سے روایت کو قوی کرنے کے لئے ذکر کیا ہے۔

۶۷۱۰ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امر (خلافت) ہمیشہ کے لئے قریش میں رہے گی ، جب تک ان میں دو شخص بھی باقی رہیں گے "

۶۷۱۰ — شرح : عینی نے ابن ہبیرہ سے نقل کیا کہ ہوسکتا ہے یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہو اور آخر زمانہ میں صرف دو قریش ہی باقی رہیں اُن میں سے ایک امیر اور دوسرا مامور ہو اور باقی لوگ ان کے تابع ہوں۔ یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ حدیث میں عدد کی حقیقت مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ قریش کے غیر میں خلافت نہیں ہوسکتی۔ حضرات صحابہ کرام اور ان کے بعد اسی پر اجماع منعقد ہوا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے سقیفہ بنی ساعدہ میں اس حدیث کو معیارِ خلافت قرار دیا تھا جس کا انصار میں سے کسی نے انکار نہ کیا تھا خوارج اور اہلِ بدعت کا یہ کہنا کہ خلافت غیر قریش میں بھی ہوسکتی ہے۔ غیر معتبر ہے مسلم کی روایت میں ہے کہ لوگ قریش کے تابع ہوں گے۔ مسلمان اپنے مسلمان کے تابع ہوں گے اور کافر اپنے کافر قریش کے تابع ہوں گے۔ اس حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ اسلام اور جاہلیت میں لوگ قریش کے تابع ہوں گے، کیونکہ جاہلیت میں بھی قریش عربوں کے رئیس اور حرم شریف اور حج بیت اللہ کے اہل تھے اور عرب اُن کے اسلام کا انتظار

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اَجْرِ مَنْ قَضٰى بِالْحِكْمَةِ

لِقَوْلِهٖ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ

۶۷۱۱ — حَدَّثَنِيْ شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٍ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ اَوْ اٰخَرُ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا

کرتے تھے جب وہ مسلمان ہوگئے اور مکہ مکرمہ فتح ہوگیا تو تمام لوگ ان کے تابع ہوگئے اور ہر طرف سے عرب کے وفد آنے تھے اسی طرح اسلام میں قریش اصحابِ خلافت ہیں اور لوگ اُن کے تابع ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خلافت قیامت تک قریش میں رہے گی۔ اگرچہ دو قریش ہی باقی رہ جائیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قرطبی نے کہا اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ خلافت باقی رہے گی اور جب بھی قریشی موجود ہوگا یہ اسی کے لئے ہوگی اور اگر دو قریشی جمع ہوجائیں اور دونوں میں شرائطِ خلافت پائے جائیں تو جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگا وہی خلیفہ ہوگا اور اگر دونوں ہی قریب ہوں تو جس میں صلاحیت زیادہ ہوگی وہ خلیفہ ہوگا۔ الحاصل خلافت قیامت تک قریش میں رہے گی اور اگر کوئی غلبہ کرکے ملک پر تسلط جمالے تو قریش میں خلافت کا انکار نہیں کیا جائے گا اور یہی کہا جائے گا کہ متغلب بطور نیابت مسلط ہے۔

باب اُس شخص کو ثواب جس نے اللہ کے حکم کیمطابق فیصلہ کیا

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس نے اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا جو اللہ نے نازل فرمایا تو ایسے لوگ فاسق ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

شَرْحُ الْبَابِ

: حکمت سے مراد حکم ہے یعنی جنہوں نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کیا وہ فاسق ہیں۔ دوسری آیت کریمہ میں ہے وہ ظالم ہیں ایک اور آیت میں ہے وہ کافر ہیں۔ یہ تینوں آیات کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں اور یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ جو کوئی اللہ کے حکم کو مسترد کر دے وہ کافر ہے۔ بعض نے کہا یہ آیت کریمہ مسلمانوں اور کافروں دونوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

۶۷۱۱ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتوں کے سوا کسی شئ میں حسد (رشک) جائز نہیں۔ ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر لوگوں کو مسلط کر دے دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ علم و حکمت دے اور وہ اس کے ساتھ فیصلہ کرے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے۔

۶۷۱۱ — شرح : حسد سے مراد رشک ہے اور حکمت سے مراد علم دین ہے اس حدیث میں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور علم کی تعلیم دینے کی ترغیب ہے۔ بعض نے کہا اس میں حسد کی ایک قسم اباحت ہے۔ اگرچہ حسد حرام ہے حدیث میں مذکور دو خصلتوں میں حسد کی رخصت اس لئے ہے کہ ان میں دینی مصلحت ہے۔ ابوتمام شاعر نے کہا وَمَا حَاسِدٌ فِی الْمَکْرُمَاتِ بِحَاسِدٍ ، اچھی خصلتوں میں حسد کرنے والا حاسد نہیں ہوتا ہے۔ قسطلانی نے طیبی سے نقل کیا۔ حدیث شریف میں بہت بڑی دو نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے مبالغہ کے طور پر حسد کو ثابت کیا ہے یعنی اگر یہ دو خصلتیں بُرے اور مذموم طریقہ سے حاصل ہوں تو ان کو ضرور حاصل کریں اور ان کے حصول میں پوری کوشش کریں اگر اُن کے حصول کی راہ میں حسد ہی درپیش ہو، کیونکہ ان دو خصلتوں میں سے ہر ایک انتہائی مقام کو پہنچی ہے کہ جس کے اوپر کوئی غایت نہیں اگر یہ دو کسی آدمی میں پائی جائیں تو وہ ہر بلندی اور رفعت کو پالیتا ہے۔ ابن بیر نے کہا یہاں حقیقۃً نفی مراد نہیں ورنہ خلف لازم آئے گا کیونکہ لوگ ان دو خصلتوں کے غیر میں حسد کرتے ہیں اور اس شخص میں رشک کرتے ہیں جس میں ان خصلتوں کے سوا اور ہوں، لہٰذا یہ خبر نہیں یا اس سے مراد حکم ہے یعنی غبطہ کے ساتھ بلند مراتب کا حصول ان دو خصلتوں میں منحصر نہیں۔ اس حدیث میں اس شخص کو قضاء کرنے پر رغبت دلانا ہے جس میں قضاء کی شرطیں پائی جائیں اور وہ اعمالِ حق پر قوت رکھتا ہو اور اس کے مددگار بھی ہوں کیونکہ قضاء کرنے میں معروف کا حکم ہے مظلوم کی مدد ہے اور مستحق لوگوں کو ان کا حق پہنچاتا ہے ظالم کے ہاتھ کو روکنا ہے اور لوگوں میں اصلاح کرنا ہے یہ تمام امور عبادت میں داخل ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com

Marfat.com

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْاِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةٌ

۶۷۱۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ

اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہے جبکہ وہ ظلم نہ کرے جب وہ ظلم کرنے لگے اللہ اس سے علیحدہ ہوجاتا ہے اور شیطان اس کا ساتھی ہوجاتا ہے۔ (حدیث ۷۱۷۹ کی شرح دیکھیں)

باب امام کی بات سُننا اور اس کی اطاعت کرنا جبکہ اس کی بات اور اطاعت گناہ نہ ہو

اس عنوان میں امام کے مقرر کردہ امراء بھی داخل ہیں کیونکہ امام کی طرف سے مقرر کردہ امراء کی اطاعت دراصل امام کی اطاعت ہے بشرطیکہ سمع اور طاعت میں معصیت نہ ہو کیونکہ اللہ کی معصیت میں مخلوق کی طاعت جائز نہیں۔ اور ائمہ کی اطاعت میں جو احادیث اور اخبار مذکور ہیں۔ اُن کا محمل بھی یہی ہے کہ اس میں اللہ اور اس کے رسُول کے حکم کی نافرمانی نہ ہو اور اگر ائمہ کی بات سُننے اور ان کی اطاعت اللہ اور اس کے رسُول کے حکم کے خلاف ہو تو کسی کے لئے جائز نہیں کہ اللہ اور اس کے رسُول کی مخالفت میں کسی کی اطاعت کرے"

۶۷۱۲ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بات سنو اور تابعداری کرو اگرچہ حبشی غلام تمہارا امیر بنا دیا جائے گویا کہ اس کا سر خشک انگور جیسا ہے۔

۶۷۱۲ — شرح : حبشی کے سر کو خشک انگور سے تشبیہ دینا بطور حقارت اس کی صورت کی

marfat.com

Marfat.com

۶۷۱۳ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یَرْوِیْهِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ مَنْ رَاٰی مِنْ اَمِیْرِهٖ شَیْئًا فَکَرِهَهٗ فَلْیَصْبِرْ فَاِنَّهٗ لَیْسَ اَحَدٌ یُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَیَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً

۶۷۱۴ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَکَرِهَ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ

کراہت میں مبالغہ ہے اس امارت سے مراد امراء اور عمال کی امارت ہے۔ خلافت مراد نہیں کیونکہ حبشی خلیفہ نہیں ہوسکتا کیونکہ خلافت صرف قریش میں منحصر ہے۔ عینی نے خطابی سے نقل کیا عرب لوگ امارت کو نہیں جانتے تھے۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امراء کی طاعت کی ترغیب دلائی کہ وہ امراء کے حکم کے تابع رہیں جبکہ وہ جنگوں میں جائیں اور جبکہ وہ شہروں کے حاکم بن جائیں تاکہ اسلام کے اتحاد کو ضرر نہ پہنچے۔

۶۷۱۳ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے امیر سے کوئی بُری شئی دیکھی اور اس کو اچھا نہ جانا تو صبر کرے کیونکہ کوئی شخص جماعت سے ایک بالشت علیحدہ نہیں ہوتا اور مرجاتا ہے مگر وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے (کتاب الفتن میں یہ حدیث مع الشرح گزری ہے)

۶۷۱۴ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی پہ امیر کی ہر اچھی اور ناپسند میں اطاعت واجب ہے جبکہ اس کو گناہ کا حکم نہ دیا جائے جب گناہ کا حکم دیا جائے تو امیر کی بات نہ سُنے اور نہ اسکی اطاعت کرے

marfat.com

Marfat.com

۶۷۱۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَ أَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَ أَمَرَهُمْ أَنْ يُّطِيْعُوْهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَ قَالَ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيْعُوْنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَّا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَ أَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيْهَا فَجَمَعُوْا حَطَبًا فَأَوْقَدُوْا فَلَمَّا هَمُّوْا بِالدُّخُوْلِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرَارًا مِنَ النَّارِ أَفَنَدْخُلُهَا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهُ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا أَبَدًا إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ

ترجمہ : حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ۶۷۱۵ — چھوٹا سا لشکر بھیجا اور ایک انصاری مرد کو حاکم مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت کریں (ایک وقت) وہ لشکریوں پر غضب ناک ہوگیا اور کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں فرمایا ہے کہ تم میری اطاعت کرو لوگوں نے کہا کیوں نہیں حضور نے یقیناً یہ فرمایا ہے۔ امیر نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم ایندھن جمع کرو اور آگ روشن کرو پھر تم اس میں داخل ہو جاؤ۔ لوگوں نے ایندھن جمع کیا اور آگ روشن کی جب اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو وہ کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ بعض نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری آگ سے دوڑتے ہوئے کی ہے ہم اس میں ہی داخل ہو جائیں؟ وہ اسی سوچ بچار میں تھے کہ اچانک آگ بجھ گئی اور امیر کا غصہ فرو ہوگیا۔ یہ واقعہ نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ الْاِمَارَةَ اَعَانَهُ اللّٰهُ

۶۷۱۶ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ

صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا تو حضور نے فرمایا اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو اس سے کبھی باہر نہ نکلتے طاعت صرف بھلائی کے حکم میں ہے (حدیث ۷۱۴۶ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی امارت کی طلب نہ کرے اللہ اس کی مدد کرتا ہے

۶۷۱۶ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن امارت کی طلب نہ کرو کیونکہ اگر تمہیں طلب کرنے سے امارت دی گئی تو اس کے حوالہ کئے جاؤ گے اور اگر طلب کرنے کے بغیر تمہیں امارت دی گئی تو تمہاری اس پر مدد کی جائے گی اور اگر تم قسم کھاؤ اور اس کا غیر بہتر دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو اور جو بہتر ہے وہ کرو

۶۷۱۶ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا لوگوں میں حکم سے تعلق ہے اس کا طلب کرنا مکروہ ہے اور جو اس کی حرص کرے اس کی مدد نہیں کی جاتی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوداؤد نے ابوہریرہ کے ذریعہ مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ جو شخص

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وُكِلَ إِلَيْهَا

۶۷۱۷ — حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ

مسلمانوں میں قضاء طلب کرے حتیٰ کہ اس کو پالے اس کا عدل ظلم پر غالب ہو تو اس کے لئے جنّت ہے اور جس کا ظلم عدل پر غالب ہو اس کے لئے دوزخ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قضاء طلب کرنے کے سبب اس پر مدد نہ کئے جانے کو یہ لازم نہیں کہ جب وہ قضاء پر فائز ہو تو وہ عدل نہ کر سکے گا یا یہاں طلب کا محمل قصد ہے اور وہاں طلب تولیّت پر محمول ہے۔ (حدیث ۷۱۴۶ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی امارت کا مطالبہ کرے وہ اس کے حوالہ کیا جائے گا

۶۷۱۷ — ترجمہ : عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عبدالرحمٰن بن سمرہ امارت کا مطالبہ نہ کرو اگر مطالبہ کرنے سے تجھے امارت دی گئی تو تجھے اس کے حوالہ کیا جائے گا اور اگر مطالبہ کرنے کے بغیر تجھے امارت دی گئی تو اس پر تمہاری مدد کی جائے گی اور جب قسم کھاؤ اور اس کا غیر اس سے بہتر دیکھو تو وہ کرو جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ ادا کرو۔

(پہلی اور یہ حدیث ایک ہی ہے راویوں کے اختلاف کے باعث اس کو دو بابوں میں ذکر کیا ہے)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ

٦٧١٨ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ حُمْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ

باب امارت کی حرص کرنا مکروہ ہے

٦٧١٨ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب امارت کی حرص کروگے اور وہ قیامت کے دن ندامت ہوگی پس دودھ پلانے والی بہتر ہے اور دودھ چھڑانے والی بُری ہے۔

(محمد بن بشار نے کہا ہم سے عبداللہ بن حمران نے بیان کیا کہ عبدالحمید بن جعفر نے سعید مقبری اور عمر بن حکم کے ذریعہ ابوہریرہ سے اُن کا قول ذکر کیا۔

٦٧١٨ — شرح : اس حدیث شریف میں امارت سے امارتِ کُبریٰ (خلافت) اور امارت صغریٰ دونوں مراد ہیں۔ ہر تقدیر پر اگر مناسب عمل نہ کیا تو قیامت میں یہ ندامت ہوگی۔ نعمت المرضعۃ اور بئست الفاطمہ، سے مراد خلافت و ولائت کا اول و آخر مراد ہے۔ یعنی ولائت کی ابتداء میں مال و دولت، جاہ و منزلت اور لذاتِ حسیہ اور وہمیہ حاصل ہوتی ہیں لیکن اس کا خاتمہ قتل اور معزولیت پر ہے اور مدتِ ولایت میں جو زیادتیاں کی ہوں۔ اُن کا مطالبہ ہوتا ہے۔ اس کے معنیٰ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ولائت نعمت المرضعۃ دنیا میں ہے اور بئست الفاطمہ موت کے بعد ہے، کیونکہ موت کے بعد اس کا محاسبہ ہوتا ہے تو یہ

marfat.com
Marfat.com

٦٧١٩ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَيْنِ مِنْ قَوْمِي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ أَمِّرْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّا لَا نُوَلِّي هٰذَا مَنْ سَأَلَهُ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ

بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ

٦٧٢٠ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ

اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو استغناء سے پہلے علیحدہ ہو جاتا ہے۔

ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں اور میری قوم سے دو آدمی نبی کریم ٦٧١٩ — صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اُن میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم کو امیر بنائیں۔ دوسرے نے بھی اسی طرح کہا حضور نے فرمایا جو شخص امارت طلب کرے ہم اس کو امیر نہیں بناتے اور نہ ہی اس شخص کو امیر بناتے ہیں جو اس کی حرص کرے۔

باب جس کو رعیت دی گئی اور اُس نے لوگوں سے بھلائی نہ کی" ٦٧١٩ —

ترجمہ : حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ عُبَیْدُ اللہ بن زیاد نے معقل بن یسار کی بیماری جس میں

marfat.com
Marfat.com

۶۷۲۱ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ قَالَ زَائِدَةُ ذَكَرَهُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ اَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ نَعُوْدُهُ فَدَخَلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ اُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْ وَالٍ يَلِيْ رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

بَابُ مَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ

۶۷۲۲ــــ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ طَرِيْفٍ اَبِيْ تَمِيْمَةَ قَالَ شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَجُنْدُبًا

وہ فوت ہو گئے تھے ان کی عیادت کی تو معقل نے اُن سے کہا میں تجھے ایک حدیث بتاتا ہوں جو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے رعیت دی اور اُس نے رعیت کی بھلائی کے ساتھ حفاظت نہ کی وہ جنّت کی خوشبو نہ پائے گا،،

۶۷۲۰ــــ ترجمہ : حسن بصری سے روایت ہے کہ ہم معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کی عیادت کرتے تھے تو عبید اللہ بن زیاد بھی آگیا۔ معقل نے عبید اللہ بن زیاد سے کہا میں تجھے ایک حدیث بتاتا ہوں جو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔ حضور نے فرمایا جو مسلمان رعیت کا حاکم بنایا گیا اور وہ اُن سے خیانت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنّت حرام کر دیتا ہے۔

۶۷۲۰ــــ شرح : اس حدیث شریف میں ظالم امراء کے لئے سخت وعید ہے جو ان لوگوں کے حقوق ضائع کرتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اُن کی رعایا بنایا ہے یا اُن سے خیانت اور ظلم کرتے ہیں۔ قیامت کے روز حقوق العباد کی اضاعت کا اُن سے مطالبہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُن پر جنّت حرام کرے گا یہ وعید تہدید پر محمول ہے یا اس سے وہ ظالم حاکم مراد ہیں جو لوگوں پر ظلم و

marfat.com
Marfat.com

وَاَصْحَابِہٖ وَھُوَ یُوْصِیْھِمْ فَقَالُوْا ھَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَالَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ وَمَنْ یُّشَاقِّ یُشَقِّقِ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَقَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُہٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَلَّا یَاْکُلَ اِلَّا طَیِّبًا فَلْیَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ اَلَّا یَحُوْلَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجَنَّۃِ بِمِلْءِ کَفٍّ مِنْ دَمٍ اَھْرَاقَہٗ فَلْیَفْعَلْ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ مَنْ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جُنْدَبٌ قَالَ نَعَمْ جُنْدَبٌ

خیانت کو حلال جانتے ہیں۔

باب جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اُس کو مشقّت میں ڈالے گا

۶۷۲۱ — ترجمہ : طریف ابو تمیمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں صفوان، جندب اور اُن کے ساتھیوں کے پاس گیا جبکہ وہ اپنے ساتھیوں کو وصیت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کیا تم نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کچھ سُنا ہے؟ جندب نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے لوگوں کو سنانے کا عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کا بھید ظاہر کرے گا اور جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا انہوں نے کہا ہمیں وصیت کریں۔ جندب نے کہا سب سے پہلے انسان کا پیٹ (قبر میں) خراب ہوگا جو شخص پاک شئی کھانے کی طاقت رکھتا ہے وہ ضرور پاک اور حلال کھائے اور جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان چلّو بھر خون جو اس نے ناحق گرایا ہو حائل نہ ہو تو وہ ضرور کرے۔ فربری نے ابو عبداللہ سے کہا کون کہتا ہے کہ میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہا جندب نے کہا ہے کہا ہاں جندب نے کہا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيقِ

وَقَضَى يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيقِ وَقَضَى الشَّعْبِيُّ عَلَى بَابِ دَارِهِ

٦٧٢٣ — حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِيَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ

٦٧٢١ — شرح: یعنی جو شخص لوگوں کو دکھانے سنانے کے لئے عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا اندرون اور بھید لوگوں پر ظاہر کرے گا اور اس کے خبیث باطن سے لوگوں کے کان بھرے گا یہ اس کے فعل کی جزا ہوگی اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کا ثواب اسے دکھائے گا اور اس کو عطا نہیں کرے گا۔ خطابی نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جس نے ریاکاری کے لئے عمل کیا اور لوگوں کو ریاکاری کے طور پر سنایا کہ لوگ اس وجہ سے اس کی تعظیم کریں۔ اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو رسوا کرے گا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ اس کی ذلت و رسوائی کو دیکھیں گے اور جو دنیا میں ریاکاری کے لئے عمل کرتا تھا۔ قیامت میں اس کی عقوبت کو دیکھیں گے جو اس پر نازل ہوگی۔ قولہ من یشاقق الخ یعنی جو لوگوں کو گمراہ کرے گا اور سخت کام میں ان کو ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو سخت مشقت میں ڈالے گا بعض نے کہا اس میں مومنوں کے بارے میں بری باتیں کرنے اور ان کے عیوب ظاہر کرنے کی ممانعت ہے۔ ابو عبداللہ سے مراد امام بخاری ہیں اور قال کا فاعل فربری ہیں۔ یعنی فربری نے کہا میں نے ابو عبداللہ سے کہا کون کہتا ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کیا جندب نے کہا ہے؟ بخاری نے کہا ہاں جندب نے کہا ہے۔

باب راستہ میں فیصلہ کرنا اور فتویٰ دینا

یحییٰ بن یعمر نے راستہ میں فیصلہ کیا۔ شعبی نے اپنے مکان کے دروازہ پر فیصلہ کیا

٦٧٢٣ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا فَكَاَنَّ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا كَثِيْرَ صِيَامٍ وَلَا صَلٰوةٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

بَابُ مَا ذُكِرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ بَوَّابٌ

۶۷۲۴ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

مسجد شریف سے باہر نکل رہے تھے تو مسجد کے دروازہ پر ایک آدمی ہم سے ملا اُس نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قیامت کب ہوگی ؟ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تُو نے قیامت کے لئے تیار کیا ہے گویا کہ وہ آدمی خاموش سا ہوگیا پھر کہا یا رسُولَ اللہ ! صلّی اللہ علیہ وسلّم میں نے قیامت کے لئے زیادہ روزے اور زیادہ نمازیں اور صدقات تیار نہیں کئے ہیں لیکن میں تو صرف اللہ اور اس کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محبت کرتا ہوں فرمایا تیرا حشر اُن کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہے ۔

۶۷۲۳ شرح : عینی نے مہلب سے نقل کیا کہ راستہ میں سواری پر یا چلتے ہوئے فتویٰ صادر کرنا اللہ کے حضور تواضع اور انکساری ہے اگر کمزور ناتواں یا جاہل شخص کے لئے ہو تو عند اللہ اور عوام الناس کے نزدیک قابلِ ستائش ہے۔ اور اگر یہ کسی دنیا دار یا کسی کی بدزبانی کے خوف سے صادر کیا تو مکروہ ہے۔ ابن حبیب نے کہا جو آسان فتویٰ ہو جیسے کسی پر قید کی سزا ہو یا سزائے موت ہو جس کا وہ مستوجب ہو یا کسی شئ کے امر کرنے یا روکنے کا فتویٰ ہو تو وہ راستہ میں چلتے چلتے صادر کرسکتا ہے۔ (حدیث ۶۷۲۳ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی چوکیدار نہ تھا

۶۷۲۴ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ اپنے خاندان کی

marfat.com
Marfat.com

يَقُوْلُ لِامْرَأَةٍ مِّنْ اَهْلِهٖ تَعْرِفِيْنَ فُلَانَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِيْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَقَالَتْ اِلَيْكَ عَنِّيْ فَاِنَّكَ خِلْوٌ مِنْ مُصِيْبَتِيْ قَالَ فَجَازَوْهَا وَمَضٰى فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ مَا قَالَ لَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا عَرَفْتُهٗ قَالَ اِنَّهٗ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَاءَتْ اِلٰى بَابِهٖ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ اَوَّلِ صَدْمَةٍ

کی ایک عورت سے کہتے تھے کیا تو فلاں عورت کو جانتی ہے اُس نے کہا جی ہاں! انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے جبکہ وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی۔ فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اُس نے کہا مجھ سے ایک طرف رہ تو میری مصیبت کو نہیں جانتا انس نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگے بڑھے اور تشریف لے گئے پھر اس کے پاس سے ایک آدمی گزرا اور کہا تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے اُس نے کہا میں نے تو حضور کو پہچانا نہ تھا اُس نے کہا وہ تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے حضرت انس نے کہا وہ عورت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر آئی اور اس پر کوئی دربان نہ پایا اور عرض کیا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخدا میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر صدمہ کی ابتداء میں ہونا چاہیئے۔

شرح ۶۷۲۴ : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دربان نہ تھا جو لوگوں کو منع کرے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں کنوئیں کے کنارے پر بیٹھے تھے تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ کے دربان تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضور جب کسی کام میں مشغول نہ ہوتے تھے تو لوگوں کے لئے حجاب خود اُٹھاتے تھے اور صاحبِ حاجت کے سامنے ہوتے تھے۔ اور خلوت و تنہائی کے وقت آپ کا دربان نہ ہوتا تھا۔ حاکم کا دربان رکھنے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ اور علماء کی ایک جماعت نے کہا حاکم کو دربان نہیں رکھنا چاہیئے۔ بعض علماء جواز کے قائل ہیں جبکہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحَاكِمِ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلٰى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُوْنَ الْاِمَامِ الَّذِىْ فَوْقَهٗ

٦٧٢٥ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِىُّ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَىِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْاَمِيْرِ

بعض کا خیال ہے۔ خصوم کی ترتیب کے لئے دربان رکھنا مستحب ہے تاکہ زیادہ اصرار کرنے والے کو منع کرے اور شریر کو دفع کرے۔

باب حاکم اس شخص کے قتل کا فیصلہ کرے جس پر قتل واجب ہے اس سے اُوپر کا حاکم فیصلہ نہ کرے

اس باب میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ عینی نے ابن قاسم کے مجموعہ سے نقل کیا کہ چھوٹے چھوٹے قصبوں میں مقرر حاکم قتل اور حدود میں فیصلہ نہ کریں تاکہ لوگ شہروں کا رُخ کریں جہاں بڑا حاکم مقرر کیا ہے جسے قتل و قطع میں حد جاری کرنے کا اختیار دیا ہو وہ حدود قائم کر سکتا ہے، ورنہ نہیں امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ شہروں کے حکام ہی حدود قائم کر سکتے ہیں۔ دیہات و قصبات میں مقرر حکام کو یہ اختیار حاصل نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر حاکم عادل ہو اور صدقات کا صحیح استعمال کرے تو جو صدقات میں خیانت کرے اس کو سزا دے سکتا ہے اور اگر عادل نہ ہو تو صرف تعزیر کر سکتا ہے۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیس بن سعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے امیر کے صاحبِ شرط کی طرح تھے۔ — ٦٧٢٥

marfat.com
Marfat.com

۶۷۲۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ قُرَّةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ وَاَتْبَعَهٗ بِمُعَاذٍ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبُ ابْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ رَجُلًا اَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ فَاَتَاهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَهُوَ عِنْدَ اَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ مَا لِهٰذَا قَالَ اَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ لَا اَجْلِسُ حَتّٰى اَقْتُلَهٗ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شرح ۶۷۲۵ — : شُرَط بضم الشین وفتح الراء شرطہ کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں لشکر کے آگے والے سپاہی ان کو شرط اس لئے کہتے ہیں کہ وہ علامات پر مشتمل ہوتے ہیں جیسے ہمارے زمانہ میں سپاہیوں اور حکام بالا کے لباس پر علامات ثبت ہوتی ہیں۔ پس صاحبِ شرط کے معنی صاحب علامات ہیں۔ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو قیس بن سعد آپ کے سامنے رہتے تھے اور حضور کے امور و احکام نافذ کرتے تھے۔

ترجمہ ۶۷۲۶ — : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو (یمن) بھیجا اور اُن کے بعد حضرت معاذ بن جبل کو بھیجا۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک آدمی مسلمان ہُوا پھر یہودی ہوگیا۔ جب معاذ بن جبل تشریف لائے تو وہ (مرتد) ابوموسیٰ کے پاس تھا معاذ نے کہا یہ کیا ماجرا ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا اُس نے اسلام قبول کیا پھر یہودی ہوگیا ہے۔ حضرت معاذ نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ اس کو قتل کروں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہی ہے۔

شرح ۶۷۲۶ — : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے مرتد کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچایا (حدیث ۷۱۴۹ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ يَقْضِي الْحَاكِمُ اَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ

۶۷۲۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ اَبُوْبَكْرَةَ اِلٰى ابْنِهٖ وَكَانَ بِسِجِسْتَانَ اَلَا لَا تَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَاَنْتَ غَضْبَانُ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ

باب کیا حاکم غصّہ کی حالت میں فیصلہ کرے یا فتوی صادر کرے؟

۶۷۲۷ — ترجمہ : عبدالملک بن عُمَیر نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابوبکرہ نے اپنے بیٹے کو لکھا جبکہ وہ سجستان میں تھا کہ دو شخصوں کے درمیان فیصلہ نہ کرو جبکہ تم غصّہ کی حالت میں ہو؛ کیونکہ میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ حاکم نے شخصوں میں غصّہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

۶۷۲۷ — شرح : غصّہ کی حالت میں فیصلہ یا فتویٰ سے اس لئے منع فرمایا کہ غصّہ طبیعت میں تغیّر پیدا کرتا ہے، رائے کو فاسد کرتا ہے اور عقل کو اُڑا دیتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے ،، الغضب غول العقل ،، غصّہ کی حالت میں غلطی کا قوی امکان ہوتا ہے اور ہر وہ شئی جو انسان کی طبیعت میں تغیّر پیدا کر دے۔ اور سوچ بچار سے دور رکھے جیسے بھوک کا غلبہ ہو یا بیمار ہو وہ غضب کے حکم میں ہیں۔ جب تک یہ اعراض زائل نہ ہوں فیصلہ نہ کرے تاکہ کامل فکر و نظر پہ متمکن ہو جائے۔ ظاہریوں کے نزدیک یہ نہی تحریمی ہے جبکہ جمہور علماء نے اس کو تنزیہہ پہ محمول کیا ہے کیونکہ اگر غصّہ کی حالت میں حق فیصلہ کرے تو نافذ العمل ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیر بن عوام کے حق میں

marfat.com
Marfat.com

۶۷۲۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا یُطِیْلُ بِنَا فِیْھَا فَقَالَ فَمَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَطُّ اَشَدَّ غَضَبًا فِیْ مَوْعِظَۃٍ مِنْہُ یَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ مِنْکُمْ مُنَفِّرِیْنَ فَاَیُّکُمْ مَا صَلّٰی بِالنَّاسِ فَلْیُوْجِزْ فَاِنَّ فِیْھِمُ الْکَبِیْرَ وَالضَّعِیْفَ وَذَا الْحَاجَۃِ

۶۷۲۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ یَعْقُوْبَ الْکِرْمَانِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ طَلَّقَ امْرَاَتَہٗ وَھِیَ حَائِضٌ

غصہ کی حالت میں فیصلہ کیا تھا جبکہ ان کا ایک انصاری سے پانی کی باری میں جھگڑا ہوگیا تھا۔ نیز جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی تو حضور نے غصہ کی حالت میں فرمایا انہیں حکم دو کہ وہ رجوع کرے پھر ایک دو حیض گزر جانے کے بعد طلاق دے یا روک رکھے اس کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے آپ سے غلطی کا احتمال مرتفع ہے ؛ چنانچہ آپ نے فرمایا : اس منہ مبارک سے جو نکلے وہ حق ہوتا ہے ۔

۶۷۲۸ ترجمہ : ابومسعود انصاری نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ! بخدا میں فلاں شخص کی وجہ سے نماز میں پیچھے رہ جاتا ہوں جو ہمیں نماز پڑھانے میں تطویل کرتا ہے (لمبی نماز پڑھاتا ہے) ابومسعود نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی وعظ میں اس دن سے زیادہ غصہ کی حالت میں نہیں دیکھا پھر

marfat.com
Marfat.com

فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدُ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ

بَابُ مَنْ رَأَى الْقَاضِيَ أَنْ يَحْكُمَ بِعِلْمِهِ فِي أَمْرِ النَّاسِ إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُوْنَ وَالتُّهَمَةَ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ وَذٰلِكَ إِذَا كَانَ أَمْرًا مَشْهُوْرًا

٦٧٣٠ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ

پھر فرمایا اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ نفرت دلاتے ہیں تم میں سے جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو نماز مختصر پڑھائے کیونکہ لوگوں میں بوڑھے، کمزور اور صاحب حاجت بھی ہوتے ہیں۔

(حدیث ۶۷۲۹ کی شرح دیکھیں)

۶۷۲۹ — ترجمہ: سالم بن عبداللہ نے بیان کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر سنائی کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، حالانکہ وہ حیض کی حالت میں تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے بھر گئے پھر فرمایا وہ رجوع کرے پھر اسے روک رکھے حتیٰ کہ حیض سے پاک ہو جائے پھر حیض آئے اور پاک ہو جائے پھر اگر اس کو طلاق دینا چاہے تو طلاق دے۔

marfat.com
Marfat.com

أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ قَالَتْ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ مِنْ أَنْ أُطْعِمَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا قَالَ لَهَا لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ مِنْ مَعْرُوفٍ

باب جس نے یہ خیال کیا کہ قاضی اپنے علم کے مطابق لوگوں کے معاملات میں فیصلہ کرے جبکہ بدگمانی اور تہمت کا خوف نہ ہو "

جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند سے فرمایا جو تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو لے سکتی ہو اور یہ جبکہ امر مشہور ہو "

۶۷۳۰ — ترجمہ : عروہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہند بنت عتبہ بن ربیعہ آئی اور کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! زمین کی سطح پر کوئی خیمہ والا نہ تھا جو مجھے محبوب ہوتا کہ آپ کے خیمہ والوں سے زیادہ ذلیل ہو اور آج روئے زمین پر کوئی خیمہ والا نہیں جو مجھے محبوب ہو کہ آپ کے خیمہ والوں سے معزز ہو۔ پھر اُس نے کہا ابوسفیان بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر کچھ حرج تو نہیں کہ میں اس کے بال بچوں کو اس کے مال سے کھلاؤں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تجھ پر کچھ حرج نہیں کہ ان کو بالمعروف کھلائے۔

۶۷۳۰ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے عنوان سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کلام کی طرف اشارہ کیا ہے، کیونکہ امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ قاضی لوگوں کے باہم معاملات میں اپنے علم کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے حقوق اللہ جیسے حدود وغیرہ میں اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اس کی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ تہمت اور بدگمانی کا ڈر نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ قضیہ مشہور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُوْمِ وَمَا يَجُوْزُ مِنْ ذٰلِكَ
وَمَا يَضِيْقُ عَلَيْهِ وَكِتَابِ الْحَاكِمِ اِلٰى عَامِلِهٖ وَالْقَاضِيْ اِلَى
الْقَاضِيْ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ اِلَّا فِي الْحُدُوْدِ ثُمَّ قَالَ اِنْ
كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَهُوَ جَائِزٌ لِاَنَّ هٰذَا مَالٌ بِزَعْمِهٖ وَاِنَّمَا صَارَ مَالًا بَعْدَ
اَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ وَالْخَطَاءُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ اِلٰى عَامِلِهٖ فِي
الْجَارُوْدِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ سِنٍّ كُسِرَتْ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ كِتَابُ
الْقَاضِيْ اِلَى الْقَاضِيْ جَائِزٌ اِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَالْخَاتِمَ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُجِيْزُ
الْكِتَابَ الْمَخْتُوْمَ بِمَا فِيْهِ مِنَ الْقَاضِيْ وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهٗ وَقَالَ
مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الثَّقَفِيُّ شَهِدْتُّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ يَعْلٰى قَاضِيَ

ہو۔ اس کی دلیل یہ بیان کی کہ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ بن ربیعہ سے حضور نے فرمایا کہ تمام اپنے بال بچوں پر ابوسفیان کے مال سے اتنا خرچ کر سکتی ہو جو لوگوں میں معروف ہو مشہور ہو اس مسئلہ میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قاضی کے لئے جائز نہیں کہ قضاء سے پہلے جو لوگوں کے حقوق جانتا ہو ان میں اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے البتہ جو قضاء کے بعد جانے اس کا فیصلہ اپنے علم کے مطابق کر سکتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قاضی بہرحال اپنے علم کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔ قضاء سے پہلے علم ہو یا قضاء کے بعد علم ہو۔ امام ابو یوسف اور محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو قضاء سے پہلے جانتا ہو اس کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔
(باب نفقات کی شرح دیکھیں)

باب مہر لگے ہوئے خط پر گواہی دینا اور جو

خط پر گواہی جائز ہے اور جو جائز نہیں اور حاکم کا اپنے عامل کی طرف اور قاضی کا قاضی کی طرف خط بھیجنا ،،

marfat.com
Marfat.com

الْبَصْرَةِ وَاِيَاسَ بْنَ مُعٰوِيَةَ وَالْحَسَنَ وَثُمَامَةَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ وَبِلَالَ بْنَ اَبِیْ بُرْدَةَ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ بُرَیْدَةَ الْاَسْلَمِیَّ وَعَامِرَ

یعنی خط پر گواہی دینا عام پر طور پر نہ تو جائز ہے اور نہ ہی ممنوع ہے ،کیونکہ مطلقاً ممنوع ہو تو حقوق ضائع ہو جائیں گے اور نہ ہی مطلقاً اس پر عمل کیا جائے گا کیونکہ اس میں دھوکا کا احتمال ہے ۔ لہذا خط پر شہادت مشروط جائز ہے اس باب کا دوسرا عنوان یہ ہے کہ حاکم کا اپنے عاملوں کو خط بھیجنا جائز ہے ۔تیسرا عنوان یہ ہے کہ قاضی کا دوسرے قاضی کی طرف فیصلہ کر کے تحریر بھیجنا جائز ہے ۔

قَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ اِلَّا فِی الْحُدُوْدِ الخ

یعنی بعض فقہاء نے کہا حاکم کا اپنے عاملوں کی طرف خط بھیجنا جائز ہے مگر حدود میں جائز نہیں پھر کہا اگر خطاء سے قتل ہو تو جائز ہے کیونکہ یہ اُن کے گمان میں مال ہے حالانکہ قتل ثابت ہو جانے کے بعد مال ہوتا ہے لہٰذا قتل خطا اور عمد دونوں برابر ہیں

شرح : بعض الناس سے مراد فقہاء حنفیہ ہیں اس سے امام بخاری کا مقصد احناف پر طعن کرنا ہے اس کی تقریر یہ ہے کہ احناف کے کلام میں تضاد ہے کیونکہ قتل خطاء نفس الامر میں مال ہے کیونکہ اس میں قصاص نہیں بلکہ دیت ہے ۔ لہذا اس کا حکم دوسرے اموال کے حکم جیسا ہے ۔ اس پر امام بخاری نے مناقضہ کیا کہ قتل خطاء مال جب ہوتا ہے کہ حاکم کے نزدیک یہ ثابت ہو جائے اور ابتداء میں قتلِ خطا اور قتل عمد ایک ہی شی ہیں لہٰذا اوّل امر میں ان کا حکم واحد ہے اور دونوں کا حد ہونے میں فرق نہیں ۔اس کا جواب یہ ہے کہ قتل عمد اور قتلِ خطاء کا ایک ہونا مسلّم نہیں کیونکہ عمد کا مقتضیٰ قصاص ہے ۔ جبکہ قتل خطاء کا مقتضیٰ عدمِ قصاص ہے اور اس میں مال واجب ہے تاکہ مقتول کا خون بیکار نہ جائے اور اس میں کچھ فرق نہیں کہ یہ ثبوت سے پہلے یا اس کے بعد مال ثابت ہو ۔

وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ اِلٰی عَامِلِهٖ فِی الْحُدُوْدِ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدود میں فیصلہ کر کے اپنے عامل کو بھیجا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے امام بخاری کا مقصد حنفیہ پر رد کرنا ہے کہ وہ کہتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

ابْنَ عُبَيْدَةَ وَعَبَّادَ بْنَ مَنْصُوْرٍ يُجِيْزُوْنَ كُتُبَ الْقُضَاةِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الشُّهُوْدِ فَإِنْ قَالَ الَّذِيْ جِيْءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ إِنَّهُ زُوْرٌ قِيْلَ لَهُ

کہتے ہیں حدود میں کتاب القاضی الی القاضی جائز نہیں؛ حالانکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدود میں اپنے عامل کو لکھا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حد قائم کرنے کے لئے نہیں لکھا تھا بلکہ کشفِ حال کے لئے لکھا تھا؛ چنانچہ ابو ہریرہ اور جارود کی شہادت سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قدامہ پر خود حدّ قائم کی تھی ۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جارود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے قدامہ بن مظعون پر گواہی دی کہ اُس نے شراب پیا ہے ۔تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بحرین کے حاکم کو لکھا ہے کہ قدامہ کی بیوی سے واقعہ کی تحقیق کرے کہ کیا واقعی قدامہ نے شراب پی ہے۔ پھر کشفِ حال کے بعد خود حضرت عمر فاروق نے حد قائم کی تھی۔

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ سَنٍّ كُسِرَتْ

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے دانت توڑے جانے کے متعلق لکھ کر بھیجا تھا ،،

یعنی عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زریق بن حکیم کو دانت توڑے جانے کے متعلق خط لکھا اس میں ایک مرد کی گواہی کو جائز قرار دیا۔ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ الخ

یعنی ابراہیم نخعی نے کہا قاضی کا قاضی کو لکھنا جائز ہے جبکہ تحریر اور مہر مشہور ہو اور اس میں کسی اور تحریر سے التباس نہ ہو۔ قولہ وکان الشعبی الخ

یعنی عامر بن شرحبیل شعبی نے مہر شدہ خط جس میں قاضی کا حکم ہو جائز قرار دیتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح منقول ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے لیکن اکثر فقہاء کہتے ہیں جب قاضی اپنی تحریر پر گواہی دے اور اس میں جو کچھ ہو وہ شاہد کو معلوم نہ ہو تو جس قاضی کو یہ لکھا جائے وہ اس پر فیصلہ نہیں کر سکتا۔

وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الثَّقَفِيُّ الخ

یعنی معاویہ بن عبدالکریم ثقفی نے کہا میں نے بصرہ کے قاضی عبدالملک بن یعلی ایاس بن معاویہ ، حسن بصری ، ثمامہ بن عبداللہ بن انس ، بلال بن ابی بردہ ، عبداللہ بن بُریدہ اسلمی ، عامر بن عُبیدہ اور

marfat.com
Marfat.com

اِذْهَبْ فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذٰلِكَ وَاَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَلٰى كِتَابِ الْقَاضِيْ الْبَيِّنَةَ ابْنَ اَبِيْ لَيْلٰى وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحْرِزٍ جِئْتُ بِكِتَابٍ مِنْ مُوْسٰى ابْنِ اَنَسٍ قَاضِي الْبَصْرَةِ وَاَقَمْتُ عِنْدَهُ الْبَيِّنَةَ اَنَّ لِيْ عِنْدَ فُلَانٍ كَذَا وَكَذَا وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ فَجِئْتُ بِهِ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَاَجَازَهُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَاَبُوْ قِلَابَةَ اَنْ يُشْهَدَ عَلٰى وَصِيَّةٍ حَتّٰى يُعْلَمَ مَا فِيْهَا لِاَنَّهُ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ فِيْهَا جَوْرًا وَقَدْ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَهْلِ خَيْبَرَ اِمَّا اَنْ تَدُوْا صَاحِبَكُمْ وَاِمَّا اَنْ تُؤْذَنُوْا بِحَرْبٍ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْ شَهَادَةٍ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ اِنْ عَرَفَهَا فَاشْهَدْ وَاِلَّا فَلَا تَشْهَدْ

عبادبن منصور کے پاس موجود تھا۔ یہ حضرات گواہی کے موجود ہونے کے بغیر قاضیوں کی تحریر کو جائز قرار دیتے تھے۔ اگر وہ شخص جس کے پاس خط لایا گیا ہو کہے کہ یہ جھوٹ ہے تو اس سے کہا جائے جاؤ اس سے خلاصی کی راہ تلاش کرو۔ یعنی گواہی میں قدح تلاش کرو تاکہ شہادت باطل ہوجائے یا وہ تلاش کرو جو مشہود بہ کی برأت پر دلالت کرے۔ قولہ اَوَّلُ مَنْ سَاَلَ الخ یعنی سب سے پہلے جس نے قاضی کے فیصلہ کی تحریر بینہ کا سوال کیا وہ ابن ابی لیلی اور سوار بن عبداللہ تھے۔

قولہ قَالَ لَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ الخ یعنی ابونعیم نے ہم سے کہا کہ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحْرِزٍ نے بیان کیا کہ میں بصرہ کے قاضی موسیٰ بن انس سے خط لے کر آیا اور ان کے پاس بینہ قائم کیا کہ میرا فلاں شخص کے پاس اتنا مال ہے؛ حالانکہ وہ کوفہ میں تھا۔ میں اس فیصلہ کی تحریر قاسم بن عبدالرحمٰن کے پاس لایا تو انہوں نے اسے جائز قرار دیا۔

شرح : عینی نے مغنی الحنابلہ سے نقل کیا کہ فتویٰ کے آئمہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ قاضی کی قاضی کی طرف تحریر پر دو عادل گواہ ہونا ضروری ہے صرف مکتوب الیہ قاضی کا فیصلہ بھیجنے والے قاضی کی تحریر اور

marfat.com
Marfat.com

اس کی مہر کافی نہیں توضیح میں ذکر کیا اگر قاضی کی تحریر پہ دو گواہ ہوں اور قاضی نے ان کو تحریر پڑھ کر نہ سنائی ہو اور نہ ہی ان کو معلوم ہو کہ خط میں تحریر کیسی ہے تو امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ جائز ہے، اور مکتوب الیہ قاضی پہ لازم ہے کہ اس کے مطابق فیصلہ کرے جبکہ دونوں گواہ یہ کہیں کہ فلاں قاضی نے یہ فیصلہ تحریر کر کے ہمیں دیا ہے جبکہ اس پر مہر ثبت تھی ۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور ابو ثور رضی اللہ عنہم نے فرمایا قاضی اپنا فیصلہ پڑھ کر گواہوں کو نہ سنائے اور نہ اُن کے سامنے لکھے تو مکتوب الیہ قاضی اس تحریر کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا ؛ البتہ اگر اس کی مہر توڑ دی جائے تو امام ابوحنیفہ اور زفر کے نزدیک مکتوب الیہ حاکم اسے قبول نہ کرے گا ۔ ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک قبول کر لینا جائز ہے اور اگر اس پر دلیل قائم ہوئی تو قبول کرنا جائز ہے امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں۔

قولہ کرہ الحسن و ابو قلابۃ الخ حسن بصری اور ابو قلابہ نے وصیت پہ گواہ بنانے کو مکروہ سمجھا ہے یہاں تک کہ خط کی تحریر کا علم ہو جائے کیونکہ معلوم نہیں کہ اس میں کوئی ظلم کی بات لکھی ہو۔ یعنی اگر کوئی شخص وصیت پہ گواہ ہو جس میں کسی پر ظلم ہو ۔

شرح : اس میں جور سے مراد ناحق بات ہے یعنی وصیت پر گواہی نہ دے حتیٰ کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ وصیت پر گواہی دینا جائز ہے ۔ اگرچہ شاہد کو اس میں درج شدہ کا علم نہ ہو ۔ قولہ قَدْ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر کو لکھا کہ یا اپنے ساتھی کی دیت ادا کرو (جو قتل ہوا ہے) یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ ۔

قولہ قَالَ الزُّهْرِيُّ الخ زہری نے پردہ کے پیچھے عورت (پردہ دار عورت) پر گواہی میں کہا کہ اگر تم اس کو پہچانتے ہو تو گواہی دو، ورنہ گواہی نہ دو یعنی جس طریقہ سے عورت کو پہچان سکے اسی طریقہ سے پہچان کر گواہی دے ۔ گواہی دیتے وقت اس کو دیکھنا شرط نہیں ۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اقرار اور ہر اس میں جو آواز سے پہچانا جائے نابینا کی گواہی جائز ہے وہ گواہی دیتے وقت نابینا ہو یا بینا ہو پھر نابینا ہو گیا ہو کیونکہ حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام نے امہات المؤمنین سے روایت کی حالانکہ وہ پردہ میں تھیں ۔ انہوں نے صرف ان کی آواز سے امتیاز کر لیا تھا اسی طرح ابن مکتوم کی اذان مقبول تھی اور ان کی آواز اور حضرت بلال کی آواز میں صرف آواز سے امتیاز کرتے تھے نیز فروج پر اقدام کرنا حقوق پر گواہی سے اعلیٰ ہے وہ اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے حالانکہ اس کو صرف آواز سے پہچانتا ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے فرمایا گواہ ہوتے وقت اگر نابینا تھا تو اس کی گواہی مجلسِ قضاء میں غیر مقبول ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

۶۷۳۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَكْتُبَ اِلَى الرُّوْمِ قَالُوْا اِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُوْنَ كِتَابًا اِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِهٖ وَنَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

بَابُ مَتٰى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ

وَقَالَ الْحَسَنُ اَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْحُكَّامِ اَنْ لَّا يَتَّبِعُوا الْهَوٰى وَلَا يَخْشَوُا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوْا بِاٰيَاتِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ثُمَّ قَرَأَ يَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى

۶۷۳۱ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ روم کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا وہ لوگ مہر شدہ خط کے بغیر اور کوئی خط نہیں پڑھتے ہیں اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی مہر بنوائی گویا کہ میں اب اس کی سفیدی اور اس کا نقش "محمد رسول اللہ" دیکھ رہا ہوں۔

۶۷۳۱ — شرح : عینی نے امام طحاوی سے نقل کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خط پر مہر نہ لگی ہو تو وہ حجت ہو سکتا ہے اور جو کچھ اس میں لکھا ہو وہ مقبول ہو، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس پر مہر وغیرہ کا خیال نہ فرمایا تھا صرف صحابہ کے کہنے پر مہر بنوائی تھی (حدیث ع — ج ا کی شرح دیکھیں)

باب آدمی کب قاضی بننے کا مستحق ہوتا ہے

marfat.com

Marfat.com

فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ وَقَرَأَ اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ
فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا
وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَمَنْ
لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ وَقَرَأَ وَدَاوٗدَ وَ
سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمَانِ فِى الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا
لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِيْنَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا فَحَمِدَ
سُلَيْمٰنَ وَلَمْ يَلُمْ دَاوٗدَ وَلَوْلَا مَا ذَكَرَ اللّٰهُ مِنْ اَمْرِ هٰذَيْنِ لَرُئِيَتْ
اَنَّ الْقُضَاةَ هَلَكُوْا فَاِنَّهٗ اَثْنٰى عَلٰى هٰذَا بِعِلْمِهٖ وَعَذَرَ هٰذَا بِاجْتِهَادِهٖ
وَقَالَ مزاحِمُ بْنُ زُفَرَ قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ خَمْسٌ اِذَا خَطَاءَ
الْقَاضِىْ مِنْهُنَّ خَصْلَةً كَانَتْ فِيْهِ وَصْمَةٌ اَنْ يَّكُوْنَ فَهِمًا حَلِيْمًا
عَفِيْفًا صَلِيْبًا عَالِمًا سَؤُلًا عَنِ الْعِلْمِ

یعنی آدمی کب قضاء کے لائق ہوتا ہے یا کب اس پر قضاء واجب ہوتی ہے

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ نے حاکموں پر لازم کیا ہے کہ وہ خواہشات کی پیروی نہ کریں نہ لوگوں سے ڈریں اور نہ ہی اللہ کی آیات کے عوض تھوڑی قیمت لیں پھر پڑھا۔ اے داؤد ہم نے تجھے زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔ لوگوں میں حق فیصلہ کر خواہش کی پیروی نہ کر وہ تجھے اللہ کی راہ سے پھیر دے گی بیشک جو لوگ اللہ کی راہ سے پھر جاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے کیونکہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے

marfat.com
Marfat.com

تھے اور پھر پڑھا ، ہم نے تورات نازل کی اس میں ہدایت اور نور ہے اس کے ساتھ فرمانبردار نبی اللہ والے لوگ اور علماء یہودیوں کے لئے فیصلے کرتے رہے کیونکہ انہیں اللہ کی کتاب یاد کرائی گئی تھی (اللہ کی کتاب ان کے پاس امانت رکھی گئی تھی) اور وہ اس پر گواہ تھے۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو اور میری آیات کے عوض تھوڑی قیمت حاصل نہ کرو جس نے اللہ کے نازل کرنے کے مطابق فیصلہ نہ کیا وہ کافر ہیں اور پھر پڑھا اور داؤد سلیمان جب کھیتی کے بارے میں فیصلہ دے رہے تھے جبکہ اس میں لوگوں کی بکریاں چر گئی تھیں اور ہم اُن کے حکم کے فیصلہ کے گواہ تھے۔ پس ہم نے سلیمان کو فیصلہ سمجھا دیا اور ہر ایک کو حکم اور علم عطاء کیا پس سلیمان نے اللہ کی حمد وثنا کی اور داؤد کو ملامت نہ کی اگر یہ بات نہ ہوتی جو اللہ نے ان دونوں کا فیصلہ ذکر کیا ہے تو میں دیکھتا کہ قاضی ہلاک ہو جاتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس کے علم کے سبب تعریف کی اور اُس کو اس کے اجتہاد کے باعث معذور جانا۔

شرح : یہ دونوں آیات یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو اللہ کا حکم تبدیل کرے وہ کافر ہے۔ یہ آیتیں مسلمانوں کے متعلق نہیں کیونکہ مسلمان اگرچہ کبیرہ گناہ کریں انہیں کافر نہیں کہا جاتا۔ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا واقعہ شیخ عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ مسروق سے ذکر کیا کہ یہ انگوروں کا باغ تھا جس میں رات بکریاں چر گئی تھیں اور ان کا چرواہا نہ تھا کھیتی والوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس بکریوں والوں پر دعویٰ کر دیا تو انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ بکریاں کھیتی والوں کو دے دی جائیں پھر وہ سلیمان کے پاس سے گزرے اور انہیں فیصلہ سے مطلع کیا تو سلیمان علیہ السلام نے کہا یہ فیصلہ نہیں میں فیصلہ کرتا ہوں کھیتی والے بکریاں اپنے قبضہ میں کر لیں اور ان کا دودھ پیتے رہیں اور ان کی اون اور دیگر منافع حاصل کرتے رہیں اور بکریاں والے ان کی کھیتی پر قائم رہیں جب وہ پہلی کھیتی جیسی ہو جائے تو ان کی بکریاں انہیں واپس کر دیں پھر بکریاں والے داؤد علیہ السلام کے پاس سے گزرے اور سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ انہیں بتایا تو داؤد علیہ السلام نے سلیمان علیہ السلام کو پیغام بھیجا اور کہا تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے اس واقعہ میں صحیح تر پہلو یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام نے فیصلہ صحیح کیا تھا اور سلیمان علیہ السلام نے صلح کی واضح بات کی تھی۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا معنیٰ یہ ہے کہ سلیمان کی حمد وثنا کی کہ انہوں نے ارجح طریق کی موافقت کی تھی اور داؤد علیہ السلام کو محض راجح طریق پر اختصار کرنے کے باعث ملامت نہ کی۔ اس واقعہ سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احکام میں اجتہاد کر سکتے ہیں اور نزول وحی کا انتظار نہیں کرتے۔ کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مذکور مسئلہ میں اجتہاد کیا تھا کیونکہ اگر وہ فیصلہ وحی سے ہوتا تو اس کا فہم دینے میں سلیمان کی خصوصیت نہ ہوتی۔ بہرحال داؤد علیہ السلام کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ رِزْقِ الْحَاكِمِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا

وَكَانَ شُرَيْحٌ يَاْخُذُ عَلَى الْقَضَاءِ اَجْرًا وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَاْكُلُ الْوَصِيُّ بِقَدْرِ عُمَالَتِهٖ وَاَكَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ

کے فیصلہ میں خطاء نہ تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے فیصلہ کی حکم اور علم سے ثناء کی ہے۔
اور خطاء نہ حکم ہے اور نہ ہی علم ہے وہ تو نادرست ظن ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

وَقَالَ مُزَاحِمُ بْنُ زُفَرَ الخ

مزاحم بن زفر نے کہا عمر بن عبدالعزیز نے ہم سے کہا پانچ اشیاء ہیں اگر قاضی میں اُن میں سے کوئی ایک نہ پائی جائے تو اس میں عیب ہے وہ یہ کہ قاضی سمجھدار ہو، بردبار ہو، پاک دامن ہو، مضبوط ہو عالم ہو، علم کے متعلق سوال کرنے والا ہو۔

شرح : وصمہ بمعنی عیب اور عار ہے۔ فہم صفت مُشَبَّہ ہے۔ بعض روایات میں فہم کی جگہ فقیہہ مذکور ہے۔ حلیم کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کی اذیت برداشت کرے اور انتقام میں جلدی نہ کرے اس کے معنی بردباری اور طمانیت کے بھی ہیں یعنی متخاصمین کا کلام سُننے میں متحمل ہو اور تنگدلی نہ کرے اور نہ ہی غصہ میں آئے۔ **عفیف** ،، کے معنی پاکدامنی کے ہیں یعنی حرام خور نہ ہو، کیونکہ جب قاضی عالم ہو اور عفیف نہ ہو تو اس کی ضرر جاہل کی ضرر سے سخت ہوگی اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ نذرانہ اور ہدیہ کی صورت میں رشوت نہ لے اور نہ ہی صاحبِ وجاہت شخص کی طرف میلان کرے۔ **صلیب** ،، کے معنی ہیں سخت قوی ہو حق پہ ڈٹ جانے والا ہو۔ اور حق سے خواہش کی طرف میلان نہ کرے اور مُبطِل سے محق کا حق لے کر دے اور اس میں کاہلی اور سستی نہ کرے۔ **سئول** کے معنی ہیں علم کے متعلق بکثرت سوال کرے اور اہل علم سے مذاکرہ کرتا رہے کیونکہ بسا اوقات غیر سے اچھی چیز حاصل ہو جاتی ہے۔

باب حکام اور صدقات پر عاملوں کی تنخواہ

قاضی شریح قضاء پر تنخواہ لیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا اور وصی اپنے عمل کے مطابق یتیم کے مال سے کھائے۔ ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما در بیت المال سے ،، کھاتے تھے۔

شرح : حکام حاکم کی جمع ہے جبکہ عاملین عامل کی جمع ہے۔ عامل اسے کہتے ہیں جو حاکموں کی طرح مسلمانوں کے اعمال کی دیکھ بھال کرلے۔ صدقات کی فراہمی کرنے والوں کو بھی عاملین کہا جاتا ہے۔

شریح بن حارث بن قیس نخعی کوفی کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا پھر ان کے بعد لمبی مدت کوفہ میں قاضی رہے انہوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے عہدِ خلافت میں ان کو پانچ سو درہم وظیفہ دیا کرتے تھے۔ طبری نے کہا جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ قاضی وظیفہ لے سکتا ہے؛ کیونکہ وہ لوگوں میں فیصلے کرنے میں مشغول ہوتا ہے؛ البتہ بعض علماء نے اسے مکروہ کہا ہے لیکن وہ بھی حرام نہیں کہتے ہیں ابوعلی کرابیسی نے کہا قاضی کے لئے جائز ہے کہ قضاء کے عوض وظیفہ لے۔ اس میں تمام صحابہ کرام کا اتفاق ہے۔ تابعین اور تبع تابعین اور تمام اہل علم اس میں متفق ہیں۔ صاحبِ ھدایہ نے کہا اگر قاضی محتاج ہو تو افضل بلکہ واجب ہے کہ بقدرِ کفائت قضاء پر اجرت لے۔ اور اگر وہ غنی ہے تو افضل یہ ہے کہ بیت المال سے اُجرت نہ لے لیکن صحیح تر یہ ہے کہ قاضی کو ذلت سے بچانے کے لئے بیت المال سے وظیفہ لینا جائز ہے۔ تاکہ غریب اور محتاج قاضی بھی وظیفہ لے سکیں تاکہ وہ بچوں کی کفالت بھی کر سکیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ ،، وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ،، کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت کریمہ یتیم کے مال کے ولی کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ یتیم کے مال کی اصلاح کرے اور اگر محتاج ہو تو بقدر کفائت یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے۔ یہ بھی عمل کی اجرت میں داخل ہے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما امورِ مسلمین میں مشغول ہونے کے سبب عہد خلافت میں بیت المال سے بقدر کفائت وظیفہ لیتے تھے، چنانچہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیق خلیفہ مقرر ہوئے تو کہا میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار اس قدر ہے کہ میں اپنے اہل و اولاد کو فراوانی سے کھلا سکتا ہوں لیکن اب میں امورِ مسلمین میں مشغول ہو گیا ہوں لہٰذا میری اہل و اولاد بیت المال سے بقدر کفائت کھا سکیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنی ذات کو اللہ کے مال میں ایسا مشغول کر دیا ہے جیسے یتیم کا والی اس کے مال کی اصلاح کے لئے قائم ہوتا ہے۔ اس لئے میں بقدر کفائت بیت المال

marfat.com

Marfat.com

٦٧٣٢ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ اَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ اُخْتِ نَمِرٍ اَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى
اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ فِي خِلَافَتِهِ
فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اَلَمْ اُحَدَّثْ اَنَّكَ تَلِي مِنْ اَعْمَالِ النَّاسِ اَعْمَالًا فَاِذَا
اُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ عُمَرُ فَمَا تُرِيْدُ اِلٰى ذٰلِكَ قُلْتُ
اِنَّ لِيْ اَفْرَاسًا وَاَعْبُدًا وَاَنَا بِخَيْرٍ وَاُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ عُمَالَتِيْ صَدَقَةً
عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ عُمَرُ لَا تَفْعَلْ فَاِنِّيْ كُنْتُ اَرَدْتُ الَّذِيْ اَرَدْتَ
وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ
اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَآءَكَ

سے کھاسکوں گا لیکن اگر میں بیت المال سے لینے سے مستغنی ہوگیا ترک کردوں گا۔

ترجمہ : سائب بن یزید بن اخت نمر نے بیان کیا کہ حُوَیطِب بن عبدالعزیٰ نے
٦٧٣٢ — ان کو خبر سنائی کہ عبداللہ بن سعدی اُن سے بیان کیا وہ عمر فاروق
کے عہدِ خلافت میں ان کے پاس گئے تو عمر فاروق نے فرمایا کیا مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ تم مسلمانوں کے اعمال پر ولی
مقرر ہو (ان کے کام کرتے ہو) اور جب تمہیں وظیفہ دیا جاتا ہے تو اس کو اچھا نہیں خیال کرتے ہو میں نے کہا
کیوں نہیں (میں وظیفہ نہیں لیتا ہوں) عمر فاروق نے فرمایا اس سے تمہاری مراد کیا ہے؟ میں نے کہا میرے پاس
گھوڑے اور غلام ہیں اور میری حالت بہتر ہے میرا ارادہ یہ ہے کہ میرا وظیفہ مسلمانوں پر صدقہ ہو۔ عمر فاروق نے
فرمایا یہ مت کرو، کیونکہ ایک دفعہ میں نے بھی یہی ارادہ کیا تھا جو تو نے ارادہ کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مجھے اُجرت دیتے۔ تو میں کہتا یہ اس کو دیجئے جو اس کا مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ مجھے مال

marfat.com
Marfat.com

مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَاِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِيْ الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ

دیا تو میں نے عرض کیا یہ اس کو دیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مال لے لو اور مالداری حاصل کرو اور صدقہ کردو اگر تمہارے پاس یہ مال آئے اور تم گردن اُٹھا کر اس کی طرف دیکھو اور نہ ہی اس کا سوال کرو تو وہ لے لو اور اگر یہ حال نہ ہو تو مال کا پیچھا مت کرو۔

۶۷۳۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایثار سے کیوں منع کیا اس کا جواب یہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل ثواب کا ارادہ فرمایا تھا۔ کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زیادہ محتاج کے لئے ایثار کرنے میں اگرچہ ماجور تھے لیکن مال ہاتھ میں لے کر خود صدقہ خیرات کرنے میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ مال دار ہونے کے بعد صدقہ کرنے میں ذہنوں میں جمے ہُوئے بخل کا ازالہ ہوتا ہے۔ ابن منذر نے کہا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قضاء پہ اجرت لیتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنے کے بغیر مال ہاتھ لگے تو اس کو لینا ترک کرنے سے افضل ہے، کیونکہ ترک کرنے میں مال کی اضاعت ہے جس سے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا ہے بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ اگر طمع کرنے اور مانگنے کے بغیر مال ہاتھ لگے تو اس کو ردّ نہ کیا جائے ورنہ محرومیت کے عذاب میں مبتلا ہوگا۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَنْ قَضٰى وَلَاعَنَ فِي الْمَسْجِدِ وَلَاعَنَ

عُمَرُ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضٰى مَرْوَانُ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِيْنِ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ وَقَضٰى شُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَيَحْيٰى بْنُ يَعْمَرَ فِي الْمَسْجِدِ وَكَانَ الْحَسَنُ وَزُرَارَةُ بْنُ اَوْفٰى يَقْضِيَانِ فِي الرَّحَبَةِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ

باب جس نے مسجد میں فیصلہ اور لعان کیا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کے پاس لعان کرنے کا حکم دیا۔ اور قاضی شریح شعبی اور یحییٰ بن یعمر نے مسجد میں فیصلے کئے مروان بن حکم نے منبر کے پاس زید بن ثابت کو قسم کھانے کا حکم دیا۔ حسن بصری اور زراہ بن اَوفیٰ مسجد کے رحبہ میں فیصلہ کرتے تھے جو مسجد سے خارج تھا۔

شرح: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر کے پاس قسم کو اس لئے خاص کیا کہ وہ اس میں زیادہ سختی سمجھتے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی خاص جگہ قسم لینے میں سختی کرنا جائز ہے۔ اس پر زمانہ اور وقت کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے توضیح میں ہے کہ کسی مکان یا وقت میں لعان میں سختی کرنا سنت ہے لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے خلاف ہیں اور وہ قسم میں تغلیظ کو منع کرتے ہیں۔ بعض احناف اور مالکیہ نے کہا کہ عظیم مال، قتل اور لعان میں عصر کے بعد قسم لینا اچھا ہے کیونکہ اس وقت شب و روز کے ملائکہ کا اجتماع ہوتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

رحبہ مسجد کے دروازہ کے آگے وسیع میدان ہے جو اس سے علیحدہ نہیں ہوتا وہ مسجد کے حکم میں ہے۔ صحیح تر یہ ہے کہ اس میں اعتکاف جائز ہے، البتہ اگر وہ مسجد سے علیحدہ ہے تو اس میں اعتکاف جائز نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۶۷۳۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا

۶۷۳۴ — حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاهِدٌ

بَابُ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى اِذَا اَتٰى عَلٰى حَدٍّ اَمَرَ اَنْ يُخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامُ

وَقَالَ عُمَرُ اَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهٗ

۶۷۳۳ — ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا میں لعان کرنے والوں کے پاس موجود تھا، حالانکہ میں پندرہ برس کا تھا اُن دونوں کے درمیان تفریق کی گئی ۔

۶۷۳۴ — شرح : بنی ساعدہ کے قبیلہ سے حضرت سہل روایت کرتے ہیں کہ انصار سے ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا آپ مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے تو کیا وہ اس کو قتل کر دے؟ پھر ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا جبکہ میں وہاں موجود تھا ۔

(باب اللعان میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

marfat.com
Marfat.com

۶۷۳۵ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَتٰى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعًا قَالَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ

باب جس نے مسجد میں فیصلہ کیا حتیٰ کہ جبکہ حد کا وقت آیا تو حکم دیا کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دیا جائے پھر اس پر حدّ قائم کی جائے"

مسجد میں حدود قائم کرنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما اس سے منع کرتے ہیں۔ شعبی نے ایک ذمّی پر مسجد میں حدّ قائم کی تھی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر ہلکے کوڑوں سے حد قائم کی جائے تو مسجد میں جائز ہے اور جب حدود بکثرت ہو جائیں تو مسجد میں قائم نہ کی جائیں۔

وَقَالَ عُمَرُ اَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ

اور عمر فاروق نے فرمایا اس کو مسجد سے نکال دو۔ پھر اس کو حدّ مارو یہ اثر شیخین کی شرط کے مطابق ہے۔ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهٗ " حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مذکور ہے

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۷۳۵ — کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اُس نے بلند

marfat.com
Marfat.com

فِيمَنْ رَجَمَهُ بِالْمُصَلَّى رَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجْمِ

بَابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ لِلْخُصُومِ

۶۷۳۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

آواز سے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زنا کیا ہے۔ حضور نے اس شخص سے منہ مبارک پھیر لیا جب اُس نے اپنی ذات پہ چار بار اقرار کر لیا۔ حضور نے فرمایا تو مجنون تو نہیں ؟ اُس نے کہا جی نہیں۔ فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔ ابن شہاب نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں اُن لوگوں میں موجود تھا جنہوں نے مُصَلّٰی میں اس کو سنگسار کیا تھا۔

شرح ۶۷۳۵ : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے اعراض کیا کہ آپ اس پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے ؛ کیونکہ اس کے کلام پہ کوئی گواہ نہ تھا

مصلّٰی جنت البقیع کے قریب مقام ہے جہاں جنازے پڑھے جاتے ہیں۔ (کتاب الحدود میں رجم المحصن کے باب میں اس حدیث کی تفصیل مذکور ہے)

رواہ یونس ومعمر وابن جریج الخ یونس، معمر اور ابن جریج نے زہری، ابوسلمہ اور جابر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رجم میں اس حدیث کی روایت کی ہے۔

اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ ان حضرات نے صحابی میں عقیل کی مخالفت کی ہے ہے ؛ کیونکہ اُس نے اصل حدیث کی ابوسلمہ کے ذریعہ ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور انہوں نے ساری حدیث جابر سے روایت کی ہے۔

باب امام کا جھگڑنے والوں کو نصیحت کرنا" ۶۷۳۶

ترجمہ : ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے

marfat.com

Marfat.com

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاَنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَلَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَنْ یَّکُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِہٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِیْ عَلٰی نَحْوِ مَا اَسْمَعُ فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِحَقِّ اَخِیْہِ شَیْئًا فَلَا یَاْخُذْہُ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَہٗ قِطْعَۃً مِّنَ النَّارِ

بَابُ الشَّھَادَۃِ تَکُوْنُ عِنْدَ الْحَاکِمِ فِیْ وِلَایَتِہٖ الْقَضَاءِ اَوْ قَبْلَ ذٰلِکَ لِلْخَصْمِ

وَقَالَ شُرَیْحُ الْقَاضِیْ وَسَاَلَہٗ اِنْسَانٌ اَلشَّھَادَۃَ فَقَالَ ائْتِ الْاَمِیْرَ حَتّٰی اَشْھَدَ لَکَ وَقَالَ عِکْرِمَۃُ قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ لَوْ رَاَیْتَ رَجُلًا عَلٰی حَدٍّ زِنًی اَوْ سَرِقَۃٍ وَاَنْتَ اَمِیْرٌ فَقَالَ شَھَادَۃُ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ عُمَرُ لَوْلَا اَنْ یَّقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ لَکَتَبْتُ اٰیَۃَ الرَّجْمِ بِیَدِیْ وَاَقَرَّ مَاعِزٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بشر ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لاتے ہو شائد تم میں سے بعض لوگ دلیل بیان کرنے میں دوسروں سے زیادہ وضاحت کر سکتے ہوں تو میں دلیل کی سماعت کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں جس کے لئے میں نے اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دیا وہ اس کو نہ لے وہ تو میں اس کے لئے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہوں۔

شرح ۶۷۳۶ — یعنی میں بحیثیتِ بشر تم میں فیصلے کرتا ہوں اور پوشیدہ امور سے وہی جانتا ہوں جس پر اللہ مجھے مطلع کرتا ہے کیونکہ بذاتِ خود غیب صرف اللہ ہی جانتا ہے اور وہی مُحِق اور مبطل کو جانتا ہے اور حاکم وہی فیصلہ کر سکتا ہے جس کا خصم اقرار کرے

marfat.com
Marfat.com

باب جھگڑنے والوں کے لئے قاضی کی گواہی

حاکم کے سامنے ہونی چاہیئے وہ قضاء سے پہلے گواہ

بنا ہو یا اس کے بعد، یعنی جب حاکم جھگڑنے والوں میں سے کسی کا گواہ ہے قضاء کے زمانہ میں گواہ بنا ہو یا اس سے پہلے بنا ہو کیا وہ اس گواہی کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے؟ اس میں اہلِ علم کا اختلاف ہے۔ اسی لئے بخاری نے حکم بیان نہیں کیا۔ عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ بخاری کے ترجمہ میں اس امر کی دلیل ہے کہ قاضی قضاء کے زمانہ یا اس سے پہلے گواہ بنا ہو تو وہ حاکم کے سامنے گواہی دے سکتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ شوافع کے نزدیک قاضی کی مجلس میں جس خصم نے اقرار کیا ہو اس کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے

وَقَالَ شُرَيْحٌ الخ، اور قاضی شریح نے کہا جبکہ کسی انسان نے ان سے شہادت کا سوال کیا تھا کہ بادشاہ کے پاس جا میں تیرے لئے گواہی دوں گا۔ وَقَالَ عِكْرِمَةُ الخ عکرمہ نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن ابن عوف سے فرمایا اگر تو کسی شخص کو زنا کرتا یا چوری کرتا دیکھے، حالانکہ تو حاکم ہو تو تیری شہادت ایک عام مسلمان کی شہادت جیسی ہے اُس نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے عمر نے قرآن میں زیادتی کر دی ہے۔ تو اپنے ہاتھ سے رجم کی آیت کو اللہ کی کتاب میں لکھ دیتا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول سے جو انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا تھا۔ یہ ثابت کیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیتِ رجم کے قرآن میں ہونے کی شہادت تھی اس شہادت کے باعث انہوں نے اس کو قرآن میں ذکر نہیں کیا اور اس میں یہ علت بیان کی کہ اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عمر نے قرآن میں اضافہ کر دیا ہے تو میں اپنے ہاتھ سے آیت رجم لکھ دیتا۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا تاکہ بُرے حاکم اپنی مرضی سے تصرف کرنے کی راہ نہ پائیں۔

قولہ اَقَرَّ مَاعِزٌ الخ ماعز اسلمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چار بار زنا کا اقرار کیا تو حضور نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا اور یہ نہ ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موجود لوگوں کو گواہ بنایا۔

اس میں یہ اشارہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماعز پر رجم کا حکم کرنا اس کے اقرار سے تھا

marfat.com

Marfat.com

اَرْبَعًا بِالزِّنٰی فَاَمَرَ بِرَجْمِهٖ وَلَمْ یُذْکُرْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدَ مَنْ حَضَرَ وَقَالَ حَمَّادٌ اِذَا اَقَرَّ مَرَّةً عِنْدَ الْحَاکِمِ رَجَمَ وَقَالَ الْحَکَمُ اَرْبَعًا

۶۷۳۷ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ عُمَرَ بْنِ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰی اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ مَنْ لَهٗ بَیِّنَةٌ عَلٰی قَتِیْلٍ قَتَلَهٗ فَلَهٗ سَلَبُهٗ فَقُمْتُ لِاَلْتَمِسَ بَیِّنَةً عَلٰی قَتِیْلِیْ فَلَمْ اَرَ اَحَدًا یَشْهَدُ لِیْ فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِیْ فَذَکَرْتُ اَمْرَهٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهٖ سِلَاحُ هٰذَا الْقَتِیْلِ الَّذِیْ یُذْکَرُ عِنْدِیْ فَاَرْضِهٖ مِنِّیْ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ کَلَّا لَا نُعْطِیْهِ

موجود لوگوں کی شہادت نہ تھا۔

وَقَالَ حَمَّادٌ الخ حماد بن سلیمان نے کہا جب ایک بار حاکم کے پاس اقرار کرے تو رجم کیا جائے حکم نے کہا چار بار اقرار کرنے سے رجم کا حکم کیا جائے۔

ترجمہ : ۶۷۳۷ — ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین کے روز فرمایا جس شخص کے پاس کسی مقتول کو قتل کرنے پر بیّنہ ہو اس کے لئے مقتول کا سامان ہے،، میں کھڑا ہو گیا تاکہ اپنے مقتول پر شہادت تلاش کروں تو میں نے کسی کو نہ دیکھا جو میرے لئے گواہی دے میں بیٹھ گیا پھر مجھے خیال آیا تو میں نے اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو موجود لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا جس مقتول کو یہ ذکر کرتے ہیں اس کا سامان میرے پاس ہے آپ ابو قتادہ کو مجھ سے راضی کر دیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز ایسا

marfat.com
Marfat.com

أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَتَدَعَ أَسَدًا مِّنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ قَالَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ
فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
عَنِ اللَّيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ وَقَالَ أَهْلُ
الْحِجَازِ الْحَاكِمُ لَا يَقْضِيْ بِعِلْمِهٖ شَهِدَ بِذَالِكَ فِيْ وِلَايَتِهٖ أَوْ قَبْلَهَا
وَلَوْ أَقَرَّ عِنْدَهٗ خَصْمٌ أَخْرَجَ حَقٍّ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَاءِ فَإِنَّهٗ لَا يَقْضِيْ
عَلَيْهِ فِيْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ حَتّٰى يَدْعُوَ بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرَهُمَا إِقْرَارَهٗ وَ
قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا سَمِعَ أَوْ رَأٰهُ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَاءِ قَضٰى بِهٖ
وَمَا كَانَ فِيْ غَيْرِهٖ لَمْ يَقْضِ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ وَقَالَ آخَرُوْنَ مِنْهُمْ
بَلْ يَقْضِيْ بِهٖ لِأَنَّهٗ مُؤْتَمَنٌ وَإِنَّمَا يُرَادُ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ

نہ ہوگا۔ وہ قریش کے بدلنگ کو دے دیں اور اللہ کے شیروں میں سے شیر کو چھوڑ دیں جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جہاد کرتا ہے۔ ابو قتادہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اُس نے وہ سامان مجھے دے دیا پھر میں نے اس سے ایک باغ خریدا یہ پہلا مال تھا جو میں نے جمع کیا تھا۔ مجھے عبداللہ نے لیث سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور وہ سامان مجھے ادا کر دیا (یعنی اَمَرَ کی جگہ فَقَامَ ذکر کیا) اہلِ حجاز نے کہا حاکم اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ اپنی حکومت کے زمانہ میں گواہ بنا ہو یا اس سے پہلے بنا ہو اور اگر مجلسِ قضاء میں اس کے پاس خصم دوسرے کے لئے حق کا اقرار کرے تو بعض علماء کے نزدیک وہ اس پر فیصلہ نہ کرے یہاں تک کہ دو گواہوں کو بلائے اور ان کی موجودگی میں اس سے اقرار کرائے اور بعض اہل عراق نے کہا قاضی مجلس قضاء میں جو سنے یا دیکھے تو فیصلہ کر دے اور جو مجلسِ قضاء کے غیر میں دیکھے تو دو گواہوں کی گواہی کے بغیر فیصلہ نہ کرے ان میں سے دوسرے علماء نے کہا بلکہ اس پر فیصلہ کر دے؛

marfat.com
Marfat.com

اَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْضِىْ بِعِلْمِهٖ فِى الْاَمْوَالِ وَلَا يَقْضِىْ فِىْ غَيْرِهَا وَقَالَ الْقَسِمُ لَا يَنْبَغِىْ لِلْحَاكِمِ اَنْ يَّقْضِىَ قَضَاءً بِعِلْمِهٖ دُوْنَ عِلْمِ غَيْرِهٖ مَعَ اَنَّ عِلْمَهٗ اَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهٖ وَلٰكِنَّ فِيْهِ تَعَرُّضًا لِتُهْمَةِ نَفْسِهٖ عِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِيْقَاعًا لَهُمْ فِى الظُّنُوْنِ وَقَدْ كَرِهَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ اِنَّمَا هٰذِهٖ صَفِيَّةُ

کیونکہ وہ امین ہے شہادت سے تو صرف حق معلوم کیا جاتا ہے؛ لہٰذا قاضی کا علم شہادت سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا اموال میں قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے ان کے علاوہ اور کسی میں فیصلہ نہ کرے وقال القاسم الخ قاسم نے کہا حاکم کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے اور دوسرے کے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے؛ حالانکہ قاضی کا علم غیر کی گواہی سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے لیکن اس میں مسلمانوں کے نزدیک تہمت کا ڈر ہے اور ان کو بدگمانی میں ڈالنا ہے؛ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدگمانی کو بُرا جانا اور فرمایا یہ صفیہ ہے۔

شرح : مقتول کے پاس جو مال اسلحہ اور کپڑے وغیرہ ہوں وہ سلب ہے۔ کلاً ردع کا کلمہ ہے۔ اُصیبغ اصبغ کی تصغیر ہے۔ ردّی رنگ سے وصف کرنے کے باعث تحقیر کے لئے تصغیر کی ہے۔ بعض نے کہا اُصیبغ ایک پرندہ ہے یا ایک کمزور بُوٹی ہے۔ اُصیبغ بھی عین کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ یہ خلاف قیاس ضبغ کی تصغیر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب ابوقتادہ کی وصف بیان کی کہ وہ شیر ہے اور اس کی عظمت ظاہر کی تو اس [illegible] ضبغ کی تصغیر سے تحقیر کی کہ وہ شیر کی نسبت چیرنے پھاڑنے میں ضعیف تر ہے۔ خِراف بمعنی باغ ہے۔ تَاثَّلْتُهٗ "میں نے مال جمع کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس واقعہ کا اوّل حصہ جو طلبِ بیّنہ ہے۔ آخر واقعہ کے خلاف ہے؛ کیونکہ آخر میں بیّنہ کے بغیر حکم مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ واقعہ کے اوّل اور آخر میں مخالفت نہیں کیونکہ حضصہ نے اس کا اعتراف کر لیا ہے۔ اس لئے بغیر بیّنہ کے حکم کیا علاوہ ازیں مال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جسے چاہے دیں جسے چاہے منع کریں۔

قولہ قال اھل الحجاز الخ اس سے مراد امام مالک رضی اللہ عنہ اور جو اس مسئلہ میں اُن کے

marfat.com
Marfat.com

۶۷۳۸ — حَدَّثَنَا عبد العزیز بن عبد اللہ قَالَ حَدَّثَنَا ابراھیم بن سعد عن ابن شھاب عن علیّ بن حُسَیْن ان النّبیّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَتْہُ صفیّۃُ بنتُ حُیَیٍّ فَلَمَّا رَجَعَتْ انطلق معھا فمرّ بہ رَجُلان مِنَ الانصار فدعاھُمَا فَقَالَ اِنَّمَا ھِیَ صفیّۃ فقالا سبحان اللہ قَالَ ان الشَّیْطان یجری من ابن اٰدم مَجْرَی الدَّم رواہ شُعَیْب وابن مُسافر وابن ابی عتیق واسحٰق بن یحییٰ عن الزُّھْرِیّ عن علیّ عن صفیّۃ عن النّبیّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

موافق ہیں اور اہلِ عراق سے مراد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھی ہیں۔

۶۷۳۸ — ترجمہ : علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام المؤمنین صفیہ بنت حیی آئیں جب واپس ہوئیں تو اُن کے ساتھ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی چلے۔ آپ کے پاس سے دو انصاری مرد گزرے تو حضور نے ان کو بلایا اور فرمایا یہ صفیہ ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ! (بدگمانی کیسے ہوسکتی ہے) فرمایا ابن آدم کے رگ و ریشہ میں شیطان خون کی طرح سرائت کئے ہوئے ہے۔ اس کو شعیب، ابن مسافر، ابن ابی عتیق اور اسحاق بن یحییٰ نے زہری، علی بن حسین اور صفیہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۶۷۳۹ — شرح : یہ حدیث مذکور اثر کہ یہ صفیہ ہے کا بیان ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے متعلق فرمایا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں انصاریوں پر یہ خوف محسوس کیا کہ اگر انہوں نے حضور کے متعلق بدگمانی کرلی اور ان کے دلوں میں شیطان کے وسوسہ سے سوءِ ظن پیدا ہوگیا تو ان کی آخرت تباہ و برباد ہوجائے گی اس لئے حضور نے جلدی سے فرمادیا کہ کوئی خیال نہ کرنا کہ یہ کوئی اجنبیہ عورت ہے یہ تمہاری ماں صفیہ ہے۔ پھر ان کے تعجب کرنے پر کہ ہم ایسی بدگمانی کیسے کرسکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا شیطان انسان میں خون کی طرح جاری ساری ہے۔ اس سے ایسا وسوسہ دینا بعید نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَمْرِ الْوَالِیْ اِذَا وَجَّهَ اَمِیْرَیْنِ اِلٰی مَوْضِعٍ اَنْ یَّتَطَاوَعَا وَلَا یَتَعَاصَیَا

٦٧٣٩ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَقَدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبِیْ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ لَہٗ اَبُوْمُوْسٰی اِنَّہٗ یُصْنَعُ بِاَرْضِنَا الْمِتْعُ فَقَالَ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ وَقَالَ النَّضْرُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَیَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ وَوَکِیْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

باب حاکم کا دو امیروں کو جنہیں کسی جگہ امیر بنا کر بھیجے حکم دینا کہ وہ ایک دوسرے کی موافقت کریں نافرمانی نہ کردیں

یعنی اُن میں سے ہر ایک دوسرے کی اطاعت کرے مخالفت نہ کرے، کیونکہ مخالفت کی صورت میں حالات خراب ہو جاتے ہیں۔"

٦٧٣٩ــ ترجمہ: سعید بن ابی بردہ نے کہا میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (ابوموسیٰ) اور معاذ بن جبل کو یمن کے امیر بنا کر بھیجا اور فرمایا آسانی کرو، تنگی نہ کرو، خوشخبری دو، نفرت [illegible] موافقت کرو۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہماری زمین میں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ إِجَابَةِ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ

وَقَدْ أَجَابَ عُثْمَانُ عَبْدًا لِلْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

٦٧٤٠ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ

بَابُ هَدَايَا الْعُمَّالِ

٦٧٤١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ

شہد سے نبیذ بنایا جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نشہ دے حرام ہے (یعنی جو نبیذ نشہ دے وہ حرام ہے) نضر، ابوداؤد، یزید بن ہارون اور وکیع نے شعبہ، سعید اور ان کے والد اور دادا کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی،

٦٧٣٩ـ مشرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افاضل صحابہ کرام خصوصاً ان میں سے علماء کو عمل میں تقدیم حاصل ہے۔

باب حاکم کا دعوت قبول کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کے غلام کی دعوت قبول کی

٦٧٤٠ـ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیدی کو رہا کرواؤ اور کھانے کی دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو۔

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ يُقَالُ لَهٗ
ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ عَلٰى صَدَقَةٍ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِيْ
فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سُفْيٰنُ اَيْضًا فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ
فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهٗ فَيَأْتِيْ فَيَقُوْلُ هٰذَا
لَكَ وَهٰذَا لِيْ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ اُمِّهٖ فَيَنْظُرُ يُهْدٰى لَهٗ اَمْ
لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَأْتِيْ بِشَيْءٍ اِلَّا جَاءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُهٗ
عَلٰى رَقَبَتِهٖ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَّهٗ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرَةً لَّهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةً تَيْعِرُ
ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْنَا عُفْرَتَيْ اِبْطَيْهِ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا وَقَالَ
سُفْيٰنُ قَصَّهٗ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ وَزَادَ هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ
سَمِعَتْ اُذُنَايَ وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ وَسَلُوْا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَاِنَّهٗ سَمِعَهٗ مَعِيَ
وَلَمْ يَقُلِ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ اُذُنِيْ خُوَارٌ صَوْتٌ وَالْجُؤَارُ مَنْ يَجْرُءُوْنَ
كَصَوْتِ الْبَقَرَةِ

باب اُمراء کے نذرانے

۶۷۴۱ — ترجمہ : ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی اسد کے ایک آدمی کو صدقات کی فراہمی پر عامل مقرر کیا اس آدمی کو ابن لتبیہ کہا جاتا تھا۔ جب وہ صدقات لے کر آیا تو اُس نے کہا یہ صدقات تمہارے ہیں اور یہ مجھے نذرانہ دیا گیا ہے یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے۔ سفیان نے بھی کہا کہ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر پھر فرمایا عاملوں کا حال کیسا ہے ہم انہیں بھیجتے ہیں وہ آتے ہیں تو کہتے ہیں یہ آپ کا ہے اور یہ میرا نذرانہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

وہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر کیوں نہیں بیٹھتا پس دیکھے کہ کیا اس کے پاس نذرانے لائے جاتے ہیں یا نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ عامل جو بھی اپنے پاس رکھ لے گا قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر اُٹھائے ہوئے آئے گا اگر وہ اونٹ ہوگا تو اس کی آواز ہوگی۔ اگر گائے ہوگی تو وہ ڈکراتی ہوئی آئے گی۔ اگر بکری ہوگی تو وہ ممیاتی ہوگی پھر حضور نے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے حتیٰ کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔ حضور نے تین بار " اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ " فرمایا خبردار میں نے حکم پہنچا دیا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے یہ زہری نے بیان کیا اور ہشام نے اپنے والد کے ذریعہ ابو حمید سے کچھ اضافہ کیا اُنہوں نے کہا میرے کانوں نے سُنا اور میری آنکھوں نے دیکھا تم زید بن ثابت سے پوچھو انہوں نے یہ میرے ساتھ سُنا ہے۔ زہری نے یہ نہیں کہا کہ میرے کانوں نے سُنا (بخاری نے کہا) خوار معنی آواز ہے اور جوار تَجْأَرُوْن سے ہے۔ یعنی اپنی آوازیں بلند کریں گے ،، جیسے گائے کی آواز ہوتی ہے

۶۷۴۱ —— شرح : ابن اُتبیّہ یا لتبیّہ اس کی والدہ کا نام ہے۔ حدیث شریف کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر اونٹ خیانت کیا ہوگا تو اس کو کندھوں پر اُٹھائے ہوگا تو اس کی رغاء (آواز) ہوگی۔ رغاء اونٹ کی آواز ہے جبکہ گائے کی آواز کو خُوار جُؤار کہا جاتا ہے۔ الحاصل یہ لفظ خاء اور جیم دونوں طرح استعمال ہوتا ہے لیکن خُوار بالخاء کے معنی گائے اور دیگر حیوانوں کی آواز ہے اور جوار بالجاء گائے اور لوگوں کی آواز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِلَيْهِ تَجْأَرُوْنَ ،، تم اس کی طرف آوازیں بلند کروگے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حاکموں کو ھدایا اور نذرانے دیئے جاتے ہیں وہ رشوت ہیں اسی طرح بادشاہ کو بحیثیت بادشاہ دیا جائے تو وہ بیت المال میں شامل ہوگا، لیکن بادشاہ اگر اپنی ذات کے لئے ہدیہ قبول کرے تو وہ اس کے لئے جائز ہے وہ رشوت نہیں، لیکن امام حاکم کے لئے ہدیہ قبول کرنا مباح کردے تو وہ اس کے لئے جائز ہے جیسے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے معاذ بن جبل کو یمن کا حاکم مقرر کرتے وقت فرمایا میں نے تیرے لئے ہدیہ حلال کیا ہے تو حضرت معاذ نے جو ہدیہ قبول کیا وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے کر آیا تو حضور وصال فرما چکے تھے انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بیان کیا تو اُنہوں نے اس کو جائز قرار دیا۔ ابن تین نے کہا حاکموں کے ہدایا رشوت ہیں ہدایا نہیں، کیونکہ اگر وہ حاکم نہ ہوتے تو انہیں لوگ ہدایا نہ دیتے جیسا کہ حضور نے ابن ستبیّہ سے فرمایا تھا۔ نیز فرمایا قاضی کا ہدیہ حرام ہے وہ اس کا مالک نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم !

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِيْ وَاسْتِعْمَالِهِمْ

۶۷۴۲ — حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ اَنَّ نَافِعًا اَخْبَرَهٗ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ قَالَ كَانَ سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ يَؤُمُّ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ وَاَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ فِيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَبُوْسَلَمَةَ وَزَيْدٌ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ

باب موالی کو قاضی اور عامل بنانا

موالی سے آزاد غلام مراد ہیں۔ موالی کو حاکم اور عامل بنانے میں لوگوں کے لئے سہولت ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو ترجیح دی تھی۔

ترجمہ : نافع نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے خبر دی کہ ابو حذیفہ
۶۷۴۲ — کا مولی سالم مہاجرین اوّلین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو مسجد قباء میں نماز پڑھایا کرتا تھا جبکہ صحابہ کرام میں ابو بکر صدیق، عمر فاروق، ابو سلمہ، زید اور عامر بن ربیعہ موجود تھے

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ
۶۷۴۲ — علیہ وسلم کی معیت میں ہجرت کی تھی وہ مہاجرین اوّلین میں شامل نہ تھے جبکہ مہاجرین اولین ان صحابہ کو کہا جاتا ہے جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہجرت کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ سالم مہاجرین اولین کی امامت کرتے رہے حتی کہ حضور مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور ابو ایوب کے گھر کو قدم میمنت سے بابرکت فرمایا اور ابھی تک مسجد نبوی نہیں بنی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قباء تشریف لے گئے ہوں تو سالم کی اقتداء میں نماز پڑھی ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْعُرَفَاءِ لِلنَّاسِ

۶۷۴۳ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَمِّهٖ مُوْسٰی ابْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ اَذِنَ لَهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ فِیْ عِتْقِ سَبْیِ هَوَازِنَ اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَنْ اَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَّمْ يَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰی يَرْفَعَ اِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ اَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ فَرَجَعُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ النَّاسَ قَدْ طَيَّبُوْا وَاَذِنُوْا

باب لوگوں کے امور کے منتظم

عرفاء عریف کی جمع ہے اس کے معنی ہیں۔ چند لوگوں کے امور کا اہتمام اور دیکھ بھال کرنے والا شخص اس کو ممبر اور نمبردار بھی کہا جاسکتا ہے۔ ان کو مقرر کرنا سُنّت ہے، کیونکہ بادشاہ تنہا تمام امور سرانجام نہیں دے سکتا، لہٰذا اس کے مددگار ہونے چاہئیں جنہیں وہ اپنی مدد کیلئے اختیار کرے۔

۶۷۴۳ ترجمہ : مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ نے عروہ بن زبیر کو خبر دی کہ جب مسلمانوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوازن کے قیدی آزاد کرنے کی اجازت دی تو حضور نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تم میں سے کس نے اجازت دی اور کس نے اجازت نہیں دی تم واپس جاؤ یہاں تک کہ تمہارے عرفاء (نمبردار) تمہارا معاملہ ہم تک پہنچائیں لوگ واپس چلے گئے پھر اُن سے ان کے نمبرداروں نے گفتگو کی پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی کہ لوگ خوش ہیں اور انھوں نے اجازت دے دی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ

٦٧٤٤ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُنَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلْطَانِنَا فَنَقُولُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا

شرح : قولہ أَذِنَ لَهُمْ ، یعنی لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو قیدیوں کو آزاد کرنے میں آپ کے موافق تھے ان کو ہوازن کے قیدی

٦٧٤٣ — آزاد کرنے کی اجازت دی ۔ نسائی کی روائت میں "لہ" ہے۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی یہ بھی احتمال ہے کہ ضمیر کا مرجع ہوازن بروزن مساجد یہ قبیلہ کا نام ہے۔ (حدیث ع ٢١٦٠ ج : ٦ کی شرح دیکھیں)

باب بادشاہ کی تعریف کرنا اور جب وہ چلا جائے تو اس کے خلاف کہنا مکروہ ہے

٦٧٤٤ — ترجمہ :

عاصم بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے اپنے والد محمد سے روائت کی کہ لوگوں نے عبداللہ بن عمر سے کہا ہم اپنے بادشاہ کے پاس جاتے ہیں اور اُن سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے خلاف ہوتی ہیں جبکہ ہم اُن سے علیحدہ ہو کر باتیں کرتے ہیں ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم اس کو منافقت کہتے ہیں ۔

شرح : یعنی باطن کے خلاف اظہار کرنے کو ہم نفاق شمار کرتے ہیں اس سے مراد

٦٧٤٤ — کفر نہیں بلکہ یہ عملی نفاق ہے جو کفر جیسا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معارض ہے ۔ وہ یہ کہ ایک شخص نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا یہ شخص بہت بُرا ہے ۔ جب وہ حاضرِ خدمت ہُوا تو خندہ پیشانی سے اس کو ملے اور اسے مرحبا بھی کہا اس کا جواب یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد کا خلاف نہیں کیا تھا

marfat.com
Marfat.com

٦٧٤٥ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُوالْوَجْهَيْنِ الَّذِىْ يَاْتِىْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

بَابُ الْقَضَاءِ عَلَى الْغَائِبِ

٦٧٤٦ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبَا سُفْيٰنَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَاَحْتَاجُ اَنْ اٰخُذَ مِنْ مَالِهٖ قَالَ خُذِىْ مَا يَكْفِيْكِ وَ وَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ

بلکہ اس کو پہلے قول پر باقی رکھا جو سامع نے سُنا تھا اور اس کے حال کے اظہار کا قصد کیا تھا پھر اس پر اس کی تالیف کے لئے حسن ملاقات کے ساتھ مہربانی فرمائی تھی لہٰذا دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں۔

٦٧٤٥ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ لوگوں میں شرارتی شخص وہ ہے جس کے دو منہ ہوں جو اِن کے ساتھ اور بات کرتا ہے اور اُن کے ساتھ اور بات کرتا ہے

٦٧٤٥ــــ شرح : دو مونہوں سے حقیقی دو منہ مراد نہیں بلکہ مجازًا دو جہتیں مراد ہیں جیسے مدح و ذم دو جہتیں ہیں جیسے منافق مسلمانوں سے کہتے تھے ہم مومن ہیں اور اُن کے ساتھ ایمانی باتیں کرتے تھے اور جب کافروں کے پاس جاتے تو ان کے ساتھ کفر کی باتیں کرتے یعنی تمام لوگوں سے شرارتی منافق ہیں۔

باب غائب شخص پر حکم لگانا

٦٧٤٦ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روائت ہے کہ ہند نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ قُضِيَ لَهٗ بِحَقِّ اَخِيْهِ فَلَا يَاْخُذْهُ

فَاِنَّ قَضَاءَ الْحَاكِمِ لَا يُحِلُّ حَرَامًا وَلَا يُحَرِّمُ حَلَالًا

۶۷۴۶ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے عرض کیا ابوسفیان بخیل مرد ہے میں اس کے مال سے لینے کی محتاج ہوتی ہوں۔ حضور نے فرمایا جو تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو اتنا لے لیا کرو جو معروف ہو۔

۶۷۴۶ــــ شرح: یعنی لوگوں کے حقوق میں غائب پر حکم لگانا جائز ہے؛ چنانچہ اگر کسی نے چوری کی اور غائب ہوگیا پھر اس پر گواہ قائم ہوتے تو مال کا فیصلہ کیا جائے گا اس کے ہاتھ قطع کرنے کا فیصلہ نہیں جائے گا؛ کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے اللہ کے حقوق میں غائب پر حکم لگانا بالاتفاق جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا غائب پر مطلقاً حکم لگانا جائز نہیں۔ اگر چور پر بینہ قائم ہوا پھر وہ بھاگ گیا یا شہر میں چھپ گیا تو تین دن اعلان کرنے کے بعد حکم نافذ کر دے گا۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت نہیں کیونکہ اس میں غائب پر حکم نہیں کیونکہ ابوسفیان شہر میں موجود تھے نیز یہ حدیث استفتاء اور جواب ہے حکم نہیں کیونکہ حکم کی شرطیں ہیں۔ نیز اس حدیث سے غائب پر حکم لگانے پر استدلال صحیح نہیں ہاں اگر غائب کا کفیل حاضر ہو تو اس پر حکم لگانا جائز ہے جو ضمناً غائب پر حکم ہوگا اور ضمنیات معلول نہیں ہوتی ہیں۔

باب جس کے لئے اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کیا گیا وہ اس کو نہ لے

کیونکہ حاکم کا حکم حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کرتا ہے"

marfat.com
Marfat.com

اَنَّهٗ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاَنَّهٗ يَأْتِيْنِى الْخَصْمُ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَكُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاَحْسِبُ اَنَّهٗ صَادِقٌ فَاَقْضِىْ لَهٗ بِذٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا هِىَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَاْخُذْ اَوْ لِيَتْرُكْهَا

۶۷۴۷ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ شریفہ کے پاس جھگڑا کرنے والوں کی آوازیں سنیں تو حضور ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا میں بشر ہوں اور میرے پاس کوئی مقدمہ لے کر آتا ہے۔ شائد تم میں سے بعض لوگ بعض سے بلیغ تر ہوتے ہیں اور کہیں اس کو سچا سمجھ کر اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں پس میں جس شخص کے لئے کسی مسلمان کے حق کا حکم کر دوں تو وہ خالص دوزخ کا ٹکڑا ہوگا وہ اسے پکڑے یا چھوڑے۔

۶۷۴۷ — شرح : اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ امام شافعی، امام احمد اور تمام ظاہریوں کا مذہب یہ ہے کہ قاضی تملیکِ مال یا اس کے ازالہ یا اثباتِ نکاح وغیرہ کا فیصلہ کر دے تو یہ باطن پر فیصلہ نافذ ہو جاتا ہے پھر وہ اگر باطن میں ظاہر کے موافق ہے تو حکم واجب ہو جائے گا اور اگر باطن میں گواہوں کی گواہی کے فیصلہ کے خلاف حکم ہے تو قاضی کا فیصلہ کسی کے لئے تملیکِ مال اور تحریر و تحلیل کا موجب نہ ہوگا۔ امام مالک، قاضی ابو یوسف، سفیان ثوری اور اوزاعی کا یہی مسلک ہے ابن حزم نے کہا جو قضاء سے پہلے حرام تھا وہ قضاء سے حلال نہ ہوگا اور جو قضاء سے حلال تھا وہ قضاء سے حرام نہ ہوگا۔ امام ابو حنیفہ، امام محمد اور شعبی نے کہا جو تملیکِ مال کا فیصلہ ہو وہ باطن پر حکم متصور ہوتا ہے اور جو نکاح اور طلاق کا فیصلہ گواہوں سے ہو جو بظاہر عادل اور باطن میں مجروح ہوں اور حاکم نے ان کی گواہی کے مطابق بظاہر حکم کر دیا جیسا کہ اصول ہے کہ گواہوں کی گواہی پر فیصلہ تعبدی حکم ہے تو یہ فیصلہ باطن میں بھی نافذ العمل ہوگا؛ کیونکہ قاضی جو کچھ خصم سے اقرار و انکار اور دلائل بناء پر سنے گا وہ اس کے مطابق ہی فیصلہ دے گا اس حدیث سے احناف نے یہ استدلال کیا کہ اگر قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے تو وہ مسترد ہوگا۔

marfat.com
Marfat.com

٦٧٤٨ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلٰى اَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ اِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ اَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ اِنَّ اَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ اِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ اَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِبْنُ اَخِيْ كَانَ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَاٰى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عتبہ بن ابی وقاص نے ان کے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اس کو اپنے قبضہ میں کر لینا جب فتح مکہ کا سال تھا سعد نے اس کو پکڑ لیا اور کہا یہ میرا بھتیجا ہے اس نے اس کے متعلق مجھے وصیت کی تھی عبد بن زمعہ کھڑا ہوا اور کہا یہ میرا بھائی ہے میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فراش پر پیدا ہوا تھا وہ دونوں بہت جلد یکے بعد دیگرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا بھتیجہ ہے اس نے مجھے اس کے متعلق وصیت کی تھی عبد بن زمعہ

٦٧٤٨ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْحُكْمِ فِي الْبِئْرِ وَنَحْوِهٖ

٦٧٤٩ــ حَدَّثَنِيْ إِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ أَحَدٌ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ مَالًا وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ الْآيَةَ فَجَاءَ الْأَشْعَثُ ابْنُ قَيْسٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ يُحَدِّثُهُمْ

نے کہا یہ میرا بھائی میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فراش پر پیدا ہوا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ! یہ تیرا بھائی ہے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ صاحبِ فراش کا ہے اور زانی کے لئے محرومی ہے۔ پھر ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اس سے پردہ کرو؛ کیونکہ آپ نے عتبہ سے اس کی مشابہت دیکھی تھی۔ اس نے ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا حتی کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملا۔ **٦٧٤٨ــ شرح** : قولہ عہد بمعنی وصیت کی قولہ فتساوقا، تساوق سے ماخوذ بمعنی یکے بعد دیگرے آنا یعنی بہت جلد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قولہ العاہر، بمعنی زانی یعنی زانی کے لئے محرومی ہے۔ بعض علماء نے کہا اس سے پتھر مراد ہے جس کے ساتھ زانی کو رجم کیا جاتا ہے لیکن یہ معنی غیر ظاہر ہے کیونکہ ضروری نہیں کہ زانی شادی شدہ ہو کہ اس کو رجم کیا جائے۔ زانی غیر شادی شدہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی سزا کوڑے ہیں رجم نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا حکم بطور تورع اور احتیاط تھا (حدیث ۱۲۷۰/۳ ج کی شرح دیکھیں)

باب کنوئیں وغیرہ کا فیصلہ کرنا

٦٧٤٩ــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص میں صبر نہیں کھاتا کہ اس کے ساتھ مال حاصل کرے حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہے مگر وہ اللہ کو اس حال میں

marfat.com
Marfat.com

فَقَالَ فِيَّ نَزَلَتْ وَفِيْ رَجُلٍ خَاصَمْتُهٗ فِيْ بِئْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَلْيَحْلِفْ قُلْتُ اِذَنْ يَحْلِفَ فَنَزَلَتْ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ الْاٰيَةَ

بَابُ الْقَضَاءِ فِيْ قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهٖ سَوَاءٌ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ اَلْقَضَاءُ فِيْ قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهٖ سَوَاءٌ

٦٧٥٠ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ
اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ اَبِيْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهٗ عَنْ اُمِّهَا
اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَبَةَ خِصَامٍ عِنْدَ
بَابِهٖ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّهٗ يَاْتِيْنِيَ الْخَصْمُ فَلَعَلَّ
بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ اَقْضِيْ لَهٗ بِذٰلِكَ وَاَحْسِبُ اَنَّهٗ
صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ
فَلْيَاْخُذْهَا اَوْ لِيَدَعْهَا

ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا (اس کی تصدیق) اللہ تعالیٰ یہ آیت کریمہ ،، جو لوگ اللہ کی قسم کے ساتھ مال جمع کرتے ہیں الخ نازل ہوئی پھر اشعث بن قیس آئے حالانکہ عبداللہ بن مسعود لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے اور کہا میرے اور ایک آدمی کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے جس کے ساتھ میں نے کنوئیں کے متعلق جھگڑا کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس بینہ (گواہ) ہے میں نے عرض کیا نہیں فرمایا پھر وہ قسم کھائے گا۔ میں نے عرض کیا اس وقت تو وہ قسم کھا جائے گا۔ پس یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ الآیۃ ،، نازل ہوئی۔

(حدیث ۲۲۰۳ ج ۳)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعِ الْاِمَامِ عَلَى النَّاسِ اَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ
وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ

۶۷۵۱ــــ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا
اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَلَغَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِهٖ اَعْتَقَ غُلَامًا عَنْ دُبُرٍ
لَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ غَيْرُهٗ فَبَاعَهٗ بِثَمَانِيْ مِائَةِ دِرْهَمٍ ثُمَّ اَرْسَلَ بِثَمَنِهٖ اِلَيْهِ

باب قلیل وکثیر مال میں فیصلہ کرنا

سفیان بن عُیَینہ نے شبرمہ سے روائت کی کہ تھوڑے اور بہتے مال میں حکم برابر ہے"

۶۷۵۰ــــ ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر سُنائی کہ زینب بنت ابی سلمہ نے اُن کو اپنی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دروازے کے پاس جھگڑنے کی آواز سنی آپ باہر تشریف لائے اور جھگڑنے والوں سے فرمایا میں بشر ہوں اور میرے پاس جھگڑا لے کر آتے ہیں اور شائد بعض لوگ بعض سے زیادہ بلیغ ہوں میں اُن کے لئے اس وجہ سے فیصلہ کردوں کہ وہ سچا ہے پس جس کے لئے میں مسلمان کے حق کا فیصلہ کیا وہ صرف آگ کا ٹکڑا ہے وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے،،

باب حاکم کا لوگوں کے مال اور زمین فروخت کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نُعیم بن نحّام سے ایک مُدبّر کو فروخت کیا

ضیاع ضیعہ کی جمع بمعنی سامان ہے۔ یہ خاص کا عام پر عطف ہے۔ آدمی کی معاش پر بھی ضیعہ کا اطلاق ہوتا ہے جیسے تجارت اور زراعت وغیرہ بیع کی امام کی طرف اضافت میں یہ اشارہ ہے کہ یہ بیع سفیہ کے مال، یا غائب کا قرضہ ادا کرنے میں واقع ہوتی ہے تاکہ یہ ثابت ہو کہ امام لوگوں کے مالوں میں فی الجملہ تصرف کرسکتا ہے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ لَمْ يَكْتَرِثْ لِطَعْنِ مَنْ لَّا يَعْلَمُ فِي الْأُمَرَاءِ

۶۷۵۲ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ بَعَثَ

اس کی دلیل یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک آدمی کا مُدَبّر فروخت کر دیا کیونکہ اس کے پاس اس کے سوا کچھ مال نہ تھا اس لئے حضور نے اس کا فعل ختم کر دیا تھا اور اس مدبر کے سوا اس کے پاس کچھ مال نہ تھا اور اس شخص کا فعل ختم نہ کیا جسے خرید و فروخت میں دھوکا دیا جاتا تھا بلکہ اس سے فرمایا جب بیع کرے تو "لَا خَلَابَةَ" کہہ دیا کرو کیونکہ اس نے اپنا سارا مال ختم نہ کیا تھا مُدَبّر وہ غلام ہے جسے مالک یہ کہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

"نُعَيْم بن نحّام"

نُعَیم مُصَغّر ہے وہ نحّام ہی ہے اور لفظ ابن زائد ہے کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے جنّت میں نعیم کی کھانسی سنی۔ نحمہ بمعنی کھانسی ہے۔ ابو عمر نے کہا اس کا نام نعیم بن عبد اللہ قرشی عدوی ہے اس کو نحام اس لئے کہا جاتا ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا۔ میں نے نعیم کی کھانسی سنی تھی وہ قدیم الاسلام ہیں ان سے پہلے دس شخص اسلام قبول کر چکے تھے۔ انہوں نے اسلام خفیہ رکھا کسی پر اپنا مسلمان ہونا ظاہر نہ کیا خیبر کے سال ہجرت کی۔ ایک قول کے مطابق وہ فتح مکہ سے پہلے مکہ میں ہی مقیم رہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے اواخر میں تیرہ ہجری کو شہید ہو گئے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۶۷۵۱ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے نعیم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ خبر پہنچی کہ آپ کے صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے اپنا مدبر آزاد کر دیا ہے جبکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کچھ مال نہ تھا۔ حضور اس مدبّر کو آٹھ سو درہم سے فروخت کر دیا پھر اس کی قیمت اسے بھیج دی" (حدیث ۶۷۵۱ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے اس طعنہ کی پرواہ نہ کی جو کوئی امراء کے متعلق کہے جو وہ نہیں جانتا

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطُعِنَ فِيْ اِمَارَتِهٖ، وَقَالَ اِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلِهٖ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ خَلِيْقًا لِلْاِمْرَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ

یعنی طعن کرنے والا مطعون شخص کا حال نہیں جانتا تو اس کے متعلق وہ بات کہتا ہے جو اس میں نہیں ایسے طعن کی کوئی پرواہ نہ کی جائے گی اور نہ ہی اس پر عمل کیا جائے گا اس سے واضح ہوتا ہے کہ جس نے طعن کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا، پس اگر اس طعنہ کا احتمال ہے تو یہ امام کی رائے پر موقوف ہوگا"

ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر حضرت اسامہ بن زید کو امیر مقرر فرمایا تو اسامہ کی امارت میں طعن کیا گیا حضور نے فرمایا اگر تم اس کی امارت میں طعن کرتے ہو تم نے اس سے پہلے اس کے والد (زید بن حارثہ) کی امارت میں بھی طعنہ کیا تھا۔ اللہ کی قسم! وہ امارت کے لائق تھا اور مجھے تمام لوگوں میں زیادہ محبوب تھا اور اس کے بعد یہ مجھے تمام لوگوں میں زیادہ محبوب ہے۔

٦٧٥٢ —

شرح : سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کے دوران حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو جنگ موتہ میں لشکر کا امیر مقرر کر کے بھیجا تھا جس میں وہ شہید ہو گئے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت اسامہ اور ان کے والد زید بن حارثہ پر اس بات کا طعنہ کیا کیا گیا جو اُن میں نہ پائی جاتی تھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن میں سے کسی کو معزول نہ کیا تھا بلکہ ان کی فضیلت بیان فرمائی تھی لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کے متعلق اس قول کا اعتبار نہ کیا اور انہیں معزول کر دیا تھا جبکہ کوفہ والوں نے اُن پر وہ تہمت لگائی تھی جس سے وہ بری الذمہ تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سعد بن ابی وقاص اس غائبانہ بات کا علم نہ تھا جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم زید اور اسامہ کے بارے میں جانتے تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سعد سے صرف یہ کہا جبکہ انہوں نے یہ ذکر کیا کہ اس کی نماز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہے اے سعد تمہارے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اَلْاَلَدُّ الْخَصِمُ وَهُوَالدَّائِمُ فِی الْخُصُوْمَةِ لُدًّا عُوْجًا

۶۷۵۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِیْ مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْغَضُ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ

متعلق یہ بدگمانی کی گئی ہے لیکن اس کا انہیں یقین نہ تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زید و اسامہ کے بارے میں پورا یقین تھا اسی لئے فرمایا وہ امارت کے لائق ہیں حضرت زید اور اسامہ پر طعن یہ کیا گیا تھا کہ جب کبار اور مشائخ صحابہ کرام موجود ہیں تو انہیں کیوں مقرر کیا گیا ہے؛ حالانکہ یہ عمر میں اُن سے بہت چھوٹے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب الدّ خصم وہ شخص ہے جو ہمیشہ جھگڑا کرے لُدّ بمعنی ٹیڑھے لوگ

۶۷۵۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض وہ شخص ہے جو ہمیشہ جھگڑا کرے۔

۶۷۵۳ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض تر شخص کافر ہے اس کا جواب یہ ہے اس کلام کے معنی یہ ہیں کافروں میں مبغوض تر کافر معاند ہے جو ہر بات میں عناد رکھتا ہو اور جھگڑا کرنے والوں میں مبغوض تر وہ ہے جو ہمیشہ جھگڑا کرے یعنی ہمیشہ عناد کرتا ہے اور حق قبول نہ کرے۔ یہ معنی کافر اور مسلمان دونوں کو شامل ہے۔

(حدیث ۲۲۹۴ جلد : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ اِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ اَوْ خِلَافِ اَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ ٦٧٨٤ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدًا ح وَحَدَّثَنِيْ نُعَيْمٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اِلٰى بَنِيْ جَذِيْمَةَ فَلَمْ يُحْسِنُوْا اَنْ يَقُوْلُوْا اَسْلَمْنَا فَقَالُوْا صَبَانَا صَبَانَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَاْسِرُ وَدَفَعَ اِلٰى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا اَسِيْرَهُ وَاَمَرَ كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا اَنْ يَقْتُلَ اَسِيْرَهُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَقْتُلُ اَسِيْرِيْ وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِيْ اَسِيْرَهُ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ ابْنُ الْوَلِيْدِ مَرَّتَيْنِ

باب جب حاکم ظلم یا اہل علم کے خلاف فیصلہ کرے تو وہ مردود ہے

یعنی ظلم اور اہلِ علم کے خلاف فیصلہ کرنا مردود و منقوض ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ اگر یہ فیصلہ اجتہاد اور تاویل سے کرے جیسے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کیا تھا تو اس میں گناہ نہیں، لیکن عام علماء کے نزدیک اس میں ضمان لازم ہے پس اگر حاکم نے قتل یا جراحت کا فیصلہ کرنے میں خطاء کی تو اس کا فدیہ بیت المال سے دیا جائے گا امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور امام احمد و اسحاق کا بھی مسلک ہے۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی اور اوزاعی کا مذہب

marfat.com

Marfat.com

لَمْ يَقُلْ هٰذَا الْحَرْفَ غَيْرُ حَمَّادٍ يَا بِلَالُ مُرْ اَبَا بَكْرٍ

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ اَنْ يَكُوْنَ اَمِيْنًا عَاقِلًا

٦٧٥٦ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَبُوْ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ اِبْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ

فارغ ہوجاتے جب انہوں نے تالیوں کو دیکھا کہ وہ روکی نہیں جاتی ہیں تو ادھر متوجہ ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے دیکھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ نماز پڑھاتے رہیں اور اس طرح اپنے دست اقتدار سے اشارہ فرمایا ابوبکر صدیق تھوڑا سا ٹھہرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے رہے پھر پچھلے قدم چلے (اور صف میں جا کھڑے ہوئے) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ آگے بڑھے اور لوگوں کو حضور نے نماز پڑھائی جب نماز ادا کرلی تو فرمایا اے ابابکر! تمہیں اپنی جگہ رہنے سے کس نے منع کیا تھا۔

جب میں نے تمہاری طرف اشارہ کیا تھا کہ تم نے وہاں نماز پوری نہ کی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ابو قحافہ کے بیٹے کو مناسب نہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرائے پھر حضور نے لوگوں سے فرمایا جب نماز میں کوئی امر واقع ہو تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔

شرح ٦٧٥٥ — : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی گردنیں روندتے ہوئے آگے جانے سے منع فرمایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امام و حاکم اس عموم سے مستثنیٰ ہیں وہ لوگوں کو ادھر ادھر کرتے ہوئے اپنی جگہ پر آسکتا ہے۔ مہلب نے کہا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز وغیرہ کے معاملہ میں لوگوں کی طرح نہیں ہیں؛ کیونکہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ نماز میں آپ سے آگے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے۔ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک زندہ رہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا مرتبہ چھوٹا ظاہر کرنے اور اپنی ذات کو کمزور ظاہر کرتے ہوئے ابوبکر نہیں کہا بلکہ ابن ابی قحافہ کہا تھا۔

باب کاتب کو دیانتدار عقلمند ہونا مستحب ہے

یعنی کاتب کے لئے مستحب ہے کہ وہ لکھنے میں امین ہو اور طمع سے دور رہے۔ جہاں اسے اجرت لینا جائز ہو مناسب اجرت سے

marfat.com
Marfat.com

بَعَثَ اِلَیَّ اَبُوْبَکْرٍ لِمَقْتَلِ اَهْلِ الْیَمَامَةِ وَعِنْدَهٗ عُمَرُ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّ
عُمَرَ اَتَانِیْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ یَوْمَ الْیَمَامَةِ بِقُرَّآءِ الْقُرْاٰنِ
وَاِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ یَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّآءِ الْقُرْاٰنِ فِی الْمَوَاطِنِ کُلِّهَا
فَیَذْهَبَ قُرْاٰنٌ کَثِیْرٌ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ کَیْفَ
اَفْعَلُ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ
خَیْرٌ فَلَمْ یَزَلْ عُمَرُ یُرَاجِعُنِیْ فِیْ ذٰلِكَ حَتّٰی شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِیْ لِلَّذِیْ
شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ عُمَرَ وَرَاَیْتُ فِیْ ذٰلِكَ الَّذِیْ رَاٰی عُمَرُ قَالَ زَیْدٌ قَالَ
اَبُوْبَکْرٍ وَاِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ کُنْتَ تَکْتُبُ الْوَحْیَ
لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ وَاجْمَعْهُ قَالَ زَیْدٌ
فَوَاللّٰهِ لَوْ کَلَّفَنِیْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا کَانَ بِاَثْقَلَ عَلَیَّ مِمَّا
کَلَّفَنِیْ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ کَیْفَ تَفْعَلَانِ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَیْرٌ فَلَمْ یَزَلْ یُرَاجِعُنِیْ

۶۷۵۶ ترجمہ : زید بن ثابت نے کہا اہل یمامہ کی جنگ کے روز ابوبکر صدیق نے مجھے پیغام بھیجا جبکہ اُن کے پاس عمر فاروق بھی موجود تھے ابوبکر صدیق نے کہا میرے پاس عمر آئے ہیں وہ کہتے ہیں۔ یمامہ کی جنگ میں قرآن کے قاری بہت قتل ہو رہے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر اسی طرح قرآن کے قاری ہر جگہ قتل ہوتے رہے تو قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ آپ قرآن جمع کرنے کا حکم دیں میں نے کہا میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمر فاروق نے کہا خدا کی قسم یہ کام بہتر ہے وہ میرے ساتھ اس کے متعلق تکرار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ

marfat.com
Marfat.com

مُرَاجَعَتِیْ حَتّٰی شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرِیْ لِلَّذِیْ شَرَحَ لَہٗ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَ
رَاَیْتُ فِیْ ذٰلِكَ الَّذِیْ رَاَی فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُہٗ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ
وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ لَقَدْ جَاءَكُمْ
رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اِلٰی اٰخِرِھَا مَعَ خُزَیْمَةَ اَوْ اَبِیْ خُزَیْمَةَ فَاَلْحَقْتُھَا
فِیْ سُوْرَتِھَا وَکَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِیْ بَکْرٍ حَیَاتَہٗ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ
عِنْدَ عُمَرَ حَیَاتَہٗ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَ مُحَمَّدٌ
اِبْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَللِّخَافُ یَعْنِی الْخَزَفَ

اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کے لئے کھول دیا جس کے لئے عمر فاروق کا سینہ کھولا تھا۔ اور میں نے بھی وہی خیال کیا ہے جو عمر فاروق نے کیا ہے۔ زید نے کہا ابوبکر صدیق نے کہا تم مرد نوجوان عقلمند ہو ہم تمہیں متہم نہیں جانتے حالانکہ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتے تھے۔ لہٰذا قرآن تلاش کرو اور اس کو ایک جگہ جمع کرو۔ زید نے کہا خدا کی قسم اگر وہ مجھے پہاڑوں میں سے کوئی پہاڑ اُٹھا لانے کی تکلیف دیتے تو وہ مجھ پر اتنا گراں نہ ہوتا جو انھوں نے قرآن جمع کرنے کی مجھے تکلیف دی ہے۔ میں نے کہا تم وہ شئ کیسے کروگے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابوبکر نے کہا یہ شئ خدا کی قسم بہتر ہے۔ پھر وہ مجھے اس کی ترغیب دلاتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ابوبکر اور عمر کا سینہ کھولا تھا اور میں نے اس کام میں وہ دیکھا جو انہوں نے دیکھا تھا پھر میں نے قرآن تلاش کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اسے کھجور کی چھڑیوں، چمڑوں، سفید پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنا شروع کیا اور سورۂ توبہ کی آخری آیت کریمہ لقد جاءکم رسول من انفسکم، آخر تک خزیمہ یا ابوخزیمہ کے پاس پائی اور اسے اس کی ساتھ میں لاحق کر دیا۔ یہ صحیفے حضرت ابوبکر صدیق کی زندگی میں ان کے پاس رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی پھر عمر فاروق کی حیات میں اُن کے پاس رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فوت کر دیا پھر عمر فاروق کی صاحبزادی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ محمد بن عُبَیْدُ اللہ نے کہا لحاف کے معنی مٹھیکریاں ہیں۔

۶۷۵۶ ـــــ شرح: یمامہ بفتح الیاء وتخفیف المیم الاولیٰ نیلی آنکھوں والی لڑکی تھی جو تین دن کی مسافت

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كِتَابِ الْحَاكِمِ اِلٰى عُمَّالِهٖ وَالْقَاضِيْ اِلٰى اُمَنَائِهٖ

۶۷۵۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ لَيْلٰى

سے سوار کو دیکھ لیتی تھی جن کے شہر اس کی طرف منسوب ہیں۔ وہاں مسیلمہ کذاب قتل ہوا تھا جبکہ سات سو قاری بھی وہاں شہید ہوئے تھے۔ عُسُب بضم العین وسکون سین عسیب کی جمع بمعنی کھجور کی چھڑی جس سے پتے اُتارے جائیں۔ الرقاع رقعہ کی جمع بمعنی کپڑے کا ٹکڑا۔ لخاف لخفہ کی جمع بمعنی سفید پتھر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور آیت کریمہ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ الایۃ حضرت خزیمہ سے ملی تھی اس کو قرآن میں کیوں داخل کیا، حالانکہ قرآن کی شرط نقلِ تواتر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ خزیمہ کے سوا کسی کے پاس لکھی ہوئی نہیں پائی تھی۔ اگرچہ تمام صحابہ کرام کو یہ یاد تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب قرآن کریم متواتر ہے تو آیات کو تلاش کرنے کا معنی کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے تتبع کیا گیا تھا کہ اس میں سہو و نسیان نہیں اور یہ وہی ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا تھا اور اس لئے کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی قرأت ہے یا نہیں اور یہ اسی حال پر ہے جس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا تھا

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مشہور یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کے اوراق میں مختلف لغات تھیں اور ہر شخص نے اپنی لغت میں قرآن یاد کیا تھا اور وہ اسی لغت میں زید بن ثابت کے سامنے پڑھتا تھا اور وہ اسی طرح لکھے اوراق میں داخل کر لیتے تھے اور لغات کے اختلاف کے سبب ہر ایک یہی کہتا تھا کہ قرآن اسی طرح نازل ہوا ہے اور اس پر وہ سخت قسم بھی کھا جاتا تھا۔ یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوا تو لوگوں نے امیر المؤمنین عثمان غنی سے کہا تو انہوں نے کہا یہ سب قرآن ہے پھر اس میں اصلاح خیال کی کہ قرآن کریم کو باقی لغات سے خالی کر دیا جائے اور قریش کی لغت پر رہنے دیا جائے کیونکہ قرآن قریش کی لغت پر نازل ہوا ہے۔ انہوں نے تمام اوراق جمع کئے اور قرآن کریم کے چار یا اس سے زیادہ جمع کئے گئے اور انہیں مختلف شہروں میں بھیجا گیا ان میں سے ایک مکہ مکرمہ دوسرا شام میں بھیجا گیا اور ایک اپنے پاس رکھ لیا اسی لئے مشہور ہو گیا کہ عثمان غنی جامع قرآن ہیں۔ درحقیقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جامع قرآن ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے وحی لانے کے مطابق جمع فرمایا۔

(حدیث ۴۶۳۲ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

ح وَحَدَّثَنِي إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ
وَرِجَالٌ مِّمَّنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا
إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُخْبِرَ مُحَيِّصَةُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قُتِلَ وَ
طُرِحَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوهُ قَالُوا
مَا قَتَلْنَاهُ وَاللّٰهِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ فَأَقْبَلَ
هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ
فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ لِمُحَيِّصَةَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيدُ السِّنَّ
فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب حاکم کا اپنے عاملوں اور قاضی کا اپنے امینوں کو لکھنا

۶۷۵۷ ترجمہ : سہل بن ابی حثمہ اور ان کی قوم کے بڑے بڑے فضلاء نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ دونوں تنگ حال کی وجہ سے جو انہیں پہنچا خیبر کی جانب گئے۔ محیصہ نے خبر دی کہ عبداللہ کو قتل کر کے گڑھے میں ڈال دیا گیا ہے وہ یہودیوں کے پاس گئے اور کہا بخدا تم نے عبداللہ کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا بخدا ہم نے اسے قتل نہیں کیا پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے واقعہ ذکر کیا پھر وہ اور اس کا بھائی حویصہ جو ان سے عمر میں بڑا تھا اور عبدالرحمٰن بن سہل بات کرنے نکلے یہ وہی عبدالرحمٰن ہے جو خیبر میں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حُوَیِّصَہ سے فرمایا کہ بڑے کو آگے لاؤ یعنی عمر میں بڑے کو پس حویصہ نے گفتگو کی پھر محیصہ نے کلام کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے متعلق فرمایا وہ تمہارے ساتھی کی دیت (خون بہا) دیں یا لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف یہ لکھا تو آپ کو جواب لکھا گیا کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حویصہ،

marfat.com
Marfat.com

اِمَّا اَنْ یَدُوْا صَاحِبَکُمْ وَاِمَّا اَنْ یُؤْذَنُوْا بِحَرْبٍ فَکَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْھِمْ بِہٖ فَکَتَبُوْا اِنَّا وَاللّٰہِ مَا قَتَلْنَاہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِحُوَیِّصَۃَ وَمُحَیِّصَۃَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَتَحْلِفُوْنَ وَ تَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِکُمْ قَالُوْا لَا قَالَ اَفَتَحْلِفُ لَکُمْ یَھُوْدُ قَالُوْا لَیْسُوْا بِمُسْلِمِیْنَ فَوَدَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِہٖ مِائَۃَ نَاقَۃٍ حَتّٰی اُدْخِلَتِ الدَّارَ قَالَ سَھْلٌ فَرَکَضَتْنِیْ مِنْھَا نَاقَۃٌ

بَابٌ ھَلْ یَجُوْزُ لِلْحَاکِمِ اَنْ یَبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَہٗ لِلنَّظَرِ فِی الْاُمُوْرِ ۶۷۵۸ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا

محیّصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا کیا تم قسمیں کھاؤ گے کہ اپنی ساتھی کی دیت (خون بہا) کے مستحق ہو جاؤ انہوں نے کہا حضور وہ تو مسلمان نہیں ہیں (جھگڑے کو نمٹانے کے لئے) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے سو اونٹ دیئے یہاں تک کہ وہ حویلی میں داخل کی گئیں۔ سہل نے کہا ان اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات ماری

۶۷۵۷ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے ان تین صحابہ پر قسم کیوں لازم کی گئی قسم تو صرف وارث نے جو مقتول کا بھائی تھا کھانا تھی۔ اس کا جواب یہ ہے وہ بھی جانتے تھے کہ قسم صرف مقتول کا بھائی ہی کھائے گا لیکن خطاب سب سے کیا گیا کیونکہ مقتول کا بھائی جو بھی تجویز کرتا تھا اُن دونوں کے مشورے سے کرتا تھا گویا کہ وہ اُن کا بچہ تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑا ختم کرنے اور اُن کی خاطرداری کے لئے اپنی طرف سے دیت ادا کر دی۔ ورنہ ان کا استحقاق ثابت نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب کیا حاکم کے لئے جائز ہے کہ امور کی دیکھ بھال کرنے کے لئے کوئی تنہا آدمی بھیجے

marfat.com
Marfat.com

الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ
خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ اَعْرَابِیٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ
فَقَامَ خَصْمُهٗ فَقَالَ صَدَقْتَ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ
اِنَّ ابْنِیْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰی هٰذَا فَزَنٰی بِامْرَاَتِهٖ فَقَالُوْا لِیْ عَلٰی ابْنِكَ الرَّجْمُ
فَافْتَدَيْتُ ابْنِیْ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ
فَقَالُوْا اِنَّمَا عَلٰی ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ اَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ
عَلَيْكَ وَعَلٰی ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاَمَّا اَنْتَ يَا اُنَيْسُ لِرَجُلٍ
فَاغْدُ عَلٰی امْرَاَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا اُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا

۶۷۵۸ — ترجمہ : ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی نے کہا ایک اعرابی آیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں اس کا فریق (مقابل) کھڑا ہوا اور کہا اس نے سچ کہا ہے ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرما دیجئے۔ اعرابی نے کہا میرا بیٹا اس شخص کا ملازم تھا۔ اُس نے اس کی بیوی سے زنا کیا ہے۔ مجھے لوگوں نے کہا تیرے بیٹے پر رجم ہے۔ میں نے اس سے اپنے بیٹے کا سو بکری اور ایک لونڈی فدیہ ادا کیا میں نے علماء سے پوچھا تو انہوں نے کہا تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے۔ بہرحال اے اُنیس تم صبح اس کی عورت کے پاس جاؤ اور اس کو رجم کر دو۔ اُنیس صبح اس کے پاس گئے اور اسے رجم کر دیا۔"

۶۷۵۸ — شرح : اُنیس انس کی تصغیر ہے وہ ابن ضحاک اسلمی ہیں اور عورت مزنیہ بھی اسلمیہ تھی اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس بن ضحاک اسلمی کو رجم کرنے بھیجا تھا جب انیس نے اس عورت سے دریافت کیا تو اُس نے زنا کا اقرار کر لیا اس لئے اسے رجم کر دیا گیا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اگر وہ عورت زنا کا اقرار کرے تو اس کو رجم کر دو۔

* نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ لونڈی اور بکریاں تجھے واپس کر دی جائیں اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا جائے۔ بہرحال ۱۲

Marfat.com

بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوْزُ تَرْجُمَانٌ وَّاحِدٌ

وَقَالَ خَارِجَةُ ابْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يَّتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُوْدِ حَتّٰى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهٗ وَاَقْرَأْتُهٗ كُتُبَهُمْ اِذَا كَتَبُوْا اِلَيْهِ وَقَالَ عُمَرُ وَعِنْدَهٗ عَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعُثْمَانُ مَا ذَا تَقُوْلُ هٰذِهٖ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ حَاطِبٍ فُقْلْتُ تُخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِيْ صَنَعَ بِهَا وَقَالَ اَبُوْ جَمْرَةَ كُنْتُ اُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَابُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ

باب حاکموں کے ترجمان کیا ایک ترجمان جائز ہے؟

ترجمان وہ ہے جو ایک کلام کی دوسری زبان میں تفسیر کرے ترجمہ اور ترجمان ایک ہی شی ہے اس کی جمع تراجم ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک ایک ہی ترجمان کافی ہے۔ امام بخاری کا بھی یہی مختار ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ ایک صحیح تر روائت کے مطابق امام احمد کے نزدیک جب حاکم فریق کی زبان نہ جانے تو اس میں دو عادل شخص ترجمان ہوں گے جیسے دو گواہ ہوتے ہیں اور ترجمان وہی ہو سکتا ہے جس کی شہادت جائز ہو کافر ترجمان نہیں ہو سکتا ہے۔ جن کے نزدیک عورت ترجمان ہو سکتی ہے۔ ان کے نزدیک یہ شرط ہے کہ وہ ثقہ عادلہ ہے۔

قولہ وقَالَ عُمَرُ الخ اور حضرت عمر فاروق نے کہا حالانکہ علی المرتضیٰ، عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم اُن کے پاس موجود تھے۔ یہ عورت کیا کہتی ہے؟ عبدالرحمٰن بن حاطب نے کہا میں نے کہا یہ آپکو اپنے ساتھی کی خبر دیتی ہے کہ اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے۔

یعنی ایک عورت نوبیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اس نے اپنی زبان میں کہا کہ فلاں شخص نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے اور وہ حاملہ ہو گئی ہے اور اقرار کیا کہ یہ حمل فلاں شخص کا ہے تو عبدالرحمن بن حاطب

marfat.com

Marfat.com

۶۷۵۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاسُفْيٰنَ بْنَ حَرْبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ هِرَقْلَ اَرْسَلَ اِلَيْهِ فِيْ رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهُمْ اِنِّيْ سَائِلٌ هٰذَا فَاِنْ كَذَبَنِيْ فَكَذِّبُوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ اِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ

نے عمر فاروق سے عربی میں اس کی تفسیر و تعبیر کی۔

قولہ قال ابوجمرہ ، ابوجمرہ نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں کے درمیان ترجمان تھا۔ ابوجمرہ کا نام نصر بن عمران ضبعی بصری ہے۔

قولہ قال بعض الناس الخ یعنی بعض لوگوں نے کہا کہ حاکم کے لئے دو ترجمان ضروری ہیں۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ یہ ترجمہ کرنا خبر کے باب سے ہے یا شہادت کے قبیلہ سے ہے اگر خبر ہے تو ایک ترجمان کافی ہے۔ اگر شہادت ہے تو دو ترجمان ہونے چاہئیں کئی بار گزرا ہے کہ امام بخاری جہاں بعض الناس کہیں اس سے حنفیہ مراد ہوتے ہیں لیکن یہاں حال مختلف ہے کیونکہ امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی اس کو بمنزلہ شہادت قرار دیکر کہتے ہیں کہ دو ترجمان ہونے چاہئیں۔ جیسا کہ امام محمد فرماتے ہیں اگر امام شافعی بھی یہاں مراد ہیں تو اِس سے اُن کی جلالتِ قدر میں کمی نہیں آتی۔ علاوہ ازیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام شافعی کی کبھی رعائت نہیں کی کیونکہ انہوں نے صحیح بخاری میں امام شافعی سے کوئی روائت نہیں کی اگر ان کی رعائت کرتے اور ان کی جلالت کا اعتراف کرتے تو اُن سے روائتیں ذکر کرتے جیسے امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما سے ذکر کی ہیں (عینی)

ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوسفیان بن حرب نے انہیں

۶۷۵۹ — خبر دی کہ ہرقل نے مجھے قریش کے قافلہ میں بلوا بھیجا پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا انہیں کہو میں تم سے اس شخص کے متعلق پوچھنے والا ہوں اگر یہ میرے سامنے جھوٹ بولے تو تم اس کو جھٹلا دو پھر پوری حدیث ذکر کی اس نے اپنے ترجمان سے کہا ابوسفیان سے کہو تو جو کچھ کہتا ہے اگر یہ حق ہے تو وہ عنقریب میرے ان قدموں کی جگہ کے مالک ہو جائیں گے۔ (حدیث ۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مُحَاسَبَةِ الْاِمَامِ عُمَّالَهٗ

۶۷۶۰ ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ
ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِسْتَعْمَلَ ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ فَلَمَّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
وَحَاسَبَهٗ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ لَكُمْ وَهٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ لِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْكَ وَبَيْتِ اُمِّكَ حَتّٰى تَاْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ
اِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ
وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلٰى اُمُوْرٍ مِمَّا
وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَاْتِيْ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ هٰذَا الَّذِيْ لَكُمْ وَهٰذِهٖ هَدِيَّةٌ
اُهْدِيَتْ لِيْ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ وَبَيْتِ اُمِّهٖ حَتّٰى تَاْتِيَهٗ هَدِيَّتُهٗ
اِنْ كَانَ صَادِقًا فَوَاللّٰهِ لَا يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ هِشَامٌ بِغَيْرِ
حَقِّهٖ اِلَّا جَاءَ اللّٰهَ يَحْمِلُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَا فَلَاَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللّٰهَ رَجُلٌ
بِبَعِيْرٍ لَهٗ رُغَاءٌ اَوْ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةٍ تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ

باب حاکم کا اپنے عاملوں کا محاسبہ کرنا

۶۷۶۰ ـــــ ترجمہ : ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اُتبیہ کو بنی سُلیم کے صدقات کی فراہمی پر عامل مقرر کیا جب وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور حضور نے اس سے حساب لیا تو اُس نے کہا یہ سامان تمہارا ہے اور یہ میرا نذرانہ ہے جو مجھے نذرانہ دیا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو اپنے

marfat.com
Marfat.com

بَيَانُ اِبْطَالِ اَلْاَهْلُ بِلَّغْتُ

بَابُ بِطَانَةِ الْاِمَامِ وَاَهْلِ مَشْوَرَتِهِ الْبِطَانَةُ الدُّخَلَاءُ

٦٧٦١ ـــ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ

باپ کے گھر میں یا اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہتا حتی کہ تیرے پاس نذرانے آئیں پھر جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور منبر شریف پر لوگوں سے خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا امابعد! میں تم میں سے لوگوں کو ان امور پہ عامل مقرر کرتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے والی بنایا ہے۔ پھر تم سے ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے یہ مال تمہارا ہے اور یہ مجھے نذرانہ دیا گیا ہے۔ پس وہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر پہ کیوں نہیں بیٹھا رہتا حتی کہ اس کے پاس نذرانے آئیں اگر وہ اپنی بات میں سچا ہے۔ اللہ کی قسم تم میں سے کوئی شخص صدقات میں سے کوئی شئی نہیں لیتا ہشام نے کہا اپنے حق کے سوا،، مگر وہ قیامت میں اس کو اپنے کندھے پہ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور آئے گا۔ خبردار! میں اس کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک آنا ضرور پہچان لوں گا۔ وہ اونٹ لے کر آئے گا جو بلبلاتا ہوگا یا گائے ڈکراتی ہوگی یا بکری ممیاتی ہوگی۔ پھر حضور نے دونوں ہاتھ اُٹھائے یہاں تک کہ میں نے حضور کی بغلوں کی سپیدی دیکھی۔ خبردار! میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔

باب ـــ امام کے رازدان اور مُشیر

بطانہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسرار پہ مطلع ہوں

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ،، بطانہ کی تفسیر دُخَلَاء سے کی ہے یہ دخیل کی جمع ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو رئیس کو تنہائی میں ملتے ہیں اور اس کو رعیت کے مخفی معاملات سے آگاہ کرتے ہیں وہ اُن کے اخبار کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کرتا ہے۔

٦٧٦١ ـــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم قال ما بعث اللہ من نبی ولا استخلف من خلیفۃ
الا کانت لہ بطانتان بطانۃ تامرہ بالمعروف وتحضہ علیہ و
بطانۃ تامرہ بالشر وتحضہ علیہ فالمعصوم من عصم اللہ وقال
سلیمن عن یحیی اخبرنی ابن شہاب بہذا وعن ابن ابی عتیق و
موسی عن ابن شہاب مثلہ وقال شعیب عن الزہری حدثنی
ابوسلمۃ عن ابی سعید قولہ وقال الاوزاعی ومعاویۃ بن سلام
حدثنی الزہری قال حدثنی ابوسلمۃ عن ابی ہریرۃ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابن ابی حسین وسعید بن ابی زیاد عن ابی
سعید قولہ وقال عبید اللہ بن ابی جعفر حدثنی صفوان عن
ابی سلمہ عن ابی ایوب قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا اور نہ کسی کو خلیفہ بنایا مگر اس کے دو رازدان ہوتے ہیں۔ ایک اس کو بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہے اور بھلائی پر اس کو اُبھارتا ہے۔ دُوسرا اس کو بُرا حکم دیتا ہے اور بُرائی کی ترغیب دلاتا ہے اور معصوم وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچائے۔ سلیمن نے یحییٰ سے روائت کرتے ہوئے کہا مجھے ابن شہاب نے یہ حدیث سنائی اور ابن ابی عتیق اور موسیٰ بن عقبہ کے ذریعہ محمد بن مسلم زہری سے اس طرح منقول ہے اور شعیب بن ابی حمزہ نے زُہری کے ذریعہ کہا مجھے ابوسلمہ نے ابی سعید سے اس کا قول نقل کیا اور اوزاعی اور معاویہ بن سلام نے کہا مجھے زہری نے خبر سُنائی انہوں نے مجھے ابوسلمہ نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کہی اور ابن ابی حسین اور سعید بن ابی زیاد نے ابوسلمہ کے ذریعہ ابوسعید سے اس کا قول نقل کیا اور عبید اللہ بن ابی جعفر نے کہا مجھے صفوان نے ابوسلمہ کے ذریعے ابوایوب سے خبر دی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ

۶۷۶۲ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ

۶۷۶۱ — شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس کلام سے مقصد یہ ہے کہ بطانتین کی حدیث تین صحابہ کرام سے مرفوع حدیث ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بطانتین کی حدیث میں جو تقسیم مذکور ہے۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مشکل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ باقی حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بطانۂ شر سے سلامتی کی طرف اشارہ ہے کہ جس کو اللہ بطانۂ شر سے محفوظ رکھے وہ معصوم ہے۔ اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ حضور بطانۂ شر سے معصوم ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ جو حضور کو شر کی راہ بتائے آپ اس کو قبول ہی کر لیں۔ امام نووی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بطانتین سے مراد فرشتہ اور شیطان ہیں اور حضور کا شیطان مومن ہو چکا ہے۔ وہ آپ کو اچھا مشورہ ہی دیتا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہر نبی اور خلیفہ کے اچھے اور برے جلیس ہوتے ہیں۔ اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ برے جلیس سے محفوظ رکھے یا ہر نبی اور خلیفہ نفس امارہ بالسوء اور نفس لوامہ ہے اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نفس مطمئنہ دے یا ہر ایک کے لئے قوت ملکیہ اور قوت حیوانیہ ہوتی ہے اور معصوم وہ ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ ملکیہ کی جانب راجح کرے۔ مہلب نے کہا اس سے غرض یہ ہے کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں وہی شیطان کی اذیتوں سے بچاتا ہے اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچائے نہ کہ اس کا نفس بچائے "عینی"

باب — امام لوگوں کو کس طرح بیعت کرے

ظاہر یہ ہے کہ امام مفعول بہ اور ناس فاعل ہے یعنی لوگ امام کی بیعت کس طرح کریں " کیفیت سے قولی صیغے ہیں فعلی نہیں کیونکہ اس باب میں چھ احادیث مذکور ہیں اُن کا مفصل مدلول سمع اور طاعت پر بیعت کرنا، ہجرت، جہاد، صبر اور جنگ سے فرار نہ کرنے پر بیعت کرنا اگرچہ موت واقع ہو جائے، عورتوں کو بیعت کرنے اور اسلام پر بیعت کرنا ان تمام میں قول لینے سے بیعت مراد ہے۔

marfat.com
Marfat.com

فِي الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَاَنْ لَانُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَاَنْ نَقُوْمَ اَوْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ حَيْثُ مَاكُنَّا لَانَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ

٦٧٦٣ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْاٰخِرَةِ ۞ فَاغْفِرِ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ ۞ فَاَجَابُوْهُ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا ۞ عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

٦٣٦٢ — ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمع اور خوشی اور ناراضی میں اطاعت پر بیعت کی اور یہ کہ حاکموں سے حکومت کے لئے نہ لڑیں گے اور یہ کہ حق پر قائم رہیں گے یا حق کہیں گے جہاں بھی ہوں گے اللہ کے حق میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے۔

٦٣٦٢ — شرح : یہ عقبہ ثانیہ کا واقعہ ہے ابن اسحاق نے کہا اس وقت وہ قبیلہ اوس اور خزرج سے تہتر مرد اور دو (۲) عورتیں تھیں۔ قولہ ان لانازع آہ یعنی امراء اور ائمہ سے جھگڑا نہ کریں گے۔ منشط مصدر میمی نشاط سے ہے جس کام میں خوشی ہو۔ مکرہ بھی مصدر میمی ہے یعنی ہم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب و مکروہ میں بیعت کی۔

٦٣٦٣ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرد صبح کو باہر نکلے اور مہاجرین و انصار خندق کھود رہے تھے۔ حضور نے فرمایا

؎ اے اللہ بے شک خیر آخرت کی خیر ہے ۞ انصار اور مہاجرین کو بخش دے

انہوں نے جواب دیا

؎ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۞ جہاد پر ہمیشہ کے لئے بیعت کی جب تک ہم زندہ رہیں گے ،،

marfat.com
Marfat.com

۶۷۶۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا اِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتَ

۶۷۶۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ كَتَبَ اَنِّيْ اُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَنَّ بَنِيَّ قَدْ اَقَرُّوْا بِمِثْلِ ذٰلِكَ

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمع اور طاعت پر بیعت کرتے تو حضور نے فرمایا جس قدر طاقت ہو۔

۶۷۶۴

شرح : عبدالملک مروان بن حکم کا بیٹا بنو امیہ سے تھا۔ اس پر لوگوں کے جمع ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کی خلافت کا اقرار کریں۔ مروان کی زندگی میں ہی عبدالملک کی بیعت کی گئی تھی۔ جب مروان بن حکم پچھتر ہجری کو رمضان مبارک کی تین تاریخ کو فوت ہوا تو دمشق اور مصر میں عبدالملک کی بیعت کی گئی اور اس کی گرفت بدستور باقی رہی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹوں عبداللہ، ابوبکر ابوعبیدہ، بلال اور عمر سمیت عبدالملک کی بیعت کی ان کی والدہ صفیہ بنت ابی عُبَید بن مسعود ثقفی تھی ان کے چھوٹے بیٹے عبدالرحمٰن تھے اُس کی والدہ ام علقمہ بنت فانس بن وہب تھی۔ ان کے علاوہ ان کے تین بیٹے سالم، عبیداللہ اور حمزہ تھے ان کی والدہ ام ولد تھی اور دسویں بیٹے زید تھے ان کی والدہ بھی ام ولد تھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبداللہ الملک کو خط لکھا کہ وہ اپنے تمام بیٹوں سمیت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق اقرار کرتے ہیں۔

ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا جس وقت لوگ عبدالملک کی بعت پر جمع ہوئے تھے میں ابن عمر کے پاس موجود تھا۔ ابن عمر نے لکھا میں اللہ کے بندے عبدالملک امیر المؤمنین کی جس قدر مجھے طاقت ہو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق اقرار کرتا ہوں اور میرے بیٹے بھی اسی طرح کا اقرار کرتے ہیں۔

۶۷۶۵

marfat.com
Marfat.com

۶۷۶۶ — حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنِنِي فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

۶۷۶۷ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَإِنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوا بِذٰلِكَ

۶۷۶۶ ترجمہ : جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمع اور طاعت پر بیعت کی تو حضور نے مجھے تلقین فرمائی کہ جس قدر طاقت ہو اور ہر مسلمان سے اخلاص برتنے کی تلقین کی۔

شرح : یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی سننے اور ان پر عمل کرنے کی تلقین کی اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضافہ کی تلقین کی کہ ہم امیر کے اوامر و نواہی پر طاقت کے مطابق عمل کریں اللہ تعالیٰ انسان کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اس لئے حضور نے امت پر کمالِ شفقت کے طور پر فرمایا اور یہ اضافہ بھی کیا کہ مسلمانوں کے ساتھ اخلاص کرو۔ ایک دفعہ جریر نے اپنے آزاد کردہ غلام سے کہا کہ اس کے لئے گھوڑا خرید لائے غلام تین سو درہم سے گھوڑا خرید لایا اور گھوڑے کے مالک کو بھی ساتھ لے آیا کہ وہ رقم وصول کرلے۔ جریر نے گھوڑے کے مالک سے کہا اس گھوڑے کی قیمت تین سو سے زیادہ ہے تو میرے پاس چار سو درہم سے فروخت کرو اس نے کہا یہ آپ کی مرضی ہے : چنانچہ اس طرح کی گفتگو میں جریر اضافہ کرتے ہوئے آٹھ سو درہم تک پہنچ گئے پھر آٹھ سو درہم سے گھوڑا خرید لیا۔ جریر کا اصول تھا کہ اگر کوئی شئی فروخت کرتے تو خریدار سے کہتے کہ اس کو اچھی طرح دیکھ لو اگر اس میں کوئی عیب ہو تو واپس کردو کیونکہ ہم نے مسلمانوں سے اخلاص پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے۔

۶۷۶۷ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا جب لوگوں نے عبدالملک کی بیعت کی تو اس کی طرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خط لکھا کہ یہ خط اللہ کے بندے عبدالملک امیر المؤمنین کی طرف سے ہے۔ میں آپ کے اوامر اور نواہی سننے پر بیعت کرتا ہوں۔ عبداللہ بن عمر اللہ اس کے رسول

marfat.com

Marfat.com

٦٧٦٨ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قُلْتُ لِسَلَمَةَ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ

٦٧٦٩ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ وَلَّاهُمْ اجْتَمَعُوْا فَتَشَاوَرُوْا قَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَسْتُ بِالَّذِيْ اُنَافِسُكُمْ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ وَلٰكِنَّكُمْ اِنْ شِئْتُمْ اِخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ فَجَعَلُوْا ذٰلِكَ اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى مَا اَرٰى

٦٧٦٨ — ترجمہ : یزید نے کہا میں نے سلمہ سے کہا کس شئ پر تم نے حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی ؟ اُس نے کہا موت پر "

شرح : یزید بن ابی عُبَیْدہ سلمہ بن اکوع کے آزاد کردہ غلام ہیں اُس نے اپنے مولیٰ سلمہ بن اکوع سے دریافت کیا کہ تم نے حدیبیہ کے روز کس شئ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ سلمہ نے جواب دیا ہماری بیعت یہ تھی کہ ہم جنگ سے نہیں بھاگیں گے اگرچہ وہاں قتل ہو جائیں "

٦٧٦٩ — ترجمہ : امام مالک نے زہری سے روایت کی کہ حُمید بن عبدالرحمٰن نے انہیں خبر دی کہ مِسوَر بن مخرمہ نے انہیں خبر دی کہ وہ لوگ جنہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کرنے کا اختیار دیا تھا وہ جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ وہ لوگ جنہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کرنے کا اختیار دیا تھا وہ جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے اُن سے کہا میں تمہیں خلافت کے بارے میں جھگڑے میں نہیں ڈالتا لیکن اگر تم چاہتے ہو تو تم میں سے تمہارے لئے

marfat.com

Marfat.com

اَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتْبَعُ اُولٰئِكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهٗ وَمَالَ
النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُشَاوِرُوْنَهٗ تِلْكَ اللَّيَالِيَ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ
اللَّيْلَةُ الَّتِيْ اَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمٰنَ قَالَ الْمِسْوَرُ طَرَقَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ
بَعْدَ هَجْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَضَرَبَ الْبَابَ حَتّٰى اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ اَرَاكَ نَائِمًا
فَوَاللّٰهِ مَا اكْتَحَلْتُ هٰذِهِ الثَّلٰثَ بِكَثِيْرِ نَوْمٍ انْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَ
سَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَهٗ فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِيْ فَقَالَ ادْعُ لِيْ عَلِيًّا فَدَعَوْتُهٗ
فَنَاجَاهُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ عَلٰى طَمَعٍ وَقَدْ
كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَخْشٰى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ عُثْمٰنَ فَنَاجَاهُ
حَتّٰى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلَّى النَّاسُ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ
اُولٰئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَاَرْسَلَ اِلٰى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ
وَالْاَنْصَارِ وَاَرْسَلَ اِلٰى اُمَرَاءِ الْاَجْنَادِ وَكَانُوْا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ
عُمَرَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ يَا عَلِيُّ اِنِّيْ قَدْ

خلیفہ اختیار کرتا ہوں۔ انہوں نے خلافت کا معاملہ عبدالرحمٰن کے سپرد کر دیا جب انہوں نے اپنے امر کا اختیار دے دیا تو لوگ عبدالرحمٰن کی طرف مائل ہو گئے یہاں تک کہ میں کسی کو نہ دیکھتا تھا جو باقی حضرات کا پیچھا کرتا ہو اور ان کی ایڑھی روندتا ہو۔ سب لوگ عبدالرحمٰن کی طرف مائل ہو گئے اور اِسے اِن راتوں میں مشورہ دیتے رہے یہاں تک کہ جب وہ رات آئی جس کی ہم نے صبح کی اور عثمان کی بیعت کی مسور نے کہا کچھ رات گزر جانے کے بعد عبدالرحمٰن نے زور سے میرا دروازہ کھٹکھٹایا حتی کہ میں بیدار ہو گیا اور کہا میں تمہیں سوتا ہوا دیکھتا ہوں بخدا! میں نے اِن راتوں میں زیادہ نیند کا سرمہ نہیں ڈالا چلو زبیر اور سعد کو بلاؤ میں نے دونوں کو بلایا تو

marfat.com
Marfat.com

نَظَرْتُ فِيْ اَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ اَرَهُمْ يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمٰنَ فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيْلًا فَقَالَ اُبَايِعُكَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْخَلِيْفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهٖ فَبَايَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ وَاُمَرَاءُ الْاَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُوْنَ۔

انہوں نے دونوں سے مشورہ کیا پھر مجھے بلایا اور کہا علی کو بلاؤ میں انہیں بلا لایا تو اُن کے ساتھ گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ آدھی رات ہوگئی پھر حضرت علی اٹھ کر چلے گئے؛ حالانکہ وہ خلافت کی خواہش میں تھے۔ عبدالرحمٰن حضرت علی سے کچھ ڈرتے تھے پھر کہا عثمان کو بلاؤ اور ان سے سرگوشی کرتے رہے حتیٰ کہ صبح کو مؤذن کی اذان نے دونوں کو جُدا کیا جب لوگوں نے صبح کی نماز ادا کی اور یہ لوگ منبر کے پاس جمع ہوئے تو جو مہاجرین اور انصار موجود تھے ان کو بلایا اور لشکروں کے سرداروں کو بلایا۔ یہ تمام حضرت عمر فاروق کے ساتھ اس حج میں موجود تھے۔ جب تمام اکٹھے ہوگئے تو عبدالرحمٰن نے خطبہ پڑھا پھر کہا اما بعد! اے علی میں نے لوگوں کے معاملہ میں نظر کی ہے میں نے ان کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو عثمان کے برابر سمجھیں اس لئے آپ دل میں کوئی خیال نہ کریں اور کہا "اے عثمان" میں اللہ تعالیٰ سنت اور اس کے رسول کی سنت اور حضور کے بعد دو خلفاء کی سنّت پر تمہاری بیعت کرتا ہوں۔ عبدالرحمٰن نے عثمان کی بیعت کی پھر تمام مہاجرین و انصار، لشکروں کے سرداروں اور تمام مسلمانوں نے عثمان کی بیعت کر لی۔

6769 —— شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عثمان غنی، علی المرتضیٰ، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن ابن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم پر مشتمل مجلس شوریٰ مقرر کی کہ اگر ان کی موت جلدی واقع ہو جائے تو یہ حضرات جن سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آخر تک راضی رہے خلافت کا انتخاب کریں۔ مسلمانوں سے کوئی شخص ملکی امور کو سمجھنے اور سیاست ملکیہ بہم پہنچانے میں ان حضرات کے ہم پلّہ نہ تھا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا مجھے خلافت میں رغبت نہیں اس لئے میں اس میں تم سے جھگڑا کرنے کو تیار نہیں لہٰذا خلافت کے چناؤ میں تم مجھے اختیار دیدو جب انہیں اختیار دیا گیا تو سب لوگ عبدالرحمٰن کا پیچھا کرنے لگے اور مشورے دیتے رہے۔ عبدالرحمٰن نے لوگوں کی رائے معلوم کرنے کے بعد مجلس شوریٰ کے ایک ایک رکن سے مشورہ لیا۔ حضرت عمر فاروق نے مجلس شوریٰ قائم کرتے وقت کہا تھا کہ عبداللہ بن عمر سے بھی مشورہ کرنا لیکن خلافت ان کے سپرد نہ کی جائے ان الفاظ سے وہ عبداللہ بن عمر کی دل جوئی چاہتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان میں خلافت کو جگہ نہیں دی۔ یہ ان کی بہت بڑی

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ بَايَعَ مَرَّتَيْنِ

۶۷۷۰ — حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ بَايَعْنَا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِىْ يَاسَلَمَةُ اَلَا تُبَايِعُ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَايَعْتُ فِى الْاَوَّلِ قَالَ وَفِى الثَّانِىْ

دیانتداری تھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے تین شب و روز کوشش کرکے لوگوں کی رائے معلوم کی کہ وہ کسی کو عثمان کے برابر نہیں سمجھتے ہیں۔ اس لئے حضرت علی سے طویل سرگوشی کے بعد حضرت عثمان کے ہاتھ بیعت کی جبکہ طویل گفتگو کے باعث حضرت علی رضی اللہ عنہ متوقع تھے کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی لیکن لوگوں کے اتفاق نے انہیں مجبور کیا کہ وہ حضرت عثمان کو خلیفہ منتخب کریں۔ اس لئے انہوں نے حضرت علی سے کہا کہ لوگ عثمان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے ہیں اس حدیث میں حضرت طلحہ سے مشورہ کا ذکر نہیں کیا لیکن اس سے قبل اُن سے مشورہ ہو چکا تھا اس موقعہ پر لشکروں کے امراء بھی عمر فاروق کے ساتھ حج کرنے کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئے ہوئے تھے۔ ان میں سے شام کے امیر حضرت معاویہ بن ابی سفیان حمص کے امیر عمیر بن سعد، کوفہ کے امیر مغیرہ ابن شعبہ بصرہ کے امیر ابوموسیٰ اشعری اور مصر کے امیر عمرو بن عاص قابلِ ذکر ہیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر سب پر متفق تھے۔

باب جس نے دوبار بیعت کی

۶۷۷۰ ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت درخت کے نیچے کی حضور نے مجھے فرمایا اے سلمہ کیا تم بیعت نہیں کرتے ہو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں پہلی بار بیعت کر چکا ہوں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسری بار بھی بیعت کر لو۔

۶۷۷۰ شرح : جس شجرہ کے نیچے بیعت کی تھی یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔ یہ درخت حدیبیہ میں تھا جہاں یہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ بَيْعَةِ الْاَعْرَابِ

٦٧٧١ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَصَابَهُ وَعْكٌ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا

آیت کریمہ " لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ " نازل ہوئی تھی اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ عینی نے حلب سے نقل کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع کی شجاعت اور اسلام میں نامور اور ثبوتِ قدمی میں شہرت کے باعث تاکید کے لئے دو بار بیعت لی۔ اس طرح تکرارِ بیعت کے باعث سلمہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

باب اعراب کا بیعت کرنا

اعراب وہ لوگ ہیں جو دیہات میں رہتے ہیں شہروں میں اقامت نہیں کرتے صرف ضروری کام کے لئے آتے ہیں اور واپس چلے جاتے ہیں۔ اعراب کا واحد نہیں والمنسوب کو اعرابی کہتے ہیں

٦٧٧١ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کی اس کو سخت بخار آگیا تو اُس نے کہا میری بیعت واپس کردیں۔ حضور نے انکار کیا وہ پھر آیا اور کہا میری بیعت واپس کردیں۔ حضور نے انکار کیا تو وہ باہر نکل گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ بھٹی کی مثل ہے زنگار دور کرتا ہے اور اس کے پاک کو خالص کرتا ہے۔

٦٧٧١ — شرح : وَعْكٌ کے معنی بخار کے ہیں۔ بدن کی سخت حرارت کو بھی وعک کہتے ہیں

marfat.com
Marfat.com

بَابُ بَيْعَةِ الصَّغِيْرِ

٦٧٧٢ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهٖ اُمُّهٗ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَغِيْرٌ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ وَدَعَا لَهٗ وَكَانَ يُضَحِّيْ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيْعِ اَهْلِهٖ

تُصْنِعُ نصوح سے ہے اس کے معنی ہیں۔ رنگ کا خالص ہونا اور سخت سفید ہونا۔ ہر خالص کپڑا سفید ہو یا سرخ ہو یا زرد ہو اس کو ناصع کہا جاتا ہے۔

باب بچے کا بیعت کرنا

بچے کی بیعت کے متعلق بعض علماء نے کہا بیعت بالغ پر لازم ہے جس پر عقودِ اسلام لازم ہیں جبکہ دوسرے علماء نے کہا بچوں کے والدین کی بیعت کے باعث بچوں پر بھی لازم ہے، چنانچہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی حالانکہ وہ حضور کے وصال کے وقت آٹھ برس کے تھے۔

٦٧٧٢ــــ ترجمہ : عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے ان کی والدہ زینب بنت حمید ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی جبکہ وہ کمسن تھے۔ حضور نے اس کے سر کو مس فرمایا اور اس کے لئے دعاء فرمائی۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو بیعت فرمالیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابھی بچہ

marfat.com

Marfat.com

بَاب مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ

٦٧٧٣ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَتَى الْاَعْرَابِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا

ہے اور اس کے سر کو مَس کیا اور اس کے لئے برکت کی دعاء فرمائی وہ اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربانی کیا کرتے تھے

٦٧٧٢ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ابہام کی وضاحت سے ہے جبکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بچہ ہے۔ یعنی اس پر بیعت لازم نہیں! کیونکہ یہ کمسن ہے لیکن آپ نے اس کے سر کو مس فرمایا اور اس کے لئے برکت کی دعاء فرمائی۔ حضور کی دعاء کی برکت سے وہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سالہا سال زندہ رہا۔ (حدیث ٢٢٣٤ ج ٤ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے بیعت کی پھر بیعت توڑنے کی خواہش کی

ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کی پھر اسے مدینہ منورہ میں سخت بخار آگیا۔ وہ اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا وہ پھر آیا اور کہا میری بیعت واپس

٦٧٧٣ —

* جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میری بیعت واپس لے لیں ۔م

Marfat.com

بَابُ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا

٦٧٧٤ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيقِ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفٰى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ وَرَجُلٌ يُبَايِعُ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ فَأَخَذَهَا وَلَمْ يُعْطَ بِهَا

لے لیں۔ حضور نے انکار فرمایا پھر اعرابی باہر نکل گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ شَرَّفَهَا اللهُ تَعَالٰی ،، بھٹی کی مانند ہے اس کے خُبث کو دور کرتی ہے اور اس کی پاکیزگی کو رہنے دیتی ہے۔

باب جو کسی کی بیعت صرف دُنیا کے لئے کرتا ہے

٦٧٧٤ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تین شخصوں سے قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ شخص جس کے پاس راستہ میں زائد پانی ہے اس سے مسافروں کو منع کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو امام کی بیعت صرف دنیا کے لئے کرتا ہے اگر امام اس کو وہ دے جو وہ چاہے تو وفاء کرتا ہے ورنہ وفاء نہیں کرتا تیسرا وہ شخص جو عصر کے بعد سامان فروخت کرتا ہے اور اللہ کی قسم کھاتا ہے کہ اس کو اس سامان کا بدل اتنا اتنا روپیہ دیا گیا ہے۔ خریدار اس کی تصدیق کرکے سامان خرید لیتا ہے، حالانکہ اس کو اتنی رقم نہ دی گئی تھی۔ (حدیث ۲۲۰۴ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ

رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

٦٧٧٥ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُوْلُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسٍ تُبَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَاقَبَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ

باب عورتوں کو بیعت کرنا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے

ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

٦٧٧٥ — ہم سے فرمایا جبکہ ہم ایک مجلس میں بیٹھے تھے۔ اس شرط پر میری بیعت کرو کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ بناؤ گے نہ چوری کرو گے نہ زنا کرو گے نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ کسی پر بہتان باندھو گے جو تم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے بنایا ہو اور نہ ہی اچھی شئ میں میری نافرمانی کرو گے تم میں سے جس نے اس عہد کو پورا کیا۔ اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے ان میں کوئی شئ کی اور اس کو

marfat.com
Marfat.com

۶۷۷۶ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا قَالَتْ وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ اِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا

۶۷۷۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيَّ اَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ مِنَّا يَدَهَا فَقَالَتْ فُلَانَةُ اَسْعَدَتْنِيْ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَجْزِيَهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَمَا وَفَتِ امْرَأَةٌ اِلَّا اُمُّ سُلَيْمٍ وَاُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ

دُنیا میں عذاب دیا گیا تو اس کا کفارہ ہوگیا اور جس نے ان میں سے کوئی شئ کی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو پردہ میں رکھا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اگر چاہے تو اس کو عذاب دے اگر چاہے تو معاف کرے ہم نے اس شرط پر حضور کی بیعت کی۔

(حدیث ۱۷ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۷۷۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ اس آئت کریمہ "لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا" کے مطابق عورتوں کو بیعت کرتے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس نے کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں کیا مگر وہ عورت جس کے حضور مالک تھے (نکاح یا ملکِ یمین سے)

۶۷۷۷ — ترجمہ : اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو حضور نے ہمارے سامنے یہ آیت کریمہ "اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا" تلاوت فرمائی

marfat.com

Marfat.com

اَبِیْ سَبْرَةَ اِمْرَأَةُ مُعَاذٍ اَوِ ابْنَةُ اَبِیْ سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ

بَابُ مَنْ نَكَثَ بَيْعَةً

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ الْاٰيَةَ

٦٧٧٨ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَايِعْنِیْ عَلَى الْاِسْلَامِ فَبَايَعَهٗ عَلَى الْاِسْلَامِ ثُمَّ جَاءَ الْغَدَ مَحْمُوْمًا فَقَالَ اَقِلْنِیْ فَاَبٰى فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِیْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا

اور ہم کو بین کرنے سے منع فرمایا ہم سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا فلانہ عورت نے نوحہ میں میری موافقت کی تھی میں اس کو بدلہ دینا چاہتی ہوں تو حضور نے کچھ نہ فرمایا وہ عورت گئی پھر واپس آئی ام سُلیم، ام العلاء اور معاذ کی بیوی ابوسبرہ کی بیٹی یا ابوسبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بیوی کے سوا کسی عورت نے وفا نہ کی،،

(حدیث ۱۲۳۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے بیعت توڑ ڈالی

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کی قدرت کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اُوپر ہے جس نے بیعت توڑی وہ اپنی جان پر توڑتا ہے جس نے اللہ کا عہد پُورا کیا اللہ اس کو عنقریب عظیم ثواب عطا کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتا ہے۔ یعنی حدیبیہ میں جن لوگوں نے آپ کی بیعت کی وہ دراصل اللہ کی بیعت تھی۔ اِن بیعت کرنے والے حضرات صحابہ کرام کی تعداد چودہ پندرہ سو تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے حدیبیہ میں شجرہ کے نیچے موت پر حضور کی بیعت اور یہ کہ لڑائی سے نہ بھاگیں گے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِسْتِخْلَافِ

٦٧٧٩ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا سُلَيْمٰنُ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَارَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْكَانَ وَاَنَا حَيٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْلَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاثُكْلِيَاهُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ وَلَوْكَانَ ذٰلِكَ لَظَلِلْتَ اٰخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْاَرَدْتُ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ فَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْيَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَاْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْيَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَاْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ

ایک منافق جد بن قیس کے سوا کسی نے بیعت نہ توڑی۔ وہ منافق اونٹ کی اوٹھ میں چھپ گیا اور لوگوں کے ساتھ نہ گیا۔

٦٧٧٨ ـــــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا اور کہا مجھے اسلام پر بیعت کرلیں۔ حضور نے اس کو اسلام پر بیعت کرلیا پھر وہ دوسرے دن آیا، حالانکہ اس کو سخت بخار تھا اس نے کہا میری بیعت واپس کرلیں۔ حضور نے انکار فرمایا۔ جب وہ واپس ہوا تو فرمایا مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ لوہار کی بھٹی کی مانند ہے اس کے خبث کو دور کرتا ہے اور اس کی پاکیزگی کو صاف ستھرا کرتا ہے۔

باب خلیفہ مقرر کرنا

٦٧٧٩ ـــــ ترجمہ : قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

"ہائے سردرد" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیری موت واقع ہو جائے، حالانکہ میں زندہ ہوں تو تیرے لئے مغفرت چاہوں گا اور دعاء کروں گا۔ ام المؤمنین نے کہا ہائے میری ماں مجھے گم پائے اللہ کی قسم! میرا گمان ہے کہ آپ میری موت سے محبت کرتے ہیں اور اگر ایسا ہوگیا تو آپ دن کے آخر میں کسی بیوی کے دولہا ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں کہتا ہوں "ہائے سردرد"، بے شک میں نے مقصد یا ارادہ کیا ہے کہ ابوبکر اور اُن کے بیٹے کو پیغام بھیجوں اور اُن کے لئے (خلافت کی) وصیت کروں تاکہ کوئی کہنے والے یا خواہش کرنے والے اس کی خواہش نہ کریں۔ پھر میں نے کہا اللہ تعالیٰ انکار کرے گا اور مومن دفع کریں گے یا فرمایا اللہ دفع کرے گا اور مومن انکار کریں گے۔

شرح ۶۷۷۹ : "واراساہ" سردرد کے وقت اس طرح گریہ زاری کی جاتی ہے۔ "واثقلیاہ" مصیبت کے وقت یہ کلمہ زبان پر جاری کرتے ہیں۔

دراصل جس عورت کا بچہ گم ہوگیا ہو اسے یہ کہا جاتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ تھا کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اگر میں فوت ہوگئی تو آپ اسی روز اور بیویوں سے جماع کریں گے اور میرے مرنے کا آپ کو قطعاً غم واندوہ نہیں ہوگا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعتراض کرتے ہوئے فرمایا بلکہ میں کہتا ہوں "وارأساہ"، یعنی اے عائشہ فکر نہ کر تیرے بعد بہت زمانہ بقید حیات رہے گی تم اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ میں انہیں خلافت کی وصیت کردوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا خلافت میں کوئی دخل نہ تھا اس کو بلانے کا کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مقام ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مائل کرنے کا مقام تھا یعنی جس طرح خلافت کا معاملہ تیرے والد کے سپرد ہے ایسے ہی تیرے بھائی کی موجودگی میں یہ امر طے پائے جبکہ تیرے اقارب تیرے مشیر ہیں یا معنی یہ ہیں کہ جب خلافت کا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابوبکر کے حوالہ کرنا چاہا تو اُن کے بعض محارم کو بھی حاضر کرنے کی خواہش کی تاکہ اگر کسی کو بلانا ہو تو وہ اس کو سرانجام دے سکے پھر حضور نے یہ ارادہ اللہ تعالیٰ اور مومنوں کے حوالہ کرتے ہوئے ترک کردیا یعنی ابوبکر کے خلاف اگر کوئی خلافت کی خواہش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اور مومن اس کی مدافعت کریں گے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث القرطاس میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلم دوات لانے کو فرمایا تھا جو موجود حضرات کے اختلاف کے باعث نہ لاسکے تھے۔ اس وقت بھی اگر خلافت کے متعلق تحریر کرنے کا ارادہ تھا تو حضرت ابوبکر صدیق کے لئے تھا کیونکہ احادیث ایک دوسری کی تفسیر کرتی ہیں۔ اثنا عشریہ کا یہ کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت لکھنا تھا اور وہی حضور کے وصی تھے صحیح نہیں کیونکہ مرض وفات کے آخری ایام میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ سے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو ہم حضور سے خلافت کا فیصلہ کرالیں لیکن حضرت

marfat.com
Marfat.com

۶۷۸۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قِيلَ لِعُمَرَ أَلَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَبُو بَكْرٍ وَإِنْ أَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ رَاغِبٌ وَّرَاهِبٌ وَدِدْتُ أَنِّي نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِي وَلَا عَلَيَّ لَا أَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَلَا مَيِّتًا

علی المرتضیٰ نے جانے سے انکار کر دیا اور کہا اگر حضور نے انکار کر دیا تو ہمیں کبھی خلافت نہ ملے گی۔ اگر حضرت علی وصی ہوتے تو ان کے انکار کا کچھ مقصد نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حدیث ۶۲۰۵ ج ۸ : ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۷۸۱ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ خلیفہ مقرر کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو اس نے خلیفہ مقرر کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے اور وہ ابوبکر صدیق ہیں اور اگر میں اس کو ترک کر دوں تو اس ذات ستودہ صفات نے ترک کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہیں اور وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لوگوں نے (سن) پر عمر فاروق کی مدح وثناء کی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ خلافت میں رغبت کرنے والے اور اس سے ڈرنے والے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میں اس سے پوری طرح نجات پاؤں۔ نہ میرے لئے فائدہ اور نہ مجھ پر نقصان ہو۔ میں زندگی اور فوت ہونے کے بعد خلیفہ مقرر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں۔

۶۷۸۱ — شرح : قولہ راغب الخ یعنی لوگ خلافت میں رغبت کرنے والے اور اس سے ڈرنے والے ہیں۔ اگر میں راغب کو خلیفہ مقرر کر دوں تو مجھے ڈر ہے کہ اس کی خلافت میں مدد نہ کی جائے گی اور اگر میں راہب کو خلیفہ مقرر کر دوں تو یہ خوف ہے کہ وہ اس کو قائم نہ رکھ سکے گا اسی لئے متوسط حال اختیار کیا ہے اور چھ حضرات میں خلافت کا معاملہ چھوڑ دیا اور ان میں کسی شخص کو معین نہ کیا۔ کرمانی نے کہا اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ کے پاس انعامات میں رغبت کرتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہوں اور تمہاری نیابت پر پورا بھروسہ نہیں کرتا ہوں اس سے

marfat.com

Marfat.com

۶۷۸۱ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْاٰخِرَةَ حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذٰلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمٍ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ وَاَبُوْبَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَعِيْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُدَبِّرَنَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ اَنْ يَكُوْنَ اٰخِرَهُمْ فَاِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهٖ هَدَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ اَبَابَكْرٍ صَاحِبُ

معلوم ہوتا ہے کہ پہلے خلیفہ کے مقرر کرنے سے بھی خلافت کا تعین ہو سکتا ہے۔ راغب اور راہب کے یہ معنی بھی ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں اچھی رائے میں رغبت کرتا ہوں اور کراہت کے اظہار سے ڈرتا ہوں قولہ "وَاَنْ يَّحْمِلَهَا" یعنی زندگی اور موت میں خلافت کا متحمل نہیں لہٰذا کسی شخص کو معین نہیں کرتا ہوں۔ نووی نے کہا اہل حل وعقد کا کسی کو خلیفہ مقرر کرنے پر امت کا اجماع ہے۔ بعض خلیفہ کا مجلس شوریٰ کو اختیار دینا کہ وہ خلیفہ مقرر کریں جائز ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ خلیفہ مقرر کرنا واجب ہے اور یہ وجوب عقلی نہیں شرعی ہے بعض خارجی کرتے ہیں خلیفہ مقرر کرنا واجب نہیں اور بعض معتزلہ کہتے ہیں خلیفہ مقرر کرنا عقلاً واجب ہے۔

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دوسرا خطبہ سنا جس وقت وہ منبر شریف پر بیٹھے تھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دوسرا دن تھا۔ عمر فاروق نے تشہد پڑھا جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش تھے کوئی بات نہ کرتے تھے۔ عمر فاروق نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے حتی کہ ہمیں پیچھے کر دیں گے۔ اس سے اُن کی مراد یہ تھی کہ حضور اُن کے آخر میں وفات

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَثَانِیَ اثْنَیْنِ وَھُمْ اَوْلَی الْمُسْلِمِیْنَ
بِاُمُوْرِکُمْ فَقُوْمُوْا اِلٰی عَلِیَّۃَ وَکَانَتْ طَائِفَۃٌ مِّنْھُمْ قَدْ بَایَعُوْہُ قَبْلَ
ذٰلِکَ فِیْ سَقِیْفَۃِ بَنِیْ سَاعِدَۃَ وَکَانَتْ بَیْعَۃُ الْعَامَّۃِ عَلَی الْمِنْبَرِ
قَالَ الزُّھْرِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ سَمِعْتُ عُمَرَ یَقُوْلُ لِاَبِیْ بَکْرٍ یَوْمَئِذٍ
اِصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ یَزَلْ بِہٖ حَتّٰی صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَایَعَہُ النَّاسُ عَامَّۃً

پائیں گے اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اگر وفات پا چکے ہیں تو کیا ہوا اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان نور رکھا ہے جس کے ذریعے تم وہ ہدایت پاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی (وہ قرآن کریم ہے) اور ابوبکر صدیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور دو میں سے دوسرے ہیں وہ بہترین شخص ہیں جو تمہارے امور سرانجام دیں گے۔ پس اٹھو اور اس کی بیعت کرو اُن میں سے ایک گروہ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں ابوبکر کی بیعت کر لی تھی اور عام لوگوں کی بیعت منبر شریف پر تھی۔ زہری نے انس بن مالک سے روایت کی کہ میں نے اس دن عمر فاروق کو ابوبکر سے یہ کہتے ہوئے سُنا منبر پر تشریف لے چلو وہ اُن سے یہ کہتے رہے حتی کہ وہ منبر پر تشریف لے آئے پھر عام لوگوں نے ان کی بیعت کی"

۶۷۸۱ — شرح: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز دیا تھا اس میں انہوں نے کہا تھا کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے اور عنقریب واپس تشریف لائیں گے۔ دوسرے خطبہ میں انہوں نے پہلے روز کے خطبہ سے عذر خواہی کی تھی کہ میرا خیال تھا کہ حضور ہمارے بعد فوت ہوں گے چونکہ اب یقین ہو گیا ہے کہ حضور وفات پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے نور رکھا ہے جو قرآن کریم ہے تم اس کے ذریعے ہدایت پاؤ گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دو میں سے دوسرا ہونا اس میں ان کی بہت بڑی فضیلت ہے جس کے باعث وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہونے کے مستحق تھے اس لیے عمر فاروق نے کہا وہ تمہارے امور سرانجام دینے کے بہت لائق ہیں اور حاضرین کو ان کی بیعت کی ترغیب دلائی اور عام لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کی یہ بیعت ثانیہ تھی جو پہلی بیعت سے عام اور زیادہ مشہور تھی جبکہ پہلی بیعت سقیفہ بنی ساعدہ میں مخصوص لوگوں نے بیعت کی تھی جیسا کہ حدیث سے ظاہر

marfat.com
Marfat.com

۶۷۸۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ اِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَا بَكْرٍ

۶۷۸۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ لِوَفْدِ بُزَاخَةَ تَتَّبِعُوْنَ اَذْنَابَ الْاِبِلِ حَتّٰى يُرِيَ اللهُ خَلِيْفَةَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ اَمْرًا يَعْذِرُوْنَكُمْ بِهٖ

ہے (سقیفہ بنی ساعدہ ایک مقام تھا جہاں لوگ روزمرہ کے مسائل حل کیا کرتے تھے)

ترجمہ : محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد جبیر بن مطعم سے روایت کی کہ
۶۷۸۲ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور کسی شئ کے متعلق حضور سے کلام کیا آپ نے اسے فرمایا کہ پھر آئے اُس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خبر دیں اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں اس سے اس کی مراد حضور کی وفات تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آجانا" حدیث ۳۴۲۵ ج ۵ کی شرح دیکھیں"

ترجمہ : ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بزاخہ کے وفد سے فرمایا تم اونٹوں کی
۶۷۸۳ — دم پکڑے رہو حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مہاجرین کو وہ امر دکھائے جس کے سبب وہ تمہیں معذور سمجھیں گے۔

شرح : وفد وہ لوگ ہیں جو جمع ہو کر شہروں میں آتے ہیں اور جو لوگ امراء
۶۷۸۳ — کی زیارت کے لئے آتے ہیں اُن کو بھی وفد کہتے ہیں۔ بزاخہ بحرین

marfat.com
Marfat.com

باب ۶۷۸۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ اثْنَا عَشَرَ اَمِيْرًا فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ اَسْمَعْهَا فَقَالَ اَبِيْ اِنَّهُ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

میں ایک مقام ہے یا بنی اسد اور عطفان کے رہنے کا مقام ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمانوں سے جنگ ہوئی تھی۔ بزاخہ کے لوگ مرتد ہو گئے تھے پھر تائب ہو گئے اور ابوبکر صدیق کے پاس معذرت کے لئے وفد بھیجا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز کیا کہ ان کے بارے میں مشورہ کر کے ہی کوئی فیصلہ کریں گے اور اُن سے فرمایا تم واپس چلے جاؤ اور جنگلات میں اونٹوں کی دم پکڑے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مہاجرین کو کوئی امر دکھائے جس کے سبب وہ تم کو معذور جانیں۔

ایک روائت میں ہے کہ طارق بن شہاب نے کہا اہل بزاخہ کا وفد آیا جو قبیلہ طئ سے تھا انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صلح کی گفتگو کی۔ صدیق اکبر نے فرمایا دو امور سے ایک اختیار کر لو الحرب المجلیہ یا سلم مخذیہ۔ حرب مجلیہ، سلم مخزیہ کیا ہے؟ فرمایا تم سے گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ چھین لے گی تم ہمارے مقتولوں کی دیت دو گے اور تمہارے مقتول آگ میں ہوں گے جو ہم تم سے چھینے پائیں گے وہ ہماری غنیمت ہو گی اور جو تم نے ہم سے پایا وہ واپس کر دو گے تم ایسے لوگوں کو چھوڑو گے جو اونٹوں کی دمیں پکڑے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے خلیفہ اور مہاجرین کو وہ امر دکھائے جس کے باعث وہ تمہیں معذور سمجھیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساری گفتگو لوگوں سے کہی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جو آپ نے کہا ہے میں بھی یہی خیال کرتا ہوں جو آپ نے کہا ہے کہ تمہارے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ چھین لئے جائیں گے یہ تو بہت اچھا ہے اور جو یہ ذکر کیا ہے کہ تم ہمارے مقتولوں کی دیت دو گے اور تمہارے مقتول آگ میں ہوں گے۔ ہمارے مقتولوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر جنگ کی ہے اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے ان کی کوئی دیت نہیں لوگوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کو مستحسن جانا۔

کراع۔ گھوڑے اور حلقہ۔ اسلحہ ہے۔

marfat.com

Marfat.com

باب

۶۷۸۴ — ترجمہ : جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ بارہ امیر ہوں گے۔ ایک اور کلمہ فرمایا میں نے وہ نہیں سُنا میرے والد نے کہا وہ سب قریش سے ہوں گے۔"

۶۷۸۴ — شرح : ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کا معاملہ چلتا رہے گا جب تک ان میں آدمی امیر رہیں گے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا۔ جب تک ان میں بارہ خلفاء رہیں گے اِن تمام پر امت متفق ہوگی۔ طبرانی کی روائت میں اس پر یہ اضافہ ہے "کہ جو اُن سے دشمنی کرے گا وہ اُن کو اذیت نہیں پہنچا سکے گا"

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں بارہ خلفاء کا ذکر ہے۔ سفینہ کی حدیث اس کے مغائر ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس برس رہے گی پھر مملکت ہو جائے گی۔ ان تیس برسوں میں صرف چار خلفاء راشدین رہے ہیں۔ ان میں چند روز امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت شمار ہے۔ ابن حبان نے مذکور حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سفینہ کی حدیث میں خلافت سے مراد خلافتِ نبوت ہے۔ جابر بن سمرہ کی حدیث میں خلافت نبوت کی قید نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ خلفاء بارہ سے زیادہ ہوئے ہیں جو مسلمانوں کے معاملات کے ولی تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بارہ خلفاء میں حصر نہیں ہے اور نہ ہی اس حدیث میں کلمہ حصر ہے کہ بارہ سے زائد نہ ہوں گے بلکہ بارہ سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا حدیث شریف میں مدد سے مراد بنو امیہ کے بارہ خلفاء مراد ہیں۔ پھر ان سے خلافت نکلنے کے بعد عظیم فتنے اور جنگیں ہوں گی یہاں تک کہ خاندان عباسیہ میں خلافت مستقر ہوگی۔ پھر حالات یکسر تبدیل ہوں جائیں گے۔ بعض نے کہا مہدی علیہ السلام فوت ہوگا تو اس کے بعد پانچ امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے پھر پانچ امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے پھر ان سے آخری امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی ایک کے لئے خلافت کی وصیت کرے گا پھر اس کے بعد ان کا صاحبزادہ خلیفہ ہوگا! اس طرح بارہ خلفاء پورے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک مہدی ہوگا۔ کعب احبار نے کہا بارہ مہدی ہوں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ بعض علماء نے کہا قیامت تک بارہ خلفاء ہوں گے جو حق پر عمل پیرا ہوں گے۔ مسدد کی مسند کبیر ابو بجر کے طریق سے ہے کہ ابوالجلاء نے اُن سے بیان کیا کہ یہ امت ہلاک نہ ہوگی یہاں تک اس میں بارہ خلفاء ہوں گے۔ سب حق پر عمل پیرا ہوں گے ان

marfat.com
Marfat.com

كتاب إخراج الخصوم وأهل الريب من البيوت

وقد أخرج عمر الغصة إلى بكر حين تاحت ۷۸۵ ا ـ حدثنا إسمعيل حدثني مالك عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال والذي نفسي بيده لقد هممت أن آمر بحطب

میں سے دو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں گے ایک چالیس سال زندہ رہے گا۔ دوسرا تیس برس بقیدِ حیات رہے گا۔ بعض علماء نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عمر بن عبدالعزیز تک کل چودہ خلافت پر فائز رہے ہیں۔ ان میں سے معاویہ بن یزید اور مروان بن حکم کی ولائت صحیح نہیں اور نہ وہ دیر پا قائم رہ سکی تھی باقی بارہ حضرات امت کے والی رہے جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عمر بن عبدالعزیز کی وفات ایک سو ایک ہجری (۱۰۱ھ) میں ہوئی اس کے بعد حالات بدل گئے اور قرن اوّل جو خیر القرون تھا ختم ہو گیا (عینی)

اور حضور کا ارشاد کہ ان پر امت کا اتفاق ہوگا صحیح ہے کیونکہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اکثر و اغلب پر اتفاق رہے گا کیونکہ یہ صفت صرف امام حسن اور عبداللہ بن زبیر میں مفقود تھی، حالانکہ ان کی خلافت بھی صحیح تھی اور جس نے ان دونوں کی مخالفت کی ان کا استحقاق حسن اور عبداللہ بن زبیر کے شہید ہونے کے بعد ہی تھا اور بارہ خلفاء کے زمانہ میں ان کی ولائت پر سب کا اتفاق تھا۔ اگرچہ بعض کے زمانہ ولائت میں کچھ خلاف ہوا لیکن وہ بہت نادر تھا (فتح الباری)

باب جھگڑا اور نزاع کرنے والوں اور اہل معصیت کو معلوم ہونے کے بعد گھروں سے نکال دینا

یعنی جب وہ نزاع اور معصیت میں مشہور ہو جائیں تو ان کو گھروں سے اس لئے نکالا جائے کہ ان سے علانیہ معاصی صادر ہوتے ہیں اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ان کی ہمشیرہ کو گھر سے نکال دیا جبکہ اس نے نوحہ کیا تھا۔ اور اگر ان کا علم نہ ہو تو ان کی تلاش نہ کی جائے جائے کیونکہ یہ شرعاً ممنوع ہے۔ ان کو گھروں سے نکالنے کا سبب یہ بھی ہے کہ ان کے معاصی سے ہمسایوں کو

marfat.com
Marfat.com

يُنَحَطَّبُ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ
ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ
لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ
لَشَهِدَ الْعِشَاءَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ يُوْنُسُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ
قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ مِرْمَاةٌ مَا بَيْنَ ظِلْفِ الشَّاةِ مِنَ اللَّحْمِ مِثْلَ مِنْسَاةٍ
وَّمِيْضَاةِ الْمِيْمُ مَخْفُوْضَةٌ

اذیت پہنچتی ہے۔ قولہ وَقَدْ اَخْرَجَ الخ یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق کی ہمشیرہ کو گھر سے نکال دیا جس وقت اس نے نوحہ کیا، کیونکہ ان کو منع کرنے کے باوجود وہ نوحہ سے نہ رکی تھی۔

٦٧٨٥ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا ہے کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز قائم کرنے کا حکم دوں کہ اذان کہی جائے پھر کسی کو کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر ان لوگوں کے پاس جاؤں اور ان کے گھر جلادوں۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر اُن میں سے کوئی یہ معلوم کرے کہ (مسجد میں) اس کی موٹی ہڈی اور اچھے پائے ملیں گے تو وہ ضرور مسجد میں حاضر ہو ،، محمد بن یوسف نے کہا کہ محمد بن سلیمان نے کہا بخاری نے کہا بکری کے کھر کے درمیان گوشت کو مرماۃ کہتے ہیں۔ یہ مِنْسَاۃ اور میضاۃ کی طرح مکسور المیم ہے۔

٦٧٨٦ — شرح : یہ حدیث منافقوں کے متعلق ہے کہ وہ نماز میں بہت سستی کرتے تھے۔ قرآن کریم میں ہے اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى" وہ سست نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ کھانے پینے کی طمع پر عبادت میں شریک ہونا انہی کی عادت تھی۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ہدایت کے ستارے تھے سے ایسا عمل متصور نہیں ہوسکتا۔ وہ پیٹ پر پتھر باندھ کر حضور کی اتباع میں مصروف رہتے تھے۔ حدیث شریف کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر اسے معلوم ہوجائے کہ اگر نماز کو حاضر ہوگا تو اسے دنیاوی نفع حاصل ہوگا اگرچہ حقیر سا نفع ہو تو ہمت کے سبب وہ ضرور

marfat.com
Marfat.com

بَابُ هَلْ لِلْاِمَامِ اَنْ يَمْنَعَ الْمُجْرِمِيْنَ وَاَهْلَ الْمَعْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهٗ وَالزِّيَارَةِ وَنَحْوِهٖ

٦٧٨٦ــــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَذَكَرَ حَدِيْثَهٗ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا

مسجد میں حاضر ہوگا ثواب کے لئے حاضر نہیں ہوتا۔ نماز باجماعت میں حاضر نہ ہونے والے کو دو تین بار سمجھایا جائے اگر نہ مانے تو اس کو گھر سے نکال دیا جائے اور گھر کرایہ پر دیا جائے۔

باب کیا امام کے لئے جائز ہے کہ مجرموں اور اہل معصیت کو اس کے ساتھ کلام کرنے سے اور زیارت وغیرہ کرنے سے روکے

٦٧٨٦ــــ ترجمہ: عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک اور وہ کعب کے بیٹوں میں سے اس کے قائد تھے جس وقت وہ نابینا ہو گئے تھے نے کہا میں نے کعب بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

كِتَابُ التَّمَنِّي

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّمَنِّي وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ

کہ جب وہ غزوہ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے پیچھے رہ گئے پھر پوری حدیث بیان کی اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم سے کلام کرنے سے روک دیا ہم اس حال میں پچاس راتیں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا ہماری توبہ قبول کرنے کا اعلان فرمایا۔

(حدیث ۴۱۴۷ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

كِتَابُ التَّمَنِّي

تَمَنّیٌ ، امنیہ سے تفعّل کے وزن پر ہے۔ اس کا تعلق مستقبل سے ہوتا ہے اگر تعلق خیر ہو اور جسم سے متعلق نہ ہو تو وہ مطلوب ہے ورنہ مذموم ہے۔ تمنّی اور ترجّی میں فرق یہ ہے کہ ترجّی رجاء تفعل کے وزن پر ممکنات میں مستعمل ہوتی ہے اور تمنّی اس سے عام ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

٦٧٨٥ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ رِجَالًا لَا يَكْرَهُونَ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ مَا تَخَلَّفْتُ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ

باب جس نے شہادت کی خواہش کی

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ میرے بعد مجھ سے پیچھے رہنا پسند نہ کریں گے حالانکہ میں وہ چیز نہیں پاتا کہ ان کو سوار کر دوں تو میں کسی چھوٹے لشکر سے بھی پیچھے نہ رہتا، میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

٦٧٨٦ ـــــ

شرح : وُدّ کے معنی شئ سے محبت کرنا اور اس کے وقوع کی خواہش کرنا ہے۔ لہٰذا لفظ "وددتُ" سے حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے۔ لفظ "یدٌ" متشابہات سے ہے دو قسمیں مفوضہ جو اللہ اور اس کے رسول کے حوالہ ہیں اور دوسرے وہ جس کی تاویل ہو سکتی ہے۔ ان میں سے لفظ "یدٌ" ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرار حیات پر ہوتا ہے قتل پر قرار کیوں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں شہادت کی فضیلت مطلوب ہے اس لئے شہادت پر ختم کیا ہو حدیث ٢٦٠٤ ج : ٤ کی شرح دیکھیں"

marfat.com

Marfat.com

۶۷۸۸ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ وَدِدْتُ اَنِّيْ لَاُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ فَكَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ هُنَّ ثَلٰثًا اَشْهَدُ لِلّٰهِ

بَابُ تَمَنِّي الْخَيْرِ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْكَانَ لِيْ اُحُدٌ ذَهَبًا

۶۷۸۹ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں یہ خواہش کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ ابوہریرہ نے کہا میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات تین بار فرماتے تھے۔"

۶۷۸۸ــــ

شرح : یعنی کلمہ اُقْتَلُ تین بار فرمائے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے اس سے پہلی حدیث میں چار بار مذکور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایات میں منافات نہیں کیونکہ عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اشہد باللہ ضمیر سے بدل ہو یعنی وہ تین بار کہتے تھے کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اس کا فائدہ تاکید ہے۔ بظاہر راوی ابوہریرہ سے یہ کلام نقل کرتے ہیں۔ یعنی میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ ابوہریرہ یہ کلمات تین بار کہتے تھے۔ اگر مجہول کا صیغہ ہو تو یہ حضور کی حدیث کا تتمہ ہے یعنی میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں۔ اور "کان ابوہریرہ یقولہن ثلاثًا" جملہ معترضہ ہے (حدیث ۳۵ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ عِنْدِيْ اُحُدٌ ذَهَبًا لَاَحْبَبْتُ اَنْ لَّا يَاْتِيَ ثَلٰثٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ لَيْسَ شَيْءٌ اُرْصِدُهٗ فِيْ دَيْنٍ عَلَيَّ اَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهٗ

باب خیر کی خواہش کرنا

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر میرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہوتا

۶۷۸۹ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا۔ اگر میرے پاس احد کے برابر سونا ہوتا تو میں یہ پسند کرتا کہ تین دن نہ گزریں حالانکہ میرے پاس اس سے ایک دینار کی مقدار سونا ہو جس کو میں نے قرض ادا کرنے کے لئے نہ رکھا ہو۔ اس حال میں کہ میں اس شخص کو پاؤں جو اس کو قبول کرے۔

۶۷۸۹ شرح : قولہ مَنْ يَقْبَلُهٗ ،، ضمیر کا مرجع دینار یا دَیْن ہے اور جملہ حالیہ ہے عبارت کی ترکیب اس طرح ہے کہ لیس ارصدہ لدین عَلَيَّ ،، دینار کی صفت ہے کیونکہ دینار موصوف ہونے کے باعث مخصص ہونے کی وجہ سے محض نکرہ نہ رہا۔ دراصل عبارت اس طرح ہے لَا يُحِبُّ عَلٰى تَقْدِيْرِ مِلْكِهٖ لِاُحُدٍ ذَهَبًا اَنْ يَّبْقٰى عِنْدَهٗ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ مِنْ ذَالِكَ الْمَالِ دِيْنَارٌ مَّوْصُوْفٌ بِكَوْنِهٖ لَيْسَ مُرْصَدًا لِوَفَاءِ دَيْنٍ عَلَيْهِ فِيْ حَالِ اَنَّهٗ قَابِلًا يَّجِدُهٗ ،، یعنی حضور سونے سے کسی کی ملک ہونے کی تقدیر پر محبت نہیں کرتے کہ تین دن کے بعد آپ کے پاس اس مال سے ایک دینار جو قرضہ ادا کرنے کے لئے نہ رکھا ہو باقی رہے اس حال میں کہ کسی قبول کرنے والے کو پاؤں ،،

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث عنوان کے مطابق نہیں کیونکہ لفظ لَوْ جزاء کے امتناع کے باعث شرط کے امتناع پر دلالت کرتا ہے تمنّی کے لئے نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے یہاں لفظ لَوْ محض ملازمہ کے لئے اِن کے معنیٰ میں ہے اور غیر واقع کو واقع ہونے سے محبت کرنا تمنّی کی قسم ہے غائت ما فی الباب یہ کہ بعض تقدیر پر تمنّی ہے۔ کرمانی نے سکاکی سے نقل کیا کہ جملہ جزائیہ، جملہ خبریہ ہے جو شرط سے مقید ہے اس تقدیر پر یہ مشروط تمنّی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ ـــ ۶۷۹۰ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ وَلَحَلَلْتُ مَعَ النَّاسِ حِينَ حَلُّوا

۶۷۹۱ ـــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! اگر میں وہ شئی پہلے کرتا جو بعد میں کی ہے تو ھدی نہ بھیجتا"

۶۷۹۰ ـــ ترجمہ : عروہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں وہ شئی پہلے کرتا جو بعد میں کی ہے تو ھدی نہ بھیجتا اور جس وقت لوگ غیر محرم ہوئے ان کے ساتھ حلال ہو جاتا۔

۶۷۹۰ ـــ شرح : یعنی میں پہلے متوجہ نہ ہوا جو بعد میں متوجہ ہوا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ جائز ہے تو ہدی نہ بھیجتا لَحَلَلْتُ کے معنیٰ ہیں میں تمتع کرتا کیونکہ صاحب ہدی کے لئے حلال ہونا ممکن نہیں یہاں تک کہ ہدی اپنے محل میں پہنچ جائے۔ (حدیث ۔۔۔ کی شرح دیکھیں)

۶۷۹۱ ـــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا تلبیہ کہا اور ذی الحجہ کے چار دن گزر جانے کے بعد مکہ مکرمہ

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبَّيْنَا بِالْحَجِّ وَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِاَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَحِلَّ اِلَّا مَنْ مَعَهٗ هَدْيٌ قَالَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ اَحَدٍ مِّنَّا هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَجَاءَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ اَهْلَلْتُ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَنَنْطَلِقُ اِلٰى مِنًى وَذَكَرُ اَحَدِنَا يَقْطُرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَيْتُ وَلَوْ اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَحَلَلْتُ قَالَ وَلَقِيَهٗ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ وَهُوَ يَرْمِيْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَنَا هٰذِهٖ خَاصَّةً قَالَ لَا بَلْ لِلْاَبَدِ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ قَدِمَتْ مَكَّةَ وَهِيَ حَائِضٌ فَاَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَنْسُكَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ اَنَّهَا لَا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَلَا تُصَلِّيْ حَتّٰى

میں آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ اور صفاء مروہ کا طواف کریں اور حج کو عمرہ بنادیں اور حلال ہو جائیں سوا اس شخص کے جس کے پاس ہدی ہو۔ عروہ نے کہا ہم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور طلحہ کے سوا کسی کے پاس ہدی نہ تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ یمن سے آئے اُن کے ساتھ ہدی تھی۔ انہوں نے کہا میں نے وہی احرام باندھا ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے لوگوں نے کہا کیا ہم منی کی طرف جائیں گے حالانکہ ہم سے منی ٹپک رہی ہوگی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنے امر کی طرف پہلے متوجہ ہوتا جو بعد میں متوجہ ہوا (تو ہدی نہ بھیجتا) اور اگر میرے پاس ہدی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول دیتا۔ راوی نے کہا

marfat.com

Marfat.com

تَطْهُرَ فَلَمَّا نَزَلُوا الْبَطْحَاءَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَاَنْطَلِقُ بِحَجَّةٍ قَالَ ثُمَّ اَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ اَنْ يَنْطَلِقَ مَعَهَا اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ عُمْرَةً فِیْ ذِی الْحَجَّةِ بَعْدَ اَيَّامِ الْحَجِّ

بَابُ قَوْلِهٖ لَيْتَ كَذَا وَكَذَا

۶۷۹۲ — حَدَّثَنَا خَلِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ اُرِقَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ثُمَّ قَالَ

سراقہ حضور کو ملا جبکہ وہ جمرہ عقبہ کی رمی کر رہا تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ ہمارے لئے مختص ہے فرمایا نہیں یہ ہمیشہ کے لئے ہے جابر نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ آئیں، حالانکہ وہ حیض کی حالت میں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ حج کے تمام ارکان ادا کریں مگر بیت اللہ کا طواف نہ کریں اور نہ نماز پڑھیں حتی کہ پاک ہو جائیں جب لوگ بطحاء میں آئے تو ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ حج اور عمرہ دونوں کر کے جائیں گے اور میں صرف حج کر کے واپس ہو جاؤں گی؟ جابر نے کہا پھر حضور نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ ام المؤمنین کے ساتھ تنعیم جائیں، تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے ایام گزرنے کے بعد ذی الحجہ میں عمرہ کیا۔

(حدیث ۱۵۴۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اکاش ایسا ایسا ہوتا

۶۷۹۲ — ترجمہ: عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے کہا۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے قرار جاگتے رہے اور فرمایا کاش میرے صحابہ سے کوئی نیک مرد آج رات

marfat.com
Marfat.com

لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ اَصْحَابِيْ يَحْرُسُنِيْ اللَّيْلَةَ اِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ
قَالَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ اَحْرُسُكَ فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَمِعْنَا غَطِيْطَهٗ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ بِلَالٌ اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ
هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ۞ بِوَادٍ وَحَوْلِيْ اِذْخِرٌ وَّجَلِيْلٌ ۞ فَاَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ تَمَنِّي الْقُرْاٰنِ وَالْعِلْمِ

۶۷۹۳ــــ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ
الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسُدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ

میری حفاظت کرتا۔ ہم نے اچانک ہتھیاروں کی آواز سُنی فرمایا یہ کون ہے؟ عرض کیا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص ہے۔ میں آپ کی حفاظت کے لئے آیا ہوں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے حتی کہ ہم نے آپ کے خراٹے سُنے۔ ابو عبداللہ بخاری نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بلال نے کہا ؎
"کاش ایسے میدان میں رات بسر کرتا کہ میرے اردگرد اذخر اور جلیل گھاس ہوتی"

شرح ۶۷۹۲ : لَيْتَ حرفِ تمنّی ہے۔ اس کا تعلق عموماً محالات سے ہوتا ہے کبھی کبھار ممکن سے بھی متعلق ہو جاتا ہے؛ چنانچہ باب میں مذکور حدیث حراست اور مبیت (کسی جگہ رات بسر کرنا) دونوں ممکن ہیں جن کی بلال نے تمنا کی تھی، قولہ وقالت عائشہ الخ یہ حدیث ح۳۶۷۵ ج ۵ کا حصہ ہے۔ امام نے وہاں پوری حدیث موصول ذکر کی ہے۔ اس لئے واؤ عاطفہ ذکر کی ہے (حدیث ح۳۶۸۸ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب قرآن اور علم کی تمنّا کرنا

۶۷۹۳ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

مِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَقُوْلُ لَوْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا يُنْفِقُهُ فِيْ حَقِّهٖ فَيَقُوْلُ لَوْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّيْ

وَقَوْلُ اللّٰهِ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ الاٰية

فرمایا دو خصلتوں کے سوا کسی خصلت میں حسد جائز نہیں ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا ہے (سننے والا کہتا ہے) کاش! مجھے بھی اس طرح دیا جاتا جیسے اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی کرتا جیسے یہ کرتا ہے دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دیا وہ اس کو اس کے حق میں خرچ کرتا ہے (اس کو دیکھنے والا کہتا ہے) کاش! مجھے بھی یہ مال دیا جاتا جیسے اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی اسی طرح کرتا جیسے یہ خرچ کرتا ہے۔ قتیبہ اور جریر نے بھی یہ بیان کیا ہے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حسد نہیں غبطہ (رشک) ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حسد نہیں ہے مگر ان دو میں لیکن ان دو میں حسد نہیں لہٰذا حسد نہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى" (حدیث ۶۷۹۳ ج: اکی شرح دیکھیں)

باب جو تمنّا مکروہ ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس چیز کی تمنّا نہ کرو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ مَردوں کے لئے اس سے وہ حصّہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے اس سے وہ حصّہ ہے جو انہوں نے کمایا اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل سے سوال کرو اللہ ہر شئی

تشریح : مکروہ تمنّا وہ ہے جس میں گناہ ہو اور وہ حسد و بغض کی طرف پہنچانے والی تمنا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی جو اس کی حکمت اور تدبیر سے صادر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے احوال اور جو کچھ اُن کے مناسب رزق میں وسعت و تنگی ہے جانتا ہے اس لئے ہر انسان پر فرض ہے کہ اپنے مقسوم پر راضی ہو اور اپنے بھائی کے مقسوم پر حسد نہ کرے کیونکہ حسد میں اللہ تعالیٰ کے

marfat.com
Marfat.com

۶۷۹۴ — حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ لَوْلَا اَنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَتَمَنَّیْتُ

فعل اور اس کی تقسیم پر اعتراض ہے جبکہ حسد کے معنی یہ ہیں کہ محسود کا مقسوم اس سے زائل ہو کر حاسد کو مل جائے یہ شرعاً حرام ہے، کیونکہ بسا اوقات حاسد کا یہ اعتقاد ہو جاتا ہے کہ وہ محسود پر نعمتوں کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و تقسیم پر اعتراض ہے جو اس کو کفر تک پہنچا دیتا ہے اور اس کا دین خراب کر دیتا ہے۔ دوسرے غبطہ اور رشک ہے اس کو بھی بعض علماء نے ممنوع کہا ہے، کیونکہ بسا اوقات یہ نعمت دین کی خرابی اور دنیاوی مضرت کا سبب بن جاتی ہے۔ اسی لئے علماء نے کہا کہ یہ نہ کہے "اے اللہ مجھے فلاں شخص کے مکان جیسا مکان اور فلاں شخص کی بیوی جیسی بیوی عطاء فرما بلکہ یہ کہنا چاہئے اے اللہ مجھے وہ شئ دے جس میں میرے دین، دنیا اور معاد و معاش کی صلاحیت ہو اگر انسان غور کرے تو اس آیت کریمہ "رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" سے مسئلہ کی پوری وضاحت ہو جاتی ہے کہ کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں بہتری کا سوال کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مصلحتیں خوب جانتا ہے، لہٰذا کی قضا پر راضی رہو، البتہ آخرت کے اعمال کی زیادہ خواہش کرے۔

جب مردوں نے کہا ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا ثواب عورتوں کے ثواب سے دگنا ہے جیسے میراث میں مرد کا حصہ عورت سے دگنا اور عورتوں نے کہا ہمارا بوجھ مردوں کے بوجھ سے آدھا ہے جیسے ان کی میراث مردوں سے آدھی ہے تو یہ آیت کریمہ: لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا الایۃ بعض علماء غبطہ اور رشک کو جائز کہتے ہیں۔

۶۷۹۴ ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ موت کی تمنا نہ کرو تو میں ضرورت موت کی خواہش کرتا۔

marfat.com
Marfat.com

۶۷۹۵ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسٍ قَالَ اَتَیْنَا خَبَّابَ بْنَ الْاَرَتِّ نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اکْتَوٰی سَبْعًا فَقَالَ لَوْلَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ۶۷۹۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ یَزْدَادُ وَاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّهٗ یَسْتَعْتِبُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ اَبُوْ عُبَیْدٍ اسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَیْدٍ مَوْلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْهَرَ

ترجمہ : قیس سے روایت ہے ہم خباب بن ارت کے پاس ان کی بیمار پرسی
۶۷۹۵ ـــ کرنے آئے جبکہ انہوں نے جسم کو داغا ہوا تھا انہوں نے کہا اگر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہ کیا ہوتا کہ موت کی تمنا نہ کرو تو میں موت کی دعاء کرتا "

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۶۷۹۶ ـــ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے اگر وہ نیکوکار ہے تو شائد
اور زیادہ نیکی کرے گا اور اگر وہ گنہگار ہے تو شائد تائب ہو جائے۔

شرح : موت کی تمنا سے نہی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں
۶۷۹۴ تا ۶۷۹۶ ـــ کے آجال مقرر کئے ہیں۔ یہ اللہ کی قدر ہے اور موت کی
تمنا کرنے میں اللہ کی قدر سے ناراضگی ہے اور اس کی قضاء کی عدم تسلیم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ داغنا
ممنوع ہے تو خباب بن ارت نے کیوں داغا اس کا جواب یہ ہے کہ داغنا ممنوع نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے داغنے کو شفاء فرمایا ہے لیکن جب یہ اعتقاد ہو کہ اس طریقے سے شفاء ہے تو ممنوع ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ مخلص اور نیک شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ محسن سے خیر کے اضافہ کی توقع ہے اور گنہگار اس لئے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا

۶۷۹۷ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ وَاَرٰى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهٖ يَقُوْلُ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ؛ نَحْنُ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا ؛ فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ؛ اِنَّ الْاُوْلٰى وَرُبَّمَا قَالَ الْمَلَاُ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ؛ اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا اَبَيْنَا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهٗ

موت کی تمنا نہ کرے کہ اس سے رجوع کی اُمید ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ پر یہ احسان ہے موت کی خواہش کرنے سے بہتر ہے۔

باب آدمی کا یہ کہنا اگر اللہ ہدایت کرنے والا نہ ہوتا تو ہم ھدایت یافتہ نہ ہوتے

۶۷۹۷ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ احزاب کے دن مٹی اُٹھا رہے تھے۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ مٹی نے آپ کے بطن شریف کی سفیدی کو چھپا رکھا تھا جبکہ آپ فرما رہے تھے ؎ اے اللہ اگر تو (ہدایت کرنے والا) نہ ہوتا۔ تو ہم ہدایت نہ پاتے ؛ نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے پس تو ہم پر سکینت نازل فرما ؛ بے شک مکہ والوں نے ہم پر ظلم کیا۔ (بسا اوقات فرمایا : بے شک لوگوں نے) جب انہوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا، انکار کیا اس کے ساتھ اپنی آواز شریف بلند فرماتے تھے۔

(حدیث ۳۸۴۴/۶ ج کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَمَنِّي لِقَاءِ الْعَدُوِّ

رَوَاهُ الْاَعْرَجُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۷۹۸ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهٗ قَالَ كَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ اَوْفٰى فَقَرَأْتُهٗ فَاِذَا فِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ

باب دشمن سے مقابلہ کی تمنّا کی کراہت

اس کی اعرج نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی

۶۷۹۸ ــــ ترجمہ : سالم ابونضر مولیٰ عمر بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اور سالم عمر بن عبیداللہ کے کاتب تھے۔ سالم نے کہا عبداللہ بن ابی اَوْفیٰ نے عمر بن عبیداللہ کو خط لکھا اور میں نے وہ پڑھا اس میں یہ لکھا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دشمن سے مقابلہ کی خواہش نہ کرو اور اللہ سے عافیت مانگو۔"

شرح **۶۷۹۸** ــــ : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شہادت کی خواہش کرنا جائز ہے، کیونکہ اس کی تمنا محبوب ہے دشمن سے مقابلہ کیوں مکروہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شہادت کا حصول دشمن کے مقابلہ سے اخص ہے کیونکہ شہادت کا حصول اسلام کی نصرت اور اس کے غلبہ کے ساتھ ممکن ہے۔ اور یہ مقابلہ اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے۔ اس لئے اس کی خواہش سے منع فرمایا اور یہ شہادت کی تمنا کے منافی نہیں۔ اس کا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو شخص اپنی قوت پر وثوق کرے اور اپنے آپ کو بڑا جانے اس کے لئے دشمن سے مقابلہ کی خواہش مکروہ ہے۔ قولہ اسئلوا اللہ العافیۃ الخ یعنی مکروہات اور دنیا و آخرت کے مصائب سے سلامتی کا سوال کرو۔"

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ اللَّوِّ

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً

۶۷۹۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ اَهِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ اَعْلَنَتْ

باب لفظ لَو کا جواز

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اگر میرے پاس قوت ہوتی تو میں تم سے جنگ کرتا

۶۷۹۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لعان کرنے والوں کا ذکر کیا تو عبداللہ ابن شداد نے کہا کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی عورت کو گواہوں کی شہادت کے بغیر رجم کرتا (تو اس عورت کو رجم کرتا) کہا نہیں یہ کوئی اور عورت ہے جو علانیہ زنا کرتی تھی۔

۶۷۹۹ — شرح : لو حرف ہے اگر اس کو اعراب دیں تو اس پر الف و لام داخل کرتے ہیں تاکہ اس کی علامت ہو جائے اس لئے واؤ کو مشدد پڑھتے ہیں۔ بعض نسخوں میں لو غیر مشدد ہے یہی درست ہے۔ اس حدیث سے امام بخاری نے کلام میں لو کے استعمال پر استدلال کیا ہے اور جہاں اس کے استعمال کا فائدہ نہ ہو وہاں اس کا استعمال ممنوع ہے اور اگر اللہ کی طاعت کے فوت ہو جانے کا افسوس ہو تو وہاں اس کا استعمال مکروہ نہیں۔ احادیث میں استعمال کا محمل بھی یہی ہے۔

marfat.com

Marfat.com

۶۸۰۰ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَطَاءٌ قَالَ اَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ فَخَرَجَ عُمَرُ فَقَالَ الصَّلٰوةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ وَرَأْسُهٗ يَقْطُرُ يَقُوْلُ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ اَوْ عَلَى النَّاسِ وَقَالَ سُفْيَانُ اَيْضًا عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالصَّلٰوةِ هٰذِهِ السَّاعَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَخَرَجَ وَهُوَ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهٖ يَقُوْلُ اِنَّهٗ لَلْوَقْتُ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ وَقَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَطَاءٌ لَيْسَ فِيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ رَاْسُهٗ يَقْطُرُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهٖ قَالَ عَمْرٌو وَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهٖ قَالَ عَمْرٌو وَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اِنَّهٗ لَلْوَقْتُ لَوْلَا اَنْ اُشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ

ترجمہ : سفیان بن عُیَینہ نے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے کہا ہم سے عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں ۶۸۰۰ — تاخیر کی تو عمر فاروق باہر آئے اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! عورتیں اور بچے سو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جبکہ آپ کا سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ آپ فرماتے تھے اگر میں اپنی امت پہ یا فرمایا لوگوں پہ شاق نہ جانتا۔ سفیان نے بھی کہا "اپنی امت پہ"، تو میں ان کو اس وقت نماز پڑھنے کا حکم دیتا۔ ابن جُریج نے عطاء کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۸۰۱ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز میں تاخیر کی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم عورتیں اور بچے سو گئے حضور باہر تشریف لائے، حالانکہ آپ اپنے سر مبارک کے ایک طرف سے پانی پونچھ رہے تھے آپ فرماتے تھے۔ یہی نماز کا وقت ہے اگر میں اپنی امت پر شاق نہ جانتا اور عمرو نے کہا ہم سے عطاء نے بیان کیا اس میں ابن عباس کا ذکر نہیں۔ بہرحال عمرو نے کہا حضور کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا ابن جریج نے کہا اپنے سر مبارک سے پانی پونچھ رہے تھے۔ اور عمرو نے کہا اگر میں اپنی امت پر شاق نہ جانتا ابراہیم بن مُنذر نے کہا ہم سے معن نے بیان کیا کہ مجھے محمد بن مسلم نے عمرو عطاء اور ابن عباس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی۔

۶۸۰۰ — شرح : اس حدیث میں لو کا ذکر نہیں بلکہ لولا مذکور ہے حالانکہ دونوں کے معانی میں بہت فرق ہے جبکہ لو کے معنی ایک شی کا امتناع کسی اور شئ کے امتناع کے سبب ہے اور لولا کے معنی شئ کا امتناع کسی اور شئ کے وجود کے سبب ہے لیکن دونوں کا مآل واحد ہے وہ یہ کہ اگر میں اپنی امت پر شاق نہ جانتا جبکہ لولا کے معنی ہیں اگر میں لوگوں پر بوجھ نہ ڈالتا اور ان کو مشقت میں داخل کرتا، تو انہیں حکم دیتا کہ اس وقت نماز ادا کریں۔

۶۸۰۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر شاق نہ جانتا تو ان کو مسواک کا حکم دیتا

سلیمان بن مغیرہ نے ثابت، انس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں حمید کی مطابعت کی،،

marfat.com

Marfat.com

۶۸۰۲ — حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ وَاصَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرَ الشَّهْرِ وَاصَلَ اُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ مُدَّ لِيَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّيْ اَظَلُّ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِ تابعه سُلَيْمٰنُ بْنُ مُغِيْرَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۰۳ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اَيُّكُمْ مِثْلِيْ اِنِّيْ

۶۸۰۲ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں میں وصال کیا (متواتر روزے رکھے) اور چند لوگوں نے بھی روزوں میں وصال کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اگر یہ مہینہ اور لمبا ہوتا تو میں ایسے وصال کے روزے رکھتا کہ گہرائیوں میں جانے والے اپنی گہرائیوں کو چھوڑ دیتے میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے (یعنی مجھے طاقت دیتا ہے۔ حقیقۃً کھانا پینا مراد نہیں)

۶۸۰۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا حضور آپ تو پے در پے روزے رکھتے ہیں۔ فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں رات بسر کرتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے جب انہوں نے رکنے سے انکار کیا تو حضور نے اُن کے ساتھ متواتر ایک

marfat.com
Marfat.com

اَبَيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ فَلَمَّا اَبَوْا اَنْ يَنْتَهُوْا وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَاَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ

۶۸۰۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَشْعَثُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ اَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوْهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ اِنَّ قَوْمَكِ قَصُرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَاْنُ بَابِهٖ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذَاكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَاءُوْا وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَاءُوْا لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَاَخَافُ اَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ اَنْ اُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَاَنْ اُلْصِقَ بَابَهٗ فِي الْاَرْضِ

دو روزے رکھے پھر انہوں نے چاند دیکھا تو ان کو تنبیہ کے طور پر فرمایا اگر چاند موخر ہوتا تو میں اور زیادہ روزے رکھتا،، (حدیث ۱۸۴۲ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۸۰۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حطیم کعبہ کے متعلق پوچھا کیا وہ کعبہ میں داخل ہے ؟ فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا انہوں نے اس کو کعبہ میں داخل کیوں نہیں کیا۔ فرمایا اے عائشہ تمہاری قوم کے پاس خرچ کم ہوگیا تھا میں نے کہا اس کا دروازہ اونچا کیوں ہے۔ فرمایا یہ تمہاری قوم نے کیا ہے تاکہ جسے چاہیں کعبہ میں داخل کریں اور جسے چاہیں منع کر دیں۔ کاش کہ تمہاری قوم جاہلیت کے زمانہ کے قریب نہ ہوتی (ان کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا) مجھے ڈر ہے کہ اگر میں حطیم کو بیت اللہ میں داخل کر دوں تو اُن کے دل انکار کرنے لگیں گے (اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا) تو میں حطیم کو بیت اللہ میں داخل کرتا اور اس کا دروازہ زمین سے ملا دیتا" (حدیث ۱۴۹۰ ج ۲)

marfat.com

Marfat.com

۶۸۰۵ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ اِمْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَ الْاَنْصَارِ

۶۸۰۶ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ اِمْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَهَا تَابَعَهٗ اَبُوالتَّيَّاحِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الشِّعْبِ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک شخص ہوتا اور اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی اور وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

۶۸۰۵ —

(حدیث ۳۵۲۴ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک شخص ہوتا اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ ابوالتیاح نے انس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شعب روایت کرنے میں عباد بن تمیم کی متابعت کی۔

۶۸۰۶ — اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک شخص ہوتا اگر لوگ کسی

۶۸۰۶ — شرح : محی السنہ نے کہا اس سے خاندانی نسب سے انتقال مراد نہیں، کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ أَخْبَارِ الْآحَادِ

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوْقِ فِيْ الْأَذَانِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ

خاندانی نسب کسی دوسری طرف منتقل کرنا حرام ہے بلکہ اپنا نسب افضل ہے۔ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہجرت دینی امر اور عبادت مامور بہا نہ ہوتی تو میں تمہارے مکان کی طرف منسوب ہوتا اس کا مقصد یہ ہے کہ حضور نے یہ اشارہ دیا "صلی اللہ علیہ وسلم" کہ ہجرت کے بعد نصرت سے اعلیٰ کوئی فضیلت نہیں اور انصار ایسے عظیم مقام کو پہنچے ہیں کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو حضور اپنی ذات کریمہ کو انصار سے شمار کرتے الحاصل اگر مجھے ہجرت کے باعث انصار پر فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا (عینی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب اخبار الاحاد

باب اذان، نماز، روزہ فرائض اور احکام میں سچے واحد آدمی کی خبر کے جواز میں روایات

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیوں نہیں اُن کے ہر فرقہ میں سے کچھ لوگ نکلتے تاکہ دین میں

marfat.com

Marfat.com

وَقَوْلُ اللّٰهِ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهٖ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِيْ مَعْنَى الْاٰيَةِ وَقَوْلُهٗ اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاءٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَرَاءَهٗ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَاِنْ سَهَا اَحَدٌ مِّنْهُمْ رُدَّ اِلَى السُّنَّةِ

فقاہت حاصل کریں اور اپنی قوم کو ڈرائیں جب ان کی طرف لوٹیں شاید وہ ڈریں ایک آدمی کو بھی طائفہ کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر مومنوں کی دو جماعتیں لڑیں؛ پس اگر دو آدمی لڑیں تو اس آیت کریمہ کے مفہوم میں داخل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تمہارے پاس فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی وضاحت کرلو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کو یکے بعد دیگرے کیسے بھیجا اور اگر اُن میں سے ایک بھول جائے تو سُنّت کی طرف پھیر دیا جائے۔"

تشریح : امام نے اذان اور نماز روزہ وغیرہ کو ذکر کیا تاکہ معلوم ہو کہ خبر واحد عملیات میں نافذ ہے، اعتقادیات میں نافذ نہیں اور اذان میں خبر واحد کے قبول کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر وہ امین ہے اور اذان دیتا ہے تو وہ دخولِ وقت کو متضمن ہے لہٰذا اس وقت میں نماز ادا کرنا جائز ہے۔ اور نماز میں قبلہ کی جہت کی خبر دیتا ہے۔ روزہ میں طلوع فجر اور غروب شمس کی خبر دیتا ہے۔ فرائض عام ہے اس کا خاص پر عطف کیا گیا ہے۔ احکام حکم کی جمع ہے اس کے معنی اللہ کا خطاب ہے جو مکلفین کے افعال کے ساتھ بحیثیت اقتضاء یا تخییر متعلق ہے۔ یہ عام کا خاص پر عطف ہے کیونکہ فرائض احکام کا فرد ہیں۔

قولہ تعالیٰ فلولا نفر الایہ ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مراد یہ ہے کہ "طائفہ" کا لفظ واحد اور مافوق کو شامل ہے۔ یہ کسی خاص عدد کے ساتھ معین نہیں ؛ چنانچہ ایک شخص کو بھی طائفہ کہا جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ان جاءکم ،، یعنی اگر کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کی جائے تحقیق کا حکم فسق کے باعث ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۸۰۷ــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَیْرِثِ اَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَفِیْقًا فَلَمَّا ظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَهَیْنَا اَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَاَخْبَرْنَاهُ قَالَ ارْجِعُوْا اِلٰی اَهْلِیْكُمْ فَاَقِیْمُوْا فِیْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَذَكَرَ اَشْیَاءَ اَحْفَظُهَا اَوْ لَا اَحْفَظُهَا وَصَلُّوْا كَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْیُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْیَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ

لہٰذا اگر وہ فاسق نہیں تو تحقیق کی ضرورت نہیں اور اس کی خبر پر عمل کرنا واجب ہے۔ قولہ کیف الخ یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امیروں کو جہاد کے لئے یکے بعد دیگرے بھیجا اگر خبرِ واحد قبول نہ کی جائے تو اُن کو یکے بعد دیگرے بھیجنے کا کچھ مفہوم نہ ہوگا۔ خبرِ واحد مقبول ہونے کے باوجود دوسرے کو پہلے کے بعد بھیجنے کا فائدہ یہ ہے کہ پہلا اگر بھول جائے یا غلطی کر جائے تو اس کو حق کی طرف رد کیا جائے۔ سنت سے مراد حق راہ ہے۔ سنت کا اطلاق شریعت محمدیہ پر واجب و مندوب پر بھی ہوتا ہے۔

۶۸۰۷ــــ ترجمہ: مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ ہم نوجوان ہم عمر تھے۔ ہم آپ کے پاس بیس (۲۰) روز ٹھہرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت نرم دل تھے جب حضور نے خیال فرمایا کہ ہمارا گھر جانے کا شوق ہے یا ہم نے گھر جانے کا شوق کیا تو ہم سے دریافت فرمایا۔ ہم نے اپنے پیچھے کن کو چھوڑا ہے ہم نے حضور کو بتایا تو فرمایا تم اپنے گھروں کو چلے جاؤ اور اُن لوگوں میں نماز قائم کرو اور انہیں مسائل سکھاؤ اور انہیں واجبات و مستحبات بجا لانے کا حکم دو حضور اور اشیاء بھی ذکر کیں جو مجھے یاد ہیں یا نہیں اور ایسے نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے جب نماز کا وقت آئے تو تمہارے لئے ایک شخص اذان دے اور تم سے بڑا تمہاری امامت کرے [حدیث ۶۰۵ کی شرح دیکھیں]

marfat.com

Marfat.com

۶۸۰۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِي لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا وَجَمَعَ يَحْيَى كَفَّيْهِ حَتَّى يَقُولَ هٰكَذَا وَمَدَّ يَحْيَى إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ — ۶۸۰۹ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ

ترجمہ : حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
۶۸۰۹ — [illegible]

بے شک [illegible] اذان دیتا ہے رات کو پس کھاؤ پیو یہاں تک کہ اذان دے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ

شرح [illegible] ۶۸۰۹ — [illegible]

ترجمہ [illegible] ۶۸۰۸ — [illegible]

marfat.com
Marfat.com

۶۸۱۰ــــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَنِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ

۶۸۰۹ــــ شرح : ابن ام مکتوم کا نام عبداللہ بعض عمرو بن قیس قرشی عامری ذکر کرتے ہیں ام مکتوم کا نام عاتکہ بنت عبداللہ ہے وہ جناب خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے ماموں کے لڑکے ہیں انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ منورہ پر تیرہ مرتبہ خلیفہ مقرر کیا تھا وہ نابینا تھے" رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۶۸۱۰ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھائی تو آپ سے عرض کیا گیا کیا نماز میں اضافہ ہوگیا ہے۔ فرمایا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ حضور نے سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کئے۔

۶۸۱۰ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث خبر واحد نہیں کیونکہ خبر دینے والے بہت لوگ ہیں لہٰذا یہ عنوان کے مطابق نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث دو استادوں سے روایت کی ہے ایک میں حفص بن قیس سے روائت ہے کہ لوگوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ دوسری کتاب الصلوٰۃ میں حدیث ۱۱۵۲ ج: ۲ ہے۔ اس کو ابوالولید سے روایت کیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور نے فرمایا کیا بات ہے۔ مخبر نے کہا حضور آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں اس کا قائل ایک شخص ہے جس کی حضور نے تصدیق کی ہے، کیونکہ وہ آپ کے نزدیک سچا تھا لہٰذا یہ عنوان کے مطابق ہے۔ چونکہ دونوں حدیثوں کا ایک ہی واقعہ سے تعلق ہے۔ اس لئے ایک روایت کے راوی زیادہ ہونا مضر نہیں، کیونکہ دونوں حدیثیں ایک واقعہ میں ایک صحابی سے ایک ہی حدیث ہے۔"

marfat.com
Marfat.com

۶۸۱۱ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهٗ ذُوالْيَدَيْنِ اَقَصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ اَصَدَقَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ ثُمَّ رَفَعَ

۶۸۱۲ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِيْ صَلٰوةٍ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ ذوالیدین نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نماز چھوٹی ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے لوگوں نے کہا جی ہاں! پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور دو اور رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کی پھر پہلے سجدوں کی طرح سجدہ کیا یا اُن سے لمبا سجدہ کیا پھر سر مبارک اٹھایا پھر تکبیر کہی پھر اپنے سجدوں کی طرح سجدہ کیا پھر سر مبارک اُٹھایا۔

۶۸۱۱ ـــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالیدین کی خبر پر عمل کیا وہ واحد ہے لہٰذا یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے پوچھنا خبر کی توثیق کے لئے تھا کیونکہ وہ بیان کرنے میں اکیلا تھا دوسرا کوئی نمازی نہ بولا تھا بہت ممکن تھا کہ وہ اس میں غلطی کر گیا ہو اس سے اس کی خبر کی تردید نہیں۔ حدیث ۱۱۵۷ ج ۲ کی شرح دیکھیں

۶۸۱۲ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن لوگ مسجد قباء میں

marfat.com
Marfat.com

الصُّبْحِ اِذْ جَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ

۶۸۱۳ــــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ صَلّٰى نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يُوَجَّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَصَلّٰى مَعَهٗ رَجُلٌ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهٗ قَدْ وُجِّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ فَانْحَرَفُوْا وَهُمْ رُكُوْعٌ فِىْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ

صبح کی نماز پڑھ رہے تھے - اچانک کوئی آنے والا شخص آیا اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آج رات قرآن نازل ہوا ہے آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں کعبہ کی طرف متوجہ ہوں تم کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو ان کے چہرے شام کی جانب تھے وہ کعبہ کی طرف پھر گئے تھے - (حدیث ۳۹۷/۱۶ کی شرح دیکھیں)

۶۸۱۳ــــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے سولہ یا سترہ ماہ نمازیں پڑھیں آپ کو یہ پسند تھا کہ کعبہ کی طرف منہ کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ بے شک ہم آپ کا چہرہ آسمان کی طرف بارہا اٹھتے دیکھتے ہیں - ہم آپ کا قبلہ وہ کر دیں گے جس سے آپ خوش ہیں تو آپ کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے - آپ کے ساتھ ایک آدمی نے عصر کی نماز پڑھی پھر وہ گیا اور انصار کی جماعت پر گزرا اور کہا وہ گواہی دیتا

marfat.com

Marfat.com

۶۸۱۴ — حدثنا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ اَسْقِي اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ وَاَبَا عُبَيْدَةَ ابْنَ الْجَرَّاحِ وَاُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيْخٍ وَهُوَ تَمْرٌ فَجَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اَنَسُ قُمْ اِلٰى هٰذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰى مِهْرَاسٍ لَّنَا فَضَرَبْتُهَا بِاَسْفَلِهٖ حَتّٰى انْكَسَرَتْ

دیتا ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور آپ نے کعبہ کی طرف منہ کیا ہے وہ کعبہ کی طرف پھر گئے حالانکہ وہ عصر کی نماز کے رکوع میں تھے۔

۶۸۱۳ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے اور ہجرت کے بعد بھی سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے لیکن آپ کی دلی خواہش یہ تھی کہ آپ کا قبلہ کعبہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا قبلہ کعبہ کر دیا یہ تحویل کعبہ ہجرت کے دو سال بعد نصف رجب کو ہوئی اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ ربیع الاوّل شریف میں تشریف لائے اس حدیث شریف میں عصر کی نماز ذکر کی اور مسلم اور نسائی کی حضرت عبداللہ بن عمر کی روائت میں صبح کی نماز مذکور ہے۔ مگر ان دونوں روایات میں تضاد نہیں؛ کیونکہ یہ خبر ایسے لوگوں تک پہنچی جو مدینہ منورہ میں عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر دوسرے روز کی صبح کو یہ خبر اہلِ قبا کو پہنچی کیونکہ قبا مدینہ منورہ سے باہر ہے اس حدیث کی مزید تحقیق حدیث ۳۹ ج ۱ کی شرح میں دیکھیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تحویلِ قبلہ کے بعد اہلِ قباء نے مغرب اور عشاء کی نمازیں بیت المقدس کی طرف پڑھی تھیں، حالانکہ اس وقت قبلہ بیت المقدس نہیں تھا کیا اہلِ قباء کی یہ نمازیں صحیح تھیں اس کا جواب یہ ہے جی ہاں صحیح تھیں کیونکہ نسخ کا علم ہونے کے بعد ہی وہ مؤثر ہوتا ہے ان دو نمازوں میں اہل قباء کو نسخ کا علم نہ تھا۔ **حل لغات** : رکوع راکع کی جمع ہے یعنی وہ رکوع کر رہے تھے۔

۶۸۱۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابو طلحہ انصاری، ابو عُبیدہ بن جراح

marfat.com

Marfat.com

۶۸۱۵ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لِاَهْلِ نَجْرَانَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ
لَهَا اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ

۶۸۱۶ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ لِكُلِّ اُمَّةٍ
اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةُ بْنُ الْجَرَّاحِ

اور اُبی بن کعب کو فضیخ شراب پلا رہا تھا (فضیخ کھجور کی شراب) اُن کے پاس کوئی شخص آیا اور کہا شراب حرام ہوگئی ہے ابوطلحہ نے کہا اے انس اٹھو ان مٹکوں کو توڑ دو انس نے کہا میں اپنے کھرل کے پاس کھڑا ہُوا اور مٹکوں کو نیچے سے مارنا شروع کیا حتیٰ کہ وہ ٹوٹ گئے۔"

(فضیخ کھجور سے شراب بنائی جاتی ہے۔ مہراس، پتھر کا کھرل ہے) (حدیث ع ۶۱۲۵/۸ ج کی شرح دیکھیں)

۶۸۱۵ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے فرمایا میں تمہارے پاس امین شخص بھیجوں گا جو حق امین ہوگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے اس کی طرف نگاہیں اُٹھائیں تو حضور نے ابوعبیدہ کو بھیجا۔

۶۸۱۵ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعُبیدہ بن جراح کو امین فرمایا حالانکہ تمام صحابہ کرام ہدایت کے ستارے ولائت کے مستحق اور امانتدار ہیں لیکن بعض حضرات میں بعض صفات غالب ہوتی ہیں اس لئے اس خصوصیت کے سبب ابوعبیدہ کو امین حق امین فرمایا جیسے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیادار تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں یہ صفت غالب تھی۔ اس لئے وہ حیاء کے ساتھ مختص تھے۔ نجران یمن میں ایک شہر ہے۔ وہاں کے نصاریٰ حضور کے پاس آئے تھے۔ (حدیث ع ۳۴۹۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۸۱۶ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت

marfat.com

Marfat.com

٦٨١٧ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ
ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ
قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِذَا غَابَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَشَهِدْتُهُ اَتَيْتُهُ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِذَا
غِبْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَهُ اَتَانِيْ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٨١٨ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا

میں امین رہا ہے اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے "رضی اللہ عنہ" (اس حدیث کو پہلی حدیث کی مناسبت کے طور ذکر کیا ہے لہٰذا پہلی حدیث کے اعتبار سے یہ بھی عنوان کے مطابق ہے، کیونکہ مناسب کا مناسب ہوتا ہے۔ (حدیث ٣٤٩٩ ج : ٥ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا انصار میں سے ایک آدمی تھا، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب ہوتا اور میں موجود ہوتا تو جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا اس سے بیان کرتا اور جب میں غائب ہوتا اور وہ مجلس شریف میں موجود ہوتا تو جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا مجھ سے بیان کرتا۔

٦٨١٧

شرح : یعنی جب ہم میں سے کوئی بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل شریف میں موجود ہوتا اور حضور کے اقوال و افعال کا مشاہدہ کرتا تو موجود نہ ہونے والے سے بیان کر دیا کرتا ہے (حدیث ٨٧ ج : ١ ج اکی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

فَاَوْقَدَ نَارًا فَقَالَ اُدْخُلُوْهَا فَاَرَادُوْا اَنْ يَدْخُلُوْهَا فَقَالَ اٰخَرُوْنَ
اِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّذِيْنَ اَرَادُوْا
اَنْ يَدْخُلُوْهَا لَوْ دَخَلُوْهَا لَمْ يَزَالُوْا فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَقَالَ لِلْاٰخَرِيْنَ
لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ

٦٨١٩ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ
اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ
ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ
اخْتَصَمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا

٦٨١٨ — ترجمہ : حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اُن پر ایک آدمی کو امیر مقرر کیا اس نے آگ روشن کی اور لشکریوں سے کہا اس آگ میں کود پڑو اُنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور دوسروں نے کہا ہم تو آگ سے بھاگے ہیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے ان لوگوں سے فرمایا جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا اگر یہ آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس میں رہتے اور دوسروں (جو آگ میں داخل نہ ہوتے) سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں طاعت نہیں طاعت صرف نیکی میں ہے

٦٨١٨ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جو لوگ آگ میں داخل نہ ہوئے تھے وہ مطیع تھے اس سے مقصود پورا ہو جاتا ہے۔ (باب الاحکام کے اوائل میں اس حدیث کی شرح دیکھیں)

٦٨١٩ — ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی کہ ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ دو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لے گئے (تحویل) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ اچانک

marfat.com
Marfat.com

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَعْرَابِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ لِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ لَهُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِيْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا وَالْعَسِيْفُ الْاَجِيْرُ فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى ابْنِيْ الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ وَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى امْرَاَتِهِ الرَّجْمَ وَاِنَّمَا عَلٰى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ وَهَا وَاَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ

ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کتاب اللہ کے مطابق میرا فیصلہ کریں پھر اس کا مقابل کھڑا ہوا اور کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ سچ کہتا ہے اس کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق فرمائیں اور مجھے بیان کرنے کی اجازت دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا بیان کرو اس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کا ملازم تھا (عسیف کے معنی اجیر اور ملازم کے ہیں) اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے پر رجم ہے۔ میں نے سو بکری اور ایک لونڈی اس کا فدیہ ادا کر دیا۔ پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ اس شخص کی بیوی پر رجم ہے، اور میرے بیٹے پر صرف سو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی واجب ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا لونڈی اور بکریاں تو واپس کر دی جائیں اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی واجب ہے اے اُنیس یہ قبیلہ اسلم سے ایک شخص ہے۔ تم کل صبح اس شخص کی

marfat.com

Marfat.com

جِلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَاَمَّا اَنْتَ يَا اُنَيْسُ لِرَجُلٍ مِّنْ اَسْلَمَ فَاغْدُ عَلٰى امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا اُنَيْسٌ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرَ طَلِيْعَةً وَحْدَهٗ

۶۸۲۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثَلٰثًا فَقَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ

بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زناء کا اقرار کرے تو اس کو رجم کر دو۔ اُنیس صبح اس کے پاس گئے تو اس عورت نے زناء کا اعتراف کر لیا پھر اس کو رجم کر دیا (اُنیس انس کی تصغیر ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ایک مخاصم کا دوسرے کی تصدیق کرنے اور اس کی خبر قبول کرنے میں ہے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زبیر کو تنہا دشمن کی خبر لینے بھیجنا

ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز ۶۸۲۰ — لوگوں کو آواز دی تو زبیر نے جواب دیا پھر ان کو پکارا تو حضرت زبیر نے جواب دیا پھر ان کو پکارا تو حضرت زبیر نے جواب دیا پھر پکارا تو زبیر نے جواب دیا حضور نے فرمایا ہر نبی کا مددگار ہوتا ہے میرا مددگار زبیر ہے۔ سفیان نے کہا میں نے ابن منکدر سے یہ یاد کیا ہے۔ اور اُن سے ایوب نے کہا اے ابابکر لوگوں سے جابر کی حدیث بیان کرو تو انہوں نے اسی مجلس میں کہا میں نے جابر سے سُنا ہے اور پے در پے

marfat.com

Marfat.com

الزُّبَيْرُ وَقَالَ سُفْيٰنُ حَفِظْتُهُ مِنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ لَهُ اَيُّوْبُ
يَا اَبَا بَكْرٍ حَدِّثْهِمْ عَنْ جَابِرٍ فَاِنَّ الْقَوْمَ يُعْجِبُهُمْ اَنْ تُحَدِّثَهُمْ
عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ سَمِعْتُ جَابِرًا فَتَابَعَ بَيْنَ اَحَادِيْثَ
سَمِعْتُ جَابِرًا قُلْتُ لِسُفْيٰنَ فَاِنَّ الثَّوْرِيَّ يَقُوْلُ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ
كَذَا حَفِظْتُهُ مِنْهُ كَمَا اَنَّكَ جَالِسٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ قَالَ سُفْيٰنُ
هُوَ يَوْمٌ وَّاحِدٌ وَتَبَسَّمَ سُفْيٰنُ

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ
لَكُمْ فَاِذَا اُذِنَ لَهُ وَاحِدٌ جَازَ ۶۸۲۱ — **حَدَّثَنَا** سُلَيْمٰنُ
ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا فَاَمَرَنِيْ بِحِفْظِ الْبَابِ

احادیث بیان کرنے لگے کہ میں نے جابر سے سنا علی بن عبداللہ نے کہا میں نے جابر سے سُنا علی بن عبداللہ نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہا سفیان ثوری نے یوم قریظہ کہا (یوم خندق نہیں کہا) سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے ابن منکدر سے اسی طرح (یوم خندق) یاد کیا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا یوم قریظہ اور یوم خندق ایک ہی دن ہے اور مسکرا پڑے۔

شرح : حواری کے معنی ناصر اور مددگار کے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناصر اور مددگار تھے تو اس میں زبیر بن عوام کی کیا تخصیص ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ زبیر کا اختصاص ساتھیوں پر نصرت میں زیادہ ہونے کے باعث ہے۔ خصوصاً خندق کے روز جبکہ زبیر کے سوا کسی نے جواب نہ دیا تھا۔ حواری مفرد لفظ ہے جب اس کو متکلم کی یاء کی طرف مضاف کیا جائے تو اس کی بھی یاء کو حذف کرنا جائز ہے۔ ابوبکر محمد بن منکدر ۶۸۲۰ —

marfat.com
Marfat.com

فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَاذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ

۶۸۲۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ جِئْتُ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَهُ وَغُلَامٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَدُ عَلٰى رَاسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاَذِنَ لِيْ

کی کنیت ہے۔ یوم احزاب، یوم خندق اور یوم قریظہ ایک ہی دن ہے؛ کیونکہ یہ تینوں ایک ہی دن واقع ہوئے ہیں۔ قریظہ یہودیوں کا قبیلہ ہے (حدیث ۲۶۵۱ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! نبی کے گھروں میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہو جب ایک اجازت دیدے تو جائز ہے

۶۸۲۱ ـــ ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے دروازہ کی حفاظت کرنے کا حکم دیا۔ ایک آدمی آیا وہ اجازت طلب کرتا تھا۔ حضور نے فرمایا اجازت دے دو اور اس کو جنت کی خوشخبری دو وہ ابوبکر صدیق تھے "رضی اللہ عنہ" پھر عمر فاروق آئے تو فرمایا انہیں اجازت دو اور ان کو جنت کی خوشخبری دو پھر حضرت عثمان غنی آئے۔ فرمایا انہیں اجازت دے دو اور ان کو جنت کی خوشخبری دو (حدیث ۳۴۳۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۸۲۲ ـــ ترجمہ : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ مِنَ الْاُمَرَاءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ بِكِتَابِهٖ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى اَنْ يَدْفَعَهٗ اِلٰى قَيْصَرَ

بالاخانہ میں تشریف فرما تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کالے رنگ والا غلام سیڑھی کے سر پر بیٹھا تھا میں نے کہا یہ عمر بن خطاب ہے تو حضور نے مجھے اجازت دے دی۔ (حدیث ۲۵۹۲ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

حل لغات : مَشْرُبَہ ۔ بالاخانہ "

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمراء اور قاصدوں کو یکے بعد دیگرے روانہ کرتے تھے "

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء میں سے عتاب بن اسید انہیں مکہ مکرمہ کا امیر مقرر کیا عثمان بن ابی عاص کو طائف کا ابن علاء حضرمی کو بحرین کا، عمرو بن عاص کو عمان کا، ابوسفیان بن حرب کو نجران کا "، صنعاء اور یمن کے تمام شہروں کا باذان کو پھر اس کے بیٹے شہر و فیروز اور مہاجر بن ابی امیہ اور ابان بن سعید بن عاص کو، سواحل پر ابوموسیٰ اشعری کو امیر مقرر کیا۔ جند وغیرہ کا معاذ بن جبل کو امیر مقرر کیا۔ ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل دونوں میں سے ہر ایک اپنی حدود میں فیصلے کرتے اور اس میں خوش و خرم رہتے تھے اور اسی میں سیر کرتے تھے کبھی کبھار ایک دوسرے سے ملاقات بھی کرتے تھے۔ یزید بن ابی سفیان سفیان کو تیماء کا، ثمامہ بن اثال کو یمامہ کا امیر مقرر کیا۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ہجری میں چھ قاصد بھیجے۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے

marfat.com
Marfat.com

کے حاکم مقوقس کی طرف بھیجا اس کا نام جریج بن مینا ہے۔ حاطب اس کی طرف پیغام لے کر گئے اس نے خط مبارک قبول کیا اور حاطب کا بہت احترام کیا۔ اور اس کی رہنے سہنے میں خوب خاطر داری کی اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس کیا اور اس کے ساتھ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کپڑوں کا جوڑا، سامان سمیت خچر اور دو لونڈیاں ایک ماریہ جو ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ہیں اور دوسری کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن قیس عبدری کو ہبہ کر دی۔ شجاع بن وہب کو حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف بھیجا جو شام کی ولایت میں بلقاء کا حاکم تھا۔ ابن اسحاق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر شجاع بن وہب کو منذر بن حارث ابن ابی شمر کی طرف بھیجا جو دمشق کا حاکم تھا۔ شجاع کا کہنا ہے میں اس کے پاس گیا جبکہ غوطہ دمشق میں تھا۔ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پڑھ کر پھینک دیا اور کہا میں ابھی ان کی طرف جاتا ہوں اور اس کا عزم بھی کر لیا لیکن قیصر نے اس کو منع کر دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اس کا ملک تباہ و برباد ہو جائے گا۔ دحیہ بن خلیفہ کو روم کے بادشاہ قیصر کی طرف بھیجا۔ قیصر نے اس کا بہت اکرام کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ اپنی ران پر رکھا اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استفسار کیا اور اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا یقین ہو گیا۔ پھر اس نے اسلام قبول کرنے کا قصد کیا تو رومیوں نے اس کی موافقت نہ کی تو ملک پر خوف محسوس کرتے ہوئے اسلام قبول نہ کیا۔ اور دحیہ کو اکرام و احترام سے واپس کر دیا۔ سلیط بن عمرو عامری کو ہوذہ بن علی کی طرف بھیجا جو یمامہ کا حاکم تھا اس نے ہوذہ کا بہت اکرام کیا اور اچھی خاطر داری کی اور یہ جواب بھیجا کہ اگر آپ مجھے کچھ اختیار دیں تو میں آپ کے پاس حاضر ہو کر اسلام قبول کروں گا اور آپ کی مدد کروں گا، ورنہ آپ سے جنگ کروں گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا کچھ اکرام نہیں اے اللہ مجھے اس سے کفائت دے تو وہ فوراً مر گیا۔ عمرو بن ابی امیہ ضمری کو حبشہ کے حاکم نجاشی کی طرف بھیجا اس کا نام اصحمہ ہے اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پکڑ کر اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اور تخت شاہی سے نیچے اتر آیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا جب وہ فوت ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ عبداللہ بن حذافہ کو کسریٰ پرویز بن ہرمز کی طرف بھیجا اس نے حضور کا خط مبارک ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کہا میری طرف خط لکھا ہے حالانکہ وہ میرا غلام ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اللہ اس کے ملک کے ٹکڑے کر دے گا۔ پھر کسریٰ نے باذان کو خط لکھا وہ یمن پر اس کا نائب تھا کہ حجاز میں اس مرد کی طرف اپنی طرف سے دو آدمی بھیجو وہ ان کو میرے پاس لائیں۔ باذان نے اپنے وکیل کو بھیجا اور وہ اس کا حساب کتاب کیا کرتا تھا اور فارسی زبان میں خط لکھ کر دیا اور فارسی آدمی خرخرہ کو خط دیکر بھیجا اور ان کے ساتھ جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ ان کے ساتھ کسریٰ کے پاس جائیں وہ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنی داڑھیاں منڈھوا کر، مونچھیں بڑھا کر مسجد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں داخل ہوئے حضور نے اُن سے فرمایا جاؤ کل آنا اور آسمان سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر آئی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا ہے اس نے اپنے باپ کو فلاں مہینہ کی فلاں رات کی فلاں گھڑی میں قتل کر دیا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں کو بلایا اور انہیں واقعہ سے خبردار کیا۔ خرخرہ کو کمربند دیا جس میں سونے چاندی کا جڑاؤ تھا جو حضور کو کسی حاکم نے نذرانہ بھیجا تھا وہ حضور سے رخصت ہو کر باذان کے پاس آئے اور اس کو کسریٰ کی موت سے آگاہ کیا۔ باذان نے کہا خدا کی قسم یہ بادشاہ کا کلام نہیں میرا خیال ہے کہ وہ یقیناً نبی ہیں جیسا کہ وہ فرماتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے یقیناً وہ ہو چکا ہوگا پھر جلد اس کے بعد باذان شیرویہ کا خط لے کر آیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ کسریٰ فلاں تاریخ کو قتل کر دیا گیا ہے جب یہ دیکھا تو اس کو یقین ہوا کہ یہ شخص اللہ کا رسول ہے "صلی اللہ علیہ وسلم"، چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اور تمام اہلِ فارس مسلمان ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسی جگہ مقرر کر دیا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا نائب تھا۔

ایک روائت کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن حضرمی کو منذر بن ساویٰ العبدی کی طرف بھیجا جو فارس کی طرف سے بحرین کا حاکم تھا وہ مسلمان ہو گیا اور بحرین کے سارے عرب مسلمان ہو گئے۔ حارث بن عُمیر کو بصری کے حاکم کی طرف بھیجا جب وہ مؤنہ کی زمین میں پہنچے تو عمرو بن شرجیل غسانی اس کے مقابلہ میں آیا اور اسے قتل کر دیا اس قاصد کے سوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا۔ جریر بن عبداللہ بجلی کو ذی کلاع اور ذی عمرو کی طرف بھیجا۔ وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے حالانکہ وہ ان کے پاس تھا۔ سائب بن عوام کو جو زبیر بن عوام کے بھائی ہیں۔ فروہ عمرو جذامی کی طرف بھیجا وہ عمان میں قیصر کا عامل تھا وہ مسلمان ہو گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اور مسعود بن سعد کے ساتھ ہدیہ بھیجا جو سفید خچر تھا اس کو چاندی کہا جاتا تھا اور ایک گھوڑا بھیجا جس کو ظرب کہا جاتا تھا ایک ریشمی کوٹ بھیجا جس میں سونے کا جڑاؤ تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہدیہ قبول فرمایا اور مسعود کو بارہ اوقیہ دیں۔ عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کو حارث، فروخ نعیم کی طرف بھیجا جو قبیلہ حمیر کے عبدکلاب کے بیٹے ہیں،،

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کو والا نامہ دے کر بصری کے حاکم کی طرف بھیجا کہ وہ اسے قیصر کو پہنچا دے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۸۲۳ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهٗ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلٰى كِسْرٰى فَاَمَرَهٗ اَنْ يَدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ اِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهٗ كِسْرٰى مَزَّقَهٗ فَحَسِبْتُ اَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ

۶۸۲۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ اَسْلَمَ اَذِّنْ فِيْ قَوْمِكَ اَوْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ اَنَّ

۶۸۲۳ — ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والا نامہ کسریٰ کو بھیجا اور عبداللہ بن حذافہ (خط لے جانے والا) کو حکم دیا کہ وہ اسے عظیم بحرین کو پہنچا دے عظیم بحرین اس کو کسریٰ تک پہنچا دے گا جب کسریٰ نے والا نامہ پڑھا تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا میرا خیال ہے کہ ابن مسیب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعاء کی کہ اُن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

۶۸۲۳ — شرح : قولہ امرہ یعنی حامل خط کو حکم دیا کہ وہ اسے عظیم بحرین تک پہنچا دے کیونکہ کسریٰ تک خط پہنچنے کا یہی طریقہ تھا؛ چونکہ کسریٰ نے حضور کے خط کو پھاڑ دیا تھا اس لئے حضور نے اُن پر بددعا فرمائی؛ چنانچہ کوئی بھی کسریٰ باقی نہ رہا۔ اُن میں سے آخری کسریٰ یزدجرد تھا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں قتل ہوگیا۔ اس طرح فارسیوں کی شوکت کا خاتمہ ہوا اور وہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہوگئے (حدیث ۶۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۲۴ — ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

Marfat.com

مَنْ اَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ اَكَلَ فَلْيَصُمْ

بَابُ وُصَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُفُوْدَ الْعَرَبِ اَنْ يُبَلِّغُوْا مَنْ وَّرَاءَهُمْ قَالَهُ مَلِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ

۶۸۲۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِيْ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَقَالَ لِيْ اَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِيْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ اَوِ الْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى

قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو فرمایا کہ عاشورا کے دن اپنی قوم یا لوگوں میں یہ اعلان کردے کہ جس نے کھالیا ہے وہ باقی دن پورا کرے (کچھ نہ کھائے) اور جس نے صبح سے نہیں کھایا وہ روزہ رکھ لے۔

۶۸۲۴ — شرح : یہ شخص بھی قاصدوں میں سے تھا جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا اس شخص کا نام ہند بن اسماء بن حارثہ تھے۔ حدیث ۱۸۲۰ ج ۲ کی شرح دیکھیں

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کے وفدوں کو وصیت کرنا کہ اپنے پچھلوں کو احکام پہنچا دیں"

۶۸۲۵ — ترجمہ : ابو جمرہ نے کہا ابن عباس مجھے کرسی پر بٹھایا کرتے تھے انہوں نے کہا جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو فرمایا یہ وفد کون سا ہے انہوں نے کہا قبیلہ ربیعہ کے لوگ ہیں فرمایا اس وفد یا قوم کے لئے مرحبا۔ یہ رسوائی اور ندامت کے بغیر آئے ہیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر ہیں ہمیں

marfat.com
Marfat.com

قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارَ مُضَرَ فَأْمُرْنَا بِاَمْرٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْبِرُ بِهٖ مَنْ وَّرَائَنَا فَسَأَلُوْا عَنِ الْاَشْرِبَةِ فَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ وَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَظُنُّ فِيْهِ صِيَامُ رَمَضَانَ وَتُؤْتُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ اِحْفَظُوْهُنَّ وَاَبْلِغُوْهُنَّ مَنْ وَّرَاءَكُمْ

فیصلہ کن حکم فرمائیں جس کے باعث ہم جنت میں داخل ہوں اور اپنے پچھلوں کو یہ خبر دیں انہوں نے اپنے پینے کی چیزوں کے متعلق پوچھا حضور نے ان کو چار امور سے منع فرمایا اور چار امور کا حکم دیا ان کو اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تم جانتے ہو اللہ پر ایمان لانا کیا ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں فرمایا اس امر کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد" صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا۔ میرا خیال ہے کہ اس میں فرمایا رمضان کے روزے رکھنا اور غنیمتوں سے پانچواں حصہ ادا کرو۔ کدو، سبز مٹکا، تارکول برتن اور لکڑی کو کرید کر برتن سے منع فرمایا (ان برتنوں میں نبیذ نہ بناؤ) بسا اوقات مُقیّر فرمایا، فرمایا انہیں محفوظ کر لو اور ان لوگوں کو یہ پہنچا دو تو تمہارے پیچھے ہیں۔

۶۸۲۵ — شرح : اس حدیث میں حج ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ اس وقت فرض نہ تھا یا مضر قبیلہ کی مزاحمت کے باعث وہ حج کرنے پر قادر نہ تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور پانچ ہیں چار نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ شہادتین کو اربع میں شامل نہیں کیا، کیونکہ وہ اسے جانتے تھے (حدیث عـ۵۰ـج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ خَبَرِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ

۶۸۲۶ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ قَالَ لِيْ الشَّعْبِيُّ اَرَاَيْتَ حَدِيْثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَاعِدٌ ابْنَ عُمَرَ قَرِيْبًا مِّنْ سَنَتَيْنِ اَوْ سَنَةٍ وَنِصْفٍ فَلَمْ اَسْمَعْهُ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِمْ سَعْدٌ فَذَهَبُوْا يَاْكُلُوْنَ مِنْ لَحْمٍ فَنَادَتْهُمُ امْرَاَةٌ مِنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ لَحْمُ ضَبٍّ فَاَمْسِكُوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاطْعِمُوْا فَاِنَّهٗ حَلَالٌ اَوْ قَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ شَكَّ فِيْهِ وَلٰكِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ طَعَامِيْ

باب ایک عورت کی خبر

۶۸۲۶ــ توبہ عنبری نے کہا مجھے شعبی نے کہا مجھے حسن سے منقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی خبر دیں اور میں ابن عمر کے پاس تقریباً دو یا ڈیڑھ سال بیٹھا۔ میں نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کے بعد کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے چند لوگ جن میں حضرت سعد بھی ہیں۔ وہ گوشت کھا رہے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ازواج "رضی اللہ عنہن" نے آواز دی کہ یہ گوہ کا گوشت ہے۔ پس وہ کھانے سے رک گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ، کیونکہ یہ حلال ہے یا فرمایا ان میں کچھ حرج نہیں لیکن یہ میرا طعام نہیں۔

۶۸۲۶ شرح: اس حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک خاتون سے

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

كِتَابُ الْاِعْتِصَامِ

بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

۶۸۲۷ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

سنا تو کھانا ترک کر دیا۔ معلوم ہُوا کہ ایک عورت عادلہ کی خبر پر عمل کرنا جائز ہے۔ خاتون نے اس لئے کھانے سے منع کیا کہ وہ جانتی تھی کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم گوہ نہیں کھاتے اس بنیاد پر صحابہ کو گوہ کھانے سے منع کیا اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گوہ کھانے کو اس لئے ترک کیا تھا کہ آپ اس کو طبعًا ناپسند کرتے تھے۔ یہ خاتون میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا تھیں۔ قولہ حدیث الحسن، یعنی حسن بصری کی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حدیث ہے کہ الحسن بصری تابعی ہیں ان کا نام عامر بن شراحیل ہے کبار تابعین سے ہیں جو حضرات نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مرسل روایات کرتے تھے شعبی اُن کا انکار کرتے تھے اس میں یہ اشارہ ہے کہ جو شخص مرسل حدیثیں ذکر کرتا ہے۔ وہ حدیثوں میں کثرت کا طالب ہے ورنہ جو موصول حدیث سُنے وہی کافی ہے۔ کرمانی نے کہا اس سے غرض یہ ہے کہ حسن بصری تابعی ہیں۔ وہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بکثرت احادیث روایت کرتے ہیں اور اس پر اقدام کرنے میں جرأت کرتے ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صحابی ہونے کے باوجود حدیث ذکر کرنے میں احتیاط کرتے ہیں اور حتی الامکان کثرتِ روایت سے احتراز کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

کتاب و سُنّت کو مضبوط پکڑنا

۶۸۲۷ــــ ترجمہ: طارق بن شہاب نے کہا ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق سے کہا اے امیر المؤمنین

marfat.com

Marfat.com

مِسْعَرٍ وَغَيْرِهٖ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ لِعُمَرَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ اَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ سَمِعَ سُفْيٰنُ مِسْعَرًا وَمِسْعَرٌ قَيْسًا وَقَيْسٌ طَارِقًا **۶۸۲۸** — **حَدَّثَنَا** يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ الْغَدَاةَ حِيْنَ بَايَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَبَا بَكْرٍ وَاسْتَوٰى عَلٰى مِنْبَرِ

اگر ہم پر یہ آیت کریمہ "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ" الآیۃ نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید منایا کرتے عمر فاروق نے فرمایا میں جانتا ہوں یہ آیت کریمہ کس روز نازل ہوئی۔ یہ جمعہ کے دن عرفہ کے دن نازل ہوئی۔ سفیان نے مِسْعَر سے مِسْعَر نے قیس سے اور قیس نے طارق سے سماعت کی۔

شرح : اس عنوان کے تحت یہ حدیث ذکر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ آیت کریمہ کا مدلول

۶۸۲۸ — یہ ہے کہ یہ امت مرحومہ نے کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام رکھا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر اس آیت کریمہ سے یہ احسان فرمایا ہے کہ اللہ نے ان کے دین کو کامل، ان پر اپنی نعمت کو پورا کرنے اور ان کے لئے دین اسلام کے سبب ان سے رضامندی فرمائی ہے۔

قولہ سمع سفیان الخ اس میں یہ اشارہ ہے کہ مذکور بالا حدیث عَنْعَنَہ ہونے کے باوجود سماع پر محمول ہے کیونکہ ہر ایک راوی نے اپنے شیخ سے سماعت کی ہے (حدیث ع ۴۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس روز مسلمانوں نے ابوبکر

۶۸۲۸ — صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس کے دوسرے روز صبح کو عمر فاروق سے سنا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے ابوبکر صدیق کے خطبہ سے پہلے خطبہ دیا

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَشَہَّدَ قَبْلَ اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاخْتَارَ اللّٰہُ لِرَسُوْلِہِ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عَلَی الَّذِیْ عِنْدَکُمْ وَھٰذَا الْکِتَابُ الَّذِیْ ھَدَی اللّٰہُ بِہٖ رَسُوْلَکُمْ فَخُذُوْا بِہٖ تَھْتَدُوْا لِمَا ھَدَی اللّٰہُ بِہٖ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۶۸۲۹ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِیْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْہِ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ

۲۸۲۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا اِنَّ اَبَا الْمِنْھَالِ حَدَّثَہٗ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا بَرْزَۃَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُغْنِیْکُمْ اَوْ نَعَشَکُمْ بِالْاِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

اور کہا اما بعد! اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ پسند کیا جو اس کے پاس ہے اس پر جو تمہارے پاس ہے۔ یہ کتاب جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے رسول کو ہدایت کی اس کو مضبوط پکڑو تم اس چیز کی ہدایت پاؤ گے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت کی ہے۔

۶۸۲۸ — شرح: یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت اولیٰ جو مخصوص صحابہ کرام نے کی تھی کے دوسرے روز صبح کو ابوبکر صدیق کے خطاب سے پہلے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کیا۔ الذی عندہ سے مراد آخرت اور الذی عندکم سے مراد دنیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو پسند کیا ہے۔ حدیث ۶۸۲۹ کی شرح دیکھیں۔

۶۸۲۹ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور فرمایا اے اللہ اس کو کتاب اللہ

marfat.com

Marfat.com

۶۸۳۱ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ اِلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهٗ
وَاُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ
رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ

۶۸۳۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا
اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ
هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ

کا علم سکھا۔ حدیث ۶۷۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں۔

۶۸۳۰ — ترجمہ : ابوالمنہال نے بیان کیا انہوں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ غنی اور بلند کر دیا ہے (حدیث ۔۔۔ کی شرح دیکھیں)

۶۸۳۱ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار سے روائت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک ابن مروان کو خط لکھا کہ وہ اس کی بیعت کرتے ہیں اور میں تیرے لئے جس قدر میری طاقت اللہ تعالیٰ کے فرمان اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سننے اور طاعت کا اقرار کرتا ہوں ،، (حدیث ۶۶۸۳ ج ۱۰ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! میں جوامع کلم کیساتھ مبعوث ہوا ہوں ۶۸۳۲ —

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جوامع کلم

marfat.com
Marfat.com

وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَلْغَثُوْنَهَا اَوْ تَرْغَثُوْنَهَا اَوْ كَلِمَةٌ تَشْبِهُهَا

۶۸۳۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ اَوْ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْا اَنِّيْ اَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے ایک وقت میں سویا تھا میں نے اپنی ذات کو دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں دی گئیں۔ ابوہریرہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور تم ان خزانوں کو باہر لا رہے ہو یا جمع کر رہے ہو یا ان کے مشابہ کلمہ فرمایا (بعض نے کہا یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں)

حل لغات: تَرْغَثُوْنَهَا۔ تم ان کو باہر لا رہے ہو۔ تَلْغَثُوْنَهَا۔ تم انہیں جمع کر رہے ہو۔

ترجمہ: ۶۸۳۲ — ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں میں سے کوئی نبی نہیں گزرا جس کو معجزات دیئے گئے ہوں اس کے سبب اس کی مثل ایمان لایا گیا یا اس پر لوگ ایمان لائے اور جو مجھے عطا کیا گیا ہے وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجی ہے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکار سب نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ ہوں گے۔ (حدیث ۴۶۹۲ کی تشریح دیکھیں)

شرح ۶۸۳۳ — یعنی قرآن کریم تمام معجزات سے عظیم تر ہے جو کہ پہلے انبیاء کو عطا کئے گئے کوئی معجزہ فضیلت میں اس کے قریب نہیں۔ چہ جائیکہ اس سے بڑھ کر ہو۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَقَوْلِ اللّٰہِ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا قَالَ اَئِمَّۃً نَقْتَدِیْ بِمَنْ قَبْلَنَا وَیَقْتَدِیْ بِنَا مَنْ بَعْدَنَا وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ ثَلٰثٌ اُحِبُّھُنَّ لِنَفْسِیْ وَلِاِخْوَانِیْ ھٰذِہِ السُّنَّۃَ اَنْ یَتَعَلَّمُوْھَا وَیَسْئَلُوْا عَنْھَا وَالْقُرْاٰنَ اَنْ یَتَفَھَّمُوْہُ وَیَسْاَلُوْا عَنْہُ وَیَدْعُوا النَّاسَ اِلَّا مِنْ خَیْرٍ

مساوی ہو۔ اس کی نسبت دوسرے گویا کہ کچھ بھی نہیں اس کے معنی یہ بھی بیان کئے جاتے ہیں کہ ہر نبی کو معجزات دیئے گئے جن کی مثل پہلے نبیوں کے معجزے تھے جن کے سبب لوگ ایمان لائے اور میرا عظیم معجزہ قرآن کریم ہے جس کی مثل کسی کو نہیں دیا گیا اس لئے میرے تابعدار زیادہ ہوں گے۔ بعض علماء نے یہ معنی ذکر کئے ہیں کہ جو مجھے دیا گیا ہے اس کی طرف جادو وغیرہ راہ نہیں پاتے اور میرے سوا دوسرے نبیوں کے معجزات میں تخییلِ سحر پائی جاتی ہے جو صورت میں معجزہ کے مساوی ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے مقابل جادوگروں نے سانپ ظاہر کر دیئے جو صورت میں عصائے موسیٰ علیہ السلام کے مشابہ تھے اور خیالی شئ کبھی ناقص العقل عوام پر غالب آجاتی ہے۔

باب۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی اقتداء کرنا، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور ہمیں پرہیزگاروں کے امام بنا دے"

یعنی ہمیں امام بنا تاکہ ہم پہلوں کی پیروی کریں اور بعد میں آنے والے ہماری پیروی کریں"، ابن عون نے کہا تین چیزوں کو میں اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے پسند کرتا ہوں ایک یہ سنت کہ اس کو سیکھیں اور اس کے متعلق دریافت کریں۔ دوسرے قرآن کریم کہ اس کو سمجھیں اور اس کے متعلق پوچھیں۔ تیسرے لوگوں کو چھوڑیں مگر نیک کام سے۔

شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام وہ ہوتا ہے جو قوم کا مقتدیٰ ہو اور اس کی پیروی کی جائے امام کا مقتدی اور پیروی کرنے والا ہونا کہاں سے سمجھا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کا مقتدیٰ اور پیشوا ہونا درحقیقت اس وقت ہے کہ پہلوں کی پیروی کریں یعنی جب تک نبیوں کی پیروی نہ کرے

marfat.com
Marfat.com

۶۸۳۴ــــ حَدَّثَنِیْ عَمْرُوْ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰی شَیْبَةَ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ قَالَ جَلَسَ اِلَیَّ عُمَرُ فِیْ مَجْلِسِكَ هٰذَا فَقَالَ هَمَمْتُ اَلَّا اَدَعَ فِیْهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَیْضَاءَ اِلَّا قَسَمْتُهَا بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ قُلْتُ مَا اَنْتَ بِفَاعِلٍ قَالَ لِمَ قُلْتُ لَمْ یَفْعَلْهُ صَاحِبَاكَ هُمَا الْمَرْاَنِ یُقْتَدٰی بِهِمَا

اولیاء اس کی پیروی نہیں کرتے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سنن آپ کے اقوال اور افعال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور آپ کی سنن کی اقتداء کریں اور جو حضور کی راہ کی مخالفت کرے وہ معتوب ہے اور حضور کی سُنّت سے اعراض کرنے والے کو سخت وعید و تہدید فرمائی،،

پس جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال میں آپ کی پیروی کرے وہ بعد میں آنے والے لوگوں کا امام اور پیشوا ہوگا،، ابن عون نے تین خصلتوں کو اپنے لئے اور اپنے احباب کے لئے پسند کیا اوّل یہ کہ سنّت سیکھیں اور اس کے مسائل دریافت کریں۔ ابن عون نے قرآن میں تفہّم اور سُنّت میں تعلّم کو اس لئے ذکر کیا کہ مسلمانوں کا غالب حال یہ ہے کہ شروع شروع میں قرآن پڑھتے ہیں اور اس کے تعلّم کی وصیّت کرنے کی احتیاج نہیں ہوتی اس لئے اس کے معانی سمجھنے کی وصیت کی۔ تیسری خصلت یہ ذکر کی کہ خیر اور نیکی کے سوا باقی امور میں لوگوں سے علیحدہ رہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی خیر مناؤ اور عوام کی باتیں چھوڑو"

ترجمہ : ابووائل نے کہا میں اس مسجد حرام میں شیبہ کے پاس بیٹھا ہُوا تھا تو انہوں نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمہاری اس بیٹھنے کی جگہ میں میرے پاس بیٹھے ہُوئے تھے تو اُنہوں نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں کعبہ میں سونا اور چاندی نہ چھوڑوں مگر مسلمانوں میں تقسیم کردوں میں نے کہا آپ یہ نہیں کر سکتے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا کیوں؟ میں نے کہا آپ کے دو ساتھیوں (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق) نے یہ نہیں کیا عمر فاروق نے کہا ان دونوں کی پیروی کی جائے گی"

۶۸۳۴ــــ شرح : ابن بطال نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کعبہ کا سونا چاندی

marfat.com

Marfat.com

٦٨٣٥ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَأَلْتُ الْاَعْمَشَ فَقَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَقَرَءُوا الْقُرْاٰنَ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ ٦٨٣٦ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَاَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَاِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ

مسلمانوں کے مصالح میں تقسیم کرنے کا ارادہ کیا اور جب شیبہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا تو انہیں ان کی مخالفت کی گنجائش نہ رہی اور یہ اعتقاد کیا کہ ان کی اقتدیٰ واجب ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ بیت اللہ کی دیواریں زمین بوس ہو جائیں یا اس میں ترمیم کی ضرورت پڑے تو یہ مال اس میں خرچ کر سکتے ہیں لیکن اگر مسلمانوں کے منافع پر خرچ کریں گے تو معیّن شدہ مال اس کی راہ سے دُور کریں گے اس لئے لوگوں کے مصالح اور منافع میں کعبہ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں۔

ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی کہ ٦٨٣٥ ـــ امانت آسمان سے لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اُتری اور قرآن کریم نازل ہُوا۔ پس لوگوں نے قرآن پڑھا اور سُنّت کو جانا۔

شرح : امانت سے مراد ایمان اور اس کے احکام ہیں۔ جذر بمعنی اصل اور گہرائی ہے۔ ٦٨٣٥ ـــ رجال مومن لوگ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جن پر انہیں پیدا کیا اس فطرت کے اعتبار سے ان کے طباع میں امانت رکھی ہے اور جو شریعت وارد ہے لہٰذا امانت کی حفاظت میں طبع اور شرع دونوں جمع ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۶۸۳۷ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَزَیْدِ بْنِ خٰلِدٍ قَالَا کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ

۶۸۳۸ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قَالُوْا وَمَنْ یَاْبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی

۶۸۳۶ــــ **ترجمہ** : مُرّہ ہمدانی نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا احسن حدیث اللہ کی کتاب ہے (قرآن) اور بہترین ہدایت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے۔ اور بُرے امور نئے نئے ہیں اور جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور پُورا ہوگا اور تم اس کو عاجز نہیں کر سکتے ہو۔

۶۸۳۶ــــ **شرح** : محدثا تہا سے مراد بدعت ہے اس سے مراد وہ ہے جس کا شریعت میں اصل نہ ہو اور جس نئے امر کا اصل ہو جس پر شرع دلالت کرے وہ بدعت نہیں۔ (حدیث ۷ــــ کی شرح دیکھیں)

۶۸۳۷ــــ **ترجمہ** : ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا **شرح** : یہ لمبی حدیث ہے اس کو حدیث العسیف کہتے ہیں۔ اس حدیث میں عسیف کے والد اور جس نے اس کو ملازم رکھا ہوا تھا ان کو خطاب ہے۔ زید اور ابوہریرہ کو خطاب نہیں۔

۶۸۳۸ــــ **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ شخص

marfat.com
Marfat.com

۶۸۳۹ــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلِیْمُ بْنُ حَیَّانَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ ابْنُ مِیْنَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا اَوْ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ یَقْظَانُ فَقَالُوْا اِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهٗ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ یَقْظَانُ فَقَالُوْا مَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَجَعَلَ فِیْهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِیًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ یُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ یَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ یَاْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوْا اَوِّلُوْهَا لَهٗ یَفْقَهْهَا فَقَالَ

جنّت میں داخل نہ ہوگا جس نے انکار کیا لوگوں نے کہا یارسولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! کون انکار کرتا ہے فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنّت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

شرح ۶۸۳۸ــــ : یعنی جو قبولِ دعوت و امتثالِ امر سے رکا اس نے انکار کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ گنہگار بھی جنّت میں جائیں گے کیونکہ وہ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اول حال میں داخل نہ ہوں گے یا ابیٰ سے مراد اسلام کا انکار ہے وہ مخلّد فی النّار ہے۔

ترجمہ ۶۸۳۹ــــ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا چند فرشتے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ شاہِ کونین سو رہے تھے۔ ان میں سے بعض نے کہا حضور سو رہے ہیں اور بعض نے کہا آنکھیں سو رہی ہیں۔ قلب شریف بیدار ہے۔ انہوں نے کہا

marfat.com
Marfat.com

بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ فَقَالُوا الدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ تَابَعَهٗ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ جَابِرٍ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ کی مثال اس مرد جیسی ہے جس نے مکان بنایا اور اس میں دسترخوان بچھایا پھر داعی کو بھیجا جس نے داعی کو قبول کیا وہ مکان میں داخل ہوگیا اور دسترخوان سے کھایا اور جس نے داعی کو قبول نہ کیا وہ مکان میں داخل نہ ہُوا اور دسترخوان سے نہ کھایا انہوں نے کہا اس کی وضاحت کرو کہ اس کو سمجھیں بعض نے کہا حضور سو رہے ہیں اور بعض نے کہا آنکھیں سو رہی ہیں۔ قلب شریف بیدار ہے انہوں نے وضاحت یہ کی کہ مکان جنت ہے۔ داعی جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے حضور کی طاعت کی اُس نے اللہ کی طاعت کی اور جس نے محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فارق ہیں۔
قتیبہ نے لیث، خالد، سعید بن ابی ہلال اور جابر سے روائت کرنے میں محمد بن عبادہ کی متابعت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔

۶۸۳۹ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تشبیہ کا مقتضیٰ یہ ہے کہ بانی کی مثل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے " مثلہ کمثل رجل بنیٰ دارًا " داعی کی مثل نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مفرد کی تشبیہ مفرد کے قبیلہ سے نہیں بلکہ طرفین سے (مشبہ اور مشبہ بہ) مفردات کی مطابقت کا لحاظ کئے بغیر مرکب کی تشبیہ مرکب کے ساتھ ہے۔ جیسے قرآن کریم میں اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ " یہ ایک تمثیل ہے جس میں متعدد موہومہ امور سے جو ایک

marfat.com
Marfat.com

٦٨٤٠ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ يَامَعْشَرَ الْقُرَّاءِ اِسْتَقِيْمُوْا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا وَاِنْ اَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا

٦٨٤١ — حَدَّثَنِيْ اَبُوْكُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ مَا بَعَّثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰى قَوْمًا فَقَالَ

دوسرے سے منضم ہوں مجموعی ہیئت منتزع کی جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی متابعت ایک وہم کے ازالہ کے لئے ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی گمان کر سکتا تھا کہ سعید بن مینا کا طریق موقوف ہے کیونکہ اس میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس حدیث کے رفع کی تصریح نہیں اس متابعت میں رفع کی تصریح کر کے مذکور وہم کا ازالہ کیا۔

ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے قراء کی جماعت سیدھی راہ اختیار کرو تم بہت پیچھے رہ گئے ہو اگر تم نے دائیں بائیں میلان کیا تو بہت گہری گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔

٦٨٤٠ —

شرح : قراء قاری کی جمع ہے۔ س سے مراد کتاب وسنت کو جاننے والے علماء کرام ہیں۔ ابتداء اسلام میں جب قرآء مطلق ذکر کیے جاتے تو علماء مراد ہوتے تھے۔ علماء سے خطاب کیا کہ وہ صراط مستقیم کی اتباع کریں اور دائیں بائیں کے مختلف طرق کی طرف متوجہ نہ ہوں ؛ ورنہ صراط مستقیم سے دور چلے جائیں گے۔ قرآن کریم میں ،، وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ،، اس حدیث شریف میں علماء کو سیدھی راہ کی تلقین فرمائی ؛ کیونکہ اگر عالم گمراہ ہو جائے تو اس کا عوام پر گہرا اثر پڑتا ہے جبکہ عالم کی موت جہان کی موت ہے۔

٦٨٤١ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

يَاقَوْمِ اِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنِيَّ وَاِنِّيْ اَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ
فَاَطَاعَهٗ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهٖ فَادْلَجُوْا وَانْطَلَقُوْا عَلٰى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا
وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ
فَاَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَاتَّبَعَ
مَاجِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِيْ وَكَذَّبَ بِمَاجِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ

٦٨٤٢ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ
عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
عُتْبَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میری مثال اور جس کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس آدمی کی طرح ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے اور میں واضح طور پر تمہیں ڈراتا ہوں نجات حاصل کرو۔ اس کی قوم سے ایک گروہ نے اس کی اطاعت کی اور وہ راتوں رات باہر نکل گئے اور نجات پا گئے اُن میں سے دوسرے گروہ نے اس کو جھٹلا دیا اور صبح تک اپنے گھروں میں رہے تو لشکر نے صبح ہوتے ہی اُن پر حملہ کر دیا اور ان کو ہلاک کر دیا۔ یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے میری پیروی کی اور جو میں اللہ کی طرف سے لایا ہوں اس کی اتباع کی اور مثال اس شخص کی جس نے میری نافرمانی کی اور میں جو حق لے کر آیا ہوں اس کی تکذیب کی۔

٦٨٤١ ــــ **شرح** : عریاں کے معنیٰ ہیں برہنہ عرب کی عادت تھی کہ کوئی شخص جب دشمن دیکھتا اور اس سے اپنی قوم کو ڈرانا چاہتا تو کپڑے اُتار کر انہیں سر پہ باندھ لیتا تاکہ لوگوں کو دُور سے معلوم ہو جائے کہ حالات خطرناک ہیں۔ صَبَّحَهُمْ کے معنیٰ علی الصبح حملہ کرنے کے ہیں اِجْتَاحَهُمْ کے معنی ان کو ہلاک کر دیا۔

٦٨٤٢ ــــ **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور آپ کے بعد ابوبکر صدیق کو خلیفہ منتخب کیا گیا اور عرب سے کچھ لوگ کافر ہو گئے تو

marfat.com
Marfat.com

وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ بَعْدَهٗ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ
لِاَبِیْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ
وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ
وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ كَنَاكَانُوْا
يُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ فَقَالَ
عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ
فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ وَقَالَ لِیْ ابْنُ بُكَيْرٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ
عُقَيْلٍ عَنَاقًا وَهُوَ اَصَحُّ وَرَوَاهُ النَّاسُ عَنَاقًا وَعِقَالًا هٰهُنَا
لَا يَجُوْزُ وَعِقَالًا فِیْ حَدِيْثِ الشَّعْبِیِّ مُرْسَلٌ وَكَذَا قَالَ قُتَيْبَةُ

عِقَالًا

تو عمر فاروق نے ابوبکر سے کہا آپ ایسے لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں کافر لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اُس نے اپنا مال اور جان مجھ سے بچا لیا مگر حقِ اسلام باقی ہے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے اور فرمایا اللہ کی قسم میں اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرتا ہے، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم! اگر انہوں نے مجھ سے ایک رسی روک رکھی۔ جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے روکیں گے تو اس کے روکنے کے باعث اُن سے جنگ کروں گا۔
۶ فاروق نے کہا بخدا! یہ نہیں تھا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے لئے ابوبکر کا سینہ کھول دیا۔

marfat.com
Marfat.com

۶۸۴۳ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ فَنَزَلَ عَلٰى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَ مُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ يَا ابْنَ اَخِيْ هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِيْرِ فَتَسْتَاْذِنَ لِيْ عَلَيْهِ فَقَالَ سَاَسْتَاْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَاْذَنَ لِعُيَيْنَةَ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَمَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ بِاَنْ يَقَعَ بِهٖ فَقَالَ الْحُرُّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ فَوَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

ابن بکیر نے کہا عبداللہ نے لیث سے عناق روایت کیا ہے یہی صحیح تر ہے۔ (حدیث ۱۳۲۱ کی شرح دیکھیں، ج ۲:)

۶۸۴۳ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عُیَیْنہ بن حصن بن حُذَیفہ بن بدر آئے اور اپنے بھتیجے حُر بن قیس بن حصن کے پاس ٹھہرے حُر اُن لوگوں میں تھے جنہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتے تھے۔ قرآء بوڑھے ہوں یا نوجوان عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس کے ساتھی اور مُشیر تھے۔ عُیَیْنہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے میرے بھتیجے عُیَیْنہ تیری اس امیر کے پاس وجاہت ہے کیا میرے لئے

marfat.com
Marfat.com

اجازت لے سکتے ہو۔ حُرّ نے کہا میں عنقریب اجازت طلب کروں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حُرّ نے عیینہ کے لئے اجازت لی جب وہ داخل ہُوا تو کہا اے خطاب کے بیٹے اللہ کی قسم! تم ہم کو زیادہ عطیے نہیں دیتے ہو اور نہ ہی ہمارے درمیان عدل و انصاف سے فیصلے کرتے ہو۔ عمر فاروق غصہ سے بھر گئے حتیٰ کہ اس کو مارنے کا قصد کیا تو حُرّ نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے معاف کر دیا کرو اور بھلائی کا حکم کرو اور جاہلوں سے پہلو تہی کر اور یہ شخص جاہلوں میں سے ہے اللہ کی قسم جس وقت حُرّ نے یہ آیت کریمہ پڑھی انہوں نے اس سے تجاوز نہ کیا اور وہ کتاب پر عمل کرنے والے تھے۔

شرح : اس حدیث کی مطابقت عنوان سے اس طرح ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۶۸۴۳ — کتاب اللہ کے پاس وقّاف تھے کتاب اللہ کے پاس وقوف کے معنیٰ یہ ہیں کہ کتاب اللہ کے احکام پر عمل کیا کرتے تھے یعنی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی اقتداء کیا کرتے تھے

(حدیث ۴۳۲۸ ج : ۶ و ص ۸۶۲ ج : ۶ پر اس کی شرح دیکھیں)

عیینہ بن حسن فزاری

صحابہ کرام میں شمار ہوتے ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں شجاعت، جہالت اور سخت قلب مشہور تھے۔ فتح میں مسلمان ہُوئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ حنین میں حاضر ہُوئے۔ حضور جن لوگوں کی تالیفِ قلب کیا کرتے تھے اُن میں انہیں حصّہ دیا اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام "احمق مطاع" رکھا یعنی وہ بیوقوف جس کی بات تسلیم کی جائے۔ جب طلیحہ اسدی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے موافق ہوگیا جب مسلمانوں نے مرتدین سے جنگ میں ان پر غلبہ کیا تو طلیحہ بھاگ گیا اور عیینہ قید کر لیا گیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے توبہ کروائی تو تائب ہوگیا۔

حُرّ بن قیس بن حصن فزاری

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوۂ تبوک کے بعد قبیلہ فزارہ کا وفد آیا۔ اُن میں حُرّ بھی تھے۔ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے رکن اور مقرب تھے۔ یہ عالم اور بہت بڑے عابد تھے۔ اسی لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں اپنا قریبی کیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشیر علماء، قاری، عابد اور نیک خو بوڑھے اور نوجوان تھے۔ تمام نیک سیرت اور اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس کے وقت ان کا کوئی حاجب دربان نہ ہوتا تھا ان کی مجلس میں داخل ہونے کے لئے اجازت حاصل

marfat.com
Marfat.com

۶۸۴۴ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالنَّاسُ قِيَامٌ وَهِیَ قَائِمَةٌ تُصَلِّیْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ قَالَتْ بِرَاْسِهَا اَیْ نَعَمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَیْءٍ لَمْ اَرَهُ اِلَّا وَقَدْ رَاَيْتُهُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ

کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ البتہ جب تنہا ہوتے اور آرام کا وقت ہوتا اس وقت ان کے پاس جانے کے لئے اجازت لینا پڑتی تھی۔ اس لئے عیینہ کو تنہائی کے وقت میں اجازت لینا پڑی اس نے آتے ہی یا ابن خطاب کہا امیر المؤمنین نہ کہا یہ اس کی سخت قلبی اور اکابر کے منازل اور مقامات کی عدم معرفت تھی۔

حلّ لغات

: جزل۔ عظیم عطیہ۔ هَمَّ ان یقع به " اس کو مارنے کا ارادہ کیا وَقَّافًا عند کتاب اللہ کے احکام سے تجاوز نہ کرتے تھے۔

۶۸۴۴ ـــ ترجمہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہا جس وقت سورج گرہن ہوا تو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جبکہ تمام لوگ کھڑے تھے میں بھی کھڑی ہوگئی اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہوئی تو میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے (کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں)۔ ام المؤمنین نے آسمان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا "سبحان اللہ" میں نے کہا کوئی علامت ہے انہوں نے اپنے سر سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ہاں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا کوئی ایسی شئی نہیں جو کہ میں نے دیکھا نہ ہو مگر اس کو میں نے اس مقام میں دیکھا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا ہے۔ مجھے وحی کی گئی ہے کہ تمہارا قبروں میں امتحان ہوگا جو دجال کے فتنہ کے

marfat.com

Marfat.com

قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِالْمُسْلِمُ لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِكَ
قَالَتْ اَسْمَاءُ فَیَقُوْلُ مُحَمَّدٌ جَاءَنَا بِالْبَیِّنَاتِ فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا فَیُقَالُ نَمْ
صَالِحًا عَلِمْنَا اَنَّكَ مُوْقِنٌ وَ اَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِالْمُرْتَابُ لَا اَدْرِیْ اَیَّ
ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ شَیْئًا
فَقُلْتُهٗ ۶۵۴۵ — **حدثنا** اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ
اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ دَعُوْنِیْ مَا تَرَكْتُكُمْ اِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُؤَالُهُمْ وَ
اخْتِلَافُهُمْ عَلٰی اَنْبِیَائِهِمْ فَاِذَا نَهَیْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ وَاِذَا
اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ

قریب ہوگا ۔ بہرحال مؤمن یا مسلمان میں نہیں جانتی کہ اسماء نے مومن کہا یا مسلمان کہا وہ کہتا ہے یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس معجزات لائے ہم نے قبول کیا اور ایمان لائے پھر اسے کہا جائے گا آرام سے سو رہو ہم جانتے تھے کہ تجھے یقین ہے ۔ بہرحال منافق یا شک کرنے والا (فاطمہ بنت منذر نے کہا) میں نہیں جانتی کہ اسماء نے منافق کہا یا مرتاب کہا ۔ وہ کہے گا میں نہیں جانتا لوگوں کو میں نے کچھ کہتے سنا تو میں نے بھی کہہ دیا تھا۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ان الفاظ میں ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم معجزات لائے ۔ ہم نے قبول کیا اور ایمان لائے ۔ مومن وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اقتداء کرے ۔ (حدیث ۸۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۴۴ —

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک میں تمہیں چھوڑوں تم مجھے چھوڑے رکھو ، کیونکہ تم سے پہلے زیادہ سوال کرنے اور اپنے نبیوں سے اختلاف کرنے کے سبب ہلاک ہوئے جب میں تم کو کسی شئ سے منع کروں تو رک جاؤ اور جب تمہیں کسی شئ کا حکم دو تو اپنی طاقت کے مطابق وہ بجا لاؤ ۔ (یعنی ضرورت کے بغیر کوئی سوال نہ کرو)

۶۸۴۵ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتُكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ
وَقَوْلِهِ لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

٦٨٤٦ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمَقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ
قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ
أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ
سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ

٦٨٤٥ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منع کریں اس سے اور رکے گا جس کا حکم دیں اس کو وہ کرے گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے گا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث جوامع الکلم اور قواعد اسلام سے ہے یعنی اس میں کلمات جامع ہیں اور اسلام کے اصول ہیں۔ اس میں بہت احکام داخل ہیں ایسے نماز کہ جو اس کے رکن یا شرط پر قادر نہ ہو تو حسبِ مقدور واستطاعت بجالائے ایسے ہی وضوء، ستر عورت، بعض سورہ فاتحہ کا یاد ہونا۔ رمضان میں اس شخص کا کھانے پینے سے رکنا جو عذر کے باعث روزہ افطار کر دے ایسے بے شمار احکام پر یہ حدیث مشتمل ہے۔

باب کثرت سوال اور غیر مقصد باتیں کرنے کی کراہت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد زیادہ اشیاء سے متعلق سوال نہ کرو اگر تمہارے لئے ظاہر کی گئیں تو تمہیں برا لگے گا"

٦٨٤٦ — ترجمہ : عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے بہت بڑا مجرم وہ شخص ہے جس نے کسی شئی سے متعلق سوال کیا جو حرام نہ تھی وہ اس کے سوال کرنے کے سبب حرام ہوئی۔

٦٨٤٦ — شرح : عینی نے اپنے دادا استاذ طیبی سے نقل کیا اس حدیث میں مبالغہ کہ اسے عظیم کہا پھر اس کی تفسیر جرم سے کی تاکہ دلالت کرے کہ وہ نفس

marfat.com
Marfat.com

۶۸۴۷ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا لَيَالِيَ حَتّٰى اجْتَمَعَ اِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهٗ لَيْلَةً وَظَنُّوْا اَنَّهٗ

جرم ہے یعنی مسلمانوں کے حق میں مجرم وہ شخص ہے جس نے کسی شئی سے متعلق سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہ کی گئی تھی وہ اس کے سوال کرنے سے حرام کی گئی ،، ابن بطال نے کہا اس حدیث سے قدریہ نے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے افعال معلّل بالاغراض ہیں یعنی اللہ کوئی شئی کسی اور شئی کے سبب کرتا ہے دراصل وہ شئی مقدر نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ ہر شئی پر قادر ہے۔ سبب اور مسبب پیدا کرنے والا وہی ہے اور ہر شئی اس کے مقدر کرنے سے ہے لیکن یہ حدیث تہدید و تحذیر پر محمول ہے کہ نبیوں سے زیادہ اشیاء کا سوال نہ کرو جس نے سوال کیا اور شئی حرام ہوگئی وہ مجرم ہے کیونکہ بکثرت لوگ اس کے اِس فعل کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اس سے تمام مسلمانوں پر امر سخت ہو جاتا ہے۔ کرمانی نے کہا اشعری امکانِ تعلیل کے منکر نہیں بلکہ وہ وجوب کا انکار کرتے ہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی شئی مقدر ہو اس حرمت کا تعلق کسی کا سوال کرنا ہو حالانکہ اس کا فیصلہ پہلے ہو چکا ہے یہ نہیں کہ تحریم کی علّت سوال ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،، فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ،، اگر تم نہ جانو تو جاننے والوں سے پوچھو۔ امر کا مقتضی وجوب یا استحباب ہے یعنی سوال کرنا واجب یا مستحب ہے۔ بہرحال گناہ کیسے ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آئت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی حکم ثابت ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ حلال ہے یا حرام ہے۔ اس وقت علماء سے تحقیق کی جاتی ہے اسی لئے فرمایا فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ الآیۃ اور جو حکم ثابت نہیں اس کے متعلق پوچھنا اس قبیلہ سے ہے جس طرف آئت کریمہ میں اشارہ کیا ہے کہ سوال کرنے سے حرام کی گئی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سوال کرنا گناہ نہیں اگر گناہ ہے تو کبیرہ نہیں اگر کبیرہ ہے تو اکبر الکبائر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ کسی شئی سے متعلق سوال کرنا کہ وہ مباح شئی کی تحریم کا سبب بن جائے بہت بڑا جرم ہے کیونکہ یہ مسلمانوں کی تنگی کا سبب بن جاتا ہے۔

۶۸۴۷ — ترجمہ : زید بن ثابت سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائی

marfat.com
Marfat.com

قَدْنَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ مَازَالَ بِكُمُ
الَّذِىْ رَأَيْتُ مِنْ صُنْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ فَلَوْكُتِبَ
عَلَيْكُمْ مَاقُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِىْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ
صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِىْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ

٦٨٤٨ ـــ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ
عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِىِّ
قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا اُكْثِرُوْا
عَلَيْهِ الْمَسْاَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ سَلُوْنِىْ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

کا حجرہ بنایا اس میں چند راتیں حضور نے نماز پڑھی "صلی اللہ علیہ وسلم" یہاں تک کہ بہت لوگ جمع ہو گئے پھر انہوں نے ایک رات حضور کی آواز شریف نہ سنی تو گمان کیا کہ حضور سو گئے ہیں۔ بعض نے کھنکارنا شروع کیا تاکہ آپ ان کے پاس تشریف لائیں جب باہر تشریف لائے تو فرمایا جو تم کرتے تھے میں دیکھ رہا ہوں حتی کہ مجھے خوف لاحق ہوا کہ تم پر یہ فرض ہو جائیگا اور اگر تم پر فرض ہو گئی تم اس پر قائم نہ رہ سکو گے۔ اے لوگو! تم گھروں میں نماز پڑھو کیونکہ فرض نماز کے سوا آدمی کی افضل نماز گھر میں ہے۔ **٦٨٤٧** ـــ شرح: کرمانی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک جگہ چٹائی کا حجرہ تیار کیا تاکہ اس میں نماز پڑھیں اور لوگ نہ دیکھیں۔ یہ واقعہ رمضان مبارک میں تراویح کی نماز کے متعلق ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عید کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نماز فرض نماز کے حکم میں ہے کیونکہ یہ اسلام کے شعائر سے ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا تحیۃ المسجد اور طواف کی دو رکعتیں گھر میں پڑھنا افضل ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ عام سے دلائل خارجیہ سے مخصوص ہیں۔ یہ مسجد میں ہی ادا کرنی افضل ہیں۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ کے ہاں ہر عام مخصوص البعض ہوتا ہے (حدیث ٤٠٠ ج ١ کی شرح دیکھیں)

٦٨٤٨ ـــ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند اشیاء سے متعلق سوال پوچھا گیا جن کو حضور نے پسند نہ فرمایا۔ جب لوگوں نے زیادہ سوالات

marfat.com
Marfat.com

مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ قَامَ اٰخَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبِیْ فَقَالَ اَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلٰی شَیْبَةَ فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ

٦٨٤٩ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَالِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِیَةُ اِلَی الْمُغِیْرَةِ اُكْتُبْ اِلَیَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَكَتَبَ اِلَیْهِ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَكَتَبَ اِلَیْهِ

پوچھنے شروع کر دیئے تو حضور کو غصہ آگیا اور فرمایا مجھ سے پوچھو ایک آدمی کھڑا ہوگیا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر دوسرا کھڑا ہوگیا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ شیبہ کا آزاد کردہ غلام سالم ہے۔ جب عمر فاروق نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر غیظ و غضب دیکھا تو عرض کیا ہم اللہ کے حضور توبہ کرتے ہیں (کی شرح حدیث نمبر ۹ جلد ۱ دیکھیں)

٦٨٤٩ — ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ کے مولی وراد سے روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ میری طرف لکھ بھیجو جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ مغیرہ نے ان کی طرف لکھ بھیجا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک اور حمد ہے اور وہ ہر چاہے پر قادر ہے اے اللہ! جس کو

Marfat.com

Marfat.com

اِنَّهٗ كَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلٍ وَقَالٍ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةِ الْمَالِ وَ
كَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقُوْقِ الْاُمَّهَاتِ وَوَأْدِ الْبَنَاتِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ قَالَ
اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ كَانُوْا يَقْتُلُوْنَ بَنَاتِهِمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ

۶۸۵۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ
اِبْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ

۶۸۵۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
ح وَحَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو عطا کرے اسے کوئی منع نہیں کر سکتا اور جس سے تو منع کرے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ تیرے حضور صاحبِ غنا کو اس کی غنا تیری طاعت کے بدلہ نفع نہیں دے سکتی اور اس کی طرف لکھ بھیجا کہ حضور قیل قال (جھگڑا) سے زیادہ سوال کرنے اور مال ضائع کرنے سے منع فرماتے تھے اور ماؤں کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے اور اور خیر روکنے اور مجھے دے سے منع فرماتے تھے بخاری نے کہا لوگ جاہلیت میں اپنی بیٹیوں کو قتل کر دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے اسکو حرام کیا۔

(حدیث ۶۸۵۰ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۸۵۰ — **ترجمہ** : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انہوں نے فرمایا ہمیں تکلف کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

۶۸۵۰ — **شرح** : ابونعیم نے مستخرج میں ابومسلم کے طریق سے سلیمان بن حرب شیخ بخاری کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اُن پر جو قمیص تھی اس کی پشت پر چار پیوند تھے۔ انہوں نے "وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا" پڑھا اور فرمایا اس فاکھہ کو تو ہم نے پہچان ہے۔ اَب کیا شئی ہے۔ پھر فرمایا ٹھہرو ہم تکلف کرنے سے منع کئے گئے ہیں۔ امام بخاری کا اس باب میں یہ حدیث ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ صحابی کا قول "اَمَرَنَا وَنُهِيْنَا" مرفوع حدیث کے حکم میں ہے اگرچہ اس کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مذکور نہ ہوں۔ اس لئے وہاں لفظ نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ پر

marfat.com

Marfat.com

خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا اُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا قَالَ اَنَسٌ فَاَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَاَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِيْ قَالَ اَنَسٌ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ اَيْنَ مَدْخَلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ النَّارُ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ اَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ قَالَ ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِيْ سَلُوْنِيْ قَالَ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ

اقتصار کیا اور باقی قصہ حذف کر دیا۔

۶۸۵۱ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جس وقت سورج ڈھلا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھنے لگے جب سلام پھیرا تو منبر شریف پر کھڑے ہو کر قیامت کو ذکر کیا اور یہ بھی ذکر کیا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے امور ہیں پھر فرمایا جو کوئی کسی شئ سے متعلق پوچھنا چاہتا ہے وہ پوچھے اللہ کی قسم تم مجھ سے کسی شئ سے متعلق نہ پوچھو گے مگر میں جب تک اس مقام میں ہوں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ انس نے کہا لوگ بہت زیادہ رونے لگے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت فرما رہے تھے۔ پوچھو، حضرت انس نے کہا ایک آدمی آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے داخل ہونے کا مکان کیا ہے فرمایا دوزخ ہے پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا حذافہ، پھر بار بار فرماتے رہے مجھ سے پوچھو پھر عمر فاروق گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ وَاَنَا اُصَلِّيْ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ ابْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُوْسٰى بْنُ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ فُلَانٌ وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ الاٰية

۶۸۵۳ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ

کہا ہم اللہ سے اس کے رب ہونے سے راضی ہیں اور اسلام سے دین ہونے سے راضی ہیں اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے راضی ہیں پھر جس وقت عمر فاروق نے یہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میرے سامنے ابھی ابھی جنت اور دوزخ اس دیوار کے عرض میں پیش کی گئی جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ میں آج کے دن کی طرح خیر و شر میں کوئی شئی نہیں دیکھی" ۶۸۵۱ — شرح: جس شخص نے یہ پوچھا کہ میرے داخل ہونے کی جگہ کیا ہے وہ منافق تھا۔ انصار اس لئے زیادہ رو رہے تھے کہ انہوں نے قیامت سے پہلے ہولناک امور سنے تھے۔ (حدیث ۵۱۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۵۲ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نے کہا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے اور یہ آیت کریمہ "اے ایمان والو اشیاء کے متعلق سوال نہ کیا کرو"

marfat.com
Marfat.com

۶۸۵۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْاَلُوْهُ لَا يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقَامُوْا اِلَيْهِ فَقَالُوْا يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَخْبِرْنَا عَنِ الرُّوْحِ فَقَامَ سَاعَةً يَنْظُرُ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَتَاَخَّرْتُ عَنْهُ حَتّٰى صَعَدَ الْوَحْيُ ثُمَّ قَالَ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ

۶۸۵۳ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ہمیشہ یہ سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ کہیں گے اللہ ہر شئی کا خالق ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے۔"

۶۸۵۳ — شرح : اللہ تعالیٰ کا غیر مخلوق ہونا بدیہی ہے یا نظری ہے جو بدیہی کے بہت قریب ہے۔ اس کے متعلق سوال کرنا تعنت ہے ورنہ یہ اذعان کرنا ضروری ہے کہ کسی ایسی ذات پر تسلسل کا انقطاع ضروری ہے جو خالق ہے مخلوق نہیں، وہ اللہ ہے۔ قولہ ھٰذا، یہ مفعول بہ ہے اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہیں کہ "حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا الْقَوْلَ"، یہاں تک کہ یہ بات کہیں گے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ھٰذا مبتدا محذوف الخبر ہو۔ اور وہ ھٰذَا الْاَمْرُ قَدْ عُلِمَ"، یعنی یہ امر پہچانا گیا ہے۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ھٰذا مبتدا اللہ خبر ہو اور خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ مبتدا محذوف کی خبر ہو یعنی هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ" وہ ہر شئی کا خالق ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ھٰذا مبتدا ہو اور اللہ اس کا عطف بیان ہو اور خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ"، اس کی خبر ہو۔ ابوداؤد کی روائت میں ہے کہ جب کوئی یہ سُنے تو سورۂ اخلاص پڑھنا شروع کر دے۔

۶۸۵۴ — ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاِقْتِدَاءِ بِاَفْعَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۵۵ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهٗ وَقَالَ اِنِّيْ لَنْ اَلْبَسَهٗ اَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ

کے ایک کھیت میں تھے اور حضور کھجور کی شاخ پر تکیہ کئے ہوئے تھے آپ یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے اُن میں سے بعض نے کہا اِن سے روح کے متعلق سوال کرو۔ بعض نے کہا اُن سے کچھ نہ پوچھو تم کو وہ نہ سنائیں جسے تم پسند نہ کرو وہ حضور کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابا القاسم! ہمیں روح کی خبر دیں آپ کچھ دیر کھڑے دیکھتے رہے میں نے پہچانا کہ آپ کو وحی کی جارہی ہے میں آپ سے پیچھے ہٹ گیا یہاں تک کہ وحی چلا گیا پھر فرمایا یہ لوگ تم سے روح سے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں روح میرے رب کا امر ہے (حدیث ۱۲۶ ج : ۱ کی شرح دیکھیں اور جلد ۷ ص ۱۶۷ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ کی تفسیر دیکھیں۔ **حل لغات** : حرث ، کھیتی۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی پیروی کرنا

۶۸۵۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی پھر اس کو پھینک دیا اور فرمایا میں اس کو کبھی نہ پہنوں گا، پھر لوگوں نے بھی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ (حدیث ۶۳۸۹ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ وَالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ وَالْبِدَعِ لِقَوْلِهِ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۶۸۵۶ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ قَالَ فَوَاصَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَيْنِ اَوْ لَيْلَتَيْنِ ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَاَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ

باب علم میں تشدّد کرنا (حد سے بڑھنا) اور اس میں جھگڑا کرنا اور دین میں غلوّ اور بدعت کی کراہت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے اہلِ کتاب اپنے دین میں غلوّ نہ کرو اور حق کے سوا اللہ پر کچھ نہ کہو"

"علم میں تعمق و تشدّد یعنی حد سے بڑھ جانا مکروہ ہے ایسے ہی جب دلیل کی وضاحت نہ ہو تو حکم میں جھگڑا کرنا مکروہ ہے غُلُوّ کے معنیٰ حد سے تجاوز کرنا ہے۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِیَّاکُمْ وَالْغُلُوَّ فِی الدِّیْن" (الحدیث) اپنے آپ کو دین میں غلوّ سے بچاؤ جن لوگوں نے دین میں غُلُوّ کیا وہ ہلاک ہو گئے جیسے ربوبیت میں بحث و تمحیص کرتے حتیٰ کہ شیطان دخل اندازی کرتے اور حق سمجھنے سے باہر ہو جاتے

marfat.com
Marfat.com

۶۸۵۷ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ ابْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا ۱
اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ التَّیْمِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ
اَبِیْ قَالَ خَطَبَنَا عَلِیٌّ عَلٰی مِنْبَرٍ مِنْ اٰجُرٍّ وَعَلَیْهِ سَیْفٌ فِیْهِ صَحِیْفَةٌ
مُعَلَّقَةٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ کِتَابٍ یُقْرَأُ اِلَّا کِتَابُ اللّٰهِ وَمَا
فِیْ هٰذِهِ الصَّحِیْفَةِ فَنَشَرَهَا فَاِذَا فِیْهَا اَسْنَانُ الْاِبِلِ وَاِذَا فِیْهَا
اَلْمَدِیْنَةُ حَرَمٌ مِنْ عَیْرٍ اِلٰی کَذَا فَمَنْ اَحْدَثَ فِیْهَا حَدَثًا فَعَلَیْهِ
لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا
وَلَا عَدْلًا وَاِذَا فِیْهِ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِیْنَ وَاحِدَةٌ یَسْعٰی بِهَا اَدْنَاهُمْ فَمَنْ
اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پے در پے
۶۸۵۶ــــ روزے نہ رکھو۔ لوگوں نے کہا آپ تو پے در پے روزے رکھتے ہیں،
فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں رات بسر کرتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ لوگ پے در پے روزہ رکھنے
سے نہ رُکے۔ ابوہریرہ نے کہا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ساتھ پے در پے دو روزے رکھے
پھر لوگوں نے چاند دیکھ لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاند نظر نہ آتا تو میں اور زیادہ روزے رکھتا
جیسے ان کو زجر اور تنبیہ فرمارہے۔

شرح : قولہ یطعمنی ویسقین الخ اطعام سے اس کا لازم یعنی تقویت مراد ہے یا
۶۸۵۶ــــ جنت کا طعام مراد ہے اس سے روزہ افطار نہیں ہوتا۔ حضرات صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم نے حضور کی مخالفت نہ کی تھی بلکہ اُن کا خیال تھا کہ پے در پے روزے رکھنے حرام نہیں۔
حل لغات : منکّل، عذاب دینا۔ (حدیث ۱۸۴۲ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۸۵۷ــــ ترجمہ : ابراہیم تیمی نے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

marfat.com
Marfat.com

مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَّاِذَا فِيْهَا وَمَنْ وَالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا ۶۸۵۸ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قُلْتُ عَائِشَةَ صَنَعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا تَرَخَّصَ فِيْهِ وَتَنَزَّهَ

نے اینٹوں کے منبر پر خطبہ پڑھا آپ کے پاس تلوار تھی جس کے ساتھ صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا بخدا! ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں صرف اللہ کی کتاب ہے جو اس صحیفہ میں ہے پھر اسے کھولا تو اس میں اونٹوں کی عمریں لکھی تھیں (جو دیت میں دیتے ہیں) اور اس میں یہ بھی تھا۔ مدینہ منورہ عیرؔ سے فلاں جگہ تک حرم ہے جس نے اس میں کوئی نیا کام شروع کیا اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی فرض اور نفل عبادت قبول نہیں کرے گا اس میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کا عہد واحد ہے ان میں ادنیٰ شخص بھی پورا کرنے میں سعی کرے جس نے کسی مسلمان کے عہد کو توڑا۔ اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی فرض اور نفل عبادت قبول نہ کرے گا اس میں یہ بھی تھا جس نے اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر کسی قوم سے موالات کی اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرض اور نفل عبادت قبول نہ کرے گا۔

۶۸۵۷ — شرح: یعنی مسلمان کا کافر کو امان دینا صحیح ہے اور تمام مسلمان ایک جان ہیں لہٰذا ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان غلام ہو یا عورت وغیرہ کا کافر کو امان دینا درست ہے اور جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے سوا کسی اور طرف کی یا آزاد شدہ غلام نے اپنی نسبت آزاد کرنے والے کے غیر کی طرف کی اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، کیونکہ اس میں کفرانِ نعمت اور ارث و ولائت کے حقوق کی رضاعت اور قطع رحمی ہے اور لفظ "بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ" حکم کی قید نہیں یہ صرف اس لئے ذکر کیا کہ غالباً ایسے لوگ بدونِ اجازت ہی کرتے ہیں؛ ورنہ اجازت کے ساتھ بھی مذکور نسبت جائز نہیں۔ (حدیث ۱۷۵۱ ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

حلّ لغات: اُجرّ، اینٹیں۔ صرف فرض عبادت۔ عدل نفل عبادت۔ الذمہ۔ عہد و امان۔

marfat.com
Marfat.com

عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ اَصْنَعُهُ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً

۶۸۵۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيِّرَانِ اَنْ يَهْلِكَا اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ بَنِيْ تَمِيْمٍ اَشَارَ اَحَدُهُمَا بِالْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ اَخِيْ بَنِيْ مُجَاشِعٍ وَاَشَارَ الْاٰخَرُ بِغَيْرِهٖ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ اِنَّمَا اَرَدْتَ خِلَافِيْ فَقَالَ عُمَرُ مَا اَرَدْتُ

ترجمہ : مسروق نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو اس میں رخصت دے دی۔ بعض لوگوں نے اس سے احتراز کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو حضور نے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا اُن لوگوں کا حال کیسا ہے جو اس شئ سے پرہیز کرتے ہیں جسے میں کرتا ہوں اللہ کی قسم! میں اُن تمام سے اللہ کو زیادہ جانتا ہوں اور اُن سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۶۸۵۸ — **شرح** : یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیا اور لوگوں کو اس میں رخصت دے دی کہ وہ نہ کریں۔ یعنی اس میں آسانی کر دی جیسے رمضان مبارک کے علاوہ بعض دنوں میں روزہ افطار کرنا اور بعض دنوں میں روزہ رکھنا لیکن بعض لوگوں نے پرہیز کرتے ہوئے رخصت نہ چاہی اور پے در پے روزے رکھتے رہے اور بیویوں سے دور رہنا پسند کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ جو کام میں نے کیا ہے اور انہیں رخصت دی ہے وہ یہ اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک یہ ان کے لئے افضل ہے؟ یہ گمان درست نہیں کیونکہ اُن تمام سے افضل کو جانتا ہوں اور عمل میں اُن سے بہتر ہوں یعنی مجھ میں قوت علمیہ اور قوت عملیہ اُن سے زیادہ ہے (حدیث ۱۷۵۱ ع ۳ : ج کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

خَلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى قَوْلِهٖ عَظِيْمٌ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ وَلَمْ يُذْكَرْ ذٰلِكَ عَنْ اَبِيْهِ يَعْنِيْ اَبَابَكْرٍ اِذَا حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيْثٍ حَدَّثَهُ كَاَخِيْ السِّرَارِ لَمْ يُسْمِعْهُ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهٗ

٦٨٥٩ — ترجمہ : ابن ابی ملیکہ نے کہا قریب تھا کہ دو بہتر آدمی ابوبکر اور عمر ہلاک ہوجاتے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی تمیم کا وفد آیا اُن میں سے ایک (عمر فاروق) نے اقرع بن حابس تمیمی حنظلی کا مشورہ دیا کہ اس کو امیر بنایا جائے اور دوسرے (ابوبکر صدیق) نے اس کے غیر کی طرف اشارہ کیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے کہا تم میری مخالفت ہی کرتے ہو۔ عمر فاروق نے کہا میری خواہش آپ کی مخالف نہیں (اس گفتگو میں) ان کی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلند ہوگئیں تو یہ آیت کریمہ "اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کریم "صلی اللہ علیہ وسلم" کی آواز سے بلند نہ کرو "عظیم تک" نازل ہوئی۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا ابن زبیر نے کہا اس کے بعد عمر فاروق، عبداللہ بن زبیر نے یہ اپنے جدّ امجد ابوبکر صدیق سے ذکر نہیں کیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی کلام کرتے تو ایسے بات کرتے جیسے کوئی راز بیان کرتے ہیں۔ حضور کو نہ سُنا سکتے یہاں تک کہ حضور اُن سے پوچھتے (کہ کیا کہا ہے)

٦٨٥٩ — شرح : حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا یہ تنازع سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہوا جبکہ عمر فاروق نے کہا اقرع بن حابس حنظلی جو بنی مجاشع میں سے ہے کو امیر بنایا جائے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا قعقاع بن معبد بن زرارہ تمیمی کو امیر بنایا جائے جو بنی تمیم کا وفد تھا اور وہ دونوں امیر بننا چاہتے تھے۔

اس تولیت کے اختیار میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما میں تنازع ہوگیا اور ان کی آواز بلند ہوگئیں تو مذکور آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حل لغات : سرار بھید۔ اخی السرار، رازدان

marfat.com
Marfat.com

۶۸۶۰ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ
ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهٖ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ
قُلْتُ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ
عُمَرَ فَلْيُصَلِّ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ
لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ
فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا
اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِاُصِيْبَ مِنْكِ
خَيْرًا ۶۸۶۱ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ
جَاءَ عُوَيْمِرٌ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ اَهْلِهٖ رَجُلًا

۶۸۶۰ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض میں فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب ابوبکر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب وہ لوگوں کو نہیں سنا سکیں گے آپ عمر کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں فرمایا ابوبکر کو کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ۔ ام المؤمنین عائشہ نے کہا میں نے حفصہ سے کہا تم کہو کہ جب ابوبکر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب وہ لوگوں کو نہیں سنا سکیں گے آپ عمر کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ام المؤمنین حفصہ نے یہی عرض کر دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا تم یوسف کی ساتھنیاں ہو ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ۔ ام المؤمنین حفصہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے

marfat.com

Marfat.com

فَيَقْتُلُهُ اَتَقْتُلُوْنَهُ بِهِ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا فَرَجَعَ عَاصِمٌ فَاَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَاٰتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ خَلْفَ عَاصِمٍ فَقَالَ لَهُ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكُمْ قُرْاٰنًا فَدَعَاهُمَا فَتَقَدَّمَا فَتَلَاعَنَا ثُمَّ قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَاْمُرْهُ النَّبِيُّ بِفِرَاقِهَا فَجَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْهَا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَحْمَرَ قَصِيْرًا مِثْلَ وَحَرَةٍ فَلَا اَرَاهُ اِلَّا قَدْ كَذَبَ وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَسْحَمَ اَعْيَنَ ذَا اَلْيَتَيْنِ فَلَا اَحْسِبُ اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهٖ عَلَى الْاَمْرِ الْمَكْرُوْهِ

میں نے تم سے کبھی بھلائی نہیں پائی۔ (حدیث ۶۴۹-۶۵۰ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی نے کہا عُوَیمر عجلانی عاصم بن عدی کے پاس آئے اور کہا

۶۸۶۱ — مجھے ایک آدمی کی خبر دو کہ وہ کسی آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ پائے اور اس کو قتل کر دے تو کیا تم اس کا بدلہ اسے قتل کرو گے؟ اے عاصم تم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ عاصم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن مسائل کو مکروہ جانا اور معیوب سمجھا۔ عاصم واپس چلے گئے اور عُوَیمر کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سوالات کو اچھا نہیں سمجھا۔ عُوَیمر نے کہا۔ اللہ کی قسم! میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا ہوں۔ وہ آئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عاصم کے جانے کے بعد قرآن نازل فرما دیا تھا حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں قرآن نازل کیا اور ان دونوں (میاں بیوی) کو بلایا وہ دونوں آئے اور لعان کیا پھر عُوَیمر نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا ہوگا؛

marfat.com
Marfat.com

۶۸۶۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ اَوْسٍ النَّصْرِيُّ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ ذٰلِكَ فَدَخَلْتُ عَلٰى مَالِكٍ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ اَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَاُ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمٰنَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَاْذِنُوْنَ قَالَ نَعَمْ فَدَخَلُوْا فَسَلَّمُوْا وَجَلَسُوْا قَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَاَذِنَ لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الظَّالِمِ اِسْتَبَّا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمٰنُ وَاَصْحَابُهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَاَرِحْ اَحَدَهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ فَقَالَ اتَّئِدُوْا اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کو جدا کر دیا؛ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جدا کرنے کا حکم نہ فرمایا تھا۔ پھر لعان کرنے والوں کا یہی طریقہ جاری ہوگیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو دیکھو اگر اس نے چھوٹے قدوالا سرخ رنگ بچہ کو جنم دیا۔ جیسے زمین کا کیڑا ہوتا ہے تو میں عُویمر جھوٹا خیال کروں گا اور اگر اُس نے کالا موٹی آنکھوں والا اور موٹے سرینوں والا بچہ جنا تو میں اس کو یہی خیال کروں گا کہ اُس نے عورت کے متعلق سچ کہا ہے، چنانچہ اس نے مکروہ حالت پر بچہ جنا (حدیث ۴۹۷۱ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

حلّ لغات : وحرہ سرخ رنگ کا چھوٹا سا جانور ہے۔ کھانے میں گر کر اس کو خراب کر دیتا ہے۔ اسحم سیاہ رنگ۔ اَعْيَنَ، کشادہ چشم، ذا الیتین، موٹے موٹے سرینوں والا۔

ترجمہ : ۶۸۶۲ — محمد بن جُبیر بن مطعم نے مجھ سے حدیث سے ذکر کیا کہ میں مالک کے پاس گیا اور اُن سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا میں چلا یہاں تک کہ عمر فاروق کے

marfat.com

Marfat.com

قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ اَنْشُدُ كُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ عُمَرُ فَاِنِّيْ مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِ اَحَدًا غَيْرَهٗ قَالَ اللّٰهُ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ الْاٰيَةَ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ وَقَدْ اَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَاْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ حَيٰوتَهٗ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ

پاس پہنچا اُن دربان بَرْفَا اُن کے پاس آیا اور کہا کیا آپ عثمانِ غنی، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ فرمایا ہاں (اجازت ہے) وہ اندر آئے اور سلام کہہ کر بیٹھ گئے پھر اُس نے کہا کیا علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو اندر آنے کی اجازت ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ دونوں کو داخل ہونے کی اجازت دیدی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یا امیر المؤمنین میرے اور اس ظالم کے درمیان فیصلہ کر دیں پھر وہ دونوں آپس میں الجھ گئے اور ایک دُوسرے کو بُرا بھلا کہا۔ حضرت عثمان اور ان کے ساتھیوں نے کہا یا امیر المؤمنین ان کے درمیان فیصلہ کر دیجئے اور ایک کو دوسرے سے راحت پہنچائیں۔ عمر فاروق نے فرمایا تھوڑا سا صبر کرو میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کریمہ مراد لی تھی۔ اُن حضرات نے کہا حضور نے یہ فرمایا ہے پھر

* فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم ترکہ چھوڑیں وہ صدقہ ہے اس سے حضور نے

marfat.com
Marfat.com

لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا اَبُوْبَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ فَاَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ اَنَّ اَبَابَكْرٍ فِيْهَا كَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّهٗ فِيْهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ فَقُلْتُ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ اَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا عَلٰى كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَاَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْاَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ وَاَتَانِيْ هٰذَا يَسْاَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَاَتِهٖ مِنْ اَبِيْهَا فَقُلْتُ اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا حَتّٰى اَنَّ

عمر فاروق حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں! عمر فاروق نے فرمایا میں تمہیں اس امر کی خبر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال سے ایک شئی کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا جو آپ کے سوا کسی کو نہ دی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو فئی اللہ نے ان میں سے اپنے رسول کو دی پس تم نے اس پر گھوڑے اونٹ نہیں دوڑائے،، یہ آئت کریمہ خالصًا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی۔ بخدا! پھر یہ مال تمہارے سوا محفوظ نہیں کیا اور نہ ہی تم پر اس مال میں کسی کو ترجیح دی۔ وہ حضور نے تم کو دیا اور تم ہی میں تقسیم کر دیا۔ یہاں تک اس مال سے یہ باقی بچ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے لئے اس مال سے ایک سال کا خرچہ رکھ لیتے اور باقی مال پکڑ کر اللہ کے مال کی طرح خرچ کر دیتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر اسی پر عمل کیا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهٗ تَعْمَلَانِ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيْهِ اَبُوْبَكْرٍ وَّبِمَا عَمِلْتُ فِيْهَا مُنْذُ وَلِيْتُهَا وَاِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِيْ فِيْهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا اِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَاَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ اَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِيْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِيْ فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَاِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا اِلَيَّ فَاَنَا اَكْفِيْكُمَاهَا

نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں اور اس مال کو ابوبکر نے اپنے قبضہ میں لے کر اس میں وہی عمل کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا تھا اور تم دونوں اس وقت موجود تھے اور حضرت علی اور عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تم دونوں یہ گمان کرتے تھے کہ ابوبکر نے ان اموال میں ایسا ایسا کیا۔ اللہ جانتا ہے کہ وہ ان حالوں میں سچے تھے نیک تھے۔ راستی پر تھے، حق کے تابع تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو وفات دی تو میں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کا ولی ہوں۔ میں نے ان اموال کو دو سال اپنے قبضہ میں رکھا اور ان میں وہی عمل کرتا رہا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کرتے رہے۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تمہاری بات ایک ہی تھی اور تمہارا کام بھی ایک ہی تھا (اے عباس) آپ میرے پاس آئے اپنے بھتیجہ کی جانب سے اپنا حصہ مانگتے اور یہ میرے پاس آئے یہ اپنی بیوی کا ان کے والد کی طرف سے حصہ مانگتے تھے۔ تو میں نے کہا تھا اگر تم چاہتے ہو تو میں یہ تمہیں دے دیتا ہوں اور تم پر اللہ کا عہد اور وعدہ ہے کہ ان میں وہ عمل کرو گے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کیا ہے، ورنہ ان کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرو تو تم نے کہا اس شرط پر یہ مال ہمارے حوالہ کر دیں تو میں نے اس شرط پر تمہیں دے دیئے میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں نے اس شرط پر تمہیں دیا تھا؟ انہوں نے

* اور جو ابوبکر نے ان میں عمل کیا اور جو میں نے عمل کیا ۱۲

Marfat.com

بَابُ اِثْمِ مَنْ اٰوٰے مُحْدِثًا رَوَاهُ عَلِیٌّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۶۳ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ

کہا جی ہاں! عمر فاروق نے کہا کیا تم مجھ سے اس کے سوا فیصلہ طلب کرتے ہو اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔ ان اموال میں اس کے سوا میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے۔ اگر تم اِن میں عمل کرنے سے عاجز ہو گئے ہو تو یہ میرے حوالہ کر دو میں تمہاری طرف سے اِن اموال کے انتظام کی کفائت کرتا ہوں۔

۶۸۶۳ — شرح : حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی کے حقیقی چچا تھے اور بھتیجہ اپنے بیٹے کی طرح ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے اگر حضرت علی کو ظالم کہا تو اس میں حرج نہیں اور کسی کے لئے ایسا کہنا جائز نہیں۔ نیز یہ ایسا کلمہ ہے کہ اس سے حقیقی معنی مراد نہیں، کیونکہ ظلم کے معنیٰ ہیں۔ ایک شئ کو اس کے محل کے غیر میں رکھنا یہ مباح خصلت کو شامل ہے جو عرف میں اس کے لائق نہ ہو اور یہ محال ہے کہ معاذ اللہ حضرت علی ظالم ہوں، لہٰذا اس کی تاویل کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زجر کے طور پر یہ کہا تھا اور یہ وضاحت کرنا چاہتے تھے کہ میں اپنے کلام میں غلطی نہیں کرتا ہوں۔ اسی لئے موجود حضرات کرام اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم نے اس کو بُرا نہ سمجھا، حالانکہ منکر شئ کو وہ بہت بُرا جانتے تھے۔ انہوں نے حال کے قرینہ سے سمجھا تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مراد ظالم کا حقیقی معنی نہ تھا۔ قولہ کذا وکذا یعنی وہ حق پر نہ تھے اور نہ حق کام کرتے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں ایسا اعتقاد کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عباس و علی رضی اللہ عنہما نے "لَا نُوْرَثُ" کی حدیث ان تک نہ پہنچی تھی۔ اپنے اجتہاد سے ایسی بات کہی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا اور یہ اعتقاد کر لیا تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حق پر ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں اس میں کوئی تغییر اور تبدیلی نہ کی تھی۔ (حدیث ۲۸۸۵ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

حل لغات : اِسْتَبَّا "آپس میں سخت کلام کیا۔ اِتَّئِدُوْا "ٹھہرو اور صبر کرو۔ اِسْتَاثَرَ "ترجیح دی۔ بَثَّهَا "تقسیم کر دیا۔

marfat.com

Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا اِلٰى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ قَالَ عَاصِمٌ فَاَخْبَرَنِيْ مُوْسٰى بْنُ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ وَقَوْلِ اللّٰهِ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

باب اس کو گناہ جو بدعتی کو پناہ دے

ترجمہ : عاصم نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو حرم بنایا ہے۔ انس نے کہا جی ہاں یہاں سے وہاں تک اس کے درخت نہ کاٹے جائیں جس نے اس میں کوئی بدعت جاری کی اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ عاصم نے کہا مجھے موسیٰ بن انس نے کہا یا بدعتی کو پناہ دی۔

۶۸۶۴ —

(حدیث ۱۷۴۸ ع ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب رائے کی مذمّت اور قیاس کے تکلّف میں جو مذکور ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور اس کا پیچھا نہ کر جس کا تجھے علم نہیں

رائے اور قیاس ایک ہی شی ہیں۔ اس جگہ رائے اور قیاس سے وہ مراد ہے جو کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع سے مستنبط نہ ہو جاہل لوگ اپنی طرف سے کہہ دیتے ہیں یہ مذموم ہے اور جو قیاس ان اصولوں سے مستنبط ہو وہ مذموم نہیں یہ چوتھا اصل ہے جو پہلے تین اصول سے مستنبط ہے۔ قیاس مامور بہ ہے کیونکہ یہ اعتبار ہے اور اعتبار مامور بہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ" لہٰذا

marfat.com
Marfat.com

۶۸۶۴ ـــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ وَغَيْرُهُ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ اَنْ اَعْطَاكُمُوْهُ انْتِزَاعًا وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهُ عَنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ فَيَبْقٰى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ فَيَضِلُّوْنَ وَيُضِلُّوْنَ فَحَدَّثْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ اُخْتِي انْطَلِقْ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَاسْتَثْبِتْ لِي مِنْهُ الَّذِي حَدَّثَنِيْ عَنْهُ فَجِئْتُهُ فَسَاَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ كَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِيْ فَاَتَيْتُ عَائِشَةَ فَاَخْبَرْتُهَا فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو

قیاس مامور بہ ہے اور حجت و دلیل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بیہقی نے مجاہد کے طریق سے حضرت عمر فاروق سے روائت کی۔ انہوں نے فرمایا اصحابِ رائے سے بچو وہ سنتوں کے دشمن ہیں ان کو احادیث نے مستغنی کر دیا ہے وہ انہیں یاد کریں لیکن انہوں نے رائے سے کام لیا خود گمراہ ہو گئے اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وہ رائے ہے جو کتاب و سنت سے مستنبط نہ ہو نص کے ہوتے ہوئے رائے سے کام لینا گمراہی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ" وہ بات مت کرو جس کا تجھے علم نہ ہو۔ بظاہر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیاس ممنوع ہے اس کا جواب یہ ہے کہ "فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ" اور دیگر آیات سے یہ منسوخ ہے۔

۶۸۶۴ ـــــ ترجمہ: عروہ سے روائت ہے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے حج کیا اس حال میں وہ ہمارے پاس سے گزرے تو میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ تم کو علم دینے کے بعد علم نہیں اٹھائے گا لیکن

marfat.com

Marfat.com

۶۸۶۵ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْاَعْمَشَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا وَائِلٍ هَلْ شَهِدْتَ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ ح وَحَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ يَوْمَ اَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَرُدَّ اَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا سُيُوْفَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا اِلٰى اَمْرٍ يُفْظِعُنَا اِلَّا اَسْهَلْنَ بِنَا اِلٰى اَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرِ هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ وَقَالَ اَبُوْوَائِلٍ شَهِدْتُ صِفِّيْنَ وَبِئْسَتْ صِفُّوْنُ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اِتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ يَقُوْلُ مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ كِتَابٌ وَلَا سُنَّةٌ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يُفْتِيَ

اُن سے علماء کو علم سمیت قبض کرنے کے ساتھ علم اُٹھائے گا اور جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے وہ فتویٰ پوچھیں گے تو ان کو وہ اپنی رائے سے جواب دیں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے میں نے یہ حدیث ام المؤمنین زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی پھر اس کے بعد عبداللہ بن عمرو نے حج کیا تو ام المؤمنین نے فرمایا اے میرے بھانجے عبداللہ بن عمرو کے پاس جاؤ تم نے جو حدیث مجھ سے بیان کی تھی اس کا ثبوت طلب کرو میں اُن کے پاس آیا اور اُن سے پوچھا تو اُنہوں نے مجھ سے اسی طرح حدیث بیان کی جیسے مجھے عبداللہ بن عمرو نے بتائی تھی میں ام المؤمنین کے پاس آیا اور انہیں خبر دی تو انہوں نے تعجب کیا اور کہا بخدا! عبداللہ بن عمرو نے حدیث یاد رکھی ہے (حدیث ۹۹ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۶۵ — ترجمہ : سہل بن حنیف نے کہا اے لوگو تم اپنے دین پر اپنی رائے کو کمزور جانو میں نے اپنے آپ کو ابوجندل کے روز اگر مجھے طاقت ہوتی کہ میں جناب رسول اللہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتّٰى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ لِقَوْلِهٖ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ وَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوْحِ فَسَكَتَ حَتّٰى نَزَلَتْ

صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم رد کر سکتا تو ضرور رد کر دیتا ہم نے اپنی تلواریں اپنے کندھوں پر تلواریں کسی کام کے لئے نہ رکھتے جو ہم کو گھبراہٹ میں ڈالتا مگر وہ آسانی اور آسان امر تک پہنچاتیں جسے ہم بہتر جانتے تھے سوا اس امر کے جس میں اب ہیں۔ ابو وائل نے کہا میں صفین میں حاضر ہوا۔ صفین بہت برا تھا،،

شرح ۶۸۶۶ : صفین کی جنگ میں سہل کو لڑائی میں تقصیر کرنے سے متہم کیا جاتا تھا اس لئے انہوں نے کہا تم اپنی رائے کو متہم کرو کیونکہ میں ضرورت سے تقصیر نہیں کرتا ہوں جیسے حدیبیہ کے روز میں نے تقصیر نہیں کی تھی؛ کیونکہ اس روز میں نے اپنی حالت دیکھی تھی کہ اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنے پر قادر ہوتا تو سخت جنگ کرتا جس کی مثال نہ ہوتی میں آج مسلمانوں کی مصلحت کے لئے توقف کرتا ہوں اور جنگ صفین میں شریک نہیں ہوا۔ بعض شراح نے اِتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ،، کے یہ معنی ذکر کئے ہیں کہ دین کے امر میں محض رائے پر عمل نہ کرو جو دین کے کسی اصول کی طرف منسوب نہ ہو۔ صِفِّین بکسر الصاد و تشدید الفاء و سکونِ الیا شام اور عراق کے درمیان دریا کے کنارے ایک مقام ہے جہاں حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما میں عظیم جنگ ہوئی تھی۔ جس میں ہزاروں صحابہ کرام شہید ہوئے تھے۔ اس جنگ میں سہل بن حنیف شریک نہیں ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا تم نے اچھا نہیں کیا اس لئے سہل نے کہا صفین کی جنگ میں شریک نہ ہونا تقصیر نہیں کیونکہ میں لڑائی سے خوفزدہ نہیں ہوں؛ چنانچہ یوم ابی جندل یعنی حدیبیہ میں اگر ہم حضور کے حکم کی مخالفت پر قادر ہوتے تو بڑی جرأت کر سکتے تھے،، اس کی مختصر سی تفصیل یہ ہے۔

چھ ہجری کے رمضان مبارک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کی جانب ہدی لے کر نکلے اور عمرہ کا احرام باندھا تاکہ مکہ والوں کو معلوم ہو جائے کہ ہم لڑنے نہیں آئے جبکہ آپ کے ہمراہ مہاجرین اور انصار کی کثیر تعداد تھی۔ ہدی ستر اونٹ تھے اور لوگ سات سو تھے ہر دس کے لئے ایک اونٹ تھا جب قریش کو خبر پہنچی تو وہ مقابلہ کے لئے نکلے اور ذی طوی مقام میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے اللہ سے عہد کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں

marfat.com
Marfat.com

داخل نہ ہونے دیں گے پھر بُدَیل بن ورقاء قبیلہ خزاعہ کے لوگوں کو ساتھ لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور سے پوچھا کہ آپ کس لئے مکہ آئے ہیں؟ حضور نے فرمایا ہم جنگ کرنے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کرنے آئے ہیں، چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور قریش کو بتایا کہ وہ جنگ کرنے نہیں آئے اس کے بعد قریش اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کافی مراسلات ہوتے رہے حتیٰ کہ آخر میں قریش نے سہیل بن عمرو کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مصالحت کے لئے بھیجا کہ اس سال آپ واپس چلے جائیں اور کثیر گفتگو کے بعد اس شرط پر صلح ہوئی کہ دس برس جنگ نہیں کریں گے اور قریش کا کوئی شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مدینہ منورہ آجائے تو اسے واپس کیا جائے گا۔ اور جو مسلمان مکہ مکرمہ آجائے اس کو واپس نہیں جانے دیں گے۔ صلحنامہ لکھا جارہا تھا کہ اسی اثناء میں اچانک ابوجندل سہیل بن عمرو بن یوسف زنجیروں میں جکڑے ہوئے جو اہل مکہ کی قید سے بزور چھوٹ کر آئے تھے جب سہیل نے ابوجندل کو دیکھا تو اس کے قریب آکر اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کا گریبان پکڑ لیا اور کہا اس کو واپس کر دیا جائے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی صلح مکمل نہیں۔ یہ تمام شرائط صلح کے بعد کی ہیں لیکن سہیل نہ مانا اور ابوجندل کی واپسی کا اصرار کیا۔ حضور نے ابوجندل سے فرمایا واپس مکہ چلے جاؤ۔ ابوجندل زور زور سے چلّانے لگا اور کہا اے مسلمانوں کیا میں مشرکوں کی طرف واپس کیا جاؤں گا؟ وہ میرا دین خراب کریں گے اس سے مسلمان بہت غمناک ہوئے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا جندل صبر کرو اور ثواب کے طالب رہو عنقریب تم سب کے لئے کوئی راہ نکال دے گا جب صلح سے فارغ ہوئے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہدی کے پاس گئے اور اس کو نحر کیا اور حلق کیا پھر تمام صحابہ کرام نے ہدایا نحر کئے اور حلق کر کے عمرہ کا احرام کھول دیا اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

لوگوں نے جنگ صفین میں سہل بن حنیف کو متہم کیا تھا جبکہ وہ اس جنگ میں شریک نہ ہوئے تھے اُن پر یہ کلام گراں گزرا تو اُن سے کہا میں نے جنگ میں شرکت سے تقصیر نہیں کی اور نہ میری یہ عادت ہے۔ میں ضرورت کے وقت شرکت سے تقصیر نہیں کرتا ہوں۔ جب ابوجندل مسلمان ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضور نے صلح کی شرط کے مطابق اس کو مشرکوں کی طرف واپس کر دیا تو سہل پر یہ بہت گراں گزرا لوگوں نے جب اس کو جنگ میں تقصیر کرنے سے متہم کیا تو کہا مجھ میں ابوجندل کو واپس کرنے کی طاقت ہوتی تو ضرور اس کو واپس کر دیتا؛ لیکن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق تقصیر کی تھی کیونکہ آپ نے اس کو واپس کر دینے کا حکم دیا تھا اور حضور کا حکم مسترد کرنے کی مجھ میں طاقت نہ تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یوم کی نسبت ابوجندل کی طرف کی ہے۔ حدیبیہ کی طرف کیوں نہیں کی اس کا جواب یہ ہے کہ ابوجندل کو مشرکوں کے حوالہ کرنا مسلمانوں پر بہت شاق تھا اور یہ تمام امور پر ان کے لئے تکلیف دہ امر تھا۔ ابوجندل کی وجہ سے انہوں نے کہا تھا کہ انہیں مشرکوں کے

marfat.com
Marfat.com

حوالہ نہیں کریں گے اور لڑائی کریں گے صلح پر راضی نہ ہوں گے (حدیث ۲۹۷۱ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز سے متعلق پوچھا جاتا جس کے متعلق وحی نازل نہیں ہوئی ہوتی تو فرماتے میں نہیں جانتا یا جواب ہی نہ دیتے یہاں تک کہ آپ پر وحی نازل ہوتی اور اپنی رائے اور قیاس سے کچھ نہ فرماتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بِمَآ اَرٰكَ اللّٰهُ" جو اللہ نے آپ کو دکھایا "

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روح سے متعلق پوچھا گیا تو آپ خاموش رہے حتی کہ آیت نازل ہوئی "

شرح : رائے اور قیاس ایک ہی شی ہے۔ بعض کہتے ہیں رائے وہ علم ہے جو نظر و فکر سے حاصل ہو یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فکر و عقل کے مقتضی کے مطابق کلام نہ فرماتے تھے اور قیاس کے ساتھ اجتہاد نہ کرتے تھے حضور جو فرماتے تھے بذریعہ وحی فرماتے تھے۔ کرمانی نے کہا معلق اور موصول حدیث میں بخاری کے قول "لا اَدْرِیْ" پر دلیل نہیں اور نہ ہی یہ اس کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ لہٰذا بخاری کا لا ادری کہنا بے محل ہے۔ مہلب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن اشیاء سے سوال کے جواب میں سکوت فرماتے تھے جن کا شریعت مطہرہ میں اصل نہیں۔ ان میں وحی کی اطلاع ضروری ہے۔ اس کے علاوہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے قیاس مشروع کیا ہے اور جن مسائل کے اصول ہیں ان کے استنباط کی کیفیت بھی بیان فرمائی ہے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ جہاں شرعی نص نہ ہو وہاں مسائل کا حل کیا ہے۔ قیاس کی تعریف یہ ہے کہ جس میں کوئی حکم نہ ہو اس کو اس سے تشبیہ دینا ہوتا ہے جس میں حکم ہوتا ہے اور دونوں میں علت مشترکہ ہوتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی قیاس فرماتے تھے۔ ایک عورت نے پوچھا کہ اس کے والد نے حج نہیں کیا کیا وہ اس کی طرف سے حج کر سکتی ہے؟ حضور نے فرمایا یہ تو بتا اگر تیرے والد پر قرضہ ہو تو کیا وہ ادا کرے گی اللہ تعالیٰ کا حق زیادہ ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔ یہ عین قیاس ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن مسائل میں سکوت فرمایا تھا جن کا شریعت میں اصل نہ تھا۔ جس پر قیاس کریں کیونکہ آپ اس آیت کریمہ "فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ"

marfat.com
Marfat.com

۶۸۶۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَجَاءَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَبُوْبَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَاَتَانِيْ وَقَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهٗ عَلَيَّ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ فَقُلْتُ اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ قَالَ فَمَا اَجَابَنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ

کے عموم کے مطابق مامور ہیں جب آپ اولی الابصار سے افضل ہیں اور بَابُ مَنْ شَبَّهَ اَصْلًا مَعْلُوْمًا، اس پر دلالت کرتا ہے۔ قولہ لقولہ بما اراك الله ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ سے استدلال کیا کہ حضور رائے اور عقل سے مسائل بیان نہ فرماتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں قیاس کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے وہ فیصلہ اللہ ہی آپ کو بتاتا تھا لہذا یہ قیاس کے مخالف نہیں۔

قولہ قال ابن مسعود الخ امام بخاری نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تعلیق عنوان میں " لَمْ يُجِبْ ،، کی دلیل ذکر کی ہے کہ جب روح سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب نہ دیا اور جواب نہ دینا سکوت ہے لیکن یہ تعلیق بخاری کے دعویٰ کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ ایسے موضع میں سکوت اس لئے فرماتے تھے کہ ان مسائل کا شریعت میں اصل نہ تھا جس پر قیاس فرماتے لہٰذا ایسے مقامات میں وحی کا نزول ضروری تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۸۶۶ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بیمار ہوگیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدل چلتے ہوئے میری عیادت کرنے تشریف لائے جب میرے پاس آئے تو مجھ پر غشی طاری تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا پھر میرے اوپر پانی ڈالا تو میں ہوش میں آیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! بسا اوقات سفیان بن عیینہ نے کہا ،، میں نے عرض کیا اے رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے مال میں کیسے فیصلہ کروں کہا حضور نے مجھے کچھ جواب نہ دیا، یہاں تک کہ آیت میراث نازل ہوئی۔ (حدیث ۴۲۶۳ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ تَعْلِيمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ
مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ لَيْسَ بِرَأْيٍ وَلَا تَمْثِيلٍ

٦٨٦٧ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا
مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ
اجْتَمِعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے مردوں اور عورتوں کو وہ تعلیم دینا جو اللہ تعالیٰ نے آپکو سکھایا ہے جو رائے اور تمثیل نہ تھی

"اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں سے ہیں جو قیاس نہیں مانتے، حالانکہ ابھی ابھی ہم نے ذکر کیا ہے کہ قیاس اعتبار ہے اور اعتبار مامور بہ ہے جبکہ اعتبار کرنے میں ساری مخلوق سے افضل ہیں تمثیل قیاس ہی ہے اور وہ معلوم حکم کی مثل کو دوسرے معلوم میں ثابت کرنا جبکہ وہ حکم کی علت میں مشترک ہوں۔

٦٨٦٧ — ترجمہ: ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مرد آپ کی حدیثیں سن کر چلے جاتے ہیں اپنی طرف سے ہمارے لئے بھی کوئی دن معین فرمادیں کہ اس دن میں ہم آپ کی

marfat.com

Marfat.com

عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ اِمْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلٰثَةً اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتْ اِمْرَأَةٌ مِنْهُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِثْنَيْنِ قَالَ فَاَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاِثْنَيْنِ وَاِثْنَيْنِ وَاِثْنَيْنِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ ٦٨٦٨ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ

کی خدمت میں حاضر ہوں آپ ہمیں وہ تعلیم دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے فرمایا فلاں فلاں دن فلاں فلاں مقام میں جمع ہو جاؤ وہ جمع ہوئیں تو اُن کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور انہیں وہ سکھایا جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔ پھر فرمایا تم میں سے کوئی عورت نہیں جس نے اپنے سامنے تین بچے بھیجے ہوں مگر وہ اس کے لئے دوزخ سے حجاب ہو جاتے ہیں اُن میں سے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو بھی، یہ اس نے دوبارہ کہا پھر حضور نے فرمایا اور دو بھی، دو بھی، دو بھی۔

٦٨٦٧ شرح : استفسار کرنے والی عورت حدیث میں مبہم ہے، لیکن یہ احتمال ہے کہ اسماء بنت یزید بن سکن ہو۔ قولہ من نفسک من اوقات نفسک تُقَدِّمُ تقدیم سے ہے یعنی قیامت کے دن کی طرف بظاہر یہ حکم عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ چھوٹا بچہ فرط کا حکم رکھتا ہے۔ قیامت میں اسے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو وہ کہے گا جب تک میرا باپ جنت میں داخل نہ ہوگا میں جنت میں نہیں جاؤں گا۔ یہ عام ہے۔ اسی لئے اس کو فرط کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مطہرہ کے تمام احکام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہیں جسے چاہیں کسی حکم کے ساتھ مخصوص کر دیں۔ حدیث ع ۱۰۰ ج : ۱ اور احادیث ع ۱۱۷۹ ج : ۲ اور ع ۱۱۸۱ ج : ۲ کی شرح دیکھیں۔

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِیْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَاتِيَهُمْ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ

باب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد! میری امّت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا اور جنگ کریگا اور وہ علمأ ہیں

مسلم نے ثوبان کے ذریعہ یہی حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میری امّت میں ایک گروہ حق پر غالب رہیں گے جو اُن کو رسوا کرنا چاہے گا وہ انہیں ضرر نہیں پہنچا سکے گا حتّٰی کہ وہ اسی حال میں ہوں گے اور قیامت قائم ہو جائے گی۔ عنوان میں "هُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ" یہ بخاری کا کلام ہے۔ ہوسکتا ہے یہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کلام حدیث میں داخل ہو یہ بھی احتمال ہے کہ "علی الحق" لایزال کی خبر ثانی ہو یعنی میری امّت سے ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا اور حق پر رہیں گے "

۶۸۶۸ — ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میری اُمت سے ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا حتی کہ ان پر اللہ کا امر آجائے (قیامت قائم ہو جائے) اور وہ غالب رہیں گے "

۶۸۶۸ — شرح : اس حدیث میں حُجیتِ اجماع کی دلیل ہے اور قیامت تک مجتہدین سے زمانہ خالی نہ ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم میں عبداللہ ابن عبداللہ بن عمرو کی حدیث اس حدیث کے معارض ہے کہ قیامت شرارتی لوگوں پر قائم ہوگی اور وہ جاہلیت کے کافروں سے زیادہ شرارتی ہوں گے وہ کوئی دعاء اللہ سے نہ مانگیں گے مگر اللہ اس کو مسترد کر دے گا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شرارتی خاص مقام میں ہوں گے اور دوسرے مقام میں حق پر لڑنے والا گروہ ہوگا ان کے مخالفین انہیں کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے چنانچہ ابو امامہ نے مرفوع حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ

marfat.com

Marfat.com

۶۸۶۹ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيٰنَ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللّٰهُ وَلَنْ يَّزَالَ اَمْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مُسْتَقِيْمًا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے ایک گروہ حق کے ساتھ غالب و معاون رہے گا حتیٰ کہ قیامت آجائے گی وہ اسی طرح دشمنوں پر غالب ہوں گے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کہاں ہوں گے فرمایا وہ بیت المقدس اور اس کے نواحی میں ہوں گے (عینی)

اقول : یہ جواب اس تقدیر پر ہے جبکہ غالب طائفہ سے مخصوص لوگ مراد ہوں اور وہ ابدال ہیں جو شام میں ہیں لیکن ترجمۃ الباب اور حدیث کے الفاظ عام ہیں اور وہ اہلِ علم ہیں اس تقدیر پر جواب یہ ہے کہ جن لوگوں پر قیامت قائم ہوگی وہ اس وقت صفحۂ ارض پر موجود ہوں گے اور اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ شام میں ابدال زمین پر ہیں اور اللہ اللہ بھی کرتے ہیں لہٰذا حدیث میں قیامت سے مراد قربِ قیامت ہے یعنی قیامت کے قرب تک غالب رہیں گے اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس کے بعد کسی کا ایمان معتبر نہ ہوگا اور صرف بے ایمان لوگ ہوں گے جن پر قیامت قائم ہوگی ،، واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا میں نے معاویہ بن ابی سفیان کو خطبہ دیتے ہوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین میں سمجھ دے دیتا ہے میں تو صرف قاسم ہوں عطاء اللہ کرتا ہے اس امت کا معاملہ ہمیشہ مستقیم رہے گا یہاں تک کہ قیامت ہوجائے یا فرمایا یہاں تک کہ اللہ کا امر آجائے (حدیث ۶۹ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۶۹ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا

۶۸۷۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ قَالَ هَاتَانِ اَهْوَنُ اَوْ اَيْسَرُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یا تمہیں مختلف گروہ گروہ کردے

۶۸۷۰ — ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آئت کریمہ "فرمادیں اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے نازل ہوئی تو حضور نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے تو حضور نے فرمایا اے اللہ میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں اور جب یہ ارشاد نازل ہوا "یا تمہیں گروہ گروہ کردے جو ایک دوسرے کو عذاب دیں فرمایا یہ آسان ہے یا اَیْسَرُ (راوی کو شک ہے)

۶۸۷۰ — شرح: یعنی تم پر آسمان سے عذاب آئے جیسے قوم لوط پر پتھر برسے تھے جو زمین سے عذاب آئے جیسے قارون کو زمین میں دھنسایا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اوپر کا عذاب بُرے حاکم ہیں اور نیچے کا عذاب بُرے خدمتگار ہیں یا تمہیں مختلف گروہ بنا دے جو باہم لڑتے رہو۔ پہلی دونوں سے حضور نے پناہ مانگی تیسرے کو آسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعاء قبول فرمائی۔ کہ آپ کی امت عذاب سے ہلاک نہ ہوگی اور ان کے مختلف فرقے اور گروہ ہوں گے جو آپس میں جنگ وجدال کرتے رہیں گے اس کو حضور نے آسان فرمایا، کیونکہ اس میں مومن کے لئے کفارہ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَنْ شَبَّهَ اَصْلاً مَعْلُوْمًا بِاَصْلٍ مُبَيَّنٍ قَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ حُكْمَهَا لِيَفْهَمَ السَّائِلُ

۶۸۱۱ــــ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِيْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَاِنِّيْ اَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ فَهَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لَوُرْقًا قَالَ فَاَنّٰى تُرٰى ذٰلِكَ جَاءَهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ وَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهٗ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهٗ فِي الْاِنْتِفَاءِ مِنْهُ

باب جس نے معلوم اصل کو واضح اصل کے ساتھ تشبیہ دی اللہ تعالیٰ نے دونوں کا حکم بیان فرمایا تاکہ سائل سمجھ لے ،، ۶۸۱۱ــــ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میری بیوی نے کالا بچہ جنا ہے اور میں نے اس کا انکار کر دیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں عرض کیا جی ہاں! فرمایا ان کے رنگ کیسے ہیں عرض کیا سُرخ رنگ ہیں فرمایا کیا اُن میں کچھ بھورے بھی ہیں۔ عرض کیا اُن میں بھورے بھی ہیں فرمایا تو کیا گمان کرتا ہے وہ کیسے آیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی رگ نے اس کو کھینچا

marfat.com
Marfat.com

۶۸۷۲ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ اَنْ تَحُجَّ اَفَاَحُجُّ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ حُجِّیْ عَنْھَا اَرَاَیْتِ لَوْ کَانَ عَلٰی اُمِّکِ دَیْنٌ اَکُنْتِ قَاضِیَۃً قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اقْضُوا الَّذِیْ لَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ

فرمایا شاید یہ رگ ہے جس نے اس کو نکالا ہے اور اس کو اپنے نسب سے بچے کے انکار کرنے کی اجازت نہ دی۔

۶۸۷۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے پہلے باب میں قیاس کی مذمت اور کراہت بیان کی ہے یہاں اس کا جواز ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے۔ قیاس کے دو نوع ہیں۔ ایک صحیح جو فنِ اصول میں مذکور قیاس کی تمام شرائط پر مشتمل ہے۔ دوسرا فاسد جو اس کے خلاف ہے۔ مذموم قیاس فاسد ہے۔ صحیح قیاس مامور بہ ہے۔

حَلِّ لغات : عُرَق بضم الواو اَورق کی جمع بمعنی سیاہ سفید (بھورا) عرق رگ

۶۸۷۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا میری والدہ نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہوگئی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ فرمایا ہاں کرسکتی ہو یہ تو بتا اگر تیری ماں پر قرضہ ہوتا کیا تو اس کو ادا کرتی عرض کیا جی ہاں! فرمایا جو اللہ کا قرضہ ہے ادا کرو اس لئے کہ اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔

۶۸۷۲ — شرح : قولہ فَاقْضُوْا الخ اس خطاب میں مرد اور عورتیں داخل ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آدمی کا حق اللہ کے حق پر مقدم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آدمی کا حق اس لئے مقدم ہے کہ وہ محتاج و مفتقر ہے۔ آدمی کے محتاج ہونے کے سبب اس کے حق کی تقدیم وفاء کی احقیت کے منافی نہیں ہے مزنی نے ان دو حدیثوں سے منکرین قیاس پر حجت قائم کی ہے اور کہا ہے پہلے ان دو حدیثوں سے منکرینِ قیاس نے استدلال کیا

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِى اجْتِهَادِ الْقُضَاةِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ

لِقَوْلِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ وَ مَدَحَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الْحِكْمَةِ حِيْنَ يَقْضِىْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا لَا يَتَكَلَّفُ مِنْ قِبَلِهٖ وَمُشَاوَرَةِ الْخُلَفَاءِ وَسُؤَالِهِمْ اَهْلَ الْعِلْمِ

٦٨٧٣ــــ **حَدَّثَنِىْ** شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِى الْحَقِّ وَاٰخَرُ اٰتَاهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِىْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا

ابراہیم نظام داؤد بن علی اور بعض معتزلوں نے قیاس کا انکار کیا لیکن حق یہ ہے کہ امت کا اس پر اتفاق ہے۔ حضرات صحابہ کرام، تابعین عظام اور دنیا کے فقہاء نے قیاس کیا۔ (حدیث ۱۷۴ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق قاضیوں کا اجتہاد کرنا

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کوئی اللہ کے نازل کرنے کے مطابق فیصلے نہ کریں وہ ظالم لوگ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبِ حکمت کی مدح کی جو حکمت سے فیصلہ کرے اور اس کی تعلیم دے اور اپنی طرف سے تکلّف نہ کرے خلفاء کا علماء سے مشورہ کرنا اور اُن سے پوچھنا،،

٦٨٧٣ــــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف دو آدمیوں پر حسد ہے ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس کو حق میں خرچ کرنے

marfat.com
Marfat.com

۶۸۷۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَاَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ اِمْلَاصِ الْمَرْاَةِ وَهِيَ الَّتِيْ يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقِيَ جَنِيْنًا فَقَالَ اَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْئًا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ مَا هُوَ قُلْتُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ فَقَالَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى تَجِيْئَنِيْ بِالْمَخْرَجِ فِيْمَا قُلْتَ فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ مَسْلَمَةَ فَجِئْتُ بِهٖ فَشَهِدَ مَعِيْ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ تَابَعَهٗ ابْنُ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ

مسلط کیا گیا دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے علم دیا وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا ہے۔ (حدیث ۶۸۷۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عورت کے املاص کے متعلق پوچھا (اور یہ وہ عورت ہے جس کے پیٹ پر ضرب ماری جائے اور وہ ناتمام بچہ گرا دے) فرمایا تم میں سے کس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں کچھ سنا ہے۔ میں نے کہا میں نے سنا ہے فرمایا وہ کیا ہے۔ میں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس میں غرہ ہے اور وہ غلام یا لونڈی ہے۔ عمر فاروق نے کہا اسی جگہ رہو گے یہاں تک جو تو نے کہا ہے اس پر شہادت لاؤ پس میں باہر نکلا اور محمد بن مسلمہ کو پایا اور اسی کو ساتھ لے آیا اس نے میرے ساتھ گواہی دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس کی دیت غرہ ہے عبد یا لونڈی ہے۔ ابن ابی زناد نے اپنے باپ عروہ اور مغیرہ سے روایت کرنے میں ہشام ابن عروہ کی روایت کیا۔

۶۸۷۴ — **شرح** : قولہ "ھی التی یضرب بطنھا"، املاص کے معنی میں جملہ معترضہ ہے۔ یعنی وہ عورت

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

۶۸۷۵ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَاْخُذَ اُمَّتِيْ بِاَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَفَارِسَ وَالرُّوْمِ قَالَ وَ مَنِ النَّاسُ اِلَّا اُولٰئِكَ

جس کے پیٹ پر کچھ مارا جائے اور وہ خلقت میں ناتمام بچہ پیٹ سے باہر نکال دے اس کو جنین بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کی دیت غرّہ فرمائی ہے اور وہ غلام یا لونڈی ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث کی روائت میں ایک گواہ کافی ہے۔ ممکن ہے کہ محمد بن مسلمہ کے ساتھ دو گواہ ہوں گے اور مدعی قاضی اور حاکم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ خبر واحد حجت ہے اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ حضرت عمر فاروق نے گواہ کیوں ضروری قرار دیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تاکید کے لئے ہے تاکہ انہیں پورا اطمینان ہو جائے۔ علاوہ ازیں اگر اور بھی ساتھ ہو تو جب بھی یہ خبر واحد ہی ہے۔

حل لغات : املاص ،، ناتمام بچہ پیٹ سے گر جائے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تم پہلے لوگوں کے طریقوں کی ضرور پیروی کرو گے

۶۸۷۵ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میری امت پہلے لوگوں کے

marfat.com
Marfat.com

۶۸۷۶ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بن عبد العزیز قَالَ حَدَّثَنَا ابو عُمَر الصنعانیُّ مِنَ الیمَن عَنْ زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری عن النّبیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قبلکم شِبْرًا شِبْرًا و ذراعًا ذراعًا حتی لَوْ دَخَلُوْا حجر ضبٍّ تبعتمُوْھُمْ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الْیَھُوْدَ وَالنصارٰے قَالَ فَمَنْ

کے طریقوں پر برابر چلنے لگے گی بالشت کے برابر بالشت اور ذراع کے برابر ذراع چلے گی۔ عرض کیا گیا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارس و روم کی مانند فرمایا وہ یہی لوگ تو ہیں۔

۶۸۷۵ شرح : یعنی یہ لوگ جو بالشت و ذراع کی برابری کی مانند ان کی پیروی کریں گے اور وہ فارس و روم کے دو عظیم گروہ ہیں۔ فارس فارسی ہیں ان کا بادشاہ کسریٰ ہے اور روم کا بادشاہ قیصر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ صرف فارس و روم میں منحصر ہیں ؛ چنانچہ حضور نے ارشاد فرمایا لوگ صرف یہی تو ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کے ان دو میں منحصر ہونے سے مراد معلوم متبوع ہیں جو گذر چکے ہیں کیونکہ اس وقت وہی عظیم ملوک تھے اور ان کی رعیت بکثرت تھی اور دور دراز تک ان کی حکومت تھی۔

۶۸۷۶ ترجمہ : ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلے لوگوں کے طریقوں کے برابر ایسی پیروی کرو گے جیسے بالشت بالشت کے برابر ہے اور ذراع ذراع کے برابر ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم ان کی پیروی کرو گے۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ یہود و نصاریٰ ہیں ؟ فرمایا اور کون ؟

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اِثْمِ مَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ اَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً
لِقَوْلِ اللّٰهِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ

۶۸۷۷ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ مِنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ سَنَّ الْقَتْلَ اَوَّلًا

باب اس شخص کو گناہ جو گمراہی کی طرف بلائے یا جس نے بُرا طریقہ نکالا

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اُن لوگوں کے گناہوں کا بوجھ اُٹھائیں گے جنکو علم کے بغیر گمراہ کیا

۶۸۷۷ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جان نہیں جو ظلماً قتل کی جائے مگر آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس کے گناہ سے حصہ ہوگا کیونکہ اوقات سفیان نے کہا "اس کے خون سے" کیونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ جاری کیا۔

۶۸۷۷ — شرح : آدم علیہ السلام کا پہلا بیٹا قابیل تھا جس نے اپنے بھائی ہابیل کو بلاوجہ قتل کیا تھا زمین پر سب سے پہلے یہ قتل ہُوا تھا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ اور رواج نکالے جو شریعت سے متصادم نہ ہو اس کو اس کے اجراء کا

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ الثَّلَاثُوْنَ

بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلٰى اِتِّفَاقِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَمَا اَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَمَا كَانَ بِهَا مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ

ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کے ثواب کے برابر اسے ثواب ملتا رہے گا کسی کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جس نے کوئی بُرا طریقہ وضع کیا اس کو اس کا گناہ ہوگا اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کے گناہ کے برابر اس کو گناہ ہوگا اور کسی کے گناہ سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔

حل لغات : کفل بمعنیٰ حصہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تیسواں (۳۰) پارہ

باب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا اور علماء کے اتفاق پر رغبت دلائی اور جس پر حرمان (مکہ و مدینہ منورہ) نے اتفاق کیا اور جو مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار کے متبرک مقامات ہیں اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

اور مہاجرین و انصار کے متبرک مقامات ہیں اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ اور منبر و قبر میں مذکور ہے "

قولہ ذَکَرَ وحَضَّ یعنی ذکر فرمایا اور رغبت دلائی یہ دو فعل ہیں جو اپنے معمول "علی اتفاقِ اَھلِ عِلم" میں عمل کرنے میں متنازع ہیں جب زمانہ کے علماء کا کسی مسئلہ پہ اتفاق ہو جائے اور اسی پہ فوت ہو جائیں اُن میں سے کسی نے اختلاف نہ کیا ہو وہ اجماع ہے اور اگر صحابہ کرام کا اس میں اختلاف ہو پھر ان کے اقوال میں سے کسی قول پر بعد میں آنے والے نے اتفاق کر لیا ہو تو صحیح یہ ہے کہ یہ اجماع نہیں اور اگر جماعت کے اتفاق کے بعد کسی ایک کی رائے مختلف ہو تو اس اجماع میں اختلاف ہے بعض اس کی رائے کو اجماع میں مؤثر کہتے ہیں بعض کے نزدیک اس کی رائے غیر مؤثر ہے۔ حرماں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہیں۔ شَرَّفَھُمَا اللہُ تعالیٰ" یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس مسئلہ پہ اتفاق کیا اُن کے علاوہ کسی صحابی نے اختلاف نہیں کیا۔ یہ بھی اجماع ہے۔ سحنون نے کہا اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہو تو وہ اجماع نہیں۔ عینی نے ابن بطال سے نقل کیا کہ جس مسئلہ میں مدینہ منورہ کے صحابہ کا اتفاق ہو وہ دوسرے شہروں کے رہنے والوں کے لئے نہ تو نقل کے طور پر حجت ہے اور نہ ہی استنباط کے طور پر حجت ہے (احناف) ابہری نے کہا اہلِ مدینہ منورہ کا اجماع دوسرے شہر والوں کے لئے بطریق نقل حجت ہے اور اجتہاد میں وہ اور دوسرے سب برابر ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ یہی فرماتے ہیں۔

مہلب نے کہا اس باب کے انعقاد سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ مدینہ منورہ کو اللہ تعالیٰ نے دین کے معالم کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور یہ دارِ وحی اور رحمت کے فرشتوں کے نازل ہونے کا مقام ہے۔ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم میمنت سے اس بقعہ کو مقدس کیا اور حضور کی سکونت کا اس کو شرف بخشا اور اس میں حضور کی قبر شریف اور منبر بنایا اور ان دونوں کے درمیان جنت کا باغ رکھا۔ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار کے متبرک مقامات ہیں۔ اسی میں سید کونین کا مصلّی، منبر اور قبر شریف ہے۔ یہ وہ امور ہیں جن کے باعث مدینہ منورہ کو مولیٰ تعالیٰ نے شرف فضیلت سے نوازا ہے۔ شرفہا اللہ تعالیٰ۔

marfat.com
Marfat.com

۶۸۷۸ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَمِیِّ اَنَّ اَعْرَابِیًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِیَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ الْاَعْرَابِیُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقِلْنِیْ بَيْعَتِیْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهٗ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَيْعَتِیْ فَاَبٰى ثُمَّ جَاءَهٗ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَيْعَتِیْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِیُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِیْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا

۶۸۷۸ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کی پھر مدینہ منورہ میں اس کو سخت بخار ہوگیا تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیعت واپس لے لیں۔ حضور نے انکار فرمایا وہ پھر دوبارہ آیا اور کہا میری بیعت واپس لے لیں حضور نے بیعت توڑنے سے انکار فرمایا پھر تیسری بار آیا اور کہا میری بیعت توڑ دیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت توڑنے سے انکار فرمایا وہ باہر چلا گیا تو حضور نے فرمایا مدینہ منورہ آگ کی بھٹی کی طرح ہے کہ اس کے زنگار (میل کچیل) کو دور کرتا ہے اور پاک کو خالص کرتا ہے۔

۶۸۷۸ــــ شرح : اس نادان اعرابی کا خیال تھا کہ مدینہ منورہ میں رہنا بیعت کو لازم ہے اگر بیعت نہ ہو تو مدینہ منورہ سے باہر جا سکتا ہے اور مدینہ منورہ کی ناموافق آب وہوا سے بخار دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ بار بار بیعت توڑنے کا اعادہ کرتا رہا۔ بظاہر حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرتد ہوگیا تھا لیکن ہو سکتا ہے کہ اعرابی کا مقصد مدینہ منورہ کی اقامت ہو؛ کیونکہ وہ بیعت اور اقامت میں ملازمہ خیال کرتا تھا اور حضور سے باہر جانے کی رخصت طلب کرتا تھا اسی لئے

marfat.com

Marfat.com

٦٨٧٩ — حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا كَانَ آخِرُ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِمِنًى لَوْ شَهِدْتَ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقُوْلُ لَوْ مَاتَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَبَايَعْنَا فُلَانًا قَالَ عُمَرُ لَأَقُوْمَنَّ الْعَشِيَّةَ فَأُحَذِّرُ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَغْصِبُوْهُمْ قُلْتُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَيَغْلِبُوْنَ عَلٰى مَجْلِسِكَ فَأَخَافُ أَلَّا يُنْزِلُوْهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَيُطَيِّرُ بِهَا كُلُّ مُطَيِّرٍ فَأَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ دَارَ الْهِجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارتداد کا حکم جاری نہ فرمایا ذہن بھی اسی طرف جاتا ہے کیونکہ اگر وہ مرتد ہوتا تو یا رسول اللہ نہ کہتا معلوم ہوا کہ وہ اسلام میں رہتے ہوئے مدینہ منورہ سے رخصت چاہتا تھا اور بیعت کے اقالہ کے الفاظ کو رخصت کے لئے استعمال کر رہا تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں عبدالرحمٰن بن عوف کو پڑھایا کرتا تھا جب آخری حج کا وقت تھا جو انہوں نے حج کیا (عبدالرحمٰن نے) منیٰ میں کہا کاش کہ

٦٨٧٩ —

میں امیرالمؤمنین کے پاس موجود ہوتا جس وقت ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا فلاں شخص کہتا ہے اگر امیرالمؤمنین فوت ہو گئے تو میں فلاں کی بیعت کروں گا۔ عمر فاروق نے کہا میں آج شام کو خطبہ دوں گا اور ان لوگوں کو ڈراؤں گا جو یہ ارادہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے حق غصب کریں۔ میں نے کہا یہ کام نہ کریں کیونکہ موسم حج چھوٹے چھوٹے اور رذیل لوگوں کو جمع کرتا ہے وہ آپ کی مجلس میں آئیں گے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ آپ کے خطبہ کو صحیح طریقہ پر نہ رکھیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

وَيَحْفَظُوْا مَقَالَتَكَ وَيَنْزِلُوْهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ لَاَقُوْمَنَّ بِهٖ فِيْ اَوَّلِ مَقَامٍ اَقُوْمُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيْمَا اُنْزِلَ اٰيَةُ الرَّجْمِ

۶۸۸۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فَقَالَ بَخٍ بَخٍ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِي الْكَتَّانِ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ وَاِنِّيْ لَاَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور ہر نقل کرنے والا بے سوچے سمجھے نقل کرے گا۔ آپ ذرا ٹھہریں یہاں تک کہ مدینہ منورہ آئیں وہ دار ہجرت اور دار سنّت ہے وہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام مہاجرین و انصار سے آپ ملیں گے وہ آپ کا کلام محفوظ کریں گے اور اس کو اپنے طریقہ پر رکھیں گے عمر فاروق نے کہا اللہ کی قسم! میں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے یہی خطبہ دوں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم مدینہ منورہ آئے تو عمر فاروق نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور حضور پر قرآن نازل کیا اور جو نازل کیا ہوا ہے اس میں رجم کی آیت کریمہ ہے

شرح ۶۸۷۹ : قولہ فلما کان آخر حجۃ حجھا، لما کا جواب محذوف ہے یعنی جس وقت عمر فاروق نے آخری حج کیا تو عبدالرحمٰن بن عوف عمر فاروق سے رخصت ہو کر واپس آئے۔ قولہ بمنیٰ، یہ کنت اقرئی سے متعلق ہے یعنی میں منیٰ میں ان کو تعلیم دیتا تھا۔ قولہ لو شہدت، کلمہ لو تمنی کے لئے ہے اگر شرط کے لئے ہو تو جزاء محذوف ہے۔ یعنی وہ لوگ ایسے امور کا قصد کرتے ہیں جو اُن کے لائق نہیں اور نہ ہی ان کا یہ مرتبہ ہے کہ ان کا اہتمام کر سکیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ظلماً ان کو اپنے قبضہ میں کر لیں اور انہیں غصب کریں۔ (حدیث ۶۴۲۵ ج : ۱۰ کی شرح دیکھیں) حل لغات : رعاع الناس، رذیل لوگ۔ کل مُکَبِّر ہر طرف اڑنے والے

۶۸۸۰ — ترجمہ : محمد بن سیرین نے کہا ہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اُن کے کندھے پر

marfat.com
Marfat.com

اِلٰی حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَيَجِيْئُ الْجَائِیْ فَيَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰی عُنُقِیْ وَيُرٰی اَنِّیْ مَجْنُوْنٌ وَمَا بِیْ مِنْ جُنُوْنٍ مَا بِیْ اِلَّا الْجُوْعُ

۶۸۸۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَشَهِدْتَّ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَنْزِلَتِیْ مِنْهُ مَا شَهِدْتُّهٗ مِنَ الصِّغَرِ فَاَتَی الْعَلَمَ الَّذِیْ عِنْدَ دَارِ كَثِيْرِ ابْنِ الصَّلْتِ فَصَلّٰی

کتان کے دو کپڑے تھے جو سُرخ مٹی (گیری) سے رنگے ہُوئے تھے۔ انہوں نے کتان میں ناک سُنکا اور کہا تعجب ہے کہ ابوہریرہ کتان میں ناک صاف کر رہا ہے میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف اور ام المؤمنین کے حجرۂ شریفہ کے درمیان بیہوش پڑا ہوتا تھا کوئی آنے والا آتا وہ اپنا پاؤں میری گردن پر رکھتا اور گمان کرتا کہ میں مجنون ہوں، حالانکہ مجھے جنون نہ تھا صرف بھوک کی وجہ سے دیوانہ وار گر پڑتا تھا۔

شرح : عنوان سے حدیث کی مطابقت ان الفاظ میں ہے کہ میں منبر شریف جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حجرۂ شریفہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بیہوش گرا ہوتا تھا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ طلب علم کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ کریمہ کا ملازمہ کرنے میں سخت شدت برداشت کرنے پر صبر کرتے تھے اور مدینہ منورہ میں سکونت کرنے کی برکت سے انہوں نے کثیر احادیث یاد کی تھیں۔

۶۸۸۰

حلّ لغات : مُمَشَّقَان ،، گیری سے رنگے ہُوئے کپڑے۔ مشق سرخ مٹی (گیری) تَمَخَّطَ ،، ناک صاف کیا۔ بخ بخ ،، خوشی اور تعجب کے وقت کہا جاتا ہے۔ لاخرّ ،، البتہ میں گر پڑتا تھا۔

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عابس نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کیا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عید میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا جی ہاں! اگر میں حضور کا قریبی نہ ہوتا تو بچپن کے باعث حاضر نہ ہو سکتا۔ حضور اس علم کے پاس تشریف لائے جو کثیر بن صلت

۶۸۸۱

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ اَذَانًا وَلَا اِقَامَةً ثُمَّ اَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ اِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٦٨٨٢ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِي قُبَاءً مَاشِيًا وَّرَاكِبًا

٦٨٨٣ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ادْفِنِّيْ مَعَ صَوَاحِبِيْ وَلَا تَدْفِنِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ

کے گھر کے پاس تھا۔ حضور نے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اذان اور اقامت ذکر نہ کیں پھر صدقہ کا حکم دیا تو عورتیں اپنے کانوں اور گریبانوں کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں۔ حضور نے بلال کو حکم دیا کہ وہ ان عورتوں کے پاس جائیں پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آگئے ، (حدیث ۸۲۵ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

٦٨٨٢ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں پیدل اور سوار تشریف لاتے تھے (حدیث ۱۱۲۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

٦٨٨٣ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن زبیر سے فرمایا مجھے میری سہیلیوں کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتی ہوں کہ میرا تزکیہ کیا جائے۔ ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ وہ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن ہوں۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم۔ راوی نے کہا صحابہ کرام میں سے کوئی انہیں پیغام بھیجتا تو وہ فرماتیں اللہ کی قسم! میں کسی اور کو ترجیح نہ دوں گی۔

marfat.com

Marfat.com

فَإِنِّي أَرَى أَنْ أُزَكِّيَ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ
اِئْذَنِي لِي أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ فَقَالَتْ إِي وَاللّٰهِ قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ
إِذَا أَرْسَلَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا أُوثِرُهُمْ بِأَحَدٍ أَبَدًا

٦٨٨٤ — حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ
ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ ابْنُ
شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَنَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ زَادَ اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ
وَبُعْدُ الْعَوَالِي أَرْبَعَةُ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةٌ

٦٨٨٣ — شرح : قولہ اَنْ اُزَكِّيَ ،، یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہ پسند نہ کیا کہ ان کے متعلق یہ گمان کیا جائے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے بعد صحابہ کرام سے افضل ہیں جبکہ وہ اس خطۂ مقدسہ میں تیسری مدفون ہیں۔ قولہ لَا اُوثِرُهُمْ بِاَحَدٍ اَبَدًا ،، اس عبارت میں قلب ہے۔ اصل عبارت یہ ہے ،، لا اوثرھم احدًا۔ ان کے ساتھ میں اور کو ترجیح نہ دوں گی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عمر فاروق کے واقعہ میں فرمایا میں ان کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ حجرۂ مقدسہ میں اس کے سوا اور کسی کے دفن کی جگہ نہ دی اس کا جواب یہ ہے کہ جو جگہ عمر فاروق کے لئے پسند کی تھی یہ وہ جگہ تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حجرۂ شریفہ میں اور قبر کی گنجائش تھی۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجرہ شریفہ میں مدفون ہوں گے کیا ان کے لئے جگہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حجرہ شریفہ میں تینوں قبور کے علاوہ چوتھی قبر کی جگہ باقی ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہوں گے

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

٦٨٨٤ — عصر کی نماز ادا فرماتے پھر عوالی مدینہ تشریف لاتے، حالانکہ سورج بلند

marfat.com
Marfat.com

۶۸۸۵ — حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَسِمُ ابْنُ مَلِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ وَقَدْ زِيْدَ فِيْهِ سَمِعَ الْقَسِمُ بْنُ مَلِكٍ الْجُعَيْدَ ۔

۶۸۸۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَلِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَلِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِیْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِیْ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ

ہوتا تھا۔ لَیث نے یونس سے بیان کیا کہ عوالی مدینہ منورہ سے تین یا چار میل دُور ہیں۔

۶۸۸۴ — شرح : حدیث کی عنوان سے مناسبت "مَبَاتِی الْعَوَالِیْ" میں ہے کیونکہ حضور کا عوالی میں تشریف لانے کا مدلول یہ ہے کہ عوالی مدینہ منورہ میں حضور کا مشہد ہے۔ عوالی عالیہ کی جمع ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے قریب چند اونچے مواضع ہیں۔

۶۸۸۵ — ترجمہ : سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صاع ایک مُدّ اور تمہارے مُدّ کا تہائی تھا۔ اب اس میں اضافہ کیا گیا ہے

۶۸۸۵ — شرح : یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اہلِ حرمین نے اتفاق کیا تھا۔ وہ مد اور تہائی مدّ ہے یعنی ۱½ مدّ، (حدیث ع — ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۸۸۶ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ان کے ناپ میں برکت فرما اُن کے صاع میں برکت فرما اُن کے مُدّ میں برکت فرما یعنی مدینہ منورہ والوں کے (حدیث ع — ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٦٨٨٧ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَاَةٍ زَنَيَا فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِنْ حَيْثُ تُوْضَعُ الْجَنَائِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

٦٨٨٨ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهٗ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا تَابَعَهٗ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُحُدٍ

٦٨٨٧ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ حضور نے دونوں کے متعلق حکم فرمایا تو ان کو مسجد کے پاس جنازگاہ کے قریب رجم کیا گیا۔ (حدیث ۶۴۳۳ جلد : ۱۰ کی شرح دیکھیں)

٦٨٨٨ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اُحُد ظاہر ہوا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم کیا اور میں مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو حرم قرار دیتا ہوں۔ انس بن مالک کی سہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُحُد میں متابعت کی۔

٦٨٨٨ — شرح : پہاڑ کا محبت کرنا حقیقی بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں زندگی پیدا کر دے اور اس کو ادراک و محبت دے جیسے ستون حنانہ کو ادراک و محبت دی تھی اور وہ حضور کے فراق کو برداشت نہ کر سکا اور بلند آواز سے رونا شروع کیا (حدیث ۲۸۲۳ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٦٨٨٩ — حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ اَنَّهٗ كَانَ بَیْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ مِمَّا یَلِی الْقِبْلَةَ وَبَیْنَ الْمِنْبَرِ مَمَرُّ الشَّاةِ

٦٨٩٠ — حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ

٦٨٩١ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَیْرِیَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَابَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْخَیْلِ فَاُرْسِلَتِ الَّتِیْ اُضْمِرَتْ مِنْهَا وَاَمَدُهَا الْحَفْیَاءُ اِلٰی ثَنِیَّةِ الْوَدَاعِ وَاَنَّ

٦٨٨٩ — ترجمہ : ابوحازم نے سہل سے روایت کی کہ مسجد کی دیوار کے جو قبلہ کو ملتی ہے اور منبر شریف کے درمیان بکری گزرنے کی جگہ تھی۔

(حدیث ۴۷۷ ج : اکی شرح دیکھیں)

٦٨٩٠ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر شریف کے درمیان جنت کے باغات سے ایک باغ ہے اور میرا منبر شریف حوض پر ہے۔

٦٨٩١ — شرح : اس بقعۂ مبارکہ کا حقیقتہً باغ ہونا بھی ممکن ہے اور آخرت میں جنت میں منتقل ہو جائے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس مقدس بقعہ میں عمل کرنا جنت میں دخول کا سبب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ افضل ہے کیونکہ جب اس جگہ کو باقی جگہ پر فضیلت ہے تو اس کے

marfat.com
Marfat.com

لَمْ تُضَمَّرْ اَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ كَانَ فِيْمَنْ سَابَقَ

۶۸۹۲ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى وَابْنُ اِدْرِيْسَ وَابْنُ اَبِيْ غَنِيَّةَ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ماسوا پر بطریق اولیٰ فضیلت ہوگی (حدیث ۱۱۲۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۶۸۹۱ — گھوڑوں کی دوڑ میں مقابلہ کرایا جو گھوڑے مضمر کئے گئے تھے چھوڑے گئے اور اُن کی انتہا حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک تھی اور جو گھوڑے مضمر نہ کئے گئے تھے۔ ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زُریق تک تھی اور عبداللہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے مسابقت میں شرکت کی تھی "

شرح

۶۸۹۱ — : مسابقت گھوڑوں کی دوڑ کرانا، گھوڑے کی تضمیر یہ ہے کہ گھوڑے کو کچھ مدت کے لئے خوب چارہ کھلایا جاتا ہے پھر اس پر جُل ڈال دی جاتی ہے۔ پھر اس کا چارہ آہستہ آہستہ کم کیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا موٹاپن ختم ہوجاتا ہے وہ سخت اور مضبوط ہوجاتا ہے۔ یہ گھوڑا بہت دوڑتا ہے اس کے قوی ہونے کے باعث دوڑنے کی مسافت زیادہ کی اور غیر مضمر گھوڑے کی مسافت اس کے کمزور ہونے کے باعث کم کی۔ کیونکہ وہ مضمر گھوڑے کے میدان میں دوڑنے سے قاصر ہوتا ہے مسابقت میں اللہ تعالیٰ کے کلام " وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ " پر امتثال کرتے ہوئے مضمر اور غیر مضمر گھوڑوں کی دوڑ کرانے میں قوت کی تیاری ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

حلّ لغات : اَمَدٌ، غائت، حفیاء ایک مقام ہے جو ثنیۃ الوداع سے پانچ چھ میل پر ہے۔ ثنیۃ الوداع ایک گھاٹی ہے۔ جہاں تک لوگ باہر جانے والے کو الوداع کہنے کے لئے جاتے تھے۔ (حدیث ۴۱۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر

۶۸۹۲ — شریف پر عمر فاروق سے سُنا۔

marfat.com
Marfat.com

۶۸۹۳ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمٰنَ بْنَ عَفَّانَ خَطِيْبًا عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۹۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ اَنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدْ كَانَ يُوْضَعُ لِيْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْمِرْكَنُ فَنَشْرَعُ فِيْهِ جَمِيْعًا

۶۸۹۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ اَنَسٍ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْاَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ فِيْ دَارِيَ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْا عَلٰى اَحْيَاءٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ

۶۸۹۲ — شرح : اس حدیث میں صرف ان الفاظ پر اقتصار کیا ہے، کیونکہ اتنی مقدار کی ضرورت تھی اور وہ منبر کا تذکرہ ہے (حدیث ۶۱۳۰ ج ۸ کی شرح دیکھیں)

۶۸۹۳ — ترجمہ : سائب بن یزید نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر حضرت عثمان غنی سے خطبہ سنا۔ (منبر کے لفظ کے لئے حدیث میں اس مقدار پر اقتصار کیا)

۶۸۹۴ — ترجمہ : عروہ نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے لئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ بڑا برتن رکھا جاتا تھا، ہم اس میں اکٹھے غسل شروع کرتے تھے (حدیث ۲۴۹ ۱۹۲ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۹۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں انصار اور

marfat.com

Marfat.com

٦٨٩٦ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْكُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا
بُرَيْدٌ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَنِىْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ
فَقَالَ لِىْ اِنْطَلِقْ اِلَى الْمَنْزِلِ فَاَسْقِيَكَ فِىْ قَدَحٍ شَرِبَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّىَ فِىْ مَسْجِدٍ صَلّٰى فِيْهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَاَسْقَانِىْ سَوِيْقًا وَاَطْعَمَنِىْ تَمْرًا وَصَلَّيْتُ فِىْ مَسْجِدِهٖ

٦٨٩٧ــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ
الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عِكْرِمَةُ قَالَ حَدَّثَنِىْ
ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ حَدَّثَهٗ قَالَ حَدَّثَنِىْ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اَتَانِىَ اللَّيْلَةَ اٰتٍ مِنْ رَّبِّىْ وَهُوَ بِالْعَقِيْقِ اَنْ صَلِّ فِىْ هٰذَا

قریش کے درمیان بھائی چارہ کروایا اور ایک مہینہ قنوت پڑھی جس میں بنی سلیم کے قبیلوں پر بد دعا فرماتے تھے

شرح ٦٨٩٥ــــ : حَالَفَ مُحَالَفَہ سے ہے یہ لوگوں کے درمیان اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا معاہدہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے : لَاحِلْفَ فِى الْاِسْلَامِ ،، اسلام میں عقد حلف جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ قتل وغارت پر ایک دوسرے کی موافقت کرنے کا عہد کیا جاتا تھا۔ اسلام میں اس سے منع فرمایا ہے۔ بھائی چارہ اور شئی ہے (حدیث ۲۱۴۸ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ ٦٨٩٦ــــ : ابو بردہ نے کہا میں مدینہ منورہ آیا تو مجھے عبد اللہ بن سلام ملے اور کہا گھر چلو میں تمہیں اس پیالہ میں پانی پلاتا ہوں جس میں جناب رسول اللہ نے پانی پیا تھا اور اس مسجد میں نماز پڑھو گے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی تھی۔ میں اُن کے ساتھ چلا تو اُنہوں نے مجھے ستو پلائے اور کھجور کھلائے اور میں نے اس کی مسجد میں نماز ادا کی۔

ترجمہ ٦٨٩٧ــــ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی کہ آج رات میرے پاس

marfat.com
Marfat.com

الْوَادِی الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ وَّحَجَّةٌ وَقَالَ هَارُوْنُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عُمْرَةٌ فِیْ حَجَّةٍ

۶۸۹۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَقَّتَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْنًا لِاَهْلِ نَجْدٍ وَالْجُحْفَةَ لِاَهْلِ الشَّامِ وَذَا الْحُلَيْفَةِ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَذُكِرَ الْعِرَاقُ فَقَالَ لَمْ تَكُنْ عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ

میرے رب کی طرف سے کوئی آنے والا آیا جبکہ آپ عقیق مقام میں تھے کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیں اور فرمائیں عمرہ اور حج کی نیت کرتا ہوں۔ ہارون بن اسماعیل نے کہا ہم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حج میں عمرہ روائت کیا ہے (حدیث ۱۴۴۴ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۸۹۸ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لئے قرن شامیوں کے لئے جحفہ اہل مدینہ منورہ کے لئے ذوالحلیفہ میقات مقرر کئے اور کہا یہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل یمن کے لئے یلملم ہے۔ عراق ذکر کیا گیا تو فرمایا اس وقت عراق نہ تھا

۶۸۹۸ — شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام عادل اور ہدایت کے ستارے تھے اور "بَلَغَنِیْ" میں اگرچہ مجہول سے روائت ہے لیکن اس میں قدح نہیں کیونکہ ابن عمر دوسرے صحابی سے روائت کرتے ہیں اور صحابہ تمام عادل ہیں۔ عراق کے لئے میقات مقرر نہیں کیا کیونکہ لوگ اس وقت مسلمان نہ تھے اور عراق کسریٰ کے قبضہ میں تھا۔ حج سات ہجری میں فرض ہوا تھا اور دس ہجری میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تھا حج کی فرضیت اور حجۃ الوداع کے درمیان چار برس کی مدت ہے اس وقت شام وغیرہ کے بلاد

marfat.com

Marfat.com

۶۸۹۹ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اُرِیَ وَهُوَ فِیْ مُعَرَّسِهٖ بِذِی الْحُلَيْفَةِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ

۶۹۰۰ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

اسلام میں داخل ہو چکے تھے اس لئے ان کا میقات جحفہ معین کیا تھا۔

۶۸۹۹ ـــ ترجمہ: سالم بن عبداللہ اپنے والد سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور کو خواب میں دکھایا گیا جبکہ آپ ذوالحلیفہ میں آخر رات آرام فرما تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ مبارک وادی میں ہیں۔ (معرس وہ مقام ہے جہاں آخر رات کو آرام فرماتے تھے) (حدیث ۱۴۴۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ بات تمہارے ہاتھ میں نہیں

"یعنی لوگوں کے معاملات اور ان میں فیصلے کرنا صرف میرے قبضۂ قدرت میں ہیں میں جیسے چاہوں کرتا ہوں۔ کافروں کی توبہ قبول کروں یا دیناؤ آخرت میں عذاب دوں سب میرے اختیار میں ہے" اس باب کو کتاب الاعتصام میں اس وجہ سے داخل کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور قبائل پر بددعاء فرمائی تھی کیونکہ انہوں نے ایمان کا یقین نہ کیا تھا تاکہ اللہ کی لعنت سے بچ جائے۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ" کے معنی اور اس آیت کریمہ وَلَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَاءُ" کے معنی واحد ہیں یعنی کافروں کو بالفعل ہدایت دینا آپ کے ذمہ نہیں لیکن اللہ جسے چاہے منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ آپ کے ذمہ صرف ان کی راہنمائی ہے۔ ان کو مطلوب تک

marfat.com
Marfat.com

اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَرَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكُوْعِ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا وَقَوْلِهٖ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتَابِ الْاٰيَةَ

۶۹۰۱ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

پہنچانا ہمارے ذمہ ہے۔ عنوان کی آیت میں دلالتِ موصولہ کی نفی ہے۔

اس آیت کریمہ کی مفصل شرح تفہیم البخاری جلد دوئم کے صفحہ ۷۱۵، ۱۴۹ پر اور حدیث ۳۸۱۰ ج ۶ کی شرح بھی دیکھیں۔

۶۹۰۰ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز میں یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ اپنا سر مبارک رکوع سے اٹھایا اور فرمایا "اے اللہ آخرت میں تیری ہی حمد و ثناء ہے۔ پھر فرمایا اے اللہ! فلاں، فلاں پر لعنت فرما تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ نازل فرمائی یہ بات تمہارے ہاتھ میں نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں (حدیث ۳۸۱۰ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اہلِ کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر اس طریقہ سے جو احسن ہے

۶۹۰۱ ترجمہ : زہری سے روایت ہے کہ علی بن حسین نے خبر سنائی کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے

marfat.com
Marfat.com

ح وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِیْرٍ عَنْ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَلِیُّ ابْنُ حُسَیْنٍ اَنَّ حُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَرَقَہٗ وَفَاطِمَۃَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا تُصَلُّوْنَ قَالَ عَلِیٌّ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَنْفُسَنَا بِیَدِ اللّٰہِ فَاِذَا شَآءَ اَنْ یَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَالَ لَہٗ ذٰلِکَ وَلَمْ یَرْجِعْ اِلَیْہِ شَیْئًا ثُمَّ سَمِعْتُہٗ وَھُوَ مُدْبِرٌ یَضْرِبُ فَخِذَہٗ وَھُوَ یَقُوْلُ وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ مَا اَتَاکَ لَیْلًا فَھُوَ طَارِقٌ وَیُقَالُ اَلطَّارِقُ النَّجْمُ وَالثَّاقِبُ الْمُضِیْءُ یُقَالُ اَثْقِبْ نَارَکَ لِلْمُوْقِدِ

بیان کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ان کے پاس اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے تو اُن سے فرمایا کیا تم نماز نہیں پڑھتے ہو حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری روحیں اللہ کے دستِ قدرت میں ہیں جب ہمیں اُٹھانا چاہے گا ہم اُٹھیں گے جس وقت حضرت علی نے یہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے اور انہیں کچھ جواب نہ دیا پھر آپ سے سُنا جب کہ پشت پھیر کر تشریف لے جا رہے تھے۔ اس حال میں کہ ران شریف پر ہاتھ مارتے ہوئے فرماتے تھے۔ انسان بہت جھگڑا کرتا ہے۔

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز کی رغبت دلائی کہ اُٹھ کر نماز پڑھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قضاؤ قدرت کے اعتبار سے جواب دیا۔ علماء کا کہنا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا فوری جواب سن کر تعجب کرتے ہوئے اپنی ران شریف

۶۹۰۱

marfat.com
Marfat.com

۶۹۰۲ — **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ
اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا اِلٰى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ
الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ
الْيَهُوْدِ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ اُرِيْدُ
اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ اُرِيْدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ اِعْلَمُوْا
اَنَّمَا الْاَرْضُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ
الْاَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَاِلَّا فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا

پر ہاتھ مارا تھا۔ اس سے اثنا عشریہ کا ماتم کے جواز پر استدلال کرنا بغیر محل ہے کہ ماتم میں تعجب نہیں ہوتا افسوس ہوتا ہے اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اولیٰ فعل ترک کیا تھا اگرچہ جو انہوں نے توجیہہ بیان کی تھی صحیح تھی اسی لئے حضور نے آئت کریمہ تلاوت فرمائی اور ان کو نماز پڑھنے پر مجبور نہیں کیا تھا۔ اگر حضرت علی حضور کے ارشاد پر عمل کرتے اور نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے تو اچھا تھا اس سے واضح ہوتا ہے کہ فعل یا قول سے دفاع کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور کے ارشاد پر عمل کیا ہو، کیونکہ حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ حضرت علی نے نماز نہ پڑھی تھی۔ انہوں نے صرف نیند کے غلبہ کے باعث ترکِ قیام سے عذر خواہی کی تھی اور یہ ممتنع نہیں کہ حضور کی مراجعت کے بعد نماز پڑھی ہو کیونکہ حدیث میں اس کی نفی نہیں۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ غافل کو یاد دلانا مشروع ہے کیونکہ غفلت انسان کی طبعی امر ہے۔ قولہ قال ابو عبد اللہ الخ بخاری نے کہا کہا جاتا ہے جو رات تیرے پاس آئے وہ طارق ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طارق ستارہ ہے ثاقب کے معنیٰ ہیں روشنی کرنے والا۔ آگ سلگانے والے کو کہا جاتا ہے۔ اَثْقِبْ نَارَکَ آگ روشن کر دو۔ **وضاحت** : طرقہ کے دراصل معنیٰ یہ ہیں وہ رات آیا۔ دراصل طروق طرق بمعنیٰ کھٹکھٹانا۔ رات آنے والے کو طارق اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دروازہ کھٹکھٹانے کا محتاج ہے۔

marfat.com

Marfat.com

الْاَرْضُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ

بَابُ قَوْلِهٖ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَمَا اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ وَهُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ

۶۹۰۲ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم مسجد میں تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا یہودیوں کے پاس چلو ہم آپ کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ بیت المدراس آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے پھر ان کو آواز دی اور فرمایا اے یہودیوں کی جماعت مسلمان ہو جاؤ سلامتی سے رہو گے انہوں نے کہا اے ابا القاسم آپ نے تبلیغ کر دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں یہی چاہتا تھا مسلمان ہو جاؤ سلامتی سے رہو گے انہوں نے کہا اے ابا القاسم آپ نے پہنچا دیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یہی چاہتا تھا۔ پھر تیسری بار فرمایا اور فرمایا یقین کرو زمین صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس زمین سے جلاوطن کروں تم میں سے جو کوئی اپنے مال کے بدلہ کوئی شئی پاتا ہے تو وہ اس کو فروخت کر دے ورنہ یقین کرو زمین صرف اللہ اور اس کے رسول کی ہے

۶۹۰۲ شرح : اس حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو تبلیغ کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے کہا آپ نے پہنچا دیا ہے انہوں نے حضور کی طاعت پر یقین نہ کیا تو آپ نے بار بار انہیں تبلیغ کی یہ اچھا محاورہ ہے۔ بیت المدراس یہودیوں کا مدرسہ ہے جہاں وہ تورات پڑھا کرتے تھے۔ (حدیث ۲۹۵۵ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اسی طرح ہم نے تمکو عادل امت بنایا

اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا اور وہ علماء ہیں

جماعت سے مراد ہر زمانہ میں اہل حل وعقد ہیں۔ امام کرمانی نے کہا جماعت کو لازم پکڑنے کا مقتضیٰ یہ ہے کہ مکلف کو لازم ہے کہ اس کی پیروی کرے جس پر مجتہدین کا اتفاق ہے۔ اہل علم سے یہی مراد ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

۶۹۰۳ــــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ قَالَ الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْصَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُجَاءُ بِنُوْحٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیُقَالُ لَهٗ هَلْ بَلَّغْتَ فَیَقُوْلُ نَعَمْ یَارَبِّ فَتُسْئَلُ اُمَّتُهٗ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَیَقُوْلُوْنَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِیْرٍ فَیُقَالُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَیَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا قَالَ عَدْلًا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

۶۹۰۳ــــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز "نوح علیہ السلام" کو لایا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا کیا تم نے تبلیغ کی ہے ؟ وہ کہیں گے جی ہاں ! اے ہمارے پروردگار! پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کیا تمہیں تبلیغ کی ہے وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ فرمائے گا، اے نوح ! تمہارے گواہ کون ہیں ؟ وہ کہیں گے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت میرے گواہ ہیں پھر تمہیں لایا جائے گا اور تم "نوح کے حق میں" گواہی دو گے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا اور اسی طرح ہم نے تمہیں عادل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔ اور رسول "صلی اللہ علیہ وسلم" تم پر گواہ ہوں گے۔ جعفر بن عون نے کہا ہم سے اعمش نے ابوصالح اور ابوسعید خدری کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی" (حدیث ۳۱۲۴ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلَافَ
الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ فَحُكْمُهُ مَرْدُوْدٌ لِقَوْلِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

۶۹۰ ـــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ
عَبْدِ الْمَجِيْدِ ابْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ
ابْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِيْ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ وَاسْتَعْمَلَهُ
عَلٰى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ
تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ
بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلُوْا
وَلٰكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ بِيْعُوْا هٰذَا وَاشْتَرُوْا بِثَمَنِهِ مِنْ هٰذَا وَكَذٰلِكَ
الْمِيْزَانُ

باب جس وقت عامل یا حاکم اجتہاد کرے اور حکم میں خطاء کرے اور جہالت کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خلاف کرے اس کا حکم مردود ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو کوئی ایسا عمل کرے جس میں ہمارا حکم نہیں وہ عمل مردود ہے"

شرح الباب : جب حاکم حکم میں اجتہاد کرے اور وہ صحیح ہو تو اس کو دوگنا ثواب حاصل ہے اگر حکم

marfat.com
Marfat.com

بَابُ اَجْرِ الْحَاكِمِ اِذَا اجْتَهَدَ فَاَصَابَ اَوْ اَخْطَأَ

۶۹۰۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ قَيْسٍ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ قَالَ فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَبَا بَكْرِ ابْنَ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

میں خطاء کرے تو اسے ایک ثواب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مخطی کو ثواب کس لئے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اصابت کا متلاشی تھا۔ اس کو طلب ثواب پر اجر ملتا ہے خطاء پر نہیں۔ ابن منذر نے کہا حاکم اگر حکم میں خطاء کرے تو اس کو ثواب حاصل ہوگا جبکہ اجتہاد کا علم رکھتا ہو اور اجتہاد کرنے میں غلطی کر جائے اور جب عالم نہ ہو تو کچھ ثواب نہ ہوگا۔ **۶۹۰۴** — ترجمہ: ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی سامان کے ایک شخص کو خیبر کا حاکم بنا کر بھیجا وہ بہت عمدہ کھجور لایا تو اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا خیبر کے تمام کھجور ایسے ہی ہیں؟ اس نے کہا واللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کھجور ایسے نہیں ہیں لیکن ہم دو کھجور کے دو صاع کے بدلہ اس کا ایک صاع خریدتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہ کرو لیکن برابر کر دان کو بیچ کر ان کے داموں سے اچھے خرید لیا کرو۔ وزنی اشیاء کی خرید و فروخت اسی طرح کیا کرو۔

۶۹۰۴ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۲۰۶۳ ج ۳۰ میں "وکذالک المیزان" مذکور نہیں حالانکہ وہ یہی حدیث ہے اس کا معنی کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وزنی اشیاء کا وہی حکم ہے جو ناپ والی اشیاء کا حکم ہے۔ وزنی اشیاء میں بھی تفاضل جائز نہیں ان میں بھی ردی کھجوروں کو بیچ کر عمدہ خرید کریں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ردی اور عمدہ کھجوریں جنسیں مختلف ہیں جنیب عمدہ کھجوریں اور "جمع" ردی کھجوریں ہیں۔ اصمعی نے کہا جس قسم کی کھجور کا نام معلوم نہ ہو اس کو "جمع" کہتے ہیں۔ فراء نے کہا مختلف اجناس کی ملی جلی کھجوروں کو جمع کہا جاتا ہے

(۱) حدیث ۲۰۶۳ ج ۲ کا مشرح دیکھو

Marfat.com

بَابُ الْحُجَّةِ عَلٰى مَنْ قَالَ اِنَّ اَحْكَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ ظَاهِرَةً وَمَا كَانَ يَغِيْبُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمُوْرِ الْاِسْلَامِ

باب۔ حاکم کو ثواب جب وہ اجتہاد سے فیصلہ کرے صحیح کرے یا خطاء کرے"

۶۹۰۵ ترجمہ : عَمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب حاکم فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچے تو اسے دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور خطاء کرے تو اسے صرف ثواب ہے۔ راوی نے کہا میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عمرو بن حزم سے بیان کی تو انہوں نے کہا اسی طرح مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی اور عبدالعزیز بن مطلب نے عبداللہ بن ابی بکر اور ابوسلمہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بیان کیا۔

باب اس شخص پر حجت و دلیل جو کہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ظاہر تھے اور بعض صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محافل سے غائب اور امورِ اسلام کے مکمل واقف نہ تھے"

شرح : یعنی بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے محافل طیبہ سے غائب ہوتے تھے اور جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال تکلیفہ اُن سے رہ جاتے تھے تو انہی احوال پر ہمیشہ قائم رہتے تھے جن پر وہ مطلع تھے اور ناسخ وغیرہ پر مطلع نہ ہونے کے باعث منسوخ پر عمل پیرا رہتے تھے پھر ایک دوسرے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اخذ کرتے تھے : چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے استیذان کے مسئلہ میں ابوموسیٰ اشعری کی طرف رجوع کیا۔ علی ہذا القیاس کثیر مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اس باب میں رافضیوں اور خارجیوں کا رد ہے۔ وہ کہتے ہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور سنتیں نقل متواتر سے منقول ہیں اور جو نقل متواتر سے منقول نہیں اس پر عمل واجب نہیں اس پر عمل واجب نہیں۔ اُن کا

۶۹۰۵ شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ باب میں ثواب کی مقدار اور کیفیت کی اجتہاد کے صحیح اور خطاء ہونے کے اعتبار سے ہے اور یہی حدیث ہے لیکن وہ نفس الامر کے مطابق ہے اور یہ نفس الامر کے موافق نہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد میں کبھی خطاء بھی کرجاتا ہے اور اس کی وضاحت کردی گئی ہے۔ اصابت کے معنی یہ ہیں کہ اس نے اپنے گمان میں کہا یا حکم نفس الامر کے مطابق ہے یا نہیں کہ نفس الامر کی تفصیل کتب اصول میں ہے۔

marfat.com
Marfat.com

٦٩٠٦ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ اَبُوْمُوْسٰى عَلٰى عُمَرَ فَكَاَنَّهٗ وَجَدَهٗ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ اَلَمْ اَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ اِئْذَنُوْا لَهٗ فَدُعِيَ لَهٗ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ اِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا قَالَ فَأْتِنِيْ عَلٰى هٰذَا بِبَيِّنَةٍ اَوْلَاَفْعَلَنَّ بِكَ فَانْطَلَقَ اِلٰى مَجْلِسٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ اِلَّا اَصْغَرُنَا فَقَامَ اَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ قَدْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهٰذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هٰذَا مِنْ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْهَانِيْ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ

یہ زعم فاسد ہے کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے مسائل اخذ کرتے تھے اور بعض کسی سے مرفوع منقول روائت پر عمل کرتے تھے اور اخبار احاد کے ذریعہ عمل کے قول پر اجماع منعقد ہے۔

٦٩٠٦ــ ترجمہ : عُبَید بن عمیر سے روائت ہے کہ ابوموسیٰ اشعری نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی اور عمر فاروق کو کسی کام میں مشغول پاکر واپس چلے گئے عمر فاروق نے فرمایا کیا میں نے عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سُنی ؟ انہیں اجازت دے دو؛ چنانچہ انہیں بلایا گیا تو عمر فاروق نے فرمایا ایسا تم نے کیوں کیا ہے ؟ واپس کیوں چلے گئے " ابوموسیٰ نے کہا ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا اس پہ کوئی گواہ پیش کرو" کہ تمہیں یہی حکم دیا گیا ہے" ورنہ میں تمہارے ساتھ ایسا ایسا کروں گا " عذاب دوں گا "، ابوموسیٰ انصار کی مجالس میں گئے تو انہوں نے کہا اس کے ہمارے چھوٹے چھوٹے لوگ گواہ ہیں؛ چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے" جو ابوموسیٰ نے کہا ہے "، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مخفی رہا ہے۔ مجھے منڈیوں میں تجارت نے مشغول کر رکھا تھا "

marfat.com
Marfat.com

۶۹۰۷ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنَ الْأَعْرَجِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللهُ الْمَوْعِدُ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا أَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَنْ يَبْسُطُ رِدَاءَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي ثُمَّ يَقْبِضُهُ فَلَمْ

شرح ۶۹۰۶ — : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اجازت لینے کا مسئلہ مخفی رہا حتی کہ ابو موسیٰ اشعری کی طرف رجوع کرنا پڑا معلوم ہوا کہ خبر واحد معمول بہ ہے اور بعض سنن بعض جلیل القدر صحابہ پر مخفی رہ جاتی تھیں اور جو حضور کی مجلس میں ہوتے تھے وہ ان تک مسائل پہنچاتے تھے جو غائب ہوتے تھے اور غائب ان کی خبر قبول کر لیتے تھے اور اس پر اعتماد کر کے عمل کرتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا استیذان کے مسئلہ پر گواہ طلب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خبر واحد کو حجت نہیں جانتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہی تو حجت و دلیل ہے کیونکہ ابو سعید خدری کی خبر ملنے سے خبر واحد ہی رہتی تھی متواتر نہ ہوئی تھی نیز یہ منقول ہے کہ حضرت عمر فاروق سے کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین اس طرح صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عذاب نہ کیا کرو تو انہوں نے کہا میں خبر کی توثیق چاہتا ہوں۔ اس سے واضح ہے کہ وہ خبر واحد پر عمل کو جائز کہتے تھے۔ (حدیث ۶۷۵۸ ع ۹ ج کی شرح دیکھیں)

۶۹۰۷ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم خیال کرتے ہو کہ ابو ہریرہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں ذکر کرتا ہے۔ اللہ کے حضور جانا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

يَنْسَ شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّيْ فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ

بَابُ مَنْ رَأَى تَرْكَ النَّكِيْرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۹۰۸ — حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ

میں مسکین آدمی تھا۔ پیٹ بھر کر کھانے پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود رہتا تھا۔ مہاجرین کو منڈیوں میں تجارت مشغول رکھتی تھی اور انصار کو اپنے مالوں پر قائم رکھنے نے مشغول رکھا تھا۔ ایک دن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضور نے فرمایا جو کوئی اپنی چادر پھیلائے رکھے یہاں تک کہ میں اپنا کلام پورا کرلوں پھر اس کو اکٹھا کرلے جو کچھ اُس نے مجھ سے سُنا ہوگا اس کو ہرگز نہ بھولے گا میں نے اپنی چادر پھیلادی۔ اللہ کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے جو شئ آپ سے سُنی تھی اس کو نہیں بھولا۔

۶۹۰۷ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کی خبر دی جن سے کثیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم غائب تھے جب ان کو ابوہریرہ نے خبر دی تو انہوں نے اسے قبول کیا اور اس پر عمل کیا معلوم ہُوا کہ خبر واحد مقبول ہے اور معمول بہ ہے۔ اس حدیث میں ان لوگوں پر حجت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخبار پر عمل کرنے کے لئے تواتر سے منقول شرط قرار دیتے ہیں۔ قولہ واللہ الموعد الخ یہ جملہ معترضہ ہے اس سے مراد قیامت کا دن ہے یعنی قیامت کے دن ظاہر ہوجائے گا کہ مجھ پر انکار کرنے میں تم حق پر تھے یا زیادہ حدیثیں بیان کرنے میں میں حق پر تھا۔ قولہ علی اموالہم۔ یعنی انصار کھیتی باڑی میں مصروف رہتے تھے۔ اموال سے مراد کھیتی باڑی ہے (حدیث ۱۹۲۱ ع ج ۲۰ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

ابْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ قَالَ رَاَیْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَحْلِفُ بِاللّٰہِ اَنَّ ابْنَ الصَّائِدِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰہِ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ عُمَرَ یَحْلِفُ عَلٰی ذٰلِکَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یُنْکِرْہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

باب جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ترک کرنے کو حجّت اور دلیل خیال کیا،

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی کا انکار ترک کرنا حجت نہیں

۶۹۰۸ — ترجمہ : محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ کو دیکھا کہ وہ اللہ کی قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد دجّال ہے۔ میں نے کہا تم اللہ کی قسم کھاتے ہو۔ انہوں نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس پر کھاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہ کیا۔

۶۹۰۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روائت میں ہے کہ عمر فاروق نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے مہلت دیں میں ابنِ صیاد کی گردن اُڑاتا ہوں تو حضور نے فرمایا۔ اگر یہ دجال ہی ہے تو اس پر تم مسلط نہیں ہو سکتے۔ اگر یہ دجال نہیں تو تمہارے لئے اس کو قتل کرنے میں خیر نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابنِ صیاد کے بارے میں شک کرتے تھے اور حتمی طور پر اس کو دجّال نہیں کہا۔ اس کا جواب یہ ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شریف اگرچہ معرضِ شک میں ہے لیکن کبھی اس سے یقین مراد ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل باطل ہو جائیں گے،، حالانکہ اللہ کے علم میں ہے کہ حضور سے شرک ہونا محال ہے یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرب کے محاورات کے مطابق مذکور ہے وہ اپنے مقالات میں اس طرح کلام کرتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ الْاَحْكَامِ الَّتِیْ تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ وَكَيْفَ مَعْنَى الدَّلَالَةِ وَتَفْسِيْرُهَا وَقَدْ اَخْبَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَ الْخَيْلِ وَغَيْرِهَا ثُمَّ سُئِلَ عَنِ الْحُمُرِ فَدَلَّهُمْ عَلٰى قَوْلِهٖ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا اٰكُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ وَاُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِاَنَّهٗ لَيْسَ بِحَرَامٍ

باب جو احکام دلائل سے پہچانے جاتے ہیں۔ دلالت کا معنی اور تفسیر کیا ہی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے اور اس کے غیر کے حکم کی خبر دی پھر گدھوں سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے اس آیت کریمہ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ،، کی طرف ان کی رہنمائی کی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا میں اسے نہ کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی اس سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ گوہ حرام نہیں۔

شرح : دلائل ملازماتِ شرعیہ اور عقلیہ ہیں۔ ابن حاجب نے کہا صحیح ادلہ جن پر اتفاق ہے پانچ ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع، قیاس اور استدلال۔ استدلال کی صورت یہ ہے کہ ملزوم کا ثبوت شرعاً یا عقلاً معلوم ہو جائے تو اس کے لازم کا ثبوت شرعاً اور عقلاً معلوم ہو جاتا ہے۔ دلالت کے معنی یہ ہیں جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو خاص کا حکم اور وہ گدھے ہیں عام کے حکم کے تحت داخل ہے اور وہ ،، فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ،، ہے کیونکہ جو کوئی ان کو اللہ کی راہ میں باندھے رکھے وہ خیر کا عامل ہے وہ خیر کی جزاء دیکھ لے گا اور جو فخر و ریاء کے لئے باندھتا ہے وہ شر کا عامل ہے وہ اس کی جزاء دیکھ

marfat.com
Marfat.com

۶۹۰۹ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخَيْلُ لِثَلٰثَةٍ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِيْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا ذٰلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهٗ وَلَوْ اَنَّهَا بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَسْقِيَ بِهٖ كَانَ ذٰلِكَ

لے گا۔ دلالت کی تفسیر یہ ہے جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس عورت کو تعلیم دینا جس نے طہارت کی کیفیت سے سوال کیا تھا کہ روئی کو خوشبو سے تر کر کے خون کے مواضع پر لگائے،، قولہ سُئِلَ الخ اس میں سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گوہ کھانے والوں کو دیکھ کر خاموش رہنا اس کے حلال ہونے پر دلالت کرتا ہے جب تک کوئی قرینہ نہ پایا جائے جو اس کے خلاف ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ گوہ کھانا حرام نہیں کیونکہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی جبکہ حضور موجود تھے اور آپ نے منع نہ فرمایا، لیکن ہم کہتے ہیں، سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گوہ نہیں کھاتا ہوں یہ گوہ کھانے کے عدم جواز کا قرینہ ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،، وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ،، اور لوگوں پر خبیث جانور حرام کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ گوہ خبیث جانور ہے، کیونکہ طبیعت اس کو پسند نہیں کرتی اسی لئے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ نزول آیت سے قبل ہو۔ نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس وقت کھانے والے شدتِ بھوک کے باعث گوہ کھانے پر مجبور رہوں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۹۰۹ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑا تین شخص کیلئے ہے کسی کے لئے ثواب کا موجب ہے اور کسی کے لئے پردہ پوشی کا

marfat.com
Marfat.com

حَسَنَاتٍ لَهٗ وَهِیَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّیًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ یَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِیْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِیَ لَهٗ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَّرِیَاءً فَهِیَ عَلٰی ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیَّ فِیْهَا اِلَّا هٰذِهِ الْاٰیَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ

کا سبب ہے اور کسی کے لئے گناہ کا سبب ہے۔ ثواب کا موجب اس شخص کے لئے ہے جس نے اسے اللہ کی راہ میں باندھا اور اس کی رسّی چراگاہ یا باغ میں لمبی کردی جس قدر وہ چراگاہ یا باغ میں چارہ کھائے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر اس کی رسّی ٹوٹ ... جائے اور وہ ایک یا دو بلندیاں دوڑ جائے تو اس کے قدموں کے آثار اور اس کی لید اس شخص کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ نہر کے پاس سے گزرے اور اس سے پانی پیئے حالانکہ اس کا پانی پینے کا ارادہ نہیں تھا یہ اس کی نیکیاں ہوں گی پس یہ گھوڑا اس کے ثواب کا موجب ہے اور جس شخص نے اس کو مال داری کی وجہ سے اور لوگوں سے سوال سے بچاؤ کے لئے باندھا پھر اس کی گردن اور پیٹھ کے متعلق اللہ کا حق نہ بھولا وہ اس کے لئے بچاؤ کی صورت ہوگا اور جس نے فخر اور ریاء کے طور پر اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھا وہ اس کے لئے گناہ کا باعث ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں سے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اس کے متعلق مجھ پر کوئی آیت نہیں اُتری سوا اس جامع تنہاء آیت کے فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۔ (حدیث ۲۲۱۶ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

حلّ لغات

: مَرَج ، چراگاہ جہاں مویشی چرتے ہیں۔ طِیَل ، لمبی رسی ۔ شرف ، بلندی تَغَنِّیًا ، لوگوں سے مستغنی ۔ تَعَفُّفًا ، سوال سے بچنا ۔ حُمُر ، حمار کی جمع ہے گدھے ۔ اِسْتَنَّتْ ، دوڑا ۔

marfat.com

Marfat.com

۶۹۱۰ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ
ابْنِ صَفِيَّةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَأَةً سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ
الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ
اُمِّيْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ
الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ تَاْخُذِيْنَ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِيْنَ
بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَوَضَّئِيْنَ قَالَتْ كَيْفَ اَتَوَضَّأُ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِيْنَ
بِهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِيْ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَجَذَبْتُهَا اِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا۔ اس حدیث کے دو طریق ہیں ایک طریق

۶۹۱۰ — یحییٰ کا ہے جو مختصر ذکر کیا۔ دوسرا طریق محمد بن عقبہ کا ہے وہ یہ ہے)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے متعلق سوال عرض کیا کہ اس سے کیسے غسل کرے فرمایا مشک لگا ہوا کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کیسے پاکی حاصل کروں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکی حاصل کر۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیسے پاکی حاصل کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکی حاصل کر۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے وہ پہچانا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ فرماتے تھے میں نے اس کو اپنی طرف کھینچا اور اس کو سکھایا

شرح : اس حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ جب عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

۶۹۱۰ — غسل کی کیفیت پوچھی تو اس کو دلیل کے ساتھ سکھایا۔ یہ عورت اسماء بنت شکل تھی (حدیث ۳۱۰ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۶۹۱۱ــ حَدَّثَنَا مُوسَىٰ ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ اَهْدَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَاِقِطًا وَاَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهٖ فَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُنَّ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا اُكِلْنَ عَلٰى مَائِدَتِهٖ وَلَا اَمَرَ بِاَكْلِهِنَّ

۶۹۱۲ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ

۶۹۱۱ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُمِّ حُفَیْد بنت حارث بن حزن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی، پنیر اور گوہیں ہدیہ بھیجا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منگوایا اور وہ حضور کے دسترخوان پہ کھائی گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ترک کیا جیسے ان سے نفرت کرتے ہیں۔ اگر یہ حرام ہوتیں تو حضور کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتیں اور نہ ہی آپ کھانے کا حکم فرماتے۔

۶۹۱۱ــ شرح : اس کی مطابقت اس طرح ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نفرت کرتے ہوئے ترک کر دیا لوگ اُن کے کھانے سے رُک گئے تو حضور نے وہ منگوائیں اور آپ کے دسترخوان پہ کھائی گئیں یہ ان کی اباحت کی دلیل ہے۔

اُمِّ حُفَیْد کا نام ہُزَیلہ بنت ہلالیہ ہے۔ یہ ام المؤمنین میمونہ کی ہمشیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور خالد ابن ولید کی خالہ ہیں (حدیث ۵۰۴۳ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

۶۹۱۲ــ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے علیحدہ رہے یا فرمایا ہماری مسجد سے

Marfat.com

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ
فِيْ بَيْتِهٖ وَاَنَّهٗ اُتِيَ بِبَدْرٍ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِيْ طَبَقًا فِيْهِ خَضِرَاتٌ
مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا فَسَاَلَ عَنْهَا فَاُخْبِرَ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ
فَقَالَ قَرِّبُوْهَا اِلٰى بَعْضِ اَصْحَابِهٖ كَانَ مَعَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ كَرِهَ اَكْلَهَا
وَقَالَ كُلْ فَاِنِّيْ اُنَاجِيْ مَنْ لَا تُنَاجِيْ قَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ
بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَاَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ نِصَّةَ
الْقِدْرِ فَلَا اَدْرِيْ هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ اَوْ فِي الْحَدِيْثِ

علیحدہ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے ایک تھال لایا گیا۔ ابن وہب نے کہا یعنی طبق لایا گیا جس میں سبزیاں تھیں حضور کو اس کی بُو معلوم ہوئی تو اُن سے متعلق دریافت کیا آپ کو اس میں سبزیوں سے متعلق خبر دی گئی فرمایا اس کو صحابی کے قریب کرو جو آپ کے ہمراہ تھا جب اس کو دیکھا کہ وہ اس کو کھانا پسند نہیں کرتا تو فرمایا کھاؤ میں اس سے مناجات کرتا ہوں جس سے تم مناجات نہیں کرتے ہو۔

۶۹۱۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام صحابہ کرام اللہ سے مناجات کرتے تھے تو اس کلام کا معنی کیا ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ مناجات خفیہ گفتگو ہے اور لفظ "مَنْ" موصولہ ہے اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے۔ بعض روایات میں اس کی تصریح موجود ہے۔ تھوم اور پیاز میں ہر وہ شئی داخل ہے جس کے کھانے سے بُو آئے اس میں مولی، گندھنا اور تمباکو والا پان سگریٹ اور حقہ وغیرہ داخل ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ جس سے انسان بُو محسوس کرتے ہیں اور اذیت پاتے ہیں اس سے فرشتوں کو بھی اذیت پہنچتی ہے۔ کراماً کاتبین ان میں داخل نہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ الخ ابن عفیر نے ابن وہب سے روایت کرتے ہوئے کہا ہنڈی لائی گئی جس میں سبزیاں تھیں لیث اور ابوصفوان نے یونس سے ہنڈی کا قصہ ذکر نہیں کیا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ زُہری کا قول ہے یا

marfat.com
Marfat.com

۶۹۱۳ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ وَعَمِّيْ قَالَا حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ اَنَّ اَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ امْرَاَةً اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَاَمَرَهَا بِاَمْرٍ فَقَالَتْ اَرَاَيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَمْ اَجِدْكَ قَالَ اِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَا بَكْرٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ زَادَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ كَاَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ **بَابُ** قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْئَلُوْا اَهْلَ

حدیث میں ہے یعنی زہری نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل ذکر کیا ہے اسی لئے اس کو یونس نے روایت نہیں کیا یا مسند ذکر کیا ہے اس لئے یونس نے اسے نقل کیا ہے۔ (حدیث ۸۱۵/۸۱۶/۸۱۷ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : محمد بن جبیر نے بیان کیا کہ ان کے والد جبیر بن مُطعِم نے انہیں خبر سُنائی کہ انصار قبیلہ کی ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کسی شئ کے بارے میں حضور سے گفتگو کی حضور نے اس کو کوئی حکم فرمایا تو اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ، اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو ؟ حضور نے فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آجانا۔ حمیدی نے ابراہیم بن سعد سے اضافہ کیا۔ گویا کہ اس کی مراد موت تھی۔

۶۹۱۳ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان دونوں حدیثوں کی عنوان سے کیا مناسبت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی سے یہ استدلال کیا ہے کہ فرشتے بدبودار شئے سے اذیت پاتے ہیں اور دوسری شئ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا ہے۔ (حدیث ۳۴۲۵ ج ، ۵ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
اہل کتاب سے کسی شئ سے متعلق مت پوچھو!

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ اَبُوالْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ
ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ رَهْطًا مِنْ قُرَيْشٍ
بِالْمَدِيْنَةِ وَذَكَرَ كَعْبَ الْاَحْبَارِ فَقَالَ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْدَقِ
هٰؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِيْنَ الَّذِيْنَ يُحَدِّثُوْنَ عَنِ الْكِتَابِ وَاِنْ كُنَّا مَعَ
ذٰلِكَ لَنَبْلُوْ عَلَيْهِ الْكَذِبَ ۶۹۱۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ

ابوالیمان نے کہا مجھے شعیب نے زُہری سے خبر دی اُنہوں نے کہا مجھ سے حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ مدینہ منورہ میں قریش کی ایک جماعت سے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے کعب الاحبار کا ذکر کیا اور کہا وہ ان محدّثین میں سب سے زیادہ سچے تھے جو اہل کتاب سے روایت کرتے تھے لیکن بایں ہمہ ہم اس کے کلام میں جھوٹ پاتے ہیں۔

شرح : اس حدیث کی مطابقت کعب الاحبار کے ذکر میں ہے جو پہلی کتابوں سے خبر نقل کرتے تھے اور اس سے ان کی خبروں کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا۔ کعب الاحبار اہل کتاب کے علماء اور فضلاء میں سے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایمان لائے بعض نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمان خلافت میں ایمان لائے یہی مشہور ہے اسے فضلاء تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ کا بیان ہے کہ کعب الاحبار تمام اہل کتاب سے زیادہ سچے تھے تورات وانجیل سے خبریں دیتے تھے لیکن بایں ہمہ نے جھوٹ میں کعب کا امتحان لیا ہے کہ ان کے کلام میں جھوٹ پایا جاتا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ جو خبریں دیتے ہیں ان میں بسا اوقات خطاء کر جاتے ہیں ان کی یہ مراد نہیں کہ وہ کذّاب ہے چونکہ علماء یہود نے تورات وغیرہ میں بہت تغیر و تبدیل کر رکھی تھی اور وہ تحریف شدہ خبریں دیتے تھے اس لئے خبر جھوٹی ہوتی تھی وہ عمدًا جھوٹ نہ بولتے تھے۔

۶۹۱۴ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اہل کتاب تورات عبرانی زبان میں پڑھتے تھے

marfat.com
Marfat.com

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَؤُنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا الْاٰيَةَ

۶۹۱۵ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كَيْفَ تَسْاَلُوْنَ اَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ اُنْزِلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ اَحْدَثُ تَقْرَؤُنَهٗ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَغَيَّرُوْهُ وَكَتَبُوْا بِاَيْدِيْهِمْ

اور مسلمانوں کے لئے عربی زبان میں اس کی تفسیر کرتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی تصدیق نہ کرو اور نہ ہی ان کی تکذیب کرو اور کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو ہماری طرف نازل ہوا اور جو تمہاری طرف نازل ہوا اس پر ایمان لائے

۶۹۱۴ — شرح : اس کی مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اہل کتاب کی عدم تصدیق اور عدم تکذیب کا حکم دیا اس کا مقتضیٰ اُن سے سوال نہ کرنا ہے۔ (حدیث ۴۱۷۳ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۹۱۵ — ترجمہ : عبیداللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم اہل کتاب سے کسی شئ سے متعلق کیوں پوچھتے ہو، حالانکہ تمہاری کتاب (قرآن کریم) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی نئی کتاب ہے جسے تم پڑھتے ہو حالانکہ یہ خالص ہے اس میں کوئی ملاوٹ

marfat.com

Marfat.com

الْكِتَابَ وَقَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اَلَا يَنْهٰكُمْ مَا جَآءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ عَلَيْكُمْ

بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيْمِ اِلَّا مَا يُعْرَفُ اِبَاحَتُهٗ وَكَذٰلِكَ اَمْرُهٗ نَحْوُ قَوْلِهٖ حِيْنَ اَحَلُّوْا اَصِيْبُوْا مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ اَحَلَّهُنَّ لَهُمْ وَقَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ نُهِيْنَا عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

٦٩١٦ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ ح وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ

نہیں کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں خبر سنائی ہے کہ اہلِ کتاب نے اللہ کی کتاب کو بدل دیا ہے اور اس میں تغییر کر دی ہے۔ اُنہوں نے اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھی اور کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس وجہ سے وہ قلیل ثمن حاصل کریں خبردار رہو! تمہارے پاس جو علم آیا ہے یہ اُن سے سوال پوچھنے سے تم کو منع کرتا ہے بخدا! ہم نے ان میں سے کسی آدمی کو نہیں دیکھا کہ وہ تم سے اس کے متعلق پوچھے جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے۔

شرح ٦٩١٥ : قولہ اُحْدَثُ، یعنی نزول کے اعتبار سے نئی کتاب ہے اور اس کے الفاظ حادث ہیں اور قدیم وہ معنیٰ ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ وہ تم سے نہیں پوچھتے، حالانکہ ان کی کتاب محرّف ہے۔ لہٰذا بطریقِ اولیٰ اُن سے کچھ نہیں پوچھنا چاہیئے۔

marfat.com
Marfat.com

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منع کرنا تحریم کا موجب ہے مگر جس کی اباحت پہچانی جائے

ایسے ہی آپ کا حکم ہے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! جب وہ عمرہ سے فارغ ہوگئے کہ بیویوں کے پاس جاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا اُن پر واجب نہ کیا تھا لیکن اُن کے لئے جماع حلال اور جائز کیا تھا۔ ام عطیہ نے کہا ہم کو جنازہ کے پیچھے جانے سے منع کیا گیا اور ہم پر واجب نہیں کیا کہ ہم نہ جائیں۔

شرح الباب : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی شئ سے منع کرنا اس کی تحریم کا سبب ہوتا ہے۔ نہی کا یہ حقیقی معنی ہے البتہ جس کی اباحت حال کے قرینہ سے یا کسی دلیل سے یا دلالتِ سیاق سے پہچانی جائے تو وہ جائز و مباح ہوتا ہے۔ اسی طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہی کے حکم جیسا ہے یعنی جب تک ندب وغیرہ کی دلیل نہ پائی جائے تو حضور کا ارشاد وجوب پر محمول ہوتا ہے۔ اور اس کی مخالفت حرام ہے۔ جیسے حجۃ الوداع میں جب لوگ عمرہ سے فارغ ہوگئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ بیویوں کے پاس جائیں اور اُن سے جماع کریں۔ حضور کا امر "اصیبوا" ایجاب پر محمول ہے جو امر کا حقیقی مدلول ہے لیکن جس وقت کوئی قرینہ پایا جائے جو ایجاب سے منع کرے! چنانچہ اس صورت میں جو لوگ عمرہ سے فارغ ہوگئے تھے ان کو بیویوں کے پاس جانے کا حکم دیا تھا حضرت جابر نے کہا ان پر جماع واجب نہیں کیا تھا، لیکن اُن کے لئے جماع کرنا حلال اور جائز فرمایا تھا۔ دوسری ایک اور صورت ہے کہ ام عطیہ نے کہا کہ حضور نے عورتوں کو جنازوں کے ہمراہ جانے سے منع کیا لیکن اُن پر یہ واجب نہ کیا تھا کہ وہ ہرگز نہ جائیں۔ علماء اصول نے کہا نہی کے آٹھ معانی ہیں اور وہ تحریم میں حقیقت اور باقی سات میں مجاز ہے اور امر شولہ معانی کے لئے ہے وہ ایجاب میں حقیقت اور باقی پندرہ میں مجاز ہے۔

ترجمہ : عطاء نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ کو چند لوگوں پر جو اُن کے ہمراہ تھے۔ یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرہ نہ تھا۔ عطاء نے کہا جابر بن عبد اللہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۴۹۱۶

marfat.com

Marfat.com

اُنَاسٍ مَعَہٗ قَالَ اَھْلَلْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فِی الْحَجِّ خَالِصًا لَیْسَ مَعَہٗ عُمْرَۃٌ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَۃٍ مَضَتْ مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ
فَلَمَّا قَدِمْنَا اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَحِلَّ وَقَالَ
اَحِلُّوْا وَاَصِیْبُوْا مِنَ النِّسَآءِ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ وَلَمْ
یَعْزِمْ عَلَیْھِمْ وَلٰکِنْ اَحَلَّھُنَّ لَھُمْ فَبَلَغَہٗ اَنَّا نَقُوْلُ لَمَّا لَمْ
یَکُنْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ عَرَفَۃَ اِلَّا خَمْسٌ اَمَرَنَا اَنْ نَحِلَّ اِلٰی نِسَائِنَا
فَنَاْتِیَ عَرَفَۃَ تَقْطُرُ مَذَاکِیْرُنَا الْمَذْیَ قَالَ وَیَقُوْلُ جَابِرٌ بِیَدِہٖ ھٰکَذَا
وَحَرَّکَھَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ
اَنِّیْ اَتْقَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَصْدَقُکُمْ وَاَبَرُّکُمْ وَلَوْلَا ھَدْیِیْ لَحَلَلْتُ کَمَا

ذی الحجہ کی چوتھی صبح کو مکہ مکرمہ تشریف لائے جب ہم آئے تو ہمیں حضور نے حکم دیا کہ ہم حج کا احرام کھول دیں اور فرمایا تم حج کا احرام کھول دو اور بیویوں کے پاس جاؤ۔ عطاء کا بیان ہے کہ حضرت جابر نے کہا بیویوں سے جماع کرنا ان پر واجب نہ کیا تھا لیکن عورتوں کو ان کے لئے حلال کیا تھا (جو احرام کے باعث حرام تھیں) پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن باقی رہ گئے ہیں تو ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنی بیویوں سے جماع کر سکتے ہیں۔ اب ہم عرفہ جائیں گے اور ہمارے ذکروں سے منی ٹپک رہی ہوگی۔ عطاء کا بیان ہے کہ حضرت جابر اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے تھے اور اپنے ہاتھ کو حرکت دیتے تھے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا تم نے جانا ہے کہ میں تم سب سے اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ سچا اور نیک ہوں اگر میری ہدی نہ ہوتی تو میں احرام کھول دیتا جیسے تم نے احرام کھول دیئے ہیں لہٰذا تم احرام کھول دو اور اگر میں اپنے امر کی طرف پہلے متوجہ

marfat.com
Marfat.com

تَحِلُّوْنَ فَحِلُّوْا فَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَیْتُ فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

۶۹۱۷ — حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَیْنِ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِیُّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ کَرَاهِیَةَ اَنْ یَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً

ہوتا جو بعد میں متوجہ ہوا تو ہدی نہ لاتا۔ ہم سب نے احرام کھول دیئے اور حضور کا کلام سنا اور اطاعت کی۔

شرح : اس کی مناسبت اس طرح کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ۶۹۱۶ — لوگوں کو بیویوں کے پاس جانے کا حکم دینا وجوب کے لئے نہ تھا اسی لئے کہا کہ ہم پر واجب نہ کیا لیکن عورتوں کو ان کے شوہروں کے لئے حلال کیا کہ وہ اگر بیویوں سے جماع کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں یہ اُن پر حرام نہیں ،، قولہ اهللنا بالحج الخ یعنی ہم نے خالص حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرہ نہ تھا۔ ابتداء میں خالص حج کا احرام باندھا تھا پھر حج کو فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھا تھا حجۃ الوداع میں بعض لوگوں نے صرف حج کا احرام باندھا تھا بعض نے صرف عمرہ کا اور بعض نے حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا تھا۔ (حدیث ۱۵۴۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبداللہ مزنی نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۶۹۱۷ — مغرب کی نماز سے پہلے نماز پڑھو اور تیسری بار فرمایا یہ اس کے لئے ہے جو پڑھنا چاہے مکروہ جانتے ہوئے کہ لوگ اسے سنت سمجھنے لگیں گے۔

شرح : اس کی مناسبت اس طرح ہے کہ امر کی حقیقت وجوب ہے بشرطیکہ ۶۹۱۷ — کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو۔ اگر قرینہ صارفہ ہو جو تخییر وغیرہ پر دلالت کرے تو اس وقت امر وجوب کے لئے نہ ہوگا جیسے اس حدیث میں ،، لِمَنْ یَّشَآءُ ،، وجوب پر محمول کرنے سے قرینہ صارفہ ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ مغرب سے پہلے دو رکعت نفل ضروری نہیں اور نہ ہی سنت مؤکدہ ہیں کہ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْاِخْتِلَافِ

۶۹۱۸ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَلَّامِ بْنِ اَبِيْ مُطِيْعٍ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَلَّامًا

۶۹۱۹ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ هَارُوْنَ الْاَعْوَرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ عَنْ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب خلاف مکروہ ہے

۶۹۱۸ــــ ترجمہ : جُنْدُب بن عبداللہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھو جب تک تمہارے دل لگے رہیں جب تمہارے دل نہ لگیں تو اس کی تلاوت سے کھڑے ہو جاؤ ابوعبداللہ بخاری نے کہا عبدالرحمٰن نے سلام سے سماعت کی ہے۔ (حدیث ۴۷۴۱ کی شرح دیکھیں)

۶۹۱۹ــــ ترجمہ : جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھتے رہو جب تک اس پر تمہارے دل لگے رہیں

marfat.com
Marfat.com

۶۹۲۰ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ هَلُمَّ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ قَالَ عُمَرُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ فَحَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ وَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوْا اللَّغَطَ وَ

ہیں اور جب تھکنے لگو تو اس سے کھڑے ہو جاؤ۔"

۶۹۱۹ ـــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو قرآن کے ساتھ محبت کا حکم دیا اور فرقت سے ڈرایا اور کسی شبہ کے باعث جھگڑا کا احتمال ہو تو اس میں اختلاف ترک کر دیں اور اگر قرآن کی تاویل میں اختلاف ہو تو اس کی قرأت ترک کرنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ قرآن پڑھنے پر امت کا اجماع ہے اس کو سمجھے یا نہ سمجھے معلوم ہوا کہ قوموا عنہ کے معنی یہ ہیں کہ استحباباً کھڑے ہو جاؤ اور پڑھنا چھوڑ دو۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اختلاف کے وقت پڑھنا حرام ہے۔ قَالَ ابوعبد اللہ الخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یزید بن ہارون نے ہارون اعور سے روایت کی کہ ہم سے ابوعمران نے جندب کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔

۶۹۲۰ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قریب آئی۔ ابن عباس نے کہا گھر میں بہت لوگ تھے اُن میں عمر فاروق بھی تھے۔ حضور نے فرمایا آؤ میں تمہارے لئے تحریر لکھ دوں اس کے بعد تم نہیں بھٹکو گے۔ عمر فاروق نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا غلبہ ہے تمہارے پاس قرآن ہے ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ گھر میں

marfat.com
Marfat.com

وَالْاِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُوْمُوْا عَنِّيْ
قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ
مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ
لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتٰبَ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ وَاِنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبَيُّنِ لِقَوْلِهٖ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِذَا عَزَمَ الرَّسُوْلُ لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ اَنْ يُّقَدِّمَ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَشَاوَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فِي الْمُقَامِ وَالْخُرُوْجِ فَرَاٰوا لَهُ الْخُرُوْجَ فَلَمَّا لَبِسَ لَاْمَتَهٗ وَعَزَمَ قَالُوْا اَقِمْ فَلَمْ يَمِلْ اِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ

لوگوں نے اختلاف کیا اور وہ جھگڑنے لگے۔ اُن میں سے بعض کہتے تھے "قلم دوات" آپ کے قریب کرو تمہارے لئے۔ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تحریر لکھ دیں اس کے بعد تم نہیں بھٹکو گے ان میں سے بعض وہی کہتے تھے جو عمر فاروق نے کہا جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس شور و غُل اور اختلاف زیادہ ہو گیا تو فرمایا میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ عبید اللہ نے کہا ابن عباس کہتے تھے۔ مصیبت ہے بہت بڑی مصیبت یہ بھی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ان کے لئے تحریر لکھنے کے درمیان اختلاف اور جھگڑا حائل ہُوا۔

شرح : یعنی اس نازک وقت میں لوگوں کا اختلاف کرنا اور آوازیں بلند کرنا جو سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آزردگی کا موجب تھے تحریر کرنے میں حائل واقع ہُوئے۔ اس حدیث کے دیگر الفاظ یہ ہیں کہ حضور نے فرمایا میں جس حال میں ہوں اس سے بہتر ہے جو تم تکلیف کرتے ہو کہ میں ضرور لکھوں۔ حدیث ۶۹۲۰ ع ۱۱۴ ج : اس میں ہم نے بسط سے تحریر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ يَلْبَسُ لَأْمَتَهُ فَيَضَعُهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَشَاوَرَ
عَلِيًّا وَأُسَامَةَ فِيمَا رَمَى بِهِ أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ مِنْهُمَا حَتّٰى نَزَلَ
الْقُرْآنُ فَجَلَدَ الرَّامِينَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلٰى تَنَازُعِهِمْ وَلٰكِنْ حَكَمَ بِمَا
أَمَرَهُ اللّٰهُ وَكَانَتِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَسْتَشِيرُونَ الْأُمَنَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوا
بِأَسْهَلِهَا فَإِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ أَوِ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ إِلٰى غَيْرِهِ
اِقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَى أَبُوبَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَنَعَ
الزَّكٰوةَ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
فَإِذَا قَالُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا

مقصود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تصریح کرنا تھی لہٰذا حدیث ۱۱۴ جلد : اکی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان کے معاملات باہم مشورہ سے ہوتے ہیں، معاملات میں اُن سے مشورہ کرلیا کریں

مشورہ عزم اور وضاحت سے مقدم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب عزم کرلو تو اللہ پر توکل کرو۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزم کرلیں تو کسی بشر کو حق حاصل نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھے۔"

marfat.com

Marfat.com

بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ
بَيْنَ مَاجَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَابَعَهٗ بَعْدُ عُمَرُ فَلَمْ
يَلْتَفِتْ اَبُوْبَكْرٍ اِلٰى مَشْوَرَةٍ اِذَا كَانَ عِنْدَهٗ حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَاَرَادُوْا تَبْدِيْلَ

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے روز صحابہ کرام سے مدینہ منورہ میں اقامت کرنے اور اُحد میں جنگ کے لئے باہر نکلنے میں مشورہ لیا۔ جب آپ نے زرہ پہن لی تو صحابہ نے کہا مدینہ منورہ میں ہی ٹھہرنا چاہیئے تو حضور نے اُن کے کلام کی طرف التفات اور توجہ نہ کی اور فرمایا نبی کے لئے مناسب نہیں کہ زرہ پہنے پھر اس کو کندھے سے اُتار دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حکم کرے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے افک کے بارے میں جو ام المؤمنین عائشہ پر بہتان گھڑا گیا تھا علی اور اُسامہ سے مشورہ کیا۔ اور ان کے مشورہ کی سماعت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ (ام المؤمنین) کی برأت میں قرآن نازل ہُوا، تو بہتان لگانے والوں کو حد لگائی اور اُن کے جھگڑے کی طرف توجہ نہ فرمائی لیکن وہی فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات صحابہ اور تابعین مباح امور میں دیانت دار علماء سے مشورے کرتے تھے تاکہ زیادہ آسان کو اختیار کریں اور اگر کتاب یا سنت حکم واضح کر دیتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اقتداء کرتے ہُوئے غیر کی طرف نہ جاتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ منع کرنے والوں سے جنگ کا ارادہ کیا تو عمر فاروق نے کہا آپ اُن سے کیسے جنگ کریں گے حالانکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ ،، کہیں جب وہ لا الہ الا اللہ کہیں گے تو مجھ سے اپنے خون اور مال بچا لیں گے۔ سوائے اُن کے حقوق کے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے جنگ کروں گا۔ جنہوں نے اس میں تفریق کی جس کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا ہے پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی متابعت کی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی مشورہ کی طرف توجہ نہ کی جبکہ ان کے پاس اُن لوگوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا۔ جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا تھا اور دین اور اس کے احکام تبدیل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا دین بدل دیا اس کو قتل کر دو اور حضرات علمائے کرام بوڑھے ہوں یا نوجوان۔ عمر فاروق

marfat.com
Marfat.com

الدِّیْنِ وَاَحْکَامِہٖ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ وَکَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَشْوَرَۃِ عُمَرَ کُھُوْلًا کَانُوْا اَوْ شَبَابًا وَکَانَ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰہِ

رضی اللہ عنہ کے مشیر تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم پر ٹھہر جاتے تھے۔

شرح الباب

: قولہ اَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ الخ یعنی معاملات میں مشورہ کرتے ہیں صرف اپنی رائے میں منفرد نہیں ہوتے حتی کہ اس پر اتفاق کرنے کے بعد کوئی اقدام کرتے ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوش کرنے اور امت مرحومہ کے لئے مشورہ کے طریقہ کی تمہید کے لئے فرمایا۔ حروب و کروب کے امور میں صحابہ کرام سے مشورہ فرمالیا کریں تاکہ وہ خیال کریں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتیں سنتے ہیں اور ان سے استعانت کرتے ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان کی رائے سے مستغنی کر رکھا تھا اور بذریعہ وحی مغیبات پر مطلع فرما دیتا تھا۔ بعض علماء نے کہا جہاں وحی نہ آئی ہو حضور صحابہ سے اس لئے مشورہ فرماتے تھے کہ صحیح بات سامنے آجائے حسن اور ضحاک نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کی رائے معلوم کرنے کے لئے مشورہ لینے کا حکم دیا تاکہ انہیں معلوم ہو کہ مشورہ لینا افضل ہے۔ بعض علماء نے کہا چونکہ اللہ تعالیٰ حضور کے تمام امور کی تدبیر کرتا ہے بایں وجہ آپ ان کے مشورہ سے مستغنی تھے۔ بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے آپکو مشورہ لینے کا حکم دیا تاکہ آنے والے لوگ آپ کی اقتداء کرتے ہوئے معاملات اور حوادث میں باہم مشورہ کر لیا کریں کئی مقامات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا۔ اُساریٰ بدر میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق سے مشورہ لیا اور اس پر عمل بھی کیا۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کے بارے میں حضرات صحابہ کرام سے مشورے لئے قولہ ان المشاورۃ یعنی کسی شئ پر عزم کرنے اور مقصود کی وضاحت سے پہلے مشورہ کیا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مشورہ کا حکم دیا پھر عزم پر توکل اور بھروسہ کو مرتب کیا، چنانچہ فرمایا جب کسی شئ پر عزم کر لیں تو اس کے کرنے میں اللہ پر توکل کریں قولہ فاذا عزم یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی امر میں مشورہ کر لینے کے بعد اسے سرانجام دینے میں شروع ہوں تو کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ اس کے خلاف کوئی بات کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سامنے تقدم کرنے سے منع کیا ہے۔ فرمایا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے روز جنگ کرنے یا نہ کرنے میں صحابہ سے مشورہ لیا تو صحابہ نے

marfat.com

Marfat.com

جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔ جب حضور نے زرہ پہن لی اور جنگ کا عزم کر لیا تو انہوں نے جنگ سے رُکنے کو کہا تو حضور نے ان کی بات کی طرف توجہ نہ کی اور یہ فرما کر ان کی رائے کو مسترد کر دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مناسب نہیں کہ زرہ پہن کر اُتار دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فرمان آجائے کیونکہ عزم کے بعد رُک جانے میں توکل کا خلاف ہوتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے عزم کے بعد حکم دیا تھا۔

قولہ شَاوَرَ عَلِیًّا ،، یعنی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے والوں کے متعلق حضرت علی اور اسامہ رضی اللہ عنہما سے مشورہ لیا اور دونوں کا کلام سُنا اور اس پر عمل نہ کیا حتیٰ کہ قرآن نازل ہُوا اور بہتان باندھنے والوں پر حد جاری کی؛ چنانچہ مسطح بن اُثاثہ، حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو حدِ قذف لگائی۔ امام احمد نے عزہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ام المؤمنین نے فرمایا جب میری برأۃ نازل ہُوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور بہتان باندھنے والوں کو بُلا کر انہیں حد لگائی (حدیث ۲۴۱۵ کی شرح دیکھیں) قولہ کانت الائمہ یعنی صحابہ کرام اور تابعین اور اُن کے بعد ہونے والے خلفاء اور امراء دیانتدار علماء سے مباح امور میں مشورے لیتے تھے تاکہ آسان راہ اختیار کریں جبکہ ان میں کوئی معیّن نص نہ ہو اور اگر کتاب وسنت سے کسی شئی کی وضاحت ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہُوئے کسی دوسری طرف دھیان نہ کرتے تھے۔

قولہ ورای ابوبکر ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کا مشورہ سے مناسبت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ شائد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہوگا کہ علماء کی رائے اُن کے موافق ہو اور فیصلہ زیادہ قوی ہو جائے۔

قولہ حَکَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْفَارِقِیْنَ ،، فارقین وہ لوگ تھے جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے تھے کہ نماز فرض ہے، زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ زکوٰۃ اس مال میں فرض ہے جس میں ہمارے لئے دعاء سکن ہو اور وہ صرف نبی کی دعاء ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان کے مالوں سے صدقہ لیں اس سے ان کو پاک کریں اور ان کے لئے دعاء کریں بے شک آپ کی دعا اُن کے لئے سکن ہے اور ابوبکر صدیق کی دعاء اُن کے لئے سکن نہیں اس لئے زکوٰۃ فرض نہیں۔ اس طرح انہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا۔ یہ دین میں تبدیلی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قتل ہے؛ چنانچہ فرمایا مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ جو اپنا دین تبدیل کر دے۔ اسے قتل کر دو۔

قولہ کان القراء ،، شروع اسلام میں علماء پر قراء کا اطلاق کرتے تھے۔ اس لئے کہا کہ قراء بوڑھے ہوں یا نوجوان عمر فاروق کے مشیر تھے یعنی عمر کا اعتبار نہیں علم کا اعتبار ہے۔ عالم اگرچہ کمسن ہو اس کو شیخ کہا جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۹۲۱ــــ حَدَّثَنَا الْاُوَيْسِيُّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا قَالَتْ وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَاُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْاَلُهُمَا وَهُوَ يَسْتَشِيْرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ اَهْلِهٖ فَاَمَّا اُسَامَةُ فَاَشَارَ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ اَهْلِهٖ وَاَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ لَنْ يُضَيِّقَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ هَلْ رَاَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيْبُكِ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَمْرًا اَكْثَرَ مِنْ اَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ فَتَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ اَهْلِهَا فَتَاْتِي الدَّاجِنُ فَتَاْكُلُهُ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِيْ اَذَاهُ فِيْ اَهْلِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ

۶۹۲۱ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جس وقت بہتان باندھنے والوں نے ان پر بہتان باندھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا جس وقت وحی آنے میں تاخیر ہوئی اُن سے حضور پوچھتے تھے اور اپنی زوجۂ محترمہ کے فراق میں اُن سے مشورہ لیتے تھے بہرحال اسامہ نے وہ مشورہ دیا جو وہ آپ کی رفیقۂ حیات کے متعلق ان کی پاکدامنی جانتے تھے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر تنگی نہیں کرے گا۔ عائشہ کے علاوہ عورتیں بہت ہیں آپ بریرہ سے پوچھیں وہ آپ سے سچی بات کرے گی۔ سیدِ عالم صلی اللہ

marfat.com
Marfat.com

الْآخَيْرًا وَذَكَرَ بَرَاءَةَ عَائِشَةَ وَقَالَ اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنِیْ
مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِیْ زَكَرِيَّاءَ الْغَسَّانِیُّ عَنْ هِشَامٍ
ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا تُشِيْرُوْنَ عَلَیَّ فِیْ قَوْمٍ
يَسُبُّوْنَ اَهْلِیْ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَمَّا
اُخْبِرَتْ عَائِشَةُ بِالْاَمْرِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْطَلِقَ اِلٰى
اَهْلِیْ فَاَذِنَ لَهَا فَاَرْسَلَ مَعَهَا الْغُلَامَ وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ
سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ

علیہ وسلّم نے بریرہ سے فرمایا کیا تو نے عائشہ میں کوئی شئی دیکھی ہے جس سے تجھے شک پیدا ہوا ہو۔ بریرہ نے کہا میں نے کوئی شئی اِس سے زیادہ نہیں دیکھی کہ وہ کمسن لڑکی ہے اپنے گھر والوں کا آٹا گوندھ کر سو رہتی ہے اور بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے (یہ سُن کر) سرورِ کائنات منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا اے مسلمانو وہ کون ہے جو مجھے اس مرد کو سزا دینے میں معذور جانے جس نے میری بیوی کے بارے میں مجھے اذیت پہنچائی ہے۔ اللہ کی قسم میں نے اپنی بیوی کے متعلق سوا خیر کے کچھ نہیں جانا پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی برأت ذکر فرمائی ابواُسامہ نے اپنے اسناد سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا تم مجھے ایسے لوگوں کے متعلق کیا مشورہ دیتے ہو جو میری بیوی کو گالی گلوچ کرتے ہیں میں نے اپنے اہل و عیال میں کوئی بُرائی نہیں دیکھی۔ عروہ نے کہا جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہتان کی خبر پہنچی تو کہا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! کیا آپ مجھے اجازت فرماتے ہیں کہ میں اپنے میکے جاؤں تو حضور نے انہیں اجازت فرما دی اور اُن کے ساتھ غلام بھیجا ایک انصاری آدمی نے کہا اے اللہ تو پاک ہے ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم ایسی بات زبان پر لائیں اے اللہ تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

۶۹۲۱ ــــ شرح : اس حدیث کی مفصل تقریر ہم حدیث ع ۲۴۱۵ کی شرح میں ذکر کر آئے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَغَيْرِهِمُ التَّوْحِيْدَ

یہاں ایک بات قابلِ غور ہے وہ یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ نے کہا لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ ،، اللہ تعالیٰ نے آپ پر تنگی نہیں کی۔ عائشہ کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مشورہ ام المؤمنین کے خلاف نہ تھا یعنی حضرت علی نے کہا گھر میں عورتیں بہت ہیں جو نیک سے نیک سے نیک تر ہیں اُن سے حال معلوم ہو سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کیساتھ محبت سے چشم پوشی کی اور منافقوں نے جو اس واقعہ میں حضور کی اہانت کی تھی اس کو اچھا نہ دیکھا اور بیان کا یہ طریقہ اختیار کیا اور بریرہ کی شہادت کا صدق ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی برأت کا نشان قرار دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَغَيْرِهِمُ التَّوْحِيْدَ

جہمیہ وغیرہ پر توحید رد کرنا یعنی وہ توحید کے قائل نہیں ہیں۔ جہمیہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہیں۔ یہ شخص ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں مرو میں مرگیا تھا۔ اس کا مذہب یہ تھا کہ بندے کو اپنے فعل میں قدرت نہیں اور وہ اپنے افعال میں مجبور محض ہے نہ اس میں قدرت ہے اور نہ کسب ہے۔ ان کو جبریہ کہتے ہیں بعض نسخوں میں "کتاب التوحید" ہے۔ اس کے معنی اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات میں ایک جاننا ہے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمَّتَہٗ اِلٰی تَوْحِیْدِ اللّٰہِ تَبَارَکَتْ اَسْمَاؤُہٗ وَتَعَالٰی جَدُّہٗ

اس کی کوئی نظیر اور شبیہ نہیں۔ عارف جنید رحمت اللہ علیہ نے کہا توحید کے معنیٰ قِدم کو حدث سے جدا ماننا ہے۔ حدث بمعنیٰ حدوث ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک حدوث ذاتی وہ یہ ہے کہ کوئی مسبوق بالغیر ہو دوسرے حدوث زمانی وہ یہ ہے کہ کوئی شئ مسبوق بالعدم ہو۔ تیسرے حدوث اضافی یہ ہے کہ گزرے وقت میں اس کا وجود دوسرے سے قلیل تر ہو۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں معانی سے پاک وصاف ہے یہ اعتبارات عقلیہ ہیں جن کا خارج میں وجود نہیں۔ کتاب الفتن میں خوارج کا رد کیا۔ کتاب الاحکام میں رافضیوں کا رد کیا اور کتاب التوحید میں جبریہ کا رد ہے۔ یہ تینوں بدعتی فرقے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جب اصولِ فقہ کے مسائل سے فارغ ہوئے تو اصولِ کلام کے مسائل اور ان کے متعلقات میں شروع ہوئے اس پر کتاب ختم کی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کلامیات باقی تمام مسائل سے جو بخاری میں ہیں مقدم کرنا اولیٰ اور بہتر تھا کیونکہ کلامیات تمام مسائل کا اصل اور مبنیٰ ہیں۔ وضع طبعی کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اصولِ کلام کے مسائل اصولِ فقہ سے مقدم ہوں ہو پھر وہ مسائل فقہ اور باقی عملیات پر مقدم ہو اس ترتیب پر کتاب کی تالیف ہونا چاہیئے تھی۔ اس کا جواب یہ ہے بخاری کی ترتیب ترقی کے باب سے ہے تاکہ کتاب کا اختتام اشرف واعلیٰ پر ہو اور اس کی مہر مسک ہو پھر توحید کو دوسروں پر مقدم کیا کیونکہ توحید اصل الاصول اور کلمۂ شہادت جو شعائرِ اسلام سے ہے کا یہی معنیٰ ہے۔ پھر اللہ کی صفات عدمی ہیں جیسے نقائص کی نفی یا وجودی ہیں جیسے کمالات کا اثبات۔ صفات عدمیہ کا نام صفاتِ جلال ہے اور صفاتِ وجودیہ کا نام صفاتِ اکرام ہے۔ ارشاد الٰہی ہے تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ، پھر صفات عدمیہ کو وجودیہ پر اس لئے مقدم کیا کہ عقل کا مقتضیٰ یہ ہے کہ شئ سے نقصان کی نفی کی جائے پھر اس کے لئے کمال ثابت کیا جائے جیسے کسی شئ پر نقش ونگار کرنے کے لئے پہلے اس کی صفائی کی جاتی ہے اور تخلیہ تحلیہ سے مقدم ہوتا ہے۔ اشرف الجلالیات کو تنزیہات کہا جاتا ہے اور وہ شریک کی نفی ہے۔ یہی توحید ہے اسی لئے اس کو مقدم رکھا اور وہ اگرچہ واجبات سے مقدم ہے لیکن وہ اس اعتبار سے آخر ہے کہ مقاصد اس کی طرف کھلتے ہیں پھر صفات وجودیہ سات ہیں وہ حیات[1]، ارادہ[2]، علم[3]، قدرت[4]، سمع[5]، بصر[6] اور کلام[7] ہیں ان کے علاوہ باقی صفات صفاتِ رحمت اور خلق وغیرہ ہیں۔ تمام کا مرجع یہی صفاتِ سبعہ ہیں۔ اُن سے باہر نہیں۔ مؤلف نے بخاری کو صفتِ

marfat.com
Marfat.com

۶۹۲۲ـ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِىْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ ح وَحَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِى الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ صَيْفِيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا مَعْبَدٍ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَمَّا بَعَثَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ نَحْوَ اَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ لَهٗ اِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ اَوَّلُ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلٰى اَنْ يُوَحِّدُوا اللّٰهَ فَاِذَا عَرَفُوْا ذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِىْ يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ

کلام پر ختم کیا کیونکہ یہ وحی کا دارومدار ہے۔ اس کے ساتھ شرائع اور احکام ثابت ہوتے ہیں اسی لئے ابتداء بدءالوحی سے کی اور انتہا اس پر کی جس سے ابتداء ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے بخاری کا اختتام میزان کی حدیث پر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں میزان کا ذکر مقصود بالذات نہیں بلکہ وہ اس ارادہ سے ہے کہ آخری کلام اللہ کی تسبیح وتحمید سے ہو جیسے اول میں انما الاعمال بالنیات کی حدیث اس ارادہ سے ذکر کی ہے کہ اس میں اخلاص کا بیان ہے۔ اس میں مؤلف کی دونوں حالتوں اول آخر اور ظاہر و باطن کا اشعار ہے اللہ تعالیٰ اسے اچھی جزاء دے (کرمانی)

۶۹۲۲ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن بھیجا۔ عبداللہ بن اسود نے فضل بن علا، اسماعیل بن اُمیہ، یحییٰ ابن عبداللہ بن محمد بن صیفی کے ذریعہ کہا کہ ابو معبد مولی ابن عباس نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے

marfat.com

Marfat.com

فَاِذَا صَلَّوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكٰوةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فَقِيْرِهِمْ فَاِذَا اَقَرُّوْا بِذٰلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ اَمْوَالِ النَّاسِ

۶۹۲۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ وَالْاَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ سَمِعَا الْاَسْوَدَ ابْنَ هِلَالٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ اَتَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا اَتَدْرِيْ مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَلَّا يُعَذِّبَهُمْ

سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا اور انہیں فرمایا تم ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہلِ کتاب ہیں سب سے پہلے ان کو یہ دعوت دو کہ وہ اللہ کو ایک جانیں (توحید کا اقرار کریں) جب یہ پہچان لیں تو ان کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب وہ نماز پڑھنے لگیں تو ان کو بتاؤ اُن پر ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے جو اُن میں سے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے غریب لوگوں پر خرچ کی جائے گی جب اس کا اقرار کر لیں تو ان سے زکوٰۃ لو اور لوگوں کے اعلیٰ مال سے بچو۔

شرح ۶۹۲۲ : حدیث کی مناسبت اس طرح ہے حضور نے فرمایا ان کو سب سے پہلے یہ دعوت دو کہ وہ اللہ کو ایک مانیں۔ یمن کے دو حصے ہیں ایک حصہ کی طرف ابو موسیٰ اشعری کو بھیجا تھا اور دوسرے کی طرف حضرت معاذ بن جبل کو بھیجا تھا۔ حدیث میں بعض پر کل کا اطلاق کیا ہے کیونکہ معاذ کل یمن کی طرف نہیں بھیجے گئے تھے۔ اہل کتاب یہودی ہیں وہ یمن میں سب سے پہلے تُبّع اصغر اسعد ذی کرب کے زمانہ میں داخل ہوئے تھے۔ وہاں دین اسلام جاری ہوا، حالانکہ یمن کے بعض لوگ یہودی تھے۔ اس کے بعد نصرانیت یمن میں داخل ہوئی جبکہ یمن پر حبشیوں کا غلبہ تھا اُن میں سے ابرہہ تھا جس نے ہاتھیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ

marfat.com
Marfat.com

٦٩٢٤ ـــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ زَادَ إِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَخِيْ قَتَادَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پر حملہ کیا تھا۔ اس کے بعد یمن میں کوئی نصرانی باقی نہ رہا۔ صرف مکہ مکرمہ اور یمن کے درمیان نجران میں اور یمن کے بعض شہروں میں کچھ بچے کھچے یہودی رہ گئے تھے (حدیث ۱۳۱۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

٦٩٢٣ ـــ ترجمہ : معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مُعاذ! جانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ معاذ نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی جانے فرمایا بندے اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں کیا تو جانتا ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ عرض کیا اللہ اور اس کا رسُول جانے فرمایا وہ ان کو عذاب نہ دے گا۔

٦٩٢٤ ـــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھتے سنا کہ وہ اس کو بار بار پڑھتا ہے جب صبح ہوئی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور سے یہ واقعہ ذکر کیا گویا کہ وہ اس کو کم شمار کر رہا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ **٦٩٢٤** . شرح : یہ سورت تہائی قرآن کے برابر اس لئے ہے کہ قرآن تین انواع پر مشتمل ہے۔ احکام، قصص اور صفات سورۂ اخلاص میں صفات مذکور ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

۶۹۲۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ اَبِیْ هِلَالٍ اَنَّ اَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهٗ عَنْ اُمِّهٖ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ فِیْ حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰی سَرِیَّةٍ وَكَانَ یَقْرَأُ لِاَصْحَابِهٖ فِیْ صَلَاتِهِمْ فَیَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَلَمَّا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوْهُ لِاَیِّ شَیْءٍ یَصْنَعُ ذٰلِكَ فَسَاَلُوْهُ فَقَالَ لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَ بِهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ یُحِبُّهٗ

قولہ زَادَ اِسْمَاعِیْلُ ، یعنی اسماعیل بن جعفر نے مالک سے انہوں نے عبدالرحمٰن سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوسعید خدری سے ذکر کیا کہ ابوسعید نے کہا میرے بھائی قتادہ بن نعمان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ زیادہ ذکر کیا وہ یہ کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صبح تک "قل ھو اللہ احد" پڑھتا رہا اس پر کچھ زیادہ نہ پڑھا۔ جب صبح ہوئی تو وہ آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوری حدیث ذکر کی۔

(حدیث ۷۳۷۵ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایک چھوٹے لشکر کا امیر بنا کر بھیجا وہ نماز میں قرأت کرتا اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" کے ساتھ ختم کرتا جب وہ واپس آئے تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اس سے پوچھو کس لئے یہ کرتا ہے انہوں نے پوچھا تو اُس نے کہا یہ رحمٰن کی صفت ہے مجھے محبت ہے کہ میں اس کو پڑھتا رہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

۶۹۲۵ —

marfat.com
Marfat.com

باب قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

۶۹۲۶ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَاَبِیْ ظَبْيَانَ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ

۶۹۲۵ــــ شرح : سورۂ اخلاص رحمٰن کی صفت اس طرح ہے کہ اس میں اللہ کے اسماء اور اس کی صفات ہیں اور اس کے اسماء اس کی صفات سے مشتق ہیں اللہ کی محبت سے مراد ثواب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں میں موجود محبت سے موصوف نہیں ہوتا۔ (ص ۱۱۴۲ ج ۱ پر اس کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد! فرمادیں اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو جس کو بھی پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں ۶۹۲۶ــــ

ترجمہ : جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔"

۶۹۲۶ــــ شرح : مؤلف کا اس باب میں مقصد رحمت کو ثابت کرنا ہے اور یہ صفاتِ ذات سے ہے اور رحمٰن وصف ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی وصف کی ہے اور وہ رحمت کے معنیٰ کو متضمن ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا اب ہم وہ کو پکاریں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ اللہ کے غیر کو نہ پکارو۔ اللہ کے نام بہت ہیں اور سب اچھے ہیں۔"

marfat.com

Marfat.com

۶۹۲۷ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِیْ عُثْمٰنَ النَّهْدِیِّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهٗ رَسُوْلُ اِحْدٰى بَنَانِهٖ يَدْعُوْهُ اِلٰى ابْنِهَا فِی الْمَوْتِ فَقَالَ ارْجِعْ فَاَخْبِرْهَا اَنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَعَادَتِ الرَّسُوْلَ اَنَّهَا اَقْسَمَتْ لَتَاْتِيَنَّهَا فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَدُفِعَ الصَّبِیُّ اِلَيْهِ وَنَفْسُهٗ تَقَعْقَعُ كَاَنَّهَا فِیْ شَنٍّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ

ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو حضور کی ایک شہزادی کا قاصد آپ کے پاس آیا اور وہ حضور کو ان کے بچے کے لئے بلاتا تھا جو موت کی حالت میں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس جاؤ اور انہیں کہو جو اللہ کا تھا وہ اُس نے لے لیا ہے جو اُس نے دیا ہے وہ بھی اس کا ہے اور ہر شئ اللہ کے نزدیک مقرر وقت تک ہے۔ انہیں کہو صبر کرے اور ثواب کی طالب رہے۔ شہزادی نے قاصد کو واپس بھیجا کہ وہ آپ کو قسمت دیتی ہیں کہ ضرور تشریف لائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور آپ کے ہمراہ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل بھی اُٹھے بچہ حضور کو دیا گیا جبکہ اس کی سانس بیقرار تھی گویا کہ وہ پُرانی مشکیزہ میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا؟ فرمایا یہ رحمت ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالا ہے۔ جزا ایں نیست۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم

۶۹۲۷

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ

٦٩٢٨ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی سَمِعَهٗ مِنَ اللّٰهِ یَدَّعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْهِمْ وَیَرْزُقُهُمْ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا وَاِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاَنْزَلَ بِعِلْمِهٖ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ یَحْیٰی الظَّاهِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا

کرتا ہے۔ (حدیث ۱۲۱۲ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ ہی روزی دینے والا بہت بڑی قوّت والا ہے

٦٩٢٨ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اذیت پہنچانے والی بات سُن کر اس پر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا نہیں لوگ اس کی طرف اولاد منسوب کرتے ہیں اور وہ ان کو عافیت دیتا ہے اور رزق عطا کرتا ہے (حدیث ۶۰۹۹ ج : ۹ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

٦٩٢٠ــــ حَدَّثَنَا خَلِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ ابْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَتٰى يَاْتِي الْمَطَرُ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا اللّٰهُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ غیب جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا "

بے شک اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے اور اس نے اپنے علم سے نازل کیا۔ کوئی عورت حاملہ نہیں ہوتی اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اللہ کے علم سے۔

قیامت اسی کی طرف رد کیا جائے یحییٰ نے کہا اسے اشیاء کے ظاہر و باطن کا علم ہے

یحییٰ : وہ یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ بن منظور دیلمی کوفی مولیٰ بنی اسد ہے اسی کو فراء نحوی کہا جاتا ہے۔ وہ دو سو سات ہجری کو مکہ مکرمہ جا رہے تھے کہ راستہ میں انتقال کر گئے ان کی عمر تریسٹھ (٦٣) برس تھی۔ ان کو فراء اس لئے کہتے تھے کہ وہ کلام کی بہت تحقیق کرتے تھے۔ ان کو اس لئے فراء نہیں کہتے تھے کہ وہ پوستین بناتے تھے یا بیچتے تھے۔

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

٦٩٢٠ــــ غیب کی کنجیاں پانچ ہیں۔ اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا کوئی نہیں جانتا جو ارحام کمی و بیشی کرتے ہیں اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی اس کے سوا کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں فوت ہوگا اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی

marfat.com
Marfat.com

۶۹۳۰ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰى رَبَّهٗ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهٗ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا يَعْلَمُ

۶۹۲۹ــــ شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات میں موجود کو اللہ کے علم میں منحصر کیا اور اس کو خزانوں کے محل سے تشبیہ دی اور محل کے دروازہ کے لئے کنجیاں استعارہ کیں لہذا مفاتیح الغیب استعارہ مَکْنِیَّہ یا مُصَرِّحَہ ہے۔ کیونکہ کنجیوں کے ذریعہ خزانوں کے محل کے اندر جاسکتے ہیں جن کے دروازے قفلوں کے ساتھ مضبوط بند ہیں۔ جس کو ان کی کنجیوں کا علم ہوگا اور ان کے کھولنے کی کیفیت جانتا ہوگا وہ خزانوں تک پہنچ سکے گا۔ اللہ ہی مغیبات جانتا ہے۔ ان کو اس کا علم احاطہ کئے ہوئے ہے اُس کے سوا کوئی وہاں نہیں پہنچ سکتا وہی اُن کے اوقات اور حکم کی تعجیل و تاخیر جانتا ہے اور اپنی حکمت کے مقتضیٰ کے مطابق ان کو ظاہر کرتا ہے اور جیسی اس کی مشیت ہو ان کا اظہار کرتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اشیاء کو ان کے وجود سے پہلے جانتا ہے اور پانچ میں حکمت یہ ہے کہ تمام جہاں ان میں محصور ہے۔ لہٰذا نفس میں جو کمی بیشی ہوتی ہے "لَا يَعْلَمُ مَا يَغِيْضُ الْاَرْحَامُ اِلَّا اللّٰهُ" سے اس کی طرف اشارہ کیا اور لَا يَعْلَمُ مَا فِي الْغَدِ" سے زمانہ کے انواع اور ان میں ہونے والے حوادث کی طرف اشارہ کیا کیونکہ غد بہت قریب ہے اور جو مستقبل قریب میں ہونے والے حادثات کو نہیں جانتا وہ مستقبل بعید میں کیا جانے گا اور لَا يَعْلَمُ مَتٰى يَاْتِي الْمَطَرُ" سے عالم بالا کی طرف اشارہ کیا اور "لَا تَدْرِيْ نَفْسٌ الخ" سے عالم زیرین کی طرف اشارہ کیا یعنی کوئی نفس نہیں جانتا وہ کہاں مرے گا۔ بسا اوقات ایک علاقہ میں انسان مستحکم رہتا ہے لیکن قدرت اس کو کہاں کی کہاں لے جاتی ہے اور وہاں فوت ہوتا ہے۔ طبرانی میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے کسی کی موت کسی مقام میں واقع کرنا ہو تو وہاں اس کی حاجت پیدا کر دیتا ہے۔ اور لَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ" سے علوم آخرت کی طرف اشارہ کیا لہٰذا غیب کوئی نبی مرسل اور مقرب فرشتہ نہیں جانتا، البتہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور ولیوں کو غیب پر مطلع کرے تو وہ بھی غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ قرآن کی آیات اس پر شواہد ہیں اور احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا

marfat.com

Marfat.com

اُلغَیبَ اِلَّا اللّٰہُ

بَابُ قَوْلُ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ اَلْمُؤمِنُ

۶۹۳۱ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنَا زُھَیْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِیْرَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِیْقُ بْنُ سَلَمَۃَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ کُنَّا نُصَلِّیْ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ ہم نے اسی آئت کریمہ کے تحت تفہیم البخاری کی جلد اوّل کی حدیث ۴۷۷ ج ۱ میں مفصل بحث کی ہے جو پیاسے کو مطمئن کرتی ہے۔ واللہ الہادی۔

۶۹۳۰ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس نے تمہیں خبر دی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ اُس نے جھوٹ بولا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا ابصار احاطہ نہیں کرتیں اور جس نے یہ بیان کیا کہ حضور غیب (بذاتِ خود) جانتے ہیں اُس نے جھوٹ بولا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

۶۹۳۰ ـــ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کو دیکھنے کا انکار کیا لیکن اس میں منقول دلیل ذکر نہیں کی صرف اجتہاد پر اکتفاء کی

اس مسئلہ کی مکمل تفصیل تفہیم البخاری جلد ششم کے صـ۸۵۴-۸۵۵ پر ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ سلامتی اور امن دینے والا ہے

۶۹۳۱ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے ہم کہتے تھے اللہ پر سلام ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عین سلام ہے، لیکن تم کہو

marfat.com
Marfat.com

اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ مَلِكِ النَّاسِ فِيْهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۹۳۲ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ

التحیاتُ للہ الخ قولی عبادتیں، فعلی عبادتیں اور مالی عبادتیں سب خدا کے لئے ہیں یا نبی اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں اور ہم پر سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور میں گواہ ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عبد اور اس کے رسول ہیں۔

۶۹۳۱ — شرح : قولہ ان اللہ ھو السلام یعنی اللہ تعالیٰ نقائص سے مُنزّہ اور عیوب سے مُبرّا ہے۔ یہ صفت عدمی ہے یا معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ جنت میں بندوں پر سلامتی کرے گا؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے ،، سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔ یہ صفت کلامی ہے۔ شیخ نے خطابی سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق پر ظلمت سے سلامتی کرتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو سلامتی دینے والا ہے۔ یہ صفت فعلی ہے۔ قولہ السلام علیک ایھا النبی الخ شیخ محقق نے کہا۔ عرفا کہتے ہیں یہ خطاب حقیقت محمدیہ سے ہے جو تمام کائنات علوی، سفلی، انفسی اور آفاقی کے حقائق میں سرائت کئے ہوئے ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ذاتِ مصلیان موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوارِ قرب و اسرار معرفت مستفید و فائض گردد۔ (حدیث ۷۹۷ ج ، ۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لوگوں کا بادشاہ!

اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

۶۹۳۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَطْوِی السَّمَاءَ بِیَمِیْنِهٖ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَیْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ وَقَالَ شُعَیْبٌ وَالزُّبَیْدِیُّ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ یَحْیٰی عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ جَهَنَّمُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَبْقٰی رَجُلٌ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ اٰخِرُ اَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِیْ عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی قدرت کی مٹھی میں لے گا اور قدرت کے دائیں ہاتھ میں آسمان کو لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں دنیا کے بادشاہ کہاں ہیں؟

۶۹۳۲ شرح : مَلِکِ النَّاس میں دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ اس کا مرجع ذات کی صفت ہے جو قدرت ہے کیونکہ مَلِک بمعنی قدرت ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کا مرجع فعل کی صفت ہے یہ بمعنی قہر ہے اور لوگوں کو ان کے ارادے سے اپنے ارادے کی طرف پھیرنا ہے۔

قولہ یقبض ،، یعنی زمین کو اکٹھی کرے گا اور وہ ایک شئی ہو جائے گی اور آسمانوں کو دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ یہ متشابہات سے ہے اس سے مراد جو اس کی شان کے لائق ہے یا اس کی قدرت سے تاویل کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی ذات کی صفت ہے پکڑنے کا آلہ نہیں جیسے لوگوں میں ہاتھ اشیاء پکڑنے کے لئے ہیں۔ جہمیہ اس کے خلاف کہتے ہیں وہ اللہ کا جسم کہتے ہیں اور اس کے لئے ہاتھ ثابت کرتے ہیں۔ قولہ وقال شعیب الخ یعنی شعیب

marfat.com
Marfat.com

غَيْرَهَا قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ وَقَالَ اَيُّوْبُ وَعِزَّتِكَ لَاغِنًى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

زبیدی، ابن مسافر اور اسحٰق بن یحییٰ نے زہری کے ذریعہ ابو سلمہ سے اس جیسی روایت کی، یعنی ان چار شخصوں شعیب وغیرہ نے اس کو زہری سے روایت کیا اور اُس نے ابو سلمہ سے روایت کیا۔

(حدیث ۴ ــــ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ غالب حکمت والا ہے

پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو ان کی باتوں سے جو کافر اس کی شان میں کہتے ہیں۔ اللہ اور اس کے لئے ہی عزت ہے اور جس نے اللہ کی عزت اور اس کی صفات کی قسم کھائی۔

شرح : اس باب میں مختلف آیات سے تین ٹکڑے ذکر کئے جو اللہ کی صفات کو متضمن ہیں؛ چنانچہ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ،، عَزِيْزٌ عزت کو متضمن ہے اور یہ ذات کی صفت بمعنی قدرت اور عظمت ہے اور فعل کی صفت بمعنی قہر بھی ہو سکتی ہے یعنی وہ اپنی مخلوق پر غالب ہے ،، حکیم ،، حکمت کے معنی کو متضمن ہے۔ یہ ذات کی صفت بمعنی علم ہے اور وہ صفاتِ ذات سے ہے یا فعل کی صفت بمعنی احکام ہے

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

عزت سے مراد قہر و غلبہ ہے یعنی پکی ہے۔ تمہارے رب کو جو قہر و غلبہ والا ہے۔ ہو سکتا ہے رب کی عزت کی طرف اختصاص کے لئے ہو یعنی وہ عزت والا ہے اور یہ صفاتِ ذات سے ہے۔ یعنی جو بھی کسی کو عزت حاصل ہے اللہ اس کا مالک ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ

یہ یعنی غلبہ ہے، کیونکہ یہ اس شخص کا رد ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ بہت عزت والا ہے اور اس کا

marfat.com

Marfat.com

ضد اور مخالف ذلیل تر ہے اس قبیح دعویٰ کو اس طرح رد کیا کہ عزت اور غلبہ صرف اللہ اور اُس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے اور رسول اور مؤمن اللہ کے نزدیک بہت عزیز ہیں اسی لئے فرمایا لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ اَنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ،، میں اور میرے رسُول غالب ہیں اور اللہ قوی غالب ہے۔

مَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰہِ وَصِفَاتِہٖ

یعنی جو کوئی اللہ کی عزت کی قسم کھائے جو ذات کی صفت ہے وہ حانث ہو جائے گا اور جو کوئی اللہ کی عزت، جو اللہ کے فعل کی صفت ہے کی قسم کھائے وہ حانث نہ ہوگا بلکہ یہ قسم کھانا ممنوع ہے جیسے حقِ آسمان اور حق زید کی قسم کھانا ممنوع ہے لیکن جب قسم کھانے والا مطلقاً عزت اللہ کی قسم کھائے تو اس سے مراد صفتِ ذات کی قسم ہوتی ہے لہٰذا قسم منعقد ہو جائے گی بشرطیکہ اس کا خلاف مقصود نہ ہو۔

(حدیث ع ۲۷۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

قَوْلُہٗ قَالَ اَنَسٌ : یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کہے گی قَطْ قَطْ تیری عزت کی قسم ،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا کلمہ نقل کیا جبکہ اللہ تعالیٰ اس میں قدرت کا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی اے اللہ تیری عزت کی قسم بس بس" میں بھر گئی ہوں وہ اپنی زبان سے حقیقۃ بولے گی۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ جمادات کو بھی نطق عطاء فرمائے گا جیسے قرآن کریم میں ہے ،، آج ہم اُن کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے اور اُن کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے ،، اس کے نظائر کثیر ہیں۔

قَوْلُہٗ قَالَ اَبُوْھُرَیْرَةَ : یعنی ابو ہریرہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ کے درمیان ایک آدمی باقی رہ جائے گا جو دوزخیوں میں سے سب سے آخر دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر جنت میں داخل ہوگا۔ وہ کہے گا اے میرے رب میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے تیری عزت کی قسم میں اس کے علاوہ تجھ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔ ابو سعید نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے یہ جنت اور اس کی دس مثلیں ہیں یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث روایت کرنے میں ابو سعید نے ان کی موافقت کی ہے لیکن دس امثال کی زیادتی ابو ہریرہؓ کی حدیث میں نہیں جو ابو سعید نے ذکر کی ہے (حدیث ع ــــ کی شرح دیکھیں)

قولہ وقال ایوب ،، یعنی ایوب نے کہا اے اللہ! تیری عزت کی قسم میں تیری برکت سے مستغنی نہیں ہوں۔

(حدیث ع ۲۷۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۶۹۳۳ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ يَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الَّذِیْ لَا يَمُوْتُ وَ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ

۶۹۳۴ــــ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلْقٰى فِی النَّارِ وَقَالَ لِیْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ح وَعَنْ مُعْتَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقٰى فِيْهَا وَهِیَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ فِيْهَا

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں تو وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی حق معبود نہیں تو وہ ہے جو فوت نہ ہوگا اور جن وانسان سب مرجائیں گے۔ قولہ اَلَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اگر یہ سوال پوچھا جائے موصول کا صلہ جملہ ہو تو صلہ میں ضمیر ہوتی ہے جو موصول کی طرف لوٹتی ہے۔ یہاں ضمیر کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صلہ میں ضمیر اس لئے ہوتی ہے کہ صلہ کا موصول سے رابطہ ہو جائے لیکن جب نفس مخاطب یا متکلم مرجع ہوں تو ارتباط حاصل ہو جاتا ہے جیسے متکلم کی صورت میں ہے "اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَيْدَرَةَ" اس وقت ضمیر کی حاجت نہیں۔ ۶۹۳۳ــــ

marfat.com
Marfat.com

رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَدَمَهٗ فَيَنْزَوِیْ بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ ثُمَّ تَقُوْلُ قَدْ قَدْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا يَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتّٰی يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ

۶۹۳۵ــــ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ مِنَ اللَّيْلِ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ

۶۹۳۴ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں لوگ ڈالے جائیں گے (دوسرا اسناد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور وہ کہتی جائے گی کچھ اور زیادہ ہے ؟ یہاں تک پروردگار عالم اس میں قدرت کا قدم رکھے گا تو اس کا ایک حصہ دوسرے سے مل جائے گا پھر وہ کہے گی بس بس تیری عزت اور کرم کی قسم! اور جنت بچ رہے گی حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اور مخلوق پیدا کرے گا اور ان کو زائد بچی ہوئی جنت میں بسائے گا۔ **۶۹۳۴ــــ** شرح : قولہ قدمہ، قدم سے مراد متقدم ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس میں وہ لوگ لائے گا جو عذاب کے مستحق ہونے والے ہیں یا ایک مخلوق ہے جس کا نام قدم ہے یا وضع قدم سے مراد زجر و تشدید ہے اور دوزخ کو خاموش کرنا ہے جیسے کسی چیز کو مٹانے کا ارادہ ہو تو کہتے ہیں اس کو میں نے اپنے قدم کے تحت رکھا ہے یا اس کی مراد اللہ ہی جانتا ہے۔

حلّ لغات : قط قط، قَدْ قَدْ ، مجھے کافی ہے میں بھر گئی ہوں۔ يَنْزَوِیْ ، انزواء بمعنی جمع ہوتا ہے۔ یعنی دوزخ کا بعض کے ساتھ مل جائے گا۔ يُنْشِئُ ، پیدا کرے گا۔

marfat.com
Marfat.com

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَاَخَّرْتُ وَاَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ لِيْ غَيْرُكَ

۶۹۳۶ **حَدَّثَنَا** ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ بِهٰذَا وَقَالَ اَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ وہی ذات ہے جس نے آسمان اور زمین حق پیدا کئے

۶۹۳۵ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات یہ دعاء کرتے تھے۔ اے اللہ تیری حمد ہے تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ تیری حمد ہے تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے کو قائم کئے ہوئے ہے تیری حمد ہے تو آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والا ہے تیرا قول حق ہے تیرا وعدہ حق ہے۔ تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے اے اللہ میں تم پر اسلام لایا اور تیرے ساتھ ایمان لایا تجھ ہی پر توکل کیا تیری طرف لوٹتا ہوں اور تیرے سبب میں جھگڑتا ہوں اور تجھ کو حاکم مانتا ہوں مجھے بخش جو میں نے پہلے کیا اور جو مؤخر کیا جو خفیہ کیا اور جو علانیہ کیا تو میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی حق معبود نہیں (حدیث ۱۰۵۸ ع ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

حل لغات : نور السموٰت " ان کو روشن کرنے والا ہے۔ ان کی تدبیر کرنے والے۔ بک خاصمت تیرے

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا وَقَالَ الْاَعْمَشُ عَنْ تَمِيْمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْاَصْوَاتَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا

دیئے ہوئے دلائل و براہین کے ساتھ میں دشمنوں سے مخاصمت کرتا ہوں۔ ایک حالت، تجھے میں نے حاکم بنایا

ترجمہ : ثابت بن محمد نے کہا سفیان نے ہم سے یہ بیان کیا اور کہا :

۶۹۳۶ — وَاَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ،،

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ سُننے والا دیکھنے والا ہے

اعمش نے تمیم، عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا اللہ کی حمد ہے جو تمام آوازیں سُنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا اللہ نے اس عورت کی بات سُنی ہے جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑتی ہے نازل فرمائی۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد معتزلہ کا رد ہے۔ معتزلہ کا عقیدہ ہے اللہ بغیر سمع کے سمیع ہے۔ نیز ان لوگوں کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں۔ سمیع کے معنی صرف مسموعات کو جاننے والا ہے۔ ان کے قول کے مطابق لازم آئے گا کہ نابینا اور بہرہ اللہ کے مساوی ہو جائے کیونکہ نابینا جانتا ہے کہ آسمان سبز ہے اور اس کو دیکھتا نہیں اور جہان میں آوازیں ہیں ان کو سنتا نہیں۔ یہ عقیدہ ظاہر الفساد ہے لہذا یہ ضروری امر ہے کہ سمیع و بصیر عالم ہونے کے علاوہ زائد معنیٰ کے مفید ہیں اور وہ سمع و بصر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے سمع کیسے متصور ہے، حالانکہ سمع کان کے سوراخ کے آخر میں باریک سی جھلی تک آواز سے ملی ہوئی ہوا کا پہنچنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے متصور نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سمع یہ نہیں بلکہ وہ ایک حالت ہے جسے اللہ تعالیٰ زندہ شخص میں پیدا کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ عادت کریمہ

marfat.com
Marfat.com

۶۹۳۷ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَكُنَّا اِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا قَرِيْبًا ثُمَّ اَتٰی عَلَیَّ وَاَنَا اَقُوْلُ فِیْ نَفْسِیْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ لِیْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ اَوْ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ بِهٖ

ہے کہ وہ اس کو ہوا کے ذریعہ وہاں تک پہنچنے پر پیدا فرماتا ہے - ان میں عقلاً ملازمہ نہیں اور اللہ ان وسائط عادیہ کے بغیر سنتا ہے جیسے عادۃً دیکھنے کے لئے شئی کا سامنے ہونا اور زیادہ قرب و بعد میں نہ ہونا اور دیکھنے والے کی آنکھ سے شعاع کے نکلنے اور سامنے والی شئی پر پھیل جانا ضروری ہے اس کے بغیر ابصار نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ مواجہ، مقابلہ اور خروج شعاع وغیرہ کے بغیر دیکھتا ہے۔

۶۹۳۷ **ترجمہ** : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب ہم کسی گھاٹی پر چڑھتے تو بلند آواز سے تکبیر کہتے حضور نے فرمایا اپنے پر میانہ روی کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو تم ہر شئی سُننے اور دیکھنے والے قریب کو پکارتے ہو پھر حضور میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں اپنے دل میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ بِاللّٰهِ[1] کہہ رہا تھا کیونکہ جنت کے خزانوں سے خزانہ ہے یا فرمایا کیا میں جنت کے خزانہ کی طرف تیری رہنمائی نہ کروں۔

۶۹۳۷ **شرح** : اربعوا کے معنیٰ ہیں آواز بلند کرو لیکن اس میں مبالغہ نہ کرو بلکہ میانہ روی اختیار کرو۔ حدیث میں قریبًا کو اس لئے ذکر کیا کہ بسا اوقات سُننے دیکھنے والا اس شئی کو نہیں دیکھ سکتا جو محسوس سے دُور ہو قریب کر کرنے سے مقتضی کا وجود اور عدم مانع واضح ہوگیا۔ قرب سے مراد مسافت کا قرب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی مکان میں حلول ہونے سے پاک ہے بلکہ قرب سے علمی قرب مراد ہے۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث سے سمع و بصر سے مانع آفت کی نفی کرنا اور اللہ کا سمیع و بصیر

[1] کہہ رہا تھا۔ فرمایا اے عبداللہ بن قیس لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھو، کیونکہ یہ

marfat.com
Marfat.com

۶۹۳۸ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

۶۹۳۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ نَادَانِي قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ

وغیرہ ثابت کرتا اس بات کو مستلزم ہے کہ ان صفات کے ضد اللہ کے لئے صحیح نہیں۔"

ترجمہ : ابوالخیر نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۶۹۳۸ — نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے دعا سکھائیں جو میں نماز میں پڑھا کروں فرمایا کہو: اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے۔ گناہوں کو تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ہے۔ مجھے اپنے پاس سے مغفرت عطا کر بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

شرح : اس حدیث کی مناسبت یہ ہے کہ گناہ دیکھے سنے جاتے ہیں اور اس دعا

۶۹۳۸ — کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اللہ ان کی دعا کو سنے گا اور اس کے مطابق قبولیت ہوگی۔

(حدیث ۷۹۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۳۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

۶۹۳۸ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

۶۹۳۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ نَادَانِي قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ

وغیرہ ثابت کرتا اس بات کو مستلزم ہے کہ ان صفات کے ضد اللہ کے لئے صحیح نہیں۔"

ترجمہ : ابوالخیر نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۶۹۳۸ — نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے دعا سکھائیں جو میں نماز میں پڑھا کروں فرمایا کہو: اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے۔ گناہوں کو تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ہے۔ مجھے اپنے پاس سے مغفرت عطا کر بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

شرح : اس حدیث کی مناسبت یہ ہے کہ گناہ دیکھے سنے جاتے ہیں اور اس دعا

۶۹۳۸ — کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اللہ ان کی دعا کو سنے گا اور اس کے مطابق قبولیت ہوگی۔

(حدیث ۷۹۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۳۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ

٦٩٤٠ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِي الْمَوَالِيْ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الْحَسَنِ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيُّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ اَصْحَابَهُ الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْاَمْرَ ثُمَّ يُسَمِّيْهِ

نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات سُنی اور جو کچھ انہوں نے آپ کو جواب دیا وہ بھی سُنا ہے۔

٦٩٣٩ ــــ شرح : جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف سے واپس آنے کے بعد جبکہ ان کے ایمان لانے سے نا امید ہوئے تھے جبرائیل علیہ السلام نے یہ آواز دی تھی (حدیث ٣٠١٩ ج : ٥ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! فرما دیجئے اللہ قادر ہے

قدرت اور قوت ہم صفاتِ ذات سے ہیں "

٦٩٤٠ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ سلمی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام

marfat.com
Marfat.com

بِعَيْنِهٖ خَيْرًا لِّيْ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ قَالَ اَوْفِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ
وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ وَاِنْ
كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْقَالَ فِيْ
عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ
ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ

بَابُ مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ

کو تمام امور میں استخارہ کی نماز کی تعلیم دیتے تھے جیسے انہیں قرآن کی سورۃ کی تعلیم دیتے تھے۔ حضور فرماتے تھے جس وقت تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعہ تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل میں سے سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو قادر ہے میں قادر نہیں تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو غیوب جاننے والا ہے اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (اس کام کا بعینہٖ نام لے) میرے لئے دنیا و آخرت میں یا حال اور مستقبل میں بہتر ہے جابر نے فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ کی بجائے میرے دین، میری زندگی اور میرے آخری امر کہا ہے۔ مجھے اس کی قدرت دے اور وہ میرے لئے آسان کر دے۔ پھر اس میں میرے لئے برکت کر۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین اور میری زندگانی اور میرے آخری امر میں اچھا نہیں یا کہا میرے لئے دنیا یا آخرت میں، تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے خیر کی قدرت دے جہاں بھی وہ ہے۔ پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر دے۔

۶۹۴۱ شرح: استخارہ کے معنی مساءِ استخارہ اور اس کی دعاء بمعنی طلبِ خیر ہے۔ اَسْتَقْدِرُ کے معنی ہیں۔ میں تجھ سے اس پر قدرت طلب کرتا ہوں اور ثُمَّ رَضِّنِيْ کے معنی ہیں۔ پھر مجھے اس کے ساتھ خوش کر دے۔
(حدیث ۱۰۹۷ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٦٩٤١ــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ

بَابُ اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ اِسْمٍ اِلَّا وَاحِدًا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُوالْجَلَالِ الْعَظَمَةُ اَلْبَرُّ اللَّطِيْفُ

٦٩٤٢ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةٌ اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ اَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ

باب اللہ دلوں کو پھیرنے والا ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم ان کے دلوں اور نظروں کو پھیرتے ہیں

٦٩٤١ــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ قسم کھایا کرتے تھے لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ ،، دلوں کو پھیرنے والے کی قسم!

٦٩٤١ــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قلب کا ارادہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ہے اور یہ صفت فعلی ہے۔ اس کا مرجع قدرت ہے قلب کو قلب اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بکثرت پھرتا رہتا ہے۔ جیسے انسان کو انسان۔ اس لئے انسان کہا جاتا ہے اس میں اُنس ہے (حدیث ٦٢١٥ ع ج ١٠ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ السُّؤَالِ بِأَسْمَاءِ اللّٰهِ وَالْاِسْتِعَاذَةِ بِهَا

٦٩٤٣ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ فَرَاشَهٗ فَلْيَنْفُضْهُ

باب . اللہ تعالیٰ کے ایک سے کم سو نام ہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذوالجلال کی تفسیر عظمت سے کی ہے اور بَرّ کی لطیف سے ،، اللہ عظمت والا اور لطف والا ہے ،،

٦٩٤٢ — ترجمہ . ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ننانوے نام ہیں سو سے ایک کم جو کوئی ان ناموں کو یاد کرلے وہ جنت میں داخل ہوگا - احصیناہ کے معنی ہیں حَفِظْنَاہ ،، میں نے اسے یاد کیا -

٦٩٤٣ — شرح : اس باب کی غرض اللہ کے لئے اسماء ثابت کرنا ہے - پھر اس بات میں اختلاف ہے کہ اسم عین مسمّٰی ہے یا اس کا غیر ہے - بعض کہتے ہیں اسم مسمّٰی کا نہ عین ہے نہ غیر ،، یہی صحیح تر ہے - جہمیہ کہتے ہیں اللہ کے اسماء مخلوق ہیں کیونکہ اسم مسمّٰی کا غیر ہے ان کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تھا اور ان اسماء کا وجود نہ تھا پھر ان کو پیدا کر کے ان کو اپنا نام بنایا - ان کا رد اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ،، اور فرمایا ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ،، اس میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ معبود ہے تو اس کے کلام نے اس کے اسم پر دلالت کی جبکہ وہ اس کی ذات پر بھی دلالت کرتا ہے لہذا جو یہ کہتا ہے کہ اللہ کا نام مخلوق ہے تو اس کا یہ گمان ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ مخلوق کی تسبیح کہیں

marfat.com
Marfat.com

بِصَنِفَةِ ثَوْبِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ تَابَعَهٗ يَحْيٰى وَبِشْرٌ ابْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ زُهَيْرٌ وَاَبُوْ ضَمْرَةَ وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اللہ کے اسماء کی طفیل سوال کرنا اور اُن کے ذریعہ پناہ چاہنا

۶۹۴۳ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے کپڑے کے کنارے سے اس کو تین بار جھاڑے اور کہے اے اللہ! تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیری طفیل اس کو اٹھاؤں گا۔ اگر تو نے میری جان روک لی تو اسے بخش دے اور اگر اس کو چھوڑ دیا تو اُس کی طفیل حفاظت کر جس کی طفیل اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یحییٰ، بشر بن مفضل نے عبید اللہ، سعید اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرنے میں عبدالعزیز کی مالک سے روائت کرنے میں متابعت کی۔

۶۹۴۳ ــــ شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ میں ہے کیونکہ اس میں وضع کی نسبت اسم کی طرف اور رفع کی نسبت ذات کی طرف کی ہے۔ معلوم ہوا کہ اسم سے مراد ذات ہے اور وضع اور رفع میں ذات سے استعانت کی جاتی ہے۔ لفظ سے نہیں کی جاتی۔ بستر جھاڑنے میں حکمت یہ ہے کہ بسا اوقات اس میں سانپ یا بچھو وغیرہ داخل ہو جاتے ہیں اور اُن کا پتہ

marfat.com
Marfat.com

۶۹۴۴ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

۶۹۴۵ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ بِاسْمِكَ نَمُوْتُ وَنَحْيٰى فَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ

نہیں ہوتا اور ہاتھ کپڑے میں مستور ہونا چاہیئے تاکہ اگر کوئی شئی ہو تو اس سے اذیت نہ پہنچے۔ امساک کے ساتھ مغفرت کو اور ارسال کے ساتھ حفظ کو ذکر کیا کیونکہ امساک موت سے کنایہ ہے۔ مغفرت اس کے مناسب ہے اور ارسال سے زندگی کی بقاء کی طرف اشارہ ہے۔ حفظ اس کے مناسب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ زاد زہیر و ابوضمرۃ الخ یعنی زُہیر، ابوضمرہ اور اسماعیل بن زکریاء نے عبیداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ ر [illegible] سے زیادہ ذکر کیا یعنی لفظ "اَبِیْهِ" زیادہ ذکر کیا۔

قولہ رواہ ابن عجلان ،، یعنی ابن عجلان نے سعید اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث کی روائت کی اور محمد بن عبدالرحمٰن، دراوردی اور اُسامہ بن حفص نے محمد بن عجلان کی متابعت کی "

۶۹۴۴ — ترجمہ : حُذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تشریف لاتے تو فرماتے اے اللہ! تیرے نام کی طفیل میں زندہ ہوں اور فوت ہوں گا اور جب صبح ہوتی تو فرماتے۔ اللہ کی حمد ہے جس نے ہم کو فوت کرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف جمع ہونا ہے۔ (حدیث ۶۸۱۳ ج ۹: کی شرح دیکھیں)

۶۹۴۵ — ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات اپنے بستر پر تشریف

marfat.com
Marfat.com

٦٩٤٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ فَقَالَ بِسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا

٦٩٤٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أُرْسِلُ كِلَابِي الْمُعَلَّمَةَ

لاتے تو فرماتے تیرے نام سے ہم فوت اور زندہ ہوتے ہیں اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے اللہ کی حمد ہے جس نے ہم کو فوت کرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف جمع ہونا ہے۔

(حدیث ۶۸۱۳ جلد : ۹ کی شرح دیکھیں)

٦٩٤٦ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے تو کہے۔ تیرے نام کی طفیل اے اللہ ہم سے شیطان کو دور کر اور جو ہمیں عطا کرے اس سے شیطان دور کر اور جو ہمیں عطاء کرے اس سے شیطان کو دور رکھ کیونکہ ان کے درمیان اس جماع میں بچہ مقدر ہو تو اس کو شیطان ضرر نہیں دے گا۔ (حدیث ۱۴۱ ج ۱۰۰ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

٦٩٤٧ ـــ ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ اپنے سکھائے ہوئے کتے (شکار پر) چھوڑتا ہوں۔ حضور نے فرمایا جب تو اپنے سکھائے ہوئے کتے شکار پر چھوڑے اور ان پر اللہ کا نام ذکر کرے اور انہوں نے شکار روک رکھا ہو تو کھالو اور اگر بے پر و سکان تیر پھینکے اور وہ زخم کر دے تو شکار کھالو۔

marfat.com

Marfat.com

قَالَ اِذَا اَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَاَمْسَكْنَ فَكُلْ وَاِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْ

٦٩٤٨ ـــ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْخَالِدٍ الْاَحْمَرُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هُنَا اَقْوَامًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ يَاْتُوْنَا بِلُحْمَانٍ لَانَدْرِىْ يَذْكُرُوْنَ عَلَيْهَا اسْمَ اللّٰهِ اَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوْا اَنْتُمْ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالدَّرَاوَرْدِىُّ وَاُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ

شرح ٦٩٤٧ ـــ : معراض بکسر المیم تیر کی لکڑی ہے جس کو گز کہتے ہیں اس میں پیر و پیکاں نہیں ہوتا۔ غالب یہی ہے کہ وہ تیزی سے نہیں چوڑائی سے شکار کو پہنچتا ہے۔ اگر وہ تیزی سے شکار کو زخم کر دے تو وہ ذبح ہو جائے گا۔ اسے کھانا حلال ہے۔ اگر وہ چوڑائی کے بل شکار کو مار دے تو وہ حلال نہیں۔

حلّ لغات : معلّمہ سکھلائے ہوئے۔ معراض تیر کی لکڑی جو پر کے بغیر ہو۔ خزق ،، زخم کر دے۔

ترجمہ ٦٩٤٨ ـــ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہاں کچھ لوگ (نئے) کا زمانہ شرک کے قریب ہے۔ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں ہم نہیں جانتے ہیں کہ وہ اُن پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیتے ہیں یا نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ کا نام لو اور کھا لو! محمد بن عبدالرحمٰن، دراوردی اور اُسامہ بن حفص نے ابو خالد کی متابعت کی ،،

شرح ٦٩٤٨ ـــ : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ،، اذکروا انتم اسم اللہ" میں ہے اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے خیال فرمایا

marfat.com
Marfat.com

۶۹۴۹ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ يُسَمِّيْ وَيُكَبِّرُ

۶۹۵۰ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ صَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ

کہ گوشت لانے والے لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں اور احکام سے واقف نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ ذکر کرتے ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اللہ کے نام سے ہی ذبح کرتا ہے۔ ان پہ اچھا گمان کرنا چاہیئے لہٰذا تم اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو ذبیحہ اللہ کے نام سے ذبح نہ کیا ہو وہ بسم اللہ پڑھ کر کھا لینا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ،، جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ ذکر کیا گیا ہو وہ نہ کھاؤ۔ لہٰذا ذبح کے وقت متروک التسمیہ حرام ہے۔

۶۹۴۹ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے قربانی کئے جن پر آپ نے بسم اللہ اللہ اکبر کہا، (یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا)

۶۹۵۰ — ترجمہ : جندب سے روائت ہے کہ وہ نحر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے۔ حضور نے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور فرمایا جس نے نمازِ عید سے پہلے ذبح کیا وہ اس کی جگہ اور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا وہ اللہ کے نام سے ذبح کرے (حدیث ۹۳۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

۶۹۵۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَحْلِفُوا بِاٰبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوْتِ

وَاَسَامِيِ اللّٰهِ وَقَالَ خُبَيْبٌ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ فَذَكَرَ الذَّاتَ بِاسْمِهٖ ۶۹۵۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُوبْنُ اَبِيْ سُفْيٰنَ بْنِ اَسِيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيْفٌ لِّبَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ ۶۹۵۱ — دادا کی قسم نہ کھاؤ جو کوئی قسم کھانا چاہے وہ اللہ کی قسم کھائے۔

شرح : لوگ اپنے آباؤ اجداد کی بکثرت قسمیں کھایا کرتے تھے اس لئے حضور ۶۹۵۱ — نے ان کو باپ دادا کی قسم کھانے سے منع کر دیا کیونکہ جس کی قسم کھائی جائے اس کی تعظیم ہوتی ہے اور عظمت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ بعض اوقات کلام کی استقامت کے لئے زبان پر قسم جاری ہو جاتی ہے۔ اس سے قسم مقصود نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَفْلَحَ وَاَبِيْهِ ، (حدیث ۲۸۳۸ / ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جو ذات و صفات اور اللہ کے اسماء کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے ،،

اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا اور یہ اللہ کی ذات میں ہے اللہ کے نام کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً مِّنْهُمْ خُبَيْبُ الْاَنْصَارِيُّ فَاَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيَاضٍ اَنَّ اَبْنَةَ الْحَارِثِ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا اِسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ قَالَ خُبَيْبٌ شعر

مَا اُبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ۞ عَلٰى اَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ

وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَّشَأْ ۞ يُبَارِكْ عَلٰى اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٍ

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَاَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ خَبَرَهُمْ يَوْمَ اُصِيْبُوْا

ذات ذکر کی یعنی ذات کا اطلاق اسامی کے اطلاق کی طرح جائز ہے۔ ذات کو اللہ کے نام کے ساتھ ملا کر ذکر کیا، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبیب رضی اللہ عنہ کا یہ کلام سُنا اور انکار نہ کیا لہذا اس کے علم کا طریق شارع علیہ السلام سے توقیف ہے (حدیث ۳۷۴۷ ج ۶ کی شرح دیکھیں

۶۹۵۲ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابی بھیجے اُن میں سے خبیب انصاری تھے۔ زُہری نے کہا مجھے عبیداللہ ابن عیاض نے خبر دی کہ حارث کی بیٹی نے انہیں خبر سنائی کہ جس وقت حارث کے بیٹے جمع ہُوئے تو خبیب نے اس سے استرا طلب کیا تاکہ زیر ناف بال اُتارے جب وہ حرم سے باہر نکلے تاکہ اس کو قتل کریں تو خبیب انصاری نے کہا ؎

جس وقت میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جاؤں تو مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ اللہ کے لئے میرا گرنا کس کروٹ پر ہوگا اور یہ گرنا اللہ کی ذات میں ہے اگر وہ چاہے ٹکڑے کئے ہُوئے عضو کے جوڑوں پر برکت کرے ،، پھر عقبہ بن حارث نے اسے قتل کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ان کی خبر سنائی جس روز وہ قتل کئے گئے۔

حل لغات : موسٰی ہ استرا۔ استحداد ،، استرے سے بال منڈانا۔ شق، کنارہ۔ مَصْرَع، زمین پر گرنا

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَقَوْلُهٗ
تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ

٦٩٥٣ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ
حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ
وَمَا اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ

کیا گیا۔ (حدیث ۲۸۳۸ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ اپنی ذات سے تمہیں ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو میرے دل کی بات جانتا ہے اور جو تیری ذات میں ہے میں نہیں جانتا ہوں۔"

ترجمہ ۶۹۵۳ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور کوئی نہیں اسی لئے اس نے فواحش حرام کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو مدح پسند نہیں۔

شرح ۶۹۵۳ : اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ وہ بے حیائی کی باتیں پسند نہیں کرتا اور نہ اس سے راضی ہوتا ہے بعض علماء نے کہا غیرت کو غضب لازم ہے اور غضب کو لازم عذاب دینا ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ احد کو نفس کے قائم مقام کیا ہے کیونکہ ایک دوسرے کے مقام میں استعمال ہونے کے باعث ان میں ملازمہ ہے (حدیث ۴۳۲۳ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۶۹۵۴ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِیْ كِتَابِهٖ وَهُوَ یَكْتُبُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَهٗ عَلَی الْعَرْشِ اِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ

۶۹۵۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ

۶۹۵۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو اپنی کتاب میں لکھا وہ اپنی ذات پر لکھتا ہے اور وہ اس کے پاس عرش پر رکھا ہوا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

۶۹۵۴ — شرح : مسلم نے اپنی اسناد سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو اپنی کتاب میں لکھا اور وہ اس کے پاس عرش سے اوپر ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ وضع بمعنی موضوع ہے یعنی رکھا ہوا، چنانچہ مسلم کی دوسری روایت میں فہو موضوع عندہ ہے۔

۶۹۵۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جو وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ جب وہ مجھے یاد کرے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے

marfat.com
Marfat.com

نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً

اپنے دل میں یاد کرے تو میں اس کو اپنی ذات میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے محفل میں یاد کرے تو میں اس کو اس کی محفل سے بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آئے تو میں ایک گز اس کے قریب آتا ہوں اور اگر وہ ایک گز میرے قریب آئے تو میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کی مقدار اس کے قریب آتا ہوں جو کوئی میری طرف چل کر آئے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

۶۹۵۵ — شرح : یعنی اگر میرا بندہ میرے ساتھ یہ گمان رکھتا ہے کہ میں اس کے گناہ معاف کروں گا تو میں اس کے گناہ معاف کر دیتا ہوں اور اگر وہ عقوبت کا گمان کرے تو میں عقوبت کرتا ہوں اس میں یہ اشارہ ہے کہ خوف پر امید کی جانب راجح ہے بندے کی محفل اس کے احباب ہیں اور اللہ کی محفل اس کے فرشتے ہیں اس حدیث میں تقرب سے مراد طاعت اور عبادت ہے یعنی بندہ کی طرف سے طاعت اور عبادت ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے رحمت و ثواب ہے۔ یعنی ہر قدر کہ بندہ طاعت اور عبادت میں زیادتی کرتا ہے۔ میں اس کا ثواب بڑھاتا ہوں۔

اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ فرشتے بشر سے افضل ہیں اس مقام کی تفصیل یہ ہے خاص بنی آدم خاص فرشتوں سے افضل ہیں اور عوام بنی آدم عوام فرشتوں سے افضل ہیں۔ خواص بنی آدم سے انبیاء کرام مراد ہیں جبکہ عوام بنی آدم سے اولیاء اللہ مراد ہیں اور خواص ملائکہ عوام بنی آدم سے افضل ہیں اور ملائکہ کی بشر پہ تفضیل پہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہ احتمال ہے کہ ملأ خیر سے مراد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ہوں اللہ کا چلنا یا دوڑ کر آنا وغیرہ کا اللہ پہ اطلاق مجازی ہے؛ کیونکہ عقلی براہین و دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ ان اطلاقات کا اللہ پہ اطلاق محال ہے۔ لہٰذا معنیٰ یہ ہیں کہ جو تھوڑی عبادت اور طاعت کرے میں اس کو زیادہ ثواب دیتا ہوں اور اللہ پہ نفس کا اطلاق بطور مشاکلت ہے جیسے اس آیت کریمہ "تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ" میں ہے اور نفس سے مراد اللہ کی ذات ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ

۶۹۵۶ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَقَالَ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَیْسَرُ

باب اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شئی فانی ہے

۶۹۵۶ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ ،، کہہ دیں اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اُوپر سے عذاب بھیجے ،، نازل ہُوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں اور فرمایا تمہارے پاؤں سے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں اور فرمایا یا تم کو گروہ گروہ ملا دے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آسان ہے۔

۶۹۵۶ — شرح : اس آیت اور حدیث کی اس بات پر دلالت ہے کہ اللہ کا وجہ ہے اور وہ اس کی ذات کی صفت ہے اللہ کا وجہ لوگوں کے چہرہ جیسا نہیں جیسے اللہ عالم ہے لیکن ان علماء کی طرح نہیں جو ہم دیکھتے ہیں۔ علامہ کرمانی نے کہا وجہ سے مراد ہی ذات ہے۔ اس کی شرح صـ ۸۳ ـ ج : ۶ پر دیکھیں۔

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ تُغَذّٰى وَقَوْلُهٗ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ،،

۶۹۵۷ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ الدَّجَّالُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَ اَشَارَ بِيَدِهٖ اِلٰى عَيْنِهٖ وَاِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تاکہ تو ہماری حفاظت میں پرورش پائے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کشتی ہماری حفاظت میں جاری تھی ،، شرح : ان دونوں آیات میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ کی صفت

عین ہے وہ نہ اس کا عین ہے اور نہ اس کا غیر ہے۔ جیسا کہ مجسمہ۔ کہتے ہیں کہ اللہ جسم ہے لیکن دیگر اجسام جیسا نہیں۔ یہ عقیدہ قبیح تر ہے کیونکہ اللہ کے جسم کے استحالہ پر براہین قائم ہیں لہٰذا عین سے مراد وہ ہے جو اس کی شان کے لائق ہے۔

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دجال ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تم پر مخفی نہیں اللہ کانا نہیں

۶۹۵۷

اور اپنے دستِ اقدس سے اپنی آنکھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مسیح دجال کی دائیں آنکھ سے کانا ہے گویا کہ اس کی آنکھ انگور کا دانہ ہے جو باہر نکلا ہوا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۶۹۵۸ ـــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا قَتَادَةُ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا اَنْذَرَ قَوْمَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ اَلَا اِنَّهُ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ

۶۹۵۹ ـــ حَدَّثَنِي اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اَبِيْ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ

۶۹۵۷ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دلائل عقلیہ سے ثابت ہے کہ اللہ جسم نہیں اور جسمانی صورت والا نہیں۔ دجال کی الوہیت کی اس طرح نفی کرنا کہ وہ کانا ہے اللہ کانا نہیں اس کے معنیٰ کیا ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جسم کے استحالہ پر دلائل علماء کے نزدیک ہیں۔ عوام ان سے بے خبر ہیں ان کے لئے یہی قدر کافی ہے کہ دجال کانا ہے

۶۹۵۸ ـــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا۔ مگر اُس نے اپنی قوم کو کانے کذاب سے خوف دلایا ہے کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں اس کی دونوں کے درمیان کافر لکھا ہُوا ہے۔

۶۹۵۸ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ متعدد دلائل سے یہ معلوم ہے کہ وہ رب نہیں تو اس کو کانا کہہ کر اس کے رب ہونے کی نفی کا معنیٰ کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ علماء کو معلوم ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ایسی محسوس شئی کی طرف اشارہ کریں جس کو عوام بھی معلوم کر سکیں۔

marfat.com

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ فِیْ غَزْوَةِ بَنِی الْمُصْطَلِقِ اَنَّهُمْ اَصَابُوْا سَبَایَا فَاَرَادُوْا اَنْ یَّسْتَمْتِعُوْا بِهِنَّ وَلَا یَحْمِلْنَ فَسَاَلُوْا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا عَلَیْکُمْ اَلَّا تَفْعَلُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ کَتَبَ مَنْ هُوَ خَالِقٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَنْ قَزَعَةَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِیْدٍ فَقَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ نَفْسٌ مَخْلُوْقَةً اِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا

٦٩٥٩ ترجمہ : ابوسعید خدری سے غزوہ بنی مصطلق میں روایت ہے کہ صحابہ کرام نے قیدی لونڈیاں پائیں اور ارادہ کیا کہ اُن سے جماع کریں اور وہ حاملہ بھی نہ ہوں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا تجھ پر حرج نہیں کہ عزل نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وہ لکھ دیا ہے جو وہ قیامت تک پیدا کرنے والا ہے۔

٦٩٥٩ شرح : عزل کے معنی ہیں بیوی سے جماع میں انزال کے وقت اس کی شرمگاہ سے آلہ تناسل نکال لینا۔ تاکہ نطفہ رحم میں نہ جاسکے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عزل ترک کرنے میں تم پر کوئی ضرر نہیں یا عدم فعلتم پر واجب نہیں۔ (حدیث ٤٨٤٧ ج ٨ کی شرح دیکھیں)

قولہ وقال مجاہد الخ یعنی مجاہد نے قزعہ سے روایت کی اُنہوں نے کہا میں نے ابوسعید کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جان مخلوق نہیں مگر اللہ اس کا خالق ہے۔

یعنی اللہ کے نزدیک جو شئی عدم سے وجود کی طرف آنے والی ہے اس کا اللہ خالق ہے۔ اور خلق صفت فعلی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ اللهِ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

۶۹۶۰ — حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اٰدَمُ اَمَا تَرٰى النَّاسَ خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكَ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوا نُوْحًا فَاِنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد
جس کو میں نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا

۶۹۶۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام ایمانداروں کو اسی طرح جمع کرے گا تو وہ کہیں گے اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہم شفاعت طلب کریں تو بہتر ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس مقام سے آرام دے وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے آدم! کیا آپ لوگوں کو دیکھتے نہیں کہ وہ کس حال میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اور تمام اشیاء کے نام آپ کو سکھائے ہمارے ربّ کے حضور ہماری شفاعت کریں حتیٰ کہ وہ

marfat.com
Marfat.com

وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ
فَيَأْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِيْ
اَصَابَهَا وَلٰكِنِ ائْتُوا مُوْسٰى عَبْدًا اٰتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرٰيةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا
فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَهُ
وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوْحَهُ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى
فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَأْتُوْنِيْ فَاَنْطَلِقُ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ
وَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ
مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدَعَنِيْ ثُمَّ يُقَالُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ
تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَحْمَدُ رَبِّيْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا رَبِّيْ ثُمَّ
اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَرْجِعُ فَاِذَا رَاَيْتُ

ہمیں اس مقام سے نجات دے آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں اس کے لائق نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں اور اُن کے سامنے خطاء ذکر کریں گے جو اُن سے سرزد ہوئی تھی لیکن تم نوح "علیہ السلام" کے پاس جاؤ وہ اللہ کے پہلے رسُول ہیں۔ اللہ نے ان کو زمین والوں کے پاس بھیجا وہ نوح "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطاء ذکر کریں گے جو سرزد ہوئی تھی لیکن تم ابراہیم "علیہ السلام اللہ کے خلیل کے پاس جاؤ وہ ابراہیم" علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ بھی فرمائیں گے میں اس کے لائق نہیں ہوں اور اُن سے اپنی خطائیں ذکر کریں گے جو ان سے سرزد ہوئی تھیں لیکن تم موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس جاؤ وہ اللہ کا بندہ ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے تورات دی اور بلاواسطہ ان سے کلام کیا وہ موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے میں اس کے لائق نہیں اور اُن سے

marfat.com
Marfat.com

رَبِّیْ وَقَعْتُ لَهٗ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ
یُقَالُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ
فَاَحْمَدُ رَبِّیْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِیْهَا رَبِّیْ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا
فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَرْجِعُ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ مَا بَقِیَ فِی النَّارِ اِلَّا
مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَوَجَبَ عَلَیْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَکَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَیْرِ
مَا یَزِنُ شَعِیْرَةً ثُمَّ یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَکَانَ
فِیْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَیْرِ مَا یَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَکَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَیْرِ مَا یَزِنُ ذَرَّةً

اپنی خطا ذکر کریں گے جو ان سے سرزد ہوئی تھی لیکن تم عیسیٰ "علیہ السلام" کے پاس جاؤ وہ اللہ کے عبد اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ اور روح ہیں وہ عیسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے میں اس کے لائق نہیں لیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خاص عبد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ بخشے ہیں۔ وہ میرے پاس آئیں گے میں چلوں گا اور اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا وہ مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دے گا جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا وہ کچھ مدت مجھے سجدہ میں چھوڑے گا جو وہ چھوڑنا چاہے گا پھر مجھے کہا جائے گا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" سر مبارک اٹھائیں اور بات کریں سنی جائے گی۔ سوال کریں وہ دیا جائے گا اور شفاعت کریں قبول کی جائے گی پس میں اپنے رب کی بے شمار حمد کروں گا جن کی اللہ نے مجھے تعلیم دی ہے پھر شفاعت کروں گا تو میرے لئے مخصوص لوگوں کی حد مقرر کی جائے گی میں ان کو جنت میں داخل کروں گا پھر واپس آؤں گا جب اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جتنی مدت چاہے گا مجھے چھوڑے گا پھر مجھے کہا جائے گا اے محمد سر مبارک اٹھائیں بات کریں سنی جائے گی۔ سوال کریں وہ دیا جائے گا اور شفاعت کریں قبول کی جائے گی پس

marfat.com

Marfat.com

میں اپنے رب کی بے شمار حمد کروں گا جو میرے رب نے مجھے تعلیم دی ہے پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی ان کو میں جنت میں داخل کروں گا پھر واپس آؤں گا اور کہوں گا اے میرے پروردگار دوزخ میں وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک رکھا ہے اور ان پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا واجب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے وہ لوگ نکلیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کہا ہوگا اور ان کے دلوں میں جو کے وزن کے برابر ایمان ہوگا پھر وہ لوگ دوزخ سے نکلیں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور ان کے دلوں میں جَو کے وزن کے برابر ایمان ہوگا پھر وہ لوگ دوزخ سے نکلیں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور ان کے دلوں میں ذرہ بھر ایمان ہوگا۔

۶۹۶۰— مشرح : یعنی اللہ تمام مومنوں کو ایسے جمع کرے گا جیسے وہ دنیا میں اکٹھے ہوتے ہیں اس میں پہلی امتوں کے مومن بھی داخل ہیں وہ سب مل کر مشورہ کریں گے کہ اگر ہم شفاعت طلب کریں تو بہتر ہوگا۔ اگر لفظ "لَوْ" تمنّی کے لئے ہو تو جزاء کی ضرورت نہیں یعنی کاش کہ ہم اپنے رب کے حضور شفاعت طلب کریں۔ تاکہ وہ اس موقف سے آرام پائیں جہاں سخت گرمی اور بے شمار غموم وکروب ہیں جن کو وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ممتاز انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس شفاعت کرانے جائیں گے اور وہ سب یہ کہہ کر معذرت کر دیں گے کہ ہمارا یہ مرتبہ و مقام نہیں اور تواضع وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے معذرت کریں گے۔ حدیث میں خطایا کا ذکر ہے کہ اُن سے جو خطائیں سرزد ہوئی تھیں ان کے پیش نظر وہ شفاعت نہیں کر سکتے۔ دراصل انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں ان سے چھوٹے بڑے گناہ سرزد نہیں ہوتے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنا مجبوری امر تھا کہ ان کے وجود سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ آدم زمین میں اللہ کے خلیفہ ہوں گے اور اس کی نیابت کریں گے لیکن ان کو پیدا کر کے جنت میں ٹھہرایا گیا اور کہا گیا کہ اس شجرہ سے تناول نہ کرنا اگر وہ شجرہ سے تناول نہ کرتے اور ہمیشہ کے لئے اس سے دُور رہتے تو ہمیشہ جنت میں رہتے اور اللہ کی یہ خبر کہ وہ زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا۔ واقع نہ ہوتی حالانکہ اللہ کی خبر واجب الوقوع ہے چونکہ اللہ کی خبر کا کذب محال ہے اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ سے دُور رہنا محال تھا جبکہ ایک محال دوسرے محال کو مستلزم ہوتا ہے، لہٰذا آدم علیہ السلام پر فرض کی تکمیل ضروری تھی اس لئے وہ شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنے میں مجبور تھے۔ یہ صورت کے اعتبار سے اگرچہ خطاء ہے لیکن حقیقت اور باطن کے اعتبار سے فرض کی تکمیل ہے اور یہ حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیلہ سے ہے کہ نیک لوگوں کی نیکیاں مقرب لوگوں کے گناہ ہوتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کی یہی خطاء مذکور ہے کہ انہوں نے کہا تھا "رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا" کہ زمین

marfat.com
Marfat.com

پر بسنے والے کافروں کو ہلاک کردے۔ یہ انہوں نے اس وقت کہا تھا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اے نوح تیری قوم سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا اور کافروں کی ہلاکت کی دعا گناہ نہیں۔ انہوں نے صرف تواضع کے طور پر اس کو خطاء فرمایا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین خطائیں ذکر کی جاتی ہیں لیکن وہ درحقیقت خطاء نہیں اوّل یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی کے متعلق فرمایا تھا کہ اَنَّهَا اُخْتِیْ ،، کہ وہ میری بہن ہے ان کی مراد نسبی بہن نہ تھی بلکہ اسلامی بہن تھی۔ انہوں نے جابر بادشاہ کے چنگل سے بچنے کے لئے توریہ استعمال کیا تھا اور ضرورت کے وقت توریہ کرنا گناہ نہیں۔ دوم : ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا اِنِّیْ سَقِیْمٌ ،، میں بیمار ہوں یہ بھی توریہ تھا کہ وہ ان کی عید میں شرکت کرنے سے معذور ہیں۔ اس کی تعبیر سقیم سے فرمائی۔ یہ بھی توریہ ہے سوم ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا " بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ " بلکہ ان کے بڑے نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتوں کے لئے ضمیر مؤنث ذکر کی ہے چنانچہ فرمایا اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ،، بتوں نے بہت لوگ گمراہ کئے ہیں۔ اور اس مقام میں "کبیرھم" فرمایا اور ھم ضمیر مذکر ہے قاعدہ ہے کہ ہزار عورتوں میں ایک مرد ہو تو ان کے لئے شان ضمیر مذکر استعمال ہوتی ہے اور عورتیں مرد کے تابع ہوتی ہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں میں موجود ہونے کے اعتبار سے فرمایا تھا اُن کے بڑے نے کیا ہے مشرکوں نے بڑے سے بڑا بت سمجھا تھا، حالانکہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ستودہ صفات کو کبیر فرمایا تھا یہ بھی توریہ ہے۔ توریہ کے معنیٰ یہ ہیں ایک لفظ کے متعدد احتمال ہوتے ہیں جن میں مخاطب اپنی مرضی کے مطابق ایک معنی ذہن نشین کرتا ہے جو دوسروں کے ذہن میں نہیں ہوتا یہ مذکورہ تینوں میں موجود ہے ؛ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے بہن سے اسلامی بہن کا ارادہ کیا جبکہ کافروں نے نسبی بہن سمجھا اور سقیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے روحانی بیماری کا ارادہ کیا جبکہ مشرکوں نے جسمانی بخار سمجھا اور کبیرھم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی طرف اشارہ کیا جبکہ کافروں نے بڑا بت سمجھا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ خطاء ذکر کی جاتی ہے کہ انہوں نے ایک فرعونی قبطی کو مکہ مار کر قتل کر دیا تھا۔ یہ قتل گناہ نہیں کیونکہ قبطی حربی کافر تھا اور حربی کافر واجب القتل ہے یا انہوں نے قتل کرنے کی غرض سے نہیں مارا تھا لیکن وہ مرگیا یہ قتل عمد نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ مذکور ہے کہ انہوں نے کہا تھا اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ فرمائے کہ اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا الٰہ بنالو حالانکہ لوگوں نے عیسیٰ اور ان کی والدہ مریم علیہما السلام کو الٰہ بنایا تھا لیکن عیسیٰ علیہ السلام نے انکساری کرتے ہوئے معذرت کی۔ علامہ قسطلانی اس حدیث کی شرح میں ذکر کرتے ہیں " اَمَّا مَا نُسِبَ اِلَى الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْخَطَايَا فَمِنْ بَابِ التَّوَاضُعِ وَحَسَنَاتِ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاِلَّا فَهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ مَعْصُوْمُوْنَ مُطْلَقًا ،، کہ نبیوں کی طرف خطا منسوب کی گئی ہے۔ یہ تواضع، انکساری اور ابرار کی نیکیاں مقربین

marfat.com

Marfat.com

٦٩٦١ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْأٰى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ اَرَأَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَغِضْ مَا فِيْ يَدِهٖ وَقَالَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْاُخْرٰى الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ

٦٩٦٢ — حَدَّثَنِيْ مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ الْقَاسِمُ ابْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَطْوِيْ

کے گناہوں کے باب سے ہے ورنہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام مطلقاً معصوم ہیں۔ اس حدیث میں معتزلہ قدریہ اور خوارج کا رد ہے کیونکہ وہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہے کیونکہ آپ وہ شفاعت فرمائیں گے جس سے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام نے خوف کیا۔

(حدیث ع ۴۱۴۶ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

٦٩٦١ — علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قدرت کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات دن کی سخاوت اس کو کم نہیں کرتی اور فرمایا تم جانتے ہو کہ جو اس نے خرچ کیا ہے جب سے زمین و آسمان کو پیدا کیا اس کے دستِ قدرت میں سے کچھ کم نہیں ہوا۔ اس کا عرش پانی پر تھا اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے اسے نیچے اور اونچا کرتا ہے (لوگوں میں رزق تقسیم کرتا ہے)

شرح : ٦٩٦١ — قولہ ملأیٰ یعنی وہ بے انتہاء غنی ہے۔ اس کی قدرت میں غیر متناہی رزق ہے۔ قولہ سحاء، سَحَّ سے بمعنی سیلان ہے گویا کہ اس کی قدرت کے ہاتھ بھرے ہوئے ہونے کے سبب رات دن سخاوت سے بہتے ہیں حالانکہ وہ زمین و آسمان کی تخلیق

marfat.com
Marfat.com

السَّمٰوٰتِ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ سَمِعْتُ سَالِمًا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَرَاٰهُ سَعِيْدٌ عَنْ مُلَيْكٍ وَقَالَ اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ ٦٩٦٣ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ يَهُوْدِيًّا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ

کے زمانہ میں جس وقت اس کا عرش پانی پر تھا، آج تک خرچ کرتا رہا ہے اور اس سے کچھ کم نہیں ہوا۔
(حدیث ۴۳۶۷ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

٦٩٦٢ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو قدرت کی مٹھی میں لے گا اور آسمان اس کی قدرت کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں اس کو سعید نے مالک سے روایت کیا اور عمر بن حمزہ نے کہا میں نے سالم سے سنا اس نے کہا میں نے ابن عمر کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا اور ابوالیمان نے کہا مجھے شعیب نے زہری سے خبر دی انہوں نے کہا مجھے ابوسلمہ نے بتایا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا۔

٦٩٦٣ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ قَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ وَزَادَ فِيْهِ
فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا لَهٗ

٦٩٦٤ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا
اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ
يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
اَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ
وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى اِصْبَعٍ
ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا الْمَلِكُ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَرَاَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

کے پاس آیا اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ،، اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر روکے گا اور تمام زمینوں کو ایک انگلی پر پہاڑوں کو ایک انگلی پر درختوں کو ایک انگلی پر اور مخلوق کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے حتی کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں پھر پڑھا وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ،، انہوں نے اللہ کی حق قدر نہیں کی۔

٦٩٦٣ شرح : یعنی جو یہودی نے کہا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نسبت کچھ بھی نہیں اللہ کی قدرت تک کوئی وہم نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی کوئی حد اور آخر اس کا احاطہ کر سکتی ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ضحک یہودی کی جہالت پر تعجب تھا اس لئے یہ آیت پڑھی یعنی یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اور نہ ہی اس کی تعظیم کا حق ادا کیا ہے۔

(اس حدیث کا مفصل بیان ع ۴۴۹۲ ج : ۷ کی شرح میں ہے)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَخْصَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ

۶۹۶۵ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ

۶۹۶۴ **ترجمہ** : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اہلِ کتاب سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا ابا القاسم اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور تمام زمینوں کو ایک انگلی پر درختوں اور تری کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر رکھ کر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہنسے حتی کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ پھر پڑھا ان لوگوں نے اللہ کی قدر کا اندازہ نہیں کیا۔

۶۹۶۴ **شرح** : نواجذ ناجذ کی جمع ہے یہ وہ دانت ہیں جو ہنستے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ آخر حلق میں آخری دانت ہیں۔ اس تقدیر پر سوال ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تو داڑھیں کیسے ظاہر ہوئیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضور غالب طور تبسم فرماتے تھے کبھی نادر طور پر قہقہہ سے بھی ہنستے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے انگلی کا ثبوت ایسے ہے جیسے بے مثال ہاتھ ثابت ہے ہمارے جیسا ہاتھ مراد نہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودی کی تصدیق کرنا محض الفاظ کے اعتبار سے تھا جو یہودی نے اپنے نبی کی کتاب سے ذکر کئے تھے

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اللہ سے زیادہ غیور کوئی شخص نہیں

عُبَیداللہ بن عمرو نے عبدالملک سے نقل کیا کہ اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی شخص نہیں

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس کلام سے اللہ تعالیٰ پر شخص کا اطلاق لازم آتا ہے یہ جائز نہیں کیونکہ شخص صفاتِ جسم سے ہے اور شخص جسم ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا اطلاق

marfat.com
Marfat.com

عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلاً مَعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللّٰهِ لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ وَمِنْ اَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ الْمُنْذِرِيْنَ وَالْمُبَشِّرِيْنَ وَلَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا شَخْصٌ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ

واجب الوجود ذات پر صحیح نہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس روائت میں شخص کا ذکر راوی کی تصحیف ہے اکثر رلوی بالمعنی روایت کر دیتے ہیں۔ سب راوی فقہا تو ہوتے بھی نہیں ہیں اور شخص کی روایت میں عُبید اللہ منفرد ہے اس لفظ میں اس کی کسی نے متابعت نہیں کی یا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جملہ متشابہات سے ہے اور متشابہات کی بعض تاویل کرتے ہیں ان کو مؤوِّلہ کہتے ہیں اور بعض اللہ کے حوالے کرتے ہیں ان کو مفوّضہ کہتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٦٩٦٥ ترجمہ : مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں تو اس کو سیدھی تلوار کے ساتھ قتل کر دوں یہ خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا تم سعد کی غیرت پر تعجب کرتے ہو بخدا! میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔ اللہ کی غیرت کے سبب اللہ نے بے حیائی کی ظاہر اور پوشیدہ باتوں کو حرام فرمایا ہے۔ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ عذر خواہی محبوب نہیں اسی لئے ڈرانے اور خوشخبری دینے والے پیغمبر محسوس کئے ہیں اور کسی کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ مدح محبوب نہیں اسی لئے اس نے جنت کا وعدہ کیا ہے (تاکہ لوگ اس کی تعریف اور مدح وثنا کریں)

حلّ لغات : مُصْفَح ،، تلوار کے کنارہ سے مارنے والا۔ یعنی میں اس کو تلوار سے تیزی کی جانب سے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ سَمّٰی اللّٰهُ نَفْسَهٗ شَیْئًا وَسَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ شَیْئًا وَهُوَ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ وَقَالَ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۶۹۶۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ اَمَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ کَذَا وَسُوْرَةُ کَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا

باب کونسی شئ شہادت کے اعتبار سے بڑی ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو شئ کہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو شئ فرمایا حالانکہ اللہ کی صفات میں سے صفت ہے اور فرمایا ہر شئ اللہ کی ذات کے سوا فانی ہے ہم نے کسی کو آپ کی تصدیق کرتے نہیں سُنا۔

شرح : قریش مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ کے پاس جاکر کہنے لگے ہم نے آپ کے متعلق یہود و نصاریٰ سے بھی پوچھا ہے وہ کہتے ہیں۔ ان کا ہمارے پاس ذکر اور وصف نہیں کوئی گواہ پیش کرو جو آپ کی تصدیق کرے کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ عَلٰی مَا اَقُوْلُ" کہہ دیں میرے اور تمہارے درمیان میری بات کا اللہ گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو شئ کہا یعنی وجود کو ثابت کیا اور عدم کی نفی کی۔ زنادقہ اور دہریہ کی تکذیب کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو شئ کہا آئندہ حدیث میں اس طرف اشارہ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا کیا تیرے پاس قرآن سے کوئی شئ ہے؟ اور قرآن اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذات میں سے صفت

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ اِرْتَفَعَ فَسَوّٰهُنَّ خَلَقَهُنَّ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ عَلَا عَلَى الْعَرْشِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْمَجِيْدُ الْكَرِيْمُ وَالْوَدُوْدُ الْحَبِيْبُ يُقَالُ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ كَاَنَّهٗ فَعِيْلٌ مِنْ مَّاجِدٍ وَمَحْمُوْدٌ مِنْ حَمِدَ

ہے اور ہر صفت کو شئ کہا ہے یعنی وہ موجود ہے اور فرمایا كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ، اللہ کی ذات کے سوا ہر شئ ہلاک ہونے والی ہے یہ مستثنیٰ متصل ہے لہٰذا اللہ کی ذات شئ میں داخل ہے (عینی)

ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کیا تیرے پاس قرآن سے کوئی شئ ہے ؟ اس نے کہا :

٦٩٦٦ —

جی ہاں فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں اور اُن کے نام لئے (اس حدیث کی عنوان سے مطابقت قرآن کو شئ کہنے میں ہے)

باب اللہ کا عرش پانی پر تھا اور وہ عرش عظیم کا رب ہے

ابو عالیہ نے کہا "اِسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ" آسمان پر بلند ہوا "فَسَوّٰهُنَّ" اور ان کو پیدا کیا۔ مجاہد نے کہا "استوی علی العرش" پر آیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "مجید بمعنی کریم اور ودود بمعنی حبیب ہے کہا جاتا ہے "حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" گویا کہ یہ فعیل ماجد سے ہے اور محمود حمید سے ہے۔

شرح : استواء کے معنی میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ معتزلہ کہتے ہیں اس کے معنی اِستیلاء قہر اور غلبہ کے ہیں۔ یہ قول درست نہیں کیونکہ جب کوئی پہلے غالب نہ ہو پھر غالب ہو جائے

marfat.com
Marfat.com

۴۹۶۷ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ
عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ
قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهٗ قَوْمٌ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ
فَقَالَ اِقْبَلُوا الْبُشْرٰی یَا بَنِیْ تَمِیْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ
مِنْ اَهْلِ الْیَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰی یَا اَهْلَ الْیَمَنِ اِذْ لَمْ یَقْبَلْهَا
بَنُوْ تَمِیْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِی الدِّیْنِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ
اَوَّلِ هٰذَا الْاَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَكُنْ شَیْءٌ قَبْلَهٗ وَكَانَ
عَرْشُهٗ عَلَی الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَكَتَبَ فِی الذِّكْرِ

تو کہتے ہیں اِسْتَوٰی، اور خداوند قدوس تو ازلاً ابداً مستولی ہے۔ ابو العالیہؒ قول بھی درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو اس کے ساتھ موصوف نہیں کیا۔ مجسمہ کہتے ہیں اس کے معنیٰ ہیں مستقر ہُوا یہ بھی فاسد ہے کیونکہ استقرار صفات جسم سے ہے اس کو حلول اور تناہی لازم ہے یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں۔ اہلسنت و جماعت کے اقوال بھی مختلف ہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنیٰ اِرْتَفَعَ، بلند ہُوا جیسا کہ ابو عالیہ نے کہا ہے۔ بعض نے اس کے معنی "ملک و قدر" کے لئے ہیں یعنی وہ مالک اور قادر ہُوا۔ بعض نے کہا استواء کے معنی اتمام اور فراغ کے ہیں تو استوی علی العرش کے معنی ہیں عرش کی خلقت پوری کی۔ عرش کو اس لئے خاص کیا کہ تمام مخلوقات سے اعظم ہے۔ بعض نے کہا "علی العرش" کے معنی الی العرش کے ہیں اور "علی" بمعنی "اِلیٰ" ہے یعنی عرش تک انتہا ہُوئی یعنی جس کا تعلق عرش سے تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے اشیاء پیدا کی ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ استوی بمعنی علا ہے جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے یہی حق مذہب ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی ذات کریمہ کی وصف علیٰ سے کی ہے۔ پھر استواء ذات کی صفت ہے یا فعل کی صفت ہے۔ اگر اس کے معنی علا کے ہیں تو یہ ذات کی صفت ہے اور اگر اس کے علاوہ ہے تو فعل کی صفت ہے۔ پس قولہ [illegible] یعنی علا فیھن سے (یعنی) قولہ قال مجاہد الخ یعنی مجاہد نے کہا استوی بمعنی علا ہے یہی مذہب صحیح ہے قولہ قال ابن عباس الخ یعنی

marfat.com
Marfat.com

كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ اَتَانِیْ رَجُلٌ فَقَالَ يَاعِمْرَانُ اَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُهَا فَاِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُوْنَهَا وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ اَقُمْ

اور حمید سے محمود ہے۔ دراصل محمود اور حمید دونوں حَمِدَ سے ماخوذ ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم

ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ اتنے میں آپ کے پاس قبیلہ بنی تمیم کے چند لوگ آپ کے پاس آئے حضور نے انہیں فرمایا اے بنی تمیم خوشخبری قبول کرو انہوں نے کہا آپ نے خوشخبری دی ہے کچھ دنیا کا مال بھی دیں پھر یمن کے لوگ آئے تو آپ نے اُن سے فرمایا اے یمن والو! تم خوشخبری قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے قبول کی ہم آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور آپ سے اس امر (جہان) کی ابتداء پوچھیں (کہ اس کی خلقت سے پہلے کیا تھا) فرمایا اللہ تھا اس سے پہلے کچھ نہ تھا اس کا عرش پانی پر تھا پھر آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں ہر شئی لکھی پھر میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہا اے عمران اپنی اونٹنی پکڑو وہ بھاگ گئی ہے میں اس کو تلاش کرنے چلا تو وہ سُراب اس سے پیچھے منقطع ہوگیا ہے (وہ بہت دور نکل گئی ہے) اللہ کی قسم میری خواہش تھی کہ وہ چلی جاتی اور میں نہ اُٹھتا۔ ۶۹۶۷

شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بشارت دینے کے جواب میں بنو تمیم نے کہا آپ نے جنّت اور اس کی نعمتوں کی بشارت دی ہے۔ ہمیں دنیاوی مال بھی دیں حضور نے ان کے جواب کو اچھا نہ جانا اور آپ کا چہرۂ انور غصہ سے سُرخ ہوگیا جبکہ انہوں نے بشارت قبول نہ کی بعض نے کہا بشارت سے مراد یہ ہے کہ جو کوئی مسلمان ہو جائے وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ پھر اس کے بعد اس کے اعمال کے مطابق جزاء مرتب ہوگی۔ ہوسکتا ہے کہ معاف کردے جس شخص نے یہ کہا تھا کہ ہمیں دنیا کا مال دیں اس کا نام اقرع بن حابس تمیمی تھا۔ یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھا قولہ عن اول ہذا الامر، سے مراد عالم کی تخلیق ابتداء ہے۔ ذکر سے مراد لوح محفوظ ہے۔ قولہ دونہا، یعنی اونٹنی سراب سے پرے چلی گئی ہے۔ اس کو تلاش کرنے کے لئے سرابی مسافت طے کرنا ہوگا۔ سراب وہ ہے جس کو انسان دوپہر کے وقت دیکھتا ہے کہ وہ پانی ہے۔ آخر میں عمران نے حسرت کا اظہار کیا کہ اگر اونٹنی جاتی تھی تو چلی جاتی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شرف سے جو لطف اندوز ہو رہا تھا وہ ختم نہ ہوتا (حدیث ۲۹۸۰ ج : ۵ کی شرح دیکھیں) ۶۹۶۷

marfat.com
Marfat.com

٦٩٦٨ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ يَمِيْنَ اللهِ مَلْأٰى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ مَا فِيْ يَمِيْنِهٖ وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْاُخْرٰى الْفَيْضُ اَوِ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ

٦٩٦٩ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرِ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَشْكُوْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اتَّقِ اللهَ وَاَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا لَكَتَمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ

٦٩٦٨ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ اللہ کی قدرت کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے اس کو خرچ کم نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ رات دن سخاوت کرتا ہے۔ تم جانتے ہو اللہ نے جب سے زمین آسمان کو پیدا کیا اس نے کتنا خرچ کیا ہے اس نے اللہ کے دائیں ہاتھ میں جو کچھ ہے اس سے کچھ کم نہیں کیا۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں فیض یا قبض ہے اونچا اور نیچا کرتا ہے۔ (حدیث ٤٣٦٧ ج : ٧ کی شرح دیکھیں)

٦٩٦٨ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ شکایت کرتے ہوئے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے کہنے لگے اللہ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

قَالَ وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ زَوَّجَكُنَّ اَهَالِيْكُنَّ وَزَوَّجَنِيَ اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ وَعَنْ ثَابِتٍ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ نَزَلَتْ فِيْ شَانِ زَيْنَبَ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

کوئی شئی چھپانے والے ہوتے تو یہ چھپاتے راوی نے کہا ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں، چنانچہ فرماتی تھیں تمہارے نکاح تمہارے گھر والوں نے کئے میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں سے اُوپر کیا ہے۔ ثابت سے روایت ہے "آپ اپنے دل میں جو چھپاتے ہیں اللہ اس کو ظاہر کرنے والا ہے آپ لوگوں سے خوف کرتے ہیں الخ" یہ آیت کریمہ زینب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے متعلق نازل ہوئی تھی

٦٩٦٩ — شرح : اس حدیث کی مناسبت "من فوق سبع سموات" میں ہے کیونکہ اس سے مراد عرش ہے۔ عامر شعبی نے روایت کی کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتی تھیں۔ میں آپ کی تمام بیویوں سے زیادہ حقدار ہوں چنانچہ میں نکاح میں اُن سے، سفیر میں اُن سے زیادہ مکرّم، رحم کے لحاظ سے اُن سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے میرا نکاح سات آسمانوں سے اُوپر کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے نکاح میں سفیر تھے میں آپ کے چچا کی بیٹی ہوں۔ آپ کی بیویوں میں سے کوئی بھی آپ کو مجھ سے زیادہ قریب نہیں کیونکہ ام المؤمنین زینب بنت جحش کی والدہ اُمیمہ بنت عبدالمطلب ہیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں لہٰذا زینب حضور کی پھوپھی زاد ہیں۔ اُن کی زبان میں کچھ تیزی تھی۔ اس لئے زید نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زینب کی شکایت کی اور انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رہنے دو لیکن آپ کی خواہش تھی کہ زید انہیں طلاق دیدے لیکن زید کو یہ کہنا پسند نہ فرماتے تھے کہ زینب کو طلاق دے تاکہ یہ لوگ نہ سُنیں۔ دراصل لوگ حضرت زید بن حارثہ جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّیٰ تھے کو حضور کا بیٹا پکارتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کیا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ "کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

٦٩٧٠ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ نَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ فِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَاَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَّلَحْمًا وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اَنْكَحَنِيْ فِي السَّمَاءِ ٦٩٧١ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ

کی دلی خواہش تھی کہ آپ کا متبنّٰی زید اپنی بیوی زینب کو طلاق دیدے تاکہ حضور اس سے نکاح فرمالیں اور شریعت مطہرہ میں یہ قانون ہو جائے کہ متبنّٰی کی بیوی سے جب وہ اسے طلاق دیدے نکاح جائز ہے، کیونکہ متبنّٰی کی بیوی حقیقی بہو نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٦٩٧٠ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا پردہ کی آیت ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی اُس دن اُن کے ولیمہ پر روٹی اور گوشت کھلایا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں وہ کہتی تھیں اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر کیا۔

٦٩٧٠ — شرح : اللہ تعالیٰ نے فرمایا "زَوَّجْنَاكَهَا"، ہم نے آپ سے اس کا نکاح کیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات جہت اور مکان سے پاک ہے۔ لہٰذا "فی السماء" سے مراد ذات وصفات کی برتری کی طرف اشارہ ہے۔ یہ نہیں کہ اللہ کا محل آسمان میں ہے وہ مکان سے پاک ہے۔

٦٩٧١ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے پاس عرش پر لکھا میری رحمت میرے غضب پر

marfat.com
Marfat.com

۶۹۷۲ ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ فَاِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِيْ اَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذٰلِكَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ كُلُّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ

سبقت لے گئی ہے۔

شرح ۶۹۷۱ ـــ : غضب اور رحمت دونوں اللہ کی صفات ہیں رحمت سے بندوں کو ثواب پہنچانے اور ان کو اچھی جزاء دینے کی طرف اشارہ ہے جبکہ غضب سے مراد اس کا لازم ہے جو انتقام ہے یعنی بندوں کے استحقاق کے مطابق ان کو عذاب دے گا

ترجمہ ۶۹۷۲ ـــ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ نماز قائم کی رمضان کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرے یا اپنی زمین میں بیٹھا رہے جہاں وہ پیدا ہوا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم لوگوں کو اس سے خبردار نہ کریں؟ آپ نے فرمایا جنت میں سو درجے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے جب تم اللہ

marfat.com
Marfat.com

٦٩٧٣ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا فِي السُّجُودِ وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا ثُمَّ قَرَأَ ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ

سے سوال کرو تو اس سے جنّت الفردوس کا سوال کرو ؛ کیونکہ یہ جنت کا درمیانہ اور بلندترین درجہ ہے اس کے اُوپر رحمٰن کا عرش ہے اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

٦٩٧٢ــــ شرح : اس حدیث سے معتزلہ اور قدریہ نے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ پر نیک بندوں کو اچھی جزاء دینا واجب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حق بمعنی ثابت ہے یا شرعی طور پر بحسب وعدہ واجب ہے عقلاً واجب نہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے نیک بندوں کو ثواب دینے کا وعدہ اپنے پر لازم کیا ہے۔ زکوٰۃ اور حج کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ یہ نصاب اور استطاعت پر واجب ہیں کبھی یہ دونوں بندہ کو میسّر نہیں ہوتیں۔ ہجرت کرنا یا نہ کرنا فتح مکہ کے بعد ہے کیونکہ فتح مکہ کے بعد ہجرت کی فرضیت منسوخ ہے۔ زمین اور آسمان کے درمیان پانچ صد سال کا فاصلہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ وسط جنت اعلیٰ جنت کیسے ہوسکتی ہے ان دونوں میں منافات ہے اس کا جواب یہ ہے اوسط ہی تو افضل ہے لہٰذا ان میں منافات نہیں۔

٦٩٧٣ــــ ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں مسجد شریف میں داخل ہُوا حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف فرما تھے جب سورج غروب ہُوا تو فرمایا اے اباذرؓ! جانتے ہو سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں فرمایا یہ جاتا ہے اور سجدہ کرنے کی اجازت مانگتا ہے تو اس کو اجازت دی جاتی ہے۔ گویا کہ اسے کہا جاتا ہے جہاں سے آئے

marfat.com

Marfat.com

٦٩٧٤ ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰى عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهٗ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهٗ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْبَكْرٍ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ حَتّٰى وَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهٖ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ حَتّٰى خَاتِمَةِ.

٦٩٧٥ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ بِهٰذَا وَقَالَ مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ

ہوا دھر واپس چلے جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع کرے گا پھر یہ تلاوت فرمائی ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا ،، یہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ہے (حدیث ٢٩٨٧ ج : ٥ کی شرح دیکھیں)

٦٩٧٤ ترجمہ : ابن سباق سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا کہ ابوبکر صدیق نے میری طرف پیغام بھیجا۔ پس میں نے قرآن تلاش کیا" یہاں تک کہ سورۂ توبہ کا آخر ابوخزیمہ انصاری کے پاس پایا اُن کے سوا میں نے وہ کسی سے نہ پایا" وہ یہ ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ،، سورۂ براءت کے خاتمہ تک"

٦٩٧٤ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم متواتر ہے اور آیت صرف ابوخزیمہ انصاری سے ملی تھی۔ لہٰذا یہ خبر واحد ہوئی اس کو قرآن میں کیوں لکھا۔ اس کا جواب یہ ہے یہ آیت بھی متواتر ہے صحابہ کرام کو یاد تھی لیکن لکھی ہوئی صرف ابوخزیمہ انصاری کے پاس تھی اور کسی کے پاس لکھی ہوئی نہیں پائی گئی تھی" (حدیث ٤٣٦٢ ج : ٧ کی شرح دیکھیں)

٦٩٧٥ ترجمہ : یحییٰ بن بکیر نے کہا لیث نے یونس کے ذریعہ یہ حدیث بیان کی اور کہا "مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ"

marfat.com
Marfat.com

٦٩٧٦ ـــ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ

٦٩٧٧ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ يُصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوسٰى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ وَقَالَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوسٰى آخِذٌ بِالْعَرْشِ

٦٩٧٦ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْعَلِيمُ الْحَلِيمُ الخ" اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ وہ جاننے والا بُردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔

(حدیث ٦٨٥٦ ج : کی شرح دیکھیں)

٦٩٧٧ ـــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے (سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا) تو میں موسیٰ "علیہ السلام" کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ ماجشون نے عبداللہ بن فضل، ابوسلمہ اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ
يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَقَالَ اَبُوْجَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
بَلَغَ اَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِاَخِيْهِ
اِعْلَمْ لِيْ اِعْلَمْ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ يَاْتِيْهِ الْخَبَرُ
مِنَ السَّمَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ
يُقَالُ ذِي الْمَعَارِجِ اَلْمَلَائِكَةُ تَعْرُجُ اِلَى اللّٰهِ

سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں گا جو سب سے پہلے ہوش میں آئے گا۔ تو دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام" عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ (حدیث ۳۱۸۱ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس کی طرف فرشتے اور رُوح چڑھتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ جَلَّ ذِکْرُہٗ کا ارشاد! اس کی طرف پاک کلمات چڑھتے ہیں"

اس باب میں جہمیہ کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف فرشتے اور روح چڑھتے ہیں حالانکہ اللہ جسم نہیں لہٰذا وہ مکان کا محتاج نہیں جس میں ٹھہرے جبکہ وہ تھا اور مکان نہ تھا اور اس کی طرف عروج کی نسبت تشریف کے لئے اور روح جبرائیل علیہ السلام ہیں بعض نے کہا روح عظیم فرشتہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ وہ فرشتہ ہے اس کے گیارہ ہزار پر اور ایک ہزار چہرہ ہے وہ قیامت تک اللہ کی تسبیح کرتا رہے گا جہاں فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں گے وہاں وہ تنہا صف باندھے کھڑا ہوگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَةُ صَفًّا ، قیامت کے دن روح اور فرشتے صفیں باندھے کھڑے ہوں گے وہاں وہ تنہا صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ نیز پاک کلمات کا اللہ کی طرف چڑھنے کا مقتضیٰ

marfat.com
Marfat.com

٦٩٧٨ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ
عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ
وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا
فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ
تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَقَالَ خَلْدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ
حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

یہ نہیں کہ وہ کسی جہت میں ہے کیونکہ کوئی جہت اس کا احاطہ نہیں کر سکتی جبکہ وہ موجود تھا اور جہت نہ تھی اور کلمات کی طرف صعود (چڑھنے) کی نسبت مجازی ہے کیونکہ یہ عرض ہیں اور عرض منتقل نہیں ہو سکتا کیونکہ انتقال حرکت سے ہوتا ہے اور عرض محل کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا جبکہ اُس کا وجود وہی ہے جو محل کا وجود ہے۔

قولہ وقال ابو جمرۃ ،، ابو جمرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ابوذر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا جاؤ اس آدمی کی خبر لاؤ جو کہتے ہیں کہ اُن کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں (یعنی جو مکہ مکرمہ میں ہیں اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں)

قولہ وقال مجاھد ،، اور مجاہد نے کہا نیک عمل پاکیزہ کلمات کو اُٹھا لیتے ہیں۔ یعنی فرائض کا ادا کرنا نیک عمل ہے اور جو اللہ کا ذکر کرے اور فرائض ادا نہ کرے اس کا کلام عمل پر رد کر دیا جاتا ہے۔

قولہ یقالُ ذِی الْمَعَارِجِ ،، کہا جاتا ہے ذی المعارج فرشتے ہیں جو اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ مَعَارِج مِعْرَج کی جمع بمعنی سیڑھی ہے یہ عروج سے ہے جس کے معنیٰ ارتقاء کے ہیں۔ معرج وہ راستہ ہے جس میں فرشتے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں معراج سیڑھی کی مانند ہے جس میں روح قبض ہونے کے بعد چڑھتے ہیں جہاں سے انسانوں کے اعمال چڑھتے ہیں،، واللہ ورسولہ اعلم!

٦٩٧٨ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے ہیں اور عصر و فجر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں پھر جنہوں نے تمہارے پاس رات گزاری ہوتی ہے وہ اُوپر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتے ہیں حالانکہ وہ تمہیں بہت

marfat.com
Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَۃٍ مِنْ کَسْبٍ طَیِّبٍ وَلَا یَصْعَدُ اِلَی اللّٰہِ اِلَّا الطَّیِّبُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتَقَبَّلُھَا بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ یُرَبِّیْھَا لِصَاحِبِہٖ کَمَا یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ فَلُوَّہٗ حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ وَرَوَاہُ وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا یَصْعَدُ اِلَی اللّٰہِ اِلَّا الطَّیِّبُ

٦٩٧٩ — حدثنی عَبْدُ الْاَعْلٰی بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ ابْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَبِی الْعَالِیَۃِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

جانتا ہے وہ کہتا ہے تم نے میرے بندوں کو کیسے چھوڑا ہے وہ کہتے ہیں ہم نے انہیں چھوڑا حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے اور اُن کے پاس گئے حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے۔ خالد بن مخلد نے اپنی اسناد کے ساتھ ابوصالح کے ذریعہ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پاک کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا، حالانکہ اس کی طرف پاک شئی ہی چڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قدرت کے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔ پھر صدقہ کرنے والے کے لئے اس کو بڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی گھوڑی کے بچہ کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے اس کو ورقاء نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لَا یَصْعَدُ اِلَی اللّٰہِ اِلَّا الطَّیِّبَ ذکر کیا ہے۔

٦٩٧٨ — شرح : فرشتوں نے اللہ کے سوال کے جواب میں مزید بیان کیا کہ ان کے پاس گئے، حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے کیونکہ انہوں نے ابتداء آفرینش میں تخلیقِ آدم کے وقت کہا تھا کہ تو ایسا شخص خلیفہ بنائے جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے گا۔ اس کلام سے اس کا استدراک کرتے ہیں اور اُن کی فضیلت کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم اُن میں یہ کمال نہ جانتے تھے جو اللہ کے علم میں تھا۔ عصر اور فجر کے اوقات میں ان کے جمع ہونے کا اتفاق ہوتا ہے کیونکہ یہ رات دن کے وظائف سے فرصت کے اور اعمال کے اوپر چڑھنے کے وقت ہیں اور ان کا ان اوقات میں اجتماع میں مومنوں کے ساتھ

marfat.com
Marfat.com

اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْبِھِنَّ عِنْدَ الْکَرْبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ

٦٩٨٠ — حَدَّثَنَا قَبِیْصَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نُعْمٍ اَوْ اَبِیْ نُعْمٍ شَکَّ قَبِیْصَۃُ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ بُعِثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذُھَیْبَۃٍ فَقَسَمَھَا بَیْنَ اَرْبَعَۃٍ وَحَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا

اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے تاکہ فرشتے ان کے گواہ ہوجائیں اور اللہ تعالیٰ کا پوچھنا ان سے اعتراف کرانے کے لئے ہے اور رات میں رہنے والے فرشتوں کی تخصیص یہ ہے کہ رات میں گناہ کرنے کا احتمال ہے اور آرام کا وقت ہے جب لوگ رات بھی نافرمانی نہیں کرتے اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں تو دن میں بطریق اولیٰ ہوسکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

عدل تمرہ بکسرالعین وفتحہا بمعنی مثل اور عدل بالکسر آدھا بوجہ خطابی نے کہا عدل تمرہ جو قیمت میں اس کے برابر ہو جو قیمت میں شئ کے برابر ہو اس کو عدل شئ کہا جاتا ہے۔ یمینہ میں حسن قبول کا معنیٰ پایا جاتا ہے کیونکہ عادۃً دائیں ہاتھ کو حقیر چیزوں کو مس کرنے سے بچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جو ہاتھ کی نسبت کی جاتی ہے۔ یا یاں ہاتھ نہیں کیونکہ یہ محل نقص وضعف ہے جبکہ ایک روائت میں ہے کہ اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یَدُ اللّٰہ کی صفات میں سے صفت ہے ہم یَدٌ بولتے ہیں لیکن اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔ (حدیث ۱۳۲۹ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

٦٩٧٩ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کے وقت ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمُ" قد مضیٰ آنفاً

٦٩٨٠ ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ سونا بھیجا گیا آپ نے

marfat.com
Marfat.com

سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نُعْمٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ
عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فِيْ تُرْبَتِهَا
فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ
عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ بَدْرِ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ
ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ نَبْهَانَ
فَتَغَضَّبَتْ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ فَقَالُوْا يُعْطِيْهِ صَنَادِيْدَ اَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا
قَالَ اِنَّمَا اَتَاَلَّفُهُمْ فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ
مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ فَمَنْ
يُطِيْعُ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهُ فَيَاْمَنُنِيْ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ فَسَاَلَ
رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ

اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا (دوسری سند سے) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جبکہ وہ یمن میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ سونا بھیجا جو مٹی سے جدا نہ تھا۔ حضور نے اس کو اقرع بن حابس حنظلی مجاشعی، عیینہ بن بدر فزاری، علقمہ بن علاثہ عامری جو بعد میں بنو کلاب سے مل گئے تھے اور زید خیل طائی جو بعد میں بنی نبہان سے مل گئے تھے کو تقسیم کر دیا۔ قریش اور انصار غصہ سے بھر گئے اور کہا نجد والوں کے سرداروں کو مال دیتے ہیں اور ہمیں نظر انداز کرتے ہیں فرمایا میں ان کی تالیف قلب کرتا ہوں اتنے میں ایک آدمی آیا جس کی دونوں آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں اور پیشانی ابھری ہوئی تھی۔ داڑھی گھنی، دونوں رخسارے اٹھے ہوئے اور سر منڈا ہوا تھا اس نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم "اللہ سے ڈر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں نے ہی اس کی نافرمانی کی تو کون اس کی فرمانبرداری کرے گا۔ اس نے زمین والوں پر مجھے امین بنایا ہے تم مجھے امین نہیں سمجھتے ہو۔ اتنے میں لوگوں میں سے ایک آدمی نے حضور سے اس کو قتل کر دینے کا پوچھا میرا خیال ہے وہ خالد بن ولید تھے نبی کریم

marfat.com
Marfat.com

فَمَنَعَهٗ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ

٦٩٨١ ـــ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ اُرَاهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع کر دیا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا وہ اسلام سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں نے ان کو پایا تو ان کو عادیوں کی طرح قتل کروں گا (یعنی اُن کا کلیہ خاتمہ کروں گا جیسے قوم عاد کا خاتمہ ہوا تھا) (اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ٣١٢٨ ج : ٥ کی شرح دیکھیں)

٦٩٨١ ـــ ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد! وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ، کے متعلق پوچھا تو فرمایا سورج

٦٩٨١ ـــ شرح : اس حدیث کی مناسبت کچھ اس طرح ہے کہ ذی المعارج سے جو اللہ کی جہت ثابت کرتے ہیں اُن کا رد بلیغ کیا اور بیان کیا کہ علو فوق اللہ کی طرف منسوب ہے اور جس جہت پر آسمان صادق آتا ہے اور جس پر عرش صادق آتا ہے وہ دونوں مخلوق اور حادث ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے موجود تھا، اس کی اوّلیت کی ابتداء نہیں اور آخریت کی انتہاء نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ

۷۹۸۲ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَ هُشَيْمٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس دن بعض چہرے پُر رونق ہوں گے جو اپنے ربّ کو دیکھنے والے ہوں گے"

اس باب میں وہ آیات و احادیث مذکور ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنے رب کو دیکھیں گے اگرچہ رُؤیت کے لئے ایک دوسرے کے سامنے ہونا اور آنکھ سے شعاع کا نکلنا جو مرئی پر پھیل جائے اور دیکھنے والے کی آنکھ میں مرئی (جو دیکھی گئی ہو) کی صورت کا منتقش ہو جانا ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے لیکن دیکھنے کے لئے یہ شرطیں عادی ہیں، عقلی نہیں۔ عقلاً ان شرطوں کے بغیر ہی رؤیت کا حصول ممکن ہے۔ اسی لئے اشعریہ نے کہا یہ جائز ہے کہ چین کا نابینا اندلس کا مچھر دیکھ لے کیونکہ رؤیت ایک حالت ہے جو اللہ تعالیٰ زندہ میں پیدا کرتا ہے یہ محال نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات اور احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا سے یہ استدلال کیا ہے کہ جنت میں مؤمن اپنے رب کو دیکھیں گے۔ اہل سُنّت و جماعت اور جمہور حضرات ائمہ کرام کا یہی مذہب ہے۔ خارجی، معتزلے اور کچھ مرجئہ اسے ممنوع قرار دیتے ہیں۔ الحاصل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں مختلف اقوال ہیں۔ اہل حق کا مسلک یہ ہے کہ قیامت کے روز مومن اللہ کو دیکھیں گے کافر نہیں دیکھیں گے۔ معتزلے اور جہمیہ کہتے ہیں مومنوں اور کافروں میں سے کوئی بھی اللہ کو نہ دیکھے گا۔ ابن سالم بصری نے کہا مومن اور کافر سب دیکھیں گے۔ صاحبِ کتاب التوحید نے کہا بعض کافر بطور امتحان دیکھیں گے لیکن اس میں لذت نہیں پائیں گے۔ جیسے کسی سے غصہ سے بات

marfat.com
Marfat.com

فَانِ اسْتَطَعْتُمْ اَلَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلٰوةٍ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَافْعَلُوْا

٦٩٨٣ ـــ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ ابْنُ يُوْسُفَ الْيَرْبُوْعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْشِهَابٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا

٦٩٨٤ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِىُّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ ابْنِ اَبِىْ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا

کی جاتی ہے انہوں نے کہا یہ رُؤیت دوزخ کی پُشت پر پلصراط رکھنے سے پہلے ہوگی ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٦٩٨٢ ـــ ترجمہ : جریر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک آپ نے بدر کی رات میں چاند کی طرف نظر اُٹھائی اور فرمایا تم عنقریب اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو تمہیں کوئی مشقت نہیں ہوتی اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ طلوعِ شمس سے پہلے نماز پر اور غروب شمس سے پہلے نماز پر مغلوب نہ ہو تو ضرور پڑھو ۔

٦٩٨٢ ـــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح اور عصر کی نمازوں کی محافظت کرنے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی امید ہے ۔ کیونکہ ان اوقات میں فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں یا اس لئے کہ صبح کے وقت نیند لذیذ ہوتی ہے اور عصر کے وقت کاروبار سے فراغت ہوتی ہے لہٰذا ان دونوں اوقات میں نماز قائم کرنے میں بہت مشقت ہوتی ہے ۔ **حل لغات** : لاتضامون بتخفیف المیم ضیم بمعنی مشقت سے مشتق ہے ۔ تضامُّون بفتح الضاد بمعنی مزاحمت ہے (حدیث ع ـــ کی شرح دیکھیں)

٦٩٨٣ ـــ ترجمہ : جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب

marfat.com

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تَضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ

٦٩٨٥ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهٗ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتْبَعْهُ فَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ

اپنے رب کو علانیہ دیکھو گے۔

٦٩٨٤ — ترجمہ : جریر نے کہا چودھویں رات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم عنقریب قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھو گے جیسے تم اس کو دیکھتے ہو تمہیں کچھ مشقت نہ ہوگی

٦٩٨٤ — شرح : یہ رؤیت کی رؤیت کے ساتھ تشبیہ ہے۔ مرئی کی مرئی کے ساتھ تشبیہ نہیں اور نہ ہی رؤیت کی کیفیت کی رؤیت کی کیفیت کے ساتھ تشبیہ ہے یعنی تم یقیناً اللہ کو دیکھو گے جس میں کوئی شک و شبہ اور تعب و مشقت نہ ہوگی اور نہ ہی کسی قسم کی خفاء ہوگی جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی خفاء نہیں ہے۔

٦٩٨٥ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ!

marfat.com
Marfat.com

الْقَمَرَ وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ
الْاُمَّةُ فِيْهَا شَافِعُوْهَا اَوْ مُنَافِقُوْهَا شَكَّ اِبْرَاهِيْمُ فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ
فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَنَا
رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فِيْ صُوْرَتِهِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ
فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُوْنَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ
فَاَكُوْنُ اَنَا وَاُمَّتِيْ اَوَّلَ مَنْ يُجِيْزُ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ وَ
دَعْوٰى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ
شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَاَيْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوْا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰہ علیہ وسلّم! کیا ہم قیامت میں اپنے رب کو دیکھیں گے۔ جناب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا تمہیں چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! فرمایا تمہیں سُورج دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے جس کے آگے بادل نہ ہو انہوں نے کہا نہیں یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم فرمایا بے شک تم اسی طرح اپنے رب کو دیکھو گے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو اکٹھا کرے گا اور فرمائے گا جو کوئی جس شئی کی عبادت کرتا تھا وہ اس کے پیچھے ہو جائے پس جو شخص سورج کی عبادت کرتے تھے وہ سُورج کے پیچھے ہو جائیں گے اور جو شخص چاند کی عبادت کرتے تھے وہ چاند کے پیچھے ہو جائیں گے جو شخص بتوں کی پوجا کرتے تھے وہ بتوں کے پیچھے ہو جائیں گے اور جو شخص چاند کی عبادت کرتے تھے وہ چاند کے پیچھے ہو جائیں گے جو شخص بتوں کی پوجا کرتے تھے وہ بتوں کے پیچھے ہو جائیں گے۔ صرف یہ امت باقی رہ جائے گی اس میں اس کے شفاعت کرنے والے اور منافق ہوں گے۔ ابراہیم نے شک کیا ہے۔ پھر اُن کے پاس اللہ تعالیٰ آئے گا اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے۔ یہ ہمارا مقام ہے (ہم یہاں رہیں گے) یہاں تک ہمارا رب ہمارے پاس آئے جب ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ اُن کے پاس اس شان میں آئے گا جسے وہ پہچانتے ہوں گے اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں ہاں تو ہمارا رب ہے اور

marfat.com
Marfat.com

فَاِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ
تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهٖ وَالْمُوْبَقُ
بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ اَوِ الْمُجَازٰى اَوْ نَحْوَهٗ ثُمَّ يَتَجَلّٰى حَتّٰى
اِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَاَرَادَ اَنْ يُّخْرِجَ بِرَحْمَتِهٖ
مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ اَنْ يُّخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ
مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِّمَّنْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّرْحَمَهٗ مِمَّنْ
شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِي النَّارِ بِاٰثَارِ السُّجُوْدِ تَاْكُلُ
النَّارُ ابْنَ اٰدَمَ اِلَّآ اَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ
السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَآءُ الْحَيٰوةِ
فَيَنْبُتُوْنَ نَبْتَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ

وہ اس کے پیچھے ہو جائیں گے پھر دوزخ کی پشت پر پلصراط رکھا جائے گا تو میں اور میری امت سب سے پہلے اس پر گزریں گے اور اس دن رسولوں کے سوا کوئی شخص کلام نہ کرے گا اور اس روز رسولوں کی پکار یہ ہوگی۔ اے اللہ! سلامتی سے رکھ۔ سلامتی سے رکھ! اور دوزخ میں سعدان کے کانٹوں کی طرح کنڈے ہوں گے۔ کیا تم نے سعدان دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے سوا اس کے کہ اُن کی عظیم مقدار کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ لوگوں ان کے اعمال کے مطابق پکڑیں گے۔ پس ان میں سے بعض مومن ہوں گے جو اپنے عملوں کے سبب باقی رہیں گے یا اپنے عملوں کے سبب ہلاک ہوں گے اور ان میں سے بعض گرنے والے ہوں گے یا گزارے جائیں گے یا اس طرح کے لفظ فرمائے پھر اللہ تعالیٰ تجلی فرمائے گا۔ حتیٰ کہ جب لوگوں کے درمیان فیصلے کر کے فارغ ہو گا اور چاہے گا کہ اپنی رحمت کے سبب دوزخ سے جن لوگوں کو نکالنے کا ارادہ

marfat.com
Marfat.com

مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَبَقِيَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ عَلَى النَّارِ هُوَ
اٰخِرُ اَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ
النَّارِ فَاِنَّهٗ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِيْ ذَكَاءُهَا فَيَدْعُوا اللّٰهَ بِمَا
شَاءَ اَنْ يَدْعُوَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ هَلْ عَسَيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ
اَنْ تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهٗ وَيُعْطِيْ رَبَّهٗ
مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَاِذَا
اَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَاٰهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيْ رَبِّ
قَدِّمْنِيْ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اَلَسْتَ قَدْ اَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَ
وَمَوَاثِيْقَكَ اَلَّا تَسْاَلَنِيْ غَيْرَ الَّذِيْ اُعْطِيْتَ اَبَدًا وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ
مَا اَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ يَدْعُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يَقُوْلَ هَلْ

کرے تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ دوزخ سے اِن لوگوں کو نکالیں گے جو کسی شئ کو اللہ کا شریک نہیں بناتے تھے جن پر رحم کا ارادہ کرے گا جنہوں نے گواہی دی ہوگی کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں فرشتے اُن کو دوزخ میں سجدوں کے نشانوں سے پہچانیں گے۔ سجدوں کے نشانوں کے سوا آگ لوگوں کو جلا دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدوں کے نشانات کو جلائے وہ دوزخ سے اس حال میں نکلیں گے کہ وہ جلے ہوں گے پھر اُن پر آبِ حیات ڈالا جائے گا تو وہ اس کے نیچے سے ایسے نکلیں گے جیسے دانہ سیلاب کے خس و خاشاک سے نکلتا ہے پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کے فیصلہ سے فارغ ہوگا صرف ایک شخص باقی رہ جائے گا جو دوزخ کی طرف چہرہ کئے ہوگا وہ آخری دوزخی ہے جو سب سے آخر جنت میں داخل ہوگا وہ کہے گا اے میرے پروردگار! میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے کیونکہ اس کی گرم ہوا نے مجھے ہلاک کر دیا ہے۔ اور اس کے شعلوں نے مجھے جلا دیا ہے وہ اللہ سے دعا کرے گا جو بھی اللہ چاہے گا کہ دعا کرے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر تجھے یہ دے دیا جائے

marfat.com
Marfat.com

عَسَيْتَ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْأَلُكَ
غَيْرَهٗ وَيُعْطِيْ مَا شَاءَ مِنْ عُهُوْدٍ وَّمَوَاثِيْقَ فَيُقَدِّمُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ
فَاِذَا قَامَ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَاٰى مَا فِيْهَا مِنَ الْحَبْرَةِ
وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ
الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَلَسْتَ قَدْ اَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ اَنْ لَّا تَسْأَلَ غَيْرَ
مَا اُعْطِيْتَكَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ لَا
اَكُوْنَنَّ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوا اللّٰهَ حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ
فَاِذَا ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْهُ قَالَ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللّٰهُ
لَهٗ تَمَنَّهْ فَسَاَلَ رَبَّهٗ وَتَمَنّٰى لَهٗ حَتّٰى اَنَّ اللّٰهَ لَيُذَكِّرُهٗ وَيَقُوْلُ وَكَذَا

تو کیا اس کے علاوہ سوال کرے گا ؟ وہ کہے گا تیری عزت کی قسم میں کوئی سوال نہ کروں گا وہ اپنے رب سے عہد و پیمان کرے گا جو وہ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ آگ سے پھیر دے گا جب وہ جنت کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کو دیکھے گا تو جتنا اللہ کو منظور ہوگا خاموش رہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ جو کچھ تجھے دیا گیا ہے اس کے سوا اور کوئی شئی نہ مانگے گا تیری خرابی ہو اے ابن آدم! تو کس قدر عہد شکن ہے وہ کہے گا اے میرے پروردگار! اور اللہ کو پکارے گا حتیٰ کہ اللہ فرمائے گا اگر تجھے یہ دیا گیا تو کیا تو اس کے سوا مانگے گا وہ کہے گا نہ تیری عزت کی قسم اس کے سوا میں کچھ نہ مانگوں گا اور اللہ جو چاہے گا عہد و پیمان کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے پر پہنچا دیگا جب وہ جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوگا تو جنت اس کے لئے ظاہر ہوگی اور جو کچھ اس میں نعمت اور سرور ہوگا دیکھے گا تو جس قدر اللہ چاہے گا خاموش رہے گا پھر کہے گا اے میرے پروردگار! مجھے جنت میں داخل کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اور کیا تو نے عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے اس کے سوا اور کچھ نہ مانگے گا اور کہے گا تیری خرابی ہو اے ابن آدم! تو کس قدر عہد شکن ہے وہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں زیادہ بدبخت نہ ہوں وہ ہمیشہ اللہ کو

marfat.com
Marfat.com

وَكَذَا حَتّٰى انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ وَاَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِهٖ شَيْئًا حَتّٰى اِذَا حَدَّثَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ ذٰلِكَ لَكَ وَ مِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ مَعَهٗ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ اِلَّا قَوْلَهٗ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ اَشْهَدُ اَنِّيْ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهٗ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَذٰلِكَ الرَّجُلُ اٰخِرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ

پکارتا رہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جائے گا جب اللہ خوش ہوگا تو فرمائے گا جنت میں داخل ہو جا جب وہ داخل ہوگا تو اللہ اسے فرمائے گا۔ خواہش کر وہ اپنے رب سے سوال کرے گا اور خواہش کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا اور فرمائے گا فلاں فلاں شئی کی خواہش کر حتیٰ کہ اس کی تمام خواہشات ختم ہو جائیں گی تو اللہ فرمائے گا تیرے لئے یہ اور اس کے ساتھ اتنا اور دیا۔

عطاء بن یزید نے کہا ابوسعید خدری ابوہریرہ کے ساتھ اُن کی حدیث سے کوئی شئی رد نہ کرتے تھے حتیٰ کہ جب ابوہریرہ نے بیان کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا تیرے لئے یہ اور اس کے ساتھ اتنا اور دیا تو ابوسعید خدری نے کہا اے ابا ہریرہ! اس کے ساتھ اس کی دس مثلیں اور دیں۔ ابوہریرہ نے کہا میں نے تو حضور کا یہی قول کہ تیرے لئے یہ اور اتنا اور دیا۔ ابوسعید خدری نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا قول تیرے لئے یہ اور اس کی دس مثلیں دیں۔ ابوہریرہ نے کہا پس یہ آدمی جنت والوں میں سے سب سے آخر جنت میں داخل ہوگا۔

۶۹۸۵ شرح : قولہ هَلْ تَضَارُّوْنَ ،، بفتح التاء وتشدید الراء راء کو مشدد اور مخفف پڑھنے میں معنی میں تبدیلی نہیں ہوتی یعنی چاند کو دیکھنے میں تم اختلاف نہیں کرتے اور اس کے واضح ہونے کے باعث اس کی طرف صحت نظر میں تم جھگڑا نہیں کرتے ہو اسی طرح کسی شک اور مشقت و اختلاف کے بغیر تم واضح طور پر اللہ کو دیکھو گے۔ قولہ الطواغیت ،، یہ طاغوت کی جمع ہے۔ طواغیت شیطان

marfat.com

Marfat.com

یا بُت ہیں ہر گمراہ کن سردار کو بھی طاغوت کہا جاتا ہے۔ طاغوت لاہوت کے وزن پہ مقلوب ہے کیونکہ یہ طغیٰ سے اور لاہوت لاہ سے ماخوذ ہے۔ دراصل یہ جبروت کی طرح طغووت تھا واؤ کو عین کے ماقبل نقل کیا گیا۔ پھر اس کے متحرک ہونے اور ماقبل مفتوح ہونے کے باعث اس کو الف سے بدل دیا گیا۔

قولہ فَيَأْتِيهِمُ الخ یعنی اللہ اُن کے پاس آئے گا۔ اللہ کی طرف اتیان کا اسناد تجلّی سے مجاز ہے یعنی اللہ تجلّی فرمائے گا۔ بعض نے کہا یہ رؤیت سے مجاز ہے کیونکہ کسی کے پاس آنا اس کو دیکھنے کو مستلزم ہے۔ عینی نے قاضی عیاض سے نقل کیا کہ لوگوں کے پاس بعض فرشتے آئیں گے یا اللہ تعالیٰ فرشتہ کی صورت میں آئے گا۔ اس میں مومنوں کا آخری امتحان ہے۔ ابن تین نے کہا صورت کے معنی میں اختلاف ہے بعض نے کہا یہ صورتِ اعتقاد ہے جیسے کہے اس امر میں میرے اعتقاد کی صورت یہ ہے۔ اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ایسی صفت میں دیکھیں گے جو وہ اعتقاد رکھتے تھے۔ عینی نے مہلب سے نقل کیا لوگوں کا قول جب ہمارا ربّ آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے یہ صرف اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کا امتحان لینے کے لئے اُن کے پاس فرشتہ بھیجے گا۔ اپنے رب کی صفات میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں جس کی کوئی مثل نہیں۔ جب فرشتہ اُن سے کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ اس پر خلقت کی علامت دیکھیں گے جو مخلوقات کے مشابہ ہوگی تو کہیں گے ہمارا یہ مقام ہے اور ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب آئے گا وہ جب آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے یعنی تو ہمارا رب نہیں پھر اللہ تعالیٰ اس صورت میں آئے گا جسے وہ پہچانتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اپنی عظمت میں ظہور فرمائے گا جو کسی مخلوق کے مشابہ نہیں اس لئے وہ پہچان لیں گے کہ یہ جلال و عظمت کسی اور کے لئے نہیں ہو سکتی اس لئے وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے تیرے مشابہ کوئی شئی نہیں شئی کی حقیقت کی تعبیر صورت سے کی جاتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فرشتے معصوم ہیں لہٰذا فرشتہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں تمہارا ربّ ہوں اور ظاہر ہے کہ یہ کہنا اللہ کا شریک بنانا ہے جو بہت بڑا گناہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتہ کے قول میں ربّ بمعنی مُربّی ہے۔ مومنوں کے امتحان کے لئے مبہم ذکر کیا ہے۔

قولہ باٰثار السجود، یعنی فرشتے دوزخ میں لوگوں کو آثارِ سجود سے پہچانیں گے اور وہ سات اعضاء ہیں وہ چہرہ دونوں ہاتھ گھٹنے اور دونوں پاؤں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کو یہ قدرت نہیں دی کہ وہ سجود کے مواضع جلائے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے ایک روائت میں ہے کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اس سونے اور چاندی کو دوزخ کی آگ سے گرم کر کے ان کی پیشانیاں اور پہلو داغے جائیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ سیاق آیات سے ظاہر ہے کہ یہ آیت کریمہ: اَلَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ الآیۃ اہلِ کتاب کے حق میں نازل ہوئی ہے مسلمان اس وعید میں داخل نہیں ان کو کسی اور طریقہ سے عذاب دیا جائے گا، چنانچہ

marfat.com
Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کے اتفاق سے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھی جنہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا سب سے جنگ کی اور آخری عذاب پر توقف نہ کیا اسی بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوذر جو زاہد صحابی تھے کا کہنا تھا کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سونا چاندی کو دوزخ کی آگ سے گرم کر کے اُن کے چہروں اور پہلوؤں کو داغا جائے گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آئت کریمہ اہل کتاب کی شان میں نازل ہوئی ہے، چنانچہ قرآن کریم کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق جو حضرات صحابہ کرام سے منقول ہے یہ ہے کہ جب جمع کردہ مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ مال جو پاک ہو جاتا ہے وہ اس وعید کا مَوْرِد نہیں۔

قولہ ومثلہ معہ،، ابوہریرہ کی روایت میں ایک مثل اور ابوسعید خدری کی روائت میں دس مثل مذکور ہیں۔ ان روائتوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک مثل کی خبر دی، جیسا کہ ابوہریرہ کی روایت میں ہے۔ پھر اپنے فضل وکرم اور احسان و امتنان کے مقتضیٰ پر دس مثلیں اضافہ کر دیا جیسا کہ ابوسعید کی روائت میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس امثال کی خبر دی۔ ابوہریرہ نے وہ نہ سُنی ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنت میں سب سے آخر داخل ہونے والوں کے لئے بھی تمام نعمتیں اور عطایا میسّر ہوں گے پہلے داخل ہونے والوں کی کیا فضیلت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ فضیلت اجر وثواب اور مشاہدۂ حق تعالیٰ میں ہے جنت میں پہلے داخل ہونے والے اس کرامت میں ممتاز ہوں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حلّ لغات

: تضارون،، تمہیں تکلیف ہوتی ہے یہ ضیر بمعنی ضرر سے ہے۔ صورۃ،، صفت یُجِیْزُ،، گزرے گا۔ اَلْکَلَالِیْبُ، جمع کلوب،، کنڈے۔ سعدان،، خاردار پودا۔ اَلْمُوْبَقُ،، محبوس، ہلاک کیا گیا۔ مَخْرُدَلٌ،، کاٹا گیا، گرایا گیا۔ اَلْمُجَازِیْ،، گزرا گیا۔ جُرْذَلَۃ،، ہلاکت کے قریب ہونا۔ اَلْحُبَّۃ،، دانے، سبزیاں، گھاس۔ قَشَبَنِیْ،، مجھے اذیت دی، ہلاک کر دیا، حلبہ بگاڑ دیا۔ اَلْحَمِیْل،، خس وخاشاک، مٹی وغیرہ۔ ذَکَاؤُھَا،، اس کا شعلہ، شدت کی گرمی۔ مَا اَغْدَرَکَ،، صیغہ تعجب، کیا ہی عہد شکن ہے۔ اِنْفَقَہَتْ،، کھل جائے گی، وسیع ہو جائے گی اَلْحِبْرَۃ،، آرام کی زندگی، سرور۔ اَشْقٰی،، بدبخت۔ اَلْاَمَانِیُّ،، خواہشات، آرزوئیں۔

marfat.com

Marfat.com

لِلّٰهِ رِيَاءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدُ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا
ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْجِسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
مَا الْجِسْرُ قَالَ مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيْفُ وَكَلَالِيْبُ وَحَسَكَةٌ
مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عَقِيْفَةٌ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ
يَمُرُّ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ
وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَنَاجٍ مَخْدُوْشٌ مَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى
يَمُرَّ اٰخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا اَنْتُمْ بِاَشَدَّ لِيْ مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ
قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ وَاِذَا رَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ
نَجَوْا فِيْ اِخْوَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَ
يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيَعْمَلُوْنَ مَعَنَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ
فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ وَيُحَرِّمُ اللّٰهُ صُوَرَهُمْ

چلا جائے جس کی وہ عبادت کرتے تھے ہم تو اپنے رب کی عبادت کرتے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صفت کے علاوہ آئے گا جس صفت میں انہوں نے پہلی اُس کو دیکھا تھا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے اور اللہ تعالیٰ سے صرف نبی کلام کریں گے پھر فرمائے گا کیا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی نشانی ہے جس سے اس کو پہچانو وہ کہیں گے "ساق" ہے پھر اس کی ساق کھولی جائے گی تو ہر مومن اس کے آگے سجدہ میں گر جائے گا۔ باقی صرف وہ رہ جائے گا جو ریا کاری کے لئے اسے سجدہ کرتا تھا وہ سجدہ کرنے لگے گا تو اس کی پشت ایک تختہ کی طرح ہو جائے گی پھر پلصراط لایا جائے گا اور دوزخ کی پشت پر رکھا جائے گا۔ ہم نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! پلصراط کیا ہے؟ فرمایا گرنے اور پھسلنے کا مقام ہے اس پر چوڑے کانٹے ہیں اس کے ٹیڑھے کانٹے ہیں جو نجد میں ہوتے ہیں ان کو سعدان بھی کہا جاتا ہے۔ اس پر مومن چشم زدن میں

marfat.com
Marfat.com

عَلَى النَّارِ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمَيْهِ وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي فَاقْرَءُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا فَيَشْفَعُ النَّبِيُّونَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُونَ فَيَقُولُ الْجَبَّارُ بَقِيَتْ شَفَاعَتِي فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ

اور بجلی کی مانند اور ہوا کی مانند، تیز گھوڑوں اور تیز رو اونٹ کی مانند گزر جائیں گے پس بعض صحیح سلامت نجات پانے والے ہوں گے بعض نجات پانے والے زخمی ہوں گے اور بعض دوزخ کی آگ میں گرنے والے ہوں گے یہاں تک کہ ان سے آخری شخص گھسیٹ کر گزرتا ہوگا تم مجھ سے حق میں مطالبہ کرنے میں جو تمہارے لئے واضح ہو چکا ہے آج اس قدر سخت نہیں ہو جس قدر مومن اس روز اللہ سے مطالبہ کریں گے جس وقت وہ دیکھیں گے کہ وہ نجات پا گئے ہیں "تو اپنے بھائیوں کے حق میں مطالبہ کریں گے"، وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے ہمارے ساتھ روزے سے ہوتے تھے اور ہمارے ساتھ عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ جس کے دل میں دینار کے وزن کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکالو اور اللہ تعالیٰ اُن کی صورتیں آگ پر حرام کر دے گا اور اُن میں سے بعض قدموں تک آگ میں غائب ہوں گے اور بعض نصف پنڈلیوں تک دوزخ میں ہوں گے وہ جسے پہچانیں گے اس کو دوزخ سے نکالیں گے پھر لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکالو وہ جسے پہچانیں گے نکالیں گے پھر واپس آئیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ جس کے دل میں ذرہ کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکالو وہ جسے پہچانیں گے نکالیں گے۔ ابو سعید نے کہا اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے ہو تو یہ آیت کریمہ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

marfat.com

Marfat.com

الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ فِيْ حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ قَدْ رَاَيْتُمُوْهَا
اِلٰى جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَاِلٰى جَانِبِ الشَّجَرَةِ فَمَا كَانَ اِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ
اَخْضَرَ وَمَا كَانَ مِنْهَا اِلَى الظِّلِّ كَانَ اَبْيَضَ فَيَخْرُجُوْنَ كَاَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ
فَيُجْعَلُ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيْمُ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ
هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ اَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ
فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَاَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَقَالَ الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ
حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَهُمُّوْا

وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضٰعِفْهَا"، اللہ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اس کو بڑھاتا ہے" پس نبی، فرشتے اور مومن شفاعت کریں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب میری شفاعت باقی رہ گئی ہے وہ دوزخ سے قدرت کی مٹھی بھرے گا تو اُن لوگوں کو نکالے گا جو جل گئے ہوں گے ان کو جنت کے سامنے نہر میں ڈالا جائے گا جس کو آبِ حیات کہا جاتا ہے وہ نہر کے کنارے پر ایسے تازہ ہوں گے جیسے دانہ سیلاب کے خس و خاشاک میں اگتا ہے تم نے اس کو پتھر کی جانب دیکھا ہے اور درخت کی جانب دیکھا ہے (پہاڑ کے سایہ اور درخت کے سایہ میں مختلف تر و تازہ ہوتا ہے) پس جو دانہ آفتاب کی جانب ہوتا ہے سفید ہوتا ہے (اس میں تازگی نہیں ہوتی) پس وہ آبِ حیات سے نکلیں گے گویا کہ وہ موتی ہیں (چمکتے ہوں گے) اور اُن کی گردنوں میں مہریں لگا دی جائیں گی وہ جنت میں داخل ہوں گے تو جنتی کہیں گے کہ یہ رحمٰن کے عُتقاء ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کسی عمل کے بغیر جنت میں داخل کیا ہے جو انہوں نے عمل کیا ہو یا خیر آگے بھیجی ہو پھر اُن سے کہا جائے گا تمہارے لئے وہ ہے جو دیکھو اور ایک مثل اس کے ساتھ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز مومن روکے جائیں گے یہاں تک کہ وہ اس کے باعث غمگین ہوں گے اور کہیں گے اگر ہم اپنے پروردگار کے حضور شفاعت

marfat.com
Marfat.com

بِذَلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِاسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَاْتُوْنَ
اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُوالنَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ
بِيَدِهٖ وَاَسْكَنَكَ جَنَّتَهٗ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ كُلِّ
شَيْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ
لَسْتُ هُنَاكُمْ قَالَ فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ اَصَابَ اَكْلَهٗ مِنَ الشَّجَرَةِ
وَقَدْ نُهِىَ عَنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِىٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلَى الْاَرْضِ
فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ اَصَابَ
سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ
فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ اِنِّىْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلٰثَ كَلِمَاتٍ
كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا اٰتَاهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهٗ وَقَرَّبَهٗ

طلب کریں" تو ہمیں اس حال سے نجات دے ،، وہ حضرت آدم "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے اور کہیں گے، آپ آدم ہیں لوگوں کے باپ ہیں اللہ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور آپ کو جنت میں سکونت دی اور آپ کے لئے اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر شئ کے نام کی تعلیم دی۔ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں حتی کہ اس جگہ ہمیں آرام دے وہ کہیں گے میں تمہاری شفاعت کرنے والا نہیں ہوں۔ حضور نے فرمایا وہ اپنی خطا ذکر کریں گے جو درخت سے کھانے میں کی تھی حالانکہ اس سے منع کیا گیا تھا لیکن تم نوح کے پاس جاؤ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ نے زمین میں بسنے والوں کی طرف بھیجا تھا۔ وہ نوح "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں تمہاری شفاعت نہیں کروں گا اور اپنی خطا ذکر کریں گے جو انہوں نے کی تھی وہ اُن کا اپنے رب سے بغیر علم کے سوال کیا تھا (کہ کوئی کافر زمین پر بسنے والا نہ رہے) لیکن تم ابراہیم کے پاس جاؤ وہ خدائے رحمان کے خاص محبوب ہیں۔ وہ ابراہیم "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے

marfat.com
Marfat.com

نَجِيًّا قَالَ فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ
الَّتِيْ اَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَ
رُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ
ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ
فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهُ وَقَعْتُ
لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدَعَنِيْ فَيَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ
تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ
بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُدْخِلُهُمُ
الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ اَيْضًا يَقُوْلُ فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ
وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ

وہ فرمائیں گے میں تمہاری شفاعت نہیں کروں گا اور تین کلمات ذکر فرمائیں گے جو از روئے کذب کہے تھے۔ لیکن تم موسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے ایسے بندہ ہیں کہ ان کو اللہ نے تورات دی اور اُن سے کلام کیا اور انہیں قریب کر کے سرگوشی کی تھی۔ وہ موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے تو وہ فرمائیں گے میں تمہاری شفاعت نہیں کر سکتا ہوں اور اپنی خطاء ذکر کریں گے جو انہوں نے کی ایک شخص کو قتل کیا تھا لیکن تم عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے عبد، رسول، روح اور کلمہ ہیں۔ وہ عیسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں ہوں تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے عبد ہیں۔ اللہ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ (وجود سے پہلے) معاف کر دیئے ہیں۔ وہ میرے پاس آئیں گے میں اللہ تعالیٰ کے حضور اجازت طلب کروں گا تو مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی جب میں اللہ کو دیکھوں گا اس کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ جتنا اسے منظور ہوگا سجدہ میں رہنے دے گا پھر فرمائے گا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" سر اُٹھائیے اور

marfat.com
Marfat.com

لِیْ عَلَیْهِ فَاِذَا رَاَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَدَعَنِیْ
ثُمَّ یَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ فَقَالَ
فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْهِ قَالَ ثُمَّ اَشْفَعُ
فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ
فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّالِثَةَ
فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِهٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْهِ فَاِذَا رَاَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا
فَیَدَعُنِیْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ
وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَاءٍ
وَتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْهِ قَالَ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُدْخِلُهُمُ
الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اُخْرُجْ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ

بات کیجئے سنی جائے گی شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی اور سوال کیجئے عطا کیا جائے گا فرمایا پس میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی وہ ثنا اور حمد کروں گا جو مجھے وہ سکھائے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی (یعنی اس قسم کے گناہ گار دوزخ سے نکالیں) میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں انہیں داخل کروں گا۔ قتادہ نے کہا میں نے حضور سے یہ بھی سنا آپ فرماتے تھے میں نکلوں گا اور ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا پھر دوسری بار اللہ کے حضور جاؤں گا اور اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت دی جائے گی جب میں اللہ کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ کو جتنا منظور ہوگا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا پھر فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم" سر اٹھائیں اور بات کریں سنی جائے گی شفاعت فرمائیں قبول کی جائیں گی اور سوال کریں عطا کیا جائے گا۔ فرمایا میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد و ثنا کروں گا جو مجھے وہ سکھائے گا فرمایا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد

marfat.com

Marfat.com

وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰى مَا يَبْقٰى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ
اَیْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَسٰى اَنْ
يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قَالَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ
الَّذِيْ وَعَدَهٗ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مقرر کی جائے گی (جس قسم کے گناہ گاروں کو نکالوں) میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور ان کو جنت میں داخل کروں گا پھر تیسری بار اللہ کے دربار میں حاضر ہوں گا اور اس سے اجازت چاہوں گا تو مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی جب میں اپنے ربّ کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا جس قدر اللہ چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا پھر فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم" سر اُٹھائیں بات کریں سُنی جائے گی، شفاعت کریں قبول کی جائے گی سوال کریں عطاء کیا جائے گا فرمایا میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور اپنے ربّ کی حمد و ثناء کروں گا جو مجھے وہ تعلیم دے گا پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لئے ایک حد مقرر کی جائیگی (جس قسم کے گناہگاروں کی شفاعت کروں) میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنّت میں انہیں داخل کروں گا۔ قتادہ نے کہا میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نکلوں گا اور انکو دوزخ سے نکالوں گا اور جنّت میں انہیں داخل کروں گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں کوئی باقی نہ رہے گا مگر وہ باقی رہے گا جس کو قرآن نے روکا ہوگا۔ یعنی اس پر واجب ہوگیا ہوگا کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے (مشرک اور منافق) پھر حضور نے یہ آیت کریمہ "عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" پڑھی کہا یہ مقام محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے۔

شرح : قوله "فَارْتَقَبْنَاهُمْ" دنیا میں ہر اُن کے زیادہ محتاج تھے جو ٦٩٨٦ — اُس دن میں محتاج ہیں۔ ان میں سے ہر ایک مُفَضَّل اور مُفَضَّل علیہ ہے لیکن دو زبانوں کے اعتبار سے یعنی ہم اپنے اقارب اور ساتھیوں سے جن کی طرف معیشت میں محتاج تھے تیری طاعت کرتے ہوئے اور دین کے دشمنوں سے قطع تعلق کرتے ہوئے ہم اُن سے جُدا ہو گئے تھے۔ غرضیکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ زاری کریں گے کہ اُن سے یہ حال دور کر دے وہ دوزخ میں ان کے ساتھی ہونے سے خوفزدہ ہوں گے۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی طرف صورت کی نسبت کی گئی ہے لیکن صورت یعنی

marfat.com

Marfat.com

صفت ہے صورتوں جیسی صورت نہیں صرف بطور مشاکلت صورت کا اطلاق کیا ہے جیسے تَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ،، میں اللہ کی ذات پر نفس کا اطلاق بطور مشاکلت ہے جیسے اللہ شئی ہے لیکن اشیاء جیسا نہیں۔ نیز صورت میں ایک حد یا کئی حدود نے احاطہ کیا ہوتا ہے اللہ کا کسی حد نے احاطہ نہیں کیا بلکہ وہ ہر شئی پر محیط ہے۔ اس سے مجسمہ نے استدلال کیا کہ اللہ کا جسم ہے اس لئے اس کی صورت ہے لیکن جب صورت بمعنی صفت یا علامت ہے تو استدلال ہی باطل ہے جبکہ دلیل اور علامت پر صورت کا اطلاق ہوتا ہے

قولہ غیر صورتہ ،، یعنی جو انہوں نے پہلی مرتبہ اس کی صورت دیکھی تھی۔ ہوسکتا ہے اس سے وہ صورت مراد ہو جو انہوں نے ابتداء آفرینش میں جبکہ صلبِ آدم سے نکالے گئے تھے اس وقت پہچانا ہو اور جب دنیا میں آئے تو ان کو بھلا دیا پھر آخرت میں انہیں یاد دلائے گا۔

قولہ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ ،، ساق سے سختی اور قیامت کے دن کی شدت مراد ہے۔ یعنی اس روز شدت اور ہیبت ناک امر ظاہر ہوگا۔

قولہ طبقًا واحدًا ،، طبق سے مراد ریڑھ کی ہڈی ہے۔ یعنی پشت تختہ کی مثل ہو جائے گی اور وہ سجدہ نہ کر سکے گا اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ مد تکلیف مالا یطاق ،، جائز ہے یعنی جس کی انسان میں طاقت نہ ہو اس کو وہ کرنے کی تکلیف دی جائے لیکن یہ تکلیف مالا یطاق نہیں بلکہ اس میں منافقوں کی ذلت اور رسوائی ہے جبکہ وہ دنیا میں اپنے آپ کو اپنے گمان میں اُن مومنوں میں داخل کرتے تھے جو دنیا میں اللہ کے حضور سجدے کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے سجدوں میں ان کی ریاکاری کو جانتا تھا۔ اس لئے ان کو آخرت میں سجدہ کے لئے بلایا جائے گا جیسے مخلص مومنوں کو سجدہ کرنے کے لئے کہا جائے گا لیکن منافق سجدہ نہ کر سکیں گے اور ان کی پشت تختہ کی طرح ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ ان کی منافقت ظاہر کر دے گا۔

قولہ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ الخ ،، یعنی پلصراط سے گزرنے والے تین قسم کے لوگ ہوں گے ایک قسم وہ ہے جو صحیح سلامت گزر جائیں گے اور نجات پا جائیں گے اور دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو زخمی ہوتے ہوئے گزر جائیں گے۔ تیسری قسم وہ لوگ ہیں جو دوزخ میں گر جائیں گے اور دوزخ میں سے سب سے آخر نجات پانے والا گھسٹتا ہوا باہر نکالے گا۔ قولہ فی اخوانہم ،، یہ اور للجبار مناشدہ مقدار سے متعلق ہے اور فی اخوانہم ماقبل سے حکمًا مقدم ہے یعنی جب وہ دیکھیں گے کہ انہیں نجات مل گئی ہے تو یَقُوْلُوْنَ فِیْ اِخْوَانِہِم ،، اپنے بھائیوں کے متعلق کہیں گے کہ وہ ہمارے ساتھ نماز روزہ کرتے تھے۔

قولہ ذرّہ ، جو دیوار کے سوراخ میں سورج کی شعاع داخل ہونے سے باریک سے ذرات نظر آتے ہیں۔

قولہ بغیر عمل الخ یعنی انہوں نے نہ تو دنیا میں کوئی عمل کیا اور نہ ہی دنیا میں کوئی نیک کام آخرت کے

marfat.com

Marfat.com

۶۹۸۷ — حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمِّیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اِلَی الْاَنْصَارِ فَجَمَعَھُمْ فِیْ قُبَّۃٍ وَقَالَ لَھُمُ اصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوُا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنِّیْ عَلَی الْحَوْضِ ۶۹۸۸ — حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ سُلَیْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

لئے کیا یعنی اُن میں صرف ایمان ہوگا اس پر زائد کوئی عمل اور نیکی نہ ہوگی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں، فرشتوں اور مومنوں کی شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جن میں صرف ایمان ہوگا۔ ہوسکتا ہے اُن کے نیک عمل ہوں جو اللہ ہی جانتا ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حلّ لغات

مِدْحَضَۃ، مَزِلَّہ "پھسلنے کی جگہ۔ خَطَاطِیف جمع خطاف" لوہے جن کے سرے ٹیڑھے کئے ہوں۔ کَلَالِیب، خَسَکہ اور خَطَاطِیف ہم معنی ہیں۔ یعنی کانٹے۔ مُفَلْطَحَۃٌ" چوڑے۔ عُقَیْفَاء "ٹیڑھے کانٹے۔ طَرْف" آنکھ کا اشارہ۔ بروق" بجلی کی چمک۔ ریح" ہوا۔ اجاوید جمع اجواد اجواد جمع جواد" تیز گھوڑے۔ اجاوید جمع الجمع ہے۔ رِکاب" اونٹ۔ مُسَلَّم" صحیح سلامت۔ مَخْدُوش" زخمی۔ مَکْدُوش" گرنے والا۔ خَوَاتِیم" سونے کی اشیاء جو دوزخ سے نکلنے والوں کی گردنوں میں لٹکائی جائیں گی۔

ترجمہ ۶۹۸۷ — : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو پیغام بھیجا اور اُن کو ایک قبہ میں جمع کیا اور اُن سے فرمایا تم صبر کرو حتی کہ اللہ اور اس کے رسول سے ملاقات کرو میں حوضِ کوثر پر ہوں گا۔

شرح ۱۹۸۷ — : اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تعبیر موت اور قیامت کے دن سے کی جاتی ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو حوض ہیں ایک قیامت میں دوسرا جنت میں حوض ہوگا اس میں معتزلہ کا رد ہے جو حوض کا انکار کرتے ہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت

marfat.com
Marfat.com

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ
رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَ
لِقَائُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ
اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ
حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا
اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَقَالَ قَيْسُ بْنُ
سَعْدٍ وَاَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاؤُسٍ قِيَامُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْقَيُّوْمُ الْقَائِمُ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَأَ عُمَرُ اَلْقَيَّامُ وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ

والے حوض سے پانی پلائیں گے جہاں بعض مرتدوں کو پانی دینے سے فرشتے روک دیں گے

٦٩٨٨ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات تہجد کی نماز پڑھتے تو فرماتے! اے اللہ ہمارے ربّ! تیرے ہی لئے حمد و ثناء ہے تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، کو روشن کرنے والا ہے تو حق ہے تیرا کلام حق ہے تیرا وعدہ ہے حق ہے تیری ملاقات حق ہے دوزخ حق ہے قیامت حق ہے اے اللہ! میں تیرے لئے اسلام لایا اور تیرے ساتھ ایمان لایا تجھ پر توکل کیا اور تیری طرف جھگڑا لایا اور تیری طرف جھگڑا لایا اور تیری ہی طرف محاکمہ لایا مجھے بخش دے جو میں نے پہلے گناہ کئے اور جو پیچھے کئے اور جو خفیہ کئے اور جو علانیہ کئے اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تیرے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ بخاری نے کہا قیس بن سعد اور ابوالزبیر نے طاؤس سے قیوم کی جگہ قیام روایت کیا ہے اور مجاہد نے کہا قیوم وہ ہے جو ہر شئی پر قائم ہو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

۶۹۸۹ــ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ حَدَّثَنِي الْاَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهُ

نے قیام پڑھا ہے اور وہ دونوں (قیوم وقیام) صفتِ مدح ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا : "نورالسمٰوات" سے مراد آسمان والوں کی ہدایت۔

شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت الکرسی میں لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۶۹۸۸ اَلْقَيَّامُ پڑھا ہے اس کا وزن فعّال ہے مبالغہ کا صیغہ ہے اسی طرح قیوم بھی مبالغہ کا صیغہ ہے۔ ابوعبیدہ اور ابن منثنیٰ نے کہا۔ قیوم بروزن فیعُوْل ہے جو ہمیشہ قائم رہے خطابی نے کہا قیوم ہر شئی کی رعائت میں ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔

حلیمی نے کہا قیوم وہ ہے جو اپنی مخلوق پر قائم ہو اور اس کی حسبِ ارادہ تدبیر کرے قیوم اور قیام دونوں مدح کے لئے مبالغہ کے صیغے ہیں مدح کے غیر میں استعمال نہیں کئے جاتے لیکن قیّم مذمت میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ کتاب الاسنیٰ فی الاسماء الحسنیٰ میں ہے انسان کی وصف قیّم کے ساتھ جائز ہے قیوم کے ساتھ جائز نہیں امام غزالیؒ نے مقصد میں ذکر کیا۔ قیوم وہ ہے جو بذاتِ خود قائم ہو اور غیر کو قائم رکھے یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے (عینی) (ع ۱۰۵۸ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶۹۸۹ نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر عنقریب اس کا رب اس سے کلام کریگا اس کے اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اور نہ ہی حجاب ہوگا جو اس کو پردہ میں رکھے۔

شرح : یعنی اس کے اور اللہ کے درمیان پردہ اُٹھ جائے گا اور حجاب کے ۶۹۸۹ اُٹھنے کا معنیٰ یہ ہے کہ مومنوں کے ابصار سے آفت کا ازالہ ہوجائیگا جو اللہ کی رؤیت سے مانع ہے۔ دراصل حجاب رائی اور مرئی کے درمیان پردہ ہے یہاں اس سے مراد ابصار کو رؤیت سے منع کرنا ہے (عینی)

marfat.com
Marfat.com

۶۹۹۰ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَنْظُرُوا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِیْ جَنَّةِ عَدْنٍ

۶۹۹۱ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ اَعْيَنَ وَجَامِعُ بْنُ اَبِیْ رَاشِدٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ

۶۹۹۰ــــ ترجمہ : ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتیں ایسی ہیں کہ اُن کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے چاندی کے ہوں گے اور دو جنتیں ایسی ہیں کہ اُن کے برتن اور جو کچھ اُن میں ہے سونے کے ہوں گے اور جنتی لوگوں اور ان کا اپنے رب کو دیکھنے کے درمیان اس کی قدرت کے چہرے پر جنتِ عدن میں کبریائی کی چادر ہوگی۔

۶۹۹۰ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں جنت کی خبر دیں کہ وہ کس شئ سے بنائی گئی ہے فرمایا اس کی کچھ اینٹیں سونے اور کچھ چاندی کی ہیں۔ یہ حدیث باب کی حدیث کے معارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے سے مراد جنت کے تمام برتنوں وغیرہ کی وصف ہے اور دوسرے سے مراد جنتوں کی دیواریں ہیں۔

قولہ اِلَّا رداء الکبر، یہ متشابہات سے ہے کیونکہ حقیقۃً نہ تو چادر ہے اور نہ ہی چہرہ ہے اس کو اللہ کے مفوّض کیا جاتا ہے یا وجہ (چہرہ) کی تاویل ذات سے کی جاتی ہے اور رداء (چادر) ذات کی صفت ہے جو مخلوقات کی مشابہت سے پاک وصاف ہے۔ بعض علماء نے کہا رداء سے اللہ کی عظمت کی طرف اشارہ ہے جیسے ایک روایت

marfat.com

Marfat.com

امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهٗ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَاخَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ الاٰية

۶۹۹۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَتِهٖ لَقَدْ اُعْطِيَ بِهَا اَكْثَرَ مِمَّا اُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى

میں ہے کبریاء میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے محسوس کپڑے مراد نہیں۔
قولہ فی جَنَّةِ عَدْنٍ، قوم کے اعتبار سے ہے یعنی وہ جنتِ عدن میں ہوں گے۔

۶۹۹۱ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھا کر مسلمان کا مال غصب کرلیا وہ اللہ سے ملے گا حالانکہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جل ذکرہ کی کتاب سے اس کا مصداق پڑھا "اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَاخَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ الاٰية" بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں سے قلیل ثمن لیتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا

۶۹۹۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تین شخصوں سے کلام نہ کرے گا اور نہ ان کو دیکھے گا ایک وہ آدمی جو اپنے سامان کو فروخت کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھاتا ہے کہ جو یہ دیتا ہے اس سے زیادہ اسے دیا جاتا تھا دوسرا وہ آدمی جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے تاکہ اس کے ساتھ وہ مسلمان کا مال غصب کرے تیسرا

marfat.com
Marfat.com

يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ اَمْرِءٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَلْيَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَالَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ

۶۹۹۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَلسَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ اَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ

وہ آدمی جو زائد پانی منع کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا آج میں تجھ سے اپنا فضل روک لیتا ہوں جیسے تو نے وہ زائد پانی روکا تھا جو تیرے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔

۶۹۹۲ — شرح : یعنی زائد پانی جو روکا تھا اس کا حصول اور منبع سے نکلنا تیری قدرت میں نہ تھا بلکہ وہ اللہ کا اپنے بندوں پر انعام اور فضل وکرم ہے اس سے مراد وہ پانی ہے جس کا ظہور لوگوں کی کوشش سے اور اُن کے اختیار سے نہیں جیسے چشموں اور سیلاب کا پانی کنوؤں اور نہروں کا پانی مراد نہیں کیونکہ یہ انسان کی قدرت میں ہے اور اس کی کوشش سے یہ پانی حاصل ہوتا ہے اس کو روکنا ممنوع نہیں۔ (حدیث ۲۲۰۴ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۹۹۳ — ترجمہ : ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ اسی حال پر گھوم رہا ہے جس روز سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین

marfat.com
Marfat.com

وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ
اَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ
فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ يُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا
بَلٰى قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَاَعْرَاضَكُمْ
عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا
وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ
ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ
فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ
فَكَانَ مُحَمَّدٌ اِذَا ذَكَرَهٗ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
قَالَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ

پیدا کیا تھا سال کے بارہ ماہ ہیں ان میں سے چار مہینے حرام کے ہیں تین مسلسل ہیں وہ ذوالقعدہ ذوالحجہ محرم ہے اور رجب مُضَر جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے یہ کونسا مہینہ ہے۔ ہم نے کہا اللہ و رسولہ اعلم! آپ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ حضور اس نام کے بغیر اور کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ نہیں ؟ ہم نے کہا کیوں نہیں ؟ "یہ ذوالحجہ ہے" فرمایا یہ کونسا شہر ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں آپ خاموش رہے یہاں تک ہمارا خیال تھا کہ حضور اس نام کے بغیر اس کا کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ مکہ مکرمہ نہیں ؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں "یہ مکہ مکرمہ ہے" فرمایا یہ کونسا دن ہے ؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ حضور اس نام کے بغیر اس کا کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ یوم نحر نہیں ؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یہ "یوم نحر ہے" فرمایا بے شک تمہارے خون، تمہارے مال محمد بن سیرین نے کہا میرا خیال ہے کہ حضور نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۶۹۹۴ حَدَّثَنَا

مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جس طرح اس دن کی حرمت اس مہینہ میں اور اس شہر میں ہے تم عنقریب اپنے رب سے ملاقات کروگے وہ تم سے تمہارے عملوں کے متعلق پوچھے گا تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑنے لگو خبردار! جو شخص حاضر ہے وہ غائب کو یہ پہنچا دے شائد بعض لوگ جن کو یہ پہنچایا جائے وہ بعض سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں۔ محمد بن سیرین جب یہ ذکر کرتے تو کہتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے پھر فرمایا خبردار! میں نے پہنچا دیا میں نے پہنچا دیا"

۶۹۹۳ — شرح: رجب کو قبیلہ مضر کی طرف اس لئے منسوب کیا کہ وہ دوسرے لوگوں کی نسبت اس کی حرمت کی بہت حفاظت کرتے تھے اور انہوں نے اس کو اپنی جگہ سے تبدیل نہیں کیا تھا اور جمادی اور شعبان کے درمیان کہنے میں تاخیر والا شک و شبہ زائل کیا یا تاکید کے لئے فرمایا۔ قرآن کریم میں ہے "اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ"، یعنی ایک مہینہ کی حرمت کو دوسرے مہینہ کی حرمت تک تاخیر کرنا کفر میں زیادتی ہے جبکہ وہ حرام کا مہینہ حلال کر لیتے اور اس کی جگہ دوسرا مہینہ حرام کر دیتے تھے حتی کہ انہوں نے حرام کے مہینوں کی تخصیص اڑا دی تھی۔ وہ سال کے مطلق چار مہینوں کو حرام کرتے تھے کبھی وہ سال کے تیرہ یا چودہ مہینے کر دیتے تھے۔ یہ کفر میں مزید زیادتی تھی۔ حدیث شریف کے معنی یہ ہیں۔ مہینے اپنے اصل حال کی طرف لوٹ آئے ہیں اور حج بھی ذوالحجہ میں عود کر آیا ہے اور مشرکوں کی تبدیلیاں ختم کر دی گئی ہیں اُس سال اتفاقاً حجۃ الوداع کا مہینہ ذوالحجہ تھا۔

(اس حدیث کی تفصیل حدیث ۶۵ ج: ۱ کی شرح میں دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کی رحمت مخلص لوگوں کے قریب ہے

قیاس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ قریبۃ فرمایا جاتا لیکن قریب اس لئے فرمایا کہ فعیل بمعنی فاعل کبھی مفعول کے معنی پر محمول کیا جاتا ہے یا رحمت ترحم کے معنی میں ہے یا اس کا موصوف محذوف ہے یعنی اللہ

marfat.com
Marfat.com

يَقْضِىْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ اَنْ يَاتِيَهَا فَاَرْسَلَ اَنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ فَاَقْسَمَتْ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ مَعَهٗ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَ اُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِىَّ وَنَفْسُهٗ تُقَلْقَلُ فِىْ صَدْرِهٖ حَسِبْتُهٗ قَالَ كَاَنَّهَا شَنَّةٌ فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ اَتَبْكِىْ فَقَالَ اِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ

کی رحمت قریب شئ ہے اس کا موصوف شئ ہے یا اس کا وزن شہیق و زفیر کی طرح مصدر کا وزن ہے اس لئے تذکیر و تانیث کے برابر ہوتے ہیں اس کو مصدر کا حکم دیا گیا۔

رحمت کی دو قسمیں ہیں ایک صفتِ ذات دوسری صفتِ فعل، صفتِ ذات کی تقدیر پر معنی یہ ہیں تابعدار لوگوں کو ثواب دینے کا ارادہ کرنا اور صفتِ فعل کی تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ بادل چلانے اور بارش نازل کرنے میں اللہ کا فضل محسنین کے قریب ہے۔ گویا کہ یہ ان کے لئے رحمت ہے کیونکہ یہ اس کی قدرت اور ارادہ سے نازل ہوتی ہے۔

۶۹۹۴ ترجمہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روائت ہے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی "زینب" کا بیٹا فوت ہو رہا تھا تو انہوں نے حضور کو پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لائیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام کا جواب دیا کہ اللہ کا تھا جو اس نے قبض کیا اور اسی کا ہے جو اُس نے دیا ہے اور ہر شئ مقرر مدّت تک ہے وہ صبر کریں اور ثواب کی طالب رہیں۔ شہزادی نے پھر پیغام بھیجا اور حضور کو قسم دی "کہ ضرور تشریف لائیں"، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور آپ کے ساتھ ہیں۔ مُعاذ بن جبل، اُبی بن کعب اور عبادہ بن صاحب بھی کھڑے ہوئے جب ہم گھر میں داخل ہوئے تو گھر والوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچہ دیا جبکہ اس کی روح سینہ میں بے قرار تھی میرا خیال ہے کہ فرمایا گویا کہ وہ پرانی مشک تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے۔ سعد بن عبادہ نے کہا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

marfat.com
Marfat.com

۶۹۹۵ — حَدَّثَنِی عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَصَمَتِ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ اِلٰی رَبِّھِمَا فَقَالَتِ الْجَنَّۃُ یَا رَبِّ مَالَھَا لَا یَدْخُلُھَا اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُھُمْ وَقَالَتِ النَّارُ یَا رَبِّ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَکَبِّرِیْنَ فَقَالَ لِلْجَنَّۃِ اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ وَلِکُلِّ وَاحِدَۃٍ مِنْکُمَا مِلْؤُھَا قَالَ فَاَمَّا الْجَنَّۃُ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِنْ خَلْقِہٖ اَحَدًا وَاَنَّہٗ یُنْشِیُٔ لِلنَّارِ مَنْ یَّشَاءُ فَیُلْقَوْنَ فِیْھَا فَتَقُوْلُ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ وَیُلْقَوْنَ فِیْھَا فَتَقُوْلُ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ثَلٰثًا حَتّٰی یَضَعَ قَدَمَہٗ فِیْھَا فَتَمْتَلِیُٔ وَتُزْوٰی بَعْضُھَا اِلٰی بَعْضٍ وَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ

آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے رحم کرنے والے بندوں پر رحم کرتا ہے (حدیث ۱۲۱۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۹۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ نے اپنے رب کے پاس جھگڑا کیا۔ جنت نے کہا اے میرے پروردگار اس کا کیا حال ہے کہ اس میں صرف کمزور لوگ اور غریب داخل ہوں گے اور دوزخ نے کہا میں متکبروں کے لئے خاص کی گئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیرے ساتھ میں جسے چاہوں عذاب دوں گا تم دونوں میں سے ہر ایک نے بھرنا ہے۔ بہرحال جنت سے بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا اور دوزخ کے لئے جو چاہے گا پیدا کرے گا اور ان کو دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ کہے گی کیا اور ہیں؟ ابھی اور بھی گنجائش ہے اس میں دونوں قدم جائے گا۔ وہ کہتی جائے گی کیا اور ہیں ابھی اور بھی گنجائش ہے۔ تین بار اس میں لوگ ڈالے جائیں گے (وہ ہر بار کہتی ہے)

marfat.com

Marfat.com

۶۹۹۶ ــــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیُصِیْبَنَّ اَقْوَامًا سَفْعٌ مِّنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ اَصَابُوْھَا عُقُوْبَۃً ثُمَّ یُدْخِلُھُمُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ بِفَضْلِ رَحْمَتِہٖ فَیُقَالُ لَھُمُ الْجَھَنَّمِیُّوْنَ قَالَ ھَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ

کہے گی) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں قدرت کا قدم رکھے گا تو وہ بھر جائے گی اور اس کے بعض دوسرے بعض سے مل جائیں گے اور کہے گی بس بس بس ۔

۶۹۹۵ ــــ شرح : جنّت اور دوزخ میں جھگڑا اُن کی خصومت کے مشابہ حال سے مجاز ہے ۔ حقیقتہً بھی متصور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں نطق پیدا فرما دے جیسے بعض حیوانات اور جمادات کا نطق معروف ہے جنّت و دوزخ کا اختصام اُن میں رہنے والوں کے سبب ایک دوسرے پر افتخار ہے قولہ مالہا ،، اس میں متکلم سے غائب کی طرف التفات ہے ۔ کیونکہ سیاق یہ ہے کہ مَالِیْ ،، میرا کیا حال ہے ، کہا جاتا ۔ لیکن غائب کی طرف التفات کرتے ہوئے ۔ "مالہا" فرمایا کہ اس کا کیا حال ہے ؟ قولہ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُھُمْ ،، یعنی جنّت نے کہا میرا کیا حال ہے کہ مجھ میں ناتواں اور وہ لوگ آئیں گے جو اعتبار سے ساقط ہیں اور وہ فقراء ہیں جو عاجز اور متواضع ہیں اس حدیث میں یہ متقرر ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کے لئے مخلوق پیدا کرے گا ۔ اس مقام میں معروف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لئے لوگ پیدا کرے گا اور دوزخ میں قدرت کا قدم رکھے گا جس سے وہ بھر جائے گی ۔ کرمانی نے کہا یہ حدیث سورۂ قٓ میں اس کے برعکس مذکور ہے اس میں یہ ہے کہ دوزخ بھر جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی کسی مخلوق پر ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ مخلوق پیدا کرے گا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے بعض نے کہا یہ وہم ہے کیونکہ غیر عاصی کو عذاب دینا اللہ تعالیٰ کے کرم کے لائق نہیں البتہ انعام کی کچھ اور صورت ہے وہ نافرمان پر کیا جا سکتا ہے ۔ کرمانی نے کہا جو شخص گنہگار نہ ہو اس کو عذاب دینے میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دے تو عدل ہے اور جنت کے لئے مخلوق پیدا کرنا دوزخ کے لئے پیدا کرنے کے منافی نہیں ۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے لہٰذا حدیث کو وہم پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں ۔ قولہ قَدَمَہٗ ،، یہ متشابہات سے ہے یا اس سے مقدم مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ دوزخ میں وہ لائے گا جو عذاب کے مستحق اس کے لئے رکھے گئے ہیں یا ایک مخلوق

marfat.com
Marfat.com

حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۷۹۹۷ — حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يَضَعُ السَّمَاءَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالْاَنْهَارَ

کا نام ہی قدم ہے یا وضع قدم کے معنیٰ ہیں کہ اللہ اس کو زجر و تشدید کرے گا یا معنیٰ یہ ہیں کہ دوزخ کو تسلی دے گا جیسے کہا جاتا ہے جَعَلْتُهٗ تَحْتَ رِجْلِيْ وَوَضَعْتُهٗ تَحْتَ قَدَمِيْ ،، اس میں تسکین و اطمینان مراد ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۷۹۹۶ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگوں کو ان کے گناہوں کے سبب جو انہوں نے کسب کئے عقوبت اور عذاب کے طور پر آگ کی سخت گرمی پہنچے گی (جس سے وہ جھلس جائیں گے) پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے فضل سے ان کو جنت میں داخل کرے گا ان لوگوں کو جہنمی کہا جائے گا۔ ہمام نے کہا ہمیں قتادہ نے خبر دی انہوں نے کہا مجھ سے انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۷۹۹۶ — شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ بعض مومن بھی دوزخ میں جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دوزخ سے نجات پائیں گے جبکہ آگ کے شعلوں سے ان کے رنگ سیاہ ہوگئے ہوں گے اور بطور علامت اُن کی گردنوں میں علامت رہنے دی جائیگی اس لئے اہل جنت ان کو جہنمی کہیں گے۔ قولہ وقال ھمام" اس سے غرض یہ ہے کہ پہلے اسناد میں عنعنہ ہے یعنی پہلا اسناد بطریق "عن" مروی ہے اور یہ اسناد بطریق تحدیث ذکر کیا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

عَلٰى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ بِيَدِهٖ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ تَخْلِيْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْخَلَائِقِ وَهُوَ فِعْلُ الرَّبِّ وَأَمْرُهٗ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهٖ وَفِعْلِهٖ وَأَمْرِهٖ وَكَلَامِهٖ هُوَ الْخَالِقُ الْمُكَوِّنُ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ وَمَا كَانَ بِفِعْلِهٖ وَأَمْرِهٖ وَتَخْلِيْقِهٖ وَتَكْوِيْنِهٖ فَهُوَ مَفْعُوْلٌ مَخْلُوْقٌ مُكَوَّنٌ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اللہ آسمانوں اور زمین کو زائل ہونے سے روکے ہوئے ہے

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا محمد" صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور زمین کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی پر، درختوں اور نہروں کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر دستِ قدرت سے اشارہ کرتے ہوئے فرمائے گا میں بادشاہ ہوں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنستے ہوئے یہ آیت کریمہ "وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ" پڑھی انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کا حق تھا" (حدیث ۶۹۹۷ — ۴۴۹۲ ج : ۷ کی شرح میں اس کا مفصل بیان ہے)

باب آسمان، زمین اور ان کے سوا مخلوق کی پیدائش میں آمدہ روایات

اس باب سے غرض یہ ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ آسمان، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

marfat.com
Marfat.com

۶۹۹۸ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِیْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا لِاَنْظُرَ كَيْفَ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ اَوْ بَعْضُهٗ قَعَدَ فَنَظَرَ اِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلٰى قَوْلِهٖ لِاُولِی الْاَلْبَابِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ صَلّٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ

سب اللہ کی مخلوق ہیں، کیونکہ ان کا انتظام محکم کرنا اور انہیں روزی پہنچانا ایسے امور ہیں جو ان کے حدوث پر دلالت کرتے ہیں اور عقلاً بھی معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں لہٰذا یہ نقلاً اور عقلاً اللہ کی مخلوق ہیں اور یہ کہنا سراسر باطل اور بے بنیاد ہے کہ عالم کی خالق طباع ہیں اور سات افلاک یہی فاعل ہیں اور ظلمت و نور خالق ہیں (معاذ اللہ) بعض عرش کو خالق کہتے ہیں۔ بعض اس کو بخت و اتفاق پر محمول کرتے ہیں۔ یہ بے بنیاد جھوٹی گمراہ کن باتیں ہیں کیونکہ عالم کے حدوث اور اس کے پیدا کرنے والے کا محتاج ہونا ان کے مخلوق ہونے کی دلیل ہے کیونکہ پیدا کرنے والے کے بغیر کسی شئی کا پیدا ہونا محال ہے جیسے ضارب کے بغیر مضروب کا وجود محال ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں

ترجمہ: اور خلق اور تخلیق اللہ تبارک و تعالیٰ کا فعل اور اس کا امر ہے پس اللہ تعالیٰ اپنی صفات، فعل، امر اور کلام کے لحاظ سے خالق اور مکوّن ہے۔ مخلوق نہیں اور جو کچھ اس کے فعل، امر، تخلیق اور تکوین کے سبب ہے وہ مفعول، مخلوق اور مکوّن ہے۔

شرح "اللہ کا فعل خلق اور امر کُن" خاص کلام ہے اور کلام عام ہے۔ یہ عام کا خاص پر عطف ہے۔ تکوین میں اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں کہ یہ فعل کی صفت قدیم ہے یا حادث ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

marfat.com

Marfat.com

اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ

۶۹۹۹ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ اَنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ

اور علماء سلف کہتے ہیں یہ قدیم ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ حادث ہے کیونکہ اگر یہ قدیم ہو تو مخلوق کا قدم لازم آئے گا اس کا جواب یہ ہے کہ تکوین قدیم ہے لیکن اس کا مخلوق سے تعلق حادث ہے چنانچہ ازل میں صفت خلق تھی لیکن مخلوق نہ تھا۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ایک رات ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا ۶۹۹۸ کے گھر رہا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے پاس موجود تھے۔ تاکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز دیکھوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ وقت اپنی زوجۂ محترمہ سے گفتگو فرماتے رہے پھر سو گئے۔ جس وقت رات کی آخری تہائی یا اس کا کچھ حصہ آیا تو حضور بیٹھ گئے اور آسمان کو دیکھ کر یہ آیات "اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" اُولِي الْاَلْبَابِ پڑھیں پھر کھڑے ہوئے اور وضو فرمایا اور مسواک کی پھر گیارہ رکعتیں پڑھیں پھر بلال نے نماز کے لئے اذان کہی تو حضور نے دو رکعتیں (سُنّت فجر) پڑھیں پھر باہر تشریف لے گئے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

(حدیث ۱۳۸ — ۴۲۵۵ ج ۱ - ج ۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بیشک ہمارا گزر چکا ہے ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے ۶۹۹۹ —

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

۷۰۰۰ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَهٗ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَهٗ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيُؤْذَنُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهٗ وَعَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ لَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو اپنے پاس عرش کے اُوپر لکھا میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے

۶۹۹۹ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ رحمت اور غضب قدیم صفات ہیں ان میں سبقت کیسے متصور ہو سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں صفاتِ فعل میں سے ہیں۔ ذات کی صفات نہیں اور دو فعلوں میں سے ایک کی دوسرے پر سبقت جائز ہے کیونکہ ایصالِ خیر اس کی صفت کا مقتضیٰ ہے بخلاف غیر کے وہ عبد کی معصیت کے باعث ہے۔

۷۰۰۰ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ آپ سچے ہیں اور تصدیق کئے گئے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس طرح ہے کہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن اور چالیس رات نطفہ جمع رہتا ہے پھر اسی طرح وہ خون بستہ ہو جاتا ہے پھر اسی طرح گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے پھر اس کی طرف فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور اسے چار چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے وہ اس کا رزق، عمل، زندگی کی مدت اور اس کا نیک یا بد ہونا لکھتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ بے شک تم میں سے ایک اہلِ جنت سے عمل کرتا ہے یہاں تک اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کے آگے نوشتہ تقدیر آتا ہے اور وہ

marfat.com

Marfat.com

فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ
وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ
وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ
فَيَدْخُلُهَا ٧٠٠١ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا
عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا جِبْرَئِيْلُ مَا يَمْنَعُكَ
أَنْ تَزُوْرَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا فَنَزَلَتْ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ
مَا بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا

دوزخیوں سے عمل کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے ایک دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کے آگے نوشتۂ تقدیر آتا ہے تو وہ جنتیوں سے عمل کرتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

٧٠٠٠ — شرح : قولہ وھو الصادق المصدوق یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد سچ ہے اور اللہ کے نزدیک آپ کی تصدیق کی گئی ہے۔

قولہ یجمع ،، یعنی جب نطفہ رحم میں واقع ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے بشر پیدا کرنے کا ارادہ کرے تو نطفہ عورت ہر بال اور ناخن کے تحت پھرتا ہے اور چالیس روز نطفہ رہتا ہے پھر وہ خون بستہ رحم میں اترتا ہے جمع کے یہی معنی ہیں۔ قولہ الکتاب ،، یہ نوشتۂ تقدیر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اور بد اعمال امارات ہیں موجب نہیں اور آخری امر وہی ہے جو نوشتۂ تقدیر ہے (حدیث ۳۱۴ - ۲۹۹۶ ج ۱۱ - ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

٧٠٠١ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل! تمہیں کس نے منع کیا کہ جتنی مرتبہ میرے پاس آتے ہو اس سے زیادہ بار آؤ تو یہ آیت کریمہ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ نازل ہوئی

marfat.com
Marfat.com

قَالَ هٰذَا كَانَ الْجَوَابُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٧٠٠٢ ـــ حدثنا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُتَوَكِّئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْاَلُوْهُ فَسَاَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى الْعَسِيْبِ وَاَنَا خَلْفَهٗ فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَقَالَ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسْاَلُوْهُ

اس حدیث کی باب سے مناسبت اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ سے مستفاد ہے، کیونکہ "بامر ربک" سے مراد اس کا کلام ہے۔ مابین ایدینا سے مراد آخرت کے امور ہیں اور ماخلفنا سے دنیا کے امور مراد ہیں جبکہ مابین ذالک سے برزخ مراد ہے کیونکہ وہ دنیا و آخرت کے درمیان ہے۔ بخاری کے شیخ خلاد بن یحییٰ بن صفوان ابو محمد سلمی کوفی ہیں مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھے۔ عمر بن ابی زائدہ ہمدانی کوفی ہیں۔ (صفحہ ۲۰۳ ج : ۷ پر شرح ملاحظہ فرمائیں)

٧٠٠٢ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک کھیتی میں چل رہا تھا جبکہ حضور کھجور کی چھڑی کے سہارے چل رہے تھے۔ آپ چند یہودیوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ان سے روح کے متعلق پوچھو اُن میں سے بعض نے کہا روح کے متعلق آپ سے نہ پوچھو انہوں نے حضور سے روح کے متعلق پوچھ ہی لیا تو آپ چھڑی پر سہارا کر کے کھڑے ہو گئے جبکہ میں آپ کے پیچھے تھا۔ میں نے خیال کیا کہ حضور پر وحی اُتر رہی ہے پس اللہ نے فرمایا یہ لوگ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں ان سے فرمادیں رُوح میرے رب کا امر ہے اور تمہیں علم نہیں دیا گیا مگر قلیل۔ پھر اُنہوں نے ایک دوسرے

marfat.com
Marfat.com

۷۰۰۳ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهٖ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهٖ بِاَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهٗ اِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ

۷۰۰۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ

سے کہا ہم نے تمہیں کہا تھا اِن سے کچھ نہ پوچھو۔ (حدیث ع ۱۲۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ ۷۰۰۳ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کا کفیل ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے جبکہ اس کو صرف اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کے کلمات کی تصدیق نے نکالا ہو کہ اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اس کے گھر جس سے نکلا تھا ثواب یا غنیمت کے ساتھ اس کو واپس لوٹائے گا۔

شرح ۷۰۰۳ : قولہ تَكَفَّلَ، کفیل کی مثل یعنی اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ کرم کیا کہ شہادت کی صورت اس کو جنت میں داخل کرے گا اور سلامتی سے واپسی کی صورت اس کو اجر و غنیمت دے کر واپس کرے گا۔ یہ اس کی ذات کریمہ کا تفضل و احسان ہے۔ یعنی مجاہد، شہادت یا سلامتی سے خالی نہیں اگر شہید ہو گیا تو جنت میں پہنچا دے گا اگر سلامتی سے واپس ہوا تو ثواب یا غنیمت کے ساتھ لوٹے گا۔ یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے یعنی ثواب یا غنیمت سے خالی نہیں دونوں میں سے ایک یا دونوں ہی ضرور ہوں گے۔ یہ قضیہ مانع الجمع نہیں ہے (حدیث ع ۲۹۱۶ ج ۴، ع ۲۵۹۶ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ ۷۰۰۴ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کوئی آدمی خاندانی وجاہت کے لئے لڑتا ہے اور کوئی

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَاَيُّ ذٰلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّمَا اَمْرُنَا لِشَيْءٍ

٧٠٠٥ ـــ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ قَوْمٌ ظَاهِرِيْنَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى يَاْتِيَهُمْ اَمْرُ اللّٰهِ

بہادری کے اظہار کے لئے لڑتا ہے اور کوئی دکھانے کے لئے لڑتا ہے ان میں سے اللہ کی راہ میں کونسا ہے ؟ فرمایا جو اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا دین غالب ہو وہ لڑنا اللہ کی راہ میں ہے۔

حل لغات : اَلْحَمِيَّةُ "عزت وناموس کی حفاظت۔ (حدیث ع ۲۶۱۵ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ"

یعنی جب ہم کسی شئی کو عدم سے وجود کی طرف لانے کا ارادہ کریں تو اس کے لئے ہمارا قول کُن ہوتو وہ موجود ہوجاتی ہے۔ اس سے امام کا مقصد معتزلہ کا رد ہے وہ کہتے ہیں اللہ کا امر مخلوق کلام ہے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات کو قول اور امر سے موصوف کرنا صرف مجاز ہے۔ معتزلہ کا یہ عقیدہ فاسد ہے کیونکہ یہ ظاہر آیت سے عدول ہے اور اس آیت کریمہ کو اس کی حقیقت پر محمول کرنے میں اللہ کے حی ہونے کا اثبات ہے اور حی "زندہ" کا کلام کرنا محال نہیں۔ الحاصل ہر مقدور کی ایجاد اللہ پر آسان ہے تو اس کے لئے لوگوں کو قبروں سے اُٹھانا آسان ترین ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لفظ "کُن" اگر معدوم سے خطاب ہے تو یہ

marfat.com

Marfat.com

۷۰۰۶ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ
ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ اَنَّهٗ
سَمِعَ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَزَالُ
مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ
خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ يُخَامِرَ
سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هٰذَا مَالِكُ بْنُ
يُخَامِرَ يَزْعَمُ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ

محال ہے اور اگر موجود سے خطاب ہے تو یہ تحصیلِ حاصل ہے۔ یہ بھی محال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خطاب لوگوں کی سمجھ کے مطابق ہے معدوم سے خطاب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کا ارادہ کرے وہ بہرحال موجود ہوجاتا ہے اگر وہ دُنیا و آخرت کو چشمِ زدن میں پیدا کرنا چاہے تو وہ اس پہ قادر ہے لیکن لوگوں سے خطاب اُن کی عقل وفہم کے مطابق ہے۔

۷۰۰۵ — ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میری اُمت سے ایک گروہ لوگوں پر ہمیشہ غالب رہے گا حتیٰ کہ اللہ کی قیامت آجائے (یعنی علماء گفتگو اور دلائل میں تمام لوگوں پر غالب رہیں گے)

۷۰۰۶ — ترجمہ : عمیر بن ہانی نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا ان کو جھٹلانے والا انہیں ضرر نہیں دے سکے گا اور نہ ان کی مخالفت کرنے والا انہیں اذیت پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے حالانکہ وہ اسی حال پر "غالب" ہوں گے۔ مالک بن یخامر نے کہا میں نے معاذ بن جبل کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ وہ شام میں ہیں (حدیث ۳۴۰۶ - ۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

٧٠٠٧ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اَبِىْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَفَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مُسَيْلَمَةَ فِىْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَوْسَأَلْتَنِىْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا اَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ اَمْرَاللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ

٧٠٠٨ ـــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى ابْنُ اِسْمٰعِيْلُ عَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِىْ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَعْضِ حَرَثٍ اَوْ خَرِبِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيْبٍ مَعَهٗ فَمَرَرْنَا عَلٰى نَفَرٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَاتَسْأَلُوْهُ اَنْ يَجِئَ فِيْهِ بِشَىْءٍ تَكْرَهُوْنَهٗ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهٗ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوْحُ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٧٠٠٧ ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب کے پاس کھڑے ہوئے جبکہ وہ اپنے ساتھیوں میں تھا اور فرمایا تو اگر اس چھڑی کا ٹکڑا مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہ دوں گا اور تیرے متعلق جو اللہ کا حکم ہو چکا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہے اور اگر تو نے پیٹھ پھیری تو اللہ تجھے تباہ و برباد کرے گا۔ (حدیث ۳۳۸۹ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

٧٠٠٨ ـــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں مدینہ منورہ کے ایک کھیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا جبکہ حضور کھجور کی چھڑی

marfat.com

Marfat.com

فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَقَالَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ
مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتُوْا مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا قَالَ الْاَعْمَشُ هٰكَذَا
فِیْ قِرَاءَتِنَا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّیْ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَقَوْلِهٖ وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ وَقَوْلِهٖ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ اِلٰى قَوْلِهٖ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ سَخَّرَ ذَلَّلَ

چھڑی کے سہارے چل رہے تھے۔ ہم چند یہودیوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ان سے رُوح کے متعلق پوچھیں اُن میں سے بعض نے کہا نہ پوچھو وہ ایسا جواب دیں گے جو تم پسند نہ کرو گے بعض نے کہا ہم تو ضرور پوچھیں گے تو اُن میں سے ایک آدمی حضور کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہا اے ابا القاسم "صلی اللہ علیہ وسلم" روح کیا شئ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دینے میں سکوت فرمایا، مجھے معلوم ہُوا آپ پر وحی اُتر رہی ہے۔ حضور نے فرمایا: یہ لوگ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں تم کہہ دو روح میرے رب کا امر ہے اور تمہیں تو تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔ اعمش نے کہا ہماری قرأت میں اسی طرح ہے

شرح: شیخ دہلوی نے تیسیر القاری میں ذکر کیا کہ یہودیوں کا حقیقتِ روح سے پوچھنے کا مقصد سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان لینا تھا کیونکہ ان کی کتاب میں لکھا ہے کہ روح کی حقیقت کوئی شخص نہیں جانتا ہے اگر یہ پیغمبر اور اللہ کے رسول ہیں تو روح کی حقیقت بیان نہیں کریں گے (حدیث ۷۰۰۸ ← ۱۲۶ ج: اکی شرح میں تفصیل مذکور ہے)

marfat.com
Marfat.com

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم فرما دو اگر سمندر میرے ربّ کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائیگا اور میرے ربّ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں۔ اگر زمین میں جتنے درخت ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ بیشک تمہارا ربّ اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے پھر عرش کا قصد کیا وہ رات کو دن سے ڈھانپتا ہے۔ رات دن کو تیزی سے طلب کرتی ہے۔ سُورج، چاند اور ستاروں کو پیدا کیا وہ اللہ کے امر کے تابع ہیں خبردار! اسی کے لئے خلق اور امر ہے۔ اللہ تعالیٰ برکت والا ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔"

شرح : اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ،، تو یہودیوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ ہمیں تورات دی گئی ہے اس میں ہر شئی کا علم ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی اگر سارے سمندر قلم کے لئے سیاہی بن جائیں اور وہ لکھیں تو اللہ کے کلمات ختم ہونے سے پہلے سیاہی کے سمندر ختم ہو جائیں کیونکہ اللہ کے کلمات کی کوئی انتہاء نہیں کیونکہ یہ اللہ کی ذات کی صفت ہیں اور ذات کی انتہا ناممکن ہے۔ مِدَاد کو اس لئے مداد کہا جاتا ہے کہ یہ کاتب کی اَمداد کرتی ہے۔ کلمات اگرچہ جمع قلت ہے اور اس کا اطلاق دس تک ہوتا ہے لیکن عرب جمع کثرت کو قلت کی جگہ اور برعکس استعمال کرتے رہتے ہیں: چنانچہ قرآن کریم میں ہے ،، وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ اٰمِنُوْنَ غرفات جمع قلت ہے حالانکہ جنّت کے غرفات بے شمار ہیں۔ آئت کریمہ کے آخر میں اگرچہ لفظ ،، مَدَدًا ،، ہے اور یہ دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ لیکن آئت کے اختتام کی رعائت کرتے ہوئے ،، مَدَدًا ،، کہا ہے۔ چھ دن میں پیدا کرنے

marfat.com

Marfat.com

٧٠٠٩ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ مِنْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهٖ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهٖ اَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهُ اِلٰى مَسْكَنِهٖ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ

کے معنیٰ یہ ہیں کہ چھ دن کی مقدار میں پیدا کیا، کیونکہ دن رات طلوع و غروب سے معلوم ہوتے ہیں، حالانکہ اس وقت سورج نہ تھا اور نہ ہی چاند تھا۔ اللہ تعالیٰ لفظ "کُنْ" سے چشم زدن میں ہر شئ پیدا کر سکتا ہے اور زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کو امور میں استقامت اور تثبت بتانا مقصود تھا۔ حکمت میں تثبت اور قدرت میں جلدی کرنا ابلغ ہے۔ نیز اس میں لوگوں کو حساب و کتاب سکھانا مطلوب تھا، کیونکہ اصل حساب چھ دن میں ہے باقی اس سے متفرع ہوتے ہیں۔

یہاں یہ آیت کریمہ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ امر اور خلق میں مغائرت ہے جو حرف عطف کا مقتضیٰ ہے۔ اس باب سے غرض یہ ہے کہ کلام اللہ تعالیٰ کی ذات کی صفت ہے اور وہ ازلاً ابداً متکلم ہے۔ اگرچہ اللہ نے اپنے کلام کی وصف کلمات سے کی ہے کیونکہ یہ ایک ہی شئ ہیں نہ متجزی ہوتے ہیں اور نہ تقسیم ہوتے ہیں ایسے ہی ان کی مختلف عبارات سے تعبیر کی جاتی ہے کبھی عربی سے کبھی سریانی سے تعبیر کی جاتی ہے اگر اللہ کے کلمات مخلوق ہوں تو سمندروں اور درختوں کی طرح یہ بھی ختم ہو جائیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ایسے ہی اس کے کلمات اور صفات کا احاطہ کرنا ناممکن ہے (عینی باختصار)

٧٠٠٩ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کا ضامن ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کو گھر سے صرف اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کے کلمہ کی تصدیق نکالتے ہیں کہ اس کو جنت میں داخل کرے گا یا ثواب و غنیمت کے ساتھ اس کو اس کے گھر واپس کرے گا (یہ حدیث عنقریب گزری ہے)

marfat.com
Marfat.com

بَابٌ فِي الْمَشِيَّةِ وَالْإِرَادَةِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ نَزَلَتْ فِيْ اَبِيْ طَالِبٍ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

باب اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور ارادہ تم وہی چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے۔

شرح : اس باب سے غرض اللہ تعالیٰ کی مشیئۃ اور ارادہ ثابت کرنا ہے اور یہ ثابت کرنا ہے کہ اس کی مشیئت ارادہ، رحمت، غضب اور سخط و کراہت ایک ہی شئ ہیں اور یہ تمام مترادف اسماء ہیں۔ سب کا مرجع واحد ہے اور وہ ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کی ذات کی صفت ہے۔ معتزلوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ارادہ مخلوق ہے اور اس کے فعل کی صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو جسے چاہے ملک عطاء کرتا ہے۔ تم کسی شئ سے متعلق نہ کہو کہ میں کل یہ کروں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے تم جس کو پسند کرو اسے ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔"

شرح : یہ آیات اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کے اثبات پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندے اس شئ کا ارادہ کرتے ہیں جس میں اللہ کا ارادہ ہو۔ اور وہ ان کے اعمال کا خالق ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! يُرِيْدُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ "اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی معصیت کا ارادہ نہیں کرتا یہی معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ مخصوص لوگوں کے ساتھ خاص ہے جس پر وہ

marfat.com
Marfat.com

۷۰۱۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ فَاعْزِمُوْا فِي الدُّعَاءِ وَلَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِيْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهٗ

فرض ہیں یعنی اے روزے دار مسافر تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ آسانی کا ارادہ کرتا ہے کہ تمہیں سفر میں اختیار ہے کہ روزہ رکھو یا افطار کرو اور تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا کہ تم سفر میں ضرور روزہ رکھو اسی لئے مومنوں کے حق میں فرمایا لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ، اللہ اپنے بندوں کے لئے کفر سے راضی نہیں یہ مومنوں کے لئے خاص ہے جن سے ایمان کا ارادہ کیا ہے۔

قولہ قال الخ یعنی سعید بن مسیّب نے کہا یہ آئت کریمہ ابوطالب کے بارے میں نازل ہوئی۔

سعید بن مسیّب

یہ تابعی قرشی مخزومی ابوہریرہ کے داماد ہیں یہ ابوہریرہ کی احادیث لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں۔ مسیّب صحابی ہیں۔ بیعتِ رضوان میں حاضر تھے۔ انہوں نے کئی مواضع میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی۔

باب اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے، تنگی کا ارادہ نہیں کرتا "

۷۰۱۰ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم اللہ سے دعا کرو تو عزم کے ساتھ دعا کرو اور تم میں سے کوئی یہ نہ کہے "اگر تو چاہتا ہے تو مجھے دے" کیونکہ اللہ کو کوئی بھی مجبور نہیں کر سکتا۔

۷۰۱۰ شرح: یعنی یقین سے دعا مانگو اور اس کو مشیّت سے معلق نہ کرو اور طلب میں جزم کرو اور اللہ تعالیٰ کے قبول کرنے میں حسنِ ظن رکھو اور یہ نہ کہو کہ اگر تو چاہتا ہے

marfat.com
Marfat.com

١١٠٧ــ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
ح وحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ عَنْ سُلَيْمٰنَ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ اَنَّ حُسَيْنَ
ابْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهٗ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمْ اَلَا تُصَلُّوْنَ قَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا
اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَاِذَا شَاءَ اَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قُلْتُ لَهٗ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهٗ وَهُوَ
مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهٗ وَيَقُوْلُ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا

تو قبول کر کیونکہ معلق کرنے سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ مشیت کے بغیر اس کا عطا کرنا ممکن ہے حالانکہ مشیت کے بعد صرف جبر ہی ہے اور اللہ پر کوئی جبر نہیں کر سکتا۔

١١٠٧ــ ترجمہ : حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر سنائی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کیا تم نماز نہیں پڑھتے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری روحیں اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہیں وہ جب ہمیں اٹھانا چاہے گا اٹھا دے گا جس وقت میں نے یہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے حضور سے سنا جبکہ آپ واپس جا رہے تھے حالانکہ اپنی ران پر ہاتھ مار کر فرماتے تھے انسان بہت جھگڑا کرتا ہے۔

١١٠٧ــ شرح : اَلَا تُصَلُّوْنَ، جمع کا صیغہ ذکر کرنا سیدہ علیہا السلام حضرت علی اور حسن کے

Marfat.com

۷۰۱۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الزَّرْعِ يَفِيءُ وَرَقُهُ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ تُكَفِّئُهَا فَإِذَا سَكَنَتْ اعْتَدَلَتْ وَكَذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتّٰى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ

ساتھ تھنے کے اعتبار سے ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ران شریف پر ہاتھ مار کر مذکور آئت کریمہ پڑھنے میں یہ اشارہ ہے کہ لوگوں پر شریعت کے احکام کی متابعت لازم ہے۔ حقیقت کا لحاظ نہ کریں۔ اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب کو حضور نے جدل فرمایا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے مناظرہ میں آدم موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے تھے حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام نے دلیل میں تقدیر اور حقیقت کا لحاظ کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ آدم اور موسیٰ علیہما السلام میں مناظرہ دارِ تکلیف میں نہ تھا جبکہ یہ مناظرہ دارِ تکلیف میں تھا اس لئے شریعت کا اعتبار کرنا ضروری تھا۔ اسی لئے اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ تھا۔ اس حدیث کی باب سے مطابقت "اِذَا شَاءَ" میں ہے۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۷۰۱۲ — مومن کی مثال کھیتی کی شاخ جیسی ہے کہ وہ اِدھر اُدھر مائل ہو جاتی ہے جبکہ ہوا آتی ہے اور اس کو جھکاتی ہے اور جب ہوا ٹھہر جاتی ہے تو وہ سیدھا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مومن ہے بلاؤں اور مصائب سے ادھر ادھر جھکتا رہتا ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے جو سیدھا اور سخت رہتا ہے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو توڑ دیتا ہے

شرح : یعنی مومن کبھی مصائب میں مبتلا ہوتا ہے کبھی آرام پاتا ہے جیسے کھیتی کی شاخ جب ہوا ٹھہری ہوتی ہے اور سکون ہوتا ہے تو وہ سیدھی رہتی ہے اور جب ہوا

۷۰۱۲ — چلے تو کبھی ادھر گرتی ہے کبھی اُدھر گرتی ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے کہ وہ سیدھا مضبوط کھڑا رہتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۷۰۱۳ ـ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ اِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ اُعْطِيَ اَهْلُ التَّوْرٰيةِ التَّوْرٰيةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتّٰى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُعْطِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتّٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ

بڑی سخت ہوا چلے تو وہ کسی طرف جھکتا نہیں حتی کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو سخت ہوا چلنے سے ایک ہی بار جڑ سے اُکھڑ جاتا ہے۔ اسی طرح کافر ہے کہ اس کے تمام امور نہایت سلامتی سے ہیں اس پر کوئی مصیبت نہیں آتی اور وہ نہایت آرام سہولت سے رہتا ہے تاکہ اس کی عاقبت اس پر تنگ ہو جائے جب اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ایک ہی بار اس کی ہلاکت ہو جاتی ہے۔ اور موت اس کے لئے سخت عذاب ہوتا ہے۔ حدیث ۶۱۸۳ جلد: ۸ کی شرح دیکھیں۔ **حل لغات** : خَامَةُ الزَّرْعِ، کھیتی کی شاخ۔ تَفِيْءُ اِدھر اُدھر جھکتی ہے۔ يُكْفَأُ، اِدھر اُدھر جھکتا ہے۔ اُرْزَة، صنوبر کا درخت۔ يَقْصِمُهَا، جڑ سے اُکھاڑتا ہے۔

۷۰۱۳

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ آپ منبر شریف پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلی امتیں جو گزر چکی ہیں ان کی نسبت تمہاری بقاء ایسی ہے جیسے عصر کی نماز اور سورج غروب ہونے کے درمیان مدت ہے۔ تورات والوں کو تورات دی گئی انہوں نے اس پر عمل کیا حتی کہ آدھا دن ہو گیا پھر وہ عاجز ہو گئے تو ان کو ایک ایک قیراط اجرت دی گئی پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی انہوں نے اس پر عصر تک عمل کیا پھر عاجز ہو گئے تو ان کو بھی ایک ایک قیراط دیا گیا پھر تمہیں قرآن دیا گیا تم نے سورج غروب ہونے تک اس پر عمل کیا تو تمہیں دو دو۔ قیراط دیئے گئے اہلِ تورات نے کہا اے ہمارے پروردگار ان لوگوں نے عمل کم کیا اور اُجرت زیادہ دی گئی ہے۔ فرمایا کیا میں نے تمہاری اُجرت سے کچھ تو نہیں کیا؟ انھوں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں عطاء کروں۔ (حدیث ۵۳۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ عَجَزُوا فَأَعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ حَتَّى غُرُوبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِيتُمْ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ قَالَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَقَلُّ عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالُوا لَا قَالَ فَذَلِكَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ

٧٠١٤ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ قَالَ أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَطَهُورٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللهُ فَذَلِكَ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ

٧٠١٤ ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت میں بیعت کی۔ حضور نے فرمایا میں تمہیں اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ کرو گے نہ چوری کرو گے نہ زنا کرو گے نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے نہ کسی پر بہتان باندھو گے جو تم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے بنایا ہو (قصداً) اور نہ ہی اچھی شئ میں نافرمانی کرو گے تم میں سے جس نے اس عہد کو پورا کیا اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے ان میں سے کوئی شئ کی اور دنیا میں اس سے

marfat.com
Marfat.com

۷۰۱۵ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ سُلَيْمٰنَ كَانَ لَهٗ سِتُّوْنَ اِمْرَاَةً فَقَالَ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى نِسَائِیْ فَلْتَحْمِلَنَّ كُلُّ اِمْرَاَةٍ وَلْتَلِدَنَّ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَطَافَ عَلٰى نِسَائِهٖ فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ وَلَدَتْ شِقَّ غُلَامٍ قَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ سُلَيْمٰنُ اسْتَثْنٰى لَحَمَلَتْ كُلُّ اِمْرَاَةٍ مِنْهُنَّ فَوَلَدَتْ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

۷۰۱۶ — حدثنی مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ابْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الثَّقَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اَعْرَابِیٍّ

مواخذہ کیا گیا تو وہ اس کے لئے کفارہ اور پاکیزگی ہے اور جس پر اللہ نے پردہ ڈالا وہ اللہ کے حوالہ ہے اگر چاہے تو اس کو عذاب دے اور اگر چاہے تو اسے بخش دے۔ (حدیث ۷۰۱۷ ج : اگلی شرح دیکھیں)

۷۰۱۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے نبی کی ساٹھ بیویاں تھیں انہوں نے کہا آج رات میں اپنی بیویوں سے جماع کروں گا اور تمام عورتیں حاملہ ہوں گی اور شہسوار کو جنم دیں گی جو اس کی راہ میں جہاد کرے گا۔ انہوں نے اپنی بیویوں سے جماع کیا تو اُن میں سے صرف ایک عورت نے آدھا بچہ جنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتے ہیں تو اُن میں سے ہر ایک عورت حاملہ ہوتی اور شہسوار جنتی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا۔ جلد چہارم کے صـ۳۸۱ پر اس کی شرح مفصل مذکور ہے۔

۷۰۱۶ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

يَعُوْدُهٗ فَقَالَ لَا بَاسَ عَلَيْكَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ قَالَ
الْاَعْرَابِيُّ طَهُوْرٌ بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذَنْ

٧٠١٧ ـــ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَّامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ حِيْنَ نَامُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَاءَ وَرَدَّهَا
حِيْنَ شَاءَ فَقَضَوْا حَوَائِجَهُمْ وَتَوَضَّأُوْا اِلٰى اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ
وَابْيَضَّتْ فَقَامَ فَصَلّٰى

نے ایک اعرابی کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے گئے تو اسے فرمایا کوئی ڈر نہیں ان شاء اللہ گناہوں سے پاک ہوگے اعرابی نے کہا آپ طہور فرماتے ہیں بلکہ یہ بخار بوڑھے پر جوش مار رہا ہے اس کو قبروں تک پہنچائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوگا

٧٠١٦ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوڑھے اعرابی سے فرمایا یہ بیماری تجھے گناہوں سے پاک کر دے گی لیکن اعرابی نے اس کو بعید سمجھا اسی لئے اُس نے کہا یہ تو بخار ہے جو جوش مار رہا ہے گناہوں سے پاک کیسے کرے گا وہ اسے قبر تک پہنچائے گا یعنی وہ اس بخار میں مر جائے گا (حدیث ٣٣٨٩ ج : ٥ ، ٥١٩٥ ج : ٨ کی شرح دیکھیں)

٧٠١٧ ترجمہ : ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب لوگ نماز سے سو رہے تھے (نماز فجر نہ پڑھی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس وقت چاہا تمہاری روحیں قبض کیں اور جس وقت چاہا ان کو واپس کیا پھر انہوں نے قضاء حاجت کی اور وضو کیا یہاں تک کہ سورج طلوع کرنے کے بعد سفید ہو گیا تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

٧٠١٧ شرح : ابوداؤد میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ نماز حدیبیہ

marfat.com
Marfat.com

۷۰۱۸ ـــ حدثنا يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ وَالْاَعْرَجِ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَخِىْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِىْ اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ فِىْ قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهٖ فَقَالَ الْيَهُوْدِىُّ وَالَّذِىْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعٰلَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ الْيَهُوْدِىَّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِىُّ

کے سفر میں قضاء ہوئی تھی جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون حفاظت کرے گا بلال نے کہا میں جاگتا رہوں گا اور مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جنگ خیبر سے واپسی میں نماز قضاء ہوئی۔ امام مالک نے مؤطا میں بدیں اسلم سے مرسل حدیث ذکر کی ہے کہ مکہ مکرمہ کے راستہ میں آخر رات آرام کرتے وقت قضاء ہوئی۔ عطاء بن یسار سے مرسل عبدالرزاق کی روایت میں تبوک کے راستہ میں قضاء ہوئی۔ عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اللہ نے تمہاری روحوں کو قبض کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روح نفس ہے۔ اکثر ائمہ کرام یہی کہتے ہیں بعض علماء اس کے خلاف کہتے ہیں کہ روح آنے جانے والا سانس ہے جس کے خاموش ہو جانے سے زندگی ختم ہو جاتی ہے اور یہی نفس راحت و لذت پاتا ہے اور دکھ درد محسوس کرتا ہے یہی نیند کے وقت فوت ہوتا ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند میں قبض ہونے والوں کو روح فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن میں نفس فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِىْ لَمْ تَمُتْ فِىْ مَنَامِهَا ،،

(حدیث ۵۷۳ ج : اگلی شرح دیکھیں)

۷۰۱۸ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمانوں میں سے ایک مسلمان اور ایک یہودی مرد جھگڑ پڑے۔ مسلمان نے قسم کھاتے ہوئے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ

marfat.com
Marfat.com

إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِالَّذِىْ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِىْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِىْ اَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِىْ اَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ

٧٠١٩ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اَبِىْ عِيْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا يَزِيْدُ ابْنُ هٰرُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَدِيْنَةُ يَاْتِيْهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُوْنُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں پر بزرگی دی۔ یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے تمام جہانوں پر موسیٰ کو منتخب کیا۔ اس وقت مسلمان نے ہاتھ اُٹھایا اور یہودی کو طمانچہ رسید کیا۔ یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اپنا اور مسلمان میں دائر معاملہ سے آپ کو خبردار کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تواضع، انکساری کے طور) فرمایا مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو، کیونکہ لوگ قیامت کے دن بے ہوش ہو جائیں گے اور میں سب سے پہلے ہوش میں آؤنگا تو دیکھوں گا کہ موسیٰ "علیہ السلام" پائے عرش کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔ نامعلوم یہ اُن لوگوں میں سے ہوں گے جو بیہوش ہو گئے ہوں گے اور مجھ سے پہلے ان کو افاقہ ہوگا یا اللہ تعالیٰ نے ان کو بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کر دیا ہوگا۔
(اس حدیث کی مفصل شرح حدیث ۲۲۵۱ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

٧٠١٩ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال مدینہ منورہ کا رُخ کرے گا تو فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتے ہوئے پائے گا پس ان شاء اللہ دجال اور طاعون مدینہ منورہ کے قریب نہیں آئیں گے۔ حدیث ۱۶۲، ۱۶۳ ج ۳ کی شرح دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

۷۰۲۰ — حدثنا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَاُرِيْدُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

۷۰۲۱ — حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيْلٍ اللَّخْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ فَنَزَعْتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ اَنْزِعَ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ حَوْلَهٗ بِعَطَنٍ

۷۰۲۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا مقبول ہے ان شاء اللہ میرا ارادہ ہے کہ میں اپنی دعاء قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا رکھوں (حدیث ۶۳۰۴/۹ کی شرح دیکھیں)

۷۰۲۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنوئیں پر دیکھا تو میں نے اس سے جس قدر اللہ نے چاہا ڈول نکالے پھر اس کو ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق) نے پکڑ لیا اُس نے ایک یا دو ڈول نکالے ان کے ڈول کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے پھر اس کو عمر فاروق نے پکڑ لیا تو وہ ڈول ان کے ہاتھ میں عظیم ڈول ہو گیا میں نے لوگوں میں کوئی پہلوان نہیں دیکھا جو ان جیسا کام کرتا ہو یہاں تک کہ

marfat.com
Marfat.com

٧٠٢٢ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ السَّائِلُ وَرُبَّمَا قَالَ جَاءَهُ السَّائِلُ اَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِيَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ بِمَا شَاءَ

٧٠٢٣ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ اَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِيْ اِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِيْ اِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ مَسْأَلَتَهٗ اِنَّهٗ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ لَا مُكْرِهَ لَهٗ

لوگوں نے اس کے اردگرد گھاٹ بنا لئے۔

٧٠٢١ — شرح : ابن ابی قحافہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں" رضی اللہ عنہ" قلیب کنواں۔ ذنوب بفتح الذال بھرا ہوا ڈول ہے اور غرب عظیم ڈول ہے عبقری، پہلوان۔ عطن جہاں اونٹ پانی پینے کے بعد آرام کرتے ہیں (حدیث ۳۴۴۵ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

٧٠٢٢ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سائل یا حاجتمند آتا تو فرماتے اس کی شفاعت کرو تمہیں ثواب دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی "علیہ السلام" کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے۔

٧٠٢٣ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی یہ نہ کہے کہ اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش اگر چاہتا ہے تو مجھ پر رحم کر اور اگر چاہتا ہے تو مجھے رزق دے۔ چاہئے کہ اپنے سوال میں عزم کرے اللہ تو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کو کوئی جبر نہیں کر سکتا ہے (یہ حدیث عنقریب گزری ہے)

marfat.com
Marfat.com

٧٠٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْحَفْصٍ عَمْرٌو قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ تَمَارٰى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ ابْنُ حِصْنِ الْفَزَارِيُّ فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى اَهُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْاَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ اِنِّيْ تَمَارَيْتُ اَنَا وَصَاحِبِيْ هٰذَا فِيْ صَاحِبِ مُوْسٰى الَّذِيْ سَاَلَ السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَاْنَهٗ قَالَ نَعَمْ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَاْنَهٗ يَقُوْلُ بَيْنَا مُوْسٰى فِيْ مَلَاٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوْسٰى لَا فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مُوْسٰى بَلٰى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَاَلَ مُوْسٰى السَّبِيْلَ اِلٰى لُقِيِّهٖ فَجَعَلَ اللّٰهُ لَهُ الْحُوْتَ اٰيَةً وَقِيْلَ لَهٗ اِذَا فَقَدْتَ الْحُوْتَ فَارْجِعْ فَاِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوْسٰى يَتَّبِعُ اَثَرَ الْحُوْتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتٰى مُوْسٰى لِمُوْسٰى اَرَاَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَا اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطَانُ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حُر بن قیس بن حصن فزاری نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے متعلق جھگڑا کیا کہ وہ خضر ہیں ؟ اُن کے پاس سے اُبی بن کعب انصاری گزرے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو بلایا اور فرمایا میں نے اور میرے اس ساتھی نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی جس کی ملاقات کا انہوں نے سوال کیا تھا کے متعلق جھگڑا کیا ہے۔ کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کا حال ذکر فرماتے ہوئے سُنا ہے ؟ اُبی نے کہا جی ہاں ! میں نے جناب رسول اللہ

٧٠٢٤

marfat.com

Marfat.com

اَنْ اَذْكُرَهٗ قَالَ مُوْسٰى ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا
فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَانِهِمَا مَا قَصَّ اللّٰهُ

٧٠٢٥ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ
الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ
يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَنْزِلُ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ
بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ يُرِيْدُ الْمُحَصَّبَ

صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک وقت موسیٰ "علیہ السلام" بنی اسرائیل کی جماعت میں بیٹھے تھے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کیا آپ کسی کو اپنے سے بڑا عالم جانتے ہیں؟ موسیٰ "علیہ السلام" نے کہا مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں۔ موسیٰ "علیہ السلام" کو وحی بھیجی گئی۔ کیوں نہیں۔ ہمارا بندہ خضر بڑا عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کی ملاقات کا راستہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مچھلی نشانی کر دی اور اُن سے کہا گیا جب مچھلی کو گم پاؤ تو واپس ہو جاؤ عنقریب اسے پالو گے پس موسیٰ علیہ السلام سمندر کے کنارے مچھلی کا نشان تلاش کرتے رہے تو ان کے خادم نے انہیں کہا مجھے بتائیں کہ جب ہم نے پتھر کے سایہ میں آرام کیا تو میں وہاں مچھلی بھول گیا تھا اور مجھے اس کو یاد کرنے سے صرف شیطان نے بھلایا تھا۔ موسیٰ "علیہ السلام" نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے۔ وہ فوراً اپنے پاؤں کے نشانات پر واپس ہو گئے اور خضر "علیہ السلام" کو پالیا ان سے حال سے وہ ہے جو اللہ نے بیان فرمایا ہے

شرح ٧٠٢٤ — : اس حدیث شریف میں فرمایا "سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا فَاَرَادَا رَبُّكَ الاٰیۃ" یہ طویل حدیث کا اختصار ہے۔ مذکور آیت کریمہ میں حدیث کی عنوان سے مطابقت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے فتی کا نام یُوشَع بن نون ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کا نام بَلیا اور کنیت ابوالعباس ہے انہیں خَضِر اس لئے کہتے ہیں کہ جہاں وہ صاف زمین پر بیٹھتے تھے تو وہ سرسبز ہو جایا کرتی تھی۔ **حلّ لغات** : تُمَارِیْ جھگڑا کیا، مناظرہ کیا۔ مَلأ، جماعت۔ نَبْغِیْ، طلب کرتے تھے، چاہتے تھے۔

٧٠٢٥ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

۷۰۲۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَاصَرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَهْلَ الطَّائِفِ فَلَمْ يَفْتَحْهَا فَقَالَ اِنَّا قَافِلُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ نَقْفُلُ وَلَمْ تُفْتَحْ قَالَ فَاغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَاَصَابَتْهُمْ جِرَاحَاتٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَكَاَنَّ ذٰلِكَ اَعْجَبَهُمْ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم انشاء اللہ کل خَیف بنی کنانہ میں ٹھہریں گے۔ جہاں قریش نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں یعنی وادیٔ مُحَصَّب میں۔

۷۰۲۵ ـــ شرح : بنی کنانہ سے مراد وادی محصب ہے جو مکہ مکرمہ اور منیٰ کے درمیان ہے۔ وہاں قریش نے قسمیں کھائی تھیں کہ وہ بنو ہاشم اور بنو مُطلب سے خرید و فروخت، نکاح وغیرہ اور رہنا سہنا نہیں کریں اور اُن سے مکہ میں کلّیۃً مقاطعہ اور بائیکاٹ کریں گے یہاں تک کہ وہ سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُن کے حوالہ کر دیں۔ یہ ایک کاغذ پر لکھ کر کعبہ پر لٹکا دیا تھا۔ (حدیث عـــــ کی شرح دیکھیں)

حل لغات : تَقَاسَمُوا۔ قسمیں کھائیں۔

۷۰۲۶ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا اور اس کو فتح نہ کیا۔ حضور نے فرمایا ہم انشاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے۔ مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ، صلّی اللہ علیہ وسلّم، ہم واپس ہو جائیں گے حالانکہ ہم نے فتح نہیں کیا ہے۔ فرمایا جاؤ صبح جنگ کرو۔ وہ صبح جنگ کرنے گئے تو بہت زخمی ہو گئے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہم انشاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے گویا کہ اس کلام نے ان کو خوش کیا۔ (یہ سُن کر وہ بہت خوش ہوئے) تو سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلّم ہنس پڑے۔ (اس حدیث کی مطابقت "ان شاء اللہ" میں ہے۔"

marfat.com

Marfat.com

بَابٌ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ

اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ وَلَمْ يَقُلْ مَا ذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ وَقَالَ مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَقَالَ مَسْرُوْقٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ اَهْلُ السَّمٰوٰتِ شَيْئًا فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ عَرَفُوْا اَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَحْشُرُ اللّٰهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيْهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهٗ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهٗ مَنْ قَرُبَ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا الدَّيَّانُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کے حضور کوئی شفاعت نفع نہ دے گی مگر جس لئے اجازت دے۔

یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دُور کر دی جائے گی تو وہ کہیں گے تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ وہ کہیں گے حق فرمایا ہے اور وہ بلند بزرگ ہے اور یہ نہ کہا تمہارے رب نے کیا پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس شفاعت کرے" مسروق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے کلام کرتا ہے تو آسمان والے کچھ سُنتے ہیں اور جب ان کے

marfat.com
Marfat.com

۷۰۲۷ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ

دلوں سے گھبراہٹ دور کی جاتی ہے اور آواز ٹھہر جاتی ہے تو وہ پہچان لیتے ہیں کہ یہ حق تھا اور وہ اس میں آواز دیتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں حق فرمایا ہے؟ جو بن عبداللہ بن انیس سے ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جمع کرے گا پھر انہیں ایسی آواز سے پکارے گا کہ دور والے ایسے سنیں گے جیسے قریب والے سنتے ہیں (فرمائے گا) میں بادشاہ جزاء دینے والا ہوں۔"

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس سارے باب سے ذکر کرنے سے مقصد معتزلہ، جہمیہ اور نجاریہ کا رد ہے۔ یہ تمام کہتے ہیں اللہ کے متکلم ہونے کے معنی ہیں کہ وہ لوح محفوظ میں کلام پیدا کرنے والا ہے۔ رد اس طرح ہے کہ اللہ کا کلام اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے کیونکہ اس نے فرمایا۔ تمہارے رب نے کیا کہا اور یہ نہ فرمایا کہ تمہارے رب نے کیا پیدا کیا ہے۔ نیز یہ لوگ شفاعت کے منکر ہیں ان آیات میں شفاعت کا اثبات ہے۔ قولہ اِذَا فُزِّعَ، یعنی جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ جاتی رہے گی تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے تمہارے رب نے کیا کہا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آسمان والے کلام سنتے ہیں لیکن گھبراہٹ کے باعث معنی نہ سمجھ سکے۔ اس لئے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا ہے اور یہ نہ کہا کہ تمہارے رب نے کیا پیدا کیا ہے اور فرشتوں سے بھی حکایت کرکے اس کی تاکید کی کہ وہ کہتے حق فرمایا اور حق ذات کی صفت ہے۔ قولہ مَنْ ذَا الَّذِیْ۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب کافروں نے کہا تھا کسی معاملہ نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے پاس نہ اور فرشتے شفاعت کریں گے لیکن جس کی شفاعت کریں گے اللہ سے اجازت حاصل کرنے کے بعد شفاعت کریں گے۔ قولہ فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ یَصْعَقُوْنَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ مخلوق آواز سے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم نہیں۔ ان کو ندا کرے گا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جو وہ سن رہے ہیں۔ اللہ کا کلام ہے جو ہر طرف سے سنا جا رہا ہے جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام جہات سے سنتے تھے۔ قولہ اَنَا الْمَلِكُ، یعنی صرف میں ہی بادشاہ ہوں اور میں اعمال کی جزا دینے والا ہوں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی سبعہ (سات صفات) حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر اور کلام کی طرف اشارہ ہے تاکہ قول اور فعل کے ساتھ کلام سے کہا گیا اور جو کچھ کہا گیا ہے جزا دی جائے

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفْوَانٌ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ قَالَ عَلِيٌّ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهٰذَا قَالَ عَلِيٌّ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ عَلِيٌّ قُلْتُ لِسُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَرَأَ فُزِّعَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۷۰۲۷ ——— نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی حکم فرماتا ہے تو فرشتے اس کے فیصلے سے عاجزی کرتے ہوئے اپنے پَر مارتے ہیں۔ گویا کہ ان کے پروں کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے پتھر پر زنجیر چلنے سے آواز نکلتی ہے علی بن مدینی (شیخ بخاری) نے کہا سفیان کے غیر نے کہا "ینفذھم ذلک" اللہ یہ حکم فرشتوں کو پہنچاتا ہے۔ جب اُن کے دلوں سے گھبراہٹ دُور کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا ہے وہ کہتے ہیں حق فرمایا ہے اور وہ بلند بزرگ ہے۔ علی بن مدینی نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو، عکرمہ اور ابوہریرہ سے یہ بیان کیا۔ سفیان نے کہا عمرو نے کہا ہم نے عکرمہ سے سُنا کہ ہم سے ابوہریرہ نے بیان کیا۔ علی بن مدینی نے کہا میں نے سفیان سے کہا کہ عمرو بن دینار نے کہا میں نے عکرمہ سے سُنا۔ انہوں نے ابوہریرہ سے سُنا۔ سفیان نے کہا جی ہاں! میں نے سفیان سے کہا کہ ایک شخص نے عمرو کے ذریعہ ابوہریرہ سے روایت کی

marfat.com
Marfat.com

۷۰۲۸ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَّهٗ يُرِيْدُ يَجْهَرُ بِهٖ

وہ اس کو مرفوع ذکر کرتے ہیں انھوں نے "فُزِّعَ" پڑھا ہے۔ سُفیان نے کہا عمرو نے ایسا ہی پڑھا ہے۔ مجھے معلوم نہیں انہوں نے یہ اسی طرح سُنا ہے یا نہیں۔ سفیان نے کہا یہ ہماری قرأت ہے۔

۷۰۲۷ ـــ شرح : یعنی جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی حکم نافذ کرتا ہے تو فرشتے اللہ کے حکم کے سامنے تواضع اور خضوع کرتے ہوئے اپنے پر مارتے ہیں یعنی پر ہلاتے ہیں۔ اور اُن کے پروں کی آواز صاف پتھر پر لوہے کی زنجیر چلنے کی آواز جیسے ہوتی ہے۔ بخاری کے شیخ علی بن مدینی نے کہا کہ سفیان کے غیر نے لفظ انفاذ کی زیادتی کی ہے۔ یعنی کہا صفوان یَنفُذُهم ذٰلِكَ، یعنی اللہ تعالیٰ وہ امر فرشتوں کو پہنچاتا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مراد یہ ہے کہ غیر سفیان نے صَفْوَان کہا ہے۔ لہٰذا یہ اختلاف صفوان کے فتح اور سکون میں ہے۔

۷۰۲۸ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا اِذن نہیں دیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِذن دیا ہے کہ آپ قرآن کے ساتھ استغناء کرتے ہیں۔ ابوہریرہ کے صاحب نے کہا بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہیں۔

۷۰۲۸ ـــ شرح : قولہ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے استماع کی مانند کسی کا استماع نہیں کرتا۔ اللہ کا استماع سُننا، مجازی ہے۔ یعنی قاری کو قریب کرتا ہے اور اس کو بہت ثواب دیتا ہے یا اس کی قرأت قبول کرتا ہے۔ مَا اَذِنَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم میں مامصدریہ ہے اور یہ بمعنی استماع ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے صاحب نے یعنی

marfat.com
Marfat.com

صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اللّٰهَ
اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا نَادٰی جِبْرَئِیْلَ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ فَیُحِبُّهٗ
جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ جِبْرَئِیْلُ فِی السَّمَاءِ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ
فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ وَیُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی اَهْلِ الْاَرْضِ

۷۰۳۲ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِی
الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ
فِیْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْكُمْ فَیَسْاَلُهُمْ
وَهُوَ اَعْلَمُ كَیْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ وَ
اَتَیْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ

اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تو اس سے محبت کر جبریل اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر جبریل آسمان میں آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم اس سے محبت کرو تو اس سے آسمان والے محبت کرتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین والوں میں رکھ دی جاتی ہے۔

شرح ۷۰۳۱ — : اللہ تعالیٰ کا بندے سے محبت کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور خیر و برکت سے اس کو نوازتا ہے اور فرشتوں کے محبت کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور نیک دعائیں کرتے ہیں۔ پھر زمین والے لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت رکھ دی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگوں میں مقبول ہو وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ نیک لوگوں میں اس کی مقبولیت ہوتی ہے۔ تمام مخلوق میں نہیں اور موت سے زندگی کی نسبت محبت زیادہ ہو جاتی ہے۔ (حدیث ۶۵۵۸ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

۷۰۳۳ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَبَشَّرَنِیْ اَنَّہٗ مَنْ مَاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ وَاِنْ سَرَقَ وَزَنٰی قَالَ وَاِنْ سَرَقَ وَزَنٰی

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے باری باری آتے ہیں اور عصر اور فجر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں پھر وہ فرشتے جو تم میں رات گزارتے ہیں اُن سے اللہ پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔ تم میرے بندوں کو کیسے چھوڑ کر آئے ہو وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو چھوڑا حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے اور اُن کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھتے تھے۔

۷۰۳۲ — شرح : یعنی فرشتے لوگوں کے رات اور دن والے عمل لے کر چڑھتے اُترتے ہیں اسی طرح ان کا تانتا لگا رہتا ہے۔ حدیث شریف میں رات رہنے والے فرشتوں کو خصوصاً اس لئے ذکر کیا کہ جو لوگ رات نیک اعمال میں مشغول رہتے ہیں، حالانکہ رات استراحت کا زمانہ ہے تو وہ دن میں بطریق اولی اللہ کی طاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ یا ایک ضد سے دوسری ضد کا حکم معلوم ہوجاتا ہے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ جب اللہ لوگوں کے اعمال جانتا ہے تو فرشتوں سے کیوں پوچھتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ، کا بھید ظاہر فرماتا ہے کہ تم نے کہا تھا انسان زمین میں فتنہ و فساد اور خونریزی کرے گا اس سے فرشتوں کو الزام دینا ہے (حدیث ۵۳۲ ج ۱) ج : اکی شرح

۷۰۳۳ — ترجمہ : معرور نے کہا میں نے ابوذر سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میرے پاس جبریل آیا اور مجھے خوشخبری دی کہ جو شخص اس حال میں فوت ہوجائے کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا میں نے کہا اگرچہ وہ چوری اور زنا کرے اگرچہ چوری اور زنا کرے۔ (حدیث ۵۳۳ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِهٖ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ

قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْاَرْضِ السَّابِعَةِ ۷۰۳۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس کو اپنے علم سے نازل کیا اور فرشتے گواہ ہیں ،،

مجاہد نے کہا یتنزل الامر بینھن ،، کی تفسیر میں کہا کہ ساتویں آسمان اور ساتویں زمین کے درمیان حکم نازل ہوتا ہے "

شرح : امر کے انزال سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن کے معانی سمجھاتا ہے۔ اجسامِ مخلوقہ کے انزال کی طرح انزال نہیں ؛ کیونکہ قرآن جسم نہیں اور نہ ہی مخلوق ہے۔ قدریہ کہتے ہیں قرآن مخلوق ہے یہ آیت اُن پر حجت ہے کیونکہ قرآن کریم بذات خود قائم ہے۔ اس کی تقسیم و تجزی نہیں ہوتی اور انزال کے معنیٰ افہام ہیں یعنی قرآن کے فروض سمجھانا جو قرآن میں ہیں۔

۷۰۳۴ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے براء جس وقت تو اپنے بستر پر جائے تو یہ پڑھ ،، اے اللہ میں نے اپنی ذات تیرے تابع کر دی اور اپنے آپ کو تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا امر تیرے حوالہ کر دیا۔ تجھ سے ڈرتے

marfat.com
Marfat.com

وَلَا مَنْجٰى مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِىْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِىْ اَرْسَلْتَ فَاِنَّكَ اِنْ مُتَّ فِىْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ اَجْرًا

٧٠٣٥ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اِهْزِمِ الْاَحْزَابَ وَزَلْزِلْهُمْ زَادَ الْحُمَيْدِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہوئے اور تجھ میں رغبت کرتے ہوئے تجھ پر توکل کیا اور تجھ پر اعتماد کیا جائے۔ پناہ اور جائے نجات صرف تیری ذات ہے۔ اے اللہ! میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی ہے اور تیرے نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے اگر تو اس رات فوت ہو جائے تو فطرت پر تمہارا انتقال ہوگا اور اگر تو صبح کرے تو ثواب پائے گا۔

(حدیث ع ۲۴۶ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

٧٠٣٥ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن فرمایا! اے اللہ! قرآن کریم کو نازل کرنے والے جلد حساب لینے والے کفار کے لشکروں کو شکست دے اور ان کے قدم پھسلا دے۔ حمیدی نے یہ اضافہ کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے ابن ابی خالد کے ذریعہ کہا کہ میں نے عبداللہ سے سنا انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (چونکہ اسناد میں عنعنہ ہے اس لئے بخاری نے حمیدی سے نقل کیا کہ اسناد سماعت پر مبنی ہے)

٧٠٣٥ ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجع کی مذمت فرمائی ہے اور

marfat.com
Marfat.com

۷۰۳۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ
ابْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ
اُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ اِذَا رَفَعَ
صَوْتَهٗ سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَسَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَاءَ بِهٖ
فَقَالَ اللّٰهُ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ حَتّٰى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا
عَنْ اَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتّٰى
يَاْخُذُوْا عَنْكَ الْقُرْاٰنَ

اور یہ حدیث سجع پر مشتمل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے کاہنوں کی سجع کی مذمت فرمائی ہے جو باطل امور کو متضمن ہوتی ہے۔ یا وہ سجع ممنوع ہے جس میں تکلف کیا جائے۔ اور جو خود بخود زبان پر جاری ہو جائے وہ ممنوع نہیں۔ (حدیث ۲۷۳۶/۴ ج کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا
۷۰۳۶ — کی تفسیر میں کہا یہ آیت نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں چھپے ہوئے تھے جب آپ آواز بلند فرماتے تو مشرک سن کر قرآن کو گالیاں دیتے اور جس نے نازل کیا (اللہ) اور جو لے کر آیا (جبرائیل) کو گالیاں دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "نماز میں زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھو اور نہ ہی زیادہ آہستہ پڑھو۔ یعنی زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھو کہ مشرک سن لیں اور نہ اتنا آہستہ پڑھو کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سننے پائیں۔ اس کے درمیان راہ تلاش کریں (وہ یہ کہ) اپنے اصحاب کو سنائیں اور زیادہ بلند آواز نہ کریں یہاں تک کہ صحابہ آپ سے قرآن اخذ کر سکیں۔

شرح : انزال اور تنزیل میں فرق یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ نازل ہونے کو
۷۰۳۷ — انزال کہتے ہیں اور واقعات اور مصالح کے مطابق تدریجاً نزول کو تنزیل کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی کہ نماز میں زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھیں اور نہ ہی زیادہ آہستہ پڑھیں بلکہ دونوں کے درمیان پڑھیں۔ (حدیث ۴۴۰۷/۷ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ

لَقَوْلٌ فَصْلٌ حَقٌّ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ بِاللَّعْبِ

٧٠٣٧ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْذِيْنِيْ ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ اللہ کا کلام تبدیل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ قرآن حق قول ہے یہ کوئی کھیل کود نہیں

اس باب کے عنوان اور اس سے پہلے اور بعد میں آنے والی احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا کا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ کا کلام اس کی صفت اور اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے وہ ازلاً ابداً متکلم ہے"۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

٧٠٣٧ ـــ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم مجھے اذیت پہنچاتا ہے وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے، حالانکہ میں زمانہ ہوں۔ میرے ہاتھ میں امر ہے میں رات دن کو بدلتا ہوں۔

شرح : یہ حدیث قدسی ہے اور اللہ کا ارشاد ابن آدم مجھے اذیت پہنچاتا ہے۔ یہ متشابہات سے ہے اسی طرح اللہ کا ہاتھ اور دھڑ متشابہ ہیں۔ متشابہات میں علماء کے دو قول ہیں جو ان کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں وہ مُفَوِّضہ ہیں اور جو تاویل کرتے ہیں وہ مؤوِّلہ ہیں۔ اللہ کو ایذاء دینے سے مراد یہ ہے کہ اس کی طرف وہ شئ منسوب کرتے ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں اور ید کی تاویل قدرت سے اور دہر کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ وہ دہر کو بدلتا ہے۔

(حدیث ٤٨٢٥ ج ٧ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

۷۰۳۸ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَاَكْلَهٗ وَشُرْبَهٗ مِنْ اَجْلِیْ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِيْنَ يُفْطِرُ وَ فَرْحَةٌ حِيْنَ يُلْقٰى رَبَّهٗ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ

۷۰۳۹ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ

۷۰۳۸ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزاء دیتا ہوں روزہ دار میرے لئے اپنی خواہش اور کھانا پینا چھوڑتا ہے روزہ ڈھال ہے اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ افطار کرتے وقت اور دوسری خوشی جس وقت وہ اپنے ربّ سے ملاقات کرے گا روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے پاکیزہ ہے۔

۷۰۳۸ ـــ شرح : تمام عبادات اللہ کے لئے ہیں لیکن روزہ کی تخصیص اس لئے ہے کہ اللہ کے سوا روزہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہیں کی گئی ؛ کیونکہ کسی زمانہ میں کافروں نے روزہ رکھ کر بتوں کی عبادت نہیں کی دیگر سجدے سجود اور صدقات وغیرہ وہ بتوں کے لئے کرتے رہتے تھے۔ اللہ کے نزدیک فم صائم کی بُو کا اطیب ہونا بطریق فرض ہے یعنی اگر اللہ کے نزدیک طیب تصور کی جائے تو صائم کے منہ کی بو اطیب ہوگی۔ (حدیث ۱۷۷۵ ج ۳۰ کی شرح میں اسکا مفصل بیان ہے)

۷۰۳۹ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

فَجَعَلَ يَحْتِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادٰى رَبُّهٗ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

۷۰۴۰ ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَسْاَلُنِيْ فَاُعْطِيَهٗ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرَ لَهٗ

ایک دفعہ ایوب علیہ السلام، برہنہ غسل کر رہے تھے کہ اُن پر سونے کی ٹڈی دل گرنے لگا انہوں نے اس کو اپنے کپڑوں میں بھرنا شروع کیا تو اُن کے رب نے آواز دی اے ایوب! کیا میں نے تجھے اس سے مستغنی نہیں کیا جو دیکھ رہے ہو۔ عرض کیا کیوں نہیں اے میرے پروردگار! تو نے مجھے بہت غنی کیا ہے! لیکن میں تیری برکت سے مستغنی نہیں ہوں۔ (حدیث ۲۶۷ ج : اگلی شرح دیکھیں)

حل لغات : رِجْلٌ جَرَادٍ، ٹڈی دل۔ یَحْتِیْ، بھرتا ہے۔ اَغْنَیْتُکَ، میں نے تجھے غنی کیا۔

ترجمہ ۷۰۴۰ ــــ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات پہلے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ آخر تہائی رات باقی رہ جاتی ہے اور فرماتا ہے کوئی شخص ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں کوئی شخص ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کو دوں کوئی شخص ہے جو مجھ سے بخشش مانگے میں اس کو بخشوں۔

شرح ۷۰۴۰ ــــ : اللہ تعالیٰ کا پہلے آسمان کی طرف نزول کرنا متشابہات سے ہے۔ ان کی مراد اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔ علماء اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے اور اس کی تجلیات نازل ہوتی ہیں اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو وہ عرش پر چلی جاتی ہیں۔ اس جیسی مثالوں میں سر تسلیم خم کرنا چاہیے اور یہ نہ کہا جائے کہ اللہ پہلے آسمان پر اترتا ہے

marfat.com

Marfat.com

۷۰۴۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ اَنَّ الْاَعْرَجَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ اللّٰهُ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ

۷۰۴۲ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ فَقَالَ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ اَتَتْكَ بِاِنَآءٍ فِيْهِ طَعَامٌ اَوْ اِنَآءٍ فِيْهِ شَرَابٌ فَاقْرَئْهَا مِنْ رَبِّهَا السَّلَامَ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَاصَخَبَ فِيْهِ وَلَانَصَبَ

کیونکہ انزنا جسم کو لازم ہے۔ اللہ جسم سے پاک ہے۔ لہٰذا خاموشی میں ہی سلامتی ہے یا اللہ اور اُس کے رسول کے حوالہ کریں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر رات نماز پڑھنے میں بہت برکتیں ہیں۔ سحری کے وقت استغفار کرنے والوں کی اللہ نے تعریف فرمائی۔ نیز عقل کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کیونکہ کھانا ہضم ہوجانے کے باعث سانس کی صفائی کا وقت ہوتا ہے اور حواس کا بوجھ زائل ہوجاتا ہے اور تشویش کن امور کا فقدان ہوتا ہے اور شور وغل نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ تنہائی اور یکسوئی کا وقت ہے۔ اس وقت عبادت میں لطف آتا ہے۔

(حدیث ۱۰۸۳ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۷۰۴۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ہم دنیا میں آنے میں سب سے آخر ہیں اور قیامت کے روز سب سے پہلے ہوں گے اسی اسناد سے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تم خرچ کرو میں تم پر خرچ کروں گا"

۷۰۴۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم" یہ خدیجہ آپ کے پاس برتن لائی ہے

marfat.com
Marfat.com

٧٠٤٣ ـــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ

٧٠٤٤ ـــ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ

جس میں کھانا یا پینے کا پانی ہے۔ انہیں اُن کے رب کی طرف سے سلام فرمادیں اور انہیں ایسے گھر کی خوشخبری میں جو موتیوں سے بنا ہُوا ہے اس میں شور وغل اور کوئی مشقت نہیں۔ (حدیث ۳۵۷۶ ج ۱، ۵ کی شرح دیکھیں)

٧٠٤٤ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات تہجد کی نماز پڑھنے تو فرماتے اے اللہ! تیرے ہی لئے حمد ہے تو آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والا ہے تیرے ہی لئے حمد ہے تو آسمانوں اور زمین کو قائم کرنے والا ہے۔ تیرے ہی لئے حمد ہے تو آسمانوں اور زمین اور جو ان میں ہے سب کا رب ہے تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیرا کلام حق ہے تیری ملاقات حق ہے جنت حق ہے دوزخ حق ہے نبی حق ہیں قیامت حق ہے تیرے ہی لئے میں مسلمان ہُوا اور تجھ پر ایمان لایا تجھی پر میں نے توکل کیا تیری طرف میں نے رجوع کیا تیری مدد سے میں نے مخاصمت اور تیری طرف میں محاکمہ لے گیا مجھے بخش دے جو میں نے پہلے کئے، جو پیچھے کئے، جو خفیہ کئے اور جو علانیہ کئے

marfat.com
Marfat.com

الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ
اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ
وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ
وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

۷۰۴۵ ـــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ
الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَ
عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ
زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا
فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ
حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ
يُنْزِلُ فِيْ بَرَاَتِيْ وَحْيًا يُتْلٰى وَلَشَاْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ

تو میرا الٰہ ہے تیرے سوا کوئی حق معبود نہیں ۔ (حدیث ۱۰۵۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۷۰۴۵ ـــ ترجمہ : یونس بن یزید نے کہا میں نے زُہری کو یہ کہتے ہوئے سُنا اُس نے کہا
میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبیداللہ
ابن عبداللہ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سُنی جس وقت
اُن کے متعلق بہتان سازوں نے جو کچھ کہا اور اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین کو ان کے بہتان سے بری کیا ہر ایک نے
مجھ سے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا جس کی مجھے ام المؤمنین کے متعلق خبر دی تھی ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے

marfat.com
Marfat.com

أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلٰى وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَرَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ بِهَا وَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْإِفْكِ الْعَشْرَ الْآيَاتِ

۷۰۴۶ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ إِذَا أَرَادَ عَبْدِيْ أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِيْ فَاكْتُبُوْهَا لَهُ حَسَنَةً وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةٍ

نے فرمایا لیکن بخدا! مجھے یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے حق میں وحی نازل فرمائے گا جس کی تلاوت کی جایا کرے گی میرے نزدیک میری شان اس سے بہت کمزوری تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے حق میں کوئی ایسا کلام کرے جس کی تلاوت کی جائے لیکن مجھے یہ امید تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند میں خواب دیکھ لیں گے جس کے سبب اللہ تعالیٰ مجھے بری کر دے گا تو اللہ تعالیٰ نے إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْإِفْكِ .. دس آیات نازل فرمائیں۔ (حدیث ۲۴۸۵ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

۷۰۴۶ ـــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے فرشتو! جب میرا بندہ گناہ کا ارادہ کرے تو جب تک وہ اس پر عمل نہ کرے اس کا گناہ نہ لکھو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کی مثل گناہ لکھو اور اگر وہ میرے خوف سے ترک کر دے تو اس کے لئے نیکی لکھو اور اگر اس پر عمل

marfat.com

Marfat.com

۷۰۴۷ ـــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتُ الرَّحِمُ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ فَقَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذٰلِكِ لَكِ ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ

کرے تو دس گناہ سے سات سو گنا تک نیکی لکھو۔ (حدیث ۶۹۳۷ ج ۹ کی شرح دیکھیں)

۷۰۴۷ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی جب اس سے فارغ ہُوا تو رحم کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ٹھہر رحم نے کہا یہ قطع رحم سے تیری پناہ مانگنے والے کا مقام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے قطع کرے گا میں اسے قطع کروں گا۔ رحم نے کہا کیوں نہیں اے میرے پروردگار۔ اللہ نے فرمایا بس یہ تیرے لئے ہے پھر ابوہریرہ نے پڑھا "تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔

۷۰۴۷ شرح : قولہ فَرَغَ، یعنی مخلوق کی پیدائش پوری کردی۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی شئی مشغول نہیں کرتی۔ رحم رشتہ ہے۔ اور یہ ایک مفہوم ہے اس سے کلام متصور نہیں ہوسکتا جبکہ یہ قرابت ہے جس کو رحم واحد جمع کرتا ہے اور وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں لہٰذا اس کی شان کی تعظیم، اس کو ملانے والے کی تعظیم اور اس کو قطع کرنے والے کی تاثیم مراد ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فقال میں فا تعقیب کے لئے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا کلام رحم کے کلام کے بعد ہے لہٰذا اللہ کا کلام حادث ہوگا اس کا جواب یہ ہے۔ یہ فرشتہ کا کلام ہے جو اس پر مامور ہے

marfat.com
Marfat.com

۷۰۴۸ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ مُطِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ كَافِرٌ بِيْ وَمُؤْمِنٌ بِيْ

۷۰۴۹ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اِذَا اَحَبَّ عَبْدِيْ لِقَائِيْ اَحْبَبْتُ لِقَاءَهٗ وَاِذَا كَرِهَ لِقَائِيْ كَرِهْتُ لِقَاءَهٗ

۷۰۵۰ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ

۷۰۴۸ ـــ ترجمہ : زید بن خالد نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بارش ہوئی تو حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بعض بندوں نے میرے ساتھ کفر کیا اور بعض ایمان لانے والے ہو گئے۔

۷۰۴۸ ـــ شرح : یعنی جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان لانے والے ہوئے اور جس نے کہا فلاں ستارہ کے باعث بارش ہوئی اور اس کو بارش برسانے میں مؤثر جانا تو اُس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستارہ پر ایمان لانے والا ہوا۔ (حدیث ۹۸۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۷۰۴۹ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر میرا بندہ میری ملاقات سے محبت

Marfat.com

۷۰۵۱ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ اِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ وَاذْرُوْا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ اَحَدًا مِنَ الْعٰلَمِيْنَ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَاَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهُ

کرے تو میں اس کی ملاقات سے محبت کرتا ہوں اور اگر میری ملاقات کو بُرا جانے تو میں اس کی ملاقات کو بُرا جانتا ہوں (حدیث ع ۶۹۵۳/۹:ج کی شرح دیکھیں)۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں جو وہ میرے ساتھ گمان رکھتے ہے۔ (اگر وہ میرے فضل و کرم کی امید رکھتا ہے تو اس پر اپنے فضل و کرم سے رحم کرتا ہوں) حدیث ع ـــ کی شرح دیکھیں۔

۷۰۵۰ ـــ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی جس نے کوئی اچھا کام نہ کیا تھا نے کہا جب وہ مرجائے تو اس کو آگ میں جلادو اس کو آدھا خشکی میں اڑادو اور آدھا سمندر میں بہادو اللہ کی قسم! اگر اللہ اس پر قادر ہُوا تو اس کو ایسا عذاب دے گا جو تمام جہانوں میں کسی کو عذاب نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا تو جو کچھ میں بہایا گیا تھا اس کو اکٹھا کیا اور خشکی کو حکم دیا اس کو بھی جو کچھ اس میں تھا جمع کیا پھر اسے فرمایا تو نے یہ کیوں کیا تھا؟ اُس نے کہا تیرے خوف سے کیا تھا حالانکہ تو جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

۷۰۵۱ ـــ

۷۰۵۱ ـــ شرح : یہ شخص کفن چور تھا جو قبروں میں مردوں کے کفن اتارا کرتا تھا۔ اگر یہ سوال

marfat.com
Marfat.com

۷۰۵۲ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ عَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدًا اَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَمَا قَالَ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ وَرُبَمَا قَالَ اَصَبْتُ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا اَوْ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ اَوْ اَصَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا وَرُبَمَا قَالَ اَصَابَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَصَبْتُ اَوْ قَالَ اَذْنَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثَلَاثًا

پوچھا جائے کہ اگر وہ شخص مومن تھا تو اُس نے اللہ کی قدرت میں شک کیوں کیا اگر وہ کافر تھا تو اس کی مغفرت کیوں ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ وہ مومن تھا کیونکہ اُس نے کہا تھا میں نے تیرے خوف سے ایسا کیا ہے اور قدر مخفف ہو یا مشدد ہو بمعنی حکم ہے یعنی اگر اس نے میرے متعلق کوئی فیصلہ کیا تو سخت فیصلہ کرے گا۔ (حدیث ۳۲۲۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۷۰۵۲ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے گناہ کیا۔ بسا اوقات "اَذْنَبَ ذَنْبًا" فرمایا

marfat.com

Marfat.com

۷۰۵۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَکَرَ رَجُلًا فِیْمَنْ سَلَفَ اَوْ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ قَالَ کَلِمَةً یَعْنِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَّوَلَدًا فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِیْهِ اَیَّ اَبٍ کُنْتُ لَکُمْ قَالُوْا خَیْرَ اَبٍ

اور کہا اے میرے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے کبھی کہا اَصَبْتُ ذَنْبًا ، مجھے بخش دے اس کے رب نے کہا کیا میرے بندے نے جانا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کے سبب پکڑتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر جس قدر اللہ نے چاہا ٹھہرا رہا پھر گناہ کا ارتکاب کیا یا اَذْنَبَ ذَنْبًا ، فرمایا اور کہا اے میرے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے یا کہا دوسرا گناہ کیا ہے اسے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرے بندے نے جانا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کے سبب پکڑتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر جس قدر اللہ نے چاہا ٹھہرا رہا پھر گناہ کیا بسا اوقات فرمایا ، اَصَابَ ذَنْبًا ، کہا اے میرے پروردگار میں گناہ کو پہنچا ہوں یا کہا میں نے اور گناہ کیا ہے میرا گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرے بندے نے جانا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کے سبب پکڑتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا تین بار فرمایا وہ جو چاہے عمل کرے۔

۷۰۵۲ — شرح : یعنی جب تک تو گناہ کرتا رہے گا اور توبہ کرتا رہے گا میں تجھے بخش دوں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اگر انسان ہزار بار گناہ کرے یا اس سے بھی زیادہ گناہ کرے اور ہر بار توبہ کرتا رہے اس کی توبہ قبول ہوتی رہے گی یا تمام گناہوں کی ایک بار توبہ کرے اس کی توبہ صحیح ہے بشرطیکہ صمیم قلب سے توبہ کرے۔ ایک عارف باللہ کا ارشاد ہے۔

ذُنُوْبِیْ کَاَمْوَاجِ الْبَحْرِ بَلْ هِیَ اَکْثَرُ ۞ وَکُلُّهَا کَالْجِبَالِ بَلْ هِیَ اَکْبَرُ
وَلٰکِنْ عِنْدَ الرَّحِیْمِ اِذَا عَفَا ۞ کَجَنَاحِ الْبُعُوْضَةِ بَلْ هِیَ اَصْغَرُ

۷۰۵۳ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گذرے ہوئے لوگوں میں یا تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کا تذکرہ

marfat.com
Marfat.com

قَالَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَبْتَئِرْ اَوْ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا وَاِنْ يَقْدِرِ اللّٰهُ
يُعَذِّبْهُ فَانْظُرُوْا اِذَا مُتُّ فَاَحْرِقُوْنِيْ حَتّٰى اِذَا صِرْتُ فَحْمًا
فَاسْحَقُوْنِيْ اَوْ قَالَ فَاسْحَكُوْنِيْ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ رِيْحٍ عَاصِفٍ
فَاذْرُوْنِيْ فِيْهَا قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ
مَوَاثِيْقَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ وَرَبِّيْ فَفَعَلُوْا ثُمَّ اَذْرَوْهُ فِيْ يَوْمٍ
عَاصِفٍ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى كُنْ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ قَالَ اللّٰهُ اَيْ
عَبْدِيْ مَا حَمَلَكَ عَلٰى اَنْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُكَ اَوْ
فَرَقٌ مِّنْكَ قَالَ فَمَا تَلَافَاهُ اَنْ رَحِمَهٗ وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى
فَمَا تَلَافَاهُ غَيْرُهَا فَحَدَّثْتُ بِهٖ اَبَا عُثْمَانَ فَقَالَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ
سَلْمَانَ غَيْرَ اَنَّهٗ زَادَ فِيْهِ اَذْرُوْنِيْ فِي الْبَحْرِ اَوْ كَمَا حَدَّثَ

فرمایا ایک کلمہ فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو مال اور اولاد دی جب اس کی وفات قریب آئی تو اُس نے اپنے بیٹوں سے کہا میں تمہارا باپ کیسا ہوں؟ اُنھوں نے کہا تو اچھا باپ ہے اُس نے کہا شان یہ ہے اُس نے اللہ کے نزدیک کوئی اچھا عمل نہیں کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہُوا تو اس کو سخت عذاب دے گا اب تم دیکھو! جب میں مرجاؤں تو مجھے آگ میں جلا دو حتی کہ جب میں کوئلہ ہوجاؤں تو مجھے پیس ڈالو جب سخت آندھی کا دن ہو تو اس میں مجھے اُڑا دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر اُس نے اپنے بیٹوں سے مضبوط وعدہ لیا۔ میرے رب کی قسم! اُنھوں نے ایسا ہی کیا پھر اس کو سخت آندھی کے روز اُڑا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہوجا۔ اچانک آدمی کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندے تجھے اس پر کس نے اُبھارا ہے جو تو نے کیا ہے۔ اُس نے کہا تیرے خوف نے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو اس کی تلافی کی وہ یہ تھی کہ اس پر رحم کیا اور دوسری بار فرمایا اُس کے غیر نے تلافی نہ کی سلیمان تیمی نے

marfat.com
Marfat.com

۷۰۵۴ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِرْ وَقَالَ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِرْ فَسَّرَهُ قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ

۷۰۵۵ ـــ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ شَفَّعْتُ فَقُلْتُ يَا رَبِّ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ خَرْدَلَةٌ فَيُدْخَلُوْنَ ثُمَّ اَقُوْلُ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى شَيْءٍ فَقَالَ اَنَسٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہا میں نے یہ حدیث ابوعثمان نہدی سے بیان کی تو انہوں نے کہا میں نے یہ سلمان فارسی سے سنی ہے لیکن انہوں نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ (اس نے کہا) اَذْرُوْنِيْ فِي الْبَحْرِ، یا جو بھی بیان کیا،

شرح : قولہ فَمَا تَلَافَا، اس کی تلافی یہ کی کہ اس پر رحم کیا۔ لفظ مَا، موصولہ ہے یعنی

۷۰۵۳ ـــ الذی تلافاہ ہو الرحمۃ۔ جس نے اس کی تلافی کی وہ رحمت تھی یا ما نافیہ ہے اور اِلَّا، ایک مذہب کے مطابق محذوف ہے یعنی مَا تَلَافَاهُ اِلَّا بِرَحْمَةٍ، اس کی تلافی صرف رحمت کے ساتھ کی

حل لغات : لَمْ يَبْتَئِرْ، کچھ آگے نہیں بھیجا، کوئی اچھا عمل نہیں کیا۔ اَحْرِقُوْنِيْ، مجھے آگ میں جلا دو۔ اَذْرُوْنِيْ، مجھے ہوا میں اُڑا دو۔ فَحْمًا، کوئلہ۔ رِيْحٌ عَاصِفٌ، سخت آندھی۔ فَرَقٌ، خوف

ترجمہ : موسیٰ بن اسماعیل تبوذکی نے بیان کیا کہ ہم سے مُعْتَمِر بن سلیمان نے بیان کیا اور کہا

۷۰۵۴ ـــ لَمْ يَبْتَئِرْ، را کے ساتھ، اور خلیفہ بن خیاط، شیخ بخاری نے کہا ہم سے

marfat.com
Marfat.com

۷۰۵۶ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ قَالَ اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ فَذَهَبْنَا اِلٰى اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ وَذَهَبْنَا مَعَنَا بِثَابِتٍ اِلَيْهِ يَسْاَلُهٗ لَنَا عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَاِذَا هُوَ فِيْ قَصْرِهٖ فَوَافَقْنَاهُ يُصَلِّي الضُّحٰى فَاسْتَاْذَنَّا فَاَذِنَ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَقُلْنَا لِثَابِتٍ لَا تَسْاَلْهُ عَنْ شَيْءٍ اَوَّلَ مِنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ يَا اَبَا حَمْزَةَ هٰؤُلَاءِ اِخْوَانُكَ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ جَاءُوْا يَسْاَلُوْنَكَ عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ

معتمر نے بیان کیا اور کہا "لَمْ يَبْنِئْ" زاء کے ساتھ" اس کی قتادہ نے لَمْ يَدَّخِرْ" کے ساتھ تفسیر کی" کہ اُس نے کچھ ذخیرہ نہیں کیا۔ کوئی نیک عمل نہیں کیا جو آگے بھیجا ہو"

باب پروردگار عالم کا قیامت میں انبیاء علیہم السّلام اور اُن کے غیر سے کلام کرنا"

۷۰۵۵ ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا میری شفاعت قبول کی جائے گی تو میں کہوں گا اے میرے پروردگار جنّت میں وہ لوگ داخل کر جن کے دلوں میں رائی برابر ایمان ہے؛ چنانچہ وہ جنت میں داخل ہوں گے پھر میں کہوں گا ان کو جنت میں داخل کر جن کے دلوں میں ذرّہ برابر ایمان ہے۔ انس نے کہا گویا کہ میں جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی انگلیاں دیکھ رہا ہوں۔ (یعنی انگلیوں کے اشارہ سے ادنیٰ شئی کی وضاحت فرما رہے تھے)

۷۰۵۶ شرح: معبد بن ھلال عنزی نے بیان کیا ہم بصرہ والے لوگ جمع ہوئے اور حضرت

marfat.com
Marfat.com

فِیْ بَعْضِ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَیْكُمْ بِاِبْرٰهِیْمَ فَاِنَّهٗ
خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ فَیَاْتُوْنَ ابراھیم فیقول لَسْتُ لَهَا وَ لٰكِنْ عَلَیْكُمْ بِمُوْسٰی فَاِنَّهٗ
كَلَّمَ اللّٰهَ فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَیْكُمْ بِعِیْسٰی فَاِنَّهٗ
رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَیْكُمْ بِمُحَمَّدٍ
فَیَاْتُوْنِیْ فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فَیُؤْذَنُ لِیْ وَیُلْهِمُنِیْ مَحَامِدَ
اَحْمَدُهٗ بِهَا لَا تَحْضُرُنِیْ الْاٰنَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا
فَیُقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ یُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ
تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فَیُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِیْ

انس بن مالک کے پاس گئے ثابت کو بھی ہم اپنے ساتھ لے گئے کہ وہ ہمارے لئے شفاعت کی حدیث کا اُن سے استفسار کریں گے جبکہ وہ اپنے مکان میں تشریف فرما تھے۔ ہم نے اُن کو اس حال میں پایا کہ وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے اُن سے اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دے دی جبکہ وہ اپنے بستر پہ بیٹھے ہُوئے تھے۔ ہم نے ثابت سے کہا اِن سے شفاعت کی حدیث سے پہلے کوئی شئ نہ پوچھو۔ ثابت نے کہا اے ابا حمزہ یہ آپ کے بھائی بصرہ سے آئے ہیں۔ آپ سے شفاعت کی حدیث پوچھنا چاہتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب محمد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں حدیث سنائی کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو لوگ بے قرار ہوں گے اور ہیبت سے ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔ پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں۔ وہ کہیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں لیکن تم ابراہیم کے پاس جاؤ وہ ابراہیم کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں لیکن تم موسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے کلیم ہیں وہ موسیٰ کے پاس آئیں گے۔ وہ کہیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں لیکن تم عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے روح اور کلمہ ہیں وہ عیسیٰ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں لیکن تم محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو وہ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا میں شفاعت کے لائق ہوں۔ پس میں اپنے رب کے پاس آنے کی اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے محامد الہام کرے گا۔ اُن سے میں اللہ کی حمد و ثنا کروں گا وہ اس وقت مجھے حاضر فی الذہن نہیں میں اُن محامد سے اللہ کی حمد و ثنا کروں گا اور

marfat.com
Marfat.com

قَلْبِهٖ مِثْقَالَ شَعِيْرَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَانْطَلِقْ فَافْعَلْ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ
بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ
وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ
فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَانْطَلِقْ فَافْعَلْ ثُمَّ اَعُوْدُ
فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ
تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ انْطَلِقْ اَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى اَدْنٰى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ

فَانْطَلِقْ فَافْعَلْ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ اَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ اَصْحَابِنَا لَوْ مَرَرْنَا
بِالْحَسَنِ وَهُوَ مُتَوَارٍ فِيْ مَنْزِلِ اَبِيْ خَلِيْفَةَ فَحَدَّثَنَاهُ بِمَا حَدَّثَنَا اَنَسُ
ابْنُ مَالِكٍ فَاَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَاَذِنَ لَنَا فَقُلْنَا لَهٗ يَا اَبَا سَعِيْدٍ جِئْنَاكَ
مِنْ عِنْدِ اَخِيْكَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ
قَالَ هِيْهِ فَحَدَّثْنَاهُ بِالْحَدِيْثِ فَانْتَهَيْنَا اِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ هِيْهِ
فَقُلْنَا لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلٰى هٰذَا فَقَالَ لَقَدْ حَدَّثَنِيْ وَهُوَ جَمِيْعٌ مُنْذُ عِشْرِيْنَ
سَنَةً فَلَا اَدْرِيْ اَنَسِيَ اَمْ كَرِهَ اَنْ تَتَّكِلُوْا فَقُلْنَا يَا اَبَا سَعِيْدٍ فَحَدِّثْنَا

سجدہ کرتے ہوئے گر جاؤں گا پھر مجھے کہا جائے گا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" اپنا سر "مبارک" اٹھاؤ بات کرو سنی جائے گی۔ سوال کرو مطلوب دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی میں کہوں گا اے میرے پروردگار میری اُمّت میری اُمّت مجھے کہا جائے گا تشریف لے جائیں اور دوزخ سے وہ لوگ نکالیں جن کے دلوں میں ایک جَو کے برابر ایمان ہے۔ میں چلوں گا اور حکم کی تعمیل کروں گا۔ پھر واپس آؤں گا اور انہی محامد سے اللہ کی حمد کروں گا پھر سجدہ کرتے ہوئے گر جاؤں گا مجھے کہا جائے گا ای "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" اپنا سر "مبارک" اٹھاؤ بات کرو تمہاری سنی جائے گی سوال کرو مطلوب دیا جائے گا۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی میں کہوں گا

marfat.com
Marfat.com

فَضَحِكَ وَقَالَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا مَا ذَكَرْتُهٗ اِلَّا وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ
اُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِيْ كَمَا حَدَّثَكُمْ ثُمَّ بِهٖ قَالَ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ
فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ
رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ ائْذَنْ

سے میرے پروردگار! میری امت میری امت۔ مجھے کہا جائے گا تشریف لے جائیں اور دوزخ سے وہ نکالیں جن کے دلوں میں ذرہ برابر ایمان ہے یا فرمایا۔ رائی کے دانہ برابر ایمان ہے۔ میں چلوں گا اور حکم کی تعمیل کروں گا پھر واپس آؤں گا اور انہی محامد سے اللہ کی حمد کروں گا پھر سجدہ کرتے ہوئے گر جاؤں گا مجھے کہا جائے گا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم، اپنا سر "مبارک" اٹھاؤ بات کرو سنی جائے گی۔ سوال کرو جو چاہتے ہو پورا کیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی میں کہوں گا اے میرے پروردگار! میری امت میری امت اللہ اللہ فرمائے گا تشریف لے جائیے دوزخ سے اُن لوگوں کو نکالیں جن کے دلوں میں تھوڑا تھوڑا رائی کے دانہ برابر ایمان ہے۔ ان کو دوزخ سے نکالو (یہ دو بار فرمایا) میں چلوں گا اور حکم کی تعمیل کروں گا جب ہم انس کے پاس سے باہر آئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اگر ہم حسن بصری کے پاس سے گزریں حالانکہ وہ حجاج بن یوسف کے خوف سے ابو خلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے وہ ہم سے وہ حدیث بیان کریں جو انس بن مالک نے بیان کی ہے۔ ہم حسن بصری کے پاس آئے اور اُن سے سلام کہا انہوں نے ہمیں اجازت دی ہم نے اُن سے کہا اے ابا سعید ہم تمہارے پاس تمہارے بھائی انس بن مالک کے پاس سے آئے ہیں جو انہوں نے شفاعت کے بارے میں حدیث بیان کی ہے اس جیسی حدیث ہم نے نہیں سُنی حسن بصری نے کہا بیان کرو ہم نے ان سے ساری حدیث کی اور اس مقام "اَذِنْ لِیْ اَذِنْ لِیْ" تک پہنچے تو کہا اور بیان کرو ہم نے کہا انہوں نے اس سے زیادہ نہیں کہا حسن بصری نے کہا اُنہوں نے مجھ سے بیس سال پہلے یہ حدیث بیان کی تھی جبکہ وہ پورے قوی نوجوان تھے میں نہیں جانتا وہ بھول گئے ہیں یا یہ پسند نہ کیا کہ تم وہ حدیث سُننے سے توکل کر بیٹھو گے۔ ہم نے کہا اے ابا سعید ہم سے حدیث بیان کریں وہ ہنس پڑے اور کہا انسان جلد باز پیدا کیا گیا ہے میں نے یہ ذکر اسی لئے کیا ہے کہ میں تم سے حدیث بیان کرنا چاہتا ہوں۔ انس نے مجھ سے یہی حدیث بیان کی تھی جو تمہیں خبر دی ہے۔ پھر حضور نے کہا پھر میں چوتھی بار واپس آؤں گا اور انہی محامد سے اللہ کی حمد و ثناء کروں گا پھر

marfat.com
Marfat.com

لِیْ فِیْمَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَیَقُوْلُ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَکِبْرِیَائِیْ وَعَظْمَتِیْ لَاُخْرِجَنَّ مِنْھَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

سجدہ کرتے ہوئے گر جاؤں گا مجھے کہا جائے گا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" سر "مبارک" اُٹھاؤ بات کرو سنی جائے گی سوال کرو جو طلب کرتے ہو دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا اے میرے پروردگار مجھے اُن لوگوں کے بارے میں اجازت دے جنہوں نے صرف لا الٰہ الا اللہ ، ہی کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنی عزت وجلال اور کبریائی وعظمت کی قسم! میں دوزخ سے ان کو بھی نکالوں گا جس نے صرف لا الٰہ الا اللہ ، کہا ہے۔

۷۰۵۶ شرح : حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں تم ابراہیم کے پاس جاؤ "اللہ کے خلیل ہیں۔ اس سے پہلے حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے کہا کہ تم نوح کے پاس جاؤ جب وہ نوح کے پاس آئیں گے تو وہ انہیں ابراہیم کے پاس جانے کو کہیں گے لیکن ہوسکتا ہے کہ آدم نے فرمایا ہوگا میرے غیر کے پاس نوح ابراہیم اور دیگر نبیوں کے پاس جاؤ وہ پہلے نوح اور پھر ابراہیم کے پاس گئے ہوں گے یا راوی نوح علیہ السلام ذکر کرنا بھول گیا ہوگا۔ لوگ حدیث میں مذکور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے ہوتے ہوئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اللہ تعالیٰ حضور کو محامد الہام کرے گا جن سے آپ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں گے الہام اور وحی میں فرق یہ ہے کہ وحی جبرائیل علیہ السلام کے توسط سے ہوتی ہے الہام عام ہے فرشتہ کے واسطہ سے ہو یا اس کے بغیر ہو جو توجہ کے بغیر دل میں القاء ہو جائے قولہ یارب امتی امتی ، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرنے والے عام لوگ ہیں صرف یہ امت نہیں اور یہ بھی قیامت میں موقف کے خوف وہراس زائل کرنے کے لئے ہے دوزخ سے نکالنے کے لئے نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی جس کا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے اور وہ قیامت میں موقف کے خوف وہراس سے ازالہ اور آپ کے لئے مقام محمود کی خصوصیت ہے جس میں کوئی اور نبی شریک نہیں اور جو شفاعت حضور امت کے ساتھ مخصوص ہے اسے بیان کیا یعنی اس حدیث میں اختصار ہے اور اس امت کی شفاعت پر اقتصار کیا ہے۔ شراح نے مہلب سے نقل کیا کہ یہ لفظ "اقول امتی امتی" سلیمان بن حرب نے زیادہ ذکر کیا ہے جو دوسرے راویوں نے ذکر نہیں کیا۔ اس تقدیر پر اس امت کی تخصیص نہ ہوگی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جلال وکبریاء اور عظمت میں کیا فرق ہے۔ اس کا جواب

marfat.com
Marfat.com

۷۰۵۷ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ خَلِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ ابْنُ مُوْسٰی عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَبِیْدَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اٰخِرَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ دُخُوْلًا الْجَنَّۃَ وَاٰخِرَ اَھْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ یَخْرُجُ حَبْوًا فَیَقُوْلُ لَہٗ رَبُّہٗ اُدْخُلِ الْجَنَّۃَ فَیَقُوْلُ رَبِّ الْجَنَّۃُ مَلْأٰی فَیَقُوْلُ لَہٗ ذٰلِکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ کُلُّ ذٰلِکَ یُعِیْدُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃُ مَلْأٰی فَیَقُوْلُ اِنَّ لَکَ مِثْلَ الدُّنْیَا عَشْرَ مِرَارٍ

یہ ہے کہ کبیر کی نقیض صغیر ہے۔ عظیم کی نقیض حقیر ہے اور جلیل کی نقیض رقیق ہے۔ اضداد سے اشیاء پہچانی جاتی ہیں اور جب ان کا اطلاق اللہ پر ہو تو اس کی شان کے لائق ان کے لوازم مراد ہیں۔ بعض علماء نے کہا کبریاء کا مرجع کمالِ ذات، عظمت کا کمالِ صفات اور جمال کا کمال ذات و صفات ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کہا ہے محمد رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" کیوں نہیں کہا کیا دوزخ سے نجات حاصل ہونے کے لئے صرف اللہ کی توحید کی کافی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں اس سے پورا کلمہ مراد ہے جیسے الحمد للہ رب العالمین سے پوری صورت فاتحہ مراد ہے۔

حلّ لغات : مَاجَ النَّاسُ "لوگ بے قرار ہوئے اور قیامت کے دن کی ہیبت سے ایک دوسرے سے مل گئے۔ مَرَجَ الْبَحْرُ "سمندر کی موجیں اچھلیں۔ لَسْتُ لَھَا "شفاعت کے لائق نہیں۔ الحبۃ "دانہ۔ الحزول" رائی۔ متوارٍ "چھپنے والا۔ ھِیْہ "اس پر زیادہ کر۔ جَمِیْعٌ "نوجوان

ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۷۰۵۷ ـــ جنتیوں میں سے سب سے آخر جنت میں داخل ہونے والا اور دوزخیوں میں سب سے آخر دوزخ سے نکلنے والا ایک آدمی ہوگا جو گھسٹ کر نکلے گا اس کا رب اسے فرمائے گا جنت میں داخل ہو جا وہ کہے گا اے میرے پروردگار جنت تو بھری ہوئی ہے۔ اللہ اس سے یہ تین بار فرمائے گا وہ ہر بار اسی بات کا اعادہ کرے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے دنیا کی مثل دس بار ہے۔ حدیث ۳۱۲۵ ج ۵ کی شرح دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

۷۰۵۸ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ الْاَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيْهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

۷۰۵۹ ـــ حدثنی عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُوْدِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهُ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ جَعَلَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرْضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ ثُمَّ يَقُوْلُ

۷۰۵۸ ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کا رب اس سے کلام کرے گا اس کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا وہ اپنے دائیں وہی عمل دیکھے گا جو اس نے آگے بھیجا ہے اور بائیں بھی وہی عمل دیکھے گا جو آگے بھیجا ہے وہ اپنے آگے سوا دوزخ کے کچھ نہ دیکھے گا جو اس کے چہرے کے سامنے ہوگا تم دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرنے سے ہو۔ اعمش نے کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے خیثمہ سے اس طرح بیان کیا اور اس میں یہ زیادہ کہا کہ اگرچہ اچھی بات سے ہو۔ (حدیث ۱۳۳۲ ع ج ۲ کی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا لِقَوْلِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

۷۰۶۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي النَّجْوٰى قَالَ يَدْنُوْ أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ أَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ

ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی عالم آیا اور کہا جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ تمام آسمان ایک انگلی پر کر دے گا اور تمام زمینیں ایک انگلی پر اور پانی اور کیچڑ ایک انگلی پر اور پانی اور کیچڑ ایک انگلی اور ساری مخلوق ایک انگلی پر پھر ان کو حرکت دے گا پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس کی بات پر حیرت کرتے ہوئے اور اس کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے ہنسے یہاں تک آپ کے دانت شریف ظاہر ہوگئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کا حق ہے (حدیث ۴۴۹۲ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

۷۰۵۹ — شرح : اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ سارے جہان اللہ کی قدرت کے سامنے حقیر ہیں کیونکہ انگلی سے بوجھ اُٹھانا اس وقت استعمال ہوتا ہے جب محمول کی حقارت مطلوب ہو جیسے تو اس شخص سے جو کسی شئ کو بھاری جانتے کہے میں تو اس کو چھنگلی، انگلی سے اُٹھا لیتا ہوں اور یَهُزُّهُنَّ میں اس کی تحقیر ہے یعنی اللہ تعالیٰ پر یہ بھاری نہیں نہ ان کو روکنا بھاری ہے اور نہ ان کو حرکت دینا اور نہ ہی ان کی قبض و بسط بھاری ہیں۔

حل لغات : ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ ،، پھر ان کو حرکت دے گا۔ بَدَتْ ،، ظاہر ہوئے۔ نواجذ ،، دانت

marfat.com
Marfat.com

فَيُقَرِّرُهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنِّیْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِی الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ وَقَالَ اٰدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ صَفْوَانُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا

۷۰۶۱ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِیْ

ترجمہ : صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے

۷۰۶۰ —

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نجویٰ (سرگوشی) کے متعلق فرماتے ہوئے (کس طرح) سنا ہے۔ ابن عمر نے کہا تم میں سے کوئی ایک شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا۔ یہاں تک کہ اس پر اللہ تعالیٰ اپنا پردہ ڈال دے گا پھر فرمائے گا تو نے ایسے ایسے عمل کئے ہیں؟ وہ کہے گا جی ہاں! اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا تو نے ایسے ایسے عمل کئے ہیں؟ وہ کہے گا جی ہاں اور اس کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ فرمائے گا میں نے دنیا میں تجھ پر پردہ ڈالا تھا (تیری پردہ پوشی کی تھی) آج میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ آدم نے کہا شیبان، قتادہ اور صفوان نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (حدیث ۲۲۷۸ ج: ۳ کی شرح بھی دیکھیں)

۷۰۶۰ —

شرح : قیامت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان سرگوشی ہوگی! وہ نجویٰ ہے۔ جبکہ بندے کا اللہ تعالیٰ سے قرب رتبی ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ قرب مکانی سے پاک ہے۔ اللہ کی عنایت اس کا احاطہ کرے گی تو اس سے اعمال کا اقرار کرائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت کا احاطہ کرنا بھی متشابہات سے ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر عظیم فضل وکرم کرے گا۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد!
اللہ تعالیٰ نے موسیٰ "علیہ السلام" سے کلام کیا

marfat.com
Marfat.com

عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِحْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِیْ اَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسَى الَّذِیْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَاتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ ثُمَّ تَلُوْمُنِیْ عَلٰى اَمْرٍ قُدِّرَ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم اور موسیٰ "علیہما السلام" نے مناظرہ کیا۔ موسیٰ "علیہ السلام" نے کہا آپ وہی آدم ہیں جس نے اپنی اولاد کو جنت سے نکالا ہے۔ آدم "علیہ السلام" نے کہا آپ وہی موسیٰ ہو جس کو اللہ تعالیٰ اپنی رسالت اور اپنے کلام سے نوازا ہے۔ آپ اس امر کے سبب مجھے ملامت کرتے ہیں جو میرے پیدا ہونے سے پہلے میرا مقدر ہو چکا تھا۔ آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے۔

۷۰۶۱ —

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب میں مذکورہ آئت کریمہ سے استدلال کیا کہ اللہ متکلم ہے اور اہل سنت وجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کسی واسطہ اور ترجمان کے بغیر کلام فرمایا تھا اور انہیں اپنے کلام کے معانی سمجھائے تھے اور اپنا کلام سنایا تھا کیونکہ کلام کا سنا جانا اظہر ہے۔ اس میں معتزلہ کا بلیغ رد ہے جو کلام کو صفت تسلیم نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے تلاوت کرنے والے کی تلاوت اور قاری کی قرأت کے وقت سنا جاتا ہے۔ قولہ "كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا" لفظ اللہ مرفوع کلم کا فاعل ہے۔ یعنی اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا لہٰذا اللہ متکلم ہے۔ تکلیماً مصدر ہے جو فعل کی تاکید کرتا ہے اس سے مجاز کا احتمال اٹھ جاتا ہے کیونکہ جب مصدر سے تاکید کی جائے تو حقیقی کلام مراد ہوتا ہے۔ قرطبی نے کہا "تکلیما" مصدر ہے اس کے معنیٰ تاکید کے ہیں۔ یہ اس شخص کے قول کے بطلان پر دلالت کرتا ہے جو کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے درخت میں کلام پیدا کر دیا تھا جسے موسیٰ علیہ السلام سنتے تھے۔ بلکہ یہ حقیقی کلام تھا جس کے ساتھ کلام کرنے والے کو متکلم کہا جاتا ہے۔ علماء نحو کا بھی اتفاق ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناظرہ میں تمہارا کیا خیال ہے کہ کون غالب رہا۔ جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

۷۰۶۱ —

marfat.com
Marfat.com

۷۰۶۲ ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ

کہ کیا تم رات نماز نہیں پڑھتے ہو تو حضرت علی المرتضیٰ نے عرض کیا تھا ہماری روحیں اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہیں اگر ہمیں نماز کے وقت اُٹھانا چاہے گا تو ہم اُٹھ کھڑے ہوں گے اور نماز پڑھ لیں گے یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انسان بہت جھگڑا کرتا ہے" اس کا جواب یہ ہے اس مناظرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مغلوب تھے، کیونکہ یہ آیت کریمہ دارِ تکلیف میں نازل ہُوئی ہے اس دار میں صرف شریعت کا اعتبار ہے۔ بخلاف حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے مناظرہ کے وہ کسی اور دور میں تھا۔ اس میں حقائقِ امور سے پردہ مرتفع ہے اور وہ ظاہر ہو گئے ہیں لہٰذا اُس مناظرہ کا فائدہ سوائے آدم کو شرمندہ کرنے کے اور کچھ نہ تھا اور یہ تخجیل کا مقام نہیں۔

۷۰۶۲ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مومن جمع ہوں گے اور کہیں گے اگر ہم اپنے رب کے حضور سفارش کرائیں تو بہتر ہو گا ہمیں اس مقام سے آرام دے گا۔ وہ آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم ابوالبشر آدم ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کروایا ہے اور ہر شئ کے ناموں کا علم سکھایا ہے۔ ہمارے رب کے پاس ہماری سفارش کیجئے تاکہ ہمیں اس مقام سے نجات ملے اور ہمیں راحت ہو ان سے آدم فرمائیں گے میں اُس مقام کے لائق نہیں اور وہ خطاء ذکر کریں گے جو پائی تھی۔

(حدیث ۷۰۵۶ کی شرح دیکھیں)

marfat.com

Marfat.com

۷۰۶۳ ـ حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ فَقَالَ آخِرُهُمْ خُذُوا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرٰى فِيمَا يَرٰى قَلْبُهُ وَتَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذٰلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ فَلَمْ يُكَلِّمُوهُ حَتّٰى احْتَمَلُوهُ فَوَضَعُوهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيلُ فَشَقَّ جِبْرِيلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلٰى لَبَّتِهِ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوْفِهِ فَغَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بِيَدِهِ حَتّٰى أَنْقٰى جَوْفَهُ ثُمَّ أُتِيَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ تَوْرٌ مِنْ ذَهَبٍ مَحْشُوًّا إِيمَانًا وَحِكْمَةً

ترجمہ : شریک بن عبداللہ نے کہا میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے سیر کرائی گئی وحی آنے سے پہلے آپ کے پاس تین فرشتے آئے حالانکہ حضور مسجد حرام میں سو رہے تھے اُن میں سے پہلے نے کہا ان میں وہ کون ہے؟ درمیانے نے کہا وہ سب سے بہتر ہے اور آخری نے کہا ان میں جو بہتر ہے اس کو لے لو۔ یہ رات اسی طرح رہی حضور نے ان کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ دوسری رات آئے جبکہ آپ کا قلب شریف انہیں دیکھ رہا تھا اور آنکھ سو رہی تھی۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اسی طرح ہوتے ہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں

۷۰۶۳ —

marfat.com
Marfat.com

فَحَشَا بِهٖ صَدْرَهٗ وَلَغَادِيْدَهٗ يَعْنِيْ عُرُوْقَ حَلْقِهٖ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ
ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَضَرَبَ بَابًا مِنْ اَبْوَابِهَا فَنَادَاهُ اَهْلُ
السَّمَاءِ مَنْ هٰذَا فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ قَالُوْا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ
قَالَ وَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا فَمَرْحَبًا بِهٖ وَاَهْلًا يَسْتَبْشِرُ بِهٖ اَهْلُ
السَّمَاءِ لَا يَعْلَمُ اَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِهٖ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى يُعْلِمَهُمْ
فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا اٰدَمَ فَقَالَ لَهٗ جِبْرَئِيْلُ هٰذَا اَبُوْكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ اٰدَمُ وَقَالَ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا بِابْنِيْ فَنِعْمَ الْاِبْنُ
اَنْتَ فَاِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَيْنِ يَطَّرِدَانِ فَقَالَ مَا هٰذَانِ
النَّهَرَانِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هٰذَا النِّيْلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا ثُمَّ مَضٰى
بِهٖ فِي السَّمَاءِ فَاِذَا هُوَ بِنَهَرٍ اٰخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِّنْ لُؤْلُؤٍ وَّزَبَرْجَدٍ

اور دل نہیں سوتے انہوں نے حضور سے کوئی بات نہیں کی حتی کہ آپ کو اُٹھا کر لے گئے اور چاہ زمزم کے پاس رکھ دیا۔ ان میں سے جبریل حضور کا والی بنا اور گلے سے زیر ناف تک سینہ چاک کیا حتی کہ سینہ اور پیٹ سے فارغ ہوئے تو اس کو اپنے ہاتھ کے ساتھ آبِ زمزم سے دھویا یہاں تک کہ آپ کا پیٹ صاف کر دیا پھر سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا برتن ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا اس سے حضور کے سینہ مبارک اور حلق شریف کی رگیں بھر دیں پھر اس کو برابر کر دیا۔ پھر آپ کو پہلے آسمان کی طرف لے گئے اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھٹکھٹایا تو آسمان والوں نے آواز دی یہ کون ہے؟ کہا جبریل۔ اُنہوں نے کہا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا میرے ساتھ محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" ہیں اُس نے کہا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں! اُنہوں نے مرحبا اور خوش آمدید کہا اور اس سے آسمان والے خوش ہوئے آسمان والے نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ زمین میں کیا ارادہ رکھتا ہے حتی کہ ان کو خبردار کرتا ہے حضور نے پہلے آسمان میں آدم "علیہ السلام" کو پایا تو جبرائیل علیہ السلام"

marfat.com
Marfat.com

فَضَرَبَ يَدَهٗ فَاِذَا هُوَ مِسْكٌ اَذْفَرُ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ
هُوَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ قَدْ خَبَّاَلَكَ رَبُّكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ
الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ اُولٰى مَنْ هٰذَا
قَالَ جِبْرَئِيْلُ قَالُوْا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ
نَعَمْ قَالُوْا مَرْحَبًا بِهٖ وَاَهْلًا ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ وَقَالُوْا لَهٗ
مِثْلَ مَا قَالَتِ الْاُوْلٰى وَالثَّانِيَةُ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوْا
لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوْا لَهٗ مِثْلَ
ذٰلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوْا لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ
عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوْا لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلُّ سَمَاءٍ فِيْهَا
اَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ فَاَوْعَيْتُ مِنْهُمْ اِدْرِيْسَ فِي الثَّانِيَةِ وَهَارُوْنَ
فِي الرَّابِعَةِ وَاٰخَرَ فِي الْخَامِسَةِ لَمْ اَحْفَظْ اِسْمَهٗ وَاِبْرَاهِيْمَ فِي
السَّادِسَةِ وَمُوْسٰى فِي السَّابِعَةِ بِتَفْضِيْلِ كَلَامِ اللّٰهِ فَقَالَ مُوْسٰى

نے کہا یہ آپ کا باپ ہے انہیں سلام کہیں۔ حضور نے انہیں سلام کہا آدم "علیہ السلام" نے سلام کا جواب دیا اور کہا میرے بیٹے کا آنا مبارک ہو۔ آپ بہت اچھے بیٹے ہیں آپ نے اچانک پہلے آسمان میں دو نہریں دیکھیں جو جاری تھیں فرمایا اے جبریل! یہ دو نہریں کیسی ہیں انہوں نے کہا یہ نیل اور فرات کا اصل منبع ہیں پھر آپ کو آسمان میں پھرانے لگے اچانک آپ نے ایک اور نہر دیکھی اس پر موتیوں اور زبرجد سے بنا ہوا محل ہے۔ حضور نے اس کو دستِ اقدس مارا تو وہ خوشبودار مشک ہے۔ فرمایا اے جبریل یہ کیا ہے کہا یہ کوثر ہے۔ آپ کے رب نے آپ کے لئے چھپا رکھا ہے۔ پھر حضور کو دوسرے آسمان کی طرف لے گئے

marfat.com
Marfat.com

رَبِّ لَمْ اَظُنَّ اَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ اَحَدٌ ثُمَّ عَلَا بِهٖ فَوْقَ ذٰلِكَ بِمَا
لَا يَعْلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ حَتّٰى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ
الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحَى
اللّٰهُ اِلَيْهِ فِيْمَا اَوْحَى اللّٰهُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً عَلٰى اُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ
وَلَيْلَةٍ ثُمَّ هَبَطَ حَتّٰى بَلَغَ مُوْسٰى فَاحْتَبَسَهٗ مُوْسٰى فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ
مَاذَا عَهِدَ اِلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ عَهِدَ اِلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ
يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ
عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى
جِبْرِيْلَ كَاَنَّهٗ يَسْتَشِيْرُهٗ فِيْ ذٰلِكَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ جِبْرِيْلُ اَنْ نَعَمْ
اِنْ شِئْتَ فَعَلَا بِهٖ اِلَى الْجَبَّارِ فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهٗ يَا رَبِّ خَفِّفْ
عَنَّا فَاِنَّ اُمَّتِيْ لَا تَسْتَطِيْعُ هٰذَا فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ
رَجَعَ اِلٰى مُوْسٰى فَاحْتَبَسَهٗ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهٗ مُوْسٰى اِلٰى رَبِّهٖ

فرشتوں نے اُن سے اسی طرح کہا جو پہلے فرشتوں نے کہا یہ کون ہے کہا جبریل ہے فرشتوں نے کہا تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبریل نے کہا "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انہوں نے کہا آپ کو پیغام بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں! انھوں نے کہا حضور کا تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر تیسرے آسمان کی طرف لے گئے۔ انہوں نے اس سے وہی کہا جو پہلے دوسرے آسمانوں کے فرشتوں نے کہا تھا۔ پھر آپ کو چوتھے آسمان کی طرف لے گئے انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر حضور کو ساتویں آسمان کی طرف لے گئے انہوں نے بھی اسی طرح کہا ہر آسمان میں نبی تھے اُن کے نام بھی ذکر کئے ہیں۔ میں نے اُن میں سے ادریس کو دوسرے

marfat.com
Marfat.com

حَتّٰی صَارَتْ اِلٰی خَمْسِ صَلَوَاتٍ ثُمَّ احْتَبَسَہٗ مُوْسٰی عِنْدَ
الْخَمْسِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ وَاللّٰہِ لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ قَوْمِیْ
عَلٰی اَدْنٰی مِنْ ھٰذَا فَضَعُفُوْا اَوْ تَرَکُوْہُ فَاُمَّتُکَ اَضْعَفُ اَجْسَادًا
وَّقُلُوْبًا وَّاَبْدَانًا وَّاَبْصَارًا وَّاَسْمَاعًا فَارْجِعْ فَلْیُخَفِّفْ عَنْکَ
رَبُّکَ کُلَّ ذٰلِکَ یَلْتَفِتُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ
لِیُشِیْرَ عَلَیْہِ وَلَا یَکْرَہُ ذٰلِکَ جِبْرَئِیْلُ فَرَفَعَہٗ عِنْدَ الْخَامِسَۃِ
فَقَالَ یَا رَبِّ اِنَّ اُمَّتِیْ ضُعَفَاءُ اَجْسَادُھُمْ وَقُلُوْبُھُمْ وَاَسْمَاعُھُمْ
وَاَبْدَانُھُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا فَقَالَ الْجَبَّارُ یَا مُحَمَّدُ قَالَ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ

آسمان پر، ہارون کو چوتھے پر پانچویں پر کسی اور کو مجھے اس کا نام یاد نہیں، ابراہیم کو چھٹے پر
اور موسیٰ کو ساتویں آسمان پر "علیہم السلام" اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کی فضیلت کے باعث مجھے یاد رہا
موسیٰ "علیہ السلام" نے کہا اے میرے پروردگار مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مجھ سے زیادہ بلندی پر پہنچے گا پھر
حضور کو اس سے اوپر لے گئے اس کو اللہ ہی جانتا ہے کہ کہاں تک لے گئے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ
پر آئے اور رب العزت کے قریب آئے پھر اور قریب ہوئے یہاں تک کہ کمان کے دو کونے رہ گئے
یا اس سے بھی قریب ہوئے پھر اللہ نے وحی بھیجی اور جو آپ کو وحی بھیجی اس میں یہ تھا کہ آپ کی امت
پر ایک دن رات میں پچاس نمازیں ہیں۔ پھر حضور نیچے تشریف لائے حتیٰ کہ موسیٰ "علیہ السلام" تک
پہنچے تو انہوں نے آپ کو روک لیا اور کہا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" تمہارے رب نے تم سے کیا عہد
لیا ہے۔ فرمایا مجھ سے ایک دن رات میں پچاس نمازوں کا عہد لیا ہے۔ موسیٰ نے کہا آپ کی امت یہ طاقت
نہیں رکھتی واپس تشریف لے جائیے تاکہ آپ کا رب آپ سے اور اُن سے تخفیف کرے اس وقت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم جبریل کی طرف متوجہ ہوئے گویا کہ اس بارے میں اُن سے مشورہ لیتے ہیں جبرائیل نے بھی مشورہ دیا کہ
جی ہاں اگر آپ چاہتے ہیں تو ضرور تشریف لے جائیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف لے گئے

marfat.com
Marfat.com

قَالَ اِنَّهٗ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ کَمَا فَرَضْتُ عَلَیْكَ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ
فَکُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا فَهِیَ خَمْسُوْنَ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ وَهِیَ
خَمْسٌ عَلَیْكَ فَرَجَعَ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ کَیْفَ فَعَلْتَ فَقَالَ خَفَّفَ عَنَّا اَعْطَانَا
بِکُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ اَمْثَالِهَا قَالَ مُوْسٰی قَدْ وَاللّٰهِ رَاوَدْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ
عَلٰی اَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَکُوْهُ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَلْیُخَفِّفْ عَنْكَ اَیْضًا
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا مُوْسٰی قَدْ وَاللّٰهِ اسْتَحْیَیْتُ

اور اپنے مقام پر ہی عرض کیا اے میرے پروردگار ہم سے تخفیف کر دے کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی - اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں وضع کر دیں۔ پھر آپ موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹے تو انھوں نے آپ کو روک لیا؛ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام بار بار اللہ کی طرف بھیجتے رہے یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے پانچ نمازوں کے وقت بھی روکا اور کہا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ کی قسم! میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے اس سے کم کا تجربہ کیا ہے وہ ادا کرنے سے کمزور ہو گئے اور اس کو چھوڑ دیا آپ کی امت تو جسم، دل، بدن، نظر اور سماعت کے اعتبار سے بہت کمزور ہے۔ واپس تشریف لے جائیے اور اپنے رب سے تخفیف کرائیے۔ ہر بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل کی طرف متوجہ ہوتے رہے تاکہ وہ حضور کو مشورہ دیں اور جبریل بھی اس کو ناپسند نہ کرتے تھے پھر پانچویں بار حضور کو اوپر لے گئے تو حضور نے عرض کیا اے میرے پروردگار میری امت کے جسم دل، کان اور بدن بہت کمزور ہیں ہم سے تخفیف فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" عرض کیا لبیک سعدیک فرمایا میرے نزدیک کلام تبدیل نہیں ہوتا جو میں نے تم پر ام الکتاب میں فرض کیا ہے وہی رہے گا اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے اور یہ ام الکتاب (لوح محفوظ) میں پچاس ہیں حالانکہ آپ پر پانچ نمازیں فرض ہیں پھر حضور موسیٰ کی طرف تشریف لائے تو انہوں نے کہا کیا کیا ہے۔ فرمایا ہم سے تخفیف کر دی ہے اور ہر نیکی کا بدل دس گنا دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ کی قسم! میں نے بنی اسرائیل کا اس سے کم کا تجربہ کیا ہے انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیے اور اپنے سے تخفیف کرا لیجئے۔

marfat.com
Marfat.com

مِنْ رَبِّیْ مِمَّا اخْتَلَفَ اِلَیْہِ قَالَ فَاھْبِطْ بِسْمِ اللّٰہِ فَاسْتَیْقَظَ وَھُوَ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے موسیٰ! بخدا مجھے اپنے رب سے حیاء آتا ہے کہ میں بار بار اس کی طرف جاؤں جبرائیل نے کہا اللہ کے نام سے "زمین" پر تشریف لے چلیں۔ راوی نے کہا حضور بیدار ہوئے جبکہ آپ مسجد حرام میں تھے۔

۷۰۶۳ شرح : حدیث شریف میں مذکور واقعہ خواب میں ہوا جبکہ آپ مسجد حرام میں سو رہے تھے چنانچہ اس حدیث کے آخری الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور بیدار ہوئے جبکہ آپ مسجد میں تھے اس وقت آپ کے پاس دو آدمی حمزہ بن عبدالمطلب اور جعفر بن ابی طالب سو رہے تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان تھے اور اُن سے بہتر تھے۔ اس رات وہ آئے اور یہ رات یوں ہی گزر گئی اور اس میں کوئی واقعہ نہ ہوا پھر وہ دوسری رات آئے معلوم نہیں دوسری رات اور پہلی رات کے درمیان کتنا عرصہ تھا تو اس کا محمل یہی ہے کہ دوسری رات آنا نزولِ وحی کے بعد تھا جس میں اسراء اور معراج کا وقوع ہوا تھا۔ دونوں راتوں کے درمیان مدت کی تقدیر پر جو بھی مدت ہو ایک رات ہو یا زیادہ ہو یا کئی سال ہوں اس میں کوئی فرق نہیں اس طرح شریک کی اس روایت میں اشکال باقی نہیں رہتا اور اس پر اتفاق ہو جاتا ہے کہ اسراء بیداری میں بعثت کے بعد ہجرت سے پہلے تھا۔ لہٰذا خطابی، ابن حزم وغیرہ کی تشنیع زائل ہو جاتی ہے کہ شریک نے اپنے دعویٰ میں اجماع کا خلاف کیا ہے کہ معراج بعثت سے پہلے تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس روایت میں ہے کہ حضور حطیم میں تھے اس کا جواب یہ ہے کہ معراج کا واقعہ کئی بار ہوا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر بھی متعدد بار ہوا ہے۔ مکی میں پھر بعثت کے وقت جیسا کہ بیہقی نے دلائل نبوت میں ذکر کیا ہے پھر اسراء کے وقت شق صدر ہوا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شق صدر کے بعد چاہِ زمزم سے آسمان کی طرف تشریف لے گئے، حالانکہ بیت المقدس سے آسمان کی طرف گئے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر تھے اور کتاب الفضائل میں ہے کہ موسیٰ چھٹے آسمان پر تھے اور ابراہیم علیہ السلام ساتویں پر تھے اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر تھے پھر وہ ساتویں پر چلے گئے۔ قولہ ثم علا، یعنی جبرائیل علیہ السلام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر لے گئے جیسے

marfat.com
Marfat.com

جسے اللہ ہی جانتا ہے کہ کہاں تک گئے حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے جہاں ملائکہ کے علم کی انتہا ہوتی ہے یا جہاں تک وہ اُوپر جاسکتے ہیں۔ اس سے آگے نہیں جاسکتے ہیں۔ قولہ قَابَ قَوْسَیْنِ " قاب وہ ہے جو مٹھی کے دونوں طرف منحنی ہے۔ ہر قوس کے دو قاب ہوتے ہیں۔ یہ دراصل قَابَیْ قَوْسٍ " تھا۔ قولہ دَنَا الْجَبَّارُ " رب العزت جل جلالہ قریب ہُوا وَتَدَلّٰی پھر اور زیادہ قریب ہُوا۔ امام قسطلانی نے مکی کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ جناب محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب ہُوا اور دو ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو فرمائی۔ اس مقام میں صحیح تر مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب جناب محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا۔ قسطلانی نے کہا " قاب قوسین سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت نہایت قرب، لطف محل اور ایضاحِ معرفت سے عبارت ہے اور اللہ تعالیٰ کی نسبت اجابت اور درجہ بلند کرنا ہے " الحاصل اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے سے مراد سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مقام کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور کے رفعت درجات کا اظہار ہے۔ یہاں نہ قربِ مکان مراد ہے اور نہ ہی قربِ زمان کا احتمال ہے۔ بندۂ مسکیں غلام رسول رضوی اگرچہ قلتِ بضاعتِ علم کے باعث اِس بحرِ عمیق میں غوطہ زن ہونے سے قاصر ہے لیکن اپنی ضعیف دانست کے مطابق اس مقام میں کچھ بیان کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ فلاسفہ کے نزدیک فلک الافلاک تمام افلاک کو محیط ہے اور اس کی اعلیٰ سطح کے تحت مکان ہے اس سے اوپر مکان نہیں اور قرب و بُعد مسافت کے اعتبار سے ہوتا ہے جو مکان کے بغیر متصور نہیں ہے اور فلک الافلاک کی حرکت کا نام زمان ہے یہ بھی اس کے تحت متصور ہے لہٰذا ما فوق فلک اعلیٰ نہ مکان ہے اور نہ ہی زمان ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم فلک الافلاک کو عبور کر گئے تھے اور اللہ کی قدرت سے چل رہے تھے وہاں کوئی واسطہ نہ تھا تو تحدید مسافت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی اوپر سے نیچے اترنے کا کوئی تصور ہے۔ اب اگر دنیٰ کی نسبت جبّار قہار کی طرف ہو تو نہ تو تحدید مسافت پائی جاتی ہے اور نہ ہی تدلّی کی صورت میں اوپر سے نیچے اترنے کا کوئی معنیٰ ہے لہٰذا بخاری میں مذکور عبارت کا مفہوم واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قربِ نعمت سے نوازا۔ یہی معنیٰ صحیح تر ہے اور کسی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور حدیث بے غبار ہے اور یہ کہنا کہ دلوّ (قریب ہونا) مسافت کی تحدید واجب کرتا ہے اور تدلّی مخلوق کے ساتھ تشبیہ و تمثیل کو واجب کرتا ہے جس کا تعلق اوپر سے نیچے اُترنے کے ساتھ ہے۔ مضمحل ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نسخ جائز الوقوع ہے حالانکہ یہ تبدیلِ قول ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نسخ تبدیلِ قول نہیں بلکہ یہ حکم کی انتہا کا بیان ہے۔ اگرچہ لوگوں کے نزدیک تبدیل ہے اس لئے فرمایا مَا یُبَدَّلُ

marfat.com

Marfat.com

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ

۷۰۶۴ــــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ

الْقَوْلُ لَدَيَّ "، میرے نزدیک قول میں تبدیلی نہیں قولہ اِسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ "
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے حالانکہ مسجد حرام میں تھے۔ یعنی آسمان کی سیر کے بعد آپ مسجد میں سو گئے
تھے۔ اس نیند سے بیدار ہوئے تو آپ مسجد حرام میں تھے؛ کیونکہ آسمانی سیر مختصر وقت میں تھی ساری رات
نہ تھی قولہ بَيْنَ اَنَا نَائِمٌ "، یہ سیر کی ابتداء کا وقت ہے۔ آپ نیند فرمانے کے لئے بستر پہ آرام فرما ہوئے ابھی نیند
مستحکم نہ ہوئی تھی تو جبرائیل علیہ السلام نے بیدار کر دیا۔ اسی لئے بعض روایات میں ہے مَیں نوم اور یقظہ کے
مابین تھا۔ یعنی مستحکم نہ سویا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اسراء کے واقعہ میں موسیٰ علیہ السلام کی کیا
تخصیص ہے کہ صرف انہوں نے ہی حضور سے ملاقات میں مراجعت کی اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ساتویں
آسمان میں تھے اس لئے لامکان سے واپسی میں پہلے اُن سے ملاقات ہوئی یا اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام
کی امت دوسرے نبیوں سے بہت زیادہ تھی اور اُنہوں نے اپنی امت سے بہت اذیت پائی تھی اگر
یہ سوال پوچھا جائے کہ مالک بن صَعْصَعَہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضور نے موسیٰ علیہ السلام سے جاتے
وقت چھٹے آسمان پر ملاقات کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ پھر وہ ساتویں آسمان پر چلے گئے تھے اور واپسی
میں حضور سے ساتویں آسمان پر ملاقات کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کا مرتبہ تمام نبیوں کے مراتب سے بلند ہے اور حوض کوثر مخلوق ہے اور فرات و نیل کے پانی متبرک
ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

حلّ لغات

: اُسْرِیَ رات سیر کرائی گئی۔ نَفَرَ اشخاص۔ اِحْتَمَلُوْهُ، آپ کو اُٹھا
لائے۔ نحر، سینہ۔ لبّہ، سینے سے نیچے ہار کی جگہ۔ طست"
برتن۔ تَوْر، پانی پینے کا برتن۔ لغادید جمع لَغْدُوْدٌ، حلق کی رگیں۔ یَطْرد ان، جاری تھے۔ عُنْصُرُهَا
اُن کا اصل۔ اَذْفَرُ، بہترین خوشبو۔ سدرۃ المنتہیٰ۔ فرشتوں کے علم اور اُن کے اُوپر چڑھنے کا مقام یا
لوگوں کے اعمال کے اوپر جانے کا مقام۔ دَنَا، قریب ہُوا۔ تدلّٰی، خوب قریب ہُوا۔ قاب، قوس کی مٹھی

marfat.com
Marfat.com

سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا

اور دونوں مخنی طرفوں کا درمیان۔ عَهِدَ حکم دیا یا وصیت کی۔ رَاوَدْتُ ،، میں نے طلب کیا اور ارادہ کیا۔

باب اللہ تعالیٰ کا اہلِ جنت سے کلام کرنا

۷۰۶۴ ــ ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے جنتیو! وہ کہیں گے لبیک وسعدیک تمام خیر تیرے دستِ قدرت میں ہے۔ فرمائے گا کیا خوش ہو وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم کیوں خوش نہ ہوں حالانکہ تو نے ہمیں وہ عطاء کیا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا۔ اللہ فرمائے گا خبردار! میں تمہیں اس سے افضل دوں گا وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار اس سے افضل کیا ہے؟ فرمائے گا میں تم پر اپنی رضامندی حلال کر دوں گا اس کے بعد کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔

۷۰۶۴ ــ شرح : اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے جواب میں اہل جنت خیر کو بطور ادب ذکر کیا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ہر شئ خیر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے ناراض ہو سکتا ہے کیونکہ وہ تمام اخروی اور دنیوی انعامات عطا کرنے والا ہے، حالانکہ لوگوں کے اعمال کا مقتضیٰ یہ ہے کہ انہیں متناہی جزاء دی جائے۔ اسی لئے فرمایا اس کے بعد میں تم سے ناراض نہ ہوں گا۔ الحاصل اللہ تعالیٰ پر کوئی شئ واجب نہیں۔ اس میں معتزلہ کا ردِ بلیغ ہے وہ

* کہتے ہیں نیک اعمال کی جزاء اللہ پر واجب ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۷۰۶۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَاذَنَ رَبَّهٗ فِی الزَّرْعِ فَقَالَ لَهٗ اَوَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ فَاَسْرَعَ وَبَذَرَ فَتَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهٗ وَاسْتِوَاؤُهٗ وَاسْتِحْصَادُهٗ وَتَكْوِيْرُهٗ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ دُوْنَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ فَاِنَّهٗ لَا يُشْبِعُكَ شَیْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَجِدُ هٰذَا اِلَّا قُرَشِيًّا اَوْ اَنْصَارِيًّا فَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ فَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۰۶۵ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرما رہے تھے اور آپ کے پاس ایک دیہاتی آدمی بیٹھا تھا۔ حضور نے فرمایا اہلِ جنت سے ایک آدمی اپنے رب سے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو تیرے پاس نعمتیں ہیں اُن سے خوش نہیں ؟ وہ کہے گا کیوں نہیں لیکن مجھے کھیتی باڑی سے محبت ہے۔ پس وہ جلدی کرے گا بیج بوئے گا تو اس کے دیکھنے سے پہلے بیج اُگ آئے گا اور سیدھا ہو جائے گا اور کاٹنے کے قابل ہو جائے گا اور پہاڑ کی طرح انبار لگ جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا آدم کے بیٹے یہ لے لے تجھے کوئی شئے سیر نہیں کر سکتی۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کو قریشی یا انصاری پائیں گے وہ کھیتیوں والے ہیں ہم تو کھیتیوں والے نہیں ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

۷۰۶۵ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جنت میں بھوک پیاس نہ ہوگی اس کا جواب یہ ہے شبع کی نفی بھوک کے منافی نہیں کیونکہ ان دونوں کے درمیان واسطہ ہے اور وہ کفائت ہے۔ بعض نے یہ کہا کہ مناسب یہ ہے کہ سیر نہ ہو کیونکہ سیری زیادہ کھانے کو

marfat.com
Marfat.com

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ بِالْاَمْرِ وَذِكْرِ الْعِبَادِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالْاِبْلَاغِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اُذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً اِلٰى قَوْلِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ غُمَّةٌ وَّضِيْقٌ قَالَ مُجَاهِدٌ اِقْضُوْٓا اِلَيَّ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ يُقَالُ اُفْرُقْ فَاقْضِ قَالَ مُجَاهِدٌ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ اِنْسَانٌ يَاْتِيْهِ فَيَسْتَمِعُ مَا يَقُوْلُ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَهُوَ اٰمِنٌ حَتّٰى يَاْتِيَهٗ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ وَحَتّٰى يَبْلُغَ مَاْمَنَهٗ حَيْثُ جَآءَ النَّبَاُ الْعَظِيْمُ الْقُرْاٰنُ صَوَابًا حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمِلَ بِهٖ

منع کرتی ہے جس سے سیرگی کے دوران لذت حاصل ہوتی ہے یا اس سے مقصود انسان کی حرص اور ترکِ قناعت کا بیان ہے۔ گویا کہ فرمایا تیری آنکھ کو کوئی شئی سیر نہیں کرتی جنت میں کھانے سے سیر ہونے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جنت میں انسان سیر نہ ہوں گے کیونکہ اگر سیر ہو جائیں تو لذیذ کھانے ہمیشہ نہ کھائیں گے اور جنت میں کھانا بھوک کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ لذت کے حصول کے لئے ہوگا۔ اعراب وہ لوگ ہیں جو جنگلات میں رہتے ہیں اور کھیتی باڑی نہیں کرتے۔ (حدیث ۲۱۹۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو اس طرح یاد کرنا کہ ان کو طاعت کا حکم دیتا ہے۔ اور بندوں کا اللہ کو اس طرح یاد کرنا ہے

marfat.com
Marfat.com

کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں اور عاجزی اور زاری ظاہر کریں اور اس کا پیغام لوگوں کو پہنچائیں اور تبلیغ کریں "کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ اُن سے نوح کی خبر بیان کریں جب اُنھوں نے اپنی قوم سے کہا تھا اے میری قوم! اگر تم میں میرا رہنا اور اللہ کے احکام یاد دلانا تم پر گراں ہے تو میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں تم سب اتفاق کر لو اور اپنے شرکاء جمع کر لو پھر تمہارا معاملہ تمہارے لئے تنگی کا سبب نہ ہو۔ پھر میرے حق میں فیصلہ کر لو اور مجھے مہلت نہ دو اگر تم پھر گئے تو میں تم سے اُجرت نہیں مانگتا میرا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے رہوں۔ غُمّہ بمعنی غم اور تنگی ہے۔ مجاہد نے کہا اقْضُوْا عَلَیَّ کے معنی ہیں جو تمہارے دلوں میں آئے کر لو۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ اُفْرُقْ "یعنی فیصلہ کر" اِنْ اَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلَامَ اللّٰہِ "اگر کوئی مشرک آپ سے پناہ چاہے تو اس کو بنا دو تاکہ وہ آپ کا کلام سُنے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مجاہد نے ذکر کیا۔ کوئی انسان آپ کے پاس آئے تو جو آپ کہتے ہیں اور جو آپ پر نازل کیا گیا ہے اس کی سماعت کرے وہ شخص امن و امان میں ہے تاکہ وہ آئے اور اللہ کا کلام سُنے حتیٰ کہ اپنے امن کے مقام میں پہنچ جائے جہاں سے آیا تھا۔ "نبا عظیم" قرآن حکیم ہے اور صواب بمعنی حق ہے"

شرح الباب : یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو ذکر کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ ان کو حکم کرتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کی طاعت اپنے پر لازم کرو تو وہ اُن پر رحم کرے گا اور انہیں انعامات عنایت کرے گا اور اگر وہ اس کی نافرمانی کریں گے تو انہیں عذاب دے گا اور بندوں کا اللہ کو یاد کرنے کے معنیٰ یہ ہے کہ وہ اللہ سے دعائیں کریں اور اس کے حضور عاجزی انکساری کریں اور اس کے پیغام لوگوں کو پہنچائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ "اس آیت سے امام بخاری

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّقَوْلِهٖ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ وَقَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ

نے یہ استدلال کیا کہ جب انسان اللہ کی طاعت کرتے ہوئے اسے یاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو رحمت اور مغفرت سے یاد کرتا ہے اور وہ مرحوم و مغفور ہوتا ہے۔ قولہ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ "یعنی نوح" علیہ السلام" کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح یاد کیا کہ انھوں نے اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچائے اور اس کے حکم کی خوب تبلیغ کی اسی طرح ہر نبی پر اللہ کی کتاب کی تبلیغ اور اس کی شریعت کی اشاعت فرض ہے۔ جبکہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا۔ اگر تم میں میرا رہنا تم پر بوجھ ہے اور میری تبلیغ تمہارے حال کے مناسب نہیں تو پھر حال یہ ہے میرا اللہ پر بھروسہ ہے۔ اور اگر تم میری مدد نہ کرو گے تو میں اس پر توکل کروں گا جو میری مدد کرے گا۔ تم اتفاق رائے کر لو اور اپنے شرکاء سے بھی مدد حاصل کر لو۔ پھر اپنے بُرے ارادہ کا نفاذ مجھ پر کرو اور مجھے مہلت بھی نہ دو۔ اور اگر تم نے ایمان سے اعراض کیا اور منہ پھیرا تو مجھے کوئی پرواہ نہیں میرا تمہیں تبلیغ کرنا کسی مال کے طمع پر مبنی نہیں۔ میرا ثواب صرف اللہ کے ذمہ ہے اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں اللہ کے حکم کے تابع ہوں۔ تمہارا کفر مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا بلکہ اس میں تمہارا ہی نقصان ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کا شریک نہ بناؤ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اللہ کے شریک بناتے ہو وہ سب جہانوں کا رب ہے۔ اور اللہ کا ارشاد! جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے اور تمہاری طرف اور تم سے پہلے لوگوں کی طرف وحی کی گئی کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل باطل ہو جائیں گے

marfat.com
Marfat.com

مُشْرِكُوْنَ قَالَ يَسْأَلُهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ وَمَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَذٰلِكَ اِيْمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُوْنَ غَيْرَهٗ وَمَا ذُكِرَ
فِيْ خَلْقِ اَفْعَالِ الْعِبَادِ وَاكْتِسَابِهِمْ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ
تَقْدِيْرًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَا تَتَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِلَّا بِالْحَقِّ بِالرِّسَالَةِ
وَالْعَذَابِ لِيَسْاَلَ الصَّادِقِيْنَ الْمُبَلِّغِيْنَ الْمُؤَدِّيْنَ مِنَ الرُّسُلِ وَاِنَّا
لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ عِنْدَنَا وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ بِالْقُرْاٰنِ وَصَدَّقَ بِهِ
الْمُؤْمِنُ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هٰذَا الَّذِيْ اَعْطَيْتَنِيْ عَمِلْتُ بِمَا فِيْهِ

اور تم خسارہ میں رہ جاؤ گے بلکہ اللہ کی عبادت کرو اور شکر گزار لوگوں میں سے ہو جاؤ۔"

خالق کائنات جل مجدہ الکریم جانتا ہے کہ اس کے رسول اللہ کا شریک نہیں بنائیں گے بایں ہمہ اُن سے فرمایا اگر تم نے شریک بنایا تو تمہارے باطل ہو جائیں گے۔ یہ بظاہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے لیکن مراد حضور کے غیر لوگ ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کا شریک بنائے اس کے لئے شدید وعید ہے اور انسان کو اعمال کا ثواب جب ہی حاصل ہو گا کہ وہ شرک سے سالم بچا ہے اور اگر شرک کیا تو عمل تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

قولہ قال عِکْرِمَةُ الخ یعنی عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا اُن میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر وہ مشرک ہیں اور اگر اُن سے پوچھو کہ اُن کو کس نے پیدا کیا اور آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ کہتے ہیں اللہ نے پیدا کیا ہے یہ اُن کا ایمان ہے حالانکہ وہ اس کے غیر کی عبادت کرتے ہیں۔ یعنی اگر اُن سے اللہ کی صفت پوچھی جائے تو اس کی کوئی اور صفت کرتے ہیں اور اس کی اولاد بیان کرتے ہیں اور اس کا شریک بناتے ہیں۔ قولہ وَمَا ذُكِرَ فِيْ خَلْقِ اَفْعَالِ الْعِبَادِ، اور جو افعالِ عباد کی خلقت اور اُن کے کسب کرنے میں ذکر کیا گیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر شئی کو اس نے پیدا کیا ہے اور اس کا پورا اندازہ کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۷۰۶۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر شئ کو پیدا کیا اُن میں سے لوگوں کے اعمال بھی ہیں لہٰذا اعمال کو بھی اُس نے پیدا کیا ہے اس میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو کہتے ہیں۔ اللہ کا شریک نہیں لیکن افعال کا خالق خود انسان ہے۔

قولہ مجاہد ،، مجاہد نے کہا فرشتے نازل نہیں ہوتے مگر حق کے ساتھ رسالت اور عذاب کے ساتھ (یعنی رسولوں کی رسالت کی صداقت اور کافروں کو عذاب دینے کے ساتھ) تاکہ سچوں کو اُن کی سچائی سے پوچھے کہ انہوں نے تبلیغ کی ہے اور اللہ کے احکام ادا کئے ہیں؟ (من الرسل صادقین کا بیان ہے) اللہ فرماتا ہے اور ہم قرآن کریم کی اپنے پاس حفاظت کرتے ہیں)

قولہ والّذی جَآءَ بالصّدق ،، جو صدق یعنی قرآن لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی مومن ہے۔ قیامت کے دن کہے گا۔ یہ وہ ہے جو تو نے دیا تھا میں نے جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو صدق کے ساتھ

شرح : اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اچھے ہوں یا بُرے سب کا اللہ ہی خالق ہے۔ لوگ صرف کاسب ہیں اللہ کے غیر کی طرف خالقیت کی نسبت کرنا صحیح نہیں ورنہ وہ اللہ کا شریک ہوگا جو خالقیت میں اس کے مساوی ہوگا۔ اس میں جہمیہ کا ردّ ہے جو کہتے ہیں انسان کو قطعاً قدرت نہیں اور وہ مجبور محض ہے اس میں معتزلہ کا بھی ردّ ہے جو کہتے ہیں لوگوں کے افعال میں اللہ کی قدرت کو دخل نہیں یہ قدریہ ہیں اور جہمیہ جبریہ ہیں۔ اہلسنت وجماعت ان کے مابین ہیں وہ کہتے ہیں نہ جبر ہے نہ قدر ہے بلکہ امر ان دونوں کے درمیان ہے۔ یعنی خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بندہ کاسب ہے۔ اس سے منارہ سے نیچے اُترنے والے اور اس سے گرنے والے میں فرق کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کو تاثیر نہیں بلکہ اللہ کی قدرت سے فعل واقع ہُوا ہے اور بندے کی تاثیر کے بعد اس میں اللہ کی قدرت کی تاثیر ہے۔ اس کو کسب کہا جاتا ہے۔

۷۰۶۶ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ اللہ کے نزدیک کونسا گناہ بہت بڑا ہے۔ فرمایا تیرا اللہ کا شریک بنانا بہت

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ اَنْ یَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَشْهَدَ عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَعْلَمُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ

بڑا گناہ ہے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے میں نے عرض کیا واقعی اللہ کا شریک بنانا بہت بڑا گناہ ہے میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا گناہ عظیم تر ہے۔ فرمایا تیرا اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا؟ فرمایا تیرا اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زناء کرنا۔

شرح ۷۰۶۶ : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل "علیہ السلام" ہمیشہ مجھے ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کر لیا کہ اسے میرا وارث بنا دیں گے "ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا ہمسایہ سے خیانت کے ساتھ ساتھ ہمسائیگی کا حق باطل کرنا ہے یہ بہت بُرا فعل ہے۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ جو یہ کہتا ہے کہ بندہ اپنے فعل کا خالق ہے وہ ایسا ہے جیسے اس نے اللہ کا شریک بنایا اور اس میں سخت وعید آئی ہے۔ لہٰذا یہ اعتقاد حرام ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اس سے کہاں چھپ کر جاتے کہ تم پر تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں لیکن تم نے گمان کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بہت سے گناہ نہیں جانتا"

یعنی تم گناہ کرتے وقت باغات اور پردوں میں چھپتے تھے اور تمہارا چھپنا اس خوف سے نہ تھا کہ تم پر تمہارے اعضاء گواہی دیں گے کیونکہ تمہیں ان کی گواہی کا علم نہ تھا بلکہ تم تو مر کر اٹھنے کا انکار کرتے تھے اور جزاء سزا تسلیم نہ کرتے تھے لیکن تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ اللہ تمہارے بہت سے

marfat.com
Marfat.com

۷۰۶۷ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ اَوْ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ كَثِيْرٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِيْلٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَتَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ يَسْمَعُ اِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ اِنْ اَخْفَيْنَا وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنْ كَانَ يَسْمَعُ اِذْ جَهَرْنَا فَاِنَّهٗ يَسْمَعُ اِذَا اَخْفَيْنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ الاٰية

گناہ نہیں جانتا اور وہ تمہارے پوشیدہ گناہ ہیں۔

۷۰۶۷ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیت اللہ کے پاس دو ثقفی اور ایک قرشی یا دو قرشی اور ایک ثقفی اکٹھے بیٹھے تھے اُن کے پیٹوں کی چربی زیادہ اور اُن کی سمجھ کم تھی۔ اُن میں سے ایک نے کہا کیا تم اللہ کو جانتے ہو کہ جو ہم کہتے ہیں وہ سُنتا ہے۔ دوسرے نے کہا اگر ہم بلند آواز سے بات کریں تو سنتا ہے اور اگر آہستہ بات کریں تو نہیں سُنتا ایک اور شخص نے کہا اگر وہ یہ سُن لیتا ہے جو ہم بلند آواز سے بات کریں تو یہ بھی سُن لیتا ہے جو ہم آہستہ کلام کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ الاٰية

۷۰۶۷ شرح : امام بخاری کی اس باب سے غرض اللہ تعالیٰ کے لئے سمع ثابت کرنا ہے جو یہ ثابت ہے کہ وہ سمیع ہے تو اس کا سامع ہونا ضروری ہے کہ وہ سنتا ہے اس میں معتزلہ کا رد ہے کہ وہ اللہ کی صفات کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ عالم ہے۔ اس کے لئے علم نہیں اور سامع ہے اس کے لئے سمع نہیں یعنی عالم بلا علم اور سامع بلا سمع ہے۔ یہ عقیدہ ظاہر کتاب و سنت کے خلاف ہے۔ اس حدیث سے قیاس صحیح کا اثبات اور قیاس فاسد کا ابطال ہے کیونکہ جس شخص نے کہا تھا اگر ہم بلند آواز سے بات کریں تو سُنتا ہے اگر آہستہ بات کریں تو نہیں سُنتا اس قیاس میں خطاء ہے کیونکہ اس نے اللہ کو

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ وَمَا يَأْتِيْهِمْ مِنْ ذِكْرٍ
مِنْ رَّبِّهِمْ مُحْدَثٍ وَقَوْلِ اللّٰهِ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ
ذٰلِكَ اَمْرًا وَاَنَّ حَدَثَهٗ لَا يُشْبِهُ حَدَثَ الْمَخْلُوْقِيْنَ
لِقَوْلِهٖ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ وَقَالَ
ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ
يُحْدِثُ مِنْ اَمْرِهٖ مَا يَشَاءُ وَاِنَّ مِمَّا اَحْدَثَ اَلَّا تَكَلَّمُوْا
فِي الصَّلٰوةِ

لوگوں سے تشبیہ دی ہے جو بلند آواز سے بات کو سُنتے ہیں آہستہ کو نہیں سُنتے اور جس نے یہ کہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ سے ہم بلند آواز سے بات کریں تو سُنتا ہے تو آہستہ کو بھی سُنتا ہے اس کا قیاس صحیح تھا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو مخلوقات سے تشبیہ نہیں دی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس کا قیاس صحیح تھا اس کی قلتِ فقہ سے وصف کیوں کی اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے اپنے قول کی حقیقت کا اعتقاد نہ کیا تھا اور نہ ہی اس کا اس پر یقین تھا یہ صرف قیاس لسانی تھا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اسے ہر دن ایک کام ہے

اس آیت کریمہ میں یہودیوں کا رد ہے وہ کہتے تھے ہفتہ کے روز اللہ کوئی کام نہیں کرتا ان کا یہ قول مردود ہے کیونکہ اللہ کا ہر دن کام ہے وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ زندہ سے مردہ اور مردے سے زندہ نکالتا ہے۔ تندرست کو بیمار اور بیمار کو تندرست کرتا ہے۔ مصیبت زدہ کو رہائی دلاتا ہے اور بے غموں کو مبتلا کرتا ہے۔ عزت والوں کو ذلیل کرتا ہے اور ذلیلوں کو عزت دیتا ہے۔ مالداروں کو محتاج کرتا ہے اور محتاجوں کو مالدار۔ ہر روز نئی شان ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہر روز تین سو ساٹھ بار لوح محفوظ میں۔

marfat.com
Marfat.com

۷۰۶۸ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ اَهْلَ

قولہ تعالیٰ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ، ان کی طرف اُن کے رب کی طرف سے کوئی نئی بات نہیں آتی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! شاید اس کے بعد اللہ کوئی نئی بات پیدا کرے۔ اس کا نئی بات کرنا مخلوق کی نئی بات کرنے کے مشابہ نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے مماثل کوئی شئ نہیں وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب چاہے نیا حکم دیتا ہے اور جو نئے حکم دیئے ہیں اُن میں سے یہ ہے کہ نماز میں کلام نہ کرو۔

شرح : اس آیت کریمہ سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ قرآن محدث ہے کیونکہ اس میں ذکر یعنی قرآن کی صفت محدث سے کی ہے۔ لیکن یہ استدلال غلط ہے کیونکہ آیت کریمہ میں احداث سے موصوف ذکر اللہ کا نفسِ کلام نہیں، کیونکہ یہ محدث مخلوق اور مخترع ہے اور مترادف الفاظ کا منشاء واحد ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا کلام جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے: اس کو مخلوق نہیں کہہ سکتے تو اس کو محدث بھی نہیں کہہ سکتے لہٰذا اس میں محدث سے موصوف ذکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت کریمہ میں حضور کو ذکر کیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے " وَاَنْزَلَ اللهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُوْلًا "، اللہ نے تم پر ذکر نازل کیا جو رسول ہے۔ لہٰذا مذکور آیت کریمہ کے معنیٰ یہ ہیں، " مَا يَاْتِيهِمْ مِنْ رَسُوْلٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ " یہ بھی احتمال ہے کہ ذکر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ اور لوگوں کو معاصی سے تحذیر ہو۔ تو حضور کے وعظ کو ذکر کہا اور اس کی حضور کی طرف نسبت کی کیونکہ آپ اس کے فاعل ہیں۔ نیز ذکر کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ ذکر بمعنی علم آیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ بمعنی عظمت بھی آیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ، یعنی ذی العظمت بمعنی صلوٰۃ جیسے " فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللهِ "، بمعنی شرف جیسے " وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ "، جب ان معانی میں مستعمل ہے حالانکہ یہ تمام معانی حادث ہیں تو ان پر محمول کرنا بہتر ہے اور مذکور آیت کریمہ سے قرآن کا محدث ہونا ثابت کرنا باطل ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بعض وجودی ہیں اور بعض سلبی۔ سلبی کو تنزیہات کہتے ہیں جیسے اللہ جوہر نہیں عرض نہیں جسم نہیں اور صفاتِ وجودیہ دو نوع ہیں ایک حقیقیہ ہیں جیسے علم، قدرت یہ قدیم ہیں۔ دوسرے اضافیہ جیسے

marfat.com
Marfat.com

اَلْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ اَقْرَبُ الْكُتُبِ عَهْدًا بِاللّٰهِ تَقْرَءُوْنَهٗ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ

۷۰۶۹ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ كَيْفَ تَسْاَلُوْنَ اَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّكُمْ اَحْدَثُ الْاَخْبَارِ بِاللّٰهِ مَحْضًا

خلق، رزق یہ حادث ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفاتِ حقیقیہ میں تغیر نہیں آتا جیسے علم اور قدرت کا معلومات اور مقدورات حادثہ کیساتھ تعلق سے علم اور قدرت میں تغیر نہیں آتا یہی حال اللہ تعالیٰ کی صفاتِ فعلیہ کا ہے اس قاعدہ اور اصل موضوع کے بعد ہم کہتے ہیں کہ مثلاً انزال حادث ہے مُنزَل قدیم ہے قدرت کا تعلق حادث قدرت قدیم ہے۔ مذکور قرآن قدیم ہے ذکر حادث ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روائت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر مُحْدِث بکسر الراء کا اطلاق جائز ہے؛ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جیسے چاہے نیا حکم کرتا ہے یعنی اللہ کا احداث مخلوق کے احداث کی طرح نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۷۰۶۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم اہلِ کتاب سے اِن کی کتابوں سے متعلق کیوں پوچھتے ہو، حالانکہ تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے جو اللہ کی تمام کتابوں سے نئی ہے جسے تم پڑھتے ہو اس حال میں کہ وہ خالص ہے اس میں کوئی ملاوٹ نہیں (یعنی اس میں خلط ملط نہیں جیسے یہودیوں نے خلط کیا اور تورات کی تحریف کر دی)

۷۰۶۹ — ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے مسلمانوں کی جماعت تم اہلِ کتاب سے کوئی شئ کیوں پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے۔ اللہ کی سب کتابوں سے نئی کتاب ہے خالص ہے یہ ہیں میں کوئی ملاوٹ نہیں [illegible] تمہیں خبر دی ہے کہ اہلِ کتاب نے اللہ کی کتابوں کو تبدیل اور متغیر کر دیا

marfat.com
Marfat.com

لَمْ يُثَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللّٰهُ اَنَّ اَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوْا مِنْ
كُتُبِ اللّٰهِ وَغَيَّرُوْا فَكَتَبُوْا بِاَيْدِيْهِمُ الْكُتُبَ قَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اَوَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْاَلَتِهِمْ
وَلَا وَاللّٰهِ مَا رَاَيْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ يَسْاَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ اُنْزِلَ عَلَيْكُمْ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ وَفِعْلِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَقَالَ
اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ اَنَا مَعَ
عَبْدِيْ مَا ذَكَرَنِيْ وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ

ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا اور کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑی قیمت وصول کریں کیا تمہارے پاس جو علم آیا ہے اُن سے سوال کرنے سے تم کو منع نہیں کرتا؟ اللہ کی قسم ہم نے اُن میں سے کسی آدمی کو نہیں دیکھا جو تم سے اس کے متعلق پوچھے جو تم پر نازل ہُوا ہے۔
(حدیث ـــــ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کرنا جس وقت آپ پر وحی نازل ہوتا ہو

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی قرأت اور ہونٹوں اور زبان کو حرکت دینا اس کا عمل ہے اس پر اسے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جب جبرائیل علیہ السلام قرآن پڑھتے تھے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان شریف کو جلدی یاد کرنے کے لئے حرکت دیتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے روک دیا اور حضور سے اس وقت کی مشقت رفع کر دی اور یہ ضمان دی کہ اس کو آپکے سینہ میں محفوظ ہم کریں گے۔

marfat.com
Marfat.com

۷۰۷۰ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ مُوْسٰى ابْنِ اَبِىْ عَائِشَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِىْ قَوْلِهٖ لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا اُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ قَالَ جَمْعُهٗ وَقُرْاٰنُهٗ قَالَ جَمْعَهٗ لَكَ فِىْ صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَءُهٗ فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهٗ وَاَنْصِتْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا اَنْ نَّقْرَءَهٗ قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ اِسْتَمَعَ فَاِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيْلُ قَرَاَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اَقْرَاَهُ

قولہ قال ابوہریرہ ،، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جہاں بھی وہ مجھے یاد کرے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کر دیں۔ یعنی میری رحمت میرے بندے کے ساتھ ہوتی ہے اور جب بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو میں اس کی حفاظت کرتا ہوں اس کے معنیٰ یہ نہیں کہ اللہ اپنی ذات کے ساتھ بندے کے ساتھ ہوتا ہے۔ ہونٹوں اور زبان کے حرکت کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ کا نام لیتا ہے کیونکہ مونہوں میں اللہ کا موجود ہونا محال ہے۔

ترجمہ : سعید بن جُبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ،، کی تفسیر میں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے اترتے وقت شدت محسوس کرتے تھے اور لوگوں کی طرح ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ہونٹوں کو حرکت دیتا ہوں جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہونٹ

۷۰۷۰ —

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِاجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ يَتَخَافَتُوْنَ يَتَسَارُّوْنَ

۷۰۷۱ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْبِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَجْهَرْ

ہلاتے تھے۔ سعید نے کہا میں اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں جیسے میں نے ابن عباس کو ہونٹ ہلاتے دیکھا تھا اور دونوں ہونٹ ہلائے تو اللہ تعالیٰ یہ آیت کریمہ نازل کی "تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے ابن عباس نے کہا اس کو آپ کے سینہ میں محفوظ کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ اور آپ اسے خود بخود پڑھنے لگیں گے تو جب ہم اس کو پڑھ چکیں اس وقت آپ پڑھے ہوئے کی اتباع کرو۔ ابن عباس نے کہا اسے کان لگا کر سنیں اور چپ رہیں ہمارے ذمہ ہے کہ آپ اسے پڑھیں اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو خاموش سنتے رہتے جب وہ چلے جاتے تو جیسے انہوں نے پڑھا ہوتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پڑھتے تھے۔

۷۰۷۰ — شرح : اس باب کی غرض یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام سے اللہ کا کلام کیسے اخذ کرتے تھے۔ بعض علماء نے ذکر کیا کہ بخاری کے معلق اور موصول کلام کا مقصد ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ قاری کی قرأت قدیم ہے اس کی وضاحت کی ہے کہ قرآن کے ساتھ زبان کی حرکت قاری کا فعل ہے۔ اور جو پڑھا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قدیم کلام ہے جیسے اللہ کے ذکر سے زبان کا حرکت کرنے کا فعل حادث ہے اور جیسے ذکر کیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ قدیم ہے بعد میں آنے والے تراجم سے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے (اس کی تفصیل حدیث ۴۰۰۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اپنی بات آہستہ کہو یا آواز سے وہ تو دلوں کی جانتا ہے

marfat.com

Marfat.com

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ اِذَا صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ فَاِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَاءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ اَیْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْاٰنَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ اَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا

کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا ہے اور وہی ہر باریکی جانتا اور خبردار تخافتون وہ آپس میں خفیہ مشورہ کرتے ہیں (یعنی اللہ پر کوئی شئ مخفی نہیں۔ اس باب سے مقصد یہ ہے کہ اللہ کا علم اس کی ذاتی صفت ہے، کیونکہ اس کو آہستہ اور بلند آواز سے بات کا علم یکساں ہے)

۷۰۷۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا ،، کی تفسیر میں کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں چھپے ہوئے تھے جب اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے تو قرآن کے ساتھ آواز بلند کرتے جب اسے مشرک سنتے تو قرآن کو گالیاں دیتے اور جس نے اس کو نازل کیا اور جو لے کر سب کو گالیاں دیتے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تم اپنی نماز میں بلند آواز سے نہ پڑھیں کہ مشرک سنیں گے اور قرآن کو گالیاں دیں گے اور نہ ہی اپنے صحابہ سے قرأت آہستہ کریں کہ ان کو نہ سنائیں اس کے بین بین راہ اختیار کریں (حدیث ۴۲۰۶ کی شرح دیکھیں)

۷۰۷۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو کفار سے چھپے ہوئے تھے تو آواز کیسے بلند کرتے تھے۔ رفع صوت تو اخفاء کے منافی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نماز اور رب سے مناجات کے وقت استغراق کے سبب اس میں اختیار باقی

marfat.com
Marfat.com

۷۰۷۲ ـــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا فِى الدُّعَاءِ

۷۰۷۳ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَاصِمٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ وَزَادَ غَيْرُهٗ يَجْهَرُ بِهٖ

نہ رہتا تھا اور بے اختیار آواز بلند ہو جاتی تھی جو جہر کے مشابہ ہوتی تھی۔ اس مقام میں یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اس ملت اسلامیہ حنفیہ بیضاء کے اصول و فروع معتدل ہیں نہ اُن میں افراط ہے نہ تفریط۔ یعنی کمی بیشی سے بالاتر ہیں جیسے الٰہیات میں نہ تشبیہ ہے اور نہ تعطیل اور لوگوں کے افعال میں نہ تو جبر ہے اور نہ قدر ہے بلکہ امر اس کے بین بین ہے اور معاد کے معاملہ میں نہ تو محض وعید ہے اور نہ ہی محض رجاء ہے بلکہ خوف و رجاء کے درمیان ہے اور امامت میں نہ رفض ہے اور نہ خروج۔ خرچ کرنے میں نہ اسراف ہے نہ تقتیر، جراحات میں نہ قصاص واجب اور ضروری ہے جیسے تورات میں اور نہ عفو لازم ہے جیسے انجیل میں ہے بلکہ قصاص و عفو دونوں مشروع ہیں۔

۷۰۷۲ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ آیت کریمہ ،، وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا دعاء کے بارے میں نازل ہوئی۔

۷۰۷۲ ـــ شرح : یعنی صلوٰۃ سے مراد یہاں لغوی معنیٰ اور وہ دعا ہے شرعی معنی مراد نہیں اور وہ عبادت ہے جو تکبیر سے شروع ہوتی ہے اور سلام سے ختم ہوتی ہے (حدیث ۷۰۷۴ ج ۱۰ کی شرح دیکھیں)

۷۰۷۳ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خوبصورت آواز سے قرآن نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں اس کے غیر نے یہ زیادہ کہا اس کے ساتھ بلند آواز کرے ،،

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَرَجُلٌ يَقُوْلُ لَوْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ هٰذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ فَبَيَّنَ اللّٰهُ اَنَّ قِيَامَهٗ بِالْكِتَابِ هُوَ فِعْلُهٗ وَقَالَ وَمِنْ اٰيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ وَقَالَ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

۷۰۷۴ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شرح : لَيْسَ مِنَّا سے یہ مُراد نہیں کہ وہ ہمارے دین سے نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ
۷۰۷۳ — کہ وہ ہمارے طریقہ پر نہیں (ص ۴۷ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! ایک شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا وہ اس کو رات دن پڑھتا ہے

اور وہ شخص جو کہتا ہے اگر مجھے اس جیسا دیا جائے جو اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی وہ کروں گا جو وہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ اس کا کتاب کو پڑھنا اس کا فعل ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نیکی کرو تم کامیاب ہوگے۔"

شرح : اس باب کی غرض یہ ہے کہ لوگوں کے قول و فعل ان کی طرف منسوب ہیں۔ پہلے باب کی

marfat.com
Marfat.com

لَا تَحَاسُدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ یَتْلُوْهُ مِنْ اٰنَاءِ النَّهَارِ فَهُوَ یَقُوْلُ لَوْ اُوْتِیْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ هٰذَا فَعَلْتُ کَمَا یَفْعَلُ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ یُنْفِقُهُ فِیْ حَقِّهٖ فَیَقُوْلُ لَوْ اُوْتِیْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ هٰذَا عَمِلْتُ فِیْهِ مِثْلَ مَا عَمِلَ

۷۰۷۵ ـــ حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ الزُّهْرِیُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ یَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ یُنْفِقُهُ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ سُفْیَانَ مِرَارًا لَمْ اَسْمَعْهُ یَذْکُرُ الْخَبَرَ وَهُوَ مِنْ صَحِیْحِ حَدِیْثِهٖ

کی نسبت یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے۔ زبانوں سے مراد لغات ہے یعنی تمہاری لغات کا مختلف ہونا اللہ کی نشانی ہے کیونکہ عضو مخصوص میں اختلاف نہیں اور زبان عضو مخصوص ہے۔ (حدیث ۷۔۔۔ ج اکی شرح دیکھیں)

۷۰۷۴ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشک صرف دو خصلتوں میں کیا جا سکتا ہے ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا ہے۔ رشک کرنے والا کہتا ہے کاش مجھے اس کی مثل دیا جاتا جو اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی کرتا جیسے وہ کرتا ہے دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا وہ اس کو رات دن خرچ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کاش اگر مجھے اس جیسا مال دیا جاتا تو میں بھی کئی بار اس کی طرح عمل کرتا (حدیث ۷۔۔۔ ج اکی شرح دیکھیں)

۷۰۷۵ ـــ ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشک صرف دو خصلتوں میں کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ قَالَ الزُّهْرِيُّ مِنَ اللّٰهِ الرِّسَالَةُ وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ وَقَالَ لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَقَالَ اُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ اِذَا اَعْجَبَكَ حُسْنُ عَمَلِ امْرِئٍ فَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ اَحَدٌ وَقَالَ مَعْمَرٌ ذٰلِكَ الْكِتَابُ هٰذَا الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ بَيَانٌ

نے قرآن دیا وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا وہ رات دن اس کو خرچ کرتا ہے۔ علی بن مدینی نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کئی بار سُنا ہے میں نے ان کو نہیں سُنا کہ وہ "لفظ خبر" ذکر کرتے ہوں حالانکہ یہ اُن کی صحیح حدیث ہے۔

۷۰۷۵ — شرح یعنی شیخ بخاری کہتے ہیں میں نے یہ حدیث کئی بار سفیان سے سُنی ہے میں نے ان کو لفظ "اَخْبَرَنَا" ذکر کرتے نہیں سُنا ہے لیکن اس کے باوجود یہ حدیث ہے کیونکہ کئی دوسرے طریقوں سے ان کی صحیح حدیثیں معلوم ہُوئی ہیں (حدیث ۷۰۷۶ ج ا کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے رسُول پہنچا دیں وہ جو تمہارے ربّ کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اگر ایسا نہ کیا تو تم نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا "

marfat.com
Marfat.com

وَدِلَالَةٌ كَقَوْلِهٖ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ هٰذَا حُكْمُ اللّٰهِ لَا رَيْبَ فِيْهِ لَا شَكَّ تِلْكَ اٰيَاتُ اللّٰهِ يَعْنِيْ هٰذِهٖ اَعْلَامُ الْقُرْاٰنِ وَمِثْلُهٗ حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ يَعْنِيْ بِكُمْ وَقَالَ اَنَسٌ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَهٗ حَرَامًا اِلٰى قَوْمِهٖ وَقَالَ اَتُؤْمِنُوْنِيْ اُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ

● ۔ زُہری نے کہا اللہ کی طرف سے رسالت ہے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا پہنچانا ہے اور ہم پر تسلیم کرنا لازم ہے ۔

● ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تاکہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں ۔

● ۔ کعب بن مالک نے کہا جس وقت وہ (جنگ تبوک میں) پیچھے رہ گئے تھے عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مومن تمہارا عمل دیکھ لیں گے ۔

● ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب تمہیں کسی آدمی کا اچھا عمل تعجب میں ڈالے تو کہو عمل کرو عنقریب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور مومن تمہارا عمل دیکھ لیں گے اور کوئی شخص تمہیں فریب نہ دے معمر نے کہا یہ کتاب ہے یعنی یہ قرآن ہے متقی لوگوں کے لئے مزید ہدایت کرنے والی ہے، یہ بیان اور دلالت ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ هٰذَا حُكْمُ اللّٰهِ ،، یہ اللہ کا حکم ہے ۔ لاریب یعنی لاشک تلک آیات اللہ یعنی یہ قرآن کے اعلام ہیں ۔

● ۔ اس کی مثل حتی اذا کنتم الایۃ ہے یعنی جب تم کشتیوں میں سوار ہو اور وہ تم کو لے کر چلیں ۔ اس میں خبر سے غائب کی طرف التفات ہے

● ۔ اور انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماموں حرام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور انہوں نے کہا کیا تم مجھے امن دیتے ہو کہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاؤں اور ان سے بیان کرنا شروع کیا ۔

شرح الباب : رسالت میں تین امور ضروری ہیں ۔ ایک مرسِل "بھیجنے والا" دوسرا مُرسَل الیہ جس کی طرف بھیجا گیا ۔ تیسرا رسُول ان میں ہر ایک کے لئے امر ہے مُرسِل کے لئے اُرسَال بھیجنا ،، رسول کے لئے

marfat.com
Marfat.com

تبلیغ اور مرسل الیہ کے لئے قبول وتسلیم ہے۔ قولہ وقالت ،، یعنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ کسی کو غیر کا عمل پسند نہیں آتا اور اگر اس کو غیر کا عمل پسند آئے تو کہے عمل کرتے رہو عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مومن تمہارا عمل دیکھ لیں گے الحاصل کسی کے عمل کے ساتھ غرور نہ کرو جس کو تم بہتر گمان کرو مگر جبکہ اس کو حدودِ شرعیہ کے مطابق عمل کرتے دیکھو اور عمل سے مراد قرآن کا پڑھنا اور نماز وغیرہ تمام عمل ہیں۔ ام المؤمنین نے ان کو عمل کہا ہے۔ قولہ قال معمرٌ یعنی معمر بن راشد بصری نحوی نے ذالک الکتاب بمعنی ہذا الکتاب ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے ذٰلِکُمْ حُکْمُ اللّٰہِ بمعنی ھٰذا حُکْمُ اللّٰہ ،، ہے اور ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ،، کی تفسیر بیان اور دلالت سے کی۔ کرمانی نے کہا اس کا عنوان سے تعلق اس طرح ہے کہ ہدیٰ بیان یا دلالت کے معنی میں ہے یہ تبلیغ کا نوع ہے اور ،، لَارَیْبَ فیہ ،، کی تفسیر ،، لَاشَکَّ ،، سے کی اور تِلْکَ آیاتُ اللّٰہ ،، کی تفسیر ہٰذِہٖ اَعْلَامُ الْقُرآن سے کی۔ تلک اسم اشارہ بعید کے لئے ہے اس کو ھٰذا کی جگہ استعمال کیا گیا جو قریب کے لئے۔ قولہ مثلہ ،، یعنی بعید ذکر کرکے قریب کا ارادہ کرنے کی مثل یہ آیت کریمہ حَتّٰی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ وَجَرَیْنَ بِھِمْ یَعْنِیْ بِکُمْ ،، ہے کہ ضمیر غائب ،، بِھِمْ ،، ذکر کرکے حاضر ،، بِکُمْ ،، مراد لیا ہے۔ قولہ قَالَ اَنَسٌ الخ انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماموں حرام بن ملحان انصاری بدری کو اُن کی قوم بنو عامر کی طرف بھیجا تو اس نے اُن سے کہا کیا تم مجھے امن دیتے ہو اُنہوں نے اسے امن دے دیا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرنے لگے اس اثنا میں انہوں نے ایک آدمی کو اشارہ کیا تو اس نے اس کو تیر مارا۔ حرام نے کہا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ یہ تبلیغ کا نوع ہے۔

(حدیث ع ۲۸۳۰ / ج ۶ کی شرح دیکھیں)

۷۰۷۶ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ یَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰہِ ابْنُ جَعْفَرِ الرَّقِّیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ ابْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ الثَّقَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَکْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْمُزَنِیُّ وَزِیَادٌ ابْنُ جُبَیْرٍ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ حَیَّۃَ قَالَ الْمُغِیْرَۃُ اَخْبَرَنَا نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَۃِ رَبِّنَا اَنَّہٗ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ اِلَی الْجَنَّۃِ

marfat.com
Marfat.com

۷۰۷۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا ح وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْعَامِرِ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تُصَدِّقْهُ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْاٰيَةَ

۷۰۷۸ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلٍ قَالَ قَالَ

۷۰۷۶ ـــ ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ نے کہا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ربّ کی طرف سے خبر دی کہ جو شخص ہم سے قتل کیا جائے وہ جنّت میں جائے گا۔
حدیث ۲۹۴۹ ج ۴ کی شرح دیکھیں۔

۷۰۷۷ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس نے تمہیں خبر دی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی میں سے کچھ پوشیدہ رکھا ہے۔ اس کی تصدیق مت کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول لوگوں کو وہ پہنچا دو جو آپ کے ربّ کی طرف سے آپ پر اُترا ہے اگر یہ نہ کیا تو آپ نے اللہ کا پیغام نہ پہنچایا۔

۷۰۷۷ ـــ شرح : اس حدیث سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ "ما انزل" عام ہے اور امر وجوب کے لئے ہے لہٰذا آپ پر اس کی تبلیغ واجب ہے جو آپ پر نازل ہوا۔

۷۰۷۸ ـــ ترجمہ : عمرو بن شرحبیل نے کہا عبداللہ نے کہا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے۔ فرمایا تو

marfat.com

Marfat.com

عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ
اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ
وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَ
مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيَ اَهْلُ التَّوْرٰىةِ التَّوْرٰىةَ فَعَمِلُوْا بِهَا وَاُعْطِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ وَاُعْطِيْتُمُ الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ وَقَالَ اَبُوْ رَزِيْنٍ يَتْلُوْنَهٗ يَتَّبِعُوْنَهٗ

اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا تو اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائیں گے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق نازل فرمائی "وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور اِلٰہ کی عبادت نہیں کرتے نہ کسی جان کو ناحق قتل کرتے ہیں جس کو اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ زنا کرتے ہیں جو یہ کرے گا اس کو دگنا دگنا عذاب دیا جائے گا الخ (حدیث ۷۰۶۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہہ دیں تورات لاؤ اور اسے پڑھو

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! اہل تورات کو تورات دی گئی انھوں نے اس پر عمل کیا اور اہل انجیل کو انجیل دی گئی انھوں نے اس پر عمل کیا اور تمہیں قرآن دیا گیا تم نے اس پر عمل کیا"

marfat.com
Marfat.com

وَيَعْمَلُوْنَ بِهٖ حَقَّ عَمَلِهٖ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ يُتْلٰى يُقْرَأُ حُسْنُ التِّلَاوَةِ حَسَنُ الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْاٰنِ لَا يَمَسُّهٗ لَا يَجِدُ طَعْمَهٗ وَنَفْعَهٗ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ بِالْقُرْاٰنِ وَلَا يَحْمِلُهٗ بِحَقِّهٖ اِلَّا الْمُوْقِنُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ وَسَمّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْلَامَ وَالْاِيْمَانَ وَالصَّلٰوةَ عَمَلًا قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ اَخْبِرْنِيْ بِاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِي الْاِسْلَامِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰى عِنْدِيْ اَنِّيْ لَمْ اَتَطَهَّرْ اِلَّا صَلَّيْتُ وَسُئِلَ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ

اور ابوزرین نے "یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ" کی تفسیر یتبعُوْنَ الخ سے کی ، لوگ اس کی اتباع کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں جو عمل کرنے کا حق ہے ۔ کہا جاتا ہے یُتْلٰی یعنی پڑھا جاتا ہے کیونکہ قراءۃ قرآن کے لئے حَسَنُ التلاوہ حَسَنُ القراءۃ کہا جاتا ہے۔ لَا یَمَسُّہٗ کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کی لذت اور نفع وہی پاتا ہے جو قرآن پر ایمان لاتا ہے ۔ اور اس کو حق کے ساتھ وہی اُٹھاتا ہے جو اس پر یقین رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ! اُن لوگوں کی مثال جن پر تورات رکھی گئی تھی پھر اُنھوں نے اس کی حکم برداری نہ کی (اس پر عمل نہ کیا) گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اُٹھائے ہوئے ہے ۔ کیا ہی بُری مثال ہے اِن لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام، ایمان اور نماز کو عمل فرمایا ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے فرمایا مجھے اس پُرامید عمل کی خبر دو جو تو نے اسلام میں کیا ہے ۔ عرض کیا میں نے کوئی عمل نہ کیا جو

marfat.com
Marfat.com

۷۰۷۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَنْ سَلَفَ مِنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ اُوْتِيَ اَهْلُ التَّوْرٰيةِ التَّوْرٰيةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتّٰى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا

میرے نزدیک افضل عمل ہے سوا اس کے کہ میں وضو نہ کرتا تھا مگر نماز ضرور پڑھتا تھا پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول "صلی اللہ علیہ وسلم" پر ایمان لانا پھر جہاد پھر حج مبرور۔

شرح : اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ یہ واضح کریں کہ تلاوت سے مراد قرأت ہے اور تلاوت کی عمل کے ساتھ تفسیر کی گئی ہے اور عمل فاعل کا فعل ہے۔ قولہ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اس سے اور اس کے مابعد کے ذکر سے مقصود تسلیم کے انواع کا ذکر کرنا ہے جو ارسال و انزال کا مقصد ہے اور وہ تلاوت اور اس کے ساتھ ایمان لانا اور عمل کرنا ہے۔ قولہ سمّی النبیّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام، ایمان اور نماز کو عمل فرمایا ہے کیونکہ ان کے اعمال ہونے کا کوئی بھی منکر نہیں کیونکہ اسلام و ایمان قلب و زبان کے اعمال ہیں اور نماز اعمال جوارح سے ہے۔ حدیث ع ۲۵ ج ۱، حدیث ع ۱۰۸۷ ج ۲، حدیث ع ۱۴۳۲ ج ۲

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں اُن کی نسبت تمہاری بقاء اتنی ہے جتنا عصر اور سورج کے غروب ہونے کے درمیان وقت ہے۔ اہل تورات کو تورات دی گئی اُنھوں نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھی گئی پھر وہ عاجز ہو گئے اور ان کو ایک ایک قیراط اجرت دی گئی۔ پھر تمہیں قرآن دیا گیا تم نے اس پر عمل کیا حتی کہ سورج غروب ہو گیا تو تمہیں دو دو قیراط اجرت دی گئی اہل کتاب نے کہا اِن لوگوں نے تھوڑا کام کیا اور اجرت زیادہ دی گئی۔ اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

بِهٖ حَتّٰی صُلِّیَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِیْرَاطًا قِیْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِیْتُمُ الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاُعْطِیْتُمْ قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ فَقَالَ اَهْلُ الْکِتَابِ هٰؤُلَاءِ اَقَلُّ عَمَلًا مِّنَّا وَاَکْثَرُ خَیْرًا قَالَ اللّٰهُ هَلْ ظَلَمْتُمْ مِّنْ حَقِّکُمْ مِّنْ شَیْءٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِیْ اُوْتِیْهِ مَنْ اَشَآءُ

بَابٌ وَسَمَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ عَمَلًا وَقَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ

۷۰۸۰ — حَدَّثَنِیْ سُلَیْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِیْدِ ح وَحَدَّثَنِیْ عَبَّادُ بْنُ یَعْقُوْبَ الْاَسَدِیُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبَّادُ ابْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّیْبَانِیِّ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ الْعَیْزَارِ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ

نے فرمایا کیا میں نے تمہارے حق سے کچھ کم کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا نہیں فرمایا یہ فضل ہے جسے چاہوں عطاء کروں (حدیث ۵۲۳ ج ۱ اس کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو عمل فرمایا

اور فرمایا اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی

۷۰۸۰ — ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ ثُمَّ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

بَابُ قَوْلِہٖ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ ھَلُوْعًا ھَنُجُوْرًا

اِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّاِذَا مَسَّہُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا

سے پوچھا کہ کونسے عمل افضل ہیں فرمایا نماز اس کے وقت میں پڑھنا، ماں باپ سے نیکی کرنا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

شرح ۷۰۸ : باب کا عنوان حدیث شریف کا حصہ ہے چنانچہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں جو سورۂ فاتحہ نہ پڑھے۔ علامہ کرمانی نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کی نماز صحیح نہیں۔ علامہ عینی نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ، مسجد کے ہمسایہ کی نماز مسجد کے بغیر نہیں ہوتی اس میں کمال کی نفی ہے یعنی مسجد کے ہمسایہ کی نماز مسجد کے بغیر کامل نہیں نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ، تمام مفسرین کا اس میں اتفاق ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی یعنی نماز میں جو آسان ہو وہ پڑھو۔ علاوہ ازیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز تام نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا کہ عبادہ بن صامت کی حدیث میں کمال کی نفی ہے۔ لہٰذا فاتحۃ الکتاب کے بغیر نماز کا کامل نہ ہونا متعین ہے (حدیث ۷۲۵ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

اس حدیث میں امام بخاری نے اسناد میں عباد بن یعقوب ذکر کیا ہے اور وہ رافضی ہے اور رفض جب ثابت ہو جائے یہ عظیم جرح ہے۔ لہٰذا مناسب تھا کہ ایسے راوی کی حدیث ذکر نہ کی جاتی (حدیث ۵۰۶ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

باب ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد !

انسان ہلوع پیدا کیا گیا (گھبراہٹ والا)

جب اس پر مصیبت آئے تو گریہ زاری کرنے لگتا ہے اور جب بھلائی میں ہو تو نیک کاموں سے رُک جاتا ہے

(منوع، ہلوع اور ھنجور ہم معنیٰ ہیں) قرآن کریم میں اذا مسہ الشر الخ ہلوع کی تفسیر ہے۔

marfat.com
Marfat.com

۷۰۸۱ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُوبْنُ تَغْلِبَ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالٌ فَاَعْطٰى قَوْمًا وَمَنَعَ اٰخَرِيْنَ فَبَلَغَهٗ اَنَّهُمْ عَتَبُوْا فَقَالَ اِنِّيْ اُعْطِي الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِيْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الَّذِيْ اُعْطِيْ اُعْطِيْ اَقْوَامًا لِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَاَكِلُ اَقْوَامًا اِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْغِنٰى وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ عَمْرُوبْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرٌو وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِوَايَتِهٖ عَنْ رَبِّهٖ

۷۰۸۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْزَيْدٍ سَعِيْدُبْنُ الرَّبِيْعِ الْهَرَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

۷۰۸۱ ترجمہ: عمرو بن تغلب نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آیا تو آپ نے بعض لوگوں کو دیا اور بعض کو نہ دیا حضور کو یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگ ناراض ہو گئے ہیں۔ فرمایا میں کسی آدمی کو مال دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا ہوں اور جس کو نہیں دیتا ہوں وہ مجھے اس آدمی سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جسے دیتا ہوں میں بعض لوگوں کو مال دیتا ہوں کیونکہ اُن کے دلوں میں گھبراہٹ اور بے صبری ہے اور بعض کو غنی اور بھلائی کے حوالہ کرتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں رکھی ہے ان میں سے عمرو بن تغلب ہے (یہ سن کر) عمرو نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلمہ مبارکہ کی بجائے مجھے سرخ اونٹ ملیں تو میں اُن کو پسند نہیں کروں گا۔ (حدیث ۷۷ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ کا اپنے رب سے روایت ذکر کرنا

marfat.com
Marfat.com

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَّبِّهٖ قَالَ اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَاِذَا اَتَانِيْ مَشْيًا اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً

۷۰۸۳ — **حَدَّثَنَا** مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رُبَّمَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَاِذَا تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا اَوْ بُوْعًا وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِيْ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَّبِّهٖ

۷۰۸۲ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میرا بندہ ایک بالشت میرے قریب آتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں جب وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہو تو میں ایک باع اس کے قریب آتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

۷۰۸۲ — شرح : یہ حدیث قدسی ہے اس میں چل کر آنا مجازی ہے کیونکہ ایسے اطلاقات اللہ پر محال ہیں لہٰذا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو کوئی تھوڑی طاعت کرکے میرے قریب آتا ہے میں اس کو بہت ثواب دیتا ہوں اور جس قدر وہ طاعت و فرمانبرداری زیادہ کرے گا میں اس کو اور زیادہ ثواب عطاء کروں گا یعنی اگر وہ طاعت میں آہستگی کرتا ہو تو میں اس کے ثواب میں جلدی کرتا ہوں۔ الحاصل ثواب کا مرجع عمل ہے اور اس پر اس کا اضافہ ہے جس قدر عمل میں وہ آگے بڑھے گا اس قدر میں اس کے ثواب میں جلدی کروں گا اور تقرب اور ہرولہ کے الفاظ بطور مشاکلت ذکر کئے ہیں۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا بسا اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷۰۸۳ — فرمایا جب میرا بندہ ایک بالشت بھر میرے قریب آتے میں ایک ہاتھ یا ایک گز اس کے قریب آتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک گز قریب آئے تو میں ایک باع یا بوع اس کے قریب آتا ہوں۔ معتمر نے کہا

حل لغات

تقرب : قریب آنا بشر بالشت
ذراع : ہاتھ یا گز۔ باع : دونوں ہاتھوں کے درمیان پھیلاؤ۔
ہرولہ : دوڑنا۔

marfat.com
Marfat.com

۷۰۸۴ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّكُمْ قَالَ لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ وَالصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ

۷۰۸۵ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اِنِّيْ خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهٗ اِلٰى اَبِيْهِ

میں اپنے والدہ سے سنا اُنھوں نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب عزّ وجلّ سے روائت کرتے تھے۔

۷۰۸۳ — شرح : اس تعلیق سے مراد اللہ تعالیٰ سے روائت کی صراحت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث میں لفظ "اِلَیَّ" ذکر کیا اور اس حدیث میں لفظ "منی" مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل لفظ "مِنْ" ہی مناسب ہے اور "اِلَیَّ" سے انتہاء کا معنیٰ مقصود تھا اور نماز مقصود کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔

۷۰۸۴ — ترجمہ : محمد بن زیاد نے بیان کیا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے رب سے روائت کرتے ہیں کہ ہر عمل کا کفارہ ہے اور روزہ میرے لئے ہے اس کی جزاء میں ہی دیتا ہوں اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے۔

۷۰۸۴ — شرح : یعنی ہر گناہ کا کفارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ گناہ پر پردہ ڈالتا ہے اور بخش

marfat.com
Marfat.com

۷۰۸۶ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ سُرَیْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ قُرَّۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُغَفَّلِ الْمُزَنِیِّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْفَتْحِ عَلٰی نَاقَۃٍ لَہٗ یَقْرَأُ سُوْرَۃَ الْفَتْحِ اَوْ مِنْ سُوْرَۃِ الْفَتْحِ قَالَ فَرَجَّعَ فِیْھَا قَالَ ثُمَّ قَرَأَ مُعَاوِیَۃُ یَحْکِیْ قِرَاءَۃَ ابْنِ مُغَفَّلٍ وَقَالَ لَوْلَا اَنْ یَجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَیْکُمْ لَرَجَّعْتُ کَمَا رَجَّعَ ابْنُ مُغَفَّلٍ یَحْکِیْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لِمُعَاوِیَۃَ کَیْفَ کَانَ تَرْجِیْعُہٗ قَالَ آ آ آ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

دیتا ہے۔ اگرچہ ہر عمل کی جزاء اللہ ہی دیتا ہے لیکن بکثرت دوسرے اعمال کی جزاء فرشتوں کے سپرد کرتا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اطیبیت سے پاک ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بطور فرض ہے یعنی اگر فرض کیا جائے تو یہ اس سے اطیب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شہید کا خون کستوری کی خوشبو کی طرح ہے اور خلوف اس سے اطیب ہے لہٰذا روزہ دار شہید سے افضل ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ اطیبیت کا فتا بکثرت طہارت ہوتا ہے کیونکہ یہ طاہر ہے اور خون پلید ہے۔

۷۰۸۵ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی جو حضور اپنے رب سے روائت کرتے ہیں فرمایا کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے کہ آپ یونس بن متی سے بہتر ہیں اور آپ نے ان کے باپ کی طرف منسوب کیا تھا۔

۷۰۸۶ — شرح : وَنَسَبَ اِلٰی اَبِیْہِ، جملہ حالیہ مؤسسہ ہے۔ بعض کہتے ہیں "متی" حضرت یونس علیہ السلام کی ماں کا نام ہے لیکن جمہور نے پہلے کی توثیق کی ہے دیگر انبیاء میں سے حضرت یونس علیہ السلام کو اس لئے مخصوص فرمایا کہ اس آیت کریمہ "وَلَا تَکُنْ کَصَاحِبِ الْحُوْتِ" کے نزول کے سبب ان میں کسی قسم کی ذلت اور کمزوری کا وہم نہ کیا جائے ایک روائت میں لفظ "اَنَا خَیْرٌ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی" ہے مشہور بھی یہی روائت ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ "اَنَا" سے جناب رسالتمآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہو تو اس صورت میں حضور کا یہ کلام تواضع اور انکساری پر محمول ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کے سردار اور شاہ کونین ہونے کے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ تَفْسِيْرِ التَّوْرٰتِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا لِقَوْلِ اللّٰهِ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسُفْيٰنُ بْنُ حَرْبٍ اِنَّ هِرَقْلَ دَعَا تَرْجُمَانَهٗ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ وَيَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

کے باوجود کسر نفس کیا ہے۔ (حدیث ۳۱۹۸ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبداللہ بن مغفل مُزنی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے فتح مکہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی پر سوار دیکھا آپ سورۂ فتح یا سورۂ فتح سے کچھ آیات پڑھ رہے تھے۔ عبداللہ بن مغفل نے کہا حضور نے اس میں ترجیع فرمائی شعبہ نے کہا پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پڑھا انہوں نے ابن مغفل کی قرأت کی حکایت کرتے ہوئے کہا اگر لوگ تم پر ہجوم نہ کریں تو میں ترجیع کروں جیسے ابن مغفل نے ترجیع کی تھی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حکایت کرتے تھے میں نے امیر معاویہ سے پوچھا کیسے ترجیع کرتے تھے تو انہوں نے کہا آ آ آ تین بار کہا۔

۷۰۸۶ — شرح : ترجیع کے معنیٰ ہیں گلو میں آواز بار بار پھیرنا اور اخفاء کے بعد بلند آواز سے کلام میں تکرار کرنا اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ" پڑھا یہ اللہ کا کلام ہے جو حضور نے بطور حکایت روایت میں پڑھا۔ حدیث ۳۱۷۹ ج : ۵ کی شرح دیکھیں مزید ص ۳۷۱ ج : ۵ پر دیکھیں)

باب اللہ کی کتابوں تورات و انجیل وغیرہ کی تفسیر عربی وغیرہ میں کرنے کا جواز

marfat.com
Marfat.com

۷۰۸۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰيةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمُ الْاٰيَةَ

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہہ دیں تم تورات لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو"

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابوسفیان بن حرب نے خبر دی کہ ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا پس پڑھا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" (سیدعالم) محمد اللہ کے عبد اور اس کے رسول "صلی اللہ علیہ وسلم" کی طرف سے ہرقل کی طرف .... اے اہل کتاب ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ الآیۃ

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اہل کتاب تورات عبرانی میں پڑھتے اور مسلمانوں کے لئے اس کی تفسیر عربی میں کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی تصدیق و تکذیب نہ کرو اور کہو ہم اللہ کے ساتھ ایمان لائے اور اس کے ساتھ جو اس نے نازل کیا الخ

۷۰۸۷ —

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کے ترجمہ میں مذکور آیت کریمہ تفسیر پر دلالت نہیں کرتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ وہ تورات تلاوت کرتے تھے پھر اس کے معانی کی وضاحت کرتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ جو کتاب لغت عربی میں ہو اس کی عبرانی لغت میں تعبیر کرنا جائز ہے۔ اس طرح بالعکس جائز ہے یہ جواز اس شخص کے لئے ہے جو زبان نہ جانتا ہو۔ وہب بن منبہ وغیرہ اللہ کی کتب کا ترجمہ کرتے تھے لیکن ان کی صحت پر یقین نہ کرتے تھے کیونکہ

marfat.com
Marfat.com

۷۰۸۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَاَةٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لِلْيَهُوْدِ مَا تَصْنَعُوْنَ بِهِمَا قَالُوْا نُسَخِّمُ وُجُوْهَهُمَا وَنُخْزِيْهِمَا قَالَ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰيةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَجَاؤُا فَقَالُوْا لِرَجُلٍ مِّمَّنْ يَرْضَوْنَ يَا اَعْوَرُ اِقْرَأْ فَقَرَأَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى مَوْضِعٍ مِّنْهَا فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهِ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَاِذَا اٰيَةُ الرَّجْمِ تَلُوْحُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ بَيْنَهُمَا الرَّجْمَ وَلٰكِنَّا نَتَكَاتَمُهٗ بَيْنَنَا فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا فَرَاَيْتُهٗ يُجَانِئُ عَلَيْهَا الْحِجَارَةَ

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اہل کتاب جو تورات کی عربی میں تفسیر کرتے ہیں اس کی تصدیق نہ کرو ؛ کیونکہ یہودیوں نے تورات میں کافی تغیر وتبدیل کی ہے اور اُنہوں نے بعض کتاب کو چھپا رکھا تھا۔ قولہ وقال ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ لکھ کر ہرقل کی طرف اس لئے بھیجی تھی کہ اس کے پاس ترجمہ کیا جائے گا اور وہ اس کا مضمون سمجھ لے گا۔ ہرقل کی حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ قرآن کی قرأت فارسی میں جائز ہے اور فارسی میں نماز جائز ہے۔ (حدیث ۴۲۳۸ ج ۶ ص ۱ کی شرح دیکھیں)

۷۰۸۸ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی مرد اور یہودیہ عورت لائے گئے جنہوں نے زنا کیا تھا حضور نے یہودیوں سے فرمایا ان کے ساتھ تم کیسے کیا کرتے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم ان کے چہرے کالے کر دیتے اور انہیں ذلیل و رسوا کرتے ہیں فرمایا تورات لاؤ اور پڑھو اگر تم اس بات میں سچے ہو وہ آئے اور ایک آدمی سے کہا جس کو وہ پسند کرتے تھے اے اَعور تورات پڑھ اُس نے تورات پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ جب آئت رجم کے مقام کو پہنچا تو اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ حضور نے فرمایا اپنا ہاتھ اُٹھا اُس نے ہاتھ اُٹھایا تو وہاں رجم کی آیت تھی جو چمک رہی تھی پھر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان دونوں پر رجم ہے لیکن ہم آپس میں

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَزَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ

۷۰۸۹ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهٖ

اس کو چھپایا کرتے ہیں پھر ان دونوں کو رجم کیا گیا میں نے زانی یہودی کو دیکھا وہ زانیہ یہودیہ پر مائل ہوتا تھا اس کو پتھروں سے بچاتا تھا (حدیث ۳۴۰۱ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

حل لغات : نُسَخِّمُ ،، کالے کرتے ہیں۔ نَلُوح ،، چمک رہی تھی۔ نکاتمہ ،، چھپاتے ہیں یُجَانِی ،، منہ کے بل گرتا ہے، مائل ہوتا ہے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! قرآن کی مہارت رکھنے والا مکرم پاک فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو

قرآن کی مہارت رکھنے والا وہ شخص ہے جو قرآن کو حفظ کرنے کے ساتھ اس کو تجوید سے پڑھے وہ مکرم پاک فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو لوح محفوظ سے لکھتے ہیں اور اللہ کے نزدیک مکرم تابعدار اور گناہوں سے پاک ہیں اور زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ ،، سے مراد یہ ہے کہ مد اور ترتیل سے پڑھا جائے اور حدِ غنا تک نہ پہنچے "

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۷۰۸۹ — کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا اِذن نہیں دیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید خوش آواز سے پڑھنے کا اِذن دیا ہے۔ اس حال میں کہ قرآن

marfat.com
Marfat.com

۷۰۹۰ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ فَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِي وَاَنَا حِيْنَئِذٍ اَعْلَمُ اَنِّي بَرِيْئَةٌ وَاَنَّ اللّٰهَ يُبَرِّئُنِي وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِي شَاْنِي وَحْيًا يُتْلٰى وَلَشَاْنِي فِي نَفْسِي كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِاَمْرٍ يُتْلٰى وَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوا بِالْاِفْكِ اَلْعَشْرَ الْاٰيَاتِ كُلَّهَا

بلند آواز سے پڑھتے ہیں (اذن سے مراد شفاعت اور قرب ہے)

۷۰۸۹ — شرح : "سَفَرَةٌ" وہ فرشتے ہیں جو لوحِ محفوظ سے لکھتے ہیں کرام وہ فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز و مکرم ہیں "برره" وہ فرشتے ہیں جو تابعدار گناہوں سے پاک ہیں۔ ترمذی شریف نے حسن صحیح حدیث ذکر کی کہ جو شخص مہارت سے قرآن پڑھتا ہے وہ سفرہ کرام برره فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ مہارت سے مراد تجوید سے تلاوت کے ساتھ ساتھ اسے قرآن کریم اچھا حفظ ہو اور اس کی زبان نہ پھسلتی ہو اور قرآن کریم نہایت آسانی سے پڑھ سکتا ہو ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن آسان کر دیا ہے جیسے فرشتوں کے لئے آسان کیا ہے وہ قرآن کے حفظ اور تلاوت کی آسانی اور آخرت کے درجہ میں ان فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور قرآن کریم کی مہارت کے سبب وہ اللہ کے نزدیک مکرم ہوگا۔

۷۰۹۰ — ترجمہ : ابن شہاب نے کہا عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ نے مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی۔ جس وقت بہتان سازوں نے ان کے خلاف جو کچھ کہا اور ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔

marfat.com

Marfat.com

۷۰۹۱ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا اَوْ قِرَاءَةً مِّنْهُ

۷۰۹۲ ـــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارِيًا بِمَكَّةَ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَاِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ جَاءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا

ام المؤمنین نے فرمایا میں اپنے بستر پہ لیٹ گئی اور میں اس وقت جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے ضرور بری کرے گا لیکن خدا کی قسم میں یہ گمان نہ کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری شان میں وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت کی جایا کرے گی۔ میرے دل میں میری شان اس سے بہت کم تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ایسا کلام کرے جو تلاوت کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ،، دس آیات نازل فرمائیں۔ (سورۂ نور میں اس کی تفصیل دیکھیں)

شرح ۷۰۹۰ ـــ : اس حدیث کی مطابقت بِاَمْرٍ يُتْلٰى ،، میں ہے محرابوں اور محافل میں ام المؤمنین کے بارے میں منزّل آیات کی تلاوت کی جائے گی۔

کتاب الشہادت میں اس کو مفصّل بیان کیا ہے۔ فراجع الیہ "

ترجمہ ۷۰۹۱ ـــ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں والتین والزیتون پڑھتے ہوئے سُنا۔ میں نے کسی کی آپ سے

marfat.com
Marfat.com

۷۰۹۳ ـــ حدثنا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهٗ اِنِّيْ اَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَاِذَا كُنْتَ فِيْ غَنَمِكَ اَوْ بَادِيَتِكَ فَاَذَّنْتَ بِالصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَاِنَّهٗ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا اِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اچھی آواز یا قراءۃ نہیں سنی۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں ۷۰۹۲ ـــ چھپے ہوئے تھے اور حضور اپنی آواز بلند کرتے تھے جب اسے مشرک سنتے تو قرآن اور جو قرآن کو لایا (جبرائیل علیہ السلام) ان کو گالی بکتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ آواز زیادہ بلند نہ کریں اور نہ ہی زیادہ اخفاء کریں۔ (اس کی تفصیل ابھی ابھی "اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ" کے تحت کی ہے۔

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صَعْصَعَہ نے اپنے والد ۷۰۹۳ ـــ عبداللہ سے روایت کی کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو جب تک اپنی بکریوں یا کھلے میدان (بادیہ) میں ہو اور نماز کے لئے اذان کہو تو بلند آواز سے اَذان کہو کیونکہ موذن کی بلند آواز کی دُوری میں کوئی جنّ، انسان اور نہ کوئی اور سُنتا ہے مگر وہ قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گا۔ ابوسعید نے کہا میں نے یہ حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ قرآن پڑھتے وقت بلند آواز سے قرآن پڑھنے والا شہادت کا زیادہ حقدار ہے۔

(حدیث ۵۸ ج ۱ ج : اکی شرح دیکھیں)

marfat.com
Marfat.com

۷۰۹۴ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَرَاْسُهٗ فِي حَجْرِيْ وَاَنَا حَائِضٌ

بَابُ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

۷۰۹۵ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ حَدَّثَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۰۹۴ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور حضور کا سر مبارک میری گود میں ہوتا تھا حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قرآن سے جو آسان ہو پڑھو!

۷۰۹۵ — ترجمہ : عروہ نے بیان کیا کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن القاری نے انہیں خبر دی کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہشام بن حکیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سورۂ فرقان پڑھ رہے تھے میں نے ان کی قرأت کان لگا کر سنی تو وہ کثیر حروف پر پڑھتے ہیں جو مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھایا میں نماز ہی میں اس پر حملہ کرنے والا تھا لیکن میں نے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا میں نے اس کے گریبان

marfat.com
Marfat.com

فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهٖ فَاِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ اُسَاوِرُهٗ فِى الصَّلٰوةِ
فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهٗ بِرِدَائِهٖ فَقُلْتُ مَنْ اَقْرَأَكَ هٰذِهِ
السُّوْرَةَ الَّتِىْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ فَقَالَ اَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ كَذَبْتَ اَقْرَأَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اَقُوْدُهٗ
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّىْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ
سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا فَقَالَ اَرْسِلْهُ اِقْرَاْ
يَا هِشَامُ فَقَرَاَ الْقِرَاءَةَ الَّتِىْ سَمِعْتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِقْرَاْ يَا عُمَرُ فَقَرَاْتُ الَّتِىْ اَقْرَاَنِىْ فَقَالَ كَذٰلِكَ اُنْزِلَتْ اِنَّ هٰذَا
الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

میں اس کی چادر ڈالی اور کہا تجھے یہ کس نے سورت پڑھائی ہے جو میں نے تجھے پڑھتے ہوئے سنی ہے اُس نے کہا مجھے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی میں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے مجھے یہ سورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہیں پڑھائی۔ میں اس کو کھینچتا ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسے سورۂ فرقان اُن حروف پر پڑھتے سنا ہے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے ہیں۔* جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عمر تم پڑھو میں نے وہی قرأت پڑھی جو حضور نے مجھے پڑھائی تھی تو آپ نے فرمایا اسی طرح یہ نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے اس سے جو آسان ہو پڑھو۔

* حضور نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اے ہشام پڑھ تو اس نے وہی قرأت پڑھی جو میں نے اس سے سنی تھی ۱۲

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ مُيَسَّرٌ مُهَيَّأٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ بِلِسَانِكَ هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ عَلَيْكَ ۷۰۹۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ حَدَّثَنِيْ مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ

۷۰۹۵ — شرح : سات حروف سے سات لغات مراد ہیں۔ تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے نماز میں قرأت مراد ہے۔ یعنی نماز میں قرآن سے جو بھی آسان ہو پڑھو لہٰذا جو حضرات نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض کہتے ہیں یہ اُن پر حجت ہے اور ان کے خلاف مستحکم دلیل ہے (اس کی مزید تفصیل حدیث ع ۲۲۵۸/۳ کی شرح میں دیکھیں) نیز حدیث ع ۴۶۷۲/۷ کی شرح کے علاوہ اسی حدیث سے تھوڑا سا پہلے باب قرآن کریم سات حروف پر نازل ہُوا کے تحت شرح کا مطالعہ فرمائیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم نے قرآن ذکر کے لئے آسان کر دیا کیا کوئی نصیحت پانے والا ہے؟

ذکر کے لئے قرآن آسان کرنا کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہ زبان پر آسانی سے جاری ہو جاتا ہے اور قرأت میں تیزی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بسا اوقات زبان قرأت میں سبقت کر جاتی ہے اور بعد میں آنے والے حروف کی طرف تجاوز کر جاتی ہے اور مابعد پر حرص کرتے ہوئے بعض کلمات بھی حذف ہو جاتے ہیں۔ بعض نے اس سے نصیحت مراد لی ہے۔ بعض نے حفظ کہا ہے (عینی)

قولہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عمل کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لئے آسان کر دیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ میسر بمعنی مہیا ہے۔ تیار کیا گیا۔ قولہ قال مجاہد، مجاہد نے کہا ہم آپ کی زبان پر قرآن آسان

marfat.com
Marfat.com

قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ ۷۰۹۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشُ سَمِعَا سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ فِيْ جَنَازَةٍ فَاَخَذَ عُوْدًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْاَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ اَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا اَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى الْاٰيَةَ

آسان کر دیا ہے۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ آپ پر اس کی قراءت آسان کر دی ہے۔ قولہ قال مَطَرٌ مطر ورّاق نے کہا۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ، کی تفسیر یہ ہے کہ کوئی علم کا طالب ہے جس کی اس میں مدد کی جائے؟ مطر الوراق خراسانی وراق ہیں قرآن پاک لکھا کرتے تھے۔ ۱۱۲ ہجری میں فوت ہوئے۔

ترجمہ : عمران نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ عمل کس لئے کرتے ہیں فرمایا جس عمل کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لئے آسان کر دیا گیا۔

۷۰۹۶ —

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا جبکہ فرمایا تم میں سے ہر ایک کا مقام جنت یا دوزخ میں لکھ دیا گیا ہے۔ اور جو عمل اس کے لئے لکھا گیا ہے لامحالہ وہ اس کے لئے آسان کر دیا گیا ہے۔

۷۰۹۶ —

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں شریک تھے۔ آپ نے ایک لکڑی پکڑی اور زمین میں نقطے لگانے لگے۔ فرمایا تم میں سے ہر ایک کی جگہ دوزخ یا جنت میں لکھ دی گئی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کیا ہم اس پر بھروسہ نہ کر لیں؟ فرمایا تم عمل کرتے رہو ہر عمل آسان کر دیا گیا ہے۔ بہرحال جس نے دیا اور ڈرا الخ

۷۰۹۷ — شرح : یعنی ازل میں ہر انسان کا مقدر کر دیا گیا ہے کہ وہ جنت میں جائے گا یا دوزخ میں جائے گا

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ قَالَ قَتَادَةُ مَكْتُوْبٌ يَسْطُرُوْنَ يَخُطُّوْنَ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ جُمْلَةُ الْكِتَابِ وَاَصْلُهٗ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ يُكْتَبُ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُكْتَبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ يُحَرِّفُوْنَ يُزِيْلُوْنَ وَلَيْسَ اَحَدٌ يُزِيْلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ وَلٰكِنَّهُمْ يُحَرِّفُوْنَهٗ يَتَاَوَّلُوْنَهٗ عَلٰى غَيْرِ تَاْوِيْلِهٖ دَرَاَسْتُهُمْ تَلَوْتَهُمْ وَاعِيَةٌ حَافِظَةٌ وَتَعِيْهَا وَتَحْفَظُهَا وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ يَعْنِيْ اَهْلَ مَكَّةَ وَمَنْ بَلَغَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ فَهُوَ لَهٗ نَذِيْرٌ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا عِنْدَهٗ غَلَبَتْ اَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ وَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بلکہ یہ قرآن کریم ہے جو لوح محفوظ میں ہے

قتادہ نے کتاب مسطور کی تفسیر میں کہا مسطور بمعنی مکتوب ہے۔ یَسْطُرُوْن کے معنی یکتبون ہیں" لکھتے ہیں" ام الکتاب سے مراد جملہ کتاب اور اس کا اصل ہے۔ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ "یعنی جو کچھ کلام کرے گا وہ لکھ لیا جائیگا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا خیر اور شر لکھی جاتی ہے۔ یُحَرِّفُوْنَ بمعنی یُزِیْلُوْنَ ہے "زائل کرتے ہیں" اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے کوئی کوئی بھی کتاب کا لفظ زائل نہیں کر سکتا لیکن وہ اس کی خلاف واقع تاویلیں کرتے ہیں دَرَاسَتُهُمْ

marfat.com
Marfat.com

۷۰۹۸ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ غَالِبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَبَا رَافِعٍ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ کِتَابًا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ اَنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ فَهُوَ مَکْتُوْبٌ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ

کے معنی ہیں ان کا تلاوت کرنا وَاعِیَةٌ کے معنیٰ حافظہ حفاظت کرنے والی۔ تَعِیَهَا ،، کے معنی ہیں اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اور مجھے یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ساتھ اہل مکہ کو خوف دلاؤں جس شخص کو یہ قرآن پہنچے اس کے لئے یہ تدبیر ہے ،، ڈرانے والا ،،

قولہ قَالَ لِیْ خَلِیْفَةُ ،، مجھے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا میں نے اپنے باپ کو قتادہ ابورافع ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو ایک کتاب لکھی جو اس کے پاس ہے کہ غَلَبَتْ کہا یا سَبَقَتْ ،، کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے یا سبقت لے گئی ہے اور وہ اس کے پاس عرش پر ہے۔

شرح : اس کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ لوح محفوظ عرش پر ہے۔ لوحِ محفوظ پر کتابت ہر شئ کی کتابت اگر حقیقی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی صورت اس میں ہے یا کتابت کا حکم فرمایا ہے اور اگر کتابت مجازی ہے تو معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ حکم کا تعلق ہے۔ لوح محفوظ کا اللہ کے پاس ہونے کے معنیٰ یہ نہیں کہ کسی مکان میں ہیں کیونکہ عندیہ مکانیہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں مستحیل ہے، لہٰذا یہ اس پر محمول ہے کہ جو اس کی شان کے لائق ہے وہی اس کو جانتا ہے۔ یہ متشابہات میں سے ہے۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ رحمت کی غضب پر سبقت کیسے متصور ہے حالانکہ رحمت صفت قدیمہ ہے اور قدیم وہ ہے جو مسبوق بالعدم نہ ہو اور نہ ہی کوئی شئ اس کے آگے ہو اس کا جواب یہ ہے کہ رحمت اللہ تعالیٰ کی صفت فعلی ہے یا رحمت کے تعلق کی سبقیت مراد ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت کا تعلق اس کے غضب کے تعلق سے مقدم ہے کیونکہ انسان کی عصیان کے بعد ہی عقوبت کا تصور ہوتا ہے لہٰذا ایصالِ عقوبت عصیان کے بعد ہوگا بخلاف ایصالِ خیر کے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت کا مقتضیٰ ہے (عینی)

marfat.com

Marfat.com

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ
خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ وَّيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِيْنَ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ
اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ
اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى اللَّيْلُ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ
اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ بَيَّنَ اللّٰهُ الْخَلْقَ مِنَ الْاَمْرِ
لِقَوْلِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِيْمَانَ
عَمَلًا قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهٖ وَقَالَ
جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وَقَالَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْاَمْرِ اِنْ عَمِلْنَا بِهَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ فَاَمَرَهُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے عملوں کو پیدا کیا

ہم نے ہر شئی تخمینہ سے پیدا کی ہے اور تصاویر بنانے والوں سے کہا جائے گا جو تم نے پیدا کیا ہے ان میں روح ڈالو یعنی لوگوں کے اعمال اور اقوال تمام اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں اور "ما تعملون" میں ما مصدریہ ہے لہٰذا ہر شئی کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے جبکہ اُس نے ہر شئی تخمینہ سے پیدا کی ہے اسی لئے قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا یا فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ

marfat.com
Marfat.com

بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَالشَّھَادَۃِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ فَجَعَلَ ذٰلِکَ کُلَّہٗ عَمَلًا ۷۰۹۹ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْوَھَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَھَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ وَالْقَسْمِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ زَھْدَمٍ قَالَ کَانَ بَیْنَ ھٰذَا الْحَیِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَیْنَ الْاَشْعَرِیِّیْنَ

تصاویر بنانے والوں سے کہیئے جو تم نے پیدا کیا ہے ان میں روح ڈالو جس پر وہ قادر نہ ہوں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک تمہارا رب وہ ہے جس نے تمام آسمان اور زمین چھ دنوں میں پیدا کئے پھر عرش کا قصد کیا گیا وہ رات کو دن سے اور دن کو رات سے چھپاتا ہے۔ وہ ہر ایک دوسرے کو تیزی سے طلب کر رہا ہے، سورج، چاند اور ستارے پیدا کئے وہ تمام اس کے حکم کے تابع ہیں خبردار سنو! خلق و امر اللہ ہی کے لئے ہے تمام جہانوں کا پروردگار برکت والا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے خلق کو امر سے جدا ذکر کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس کے لئے خلق اور امر ہے۔ خلق اس کی مخلوقات ہیں اور امر اس کا کلام ہے یہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے کہ خلق دنیا ہے جو کچھ دنیا میں ہے اور امر آخرت ہے اور جو بھی اس میں ہے جیسے فرمایا "اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ" اللہ کا امر یعنی قیامت آگئی۔ راغب نے کہا امر اقوال و افعال سب کے لئے ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے اِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ بَنَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الخ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو عمل فرمایا ہے ایوز۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سے اعمال افضل ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا اور فرمایا یہ ان کے عملوں کی جزاء ہے اور عبدالقیس کے وفد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمیں جملہ احکام کا حکم فرمائیں کہ اگر ان پر عمل کریں تو جنت میں داخل ہوں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایمان، شہادت، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ان سب کو عمل فرمایا (حدیث ۵۳ ج : اکی شرح دیکھیں، نیز ص۱۳۲ ج ا پر باب کے عنوان "جس نے کہا ایمان عمل ہے" کی تشریح کا مطالعہ فرمائیں۔

۷۰۹۹ ـــ ترجمہ : زہدم نے کہا جرم کے اس قبیلہ اور اشعریوں کے درمیان محبت اور بھائی چارہ

marfat.com
Marfat.com

وُدٌّ وَّاِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ فَقُرِّبَ اِلَیْهِ طَعَامٌ فِیْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ تَیْمِ اللّٰهِ كَاَنَّهٗ مِنَ الْمَوَالِیْ فَدَعَاهُ اِلَیْهِ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُهٗ یَاْكُلُ شَیْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ لَا اٰكُلُهٗ فَقَالَ هَلُمَّ فَلْاُحَدِّثْكَ عَنْ ذٰلِكَ اِنِّیْ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَفَرٍ مِنَ الْاَشْعَرِیِّیْنَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِیْ مَا اَحْمِلُكُمْ فَاُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ اِبِلٍ فَسَاَلَ عَنَّا فَقَالَ اَیْنَ النَّفَرُ الْاَشْعَرِیُّوْنَ فَاَمَرَ لَهٗ بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰی ثُمَّ انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهٗ مَا یَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمِیْنَهٗ وَاللّٰهِ لَا نُفْلِحُ اَبَدًا فَرَجَعْنَا اِلَیْهِ فَقُلْنَا لَهٗ فَقَالَ لَسْتُ اَنَا اَحْمِلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ اِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا اَحْلِفُ عَلٰی یَمِیْنٍ فَاَرٰی غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَیْتُ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ مِّنْهُ وَتَحَلَّلْتُهَا

تھا۔ ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغ کا گوشت تھا۔ اُن کے پاس بنی تیم اللہ کا ایک آدمی بیٹھا ہُوا تھا گویا کہ وہ موالی سے تھا۔ ابوموسیٰ نے اسے بُلایا (طعام کھانے کے لئے) تو اُس نے کہا میں نے مرغ کو دیکھا ہے کہ یہ کوئی شئ کھاتا تھا تو مجھے اس سے نفرت آئی۔ میں نے قسم کھائی کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ نے کہا آگے آؤ میں اس کے متعلق تم سے حدیث بیان کرتا ہوں میں اشعریوں کی جماعت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا جبکہ ہم حضور سے سواریاں طلب کرتے تھے تو آپ نے فرمایا بخدا! میں تمہیں کوئی سواری نہیں دوں گا اور نہ ہی میرے پاس کوئی سواری ہے جو تمہیں

marfat.com
Marfat.com

۷۱۰۰ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوجَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ مُضَرَ وَاِنَّا لَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِيْ اَشْهُرِ حُرُمٍ فَمُرْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْاَمْرِ اِنْ عَمِلْنَا بِهٖ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْا اِلَيْهَا مَنْ

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو آپ نے ہمارے متعلق پوچھا اور فرمایا اشعری کہاں ہیں پھر ہمارے لئے موٹے سفید کوہانوں والے پانچ اونٹوں کا حکم فرمایا۔ ہم اونٹ لے کر چلے گئے اور ہم نے باہم ایک دوسرے سے کہا ہم نے کیا کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواریاں نہیں دیں گے اور نہ ہی آپ کے پاس ہے جس پر ہمیں سوار کریں۔
ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قسم سے غافل کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم کبھی فلاح نہ پائیں گے پھر ہم آپ کی طرف لوٹ آئے اور آپ سے عرض کیا تو حضور نے فرمایا میں نے تم کو سواریاں نہیں دیں لیکن اللہ نے تم کو سواریاں دی ہیں اللہ کی قسم! جب میں کوئی قسم کھاؤں اور اس کا غیر اس سے بہتر دیکھوں تو وہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم کا کفارہ دے کر اس سے خلاصی پاتا ہوں۔

۷۰۹۹ — شرح : ذُرْد وہ اونٹ ہیں جن کی عمر تین سال سے دس تک ہو۔ ذُرَیٰ ،، ذُرُوَہ کی جمع ہے اس کے معنیٰ چوٹی کے ہیں۔ یعنی اونچی کوہانوں والے سفید اونٹ جو چربی سے بھرے ہوئے ہوں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو اللہ نے سواریاں دی ہیں جیسے روزہ دار بھول کر کھالے تو فرمایا اس کو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے غنیمت عطاء کی تو درحقیقت ان کو اللہ نے ہی اونٹ دیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے افعال کا خالق ہے۔
قولہ تَحَلَّلَتُهَا ،، تَحَلُّل سے ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں قسم کے عہدہ سے رہائی پانا اور اس کا کفارہ

marfat.com
Marfat.com

وَرَاءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اٰمُرُكُمْ بِالْاِيْمَانِ
بِاللّٰهِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَتُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَ
اَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ لَا تَشْرَبُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ

۷۱۰۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

ادا کر کے اس کی حرمت سے حلت کی طرف نکلنا ہے۔ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ دوسرا جواب ہو جبکہ پہلا جواب یہ تھا کہ میں نے تم کو سوار نہیں کیا اور میں اپنی قسم کی مخالفت نہیں کرتا لیکن اللہ نے تم کو سواریاں دی ہیں۔ دوسرے جواب کا حاصل یہ ہے کہ میں قسم کی مخالفت کرتا ہوں اور اس سے حلال ہو جاتا ہوں غرضیکہ میں غافل نہیں ہوں یہ دونوں صحیح محمل ہیں (حدیث ۶۲۴۲ ج ۱۰ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو جمرہ ضبعی نے بیان کیا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا :

۷۱۰۰ — عبدالقیس کا وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا اور کہا ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر رہتے ہیں اور ہم صرف حرم کے مہینوں میں ہی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں آپ ہمیں جامع امر کا حکم فرمائیں اگر ہم اس پر عمل کریں تو جنت میں داخل ہوں اور اپنے پچھلوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی دعوت دیں۔ حضور نے فرمایا میں تم کو چار اشیاء کا حکم کرتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں تم کو اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں کیا جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے ؟ یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنا میں تم کو چار سے منع کرتا ہوں۔ کدو کے برتن، لکڑی کے برتن اور تارکول کئے ہوئے برتنوں اور سبز مٹکوں میں نبیذ نہ بناؤ ! (حدیث ۵۰ ج کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

۷۱۰۱ — صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن

marfat.com
Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ

۷۱۰۲ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ

۷۱۰۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً اَوْ شَعِيْرَةً

عذاب دیا جائے گا اُن سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے۔ ان کو زندہ کرو۔

۷۱۰۱ — شرح : اس حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنے افعال کے خالق ہیں اگر ان کا یہ دعویٰ صحیح ہوتا تو تصاویر بنانے والوں پر انکار نہ کیا جاتا۔ ان پر خلق کا اطلاق بطور استہزاء ہے۔ دراصل یہ ان کا کسب تھا، یا ان کے زعم فاسد کی بنیاد پر خلق کا اطلاق کیا ہے۔ حدیث شریف میں امر تعجیز کے لئے ہے۔

۷۱۰۲ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصاویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جو تم نے پیدا کیا ہے۔ ان کو زندہ کرو۔

۷۱۰۳ — ترجمہ : ابوزرعہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے

marfat.com
Marfat.com

بَابُ قِرَاءَةِ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ وَاَصْوَاتِهِمْ وَتِلَاوَتِهِمْ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ

۷۱۰۴ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ هَمَّامٌ قَالَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی مانند پیدا کرنا چاہتا ہے وہ چھوٹی سی چیونٹی پیدا کریں یا دانہ یا جَو پیدا کریں۔

۷۱۰۳ — شرح : قولہ ذَهَبَ، یعنی قصد کرتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ کے پیدا کرنے کی طرح تو کوئی بھی پیدا نہیں کر سکتا تو مصوّرین کی کیا تخصیص ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اُن سے استہزاء ہے یا اُن کے گمان کے مطابق فرمایا ہے یا صرف صورت میں تشبیہ ہے۔ ہر لحاظ سے تشبیہ نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کافر مُصوّر سے زیادہ ظالم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے یہ اس مصوّر کے متعلق ہے جو عبادت کے لئے بت تراشتا ہے کیونکہ وہ کافر ہے، لہٰذا اس کا وہی حکم ہے جو کافر کا حکم ہے۔ اس سے مقصد ان کو کبھی تو حیوان پیدا کرنے کے ساتھ عاجز کرنا ہے کہ وہ چیونٹی پیدا کریں کبھی جامد شی کے ذریعہ عاجز کرنا ہے کہ وہ جو پیدا کریں۔ حبّہ عام ہے شعیرہ خاص ہے۔ یہ خاص کا عام پر عطف ہے۔ یہ خساست میں ترقی کا نوع ہے اور الزام میں تنزل کی قسم ہے کہ وہ چیونٹی جیسی خسیس شئ کو پیدا کریں یا دانہ ہی پیدا کر کے دکھائیں۔

باب فاجر، منافق کی قراءت اور ان کی آوازیں اور تلاوت ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اُترتی

۷۱۰۴ — ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ لیموں کی مثل ہے کہ اس کا ذائقہ اور اچھا خوشبو اچھی ہے اور جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور جیسی ہے کہ اس کا ذائقہ تو اچھا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں اور فاجر کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ریحانہ جیسی ہے جس کی خوشبو تو اچھی لیکن ذائقہ کڑوا ہے اور فاجر کی مثال جو قرآن

marfat.com
Marfat.com

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ
کَالْاُتْرُجَّۃِ طَعْمُھَا طَیِّبٌ وَرِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ وَمَثَلُ
الْفَاجِرِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ طَعْمُھَا مُرٌّ وَّلَا
رِیْحَ لَھَا

۷۱۰۵ — حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا
مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ ح وَحَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَۃُ
قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یَحْیٰی بْنُ عُرْوَۃَ بْنِ

قرآن نہیں پڑھتا تمرہ جیسی ہے کہ اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے اور خوشبو سرے سے نہیں۔"

۷۱۰۴ — **شرح** : اترج (لیموں) میں بہت خاصیتیں ہیں جن کے باعث یہ افضل پھل ہے۔ دیکھنے میں خوش منظر ہے چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے۔ اس کا رنگ ناظرین کو خوش کرتا ہے۔ لذیذ ہونے کے علاوہ خوشبودار ہے۔ معدہ کی صفائی کرتا ہے ہضم میں قوت دیتا ہے۔ حواس اربعہ بصر، ذوق، شم اور لمس اس سے محفوظ ہوتے ہیں اس کا چھلکا گرم خشک ہے ~~ساقہ جرم گرم تر ہے~~ اس کی جوضت ~~ترشی میں خشک~~ اور بیج گرم خشک ہے۔ اس کا چھلکا کپڑوں میں رکھا جائے تو جوئیں وغیرہ نہیں پیدا ہوتیں۔ رنگ روشن کرتا ہے جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کے دل میں ایمان کے اعتبار سے اس کا باطن اچھا ہے، طیب ہے اور اس کے پڑھنے کے اعتبار سے لوگ اس کی آواز سے خوش ہوتے ہیں اور اس کی طرف کان لگانے کے باعث انہیں ثواب پہنچتا ہے۔ حنظل تمہ ہے۔ بعض علاقوں میں اس کو بطیخ ابوجہل کہتے ہیں۔ یہاں اس کی مثال میں ذکر کیا ہے کہ اس کا ذائقہ کڑوا ہے اور خوشبو قطعاً نہیں اور فضائل قرآن میں فرمایا اس کی بُو بھی کڑوی ہے لیکن مقصد ایک ہی ہے کہ اس میں منفعت معدوم ہے۔ بعض اوقات یہ مضر بھی ثابت ہوتا ہے۔ الحاصل اس کی بُو میں نفع نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ سَاَلَ اُنَاسٌ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ
فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا
الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ اُذُنِ وَلِيِّهٖ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ
فِيْهِ اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ

۷۱۰۶ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ
ابْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيْرِيْنَ يُحَدِّثُ عَنْ مَعْبَدٍ
ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ

ترجمہ : عروہ بن زبیر نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں نے

۷۱۰۵ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا وہ کوئی شئی نہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ایسی شئی کی خبر دیتے ہیں جو سچ ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کلمہ حق ہوتا ہے جس کو جن آسمان سے سن کر یاد کر لیتے ہیں پھر وہ اپنے دوست "کاہن" کے کان میں کڑکڑا کر ڈال دیتے ہیں جیسے مرغی کڑکڑ کرتی ہے اور اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔

شرح : کہان کاہن کی جمع ہے جو زمانہ مستقبل کی خبریں دیتے ہیں اور اسرار

۷۱۰۵ — کی معرفت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں۔
حدیث میں اس کی نفی مقصود ہے۔ جنی مفرد ہے اس کی جمع جان ہے۔ قرقرہ، انڈہ دینے کے بعد مرغی

marfat.com
Marfat.com

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰى يَعُوْدَ السَّهْمُ اِلٰى فُوْقِهٖ قِيْلَ مَا سِيْمَاهُمْ قَالَ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ اَوْ قَالَ التَّسْبِيْدُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ اٰدَمَ وَقَوْلَهُمْ تُوْزَنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْقِسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَةِ وَيُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ

کی آواز ہے۔ یخطفھا "جلدی سے پکڑتے ہیں یا سُن کر یاد کرتے ہیں (حدیث ۶۴۲۲ ج: ۸ کی شرح دیکھیں)

۷۱۰۶ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے اور وہ قرآن پڑھیں گے وہ اُن کے حلقوں سے نیچے نہ اُترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر وہ واپس دین میں نہ لوٹیں گے یہاں تک کہ تیر اپنی جگہ کی طرف واپس نہ آئے عرض کیا گیا ان کی نشانی کیا ہے فرمایا ان کی نشانی بالوں کا حلق ہے۔ یا فرمایا بالوں کو جڑ سے اکھاڑنا ہے "

۷۱۰۶ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن میں یہ علامت پائی جائے وہ یہی لوگ ہوں گے جن کا حدیث میں ذکر ہے ؛ کیونکہ علامت کا وجود ذی علامت کے وجود پر دلالت کرتا ہے اور یہ خلاف اجماع ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں حج کے زمانہ کے سوا سروں کا حلق نہیں کرتے تھے اور ان لوگوں نے حلق کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ اگر کوئی جزوی طور پر سر کا حلق کرے تو وہ مذکور عموم میں داخل نہ ہوگا ؛ کیونکہ یہ بطور شعار نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۷۱۰۷ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَشْكَابَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم انصاف والی ترازو رکھیں گے"

اہل سُنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ ترازو جسم محسوس ہے اس میں ڈنڈی اور دو پلڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں اعمال و اقوال رکھے گا جیسے جسمانی چیزیں وزن کی جاتی ہیں یا اعمال کے صحائف تولے جائیں گے اس کا فائدہ یہ ہے کہ قیامت میں عدل و انصاف کا علانیہ اظہار ہوگا اور لوگوں کے عذروں کا قلع قمع کرنے کے لئے انصاف میں مبالغہ ہوگا۔

قولہ وَاَنَّ اَعْمَالَ الخ یعنی لوگوں کے اعمال اور اقوال کا وزن کیا جائے گا جبکہ وہ اللہ کے حکم سے جسم بن جائیں گے یا ان صحائف کا وزن کیا جائے گا جن کے اعمال درج ہیں۔ قولہ قال مجاھد الخ یعنی مجاہد نے کہا رومی زبان کا قسطاط بمعنیٰ عدل و انصاف ہے۔

قولہ یقال الخ یعنی قسط بکسر القاف بمعنی انصاف مُقْسِط کے مصدر کی مصدر ہے یعنی مُقْسِط کی مصدر اقساط اور اقساط کی مصدر قِسْط ہے، کیونکہ جو مصدر مفعول مطلق واقع ہوتی ہے وہ اقساط ہے اور مُقسط بمعنی عادل و مُنصِف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ" اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو ثواب دیتا ہے اور قَاسِطٌ بمعنی ظالم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا" ظالم دوزخ کا ایندھن ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مزید کا مزید علیہ کی جنس سے ہونا ضروری ہے۔ اور یہاں مزید اور مزید علیہ ہم جنس نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مُقْسِط قِسْط سے ہے اور اس کا ہمزہ سلب کے لئے ہے۔ لہٰذا مُقْسِط کے معنیٰ ظلم کا ازالہ کرنے والا فلا اشکال۔

۷۱۰۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں جو زبان پر ہلکے اور ترازو میں بھارے ہیں وہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

۱۰۷ ــــ شرح : کلمتان سے مراد کلامان ہے کیونکہ کلمہ کا اطلاق کلام پر ہوتا رہتا ہے جیسے کلمہ شہادت ہے ؛ حالانکہ وہ کلام ہے حبیبتانِ، حبیب بمعنی محبوب کا تثنیہ ہے یہ بمعنی فاعل نہیں یعنی دو کلمے محبوب ہیں اور محبوبیّت سے مراد یہ ہے کہ یہ کلمات کہنے والا اللہ کو محبوب ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کی عزت اور اکرام کرتا ہے جیسے یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ،، ہے کہ وہ مخلص لوگوں کو ثواب دیتا ہے اور ان کا اکرام کرتے ہوئے اُن سے خیریت کا ارادہ رکھتا ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب فعیل بمعنی مفعول ہو خصوصًا جب اس کا موصوف مذکور ہو تو اس میں تذکیر و تانیث برابر ہوتے ہیں تو حبیبتان پر تانیث کی علامت لانے کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تسویہ جائز ہے واجب نہیں یا مفرد میں واجب ہے ۔ تثنیہ میں واجب نہیں یا خفیفہ، ثقیلہ کی مناسبت سے تانیث کی علامت ذکر کی ہے کیونکہ یہ دونوں بمعنی فاعلہ ہیں بمعنی مفعولہ نہیں یا ان پر تاء نقل کی ہے یعنی اس لفظ کو وصفیّت سے اسمیّت کی طرف نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حُسنیٰ کثیر ہیں اُن میں سے لفظ "رحمٰن" کو اس لئے خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ حدیث سے مقصد یہ ہے کہ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے کہ تھوڑے سے فعل پر کثیر ثواب عطاء کرتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں سجع ہے، حالانکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجع سے منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے کاہنوں کی سجع سے منع فرمایا ہے جو تکلّف سے سجع لاتے ہیں۔ یا حضور نے اس سجع سے منع فرمایا ہے جو امر باطل کو متضمّن ہو۔ ان دو کلموں کی فضیلت بہت ہے چنانچہ حضور نے ارشاد فرمایا جو کوئی ایک دن میں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم سَو بار پڑھے اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی غیر متناہی رحمت ہے چنانچہ امام غزالی کہتے ہیں" اے اللہ میرے گناہ سمندر کی لہروں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں جبکہ ہر لہر پہاڑ سے بھی بڑی ہو لیکن رحیم جب معاف کرنے پر آئے تو یہ تمام گناہ اس کے نزدیک مچھر کے پر سے بھی چھوٹے ہیں۔ حدث جاری علی الفعل جو مفعول مطلق واقع ہو۔ اوزانِ مصادر سے ہو تو مصدر ہوتا ہے

marfat.com

Marfat.com

ورنہ اگر کسی کا علم ہو تو علم مصدر ورنہ اسم مصدر ہوتا ہے۔ سبحان مصدر منصوب ہے اس کا فعل لزوماً محذوف ہوتا ہے اور ہمیشہ مضاف منصوب ہوتا ہے۔ یہ تسبیح کا علم ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ علم مضاف نہیں ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علم دو قسم ہے علم ذاتی و علم وصفی۔ علم ذاتی مضاف نہیں ہوتا علم وصفی مضاف ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو وہ اس کی طرف منسوب نہیں کر سکتے ہیں۔

وَبِحَمْدِہٖ یعنی اَلْتَبِسُ بِحَمْدِہٖ ،، جملہ ہے اس کا پہلے جملہ سبحان اللہ ،، پر عطف ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے ،، اُسَبِّحُ وَاَلْتَبِس بحمدہٖ ،، میں اس کی تنزیہہ بیان کرتا ہوں اور اسے ہر نقص سے پاک جانتا ہوں اور اس کی حمد و ثناء میں مصروف و مشغول ہوں۔ حمد کے معنی جمیل اختیاری کی علی وجہ التعظیم ثناء ہے۔ اس مقام میں یہ جاننا ضروری ہے کہ حدیث شریف میں دو لفظ تسبیح اور تحمید ذکر کئے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات بعض عدمیہ ہیں وہ یہ کہ اس کا شریک نہیں، اس کی کوئی جہت نہیں اسی طرح تمام صفاتِ تنزیہہ ہیں ان کو صفات جلال کہا جاتا ہے۔ بعض صفات وجودیہ ہیں جیسے علم، قدرت مثلاً ان کو صفاتِ اکرام کہا جاتا ہے۔ اور یہ آئت کریمہ ،، ذوالجلال والاکرام ،، دونوں کو جامع ہے۔ نظمِ طبعی کا مقتضی یہ ہے کہ پہلے تخلیہ ثابت کیا جائے کہ وہ ذات کریمہ تمام نقائص سے پاک و صاف ہے اس میں شمہ بھر نقص کا امکان نہیں۔ پھر تخلیہ کیا جاتا ہے کہ وہ ہر کمال سے مزین ہے۔ اسی لئے حدیث میں پہلے سبحان ذکر کیا کہ وہ ہر نقص سے منزہ ہے پھر حمد ذکر کی کہ تمام محامد اسی کے لئے ہیں۔ جبکہ اللہ حمد کو بہت پسند کرتا ہے اسی لئے اپنی حمد خود کی ہے، چنانچہ فرمایا: الحمد للہ رب العالمین ،، پس حدیث کے معنی یہ ہیں میں اللہ تعالیٰ کی تمام نقائص سے پاکی بیان کرتا ہوں اور تمام کمالات کے ساتھ اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ اس کے بعد فرمایا: سبحان اللہ العظیم ،، اللہ اُس ذات کا اسم ہے جو تمام صفات کمالیہ کی مستجمع ہے لہٰذا وہ تمام صفات کمالیہ اور اسماء حسنیٰ کو جامع ہے اور عظمت مطلقہ کاملہ کا مقتضی یہ ہے کہ اس کا کوئی شریک نہ ہو وہ جسم و جسمانی سے پاک ہو۔ ہر جزئی کلی کو جانتا ہو اور تمام مقدورات پر اس کی قدرت کاملہ ہو جس میں یہ امور پائے جائیں وہ عظیم ہے ورنہ عظیم مطلق نہ ہوگا۔ اسی لئے حدیث میں پہلے لفظ اللہ ذکر کیا کہ وہ تمام اسماء حسنیٰ اور صفات کمالیہ کو جامع ہے۔ پھر اس کی عظیم وصف بیان کی کہ جو اس کی شان کے لائق نہیں وہ اس سے مسلوب ہیں اور جو اس کے لائق ہیں وہ اس کے لئے ہیں۔ اس لئے اللہ عظیم ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں یہ باب ذکر کیا، حالانکہ وہ کتاب التوحید کی ابتداء میں ترتیب ابواب کے وقت ذکر کر چکے ہیں کہ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ کے کلام کے مباحث پر ختم کرتے ہیں، کیونکہ وہ

marfat.com
Marfat.com

وہ وحی کا دارومدار ہیں اور اسی کے ساتھ شرائع اور احکام ثابت ہیں، لیکن یہاں اس باب کا ذکر مقصود بالذات نہیں یہ صرف اس لئے ذکر کیا ہے کہ آخری کلام اللہ کی تسبیح وتحمید پر ختم ہو جیسے ابتدائی کلام اخلاص نیت پر مشتمل تھا۔ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ تمت

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اٰمِيْن!

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

اعظم آباد ○ فیصل آباد

۱۴۔ صفر ۱۴۰۷ ہجری مطابق ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۸۷ عیسوی

marfat.com

Marfat.com

فہرس

تفہیم البخاری

حصّہ یازدہم (۱۱)

مضمون	صفحہ
کتاب الأحکام	
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی اطاعت کرو۔ حکم کے لغوی معنیٰ یہ ہیں کہ ایک شئ کی طرف اثبات یا نفی میں نسبت کرنا اور علماء اصول کی الخ	۳
باب : امرآء قریش میں سے ہوں گے۔	۵
باب : اس شخص کو ثواب جس نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔	۸
باب : امام کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا، جبکہ اس کی بات اور اطاعت گناہ نہ ہو۔	۱۰
باب : جو کوئی امارت کی طلب نہ اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔	۱۳
باب : جو کوئی امارت کا مطالبہ کرے وہ اس کے حوالہ کیا جائے گا۔	۱۴
باب : امارت کی حرص کرنا مکروہ ہے۔	۱۵
باب : جس کو رعیت دی گئی اور اس نے لوگوں سے بھلائی نہ کی۔	۱۶
باب : جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو مشقت میں ڈالے گا۔	۱۸
باب : راستہ میں فیصلہ کرنا اور فتویٰ دینا	۱۹

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی چوکیدار نہ تھا۔	۲۰
باب : حاکم اس شخص کے قتل کا فیصلہ کرے جس پر قتل واجب ہے اُس سے اُوپر کا حاکم فیصلہ نہ کرے۔	۲۲
باب : کیا حاکم غصّہ کی حالت میں فیصلہ کرے یا فتوی صادر کرے ؟	۲۴
باب : جس نے یہ خیال کیا کہ قاضی اپنے علم کے مطابق لوگوں کے معاملات میں فیصلہ کرے جبکہ بدگمانی اور تہمت کا خوف نہ ہو۔	۲۷
باب : مہر لگائے ہُوئے خط پر گواہی دینا۔	۲۸
باب : آدمی کب قاضی بننے کا مستحق ہوتا ہے۔	۳۳
باب : جس نے مسجد میں فیصلہ اور لعان کیا۔	۴۰
باب : جس نے مسجد میں فیصلہ کیا حتّٰی کہ جب کہ حدّ کا وقت آیا تو حکم دیا اُس کو مسجد سے باہر نکال دیا جائے پھر اُس پر حدّ قائم کی جائے۔	۴۲
باب : امام کا جھگڑنے والوں کو نصیحت کرنا۔	۴۳
باب : جھگڑنے والوں کے لئے قاضی کی گواہی حاکم کے سامنے ہونی چاہیئے وہ قضا سے پہلے گواہ بنا ہو	
یا بعد۔	۴۵
باب : حاکم کا دو امیروں کو جنہیں کسی جگہ امیر بنا کر بھیجے حکم دینا کہ وہ ایک دوسرے کی موافقت کرے اور نافرمانی نہ کرے۔	۵۰
باب : حاکم کا دعوت قبول کرنا۔	۵۱
باب : اُمراء کے نذرانے۔	۵۲
باب : موالی کو قاضی اور عامل بنانا۔	۵۴
باب : لوگوں کے امور کے منتظم	۵۵
باب : بادشاہ کی تعریف کرنا اور جب وہ چلا جائے تو اس کی اغلاط کہنا مکروہ ہے۔	۵۶
باب : غیب شخص پر حکم لگانا	۵۷
باب : جس کے لئے اُس کے بھائی کا فیصلہ کیا گیا۔ وہ اس کو نہ لے۔	۵۸
باب : کنوئیں وغیرہ کا فیصلہ کرنا	۶۱
باب : قلیل و کثیر مال میں فیصلہ کرنا۔	۶۳

marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ
باب : حاکم کا لوگوں کے لئے مال اور زمین فروخت کرنا	۶۳
باب : جس نے اس طعنہ کی پرواہ نہ کی جو کوئی امراء کے متعلق کہے جو وہ نہیں جانتا۔	۶۴
باب : الدّ خصم وہ شخص ہے جو ہمیشہ جھگڑا کرے۔ لدّ یعنی ٹیڑھے لوگ۔	۶۶
باب : جب حاکم ظالم یا اھلِ علم کے خلاف فیصلہ کرے تو وہ مردود ہے۔	۶۷
باب : حاکم لوگوں کے پاس جائے اور ان میں صلح کرائے۔	۶۸
باب : کاتب کو دیانتدار عقلمند ہونا مستحب ہے۔	۷۰
باب : حاکم کا اپنے عاملوں اور قاضی کا اپنے امینوں کو لکھنا۔	۷۴
باب : کیا حاکم کے لئے جائز ہے کہ امور کی دیکھ بھال کرنے کے لئے کوئی تنہا آدمی بھیجے۔	۷۵
باب : حاکموں کے ترجمان کیا ایک ترجمان جائز ہے۔	۷۵
باب : حاکم کا اپنے عاملوں کا محاسبہ کرنا۔	۷۹
باب : امام کے رازدان اور مشیر	۸۰
باب : امام لوگوں کو کس طرح بیعت کرے۔	۸۲
باب : جس نے دوبار بیعت کی۔	۸۹
باب : اعراب کا بیعت کرنا	۹۰
باب : بچے کا بیعت کرنا	۹۱
باب : جس نے بیعت کی پھر بیعت توڑنے کی خواہش کی۔	۹۲
باب : جو کسی کی بیعت صرف دنیا کے لئے کرتا ہے۔	۹۳
باب : عورتوں کو بیعت کرنا۔	۹۵
باب : جس نے بیعت توڑ ڈالی۔	۹۶
باب : خلیفہ مقرر کرنا۔	۹۷
باب : جھگڑا اور نزاع کرنے والے اور اہلِ معصیت کو معلوم ہونے کے بعد گھروں سے نکال دینا۔	۱۰۵
باب : کیا امام کے لئے جائز ہے کہ مجرموں اور اہلِ معصیت کو اس کے ساتھ کلام کرنے سے اور زیارت وغیرہ کرنے سے روکے۔	۱۰۷
کتاب التمنّی	۱۰۸

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : جس نے شہادت کی خواہش کی۔	۱۰۹
باب : خیر کی خواہش کرنا۔	۱۱۱
باب : نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد۔ اگر میں وہ شئ پہلے کرتا جو بعد میں کی ہے تو ھدی نہ بھیجتا۔	۱۱۲
باب : نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد کاش ایسا ایسا ہوتا۔	۱۱۴
باب : قرآن اور علم کی تمنا کرنا۔	۱۱۵
باب : جو تمنا مکروہ ہے۔	۱۱۶
باب : آدمی کا یہ کہنا اگر اللہ ہدایت کرنے والا نہ ہوتا تو ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔	۱۱۹
باب : دشمن سے مقابلہ کی تمنا کی کراہت۔	۱۲۰
باب : لفظِ لَوْ کا جواز	۱۲۱
کتاب اخبار الاحاد	
باب : اذان، نماز، روزہ فرائض اور احکام میں سچے واحد آدمی کی خبر کے جواز میں روایات۔	۱۲۷
باب : نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا زبیر کو تنہا دشمن کی خبر لینے بھیجنا۔	۱۳۹
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد نبی کے گھروں میں اجازت کے بغیر داخل ہوؤ جب اجازت دیدے تو جائز ہے۔	۱۴۱
باب : نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم امراء اور قاصدوں کو یکے بعد دیگرے روانہ کرتے تھے۔	۱۴۲
باب : نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عرب کے وفدوں کو وصیت کرنا کہ اپنے پچھلوں کو احکام پہنچا دیں۔	۱۴۶
باب : ایک عورت کی خبر	۱۴۸
باب : کتاب و سنت کو مضبوط پکڑنا	۱۴۹
باب : نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد میں جوامع کلم کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔	۱۵۲
باب : جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طریقوں کی اقتداء کرنا۔	۱۵۴
عیینہ بن حسن فزاری	۱۶۴
حُر بن قیس بن حصن فزاری	۱۶۴
باب : کثرتِ سوال اور غیر مقصد باتیں کرنے کی کراہت۔	۱۶۷
باب : نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے افعال کی پیروی کرنا	۱۷۵

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب : علم میں شدت کرنا (حد سے بڑھنا) اور اُس میں جھگڑا کرنا اور دین میں غلو اور بدعت کی کراہت۔	۱۷۶
باب : اس کو گناہ جو بدعتی کو پناہ دے۔	۱۸۸
باب : رائے کی مذمت اور قیاس کی تکلیف میں جو مذکور ہے۔	۱۸۸
باب : جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کسی چیز سے متعلق پوچھا جاتا جس کے متعلق وحی نازل نہیں ہوتی ہوتی۔	۱۹۳
باب : نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اپنی امّت کے مردوں اور عورتوں کو وہ تعلیم دینا جو اللہ تعالیٰ نے آپکو سکھایا ہے جو رائے اور تمثیل نہ تھی۔	۱۹۵
باب : نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد میری امّت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا اور جنگ کرے اور وہ علماء ہیں۔	۱۹۷
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یا تمہیں مختلف گروہ گروہ کردے۔	۱۹۹
باب : جس نے معلوم اصل کو واضح اصل کے ساتھ تشبیہ دی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کا حکم بیان فرمایا تاکہ سائل سمجھ لے۔	۲۰۰
باب : اللہ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق قاضیوں کا اجتہاد کرنا۔	۲۰۲
باب : نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد تم پہلے لوگوں کے طریقوں کی ضرور پیروی کروگے۔	۲۰۴
باب : اس شخص کو گناہ جو گمراہی کی طرف بلائے یا جس نے بُرا طریقہ نکالا۔	۲۰۶
تیسواں پارہ	۲۰۷
باب : جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ذکر کیا اور علماء کا اتفاق	۲۰۷
باب : اللہ تعالیٰ ارشاد یہ بات تمہارے ہاتھ میں نہیں۔	۲۲۲
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے۔	۲۲۳
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد اسی طرح ہم نے تم کو عادل امت بنایا۔	۲۲۶
باب : جس وقت عامل یا حاکم اجتہاد کرے اور حکم میں خطا	۲۲۸
باب : اس شخص پر حجت و دلیل جو کہے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے احکام ظاہر تھے	۲۳۰

marfat.com
Marfat.com

عنوان	صفحہ
باب : جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ترک کرنے کو حجت اور دلیل خیال کیا۔	۲۳۴
باب : جو احکام دلائل سے پہچانے جاتے ہیں۔	۲۳۵
باب : نبی کریم کا ارشاد اہل کتاب سے کسی شئی سے متعلق مت پوچھو۔	۲۴۱
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منع کرنا تحریم کا موجب ہے۔ مگر اباحت پہچانی جائے۔	۲۴۵
باب : خلاف مکروہ ہے۔	۲۴۸
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان کے معاملات باہم مشورہ سے ہوتے ہیں۔ معاملات میں ان سے مشورہ کرلیا کریں۔	۲۵۱
کتاب الردّ	
علی الجہمیۃ وغیرھم التوحید	۲۵۷
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! فرمادیں اللہ تعالیٰ کو پکارو یا رحمٰن کو جس کو بھی پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں۔	۲۶۲
باب : اللہ ہی روزی دینے والا بہت بڑی قوت والا ہے	۲۶۵
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد وہ غیب جاننے والا ہے۔ وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔	۲۶۶
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ سلامتی اور امن دینے والا ہے۔	۲۶۸
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لوگوں کا بادشاہ۔	۲۶۹
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ غالب حکمت والا ہے۔	۲۷۱
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ وہی ذات جس نے آسمان اور زمین حق پیدا کئے۔	۲۷۵
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔	۲۷۶
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! فرما دیجئے اللہ قادر ہے۔	۲۷۹
باب : اللہ دلوں کو پھیرنے والا ہے۔	۲۸۱
باب : اللہ تعالیٰ ایک سے کم سو نام ہیں	۲۸۲
باب : اللہ کے اسماء کے طفیل سوال کرنا اور ان کے ذریعے پناہ چاہنا	۲۸۳
باب : جو ذات و صفات اور اللہ کے اسماء کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے۔	۲۸۸

marfat.com

Marfat.com

عنوان	صفحہ
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ اپنی ذات سے تمہیں ڈراتا ہے۔	۲۹۰
باب : اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے۔	۲۹۲
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد تاکہ تو ہماری حفاظت میں پرورش پائے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کشتی ہماری حفاظت میں جارہی تھی۔	۲۹۴
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد وہی ہے اللہ بنانے والا، پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا۔	۲۹۶
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد جس کو میں نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔	۲۹۷
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اللہ سے زیادہ غیور کوئی نہیں۔	۳۰۵
باب : کون سی شئ شہادت کے اعتبار سے بڑی ہے۔	۳۰۷
باب : اللہ کا عرش پانی پر تھا اور وہ عرش عظیم کا رب ہے	۳۰۸
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس کی طرف فرشتے اور روح چڑھتے ہیں۔	۳۱۸
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کی رحمت مخلص لوگوں کے قریب ہے۔	۳۵۱
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ آسمانوں اور زمین کو زائل ہونے سے روکے ہوئے ہے۔	۳۵۶
باب : آسمان زمین اور ان کے سوا مخلوق کی پیدائش میں آمدہ روایات۔	۳۵۶
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بیشک ہمارا کلمہ گزر چکا ہے۔ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے۔	۳۵۸
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ۔	۳۶۳
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم فرماؤ اگر سمندر میری رب کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہوجائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوگئی۔	۳۶۷
باب : اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ تم وہی چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے۔	۳۶۹
باب : اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے تنگی کا ارادہ نہیں کرتا	۳۷۰
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کے حضور کوئی شفاعت نفع نہ	

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ
دے گی مگر جس کے لئے اجازت دے۔	۳۸۴
باب : اللہ کا جبرائیل کے ساتھ کلام کرنا اور فرشتوں کو نداء کرنا۔	۳۸۹
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد اس کو اپنے علم سے نازل کیا اور فرشتے گواہ ہیں۔	۳۹۲
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ اللہ کا کلام تبدیل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ قرآن حق قول ہے یہ کوئی کھیل کود نہیں۔	۳۹۵
باب : پروردگار عالم کا قیامت میں انبیأ علیہم السلام اور ان کے غیر سے کلام کرنا۔	۴۰۹
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔	۴۱۷
باب : اللہ تعالیٰ کا اہلِ جنت سے کلام کرنا۔	۴۲۹
باب : اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو اس طرح یاد کرنا کہ ان کو طاعت کا حکم دیتا ہے اور بندوں کا اللہ کو اس طرح یاد کرنا ہے۔	۴۳۱
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کا	

مضمون	صفحہ
شریک نہ بناؤ۔	۴۳۳
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اس سے کہاں چھپ کر جاتے کہ تم پر تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں لیکن تم نے گمان کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بہت سے گناہ نہیں جانتا۔	۴۳۶
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کرنا جس وقت آپ پر وحی نازل ہوتی ہو۔	۴۴۱
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اپنی بات آہستہ کہو یا آواز سے وہ دلوں کی جانتا ہے۔	۴۴۳
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا وہ اس کو رات دن پڑھتا ہے۔	۴۴۶
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے رسول پہنچا دیں وہ جو تمہارے رب کی طرف سے	

marfat.com
Marfat.com

مضمون	صفحہ
تم پر نازل کیا گیا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا تو تم نے اس کا پیغام نہ پہنچایا۔	۴۴۸
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد : کہہ دیں کہ توراۃ لاؤ اور اُسے پڑھو۔	۴۵۲
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو عمل فرمایا اور فرمایا اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی۔	۴۵۵
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! انسان بلوع پیدا کیا گیا (گھبراہٹ والا) جب اس پر مصیبت آتی ہے تو گریہ زاری کرنے لگتا ہے۔ اور جب بھلائی میں ہوتا ہے تو نیک کاموں سے رُک جاتا ہے۔	۴۵۶
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور اپنے رب سے دُعا ذکر کرنا	۴۵۷
باب : اللہ تعالیٰ کی کتابوں توراۃ و انجیل وغیرہ کی تفسیر عربی وغیرہ میں کرنے کا جواز	۰
باب : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! قرآن کی مہارت رکھنے والا مکرم، پاک فرشتوں کے ہوگا اور قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔	۴۶۴
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد قرآن سے جو آسان ہو پڑھو۔	۴۶۸
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم نے قرآن ذکر کے لئے آسان کر دیا گیا، کوئی نصیحت پانے والا ہے۔	۴۷۰
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بلکہ یہ قرآن کریم ہے جو لوح محفوظ میں ہے۔	۴۷۲
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے عملوں کو پیدا کیا۔	۴۷۴
باب : فاجر منافق کی قرأت اور ان کی آوازیں اور تلاوت ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اُترتی۔	۴۸۰
باب : اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم انصاف والی ترازو رکھیں گے۔	۴۸۴

marfat.com
Marfat.com